نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخّار ہے جسکے منتہاے قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبوں نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ انمیں سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانوں کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف میں کسقدر خون جگر کھایا ہوگا اسکے آٹھ دفتر ہیں اور بعض دفتر کی کئی جلدیں حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۱ "

ان داستانوں میں سے طلسم ہوش ربا کی پوری سات جلدیں طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین میں گذریں باقی زیر طبع ہیں وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہدیۂ ناظرین باتمکین ہونگی - بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدوں پر منقسم ہے اسکی

جلد اوّل جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ

ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوئی

۱۸۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثناے لاتعداد اُس صانع بیچون نقشبند کاف و نون کو زیبا ہی جسنے ایک لفظ کن سے طلسم ہستی کو بنایا اور کیسی اپنی عجائب و غرائب صنعتون کو دکھایا جسنے صاف ظاہر ہی کہ وہ ہر شی پر قوی و قادر ہی اُسی کی ذات پاک لائق عبادت ہی اُسی کی اطاعت و فرمانبرداری غازۂ چہرۂ قبولیت ہی وہی خالق مطلق وہی معبود برحق مستوجب پرستش ہی اور اُسی کی عبادت و اطاعت موجب آمرزش ہی اُسی کے نور قدرت کی ہر طرف جلوہ گری ہی اُسی کی صنعت بیمثال ذرے ذرے مین بھری ہی

نظم

اُسکی قدرت کے ہین عجب نیرنگ
رنگ کیا کیا نئے ملائے ہین
نخل کو گل تو گل کو دی ہی بو
آنکھین نرگس کو دین گلاب کو تو
کی عنایت زبان سوسن کو
دل پُر داغ لالہ کو بخشا
اور دیا سرو کو قد موزون

جسمین ہی عقل ہر بشر کی دنگ
اُسکی قدرت نہ کیون سراپا ہو
ہی عنایت کا اُسکی نخل ہرا ہو
گل خوشبو کو بخشی ہی بینی
لب دیے غنچہ اے گلشن کو
یہ قدرت کی صنعتین دیکھو
اُسکا قمری کو کر دیا مفتون

پھول کیا خوشنما کھلائے ہین
ن مزین ہی جو دیا جسکو
دیا سنبل کو طرۂ گیسو
ہی ہمیشہ وہ محو خود بینی
اُسکی قدرت کا ہو بیان کیا کیا
دست و بازو دیے ہین شاخون کو
کیا مجال بشر کی کہ ایک شمۂ اُسکی

داستان قدرت سے بیان کر سکے اگر ہزار ہا سال آدمی ناپیداکنار میں رہروی کرے تو بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات باعث خلقت موجودات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفےٰ علیہ آلاف التحیۃ والثناء

درود نامحدود و بیکران رب ودود بارگاہ نشین رسالت سریر آرائے بزم نبوت صاحب قرآن بانی مبانی ایمان حبیب خدا سردفتر انبیا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ الانبیا کو ہزاروں جنہوں نے طلسم کفر و ظلام کو شکست فرمایا بڑے بڑے ساحران غدار کو اعجاز نمائی کرکے تلقین بدین اسلام کی کلمہ طیبہ پڑھایا مسدس

یوں جائے سایۂ حق بجاف نبی کا نور ۔ جیسے ہو عکس آئنہ شمس در دور
رحمت سے آئکی ابر ہو جیسے رشحہ غیور ۔ معشوق بے نیاز کو شایان نہ تھا ظہور
خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا

سب انبیا ہیں اور یہ صاحب وقار اور ۔ تینوں کی پائدار اور دم ذوالفقار اور
سب کی بہار اور ہے انکی بہار اور ۔ ہیں سب گلوں کے رنگ بھی حاصل ہزار اور
ہر نور آفتاب درخشاں چراغ میں
چاند ایک پھول چاندنی کا ہے باغ میں

مدثر و امین و سرافراز و خوش لقب ۔ ہیں والضحیٰ و حامی و حبیب رب
امی و ہاشمی و محمد شہ عرب ۔ مرسل و مقرب و یٰسین و حق طلب
رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہیں
اسریٰ بعبدہٖ کے چمن کی بہار ہیں

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسدس

جناب حیدر کرار ساقی کوثر ۔ امام رونق محراب زینت منبر
حسنین جد شہ ملک بادشاہ جن و بشر ۔ جہان پناہ ید اللہ قاتل عنتر
بڑے بڑے صنموں کے بگاڑنے والے
کھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑنے والے

کیا عدل ید اللہ بیان کرنے کی حاجت ۔ دیگر ۔ سب جانتے ہیں بازوئے کبوتر کی حقیقت
کس مرتبہ تھا خلق سب آگاہ ہے خلقت ۔ تھا اسد اللہ زن بیوہ کی شکایت
قوت میں بھی نایاب شہ عقدہ کشا تھا
ٹکڑے در خیبر کو سر دست کیا تھا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ایک روز یہ حقیر سراپا تقصیر خاکپائے صاحبان علم و کمال کفش بردار صاحب ہنران باقتدار جلال بے بضاعت بے بضاعت

سرگشتۂ وادی حیرت مرکب جہل و نادانی ناآشنائے بحر ہنر تحفہ دانی ضعیف البنیان کج مج زبان اذل کونین تصدق حسین اپنے فقیر خانہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دوست واثق محب صادق شیخ حامد حسین صاحب سلمہ اللہ الواہب نے سرفراز فرمایا بعد اذکر و مذکور کے مجھ سے کہا کہ آپ کو جناب مستطاب معلی القاب عالی مرتبت عالی منزلت قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے بغرض تالیف دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران یاد فرمایا ہے مین نے بسبب اپنی ہیچمدانی اور عدیم الفرصتی کے اقرار نہ کیا مگر جب شیخ صاحب موصوف کا اصرار بدرجۂ کمال پہونچا اور وقتاً فوقتاً اور یوماً فیوماً انھون نے تقاضا کرنا شروع کیا تو ناچار و مجبور خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا مخدوم الیہ نے اس درجہ اپنے خلق و مروت بے نہایت کو کام فرمایا **شعر** اگر ہو مرے تن پیر از زبان ہو + نہ اُنکے خلق و منت کا بیان ہو + بعد گفتگوے بسیار مجھ سے واسطے تالیف و ترتیب ترجمہ نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و تورج نامہ و صندل نامہ و لال نامہ کے ارشاد فرمایا مین نے بخیال الامر فوق الادب اقرار کیا اور موجب ارشاد فیض بنیاد ترتیب و تالیف مین مشغول ہوا بالفعل دفتر اول نوشیروان نامہ منجملہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران مرتب و مدون ہو کر پیشکش شائقین والا تمکین ہے ارباب ظرین نکتہ بین و معانی پرور سخنوران فیض گستر کی خدمت فیضدرجت مین بکمال عجز و نیاز عرض پرداز ہون کہ اگر اس ترجمہ مین غلطی پائین تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان پر محمول فرما کے براہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین اور اس رو سیاہ سراپا گناہ کو بدعائے خیر یاد کرین

آغاز داستان شوکت بیان قباد بادشاہ اور وزیرون کی دوستی کا اور مارا جانا خواجہ بخت جمالی وزیر کا القش وزیر بے پیر کے ہاتھ سے اور پیدا ہونا اور تعلیم پا کے کامل ہونا خواجہ بزرجمہر کا

پلا ساقیا ہان وہ رنگین نو
پلا دے وہ مے جسکی ہو جستجو
لگا کشتیون مین تو جام شراب
کہ پینے سے جسکے نہ ٹوٹے وضو
تو کہتا ہی اے ساقی بے عدیل
وہی ساقیا ہے شراب طہور

کہ خورشید کی جسمین ہو صاف ضو
رہین میخانے مین جمع رندان دہر
تکلف سے قابون مین شامی کباب
مجھے بچپنے سے ہے اُس مے کا ذوق
وہ ہے بادۂ کوثر و سلسبیل

تکلف نہ کر ساقیا آج تو
دکھا نشۂ مے کی ساغر مین لہر
پلانا مگر وہ مئے مشکبو +
کہ ہے بادۂ دہر پر جسکو فوق
منور کرے دل کو جس مے کا نور

فرمانروایان ملک فصاحت و بلاغت شاہنشاہان اقلیم بلاغت تاجدار قلم کو صفحۂ قرطاس پر یون سرمایۂ آرا کرتے ہین کہ ملک عرب مین ایک شہر مدائن نامے ہے بہشت سواد بہشت نژاد باغ جہان مین فرد پرستان اُسکے سامنے گرد ہے لطیف و جانفزا آب و ہوائے + مبارک منزل و فرخندہ جائے + رعیت وہان کی نہایت آباد و شاد حسن مین ایک ایک پریزاد و حور نژاد **شعر** خوشدل تھے سب وہان نہ کوئی دردمند تھا + وہ شہر تاجران جہان کو پسند تھا + زمانۂ سابق مین حاکم وہان کا بادشاہ عالیجاہ سکندر وقار جم اقتدار عاقل و عادل رعیت نواز نہایت ممتاز قباد نامے تھا اُسکے عہد عدالت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے سب بآرام تمام بسر کرتے تھے کسی کا خوف نہ خطر چوری کا کھٹکا نہ ڈاکے کا ڈر اُس بادشاہ کا لشکر جرار بجید و ہشیار تھا سات لاکھ سوار کچھ تیغزن کچھ نیزہ دار چار لاکھ پیدل چھ سو علیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اشارہ جو دعویدار سلطنت کرور سوار کے افسر تیس ہزار غلام مرصع کلاہ زرین کمر چالیس وزیر خوش تدبیر تھے مگر ایک وزیر

سب وزیرون مین نامی سب مین گرامی تھا خوش رو خوش خو نیک روش کہ نام اُسکا الفقش تھا وہ ہر وقت بادشاہ کا مصاحب و ہمدم رہتا تھا سایۂ عاطفت سلطانی سے بے غم کوئی رنج نہ کوئی الم اُسکو تھا اس الفقش وزیر خوش تقریر کا ایک دوست خوش کلام خوش انجام تھا کہ نام اُسکا خواجہ بخت جمال جمیل و بے مثال تھا وہ مرد صاحب ہنر و کمال بحسب اولاد پیغمبر والا اقبال سے تھا دین جناب ابراہیم خلیل اللہ رکھتا تھا اور داماد حکیم جالینوس کا تھا الفقش سے اور خواجہ بخت جمال سے کمال ربط محبت اور دوستی تھی وہ دونون ایک جان اور دو قالب ہر وقت ترقی محبت کے طالب تھے کسی وقت وہ دونون سوا حضوری ملازمت بادشاہ جم جاہ جدا نہوتے تھے بلکہ ہر روز الفقش پہلے بخت جمال کے پاس آتا تھا وہان سے ہو کر خدمت بادشاہ عالم پناہ مین جاتا تھا اسیطرح چند مدت تک سلسلۂ محبت و رشتۂ الفت بہزار فرمان برداری قائم رہا بلکہ ہر روز مستحکم ہوتا گیا یہ اُسکو چاہتا تھا وہ اسکی دوستی کا دم بھرتا تھا راہ خلاف و کوچہ بدمزگی بہ پیرایۂ رنج و ملال قدم نہ دھرتا تھا گو غم ہجر فنا بر اے ستم رسانی عاشق و معشوق وفادار تاک مین رہا کرتا تھا جو گھڑی ہو ساعت بلکہ دن ہو مہینا جو سال گذرتا تھا بہت غنیمت تھا ایک دن اتفاقات روزگار دو دست و رازی ستم سازی فلک بیدار سے صورت فراق اس شوق و اشتیاق مین دکھلائی دی جیسی باہم دوستی تھی ویسی ہی عداوت پیدا ہوئی مسدس

آزار ہو کیا ستم فلک پیر دیکھیے ٭ نیرنگ انقلاب کہانی ہر ایک دیکھیے
پیشانی کی دو چشم ہر ایک تحریر دیکھیے ٭ زلف رسا کی حلقۂ زنجیر دیکھیے
عاشق جدا ہوا تھا وہ معشوق جان کا ٭ کیا رنگ ہے یہ گردش ہفت آسمان کا

الفقش وزیر علم نجوم مین باکمال تھا اور ستارہ شناسی مین وہ بے مثال تھا طالع گردش ستارگان خوب دیکھتا تھا شمار سعد و نحس برج و ہفت اختر اسکو بہت اچھا آتا تھا ۔ ایک دن طالع خواجہ بخت جمال خوش خصال کو دیکھا بعلم نجوم صاف صاف حال سب معائنہ ہوا افسوس کیا خون جگر پیا دل نہایت گھبرایا جلد خواجہ بخت جمال کے مکان پر آیا سامنے اُس یار کے رویا منہ اشک گرم سے دھویا خواجہ اسکا حال دیکھکر کمال بدحواس ہوا دل کر رہا یہ عالم ہراس ہوا کہا کیون بھائی خیر تو ہے کیا ہوا تمکو کیا صدمہ عظیم پہونچا کون جدا ہوا کچھ بتاؤ حال تسکین دل تو کرو اور رونے کا سبب الفقش نے کہا او ہمدرد بیجان ہمارا آرام دل دوستان وای راحت روح مشتاقان مجھپر عجیب و غریب حادثہ گذرا صدمہ عظیم ہوا کہ روح قالب مین بیقرار ہے گریبان قبائے دل تار تار ہے چشم اشکبار ہے کہ جدو بے اختیار ہے دل کا یہ حال ہے کہ بیان اُسکا محال ہے اتفاقیہ کل بیٹھے بیٹھے جو مین نے تمہارے طالع کو مطالعہ کیا ملاحظہ کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس روز تمہاری عمر کے باقی اور ہین بعد و صدمہ و اندوہ و غم عالم کے ظاہر ہین شعر اے بھائی تم کہان پھر ہم کہان ٭ جو ہر جو ہمدم و ہمدم و ہمدم کہان ٭ تمام عمر جسکے ساتھ صحبت عیش مین گذاری راحت و آرام سے زندگی بسر کی اب اُس یار جانی شفیق جاودانی سے جدائی ہوگی ہمارے واسطے طالع برگشتہ کی برائی ہوگی افسوس صد افسوس ایک دن ہم تم زیر زمین ساکن ہونگے مفارقت کے سامان ظاہر و باطن ہونگے وہ گوشۂ قبر کی تنہائی دوست قدیم سے جدائی نہ یار نہ وفادار نہ مددگار نہ غمگسار نہ شفیق نہ رفیق نہ یگانہ نہ بیگانہ ایک دوسرے سے ناآشنا ہمسایہ نہ نشان نہ پتا شعر نقد دنیا سے نہ کچھ بھی فائدہ ہم پائینگے ٭ دولت اعمال اپنے ساتھ لیکر جائینگے ٭ مگر او بھائی خواجہ بخت جمال ایک بات ضرور فی الحال کرنا چاہیے یہی طالع سے معلوم ہوا ہے مفہوم ہوا اگر تم چالیس روز تک گھر سے باہر نہ آؤ کسی طرف کو قدم نہ اُٹھاؤ کیا عجب ہے اس آفت ناگہانی بلائے آسمانی سے بچ جاؤ حجرۂ تنہائی مین بیٹھے رہو یاد خدائے عز و جل کیا کرو کسی سے بات بالکل نہ کرو شہر سے مطلق نہ ہو تو جب یہ دن نحس کے اور گردش ستارگان کے نکل جائینگے پھر ہم تم اُسیطرح مزے اُڑائینگے خواجہ بخت جمال نے بعد رنج و ملال الفقش کے کہنے کو مان لیا سب اپنی کیفیت سنکے بدل منظور کیا ایک حجرۂ تنہائی مین اُسیوقت سے جاکر بیٹھا یاد خدا و شکر رب العلی کرنے لگا حق کو تا چالیس روز ناسی حق

بصوبت مین گذرے شکر بجالایا چالیسوان دن آیا سر سجدہ خالق سے اٹھایا اُس روز القش بھی خواجہ کے گھر گیا

اور بہت فرحناک ہو کر گلے ملا اور یہ اشعار بے اختیار زبان پر جاری ہوے اشعار

شب فراق مین غم ہجر جسکو تاب آیا
ہزار شکر مرے گھر مین آفتاب آیا
معطر دماغ معطر ہوا بہار آئی

وہ روز عید کی خالق نے صبح دکھلائی
نظر جو مجکو وہ خورشید بے نقاب آیا

کمال جوشش پہ یہ دیدۂ پر آب آیا
خوشا اب ہوا کاشانۂ دل محزون

چمن سے گھر مین مرے آج کیا گلاب آیا

اے دوست صادق محب واثق خداے لایزال نے اپنا کرم فرمایا کہ تجھے مجکو پھر زندہ

دکھایا اے بھائی بفضل باری جدجان گزاری ہوا یہ مرحلۂ عظیم طے ہوا بیقراری دکر دو گریہ و زاری ہو چکا یہ روز شب ماہی ظلمت و سواد بخت بد نور کرم سے نکل گئے یہ ایام بد انجام تمام جلوۂ خورشید رحمت سے بدل گئے یہ گھڑیان کٹھن کی اب ٹل گئین گرانی جو مفارقت سے میرے دل پر چھریان غم و الم کی چل گئین اب عنایات خداوند دو جہان سے کبھی جدا نہونگے مدام خرم و شاد و آباد رہینگے لیکن اے بھائی آج یہ جی چاہتا ہے کہ عوض مین اس خوشی کے کسی صحرائے دلکش کی سیر کرین سبزہ بیگانہ و بیکار سے دل بہلائین گلہاے رنگارنگ کی فضا دیکھین طائران خوش الحان کی زمزمہ پردازی سنین اگر ہاتھ آئے تو کوئی صید شکار ہو شاد و دل بیقرار ہو جنگل مین منگل ہو ہواے سرد سے خاطر بیکل کو کل ہو معشوق پری پیکر کوئی پہلو سے دیا بیٹھے سینہ بسینہ لب بلب رہے بوس و کنار بار بار شراب و کباب کا دور ناد و دہر ہو فی الفور خواجہ بخت جمال شوق وصال معشوق خوش خصال بغفلت انجام ناکام تھا موافق منشاء آیہ کریمہ کہ اذا جآء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ترجمہ اسکی بہت شریف کلام ربانی لکھو آمدن ناگہانی کا یہ ہے کہ حق جل جلالہ و عز شانہ اپنے کلام ہدایت نظام مین ارشاد کرتا ہے جو کچھ گذرنا ہوتا ہے وہ گذرتا ہے انسان کے واسطے جو امر وقت معینہ پر موقوف ہے وہ ضرور ہو گا وقت معاہدہ خلیگا بیشک پیش آئیگا رنگ اپنا دکھائیگا انسان اُس امر اہم سے کہ ہیچ سکت ہے اپنی کیا بساط رکھتا ہے نظم اسکی عادت کا اور ہے نقشا + اُسکی قدرت کا اور ہے نقشا + شام عزلت کا اور ہے نقشا + صبح عزت کا اور ہے نقشا + اب نقاہت کا اور ہے نقشا + زور و طاقت کا اور ہے نقشا + انسان بالکل بے حقیقت ہے ہواے نفس مجازی کی کیا اصلیت ہے زندگی کی کیا ہستی ہے اشیاے ادنی سے جاے تا اعلی کی پستی ہے ہرچند حباب بھی بے ثبات ہے مگر اس سے کمتر انسان کی حیات ہے جب تلک فنا ہے زن ہے انام و نشان حیات مثل حباب مٹگیا

جب طوفان اجل اٹھتا ہے انسان کو کوئی چارہ نہین ہوتا فنا ہو جاتا ہے نظم

سینہ کادی ہو نگین کی طرح یان بیفائدہ
چین سے کسکو فلک دو آپ ہی چکر مین ہے
پھر یہ ہنستا ہے تو اے جوان بیفائدہ
ہو نشاط زندگی تو زندگی کا لطف ہے

مسکن اس بحر فنا مین کرنا مانند حباب
ہے ہوس راحت کی زیر آسمان بیفائدہ
مثل مہر و مہ وہ گردش مین ہین جنکو ہے
ورنہ ہے دون خضر عمر جاودان بیفائدہ

ہے جہان مین خواہش نام و نشان بیفائدہ
ڈال بانی پہ نہ بنیاد مکان بیفائدہ
دیکھ غنچہ کو ہے آخر مشت گل پژمردگی
ہے فلک سے آرزوے عز و شان بیفائدہ
آدم بر سر مطلب خواجہ بخت جمال

مردہ خیال نے القش وزیر کے کہنے کو تسلیم اپنے تئین سپرد حفاظت خداے علیم کیا ہرچند صبا و چہل روز تمام ہوئی آلا کچھ ساعتین اس عہد بد مہد کی شمار سے باقی تھین چونکہ وعدۂ سفر ملک عدم بحکم خداے ذوالکرام آپہونچا تھا یکتمض پیام مرگ لیکر آیا خواجہ بخت جمال و القش وزیر خوش خصال دونون گھوڑون پر سوار ہوے راہ صحراے شیر و زار ہو ہوس شکار اختیار کی باتین کرتے ہوے آپس مین محبت کا دم بھرتے ہوے خوشی خوشی چہل دو گلی کرتے ہوے صحراے سبزہ زار مین پہونچے چار طرف سیر دیکھنے لگے جس طرف نظر پڑی باغبان قضا و قدر کی قدرت دکھائی دی ہر سمت دشت پر بہار جا بجا گلہاے خود رو سے جنگل بالکل نمونۂ گلشن بہار نسرین و نسترن کے غنچون کی چار سمت بھینی بھینی خوشبو سبزہ کمال جوبن پر رونق جسکو ہر گلشن پر نکہت سے جان کے پھولون کی دماغ جان معطر ہوتا ہے سبزۂ بیگانہ پر ہر شاہ نگاہ دیا کرکے ہوتا ہے چشمے جگہ جا بجا لبریز مین قمرے جھیلین موج

چمن میں سرو شمشاد لب جو کھڑا جھومتا ہے جب جھونکا ہوا کا آتا ہے زمین بوس ہو کر قدم چومتا ہے طائران خوش الحان سے شاخہائے نودمیدہ پر
چہچہے قمری کی کو کو پپیہے کے نغمے بلبل کی زمزمہ پردازی مرغ خوش آہنگ کی زبان درازی عجیب و غریب کس مرحلے پر فضا کی بہار ہو رہی ہے کہیں سبزہ زار
کہیں لالہ زار سبزہ **اشعار** صد ہزاران گل شگفتہ ورد + سبزہ بیدار و آب خفتہ ورد + دیگر چار دون پر آ گا عجب ایسا سبزہ + زمرد
گون تھا جس سے صحن صحرا + بھرا نہرون میں ہر جا آب شفاف + تکلف کا نہایت اور بہت صاف + **خواجہ بخت جمال** و **الغش** وزیر
بہ آل سیاح دشت محبت سیاح دریاے مودت پر کہتے ہوئے ایک مقام پر پہونچے وہان سے دیکھا کہ سامنے ایک باغ شگفتہ کہن
دماغ نو آباد ہو رہا ہے سرو نے انکی غنچہ دل پژمردہ کھلایا **الغش** وزیر **خواجہ بخت جمال** کو ساتھ لیے ہوئے دعا کرنے پر دل دیتے ہوئے
اس باغ میں پہونچا ہر نہال تر و تازہ ہر گل شگفتہ ہر غنچہ نو بستہ شاداب ہر ایک حوض و نہر پر از آب زمین بوس شاخین جھوماتے بار داری
چلتا ہوا مین بہار کی خزان کا نام نہیں حسناد کا کام نہیں پیڑون پہ سبزہ و توتیر نکہت گلہاے زنگار رنگ لال آویزہ لالہ کے نقارے گل کے
شاہ سے چہنا کا مسکرانا بیلے کا البیلا پن دکھانا سوسن کی زبان درازی گل منہدی کی فسون سازی سرو کا لب جو اکڑنا نخل خشک کا
حسرت سے گڑنا مرغان چمن کا شور کہیں ہو کہیں بلبلون کا چہکنا قمریون کی کو کو زاغ کا جھکنا طائرون کی پکار ہے بہار شاداب چار اکلوارہ
معلوم ہوتا تھا نو بہار کو چمن کا منتظم کیا ہے گل و ریحان سے ہر روش کو بھر دیا ہے کہین سنبل پیچدار کہین لالہ بادل داغدار کسی جانب رخ نسترن
کسی سمت سمن و یاسمن گل شبو کے پھول نوشاد مشغول باغ مین جھیلین جنکا موافق عرض و طول ناظرین پر واضح ہو کہ یہ باغ دلکش
جسکو دیکھا کرے ہر اک عشوق ہو روش **الغش** وزیر کے باپ دادا کا بنوایا ہوا بہت ہی آراستہ و پیراستہ نہایت پر فضا تھا **نظم**

ہوا بر سبزہ اش گوہر گسستہ
چمن شہباز لعت القدر بدوش
اے جنون خانہ ویران صحرا کی ہوا ہے پیدا
گوشش آئی دو ہین [illegible] کرنے جلتے
دھو میں [illegible]
شاہد گل کو ہر معقور شکار بلبل

زمرد با مروارید بستہ
کشادہ باد نسرین را بنا گوش
آبلے تھے [illegible] پیدا
گل کی [illegible] جو دلے پیدا
[illegible] بال ہاے پیدا
[illegible] پیدا

بہر گنبش ریا مین بردمید
[illegible] پیدا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بساط خرمی ہر سو کشید
[illegible] پیدا
[illegible] خون [illegible] پیدا
[illegible] پیدا
سنبل الطیب چمن مین [illegible]

الغش وزیر خواجہ بخت جمال کو ساتھ لیے بارہ دری
مین مسند زرین بچھا کر بیٹھا وہ بارہ دری کی آرایش کہ جسکی صفت نامین شاخ قلم ہمارے نم رنگ راستگی و پیراستگی اسکی دیکھکر
عجیب رنگ پر تکلف چھت گیریان بصد شوکت و شان زربفت کے وہ پردے کہ حجاب فلک کو ہر اک خجل کر دے فرش
فروش کی آراستہ ہر جگہ ہر چیز پیراستہ جھاڑ کنول گلاس ہر دنگیان جا بجا دیوار گیریان بصد شوکت و شان چارون طرف آئینہ بندی
تصویرین معشوقان پری چہرہ کی لگی ہوئیں کشتیان شراب ناب کی قابین کباب نایاب کی پاندان خاصدان پیکدان [illegible] کا لگن
مزین و مصفا نہایت پسند خاطر سامان عشرت از **خواجہ بخت جمال** و **الغش** وزیر آل تماشے مین گل و سنبل گلشن
حیرت افزا کے مشغول ہوے گویا گوہر تمنا سر بہر حصول ہوے جام مے ارغوانی کا دور ہوا گردش فلک کج رفتار کا رنگ اور ہوا **الغش** نے
جام شراب در کشر بادہ خون ناب کا ہاتھ مین لیا اور ساغر لبریز کر کے **خواجہ بخت جمال** کو دیا **خواجہ بخت جمال** نے وہ جام
بادۂ سرخ منہ سے لگایا اور یہ شعر آبدار پہلا جوش خمار بہ الفت یار پڑھ کر سنایا **شعر** گر یار تو پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین میں
شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر وہ جام شراب بعد اضطراب غٹ غٹا کر پی لیا اور نشہ مین آ کر جھومنے لگا پھر یہ مطلع دلفریب
بے صبر و شکیب پڑھا **مطلع** نکسر تو کچھ دکھائے تھا ساغر شراب کا + جلوہ نظر پڑا ہے مجھے آفتاب کا + زاہد عبث خیال ہے روز
حساب کا + بہتر کیا جو پی لیا ساغر شراب کا + **خواجہ بخت جمال** نے خالی جام کر کے **الغش** کو دیا اور کہا بھائی تم بھی نوش کرو
الغش نے جام شراب بھرا اور پینے لگا **خواجہ بخت جمال** نے یہ اشعار گہربار زبان خوش بیان پر جاری کیے **اشعار**

بیدار ہو کی آج تو کل پائیگا دیگر بپداشت ستمگر کہ ستم بر من کرد و بر گردن او بماند بر من بگذشت ✤ ای یار وفادار ای القش وزیر با تدبیر
سن یہ دنیا چار دن کی زندگانی ہی مفت میری جان لیتا ہی کیون آپ خنجر خون چکان مجکو پہلے کو دیتا ہی یہ خصلت گوش دل سے
نکال میری نصیحت پکڑ خیال شعر نیکی کبے نیکی ملے بدسے بدی کی بات سے ✤ کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے ✤
اس حرکت ناشایستہ سے باز آ میرے قتل سے ہاتھ اٹھا جسوقت خواجہ بخت جمال نے بملال نے نصیحانہ کلام نیک انجام سنائے
اور سب پہلو اپنے بچنے کے دکھائے القش وزیر بے توقیر کے بھی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے مگر طمع دولت خزانہ سے
آمادہ قتل خواجہ رہا نہ ہاتھ اٹھایا نہ پاؤن ہٹائے بیعزتی اور بدچشتی سے جواب دیا کہ ای خواجہ بخت جمال میرا بھی
مجکو قتل کرنیکو جی نہین چاہتا ہی مگر سبب ہی ایسا ہی کیا کرون مجبوری کا عالم ہی مجکو خود تیرا غم ہی لیکن بدون تجکو مار ڈالے
کوئی چارہ نہین اب تیرا جینا مجکو گوارا نہین سن کیفیت تیرے مار ڈالنے کی یہ ہی کہ مجکو اس باغ مین ایک خزانہ
بیگانہ دولت لازوال بہت بڑا مال ہاتھ لگا ہی جسکی کچھ حد ہی نہ انتہا ہی مین جانتا ہون اگر تجکو معلوم ہوگا تو ضرور
آمیرے لیگا مین کیون ایسی نادانی کرون کہ تجھے کہون تجکو قتل کرنا بہتر ہی کہ پھر کوئی فساد ہی نہ رہے اسی سبب سے
مین کہتا ہون کہ یہ جھگڑا اٹھا دون بنیاد فساد کھود ڈالون یہ خیال آل رہ رہ کر آتا ہی کہ جو سنیگا وہ ظالم کہیگا پہر اچھا
زمانہ جو کچھ کہیگا تو کہیگا حشر تمام اپنا شریک ظالمون مین رہیگا تو رہے بس ای خواجہ بخت جمال اتنے کے واسطے
جھگڑا اور فساد دنیا مین باقی رکھون اور فتنہ انگیز کو نہ دور کرون یہ قول شاعر تو نے نہین سنا ہی شعر خداوندان
بکام نیک و بختی ✤ چہا سختی کشند از بہر بہ سختی ✤ خواجہ بخت جمال نے کہا ای القش وزیر مین قسم اُس
خدائے لایزال صاحب عزو جلال کی کھاتا ہون کہ جسکے قبضہ قدرت مین تمام عالم کی جان ہی اور وہی پیدا کرنے والا حور
و ملک و غلمان و رضوان بشر و دیو و جان کا ہی اور وحشیان و طائران کا خلق کرنے والا ہی مین ہرگز ایک حبہ اُس دولت
بیزوال مین سے نہ لون گا اور نہ بادشاہ جہانپناہ سے خبر کرونگا لیکن تو مجکو چھوڑ میرے قتل سے منہ موڑ بلکہ اسکے عوض مین جو کچھ میرے
گھر مین مال و دولت و مایہ و بساط و اسباب جو کچھ ہی سب بساط کی ہی وہ سب تو نے لے اور مجھے دست بردار ہو مین اپنی بی بی ہاتھ
پکڑ کے کسی طرف نکل جاؤن اس شہر مین نہ رہون نہ بھی نہ کرون القش نے کہا مین ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آونگا اور
مجکو امان نہ دونگا خواجہ بخت جمال عالم ملال مین تھا مگر بے اختیار ہنس پڑا اور کہا او ظالم بد کیش جفا اندیش شاعر کہتا ہی
شعر دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ✤ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ✤ ای القش وزیر انشاء اللہ تعالی بھول
قوت الہی جل جلالہ جیسا ستار و غفار ہی ویسا ہی جبار و قہار بھی ہی روز حشر و نشر جو حشر تحقیق جب پہلے انتقام تجھسے
سوال کرے گا یہ بتلا تو کیا جواب دیگا ای القش تو نہین جانتا کہ وہ روز کیسا ہوگا اللہ اکبر وہ میدان حشر
لق و دق کہ جسکی حد دوری سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہین جانتا اور مقامات کو اُسکے کوئی نہین بیان کر سکتا تانبے کی زمین بحکم
رب العالمین بلندی آفتاب جہانتاب قریب سوا نیزہ کے حدت و تمازت اسکی جیسا تھا کہ جسکی گرمی سے اہل محشر تابہ کمر اپنے
پسینہ مین غرق یہ مضمون وارد حدیث صحیحہ ہی باہمین سر و نہین فرق سب اہل محشر مرد و زن خرد و کلان بلکہ تمام انبیا اور
اولیا اور اوصیا اور اتقیا نفسی نفسی باواز بلند پکارتے ہونگے اور اپنی بخشش اُس غفار الذنوب سے طلب کرینگے
گروہان کوئی کسی کا آشنا ہوگا نہ کوئی کسی کی آس اس عالم یاس خوف و ہراس مین دستگیری کرے گا یہ کہتے کہتے
خواجہ بخت جمال بصد حزن و ملال تھرانے لگا اور آنکھون سے باران اشک مثل دیدہ مرشک سحاب بہایا
اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ کی بیکار ہون روز شمار کیا ہوگا ✤ یہ ڈر ہی ای مرے پروردگار کیا ہوگا ✤ تری تو رحمت بیحد کا کچھ
حساب نہین ✤ کرم سے گنہ شمار کیا ہوگا ✤ دیگر کیا داد خواہ ہو کوئی اسکے قتل کا ✤ عاشق کے خون کو حکم ہی آب سبیل کا ✤

ای **القش** وزیر ذرے ذرے کا حساب لیا ہوگا دنیاے ناپایدار پرستش رب بیشمار ہی پروردگار گناہگار ہی وہ بیسزا و جزاے کے رستگار رہیگا دوسرے کا خطا وار ہی اسکی بخشش تو شوار ہی کیونکہ خداوند کریم مالک خطاب کریگا اس بندۂ عاصی سے کہ تو کر تو اپنا گناہ اُس سے بخشوا جسکا قصور کیا ہی تیرا بُرائی لیکے بھلائی کو دور کیا ہی **شعر** جلے گا نار مین اسکی سزا دہ دیوینگے + وہ بخش دیگا تو ہم ہم بھی بخشدیوینگے + ای **القش** وزیر اب جو تو میرے سمجھانے کو نہین مانتا اور میرے خون سے دست بردار نہین ہوتا تو یہ بتا اُسدن کیا ہوگا فقط اپنے عظیم گناہ پہ معذور ہی اگر تو اس فعل کا منکر بھی ہوگا تو یہ خنجر خون ریز تیرا گواہی دیگا ہر ایک عضو تیرا شہادت دینے پر آمادہ ہوگا کہ بیشک یہ اس فعل کا مرتکب ہوا کیون دنیا کے واسطے دین کھوتا ہی دریاے معصیت مین اپنے کو ڈبوتا ہی او ناداں پردۂ غفلت دیدۂ دل پر سے ہٹا یہ بار گراں معصیت سر پہ نہ اُٹھا دولت چندروزہ کے لیے مجھ ایسے دوست صادق محب واثق کو ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے اب بھی درگذر تو نے یہ شعر کسی شاعر کا نہین سنا ہی کس خواب غفلت مین سو رہا ہی **شعر** کسی پاس دولت یہ رہتی نہین + سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین + ارے بیوقوف کیون پچھتا پچھتا کر مجکو برا ہے ذبح کیے جاتا ہی ناحق اس روپیہ کی غرض مین مجھ بیکس کی حلق پر خنجر خونخوار پھیرتا ہی **شعر** جو مجھسے لگے مین حشر کے حاکم نے کچھ تو پوچھا + تو سن لیناکہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا + **القش** نے کہا کچھ ہوا نہین سنے خنجر کھینچا گلے پر تیرے رکھ چکا اب مجکو کچھ خیال نہین دہشت تامل نہین جب حشر ہوگا دیکھا جائیگا آج تو تیرا قتل ہونا عیش دکھائیگا جب تو **خواجہ بخت جمال** نے کہا کہ معلوم ہوا میری موت آگئی پردۂ دنیا پر اتنی ہی زندگی تھی رشتۂ حیات قطع ہوا ملک الموت کو حکم قبض روح مل گیا شربت اجل پینا ہوگا دنیا مین اب نہ جینا ہوگا زندگی محال ہی بیچارہ قتیل و قاتل ہی خیر ای **القش** وزیر بے تدبیر آخر تو مجکو ذبح کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی یہ بندۂ پروردگار بحالت اضطرار مرتا ہی مگر خیر اتنا کہے دیتا ہون اسکو تو یاد رکھنا خبردار بھول نہ جانا کہ دنیا ناپایدار ایک سرا ہے خراب ہی ہر شخص یہان پا برکاب ہی ہمیشہ کسی کا یہان قیام نہین اگر صبح ہوئی تو شام نہین کوئی آیا کوئی روانہ ہی دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہی **نظم**

یہ دنیا نہ سفر کی حیرت کی جا ہی
دکھاتا ہی سبکو نیا طور عالم
چلا جاتا ہی کوئی چل چکا ہی
یہ کچھ اور عالم ہی وہ اور عالم
دوان ہی جو بھی کچھ یہان لطف کیا ہی　　یہ دار فنا ہی وہ ملک بقا ہی
غرض حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی　　مثل حباب بحر جہان ہی کہ

قرار نہین ہی کسی کو بقا سواے ذات پروردگار نہین ہی دیکھ بڑے بڑے شاہان عالی تبار اس دنیا ناپایدار سے کوچ کر گئے اور انکی قبرون کا نام و نشان بھی باقی نہین ہی اکثر شاہون کی قبرون کا نشان بھی ہی تو کوئی دلسوز انکی تربت پر شمع روشن نہین کرتا اور نہ پھولون کی چادر چڑھاتا ہی نہ برسون کوئی انکی لحد کی درستی کراتا ہی نہ سورۂ فاتحہ کوئی انکی قبر پر پڑھتا ہی اب آخری وصیت میری تو یاد رکھنا خبردار بھول نہ جانا کہ زوجہ میری حاملہ ہی عنقریب وضع حمل ہونے والا ہی ایک توڑا اشرفیون کا اسکو میرے گھر لیجاکے دیدینا اور اُس سے یہ کہہ دینا کہ شوہر تمہارا ایک تاجر کا ملازم ہوکر سفر کو گیا ہی یہ توڑا اشرفیون کا پیشگی اپنی تنخواہ لیکر بھیجا ہی تمکو یہ راسے آب و خورش بہت ہی کم نہین اُسکے جانے کا کچھ رنج و غم نہین ہی اور یہ پیام ناکام بھی یاد کرکے عرض کرنا کہ **خواجہ بخت جمال** پیلال نے کہا ہی کہ اگر تمہارے یہان بیٹا پیدا ہو تو اسکا نام بزرجمہر رکھنا اور تا مکی پرورش و تعلیم مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھنا آوارہ نہ ہونے دینا ہر ایک علم و ہنر اور کمال مین سر بسر طاق شہرۂ آفاق کرنا اور اگر بیٹی پیدا ہو تو اسکا نام تم اپنی تجویز سے رکھنا تمکو اختیار ہی مگر ای **القش** میرے قتل ہو جانے کی خبر اسکو نہ پہونچانا کہ حاملہ کا قلب بہت نازک ہوتا ہی اگر وہ میرا قتل ہونا سنیگی اپنا حال سقیم کریگی بیشک صدمے سے جان اپنی کھوئیگی اور شکم مین بچہ ہلاک ہوگا ایک خون کے ساتھ دوسرے خون کا بھی تو سزاوار ناپاک ہوگا یہ بھی ایک مصیبت عظیم تجھ پر ختم کرتا ہون اور مین ہر کیف مرتا ہون بیکلے **خواجہ** نے **القش** سے کہا بسم اللہ اب تو فعل گناہ قتل پر مستعد ہو جو منظور ہو وہ کر بیکلے پھر یہ شعر زبان پر جاری کیا اور سر جان دینے پر

جھکا دیا شوق تماشاء دل کچھ ذرہ کم ہوئی ہواکب عدم جان وتن سے ہوئی پھر کلمہ توحید شہادت رب مجید بصد رنج و ملال
خواجہ بخت جمال پڑھنے لگا اور الغش وزیر نے اُس خنجر خونخوار سے ذبح کر ڈالا بار گناہ اُس بیقصور کا اپنی گردن پر لیا
لاش کو اس گناہ کے اُسی جگہ دفن کیا مطلق دل پر اسکے غم و الم نہ لیا اسی طرح چہرہ و بحال خوش حال بالکل رنج و ملال خنجر
پر جھڑ کر میان میں کیا صحن باغ میں ٹہلنے لگا دیکھا کہ اُس گلشن بے خزان میں چار طرف اداسی ہو گئی سحاب غم و الم باغ پر
چھا گیا گویا خون ناحق بہنے لگے ہر گل گریبان چاک نظر آتا ہے تھالوں میں نہالوں کے بجائے آب خون بھرا ہے شاخہا
باروار زمین سے ٹکراتی ہیں اثمار اشجار بصد حزن و بیقرار گرے جاتے ہیں نرگس اشکبار غم سے لالہ داغدار
سوسن کی زبان بند ہر گل دردمند سوگوار نسترن و نسترن صورت حزن افزا نہ صحن چمن سنبل کو درد و الم سے پیچ و تاب عرق
عرق اندوہ سے گلاب اکثر گل بدوش پریشان بال ہزار لے ہیں غنچے سر بگریبان غم سے فقط زبانیں نکالے ہیں بلبلوں کو عوض
نغمہ سنجی کے نالہ و زاری ہے مرغان چمن کو صدمہ و اندوہ سے بیقراری ہے نہروں کا پانی جوش مارتا ہے ہر حباب ساحل
سے ٹکراتا ہے سبزہ ہر روش تر نہ گیا ہے ترک ملال نے پامال کیا ہے الغش جس طرف دیکھتا ہے ماتم سرا نظر آتا ہے
ہر گوشہ چمن کلبہ احزان ہے بار رو رہی ہے گویا دیوان خزان کی آمد رخصت بہار ہے سینہ دل خود بخود بیقرار ہے سموم
تنہ ہوئی چلی آتی ہے نسیم سحر لٹے پاؤں پھری جاتی ہے گلچینوں کا ہجوم ہے صیاد کی دھوم ہے عنادلوں نے آشیانے چھوڑے
ہیں طائران خوش الحان نے باغ سے منہ موڑے ہیں الغش وزیر یہ نیرنگی گلشن شاداب دیکھکر گھبرا گیا
طوطے ہاتھ پاؤں کے اُڑ گئے کلیجہ منہ کو آگیا اتنے میں سب ملازمان دولت حاضر خدمت الغش وزیر ہوئے
مصاحب ہمراز نے مالک کو متفکر و متردد بصورت اندوہ و الم دیکھکر استفسار حال کیا شل خود بدولت رنج و ملال
کیا مضطر ہو کر یہ چھپا اے وزیر باتدبیر آپ کا مزاج کیسا ہے خواجہ بخت جمال کہاں تشریف لے گئے آپکو غم و الم
دبے گئے الغش وزیر نے کہا یہ فکر و تردد ہے وہ قابل بیان نہیں دل پر اب ٹھکانے ہے جان میں جان نہیں
خواجہ بخت جمال مجھے بیٹھے سیر چمن کو آئے ابھی باغ میں غائب ہو گئے نہیں معلوم کیا ہوا اگر میری
صحبت سے غائب ہو گئے بہت تلاش کیا پتہ نہ لگا کدھر چلے گئے کیا ہوا اُس وقت سے میری طبیعت کا یہ حال ہے
برادر خواجہ بخت جمال کے چھپنے کا ملال ہے ظاہر میں یہ رنج و غم کرتا ہوا بارہ دری میں آیا سب کے سامنے

یہ اشعار زبان پر لایا **اشعار**

تجھے ای شہسوار حسن اگر سفاک ہونا تھا
تجھے ای تو سن عمر رواں چالاک ہونا تھا
محبت قیس کی لیلی کے دل میں کیوں اثر کرتی
اُسے لیلی ہی کے کوچے میں خاک ہونا تھا
خدا کا گھر ہے قربان کیوں جگہ دی ہے
نگاہ ناز کو ای شوخ کچھ بیباک ہونا تھا
طبیعت میں ہو جسکے بخل یہ دنیا اُسکی ہوتی ہے

تجھے اے دل جو چھوڑے آشنا کہ ہونا تھا
تو اپنے سر کو پہلے بستہ فتراک ہونا تھا
جلاتے ہی رہیں کشتہ جو کرتے حال سب کے
پھٹا تھا ایک گریبان جگر کو چاک ہونا تھا
محبت میں ہوئی شہرت کا باعث اپنی گل سی
تجھے تو ای دل ان جھاڑیوں سے پاک رہنا تھا
اے کہتے ہیں مستی جو پرستی اسکے معنی ہیں
مغرور اہل زر کو صاحب امساک ہونا تھا

وصل جلوہ رحمت میں کسی کے خاک ہونا تھا
ہمارا رہتا ہے گر اس سنگلاخ دہر میں رہنا
کبھی تریاق بھی بنتے اگر تریاک ہونا تھا
بگولے کی طرح صحرا بھی اکیلا پھرا مجنون
ہمارا نام مٹ کر تہ افلاک ہونا تھا
بنے تھے دلربا جب تم تو پھر شرم و حیا کیسی
مٹے پر بھی سبو و خم کی مٹی کو خاک ہونا تھا
محبت کی ہی تھی میں نے اور سیکھی جان کر تجھے

مری قسمت میں ای ظالم تجھے سفاک ہونا تھا

یہ اشعار عبرت آثار الغش وزیر پڑھکر سکوت میں گیا مصاحبوں نے
اسکے دل بہلانے کے لیے باتیں شروع کیں اور سمجھا کر ہاتھ منہ دھلوایا کھانا کھلوایا شب اسی باغ میں بسر کی مگر
صبح تک عجب دل کو تلاطم رہا بیک ہوش و حواس گم رہا سب ملازم جاگے مصاحب خاص اُٹھے سلام گذرنے لگے

اک مشت استخوان پہ اتنا غرور کر
آنکھوں کو سینکتا ہوں میں نار جحیم سے
پھر گل شگفتہ ہوتے ہیں لیتے ہیں انتقام

قبرین بھری ہوئی ہیں عظام رمیم سے
طفلی سے سامنا غم واندوہ کا رہا
غافل نہیں بہار خزان کے غنیم سے

داغ غم فراق کی کرتا ہوں دل میں سیر
کیا کیا نہ عادتے ہوئے تھے پھر قدیم سے

القصہ وزیر کبھی ان شعروں کو ورد
آجتک واقف نہیں کوئی ہماری حال سے
اپنے مجلس ہوئی زلف پریشان حال سے
نشہ ہو کا اثر رکھتا ہے مطرب کا حسان
داد دی قسمت ہوا میرے بدن کو جال سے
دل اُٹھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا

زبان کرتا ہے اور داغ تھ سینے پر سبب تکلف تاسف سے دہراتا ہے اشعار

سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے
سامنے سینہ کرا ہوں دل وہی کے خال سے
کچھ خبر ہوتی نہیں صوفی کو اپنے حال سے
ماہر کیونکر کہیں تجھکو ہم صاحب کمال
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

پھنستے ہیں مرغ دل جیتے ہوئے جال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہیں بھی ڈھال سے
داغ تھا کر رہا ہے مشتاق آنکھ لیسکتی
سینہ عارف منور کا ہے تیرے گال سے

القصہ وزیر بصد عزت و توقیر جلسہ رقیق تحقیق میں مشغول ہے ایک امر وابستہ دنیا حسب معمول بیان **خواجہ بخت جمال** کی زوجہ کو بعد انقضائے مدت حمل کے درد زہ عارض ہوا آثار قدرت پروردگار کے نمایاں ہوئے یعنی فرزند دلبند صاحب عز و جلال خوش جمال آفتاب تمثال پیدا ہوا برج حمل سے ماہ چہاردہ نے طلوع کیا تجلی جلوۂ حسن و جمال بے مثال سے وہ گھر روشن اور منور ہوا اور کچھ مدد سے کچھ شادیانہ مبارکبادی ہوئی کوکھ آباد جو دیکھتا ہے جان فدا کرتا ہے حسن و جمال کا بیان نظارہ کرتی ہیں حوریں اُسکے عشق کا دم بھرتی ہیں **شعر** آتے دیکھ طفلی میں کستی تھی دایہ ✦ بیدار کا طرحدار پیدا ہوا ہے ✦ چہرے سے آثار اختر آسمان کمال کے نمود فراست و دانائی پیشانی نورانی سے ہویدا رعنائی عقلمند خلاق پسندیدہ شعور رعیدہ چہرہ آفتاب درخشان پیشانی ماہ تابان سواد زلف سنبل پیچان گیسوئے عنبر بیز حریر کاکل حور انوش گابک پرکہکشان کی عشق آنکھوں پر غزالان چین شار نرگس صدقے ابرو بر ہلال عید جبکی جبین بشر گرین دہ مژگان ناوکین شعاع مرکی جان جاتی ہے جس پہ چہرہ کی پھول سے گال ہونٹھ رشک دہ پاردہ لعل غنچہ سا دہن جسپر صدقے نسرین نسترن دندان گوہر شاہوار ہیرے کی کنیان بن پر نثار رجاہ زنخدان نایاب سراحی سا گلا انتخاب ساعد و بازو بھرے بھرے کلائی وہ کہ شاخ مرجان دل فدا کرے پنجہ رشک دہ پنجۂ مرجان یاقوت سے کٹے ہوئے انگلیاں سینہ شجاعت و جرات کا مسکن جس سے دہشت زدہ و خوفناک دشمن قامت سرو و شمشاد جس پر عاشق قمری دل ہاتھ اور پاؤں ستون فلک ہمت و دولت و شوکت **شعر** بادے سے سر بسش روشن مندی ✦ می تافت ستارۂ بلندی ✦ دیگر دیکھو جو آنکھیں غور سے اُس خورد سالی ✦ چون ہو شیر نر کی تو تجلی غزال کی ✦ شہر میں ایسا شہرہ ہو رہا ہے کا مثل و یکتا ہے اگر ہزار برس زمانہ چرخ مارے گا ایسا فرزند زینہ پیدا ہو گا مادر مہربان شفقت و مہربانی و محبت و انسانی پیار کرتی ہے چھاتی لگاتی ہے جب اُسکے باپ کی یاد آتی ہے آنکھوں سے اشک حسرت بہاتی ہے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ نونہال حدیقۂ کامرانی و نوبادۂ گلشن زندگانی مثل شجر سبز و شاداب سرسبز ہوا قد غیرت شمشاد و نیہا قد و کلان مبتلائے حسن و خوبی دلبر وجوان شیدائے جمال محبوبی ہوئے آداب و قاعدۂ شاہانہ سے درست و چالاک و چست سب بہ تحیر دیکھتے تھے **مثل** شہور ہے **مثل** ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات وہ چھوٹے ہی سن میں آراستہ و پیراستہ کسب کمال میں ایسا شائستہ ہوا کہ استادان و حرفہ و فنون مملکت پر سبقت لیگیا اور ایک مادر مہربان نے دہی تو گزا شرفیون کا جو

القصہ وزیر نے دیا تھا اسکی پرورش میں صرف کیا ناظرین پر واضح ہو کہ جب بن **خواجہ بزرجمہر** فرزند زینہ **خواجہ بخت جمال** کا پانچ برس کا ہوا وہ درسے اُسکی ماں نے مشائخ روزگار و کاریگران خوش کردار عالم بے بدل فاضل اجل ہر فن کے استاد جو عالم ایجاد میں ایجاد تھے طلب کیے وہ تعلیم میں مشغول ہوئے **نظم**

کیا قاعدے سے تر دستِ تمام
معانی و منطق بیان وادب

پڑھا سکتے تھے ہمبر صبح و شام
پڑھاتے سے معقول و منقول سب

معلم اتالیق منشی ادیب
اُسے خوب علم و ہنر سب بتائے
اسی طرح علم نجوم ورمل

ہر اک فن کے استاد بیٹھے قریب
سب آداب و قاعدے اسکو آئے
کہ ہو زائچہ خاص جسکا عمل

ہر علم کے اُستادون نے اُسکو ہر ایک علم و عمل پڑھایا ہر طرح کے ہنرمندون نے اپنا اپنا ہنر بتایا حکیمون نے حکمت سکھائی سپاہیون نے
سپہ گری بتائی پھکیتون نے پھکیتی بکیتون نے بکیتی چابک سوارون نے شہسواری اسپ بازی اور چوگان بازی تیراندازون
نے تیراندازی بہادرون نے دست درازی نیزے کا ہلانا گرز کا اُٹھانا تلوار کا لگانا برچھے کا نکان دینا دشمن کو
نوک مین چھید لینا چورنگ کا کاٹنا نعرہ کرکے حریف کو ڈرانا کشتی کا فن ہر طرح کے علم کا جتن خواجہ بزرجمہر نے
حاصل کیا سب اُستادون نے اُسکو کامل کیا الغرض وہ گوہر درج حکمت جوہر معدن فراست سات برس کا ہوا
سب علم و کمال مین کامل و اکمل فاضل و افضل ٹھہرا ہر طرح کا علم اور صناعی صانع طلسم عالم عقل کل نے اُسکو عنایت
فرمایا کاملین و افضلین دنیا سے اُسکا رتبہ بڑھایا مگر ایک استاد خواجہ بزرجمہر کا اولاد مین دانیال ع
پیغمبر کی تھا اُسنے بزرجمہر سے بشفقت و دلاسا کہا ای فرزند ارجمند ای عالم دل پسند میرے پاس ایک کتاب میرے
جد و آبا کے زمانہ کی ہے آجتک کوئی پڑھ نہیں سکتا شاید تجھکو خدا اُسکا یہ دولت علمی عطا کرے دامن امید تیرا گوہر مراد سے
بھرے تجھکو وہ کتاب دیتا ہون یہ کہکر وہ کتاب نایاب لاکر خواجہ بزرجمہر کو دی غلاف اُس کتاب کا جواہر و زر
زربستہ سراسر خوبی اندوز ہر جلد اُسکی طلا کار مرصع نگار دفتی کے بدلے پتریان جواہر کی مین جدول نقرئی و طلائی
بین السطور کا مینائی کاغذ عمدہ خوشخط نایاب ہر صفحہ کتاب کا لاجواب خواجہ بزرجمہر نے اُس کتاب کو دیکھا بغور مطالعہ کیا
چاہا کہ پڑھے مگر مطلق نہ پڑھ سکا نہایت رنجیدہ خاطر اور کبیدہ دل ہوا رو دیا اور سر بسجدہ درگاہ الٰہی مین استغاثہ کیا ای مالک
زمین و زمان و ای حافظ کون و مکان عطا کنندہ علم و کمال و بخشندہ فضل و ہنر بیمثال مسرور کنندہ دل مستفیضان و مسرت
دہندہ خاطر فریاد کنندگان یہ دولت لازوال بھی عطا کر میری دعا جلد مستجاب کر فوراً دعا اُسکی قبول ہوئی مراد دلی حصول
ہوئی اب جو بغور اُس کتاب نایاب کو دیکھا اور مطالعہ کیا حرف بحرف پڑھنے لگا معنی عبارت و مطالب و اشارات من و عن
سمجھا سجدہ شکر بدرگاہ کریم کارساز رب بے نیاز بجا لایا اُستادونکے بہت کچھ دیا مالامال کیا وہ کتاب نایاب لیکر گھر مین آیا
کسیکو نہ دکھلایا رات دن اُسکے مشغلے مین اوقات بسر کرنے لگا اور گوہر مضمون سے اُس کتاب لاجواب کے ملنے معدن دل کو
بھرنے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ کتاب حکیم جاماسپ کی لکھی ہوئی تھی نام فرحت انجام اُس کتاب کا تحفۃ جاماسپ نامہ
تھا تمام احوال ماضی و حال و استقبال کا دیکھنے سے فوراً اُسمین معلوم ہو جاتا تھا یعنی بارہ برس قبل جو کیفیت گذر چکی یا بارہ
برس بعد جو کچھ ہونے والا ہو وہ معائنہ مین آتا تھا ایک دن خواجہ بزرجمہر اُس کتاب مقدس کا یعنی دفتر حقیقت اول
دا کو بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ پڑھتے پڑھتے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ خواجہ بخت جمال بے عدیل و بیمثال
جو تیرا پدر بزرگوار تھا اُسکو القش نے بصد حسن تدبیر بلا خواہ مخواہ اپنے باغ مین اندرون بارہ دری کے جولان مقام
ہنر رسیدہ و تابندہ ہر خنجر خونخوار سے بصد حجت و تکرار ذبح کیا اور لاشہ اُس بے قصور دوڑی شور کا اُسی طرح خون آلودہ
اُسی لباس غلطان مین اُسی جگہ گاڑ دیا پس یہ عبارت پڑھتے ہی خواجہ بزرجمہر رونے لگا اشک گرم سے منہ دھونے
شور فریاد و زاری فرزند ارجمند کا سنکر ماں اُسکی بصد بیقراری دوڑی دیکھا کہ فرزند رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے بیتاب و بیقرار ہوکر
بھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور رو رو کر کہنے لگی ای فرزند ای نور چشم مادر دردمند کیون روتا ہے سبب اسکا کیا ہے کچھ تو بتا حال
دل سنا خواجہ بزرجمہر گریہ و بکا کو ضبط کرکے دل پر سنگ غم و الم دھر کے آنسو آنکھون سے پونچھے مادر مہربان سے بولا کچھ نہین
آپ نہ گھبرائین آنسو نہ بہائین یہ کہکر آگے عبارت پر اُس کتاب کی جو نظر پڑی معلوم ہوا کہ بزرجمہر اپنے باپ کے قاتل کو قتل کریگا
اور تیغ انتقام کو اُسکے خون سے بھرے گا بجائے القش وزیر بادشاہ نوشیروان کا ہوگا سب مال و متاع اُسکا
تجھکو ملیگا تمام اُسکی جائداد نقد و جنس و املاک پر قابض و متصرف ہوگا خواجہ بزرجمہر یہ مضمون مسرت مشحون

پڑھکر یارو اوٹھایا قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور اُٹھکر ناچنے لگا اسقدر ہنسا اور اُچھلا کہ ماں نے آکر جانا کہ بیٹا میرا دیوانہ ہو گیا ہے کیونکہ ابھی تو روتا تھا اور اب ہنستا ہے اور اُچھلتا کودتا ہے وہ غل مچانے لگی اور فریاد کرنے لگی ارے لوگو دوڑو جلد آؤ فرزند میرا دلبند میرا آنکھوں کا تارا دل کا پیارا راحت جان آرام دل دردمندان میرا لڑکا دیوانہ ہو گیا کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے کبھی اچھلتا ہے کودتا ہے افسوس نام خاندان حکیم کا برباد ہوا ہائے میرا گھر نہ آباد ہوا کوئی حکیم آجتک دیوانہ نہوا تھا ایسا ہیچ کسی پہ نہ پڑا تھا یہ سنکے ہمسایے کے لوگ دوڑے آکے دیکھنے لگے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے مادر مہربان عالیشان غم نہ کھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ کچھ تردد و فکر نہ کرو بیتاب و مضطرب نہو میں دیوانہ نہیں ہوں میں نے کتاب لاجواب دن لکھا دیکھا ہے کہ الفش وزیر نے میرے پدر نامدار کو قتل کیا ہے یہ عبارت پڑھکر میں رونے لگا جب آگے پڑھکر اس کتاب پر نظر کی معلوم ہوا کہ اپنے باپ کے قاتل کو میں قتل کرونگا اور اسکی جگہ پر بعہدہ وزارت بحکمت و حشمت قائم مقام ہونگا اور الفش کی تمام دولت و خزانہ و مال متاع و جائداد نقد و جنس و املاک میرے قبضے میں ہوگی ستارہ میرا عروج پر ہوگا اس مضمون مسرت مشحون سے مجھکو ایسی خوشی ہوئی کہ میں ناچنے کودنے لگا اور اسقدر ہنسی آئی کہ کسی طرح موقوف نہوتی تھی پھر اہل محلہ سے کہا آپ لوگ کیوں گھبرا کر اپنے گھر سے نکلے اور کسواسطے بیتابانہ آئے میں تو اچھا ہوں کوئی عارضہ مجھکو بیماری و دیوانگی ہے آپ لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیجائیے تکلیف نہ فرمائیے یہ کلام مسرت انجام خواجہ بزرجمہر سے سنکے سب لوگ ہاتھ بجاتے ہوئے دل لگاتے ہوئے انتشار دور ہوا بہجت و شادمانی کا دور ہوا ماں کے حسرت و درد ہوئی دل میں آمد نشاط و سرور ہوئی تمام اہل محلہ اور ہمسایے والے جو جو اسوقت عالم یاس و ہراس میں دوڑے چلے آئے تھے سب کے سب شاداں و فرحاں تبسم کنان اپنے اپنے گھر کو گئے اور خواجہ بزرجمہر اپنے کام میں مشغول ہوئے

جبتک وہ طلسم داستان شوکت بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اس باغ میں کہ جہاں خواجہ بخت جمال باکمال پدر نامدار بزرجمہر کو الفش وزیر نے قتل کیا تھا اور پہچاننا الفش کا خواجہ بزرجمہر کو اور حکیم قتل و دفنا اور بچانا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو الفش وزیر ملعون کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہیں۔ ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ رنگ　ترے میکدے میں کیسی ہے جنگ
ائے دور گردون سے یہ کیا کیا　کہ زمانے کو منقلب کر دیا

نہ وہ شیشہ ہے نہ وہ خم و سبو　اکیلا سر تخت ہے تو ہی تو
قدح ہے شکستہ دراز مے ہے جا بجا　الٹا خم ہے گرا ہے سب انتظام

تڑپتے ہیں سب میں خمار و ہم　یہ دریا ہے کہ کاسہ ہو خون کی نہر
مے گلگوں اچھا ہوا بہ گئی　ذرا سی نہ ساغر میں بھی رہ گئی

وہ دور آخر گیا دہر اور رنگ　ہے جنگ و جدل اب ترا طور ہے
ہوا گردش میں اب طالع نارسا　کوئی دم میں ہے دور دورہ اور کا

ہے اب آمد ساقی بزم　وہ ذی علم و ذی رتبہ عالی ہمم
ستارے کو ہے دم ہے آئے عروج　زمین زیر گردش کے بارہ بروج

وہ مینا انجم وہ اختر شناس　وہ ہم طالع خسروان اساس
نہ تیری ہے نہ مینا کی خبر ہے　اب اس میکدے کی اے بے خبر ہے

وہ کھینچیگا اب تیغ انتقام　بیان کا ہے اب اسکے اہتمام
ہمہ جلوہ دکھلا چمن لالہ گون　سنا اوسکے تھا وہ زمین پر خون

غزل

وہ رہتے ہیں انکے گمان کیسے کیسے　کلام آتے ہیں درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا　بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

تمھارے شہیدوں میں داخل ہوئے ہیں　گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آتی ہے نشہ میں جھومتے ہیں　مریدان پیر مغان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامہ تن　لٹے راہ میں کاروان کیسے کیسے
شب ہجر کی کاوشوں سے کیے ہیں　حیا پوسف استخوان کیسے کیسے

نہ ترکی میں بیدرد قاتل نے دیکھا　تڑپتے ہیں بیجان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا　مٹے ناموں کے نشان کیسے کیسے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد　خوشی ہیکے نے ہیں نوجوان کیسے کیسے
تو ہے تیری بہار سے سبا　توانا کیے ناتوان کیسے کیسے

دل وحشی اہل عالم میں گھر ہے　تمھارے لیے ہیں نگہبان کیسے کیسے
غم بحث و پیچ و اغعہ و حرمان　ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے

مزت تو نے دی ہو زبان کیسے کیسے	اگر ہو شکر نعمت جہان تک وہ کم ہو	دکھائے جنہین شہر و جوان کیسے کیسے	تجھے ملک قدرت کی قربان آنکھین

شعر شگفتہ شاخسار نظم + نمود نداین داستان را قسم + گل چینان گلہائے حدیقہ خیالات رنگارنگ و عندلیبان
ریاضستان طبیعت جدا آہنگ اس داستان رنگین بیان کو صفحۂ قرطاس گلشن اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک دن
خواجہ بزرجمہر سے انکی والدۂ گرامی نامور نامی نے کہا کہ اے فرزند ارجمند اگر عالم بیکاری مین براے اوقات گذاری
خانہ نشینی اختیار کرے کوئی شخص اپنے پاس سے صرف کرکے کھائے کیسی ہی دولت لازوال اور متاع و مال ہو چند سے
مین خرچ ہو جاے سب بیٹھے بیٹھے کھاتے تو کوہین گھٹتے خالی ہو جاتے ہین اب میرے پاس ایک حبہ بھی نہین باقی جو صرف
کیا جاے خواجہ بزرجمہر نے اپنی والدہ سے یہ بات سنکے سکوت کیا کچھ جواب دیا تھوڑی دیر کے بعد اٹھکر بازار مین
آئے دکان ہا ایک قصاب کی پہونچے کہ وہ قصابون کا چودھری تھا سب قصاب اسکے تحت حکومت تھے اور وہ چودھری
بادشاہ کا ملازم بھی تھا بزرجمہر نے اس سے کہا دو من گوشت خوب اچھی طرح صاف کرکے تولدو ذرا سا بھی چھیچھڑا
بوٹی مین نہو قصاب نے بزرجمہر کے کہنے سے دو من گوشت خوب بناکر تولا اور ہاتھ جوڑ کے کہا کہ دام اس گوشت کے
دلوایئے آدمی کو بلوایئے جہان حکم کیا جاے وہان یہ گوشت پہونچا دیا جاے پورا پورا تول آئیگا کچھ جھگڑا نہ ہوگا بزرجمہر
قصابون کے چودھری کا کلام سنکے بہت ہنسا اور کہا او چودھری تو کیا دل گردہ تمہارا ہے تجھے مرنے کا اشارا ہے
مین سر ہو گیا سر مین شیری کا دھوکھا ہے ایسی بے انصافی اچھی نہین یہ بات آجتک کسی نے کی نہین تم اتنی مدت سے
بادشاہی چراہون سے ملے غبن کیا کرتے ہو حاکم سے نہین ڈرتے ہو اب دو من کا ایک من دیتے ہو یہ دھوکھا اور
ایسے غبن اچھے نہین چوری تمہاری مجھے ثابت ہوگئی کیا مضائقہ اگر ابھی جاکر سرکار مین خبر کر دون پکڑے جاتے ہو
زحمت اٹھاتے ہو اسقدر مال و دولت بلا شرکت غیرے تم نے پیدا کیا ہے اور کسی رفیق اور صاحب کو بادشاہ کے نہین دیا ہے
چودھری یہ بات سنکر بہت گھبرایا تھا ٹھیک ٹھیک چوری پائی ندامت سے سر جھکایا ڈر کر تھرایا خواجہ بزرجمہر کے پاؤن پر گرا
اور عرض کیا اے صاحبزادے بلند اقبال یہ حال اور یہ راز مخفی کسی کو نہ معلوم ہو آپ کا فرمانا مجھکو سب طرح قبول و منظور ہے
گوشت کی کیا حقیقت ہے اس نمک حلال خدمت ہے بلکہ میری جان و مال آپ پر صدقے ہے آپکو اختیار ہے آپکے قبضہ مین
میرا اسودا ہے جب آپ چاہین بادشاہ سے کہکر مجھے قتل کروا دین کوئی آپ سے بچکر کہان جائیگا آپ کو ناراض کرکے
بچ جائیگا براے خدا یہ راز کسی اپنے ہمراز سے بھی نہ کہنا اس بات کو دل ہی دل مین لیے رہنا یہ بار احسان مجھپہ
ہوگا مین عمر بھر آپ کے احسان سے باہر نہونگا اب بالفعل اس ایک من کے بدلے مین دو من گوشت ہر روز در دولت
حضور پر پہونچانے جاؤنگا کبھی سرتابی نہ کرونگا بزرجمہر نے کہا خبردار کبھی اسمین فرق نہونے پاے روز دو من
گوشت پہونچ جانے چودھری نے قصابون کے ہاتھ وہ گوشت اسکے گھر پہونچا دیا بزرجمہر آگے بڑھا ایک بقال
کی دکان پر آیا وہ بنیا بادشاہ کے یہان جنس دیا کرتا تھا اور نقد لیا کرتا تھا بزرجمہر نے اس بقال سے کہا کہ دو من
آٹا تول مین اور عمدہ مثل میدے کے ہو بقال نے کہا بہت تحفہ باریک مثل میدے کے ہے بڑی بڑی پتلی چپاتیان
بلکہ پراٹھے اور بہربان پکوا کے نوش فرمایئے مزا دنیا کا اٹھایئے پھر تشریف دکان پر لایئے یہ کہکر بنیے نے دل کی
گرہ کھولکر آٹا تول کر بورے مین بھر کر کہا اسکو دولت سرا پر پہونچوایئے دام آٹے کے لایئے بزرجمہر نے کہا
اے بقال بد دیانت بالکل تجھکو حیا و غیرت نہین بادشاہ کے باورچی سے ملکر دس بیس من غلہ روز چراتا ہے تجھکو
خوف نہین آتا ہے بنیا کہلاتا ہے آنکھ چار کرکے باتین بناتا ہے مفت کی روٹین کھاتا ہے ستم شرم سے نہین
جھکاتا ہے مجھکو خوب سب حال معلوم ہے تو بڑا کٹکھنا اور شوم ہے یہ دولت سب دی ہوئی ہے جو تو نے

غش کرکے جیع کی ہر ابھی جوہر روز کی چوری کا حال سرکار مین کہون اور سب کیفیت بیان کرون تو تیرا گھر و سارا ضبط ہو جائے پھر کچھ تیرے
بنائے نہ بنے بقال نے جو سب باتین سنی کی ٹھیک ٹھیک سنین گھبرا کر گڑگڑانے لگا بزرجمہر کے پانون پکڑ پڑا اور ہاتھ باندھکر کہنے لگا
اے نامی گرامی اے مقرب بادشاہ خانہ زاد آپ کی خدمت گذاری سے کبھی باہر نہوگا دو من آٹا روز در دولت حضور پر پہونچایا کریگا بزرجمہر نے
اسکو اپنے گھر کا پتا بتا دیا وہ آٹا بقال نے پہونچا دیا بقال کو تاکید کی کہ ہر دار ہر روز کے رتب مین فرق نہ آنے پائے بزرجمہر نے آکے
مان سے کہا اے مادر گرامی دائی پرورش کنندہ فرزند دلبند دو من گوشت اور دو من آٹا آپ کے یہان ہر روز آنے لگا پرورد گار
رزاق مطلق جو رزق پہونچا یگا مان بزرجمہر کی نہایت خوش ہوئی اور فرزند کی سر سے پانک بلائین لین سینے سے لگایا اور
گھر کے کاروبار مین مشغول ہوئی اوقات بخوبی بسر کرنے لگی ایک دن مان نے بزرجمہر کی کہا اے نور چشم آٹا اور گوشت تو
اتنے کھانے کو دیا مگر ساگ پات ترکاری کبھی نہین کہتی ساگ کھانے کو میرا بہت دل چاہتا ہے بزرجمہر نے کہا
کہ اگر ممکن ہوگا تو کسی دن کسی کنجڑن سے ساگ لا دونگا پھر بزرجمہر اٹھے گھر سے باہر نکلے ساگ کو بہت تلاش کیا اگر شہر مین کہین
دستیاب نہوا آخرکار تلاش کرتے کرتے شہر کے باہر آنے تقدیر نے اور بہی سر سبزی کے سامان دکھائے بخت نے رہبری کی
طالع رسا نے جلوہ گری کی ہمت نے اسکی جاو و حشم دکھائے اقبال نے یہ اشعار پڑھکر سنائے غزل

ممکن نہین ہو دوسرا مجھسا ہزار مین
صیاد باغ باغ ہو نے بہار مین
خون جگر سے اپنا غم دل ہون پالتا
آیا ہون تند خوئی کو اس گل کی خار مین
صحرائے دل کی سیر تو مجنون ذرا کرے
وعدہ خلافی لاتی ہو فرق اعتبار مین
ایک آفتاب خانہ رین کا ہی اشتیاق
بستی خراب اپنی بھی ہو اس دیار مین

ہو تا ہو اک بہشت کا دانہ انار مین
اے ترک ست ہر خدا بعید کو نہیل
رکھتی ہو طفل اشک کو مژگان کنار مین
لیا کیا گلون نے کان مین اپنے کھٹے کے
محمل سوار ہوا ہی گرد غبار مین
آیا وہ مہوش جو کبھی قبر پر مری
مانند گرد راہ ہون منکر سوار مین

بلبل نہ آتے آتے الی تنکا رہین
آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین
دکھلا آتی پہ بہار خزان مین بھی سیر باغ
آمد کو سنکے یار کی فصل بہار مین
لمدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
ون کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
برباد ہو رہے ہو تجھ آتش ہمین نہین

بزرجمہر کو جب ساگ فرمائش مادر نامدار بعد جستجوے بسیار کہین نہ ملا تو یہ خیال آیا کہ چلو کسی
باغ مین خود پہونچا جسطرح ملیگا لاؤنگے اور اپنی مادر مہربان کو دیکے خوشنودی انکی موجب رستگاری اپنی اور خوشی پروردگار کی
ہی ہو شہر سے باہر بزرجمہر چلے جاتے ہین اور دل مین خیالات فرمائش مادر مہربان آتے ہین ناظر بت پیدا شیع ہو کر اسی
طرف وہ باغ دلکش تھا کہ جو وزیر القش کا آراستہ و پیراستہ کیا ہوا پر بہار سبزہ زار شکل عروس سجا ہوا خوشبو مین پھولون
کی چلی آتی ہین بلبلین نغمہ سرایان اپنے آشیانون مین کرتی ہین قضائے کار و باتفاق روزگار بزرجمہر اسی جگہ پہونچے
کہ جس باغ مین القش وزیر نے انکے باپ کو قتل کرکے لاش دفن کی اور شمارت عمن آس دولت
لا زوال سے ہوائی خواجہ بزرجمہر اس جگہ پہونچکر ٹھہرے اور در باغ سے باغبان کو آواز دی وہ آیا اسکو ایک درم
نکال کر دیا اور یہ کہا کہ اے باغبان مجھے تھوڑا ساگ یہان سے توڑ کر لا دے خوف و خطر کو دل مین نہ جا دے باغبان
نہایت شاد و مسرور ہوا دل مین بیحد خوشی کا دور ہوا خواجہ بزرجمہر کو ٹھہرا کر ساگ توڑنے ایک کیاری
کی طرف گیا بیٹھکر ساگ نوچنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ ایک گوسفند دلپسند قریب سبزہ روش چمن پر بندھی ہے ہر بار
گھانس کیطرف رغبت کرتی ہے مگر پہونچ نہین سکتی ہے کیونکہ ڈوری اسکی تنگ ہے بھوک سے نہایت تنگ ہے خواجہ
نے دیکھا کہ باغبان تو ساگ نوچنے مین معروف ہے ادھر سے غافل ہے جو فوت رہے چپکے سے ڈوری اس گوسفند
کی کھولدی وہ نہایت دلمین شاد ہوئی گویا خضر نے راہبری کی وہ منہ سے سبزہ اور درخت شدہ تر و تازہ کھانے لگی

گھانس چبا چبا کر منہ چلانے لگی باغبان نے جو دور سے دیکھا غصہ کر کے دوڑا پھر اُس گوسفند کو سبزہ سے دور باندھ دیا اور ساگ ٹھیک کر نوچنے لگا خواجہ بزرجمہر نے شفقت بچہ اُسکو کھول دیا ایک اُس گوسفند نے علاوہ روش ار بجائے بہت سے درخت نوچنے کھائے باغبان یہ دیکھکر اشک حسرت دیدۂ گریان سے بہانے اور غیظ و غضب سے ساتھ اُٹھا ایک بیلچہ لوہے کا نوک دار آبدار تھا کہ اس سے وہ باغبان تھانے درختوں سب کے بناتا تھا اور کیاریان درست کیا کرتا تھا وہی بیلچہ اُٹھا کر اُس جلاد نے گوسفند کو کھینچ مارا وہ بطلق خوف اور رحم نہ کیا نوک اُس بیلچہ کی شکم گوسفند مین در آئی اس بیلچہ سے ایک ندی خون کی بہائی روح اُس گوسفند کی جسم سے نکلکر چلی گئی اور باغبان واہ کیا بہادری کی

بموجب اشعار آبدار اشعار
شوق ذبح نے طلو بیابان آنکھوں کا فریب
اور لٹے تھا ارادہ یاں مجھے فریاد کا
دام مین لاکر کیا جب ہی چھری سے حلال
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

برق خرمن ہر کبھی نالۂ دل ناشاد کا
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
قتل کرنا ہو اشارے سے وہ چشم مست کے
باغبان ... ہو گیا عاشق ... کا
رہ گیا تسمہ جو گردن مین لٹکا تو رہ گیا

... فلک مین ... آسمان فریاد کا
روز محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا
ظلم سلطان سے ہے خونریزی عمل جلاد کا
گردش چشم بتان سے لگ گیا مین خاک مین
کھینچکر دامن ... کیا دل توڑنا جلاد کا

یہ دیکھکر خواجہ بزرجمہر نے بڑا افسوس کیا اور باغبان سے کہا او باغبان تو بڑا نادان ہے تجھکو اس گوسفند کے حال پر کچھ رحم نہ آیا جو تو نے تین بے زبانون کا خون بہایا باغبان نے کہا دو بے زبان وہ کون سے ہین کہان ہین خواجہ بزرجمہر نے کہا اسکے شکم مین نہان ہین یہ گوسفند تو حاملہ تھی اسکے پیٹ مین دو بچے ہین باغبان نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا حال اس گوسفند اور دونون بچون کا کس طرح مفہوم ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا بلکہ حاذق ہون کاذب نہین قول کا صادق ہون حکمت کی رو سے سب حال اور پتا اور نشان ظاہر و باطن شکم کا جانتا ہون باغبان نے کہا فرمایئے کہ وہ بچے اس گوسفند کے پیٹ مین کیسے ہین بزرجمہر نے کہا ایک نر اور ایک مادہ ہے نر تو سادہ ہے مگر مادہ برنگ سفید سیاہ گل اُسکے چشم پر ہین اور دہنی آنکھ ... باغبان حیران ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شخص شاید علم غیب مین مہارت رکھتا ہے جو اس گوسفند کے شکم کا سب حال بتلاتا ہے اتفاقاً البقش وزیر بدکار اپنی معشوقہ بدکردار کو لیے ہوئے کمرے پر گرم اختلاط تھا شرابخواری کر رہا تھا خواجہ بزرجمہر باغبان کو کمرے سے دیکھ رہا تھا نشہ مین جھوم رہا تھا یہ سب باتین باغبان اور خواجہ بزرجمہر کی اُسنے سنین غرفہ سے اُس کمرے کے منہ نکالکر جھانکتا تھا۔ اُسکو دیکھا ایک غلام نمدین کمر چست و چالاک عتاب مالک سے خوفناک مقرب خدمت وزارت کھڑا تھا اُس غلام سے کہا کہ باغبان اور اس لڑکے کو بلا لا غلام جا کر جلد خواجہ بزرجمہر اور باغبان کو بلا کر لایا سامنے مالک کے حاضر کیا اور گوسفند کشتہ کو بھی لیجا کر دکھا البقش وزیر نے حکم دیا کہ شکم اس گوسفند کا چاک کرو بجز خوف و باک کرو بموجب حکم کے غلام نے شکم اس گوسفند کا چاک کیا بقول شخصے ہیبت پر مو درے تر غرفہ جب دیکھا تو درحقیقت جو حال خواجہ بزرجمہر نے کہا تھا وہی ہے کہ دو بچے گوسفند کے شکم سے نکلے ایک نر اور ایک مادہ لیکن نر سادہ ہے اور مادہ سفید رنگ اُسپر سیاہ گل البقش نے کہا واہ واہ اور متعجب ہوا خواجہ بزرجمہر سے پوچھا تم کون ہو کہاں رہتے ہو کسکے بیٹے ہو خواجہ بزرجمہر نے کہا مین فلان جگہ رہتا ہون اور خواجہ بخت جمال باکمال کا بیٹا ہون البقش وزیر یہ سنتے ہی مثل چوب بید کے لرزنے لگا دل سینہ پر کینہ مین ترسان ہوا سوچا کہ جب اسنے حالات گوسفند یہ ہوشیاری بتلائے یہ بڑا عقلمند ہے مجھکو بھی ضرور پہچانے گا کہ قاتل ہون اسکے باپ بخت جمال کا بیشک پیچھا کرکے درپے میرے قتل کا ہوگا اسکی فکر ابھی کرنا چاہیے

اسکے خون سے ہاتھ بھرنا چاہیے کہ اسوقت میرے قبضہ مین ہے اگر تو اسوقت چوکے گا تو آیندہ یہ ضرور تجھکو ہلاک کریگا بیں ہو القصہ اب
اسے جلد گرفتار کے قصد دولت دنیا کا پاک کرنیکا دھمین لالہ زار سے صدائے نالہ و زاری آئی عجب مضطر و بیقراری بلبلون نے شور مچایا

اشعار پڑھے گلون کو رولایا اشعار
قفس کو بند کیے ظلم کیون صیاد کرتا ہے
قیامت بیگنہ کے حال پر افلاک کرتا ہے
مروجہ تر طبیعت اے شجر خار نہین رکھتی

ارادہ قتل کا کسواسطے سفاک کرتا ہے
زمین بیداد پہ ہر گل گریبان چاک کرتا ہے
گلستان کو اجاڑا باغبان فصل بہاری مین
مرہ افلاک طرح یہ توسن چالاک کرتا ہے

سے ناپاک قصد نیک ہ کا پاک کرتا ہے
کمر باندھی ہے جلادی پہ بیحی تونے اے قاتل
کوئی نادانی ایسی صاحب ادراک کرتا ہے
اشعار آجا رستگر ہر گل پژمردہ ہوا

ہر برگ نہال تازہ کف افسوس ملنے لگا گل سوسن کہ زبان درازی اسکی مشہور عام ہے اسکا تسکین دل ناکام ہے حسب حال

اشعار زبان پر لائی طراری اپنی عنادل کو دکھائی — نظم

چشم نم اب گریستہ کچھ نہین تو کچھ نہین
عمر ہے ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
اور ہو تیرا دل مکدر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم نہین جسکے ہونے کا رب پیدا ہین رحم
اور آسمین تو بجے ہر کچھ نہین تو کچھ نہین
حسن خوبی نازہ و شوخی سب ہین لیکن خلق مین

ہے تو بتخانہ مین تو کعبہ مین ہے جو دل مین ہو کر
تو نہیے جا بجے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
ہے تو ہو سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین
خانہ دل کم نہین کعبہ مین بیت اللہ سے
رحم تجھمین ہے شکر کچھ نہین تو کچھ نہین

دل غم الفت سے مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین
وہ اگر دل ہی کے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین
ہے تیرے دل کی کدورت سے دلپر غبار
اور اگر ہو دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی جوہر ہے انسان کی قدر و منزلت
ہے تیرے نزدیک یہ گوہر کچھ نہین تو کچھ نہین
اشعار بھی بگوش دل بیقراران ہزار

القصہ وزیر نابکار نے بہ سبب سنبل و گل کی زبان حال سے تسکین مطلق خیال انجام دل ناکام مین نہ آیا رحم دل سے نہ اٹھا
اشارہ اسی غلام ہانجار سے کہا کہ جا اس لڑکے کو گوشہ چمن مین پکڑ لیجا اور ذبح کرکے دل و جگر کے کباب بنا کر لا کہ مین بعد
شراب خواری مثل گزک کے کھاؤن اور آتش غیرت و خطرہ دل پر کینہ کی جو ہنوز سینہ مین بھڑک رہی ہے بجھاؤن یہ سنتے ہی وہ
غلام حبشی ظالم ابدی خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا گوشہ چمن سبزہ زار مین لالہ زار کرنے کو لیگیا اس طفل
حسین مہ جبین پہ مطلق رحم نکیا اور زمین پہ اسکو پچھاڑا قدم جلادی چمنستان مین گاڑا شمشیر آبدار میان سے کھینچ ارادہ قتل
کیا اب ناظرین باتمکین کو واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال بہت کم سن کھیلنے
کے دن بلکہ نہایت خرد سال وہ صاحب حسن و جمال تھا اور وہ غلام حبشی جوان پہلوان صاحب تن و توش بہادری کا جوش
تو ہی ہیکل صورت پیل تھا اس طفل خواجہ بزرجمہر کا کچھ بس اور زور نچلا گرچہ چڑ گیا وہ آنکے سینہ پر چڑھ وہ حبشی گر
بے رحمی اور جلادی دیکھکر رنگ چمن دگرگون ہوگیا ہر گل کا جگر خون ہوگیا سنا لمحے بار بار تھرانے لگے اور گل صدبرگ
کامرانی کا غم کھانے لگے لالے کا داغ جگر تازہ ہوگیا خون ٹپکنے لگا نرگس بیمار اشک گرم گل رخسار پر بہانے لگی سوسن کا
دل آتش حسرت و یاس سے جلانے لگی بیلا البیلا پن بھول گیا نہایت پژمردہ خاطر ہوا شمشاد ہر چند کہ ایک پانون سے
کھڑا تھا مگر بچانے کو اس گل رعنا کے دوڑا سنبل پیچ و تاب کھانے لگی دل سے آہ آہ کی صدا آنے لگی غنچے مرجھا گئے
نسرین و نسترن سے کہ قلب تھم اسے بلبلین آہ و نالہ کرتی تھین کس حسرت سے ہاتھ جگر پر دھرتی تھین طائران چمن بلبلائے
تڑپ تڑپ کر آشیانون سے نکل آئے لیکن جب بزرجمہر نے اس سیہ قلب غلام حبشی کی یہ جلادی اور
ستم ایجادی و بیدادی دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا کہ اے مرد خدا تو کسواسطے میرا خون ناحق کرتا ہے انصاف کرنے خدا
سے نہین ڈرتا ہے اُسنے کہا اپنے آقا کے حکم سے تجھے قتل کرتا ہون مین کسی سے نہین ڈرتا ہون دل و جگر
تیرا کباب کرکے اسکے واسطے لیجاؤنگا وہ مجھسے خوشنود و راضی ہوگا خواجہ بزرجمہر نے کہا ایک بات میری

مطلب دل حسب دلخواہ ہوگا میری جان بچے گی تیرے مالک کی بھی خوشی ہوگی اسوقت ایک عورت بازار مین ایک بچہ بکری کا بیچنے لائی ہے اور اُس بچہ کو آدمی کا دودھ پلا کر پرورش کیا ہے گوشت اور جگر اُسکا انسان کا سا ہے سیاہ اور سفید رنگ اُس بچہ کو سفید کا ہے اور فلان مقام پہ بازار مین کھڑا ہے تو جا کر مول لے آ اسکو ذبح کرنے دل و جگر کے کباب بنا کر تیار کرکے اُسکو کھلا دے حبشی یہ سنکے کمال حیران ہوا اور کمر مین بزرجمہر کو باندھا کہ شاید سمجھے ہوگا فقرہ دیتا ہے اپنی جان بچاتا ہے غرض بازار مین پہونچا دیکھ جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے بتایا تھا اُسی جگہ اُس عورت کو پایا کہا بیشک یہ صاحبزادہ صاحب کمال ہے یقین ہے کہ اب میرا بھی مطلب ہو جائیگا اُس عورت سے وہ بچہ بز حبشی نے خرید لیا اور جو کچھ قیمت اُسنے مانگی وہ اُسکے دی بچہ لیکر گھر چلا راہ مین بزرجمہر سے پوچھا میرا کام کب ہوگا خواجہ نے کہا چالیس روز مین حبشی نے خواجہ کے گھر کا پتا دریافت کرکے خواجہ کو چھوڑ دیا خواجہ بزرجمہر وہ ساگ فرمائش والدہ مکرمہ کی جو باغبان سے لیا تھا لیکر اپنے گھر آیا اور سجدہ شکر بجا لایا وہ ساگ اپنی مان کو دیا والدہ نے اُسکو پکا کر کھایا بزرجمہر جو کتاب نایاب جاماسپ سے پڑھتے تھے یہان وہ غلام حبشی اُس بکری کے بچے کو ذبح کرکے کباب اُسکے دل و جگر کے تیار کرکے الغش وزیر بے پیر کے سامنے لایا اُس شریر ملعون نے وہ کباب بعد شرابخواری شل گرگ مزے سے کھائے خوش ہوا اور سب شگوفے مہکے دور ہوئے اور اُسی طرح ناچ و رنگ مین مصروف ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا اور تعبیر پوچھنا الغش وزیر بے تدبیر سے مع احوال خواب کے اور عاجز آنا اُسکا بیان حال خواب سے اور بادشاہ سے ذکر کرکے خواجہ بزرجمہر کو دربار مین بلوانا اور جانا خواجہ کا پشت الغش پر سوار ہو کے بادشاہ کے پاس اور قتل کرانا الغش کو اپنے باپ کے قتل کے عوض اور اُسکی جگہ آپ وزیر ہونا — ساقی نامہ

ساقی مجھے لالہ گون پلا دے
تھوڑی سی شراب دے اگر ہو
لازم تو یہ ہے کہ بھر کے دے جام
جسمین کہ ہو خون کا رنگ ساقی
دکھلاؤن قلم کا رنگ اپنے
ہو چہرہ دلری کا غازہ
مژگان شیادوشنگے جاسے شعر موزون کا
نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ ایسا فریدون کا
زبان اپنی تو ہے اپنی انگوٹھی و کرنے مین
وہی عشق آجتک ہے مجھکو حسن روزافزون کا
کہ میری نہین مدنظر ہے عمر کی چڑتی
زمانہ آشنا ہے اپنے احوال دگرگون کا
بنا صبح سے تا شام آنکو آئینہ رکھکر

مستون کے زانتے جمادے
کیون کرتا ہے اتنی دیر ساقی
مضمون کی ہے فکر صبح اور شام
پرجوش ہو دل خمار ہو جائے
مضمون کا ہون ڈھنگ اپنے
کیونکر دے مجھے تیز حسا مہ
نشتر ہر نفس ہو آشیان ہو رنج مضمون کا
چمن آئینہ ہو گل عکس ہو رخسار گلگون کا
لب بجز بیان سے سنتے ہین اعجاز افسون کا
زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجے کیفیت
عشاق ہون نہین ہوا آخر نباہ مضمون
سہ شوخی ہے اپنی ہوگی مسندی آتی بچے کی
ہائے اسمین جدائی ہوا ہو تی لعابگون کا

رندون سے ذرا مجھے بچے ہو
لا جلد جو کچھ باقی ساقی
اُس بادے کی ہو ترنگ ساقی
گلشن کی عیان بہار ہو جاسے
فقرون میں وہ لطف تازہ تازہ
کھتا ہے یہ داستان کا نار نظم
سفیع القدر سے عرع ہے اپنی بہت موزون کا
رہا جو سوچ چھاؤن ہے تیرے قد موزون کا
کسی حال مین بھی الفت دہی جو نوجوانی کی
بہار آئی ہے چلا دور مے صہبائے گلگون کا
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
خدا ہوا کہ یکی رنگ مجھے سودائی کے خونکا
محبت ہوتی ہے تو شوق کو بھی عشق کامل سے

زمین میں جا تمہارا دبے گا جو گنج قارون کا
نہایت دل ہرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہر
سگ لیلی کا حق ہو استخوان ہر چند کہ مجنون کا
فزا ملتا نہیں نعمت سے اپنی بد نصیبون کو

جس کے سیر کو خورشید سے چلے دھڑک آئے
نصیب دکھلا چکے منہ مجکو میرے تشنہ خون کا
جنون لیلی ہم کو دن بھی گھبراتا ہے دم اپنا
شوریدہ الا ادائی کو اک دن تماشائیون کا

نسیم صبح سے آگے قدم ہو آسکے گلگون کا
کھلائے تو زبان سوز فراق یار جب چلے
کیا ہے تنگ وحشت نے جاری عرصہ ہامون کا
شعر شناسندۂ راز خاطر نیاز

چنین کرد مرقوم با امتیاز + چہرہ سیا زن عالم روایت خیالات ذی کمال و بیدار بختان گنج شناس جواہرات عدیم المثال آئینہ خاطر مسرت نظارہ سے صورت بہزاد و مانی نقوش نکتہ دانی کو جلوہ شہود میں یون لاتے ہیں کہ بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ قباد والانژاد کہ جسکا وزیر بدتدبیر القش صاحب مکر و تزویر تھا ایک شب مشغول مے نوشی تھا عالم خود فراموشی تھا مارے بہ اسقدر بادہ خواری کی کہ روح جمشید شرابی جام جم بکف میں آیا وہ نشہ اسنے جمایا آخر اُسی حالت مستی میں سو گیا ایک عجیب و غریب خواب دیکھا وہ معاملہ نظر آیا کہ دل سے پیچ و تاب کھایا دیکھا کہ ایک طباق طلائی بہزار صفائی حلوے سے بھرا ہوا اگر ما گرم مزے کا پکا ہوا میرے آگے دھرا ہے گلی آئینہ آسا اُجلا ایسا کہ ترترا تا ہے اور اسقدر رقیق و سفید آسمین تر ہے کہ شیرینی آسکے نظارہ کرنے سے دلکو حلاوت بخشے آبداری پر آسکی نگاہ نہ ٹھہرے بغیر کھائے زبان میں مزا آئے اگر ایک لقمہ اسکا انسان نوش جان کرے مضمون زبان سے لب چاٹے میوہ اوپر اُسکے چھڑکا ہوا ورق طلائی و نقرئی جما ہوا دل اپنے بے اختیار چاہا کہ کھائیے مزا اسکا چکھیے ایک نوالہ اُس طباق طلا کار میں سے چنگل مار کر اُٹھایا اور ہاتھ بیحیا تمنہ تک آیا ہو اُسی وقت ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ نوالہ بادشاہ جمجاہ کے ہاتھ سے چھین لیگیا یہ چالاکی و جسارت اُس سگ سیاہ رنگ کی دیکھکر بادشاہ فلک جاہ ششدر و حیران مضطر و پریشان و حیرت سکتے کی سی صورت بنگیا عین خواب میں صورت آئینہ دنگ ہو گیا آنکھ کھل گئی اُٹھ بیٹھا مگر اس خواب پریشان سے متردد و متفکر و متحیر نہایت تشویش ہوئی صبح تک جان پر بنی رہی ولیکن کہتا تھا نہیں معلوم یہ کیا اسرار ہے عجب تماشا ہے مثل آئینہ حیران اور بسان زلف محبوبان پریشان چار طرف دیکھ رہا تھا جو کچھ خواب دیکھا تھا تھوڑی دیر میں سب بھول گیا اور زیادہ گھبرایا فوراً القش وزیر بے تدبیر کو بلوایا جب وہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو نجوم میں کمال دخل رکھتا ہے علم ستارگان میں اپنے کو کامل کہتا ہے گردش برج فلکی و طلوع و غروب مہر و ماہ شام و پگاہ جانتا ہے ہر کس و ناکس تیرا معتقد ہے اور مجکو نہایت مانتا ہے جلد مجکو اسوقت ٹھیک ٹھیک بتا کہ مین نے خواب میں کیا دیکھا ہے اور اسکی تعبیر کیا ہے اور کیا تقدیر کا لکھا ہے اور عالم الغیب کیا کرنے والا ہے القش وزیر بے تدبیر یہ حکم قضا توام سنکر گھبرایا بدن کانپا دل تھرایا دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ زمان و ماہ شہنشاہ دوران کون ایسا ہے کہ علم غیب جانتا ہو وہ نہیں آپ نے سنا ہے مصرع
علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار
شعر
سعی بہر راحت ہمسایگان کردن خوش ست + بشنود گوش از برائے خواب چشم افسانہا +
اے خداوند میں کیا جانوں کہ حضور کرامت ظہور نے عالم خواب میں کیا ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا دل تردد سے اسقدر گھبرایا کہ اس خانہ زاد بے گناہ کو یاد فرمایا میرا دل بھی درد و فکر میں آیا بموجب اشعار
اشعار
ربہ انفعال گڑتے میں آب آب ہوا + کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا + ہمارا طالع خفتہ کہیں نہ پیش جائے + سر پہ اسکے ہو یہ خوب جو ہم خواب ہوا +
بادشاہ جمجاہ کلام نا فرجام القش بدروش کا سنکر متنفس ہوا غصا بادہ کہا کہ او حبیب کیا بیہودہ بکتا ہے اسقدر نشہ کبر و غرور سے بکتا ہے اتنی مدت تک عہدۂ وزارت پر سرفراز رہا اور کیفیت دنیائے دون کو دیکھا اُسنے و اعلیٰ

جواب یار کا واللہ بانکپن مین نہین
دہان ہی مجمع اغیار یان ہجوم ملال
کسی کی آنکھ مین شوخی ہو جو ہرن مین نہین
تنک کے تن سے مری روح نے کہا رخصت
نقاب چہرہ پہ ہو چاند یہ گہن مین نہین
فلک پکارا جو قاتل نے پہنے کپڑے سرخ
گہر مین دانت جو وہ تیرے دہن مین نہین
نہین وہ جان مین پیران نصیب ... ن اے یار

خدا کے فضل سے ہر رنگ مین کہے اشعار
جو انجمن مین ہو تو مین اُس انجمن مین نہین
کسی سے آنکھ لی اور ہم ہوئے سرشار
مسافرت مین جو ہو مین وہ وطن مین نہین
خدا کی شان کہین خیر باریاب وطن
ہر رنگ تو تو مرے جامہ گہن مین نہین
نشان عدو کا نہین ... جو ہوسے د سکون
کہ دس کا کہین مضمون مرے سخن مین نہین

وہ بات کونسی ہو جو مرے سخن مین نہین
نگاہ ہو چشم عنایت ابھی نظر تیز ہی
جو تیز بان تو کہین بادہ کہن مین نہین
کسی کی روئے منور سے ہو حجاب اسے
ہمارا ذکر بھی اس بت کی انجمن مین نہین
عیان ہو اسکی نزاکت تو اسکی پوشیدہ
نہین تو آئے بھلا میری انجمن مین نہین
یہ اشعار آجا رہے [illegible] لکھ دیا اور دلکو

یقین واثق ہوا کہ جو دی چرخ بد کردار و دور نگی لیل و نہار شومی بخت نا ہنجار ہے یہ کشتی تقدیر ہی طرف ہو کہ بادشاہ کا قول صادق ہے تعبیر خواب کا شائق ہو میرے قتل پہ قسم کھائی ہے جلادی دل مین ٹھانی ہے اب بھلائی نہین ہو طرح برائی ہی طالع بیدار میرا سوتا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے غرضکہ اسی رنج و ملال مین یہ بھی خیال دل پر ملال پر گذرا کہ شاید غلام حبشی نے اُس طفل یتیم و بیگناہ کو قتل کیا ہو ترس کھا کر چھوڑ دیا ہو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ طفل یتیم زندہ ہی کہ مر گیا عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر گیا اگر وہ زندہ ہو تو بیشک تیری جانبری ہو ورنہ تو بھی اب عدم کا سفری ہو یہ سوچ کر اُس غلام ناکام کو بلایا اور کہا اے حبشی جس لڑکے کو اُس روز باغ مین مین نے تجھے قتل کا حکم دیا تھا اُس طفل پر تو نے رحم کھا کے چھوڑ دیا یا قتل کیا اگر اُس طفل کو تو نے نہ مار ڈالا ہو تو اُسکو جلد بلا لا مین تجھے اسکے عوض مین مال دنیا سے مالامال کر دونگا دامن تیرا جواہرات بیش بہا سے بھر دونگا تو ایسا غنی اور دولتمند ہوگا کہ زمانہ تیرے حال پر رشک کریگا اور ہر کس و ناکس تیرا دست نگر ہوگا حبشی نے جواب دیا اے خداوند خانہ زاد نے اُسی وقت حسب حکم حضور فیض گنجور سے اُس طفل کو قتل کیا اور کباب اُسکے دل و جگر کے بنا کر حضور کو کھلا دیے

شعر خون جگر اب کاسے کو پیتے ہین خداوند ❊ مُردے بھی دوبارہ کہین جیتے ہین خداوند ❊ اے وزیر باتدبیر آپ نے نہین سنا ہی کسی عقلمند نے کہا ہی شعر آسان بہت ہی لعل بدخشان کا توڑنا ❊ مشکل ہو وقت کام کے پھر اُسکا جوڑنا ❊ اب کیا ہو سکتا ہی وہ لڑکا کب آتا ہی القش وزیر غمگین و دلگیر نے جب یہ تقریر ناگزیر اُس غلام حبشی سے سنی سکوت کیا پھر سوچ کر اُس سے کہا کہ لاش جگر پاش اُس طفل دلخراش کی تلاش کر کے جلد لا اور مجھکو آنکھون سے دکھا اُسنے کہا کہ لاش اُسکی مین نے پھینکدی دفن نہین کی جو بجھو دلاؤن کیونکر آپ کو دکھاؤن القش نے کہا اے غلام جا اُسی جگہ تلاش کر کچھ تو تا لاش کا معلوم ہوگا یا استخوان تک معدوم ہو گا حبشی نے کہا اے آقا وحوش دام جانوران صحرائی و طائران ہوائی اُسکو کھا گئے ہونگے ہڈیون سے کیا پتہ نشان ملے گا کیونکر سمجھا جائیگا کہ یہ ہڈیان اُسی کی ہین القش نے کہا کہ اے غلام یہ تقریر تیری بیکار ہی سراسر بناوٹ کا اظہار ہی اس کلام سے بوے صدق نہین آتی خار فریب اور دروغ میرے دل مین کھٹکتا ہی اے غلام حبشی اسوقت اگر تو سچ کہے تو مال تجھکو ملیگا ورنہ ابھی تہ تیغ کرونگا قتل سے تیرے دریغ نہوگا اور نہ کسی سے ڈرونگا اب تو مین بھی اپنی جان پر کھیلا ہون جان تو نذر بادشاہ کل سے کر چکا ہون شعر درد دل سے لوٹتا ہون میرا اسکو دردہ ہی ❊ ہو نہین لفافہ درد جس پہلو سے آلودہ دردہ ہی دیگر ہردم دل خون گشتہ مین اک جوش

جو آہ ہی سینے مین سو فوارۂ خون ہی	پھر جاتی ہی سینہ کو مری آہ بھی آلٹی	برگشتہ جو قسمت ہو مری بخت نگون ہی
قایم ہو بنا رو کی فریاد سے میری	چونا لہی ایوان محبت کا ستون ہی	جسوقت غلام حبشی نے دیکھا کہ القش

وزیر بے پیر کا رنگ دیگر ہو معلوم ہوتا ہی کہ اسپر کچھ عتاب شاہی آیا ہی اسی سبب سے وہ بہت گھبرایا ہی اپنی جان پر
کھیل کے میرے قتل پہ تیار ہو اپنی جان سے بیزار ہی یہ کیفیت دیکھکر غلام حبشی نے دست بستہ بعد انکسار عرض کی کہ
بہت اچھا حضور مجھکو ایک روز کی مہلت دیجیے کچھ فکر و تردد نہ کیجیے لاش اس لڑکے کی تلاش کر کے لاتا ہون اسکو حاضر
خدمت کر کے جان اپنی بچاتا ہون آیندہ آپ کو میرے قتل اور جان بخشی کا اختیار ہی خانہ زاد مجبور و ناچار ہی بندہ درگاہ
ہر طرح فرمانبردار ہی ہیچ ہی موت کا گرم بازار ہی **مطلع** کون سے دن تیغ تیز تو خونریز نہی + مجھپہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی
دیگر وکو تری تیغ سے ہم بھی ہان یونہین سہی + آپکی یونہین خوشی ہی مہربان یونہین سہی + غرضکہ القش نے غلام حبشی کو
ایک دن کی اجازت دی اس غلام نے بزرجمہر کے گھر کی راہ لی جب گھر پر بزرجمہر کے گیا دق الباب کیا بزرجمہر گھر سے
باہر آیا غلام کو دیکھتے ہی گلے لگایا سارا حال پوچھا حبشی نے جو کچھ گذرا تھا من وعن بیان کیا بزرجمہر نے اسے تسکین دی
اور کہا ای غلام باوفا جسطرح سے تو نے اب انکار کیا ہی اسی طرح سے انکار کیے جانا ہرگز پتا نہ بتانا القش تجھکو چالیس لکڑیان
مارے گا تو خاموش کھڑا رہنا جب وہ انتالیس لکڑیان مار چکے اور چالیسوین مارنے کو اٹھائے اسوقت اقرار کرنا اس
عرصہ مین مین جا کر کتاب دیکھتا ہون کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے حبشی حسب الارشاد فیض بنیاد **خواجہ بزرجمہر** پھر گیا اور
القش سے کہا کہ اے وزیر مجھکو لاش اس طفل کی نہین ملی تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ جانبری دے **القش**
خفا ہوا اور غیظ و غضب مین آ کر غلامان حلقہ بگوش کو بلایا کہ اس غلام حبشی کو رسی سے باندھ دو ان غلامون نے بموجب
حکم **القش** وزیر کے ایک رسی مین حبشی کو مضبوط باندھ دیا اور **القش** لکڑیان مارنے لگا اور بار بار پوچھتا تھا کہ تو نے
اس لڑکے کو کیا کیا اور یہ انکار کرتا تھا جب چالیسوین لکڑی مارنے لگا غلام نے فوراً کہا اے **القش** تو مجھے چھوڑ دے
وہ لڑکا زندہ ہی مین اسکو حاضر خدمت کرتا ہون **القش** نے کہا یہ کیا پہلے انکار بہت کیا جب انتالیس لکڑیان کھا چکا تو اقرار
کیا حبشی نے کہا اے وزیر مین اسلیے نہ بتاتا تھا کہ شاید تو خفا ہوا ور کہے کہ تو نے میرے حکم کے خلاف کیون کیا اور اس لڑکے
کو کیون چھوڑ دیا اسی طرح جو بات مین تجھسے کہتا ہونگا تو وہ کام نہ کرتا ہوگا اب معلوم ہوا کہ تو بدل اس لڑکے کا
شائق و خواستگار ہی اب اسکا بتلانا میرے حق مین اچھا ہی اسلیے اب بتلایا پہلے بتا رہا تھا **مطلع** دل
گرفتار ہوا یار کی غمخواری سے + ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے **دیگر** دل کشمکش طرہ دوتا مین
پڑے + تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے **دیگر** نگاہ تھا دلبر پھڑکنے جان لگی + چلی تھی برچھی
کسی پر کسی کے آن لگی + **القش** وزیر بے پیر یہ کلام حبشی کا سنکر بہت خوش ہوا اسے رسی سے کھول دیا
اور کہا جا بزرجمہر کو جلد بلا لا حبشی **خواجہ بزرجمہر** کے پاس آیا اور سب ماجرا بیان کیا اور کہا
چلیے آپ کو بلایا ہی جلاد بے رحم آیا ہی بزرجمہر فوراً حبشی کے ہمراہ **القش** وزیر بے پیر کے پاس آیا اور
جلوۂ نور چہرہ دکھایا **القش** دیکھتے ہی **خواجہ بزرجمہر** کو براے تعظیم اٹھا اور آگے بڑھ کر بزرجمہر
کو گود مین اٹھا لیا اور بیٹھکر زانو پر بٹھایا خوب پیار کیا گلے لگایا اور کہا اے آرام جان مجھکو تجھسے ایک بہت بڑی
غرض لاحق ہوئی ہی کہ اس سے میری اور تیری دونون کی جانبری ہی بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہی
اس سے نہایت پریشان ہوا ہی تم بیان کرو اپنے علم و کمال کا امتحان دو کہ خواب کونسا ہی اور کیا ہی بعد اسکے
تعبیر بتاؤ **خواجہ بزرجمہر** نے جواب دیا **شعر** سکتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ + تو لطف سے کرتا ہی

گرم اور زیادہ دیگر خبر کی جنگ لوقل کی تو مجنون اہل امون کو + کہا وہ بیچارا مچولے شاخ بید مجنون کو + خواجہ بزرجمہر نے
کہا اے وزیر اعظم تم بادشاہ عالم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ایک لڑکا میرا نوکر ہے تا بعدا صر بسر ہے وہ خواب کا حال اور تعبیر خواب
بتلاوے گا مین نے اسکو بموجب حکم محکم فیض شیم تلاش کیا ہے اگر حکم ہو تو اُسکو حاضر خدمت سکندر صولت کرون جسوقت بادشاہ
عالیجاہ طلب فرمائینگے جلد حاضر ہوگا احوال خواب اور تعبیر خواب بتلاوے گا آپکا اور زیادہ نام بڑھے گا یہ مشہور ہوگا
القش کے ایک ادنا ناچیز ملازم بے تمیز نے خواب کا حال اور تعبیر خواب بتلا کے بادشاہ کو مسرور کیا تردد و فکر
ورنج والم دل پژمردہ سے دور کیا القش وزیر دغاباز بے پیر سمجھا کہ یہ لڑکا چاہتا ہے کہ دربار مین وہ کام کرون جسمین اپنا
نام کرون خیر کیا مضائقہ ہے میری تو جان بچ جائیگی کوئی آفت آسمانی بحکم شاہی تو نہ آئیگی اگر زندہ ہون تو پھر کسی
وقت مین انسداد دربار مین آنے کا کرون گا یہ کتنی بڑی بات ہے بالفعل وقت کی ضرورت سمجھنا چاہیے مصرع
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز شعر سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین + چھینٹے دو چار وہ گرد ہنستے ہی
گھر بستے ہین + پھر بزرجمہر کو رخصت کیا آپ اسی وقت دربار مین بادشاہ کے آیا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا ای
القش حال خواب دریافت کیا کچھ ظاہر ہوا وزیر نے عرض کی حضور خانہ زاد نے تو ذرا بھی نہین دیکھا مگر ایک لڑکا
سابق مین میرا نوکر تھا اُسکو حضور طلب فرمائین اُسکو خانہ زاد نے خوب سکھا دیا ہے وہ بخوبی سب بتادے گا اور
اُسکا مکان فلان محلہ مین ہے بادشاہ نے سمجھا کہ کسی کو ڈھونڈھ لایا ہے اپنا حیلہ کرتا ہے جان بچاتا ہے کہا اچھا کیا
مضائقہ کام تو نکل جاوے گا یہ خیال کر کے فوراً چوبدار واسطے طلب خواجہ بزرجمہر کے روانہ کیا جب چوبدار گھر پر
خواجہ کے آیا بزرجمہر کو آواز دی خواجہ باہر آئے اُس چوبدار نے کہا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے تشریف
لیچلیے بہت جلد بلایا ہے بزرجمہر نے کہا مین گنہگار نہین ہون جو ایک ادنے پیادے کے ہمراہ جاؤن قیدی کہلاؤن
یہ سنکے وہ چوبدار مجبور و ناچار آیا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہنشاہ کا اقبال زیادہ و دولت وحشمت
روز بروز افزون بخت ہمایون جلوہ گر بعد کرو فر خواجہ بزرجمہر ہر چند ابھی کم سن طفل مکتب ہے مگر کلام اُسکا بمنزلۂ
ارکان دولت واقبال شاہنشاہی جہان پناہی ہے ہم لوگون کے ساتھ وہ نہین آتا بادشاہ مسکرائے اور
حکم دیا کہ گھوڑا عربی خاص خاصہ کا دورکابہ مع ساز ویراق عمدہ ترین زرین لجام زرین مرصع کار سے آراستہ
کر کے لیجاؤ اور اُس صاحب زادہ بلند اقبال صاحب بخت واہل کمال کو جلد لے آؤ حقیقت مین اُس
لڑکے نے سچ کہا اور مین نے برا کیا کہ پہلے ہی سواری عمدہ آراستہ کر کے اُسکے واسطے نہ بھیجی فقط یہ
باعث تردد و فکر کا تھا جو میری عقل نے قصور کیا پھر بادشاہ القش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای القش
تونے بھی کچھ لیاقت اُسکی نہ سمجھی تو تیر نزکی کہ مجھسے کہتا بلکہ کہنا کیا ضرور تھا سواری اور آدمی عملہ وغیرہ
اُسکے لینے کے لیے بھیجدیا ہوتا ای القش تو بڑا نالایق ہے قابل عہدۂ وزارت کے نہین مگر تقدیر نے
تجھکو اس عہدہ پر فائز کیا القش وزیر بادشاہ کے یہ کلام عتابانہ سنکر تھرا گیا از خاموش سر جھکائے بیٹھا
رہا غرضکہ ملازمان دولت شاہنشاہی جہان پناہی ایک مرکب صبا رفتار کو لیچلے کہ وہ خاص سواری فیض
اختصاص کا نو عروس بنا ہوا سر سے پانوں تک زیور طلائی وجواہر مین غرق پری وش حور نژاد انگشت بدندان غزال
ہمہ شیر انداز و ادا معشوقانہ چال مستانہ چھم چھم کرتا چلا گرد اُسکے چوبدار خدمتگار خاص بردار کچھ ہمراہی پیدل
کچھ سوار لینے کو خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال باکمال کے روانہ ہوئے جب دولتسرا ے
خواجہ بزرجمہر پر سب آدمی سواری لیے ہوئے پہونچے خواجہ کو آواز دی خواجہ گھر سے باہر آئے

خواصون نے عرض کی کہ حضور جلدی سوار ہوجیے تشریف لیچلیے کہ بادشاہ دربار مین خلف جناب و مشتاق جمال رشک
آفتاب جنابعالی خواجہ نے گھوڑے کو دیکھکر کہا کہ حکمت کے خلاف ہے اس سواری پر مین سوار نہ ہونگا
کہ لوگ اس سواری کو جنازہ روان کہتے ہین اگر گر پڑون تو ہاتھ پانون ٹوٹ جائین اپاہج ہوکے بیٹھون
کسی طرف کا نہ رہون آخرکار سب لوگ سواری لیکر پھر آئے اور بادشاہ سے کیفیت بیان کی
بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اچھا پالکی سواری اور کہار جائین اسکو جلد لے آئین ایک دفعہ پالکی سواری بڑی
تیاری اور سامان سے روانہ ہوئی طلائی نقرئی گنگا جمنی کام کیا ہوا جابجا جواہرات بیش بہا نگینے عمدہ عمدہ
تراشے ہوئے جڑے ہوئے منقش جھالر لگی ہوئی کہارون کی وردیان نہایت نادر مخمل سبز کی آبپر زردوزی کا رچوبی
کام سچے سچے نگینے ہیرے و زمرد کے جڑے ہوئے یاقوت کے ٹکڑے ٹکے ہوئے پگڑیان مرصع کار جھلبونگا
جھمکا اور جواہر بیش قیمت جڑے ہوئے کہار اسکو کاندھے پر لیے ہوئے ہمراہ خواصان خاص اور چوبدار
و خدمتگار و پیدل سپاہی و سواران اردلی شاہی خواجہ بزرجمہر کی خدمت بابرکت مین آئے جب خواجہ
بزرجمہر نے پالکی دیکھی فرمایا مین کچھ بیمار نہین ہون کہ اس پالکی پر مردے کی طرح لیٹ کر جاؤن اور چار کے
کاندھے پر جیتے جی چڑھون مین اس صورت سے ہرگز نہ جاؤنگا بلکہ اس طرح تو تیغ بھی نہ کرونگا بادشاہ عالم پناہ
کو میری جانب سے بہت بہت آداب تسلیمات خادمانہ بجا لائے و دست بستہ بارگاہ حضور مین عرض کرنا کہ اگر حضور
شاہنشاہ جہان پناہ کو بلانا منظور ہے تو اس نمکخوار و تابعدار کا یہ دستور ہے کہ **التمش** وزیر کو ساز و یراق و سامان
بے پایان سے بعد شان آراستہ و پیراستہ کرکے ایک زین جواہر نگار مرصع کار اسکی پشت پر کسوا کے مزین فرماکے
بھیجدیجیے کہ خانہ زاد اسکی پشت پر بطور مرکب خوش رفتار سوار ہوکر عازم خدمت سکندر صولت ہوگا ورنہ بادشاہ
فلک اشتباہ مجھکو تکلیف نہ دین مین یہین سے اس رعیت پرور داد گستر شاہنشاہ **قباد** بادشاہ کو ترقی جاہ و
جلال و دولت و اقبال کی مدام دعا کیا کرتا ہون یہ سنکر سب ملازمان شاہی پھر گئے اور من وعن سب
کیفیت و عبارت کلام بلاغت نظام **خواجہ بزرجمہر** حضور مین بادشاہ **قباد** فلک اقتدار کے بیان کی بادشاہ
بجاہ بھی نہایت عقیل و فہیم صاحب ادراک چست و چالاک ذی ہوش عالی منش تھا یہ کلام فصاحت التیام
خواجہ بزرجمہر کا سمجھا اور عقل سے دریافت کرکے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ **التمش** وزیر بد تدبیر بلکہ
بے پیر دام اجل اسیر ہے اس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب کمال کو کسی طرح کا رنج و ملال ہے کہ اسکے عوض
مین وہ اسکی ذلت اور رسوائی و ہتک عزت چاہتا ہے اور درپے اسکی بے آبروئی کا ہے پھر مجھکو اس سے کیا
کام ہے اپنے کام سے کام ہے مثل مشہور ہے **مثل** جو آگ کھائے انگارے ہگے گرچہ یہ اشعار آبدار **نظم**

چھپے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہو چشم براہ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
برنگ غنچۂ پیکان دکھے لقمو پر
خوشی کی کیونکہ ہوا اس نگون شعار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہوا ہے دست بہ

بلا سے گر ہو خوالہ دہان یار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اثر یہ آتش شر رہو کے ٹکڑے سنگ مزار
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
برنگ بیضۂ زر روز توڑے دل آسنے
جو ہو چھپون کون ہر سو بین گلہزار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ترا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جائے گھر
اگر نہین ہے اگر مہ چیش مزار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہین ماتمی آثار
ہزارون ایک ہمارا ہے کس قطار مین دل
ستو نہین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون

لگی ہے صحبت خوبان گلعذار مین دل	یہ جسم زار ہے یا ہے پیرہن مین دل	گرہ ہے تار مین یا ہے جسم زار مین دل

بادشاہ عالم پناہ قباد کج کلاہ نے ملازمان شاہی سے کیفیت خواجہ بزرجمہر کی سنکر فوراً حکم دیا کہ تم سب
لوگ القش وزیر بے تدبیر کو اسی ساز و یراق و سامان طمطراق و زیور جواہر نگار و زین مرصع کار سے آراستہ
و پیراستہ کرکے مع ملازمان جلو سی لیجاؤ اور اسکو بعد گردش در بازار مین لاؤ ہر چند القش وزیر بے پیر نے دلگیر ہو کر
عذر و معذرت کی مگر قبول نہ ہوئی فرمایا کہ او نالایق یہ تیری سزا ہے بے ہنری کی جو جو تیرا احوال کیا جاتا ہے تو نے
یون علم و ہنر کو حاصل کیا ہے جیسے دنیا مین مثل مشہور ہے گدھے پر کتابین لادین اگر تو بھی کچھ کمال رکھتا ہوتا اور
حال خواب پریشان اور تعبیر مدعای حیران کی بیان کرتا تو یہ دن تیرے واسطے کاہے کو آتا اب تو فقط گھوڑا ہی
ساتھ ساز و سامان کے اس سے تو بہتر ہے کہ جو بے ہنر ناخواندے ٹوکری ڈھوتے ہین اور مزدوری کرکے اپنی
پیٹھ پر گدھے کی طرح منون سے بوجھ لادتے ہین القش یہ سنکر ناچار ہوا سر اپنا جھکالیا سائیس نے القش
وزیر کا ہاتھ پکڑکے جھکایا بصورت سمند خوش رفتار بنایا چار جامہ کسا زین پوشش مرصع کا ڈالا دہانہ منہ مین دیا تسمہ
طلائی لگایا نقرئی و طلائی رکابین جواہر جوش بہا کی بصورت آفتاب و مہتاب لٹکادین کلگی مین یاقوت و زمرد
اور ہیرے کی کنیان جڑی ہوئی تنگ بھی کارچوبی سرحت پٹکہ زیور جواہر نگار ہسپ پاؤ ڈوری ہفت رنگ
ریشم کی تار ہائے زرین سے بٹی ہوئی اوسکے [illegible] جو تخت سائیس اس گھوڑے کو سج
سجا کر ساز و یراق و زیورات سے آراستہ و پیراستہ کرکے دولہن بنا کر سامنے بادشاہ فلک بارگاہ کے لایا اہل دربار
نے دیکھا بادشاہ فلک بارگاہ مسکرایا مصاحبان خاص نے کہا کہ حضور اس گھوڑے کی دم کیون نہین کیا ہوئی دم چٹ لگائی
گئی ہوتی کی زیبایش ادھوری رہی بادشاہ نے بھی کہا کہ ہان دم بنا دمچی لگاؤ جب تو گھوڑے کی شکل ہو سائیس
نے جھاڑی دم کے مقام پر رکھکر ذرا اشارہ کیا گھوڑا اُچھلنے لگا ہاتھ سے نکلنے لگا دولتی لگانے لگا پیٹھ ہلانے لگا
سائیس نے ڈانٹا کہا کہ او گھوڑے او گھوڑے ٹھہر دم بنانے دے دمچی لگانے دے کسی نے چمکاری دی کسی نے
گردن پر ہاتھ پھیرا سائیس نے پھر اشارہ جھاڑی کی ڈنڈی کا کیا گھوڑا اُچھلا کودا چشتک ماری الغت ہوا سائیس نے
باگ زور کھینچ کے چمکارا پٹھے پر زور سے ہاتھ مارا کوئی تبسم ہوا کوئی ہنسا کوئی چپ ہو رہا بادشاہ نے جو یہ تماشا
دیکھا ایک قہقہہ مارا آخر کار سائیسون نے جھاڑی کی ڈنڈی کو مقام اصل پر جڑ دیا بارے کار از انشا شوا دمچی کو بھی بندھ
لیا اس سمند محفل پسند پری شکل اسپ صبا رفتار شاہی تہان پناہی کو سائیس ڈپٹاتا ہوا ہمراہ خواصان زرین کلاہ و
خاص برداران فلک بارگاہ و سواران اردلی قباد شاہنشاہ کے خدمت فیضدرجت خواجہ بزرجمہر مین
لایا ملازمان شاہنشاہی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوجیے دیر ہوگئی ہے تشریف لیچلیے بادشاہ بہت
شایق جمال بے مثال ہین یہ سنکر خواجہ رکاب سعادت انتساب مین پاؤن دیکر سوار ہوا سائیس نے سوار کے ہاتھ
مین کوڑا دیا گھوڑے نے کنوتیان بدلین گویا کان کھڑے لیے اپنے دینے کی گھوڑے کو سر چلنے مین کوتاہی کی
شہسوار میدان یکتازی نے باگ چست کی اور کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کے اُچھلنے لگا دوسرا کوڑا جو دیا بیتاب ہو کے دوڑا کبھی
سرپٹ بھاگا کبھی دلکی ہوا خواجہ بزرجمہر جس کوچہ و بازار مین نکلے خلقت کا اژدہام ہوا تماشائیون کا ہجوم عام ہوا سب
لوگ قہقہے لگانے لگے لڑکے تالیان بجانے لگے ہر طرف ہوہا مچا بہت ہی دھوم ہوا کیا گھوڑا ہے اور عجب شہسوار ہے
نئی دل لگی نئی بہار ہے القش وزیر پر بزرجمہر سوار ہے دورنگی روزگار ہے یہی گردش لیل و نہار ہے الغرض اسی طرح
بزرجمہر دربار بادشاہ سکندر جاہ مین حاضر ہوا اور القش وزیر کی پشت سے اترکے آیا سامنے کھڑے ہو کر تقدیم آداب بجالا

اور مثل رتبہ شناسان شاہی قاعدہ دانندگان جہان پناہی شرح وثنائی اور دعائے دولت اقبال شوکت اجلال دی بالغی تا مرزند آفتاب بمہر و باشی وتا صبح ومعہدم ساغر باشی وتا تاج جہات بر سر خضر بودہ در خانۂ اقبال سکندر باشی اشعار بمدح وثنائے بادشاہ قباد

خسروا جلوہ ترا دہ طرب افزائے جہان
مہر تابان کبھی ظاہر ہو کبھی ہو پنہان
اور گہر بخش ہو وہ خوش آب جبین سمجھتے ہیں
ہو نہ گلشن مین بھی دیدہ گل کا فرمان
دہ ترا زور حمایت ہو کہ جسکے باعث
ایک تار نگہ مور سے سو چیل دہان
وقت کاوش کے دم مہر کرا کب آسکا
جلنے خورشید چنے اپنی جبین پہ افشان
سطر سے تیرے آگے ہین بہم آتش و آب
سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان

گر تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین مین ہو کاہ ربا کو یہ توان
ہو کے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
ناتوانون کو بھی ہو دہر مین تاب و توان
کھون شوخی جو تری توسن چالاک کی مین
سرحاسد کو تکے صورت گوئے چوگان
قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
جسطرح آئینہ مین عکس رخ شعلہ فشان

نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروزان
لیکے پنجے مین گہر بحر سے نکلے مرجان
اسقدر تابع فرمان ہو زمانہ تیرا
شاخ گل ہر چمن دہر مین ہو شاخ کمان
نرم تکیہ مین پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھین
اشہب خامہ بھی ہو ہمسر رم برق تپان
اے فلک جاہ ترے در کے ہین ہیچ ذرہ خاک
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان
ہیں سر احسان سے ترے انسان ہو غلامی مین تری

جسوقت خواجہ بزرجمہر نے بفصاحت وبلاغت دربار شاہنشاہی مین نظم سے ہو کر یہ دعا و ثنا بادشاہ جمجاہ کی اور قباد بادشاہ نے اس گوہر شاہوار بحر حکمت و لعل بے بہا ئے قلزم شوکت و صولت کو ایسا لائق و فایق ملاحظہ فرمایا کہ آگے آ خواجہ بزرجمہر نے زمین ادب کو کعب عقیدت و محبت سے بوسہ دیا اور قریب سلطنت حاضر ہوا پہلے تو بادشاہ سلیمان جاہ نے خلعت فاخرہ سے خلع کیا کرسی جواہر نگار پر بمقام الفقش دہنی طرف بصد عزت و حرمت در خدمت و عظمت بیٹھنے کا حکم دیا پھر بادشاہ فاخرہ شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ تیرے جمال جہان آرا نے مجکو بند غم سے آزاد کیا اے شناور بحر اسرار عجایبات ازغواص دریای گوہر انبات اپنی زبان طلسم کشائے ترجمان سے جلوہ افشان سخن ہو کہ پردۂ غیب سے میرے خانۂ دل مین کونسی تصویر خیالی عالم رویا مین مثل خواب شہود مین آئی اور کس بد تمثال ہو رخید جمال نے جلوہ گری پائی شعر وہ خواب کیا تھا جسے دیکھکر تنگ ہوا ● وہ کیا خیال تھا جو آئینہ مین زنگ ہوا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ تقریر بادشاہ والا قدر کی سنی ایک سرد دل پر درد سے کھینچی اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ اے داد گستر عدل پرور فریاد رس بیکسان انصاف کن بے نوایان فریاد رس مظلوم ظالم اظلم کی جمع ہوا ہے آپکو داد و رونہ جز اپنے عادل زمان کیا سلطنت و دین مملکت پر حکمران کیا ظلم بعادت سیخ از رعیت مدار ہمراہ دل خواہ دادخواہان برآر ● چو عدل است پیرایۂ خسروی ● چرا عدل را دل نداری قوی ● اے بادشاہ فلک بارگاہ پہلے مجھ ستم رسیدہ خاطر کبیدہ مظلوم بیکس و یتیم کا حال کثیر الاختلال سماعت فرمایئے اور انصاف کیجیے بعد آسکے اپنے خواب بشارت خیال کا حال سنیئے گا قطعہ داد مظلوم کی پہلے دیجیے ● کام اپنا بعد آسکے کیجیے ● روز محشر داد گر کے سامنے ● سرخرو ئی عدل کر کے لیجیے ● بادشاہ نے یہ کلام حیرت انجام اس خستہ دل جام کا بگوش دل متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ اے بزرجمہر معدن علم و عمل و اے واقف رموز عالم بے بدل ارشاد کیجیے مین بگوش دل سماعت کرتا ہون اور بعد آسکے کوشش بلیغ اس امر کی تحقیق مین فرمانی کہ کسنے آپکو ستایا کسنے رنج و الم پہونچایا ہے کیا سانحہ درپیش آیا جس سے آپ نے یہ صدمۂ عظیم اٹھایا خواجہ بزرجمہر نے رو دیا اور کہا کہ اے بادشاہ آپ کے وزیر بے پیر الفقش ستم کش نے میرے باپ کو بیگناہ ذبح کیا فقط حضور اس ملعون جلاد سے اتنا پوچھیں کہ انھون نے اسکا کیا گناہ اور قصور کیا تھا بادشاہ نے کہا آپکے باپ کا کیا نام تھا بزرجمہر نے عرض کی انکا نام خواجہ بخت جمال تھا اور مجکو خواجہ بزرجمہر کہتے ہین پھر جو واقعہ خواجہ بخت جمال کا تھا اول سے آخر تک روحی کا پڑھنا اور اتحاد کا دونون کے پڑھنا اور چالیس روز گوشہ نشین ہونا اور باغ مین بزرجمہر کا پہونچنا اور الفقش کا بہکا کر غلام کو قتل کا حکم دینا اور اسکا چھوڑ دینا یہ سب کیفیت حرف بحرف بادشاہ سے بیان کی یہ سنکر

بادشاہ نہایت غضبناک ہوا الفتش کو سامنے بلایا اور پوچھا او شقی ازلی یہ کیا ماجرا ہے تو نے شہر میں تلاطم کر رکھا ہے یہ صاحبزادہ بلند اقبال کیا بیان کرتا ہے نظم رازکی جلدی یہ ہے آشکارہ جو کہ گزرا ہو بیان کرنا بکار + ہے قسم آتشکدہ کی اے وزیر + قتل اب تجکو کرونگا یا اسیر + الفتش نے جب یہ حال دیکھا اپنی جان بچانے کے لیے انکار کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور عادل زمان دادگستر فقیر ساں میں مناسب یہ ہے کہ حضور ایک ساعت کے واسطے موقع واردات پر تشریف لیچلیں تکلیف فرما کے سب کیفیت خود ملاحظہ کرلیں بادشاہ یہ سنکر فوراً اٹھے سوار ہوئے الفتش کو گرفتار سلسل بزنجیر و طوق کر کے ساتھ لیا خواجہ بزرجمہر نے اس باغ میں پہونچکر ایک جگہ پر پتا دیا نشان بتایا کہ اس جگہ زمین کو کھودو موافق حکم کے وہ زمین کھودی گئی اسمیں سے ایک لاش پاش پاش خون آلودہ سر بدن سے جدا نکلی دیکھا اسی طرح سے اندام صحیح و سلامت ہے زمین خوردہ نہیں ہوئی ہے باوجودیکہ زمانہ گذر چکا کہ بزرجمہر بھی پیدا نہوا اور اب وہ سن تمیز کو پہونچا شعر امانت کی طرح رکھا زمین نے روز حشر تک + نہ اک مو کم ہوا اسکا نہ اک تار کفن بگڑا + یہ دیکھتے ہی الفتش کا چہرہ اتر گیا منہ پر ہوائیاں چھٹنے لگیں ہیبت کے مارے کانپا دل میں تصور کیا کہ بس اب جام حیات لبریز ہوگیا پیام موت آگیا خواجہ بخت جمال کا خون ناحق تھا جیسا کیا ویسا پیش آیا انجام کار فلک نے یہ دن دکھایا شعر دست دشمن ہیشہ و صائب بوقت عاجزی + خون زخم آسمان رو ہیں دضیا ورا ایضاً رنگ دیکھا خوب بخت چرخ کج رفتار کا حلق سے اترے گا پانی اب کسی نادار کا دیگر افسوس خبر تھی نہ تجھے آج کے دن کی + کھلجائیگی مخفی جو حقیقت ہے یہاں جبکی الفتش نیچے سر گردن جھکائے ہوئے بادشاہ کے روبرو کھڑا تھا خوش موت کے انتظار میں کچھ جواب نہ دیتا تھا بعد اُسکے خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو لیجا کر وہ خزانہ جو اس باغ میں نکلا تھا اور جسکے واسطے خواجہ بخت جمال کو الفتش ستم کش نے قتل کیا تھا دکھا دیا بادشاہ نے کمال افسوس کیا اور خواجہ بخت جمال کی لاش پاش پاش قبر میں دفن کرادی اور گنبد بنوا دیا پھر بادشاہ نے جلاد کو بلایا اور حکم ناطق دیا کہ فوراً الفتش کا سر کاٹ لو درخت کے گرد خون جنجال کا بہادو خبردار دیر نہ لگاؤ فوراً بحکم بادشاہ قباد جلاد الفتش بے بنیاد کو ہاتھ پکڑ کر لیچلے اور کہتے تھے کیوں او پر غرور اتو نے اپنے کیے کی سزا پائی اس خزانہ ملنے پر ایسا کبر و غرور کیا کہ ایک بیگناہ کا ناحق خون کیا اسکا عوض آج ملا غرض کہ ان جلادوں نے ایکبارہ شعار الفتش ستم کش کا ایک ضرب تیغ آبدار سے سر جدا کیا اور بادشاہ جمجاہ کے سامنے لاکر رکھدیا بادشاہ نے سر اسکا سر دروازہ شہر پناہ پر لٹکوا دیا اور حکم دیا کہ الفتش کا مال متاع و دولت و حشمت خزینہ و دفینہ بارگاہ و گھربار لونڈی غلام املاک بالکل جو کچھ ہے سب بزرجمہر کو بعوض خون بہائے خواجہ بخت جمال کے دیا جاوے اور کوئی اس سے مطلق مزاحمت نہ کرے کہ یہ سب خون بہا اسکا ہے خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ بادشاہ سے عرض کی کہ اے بادشاہ حضور میں ایک اور عرض ہے کہ الفتش کے یہاں ایک دختر ملکہ جمال نامے ہے اُسپر یہ غلام حبشی جو روبرو حضور حاضر ہے مدت سے عاشق و فریفتہ ہے اور اسی غلام حبشی نے میری جان اسی ملعون الفتش ستم کش کے ہاتھ سے بچائی ہے میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجکو الفتش کی دختر دلادونگا بس بمصداق کلام نیک انجام والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کے دختر الفتش ستم کش کو اس غلام کو مرحمت کیجیے کہ میں بھی سبکدوش ہوں الکریم اذا وعدہ وفا مشہور ہے کریمان روزگار کا یہی دستور ہے بادشاہ نے فوراً دختر الفتش کو غلام حبشی کے حوالے کیا وہ غلام بہت شاد ہوا بزرجمہر نے زر و جواہر بھی بہت سا اسکو دیا باقی سب مال و دولت پر اپنا قبضہ کر کے اپنے ملازموں کا پہرا چوکی کرا دیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب بادشاہ فلک بارگاہ دربار میں دوبارہ پھر خلعت پایا پھر بادشاہ کی دعا و ثنا میں مشغول ہوا اشعار

جبذا ساقی فرخندہ رخ و مہر وجمال
مرحبا مطرب فرودت رخ زہرہ جمال
ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال
مہر سے گرمہ نو کا ہو رو شتے میں ہلال
شہ پناہا تو رہا دہ جیسے تا دور فلک
کسوف و نہ غروب نہ ہو طرد نہ دبال
آگے بخشش کے تری خرمن زر یک دانہ

آ گئی ہیبت سے تری کوہ طلا یک مثقال
آبداری مین تری تیغ کی ہے برق کی موج
خلق کو تیرے سوا ہونا ہے مردار حلال
طاقت دم زدن اس دور مین ہے کسکو رہی
لب پہ آجاے ہے سینے سے پئے استقبال
ہے ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی

ہوئی جون چادر مہتاب گلیم شب تار
کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال
طائر روح عدو کے سبب صیاد اجل
دیکھکر چابک ای شہ فرخندہ خصال
ہو قوی دست اگر از حمایت سے تری
فیلسوفی ہے چکیون کی غلط کنا محال
روشن غنچہ تصویر زبان منھ مین لال

رخ پر نور جو تو پونچھے کے چھوٹے رومال
تری شمشیر کو ہے خون عدو روز مباح
سبزۂ تیغ مین جو ہے سے انگار کتا ہے جال
پہر ترا ذکر جو آتا ہے زبان پر تو نفس
شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال
ہوئی ہے حیرت توصیف سے تیری شاہا

دوسرے کلمے داستان حیرت بیان خواجہ بزرجمہر کا خواب بادشاہ کا بیان کرنا پھر اصلی تعبیر بتانے کو ہمراہ بادشاہ کے محل مین جانا اور ریگزار تازی کا پھر بادشاہ کا خواجہ بزرجمہر کو وزیر کرنا اور سب وزیرون کو انکے حوالہ کرنا ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مے بھر کے مل
حلال کردہ ہو بہر شغل
زلال جنبہ ارغوان مے مجھے
فلک کا ہے اب ساقیا دور دور
سیہ جیوم کرتے ہین سحاب
برا ہے بہت بھر بھرکے مے جام تو

اگر غائب کا اقبال تکا ہے ہر پل
اٹھائے عداوت چھوا اب ہم دل
ستمے کا کچھ نقصان مے مجھے
سر سے عالم پہ چاہیے تجکو غور
لذہا کے ذات کی تو بھی شراب
اشتاب تو رندون سے کام ہے تو

چھکا اجو ساقی فرخندہ فال
اے زمی کی ہر وقت رہی جستجو
صفا پاؤ وقت ہے لالہ گون
تنش مین ہیکون نیچ رندان ہر
ہے زاہد ساغر مین بھول کباب
جگر بھرا ہو تری انتعاب

کہ دنیا ہے نیرنگ خواب خیال
ہر رنج حسین ہمدم و مسرت کی بو
ارموش سے جسکے ہے چشم خون
کرباسے کی ہے موج دریائی ار
ہے رندون سے کیسا ہے ساقی حجاب
پلا دے ارے ہوگیا کم خمار

غزل ہم فلک سے بھرو شراب شیشے مین
شراب چہرہ رسے انتخاب شیشے مین
خزان مین صبح چمن بکھرے مین ہاکن ہون
رہیگی زرد کی مٹی خراب شیشے مین
عمل ہے چاندنی میپیے تو موقع ہے
شراب شیشے مین ہے یا گلاب شیشے مین
سفید ہو ہوئے ترک قدح کشی کیجے

یقین ہو ذرون کو ہے آفتاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہے شب کو بھی روشنی دن کی
بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین
تماشے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
وفور شراب کے رکھتے خضاب شیشے مین

وہ میرزا منش آنکلے شاید اے ساقی
کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہون نہین مست دور مین میرے
بھر انداز دیکھا ہے جسنے شراب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہوحق ہے نالہ بلبل
سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے مین
ہے جب نشہ مین ہو دیگی سے محل حرکت

شراب پی کے بھریگے کباب شیشے مین ❊ تمام ❊ خوشنویان حسنی دفتر ❊ گرد ارت م داستان گستر و چہرہ جلوہ طرازان جلوۂ دلفریب سخن و پردۂ بازان مجلس زیبای عروس داستان کہن زینت دہ انجمن مشتہ نہ احوال نادر تمثال اس بیان کو منصۂ شہود مین یون جلوہ گری کرکے ضیا بار فرماتے ہین اور نقش ہوا بجبی صفحۂ قرطاس پہ اس ذکر کا یون بناتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر نے قتل دشمن یعنی القش زہے سے فراغت پائی اطمینان کمال ہوا خوشی کا حاصل دل ہوا بادشاہ سے عرض کی کہ ای بادشاہ جمجاہ بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لے چلیے تو کیفیت خواب و تعبیر خواب عرض کرون بادشاہ بموجب ایماے بزرجمہر بارگاہ مین تشریف لائے تخت پر متمکن ہوئے بزرجمہر نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ ملک القاب گردون رکاب اپنے خواب کا احوال کہیے کہ آپ نے عالم رویا مین کیا دیکھا ہے فرمایا ہے بادشاہ نے متوجہ ہوکر کہا کہ ان ایام رشاد کرو دل تردد منزل غمگین و محزون کو شاد کرو اشعار

نکلتے اپنے دم سے ہیں لگوا ارام کو شہر سے نکلیں خواجہ بزرجمہر نے اس جگہ ٹھہر کر کہا کہ تمام بیگمات محل کی میرے سامنے سے گذریں اور طرف سے آنے والی چلی جائیں بادشاہ نے حکم دیا سب عورتیں ادھر سے ادھر جائیں لیکن کیوں نہو بادشاہ جہت کشور کا محلان چراغ اللہ عجب سامان ہر راجہ اندر کا اکھاڑہ بھی مات ہے پریوں کی انکے آگے کیا بات ہے پھر کنیزان زرین پوش کے صف تھی ایک ایک بی بی بادشاہ کی دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے لباس شاہانہ پہنے ہیں سب خوانچہ سونے پر تکلف میں غرق مخمل جھک مغرب سے تاروں شکل طاؤس طنازکے

اشعار

ہر ایک غیرتِ ماہِ منیر ایک ایک لعبت چین شوخ دیدہ وحسی
عرق در سیماب کر بھی آئے شرم جمال ست دلکو پامال کریں

بہ رونما موس کو ورید … ایسی ہیں ایسی کہ اکرام
بے پھر تی سکو وہ مثال کریں ہر قدم شور حشر برپا ہے

جمال سے آنکھ مردہ زندہ ہو سر سے پاؤں تک حسن حسین نمکین چاند سا بدن سر و قد سیمین تن جبین پرکمال ابرو غیرت ہلال چشم رو جادو دار سیاہ گیسو خال اختر تابان رخسار مہر درخشان عجب حسن و جمال جوبن میں باکمال وہ سب سامنے سے بزرجمہر کے چلنے لگیں ہر ایک پاؤں اٹھانے لگیں کسی کا حسن نودمیدہ کوئی شوخ دیدہ کوئی سبز رنگ کوئی گلرخسار کوئی شگفتہ رو بہار کوئی حسین تنگ دہان کوئی شکر لب شیرین زبان کسیکا بوٹا سا قد کوئی غیرت شمشاد انکے سامنے سرو آزاد **بیت** نہ جو بوٹا سا تر اسرو روان یاد آیا

نظم

عجب شش پنجش نکلی چمن میں جو شمشاد آیا
خدا سرسبز تو سودائے تری زلف پریشان کا
دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوئے پیچان کا
تیرے پینگ ہیں لب کا نہ دم ہے بچہ دندان کا
خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
دل شتاب پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

بھلا کیا ہو نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
اگر آنکھیں ہوں تو نظارہ ہوا پسے سنبلستان کا
کمان ابرو کی نہ شکیں ہیں اس تیغ شہیدان کا
خط شبرنگ حجت ہو گیا جو اسکی ظلمت پر
نشان رہتا نہیں ہر نام رہجاتا ہے انسان کا

کھینچے گا تجھے کا نہ ہیں سبز اس گلستان کا
تر محمندی پر دیا جاتے ہو نچہ مرجان کا
لب و دہان تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت
دہان یار کو سمجھا ہیں چشمہ آب حیوان کا
جمال یار نے جو نقش اپنا آنکھیں بٹھلایا

عجب عجب طرحدار گلعذار کوئی مسی ہونٹوں پہ لگائے ہوئے کوئی لاکھا جمائے ہوئے پان کھائے ہوئے خون عاشقوں کا بہائے ہوئے **شعر** مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ہے تماشا ہے آتش دھوان ہے کسی مہر جبین نے ماتھے پر افشان چنی ہے گویا فرش سپہر پر چاندنی چٹکی ہے ذروں کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں **شعر** چنی افشان جو پیشانی پہ گویا چاندنی چٹکی ملی مسی وہ ہو شو خبر تو پھولا تختہ سوسن کا الغرض ہر ایک آئین عابد کش زاہد فریب جامہ زیب حسن و جمال اعلا ہے اندھیرے گھر کا اجالا ہے جب یہ مرقع صور آفرینش سامنے بزرجمہر کے گذرنے لگا صنعت خالق حقیقی پر حمد کرتا تھا حمد الٰہی بجا لاتا تھا کہ اے صانع روزگار اور اے نقش نگار ساز صفحہ بیشمار کیسے کیسے نقش نقوش بوقلموں اس نگار خانہ دنیا میں بہ شاخ قلم قدرت سے اپنے بنائے ہیں کیسے کیسے انسان پریزاد و حورزاد قرطاس دہر پر تیرے خامۂ رنگین سے نظر آتے ہیں **اشعار**

تو بسازی زخاک صورت پاک　　تو توانی بازکردن خاک
تو دہی وقت آری زدل سنگ　　آتش لعل ولعل آتش رنگ

الغرض بزرجمہر کے سامنے سے متعدد حسینان ماہ جبین و نازنینان مہر تمکین چلی جاتی تھیں کہ دیکھتے ہی ایک عورت سیاہ فام کا ہاتھ خواجہ بزرجمہر نے پکڑ لیا اور تعوت تمام اس عورت کو گرا دیا بادشاہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے بزرجمہر نے عرض کیا اے بادشاہ عادل و شہنشاہ دوران اس عورت کو برہنہ کیجیے تو آپکو حال معلوم ہوا یہ حبشی ملعون ہے یہ وہی سگ سیاہ ہے جسنے آپ کے ہاتھ سے لقمہ حلوۂ تر و تازہ کا چھین لیا اور آپکو صدمہ عظیم دیا یہ ایک حبشی ہے جو عورت کے بھیس میں نازنین بنا ہوا خواتین محترم میں رہتا ہے اور عورتوں کو خراب کرتا ہے بادشاہ نے فوراً اسکو برہنہ کرا کے دیکھا تو حقیقت میں قول بزرجمہر کا صادق ہوا کچھ فرق نہ پایا فوراً بادشاہ نے حکم دیا کہ محل میں سولی استادہ ہو اور تمام عورات اور اراکین کو جمع کیا اور اس حبشی کو سولی چڑھا دیا تاکہ سبکو عبرت ہو اور پھر کوئی ایسے فعل کا مرتکب نہو **شعر** عاشق ہوا جو ہیں قد بالائے یار پر منصور دیکھو تجھکو چڑھاتے ہیں دار پر پھر بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور تحسین و

نیند آتی ہے کسے سنکے کہانی تیری
ناز و انداز و ادا میں ہے ترقی وہ چند
سے ارزانی میں بھی پائی گرانی تیری
جان کیطرح سے رکھتا ہے عزیز اے گرد

مثل گل جسنے کسی روز تو دلکو خوش کر
تھے طفلی تھی قیامت ہے جوانی تیری
گرم جوشی سے جلایا ہے کشت و خرمن
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

خون رلاتی ہے ہمیں غنچہ دہانی تیری
کونسے غلہ کا دانہ ہے تو اے دانۂ خال
ہمسری ہو سکتی نہیں شوخی میں ثانی تیری
بیت درخشندۂ تیر دفتران

شیبا با سازندگان داستان ✦ جلوہ سازان نیرحسن و جمال با کمال و درخشندگان برج کل الکمال فلک خیال مضمون صبا شگون کو برج حمل روشن عمل طبیعت سے بر محل زیچہ خانہ خاطر شائقین میں یون مزین و منور فرماتے ہیں اور آفتاب عالمتاب سخن کو برج حمل طبیعت فلک طویت سے سپہر حسن و جمال بیان پر ساطع و لامع کرتے ہیں اور بدر کامل طبیعت احوال کو فلک تقریر پر بشعاع قلم نور رقم یون جلوہ گری دکھاتے ہیں کہ جب **خواجہ حکیم بزرجمہر** نے **القش** ستم کش کو واصل جہنم کیا اور گھر بار مال و دولت و خزانہ جاگیر و املاک بادشاہ نے ضبط کرکے **خواجہ بزرجمہر** کو دیا اُن دنون میں زوجۂ **القش** وزیر بے پیر کی حاملہ تھی اُسنے بادشاہ سے بفریاد و زاری عرض کی کہ میرا شوہر گنہگار خطا دار سرکار دولتمدار تھا یہ لونڈی تو مجرم بارگاہ سلطانی نہیں ہے بلکہ حقدار و مستحق آب و خورش و پرورش کی ہے کوئی گوشۂ خلوت مرحمت ہو کہ بنظر رحمت و مہربانی حضور کے زندگی بسر کرون کیونکہ سب مال و دولت و جاگیر و املاک بحکم شاہی ضبط کرکے **بزرجمہر** کو عطا کیا گیا بادشاہ چپ ہوئے اور بزرجمہر سے حال زوجۂ **القش** کا ظاہر کیا **بزرجمہر** نے کہا کہ ای بادشاہ **القش** جفاکش نے جب میرے باپ کو قتل کیا تھا تو ایک چیدۂ زر لا کر دیا تھا بہتر تو یہ ہے کہ اسے بھی حضور محل میں جگہ رہنے کی دیں کہ یہ بیگناہ ہے شوہر اسکا خطا دار تھا سو قتل کیا گیا دوسرے یہ کہ اس احسان کا یہ بدلہ ہے جو چیدۂ زر دیا تھا غرض کہ بادشاہ جمجاہ نے اسکو محل میں رہنے کا حکم دیا زوجۂ **القش** بخدمت بادشاہ بیگم مصاحب خاص بنکر رہنے لگی ایک دن بادشاہ فلک بارگاہ سریر سلطنت پر بکنت و حشمت پر زیب دہ تخت حکومت تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خسرو انجم با فوج سیارگان تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے صحبت جشن ہے ناچ ہو رہا ہے ساقی خوش اوا و مغنی عشرت افزا روبرو حاضر ہیں تمام اراکین سلطنت و وزیران ابہت پایہ بہ پایہ اپنے مقام پر بیٹھے تھے طبلے پر تھاپ پڑ رہی تھی عشرت کی گھڑی تھی تانین اڑ رہی تھیں **شعر** مغنی چنگ و عشرت ساز کردہ ✦ نوا سے خرمی آغاز کردہ ✦ بادشاہ جمجاہ مخمور بادۂ حکومت و عدالت ہے جام ارغوانی سے خوشگوار پے در پے نوش کر رہا ہے داد عیش و خرمی ہجوم مجموم کردے رہا ہے اور **خواجہ بزرجمہر** کرسی وزارت پر بیٹھے ہوئے انتظام کار سلطنت میں مصروف ہیں **مصرع** وزیرے چنین شہریارے چنان ✦ اُس محفل عیش و طرب کا کیا مذکور فلک پیر نظارہ کنان خوش و خرم خورد و کلان نا گاہ محلدار دوڑا آئی اور خواجہ سراؤن سے خبر تولد فرزند ارجمند بادشاہ جمجاہ سنائی خواجہ سرا خوشی خوشی دوڑے ہوئے آئے مجرا گاہ سے مجرا بجالائے مژدہ فرحت بخش سناکے دعائیں دینے لگے **قطعہ**

الہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا	گل اقبال تو دایم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار گردون تقار دار ای بادشاہ فلک قدر اسلامہ و **ال رام چنگلی** کے بطن سے شاہزادۂ عالیجاہ و آسمان پناہ مثل مہر درخشان و ماہ تابان برج حمل سے جلوہ افروز ہوا آج روز مسرت اندوز مثل روز نوروز عالم افروز ہوا عجب خوشی کا دن ہے دل ہر ایک کا مطمئن ہے خدا حضور کو مبارک کرے دامن امید ہم دعا گویان کا گوہر بیش بہائے مراد سے بھرے اُس وقت بادشاہ کے ہاتھ میں جام بادۂ گلگون لبالب تھا پیا چاہتا تھا یہ خبر فرحت افزا سنتے ہی مثل گل خندان ہوا غنچۂ دل کھل گیا باغ مراد میں بہار آئی نسیم فصل گل مژدۂ جانبخش لائی نرگس چشم مسرت و انبساط سے بزرجمہر کیطرف

دیکھا خواجہ بھی مارے خوشی کے مثل گل شگفتہ ہوکر یہ اشعار پر بہار پڑھنے لگا **نظم**

ای باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے

بلبلو چہچہاؤ کہ دن آئے بہار کے
کیا گلشن مراد مین تازہ کھلا ہے گل

شب ہجر کے کٹے چمن مین تو آئے ہزار کے
عجیب گل چمن مین ہوا پیدا

اللذت و عادل عندلیب کی
اترا فرح عادل نسیم عطر بیز ہو

بجپن کے ہاتھ سے پیالہ ٹوٹا رنگ کا
دیگر بلبل کو مانند ابر موسم بہار کا

اشعار جو خواجہ بزرجمہر نے پڑھے تو اہل صحبت حاضرین جلسہ
عہد شباب تجکو مبارک ہو یار کا

عشرت خرم و شادہو گئے دعائین دینے لگے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اس گل حدیقہ حسن و جمال غنچہ چمن جاہ و جلال صاحبزادہ بلند اقبال جوان بخت خردسال کا **نوش روان یعنے نوشیروان عادل** نام رکھیے کہ یہ مژدہ فرحت افزا یعنے خبر تولد فرزند مطابق ہنگام نوشانوش بادہ سرخوش مین سنا ہے یہی نام مناسب اور اچھا ہے **اشعار**

مبارک ہو ای شاہ گردون جناب
حکومت کا ملکون مین ہے کامیاب

یہ فرزند مسعود والا خطاب
عدالت سے تیغ گردان کرے

غلامی کرے اسکی خاقان چین
ستارا ہوتا ہے بلند اقبال کا

ہے بخت کشور بھی زیر نگین
ہے علم بلند جاہ و اجلال کا

بادشاہ کی خوشی سے مارے مثل گل کے باچھین کھل گئین کلیان نخل تمنا کی شگفتہ ہوئین حکم دیا کہ دروازہ خزانے کا کھولدو قیدیان گنہگار کو رہا کرو سب اہل دربار سرخ پوش ہون خمخانہ نشاط کے بادہ نوش ہون بادشاہ شادی پیدائش نور چشم مین مسرور و شادان تھے کہ محلدار نے آکر خبر دی کہ حضور مین بادشاہ عادل کی عرض کرد کہ زوجہ ابالنقش کے یہان بھی آج ہی لڑکا پیدا ہوا ہے اس ہیئت و صورت پر کہ زرد زرد اور زرد موبال آنکھے ہوئے ہین اور آنکھین اسکی کرنجی ہین کوتاہ گردن تنگ پیشانی رخ سراسر حرامزدگی کی نشانی ہے بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کیطرف دیکھا خواجہ نے بحکمت خیال کرکے عرض کیا کہ ای بادشاہ کیوان پناہ خانزادان دونون کے طالع دیکھکر حال عرض کریگا بادشاہ نے اُسکو بھی حکم پرورش ہونے کا دیا دایہ اور قابلہ خدمت مین ان دونون زچاؤن کی حاضر ہوئین اور زچہ خانہ مین حسب معمول خدمت کرنے لگین بادشاہ نے فرمایا کہ منادی شہر مین ندا کرے اور حکم پہونچا دے کہ سب عالم اہل حرفہ و اہل پیشہ دکاندار اور اہل بازار آج سے چھٹی تک خوشی منائین اور جشن کرین سرکار سے کھانا پکا پکایا ملیگا اپنے اپنے گھرون مین ناچ دیکھین اور عیش عشرت کرین جس چیز کی احتیاج ہو سرکار سے بے تکلف لیلین اور داروغہ باورچی خانہ اور داروغہ مودی خانہ کو حکم دیا جاے کہ کھانے ہر رنگ کے عمدہ عمدہ لذیذ و خوش ذائقہ آبدار و خوشگوار خوانون مین چنوا کر سبکے گھر دونون وقت صبح و شام جایا کرین اور شراب کے جام اور صراحی و سبو و شیشہ و کنٹر بلکہ خم کے خم کشتی مین لگا کر بھیجے جائین جسکو جسقدر خواہش ہو اُسکو آتی دین تکلیف تکلف سے دست بردار ہون اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچایا جاوے کہ طوائف اور مطرب ہر ایک کے گھر پر جائین طبلے اور مراتب ناچ کا سامان ہو کوئی متحیران ہو نہ پریشان ہو شہر مین جابجا ہر گلی کوچہ مین نوبت خانے رکھے جائین حسب الحکم بادشاہ جہان عالی مکان سب سامان اُسی وقت سے درست ہوگیا اور جشن ہر جگہ شروع ہوگیا نوبتین بجنے لگین رعایا کے گھرون مین ناچ ہونے لگے جس کوچہ مین جاکر دیکھیے ایک جشن تازہ ہے ہر کوچہ پرستان کا نمونہ ہے کہین طوائف ناچتی ہے کہین کسی بائی کی نوچی ہے کہین چہرہ جان سی خوش گلو کہین سندر سی خوبرو کہین مغل جان سی ترانہ سنج کہین گوہر جان سی بے رنج کہین کشمیری ناچتے ہین بھانڈ نقلین کرتے ہین کہین تماشا سا خوش مقال کہین قائم علی ناچنے والا کہین حسین بخش سا بھاؤ بتانے والا کہین کنہیا سا خوش چشم کہین کیا خوب سا لقال ہین اندر سبھا کا ناچ ہوتا ہے کہین میر حافظ کی سبھا ہے کہین مداری کے ناچ کا تماشا ہے کہین سپیرا ہوتا ہے کہین بکارا بجتا ہے کوئی طوائف نشۂ شراب مخمور بادۂ عشق سے چور یہ غزل گا رہی ہے **غزل**

جامنا تجھسے جو ای نازک فگن ہو جائیگا

چھوکری کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا
نام تیرا جسکو ورد ای گلبدن ہو جائیگا

غنچۂ گل کیطرح خوشبو بدن ہو جائیگا

مگر عاشق علی نے بطبع رسا یہ جواب بجوش شباب دیا **اشعار** رنگے جو محفل عشرت مین محبوب کے تن ✤ شبابا رنگ لٹ
کلنی والون کا جوبن ✤ آپی بخشش دکھاتے ہین بانکپن تن تن ✤ بلند کیون نہ بھلا طرّے والون کا جوبن ✤ **اذان مع**
چھاپ یعنی مقطع مصنف ✤ وہ سحر نے خیال بنا کے دیے کہ نسیم نے عطر گلاب دیا اللہ ری خوشی
پیدائش **نوشیروان** کی تمام شہر مین دن عید رات شب برات ہر گلی گلی کوچہ بکوچہ طرح طرح رنگ رہس بسیرا
بھگت سبھا ہو رہے ڈھول ڈھمکے پایان دہنا ہور چنگ جلترنگ ستار طنبورے بج رہے ہین تانین ہر رنگ
کی اڑ رہی ہین نوبتین آٹھ پہر جھڑ رہی ہین **نظم** نکورین وہ نوبت کی اور اُنکے بعد ✤ گرجنا
دھوسون کا مانند رعد ✤ وہ شہنائیون کی سہانی دھنین ✤ جنھین مشتری اور زہرہ سنین ✤
وہ جھانجھون کے جھنانے ڈبا کا شور ✤ وہ نقارون کا اور ترہی کا زور ✤ تمام شہر نمونہ پرستان عیش و عشرت و نشاط کا
عجب سامان ہر زن و مرد و خرد و کلان سرخ پوش و دوشالہ بدوش عجب عالم بہار تمام شہر لالہ زار نظر آتا ہے ہر ایک
دعاے ترقی و دولت و اقبال و ازدیاد رتبہ جاہ و جلال کرتا ہے ادھر سے جو مسافر گذرتا ہے دیکھکر شکل
آئینہ دنگ و حیران رہجاتا ہے الغرض اسی طرح چھٹی کا دن آیا اس روز تمام ایوانات شاہی آراستہ ہوئے
شہر کے تمام بازار پیراستہ ہوئے ملازم سے رعایا تک بقدر مراتب سبکو جوڑے اور خلعت تقسیم کیے جاگیرین
بخشیں بہتیرین زمینین دین شہر کے ہر گلی کوچہ مین دو رویہ ٹٹیان گلاسون کی واسطے روشنی کے کھڑی
ہوئین محل مین زچہ کے حمام کا سامان ہوا دایہ اور قابلہ نہلانے کو مستعد ہوئین ہزارہا سقّے سرد گرم کا پدیا
تمام ہوئے آب گرم کی تیاری ہوئی بادشاہ خوشی و فرحی پھرتے ہین پھولے نہین سماتے ہین کبھی اندر آتے
ہین کبھی باہر جاتے ہین ہر ایک خواص پری چہرہ سے چہلین کرتے ہین ہر ایک کا زر و جواہر سے دامن بھرتے
ہین ادھر بزرجمہر نے کھچڑی لیجانے کا سامان کیا ہزارہا مرغ اور چونسے مرصع کے تانبے نقرئی و طلائی
لگا جمنی ہاتھیون پر زربفت کے بورون مین کھچڑی گھی کے مٹکے چاندی اور سونے کے ہزار در ہزار بھاری
بھاری ہنسلی کڑے طوق وغیرہ سونے کے آسمین ہیرا یاقوت لعل و زمرد پکھراج نیلم بیش قیمت
جڑا ہوا واسطے مولود کے کشتیون مین لگا ہوا اور علاوہ ہزارہا جوڑے ہلکے بھاری کارچوبی نبت گوکھرو
کے کشتیون مین ساتھ آگے آگے نشان کا ہاتھی پیچھے سانڈنیان ہاتھی گھوڑے جلوسی ہر رنگ کے سات
باجے ڈھمکے تاشے ڈھول مرفے بعد اُسکے جلوس لشکر شاہی سب سرخ پوش بعد جوش بعد اُسکے
انگریزی باجا جسکی رنگیلی تانین اور اُن بانسریون کی صدائین جنکے سننے سے پیر فلک مست ہوجاے
اُسکے بعد ارغن باجا عجب تال سم انکا جسکو سنکے وجد ہو بادبہاری کے گھوڑے جنکے جھل کی صدا سے
سواری کی شان معلوم ہو پھر بان بردار برچھی بردار جلوسی پیچھے سوار ہزار در ہزار پیادے عجیب بیشمار
روشن چوکی والے اپنی تانین سب اُڑا رہے ہین انعام قدم قدم پر پا رہے ہین چوبدار خاص بردار برچھے
چاندی سونے کے عصے لیے ہوئے نقیب آگے غول کے غول آوازین مبارک سلامت لگاتے ہے
روشنی کثرت سے نجاشانے ہزارہا خلقتے دیکھتے ہوئے ہزارے صدہا اور آتشبازی کے تختے چھٹتے ہین نئی
گیا ہے گویا زمین سے آسمان تک آگ لگی ہے نفیسین پالکیان بوچے محافے میانے ڈولیان **سکھپال**
بعد جاہ و جلال پیچھے پیچھے اُنمین تمام بزرجمہر کے محل کی ملازمان خاص و عام گر سکھپال مین مان **بزرجمہر**
کی جوڑا کارچوبی پہنے سرسے پاؤن تک زیور مرصع کا جواہر آبدار مین لدی ہوئی بعد جاہ و حشم سوار کہاریان

خوشی سے وہیں ہر طرف تھے بساط | کھڑے ناچتے آسپ اہل نشاط

غرضکہ شاہزادہ عالی تبار بلند مرتبت ذوی الاقتدار آغوش مادر مہربان میں پرورش پانے لگا بادشاہ حظ زندگی بعد فرحت و خوشی اٹھانے لگا خواجہ بزرجمہر سے ایکمرتبہ اس تقریب شادی مولود مسعود کے کئی روز بعد بادشاہ نے کہا کہ حال طالع برخوردار نور الابصار کا کیا دریافت کیا جلد بیان کرو کہ اطمینان خاطر ہو خواجہ بزرجمہر حسب الارشاد بادشاہ **اشعار**

اسی وقت رمال طالع شناس | لگا کھینچنے زایچے سے قیاس | دھری کھینچ اک آگے قرعہ لیب
کیا دھیان شہزادے کا برملا | جو کھینچا تو شکلیں گئین تھین دو بل | نئی شکل سے دیکھا پھر مستعمل
یہ خواجہ نے پھر شاہ سے عرض کی | کہ ہو گھر میں اسکے کچھ خوشی | یہ حسن ہمسایہ عاشقوں کے شفیق
بہت سنئے تکرار کی ہر طریق | نظر خوب کی پھر بیاض بساط | ہر ایک ایک نقطہ میں فرد نشاط
ہر اس بات پر اجتماع تمام | کہ طالع ہے فرزند کا نیک نام | ستاروں میں طالع کے اچھے ہیں طور
خوشی کا کوئی دن میں آتا ہے دور | نظر کی جو تثلیث و تسدیس پر | تو دیکھا کہ ہے نیک آنکی نظر

غرضکہ ای بادشاہ گردون بارگاہ خداوند کریم حضور پر نور کو مبارک کرے تا صد و سی سال اسے سلامت رکھے یہ فرزند ارجمند بادشاہ ہفت کشور اور شہنشاہ بحر و بر ہوگا اور عدالت و عقل دگیاست کرے گا اور دربار میں اسکے کرور سوار کے افسر بیٹھیں گے سردارا ن اولوالعزم دہلوانان پر شکوہ ملازم بخدمتگاری رہیں گے دربار شاہانہ بعز و افتخار جمع رہیگا اور شہزادہ تاج شاہنشاہی تخت سلطنت پر متمکن ہوگا یہ شہزادہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت اور صاحب خلق و مروت فہیم و عقیل ذہین ذکی ہمت ہوگا اور بڑا بہادر دلیر و شجاع قوت و طاقت میں بے نظیر صاحب جاہ و صاحب شمشیر ہوگا لیکن اس سے اور مسلمانوں سے ہمیشہ فساد جھگڑا جنگ و جدل مقابلہ و مجادلہ رہیگا اور اسکا وزیر بدعہد بے طفل صنیف شہا **الفش** وزیر پیدا ہوگا جو ساتھ اس شاہزادہ والا قدر بلند مرتبت کے پیدا ہوا ہے حضور یہ بڑا مفتری اور مکار بدکردار فتنہ انگیز آفت خیز ہے یہ لڑکا بعد وزارت اپنے اس شاہزادہ بلند مرتبت کو بعد بادشاہت حیران و پریشان نالان و ترسان شہر بشہر دیار بدیار پھرا دے گا ہر ملک ہر دیار میں مسلمانوں سے لڑوائے گا اور یہ صاحبزادہ اسکے کہنے کو بہت مانے گا خیرخواہان بادشاہ فلک جاہ بخوف جان و مال آبرو خانہ نشینی اختیار کرینگے اسی وزیر کا دور دورہ ہوگا زمانہ ناہنجار بدکردار کا بے طور ہوگا یہ سنکے بادشاہ جمجاہ **قباد** شہریار نے کہا ای بزرجمہر اس شہزادے کی جان کی تو خیر ہے بزرجمہر نے عرض کی او معدلت پناہ بادشاہ فلک بارگاہ **نظم**

کہ آئی ہے اب ساتوین مشتری | ولیکن مقدر ہے کچھ اور بھی | نصیبون نے کی آپ کے یاوری
خوش اقبال لڑکا یہ ہے ہر وسے | خطر ہے اسے فوج اسلام سے | کہ رہیں اس بلے میں بہت اور بھی
گردشت غربت کی کچھ سیر ہی | کچھ ایسا کلفت ہے طالع میں اب | شہا جان کی سب طرح خیر ہے
| | خرابی ہے اسکی کسیکے سبب

یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار بہت محزون و مغموم ہوا اور فرمایا ای خواجہ بزرجمہر نام **الفش** کے بیٹے کا کیا رکھا جاوے **خواجہ بزرجمہر** نے کہا ای بادشاہ اس لڑکے کا نام **بختک** رکھیے کہ یہ لڑکا بڑا صاحب نصیب ہے اور برائی اسکی آپ پر ظاہر ہے مگر پھر اسکی پرورش کیجاتی ہے بادشاہ نے کہا ای **بزرجمہر** اگر تمہاری رائے ہو تو میں اسکو اور اسکی ماں کو قتل کر ڈالوں قباد فساد شادون **خواجہ بزرجمہر**

نے عرض کیا کہ آپ ایسا بادشاہ عادل اور پیشتر از وقوع واقعہ کسی کو دنیا اور بار خون ناحق اپنی گردن پر لینا نہ چاہیے حضور جو کچھ تقدیر مین کاتب قدرت نے تحریر کیا ضرور آسکا ظہور ہوگا **مصرع** علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ✦ اے بادشاہ عادل شاید میری راے غلطی پر ہو آپ تامل فرمایئے اور دونون لڑکون کو پرورش کرنے کا حکم دین **نظم**

کہ شہ نے اسے پر نہین اعتبار
ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم
کہ دنیا مین توام ہر شادی و غم
جو چاہے کرے میرا پروردگار
وہ شہزادۂ بلند اقبال پرشے نازد

غرض سے پرورش پانے لگا دن رات کنار ردایہ آزدہ مراد نخل عاطفت پروردا درمین ذوگل مراد سرسبز ہونے لگا جوش و ولولہ اتحاد مین خرم و شاد رہنے لگا آس نونہال دوحہ سلطنت گل حدیقہ جاہ و حشمت کا بن جب سال بھر کا ہوا سالگرہ کی تیاری ہوئی آسی طرح کا سامان جشن کیا گیا وہی دھوم دھام وہی خوشی کا اژدحام وہی روشنی وہی ناچ رنگ وہی شادی و مسرت ہوئی آسی طرح جوڑے تقسیم کیے انعام بانٹے گرہ لگائی گئی عیش و عشرت کی گرمی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر شادی سالگرہ کا بیان تحریر کیا جاے داستان طولانی ہو جاے طول دینا اچھا نہین لہذا مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ جب شہزادۂ عالی تبار فرزند گلعذار کا سن پانچ برس کا ہوا بڑی دھوم اور بڑی خوشی سے بسم اللہ کی تیاری شروع ہوئی سامان جشن و عیش و عشرت ہوا اگرچہ بوجہ کم سنی گو گھر رعایا اور برایا سبکو حکم جشن عام ہوا ناچ رنگ ہر جگہ قصبہ عالیشان کی سجاوٹ پر قصر فلک ہفت رنگ نثار خزانے کا دروازہ کھلوا دیا سیم و زر گیا جواہر بیش بہا تقسیم ہونے لگا بڑی خوشی ہوئی آستادان ذی ہنر و فاضلان علم سر بسر و اہل فنون پیشتر سے بلائے گئے غرض کہ ذی کمال خوش خصال آکے حاضر دردولت فیض منزلت ہونے **نظم**

ہوئی اسکے کتب کی شادی بیان
ہوا پھر آئین شادیون کا سامان
دیا تھا اسے حق نے ذہن رسا
کئی سال مین علم سب پڑھ چکا
لگا پڑھنے ہیئت اور نجوم
زمین سے فلک تک ہوئی اسکی دھوم
وہ علمون کا حافظ ہوا حرف حرف
اسی نحو سے صرف کی اپنی صرف
عطارد کو آنے لگی اسکے ریس
ہوا سادہ لوح مین وہ خوشنویس
ہوا جبکہ خط وہ شیرین رقم
بڑھا کر لکھے ساتھ اسنے قلم
لیا ہاتھ مین جب کہ شکار
لکھا نسخ و ریحان و خط غبار
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
خفی و جلی مثل خط شعاع
شکستہ لکھا اور تعلیق جب
رہے دیکھ حیران اتالیق سب
کیا خط گلزار سے جب فراغ
ہوا صفحۂ خط گلزار باغ
کرون علم کا مین کہان تک بیان
کہ ہر خوب اب مختصر داستان
رکھا چوٹ نے بھی جو لکڑی پہ ہاتھ
کیا آپ قبضہ ذہانت کے ساتھ
ہوئین دست و بازو کی سر نمایاں
اڑا دین گئین ہاتھ مین کمانیان
ناظرین پر تحکیم یہ واضح ہو کہ اسی طرح

پہر الفتش وزیر بے نظیر نے بتجنک بھی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پڑھا یا کسب و کمال فن و حرفت آسی طرح سب سکھا یا گیا بادشاہ بتجنک کو دیکھکر ہر دم اندیشہ ناک و خوف زدہ ہوا کرتا تھا اور شاہزادہ والا قدر کی محبت کا ہر وقت دم بھرتا تھا شاہزادے کو مدام اپنے پاس بٹھا کر دربار مین رعب داب قواعد و اداب سلطنت و تہذیب آئین شہریاری و طریق گیتی ستانی و اصول جہانبانی دکھلاتا تھا اور سکھلاتا تھا بار ہا شاہزادۂ بلند اقبال سے فرماتا تھا کہ ای فرزند ارجمند یہ میری نصیحت خوب یاد رکھنا بعد میرے **خواجہ بزرجمہر** کو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا کبھی خلاف راے **خواجہ بزرجمہر** کسی امر مین قدم نہ دھرنا یہ تمہارا نہایت خیر خواہ ہے اور ہمیشہ تم اسکو اپنا بزرگ سمجھنا محبت کی راہ و رسم دل و جان سے

نوشیروان خواجہ بزرجمہر کو ہمیشہ عم نامدار سمجھے جی جان کیا کرتا تھا قباد شہریار ہر بات مین یہی فہمایش کرتا تھا
بیٹا نوشیروان ہرگز ہرگز بختک کو عہدۂ وزارت نہ دینا یہ طفل کینہ دیرینہ اپنے باپ کے قتل ہونے کا بزرجمہر
سے نکالیگا اسوقت بزرجمہر تجھسے جدا ہو جاویگا پھر یہ ملک و مال و دولت و حشمت حکومت و سلطنت جاتا رہیگا تمہارا
بیچ کار خانہ ہرگز تمہارے بنائے نہ بنیگا خبردار خبردار بہت ہوشیاری کرنا کوئی غفلت مین کسی وقت قدم نہ دھرنا
نسبت کو پلو رکھنا دلکو شاد کرنا الغرض قباد شہریار پچیس برس کے سن تک نوشیروان عادل کو سمجھایا کیا
جب نوشیروان اور بختک کا سن پچیس برس کا ہوا قباد شہریار بیمار بیمار داری ہونے لگی مگر مرض الموت کا
کیا علاج ہے اسکو دوا سے صحت کی کیا احتیاج ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلشن عدم کے اور صورت بلبل نالان آہ و زاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا غم مین قباد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان کا سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا بختک بن القش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا اور گرفتار کرانا انکا اور آنا ابو الخیر لا مکانی قزاق کا فتنہ ہوکر اور سپرد ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانورون کے۔ ساقی نامہ

غم انگیز ساقی پلا دے شراب
بنا آج رندون کو غم کا زلال
ہو قلقل کی آواز نالے کے ساتھ
وہ مے نوش جب ہوئے گا شہریار
پھر پہ موج چشم کرم ساقیا

کہ ہے بیقراری چشم پر آب
ہین خشکیدہ لبہائے جام و سبو
اٹھا ساقی شیشہ زنی کو نہ ہاتھ
پھر اب یان کا شاہانہ سامان ہو

مناسب ہے مجھکو بھی حزن و ملال
ذرا دیکھ تو شیشۂ و خم کو تو
خوشی ہوگی بعد از الم آشکار
کہ مینا نہ رشک پرستان ہو

کہ توام ہے شادی و غم ساقیا۔ استوار بیخ راحت کا مرے واسطے سامان ہو

سل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
پھر نہ ہوگا یہ شہر آباد جو ویران ہوگا
نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
محتسب توڑ کے شیشہ کو پشیمان ہوگا
سایہ مین اسکے مری گور رکھو سے اگر ان
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون اگر
نہ گدا سمجھا نہ سمجھا کوئی سلطان ہوگا

گیسوؤن سے نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سیاہ
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا
تیری فریاد کا محتاج ہین دامن [illegible]
اے پہ پردہ تری دیوار کا احسان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
ایک دن یار مرے ہاتھ عریان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار سے گا غیب

خال ہندو سے نہ یہ خون مسلمان ہوگا
جو دکھ سہنے کی ستین رد و غم لگا ای یار
گوشہ چشم کوئی گوشۂ دامان ہوگا
بوسے جو رکھی ہے اس میکدہ مین کیفیت
ای جرس میرے لیے قافلہ نالان ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا
حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
زلف خوبان کا صحبت حال پریشان ہوگا

سینے نیازی سے زیبا ہے تب عیار ہو ہم نہ مانینگے خاموشی نان ہوگا۔ بیت نویسندۂ داستان الم رقم کردہ است آئینہ از قسلم کاروایان جادۂ ملک عدم و قافلہ آرایان دشت شادی و غم شاخ قلم جودت رقم کو حسب حال فعال یہ رباعی کسی استاد کی پڑھکے معجزہ اس صنف اساس ہے بہت روان کرتے ہین رباعی

ای مرگ ہزار خانہ ویران کردی ÷ در ملک وجود غارت ارزان کردی ÷ ہر گوہر قیمتی کہ آمد بجہان بردی
وزیر بر خاک پنہان کردی ÷ کہ جب قباد شہریار بعارضہ مہلک بیمار ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر یہ ارشاد
کیا کہ ای عالم بے بدل کامل اکمل تجکو اپنے پسر نور نظر نوشیروان کو سپرد کرتا ہون خبردار خبردار ملک
اقلیم تاج و دیہیم سے بہت ہوشیار رہنا رعیت کو دلشاد رکھنا شہر کو عدل و داد سے آباد رکھنا نوشیروان
کی رفاقت نہ چھوڑنا ہمیشہ اوسکو راہ نیک بتانا خواجہ بزرجمہر نے بگوش اوس کلام حسرت
انجام کو سنا رنج و غم صدمہ والم سے سر دھنا مگر قضاے الہی سے کیا چارہ شمشیر اجل سے پردہ حیات کا
دل صد پارہ ہوا ناگاہ ملک الموت ہوئی امراض مہلک نے ترقی کی ماتھے پر موت کا پسینا آیا روح
جسم سے نکلنے لگی دم گھبرایا ہاتھ پاؤن مین تشنج ہوا رگین کھچنے لگین مسافر ملک عدم نے کوچ کی
تیاریان کین پاؤن کبھی سمیٹے کبھی پھیلاے ہاتھ اٹھا اٹھا کے دے دے مارے جب روح ہر طرف
سے کھنچ کے دماغ مین بند ہوئی دم سینہ مین آکر اٹکا تھوڑی دیر مین ایک دو ہچکیان آئین طائر روح قفس جسم سے
طرف گلشن عدم کے پرواز کر گیا صیاد اجل نے بلبل روح کو جب گلشن بند حیات سے نکالا بحکم باغبان
قضا و قدر گلزار عدم مین چھوڑ دیا لیجئے قباد شہریار راہی دارالبقا ہوا ہر ایک کو غم والم بیشمار ہوا
محلات سلطانی مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر شخص یہ واقعہ سنکر کمال دردمند ہوا بزرجمہر کو کمال
ملال ہوا غم سے عجیب حال ہوا جنازہ قباد شہریار کے اٹھانے کا سامان کیا اوسدن اسی کاروبار مین
سب مشغول رہے غرضکہ بعد کئی روز کے جب الم تازہ غم بے اندازہ سے فراغ ہوا بزرجمہر نے تخت شاہی
سریر جہان پناہی تیار کیا جلسۂ سلطنت جلوس شاہانہ مہیا کرکے نوشیروان عادل زمان کو تخت شاہی
پر بٹھایا تاج شہنشاہی جہان پناہی زیب سر انور نوشیروان عادل کیا جلوس شاہانہ و دربار
خسروانہ جمع ہوا چھ سو ندیم بارہ سو شہزادگان پر تمکین گرد تخت سلطنت کرسی نشین دو ننگی کھین اٹھارہ سو
دوبداران سلطنت بہ کثرت وحشت کر در سواران زرہ پوش لاکھ افسر میدان صلح شور سردار سرا پیچ
مین خواجہ بزرجمہر نے اس دربار عام مین کہا ای نوشیروان مین نے بموجب وصیت قباد شہریار کے جتنے
تکرار اسوقت تک سب حکام بادشاہ متوفی عمل مین لایا اور تمکو برضا و رغبت و بخوشی تمام تخت نشین کرکے
مسرور ہوا اب تمکو مناسب ہے کہ بموجب نصیحت اپنے پدر عالیمقدار کے تم بھی عمل درآمد کرو کبھی خلاف
رائے میری کسی امر مین دخیل ہونا جس طرح مین کہون اسی طرح کرنا اور اگر یہ امر منظور نہین ہے تو
تمکو اختیار ہے یہ عہدۂ وزارت جسکو چاہو دو مجھ پیر پر بار گراں اب رعایت و بہبود خاطر ناچار رہنہ دھرو
نوشیروان نے کہا ای عم نامدار آپ میرے چچا ہین بجائے آپ کے دوسرے والد ماجد کی
نسبت آپکے وصیت مجھے کر گئے ہین کبھی خلاف رائے آپ کے نکرونگا احاطۂ اطاعت سے آپکی
قدم باہر نہ دھرونگا یہ سنکر بزرجمہر نے کہا ای فرزند تم میری آنکھین ہو نور نظر راحت دل و جان بزرجمہر ناتوان
ہو مین چاہتا ہون تم ہمیشہ خوش و خرم محتشم و مکرم صاحب تخت و تاج رہو صاحب حکومت شوکت حشمت
اہل دواد کا رواج ہوا الغرض روز جلوس بادشاہ نوشیروان بعد جشن شاہان سب حاضرین دربار
و سرداران نامدار نے نذرین دین جشن ہونے لگا بختک کو نوشیروان نے چالیس ہزار زر بعوض
کا افسر کیا یہ بھی دربار مین حاضر رہتا ہی ایک روز دربار مین نوشیروان تخت شاہی پر رونق افروز

جلوہ فرما تھا گرداگرد سرداران نامور اور جوانان ملازمان دانشور کا حلقہ بندھا تھا بڑے بڑے جری دلیر بہادر دلاور شجاعان فخر رستم
و زال دنگون پر بیٹھے تھے کاؤس کرانی دکاؤس کا ثانی واجد اغ لاہوت و جم زرین کلاہ و قارن زم
زن و قارن فیل تن و اہرمن درشت چنگال و سرشار قوی بازو و بدہوش کوہ پیکر و آرد شیر بن
گستہم و مارد شیرین گستہم و ابلق سوار بن گستہم و گیہان بن گستہم و فرہان شیر افگن و
نریمان فیل تن وغیرہ سردار سب کے سب اپنے اپنے پایہ اور اکنہ پر مقیم تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قمر بن
شوکت و شان بالشکر ظفر پیکر سیارگان بصد زینت و زینت ابہت فرمائے سریر سلطنت ہے یا مہر درخشان بصد
تازگی و زیبندگی دبدبہ و حشمت زیب اورنگ افلاک طلوست ہے کہ ایک ہرکارے دو شخص ہوسنے
آسنے دربار عام میں حاضر ہوئے مجراگاہ پر باادب استادہ ہوکے بادشاہ معدلت پناہ کو دعائے ترقی عز و جاہ و
ازدیاد مال و دولت و مکنت و حشمت دی اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکے یہ شعر پڑھا

شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ✦ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ✦ ای بادشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ و
مہر کلاہ ایک تاجر جسکا مال کسی نے زیانکاری و ستمگاری سے غصب کیا اور اُس بیچارے کو گرفتار عذاب شدید
کیا وہ در دولت ملازمان باشوکت پر حاضر ہے کچھ حال بے نہیں بتاتا ہے کہ کسنے آسے ستایا ہے کس
سنگدل نے اسکا دل دکھایا ہے جب نوشیروان نے یہ ماجرا سنا خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا
بزرجمہر نے بادشاہ جمجاہ سے عرض کیا کہ حضور اُس مستغیث کو اپنے سامنے بلوا کر استفسار
حال کیجیے پھر جیسا مناسب وقت ہو حسب قواعد سابقین حکم دیجیے انصاف کرنا سب ملکا فرد ری
عدم ترجیحی عدالت سے دور ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سامنے ہمارے لاؤ حال پریشان اسکا دیکھو
ملازمان سرکار معدلت آثار حسب الحکم بادشاہ ذوالاقتدار اُس مستغیث کو سامنے لائے جب وہ سامنے آیا
بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مرد پیر لاغر حقیر اسی نوے برس کا سن رنگ سرخ و سفید بلند قامت
دبلا پتلا کشادہ پیشانی کلان چشم سرد و گرم روزگار چشیدہ گردش لیل و نہار دیدہ نشیب و فراز زمانہ
دیکھے ہوئے مصیبت اٹھائے ہوئے لباس عمدہ و مشغول غمزدہ و ملول خار ظلم و ستم سے دامن ازل
تارتار شمشیر و جور سے جگر فگار بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ ای مرد پیر مضطر و دلگیر حال بیان
کر کہ فلک کجرفتار سے تجھے کس طرح پیش آیا تجھے کیا حادثہ عظیم درپیش آیا کس مرد ظلم طلب نے تیرے
ساتھ چال سے قمار بازی کی زمانہ ناہنجار نے کون سی کج دی دغا بازی کی کہ تجھ سے عاقل و فرزین کو مات
کیا کیا ظلم و ستم ہیہات کیا اس مرد پیر نے زمین عبودیت کو بوسہ دیکے دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ
معدلت پناہ یہ غلام مبتلائے آلام ایک تاجر بحر و بر کہ و مہ اس ملک کا میرے حالات سے ماہر ہے میں ہمیشہ لباس
نفیس قابل پسند خاطر امرا و اشیاے نادرہ اموال نایاب لیکر شہر بشہر دیار بدیار واسطے تجارت کے جاتا تھا
اور اس مال تجارتی سے بحسن تدبیر نفع کثیر اٹھاتا تھا ان دنوں خبر جلوس تخت سلطنت حضور سنکر تحفہ جات
و مال عمدہ عمدہ لیکر طرف آستانہ دولت نشانہ حضور کے آنے والا تھا جب قریب ملک مدائن کے
پہونچا تمام مال و اسباب خادم کا ایک قزاق نے لوٹ لیا ہمراہیوں کو میرے مار ڈالا میں اپنی متاع
جان کو غنیمت جانکر لے بھاگا لہذا امیدوار ہوں کہ حضور انصاف پروری اور دادگستری فرمائیں
اس قزاق کو گرفتار کریں اور مال و اسباب میرا مجھے دلوا دیں کہ میں ہمیشہ اس شہر میں آنا

کرتا تھا اور جب زمانہ قباد شہریار میں کبھی کوئی بھیجے خبر نہ تھا جگہ جگہ ہر مقام پر چین سے سوتا تھا اب اُس بادشاہ
معدلت پناہ کے عہد میں زبردست شہر پناہ حضور قزاق و رہزن بسنے لگے اور لوٹنے لگے بادشاہ
نوشیروان نے یہ سنکے خواجہ بزرجمہر سے کہا ای حکیم ہمارے نزدیک روز ہی وقار آپ نے سنا ہماری عملداری
میں راہزنی ہونے لگی رعایا آسودوں سے منہ موڑنے لگی تاجر لوٹا گیا مال تلف ہوا خواجہ بزرجمہر نے عرض
کی اے بادشاہ عادل باذل حضور فرمائے خوش تدبیر سے تاکید نہیں کرتے کہ تم کیسی وزارت کرتے ہو راہبری
ملک میں نہیں قدم دھرتے ہو چالیس وزیر ہیں اور بندوبست مملکت نہیں ہو سکتا ایسی غفلت اور
بیہوشی حکومت فراموشی پر اور خادم فی الحال اندوہ و غم در رنج والم بادشاہ قباد شہریار میں ہر طرح کچھ اپنے
دست و پا کی خبر نہیں مجھی تو نتیجہ بد ظہور میں آیا فلک کج رفتار نے یہ دن دکھایا اب کیا شکل امر ہی حکم حکم فرمایئے
حکم حکم فرمایئے ذرا بھیجئے قزاقان اور راہزنان بدکردار کو قتل کرے یا گرفتار کر لائے بادشاہ نے دست
راست اپنے ملاحظہ کیا تو سعد زرین کمر اور سعید زرین ترکش دو سردار خوش کردار دلاور بہادر جرار آمد
[illegible] بادشاہ جمجاہ کی نذر دی خلعت رخصتی پا ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر بارادۂ قتل و گرفتاری
قزاقان و راہزنان بد معاش کی تلاش میں روانہ ہوئے ہر جگہ آب لذیذ و غذائے لطیف و جائے دلکش دلپذیر
دستیاب ہوئی ہوا تو قطع منازل و طے مراحل بادیہ پیمائی کرکے قریب اُس پہاڑ کے ہو گئے جہاں وہ قزاق رہتے
تھے سب فوج کو گرد اگرد ہر درہ کوہ میں پھیلا دیا سب فوج ذرا ذرا جا بجا درہ کوہ میں اور گھاٹیوں میں پوشیدہ
ہو گئی گر سرداروں اور ہرکاروں کو خبر دریافت کرنے کو بھیجا ان ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ بخوبی تحقیق
اور دریافت کیا ہے وہ قزاق کسی مقام پر لوٹ مارنے گئے ہیں ناظرین پہ واضح ہو کہ اب وہ وقت ہے شعر
قرص خورشید در سیاہی شد * یونس اندر دہان ماہی شد * جو لشکر رومی پیش سے نے فتح پائی * پس ظلمت
شب تمام چھائی * القصہ جب نصف شب گذری اور قزاقوں کو لوٹ سے مہلت ملی اپنے مسکن پر
آئے لوٹ کا اسباب لائے وہ سب مال و اسباب لاکر ایک جگہ جمع ہوا آپس میں یہ مشورہ کیا کہ کل صبح کو
یہ مال و اسباب آپس میں تقسیم کرکے حصہ بانٹ کرینگے اب اس وقت سفر ماندے راہ کے ہیں غافل
ہو کر سو رہے بخت خوابیدہ نے فتنہ گری دکھائی نیند بیہوشی سے آئی جہاں ہرکاروں نے خبر دی سب بادشاہ [illegible]
[illegible] سعد اور سعید جرار با جماعت بالفصد سوار چہار طرف سے آ ٹوٹے ہر ایک کی مشکیں باندھیں
اور مقید کرکے لیلے ان قیدیان مکار و قزاقان ستمگار کو اعرابون پر لاکے طوق و زنجیر میں مسلسل کرکے
دربار فلک وقار بادشاہ نوشیروان میں حاضر کیا جہاں بادشاہ ہفت سریر جہانبانی پر جلوہ فرمایا تھا
سعد اور سعید نے اول مجرا کیا بادشاہ نے حال پوچھا اور کہا کہ بیان کرو قزاقوں سے کیا معاملہ درپیش
آیا ان دونوں نے عرض کی اقبال شہنشاہی و حیات پناہی شریک حال خادمان خوش مآل اور بفضل ایزد متعال
ان کافران ظالمان بدکردار کو ملازمان حضور فیض گنجور نے گرفتار کیا اور گلستان کشان بحال ولشان
بارگاہ فلک اشتباہ میں حاضر ہیں امن و امان سے حاضر ہیں بادشاہ نے جب یہ کلام نیک فرجام ان کی
زبان سے سنا حکم دیا کہ ان قزاقوں کو ہمارے سامنے لاؤ حال ان چوروں کا ہمیں دکھاؤ فوراً ہمراہیان
سعد و سعید اعرابوں پر سے اتار کے زنجیر ہائے آہنی محکم پکڑے ہوئے قبضہ میں سے گئے سامنے
بادشاہ کے لائے بادشاہ نے جلاد بلوائے اور حکم دیا کہ انواع عقوبت اور عذاب سے ان سبکو

قتل کر دو دیا تا خیر ہو سرداران قزاقون کا کہ نام اسکا ابوالخیر لا مکانی تھا عقل و فطرت کا بانی بیابانی تھا اور جہان
دیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تھا جب اسنے دیکھا کہ میرا پیمانہ عمر لبریز ہوا رشتہ حیات قطع ہونے والا ہے سب بے اختیار
آگے تخت شاہنشاہی کے آکے کھڑا ہو کر دعائے درازی عمر و دولت و اقبال و حشمت دینے لگا اور دست بستہ
عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ مین قزاق ابوالخیر ہون ہمیشہ صحرائے سبزہ زار مین مائل سیر ہون ہمیشہ
ہمیشہ میرا مسکن دشت و کوہ و صحرا ہے کہ وہ مقام نہایت پر فضا ہے مین صحرائے پر فضا کو اپنے گلشن پر بہار جانتا
ہون شب و روز وحشیان دشت سے محبت رہی ہے بچپن سے سنتے سنتے مین تمام جانورون کی زبان
سمجھنے لگا اور اب مین انہین کی زبان مین انسے باتین کر لیتا ہون مین سب وحشیون اور طائرون کی زبان
بخوبی جانتا ہون بادشاہ کو کمال استعجاب ہوا اور نہایت اشتیاق سے فرمایا کہ ای ابوالخیر تو زبان طائرون
کی اور وحشیون کی مجھے سکھاے گا ابوالخیر نے عرض کی کہ غلام اچھی طرح سے بتا سکیگا مگر حضور کے امور
ملکی و مالی مین فرق آ جائیگا اور اوقات دربار و عدالت فرمان روائی حکومت و سلطنت کو ہرج
دکھائیگا فرصت قلیل علم کثیر اسکی حضور کیا تدبیر اسکے سیکھنے کو بڑی فرصت چاہیئے دیکھا چاہیے اگر
انسان علم عربی پڑھا ہو اور پھر فارسی پڑھے تو ایک عمر صرف کرے اس بخوبی علوم حاصل ہون کہ
ہر طائر پرندہ ہر گزندی کی زبان معلوم کرنا اور انکے لہجے یاد ہونا اور انکی گویائی کے طریقے سمجھنا تو بہت دشوار
ہے اسکو ایک عمر نوح چاہیے مگر ہان ایک صورت ہے کہ خواجہ بزرجمہر کہ حکیم حاذق ہر علم مین لائق ہین انکو
حکم ہو کہ زبان وحوش و طیور سیکھیں یقین ہے کہ وہ اپنی فہم فراست اور عقل ذکی سے بہت جلد یہ
علم بھی حاصل کر لینگے اپنی کوشش سے ان زبانون کو سمجھ لینگے یہ ملازم بندگان والا ہین انسے حضور وقتاً
فوقتاً سیکھا کیجیے یہ طریقہ مناسب ہے بادشاہ کو یہ تقریر دلپذیر ابوالخیر قزاق کی بہت پسند آئی اور ارشاد کیا کہ
ای ابوالخیر ہمنے تیرے دلکو خوش کیا جا تجھے قتل سے آزاد کیا اور ایک بدرہ زر عنایت فرمایا اور خواجہ
بزرجمہر کے سپرد کیا اور فرمایا کہ ای عموجان آپ اسکو اپنی سپردگی مین رکھیے اور یہ روپیہ ابوالخیر اپنے صرف
مین لاوے اپنے اوقات بسری کرے اور زبان جانورون کی آپکو سکھاوے اور جو کچھ آپ اس سے سیکھیے وہ مجھے
وقت بوقت تعلیم کیا کیجیے خواجہ بزرجمہر آداب بجا لا کر ابوالخیر کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آئے اور
ابوالخیر سے ارشاد کیا کہ کیون ای ابوالخیر سچ ہے کہ تو زبان جانورون کی جانتا ہے مگر مین اپنے علم حکمت سے
تجھکو یہ خبر دیتا ہون کہ تیرا کلام نا فرجام سراسر دروغ ہے فقط جانبری کے واسطے تونے ایسا عمل کیا کہ جھوٹھ بولا زبان
وحش و طیر سوا جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر کے کوئی نہین جان سکتا یہ راز کوئی نہین پہچان سکتا ابوالخیر
خواجہ بزرجمہر کے پاؤن پر گر پڑا دست بستہ عرض کیا شعر سر بکف پیش تو از دل آمدہ ایم + سر بدستے
بدام ... آمدہ ایم + آپ سچ فرماتے ہین مین نے جان کے بچانے کو یہ بات محض جھوٹھ خدمت بادشاہ
مین عرض کی والا زبان جانورون کی مین کیا پہچان سکتا ہون اور کیونکر جان سکتا ہون مین نے ابھی
آپکا نام نامی اسم گرامی سامنے بادشاہ کے لیا اور داخل عاطفت مین آپ کے آئے چھپا کر پناہ واسطے
اور آپ دردمند ہین میرے اس راز کو چھپائینگے مجھکو قتل ہونے سے بچائینگے خواجہ بزرجمہر نے
جب یہ کلام حسرت انجام ابوالخیر راستباز کے بعد سوز و گداز سنے ارشاد فرمایا بیت راستی
موجب رضائے خداست + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست + ای ابوالخیر اب جو تونے مجھے سچ سچ

بیان کر دیا ہی اور میرے دامن مین پناہ لی ہی تو بس کیا ڈر ہی وہ پیدا کرنے والا مددگار ہی دشمن کیا نابکار ہی جان سے
تیری خطا معاف کی جان کی رہائی دی اگر مجھسے بادشاہ پوچھیگا جو کچھ میرے ذہن مین آئے گا وہ کہدونگا ابوالخیر
نے جب یہ شفقت خواجہ بزرجمہر کی دیکھی عرض کیا اب غلام کہان جائیگا عمر بھر غلامی سے باہر ہونگا کیا مجال
جو کبھی سرتابی کرون یا قدم احاطۂ اطاعت سے باہر دھرون مین ہمیشہ پیشۂ قزاقی کرتا رہا عیار بھی مجکو خوب
معلوم ہین اور ہر ایک رئیس و امیر و وزیر و شاہزادے کو عیار ضرور چاہیے ہی مین حضور کا غلام بنکے رہونگا قدم
مبارک چھوڑ کے کہین نہ جاونگا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ کلام مسرت انجام ابوالخیر کا سنا بہت مسرور ہوا اُسکو
اپنے گھر مین رہنے کو ٹھکانا دیا اور اپنے ساتھ ہر وقت رکھا کرتا تھا ایک دم اپنے سے جدا نہ کرتا تھا مگر
بختک کہ بڑا سیانا اور فہیم و عقیل و دوربین تھا وہ اکثر بادشاہ سے کہا کرتا تھا کہ حضور آپ نے بڑا دھوکا
کھایا ابوالخیر کو رہا کر دیا کیونکر ہوسکتا ہی کہ زبان جانوران صحرائی کی سمجھتا ہوگا اور بولتا ہوگا یہ اُسنے دعوے
جھوٹھا کیا کبھی کوئی جانورون کی زبان نہین جانتا کلام وحوش و طیور کوئی نہین سمجھتا سوائے حضرت سلیمان
پیغمبر کے انکا کوئی رازدان نہین تھا بادشاہ نے کہا خیر کہان جائیگا جو کچھ سچ معلوم ہو جائیگا عم نامدار میرے
خواجہ بزرجمہر کہ وہ مرد پاک اعتقاد نیک نہاد ہین وہ کبھی مجھسے جھوٹھ نہ بولینگے اگر وہ جانتا
ہوگا تو اُس سے اِس زبان کو سیکھینگے اور وہ اگر نہ جانتا ہوگا تو وہ مجھسے کہدینگے یہ فرماکر اُن قزاقون کو
بادشاہ نے حکم قتل دیا وہ پانچ سو قزاق جو ہمراہیان ابوالخیر تھے سب کے سب قتل کئے گئے اب
خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ مین تشریف لائے بختک نے بادشاہ سے کہا کہ حضور پوچھین
کہ زبان جانورون کی سیکھی کس طرح کی ہی اور کیسی ہی بزرجمہر نے جواب دیا ای بادشاہ مین زبان طائرون
کی سیکھ رہا ہون بہت دقیق ہی بڑی مشکل سے سیکھی جائیگی سوائے میرے وہ زبان جانورون کی جو ابوالخیر
جانتا ہی کسی کو نہ آئیگی اور ابوالخیر بخوبی جانتا ہی جھوٹھا نہین ہی بلکہ پکا لت ہی وہ مجھے سکھایا کرتا ہی اور کیان
بتایا کرتا ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور خواجہ کو عوض حصول زبان طائران و وحشیان خلعت فاخرہ
دیا بہت خوش کیا القصہ جب چندے زمانہ اِسی واسطے کو گذرا ایک دن پھر بادشاہ نے پوچھا کہ
کیون چچا جان آپ نے کس قدر زبان طائران و وحشیان خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ
مین ابھی تک مین طیور کی زبان سیکھ رہا ہون بادشاہ نے بختک سے کہا کہ جس طرح والد
نامدار قباد شہریار عم نامدار خواجہ بزرجمہر کے کلام کا بہت اعتبار کرتے تھے اِسی طرح
مین کلام خواجہ بزرجمہر کو سچ جانتا ہون اور معتقد ہون بختک اب سمجھا بادشاہ کون زمانے مین ہوگا
کہ مین ہر ایک وحش و طیر کی زبان سمجھونگا اور انکا سب انصاف کیا کرونگا بختک ہنسا اور عرض
کیا کہ میرا کلام اعتقاد یہ وہی ہی کہ سوائے جناب پیغمبر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زبان وحش
و طیر کوئی نہین سمجھ سکتا ہی نہ جانتا ہی بادشاہ کو یہ کلام اس بدانجام کا کمال برا معلوم ہوا اور تمکین جواب
دیا کہ ای بختک تو بڑا شور دل ہی شیرین فنی مین جاہل ہی تو میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو
دروغگو جانتا ہی باین بنا کہ پدر بزرگوار قباد شہریار کبھی میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جھوٹھا
نہ جانتے تھے جا دور ہو میرے سامنے سے کبھی ایسے کلام بے ادبانہ نہ کرنا بختک نے عرض کی کہ مجھسے
خطا ہوئی معاف فرمایئے یہ سرکشی بخش دیجیے اب کبھی ایسا قصور نہوگا لیکن سبب کاوش کے آٹھ پہر فکر مین

خواجہ کی رہا کرتا تھا بزرجمہر کی ذلت و رسوائی کی تدبیر میں پھرتا تھا کہ کسی طرح دربار شاہنشاہ میں خواجہ
کو ذلیل کروں اور زک دوں کہ خواجہ بزرجمہر کی ذات سے میرے باپ البقش کو ذلت فاش
ہوئی گھر بار سارا میرے باپ کا انھوں نے لٹوایا اور خزانہ مال و دولت چھین لیا اور مجکو بھی ذلیل و خوار
سامنے بادشاہ کے کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا ہے کوئی ایسی تدبیر کیجے کہ خواجہ بزرجمہر بھی سامنے بادشاہ
کے ایسا ذلیل و خوار ہو گیا ذکر ہے بختک اسی فکر میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے دلبر ملال و غم رہتا ہے
کہ ایک روز آسمان پر ابر آئے اور کالی کالی گھٹا پہاڑ کی طرف سے اٹھی بیت تند ہر شور سیہ مست
ز کہسار آمد چو میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بہار آمد * نوشیروان نے جو یہ ہنگام فرحت انگیز مسرت خیز
دیکھا حکم دیا سامان شکار تیار ہو جلد میر شکار حاضر ہوئے جانور شکاری بادشاہ نے ہمراہ لیے باز داربانی
لیے ہوئے باشہ چرا بہری اور ترمتی شاہین عقاب ہر ایک کو آمادہ شکار کیا غرض ہر ایک کا روک لکا چیتے
کی کھٹولیاں ہاتھیوں پر کسی گئیں خیمے بار کیے گئے مصاحب رفیق ہمنشین رازدار مرکبہائے پری پیکر
پر سوار ہوئے غلامان زرین کمر خواصان ذی ہنر و مہرویان کج کلاہ و جوانان ذیجاہ ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہوئے اور تمام سامان عیش نشاط از فرش و فروش انبساط اور شراب و کباب
کی کشتیاں یہ سب سامان ہمراہ تماشے کو خلقت کا ہجوم چار طرف شکار کی دھوم یہ بات ہر خرد و
کلاں کی زبان پر آئی بوند گوزن و بیتے و شترزیان و پیل دمان کی اب قضا آئی جنگل کے جنگل صاف
ہو جائینگے صحرائی جانور وحوش چرند وغیرہ شکار ہونگے گرد ایک تازی دوڑ سے لیے ہوئے آگے آگے
چلے انکو بھی چیتوں کی طرح سے ہلانے لگے الغرض بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و جلال
و خدم سوار ہوا ہٹو بچو کا شور بار بار ہوا نقیب آگے آگے سواری شاہنشاہی کی صدائین خدا سلامت
کی لگاتے ہوئے روانہ ہوئے شہر سے نکل صحرا سبزہ زار کی فضا دیکھتے ہوئے چلے عجب صحرائے
سبزہ زار رشک گلشن نوبہار جا بجا بار ہو شکبار گل خودرو کی بہار برگ گیاہ کی لٹک
بھینی بھینی مہک جد مرغ دشاق پردہ چشم سے نکل جاسے زمین مخمل زنگار پر لوٹ جانے وہ طائران خوش گلو
کا چہکنا پھولوں کا مہکنا بلبلوں کی نوا سنی فاختہ کی کوکو تیو کی صدا قمریاں شاخ سرو لب خوش نوا
ہوا مشک بیز عنبر ساراے خوشبو میں تیز ذرہ سے گل اشرفی کا جلوہ دکھاتے ہیں غنچہ ریحانی و سیدم
سکرانے تحفہ ہائے صحرائی جھوم رہے ہیں شاخوں کے بار سے نیچے جھوم رہے ہیں شیوان سبزہ دار
ہوا ہوے زجنون وارد * دیوانگی دستی از روزشگون وارد * غرض کہ بادشاہ نے حکم شکار کا دیا سب
شکاریوں نے جانوروں کو آمادہ شکار کیا باز کو کبوتر و دراج پر چھوڑا قلیل باز شکاریوں نے بچایا
نظم چو در نالیدن آمد طبل باز * در آمد مرغ صید افکن بہ پرواز * روان شد بر ہوا باز سبک پر
جہان شد خالی از کبک و کبوتر * بادشاہ مع رفقائے مشیر و مصاحب خوش تقریر شکار کھیلتے
آگے چل کر بڑھے طائران شکاری سے بھرنے لگے اسوقت سب قراولوں نے آکر عرض کی کہ حضور
پہاڑ میں بہت سے آہو چرتے ہیں کلیلیاں کر رہے ہیں حضور تشریف لیچلیے شکار کھیلیے بادشاہ فوراً
گھوڑے پر اسی رستے دریا کی طرف ملاحظہ کرکے جا بطرف اشارے کیے آہو پاڑہ جنگل گاہ کا شکار
ہونے لگا آپس میں قہقہہ اٹھا پھر تو تیر لگاتے حلقہ کنند چنانچہ ہرن زخمی ہو ہو کر گرے صیاد شکاریان کو ذبح کرنے لگے

پھر بڑھ بڑھ کے تیر لگانا گینڈون مارنا ہرنون کو ذبح کرنا اپنے صید کو آگے بندھ کے روکنا دوسرے کے ہاتھ
نہ پڑنے دینا ہر ایک سے زیادہ آپ ہی کھینچ لیجانا اتنا جلد تیر مارنا سبحان اللہ لائق دید و قابل شنید تھا بادشاہ
بھی ہر طرف تاج کج سر پر رکھے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا خواجہ بزرجمہر دہنی طرف اور بختک دست چپ کی جانب
ساتھ ساتھ خواجہ تو اعتراف کرتے جاتے تھے اور بختک وغیرہ شکار رہتا تھے غرضکہ ایک ہرن کو بادشاہ نے
وہ ہرن تیز تھا کر بچا گا چونکہ زبردست تھا نہ گرا بادشاہ نے گھوڑا اُسکے تعاقب میں اٹھایا اور دوڑ کر اُسکو شکار کیا خواجہ بزرجمہر
فقط ساتھ تھے اور بختک بھی لپٹا چلا آیا باقی کوئی نہ پہونچ سکا جب بادشاہ نے اُس آہو کو شکار کیا خواجہ بزرجمہر
نے دوشالہ گرتے گھوڑے کے بادشاہ کے واسطے بچھایا بادشاہ اوسپر آکر بیٹھا اور خواجہ کو بھی قسمین دے کر
ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا لیا بختک دو دل جلا کیا سامنے کھڑا رہا مگر دل مین جلا آتش رشک سے کلیجہ کباب ہو
ہر طرف صحرا کے جو خیال کیا دیکھا کہ یہ مقام ویران ہے انسان ہے نہ حیوان ہے ایک گانون قریب ہی سامنے دو درخت
سوکھے ہوئے کھڑے ہین ان پر دو طائر بیٹھے ہوے آپس مین زمزمہ سنجی کر رہے ہین بختک تو اسی فکر مین رہتا تھا
بلکہ ہر غم والم سہتا تھا چپکے سے بادشاہ سے کہا اے جہان پناہ آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے کہ یہ دونون
جانور کیا باتین کرتے ہین اور آپس مین کیا کہتے ہین بادشاہ نوشیروان تو اس امر کا مشتاق رہتا تھا
فوراً خواجہ بزرجمہر کی طرف رخ کرکے فرمایا کہ اے حکیم نامدار ارشاد فرمایئے کہ یہ دونون جانور شاخ شجر خشک پر
کیا باتین کرتے ہین خواجہ سمجھے کہ اگر نہ بتلاؤنگا تو بادشاہ کے سامنے دروغ گو ٹھہرونگا اور اگر بتلاؤن تو مین کیا جانون
کہ یہ جانور آپس مین کیا باتین کرتے ہین سوچے کہ ایسی بات کہون کہ ذرا بھی جھوٹ ہو تو بھی ٹھیک رہے آخر
موزون اور مقتضائے وقت ہو گردن جھکا کے کلام کو اُن طائرون کے تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ اے
بادشاہ عادل یہ جانور آپس مین نسبت کی باتین کرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تو جو اپنی بیٹی کی میرے بیٹے
کے ساتھ شادی کریگا تو کیا جہیز دیگا وہ جواب دیتا ہے کہ جبتک نوشیروان زندہ ہے اور تخت سلطنت پر جلوہ افزا ہے
تمام جہان تباہ و ویران ہے عدل و داد نہین کوئی دل شاد نہین شہر قصبے گانون پڑے آباد نہین مجھے جہیز اپنے بچون
زمانے مین کیونکر دیا جاے اور کہان سے آئے لیکن خبر نہین ساتھ فرمانے جانتا ہون وہ جہیز مین دیدونگا اور زیادہ
نہیں نہین ہو سکتا اس زمانے مین یہ بھی بہت ہے دیکھتے ہو کیسا پُر آشوب زمانہ ہے کوئی کسی کا آشنا نہین جب
نوشیروان نے یہ بات اس حکیم حاذق لائق دقائق سے سُنی سر گریبان مین ندامت سے ڈالا اور کہا اے حکیم نامدار
آپ بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین مین ایسا ہی غافل ہون عیش و عشرت کی طرف مائل ہون غفلت میری
غفلت سے تنگ ہر ایک بیچے اور میری غفلت شعاری سے تنگ شہر ہے بے تمیزی و بے عاقلی
کر از فکر دنیا و دین غافلی + اے خواجہ بزرجمہر سچ کسی نے کہا ہے بیت آب زر لکھا ہے بوعلی نے + کہ سوچے
سے مسافر کو خطر ہے + یہ دنیا کھیتی عاقبت کی ہے جو یہان بوئے وہ وہان آگے لیوسے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ جو یہان
دے وہ وہان پائے نہین تو آخر کو پشیمانی اٹھائے اب مجکو آپ کبھی غافل نہ پائے گا داد و دہش مین ہرگز پہلو تہی نہ
کرونگا یہ فرما کر وہ بادشاہ عادل طرف دارالامارہ کے روانہ ہوا محل مین قدم رنجہ فرمایا اُسیوقت حکم دیا کہ ایک زنجیر طلاکار دیوار
عدالت پر لگائی جائے مستغیث اُسے ہلائے تاکہ مین اطلاع پاؤن اُسکو اپنے سامنے بلاؤن حال سنون اسکا مطلب
دلی بر لاؤن اُس زنجیر کے سرے کو محل کے اندر خوابگاہ تک پہونچایا اُس مین ایک گھنٹہ طلائی لگایا کہ
شاید مین سوتا ہون اور کوئی مستغیث زنجیر دہلائے مجکو فوراً خبر ہو جائے شاید کہین بستر خواب پر خوابیدہ

ہون تو صدا سے زنجیر طلائی سے بیدار ہو جاؤن گھنٹے کی آواز سے ہشیار ہو جاون اُسیوقت عدالت کرکے داد دُون
جب یہ امر حکم بادشاہ عادل قرار پایا ہر ایک ظالم کا دل خوف سے تھرایا ظلم و جور کم ہونے لگا ہر چور قزاق رہزن اپنے
اپنے گھر رونے لگا اتفاقاً ایک دن ایک گدھا کسی دھوبی کا آیا اور اُسنے اپنی پشت مجروح کو عدالت کی زنجیر سے
گھسا اور وہ زنجیر ہلی اور گھنٹہ بجا بادشاہ محل مین خواب غفلت سے چونک پڑا جلدی بیدار ہوکے ہشیار ہوا اُسی وقت
برآمد ہوا حکم دیا کہ دیکھو کون مستغیث آیا ہی کیا فریاد لایا ہی جلد حاضر کرو چند لوگ دوڑے اُس گدھے کو سامنے
لاے بادشاہ نے ملاحظہ کیا کہ کوئی آدمی فریادی نہین ہی بلکہ ایک گدھا دبلا اور ضعیف ہی جسنے زنجیر کو ہلایا ہے
بادشاہ متعجب ہوکر سوچا کہ اسکا کیا انصاف کرون اور اگر انصاف نہ کیا تو ندامت ہوگی پشیمان ہوا لوگ طعن و تشنیع
کرینگے ہنسکر پھر خواجہ بزرجمہر کی دیکھا اور کہا کیون تم نامدار اس گدھے پر کیا ظلم و ستم ہوا ہی جو یہ فریادی آیا ہی
آپ جانورون کی زبان سمجھتے ہین بخوبی دریافت کیجیے اور داد دیجیے خواجہ دل مین سوچے کہ اگر مین نے اس گدھے
سے پوچھا اور اس نے کچھ جواب نہ دیا بروقت سوال مجھ سے نہ بولا تو بڑا غضب ہوا چونکہ خواجہ بزرجمہر عقل و فہم
رکھتے تھے کہنے لگے اے بادشاہ کیوان بارگاہ عجیب و غریب اسکا حال ہی یہ نہایت پر ملال ہی اپنی کیفیت بزبان حال
بیان کر رہا ہی مجھے سب معلوم ہی یہ گدھا دھوبی کا ہی پہلے بڑا زبردست اور بڑا طاقت ور اور جوان تھا وہ دھوبی اسکو
پیٹ بھر کے کھانا دیتا تھا اور اس پر بوجھ لادا کرتا تھا اور اس سے محنت اور مشقت لیا کرتا اب جو یہ ضعیف اور کم طاقت
کمزور ناچار ہوا بوجھ اُٹھانا دشوار ہوا دھوبی نے کھانا دینا موقوف کیا اور اسکا رہنا بار ہوا دھوبی نے نکال
دیا یہ بھوکا پیاسا پشت فگار زار و نزار آستانہ عالی و دربار آیا ہی زبان حال سے عرض رسا ہی کہ اُس دھوبی سے
لیجائے کہ مجھے دانہ گھاس کیون نہین دیتا ہی بھوکا رکھتا ہی ظلم کرتا ہی باوجودیکہ سگ قدیمان خود را بعزت اے
قدر ۔ کہ ہرگز نیاید ز پروردہ عزیز ۔ لیکن وہ مخالفت اسکے مجھے بیزار ہی بادشاہ نے مانے پر خواجہ بزرجمہر کی
بہت تحسین و آفرین کی اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے اور جارچی جار دے کہ یہ گدھا جس دھوبی کا ہو وہ اُسکے
ہزار اشرفی لے جب منادی نے ندا کی اور یہ خبر مشہور ہوئی وہ دھوبی کہ جسکا گدھا تھا حضور بادشاہ عدالت پناہ
مین حاضر ہوا آداب بجا لایا زمین کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ گدھا غلام کا ہی بادشاہ نے کہا تو نے
اسکو کیون چھوڑ دیا اُس دھوبی نے کہا کہ اب یہ ضعیف و کمزور ہوگیا بوجھ لادنے کے قابل نہ رہا اسلیے مین نے اسکو
چھوڑ دیا بادشاہ نے جب یہ کلام دھوبی کا سنا فوراً تحسین خواجہ بزرجمہر ذہن نشین ہوا اور کہا اے عم نامدار تم سچ کہتے تھے
یہ گدھا یہی فریاد لایا تھا اہل دربار شہنشاہ سب متعجب ہوکر تعریف کرنے لگے اور تحسین و آفرین کا دربار مین شور و غل برپا ہوا
پھر بادشاہ نے دھوبی سے کہا اے نالایق جبتک یہ جوان تھا تو نے اس سے خدمت لی اور کام محنت مشقت کا لیا
اور وقت پیری کنارہ کیا حق نمک گزاری اسکا دل سے سب بھلا دیا اسے بیجا خبردار جو تو نے اسکو کبھی کوئی ایذا
دی یا اسکی آب و خورش مین کمی کی تو تجھکو سزاے سخت دیجائیگی کہ پیٹ چاک کرکے بھس بھروا دیا جائیگا اور
اہل و عیال تیرے سب دار پر کھینچے جاوینگے پھر ہزار اشرفیان اسکو عنایت کین وہ دھوبی دعاے عمر و دولت
و ترقی حشمت جاہ و جلال و دولت و شوکت زبان زبان پر جاری کرتا ہوا گدھے کو اپنے لیکر چلا گیا
یہ قصہ عدالت نوشیروانی تمام عالم مین شہر بشہر دیار بدیار مشہور ہوا گلشن بگلشن دشت بہ
دشت کوہ بکوہ آفاق بآفاق مشہور بہر دور ہوا افسانہ عجائب و غرائب ہر زبان پر جاری ہوا بختک
اس معاملہ عجیب کو دیکھکر آتش رشک و حسد سے جل گیا رنگ چہرے کا بدل گیا متحیر و متفکر و متردد

ہر وقت یہی سوچ کہ کسی تدبیر سے خواجہ بزرجمہر کو دربار معلی سے بذلت نکلوا دون تاکہ التفات نوشیروان
عادل سے گرا دون ہر روز اور ہر وقت خواجہ بزرجمہر کی بدی غیبت بادشاہ نوشیروان سے کرتا رہتا ہے دل
میں یہ خیال فاسد رکھتا ہے کہ نوشیروان کو بہکا کے لڑائی جھگڑا کروا دے ایک روز کہ بادشاہ نوشیروان
جلسہ عیش و طرب مہیا ہوا ارباب نشاط تیار ہوئے ساقی خوش ادا مطرب خوش نوا حاضر ہوئے بادہ گلگون کا
دور ہوا رنگ محفل اور ہوا صحبت مے نوشی گرم ہوئی ہر مست بادہ کش جھومنے لگا بادشاہ کو بھی نشۂ شراب زیادہ ہوا آنکھیں
خمار آلودہ ہو گئیں سامنے ناچ ہو رہا ہے مطرب ترانہ سنج ہیں اس وقت بختک نے پھر ذکر سابق چھیڑا عرض
کیا ای بادشاہ عالیجاہ افسوس خواجہ بزرجمہر نے آپ کو بڑا دھوکا دیا دروغ گوئی کا پیشہ اختیار کیا بادشاہ
نے کہا کہ خواجہ بزرجمہر نے کیا جھوٹ کلام کیا بیان کرو بختک نے کہا کہ ای بادشاہ زمان زبان طائرون
کی سوائے جناب سلیمان داود علیہما السلام کے کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے خواجہ بزرجمہر نے آپ سے فریب کیا
نوشیروان تو اس وقت نشۂ شراب میں مست تھا بختک کے کہنے کو تسلیم کیا اور بر سر امتحان ہوا خواجہ
بزرجمہر کو بلا کر یہ پوچھنے لگا ای عم نامدار آپ سچ بتائیے کہ زبان جانورون کی آپ سمجھتے ہیں یا نہیں بختک
نے کہا کہ شہنشاہ یون جو آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیگا وہ انکار کرینگے اور ایسی بات کہینگے کہ کبھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ زبان جانورون کی نہیں جانتے ہیں اس سے تو ہم یہ بہتر جانتے ہیں کہ خواجہ بزرجمہر
کو شراب پلائیے جب وہ خمار بادۂ ناب سے مخمور ہون لحاظ و پاس و شرم دور ہون اس وقت اپنے سر کی
قسم دیجیے اور اصرار کیجیے کہ ای خواجہ بزرجمہر تم جانورون کی زبان جانتے ہو یا نہیں دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہیں
جو کچھ سچ معلوم ہوگا صاف صاف اور سچ سچ معلوم ہوگا جب بختک نے بادشاہ کو اس طرح بھڑکایا اور فتنہ پردازی
کا سبق پڑھایا بادشاہ بمصداق الصحبت من التاثیر اسکے کہنے میں آگیا اور فورا حکم دیا کہ خواجہ بزرجمہر کو
بلا کے جلد حاضر کرو اسوقت چوبدار شل باد تند دوڑے ہوئے گئے اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو
یاد کیا ہے خواجہ بزرجمہر اسی وقت سوار ہو کر حضور بادشاہ نوشیروان عادل میں حاضر ہوئے آداب تسلیم
موافق رسم شاہی بجا لائے دعائے درازی عمر و ترقی دولت و حشمت دی شعر نگین سعادت بنام تو باد ہمہ کار
عالم بکام تو باد ای شہریار پر تمکین و ذی وقار خوش آئین اس ذرۂ بے مقدار کو حضور نے کیون یاد کیا ہے بادشاہ
نے فرمایا کہ ای عم نامدار میں اسوقت تنہا تھا اور جلسۂ مے نوشی مہیا تھا جی چاہا کہ آپ کو بھی شریک صحبت کرون تا
آپ کو بھی شراب خواری کی کیفیت دون خواجہ بزرجمہر نے کہا حضور میں تو اس نعمت عظمی اور عطیۂ اعلی سے
شہنشاہ دوران کے محروم ہون اسی سے دشوار اور محروم ہون شراب اس زمانہ میں گو کہ بموجب شریعت نہیں
مگر باعث عیش و فرحت سے مانع طاعت و عبادت ہے خلاق ازل اس سے ہر انسان کو بچائے لائق
ہے کہ بمقتضائے آیۂ کریمہ کما قال عز و جل فلیضحکوا قلیلا یعنے خدائے عز و جل فرماتا ہے کہ انسان کو چاہیے
ہنسی مذاق کم کرے اور اپنے گناہون کو دیکھ کر منفعل ہو بلکہ روئے ای بادشاہ گریہ و زاری عجز و عاجزی
انفعال و انکساری مقبول بارگاہ خدا ہے خاصان خدا ہمیشہ گریہ و نالان رہے ہیں حال دنیائے دون پر مدام
خائف و ترسان رہے ہیں کسی عاقل نے کبھی دخت رز کے حسن و جمال پر نگاہ نہ کی اور نہ اسکی ادا و ناز پر دل
ہوئے اور نہ کبھی اس مہر جمال حور تمثال سے دل لگایا ان صحبت سلاطین میں اکثر جو چار حکما
اور علما و فضلا اور دانائین و کاملین اس سے مدام انکار کرتے رہتے ہیں بلکہ اپنے نزدیک

بدکرداری سمجھتے ہیں بختک نے یہ کلام خجستہ فرجام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق کے سنکے چپکے سے کان میں
بادشاہ کے کہا کہ حضور ملاحظہ فرماتے ہیں جو کہ شراب آپ پیتے ہیں خواجہ بزرجمہر اسکی مذمت بیان کرتے ہیں اسوقت
آپ کوئی عذر و معذرت نہ مانیے اس انکار محض کو بھی فریب جانیے آپ عزوران کو شریک مینوشی کیجیے اسوقت
کا موقع بر محل ہے دوبارہ یہ خالی ہرگز ہرگز نہ جانے دیجیے بادشاہ نے یہ سنکر ایک جام بادۂ گلرنگ و خوناب کا خوب
لبریز کیا اور اسکو ہاتھ پر رکھکر کہا کہ ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار بروح قباد و شہریار میری طرف
خیال کرکے خاطرًا ایک جام بادۂ گلفام نوش فرمایے دل غمزدۂ نوشیروان مینوشی فراموش کر دیجیے
اب خواجہ بزرجمہر مجبور و ناچار ہوے آخرکار جام شراب نایاب و آب ناب ہاتھ سے بادشاہ فلک بارگاہ کے آداب
بجالا کر لے لیا بڑی دیر تک اس جام آفتاب لباس بادۂ مشکفام کو دیکھا کیا کیونکہ اس زمانے میں عہد نوشیروان
تک پینا شراب کا ممنوع تھا مگر خواجہ بزرجمہر بموجب حکم شریعت و بہ طریقۂ حکما و فضلا و علماے روزگار صاحب
فضل و ہنر و اقتدار انکار کیا کرتا تھا شراب ارغوانی بہ عیش و عشرت جاودانی کبھی نہ پیا کرتا تھا لیکن بمجبوری
قسم بروح قباد و شہریار عالی وقار و خاطر نوشیروان عادل زمان اس جام مشکفام کو خواجہ بزرجمہر نے
ایک جرعہ میں ایک گھونٹ کرکے پی لیا اسوقت بسبب اطاعت و ناہمواری بادشاہ فلک پناہ
بلحاظ انجام و علم انتہائی کا نہ کیا جام خالی ساقی کو دیدیا اور بار معصیت سے پہلی سر انکسار بزیر لیا پھر بادشاہ
نوشیروان نے ساقی کو اشارہ کرکے کہا کہ ایک جام بادۂ سرخ واسطے خواجہ بزرجمہر کے اور لے آ
بیت ساقیا برخیز و در دہ جام را ٭ خاک بر سر کن غم ایام را ٭ خواجہ بزرجمہر تو کبھی ذائقہ بادۂ خوشگوار
سے آگاہ نہ تھے جادۂ خمار دیدہ مستی و سرشادی سے دبراہ نہ تھے بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے نہایت اصرار
کرکے دو جام بادۂ خوش کام پلوایا اپنی صحبت عیش و عشرت میں باخلاص شاہانہ بٹھایا خواجہ بزرجمہر دو جام بادۂ
بدانجام کے پی کر نہایت مخمور و بدمست ہو گئے نشۂ شراب ناب سے بیہوش و حواس کھو گئے اسوقت بختک
نے اشارہ کیا کہ ای بادشاہ یہ وقت چوکنے کا نہیں ہے اب خواجہ بزرجمہر سے جسطرح چاہیے پوچھیے جھوٹھ سچ
کا حال بھی معلوم ہو جائیگا آپ کو اخفا و افشا کا مفہوم ہو جائیگا یہ سنکے بادشاہ نے اسیوقت خواجہ بزرجمہر
سے کہا ای عم نامدار تمکو میرے سر عزیز کی قسم اور روح قباد و شہریار کی سوگند اسوقت مجھے سچ سچ بتا دو
کہ تمنے اس قزاق جدا فاق سے زبان وحشیان و طائران صحرا کی سیکھ لی اور بولی حاصل کی اسوقت
خواجہ بزرجمہر نشۂ شراب میں نہایت مست تھے فورًا بول اٹھے کہ ای بادشاہ عادل آپ کو کچھ خبر ہے اسوقت گلستان
نشۂ مسرت کی سیر ہے کوئی شخص سوائے جناب سلیمان بن داود علیہ السلام کے زبان وحش و طیر نہیں جانتا وہ قزاق
بھلا بولی جانوران وحش و طیر کی کیا پہچانتا تھا اور میں کیا سیکھتا وہ کیا مجکو زبان جانوروں سکھاتا وہ خود ہی نہیں
جانتا تھا مجھے کیا بتلاتا ای بادشاہ مصرع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند ٭ بادشاہ نوشیروان عادل زمان
نے جب یہ سنا بختک کے کلام کی تصدیق بخوبی ہو گئی اور مکر بختک کا نہ سمجھے سراسیمہ و پریشان بادشاہ ہوا کہ
خواجہ بزرجمہر ہمیشہ اسی طرح مجھسے ہر بات جھوٹھ بولتے تھے اگلے افترا پردازی کرتے ہونگے تھوڑی دیر تامل کرکے
کہا کیوں خواجہ ہم تمکو عم نامدار کہتے ہیں اور آج تک ہم تمھارے کلام کے اعتبار پر رہتے ہیں تمھارے ایک کلام
دروغ کی تصدیق ہوئی اسی طرح تم مجھسے ہمیشہ جھوٹھ باتیں بولتے ہوگے ہزاران دروغ ہیں کلام ناراستی
بولتے ہوگے کس واسطے آپ مجھسے جھوٹھ بولتے اور عقدۂ راستبازی زبان سے نہ کھولے خواجہ

خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ ہوکر یہ جواب باصواب دیا ای بادشاہ خیال کرکے سمجھنا چاہیے اور میری راستی حسن
و فہم غلط غور کرکے دیکھنا چاہیے بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز
ای بادشاہ ابو قار اسکے پوشیدہ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ تمام خلق خدا اپنے اپنے مقام پر کہتی کہ بادشاہ نے ایک
قزاق ابوالخیر صحرائی سے دھوکا کھایا اور فریب دیکر چلا گیا آپکے واسطے بڑی بدنامی کا باعث ہوتا یہ بھی میری
خیرخواہی اور نمک حلالی تھی فقط سمجھ و عقل کا سبب یہ دوسرے یہ بات ہے ای بادشاہ قولہ تعالے والکاظمین
الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین طریقہ عقلا و اتقیا یہ ہے کہ جو کوئی اپنے پاس پناہ لینے آئے
انسان بہر صورت اسکی جانبری کرے چونکہ اس نے مجھسے پناہ چاہی بمصلحت میں نے جھوٹ بول کے
اس کی جان بچائی خوشنودی خدا کی جسوقت یہ کلام خواجہ بزرجمہر وزیر خوش انجام نے خدمت بادشاہ
نوشیروان عادل زمان میں عرض کیے بادشاہ سر جھکا کر سوچے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا عرق خجالت میں غرق
از پا تا فرق مگر دل رنجیدہ طبع کبیدہ و چشم کشیدہ ہو کر خواجہ سے کہا ای عم نامدار خیر جو کچھ ہوا سو ہوا وہ
باتیں گذشتہ را صلوات معلوم ہوا کہ آپ کی سب باتیں اسیطرح مصلحت آمیز اور رائیں تمام فتنہ و
فساد خیز ہونگی اور جو شخص کہ جھوٹ بولتا ہے کچھ دلمیں اسکا نیک و بد بھی سمجھ لیتا ہے اور کچھ نہ کچھ اپنے نزدیک
مصلحت جانتا ہے گو کہ وہ دوسرے کے نزدیک خلاف ہو بلکہ سراسر جھوٹ صاف صاف ہو لیکن اس کی عقل
کے نزدیک مصلحت ہے سراسر پر از حکمت ہے ای عم نامدار یہ عذر تو آپ کا دلپذیر نوشیروان ہوا بالکل خلاف
میرے دل ملال کے ہوا بموجب وصیت پدر عالیمقدار قباد شہریار مجھکو آپکے نہایت پاس و خیال خاطر
مسرت مآثر نے سخت ملال کیا کہ کوئی امر بے عنوانی اور کلام بے تہذیبی میں اپنی زبان پر ہیں نہ لایا اور
اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا سزا پاتا آپ کو دیدہ عتاب بھی نہ دکھایا خیر اب آپ کے واسطے کیا سزا ہے ذرا
بس اب آپ کو یہ مناسب ہے کہ عہدہ وزارت سے دست برداری کیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کی راہ لیجیے گرم جوشی
سے معاف رکھیے زیادہ باتیں نہ بنائیے بقول شخصے شعر سزا را بالقفا ای مرد زیرک زیر نادانی . چرا کارے کند عاقل
کہ باز آید پشیمانی خواجہ بزرجمہر یہ کلام بادشاہ نوشیروان عالی مقام شکر صحبت عیش و عشرت سے اٹھکر آداب
آخری بجا لاکر دولت سرا میں تشریف لائے اور خانہ نشینی اختیار کی اور یہ کلام اپنی زبان پر لائے کہ پروردگار
عالم عالمیان ایسے دربار میں مجھکو کبھی نہ لاوے اور خداوند کریم ایسے بادشاہ ناقدر کی صورت کبھی
نہ دکھاوے خواجہ بزرجمہر ہمیشہ علوم و فنون و حکمت اور عبادت رب العزت میں رہنے لگے لیکن اب نوشیروان
عادل کا یہ دستور رہا کہ آٹھو پہر لہو و لعب میں دن رات شراب خواری و عیش و عشرت میں مشغول ہوا
بختک کا ستارہ عروج پر ہوا تھا بادشاہ ایسا شراب غفلت سے مدہوش ہوا کار و بار ملکی رعایا خلق خدا
کی سرپرستی بھولا خوشنودیوں میں ایک مدت مدید گذری عدالت کی کچھ توجہ نہ کی ایک دن آسمان پر گھٹا چھائی ابر
سیاہ و غیوم سے ایسا مانند ظلمت شب کے اندھیرا چھایا ہر طرف چھایا میکشوں کو بادہ نوشی کی امنگ ہوئی دل میں
تازہ جوانی کی ترنگ ہوئی بختک بدبخت نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ آج کار دنیا قابل دیکھنے کے ہے
سبزہ زار ہے تشریف لے چلیے ذرا سے صحرا سے لالہ زار کی سیر کیجیے دو دو جام بادہ خوشگوار پیجیے عیش افزائی
کار فرمائی ہنگام دل افروز ہے یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو ہر ایک چلنے پر آمادہ و ہوشیار ہوا
الغرض بجاہ و حشم و جلال و خدم مع ترک و سلمان سے بادشاہ سوار ہوے اور جانب دشت روانہ ہونے

ناگاہ درمیان صحرا اُسے سبزہ زار کے پہونچے سامنے ہرن کا غول نظر آیا بادشاہ نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا ہر صید کو
نشانۂ تیر قضا بنایا کسی جانور کو شکار باز کیا کسی کو صید طعمۂ زبان دراز کیا شفیق رفیق امیر وزیر سرداران
و جوانان اُس صحرا سے پُر فزا سے مین پھرتے تھے عالم نوجوانی مین کلیلین کرتے تھے یہان تک مع زرین مال فلک
یعنے آفتاب عالمتاب چراگاہ چرخ اطلس نیلگون مین پھرتے پھرتے معدل النہار تک پہونچا یعنے نصف النہار
کا وقت آیا ٹھیک دوپہر ہوئی اور دھوپ تیز گرمی کی شدت حرارت انگیز ہوئی بادشاہ نے عیاران بیباک سے
فرمایا کہ کوئی جگہ معقول سایہ دار ٹھنڈی ٹھنڈی تلاش کرو کہ جہان سبزۂ خفتہ عالم بیداری پر آگیا ہو ہر گل خودرو
مہکتا ہو وہان جا کر ٹھہرین تھوڑی دیر دم لین برسات کی دھوپ جو بعد بارش کے نکلتی ہے انسان
سے سہی نہین جاتی ہر طبیعت عرق عرق ہو جاتی ہے یہ سنتے ہی بادشاہ **نوشیروان** کے عیاران
طرار مثل صبا سے تیز رفتار دوڑے اور جا سے تفریح برائے بادشاہ ڈھونڈھنے لگے جبکہ ایک گانون
کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک باغ معطر کن دماغ عجیب بہار کا سامنے نظر آیا اپنے کو عیارون نے در
باغ پر پہونچایا باغبان سے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہے کون مالک اور مہتمم اسکا ہے باغبانون نے یہ کہا کہ منوچہر
بادشاہ کا ہے لیکن اب ایک پیر مرد سفید وش ہی کو وہ آہنگر کا پوتا ہوتا ہے وہ عیاران تیز رفتار مثل مرغ نوبہار
خدمت بادشاہ گل رخسار مین آئے اور قاعدۂ آداب سے یہ دعا و ثنا سے شہنشاہی بجا لائے شعر ہے حکم مین
تیرے روئے زمین ، غلامی کرے تیری خاقان چین ، ای شہنشاہ دوران بادشاہ **نوشیروان** بموجب
ارشاد فیض بنیاد ہم چار طرف مثل گردش لیل و نہار مضطر و بیقرار برائے آسائش شہنشاہ فلک وقار دوڑ کر
ایک سمت کو جو پہونچے یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ ایک دیکھا کہ نہایت پُر فضا بغایت دلکشا تر و تازہ شاداب
و خوش نما ہے قریب اُس باغ کے ایک گانون بھی بہت آباد و شاد ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ باغ
پُر بہار منوچہر شہریار کا ہے اب ایک پیر مرد سفید وش کا کہ وہ آہنگر کا پوتا ہے رہتا ہے اور وہی مہتمم باغ دلکش ہے حضور
وہان تشریف لے چلین تا دیر وہان استراحت کرین آسائش سیر باغ کیجیے بادۂ گلفام پیجیے یہ سن کے بادشاہ نے
بموجب التماس عیاران نیک اساس سمند بادیہ سیر کی باگ لی مثل باد بہاری سواری چلی ہمراہ تمام
ہوا خواہان گرم عنان و محو شان فلک رسان در گلزار پُر شوکت و شان آئے اشعار باغ کا دیکھان دیدہ را
محو نظارہ گل رعنا ہیچنے گل تھے جہان سے اندر ، سب تھے اُس بوستان کے اندر ، دیگر زمین گل آسمان گل گرد گل
نماندہ در جہان گوئی بجز گل ، دیکھتے ہی باغ بہار گلستان جنت نشان کو ہوش و حواس بجا ہوئے دل نے لطف
اُٹھائے باغبان شگفتہ بیان نے دوڑ کے اُس پیر مرد سفید وش سے بعد جوش و خروش عرض کیا کہ آج اسوقت
ایک بادشاہ جم جاہ کسی طرف سے شکار کھیلتا ہوا گرمی سے بدحواس دھوپ کی حدت سے مبتلا سے ہراس
آیا ہے وہ پیر مرد فوراً سنتے ہی آیا ما داب شاہی بجا لایا اور دست بستہ عرض کیا حضور کرامت ظہور اندر باغ
کے تشریف لائین دل کو بہلائین کفش خانۂ جہان پناہی حاضر ہے موجود سب اسباب عیش حضور کی خاطر ہے
استراحت کیجیے بادۂ گل رنگ پیجیے بادشاہ جم جاہ مع ہوا خواہان فرحت خواہ اُس پیر مرد کے ساتھ باغ دلکشا
مین تشریف لائے عجیب رنگ بہار نظر آئے دیکھ کر تماشا اسکا سے میوہ دار بار بار جھوم رہے ہین پھل شاخون پے
سبزۂ نوخیز گو جھوم رہے ہین اور اشجار گوناگون بوقلمون سر سبز و شاداب ہین گھاس سے رنگا رنگ نایاب و انتخاب ہین سبزۂ نو
فرش مخمل زنگاری بچھائے ہوئے سوتا ہے اُفق آفتاب کرن کی افشان چھڑک کر تماشا ہوتا ہے دھوپ کی زردی جو جگنو

نکالی ہی پر پڑتی ہے زعفرانی کھیت معلوم ہوتا ہے نہالوں میں تھالوں کے جو پانی بھرا ہے ہر گل تر پژمردہ گر گر کر منہ دھوتا ہے
غنچے شادابی چمن دیکھکر مسکراتے ہیں پھول تازہ تازہ نسیم بہار کے آنے سے کھلے جاتے ہیں نرگس نگون سے اشارہ
کرتی ہے سوسن شادابی چمن کا دم بھرتی ہے بیلا البیلاپن دکھاتا ہے گل ریحان خوشی سے اتراتا ہے سنبل پیچان نے بناؤ کر کے
گیسوے تابدار دوش پر ڈالے ہیں عاشق مزاجون کے دل ہارانے کے واسطے سانپ پالے ہیں دن کو لالے کا کنول روشن
داغ نہیں خورشید تابان جلوہ افگن ہے سرو لب جو فرحت سے اکڑ رہا ہے گل خورشید باغ فلکی پر رشک سے بگڑ رہا ہے
کلیان پھولون کی چٹک رہی ہیں بلبلیں شاخون پر ہیں مرغان خوش نوا ترنم کنان ہیں ہمتی ہمتی چہرہ ہزار سے
ہم وار طائر خوش الحان ہیں بادشاہ **نوشیروان** آرائش باغ سے معطر دماغ ہو کر بہت خوش اور مسرور ہوا
خوشبوے گلہاے تر و تازہ سے غبار مسافت دشت نوردی دور ہوا باغ میں آنے سے دل بہل گیا بے ساختہ یہ شعر
زبان شگفتہ بیان سے نکل گیا **شعر** اگر فردوس بر روے زمین است • ہمین است و ہمین است و ہمین است
مگر ساتھ ہی یہ دل میں خیال علی الاتصال آیا کہ ناحق میں نے ان ہوا خواہان دل تنگ اور عیاران سبک رنگ
کو ہمراہ اپنے لایا ایسا نہ ہو کہ یہ سب مسافت بادیہ پیمائی کی اٹھائے ہوئے اور کلفت صحرانوردی سے
اکتائے ہوئے شاید دست درازی کریں قدم جادہ لندی پر دھریں کوئی پھول توڑ لیں منہ رسم راہ
مروت سے موڑ لیں یا کوئی پھل کھائیں ذائقہ زبان پر اٹھائیں بلبلوں دل پژمردہ ہو باغبان افسردہ ہو پروردہ
چمن نوبہار پر چھری ظلم کی چلے شل برگ خزان دیدہ کف افسوس ملے اگر سبزہ روش کا پامال ہو جائیگا
باغبان کا غیر حال ہو جائیگا **شعر** ہو ہیچ بینہ کہ سلطان ستم روا دارد • زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ • اسی وقت
بختک غارت دہ چمن نے جب بادشاہ کو متردد و متفکر دیکھا مستفسر ہوا بادشاہ نے راز دل بیان کیا اُس
خار گلشن عشرت نے عرض کیا کہ حضور آپ ناحق اتنی سی بات کے خیال میں متردد ہیں عملداری سرکار میں ایسے ایسے
ہزارہا باغ آراستہ و پیراستہ ہیں اگر ایک باغ تاراج ہو جائیگا تو ہو جائے کچھ فکر نہ کیجیے تشریف لے چلیے اور
بارہ دری میں رونق افروز ہوجیے جام چڑھائیے مزے اڑائیے **بختک** کے کہنے سے بادشاہ مجبور و ناچار
ہوا جانب بارہ دری گرم رفتار ہوا القول **خواجہ بزرجمہر** حکیم حاذق لائق و فائق کہ جیسے بادشاہ **نوشیروان**
کے آپ مشیر کار ہیں ویسے ہی خود بدولت کی عقل کے کردار ہیں بمصداق اسکے کہ الصحبت مؤثر و بقول شیخ
سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ **نظم**

که از بوی دل آویز تو مستم
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

گلی خوشبوی در حمام روزی
بگفتا من گلی ناچیز بودم

رسید از دست محبوبی بدستم
ولیکن مدتی با گل نشستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
جمال ہمنشین در من اثر کرد

الغرض بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان اندر بارہ دری کے آئے اور مسند عیش
و عشرت پر جلوہ آرا ہوے مگر حکم قطعی دیا کہ باغ میں جا بجا پہرے کھڑے ہوں کوئی بغیر اجازت شہنشاہی کوئی پھل
پھول نہ توڑے سبزے کی راحت سے منہ نہ موڑے بموجب حکم محکم بادشاہ جم جاہ چوبدار پہرے والے سپاہی
جا بجا گرد و پیش باغ میں کھڑے ہو کے ٹہلنے لگے یہ سب اثر صحبت **خواجہ بزرجمہر** کا اور ترتیب و تعلیم کا سبب
تھا اور نصیحت فہماید و شہریار کا باعث تھا کہ اکثر ہم خواجہ **خواجہ بزرجمہر** فہماید و شہریار **نوشیروان** عالی وقار کو
فہمائش کیا کرتے تھے کہ ہرگز ہرگز کبھی کا دل نہ دکھانا کسی کو تکلیف نہ دینا کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنا کسی کا نقصان
نہ ہونے دینا وہ امر پیش نظر ہوا کہ اس نصیحت کے اثر سے ویسا ہی کیا الغرض اس پیر مرد نے بادب کھڑے ہو کر بادشاہ کا
استمزاج کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کی بادہ نوشی کا سامان کر دوں دعوت مہمانداری مہمان کردن **نوشیروان** مقبل

وزیر کی عالی ہمتی پر کمال آفرین کی اور بہ سبب دلشکنی کے اُسکی دعوت قبول کی پیر مرد بہت خوش ہوا گویا
سعادت دارین حصول کی جلدی اُٹھ کر گیا طرح طرح کے کھانے پکوائے بادشاہ کے واسطے خوان میں رکھ کر لایا
دستر خوان وسیع بچھایا [illegible] ہر روز کی [illegible] ہر ایک قسم کا کھانا چنوایا اشعار

مقصود بھی زردہ بھی سب اکاب
لباب کی کاسون میں شیر تھی
بھر بھر پیالے سانچ کے تھے [illegible]
وہ وام ایک ہی تھے ان لطف ہے

شیر دہ بھی تھا اور [illegible] بھی تھے
[illegible] تھے اور کبین [illegible]
[illegible] بھی شکر بھی نبات [illegible]

کئی طرح کے [illegible] ہوتے تھے لگے
سیب شیر مال اور کا دستہ نشان
وہ کوئی لطیف اور عجیب پسند

پلاؤ و چلاؤ و [illegible] کباب
کئی رنگ کا زردہ اور فیرینی
مربا کئی طرح کی تھے اچار
کئی کشتیوں میں مرا می سے

بخت جمک نے جب رنگ صحبت آراستہ و پیراستہ اور پیر مرد کی سیر چشمی اور خاطر و
مدارات کو دیکھا کہا یہ پیر مرد ایسا مالدار ہے کہ اس نے بادشاہ کی دعوت کی فوراً بادشاہ کو صلاح دی کہ اس پیر مرد
کے پاس خزانہ بیشمار ہے یہ بڑا مالدار ہے اس سے بطور قرض روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا او نالائق اس نے
تو ہم پر احسان عظیم کیا مقام آسائش و آرام میں بٹھایا کھانا کھلایا پانی پلایا اسکا بدلا یہی ہے کہ میں اسے تکلیف دوں
اور [illegible] قرضہ کا روپیہ طلب کروں مجھے یہ منظور نہیں بیت جو از خیال گر گم زر بودی + جود بدم عاقبت خود گیک
بودی + دیگر ستم و جور تندی کے یہ پہلو نکلے جسکو مجھے سے سمجھا وہ بلا کو نکلے ای بخت جمک بڑے افسوس
کی بات ہے کہ مرد اپنے قول و قرار سے پھرے اور کسی کو تکلیف و نوبت پہونچائے [illegible] جنکے رہتے ہیں سوالکی
سوا [illegible] ہے بادشاہوں کو ایسا فعل لغو کرنا نہ چاہیے یہ کہکر اس پیر مرد سے بادشاہ معدلت پناہ مستفسر
حال ہوا [illegible] پیش کیا اس کے جواہر پیش بہا سے کلام سے لب لب کیا فرمایا کہ اے مرد پیر [illegible]
تو [illegible] میں [illegible] رہتا ہے تو بڑا عالی ہمت و نامور ہے اس نے سارا حال اپنا باد و وزاری عرض کیا کہ اے شہنشاہ
گیتی پناہ عمر میری تین ہزار برس کی ہے اور میں [illegible] کے زمانہ میں تھا اور ایک گاؤں [illegible]
یہاں سے [illegible] پھر بادشاہ کا آباد کیا ہوا ہے میں اسی گاؤں میں رہتا ہوں اور شب و روز یاد خدا میں [illegible]
[illegible] جو مسافر اس جگہ آتا ہے اسے میں اپنے مقام پر لیجاتا ہوں جو کچھ مجھکو میسر ہے ماحضر اسکے واسطے
لاتا ہوں بادشاہ سنکے بہت شاد و مسرور ہوا پیر مرد سے فرمایا اے پیر مرد جو کچھ تجھکو خواہش
مال و زر کی ہو وہ تو میرے خزانہ عامرہ سے لے اتنا ہی تیرے واسطے ہمیشگی کو [illegible] ہو جائیگا
بخت جمک نے دل میں کہا کہ میں نے تو بادشاہ کو طلب زر و مال کی اشتہا لگا دی تھی کہ اس پیر مرد سے
روپیہ لیجیے اور یہ الٹا اسکو خزانہ اپنے پاس سے دیتے ہیں واہ واہ یہ خوب اول تو افسوس ہے کہ
اس سے روپیہ طلب نہ کیا اور اپنے پاس سے دیتے ہیں بادشاہ لوگ بھی بڑے بیوقوف ہوتے ہیں
آخر بخت جمک سے ضبط نہو سکا بادشاہ سے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں مفت ایک زر اپنے ہاتھ سے کھوتے ہیں
[illegible] یہ بات [illegible] ہو گئے نہیں میرا کہا مانیے اس پیر مرد سے روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا ای بخت جمک
[illegible] کبھی نہ ہوگا میرے استاد نے یہ سبق مجھے نہیں پڑھایا ہے جو تو سکھاتا ہے [illegible] نقل [illegible] میں آیا ہے خواجہ بزرجمہر
نے مجھکو یہ نہیں بتایا ہے جو کچھ تو سکھاتا ہے بخت جمک نے کہا آپ چپکے بیٹھے رہیے میں روپیہ مانگتا ہوں آپ کی
خیر خواہی کا چاہتا ہوں آدمی کا شیطان آدمی ہے گیا پیر مرد کے پاس روپیہ کی [illegible] بادشاہ چپ ہو رہا بخت جمک
نے اس پیر مرد سے کہا کہ بادشاہ تجھسے کچھ روپیہ مانگتا ہے کیونکہ تو نے دعوت نذر میں دی پیر مرد نے
کہا میں غریب آدمی بادشاہ کو کیا نذر دوں مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک لیکن چار لاکھ دینار بادشاہ کی

نذر کرونگا مین بادشاہ کی ہمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ مجھسے مانگتا ہی یا نہین اگر نہ مانگتا تو اس سے زیادہ اور نذر دیتا
افسوس ہی کہ مجھ ایسا غریب تو ہمت رکھے اور بادشاہ ہفت کشور یہ لالچی کرے اور مثل تنگ دلون اور تنگ
ظرفون کے بندۂ زر ہو جاے جب بادشاہ نے یہ کلام نصیحت انجام سنا کہا ای بختک اس پیر مرد سے پوچھ کہ وہ دفینہ چاندی
کے ہین یا سونے کے ہین پیر مرد ہنسا اور کہا **بیت** سخیان را اموال بر نخورند بخیلان غم سیم و زر میخورند غریب
کی ہمت سے خدا نے انکو سونے کا کر دیا ہوگا ای بادشاہ ہمت مردان مدد خدا مرد کو چاہیے کہ ہمت کرے پروردگار
عالم برکت دینے والا ہی وہ رزاق مطلق ہے مال کیا مال ہی بادشاہ نے کہا ای پیر مرد من فہمیدم ترا سنجیدم
مین سمجھا کہ تو مجھے اس پہ دے مین سمجھا ہی امور غیر معلومہ جتاتا ہے بھلا تیرے پاس یہ روپیہ کہان سے آیا اسنے
عرض کیا ای بادشاہ اب آپ بیشک سمجھے بس اسقدر میرے پاس زر ہی کہ جو کوئی مسافر آجاتا ہی مین اسکی
دعوت کر سکتا ہون نہ یہ کہ کچھ انکو دون کہان سے لاؤن جو تقسیم کیا کرون جو پایا وہ کھایا جمع کرنے والا مثل
قارون کے وہ نہایت آتش رشت و زبون ہی بختک نے یہ کلام پیر مرد کا سنکے کہا ای پیر مرد بادشاہ کو نہ بھلا دو
دے جو کچھ زر رکھتا ہی وہ لا دے تو نسل کا دان آہنگر سے ہی وہ بادشاہ فریدون کا سپہ سالار تھا بلکہ اسکے
بجاے پدر بزرگوار کے تھا کہان تک مال و متاع فرزندان اسنے تجھے دیا ہوگا اس پیر مرد نے عرض کیا کہ صاحب
وہ میرے پدر بزرگوار نے سچ کہا تھا کہ ایک بادشاہ کیانی ہوگا اور اسکا ایک وزیر نطفۂ بیوقت کا فریدون
جسکی یعنی خواجہ گرازالدین ہوگا اور ایک وزیر اسکا عالم و عادل و فاضل و کامل و بالغ و بااول و عاقل
و عامل ذکی فہیم دقیقہ رس اختر شناس علم دل پر بہا پر در حکیم حاذق بے بدل آفتاب عالمتاب سپہر حکمت ماہتاب
جلوہ افروز فلک ہمت خواجہ بزرجمہر ہوگا مگر افسوس کہ بادشاہ اسکے کہنے کو نہ مانیگا اور اس مرد و ازلی و ابدی
کے بہکانے پر آمادہ رہیگا ای بادشاہ تیرا بھی نام ظہیر ہی۔ انشد ہی میرے پاس ایک لوح ہے کہ اسمین
ایک طرف یہ باتین سب تحریر ہین جو کچھ مین نے بیان کین اور دوسری طرف جو کچھ مرقوم ہی وہ مجکو نہین معلوم ہی وہ
عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی ہی اگر حکم ہو تو لے آؤن آپ کو دکھاؤن بادشاہ یہ سنکے اس لوح نایاب کے
دیکھنے کا بہت مشتاق ہوا اور اس پیر مرد سے کہکر لوح کو منگایا سبکو دکھایا آپ بھی بغور ملاحظہ کیا جتنا
پڑھا جاتا تھا اتنا ہی پڑھا زیادہ نہ پڑھ سکا ایک حرف نہ چلا پیر مرد نے کہا ای بادشاہ اب بھی آپ کہنے پر خواجہ
بزرجمہر کے عمل کیجیے اور اس لوح محمدہ و نایاب کو فال نیک سمجھیے اور دفتر نصیحت منجانب اللہ سمجھکے لیجیے بادشاہ نے
یہ سنکے بختک کی طرف دیکھا بختک نہایت نادم و منفعل اور ذلیل اور اپنی حرکات ناشائستہ سے پشیمان ہوا
مگر بقول شخصے ایسے بد دیانت انسان کہین پشیمان ہوتے ہین مثل مشہور ہی کہ چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور ڈھلک گئی
خداوند کریم سبکو راہ راست دکھاے طبیعت صاف اور دل پاک عنایت فرماے بادشاہ نے بختک سے کہا
اسکو پڑھو کہ اس لوح مین آگے اس عبارت فہمیدہ کے اور کیا مضمون پیچیدہ ہے اگر پڑھا تو کیسا وزیر ہے تو ہمیشہ تیری
آخر کو پہنچا ہنگامہ سزا پائیگا بختک نے بڑی دیر تک غور کیا عبارت کا ایک حرف نہ پڑھا گیا آخر طفل مکتب کیطرح
مثل الف بے تے کے ہجے کاٹنے لگا حروف اسکے پڑھتے نہ بنے بادشاہ نے ایک دو تھپڑ اسکے منہ پر مارا اور کہا
او نالائق بد ذات اب تو اسکو دو دن دے کہ پڑھ جائے باکتے مین گدھے پر لادے ہین دو وہ تو نے مجھے تکلیف مالایطاق مین
گرفتار کیا ہی راہ رشت و ضلالت کیطرف لیجاتا ہی بختک کا اپنا تمرا آتا جیتا بختک جان و آبرو سامنے سے بادشاہ
نوشیروان عادل کے اٹھکر چلا گیا بادشاہ نے ایک معذرت نامہ بنام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق تحریر کیا در معذ

زرین کمر اور سعید زرین تیر ترکش کہ یہ دونوں بادشاہ کے رفقاے قدیم اہل ندیم سے تھے انکو وہ معذرت نامہ دیا
اور کہا کہ جاؤ تم دونوں اور خواجہ بزرجمہر کو سمجھا کر اپنے ساتھ لاؤ اور کہیو میرے شفیق و رفیق و بزرگ کو جلدی لاؤ سعد و سعید
دونوں بحکم بادشاہ فریدون جاہ و جمشید کلاہ رخصت ہوکر اور جوشیل باد سر تیز رو شبرنگ دو دو گھوڑے اڑاتے ہوئے ملک مداین مین
آگر دولتسرائے خواجہ بزرجمہر پر پہونچے اور وہ معذرت نامہ مسرت شمامہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان کا خواجہ
کو دیا خواجہ بزرجمہر نے بمنبشکر وہ نامہ پڑھا اور سعد اور سعید سے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کو جب کوئی ضرورت شدید
ہوتی ہے اس غرض سے مجھے بلاتا ہے نہیں تو ہر وقت بختک رفیق یاد آتا ہے مین اب نہ جاؤنگا بادشاہ نالائق ناشائستون کا
شائق ہے مجھے کچھ ضرور نہیں کہ ایسے نالائق اور ناقدر کے پاس جاؤن اور ملاقات کرون اور اپنے کو جھوٹا اور مفتری مشہور
کراؤن ای بھائی سعد اور سعید یہ صحبت بختک نالائق کی دیکھیے کیا دکھاتی ہے اور بادشاہ نوشیروان پر کیا بلا لاتی ہے
مدعی قباد و شہریار کے کہنے سے مین جانبازی کرتا تھا وہ بادشاہ مرگیا اب مجھے کیا ضرور ہے اور کیا مطلب ہے بقول شخصے
جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا سعد اور سعید نے کمال منت کی اُسوقت خواجہ نے پوچھا کہ آخر یہ بات بادشاہ کو ایسی
کیا مشکل اہم درپیش ہوئی ہے جو مجکو یاد کیا ہے سعد و سعید نے سب حال بادشاہ کے شکار پر جانے اور پیر مرد
کے ملنے کا اور کیفیت لوح بیان کی خواجہ نے کہا کہ بختک تو بڑا عقیل و فہیم ہے اُس سے وہ لوح کیون نہ پڑھی گئی
تحقیق مشکل لاحل سلطان نہ حل ہو سکی سعد و سعید نے بڑی خوشامد و درآمد و منت سماجت کی خواجہ مجبور و ناچار
ہوکر اُنکے ہمراہ چلے حضور باسعادت بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان مین حاضر ہوئے آداب و تسلیمات بجالائے
بادشاہ بھی بعد ادائے تسلیم و تعظیم صفت و ثنا کرنے کا بہت خرم و شاد ہوا مزاج پرسی کرکے عرض کیا ای خواجہ بزرجمہر
آپ ایسا لائق و خلیق حکیم حاذق کوئی دنیا کے پردے پر نہوگا بعد سلطنت قباد و شہریار و نوشیروان نامدار
قدوم میمنت لزوم حضور سے ہے بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار یہ آپ کو پیر مرد نے عطیہ دیا ہے اسکو ملاحظہ
فرماکر پڑھ دیجیے کہ اسمین کیا لکھا ہے ایک رخ سے تو پڑھی جاتی ہے دوسری طرف کی عبارت سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہے
خواجہ بزرجمہر نے اس لوح کو بغور دیکھا مضمون عبارت کا آئینہ ہوگیا عرض کیا ای بادشاہ یہ تحفے منوچہر بادشاہ نے
دی ہے اس مین فہرست ہفت گنج منوچہر ہے اور نام خزانوں کے تحریر ہین وہ خزانے جواہر اور سونے چاندی وغیرہ
کے سات رنگ کے ہین اور وہ خزانے اس باغ مین دفن ہین اگر آپ چاہین تو ان ساتوں خزانوں کو نکلوا سکتے
ہین پھر ہاتھ بادشاہ نوشیروان کا پکڑکے لائے جہان خزانے مدفون تھے وہ مقام خواجہ بزرجمہر نے
بادشاہ کو بتائے بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد ابھی بیلدارون کو بلاؤ وہان کی زمین کھدواؤ فوراً بحکم بادشاہ جہان پناہ
مزدور بیلدار آئے وہ مقامات خواجہ بزرجمہر کے بتائے ہوئے کھدوائے بہت دور جاکر ایک دروازہ نمودار ہوا اسکو
خواجہ بزرجمہر اور بادشاہ نے کھلوا دیکھا کہ تہ خانے زرین زبرجد سے طلائی سے بنے ہوئے جنت کے طربون مین
لگے ہین اُس مین جواہر بیش بہا اور سونا اور چاندی اور روپیہ اشرفی بھرا ہوا ہے بادشاہ نے خزانے کی یہ کیفیت دیکھکر اپنا
قبضہ کیا دربانے خزانہ مقفل کرکے اُسپر پہرا بہت ہوشیار و زبردست کر دیا بختک یہ بخت رشک و حسد سے
سر پیٹنے لگا کہا کہ واہ کیا خوبی تقدیر کی ہے کہ اس جہد و کد سے تو بادشاہ کو لوح دلوائی اور آگے میرے یہ
تحریر آئی کہ خشک مگس شیر شیرین کا کر پھینکدیا اور کچھ میری محنت و ریاضت کا فیصلہ نہ کیا اگر مین اسقدر اس پیر مرد
سے ملتمس نہ کرتا تو لوح کا ہے کو ثبوت ہوتا اور خزانے کیونکر دستیاب ہوتے اب بھی بالائی ماند ہی پاکر
سب موجود ہوگئے خداے ایسا شان بنائے کون کہاں سے کون پھر دوسرے خزانے کا مقام

خواجہ بزرجمہر نے جتنا پایا اسکو کھدوا لیا اس مین بھی ایسا ہی مال نظر آیا اسی طرح ساتون خزانے نکلے ایک خزانے مین
ایک لوح بھی نکلی وہ لوح بادشاہ نے بزدشاہ نے نکلوائی اور اس لوح کو ملاحظہ کیا مگر ایک حرف بھی اس لوح کا پڑھا نہ گیا
خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوح وزیر اعظم بختک کو دیجیے وہ پڑھین بختک نے غور کر کے پڑھا مگر کوئی
حرف نہ چل سکا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ اے عم نامدار کیونکر ہو سکتا ہے کہ بختک آپ کے مقابل ہو کر
آپ کی ہمسری کرے مصرع ہر کسی را بہر تمہارے ساختند · آخرالامر اس لوح کو خواجہ بزرجمہر نے فرفر
پڑھا گویا ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور نام اس لوح کا جواہر الملکت اور بعضے اسکا فکر الملک اور وہ لوح حکیم
جالینوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اس لوح مین سراسر حکمت کے طریقے مندرج تھے اور وہ ایسی تھی
کہ اسپر تمام وفا سے زر و زر مین نثار پارہ دل قلمدان صدقے بار بار اگر اسکو جان بیچ کر خریدے تو بھی کچھ اس لوح کے آگے
حقیقت نہین کہ اسمین تمام آئین ملک داری و تجربات ہر طرح کے لکھے تھے اور سلاطین مرزا بعد خواجش ان بار ایسی چیز ونکے تجسس
مین الغرض بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا خواجہ بزرجمہر سے کہا اے عم نامدار مجھے اس لوح کو پڑھا دیجیے حرف حرف اسکا بتا دیا خواجہ نے
کہا بہت خوب حقیقت مین حضور یہ لوح باعث دل بیتاب ہے چنانچہ اس لوح کو خواجہ نے سمجھایا اور دل مین تصور کیا کہ اگر یہ بادشاہ نوشیروان
اس لوح کو پڑھتا تو بڑا غضب ہوتا خیر اسی ذریعت سے یہ لوح مجھے ملی اور دولت خزانے کی بادشاہ نے
پائی غرضکہ وہ خزانہ بادشاہ نوشیروان نے نکلوا کر بار کرایا اور کئی ہزار روپیا گنج خواجہ بزرجمہر نے اس پیر مرد کو دلوا
چشم تیغ فرحت افزا تھا باقی سب مال و دولت ہمراہ نوشیروان لیکر مدائن مین آئے عیش و عشرت مین
مشغول ہوئے مطالب دلی حصول ہوئے اب بختک کی دال ہی نہین گلتی کوئی دل ہوس نہین نکلی بلکہ رونی ہوگی
تھپیڑے کھائے اپنا سا منہ لیکر چلے آئے گھر مین بیٹھے خشکی اڑایا کرتے ہین دل ہی دل مین رنج و غم اٹھایا کرتے
ہین ہر وقت دل کی مداقیہ اور دل لگی کی یہ صدا ہے اے بختک رو بیٹھے پر شاہ پیر محمد کے غب اگرش قدا سلطے
خواجہ بزرجمہر کے رشک و حسد سے مثل نیم پیٹ پھولا جاتا ہے جبکو خود ساخت بزرجمہر کے بادشاہ سے
بات کرتے دیکھ آتی ہے اب صورت تنور آتش حسد تمتما لاتی ہے یہان بادشاہ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر
کے کہنے پر عمل ہے کچھ اندرون ملک مین نہ بد انتظامی نہ خلل ہے

بختک و دست کلمے داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا
بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش حمزہ صاحبقران کے اور پیدا ہونا امیر اور عمر و اور مقبل کا

پلا ساقیا پھر مجھے وہ ایاغ
دہ دو کون بخشش جواب ایاغ
قسم ہے تجھے بادہ وجسام کی
سبون جام دما ترے رو برو
قطع ابر کی طرح ہے اشکبار
بیت نویسندہ داستان ہر کو

سطر سوچنے سے جھکے دماغ
تو کس مہر کا جلوہ دکھلا ئیگا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
گلابی لگا دے مرے منہ سے تو
برق کی طرح بیقرار رہے
سو وہ ارقام فرحت و نور

کسی اور کی نہین قسم ہو
خوش ہو کے پلا دو وہ اچھا ایاغ
سبو و خم و دی کی تب سکو قسم
سر مختصر کر سوا دے نہ طلب
ابھی برسات مین تو اے ساقی
ہر مکش ان جام لذت خیال

پلا مجکو گلرنگ جام تو
دکھا مین مجھے ملکہ وجانیان
سبو سے مرے کر دے ساقی ہم
کہ مین ناظریان بخفل اول
ہکو ایسے ہی کار و بار رہے
آئینہ داران احوال مدیم الخیال

شہواہد معانی کو عالم شہود مین یون جلوہ طراز کرتے ہین اور عروس الفاظ کو واسطے سامعون کے یون مشاطہ آرا سے باز
کرتے ہین کہ جب نوشیروان گیتی ستان بعد کر و فر داخل شہر مدائن ہوا تب دلکو شادمانی ہوئی فرحت و کامرانی ہوئی
نزہت لطف سے بسر بعیش جاودانی زندگانی ہوئی مگر سا فرما دیجیا سے سہ نگار گوش کو وزیر اعظم العبتاب و حسرت

جب کل پرخون سرائے مغربی مین فرو کش ہوا لیلائے شب نے گیسوے تابدار و مشکبار کھولے سردار نجوم
با افواج سیارگان اوسط فلک پر جلوہ افشان ہوا بادشاہ نوشیروان عالم مستان بستر خواب پر
بہ بیداری بخت سو گیا جب خسرو خاور اورنگ زرنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا نوشیروان بھی خواب غفلت
سے چونکا وردی صبح کی لشکر مین بجی نقارہ دربار پر چوب پڑی بادشاہ محل سے برآمد ہوئے دربار فلک جاہ مین
آئے تخت سلطنت پر بتمکنت و حشمت جلوہ آرا ہوئے تمام شیران ہیبت و وزیران سلطنت و امرائے عالی تبار
و ارکان دولت فیض رتبت و سرداران عالی وقار حسب عز و افتخار چار طرف دربار مین متمکن ہوئے خواجہ بزرجمہر بھی
تشریف لائے زیب و زینت مقام وزارت پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا اے حکیم نامدار خواجہ بزرجمہر احوال جاماسپ نامہ
کو غور کر کے ملاحظہ فرمائیے کہ میری حکومت سلطنت کب تک رہیگی اور زر و مال و دولت کو کبھی ہوگا یا حیات
اپنی مین تخت بادشاہت پر رہونگا خواجہ بزرجمہر نے یہ جام حیرت انجام سنکر زائچہ کھینچا اور بعد فکر بسیار خیال منجمانہ
سوچ بچار کر کے خدمت بادشاہ عالی مقدار مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ گردون پناہ و اے زیب اورنگ سلطنت
و اے زینت تخت حشمت و افسر نیک سیر و نیک اختر آج مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ جب آرام
کیجئے فرش مسرت پر سوئے بخت خوابیدہ ہوگا عالم غفلت مین ایک خواب ملاحظہ کیجیے گا جس خواب سے دل صفا
منزل کو حضور کے ایک پریشانی اور حیرانی ہوگی مناسب ہے حضور خیال ہمیشہ مین اُسے امانت رکھین غفلت
عیش و نوش فراموش نہ فرمائین کل صبح کو خادم سے بزبان الہام بیان ارشاد فرمائین کہ مناسبت سے اس
خواب کی تعبیر کی رودادیا وری حشمت و اقبال اور کیفیت از دیار حکومت سلطنت بادشاہ نامدار مین
عرض کرونگا دامن دامن گوہر مدعائے کلام سے لبریز ہوگا بادشاہ یہ بات خواجہ بزرجمہر سے سنکر خاموش
ہو رہے جب دربار برخاست کیا بادشاہ کا محل مین داخل ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جہوم ہوئی روشنی بزم عظیم
معدوم ہوئی جاسوس شب نے اخبار طلوع لشکر نجوم سامنے شاہزادہ ماہ فلکی کے پیش کیا پردہ ظلمات
شب بسواد حکم اختری دریچہ ہائے آسمان پر پڑے بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان فلک آستان نے بعد فراغ کھانا
[illegible] طعام لذت التیام کے فرش خوابگاہ و یعنی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا جب پچھلی رات کا وقت آیا بخت رسانے طالع خوابیدہ
کا عالم دکھایا روح مقامی خوابیدہ رہی روح سیلانی بیدار ہوئی عالم رویا نظر آیا وہ ہولناک خواب بادشاہ نے
دیکھا کہ دل وحشت منزل نہایت گھبرایا نعرہ کر کے چلایا کہ تمام محل مین تہلکہ پڑ گیا سب محلات معلے و بیگمات عالیہ
و خدمتگاران شاہی و کنیزان جہان پناہی بیساختہ چونک اٹھے سب بیدار ہوگئے بادشاہ بھی خواب دیکھ کے
اٹھ بیٹھے میدان شب مین شہسوار روح مقامی نے چلتے چلتے باگ روک لی یعنی بادشاہ نوشیروان
جاگے ہشیار ہوگئے سب متعلقان شہنشاہ دوڑے اور پاس آ کے سبھون نے کہا اے قربانت شوم کیا ماجرا
ہوا کیا حادثہ گذرا آپ نے کیون نعرہ کیا بادشاہ نے کہا مین خواب مین ڈر گیا ایسا خوفناک سانحہ گذرا
سب لوگ بادشاہ کے پاس بیٹھے رہے تذکرات و حکایات ادھر ادھر کے بیان کر کے دل تردد منزل بہلایا کیے
جب قلیل رات باقی رہی رویائے صادقہ کا زمانہ آیا بادشاہ نے پھر فرش استراحت پر آرام فرمایا ناگاہ نوشادروی
آفتاب عالم افروز نے حجلۂ مشرق سے سر نکالا ہمبستری شب کو ترک کر کے توسن سپہر سبز رنگ پر سوار ہوا
اور رخ میدان نصف النہار کا کیا سردار انجم سپاہ مع ہمراہیان ساکن فلکی حجاب ظلمات مین مقیم ہوا نظم

آسمان پر وہ صبح کا ہونا — گل کو شبنم سے منھ دھونا
کھلکھلا کر کلونکا وہ کھلنا — کمسن غنچون کا مسکرا دینا

وہ عبادت طیور کا کرنا	گلشنون مین سحر کی دھوم دھام	جپنا غادون کا تمام	چونکے رو رو نسیم کے لینا
اسمین کو کو تھی قمریون کی جہان	تھا کسی کی زبان پہ یا ہو ہو	کو طیون کا وہ کوکنا ہر سو	اسکی وحدانیت کا دم بھرنا
			زمزمہ سازی خوش الحان

غرضکہ بادشاہ فلک پناہ نوشیروان عدالت نشان بھی بیدار و ہوشیار ہوا امور ضروری دعاجات بشری سے فراغت کرکے محل سے برآمد ہوا بسم اللہ بسم اللہ کا غل ہوا ارکین سلطنت سے صحن دربار معمور ہوا بادشاہ بھی دربار مین آیا تخت حکومت پر جلوہ نما ہوا اوسوقت خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا بوہ بلایا گیا اور اپنے ہمراہ لیکر آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ آج سب سرداران نامی و جوانان گرامی دربار مین حاضر ہوں بموجب حکم شاہی وجوانان نامی سب سردار وغیرہ آکر حاضر دربار فیض دربار ہوئے شعار ضیر و تنگ میعاز تیر و رنگ و معیار زمین پیکر و بہزاد طوسی و داماد ابن بہزاد و کاؤس کاشانی و کیموس کرمانی و محل جنگ آدر اصفہانی و طغرا ابن کعب کرمانی و گستہم زرین کفش اردشیر و مار دشیر و سعد زرین کر و سعید زرین ترکش و کرتیت سپر گردان وغیرہ دربار مین حاضر ہوئے اکثر ارسطو بیس پہلوان سردار بعہ عزو افتخار اسوقت کرسی نشین دربار تھے کہ بادشاہ ادر نوشیروان بلند مکان نے بزرجمہر حکیم لائق و فائق کو سبکے بالا دست بٹھایا اور پھر دربار مین باعلان یہ فرمایا کہ ای عمر نامدار ذیقعدہ روزی و قار جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا خواب تو دیکھا لیکن بھول گیا الا نہایت ہولناک خواب نظر آیا مجھے اُس خواب کے دیکھنے سے بڑا خوف معلوم ہوا کہ سوتے سوتے چونک اٹھا اور نعرہ کیا تمام اہل محل گھبرا کے جاگ اٹھے پہلے یہ آپ بتلائے وہ خواب کیا تھا پھر اُس خواب کی تعبیر ارشاد کیجیے میرا دل ترو دنتر ل سرور و شاد کیجیے کا خواجہ بزرجمہر نے پہلے بختک کی طرف بغور دیکھا اور کہا ای وزیر اعظم دستور المعظم آپ کچھ بتلائے کہ آج بادشاہ ذیجاہ نے کیا خواب دیکھا ہی بختک نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر مین اس علم سے بہرہ یابی نہین رکھتا ہون حال غیب مطلق نہین جانتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ جناب یوسف علیہ السلام نے جو بادشاہ مصر کا حال بیان کیا تھا تو کیا وہ غیب دان تھے بلکہ بفراست کاملہ و علوم معرفت بقوت علم نبوت ارشاد فرمایا تھا قلب صاحب رویا یعنی سلطان مصر کا ارشاد فرمایا تھا اسی طرح جو دردمند صالح اور مومن صاحب علم اور صاف دل پاک طینت خوش خو احوال خواب و تعبیر خواب بتاتے ہین نہ وہ غیب کا علم رکھتے ہین نہ انسے جبرئیل علیہ السلام کہ جاتے ہین بقولے علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ای بختک تیری علانیہ یاوہ گوئی میرے سامنے پیش رفت نہوگی اسوقت تو نے بہت برا کلمہ کہا کہ میرا دل جل گیا کیا تو ان بیہودہ بکنے خلاف سننے والون مین مل گیا نہین کبھی نہین اور اسوقت تو نے بحضور بادشاہ جہان پناہ غیب دانی کا الزام رکھکر خلاف شرع شریف مجھے ٹھہرایا تو نے اپنے نزدیک مجھکو برا بیوقوف و احمق دربار عام مین بنایا ہے لکر بادشاہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای شہریار عادل آج آپ نے عجب ایک خواب دیکھا ہی کہ طرح کا نقش عالم رویا مین آپ کے پیش نظر ہوا ہی حضور سینے توجہ سے ملاحظہ فرمائیے آپ کو یہ نظر آیا کہ ایک عجب طرح کا دھوان بلند ہوا ہی اسنے تمام عالم کو تیرہ و تار کر دیا ہی شعر یکے دود چون ابر آمد پدید ٭ از و خیرہ گردید چشم امید ٭ تمام خلائق کی آنکھین بند ہوگئین ہین کچھ کسی کو نہین سوجھتا ہے جب وہ دھوان ہو چکا آسمان زیر آسمان زمین بالائی زمین سوا دا قرا بلند ہو چکا اس مین ایک زاغ بلند قد عظیم الجثہ پیدا ہوا اور تاج شاہی سر نوشیروان جہان پناہی سے منقار مار کر لے گیا آپ کو نہایت پریشانی و حیرانی ہوئی قدرت خدا سے یکایک ایک شہباز تیز پرواز عنقا شکار ہوا پیدا اڑتا ہوا کہ ظلمہ کی طرف سے پیدا ہوا اور آتے ہی چنگل تیز اور پنجہ آہنی

شکار اندازِ چشم زاغ سیہ رو پر مارا کہ دونون آنکھین اسکی پھوٹ گئین تقول شخصے مردمک چشم کی جو بیان سلیمان کی نگین تھا تیرہ و تار ہوگیا اسکی آنکھون سے کچھ سجھائی نہ دیا بیت بزابچہ تیر چشم زاغ ۰ از دیستہ گرو دیدہ چشم فراغ ۰ اس باز نے جب چونچ اسکی چشم بینا پر مارا اور وہ اندھا ہوگیا تاج اُس زاغ کو چشم سے چھوٹ گیا اس شہباز عنقا شکار نے وہ تاج مرصع اپنی منقار گوہر بار سے اٹھا کر پھر سر بادشاہ فلک جاہ پر پہنایا فخر جہانگیر اور شہنشاہ عالمگیر جب یاپہ واقعہ عالم رویا مین بادشاہ کو نظر آیا دل خوفناک ہوا سبکر تھرایا اسی عالم اضطراب مین چشم بیدار خواب غفلت سے کھل گئی بادشاہ بیدار ہوئے پہ سبب اندوہ و اضطراب اور خوفناک ہونے کے خواب یاد نہ رہا فراموش ہوگیا تعبیر بھی اسکی بدل گئی مگر ساعت بساعت دل بیقرار سے مل گئی یہ لکھ خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا شعر بزد قرعۂ فال بر نام شاہ نظر کرد بر حال انجام شاہ خواجہ بزرجمہر نے فکر عظیم با امید و بیم کر کے تخت اٹھایا اور جب رمل بزری دریک کیا بادشاہ نے احسنت و آفرین فرمایا بزرجمہر نے عرض کیا اے بادشاہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے جو عرض کرتا ہون بگوش ہوش حضور سماعت کرین اور حضار دربار بھی غور سے سنین وہ زاغ سیاہ چہ دھوین کے اندر سے پیدا ہوا اور تاج سر بادشاہ سے لے گیا وہ بادشاہ حبیری ہے کہ شل پہلوان وہوزن اور رستم نوجوان سکی ہی گرشاسپ زمان اسکے سامنے برابر ایک پشہ کے ہوگا اور وہ بادشاہ عالم طفولیت مین اپنے باپ کا بدلا لیگا یعنے حضور کے سر پر سے تاج شاہی اتار لیگا ملازم شاہی جو ہین مقابلہ کرینگے وہ آخر محجاب ہوگا تمام عالم مین تاریکی اسکی ذات سے پھیل جائیگی شہنشاہی پر آفت تازہ آئیگی شعر ہایہ حریفے پر از خشم و قہر ۰ فرو خشان دجو شان و سیلاب شہر ۰ جلد جب بادشاہ کو یہ روز بد نصیب ہوگا اسوقت مین ہمکو رفیق نہ حبیب ہوگا پھر جواب سے وہ باز تیز پرواز ملاحظہ فرمایا ہے ایک شخص کعبہ کی جانب سے پیدا ہوگا اور اس زاغ سیہ سے الجھکر تاج چھین لیگا اور آپ کے سر پر پہنا دیگا وہ قاتل اس بادشاہ کا ہی ہوگا سلطنت پناہ ہی یعنے خواجہ عبد المطلب کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ آفتاب عالمتاب برج نسل براعظم عالم و عالمیان فن سپاہ گری مین درخشان و تابان ہوگا بحول و قوت یزدان اس زاغ کو مارے گا مارگی سکو ستان و آتش پرستان کو جہان سے دور کریگا شعر

دران دم خجستہ فرو عیب آشکار
جہان را کند ہم مرد ان ہلاک

کند سپری شاہ را خضر وار
گران شہنشہ کند قبضہ پاک

دران وقت مرکش تنہیدی
سر دشمن شاہ را میکشد

جا شد کسے میکند یاوری
بیک ضرب بدخواہ را میکشد

پس جب وہ بادشاہ عالی دودمان تاج و تخت شاہی بزور سے چھینیگا محمد اعدت بادشاہ مین روانہ کریگا اور تاج و تخت پھر حضور کو نصیب ہوگا بادشاہ نے جب یہ حال اور کیفیت اپنے خواب رویاے صادقہ کی اسی شکل بیکا پابند بند بادشاہ کے جسم نازنین کا تھرایا شعر بلرزید چون گوش کرد این سخن ۰ بنجایند دست آن زبان در دہن ۰ پھر بلبلا کے پوچھا اے عمدہ نامدار عالی وقار و اقتدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار آخر اسکی تدبیر کیا ہے اس دشمن کے دفع کرنے کی کیا صورت ہے خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ آپ زر و جواہر کسی کو دے کر طرف ملک مکہ معظمہ کے روانہ فرمائیے اور اس لڑکے کو جو آپ کے دشمن کا قاتل ہے جس روز وہ پیدا ہو اُس روز سے نوکر رکھیے گا وہ لڑکا نسل خلیل بے عدیل سے ہوگا اور اولاد جناب ابراہیم خلیل اللہ پیغمبر خلاق ازل خالق عز و جل سے ہوگا ہمیشہ مجھے مالک و مختار بعد عز و وقار سمجھے گا کسی طرح کا فتنہ و فساد اس سلطنت مین اُسکے باعث سے نہوگا ہیبت شمشیر آبدار و تندی برق تیغہ شعلہ بار سے ممالک تھرا اُٹھینگے اور بادشاہان اولوا لعزم کانپینگے شیر اور بکری عدالت سے اسکی ایک گھاٹ پانی پینیگے شعر جہان را کند عدل او شاد کام ۰ بیر آورد مراد ات دنیا تمام ۰ اے شہنشاہ سوا تیزی عقل و

تدبیر کے اس امر کا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اور کوئی مرہم زخم جان مجروح و دل فگار نہیں ہے بادشاہ نوشیروان عادل
زمان نے یہ رائے خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کی بہت پسند کی شہریار ذی جاہ نے فرمایا فرزند دلبند با تمیز و صاحب وقار
یہ بھی کام سوا آپ کی رائے مروی اور جانکاہی کے کسی سے نہ ہوگا اور کون ایسی لیاقت رکھتا ہے جو حسن اس کے کو
جا کے لائیگا اور ٹھہرا رکھیگا خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو بہ احسان و نادان و بحکم شہنشاہ قبول کیا اور دستا و ستے
ایک خیمہ ہزار خادمان عالیشان بیاول اور چوبدار زر نگار بیشمار جواہرات بخشش بہادر اسلئے خواجہ کے مہیا کیا خواجہ
نے وہ سب روپیہ اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کا سامان جلد تر کیا بعد قطع منازل و طے مراحل بعد لطف زندگانی جبادہ
مراد و کامرانی سے مکہ شریف جائے پاک لطیف میں نزول اجلال و رود بہجت و اقبال کیا شرفیان کعبہ اور
ساکنان جوار و قریہ اونے اٹھے کو جو خبر ہوئی کہ ایک مرد دیندار بعد عز و وقار اس شہر میں آیا ہے فلک رفعت جم تمکن کج
مدار نے پھر رنگ دکھایا ہے عبد المطلب دیندار نائب خاصان درگاہ پروردگار نے سلیمان سمجھکر خواجہ بزرجمہر کی
پیشوائی کی اور نہایت عزت و توقیر سے خیمہ میں لائے رسم ملاقات بعد لطف و التفات بجالائے خاطرداری اور
مہمان نوازی بہت کی محبت و الفت کی باتیں رسم و راہ اتحاد کی گفتگوئیں اور عیش و عشرت کی راتیں درپیش
آئیں بعد فراغ پرسی خواجہ سے سبب آنے کا استفسار فرمایا بلکہ ورود وہ واقعہ خدا پیش آیا فرمایا اے عالی
تمہارا مکان ہے کس دیار میں سکونت نیر و نشان ہے کیا سبب ادھر آنے کا ہوا جو قدم رنجہ فرمایا خواجہ
بزرجمہر نے بعد انکسار و رسم آموختی و ملازمت مقبول درگاہ احدیت کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور میں ملازم ہوں
بادشاہ نوشیروان کا اور ادھر آنے کا یہ سبب ہوا کہ جب بادشاہ نے ہمارے یہ خواب دیکھا اور اس
خواب کی تعبیر سے یہ ثبوت ہوا کہ ایک فرزند ارجمند صاحب اقبال و صاحب اجلال تاج بخش و کشورستان عالم
و عامل ذیجاہ و ذی حشم بہادر و جری دلیر و شجاع صاحب شمشیر عبد المطلب کے یہاں پیدا ہوگا تو حکم اس صاحبزادہ
ذیقدر کی تعظیم و پرداخت کے لیے بھیجا اور ایک دشمن فدا پرست کافر اکفر ملک خاور میں پیدا ہونے والا ہے
کہ وہ سلاطین عالم اور شاہنشاہان ذی حشم کو تباہ کرے گا اسکا قاتل یہ تمہارا فرزند ارجمند ہوگا اس ملک کی
تباہی کو پہلے سے دوسرے وزیر بختک کو روانہ کیا ہے کہ وہ جاکر اسکے حمل ہی کو اسقاط کر دے کہ وہ نابکار
پیدا ہی نہ ہو پھر کوئی فتنہ اور کوئی رخنہ کسی ملک میں برپا نہ ہوگا ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ بزرجمہر تو مکہ شریف
برائے پرورش امیر حمزہ صاحبقران تشریف لے گئے ہیں اور بختک نابکار دوسرا وزیر شہریار با وقار بہارے
قطع نسل ہشام خیبری طرف ملک خاور کے روانہ ہونے والا ہے لہذا بعد ہونے روداد بختک وزیر
نوشیروان اور مارا جی ملک خاور کے پیدائش امیر باتوقیر کی گذارش کیا ہے

دو گلدستہ داستان حیرت بیان جانا بختک وزیر کا طرف ملک خاور کے اور تباہ و تاراج کرنا ملک خاور کو اور بھاگ کر روپوش ہونا اور شام میں علقمہ خیبر کا گھر میں کاہ فروش کے ساقی نامہ

پلا ساقی مجکو اعلے شراب
رہیں جنمیں عیسی خمدنبر بان
جدھر دیکھتا ہوں میں ہر فصل عام
نہ گر نہیں بادہ ذی ظرف

کہ جس کا ہو شیشہ بھی انتخاب
محمد اچھا جاں خمری بیان
ہوئے ہیں یہ مبارک مقام
کہ رنج بھی تو سیکھ کیطرف

تمہارا جیسے ملک [illegible]
[illegible] سکندر کی تباہی ہوئی
زمین گرش نے پانی کسی جا نیاہ

ہوئی اندر [illegible] شب
اور اسکی تاراج شاہی ہوئی
شکست اب ہوئی [illegible] تباہ

اشعار

خوں جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا
کہا کیسے گئی کیونکر ہے شب تنہائی
سکوت گفتگو سے بے بابکے مطلب تھا
اللہ غنی لگا ہے کہ نرہ یارب تھا

غمازے خط سے ہوئی اُس بت کو تکیا عم ہی
ہر صبح مسافر تھا جہان میں ہر شب تھا
پیدا جو ہوا اس خال و گیسو سے عجب ہی
ہمدوش گیسو چرخ اس ترک کا مرکب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل ہو گیا تو نے
تھا داغ سفیدی انکھوں میں جگر کوکب تھا

درگاہ الٰہی میں شیطان مقرب تھا
کیا تلخ کیا تُم نے اس عمر دو روزہ کو
دروانی بے دندان بے نیش یہ عقرب تھا
اس قند کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
ادنیٰ تھا یہی حق میں میرے یہی انسب تھا

سوز غم فرقت سے عیان شمع کی حالت سے
زہرا پیتے ہے عشق معشوق شکر لب تھا
خون شہدا سے بھی جو اسپر شفق پھولی
اک مصرع موزون میں سو بیت کا مطلب تھا
پہلو میں ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو

زینت طرازان مضمون عدیم المثال و جلوہ افگنان طبائع نازک خیال سلک گوہر سلک گو بہ تحریر طبع رسا شیران بیاق میں یون لوٹتے ہیں اور عقدہ کو لا ینحل معنی مضامین کو بناخن جودت و ادراک یون کھولتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم سلطان عالیشان بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و غرور شان طرف خانہ کعبہ بدولت خانہ عبد المطلب نامدار مقبول بارگاہ کردگار تشریف لائے بختک بدکردار وزیر بے تدبیر و نابکار نے بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا کہ اے سلطان دوران شاہنشاہ زمان میری راے یہ ہے کہ اگر حکم محکم قضا شیم شرف اصدار پائے تو خانہ زاد فوج جرار اور جوانان نامدار اپنے ہمراہ لیجا کر علقمہ نابکار کو گرفتار کرے اور ملک خاور کو تباہ و برباد کرے اور تمام عورات حاملہ کا حمل اسقاط کر دے اور یہ قصہ ہی پاک کر دے اور شاخہاے ظلم و فساد کو بیخ و بنیاد سے کھود ڈالے یون بادشاہ تو نہایت مضطرب الحال آلودہ غبار رنج و ملال تھا کہنے لگا کہ بہتر جو مناسب وقت ہو براے بہتری تاج و تخت سلطنت عمل میں لاو اور جلد ملک خاور کی راہ لو بختک بحکم بادشاہ فوج جرار و پہلوانان نامدار و سرداران خونخوار و جوانان نیزہ دار و بہادران شمشیر گذار و جماعت بیس ہزار کے طرف ملک خاور کے لیکر روانہ ہوا جلد جلد منزل بمنزل راہ و دشت و جبل طے کرتا ہوا ملک خاور میں پہونچا اور جاتے ہی شہر میں دُرانہ گھس گیا بارگاہ علقمہ کو چار طرف سے گھیر لیا نگاہ مروت ہر ایک کی طرف سے پھیر لی شہر میں پہونچتے ہی بغیظ و غضب حکم زن مرد تیغ زن کر دیا قتل و قمع تمام شہر میں ہونے لگا کسی کو دم نہ لینے دیا کسی کو اس طوفان کے خبر نہ تھی ہر ایک مرد اس طوفان بلا خیز میں ڈوبنے لگا خرد و کلان جوان و پیر امیر و فقیر مرد و زن ہلاک ہونے لگے الغرض وہ تلوار چلی کہ آسمان تھرانے لگا زمین پر خون کے دریا بہنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگے کسی گلی کوچے میں پناہ نہ تھی بختک سیدھا بارگاہ علقمہ میں سرداران تیغ زن کو ہمراہ لیے ہوئے گھس آیا علقمہ کو بخبری میں پا کر گرفتار کر لیا اور بے خطر حکم قتل دیا خود مسند حکومت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ عورات حاملہ کو تلاش کر کے گرفتار کر لاؤ اور قتل کرو عورات محلات علقمہ اور عورات شہر و گرد و نواح جہاں تک دستیاب ہوئیں انکو قتل کیا اور صدہا ننھے ننھے بچون کو ہلاک اور تہ تیغ کر دیا بلکہ شیرخوارون تک کو مار ڈالا کسی کو زندہ نہ چھوڑا بخیال قول بزرجمہر بچون اکثرون کو قتل کیا اور شہر کا ایسا محاصرہ کیا کہ بھاگنے تک کا راستہ نہ دیا اس شہر کے بیچ کوئی ذی نفس کوئی مردمان خرد و کلان اور بچون اور تمام عورات حاملہ کو کہین پناہ نہ ملی کئی روز تک قتل عام کا ہنگامہ رہا شہر اور اطراف شہر میں دور دور تک طوفان شمشیر آبدار فوج بختک ستم شعار انتشار رہا مگر علقمہ کی زوجہ خاص انس اس تلاطم میں خدا جانے کس صورت سے پوشیدہ ہو کر اس ہنگامہ قتل و قمع میں بھاگ گئی اور جا کر کسی اور شہر کے قریب ایک قریہ میں ایک کاہ فروش کے یہان چھپ رہی مگر یہ روایت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں وہ زن ناکام حاملہ تھی مگر حمل بھی شاید کہ دو ہی چار ماہ کا تھا کہ بخوبی مردمان اجنبی کو محسوس ہوتا تھا غرضکہ وہ زن حاملہ بخوف جان و نظر وہ ستم فوج بختک اس باعث سے کہ وہ قریہ بہت ہی چھوٹا تھا چھپی اور اس کاہ فروش میں بمنت و سماجت پناہ لی اگرچہ کاہ فروش کی تقدیر رسا ہوئی کہ ناموس بادشاہ یعنے زوجہ علقمہ اسکے گھر میں آئی لیکن

وہ حیران ہوا کہ یہ دیدہ دگار عالم کیا کرون میری اوقات تو تونے اس کاہ فروشی پر رکھی ہے دن بھر گزاری گھاس چھیلتے ہون اور شام کو جو کچھ
اسکی قیمت سے ہوتا ہے تھوڑا سا مونج گشت ہوتا ہے لا کر اہل و عیال مین بسر کرتا ہون اب ایک آدمی اور بڑھ گیا یہ مقدار قیمت کا میرے ہی
عیال کو کافی نہین کرتی اب دوسرے آدمی کو مین کہان سے لا کر کھلا دون گا اور زیادہ تنگی معاش ہوگی پھر اپنے دل مین
خیال کرتا تھا اور مستقل رکھ وہ رزاق مطلق ہے اُسکے حق کا رزق بھی مجھے عنایت کرے گا اور اسکی مطلق خبر نہ تھی کہ طفل جو اُسکا
بچنے والا ہے بخت خوابیدہ و بیدار ہونے والا ہے یہ مصیبت چند دن اور ہے اور پھر عیش و عشرت کا طور ہے حکومت و وزارت
کا دور ہے نہ جبال فکر ہے نہ مقام غور ہے الغرض مجبور و ناچار اُسی عالم محنت و مشقت اور عسرت مین بسر کرنے لگا اور یہان
بختک بدبخت نے شہر خاور کے اطراف و اکناف اور قریات و قصبات اور خاص شہر مین بڑا قتل و قمع کیا اور
سخت تاخت و تاراج کیا اور اطمینان کامل حاصل ہوا کہ اب کسی طرح کا کوئی رخنہ نہ ہوگا اب ملک مین پشتا پشت نہ پیدا
ہوگا اور نہ پیدا ہونے والا ہے اور نہ کوئی باقی ہے بعد اسکے بختک نے اپنی طرف سے صمصام زرہ پوش عاقل و ہوشیار نمک حلال
سرکار کو حاکم کرکے کچھ فوج اپنی اُسکی ماتحت کی اور حکم کیا کہ یہان کی تحصیل اور حکمرانی بطور مستقل کر اور آمدنی یہان
کی جو کچھ تمہارے خرچ اور اخراجات اور مصارف سے بچے بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل مداین
مین ارسال کیا کرو اور خیر خواہی تمام انتظام یہان کا ندام کرتے رہو اور بختک مع چند خیر خواہان و پہلوانان و سرداران
فوج طرف ملک مداین کے روانہ ہوا اور حاضر خدمت فیض درجت بادشاہ نوشیروان عادل ہوا اور تمام و کمال کیفیت
قتل و قمع ملک خاور و تاراجی شہر و بربادی خرد و کلان و تباہی مرد و زن جا کر بادشاہ سے بیان کی اور عرض کیا کہ اب
کوئی دغدغہ و تشویش نہین ہے کہ جس سے بنیاد رخنہ و فساد دیکھ قلم شادی کوئی عورت کسی قسم کی حاملہ و غیر حاملہ نہین
چھوڑی اور نہ کسی کے زن و مرد پیر و جوان صغیر و شیر خوار کو پناہ دی با اقبال بادشاہ نامدار سب کو تہ تیغ آبدار کیا اب حضور
بعیش و عشرت تمام رہین کچھ فکر و تردد نہ کرین بادشاہ نوشیروان سنکر نہایت مسرور ہوا اور دل سے فکر و دغدغہ نکل
بے بنیاد دفع ہوا بختک کو خلعت فاخرہ اور تمام سرداران لشکر کو بہت کچھ انعام و اکرام بعیش و عشرت جامہ سے سرت
بر پا کیا اور کاروبار سلطنت و حکومت و عدالت مین مشغول ہوا اب بختک بدبخت پھولا پھولا پھرتا ہے اور دل مین
کہتا ہے کہ اب کون بہادر و دلیر صاحب شمشیر ہوگا جس نے یہ علم لگم قضا شیم بادشاہ نوشیروان عادل ملک
خاور کو تہ و بالا کر دیا تمام اہل شہر مرد و زن صغیر و کبیر کو قتل کیا اور اپنی طرف سے تاج بخشی کرکے دوسرے حاکم کو
ملک خاور مین معین کر دیا ایسا کون اولوالعزم اور صاحب جرأت ہوگا اب ایسا غرور ہوگیا کہ کوئی بہادر و دلیر صاحب
شمشیر جوان و پہلوان نظر مین نہین سماتا تھا پھرتا ہے ایک ایک پر رعب جماتا ہے اور تقدیر کہتی ہے رہ تو جا مغلوب ذلیل
اور خوار کرتی ہون دیکھ تو تجھے جو اسقدر دعوی بہادری ہے ایسا خاک مین ملائے دیتی ہون اور ہزار [illegible]
اور نامرد دنیا مین تیرا نام بھی لکھائے دیتی ہون رہ جا زمانہ انقلاب اور گردش روزگار قریب ہے اور یہ حرکہ عجیب
و غریب بھی لائق دید ہے سوا اس طفل کے جو کہ شہر یہ مین پیدا ہونے والا ہے کوئی بہادر و جری صاحب شمشیر جسقدر و
دلیر صاحب شوکت و صولت ذی ہمت و شجاعت بے مثل و بے نظیر با عزت و توقیر نہین ہے کوئی شیر و مرد و [illegible]
ہم نبرد نہین ہو سکتا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو امیر حمزہ صاحبقران کی بیان کرکے چھوڑ دی تھی اب بیان کی جاتی ہے

داستان مسرت بیان تولد سلطان سلطانان و شاہنشاہ شاہان امیر بانو قیر بادشاہ کشور گیر اور پیدایش عمرو و مقبل کی بیان کی جاتی ہے - ساقی نامہ -

پھر ساقیا پلا دے وہ ساغر شراب کا
شرمائے جس کے آگے کٹورا گلاب کا
وہ جام ساقیا تو عطا کر شراب کا

اولوالعزم و جوانان دلیر و جری غلامی اسکی قبول کرینگے قوت و لیاقت مین بے عدیل زور و ہمت مین فخر پہلوانان جلیل ہوگا اور تیغ
بے نظیر سے کافران حیان کو نیا و تہ تیغ کریگا ہر جگہ برکت سے اس گلبن کے قدم کی گلشن اسلام کے کلی مثل گل کھل جائیگی یہ نونہال کنندہ دیہ
تخم کفر و عناد و یہ لڑکا کشندۂ بت پرستان مکار و ستمگار بد نہاد ہوگا ماشاء اللہ اس لڑکے سے وہ کار نیک نمایان ہونگے کہ شیر
بڑے شجاعان عالی ہمت مثل آئینہ حیران ہونگے کفار دین کو سرنگون اور پست کریگا ملکون اپنا بندہ و پست کر لیگا

نظم عجب تجکو فرزند حق نے دیا	مبارک تجھی کار عشرت ہوا	کہا سنکے یہ مژدہ جان فزا	کہ سنکر ہو عقدا شکر رب کبریا

پھر خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای عبد المطلب آپ کے خادم قلیل کا لڑکا بھی بڑا صاحب نصیب ہوگا اور حرکات عجیب و
غریب ہونگے اور تمہارے صاحبزادے کا غلام با وقار فلک شعار ہوگا ہر دم مثل سایہ جدا نہ ہوگا خدمتگزاری میں ہر وقت
حاضر رہیگا نام اسکا مقبل ہوگا اور آپ کے صاحبزادے کا نام نامی اور اسم گرامی امیر ابو العلاء و مکی اور
امیر حمزہ صاحبقران لقب ہوگا پھر خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کی طرف سے منصب جلیل اس صاحبزادہ
بے عدیل کو دیا اور مشاہرہ بیش قرار معین کیا اور حکم عام دیا کہ آج کے روز جسکے یہان لڑکا پیدا ہوا ہو وہ ہمارے پاس
بے تاخیر لے آئے ہم اس لڑکے کا ملازم کر کے پرورش کرینگے اور اسے عقلا نوکر رکھینگے انکے والدین کو زر و جواہر دینگے ایسا کہ
وہ بہت شاد و مسرور ہونگے منادی نے تمام شہر مین ندا کی اور یہ خبر بھی شہر مکہ گرد و نواح شہر مین مشتہر ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر
وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل فرزند ارجمند حضرت عبد المطلب کے واسطے کہ وہ آج ہی متولد ہوا ہے
آجکے دن کے مولود ملازم کر کے پرورش کرینگے اور زر و مال انکے والدین کو خاطر خواہ دینگے یہ خبر سنکے جن جن لوگون کے
یہان آج روز لڑکے پیدا ہوئے تھے وہ لوگ اپنے اپنے لڑکون کو گود مین لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس آئے
خواجہ بزرجمہر نے ان لڑکون کو ان کے والدین سے لے لیا اور دایہ ہائے عقیلہ انکی پرورش اور پرداخت کے لیے
معین کین اور انکے والدین کو انعام مین زر و جواہر عطا کیا اور جشن عام کا حکم دیا اور ہمہ اشرفی کے توڑون کا منہ کھولا تمام شہر مین
آئینہ بندی کرا دی ایک منادی ہر گلی کوچہ مین ندا کرتا پھرتا ہے کہ آج روز مولود امیر با توقیر امیر ابو العلاء و مکی ملقب بہ
حمزہ صاحبقران ہر جشن تولد اس صاحبزادہ بلند اقبال کا برپا ہوگا ہر شخص کو چاہیے کہ آگاہ ہو کر خوشی کرے اور جسقدر رکہ
روپیہ کی ضرورت ہو خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل سے لے اور تین روز تک کل کھانا مناسب سرکار
سے ملیگا اور تمام شہر مین روشنی کا حکم دیا اور دست مشاطہ بندی کی گئی بہت ہی عمدہ طور سے روشنی کا سامان کیا گیا ہزار
قیدی رہا کیے گئے مبارک سلامت کی ہر جگہ دھوم ہوئی جسکو تولد امیر کی خبر ہوئی اسکے یہان دن عید اور رات
شب برات ہو گئی اتفاقاً ضمری ساربان سرکار فیض آثار حضرت عبد المطلب کی زوجہ بھی حمل سے تھی اور حمل
اسکا ساتوان مہینے کا تھا وہ اسوقت اونٹون کو چرانے شہر سے باہر جانب صحرا گیا ہوا تھا جب وہان سے اونٹون کو
چرا کر پھرا اور شہر مین آیا تو عجب ایک جشن نوروزی نظر آیا دیکھا کہ ہر جگہ شہر مین مبارک سلامت کی دھوم ہے تہنیت
شادی علے العموم ہر لوگ آپس مین گلے ملتے ہین معانقہ کرتے ہین خرم پوش ہین مشغول بجوش و خروش ہیتن
تہنیت بگوش ہین روشنی کا سامان ہر گلی کوچہ مین ہے مشاطہ بندی ہو رہی ہے امیہ ضمری نے پوچھا کہ کیا
آج کوئی عید ہے اور کون سا روز عید سعید ہے کہ تم سب لوگ اسی جشن شادی مین ہو اور یہ سامان آراستگی شہر کا ہے
سب لوگون نے کہا ای امیہ کیا تم آج شب سے اسوقت تک سو گئے ہو اور خواب غفلت سے اب چونکے ہو یا
کہین سفر کو گئے تھے اسوقت مسافت بادیہ پیمائی قطع کر آئے ہو کچھ خبر ہی نہین کہو تو جانے کہان ہو گئے تھے کہان سے ہو
امیہ نے کہا بجا ہو دل لگی تو کرو نہین صاف صاف کہو اہل شہر نے کہا کہ ای بیخبر آج روز جشن تولد فرزند ارجمند جناب

عبد المطلب ہی ایک وزیر بنام بزرجمہر وزیر اعظم بادشاہ نوشیروان آیا ہی اُسنے فرزند سعادتمند کا نام بقواعد نجوم امیر
ابو العلا رکھا ہی اور حمزہ صاحبقران لقب دیا ہی اور جس جس کے یہان آج لڑکے پیدا ہوے ہین ان سب لڑکون
کو بھی اگر تم پرورش دیا ہی دایہ واسطے بیشمار ملازم ہوئی ہین اور ان لڑکون کے والدین کو بیشمار زر و جواہر عطا کیا ہی یہ سنکر امیہ
ضمری دوڑا اور ماتون کو لاکر باندھ دیا اور گھر مین آکر اپنی زوجہ سے یہ کل کیفیت بیان کی اور کہنے لگا کہ اری کم بخت کاش
کہ تو بھی آج کے روز لڑکا جنتی کہ مجکو اور تجکو بھی زر و مال ملتا کہ عیش و عشرت سے بسر کرتے امیہ کی جورو نے کہا کہ میرا کیا اختیار
ہی مین کیونکر لڑکا جنون کہ تجکو زر و جواہر ملے امیہ نے کہا جس طرح سے ہو تو بھی لڑکا جن کہ مجکو بھی زر و جواہر ملے اسکی زوجہ
نے کہا کہ اے نادان غرض نقش فی دل مین جمع ارے احمق ابھی تو حمل سات ماہ کا ہی کیونکر لڑکا پیدا ہو بغیر انقضاے مدت
حمل کہین بھی کوئی عورت لڑکا جنی ہی اور اگر دن پورے بھی ہو جاتے اور حکم خدا ہوتا تو مین کیونکر لڑکا جنتی جب تک کہ حکم
منظور ہو اللہ ہی یصورکم فی الارحام کیف یشاء نہوتا جب تک پیٹ سے ہرگز نہ نکلتا اچھا صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج
ایسی طمع انسان کو خراب کرتی ہی ایسی باتون مین انسان رسوا ہوتا ہی ایسی طمع مبتلاے عذاب کرتی ہی امیہ ضمری
یہ کلام حیرت انجام زوجہ کے سنکر غصہ سے سر دھنکر نہایت خشمناک ہو دل چاک نہایت غصہ ہوا اور ایک ڈنڈا لیکر مارا
اور کہا بس ہری منحوس قدمی آکے تا مجکو سمجھاتی ہی دنیا بھر زر و مال لئے جاتی ہی اور میرے ہاتھ کچھ بھی نہین آتا تیرا ہی خصم
مفلس ہا جاتا ہی ابھی ابھی تجسے لڑکا جنوا دونگا اور زر و جواہر پاؤنگا زوجہ نے اسکی کہا کہ کچھ دیوانہ ہو گیا ہی یا کچھ پا
کے آیا ہی نشہ مین مست ہو گیا ہی کہین میرے اختیار مین ہی کہ لڑکا جن دون اور تیرے اس رنج کو مٹا دون اگر مال
تیری تقدیر مین ہی تو کسی اور وسیلہ سے ملے گا گھر بیٹھے خدا دیگا مصرع دینے کے ہین ہزارون ہاتھ بیت خدا کی
دین کا موسے سے پوچھئے احوال + کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاے + ہنر کر نظر بخدا رکھ کیون اسقدر گھبراتا ہے
ارے بندۂ زر مال کے لئے مرا جاتا ہی اے احمق یہ مال دنیا کیا مال ہی ارے مال دنیا چرک کی مل ہی پروردگار عالم رزاق مطلق
ہی وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها کیا تو نے نہین سنا ہی اور قدرت تعالی رب الغرب کی نہین جانتا ہی بیت
جواہر تو بخشے دل سنگ را + تو بر روے جوہر کشی رنگ را + اس کی شان رفیع المکان مین ہی شعر آگ مین پیدا سمندر
کو کرے + قطرۂ ناچیز کو گوہر کرے + دیگر آسیا کسی ہی ہر صبح آواز بلند + رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے
جب امیہ ضمری کو اسکی زوجہ نے یہ سخن سنائے تو اسکے دل پر رنج دولت کے سانپ لہرانے اور زیادہ تلملایا اور بلبلا کر
چلایا اری کم بخت میرا دل نہین مانتا کہ زیان مفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیونکر تیرے پیٹ سے بچہ نکال لون اور
جواہر بزرجمہر سے زر و مال لون یہ کہکر ڈنڈا تان کر چلا کہ اری دیوانی ہم بین اور ابھی بچہ جن تیرے باپ کا اجارہ
ہی نطفہ ہمارا ہی ہم تیرے پیٹ مین نہین رکھتے ابھی ہمارا بچہ نکال دے اگر تو اسوقت بچہ نہ نکالیگی تو مین تیرا سارا
پیٹ نکال دونگا مارے ڈنڈون کے مار ڈالونگا اگر آج کا دن ٹل جائیگا تو کل کچھ نہ ہاتھ آئیگا زوجہ اسکی اسکے
ڈنڈا تاننے پر بھاگی اور امیہ ضمری اسکے پیچھے دوڑا تمام گھر بھر مین آدھم پڑ گیا ادھر تو وہ عورت بھاگی پھرتی تھی
اور ادھر امیہ اسکے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا کہین قابو نہ چلتا تھا وہ عورت تھکی بھاگتی پڑی پھرتی تھی اور کہتی تھی شعر
ناحق خصم نے آج مری جان ماری ہی + دوڑو محلہ والو تمہاری دہائی ہی + جب عورت نے دیکھا کہ اب کسی طرح
مفر نہین ہی خصم آج مار ہی ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا اسکو کچھ گھڑے کی چڑھی ہی دولت کی چاٹ پڑی ہی گھبرا کر
کوٹھے پر چڑھنے لگی سانس بھاری کی اکھڑنے لگی پیچھے یہ بھی ڈنڈا لیکر دوڑا زینہ پر جلدی جلدی چڑھنے لگا عورت
عورت نے جو پیچھے پھر کر دیکھا کہ خصم جلاد بھی آپہونچا گھبرا گئی اور ساری سٹی بھول گئی پاؤن جو پھسلتا ہی تو زمین پر گرتی

اسکی تو سانس اکھڑ ہی چکی تھی مرگئی مگر بچہ زندہ پیٹ سے نکل پڑا شادون شادون کرنے لگا امیہ ضمری نے جھٹ زینے پر سے کودکے
بچہ کو اٹھا لیا یونہیں بے نہلائے دھلائے آستین مین رکھ لیا شہ طمع زر سے اب ایسوت تھا کہ جورو کی طرف مطلق خیال بھی
نہ کیا فوراً بچہ لیکر خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا اعزا اور اقربا نے جو امیہ کی جورو کا یہ حال دیکھا سب دوڑ پڑے اس عورت
مین کچھ دم نہ پایا روئے بوجہ دبا کیا پھر سامان دفن وکفن کا تیار کیا وہ سب کے سب تو مشغول تجہیز و تکفین ہوئے اور میان
تیغے کہ امیہ بچکو لیے اسیطرح خوشی خوشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا خواجہ بزرجمہر بہت ہنسے حضرت
عبدالمطلب بھی بیٹھے تھے انھون نے جو یہ حال سنا امیہ ضمری سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا ایک تو جورو کی جان لی
دوسرے بے نہلائے دھلائے بچے کو اپنی آستین مین رکھ لیا آپ بھی نجس ہوا اس کو بھی نجس کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ
اچھا بچے کو لاؤ امیہ نے جو ہاتھ آستین مین ڈالا تو بچہ ندارد بڑا تعجب ہوا سمجھا کہ آنے کی گھبراہٹ اور عالم خوشی مین کہین آستین سے
راہ مین گر گیا بہ نہایت بدحواس ہوا دوڑ کر چلا پاگل وائے مردیم جیسی طمع زر کے لے اتنی بڑی جانکاہی کی وہ بچہ جسکی زوجہ کی
بھی جان گئی بچہ بھی کھو گیا دولت کے عوض مفت کا رنج و صدمہ ملا بقول شاعر ❊ شعر ❊ گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ ❊
باآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ❊ دیگر تیرے ہجر مین ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ❊ نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ❊ ناظرین پر واضح ہو کہ ان خفگی ماشتی اور دھا چوکڑی مین شام کا وقت قریب آگیا
تھا اب جو امیہ ضمری خواجہ بزرجمہر کے پاس سے مایوس ہو کر پھرا تو بالکل شام ہو گئی تاریکی پھیل گئی لیلائے شب نے زلف
شبگیر کو کھول دیا سواد شام کا سمان بندھ چلا سبز کو سبز تھا سرسبزی کی گیلا سوینین روشنی ہو چلی رونق بازار شہر تو دونی
ہو گئی تھی مگر امیہ ضمری کی آنکھون مین دنیا سیاہ تھی صدمہ والم سے لب پر آہ تھی غرض کہ آب دیدہ وہ اپنے پھرا
راستے مین اس بچکو اسطرح ڈھونڈھتا تھا کہ جسطرح کوئی سوئی کو ڈھونڈھتا ہو اور کہتا تھا کہ ارے کم بخت بچے کہین لیا
ہو کر زیادہ دیر ہو جائے اور خواجہ بزرجمہر زر و مال بانٹ بونٹ کر بیٹھ رہے تو پھر کوڑی میرے ہاتھ نہ لگیگی جو کوئی
راستے مین پوچھتا تھا کہ امیہ ضمری کیا ڈھونڈھتے ہو کیا کھو گیا ہے تو جواب دیتا تھا کہ میرے بخت گم گشتہ کا پتا نہین
ہے اسیکو ڈھونڈھتا ہون اور اسی کی تلاش مین جگہ جگہ تلاش ہے ابھی بچہ پیدا ہوا تھا اسے خواجہ بزرجمہر کے پاس
لئے جاتا تھا اتفاقاً کہین راہ مین گر پڑا پتا نہین لگتا کہ کیا ہو گیا یہ وحشت خیز باتین سنکر کچھ لوگ ہنستے تھے کچھ دست تاسف
ملتے تھے کچھ امیہ کے ساتھ ڈھونڈھنے لگتے تھے آخر کار جب کہین پتا نہ لگا قہر والم سے راہ مین بیٹھ کر رونے لگا اور خنجر کھینچ کر
چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے اور قصہ ہی پاک کرے یکایک کچھ اسکی بغل مین کلبلایا کچھ زیر بغل رینگتا سا معلوم ہوا اب جو امیہ
ضمری ٹٹولتا ہے تو زیر بغل وہی بچہ پالا پھولا نظر پڑا امیہ بہت خوش ہوا لڑکے کو بغل سے نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا اور
کہا کہ ہوا اچھا کہ آستین پھر گم ہو جائے مجھے شہر کی گلیون کی خاک چھنوائی یہ لڑکا بڑا ارشد معلوم ہوتا ہے ابھی سے میرے
ساتھ دل لگی کرتا ہے غرضکہ اسی طرح ہاتھون پر لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا ❊ نظم ❊ نشد جیب خواجہ بدخیان
دادن ❊ کہ طفلش بدست و شکر بر زبان ❊ ستادہ پسر پیش او شکوہ راند ❊ کہ این طفل زیر بغل دیر ماند ❊ بگردیدم من جستجو دید
شد ❊ ودان بعد ظاہر شد این پھر امیہ ضمری نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ حضور لڑکا ملا غلام لایا ملاحظہ فرمائیے
خواجہ نے لڑکے پر جو نگاہ کی بے اختیار صورت دیکھکر ہنسی آگئی کہنے لگے کہ یہ آدمی کا بچہ ہے یا چوہے کا بچہ ہے ماشاء اللہ
عجیب ہیئت ہے جس سے دیکھنے والون کو دہشت معلوم ہو سر کیا ہے ہاری کی ٹوکری ہے گٹھا ہوا سا چپٹا زہرہ سی آنکھیں
خرگوش کے سے کان گلگلا سے گال خوبانی کے برابر ناک ہونٹے ہونٹے ہونٹھ دبلا پتلا سوت سی گردن تنکا سے
ہاتھ پاؤن طاق سا سینہ ہنڈیا سا پیٹ یہ بچہ انسان حیوان ہے کہ عجیب الخلقت انسان خواجہ متعجب ہوئے

اور شان پر دو دو گوہر نظر کی قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا حساب اشکال بطریق سیارگان نکال کر بعد غور بسیار ارشاد فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا
اولوالعزم نصیبا ور جوان بخت و جوان دولت جوان سال ہوگا ایہا الناس قدرت خدا سے یہ لڑکا بلاے روزگار فتنۂ
دوران نیرنگ نے ہین وزمان مکار طرار جرّار خنجر گذار سردار سرداران عیار عیاران تیغ زن صف شکن بے نظیر ہر گرد
جوان و پیر ہر ایک کام مین مشاق بلکہ یگانۂ آفاق ہوگا مثل اسکے تا قیامت کوئی لڑکا پیدا نہوگا اور یہ امیر ابوالعلا
کا وزیر خوش تدبیر ہوگا اسے امیر سے محبت کامل ہوگی ہر جگہ ہر حال مین امیر کے سینہ سپر رہیگا بڑے بڑے معرکے سر
کریگا امیر باتوقیر پر اپنی جان قربان کریگا اپنے دشمنون کو بے جان کریگا اس لڑکے کو لوگ تراشندۂ ریش کافران و سر برید
جادوگران کہین گے امیہ ضمری یہ کلام نیک انجام سنکر نہایت خوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام
عمرو بن امیہ ضمری رکھو اور ایک صندوقچہ پراز زر و گوہر امیہ کو انعام مین دیا اور تنخواہ مقرر کرکے دایہ کے سپرد کیا
اور حکم دیا کہ امیر باتوقیر کے ساتھ اسکی بھی پرورش کیجاے خواجہ عبدالمطلب کے محل مین یہ لڑکا بھی رہے ناظرین پر
واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر نے جو لڑکے منگواے تھے تو اُس روز بارہ ہزار لڑکے آے تھے خواجہ نے اول سب کے
والدین کو مالامال کر دیا تھا اور ہر لڑکے کے لئے ایک ایک دایہ عاقلہ مقرر کر دی تھی اور سب کی تنخواہین مقرر کر دی تھین
ازجانب بادشاہ نوشیروان سبکو نوکر رکھ کے امیر ابوالعلا کو سرداران سپاہ مین کیا تھا اور عمرو بن امیہ ضمری کو وزیر مین
کیا تھا اور سر گروہ اطفال خورد سال کیا تھا اور اسقدر سامان عیش و عشرت بہم پہونچا دیا تھا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہوگا
الغرض جب چھٹی کا دن آیا تو خواجہ نے سب بڑا سامان چھٹی کا مہیا کیا جوڑے خلعت تقسیم کئے لوگون کو انعام دیا مادر
حمزہ کو پہلے عورات خادمات نے نہلایا اُسکے بعد اور جو بارہ ہزار لڑکے تھے اُن سب کی ماؤن کو نہلوایا اور مادر
عمرو تو مر ہی چکی تھی اُسکی ماں کے عوض اُسکی قابلہ کو نہلایا اُسکی دایہ کو غسل دلوایا اور مادر حمزہ کے ساتھ سبکو مثل
زچاؤن کے عروس شب اولیٰ بنایا سبھون نے لباس فاخرہ پہنا زیور جواہر نگار زیب جسم کیا افشان چنی گئی مِسّی تر سرمہ
کاجل دیا گیا بناؤ سنگار کیا بڑے ساز و سامان سے بارہ ہزار زچاؤن نے تارے دیکھے فلک ہفت رنگ مادر حمزہ صاحبقران
پہ نثار ہوا تارون کو مثل ذرے کے بکھا اور کیا مشتری فلک ابن زچۂ زہرہ جبین کی خدمتگزاری کو حاضر ہوئی ماہ چاردہ
آئینہ دکھا رہا تھا خورشید تابان کرن اپنی مثل ریزہ ہاے زرین کتر کتر کے صورت افشان چھڑک رہا تھا زمین زر
ریز سایبان فلک لاجوردی تارون سے جواہر خیز مریخ آسمان تلوار لئے ہوے مادر صاحبقران پر سایہ فگن تھا فرو خاور بنے
آفتاب عالمتاب قوس قزح کی تیر کمان ہاتھ مین لئے ہوے سقف زچاخانہ پر مرگ پر بار رہا تھا زہرۂ فلک مشغول ترانہ سازی کونکی
فلک بعید سوز و ساز مصروف خوش آوازی نجوم مرغ زہرہ جبین بجا اور کر رہی تھی الغرض جب خواجہ بزرجمہر نے ساتوین روز
قریب چھٹی سے مہلت پائی اب مدائن جانے کا سامان کیا اور حمزہ صاحبقران کو سپرد و دایۂ محافظت ایزدی کرکے
عبدالمطلب سے کہا کہ یہ سب لڑکے اور دایہ وغیرہ محتاج دے والے ہین عبدالمطلب نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر
پہلے تو یہ بندوبست کیجئے کہ آج امیر کی پیدایش کو ساتوان روز ہے اور آپ نے یہ سب کچھ سامان عیش مہیا کیا مگر امیر
باتوقیر نے اسوقت تک نہ اپنی ماں کا منہ دیکھا نہ اور کسی دایہ کا اور اب کل سے گریہ وزاری اور اضطراب و بیقراری
زیادہ ہے ذرا آپ ملاحظہ فرماکر غور کیجئے کہ کیا سبب ہے کیا اسرار ہے کیا مشیت پروردگار ہے خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا
اور زائچہ کھینچکر غور کیا خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ امیر باتوقیر کسی دایہ کا دودھ نہ پئینگے مگر ایک زن صالحہ بانۂ
عاقلہ موسومہ قلعۂ تنگ رواحل مین سکونت پذیر ہین نام اُسکا عاویہ بانو ہے اگر وہ بی بی تشریف لائین اور دودھ
پلائین تو البتہ صاحبقران دودھ پئینگے ورنہ بے شیر نہ جئینگے عبدالمطلب نے جب یہ کلام مسیحت انجام خواجہ بزرجمہر

سے شاعرو کے باپ آمیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا کہ تیسی ناقۂ تیزرفتار پر سوار ہوکر جلد طرف قلعۂ تنگ رواحل کے جا اور
عادیہ بانو کو ہمراہ لیکر آ میری طرف سے بعد رسم سلام کہنا کہ اے ملکہ دوران میرے یہان فرزند ارجمند کہ نام اُسکا امیر
صاحبقران ہے پیدا ہوا ہے اور سات آٹھ روز گذر چکے ہین وہ دودھ کسیکا نہین پیتا لہذا امیدوار ہون اور ملتمس ہون کہ یہ
امر خیر اور باعث خوشنودی پروردگار عالم کا ہے اگر تم چاہو تو یہ طفل صغیر پرورش پاوے اور تم اپنی آغوش مین لیکر اسکو
دودھ پلاؤ اور پرورش کرو اسکا اجر تمکو ارحم الراحمین دیگا خواجہ عبدالمطلب نے بمنت سماجت تمکو بلایا ہے اگر تشریف
لاؤ تو اس طفل صغیر بے شیر کی جان بچ جاے امیہ بحکم عبدالمطلب ناقۂ تیزرفتار پر سوار ہوکر مکا سے طرف ملک قلعۂ تنگ
رواحل کے چلا اب راویان اخبار رحمت آثار یون بیان کرتے ہین کہ بی بی عادیہ بانو قلعۂ تنگ رواحل مین رہتی تھی
اُسکے یہان بھی ایک لڑکا حسین وخوبصورت جری دلاور بہادر سردار گلرخسار پہلوان عادی کے نام سے ملقب تھا اور
اصلی نام اُسکا اسماعیل عادیان پور شداد یان پہلوان ہنتی عرب مین کپتان کرب عمرو معدیکرب تھا اُسکی پرورش مین مشغول
رہتی تھین جب پہلوان عادی قریب ایک سال کے پہونچا تو ایک دن ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جمال بے مثال حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مشاہدہ کیا حضرت خلیل اللہ نے کہا کہ اے عادیہ بانو تم اسلام قبول کرو اور زنگ
کفر آئینۂ دل سے مٹا دو کس خواب غفلت مین ہو اٹھو کہ تمہارے بخت کی بیداری کا زمانہ آگیا مکہ مین خواجہ عبدالمطلب
سردار قریش کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ نام اُسکا ابوالعلاء مکی اور لقب اُسکا حمزۂ صاحبقران
ہے وہ والی پردۂ قاف ثانی سلیمان شاہ شاہان ہوگا وہ تمہارے دودھ پینے کا منتظر ہے سات روز ہوے ہین
کہ اُسنے کسیکا دودھ نہین پیا اور نہ کبھی کسیکا دودھ پیے گا اور نہ کسی لپتان دایہ کی طرف رخ کریگا تمہارے
گھر کی طرف رخ کرتا ہے اور روتا ہے اشک حسرت دیاس سے منھ دھوتا ہے گویا تمہین بلاتا ہے ابھی اسکی کیا بساط ہے
سات روز کا مولود وہ صاحب انبساط ہے یہ شرف مخصوص حق تعالی نے تمہارے ہی واسطے مقرر کیا ہے کہ تم اپنا دودھ
اُسکو پلاؤ رضامندی خدا کرو پروردگار رب العزت سے جو طلب کرو سو پاؤ خوشا حال اُسکے دودھ تم صبح وشام وہ سعادت
ہے اس کام مین لاکلام ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جو یہ مژدۂ جانفزا زبانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سنا
فوراً بیدار ہوئین کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق دل مسلمان ہوئین اپنے لڑکے کو بھی چھوڑا اپنے نگہبانون سے تخت
ہوشا ناقۂ تیزرفتار پر سوار ہوکر قلعۂ تنگ رواحل سے نکلکر عرب پرآشوب کی راہ لی طرف مکہ معظمہ کے چلین ہے کہ
شوق دیدار رحمت آثار امیر ابوالعلاء مکی صاحبقران زمان مین رات بھر چلین کہین دم بھر نہ ٹھہرین نہ تاخت سے ازین
اگر جسوقت فلک پر سفینۂ سحری نمودار ہوا اور ظلمت شب برطرف ہوئی خسرو خاوری نے اپنے نور سے اس عالم
فانی کو نورانی کیا سبزۂ نو دمیدہ مہکنے لگا نسیم سحری چونکے سے لیکر عاشق ہوا جو نکا دل لبھانے لگی جابجا طیور حمد الہی
کرنیگے بلبلین نغمہ سرائی مین مشغول ہوئین ہر ایک کے دل کو گوناگون فرحت حصول ہوئی ملکہ عادیہ بانو کے قلب کو بھی
ایک عجیب قسم کی بشاشی اور فرحت حاصل ہوئی تب ملکہ عادیہ بانو نے افہم وفراست وعقل رسا سے دریافت
کیا کہ شاید مین قریب مکہ معظمہ کے پہونچ گئی بیشک یہ مولود مسعود امیر ابوالعلا کوئی فرزند صاحب کرامت ہے
کہ منزلون کا راستہ اتنا جلد طے ہوگیا لاریب یہ بچہ خدا کا پیارا ہے کہ صبح ہونے پائی کہ مکہ معظمہ مین خدا نے مجھکو پہونچا دیا اب
اتنے مین فی الجملہ روشنی بھی ہوگئی ملکہ عادیہ بانو آگے بڑھین دیکھا کہ ایک ناقہ سوار چلا آتا ہے عادیہ بانو نے اس سے
پوچھا کہ یہ کون شہر ہے اسنے جواب دیا کہ یہ سرحد مکہ معظمہ ہے کل سے مین مکان سے چلا ہون اسوقت تک یہان پہونچا
ہون اب آگے اور عملداری ہے اور مجھکو نہایت تعجب ہے کہ میرا آقازادہ امیر حمزۂ صاحبقران پیدا ہوا ہے اور

تا ایندم آٹھ دور گذرے ہین کہ دودھ کسیکا نہین پیا معلوم ہوتا ہی کہ سوائے ملکہ عادیہ بانو کے اور کسیکا دودھ نہ پئینگے
خواجہ عبد المطلب نے مجکو واسطے طلب کرنے عادیہ بانو کے بھیجا ہی مین بلکہ انکو بلانے جاتا ہون نام میرا آمیہ
ضمری ہی عادیہ بانو نے کہا کہ اے آمیہ تو قلعہ تنگ رواحل کو نہ جا کہ میرا ہی نام عادیہ بانو ہی مین قلعہ تنگ رواحل
سے آتی ہون اور مکہ معظمہ کو جاتی ہون مجکو عین رویائے صادقہ مین حکم جناب خلیل اللہ ہوا ہی کہ اے عادیہ بانو جلد جا اور صاحبقران
کو دودھ پلا کہ وہ بن دودھ تڑپ رہے ہین مین فوراً بیدار ہوئی ہی روانہ ہوئی باشتیاق امیر حمزہ صاحبقران شب بھر چلی
ہون اسوقت یہان پہونچی ہون آمیہ ضمری نہایت متعجب ہوا شان کردگار کو دیکھکر ملکہ عادیہ بانو کے پاؤن پر گر پڑا
منت و الحاح کرنے لگا کہ برائے خدا جلد تشریف لے چلئے کہ خواجہ زادہ میرا سات آٹھ روز سے بن دودھ پڑا ہوا ہی اور ضعف
و نقاہت و اشکباری سے حد و شمار ہو رہی ہی گے مارنا قہ کے تھامے ہوئے جلو مین پیدل دوڑتا ہوا اور ملکہ عادیہ بانو
کی رکابداری کرتا ہوا دولتسرائے جناب عبد المطلب پر پہونچا عبد المطلب کو بڑھکر خبر دی کہ ملکہ آئین خواجہ
عبد المطلب نے بڑھکر پیشوائی کی بڑی تعظیم و تکریم سے لائے جسوقت ملکہ عادیہ بانو کو جمال عدیم المثال صاحبقران
نظر پڑا دوڑکے آغوش مین لیا بہت پیار کیا نقد جان و دل نثار کیا امیر با توقیر ملکہ عادیہ بانو کی صورت دیکھکر ہنس دئے
ہاتھ پاؤن مارکر ہمکنے لگے ملکہ نے دودھ دیا امیر با توقیر نے بخندہ پیشانی دودھ پیا رونا موقوف کیا عبد المطلب
ملکہ عادیہ بانو کے پاس تشریف لائے سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت بجا لائے اوسیوقت آمیہ ضمری عمرو کو ہاتھ مین لیکر
ملکہ عادیہ بانو کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ اس لڑکے کی ماں مرگئی ہی امیدوار ہون کہ ثواب
بے حساب سمجھکر اسکو بھی دودھ پلا دیجئے اور درگاہ غفور الرحیم سے اجر عظیم لیجئے

نظم

بکن رحم این طفل بے مادر است ❊ پدر مرد و بیچارہ و بیپدر است ❊ شنید این سخن عادیہ چون ازو ❊ بہ رو گفت خوب است ای نیکخو ❊ بدہ طفل را کہ شیرش ہم ❊ در آغوش خود پرورش میکنم ❊

الغرض ملکہ عادیہ بانو نے دونون لڑکون کو بشوق تمام دودھ پلایا اور مثل مادر مہربان
سایۂ عاطفت مین لیکے پرورش کرنا شروع کیا ہر لحظہ و ہر ساعت دونون کی پرداخت کرتی تھین امیر کا اتش عمرو بن
آمیہ ضمری کو بھی پلا دیتی تھی راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ عادیہ بانو کا دودھ اسقدر افراط سے قوت وار اور طاقت دار
تھا کہ سات نابینا تہ بہ تہ رکھکر جب دودھ کی دھار ماری ساتون مین توڑکر باہر نکل گئی لوگون کو سنکر استعجاب ہوتا تھا
اکثر اسکا امتحان ہوتا تھا الغرض امیر با توقیر اور عمرو بن آمیہ ضمری پرورش پانے لگے مگر عمرو کی شرارت اسی زمانے
سے ظاہر ہوتی جاتی تھی کہ ملکہ عادیہ بانو ملاحظہ کرتی تھین کہ دونون لڑکے دودھ برابر پیتے ہین مگر عمرو دن بدن فربہ
اور توانا ہوتا جاتا ہی اور امیر با توقیر روز بروز لاغر ہوتے جاتے ہین کہ اگر کوئی شخص اجنبی دیکھے تو صاف کہدے کہ امیر
کو دودھ نہین ملتا اور عمرو دودھ سے خوب سیر ہوتا ہی ملکہ عادیہ بانو کو دیکھکر بڑا استعجاب ہوتا ہی اور دمبدم رنج و ملال
بے حساب ہوتا ہی دل مین کہتی ہین کہ ای پروردگار عالم ای رزاق الامم یہ کیا اسرار ہی اسی فکر مین ہر روز رہا کرتی
تھین ایک روز رات کو عادیہ بانو نے یہ تماشا دیکھا کہ جب امیر با توقیر پستان منہ مین لیکر دودھ پینے کا قصد کرتے ہین
فوراً عمرو امیر کے منہ سے کھینچکر پستان اپنے منہ مین لے لیتا ہی اور دودھ پینے لگتا ہی جب امیر با توقیر دوسرا پستان منہ
مین لیکر دودھ پینے لگتے ہین عمرو وہ بھی امیر کے منہ سے کھینچ لیتا ہی اور امیر کو دودھ نہین پینے دیتا اور آپ بخوبی سیر ہو کر
پیتا ہی امیر اول روز سے صابر و شاکر ہین آبدیدہ ہو کر چپ رہتے ہین ملکہ عادیہ بانو یہ حال دیکھکر نہایت متعجب ہوئین
اور امیر کے حال پر نہایت رحم آیا بہت سا پیار کیا اور پستان امیر کے منہ مین دیا اور نہایت شفقت اور دلاسا دیا
اور عمرو کو دو انگلیون سے ملی ایک طمانچہ مارکے کہا او تابکار اتنے سے سن مین تو ایسا فتنہ پرداز سارق ہی اپنے آقا سے دغابازی

کرتا ہے معلوم ہوا کہ تو اسیطرح امیر کو ہمیشہ سے دودھ نہیں پہنچے رہتا تھا اسیوجہ سے یہ فرزند ارجمند دبلا ہوا جاتا ہے پھر تو ملکہ عادیہ بانو نے وقت مقرر کر دیئے کہ پہلے جاگتے ہیں کئی بار امیر حمزۂ صاحبقران کو اپنی آغوش شفقت میں لیکر دودھ پلا دیا کرتی تھیں اور انکی پرورش میں زیادہ جد وجہد کرتی تھیں شبکو ہوشیار سوتی تھیں غافل ہوکر نہ سوتی تھیں امیر یا تو فیر کو اپنی روح وجان کبھی تھیں بہت چاہتی تھیں ماں سے زیادہ الفت ومحبت کرتی تھیں اگر نصیب عدا ذراسی انگلی دکھتی تھی دل بیچین ہوگیا بیتاب ہوکر اپنی چھاتی سے لگا لیا پیار کیا تشفی اور دلاسا دیا امیر کی راحت سے راحت صحت سے صحت خوشی سے خوشی ملال سے ملال ہوتا ہے اسیطرح زمانہ مزے سے گذرتا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو ہشام بن علقمۂ خیبری کی بیان ہو چکی ہے اور مادر ہشام کو دوسرے ملک میں ایک کاہ فروش کے بیان چھوڑا ہے اب وہ بیان کیجاتی ہے بعد اسکے امیر کی کیفیت اور روئداد عرض کیجائیگی

دو کلمہ داستان حیرت عنوان پیدا ہونا ہشام بن علقمۂ خیبری کا اور پرورش پانا گھر میں کاہ فروش کے اور دفینہ ملنا مادر ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا دیوکو اور اپنی ملک کی فتح لے آنا بہ جماعت کثیر

غزل

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
نہ کر دہشت حاسدان وعدو
شراب زلال مصفا پلا
سو کو شب و روز دے وہ شراب
گل کھلے پڑے ہوے پوشاک کے
مست ہو کر جائینگے اے منجو

کہ ہر شے کی تازہ ہو لگا سنگ
پلا ساقیا جام پر جام تو
نہ کر مجھسے حیلہ مستی اب ساقیا
کہ شرمندہ ہو ساتھ آفتاب
پانون پھیلے تا بدامن چاک کے
آتے ہیں بنت العنب کو ناک سے

سبو و صراحی دم بدم کو
طبیعت کو ہو جوش ہر دم سوا
نہ بدنام میخانہ کر ساقیا
معرفت میں تیری ذات پاک کے
نام لے سکتے نہیں محبوب کا
آفرین صد آفرین دشت جنون

مجھے جام بھر بھر کے دے بے تخلی
تخلی بھی دکھلائے ذہن رسا
پلا بادۂ تازہ تر ساقیا
اڑنے ہیں ہوش و حواس ادراک کے
کیا کہیں کھنچتے ہیں کس سفاک کے
خوب ہی پرزے گئے پوشاک کے

روایت کنندگان عیش ونشاط حکایت نوئیسان لب لباب بساط بعد انبساط اس حکایت کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہیں کہ جب مادر ہشام بن علقمۂ خیبری بخوف ہلاکت وبدہشت جان بھاگ کے شہر سے تباہ و برباد ہوکر ملک دیگر میں ایک کاہ فروش کے بیان پوشیدہ ہوئی حاملہ تھی ہشام پیٹ میں تھا اتفاق سے وہ عورت حاجاً اُسی صحرا میں کسی مقام پر بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی کہ کسیقدر گڑھا پڑگیا جب پیشاب کرچکی اور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سوراخ ہے اور زمین بھی پولی معلوم ہوئی ایک لکڑی اٹھالی اور زمین کو کریدنا شروع کیا جب کریدتے کریدتے کسیقدر غار ہوگیا اب اُس عورت نے ایک ٹھیکرے سے کھود کھود کر ہاتھ سے مٹی ہٹانا شروع کیا مٹی ہٹاتے ہٹاتے ایک غار عمیق ہوگیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہے بیچ مقفل ہے اور کنجی دروازے کی زنجیر میں بندھی ہوئی ہے یہ عورت فوراً اُس غار میں اتر گئی اور کنجی لیکر قفل کھولا اندر گئی دیکھا کہ بہت بڑا خزانہ ہے زر ومال بیحساب وجواہر بے انتہا بھرا ہوا ہے روپے اشرفیان ڈھیرون بھرے ہوے ہیں یہہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور تمام خزانے کی سیر کرکے پھر آئی دروازہ اُسیطرح بند کرکے مقفل کردیا اور سب مٹی ہاتھون سے ہٹاکر برابر کردی زمین ہموار ہوگئی کسیکو ثبوت نہ ہوا پھر کاہ فروش کے بیان چلی آئی بعد کئی روز کے اپنا زیور کاہ فروش کو اتار کر دیا اور کہا کہ بھائی میں چاہتی ہون کہ تم مجکو علحدہ کسی مقام پر ایک مکان تعمیر کرادو چاردیواری کھنچوا کر ایک چھپر وغیرہ ڈالدو کہ میں علحدہ رہا کرون کاہ فروش نے وہ جواہر کا زیور اُس عورت سے لیکر فروخت کیا اور روپیہ نقد کرلیا اور اپنے چھپر کے قریب اُس کاہ فروش نے دیوارین کھنچوانا شروع کین اُس عورت نے اسقدر صحن وسیع کا خیال کرکے دیوارین اٹھوائین کہ وہ دفینہ بھی اُسی مکان کے اندر آگیا مکان قابل رہنے کے تعمیر کرالیا اب اُسی مکان میں رہنے لگی بعد چندے کے اُسی مکان میں ہشام پیدا ہوا اور وہ عورت اُسی خزانہ سے روپیہ اشرفی نکالکر صرف کرنے لگی اور

ہشام بن علقمہ کی پرورش میں مشغول ہوئی جو کوئی پوچھتا تھا تو کہتی تھی کہ لڑکا یتیم ہے اسکے باپ کو بختک ملعون وزیر بادشاہ
نوشیروان نے مار ڈالا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا غرضکہ جب ہشام پانچ برس کا ہوا اسکی ماں نے
اسی خزانہ سے زر و جواہر نکالکر فروخت کیا اور ہر فن کے اُستاد اور معلم و اتالیق اور پہلوانان جنگ آزمودہ نوکر رکھے
وہ ہشام کو ہر طرح کا ہنر و فن سکھانے لگے پڑھانے لگے تھوڑے زمانے میں ہشام بن علقمہ خیبری بھی حد جوانی پر پہونچا
زور و جرأت و قوت و طرحداری دکھانے لگا کہ ایک روز مادر ہشام نے اُس سے تمام حالات ملک خاور اور قتل علقمہ
اور بختک کا قتل عام کرنا اور تمام شہر اور گرد و نواح شہر میں خونریزی کرنا اور خوف زدہ ہو کر اپنا بھاگنا اور کاہ فروش کے
یہاں آکر چھپنا کل کیفیت بیان کی ہشام چین بہ جبین ہو کر قبضۂ شمشیر کو دیکھنے لگا اور کہا کہ ای والدہ خیر کیا مضائقہ اگر بختک
نامرد نے بحکم بادشاہ نوشیروان میرے باپ کو قتل کیا اور شہر کو تباہ و برباد کر کے میری ماں کو دربدر کیا تو خیر دیکھو تو میں بھی قسم ہے لات
سے اور منات اعلیٰ کی کیسا عوض بادشاہ نوشیروان اور بختک نامرد سے لیتا ہوں کہ وہ بھی یاد کریں ای مادر گرامی
سن لینا کہ میں نے کیا کار نمایان کیا جس وقت اور جس زمانہ میں ہو اب اُس روز سے ہشام بن علقمہ خیبری آٹھ پہر اسی فکر میں
رہتا تھا اور آدمی چیدہ چیدہ اور پہلوان بڑے بڑے زور آور صف شکن تیغ زن نوکر رکھنے لگا تھوڑے عرصہ میں ایک جماعت
کثیر اسنے جمع کی یعنی ہزار فوج جرار سرداران نامدار ہشام کے ہمرکاب ہوئے اور بصلاح مادر مہربان ہشام نے اُس کاہ فروش
کو اپنا وزیر معین کیا اب اُسکا یہ حال ہے کہ یہی خزانہ صرف کرتا ہے غرور سے پاؤں زمین پر نہیں دھرتا ہے گھوڑے کی پیٹھ پر نشۂ بادۂ نخوت
سے مست گویا چرخ بیدار اسکے سامنے پست ہے خون کے جوش سے پینے لگا آتش زور جوانی ہر شخص سے لڑائی جرأت کا ولولہ اپنی سادگی
کلاہ کج کلاہ تیزی نگاہ کسی سے سیدھی بات نہیں رسم مروت سیکھا ہی نہیں تیغ بازی کا ذوق تیر اندازی شوق شکار کھیلنے
ادھر اُدھر جایا کرتا ہے کسی سے نہیں ڈرتا ہے ایک روز ایک صحرائے سبزہ زار کی طرف چند رفقائے اور لوازم ساتھ لئے شکار
کھیلنے لگا وہاں کچھ ہرن چراگاہ میں سبزہ پر چر رہے تھے ہشام کی جو نگاہ پڑی آگے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ ہرن تو کلیلیں کرتے
ہوئے سن سن صحرا کی طرف نکل گئے یہ منھ دیکھکر رہگیا مایوس پھرا راہ میں ایک فقیر کامل ایک درخت سایہ دار کے نیچے
بیٹھا تھا اُسے دیکھکر ہشام گھوڑے سے کود پڑا پاس بیٹھ گیا فقیر نے کہا تو کون ہے اور کیا نام ہے تیرا اُسنے کہا کہ میرا نام ہشام بن
علقمہ خیبری ہے فقیر نام سنکر ہنسنے لگا اور کہا کہ ای ہشام تو بڑا نصیبہ ور معلوم ہوتا ہے تو تاج و تخت نوشیروانی پر قابض ہوگا
ہشام نے کہا کہ شاہ صاحب بھلا میں کیونکر بادشاہ نوشیروان کا مقابلہ کر سکتا ہوں اُسکے پایہ تخت میں تین کرور کی
جمعیت لشکر جرار کی ہے اور اُسکے وزیر کیسے کیسے بے نظیر خوش تدبیر ہیں فقیر نے کہا تیرا طالع زبردست معلوم ہوتا ہے اور معلوم
ہوتا ہے کہ مال و دولت مثل خزانہ کے تیری قسمت میں ہے بارگاہ ہشامی اور تیغہ ہشامی تجھکو دستیاب ہو یہ سنکر اُسنے
پوچھا کہ شاہ صاحب کون ہشام اور بھی تھا فقیر نے کہا ہاں بابا ایک ہشام اور بھی گذرا ہے زمانہ سابق میں بڑا بادشاہ زبردست
اور صاحب خزانہ ہوا ہے بارگاہ اور خزانہ اُسی بادشاہ کا ہے تو اور وہ دونون ہمنام اور ہم طالع ہیں اب وہ خزانہ اور بارگاہ تیری
تقدیر میں ہے بارگاہ ہشامی ایسی بے مثل اور لاجواب ہے کہ قصر فلک لاجورد بھی اُسکے سامنے شرمندہ ہے رفعت و بلندی
نے اُسکی سر عرش اعلےٰ پر چڑہایا ہے تیغہ ہشامی الماس بے نظیر ہے کہ ہر وقت گیر و دار دشمن کو تباہ کرے ہشام بن
علقمہ فقیر سے یہ مژدۂ جانفزا سنکر نہایت مسرور ہوا اپنا مہربان اور دوست و شفیق سمجھکر کل حالات بدعت نوشیروان
اور ظلم و ستم بختک بے ایمان اور کیفیت تباہی و بربادی اپنی مادر اور ملک خاور اور قتل پدر کی مفصل ہشام نے
اُس فقیر سے بیان کی اور عرض کیا کہ ای شاہ صاحب پھر وہ خزانہ اور مال و دولت اور بارگاہ اور تیغہ ہشامی کیونکر ہاتھ
آئیگا ارشاد کیجے اُسکا حال بتائیے اُس فقیر نے کہا کہ ای ہشام صحرا کیطرف تنہا جا اور ایک تیر تیز بسمت مغرب کمان میں جوڑ کے

چلہ کشی کرکے پھینک جس مقام پر وہ ناوک بلند پرواز تیر پر گرے اُسی مقام پر وہ خزانہ اور بارگاہ ہے جب یہ کلام مسرت
انجام ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس فقیر روشن ضمیر سے سنا خرم وشاد ہوکر صحرا کی طرف چلا اور تیر وکمان کیانی میں جوڑ
بزور تمام چلہ کشی کرکے بست ضرب مثل باد صرصر چھوڑا وہ تیر تیز پر مثل شہباز تیز رو با صورت پیک صبا برائے نشانہ ہی
بارگاہ ہشامی گوشہ کمان سے چھوٹ کر چلا اور جو مقام دفینہ تھا اُس جگہ جاکر گرا ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس مقام
کو کھدوایا اُسمیں بہت بڑا دروازہ مثل پھاٹک کے نظر آیا ہشام اُس دروازے کو کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت
وسیع اور پر فزا ہے چاروں طرف چمن بندی ہے درختان میوہ ہائے گوناگون جھوم رہے ہیں بلبلیں چہک رہی ہیں طیور نغمہ سنجی کر رہے
ہیں بیچ میں اُس چمن پُر بہار کے ایک بارگاہ عظیم الشان بلند و رفیع ہے وہ بارگاہ اور اُس میں بیشک وہ بارگاہ سلیمانی شرمندہ کن
بارگاہ فغفور وخاقانی ہو رہا ہے اُس بارگاہ کی رشک زلف حور یا تار شعاع آفتاب ہیں قبہ اُسکا چرخ ہفتمین کے مانند ہو رہے
مثل حباب ہائے فلک نما ہیں اُسکی چھت سے چرخ اطلس کی ہیں نور ماہتاب اُسمیں چھن چھن کر آتا ہے عکس خورشید خاوری
بطور سایہ اُسکی جلوہ گری کرتا ہے شبکے سے دریچہ ہائے بارگاہ مثل دیدۂ حور یا نجوم فلکی کے چمک رہے ہیں اُس
بارگاہ کے ذروں سے ستارے آنکھ نہیں ملا سکتے ہشام بن علقمہ اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھکر دنگ ہو گیا دیدۂ دل
مسرت منزل نور ہوا چاہا کہ بارگاہ کیوان جاہ کے اندر قدم رکھے کہ پشت کی جانب سے آواز آئی کہ اے جوان تو کون ہے اور
تیرا کیا نام ہے کیونکر یہاں تیرا گذر ہوا کسنے پتا بتایا ہو تو یہانتک آیا خبردار اس بارگاہ کے اندر قدم نہ رکھنا ایسی بے ادبی نہ کرنا ورنہ
سزائے معقول پائیگا ابھی سر تن سے جدا ہو جائیگا اسنے پیچھے پھر کے دیکھا دیکھا کہ ایک دیو مہیب بدشکل بغضب شدید لپٹنے
ڈگ بڑھاتا چلا آتا ہے صورت اُسکی ایسی ہے کہ دلاور انسان دیکھے تو ڈر جائے رنگ رخ ایسا تھا گویا شب تیرہ شکا سا سر
دانت مثل دندان فیل کے دراز گز بھر کی ناک آبلا سے کان ہاتھ پاؤں مثل ستون کے قد تاڑ سا اُسکے دیکھتے ہی
ہشام نے قبضۂ صمصام پر ہاتھ ڈالکے اونچا پکار تو مجھکو نہیں جانتا میں ہشام بن علقمہ خیبری ہوں اُس دیو
نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ بہانا تھا مجھکو اُس فقیر روشن ضمیر نے دیا ہے سوائے اُسکے دوسرا اس مقام کو نہیں جانتا اے کیوں
جان پر کھیل کے آیا ہے بہتر ہے کہ یہاں سے پھر جا ورنہ سزائے سخت پائیگا میرا ایک نوالا ہو جائیگا اور اس باغ اور خزانے
کا مالک اور ہی شخص ہے دوسرا یہاں قدم نہیں دھر سکتا اسطرف رخ بھی نہیں کر سکتا میں بھی اُس زمانہ تک محافظ ہوں
کہ جب تک وہ اورنگ نشین فخر سلاطین زمان زینت بخش تاج و تخت خسروان زمان تشریف لائے اور بجلوہ نور چہرۂ تابان
رونق بخش بارگاہ آسمان جاہ ہو مالک اس بارگاہ کا وہی ہے دوسرے کی مجال نہیں ہے کہ بجمال کور باطنی آنکھ بھی ڈالے
ہشام بن علقمہ نے تیور بدلکے کڑی آنکھ ڈالکے چین بر جبین ہوکر کہا او نابکار کیا بکتا ہے کون ہے ہوگا میں کسی سے نہیں ڈرتا
اور تجھکو تو ابھی تہ تیغ کرتا ہوں یہ سنکر وہ بد صورت منہ کھولکر اور بڑے بڑے دانت نکالکر وہیں سے سر جھکا کر ہشام
کے کھا جانے کے لئے آگے بڑھا ہشام نے بزور و طاقت تمام شاخیں اُسکی ہاتھوں سے تھام کر اس زور سے جھٹکا دیا
کہ وہ دیو مردود منہ کے بل زمین پر گرا ابھی اُسکے گرتے ہی پاؤں جما کے ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جمایا تن سے آواز کی
سر کب چنبر گردن سے اُڑکے کئی ہاتھ ہٹ کے گرا لاش زمین پر دھڑ سے اس زور سے گرا کہ گاؤ زمین تھرا گئی گویا آسمان
پھٹ پڑا ہشام جوش جرأت میں جھومنے لگا بادۂ نخوت سے مدہوش ہوا اُس دیو کو مارکے کبر و نخوت اور تعلی کرنے
لگا کہ آج پہلے پہل میں نے ایسے زبردست دیوزاد کو مارا کہ انسان جسکی صورت دیکھکر ڈر جائے یہ کہکر وہ مدہوش
بادۂ نخوت خوشی میں جھوم جھوم کے شمشیر خون چکان کو چومنے لگا خرم وشاد اندرون بارگاہ آیا دیکھا کہ دنگل زرین پر
تیغ ہشامی دھرا ہوا ہے اُس تیغہ آبدار کو اُٹھا کر میان سے کھینچکر دیکھا خوش ہو کر بصد کروفر اُسے زیب کمر کیا پھر تمام

مکان و باغ کی سیر کی اور خزانے وغیرہ کو دیکھا ایسا خوش ہوا کہ گویا شادی سے پھولکر بند قبا ٹوٹنے لگے مزود غرور سے کلام کرتا ہوا
باہر چلا آیا ملازموں و رفیقوں کو بلا کر کہا کہ یہ سب مال اور خزانہ اور بارگاہ اٹھوا کے چھکڑوں پر بار کرواؤ لشکرگاہ میں پہنچاؤ
بموجب حکم ہشام خزانہ اور تمام مال و اسباب چھکڑوں پر بار کر اسکے لیگئے ہشام بن علقمہ شاد شاد آیا اور ساری حقیقت
اپنی ماں سے بیان کی اور کہا کہ مجھکو لات اسطے اور منات سطے نے اب اسطرح کی قوت دی ہے مال و خزانہ بے انتہا فوج و
لشکر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اب میں ملک خاور پر لشکر کشی کرونگا دشمنوں کے خون میں ہاتھ بھرونگا سبکو مار کر نکالدونگا
اور اپنی سلطنت آبائی پر قبضہ کرکے بزور شمشیر آبدار حکمرانی کرونگا مادر ہشام نے کہا کہ میں بھی چاہتی ہوں کہ تو اپنے باپ
کے نام بلند کرے خون پدر مقتول کا بدلہ لے اپنے شہر کو پھر اسیطرح آباد و شاد کر رعایا کو راحت و آرام دے مگر بیٹا ذرا سمجھ بوجھ
کر کہ بادشاہ نوشیروان بڑا زبردست بادشاہ ہے فوج کثیر بھی تین کروڑ کی ہمیشہ اسکے ہمراہ ہے امیر الامرا وزیر الوزرا
ذی فہم و ذی لیاقت جالینوس منش بقراط زمان خواجہ بزرجمہر ناصب ہے سرداران لشکر بہادر و دلاور صاحب جرأت و
ہمت بعید شوکت و صولت ہر وقت مستعد کارزار و آمادہ پیکار رہتے ہیں بیٹا تم اپنے تئیں بچائے رکھنا بہت سر نہ چڑھنا
بھاگ جائیں تو ہرگز ہرگز پیچھا نہ کرنا ہشام بن علقمہ نے کہا کہ اے مادر مہربان لات اسطے منات سطے حافظ و مددگار ہیں میں
بھی کچھ زور و قوت و طاقت و ہمت و بہادری و شجاعت میں اُنسے کم نہیں ہوں مجھکو آپ بزدل نہ جانئے گا ابھی دیو
مرید کو کس دھوم دھام سے تہ تیغ آبدار کیا یہی کار اول لائق صد آفرین و تحسین آبدار ہوا شعر آن من باشم که روز جنگ
بینی پشت من * آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے * یہ کہکر اٹھا باہر آکر کوچ کا حکم دیا سرداران لشکر کو بلا کر
کہا کہ اے بہادرو کل صبح کو ملک خاور کیطرف کوچ ہے خواہش یہ ہے کہ ان دشمنوں سے اپنے باپ کا بدلہ لوں دیکھوں تو تم
لوگ کیسی جانفشانی اور کارنمائی اور تیغ زنی کرتے ہو یہ پہلے پہل کا معرکہ ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا لات و منات مددگاری کرینگے القصہ
وہ شب گذری اور صبح ہوئی سردار ناصب سیارگان یعنی ماہتابان با فواج نجوم قلعہ مغربی میں پنہان ہوا خسرو خاور نے باصد
تزک و احتشام جلوہ گری کی میدان چرخ زبرجدی پر محاصرہ کیا لشکر ہشام میں نقارہ کوچ کا بجا آواز کوس جلی بلند ہوئی پھر
قناتیں بارگاہیں بار کرا کے روانہ کیں وزیر ہشام کا وہی کاہ فروش تھا اوسکو ہمراہ لشکر جانیکا حکم دیا نام اوسکا شبرنگ آرا
تھا جسوقت شبرنگ صحرائی کو کوچ کرکے ہمراہ لشکر چلا ہشام بن علقمہ ماں کے پاس رخصت کے لیے آیا اور مادر ہشام نے کہا ای فرزند
میں بھی تیرے ہمراہ چلونگی مجھکو تیری جدائی گوارا نہیں ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تجھکو دشمنوں میں جانے کی اجازت دوں ہشام نے
کہا اے مادر مہربان ابھی آپ کا جانا مناسب نہیں ہے کیا جانیں کیسا موقع ہو اور کیسی پڑے جسوقت بامداد لات و منات یہ معرکہ
فتح کرونگا آپ کو فوراً بلوا لونگا خاطر جمع رکھیے مادر ہشام نے کہا کہ خیر ای فرزند تجھکو لات و منات و عزا کے سپرد کیا مگر یہ بات
میری یاد رکھنا فراموش نہ کرنا کہ اول تو تجھکو جلد فتحمندی و فیروزی نصیب ہو اور اگر شاید اپنی فوج کا رنگ بے رنگ
دیکھیں تو فوراً قلعہ آہن زر کیطرف نامہ روانہ کرنا کہ وہاں دختر علقمہ تیری حقیقی بہن جو فولاد آہن ناب کیطرح ہوئی بڑی ذکی
ہے اور تیرا ہیولی لشکر بے شمار رکھتی ہے تیرا خط دیکھتے ہی تیری مدد کو آئیگا اور کیسا ہی معرکہ ہو فتح کرا دیگا پھر مادر ہشام
نے اپنے فرزند کی بلائیں لیں سر سینہ سے لگایا اور رخصت کیا ہشام محل سے باہر آیا حکم دیا کہ بارگاہ ہشامی چھکڑوں
پر بار کراؤ اور جلد روانہ ہو دیر نہ کرو جسوقت بارگاہ ہشامی روانہ ہو چکی آپ بھی مع ہوا خواہوں کے ملک خاور کیطرف روانہ
ہوا جلد چلا دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتا ہوا پہاڑ دریا دشت و جبل کی راہ طے کرتا ہوا قریب در شہر پناہ کے پہونچا میدان وسیع
میں خیمے بارگاہیں قناتیں استادہ ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے جب دم سے بیٹھے دلکو معرکہ آرائی کی فکر تو تھی ہی نقارہ زری پر
چوب پڑی ہشام نے سرداروں کو بلا کر کہا کہ بہادرو اپنے ہمراہیوں اور سپاہیوں کو بھی آمادہ جنگ ہو کہ دروازہ شہر سے

جو تلوارین کھینچے ہوئے گھسو تو قتل و قمع کرتے ہوئے سیدھے بارگاہ صمصام زرہ پوش مین کہ جو حاکم یہان کا ہو دردانہ گھس پڑو اور
صمصام کو گرفتار کرو یا قید کرو پھر عیش و راحت سے بسر کرو سردارون نے حکم ہشام کا کل لشکر کو سنایا بموجب حکم
سب کے سب تلوارین پکڑ پکڑ کے شہر مین گھسے قتل عام ہونے لگا جا بجا تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچہ مین خون کی ندی بہنے
لگی تمام شہر مین وہ تلوار چلی کہ مریخ فلک کانپنے لگی ہشام بن علقمہ تلوارین مارتا بارگاہ صمصام زرہ پوش مین گھس پڑا
صمصام بھی تلوار پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا ہشام اور صمصام سے مقابلہ ہوا تلوار چلنے لگی دو چار ہاتھ دونون طرف سے خالی
گئے صمصام نے لپک کے ایک ہاتھ پلٹ کا مارا ہشام نے سپر پر روک کے ایک اوچھڑ دی تو سپر تلوار صمصام زرہ پوش
کی ٹوٹ گئی صمصام نے دوسری تلوار لی ہشام نے بھی تیغ شکر تیغ ہشامی میان سے کھینچا پھر تو تیغ ہشامی سے برق گرنے
لگی ہشام نے بڑھ کر ایک ہاتھ تیغ آبدار کا فرق صمصام پر ایسا مارا کہ سر و گردن اور صدر و شکم کو دو کرتا ہوا شکم توسن سے نکل
آیا صمصام کے دو ٹکڑے ہوئے اور دو حصے زمین پر گرا اب اس بارگاہ مین جسقدر پہلوان اور جوان اور تیغ آزما تھے
ہشام نے سبکو تیغ ہشامی کیا صدہا ہزارہا کا خون ہوا سبکو تیغ ہشامی سے پناہ نہ ملی قدم نہ ٹھہر سکے چار طرف بھاگ گئے
چھپ گئے اور پناہ نہ ملتی تھی یہانتک کہ سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا بعد قتل صمصام اور ہمراہیان صمصام کے ہشام
سریر حکومت پر بیٹھا حکم و احکام جاری ہونے لگے بعد تسلط و اطمینان ہشام نے رعایا کو تسلی اور دلاسا دیا اور خلعت و انعام
سے سب سردارون اور جوانون اور پہلوانون کو مالامال کر دیا شبرنگ صحرائی وزیر ہشام نے شہر کا بندوبست کیا ہر ایک
نے ہشام کو نذر دی اور فوج نوشیروان جو ماتحت صمصام تھی سب ماری گئی جو سردار اور جوان بھاگ بھاگ کر ادھر
ادھر گوشہ گیر ہوئے تھے اُن سب نے آکر اطاعت قبول کی ہشام نے ان سب کو بھی بعد خلعت و انعام عہدہ لشکری سے ممتاز
کیا مگر دو ایک سپاہی جو بھاگ کر ملک مدائن مین پہونچے انھون نے بختک سے روداد معرکہ ملک خاور اور قتل ہونا صمصام
زرہ پوش کا اور مارا جانا فوج نوشیروان کا جو بختک برائے بندوبست شہر خاور مین چھوڑ آیا تھا سب بیان کی بختک نے
کہا چپ رہو ابھی منہ سے نہ نکالنا بعد اسکے کچھ سوچ کے بختک نے انکو قتل کیا کہ اورون کو عبرت ہو اور کوئی منہ سے نہ
نکالے بادشاہ کو بالکل اس معرکہ کی خبر نہ ہو بادشاہ اس حال سے بالکل بے خبر رہا اور یہان ہشام نے شبرنگ صحرائی
سے کہا کہ شہر کو اچھی طرح باطمینان تمام شاد و آباد کرو اور املاک و باغات کو آراستہ کرو اور بارگاہ ہشامی کو بعد گرد و فراستاد
کرو بموجب حکم شبرنگ صحرائی نے تمام شہر اور املاک اور مکانات اور باغات کی آراستگی کی جا بجا بارگاہین استادہ ہوئین
اور بارگاہ ہشامی بعد گرد و فراستادہ ہوئی اُسکو ہشام بن علقمہ نے تختگاہ قرار دیا اور اسکا بڑا بندوبست کیا
گرداگرد اسکے پہرا چوکی زبردست مین کیا سوار و پیادہ واسطے حفاظت بارگاہ عالم پناہ مین ہوئے سر رفعت
بارگاہ ہشامی کا چرخ ہفتمین پر پہونچا اس بارگاہ کی کھمبون کے آگے کلس گنبد فلک کا جوڑ دست ہوا اور بچھا سے آسمان کھولے
ہوئے فرشتے اس بارگاہ کا نظارہ کرتے تھے رنگ فلک نیلگون اس بارگاہ کے سامنے شرمندگی سے پھیکا تھا بارگاہ نہ پردہ
زنگار گون اسکے آگے خجل تھی آفتاب عالمتاب صبح سے شام تک شعاعی کمرے باندھے ہوئے اس بارگاہ ہشامی کی
بصد یکتائی دربانی کرتا تھا ماہ بصد عز و جاہ شام سے صبح تک طلایہ گردانی اور بارگاہ کیوان پناہ کی پاسبانی کو صبح ثوابت
سیارگان حاضر تھا ہشام بن علقمہ خیبری نے اوس بارگاہ فلک جاہ کو اپنی درآنگاہ مقرر کیا تھا کہ سوائے اُس بارگاہ
کے ہشام کو کہین آرام نہ ملتا تھا غنچہ آرزو اسکا اسی بارگاہ مین بیٹھ کر کھلتا تھا جب اس بارگاہ مین آتا تھا ہوائے خرمی
سے دل باغ باغ ہوتا تھا مثل بہشت عنبر سرشت شدادی جان کر ہوتا تھا القصہ بعد اطمینان کامل ہشام بن علقمہ خیبری
نے چند سردار لشکر جرار سے منتخب کر کے شبرنگ وزیر روشن تدبیر کے ہمراہ کئے اور کہا کہ اے شبرنگ تو روانہ ہو

اور میری مادر مہربان کو مژدہ فرحت بخش یہی فتحیابی ملک خاورستان اور لیدا سکے بڑے اعزاز و اکرام سے محافہ مین سوار کر کے نہایت ہوشیاری و خبرداری ست مع خزانہ وغیرہ ہمراہ اپنے لے آنا مشہنگ وزیر باتدبیر بحکم ہشام بن علقمہ خیبری مع سرداران نامدار وہان سے روانہ ہوکے خدمت مادر ہشام مین پہونچا اور پہلے مژدہ فتحیابی شہر خاورستان سنایا پھر تمام اسباب و مال و خزانہ و دفینہ و بارگاہین و خیمے چھکڑون پر لدوا کر اور مادر ہشام کو محافہ زرنگار مین سوار کر کے لبعد عز و احتشام سمت ملک خاور کو روانہ ہوا اور مادر ہشام نے کوئی چیز بھی اُس مکان صحرائی مین نہ چھوڑی سب اسباب ہمراہ اپنے ملک مین آئی جب شہر مین پہونچی شہری و بازاری سب تماشے کو سر راہ آکر کھڑے ہوے خشم و خدم مادر علقمہ کا دیکھنے لگے غرض کہ سواری اسکی دردولت فیض منزلت شاہی پر پہونچی ہشام نے مادر مہربان کو خود بعز و افتخار آتارا کر محل مین داخل کیا لبعد عیش و عشرت و بہزار خرمی و مسرت آرام و راحت سے رہنے لگی مادر ہشام نے کہا ای فرزند میری صلاح یہ ہی کہ تو ایک نامہ مسرت شمامہ مشتمل بمضمون فرحت مشحون فتح شہر خاور فولاد آہن تاب کو قلعہ آہن زمین روانہ کر کہ یہ تیرا منسوب ہی تیری بہن اسی سے منسوب ہی کیونکہ اُس کو خبر ایسے امور کی ضرور کرنا ہی وہ بڑا زبردست شجاع و دلیر ہی اور فوج بیشمار ہمراہ رکاب رکھتا ہی غرض کہ ہشام نے بصلاح اپنی مادر مہربان کے ایک نامہ بمضمون مذکور العدر پاس فولاد آہن تاب کے تحریر کر کے روانہ کیا مگر ہشام آٹھ پہر اس فکر مین رہتا تھا کہ بادشاہ نوشیروان سے کسطرح عوض اپنے ملک کی تاراجی اور بربادی کا لون چار طرف صحرا بہ صحرا بہ کوہ بہ دشت و دیار کی جانب جاسوس و خبردار روانہ کر دیے اور حکم قطعی دیدیا کہ جس جگہ برائے شکار وغیرہ بادشاہ نوشیروان زمان مع چند جوانون کے آئے فوراً مجکو خبر دینا دیر نہ کرنا مین تمکو انعام و اکرام سے بہت مسرور کر دونگا ہشام بن علقمہ شب و روز اسی جستجو مین رہا کرتا ہی ناظرین والا تمکین پر واضح ولائح ہو کہ اب لبعد احوال و کیفیت امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بیان ہونے کے داستان ہشام بن علقمہ خیبری تحریر کیجاتی ہی

دوسرے داستان حیرت بیان لیجانا امیر با توقیر کو سمت پرستان پریزادون کا اور بادشاہ پردہ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح ہونا حمزہ صاحبقران زمان سے اور پہونچنا جانا امیر کو پاس ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر با توقیر کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم　　خمار جسم کا پڑھتا ہون اسم
حجاب ایک اک پردۂ قاف ہی　　سبو و خم و جام کیا صاف ہی
سحر کیسے مشتاق ہین ذی کمال　　عروسانہ مضمون کا دکھلا جمال
تیرے میکدے مین وہ جلسہ ہی آج　　پرستان کی اب نہین احتیاج
پلا ساقیا مجھے صاف صاف　　ہی آراستہ آج بزم زفاف

غزل

ابھی زاہد نہین آیا ہی پری زادون کی قابو مین
مجھا دینگے مزا اگر آگیا یارون کے قابو مین　　ستانا کو ہی بجا حضرت عشق آپکی دولت
ابھی مر جاتے ہین یان تک زندگی تنگ ہے ہمین　　نہین پر روت اپنی تیرو یارون کے قابو مین
نہین ہین بالکل ہوش یارون کے قابو مین　　نگاہ ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کہ اتنا آ پڑے ہم مردم آزار دل کے قابو مین　　لگے ہین مردم دیدہ کے اشکون سے رورو کے
پھنسی ہی جنس دل جاکر خریدارون کی قابو مین　　وہ چشم مست ہی تیری کہ پڑتے ہی نظر ظالم
کریہ تو آگیا بیچارہ ان چارون کے قابو مین　　جب شناسان حسن و جمال سخن

نویسندان داستان کہن چہرہ مشتاقان حسن و جمال پری تمثال و آرزومندان وصال سیمنت دل عروس خصائل حجاب عروس مضامین کہن کو حجلہ نو آراستہ طبیعت سے آشکار کر نوشہ کلک گہر سلک کو یون بزم شادی مین جلوہ آرا کرتے ہین کہ ملکہ عادیہ بانو حسب سوال پرورش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین برضا و رغبت دل آٹھ پہر مصروف رہتی تھین اور محبت و الفت بحد و انتہا کرتی تھین رات کو چونکا چونکا کر حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا کرتی تھین اگر کسی وقت بتقاضائے

طفولیت امیر با توقیر صرف کرتے تھے گھڑی ہو کر جلاتی تھیں ایک روز شب کو اتفاق روزگار ایسا خواب غفلت ملکہ عادیہ
بانو پر طاری ہوا کہ مطلق ہوش نہ باقی رہا اور تمام کنیزین اور خادمین وغیرہ بھی ایسی سو گئین کہ بالکل نہ چونکین اور
بیہوش ہو گئین پچھلی رات باقی تھی کہ اسوقت ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلی تو حمزہ
کو اپنے پہلو مین نہ پایا جلدی سے کنیزون کو اٹھایا ہوشیار کیا کہا ارے دیکھو تو میرا حمزہ کہان میرے پہلو سے غائب
ہو گیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی ملکہ عادیہ بانو سب گھبرائین چہار طرف ڈھونڈھتی پھرین مگر حمزہ کا کہین پتا نہ لگا دل
سینے مین بیقرار ہوا اور روح بے چین ہو گئی چشم اشکبار ہوئی مثل ابر باران آنسو برسنے لگے آنکھون کو انتظار دل بیقرار بار بار
زبان پر حمزہ کا نام جمال بے مثال کا اشتیاق ناگوار دم بھر کا فراق کہتی تھین اے حمزہ تیرے دیکھنے کو دل تڑپتا ہی
تیری مفارقت سے کلیجا منہ کو آتا ہی تصویر بے نظیر اپنی دکھا دایہ کے گلے سے لگجا عادیہ بانو کے پہلو کو آباد کر دل مضطر
کو شاد کر یہ کلام جگر خراش ملکہ عادیہ بانو کے سنکر کنیزین بھی گھبرا گئین یکایک سب کے سب اوٹھ بیٹھین وہ بھی فراق
حمزہ صاحبقران مین رونے لگین اشک گرم سے منہ اپنا دھونے لگین ملکہ عادیہ بانو مع کنیزان غمگین مضطر و نالان
حیران و پریشان روتی پیٹتی خواجہ عبد المطلب کے پاس آئین حال گم ہونے حمزہ صاحبقران زمان کا بصد رنج
و ملال بیان کیا خواجہ عبد المطلب یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متعجب ہوئے از حد فکر و تشویش ہوئی دل کو رنج
و ملال سو سو طرحکا خیال حیران و پریشان دل تردد منزل نہ آرام زبان پر حمزہ کا نام اشکبار بیقرار ہو کر یہ کہتے تھے
یہ کیا باعث ہی کہ جو حمزہ گم ہو گیا کون اس کو اٹھا لے گیا غرض خواجہ عبد المطلب سسکتے ہوئے باہر نکلے بزرجمہر
کے پاس گئے اور کہا ای خواجہ آج نیا سانحہ گذرا کہ حمزہ پہلوے دایہ سے غائب ہو گیا کہین پتا نہین لگتا گھر مین کہرام ہی
غم و الم کا اژدہام ہی برگشتگی تقدیر کا سامنا ہی صدمہ و الم بیحد و انتہا ہی خواجہ بزرجمہر نے یہ سنتے ہی پہلے سکوت کیا پھر قرعہ
ہاتھ مین اٹھا کر پھینکا شکلین صحیح کر کے بیان کیا کہ تمہارے فرزند ارجمند حمزہ صاحبقران زمان کو ایک پریزاد اوٹھا
لیگیا پرستان مین بادشاہ وغیرہ مشتاق جمال جہان آرا تھے فقط زیارت نور جمال بے مثال اس غرض حصول کی کرکے
بادشاہ پھر بھیجدیگا زیادہ نہ گھبراؤ دل مضطر کو فراق مین نہ تڑپاؤ صاحبقران خیریت سے ہی آتا ہوگا کوئی مضائقہ نہین اے
خواجہ عبد المطلب یہ مقام خوش ہونے کا ہی رنج و ملال بیکار ہی کہ تمہارا فرزند ثانی سلیمان صاحب عز و وقار
ہی اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بروایت مجھ کو معلوم ہوا کہ پرستان مین درمیان پردۂ قاف کے ایک
بادشاہ ہی کہ وہ سریر سلطنت پرستان پر بکوست شاہی متمکن ہی اور وہ ایسا زبردست ہی کہ شاہان اجنہ سے
باج و خراج لیتا ہی وہ بادشاہ و تاج بخش اقلیم دیوزاد ہی سر خاقان و ہمایون نژاد ہی اس سلطان فرخ
نشان کا نام شہپال بن شاہرخ ہی نسل جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی ہی ملکون ملکون اسکا
نام مشہور شہرۂ انتظام ہی بادشاہ نہایت خوبرو و نیکخو عالی نژاد فخر جمشید و کیقباد ہی زمانہ
حکومت و سلطنت حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مین پریزاد بھی انکے مطیع تھے چنانکہ عقد نکاح
حضرت سلیمان مین بھی اکثر عورات خاندان اجنہ سے آئین تھین ان عورتون کے بطن سے جو لڑکے پیدا
ہوئے وہ انسان کے حسب سے مشتق ہوئے چنانچہ شہپال فرخندہ فال آدمین کی نسل سے مشہور رہی یہ
بادشاہ نہایت رحم دل خلیق صاحب مروت شجاع غنی عادل سخی خدا پرست دین اسلام سے
بہرہ ور ہوشمند خردمند عالیشان رفیع المکان ہی اس بادشاہ کا ایک وزیر بڑا خوش تدبیر راست شعار
ارسطو افتخار بقراط نژاد و فلاطون طبیعت لقمان حکمت شداد و رفعت عالیشان بلند مکان ہی نام اسکا خواجہ عبد الرحمن ہی

وہ بھی جن وانس کی نسل میں ہے اس کو بھی قوم اجنہ سے کہتے ہیں مگر اس بادشاہ فلک بارگاہ کا شانہ سلطنت اور
قصر خلافت محض بے چراغ تھا حسرت فرزند میں دل داغ داغ تھا ہمیشہ غم اولاد میں دردمند رہتا تھا دل ملال لاولدی سے
تمام راتوں کو آہ سرد دل پر درد سے بھرتا تھا دعائیں مانگا کرتا تھا آخر دعائے نیم شبی اور نالۂ سحری کی تاثیر سے
بموجب قول باری تعالی وہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء خلاق مطلق نے اسکی زوجۂ نیک پارسا کو بار امید
کی لیے حمل رہا بادشاہ کو نہایت خوشی وشادمانی ہوئی اسی روز سے خزانہ و مال دولت لٹانا شروع کیا انعام
واکرام تقسیم ہونے لگا ملازموں کو خلعت سے سرفراز کرنے لگا بعد انقضائے مدت حمل کے آفتاب عالمتاب برج
حمل سے طالع ہوا ایک لڑکی آفتاب صورت و رسیرت مہ طلعت فلک مرتبت ماہ پیکر نیک اختر پیدا ہوئی اور روز جمال
بمثال خورشید نظر رشک ماہ منیر نے جلوہ گری کی شور غل ہوا جلسہ وہ نور فلک آیا چمکا ✤ آسمان دیکھ زمین کا بھی ستارا چمکا
محل میں مبارک سلامت کی دھوم ہوئی پریزاد و دیوزاد و جن وانس تابع فرمان سلطنت نے بادشاہ کو نذریں دیں اور
عرض کیا شعر مبارک ہو اے شاہ فیروز بخت ✤ کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت ✤ اے بادشاہ جم جاہ حضور کے کاشانہ
عشرت اور شبستان مسرت میں ملکہ آفاق پری کے بطن سے آج وہ دختر نیک اختر پیدا ہوئی ہے کہ جسکو دیکھکر تمام
خلق خدا اپنی جان نثار کرے بادشاہ فلک جاہ فوراً سجدۂ شکر بجا لایا اور کہا کہ اے پروردگار تونے کاشانۂ تیرہ و تار کو
میرے روشن و منور کیا پھر اسی وقت جشن عام کا حکم دیا تمام پرستان آراستہ و پیراستہ ہوا پریوں نے ساز خوش
آہنگ درست کیا ترانہ مبارکبادی شروع ہوا اشعار کہیں طبلے پہ پڑنے لگی ✤ کہیں نوبت شادی جھڑنے لگی ✤ کہیں
نے نوازی تھی با صد سرور ✤ کہیں بجتے تھے ڈھولک و دف طنبور ✤ اڑاتا تھا تانیں کوئی بے سری ✤ غزل گاتا تھا بھلی اور بری
بھروں اور نے لگی تانیں گوش فلک سے پار ہوئیں عجب جشن نوروزی محفل جمشیدی میں برپا ہوا اگر کیفیت جشن تمام و
کمال تحریر کروں ایک دفتر ہو طول سر بسر ہو مطالب داستان مسرت بیان خبط ہو جائے پھر طبیعت جادۂ اعتدال
پر مشکل سے آئے قصہ مختصر کروہ نونہال گلستان خوبی غنچۂ نودمیدۂ باغ محبوبی کو دایۂ عیش ونشاط و دقابۂ مسرت و انبساط
نے کنار پرورش میں لیا اور مادر و پدر کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے لگی دن چھٹی کا آیا ملکہ آفاق نے بعد
انتظام تمام فرمایا جلسہ عیش مہیا ہوا اندر سے باہر تک مبارک سلامت کی دھوم ہوئی نوبتیں خوشی کی بجیں لگیں ناچ
رنگ ہونے لگا جوڑے خلعت ہزارہا تقسیم ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہوا روشنی کوچہ بکوچہ تا چ گلی گلی ایک شور تھا کہ آج جشن
تولد دختر نیک اختر بادشاہ شہپال بن شاہرخ کے دربار عام میں بادشاہ سریر سلطنت پر متمکن تھا اشرفیوں کے
توڑوں کے منہ کھلوا دیے تھے انعام واکرام بٹ رہا تھا خلعت تقسیم ہو رہے تھے تمام ارکان دولت خوش و خرم و دمبدم
تہنیت دیتے تھے اسی دن بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن جی کو بھی یاد فرمایا جب وہ خوشی خوشی آیا مژدۂ تہنیت سنایا
بادشاہ نے اسے خلعت سے سرفراز کیا اور فرمایا اے وزیر اعظم دستور معظم تمکو علم رمل اور جفر میں کمال دخل ہے ذرا غور تو
کرو اور طالع دختر نیک اختر کا دیکھو کہ پروردگار عالم و عالمیان و آگاہ اسرار خفی و جلی کو کیا منظور ہے اس لڑکی کے لئے آخر عمر
تک کون سا شیوہ ممدوح ہے زندگی اسکی کب تک ہے کیا کام اس سے وقوع میں آئینگے ہم بھی اسکی بدولت کچھ نام پائینگے
کس کے ساتھ اسکا بیاہ ہوگا کیونکر بیاہ ہوگا مفصل دریافت کرو وزیر دو جواہر و منصب جبیش قرار تو خواجہ عبدالرحمن جی
نے قرعہ نکال کر تختۂ دانشمندی پر پھینکا اور زائچہ کھینچا دل کو ایک فرح حاصل ہوئی بہر طریق فال کامل ہوئی ہیں بات
پر اجتماع کیا کہ اے بادشاہ فرقلاہ بیاد من رمل اس امر کی صحیح خبر دیتی ہے کہ انشاءاللہ دختر فرخندہ سیر کا طالع نہایت خوب ہے
یہ صاحبزادی بڑی عمر کی ہوگی انسان بھی اور حیوان اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے کوئی اس سے سرتابی نہ کریگا

پر تمثیل اسکی اطاعت کا دم بھرینگا نظم یحییٰ گویم اے شاہ فرخندہ بخت * بود زیر فرمان او تاج و تخت * بمسند بر سر و کلاہ سمی * ز تمہید
مرا در اگرچہ پری شی * و لے جفت این نسل انسان بود * و لے عشق ہم پیشہ زان بود * بینے اے شہنشاہ پردہ قاف حال ایں
دختر نیک اختر با عصمت عفت یہ ہے کہ یہ نازنین حسین مہ جبین صاحب جمال بے مثال فخر پریزادان رونق پرستان کسی انسان
عالیشان جمیل شکیل طرحدار وصف دار شجاع و دلیر صاحب ہمت سرونق دہ تاج و تخت فخر سلاطین روزگار نامی و نامدار
کے ساتھ بیاہی جائیگی اور ہمیشہ اسکی خدمت میں مصروف رہیگی اور اس ذی حشم صاحب عزم کو یہ خود چاہیگی اور
مدام فریفتہ و شیفتہ رہیگی اور ایسی کنیا کے شوہر کی بدولت ملک و مال تلف ہوگا آپ سے اورنگ سلطنت پر زوال آئیگا
آپ کا ایک دشمن جانی حریف ملک ستان ہوگا کہ اس سے بہت بڑا خطرہ اور دغدغہ ہوگا وہ جناب عالی کو حیران و پریشان کریگا اس دشمن
کو وہی داماد آپ کا زیر کرکے قتل کریگا یا نی اور سبطرح سے اچھا ہے جسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر نیک مشیر سے کلام
حیرت انجام سنے نہایت غصہ آیا اور عالم شادمانی میں طیش کھایا سر طرف آسمان سے اٹھایا اور بعد ازاں غم فرمایا اے
وزیر خوش تدبیر یہ امر خلاف شان پریزادان ہے غیر نسل میں لوگ اپنے لڑکوں کی شادیاں نہیں کرتے کہ انسان
تو خاک بیان سے ہے انسان کے ساتھ شادی میری دختر بلند اختر کی ہونا بہت خلاف ہے اگر مقدمات کا یہی امر ہے حصر ہے
تو ایک تدبیر یہ کرتا ہوں نوشتہ تقدیر کو پورا کرکے دکھاتا ہوں کہ ابھی متوسنی میں کسی انسان کو پردہ دنیا سے بلوا کر
کہ وہ انسان نسل جلیل بے عدیل سے ہو بلکہ اولاد پیغمبر جلیل سے ہو اسکا نکاح کر دونگا انسان سے نکاح ہونے کی شرط
بھی ادا ہو جائیگی جب یہ سن تمیز کو پہونچیگی تو کسی جن وغیرہ سے اسکا بیاہ کر دیا جائیگا خواجہ عبدالرحمن جنی نے جب یہ کلام
سلطان ملک نظام سنا ہنسکر عرض کیا شعر جائے کہ تقدیر کے تئیں نہیں کرنا رقم * سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہے *
اے بادشاہ فلک بارگاہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں پروردگار عالم کو بھی فقرہ دیتے ہیں آپ نہیں جانتے کہ وہ خود فرماتا ہے
مکروا و مکر اللہ خیر الماکرین اے شہنشاہ جلیل یہ قال و قیل آپ کی بیجا ہے کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کے نکاح کئے سے
نکاح ہوجاوے اور پھر یہ شاہزادی انسان کے پاس نہ جاوے کبھی یہ ممکن نہیں جو کچھ مشیت پروردگار میں ہے وہ نازل
گذر چکا ہے وہ ضرور ہونا ہے جو نوشتہ تقدیر ہے وہ پیش آنی ہے بکار مفت آپکی لن ترانی ہے ہر چند خواجہ عبدالرحمن جنی نے وعظ
و پند کی اور کلام جواہر نظام کو بفصاحت و بلاغت میزان بیان میں تولا اور چند در چند موعظت کو سراسر کھولا مگر بادشاہ کو منظور ہوا
اور کہنا عبدالرحمن کا نہ مانا دل میں یہی خیال جگہ کیا کہ ابھی ادائے شرط تقدیرات کرنا چاہیئے دیووں کو بلاکر حکم دیا جائے
پردہ دنیا پر تلاش کرو جو لڑکا نسل جلیل سے کسی کا پانچ پہر روز کا ہو تو اسے اٹھا لاؤ تمہیں سرکار سے انعام واکرام بیشمار ملیگا اور
خلعت سے سرفراز و ممتاز ہوگے ان دیوان عقیل و فہیم چالاک اہل ادراک نے بموجب حکم قضا شیم بادشاہ گردون پناہ شہپال بن شاہرخ
طرف پردہ دنیا کا راستہ لیا چہار طرف شہر شہر دیار دیار قصبہ قصبہ گاؤں گاؤں تلاش طفل خردسال حسین وجمیل صاحب
حسب عالی نسب ڈھونڈھتے پھرے مگر کہیں موافق طبیعت بادشاہ کے نہ پایا لگا آخر کار سب طرف سے پھر کر مکہ کی طرف آ
بلا کچھ ہوا وہ دیو تابع فرمان حکم بادشاہ پریزادان مثل طائران تیز پرواز کے اڑتے ہوئے چلے آتے تھے اتفاقاً لشکر اپنے خواجہ
عبدالمطلب کی جانب سے گذرے دیکھا پہلوے دایہ ملک عاد چہ پانو کے پاس ایک پارۂ ماہ تابان بعد عزم
وشان پانچ پہر روز کا طفل خردسال بعظمت وجلال آرام کرتا ہے اس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب جلال کو دیکھتے ہی کہ
لگے بے اختیار دل سے شیفتہ و فریفتہ ہوئے فوراً اس مکان عرش نشان میں اترے اور اسے چپکے سے پہلوے دایہ سے اٹھا لیا پیشانی
پر بوسے دے گلے سے لگایا پیار کیا جانب پرستان اڑ کر لے چلے ایسی تیز پروازی کی کہ باد صبا تنگ دامن گرد نگ پہونچ سکے
ایک چشم زدن میں بخدمت بادشاہ سلیمان جاہ سلطان پردہ قاف پہونچے اور اس ماہ پارہ کو ہاتھوں پہ

نکلکے دست بستہ عرض کیا ای جہان پناہ یہ ماہ پیکر مہر طلعت حاضر ہی بادشاہ سنے جو حسن وجمال خورشید مثال چہرۂ بے نظیر
رشک ماہ منیر امیر باتوقیر پر نگاہ کی بیساختہ ایک دل سے آہ کی نظم بگفتا کہ این ماہ از چہ برج کیست * گل از بوستان ہمایون چیست
گرامی کہ یعقوب این یوسف است * کہ کند مہرش زلیخا درست * ای طلازمون خیرخواہ دولت شاہنشاہ و ای تابعان سرکار
فلک اقتدار جہان پناہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہی اس چاند کے ٹکڑے کو تم کہان سے اٹھا لاے ہو یہ دُرۃ التاج شہریاری
و لعل بے بہاے جہانداری کون ہی اور کس معدن مین ایسا سکن ہی کہ دیکھنے سے اسکے دل کو بیقراری ہی آن دیوون
نے عرض کیا کہ وہ جو سرزمین بیت الشرعب و نگاہ مسلمانان نہایت مبارک جگہ ہی وہان ایک سردار جلیل خلیل الرحمن
سے ہین نام آن بزرگوار کا عبد المطلب ہی انکی حرم سراے سے اس طفل منیر شیرخوار کو لاے ہین ہمنے بھی جیسے
اس ماہ پارہ کی صورت بے نظیر دیکھی ہی بے اختیار دل کو محبت و الفت پیدا ہوئی ہی جی چاہتا ہی کہ مثال دل سینہ
سے نہ جدا کرین آٹھ پہر اس خورشید رو پر جان فدا کرین بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن جنی کی طرف دیکھکر کہا کہ
بتاو یہ لڑکا کون ہی عبد الرحمن جنی نے عرض کی کہ اے بادشاہ یہی لڑکا شوہر ملکہ کا ہوگا اور اسکا نام حکیم بزرجمہر
نے امیر ابو العلا ہی رکھی اور لقب اسکا حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان رکھا ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ عیش و
عشرت شادی و مسرت کا تو سامان از روز پیدائیش دختر نیک اختر سب مہیا ہی کچھ اور درستی اور سامان اور آرائش کی
بزم شادی کرنا نہین ہی فقط نکاح ملکہ اس طفل ماہ پارہ کے ساتھ پڑھ دو جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہو وہ پورا ہو غرضکہ امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان کو لباس عمدہ اور خلعت فاخرہ موافق قد و قامت پہنایا نور عین عبد المطلب
کردیو جو ہنر نگار دست آراستہ و پیراستہ کیا اور ہاتھ پاؤن امیر باتوقیر کے حنا بندی کئے رنگ حنا نے عجب رنگ تو دکھایا
عشاق کا خون بہایا دزد حنا ڈر سے چھپ گیا مہندی کا چور کوئی نہ پکڑ سکا شوخ حنائی دست پا دیکھے مہر خورشید نے جو دم ہی جگر
خون رنگ سے لب ہو گیا چرخ زبرجد کا * الغرض اسی دن سب سامان کدخدائی درست کرکے مانجھے کی بھی رسم ادا ہوئی مہندی
سن چنڈیان دم بھر مین سنکے تیار ہوگئین وہ لذیذ اور وہ شیرین اور وہ آبدار کہ قرص خورشید اسپر نثار رکابدار اپنی انگلیان
چاٹا کیا گھی مین تر بتر ذائقہ مین لذات دنیا سے بہتر خوشبو مین معطر ایک ایک چنڈی پر آفتاب عالمتاب ہزار جان
سے نثار ماہ چاردہ کا جگر داغدار فلک ہفت رنگ کے منہ مین پانی بھر آیا کہ سلیٹی کو جی للچایا ایک
مالن طرحدار و مندار چلبلی صورت شوخ طرار دست تمناے دل محبت منزل سے پھولون کا گت گوندھ کے
لائی تازہ گلون کی بو باس سے پژمردہ دلون کے جان مین جان آئی بدھی پھولون کی جسپر رضوان صدقے
پھولون کی کلیون کی بہار سے غنچہ آرزو کھلنے لگے کے بدلے تار شعاع آفتاب سے گئے گوندھا ہی ہر طرہ گل
شگفتہ گل آفتاب ہر غنچہ اختر پر آب تاب شعر کیون نہ گلہاے چمن پھولون پہ آسکے ہون فدا * خازن گلشن فردوس نے
گوندھا سہرا دولہن کا بھی پھولون کا گت ایسا ہی عمدہ ہی جسکی بھینی بھینی خوشبو سے تمام محل مہکنے لگا وہ چنبا کلی جس سے غنچۂ دل
شگفتہ ہو وہ بازو بند جسکی سرو دست چمن پر بہار رہا مین نے گجرے بھرے بھرے نہایت لاجواب کنگن پھولون کے
دنیا سے نایاب چھپا گلہاے موتیا کا انتخاب سہرا بھی ایسی تیاری کا پر آب و تاب جابجا گوہر آبدار گند سے
ہوے لعل بے بہا جڑے ہوے الماس کی قلمون کی پونگلیان لگی ہوئی سنے کے بدلے سونے چاندی
کے ورق چپکے ہوے ایسی روش کی بدھی بھی بیزنی کے واسطے تیار جسکو دیکھ کے بڑا اسکے کا ہار ہو دل
دولہا کا دولہن پر نثار ہوا ایسا سامان عالیشان جسکو دیکھنے عقل حیران دولہا بمثال دولہن حور جمال کے لگنے
بھی دولہا دولہن کے ایسے جیسے زہرہ و مشتری ہوتے برابر بنے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج نیلم

لعل بے بہا ٹنکے ہوئے کنگنون کی چمک پر انجم نہین مشتری و زہرہ نگاہ مہ و خورشید خیرگی کرتی ہے ستارے کنگنون کو دیکھ
پلکین چھپاتے ہین آفتاب و مہتاب آنکھین چراتے ہین القصہ مانجے کی رسم ادا ہونے لگی کنگنے دولہا دلہن کے ہاتھ
مین باندھے گئے خلعت فاخرہ جوڑے شاہانے دونون کو پہنائے زیور سے آراستہ کرکے غرق بجواہر کیا دلہن
کی چھوٹی چیتھی دھلا کر کھلائی چھوٹا آنچنا ہاتھ مین چھوا یا گیا کنگنا پھولون کا زیب جسم کیا انگشتری یاقوت سرخ کی
ہاتھ مین پہنائی مبارک سلامت کی چارطرف دھوم ہوئی رقاص انجمن فلکی ترانہ سازی کرنے لگے سیم و طلا و جواہر
ماہ کی نچھاور پڑنے لگی عجب دھوم دھام جلسۂ عشرت کا اہتمام تمامی شہر مین ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ مین عیدرات شب برات
گھر گھر پریون کا ناچ ہو رہا ہے ہر جگہ جشن تازہ کا سامان مہیا ہے حجلۂ عروسی تیار ہوا گنبد و طاق سرشار ہوا خواجہ عبدالرحمن جنی
نے عقد پڑھایا حمزہ صاحبقران کا ملکہ کے ساتھ ہوا جواہر کی چھتڑی پر دولہا دلہن کو لٹایا قران السعدین کا جلوہ نظر آیا
پری صحن کے عرش مین یہ تماشا دیکھا دولہا امیر ابوتیمر حمزہ صاحبقران زمان دلہن ملکہ آسمان پری دختر شہپال
بن شاہرخ ہے دونون آفتاب و مہتاب ایک مسند گل سرخ پر بیٹھے ہین دونون بعد شادی و خرمی ہاتھ پاؤن ڈر رہے ہین ادر
مقب ران ہارکے اشارے کر رہے ہین ایہ قابلہ دعائین دیتی ہین گھڑی چاچپٹ بلائین لیکر صدقے ہوتی ہین ہر طرح کے باجے
بجے شادیانے دے لعل و گوہر کو دولہا دلہن پر سے نچھاور کیا جواہر بے نشان یا بادشاہ دونون کو اس کیفیت سے دیکھکر
شاد ہوا کہ بیٹے ہی مین دختر کا گھر آباد ہوا دلہن کی مان خوشی سے پھولون نہین سماتی ہے داماد پر ہزار دل و جان سے نثار ہوئی
جاتی ہے غرض ملکہ امیر ابوتیمر حمزہ صاحبقران کو بعد انبساط ایک رات الگ دن بسر ہوا امینے روز صبح کو بادشاہ نے دونون
کو بہت سا زر و گوہر دے کر حکم کیا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام بعد راحت و آرام پردۂ دنیا ہے لیکے مان باپ کے مکان مین پہونچا آؤ
انکی دایہ کا پہلو آباد کرو خبردار خبردار اس لڑکے کو کسی طرح کی تکلیف نہو اس لڑکے نے کل سے غیر دایہ کا دودھ بھی نہین پیا لیکے
پستان دایہ غیر و الک کی طرف رخ بھی نہین کیا اللہ اکبر یہ طفل شیرخوار کیسا تمیزدار ہے پانچ چھ روز کے بچے کو یہ تمیز و دانائی
کہان حقیقت مین یہ لڑکا خاندان خلیل سے معلوم ہے دور و نزدیک مان کا کیا حال ہوا ہوگا باپ اسکے غم مین مبتلا ہوگا
گھر مین اسکے سبکو عجب حیرانی و پریشانی ہوگی دو یہ حکم بادشاہ کا سنکر امیر ابوتیمر کو کہ دولہا بنے ہوئے تھے اور گشت
پھولون کا پہنے تھے اور خلعت کتخدائی اور زیور طلائی زرنگار سے آراستہ و پیراستہ مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی سہرا
بہشتی سر سے بندھا ہوا اس شان و شوکت سے ہاتھون پر لیکر پہونچانے گئے ادھر کا حال سنیے کہ جب امیر ابوتیمر
حمزہ صاحبقران زمان کو غائب ہوگئے ہوئے ایک رات ایک دن گذرا غم فراق فرزند ارجمند مین عبدالمطلب کا عجب
حال ہوا اور مادر کا لعبد سنکے انکی رو رو کے نہایت حال تباہ کیا اور ملکہ دایہ یا تو دایہ امیر ابوتیمر زار زار اشکبار مصیبت
کا ہنگامہ صدمہ و الم کا سامنا آب و غذا سب چھوڑ دی حمزہ کا نام ورد زبان شعلہ آتش فرقت سینہ مین بھڑک رہا ہے
دل و جگر سوز فراق حمزہ سے جل رہے ہین لب پر آہ و نالہ دریائے اشک غم ہے حمزہ کی لقیانی پاتے ہوئے کی ماتا
بیری ہوتی ہے دل کسی طرح نہین ٹھہرتا شور شب کو نیند نہ دن کو قرار پڑتا ہے + جگر پہ خنجر غم بار بار پڑتا ہے +
اسی عالم بیقراری و اشکباری مین خواجہ عبدالمطلب محزون و نالان و افتان و خیزان خواجہ حکیم بزرجمہر
کے پاس پہر آتے اور کہا کہ اے خواجہ ایک دل بہت بیتاب ہے آتش ہجر سے دل سینہ مین کباب ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے حمزہ
سے کبتک جدائی رہیگی ملنے کی صورت کب دکھائی دیگی اب تو دم لبون پر آیا ہے فراق دلبند نے بہت طول کھینچا
ہے کیا ہوشنہ تقدیر تھا خوشی مین غم پیدا ہوا ایک بیک دل سے کتنے درد و الم پیدا ہوا یہ سنکر حکیم
بزرجمہر نے پھر دیکھا کلین کمینین قرعہ پھینک کر دریافت کیا بعد غور کے بزرجمہر مثل گل شگفتہ ہو گئے

کھلکھلا کے خوب ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ عبد المطلب مبارک ہو مٹھائی کھلوائیے جشن شادی کتخدائی آپ بھی برپا
کیجئے آپ کا فرزند دلبند امیر حمزہ صاحبقران پرستان مین ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ بادشاہ
پرزادوں کی بیٹی کے ساتھ بیاہا گیا یہان آپ کو صدمۂ درد فراق وہان شادی کی دھوم دھام بعد اشتیاق یہان
اشکباری بیقراری آہ و نالہ وہان جشن شادی کتخدائی کا سامان مہیا پروردگار عالم نے اسی سن مین چھوٹی سی دلہن
اعلے حسب والا نسب حور صورت ماہ پیکر مہر طلعت فلک منزلت عطا فرمائی اب دل کو شاد کیجئے تھوڑی دیر مین وہ آفتاب
حشمت و جلال ماہ برج فلک شوکت و اقبال آتا ہوگا یہ کلام مسرت التیام حکیم خواجہ بزرجمہر کا ابھی ناتمام تھا کہ وہی تو امیر
حمزہ صاحبقران زمان کو نوشاہ بنے ہوئے اسی طرح کنار دایۂ قابلہ ملکہ عادیہ بانو مین لیکر چلے گئے ملکہ عادیہ بانو بہت
خوش مسرور ہوئی گلے سے لگایا پیار کیا پیشانی نورانی پر حمزہ کی بوسہ دیا اور پکار کر کہا لو لو صاحبو دیکھو میرا نور زادہ
شہزادہ دولہا بنکر آیا ہے شاہانہ خلعت سے آراستہ ہے زیور کتخدائی سے پیراستہ ہے پھولون کا گہنا پہنے ہوئے سہرا بندھا ہوا
طرہ لٹکا ہوا موتی گلے کا ہار ہے عجب شان و شوکت آشکار ہے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی ہے غرض تمام خدائی صورت بنی
ہے جلدی خواجہ عبد المطلب کو خبر کرو گھر مین آئین ننھے سے دولہا کو دیکھین پیار کرین گلے سے لگائین یہ سنکے سب
خواصین کنیزین دوڑین اور امیر با توقیر آمین گودین لیکر پیار کرنے لگین دل کی طرح سینہ سے لگایا سب چٹ چٹ بلائین
لین درازی عمر و ترقی جاہ و حشم کی دعائین دین خواجہ عبد المطلب کو فوراً دوڑ کے خبر دی کہ تمہارا فرزند ارجمند دولہا بنکر آیا
ہے شان شاہانہ سے ہو بہو ہے یہ مژدۂ فرحت افزا سنتے ہی خواجہ عبد المطلب خوش خوش گھر مین تشریف لائے فرزند دلبند نور
نظر لخت جگر کو دیکھکر بہت شاد ہوئے گود مین لے لیا پیار کیا اپنے کلیجے کو سینہ سے لگایا حکیم خواجہ بزرجمہر
کو اسی طرح لاکر دکھایا بزرجمہر نے جو چہرۂ نورانی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا دیکھا بہت خوش ہوئے
مبارکباد دی اور سبھون نے نذرین گذرانین زر و گوہر تصدق کیا اور بہت سا مال خیرات کیا غرض حمزہ صاحبقران
کے جو ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی دیکھی سب کو بے انتہا خوشی ہوئی وہ ہاتھ پاؤن پارۂ لعل یاقوت معلوم ہوتے تھے
سبکو یقین کامل ہوا کہ حمزہ صاحبقران کا نکاح ضرور ہوا ہوگا خواجہ عبد المطلب اور مادر حمزہ اور ملکہ عادیہ بانو
کہتی تھین افسوس ہم شادی کتخدائی حمزہ صاحبقران مین نہ شریک ہوئے دلہن کو ننھے پن مین نہ دیکھا ہم بھی
آغوش حمزہ کے پیار کر کے گلے سے لگاتے الغرض سب خرم و شادان رہنے لگے اور حمزہ صاحبقران زمان
کنار ملکہ عادیہ بانو مین پرورش پانے لگے اور ساتھ حمزہ کے عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مع بارہ ہزار
طفل شیرخوار کے پرورش ہوئے خواجہ بزرجمہر نے ایک عرضی بمضمون نوید پیدائش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
زمان بخدمت بادشاہ نوشیروان تحریر کی کہ اے مہر سپہر شہریاری و اے قمر فلک جہانداری زینت بخش کشور عدل و داد
نشین سلطنت قباد و تاج بخش سلاطین زمان شہنشاہ دوران باج گیر خسروان جہان بادشاہ نوشیروان خلد اللہ
ملکہ و سلطنتہ بعد ادائے مراسم و قواعد تسلیمات و لوازم کورنشات برمن باریابندگان بساط فیض بساط عرض پرداز ہوں
کہ بعد پہونچنے اس خادم آستانۂ دولت نشانہ کے بتاریخ گیارھوین جمادی الاول وقت مسعود و ساعت محمود کو بوقت
صبح صادق اس آفتاب عالمتاب حسن و جمال ماہ فلک حشمت و اجلال نے برج حمل سے بخانہ خواجہ عبد المطلب
جلوہ فرمایا اور اسوقت شہر مکہ اور اطراف مین اسی دن کے پیدا ہوئے بارہ ہزار بچے دستیاب ہوئے ان سبکو
انکے والدین سے لیکے بملازمت اس اختر تابان کے کنار دایہ ہائے ذی فہم و ذی شعور مین جانب حضور
فیض گنجور سے پرورش ہونے کا حکم دیا اور اسی روز ایک غلام خواجہ عبد المطلب کا مقبل نامے ہے اسکے

یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا اور اسی ہنگام فرجام مین ایک ساربان کہ نام اسکا امیہ ضمری ہو اسکی زوجہ کے یہان بھی بہ ہزار خرابی
و دشواری تمام ایک لڑکا سوکھا ساکھا دبلا پتلا شکل بچہ موش کے پیدا ہوا ہو کہ حکایت اسکی بہت طول و طویل ہو انشاء اللہ بروقت
ضروری حضور رفعت فیض درجت ملازمان بادشاہ جہان پناہ مین عرض کرونگا بموجب زائچہ و قرعہ رمل موافقت ساعت
و وقت فرزند خواجہ عبد المطلب کا نام امیر ابو العلا و مکی لقب بہ حمزۂ صاحبقران رکھا اور مقبل کے
بیٹے کا نام مقبل وفادار اور اُس ساربان امیہ ضمری کے لڑکے کا نام عمرو رکھا یہ دونون لڑکے بڑے صاحب
لیاقت و وجاہت اور بڑی شان و شوکت اور بڑے رفیق و وفادار امیر عالی مقدار کے ہونگے اور حمزہ کو بڑے
جاہ و حشم سے دایہ بالغہ حسین کرکے پرورش کرایا ہو کہ یہ مہر سپہر حشمت و اقبال و نیز فلک جاہ و
جلال ہمیشہ محافظ سلطنت و تخت و تاج بادشاہ زمان و معین و مددگار مملکت مداین نیز دستان رہیگا
زیادہ حد ادب یہ عرضی تحریر کرکے خواجہ بزرجمہر نے ایک شترسوار تیز رفتار کو دی اور تاکید کی کہ یہ عرضی بخدمت
بادشاہ نوشیروان جلد لیجا اور اسکا جواب بہ دوڑی تمام لا وہ شترسوار عرضی خواجہ بزرجمہر
کی پگڑی مین رکھکر سلام کرکے شہر مداین کی طرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طے مراحل بعجلت تیز رفتاری مثل ہوائی
و دشش ہوا پر سوار مداین مین داخل ہوا جب دربار بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان زمان مین آیا پہلے بجا گاہ
پر قیام کرکے بطور قواعد شاہانہ آداب بجا لایا دعاے ترقی دولت و اقبال و زیادتی حشمت و جلال دے کر
عرضی دونون ہاتھون مین لیکر پیشکش حضور فلک جمہور بادشاہ عالیجاہ کی بادشاہ عالم پناہ نے وہ عرضی خواجہ
بزرجمہر کی خوشی خوشی لیکر میر منشی کو دی میر منشی نے بزبان فصیح پڑھی بادشاہ مضمون مسرت مشحون
و مژدۂ جان بخش و فرحت افزا سنکر بہت خوش اور مسرور ہوا اور تمام اہالیان دربار و ارکان سرکار بلند اقتدار
کو مژدۂ شادی پیدایش امیر باتوقیر ابو العلا و مکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران سنایا اور حکم کیا کہ واسطے حمزۂ
صاحبقران کے ایک پالنا جواہر نگار مرصع کار تیار ہوا اور اُس پالنے کے چارون پاؤن پر چار لعل بیش بہا کہ جنکی
چمک مثل آفتاب و ماہتاب کے ہو نصب کئے جائین الغرض جب وہ پالنا تیار ہوا بادشاہ نوشیروان
نے حکم کیا کہ یہ پالنا اور بہت سا زر و مال براے امیر باتوقیر ابو العلا و مکی یعنی حمزۂ صاحبقران اور
خلعت فاخرہ بہت عمدہ اور بارہ ہزار جوڑے بہت بھاری اور اطفال خورد سال کے لئے اور جوڑے انکی
دایون کے پاس خواجہ بزرجمہر کے روانہ ہون اور خواجہ بزرجمہر کو ایک نامہ اپنی طرف سے میر منشی
سے لکھوا کر اُس اسباب کے ہمراہ روانہ کیا اُس نامۂ مسرت شمامہ کا یہ مضمون فرحت مشحون تھا کہ ای وزیر
اعظم و ای دستور معظم رونق بخش مملکت زینت تخت خلافت و جہانداری و ای زیب و جلوۂ سریر سلطنت
و شہریاری و ای دانندۂ اسرار شاہنشاہی و ای آگاہ کنندۂ حال ماضی و استقبال سلطنت نوشیروانی عرضی تمہاری
آئی تحریر کو تمہاری مشاہدہ کرکے بہت مسرور و شاد ہوا تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہارا کیا مذکور ہو خیرخواہی
اور نمک حلالی اسی کا نام ہو رفیق و شفیق یونہین کرتے ہین شاباش و مرحبا ای عمدۂ مدار یہ مال و زر و جواہر
و خلعتہاے فاخرہ براے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران تمہارے پاس مع نامہ مسرت شمامہ بھیجا جاتا
ہو اور ایک پالنا جواہر نگار جس مین لعل بیش بہا چارون پاؤن پر جڑے ہین حمزۂ صاحبقران کے واسطے
بھیجا ہو کہ اسمین شب و روز حمزہ آسایش و آرام سے رہے اور بارہ سو جوڑے بہت عمدہ بھاری بھاری
اُن اطفال خورد سال کے واسطے بھیجے ہین جو اُسی دن پیدا ہوے ہین اور اُنکی دایون کے واسطے تنخواہین

سرکار دولتمدار شاہی سے مقرر ہوئی ہیں سب کو پرورش ہونے دو ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر آپ یہ بندوبست کامل کرکے
چلے آئیے کہ یہاں بھی سب امور منحصر فقط آپ کی ذات خاص پر ہیں یہ پروانہ کرامت نشانہ نوشیروان کا خواجہ
بزرجمہر کے پاس آیا اور وہ سب مال وزر وجواہر اور خلعت اور جوڑے وغیرہ اور پالنا برائے حمزہ
صاحبقران بھی آیا خواجہ عبد المطلب کو خواجہ بزرجمہر نے بلوا کر یہ نامہ مسرت شمامہ نوشیروان زمان کا
اور سب مال وزر اور وہ پالنا سپرد کیا خواجہ عبد المطلب نامدار بہت خوش ہوے وہ پالنا جو واسطے امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران کے نوشیروان بادشاہ زمان نے بھیجا ایسا خوشنما اور نایاب تھا کہ اوسکا مثل ونظیر
نہ تھا آسپر گہوارہ ہفت رنگ فلک نیلوفری فدا ہوتا تھا وہ جواہر نگار ومرصع کار جھولا کہ ہنڈولہ بغدادی
گردون دون کا گھڑی گھڑی آس پاس پھر کے نثار ہوتا تھا چاروں طرف اوس پالنے کے ڈنڈوں اور پٹی
سیروں میں برابر سے نگینے یاقوت سرخ اور نیلم وزبرجد اور گوہر آبدار کے جڑے ہوئے اور لعل شب چراغ
مثل آفتاب عالمتاب چاروں پایوں کے اوپر نصب کئے ہوئے ہیں وہ گہوارہ ایسا آراستہ وپیراستہ تھا
کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا دیدہ آفتاب ومہتاب خیرگی کرتا تھا اختر تابان سامنے اوسکے مثل کرمک
شب تاب کے جھلملاتے تھے وہاں ایسا نور وروشن تھا کہ رات کو اوسکی روشنی میں امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے شب تاریک میں شمع سے موتی اور کوڑی ملانے کی مطلق حاجت
نہوتی تھی حمزہ صاحبقران اوس پالنے سے ایسا شاد ہوتے تھے کہ کھیلنے میں جی اونکا بہلتا
تھا غرض وہ سب مال وزر وجواہر اور خلعت جوڑے اور وہی پالنا وغیرہ دے کے بعد خواجہ
بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب کو سب امور آئندہ نمایش کردیے چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری کے واسطے
بہت کچھ کہا اور سارا انجام کا حال بتا دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا خیال اپنے پاس رکھنا اور
اوسکو تکلیف اور رنج وملال نہ دینا اور گھڑکی جھڑکی سے باز رہنا کہ یہ لڑکا بڑا عقلمند اور صاحب نصیب اور دوستدار
رفیق وشفیق حمزہ صاحبقران کا ہے اور ہمیشہ محافظ جان وآبرو حمزہ صاحبقران کا ہوگا یہ لڑکا عیار بیدرد
وجری ومکار وعیار طرار ہوگا ای خواجہ عبد المطلب اس لڑکے کی بڑی خاطر داری کرنا اور پرورش مثل
حمزہ صاحبقران کے اچھی طرح سے کرنا یہ سب امور خواجہ عبد المطلب کو کہا دیے اور خواجہ
بزرجمہر سب سے رخصت ہوکر طرف شہر مدائن کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل وسطے مراحل مدائن
میں داخل ہوے اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ نوشیروان زمان ہوکر بعد آداب شاہانہ بوسی کے تمام
کیفیت شہر مکہ وپیدائش امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران وحال مقبل وفادار اور روداد عمرو بن امیہ
ضمری بادشاہ نوشیروان سے عرض کی اور کہا کہ ای شہنشاہ دوران وای خسرو گیتی ستان آپ کے
اقبال سے خادم نے کل کاروبار آغاز وانجام انصرام کردیا گیارھوین تاریخ جمادی الاول کی خواجہ
عبد المطلب کے یہاں فرزند ارجمند پیدا ہوا اور نام اوسکا میں نے بموجب زائچہ سال امیر ابو العلا ملقب
حمزہ صاحبقران رکھا خواجہ عبد المطلب کے غلام کا جو بیٹا تھا اوسکا نام مقبل وفادار ابن مقبل
رکھا اور ایک ساربان خواجہ عبد المطلب کے اونٹوں پر تھا اوسکا نام امیہ ضمری ہے اوسکے بیٹے کا نام عمرو رکھا
مگر اوسکی پیدائش کا حال عجیب وغریب ہے کہ جس وقت حمزہ صاحبقران پیدا ہوے اور مجکو خبر ہوئی میں نے حکم
کیا کہ اس شہر میں جتنے لڑکے آج کی تاریخ پیدا ہوں اونکو ہمارے پاس لے آؤ ہم اونکے والدین کو زروجواہر دینگے

اور اُن لوگون کو ملازم کر کے تنخواہ مقرر کر دیے چنانچہ جسقدر لڑکے اُس شہر مین پیدا ہوئے اُنکو منگوا لیا اور دایہ اُنپر
مقرر کین اور اُنکے والدین کو بہت کچھ مال دیا شدہ شدہ آمیہ ضمری نے بھی یہ خبر سنی چونکہ اُسکی جورو بھی حاملہ تھی
اور مدت وضع حمل مین دو تین مہینے باقی تھے لیکن اس بدبخت نے مال و دولت کے واسطے جورو پر ظلم و جبر کیا
کہ جسطرح ہوسکے تو بھی آج ہی لڑکا جن دے کہ مجکو مال و دولت ملے غرضکہ ایسا ہنگامہ ہوا کہ آمیہ ضمری جورو کو
مارنے کو اُٹھا اور وہ عورت بھاگی امیہ پیچھے اُسکے دوڑا وہ کوٹھے کے زینے پر چڑھنے لگی پاؤن اُسکا پھسلا
وہ عورت کوٹھے سے نیچے گر کر مر گئی اور یہ لڑکا کہ جسکا نام مین نے عمرو رکھا ہو پیٹ سے اُسکے نکل پڑا مگر بہ قدرت
خداوند جلیل وہ زندہ رہا مین نے اُسے دایہ حمزہ صاحبقران زمان کہ نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہو اُسکے
سپرد کیا وہ حمزہ اور عمرو دونون کو دودھ پلاتی ہو اُس شیر حمزہ صاحبقران سے عمرو بھی پرورش ہو رہا
ہو اور اُسکے باپ کو مین نے بہت سا مال و زر دیا ای بادشاہ نوشیروان یہ لڑکا بھی یعنی عمرو بن آمیہ ضمری
بڑا عیار اور جرار طرار ہوگا بلکہ سرداران عیاران و سرکوب کافران جہان ہوگا مثل حمزہ کے یہ بھی بڑا شجاع
و دلیر صاحب شمشیر ہوگا اور دل سے عاشق صادق اور رفیق شفیق اور محافظ جان حمزہ صاحبقران کا ہوگا
ای بادشاہ عالیجاہ مین بخوبی بندوبست کر کے حاضر خدمت فیضدرجت ہوا ہون بادشاہ یہ سنکے بہت مسرور
و شاد ہوا خواجہ بزرجمہر کو خلعت فاخرہ دیا اور کیفیت ملک خاور کی بزرجمہر سے بیان کی اور کہا ای
عم نامدار جو آپ نے ارشاد کیا تھا بموجب فرمانے آپ کے مین نے ملک خاور کو تباہ و برباد کر دیا تاکہ
خیبری بختک وزیر کو بجماعت کثیر دو لاکھ فوج جرار سے بھیجا تھا بختک نے شہر مین داخل ہوتے
ہی قتل عام کا حکم دیا وہ خونریزی کی کہ دریا لہو کے بہ گئے تلاطم عظیم برپا ہوا بارگاہ علقمہ مین پہونچکے
علقمہ کو قتل کیا کسی زن حاملہ و غیر حاملہ کو نہ چھوڑا بچون تک کو مار ڈالا القصہ قتل و قمع کر کے
فساد و فتنہ مٹا دیا کسی طفل و جوان و پیر کو باقی نہ رکھا کہ بنا د فساد مٹ جاے جب انسان وہان پیدا ہی
نہ ہوگا تو پھر کس طرح فتنہ و فساد برپا ہوگا تمام ملک خاور دشمنون کے شر اور فساد سے پاک و صاف کر کے
صمصام زرہ پوش کو حاکم شہر کر دیا اور پچاس ہزار فوج جرار دو لاو شہر خاور مین زیر حکم صمصام زرہ پوش
کر کے وہان چھوڑ دی بختک وزیر بہ فتح و فیروزی وہان سے چلا آیا خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکر کمال افسوس
کیا اور دست تاسف ملکر کہا ای بادشاہ نوشیروان آپ نے بڑا غضب کیا مجکو آنے دیا ہوتا یہ امر معصیت بڑا ہوا کہ
اسقدر بندگان خدا کا خون ناحق آپ نے کیا سب مواخذہ آپ کے ذمہ تا قیامت رہا مین معلوم کرون اُس دشمن
کی نسل قطع ہوئی یا باقی ہو بندے کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا جو خدا چاہتا ہو وہی ہوتا ہو اسرار غیب سوا
خدا کے کوئی نہین جانتا ہو شعر من درچہ خیالم فلک راچہ خیال ✤ کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال ✤
بختک نے آپ کے واسطے یہ مواخذہ جمع کر کے رکھا اور مین نے حضور فیض گنجور کے لئے یہ کار نیک ایسا
سر انجام کیا کہ بارہ ہزار بچے معصومون کو نوکر رکھے اُنکے والدین کو روزی سے لگا دیا وہ بچے ... پرورش
پا رہے ہین اور والدین اُنکے عیش و عشرت مین بسر کر رہے ہین بختک ہزارون کو قتل کر کے
بادشاہ کو ماخوذ کرایا مین نے ہزارون کی عمر بھر پرورش کا سامان کر دیا بقول سعدی شعر مکن بد کہ بد
بینی از یار نیک ✤ نروید ز تخم بدی بار نیک ✤ یہی وجہ ہو جو عاقل و فہمیدہ صحبت مفتری و شرپرداز سے پرہیز
کرتے ہین جاہل اجہل کے پاس بیٹھنے سے گریز کرتے ہین کہ جو بد ہو بدی کی باتین سکھاتا ہو اور جو نیک ہو وہ نیکی کی

ہوا جتاتا ہے بختک نے کہا اے خواجہ بزرجمہر میں نے اُس دشمن بادشاہ نوشیروان کو قتل کیا اور نسل رخنہ پرداز
اور بنائے فتنہ سازی عورات کے قتل کرنے سے شادی اب کوئی کھٹکا اور دغدغہ سلطنت نوشیروانی
میں باقی نہ رہا اب چین سے پاؤں پھیلا کے سویئے اور رات دن عیش و عشرت کیجئے گلشن عیش میں جسکا کھٹکا تھا
وہ کانٹا نکل گیا اب غنچہ خاطر ہمیشہ شگفتہ رہیگا خواجہ بزرجمہر نے جس وقت یہ کلام بختک بدانجام کا سنا دل میں تاؤ
پیچ کھا کے کہا کہ افسوس بخت دوست کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ ملک تھا ورنہ سے عداوت مول لی جب تو ایک
شبہ تھا شاید کوئی دشمن ہو تا کہ ہوتا لیکن اب مزدور بالفرض کوئی نہ کوئی پرسان حال بادشاہ نوشیروان کا ہوگا
ناحق ہزار ہا بیچاروں کی جانیں گئیں عورت و مرد خورد و کلاں کا خون ہوا انکے خون ناحق وبال کہاں جائیگا
سوا اسکے یہ کہ بادشاہ کی طرف عاید ہوا بختک تو دشمن نہ تھی مگر اب عدو کو کینہ عداوت کثرت سے پیدا ہوئی
یہ سنکے خواجہ بزرجمہر چپ ہو رہے سکوت کیا انجام سوچ کر غصہ آیا مثل بید تھر تھر کانپنے لگے الا مجبوری و ناچاری
اپنی مشاہدہ کی کہ بادشاہ کو بختک کی طرف رغبت زیادہ ہے یہ اُسکی نافہمی کا سبب ہے کہ اپنا دوست اور دشمن نہیں
پہچانتا ہے خیر مجکو کیا ہے جو بادا باد جیسا جو کریگا ویسا پائیگا بعد اسکے بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہو کر مکدر خاطر
آزردہ خاطر ہوئے گھر کو چلے آئے اور خانہ نشینی اختیار کی دل میں کہا کہ نادان کی دوستی میں جان و آبرو
کا خطرہ ہے اب دربار شہنشاہ نوشیروان میں جانا اچھا نہیں اُس روز سے پھر دربار میں بادشاہ کے نہ گئے
اور عہد کیا کہ اب کبھی بادشاہ کے دربار میں نہ جاؤنگا نوشیروان کو مطلق میری قدر نہیں نوشیروان بالکل
عقل سے بہرہ نہیں رکھتا نیک و بد نہیں جانتا دوست اور دشمن کو نہیں پہچانتا ناحق ذلیل و خوار ہوتا ہے دوست سے
دشمنی مول لیتا ہے دربار ناقدرداں میں جانا کچھ ضرور نہیں کہ وہاں جا دمنت میں ذلت اٹھاوے بزرجمہر اپنے
گھر بیٹھ رہے کہیں آنا جانا نہیں جا و عبادت پروردگار کی کرتے وہاں بادشاہ نوشیروان نے بختک کا اور زیادہ
مرتبہ بڑھایا خلعت فاخرہ سے خلع کیا اور یقین واثق ہو گیا کہ بختک نے خلش دشمنی کی بالکل مٹا دی کوئی کھٹکا اب
نہیں ہے عیش و عشرت و نشاط صحبت جشن و انبساط میں مصروف ہوا نیا رنگ ہونے لگا رات دن جلسۂ عشرت
ناؤ نوش بعد فرحت و مسرت بادشاہ نوشیروان شاد و شاد وزیر اور ارکین سلطنت خوش و خرم نہ کوئی فکر
فکر و تردد نہ رنج و غم انجام کا خیال نہیں بزرجمہر کے کلام پر عمل نہیں بادہ غفلت سے بیہوش کوئی ہوش میں
چنیہ تغافل دن عید رات شب برات تھی بزرجمہر کے دربار میں نہ آنے کا کچھ خیال بھی نہیں کہ بزرجمہر جس دن
سے مکہ معظمہ سے آکر گھر گیا پھر نہ آیا کیا وجہ ہوئی اگر کبھی کچھ کسی وقت ذکر بزرجمہر کا آیا بھی تو بختک نے
جوڑ مار دیا کہا حضور بزرجمہر کو اپنے کمال و علم پر غرہ ہے خفا ہو گئے تو ہو گئے یہ خانہ زاد تو حاضر ہے جو کچھ حکم ہوگا
بجا لاؤنگا جیسی مسجد میں ملا نہو گا تو کیا اذان نہ ہوگی بادشاہ بختک کے بہکانے پر غافل ہو گیا القصہ یونہیں عیش
و عشرت میں شب و روز بسر ہوتی تھی ایک روز بادشاہ نوشیروان نے عالم رویا میں خواب دیکھا بخت
خوابیدہ بیدار ہوا عجیب سامان خواب میں نظر آیا کہ ایک باغ دلکش پر بہار شاداب و شگفتہ مثل گلشن شداد
کے ہے میں اُس باغ کی سیر کرنے گیا ہوں عجیب نیرنگیاں اُس باغ روح افزا کی ہیں کہ گلہائے رنگا رنگ
کھلے ہوئے ہیں اشجار میوہ دار جھوم رہے ہیں نرگس اشارے سے بازی کرتی ہے سنبل تابدار گیسوئے معشوق کی
شان دکھاتی ہے غنچے گلوں کی طرف دیکھ کے مسکراتے ہیں گل شگفتگی سے کھلے جاتے ہیں سرو و شمشاد صورت قد
آزادہ اکڑ کر عین جوانی محبوب کا حسن دکھاتا ہے بلبلیں جابجا شاخسار گل پر چہک رہی ہیں کلیاں پھولوں کی

مشک عطر عنبر وسارا سے مہک رہی ہیں طائران خوش الحان زمزمہ ساز ہیں مرغان چمن نغمہ پرداز ہیں قمری کی کوکو بلبل کا شور
پپیہے کی پکار طاؤس کی صدا چکور کی دھوم باغ میں غنچہ ہر دیکھ دیکھ کے دل خورسند ہر سبزۂ خوابیدہ پر جا بجا ہوا ہی گویا
فرش زنگاری کا بچھا ہوا ہی گلشن فلک نیلگون اس باغ کو دیکھ کے رشک کرتا ہی ذرہ ہاے خاک گلشن پر سیارگان
فلکی فدا ہوتے ہیں بادشاہ نوشیروان عالم رویا میں یہ باغ فرحت دیکھکے بہت شگفتہ ہوا آگے جو بڑھا دیکھا ایک بارہ دری
عظیم الشان آراستہ و پیراستہ ہی صحن میں اس بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا عجب خوشنما ہی سامنے
اسکے ایک حوض پر آب شفاف وصاف پانی مثل شہد وشیر شیرین و خوش ذائقہ فوارے چھوٹ رہے ہیں حوض کے
چاروں کونوں پر گملے رنگا رنگ کے گلدستے رکھے ہیں بارہ دری کے دروں میں نگینے ہیرے اور یاقوت
زمرد و مرجان کے برابر سے جڑے ہیں پردے گنگا جمنی کارچوبی پڑے ہوئے چھت گیریاں بہت عمدہ فرش
مخمل سبز کا بچھا بیچ میں ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہی اسپر بادشاہ قباد نیک نہاد بعد شان و شوکت و بر منت و
عظمت جلوہ افروز ہی اور پہلوے راست میں خواجہ بخت جمال بعد جاہ و جلال وزیر خوش تدبیر بادشاہ
فلک جاہ متمکن ہی بادشاہ نوشیروان دیکھتے ہی اپنے والد بزرگوار بادشاہ قباد نیک نہاد کو آگے بڑھا آداب
تسلیمات بجالایا قباد نے فرزند ارجمند کو گلے سے لگایا نوشیروان نے پوچھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ حضور
کے پہلو میں جانب راست یہ کون ہی قباد نے کہا ای فرزند دلبند وزیر خوش تدبیر میرا ہی نام اسکا خواجہ
بخت جمال ہی یہ پدر عالی قدر خواجہ بزرجمہر کا ہی ای فرزند تم برا کرتے ہو کہ خواجہ بزرجمہر کو آزردہ
کرتے ہو اور بختک کے کہنے پر عمل کرتے ہو دیکھو کہ خواجہ بزرجمہر نے کیسا کارنمایاں کیا کہ مکر و مغلطہ
میں کیسا بند و بست عمدہ انجام کے واسطے کر دیا اور بختک نے ہزارہا بندگان خدا کا خون ناحق کیا مگر
کوئی فائدہ نہوا وہ خلش کہ جسکے واسطے تمنے اتنی کوشش کی اور ماخوذ بہ گناہ ہوئے ابتک نہ نکلی تمکو یہ
مناسب ہی کہ خواجہ بزرجمہر کو راضی رکھو اور اسکے کہنے پر عمل کرو کہ وہ بڑا صاحب کمال ہی اور فلان صحرا
میں ایک خزانہ ہی وہ تمھارے واسطے ابھی تک امانت رکھا ہی وہ نکلوالو اور اپنے صرف میں لاؤ اور یہ خزانہ
بغیر خواجہ بزرجمہر کے آئے تمکو ہرگز دستیاب نہوگا اور بختک سے تمکو ہمیشہ خوف و خطر رہیگا اور
خواجہ بزرجمہر سے تمھارے بڑے بڑے کار اہم انجام ہونگے اور بڑے بڑے مرحلے خواجہ
بزرجمہر کی کوشش سے سر ہونگے بختک سے کچھ نہوسکیگا بلکہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا اسکے سبب
سے دوسرے کی رسوائی ہوگی ای فرزند پنبۂ غفلت کو گوش ہوش سے نکالو اور نوش و جشن راگ رنگ
عیش و عشرت سے دست بردار ہو اسی میں بہتری ہی ورنہ خرابیاں واقع ہونگی بادشاہ نوشیروان
یہ خواب دیکھکے بیدار ہوا وہ جلسۂ عیش و عشرت وہ گلشن پر فضا غائب ہو گیا جو کچھ خواب میں دیکھا تھا
آنکھوں میں اسکا سماں بندھ گیا صبح وقت بادشاہ نوشیروان دربار میں آیا اور دربار ارکین سلطنت و
وزیران اصابت سے آراستہ ہوا بادشاہ بختک کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ای بختک جلد بتا کہ میں نے
شب کو کیا خواب دیکھا اور اسکی تعبیر کیا ہی بختک نے سنکر سکوت کیا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ ای
بادشاہ جمجاہ اتنا ثبوت ہوتا ہی کہ آپ نے شب کو نہایت خوشی و خرمی کا خواب دیکھا ہی اور مجھکو کچھ نہیں معلوم ہوتا
ہی بادشاہ نوشیروان چین بجبیں ہوا اور کہا کہ تونے بزرجمہر سے کیا پڑھا ہی تو ہی جہالت و نافہمی پر وزارت
کرتا ہی بس ابھی میں خیر ہی کہ یا تو میرے خواب کو بیان کر اور تعبیر اسکی دے یا خواجہ بزرجمہر کو گھر سے

بلا کے لاکر تیرے ہی سبب سے وہ آزردہ خاطر ہو کر گھر میں بیٹھ رہے ہیں اور خانہ نشینی اختیار کی ہے اور اگر تو نے ایسا
نہ کیا اور مجھکو خواب نہ ظاہر ہوا اور تعبیر خواب سے میں شاہ ہوا تو تجھکو قتل کرونگا بختک یہ سنکے خوف زدہ ہوا
اور تھر تھر کانپنے لگا دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ عالم پناہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام جا کے خواجہ بزرجمہر
کو لے آئے دربار فلک جاہ میں حاضر کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ جاؤ خواجہ بزرجمہر کو لاؤ بختک یہ سنکے اُٹھ
کھڑا ہوا او تسلیم بجا لا کے روانہ ہوا جب سواری بختک کی در دولت فیض منزلت خواجہ بزرجمہر پر پہونچی
ملازم نے خبر کی کہ بختک آیا ہے بزرجمہر نے مقام نشستگاہ پر اپنی کہ جہاں بیٹھتے تھے بلوایا بختک آیا اور
سلام کر کے بیٹھ گیا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک آج کیا ہے جو خلاف معمول تو آیا اور کبھی میرے
گھر پر نہ آیا بختک نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای خواجہ مجھے بڑی خطا ہوئی میری تقصیر کو معاف کیجے کہ میرے
سبب سے آپ آزردہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہے اور دربار میں نہیں تشریف لاتے آج میری جان اور آبرو بچائیے کہ بادشاہ
نوشیروان نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے وہ مجھسے پوچھتا ہے میں نہیں اُسکو بتا سکتا ہوں بادشاہ نے کہا ہے
ای بختک اگر خواجہ بزرجمہر کو تو نہ لائیگا تو میں تجھکو قتل کرونگا اور گھر بار تاراج کرونگا اب آبرو اور
جان آپ کے ہاتھ ہے خواجہ بزرجمہر سنکر خاموش ہوئے چونکہ خواجہ بزرجمہر رحم دل اور رحم طینت میں
کار نیک کے جویا رہتے ہیں بختک کے ہمراہ دربار بادشاہ نوشیروان میں آئے بادشاہ کو آداب بجا لا کے
اپنے مقام پر بیٹھ گئے بادشاہ نے کہا ای عمر نامدار آپ نے دربار میں میرے کیوں نہیں سرفراز کیا
کیا سبب جو آپ نہیں آئے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بختک آپکے کام کو کافی ہے میری کیا ضرورت
ہے بادشاہ نے کہا ای عمر نامدار بغیر آپ کے کسی کام کا انتظام نہیں ہو سکتا لہذا آپکو اسواسطے بلوایا ہے کہ
رات کو میں نے کیا خواب دیکھا ہے اور اُسکی تعبیر کیا ہے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپ نے رات کو خواب میں
ایک باغ پر بہار میں بادشاہ قباد نیک نہاد اور میرے پیر بزرگوار خواجہ بخت جمال کو دیکھا اور بادشاہ نے
آپ سے سیر چشمی فرمائی ہے اور ایک خزانے کا بھی پتا دیا ہے کہ وہ صحرا میں ہے بادشاہ نے کہا کہ اُسکو نکلوا دیجئے کہاں
ہے خواجہ بزرجمہر نے زائچہ کھینچا اور عرض کیا کہ فلاں صحرا میں ہے ای بادشاہ اس صحرا میں فلاں مقام پر کھدوائیے
غرضکہ بزرجمہر اور بختک مع چند آدمیوں کے اس صحرا میں گئے اور وہاں کھدوایا بہت بڑا خزانہ نکلا یہ خزانہ
مال و دولت زر و جواہر چھکڑوں پر لدوا کر داخل خزانہ عامرہ سرکار نوشیروان کرنا شروع کیا مگر بختک
ملعون نے کیا حرکت نالایق کی کہ تھوڑا سا مال اُس خزانے کا پوشیدہ بزرجمہر کے گھر پر خواجہ بزرجمہر کے بھجوا دیا
اور آکر بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ خواجہ بزرجمہر نے آپ سے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر بھجوا دیا اور نصف خزانہ
سرکار شاہی میں داخل کیا بادشاہ یہ سنکر برخاستہ خاطر ہوا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عمر نامدار آپ نے مجھسے
چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر پر بھجوا دیا اور نصف خزانہ میرے یہاں داخل کیا اگر آپ مجھسے پوچھ کے طلب کرتے
تو کبھی میں انکار کرتا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ یہ سب غلط اور محض تہمت ہے میں نے کبھی ایسا نہیں کیا
غرضکہ دریافت کیا گیا آدمیوں سے سچ نکلا بزرجمہر کو نہایت غصہ آیا اور خفا ہو کر بزرجمہر اپنے گھر چلے گئے
اور بیٹھ رہے پھر دربار میں بادشاہ نوشیروان کے نہ آئے

داستان شادی ہونا نوشیروان کی ساتھ زر نگار بانو دختر مرجان کے بیان کی جاتی ہے

پلا ساقیا بادہ عیش تو ۔ کہ شادی و عشرت کی ہے جستجو
نہ کر دیر ای ساقی ذی حشم ۔ پلا اب مے لالہ گون دمبدم

ہوا ہی آٹھوین روز وہ باغ نگارنگ رشک بوستان فلک نمایان ہوتا ہی اور اُس مین صدہا راگ رنگ اور ترانے
کی بلند ہوتی ہی سننے والے حیرت زدہ ہین عالم محویت طاری ہوتا ہی اکثر از خود رفتہ ہو جاتے ہین کہ اگر کھانا کھا رہے
ہین تو جو نوالا ہاتھ مین ہی ہاتھ مین رہ گیا اور جو نوالا منہ مین ہی منہ مین رہ گیا صورت تصویر سکتہ ہو جاتا ہی کچھ
سُنین نظر آتا ہی اکثر آدمی دولہ اور آہنگ مین جاکر در باغ مین پہونچے اکثر اندر باغ کے چلے گئے پھر پلٹ کے
نہ آئے ساتھ والے فریاد وزاری کرتے رہ گئے چنانچہ مین نے چالیس آدمی وہان مقرر رکھے کہ اُن مین سے ایک
ایک کرکے جاوے اور خبر لاوے جو اُس باغ مین پہونچا وہ پھنس گیا یہ تماشا بچشم خود نظر پڑا کہ جو گیا بعد تھوڑی
دیر کے اُسکو دیکھا کہ وہ اُسی مینار پر جو عیش باغ مین تعمیر ہی بیٹھا ہوا ہی دہائی دیتا ہی اور فریاد و الغیاث کے نعرے
کر رہا ہی کہ ارے لوگو مجھکو بچاؤ میری جان جاتی ہی پس صبح ہوتے ہوتے وہ باغ اور وہ مینار نظر سے نہان ہو جاتا
ہی کسی قدر آہستہ آواز آیا کرتی ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ آواز بھی بند ہو جاتی ہی وہ باغ اور مینار اور وہ
آدمی غائب ہو جاتا ہی اسی طرح بہت سے آدمی میرے غائب ہو گئے پس جو شخص کہ اُس باغ کے راز اور
اسرار کو مجھ پر ظاہر کریگا اُسکے ساتھ اس دختر کی شادی کرونگا بادشاہ نوشیروان کے پاس جب جواب
رقعہ شادی کتخدائی کا آیا اور بادشاہ نے یہ مضمون پڑھا بختک کے ہاتھ مین وہ کاغذ دے دیا آپ بعید
فکر و تردد سکوت کیے رنجیدہ و کشیدہ و پژمردہ افسردہ ہو کر بختک کی طرف دیکھا شعر پژمردہ ہو کے غنچہ خاطر
جو رہ گیا ✤ افسردگی سے چاند سا چہرہ اتر گیا ✤ بختک نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ جہان پناہ
آپ متردد و متفکر ہنوز غم و رنج نہ کرین مین اسکا بند و بست کرونگا آپ شہر مرجانیہ کو تشریف لیجیے اور ملکہ
زرانگیز بانو کو بیاہ کے لائیے عیش کیجیے گھر سے آتا ہے کچھ تشویش نہ فرمائیے کوچ کا سامان شادی کی تیاری کیجیے
بادشاہ نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد چوبدار جائین اور عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جس طرح ممکن ہو بمنت
اور سماجت جلد لائین فوراً چوبدار دوڑے اور خواجہ بزرجمہر سے آکر دست بستہ عرض کی ای وزیر اعظم
ای دستور المعظم ای رونق کاشانہ نوشیروانی دستگاہ سلطنت و جہانبانی حضور کو بادشاہ جمجاہ نوشیروان
نے یاد فرمایا ہی اور بہ کمال منت و عاجزی بلایا ہی جلد تشریف لیچلئے کہ آپ کو مددگاری کرنا واجب و لازم ہی خواجہ
بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سے میری طرف سے عرض کر دینا کہ اب مین دربار فلک جاہ مین نہ حاضر ہونگا بختک
خیرخواہ دولت پناہ بادشاہ جمجاہ موجود ہی میری کیا ضرورت ہی آپ مجھکو معاف فرمائیے ہرچند چوبدارون نے
عرض کیا بہت کچھ عذر و معذرت اور منت و سماجت کی مگر خواجہ نے انکار کیا اور دربار مین بادشاہ کے نہ آئے
مجبور و ناچار چوبدار پھر آئے بادشاہ کے آگے مردہی نے پایۂ تخت کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ بادشاہ جمجاہ
کا اقبال یاور ترقی جاہ از دیاد دولت وحشت ہو خواجہ بزرجمہر سے کس کس طرح دست بستہ منت و سماجت
کی مگر وہ نہین تشریف لاتے ہین نہایت کشیدہ خاطر معلوم ہوتے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد زرین کمر و سعید
زرین ترکش جائین اور جس طرح بنے میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو لائین بختک نے عرض کی ای
حضور ای بادشاہ گردون پناہ جسقدر آپ خواجہ بزرجمہر کا اعزاز و اکرام اور خاطر و مدارات کرتے ہین اُسی
قدر اور زیادہ اُنکا دماغ فلک ہفتم مین پڑھا جاتا ہی اگر وہ نہ آئینگے تو کار شاہنشاہی کیا بند رہیگا یہ مرحلہ صعب
طے ہوگا بادشاہ نے کہا او نالایق تیری ہی شرارتون سے خواجہ بزرجمہر بگڑ بگڑ جاتے ہین اور خفگی دکھاتے
ہین وہ بزرگ ہین میرے عم نامدار ہین بغیر اُنکے ہمراہ جانے مین کبھی سفر نہ کرونگا او وہ شادی کرکے ملکہ کو

پیادہ نہ لاونگا یہ سنتے ہی بموجب حکم بادشاہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش فوراً بخدمت خواجہ بزرجمہر
حاضر ہوے اور عرض کیا اے خواجہ بزرجمہر آپ تشریف لے چلیے کہ بادشاہ نوشیروان مضطر و بیقرار ہے اور آپ کو
نسیم روح قباد و شہریار کی وہی ہے تشریف لے چلیے اور آپ زیب دہ اورنگ شہریاری ہین آپ زینت بخش انجمن
جانداری ہین آپ ہی کے قدم مبارک سے دربار شہنشاہ مین برکت ہے خواجہ بزرجمہر سے جب دونون
نے بہت عذر خواہی کی مجبور و ناچار سوار ہوکے دربار مین بادشاہ نوشیروان کے آئے آداب سلام
بہ قواعد شاہانہ بجا لاے متمکن بہ عہدہ قدیمانہ ہوے نوشیروان نے بعد مزاج پرسی کے کہا کہ اے عم نامدار
میری شادی ملکہ زر انگیز بانو دختر نیک اختر مرجان کجکلاہ کے ساتھ قرار پائی ہے مگر بخت نارسا کی ابھی کچھ
پریشانی ہے کہ یہ شرط پیش آئی ہے یہ کہکے وہ کاغذ مشروطہ ہاتھ مین حکیم خواجہ بزرجمہر کے دیا خواجہ بزرجمہر بہت
مسرور و شاد ہوے بعد دعاے ترقی دولت و اقبال کے کہا کہ پروردگار عالم حضور کو مبارک و سازوار
کرے اور وصال میمنت مآل ملکہ زر انگیز بانو بخوشی خاطر فیض ماثر نصیب رہے بسم اللہ بہتر ہے مگر مشکل
زیادہ تر یہ ہے شرط دقیق ہے میری راے نہین ہے آپ تشریف نہ لیجائین تکلیف نہ لیجائین یہ مہم اہم ہے اس مین
ذلت و رسوائی ہے ہر طرح برائی ہے یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا بہت کشیدہ اور رنجیدہ ہوا کہا اے عم نامدار جو کچھ
ہو مین جاونگا جس طرح ہوگا مین اُسی کے ساتھ شادی کرونگا آپ کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے کہا
آپ کو اختیار ہے آپ جائیے مگر مجکو نہ لیجائیے بہت پچھتائیے گا ندامت و خجالت اٹھائیے گا بادشاہ نے کہا
اے عم نامدار آپ کو ضرور چلنا ہوگا مین نہ مانونگا جو کچھ ہو جاونگا تامل نہ کرونگا خواجہ بزرجمہر نے بہت عذر کیے
مگر بادشاہ نے نہ مانا سامان سفر تیار کیا لشکر جرار کو جوڑے وردیان دے کر زرق برق بنایا اور جو کچھ سامان
شادی کتخدائی کا ہوتا ہے سب مہیا کر کے اپنے ہمراہ لیا اور مع لشکر جرار کے طرف شہر مرجانیہ کے کوچ
کیا اودھر مرجان کجکلاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان مع لشکر ظفر پیکر بہر شادی ملکہ زر انگیز بانو
اس طرف آتا ہے قریب در شہر پناہ کے ایک میدان لق و دق صحراے پر فزا عشرت افزا مین پہلے ہی سے تیاری
فرودکش ہونے کی یاد نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کرنے لگا بہت عمدہ و نایاب بارگاہین خیمے طنبو وغیرہ
سب استادہ کروا دیے اور سب سامان بارگاہون اور خیمون مین مہیا کر دیا بارگاہون مین فرش
مخملی نہایت تکلف کا بچھا دیا و پلنگ ہاے زرین و کرسیہاے جواہر نگار و تخت مرصع کار براے بادشاہ
عالیوقار بچھوایا اور سب خیمون مین اسی طرح سے سامان تکلفات آراستہ کیا اور ہمراہیون کی سفر ذکر دیا بیان
بعد قطع منازل و طے مراحل بادشاہ ذیجاہ و بزرجمہر عالیوقار و بختک نابکار مع اور ارکان دولت و سلطنت
و لشکریان بادشاہ عالم پناہی کے شہر مرجانیہ مین پہونچے بادشاہ مرجان کجکلاہ نے پیشوائی کر کے
بادشاہ کو ہمراہ لاکر بارگاہ نو آراستہ مین فرودکش کیا اور بزرجمہر وغیرہ کو حسب لیاقت خیمون مین اتارا
لشکر فیروزی اثر کو چھاونی کا حکم ہوا بڑی دھوم دھام سے دعوت کا سامان کیا تمام فوج کو ہمراہ بادشاہ نوشیروان
کے مہمان کیا سب کو جلسہ عیش و نشاط محفل رقص و انبساط برپا ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے ناچ رنگ شروع
ہوا دورہ شراب کا چلنے لگا جام لبالب بادہ گلرنگ کا ہر ایک کو ملنے لگا پرستان کا سمان بندھ گیا طوائف ترانہ
ساز بصد سوز و ساز یہ غزل گا کر بجا و بتانے لگی رنگ جمانے لگی غزل

مجھے جیتے عشق زلف فتنہ گر پیدا ہوا

یاس یہ تلوں کی لگا درد سر پیدا ہوا
صبر گریہ ہجر مین درد جگر پیدا ہوا
اشک برسے چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا

عشق گیسوے صنم سے عشق ابرو ہو گیا
تیرے دل مین میری الفت کا اثر پیدا ہوا
عشق قد یار سے ای دل ہنوگا کچھ حصول
واسطے عاشق کے لالے کا جگر پیدا ہوا

درد سر جاتا رہا درد جگر پیدا ہوا
نور کو نسبت نہین اللہ رے تیرا جمال
یہ تو تیلا سرو مین کسدن ثمر پیدا ہوا
جب کوئی صدمہ اٹھایا دل ہرا ہونے لگا

آئے کعبہ مین خلیل اللہ حج کے واسطے
کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا
الفت چشم سیاہ و درد رنگین سکے ہین داغ
پھوٹا جب اس سنگ پر آئی شرر پیدا ہوا

یہ غزل برمحل جو اُس فتنۂ روزگار پری رخسار طوائف ترانہ ساز نے بعد سوز و ساز و سازگائی اور ہاتھ پانون چمکا کر معشوقانہ بھاؤ بتائے عاشق مزاجون کے دل پامال ہوئے بہت سے بیحال ہوئے مگر آداب شاہانہ سے سب کے سب چپکے سکوت مین بیٹھے رہے صحبت رقص مرقع حیرت ہو گئی غرض کہ دو پہر رات تک یہ جشن رہا بعد اُسکے محفل رقص برخاست ہوئی بادشاہ جمجاہ نوشیروان جہان پناہ اُٹھکر اُس بارگاہ مین آیا جہان مقام خوابگاہ مقرر کیا تھا بادشاہ نے آرام فرمایا مرجان کجکلاہ رخصت ہوکر اپنے محل مین گیا اور بزرجمہر وغیرہ سب اپنی اپنی بارگاہون مین بستر خواب پر سو گئے جس وقت صبح ہوئی سلطان شرقی کرد فر تخت فلک زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا خسرو انجم سپاہ نے مع لشکر سیارگان قلعۂ مغربی مین داخلہ کیا بادشاہ نوشیروان بیدار ہوئے بزرجمہر اپنی بارگاہ مین اُٹھے حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے عبادت خدا مین مشغول ہوئے اُدھر اپنی اپنی بارگاہون مین بختک اور اور سردار اپنے خیمون مین تمام افسران لشکر و لشکریان نامور خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے لشکر مین صبح کی نوبت بجنے لگی طاشون کی صدا کوسون گئی نبگ دُہل سے ترک فلک چونک اُٹھا قرنا کی آواز سے تخلہائے صبا جھوٹنے لگے ترہی سے ترانہ شادی ظاہر ہوئی شہنائیون کی آواز سے طائران وحشت مست ہوئے اپنی اپنی زبان مین سب چہکار رہے زمزمے کئے اپنے خالق کو پکار رہے نغمہ سنجی مین مشغول ہوئے غنچے کھل کھل کر پھول ہوئے اُس طرف بلبلین چہکنے لگین کلیان شگفتہ ہوکر مہکنے لگین سبزۂ خوابیدہ لہک لہک کر بیدار ہوا صحرا بے پر فر اشعاع آفتاب سے لالہ زار ہوا گل خودرو کی بھینی بھینی خوشبو مین آنے لگین نسیم اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی شبنم نے چھڑکاؤ کیا عروسان چمن نے اپنا بناؤ کیا بیت عجب گلون کی بھی ای بلبلو شمیم آئی ✽ صبا کے ساتھ معطر ہوئی نسیم آئی ✽ سرداران لشکر وغیرہ صحرا مین جا بجا ٹہلتے تھے فضائے سبزہ زار دیکھتے تھے غرضکہ دن چڑھا بارگاہ بادشاہ نوشیروان آراستہ ہوئی سردار وغیرہ آ آکے جمع ہونے لگے بختک بھی آیا بزرجمہر بھی تشریف لائے بادشاہ آسمان جاہ بارگاہ کیوان پناہ مین جلوہ افروز ہوکر ناگاہ چوبدار عرض بیگی نے عرض کیا کہ بادشاہ عالم کی ترقی اقبال دوست شاد و دشمن پامال بادشاہ مرجان کجکلاہ کی سواری آپہونچی حکم ہوا کہ بارگاہ مین ہماری لاؤ اُسکا بڑا اعزاز و اکرام کرو سرداران لشکر نے پیشوائی کی ہاتھون ہاتھ مرجان کجکلاہ کو بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک و بزرجمہر و دیگر وزرا و امرا نے تعظیم شاہانہ کی بادشاہ نوشیروان نے بعد رسم سلام شاہی اپنے برابر جگہ دی بعد تھوڑی دیر کے مرجان کجکلاہ کی طرف مخاطب ہوکر بختک نے عرض کی کہ حضور وہ باغ کونسا ہے جسکی شرط قلم جواہر رقم سے تحریر کی گئی تھی مرجان کجکلاہ نے نوشیروان عالم پناہ سے کہا کہ وہ مقام کہ جہان وہ باغ فرحت افزا ہے تھا اب وہان میدان لق و دق معلوم ہوتا ہے گلشن فرحت افزا کا کہین پتا بھی نہین آنکھون سے ناپدید ہے جسکی دید ہے نہ شنید ہے دو دن کو رہا بھی ہین آج کے تیسرے روز وہ باغ فرحت افزا نمایان ہوگا شام سے وہان رقص پریزادان ہوگا وہ خوش آوازیان آنکی دلون کو مضطر و بیچین

کرتی ہین وہ نازنین راگ رنگ کی جوش دو واس انسانی کو کھوتی ہین کہ بے اختیار انسان سبکار و بار دنیا چھوڑ دیتا ہی اور گانا پر بزازون کا تماشا کرتا ہی اور جو کوئی جوش دو وسلے مین آ کر اندر باغ کے چلا جاتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی ہاتھ جان سے دھوتا ہی عمر بھر اپنے نصیبون کو روتا ہی عقل حیران ہی طبیعت پریشان ہی کوئی اُسکے اظہار اسرار کا بند و بست ہو نہ سامان ہی ہر وقت غضب مین جان ہی شعر شانی عقدۂ لاحل کہ سر آن نہ کشود ❊ بحیرتم کہ سرانجام آن چہ خواہد بود ❊ مرجان کجکلاہ کی اس گفت و شنید سے سب ہمراہیان بادشاہ نوشیروان مشتاق اُس باغ نادیدہ کے ہوئے سب کے سب منتظر اس دن کے رہے جب دو روز گذر گئے اور وہ دن آیا مرجان کجکلاہ نے کہا کہ آج وہی دن ہی یہی روز ظہور گلشن فرحت افزا ہی اے شہریار زمان اب آج تشریف لے چلیے تماشا دیکھئے بادشاہ نوشیروان آمادہ کھڑا ہوا برابر بادشاہ کے کچھ پیچھے ہوئے خواجہ بزرجمہر اور داہنی طرف اور بائین طرف وزرا اور امرا اور سب سرداران اولوالعزم و چند لشکریان جرار بھی ہمراہ ہو کے چلے مرجان کجکلاہ سبکو ساتھ لئے ہوئے بعد گردش صحرا مین اُس مقام پر پہونچا کہ وہان سے سامنے دو باغ دکھائی دیتا تھا مرجان نے کہا اے شہریار یہ وہی باغ ہی جو سامنے معلوم ہوتا ہی آپ آگے جانے کا موقع نہین ہی یہین ٹھہر جائیے اسی جگہ سے سیر کیجئے دور سے سب نے دیکھا کہ پھاٹک مین اُس باغ کے بہت عمدہ و نایاب پر تکلف جواہر بیش بہا سراپا جڑے ہوئے ہین کیلون کے مقام پر یاقوت و زمرد کے نگینے ہین ہیرے کی کیلیان اُس پاس اُنکے نصب ہین کنڈے بڑے بڑے گوہر بے بہا بدھے ہوئے سوراخ اُنکے کشادہ حد سے زیادہ جس مین لعل بیش قیمت کی زنجیر لگتی ہی اُسکی چمک سے آنکھ دیکھنے والے کی خیرہ کرتی ہی دیوارین بلند کنگا جیسی نقرہ و طلائی بنی ہوئی گویا عوض مٹی کے خمیر سونے چاندی کا کیا گیا اُسپر نگینے چوپل ہوا ہر سے جڑے ہوئے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج و نیلم الماس و عقیق ہفت رنگ بڑے بیش قیمت لگے ہوئے چار طرف دیوار و شیر انگور کی بیلین پھیلی ہوئین خوشے اُنکے کہ سنے والون کو تاک رہے ہین نسیم سحر کے جھونکون سے مستون کی طرح جھوم جھوم کر دیکھنے والون کے دلون کو للچاتے ہین طاؤس مت واس گلشن پر فزا کی دیوارون پر بول رہے ہین اور کبھی رقاصی کا کمال دکھا رہے ہین اُس باغ کے اندر سے آواز طائرون کے چہکنے کی آتی ہی مرغان خوش الحان زمزمہ پردازی کرتے ہین بلبلین گنبد فلک سے نغمہ سنج ہین قمریون کی صدائین بلند ہین کوئی طائر یا ہو بلکہ رہا ہی کوئی حق سرہ کی دھوم مچا رہا ہی بیچ مین اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک منارہ نہایت بلند ہی کہ کلس اُسکی گنبد فلک سے مل گئی ہی اُس مین ایک مقام بلند پر ایک ہیرے کی کھڑکی لگی ہوئی ہی کنگا جیسی کٹہرا لگا ہی اور وہ منارا ایسا جواہر نگار و مرصع کار ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی آفتاب درخشان اُسکو دیکھکر شرماتا ہی جھلملا کر رہجاتا ہی یہ کیفیت اُس گلشن فرحت افزا کی باہر سے دیکھکر اور صدائین مرغان خوش الحان کی سنکے سب لوگون کو وجد ہوا سیر باغ کا دل مین ولولا آیا بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا بزرجمہر نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حضور بختک کو حکم دین کہ وہ جا کر خبر لائے وہی آپ کو یہ ہی کر کے لایا ہی اور مین تو آپ کو منع کرتا تھا بختک اپنے تئین بہت دانا و بینا جانتا ہی چار ورق پڑھے مجھسے اُستاد ہو گیا اب وہی اُس سے کوئی سیر کرے اور عقدۂ لاحل کو حل کرکے دکھا دے بختک نے عرض کی کہ حضور مین خود ہی جاتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے آپ کیون کسی سے فرماتے ہین بزرجمہر سنکر خاموش ہو رہے بختک نے آکر لباس فاخرہ پہنا شمشیر زرتار سر پر دکھا پٹکا کمر سے لگایا کمر

چست باندھی ہمت مردانگی کرکے چلا سب سامنے سے کرشمے دیکھ رہے ہین نجتک یہ ولولہ ہمت گیا اور جاکر
پھاٹک پر اُس باغ دلکش و مینو سواد کے آواز دی کہ اے گلشن آرائے مقام حیرت فضا وای باغبان گلشن فرحت فزا
ہم باغ مین آتے ہین جو پردے والیان ہون ہٹ جائین پردے مین چھپ جائین کہ ہمکو بادشاہ جہان
نوشیروان زمان نے واسطے دریافت احوال تازگی بہار باغ و برائے تماشائی محفل انبساط باغ باغ
ہوکر بھیجا ہے کچھ جواب نہ آیا نجتک نے بہار گشتی طبیعت قدم اندر اس باغ مسرت بہار کے بڑھایا بادشاہ
نوشیروان و بزرجمہر و بادشاہ مرجان کجکلاہ وغیرہ یہ سب کرشمے دیکھ رہے ہین کہ نجتک اندر باغ کے گیا
جاتے سب نے دیکھا پھر حال نہ معلوم ہوا کہ اسپر کیا گذری بعد چند ساعت کے دیکھا کہ نجتک اسی
مینار مرصع کار پر اُس کھڑکی سے نکل کے آکر اسی کٹہرے کے بیچ مین بیٹھا اور نالہ و فریاد کرنے لگا ای بادشاہ
نوشیروان عادل مجکو بچائیے اس قید و ننگ سے چھڑائیے واسطے مین مرتا ہون اپنی یہان آنے کی تمنا
پر افسوس کرتا ہون ای بجانی بزرجمہر مین مدد کرو اس بلا کو رد کرو ورنہ جان جاتی ہے کوئی تدبیر بن نہین
آتی ہے کیا آؤن یہ اذیت کیونکر سہون یہان بادشاہ نوشیروان بیتاب ہوا جاتا ہے سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہے بیقرار و مضطر ہے چونکہ نجتک کے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا ہے محبت اس سے دلی ہے دل کو چین
نہین ہے بزرجمہر سے بار بار کہتا ہے ای عم نامدار کوئی تدبیر کیجیے اس نالایق بے وقوف میرے ساتھ کھیلے کو
بچا لیجیے بزرجمہر کہتے ہین میرا کیا اختیار ہے مین کیا کر سکتا ہون اسکی رہائی کی کون سی تدبیر کرون القصہ نجتک
مینار پر تڑپ رہا ہے نوشیروان یہان بیقرار ہو رہا ہے مرجان کجکلاہ کہتا ہے کہ نوشیروان آپ کیا سمجھکے
آئے تھے اس ناکردہ کار کے دعوے پر چلے تھے اگر اتنی قدرت نہ تھی تو کاہے کو شادی کجکلاہی ملکہ زر انگیز بانو
کا حوصلہ کیا بیچارے نجتک کی مفت جان گئی ہاتھ سے اپنے وزیر کو کھو دیا یہ کیا تخم حماقت مزرعۂ نادانی مین بویا
شعر بر دار بش ز خاک در ساختش بہ فلک * ہر کو بدامن تو زند چون عیار دست * بادشاہ نوشیروان کلام
طعنہ زنی مرجان کجکلاہ کے سنکر اور زیادہ دلریش ہوا مرحلۂ خجالت و ذلت درپیش ہوا یہ سب ندامت کے
نہایت رنج و ملال ہوا غصہ سے منہ سرخ ہو گیا ضبط کرکے کہا ای مرجان کجکلاہ شعر دل اگر خار جفا دیدہ است کہ بازش
گل امید بچیند ز گلستان مراد * آخر کار بادشاہ نوشیروان کو بزرجمہر سمجھا کر تسلی و دلاسا دیکر بارگاہ مین
لایا اور بادشاہ مرجان کجکلاہ اپنے محل مین گیا نوشیروان نے کھانا پانی سب ترک کر دیا کہتا تھا کہ ہرچند نجتک
بڑا نالایق و بدکار و احمق ہے مگر میرے دل کو بیقراری ہے کہ اسکو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا ہون اسے عم نامدار جلد
اسکی رہائی کی تدبیر کیجیے جام وصل ملکہ زرانگیز بانو اپنے کمال سے جو دیجیے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بھلا
اب مین کیا اسکی رہائی کی فکر کرون کیونکر بے ادا سے شرط مرجان کجکلاہ کی دختر کے ساتھ شادی کرا دون
آپ اس خیال فاسد کو دور کیجیے دل کو غم و الم نہ دیجیے شہر مداین کو تشریف لیچلیے یہ مقدمہ دقت طلب ہے اپنی
نہ تڑپیے اگر زندہ رہیگا تو نجتک بھی رہا ہوکر چلا آئیگا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار اب سر
سے پانی اونچا ہو گیا کوچۂ عشق مین ذلیل و رسوا بھی ہوا پھر وصل ملکہ زرانگیز بانو سے محروم رہون لازم
ہے کہ اگر وصال میسر ہو تو جان دون شعر تا نظر از چہرۂ گلفام شان پوشیدہ ام * خار در چشم اگر روے
فراغت دیدہ ام * یہ کہکر نوشیروان عادل رونے لگا اور قصد اپنے ہلاک کرنے کا کیا بزرجمہر نے
بادشاہ نوشیروان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای بادشاہ یہ کار مردانگی نہین ہے گھبرائیے نہین پروردگار عالم اپنی قدرت

کامل دکھائیگا انشا سب کام آپ کا بن جائیگا حضور بقول سعدی مصرع تربیت نااہل را چو گردگان بر گنبد است مگر آپ کے والد مغفور کی وصیت پر عمل کرتا ہون آپ کے اطاعۂ اطاعت سے قدم باہر نہین دھرتا ہون آپ کا رنج و ملال نہین دیکھا جاتا بخشک کبھی اپنی حرکتون سے باز نہ آئیگا آپ کو بہت بڑی بڑی مصیبتون مین ڈالیگا مگر آپ کے واسطے کبھی کچھ مضر نہ ہوگا قطعہ خیاط زمانہ بے تکلف ٭ بر قد تو دوخت جامۂ فتح ٭ نام تو در ابتدا نوشتہ ٭ منشی قضا بجانہ فتح ٭٭ یکر بزرجمہر نے چوبدار کو حکم دیا کہ جا وجلد مرجان کجکلاہ کو بلا و کہ بادشاہ نوشیروان زمان نے یاد کیا ہے جلد تشریف لاہیے دیر نہ فرمایے بموجب حکم محکم چوبدار فوراً دوڑا گیا مرجان کجکلاہ کو ہمراہ لیکر آیا بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ مرجان کجکلاہ یہ خاطر بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان اسرار خفی باغ گلشن فرحت افزا آپ پر منجلی کیے دیتا ہون قدرت خدا عز و جل کا تماشا دکھاتا ہون جسکے بھروسے پر بادشاہ نوشیروان مسافت سفر اٹھا کر آئے وہ احمق نالایق خود بلا مین پھنس گیا جب سترہ ہی نہ پوری ہوسکی تو بنکہ فرانگیز بانو کے ساتھ شادی ہونا کجا مگر فیہ دیکھیے گا کہ بزرجمہر نے کونسی کارنمایان کیا تھا آپ ایک بارگاہ عمدہ ونایاب پر تکلف صحرا سبزہ زار مین استادہ کرائیے اس مین تخت شاہانہ بعد زیب و زین بچھوا ایے اور دو کرسیان جواہر نگار آراستہ فرمایے پھر کارنمائی خواجہ بزرجمہر کی ملاحظہ کیجیے فوراً بموجب ارشاد فیض بنیاد خواجہ بزرجمہر بارگاہ پر تکلف استادہ ہوئی تخت و کرسیاں جواہر نگار بچھائی گئین خواجہ بزرجمہر اٹھے اور اپنے ساتھ بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ کو لیکر چلے اور سرداروں وغیرہ سے کہا کہ تم گرد بارگاہ مسلح و مکمل حاضر رہو غرض کہ بادشاہ نوشیروان کو تخت پر بٹھایا اور ایک کرسی پر آپ بیٹھے اور کرسی پر مرجان کجکلاہ کو متمکن کیا اور کئی ہزار لشکری مع افسرون اور سردارون کے گرد بارگاہ صف باندھے حاضر رہے اور چوبدار دم بدم رہے اور خدمتگار و خواص سامنے دست بستہ باادب سرخم کیے کھڑے ہوے کہ حکیم خواجہ بزرجمہر نے ایک کونہ بارگاہ مین تھوڑی سی زمین مینڈول مٹی سے لیپی اور آگ کے انگارے اسپر ایک طرف رکھے اور تھوڑے سے پھول خوشبودار منگا کر رکھے اور لونگین اور کافور تھوڑا اگوگل سوا من شمالی چڑا بری اور ایک کالا بکرا اسی اگیاری مین کھڑا کیا اور گھی کا چراغ چومکھا اس لیپی ہوئی زمین کے اندر جلایا اور ایک پرچہ کاغذ سفید کو ہاتھ مین لیکر یہ اسم پڑھنا شروع کیا اسم افسون مان مان مین تیرا مہمان تیرے کان آیا خاک چہان جلد حاضر ہو میرا کہا مان واسطے تجھکو تخت حضرت سلیمان پیغمبر بن داود پیغمبر علیہ السلام کی ہر یہ اسم پڑھکر اکتالیس مرتبہ اس کاغذ سفید پر دم کیا اور لوبان گوگل لونگ کافور جلانا شروع کیا اور بکرا ذبح کر کے اگیاری مین خون جلایا اور وہ کاغذ بالائے ہوا اچھالدیا وہ کاغذ سفید بطور نامۂ حکیم حاذق صاحب کمال خواجہ بزرجمہر کے مثل طایر بلند پرواز کے اڑتا ہوا چلا گیا بزرجمہر نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور بخور آگ مین جلاے کہ اتنے مین مردوہ نے عرض کی ای وزیر اعظم دستور المعظم ایک چوبدار کسی بادشاہ کا آیا ہے باریابی حضور طلب کرتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا بلاؤ وہ چوبدار جب سامنے آیا بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور حکیم خواجہ بزرجمہر کو بہ آداب شاہانہ سلام آداب تسلیم بجا لایا اور دعا ترقی عمر و دولت دے کر عرض کیا کہ غلام کو بادشاہ نے بھیجا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مین بہت آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا مین نے خود آنے کا ارادہ کیا تھا کہ آپ نے یاد فرمایا مین ابھی حاضر ہوا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا کہ تشریف لاہیے سب آپ کے مشتاق زیارت ہین یہ سنکر وہ مردوہ چھلاوے پانون روانہ ہوکر سبک رفتار ہوا

غائب ہو گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اُسکو آپ لوگون نے پہچانا یہ کون تھا سبنے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یہ کون
تھا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ یہ جن تھا عہدۂ چوبداری معمور ہے یہ ذکر تھا کہ بیرون بارگاہ غُل ہوا کہ وہ گرد و
غبار اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے دور سے دکھائی دیتا ہے کہ فوج قاہرہ کسی بادشاہ کی جلو مین چلی آتی ہے خواجہ بزرجمہر نے
حکم دیا کہ بیرون بارگاہ سب سے کہ دو کہ باتین نہ کرین سب کے سب صف باندھے کھڑے رہین خموشی اختیار کرین اور
جب سواری کسی بادشاہ کی آئے سلامی لیئے ادب و قاعدے سے ہشیاری رہے ناگاہ قریب سے ڈنکے
کی صدا آئی نقیبون کی آواز گوش زد ہوئی خواجہ بزرجمہر اُس اگیاری مین سے اُٹھکر در بارگاہ پر بہ ارادۂ استقبال
بادشاہ آکر کھڑے ہوئے کہ اتنے مین اُدھر کی فوج ظفر موج جو زرق برق مین جائے کھڑی ہوئی تھی سب نے
سلامی دی مردے نے بڑھکے پردہ کارچوبی بارگاہ کا اُٹھایا بزرجمہر اور بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ
نے بغور ملاحظہ کیا کہ آگے آگے ہاتھی پر دھونسا نقارے کا بعد اُسکے بیس سواران رسالے کی کہ وہ سب ترکی و
تازی و عربی پر سوار پہلوؤن مین افسر اُنکے آگے آگے رسالہ دار سب سلح و مکمل زرق برق بنے ہوئے سینے تنے ہوئے
برچھے ہاتھون مین لئے ہوئے اور اُنکے پیچھے پلٹنین عجب اور تلنگون کی تند و تفنگ کاندھون پر اُن مین سنگینین
چڑھی ہوئی دونون پاؤن پر کھنچی ہوئین نجیبون کے توڑے روشن سنگرے کمر سے لگے ہوئے قاعدے
سے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے جلوسی سانڈنیان کوتل گھوڑے زیور جواہر مین آراستہ اور بہت سے ہاتھی ہتھنیان
زنگی نبالی اُن سبکے پیچھے ایک ہوادار جواہر نگار پر بادشاہ سر پر تاج مکلل بجواہر جسکی قیمت ہفت اقلیم کے خراج
سے ہزار چند زیادہ پوشاک غرق زیب جسم ولایتی آگے زانو پر رکھے ہوئے بتمکنت و حشمت بصد دولت
و شوکت چلا آتا ہے نقیب آگے ہوادار کے بہ صدائے دمبدم لگاتا آتا ہے باادب نگاہ روبرو بڑھے چلو جلوداری سے
باہر ہنوز ترقی عمر و دولت و جاہ و جلال ازدیاد حشمت و اجلال جب قریب بارگاہ کے آئی سواری مہتری لشکر نے
پیدل و سوار کے برابر باندھکر سلامی دی ہزارہا باجے وردی کے بجے بادشاہ بڑے جاہ و حشم سے اُترا خواجہ
بزرجمہر استقبال کو دربار بارگاہ پر کھڑے تھے پہلے بآداب شاہانہ سلام بجا لائے پھر ہاتھ اُس بادشاہ کا
پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر قریب تخت جواہر نگار کے آئے بادشاہ کو تخت پر پہلو مین بادشاہ نوشیروان
کے بٹھایا بادشاہ جمجاہ نوشیروان رسم سلام سے بہ قواعد شاہی پیش آئے پہلو مین اُس بادشاہ کے بیٹھے
اور ایک کرسی جواہر نگار پر مرجان کجکلاہ بعد ادائے رسم سلام کے بیٹھا اور ایک کرسی پر خواجہ بزرجمہر
متمکن ہوئے بادشاہ نے بزرجمہر کی مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دے کر بادشاہ نوشیروان کی طرف
اشارہ کرکے عرض کیا کہ یہ ہمارا بادشاہ نوشیروان آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا یہ سنتے ہی وہ بادشاہ
ازجا اُٹھ کھڑا ہوا اُسکے ملاطفت خوش ہوا تخت پر آپ بیٹھا نوشیروان کو بھی بٹھایا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس
خادم نے آپکو اسوقت فقط اسواسطے تکلیف دی ہے کہ کل سے اسوقت تک ہمارے بادشاہ نوشیروان
نے مطلق نہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے کیونکہ اسکا رفیق وزیر بختک کہ بہ نادانی اُس باغ مین جا کر بعذاب پھنس
گیا ہے نہایت صدمہ و الم ہے لہذا اُمیدوار ہون کہ اول راز اُس باغ گلشن فرحت افزا کا زبان مبارک سے بیان
فرما دیجیے اور پھر اُس وزیر بادشاہ کو رہا کروا دیجیے اُس بادشاہ نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر میرا نام بادشاہ غیور جنی
ہے مدت سے مین تمسے خوب آگاہ ہون تم فرزند ارجمند خواجہ بختجمال کے ہو اور وزیر بختک بیٹا العقش نابکار
کا ہے جس نے تمہارے پدر بزرگوار عالیقدر خواجہ بختجمال کو مار ڈالا ہے خون ناحق کیا ہے اُسکی رہائی کے

بارے مین تم کچھ شک نہ کیا سوا اسکے اور جو کچھ کہوگے منظور کرونگا اسکی رہائی اور رحم کرنے کو نہ مانونگا خواجہ بزرجمہر
نے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کا رنج و الم مجکو گوارا نہین اب آپ بادشاہ نوشیروان کی خاطر سے بختک کو
رہا کروا دیجئے اور راز مخفی اس باغ کا بتا دیجئے بادشاہ غفور چینی نے کہا کہ ای بزرجمہر یہ باغ مرجان کجکلاہ
کے باپ نے بڑی تمنا اور خوشی سے بعد شوکت وشان بنوایا اور آراستہ کیا تھا جب یہ باغ بنکے تیار ہوا تا لالہ زار
پر بہار ہوا جبکہ اس باغ پر پریزادون نے قبضہ کیا اسوجہ سے کہ یہ زمین باغ جناب سلیمان کا چلہ خانہ اور
وظیفہ پڑھنے کا مقام تھا آٹھون دن سب پریزاد و دیوزاد و جنہ وغیرہ آتے تھے اور کچھ راگ رنگ وغیرہ سے
شغل کرتے تھے جب مرجان کجکلاہ کے باپ نے باغ بنوانا شروع کیا تھا تو سب پریزاد مانع ہوے مگر اسنے
نہ مانا اور باغ بنوا کر بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا جبتک اس باغ کو نگاہ انسانی سے غائب کردیا اور
اپنے یہ شغل معمولی ہمیشہ معین کیا چنانچہ اب تک اسی طرح جلسہ راگ رنگ کا آٹھوین روز ہوا کرتا ہی اور جو
کوئی انسان باغ مین آجاتا ہی اسکو سزاے معقول ملتی ہی اور قید ہو جاتا ہی ای بزرجمہر بختک نہایت نالائق
ہی اسکے دل مین فریب و دغا ہی اپنی خطا پر خجل نہین ہوتا ہی اسکو اسی عذاب سخت مین رہنے دو قول سعدی
کا کیا تمنے نہین سنا ہی قطعہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش * عذر بدرگاہ خدا آورد * ورنہ سزاوار خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد * ای بزرجمہر اگر تمہاری ایسی ہی خوشی ہی تو بادشاہ نوشیروان سے کہدو کہ نگہ لے اور
غم نہ کھائیے وہ نالائق حاضر ہوتا ہی شعر غم مخور گر زمین چمن شاخ گل پژمردہ شد * روے نسرین تازہ است و جعد
سنبل تابدار * یہ کہکر بادشاہ غفور چینی نے حکم کیا کہ لاؤ سب قیدیون کو جلد حاضر کرو بموجب حکم بادشاہ
غفور چینی کے بختک مسلسل بزنجیر آہنی حاضر ہوا اور سب قیدی بھی آئے کہ وہ ملازم بادشاہ مرجان
کجکلاہ کے تھے اسی وقت غفور چینی نے سلسلہ زنجیر سے بختک ملعون کو اور سب قیدیون کو بھی چھوڑ دیا
بختک نے بادشاہ نوشیروان کو نیچے بیٹھ کے چوتڑ اپنے کھول کر دکھائے اور عرض کیا کہ حضور آپ کی
محبت و اطاعت مین ہو چوتڑون کا یہ حال ہو گیا گہرے گہرے زخم پڑ گئے کھڑا ہونا دشوار ہی بیٹھا نہین جاتا
نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور بزرجمہر سنکر بیحال ہوکے ہنسنے لگے بزرجمہر نے کہا ای بختک
یہ تیرے چوتڑون پر کاہے کے زخم پڑ گئے بختک نے کہا کہ جب مین باغ مین گیا مجکو لوگون نے گرفتار
کیا اور پکڑ کر مینار پر کٹہرے کے بیچ مین بٹھایا اور اُس مین کیلین نوکدار چبھتی ہوئی جڑی ہین وہ سب
چوتڑون کے وار پار ہو گئین مین تڑپنے لگا فریاد کرنے لگا مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا اسوقت بادشاہ
غفور چینی نے یاد فرمایا تو ان کیلون پر سے بہزار خرابی اٹھا کر لائے ہین دیکھئے خون کے فوارے
چھٹ رہے ہین زخم اسقدر گہرے ہین کہ خانہ انگشتانہ معلوم ہوتے ہین پھر بزرجمہر نے بادشاہ غفور
چینی سے کہا کہ ای شہریار مین آپ کا بہت ممنون احسان ہوا کہ آپ نے میرے کہنے کو قبول کیا کہ بختک
وغیرہ کو رہا کر دیا بادشاہ غفور چینی نے کہا ای بزرجمہر یہ سب تمہاری خاطر سے ہوا اور اب تمہاری خاطر
سے اُس باغ کو بھی چھوڑ دیا اب آج سے یہ جلسہ پریزادان یہان منع کرونگا تم باغ مین رہو اور بادشاہ
نوشیروان کی شادی ملکہ زر انگیز بانو کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کرو اور اسی باغ مین بیاہ لاؤ صحبت
عیش و عشرت کی آراستگی ہو ہم بھی تماشا دیکھینگے بلکہ یقین ہی کہ شریک بھی ہونگے یہ کہکر بادشاہ غفور چینی
نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مگر ذرا سی

حلوے آپ کی زیارت نصیب ہوئی کبھی کبھی تو ملازمت سے اپنی سرفراز فرمایا کیجے گا تحفۂ خوشبویات وغیرہ اہل
خاک، عاجزی وانکسار کا کیجئے گا مصرع برگ سبز است تحفۂ درویش ۞ یہ سنکر بادشاہ عفور رحمی اُٹھ کھڑا ہوا محبت
بازو باز برخاست ہوئی ان سب نے رخصت ہو کر ہوا اور پر سوار ہوا اور اسی طرح سب سوار پیدل جلو داری
کرتے ہوئے چلے وردی سوار ہونے کی بادشاہ عفور رحمی کے بجی ڈنکا ہوتا ہوا نقیب آگے آگے بولتا
ہوا بڑے تزک اور سامان سے سواری بادشاہ عفور رحمی کی گئی مرجان کج کلاہ نے خواجہ
بزرجمہر سے کہا کہ ماشاء اللہ آپ بڑے زبردست عاقل ہیں اور کمال ہنر اور کرتب میں کامل ہیں جب
آپ ایسا صاحب کامل موجود تھا تو ایسا طول کیوں کیا پہلے ہی سے یہ دوبلا کی گئی ہوتی بختک کو اس
عذاب شدید میں کیوں پھنسایا بزرجمہر نے کہا کہ یہی مصلحت تھی بختک نے غرور وکبر نے پھنسایا ہو ظلم
عظیم دکھایا کہ ایسا ذلیل وخوار ہوا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ۞ بزندان لعنت گرفتار کرد ۞ مگر وہ دیکھ
لیجے گا اسی طرح سے پھر بنا ہوا ہے بقول شخصے چکنا گھڑا کہ بوند پڑی اور ڈھل گئی پھر آئے ذلت اور رسوائی
کا خیال بھی نہیں اسی نامعقول نے ہمارے بھولے بادشاہ نوشیروان کو خراب کر رکھا ہے ورغلا ن
کے محنت خرابی میں ڈالا ہے مگر بادشاہ کو اس نے ساتھ کھیلے کی محبت ہے جو وہ کہتا ہے بادشاہ چپ سے
مان لیتا ہے گو کہ بقول سعدی شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم ۞ ور ہما از جہان شود معدوم ۞ مگر خدا جانے
بادشاہ کو کیا ہو ایسا اس سے بچا ہوا ہے پھر خواجہ بزرجمہر بادشاہ نوشیروان عادل کو مع مرجان
کج کلاہ اور بختک وغیرہ ہمراہ لئے ہوئے اسی باغ فرحت افزا میں آئے اس باغ کی ہوا سے نہایت
دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ وہ باغ رشک باغ بہشت عنبر سرشت ہے گویا زمین پر تو ان بہشت ہے کس طرف کو نسیم
اٹکھیلیاں کرتی پھرتی ہے کسی سمت کو باد صبا مشغول خرام ناز ہے نہالے میوہ دار جھوم رہے ہیں
شاخہائے گوناگون زمین بوس ہو رہی ہیں نرگس شہلا اشارے بازیان کرکے گلہائے رنگا رنگ کو
ہنسا رہی ہے سنبل تابدار اپنا پیچ وتاب دکھا رہی ہے سوسن اپنی رنگت جما رہی ہے گلہائے ریحانی بصد کامرانی
شگفتہ ہیں جلا البیلاپن دکھاتا ہے لالے کے دلکا داغ سنبراغ چلک رہا ہے سرو شمشاد عزت قد آزاد
لب جو استادہ ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں چمن چمن پھول مہک رہے ہیں سبزۂ خوابیدہ بیداری
کا سماں دکھاتا ہے کیا کیا موج ہوا سے لہلہاتا ہے چمن بندی اس باغ کی نایاب پڑیوں سبزے کی لاجواب
گویا جا بجا فرش زمرد بن باغ میں بچھا ہے تھالوں میں مناون سے پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں گلچیان
چمن ہر طرف پھر رہے ہیں باغبان روش روش ٹہل رہے ہیں مرغان خوش نوا زمزمہ ساز ہیں طوطی وبلبل
وغیرہ جانور کبھی اڑ اڑ کے شاخوں پر بیٹھتے ہیں کبھی چمنوں میں اتر کے ادھر ادھر پھدکتے ہیں میووں کو منقاروں
سے ٹھونگتے ہیں بیچ میں اس باغ بے نظیر کے ایک کیسی خوشنما بارہ دری ہوا ہر نگار مرصع کار تعمیر ہے جسکے آگے
قصر فلک سر جھکاتا ہے خجالت سے جھکاتا ہے در ودیوار میں اسکے نگینے جواہر بیش بہا کے جو بیل ترشے ہوئے
جڑے ہیں جا بجا لعل کے ٹکڑے جو معقول لگے ہیں اسکی آب وسبز وسرخ دہ دہ گھنون پر پڑتی ہے
عجب کیفیت دیتی ہے نقد جان دیدہ بازسے لیتی ہے چارطرف دیوار گیریاں سب مخمل کی ہوئیں آئینہ بندی
کی ہوئی جھاڑ کنول سے آراستہ چھت پردے سے پیراستہ اطلس سرخ کی چھت گیریاں زربفت کے
پڑے منقش کی ڈوریاں مخمل کا فرش تمام بارہ دری زربفت بچھا ہے بیچ میں سنگ مرمر کا چبوترہ اسپر یاقوت ونیلم وزمرد

کا جڑاؤ کیا ہوا سامنے حوض چھلکتا ہوا پانی مثل گوہر آبدار صاف و شفاف لہرین مارتا ہر فوارے چھوٹ رہے ہین کونون
پر اُس حوض کے گلدستے پھولون کے بنا کے رکھے ہین عمدہ عمدہ نادر گلہاے درختون کے چارطرف پٹڑیون پر سجے
ہوئے ہین یہ ساز و سامان اُس بارہ دری کا عالم وجد مین محو ہو گئے ہوا اُس جنسہ گم گئے کہ باغبان قضا و
قدر نے کیا کیا نیرنگیان دکھائی ہین جنکی تین اہل نظر کے دل مین سمائی ہین بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان
کو مسند جواہر نگار پر بارہ دری مین لا کر بٹھایا اور حکم کیا کہ سب سامان فرشی وغیرہ کا ہین وہ جنسہ یہین اٹھا لاؤ
اور اسی باغ جنت نظیر مین سب کے سب فرش کش ہون وہان مرجان لجکلاہ نے جا کر محل مین سب سامان
شادی کتخدائی ملکہ زر انگیز بانو کا تیار کیا تمامی شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا پہلے سامان مانجھے کا سب مجتمع کیا
ہزار ہا من پینڈیان من بھر کی چار چار بنانے کا حکم دیا بموجب ارشاد مرجان لجکلاہ پینڈیان وہ نایاب
شکر تیار ہوئین کہ جسکے ذکر سے دل مزے اٹھائے زبان کو لذت آئے قند سفید و شفاف اٹھرہ گن
میوہ جو گن روغن زرد لبالب انتہا کہ جسنے پینڈی ہاتھ مین اٹھائی فوارے روغن زرد کے چارطرف پینڈی سے
چھوٹنے لگے گویا شادی مین ایک یہ بھی تماشا تھا ہزار ہا من اُبٹنا ایسا خوشبودار بنا کہ جسکی خوشبو کوسون
تک جاتی تھی جوڑا دولہا کا مرصع کار برابر سے جواہر بیش بہا ٹکے ہوئے کنگنا جڑاؤ جس مین لعل و یاقوت
و مروارید لگے ہوئے اور ہیرے کے ٹکڑے نصب کئے ہوئے ستیش کی ڈوری پھندنے مین لعل کا ٹکڑا
لگا ہوا یہ سب سامان درست ہوا مانجھے کا روز قرار پایا سامان مانجھے کا ہونے لگا جوڑا دولہا کا کشتی
مین لگایا ایک کشتی مین پھولون کا گنا جڑاؤ خوانون مین پینڈیان جو کی دولہا کے مانجھے کی کنگنا جس جڑاؤ
مرصع کار سراپا اُس مین لعل و یاقوت جڑے ہوئے او سہرا دو تہ زربفت کا چارطرف بنت کارچوبی کی
ہوئی موتی ٹنکے ہوئے آسپر لوٹا جڑاؤ رکھا ہوا سہرا کٹورا چھوٹے اُبٹنے کا دلہن کے وہ بھی جڑاؤ اُس مین
روپ درسن پڑا ہوا یعنی پانچ اشرفیان اور پچاس ہزار اشرفی واسطے دودھ پینے دولہا کے غرض سب
اس سامان و عز و احتشام سے قریب شام کے در دولت مرجان لجکلاہ سے مانجھا بادشاہ نوشیروان
کا ساتھ اس جلوس کے چلا ہاتھیون اور اونٹون اور گھوڑون پر نشان ماہی مراتب شاہی باجے ہزار
ہر رنگ کے آگے بجتے ہوئے برچھی بردار بان بردار جلوس شاہی و جلوس بازاری سوارون کے
رسالے پلٹنین نوبت خانے نقار خانے دھونسے بجتے ہوئے وہ زیر و بم دہل و بوق کی صدا کہ
گوش فلک کر ہوئے جاتے تھے شہنائیون کی صدا سے سننے والے مست ہوتے تھے قرنا و تری کی
آواز سے دل ہلتے تھے ہزار ہا نقارے بج رہے تھے انگریزی باجا اور ارگن باجا اس طرح بجتا تھا
کہ بگل کی آواز سے گھوڑے ہاتھی اونٹ مستی مین آ کر جھومتے تھے بانسری کی وہ پیاری آواز کہ تمام
جلوسیان و ہمراہیان مانجھا جھومتے جاتے تھے دلہن کے مکان سے دولہا کے باغ تک برابر قطار
لگی ہوئی پیچھے سواریان سکھپال بوچے فنسین میانے ڈولیان اُس مین دولہا کی سلہجین اور سالیان
اور اور عزیز و اقربا نوکر چاکر محلدار مغلانیان سوار اور کہاریان زرق برق بنی ہوئین لہنگے زربفت
کے دوپٹے تارشمار کے انگیا کرتی جامدانی کامدانی کی بھاری کارچوبی پیچے ٹکے کی جوتے ٹاٹ بافی
سچے سچے اُس مین گھنگرو ٹنکے ہوئے سکھپالون اور فنسون کے پائے تھامے ہوئے سر سے
پاؤن زیور جڑاؤ پہنے ہوئے چھپکے طلائی مرصع کار سر پر لگائے ہٹو بچو کرتی ہوئین چلی

آتی مین روشنی بے انتہا برابر قطار بچھانے والون اور دستی والون کی سیکڑون ہزارون روشنی کے جھمکے ہوتے
آتش باران پڑتی ہوئی گویا آگ لگی ہوئی تھی آتشبازی سے انار پھلجھڑیان مہتابین گل دوپہریا ہوائیان باندھ بر
سے کوسے برابر قدم قدم چھوٹتے چلے جاتے ہین ہزارہا تماشائی گرد و پیش سڑکون پر دکانون پر اپنے اپنے
کوٹھون پر کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین غرض اس جلوس و سامان سے مانجھا گلشن فرحت افزا مین آیا سواریان
اترنے کی دھوم ہی جب سمدھنین محل مین شادی کے داخل ہوئین بہو بیٹیون کی چھڑیان پڑنے لگین طبلے پر
تھاپ پڑی میراثین سب تالیان بجا بجا کر گیت مین گا گا کر سمدھنون کو گالیان دینے لگین خوان اور
کشتیان مزدورنیان محل مین لیکر گئین کہ ریوڑیون مٹھائیون جیسے سمدھنون نے خوان کشتیان اتروائین
پردہ ہوگیا دولہا کے آنے کی پکار ہوئی جلد صاحبزادے کو بلاؤ دولہا اندر آئے مانجھا لیساعت نیک سے
خدا راس لاوے بزرجمہر بادشاہ نوشیروان کو ساتھ لیے ہوئے مانجھا پہنانے کے واسطے ڈیوڑھی پر آئے
محلدار نے آواز دی ماماجو ہٹ جاؤ اپنا اپنا پردہ کرو دولہا مانجھا پہننے کو آتا ہے بزرجمہر در دولت شاہی
پر ٹھہر گئے بادشاہ نوشیروان محل مین داخل ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پکار ہوئی مبارک سلامت
کی علی الدوم دھوم ہوئی چوکی پر دولہا کھڑا ہوا آسمانی پردے مین سے ہاتھ نکالے مانجھے کے جوڑے کا ایک
ایک پارچہ دیتی گئی دولہا پہنتا گیا جس وقت دولہا جوڑا مانجھے کا پہن چکا سالیون نے جھوٹا اپنا دلہن کا برائے شگون
دینے ہاتھ مین پکڑا دیا گر ایک سالی کو اسی ہنگام مین یہ دل لگی سوجھی دولہا کی سیج کو بھی اپنا شریک کیا
اور دونون ہاتھون مین اپنا خوب لیس سے پشت پر آکے دولہا کے منہ مین دونون ہاتھون سے ملدیا سارے
محل مین ایک قہقہہ اڑا اسپ سلیمان سلیمین ہنسنے لگین ملازمین نے مل دل کر دولہا کا منہ صاف کرکے رومال
سے پونچھا ہاتھ مین کنگنا باندھا پھر چھوٹی بنڈی دلہن کی ڈھکا ڈھکا کر دولہا کو سالیون نے کھلان گن پھولونکا
پہنایا ہار باغ دولہا کے حسن پر ہزار ہزار جان سے تصدق ہوئی گلوری پان کی کھلا کے سب نے دولہا کی
بلائین لین نقد دل حسن چہرہ نوشاہ پر نثار کیا پھر دولہا کو نثار کیا تھہ بولی مبین ہی ہوئی سر پہ دولہا کا آنچل
ڈالے ڈیوڑھی تک آئین دولہا محل سے باہر آکر دربار مین جلوہ افروز ہوا شادیانے بجنے لگے سب مبارکباد دینے
لگے اندر محل مین ڈومنیان مبارکباد دے کر گانے بجانے لگین بعد تھوڑی دیر کے سواریان ہوئین سمدھنین
رخصت ہوکر اسی سامان و جلوس سے روانہ ہوگئین دوسرے دن بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر
سے کہا اے عم نامدار یہ پینڈیان اس قدر کیا ہونگی رکھے رکھے خراب ہو جاینگی آپ تکلیف کرکے سب عملہ کو اور
لشکر مین تقسیم کروا دیجیے افسران فوج کو اپنے یہان کے اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی فوج کے افسرون کو بلوا کر بانٹ
حصے دیجیے کہ لشکر مین سب کو تقسیم کردین پھر تیسرے روز سامان ساچق کا اسی دھوم دھام سے خواجہ
بزرجمہر نے کیا بادشاہ نوشیروان نے کہا اے عم نامدار مین چاہتا ہون کہ تمام عملہ شاہی و لشکر جہانبانی
اور فوج مرجان کجکلاہ کو اور رعیت کو ادھر سے جوڑے حسب لیاقت تقسیم کیجیے کہ نام بھی ہوا اور سب خوش ہون
خواجہ بزرجمہر نے بموجب حکم نوشیروان سب کو جوڑے تقسیم کیے اور ساچق کا سامان کرنا شروع کیا دو لاکھ
چوگھڑون کے تخت سونے چاندی کے گھڑے کسے ہوئے آپ خورش ہوئے کے تجی کرکری کے ٹکڑے بندھے
ہوئے اور دو لاکھ آرایش کے تخت اُن مین پھول سونے چاندی کے ہر رنگ کے لگے ہوئے اور لاکھ خوان نقل اور
میوے کے کئی ہزار قند کے کوزے کئی ہزار مصری کے کوزے عطر سہاگ اور موتیا کے ہزار شیشے اور

ہوئے تھے کئی شیشے کیوڑے اور گلاب کے پانچ ہزار قرابے یہ سب شیشے اور قرابے سنہرے تار ریشم کے گوٹے
سے منڈھے ہوئے آرایش کے صندوقون مین رکھے ہوئے جوڑا دلہن کا بہت بھاری کارچوبی اُس مین جواہر
لگا ہوا تھا وہ کہ جسکی قیمت ایک سلطنت کے خراج سے زیادہ نشان کا چھلا ہیرے کا اور انگوٹھی سونے کی
لعل شبچراغ اسپر جڑا ہوا کئی کشتیون مین وہ جوڑا دلہن کا رکھا گیا کئی کشتیون مین پھولونکا گہنا لگایا گیا سب سے
کی نتھی اتنی بڑی کہ بڑا اسکا اسکے سامنے ایک گچھا معلوم ہوا اُس مین چوگرد لعل و یاقوت و زمرد و
پکھراج و نیلم اور ہیرا موتی جڑے ہوئے اُس مین من بھر دہی بہت عمدہ و شیرین جما ہوا اُس نتھی کے گلے
مین سونے چاندی کی مچھلیون کا ہار بندھا ہوا یہ سامان درست کرکے تھوڑے سے دن رہے
خواجہ بزرجمہر ساچق لیکر چلے ہزارہا ہاتھی اونٹ گھوڑے نشان اور ماہی مراتب کے آگے آگے پیچھے
باجا ڈھولونکا اسکے بعد جھانجھ ڈھول بجتے ہوئے اسکے پیچھے جلوس رسالے سوارون کے جنکے گھوڑے
عربی ترکی و تازی بعد اُسکے پلٹنین کیسی زرق برق برابر چوکڑی دوکڑی آدمیون کی لگی ہوئی چلے جاتے ہین
بادبھاری کے بہت سے گھوڑے چست و چالاک غرق سرسے پانوتک زیور زین لدے ہوئے بعد اُسکے برچھی
بان و دار اُنکے بعد چوبدار خاصبردار و خدمتگار اُسکے بعد شکر دہی کی کشتیان جوڑے کی پھولون کے گہنے کی
میرخوانسامے نقل وغیرہ وغیرہ اُسکے بعد ہاتھیون پر رفقائے قدیم ایک ہاتھی پر بزرجمہر اور ایک ہاتھی پر بختک
سیکڑون ملازم اہتمام ساچق کا کرتے ہوئے بڑے اہتمام و تزک سے دلہن کے دروازے پر پہونچے سواریان
سمدھنون کی اُتریں دھوم مبارک سلامت کی ہوئی میراثنین گالیان دینے لگین طبلے پر تھاپ پڑنے
لگی سمدھنین اُتر کر چھڑیان پھولون کی کھانے لگین شاد ہونے لگے نقل دہی کی کشتیان خوان کہاریان
لیکے گئین دلہن کو شان چڑھایا گیا پھولون کا پہنایا دومنیان مبارکباد دینے لگین باہر شادیانون
کے باجے بجنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سمدھنین رخصت ہوئین سوار ہوکر اسی طرح سامان سے ساچق
واپس آئی الغرض اسی طرح ادھر سے مہندی بھی رات کو گئی تمام شہر مین ہر وقت جلسۂ عیش اور
عشرت ہو رہا تھا آٹھ پہر کھلی ہوئی ہین گلی گلی ناچ رنگ ہو رہا ہے اب دن برات کا آیا خواجہ بزرجمہر نے
تمامی شہر کو منادی کرائی کہ آج تمام رعایا اور ملازمان مرجان کج کلاہ بادشاہ نوشیروان کے مہمان ہین شب
آج کی رات ناؤ نوش اور طعام لذیذ میان آکے کھائین اور ناچ رنگ دیکھین کسی کی ممانعت نہین ہے جلسہ
عام و صحبت اژدہام ہے کل برات بادشاہ نوشیروان زمان کی گلشن فرحت افزاے در دولت مرجان
کج کلاہ پر جاویگی سب تماشا دیکھین کہ یہ بھی شادی اور برات یادگار زمانہ ہے اس شہر مین ایسی شادی کسی
کی آجتک نہوئی ہوگی القصہ شام سے خلایق آنے لگی اور کھانا کھانے لگی تمام رات ناچ دیکھا صبح کو سب اپنے
اپنے گھر گئے یہان برات کے جانے کا اہتمام ہوا بادشاہ نوشیروان کو محل مین بلایا حمام کرایا خواجہ بزرجمہر
نے بسم اللہ کہکے دولہا بنایا خلعت شاہانہ زیب جسم انور کیا تاج شاہی مکلل بجواہر سرپر رکھا پھولون کا گنگنا
پہنایا سہرا مقیشی طلائی لعل و یاقوت کے پھندنے لگے ہوئے سہرے باندھا حسن و جمال چہرۂ پیشانی نے
جلوہ دکھایا آفتاب درخشان صدقے ہوا مہتاب نورافشان ساعت بار نثار ہوا کوکب فلک فدا ہونے لگے
بزرجمہر سہرۂ نورافشان انگوٹھیر سنبھالے ہوئے نوشہ یعنی بادشاہ نوشیروان زمان کو باہر لاے منہ
بولی بہنین سرپر آنچل ڈالے در دولت تک پہونچا گئین پھر سوار ہاں نکلین بیبیان سکھپالون مین

بوچون مین فتنسون مین میانون مین ڈولیون مین علےٰ قدر مراتب سوار ہونے لگین برات سج سجا کے روانہ
ہوئی نوبت خانے سیکڑون نشان ماہی مراتب شاہی ہاتھیون پر اونٹون پر گھوڑون پر باجے ہر رنگ کے بیشمار ڈھفلے ڈھول
طاشے مرفے دھونسے نقارے ڈنکے انگریزی باجے ارگن باجے باد بہاری کی طرح کی وہ بھیرون کا وقت سہانا
شہنائیون کی ستانی صدائین بانسریون کی دلچسپ آوازین دلکو بے چین کرتی ہین ایک عالم وجد پر محویت
کا سمان بندھا ہے آگے پیچھے جلوس شاہانہ سوار پیدل رسالے پلٹنین بان بردار برچھی بردار خاصبردار انعقد ستگار
نقیب چوبدار پیچھے ہاتھیون کی قطار ایک ایک ہاتھی پر علیحدہ علیحدہ سرداران ذیوقار و امرائے عالی تبار ایک
ہاتھی پر دولھا اسکا ہودہ سونے کا جڑاؤ تمام گرد و پیش جواہر بیش بہا اس مین جڑے ہوئے دولھا کے برابر بزرجمہر
بیٹھے ہوئے خواصی مین نجتک بیٹھا اسکے سامنے اشرفیون کے توڑے کھلے رکھے ہوئے قدم قدم دونون
مٹھیان بھر بھر کے دولھا کے اوپر سے تصدق کرکے پھینک رہا ہے تشند و نکا یہ حال ہے کہ ہزارہا گرد و پیش
برات کے دوڑے چلے جاتے ہین اشرفیان اٹھا رہے ہین جھولیان پھیلا رہے ہین یہ صدا دے رہے
ہین ادا القش کے بیٹے نجتک پھینکے جا تیرا دم کیون سوکھا جاتا ہے ہمارے بھولے نوشاہ بادشاہ
نوشیروان کا حکم جاری ہے پھر تو کیون نہین پھینکتا ہے غرضکہ اسی طرح برات دلھن کے در دولت فیض منزلت
پر پہونچی زنانی ڈیوڑھی پر سواریان لگین اندر محل مین ڈومنیان میراثنین گانے بجانے لگین طبلا ٹھنکنے
لگا سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین میراثنین گا گا کے گالیان دینے لگین یہان باہر محفل شاہانہ
جمع ہوئی دولھا کو خواجہ بزرجمہر نے ہاتھی پر سے اتارا محفل مین لاکر مسند جواہر نگار پر بٹھایا داہنی طرف
برابر دولھا کے خواجہ بزرجمہر بیٹھے بائین طرف ذرا ہٹکے نجتک بیٹھا ناچ ہونے لگا کہ اندر سے ڈیوڑھی
پر آکر محلدار نے کہا کہ دولھا کو جلد بلاؤ فوراً چوبدار دوڑا ہوا آیا اور خواجہ بزرجمہر سے دست بستہ عرض کی کہ
نوشاہ کو محل مین طلب کیا ہے بزرجمہر دولھا کا ہاتھ پکڑکے اٹھ کھڑے ہوئے دولھا کا سہرا ہاتھون پر رکھے
ہوئے ڈیوڑھی پر آئے منھ بولی بہنین آنچل ڈالکے لیجین کہ ڈومنیان آگئین انھون نے دروازے
سے حجلۂ عروس تک ایک ایک بیڑا پان کا زمین پر پھینک پھینک کر دولھا سے چھوایا پھر حجاب حجلۂ عروس کے
پاس فرش کے نیچے ایک رسی کا ٹکڑا رکھ دیا تھا پہلے ہی سے یہ بندوبست تھا آرسی پر دولھا کو بٹھایا اور دلھن کا
ہاتھ مثل بارہ ماہ چہاردہ کے پردے کے پاس لاکر باہر نکالا اس ہاتھ کی ہتھیلی پر کہ رشک قرص مہر تھی سفید تل اور ایک
چٹکی شکر رکھکر دولھا سے کہا میان نوشاہ چاٹ لو عورات کی رسمون سے ہر شخص مجبور ہے انکار نہ پڑیگا یہ
تل شکری چاٹنا ضرور ہے اگر چاٹنے مین کچھ ذرا سا تامل کیا ڈومنی نے جواب دیا اے میان نوشاہ دلھن کالبکی
سسل ہے ابھی تمکو بڑے بڑے مرحلے طے کرنے ہین تم اتنی سی تل شکری چاٹتے ہین گھبرا گئے دولھا مسکرا کر خاموش ہو رہے
قہر درویش بجان درویش آخر ناچار ہو کر دلھن کے ہاتھ پر جھک جھک کر وہ تل شکری چاٹی پھر ڈومنی نے نوشاہ
کو وہان سے اٹھایا منڈھے کے نیچے لاکے کھڑا کیا اور بڑا سا ناڑا گلے مین دولھا کے ڈالا اور دونون سرے
ناڑے کے خود پکڑے اور دولھا کو ڈامنا شروع کیا ایک ڈومنی نے دولھا کی منھ بولی مان سے کہا کہ حضور
دولھا کو چھڑا لیجئے کب تک نوشاہ کھڑے رہین دولھا کی بہن نے پانچ اشرفیان نکالکر ڈومنی کو دین اور دولھا کو
چھڑا لیا پھر دولھا اندر سے باہر صحبت مین آکر مسند جواہر نگار پر بیٹھا نکاح کا سامان ہوا خواجہ بزرجمہر نے
نکاح پڑھا دلھن کا مہر خراج ہفت اقلیم پر بندھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی ناچ ہونے لگا شربت پلائی

ہوئی تھی ہزار اشرفیان شربت پلائی پڑیں بعد اُسکے رسم کے واسطے دولھا کو محل مین بلایا مسند جواہر نگار پر دولھا
دُلھن کو بٹھایا اُدھر ڈومنیان گا رہی ہین اودھر رسم شروع ہوئی پہلے تو باتین چنوائین گئین ناظرین پر واضح ہو کہ
تو باتون کی رسم اُسے کہتے ہین کہ مصری کی ڈلیان ڈومنیان ہاتھ مین لیکر ہر جوڑ بند پر دُلھن کے ایک ایک مصری کی
ڈلی رکھکر دولھا سے کہتی ہے کہ میان دولھا یہ مصری جھک کر کھا لو بمجبوری سب کو کھانی پڑتی ہے اس مین بادشاہ ہو یا فقیر
ہو انکار کوئی نہین کر سکتا ناچار ہو کر نوشاہ بادشاہ **نوشیروان** بھی جھک جھک کر کھانے لگے جب دولھا جھککر منہ
اپنا مصری کی ڈلی کے پاس لیجاتا ہے ڈومنی ہنسکے دھتہ ہٹاتی ہے بار بار دولھا کو ڈھکاتی ہے عورتون قہقہہ اُڑتا ہے
دولھا خجل ہوتا ہے آخر کار جب کسی مقام پر دُلھن کے ڈومنی نے مصری کی ڈلی رکھی تو دولھا نے ہاتھ ڈومنی کا پکڑکے دہ
مصری کی ڈلی جیب سے کھالی پھر اکیس پان کا بیڑا دُلھن کے ہاتھ سے دولھا کو کھلایا اب آرسی مصحف کا وقت آیا
پہلے دولھا سے سنگ مرمر کی کھرل مین صندل اور شہاگ پڑت کا مصالحہ پسوایا اور وہ دُلھن کی مانگ مین دولھا
کے ہاتھ سے بھروایا پھر ڈومنی نے دولھا دُلھن کو مقابل مین بٹھایا اوپر سے ایک زرچوبی دوشالہ اُڑھایا
اور بیچ مین دولھا دُلھن کے قرآن مجید کھلوا کر دولھا سے رکھوایا اور کہا میان نوشاہ سلامت سورۂ اخلاص
نکالو اور اسے پڑھکر دُلھن پر دم کرو پھر ڈومنی نے آئینہ بیچ مین دولھا دُلھن کے رکھ دیا قرآن السعدین کا
سمان بندھ گیا ڈومنی نے دولھا سے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن دُلھن کے منہ پر
سے ہاتھون کو ہٹاؤ بنڑی کی آنکھین کھلواؤ اور اگر دُلھن آنکھین نہ کھولے تو کہو اے بی بی مین تمھارا غلام
ہون آنکھین کھولدو بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان نے یہ کلمہ حقارت کہنے مین تامل کیا جب ڈومنی
نے کئی بار یہ کلمہ منہ سے کہا اور بادشاہ **نوشیروان** نے اس کلمۂ حقیر کو کہنا گوارا نہ کیا ڈومنی نے کہا
اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن صدقے جاؤن ہرچند کہ یہ کلمہ حقیر ہے مگر اسی طرح سب شاہ و گدا
کہتے چلے آتے ہین کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ اپنی معشوقہ سے تخلیہ مین سب طرح کی باتین کرتے ہین دُلھن ایسی
مہوش پری پیکر حسین جمیل شکیل ماہرو سمن بو بے نظیر بدر منیر چاند کا ٹکڑا آفتاب سا چہرہ ایسی معشوق دلفریب
کو اگر ایسا کلمہ کہو گے کیا ہرج ہے میان چونکہ جسوقت سے آرسی مصحف دیکھنے کو بادشاہ **نوشیروان** زمان
بیٹھے تھے دُلھن کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو چکے تھے دل کو محبت حسن و
جمال بے مثال حورخصال ہو چکی تھی عالم بے اختیاری مین کہا اے ملکہ مین تمھارا غلام ہون آنکھین کھولدو
اُدھر ملکہ زرّانگیز بانو بھی مائل تصویر بے نظیر بادشاہ **نوشیروان** ہو چکی تھی اب آرسی مصحف مین بھی بیٹھی ہی
انکھیون سے جمال بے مثال بادشاہ دیکھ کے عاشق ہو چکی ہے مگر حجاب مانع ہے ہرچند بادشاہ نوشاہ
کہہ رہے ہین وہ آنکھین نہین کھولتی ہے جب دُلھن کے تمام عزیز و اقارب نے سمجھایا کہ بی بی آنکھین کھولدو
چار ناچار کہنے سننے سے آنکھین کھولین ڈومنیون نے پوچھا کیون میان نوشاہ دُلھن نے آنکھین کھولین
بادشاہ نوشاہ نے جواب دیا ہان آنکھین کھولین غرض آرسی مصحف ہو چکا دوشالہ اُٹھا لیا گیا دولھا دُلھن
کو مسند سے اُٹھا کر چھپرکھٹ پر بٹھایا دُلھن کی رخصت کا سامان ہونے لگا چونکہ عرصہ زیادہ ہوا تھا برات
بھی گھبرا رہے تھے جہیز نکلنے لگا سواریان سمدھنون کی ہونے لگین اگر جہیز کی تفصیل بیان کیجاے
داستان کو بہت طول ہوگا ناظرین و شائقین گھبرا جائینگے کچھ نہ حصول ہوگا قصہ مختصر برات سج سجا کر جہیز کو
کجاوون پر لدوا کر چلے اسی طرح سے سامان ماہی مراتب ہاتھی گھوڑے اونٹ نوبت خانے باجے ہر رنگ کے

سوار پیدل رسالے پلٹنین برابر جمی جاتی ہیں بیچ مین جہیز کے آگے چھپر کھٹ جواہر نگار اور اسباب چاندی سونے کا
پیچھے محافہ دلہن کا جواہر نگار مرصع کار جھلا جھلی کہ چشم فلک جسکے دیکھنے سے بند ہوئی جاتی ہی برابر محافہ کے ہاتھی
دولہا کا بزرجمہر برابر دولہا کے بیٹھے ہوئے بختک خواصی مین اشرفیون کے تھیلے بھر بھر کے دلہن کے محافہ پر سے
تصدق کرکے پھینکتا جاتا ہی شہد سے جھولیان پھیلائے لوٹ رہے ہین دولہا دلہن کو دعائین دے رہے ہین
یونہین قدم بہ قدم چلتے چلتے در باغ گلشن فرحت افزا پر پہونچے شہر مین برات کی علی العموم دھوم ہی برات
در دولت فیض منزلت گلشن فرحت افزا پر آئی سواریان اترنے لگین ہاتھی کے پانون تلے بیچ مین اور دلہن
کے جانے سے پیچھے ایک بکرا ذبح کیا گیا بطور تصدق وہ کہارون کو دے دیا پانچ اشرفیان انعام کی
فیلبان کو دین خواجہ بزرجمہر نے دولہا کو اتارا دولہا آگے جب آیا دربانون اور محلدارون نے دروازہ
بند کر لیا دولہا نے بزرجمہر سے کئی ہزار اشرفیان انعام کی دلوائین دروازہ کھلا دولہا ڈیوڑھی مین آیا کہارون
کو کئی ہزار اشرفیان خواجہ بزرجمہر نے دین کہارون نے محافہ دلہن کا کاندھے سے اتارا پردہ ہو گیا سب ہٹ
ہٹ گئے دولہا نے دلہن کو گود مین اٹھایا سینہ سے لگایا محل مین دولہا دلہن کو لیکے آیا مسند جواہر نگار پر بٹھایا مبارک
سلامت کا غل ہوا نذرین گذرنے لگین اندر سے باہر تک سب شاد و خوش و خرم خواجہ بزرجمہر مارے
خوشی کے پھولے نہین سماتے ہین باغ باغ ہوے جاتے ہین غرضکہ شام ہوئی شب زفاف کا سامان ہوا
بجال عروس و نوشاہ ایک جگہ ہوا بادشاہ نوشیروان کو شب وصال حورلقا کی عجب خوشی تھی نشۂ بادۂ
محبت کا دمبدم زیادہ تھا ہم آغوشی و بوس و کنار مین مشغول ہوا کبھی گل رخسار کی گلچینی کرتا تھا کبھی نرگس شہلا
کے بوسے لیتا تھا اگر اس شب کی کیفیت بالتفصیل لکھی جاے تو شاید صاحبان ادب و تہذیب کو پسند نہ
آئے لہذا اتنا ہی عرض کرنا کافی ہی کہ بادشاہ نوشیروان تو پہلے سے مشتاق جام وصال تھا عشق ملکہ زر انگیز
مین عجب حال تھا ہر کیف شیشہ سے جام بھرا کوئی سپید رو کوئی سرو خرد ہوا قدرت تعالی خلاق ازل سے ظاہر
ہوئی خورشید تابان برج حمل مین داخل ہوا گوہر گیتاے مراد نے صدف آرزو مین قیام کیا یعنی اسی شب کو
حمل قرار پایا الغرض صبح ہوئی چوتھی کا سامان ہوا بعد چوتھی چالے ہو جانے کے بادشاہ نوشیروان
و بزرجمہر و بختک وزیر بادشاہ نے مع لشکر ظفر اثر سب اسباب جہیز اور بارگاہین وغیرہ بار کرا کے شہر
مدائن کی طرف مراجعت فرمائی غرض خوش و خرم رہتے تھے بادۂ سرجوش پیا کرتے تھے کہ تین اولادین ہوئین
ایک ملکہ مہر نگار اور ہرمزد فرامرز بطن سے ملکہ زر انگیز بانو کے پیدا ہوے جنکا آگے داستانون مین
ذکر کیا جائیگا مگر اکثر راویون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نوشیروان کی شادی شاہ چینی کی بیٹی سے
بھی ہوئی مگر بہر کیف بادشاہ نوشیروان کی تین اولادین ہوئی ہین ملکہ مہر نگار و ہرمزد فرامرز اب انکو
تو اسی حالت مین چھوڑیے

جبتک داستان عجائب بیان سن تمیز کو پہونچا گل گلشن شجاعت سرو بستان جرأت و ہمت یعنی امیر
ابو العلاء مکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ ضمری کا اور عیاریان
کرنا عمرو کی اور کوہ بوقبیس پر خواجہ عبد المطلب سے پوشیدہ امیر کو لیجانا عمرو کا اور مار ڈالنا
دونون پہلوانون کا یہ شرارت عمرو اور خفا ہونا خواجہ عبد المطلب کا عمرو بن امیہ ضمری
پر بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
کوئی جام پیلوں تو ہو کچھ سرور
تو اب ساقیا کیا ہی آستادہی

جوانی کی پیری میں ہو مجھ امنگ
پلا ساقیا دو تین ہو دور
ارے عہد طفلی نہیں یاد ہے
سحر رات جاسے غش دور ہو

پلا ساقیا تازہ تازہ شراب
یہ کیسی لگی آگ سینہ نے کو
تو دکھلا مجھے ساقیا شوخیاں
ضیا بار جلدی کہیں نور ہو

زلال کہن سے ہو اب اجتناب
کہ بھرتا نہیں سر سے پیمانے کو
کہ ہر تجھے آگاہ سارا جہان

غزل بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
رہتا ہے چار فصل میں موسم بہار کا
سودا ہوا ہے مرغ جنوں کے شکار کا
گلچیں کے ہاتھ سے نہ کھٹکا ہو خار کا
گیسو میں قرب آئینہ روئے یار سے

عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا
دامان زین چھوا ہے جو اس شہسوار کا
پیوند اخبار ہا ہوں گریبان کے تار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہوں میں
ڈانڈا ملا ہوا ہے طلب سے تتار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
ہر گردش پہ دماغ ہمارے غبار کا
اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
نازک ہے سنگ شیشے سے میرے مزار کا
بیت فسون سازی افسانہ دلپذیر

رقم کردہ خامۂ بے نظیر پرورش یافتگان کنار دائم طراری و ابجد خوانان مکتب عیاری اشہب قلم تیز رقم کو میدان بیان میں یوں جولان کرتے ہیں کہ جب امیر کشورگیر امیر ابو العلا کی ملقب بہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان اور عیاران عیار طرار دغنجر گذار عمرو بن امیہ ضمری نے آغوش ملکہ عادیہ بانو میں ناز و نعم پرورش پائی سن و سال اس آفتاب آسمان علم و کمال اور اس اختر فلک عیاری دو دوازدہ کی اڑھائی برس کا ہوا اور وہ سب لڑکے بھی اسی قدر عمر کے ہوئے اور مقبل وفادار کا بھی اتنا ہی سن ہوا آپس میں یہ سب کھیلتے پھرتے تھے بازی ہفلانہ کرتے تھے مگر عمرو بن امیہ ضمری پہلے ہی سے نہایت شریر اور بد ذات تھا ہر کھیل میں فریب و عیاری کیا کرتا تھا چنانچہ بات کو یہ دغا بازی کرتا تھا کہ جب سب سو رہا کرتے تھے اور ملکہ عادیہ بانو بھی سو جایا کرتی تھی تو یہ چپکے سے اٹھتا تھا اور بچوں لڑکوں عورتوں کے زیور اتار لیا کرتا تھا کسی کی انگوٹھی کسی کا چھلا کسی کی چوڑی کسی کی بالی بجلی کسی کی کوئی چیز چرا چرا کر ملکہ عادیہ بانو کے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھدیتا تھا اور آپ اپنے بستر پر سو رہتا جب صبح ہوتی ہر ایک شخص اپنی چیز گم شدہ کو ڈھونڈھنے لگتا غل مچانے لگتے کہیں پتا نہ لگتا جب ملکہ عادیہ بانو اپنا تکیہ اٹھاتیں دیکھتیں نیچے تکیہ کے سب چیزیں رکھیں ہیں ملکہ عادیہ بانو حیران ہوتیں اپنے دل میں کہتیں کہ یہ کیسی حرکت ناشائستہ کی پلنگ پر میرے تکیہ کے نیچے یہ سب چیزیں چرا کر رکھدیں ایک ایک سے ملکہ عادیہ بانو کو ندامت اور شرمندگی ہوتی تھی آنکھ سامنے نہیں کرتی تھیں سب سے قسمیں کھا کھا کر کہتی ہیں کہ میں مطلق آگاہ نہیں کہ یہ کیسی شرارت اور بد ذاتی ہے میرا لڑکا ماشاء اللہ ابھی آرام کر رہا ہے اور عمرو بھی سو رہا ہے وہ سب لوگ کہتے تھے آپ اپنی طرف گمان نہ لیجیے ہمکو آپ کا مطلق خیال نہیں خدا نخواستہ بھلا آپ کیا ایسا کیجیے گا مگر ملکہ عادیہ بانو کو انتہا کی خجالت ہوتی تھی ہر روز ایسا ہی اتفاق ہوا کرتا تھا گھر بھر میں سب پریشان ہیں ملکہ عادیہ بانو کو ندامت سے رنج ملال رہتا ہے اور یہ معما کسی طرح نہیں کھلتا ہے کہ کس کی شرارت اور بد ذاتی ہے اب گھر میں اکثر لوگ چشمک اور چپکے چپکے باتیں کھسر پسر کیا کرتے ہیں ایک روز اتفاق روزگار ملکہ عادیہ بانو اس ارادے سے کہ آج ضرور جستجو کرکے دیکھوں گی کہ یہ کون ہے جو گھر بھر کی چیزیں چرا کر میرے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ جاتا ہے اور مجھکو ندامت سے رنج و ملال دیتا ہے آنکھیں بند کیے ہوئے چپکی پلنگ پر پڑی رہیں جب نصف رات گذر گئی تو دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری اپنے بستر خواب سے اٹھا اور ہر ایک

کی چیز چرانے لگا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی چھلا اُتار لیا اور کسی کے کان سے بالی بجلی اُتار لی کسی کی چوڑی اور کنگن
کڑے انگشتری کا اُتار اسب لا لا کر سرہانے اپنی دایہ ملکہ عادیہ بانو کے رکھا پس ملکہ عادیہ بانو اُٹھین اور جلدی سے
سب کو بیدار کر دیا اور کہا کہ صاحبو دیکھو تم لوگون کی چیزون کا یہ چور ہے آج میرے دل کو اطمینان و قرار ہوا مین اپنے
دل ہی دل مین شرم کے مارے کٹی جاتی تھی مین خود بخود اپنی طبیعت سے چور بنی جاتی تھی پھر عمرو کو ہاتھ پکڑ
کے کھینچ لائین اور دو چار طمانچے سخت کے عمرو کے مارے اور بہت خفا ہوئین عمرو کے مار کھانے سے صاحبقران
رو دیتے تھے یعنی مطلب یہ تھا کہ عمرو کو نہ مارو اور تکلیف نہ دو جب خواجہ عبدالمطلب سُنتے تھے کہ عمرو پٹتا ہے
ملکہ عادیہ بانو سے عمرو کے بارے مین ہی کہتے تھے کہ عمرو کو نہ مارا کیجیے مین بوجہ محبت کرنے امیر کے اور
بہ سفارش خواجہ بزرجمہر کے اسے بہت چاہتا ہون الغرض اسی طرح ہر روز امیہ بن امیہ ضمری ایک نہ ایک
شرارت اور بدذاتی اور عیاری کیا کرتا تھا کہ لوگ سب ہنستے تھے اور عادیہ بانو خفا ہوا کرتی تھین اور خواجہ
عبدالمطلب بھی نصیحتاً اکثر گوشمالی آہستہ سے کر دیتے تھے کبھی گھرک دیا کرتے تھے حمزہ اسکی حرکتون پر ہنسا
کرتے تھے اور سفارش کر کے عمرو کو بچا لیا کرتے تھے مار نہ کھانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائی
تم ایسی حرکتین نہ کیا کرو جب خفگی ہوتی ہے مجھکو رنج ہوتا ہے جب تمکو مار پڑتی ہے ہمارا دل دکھتا ہے کاہے کو ہے
صدمہ دیتے ہو عمرو کہتا تھا کہ اے حمزہ ہمارا دل نہین مانتا جب دل مین کسی مذاق اور دل لگی کا خیال آجاتا
ہے پھر نہین رہا جاتا ہے اس مین خفگی ہو یا مار پٹے غرضکہ اسی لہو و لعب مین کھیل کود کے پانچ پانچ برس کے ہوئے
خواجہ عبدالمطلب نے بسم اللہ کی ایک مولوی قبیلۂ بنی آمیہ سے کہ نام اسکا مولوی جرمان تھا
اُسکو نوکر رکھا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور اُنکے ساتھ عمرو اور مقبل کو بھی پڑھنے بٹھایا ایک مکان مکتب
کا مقرر کیا اور ان لڑکون مین سے جو بارہ ہزار لڑکے امیر کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور امیر حمزہ صاحبقران کے
سبب سے پرورش پاتے تھے دس بارہ لڑکے شریف لیق منتخب کر کے حمزہ و عمرو و مقبل کے ساتھ مکتب مین پڑھنے
کو بٹھانے کہ امیر کا دل بہلیگا لڑکون کے ساتھ پڑھینگے اور ابو جہل وغیرہ بھی اسی مکتب مین پڑھنے کو بیٹھے امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بعید ذہانت سبق ادق بھی بہت جلد یاد کر کے فرصت پا جاتے تھے اور سب لڑکے
دن بھر پڑھا کرتے تھے اور عمرو تمام دن ہین رین کیا کرتا تھا اور کسی طرح سبق یاد نہوتا تھا مولوی صاحب کی
گھڑکیان کھایا کرتا تھا خفگی اُٹھایا کرتا تھا عمرو کے سبب سے سب لڑکون کو دیر مین چھٹی ملا کرتی تھی اور جسوقت
عمرو شوخی کرتا اور مولوی صاحب تنبیہ دینے کا ارادہ کرتے تھے حمزہ صاحبقران سفارش کر کے
بچا لیتے تھے اور جب مولوی کو زیادہ غصہ آتا تھا ابو جہل سے کہتے تھے کہ تم اسکی گوشمالی کرو عمرو ابو جہل
سے کہتا تھا بھائی ابو جہل ذرا آہستہ سے ہمارے کان پکڑ اگر وہ دن ہماری باری آئیگی تو پھر ہم تمکو بہت
پٹوائینگے کہ عمر بھر یاد کرو گے مولوی صاحب نے یہ قاعدہ منضبط کیا تھا کہ آٹھوین روز ہر جمعرات
کو لڑکے اپنے اپنے گھر سے مٹھائی مولوی صاحب کے واسطے لایا کرتے تھے مگر عمرو بن امیہ ضمری مٹھائی
نہ لاتا تھا ابو جہل اکثر کہتا تھا جناب مولوی صاحب ہر جمعرات کو اور سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین ہم بھی لاتے
ہین حمزہ کے بھی گھر سے مٹھائی آیا کرتی ہے مگر کیا سبب ہے جو عمرو مٹھائی نہین لاتا آپ خود اُس سے کہکر
مٹھائی کیون نہین منگاتے مولوی صاحب اکثر عمرو سے کہا کرتے تھے ارے عمرو سب لڑکے مٹھائی لاتے
ہین تو نہین لاتا یہ کیا سبب ہے اپنی ماں سے کہدینا کہ بھی آٹھوین دن ہر جمعرات کو مٹھائی بھیج کرو چنانچہ

ایک روز جمعرات کے دن سب لڑکے مٹھائی لائے اور امیر باتوقیر کے والد بزرگوار نے بھی مٹھائی بھیجی مولوی صاحب
نے عمرو سے کہا کہ ارے لڑکے تو بھی مٹھائی لا عمرو نے کہا بہت خوب مجھکو تھوڑی دیر کے لئے چھٹی دیجئے تو
مٹھائی جا کے لاؤں یا دوپہر کو جسوقت کھانا کھانے جاؤنگا آپ کے واسطے مٹھائی لیتا آؤنگا مولوی صاحب نے
کہا بہتر ہے دوپہر کو مٹھائی لانا غرضکہ جب دوپہر آئی اور سب لڑکے کھانا کھانے کو گئے عمرو بھی حمزہ کے ساتھ
گھر آیا حمزہ کو محل میں داخل کرکے پھر گیا اور مولوی صاحب کی نئی کفش طاق پر رکھی تھی اُسے چپکے سے اٹھا لایا اور
بازار میں حلوائی کی دکان پر جا کے کہا کہ یہ کفش مولوی صاحب نے بھیجی ہے اور کہا ہے کہ پانچ روپیہ کی
مٹھائی بہت عمدہ دیدو جب میں اُنکا روپیہ دے دونگا حلوائی نے کہا کہ اے عمرو مٹھائی لو اور کفش
بھی مولوی صاحب کی لیتے جاؤ وہ روپیہ دے جاوینگے عمرو نے کہا کہ نہیں کفش رہنے دو نہیں تو مولوی
صاحب خفا ہونگے حلوائی نے کہا تمہیں اختیار ہے یہ کہکے اُسنے پانچ روپیہ کی ہمیں مٹھائی بہت عمدہ
تولدی عمرو نے مٹھائی کا ٹوکرہ لاکر مکتب میں رکھا اور دو ڈلیاں بڑی بڑی چھانٹ کر ورق نقرہ لگی ہوئی
اس میں جمالگوٹے بہت سے ملاکر اوپر مٹھائی کے رکھدیں اور ٹوکرہ مٹھائی کا مکتب میں چھوڑکر جا کے حمزہ
صاحبقران کو دولتسرا سے ساتھ لے آیا اور کہا کہ بھائی مولوی صاحب کے واسطے آج میں
مٹھائی لایا ہوں مولوی صاحب سو گئے ہیں تو پیش کروں جسوقت مولوی صاحب سو کے اٹھے پوچھا
لڑکوں سے کہ یہ ٹوکرہ مٹھائی کا کسکا ہے بوجہل نے کہا کہ عمرو مٹھائی لائے ہیں عمرو نے کہا کہ جی ہاں والد
مٹھائی لائے تھے بلکہ اُنکے ساتھ ایک دوست اُنکے اور بھی تھے والد مٹھائی کا ٹوکرہ دے کر کہہ گئے
ہیں کہ جب مولوی صاحب سو کے اٹھیں تو یہ ٹوکرہ مٹھائی کا دے کر کہنا کہ یہ مٹھائی پیر درویش
کفش شاہ کی نذر دے کر آپ سب کو بانٹ دیجئے گا اور میرا حصہ اور میرے دوست کا حصہ لیجئے اتنا مولوی
صاحب خوشی خوشی اٹھے اور مٹھائی پر درویش کفش شاہ کی نذر دے کر عمرو سے کہا کہ یہ درویش
کفش شاہ کون ہیں عمرو نے کہا کہ میں نہیں واقف کہ یہ کون ہیں سنتا ہوں کہ کوئی اگلوں پچھلوں میں
سے ہیں مولوی صاحب ہو رہے کہ کوئی ہونگے ہمیں کیا مطلب ہے اور وہی دونوں ڈلیاں مٹھائی
کی بڑی بڑی ورق کی جو اوپر رکھیں تھیں پہلے ہی مولوی صاحب نے غپڑ غپڑ کھا کے نوش جان
کیں وہ مٹھائی کاہش جان ہوئی شعر وائے نادانی از دقور نیم + جان شیرین بہ تلخی از جسم است + جو
وہ مٹھائی تھوڑی تھوڑی سب لڑکوں کو تقسیم کی عمرو کو تین حصے دیے ایک عمرو کا ایک عمرو کے باپ کا ایک
عمرو کے باپ کے دوست کا اور باقی مٹھائی اپنے گھر بھیجدی وہاں سب لڑکے بالوں نے کھائی استانی جی
نے بھی وہ مٹھائی کھائی یہاں مولوی صاحب کو گھڑی بھر کے بعد دست آنا شروع ہو گئے اُن دونوں ڈلیوں
نے مٹھائی کی آگ لگا دی بدن میں بعض مقام پر چھالے پڑ گئے عجب حال ہوا ضعف کمال ہوا اگر دست
آنا کسی طرح موقوف نہیں ہوتا اب اُن تک کہ اب پاخانے تک جانا دشوار ہے کوئی لڑکا ہاتھ پکڑ کے
لیجائے تو جائیں جب عمرو نے مولوی صاحب کا یہ حال بحال دیکھا امیر سے کہا ای بھائی
حمزہ مولوی صاحب مرجائینگے اب جیتے نہیں تم کہدو مولوی صاحب سے کہ ہمارے یہاں جب
کسی کو دست آتے ہیں تو اُسکو دہی پلاتے ہیں فوراً دست بند ہو جاتے ہیں آپ بھی دہی منگوا کر
پی لیجئے حمزہ صاحبقران نے کہا او بھائی عمرو کیا کچھ تنے مولوی صاحب کو مٹھائی میں کھلا دیا ہے

عمرو نے چپکے سے کہا کسی سے کہنا نہیں میں نے جمالگوٹے مٹھائی میں ملا کر دیے ہیں اُسکا یہی علاج ہے کہ اگر مولوی
صاحب دہی پی لیں ابھی اچھے ہو جاسینگے حمزہ صاحبقران نے کہا اے بھائی عمرو تم ہمکو رنج دیتے ہو
ان حرکتوں پر تمکو مار پڑیگی ہمارا دل دُکھیگا ہمکو رنج ہوگا بھائی عمرو یہ باتیں خدا کے لیے چھوڑ دو عمرو نے
کہا بھائی حمزہ یہ باتیں تو اب نہ چھوٹینگے تم مولوی صاحب کو دہی تو پلوا دو نہیں مر جاسینگے حمزہ صاحبقران
نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب ایک دوا مجکو معلوم ہے آپ اسکا استعمال کیجیے ابھی وقت اچھے ہو جاسینگے
اکثر میرے یہاں دستوں کا یہی علاج ہوا کرتا ہے آپ تھوڑا دہی ابھی منگوا لیجیے اور اسکو گھول کے پی لیجیے مولوی
صاحب لمبے اس حال میں مضطرب کہاں تھے کہا اچھا منگواؤ عمرو کو بازار بھیجو وہ جلدی دوڑا جائے اور سیر بھر
تھوڑا دہی مول لے آئے فوراً عمرو بازار گیا اور سیر بھر دہی خرید کر لایا مولوی صاحب کو پانی میں گھول کر پلایا
پیتے ہی دہی کے کلیجے میں ٹھنڈک پہونچی تسکین ہوگئی دستوں کا آنا موقوف ہوگیا اب حواس بجا ہوئے
تیسرے پہر کو لڑکوں کو چھٹی دی آپ بھی کپڑے پہن کر گھر کو چلے دیکھا تو کفش نہیں ہے ہر روز طاق پر کفش رکھدیا
کرتے تھے اور آپ مکتب میں کھڑاؤں پہنے رہتے تھے تمام مکتب میں تلاش کی جب کفش کہیں نہ ملی ناچار و
مجبور وہی کھڑاؤں پہنے ہوئے گھر چلے گئے کفش بے ہوئے چار پانچ روز گذرے تھے اسکا یہی خیال تھا
کہ اب روپیہ پاس نہیں اسوقت کفش کہاں سے بہم پہنچائیں جاسکتے پانوں رہے خیر جو کچھ قسمت کا لکھا ہے چپ
کر چلے بازار میں جب پہونچے حلوائی اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کے کہا جناب مولوی صاحب یہ آج
آپ نے خلاف معمول کیا کیا کہ نئی کفش میرے پاس بھیجی اور مٹھائی منگوائی اگر آپ کفش نہ بھیجتے اور
مٹھائی منگواتے تو کیا میں نہ دیتا آپ کے واسطے یہ بات نہیں ہے جب آپکو دو چار روپیہ کی ضرورت ہوا کرے
بے تامل منگوا لیا کیجیے مولوی صاحب نے کہا کفش کہاں ہے اور کون لایا تھا حلوائی نے وہ کفش لا کر آگے
رکھدی اور کہا کہ وہ کالا لونڈا جسکا نام عمرو ہے وہ لایا تھا اور وہی مٹھائی بھی لیگیا مولوی صاحب نے
کہا کہ وہ کمبخت بدذات میری کفش رہن کر کے مٹھائی لایا تھا اور مجھسے یہ دغابازی کی کہ کہا میرا باپ مٹھائی دے
گیا ہے آپ پر نذر درویش کفش شادی کی دیدیجیے اسکے کہنے سے نذر دے کر میں نے بھی دو ڈلیاں مٹھائی کی کھا
لیں اے بھائی نہیں معلوم اس مٹھائی میں کیا ملا دیا تھا کہ دو ڈلیاں کھاتے ہی دست آنا شروع ہوگئے
اس قدر دست آئے کہ میرا غیر حال ہوگیا جب حمزہ صاحبقران نے دہی پلوایا ہے تو دست بند ہوئے حلوائی
یہ سنکے ہنسنے لگا اور اکثر راہگیر بھی کھڑے ہوگئے وہ بھی سنکے ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کفش تو پانوں
میں پہنی اور کھڑاؤں چوبی اٹھا کر بغل میں دبائی اور دولتسرائے خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور خواجہ کو بلا
کے یہ سارا حال سنایا کہا جناب اس لڑکے نے میرا ناک میں دم کیا ہے آپ کا حکم زدوکوب کا نہیں ہے
میں اس لونڈے سے بہت عاجز ہوں بلکہ پڑھنے پڑھانے میں ہرج پڑتا ہے وہ فقرے اور وہ باتیں کرتا ہے کہ بڑے بڑوں کے ہوش
اُڑتے ہیں یہ سنکے خواجہ عبدالمطلب ہنسنے لگے اور کہا کیا کروں کس کس طرح میں بھی اسکو گھڑکتا ہوں
خفا ہوتا ہوں مگر نہیں مانتا جب مارنے کا قصد کرتا ہوں حمزہ آنکی سعی و سفارش کرتے ہیں بیدل ہو
آبدیدہ ہوتے ہیں یہ کہکر خواجہ عبدالمطلب نے مولوی صاحب کو وہ پانچوں روپیہ دیے اور کہا کہ حلوائی
کو دیدیجیے گا مولوی صاحب نے کہا ذرا عمرو کو میرے سامنے بلوا کے گوشمالی تو کیجیے خواجہ عبدالمطلب
نے عمرو کو بلوا کے کہا کہ دیکھ تو یہ مولوی صاحب تیری کیا شکایت کرتے ہیں تو نے کیا دغا کفش لی

بخش مولوی صاحب کی یہان رہن کرکے پانچ روپے کی مٹھائی لایا عمرو نے کہا کہ مجھسے روز تقاضا مٹھائی کا
کرتے تھے کہتے تھے کہ سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین تو بھی مٹھائی لا مین کہان سے مٹھائی لاکے مولوی صاحب کو دیتا
خیر مین نے یہ حرکت کی مٹھائی لاکر اس طرح سے مولوی صاحب کو دی اور مولوی صاحب سے پہلے ہی کہدیا
تھا کہ جناب زربخش کمش شاہ کی نذر سو دیجیے خواجہ عبدالمطلب نے کہا ای مولوی صاحب آپ اس سے
کیون مٹھائی مانگتے تھے علاوہ کہان سے لاکر دیتا مین مٹھائی ہمیشہ بھیجتا ہون یا نہین اسکو آپ ان دونون
کی طرف سے بھیجے یہ سنکے مولوی صاحب چپ ہوئے اور جاکر حلوائی کو وہ پانچون روپے دیے پھر
گھر کو رواہ ہوئے غرضکہ دوسرے دن صبح کو عمرو نے حمزہ صاحبقران زمان سے کہا ای بھائی حمزہ
اوپڑھنے کو چلو آگے آگے حمزہ صاحبقران پیچھے پیچھے عمرو سرجھکائے ہوئے بغل مین کتابین دودون دبائے
ہوئے مکتب مین آئے مولوی صاحب کو سلام کرکے پڑھنے کو بیٹھ گئے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبدالمطلب
کے یہان سے ایک خوان کھانے کا جسمین بہت عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تھے کستا خوان پوش
ہوا آگے مولوی صاحب کے آیا مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی لڑکا ایسا ہے کہ یہ کھانا ہمارے گھر پہونچا
آئے عمرو کھڑا ہو گیا کہا کہ اگر حکم دیجیے تو مین یہ خوان دولتخانہ پر آپکے پہونچا آؤن مولوی صاحب
نے کہا شاباش ہے جا مگر بھائی اس خوان کو کھولنا نہین اس مین ایک مرغ زرین پر اور طلسم چشم یاقوت
سنقار طیار بند ہے اگر تم خوان کو کھولوگے تو وہ مرغ اڑ جائیگا تم دیکھتے رہجاوگے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
عمرو نے کہا حضور میری کیا مجال ہے مین کیون کھولنے لگا جو مرغ زرین اڑ جائیگا یہ کہکر عمرو نے وہ
خوان طعام لذیذ اپنے سر پر رکھا اور مولوی صاحب کے گھر چلا راہ مین ایک گوشہ تجویز کرکے ٹھہرا اور خوان
طعام سر سے اتار کے رکھا کستا کھول کے دیکھا تو اس مین کیسے کیسے عمدہ کھانے ایک قاب مین پلاو گرما گرم مزعفر
اور ایک قاب مین زردہ زعفرانی رنگ کا اور ایک قاب مین سفیدہ قند کا ورق اسپر لگا ہوا چوٹی دار بھرا
ہوا ایک پلیٹ مین متنجن بہت عمدہ ایک پلیٹ مین مزعفر پیالون مین کئی رنگ کا سالن تلے ہوئے آلو اور
تلی ہوئی اروییان گھی کے تار پر ایک پیالے مین قورمہ ایک طشتری مین میتھی کا ساگ قیمہ گوشت ایک پیالے
مین دوپیازہ کلیجی کے کباب شامی کباب گولر کباب باقرخانی شیرمال پانچ سیر کا جوڑا بالائی قریب آدھ سیر
کے اچار مربہ کئی کئی طرح کا پھول دبارا آٹے کی چپاتیان نرم نرم سیب کے برابر تہ بہ تہ رکھی
مین ایک خاصدان مین سفید پانون کی گلوریان چاندی کے ورق اس مین سونے کی کیلین لگی ہوئی
رکھی ہوئی ہین یہ سب سامان عمدہ عمدہ کھانے کا خوان مین دیکھکر منہ مین پانی بھر آیا جی للچایا خوان کے
پاس آکر دو زانو بیٹھ گئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کھانے لگے تھوڑا تھوڑا کھانا سب مین سے نوش جان کیا پھر پلاو
کھایا پھر زردہ کھایا پھر سفیدہ کچھ متنجن کچھ مزعفر اچار مربہ بالائی سب نوش کر گئے باقرخانی اور شیرمال اور نرم نرم
چپاتیان سالنون کے ساتھ بہت سی ستیاناس کین کباب سب ادھے رودھے اڑا گئے خوب تنکے
کھانا کھا کر کہین جاکر پانی پیا دو تین ڈکارین زناٹے کی لین شکر خدا کیا گلوریان ورق لگی ہوئی سب
جاکر تھوک کی مترک دین اور کیلین سونے کی ڈب مین رکھین جو کچھ بچا کتون کو توتو کرکے بلایا اور جھوٹا
کھانا سب انکے آگے ڈالدیا جب ان کتون کے کھانے سے بھی بچ رہا زمین کھود کے اسی جگہ گاڑ دیا اور ظروف
چینی اور بلورین سب اسی خوان مین رکھکر اور کستا اوپر سے کسکر مولوی صاحب کے گھر پر وہ خالی خوان

لیکر پہونچے اور اُستانی جی سے کہا کہ لیجیے یہ خوان کھانے کا مولوی صاحب نے بھیجا ہے اور کہدیا ہے کہ اس میں ایک مرغ
زرین پرند ہے ابھی کھولنا نہیں جب میں آؤنگا تو اُسے کھولونگا اور اس میں کھانا بہت افراط سے ہے ہمسایہ میں
اپنے کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائیں ہمارے یہاں کھانا بہت سا آیا ہے تمھارے یہاں بھی بھیجدینگے عمرو یہ کہکر
خوان مولوی صاحب کے گھر میں دیکر چلا آیا اور مولوی صاحب سے آکر کہا جناب مولوی صاحب یہ خادم
حضور کے گھر میں خوان اماننا پہونچا آیا جب مولوی صاحب نے سب لڑکون کو چھٹی دی حمزہ صاحبقران آگے آگے
پیچھے پیچھے عمرو بغل میں کتابیں دبائے دولتسرائے حمزہ پر آکر دونون کھیل کود میں مصروف ہوگئے یہاں مولوی
صاحب لڑکون کو چھٹی دیکر گھر کو چلے راہ میں ایک دوست سے ملاقات ہوگئی آپس میں جو باتیں کرنے میں
مشغول ہوئے شام ہوگئی مولوی صاحب گھبرائے ہوئے گھر میں آئے گھر میں بچے کھانا مانگ رہے ہیں
مولوی صاحب کی بی بی نے مولوی صاحب سے کہا کہ آج تو صاحب تم خوب غافل ہوکر بیٹھے بچے یہان
بھوک کے مارے تڑپ رہے ہیں اسوقت تک میں نے چولہا سلگا کر کھانا علاوہ اسکے ہمسائی کے بچے
بھی بھوکے ہیں ہمسائے والے کہتے ہونگے کہ ہمکو خوب کھانے کے سبب روتا کہ بچے بھوکے روتے
ہیں اور ابتک کھانے کا کچھ سامان نہیں ہے مولوی صاحب نے کہا کہ پھر تمنے خوان میں سے کھانا نکال کر کیونکر
کیون نہ دیا اور میں نے یہ کب کہلا بھیجا تھا کہ ہمسائے میں ان لوگون کو امیدوار کرنا استانی نے کہا کہ عمرو
تاکید کرگیا تھا کہ خوان میں مرغ زرین بند ہے کھولنا نہیں نہیں تو اُڑجائیگا جب مولوی صاحب آئینگے تو خوان
کھولکے کھانا نکالینگے اس میں کھانا بہت ہے ہمسائے میں کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائیں ہم آپکے کھانا بھیجینگے
اسی لیے میں نے ہمسائے کہدیا مولوی صاحب یہ سنکر خاموش ہورہے اور خوان کھانے کا
کھولا تو دیکھا کہ خالی برتن خوان میں رکھے ہیں ایک دانہ بھی نہیں پس یہ دیکھتے ہی اُستانی اور سب تو الو
ہوگئے اور مولوی صاحب اچھلے اور غصہ ہوکے کہنے لگے کہ عمرو کیا بدذات اور دغاباز ہے کہ بہکے کل [illegible]
وہ راستے میں سب کھا گیا غرض مولوی صاحب روتے پیٹتے غصہ سے منہ لال چقندر سا کرکے دردولت
عبدالمطلب پر آئے اور کہا کہ بلاؤ تو عمرو کو کہاں ہے وہ نامعقول میرے ساتھ دغابازی کرتا ہے شور وغل
ہوا خواجہ عبدالمطلب محل سے باہر تشریف لائے پیچھے پیچھے حمزہ اور عمرو پوچھا مولوی صاحب کیون خیر
تو ہے کیا ہوا مولوی صاحب نے ساری حقیقت بیان کی عبدالمطلب عمرو پر بہت خفا ہوئے اور پانچ
روپیہ مولوی صاحب کو دیے کہ بازار سے کھانا منگوا کر آپ بھی اپنے یہاں صرف کیجیے اور جن لوگون کو کہلا
کہا ہے انکو بھی کھلوا دیجیے یہ سنکر مولوی صاحب پانچون روپے لیکر بازار سے کھانا خرید کرکے گھر میں لائے سب
لوگون کو بھی تقسیم کیا آپ بھی کھایا اور کہا کہ کل عمرو کو کسی خطا پر خوب مارونگا اسنے مجھکو بہت عاجز کیا ہے غرض
صبح کو عمرو اور حمزہ صاحبقران جو پڑھنے کو آئے مولوی صاحب نے کہا ابے او عمرو تو حرامزدگی اور
بدذاتی نہ چھوڑیگا نہ تو سبق اچھی طرح یاد کرتا ہے نہ اپنی شرارت چھوڑتا ہے آج تجکو سزا سے کامل دیتا ہون
یہ کہکے مولوی صاحب کوڑا لیکر اُٹھے بس حمزہ صاحبقران جناب ہوگئے اور بیچ میں آکر کھڑے ہوئے اور
کہا کہ مولوی صاحب معاف کیجیے اب عمرو ایسی خطا نہ کریگا تو یہ کرتا ہے امیدوار ہون کہ میرے کہنے سے عمرو
کو نہ ماریے مولوی صاحب حمزہ صاحبقران کے کہنے سے عمرو کی زد وکوب سے باز رہے اور کہا کہ خبردار اگر
پھر کبھی ایسی خطا کی تو مارے کوڑون کے کھال کھینچ ڈالونگا جا جلد سبق یاد کرکے سنا عمرو چپکے کان دبائے

سر جھکائے پڑھنے کو بیٹھا امیر ہا تو تم نے چپکے سے کہا ای بھائی عمرو خدا کے لئے ایسی حرکتوں کو چھوڑ دو ایسی باتیں
نہ کرو تمکو مار پڑتی ہی ہمکو صدمہ ہوتا ہی عمرو نے کہا بھائی حمزہ اتو ہمسے یہ باتیں نہ چھوٹینگی اور مولوی صاحب ہمکو مارا
کرتے ہیں ہیں انکو چھوڑونگا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جاتے ہیں ادھر ابو جہل سے بھی عمرو خار کھایا
کرتا تھا کہ مولوی صاحب عمرو کی کان گوشی ابو جہل سے کرایا کرتے تھے عمرو ابو جہل کی تاک میں تھا ایک وقت
عمرو کو سبق پڑھانے میں ابو جہل نے مارا اور کان گوشی کی بس عمرو کے دل پر ٹھن گئی کہ آج ابو جہل کو بھی
پٹوانا چاہئے سوچتے سوچتے ایک مکاری ذہن میں آئی غرض جب دوپہر کو مولوی صاحب سو رہے اور سب
لڑکے اور ابو جہل بھی سو رہا عمرو چپکے سے اٹھا اور ابو جہل کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور چپکے سے مولوی صاحب
کے گھر پر پہونچا روزن در سے جھانک کر دیکھا کہ آشنائی جی اور لڑکے سو رہے ہیں کنڈی دروازے کی بند ہی عمرو
مکان کی پشت پر گیا اور دیوار پر چڑھکے مولوی صاحب کے گھر میں چپکے سے کودا سب پڑے ہوئے غافل سو رہے
تھے مولوی صاحب کی بیٹی کی کان سے بالی سونے کی اتار لی اور ابو جہل کی انگوٹھی مولوی صاحب کی بیٹی کا
پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھدی اور چپکے سے اسی طرح دیوار پھاند کے چلا آیا دیکھا مکتب میں ابھی
تک مولوی صاحب اور ابو جہل اور سب لڑکے سو رہے ہیں مولوی صاحب کی بیٹی کی کان کی بالی ڈھبری کرکے
ابو جہل کے ہاتھ کی انگلی میں پہنا دی اور خود چپکا ہو کر لیٹ رہا اپنے تئیں بھی سب کے ساتھ سونے والوں
ڈالدیا غرضکہ جب اٹھنے کا وقت آیا مولوی صاحب اٹھے اور سب لڑکے عمرو وغیرہ بھی اٹھے ابو جہل کو ازبسکہ غفلت
نیند کی زیادہ تھی نہ اٹھا مولوی صاحب نے اسکو ہشیار کیا مولوی صاحب کی جو اسکے ہاتھ کے اوپر نگاہ پڑی اپنی
بیٹی کی کان کی بالی دیکھی پوچھا ای ابو جہل تمہارے ہاتھ میں بالی کان کی کہاں سے آئی ابو جہل نے کہا کہ میں نہیں
جانتا کہ یہ بالی کسکے کان کی ہی اور میرے ہاتھ میں کیونکر آئی اور میری انگوٹھی جو ہاتھ میں تھی وہ کیا ہوئی کیونکر
غائب ہو مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بالی میں نے پہچانی میری لڑکی کے کان میں تھی ابو جہل یہ تقریر مولوی صاحب
کی سنکر کانپنے لگا عمرو نے کہا جناب مولوی صاحب اگر آپ خفا نہوں تو میں عرض کروں مولوی صاحب نے کہا کہ
کو صاف صاف بیان کرو عمرو نے کہا کہ روز دوپہر کو جب آپ سو رہا کرتے تھے ابو جہل چپکے اٹھکے چلے جایا کرتے تھے
مجھے نہیں معلوم کہ کہاں جاتے تھے اور پھر چپکے سے آکے سو رہا کرتے تھے آج اتفاق سے جب ابو جہل اٹھکے چلے میں
بھی انکے عقب میں چپکے چپکے چلا یہ آپکے مکان پر پہونچے اور ایک چھوٹی سی کنکری گھر میں پھینکی آپ کی صاحبزادی
ڈیوڑھی میں آئیں بیٹھے تو دونوں خوب ہم آغوش ہوئے راز و نیاز کی باتیں ہوئیں کہ وہ بیان کرنے کے قابل نہیں
ہیں پھر ابو جہل نے کہا کہ آج ہمکو تم اپنی کچھ نشانی دو آپ کی صاحبزادی نے کہا میرے پاس کیا ہی جو نشانی دوں
یہ کہکر کان کی بالی اتار کے دی کہا تو سوا اسکے اور کچھ میرے پاس نشانی نہیں ہی وہ بالی انھوں نے سیدھے
ہاتھ کی انگلی میں پہن لی اور آپ کی صاحبزادی نے جو نشانی مانگی انھوں نے انگوٹھی اپنی اتار دی وہ انگوٹھی
انھوں نے اپنے پاندان میں بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھی ہی آپ کا جی چاہے جا کر دیکھ لیجئے یہ سنتے ہی مولوی حیران
صاحب کا منہ سرخ ہو گیا تن بدن میں آگ لگ گئی لپک کر ابو جہل کا ہاتھ پکڑا اور قلابے میں رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور
کوڑا لیکر سڑاک سڑاک مارنا شروع کیا ایک شور و غل مکتب میں بلند ہوا دہائی ہی اور دہائی ہی توبہ ہی خدا
کے لئے چھوڑ دیجئے میں بے خطا ہوں یہ سب غلط ہی مگر مولوی صاحب غصہ میں بھرے ہیں کسکی سنتے ہیں آخر کار
حمزہ نے اسکی بھی سفارش کی اور مولوی صاحب سے ابو جہل کو بھی بچایا مولوی صاحب غصہ کرتے سبکو

اُسی وقت چھینی دیدی اور جھٹ پٹ کپڑے پہن کے گھر گئے اور جاتے ہی نہ کچھ پوچھا نہ کچھ دریافت کیا اپنی بیٹی کا
پاندان کھول سکیچ کی ڈبیا کے نیچے سے انگوٹھی ابوجہل کی نکال لی اور بیٹی کو دکھائی کہ یہ انگوٹھی کسکی ہی اور تیرے پاس کیونکر
آئی جلد بتا نہیں ہڈیان توڑ ڈالونگا اُس لڑکی نے کہا اَبا جان مجھے نہین معلوم مین کیا جانون یہ انگوٹھی کسکی ہی اور میرے
پاندان مین کیونکر آئی اور کسنے رکھی مولوی صاحب نے اب تو آؤ نہ دیکھا تاؤ دیکھا لکڑی لیکے دھڑا دھڑ مارنا شروع کیا اور وہ لڑکی
کہتی تھی اے ابا جان خدا کی قسم مین اس انگوٹھی کا حال نہین جانتی مولوی حرمان اب کسکی سنتے ہین دھپے دھا دھم پیٹ
رہے ہین اینجا نہ مولوی صاحب کی اودھم غل مچاتی ہین ارے صاحب کچھ تم سڑی ہو گئے دیوانے ہو گئے ہو لڑکی کو
لڑکی کو کیون مارے ڈالتے ہو بس بس اب دیکھو سنبھلو جا بجا کھال پھٹ پھٹ گئی خون نکلنے لگا جوان لڑکی بیجان
ہوئی جاتی ہی مولوی حرمان کی طبیعت جو دست پر ہی شکل برق کے چمک رہے ہین جتنا جورو منع کرتی ہی اور زیادہ تیز
ہوتے چلے جاتے ہین کہتے ہین آج اس کو مار ہی ڈالونگا ادھر وہ لڑکی غل مچانے لگی دہائی ہی ارے دوڑو محلے والو
یہ باپ جلاد مارے ڈالتا ہی ہائے مری اور وائے مری جب تو اُس لڑکی کی ماں کے دل کو تاب نہ آئی پائنچے
سمیٹ کے کھولنے اور چلاتی ہوئی جھپٹی ادھر دسے موئے مونڈی کاٹے جوانا مرگ بجھیر خدا کی مار لڑکی کو
مارے ڈالتا ہی یہان وہ لڑکی غش کھا کے گری بیہوش ہو گئی ادھر سے چھٹکے ادھر جھپٹے خصم کے پٹے جورو کے
ہاتھ مین جورو کے جھونٹے خصم کے ہاتھ مین پکڑ ہونے لگی آخر لڑتے لڑتے دونون گرے چونکہ جورو بھی مولوی
حرمان کی قوی بازو تھی کبھی خصم نیچے جورو اوپر کبھی جورو نیچے خصم اوپر گھڑی پٹکت دیتی ہی گھڑی وہ ٹکر دیتے ہین
تمام محلے والے جمع ہین عورتین صدا کھڑی ہین مرد بیچ بچاو کر رہے ہین لڑکے الگ ہنس ہنسکے تالیان بجا رہے
ہین گھر مین مولوی حرمان کے ایک میلہ جمع ہی پہلوانی اور پہلوان دونون بھڑے ہوئے ہین کسی طرح نہین چھٹتے
ہین سب رنگ کے آدمی گھر مین مولوی صاحب کے دھنسے ہوئے ہین کچھ دوست ہین کچھ دشمن ہین کچھ بیچ بچاو
کرتے ہین کچھ الگ کھڑے تماشا دیکھتے ہین کوئی ہنستا ہی کسی کو صدمہ ہی کوئی پھبتی کہتا ہی کوئی خیر باید کہتا ہی
کوئی کہتا ہی مار ڈالے کوئی کہتا ہی نہ چھڑا دے ایک عجب ایک عجب شور و غوغا ہی کان دھرے آواز نہین سنائی
دیتی لڑکی بیہوش پڑی ہی ان دونون مین کشتی ہو رہی ہی زمین پر دونون عنٹ پٹ ہین آخر کار عزیز و اقارب
دوست آشنا غیر دشمن اپنے پرائے سب جمع ہو گئے بڑا ہجوم تھا سب نے ملکر بہزار دقت و خرابی دونون
کو چھڑا دیا الگ الگ کیا یہان کا حال سنئے کہ ادھر تو حمزہ صاحبقران اور عمرو بن اُمیہ ضمری جب
سے چھینی لیکر آئے تھے لڑکون مین کھیل رہے تھے کھیلتے کھیلتے کچھ مولوی صاحب کا جو خیال عمرو کو آیا دل سے کہا
اے عمرو یہی موقع خوب ہی آج مولوی صاحب سے اور استانی جی سے ضرور بگڑ ہوئی ہوگی چل کے ذرا دیکھو تو اگر
بن پڑے تو اور کچھ شعبدہ کرو غرض عمرو نے دل سے یہ باتین کر کے حمزہ سے کہا اے بھائی حمزہ مین ابھی آتا
ہون تم یہین ٹھہرو ان لڑکون سے جب تک کھیلو مین ذرا مولوی صاحب کی خبر لینے جاتا ہون یہ کہکے چلتا ہوا
گھر پر مولوی صاحب کے پہونچا دیکھا کہ مولوی صاحب کے گھر مین میلا لگا ہی خرد و کلان سیکڑون آدمی جمع
ہین لڑکی بیہوش پڑی ہی خون بہ رہا ہی جورو خصم مین کشتی ہو رہی ہی عمرو یہ دیکھ کے ہنستا ہوا بھاگا بازار
مین ایک بساطی کی دکان پر آیا اُس بساطی سے کہا کہ جناب آپ کو آپ کے گھر مین بلایا ہی بی بی کو آپ
کی دست آیا بہت برا حال ہی فصل کا خیال ہی کہ آج کل آب و ہوا ناقص ہی ہیضہ کی شدت ہی تم ذرا
جاکے گھر کی خبر لیجیے اپنی بی بی کا کچھ تدارک کیجیے وہ بیچارہ بساطی سنتے ہی گھبرا گیا ایک شاگرد لڑکے کو

دکان پر بٹھا کے گھر کو دوڑا گیا عمرو بھی تھوڑی دور اُسکے ساتھ گیا راہ مین سے دوسری طرف سے ہو کر پھر بنئے
پلٹ کر آیا انھین بساطی کی دکان پر آگے اُس لونڈے سے کہنے لگا کہ تمھارے اُستاد نے ایک بکس سوئیون کا مانگا
ہی وہان ایک خریدار آیا ہی اُسکے ہاتھ بیچینگے تمھارا جی چاہے دو تمھارا جی چاہے نہ دو اگر بکس سوئیون نکالدوگے
دے دونگا اور جو نہ دوگے کہدونگا کہ تمھارا شاگرد بکس مجکو نہیں دیتا وہ اُسکے بعد آپ ہی خفا ہونگے اُس لڑکے
نے کہا بھائی عمرو بکس سوئیون کا لو تمھین لیتے جاؤ ہمپر خفگی نہ دلواؤ عمرو نے کہا لاؤ عمرو لڑکے سے بکس سوئیون کا
لیکر جھپٹ کے مکتب مین پہونچا مکتب مین قفل دیا ہوا تھا دیوار پھاند کر آیا مولوی صاحب کا بچھونا صاف
کرکے درست کیا اور تمام بچھونے مین سوئیان کھڑی کھڑی گاڑدین اور آپ دیوار پھاند کر خدمت
حمزہ صاحبقران مین آیا اور حمزہ سے کھیلنے لگا اُدھر کا حال سنئے کہ مولوی حیران ہنی کو مارپیٹ کر چھوڑ دے لڑکے
گرچہ رنج وخستہ گھر سے بیزار ہوکر مکتب مین سونے کو آئے شام ہوگئی تھی تاریکی شب پھیل چکی تھی قفل در مکتب کھولکر
اندر آئے چراغ جلایا ضروریات دینوی سے فراغت کرکے غصہ مین بیفکر کھانا کھائے سونے کا قصد کیا چارپائی
پر بے تحاشا بیٹھ گئے سوئیان چوتڑون مین گڑ کے گوشت کے پار ہوگئین اُف اُف کرکے چوتڑ اُٹھا کے پاؤن
رکھدیے تلودن مین بھی سوئیان گڑین آہ کرکے چپ سے دونون ہاتھ چارپائی پر ٹیکدیے ہتھیلیون
مین بھی سوئیان چبھ گئین دلکو صدمہ پہونچا بیتاب ہوگئے دھڑسے چارپائی پر گر کے لیٹ گئے پیٹھ مین تمام
سوئیان گڑ گئین پشت غربال ہوئی جلدی سے کروٹ لی پسلیون مین بھی سوئیان گڑین دوسری کروٹ
لی اُدھر کا پہلو بھی غربال ہوگیا دونون شانے ہوگئے پیٹ اور سینے مین بھی سوئیان گڑ گئین ہائے ہائے کرکے رونے
لگے کہتے تھے کہ آج کا دن برا تھا صبح کو نہین معلوم کسکا منھ دیکھا تھا کسکا نام لیا تھا کہ ایسے صدمہ عظیم ہوئے اور آفت
پہونچی کہ نوبت ہلاکت کی ہی جیسے کہ ساہی کا جسم پرخار ہوتا ہی یہ کیفیت مولوی صاحب کے جسم کی از سرتا پا ہوگئی اُٹھنا
بیٹھنا کیسا اب حرکت کرنا مشکل اگر ذراسی بھی تکان جسم غربال کو ہوئی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے کلیجے مین برچھی بھونک
دی ہی فوراً تڑپنے لگے کرب زیادہ ہوگیا روح جسم سے مفارقت کرنے کو آمادہ ہوئی غرضکہ اسی کیفیت مین وہ
رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہوئے شب بھر سونا کیسا دم بھر صبح تک کسی پہلو آرام نہ ملا ادھر حمزہ
صاحبقران بستر خواب پر بیدار ہوئے عمرو کو جگایا کہ اے بھائی عمرو پڑے سوتے ہو دھوپ نکل آئی ہی ایسا
نہو کہ مولوی صاحب خفا ہون عمرو نے کہا اچھا چلتے ہین ابھی تو سوکے اُٹھے ہین ہاتھ منھ دھولین تو چلین
عمرو مارپیٹ کے ڈر سے ٹالا بالا بتاتا ہی یہان سوا عرصہ ہوا جاتا ہی حمزہ کہتے ہین کہ بھائی عمرو دن چڑھ گیا ہی
ایسا نہو مولوی صاحب خفا ہون غرضکہ حمزہ صاحبقران عمرو کو ساتھ لیے ہوئے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے عمرو
کتابین حمزہ کی اور اپنی بغل مین لیے مکتب مین آئے مکتب کی کنڈی اندر سے بند تھی آواز دی مولوی صاحب
نے جواب دیا اور بصدائے نحیف کہا اے عمرو مین تو فرش خارستان وسوزستان مصیبت مین از سرتا پا
غربال پڑا ہون ہلنا تک دشوار ہی تو دیوار پھاند کے آ اور زنجیر کھولدے عمرو حمزہ سے کہتا ہی کہ جس سلئے
مین آنے مین پہلو تہی کرتا تھا وہی سرگذشت پیش ہی خدا آج اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچوائے اے بھائی
حمزہ تم بچا لینا مدد کرنا دیکھیے کیا ہوتا ہی آج میری یا مولوی صاحب کی قضا آپہونچی ہی حمزہ صاحبقران نے
کہا اے بھائی عمرو کیا آج ایسا معرکہ درپیش ہی کہ جس مین جان جانے کا پس وپیش ہی کچھ بتاؤ تو کہو تم نے
کون سی ایسی شعبدہ بازی کی جسکا ایسا ڈر اور خوف ہی عمرو نے کہا اب مکتب مین چلکے دیکھیے ہی ہو گئے

بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے حمزہ کو عمرو کی مار پیٹنے کا خیال ہوا انکی بھی دلکو نہایت درد ہوا ہے غرضکہ عمرو دیوار پھاند کر مکتب میں آیا
اور زخمی ہو کر حمزہ اور عمرو مولوی صاحب کے پاس آئے دیکھا کہ از سرتا پا سوئیوں سے غربال ہیں عمرو نے چپکے کہا میں بھی [illegible]
اور ہائے میرے مولوی صاحب ہائے میرے مولوی صاحب کہکے رونے لگا اور سوئیاں جسم سے نکالنے لگا غرضکہ تمام جسم سے سب سوئیاں
چن چن کے نکالیں اور کہتا تھا ہائے میرے مولوی صاحب کیا کروں یہ کیا آپ کا حال ہوا تمام جسم غربال ہوا جو سوئی نکالتا ہے خون کے فوارے
چھوٹتے ہیں عمرو خون بھی پونچھتا جاتا ہے سوئیاں بھی نکالتا جاتا ہے ہائے ہائے کرتا جاتا ہے دکھانے کو آنسو بھی بہاتا جاتا ہے الغرض جب
سوئیاں سر سے پاؤں تک کی چن چن کر کھینچ کھینچ کر نکالیں اور خون بھی کپڑے سے سب جگہ کا پاک کیا اب ذرا مولوی صاحب کے
حواس درست ہوئے مولوی صاحب نے کہا اے عمرو تو مجھکو جراح کے پاس لے چل نفس لا کہ میں سوار ہو کر جراح کے پاس چلوں ان زخموں کا علاج
کروں عمرو نے کہا بہت اچھا یہ کہکے عمرو عبد المطلب کے پاس آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کی طبیعت علیل ہو گئی ہے نفس مانگی ہے حکیم صاحب
کے جائینگے عبد المطلب نے کہا نفس تیار تھا لیجاؤ عمرو کہاروں کو لایا نفس وہاں لا کر حاضر کی مولوی صاحب نفس میں سوار ہوئے
[illegible] چار کہار کاندھے چڑھے کہار نفس اٹھا کر لیچلے عمرو بھی چار ناچار ساتھ مولوی صاحب کے ہوا جب سواری مولوی صاحب
کی لیکر بازار میں آئے آسی لبھاطی کی طرف سے کہار چلے عمرو نے کہا اے بھائی کہارو اس طرف سے نہ چلو گھیر اس جراح
کا ادھر ہے دو [illegible] پڑیگا پھیر کا راستہ ہے کہاروں نے نہ مانا آسی لبھاطی کی طرف سے نفس لیکر چلے وہ لبھاطی اور وہی لونڈا دکان پر
بیٹھا ہوا تھا اس لونڈے نے کہا استاد جی وہ کالیا لڑکا عمرو وہ جاتا ہے جو سوئیوں کا بکس مانگ لیگیا تھا آسی لبھاطی نے پہچانا
عمرو کو بھی ناآواز دی اے میاں لڑکے دو سوئیوں کے بکس کے دام تو نہ دے گیا مجھسے کیسی دغابازی کی رہ تو تو ترست
امید سے کمکر خوب مجھے پڑوا دنگا عمرو نے کہا کیا کہتے ہو کیسا سوئیوں کا بکس میں کیا جانوں کون سا لڑکا لیگیا لبھاطی نے دکان
سے اتر کے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا میں ابھی دام بکس کے لونگا بس ابھی میں خبر ہے کہ ابھی سوئیوں کے بکس کے دام دید [illegible]
کہ اتنے میں نفس مولوی صاحب کی قریب آگئی مولوی صاحب نے پوچھا کیا ہے لبھاطی نے سن وعن کیفیت عمرو کی دغابازی
کی بیان کی مولوی صاحب زانو پر اپنے ہاتھ مار کے کہنے لگے ارے عمرو تو نے یہ جال چلایا غضب کیا کل سے مجھکو تو نے
مار ڈالا ہے مر رہا ہوں ہلاک ہو رہا ہوں جانکنی میں پڑا ہوں اب کھلا کہ یہ استادی اور بد ذاتی ساری تیری ہی کیا عجب ہے
کہ وہ جملہ ابو جہل کی انگوٹھی کا تیرا شعبدہ ہو بھلا رہیا دہا جی آج کیسا تمکو درست کرتا ہوں کہ زندگی بھر یاد کروگے عمرو نے کہا
مولوی صاحب یہ سب غلط اور جھوٹھ ہے میری خطا نہیں ہے میں تو اس شعبدے سے آگاہ بھی نہیں غرضکہ مولوی جو ہان جراح
کے میان سے ہو کر مکتب میں آئے یہاں سب لڑکے اور ابو جہل بھی پڑھنے کو آچکے تھے مولوی صاحب نے حمزہ سے اور سب
لڑکوں سے کہا کہ کل سے آجتک عمرو نے یہ شعبدہ بازی کرکے مجھکو مار ڈالا نوبت ہلاکت کی پہونچادی پھر ابو جہل سے کہا
ارے لڑکے اٹھ تو بس اس کالے کو رسی سے باندھکر قلابے میں لٹکا دے ابو جہل اٹھا مولوی صاحب اور ابو جہل نے
ملکر عمرو کو باندھا اور قلابے میں لٹکا دیا مولوی صاحب نے کوڑا ہاتھ میں اٹھایا اور عمرو نے فریاد کی مولوی صاحب
میری خطا نہیں ہے میں بے قصور ہوں معاف کیجیے چھوڑ دیجیے عمرو کے رونے اور فریاد کرنے پر حمزہ کا دل بیچین ہو گیا اٹھ کھڑے
ہوئے بڑھ کے کہا مولوی صاحب اب عمرو کی خطا کو بخش دیجیے عمرو کو رہا کر دیجیے یہ اب ایسی خطا نہ کریگا ادھر عمرو فریاد کر رہا ہے اور
ہے ادھر حمزہ بیقرار اور بیچین ہیں مولوی صاحب کو سمجھاتے ہیں مگر مولوی صاحب نہیں سنتے آخر یہی میں عمرو کو باندھکر کوڑا
اٹھایا اور سڑاک سے کوڑا عمرو کو مارا عمرو مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا حمزہ کی طرف دیکھ کے کہا اے بھائی حمزہ تم دیکھتے ہو
اور ہمارا یہ حال ہم پہونچا ہے اب ہم کوئی گھڑی کے مہمان ہیں جان لب پر ہے دم نکلتا ہے حمزہ کا دل سینہ میں تڑپ گیا کہا
مولوی صاحب بس خدا کا واسطہ ہے عمرو کو اب نہ مارئے گا مجھسے اپنے رفیق و دوست کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا معاف کیجیے

چھوڑ دیجئے مولوی صاحب نے حمزہ کے کہنے کو نہ مانا اور پھر ہاتھ تان کے ایک کوڑا زناٹے سے مارا عمرو مچھلی کی طرح تڑپ کر
پکارا ای حمزہ یہ غلام اور نکلو اور تمہارا منہ پرے مرتے ہو کر دنیا سے سدھارا یہ کہکر دھڑ سے زمین پر گرا اور آنکھیں بند کرکے ہاتھ
پانون ڈھیلے کرکے ڈالدیے حمزہ یہ حال اُنکا دیکھتے ہی بلبلا گئے اور بڑھ کے مولوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس مولوی صاحب
خبردار اب عمرو کو نہ مارئیے گا مجھسے تڑپنا عمرو کا نہین دیکھا جاتا اسکی خطا کو معاف کیجئے رسّی سے کھولدیجئے
مولوی حرمان غصہ مین بھرے ہوئے اندھے ہو رہے تھے حمزہ کا ہاتھ غصہ سے جھٹک دیا اور کہا ہٹ جا حمزہ نہین
تو تجکو بھی مارونگا تو ہی نے عمرو کو شہ دیکر ایسا بنایا ہی بس ہاتھ کا جھٹکنا تھا کہ حمزہ کو جلال ابراہیمی آگیا چہرہ غیظ
سے سرخ ہو گیا امیر با توقیر ابو العلا یعنی حمزہ صاحبقران زمان نے زور جلال ابراہیمی سے دست راست تان کر
تمانچہ رخسارہ مولوی حرمان صاحب پر مارا پنجہ دست حق پرست نے نقشا شمشیر آبدار کا دکھایا مولوی صاحب کا تختہ
پشت کی جانب پھر گیا تڑاق سے زمین پر گرے فوراً گرتے ہی دم توڑنے لگے یہان حمزہ صاحبقران غصہ مین عمرو بن امیہ
ضمری کے پاس آئے چونکہ قلابہ بلند تھا ہاتھ حمزہ صاحبقران کا نہ پہونچا رسی پکڑ کے زور سے جھٹکا مارا رسّی اکھڑ کے الگ
ہو گئی عمرو کو جھٹ پٹ کھولدیا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھایا عمرو بن امیہ ضمری زمین سے خاک جھاڑ کے اٹھ کھڑا ہوا مولوی صاحب
کی یہ حالت دیکھی عمرو گھبرا گیا کہا ای حمزہ غضب ہوا مولوی صاحب تو مکتب اجل مین درس دینے گئے کتاب زیست انکی
ہو گئی دفتر عمر دوروزہ پر قلم ملک الموت کا پھر گیا حمزہ صاحبقران زمان نے اب بہ تقاضائے طفولیت گھبرا کر کہا ای
بھائی عمرو اب کیا کرین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای حمزہ گھبراتے کیون ہو اب جو کچھ کیا ہی اُسکو بھگتینگے ورنہ کسی
فرد دلبرم عزم سفر کرد خدا را یاران ⁂ چہ کنم با دل مجروح کہ مرہم با اوست ⁂ آؤ ہم تم بھاگ چلین کیا ہوگا کیا کوئی مانیگا
اب ابو جہل اور لڑکون نے بھی کہا کہ بھائی عمرو ہم بھی تمہارے ساتھ ہین اگر ہم گھر جاوینگے تو ہمارے باپ ہمکو مارینگے عمرو نے
تم بھی چلو گھبراو نہین ہم تم سبکے رہبر ہوتے ہین یہ کہکر مکتب سے عمرو اور حمزہ صاحبقران اور انکے پیچھے ابو جہل وغیرہ چلے
یہ سب لڑکے بھاگ گئے شہر کے باہر نکل گئے جاتے جاتے شام کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُس پہاڑ پر عمرو
بن امیہ ضمری سبکو لیکر چڑھ گیا اُس پہاڑ کا نام کوہ بوقبیس ہی عمرو نے کہا تم سب ابھی پہاڑ پر رہو اب یہان کوئی نہ آئیگا
کسی کو پتا نہ لگیگا غرضکہ عمرو اور صاحبقران مع ابو جہل وغیرہ کے بارہ لڑکے اور تھے سب اُسی پہاڑ پر چھپ کے بیٹھے
رہے یہان مولوی صاحب کے مرنیکی خبر اُنکے گھر مین ہوئی سب عزیز و اقربا آئے اور مولوی حرمان کے لاشے کو مکتب سے اُٹھا
لیگئے اور دولت عبد المطلب پر گئے یہان عبد المطلب خود ہی پریشان تھے کیا سبب ہی کہ دن چھپنے کا وقت ہو گیا اور اُنکے لڑکے
اور حمزہ و عمرو مکتب سے پڑھکے نہین آئے آدمی سے کہرہے تھے کہ جلد مکتب مین جاؤ خبر لاؤ کہ حمزہ کہان ہی ابھی تک کیون نہین آیا میرا
دل بیقرار ہی ہزار طرح کی تشویش ہی کہ اتنے مین ایک آدمی نے کہا کہ مولوی حرمان جو حمزہ و عمرو وغیرہ کو پڑھایا کرتے تھے وہ مرگئے انکی نعش
اقربا اُنکے بطور فریادیون کے لاتے ہین عبد المطلب گھبرا کر باہر نکل آئے پوچھا اُن لوگون سے کہ مولوی صاحب
کو کیا ہوا جو مرگئے اُن لوگون نے کہا ہمکو بھی نہین معلوم کیا ہوا کس صورت سے مولوی صاحب مرگئے اور اُن
لڑکون کا بھی پتا نہین ہی کہ وہ لڑکے کہان ہین نہ مولوی صاحب کے کسی عارضہ کا ثبوت ہوتا ہی کہ کس عارضہ سے
کس قدر جلد مرے عبد المطلب نے جو غور کرکے دیکھا تو سوا ایک طمانچے کے اور کوئی نشان کسی جگہ نہ پایا
اور کوئی علامت مرجانے کی معلوم نہین ہوئی سوچے کہ یہ طمانچہ کیا عجب ہی کہ حمزہ صاحبقران زمان کا ہو مگر اس مین
کوئی نہ کوئی سبب ہی حمزہ ایسے بے تہذیب نہین ہین اور نہ اُنکے مزاج مین شوخی و شرارت ہی معلوم ہوتا
ہی کہ یہ سب شعبدہ بازی عمرو بن امیہ ضمری کی ہی مصرعہ ع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ⁂ پھر

عبدالمطلب نے اسی وقت ہوی صاحب متوفی کے عزیزون اور وارثون کو راضی کرکے بہت سا روپیہ خون بہا کا
دے کر رخصت کیا اور آدمیون کو شہر مین چار طرف حمزہ و عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین بھیجا مگر کہین پتا نہ لگا
عبدالمطلب کا فراق حمزہ صاحبقران مین عجب حال ہوا دانہ پانی چھوڑ دیا نہایت مضطر و پریشان و حزین وہ رات
تڑپ تڑپ کے آہ و زاری اشکباری مین گذری ملکہ عادیہ بانو نے رو رو کے اپنا برا حال کیا مثل دیوانون کے
ہو گئین اور حمزہ بعد آہ و زاری اشکباری مین خود رفتہ ہوتین وہان تو عبدالمطلب فراق حمزہ صاحبقران نامدار
مین مضطر و بیقرار ہین ادہر آدمی گھر گھر گلی کوچہ کوچہ تلاش کرتے پھرتے ہین ہر ایک سے پوچھتے ہین مگر کہین پتا نہین لگتا یہان
کوہ بوقبیس پر حمزہ صاحبقران و عمرو بن امیہ ضمری و ابوجہل وغیرہ پتھر کی چٹان کو جھاڑ کر زیر سر پارہ سنگ
رکھکر سو رہے بڑی رات گئے حمزہ کی آنکھ کھلی عمرو کو جگایا کہا بھائی عمرو اب تو بہت بھوکے ہین بھوک کے مارے
نیند اڑ گئی کل صبح کے ہم تم سب لگائے ہوئے ہین عمرو نے کہا ای حمزہ اسوقت رات زیادہ گئی ہے اب کھانا ہاتھ آنا
غیر ممکن ہے اسوقت تو شکر خدائے عزوجل میں ہو حمد الٰہی مین زبان خشک تر کرو انشاء اللہ صبح کو تڑکے کھانا بہت عمدہ
لذیذ تمہین کھلاؤنگا حمزہ صاحبقران زمان نے آہ سرد بھر کے کہا خیر الحمد للہ غرض وہ رات بصد اضطراب سب لڑکون
کو کوہ قبیس پر گذری ناگاہ ستارہ سحری چمکا خون تیر اعظم سمت مشرق سے نمودار ہوا روشنی مہر تابان چار طرف
پھیلی دھوپ نکل آئی عمرو بن امیہ ضمری اٹھا اور کہا اے حمزہ مین کھانا لینے جاتا ہون تم سب یہین جگہ پر بیٹھے رہنا
کہین جانا نہین مین ابھی آتا ہون یہ کہکے پہاڑ سے نیچے اترا اور وہان سے ایک قصاب کی دکان پر آیا اور کہا بھائی ایک
روده یعنی آنت چاہیے ہے اسی قصاب نے ایک بڑی سی آنت عمرو کو دیدی عمرو وہ آنت لیے ہوئے صحرا مین آیا
وہان ایک عورت کہ نام اسکا بی بی زبیدہ تھا صحرا مین ایک چھپر باندھ کر رہتی تھی اور اسنے مرغیان بہت سی قریب
ساٹھ ستر اسی کے پال لین تھین انکے انڈے روز بیچا کرتی تھی وہی اسکی معاش تھی وہ مرغیان اسی جنگل سبزہ زار مین
دن بھر چرا کرتی تھین اور شام کو درختون پر چڑھکے بیٹھا کرتی تھین بی بی زبیدہ ہر ایک کا نام رکھ دیا کرتی
تھی عمرو نے زبیدہ کی مرغیون کو تاکا وہی آنت نکال کے میدان مین پھیلا دی جو مرغی آنت چونچ سے پکڑ کے
کھانے لگی عمرو نے دوسرا سرا آنت کا پکڑ کے پھونکا وہ آنت پھول کے مرغی کے منہ مین پھنس گئی بس عمرو نے
آنت کھینچ کے مرغی پکڑ لی پھر آنت پھیلا دی غرضکہ اسی طرح سے پانچ چار مرغیان بی بی زبیدہ کی پکڑ کے تھیلے
مین ڈال لین اور دو چار کنکر پتھر زبیدہ کے چھپر پر پھینک مارے زبیدہ اندر سے غل مچاتی چیختی کوسنے گالیان
دیتی ہوئی نکلی ارے مردے موئے موذی کا ستیا ناس ہو کون ہے چھپر پر آنا ہو گیا ہے کیون چھپر کی ناس کئے ڈالتا ہے زبیدہ
یہ کہتی ہوئی چھپر کے اندر سے نکلی ادہر ادہر دیکھنے لگی یہ دہنی طرف چھپر کے پیچھے چلی عمرو بائین طرف سے پھر کر
آئے جھپ سے چھپر مین گھس گئے زبیدہ کی پتیلیان تو ادسنا دیگچی برتن برتن انڈے سب کے سب اور تھوڑا سا
نمک لیکر پشتارہ باندھ کر چھپر کے اندر سے چلے آئے جب تک زبیدہ ادھر سے پھر کے ادھر آئے عمرو دبے پیکے سر
پھرتا کر کے پہاڑ پر چلا یا وہان آکر مرغیون کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا سب مرغیون کو صاف کر کرا کے خوب تر تر انا
ہوا قورمہ پکایا انڈے تلے کچھ گوشت کے کباب بنا کے بہت عمدہ چپاتیان پکائین یہ سب کھانا تیار کر کے اسپر
حمزہ صاحبقران زمان کے آگے رکھا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان کیجیے حمزہ صاحبقران اور مقبل و دو لڑکے ہمراہ
تھے سبھون نے ملکر خوب تنکے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجا لائے اسی طرح دوسرے روز بھی عمرو آتا اور
پہاڑ سے اتر کے نیچے آیا اسی طرح سے بی بی زبیدہ کی مرغیان پکڑین اور گھی مصالح نمک آٹا وغیرہ جو کچھ زبیدہ نے

خرید کرکے پھر گھر مین رکھا تھا وہ سب لے دیکے چلا آیا اور کھانا پکا کے حمزہ و مقبل وغیرہ کو کھلایا اور کہا کیون بھائی اُس
رزاق مطلق نے اس پہاڑ پر بھی کیا کیا نعمتین کھلوائین اگر میرے ساتھ رہو گے تو بفضل خدا یونہین عمدہ عمدہ کھانا
کھلوایا کرون غرضکہ دوسرے روز پھر اسی طرح حسب معمول عمرو بن اُمیہ ضمری پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ آج بی بی زبیدہ کے
مکان موقع مین ہر پانچ چار سرکاری آدمی واسطے حفاظت کے بیٹھے ہین یہ اودھر سے دیکھتا ہوا شہر کی طرف چلا آیا
اندر شہر کے آکر ایک نانبائی کی دکان پر پہونچا اُس نانبائی نے دیکھتے ہی کہا آئیے میان عمرو کہان تھے کب آئے تمھاری
اور حمزہ اور مقبل وغیرہ کی بڑی تلاش تھی عمرو نے کہا کہ ہان ایک صحرا مین تھے جب خواجہ عبد المطلب مع
چند آدمیون کے تلاش کرتے ہوئے اُس صحرا مین گئے ہم سب کو تسلی دے کر اپنے ہمراہ لے آئے خواجہ نے
اُن سب آدمیون کی دعوت کی جو لوگ ہمکو ڈھونڈھنے گئے تھے سو خواجہ نے مجھے کہا کہ جاؤ نانبائی کی دکان
سے دس روپیہ کا کھانا سب طرح کا بہت عمدہ عمدہ لے آؤ وہ روپئے بعد سے جا بھیجنگے اُس نانبائی نے بہت عمدہ
عمدہ کھانے بادشاہون کے قابل ایک خوان مین لگا کر اور وہ جا کر مزدور کے سر پر رکھوا کر عمرو کے ساتھ کی
عمرو لیکر اپنے ساتھ چلے آتے آتے ایک مقام پر گوشۂ تنہائی تھا راہگیر نہ تھے عمرو نے مزدور سے کہا کہ ذرا خوان
طعام آنا ہے کے سر سے رکھدے مین ذرا پیشاب کرون تو جیون مزدور خوان سر سے اتار کے ٹھہر گیا عمرو نے
پسی ہوئی مرچون کی ایک پڑیا نکالی اور مٹھی مین لیکر سوکھی مرچین اُس مزدور کی آنکھون مین جھونک دین وہ ہاتھ
ملکے ہاتھون سے آنکھین ملتا ہوا بھاگا عمرو وہ خوان طعام لیکے سر پر رکھکر کوہ بوقبیس پر گیا اور جا کے حمزہ
کے آگے رکھدیا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان فرمائیے حمزہ اور مقبل وغیرہ سب کے سب کھانا کھانے
بیٹھے دیکھا کہ خوان مین بہت عمدہ عمدہ کھانے پلاؤ زردہ کئی طرح کا سالن شیرمال باقرخانی پنیریان وغیرہ
گرما گرم رکھی ہین حمزہ بہت خوش ہوئے کہ بھائی عمرو یہ کھانا کہان سے لائے عمرو نے کہا جہان سے
حکم خدا ہوا خوب تن سے کھاؤ اور شکر خدا بجا لاؤ دیکھو وہ کیسا رزاق الجواد ہی اب جنگل مین کیسی کیسی نعمتین
اُسنے کھلوائین یہ سب اُسکی عنایت ہی الغرض امیر نے اور سب لڑکون نے اور عمرو نے خوب سیر ہو کر کھانا
کھایا آب خنک و خوشگوار پیا اور شکر خدائے عز و جل کا کیا پھر عمرو حمزہ کو ساتھ لیکر اسی پہاڑ پر اُن سب لڑکون کے
ساتھ کھیلنے لگے بیان کا حال سنیے کہ وہ مزدور ہائے ہائے کرتا دونون ہاتھ آنکھون پر دھرے روتا پیٹتا دکان پر
نانبائی کی آیا کہا کہ عمرو نے راستہ مین خوان میرے سر سے اُتروا لیا اور میری آنکھون مین پسی ہوئی مرچین جھونک
دین مجھے نہین معلوم کہ عمرو وہ خوان طعام کدھر لیکے چلا گیا نانبائی فریاد و استغاثہ اُس مزدور کو ساتھ
لیکے دردولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب کی طرف چلا راہ مین بی بی زبیدہ ملی اُنہون نے اُس
نانبائی سے پوچھا ارے خیر تو ہی کیا ہوا کہان جاتے ہو نانبائی نے ساری کیفیت عمرو کے کھانا لیجانے
کی بیان کی زبیدہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ میری بھی مرغیان وہی کالا لونڈا یعنی عمرو پکڑ لے گیا ہوگا
اور گھر کی جنس وغیرہ بھی وہی لیگیا ہوگا مرغیان آدمی سے بھی گر رہ گئین ہین سوا اُسکے کوئی ایسی حرکت
نہین کر سکتا کیونکہ ایک عرصہ دراز سے مین اسی صحرا مین رہتی ہون آجتک نہ تو میری مرغیان کسی نے
پکڑین اور نہ اسباب چرایا اب یہ کالا لونڈا فتنہ روزگار آفت کا پرکالہ پیدا ہوا ہی تمام شہر مین ہر ایک
کو پریشان کر رکھا ہی بھیا مین بھی تمھارے ساتھ فریاد کرنے کو خواجہ عبد المطلب کی خدمت
مین چلتی ہون اُس نانبائی نے کہا آؤ چلو یہ کہکر دونون تینون آدمی فریادی در دولت عالی منزلت

خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور استغاثہ اور فریاد و آہ و زاری کرنے لگے خواجہ عبدالمطلب گھبرا کے باہر نکل آئے اور پوچھا کہ کیا ہے اُس نانبائی نے اپنی ساری کیفیت بیان کی اور بی بی زبیدہ نے بھی سب حقیقت کہی خواجہ عبدالمطلب نے کہا کہ تم دونوں کو معلوم ہے کہ عمرو و حمزہ و مقبل وغیرہ سب کہاں ہیں اُن سب نے عرض کیا کہ ہمکو نہیں معلوم کہ یہ سب کہاں ہیں البتہ بی بی زبیدہ کے گھر تک پتا ملتا ہے یقین ہے کہ اسی طرف کہیں آگے دشت و جنگل میں ہونگے خواجہ عبدالمطلب نے اُس نانبائی کو دس روپے اُس کھانے کے دیے اور اُس مزدور کو بھی کچھ دیدیا اور بی بی زبیدہ کو بموجب نقصان مال کے روپے دیے اور پھر امیہ کو بلایا اُس سے کہا کہ چلو فلاں صحرا کی طرف حمزہ و عمرو و مقبل وغیرہ کا پتا لگتا ہے غرضکہ امیہ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور خواجہ عبدالمطلب بھی کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اسی صحرائے سبزہ زار کی طرف چلے جاتے تھے جب قریب کوہ بوقبیس کے پہونچے دور سے دیکھا کہ پہاڑ پر سب لڑکے کھیل رہے ہیں اور بازی طفلان میں مشغول ہیں یہہ سب کے سب پہاڑ پر چڑھ گئے عمرو نے دیکھا کہ خواجہ عبدالمطلب چلے آتے ہیں اور امیہ بھی ساتھ ہے اور بہت سے آدمی ہمراہ ہیں حمزہ سے کہا کہ حمزہ تمہارے باپ تو آ پہونچے وہ دیکھو چلے آتے ہیں حمزہ نے کہا اے بھائی عمرو اب کیا کریں کہاں جائیں عمرو نے کہا اب کہیں نہیں جا سکتے جو کچھ ہو ٹھہرے رہو اُدھر خواجہ عبدالمطلب نے آواز دی اے حمزہ وغیرہ لڑکو آؤ اب تم بھاگو نہیں ہم تم پر خفا ہونگے اور ان مولوی صاحب کی رو داد کے سبب سے ڈر و نہیں کہ سب نے اُنکے وار توں کو خون بہا دیدیا ہے غرضکہ خواجہ عبدالمطلب وغیرہ سب قریب حمزہ کے آئے خواجہ نے حمزہ کو گود میں اُٹھا لیا خوب پیار کیا گلے سے لگایا کہا کہ میں روز سے گھر میں تلاطم ہے تمہاری دایہ ملکہ عادیہ بانو اور والدہ ماجد تمہاری عجب حال زار سے مضطر و بے قرار ہیں اُس روز سے کھانا پانی بالکل چھوڑ دیا ہے آٹھ پہر گریہ و زاری کیا کرتی ہیں تمہاری جدائی میں عجیب حال کیا ہے میری یہ کیفیت ہے کہ مثل دیوانوں کے ہوگیا ہوں تمہاری تلاش میں کہاں کہاں نہیں آدمی دوڑائے اور کہیں پتا نہ لگا دل نہایت بیقرار و بیچین تھا آنکھیں جمال جہان آرا کے دیکھنے کو ترستی تھیں الحمدللہ کہ آج پروردگار عالم نے تمہارا نور جمال بے مثال دکھایا دل مضطر کو قرار آیا بسم اللہ اے حمزہ چلو اب خواجہ عبدالمطلب نے عمرو کو جو دیکھا تو وہ ایک درخت پر چڑھ گیا ہے خواجہ عبدالمطلب نے آواز دی ارے عمرو آ چلا آ درخت پر کیوں چڑھ گیا تجکو بھی کوئی نہیں ماریگا عمرو نے کہا آپ جائیے میں نہیں آؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے کہا جو میرے ساتھ نہ چلیگا تو میں تجکو گھر سے نکالدونگا کبھی محل میں نہ آنے دونگا عمرو نے کسی کا کہنا پذیرا نہ کیا خواجہ عبدالمطلب نے امیہ سے کہا کہ اپنے لڑکے کو سمجھاتے نہیں ہو بلاتے نہیں ہو امیہ اونٹ بڑھا کے آگے بڑھا درخت کے پاس آکے کہا ارے نالائق بدذات کا بچے اُتر درخت سے نہیں تو خوب ہی آج تجکو مارونگا عمرو نے کچھ سماعت نہ کی امیہ نے کہا کہ دیکھو درخت پر سے اس لونڈے کی ٹانگ پکڑ کے کھینچے لیتا ہوں امیہ جس شاخ کے نیچے اونٹ کو لاتا ہے عمرو اُس شاخ سے اُس شاخ پر اُچک جاتا ہے جب امیہ اُس شاخ کے نیچے آتا ہے عمرو اُدھر سے اُدھر چلا جاتا ہے مثل بندر یا لنگور کے ٹہنی ٹہنی شاخ شاخ اُچکتا پھرتا ہے ایک مقام پر امیہ کا ہاتھ عمرو کے پاؤں کی انگلی پر پڑا عمرو نے جھٹ پٹ پاؤں اپنا اٹھا لیا اور جھک کے دستار امیہ ضمری کی اوتار لی

اور دستار و عبری کرکے اسکا پھندا بنا کر امیہ ضمری کے گلے مین ڈالدیا اور دونون سرے پکڑکے اوپر کھینچے امیہ ضمری
نے غل مچایا ارے عمرو کیا کرتا ہے گلا گھٹ دم نکلا خدا کے لئے چھوڑ دے اس حرکت پر عمرو کی سب ہنسنے لگے خواجہ
عبدالمطلب بھی منہ پر ہاتھ رکھکے مسکرانے لگے کسی نے کہا ابے کالیے تو نے غضب کیا اپنے باپ کے گلے مین پھانسی لگاتا ہے
جسنے تجھکو جنوایا ہے اسیکو مارے ڈالتا ہے غرضکہ لوگون نے جب عمرو کو بہت سمجھایا اور خواجہ عبدالمطلب نے ڈانٹا اور
خفا ہوئے عمرو درخت پر سے ڈرتے ڈرتے اترا امیہ ضمری نے چاہا کہ عمرو کو سزا دون خواجہ عبدالمطلب
نے اشارے سے منع کیا کہ عمرو سے حمزہ کو محبت کمال ہے انکو رنج و ملال ہوگا اور علاوہ اسکے خواجہ
بزرجمہر بھی منع کر گئے ہین کہ عمرو پر زیادہ تنبیہ و تاکید نہ کیجیے گا کہ عمرو باعث حفظ جان حمزہ صاحبقران ہے امیہ
خاموش ہو رہا خواجہ عبدالمطلب حمزہ اور سب لڑکون کو ساتھ لئے ہوئے آئے مگر عمرو راستے سے پھر بھاگ
گیا خواجہ عبدالمطلب نے بسبب صدمۂ غم و الم حمزہ کے عمرو کو تلاش کرکے پھر بلوایا اور مولوی جمال الاحسن
کو حمزہ اور عمرو و مقبل وغیرہ کے پڑھانے کے واسطے نوکر رکھا پھر حسب معمول روز پڑھنے لگے ایک روز
مولوی صاحب دوپہر کو سو رہے تھے اور سب لڑکے بھی سو گئے تھے عمرو اٹھا مولوی صاحب کی دستار کے
ٹکڑے ٹکڑے کیے شل پیچ نوکے دستار تو تم ڈالی اور سب پارچۂ دستار مولوی صاحب کے چھت کے سوراخ
مین ٹھونس دیے اور آپ چپکا ہو کر پڑ رہا جب مولوی صاحب سوکے اٹھے ہاتھ منہ دھوکے کپڑے پہنے دستار
دستار ڈھونڈھنے لگے کہین پگڑی کا پتا نہین حیران و پریشان ہوئے کہ پگڑی میری کون لیگیا ایک ایک لڑکے سے
پوچھا کہ ارے لڑکون کسی نے ہماری دستار دیکھی ہے کہان رکھی ہے سب لڑکون نے کہا کہ جناب ہم نہین جانتے
کہ آپ کی پگڑی کیا ہوگئی اور نہ ہمنے کسی کو اٹھاتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کے سر مین
خوشبودار تیل پڑا ہوا ہے وہ دستار مین ضرور بھرا ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ شاید پگڑی آپکی چوہے کھینچ لیگئے ہونگے کسی بل
مین تو تلاش کیجیے اب مولوی صاحب چارطرف گھر مین جہان جہان چھید اور بل تھے دیکھنے لگے دستار اپنی ڈھونڈھنے
لگے ناگاہ ابوجہل کی آنکھ چھت کی طرف جا پڑی دیکھا کہ چھت مین ایک سوراخ ہے اسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہے
ابوجہل نے کہا مولوی صاحب دیکھیے وہ چھت مین ایک چھید ہے اسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہے مولوی صاحب نے
چھت کی طرف دیکھا کچھ کپڑا اشتباہ اپنی دستار کے معلوم ہوا پلنگ پر چڑھکے ایڑیان پاؤن کی اونچی کرکے
وہ کپڑا نکالا چونکہ قد مولوی صاحب کا ٹھنگنا تھا ہاتھ نہ پہونچ سکا غرضکہ بدقت تمام اس چھت کے سوراخ مین
سے وہ کپڑا نکالنا شروع کیا دو دو چار چار انگل کے ٹکڑے اس چھید مین سے نکلنے لگے بخوبی اب اپنی پگڑی
پہچانی کہا کہ یہ پگڑی میری کسنے پھاڑکے چھید مین رکھدی یہ پگڑی چوہون کی کاٹی ہوئی نہین معلوم ہوتی بلکہ
ہاتھ کی توڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہ کام اور کسی کا نہین سوا اس کالے نوجنے کے یہ بڑا ذات شریف اور آسنا
کامل ہے اس مولوی کی جان اسی کی شرارت اور بدذاتی سے گئی اب میرے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑا ہے
ابھی ابھی معلوم ہوا جاتا ہے چھڑی لیکر سب لڑکون کو مارنا شروع کیا اور عمرو کی طرف بھی مارنے کو جھپٹے عمرو
مکتب سے بھاگا شہر مین غروب ہوگیا جب حمزہ چھٹی لیکر تیسرے پہر کو محل مین داخل ہوئے خواجہ
عبدالمطلب نے کہا کہ عمرو کہان ہے جو تم اکیلے گھر مین آئے حمزہ نے کیفیت پگڑی کی کہکے کہا بھائی عمرو
کہین چلے گئے اے والد بزرگوار اب ہم تنہا ہوگئے ہمارا دل بیچین ہے اور ہم کمال حیران و پریشان ہین
خواجہ عبدالمطلب نے کہا ای فرزند اب گھر مین کھیلا کرو دل بہلایا کرو عمرو بہت نالائق ہے قابل ساتھ کھیلنے کے

نہیں ہے اب میں عمرو کو گھر میں کبھی نہ آنے دونگا ہر چند کہ حکیم بزرجمہر نے عمرو کے واسطے بہت کچھ سعی اور سفارش کی تھی
مگر مجھکو اس لونڈے سے کمال عاجز کیا ہے حمزہ بھی سنتے والد ماجد کے ڈر سے چپ ہو رہے خواجہ عبدالمطلب
نے حکم کر دیا کہ عمرو محل میں نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو پہونچ گئی کہ اندر جانے کی مانعت ہوئی ہے اب جاوے گے
تو پڑے گے عمرو نے کہا ہم خود ہی نہ جاوینگے اب عمرو بھوکی ڈھونڈتا ہوا شہر میں ادھر ادھر پھرتا ہے لوٹ مار عیاری کیا کرتا
ہے گھر امیر کے دیکھنے کو بھوکی ہے اور عمرو کے دیکھنے کو حمزہ تڑپتے ہیں بالاخانہ کے کمرے کی دریچے کھولے ہوئے
بیٹھے رہتے ہیں چونکہ سر راہ کمرہ ہے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید عمرو ادھر سے آجاے اتفاقاً ایک روز حمزہ صاحبقران
منتظر دیدار عمرو عیار اسی دریچے میں کمرے پر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمرو آتا ہے جلدی سے کمرے پر سے اتر کر
دوڑ کے گلے لگایا اور کہا اے بھائی عمرو ہم تمھارے دیکھنے کو بہت بے چین رہا کرتے ہیں غم والم تمھاری جدائی کا
جدائی کا سہا کرتے ہیں ایک بار روز تم ہو جایا کرو ایک نظر صورت اپنی دکھا جایا کرو اس دن سے عمرو نے یہ معمول
کر لیا تھا کہ رات کو دیوار پر کمند پھینک کے کوٹھے پر حمزہ کے پاس آتا تھا رات بھر رہتا تھا صبح کو چلا جاتا تھا
حمزہ عمرو کے واسطے ہر ایک چیز جو اُنکے کھانے کے لیے آتی تھی چھپا کے سینت رکھتے تھے جب عمرو رات کو
آتا تھا اسکو بہ محبت و شفقت کھلا دیتے تھے دنکو بھی اکثر بہ تمنائے شوق دیدار بمسرت آثار عمرو بن امیہ ضمری کمرے
پر اسی دریچے میں آکے بیٹھتے تھے کہ شاید دنکو بھی عمرو ادھر آنکلے اور ملاقات ہو جاے قضائے کار ایک روز
عمرو بن امیہ ضمری کا گذر سرا کی طرف ٹہلتے ٹہلتے گیا ایک سوداگر گھوڑے بیچنے کو لایا تھا وہ گھوڑے سرا میں
سامنے بندھے ہوئے تھے عمرو گھوڑوں کے قریب کھڑے ہو کر ایک ایک گھوڑے کو بہ نگاہ قدردانی
دیکھنے لگا سوداگر نے کہا میاں صاحبزادے گھوڑوں کو کیا دیکھتے ہو اور تم کون ہو کیا تمھارا نام ہے
عمرو نے کہا جناب بزرگوں سے میرے چابک سواری ہوتی آئی ہے باپ دادا میرے بڑے نامی وگرامی شہسوار
تھے اور بہت بڑے ذی مقدور تھے اور بہت سے گھوڑے اصطبل میں بندھے تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑے تھے
کہ اُس طرح کا گھوڑا آپ کے اتنے گھوڑوں میں ایک بھی نہیں دیکھتا ہوں البتہ ایک گھوڑا سبزہ وہ جو اُس
کونے پر بندھا ہے کسی قدر غنیمت ہے سوداگر نے کہا تمھارے باپ دادا کا کیا نام تھا عمرو نے کہا میرے دادا کا
نام خیلماش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور میرا نام فیلتاش خان ہے سوداگر نے کہا
اچھا ذرا مجھکو گھوڑا پھیر کر دکھا دو عمرو جھپٹ کر اسی گھوڑے کے پاس آیا جو اُن سب گھوڑوں میں عمدہ تھا
گھوڑا کھول کے چارجامہ کسا لگام دے کر جست کی گھوڑے کی پشت پر بیٹھتے ہی بڑی چالاکی مگر سوداگر
سے کہنے لگا کہ میں اسوقت یونہیں ٹہلتا ہوا ادھر آنکلا تھا کچھ گھوڑے کی سواری کرنے کے ارادے سے
نہیں آیا تھا آپ اپنا رنگین سیلا ذرا عنایت کیجیے کہ زیبایش گھوڑے کی بھی ہے سوداگر نے اپنا باندھنے کا سیلا
دھانی رنگ کا بہت عمدہ کناروں وار عمرو کو دیا اور کوٹ زربفتی اپنا اتار کر حوالے کیا عمرو نے وہ کوٹ پہنا
اور سیلا سر سے باندھا پھرتی چالاکی اور پوئی گھوڑے کو ڈالا پہلے عمرو بن امیہ ضمری نے دو چار چکر
ادھر ادھر سے دیے پھر سرپٹ پر گھوڑے کو ڈالکر ایک چکر دیا سوداگر نے بہت تعریف کی اور کہا
اے فیلتاش خان حقیقت میں تو بڑا شہسوار ہے تیرا باپ دادا بھی ایسے ہی شہسوار اعلے درجے کا ہوگا
میاں عمرو نے دوسرے چکر پر نکلکر جو گھوڑے دبایا اور باگ اٹھائی گھوڑا مثل تیر شہاب کے سن سن
نکل گیا سوداگر دیکھتا رہگیا آگے بڑھکے چلایا اے بھائی صاحبزادے فیلتاش خان پلٹ آؤ آگے نہ جاؤ

بس بس گھوڑا سوداگری کا ہو چمک جائیگا اب عمرو کا پتا نشان کہان سوداگر نے گھبرا کر سائیسون کو دوڑایا کہین آس پاس
شہسوار عرصۂ طراری اور چابک سوار میدان شعبدہ بازی کا پتا نہ ملا سب سائیس تلاش کرکے پھر آئے سوداگر
زیادہ منتشر الحواس ہوا کہا کہ افسوس دو ہزار روپیہ کی چوٹ اٹھائی مفت گھوڑا ہاتھ سے گنوایا یہ کیا خود بخود
ذہن مین آیا ہی کسی نے سچ کہا ہی شعر نہ سمجھا شعبدہ بازی کچھ اسکی وائے نادانی بیچارا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
یہ کہکر سائیسون کو ساتھ لیا اور گھوڑے کو تلاش کرتا ہوا چلا گلی گلی کوچہ کوچہ جستجوے اسپ و فیلتاش خان
کرنے لگا ان عمرو بن امیہ ضمری گھوڑے پر سوار ترچھا سیلا سر سے بندھا ہوا کوٹ زر لعبت کا پہنے ہوئے
دامن گرداتے ہوئے گھوڑا اڑاتے دردولت فیض منزلت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان پر آئے ایک آدمی
نے لپک کے امیر سے کہا عمرو گھوڑے پر سوار ہوکر آیا ہی امیر با توقیر اطفال خورد سال ہمسنون کے
ساتھ محل مین کھیل رہے تھے عمرو کا نام سنتے ہی دوڑے ہوئے باہر آئے کہا بھائی یہ گھوڑا کسکا ہی تمکو کسنے
دیا ہی عمرو نے کہا کہ ایک دوست ہمارے دادا کے ہین انھون نے مجھکو یہ گھوڑا اور یہ سیلا اور یہ کوٹ دیا
ہی حمزہ نے اس گھوڑے کی بہت تعریف کی اور نہایت پسند آیا عمرو نے کہا ای حمزہ اگر یہ گھوڑا تمھاری پسند
ہو تو تمھین دے دون حمزہ نے کہا تمھین ملال ہوگا تم گھوڑا ہمین کاہے کو دوگے عمرو نے کہا لے لو مین اور
لے آؤنگا حمزہ نے جاکر والد بزرگوار خواجہ عبدالمطلب نامدار سے کہا کہ عمرو کہین سے بہت عمدہ گھوڑا
لایا ہی آپ مجکو عمرو سے لے دیجیے خواجہ نے کہا ای فرزند خدا جانے کسکا گھوڑا ہی اور عمرو کہان سے
لایا ہی حمزہ نے کہا کہ عمرو کو انکے دادا کے دوست نے دیا ہی خواجہ عبدالمطلب بھی حمزہ کے ساتھ برآمد
ہوئے محل سے باہر تشریف لائے دیکھا درحقیقت گھوڑا بہت عمدہ و نایاب ہی عمرو سے پوچھا کہ تو گھوڑا
کہان سے لایا اور کسکا ہی عمرو نے عرض کی کہ میرے دادا کے دوست نے دیا ہی جو آپ کے مزاج مین آئے
دو ہزار روپیہ دیجیے حمزہ کے واسطے گھوڑا لے لیجیے مین ابھی بیچ کر اور لے آؤنگا انکے یہان بہت سے گھوڑے
خواجہ عبدالمطلب نے ایک آدمی سے کہا کہ امیہ کو بلا لاؤ آدمی گیا اور امیہ کو بلا کے لایا خواجہ عبدالمطلب
نے پوچھا یہ گھوڑا کسکا ہی تم جانتے ہو امیہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ گھوڑا کسکا ہی اور اسکے ہاتھ کیونکر آیا اسنے
خواجہ سے کہا کوئی تمھارے باپ کے دوست ہین انکے یہان بہت سے گھوڑے بہت عمدہ عمدہ ہین امیہ
نے کہا کوئی دوست اسکے دادا کے ہاتھ لگ گئے ہونگے مین انسے نہین واقف ہون عمرو نے کہا
آج صبح سے مین اسی گھوڑے پر سوار ہوکر پھر رہا ہون تمام شہر کے گلی کوچے کی سیر کی ہی ملک
اس پاس شہر کے چو کوس تک مین ہو آیا اگر کسیکا چرا کے لایا ہوتا تو پکڑا نہ جاتا کوئی چیز ذرا سی تو یہ ہی نہین کہ آستین
مین چھپا کے لایا ہون اتنا بڑا گھوڑا اگر چوری کا ہوتا تو چھپانے سے کیونکر چھپ سکتا یہ عمرو کی تقریر دلپذیر
سب لوگون کے قیاس مین آگئی سب نے کہا عمرو سچ کہتا ہی القصہ خواجہ عبدالمطلب نے
دو ہزار روپے منگوا کر عمرو کو دیدیے اور گھوڑا حمزہ کو خرید دیا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بعد
عز و شان اوسی وقت خوشی خوشی اپنے والد بزرگوار کے سامنے گھوڑے پر سوار ہوئے چونکہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران صغر سنی سے بہت فربہ اور تنومند زور آور اور طاقتدار تھے جیسے ہی گھوڑے پر سوار ہوکر
پٹری جمائی اور زانون سے دبانے لگے ایسا چاپا کہ بار و ادا آئی امیر با توقیر ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گھوڑے
سے آہستہ ستا فوراً گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور گھوڑا گرنے لگا امیر بھی گھوڑے کی جھونک مین گرا چاہتے تھے

کہ خواجہ عبد المطلب اور بہت سے لوگ دوڑ کر گرد و پیش آ گئے امیر با توقیر کو سنبھال کر گھوڑے سے اُتار لیا
گھوڑا دھم سے زمین پر گر پڑا گرتے ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر سے تصدق ہو گیا پھڑک پھڑک کر مر گیا
حمزہ صاحبقران چہرہ رہوار کا منہ دیکھکر خاموش رہ گئے خواجہ عبد المطلب نے امیر کو گلے سے لگایا اور
پیشانی پر بوسہ دیا پھر کہا اے فرزند خوب ہوا یہ گھوڑا مر گیا تم پر تصدق ہو گیا میں تمکو اور گھوڑا اس سے کہیں عمدہ دونگا
سو لے دونگا تم رنجیدہ نہ ہو عمرو بن امیہ ضمری دو ہزار روپیہ قیمت سمند خوش رفتار لیکر پہلے ہی روانہ ہو گیا
تھا اور روپیہ لیجا کر کسی گوشہ تنہائی میں دفن کر دیا اور آپ پوشیدہ ہو گیا جس وقت گھوڑا مر گیا حمزہ ہمراہ پدر
بزرگوار محل میں چلے گئے گھوڑا وہیں سر راہ سڑک پر پڑا تھا خواجہ لوگوں سے اسکے اٹھوانے کا حکم دے گئے
تھے مگر گھوڑا ابھی تک اٹھا نہ تھا ناگاہ وہی سوداگر گھوڑے کی تلاش میں گلیوں کی خاک چھانتا ہلاک ہوتا پیدل
ساتھیوں کو ساتھ لے ہوئے در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب کی طرف اُسی مقام پر آیا جہاں وہ
وہ گھوڑا مرا ہوا پڑا تھا قریب ہو کر بغور گھوڑے کو دیکھا خود بھی پہچانا اور ساتھیوں نے بھی کہا کہ حضور یہ گھوڑا
آپ ہی کا ہے صدمہ عظیم دل پر ہوا وہاں آدمیوں سے دریافت کی کہ یہ گھوڑا کون لایا اور کیونکر مر گیا خواجہ
عبد المطلب کے ملازموں نے کہا کہ ایک لڑکا کالا سا سوکھا سا کہ نام اسکا عمرو بن امیہ ضمری ہے ہمارے
آقازادے کا غلام ہے مگر اب جو غلطیوں سے اُسکی اُسکو نکالدیا ہے وہی یہ گھوڑا سوار ہو کر لایا تھا اُس سے
آقا خواجہ عبد المطلب نامدار نے اپنے فرزند ارجمند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے واسطے
خریدا تھا عمرو تو قیمت اسپ لیکر ہوا ہو گیا وہی آقازادہ حمزہ صاحبقران اسپر ابھی سوار ہوا تھا اُسکے
لنگر سے کمر اُس گھوڑے کی ٹوٹ گئی گر کر مر گیا سوداگر نے کہا کہ یہ گھوڑا میرا تھا وہ دغا باز چرانے کے واسطے
اُسپر سوار ہوا تھا بلکہ میں نے اُسکو ایک سیلی بھی سر سے باندھنے کو دیا ہے اور ایک کوٹ زربفتی پہننے کو دیا ہے
اُسنے تو مجھکو اپنا نام قیلتاش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور دادا کا نام خیلتاش خان بتایا
تھا کہ میرے باپ دادا بڑے ذی مقدور تھے بہت نایاب گھوڑے اُنکے یہاں تھے اب میرے پاس
بھی دو ایک گھوڑے انتخاب زمانہ ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ حمزہ صاحبقران کا خانہ زاد ہے ایسی دغا بازی اور
جعلسازی اُس چھوکرے نے مجھسے کی بلاؤ تو اُسکو اور اپنے آقا کو بلاؤ در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب
پر جو بلوہ ہوا خواجہ نے پوچھا دریافت کرو کہ یہ کیسا شور و غل ہے ملازموں نے جا کر خواجہ عبد المطلب
سے من و عن سب کیفیت بیان کی خواجہ عبد المطلب کو عمرو پر بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ نکالدو عمرو کو
سب سے کہدی حضور عمرو کا کہیں پتا نہیں خواجہ عبد المطلب نے حکم دیا کہ خبردار عمرو اِس احاطہ میں بلکہ
مکہ معظمہ کی حد کے اندر نہ آنے پائے یہ بالکل بیہودہ اور نالائق ہے پھر خواجہ عبد المطلب نے قیمت گھوڑے
کی اُس سوداگر کو بھیجدی اور کہا کہ گھوڑا مرا ہوا اپنا اُٹھا لیجئے وہ سوداگر مردہ گھوڑا اپنا اٹھا کے لیے چلا گیا
اب بیان عمرو کے نکلنے کی سخت حالت ہے امیر با توقیر عمرو کے واسطے تین دن غمگین رہتے ہیں دن بھر سست
پڑے رہتے ہیں اپنے ساتھ والے لڑکوں سے بھی نہیں کھیلتے ہیں جب خواجہ عبد المطلب نے حمزہ
صاحبقران کو بہت مضطر و پریشان دیکھا حمزہ سے کہا اے فرزند تم دو چار گھڑی اپنے باغ کی سیر کر کے دل
بہلایا کرو اور ملازموں سے حکم کر دیا کہ حمزہ کو مہتاب باغ میں برائے تفریح طبع لیجایا کرو اور سیر کرا لایا کرو اُس
دن سے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران برائے تفریح طبع مہتاب باغ میں روز جایا کرتے ہیں ادھر عمرو بن امیہ ضمری کو

خبر ہوئی کہ حمزہ روز سیر کرنے مہتاب باغ میں آتے ہیں ایک روز عمرو بھی باغ میں آیا حمزہ دیکھتے ہی عمرو سے لپٹ گئے
کہ بھائی عمرو مجکو تمہارے چھٹنے کا بڑا صدمہ ہو رہا آکر صورت دکھا جایا کرو عمرو نے کہا کہ تمہارے باپ کا حکم نہیں ہے
کہ میں مکہ شریف کی حد میں آؤں حمزہ نے کہا تم چپکے سے رات کو چھپکے پر آیا کرو وہ گھڑی ہمارا دل بہلا جایا کرو یہ
کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے باغ میں ٹہلنے لگے مہتاب باغ کے پہلو میں ایک باغ کسی کا اور تھا اُس میں
تین درخت خرمے کے لگے تھے اور ان دونوں میں دو درخت خوب پھلے ہوئے تھے اُس میں پختہ پختہ نہایت
شیریں خرمے تھے عمرو نے کہا چلو اُس باغ میں ہم تم خرمے کھائیں حمزہ نے کہا جسکا باغ ہے وہ خفا ہوگا
عمرو نے کہا وہ بھی باغ پرجا ہمارے تمہارے باپ کا ہے ڈرتے کیوں ہو چلو وہاں کی بھی سیر کریں اور خرمے
کھائیں یہ سنکر وہ گل بوستان حسن وجمال نو بادۂ گلشن اجلال عمرو کے ساتھ اُس باغ میں گیا عمرو
تو اُچک کر درخت کے اوپر چڑھ گیا امیر دیکھتے رہ گئے چونکہ امیر تیار فربہ بل قوت وار لنگروار زیادہ میں ہو درخت
پر نہیں چڑھ سکتے ہیں عمرو سے کہا بھائی عمرو ہمکو بھی خرمے دو ہم بھی کھائینگے عمرو نے کہا کاہے کو دیں
تم بھی توڑ کھاؤ بقول شخصے دست خود دہان خود حمزہ نے کہا ہمارا ہاتھ نہیں پہونچتا ہے اور نہ درخت پر
چڑھا جاتا ہے عمرو نے کہا موٹا لنگروار ادنی کچھ کام کا نہیں دیکھو ہم دبلے پتلے تھے اُچک کے درخت پر چڑھ گئے
اب امیر کہتے ہیں کہ بھائی عمرو ہمکو بھی دو ہم بھی ای بھائی کوئی چیز ہو تنکو دیکر کھاتے ہیں حمزہ تو کلام
طفولیت عمرو سے کر رہے ہیں اور عمرو حمزہ کو ناں رہا ہے نہ دلا رہا ہے جب حمزہ نے بہت کہا تو
عمرو کہنے لگا کہ اگر تمہارا قد نہیں پہونچتا اور درخت پر نہیں چڑھا جاتا شانے کا ہکا مارو کہ درخت گر پڑے
مزے سے کھاؤ کیوں کسی سے مانگو حمزہ نے کہا بھائی عمرو کچھ تمہیں خبر ہے میرے ہکا مارنے سے
درخت بھلا کیا گر پڑیگا عمرو نے طعنہ دیا کہ اُس دن البدبلا بچہ سے مولوی حرمان کو تو مار ڈالا
یہ درخت کیا کچھ زبردست ہے ایک ٹہ نہ مارو درخت گر پڑے پھر ہم تم دونوں مزے سے خرمے توڑ
توڑ کے کھائیں امیر کو غصہ آگیا دوڑ کے ایک شانہ کس کے درخت میں مارا درخت خرمے کا مثل شکر
کے خم ہوکر اکھڑ دھڑیم کرکے زمین پر گرا تمام خرمے میٹھے کچے ٹوٹ کے بکھر گئے امیر چن چن کے کھانے
لگے عمرو نے از راہ طعن حمزہ سے کہا واہ اس گھن کھائے ہوئے درخت کو توڑا تو کیا کمال کیا جڑ میں
اس درخت کی گھن لگ گیا تھا لکڑی اس درخت کی گل گئی تھی اسکو اگر میں بھی شانے کا ہکا مارتا تو یہ
درخت گر پڑتا بھلا ہم جانیں کہ دوسرا درخت تو گرا دو امیر کو غصہ آیا جھپٹ کے دوسرے درخت کو
جوش نہ مارا وہ بھی درخت اڑا اڑا دھڑیم کرکے گر پڑا عمرو نے دیکھکر کہا واہ یہ درخت تو اس سے بھی
زیادہ کمزور تھا دیکھو اندر سے لکڑی اسکی کیسی سڑی گلی نکلی بھلا اس تیسرے درخت کو تو کوکھ میں دبا
کے اکھاڑ دو تو کبھی نہیں اکھڑ سکیگا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان نے اُس درخت
خرما کو کوکھ میں دبا کر جو زور کیا وہ درخت جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ترک فلک نے احسنت کی
صدا دی ماہ چہاردہ نے بحرم افلاک کو مجمر آفتاب صدق تاب میں عوض رائی اور کالے دانے کے
امیر با توقیر کے سر سے اُتارکے ڈالا کہ نظر ارضی وسماوی اور انسانی وحیوانی نہ لگے عمرو اور امیر با توقیر
دونوں چپکے چپکے خرمے توڑ توڑ کے کھانے لگے یہ قصہ عمرو نے جاکر اس باغ کے مالک سے کہا کہ تمہارے
باغ میں جو درخت خرمے کے تھے وہ گر پڑے وہ شخص دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ درخت خرمے کے کسنے

توڑ کر گرا دے عمرو نے کہا کہ مجھا درخت زور سے کے ایسے زبردست کون توڑیگا ابھی ابھی ایک جھونکا آندھی کا بہت تیز و تند ہوا آیا درخت جھوم جھوم کے گرنا شروع ہوئے وہ شخص مالک باغ ہائے واویلا و وا مصیبتا کہکے رونے لگا اور غل مچانے لگا حمزہ کا دامن پکڑا اور کہا ای صاحبزادے مین تمکو نہ جانے دونگا باغ مین ہرچہ زیادہ ہوا اور شور و غل برپا ہوا کسی نے خواجہ عبد المطلب کو بھی خبر کر دی الفت پدری سے تاب نہ لائی باغ مین دوڑے آئے دیکھا کہ تینون درخت جڑ سے کے ٹوٹے ہوئے پڑے ہین اور مالک باغ نے حمزہ اور عمرو کو گھیرا ہی خواجہ نے اس مالک باغ کو سمجھا کر ہزار روپیہ دئے اور کہا کہ بھائی اب تو درخت ٹوٹ گئے تو ان روپیہ سے تجارت کرکے اوقات بسر کرنا اور یہ درخت بھی تو ہی لے لے یہ سنکے وہ شخص بہت خوش ہوا خواجہ عبد المطلب حمزہ کو ساتھ لے محل مین داخل ہوئے یہان عمرو نے اس مالک باغ پر دباؤ ڈالا کہ ایک درخت ترا قلم کیا ہوا اینٹھ لیا ہر چند اس شخص نے غل مچایا مگر وہ درخت عمرو نے نہ دیا کہا کہ ایک تجکو دیا ہی اور دو درخت تیرے تجکو دیئے ہین وہ شخص خواجہ عبد المطلب کے پاس پھر دوڑتا ہوا آیا کہا حضور اس کا بیٹا لڑکے نے ایک درخت چھین لیا ہی خواجہ نے ہزار روپے اور اس شخص کو دیئے وہ خوش و خرم ہنستا ہوا اور دعا و ثنا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا لیکن خواجہ عبد المطلب نے روبرو حمزہ صاحبقران کے خواجہ عمرو کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ ای فرزند امیہ ضمری اب مین تجھے تاکید اکتا ہون آج سے ہرگز میرے فرزند دلبند حمزہ کے پاس نہ آنا کیونکہ تیرے یہان آنے سے مجکو حمزہ کے شریر اور آوارہ ہو جانے کا خیال ہی اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو مین تجکو سزاے سخت دونگا خواجہ عمرو یہ تقریر خواجہ عبد المطلب کی سنکے جانب حمزہ صاحبقران دیکھنے لگا حمزہ صاحبقران نے اشارے سے کہا ای خواجہ عمرو تم شب کو ضرور آیا کرو ہم تمھارے منتظر رہینگے اگر تم نہ آؤگے تو ہماری طبیعت بہت پریشان ہوگی اور دل پژمردہ رہیگا خواجہ عمرو نے بھی اشارے سے کہا اچھا مین شب کو آیا کرونگا اور باہم بیٹھکر باتین کیا کرونگا خواجہ عمرو با اشارۂ حمزہ صاحبقران چلا گیا

داستان آنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان نامی کا ملک مدائن سے مکہ مین واسطے مہر و دستخط کرانے شجاعان عرب سے اور طالب کشتی ہونا انکا بہادران مکہ سے اور جانا خواجہ عمرو اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا براے سیر اور گفتگو کرنا خواجہ عمرو کا پہلوانان مذکور سے اور غیرت دلانا حمزہ صاحبقران کو اور جانا امیر کا بو قبیس پر اپنے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور آنا اور حمزہ صاحبقران کا پہلوانان مسطور کو مغلوب کرکے ہلاک کرنا

پلا ساقیا وہ مے ارغوان
زدون بادہ خوار رنگ پیر مغان
سیاہ رہون مین بھی ہر ...
اگر تو نہ دیگا مے مشکبو

توی جس کے ہو بین نہ آسمان
حقارت سی کرتے ہین مجھپر نظر
کوئی بات سننے کی عادت نہین
ہنر کی نہ بر آئیگی آرزو

پلا دے اگر تو مجھے انگبین
سمجھ کر مجھے لاغر و ناتوان
یہی ساقیا اب ہے مد نظر

تو ہون جلکے شاگرد روح الامین
نکالے ہین بر زخم تیغ زبان
ہر اک بند کو پھینک دون چیر کر

نامداران میدان تحریر و بہادران عرصۂ عبارت بے نظیر اشہب قلم کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران سے باشارہ

گفتگو کرنے کے بموجب ارشاد خواجہ عبد المطلب چلے گئے حمزہ صاحبقران انتظار شب کرنے لگے جب آفتاب غروب
ہوا اور شام ہوئی بموجب اقرار خواجہ عمرو مکان خواجہ عبد المطلب پر آئے دیکھا حمزہ صاحبقران کوٹھے
پر بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہین خواجہ عمرو نے کوٹھے پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند کوٹھے پر آئے حمزہ
صاحبقران خوش ہوئے اور کہا ای برادر مین تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا خواجہ عمرو نے کہا مین بھی
بموجب وعدہ بے تامل یہان آیا میرا تو تیر سنے خواجہ عمرو کو وہ کھانا کھلایا جو اپنے کھانے سے بچا رکھا تھا
جب خواجہ عمرو کھانا کھا چکے مقبل وفادار خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران مین باہم گفتگو ہونے لگی حمزہ
صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو آج ہمارا دل صبح سے تا شام بہت گھبرایا کیونکہ گھر ہی مین رہے ہرچند
چاہا کہ بازار کی سیر جا کر کرین مگر بخوف والد ذی تبار نہ جا سکے خواجہ عمرو نے کہا اگر سیر بازار کو دل چاہتا
ہی تو صبح کو مین آپ کو لیچلونگا کسی کو آپ کا بازار جانا معلوم بھی نہوگا اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے سے اتر کے
چلینگے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ ابکی مرتبہ نہین معلوم تم کہان لیجاوگے ہمپر ہمارے والد بزرگوار
ناراض ہونگے خواجہ عمرو نے کہا مین اور کہین ہرگز نہ لیجاونگا سوائے بازار کے غرض اسی طرح کی باتین
باہم تا سحر رہین بعد پڑھنے نماز سحر کے خواجہ عمرو بذریعہ کمند حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو کوٹھے
سے اتار کر بازار مین لائے اور سیر بازار کی کرنے لگے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے خواجہ عمرو
اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا مردم جمع ہین شور تحسین و آفرین بلند ہی
ہر چہار جانب سے اور بھی صدہا مردم چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے متحیر ہو کر ایک شخص سے پوچھا آج اس جگہ
اسقدر آدمیون کے جمع ہونے کا کیا باعث ہی اس شخص نے کہا کہ آج اس جگہ فراہمی مردمان کا یہ باعث ہی کہ
ملک مدائن سے دو پہلوان نہایت زبردست اور قوی ہیکل مسمی طاہر عادی اور مطاہر عادی
یہان آئے ہین اور ہمراہ اونکے بہت سے شاگرد چیلے ہین اکھاڑے مین لڑ رہے ہین یہ سب آدمی انکی کشتی
دیکھکر تعریف کر رہے ہین اور یہ دونون پہلوان ہر ایک ملک و شہر سے شجاعان جہان و پہلوانان دوران
سے ایک کاغذ پر مہرین کراتے ہوئے یہانتک آئے ہین اور اس کاغذ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہی کہ طاہر عادی
اور مطاہر عادی پہلوانان بے عدیل و بے نظیر ہین کوئی انسے لڑ نہین سکتا اور یہ بھی سنا ہی
کہ یہ دونون پہلوان ہر ایک ملک مین ہر ایک پہلوان سے طالب کشتی ہوئے ہین جو کوئی پہلوان انسے لڑا ہی
اسکو انھون نے زیر کیا ہی اور جو پہلوان انسے نہین لڑا اس سے اسی کاغذ پر مہر کرا لی ہی اس کاغذ
پر صدہا بلکہ ہزارہا پہلوانان دہر اور شجاعان زمانہ کی مہرین ہین غرض اسی قصد و ارادے سے یہان
آئے ہین دیکھیے یہان کون کون شجاع اور بہادر ان پہلوانون سے لڑتا ہی اور کون کون جری اور
دلاوران پہلوانون سے خائف و ترسان ہو کر مہر کاغذ پر کر دیتا ہی جب تقریر مذکور اس شخص کی خواجہ عمرو
نے سنی حمزہ صاحبقران سے کہا چلو ہم بھی انکی کشتی دیکھین حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا چلو غرض خواجہ
عمرو و حمزہ صاحبقران مع مقبل وفادار جب اس مجمع مردم کے قریب آئے حمزہ صاحبقران نے
کثرت مردم دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا ای برادر یہان تو اسقدر مجمع مردم ہی کہ اکھاڑے تک پہنچنا اور کشتی پہلوانون
کی دیکھنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران آپ نے کئی درخت ذرہ سے کے جڑ سے اکھیڑ ڈالے
ہرچند کہ انکی جڑین بوسیدہ نہین مگر پھر بھی کسی قدر طاقت اور قوت سے درخت جڑ سے اکھڑے تھے یہان اسے

آدمیون کو ہٹا کر اکھاڑے تک نہین جا پاتا حمزہ صاحبقران نے جب یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنی فی الفور مردمان
تماشائی کو ہٹا کر مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار کے اکھاڑے پر آئے دیکھا کہ وہ دونون پہلوان باہم مثل فیل مست
کے لڑ رہے ہین اور زور کر رہے ہین مگر کشتی حریفانہ نہین لڑتے ہین صرف باہم زور کر رہے ہین چہرے انکے
مہیب ہین اور قد و قامت انکے نہایت دراز ہین اور دست و پا از حد تیار ہین دونون دیو قوی ہیکل معلوم ہوتے
ہین صاحب قوت و طاقت ابجد رہے ہین کہ پانون انکے ہنگام زور اکھاڑے مین گھٹنون سے زیادہ
دھنسے ہوے ہین باہم پیچ ہو رہے ہین پسینے مین سرابسر تر ہین کسی کی پشت آشنا زمین سے نہین ہوتی
ہزو مردمان تماشائی تعریف انکی بار بار با آواز بلند کر رہے ہین اکثر صاحبان قوت و زور بھی قریب اکھاڑے
کے بیٹھے ہین ایک طرف بہت تھوڑی سی آگ رکھی ہے اس مین لوبان ایک شخص ڈالتا ہے دھوان لوبان کا نکل
رہا ہے اکھاڑے کے طاق پر سہرا پھولون کا بندھا ہوا ہے امیر نے خیال کیا کہ یہ دونون پہلوان تو لافر معلوم
ہوتے ہین شاید کسی مرد مسلمان نے اکھاڑے کے طاق پر سہرا باندھا ہے شہنا نواز شہنا بجا رہے ہین اور
ڈھل نواز ڈھول بجاتا ہے علاوہ ان پہلوانون کے انکے چار سو شاگرد ہین وہ بھی بڑے قوی ہیکل ہین پگڑیان
سر پر انکے سرخ ہین تھوڑے ان مین سے ڈنڈ کر رہے ہین بعضے مگدر ہلا رہے ہین اکثر بڑے بڑے
تال چوبی و سنگی نہایت ہی گران زمین سے نکل کے اٹھاتے ہین اور سر سے بلند کرکے زمین پر ڈال دیتے
ہین بعضے لیزم ہلاتے ہین اکثر اکھاڑے پر زور کرتے ہین بعضے اکھاڑے مین ایک طرف لوٹ رہے ہین ہر ایک
کا سر منڈا ہوا ہے کان ٹوٹے ہوئے ہین سب کے سب چپ اور لنگوٹ باندھے ہوے ہین ان سب کے
چہرے ہیبتناک ہین جملہ مجرد دیوان ناپاک ہین غرض جب وہ دونون پہلوان باہم زور کر چکے اسوقت
طاہر عادی نے آواز بلند کہا اس مجمع مردمان مین کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ مجھسے کشتی لڑے اور یہ دستار سرخ
سر پر رکھے اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہے ہر چند پہلوان طاہر عادی نے چہار جانب اکھاڑے کے جا جا کر کہا مگر کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ طاہر عادی نے پھر کہا اے جوانو تم مین سے کوئی ایسا مرد نہین کہ مجھسے لڑے اور یہ
ترنج جو رکھی ہے کھائے اور پگڑی سرخ سر پر رکھے طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جاکے کہتا تھا
اور بار بار خم ٹھوکتا تھا جب خواجہ عمرو نے گفتگو طاہر عادی کی سنی فوراً چالاکی سے ترنج اٹھا لیا اور پگڑی
بھی اٹھا لی اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ تم اس ترنج کو کھا لو اور یہ دستار بھی تم اپنے سر پر رکھو حمزہ صاحبقران
نے کہا اے برادر مین یہ ترنج نہ کھاؤنگا اور یہ پگڑی بھی سر پر نہ رکھونگا کیونکہ یہ پہلوان کہتا ہے کہ یہ ترنج وہ شخص
کھائے جو مجھسے لڑے اور یہ دستار بھی وہی شخص اپنے سر پر رکھے جو مجھسے قصد لڑنے کا رکھتا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے امیر
یا تو قریب بے تامل یہ ترنج کھا بھی جاؤ مطلق اندیشہ نہ کرو کیونکہ اس پہلوان سے کوئی بھی یہان نہ لڑیگا آخر یہ
ترنج یہ پہلوان کسی کو دے دیگا پس نہین کھاتو حمزہ صاحبقران گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہوئے خواجہ عمرو
نے جلد ترنج کو چھیلکر حمزہ صاحبقران کو کھلا دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے سر پر دستار
رکھنی چاہی حمزہ صاحبقران نے سر پر دستار رکھنے سے انکار کیا اور یہ کہا اے برادر ترنج تو مین نے تمہارے کہنے سے کھا لیا
لیکن دستار مین اپنے سر پر نہ رکھونگا مجھ مین اتنی قوت و طاقت نہین ہے کہ اس پہلوان زبردست سے لڑ سکون خواجہ
عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران تم بھی عجب آدمی ہو اس ادنے پہلوان سے ڈرے جاتے ہو باوجود اسکے
کہ فرزند عبدالمطلب کے ہو حمزہ صاحبقران نے کہا اے برادر اگر مین اپنے سر پر اس دستار کو رکھونگا تو مجھکو

اس پہلوان سے فرو رفتہ ہو گا تو خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران تم اس دستار کو اپنے سر پر تو رکھ لو جب حریف
پہلوان تجھے تم سے کہیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا میں تو موجود ہوں تم کیا ڈرتے ہو اگر یہ پہلوان تم سے لڑنے کو
کہیگا اور تم نہ لڑو گے تو میں اس سے کشتی لڑونگا حمزہ صاحبقران نے یہ خیال کیا کہ عمرو نے جو کہا ہے وہی ہوگا
اگر میں اپنے سر پر دستار رکھ لونگا تو بظاہر کوئی نقصان نہیں ہے حمزہ صاحبقران تو یہ خیال کر رہے تھے خواجہ
عمرو نے وہ دستار حمزہ صاحبقران کے سر پر رکھ دی جب طاہر عادی اکھاڑے کے چاروں طرف جا کر اور
کشتی لڑنے کو کمر کر وہاں آیا جہاں پر ترنج رکھا تھا ترنج کو نہ پایا متحیر ہو کر پگڑی کو دیکھنے لگا پگڑی بھی نہ پائی اور
زیادہ متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا اس ترنج کو اس مجمع مردمان میں سے کسنے کھایا ہے اور دستار سر پر رکھی ہے
آخر یہ خیال کر کے طاہر عادی چہار جانب دیکھکر باواز بلند کہنے لگا وہ بہادر اس مجمع مردمان میں کون ہے جسنے
میرا رکھا ہوا ترنج کھایا ہے اور وہ دستار جو میں نے رکھی تھی کسنے اپنے سر پر رکھی ہے خواجہ عمرو نے آگے
بڑھ کے کہا ای پہلوان بزدل دیکھ اس لڑکے نے کہ یہ فرزند ارجمند خواجہ عبد المطلب رئیس خانہ کعبہ کا ہے
اور سردار قوم عرب اور ہاشمی اپنے تئیں جانتا ہے اور شجاعان جہان اور بہادران [illegible] کم سے اپنے تئیں
تصور کرتا ہے اسنے وہ ترنج میرے سامنے کھایا اور دستار بھی ابھی تک اسکے سر پر موجود ہے طاہر عادی
گفتگوئی خواجہ عمرو سنکے قریب حمزہ صاحبقران کے آیا اور اپنے سے بہت کم قوت اور طفل جان کر ہنسکے کہنے
لگا ای صاحبزادے تم کیا مجھسے لڑوگے بڑے بڑے شجاعان روزگار تو مجھسے لڑ نہیں سکتے اور نام میرا سنکے
ڈرتے ہیں خیر تم نے بوجہ نادانی اور خورد سالی کے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جاؤ میں نے خطا تمہاری
معاف کی لیکن اب کبھی ایسا نہ کرنا پچھتاؤ گے خواجہ عمرو نے کہا ای امیر افسوس ہزار افسوس تمنے نام ہاشمیوں کا آج
ڈبو دیا اگر تمکو اس پہلوان سے لڑنا منظور نہ تھا تو دستار کیوں سر پر رکھ لی اور ترنج کیوں کھا لیا امیر کو خواجہ عمرو
کے کہنے سے غیرت آئی بے اختیار کہا اے پہلوان کیا بیہودہ بکتا ہے تو کیا میری خطا معاف کریگا تیری کیا
ہے خداوند عالم نے ہم ہاشمیوں کو سب سے زیادہ شرف دیا ہے اور جلال و قوت میں بھی لا ثانی پیدا کیا ہے
میں تجھسے ضرور لڑونگا لیکن اسوقت نہیں کیونکہ تو بخوبی زور کر چکا ہے اگر اسوقت تجھکو زیر کیا تو سب کہینگے
کہ پہلوان کشتی لڑ چکا تھا تھکا ہوا تھا تھکے ہوئے کو زیر کیا کچھ کمال نہیں کیا انشاء اللہ کل یا آج ہی کسی وقت
تجھسے لڑونگا امیر یہ کہکر طاہر عادی سے سیر کر کے مجمع مردمان سے نکلکے چلے خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان آگاہ ہو
کہ اگر حمزہ تجھسے کشتی نہ لڑیگا تو میں تجھسے لڑونگا اور تجھے زیر کرونگا ہرگز اس میری لاغری پر خیال نہ کرنا
کہ کیا لڑیگا یہاں تو خواجہ عمرو پہلوان طاہر عادی سے یہ تقریر کرتے تھے اور پہلوان طاہر عادی خواجہ
عمرو کو دیکھکر ہنستا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ دبلا پتلا لڑکا مجھسے کیا لڑیگا لیکن امیر جو اکھاڑے سے روانہ
ہوئے تھے صرف بہانہ کر کے چلے آئے تھے مگر جب اپنے گھر کے قریب پہونچے خیال کیا یہ تو بڑی بدنامی کی بات
ہوگی اگر اس پہلوان سے نہ لڑونگا پس مناسب ہے کہ آج ہی اسی وقت اپنے تئیں ہلاک کروں جان دے
آبرو نہ جائیگی غرض یہ تجویز کر کے کوہ بوقبیس کی جانب ہوئے اور قریب کوہ بوقبیس جا کر ایک درخت
کی چھال لیکر اس کی ایک رسن بنائی پھر اس رسن کو ایک درخت کی شاخ میں چند سنگ زیر و بالا رکھکر
باندھا اور اس رسی کو بار بار امتحان کھینچا جب وہ رسن کھینچنے سے نہ ٹوٹی اسوقت امیر نے حلقہ رسن کا
اپنی گردن میں ڈالا اور رو بقبلہ ہو کر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور بہ گریہ و زاری درگاہ جناب باری میں اپنا

صغیرہ اور کبیرہ کے واسطے دعا کی بعد اسکے امیر نے اُن پتھروں کو جو زیر قدم تھے اُنکے پاؤں سے ہٹا دیا جب وہ
چند سنگ جو زیر قدم امیر تھے ہٹ گئے امیر کے قدم زمین سے اونچے ہو گئے حلقہ رسن کا گلوگیر ہوا اُسوقت
امیر کا عجب حال تھا خدا کی جانب خیال تھا چراغ حیات گل ہوتا تھا حلقہ رسن گلے میں پیوست تھا جسوقت
امیر کا یہ حال ہوا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوشزن ہوا جبرئیل کو یہ حکم رب جلیل ہوا کہ جلد جاؤ اور میرے بندہ
برگزیدہ کو میرے حکم سے بچاؤ اور ہنرہای پہلوانی تعلیم کرو صاحبقران بناؤ اور چند دانہ انگور بھی ہمراہ لیتے
جاؤ جسوقت یہ حکم خالق آسمان و زمین جبرئیل امین کو پہونچا فی الفور جبرئیل بعد تعجیل زمین پر نازل ہو کے
اور اپنے دست حق پرست سے امیر کے گلے سے پھانسی کو کاٹ دیا اور ہاتھ اپنا تن امیر با توقیر پر پھیرا فی الفور
حواس خمسہ امیر کے درست ہوئے امیر نے دیکھا کہ ایک اعرابی میرے قریب کھڑا ہے چہرہ اُسکا نورانی
ہے جب امیر نے جانب مرد اعرابی غور کر کے نظر کی اُس مرد اعرابی خجستہ پیشانی امیر کو سلام کیا حمزہ نے جواب سلام
دیا بعد اسکے اس مرد اعرابی نے امیر سے فرمایا کہ اے برگزیدہ خالق کون و مکان و اے مقبول بارگاہ معبود
انس و جان یہ کیا مزاج عالی میں آیا جان اپنی دینا کس وجہ سے گوارا کیا یوں کبھی کوئی مرد حق آگاہ
اپنی جان دیتا ہے اور ہلاک ہونا اپنا گوارا کرتا ہے اور خون میں اپنے خود گرفتار ہوتا ہے جب امیر
نے یہ گفتگو اُس اعرابی نیک خو سے جو سنی اور اپنے حال پر از حد شفیق پایا اُسوقت جواب میں کہا
کہ اے مرد ابرار بندہ خاص پروردگار کیونکر میں اسطرح اپنے تئیں ہلاک کرنے کا درپے ہوتا کہ ایک کافر نے
مجمع مردمان میں مجھکو ناتوان اور کم قوت تصور کیا مجھکو یہ منظور نہ ہوا کہ ذلت اُٹھا کر زندہ رہوں اس اعرابی نے
کہا اے امیر اب بفضل خدا ہوا وہ کافر تو کیا ہے ہر ایک دیو و جن وغیرہ پر بھی تم غالب آؤگے یہ کہکر اُس اعرابی
نے اپنے پاس سے ایک تیر نکالا اور چلہ کمان میں رکھکر جانب فلک لگایا وہ تیر کمان سے جدا ہو کر سوے
آسمان روانہ ہوا ابھی وہ تیر زمین پر گرنے نہ پایا تھا کہ اس اعرابی نے دوسرا تیر چلہ کمان میں رکھکر اور
تاک کر جانب سپہر لگایا زہے قدر اندازی مرد اعرابی کہ تیر دیگر تیر اول میں جا کر پیوست ہوا ابھی وہ دونوں
تیر زمین پر نہیں گرے تھے کہ اس اعرابی نے تیسرا تیر بھی لگایا وہ بھی تیر دوم میں جا کر پیوست ہوا غرض
اسی طور سو چالیس تیر اُس اعرابی نے لگائے جب وہ جملہ تیر باہم پیوستہ ہوے زمین پر گرے اس
مرد اعرابی نے اسی طرح تیر کا لگانا امیر کو اچھی طرح تعلیم کر دیا پھر اُس مرد اعرابی نے تیر کو سر نیزہ پر رکھکر
نیزے کو اس ترکیب و تدبیر سے گردش دی کہ وہ تیر جو نوک نیزہ پر تھا زمین پر نہ گرا یہ بھی ترکیب امیر کو تعلیم
کی پھر ہنر نیزہ بازی کے تمام و کمال سکھائے بعد اسکے شانے پر امیر با توقیر کے اپنا ہاتھ رکھکر بہت سے پیچ
کشتی کے جو بے مثل و بے نظیر تھے جلد تر سکھائے امیر کو سب پیچ فی الفور یاد ہو گئے پھر اسپ بازی اور
چوگان بازی اور سوا اسکے جو کچھ فن سپہ گری کے تھے وہ امیر کو بتائے اور ایک دانہ انگور امیر کو کھلایا امیر
کو دانہ انگور کے کھانے سے جملہ وحش و طیور و جن و انس وغیرہ کی تقریر سمجھ میں آنے لگی اور ہر ایک کی زبان
سے آگاہی ہو گئی جسوقت امیر با توقیر نے اپنے تئیں قوی پایا اور بہ نسبت قبل اپنے دست و بازو میں بدرجہا
زور پایا فوراً زمین پر سجدہ شکر خالق کون و مکان کیا بعد ادا کرنے سجدہ شکر خدا کے امیر با توقیر نے
اس مرد اعرابی سے پوچھا کہ اے ہادی فنون بیمثال و اے اُستاد ذی کمال یہ تو فرمائیے کہ آپ کا
نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپنے جو مجھپر احسان کیا ہے اُسکا شکر مجھسے ہو نہیں سکتا اس اعرابی

سے فرمایا ای حمزۂ صاحبقران آپ کو میرے نام سے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل ہون
حمزۂ صاحبقران نے کہا ای رہنماے فنون لاجواب اے عالی جناب اگر مجھسے کوئی شخص پوچھے کہ تو کسکا شاگرد ہے تو مین
کیا کہونگا اسی وجہ سے چاہتا ہون کہ آپ کے نام نامی سے واقف ہون جب امیر باتوقیر نے اس طرح تقریر کی اسوقت
اس اعرابی ابرار نے سر جھکا کر فرمایا ای امیر باتوقیر آگاہ ہوجیے کہ مین ایک بندہ خدا ہون فرمانبردار کبریا ہون میرے
نزدیک تو نام میرا عبد ذلیل ہے لیکن دو جہان مین نام میرا مشہور جبرئیل ہے اسوقت حکم پروردگار سے یہان آیا ہون
اور ہنرہاے شایستہ کشتی کے بتانے کا مجکو حکم ہوا تھا تمکو تعلیم کیے اور صاحبقران تمکو بتایا اب تمکو مناسب ہے
کہ جلد جاؤ اور اس پہلوان سے مقابلہ کرو انشاء اللہ تعالے اسکو زیر کروگے اور وہ مغلوب ہوگا اور رسوا اسکے [illegible] تم
ہمیشہ کفار کو قتل کیا کروگے یہ کہکر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے امیر باتوقیر اپنے مکان کی طرف چلے اب حمزۂ صاحبقرآن
کو تو اثناے راہ مین چھوڑ دیجیے اور کچھ حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ بعد چلے جانے حمزہ صاحبقران کے خواجہ
عمرو [illegible] طاہر عادی سے یہی تقریر کیا کہ اگر امیر نہ آئینگے اور کشتی تم سے نہ لڑینگے تو مین تم سے
کشتی لڑونگا اور تمکو آج اکھاڑے مین چت کردونگا بعد گفتگوے مذکور کے خواجہ عمرو نے یہ خیال کیا
کہ اسے عمرو اب یہان ٹھہرنا تیرے حق مین اچھا نہین ہے اگرچہ پہلوان تجھسے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوگیا اور
امیر نہ آئے تو برا ہوگا یہ پہلوان تیری ہڈیان پسلیان توڑ ڈالیگا مفت تیری جان جائیگی اور اگر امیر بھی یہان
آئینگے اور اس پہلوان زبردست سے لڑینگے تو وہ بھی غالب نہونگے علاوہ اسکے امیر باتوقیر کو اس پہلوان
نے فرزند ناتوان تصور کرکے یہ کہا ہے کہ جاؤ مین نے تمھاری خطا معاف کی اور مین نے بھی کلمات طعن آمیز
امیر کو کہے مین ایسا نہو کہ امیر اپنے تئین ہلاک کرین اسوجہ سے بھی یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہے جلد جاکر امیر
کو دیکھنا چاہیے اور خبر انکی لینا چاہیے غرض خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے اکھاڑے سے یہ کہکے جست کی کہ مین امیر
کو بلانے جاتا ہون انکو لیکر ابھی آتا ہون خبردار اے پہلوان میرے خوف سے بھاگ نہ جانا مین تجھسے ضرور
کشتی لڑونگا اور تجکو زیر کردونگا یا امیر تجھسے کشتی لڑینگے اور تیرے دست و پا کو توڑینگے سب پہلوان خواجہ
عمرو کو جاتے ہوے دیکھکر پکارے کہ لینا اور دوڑنا یہ لڑکا بھاگا جاتا ہے اسکو بھاگ کر جانے نہ دینا خواجہ
عمرو تو جست کرکے چل دیے لیکن جو اشخاص کہ اکھاڑے پر موجود تھے انھون نے کہا اے پہلوان بیمثال خوب
ہوا کہ یہ دونون لڑکے چلے گئے کیونکہ یہ دونون طفل خواجہ عبد المطلب کے فرزند ہین اور خواجہ عبد المطلب
انکو نہایت پیار کرتے ہین اور یہ دونون لڑکے شوخ بھی ازحد ہین تمکو انکے ساتھ کشتی لڑنا مناسب بھی نہین تھا
کیونکہ وہ اگر زیر ہوتے تو خواجہ عبد المطلب کو نہایت صدمہ ہوتا اور فی زمانہ قوت و شجاعت مین ہمیشہ
ہین وہ اپنے فرزندون کے عوض مین تمکو ہلاک کرتے غرض ہمارے نزدیک چلے جانا ان دونون لڑکون کا
بہتر ہوا اگر تم کسی لڑکے کو زیر بھی کرتے تو کچھ تمھاری عزت و توقیر نہو جاتی اور مرتبہ تمھارا [illegible] جاتا
خاص و عام یہی کہتے کہ ایک لڑکے کو پہلوان طاہر عادی نے زیر کیا اچھا ہوا وہ دونون لڑکے بہانہ کرکے
چلے گئے تمھاری بات رہ گئی الحاصل بوجہ سمجھانے اشخاص حاضرین کے سب پہلوان خاموش ہو رہے
اور خواجہ عمرو جو دوڑتے ہوے امیر کے مکان پر آئے تو امیر باتوقیر کو مکان پر نہ پایا اب خواجہ عمرو کو یقین کامل
ہوا امیر جانب صحرا گئے ہونگے اور اپنے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا غرض خواجہ عمرو خدا سے
دعا کرتے ہوے [illegible] چلے کہ خداوندا امیر بخیر و عافیت ہون مجکو ملین جب خواجہ عمرو قریب بوقبیس

پہونچے دیکھا کہ امیر نہایت شاد وخرم چلے آتے ہین اور چہرہ اسقدر نورانی ہے کہ نظر خیرگی کرتی ہے اور رعب و دبدبہ رخ
انور سے اسقدر آشکار ہے کہ مجال نہین ہے اور پیشانی پر نور سروری اور سرداری ظاہر ہے پہلے تو خواجہ عمرو
امیر سے مخفی کیا کرتے تھے آج خواجہ عمرو رعب و دبدبہ امیر باتوقیر کا دیکھ قدم میمنت لزوم حمزہ صاحبقران پر
گرے امیر نے سر خواجہ عمرو کا قدم سے اٹھا کر خواجہ عمرو کو برادرانہ گلے سے لگایا خواجہ عمرو نے عرض
کیا اے امیر باتوقیر بانشاء اللہ آج تو آپ کے چہرہ انور سے خورشید فلک شرمندہ ہے رعب و دبدبہ بھی چہرہ سے ہویدا ہوگا
کیا باعث ہے امیر باتوقیر نے فرمایا اے برادر میرے پاس کوہ بوقبیس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اُن حضرت
نے مجکو چند فنون تعلیم فرمائے ہین تم میرے بھائی ہو مین تمکو بہت عزیز رکھتا ہون یہ نہین چاہتا کہ تم اُن حضرت کی
زیارت سے محروم رہو جلد جاؤ شاید اُنکی زیارت تمکو بھی میسر ہو عجب نہین کہ تمکو بھی کچھ اُن حضرت سے فایدہ
ہو خواجہ عمرو نے جب یہ خوشخبری زبان الہام بیان حمزہ صاحبقران سے سُنی اُسی وقت بیتاب و بیقرار
ہوکر جانب بوقبیس دوڑے اور پکارے کہ اے جناب روح الامین فرستادۂ رب العالمین براے خدا
ذرا ٹھہر جائیے یہ خاکسار روز شمار بمقدار آپ کی خدمت فیضدرجت مین اُفتان و خیزان حاضر ہوتا ہے مجکو بھی اپنی
زیارت سے مشرف فرمائیے ذرا ٹھہر جائیے جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز خواجہ عمرو کی
سُنی بموجب حکم پروردگار جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے عمرو جلد آ اور دامن آرزو اپنا پھیلا کہ
خداوند دوسرا گوہر مدعا سے اُسے بھر دیگا خواجہ عمرو نے جیتے تقریر حضرت جبرئیل کی سُنی عرض کیا حاضر
ہون جب خواجہ نزدیک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچے بعد اداے شرایط تسلیم و تکریم قدم حضرت جبرئیل
کو بعد خواہش و آرزو چوما پھر بکمال عجز و انکسار سر روبرو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر جھکا کر کھڑے ہوئے
پھر جسارت کرکے دامن قبا کو حضرت جبرئیل کے خوب مضبوط پکڑا اور عرض کیا کہ اے جناب فیضمآب جہانتک آپ
سے ہوسکے مجکو مجھے زیادہ تر مجکو جواہر گران بہا عنایت فرمائیے حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی گفتگو سُنکے ہنسنے
لگے بعد ہنسنے کے اسطرح فرمایا کہ اے ریش تراشندۂ کافران و سر بریدۂ جادوگران تجکو عنایت خدا
سے عجب مرتبہ ملا قاتل مشرکین تیرا لقب ہوا یہ فرما کر تین چیزین عمرو کے سامنے رکھدین یعنے ایک
قرغول جسکو طے الارض کے واسطے پانون مین باندھتے ہین دوسرے بادمہرہ جسکو سفید مہرہ بھی
کہتے ہین اور تیسرے حقہ جس مین پر لگا تھا عنایت فرمایا اور کہا اے عمرو خاطر جمع رکھ تو جناب ختم الانبیا
کا ایک ہوگا مرتبہ تیرا بلند ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا یہ قرغول اور مہرہ اور یہ حقہ لیکر کیا کرون یہ تینون
کام کی اشیا نہین ہین نہ کچھ یہ چیزین مثل جواہر کے قیمتی ہین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے عمرو یہ وہ
جو کہ یہ قرغول اگر کوئی شخص اپنے پانون باندھ کر چلے ہزار ہا فرسخ کی راہ بہت جلد طے کرے گا و تمکو اسی قرغول
کے پانون مین باندھنے سے طے الارض کے واسطے زمین کی طنابین کھنچ جاتی ہے بہت سے بہتر تمہارے
واسطے اور کوئی شے خوب نہین اور یہ بادمہرہ عجب نایاب شے ہے اسکی تاثیر یہ ہے کہ اسکو بجاؤگے تو تمام عالم مین اسکی
صدا جائیگی غرض درند اور پرند جسقدر ہین سب اسکی آواز سُنکے ناچنے لگینگے اور صدا اسکی پسند کرکے رقص
کرینگے اور یہ حقہ آتشبازی کا ہے جب اسکو داغ کے کفار پر مارو گے ہزار ہا کافرون کے چہرے اور جسم
جلادیگا اور سر اس حقہ کا تمہارے ہاتھ مین رہیگا تم ست جبد انہو گا اے عمرو سنے ان اشیا کے
جواہر بیش بہا کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا علاوہ ان اشیا کے اب آپ مجکو مال دنیا سے اسقدر

عنایت فرمایے کہ مین اپنی تمام عمر کسی کے آگے بجز اسکے سوال کا ہاتھ نہ پھیلاؤن حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ گفتگو سنکر عمرو
ہنسے اور فرمایا اے عمرو انسان کو لازم ہے کہ کوئی کمال حاصل کرے جسکی وجہ سے بعد مرگ بھی نام اسکا دنیا
مین باقی رہے اور کبھی بال برابر دنیا کی طرف توجہ نہ کرے رستم نے پہلوانی کا کمال حاصل کیا تھا آجتک اسکا نام خاص و عام
کی زبان پر جاری ہر ہر ایک شخص اسکی شجاعت کی تعریف کرتا ہے علاوہ رستم کے صدہا بندگان خدا ایسے ہین کہ بعد مرنے
کے بھی بوجہ کمال کے اہل جہان انکا ذکر کرتے ہین پس ای عمرو تمکو بھی لازم ہے کہ مال دنیا پر اسقدر توجہ نہ کرو اور کچھ
کمال حاصل کرو خواجہ عمرو نے حضرت جبرئیل کی یہ گفتگو سنکے کبیدہ خاطر ہوکر منہ پھیر لیا اور عرض کیا آپ کچھ زر و جواہر مجکو
عنایت فرمایئے نصیحت نہ کرین حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی تقریر سنکے پھر ہنسے اور فرمایا ای عمرو لو یہ لیکے ایک
دانہ انگور نکالکر دیا کہ خواجہ عمرو کے نہین تین دین خواجہ نے کہا مین ایک دانہ انگور کھاکر کیا کرون یہ دانہ انگور
کسی دان کو کھلا دیجئے گا کیونکہ اس دانہ انگور کے کھانے سے میرا کیا بھلا ہوگا حضرت جبرئیل نے فرمایا تم کھاؤ تو لو یہ دانہ
انگور نہایت مزے کا ہے خواجہ نے منہ کھولا جبرئیل نے وہ دانہ انگور خواجہ عمرو کو کھلا دیا اور فرمایا ای عمرو
دہن بند کر لو اس دانہ انگور مین عجب حکمت ہے ایک دم مین بہتر شکلین بدلنے کی یہی صورت ہر جسکی شکل کا اپنے
دل مین خیال لاؤگے مصور قدرت ویسا ہی نقشا تمہاری صورت کا بنا دیگا خواجہ عمرو نے دو دانہ انگور کھاکر
کہا آپ نے مجکو ایک دانہ انگور کھلاکر بہلا دیا اور ایک کوڑی بھی نہ دی جو کسی وقت کام آتی خیر اب کچھ اور کھلایئے
جناب جبرئیل نے اور ایک دانہ انگور خواجہ عمرو کے منہ مین دیا اور فرمایا کہ دہن بند کر لو کہ یہ بھی عجیب و غریب
نعمت ہے تمسے بہتر کوئی خوش الحان نہوگا ای عمرو شکر کرو کہ خدا نے تمکو الحان داؤدی دیا اب تمہارے
گانے کی آواز سنکے جن و انس اور وحوش و طیور وجد مین آئینگے اور محو ہو جاینگے خواجہ عمرو نے وہ دانہ بھی کھا لیا
اور کہا شکر ہے خدا کا کہ آپ نے مجکو ایک ایک کرکے دو دانہ انگور تو کھلائے ابکی مرتبہ بہت سا میوہ کھلایئے
تاکہ میرا پیٹ تو بھر جاے آج کھانے ہی فرصت ہو جائے اور اگر ہو سکے تو جواہر کچھ دیجئے مجکو دیکھیے مین نے
کئی مرتبہ آپ سے طلب کیا ہے پھر آپ سے مانگتا ہون حضرت جبرئیل نے فرمایا جو مجکو حکم خدا ہوا ہے
مین تمکو وہ دونگا زر و جواہر کے دینے کا مجکو حکم نہین ہوا ہے یہ فرماکر ایک دانہ انگور نکالکر فرمایا خیر اے عمرو
یہ بھی دانہ انگور کھا لو کاملان جہان سے ہو گئے خواجہ عمرو نے منہ کھولا حضرت جبرئیل نے چوتھا دانہ انگور کا
خواجہ عمرو کے منہ مین دیا اور کہا دہن بند کر لو خواجہ نے دہن بند کر لیا حضرت جبرئیل نے فرمایا اب
واسطے قتل کرنے کفار کے تین سو ساٹھ مکر تمکو یاد آجاینگے قلعہ گیری بے جنگ کے کر دوگے جب خواجہ عمرو
وہ بھی دانہ انگور کا کھا چکے پھر حضرت جبرئیل سے بمنت کہنے لگے کہ اب تو کچھ زر و جواہر مجکو دلوایئے حضرت
جبرئیل نے فرمایا اب کچھ میرے پاس تمہارے نصیب کا نہین ہر خواجہ عمرو نے یہ سنکے دامن پکڑ لیے
حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کے کہا کہ اپنا نام مجکو بتایئے ہر چند کہ جانتے تھے حمزہ
صاحبقران سے سن چکے تھے مگر شوخی سے پوچھا حضرت جبرئیل نے فرمایا میرا نام جبرئیل ہے جہان
حکم خدا ہوتا ہے وہان مین جاتا ہون اور حکم خدا بجا لاتا ہون میرے پاس تمہاری تقدیر کا اتنا ہی تھا
اب کچھ مجھے دینے کا حکم نہین یہ جو کمال تمکو بتائے ہین یہ کیا کم ہین اے عمرو اب زیادہ حرص و ہوس نہ کرو
میرا دامن چھوڑ دو خواجہ عمرو نے کہا واہ مین بغیر کچھ زر و جواہر لیے ہوئے ہرگز دامن نہ چھوڑونگا جب
جب حضرت جبرئیل نے دیکھا خواجہ عمرو دامن نہین چھوڑتے آشفتہ کچھ سنگریزے اٹھاکر خواجہ عمرو کے

حوالے کئے خواجہ عمرو نے بیتاب و بیقرار ہوکر جب وہ سنگریزے اپنے ہاتھ مین لئے اور انکو دیکھا وہ سب لعل
بدخشانی تھے اور یاقوت رمانی تھے اور ایسی چمک انمین تھی کہ خواجہ عمرو کی نظر انمین دیکھنے سے خیرہ کرتی تھی القصہ
بمجرد دستیاب ہونے ریزہ ہای یاقوت اور لعل کے خواجہ عمرو نے دامن حضرت جبرئیل کا چھوڑ دیا حضرت
جبرئیل پہاڑ پر غائب ہوگئے یعنے خواجہ کی نظر سے مخفی ہوگئے جو خواجہ عمرو وہ جواہرات لیکر آگے چلے بعد تھوڑی
دور چلے آنے کے خواجہ عمرو نے جو پھر دیکھا تو وہ سب سنگریزے تھے جب خواجہ عمرو کو ثابت ہوا کہ سنگریزے ہین ہاتھ
افسوس ملکر کھڑے ہوگئے اور کہا واہ استاد کیا فقرہ دیا ہے کیونکہ آخر ہمارے رہنما تھے ہمکو عیاری سکھانے
آئے تھے ہم سے فقرہ نہ کرتے ہیچ ہے استاد آستاد ہی ہے اور شاگرد لاکھ عقلمند ہو مگر پھر شاگرد ہے استاد کے
کمال کو نہین پہونچتا الحاصل خواجہ عمرو نے اُس جواہر کے سنگریزے ہوجانے کا از حد صدمہ کیا آخر مجبور
وناچار ہوکر وہان سے چلے جب قریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچے خواجہ عمرو نے تمام حال بیان
کیا امیر باتوقیر نے فرمایا اے خواجہ اب اکھاڑے پر چلو خواجہ عمرو نے کہا بہتر ہے چلیے غرض حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اکھاڑے کی طرف روانہ ہوئے وہان اکھاڑے پر مقبل وفادار پہلوانون کی کشتی دیکھ رہا تھا جب
امیر اور خواجہ عمرو کو اکھاڑے پر آنے مین دیر ہوئی مقبل وفادار نے اپنے دل مین خیال کیا کہ ابھی تک امیر اور
خواجہ عمرو یہان نہین آئے کیا باعث ہے جاکر دیکھنا چاہیے غرض مقبل وفادار بھی وہان سے چلا اثنائے راہ مین امیر اور
خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی مقبل وفادار نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت اپنی
ابتدا تا انتہا بیان کی پھر حمزۂ صاحبقران نے بھی اپنا حال اوّل سے آخر تک بیان کیا مقبل وفادار نے کہا
ای حمزۂ صاحبقران ابھی آپ یہان توقف کرین مین بھی کوہ قبیس پر جاتا ہون شاید مثل آپ کے مجھے
بھی حضرت جبرئیل سے ملاقات ہوجائے اور کچھ مجھکو بھی آنجناب سے کمال حاصل ہوجاوے امیر نے فرمایا
بہتر ہے جاؤ ہم یہان تمہارے منتظر ہین مقبل وفادار بھی بہ تعجیل تمام کوہ بو قبیس پر پہونچا اور پکارا یا جناب
جبرئیل ملک مقرب رب جلیل اس عبد ذلیل پر بھی نظر عنایت فرمایئے قدمبوسی کا مجھکو بھی از حد اشتیاق ہے چہرۂ
پر نور اپنا دکھلائیے جو حکم خداوند عالم ہو مجھکو بھی بتلائیے حضرت جبرئیل بحکم خالق خاص و عام کوہ بو قبیس پر
منتظر مقبل وفادار کے تھے جب مقبل وفادار کی صدا سنی فوراً ظاہر ہوئے اور سامنے مقبل وفادار کے تشریف
لائے مقبل وفادار نے بصد ادب تسلیم کی اور بعد تسلیم کرنے کے شرف قدمبوسی حاصل کیا حضرت جبرئیل
نے مقبل وفادار کو بھی فن تیر اندازی تعلیم کیا اور فرمایا کہ اے مقبل شکر خدا کر عجب فن مثل مین نے تجکو
بحکم خدا سے تعلیم کردیا بعد حمزۂ صاحبقران کے تیر اندازی مین کوئی شخص تیرا ہمسر نہوگا یہ فرماکر حضرت
جبرئیل علیہ السلام نظر مقبل وفادار سے پوشیدہ ہوگئے مقبل وفادار مسرور وشاد کوہ بو قبیس سے چلا
اور حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا حال مفصل بیان کیا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو
حال مذکور مقبل وفادار سے سنکے خوش ہوئے پھر حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو ومقبل وفادار اکھاڑے
کی طرف چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے گروہ مردمان نے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو دیکھکر
کہ پہلوان طاہر عادی پھر وہ دونون لڑکے خواجہ عبد المطلب کے آئے ہین وہ پہلوان اور جلا مردمان
امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے حمزۂ صاحبقران نے نعرہ کیا کہ ای پہلوان ہوشیار ہو مین آن پہونچا
تجھسے کشتی لڑونگا اور انشاء اللہ تجکو زیر کرونگا امیر باتوقیر نعرہ کرکے اکھاڑے مین آئے پہلوان طاہر عادی

صداے خوشامد سے ڈر گیا پھر قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تمھارے ورثا سے بھی کوئی
شخص ہے یا نہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان ہمارے وارث و بزرگ افضال خدا سے یہان ہین اور
ہم رئیس خانہ کعبہ کے ہین اور نسل پیغمبر خلیل اللہ سے ہین لیکن تجکو اس امر سے کیا مطلب ہے جنے جو تجسے
وعدہ کشتی لڑنے کا کیا تھا بموجب اُس وعدے کے آگئے ہین طاہر عادی نے کہا مین تم سے اُس شرط
سے کشتی لڑتا ہون کہ تم ایک نوشتہ مجکو اس مضمون کا دو کہ ہم بخوشی خاطر اس پہلوان سے کشتی لڑتے ہین اگر
ہمکو یہ پہلوان کر ڈالے تو کوئی ہمارے ورثا سے ہمارے خون کا دعوے نہ کرے اور اگر کوئی ورثا سے دعوی کرے
بھی تو خاص و عام اُس دعوی کو باطل تصور کرین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تیری یہی خواہش ہے تو قرطاس
قلم و روشنائی لے آ ہم ابھی لکھدین القصہ حمزۂ صاحبقران نے بعد لکھنے عبارت مذکور کے اور اپنی مہر کرنے کے
ایک پہر کامل ورزش کی بعد ورزش کرنے کے پہلوان طاہر عادی سے اکھاڑے مین سرگرم کشتی ہوئے
مادی دیکھتا ہوا اُسوقت ہزارہا مردمان تماشائی گرد اکھاڑے کے کھڑے تھے صدہا پہلوان بیٹھے تھے ایک
شخص دہل بجاتا تھا اور شہنا نواز شہنا بجاتے تھے سیکڑون آدمی غالب ہونے حمزۂ صاحبقران کے واسطے
خدا سے دعا کرتے تھے اکثر اشخاص اپنے دل مین یہ خیال کرتے تھے کہ یہ پہلوان طاہر عادی ضرور حمزہ
صاحبقران پر غالب آئیگا کیونکہ نہایت زبردست ہے اور حمزۂ صاحبقران کم قوت معلوم ہوتے ہین غرض جب
حمزۂ صاحبقران اور اُس پہلوان سے کشتی ہونے لگی پہلوان نے تو چاہا کہ سہولیت سے حمزۂ صاحبقران
کو پٹک دے لیکن حمزۂ صاحبقران نے اُس پہلوان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے زمین
پر دے پٹکا اور سینہ پر سوار ہو کر اُس سے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ ہم تجکو ہلاک کرینگے
پہلوان نے دین اسلام کرنے سے انکار کیا حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا اور پانون اُس پہلوان کے دونون
ہاتھون سے پکڑ لے اور ایک پانون پر اُسکے اپنا پانون رکھکر ایسا زور کیا کہ پہلوان طاہر کو تا بصدر چیر ڈالا
اور نعرۂ تکبیر بلند کیا جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان طاہر عادی کو ہلاک کیا جملہ مردمان تماشائی
مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا یہ دیکھکر پہلوانون کے چہرے زرد ہوگئے دل دہل گئے جگر تھرا گئے خصوصاً مطاہر
عادی تو دیکھکر دنگ ہوگیا غم سے جسم مین لہو خشک ہوگیا صدمۂ طاہر عادی سے اشک آنکھون مین
بھر لایا لیکن ضبط کرکے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ مین بھی تم سے کشتی لڑونگا عوض طاہر عادی
کا تم سے لونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تجکو بھی جہنم مین اُسی کے پاس بھیجونگا مطاہر علوی یہ سنکے
غصہ مین آیا اور صاحبقران سے کشتی لڑنے لگا امیر نے مطاہر عادی کو بھی مثل طاہر عادی کے
زیر کرکے چیر ڈالا مردمان تماشائی نے اب کی مرتبہ زیادہ تر شور و آفرین بلند کیا جب حمزۂ صاحبقران
نے طاہر عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کیا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی
کو کمال رنج و صدمہ ہوا آخر سب نے باہم مشورہ کرکے حمزۂ صاحبقران کے ہلاک کرنے کا
ارادہ کیا اور ایکبار سب کے سب اُٹھکر حمزۂ صاحبقران کے پاس آکر لپٹ گئے اُسوقت خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار بھی اکھاڑے مین آئے خواجہ عمرو نے بہ فن عیاری اُن مین سے اکثر ہلاک کئے اور
بعضون کو مقبل وفادار نے سوے سفر روانہ کیا اور کتنون کو حمزۂ صاحبقران نے اُٹھا اٹھا کے زمین پر
یون پٹکا کہ پیوند خاک کر دیا جب قریب سو کے آئین سے ہلاک ہوئے باقیماندہ حمزۂ صاحبقران کے

خوف سے بچانے حمزہ صاحبقران مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بعد خوشی و خرمی اکھاڑے سے اور گرد و در
مٹی اپنے اپنے جسم سے دور کرکے اور لباس زیب تن فرما کے جانب مکان روانہ ہوئے ابھی حمزہ صاحبقران
چند قدم اکھاڑے سے گئے ہونگے کہ شاگرد طاہر عادی اور مطاہر عادی کے جو باقی رہ گئے تھے آئے اور
ان دونوں پہلوانوں کے چار ٹکڑے اٹھا کر جانب ملک مدائن لیکے روانہ ہوئے کہ اب امیر پر غضب سلطانی
آئیگا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی تو دونوں کی لاشیں لئے ہوئے نالان اور گریان جانب
مدائن جاتے ہیں انکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا مگر اس جگہ کچھ حال حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور
مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے حمزہ صاحبقران جو اکھاڑے سے مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے چلے تھے
اثنائے راہ میں مقبل وفادار اور خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے زور و قوت و شجاعت کی بہت تعریف کی
حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجکو ان کافرون پر غالب کیا ورنہ میں انسے لڑ نہیں سکتا تھا
مقبل وفادار گفتگو سے حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا کہ میں امر ضروری کے واسطے جاؤنگا آپ اپنے گھر چلے
جائیے یہ کہکے مقبل وفادار ایک جانب روانہ ہوا حمزہ صاحبقران اپنے مکان کی طرف مع خواجہ

داستان بھاگ جانا حمزہ صاحبقران کا خوف سے اپنے والد ذیوقار کے بہمراہی مقبل وفادار اور خواجہ عمرو جانب یمن اور گرفتار ہونا خواجہ کا اور زیر کرنا حمزہ صاحبقران کا شاہ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اور لے آنا خواجہ عبدالمطلب کا حمزہ صاحبقران کو یمن

ذیوقار آن عرصہ بلاغت و نامداران میدان فصاحت جوہر تیغ زبان کے میدان بیان میں اسطرح دکھلاتے ہیں
کہ جب حمزہ صاحبقران اکھاڑے سے چلے تھے اور اثنائے راہ میں مقبل وفادار امیر بالوقت سے رخصت ہوکر
ایک طرف چلا گیا تھا حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے باتیں کرتے ہوئے اپنے مکان کی طرف آتے تھے اور
قریب مکان پہونچ چکے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران نے دیکھا مقبل وفادار مضطر و پریشان باعجلت تمام
مکان کی جانب سے چلا آتا ہے حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے دریافت کیا کہ تم اسوقت گھبرائے
ہوئے کہاں سے آتے ہو اور باعث اسقدر پریشان ہونے کا کیا ہے مقبل نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
اسوقت گذر میرا آپکے مکان کی طرف ہوا تھا دیکھا میں نے آپکے والد ماجد خواجہ عبدالمطلب کو اپنے
مکان کی ڈیوڑھی میں تشریف رکھتے ہیں اور دو تین آدمی انکے پاس بیٹھے ہیں والد ماجد آپکے ان آدمیوں سے
فرما رہے ہیں کہ غضب ہوا حمزہ نے پہلوانوں کو مار ڈالا وہ پہلوان نوشیروان کے تھے جب نوشیروان
کو خبر ہوگی کہ اسکے نامداران کو میرے پہلوانوں کو حمزہ نے مار ڈالا ہے تو کیا قیامت برپا کریگا کیونکہ وہ
اپنے زمانے کا بادشاہ ہے اسکے قبضہ میں ملک سیاہ ہے دیکھئے وہ اب ہمسے اور حمزہ سے کس طرح پیش آتا ہے
اے حمزہ صاحبقران میں نے جو غور سے دیکھا آپکے والد ماجد کے چہرہ پر نور سے غصہ ظاہر ہے پس
میرے نزدیک مناسب نہیں ہے کہ آپ مکان پر جائیے کیونکہ اگر آپکے والد بزرگوار نے آپکو بعوض قتل کرنے
ان پہلوانوں کے سزا دی تو اچھا نہیں ہے یا آپکو نوشیروان کے حوالے کر دیا اور اسنے آپکو
اگر خدانخواستہ کسی طرح کا صدمہ پہونچایا تو بھی برا ہوا لہذا ہر طرح سے اسوقت آپکا اپنے مکان پر
جانا مناسب نہیں ہے حمزہ صاحبقران نے گفتگوے مقبل وفادار تمام و کمال سنکے خواجہ
عمرو کی جانب دیکھا خواجہ عمرو نے بھی کہا کہ اے حمزہ صاحبقران میرے بھی نزدیک تشریف لیجانا

آپ کا مکان پر بہتر نہیں ہے اب لازم ہے کسی طرف کو بیابان سے تشریف لیچلیے لیکن یہاں سے دور نکل چلئے تاکہ آپ کے والد ماجد
پھر آپ کو نہ پا سکیں حمزہ صاحبقران نے کچھ ذکر کرکے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے کہنے پر عمل کیا یعنی حمزہ
صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ عمرو پھر کسی طرف نکل چلو تم سچ کہتے ہو والد ماجد کو غصہ ہے نہیں معلوم مجھسے کسطرح
پیش آئیں خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلئے میں آپ کے ہمراہ ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو ایک جانب کو چلے
اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار ہمراہ ہوئے حمزہ صاحبقران نے مع خواجہ و مقبل ایک رات اور
ایک دن برابر راہ طے کی دوسرے روز حمزہ صاحبقران کو خواہش طعام ہوئی اور تشنگی نے بھی غلبہ کیا آخر مجبور
ہو کر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا اے برادر اب تو ہم سے بسبب گرسنگی اور تشنگی کے چلا نہیں
جاتا اگر کہیں کچھ آب و طعام ممکن ہو تو لاؤ خواجہ عمرو نے کہا اے امیر با توقیر آپ اس درہ کوہ میں مع مقبل وفادار
تشریف رکھیں میں جستجوے آب و طعام میں جاتا ہوں اور جس طرح سے ممکن ہوگا لاتا ہوں حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار تو درہ کوہ میں ٹھہرے لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بہ تلاش آب و طعام روانہ ہوئے
چلتے چلتے ایک شہر میں پہونچے دیکھا کہ شہر آباد ہے رعایا خرم و شاد ہے خواجہ عمرو نے ایک روپیہ ایسا
نکالا جو ترکیب کر کے بنایا تھا اور نان پز کی دکان پر اتر اس سے شیرمال کباب طلب کئے جب خواجہ عمرو کھا چکے
اسوقت وہ روپیہ جسکو اپنی چالاکی سے بنایا ہے خواجہ عمرو نے نان پز کے حوالے کیا نان پز نے وہ روپیہ
دیکھکر کہا حضور یہ روپیہ میں نہ لونگا مجھکو اور بدل دیجئے کیونکہ روپیہ عجب طرح کا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کس
بادشاہ کے وقت کا ہے اور کس سنہ کا ہے اور مجھکو کھوٹا بھی معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو نے کہا روپیہ تو کھوٹا نہیں
مگر تجھے ایمان ہے ایسے کھرے روپیہ کو کھوٹا کہتا ہے یہ روپیہ زمانہ سابق کے ایک بادشاہ جلیل القدر و اولوالعزم
کے وقت کا ہے ذرا اچھی طرح دیکھ تو نان پز نے دوبارہ اس روپیہ کو دیکھا اور چکی سے جو اس روپیہ کو ملا تو وہ
ٹوٹ گیا نان پز نے کہا میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ روپیہ کھوٹا ہے کھرا نہیں ہے آخر وہی ظاہر ہوا جو میں سمجھے ہوئے
تھا غرض بعد اس گفتگو کے اس نان پز نے کہا میاں یہ اپنا کھوٹا روپیہ لو اور دوسرا روپیہ کھرا مجھکو دو خواجہ
عمرو نے کہا میرا روپیہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دے یہ توڑا ہوا روپیہ لیکر میں کیا کروں پھر کہا یہ روپیہ میرا ابھی کھوٹا
نہیں ہے تو بے ایمان ہے کھرا روپیہ دیکر مجھے کھوٹا روپیہ دیتا ہے وہ نان پز یہ تقریر خواجہ کی سنکے بمصلحت
چپکا ہو رہا اور کسی بہانے سے اٹھکر اور دس پانچ دکاندار دوستوں کو اشارے سے بلا کر خواجہ عمرو کو کہ یہ غافل
کھڑے ہوئے تھے پکڑ لیا اور دکاندار بھی خواجہ عمرو کے لپٹ گئے ہر چند خواجہ عمرو نے چاہا کہ نان پز وغیرہ
مار پیٹ کر نکل جاؤں مگر یہ ممکن نہ ہوا کیونکہ کئی آدمی تو خواجہ کے دونوں ہاتھ پکڑے تھے بعضے خواجہ کی کمر
میں لپٹے ہوئے تھے نان پز بھی خواجہ کی گریبان میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھا اور فریاد کرتا تھا ارے یارو دوڑو
اس فریبی اور جعلساز کو گھیر لو یہ کھوٹا روپیہ بنا کر میرے پاس لایا ہے نان پز کی فریاد سننے سے اور بھی چند
دکاندار اور مردمان بازاری جمع ہو گئے اور گرد خواجہ عمرو کے اکٹھے ہوئے اسوقت خواجہ عمرو مجبور
ہو گئے کیونکہ بہت سے آدمی خواجہ عمرو کے ہاتھوں کو اور کمر کو پکڑے ہوئے تھے اور صدہا مرد
گھیرے ہوئے تھے ورنہ خواجہ کا ارادہ تھا کہ حقہ نکالکر داغوں اور چلدوں غرض جب مجمع مردمان آکر
گرد خواجہ عمرو کے ہو گیا اور شور و غلغلہ عظیم بلند ہوا اسوقت اکثر آدمیوں نے نان پز سے کہا کہ
اس شخص کو کوتوالی لیچلو اور تمام کیفیت اور حقیقت اس شخص کے فریب کی کوتوال شہر سے جا کر بیان کرو

کوتوال اس شخص کو سزاے معقول دیگا نان پز کو ان آدمیون کی یہ تقریر نہایت پسند آئی بموجب ان آدمیون
کے کہنے کے وہ نان پز اسی طرح خواجہ کے ہاتھ پکڑے اور کمر مین چند آدمی لپٹے ہوئے قریب کوتوالی کے پہونچا اور
فریاد و فغان کرنے لگا کوتوال شہر صداے نالہ و فغان سنکے اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ آج شہر مین کیا واقعہ
ہوا ہے یہ کون نالہ و فغان کرتا ہو یہ خیال کرکے کوتوال شہر نے کوتوالی سے باہر آکر دیکھا کہ ایک شخص دراز قامت
کس ڈیلے پتلے کو تھوڑے سے آدمی پکڑے ہوئے کشان کشان اس طرف سے لئے آتے ہین ایک نان پز نالہ و
فغان کرتا ہے سیکڑون آدمی تماشائی بھی ہمراہ ہین اور وہ شخص عجیب الخلقت جسکو چند آدمی پکڑے ہوئے
ہین وہ یہ کہتا ہوا آتا ہے ارے یارو بیکار مجھپر ظلم کرتے ہو ناحق مجھپر تہمت رکھتے ہو مین نے یہ روپیہ اس لیے
نان پز کو نہین دیا تھا تمکو لازم ہے کہ مجھکو چھوڑ دو مین شیرمال و کباب لینے سے درگذرا میرا کھرا روپیہ اس نان پز
سے مجھکو دلوا دو القصہ جب نان پز و دیگر مردمان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوے کوتوالی مین لائے کوتوال
نے پوچھا ای نان پز کیا ہوا کیون روتا ہو اور شخص عجیب الخلقت کو کیون پکڑا ہے نان پز نے بعد سلام کے
عرض کیا حضور مین اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا یہ شخص میری دکان پر آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ ایک روپیہ مین شیرمالین
اور خمیری روٹیان اور کباب مجھکو دیدو مین نے بموجب اسکے کہنے کے شیرمالین اور خمیری روٹیان
اور کباب اسکو دیدیے دیکھیے حضور ابتک وہی شیرمالین اور روٹیان اور کباب اسکے پاس موجود ہین
جب مین روٹیان وغیرہ اس شخص کو دے چکا مین نے اس سے روپیہ مانگا اس شخص نے یہ روپیہ
مجھکو دیا مین نے روپیہ کو دیکھکر کہا کہ یہ روپیہ کھوٹا معلوم ہوتا ہے مجکو اوبدل دو اسنے کہا یہ روپیہ کھرا ہے
کھوٹا نہین ہے مین پھر اچھی طرح روپیہ کو دیکھا اور ٹھیکری سے ملا روپیہ نہین معلوم کس چیز کا بنا ہوا تھا
ٹوٹ گیا وہ روپیہ یہ موجود ہے اصل کیفیت جو تھی وہ مین نے حضور کے سامنے بیان کی اب مین امیدوار
ہون کہ شخص سے مجکو کھرا روپیہ دلوا دیجیے یا میری شیرمالین اور روٹیان اور کباب اس سے لیکے
کہ مجکو دیدے مین اپنی دکان پر چلا جاؤن کوتوال شہر بیان نان پز کا سنکے خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوا
اور پوچھنے لگا اے شخص سچ کہو یہ کیا مقدمہ ہے خواجہ عمرو نے یہ فریاد و فغان کہا اے کوتوال شہر آپ
نہایت منصف اور عادل ہین میرا انصاف کیجیے اس نان پز حرامزادے نے ناحق مجکو پکڑا ہے جو میرا کھرا روپیہ تھا وہ
رکھ لیا ہے اور یہ کھوٹا روپیہ اپنے پاس سے نکالا ہی اور کہتا ہو کہ یہ روپیہ کھوٹا تو نے دیا ہے مین اس روپیہ کو
نہ لونگا کوتوال صاحب آپ کو خیال فرمانا ہے کہ میرے پاس ایسا روپیہ کہان سے آیا مین ایسے روپیہ کا بنانا کیا جا
اس نان پز نے ناحق میرے اوپر تہمت کی ہے مین اس روپیہ سے واقف نہین اب امیدوار ہون کہ آپ اس نان پز
کو سزاے معقول دین کیونکہ شرفا پر ظلم کرتا ہے اور شرفا کو ذلیل کرتا ہو کوتوال شہر نے گفتگوے خواجہ عمرو
سنکے کہا اچھا بیٹھو اس مقدمہ کی بخوبی تحقیقات کرکے جسکی خطا ثابت ہوگی اسکو سزا دیجاویگی خواجہ
عمرو وہ نان پز وغیرہ کوتوالی مین بیٹھے ہین مردمان تماشائی کی کثرت ہو کوتوال بھی بیٹھا ہے اور چند بقال بھی
بیٹھے ہین کوتوال بیان مدعی مدعا علیہ کا سن رہا ہے اور گواہ یہ گواہی دے رہے ہین کہ ہان ہمارے سامنے
اس شخص نے یہی کھوٹا روپیہ اس نان پز کو دیا تھا کوتوال شہر سن رہا ہے محرر لکھ رہا ہے لیکن اب کچھ حال
حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کو اس طرف آئے ہوئے دیر لگی
حمزہ صاحبقران کو بھوک اور پیاس زیادہ معلوم ہوئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے

فرمایا اے مقبل وفادار ہمین معلوم کیا واقعہ ہوا جو ابھی تک خواجہ عمرو آب و طعام لیکر یہان نہین آئے اتنا ہوا
سبب بھوک اور پیاس کے حال تیرہ ہے مقبل وفادار نے عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران آپ تو خواجہ عمرو کی
سے خوب واقف ہین مجکو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو کیسے بستی آب و طعام طلب کیا ہوگا اور روپیہ
آپ نے دیا تھا وہ روپیہ نہ دیا ہوگا اور شخص نے آب و طعام دینے سے انکار کیا ہوگا درمیان مین کچھ فساد
ہوا ہوگا شاید اسی وجہ سے خواجہ عمرو نہین آئے ہین یا اور کوئی سبب ہوا ہو حمزہ صاحبقران فرمایا اے
مقبل وفادار بیشک تم سچ کہتے ہو خواجہ عمرو کے شر پر ہم نے عمل بکچھ شک نہین اور یہ بھی عجب نہین کہ
کسی سے خواجہ نے آب و طعام طلب کیا ہو اور اسنے نہ دیا ہو اور باہم فساد ہوا ہو لیس باین خیال یہان اب
توقف کرنا مناسب نہین ہے چلو خواجہ عمرو کی خبرلین دیکھین انسے کس شخص سے تکرار ہوئی ہے مقبل نے عرض کیا
مناسب تو یہی ہے کہ آپ یہان سے تشریف لیجا کر خواجہ عمرو کی خبر لین مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون غرض حمزہ
صاحبقران بہمراہی مقبل وفادار دزدہ کوہ سے نکل جس طرف خواجہ عمرو گئے تھے چلے بعد قطع راہ حمزہ
صاحبقران شہر مین داخل ہوئے شہر کو نہایت آباد دیکھا اور مردمان شہر کو گروہ گروہ ایک جانب یہ باتین باہم
کرتے ہوئے جاتے دیکھا کہ آج شہر مین طرفہ واقعہ سننے مین آیا ہے کہ ایک شخص کسی اور ملک کا رہنے والا کھوٹا
روپیہ یہان کی بازار مین لیکر آیا تھا اور کوئی شے خریدتا تھا بوجہ کھوٹا روپیہ دینے کے دکاندار نے اسکو
پکڑکے کوتوال کے حوالہ کیا ہے اب ہم بھی دیکھنے کو جاتے ہین دیکھین یہ خبر سنتے ہی دریا جو شہر ہی حمزہ صاحبقران
گفتگو ان مردمان شہر کی سنتے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو ہی نے کھوٹا روپیہ نکالکر دکاندار کو دیا ہوگا وہی
گرفتار ہوئے ہین غرض حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار آگئیں مردمان شہر کے ہمراہ کوتوالی مین آئے
حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چند سپاہی خواجہ عمرو کو اچھی طرح پکڑے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک شخص
مغموم دفتر مین بیٹھا ہوا ہے محرر بیٹھا ہوا ایک بقال کا بیان لکھ رہا ہے حمزہ صاحبقران نے ایک سے پوچھا
یہ شخص ملول بیٹھا ہوا ہے یہ کون ہے اسنے حمزہ صاحبقران سے کہا یہ تاجر ہے اسی زمان پر کوئی اس شخص نے
جسکو سپاہی پکڑے ہوئے بیٹھے ہین کھوٹا روپیہ دیکر شیر مالین اور روٹیان لی تھین حمزہ صاحبقران کو جب یہ
حقیقت معلوم ہوگئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے آگے بڑھکر فرمایا کہ اے کوتوال اس شخص کو جسے سپاہی
پکڑے ہوئے بیٹھے ہین رہا کر دے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا کوتوال شہر نے حمزہ صاحبقران سے کہا اس
شخص نے کھوٹا روپیہ اس دکاندار کو دیا ہے اسکو سزا سخت ہوگی اور تم کون ہو جو اسکی سفارش کرتے ہو اور کیا
کہتے ہو کہ اگر اسکو رہا نہ کروگے تو تمہارے حق مین باعث خرابی ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا مین نے
تجھسے یہ کہا کہ اگر اسکو تو رہا نہ کریگا تو مین تجکو قتل کر دونگا کوتوال شہر کو حمزہ صاحبقران کی گفتگو سنکے
غصہ آیا اور سپاہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اس شخص کو بھی گرفتار کرلو ہمکو قتل کرنے کو کہتا ہے سپاہی
بحکم کوتوال حمزہ صاحبقران کی جانب بڑھے حمزہ صاحبقران نے ایک سپاہی کو گھونسے مارکر ہلاک
کیا اور تلوار اسکی لیکر اور سپاہیون پر حملہ کیا مقبل وفادار نے بھی ایک سپاہی سے تلوار چھینکر حملہ کیا خواجہ
عمرو حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کے آجانے سے خوش ہوئے اور دلمین خیال کرنے لگے کہ اب مین
رہا ہو جاؤنگا خواجہ تو ابھی رہائی کا خیال کر رہے ہین لیکن حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے ان سب
سپاہیون کو جو گرفتار کرنے کے واسطے بڑھے تھے قتل کیا اور کوتوال کو اور زیادہ غصہ آیا اور کچھ سپاہیون کو ہمراہ لیکر

حمزہ صاحبقران کے سامنے آیا اور تلوار کھینچکر حمزہ صاحبقران سے لڑنے لگا حمزہ صاحبقران نے کوتوال کو
ایک ضرب شمشیر آبدار ایسی زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا پھر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے چند سپاہیوں کو
قتل کرکے خواجہ عمرو کو رہا کیا جب خواجہ عمرو رہا ہوے انھوں نے بھی کوتوال سے ایک خنجر لیکر
کرنا شروع کیا اور جو تحفہ اشتہاری عطا کیا ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نکالکر سپاہیوں کی طرف دوڑا سپاہی
اکثر جل گئے اور بہت سے حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کے ہاتھ سے قتل ہوے آخر تاب مقابل
نہ لاکر بھاگے اور روتے ہوے در سلطانی کی جانب اس واقعہ کی خبر کرنے واسطے چلے جو لوگ کہ لڑائی
دیکھ رہے تھے وہ بھی بھاگے شہر میں اب ہنگامہ عظیم ہوا دکانداروں نے اپنی دکانیں بند کردیں نان پز حمزہ
صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا خواجہ عمرو نے کوتوالی میں جسقدر روپیہ پایا لوٹ لیا حمزہ صاحبقران
کوتوال کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقبل بھی اور ایک گھوڑے پر سوار ہوے جب سپاہی صدہا قتل
ہوئے اور بچے بھاگ گئے اسوقت حمزہ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر اب یہاں سے
کسی جانب چلئے یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ بھاگنا شیوہ بہادروں کا نہیں ہے میں ہرگز
نہ بھاگونگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران میں یہ کب کہتا ہوں کہ آپ بھاگ جائیے کسی طرف فکر آب و غذا
میں تشریف لیجائیے حمزہ صاحبقران نے کہا اچھا اے خواجہ چلو یہ کہکر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار گھوڑوں پر
سوار کوتوالی سے نکلے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران ہوئے اور ایک جانب چلے مردمان
بازاری حمزہ صاحبقران کو دیکھکر بھاگے غرض حمزہ صاحبقران بعد تھوڑی دور راہ قطع کرنے کے ایک
قطعہ سبزہ زار میں پہونچے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار اس صحرائے سبزہ زار میں ہے اسوقت
حمزہ صاحبقران سے کہا اے امیر باتوقیر چلئے اس باغ کی سیر کریں امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا چلو غرض حمزہ
صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو دروازہ باغ پر آئے دیکھا کہ دروازہ اسکا مانند چشم محبوب کے بند ہے لیکن
پھول پھل درخت باغ کی باہر سے موزون جانان کے معلوم ہوتے ہیں اور بار اشجار جسوقت ہوا چلتی ہے جھومتے ہیں باد نسیم
جو بوئے گل سے بس کر آتی ہے دماغ جان کو معطر کرتی ہے چاردیواری اس باغ رشک ریاض گلشن ارم
کی ایسی سنگہائے صاف کی ہے کہ مانند آئینہ کے روشن ہے بلکہ آئینہ سکندری سے بھی صفائی میں بہتر ہے
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اس باغ کی سیر کرنے کا ہمکو اشتیاق ہے ہم تو اب گھوڑے کو دیوار سے
پھاندا کر اس باغ میں جاتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران تامل کیجیے میں ابھی اس باغ کا دروازہ کھولے
دیتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو دیوار باغ پر بذریعہ کمند آئے اور پھر باغ میں داخل ہوکر کنڈی کھول دی حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار باغ میں گئے امیر باتوقیر نے وہ باغ عجب پر بہار دیکھا باغبان جہان کی قدرت ہر ایک
جگہ سے اس باغ کی ظاہر و آشکار تھی جابجا تھالوں میں پھولوں کے انبار تھے کئی فرسخ کی گرد میں وہ باغ تھا
اور ہزارہا نمونوں پر اس باغ کی چار تختے نہایت نادر بنے ہوئے تھے گرد ہر ایک ان کے علاوہ گلہائے رنگارنگ
کے سبزہ نو دمیدہ تھے اکثر نہریں خوش آب جابجا اس باغ میں جاری تھیں مرغان خوش الحان گلشن
میں چہچہے کرتے تھے خصوصاً عندلیبان خوش نوائی صدا سے گلہائے باغ خوش ہو کر ہنستے تھے اور غنچے
شگفتہ ہوکے مسکراتے تھے القصہ حمزہ صاحبقران نے بڑے آرام سے اس باغ جنت نظیر کی ہوا کھائی اور سیر کی غرض
کہ تشنگی اور خواہش طعام فی الجملہ کم ہوئی دل کو فرحت حاصل ہوئی بعد سیر باغ کے حمزہ صاحبقران اس باغ میں بارہ دری

تھی یہان تشریف لائے دیکھا کہ پردے نفیس و نادر پڑے ہین کلابتون کی ڈوریون سے بندھے ہین جب بارہ دری کے
اندر داخل ہوئے ملاحظہ کیا فرش تکلف بچھا ہے جا بجا سامان عیش و سرور موجود اور پہلوے پلنگ جو گلدستے
عطردان پاندان جا بجا قاعدے اور طرح سے رکھے ہین بادلے بچھونون کے کمرے مین پلنگ جواہر نگار کمرے مین
ایک جانب سامان اسباب مے نوشی یعنی جام اور ساغر اور شیشۂ شراب مے کباب اور اشیاے گزک مین کسی
کسی جانب آبدار خانہ ہے کسی جانب جواہر خانہ ہے الغرض ہر طرح کا سامان عیش و راحت موجود ہے حمزۂ
صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ ذیجاہ کی سیرگاہ ہے امیر با توقیر جو بارہ دری مین ٹھہرے خواجہ
عمرو ایک کرسی جواہر نگار اسی بارہ دری سے اٹھا لائے حمزۂ صاحبقران اس کرسی جواہر پر بیٹھے مقبل
وفادار وہان سے گلگشت باغ کرنے لگے خواجہ عمرو در پیش حمزۂ صاحبقران حاضر رہے اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ پردے بارہ دری کے اٹھا دو خواجہ نے پردے سب اٹھا دیے حمزۂ صاحبقران
بارہ دری کے نیچے سے سیر باغ دیکھنے لگے ناگاہ دیکھتے ہین کہ ایک پیر مرد سر پر دستار رکھے ہوے چکن پہنے ہوے کمر
پٹکا باندھے ہوئے ایک بیلچہ طلائی جسکا دستہ بھی نہایت نفیس تھا ہاتھ مین لئے ہوئے ظاہر ہوا اسنے اول
روبرو سے باغ مین ایک درخت سے ہٹتے ہوئے دیکھ پھر جانب بارہ دری چلا آیا دیکھا اسنے ایک
لڑکا نہایت خوبصورت آٹھ نو برس کا غنچہ دہن سیمین رنگ ہاشمی چہرۂ پرنور ہویدا خال سبز بھی ظاہر کرسی
جواہر نگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہوا سیر باغ کی کر رہا ہے یہ دیکھتے ہی اس کو دیر تلک ہوش و حواس بجا نہ رہے
ایسی اسکے دل مین محبت پیدا ہوئی کہ ایک جان کیا ہزار جان سے حمزۂ صاحبقران پر شیفتہ ہوا اور قریب
آکر پوچھنے لگا کہ اے نونہال گلشن کامرانی و اے گل حدیقۂ حسن لاثانی حضور پرنور کہان سے تشریف لائے ہین
دولتسرا کو چھوڑے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہے اور کیونکر اس باغ مین تشریف لانے کا اتفاق ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا اے پیر خوش تو یہ آگاہ ہو کہ مین ایک مرد مسافر ہون بوجہ طے کرنے راہ دور و دراز کے تھک گیا تھا
یہان آکر بیٹھ گیا اگر تمہارا کچھ نقصان میرے یہان بیٹھنے سے ہو تو مین چلا جاؤن اب تم اپنی حقیقت سے مجکو اطلاع
دو اسی باغ مین رہتے ہو یا اور کہین اس پیر مرد نے عرض کیا کہ مین ایک ملازم شاہ یمن کا ہون اور حفاظت
اس باغ کی کرتا ہون اور یہ باغ پر بہار شاہ یمن کا ہے تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ میرا فرزند نوجوان جیسے اچھی طرح بہار گلشن
شباب کی سیر نہ کی تھی بحکم باغبان گلشن جہان مثل بوے گل گلستان دہر سے سوے عدم گیا اسکے صدمۂ جدائی نے میرے
دل کو مثل لالہ کے داغدار کیا ہے مین نے جو اسوقت حضور کو یہان بیٹھے ہوئے دیکھا مجکو اپنا فرزند یاد آگیا اب حضور
مجھسے کوئی خدمت لین جو فرمائین مین ابھی بجا لاؤن حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے پیرمرد خوش انجام اگر تمہاری
بھی خوشی ہے کہ مین کوئی خدمت کرتے ہون تو اسوقت میرے واسطے اور میرے بھائی کے واسطے قسم طعام سے جو کچھ ہو
لاؤ پیر مرد نے عرض کیا کہ ہر قسم کا کھانا یہان موجود ہے حضور کے واسطے لاتا ہون امیر با توقیر نے پھر یہ خیال کیا
کہ یقین ہے کہ یہ ملازم شاہ یمن کا کافر ہوگا اسکا پکایا ہوا طعام تو مناسب نہین ہے کہ مین کھاؤن پس ایسی چیز فرمایش
کرون جو خشک ہو اور کھانا اس شے کا کافر کے ہاتھ لیکر شرع مین درست ہو یہ خیال کر کے حمزۂ صاحبقران نے اس
مرد پیر خوش تقریر سے کہا اسوقت ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ خرمے تازہ درخت کے ٹوٹے ہوئے ہم کھائین اگر تمہارے
امکان مین ہون تو لاؤ اور سوا اسکے اور کوئی غذا ہم نہ کھائینگے اس پیرمرد نے عرض کیا اے خداوند نعمت
درخت کے بلند ہین خرمے تو کسی طرح دستیاب نہین ہو سکتے اگر فرمائین تو مین سب حاضر کرون جسوقت اس نے یہ خوشی

سے خرمے حاضر کرنے میں سرعت نہ کیا خواجہ عمرو نے کہا ای پیرمرد اگر تمھاری اجازت ہو تو مین درخت پر چڑھ جاؤن
اور خرمے توڑ لاؤن وہ بڈھا خواجہ عمرو کی گفتگو سے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ مین بھی دیکھون آپ کیونکر ایسے بڑے
درخت پر چڑھ جاتے ہین اور خرمے توڑ کر گراتے ہین بس بس خاموش رہیے اسقدر زیادہ گوئی نہ کیجیے اپنی جان
عزیز کو تلف نہ کیجیے ہرگز آپ سے خرمے کے درخت پر چڑھا نہ جاییگا اگر درخت پر چڑھ جاییے گا تو ضرور گر کے جاییگا
یہان تو ریزہ ریزہ ہو جاینگی خواجہ عمرو نے کہا ای پیر خوش تقریر اگر تم اجازت درخت پر چڑھنے کی دیدو تو
پھر تماشا دیکھو کہ کیونکر مین درخت پر چڑھ جاتا ہون اور کتنے خرمے توڑتا ہون اس ملازم شاہ یمن نے کہا اگر آپ سے
درخت پر چڑھا جاسکے تو جاییے خرمے توڑ کے کھاییے اور لے آییے خواجہ عمرو کو جب اس بڈھے نے اجازت
درخت پر چڑھنے کی دی فی الفور خواجہ عمرو اٹھے اور قریب درخت کے گئے اور بہت جلد درخت پر چڑھ گئے
اور سنبھل کر بیٹھے اور خرمے توڑ توڑ کر اور حمزہ صاحبقران کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کیے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا ای برادر ای خواجہ عمرو بے انصافی نہ کرو ہم بھی بھوکے ہین ہمکو بھی خرمے دو خواجہ عمرو نے کہا اچھا لیجیے
یہ کہکر دو چار خرمے کچے توڑ کے پھینک دیے اسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ خواجہ عمرو اگر مین تمکو
پا جاؤن تو خرمے نہ دینے کا مزا چکھا دون خواجہ عمرو نے کہا اسوقت تو مین ایسی جگہ بیٹھا ہون کہ آپ یہان تک آ نہین سکتے
جب مین درخت سے اترونگا اسوقت آپ مجھسے سمجھ لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ مین
درخت پر چڑھ نہین سکتا اگر مین ابھی درخت پر قصد کرون تو جڑ سے اکھیڑ کے پھینکدون اور تمکو اسی طرح سے درخت سے گرا دون
خواجہ عمرو نے کہا یہ درخت کچھ ہوئی جڑ کا نہین ہے جو مثل ان درختون کے جڑ سے اکھیڑ ڈالیے گا جب
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے یہ گفتگو طعن آمیز سنی اسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا
اور بے اختیار کرسی سے اٹھکر قریب اس درخت کے آکر اور دونون ہاتھون سے اس درخت کو پکڑ کے ایسا
زور سے جھٹکا دیا کہ وہ درخت جڑ سے اکھڑ کے زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر درخت سے
لپٹ گئے جب وہ درخت نیچا ہو کر زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو درخت پر سے جست کر کے زمین آ رہے درخت
خرمے کا خواجہ عمرو سے علیحدہ زمین پر گرا اسوقت خواجہ عمرو خرمے اس درخت کے یہ کہکے توڑنے لگے کہ اے
حمزہ صاحبقران مین بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ اس درخت کو اکھیڑین اسی واسطے مین خرمے نہین دیتا تھا معاف
کیجیے اب مین آپ کے واسطے پکے پکے لاتا ہون آپ کھاییے غصہ نہ فرماییے حمزہ صاحبقران خواجہ کی
باتون پر ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بہت سے خرمے توڑے اور اسی بارہ دری سے دو تین قابین لیکر اور انکو آب نہر سے
پاک کر کے چنے انھین قابون مین رکھے اور ایک ظرف مین پانی بھی نہر سے لیکر حمزہ صاحبقران کے روبرو
آ رکھے اور وہ قابین جسمین خرمے تھے اور وہ ظرف آپ سامنے امیر با توقیر کے رکھکر کہنے لگے کہ ای امیر بسم اللہ
خرمے کھاییے حمزہ صاحبقران بارہ دری مین کرسی پر بیٹھکر خرمے کھانے لگے اور مقبل وفادار اور خواجہ
عمرو کو دیے یہ دونون بھی خرمے کھانے لگے جب اس پیرمرد نے دیکھا کہ اس لڑکے نے درخت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالا اور
بیٹھا ہوا خرمے کھا رہا ہے یہ زور و قوت دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور متردد ہوا آخر حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا
حضور نے اچھا کیا خرمے کے درخت کو بیکار اکھیڑ ڈالا اس درخت کو شاہ یمن نہایت دوست رکھتا تھا کیونکہ مثل اس
درخت کے ملک یمن مین اور درخت نہ تھا اس درخت کا خرما نہایت شیرین اور تحفہ ہوتا تھا اب مجھکو یہ تشویش ہے کہ
درخت اکھڑنے کا حال شاہ یمن سنیگا تو مجھکو اور آپکو سزا سخت دیگا عجب نہین کہ حکم قتل کا دے حمزہ

صاحبقران نے جب یہ تقریر مرد پیر سے سنی نہایت ہی برہم ہوئے اور فرمانے لگے شاہ یمن کی کیا مجال اور کیا طاقت کہ مجکو قتل کر سکے یہ فرما کر اسی غصہ مین کئی درخت اکھڑوا اور اکھیڑ ڈالے اور بارہ دری مین آکر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ ہر ایک چیز کو بارہ دری کی برباد کرو خواجہ عمرو اور مقبل وفادار صراحی و شیشہ و جام وغیرہ توڑنے لگے اور جملہ اسباب و سامان عیش و راحت کو جو وہان موجود تھا مال کافر جانکر برباد کرنے لگے پیر مرد بیتاب و بیقرار ہوکر عرض کرنے لگا خداوند نعمت آپ اسباب عیش و عشرت شاہ یمن کو برباد نہ کیجیے شیشہ و ساغر نہ توڑیے باغ سے چلے جائیے ابھی وہ پیر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو شیشہ و صراحی وغیرہ کے توڑنے کو منع کرتا تھا ناگاہ چند مالی آئے اور درخت گرے ہوئے دیکھکر اُس پیر سے پوچھنے لگے کہ یہ درخت کیونکر گر پڑے مرد پیر نے تمام کیفیت بیان کی مالیون نے کہا کہ ہم ابھی جاتے ہین اور شاہ کو اطلاع دیتے ہین ہرچند مرد پیر نے منع کیا مگر مالیون نے ایک نہ مانا اور باغ سے نکلکر جانب دولتسرا ے شاہ یمن روانہ ہوے مالی تو بغرض اطلاع خدمت شاہ یمن مین روانہ ہوئے ہین یہان بارہ دری مین حمزہ صاحبقران کرسی پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو اور مقبل وفادار شیشہ و جام و صراحی و ساغر وغیرہ توڑ رہے ہین مرد پیر منع کرتا ہے لیکن اب حال اُن سپاہیون کا لکھا جاتا ہے جو کوتوالی سے بھاگ کر در دولت سلطانی کی جانب بالارادہ فغان گئے تھے جب وہ سپاہی بحال پریشان گریہ کنان در دولت سلطانی پر پہونچے بعد دریافت کرنے کے اُن سپاہیون کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ یمن حوالی یمن مین واسطے شکار کے تشریف لے گئے ہین جب سپاہیان کو یہ دریافت ہوا کہ شاہ یمن یہان نہین ہین اسی وقت بلا توقف وہ سپاہی بھی بعجلت تمام واسطے اطلاع دینے واقعہ مذکور کے شکارگاہ مین بعد نالہ و بکا آئے شاہ یمن نے اُن سپاہیون کو گریان دیکھکر سبب نالہ و بکا کا دریافت کیا سپاہیون نے اول جھک کر بصد ادب سلام کیا پھر کل حال ابتدا سے انتہا تک عرض کیا شاہ یمن نے برہم ہو کر فرمایا تم کیسے سپاہی تھے کہ دو لڑکون کے خوف سے بھاگے اور اُنکو قتل یا گرفتار نہ کر سکے اور اُس مجرم کو اپنی حفاظت و حراست مین نہ رکھ سکے سپاہیون نے دست بستہ عرض کیا حضور وہ لڑکے بڑے غضب کے تھے نہایت جرار اور بہادر تھے ہرچند کہ حضور کے لشکر مین بڑے بڑے نامی دلاور اور بہادر ہین لیکن خداوند ہمارے نزدیک مثل اُن لڑکون کے کوئی شجاع اور دلیر نہین ہے جس وقت وہ لڑکے کوتوالی مین آئے تھے اور بعد گفتگو کے سخت انھون نے لڑنا شروع کیا تھا خداوند نعمت ہم کیا عرض کرین اُنکی تلوارین جن جن سپاہیون کے سر و تن پر پڑتی تھین وہ سپاہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑتے تھے کوئی سپاہی اُنکے قریب جا نہ سکتا تھا ہر ایک لڑکے کی تلوار مثل برق کے چلتی تھی اور جس سپاہی کے سر پر چلکے آتی تھی خرمن حیات کو اُسکے ایکدم مین خاک مین ملا دیتی تھی یہانتک کہ قیماس خان یمنی کوتوال صاحب ہمارے افسر جو بڑے بہادر تھے وہ بھی ایک لڑکے کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ زمین پر گر پڑے ابتک نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے پس حضور ہم ایسے دلاور لڑکون کو کیونکر قتل کرتے اور کس طرح گرفتار کرتے شاہ یمن نے پوچھا یہ بھی تمکو معلوم ہے کہ وہ لڑکے کہان رہتے ہین اور بعد لڑنے کے کہان گئے سپاہیون نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ وہ لڑکے بعد جنگ و جدل کے کس جانب گئے کیونکہ ہم سب حضور کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کی غرض سے کوتوالی سے چلے تھے لیکن یہ بخوبی جانتے ہین

گروہ لڑکا مجرم ہو ورنہ وہ دونوں لڑکے یمن کے رہنے والے نہیں ہیں شاہ یمن نے تمام و کمال تقریر سپاہیوں
کی سنکے انہیں سپاہیوں کو حکم دیا کہ کوتوالی میں جلد جاؤ جو سپاہی زخمی ہوں انکو شفاخانہ میں داخل کرو اور
جو سپاہی قتل ہوئے ہیں انکو اٹھواؤ سپاہی بموجب حکم کوتوالی میں آئے اور حکم شاہ یمن بجالائے بعد
جانے سپاہیوں کے شاہ یمن نے بھی شکارگاہ سے مراجعت کی جب شاہ یمن شکارگاہ سے آکر تخت حکومت
پر بیٹھا جملہ وزرا اور امرا حاضر دربار ہوئے شاہ یمن نے وزرا سے پوچھا بالفعل جو واقعہ ہوا ہے اس مقدمہ
میں اب کیا کرنا چاہیے کیونکر ان لڑکوں کا پتا لگانا چاہیے وزرا نے عرض کیا حضور جابجا سوار ہرکارہ روانہ
فرمائیں یقین ہے کہ وہ لڑکے گرفتار ہونگے کیونکہ بوجہ کمسنی کے ابھی دور نہ گئے ہونگے شاہ یمن وزرا کی
رائے پسند کرکے اسی وقت ہمراہیان ہرکاروں اور سواروں کو طلب کیا اور فرمایا جو ہرکارہ یا سوار
ان لڑکوں کا پتا لگائیگا یا انکو گرفتار کرکے لائیگا سرکار سے انعام پائیگا غرض ہرکارے اور سوار
بموجب حکم شاہ یمن اور بطمع زر کثیر چہار جانب روانہ ہوئے اور دور دور جاجا کر لڑکوں کی جستجو کرنے لگے
کوئی سوار دریا پر گیا کوئی کوہ میں ڈھونڈنے کو گیا اور کوئی ہرکارہ صحرا میں تلاش کرنے لگا ان میں ایک ہرکارہ
جانب باغ شاہ یمن جو واسطے لڑکوں کی جستجو کے گیا تھا سمت مرکبوں کے سموں کے نشان پائے ہرکارہ
باوجود اسکے یہ آگاہی نہ رکھتا تھا کہ وہ لڑکے گھوڑوں پر سوار ہیں اور اسی طرف سے گئے ہیں لیکن وہ
ہرکارہ گھوڑوں کے سموں کے نشان دیکھتا ہوا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوا کہ اس جانب
گھوڑے پر سوار کون اشخاص گئے ہیں دیکھنا چاہیے تا در باغ آیا اور در باغ کو کھلا پایا ہرکارے نے جو
درباغ کی جانب غور سے دیکھا تو باغ میں دو گھوڑے ایک درخت سے بندھے ہوئے نظر آئے ہرکارہ گھوڑوں
کو دیکھکر دل میں خیال کرنے لگا کہ یہ باغ تو خاص شاہ یمن کی سیر کا ہے اور شاہ یمن دربار میں تخت پر
بیٹھا ہوا ہے آج اس میں کون آیا ہے ذرا باغ میں جاکے دیکھنا چاہیے غرض وہ ہرکارہ یہ خیال کرکے باغ
میں آیا پہلے کئی درختوں کو دیکھا کہ جڑ سے اکھڑے ہوئے زمین پر پڑے ہیں دل میں اپنے ان درختوں
کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ آج تو آندھی بھی نہیں آئی ہوا بھی تند نہیں چلی یہ درخت کیونکر جڑ سے
اکھڑ گئے ہیں ہرکارہ یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا جب بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا ایک لڑکا نہایت
خوبصورت کرسی جواہر نگار پر بارہ دری میں بیٹھا ہے اور دو لڑکے بارہ دری میں شیشہ و صراحی وغیرہ
توڑ رہے ہیں مرد پیر انکو ہر چند منع کرتا ہے گر وہ لڑکے اپنی شرارت سے باز نہیں آتے ہیں مرد پیر کا کہنا نہیں
مانتے ہیں برابر ہر ایک کپڑے کو پھاڑ رہے ہیں اور کبھی جھاڑ اور کنول وغیرہ توڑ رہے ہیں ہرکارے نے مرد پیر کو
علیحدہ لیجا کر پوچھا یہ لڑکے کون ہیں کہاں سے آئے ہیں شاہ یمن کے کیا عزیز قریب ہیں جو اس
باغ کی سیر کو آئے ہیں مرد پیر نے ہرکارے سے کہا مجھکو نہیں معلوم یہ لڑکے کون ہیں کہاں سے آئے
ہیں انھوں نے تو اس باغ میں آکر کئی درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہیں اب بارہ دری جھاڑ اور کنول
وغیرہ توڑ رہے ہیں میں ہر چند منع کرتا ہوں لیکن یہ لڑکے کسی طرح نہیں مانتے زیادہ اسکے حجت و تکرار
بھی نہیں کرسکتا ڈرتا ہوں کہیں مجھکو ہلاک نہ کریں کیونکہ یہ لڑکے بڑے صاحب زور و قوت ہیں ہرکارہ
سمجھ گیا یہی لڑکے ہیں جنھوں نے کوتوالی میں سپاہیوں کو قتل کیا ہے اور کوتوال قیماس خان یمنی کو
زخمی کیا ہے پھر وہ ہرکارہ اپنے دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ میں ان لڑکوں کو گرفتار نہ کرسکونگا بہتر یہی ہے کہ یہاں

جلد جاکر شاہ یمن کو ان لڑکوں کے ملنے کی خبر کروں اور زر کثیر انعام میں لوں ہرکارہ یہ خیال کرکے بخوشی و خرمی باغ سے
چلا خواجہ عمرو نے جو اس ہرکارے کو مرد پیر سے باتیں کرتے دیکھ لیا تھا اور اب اس ہرکارے کو جاتے دیکھا فوراً حمزۂ
صاحبقران سے ہرکارے کے آنے اور جانے کا حال بیان کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ تردد
اور فکر نہ کرو اگر شاہ یمن ہمارے یہاں آنے کی کیفیت سے واقف بھی ہوگا تو کیا ہوگا ہم اس سے اور اسکی فوج سے
کس طرح نہیں ہارتے حمزۂ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اس ہرکارے
کو باغ سے نہ جانے دیجئے مجھ کو آپ اجازت دیجئے میں اس ہرکارے کو جاکر ہلاک کر دوں یہ ہرکارہ جاکر خبر کریگا شاہ یمن
فوج ہماری گرفتاری کو روانہ کریگا لڑائی ہوگی نہیں معلوم انجام لڑائی کا کیا ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ
کچھ اندیشہ نہ کرو اگر شاہ یمن فوج روانہ کریگا تو دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو چپکے ہو رہے اور وہ ہرکارہ مدعا حاصل کرکے
باغ سے نکلکر بعجلت جانب دردولت شاہ یمن روانہ ہوا اور بقطع مراحل اسوقت روبروے شاہ یمن پہونچا
کہ چند مالی سامنے شاہ یمن کے کھڑے ہوئے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کی کیفیت بیان کر رہے تھے اور
شاہ یمن تخت حکومت پر بیٹھا ہوا سن رہا تھا بعد بیان کرنے اور اطلاع دینے مالیوں کے اس ہرکارے نے بھی
پایۂ تخت شاہ یمن کو بصد ادب بوسہ دیا اور دعائے بادشاہی بجالا کے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کا باغ میں
درختوں کا گرا دینا اور لڑکوں کا جھاڑ وغیرہ توڑنا جو کچھ دیکھا تھا اور مرد پیر سے سنا تھا بیان کیا جب شاہ یمن
کو یقین کامل ہوگیا کہ وہ لڑکے میرے باغ میں ہیں اسوقت بقہر و غضب حکم کیا کہ جلد بارہ ہزار سواران جرار
مسلح ہوں جب بموجب حکم شاہ یمن بارہ ہزار سوار مسلح ہو چکے اسوقت شاہ یمن بھی تخت سے اتر کر ایک مرکب
پری پیکر پر سوار ہوا اور چند افسران فوج کو مع سواران مذکور اپنے ہمراہ لیکر اپنے باغ کی طرف واسطے قتل کرنے
حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے روانہ ہوا ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ ابھی تک شاہ یمن
حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نام و نسب سے بالکل آگاہ نہیں ہے غرض جب شاہ یمن
قریب اپنے باغ کے پہونچا یہاں حمزۂ صاحبقران اسی طرح سے بیٹھے تھے اور مقبل وفادار اکثر جھاڑ اور کنول
اور شیشہ وغیرہ توڑ رہے تھے اور خواجہ عمرو اپنے دل میں یہ خیال کر رہے تھے کہ کیونکر یہ سب مال اسباب
یہاں سے اپنے گھر لیجاؤں اور اپنے قبضہ میں کر دوں کیونکہ ابھی تک خواجہ عمرو کے پاس زنبیل
نہیں ہے ناگاہ حمزۂ صاحبقران کے کان میں آواز نقاران آئی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو فرمایا
ذرا خبر تو لاؤ یہ غبار کیسا بلند ہوا اور گھوڑوں کے سموں کی آواز کس طرف سے آتی ہے خواجہ عمرو بموجب
فرمانے حمزۂ صاحبقران کے باغ سے نکلکر جلد تر روانہ ہوئے بعد تھوڑی دور جانے کے خواجہ عمرو نے
دیکھا فوج اس طرف چلی آتی ہے ڈنکے پر چوب پڑ رہی ہے نشان فوج کے بلند ہیں ایک ایک مسلح ہے جب سوار عمرو کے قریب آئے
خواجہ عمرو نے ایک سوار سے اس وجہ سے زبان یمنی میں پوچھا یہ لشکر کہاں جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو حضرت جبرئیل نے
انگور کھلا چکے تھے ہر زبان کے سمجھنے اور بولنے کی قوت آچکی تھی غرض اس سوار نے کہا یہ لشکر شاہ یمن کا ہے
اور سنتے ہیں جو باغ ہے اسی باغ میں دو تین لڑکے ہیں انہوں نے کوتوالی میں سپاہیوں کو قتل کیا ہے اور اب سنا ہے
کہ باغ میں آکر کئی درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہیں اور درختوں کے بارہ دری میں اکثر اشیاء توڑ ڈالی ہیں اب شاہ یمن
خود اس لشکر کو لئے ہوئے اس ارادے سے جاتا ہے کہ ان لڑکوں کو تہ تیغ کرے خواجہ عمرو نے
اس سوار سے کہا شاہ یمن کی کیا مجال جو ان لڑکوں کو قتل یا گرفتار کر سکے اس سوار نے پوچھا تو کون ہے جو شاہ یمن کو اسطرح

کہتا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا آگاہ ہو مین ملک الموت ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے اُس پھرتی سے اُس سوار کے
خنجر مارا کہ سر اُسکا جدا ہو کر زمین پر گر پڑا لشکریون نے اُس سوار کو قتل کرتے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گھیر لیا
اور چاہا کہ گرفتار کر لین یا قتل کرین عمرو نے اُسوقت وہی حقہ جو حضرت جبرئیل نے کوہ بوقبیس پر دیا تھا نکالا اور داغ
کر جو مردمان لشکر پر مارا اسکے تہتون مین آگ لگ گئی بہت سے جل گئے خواجہ عمرو نے لوٹ مار کر خنجر
آبدار سے پیر بہت سے سوارون کے آزادئے وہ سوار جنکے پیر کٹ گئے تھے وہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے
بعد اسکے خواجہ عمرو جست کرکے ایک سوار کے شانے پر گئے اسنے گھبرا کر دیکھا کہ کیا آفت ناگہانی آئی اسنے قصد
کیا تھا کہ عمرو کے پیر پکڑے فوراً خواجہ عمرو نے اُسکو خنجر مارا وہ سوار زخمی ہو کر گرا چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو
اور ایک سوار کے دوش پر جست کرکے پہونچے اُسکو خنجر مارا وہ بھی ہلاک ہوا غرض اسی طرح خواجہ عمرو نے
صدہا سوار ہلاک کئے فوج مین تہلکہ پڑ گیا شاہ لعین یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوا اور مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس
لڑکے کو گرفتار کرلو خبردار یہ لڑکا بھاگ کر جانے نہ پائے جسوقت کل فوج نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا اور خواجہ
عمرو نے دیکھا کہ لشکر عنقریب باغ پہونچ گیا ہے اسوقت خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا حمزہ صاحبقران نے
جو آواز سفید مہرہ کی سُنی سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو گھر گئے ہین اور لڑ رہے ہین بس اُسی وقت حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار گھوڑون پر سوار ہو کر در باغ سے نکلے دیکھا کہ خواجہ عمرو فوج مین گھرے ہوئے ہین ہاتھ مین جنگی خنجر
ہین تلوارین چمک رہی ہین خواجہ دمبدم حقہ داغ کر مار رہے ہین بعضے سوار بسبب جلنے کے نالہ و فریاد کر رہے
ہین افسران فوج سوارون سے کہہ رہے ہین کہ اس لڑکے کو گھیر لو نکلنے جانے نہ دو غرض حمزہ صاحبقران
خواجہ عمرو کو فوج مین گھرا ہوا دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گئے اور بلا توقف شمشیر آبدار کھینچکر مع مقبل وفادار
کے متصل فوج آکر ایسا نعرہ کیا کہ بہادران فوج کے دل ہل گئے بعد نعرہ کرنے کے حمزہ صاحبقران
فوج پر حملہ آور ہوئے اور تیغ آبدار سے سوارون کو قتل کرنا شروع کیا مقبل وفادار بھی تلوار کھینچکر سوارون
کو ہلاک کرنے لگے جس سوار کو حمزہ صاحبقران نے تلوار لگائی اُسکو اسی دم راہ عدم نظر آئی تھوڑی دیر
مین حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے میدان کارزار مین لاشون کے انبار لگادیے اور خواجہ عمرو نے
بھی حقہ سے صدہا مردمان فوج کو جلا کر اور خنجر آبدار سے پیر اُنکے قلم کرکے ہلاک کیا دریا خون کفار میدان کارزار مین جاری
ہوا کیونکہ ایک سمت حمزہ صاحبقران سوارون کو قتل کرتے تھے اور ایک جانب مقبل وفادار کفار کو تہ تیغ کرتے
تھے اور ایک طرف خواجہ عمرو حقہ داغ کر لشکر کفار پر مارتے تھے جسکے تابکار جلنے لگتے تھے اُسوقت خواجہ
لوٹ لگا کر خنجر سے اُنکے پیر کاٹ لیتے تھے غرض لشکر شاہ لعین مین ایک قیامت برپا تھی بعضے سوار خواجہ عمرو کے
حقہ مارنے سے جلتے تھے اور اکثر سوار حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کی تیغون سے قتل ہوتے تھے
اکثر سوار زخمی تھے لیکن میدان جنگ سے کسی طرح فرار ہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران کو بھوک معلوم ہوئی لوٹتے
ہوئے قریب خواجہ عمرو کے آئے اور فرمانے لگے اے برادر اسوقت ہم گرسنہ ہین وہ جو کھائے تھے تحلیل
ہو گئے اب اگر تم سے تو کہین سے کچھ کھانا لا دو تا کہ مین کھانا کھا کر اس لشکر کو بھگا دون خواجہ عمرو نے کہا مین ابھی جاتا
ہون اور آپ کے واسطے کھانا لاتا ہون یہ کہکے خواجہ نے حقہ داغ کر مجمع کفار پر مارا کفار جو جلنے لگے اور کسی قدر متفرق
ہوئے ادہر حمزہ صاحبقران نے حملہ کیا کفار کچھ پیچھے ہٹے کچھ قتل ہوئے خواجہ عمرو آگے بڑھے اور پھر حقہ داغ
کر مارا اور خنجر سے اُنکے پیر لوٹ لگا کر کاٹے مقبل وفادار نے بھی کفار پر حملہ کیا کفار بہت سے ہلاک ہوئے غرض

اسی طرح خواجہ لڑتے ہوئے بمشکل لشکر سے نکلے سواران لشکر کفار خواجہ عمرو کو جاتے دیکھ بہت خوش ہوئے اور اپنے
دل میں خیال کرنے لگے کہ خوب ہوا یہ لڑکا لشکر سے نکل گیا اس لڑکے پر ہمارا حربہ کارگر نہوتا تھا اور سپاہ کو جلا کر
پیر کاٹتا تھا ایک فتنہ عظیم تھا اب جدھر چلا ہی تو اسکا تعاقب کرنا ہیچ ہے لیکن ان دونون لڑکون کو گھیر قتل کرنا اسوقت بہتر اور
مناسب ہے یہ خیال کرکے سواران لشکر کفار نے مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران پر یکبار حملہ کیا اور چہار جانب سے
گھیر لیا حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے اسوقت ایسی شمشیر زنی کی کہ صدہا سوارون کو تہ تیغ کیا اور
ہزارون کو زخمی کیا لاش پر لاش گرادی کشتون کے انبار لگادیے لیکن سوار لشکر شاہ یمن باوجود قتل ہونے اور زخمی ہونے کے
راہ فرار اختیار کرتے تھے اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو گھیرے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ حمزہ صاحبقران اور
مقبل وفادار کو قتل کرین میدان جنگ میں تو سواران لشکر شاہ یمن مقبل و حمزہ صاحبقران کو گھیرے ہوئے ہیں اور مقبل وفادار
اور حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہیں لیکن یہ حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلکر ایک گانو میں آئے وہان کیا
کہ رہنے والے گانون کے بہت سے بھاگ گئے تھے کیونکہ انکو لٹ جانے اور ہونے کا خوف تھا اور بعضے رہنے والے
گانون کے گانون میں موجود تھے غرض خواجہ عمرو نے گانون میں پہونچکر ایک کسان کو پکڑا اور اس سے کہا اسوقت
جلد تر کچھ میوہ اور اناج بھونا ہوا لاکر مجھکو دے وہ کسان سمجھا کہ یہ بھی ایک سپاہی لشکر شاہ یمن کا ہے اگر اسکا کہنا نہ مانونگا
تو یہ میرا گھر لوٹ لیگا اور شکایت میری شاہ یمن سے کریگا پس یہ خیال کرکے وہ کسان جلد تر میوہ اور اناج بھونا ہوا لایا خواجہ
عمرو اس سے میوہ اور اناج بھونا ہوا لیکر گانون سے روانہ ہوئے یہان میدان جنگ میں حمزہ صاحبقران نے ایک درخت
کو قلم کرکے اسکو اپنی سپر بنایا ہے سواران کفار کی تلوارین اسی درخت پر روک رہے ہیں اسی طرح مقبل وفادار نے
بھی ایک چھوٹا سا درخت تلوار سے کاٹ کر اسکو اپنی سپر بنایا ہے اور ایک تیرانداز کو قتل کرکے ترکش و کمان لیکر تیر اندازی
کرنا شروع کی ہے اور جس کے سینہ پر تیر لگاتے ہیں وہ گویا ہدف تیر قضا ہوتا ہے ملک عدم جانے پر لیس ہوتا ہے
بعضے سواران لشکر شاہ یمن مقبل وفادار کی تیراندازی سے خائف ہوکر گوشہ گیر ہوگئے ہیں حمزہ صاحبقران نے
شمشیر آبدار سے سیکڑون کو تہ تیغ کیا میدان کو خاک و خون میں ملادیا میدان میں تلوار چل رہی ہے سوار قتل ہوکر گر رہے ہیں زخمی سوار
زمین پر گرکے تڑپ رہے ہیں صد آہ و نالہ و فریاد بلند کر رہے ہیں غبار میدان جنگ میں بلند ہے گھوڑے کوتل ہر طرف
دوڑ رہے ہیں اپنے لشکر کے سوارون کو جو زخمی پڑے ہوئے ہیں پامال کر رہے ہیں اسی اثنا میں خواجہ
عمرو بھی میوہ وغیرہ لیے ہوئے قریب لشکر آئے اور حقہ داغ کرتے ہوئے اور متواتر جست کرتے ہوئے پاس
حمزہ صاحبقران کے آئے اور وہ میوہ وغیرہ حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران نے ایک آن میں جھکر جلدی
میوہ وغیرہ سیر ہوکر کھایا حواس درست ہوئے نقاہت دور ہوئی جبتک حمزہ صاحبقران میوہ وغیرہ کھایا کئے خواجہ
عمرو نے کسی سوار کو قریب حمزہ صاحبقران کے آنے نہ دیا پیہم حقے داغ کرتا گئے جب حمزہ صاحبقران میوہ
وغیرہ کھا چکے تیغ آبدار کھینچکر پھر لشکر پر حملہ آور ہوئے یہانتک کہ قریب شاہ یمن کے اور جو اہنے دو سوار شاہ یمن کے قریب تھے
انکو قتل کرکے پاس شاہ یمن کے آئے شاہ یمن نے تلوار لگائی حمزہ صاحبقران نے تلوار روک کر شاہ یمن کو
پشت زین سے پکڑ کے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکیں یکایک شاہ یمن نے کہا مجھکو امان دیجیے
خراج لیجیے حمزہ صاحبقران نے شاہ یمن کو زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا امان بشرط ایمان شاہ یمن نے کہا آپ مجھکو تعلیم و
تلقین کیجیے حمزہ صاحبقران نے کلمہ طیبہ پڑھایا شاہ یمن کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا جبکہ جو سوار مقبل اور خواجہ
عمرو کی زد سے بچے تھے انکو شاہ یمن نے کو منع کیا اور فرمایا میں نے دین اسلام قبول کیا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ دولت دین اسلام

حاصل کر و سواران لشکر نے لڑائی موقوف کی اور موافق فرمانے اپنے شاہ کے سب نے دین اسلام قبول کیا اور ہر ایک کلمہ
پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے اور قریب شاہ یمن کے آکر کہنے لگا ای شاہ یمن
خراج ملک تمکا مجھے دیجئے گا یہ لڑائی میں نے فتح کی ہے اور اسی ملک کو میں نے بزور شمشیر لیا ہے حمزہ تو میرا ایک غلام ہے
حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی گفتگو سنکر ہنسے لطف و میں تے حمزہ صاحبقران سے پوچھا فرمایا کہ آپکا نام نامی کیا ہے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا غلام شاہ یمن نے کہا میری تو یہ مجال نہیں ہے کہ آپ کو غلام تصور کروں حمزہ صاحبقران نے کہا آپ کو
اس شخص کا کہنا باور ہوا یا نہیں شاہ یمن نے کہا مجکو ہرگز باور نہیں ہوا اسوقت ایلچی توقیر نے فرمایا نام میرا حمزہ
ابوالعلائی ہے میں پسر خواجہ عبدالمطلب کا ہوں اور پسر خواندہ نوشیروان مشہور مخاطب عالم ہوں شاہ یمن کہ اسکا نام منظر شاہ ہے
جب اسنے یہ سنا اسکو حال بخوبی معلوم تھا اور بزرجمہر کے آنے سے واقف تھا خواجہ کی باتوں پر بہت ہنسا اور حمزہ
صاحبقران سے پوچھنے لگا یہ کون صاحب ہیں کچھ انکی بھی تعریف بیان کیجئے یہ تو آپ سے بہت گستاخی کرتے ہیں خواجہ عمرو نے
کہا ہم سے سنیئے نہ آپ بیکار دریافت کرتے ہیں ہم رئیس اعظم خانہ کعبہ کے ہیں ہمکو خاص و عام خواجہ عمرو بن امیہ عیار الجواسیس
تراشندہ کلاہ فرازان کہتے ہیں منظر شاہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے نہایت ہنسا بعد ہنسنے کے منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے کہا
اب امیدوار ہوں میری قلعہ میں تشریف لیچلیے باعث میری سرفرازی کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے انکار کرنا نامناسب جانکر قلعہ
چلنے کا اقرار کیا بوقت منظور کرنے حمزہ صاحبقران کے منظر شاہ حمزہ صاحبقران کو بعزت و حرمت لیکر اسطرح
چلا کہ افسران فوج اور امرا و رؤسا وغیرہ جلو میں تھے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران تھے بعد
قطع راہ منظر شاہ حمزہ کو قلعہ میں لیگیا اگرچہ بیان اس جگہ و صفات قلعہ مفصل تحریر کروں تو نہایت طول ہوگا اور دل ناظرین
مختصر پسند ملول ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہے کیونکہ سنگ سے بنایا
ہوا ہے جملہ اسباب سامان جنگ مہیا اور بحدے وسعت قلعہ میں ہے کہ لاکھ سوار اور پیدل بخوبی رہ سکتے ہیں ناظرین نکتہ رس پر مخفی نرہے
ہو کہ اس قلعہ میں ایک لاکھ سوار جرار بستے تھے اور نعمان بن منظر شاہ صوبہ دار نوشیروان میں مہمان بادہ سو بادشاہ
کرسی نشین بیٹھے ہیں وہ بھی منظر سے بیاہا سو جو سپہ فوج بھی ہمراہ نعمان ہے فقط نگہبانی قلعہ کی رکھا ادھار سے منظر شاہ کرتا ہے اور جب
کوئی غنیم قلعہ واسطے ملک پر چڑھائی کرتا ہے اسوقت منظر شاہ اپنے پسر نعمان کو اطلاع دیتا ہے نعمان آکر فوج غنیم کو دفع کرتا ہے
اور یہ ملک آباد کیا ہوا سلطان بہرام گور کا ہے چونکہ منظر شاہ سلطان بہرام گور کا نائب تھا بعد انتقال کرنے سلطان
بہرام گور کے منظر شاہ خود تخت پر بیٹھ گیا ہے اور اس ملک کو اپنے قبضہ میں کرلیا ہے اور صاحب ہفت قلزم لکھتے ہیں کہ حیات سلطان
بہرام گور میں منظر شاہ نے ایک قصر بنوایا تھا اور اسکا نام خورنق رکھا تھا اور چونکہ منظر کے معنی سمجھ ہوکے ہیں اسلیئے
بہرام گور نے بسبب بنانے قصر کے خطاب اسکو منظر شاہ دیا تھا جیسے بادشاہ ہوا ہے منظر شاہ ہی مشہور ہوا ہے الحاصل حمزہ
صاحبقران جب قلعہ و شہر کی خوب سیر کر چکے اسوقت منظر شاہ بھی حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لئے ہوئے ایوان شاہی میں آیا
حمزہ صاحبقران نے دیکھا ہزارہا دنگل اور کرسیاں آبنوس نگار رکھی ہیں ایوان شاہی نہایت آراستہ ہے تخت شاہی بچھا ہے
جملہ وزرا اور امرا بھی حاضر ہیں منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا آپ ایلچی توقیر اب تخت پر آپ رونق افروز ہوں ایلچی
یا توقیر نے فرمایا یہ تخت طالع تمہارا تمہیں کو مبارک ہو ہمکو سلطنت کرنے کی خواہش نہیں منظر شاہ یہ سیر چشمی حمزہ
صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ سلطنت کرنے کی انکو ہوس نہیں ہے اللہ اکبر یہ عجب عالی مرتبہ و بلند ہمت ہیں
غرض حمزہ صاحبقران ایک کرسی جواہر نگار صندلی پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا منظر شاہ نہایت خوش ہوا پھر خواجہ عمرو کرسی
جواہر نگار پر بعد مقبل وفادار دوسرے حمزہ صاحبقران پر سے بالا سے بیٹھ گئے اسوقت باشارۂ منظر شاہ جام صفا جام اسنے

حمزۂ صاحبقران کو نذرین دین حمزۂ صاحبقران نے اکثر نذرین معاف کین اور بعض بعض نذرین منظور فرمائین اور اکثر وزرا اور امرا کو خلعت دلوائے اور بعضون کو انعام کثیر دلوایا بعد اسکے بحکم منظر شاہ ساقیان سیمین ساق یگانہ آفاق شیشۂ ساغر لیکر حاضر ہوئے حمزۂ صاحبقران نے فقط جام مارالحم نوش فرمایا پھر امیر توقیر نے حکم دیا کہ بتکدے جو اس ملک مین ہین منہدم کرو دئیے جائین اور مسجدین بنائی جائین اور موذن مسجدون مین اذان دین اور خاص و عام مسجد مین جا کر نمازین پڑھین اور سوا اسکے اور بھی احکام خدا اور رسول تعلیم کئے بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے اسیوقت جملہ دیر و بتکدے منہدم ہوگئے اور اسی وقت سے بجائے مسجد ڈال دی گئی پھر بموجب حکم منظر شاہ ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا حسن مین یوسف جمال تھے اور نہایت خوش آواز تھے القصہ ارباب نشاط مین سے ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال روبروے ارباب فرح بخش رقص کرنے لگی کہ ادا سے صاحبان بزم مانند سبزہ پامال ہوگئے بعد رقص کرنے کے اُس خوبرو پری خوش گلو نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

یکشی پر میری ہستی کی دلیل
آپ اپنی عمر کا افسانہ ہون
مرکے بھی چھوٹے نہ ساقی کا قدم
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون
خاک مین گر دون ملا ہے کس طرح
خود مین سوز دل سے آتش خانہ ہون
بے نہ ہونے پر بھی اک تماشا ہون

حسن دل افروز کا پروانہ ہون
اک ادائے لغزش مستانہ ہون
بوسے کیونکر لون دہان یار کے
آجتک خاک در میخانہ ہون
چھلکے چھلکے چاہیے ماتم مرا
خرمن مہتاب کا اک دانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزم شمع رو
اسقدر رکو مین افسانہ ہون

شمع کو گولی ہو مین پروانہ ہون
جب ملک مین ہون شہرت بھی ہر
لوح مین ہون یا لب پیمانہ ہون
ہر جگہ قسمت جلاتی ہے مجھے
کشتۂ خاموش جاتا نہ ہون
کیا جلائیگا جہنم روز حشر
جلوۂ سوز پر پروانہ ہون
جسوقت نازنین مذکور نے روبروے

صاحبان محفل غزل مسطور گا کر تمام کی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے منظر شاہ نے اُس مہ جبین کو زر کثیر انعام میں دلوایا بعد جانے نازنین مذکور کے اور ایک نازنین غنچہ دہن سیمین تن خوش گلو لی مین شہرۂ آفاق ناچنے اور گانے مین نہایت مشتاق مع سازندون کے سامنے حمزۂ صاحبقران اور منظر شاہ وغیرہ کے حاضر ہوئی اور بہ ناز و ادا رقص کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

تحفۂ جام زمین بلبل خون شہیدان کا
کہ تیر حق مین یہ موتی ہر قطرہ آب حیوان کا
وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جا بیٹھا
گریبان گل زچہارہ سو لین جنون مندو تھا
مین وہ آتش قدم ہون گرمی رفتار سے میری
بگولا پھر رہا ہے آجتک خاک غریبان کا
کیا ہے تیر باران اسقدر ہر جسم قاتل نے
لشیمان مین شہ دامن کا دشمنہ مندہ گریبان کا
ابھی تک گھر مین بیٹھا غیر سے بن جاتا ہے
خدایا پھر دکھا القصہ شاہ کو ان کا

گریبان پیرہن مین ہے ہلال عید قربان کا
دلاتا ہے ہمین کیون یاد داغ صبح فردا کی
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کے ایمان کا
جنون مین سر ہوا تک جنگل ہر تواق کر
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمع سوزان کا
فلک فرش کل کی دفعتہ جو روز سعت
کہ پہلو مین دل نازک ہے شیشہ آب پیکان کا
ادھر ہر قطرے لاکھون گنہگار رو کے جاتی ہین
جنازہ اٹھ گیا غافل تیری ناکام ہجران کا

اجل محروم پھر جا کوئی بوسہ دندان کا
غم محشر کوئی صدمہ نہین ہر شام ہجران کا
صبا اڑتی ہوئی لائی خبر جب مرغ بلبل کی
کر بچو حلقۂ زنجیر حلقہ ہے گریبان کا
تلاش یار کی بسر گشتگی مر کر بھی باقی ہے
مجھے بیٹھا ہون شب تکلیف ہجران کا
بسر کرتا ہون عریانی مین قبل اشک محرومی
الٰہی عالم رحمت مین کیا ہر نقطہ عصیان کا
مقابل آئی ہر تسلیم خستہ حالی سے

جب یہ غزل نازنین مذکور نے روبروے منظر شاہ حق آگاہ القصہ ناز و ادا

گاکر تمام کی منظر شاہ نہایت خوش ہوا اور اس نازنین کو بھی زر کثیر انعام مین دلوادیا بعد جانے اس نازنین سے کے
منظر شاہ یمنی نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہون کہ نان خشک بھی اسوقت تناول فرما کر مجکو
مسرور و دلشاد کیجیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا مجکو تمھاری خوشی بدل وجان منظور ہے اور طعام دعوت کھانے سے
مجکو کسی طرح کا انکار نہین ہے منظر شاہ نے یہ سنکے حکم کیا کہ جلد تر دسترخوان بچھایا جائے بموجب حکم کرنے منظر شاہ
یمنی کے بکاولون نے حاضر ہوکر دسترخوان بچھایا اور انواع و اقسام کے طعام نفیس و خوش ذایقہ ظروف
نقرئی و چینی مین بعنوان شایستہ دسترخوان پر رکھے منظر شاہ یمنی نے اپنا باعث فخر جانکر خود حمزہ صاحبقران
کے ہاتھ دھلائے حمزہ صاحبقران نے مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے ہاتھ دھوکر ہمراہ منظر شاہ یمنی
کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے منظر شاہ یمنی نے حکم کیا کہ نازنینان خورشید جمال و ماہرویان زہرہ خصال
حاضر ہوکر رقص کرین چنانچہ بموجب حکم منظر شاہ یمنی پھر نازنینان خوبرو اور خوش گلو روبروے جلادار ناچگا حاضر
ہوکر ناچنے گانے لگین یہان امیر باتوقیر معروف عیش و راحت ہین لیکن خانہ کعبہ مین خواجہ
عبدالمطلب فراق مین حمزہ صاحبقران اپنے نور نظر پارہ جگر کے نہایت بیتاب بیقرار ہین شب و روز رویا کرتے
ہین اور ہر جانب اپنے یوسف گم گشتہ کی جستجو کرتے ہین قبل اسکے جو خواجہ عبدالمطلب نے خبر ہلاک
کرنے پہلوانان طاہر عادی او مطاہر عادی کی سنی تھی اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے تھے لیکن یہ
بھی خیال کیا تھا کہ جب نوشیروان حال ہلاکت پہلوانان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا سنیگا از حد برہم
برہم ہوگا اور ضرور میرے فرزند کو صدمہ پہنچائیگا اب جو حمزہ صاحبقران چند روز سے غائب ہوئے
خواجہ عبدالمطلب کو بڑی تشویش ہے آخر تاب جدائی فرزند نہ لاکر قلعہ مین تشریف لائے اور جاسوسون کو
واسطے خبر لانے اپنے فرزند کے چہار جانب روانہ کیا آخر ایک جاسوس نے خدمت خواجہ عبدالمطلب مین حاضر
ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرزند ارجمند نے منظر شاہ بادشاہ ملک یمن کو مغلوب کرکے اسکو مسلمان کیا ہے
اور اب بعیش و آرام ایوان شاہی مین ہین اسیطرح اخبار مین وقایع نگار نے بھی یہی خبر لکھی خواجہ
عبدالمطلب یہ مژدۂ فرحت افزا سنکے بدرجہ کمال شاد ہوئے اور فی الفور ملک یمن کو روانہ ہوئے جب قریب
ملک یمن کے پہونچے اسوقت خواجہ عبدالمطلب نے اپنے تشریف لانے سے اپنے فرزند کو
ایک ملازم کے ذریعہ سے اطلاع دی جب امیر باتوقیر نے اپنے والد ذیجاہ کے تشریف لانے سے آگاہ ہوئے
منظر شاہ یمنی سے ارشاد کیا کہ ہم کل اپنے والد ذیوقار کے استقبال کو انشاء اللہ ضرور جائینگے کیونکہ ہمارے
والد ذیجاہ قریب ملک یمن آچکے ہین منظر شاہ یمنی نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب وہ دن تمام
ہوا اور شب بھی آخر ہوئی حمزہ صاحبقران نے نماز سحر پڑھی اور منظر شاہ یمنی نے فریضہ سحر فارغ ہوکر
حکم دیا کل لشکر طیار ہو بموجب حکم منظر شاہ تمام سپاہ جسوقت طیار ہوچکی منظر شاہ مع جملہ ارکین سلطنت
و اعیان مملکت حمزہ صاحبقران کے ہمرکاب ہوا حمزہ صاحبقران بہمراہی منظر شاہ مع جملہ وزرا اور امرا
خواجہ عمرو و مقبل وفادار و تمامی دہقان لشکر بصد حشم و خدم قیامگاہ پر اپنے والد عالی وقار کی تشریف لائے
جسوقت حمزہ صاحبقران نے اپنے پدر عالی رتبہ و منزلت کو دیکھا اسوقت مرکب سے اتر کر ادب تسلیم بجا لاکر اپنے
سر کو قدم والد ذیجاہ پر جھکایا خواجہ عبدالمطلب نے خوش ہوکر حمزہ صاحبقران کے سر سینے سے
لگایا اور خوب پیار کیا جب خواجہ عبدالمطلب اپنے فرزند حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگا چکے اسوقت منظر شاہ

یمنی نے بھی بصد ادب تسلیم کی اور اپنے سر کو قدم خواجہ عبدالمطلب پر رکھنا چاہا خواجہ عبدالمطلب نے باشفاق بزرگانہ منظر شاہ یمنی کو بھی سینے سے لگایا بعد اسکے حمزہ صاحبقران اپنے والد ذیوقار کو اسی شوکت و حشمت سے ایوان شاہی میں لے گئے منظر شاہ یمنی نے خواجہ عبدالمطلب کی نہایت تکلف سے روز بروز برابر دعوت کی اور ہر ایک وزیر اور امیر سے نذر دلوائی ایک روز حمزہ صاحبقران نے منظر شاہ یمنی سے فرمایا کہ ہم کو اب رخصت کرو منظر شاہ نے عرض کیا میں بھی ہمراہ رکاب چلونگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا تمہارے ساتھ چلنے کی کیا ضرورت ہے تم اپنے ملک کی سلطنت کرو جسوقت کوئی ضرورت ہوگی میں تمکو طلب کرونگا منظر شاہ یمنی نے ارشاد حمزہ صاحبقران کو منظور کیا جب امیر باتوقیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اُسوقت منظر شاہ نے چند تحایف گران بہا حمزہ صاحبقران کے ہمراہ کر دیے اور ملازم بھی ساتھ کر دیے اور اور خواجہ عمرو کو وقت روانگی زر کثیر دیا کیونکہ منظر شاہ خواجہ عمرو کی باتوں سے بدرجہ خوش ہوتا تھا غرض حمزہ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب و خواجہ عمرو و مقبل وفادار منظر شاہ سے رخصت ہوئے اور منزل بمنزل قیام کرتے ہوئے بخیر و عافیت مکہ میں داخل ہوئے ملازمان منظر شاہ کو رخصت کیا جس وقت امیر باتوقیر اپنے مکان میں گئے خواتین بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑیں کسی عورت نے بعد آرزو حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور کسی نے پاک دامن سے امیر باتوقیر کو پیار کیا کسی نے امیر باتوقیر کی بلائیں لیں کسی عورت نے زر و سیم حمزہ صاحبقران پر تصدق کیا بعد اسکے خواتین نے پوچھا اے فرزند تم کہاں چلے گئے تھے تمہارے صدمہ میں تمہارے والد بہت بیتاب و بیقرار رہے ہم بھی نالاں و اشکبار تھے امیر باتوقیر نے خواتین سے عرض کیا کہیں تو نہیں ملک یمن کو چلا گیا تھا وہاں اچھی طرح رہا جب والد ماجد تشریف لے گئے ہیں اُنکے ہمراہ کاب چلا آیا خواتین بہت خوش ہوئیں اور شکر پروردگار کیا امیر باتوقیر مع خواجہ عمرو و مقبل پھر بدستور اپنے بارہ ہزار لڑکوں میں رہنے

داستان پوچھنا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا دربار نوشیروان میں اور کل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا کرب تیت بیہر گردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے برائے گرفتاری امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہو کر جابجا جانا اور نظر کردہ ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو چرا لیجانا عیاروں کا اور عیاران خواجہ عمرو کی

سخنوران با نام جدال و مشتریان متاع سر میدان قتال فرمانروائے زبان کو میدان حکومت بیان میں اس طرح رونق افزائے سریر تحریر کرتے ہیں کہ جب شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی بصد نالہ و آہ بحال پریشان لاشیں طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لیے ہوئے مداین میں پہونچے اور فریاد کرنے لگے کوتوال شہر انکو اپنے ہمراہ لیکر دربار نوشیروان میں آیا نوشیروان نے سبب نالہ و بکا پوچھا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی نے بعد دعا و ثنائے شہریاری کے بطور مجمل سب حال بیان کیا اور لاشیں طاہر عادی اور مطاہر عادی کی سامنے رکھ دیں نوشیروان لاشیں طاہر عادی اور مطاہر عادی کی جو پہلوانوں کی دیکھکر اور حال قتل سنکے نہایت برہم ہوا چونکہ نام امیر سے واقف تھا اور اپنا پسر خوانده کہا تھا اور خواب کی تعبیر کا منتظر تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ حکیم بزرجمہر کا کہنا سب سچ و راست ہوتا ہے لیکن نوشیروان نے خیال کیا کہ امیر نے انکو ہلاک کیا ہے اب امیر کو قتل کراؤں کیا تدبیر کروں یہ خیال کرکے

نوشیروان نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار میں آئے مراسم و عادات شہریاری بجا لائے نوشیروان
نے برابر اپنے تخت کے ایک کرسی جواہر نگار بچھوایا کر بزرجمہر کو اسی کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا جب بزرجمہر اس کرسی
پر بیٹھے اسوقت نوشیروان بزرجمہر سے مخاطب ہو کر اس طرح گویا کہ اے عنم نامراد دیکھئے حمزہ بے پیر نے
پہلوانوں کو ہلاک کیا ہے خواجہ بزرجمہر ارشاد فرمایا اے شہریار آپ عادل ہیں انصاف کیجیئے کہ یہ پہلوان اس
ارادے سے گئے تھے کہ ہم سے کوئی شخص لڑے اور مقابلہ کرے اور اگر نہ لڑے تو مطیع ہو کر اس قرطاس پر جو انکے
پاس ہے مہر کردے پس حمزہ نے اس قرطاس پر مہر نہ کی و مقابلہ کیا اور ہلاک کیا نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کو
لازم تھا کہ ان پہلوانوں کو زیر کیا ہوتا اور ہلاک نہ کرتا بزرجمہر نے یہ تقریر نوشیروان کی سنکے ان لوگوں سے
جو طاہر عادی اور مظاہر عادی کی لاشیں لیکر کرتے ہوئے آئے تھے فرمایا مفصل حال ان پہلوانوں کے جانے
اور ہلاک ہونے کا بیان کرو اور کوئی بات پوشیدہ نہ کرو ان سب نے عرض کیا ہمارے استاد یہاں
سے مکے میں گئے اور وہاں جا کر ایک جگہ مقیم ہوئے ایک روز باہم کثرت اور زور کر رہے تھے بہت سے مردمان
مکہ جمع تھے کشتی دیکھ رہے تھے یکایک تین لڑکے آئے اور وہ بھی کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے جب ہمارے
استاد باہم زور کر چکے اسوقت طاہر عادی جملہ مردمان سے کہنے لگے کہ تم سے بھی کوئی ایسا شخص ہے کہ ہم سے
کشتی لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہے کھائے اور یہ پگڑی اپنے سر پر رکھے کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر ہمارے استاد
طاہر عادی نے کہا اسوقت ایک لڑکے نے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جب ہمارے استاد نے یہ کیفیت
دیکھی اس لڑکے سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے اسنے کہا میں آج اور کسی وقت لڑونگا یہ کہکے وہ لڑکا چلا گیا بعد
تھوڑی دیر کے پھر وہ لڑکا آیا ہمارے استاد نے اس سے کہا کہ تم ایک نوشتہ اس مضمون کا لکھدو کہ کوئی کسی کے
خون کا دعوے نہ کریگا اس لڑکے نے لکھدیا جب کشتی ہوئی اس لڑکے نے ہمارے استاد کو زیر کیا اور کہا کہ مذہب
اسلام اختیار کر ہمارے استاد نے نہ مانا اسنے استاد کا ہمارے یہ حال کیا اسی طرح مظاہر عادی کو بھی ہلاک کیا
بزرجمہر نے تمام حال مفصل سنکے نوشیروان سے کہا اے شہریار سنا آپ نے کہ جب مضمون خون سے دعوے
ہونے کا حمزہ سے لکھوا لیا اسوقت یہ دونوں پہلوان لڑے جب حمزہ نے انکو زیر کیا تو اسے بھی اختیار انکے
ہلاک کرنے اور جان بخشنے کا ہوا اسنے یہ سوال کیا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو میں تمکو ہلاک نہ کروں
انہوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انکو لازم تھا جب حمزہ سے زیر ہو گئے تھے اسکی اطاعت کرتے اور اپنا ہلاک
ہونا گوارا کرتے اے شہریار آپ تو خوب واقف ہیں کہ امیر مسلمان ہیں اسوجہ سے انہوں نے چاہا کہ یہ پہلوان بھی مسلمان
ہوں جب یہ دونوں پہلوان مسلمان نہ ہوئے اور امیر کی انہوں نے اطاعت نہ کی اسوقت امیر نے انکو ہلاک کیا میرے
نزدیک یہ امر خلاف اور بیجا نہیں کیا آپ حاکم ہیں اگر انصاف کیجئے تو امیر کی کوئی خطا نہیں ہے نوشیروان
چونکہ عادل تھا بزرجمہر سے کہنے لگا آپ سچ کہتے ہیں بیشک حمزہ کی خطا اور تقصیر نہیں ہے یہ کہکر اُن فریادیوں کو دربار
سے نکلوا دیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر بھی دربار سے چلے گئے بختک نے موقع پا کر عرض کیا کہ اے شہریار ذرا
آپ اس مقدمہ میں غور و فکر فرمائیں خواجہ بزرجمہر مسلمان ہیں اور حمزہ بھی مسلمان ہیں اسوجہ سے خواجہ بزرجمہر
حمزہ کی سفارش کرتے ہیں آج تو حمزہ نے ان دو پہلوانوں کو ہلاک کیا ہے اگر شہنشاہ آپ ایسا ہی کرینگے تو کل ہزاروں پہلوانوں
کو قتل کریگا روز بروز دلیر اور گستاخ زیادہ ہوتے جاینگے حضور کے پہلوانوں پر ہاتھ صاف کیا کرینگے پس میرے
نزدیک تو مناسب ہے کہ آپ حمزہ کو قتل نہ کرائیں لیکن گرفتار کرا کے نظربند رکھئے جب تعبیر خواب کی ضرورت

نکل جائے یعنے جو خواب آپنے دیکھا ہے اُسکی تعبیر مل جائے اسوقت حمزہ کو قتل کروا لیجئے گا ورنہ انجام بُرا ہوگا نوشیروان
گفتگوئے بختک سنکے کہنے لگا تو سچ کہتا ہے یہ کہکے نوشیروان نے باواز بلند کہا کہ اس دربار میں کوئی بہادر ایسا بھی
ہے کہ ابھی جائے اور حمزہ ابو العلائے مکی کو گرفتار کرکے لے آئے یہ حکم نوشیروان سنتے ہی ایک پہلوان دوران
کہ نام اُسکا کرتیت سپرگردان تھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور نوشیروان کو مجرا کرکے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم شہریار
ذوالوقار مجھکو ہو تو میں جاؤں اور اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے خدمت بندگان عالی میں لاؤں حق نمک [illegible]
ادا کروں اور دامن اپنا گوہر ہائے عنایات شہریاری سے بھروں نوشیروان نے کرتیت سپرگردان کو خلعت دیا
اور حکم کیا کہ جہانتک ہوسکے حمزہ کو گرفتار کرنا اور اگر گرفتار کرنا ممکن نہو تو سر حمزہ کا کاٹ کرلے آنا اور بختران دونوں
امروں کے بہان دانا پھر کہا اب میں دیکھتا ہوں کہ خواجہ بزرجمہر جو بتلاتے تھے کہ حمزہ بادشاہ خیبر کا قاتل ہے
اگر حمزہ تیرے ہاتھ سے قتل ہوا تو حکم خواجہ بزرجمہر کا جھوٹا ہے اور اگر تو مارا گیا تو البتہ جاسے اندیشہ ہے تیری دہان
جانے اور مقابلہ کرنے سے حال بخوبی ظاہر ہو جائیگا تو دونوں باتوں میں جو قتل ایسکے لئے کی زمین خبر دار کسی طرح قصور
اور کمی نہ کرنا غرض کرتیت سپرگردان یہ حکم محکم نوشیروان سنکے اور خلعت پہن سکے دربار سے باہر آیا
اور افسران فوج کو بلا کر کہا جلد کمر باندھو اور فوج کو بھی کمر بندی کا حکم دو اور جلد تر جانب قلعہ خانہ کعبہ کے
روانہ ہو افسران فوج یہ سنتے ہی ساٹھ ہزار سواروں کو حکم کمر بندی کا دیا اور خود بھی کمریں باندھیں جب
افسران فوج اور سواران لشکر مسلح ہو چکے گھوڑوں پر سوار ہوئے بلند جنگی بجے کرتیت سپرگردان نے
مردمان لشکر سے کہا کہ تم یہاں سے کوچ کر کے فلان منزل پر جا کر قیام کرنا اور اُس منزل کا نام بھی بتادیا جب ان
لشکریوں ہمارے قریب آنے کے خبر یان کریں اسوقت تم اس منزل سے کوچ کرنا اسی طرح ہر ایک منزل
پر ایسا ہی کرنا اور منزل آخر پر پہونچکر ٹھہرنا ہمارا انتظار کرنا جب آئیں اسوقت ہمارے ہمراہ چلکر میدان
میں اگر ڈیگا تو حمزہ سے مقابلہ کرنا جب یہ سب باتیں کرتیت سپرگردان مردمان لشکر سے کہہ چکا اسوقت
جو مردمان لشکر مذکور نے مع خیمہ و خرگاہ [illegible] کوچ کیا بعد روانہ ہونے فوج کے کرتیت سپرگردان
نے بھی زرہ پہنی ہتھیار لگانے بعد مسلح ہونے کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور افسران فوج کو اپنے ہمراہ
لیا آگے نشان لشکر چلا بیچ میں افسروں کے کرتیت سپرگردان اور عقب میں اُسکے اُٹھالا بارگاہ کا مفت
القصہ جسطرح سے ذکر کیا گیا ہے اسی طور سے کرتیت سپرگردان اپنے لشکر سے منزل جیسر میں جا کر
ملا اور لشکر کو آراستہ کرکے اپنے ہمراہ لیکر سرحد قلعہ خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور رعایا کو لوٹنا شروع کیا
اور ہر ایک شخص پر ظلم و جور کرنے لگا اور قریب کوہ بوقبیس فروکش ہوا رعایا کرتیت سپرگردان کے خوف
بھاگی اور خانہ کعبہ میں اگر پناہ لی جسوقت امیر ہاتو ویر کو خبر پہونچی کہ کرتیت سپرگردان پہلوان زبردست
مع فوج آیا ہے اور قریب بو قبیس اُترا ہے اسوقت امیر نے فرمایا نوشیروان کا مجھپر احسان ہے کیونکہ اُسنے
مجھکو بطن مادر میں نوکر رکھا ہے علاوہ اسکے وہ بادشاہ وقت ہے اطاعت اُسکی مجھکو لازم ہے پہلے مجھکو مناسب
ہے کہ اُسکو نامہ لکھوں اور عذر کروں جیسے عذر قبول نکریگا اسوقت میں مقابلہ کروں گا ابھی حمزہ یہ [illegible]
یہ فرماتے تھے اور چاہتے تھے کہ نامہ لکھوں لیکن کرتیت سپرگردان نے خود نامہ خواجہ عبد المطلب
کو لکھا بعد تعریف لات و منات کے مضمون اُس نامہ عتاب شمامہ کا یہ تھا کہ اے خواجہ عبد المطلب رئیس
خانہ کعبہ کے تمکو معلوم ہو کہ تمہارے لڑکے نے ملازمان شاہی کو ہلاک کیا ہے اور یہ سخت گستاخی کی ہے اور سو جیسے

مجھکو حکم تھا شہر بادشاہ عالی جاہ کا یہ ہوا ہی کہ اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے لے آ لیکن بہتر اور مناسب ہے کہ تم
اپنے لڑکے کو اُس جگہ رومال سے ہاتھ باندھکر اپنے ہمراہ لیکر جلد حاضر ہو تاکید جانو اور اگر اسکے خلاف کیا تو مین قلعہ
کو بباد فنا اُڑا دونگا تمکو اور تمھارے فرزند کو قتل کردونگا خانہ کعبہ مین خونریزی از حد ہوگی ہزار ہا آدمیون کو قتل کردونگا
مال و اسباب ہر ایک کا لوٹ لونگا فقط زیادہ کیا لکھا جائے غرض کرتیت سپہرگردان نے نامہ مذکور
اپنے عیار مرلوط برق انداز کے حوالہ کیا اور کہا خبردار کسی سے نہ ڈرنا اور جواب نامہ کا حرف بحرف لکھوا کر
لانا مرلوط نامہ لیکر چلا جب قریب قلعۂ کعبہ پہونچا خواجہ عمرو بن امیہ نے خبر مرلوط کے آنے کی سنی فوراً
جاکر خواجہ عبد المطلب اور امیر سے بیان کی امیر نے فرمایا اگر نامہ بر آتا ہی تو آنے دو یہ فرما کر چند سردار
واسطے اسکے استقبال کے روانہ کئے جب مرلوط برق انداز عیار نامہ لیکر دار العمارة مین آیا دیکھا اُسنے امیر
بڑی شوکت و شان سے بیٹھے ہین رئیسان خانہ کعبہ کا گرد مجمع ہی بارہ ہزار لڑکے ہمسن و ہمسال کرسیون اور
دنگلون پر شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین اور خواجہ عبد المطلب ایک چوکی پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہین
عمامہ سر پر ہی چہرۂ پر نور سے صولت آشکارا ہی آخر مرلوط رعب سے اسقدر گھبرایا کہ بے اختیار سلام کیا اور
سب نے جواب سلام دیا بعد بیٹھنے مرلوط نے وہ دیا اور ایسا رعب حمزہ صاحبقران سے گھبرایا
کہ کوئی حرف و حکایت زبان پر نہ لایا الغرض جب وہ نامہ پڑھا گیا مضمون سے اُسکے ہر ایک بہادر آگاہ ہوا امیر
نے اہل دربار سے فرمایا کہ مین خود کرتیت کو نامہ لکھکر قصد نامہ روانہ کرنے کا رکھتا تھا لیکن اُسنے خود ہی نامہ
بھیجا ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کرتیت بغیر مقابلہ لئے ہوئے نہ جائے گا کسیطرح راست پر نہ آنے لگا
کیونکہ حکم نوشیروان سے اور اب نوشیروان نے سایۂ عاطفت ہمارے سر سے اُٹھا لیا ہی اگر [illegible]
کچھ ہمکو اندیشہ نہین ہے کیونکہ خدا ہمارا حافظ و معین ہے یہ فرما کر اسی نامہ کے اوپر لکھایا کہ بیٹے بخوبی پڑھوا کر ہم [illegible]
گوش کیا اور پشت پر اُس نامہ کے جواب فقط جنگ لکھا اور مرلوط کو وہی نامہ دیکر رخصت کیا جب مرلوط
چلا گیا اُس وقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے برادر لشکر حریف خیال
رکھنا غافل نہ ہونا خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے
اپنے تئین آراستہ کیا اور جو کچھ منظور تھا اُسکو درست کرکے قریب خیمہ کرتیت سپہرگردان کے پہونچے
کرتیت سپہرگردان نے واسطے استقبال خواجہ عمرو کے چند سردار بھیجے وہ سردار باعزاز تمام خواجہ
عمرو کو لے گئے کرتیت نے خواجہ عمرو کو باعزاز تمام بٹھایا خواجہ عمرو نے جو نامہ یہان سے خود لکھکر
لے گئے تھے اور اسمین مضمون یہ لکھا تھا کہ اے کرتیت دین اسلام قبول کر اور قوت اور سپاہ پر مغرور
نہ ہو وہی نامہ کرتیت کو دیا کرتیت نے خیال کیا کہ نہین ہے خواجہ عبد المطلب نے مجھسے ڈر کر
پیام صلح بھیجا ہے یہ خیال کرکے کرتیت لفافہ کو چاک کرکے نامہ پڑھنے لگا جب تمام و کمال نامہ پڑھ چکا نہایت
نہایت برہم ہو کر چاہتا تھا کہ نامہ کو چاک کرے خواجہ نے جست کرکے وہ نامہ کرتیت کے ہاتھ سے کھینچ لیا
اور وہان سے چلے کرتیت نے حکم کیا کہ اس شخص کو گرفتار کرو جانے نہ دو چند آدمی جو دربار مین بیٹھے
ہوئے تھے آگے بڑھے اور خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کو دوڑے خواجہ عمرو نے چند حقے نفط کے مارے
اسقدر دھواں ہوا کہ خیمہ مین کرتیت کے تاریکی ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو نے زمین پر لوٹ مار کر خنجر آبدار
سے کئی آدمیون کو ہلاک کیا اور بعد ہلاک کرنے مردمان مذکور کے بعجلت وہان سے چلے جنیک مردمان

لشکر آئین اور خواجہ عمرو کو پکڑیں خواجہ وہان سے چل دیے۔ وہ قریب اپنے لشکر کے آئے کرتیت سپر گردان
نے غضبناک ہو کر طبل جنگ بجوایا صداے طبل نبردی بلند ہوئی یہان جو بارہ ہزار لڑکے اور مقبل اور ذخیرہ تھے
ہوئے تھے انھون نے قبل جنگ نہ بجنے کے ایک طبل جنگی درست کر رکھا تھا جب صداے جنگ کان مین
آئی خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کی خدمت مین بعد دعا و ثنا کے استدعا عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
عالیجاہ رشک سلاطین کج کلاہ فی الحال کرتیت بانی فساد نے طبل بجوایا ہے مدعا اس سے آمادہ فساد ہو گیا
یا ہے ابھی ہنگامہ جدال و قتال کو کل وقت سحر گرم کیجیے اور قدم حد ادب سے آگے بڑھانے باقی خیریت
ہے امیر باتوقیر نے بھی فرمایا کہ اے خواجہ عمرو کیدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی
طبل جنگی بجے جو کچھ کہ تب تقدیر نے ہمارے مقدر مین لکھا ہے وہ فرد روشن آئینا اگر ہماری قضا آگئی ہے تو جو کچھ
ہونا جاری ہے اور اس تیت سپر گردان کی کیا اصل حقیقت ہے جو ہم کو قتل کرے جب گفتگو حمزہ صاحبقران
تمام ہوئی خواجہ عمرو نے نقارخانہ مین جا کر طبل پر سے غاشیہ اٹھایا اور چوب لگائی ایسی صدا بلند ہوئی کہ
زمین تھرائی سپر فلک کا دل دہل گیا گاو زمین کانپنے لگی ہر چند کہ کرتیت سپر گردان نے صداے طبل
نبردی سنی تھی لیکن جاسوس لشکر کرتیت نے بھی کرتیت سپر گردان سے حال طبل جنگی لشکر حمزہ
صاحبقران مین بجنے کا عرض کیا کرتیت سپر گردان ہنس کر کہنے لگا صبح کو تیغ کرون گا لڑکون کو بخوبی
سزا دون گا کرتیت تو شراب پی۔ اے سردار اور افسر قریب کے بیٹھے مین بیہودہ باتین کر رہا ہے اور باطمینان تمام
بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال لشکر حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے کہ بعد بجنے طبل جنگ کے بارہ ہزار لڑکے باہم
ایک دوسرے سے یہ کہہ کر رخصت ہونے لگے کہ روز جنگ ہے نہین معلوم کل کون جل کر کہان جانب عدم جائے گا اور
کون نشانہ تیر اجل ہو گا عجب نہین میدان جنگ مین جو دریاے خون جاری ہو دیکھیے کس کس کی کشتی تابوت
سواری ہو دیکھیے کون کون جو رحم مین ہے ہم آغوش ہوتا ہے دیکھیے کون معرکۂ جنگ مین سر دے کر
سبکدوش ہوتا ہے دیکھیے کل کس کس کے تن پر گلہاے زخم نیزہ و شمشیر کھلتے ہین دیکھین کل کسکے ارمان
دل بہ فناے چرخ بے مہر سے خاک مین ملتے ہین کون خلعت شہادت سے سرفراز ہوتا ہے دیکھیے کل کسکو اپنی تو
پر ناز ہوتا ہے دیکھیے کل کون بہادر مثل قطب میدان جنگ مین ثابت قدم رہتا ہے اور کون دل آہ فرار اختیار کر کے
بدنامی سہتا ہے دیکھو یہ چرخ جنگجو کل کیا رنگ دکھلاتا ہے کس دلاور پر رحم کرتا ہے اور کس جری کا خون بہاتا ہے دیکھیے
کل یہ فلک کس جلیل کو میدان رزم مین ذلیل کرتا ہے اور کس ذلیل کو جنگگاہ مین جلیل کرتا ہے دیکھین یہ چرخ
کل کسکی لاش کو غذاے دہن درندان کرتا ہے دیکھیے کس بہادر کے لاشے کو طیور آسمانی طعمہ اران کرتا ہے دیکھیے
یہ چرخ جفا پسند کل کسکی لاشے کو محتاج کفن رکھتا ہے اور کس جرار کے جسم کو کثرت زخم سے رشک
گلہاے گلشن کرتا ہے دیکھیے یہ فلک کسکو ہنگام جنگ سرخرو کرتا ہے اور کسکو میدان نبرد مین بے آبرو
کرتا ہے دیکھین کس بہادر کے سر کو حباب دریاے خون بناتا ہے اور کس بہادر کے تن بے سر کو جوے خون
دلاوری مین مانند کشتی کے بہاتا ہے یہ چرخ نہایت ہی دغا پیشہ ہے ہر ایک اہل خرد کو اس سے اندیشہ
سر خون ہی نظم رکھے سالش میرد وفا کوئی ہرگز + تمام اہل جہان سے دغاباز ہے فلک + ہے اشتیاق قیامت تو آ
گھروالو + دعا کرو کہ بگڑ جاے انتظام فلک + الحاصل جب وہ لڑکے مل چکے اسوقت تیاری آلات حرب مین مصروف
ہوئے کسی لڑکے نے اپنے نیمچہ کو سنگ سے صاف کیا کسی لڑکے نے اپنی تلوار کو زیادہ آبدار کیا کسی لڑکے نے

تیرون کو درست کرکے ترکش مین رکھا اور کمان کیانی کو واسطے تیر افگنی کے لیس کیا مقبل وفادار نے بھی صدہا
تیرون کے پیکان زہر مین بجھائے اور کمان کیانی کو اچھی طرح سے درست کیا الغرض اسی طرح تمام شب
ہر ایک دلاور اور بہادر نے اپنے اپنے اسلحہ کی درستی مین شب بسر کی نظم صبح کہ قندیل زر آفتاب
شعلہ زد از گنبد نیلی رواق ٭ مہرہ مہر از دل صندوق چرخ ٭ یافت زانوار زفلک الطلاب ٭ یعنی جس وقت خسرو خاور
نیزہ بسر تیز خطوط شعاعی لیکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا کرتیت سپر گردان بعزم رزم سمند پر سوار ہوا اور لشکر
کو اپنے ہمراہ لیا اور میدان جنگ کی جانب چلا آخر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ادہر حمزہ صاحبقران
بعد ادائے نماز سحر اُس لشکر قلیل کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے امیر بانوقیر نے فرمایا کہ میدان رزم
ہموار کیا جائے بموجب حکم کلند برداران نے آکر میدان مصاف کو برابر کیا پھر سقے واسطے آبپاشی
کے حاضر ہوئے اُنھون نے میدان رزم مین اسقدر پانی چھڑکا کہ ابر بہار کی آبرو نہ رہی بعد اسکے حمزہ
صاحبقران نے میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر کا آراستہ کیا بعد صف آرائی کے نقیبان
خوش آگے بڑھے اور اسطرح بہادرون اور دلاورون کے دل بڑھانے لگے کہ اے جوانمردو آج
دن نام کرنے کا ہے لازم ہو کہ میدان جنگ مین قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے ورنہ سامنے بہادرون
کی ذلت ہوگی یہ دنیا سراسر فانی ہے بڑے بڑے پہلوان یکتائے روزگار اور دلاوران میدان کارزار
کو اس ارضفا سے جانب ملک بقا گئے لیکن آج تک بوجہ شجاعت اور دلاوری کے انکا ذکر شجاعت
زبان خلایق پر جاری ہے اگر غور کرکے دیکھو تو وہ لوگ بسبب اپنی بہادری اور ناموری کے آجتک
زندہ ہین دیکھو رستم و اسفندیار سہراب افراسیاب گیو و بیژن وغیرہ دلاوران میدان نبرد ہر چند
کہ دار فانی سے جانب ملک عدم گئے مگر بقول شاعر شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ٭
مردون کے آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ پس اے بہادرو آج تمکو بھی یہی مناسب ہو کہ میدان جنگ مین
وہ کارنامہ کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار رہے سامنا حریف کا ہے جہان نام رہے بھاگنا میدان جنگ سے
شیوہ بہادرون کا نہین ہے جب نقیبان خوش تقریر نے بہادرون کے اسطرح دل بڑھائے
ہر ایک بہادر کا فرط شجاعت سے یہ ارادہ ہوا کہ گھوڑا تھام لشکر حریف مین ڈالدیجئے اور نامی دلاورون کو چن چن کے
قتل کیجئے یکایک طبل رزمی دونون لشکرون مین بجنے لگے علمدار علم فوج کے آگے بڑھے اُس وقت کرتیت
سپر گردان پرے سے نکلا اور چلا انسرون سے رخصت ہوا اور گھوڑا بڑھا کر میدان مصاف مین
آیا اور پکارا یا امیر ابوالعلا تم نے کس لئے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے بادشاہ وقت سے قصد بغاوت
کا کیا ہے اب میرے سامنے کسی کو بھیجو اور اگر تمکو دعوی بہادری ہے تو تمہین آکر مجھسے مقابلہ کرو
حمزہ صاحبقران نے جب یہ نعرہ کرتیت سپر دان کا سنا مقبل وفادار و خواجہ عمرو وغیرہ سے رخصت
ہو کر فوراً مرکب جولان کیا کرتیت نے جب امیر بانوقیر کو میدان رزم مین آتے ہوئے دیکھا بے اختیار
ہاتھ واسطے سلام کے اٹھایا حمزہ صاحبقران نے علیک سلام کیا بعد اسکے کرتیت سپر دان نے
جب گھوڑا ایراکر نگاوہ بڑھایا حمزہ صاحبقران نے سپر کو بچا اسکی پھر ہر دلی گلہائے سپر مثل گلہائے
آتشبازی کے شرر افشان ہوئے دونون گھوڑے ٹکراکر علیحدہ ہوئے کرتیت سپر گردان نے
اپنے تیئن سنبھالا گھوڑا اُسکا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور حمزہ صاحبقران کا مرکب تین قدم ہٹا پھر دونون نے

دونون دلاورن نے رانون مین داب کے آگے بڑھایا کرتیت نے نیزہ لیکر گھوڑے کو کاوہ دیا اور تاک کر سینہ پر
لیکہ حمزہ صاحبقران کو بر د بر تمام نیزہ مارا حمزہ صاحبقران نے نیزے کو سنان نیزہ پر روکا اسیطرح تھوڑی
دیر نیزہ بازی ہوتی رہی آخر نیزہ امیر نے کرتیت کے ہاتھ سے نکال لیا اسوقت کرتیت نے غصہ سے تیغہ آبدار میان سے کھینچ اور
اپنے گھوڑے کو بڑھا کر دست راست حمزہ صاحبقران آیا اور امیر باتوقیر کو زیر بغل کھاتا کر ضرب تیغ کاری سے پڑا اور زرہ جو
کاٹ نے غرض کرتیت سپر گردان نے وہ تیغہ جو کئی سو من کا تھا حمزہ صاحبقران کے سر پر لگایا امیر باتوقیر نے سپر
سپر کی پناہ لی مگر چونکہ تیغہ گرانبار تھا اور دست و بازو بھی کرتیت سپر گردان کے پُر قوت تھے تیغہ سپر پر نہ رک سکا
اور سپر اور خود کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر آیا امیر نے دستار بند مارا تیغہ سر امیر سے نکل گیا لیکن اسدرجہ خون سر سے بہکر نکلا
کہ غشی حمزہ صاحبقران پر طاری ہوئی رفقائے حمزہ صاحبقران نے چو طرف سے بچا کر نعرہ کرکے آگے بڑھے اور کرتیت کو گھیر لیا کرتیت
نے چاہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کا سر کاٹ لون لیکن دل مین اسکے ایسی محبت امیر باتوقیر کی پیدا ہوئی کہ کچھ سوچ کر اور حسن
اور سن و سال پر حمزہ صاحبقران کے کرتیت کو رحم آیا اور گھوڑا امیر کی جانب سے پھیرا کر طرف فوج کے بڑھایا کرتیت کی
فوج بھی مجبور ہوئی دونون لشکر ملگئے تلواریں چلنے لگیں بہادر قتل ہونے لگے کسی دلاور نے کسی جری کو تیغ مارا کسی جوانمرد
نے اپنے حریف کو للکارا کسی نے اپنے دشمن کو زخمی کیا کوئی بہادر ہاتھ سے حریف کے مارا گیا مقبول شاعر شعر عجب
حال تھا اس جنگ کا ہر ایک کو تصور جو تھا ننگ کا ہر ایک بہادر میدان جنگ مین طلبگار نام تھا سوا
لڑنے اور مرنے کے اور کون کام تھا دونون لشکرون مین تلوار چل رہی تھی ناگاہ حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا تو
تحت الحنک سے زخم باندھا اور شمشیر آبدار لیکر پھر مصروف جنگ ہوئے اسی عالم جراحت مین امیر باتوقیر اور زیادہ زخمی ہوئے
آخر کار گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈال دیئے اور کہا اے مرکب اصیل اب مجھکو میدان مصاف سے نکال لے چل کیونکہ
بسبب زخم کاری کے مجھ مین طاقت نہین ہے قریب ہے کہ مجھکو غش آجائے اور کوئی دشمن سر میرا کاٹ لے گھوڑے نے
جو اپنے راکب کو اس حال سے دیکھا فوراً طرارہ بھرا اور لاتین مارتا ہوا اور سوارون کو حریف کے زخمی کرتا ہوا
لے کرتا ہوا لشکر سے نکلا اور صحرا کی جانب چلا لیکن دونون لشکرون مین لڑائی ہوتی رہی جب آفتاب نیزہ دار دن
کے خوف سے جانب مغرب جاکر چھپا اور ظلمت محیط عالم ہوئی دونون لشکر میدان رزم سے پھرے خواجہ
عبدالمطلب نے لاشین مسلمانون کی میدان جنگ سے اٹھوائین اور غسل کفن دے کے اور
نماز جنازہ پڑھکے دفن کیا اور جو بہادر مسلمان زخمی تھے انکے علاج کے واسطے جراح مقرر کئے
لیکن حمزہ صاحبقران کے واسطے ہر چند جستجو کی مگر کہین نہ پایا اسوقت خواجہ عبدالمطلب نہایت
مضطرب و بیقرار ہوئے اور عمرو سے کہنے لگے کہ عمرو جلد اپنے بھائی کو تلاش کرو اور انکی خبر لاؤ نہین معلوم
میرے فرزند پر کیا سانحہ گذرا چونکہ عمرو بھی مفارقت حمزہ صاحبقران سے از حد بیتاب و شکیبا تھے
آخر ڈھونڈھتے ہوئے چلے جب خواجہ عمرو قریب خیمہ کے پہونچے دیکھا کرتیت سپر گردان اپنے خیمے مین بیٹھا
ہوا ہے اور سرداران لشکر کمرین کھول رہے تھے بعضے اپنے بستر لگا رہے تھے ہزار ہا سوار قتل ہوئے پڑے ہین بہت سے سوار زخمی
ہین خواجہ عمرو نے ہر جگہ جا جا کر حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھا مگر کسی جگہ امیر باتوقیر کو نہ پایا آخر مجبور ہوکر بڑھتے ہوئے آگے چلے اور ناامید
اختیار کی ہوئی جنگل بیابان سے ہوتے ہوئے صحرا پر نظر پڑی تھی خواجہ عمرو نے زمین پر نشان سم مرکب کے دیکھے اور جا بجا خون بھی زمین پر
پڑا ہوا دیکھا خواجہ عمرو نشان سم مرکب کے دیکھتے ہوئے چلے خواجہ عمرو تو حمزہ صاحبقران کی جستجو مین صحرا مین
ڈھونڈھتے ہین اور نشان سم مرکب کے دیکھتے ہوئے آگے جاتے ہین لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے

کہ جب مرکب حمزہ صاحبقران کو لشکر سے نکالکر صحرا میں لایا ایک جگہ مرکب نے آہستہ اپنے راکب کو اپنی پشت سے
اُتارا اور حمزہ صاحبقران کے سینہ کو سونگھا نفس کی آمد و شد پاکر گرد پھرنے لگا اور خود بطور نگہبانی کرنے
لگا اس اثنا میں خواجہ عمرو بھی ڈھونڈھتے ہوئے اُسی جگہ پہونچا امیر باتوقیر کو زمین پر پڑے دیکھکر عمرو نے
سر امیر کا اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھا اور امیر کا غیر حال دیکھکر رونے لگا اور امیر باتوقیر کی صحت کی خدائے
کریم سے بگریہ و زاری کرنے لگا چونکہ اُسوقت حمزہ صاحبقران بیہوش تھے اُسی عالم بیہوشی میں امیر نے ملاحظہ
کیا کہ زمین سے تا آسمان نور سے نظر آتا ہے اور ہزار ملائکہ صفیں باندھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے چلے آتے
ہیں اور درمیان اُنکے ملائکہ ایک تخت نور ہے اُسکو ملائک اپنے دوش پر اُٹھائے ہوئے ہیں اور اُس تخت
نور پر ایک برگزیدہ پروردگار بیٹھے ہوئے ہیں چہرہ انکا نورانی ہے لباس نفیس زیب جسم ہے عمامہ سر پر ہے جب
وہ تخت امیر بلند بخت کے قریب آیا اُن بزرگ نے جو اُس تخت پر تشریف رکھتے تھے ملائکہ سے فرمایا تخت اُتارو
ملائکہ نے بموجب ارشاد اُن جناب کے تخت اپنے دوش سے اُتارا اُن مقدس نے تخت سے
اُترکر سر امیر کا دیکھا اور تمام زخم سر پر دست اپنا بصد شفقت پھیرا فی الفور زخم اچھا ہوگیا اُسوقت میں نے
عرض کیا اے برگزیدہ خداوند مقبول درگاہ کبریا یہ تو فرمائیے کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپنے
بچہ از رہ شفقت فرمایا کہ اُن جناب نے فرمایا ای فرزند میرا نام ابراہیم ہے بنظر رحمت خداوند کریم ہے مجکو خدائے
عالم نے شرف پیغمبری دیا ہے ای فرزند تو میری نسل سے ہے اب اُٹھ اور اسطرف جا لیا ایک باغ تجکو
نظر آئیگا کہ قدرت کل بند گلشن جہان ہے سرسبز و شاداب ہوگا اسی جگہ تیری صاحبقرانی کا اسباب رکھا
ہے لینے ایک تہ خانہ فلان مقام پر ہے اس تہ خانہ میں جانا وہان مرکب خنگ سیہ قیطاس جو تیری سواری
کا مرکب ہے تجھکو ملیگا اور علاوہ مرکب مذکور کے اور جو کچھ تجکو ملیگا وہ سب اشیا باغ میں تو آپ دیکھ لیگا غرض
جو کچھ تجکو تہ خانہ میں ملے وہ سب اسباب لے لینا یہ فرما کر بزرگ تو نظر سے غائب ہوگئے امیر باتوقیر
خواب مذکور عالم بیہوشی میں دیکھکر جب بیدار ہوئے خواجہ عمرو کو اپنی بالین پر پایا اور دیکھا کہ خواجہ عمرو
کے زانو پر میرا سر ہے خواجہ عمرو بے اختیار رو رہے ہیں اور خدا سے دعا کر رہے ہیں اُسوقت حمزہ
صاحبقران نے فرمایا اے برادر ابھی میرے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام نے مجکو عالم خواب
میں نظر کرم فرمایا اور دست شفقت میرے زخم سر پر پھیرا ہے دیکھو تو کہیں زخم سر کا نشان ہے یا نہیں
خواجہ عمرو نے خود کو سر کا خود دیکھا تو اثر زخم مطلق نہ پایا خواجہ نے خوش ہوکر کہا امیر باتوقیر زخم کا نشان
بھی نہیں ہے اُسوقت امیر باتوقیر نے یہ ارشاد کیا اے برادر یقین کامل ہے کہ مجکو خداوند عالم نے اپنی رحمت و
عنایت سے سرفراز کیا سرکشان پر ہر باب میں غالب ہونگا پھر فرمایا اب یہان توقف نہ کرو کیونکہ جو کچھ خدا
مجید نے ارشاد کیا ہے اور بتایا ہے وہ جا کرے لین یہ فرماکر جس طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانے
کو فرمایا تھا امیر باتوقیر چلے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے حمزہ صاحبقران نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ
ایک باغ نظر آیا جب امیر باتوقیر اُس باغ میں داخل ہوئے دیکھا عجب باغ پُر بہار ہے ہر گل و غنچہ سے قدرت

نظم

باغبان جسکا ہو خدا ہی | کوئی صحن شجر سے گل نہیں ہے | پریشان طرہ سنبل نہیں ہے
ہے برسون وہان گر آدمی زاد | سنے فریاد بلبل کی نہ آواز | گلون سے قدرت حق ہے نمودار
جھک سجدے کو ہے ہر شاخ پربار

الغرض امیر باتوقیر اُس باغ کی سیر اور کیفیت دیکھکر نہایت شگفتہ خاطر

ہوئے جب امیر باتوقیر سیر باغ کر چکے چبارہ دری کہ اوس باغ مین تھی وہان تشریف لائے اور بارہ دری کو ملاحظہ کیا اور
تعریف کرکے اور چند قدم آگے بڑھے دیکھا ایک حجرہ ہے کہ دروازے مین قفل بہت بڑا لگا ہے اور کنجی اس قفل کی
اوسی قفل مین ہے امیر باتوقیر نے جب اوس قفل کو کھولا اور دروازے کو وا کیا اندر دروازے کے قدم رکھا دیکھا اس حجرے مین ایک
صندوق رکھا ہے جس وقت امیر باتوقیر نے وہ صندوق کھولا اوس مین سے دو تلوارین نکلین کہ جوہر دم ذوالفقار تھین اور
انکا نام صمصام اور قمقام تھا امیر باتوقیر نے وہ تلوارین صندوق سے نکال لین بعد اسکے پھر امیر
باتوقیر نے اوسی جگہ زمین مین دروازہ دیکھا جب اسی کھولا تہ خانہ نظر آیا زمین اوس تہ خانے کی نہایت پاکیزہ اور
خوشنما تھی امیر زینون کو طے کرکے جب تہ خانہ مین پہونچے وہان جاکر دیکھا ایک مختصر سی عمارت ہے مگر پر نور ہے جب امیر
اوس عمارت مین تشریف لے گئے دیکھا ایک طرف شترخانہ ہے بہت سے شتر بندھے ہوئے ہین اور ایک جانب فیل خانہ ہے
مگر کوئی شتر نہین ہے صرف فیل و شتر بندھے ہین اور ایک خزانہ لاتعداد و لاانتہا ایک سمت ہے روپیہ اور جواہر دو گون
مین بھرا ہوا رکھا ہے اور ایک جانب ایک مرکب بے عدیل بے نظیر بندھا ہے امیر باتوقیر اوس مرکب کے
قریب گئے اس گھوڑے نے جو بوے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پائی فی الفور گردن جھکائی امیر نے
اوس گھوڑے پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا وہ مرکب چپکا کھڑا رہا بعد اسکے امیر باتوقیر آگے بڑھے ایک مکان سے
آواز تسبیح خوانی حمزہ صاحبقران کے کان مین آئی امیر باتوقیر اوس مکان مین تشریف لے گئے وہان
دیکھا کہ ایک مرد پیر صندل کی چوکی پر بیٹھا ہے اور ذکر خدا کر رہا ہے جب اوس مرد پیر نے امیر باتوقیر کو دیکھا فوراً اپنی جگہ
پر سے اٹھا اور امیر کو سلام کیا حمزہ صاحبقران نے علیک السلام کہا بعد اسکے اوس مرد پیر نے کہا اے
خلاصہ خاندان ابراہیم خلیل اللہ و اے بندہ مقبول خالق ہر دو سرا یہ خانہ تمہارا منتظر تھا آؤ اور جو امانت
میرے پاس ہے اوسے لو اور مجکو رخصت کرو امیر نے پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اپنے نام اور حقیقت سے مجکو اطلاع
دیجئے اوس مرد پیر نے جواب دیا امیر باتوقیر تم میرے نام کو دریافت نکرو اور میری حقیقت کو نہ پوچھو یہ ایک راز
خدا ہے تمکو اسکے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے امیر باتوقیر یہ تقریر اوس مرد پیر کی سنکے چپ ہو رہے اوس
پیر نے اسلحہ تن امیر پر آراستہ کئے دونون تیغے صمصام و قمقام کمر سے امیر کے لگائے پھر گھوڑا کھینچکر تیار کیا اور جو کچھ وہان
مال و اسباب تھا وہ سب اونٹون اور ہاتھیون پر رکھا بعد بار کرنے کے زر و جواہر وغیرہ کے اونٹون کی مہار
لیکر وہ مرد پیر آگے بڑھا امیر باتوقیر اوسکے پیچھے چلے یکایک امیر باتوقیر نے وہین ایک دروازہ اور دیکھا مگر وہ دروازہ
ایسا بند تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دروازہ کبھی کھلتا ہی نہین غرض اوس مرد پیر نے وہ دروازہ کھولا اور کل مال و اسباب
جو اونٹون پر لدا ہوا تھا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور کہا جایئے اور کفار سے مقابلہ کیجئے جب امیر باتوقیر
دروازہ مذکور سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے دیکھا وہی صحرا ہے جس دشت مین حمزہ گھوڑے پر سے
گرا تھا اور گھوڑے کو بھی وہین کھڑا ہوا پایا باغ کو جو پھر کے دیکھا تو نظر نہ آیا امیر باتوقیر نہایت متحیر ہوئے آخر
حمزہ صاحبقران نے وہ گھوڑا جو کوتوالی سے لیا تھا خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور آپ مرکب خنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے مرکب نے جو اپنی پشت پر اولاد ابراہیم خلیل اللہ سے امیر باتوقیر کو پایا مثل
معشوق طناز کے ناز سے قدم رکھتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے رکاب مرکب امیر باتوقیر کی تھام لی حمزہ
صاحبقران کل مال و اسباب اونٹون پر لدے ہوئے اپنے لشکر جانب چلے اور بعد قطع راہ اپنے
مکان پر آئے سالکان گرد پیش خانہ کعبہ امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے

امیر کو سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور مقبل وفادار اور سب لڑکے لشکر امیر کے حمزہ صاحبقران کو دیکھ کر بہت خوش
ہوئے یہ خبر کرتیت سپیرگردان نے سنی نہایت متحیر ہوا اور فوراً برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا جسوقت خبر طبل جنگ کی
کی حمزہ صاحبقران نے سنی انہوں نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل رزمی بجے خواجہ عمرو نے طبل جنگی
بجوایا نقارہ زنی کی صدا بلند ہوئی زمین تھرائی جلاد دلاوران میدان مصاف کو آگاہی ہوئی ہر ایک آمادہ پیکار ہوا اور
درستی آلات حرب کرنے لگا ساری رات دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوئی اور دونوں میں بہت ہوشیاری رہی جب
ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور گریبان سحر چاک ہوا حمزہ صاحبقران واسطے نماز کے اپنے مکان سے برآمد ہوئے اور خانہ خیمہ
میں نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز حمزہ صاحبقران نے اسلحہ حضرت ابراہیم زیب جسم فرمائے اور مرکب جنگ سیہ قیطاس
پر سوار ہوئے اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر لعبد کوہ فرچلے اور میدان کارزار میں جا کر صف آرا ہوئے ادہر سے کرتیت سپیرگردان
بھی اپنے لشکر کو لئے ہوئے میدان جنگ میں آیا اور صف آرا ہوا جب دونوں لشکر میدان مصاف میں آچکے اور
میدان رزم خس و خاشاک وغیرہ سے پاک صاف ہو چکا سقا آبپاشی کر چکے گرد و غبار کو بٹھا چکے اسوقت کڑکیت اور
نقیب دلاوروں کو جنگ و جدال پر غالب کرنے لگے جب کڑکیت اور نقیب میدان رزم سے ہٹ گئے
اسوقت کرتیت سپیرگردان نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان رزم میں آکر ٹھہرا اور پکارا کہ طفل
عرب و کودک بے ادب جلد میرے سامنے آ کہ تو میرے ہاتھ سے کسی طرح نہ بچیگا امیر با توقیر و
مقبل وفادار اور خواجہ عبدالمطلب و عمرو سے رخصت ہو کر اپنے لشکر سے نکلے اسوقت لشکر امیر میں باجے
جنگی بجنے لگے علم لشکر کے جلوگری برائے مرکب باتوقیر وار سے بھرتا ہوا چلا جسوقت حمزہ صاحبقران
مقابل کرتیت سپیرگردان کے پہنچے مرکب کو روکا اسوقت کرتیت سپیرگردان نے بصد غیظ و غضب ایسی
گرز لگائی کہ وہ قدم مرکب خنگ سیہ قیطاس بیچ جگہ سے ہٹ گیا اور گھوڑا کرتیت کا سات قدم ہٹ گیا پھر دونوں
بہادر رانوں میں رکبوں کو دبا کر سامنے آئے اور برابر دونوں دلاوروں نے نیزے اٹھائے اور نیزوں نیزے سے
باندھنے لگے آخر کار امیر با توقیر نے نیزے کو کرتیت سپیرگردان کے ہاتھ سے نکال دیا کرتیت سپیرگردان کو آنچ
پھر بدرجہ کمال غصہ آیا فوراً ہی تیغ آبدار و آبدار کھینچ لات و منات کا نام لیکر سر پر حمزہ صاحبقران کے
لگایا حمزہ صاحبقران نے بفن سپہگری اسکے تیغہ کو خالی دیکر اور مرکب کو بڑھا کر اسکی کمر زنجیروں میں ہاتھ
ڈالا ہر چند کرتیت سپیرگردان نے اپنے تئیں سنبھالا لیکن حمزہ صاحبقران نے بقوت بازو اسکو پشت زین سے
اٹھا کر سر سے بلند کر کے گردش دی تیغہ کرتیت سپیرگردان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا جب وہاں فوج
کرتیت نے اپنے افسر کو اس حال سے دیکھا بے اختیار تلواریں کھینچکر بڑھے اور جا کر امیر کو گھیر لیا اور تلواریں
لگانے لگے امیر باتوقیر کرتیت سپیرگردان کو سپر قرار دیکر مردان لشکر کی تلواریں اسی پر روکنے لگے جب یہ حال
بہادران لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا سب نے لشکر جلیت پر یکبار حملہ کیا اور تھوڑے
سواروں فوج کرتیت سپیرگردان کو حملہ اول میں قتل کیا پھر دونوں لشکروں میں تلواریں چلنے لگیں
لاشیں پر لاشیں گرنے لگی میدان مصاف خون بہادروں سے رنگین ہونے لگا دونوں لشکروں میں
تیر چلنے لگے دلاوران میدان جنگ و بہادران عرصہ کارزار نشانہ تیر اجل ہونے
لگے غرضکہ بڑے عرصہ تک دونوں لشکروں میں خوب خوب تلوار چلی اور بڑی نیزہ بازی
ہوئی ہزارہا بہادر اور دلاوران کے ستون میں جدائی ہوئی لیکن کرتیت

سپہر گردان ہنگام جنگ مغلوبہ ست امیر باتوقیر پر ہوکے اسقدر ضرب پایکہ تو ٹر اسکی کمر کا جو فولاد تھا ٹوٹ گیا اور
ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے چھوٹ کر زمین پر گرا مردمان لشکر کرتیت اپنے افسر کو لیکر میدان رزم سے جانب صحرا
بھاگے اسوقت بہادران لشکر حمزہ صاحبقران نے بہت سے سوار قتل کئے اور جا قیام لشکر کرتیت پر
پہونچے کل مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی بہت سا روپیہ لوٹا القصہ جب لشکر کرتیت میدان مصاف سے
گیا اور امیر باتوقیر کو فتح حاصل ہوئی اسوقت حمزہ صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے نقارے شادیانے
لشکر اسلام میں بجنے لگے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب نے سجدہ شکر کے درگاہ جناب باری میں کئے جملہ دلیران
لشکر اسلام فوج حریف پر فتح پانے سے نہایت شاد ہوئے لیکن کرتیت سپہر گردان جو میدان رزم سے بھاگ کر گیا ایک
دامن کوہ میں ٹھہرا اور سب سے کہنے لگا کہ اب میں نوشیروان کو جا کر کیا منہ دکھاؤنگا اور جملہ دلاوران دربار
ساسانی کیونکر جا دون کا سب بہادر مجھکو دیکھکر اور میرے بھاگنے سے آگاہ ہو کر ہنسینگے اور کہینگے کہ لڑکے کے
خوف سے کرتیت بھاگ آیا اور اس طفل کو قتل نہ کرسکا جسوقت کرتیت سپہر گردان نے یہ گفتگو کی اسوقت
تلبیس جاسوس کہ جو لشکر کرتیت کے ہمراہ آیا تھا اسنے عرض کیا کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ قبیلہ دار
سبب اور نہ ہوتا تو پہلوان عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کرسکتا طفلی میں تو حمزہ کی یہ کیفیت ہے دیکھو جوانی
میں کیا آفت برپا کرتا ہے کس کس بہادر اور جری کو تہ تیغ کرتا ہے اب میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ تو اس در
کوہ میں ایک شب قیام فرمائیں اور میں جا کر حمزہ کو بہ عیاری گرفتار کرکے آپکے پاس لیے آؤں اور آپ
حمزہ کو سلاسل میں گرفتار کرکے روبروی بادشاہ لیجائیں جلد یا اور دیں میں سرخرو ہو جئے نوشیروان حمزہ کو قتل
کروا لیگا آپکو بہت انعام دیگا کرتیت سپہر گردان یہ تقریر تلبیس کی سنکے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو حمزہ
کو گرفتار کرکے لائیگا تو میں تجکو اس قدر زر و جواہر دونگا کہ تو مالا مال ہو جائیگا لیکن اے تلبیس فقط حمزہ ہی کو گرفتار نہ کرنا
عمرو کو بھی ضرور اسیر کر لانا کیونکہ بلائے بے درمان اور آفت روزگار ہے اگر وہ گرفتار نہ ہوگا تو مجکو جان بچانا
اس سے محال ہوگا تلبیس نے عرض کیا اگر عمرو بھی گرفتار ہو سکیگا تو اسکو بھی گرفتار کروں گا یہ کہکے
تلبیس نے دو سو شاگردون کو جمع کیا اور انسے کہا کہ تم سب جاکر صحرا میں مخفی ہو جب تم میری جبل کی آواز سنو
تو الغو تم میرے پاس آنا سب بموجب حکم تلبیس قریب لشکر حمزہ صاحبقران صحرا میں جا کر پوشیدہ ہوئے کرتیت
سپہر گردان نے اپنے لشکر کو حکم دیا اسی دامن کوہ میں شیمہ ہو لشکر موافق حکم کے وہین اتری لیکن تلبیس عیار نے باتنے
عیاری سے اپنے تن پیراستہ کئے اور جو عیاری سکو کر تا تھا تلو رستمی سب عیاری کا سامان کرکے بعد تجلت چلا اور
لشکر امیر میں پہونچا کیفیت مردمان لشکر اسلام کی یہ تھی کہ باہم بہادر اور دلاور گلے مل رہے تھے فتح جو لشکر حریف پر
پائی تھی خوش ہو رہے تھے خواجہ عمرو چاروں جانب لشکر کے پھر رہے تھے ہر ایک کو بحال دل شاد و مسرور دیکھکر خود بھی خوش تھے
میں ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص کچھ بوتلیں شراب کی مع جام و ساغر لئے ہوئے قریب لشکر
اسلام ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہے جب خواجہ عمرو قریب اس کلوار کے پہونچے اس نے خواجہ عمرو کو جھک کر
سلام کیا اور کہا ای خواجہ عمرو آئیے خواجہ عمرو اسکی دکان پر بیٹھ گئے اور پوچھا تم کہاں سے آئے
ہو اس کلوار نے عرض کیا میں ہنروالا ملک یمن کا ہوں جب سے منظر شاہ یمنی نے دین اسلام
قبول کیا ہے اس زمانے سے وہاں کے رہنے والے شراب کم پیتے ہیں ہزار ہا آدمی پرہیزگار ہوگئے
ہیں جب شراب وہاں کم بکنے لگی میں نہایت پریشان ہوا چونکہ اس نے میں میں نے سنا

کہ لشکر کرتیت سپر گردان کا مدائن سے قریب خانہ کعبہ آیا ہے واسطے فروخت کرنے شراب کے مین یمن سے آیا اور لشکر
کرتیت مین مین نے بہت سی شراب فروخت کی اب لشکر کرتیت کا بھاگ گیا ہے مین بھی یمن کو جانے ہی والا تھا
کہ آپ تشریف لائے مین آپ کو دیکھ کے ٹھہر گیا آپ بھی دو چار جام ارغوانی پیجیے خواجہ عمرو نے بے دغدغہ ایک جام
اُس سے لیکر پیا پھر اسنے اور ایک جام شراب ارغوانی سے بھر کے دیا خواجہ عمرو نے یہ جام بھی بخوف وخطر پی لیا غرض اسیطرح
کئی جام خواجہ عمرو نے لیکر پیے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کے سر مین درد ہونے لگا جیب اسکی کان
سے آئے فوراً گر کر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہو گئے کلوار نے نعرہ کیا کہ تم تلبیس عیار بعد نعرہ کرنے کے خواجہ عمرو
کو اٹھا کر اور پشت دکان پر لیجا کر صدا از فیل کی بلند کی جو عیار قریب لشکر اسلام صحرا مین مختفی تھے از فیل کی صدا
سنکے پاس تلبیس کے آئے تلبیس نے کہا عمرو کو یہان سے لیجاؤ عیارون نے خواجہ عمرو کے دست و پا حلقہ
کمند سے باندھے اور چادر عیاری مین باندھکر درہ کوہ مین پاس کرتیت سپر گردان کے پہونچے کرتیت حال
گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا مگر تلبیس لشکر اسلام ہی مین رہا چونکہ وقت شب کا تھا کسی نے عمرو
کو بیہوش نہین دیکھا ورنہ عیارون کو بیشارہ لیجاتے دیکھا غرض بعد لیجانے عیارون کے
تلبیس عیار نے ایک گوشہ مین بیٹھکر قبہ بارگاہ حمزہ صاحبقران کو تک کر نقب لگانا شروع کیا بعد دو پہر کے
بارگاہ امیر مین پہونچا اور نقب سے نکلکر پروانہ بیہوشی اسقدر پھینکے کہ جو شمع کا فوری دشمن تھین اپر پروانے
گرے اور جلے اور دھوان بیہوشی کا اڑا جو دو تین خدمتگار حمزہ صاحبقران کی چپی کر رہے تھے وہ بیہوش ہو گئے
تلبیس گوشہ بارگاہ سے نکلکر قریب شمعون کے آیا اور چادر عیاری کو ہلایا تمام شمعین گل ہو گئین اور اندھیرا ہو گیا
اسوقت تلبیس عیار پاس حمزہ صاحبقران کے پلنگ کے آیا اور حمزہ صاحبقران کو سوتے
ہوئے پایا اسوقت امیر باتوقیر کے قریب بیٹھکر اور نیچہ مین بیہوشی رکھکر قریب امیر باتوقیر کی بینی کے لگایا جب
حمزہ صاحبقران نے اوپر کی سانس لی عیار مذکور نے ایسی بیہوشی پھونک دی کہ وہ دماغ مین سمایت کر گئی
امیر باتوقیر بیہوش ہو گئے اسوقت تلبیس عیار نے دو حلقون سے کمند امیر کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون
پاؤن اور دو حلقون گردن اور کمر کو باندھا اور اٹھا کر ساتوان حلقہ لگا کر ایک گرہ عیاری کی اور اپنی پشت
پر لگائی اور نقب کے اندر کود کر اور نقب سے نکلکر درہ کوہ مین آیا اور سامنے کرتیت سپر گردان کے
پشتارہ امیر باتوقیر کے رکھدیا کرتیت سپر گردان نے بہت خوش ہوکے آہنگرونکو بلایا اور امیر باتوقیر
کے ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور بغلون مین خاردار تھو گلے مین طوق اور شانو پر زنجیر فولاد
کے کمر مین زنجیر وغیرہ پہنادی اور اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سلاسل مین گرفتار کرکے اور اعرابی پر ڈالکر
اسی وقت طرف دربار نوشیروان کے جانب مدائن کوچ کیا جب راہ مین آنکھ حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو
کی کھلی اور بیہوشی زائل ہوئی اپنے تئین اعرابی میت پڑا ہوا پایا اور قید سخت مین گرفتار دیکھا امیر باتوقیر نے
تو ایک آہ سرد بھر کے شکر خدا کیا لیکن خواجہ عمرو اپنے تئین گرفتار طوق وسلاسل دیکھکر باواز بلند رونے لگے
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے برادر صبر کرو جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو اب تقدیر مین ہوگا دیکھنا جو مصلحت خدا
اب رونے سے کیا فائدہ ہوگا لازم ہے کہ چپکے چلے چلو اور خدا سے اپنے رہائی کے واسطے دعا کرو خواجہ عمرو نے
کہا مجھسے صبر ہو نہین سکتا اور طوق سلاسل مین گرفتار ہوکے ضبط گریہ ممکن نہین کہ اے برادر باتوقیر آج یہ پاسر
کرتیت سپر گردان حرامزادہ کو ضرور قتل کرونگا چونکہ تلبیس ہمراہ اعرابہ تھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے کہنے لگا

کہ او ساربان زادہ اسقدر کیون جو تم ہوتا ہے کیونکہ تو اسوقت طوق وسلاسل مین گرفتار ہے اتنی فوج تیرے گرد ہے
اپنی جان تو بچانا تجکو مشکل ہے اور دشوار ہے تو کرتیت سپر گردان کو کیونکر قتل کریگا خواجہ عمرو نے یہ گفتگو اس
جفاجو کی سنکے بعد غیظ و غضب جواب دیا کہ او تیرہ دروں روبہ خصال سگ سیرت برابر شغال نابکار و ناعیار نامرد
ازلی و ابدی تجھے یہ لیاقت حاصل ہوئی کہ تو میرے سامنے منہ کھولے مجھسے بدزبانی کرے بر شرط لکسار کوڑون
سے تیری پشت نیلگون اور زخمی گردن تجھے اس بدزبانی کی سزا دون تلبیس نابکار کو خواجہ عمرو کے اوپر اور
غصہ آیا ادہر خواجہ عمرو نے اسکو گالیان دینی شروع کین تلبیس نے ایک چوب چاق جو اسکے ہاتھ مین تھی زور
سے ماری وہ چوب پڑتے ہی خواجہ عمرو بے اختیار لڑکھڑائے اور آنکھین اپنی پھیر دین اور ایک آہ سرد کی
حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو کا چہرہ متغیر ہو گیا منہ کھل گیا کانون کی لوین پھر گئین اور دم نکل گیا
جسوقت امیر باتوقیر نے یہ حال خواجہ عمرو کا دیکھا ایک نعرہ مارا اور کہا ای یار وفادار خوش کردار بیت
رفتی و مرا خبر نکردی ۔ بر کلبہ ما نظر نکردی ۔ افسوس ہزار افسوس تم پہلے ہمسے جانب عدم روانہ ہوئے
ہمارا قتل ہونا بھی تمنے نہ دیکھا یہ کہکے امیر باتوقیر بے اختیار رونے لگے اور سر کو اپنے زنجیر پر دے دے
پٹکنے لگے پھر سوئے چرخ دیکھکر پکارے کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا ظلم تو نے کیا
اے جو ایک میرا مونس اس قید مین تھا اسکو بھی میرے پاس زندہ رہنے نہ دیا بعد اسکے حمزہ صاحبقران
نے با آواز بلند فرمایا کہ اے قوم شریر و جفاکار اس میرے یار وفادار کو تمہارے ظلم سے یہ حال ہوا کہ اس عیار
تلبیس نابکار نے چوب سے اسکو ایسا مارا کہ یہ مر گیا یہ فرما کر حمزہ صاحبقران پھر رونے لگا اور حالت بیتابی
و بیقراری مین یہ کہنے لگے کہ اے خواجہ عمرو تم ہمسے یہ کہتے تھے کہ تم شمع نمط محبت سے ہم نہ موڑینگے ساتھ
تا حشر بھی نہ چھوڑینگے ۔ واہ برادر کیا خوب تمنے ایفائے وعدہ کیا عالم طفلی ہی مین ہمارا ساتھ چھوڑ دیا
جسوقت کرتیت سپر گردان نے حمزہ صاحبقران کی صدائے نالہ و شیون یاد کرنی بیتاب ہو کر آیا اور
نالہ و بکا امیر باتوقیر سے دریافت کر کے تلبیس عیار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ حرامزادہ یہ تو نے کیا
کیا عمرو کو کیون مار ڈالا عمرو نے تیری کیا خطا کی تھی ابھی مین خدمت شاہ مین عرضی اس مضمون
کی روانہ کر چکا ہون کہ حمزہ اور عمرو کو مین گرفتار کئے ہوئے لاتا ہون یقین ہے کہ جلد در دولت پر حاضر
اب اگر فقط امیر کو روبرو حضرت لیجاؤنگا تو شہریار کیا کہیگا علاوہ اسکے مجھکو گمان ہے کہ عمرو کے
صدمے مین امیر بھی ہلاک ہو جائینگے افسوس تو نے برا ظلم کیا اور مجکو تو نے ناخوش کیا کرتیت سپر گردان
تلبیس عیار پر خفا ہو کر امیر سے مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا کہ اے امیر اب صبر کیجئے گریہ و زاری موقوف کیجئے دنیا
ایک سرائے فانی ہے ایک دن ہر شخص کو سوئے عدم جانا ہے عمرو کی اتنی ہی زندگی تھی اسی بہانے سے
قضا آئی تھی عمرو تو ایک پیادہ تھا آپ غور فرمائین کہ وہ بہادر جو اولو العزم یکتائے روزگار تھے زیر خاک پنہان ہو گئے

بقول شاعر

اب نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ اقلیم قباد
جسکو گل کرتی تھی جنبش سے امان تھا
اس خیابان کا ہر ایک نخل ہے نخل ماتم
صورت کو نظر آتا مین بھی جنکی بنا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سینکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
لکھ افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
لگی اس بزم مین روشن ہوئی کیا شمع اقبال
گرد اڑتی کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
آکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس

پس اے امیر آپ اب گریہ و زاری کرین اور صبر کرین امیر باتوقیر نے

کرتیت سپر گردان سے کے سمجھانے سے کسی قدر نالہ و بکا مین کمی کی کرتیت نے تمام قید جسم عمرو سے دور کی
اور نعش عمرو کو جو دیکھا تو تمام تن کرخت پایا کرتیت اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو تو بلا اور چلا
تمام رستے ہی سخت ہو گیا غرض بعد دیکھنے نعش کے کرتیت سپر گردان عمرو کو اٹھا کر لیکر چلا امیر
باتوقیر نے فرمایا اے کرتیت مین اپنے برادر کو غسل اور کفن اپنے ہاتھ سے دونگا مجھکو بھی اپنے ساتھ لیچل
کرتیت نے کہا شاہ کے قیدی کو رہا کرنا ممکن نہین یہ کہکر عمرو کی نعش کو اسی صحرا مین یہ خیال کرکے ڈالدیا
کہ درندے کھا جائینگے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی نعش صحرا مین پڑی ہوئی دیکھا بے اختیار رونے لگے یہ کہنے
لگے کہ افسوس ہزار افسوس میرا بھائی مرجائے اور کفن بھی اسکو نصیب نہوا ابھی حمزہ صاحبقران ارابے پر زار
زار یہ کہتے ہوئے جاتے تھے اور نعش عمرو کی پھر رہے تھے یکایک عمرو نے غلطاک ماری جو سوار نعش عمرو
سے قریب تھے یہ خیال کرکے بھاگے کہ اب نہ مردہ عمرو اٹھکر چمٹ جائے حمزہ صاحبقران نے جو یہ
حال دیکھا یا تو روتے تھے یا بے اختیار ہنسنے لگے اور سمجھے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی تھی حق مین اس قدر
گریہ کیا اور بیچارہ مین نے اپنی برادر کو مردہ تصور کیا اب امیر باتوقیر شاد و خرم ارابے مین بیٹھے ہوئے آگے
چلے مگر کرتیت سپر گردان نے دل مین خیال کہ عمرو نے غضب کی عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے اب جاکر
امیر کی فوج لائیگا اس صحرا مین جنگ ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی ملک یہان سے قریب ہو جلد وہان
مین اپنے تئین پہونچاؤن اور امیر کو قید کردون اور نوشیروان کو اس مضمون کی ایک عرضی لکھون کہ
اے شہریار امیر کی حفاظت اور نگہبانی کو اور فوج جرار جلد روانہ کیجئے کیونکہ مجھکو امیر کے رہا ہوجانے کا خوف ہے
کرتیت سپر گردان جلد چلا اور مردمان لشکر کو بھی حکم دیا کہ جلد تر اس صحرا سے روانہ ہو مردمان لشکر بھی بعجلت
راہ صحرا طے کرنے لگے کرتیت سپر گردان نے جو راہ مین خیال کیا تو ملک رود بار کو اور ممالک سے
قریب تر پایا اسوجہ سے کرتیت سپر گردان ملک رود بار چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنیئے کہ یہ جو صحرا سے
اٹھکر بھاگے ایک تکیہ پر پہونچے وہان دیکھا کہ صدہا قبور ہین اور دو فقیر اس تکیہ پر بیٹھے ہین قریب انکے
تھیک مین آگ ہے کچھ لکڑیان اس تھیک مین رکھی ہین دہوان ہو رہا ہے اور ایک بہت بڑا دستپناہ کنارے
تھیک کے رکھا ہے ایک طرف چھوٹے چھوٹے دو چیر پڑے ہین ان مین بجز سے جا تو رون سے
لگے ہوئے ہین اور وہ دونون فقیر مرگ چھالا بچھائے اور بھبوت سراپا ملے ہوئے لنگوٹے باندھے ہوئے
بیٹھے ہین اور زبان پر ان دونون فقیرون کے یا حق یا مرشد یا داتا ہر چہار طرف ہر وقت جاری ہے
غرض جب خواجہ عمرو وہان پہونچے وہ دونون فقیر خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پکارے داتا ہر چہار طرف ظہور ہے تیری
قدرت کا ہے فقیر اسے کہا بچا کہان سے آتا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا داتا جہان سے سب آتے آئے ہین
فقیرون نے باہم کہا معلوم ہوتا ہے یہ لڑکا رموز فقیری سے آگاہ ہے غرض فقرا خوش ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور پوچھنے لگے بابا اب کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے کہا داتا جہان سب جائینگے فقرا یہ کلام عمرو کا
سنکے باہم کہنے لگے کہ جسبات کے ہم تم طالب ہین اب اسکا امتحان بھی کرین کیونکہ اور لڑکے کو یہ لیاقت
کہان ہے جو اسکو حاصل ہے القصہ یہ باتین باہم کرکے وہ دونون فقیر عمرو کے قریب آئے اور عمرو کو بنظر تیز دیکھ
اور قصد عمرو کے پکڑنے کا کیا اسوقت خواجہ عمرو جست کرکے ایک درخت پر چڑھ گئے وہ دونون فقیر متحیر ہوکر
نیچے درخت کے آئے خواجہ عمرو نے درخت پر سے ایک فقیر کی گردن مین حلقہ کمند ڈالا اس فقیر نے چاہا کہ حلقہ کمند کا

گردن سے نکالکر بھاگون لیکن خواجہ نے زور کھینچا حلقہ کمند کا اسکی گردن مین پیوست ہوگیا دوسرے فقیر نے حلقہ
کمند کو تنگ گلے سے کھولنے کا ارادہ کیا عمرو نے درخت پر سے کہا او مردک کیا کرتا ہے فقیر دیگر نے عمرو کی طرف
دیکھا عمرو نے فوراً ایک بیضۂ بیہوشی مارا اور کہا او بیوقوف مجھکو کیون دیکھتا ہے جلد آنکھیں بند کر جس وقت وہ بیضۂ
بیہوشی اس فقیر کی ناک پر پڑا اور ٹوٹا بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی تو وہ فقیر بیہوش ہوکر زمین پر گرا جلد اسکے
خواجہ عمرو نے ذرا حلقہ کمند کو کھینچا وہ فقیر زمین سے کسقدر اونچا ہوا اور لٹک رہا خواجہ عمرو شاخ درخت سے
اس حلقہ کمند باندھکر جلد تر درخت سے اتر آئے اور دونون فقیرون کو خوب مضبوط اسی درخت سے
باندھا اور حلقہ کمند فقیر کی گردن سے نکال لیا بعد تھوڑے جو فقیر بیہوش تھا فقیر دیگر نے بیہوشی سے سنگھایا اس فقیر
کو ہوش آیا اسوقت عمرو نے نعرہ کیا ہم خواجہ عمرو ہین اپنا مخبری فقرا نے کہا خواجہ کیون تمنے ہمارے
تئین باندھا ہے کھولدو ہمکو ہمارے مرشد نے عالم خواب مین بشارت دی تھی کہ خواجہ عمرو تمکو ایکدن
جلد گرفتار کریگا اور فلان راستے سے آئیگا اور عمرو ہوکر آئینگے عمرو تمکو دیکھکر چھوڑیگا بس ہم دونون
تمہارے ہی منتظر تھے اور ہم رہزنی واسطے مقام خیبر کے ہین اور ہم دونون کے نام ابو سعید لشکری و ابو شہاب
خرقہ پوش ہین خواجہ عمرو نے کہا اگر مسلمان ہو اور کلمہ پڑھو تو کھولدین دونون فقیرون نے کلمہ پڑھا
خواجہ عمرو نے کھولدیا دونون فقیرون نے اطاعت خواجہ قبول کی القصہ جب فقیر لب مذکور نے کلمہ پڑھا
اور مطیع خواجہ عمرو ہوئے اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے برادر چلو اور حال حمزہ صاحبقران دریافت
کرین کہ انپر کیا گذری ابو شہاب نے کہا اے خواجہ آپ یہان توقف کرین مین جاکر حال انکا بہت جلد دریافت
کرتا ہون جب تک مین نہ آؤن اسوقت تک آپ ٹھہرینگا عمرو نے کہا اچھا بہتر جاؤ اور خبر انکی تو فقیر کی لاؤ
لیکن جلد آنا دیر نہ لگانا ابو شہاب یہ سنکے روانہ ہوا اور عمرو اسی تکیہ پر ابو سعید کے پاس ٹھہرا ابو سعید
نے آب و طعام پیش خواجہ عمرو حاضر کیا اور خواجہ کو کھلایا اور کچھ میوہ اور ثمر درختون سے توڑکر روبرو
رکھے خواجہ عمرو تخار انتظار کرتے تھے لیکن ابو شہاب جو روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے قریب
ملک [illegible] کے پہونچا اور درمیان راہ مین حمزہ صاحبقران کو اعرابی بیدیکھا اسوقت ابو شہاب نے
اپنی شکل تبدیل کی اور مردمان بہرہ دیکھا مین شامل ہوگیا اور ہمراہ لشکر کرتیت سپر گردان ہوا جب
کرتیت سپر گردان عنقریب ملک رود بار پہونچا تو مرشاہ رود باری کو اس مضمون کی عرضی
لکھی کہ اے بادشاہ ذیجاہ آپ کو معلوم ہو کہ مین حمزہ بن خواجہ عبد المطلب کو بحکم نوشیروان عالیشان
گرفتار کرکے لایا ہون راہ مین اسکا عیار عمرو عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ وہ کچھ نہ
کچھ فتنہ برپا کریگا لہذا امیدوار ہون کہ برائے چندے اپنے قلعہ مین قیدی مذکور کو مقید رکھئے تا وقتیکہ عرضی
مین نے حضور شہنشاہ فلک بارگاہ نوشیروان میں روانہ کی ہے اسکا جواب آئے فقط زیادہ کیا عرض کیا جائے
جب کرتیت عرضی لکھ چکا ایک سوار کو بخدمت تمرشاہ مین روانہ کیا جب وہ [illegible] بخدمت
تمرشاہ [illegible] عرضی [illegible] سوار [illegible] نے بعد [illegible] دعا و ثنا [illegible]
نے عرضی کرتیت [illegible] استقبال کرتیت [illegible]
فوج [illegible] سپر گردان [illegible] حمزہ صاحبقران [illegible]
سپر گردان نے [illegible] گروہ [illegible]

حمزہ صاحبقران سے چڑاتے ہین بعضی حال زار امیر پر توسعت کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ سرکشی کی سزا یہی ہے
قیدی نے نوشیروان سے ارادہ بغاوت کا کیا تھا اکثر مردم جو زیادہ رقیق القلب تھے وہ حمزہ صاحبقران
کو طوق و سلاسل مین گرفتار دیکھ کے اشک آنکھون مین بھر لاتے تھے اور جو لوگ حمزہ صاحبقران
کو دیکھکر ہنستے تھے انسے مخاطب ہو کر [illegible] زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

اے مقیمان تہ چرخ سپہر غدار

بادۂ حسرت دو نوبت زن دشہر دو یار
اسی مکان مین کبھی بہار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت وہان گرم تھا [illegible]
[illegible]
ہین خیابان یہی [illegible]
سینہ [illegible] ہر لب پہ سکوت
گنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ جا عبرت دنیا و اولوالابصار ہے جو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
واہ نیرنگ فلک آج ہین سب انکے اثر
مسکن [illegible] قصہ کا ہے نقش و نگار
قصر کو جلنے دو شہر کو وہان دیکھو
نہ کوئی دوست مونس کوئی غمخوار
ادھر یار وہی جلیل کو آج قید مین گرفتار دیکھکر ذرا ہنسو نہین [illegible]

ہو خرابی مین اگر قیصر سے نہ مردہ ناگوار
رات دن چہلین ہا کرتی تھین [illegible]
واہ کیا تیری تسلی ظریفی مین عز و وقار
چہلین مندلاتی ہین [illegible]
[illegible] آج ہے ہر اک کا مزار
وہ چہلین [illegible] خود آرائی سے

واسطے [illegible] ایسی مسند عزت پر جلوہ فرما تھا آج جفا سے چرخ بے مہر سے سلاسل مین
گرفتار ہے تم اونکے اوپر کا ہنسنا بیجا ہے نہین معلوم تمہاری تقدیر مین کیا لکھا ہے ہمیشہ کسی کی یکسان نہین گذرتی ہے
پس تمکو لازم ہے کہ توبہ کرو اور ایسے جلیل کو قید مین گرفتار دیکھکر خندہ نہ کرو الغرض کرتیت سپرگردان شہر کے
کوچہ و بازار کی سیر کرتا ہوا ہمراہ سرداران مذکور کے دربار عامر شاہ مین اور واسطے سلام کے سر جھکایا عامر شاہ
نے ایک دنگل زرین پر کرتیت سپرگردان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا کرتیت دنگل پر بیٹھا بعد دنگل پر بیٹھنے
کے کرتیت سپرگردان نے اپنے ملازمون سے کہا کہ امیر کو اس دربار مین لے آؤ ملازمان کرتیت سپر
گردان حمزہ صاحبقران دربار عامر شاہ مین لائے امیر با توقیر نے ملاحظہ کیا کہ عامر شاہ تخت
جواہر نگار پر بیٹھا ہے امرا اور پہلوان دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین وزرا بھی موجود ہین دربار مین کرتیت
بھی ایک دنگل زرین پر بیٹھا ہوا ہے ساقی سبز خط نے بحکم شاہ کرتیت سپرگردان کو جام زر ارغوان لاکر دیا ہے
اور کرتیت جام زر پیے رہا ہے غرض بعد دیکھنے آراستگی دربار کے فوراً حمزہ صاحبقران نے اس دربار مین
جو اعلی اور ادنی تھے انسے مخاطب ہو کر کہا السلام علیکم بعد سلام کرنے کے فرمایا سلام میرا اس شخص پر ہو
جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جب حمزہ صاحبقران نے سلام کیا اہل دربار نے کہا اے کمبخت
غضب کیا تو نے ہمارے سامنے خدا نادیدہ کا نام لیا دل یہ چاہتا ہے کہ تجکو قتل کرین عامر شاہ نے اہل دربار سے
کہا یہ شخص بیچارہ گنہگار ہے اسکی قتل کا نوشیروان ذی وقار کو اختیار ہے اگر اسکی زبان پر چند بار اسے نادیدہ
کا نام جاری ہوا تو خیر کچھ نہ کہو عامر شاہ ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا ناگاہ دار العمارہ شاہی مین ایک
شور ہوا بعضے اہل دربار پیشوائی کو گئے اکثر نامدار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے حمزہ صاحبقران بھی
دیکھنے لگے کہ یہ کیا سبب ہے وہ بارگاہ کا [illegible] اور شاہزادہ نہایت حسین و جمیل و بہادر لباس شاہانہ پہنے ہوئے
اسلحہ لگائے ہوئے برآمد ہوا اور پہلوے تخت عامر شاہ مین کرسی جواہر نگار پر شاہ کو تسلیم کر کے بیٹھا
کرتیت نے شاہزادہ کو سلام کیا واضح ہو کہ یہ شاہزادہ بیٹا عامر شاہ رودباری کا ہے اور نام اسکا سیف
ذو الیدین ہے اور نہایت عقیل و فہیم ہے اور اکثر علوم سے ماہر ہے اور فن سپہ گری اور پہلوانی مین بھی مہارت کامل

رکھتا ہے الغرض جب شاہزادۂ مذکور کرسی جواہر نگار پر بیٹھا جب ایک ہوے کہ شاہزادے نے پوچھا آج دربار میں کیا ہنگامہ
ہے کرتیت سپہر گردان نے حال حمزۂ صاحبقران کے گرفتار کرنے کا مفصل عرض کیا جسوقت اس
شاہزادی نے حال امیر کی دلیری کا سنا اسوقت جانب امیر باتوقیر جو نظر کی دیکھا ایک مرد کا وجیہ جسکا سینہ فراخ ہے اور
پیشانی بلند ہے اور علاوہ اسکے شعر قیافہ سے ظاہر ہے ایا شود بہ جبین منور سے ظاہر ہے نور ہے لیکن طوق و سلاسل میں گرفتار
ساتھ کھڑا ہے بہت سے آدمیون کا اسپر پہرا ہے مگر ذرا بھی اسکو ہراس نہیں ہے شاہزادہ امیر کو دیکھتے ہی شیدا ہوگیا
اور کہا اے امیر افسوس ناحق آپ نے شہریار سے سرکشی کی اگر سرکشی نکرتے تو کرتیت سپہر گردان کیون
آپ کو میدان جنگ سے گرفتار کر لاتا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ اس نامرد نے مجھکو بہ مردی زیر نہیں کیا
بلکہ عالم خواب میں اپنے ایک عیار سے بیہوشی و مدہوش کراکے پکڑ منگایا اور پھر اسی عالم بیہوشی میں مجھکو قید کر لیا
ہے شاہزادے نے گفتگوے امیر سنکے کرتیت سے پوچھا اے کرتیت امیر جو کہتے ہیں یہ سچ ہے کرتیت
نے عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار اصل تو یہ ہے کہ یہ بہادر مجھسے زور و قوت میں سبقت لے گیا تھا اور مجھ
اسنے زیر کیا تھا میں نے بلیس عیار کو بھیجکر اسکو بہ دزدی منگایا اور گرفتار کرکے یہان لایا امیر سچ کہتے ہیں
شاہزادے نے حال گرفتاری امیر سنکے کرتیت سپہر گردان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا تو نے بڑی نامردی
کی خلاف مردی و مردانگی کے تو نے یہ حرکت کی بہادران کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ مکاری اور عیاری سے اپنے
حریف کو گرفتار کریں شاہزادۂ مذکور کرتیت سپہر گردان سے یہ کہکر حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوا
کہنے لگا اے امیر میں تمہاری گرفتاری کا حال سنکر اب میں تمکو رہا کرتا ہون اور تم سے کشتی لڑتا ہون
اگر میں زیر ہو جاؤنگا تو دین اسلام قبول کرونگا اور اگر میں آپکو زیر کرونگا تو اپنا ساقی بناؤنگا حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا اے شاہزادۂ عالیجاہ جو شرط تمنے کی ہے مجھکو بھی بخوشی خاطر منظور ہے شاہزادہ سیف
ذوالیدین نے حکم کیا کہ جلد حداد آئین اور امیر کی بیڑیون اور ہتھکڑیون وغیرہ کو کاٹین جسوقت
امیر باتوقیر نے یہ سنا کہ شاہزادے نے حداد کو طلب کیا ہے اسوقت حمزۂ صاحبقران میں جوش شجاعت آگیا
اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا کرتیت سپہر گردان تو بوجہ ملامت کرنے شاہزادہ
کے سر جھکائے اور آنکھیں نیچی کیے بیٹھا رہا لیکن سیف ذوالیدین نے جو دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران نے
ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ توڑ کر پھینکدین یہ زور و قوت امیر کی مشاہدہ کرکے اور زیادہ امیر باتوقیر پر فریفتہ
ہوا کیونکہ بہادر کی قدر بہادر ہی خوب کرتا ہے غرض سیف ذوالیدین اپنی جگہ سے اٹھا اور پاس امیر کے
آیا اور کہنے لگا اے امیر اب آپ ایک دو روز یہان بہ راحت و آرام بسر کریں پھر مجھسے کشتی لڑیےگا امیر
نے فرمایا میں آج ہی کشتی لڑونگا اور تمسے ہرگز مقابلہ کرونگا آخر بمجبوری شاہزادہ سیف ذوالیدین
نے اپنے اسلحے طلب کرکے زیب جسم کیے پھر حمزۂ صاحبقران کے واسطے بھی اسلحے منگواکر
دیے امیر نے بھی زرہ پہنی اور خود سر پر رکھا تلوار کمر سے لگائی نیزہ ہاتھ میں لیا جب حمزۂ
صاحبقران ہتھیار لگا چکے سیف ذوالیدین امیر باتوقیر کو لیکر ایک میدان وسیع میں آیا اسوقت اسمین
میں ہزار ہا کرسیان جواہر نگار بچھ گئین اور چارجانب اس میدان کے دنگل بچھ گئے اور فرش
ہوگیا جملہ امرا اور وزرا اور پہلوانان عامرشاہ آکر بیٹھ گئے اور کرتیت سپہر گردان بھی آیا اور خود
عامرشاہ بھی ایک تخت پر رونق افزا ہوا اسوقت ایک مرکب شاہزادے نے حمزۂ صاحبقران کو دیا دیا

ایک اسپ پر خود سوار ہوا جب حمزہ صاحبقران بھی گھوڑے پر سوار ہو چکا اور مقابل سیف ذوالیدین آئے
اُسوقت سیف ذوالیدین نے بصد قوت لگاور لگائی لیکن گھوڑا سیف ذوالیدین کا سات قدم پیچھے
ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پسپا ہوا سیف ذوالیدین کو غصہ آیا اور گھوڑے کو رانون میں
داب کے حمزہ صاحبقران کے مقابل آیا اور نیزہ اُٹھا کر سینہ امیر پر مارا امیر نے نیزۂ سیف ذوالیدین کو
نیزے پر روکا اور بعد ایک لمحے کے سیف کے ہاتھ سے نیزہ لگا لیا سیف نے از قہر و غضب تلوار کھینچی اور امیر کے فرق کے
سر پر لگائی امیر نے سپر پر تلوار کو روکا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے سیف کو چاندی سیف تو خشمناک ہوا اور گھوڑے
دوڑا کر نزدیک حمزہ صاحبقران کے اُسکے خیال میں آیا کہ اب حمزہ صاحبقران کو فرو زخمی کرونگا لیکن
جب سیف نے شمشیر لگائی حمزہ صاحبقران نے بفن سپہ گری تلوار کو [illegible] مگر سیف نے کمر بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا سیف نے کمر امیر میں ہاتھ ڈالا اور اسدرجہ دونون پہلوانون نے زور کیا
کہ آخر دونون گھوڑے سے زمین پر بیٹھ گئے اُسوقت دونون دلاور کشتی لڑنے لگے اور ہنر اپنے پہلوانی
ظاہر کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے امیر با تدبیر نے ایک پیچ ایسا کیا کہ سیف نیچے آیا اُسوقت حمزہ
صاحبقران نے سیف کے توڑا کمر بند فولادی کا پکڑ کر آپ نے زور کیا کہ زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور پھر
زمین پر پٹک کر چھاتی پر سیف کی بیٹھ گئے اور کہا کہ اے سیف ذوالیدین اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام بموجب
شرط و دانت قبول کرو گے یا نہیں سیف ذوالیدین نے کہا آپ مجھکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا
شاہزادہ سیف ذوالیدین صدق دل سے روبرو کرتیت سپرگردان مسلمان ہوا جسقدر کہ
پہلوان وغیرہ بیٹھے تھے امیر کی قوت اور زور دیکھکر متحیر ہوئے امیر با توقیر سینہ سیف سے اُٹھے اور کرتیت
سپرگردان کے قریب آ کر فرمانے لگے کہ اے کرتیت سپرگردان دین اسلام قبول کرو ورنہ اسوقت میں
تجکو ہلاک کرونگا کرتیت سپرگردان اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ حمزہ صاحبقران سے
صاحب اقبال ہونگے میں کسی طرح [illegible] نہیں اور دین اسلام بھی سب دینون کا اچھا ہے یہ خیال کرکے کرتیت
بھی کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا اور بعض راوی اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جب امیر نے
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر کرتیت سپرگردان سے مقابلہ کیا تھا وہ نزدیک تھا جبھی
کرتیت مع اپنے لشکریون کے مسلمان ہو گیا تھا لیکن چیت لنفر آج سوار اور [illegible] عیار بھاگ کر دائن
پہونچے تھے اور نوشیروان کو کرتیت کے مسلمان ہونے سے آگاہی دی تھی اور نوشیروان
نے بختک سے تدبیر گرفتاری امیر پوچھی تھی بختک نے خنابر نمدپوش اور کرکس ساسانی اور
بلیدن جاسوس وغیرہ کو بہر گرفتاری حمزہ صاحبقران بھیجا تھا اور عیاران مذکور آ گئے تھے اور امیر
اور خواجہ عمرو کو ایک باغ سے بیہوش کر کے اور گرفتار کر کے ملک رودبار کی جانب لیچلے تھے اثنائے
راہ میں خواجہ عمرو عیاری مردے کی کر کے رہا ہو گئے تھے اور عیاران مسطورالصدر کو ملک رودبار میں لائے
تھے سیف ذوالیدین سے مقابلہ ہوا سیف ذوالیدین زیر ہو کر مسلمان ہوا جیسا کہ قبل اسکے مفصل لکھا
گیا القصہ [illegible] نے سیف ذوالیدین کے مادر شاہ بوجہ الفت فرزندی سے کے [illegible] ہوا
اور امیر با توقیر [illegible] میدان ندم سے مع اپنے فرزند کے دار الامارۂ شاہی میں لے گیا اور [illegible]
کر تخت [illegible] سبھی امیر نے فرمایا تخت و تاج تمہارا تمہیں کو مبارک ہو [illegible]

ایک سپاہی ہوں مجھکو سلطنت کی خواہش نہیں علاوہ اسکے مجھکو بھی جہاد کرنا ہے تخت سلطنت پر بیٹھنا منظور نہیں یہ عامر شاہ
گفتگو سے حمزۂ صاحبقران سنکے خوش ہوا اور امیر کو دربار میں دنگل زرین اپنے قریب بٹھایا اور بڑی تکلف
سے دعوت امیر باتوقیر کی کی در شب بھر بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو گایا کیں جب صبح ہوئی
اور عامر شاہ تخت پر بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران دنگل زر پر بیٹھے اسوقت حمزۂ صاحبقران کے حکم سے تمام شہر میں
منادی نے ندا کی کہ جو خاص و عام مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرے وہ ملک رودبار میں رہے اور جو شخص دین
اسلام نہ قبول کرے وہ اس ملک سے نکل جائے اور کہیں سکونت اختیار کرے بمجرد سننے اس حکم کے
جملہ خاص و عام مسلمان ہوئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے ملک رودبار میں جسقدر بتکدے تھے کھدوا ڈالے
اور حکم دیا کہ مسجدیں بنائی جائیں اور مسجدوں میں خاص و عام نمازیں پڑھیں ابو شہاب یہ جملہ حالات دیکھکر اور دریافت
کرکے ملک رودبار سے چلا اور تکیہ پر پہونچکے خواجہ عمرو کو کل احوال سے اطلاع دی خواجہ عمرو
خوش ہو کر تکیہ سے چلے اور حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کو برادر
الملک گلے سے لگایا اور تلبیس عیار آپکے جملہ حشر گردنیان کی کیفیت دیکھکر ملک رودبار سے جانب مدائن
چلے تاکہ نوشیروان کو کل احوال سے اطلاع دیں عیار خدمت نوشیروان میں جاتے ہیں انکا حال پھر بیان
کیا جائیگا لیکن اب حال امیر باتوقیر کا لکھا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران نے بعد کئی روز کے
خواجہ عمرو اور زرتشت سپہ گردان اور شہزادہ سیف ذوالیدین اور عامر شاہ کو مع فوج و لشکر
کے اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ وزیر کے حوالے کر کے جانب خانۂ کعبہ چلے اور قطع منازل اور طے مراحل کرکے خانۂ کعبہ
میں پہونچے یہاں خواجہ عبد المطلب جدائی حمزۂ صاحبقران میں نہایت متردد و پریشان تھے جسوقت
حمزۂ صاحبقران کعبہ میں پہونچے خواجہ عبد المطلب حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے
اور سینے سے لگا کر پیشانی کا پیار سے بزرگانہ بوسہ لیا جملہ رفقاے امیر باتوقیر بھی امیر سے ملکر خوش ہوئے
حمزۂ صاحبقران نے اپنے والد ماجد اور اپنے رفقاء تمام اپنی سرگزشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی خواجہ
عبد المطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدۂ شکر خدا کیا پھر امیر باتوقیر بہ راحت و آرام رہنے لگے ایک روز امیر
بازار میں برائے سیر بہمراہی رفقا تشریف لے گئے اتفاق سے ایک کمانگر کی دکان کی طرف سے امیر باتوقیر
کا گذر ہوا امیر باتوقیر نے اس کمانگر سے پوچھا تیرے پاس کچھ کمانیں ہیں اسنے عرض کیا میں حاضر
کرتا ہوں یہ کہکر کمانگر نے بہت سی کمانیں امیر کے روبرو لاکر رکھدیں امیر نے جس کمان کو اٹھاکے
کھینچا وہ کمان ٹوٹ گئی یہانتک کہ کوئی کمان ثابت نہ رہی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے اس کمانگر
سے فرمایا ان کمانوں کی قیمت مجھسے لے اور اگر کوئی اور کمان تحفہ ہو تو مجھکو لاکر دکھلا دے اگر میرے موافق
مرضی کے ہوگی تو میں اسکی قیمت دینے سے دونگا ورنہ دیکھ کے دیدونگا کمانگر یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران سنکے
اپنے گھر میں گیا اور ایک کمان لیکر اندر سے آیا اور حمزۂ صاحبقران کو دی امیر باتوقیر اس کمان کو دیکھتے ہی ازحد خوش
ہوئے کیونکہ اس کمان کے ہر گوشہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کا لکھا تھا اور وجہ ہر گوشہ پر نام لکھے ہوئے ہونے
کی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس کی وہ کمان بنائی ہوئی تھی اور یہی کمان طوس
پہلوان ایران شاگرد رستم کے پاس تھی اور حضرت صالح پیغمبر کے مزار سے دستیاب ہوئی تھی غرض
امیر باتوقیر نے نہایت خوش ہو کر اس کی قیمت سو اشرفیاں اس کمانگر کو دیں کمانگر اسقدر نعمت پاکر

فولادی آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے چار آئینون کو کسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے رسالے سوار ہونے
لگے اور پلٹنین بیرون کی مسلح ہوگئین نعمان بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوا نشان لشکر بڑھا
ڈنکے پر چوب لگی کوس سفر فوج بجا قرنا چینکی باجے پلٹنون مین بجے پرچم علمون کے کھلے سواران چلنے لگے
دو ولاوران زرہ پوش بحکم نعمان بہ امید گرفتاری حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے نعمان بعد گرد فوج
اسّی ہزار فوج سے زیادہ لیکر مدائن سے جانب کعبہ روانہ ہوا راوی لکھتا ہے کہ بعد روانہ ہونے نعمان بن
منذر شاہ یمنی کے یہ خبر خواجہ بزرجمہر نے سنی کہ نعمان بہ امید گرفتاری حمزۂ صاحبقران بحکم
نوشیروان مع فوج گران روانہ ہوا ہے خواجہ بزرجمہر کو تردد ہوا فوراً خواجہ بزرجمہر نے حال طالع
حمزۂ صاحبقران کتاب سے دریافت کیا کہ فی الحال حمزۂ صاحبقران نعمان بن منذر شاہ پر فتح پاوینگے یا نہین
بعد فکر و غور کے یہ ثابت ہوا کہ اگر اندنون امیر نعمان سے مقابلہ کرینگے تو فتح نہ پاوینگے تھوڑے دن امیر پر
سختی مین لیکن اگر سفر کرین اور قلعۂ زمرد مین جاکر مقیم ہون تو بہتر ہے کہ وہ جگہ واسطے آنکے مبارک ہے اور بعد
گذرنے ایام نحس کے نعمان سے مقابلہ کرین تو انشاء اللہ نعمان پر غالب ہونگے خواجہ بزرجمہر نے کل حال
کتاب سے دریافت کرکے ایک نامہ خواجہ عبد المطلب کو اس مضمون کا لکھا نامہ سے [illegible] گلشن
وفاق و کدیور حدیقۂ اتفاق دوست صادق محب واثق مالک چشمۂ زمزم رئیس و حافظ خانۂ کعبہ اکرم بندہ برگزیدہ
پروردگار مہربان خواجہ عبد المطلب عالی وقار زاد لطفہٗ و عنایتہٗ ۔ بعد سلام کہ شیوۂ صاحبان اسلام ہے
واضح ہو کہ ایک پہلوان زبردست یعنے نعمان بن منذر شاہ بعد از جمعیت اسّی ہزار سوار و پیادہ کے
خانہ کعبہ کی طرف بحکم نوشیروان اس ارادے سے روانہ ہوا ہے کہ دشمنان امیر کو گزند پہونچاوے اور حمزۂ
صاحبقران کے دشمنون کو گرفتار کرکے مدائن مین لے آئے چونکہ مین نے بپاس خاطر و بہبودی امیر طالع نامہ
دیکھا تھا اور کتاب مین بھی دیکھا تھا بعد فکر و غور کے یہ حکم واسطے بہتری کے نکالا ہے اور تمکو یہ احقر العباد آگاہ
آگاہ کرتا ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ محبت شمامہ کے حمزۂ صاحبقران کو طرف قلعۂ زمرد کے بھیجنا ہرگز
تاخیر نہ کرنا ورنہ نعمان مذکور سے جنگ و [illegible] امیر کو صدمہ سخت پہونچیگا لیکن جب ایک دو لڑائیان نعمان
سے ہو چلے اگر اسوقت امیر مقابلہ کرین تو فتح پاوینگے فقط زیادہ والسلام بعد لکھنے نامۂ مذکور کے خواجہ
بزرجمہر نے ابو الخیر لامکانی قزاق کو کہ انکی خدمت مین رہتا ہے نامۂ مسطور حوالہ کیا اور ارشاد کیا
کہ بہت جلد اس نامہ کو جناب عبد المطلب کے پاس لیجا خبردار کہین راہ مین توقف نہ کرنا ابو الخیر نامہ
لیکر روانہ ہوا اور [illegible] دیکھو نعمان بن منذر شاہ سے کعبہ مین بعجلت پہونچا کیونکہ نعمان منزل بہ منزل ٹھہرتا ہوا
آتا ہے اور راہ مین اکثر شکار کھیلتا ہے اکثر صحراے سبزہ زار مین دو دو روز واسطے شکار کے توقف کرتا ہے
اور واسطے لشکر کے تھمنے سے اور قزاق کے تیز چلنے سے فرق بھی ہے غرض ابو الخیر مع الخیر بعد
قطع مسافت راہ خدمت خواجہ عبد المطلب مین وقت سحر پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہے امیر بالوقار
زرنگار کرسی پر بیٹھے ہین اور سرداران نامدار بھی علے قدر مراتب متناسب کرسیون اور ڈنگلون پر بیٹھے ہین خواجہ
عبد المطلب ایک چوکی پر تشریف رکھتے ہین تسبیح ہاتھ مین ہے ذکر خدا لب پر ہے ابو الخیر نے بعد
بجا لانے آداب و تسلیمات کے نامہ خواجہ بزرجمہر کا خواجہ عبد المطلب کو دیا خواجہ عبد المطلب
نے حرف بحرف پڑھا اور ابو الخیر کو بصد مہربانی اور بندہ پروری کے بٹھایا اور خلعت عنایت فرمایا اور جواب

نامہ یہ لکھا نامہ خواجہ عبدالمطلب ازعندلیب خوش نوائے گلشن الفت و طوطی خوش الحان بوستان
محبت عیسیٰ چرخ عطوفت ارسطو حکمت بقراط فطرت زاد اشفاقہ بعد پیشکش کرنے ہدیہ گلدستہ سلام کے مدعا
نگار ہوں کہ الطاف نامہ آپ کا پہونچا مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی جس طرح آپ نے ازراہ محبت و حکمت
تحریر کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح عمل میں آئیگا کبھی خلاف آپکی رضا کے یہ خاکسار ذرہ بھر مقدار نہ کرے گا
زیادہ والسلام یہ نامہ خواجہ عبدالمطلب نے تحریر فرماکر اور اپنی مہر کر کے اور پیچیدہ اور ملفوف کر کے
ابوالخیر قزاق کو دیا ابوالخیر نامہ لیکر اور تسلیم کر کے جانب ملک مدائن روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمطلب
نے حمزۂ صاحبقران کو تنہائی میں طلب کیا دست شفقت سر پر پھیرا اور پیشانی کا بوسہ لیا اور نامہ خواجہ
بزرجمہر امیر کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ بزرجمہر بخوبی تمام پڑھا اور اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ خواجہ
بزرجمہر ایک مرد دیندار اور برگزیدۂ خدا ہیں اور میرے بزرگ ہیں آنکا حکم مجھے بجالانا واجب و لازم ہے اور برخلاف
انکے ارشاد کے کوئی کام کرنا عقل سے بعید ہے کیونکہ جناب نے میری بہتری اور بہبودی کے واسطے یہ نامہ آپ کو
لکھا ہے ورنہ انکو کچھ ضرورت نامہ لکھنے کی نہ تھی خواجہ عبدالمطلب گفتگو اپنے فرزند نیک کردار کی سنکے بہت
خوش ہوئے اور بند کرنے سے آزاد ہوئے لیکن خیال کرنے لگے کہ اگر عمرو بن امیہ ضمری کہ نہایت ہی شوخ
و شریر ہے شیطان بھی اس سے بھاگتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اس راز سے آگاہ ہوگا تو میرے فرزند کو ضرور کبھی قلعۂ
زنجیروں کی جانب جانے نہ دیگا اور کہیگا کہ اسپر باوجود اس زور و قوت کے نعمان پہلوان کے خوف
سے بھاگے جاتے ہو کیسے بہادر ہو تمکو لازم نہیں ہے کہ ادنیٰ پہلوان کے ڈر سے قلعہ بند ہو پس
فرزند میرا حمزہ عمرو کی طعن آمیز گفتگو سنکے نعمان سے مقابلہ کریگا اور اپنی جان گنوائیگا غرض خواجہ
عبدالمطلب نے تھوڑی سی بیہوشی منگوا کر اور خواجہ عباس اپنے دوسرے فرزند دلبند کو وہ بیہوشی مرحمت
کر کے فرمایا کہ اے فرزند تم عمرو کو یہ بیہوشی ملا کر کھانا کھلاؤ جب بیہوش ہوجائے تو اسکو ایک مکان میں
بند کر کے قفل لگا دو کہ اس میں ایک مصلحت ہے خواجہ عباس اپنے والد ماجد سے وہ بیہوشی لیکر آئے
اور اپنے مکان میں بیہوشی آمیز کھانا تیار کرایا اور خواجہ عمرو کو بلا کر کہا کہ خواجہ آج ہمارے یہاں کھانا کھاؤ
ہماری آرزو بر لاؤ خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ یہ میرے دوست ہیں ان سے کسی طرح دشمنی نہیں ہے اور
مفت کھانا کھلانے کو ملتا ہے انکار نہ کرنا چاہیے اور بلا توقف چلکر غذائے لطیف کھانا چاہیے یہ سوچ کر عمرو
نے کہا اچھا کھانا لائیے بندہ کو کھلائیے خواجہ عباس نے خواجہ عمرو کے ہاتھ دھولائے اغذیہ
لطیف انواع و اقسام کی روبرو خواجہ عمرو کے لائے دسترخوان بچھایا جملہ قسم کا کھانا دسترخوان پر
بصد تکلف رکھا عمرو نے خواجہ عباس سے کہا تم بھی کھانا کھاؤ خواجہ عباس نے انکار کیا اور کہا
میرا اسوقت دل کھانا کھانے کو نہیں چاہتا ہے آخر خواجہ عمرو نے خوش ہو کر طعام بخوبی تمام سیر ہو کر کھایا
آب سرد پیا یکایک خواجہ عمرو کے سر میں درد شروع ہوا متحیر ہو کر اٹھے فوراً زمین پر گر کر بیہوش ہو
خواجہ عباس نے بموجب ارشاد والد ایک حجرہ میں بند کیا اور قفل دروازہ میں لگا دیا اور اپنے والد کو
عمرو کے بیہوش کرنے سے اطلاع دی خواجہ عبدالمطلب نے اسی وقت حمزۂ صاحبقران سے
فرمایا کہ نور نظر پارہ جگر چلو کہ یہ وقت سعید اور مبارک ہے امیر باتوقیر بموجب ارشاد والا بنیاد اپنے والد کے
اسی دم مع سرداران نامدار ذی وقار مرکبوں پر سوار ہو بارہ ہزار لڑکے اور مقبل وفادار اور جملہ پیادہ و سوار

بعد ازاں جانب قلعہ زنجرود کوچ فرمایا اور شاہانہ بارگاہ اور قیام کا قبل روانگی کے ہمراہی کرتیت سپیر گردان روانہ
کیا خواجہ عبد المطلب بھی ہمراہ کرتیت سپیر گردان کے تشریف لے گئے غرض بعد قطع راہ خواجہ
عبد المطلب جب قلعہ زنجرود پہونچے اور مقیم ہوئے اور فریدون شاہ زنجرودی کو خبر پہونچی کہ ایک
لشکر کثیر کہ جس میں بڑے بڑے جرار و بہادر ہیں میرے قلعہ کی طرف آتا ہے پس اُسی وقت اپنے افسران
فوج کو حکم تیاری جنگ کا دیا اور اپنے وزیر خوش تدبیر کو برائے دریافت حال روانہ کیا تاکہ معلوم ہو جائے
کہ کون غنیم میرے قلعہ کی طرف آتا ہے جب وزیر مذکور قلعہ سے نکل کر تھوڑی دور آگے بڑھا دیکھا کہ بارگاہیں
اور خیام برپا ہیں فوج اتری ہے خواجہ عبد المطلب بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں جب خواجہ عبد المطلب
کو خبر ہوئی کہ وزیر فریدون شاہ آیا ہے خواجہ عبد المطلب نے کرتیت سپیر گردان کو واسطے استقبال
کے بھیجا کرتیت سپیر گردان مع تھوڑے سواروں کے چند قدم آگے بڑھا اور وزیر کا استقبال
کر کے بعد عزت و حرمت خدمت خواجہ عبد المطلب میں لے آیا وزیر نے خواجہ عبد المطلب کو بصد
ادب سلام کیا خواجہ عبد المطلب نے وزیر کو اپنے قریب بصد لطف بٹھایا ناگاہ حمزہ صاحبقران بھی
مع جملہ سرداران نامدار وغیرہ تشریف لائے لشکر کو خیام میں فروکش ہونے کا حکم دیا اور آپ مع سیف
ذو الیدین و عامر شاہ رودباری بارگاہ میں تشریف لائے اور روبرو اپنے والد ماجد کے بیٹھے
بعد بیٹھنے حمزہ صاحبقران کے وزیر نے خواجہ عبد المطلب سے بعد آداب استفسار کیا کہ آپ یہاں
کس واسطے تشریف لائے ہیں ہمارے بادشاہ عالی جاہ نے مجھکو واسطے دریافت حال کے یہاں بھیجا ہے
خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہ اے وزیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ ہمارے ایک مہربان ہیں کہ اُنکا نام خواجہ بزرجمہر ہے
اُنھوں نے مجھکو بذریعہ نامہ اطلاع دی تھی کہ نعمان بن منذر شاہ تمھارے فرزند کے گرفتار کرنے
کے واسطے آتا ہے چونکہ زمین قلعہ زنجرود تمھارے قیام کے واسطے فی الحال مبارک ہے لہذا مناسب ہے کہ
تم اپنے فرزند کو لیکر زمین قلعہ زنجرود پر جا کر قیام کرو پس میں اس فرزند کو لیکر بموجب تاکید مہربان
مذکور کے یہاں آیا ہوں مجھکو تمھارے شاہ سے لڑنا منظور نہیں ہے وزیر فریدون شاہ نے حمزہ
صاحبقران کی وہ شان شوکت کہ اپنے بادشاہ کے رعب اور دبدبہ اور سطوت و صولت کی کچھ حقیقت
آگے اسکے نہ تھی القصہ وزیر فریدون شاہ خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہوا اور
قطع راہ کر کے اپنے بادشاہ کی خدمت میں آیا اور کل حال بیان اور تعریف امیر کی بدرجہ کمال
کی فریدون شاہ زنجرودی نے جو تعریف حمزہ صاحبقران کی اپنے وزیر سے سنی حمزہ صاحبقران
کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا اور اُسی وقت وزیر سے کہا کہ جلد جا کر خواجہ عبد المطلب اور
اُنکے فرزند کو ہمارے پاس بہ عزت و توقیر لے آ اگر خواجہ عبد المطلب یہاں تشریف لانے
میں کچھ تامل کریں تو کہنا کہ بادشاہ ہمارا آپ صاحبوں کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہے آپ اندر قلعہ کے
تشریف لے چلیے کسی طرح کا تردد نہ کیجیے وزیر بحکم فریدون شاہ زنجرودی فوراً قلعہ سے روانہ ہوا جب
خبر وزیر کے آنے کی خواجہ عبد المطلب اور حمزہ صاحبقران نے سنی چند سردار واسطے استقبال کے
روانہ کیے جب وزیر مذکور خدمت خواجہ عبد المطلب میں حاضر ہوا بعد بجا لانے شرائط آداب
و تسلیم کے پیام فریدون شاہ زنجرودی کا پہونچایا خواجہ عبد المطلب مع حمزہ صاحبقران اور

چند سرداران والا اور ہمراہ اُس وزیر کے مرکبوں پر سوار ہو کر بعد شان و شوکت کے چلے جسوقت اندر قلعہ
کے تشریف لائے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت وسیع ہی اور نہایت مضبوط و مستحکم ہی اندر قلعہ کے رعایا آباد ہی کہ جن کا مکین
مثل عروس شب اول کے مزین ہیں اشیاء نفیس و نادر دکانوں پر ہیں دکاندار دکانوں پر بیٹھے ہیں خریداروں کا
ہجوم ہی عورتیں اور مرد حسین اور خلیق صدہا عورتیں سر راہ کمروں کے دروازوں پر پردے
اور چلمنیں ڈالکر ہماری سواری کے دیکھنے کے واسطے بیٹھی ہیں اور ہزارہا مردمان قلعہ بھی واسطے دیکھنے ہماری
سواری کے فراہم ہیں خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران کیفیت دیکھتے ہوئے دار العلم رہ شاہی
میں آئے وہاں دیکھا جملہ امرا اور رؤسا وزیر و مشیر حاضر ہیں اور کئی ہزار افسران فوج اور پہلوانان
زبردست و قوی ہیکل علی قدر مراتب و مناسب کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہیں اور
تخت طلائی منقش جواہر نگار مرصع کار پر فریدون شاہ زمرودی بیٹھا ہے جسوقت خواجہ
عبدالمطلب دربار فریدون شاہ میں مع حمزہ صاحبقران اور سرداران اور بہوشنگ کے بحکم فریدون
شاہ جملہ امیر و وزیر اور پہلوانان نے نظر واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے فریدون شاہ بھی کرسی زر
اپنے تخت سی برائے تعظیم اُٹھا بعد اسکے بحکم فریدون شاہ ایک کرسی جواہر نگار فوراً قریب تخت بچھائی
گئی فریدون شاہ نے اول خواجہ عبدالمطلب کو دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا پھر اپنے قریب کرسی پر
امیر باتوقیر کو بیٹھنے کو فرمایا اور سرداران حمزہ صاحبقران کو بھی موافق اُنکی لیاقت کے دنگلوں
پر بیٹھنے کو فرمایا جب خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران بیٹھ چکے اُس وقت جملہ حاضرین دربار
اپنی اپنی کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے بعد بیٹھنے خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران کے فریدون
شاہ زمرودی نے بعد مزاج پرسی کے احوال پوچھا خواجہ عبدالمطلب نے سارا حال نوشیروان
کی خفگی کا بوجہ قتل کرنے طاہر عادی اور مطاہر عادی کے اور بھیجنا کرشت سپرگردان
کا اور بعد اسکے روانہ کرنا نعمان بن منظر شاہ یمنی کا اور حال خواجہ بزرجمہر کے نامہ کا
مفصل بیان کیا فریدون شاہ زمرودی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک سنکے حمزہ صاحبقران
کے چہرۂ انور پر نظر کی کہ اسی لڑکے نے یہ جرات اور بہادری کی ہی فریدون شاہ نے جو بغور رخ حمزہ
دیکھا ایسا رعب صاحبقرانی اسپر چھایا کہ کانپنے لگا اور فوراً اپنی شمشیر آبدار حمزہ صاحبقران کو
بصد خوشی دی اور خواجہ عبدالمطلب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے آپ کے پسر کو اپنا فرزند کیا
راوی بیان کرتا ہی کہ اُس ملک اور اُس تمام کا یہ قاعدہ ہی کہ جو شہزادہ ولیعہد ہوتا ہی وہ تلوار اپنے باپ سے
پاکر سر پر اپنے پس پشت تخت کھڑا ہوتا ہی اور تلوار کھینچ لیتا ہی چنانچہ رواج قدیمہ کے موافق فریدون
شاہ نے بھی کھینچکر حمزہ صاحبقران کو دی ہی اور بعدہ ولیعہدی مقرر کیا ہی جس وقت یہ حال خواجہ
عبدالمطلب نے دیکھا حمزہ صاحبقران سے فرمایا کہ اے فرزند فریدون شاہ نے اپنا
ولیعہد کیا ہی تمکو لازم کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی نکرنا امیر نے عرض کیا انشاءاللہ جس طرح آپنے
فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر حمزہ صاحبقران وہی تلوار کھینچکر پس پشت تخت فریدون شاہ کھڑے
ہوئے دربار میں شور مبارکبادی بلند ہوا اور ہر ایک امیر و وزیر وغیرہ نے ولیعہد ہونے کی حمزہ صاحبقران
کو نذر دی بعد ولیعہد ہونے حمزہ صاحبقران کے خواجہ عبدالمطلب فریدون شاہ سے رخصت ہوئے

فریدون شاہ نے بمجبوری خواجہ عبدالمطلب کو بصد اعزاز رخصت کیا لیکن جب خواجہ عبدالمطلب اپنی
بارگاہ مین آکر فروکش ہوئے فریدون شاہ نے اسوقت سامان دعوت ضیافت بھیجا وزیر خوش تدبیر
خدمت خواجہ عبدالمطلب مین مع سامان دعوت حاضر ہوا خواجہ عبدالمطلب کی تو فریدون شاہ نے
دعوت کی ہے اور خواجہ عبدالمطلب اپنی بارگاہ مین اور حمزہ صاحبقران قلعہ زمجرود مین ہین لیکن اب
حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کی بیہوشی دفع ہوئی اور آنکھ کھلی اور ہوش آیا دیکھ
کر مین ایک کوٹھری مین پڑا ہون یہ حال دیکھ کے خواجہ عمرو گھبرا کر اٹھے اور قریب در حجرہ آئے دیکھا در
حجرہ مقفل ہے اسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ خواجہ عباس نے طعام دعوت کھلا کر مجھے عداوت
کی مجھکو کوٹھری مین بند کر دیا اور دروازے مین قفل لگا دیا مجھکو یہ امید خواجہ عباس کی ذات سے نہ تھی نہین معلوم
اس مین کیا مصلحت تھی خیر اب کسی طرح سے اس کوٹھری سے نکلنا چاہئے یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے
چول دروازہ کی اٹھا کر دروازہ کو علیحدہ کر کے کوٹھری سے باہر نکلے اور مکان امیر باتوقیر پر آئے لیکن حمزہ
صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب اور لشکر کو نہ دیکھا اسوقت خواجہ عمرو نہایت متفکر و متردد ہوئے جب
ساکنان کعبہ سے حال حمزہ صاحبقران کا پوچھا معلوم کہ سب جانب قلعہ زمجرود گئے ہین خواجہ عمرو یہ حال
سنتے فی الفور جانب قلعہ زمجرود دوڑتے تمام راہ روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ خدمت خواجہ عبدالمطلب مین پہونچے
اور حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھکر خواجہ عبدالمطلب سے پوچھنے لگے کہ امیر باتوقیر کہان ہین خواجہ عبدالمطلب
نے فرمایا حمزہ قلعہ زمجرود مین ہین خواجہ یہ سنتے ہی فوراً قلعہ زمجرود مین آئے لیکن جب دارالعمارۂ شاہی مین
پہونچکر جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی کہ جملہ امرا اور پہلوان وغیرہ تو کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین اور حمزہ
صاحبقران بادشاہ کے عقب سر پر تلوار کھینچے ہوئے کھڑے ہین بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے خواجہ
عمرو بہ چالاکی و چستی حمزہ صاحبقران کے پاس ہونچے اور آہستہ کہنے لگے کہ اے امیر باتوقیر افسوس ہے ہزار افسوس
ہیہات اب بھی تم نے کوئی ایمان مین بھی ضعف آگیا جرأت دلاوری ساری تمھاری تشریف لے گئی حیا و
غیرت و شرم بھی جاتی رہی دفعتہً یہ کیا ہوگیا حمزہ صاحبقران نے گھبرا کر پوچھا اے برادر کچھ کہو تو مین نے کیا کیا
خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر آپ نے اطاعت اور فرمانبرداری ایک کافر کی اختیار کر لی آپ کو ذرا غیرت
معلوم نہین ہوتی دربار مین امرا وغیرہ وغیرہ تو کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین اور آپ کھڑے ہین اور ایک
کافر کی نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہین آپ نبیرۂ خواجہ عبدالمطلب سے ہین اور اولاد حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ہین آپ کو کس طرح لازم و مناسب نہین ہے کہ اطاعت اس کافر کی کیجئے علاوہ اسکے عامر
شاہ اور سیف ذوالیدین اور کریت وغیرہ ایسے نامی بادشاہ وغیرہ تو آپ کے مطیع ہون اور
آپ ایک کافر کی اطاعت کرین یہ خلاف عقل ہے حمزہ صاحبقران نے بہ مقتضائے سن طفولیت
فرمایا کہ اے خواجہ تمہین بتاؤ کہ اب مین کیا کرون خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران نیام اپنی تلوار
کا مجھکو دیدو اور تلوار تم اپنی کمر مین رکھو اور میرے ساتھ اس دربار سے نکل کے چلو حمزہ صاحبقران
نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے نیام تلوار کا تو خواجہ کو دیدیا اور وہ تلوار اپنی کمر مین رکھی اور اسی طرح ہمراہ
خواجہ عمرو کے دربار سے باہر آئے کہ فریدون شاہ اور سرداران وغیرہ نے حمزہ صاحبقران
کو باہر جاتے مطلق نہین دیکھا حمزہ صاحبقران دربار فریدون شاہ سے باہر آئے چونکہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر

سوار ہو کے دربار فریدون شاہ میں آئے تھے اور مرکب دیو زاد دار العمارۂ شاہی پر موجود تھا حمزۂ صاحبقران
اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا جب امیر با توقیر دار العمارۂ شاہی سے چلے راہ میں
امیر نے فرمایا کہ اگر والد مجھسے پوچھیں کہ تم دربار فریدون شاہ زنجرودی سے کیوں چلے آئے تو میں کیا
کہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر یہ کون سی مشکل بات ہے یہ کہدیجئیگا کہ بادشاہ نے خوش ہو کر تلوار مجھکو دیدی
اور کہا جاؤ ہم نے تمہاری نوکری معاف کی اسوجہ سے میں چلا آیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اول تو میں جھوٹھ
نہ بولونگا اور بالفرض اگر موافق تمہارے کہنے کے میں نے کہدیا اور انھوں نے تحقیق کیا تو کیا ہوگا میں
دروغ گو تصور کیا جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا جب تحقیق ہوگا اسوقت میں جواب معقول دیدونگا آپ کیوں
تردد فرماتے ہیں پہلے ہی آپ تو پیش از مرگ واویلا کرتے ہیں جب آپ کے والد پوچھینگے اسوقت دیکھا
جائیگا کوئی جواب باصواب دیدیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا خواجہ عمرو جو کہتے ہیں ضرور
کوئی جواب معقول والد کو دینگے جب حمزۂ صاحبقران راہ طے کر کے در قلعہ پر آئے اور قلعہ سے بھی باہر نکلے
آگے چلے چونکہ وہ صحرا تھا ایک ہرن خواجہ عمرو کو نظر آیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر با توقیر اگر اسوقت آپ اس
ہرن کا شکار کیجئے تو میں جانونگا کہ آپ نشان پر بھی فتحیاب ہونگے امیر نے سنکے ہرن کو تیر مارا تیر ہرن کے
پٹھے پر پڑا لیکن ہرن زمین پر نہ گرا اور صحرا کی طرف بھاگا امیر با توقیر نے اس ہرن کو تعاقب میں
گھوڑا ڈالدیا ہرن دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا آخر ایک جگہ صحرا میں بوجہ زخمی ہونے کے گرا خواجہ عمرو
نے دوڑ کر اس ہرن کو ذبح کیا یکایک حمزہ نے دیکھا کہ اسی صحرا میں دو لشکر صف آرا ہیں عنقریب باہم
لشکروں میں لڑائی ہوا چاہتی ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے برادر ہرن کی کباب
لگانے سے تدبیر نہ کرو جاؤ دیکھو کہ یہ دونوں لشکروں کے کون کون افسر ہیں اور لڑائی کیوں ہوا چاہتی ہے
خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوئے اور بعد دریافت حال جلد تر حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ
میں جاکر دریافت کیا تھا ایک جانب قارن بخت مغربی اور مثقال شاہ مغربی اور ملک سلطان
شاہ مغربی کہ جملہ بادشاہان حوالی ملک مغرب ہیں انکا لشکر ہے اور ایک طرف ملکہ ہمائے طاقی دختر
فریدون شاہ زنجرودی کا لشکر ہے قارن بخت وغیرہ ملکہ مذکور پر عاشق ہوکر فریدون شاہ
سے لڑنے کو چلے تھے ابھی قلعہ زنجرود تک نہ پہونچے تھے کہ ملکہ مسطور کو جو اس صحرائے سبزہ زار
میں واسطے شکار کھیلنے کے آئی ہے بادشاہان مذکور نے گھیرا ہے اور اب مقابلہ ہوا ہی چاہتا ہے حمزۂ صاحبقران
نے یہ حال سنکے فرمایا کہ مجھکو فریدون شاہ نے بیٹا کیا ہے اور اس وقت اسی کی دختر کو ان
بادشاہوں نے گھیرا ہے اور قصد اسکی آبرو لینے کا رکھتے ہیں پس مجھکو لازم ہے کہ میں دختر فریدون شاہ
کی مدد کے واسطے جاؤں اور ان بادشاہوں کی شر سے اسکو بچاؤں یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا
خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے ہرن کو اسی صحرا میں جو ذبح کر کے زمین پر ڈالدیا تھا وہیں اسکو چھوڑ دیا
جب امیر با توقیر میدان کارزار میں پہونچے اسی وقت قارن بخت اپنے لشکر سے نکلا اور جانب لشکر
ملکہ ہمائے طاقی بڑھا حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو دیکھکر نعرہ شیرانہ کیا کہ قارن گھبرا گیا
حواس منتشر ہوگئے دست و پا میں رعشہ ہوا آخر گھوڑے کو روک کے پوچھنے لگا کہ اے جوان تو کون ہے
اور نام تیرا کیا ہے کیوں بہادروں سے آمادہ جنگ ہوتا ہے اگر اپنی جان عزیز ہے تو میدان جنگ سے چلا جا

ورنہ اس طرح قتل کیا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ کرینگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ او بیہودہ گو
جلادون کے نام دریافت کرنے سے تجکو کیا فائدہ اب بیہودہ بکنا ترک کر مجھسے مقابلہ کر کیلئے حمزہ صاحبقران نے
اس مقابلہ کیا قارن نے بقہر وغضب امیر کے سینہ بے کینہ کو تاک کر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر روکا
بعد چند لحیا ہم رد و بدل ہونے کے حمزۂ صاحبقران نے نیزہ قارن کے ہاتھ سے نکال لیا قارن نے غضبناک ہوکر
بغیظ وغضب تیغہ کھینچکر سر حمزہ صاحبقران پر مارا امیر باتوقیر نے دعا تیغ آبدار کی بجائے قارن کے
بند و بست پہ ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توڑ ڈالے ہین کمر بند فولادی کے ہاتھ ڈالکر قارن کو پشت
زین سے اٹھایا سلطان بخت و مشتاق شاہ یہ حال دیکھکے مع لشکر آگے بڑھے اور قصد کیا کہ قارن کو چھڑا
کے حمزۂ صاحبقران کو قتل کرین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے قارن کو خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور بعد جنگ
عظیم کے سلطان بخت اور مشتاق شاہ کو بھی مثل قارن پشت زین سے اٹھایا اور ان سے کہا کہ اگر تم
مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہے ورنہ ابھی قتل ہوگے سلطان بخت اور مشتاق شاہ
کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے اسی طرح قارن نے بھی دین اسلام قبول کیا بعد مسلمان ہونے
کے تینون بادشاہون نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم ملکہ ہمای طاقی کے عاشق ہین آپنے
فرمایا مین ملکہ کو مطیع کرکے تم مین سے ایک شخص سے ملکہ کا نکاح کردونگا بشرطیکہ ملکہ بھی قبول کرے قارن
نے عرض کیا کہ بہ نسبت سلطان بخت و مشتاق شاہ کے اس ملکہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ زیادہ
ہون امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا اگر ملکہ ہمای طاقی منظور کریگی تو تمھارے ہی ساتھ ملکہ کا عقد کر دیا جائیگا
غرض بعد مسلمان ہونے شاہان مذکور کے حمزۂ صاحبقران جانب ملکہ ہمای طاقی تشریف لائے ملکہ امیر
باتوقیر کو دیکھکر عاشق ہوگئی اور بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگی شعر آب رخ کا سے ہوگا نہ طبیبونسے علاج
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا + جب حمزۂ صاحبقران قریب ملکہ تشریف لائے فرمایا کہ اے ملکہ اب تجکو
مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور بت پرستی سے بیزار ہو اور قارن و سلطان بخت و مشتاق شاہ
کہ یہ تینون تمھارے عاشق ان مین سے ایک بادشاہ کے ساتھ اپنا عقد کرو تو ملکہ نے اپنی دایہ سے کچھ کہا دایہ
نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ملکہ کہتی ہین کہ جو مجھے فن سپہ گری مین غالب ہوگا مین اُس شخص کو قبول کرونگی
اور مسلمان ہونگی امیر باتوقیر تینون سے فن سپہ گری مین یعنی نیزہ و شمشیر آبدار مقابلہ کرینگی حمزۂ صاحبقران
نے ہنسکر کہا بہتر ہے ہنر سپہ گری دکھاوین مجھسے مقابلہ کرین یہ گفتگو امیر خوشخوی سنکر ملکہ ہمای طاقی نے گھوڑا اپنا
آگے بڑھایا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ملکہ طاقی لباس مردانہ زیب تن نازک کرکے اور نقاب چہرۂ روشن
ڈالکر گھوڑے پر سوار ہوکے مع تھوڑی فوج اور چند عورتون کے صحرا مین شکار کھیلنے آئی تھی غرض جب ملکہ
نے گھوڑا اپنا بڑھایا حمزۂ صاحبقران نے بھی ہنسکر مقابلہ کیا ملکہ نے تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران کے دل مین آیا
کہ عورت کی تلوار سپر پر روکنا خلاف مردانگی ہے یہ خیال کرکے امیر باتوقیر نے تلوار کی باڑھ بچاکر اور ملکہ
کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زین فرس سے اٹھا لیا اور پھر آہستہ گھوڑے پر بٹھادیا ملکہ ہمای طاقی مغلوب ہوکر مسلمان ہوئی
اور اب ہزار جان سے امیر کی صورت اور صولت اور قوت پر عاشق ہوئی جسوقت قارن اور سلطان بخت
اور مشتاق شاہ اور ملکہ طاقی نے دین اسلام قبول کیا اسوقت مردمان لشکر نے بھی دین اسلام قبول کیا
اور کلمہ پڑھکے سب کے سب مسلمان ہوئے الحاصل حمزۂ صاحبقران شاہان مذکور اور ملکہ مسطور کو مع لشکر

گیتر لیکر اس صحرائے آبسبزہ زار سے جانب قلعہ زنجرودی چلے لیکن اب حال فریدون شاہ زنجرودی کا لکھا جاتا ہے کہ جب فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کو اپنے پس پشت نہ دیکھا گھبرا کر امرا و وزرا سے پوچھنے لگا کہ وہ لڑکا جسکو مین نے ولیعہد کیا تھا اور تلوار کھینچے میرے عقب سے کھڑا تھا کہان گیا امرا وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت زمانہ تھوڑی دیر کا گذرا ہے کہ حضور کے اس فرزند کے پاس ایک اور لڑکا دبلا پتلا سوکھا سا آیا لیکن نہایت چست و چالاک تھا وہ کچھ باتین آپکے فرزند سے آہستہ سے کہی تھین ہمکو نہین معلوم ہوا کہ اس لڑکے نے کیا کہا کہ آپکے فرزند یعنی ولیعہد بہادر تلوار کو زمین رکھکر اور نیام اس لڑکے کو دیکر دربار حضور سے فورًا سے چلے گئے ہم سب خادمان سرکار بخوف عتاب سلطانی ولیعہد بہادر کو روک نہ سکے اور دربار سے باہر جانے سے منع نکر سکے فریدون شاہ زنجرودی یہ گفتگو سے امرا کی انکا سنکے نہایت برہم ہوا اور فورًا چار سرہنگون کو بلا کر یہ حکم دیا کہ جلد جاؤ اور جس جگہ وہ دونون لڑکے ملین انکو گرفتار کرکے بابدولت کے سامنے لے آؤ سرہنگان مذکور بحکم فریدون شاہ زنجرودی قلعہ سے روانہ ہوئے اور جانب صحرا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے چونکہ خواجہ عمرو عیار توقریب سے جدا ہو کر واسطے خبر کے خدمت مین خواجہ عبد المطلب کے چلے تھے اور بوجہ تیز روی کے حمزۂ صاحبقران سے آگے بڑھ آئے تھے اور جلد جلد طرف بارگاہ خواجہ عبد المطلب کے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ چار سرہنگ اسطرف چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے جو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ سرہنگون کی وردیان مثل قلعہ زنجرود کے سپاہیون کے ہین یہ دیکھ کے خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ عجب نہین کہ یہ چار سرہنگ واسطے گرفتاری حمزۂ صاحبقران کے آتے ہون یہ خیال کرکے خواجہ بہر عیاری آگے بڑھے جب وہ چارون سرہنگ صحرا مین جستجو کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا انھون نے کہ ایک درخت کے نیچے ایک لڑکا نہایت حسین اور خوبصورت شنگرفی لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہے اور نے نوازی مین مشغول اور یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے غزل

فزون ہو وحشت مین گر عشق اسکی چشم شہلا کا
گلون کو بھی اگر ہو عشق اسکے روئے زیبا کا
جنون نے دور دکھلائی اگر یہ نخچہ وحشت
کف پا ہے مرا مشتاق نوک خار صحرا کا
جو ہین اہل محبت وہ کبھی مین مست سرشار
پلا ساقی مئے گلگون ابھو جام صہبا کا
سنتر مولا مرا ہے ساقی کوثر نام ہے کا

مدامیون مانند مژگان چشم پر پرخار صحرا کا
رہا گر دشت مین عریان پس ازدن ہے یہ وحشت
مرا دامن کی صورت چاک بھی دامن صحرا کا
ہماری برہنہ پائی نے کیا ایسا گل کھلائے
جہان مین دیکھو تو جاری سب فیض دریا کا
کفن پا دنگا مرنے پر مین جنگل ہو کر بستی ہو
زبان دھوؤن تو تون نام مبارک آقا کا

گریبان پھاڑنا کیسا سبب باغ عالم مین
ہماری پردہ پوشی کے لئے دامن صحرا کا
قدم ہے دیدہ سودے شوق نکہتین وحشت مین
نظر بیابان پر ہے خون میرے کف پا کا
نہین ہے تاب مستون کی بہار آتی ہے گلشن مین
دو پٹہ یار کا ہو یا دامن ہو صحرا کا

جسوقت یہ غزل اس حسین بچے بالحان داؤدی گائی اور چارون سرہنگون نے سنی اسوقت ان سرہنگون کی یہ کیفیت ہوئی کہ مانند مستون کے جھومنے لگے کیونکہ طفل حسین خوش الحان سے صحرائے آبسبزہ زار مین وہ غزل سنی کہ جسکی طرح کا قافیہ صحرا تھا از خود رفتہ ہو گئے اور مثل تصویر چارون سرہنگان بے پیر و بروا اس طفل حسین کے کھڑے ہوئے بعد تھوڑی دیر کے جب وہ طفل نے مین غزل گا چکا اور حواس بھی کسیقدر درست ہوئے اسوقت وہ چارون سرہنگ اس طفل حسین خوبصورت سے پوچھنے لگے کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے اس لڑکے نے کہا مجکو خاص و عام مطلب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا ہون طالب نے نواز کا اسوقت اس صحرا مین نکل آیا تھا دل جو

طنبورا بجانے لگا اور غزل گانے لگا سرہنگون نے کہا اے مطلوب تو سچ تو یہ ہے کہ اچھی طرح تم نے بجائی اور غزل بھی کیا
گائی ہم تو چار روپیہ کے پیادے ہین تمکو کیا دین لیکن تم یہان ٹھہرے رہو ہم حمزہ صاحبقران اور ایک لڑکے کو گرفتار
کر لاوین پھر تمکو ہم اپنے بادشاہ یعنی فریدون شاہ زمردودی کے دربار مین لیچلینگے اور تمھاری نے نوازی
اور گانا تمھارا بادشاہ کو سنوائینگے وہان تمکو انعام کثیر ملیگا امیر کبیر ہوجاؤگے اُس طفل حسین نے کہا اگر تم مجکو
بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ گے اور انعام کثیر دلواؤ گے تو تمھارا بھی بھلا ہوگا مین بھی تمکو زر نقد بہت سا دونگا
یہ کہکے اُس طفل نے کہا آخر تو جاگتے ہو مین چلم مین تمباکو رکھکر آگ رکھتا ہون تم بھی چلم پی لو ایک
لو کے واسطے بیٹھ جاؤ چارون سرہنگ بیٹھ گئے اُس لڑکے نے اپنے پاس سے تمباکو نکالا اور چلم مین رکھا بعد
اسکے جو آگ کہ ہمراہ اُس طفل کے رکھی تھی اُسی آگ مین سے تھوڑی سی آگ چلم مین رکھی اور ایک سرہنگ کو دی سرہنگ
چلم لیکر پینے لگا بعد ہر ایک کے دوسرے سرہنگ کو وہ چلم دی اسی طرح چارون سرہنگون نے اُس چلم سے تمباکو کا صرف
دھوان یہان تک کہ آنکھین انکی سرخ ہوگئین پھر چلم اُس طفل خوبرو کو دے کر کہنے لگے کہ واہ واہ میان
مطلوب نے خوب کیا کڑوا تمباکو پلایا کہ نشہ ہوگیا چکر آنے لگا مطلوب نے نواز نے کہا ذرا کھڑے
ہوجاؤ صحرائی ہوا کھاؤ بیشک یہ تمباکو نہایت کڑوا تھا چارون سرہنگ جو نہین کھڑے ہوئے فوراً
بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے مطلوب نے نواز نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے نالائقون
تم حمزہ صاحبقران اور ہماری گرفتاری کے واسطے جاتے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ تمھارے مرشد
دام مکر پھیلائے ہوئے صحرا مین تشریف رکھتے ہین پس خواجہ عمرو نے سرہنگون کی کمر مین ہرچند روپیہ
کی جستجو کی لیکن کسی سرہنگ کی کمر سے ایک کوڑی بھی نہ نکلی اسوقت خواجہ عمرو کو کمال غصہ آیا اور
کپڑے سرہنگون کے اُتار کے بالکل ننگا انکو کرکے چارون کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑے
سے خوب مارا یہانتک کہ تین سرہنگ قریب مرگ ہوگئے اُسوقت ایک سرہنگ کو خواجہ عمرو نے
کھولدیا وہ سرہنگ ننگا بھاگا خواجہ عمرو پھر اُسکے پیچھے دوڑے لانے ٹھہر جا پھر مین تجکو ہوشیار کرکے
کوڑے مارونگا اور اب تیرے بادشاہ کو بھی سزا اسکی دونگا وہ سرہنگ جو خواجہ کی یہ گفتگو
سُنکے اور زیادہ بھاگا آخر راہ صحرا طے کرکے اسی طرح برہنہ قلعہ مین آیا اور بعد آنے قلعہ کے روبرو
فریدون شاہ بھی اُسی طور سے گیا کیونکہ اظہار ظلم خواجہ عمرو اُس سرہنگ کو اچھی طرح منظور تھا جسوقت
فریدون شاہ نے سرہنگ کو ننگا دیکھا اور تمام پشت اُسکی زخمی دیکھی پوچھا اے سرہنگ تو
برہنہ میرے دربار مین کیون چلا آیا اور پیٹھ تیرے کیون زخمی ہے سرہنگ نے تمام حال مطلوب نے نواز
یعنی خواجہ عمرو کی عیاری کا بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ حضور اس لڑکے نے یہ بھی کہا ہے کہ تیرے
بادشاہ کو سزا اُسکی دونگا فریدون شاہ یہ سنکے غیظ سے کانپنے لگا اور حکم دیا کہ اسی وقت مابدولت
لشکر تیار ہو بموجب حکم فریدون شاہ مردمان سپاہ زرہین پہننے لگے ہتھیار لگانے لگے اٹالا بارگاہ
کا نکلا بعد تھوڑی دیر کے نوے ہزار سواران جلتہ پوش مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوکر صف آرا
ہوئے فریدون شاہ بھی تخت پر سوار ہوا قلعہ مین ایک تہلکہ پڑگیا جھنڈے فوج کے بلند ہوئے
نشان فوج کے بڑھائے گئے پر چوب بڑی دروازہ قلعہ کا کھلا فریدون شاہ زمردودی مع لشکر قلعہ سے
باہر نکلا خواجہ عبد المطلب نے سُنا کہ فریدون شاہ زمردودی اسواسطے لڑنے کو آتا ہے خواجہ عبد المطلب

حیران ہوئے کہ میں نے بادشاہ کی کیا خطا کی ہے جو مجھ سے لڑنے کو آتا ہے غرض بدرجۂ ناچاری خواجہ عبد المطلب
نے بھی اپنی فوج کو حکم کر بندی کا دیا لشکر خواجہ عبد المطلب بھی بہت جلد مسلح ہوئے اور ہر ایک بہادر گھوڑے
پر سوار ہوا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران جو ہمراہ خواجہ عبد المطلب اور حمزہ صاحبقران دربار فریدون
شاہ میں گئے تھے وہ قلعہ سے نکلے اپنے لشکر میں آئے خواجہ عبد المطلب کے لشکر میں بھی باجے
جنگی بجنے لگے قرنا پھنکی نشان لشکر آگے بڑھا سرداروں نے میدان جنگ میں میمنہ اور میسرہ وغیرہ لشکر کا درست
کیا بخوبی تمام لشکر کی صف آرائی ہوئی ادہر فریدون شاہ بھی قلعہ سے نکلے بمقابلہ خواجہ عبد المطلب صف آرا
ہوا لیکن خواجہ عمرو جو سرہنگان فریدون شاہ کو بیہوش کرکے اور کوٹے مار کر ادیا ایکسر جنگ
کو ہار کے قریب بارگاہ خواجہ عبد المطلب آئے دیکھا کہ ادہر لشکر حمزہ صاحبقران صف آرا ہے ادہر
فریدون شاہ اپنی فوج کو لئے ہوئے مستعد لڑائی ہوا ہی چاہتی ہے یہ حال دیکھکر خواجہ عمرو پھر پیچھے تلے اور نہایت
تیز جا کر حمزہ صاحبقران کو اطلاع دی امیر با توقیر خواجہ عمرو سے حال صف آرائی سنکے نہایت جلد مسلح ہوا
سب چلے سواروں نے گھوڑے اٹھا دیے زمین صحرا سم سمندان سے دہلنے لگی غبار زمین سے
بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو جولان کیا غرض حمزہ صاحبقران لشکر کو لیکر
اُس صحرائے سبزہ زار سے اپنے والد کی خدمت میں بصد عجلت چلے لیکن ملکہ ہما طاقی دختر
فریدون شاہ نے جو تمام حال بزبانی خواجہ عمرو سنا تو فوراً حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ علیحدہ ہو کر راہ
نزدیک سے جلد تر قریب دونوں لشکروں کے پہونچی ملکہ نے دیکھا کہ دونوں لشکر صف آرا ہیں عنقریب
دونوں لشکروں میں لڑائی ہوا چاہتی ہے ملکہ یہ سامان جنگ دیکھکر چونکہ نہایت بہادر تھی فوراً جانب
لشکر خواجہ عبد المطلب آئی اور قریب صف لشکر ایک لحظہ کھڑی ہو کر گھوڑا اپنے آگے بڑھایا اور مبارز طلب
کیا فریدون شاہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار خواجہ عبد المطلب کے لشکر سے نکلا ہے اور مبارز طلب کرتا ہے
فریدون شاہ نے پہلوانوں اور بہادروں کی طرف دیکھا فوراً ایک بہادر اجازت حرب فریدون شاہ سے لیکے
میدان میں اور اُس نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار نے بہت جلد اس بہادر کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا اسیطرح کئی پہلوان
اور بہادر نقابدار نے دفعتہً آنکھ میں قتل کئے جب کوئی بہادر لشکر فریدون شاہ واسطے مقابلہ
نقابدار کے نہ نکلا اُس وقت نقابدار نے گھوڑا اپنا فریدون شاہ کے لشکر میں ڈالدیا اور بضرب شمشیر آبدار
سواران جرار کو قتل کرنا شروع کیا فریدون شاہ نے کل لشکر کو حکم دیا کہ اس نقابدار کو گھیر لو اور جسطرح ہو سکے
قتل کرو بموجب حکم فریدون شاہ کل لشکر نے چہار جانب سے نقابدار کو گھیر لیا اور تیر و تبر و شمشیر لگانا شروع
کیا جب حال خواجہ عبد المطلب نے دیکھا اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ کرو بموجب ارشاد
خواجہ عبد المطلب جملہ مردان لشکر آگے بڑھے اور فوج فریدون شاہ کو قتل کرنے لگے لاشہ پر لاشہ
بہادروں کی گرنے لگی صدائے گیر و دار کی بلند ہوئی سوار نقابدار نے ہر چند صدہا بہادران
فوج فریدون شاہ کو قتل کیا لیکن جنگ سے منہ نہ موڑا اور معرکۂ جنگ سے قدم نہ ہٹایا عین گرمی جنگ
میں حمزہ صاحبقران بھی آئے اور باہم لشکروں کو لڑتے ہوئے دیکھکر نعرہ کیا نعرہ امیر سنتے ہی شہسواران عرب
کہ مستعد جنگ تھے نعرہ کر کے مع فوج قاہرہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ آور ہوئے اور جا بجا لشکر
فریدون قتل ہوگئے میدان کارزار میں کشتوں کے انبار لگا دیے سرداران حمزہ صاحبقران نے بھی

بہادران فوج فریدون شاہ کو گھیر گھیر کر قتل کیا بعد جنگ عظیم کے آخر فریدون شاہ تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا کر
میدان مصاف سے بھاگا اور اندر قلعہ کے جا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے مملو
کر دیا اور جلد جلد توپین چھوٹی اور بڑی قلعہ پر لگا دین گولہ اندازون نے توپون کو جلد تر بھرا اور لشکر اسلام
پر گولے لگانا شروع کئے یہ حال دیکھکر اکثر سوار لشکر حمزۂ صاحبقران کے ٹھٹھک گئے لیکن سوار نقابدار نے
گھوڑا اپنا جانب در قلعہ بڑھایا اور نعرہ کیا کہ اے کافران بے حیا ہوشیار ہو کہ مجکو فریدون شاہ سے قلعہ کے
قبضہ کئے بغیر چین نہین آئیگا اہل قلعہ نے یہ نعرہ نقابدار کا سنکے اور زیادہ گولے اور نفطہ کے حقے مارنا شروع
کئے لیکن نقابدار سپر فراخ دامن پر گولے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور گھوڑے کو خندق سے پھاندکر
در قلعہ پر آیا اور گرز گران سر زور سے در قلعہ پر مارا کہ در قلعہ کا ٹوٹا اسوقت نقابدار مع سواروں جرار داخل
در قلعہ ہوا مردمان فوج فریدون شاہ نے نقابدار کو روکا تلوار چلنے لگی جانبین سے بہادر قتل ہونے لگے
اکثر دلیران فوج حمزۂ صاحبقران سیڑھی لگا کر قلعے کے اوپر چڑھے اور گولہ اندازون کو قتل کرنے
لگے جب فریدون شاہ زمجرودی نے دیکھا کہ سپاہ حمزۂ صاحبقران قلعہ مین داخل ہو گئی اور
چار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا ہے بھاگنے کا رستہ بھی نہین ہے اسوقت فریدون شاہ نے بدرجہ ناچاری
و مجبوری تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اور بہادر فوج کو آواز دی کہ اے بہادران لشکر ان مسلمانون
کو قتل کرو مردمان لشکر نے بحکم فریدون شاہ قدم معرکہ جنگ مین جمائے اور تیغ و تیر و نیزہ سے
سواران لشکر اسلام کو قتل کرنے لگے اور خود بھی بہادران لشکر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہونے
لگے رعایائے شہر اور قلعہ بخوف جان و مال بھاگنے لگی جوے خون کشتگان کی پر طغیانی ہوئی کہ تب خندق
مین جوے خون بہادران مل گئے الحاصل بعد جنگ عظیم کے سوار نقابدار قریب فریدون شاہ پہونچا اور
چاہا کہ فریدون شاہ کو نیزہ لگائے لیکن فریدون شاہ نے شمشیر آبدار سوار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار
نے تلوار کو سپر پر روک کے فریدون شاہ کے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مار کر تلوار چھین لی اور
اور فوراً زنجیر کر مین ہاتھ ڈالکر فریدون شاہ کو فرش زمین سے اٹھا لیا اور علیحدہ لیجا کر نقاب اتار کر پکارا کہ اے
پدر آگاہ ہو کہ مین ملکہ ہمائے طاقی ہون اب آپ کو مناسب ہے کہ آپ بھی مثل میرے دین اسلام قبول کرین
ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہ ہوگا فریدون شاہ زمجرودی نے اسوقت یہ خیال کیا کہ بیشک دین اسلام
اچھا دین ہے کیونکہ اسوقت مین نے ہر چند برجوع قلب اپنے دل مین لات و منات وغیرہ حرامزادون کو بہر مدد
پکارا کسی نالائق نے آکر میری مدد نہ کی اور ان مسلمانون کو خداے نادیدہ نے انکو مجھپر ظفر دی یہ خیال
کرکے فریدون شاہ نے کہا اے دختر من مین مسلمان ہوتا ہون مجکو کلمۂ طیبہ پڑھا ملکہ ہمائے طاقی نے
فریدون شاہ کو کلمہ پڑھایا فریدون شاہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہو جانے
فریدون شاہ کے لڑائی موقوف ہوئی حمزہ صاحبقران کے لشکر مین طبل ظفر بجا تمام شہر مین منادی کرا دی
کی رعایا بیخوف و خطر آباد ہو کوئی کسی کو مزاحم نہوگا رعایائے شہر جو بھاگ گئی تھی پھر آباد ہوئی ملکہ ہمائے طاقی
مظفر و منصور ہوکر خدمت امیر با توقیر مین فریدون شاہ اپنے پدر کو لیکر آئی حمزۂ صاحبقران
نے ملکہ کی زور و شجاعت کی تعریف کی اور فریدون شاہ کو بعد عزت بٹھایا پھر حمزۂ صاحبقران فریدون
شاہ قلعہ مین تشریف لے گئے اور فریدون شاہ کو تخت پر بٹھایا ڈیرا اور خیمہ کھڑے ڈالے بسعد و سعید

بجانے کا حکم دیا اور جو کچھ مال و متاع ان لڑائیون مین دستیاب ہوا تھا وہ سب اونٹون پر بار کرکے اپنے والد ماجد کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ اب آپ خانۂ کعبہ کی طرف اس مال و متاع کو لیکر تشریف لیجائیے مین ابھی بموجب ارشاد خواجہ بزرجمہر یہین ہون گا خواجہ عبد المطلب مال و اسباب اور کچھ سپاہ لیکر قلعہ زمجرد سے جانب کعبہ روانہ ہوئے امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو ہمراہ خواجہ عبد المطلب کر دیا بعد تشریف لیجانے خواجہ ادر عبد المطلب کے فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کی بڑے تکلف سے دعوت کی اور بزم عیش و عشرت آراستہ کی نازنینان خوبرو اور خوش گلو آکر دربزم عشرت مین حاضر ہوکر بصد ناز و ادا ناچنے اور گانے لگین ازانجملہ ایک نازنین خورشید جمال زہرہ خصال نے بزم عیش مین روبرو حمزۂ صاحبقران اور فریدون شاہ زمجردی وغیرہ کے بیٹھے تو کھڑے ہوکے سازندون سے ساز ملوا کے اسطرح ناچنا اور تھرکنا شروع کیا کہ جو دیکھنے والون کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے بعد اسکے یہ غزل گانا شروع کی غزل

خاک مین مل گئے شفا کے لئے
بیٹھے دبکا ہین قضا کے لئے
ہاتھ اٹھانا پڑا دعا کے لئے
جائیے جائیے خدا کے لئے
پاس جیسا نہین دوا کے لئے

چاہا دشمن و دوست کی خاطر
آپ آ نکلے میری بالین پر
ہائے اے شوق قاتلین تکلو
کچھ زبانی ہی نامہ بر کہنا

بندۂ بت ہے خدا کے لئے
منہ دکھلاؤ خدا کے لئے
بوسۂ موج خرام پا کے لئے
تب بنا ذرا خدا کے لئے

رہئے حسن جان فزا کے لئے
تیغ ابرو کو دیجئے جنبش
آتے ہمدم دیکے آخر کو
منتظر ہون گے دلکشی والے
کیا امیر شفا کہین تسلیم

جسوقت یہ غزل پرجوش اس نازنین نے بصد ناز و انداز تمام داؤدی بزم طرب مین گائی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران ازحد خوش ہوئے اور اس مطربہ کو انعام وافر دلوایا جب نازنین مسطور انعام گیر ہو کر محفل عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک مطربہ کمسن نہایت خوبصورت مع اپنے سازندون کے بزم عشرت حاضر ہوکر بیٹھے بناز و ادا رقص کرنے لگی اور دل ارباب بزم مثل سبزۂ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اس خوبرو نے بصد ناز و انداز و کرشمہ کو سازیہ غزل شروع کی غزل یا ساقی دنی جیاد آئیگی

تھا دل افسردہ مین جوش سی کی
تیغ قاتل خون سے نہلائیگی
بیقراری تم مرا لکھواؤ سبحہ گی
رنگ فنت نہ یہ عضو جلائیگی
آن آ تشین برسائیگی

چھوڑ کرستی یہی تھا مجھ
غم یہی ہو کو جانان نکھلا
پھر کبھی جا رخصت صبح امید
جانے دکھ دو ذرا بوش ہی
ہجر کی شب کرہی ہے اخر

مجھے میری آرزو فرمائیگی
دی ہما راہ مین ڈھونڈیگی
ناتوانی پانون پھیلائیگی
کیا بلا شد یہ مصیبت لائیگی
تو کہان آ بیقراری جائیگی
منہ سے تسلیم کیون کرائیگی

مجھسے کہنا ملتجی کہ دام دیا ہی
ہون وہ دشمن دوست بیتہ
تنہا ملے ضبط سے ثابت ہوا
کاٹ کر مرجائینگے لاکھون گلا
ہون سراپا شعلہ بجا رہین
جب غزل بند کو مطربۂ مسطورہ

نے ارباب محفل سے سنی سب تو خوش ہوئے لیکن قارن بخت ذات ملکہ ہما طاقی مین رونے لگا حمزۂ صاحبقران قارن کو محفل عشرت مین گریان دیکھکر سمجھ لئے کہ اپنی مطلوبہ کے ہجر مین اشکبار ہے پس اسیوقت حمزۂ صاحبقران نے حال عشق قارن بخت فریدون شاہ کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہی ہے کہ عقد ملکہ ہما طاقی کا قارن بخت سے ہوجاوے یہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے اور جوان صالح ہے اور خوبرو ہے فریدون شاہ زمجردی نے انگشت حمزۂ صاحبقران سنتے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ تامل کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے فریدون شاہ اور ملکہ ہما طاقی کو بہت سمجھا کر عقد کرنے پر راضی کیا اور اسی روز بساعت سعید و ہمایون قارن بخت کو ملکہ ہما طاقی سے

اُسی بزم عشرت مین منعقد کیا اُس کی تحریر مین سر دیستان طول مفصل سامان عقد ملکہ ہماسے طاقی تحریر نہین
تحریر نہین کیا الحاصل جب عقد ہو چکا قارن بخت نہایت شاد ہوا کیونکہ جو آرزو اسکے دل مین تھی بر آئی اسوقت
نازنینان خوش ادا اور گلو مبارک بادی گانے لگین سرداران حمزہ صاحبقران نے قارن بخت کو تہنیت دی بعد
برخاست ہونے جلسۂ عشرت اور بزم عیش کے ہنگام شب قارن بخت نے ملکہ ہماسے طاقی سے
ایوان شاہی مین داخل ہوکر بصد آرزو مدعائے دلی حاصل کیا اب حمزہ صاحبقران بہزاران آرام و راحت قلعہ
قلعہ زنجیر و دین مین مین اور فریدون شاہ ہر چند کہ تخت پر بیٹھا ہے مگر بغیر مشورۂ حمزہ صاحبقران کے کوئی کام
نہین کرتا ہے مگر اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عبد المطلب سب مال و متاع
کو جو ایک ہزار بارہ سو اونٹون پر لدا تھا لیکر بہمراہی خواجہ عمرو اور تھوڑی فوج کے قلعہ زنجیر و دین سے
جانب کعبہ روانہ ہوئے حسب اتفاق تاریکی شب مین راہ بھول گئے طرف ایک کوہ کے چلے گئے
مردمان فوج خواجہ عبد المطلب سے عرض کرنے لگے کہ آج کی رات اس امن کوہ مین بسر کیجئے تاریکی شب مین
رہروی اختیار نہ کیجئے وقت سحر راہ دریافت کرکے یہان سے تشریف لیجائیگا خواجہ عبد المطلب نے بموجب
کہنے مردمان فوج کے بر خلاف مرضی اپنی اسی امن کوہ مین قیام فرمایا چونکہ وہ کوہ سرحد حلب سے تھا اور اس کوہ پر قزاقان
خونخوار و ظلم شعار کا مسکن تھا جب ان قزاقون کو یہ خبر ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب مع تھوڑی فوج کے
زیر کوہ مین مقیم مین اور بارہ سو اونٹون پر مال زر انکے پاس ہے تو بہت خوش ہوکر مقبل حلبی و طاہر حلبی اور
ناصر حلبی بارہ ہزار قزاقان خونخوار کو لیکر پہاڑ سے اُترے اور خواجہ عبد المطلب کی فوج کو چارون جانب
سے گھیر لیا اور مال و اسباب لوٹنا شروع کیا چونکہ خواجہ عبد المطلب وہمراہیان خواجہ عبد المطلب
بوجہ رہروی کے تھکے ہوئے تھے اور مسکن قزاقان خونخوار سے آگاہ نہ تھے سب کے زیر کوہ خیام مین استراحت
پذیر تھے اسوجہ سے مردمان فوج بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے مردمان فوج تاب مقابلہ نہ لاکر جانب
قلعۂ زنجیر و دین گریزان ہوئے مقبل حلبی و ناصر حلبی و طاہر حلبی وغیرہ نے کل مال و اسباب لوٹ
لیا اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرکے اسی کوہ پر چلے گئے ہر چند خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا کہ مین ایک رئیس خانہ کعبہ ہون مجکو گرفتار نہ کرو اور یہ مال و اسباب حمزہ کا ہے اسے نہ لوٹو اگر یہ
کہنا نہ مانوگے تو وہ تمکو زندہ نہ چھوڑیگا لیکن قزاقان جفا شعار نے خواجہ عبد المطلب کا کہنا نہ مانا اور خواجہ
عبد المطلب کو پہاڑ پر قید کیا اور تمام مال و اسباب اسی کوہ پر رکھا جب وہ مردمان فوج مقابلہ قزاقان سے
زیر قلعہ زنجیر و دین وقت سحر فریاد کنان آئے اور حمزہ صاحبقران نے مردمان مذکور کو طلب کرکے سبب آنیکا
انکا پوچھا سب نے کل حال قزاقون کے لوٹ لینے اور خواجہ عبد المطلب کے گرفتار ہوجانے کا بیان
کیا امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ سب فوج ہماری مسلح ہو جسوقت کل سرداران مع مردمان
فوج مسلح ہو چکے حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور بعجلت اُس
کوہ کے قریب آئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی وغیرہ حمزہ صاحبقران کی فوج کو دیکھکر نہایت پریشان ہوئے
اور جلد تر پہاڑ کی گھاٹیون کو اسباب جنگ سے درست کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے قریب کوہ پہونچتے
ہی طبل جنگ بجوا دیا اسوقت تمامی لشکر نے ایکبار حملہ کیا شمشیرہائے آبدار لیکر کوہ پر چڑھنے لگے قزاقون نے
دلیرانہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے جس قزاق کے سر پر شمشیر لگائی اسکو

دو ٹکڑے کیا اسی طرح بیس پشت حمزۂ صاحبقران چند سرداران نامی نے بھی بہت سے قزاقون کو تہ تیغ کیا آخر لعبد جنگ
بسیار کے حمزۂ صاحبقران اور مقبل حلبی مقابل ہوا مقبل حلبی نے شمشیر آبدار سر امیر باتوقیر پر
لگائی حمزۂ صاحبقران نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کر تیغ تیز چھین لی اور بہ کمر مین اُسکی ہاتھ ڈال کے
زین زر سے اُٹھا لیا اور کوہ پر گرا کے چاہا کہ پامال سم اسپ کرین لیکن مقبل حلبی نے عرض کیا کہ اے
امیر باتوقیر مجھے امان دیجئے پامال سم اسپ اس خطا کار کو نہ کیجئے مین دین قبول کرون گا بت پرستی کو چھوڑ کر
مسلمان ہون گا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی سے یہ سنکے اُسکو چھوڑ دیا اور پامال سم اسپ نہ کیا اُسوقت مقبل
حلبی نے باواز بلند جملہ قزاقون کو لڑنے سے منع کیا تمام قزاق صدائے مقبل حلبی سنکے لڑنے سے باز رہے
جب لڑائی موقوف ہوئی مقبل حلبی حمزۂ صاحبقران کے قدم پر گرا امیر باتوقیر نے کلمہ پڑھا کر سر اُسکا پائے
قدم سے اُٹھایا پھر جملہ قزاقون کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہر ایک قزاق مطیع اور فرمانبردار ہوا مقبل حلبی
نے بعد مسلمان ہونے کے حمزۂ صاحبقران کو گھاٹیان پہاڑ کی اور اپنے مسکن کے مقامات دکھائے
امیر باتوقیر مقبل حلبی وغیرہ کے رہنے کے مقامات دیکھکر بہت متحیر ہوئے بعد اسکے مقبل حلبی ناصر
حلبی نے خواجہ عبد المطلب کو رہا کیا اور عذر کیا اور جو کچھ مال و اسباب امیر باتوقیر کا لوٹا تھا وہ
کل خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر کیا حمزۂ صاحبقران نے مال و اسباب مذکور کو مطابق
فرد کے پایا بعد اسکے امیر باتوقیر نے ایک روز اُسی کوہ پر قیام فرمایا دوسرے روز اپنے والد
ماجد کو وہ کل مال و اسباب دیکر اور خواجہ عمرو کو بھی ہمراہ رکاب کر کے مع تھوڑے سواروں جرار
کے سمت خانۂ کعبہ روانہ کیا اور آپ مقبل حلبی اور ناصر حلبی و طاہر حلبی وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب قلعۂ زمجرد
روانہ ہوئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب کو لکھا تھا کہ نعمان بن منذر شاہ جانب خانۂ
کعبہ آتا ہے مناسب ہے کہ ایک یا دو لڑائیان حمزۂ صاحبقران اس سے نہ لڑین در صورت نعمان
مذکور سے امیر کو ضرر پہونچیگا اس وجہ سے امیر باتوقیر قلعۂ زمجرد کی جانب تشریف لے گئے اور قلعۂ زمجرد
مین پہونچکر بعد راحت و آرام مع سرداران عالی مقام رہنے لگے لیکن جب خواجہ عبد المطلب
قریب خانۂ کعبہ پہونچے جملہ شرفائے کعبہ نے خواجہ عبد المطلب کا استقبال کیا اور بعزت و حرمت کعبہ
مین لائے خواجہ عبد المطلب نے کعبہ مین داخل ہو کر کل مال و اسباب خزانہ مین رکھا اور ماجرا شرفائے کعبہ
سے واقعۂ قلعۂ زمجرد بیان کیا شرفائے کعبہ خبر فتح قلعۂ زمجرد سنکے بہت خوش ہوئے اور خواجہ عبد المطلب
رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف گئے خواجہ عبد المطلب نے بخیال نعمان بن منذر شاہ
یمنی قلعہ کو آلات حرب سے خوب آراستہ کرایا ایک روز خواجہ عبد المطلب فصیل بند دروازہ
پر قلعہ کے تشریف رکھتے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا کی جانب سے گرد اُٹھی اور غبار بہ کثرت بلند ہوا بعد
تھوڑی دیر کے جب کچھ غبار بر طرف ہوا خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک لشکر کثیر اس طرف
آتا ہے نشان ہائے لشکر بلند ہین علمون کے پھریرے کھلے ہوئے ہین لشکر مین دمبدم باجے بجتے ہین رسالے
سواران جلد پوش اور چار آئینہ بند کے ایک جانب ہین پلٹنین پیادون کی ایک سمت ہین بہیر و بنگاہ و در
خیمہ و خرگاہ ایک طرف ہین اور پہلوان زبردست قوی ہیکل بعدہ سپہ سالاری افسری مرکب پر رکاب
پر سوار ہے خود سر پر ہے اور زرہ فولادی زیب تن ہے کمان کیانی دوش پر ہے اور تیغہ گرانبار آبدار

زیب کمر ہو ترکش مین تیر سہ پرتہ بھرے ہوئے ہین چہرے سے قہر و غضب آشکارا ہو اور ایک ادا سے ہرگز گرانبار ہے
خواجہ عبد المطلب نے جوش لشکر کو قلعہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا ہر چند کہ خواجہ عبد المطلب نے
خیال کیا کہ یہ نعمان بن منذر شاہ یمنی لشکر لیکر آیا ہے لیکن براے تحقیق حال خواجہ عبد المطلب نے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری روانہ کیا خواجہ عمرو اپنی شکل تبدیل کرکے جلد تر اس لشکر مین پہونچے اور
ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور یہان کیونکر آیا ہے اُسنے کہا کہ یہ سپاہ ہمارے افسر نعمان بن منذر شاہ
یمنی کی ہے اور ہمارا افسر واسطے گرفتاری امیہ کے یہان آیا ہے امیہ کو بحکم نوشیروان گرفتار کرکے پاس
امیہ کا لیکر مدائن کی جانب روانہ ہوگا خواجہ عمرو نے جواب دیا دیکھ لینا تمہارا افسر مسلمان ہوگا یا قتل کیا
جائیگا اور تم سب مسلمان ہو گے اور یا تیغ امیر یا تو قیر ہو گے اس سوار نے غضبناک ہوکر گھوڑا
اپنا خواجہ عمرو کی جانب بڑھایا اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے اُس سوار کے سر سے خود کو لیا
اور وہان سے بعجلت قطع راہ کرکے خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہوئے اور جو کچھ سوار مذکور سے
سنا تھا عرض کیا ادہر وہ سوار برہنہ سر ہو جانے سے نہایت ملول ہوا اور خواجہ عمرو کی چالاکی پر نہایت متحیر ہوا
القصہ جب نعمان بن منذر شاہ یمنی سامنے قلعہ کے آیا اور قلعہ پر توپین بکثرت لگی ہوئی دیکھین کچھ خیال کرکے
لوگون کی زد سے کسی قدر دور میدان مین ٹھہرا اور افسران فوج کو حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ اور خیام استادہ ہون اور
لشکر ہمارا اسی مقام پر اُترے اور مورچہ بندی بھی اسی میدان مین ہو افسران فوج نے مردمان کو حکم دیا کہ بس
آگے نہ بڑھو اسی جگہ قیام کرو مردمان لشکر بموجب حکم افسران نامور گھوڑون سے اُترے فراشون نے جلد
بارگاہ برپا کی اور خیام استادہ کیے کلند برداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا خس و خاشاک کو دور
کیا فراشون نے بارگاہ اور خیام مین علے قدر مراتب فرش کیا سقون نے واسطے گرد و غبار دفع کرنے کے
زمین پر پانی چھڑکا نعمان بن منذر شاہ اپنے مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ ہوا اور افسران فوج کو بلاکر حکم
دیا کہ دریاے مکہ پر قبضہ کرلو اور سواران جرار کا پہرا بٹھادو خبردار کوئی اس طرف سے ادہر نہ آنے پائے
افسران فوج نے بموجب کہنے نعمان کے کئی ہزار سواران جرار کا دریاے مکہ پر پہرا کردیا نعمان بن منذر
شاہ و دیگر افسران فوج بارگاہ و خیام مین مقیم ہوے ہر ایک نے کمر کھولی آلات حرب تن سے جدا
کیے اور وہ مردمان فوج جنکا پہرا نہ تھا وہ بھی سلاح وغیرہ جسم سے جدا کرکے اپنے اپنے بسترون پر
بیٹھے اور ہزارہا مردمان لشکر نے بموجب حکم اپنے افسرون کے سامنے قلعہ کے مورچہ بندی کی بعد مورچہ
بندی کے نعمان بن منذر شاہ یمنی براے دفع کسل راہ بادہ خواری مین مصروف ہوا ادہر خواجہ عبد المطلب
نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ قلعہ کو اور زیادہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرو بموجب حکم جان نثارون
نے توپون کی نیچیان برابر لگادین پل تختہ اُٹھالیا خندق کو پانی سے مملو کردیا گولہ انداز توپون کے برابر
کھڑے ہو گئے توپون مین بڑے بڑے گولے سیل و ریچھ کے دے دیے گئے بارود کی تھیلیان
توپون مین سے دین علاوہ اسکے ہزارہا گولے چھوٹے اور بڑے اور صدہا تھیلیان بارود کی ترتیب
توپون کے مقام مناسب پر رکھوا دین کہ وقت گولہ اندازی توپون کے بھرنے مین تاخیر نہ ہو تیر اندازون
نے بھی اپنے اپنے ترکش تیرون سے بھر لیے چلے کمانون پر چڑھا لیے لڑنے پر تیار ہو گئے اور
جوانان تیغ زن اور صف شکن بخیال ہنگام تیغ تلوارون پر صیقل کرنے لگے گولہ اندازون نے مہتابین روشن کرلین

نعمان بن منذر شاہ وراستگی دیکھکر بین ایچواری میں قہقہہ مار کر ہنسا اور افسران فوج سے کہنے لگا کہ بہادروں کے
سامنے یہ قلعہ کیا ہے اگر دریائے آتش ہو تو بھی اپنی آبرو کا خیال کرکے کود پڑیں کیونکہ شادوران ربادغا کبھی جنگ سے
کنارہ کش نہیں ہوتے اور دلیران میدان مصاف کا قلعہ کا لے لینا اور قلعہ دشمن کو اڑا کر خاک میں ملا دینا یعنی
گھروندا تصور کرتے ہیں جسوقت مردان عالم تلوار کھینچتے ہیں بغیر حریف کے قتل کئے دم نہیں لیتے میں لج
امیر کی او حیات ہے کل پیادہ عمر امیر لبریز ہو جائیگا سر آنکا قتل ابن جام کے میرے ہاتھ میں ہوگا اور رگوں سے
جزرہ خون اس طرح نکلیگا جس طرح گردن مینا سے مئے گلگون نکلتی ہے دیکھ لینا کل حمزہ کا سارا غرور و استحباب
وجاہت کا آزجائیگا مثل شیشۂ مے ہر ایک استخوان انکا زمین پر چور ہوگا اس میکدہ جہان سے سفر آنکا سوئے
عدم ہوگا نعمان بن منذر شاہ یعنی تو عالم نشہ مے میں اپنی بارگاہ میں جو کچھ منھ میں آتا ہے کہتا ہے اور لاف
وگزاف کر رہا ہے شراب پیتا جاتا ہے سرداران لشکر عرض کر رہے ہیں کہ آپ بجا فرماتے ہیں اس قلعہ کی کیا بنیاد و
حقیقت ہے بیشک آپ قلعہ سے بچا لینگا حمزہ عرب کو قتل کیجئے گا آپ کا مثل پردۂ زمین پر پہلوانوں اور بہادروں
میں نہیں ہے نعمان بن منذر شاہ سرداران لشکر کی یہ گفتگو سنکے اور خوش ہوئے اور زیادہ کلمات واہیات و
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہے لیکن اہل قلعہ اپنے قلب پر نظر کرکے اور دشمن کے پاس فوج کثیر دیکھکر پریشان خاطر
ہیں دل میں کہتے ہیں دیکھیے کل کیا ہوتا ہے دشمن تو بے تحاشا سے ہاتھ سے یہ قلعہ بچتا ہے یا نہیں اور ہم سب تیغ حریف
ہوتے ہیں یا نہیں بعضے نامرد اپنی جان کے خوف سے اہل قلعہ کی نظر سے پوشیدہ اپنی آنکھوں میں اشک بھر لاتے
ہیں اور بہت سے بہادر و جرار تکیہ پروردگار پر کئے ہیں اور اپنے دل میں کہہ رہے ہیں یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے سبکو ایک
نہ ایک دن مرنا ہے کل حریف سے سامنا ہے جہاں تک ممکن ہوگا کافروں کو قلعہ میں نہ آنے دینگے اسقدر گولے انکے
سران کافروں کو اڑا دینگے اور اگر یہ کفار قلعہ میں در آئینگے اسوقت تلواریں نیاموں سے کھینچکر حریف اور لشکر
حریف پر حملہ کرینگے اور کفار کو قتل کرینگے بعضے دلیر خانہ کعبہ کی طرف رخ کئے ہوئے بہ رجوع قلب خدا سے
نصرت کے واسطے اسطرح دعا کر رہے ہیں کہ اے پروردگار عالم و عالمیان تو آفرینندہ قوی و ناتوان ان کافروں پر
ہمکو اپنے فضل و کرم سے فتح دے اور پہلوان کافروں کے شر و فساد سے بچا خداوندا کل سرگرم جنگ سے
ہمارے تینوں بہادروں میں سرخرو کیجیو اور توفیق ثابت قدمی کی ہمکو عطا کیجیو اور ان حال خواجہ عبدالمطلب
اپنی نصرت کے لئے خدا سے دعا کر رہے ہیں اور بہادروں کو جنگ و پیکار پر آمادہ کر رہے ہیں
دلیران بیمثال و بہادران خوش خصال عرض کر رہے ہیں کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائیں انشاءاللہ کل ان کافروں کو
اسطرح سے ماریں گے کہ ان کو سوائے فرار ہونے کے کوئی چارہ نہ ہوگا ہم سب لوگ تلوار حضور میں کل حق
ادا کرینگے جان نثاری اور سر فروشی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھینگے حتے الامکان ان کافروں کو قلعہ میں در آنے نہ دینگے
جبتک ہم خادمان جان نثار زندہ ہیں کیا مجال کہ نعمان بن منذر اس قلعہ کو لے سکے آپ باطمینان تمام تشریف رکھیں
خادموں کی جان نثاری ملاحظہ فرمائیگا خواجہ عبدالمطلب گفتگو سے دلیران سنکے خوش ہوئے غرض جب
دن تمام ہوا اور آفتاب بوقت بہادران لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر پوشیدہ ہوا اور گولا نشاز فلک کی
مہتاب ماہ کو روشن کیا اسوقت نعمان بن منذر شاہ نے افسران فوج کو حکم دیا کہ سواران حرار اور بہادران
منور شعار واسطے طلایہ لشکر کے معین کئے جائیں اور فوج حریف سے لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں افسران
نے موافق حکم نعمان کے سواران جرار واسطے طلایہ مقرر کئے صدہا مہتابیں روشن ہو گئیں سواران

مذکور لشکر کے گرد پھرنے لگے اور حفاظت لشکر کرنے لگے نعمان بعد اکل و شرب کے اپنی بارگاہ میں نصف شب تک بیٹھا ہوا
شراب پیا کیا بعد نصف شب کے سو رہا اپنی طرف قلعہ میں خواجہ عبد المطلب نے بعد فراغ نماز مغرب سے بہادروں
کو حکم بیداری و نگہبانی قلعہ کا دیا بمجرد حکم جوانان جنگجو مسلح ہو کر چار جانب قلعے کے نگہبانی کرنے لگے روشنی قلعہ پر
بخوبی کرلی الغرض تا آخر شب دونوں طرف دلاوروں اور بہادروں نے بخوبی نگہبانی اور حفاظت کی ہنگام صبح
صادق مرغان سحر چہچہے کرنے لگے اپنی زبان میں ذکر خدا کرنے لگے طاعت گزار واسطے نماز کے اٹھے خانہ کعبہ میں جو اہل
شہر ہوئے اذان سے ہوش سے بہرہ مند ہوئے بانگ اللہ اکبر بلند ہوئی اسوقت خواجہ عبد المطلب وغیرہ نے
نماز سحر پڑھی اور بعد نماز درگاہ کریم کارساز میں بصد رجوع قلب اپنی نصرت کے واسطے دعا کی اور بعد دعا کرنے
کے آمادہ جنگ ہوئے جب خسرو خاور مشرق سے ظاہر ہوا اور شاہ انجم سپاہ خسرو خاور سے تاب مقابلہ نہ لا کر قلعہ
فلک میں پنہاں ہوا ادہر نعمان بن منذر شاہ یمن بھی بیدار ہوا اور بستر خواب سے اٹھکر بیرون بارگاہ آیا افسران
فوج کو بلا کر حکم دیا کہ جلد مردان لشکر کو حکم کمربندی کا دو افسروں نے بموجب کہنے نعمان کے مردان فوج
کو حکم کمربندی دیا جسوقت جملہ لشکری مسلح ہو چکے اور افسر فوج بھی ہتھیار لگا چکے اور نعمان بن منذر شاہ یمن
بھی مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوا اسوقت بحکم نعمان لشکر میں طبل پرخاش بجا نقارہ جنگی
پر چوٹ پڑی علمہائے لشکر کے پھریرے کھلنے سواران جوشن پوش اور چار آئینہ پوش گھوڑوں پر سوار ہو کر پیچھے
بہادروں کی صفیں باندھکر ہمراہ اپنے سرداران کے بحکم نعمان قلعہ پر چار جانب سے حملہ آور ہوئیں اس
طرف خواجہ عبد المطلب نے بھی گولہ اندازوں کو توپوں کی فیر کرنے کا حکم دیا بمجرد حکم پانے کے گولہ اندازوں
نے جلد جلد توپیں فیر کرنا شروع کیں زمین توپوں کی صدا سے دمبدم دہلنے لگی شیر فلک کا توپوں کی ہیبتناک آواز
سے کلیجہ پھٹنے لگا درندوں اور گزندوں نے صحرا سے راہ فرار اختیار کی طائران ہوا توپوں کی آواز سنکے
آشیانوں سے اڑے گولے سیل اور بم کے لشکر نعمان پر پڑنے لگے جانان فوج نعمان مثل روئی
کے گالوں کے میدان جنگ میں اڑنے لگے جس رسالے میں گولہ گرتا تھا اول زمین میں نشیب کرتا تھا
پھر اچھل کر جس سوار پاس گولے کا ذرا بھی ٹکرا پڑتا تھا فوراً سینے کو توڑ کر پشت سے پار ہوتا تھا
اسی طرح ہر ایک گولے سے سوار و پیادے ہلاک ہونے لگے میدان جنگ میں ایسا دھواں پھیلا ہوا تھا
کہ کسی کو غلط نظر نہ آتا تھا اور روز روشن نظر مردم میں تیرہ و تار تھا گویا مردمان لشکر نعمان کو اس دو
دھوئیں پر ابر سیاہ کا گمان ہوتا تھا ہر چند جوانان فوج نعمان بن منذر بلند نظر دیکھتے تھے لیکن دھواں
اسقدر تھا کہ راہ نظر آتی تھی جس طرح پانوں اٹھ جاتے تھے ہر چند صدہا اور ہزارہا لشکری گولوں سے ہلاک
ہوتے تھے مگر آگے بڑھے جاتے تھے سپریں چہروں کی پناہ کئے ہوئے تھیں چونکہ گولہ انداز قلعہ سے برابر
گولے مارتے تھے اسوجہ سے غول سواروں کے اور گروہ پیدلوں کے دمبدم مثل روئی کے گالوں کے
اڑ جاتے تھے ہزارہا لاشیں بے دست و پا زمین پر نزدیک و دور لوٹتی تھیں زخمیوں کے نالے بلند تھے
لشکر میں ایک غلغلہ پڑا تھا ہاہاکار سے اور پسر پدر سے دور تھا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اگر کوئی بزرگ اپنے
خورد کو باواز بلند پکارتا تھا لیکن بسبب شور و غلغلہ عظیم کے اس خورد کو صدا اپنی بزرگ کی سنائی دیتی تھی وہ
میدان جنگ گویا نمونہ میدان محشر تھا ہر طرف صدائے فریاد و الغیاث بلند تھی مجروح کراہتے تھے
زخمی بہ نالہ و فریاد زمین پر تڑپتے تھے کوتل گھوڑے میدان جنگ میں دوڑتے اور اپنے راکبوں کو دو

پامال کرتے تھے ہزارہا سپر تن اور تلوارین کشتون کی میدان مصاف مین پڑی ہوئین تھین صدہا ایک پر ایک مرے
پڑے ہوئے تھے سواران زرہ پوش پر میدان رزم مین کڑی مصیبت پڑی تھی چار آئینہ بندیہ طور جنگ دیکھکر حیران
و ششدر رہتے تھے کیونکہ گولے مثل اولون کے برسے پڑتے تھے گھٹا دھوئین کی گھری ہوئی تھی صدا ہر ایک توپ کی رعد
کے مانند تھی جب سوار اور پیادے میدان مصاف سے پیچھے ہٹتے تھے نعمان بن منظر شاہ یمنی و افسران
فوج سرداران لشکر کو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے لشکری سخت مصیبت مین مبتلا تھے کیونکہ جب آگے بڑھتے
تھے توپون کے گولون سے ہلاک ہوتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے افسران فوج انکو حکم آگے بڑھنے
کا دیتے تھے آخر بدرجہ ناچاری و مجبوری آگے بڑھتے تھے علاوہ گولہ اندازون کے تیر اندازانہ تیر لگاتے تھے
اور خواجہ عمرو گوپھن مین سنگ گران رکھکر اور چرخ دیکر وہ سنگ گران کافرون کو لگاتے تھے
وہ پتھر جس سوار کے سر پر پڑتا تھا اسکے سر کے کئی ٹکڑے ہو جاتے تھے الحاصل اسی طرح شام تک
لڑائی رہی گولہ اندازون کو ان ناریون پر آگ برسائی تیر اندازون نے تیر لگائے خواجہ عمرو نے ہزارہا پتھر
گوپھن مین رکھکر مردان فوج نعمان کو مارے لیکن جس وقت شاہ خاور جنگ بہادران عرصۂ نبرد دیکھکر لرزان
اور ترسان جانب مغرب چلکر نہان ہوا اور شاہ انجمن سپاہ تخت زبرجد چرخ پر جلوہ فرما ہوا اسوقت نعمان
بن منظر شاہ یمنی نے مردان لشکر کو آمادہ فرار دیکھکر طبل بازگشت بجوایا باقیماندہ سوار اور پیدل میدا
ن وغا سے پھرا اور نعمان بھی مع افسران فوج کے اپنی بارگاہ کے قریب آیا اور ہزارہا سوارون اور پیدلون
کو میدان مین کشتہ دیکھکر نہایت ملول ہوا پھر کچھ سوارون اور پیدلون کو واسطے طلایۂ لشکر کے مقرر
کیا اور باقیماندہ لشکریون کو حکم دیا کہ قیام مین استراحت کرین مرکبون سے اترکے مردان فوج بموجب
حکم خیمون مین گئے اور بعد دور کرنے سلاح جنگ کے استراحت پذیر ہوئے نعمان بھی اپنی بارگاہ
مین آیا اور زرہ اپنے تن سے اتار کے اور تیغ آبدار کمر سے کھول کے اپنی بارگاہ مین بیٹھا اور بعد تناول
طعام کے شراب پینے لگا جب افسران فوج بھی نعمان کی بارگاہ مین آئے اور روبرو نعمان بیٹھے
اسوقت نعمان نے افسران فوج سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج تو میرے لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تھا لیکن
قلعہ ہاتھ نہ آیا اور ہزارہا سوار اور پیدل کام آئے لیکن کل مین تن تنہا اس قلعہ پر حملہ کرکے در قلعہ کو
گرز گران سے توڑ کر اہل قلعہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا یہ کہکر نعمان نے افسران فوج کو حکم دیا
کہ طبل جنگ میرے نام پر بجواؤ کل مین اکیلا قلعہ پر حملہ کرکے اور داخل قلعہ ہوکے سب سے پہلے عمرو کو قتل
کرونگا ناظرین پر واضح ہو کہ نعمان کو ابھی تک یہ معلوم نہین ہے کہ حمزہ صاحبقران قلعۂ زنجیر و دین مین
الغرض افسران فوج نے طبل جنگ بنام نعمان بن منظر شاہ یمنی بجوایا خادمین و عام طبل جنگی کے
سننے سے آگاہ ہوئے کہ صبح کو نعمان یکہ و تنہا قلعہ پر حملہ کریگا بعد بجنے طبل جنگ کے نعمان تو اپنی بارگاہ
مین فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا افسران فوج اپنے خیام مین گئے اکثر سوار اور پیدل واسطے طلا
یہ کے آئے اور گرد لشکر پھرنے لگے لیکن اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب
آفتاب غروب ہوا اور نعمان بدرجۂ ناچاری بے نیل مرام طبل بازگشت بجواکر باقیماندہ فوج کو ہمراہ اپنے لیکر
طرف اپنی بارگاہ اور خیام کے چلا گیا اسوقت خواجہ عبد المطلب نے سجدۂ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا
اور گولہ اندازون کو بوجہ کارگذاری اور جوانمردی کے انعام کثیر دیا گولہ اندازون نے انعام وافر پاکر تہنیت

شاہ ہوئے اور خدمت خواجہ عبدالمطلب میں عرض کرنے لگے کہ انشاءاللہ کل بجبر وہان لشکر نعمان کو شکست
دے توپ مار کر ہلاک کرینگے اور اس قلعہ میں سے حتی الامکان آنے دینگے خواجہ عبدالمطلب گولہ اندازون
وغیرہ کی تقریر سے جرأت سنکر بہت خوش ہوئے اور پھر سامان جنگ بخوبی کیا مگر جسوقت نعمان نے میدان
مصاف میں جاکر طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور خواجہ عبدالمطلب کو معلوم ہوا کہ صبح کو نعمان خود اس قلعہ پر حملہ
کریگا اسوقت خواجہ عبدالمطلب کو نہایت تردد ہوا اور خیال کیا کہ نعمان پہلوان نہایت زبردست ہے
کچھ عجب نہیں کہ اس قلعہ کے در کو گرز گران سے توڑ کر داخل قلعہ ہوکر ہم سب کو قتل کرے الغرض خواجہ عبدالمطلب
نے یہ خیال کرکے فی الفور یہ نامہ بنام فرزند دلبند سعادت نشان حمزہ صاحبقران کو لکھا تا
اے نور نظر پارہ جگر آگاہ ہو کہ نعمان بن منذر مع لشکر کثیر آیا ہے اور ایک لڑائی ہمسے لڑچکا ہے کل خود وہ ہمارے
قلعہ پر حملہ کریگا نہیں معلوم انجام کیا ہوگا لیکن بظاہر آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ہم قلعہ بند ہیں اور
اور نعمان پہلوان زبردست ہے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے پس تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے
بتعجیل تمام یہاں آؤ اور اپنی شکل ہمکو دکھاؤ تاکہ ہنگام مرگ ہمکو دیکھنے میں حسرت دیدار باقی نہ رہجائے فقط
جسوقت نامہ مندرجہ بالا خواجہ عبدالمطلب تحریر کرچکے اسوقت اہل قلعہ سے پوشیدہ ایک شتر سوار کو
نامہ دیکر فرمایا کہ اس نامہ کو بہت جلد میرے فرزند دلبند کو پہونچاوے شتر سوار مذکور نے نامہ مسطور خواجہ
عبدالمطلب سے اپنی دستار میں رکھا اور ایک شتر تیزرو پر سوار ہوکر در قلعہ کے اور ایک دروازہ سے نکلا
جانب قلعہ زمجرد بعجلت روانہ ہوا اور بعد قطع منازل جب در قلعہ زمجرد پر پہونچا اسوقت ناقہ
سوار نے ملازمان فریدون شاہ زمجردی سے کہا کہ جلد تر حمزہ صاحبقران سے میرے آنے
ہونے کی یون خبر کرو کہ ایک سوار نامہ خواجہ عبدالمطلب کا لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ حضور
عالی مرتبت میں حاضر ہوکر نامہ کو دے ملازمان فریدون شاہ زمجردی نے فی الفور خدمت حمزہ
صاحبقران میں حاضر ہوکر ناقہ سوار کے آنے کی اطلاع کی حمزہ صاحبقران نے ناقہ سوار کو اپنے پاس
طلب کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا اور بعد ادب شرائط دعا و ثنا بجا لاکر اپنی دستار
سے نامہ خواجہ عبدالمطلب کا نکالکر امیر نامدار کو دینے لگا حمزہ صاحبقران اپنے والد ماجد کی تعظیم
کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے اور نامہ شتر سوار سے لیکر اور لفافہ نامہ کا چاک کرکے نامہ خود پڑھا اور حال مندرجہ
نامہ سے بخوبی آگاہ ہوکر ناقہ سوار کو خلعت و زر مرحمت فرمایا اور اسیوقت حکم دیا کہ کل فوج ہماری
سوار ہو اور سرداران ذوالفقار بھی مسلح ہوں المختصر جب فریدون شاہ زمجردی اور جملہ سرداران عالی
وقار مع مردان فوج و لشکر بعجلت مسلح ہو چکے اسوقت حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر پشت
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے لشکر میں طبل سفر بجا حمزہ صاحبقران لشکر کئی لاکھ سوار
جرار کا لیکر مثل باد تند قلعہ زمجرد سے جانب اپنے والد کے روانہ ہوا امیر نامدار کا حال تو آئندہ لکھا
جائیگا لیکن اب حال اہل قلعہ اور نعمان بن منذر کے لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ توپ انداز توپوں کو صاف کر
کے ان میں تھیلیاں بارود دار۔ توپوں کی عنقریب توپوں کے رکھ رہے ہیں اکثر گولہ انداز توپوں میں بھر رہے ہیں تیر انداز
تیروں کو درست کر رہے ہیں خواجہ عمرو خدمت خواجہ عبدالمطلب حاضر ہیں خواجہ عبدالمطلب
کرسی پر تشریف رکھتے ہیں لیکن پریشان خاطر ہیں اس طرف نعمان بن منذر شا

بارگاہ مین شور ہو رہا ہے لشکری سامان جنگ کر رہے ہین بعضے تلواروں پر صیقل کر رہے ہین اکثر تیروں کو ترکشوں مین بھر رہے ہین کچھ سوار اور پیدل طلایہ لشکر کے واسطے اُٹھے ہین لشکر کے گرد پھر رہے ہین اور ضدا مین حاضر باش اور ناظر باش کی دے رہے ہین مہتابین وغیرہ روشن ہین میدان مصاف مین ہزارہا سوار اور پیدل قتل کئے ہوئے پڑے ہین جو زخمی ہین وہ خیام مین پڑے ہوئے کراہ رہے ہین بعض افسران فوج سو رہے ہین بعضے بیدار ہین اکثر لشکری باہم یہ کہتے ہین کہ دیکھئے صبح کو کیا ہوتا ہے یہ قلعہ ہاتھ آتا ہے یا نہین آج تو ہر چند چاہا کہ قلعہ مین داخل ہون لیکن کسی طرح نہ ہو سکے اور ہمارے لشکر کے جوانان ہزارہا کام آئے بعضے لشکری انکی گفتگو سنکے انکو یہ جواب دیتے تھے کہ صبح کو دیکھ لینا ہمارے افسر نعمان پہلوان اس قلعہ کو لینگے اہل قلعہ کو تہ تیغ کرینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اسی طرح نامبردان فوج نعمان مین باہم گفتگو رہی بعضے کہتے تھے کہ قلعہ کا ہاتھ آنا مشکل ہے اکثر کہتے تھے تسخیر قلعہ بہت آسان ہے الحاصل جب وہ وقت آیا کہ فوج انجم خبر آمد شاہ خاور سے قلعہ افلاک مین پوشیدہ ہوگئے اور شاہ انجم سپاہ کا بھی چہرۂ پرنور بخوف شاہ خاور متغیر ہونے لگا سپیدۂ سحر جانب مشرق ظاہر ہوا اور گریبان صبح کثرت صدمہ سے بوجہ قلعہ بند ہونے اہل اسلام کے چاک ہوا ظلمت شب کافور ہوئی زمین روشنی سحر سے پرنور ہوئی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرنے لگے اور موافق اس بند مخمس کے ذکر خدا مین مصروف ہوئے

بند مخمس

طاقت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح مسافر اس دین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا، جو تم کہتا نہین مین قول ہے یہ راست اب شور سنو غائے سے ہر گز نہ کوئی دل مین فنا کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین غان تجھ علاوہ طائران خوش اوازوں کے اہل اسلام بھی ہوا سے اوا فرائض سحری کے انجم موذن نعرہ اللہ اکبر بلند کیا نماز گذاروں نے وضو کرکے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی خواجہ عبد المطلب نے بھی بعد پڑھنے نماز سحر کے دونون ہاتھ اپنے جانب آسمان برائے دعا بلند کئے اور یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

اشعار

سوا تیرے نہین کوئی معاون
مرا مشکل تمنا بار ور کر
دلوں مین ان سیہ قلبوں کے یارب

خداوندا مجھ نوح دیو صفت
تو ہی میری اعانت جلد تر کر
مجھے گھیرا ہے ان سب کافرون نے
چراغ نور ایمان جلوہ گر کر

مرے حال پریشان پر نظر کر
الٰہی جلد تر یا غ جہان مین
ظفر مجھکو ان پر جلد تر کر

بعد دعا کرنے کے جب خواجہ عبد المطلب باہر سے قلعہ شریف لا کر کرسی جواہر نگار پر بیٹھے افسران فوج نے بعد سلام نذرین پیش کین لب انوازون نے سو تو پین سلامی کی سر کین بعد اسکے حملہ گولہ انداز قریب توپون کے کھڑے ہو گئے تیر انداز انگلی پر سیس ہو گئے خواجہ عمرو نے کو بھی مین تیر رکھا اس طرف تو اہل قلعہ آمادہ جنگ اور مستعد کارزار ہوئے لیکن اب

حال نعمان بن منذر شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سحر ہوئی اور آفتاب فلک پر نمایان ہوا نعمان بن منذر شاہ بیدار ہوا اور فرش خواب سے اٹھا اور بصد عجلت امور ضروری سے فرصت حاصل کرکے مسلح ہو کے جب باہر نکلا افسران فوج وغیرہ نے سلام کیا نعمان نے حکم کیا جلد تر مسلح ہو بموجب حکم نعمان کے جملہ افسر اور سوار و پیدل مسلح ہوئے جس وقت نعمان گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت تمام افسران فوج اور سوار بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے طبل جنگی بجنے لگے نقارہ زرین پر چوب پڑی رسالوں اور پلٹنوں مین باجے جنگی بجے علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے افسروں نے سواروں کے رسالے اور پلٹنوں پیدلون کی صف بستہ ہوئین نعمان بن منذر شاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم بعہدہ سپہ سالاری چلا-

پیچھے نعمان کے جملہ سواران اور پیدلون نے قدم اُٹھائے جب نعمان عرصہ مصاف مین آیا اپنے لشکر
کو میدان رزم مین ایسی جگہ ٹھہرایا کہ جہان گولہ نہ پہونچ سکے اور افسران فوج سے کہا کہ اب مین اس قلعہ پر
حملہ کرتا ہون جسوقت در قلعہ توڑ کر داخل قلعہ ہون تم لشکر کو لیکر میرے پاس چلے آنا افسران فوج نے عرض کیا
کہ جس طرح آپ نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا غرض نعمان نے افسران فوج کو سمجھا کر اور اُنسے رخصت ہو کر اور لات
و منات کا نام زبان پر جاری کر کے گھوڑے کو جانب قلعہ بڑھایا ادھر اہل قلعہ نے دیکھا کہ نعمان بن منذر شاہ
اسلحہ زیب تن کئے ہوئے گھوڑے پر سوار ہے اور بائین ہاتھ مین ایک سپر فراخ دامن ہے اور داہنے ہاتھ مین گرز گران سے
اور گھوڑے کو جولان کرتا ہوا اسطرف آتا ہے جسوقت خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ نعمان قلعہ کے گرد آتا
ہے خواجہ عبد المطلب نے گولا اندازون کو حکم دیا کہ گولے اس حریف کو تاک کے مارو ایسا ہو وے اس دشمن
کو قلعہ مین نہ آنے دو اور اس طرح تاک کر اس پہلوان کو گولے مارو کہ مثل روئی کے گالے کے
اڑ جائے بموجب حکم کے گولا اندازون نے نعمان کو تاک تاک کر گولے مارنا شروع کئے تیر اندازون نے تیر
مارے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر اور تاک تاک کے نعمان کے صدر و سر کو ہر چند لگائے لیکن نعمان
بن منذر شاہ گولون سے بچتا ہوا اور تیرون اور پتھرون کو سپر پر روکتا ہوا اور آگے بڑھا جب گولا اندازون
نے دیکھا کہ نعمان ابھی تک زندہ ہے اور گھوڑے سے نہین گرا اسوقت گولا اندازون نے اس قدر
گولے مارے کہ میدان مصاف کو گویا کر کانار کر دیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت توپون کی آواز سے زمین
بار بار لرزتی تھی اور قلعہ فلک ہلتا تھا کتان قلعہ فلک کے کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے زیر آسمان
ایک دھوئین کا آسمان تھا شیران دشت نے اپنے مسکن توپون کی آواز ہیبتناک کے ڈر سے چھوڑ دیئے
تھے فیلان کوہ پیکر دور دور بھاگ گئے تھے گولا انداز قلعہ سے گولے کیا مارتے تھے گویا نعمان
پر آسمان سے آگ برستی تھی اور تیر تیر اندازون کے نعمان پر اس طرح گرتے تھے جس طرح مرغان
شکاری اپنے صید پر گرتے ہین لیکن نعمان بن منذر گولون سے اپنی جان بچاتا ہوا اور دریائے آتش مین شناوری
کرتا ہوا تیرون کو سپر فراخ دامن پر روکتا ہوا اپنے سراپا کو بچاتا ہوا قریب خندق آیا اور نعرہ کیا کہ اے
اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاؤ اس طرح تمکو قتل کرونگا
کہ تمہارے مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے اور مجکو ذرا رحم نہ آئیگا جب گولا اندازون نے
نعرہ نعمان بن منذر کا سنا فوراً گولا اندازی موقوف کی اور فصیل قلعہ سے تلوار اور تیر اور نیزے لگانے
شروع کئے بعضون نے گرم گرم تیل کے کڑھاؤ اُسپر الٹ دیئے اکثر خس و خاشاک نعمان پر پھینکا عیارون نے
عیارون نے پتھر لگائے اُسوقت اکثر اہل اسلام دعا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب نے عمامہ اپنے
سر سے اُتار کر اپنے ہاتھون پر رکھا اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کر کے بعد گریہ و زاری درگاہ باری مین
اسطرح دعا کی کہ اے قاضی الحاجات وقت یاری ہے اور اے مسبب الاسباب ہنگام مددگاری ہے خداوندا اس پہلوان کے شر و فساد سے
ہم سبکو بچا اور اسکی فوج زبردست کے ہاتھ سے ہمکو ہلاک نہ کر اے پروردگار تو نے یوسف کو چاہ مین بچایا اور یونس کی
شکم ماہی مین حفاظت کی اور ابراہیم اپنے خلیل کی آگ کو سرد کر دیا اسیطرح یا ارحم الراحمین ہمکو بھی اس ظالم
کے ہاتھ سے بچا اور اپنی قوت کاملہ سے کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ باعث ہماری بہبودی اور زندگی کا ہو پس
خواجہ عبد المطلب نے بتضرع و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اسیوقت نعمان

نے چاہا تھا کہ خندق کو پھاند کر درِ قلعہ کو گرز گران سے توڑ دوں اور داخل قلعہ ہوں یکایک سمت صحرا سے
ایک ایسا غبار عظیم اٹھا کہ روئے آفتاب چھپ گیا نعمان بن منذر متحیر ہو کر جانب گرد و غبار دیکھنے لگا اور اہل
قلعہ جو تیر قلعہ پر مارتے تھے انکو اپنے سپر پر رد کرنے لگا جب وہ غبار کسی قدر بر طرف ہوا نعمان نے دیکھا کہ فوج
کثیر بہت جلد اسطرف چلی آتی ہے نشانہائے فوج مانند درختوں کے اور تیر دستہائے نیزہ ہزارہا چمکتے ہیں اس طرف حمزہ صاحبقران
نے اہل قلعہ کو تیز دستی کرتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ شاید نعمان قلعہ تک پہنچ گیا ہے اہل قلعہ مضطر اور
پریشان ہیں یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے ذہن کر کے یہ نعرہ کیا نعرہ فلک تخت و ماہ برج عطارد امیر
عدو بند کشور کشا جسوقت مردمان نے نعرۂ امیر باتوقیر سنا اور قلعہ سے حمزہ صاحبقران کو مع لشکر کثیر آتے
دیکھا نہایت شاد ہوئے اور رنج و غم و محن سے آزاد ہوئے خصوصاً خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند
کو عین وقت پر آتے دیکھکر از حد خوش ہوئے اور سمجھے کہ خدا نے میری دعا مستجاب کی لیکن نعمان
نے جو نعرۂ امیر باتوقیر سنا نہایت متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ امیر کہاں گئے تھے جو اسقدر
فوج لیکر اسطرف سے آئے میں تو یہی جانتا تھا کہ امیر اس قلعہ میں ہیں خیر اب معلوم ہوا
ہو گا امیر کی قضا امیر کو کشاں کشاں لائی ہے میرے ہاتھ سے بچنا امیر کا محال ہے اب بہتر یہی ہے کہ پہلے
مردمان قلعہ سے امیر کو قتل کروں یہ خیال کرکے نعمان نے چاہا تھا کہ قلعہ کی طرف سے لجام فرس کو پھیر دوں
اور امیر سے مقابلہ کروں ناگاہ حمزہ صاحبقران بھی عنقریب قلعہ پہونچے اور نعمان کو خندق قلعہ
پر دیکھکر پکارے کہ اے نعمان اگر تجھکو دعوی مردانگی ہے تو آ مجھسے مقابلہ کر نعمان یہ گفتگوئے امیر
باتوقیر سنتے ہی بصد غضب قلعہ کی جانب سے پلٹا اور لگا اور نزد ہوا مردمان قلعہ و مردمان ہر دو لشکر نے
دیکھا کہ پانچ قدم مرکب نعمان کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم فرس حمزہ صاحبقران پسپا ہوا نعمان طاقت
و قوت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور پھر بصد قہر و غضب اپنے گھوڑے کو رانوں میں داب کے
آگے بڑھایا اور تیغ گرانبار میان سے کھینچکر سر امیر باتوقیر پر لگایا حمزہ صاحبقران نے پارہ سپر تیغ گرانبار
کی نظر کرکے جب قریب سپر کے وہ تیغہ آیا اس زور سے دستانہ بدل کے تیغہ نعمان کا سپر پر پٹ پڑا
فوراً امیر باتوقیر نے نعمان کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا نعمان نے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا باہم
باہم اسدرجہ زور کیا کہ گھوڑا نعمان کا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور مرکب خنگ سیہ قیطاس بھی
ہانپنے لگا اسوقت شاطر پکارے کہ اے بہادران جہان گھوڑوں سے اتر کے باہم کشتی لڑو گھوڑے
بیچارے تحمل تمہارے زور کے نہونگے یہ تقریر شاطران خوش تدبیر کی نعمان و حمزہ صاحبقران آتشیں چہرہ
سے اور دونوں کو پیٹ کر مرکبوں سے کود کر زمین پر آئے اور باہم لڑنے لگے اور ہنرہائے پہلوانی ظاہر
کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو سو تک برابر کشتی ہوئی مگر کسی کی پشت آشنائے زمین سے نہیں ہوئی دوسرے
روز ہنگام شام نعمان نے سر اپنا سینۂ حمزہ صاحبقران سے ملا کر بقوت تمام ایسا ریلا کیا کہ تین قدم حمزہ صاحبقران
اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے بعد تین قدم ہٹنے کے امیر نے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا پھر ہر چند نعمان نے
زور کیا لیکن امیر باتوقیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی آخر تین زور متواتر کرکے نعمان پسینے میں تر ہو گیا اور ہانپنے
لگا ہاتھوں کی انگلیوں سے بوجہ زور کرنے کے خون ٹپکنے لگا ناچار اور مجبور ہو کر زنجیر کمر حمزہ صاحبقران
کو چھوڑ دیا اسوقت حمزہ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ نعمان سے ملا کر اسی طرح ریلا نعمان پیچھے ہٹنے لگا

یہاں تک کہ دس قدم تک نعمان پیچھے ہٹا اوسوقت حمزہ صاحبقران نے نعمان کی زنجیر کمربند کے توڑ سے تین بار تہ
ناکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زمین سے اوٹھالیا اور اپنے سر سے بلند کرکے زمین پر گرادیا اور فوراً سینۂ نعمان پر بیٹھکر کہا
کہ اے پہلوان دیکھا تو نے قدرت پروردگار کو کہ تجھ ایسے پہلوان کو مین نے کس طرح زیر کیا اب دین
اسلام کے اختیار کرنے مین تو کیا کہتا ہے نعمان بن منظر حمزہ صاحبقران کی یہ قوت و طاقت اس سن و سال مین
دیکھکر اور دین اسلام کو اچھا جانکر عرض کرنے لگا کہ اے امیر باتوقیر مین نے اطاعت آپ کی اختیار کی مجکو مسلمان
کیجئے حمزہ صاحبقران سینۂ نعمان سے اوٹھے اور نعمان کو کلمہ پڑھایا نعمان کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان
ہوا اور قدم امیر پر گرا امیر باتوقیر نے سر نعمان کو اپنے قدم سے اوٹھاکر سینے سے لگایا خواجہ عبد المطلب
اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ خوش ہوئے جب نعمان کلمہ پڑھکر مسلمان ہو چکا اوسوقت اوسنے
باواز بلند اپنے افسران فوج اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اے بھائیو مین نے تو دین اسلام قبول کیا اور
اطاعت حمزہ صاحبقران اختیار کی اور رفاقت نوشیروان کی کہ وہ ایک کافر ہے چھوڑ دی اب
تم کہو تم کو کیا منظور ہے میرے نزدیک تو یہی مناسب اور بہتر ہے کہ تم بھی میری طرح دین اسلام اختیار
کرو اور اطاعت حمزہ صاحبقران کی قبول کرو دیکھو پھر ایسا مولائے قدرشناس نہ پاؤگے پچھتاؤگے آئندہ
تمکو اختیار ہے جب یہ گفتگو نعمان بن منظر شاہ یمنی کی افسران فوج اور لشکریون نے سنی خیال کیا کہ اب
منظر شاہ کے پاس بھی نہین جاسکتے کیونکہ وہ پہلے ہی نعمان کے مسلمان ہو چکا ہے اور ہمارا سپہ سالار بھی
پھر کے مسلمان ہوا ہے اب ہم کو بھی لازم ہے کہ ہم بھی دین اسلام اختیار کرین اور رفاقت نعمان سے سرکشی
نہ کرین اور لات و منات وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آئین یہ خیال کرکے سب کے سب خدمت صاحبقران
اور نعمان بن منظر مین حاضر ہوئے اور سب نے سر اپنے پائے امیر باتوقیر پر جھکائے حمزہ صاحبقران
نے سب کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا پھر تمام مردمان لشکر کو حکم دیا کہ کمرین کھولین اور جشن کا سامان کرین پھر حکم
امیر باتوقیر کے بارگاہین استادہ ہوئین اور خیام برپا ہو گئے سامان جشن ہونے لگا در قلعہ کھلا امیر باتوقیر
اپنے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوئے خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر حمزہ
صاحبقران کو سینے سے لگایا مردمان قلعہ نہایت شادمان ہوئے خواجہ عمرو بھی بہت خوش ہوئے بلکہ جملے
حمزہ صاحبقران کعبہ مین تشریف لے گئے اور اپنے جملہ بزرگون اور احباب سے ملے ہر ایک شخص امیر باتوقیر سے
معانقہ کرکے خوش ہوا جب حمزہ صاحبقران دردگاہ لشکر پر آئے ملاحظہ فرمایا کہ جملہ بارگاہون اور خیام مین
فرش نفیس بچھا ہے اور دنگلون پر بیٹھے سرداران عالی وقار بیٹھے ہین اور اکثر جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین جملہ
سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود ہے نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر ہین جسوقت حمزہ صاحبقران اپنی
بارگاہ مین تشریف لائے نعمان بن منظر اور کرتیت سپر گردان اور سعید ذوالیدین وغیرہ سرداران
ذی وقار واسطے تعظیم حمزہ صاحبقران کے دنگلون سے اوٹھکھڑے ہوئے جب حمزہ صاحبقران اپنے
دنگل پر بیٹھے اور حکم کیا کہ ارباب نشاط ہر ایک بزم عشرت مین آئین پھر حکم امیر باتوقیر کے نازنینان خوبرو اور خوش گلو
مع اپنے سازندون کے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین حاضر ہو کر روبرو ہوئے ارباب بزم رقص و نغمہ
کرنے لگین اور دلہائے ارباب بزم اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین ہر طرف غلغلہ شادمانی بلند ہوا
اسی طرح ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال نہایت خوبصورت اور کم سن پیشواز زرتار

پیشگاہ و ساز فروزوں کو اپنے ہمراہ لیکر بعد ناز و ادا مسکراتی ہوئی ہر قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی وہ ماہ جبین جوانان فوج کو مثل سبزہ پامال کرتی ہوئی دل عشاق لیتی ہوئی اکثر جوانوں کو تیغ ادا سے مجروح کرتی ہوئی داخل بارگاہ فلک اشتباہ حمزہ صاحبقران ہوئی نعمان بن منذر اور ہرکرتیت سپہر گردان اور سیف ذوالیزن وغیرہ سرداران عالی وقار اُس سرو خرامان کی کاکل زلف دیکھکر پائل ہوئے سب کے دل پہلوؤں میں بیقرار ہوئے لیکن بر بناطن حمزہ صاحبقران خاموش بیٹھے رہے اور حمزہ صاحبقران بھی اُس نازنین کے جمال عدیم المثال کو دیکھکر متحیر ہوئے جب وہ نازنین روبرو حمزہ صاحبقران حاضر ہوئی بعد درستی ساز سازندوں کے وہ خوبرو بعد ناز و ادا اور ہزار عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی اور اہل بزم کے دلوں کو مانند حنا یا مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اُس خوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

کر دو مجھے کہانی داستان قصہ گلا یہ بھی
عجائب شہر میں جب العجب ہے منقلب ہر دم
مرادل مجھ سے کہتا ہے ذرا یہ بھی
کبھی آیا نہ بھولے سے زبان تک نام عاشق کا
کہ اپنے دین و ملت میں ہے محراب دعا یہ بھی
نہ ہو یا تھم نہیں دل کو صلہ کیسے ہیں جنے دو
لجایا خاطر احباب سے کہنا پڑا یہ بھی

وہ اپنے وعدہ دیدار فردا کو انکار کھیں
بڑی توبہ کی مستو آجکل ہے پارسا یہ بھی
اگر ہو طالب دیدار دل میں [illegible]
بتنجا ای بے مروت ہو گیا عہد وفا یہ بھی
بہت گزرتا ہے لیتا ہے جب کوئی حسین [illegible]
اگر امار [illegible] آپ کا درد جا یہ بھی

الموں کیا ہمنشین تقدیر کا میری لکھا یہ بھی
میں عہد [illegible] وحشت سے کرو تو ہے مزا یہ بھی
یہاں تک آرزو دل میں [illegible]
کہ مشہور جہاں ہے یار کی دولت سرا یہ بھی
حضور دلبر آکے جانان مرادیں [illegible]
دم [illegible] دیتا ہے آشنا یہ بھی
[illegible] فرشتے تسلیم ہم لیکن

جس وقت یہ غزل اُس مطربہ نے روبرو حمزہ صاحبقران و دیگر صاحبان محفل عیش با الحان داؤدی گائی اُس وقت بعض سرداروں نے خوش ہو کر نازنین سے کہا کہ اس قسم کی اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اُس نازنین نے حسب فرمایش سرداران ذی عزت یہ غزل پرجوش و پُردرد شروع کی۔

غزل

ناز ہے دو اری میں گزری شب دل ناشاد کی
بیقراری بیقراری سو [illegible] آدم زاد کی
کسقدر ہے جوہر عاشق کشی دل کو پسند
آبرو رکھ لی خموشی نے مری فریاد کی
لوٹ میں گلچین ہے گر دام میں صیاد ہے
اڑ گئی رنگت رخ صبح مبارکباد کی
دم ہے جب تک چار دیوار عناصر ہے بپا
بن گئی تیشے سے آخر جان پر فرہاد کی
داغ دل کے ساتھ بیرنگی بھی لازم ہے مجھے
شور ماتم نے اڑا دی رسم مبارکباد کی
گردش [illegible] پہلے مر گیا میں خستہ جان
جل رہی تھی شمع اپنے خانہ برباد کی

اتنی کبھی سنت خموشی کی کبھی فریاد کی
آج ہو کر خون سے بلبل نے پیدا کی ہے جا
تیغ ہوتا ہے قاتل تیشہ فرہاد کی
روح جب [illegible] کلی بل گیا تن خاک میں
کون [illegible] ہے بلبل ناشاد کی
عشق کا دعوی ہے زیر خاک [illegible] میں
خاک اڑتی ہو گی اک دن قصر بے بنیاد کی
رشک [illegible] دیکھنا آیا [illegible] آہ بھی
لالے کا سینہ [illegible] شمشاد کی
آج کیا ہے کس لیے ذکر وفا ہے بار بار
[illegible] منہ دیکھ کر [illegible] دل جلاد کی
حسن [illegible] میں تلاش [illegible] خونریز میں

آمد ہے دل میں بھی بے رخنہ کرتی ہے جگہ
بوئے گل دیتی ہے [illegible] اس صیاد کی
شور بیتابی تو رسوا کر دیکا تھا شکر ہے
خانہ ویران نے کیا مٹی مری برباد کی
تیرہ روزی کیا کہوں [illegible]
دیکھتا ہوں [illegible] اپنی ہستی برباد کی
سخت طینت کا شریک حال ہونا [illegible]
ضبط نے کیا کیا لب خاموش نے فریاد کی
اسقدر [illegible] سے تنگ آیا تھا میں جب گیا
[illegible] کس [illegible] کی [illegible]
خاک ہو کر [illegible] باقی ہے [illegible] استخوان
چاہیے [illegible] مجھکو پیروی استاد کی

جس وقت یہ غزل نازنین نے حسب فرمایش سرداران بزم عشرت میں بعد ناز و ادا گا کر تمام کی جملہ صاحبان بزم عیش غزل سُن کے مسرور ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور اُس مطربہ کو

انعام کثیر مرحمت کیا نازنین مذکور انعام وافر پاکر بزم عیش سے چلی گئی بعد جانے اس نازنین خوبرو کے اور ایک نازنین سبز رنگ پیشواز دھانی زیب تن کرکے مع اپنے سازندون کے روبروے حمزہ صاحبقران حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے یہ غزل آخر شروع کی

غــزل

تری زلف و عارض کو پایا ہے مین کافر
کہ اب ہم نہین ناز اٹھانے کے قابل
چراغ کلیسا ہین یا شمع کعبہ
کہ ہرگز نہین آپ دوانے کے قابل
یہ غفلت ہے پردہ کوئی دم مین ہو گی
کہ ہم خود نہین منہ دکھانے کے قابل
قفس کی محبت کا یارب برا ہو
نہ سمجھے کہ فلک شامیانے کے قابل
ہمین واعظو نے برسات مین بھی
ابھی ہین نظر مین سمانے کے قابل
یہ دن سن مین سختی لگانے کے قابل
بنانے کے قابل مٹانے کے قابل
کرے سجدہ کیا خاک پر سر ہمارا
بہرحال ہم ہین جلانے کے قابل
ہین کیونکر نہون داغ حسرت کے صدمے
لیکا ہر نہین منہ چھپانے کے قابل
بنا ناز فلک کاشش پیمانہ سے
نہ رکھا ہمین آشیانے کے قابل
جو عذر حیا تھا تو کیا عجب کہ شب کو
تم آنے پڑے اک زمانے کے قابل
مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم
مری جان ہوا پے تک لانے کے قابل
بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
نہین ہے ترے آستانے کے قابل
قفس مین ہین اک مرغ تصویر گویا
کہ ایک ال ہے چھاتی لگانے کے قابل
لحد مین سوے قبلہ کیا خاک دیکھین
کہ ہو گی ترے منہ لگانے کے قابل
سر قبر دو گز کی چادر تو ہو گی
نہ تھے خواب مین بھی تم آنے کے قابل
اگر خاک بھی ہین تو ہین خاک سرمہ
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل

جبکہ یہ غزل نازنین سبز رنگ نے روبروے حمزہ صاحبقران وجملہ سرداران لوہیوان بصد ناز و ادا گائی اسوقت بعض سردارون کے دل بیچین ہوگئے اکثر سرداران نوجوان نقد دل سے اوس نازنین کے خریدار ہوے اور حمزہ صاحبقران بھی نازنین سبز رنگ کے گانے سے نہایت محظوظ ہوے اور انعام کثیر اس نازنین کو بھی دلوایا القصہ اسیطرح تین شب و روز برابر نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو بارگاہ و خیام مین روبروے ارباب بزم اوسنے والے گایا کین اور ہنگامہ عیش و عشرت گرم رہا بعد تین روز کے جشن تمام ہوا جملہ نازنینان گل پیرہن و مہ جبینان غنچہ دہن انعام کثیر و وافر لیکر رخصت ہوئین بعد اختتام جشن کے حمزہ صاحبقران اپنے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ واسطے چند روز کے مجکو اجازت شکار کھیلنے کی دیجئے خواجہ عبد المطلب نے بعد خوشی اجازت دی حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو اور چند ملازمون کو اپنے ہمراہ لیکر اور جملہ سرداران نامی کو لشکر مین چھوڑ کر جانب صحراے سبزہ زار واسطے کھیلنے شکار کے روانہ ہوے اور صحرا مین پہونچکر شکار کھیلنے لگے

داستان آنا ہشام بن علقمہ خیبری کا مع تین سو فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا مین اور قید کرنا نوشیروان کو بعد اسکے جانا ہشام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے

ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اب وہ شراب
مجھے ہوگی جسکی صحبت سے نفرت کمال
پلادے اگر ہووے لالہ رنگ
اگر اک دم مین ہو زیست اوسکی تمام
کوئی بادہ کش یون ہو پیوند خاک
ترے میکدہ مین جو ہو لاجواب
مزہ دار مجکو سواے زلال
کرون تیغ رندون سے مین خوب جنگ
بعد جوش و جرات دم دار و گیر
کرون ضرب گرز گران سے ہلاک
رہے مجکو میرا فقط یہ خیال
جو تو دروسے گا تو ہوگا ملال
لگاؤن کسی رند پر یون حسام
لگاؤن کسی رند سرکش کو تیر
سر عرصہ رزم شیرانہ آج

کسی رنگ سے چھین لون تخت و تاج	پلا دوست اگر تو نے لالہ فام	ترے دور مین ہو سپہر کا بھی نام

محرران اخبار و کاتبان حال انقلاب چرخ کج رفتار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب ہشام بن علقمہ اخیبری بارہ برس کا ہوا ملک گیری اور نامورئی کا اسکو شوق ہوا ایک روز ہشام جو اپنے مکان سے نکلا ناگاہ شور عظیم بازار مین بلند ہوا ہشام نے متحیر ہوکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہے اُس شخص نے کہا کہ ملازمان نوشیروان اُس شہر مین واسطے تحصیل محصول آئے ہین جو کوئی دوکاندار یا اہل پیشہ سردست زر محصول نہین دیتا ہے اوسکو ملازمان نوشیروان کوڑے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ ابھی زر محصول ادا کرو یہی دکاندار جنپر کوڑے پڑ رہے ہین اسوقت نالہ و فریاد کر رہے ہین جسوقت ہشام نے یہ تمام حال سنا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ تو سراسر ظلم ہے مجکو لازم ہے کہ مین ملازمان نوشیروان کو کچھ سزا دون اور اس ملک کا خراج خود لون اور ملک نوشیروان پر چڑھائی کرون اور اوس پر قبضہ کرون یہ خیال کرکے ہشام نے اپنے کئی ملازمون سے کہا کہ جلد بازار مین جاؤ اور ملازمان نوشیروان کو پکڑ لاؤ ملازمان ہشام فوراً بازار مین گئے اور ملازمان نوشیروان کو زبردستی پکڑ لائے جسوقت ہشام نے ملازمان بادشاہ کو دیکھا نہایت برہم ہوا اور اونکے کان اور ناک کاٹ کر شہر سے نکلوا دیا ملازمان نوشیروان بحالان دگرگون بہیئت عجیب و غریب جانب مداین روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جو شخص اونکو دیکھتا تھا بے اختیار ہنستا تھا اور اونکے پیچھے تالیان بجاتے تھے اور باہم باواز بلند کہتے تھے کہ بھائیو ان نکٹون کو پکڑ لو جانے نہ دو وہ بیچارے آفت کے مارے طفلان شوخ و شریر کے پریشان کرنے اور ستانے سے بے اختیار بھاگتے تھے لڑکے اور زیادہ اونکو ستاتے تھے غرض اس صورت سے وہ سب خدمت نوشیروان مین پہونچے اور تمام حال بیان کیا نوشیروان کو نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ کسی سردار کو روانہ کیا جاوے تاکہ وہ ہشام کو سزائے سخت دے لیکن نوشیروان نے غصہ کو ضبط کرکے کسی سردار کو روانہ نہین کیا ادھر ہشام نے بعد چندے پھر کر اپنے علاوہ ان نوشیروان کے اہل شہر سے تاکید کی کہ اب تم نوشیروان کے کسی ملازم کو ایک کوڑی بھی نہ دینا اور اس شہر کا خراج ہماری سرکار مین داخل کرنا اب تم اپنا حاکم ہمکو تصور کرنا بعد اسکے ہشام نے بعد مہلت بجمعیت چالیس ہزار سواران جرار سمت مداین کوچ کیا اخبار نویسون نے یہ خبر اس طرح پر تحریر کی کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے مع چالیس ہزار فوج کے بارادہ ملک گیری و بداندیشی جانب مداین کوچ کیا ہے یقین ہے کہ ہشام بدانجام ملک مداین مین پہونچکر فتنہ و فساد برپا کرے جسوقت یہ مضمون اخبار مین نوشیروان نے دیکھا فی الفور بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار مین آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے تمام حال ہشام کی سرکشی کا بیان کیا اور پوچھا کہ اب ہشام کے بارے مین کیا تدبیر کی جاوے اور کس طرح اسکو سزائے معقول دیجاوے مین خود ہشام سے مقابلہ کرون یا اپنے کسی سردار کو واسطے اوسکی گوشمالی کے روانہ کرون بزرجمہر نے کہا اے شہریار عالی وقار وہ جو حضور نے خواب ہولناک دیکھا تھا اور زاغ سیاہ حضور کو عالم خواب مین نظر آیا تھا اُس زاغ سیاہ سے مراد یہی ہشام بداندیش سے ہے فی الحال مجکو علم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تھوڑے دن حضور کے تور نہایت سخت ہین اور زمین ملک مداین بھی قیام حضور کے واسطے مبارک نہین ہے بلکہ ہر ایک سردار و ملازم حضور کیلیے بھی نامبارک ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ حضور مع جملہ سرداران ذی وقار و پہلوانان یکتائے روزگار و شاہزادگان نامدار و جملہ پیدل و سوار کسی صحرائے سبزہ زار مین جو زمین ملک مداین سے علیحدہ ہو جلد تشریف لے جائین اور اوسی صحرا مین گزرنے ایام نحس و سخت تک شکار کھیلین اور وہین فروکش ہون شاید اس زاغ سیاہ یعنے ہشام سے

مدد حضور کو نہ پہونچے اور اگر حضور اس سرزمین سے کسی اور طرف تشریف لے جائینگے ہر طرح کے مدد دے
وینگے اور مقابلہ کرنا ہشام سے حضور کو کسی طرح زیبا نہیں ہے کیونکہ حضور شہنشاہ ہفت اقلیم ہیں اور ہشام
بدانجام ایک ادنے ترین ملازمان حضور سے ہے لیکن واسطے سرکوبی اور گوشمالی ہشام کے حقدار کسی سردار کو دیکے
حفاظت شہر کے مقرر فرمائیں جسوقت وہ بداندیش یہان آسے وہی سردار اوس سے مقابلہ کرے اور حتی الامکان
ہشام کو قتل کرے جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی فہم و فراست بزرجمہر کی تعریف کی اور
موافق کہنے بزرجمہر کے عنتر فیل گوش کو کہ پہلوان زبردست سے تھا پچاس ہزار سواران برار سے ملک
مدائن میں واسطے نگہبانی شہر کے چہوڑ کر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر اوسی روز سرزمین مدائن سے کوچ کر گیا
بخت جمک اور بزرجمہر کو بھی ہمراہ لیا اور شہر مدائن سے نکل کے ایک صحراے سبزہ زار میں بارگاہیں اور خیام
برپا کیے اور اوسی صحرا میں فروکش ہوکر شکار کہیلنا شروع کیا نوشیروان تو اس صحرا میں قیام پذیر ہے
اور شکار کہیلتا ہے اس کا حال پہر لکہا جائیگا لیکن اس جگہ کچھ حال ہشام بداندیش کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ہشام
بدانجام طے منازل کرکے آٹہویں روز قریب مدائن پہونچا عنتر فیل گوش خبر آمد ہشام نمک حرام سن کے
جلد تر قلعہ بند ہوا پل پختہ اوٹہوالیا خندق کو پانی سے لبریز کرادیا دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اور قلعہ پر صدہا بلکہ
ہزارہا توپیں لگادیں بعد اس انتظام کے عنتر فیل گوش بااطمینان تمام مع فوج وغیرہ قلعہ میں بیٹھا
اور انتظار ہشام کا کرنے لگا جب ہشام منتریب مدائن آیا قلعہ مدائن دیکہا کہ در قلعہ بند ہے فوراً ہشام
نے قلعہ کا محاصرہ کیا عنتر فیل گوش نے گولہ اندازوں کو حکم دیا کہ ہشام کی فوج پر گولے مارو بموجب حکم
عنتر فیل گوش گولہ انداز گولے مارنے لگے اور مردان فوج ہشام کو ہلاک کرنے لگے ہرچند ہشام نے کئی روز
تک برابر قلعہ مدائن پر حملہ کیا لیکن عنتر فیل گوش نے قلعہ میں نہ آنے دیا اور صدہا سواران لشکر ہشام
کو ہلاک کیا مگر ہشام محاصرہ قلعہ سے بازنہ آیا ایک روز عنتر فیل گوش نے یہ خیال کیا کہ ہشام کئی روز
سے قلعہ کو گہیرے ہوئے ہے اور میں باین زور و قوت و سپاہ قلعہ بند ہوں اگر یہ خبر بادشاہ سنے گا تو مجکو بہادر
تصور نہ کرے گا علاوہ اسکے ہشام مجہسے زیادہ دلاور اور بہادر نہ ہوگا پس بہتر یہ ہے کہ میں اسکے خوف سے
قلعہ بند نہوں اور دلیرانہ قلعہ سے نکل کے مقابلہ کروں اور ہشام کو تہ تیغ کروں بادشاہ سے انعام کثیر کے
لینے کا مستحق ہوں یہ خیال کرکے عنتر فیل گوش جمعیت بیس ہزار سواران چیدہ و منتخب شہر سے باہر نکلا اور
سامنے ہشام کے صف آرا ہوا ہشام عنتر فیل گوش کو آمادہ جدال دیکہکر بہت ہنسا اور اپنی فوج کو
آراستہ کرکے اور خود گہوڑے پر سوار ہوکے سامنے عنتر فیل گوش کے آیا اور کہنے لگا ثابت ہوتا ہے کہ تیری
قضا تجکو یہاں لائی ہے تو جو مجہسے کیا مقابلہ کرے گا میرے ہاتھ سے جلد تر مارا جائیگا اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے
تو تو مجہسے مقابلہ نکر اور میری اطاعت اختیار کر عنتر فیل گوش نے جواب دیا کہ او نمک حرام تو نے اپنے
بادشاہ سے بغاوت کی ہے ضرور تجہسے مقابلہ کروں گا اور ہرگز تیری اطاعت اختیار نکروں گا ہشام نے کہا
اے عنتر نہیں معلوم تو کیا بکتا ہے بیکار مجکو نمک حرام کہتا ہے ارے کیسا بادشاہ اور کیسا ولی نعمت بہادران
عالم جب تلوار کہینچ لیتے ہیں کسی کا خیال بہی نہیں کرتے ہیں اب میں ملک مدائن پر بزور شمشیر قبضہ کرونگا
تمام شہر تاراج کردوں گا خزانہ شاہی اپنے قبضہ و تصرف میں لاؤں گا اگر میرا کہنا نہیں مانتا دیکہ جیتا بچیگا ابہی
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عنتر فیل گوش نے یہ گفتگو ہشام بدانجام سن کے غصہ ہوگیا اور زرہ کے اس طرح کا

سینۂ ہشام پر نیزہ مارا کہ سینہ ہشام کا زخمی ہوا ہشام نے بحالت زخمداری مین تیغ آبدار کھینچکر بقہر و غضب
اس زور سے سر عنتر پر لگایا کہ راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے بعد قتل کرنے عنتر کے ہشام نے وہی تیغ
خون آلود لیکر فوج عنتر پر حملہ کیا اور فوج ہشام نے بھی لشکر عنتر کو چار جانب سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی
جانبین سے سوار قتل ہونے لگے ہشام نے تیغ آبدار سے ہزارہا کو قتل کیا آخرکار لشکر عنتر کے بے اختیار میدان
رزم سے جانب شہر بھاگا ہشام نے فوج عنتر کا تعاقب کیا جسوقت ہشام شہر مداین مین داخل ہوا شہر کو
خراب و تاراج کیا اور صدہا مردمان شہر کو قتل کیا اور دار الامارہ شاہی مین داخل ہوکے تخت حکومت اپنے قبضہ مین
کیا کیونکہ نوشیروان تخت پر بیٹھکر صحرا مین نخچیر کو گیا تھا بعد اسکے ہشام نے کچھ فوج اپنی چارون ناکون
پر معین کی پھر ہشام نے نوشیروان کی تلاش کی لیکن کہین مداین مین پتہ نوشیروان کا نہ پایا آخر
مردمان شہر سے ہشام کو معلوم ہوا کہ نوشیروان مع کچھ فوج و لشکر جانب صحرا واسطے شکار کے گیا ہے چونکہ
ہشام خستہ تھا اور زخمی بھی تھا اسوجہ سے ہشام نے اپنی بارگاہ مین قیام کیا اور دو روز و شب
بصد عیش و عشرت بسر کی اور زخم سینہ کا علاج کیا جب صبح ہوئی ہشام اپنے فرش خواب سے اٹھا اور
اسلحہ اپنے تن پر آراستہ کیے اور بیس ہزار سوار اور جوان اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرا جستجوے نوشیروان
مین اس خیال سے چلا کہ جا کر نوشیروان کو قتل کرون یا گرفتار کرکے مطیع اپنا کرون ہشام تو مداین سے
طرف شکارگاہ نوشیروان کے جاتا ہے لیکن اب کچھ حال نوشیروان کا اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے کہ
نوشیروان مع اپنے بیس ہزار مین مع سرداران کے بہنگام نخچیر شکار ایران کر رہا تھا ناگاہ ایک آہو
نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اوس آہو کو تیر مارا وہ آہو تیر کھا کر ایک طرف بھاگا نوشیروان
نے اوس آہوے زخمی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز گھوڑے کو دوڑایا کہ تمام سرداران عالی وقار اور فوج و
لشکر پیچھے رہ گئے فقط چند سوار اور بختک اور بزرجمہر ہمراہ رہے جب نوشیروان دور تک تعاقب ہوتے
اوسکے چلا آیا ناگاہ نوشیروان نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست نہایت قوی ہیکل گینڈے پر سوار ہے
اور ہمراہ اوسکے ہزارہا سوار ہین اس طرف بصد عجلت چلا آتا ہے نوشیروان پہلوان مذکور کو مع فوج
آتے دیکھکر متفکر ہوا آہوے تخت زمین جست و خیز کرکے صحرا مین ایک جانب جاکر نظر سے مخفی ہوا اتنی دیر مین
پہلوان مذکور یعنے ہشام بن علقمہ خیبری قریب نوشیروان پہونچا اور نوشیروان کو مع چند سوارون
وغیرہ کے صحرا مین پاکر نہایت خوش ہوا اور اپنے اقبال پر نازان ہوا اور نعرہ کیا کہ مین ہشام بن علقمہ خیبری
اے نوشیروان تجکو تو مین ہی جستجو تھی یہ نعرہ کرکے فوراً ہشام نے اپنی فوج کے سوارون کو حکم کیا کہ نوشیروان
کو گرفتار کرلو سوارون نے بموجب حکم نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہشام نے تاج بھی سر نوشیروان سے
اوتار لیا اور ایک قفس آہنی مین قید کیا وہ چند سوار جو ہم رکاب نوشیروان تھے ہشام کے ہمراہ فوج کثیر
دیکھکر مقابلہ نکرسکے جسوقت ہشام نوشیروان کو گرفتار کرچکا اوسوقت اکثر سواران نوشیروان جو
پیچھے رہ گئے تھے آئے اور نوشیروان کو گرفتار دیکھکر قصد کیا کہ ہشام کو قتل کرکے نوشیروان کو قید سے
چھوڑا لین جب ہشام نے دیکھا کہ سردار آگئے ہین یقین ہے کہ مجھسے مقابلہ کرین اور نوشیروان کو رہا کر
لے جائین اوسوقت ہشام نے نیزہ سرتیز سینۂ نوشیروان پر رکھدیا سرداران نوشیروان یہ
حال دیکھکے بے اختیار بصد غیظ و غضب جانب ہشام چلے اور کہنے لگے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے خبردار

ہمارے بادشاہ کو ہلاک نہ کرنا ورنہ تیرے خون سے زمین اس صحراے سبزہ زار کی سرخ کرینگے اس اثنا مین
اور بہت سے سردار آپہونچے اور اُنھون نے بے تامل ارادہ کیا کہ ہشام پر حملہ کرین نوشیروان نے اپنے سردارونکو
روبرو سے منع کیا اور کہا کہ اگر تم میری زندگی چاہتے ہو تو ہشام سے مقابلہ نہ کرو کیونکہ جب تک تم ہشام کو قتل کروگے
نیزہ ہشام میرے سینے کے پار ہو جائیگا مرغ جان میرا قفس تن سے تڑپ کے نکل جائیگا پھر تمکو قتل کرنے سے ہشام
کے کیا فائدہ ہوگا وہ سردار یہ گفتگو نوشیروان کی سن کے ٹھہر گئے اور لڑنے سے باز آئے ناظرین نکتہ بین پر
واضح ہو کہ جب فلک کسی ادنے یا اعلے پر ظلم و جفا کرتا ہے اور دن بُرے ہوتے ہین تو کوئی تدبیر کسی سے بن نہین
پڑتی ہے اکثر اولو العزم انقلاب فلک سے تباہ اور برباد ہوتے ہین اور حباب برج تجبر قیاصرہ اقبال سلاطین جہان
کا مبدل بار بار ہوتا ہے یہ مقام اعتراض کا نہین ہے کہ ہشام ایک ادنے شخص نے نوشیروان سے شہنشاہ
ہفت اقلیم کو اس طرح گرفتار کر لیا بلکہ یہ امر انقلاب فلک سے قرین قیاس ہے غرض آمدم بر سر مطلب جس وقت
نوشیروان نے سرداران کو لڑنے سے منع کیا اور سردار بموجب ارشاد نوشیروان عقیدت کانپ کے اور
کثرت صدمہ سے آنسو بہاکے ٹھہر گئے اوسوقت بزرجمہر نے ہشام سے پوچھا کہ اے ہشام تو نے ہمارے بادشاہ
کو کیون گرفتار کیا ہے اور سبب قید کرنے کا کیا ہے ہشام نے جواب دیا اے بزرجمہر آگاہ ہو کہ مین اپنے زمانہ کا
صاحبقران ہون بادشاہ کو اگر اپنی جان عزیز ہے اور قتل ہونا منظور نہین ہے تو آج سے کل ممالک کا خراج ماہ دولت
کو دیا کرین اور ماہ دولت کی اطاعت کرین اسی واسطے فی الحال مین نے قید کیا ہے اگر بادشاہ تمھارے منظور کرینگے
تو خیر ورنہ قتل کرونگا اور تخت حکومت پر بیٹھکر خود حکومت کرونگا جب یہ گفتگو ہشام نوشیروان نے
سنی اوسوقت نوشیروان نے کہا کہ اے ہشام جو کچھ تو نے کہا مجھکو اس شرط سے منظور ہے کہ ایک لڑکا مسمی حمزہ
کعبہ مین رہتا ہے اور اوسنے بزور قوت و طاقت کے اپنے تئین صاحبقران مشہور کیا ہے اور مثل تیرے وہ بھی
طالب خراج ہے اگر تو جاکر اوسکو قتل کرے یا گرفتار کرکے اوسکو اپنا مطیع کرلے تو مین تجھکو خراج دیا کرون ہشام
بدانجام نے اس شرط کو بخوشی منظور کیا اور کہا کہ مین اوس طفل کا سر کاٹ کر جلد لیے آتا ہون یہ کہکر ہشام نے
اپنی فوج سے چالیس دلاورون کو منتخب کیا اور اون سے کہا کہ مین تو جانب کعبہ واسطے قتل کرنے حمزہ کے اور
فتح کعبہ کی تیاری کو جاتا ہون اور تم کو یہان چھوڑے جاتا ہون خبردار نوشیروان کے سینہ پر ہر وقت سنان نیزہ
رکھے رہنا اگر سرداران نوشیروان ارادہ نوشیروان کے رہا کرنے کا کرین اور تم سے آمادہ جدال ہون تو
فوراً سنان نیزہ سے نوشیروان کو ہلاک کر ڈالنا ہرگز ہرگز تامل نکرنا یہ کہکر وہ نیزہ جو خود سینہ نوشیروان
پر رکھے تھا ایک دلاور کو دیا اور کہا مثل میرے تو بھی سینہ بادشاہ پر نیزہ رکھے رہنا اگر کسی ضرورت کو جانا تو اور
اپنے ہمراہیون سے کسی کو نیزہ دے دینا اور تم سب شب و روز خوب ہوشیار رہنا ذرا بھی غفلت نکرنا ورنہ مین
تم سب کو قتل کرونگا الحاصل ہشام بدانجام اون چالیس جوانون کو مع اپنے بہائے گلرخ کے خوب سمجھا کر اور
تاکید کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور اپنی فوج کو ہمراہ لے کر مع تخت و تاج نوشیروان جانب کعبہ روانہ
ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر قریب کعبہ وقت دوپہر پہونچا اور دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ ہے اور زیر قلعہ بارگاہ
و خیام استادہ ہین اور فوج کثیر پڑی ہے ہشام تو فوج کثیر کو دیکھکر متحیر ہوا لیکن سرداران حمزہ
صاحبقران نے جو دیکھا کہ فوج اس طرف چلی آتی ہے فوراً اس خیال سے مردان لشکر کو حکم کمربندی کا دیا اور
خود بھی مسلح ہوے کہ شاید کوئی پہلوان نوشیروان نے بھیجا ہے اسکو قتل کرنا چاہیے اور انتظار حمزہ صاحبقران

کے تشریف لانے کا ذکر نا چاہیے جب کل مردان لشکر حمزۂ صاحبقران مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو چکے
اسوقت ہشام بھی عنقریب لشکر امیر با توقیر آیا اور اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر پوچھنے لگا کہ حمزہ جسنے اپنے تئین
صاحبقران مشہور کیا ہے وہ کہان ہے آ کے مجھسے مقابلہ کرے مین خاص اوسی کے قتل کو آیا ہون اور بعد اوسکے
قتل کرنے کے خانہ کعبہ کو بھی گرا دونگا سرداران حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے خاموش
رہ ورنہ زبان تیغ سے تجکو جواب دیا جائیگا تیری کیا مجال ہے کہ تو حمزۂ صاحبقران کی جانب نظر تند و تیز سے
بھی دیکھ سکے اور کیا تیری لیاقت ہے کہ تو خانہ کعبہ کی طرف بے ادبی سے قدم اوٹھا سکے نہین جانتا تو کہ خادمان
حمزۂ صاحبقران ایسے ایسے یہان موجود ہین کہ تیرے قتل کرنے کو کافی ہین پہلے تو ہم مقابلہ کر خدا نخواستہ جب تو
ہم پر غالب ہوگا تو اوسوقت حمزۂ صاحبقران تیری سرکوبی اور گوشمالی بخوبی تمام کرینگے جسوقت یہ تقریر سرداران
حمزۂ صاحبقران ہشام نے سنی نہایت غضبناک ہوا اور اپنے گینڈے کو بڑھا کر بعد قہر و غضب کہنے لگا کہ اب ہم سب کو
تہ تیغ کر کے حمزہ کو ہلاک کرونگا یہ کہکے تیغہ آبدار کھینچکر پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو آئے وہ مجھسے مقابلہ کرے بعدہ
ہشام بد انجام نے مبارز طلب کیا نعمان بن منذر نے ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا اور اپنے مرکب کو بڑھایا اوسوقت باجے
جنگی رسالون اور پلٹنون مین بجنے لگے لیکن کرتیت پسر گردان نے کہا پہلے مین اس کافر سے مقابلہ کرونگا آپ
توقف کیجیے یہ کہکے اور نعمان اور سیف ذوالیدین وغیرہ سے رخصت ہو کر اپنے مرکب کو جانب میدان کارزار
بڑھایا اور ہشام کے سامنے آیا ہشام کرتیت پسر گردان کو تکا اور دنگ ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا
کہ پانچ قدم گینڈا ہشام کا پیچھے ہٹ گیا اور چار قدم گھوڑا کرتیت پسر گردان کا پیچھے ہٹا بعد نگاور زنی کے
دونون نے پھر گینڈے اور مرکب کو آگے بڑھا کر مقابلہ کیا اول ہشام نے تیغہ کو میان مین رکھکر اور نیزہ
لیکر سینہ کرتیت پسر گردان پر لگایا کرتیت نے سنان نیزۂ ہشام کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا پھر کرتیت نے
نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے لگایا لیکن ہشام نے بھی نیزۂ کرتیت کو اسی طرح روکا تھوڑی دیر تک باہم نیزہ بازی
رہی آخر دونون نیزے ٹوٹ کے بیکار ہوگئے اوسوقت ہشام نے بعد قہر و غضب تیغہ آبدار و آبدار
سپر دار مغفر دار رکھکے سر کرتیت پسر گردان پر لگایا کرتیت نے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیغہ سپر اور
خود کو کاٹ کے تا دو ابرو اوتر آیا کرتیت کا حال ابتر ہوا ہشام کرتیت کا سر کاٹنے کو بڑھا تھا کہ سیف
ذوالیدین نے فوراً اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور نعرہ کیا کہ او بیحیا مغرور سر کرتیت جدا نہ کر تا ہشام
نعرۂ سیف ذوالیدین سنکے ٹھہر گیا سیف ذوالیدین نے کرتیت میدان رزم سے لشکر مین بھیجدیا
اور خود ہشام سے مقابلہ کیا بعد نگاور زنی اور نیزہ بازی کے ہشام نے وہی تیغہ آبدار سر پر سیف
ذوالیدین کے لگایا ہرچند سیف ذوالیدین نے بہت سر کی حفاظت کی لیکن تیغہ ہشام
سپر اور خود کو کاٹ کر چار اونگل سر مین اوتر آیا سیف ذوالیدین نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے
نکلا مگر سیف ذوالیدین ہمہ تن خون مین نہا گیا اوسوقت ہشام نے چاہا کہ سیف ذوالیدین
کا سر تن سے کاٹ لون لیکن نعمان نے سر سیف کا ہشام کو کاٹنے نہین دیا اور میدان مصاف میں
فوراً جا کر ہشام سے مقابلہ کرکے سیف ذوالیدین کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر مین لے آیا چونکہ آفتاب
غروب ہوچکا تھا اور دو سرداروں کو زخمی کر چکا تھا اسوجہ سے ہشام میدان مصاف سے اپنے
لشکر مین گیا اور خیام پر جا کر اگے مع لشکر خیام مین فروکش ہوا اور دو واسطے طلایہ کے تھوڑے سوار

مقرر کیے پھر بعد فراغت آب و طعام کے شراب پینے لگا اور اپنے افسران فوج سے کہنے لگا کہ
صبح کو تمام لشکر حمزہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہشام تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا
عالم نشۂ شراب مین بیہودہ بک رہا ہے لیکن اب حمزہ صاحبقران کے لشکر کا حال
تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے ہشام کے نعمان بن منظر میدان مصاف سے مع مردمان
فوج اپنے خیمہ مین آیا تھوڑے مردمان فوج کو واسطے طلایہ کے مقرر کیا اور سیف ذوالیدین
اور کرتیت سپہ گردان کے زخمون مین ٹانکے دیوا کر مرہم کی پٹیان چڑھائین اُسطرف
ہشام نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے بموجب کہنے
ہشام کے طبل جنگ بجا جسوقت نعمان نے طبل جنگ سنی اُسوقت نعمان نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجایا جاے
موافق حکم نعمان کے طبل جنگ بجایا گیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
دلاور اپنی تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیرانداز اپنے تیرون کو درست کرکے ترکشون مین رکھنے لگے
یہان تو دونون لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہے شعر ازین قصہ یکدم فراموش کن
رجاے دگر داستان گوش کن ❊ جس روز ہشام بدانجام کعبہ مین آیا اور سردارون
سے اُسنے مقابلہ کیا اُسروز حمزہ صاحبقران نے صحرا مین شکار کھیل کے شب کو
جو آرام کیا قریب نصف شب کے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل فرماتے ہین
کہ ای حمزہ صاحبقران اب تمکو شکار کھیلنا مناسب نہین ہے جلد جاؤ اور اپنے لشکر کی خبر لو
یہ فرماکر وہ مرد بزرگ تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور فوراً خواجہ عمرو کو بلاکے
فرمانے لگے کہ مین نے اسوقت یہ خواب دیکھا ہی کہ ایک بزرگ مجھسے فرماتے ہین کہ اب تو اپنے
لشکر مین جا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے لشکر پر کوئی آفت آئی ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ صبح کو یہان
سے تشریف لیچلئے گا انشاءاللہ لشکر آپکا خیریت سے ہوگا آپ تردد نفرمائین حمزہ صاحبقران نے ارشاد
کیا مین اسی وقت یہان سے کوچ کرونگا اور صبح تک بھی تمام اپنے لشکر مین پہونچونگا یہ کہکے حمزہ صاحبقران
نے لباس زیب جسم کیا گھوڑا خواجہ عمرو نے زین و لجام سے آراستہ کیا حمزہ صاحبقران [illegible]
سے مع اپنے ہمراہیون کے گھوڑے پر سوار ہوکے جلد تر چلے اور بہنگام سحر قریب اپنے لشکر کے
پہونچے حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ ایک لشکر اور میرے لشکر کے مقابل صف آرا ہے
اور ایک پہلوان زبردست اُس فوج سے گھوڑے کو بڑھا کر میدان مصاف مین نکلا ہی اور نعمان بن منظر شاہ
یمنی نے اُس سے مقابلہ کرنے کو اپنے مرکب کو بڑھایا ہی امیر با توقیر نے یہ رنگ دیکھکر وہین سے اُس گنبد
سوار پر یہ نعرہ کیا نعرہ امیر یکہ تند منم ❊ بہرزم دلیران مبارز منم ❊ جسوقت یہ نعرہ
ہشام بدانجام نے سنا جانب صحرا دیکھنے لگا اور نعمان بن منظر وغیرہ تشریف لانے سے امیر با توقیر
کے خوش ہوے جب امیر دامن لشکر پہنچے نعمان کو روک کے خود واسطے مقابلہ ہشام کے
اپنے لشکر سے نکلے اُسوقت لشکر حمزہ صاحبقران مین باجے جنگی بجنے لگے علامے لشکر سربلند ہوئے
جب حمزہ صاحبقران مقابل ہشام کے پہونچے ہشام نے امیر با توقیر کے حسن و جمال پر نظر کرکے کہا کہ

اے امیر تم مجھسے آمادۂ جدال ہو اپنی عقل پر نظر کرو ایک دم میں میرے ہاتھ سے ہلاک ہو گے پس تمکو لازم ہے کہ میری
اطاعت کرو میں تمکو اپنے کل لشکر کا سردار کرونگا اور روز بروز تمھارا زیادہ وقار کرونگا میں اپنے وقت کا صاحبقران
ہوں میں نے نوشیروان کو گرفتار کر لیا ہے وغیرہ تخت و تاج نوشیروان کا چھین لایا ہوں ملک مدائن پر میں نے
قبضہ کر لیا ہے اکثر سرکشان جہان کو میں نے قتل کیا ہے تمکو مناسب یہی ہے کہ مجھسے مقابلہ نہ کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہو گے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے اگر تمکو اپنی زندگی درکار ہے تو مسلمان ہو اور
میری اطاعت کر نہیں تو میں تمکو بامداد پروردگار اس طرح قتل کرونگا کہ تیرے حال پر وحوش و طیور
افسوس کرینگے ہشام یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے
کہ تمھاری قضا آئی ہے میں تو چاہتا تھا کہ تمکو قتل نہ کروں مگر تم نہیں مانتے ہو پچھتاؤ گے میرے ہاتھ سے مارے
جاؤ گے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا او بے حیا اب تو میرے حال پر مہربانی نہ کر یہ میدان رزم ہے کچھ
نیرنگ دکھا ہشام نے بطور امیر با توقیر کی سینہ کے ہرچند بعد قوت لگا [illegible] ہوا لیکن پانچ قدم گھوڑا اسکا
پیچھے ہٹ گیا اور قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا نہ ہٹا ہشام نے خفیف ہو کر پھر اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا
اور بہ قہر و غضب نیزہ سینۂ حمزۂ صاحبقران کو تاک کے مارا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے
کی سنان پر روکا بہ زور نے دو سنانوں کے شرر نکلے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے
مارا ہشام نے بھی نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اسی طرح باہم تا دیر نیزہ بازی رہی آخر حمزۂ صاحبقران
نے ایک بند نیزے کا مارا کہ نیزہ دست ہشام سے نکال دیا ہشام کو اسوقت نہایت غصہ آیا اور تیغہ آبدار
کھینچکر حملہ کیا اور سر امیر با توقیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے تیغہ کو سپر پر روکا بعد خود بھی شمشیر آبدار سر ہشام
پر لگائی ہشام نے تلوار کو خالی دے کر پھر تیغہ کا وار کیا حمزۂ صاحبقران نے تیغہ کی دھار پر نظر کرکے اس
زور سے دستانے مارا کہ تیغہ ہشام کا سر سے پڑا ہشام کو اندیشہ [illegible] حاصل ہوئی الغرض بہت دیر تک
باہم شمشیرزنی رہی جب ہشام کا شمشیر [illegible] اسوقت ہشام نے تیغہ کو رکھکر وہ گرز گران سرکہ [illegible] کو وہ کوشش کرکے
اٹھایا اور پکار کے کہا کہ اے حمزہ اگر تو بہادر ہے تو روک اس گرز گران کو یہ کہکر ہشام نے وہ گرز گران بہ بعد و
دوستی بعید زور و قوت سر امیر با توقیر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے تلوار اور سپر کو رکھکر دونوں ہاتھ اپنے بلند
کیے جب گرز ہشام قریب سر آیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے گرز کو تھام لیا [illegible] پر قوت
سے پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ گرز ہشام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گھوڑے سے زمیں کے بغل میں
پھر گرنے لگا فی الفور امیر با توقیر نے وہی گرز گران نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس زور سے سر ہشام پر
لگایا کہ ہشام اور گھوڑا ہشام کا دونوں اسطرح شامل ہو گئے کہ دیکھنے والوں کو ہشام اور گھوڑے میں
مطلق تمیز نہ ہوتی تھی دونوں گوشت کا لوتھڑا ہو کر رہ گئے تھے جسوقت ہشام ہلاک ہوا مردان لشکر
ہشام نے دیکھا فی الفور حملہ کیا امیر با توقیر پر حملہ کیا ادھرسے نعمان وغیرہ سردار لشکر کو لیکر بڑھے دونوں
لشکروں میں تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے لاشیں زمین پر گرنے لگیں زمین میدان معرکہ
خون دلیران سے رنگین ہونے لگی اکثر سوار بے سر ہوئے صدہا پیادے دست نہلائے نیزہ سے زخمی
ہوئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے صدہا کو گرز سے ہلاک کیا اور ہزاروں کو شمشیر
آبدار سے قتل کیا آخر سواران فوج ہشام طالب امان ہوئے لڑائی موقوف ہوئی چند دہ ہزار سواروں کو

حمزہ صاحبقران نے مسلمان کیا اور یہ فتح و فیروزی عرصۂ جنگ سے تخت و تاج اور خزانہ نوشیروان اور بارگاہ ہشام
وغیرہ لیکر اپنی فرودگاہ لشکر میں آئے اور شکر خدا وند کارساز بجا لائے جو مسلمان کہ قتل ہوئے تھے انکو دفن کرایا بعد اسکے
حمزہ صاحبقران نے ایک عرضی نوشیروان کو اس مضمون کی لکھی عرضی شہنشاہ ہفت کشور فرمان رواے
بحر و بر عادل بیمثال قدردان اہل کمال دام اقبالہ و اجلالہ ۔ گذارش حال یہ ہے کہ ہشام بد انجام حضور سے
سرکشی و بے ادبی کر کے میدان آیا تھا اس عبد ذلیل بندہ و خدمتگار جلیل نے اسکو ہنگام مقابلہ میدان مصاف
مین قتل کیا اور لشکر کو اسکے شکست دی اب تخت و تاج حضور کا اس خاکسار کے پاس ہے اگر ارشاد ہو تو مین
خود لیکر حاضر خدمت حضور ہوں ورنہ حضور کسی اپنے آدمی معتمد کو روانہ فرمائین تاکہ یہ حقیر تاج و سریر حضور
فیض گنجور اسکے حوالے کر دے فقط زیادہ حد ادب آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ بعنایت رب ذوالجلال تابان
و درخشان رہے جسوقت حمزہ صاحبقران اس عرضی کو لکھ چکے ابوشہاب خرقہ پوش کو حوالے کی اور
فرمایا کہ جلد اس عرضی کو فلان صحرا سبزہ زار مین جاکر نوشیروان کو دینا ابوشہاب عرضی لیکر
روانہ ہوا اور حمزہ صاحبقران جشن مین معروف ہوئے لیکن اب حال علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعض راویوں نے
لکھا ہے کہ علقمہ قتل ہو چکا ہے اور بعض لکھتے ہیں کہ ابھی زندہ ہے غرض بموجب روایت ثانی جب علقمہ نے
فرزند دلبند کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا تمامت گریان ہوا اور از حد غم و مرگ فرزند نوجوان مین ایسا حال تنگ
کیا اور اسی صدمہ و محن مین سیاہ مکھ اسکے پاس آئے کہا تمہیں یہ ہو سکتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو جا کر گرفتار
کرلائے سیاہ مکھ نے عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران کا گرفتار کرنا بہت مشکل ہے لیکن اگر آپ اپنی دختر کو مجھسے منسوب
کر دینے کا اقرار کرین تو البتہ مین جاکر جس طرح ہوسکے حمزہ صاحبقران کا سر لاؤن یا گرفتار کرکے لا دون
علقمہ نے کہا مین اقرار کرتا ہوں کہ اگر تو حمزہ کا سر لائیگا یا اسکو گرفتار کرکے لائیگا تو مین اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی
کر دونگا سیاہ مکھ نے علقمہ سے عرض کیا کہ اگر مین حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لے آؤن تو ضرور بالضرور اپنی
دختر مجکو دیجئیگا وعدہ خلافی نہ کیجئیگا علقمہ نے کہا کہ اے سیاہ مکھ تو اطمینان رکھ مین ضرور تیرے ساتھ اپنی
دختر کی شادی کر دونگا جب سیاہ مکھ کو علقمہ کی جانب سے بخوبی اطمینان ہوگیا اسوقت سیاہ مکھ خیمے سے
روانہ ہوا اور قطع منازل کرکے بعد کئی روز کے شب کو طفیلکر حمزہ صاحبقران میں پہنچا دیکھا اسکے بارگاہ ہیں اور خیام برپا
ہیں اور بارگاہ ہشام بھی ایک جانب برپا ہے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین ناچ ہو رہا ہے نازنینان رشک پریان پریچہرہ
جمال گا رہی ہیں اکثر سردار بارگاہوں مین بیٹھے ہیں صحبت خوشی کا نا سن رہے ہیں اور حمزہ
صاحبقران بھی بارگاہ ہشام مین بیٹھے ہوئے ہیں اور سرداران ذی وقار و نکون پر بیٹھے ہین اور ایک سے
حسین روبرو سے حمزہ صاحبقران یہ غزل گا رہی ہے غزل

کوئی ہے سر کوئی بحر وہ کوئی ہیجان آیا
کرے گا رفع بھی کوئی تو تم سے بہر ہیجان
خضر جب ساتھ آیا مرے نیکروان آیا
بافعل راہ فکر روان بازمین لب پر
ہمیشہ طوق بن بنکر ہلال آسمان آیا
خیال خاکساری عالم بالا سے بالا تھا

دو ہون دل سوختہ جسدم قریب شمع انکلا
عدم سے ہو کے ہستی شل ابھی حیران آیا
کمال ضعف سے مجلس کی تکلیف اسلئے چھوڑی
طبیعت ہیچ گھبرائی یاد جب ہوسے بیابان آیا
بڑا او تیز ہم دو دست اپنی گریبان سب سے
زمین سمجھا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

مسلمانستکون پہر کر کوسے قاتل سے ہیجان آیا
اٹھا سطیم کو شعلے گے جلنے و صوان آیا
محبت یہ جو خیر مین ہے اگر دشت خوبان مین
اٹھائے نقش بعد مرگ ہو ناتوان آیا
جنون مین بھی لیا احسان نہ ہیچ اہل غیرت کا
شہر کی طرح یہ نجم کے ہیچ ہون ہیجان آیا
کفن سے مجکو پیدا ہن یوسف کی تمنا ہے

طواف تیرے کوچے کا غبار داستان آیا | دو رند صاحب شوکت ہوں اب تنے مجھے دیکھا | در میخانہ کمسن تنے مجھے پیر مغان آیا
سحر سے منتظر بیٹھے ہو جو اقرار جانین پر | اب تجھے ہو تجاوز تسلیم کیا قول تمان آیا | جسوقت یہ غزل نازنین گا چکی

اہل بارگاہ خوش ہوئے سیاہ نگھہ یہ سامان جشن دیکھکر خیال کرنے لگا کہ یہ جشن خوشی ہشام کے قتل کرنے کا ہے اگر یون
ہشام تو قتل ہوا اور یہ مسلمان اسکو ہلاک کرکے یون خوش اور مسرور ہون خیر دیکھا جائیگا یہ خیال کر کے سیاہ نگھہ
اپنی شکل کو تبدیل کر کے ایک خیمہ مین جا کر بیٹھا اور درمیان سوارون کے بیٹھکر ایک نازنین کا گانا سننے لگا جب
زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت جلسۂ عشرت برخاست ہوا سرداران ذی وقار بارگاہ ہشامی
سے اٹھکر چلے گئے اور اپنے اپنے خیمہ مین جاکر سو رہے حمزۂ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین استراحت پذیر
ہوئے سیاہ نگھہ نے دیکھا کہ سب غافل ہین ایک گوشہ مین بیٹھکر اور نقب لگا کر اندر بارگاہ ہشامی کے پہونچا
اتفاق سے اسوقت خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین نہ تھے اور حمزۂ صاحبقران سو رہے تھے سیاہ نگھہ
جلدتر حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کر کے اور چادر عیاری مین لپیٹکر راہ نقب سے باہر بارگاہ کے آیا اور پشتارہ
حمزۂ صاحبقران کا اپنی پشت پر رکھکر جلدتر جانب خیبر روانہ ہوا جب خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین
آئے امیر با توقیر کو نہ دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور فوراً ابو سعید کو اپنے ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ
ہوئے اور مدائن مین جلدتر پہونچکے ہرچند امیر کی جستجو کی لیکن کہین نہ پایا آخر ناچار ہو کر جانب خیبر روانہ ہوئے
خواجہ عمرو تو طرف خیبر کے جاتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا مگر اس جگہ حال سیاہ نگھہ اور علقمہ
کا لکھا جاتا ہے کہ جب سیاہ نگھہ عیار حمزۂ صاحبقران کا پشتارہ لیے ہوئے خدمت علقمہ مین پہونچا اور
پشتارہ روبرو علقمہ رکھدیا اسوقت علقمہ نہایت خوش ہوا اور حمزۂ صاحبقران کو سلاسل مین گرفتار
کرکے ہوشیار کرایا جب حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا اور بیہوشی دفع ہوئی اپنے تئین طوق و زنجیر
وغیرہ مین گرفتار دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ مین قلعہ مین ہون اور ایک شخص سامنے تخت پر بیٹھا ہے اور گردا گرد
دربار مین بہت سے آدمی بیٹھے ہین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے باواز بلند کہا سلام علیکم یعنی میرا
سلام ان شخصون پر جو خدا شناس ہین اور مسلمان ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا کسی نے
جواب سلام نہ دیا بلکہ سلام کرنے سے ناراض ہوئے خصوصاً علقمہ نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے
حمزۂ صاحبقران اب تمکو کس طرح قتل کرون تمنے میرے فرزند ہشام کو قتل کیا ہے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا بیشک مین نے ہشام کو قتل کیا ہے اور تو نے نامردی سے مجکو گرفتار کرایا ہے
اب جو تیرے دل مین آئے مجھ پر جفا کر لیکن یہ بھی تجکو خیال کرنا چاہیے کہ پہلے مین ہشام سے دغا
طلب نہین ہوا خود ہی ہشام تیرے فرزند نے کعبہ مین جاکر میرے سردارون سے اور مجھ سے مقابلہ
کیا آخرکار میرے ہاتھ سے قتل ہوا اگر وہ مجھے نہ ڈرتا تو قتل نہوتا علقمہ نے کہا اے حمزۂ صاحبقران
اگر تم لات و منات کو سجدہ کرو تو مین تمکو قتل نہ کرون اور تمکو مثل ہشام کے اپنا فرزند جانون حمزۂ
صاحبقران نے جواب دیا کہ مین لات و منات پر لعنت کرتا ہون اور سجدہ اپنے پروردگار کو کرتا ہون اب تجکو
بھی یہی لازم ہے کہ میری طرح تو بھی لات و منات پر لعنت کر اور سجدہ خداوند عالم کو کر اگر تو میرے کہنے پر
عمل کریگا تو مین تیرے ہی پاس رہونگا اور تجکو اپنا بزرگ تصور کرونگا علقمہ نے وہ
گفتگو حمزۂ صاحبقران سنکر یہ حکم دیا کہ میرے فرزند کے قاتل کو جلد قتل کرو ملازمان علقمہ نے

چاہتا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو باہر لیجا کر قتل کریں یکایک وزیر نے دست بستہ علقمہ سے عرض کی کہ حضور اس
مسلمان کو ابھی قتل نہ کرائیں چندروز بتخانہ مین قید کریں جب یہ مسلمان بتخانہ مین قید ہوگا اور بتون کی عظمت
سے آگاہ ہوگا اسوقت مہ و رلات و منات کو سجدہ کریگا علقمہ نے وزیر کی عرض کو قبول کیا اور حکم
کیا کہ بتخانہ مین حمزۂ صاحبقران کو قید کردو اور ہر ایک بت کے حال سے حمزہ کو آگاہ کرو ملازمان علقمہ نے
حمزۂ صاحبقران کو بتخانہ مین قید کیا بعد قید ہونے امیر با توقیر کے سیاہ کمہ نے علقمہ سے عرض کیا
کہ مین نے بموجب حکم حضور کے حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کیا اب حضور کو لازم ہے کہ موافق
اپنے عہد و پیمان کے اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے علقمہ نے خشمناک ہوکے اپنے ملازمون
سے کہا کہ اس نالائق بیہودہ گو کو میرے دربار سے ایک ہزار زر سرخ دیکر نکالدو ملازمان علقمہ
نے بموجب حکم زر سرخ دے کر دربار سے نکال دیا سیاہ کمہ علقمہ کے وعدہ وفا نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا
لیکن کر سکتا تھا چپ ہو رہا اور ہنگام شب بتخانے مین جا کر امیر حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کر کے
بتخانے سے باہر آیا اور تمام اپنے شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر امیر حمزۂ صاحبقران کے پشتارہ کو اٹھا کر
قلعہ آہن زر زمین ایا اور قلعہ کو توپون سے خوب آراستہ کیا اور پل بچہ اٹھوا لیا اور خندق قلعہ کو پانی سے بھروادیا
اور بخوبی سامان جنگ کر کے قلعہ مین باطمینان تمام بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران کو مثل بتخانے کے
طوق و سلاسل مین گرفتار رکھا جب صبح ہوئی علقمہ خیبری کو یہ خبر پہونچی کہ سیاہ کمہ حمزۂ صاحبقران
کو بتخانے سے بفن عیاری چرا کر لیگیا ہے اور قلعہ آہن زر زمین داخل ہو کر بارادۂ جنگ بیٹھا ہے علقمہ یہ
خبر سنکے پیچتا و سکنے لگا سیاہ کمہ کی بھی یہ مجال ہے کہ ما بدولت سے فریب کرے خیر اگر اسنے سرکشی کی ہے
تو سزا اسکو دونگا قلعہ کو اڑا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلد ہماری فوج تیار ہو جب فوج مسلح
ہو چکی اسوقت علقمہ مرکب پہ سوار ہوا اور نوے ہزار سواران جرار کا لشکر لیکر جانب قلعۂ آہن زر
روانہ ہوا جب علقمہ خیبری قریب قلعہ پہونچا اسوقت مردان فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پہ حملہ کرو اور
قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اور سیاہ کمہ کو قتل کرو بموجب حکم علقمہ مردان لشکر نے قلعہ پہ حملہ کیا اسطرف
بحکم سیاہ کمہ اسکے شاگردون نے گولے ملنا شروع کیے ہزارہا سوارون کو گولے مار کر اڑا دیا آخر سواران
لشکر قریب در قلعہ نہ جا سکے اور ہٹ آئے اسی طرح تین روز تک برابر علقمہ نے قلعہ پہ حملہ کیا
لیکن قلعہ کا تمغہ نہ اٹھا آخر مجبوری قلعہ کا محاصرہ کیا اب کچھ حال خواجہ عمرو و ابو سعید کا اس جگہ
لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو ملک مدائن سے بجستجوے حمزۂ صاحبقران مین چلے تھے بعد قطع راہ قریب
قلعۂ آہن زر پہونچے یہان آکر دیکھا کہ قلعہ کو فوج گھیرے ہوئے ہے خواجہ عمرو نے مردان لشکر سے سبب
قلعہ کے گھیرنے کا پوچھا انھون نے حال تمام و کمال بیان کیا خواجہ عمرو سنکے خاموش ہو رہے لیکن ہنگام
نصف شب بذریعہ کمند خواجہ عمرو اور ابو سعید نے اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا جو عیار مقابل ہوئے
انکو قتل کیا بعد اسکے ابو سعید نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے استاد اس قلعہ مین ایک مرد مسلمان
رہتا ہے اور اسکا نام زہیر ابن عفان ہے اور وہ میرا دوست صادق اور محب واثق ہے میرے نزدیک
مناسب ہے کہ آپ اسکے مکان پر تشریف لیچلئے خواجہ عمرو نے کہا کہ بہتر ہے چلو جسوقت ابو سعید اسکے مکان پر
پہونچے اور زنجیر در کو جنبش دی زہیر ابن عفان مکان سے باہر نکل آیا اور ابو سعید کو پہچان کر گلے سے

لپٹ گیا اور حال پوچھا ابو سعید نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی زہیر ابن عفان نے کہا اے
ابو سعید مین ہر طور تمہارا شریک ہون یہ کہکے ابو سعید اور خواجہ عمرو کو اپنے مکان مین لے گیا اور موافق
اپنی لیاقت کے دعوت کی خواجہ عمرو نے مقام قید حمزہ صاحبقران دریافت کرکے مکان زہیر ابن عفان سے
نقب لگائی اور تین روز کی مدت مین نقب کا دہنہ وہان توڑا جہان حمزہ صاحبقران قید تھے
جسوقت خواجہ عمرو نے دہنہ نقب سے سر نکالا اتفاق سے سیاہ کلمہ اُس جگہ موجود تھا فوراً جست
کرکے دہنۂ نقب کے پاس آیا اور خواجہ عمرو کو کہنے لگا کہ اے خواجہ عمرو اب تم میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاؤ گے خواجہ عمرو نے یہ سنکے خنجر کمر سے کھینچا اور قصد سیاہ کلمہ کے ہلاک کرنے کا کیا اُسوقت
سیاہ کلمہ ہنسکر کہنے لگا اے خواجہ آپ مجھپر غصہ نہ فرمایئے مجھ واسطے میرے قتل کے نہ کھینچئے نقب سے باہر تشریف
لایئے مجھکو اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور کیجیے آپ مجھکو اپنا دوست اور تابعدار جانئے شب گذشتہ کو مین نے عالم
خواب مین حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے اور اُن جناب نے مجھکو مسلمان کیا ہے اور کلمہ
طیبہ مجھکو پڑھایا ہے خواجہ عمرو نے جو یہ گفتگو سیاہ کلمہ سے سنی خیال کیا کہ سیاہ کلمہ مجھسے باتین فریب کی کرتا ہے اور
پکڑ کر مجھکو گرفتار کرنا چاہتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے بغور چہرۂ سیاہ کلمہ پر نظر کی پیشانی کو اسکی نور اسلام سے
روشن اور منور دیکھکر شک دل سے رفع کیا اور یقین کامل ہوا کہ سیاہ کلمہ مسلمان ہوگیا ہے جب خواجہ عمرو
کو سیاہ کلمہ کے مسلمان ہونے کا یقین کامل ہوگیا اُسوقت نقب سے باہر آئے خنجر کو کمر مین رکھا سیاہ کلمہ
براے قدمبوسی خواجہ جھکا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اُسوقت جلد شاگردان سیاہ کلمہ بھی آئے خواجہ
عمرو نے سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعد اسکے سیاہ کلمہ خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران کے پاس لے گیا امیر
با توقیر خواجہ عمرو کو دیکھ کے خوش ہوئے خواجہ عمرو نے جلد تر قید سے حمزہ صاحبقران کو رہا کیا اور تمام
حال سیاہ کلمہ اور علقمہ کا بیان کیا امیر با توقیر اسی وقت انہین پانچ سو عیارون کو جنکو خواجہ عمرو نے مسلمان
کیا اپنے ہمراہ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکے اور شمشیر و سپر لیکے قلعے سے باہر نکلے علقمہ حمزہ صاحبقران کو
آتے ہوئے دیکھکر حیران ہوا اور قصد مقابلہ کرنے کا کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے حملہ کرکے علقمہ کو گرفتار کیا
کیونکہ اُسکی فوج غافل تھی اور اپنے کاروبار مین مصروف تھے جسوقت حمزہ صاحبقران نے علقمہ
کو گرفتار کیا فرمایا اے علقمہ اب کہہ کیا کہتا ہے اگر دین اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ مین ابھی تجکو قتل کرونگا
علقمہ بمکر و فریب مسلمان ہوا ہرچند خواجہ عمرو نے کہا کہ اے امیر با توقیر علقمہ کی پیشانی نور ایمان
و اسلام سے منور پائی نہین جاتی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ علقمہ نے جان بچانے کے واسطے کلمہ پڑھ لیا ہے
صدق دل سے مسلمان نہین ہوا ہے لیکن حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور علقمہ کو
رہا کر دیا جسوقت علقمہ رہا ہوا حمزہ صاحبقران کو بصد جلوس اپنے قلعہ مین لایا اور عرض کیا کہ آپ
تخت پر جلوہ فرما ہون حمزہ صاحبقران نے جواب دیا اے علقمہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک
ہو مجھکو ہوس حکومت کرنے کی نہین ہے یہ فرماکر امیر با توقیر نے علقمہ کو تخت پر بٹھا دیا آپ ایک
دنگل بر قریب تخت علقمہ کے بیٹھے امرا و وزرا بھی دربار مین حاضر ہوئے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے
حمزہ صاحبقران نے آہستہ سے علقمہ سے کہا کہ اے علقمہ تمکو مناسب ہے کہ موافق اپنے اقرار کے
اپنی دختر کا عقد سیاہ کلمہ سے کر دو یہ امر باعث ہماری خوشی کا ہوگا اور اگر تم انکار کروگے تو البتہ مجکو صدمہ ہوگا

علقمہ نے عرض کیا کہ میں تو آپ کا فرمان بردار ہوں میری کیا مجال ہے کہ جو خلاف حکم کوئی کام کروں لیکن امیدوار ہون
کہ چند روز کی مہلت دیجیے تاکہ سامان عقد حسب دلخواہ ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہے میں نے تمکو مہلت
آٹھ یوم کی دی الغرض جب علقمہ دربار سے اُٹھکر ہنگام شب محلسرا میں گیا اور اپنی دختر کو بلاکر اور اپنے پاس
بٹھاکر بعد شفقت کہنے لگا کہ ای نور نظر پارۂ جگر تجھے تو تمام حال اپنے بھائی کے قتل ہونے اور سیاہ مکھ
کی سرکشی کا سنا ہوگا اب تم سے بیان کرنا بیکار ہے میں نے تو بہت چاہا تھا کہ تمہاری شادی کسی شاہزادے
عالی وقار کے ساتھ کروں لیکن ای نور نظر اب مجبور ہوں کیونکہ تمھارے بھائی کا قاتل قید سے رہا ہو گیا ہے
سیاہ مکھ مسلمان ہوکر حمزہ کا شریک ہوگیا ہے تمھارے بھائی کا قاتل صاحب قوت وطاقت ہے اُسنے مجکو گرفتار
کرلیا تھا میں نے مکر سے کلمہ پڑھکر اپنی جان بچائی ہے اب حمزہ سیاہ مکھ سے تمہاری شادی کرنے کے واسطے
کہتا ہے مجکو کچھ بن نہیں پڑتا ہے کیا کروں کیونکر حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤں اور سیاہ مکھ سے تمہاری
شادی نہ کروں عجب مصیبت میں مبتلا ہوں لیکن ای نور نظر اب تم کو تمکو کیا منظور ہے اسوقت کچھ شرم و
حیا نہ کرو اور صاف صاف اپنا مدعاے دل مجھسے بیان کرو جسوقت علقمہ نے اپنی دختر سے مقدمہ شادی میں
پوچھا اُسوقت دختر نے علقمہ کی اپنے پدر سے بدرجہ مجبوری بعد شرم و حجاب کہا کہ آپ کو مناسب نہیں
ہے کہ ایک عیار بدکردار کو اپنا داماد کیجیے آگے آپ کو اختیار ہے یہ کہکر دختر چلی گئی اور اپنی ہمجلیسوں میں جاکر
بیٹھی لیکن مغموم وملول بعد جانے دختر کے علقمہ نے خیال کیا کہ دختر میری سچ کہتی ہے میری شان اور لیاقت
کے خلاف ہے کہ میں اپنی بیٹی کی ایک عیار کے ساتھ شادی کروں یہ خیال کرکے علقمہ فکر کرنے لگا کہ کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ جس تدبیر سے حمزہ کو قتل کروں اور اپنے فرزند کا بدلا لوں اور اپنی بیٹی کی شادی
سیاہ مکھ کے ساتھ نہ کروں غرض فکر کرتے کرتے یہ تدبیر علقمہ کے ذہن میں آئی کہ حمزہ صاحبقران کو زہر دیکر
ہلاک کرنا چاہیے اور ہر طرح اپنا مدعاے دل بر لانا چاہیے الغرض تدبیر مذکور علقمہ یہ سوچ کر شب کو تو سو رہا
ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر پھر اپنی دختر کو اپنے پاس بٹھاکر کہنے لگا کہ ای نور نظر تم مطمئن رہو میں تمہاری
شادی سیاہ مکھ سے ہرگز نہ کرونگا میں نے شب کو یہ تدبیر سوچی ہے کہ حمزہ صاحبقران کو شربت
میں کف مار پلاکر آج ہی ہلاک کرتا ہوں جب حمزہ نہ رہیگا اسوقت سیاہ مکھ کی کیا مجال ہے
کہ تیرے ساتھ اپنی شادی کرسکے علقمہ نے اپنی دختر سے یہ گفتگو کرکے کف مار نکالا اور نہایت
شربت تحفہ تیار کرکے وہی کف مار اس شربت میں ملایا اور ایک کشتی میں ساغر شربت رکھا اور
وہ کشتی اپنے ہمراہ لیکر محلسرا سے باہر آیا دختر علقمہ بیٹھی ہوئی دیکھا کی جسوقت علقمہ باہر گیا فوراً اسنے
اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ سیاہ مکھ کو اس مضمون کا لکھا کہ اسوقت میرے والد نے شربت
میں کف مار میرے سامنے ملایا ہے اور وہ شربت حمزہ صاحبقران کے پلانے کو لیا ہے خبردار تم وہ شربت
حمزہ صاحبقران کو پینے نہ دینا ورنہ وہ ہلاک ہوجاینگے اور میں نے تمکو یہ رقعہ اسواسطے لکھا ہے کہ کل شب کو
میں نے ایک بزرگ کو کہ نام اُنکا ابراہیم ہے اور وہ پیغمبر بھی ہیں خواب میں دیکھا ہے اور اُن حضرت
نے مجکو کلمہ پڑھاکر عالم خواب میں مسلمان کیا ہے اسوجہ سے میں نے تمکو اس راز سے اطلاع دی ہے ورنہ
میں کبھی اپنے باپ کے راز کو تمپر فاش نہ کرتی یہ رقعہ لکھکر دختر علقمہ نے جلد تر ایک عورت کے ہاتھ
سیاہ مکھ کے پاس بھیجا اُس عورت نے بتعجیل تمام جاکر وہ رقعہ سیاہ مکھ کو دیا سیاہ مکھ اُس رقعہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوا

اور وہ رقعہ سیاہ مکمہ نے حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران مضمون رقعہ سے آگاہ ہو کر بیٹھے رہے ناگاہ
علقمہ نے کشتی میں سے جام شربت نکالا اور وہ جام خود لیکر روبرو سے حمزہ صاحبقران آیا اور کہنے لگا کہ یہ جام
شربت میرے ہاتھ سے حضور لیکر نوش فرمائیں امیر با توقیر تو پہلے ہی کیفیت شربت سے واقف ہو چکے تھے
علقمہ سے مسکرا کر فرمانے لگے کہ اے علقمہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہم سے نہایت الفت رکھتے ہو کیونکہ تم خود ہمارے
واسطے شربت لیکر آئے ہو علقمہ نے عرض کیا کہ میں اپنی جان عزیز سے بھی بہتر حضور کو جانتا ہوں امیر با توقیر نے
فرمایا کہ اسوقت اگر ہم کسی امر کو تم سے کہیں تو تم منظور کرو گے علقمہ نے عرض کیا کہ بشرط امکان حضور کے ارشاد کو
بجا لاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اس وقت ہماری خوشی یہی ہے کہ اس جام شربت کو تمہیں پی جاؤ
علقمہ یہ گفتگو امیر با توقیر کی سنکے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شربت میں کف مار ملانے کا حال کسی نے امیر با توقیر سے
کہدیا یہ خیال کرکے علقمہ کے دست و پا خوف سے اسقدر کانپے کہ جام شربت ہاتھ سے زمین پر گر پڑا جس جگہ
زمین پر شربت گرا تھی زمین اثر زہر سے سبز ہو گئی حمزہ صاحبقران نے پوچھا اے علقمہ اس شربت میں
تمنے کیا ملایا تھا کہ شربت کی تری سے زمین سبز ہو گئی علقمہ نے تھرا کے کہا کچھ بھی نہیں ملایا تھا نہیں معلوم
کس وجہ سے زمین سبز ہو گئی یہ گفتگو علقمہ سے سنکے حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اے علقمہ کیوں جھوٹ
بولتا ہے کیوں نہیں کہتا کہ اس شربت میں کف مار ملایا تھا علقمہ یہ کلمہ سنکے خاموش ہوا حمزہ صاحبقران نے
فوراً شمشیر آبدار سے علقمہ کو قتل کیا بعد قتل کرنے علقمہ کے حمزہ صاحبقران نے عقد سیاہ مکمہ کا
دختر علقمہ سے نہایت تزک اور سامان شاہانہ سے کر دیا و فارغ ہو کہ سامان عقد سیاہ مکمہ بخیال خاطر ناظرین
مختصر پسند تحریر نہیں کیا گیا القصہ حمزہ صاحبقران نے بجائے علقمہ سیاہ مکمہ کو تخت پر بٹھایا اور اس شہر میں
جس قدر بتکدے تھے سبکو منہدم کرنے کا حکم دیا اور مسجدیں بنانے کے واسطے تاکید کی بعد اسکے
حمزہ صاحبقران سیاہ مکمہ سے رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو وغیرہ اپنے لشکر کی جانب چلے اور قطع منازل کرکے
قریب اپنے لشکر کے پہونچے جسوقت سرداران حمزہ صاحبقران کو خبر تشریف لانے حمزہ صاحبقران کی پہونچی
فوراً جملہ سرداران ذی وقار مع لشکر جرار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کو بعد تعظیم و تکریم جانب
کعبہ لے گئے جسوقت امیر با توقیر کعبہ میں پہونچے فی الفور اپنے والد خواجہ عبد المطلب کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور بعد بجا لانے تسلیم کے واسطے قدمبوسی والد کے جھکے خواجہ عبد المطلب نے حمزہ
صاحبقران کو سینے سے لگایا اور شفقت پدری پیار کیا پھر حمزہ صاحبقران نے اپنا حال سارا عرض کیا
خواجہ عبد المطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدہ شکر خدا کیا پھر امیر با توقیر ہر ایک اپنے بزرگ و احباب سے
ملے ہر ایک شخص خوش ہوا امیر با توقیر تو اب با آرام تمام اپنے لشکر میں تھے لیکن اب حال راوی نوشیروان
لکھا جاتا ہے کہ جب ہشام سمت کعبہ روانہ ہوا اور اپنے بھائی گرگرخ کو مع چالیس دلیران صف شکن کے قید
نوشیروان کی سپرد کر گیا گرگرخ نے ایک خیمہ میں قفس آہنی جسمیں نوشیروان کو قید کیا تھا رکھا
اور ایک خیمہ دور اس خیمہ سے واسطے اپنی و شریبہ خیمہ کے استادہ کرایا اور سرداران نوشیروان سے
کہا کہ جب تک بھائی ہمارے ہشام حمزہ صاحبقران کا سر لائیں یا گرفتار کرکے امیر کو یہاں لائیں تمکو
آرام ہے کہ تم سب شکارگاہ میں بجان تمام خیمہ خیام برپا میں قیام پذیر ہو ہر چند سرداران کا دل نہ چاہتا تھا
کہ نوشیروان اپنے ولی نعمت کو چھوڑ کر علیحدہ جا کر مقیم ہوں لیکن بموجب کہنے نوشیروان کے

سب کے سب شکارگاہ پر آئے اور خیام مین مقیم ہوئے بعد اسکے گُرگ رُخ برادر ہشام نے یہ انتظام کیا کہ بیس بہادرون کو گرد و پیش خیمہ واسطے نگہبانی نوشیروان کے مقرر کیا اور انھین بیس بہادرون مین سے دو چار دلیرون کو اندر خیمہ کے قریب قفس کے جس مین نوشیروان قید تھا واسطے حفاظت کے مقرر کیا تاکہ کوئی عیار نقب لگا کر نوشیروان کو رہا نہ کرے اور ایک بہادر کو انھین بیس بہادرون سے نیزہ دیا کہ ہر وقت یہی سنان نیزہ سینۂ نوشیروان پر بخیال اسکے رکھے رہنا کہ مبادا کسی وقت سرداران نوشیروان حملہ کرین اور نوشیروان کو رہا کر کے لیجائین القصہ وہ سب بہادر بحکم گُرگ رُخ برادر ہشام نگہبانی قید نوشیروان کرنے لگے جب اُن بہادرون کے اکل و شرب کا وقت آتا تھا گُرگ رُخ بیس جوانون کو جو دوسرے خیمہ مین ہوتے تھے واسطے حفاظت کے مقرر کرتا تھا اور ان بیس دلیرون کو واسطے اکل و شرب وغیرہ کے خیمہ دیگر مین بھیجدیتا تھا غرض شب و روز اسی طرح سے قید نوشیروان کی حفاظت اور نگہبانی کرتا تھا اور جو دو آدمی خیبری واسطے پانی بھرنے کے ہشام مقرر کر گیا تھا انھین سے گُرگ رُخ پانی لیتا تھا اور سب اپنے ہمراہیون کو انھین کا بھرا پانی پینے وغیرہ کو دیتا تھا اور کسی کو قریب اس خیمہ کے جس مین نوشیروان قید تھا کسی طرح نہ آنے دیتا تھا اور نہایت ہوشیاری اور خبرداری سے شب و روز بسر کرتا تھا جب کئی روز اسی طرح سے گذرے اور سرداران نوشیروان اپنے خیام مین مقیم رہے اور نوشیروان قید رہا ایک روز گرگدن ساسانی اور صابر بند پوش نے باہم مشورہ کیا کہ کسی طرح نوشیروان کو رہا کرنا چاہیے بعد فکر بسیار کے دونون عیارون نے ایک تدبیر رہائی نوشیروان کی سوچی اور لشکر نوشیروان مین آکر بیس جوانون کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک درۂ کوہ مین اُنسے کہا کہ تم یہان پوشیدہ رہو جسوقت ہم تمکو بلائین اسوقت تم چلے آنا وہ سب جوان تو درۂ کوہ مین پوشیدہ ہوئے اور گرگدن ساسانی اور صابر بند پوش عیاری کی فکر مین چلے قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ہشام نے دو آدمی واسطے پانی بھرنے کے مقرر کیے تھے جو نکہ صبح کا وقت تھا وہ دونون آدمی ایک کنوئین پہ پانی بھر رہے تھے ناگاہ اُن دونون آدمیون نے دیکھا کہ دو مسافر گٹھریان پشت پر رکھے ہوئے گرد و غبار مین آلودہ چلے آتے ہین جب وہ مسافر قریب کنوئین کے آے ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا تھوڑی دیر یہان توقف کرنا چاہیے کیونکہ ہمکو وہ پیاس معلوم ہوتی ہے ان آدمیون سے تھوڑا سا پانی لیکر پی لین اور تھوڑی دیر ٹھہر جائین دوسرے مسافر نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ پانی پی لو غرض دونون مسافر کنوئین پر آے اور اُن دونون سے آدمیون سے کہنے لگے کہ ہم پیاسے ہین دور سے چلے ہوے آتے ہین تھوڑا سا پانی ہمکو پلا دو اُن دونون شخصون نے پانی پلا یا اور پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے مسافرون نے کہا کہ یہان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک مندر ہے اُس مین تصویرین لات و منات کی رکھی ہین ہزارہا آدمی دور دور سے آتے ہین اور لات و منات کی پرستش کرتے ہین وہان مردم جو مراد کے واسطے آتے ہین وہ مراد انکی بر آتی ہے صدہا گھنٹے اور ناقوس وہان بجا کرتے ہین ہزارہا آدمی جو بیمار ہوتے ہین اور کسی طرح اچھے نہین ہوتے ہین وہان آکر اور پرستش لات و منات کے مندر کا لیکر کھاتے ہین تو مرادا اچھے ہو جاتے ہین اور لات و منات کی تصویرون پر گلہاے رنگارنگ مردم چڑھاتے ہین ہم بھی وہین گئے تھے اور ہمنے بھی پرستش کی تھی جو مراد ہماری تھی وہ بر آئی اب ہم اپنے گھر جاتے ہین مکان ہمارا ملک مدائن مین ہے اُن دونون

شخصون نے کہا کہ کچھ پرشاد بھی وطن سے لائے ہو یا خالی ہاتھ چلے آئے مسافرون نے کہا تم اپنا مدعاے
دل ظاہر کرو باعث تمھارے پوچھنے کا کیا ہی اُن دونون نے کہا کئی روز سے ہمارے کمر مین درد ہی پانی
بھرا نہین جاتا ہے لیکن بخوف عتاب ہشام اور گرگرغ برادر ہشام کے جس طرح ہو سکتا ہی بصد مشکل
پانی بھرتے ہین اور اُنکے واسطے پانی لیجاتے ہین اگر تم کچھ پرشاد لائے ہو تو ذرا سا ہمکو بھی دو تاکہ ہم بھی وہ
پرشاد کھا کر اچھے ہو جائین درد کمر کا جاتا رہے پانی اچھی طرح کوئین سے بھرنے لگین تمھارا ہم پر احسان
ہوگا جب مسافرون نے یہ گفتگو سُنی ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا کہ وہ پرشاد جو تمھارے پاس ہے
ان دونون کو دیدو انھون نے بہت احسان کیا ہی ہمکو پانی پلایا ہے اُسنے مٹھائی کی دو ڈلیان نکال کے ایک ایک
دونون آدمیون کو دین اُن دونون نے وہ مٹھائی چوم کر اور آنکھون سے لگا کر یا خداوند لات و منات کہکر کھائی
بعد ایک لمحہ کے اُن دونون آدمیون نے کہا ای مسافرو یہ عجب طرح کی مٹھائی ہی جب سے ہم نے
کھائی ہی گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ جلا جاتا ہی پیاس کی شدت ہی سر مین درد ہوتا ہی واسطے پانی لانے کے بھی
اٹھا نہین جاتا ہی مسافرون نے ہنس کے کہا کہ یہ مٹھائی جو تمکو کھلائی ہی لات و منات کے مندر کی چڑھائی ہوئی ہے
دیکھو کھاتے ہی اثر ظاہر ہوا اب تمکو کوئی عارضہ نہوگا اور جو درد تمھاری کمر مین ہی دفع ہو جائیگا ذرا اُٹھ کے
ٹہلو بیٹھو نہین جسوقت مسافرون نے اُن دونون شخصون سے ٹہلنے کو کہا فورًا وہ دونون شخص اُٹھے
اور قصد ٹہلنے کا کیا یکایک اُنکو چکر آیا ہر چند انھون نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھل نسکے اور زمین
پر گر کر بیہوش ہو گئے اوسوقت مسافرون نے نعرے کیے منم گرگدن ساسانی و صابر عدو کُش
بعد نعرے کرنے کے دونون عیارون نے اُن دونون کے کپڑے اُتار لیے اور رنگ درد ہن نکال کر
اپنی شکلین مثل اُنکی صورتون کے بنائین اور اُنکے کپڑے پہنے اور اُن دونون کو خنجر سے قتل کر کے اُسی
کنوئین مین ڈالدیا بعد اسکے پانی مین خوب بیہوشی ملا کر وہی پانی لیکر جانب خیمہ گرگرغ چلے جب قریب
خیمہ آئے گرگرغ نے کہا آج پانی لانے مین اتنی دیر کیون لگائی دونون عرض کیا خداوند نعمت بیشک
کسیقدر دیر ہوئی اب ایسی خطا نہوگی یہ عرض کر کے گھڑون مین پانی بھر دیا چونکہ گرگرغ و ہمراہیان
گرگرغ جو اُس خیمہ مین تھے سب کے سب پیاسے تھے ہر ایک نے دو دو تین تین جام پیے گرگدن
ساسانی اور صابر عدو کش پانی بھر کے وہان سے چلے اور ایک درخت کی آڑ مین آکر بیٹھے اور جانب
خیمہ گرگرغ دیکھنے لگے تھوڑی ہی دیر مین اُنکی مجلس جوانون مین سے جو اُس خیمہ مین برائے اکل و شرب
آئے تھے ایک جوان نے ایک جوان سے کہا کہ ای شرور تو نے مجھے سخت کلامی کیون کی تھی مین نے
تیری کیا تقصیر کی تھی اُسنے جواب دیا کہ اُسدن تو مین نے فقط گفتگو سے سخت کی تھی اُسوقت
یہ دل چاہتا ہے کہ تجھکو ہزارا گالیان دے کر جوتے سر تیرے سے گنج کے صدا جوتے تیرے سر پر لگاؤن
اُسنے کہا تیری کیا مجال ہے جو تو مجھکو ہاتھ بھی لگا سکے بس بہتر یہی ہے کہ چپ رہو ورنہ ابھی اٹھکر تیغ آبدار
سے تجھکو قتل کر دونگا زبان تیری دہن سے کھینچ لونگا اس بدزبانی کا مزہ چکھا دونگا تو نے مجھکو کوئی ایسا
ویسا سمجھا ہے مین وہ بہادر ہون کہ میرا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہے ہشام نالایق کی میرے سامنے
کیا حقیقت ہے اور میان گرگرغ تو ابھی منہ چومنے کے لایق ہین اور مجھکو تو مین مانند مور ناتوان کے بھی
تصور نہین کرتا جسوقت یہ تقریر اُس جوان نے عالم نشہ مین کی اُسوقت جوان دیگر اور گرگرغ کو نہایت

غصہ آیا اور دونون نے کہا کہ او بے حیا کیا بکتا ہے حواس اپنے درست کر اور خاموش ہو ورنہ تیرے تئین تخت
بیلاہی کی سزا سے معقول دیجائیگی اس جوان نے جواب دیا کہ اگر جادر ہو اور دعوی دلاوری ہے تو اٹھو اور مجھسے
مقابلہ کرو تم بیچارے مجھکو کیا سزا دوگے جسوقت یہ تقریر اُس جوان کی گلرخ اور دوسرے جوان نے سُنی
فورًا دونون تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے ابھی تلوارین اچھی طرح نہین کھینچین تھین کہ ایک
ایسا چکر آیا کہ دونون زمین پر گرے اور بیہوش ہوئے جوانان دیگر نے جو دیکھا کہ گلرخ اور ایک جوان
دونون زمین پر گرکے بیہوش ہوئے یہ سب بھی اُنکے اٹھانے کے واسطے اُٹھے فورًا یہ سب بھی زمین پر گرے
اور بیہوش ہوئے گرگدن ساسانی نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہوگئے اُسوقت صابر نمد پوش سے
کہا کہ تم جلد جاؤ اور لشکریون کو جو سلسلے درہ کوہ مین مخفی ہین لگوے آؤ مین جا کر ان سب کے کپڑے اُتارتا
ہون صابر نمد پوش جانب درہ کوہ گیا اور اُن بیس جوانون کو لے آیا پھر صابر نمد پوش اور گرگدن
ساسانی نے جلد تر رنگ و روغن نکال کر لشکریان نوشیروان کی شکلین مانند ان ملازمان ہشام کی
صورتون کے بنائین جو بیہوش ہوئے تھے اور گرگدن ساسانی نے اپنی شکل مثل شکل گلرخ کے بنائی
اور گلرخ کا لباس پہنا اور ہر ایک کو انہین بیہوش کیے ہوؤن کے کپڑے پہنائے اور صابر نمد پوش
کو طرف شکارگاہ کے اسواسطے روانہ کیا کہ جلد تر سرداران کو ہماری عیاری کرنے سے اطلاع
دے کر انکو لے آئے جب صابر نمد پوش چلا گیا اُسوقت گرگدن ساسانی نے ملازمان ہشام اور گلرخ
برادر ہشام کو قتل کیا اور اُسی خیمہ مین گڈھا کھود کر سب کو اُس گڈھے مین ڈالدیا اور مٹی برابر کرکے زمین
پر فرش کر دیا بعد اسکے سب جوانون کو خیمہ مین چھوڑ کر آپ تنہا ہوا اُس خیمہ کے پاس گیا جس خیمہ مین
نوشیروان قید تھا جب بشکل گلرخ گرگدن ساسانی قریب خیمہ پہونچا پکار کے کہا اے جوانون
خوب ہوشیار رہنا خبردار غفلت نہ کرنا جوانون نے عرض کیا حضور ہم بخوبی ہوشیار ہین نگہبانی کر رہے ہین
لیکن اسوقت متردد ہین کہ حضور نے ہم سب کا پہرا نہین بدلوایا ہے صبح سے یہ وقت آگیا ہے اسکا کیا
سبب ہے گلرخ نے کہا گھبراؤ نہین تمہارے ساتھ کے جوان کمرین باندھ رہے ہین ابھی آتے ہین
اور مین خود ابھی جا کر انکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہون یہ کہکر گرگدن ساسانی قطع راہ کرتا خیمہ دیگر مین آیا اور
جوانان لشکر نوشیروان کو اپنے ہمراہ لیکر اُس خیمہ مین گیا جہان نوشیروان قید تھا اور پہرا
بدلوا کر ان جوانون سے کہا کہ اب تم جاؤ اور خیمہ مین آرام تمام کرو جب وہ سب جوانان لشکر ہشام خیمہ دیگر
مین جا کر بیٹھے اور مصروف اکل و شرب ہوئے تو اُس طرف گرگدن ساسانی نے جلد تر قفس آہنی
سے نوشیروان کو نکالا اور سلاسل کو جسم نوشیروان سے دور کیا اتنی دیر مین صابر نمد پوش نے
سرداران نوشیروان کو اپنی عیاری سے اطلاع دی اور انکو لیکر جہان نوشیروان تھا لیکر چلا جوانان
لشکر ہشام خیمہ مین بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنکے گھبرا گئے
اور بے اختیار طعام کو چھوڑ کر خیمہ سے باہر نکل آئے دیکھا ہزارون سوار اور پیدل چلے آتے ہین ہر ایک
شخص نہایت شاد و مسرور ہے جسوقت جوانان لشکر ہشام نے دیکھا کہ فوج چلی آتی ہے اور قریب خیمہ
پہونچ گئی ہے اُسوقت جوانان لشکر ہشام پریشان اور مضطر ہوکر باواز بلند پکار رہے کہ اے ہمراہو ہشام
گلرخ نیکنام ہوشیار ہو جایئے دیکھیے فوج نوشیروان قریب تر آگئی ہے جلدی نوشیروان کو سنان تیر سے

ہلاک کیجیے ورنہ وہ لگا دیگا ایسا نہو کہ نوشیروان کو سرداران نوشیروان رہا کرلین ہشام آپ کے بھائی رہا
ہوجانے نوشیروان سے بہت آپ سے ناراض ہو گئے پس آپ کو اب مناسب ہے کہ جلد نوشیروان
کو قتل کرڈالیے مردمان فوج نوشیروان سے مقابلہ کیجیے پریشان خاطر نہوجیے گا ہم بھی حاضر ہوتے
ہین یہ کہکے یہ بیسون جوان جلد تر مسلح ہو کر خدمت گلرخ نقلی مین چلے جب قریب خیمہ آئے دیکھا کہ نوشیروان
رہا ہو گیا ہے سرداران ذیوقار نذرین اُس خوشی کی دے رہے ہین ہر ایک پیدل و سوار خوش و خرم ہی
گلرخ بھی کھڑا ہوا ہنس رہا ہی جسوقت یہ حال جوانان لشکر ہشام نے دیکھا بہ مہر و غضب تمام کہا کہ ای گلرخ تجھے
ہرچند کہا لیکن تجنے نوشیروان کو نہ مار ڈالا معلوم ہوتا ہی اپنے بھائی ہشام سے سرکشی کی اور نوشیروان کے
شریک ہو گئے یہ کہکر جوانان لشکر ہشام نے چاہا تھا کہ اس محرا سے بھاگ کر جانب قلعہ خیبر روانہ ہون لیکن گلرخ
نقلی نے تھوڑے سوار اپنے ہمراہ لیکے جوانان لشکر ہشام کو گھیر لیا اور نعرہ کیا منم گرگدن ساسانی عیار
طرار شہنشاہ نوشیروان دیکھو یون عیاری کرتے ہین جب یہ نعرہ جوانان فوج ہشام نے سنا نہایت متحیر
ہوے اور خیال کرنے لگے کہ یقیناً گلرخ وغیرہ کو اس عیار نے مار ڈالا اور اب ہمکو بھی ہلاک کریگا کسیطرح
زندہ نہ چھوڑیگا پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ ہم بھی دشمن کو قتل کرکے قتل ہون یہ خیال کرکے
جوانان فوج ہشام نے تلوارین کھینچین اور گرگدن ساسانی پر جو بشکل گلرخ تھا حملہ کیا گرگدن
نے سوارون کو حکم دیا کہ انکو قتل کرو سوارون نے اُن سبکو گھیر کے چشم زدن مین ہلاک کیا جب
گرگدن ساسانی نے سوارون سے مردمان فوج ہشام کو قتل کروا ڈالا اور سرداران ذیوقار نوشیروان
کو نذرین دے چکے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر کو اپنے پاس بلایا اور کہا اب آپ ہمارے بارے مین
کیا کہتے ہین ابھی مین اسی محرا مین رہون یا مین اپنی تختگاہ کی طرف جاؤن بزرجمہر نے کچھ فکر کرکے کہا
کہ اب آپ مع فوج و لشکر مداین مین تشریف لیچلین اور محرا مین توقف نہ فرمائین کیونکہ نحوست سیاہی کے ایام
نحس گذر گئے اور دن آپ کے اب اچھے ہین کچھ عجب نہین کہ دو ایک روز مین آپ کوئی ایسی خبر سنین کہ جسکے سنتے
آپ کو بدرجہ کمال خوشی حاصل ہو یا کوئی خط یا کوئی عرضی کسی آپ کے خیرخواہ کی آپ کے پاس آئے اور اوس مین
کچھ ایسا لکھا ہو کہ جسے آپ پڑھکر بہت خوش ہون جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی فوراً حکم کیا کہ
لشکر ہمارا طرف ہماری تختگاہ کے ہمراہ ہمارے چلے بمجرد حکم نوشیروان جبل سفر بجا ہر ایک شخص آمادہ سفر
ہوا لشکر مین کمر بند ہوے بعد خیام اور بارگاہین جو محراے سبزہ زار بیچے شکارگاہ مین برپا تھین جب لد گئے تو آگے
آگے روانہ ہوے بعد تیاری لشکر نوشیروان بصد کرو فر مداین کی جانب چلا بعد قطع منازل جب مداین مین
پہونچا وہ لشکر جو ہشام نے ناکون پہ شہر مداین کے مرتب کیا تھا نوشیروان کے آنے سے مضطر و پریشان
ہوا اور ارادہ بھاگنے کا کیا لیکن سرداران نامی نے بحکم نوشیروان چند مردمان فوج ہشام کو تہ تیغ کیا
کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے لشکر ہشام کے نوشیروان دارالامارہ شاہی مین داخل ہوا اور بصد
برآمد ہوکے اور ایک تخت پر تاج شاہی سر پر رکھ کے بیٹھا دربار مین جملہ امرا وزرا اراکین سلطنت و اعیان
مملکت و پہلوانان نامی حاضر ہوے ہر ایک نے نذر خوشی کی دی بعد بیت تحفہ موافق اپنے رتبہ
اور منصب کے کرسی اور دنگل پر بیٹھا مثل سابق دربار آراستہ ہوا اسوقت نوشیروان کو خبر قتل
عنتر فیل گوش اور تاراجی شہر مداین دریافت کرنے سے مفصل معلوم ہوئی نوشیروان تو اب بعد

تخت سلطنت پر مثل سابق بیٹھا ہی اور عدل و حکومت کرتا ہی لیکن اب حال ابوشہاب خرقہ پوش کا تحریر کیا جاتا ہی
کہ جب حمزہ صاحبقران نے ہشام کو قتل کیا اور عرضی نوشیروان کو لکھا ابوشہاب کو دی کہ یہ عرضی خدمت
نوشیروان میں پہونچا دے اور ابوشہاب خرقہ پوش عرضی کو لیکر روانہ ہوا قطع راہ کرکے صحراے سبزہ زار
میں جہاں نوشیروان واسطے شکار کے آیا تھا پہونچا لیکن وہاں نوشیروان کو نہ دیکھکر متفکر ہوا جب اور
آگے بڑھا ایک قریہ نظر آیا ابوشہاب اہل قریہ سے حال نوشیروان دریافت کیا انھون نے کہا
سنتے ہی کہ نوشیروان شکار کھیل کے اور چند روز صحرا میں رہکر جانب مدائن روانہ ہوا ہی ابوشہاب
یہ حال دریافت کرکے جانب مدائن روانہ ہوا اور قطع منازل کرتا ہوا مراحل طے کرتا ہوا مدائن میں داخل ہوا
جب دارالامارۂ نوشیروان پر پہونچا دربانون سے کہنے لگا کہ خدمت شہنشاہ نوشیروان میں جاکر
عرض کرو کہ ایک شخص عرضی زلزلۂ قاف سلیمانی حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کی لیکر در دولت پر حاضر
ہوا ہی امیدوار ہی کہ خدمت حضور میں حاضر ہوکر عرضی پیشکش کرے دربانون نے جو جب سنے
ابوشہاب کے ابوشہاب کے آنے کی نوشیروان کو اطلاع کرائی جسوقت نوشیروان نے سنا
کہ ابوشہاب کعبہ سے عرضی حمزۂ صاحبقران کی لیکر آیا ہی فورًا حکم دیا کہ ابوشہاب کو دربار میں بلاؤ ملازمان
نوشیروان آئے اور ابوشہاب کو لے گئے جب ابوشہاب دربار نوشیروان میں پہونچا
دیکھا ہزارہا امیر جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے ہیں اور صدہا پہلوانان قوی ہیکل رستم خصال دیو مثال
دنگلون پر بیٹھے ہیں نوشیروان تاج شہریاری سر پر رکھے تخت حکومت پر بصد شان و شوکت بیٹھا
دربار آراستہ ہی ابوشہاب نے یہہ دیکھتے ایک نظر کیفیت دربار کے موافق قاعدہ عرضی حمزہ
صاحبقران نکال کے پیشکش کی نوشیروان نے عرضی پڑھوا کر بخوبی سنی جسوقت نوشیروان مضمون عبارت
عرضی سے بخوبی آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا سچ کہا تھا مجھسے نامدار بزرجمہر نے کہ کوئی خط یا
عرضی میرے پاس ایسی آئیگی کہ جسکے مضمون سے مجکو نہایت خوشی ہوگی یہ کہکے نوشیروان نے
ابوشہاب خرقہ پوش کو خلعت پر زر دیکر رخصت کیا ابوشہاب خلعت پہنکر اور تسلیم کرکے
رخصت ہوا اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران میں پہونچا اور حال تمام و کمال عرض کیا

داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بھانجون کو واسطے لانے تاج و تخت اور حمزۂ صاحبقران کے اور عیاری کرنا عمرو کا اور امیر با توقیر کا نہ جانا پھر بزرجمہر کے فرزندان کا آنا اور جانا امیر کا طرف مدائن کے و دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان کو اسطرح سے بیان کرتے ہیں کہ نوشیروان نے بعد رخصت ابوشہاب
خرقہ پوش کے بختک سے پوچھا کہ اب میں کس شخص کو واسطے لانے تاج و سریر اور امیر با توقیر کے
جانب کعبہ روانہ کرون بختک نے عرض کیا خداوند نعمت آپکو اختیار ہی جسکو مناسب جانیے اسے روانہ
کیجیے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ میرے دونون بھانجون اہمل فرہنگ اور ممہل سنگسار کو روانہ
کیجیے کہ یہ دونون نہایت عاقل اور فہمیدہ ہیں نوشیروان نے فرمایا اچھا اپنے بھانجون کو یہان بلاؤ اور
بختک نے اپنے بھانجون کو خدمت نوشیروان میں حاضر کیا جسوقت اہمل فرہنگ اور ممہل سنگسار
نوشیروان کے دربار میں حاضر ہوے دعا و ثناے شاہی بجا لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ تم دونون

مع فوج کثیر جانب کعبہ جاؤ اور میرے پسر خواندہ حمزہ کو مع میرے تاج و تخت کے یہان سے آؤ خبردار حمزہ کو
بصد عزت و احترام میرے پاس لانا کیونکہ اول تو وہ میرا پسر خواندہ ہے دوسرے یہ کہ فی الحال اُسنے یہ کار نمایان کیا ہے
کہ ہشام بد انجام سے میرا تاج و تخت چھین لیا ہے اور اُسکو قتل کیا ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار
نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم دونون خادمان سرکار فیض آثار بموجب حکم حضور حمزہ صاحبقران کو بعزت و
حرمت یہان لائینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے اسوقت نوشیروان نے فوج کثیر بختک کے بھانجون کے
ہمراہ کی اور ایک نامہ دیا اور خلعت دے کر روانہ کیا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار بہمراہی ہزارہا پیدل
و سوار بشوکت و شان جانب کعبہ روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل ایک روز ایک میدان وسیع مین فرودکش
ہوئے اتفاقاً اُسی روز خواجہ عمرو بھی اُسی میدان کی طرف واسطے ہواخوری کے گئے تھے جسوقت خواجہ
عمرو نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم میدان مین اُترا ہے متفکر ہوکر اور اپنی شکل تبدیل کرکے قریب لشکر آئے
اور ایک جوان سے پوچھنے لگے کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کہان جائیگا اُس سوار نے کہا یہ لشکر احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار کا جو بھانجے بختک کے ہین اُنکے ہمراہ ہے نوشیروان نے نامہ بزرگان کو واسطے تاج و
سریر اور حمزہ صاحبقران کے لے آنے کے بھیجا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو سوار کی سنکے خیال کرنے لگے کہ حمزہ
صاحبقران کی تو یہ شان اور یہ طاقت نہین ہے کہ ان سگ و خوک کے ہمراہ مدائن جائین اور اگر چلے گئے تو اچھا
نہ کیا یہ خیال کرکے خواجہ بشکل نے نواز قریب لشکر ایک شجر کے نیچے بیٹھکر اور نے نکال کر بجانے
لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

کسنے بلبل کو سنادی رخصت گل کی خبر
دیدۂ نرگس مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
دیکھکر موتی تمھارے کان کا ثابت ہوا
منفعل اعجاز سے جادو نظر آیا مجھے
جب دل وحشی کو تیرا پایا خیال زلف مین
اے فلک زیر زمین بھی تو نظر آیا مجھے
آج تو نے ہاتھ سے اپنے پلائی جو شراب
سانپ کا مد نظر بچھو نظر آیا مجھے
کیون مبارکباد دیتے ہو ہلال عید کی
آفتاب حشر اک جگنو نظر آیا مجھے
مجھکو ساغر دیا تسلیم اُسنے جسگھڑی
خال تیرہ دل تہ ابرو نظر آیا مجھے
ہوش اُڑنے مین ہر رنگ بو نظر آیا مجھے
پانون پھیلا کر جو سویا ہجر مین جو نکا خشک
اختر شام شب گیسو نظر آیا مجھے
کیا ازل سے صورت تصویر بلبل خلق تھا
حلقہائے دام مین آہو نظر آیا مجھے
آہ حسرت صبح گلشن مین جو نکلی شکل سرو
جام جم ساقی ترا چلو نظر آیا مجھے
اپنے سینے سے لگا کر تیر کو دل نے کہا
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے
آگ پانی مین لگائی کسنے دھوکا یا تیغ
جام اپنی عمر کا مجھکو نظر آیا مجھے
کعبہ کی محراب مین ہندو نظر آیا مجھے
چشم حسرت مین سے جب شبنم کو دیکھا وقت صبح
پہلوئے مدفن ترا پہلو نظر آیا مجھے
چشم مستان نے جو ہلا لب نے زندہ کر دیا
عمر بھر خالی مرا پہلو نظر آیا مجھے
کیا عداوت تھی مرے آرام سے جو بعد مرگ
خواب مین کسکا قد دلجو نظر آیا مجھے
بوسہ ابرو کا لیا کرتی ہوا اُڑ کر زلف یار
بعد مدت قوت بازو نظر آیا مجھے
بے ترے روز قیامت کسقدر تاریک تھا
شکل بتخانہ حباب جو نظر آیا مجھے

جسوقت غزل سنکر احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار نے اپنے خیمہ مین سنی اور آواز نے اُنکے کان مین آئی فوراً بیتابانہ خیمہ سے باہر نکل آئے
اور سوارون سے پوچھنے لگے یہ نے کون بجاتا ہے قیامت کا گاتا ہے ہمارے دل نے سنکر بیچین ہو گئے ہین
سوارون نے عرض کیا حضور وہ درخت کے نیچے ایک شخص نے بجا رہا ہے صدہا سوار بیقرار ہین اور پیدل گرد
اُسکے گھومتے ہین ہم بھی حضور مین سے آتے ہین ہر ایک شخص اُس آدمی کی نے سنکے جھوم رہا ہے بعضے
سوار اشکبار ہین اکثر پیدل آواز نے سنکے بیقرار ہین بعضے نیچے اپنے کپڑے پھیکتے ہین خداوند ہمنے اپنی زندگی مین

بعد دینے انعام کے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے ذنواز سے پوچھا کہ یہان سے کعبہ کتنی دور ہے ذنواز نے
کہا کعبہ کے جانے کے دو راستے ہین اگر دست راست سے جاؤ گے تو چار کوس ہے اور اگر دست چپ کی جانب
جاؤ گے تو آٹھ کوس کا فاصلہ ہے بختک کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذنواز اگر تم ہمکو آج کعبہ مین پہونچا دو
اور ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمکو اور بھی روپیہ دینگے مطلوب ذنواز نے کہا اگر تمکو یہ منظور ہے کہ آج ہی کعبہ مین داخل
ہوجاؤ تو تم ابھی میرے ساتھ یہان سے کوچ کر دو مین تمکو ایسا جلد پہونچا دون کہ تم بھی یاد کرو بھانجے بختک
نے یہ گفتگو مطلوب ذنواز کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے سامان
کوچ کرین جسوقت لشکر مین نقارۂ سفر پر چوب پڑی ہر ایک سوار اور پیدل نے واسطے سفر کے جلد تر کمر باندھی
جب کل لشکر آمادۂ سفر ہو چکا اسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مطلوب ذنواز کو ہمراہ لیکے مع فوج کثیر
چلے تھوڑی دور جا کر ایک دوراہے پر پہونچے بختک کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذنواز اب تم بتاؤ
کس طرف سے چلین تاکہ کعبہ جلد پہونچین خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ ان دونون حرامزادون کو ایسی طرف لیچلو کہ
کہ یہ نہایت پریشان ہون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اسطرف سے چلنا چاہیے کہ یہ راہ نہایت نزدیک کی
ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار اسی طرف چلے تھوڑی دور خواجہ عمرو انکے ہمراہ جا کر اور سبکو صحرای ریگستان
مین چھوڑ کر آپ چل دیے اور وہان سے خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور تمام کیفیت بیان کی امیر با توقیر
خواجہ عمرو کی شرارت پر بہت ہنسے ادھر بھانجے بختک کے مع مردمان لشکر ریگستان مین دو روز تک نہایت پریشان
اور تباہ رہے تیسرے روز جب انکو کسی سے معلوم ہوا کہ یہ راہ کعبہ کی نہین ہے اسوقت احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار ریگستان سے نکلے اور پھر اسی دوراہے پر آ کر کعبہ کی جانب چلے اور بعد قطع راہ خدمت
حمزہ صاحبقران مین پہونچے اور نامہ نوشیروان کا دیا حمزہ صاحبقران نے نامہ نوشیروان کو پڑھا
اس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای پسر عزیز تمہاری عرضی ہمکو بدست ابوشہاب خرقہ پوش پہونچی مضمون
عرضی سے بخوبی آگاہی ہوگئی ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو مع لشکر بھیجا ہے تمکو لازم ہے کہ تخت و تاج
ہمارا نابردگان کے حوالہ کرو اور انھین کے ہمراہ تم بھی ہمارے پاس آؤ کہ ہم تمہارے دیکھنے کے نہایت
مشتاق ہین جسوقت حمزہ صاحبقران مضمون مندرجۂ نامہ سے بخوبی واقف اور آگاہ ہوئے تو بخیال اسکے
کہ میرے لینے کو بختک کے بھانجون کو بھیجا ہے چین بجبین ہوکے خاموش ہو رہے لیکن خواجہ عمرو کو بلا کر
فرمایا کہ ای خواجہ احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ہر چند کہ بد کردار و ناہنجار ہین لیکن اب یہ ہمارے مہمان
ہین انکی ضیافت کرنا چاہیے لہذا تم انکی ضیافت کرو اور انکو کھانا کھلاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد
حمزہ صاحبقران بختک کے بھانجون کی ضیافت کی اور سامان کیا اور ہنگام تناول طعام احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار کے روبرو دسترخوان بچھوا کر دو خوان مع خوانپوش رکھوا دیے بختک کے بھانجے
سمجھے کہ ان خوانون مین انواع و اقسام کے طعام ہونگے مگر جسوقت خوانپوش اٹھا کر دیکھا تو ایک خوان مین
تو چھوٹا سا گدھے کا بچہ تھا مرا ہوا اور دوسرے خوان مین ایک بچہ کتے کا مرا ہوا رکھا تھا احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار نے گدھے اور کتے مرے ہوئے بچے کو دیکھکر خوانپوش ڈھنک دیے اور طرف
خواجہ عمرو کے غیظ سے دیکھا خواجہ عمرو نے کہا یہ غذا ایسی لطیف کہ محض تمہارے واسطے تیار ہوئی تھی
تمنے کیون نہ کھائی یہ غذا تو نہایت لذیذ خاص تمہارے ہی لیے پکوائی گئی تھی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے

بہ ہم ہو کر کہا ای خواجہ عمرو کیا تمہارے میان دعوت اور ضیافت مہمانون کی اسی طرح کرتے ہین جس طرح تمنے ہماری دعوت
و مہمانی کی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ تم ایسی ہی دعوت کے لایق تھے اہل فرنگ اور محل سنگ سار اول تو پہلے ہی سے
غصہ مین تھے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سُن کے اب اور زیادہ رنجیدہ ہوے اور فوراً اُٹھکر باہر آے اور مردمان لشکر
سے کہا کہ جلد آمادہ سفر ہو اسی وقت جانب مداین یہان سے کوچ کرو مردمان لشکر نے بموجب کہنے کے سامان سفر کیا
اور بہت جلد تر کمرین باندھ کر اسلحہ جنگ سے آراستہ ہو کے گھوڑون پر سوار ہوے اور پیدل بھی چلنے پر تیار ہوے بھانجے
بختک کے بھی گھوڑون پر سوار ہوے اور لیے کبیدہ خاطر اور غضبناک ہو کر جانب مداین روانہ ہوے کہ تاج و تخت
نوشیروان کا بھی نہ لیا جسوقت حمزہ صاحبقران کو بختک کے بھانجون کے خفا ہو کر جانے کی تمام کیفیت معلوم
ہوئی فوراً خواجہ عمرو کو طلب کیا خواجہ عمرو جب روبرو حمزہ صاحبقران حاضر ہوے اسوقت امیر نے
پوچھا کیون اے خواجہ عمرو مین نے تجھے اسی طرح کی دعوت و ضیافت کرنے کو کہا تھا جس طرح تمنے بختک کے بھانجون
کی دعوت کی آزردہ و ناراض ہو کر چلے گئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ انسان
کی دعوت و ضیافت موافق عزت و لیاقت کے ہوتی ہے کوئی شخص کسی کی خلاف رتبہ و مرتبہ ضیافت نہین کرتا ہے جو حکم
آپ نے مجھے دعوت و ضیافت اہل فرنگ اور محل سنگ سار کے فرمایا تھا مین نے بھی انکی ضیافت اور دعوت موافق
انکی قدر و منزلت کے کی اس سے زیادہ انکی لیاقت نہ تھی اگر وہ کھانا نہ کھائین اور ناراض ہو کر چلے جائین تو آپ ہی
فرمایے مجھ بیچارے کی کیا خطا ہے حمزہ صاحبقران و سرداران ذی وقار خواجہ کی اس تقریر پر نہایت ہنسے غرض
یہان تو بعد جانے اہل فرنگ اور محل سنگ سار کے حمزہ صاحبقران و سرداران نامدار خواجہ عمرو کی باتون پر
ہنس رہے تھے لیکن اب حال اہل فرنگ اور محل سنگ سار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بھانجے بختک کے بعد قطع منازل
ملک مداین مین پہونچے نوشیروان کو خبر ہوئی کہ بھانجے بختک کے آتے ہین جب اہل فرنگ اور محل سنگ سار
دار الامارہ شاہی پر پہونچے گھوڑون سے اُترکے دربار نوشیروان مین گئے دعاے و ثناے شاہی بجا لاے نوشیروان
نے پوچھا ہم نے تمکو جس کام کے واسطے روانہ کیا تھا وہ کام بھی تم نے انجام کو پہونچایا یا نہین بختک کے بھانجون نے
سر دربار تمام و کمال اپنی ضیافت و دعوت کا حال اور ناراضی کا سبب بیان کیا اور عرض کیا حضرت ہم اسی وجہ اور
کثرت ملال سے ایک دم نہین ٹھہرے اور حضور کا تخت و تاج بھی نہین لاے اور حمزہ آپکے پسر خواندہ کو اپنے ہمراہ نہین
لاے خود رنجیدہ و ملول ہو کر چلے آے جسوقت تمام حال اہل دربار نے اہل فرنگ اور محل سنگ سار کی زبانی سُنا
سب کے سب منہ پھیر کر نوشیروان کی طرف مسکرانے لگے اور نوشیروان بھی خواجہ عمرو کا حال شرارت سُن کے
بے اختیار ہنسنے لگا مگر بختک کو اپنے بھانجون کے ذلیل ہونے کا کمال صدمہ ہوا اور اپنے بھانجون کے قریب جا کر
اُنسے آہستہ کہنے لگا کہ تم کچھ رنج و ملال نہ کرو مگر دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو نے میرے بھانجون کو ذلیل کیا ہے اسکا عوض
اس سے ایسا لون گا کہ وہ بھی یاد کرے گا غرض اگر عمرو سے بدلہ نہ لیا تو اپنا نام بختک نہ رکھا یہ خیال کرکے بختک تو
سرنگون ہو کر دربار مین اوسوقت بیٹھا رہا اور بھانجے بختک کے اپنے گھر چلے گئے نوشیروان نے
بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے تمام و کمال
حال بختک کے بھانجون کے کھانے کا اور عمرو کی شرارت کا بیان کیا بعد اسکے نوشیروان نے پوچھا اب
کس کو جانب کعبہ روانہ کیا جاے تاکہ وہ تاج و تخت میرا لے آے بزرجمہر نے کہا آپ میرے لڑکے کو روانہ
فرمائین یقین ہے کہ وہ تخت و تاج حضور کا لے آے نوشیروان نے کہا اچھا اپنے فرزند کو روانہ کیجیے

بزرجمہر نوشیروان سے یہ سن کے اپنے مکان میں آئے اور اپنے فرزند خواجہ امید کو اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھ کر دیا اور
بارگاہ دانیالی دی اور فرمایا کہ اے فرزند یہ رقعہ اور بارگاہ حمزہ صاحبقران کو جا کر دے دینا اور ہماری طرف
سے بہت بہت دعا کہنا اور حمزہ صاحبقران کو مع تاج و تخت نوشیروان کے اپنے ہمراہ لے آنا یہ فرما کر اپنے فرزند
کو مع فوج شاہی جانب کعبہ روانہ کیا خواجہ امید بعد قطع راہ بیت قریب کعبہ پہونچے حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی
کہ خواجہ امید پسر خواجہ بزرجمہر آتے ہیں حمزہ صاحبقران نے چند سرداران ذی وقار کو واسطے انکے استقبال
کے روانہ کیا سرداران نامدار گئے اور خواجہ امید کو بصد عزت و حرمت حمزہ صاحبقران کے پاس لے آئے
حمزہ صاحبقران سے ملا اوسکو بعد توقیر اپنے قریب بٹھایا اور کیفیت مزاج بزرجمہر پوچھی خواجہ امید نے کہا کہ الحمد للہ
والد میرے صحت و عافیت سے ہیں پھر حمزہ صاحبقران نے اونکی مزاج پرسی کر کے فرمایا کہ آپ کا آنا یہاں کیونکر سے ہوا
فرزند بزرجمہر نے وہ رقعہ دیا اور بارگاہ دانیالی بھی کہ جو کاغذ کی تھی اور خاصیت اس بارگاہ کی یہ تھی کہ جسقدر آدمی
اس بارگاہ میں آئیں بخوبی بیٹھیں حمزہ صاحبقران کو دے کر کہا کہ اس رقعہ سے آپ کو ہمارے آنے کا حال
ظاہر ہو جائیگا حمزہ صاحبقران نے بعد پڑھنے رقعہ خواجہ بزرجمہر کے بارگاہ دانیالی کو دیکھا اور اسکو
برپا کر دیا خواجہ عمرو نے جو اسکو دیکھا نہایت پسند کر کے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ اس بارگاہ کو
مجھے دے دیں کیونکہ یہ بارگاہ کاغذ کی ہے آپ کے پاس تو بارگاہ ہشامی وغیرہ بارگاہیں ہیں اس بارگاہ کو
لے کر آپ کیا کیجئے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا تمہیں یہ بارگاہ دے دی لیجاو خواجہ
عمرو نے عرض کیا بالفعل آپ اس بارگاہ کو اپنے ہی پاس رہنے دیں جسوقت میرا دل چاہے گا میں آپ سے لے لونگا
اور اپنے پاس رکھونگا حمزہ صاحبقران گفتگو سے خواجہ عمرو کے سن کے خاموش ہو رہے بعد اس کے
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ امید کی بعنوان شایستہ دعوت و ضیافت کرو اور
بصد عزت و حرمت انکی مہمانی کرو کیونکہ یہ بیٹے بزرجمہر کے ہیں خواجہ عمرو نے عرض کیا انشاء اللہ تعالے
جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے خواجہ امید کی دعوت اور ضیافت کا
بعنوان شایستہ سامان کیا اور انواع و اقسام کے طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ پکوائے اور بعنوان
شایستہ دعوت اور مہمانی کی الغرض کئی دن برابر خواجہ امید کی حمزہ صاحبقران نے دعوت
اور ضیافت کی ایک روز خواجہ امید نے امیر با توقیر سے کہا کہ اب ہم کو رخصت کیجئے اور تخت و تاج
نوشیروان ہمارے حوالے کیجئے اور آپ بھی ہمارے ہمراہ چلئے کیونکہ نوشیروان آپ کے دیکھنے کا
نہایت مشتاق ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا آپ تخت و تاج نوشیروان کا لے کر تشریف لے چلیں
میں بھی بہت جلد مداین کی طرف روانہ ہونگا خواجہ امید حمزہ صاحبقران سے یہ سنکے
اور تخت و تاج نوشیروان لے کے رخصت ہوئے حمزہ صاحبقران نے چند تحائف واسطے
بزرجمہر اور خواجہ امید کے ہمراہ خواجہ امید کر دئیے اور دو عرضیاں بھی دیں اور فرمایا
کہ یہ ایک عرضی نوشیروان کو دے دینا اور دوسری عرضی اپنے والد ماجد کو دینا نوشیروان
کو جو عرضی لکھی تھی اوس کا مضمون یہ تھا کہ خواجہ امید آئے تخت و تاج حضور کا اون کے
حوالے کر دیا گیا قبل اسکے اس خاکسار کو بدرجہ کمال آرزوے قدمبوسی حضور تھی لیکن عتاب حضور کے
نہ ہو سکتا تھا اب جو حضور نے یاد فرمایا ہے انشاء اللہ تعالی جلد حاضر خدمت ہو کر شرف قدمبوسی حضور حاصل

کرتا ہون اور اسی طرح عرضی بزرجمہر کو بھی لکھی تھی عرض تحائف اور عرضیان دیکر رخصت کیا خواجہ امید کو سے جانب
مداین بصد شوکت تاج و تخت نوشیروان کا لیکر روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور دربار نوشیروان
مین حاضر ہوکر عرضی حمزہ صاحبقران نوشیروان کو دی نوشیروان عرضی حمزہ صاحبقران پڑھواکر اور سنکے
خوش ہوا اور داخل دربار سے کہنے لگا کہ حمزہ پسر خواندہ میرا نہایت سعادتمند اور لیق ہے اور تخت و تاج جو
خواجہ امید لائے تھے نوشیروان نے لے لیا اور خواجہ امید سے نہایت خوش ہوکر خلعت فاخرہ دیا خواجہ امید
خلعت پہنکے اپنے گھر آئے اور دوسری عرضی جو حمزہ صاحبقران نے دی تھی وہ اپنے والد کو دی اور حمزہ صاحبقران
کی خاطر و مدارات کرنے اور دعوت و ضیافت کرنے اور خوش خلقی سے پیش آنے کی بدرجۂ کمال تعریف کی اور وہ تحائف بھی
اپنے والد کے پیشکش کیے بزرجمہر عرضی کو پڑھکے اور تحائف کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور حمزہ صاحبقران
کی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اب نوشیروان تو انتظار حمزہ صاحبقران کر رہا ہے لیکن اب حال حمزہ صاحبقران
تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد روانہ ہونے خواجہ امید کے ایک روز حمزہ صاحبقران عادیہ بانو کی خدمت مین گئے اور
بعد تسلیم کے عرض کیا مین آپ سے رخصت ہونے کے واسطے حاضر ہوا ہون کیونکہ مجکو اب نوشیروان نے بلایا ہے
عادیہ بانو نے حمزہ صاحبقران کو اپنے سینے سے لگایا اور پیار کر کے کہا کہ اے فرزند دلبند شکر ہے خدا کا
کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کیا اور مین تمکو دودھ پلانے کو آئی اور بفضل خدا کے
اب تم اتنے بڑے ہوے اکثر سرکشون کو تمنے زیر کیا ہزارہا کافرون کو مسلمان کیا لیکن افسوس ہے کہ تمنے میرے
فرزندون کو خصوصاً میرے فرزند عادی کو کہ پہلوان زبردست ہے اُس کو مسلمان نہ کیا اور حق تمنے میرے
دودھ پلانے کا اتنا بھی ادا نہ کیا اے فرزند مجکو تم سے یہ امید نہ تھی حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مادر مہربان
آپ مجھسے ناراض نہون اب مین مداین اُسوقت جاؤنگا جب آپکے فرزندون کو مسلمان کرونگا آپ اطمینان
تمام رکھین اگر چاہا خداوند عالم نے تو مین آپ کے سب فرزندون کو مسلمان کر کے انکو آپکی خدمت عالی مین
لے آؤنگا عادیہ بانو یہ گفتگو سے حمزہ صاحبقران کے نہایت خوش ہوئین اور بکثرت الفت و جوش
محبت سے حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور بلائین لین اور کہا اے فرزند اگر تم اپنے
بھائیون کو مسلمان کر کے قلعہ تنگ رواحل سے میرے پاس لے آؤگے تو مین تم سے اور زیادہ خوش ہونگی اور
میری آرزو اور تمناے دلی بر آئیگی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا انشاء اللہ مین اپنے بھائیون کے
مسلمان کرنے مین جہانتک ہوسکیگا کوشش اور سعی کرونگا یہ کہکے حمزہ صاحبقران وہان سے اپنے
لشکر مین آئے اور خواجہ عمرو سے تمام حال بیان کیا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
بسم اللہ اب جانب قلعہ تنگ رواحل تشریف لے چلیے انشاء اللہ تعالے کامیاب ہوجیئےگا یہ سنکے
حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تمام و کمال مسلح ہو بموجب حکم جملہ سوار اور پیدل مسلح
ہوے ہر ایک رسالے اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے ہر ایک سرداران ذی وقار نے بھی بعد پہننے
زرہ کے ہتھیار لگانے اٹھالا بارگاہ ہشامی وغیرہ کا جانب قلعہ تنگ رواحل ہمراہ کرتیت سیرگردان
کے روانہ کیا بعد روانہ کرنے کرتیت سیرگردان کے حمزہ صاحبقران اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکر
مع فوج و لشکر بعد گرد و فرات قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوے جب حمزہ صاحبقران قریب قلعہ
تنگ رواحل پہونچے اور ایک مقام پر فروکش ہوے قاسم عیار نے حمزہ صاحبقران کے لشکر

ظفر اثر کو دیکھ کے اکثر مردمان فوج سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کہاں جائیگا مردمان لشکر نے کہا
کہ یہ فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران کی ہے اور حمزہ صاحبقران پہلوان عادی سے مقابلہ کرنے
جاتے ہیں اور مقصد ہے کہ پہلوان مذکور کو زیر کرکے مسلمان کریں قاسم عیار یہ حال سن کے جانب قلعہ روانہ
ہوا اور خدمت پہلوان عادی میں پہونچکر حمزہ صاحبقران کے ارادے سے پہلوان عادی کو آگاہ کیا
پہلوان عادی کہ شاہزادہ حاکم قلعہ تنگ رواحل کا ہے اور اب خود حکومت کرتا ہے قاسم عیار سے حال
سن کے متبسم ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے کبھی نوشیروان کی تو اطاعت کی نہیں حمزہ کیا ہے کہ مجکو اپنا
مطیع کرے گا اور مسلمان کرے گا اوسکی بھی یہ طاقت اور مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے میں نے بڑے
بڑے پہلوان قوی ہیکل اور زور آوران روے زمین کو قتل کیا ہے اور لشکروں کو بھگا دیا ہے سرکشان
وہ میرے نام سے تھراتے ہیں اور دلاوران جہان میرا نام سن کے کانپتے ہیں فیل دمان کو میں ایک پشہ
خیال کرتا ہوں اور شیر نر کو ایک صحرائی کتا یا ایک آہوے وحشی تصور کرتا ہوں انسان کی تو کیا مجال ہے
کہ مجھ سے مقابلہ کرے اگر دیو بھی مجھ سے آمادہ جنگ ہو تو اوس کو بھی ایک ضرب لخت شدادی سے ہلاک کردوں
اور اگر کوئی دیو قوی ہیکل دراز قامت مجھ سے کشتی لڑے تو ایک چشم زدن میں اوسکو اٹھا کر اس طرح زمین پر
پٹکوں کہ چور چور خاک ہو جاوے اور جملہ استخوان اوس کے چور چور ہو جائیں مثل کرتیت سپر کردان
اور سیف ذو الیزن اور نعمان بن منذر وغیرہ کی ہوں کہ حمزہ مجکو بھی کشتی میں زیر کرے گا اور
مسلمان کرے گا میں وہ ہوں کہ ہنگام مقابلہ حمزہ کو مجھ سے اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگا اگر اپنی زندگی
چاہتا ہے تو چلا جاوے مجھ سے مقابلہ نکرے ورنہ ہلاک ہوگا مجکو حمزہ پر ترس آتا ہے کیونکہ میری مادر نے
حمزہ کو دودھ پلایا ہے اس وجہ سے میرا بھائی بھی ہوتا ہے اگر حمزہ مجھ سے مقابلہ کرے گا تو ضرور میرے ہاتھ سے
ہلاک ہوگا میری ماں کو حمزہ کے ہلاک ہو جانے کا صدمہ ہوگا ہر چند کہ اب مجکو اپنی مادر سے کچھ کام نہیں ہے
کیونکہ اوس نے دین اسلام قبول کر لیا ہے لیکن پھر بھی میری ماں ہے اوس کا ملال مجکو گوارا نہیں
کیونکہ اسکو حمزہ کے قتل ہونے کا صدمہ ازحد ہوگا پس کوئی دوست حمزہ کا سمجھا کر حمزہ کو یہاں سے
لے جاوے تو بہت مناسب ہے پہلوان عادی تو شراب کے نشہ میں تخت حکومت پر بیٹھا ہوا واہیات
اور جہلات کلمات زبان پر جاری کر رہا ہے دربار میں جو انیس بھائی اسکے کہ وہ بھی سب نہایت ہی
زور آور دلاور ہیں دنگلوت پر مثل شیروں کے بیٹھے ہیں علاوہ انکے اور بہت سے پہلوان قوی الجثہ
بیٹھے ہیں دربار آراستہ ہے امرا و وزرا حاضر ہیں لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے
کہ امیر با توقیر نے بعد خیمہ کش ہونے قریب قلعہ تنگ رواحل کے یہ نامہ اپنے بھائی پہلوان عادی کو
لکھا کہ اے برادر بہادر دلاور فہمیدہ و عاقل حاکم قلعہ تنگ رواحل مصروف عیش و شادی پہلوان عادی تمکو معلوم ہو
کہ تمہاری والدہ تو مرتد ہوئی دین اسلام قبول کیا لیکن اے برادر تمنے ابھی لات و منات کی پرستش سے اجتناب اور احتراز
نہیں کیا اب تمکو لازم ہے کہ لات و منات کی پرستش سے باز آؤ اور کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو پھر ہمراہ
اپنی والدہ کی خدمت میں چلو کہ وہ تمہارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہیں بقدر زیادہ کیا لکھا جاوے جسوقت حمزہ صاحبقران
نامہ لکھ کے ملفوف کر چکے اوس وقت خواجہ عمرو کو بلا کر فرمایا کہ اے خواجہ یہ نامہ قلعہ تنگ
رواحل میں جا کر پہلوان عادی کو دے آؤ اور جواب سکالے آؤ خواجہ عمرو نامہ لیکر روانہ ہوئے

جب رقاق پر پہونچے خواجہ کو دربانوں سے [illegible] خواجہ عمرو نے [illegible] کہ پہلوان عادی سے میرے آنے کی اطلاع کرو
دربانوں نے جب اطلاع دی پہلوان عادی نے [illegible] دربار میں ہے آئو بموجب حکم ملازمان پہلوان
عادی خواجہ عمرو کو دربار میں لیکے آئے جسوقت خواجہ عمرو [illegible] پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ روان تک پہونچے دیکھا کہ
پہلوان عادی کہ بلند قامت میں مثل [illegible] طویل القامت [illegible] سبب [illegible] آشکار ہے دربار میں عمدہ
پہلوانان نامی دنگلوں پر بیٹھے ہیں امراء [illegible] خواجہ عمرو نے [illegible] پہلوان عادی سے اور
اہل دربار کے نامہ امیر حمزہ صاحبقران کا دیا پہلوان عادی نے نامہ [illegible] کھینچے کا کیا خواجہ عمرو ایک
[illegible] جسوقت پہلوان عادی [illegible] پہونچے حکم دیا اس نامہ کی
پشت پر [illegible] تمہاری [illegible] اگر تم کو دعوی
دلیری [illegible] مقابلہ [illegible] پشت پر لکھوا کر خواجہ عمرو
کے حوالے کیا [illegible] رخصت کیا خواجہ وہی نامہ جسپر پہلوان عادی نے جواب لکھوا دیا تھا لیکر دربار پہلوان عادی سے
خدمت حمزہ صاحبقران میں آئے اور وہ نامہ دیا حمزہ صاحبقران جواب نامہ پڑھکر خاموش ہو رہے
اس طرف پہلوان عادی نے بعد رخصت خواجہ عمرو کے حکم دیا کہ طبل جنگ بیدرنگ بجایا جائے صبح کو میدان
جنگ میں حمزہ سے مقابلہ کرکے دلاوری حمزہ کی [illegible] غرض بموجب حکم پہلوان عادی طبل جنگی پر چوب
پڑی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی جسوقت حمزہ صاحبقران نے آواز طبل جنگ سنی فوراً حکم کیا کہ ہمارے
لشکر میں بھی [illegible] طبل زرنی بھی بجایا [illegible] حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو نے طبل زرنی پر
چوب لگائی آواز طبل جنگی تا آسمان بلند ہوئی زمین تھرائی دونوں جانب صدائے طبل جنگ سنکے سامان جنگ
ہونے لگا ہر ایک بہادر اپنی تیغ پر صیقل کرنے لگا کوئی جری اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگا تیرانداز اپنے تیروں کو
اپنے ترکشوں میں بھرا کمانوں کو درست اور [illegible] غرض ہر ایک بہادر تمام شب بیکار ہوا ٹہلنے اور مرا ہتیار ہوا
تمام شب دونوں طرف بخوبی سامان جنگ ہوا جب شاہ [illegible] سیاہ با حال تباہ بخوف خسرو خاور پریشان و مضطرب ہو کر
قلعہ فلک میں پنہان ہوا اور شاہ خاور خسرو ملک سحر مشرق سے بصد جاہ و جلال عیان ہوا ظلمت شب بیکر دور ہوئی
روشنی آفتاب سے زمین پرنور ہوئی پہلوان عادی مسلح ہوکر مع اپنے چالیس بھائیوں اور اسی ہزار
سواران ہمراہ لیکے قلعہ سے نکلا اور میدان مصاف میں آکر صف آرا ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہلوان عادی اعتبار بہ دست
اور صاحب قوت ہے کہ کیا روسومن کی نسل شدادی بلند ہے اور [illegible] ارنج کا اسکا قد ہے اور نہایت قوی الجثہ اور
قوی ہیکل ہے کیونکہ ایک ہاتھی کے علاوہ طعام بہت کچھ بھی کہاتا ہے لیکن پیٹ اچھی طرح اسکا نہیں بھرتا ہے ہمیشہ
شکایت گرسنگی کی کیا کرتا ہے باوجود اسکے کہ اغذیہ لطیف متواتر [illegible] شب و روز کہاتا ہے مگر سیری اوسکو
حاصل نہیں ہوتی ہے کہ اسکی اسقدر چوڑی ہے کہ پچاس گز کا ٹنکا ایک پیچ میں باندھتا ہے شکم اسکا نقارہ کلاں
سے بہت بڑا ہے دست و پا اسکے انتہا سے زیادہ موٹے اور دراز ہیں سر مانند ایک گنبد کے ہے قوت اسقدر ہے
کہ بہنگام رہروی قدم اسکے زمین میں دھنس جاتے ہیں راہ چلنا دشوار ہوتا ہے ہر ایک گھوڑا متحمل اسکے بار اٹھانیکا
نہیں ہوتا ہے صورت اسکی دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہو جاتا ہے اور نعرہ سے اسکے فیل مست چنگہاڑتا ہے اور بھاگ جاتا ہے
انسان تو کیا دیو بھی اسکی قوت کو نہیں پہونچ سکتا ہر چند کہ صورت انسان ہے لیکن مثل دیو قوی الجثہ و طویل القامت
ہے اکثر پہلوانان جہان اس سے ڈرتے ہیں اور اکثر بہادران عالم اس سے خائف ہیں اب جو مسلح ہو کر میدان رزم میں

آیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو خونخوار سلاسل مین گرفتار ہے سر ایسا بڑا خود رکھے ہے کہ گنبد بالاے گنبد
معلوم ہوتا ہے آنکھین نشۂ شراب سے سرخ ہین دہن مین خباثت سے کف ہے چہرے سے وہ رعب ظاہر ہے کہ ہر ایک جری
خوف سے اسکے چہرے کو دیکھ نہین سکتا ہے الحاصل پہلوان عادی میدان رزم مین آکر ٹھہرا اور انتظار حمزہ
صاحبقران کرنے لگا اس طرف امیر بالتوقیر نے بھی سلیح حضرت ابراہیم علیہ السلام زیب تن کیے اور بارگاہ جشائی
سے برآمد ہوکر حکم کیا کہ جلد تر مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم حمزہ صاحبقران جملہ بہادر و جرار پیدل اور سوار
مسلح ہوے سرداران ذیوقار بھی مسلح ہوکر حاضر خدمت حمزہ صاحبقران ہوے اور بعد تسلیم عرض کیا حضور
اب آپ سوار ہون سب فروش اور جان نثار مسلح اور آمادۂ پیکار ہین حمزہ صاحبقران یہ گفتگو سرداران
سنکے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے علمبرداران لشکر نے علمون کو جلوہ دیا ہر رسالے اور پلٹن
مین باجے جنگی بجے امیر بالتوقیر نے مرکب اپنا آگے بڑھایا سردارون نے عقب حمزہ صاحبقران سوارون اور پیدلون
کے پرے باندھکر جانب رزمگاہ آتے ہی گھوڑے بڑھالیے اور باہم سرداران شجاعت کرتے ہوے چلے اسوقت مردمان
لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ایک فوج دریا موج و بیشمار لشکر ظفر چلا آتا ہے لشکر مین ہر ایک بہادر چیدہ
آفاق ہے اور ہر ایک دلاور بمثل ہیبت ... روزہ ... اسوقت بر شک و حسد بعض بعض مردمان فوج پہلوان
عادی یہ کہنے لگے شوخی ہے سطوت و رعب و جاہ و حشم و کبسفوت شان کاؤس و جم الحاصل جب حمزہ صاحبقران
بعد قطع راہ میدان عرصۂ مصاف مین پہونچے اسوقت باشارۂ حمزہ صاحبقران میدان رزم کو پست و بلند تھا
ہموار ہوا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار اور خس و خاشاک سے میدان جنگ سے دور ہوا بعد اسکے دونون طرف
کرکیت اور نقیب نکلے اور بہادرون کے دل بخوش الحانی اس طرح بڑھانے لگے کہ آج بہادرو آج سامنا
حریف کا ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ایک مقام آخر گاہ و ... فنا ہے ایک روز سب کو تلخی مرگ کا مزا چکھنا ہے
پس لازم ہے کہ آج وہ کارزار میدان رزم مین کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار ہے قدم آگے بڑھکے پیچھے نہ ہٹے بھاگنا کام
بہادران عالم کا نہین ہے دلاور وہی ہے کہ جو زخم نیزہ و شمشیر و تیر ہنگام کارزار دیگر کھائے اور بزدل وہ ہے کہ جو میدان مصاف
سے بھاگ جائے جسوقت کرکیت اور نقیبون نے بہادرون اور دلاورون کو اس طرح آمادۂ جنگ و جدال کیا بہادرون
کے فرط شجاعت سے چہرے سرخ ہوگئے دلاورون نے شجاعت سے جھومکے قبضہ ہاے تیغ و خنجر پر ہاتھ ڈالے
اکثر دلاورون نے شوق زخم نیزہ و تیر مین سینے اپنے زرہ و بکتر سے کھول لیے نامردون اور بزدلون کے خوف جنگ سے
دست و پا کانپنے لگے چہرون کے رنگ متغیر ہوگئے ہوش و حواس درست نہ رہے سامان جنگ و جدال دیکھکر خیال کرنے لگے کہ
ہم ایسی چار روپیہ کی نوکری سے باز آئے یہان تلوار چلے گی ہزارہا آدمی قتل ہونگے میدان مصاف مین کشتون کے
انبار ہونگے عرصۂ نبرد خون دلیران سے رنگین ہوگا بلکہ جوے خون بہادران اس میدان کارزار مین بہیگی سرہاے
جوانان لشکر جوے خون مین حباب آسا نظر آتے ہونگے کسی کی تیغ تیز ہوگی اور کسی کا سر ہوگا کسی دلاور کے سینہ پر
نیزہ لگے گا کوئی بہادر تیر سے ہلاک ہوگا کوئی جوان خنجر آبدار سے بیقرار ہوگا جوانان مجروح زمین پر مانند مرغ بسمل
تڑپتے ہونگے نالہ و فریاد کی صدا بلند کرینگے بازار اجل اس میدان قتال مین سرگرم ہوگا ہم سے تو ایک لحظہ بھی یہان
ٹھہرا نہ جائیگا لڑنا کیسا فقط خون دلیران دیکھکر ہمکو غش آجائیگا یقینا پامال سم اسپان ہوجائینگے سر ہمارے
ٹھوکرین سمندون کی کھائینگے کوئی ہمارے حال پر رونے والا بھی نہوگا کفن کیسا قبر بھی میسر نہوگی عیال و اطفال
جلاوطن برباد ہوجائینگے خداوند عالم نے ہمکو عقل دی ہے ہم مثل اون بیوقوفون کے نہین ہین کہ بیکار لڑین اور

قتل ہو جائیں اگر نوکری جاتی رہیگی تو بھیک مانگ کے اپنی اوقات بسری کرینگے یا مزدوری محنت کرینگے اپنے اہل و عیال مین
بصحت و عافیت رہینگے بزدل تو یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ پہلوان عادی نے اپنے مرکب کو بسبب غرور و نخوت اور بسبب از
غیظ و غضب اپنے لشکر سے نکالا اور میدان رزم مین مثل فیل مست کے آکر چنگھاڑا اور پکار کے کہنے لگا کہ اے حمزہ کسی اجل
رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو اور اگر تم کچھ دعوی دلاوری رکھتے ہو تو تمہین مجھ سے مقابلہ کرو جسوقت پہلوان عادی نے
میدان رزم مین آکر اس طرح کہا اسوقت کرشت سپہرگردان اور نعمان وغیرہ سرداران عالی وقار نے ارادہ مقابلہ کا
کیا اور حمزہ صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران نے کسی سردار کو اجازت مقابلہ
پہلوان عادی کی نہ دی اور خود سب سرداروں کو روک کے اون سے رخصت ہو کے اپنے مرکب خنگ سیہ قیطاس
کو جانب پہلوان عادی جولان کیا اور اسوقت لشکر حمزہ صاحبقران مین علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے ہر رسالہ
اور پلٹن مین باجے جنگی بجنے لگے جب حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کے روبرو پہونچے اور مقابل ہوئے اسوقت پہلوان
عادی نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ تم مجھ سے مقابلہ نکرو اپنی جان اور رفیقون پر رحم کرو یہان سے کعبہ کی جانب
چلے جاؤ مجکو تم پر اسوجہ سے رحم آتا ہے کہ تم نے میری ماں کا دودھ پیا ہے اور میرے بھائی ہو اور میرے ہاتھ سے
قتل ہو گے ورنہ مجکو تم پر کبھی رحم نہ آتا اور نہ مین تمکو سمجھاتا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اگر تمکو اپنی
زندگی منظور ہے اور میری برادری کا خیال ہے تو لات و منات کی پرستش سے باز آؤ اور خداوند عالم کو سجدہ کرو کلمہ
پڑھکر مسلمان ہو پہلوان عادی یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سنکے از حد برہم ہوا اور اپنے مرکب کو بڑھا کر
حمزہ صاحبقران سے نگاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا پہلوان عادی
کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پیچھے ہٹا جسوقت پہلوان عادی نے دیکھا کہ مرکب میرا
سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا حمزہ کا فقط ایک ہی قدم ہٹا اسوقت پہلوان عادی کو اور زیادہ غصہ آیا اور نیزہ
اوٹھا کر سینہ حمزہ صاحبقران کو تاک کے لگایا حمزہ صاحبقران نے سنان نیزہ پہلوان
عادی کو اپنے نیزے کی سنان پر رد کیا بسبب لڑنے دو سنانون کے شرر پیدا ہوئے پھر حمزہ صاحبقران
نے نیزہ سینہ پہلوان عادی پر لگایا اُسنے بھی سنان نیزہ اپنے نیزے کی سنان پر رد کی اسی طرح تا دیر
جنگ نیزہ رہی چونکہ صاحبقران کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم پروردگار تیر اندازی اور نیزہ بازی کی تعلیم
کی ہے اسوجہ سے حمزہ صاحبقران نے ایک بند نیزے کا باندھکر نیزہ دست پہلوان عادی سے نکالدیا
برادران پہلوان عادی وغیرہ نکل جانے نیزہ دست پہلوان عادی سے نہایت متحیر ہوے
اور از حد رنجیدہ ہوئے اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نہایت خوش ہوئے
خصوصا خواجہ عمرو نہایت مسرور ہوئے غرض بوجہ نکال دینے نیزے کے پہلوان عادی
کو بدرجہ کمال غصہ آیا اور چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہو گیا آخر اوسی عالم غیظ مین لخت
شدادی کو اوٹھا کر اور خبردار خبردار کہکے سر پر حمزہ صاحبقران کے لگائی حمزہ صاحبقران
نے روکنا مناسب نجانکر لخت شدادی کا خالی دیا اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر کمر پہلوان
عادی مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ زین فرس سے اوٹھائیں لیکن پہلوان عادی نے لخت
شدادی کو چھوڑکر ہاتھ اپنا بھی کمر بند فولادی حمزہ صاحبقران مین ڈالا باہم زور ہونے لگا
گھوڑا پہلوان عادی کا سینے کے بل بیٹھ گیا اور مرکب حمزہ صاحبقران بھی ہانپنے لگا اسوقت

دونون جانب کے دلاورون نے بڑھ کے کہا کہ گھوڑون سے اُتر کے زور آزمائی کیجیے گھوڑے بیچارے
ہلاک ہو جائینگے یہ سُن کے اول پہلوان عادی اپنے مرکب سے اُترا پھر حمزۂ صاحبقران گھوڑے
سے اُترے اور مرکب خواجہ عمرو کے حوالے کرکے اور دامن گردان کے پہلوان عادی سے کشتی لڑنے
لگے باہم پیچ ہونے لگے مردمان ہر دو لشکر بغور دیکھنے لگے سب تمام استادہ ہو گئے فرش بچھ گیا مردمان
ہر دو لشکر بیٹھ گئے سرداران ذی وقار کرسیون پر بیٹھے اور کشتی دیکھنے لگے یہانتک کہ ایک روز برابر کشتی
ہوئی اور کسی کی پشت آشنائے زمین نہ ہوئی لیکن پہلوان عادی کی قوت مین دیکھنے والون کو کمی معلوم
ہونے لگی اور پہلوان عادی اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ مین قیامت کی قوت ہے کسی طرح زیر
نہین ہوتا مین حمزہ کو ایسا صاحب قوت و طاقت نہ جانتا تھا دیکھئے انجام اس کشتی کا کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے
پہلوان عادی نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے برادر مین تیار اور ہوشیار ہون تم اپنا حوصلہ نکال لو یہ سُن کے
پہلوان عادی نے اپنے سر کو سینۂ حمزۂ صاحبقران سے ملا کر اور دونون ہاتھ اپنے حمزۂ صاحبقران
کے شانون پر رکھ کے ایسا زور کیا اور اس درجہ حمزۂ صاحبقران کو ریلا کہ حمزۂ صاحبقران تین قدم پیچھے
ہٹ گئے آخر حمزۂ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا پھر پہلوان عادی نے ہر چند زور کیا
لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی آخر پہلوان عادی تھک کر ہانپنے لگا سانس
پھول گئی سراپا پسینے مین تر ہو گیا دست و پا مین قوت باقی نہ رہی اسوقت ناچار ہو کے ہاتھ اپنے حمزۂ
صاحبقران کے شانون سے اُٹھا لیے جب حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ پہلوان عادی زور کر چکا اسوقت
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اب تم ہوشیار ہو جاؤ کہ مین زور کرتا ہون پہلوان عادی مین بخوبی
ہوشیار ہون حمزۂ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ پہلوان عادی سے ملا کر اسقدر زور کیا اور پہلوان
عادی کو ریلا کہ پہلوان عادی دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ گیا اور ہر چند کہ اب شل مردے کے ہو گیا تھا
اور جو کچھ قوت باقی ماندہ تھی وہ بھی باقی نہ رہی تھی لیکن دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ کے لنگر اس نے بھی اپنا زمین
پر قایم کیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے زنجیر کمر پہلوان عادی مین ہاتھ ڈالکر اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو
زمین سے اُٹھایا تو سر کی جانب سے اُٹھا لیا لیکن پاؤن پہلوان عادی کے زمین سے نہ اُٹھے کیونکہ اول تو
عادی طویل القامت تھا دوسرے پہلوان عادی نے پاؤن اپنے زمین پر اڑا دیے تھے جب حمزۂ
صاحبقران نے عادی کو اُسکے پاؤن کی جانب سے اُٹھایا سر عادی کا زمین سے بلند نہ ہوا آخر حمزۂ
صاحبقران ناچار ہو کر خیال کرنے لگے کہ پہلوان عادی کو کیونکر اُٹھاؤن کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو نے
حمزۂ صاحبقران کو متردد و متفکر دیکھ کر عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران اگر آپ پہلوان عادی کو ایک دم سے
اُٹھا لیجیے اور وہ تدبیر مین آپ کو بتاؤن تو مجھکو آپ کیا دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ جلد بتاؤ وہ
تدبیر کیا ہے خواجہ نے عرض کیا آپ پہلوان عادی کے پیٹ اور بغل مین گدگدی کیجیے پہلوان عادی
بوجہ گدگدی کے سمٹ جائیگا آپ فوراً زمین سے اوٹھا لیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے بموجب
کہنے خواجہ عمرو کے گدگدی کی جب پہلوان عادی سمٹ گیا فی الفور حمزۂ صاحبقران
نے پہلوان عادی کو زمین سے اوٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چونکہ حمزۂ صاحبقران تو

ہلاک کرنا پہلوان عادی کا منظور نہ تھا اسوجہ سے حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین پر نہیں ٹپکا
اور آہستہ زمین پر رکھکر پہلوان عادی سے پوچھا کہ اے برادر کہو اب دین اسلام کے قبول کرنے میں کیا کہتے ہو پہلوان
عادی نے کہا کہ میں ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے
خواجہ پہلوان عادی کو سلاسل میں گرفتار کرو میں پہلوان عادی کو پکڑے ہوں خواجہ عمرو نے بموجب حکم
حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کو سلاسل میں گرفتار کیا اسوقت برادران پہلوان عادی اور لشکریان
پہلوان عادی کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ پہلوان عادی کو گرفتار ہونے دیں اور حمزہ صاحبقران سے
مقابلہ کریں غرض بعد گرفتار کرلنے پہلوان عادی کے حمزہ صاحبقران نے برادران پہلوان عادی سے فرمایا
کہ اے بھائیو دیکھو میں نے باعانت پروردگار عالم تمھارے بھائی کو زیر کرکے گرفتار کیا ہے اور اب تمھارے
بھائی کو تمھاری مادر گرامی قدر عادیہ بانو کی خدمت میں لیے جاتا ہوں کیونکہ وہ تمھارے بھائی کے
دیکھنے کی ازحد مشتاق ہیں لہذا تمکو لازم ہے کہ تم سب دین اسلام قبول کرو اور تم بھی میرے ہمراہ اپنی مادر
عالی مقدار کی خدمت میں چلو اور شرف قدمبوسی حاصل کرو ذوالخمار وغیرہ برادران پہلوان عادی نے کہا
کہ اے حمزہ صاحبقران اگر آپ ہمارے بھائی کو ہماری ماں کے پاس لیے جاتے ہیں تو نے جایئے ہم ابھی تو
مسلمان ہونگے اور آپ کے ساتھ اپنی مادر کے پاس نہ جاوینگے تاوقتیکہ ہمارے بھائی پہلوان عادی دین اسلام
اختیار نہ کرینگے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو ذوالخمار وغیرہ برادران پہلوان عادی کی سنکے اسی روز
زیر قلعہ تنگ رواحل سے کوچ فرمایا اور بعد قطع راہ داخل کعبہ ہوئے اور اپنے لشکر کو لشکرگاہ میں
ٹھہرا کر اور خواجہ عبدالمطلب اپنے پدر بزرگوار کی قدمبوسی سے مشرف ہوکر خدمت عادیہ بانو مادر
پہلوان عادی میں گئے اور بعد تسلیم کہنے لگے کہ میں بموجب آپ کے فرمانے کے جانب قلعہ تنگ رواحل گیا
اور آپ کے فرزند کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں ہر چند میں نے اوسکو سمجھایا لیکن وہ کسی طرح دین اسلام قبول
نہیں کرتا عادیہ بانو تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے نہایت خوش ہوئیں اور حمزہ صاحبقران
کو اپنے سینے سے لگا کر اور دعاے درازی عمر و دولت دے کر کہنے لگیں کہ اے فرزند جلد میرے فرزند دلبند
عادی کو میرے پاس لے آؤ حمزہ صاحبقران یہ سنکے اپنے لشکر میں تشریف لائے اور پہلوان عادی کو
اسی صورت سے اپنے ہمراہ لے گئے جسوقت عادیہ بانو نے اپنے نور نظر پارہ پہلوان عادی کو دیکھا
بے اختیار دوڑ کے سینے سے لگا لیا اور بہت پیار کیا بعد پیار کرنے کے ہر چند عادیہ بانو نے اپنے فرزند عادی کو
بہت سمجھایا کہ اے قرۃ العین اب لات و ہبل وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آؤ دین اسلام اختیار کرو
میرے کہنے کو مان لو خدا کو واحد جانو اور اوسکو سجدہ کرو لیکن پہلوان عادی نے اپنی مادر کے
کہنے کو نہ مانا آخر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو لیجا کر پھر لشکر میں حوالے مردمان لشکر کے کیا اسی
روز ہنگام شب پہلوان عادی کو عالم خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسی ہدایت کی کہ
پہلوان عادی عالم خواب میں مسلمان ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلوان عادی کو مسلمان کرکے
نظر عادی سے غائب ہوئے اور تشریف لے گئے پہلوان عادی کی آنکھ کھلی اپنے تئیں اوسی طرح
قید دیکھا اور ان حضرت کو نہ دیکھا چونکہ آخر شب تھی اسوجہ سے خاموش رہا اور پھر نہ سویا جب
صبح ہوئی پہلوان عادی نے نگہبانوں سے کہا کہ ہمارے بھائی حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی میں

جاؤ اور اُن سے عرض کرو کہ عادی آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہے اگر خلاف طبع عالی نہو تو ایک لحظہ کے واسطے میرے پاس
تشریف لایئے مجکو کچھ عرض کرنا ہے دو چار نگہبان بموجب کہنے پہلوان عادی کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گئے
اور جو کچھ پہلوان عادی نے کہا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران فوراً پہلوان عادی کے پاس گئے اور فرمایا ای برادر
کہو کیا کہتے ہو پہلوان عادی نے بعد تسلیم کے اپنے مسلمان ہونے کے حال سے اطلاع دی اور عرض کیا کہ اب مین
آپ کا فرمانبردار ہون حمزۂ صاحبقران گفتگو سے پہلوان عادی سُنکے نہایت خوش ہوے اور اوسی وقت
مداد کو حکم کیا اور بیڑیان اور ہتھکڑیان وغیرہ جلد کاٹے بجز دم مگر مداد نے طوق و سلاسل کو جسم پہلوان عادی سے
دور کیا جب پہلوان عادی نے قید سے رہائی پائی فوراً پائے حمزۂ صاحبقران پر دوڑکے سر جھکایا حمزۂ
صاحبقران نے جلد تر سر عادی کو اپنے قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا اور نہایت مہربانی سے پیش آئے یہ حال
جملہ سرداران لشکر دیکھکر مسرور ہوے اور خواجہ عمرو بھی بدرجہ کمال شاد ہوے جسوقت عادیہ بانو نے سُنا کہ میرا
فرزند از خود مسلمان ہوا ہے اور قید سے رہا ہوا ہے از حد مسرور ہوکر حمزۂ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ ای فرزند
جلد میرے دلبند عادی کو میرے پاس بھیجدو جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو عادیہ بانو
کی خدمت عالی مرتبت مین بھیجا عادی نے اپنی مادر کے قدم پر سر رکھا عادیہ بانو نے اپنے فرزند کے سر کو اپنے سینے
سے لگایا اور بہت پیار کیا اور باعث خود بخود مسلمان ہونے کا پوچھا پہلوان عادی نے تمام حال عالم خواب مین
اپنے مسلمان ہونے کا بیان کیا عادیہ بانو اپنے فرزند کے مسلمان ہونے سے نہایت خوش ہوئین اور کہا
اے فرزند اب اپنے بھائیون کو بھی اپنے مسلمان ہونے سے آگاہ کرو اور اونسے بھی کہو کہ تم بھی دین اسلام اختیار
کرو اور بت پرستی کو چھوڑ دو عادی نے عرض کیا مین آج ہی اپنے بھائیون کو بلاکر یا خود جاکر اونکو آپ کی
خدمت مین لے آؤنگا یا اونکو اپنے مسلمان ہونے سے اطلاع دونگا اور یہ بھی کہلا بھیجونگا کہ اے بھائیو مینے
تو دین اسلام اختیار کیا ہے اب تمکو بھی لازم ہے کہ تم سب بھی میری طرح دین اسلام قبول کرو عادی اپنی مادر گرامی
سے یہ کہکے لشکر مین چلا آیا اور حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم ہو تو مین اپنے قلعہ مین جاؤن
اور اپنے سب بھائیون کو مسلمان کرون اور اونکو آپ کی خدمت عالی مین لے آؤن حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا بہتر ہے جاؤ لیکن جلد آنا بہت دیر نہ لگانا عادی نے عرض کیا مین بہت جلد خدمت عالی مین حاضر ہونگا
یہ کہکے پہلوان عادی گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے قلعہ کی جانب مع چند سواران لشکر امیر کے روانہ ہوا
جس وقت ذو النحار وغیرہ نے سُنا کہ ہمارے بھائی پہلوان عادی آتے ہین واسطے استقبال کے شہر
سے نکلے اور پہلوان عادی کو بصد تکریم و تعظیم قلعہ مین لے گئے پہلوان عادی قلعہ مین جاکر
تخت حکومت پر بیٹھا اور حکم کیا کہ جملہ امرا اور وزرا اور اہل دربار دربار مین حاضر ہون جسوقت جملہ امیر و
وزیر وغیرہ حاضر ہوے اوسوقت پہلوان عادی نے اپنے بھائیون اور جملہ اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا کہ
مینے تو دین اسلام اختیار کیا ہے اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت قبول کی ہے اب جس شخص کو میرا ساتھ
دینا منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ مجھسے کنارہ کشی کرے اور میرے شہر سے نکل جاے
برادران عادی اور جملہ اہل دربار نے متفق اللفظ عرض کیا کہ جب آپنے دین اسلام اختیار کیا ہے
تو ہمکو اب مسلمان ہونے مین کیا عذر ہے پہلوان عادی ہر ایک کی یہ گفتگو سُن کے خوش ہوا اور سب کو
مسلمان کیا بعد اسکے اپنے شہر مین یہ منادی کرائی کہ ہر ایک شخص ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار کرے ورنہ ہمارے

ملک سے چلا جاوے بموجب ندا کرنے منادی کے چلا گئے اور ادنی رعایاے شہر نے دین اسلام اختیار کیا پھر پہلوان عادی نے
جملہ بتکدے منہدم کرائے اور بجاے مسجدون کے بنانے کا حکم دیا پھر اپنے وزیر اعظم کو اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر
اور تھوڑی فوج شہر میں چھوڑ کر اور جملہ سرداروں اور اپنے بھائیوں کو لیکر مع لشکر قلعہ تنگ رواحل سے روانہ ہوا
اور قطع راہ کر کے خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا امیر باتوقیر خوش ہوئے اور عادیہ بانو پہلوان عادی
سے بدرجہ کمال شاد ہوئی اور اپنے ہمراہ فرزند کو دیکھکر اور سینے سے لگا کر مسرور ہوئی جب پہلوان عادی قلعہ
تنگ رواحل سے خدمت حمزہ صاحبقران میں آیا اُسوقت حمزہ صاحبقران نے اپنے جملہ سرداروں اور
سلیمون کو طلب فرما کر اور اپنے والد ماجد سے رخصت ہو کے مع لشکر کثیر جانب مدائن کوچ کیا اور بعد شوکت
وحشمت چند روز میں حمزہ صاحبقران عنقریب ایک قریہ کے پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ اہل قریہ اسدرجہ مضطر اور
پریشان ہیں کہ بے اختیار اپنی گائیں اور بھینسیں ہانکے ہوئے بھاگے جاتے ہیں اور فریاد و فغان کرتے ہیں جب وہ
اہل قریہ قریب حمزہ صاحبقران آئے اوسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ ان اہل قریہ
سے پوچھو کہ یہ سب کیوں بھاگے جاتے ہیں اور اسقدر گریہ و زاری کیا کرتے ہیں خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ
صاحبقران اُنسے پوچھا کہ تم کیوں بھاگے جاتے ہو اونھوں نے کہا حضرت ہمارے قریہ میں ایک شیر صحرائی
آیا ہے اُس نے بہت آدمیوں اور جانوروں کو ہلاک کیا ہے ہم اُسکے خوف سے بھاگے جاتے ہیں اور اپنے عزیزوں کے
ہلاک ہونے کے غم میں روتے ہیں خواجہ عمرو نے اہل قریہ سے جو کچھ سنا تھا حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیر باتوقیر کو
رحم آیا فرمایا اے خواجہ تم ان لوگوں سے کہدو کہ اب شیر کے خوف سے نہ بھاگیں ہم اسکو ابھی مارے ڈالتے ہیں خواجہ عمرو
نے حسب ارشاد حمزہ صاحبقران سے اہل قریہ کو آگاہ کیا سب حمزہ صاحبقران کو دعائیں دینے لگے اور پھر
حمزہ صاحبقران نے فوج کو اپنی اوسی جگہ ٹھہرا کر اور اوس قریہ میں جا کر ملاحظہ کیا کہ ایک بہت بڑا شیر
کچھار میں بیٹھا ہوا ہے حمزہ صاحبقران نے شیر کو دیکھکر نعرہ کیا شیر نے نعرہ امیر باتوقیر کا سنکے سر اُٹھا کے دیکھا
اور کچھار سے نکلا اور حمزہ صاحبقران پر بعد غیظ و غضب نعرہ کر کے چلا جسوقت قریب آیا جست کر کے دونوں
پنجے اپنے حمزہ صاحبقران پر مارنے کا قصد کیا حمزہ صاحبقران نے فی الفور اس طرح شیر پر تلوار لگائی
کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوئے جب شیر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ اس شیر کی کھال میں
بھوسا بھر کر اُٹھا رکھو ملازمان حمزہ صاحبقران نے بموجب حکم شیر کے پوست میں بھوسا بھر کے اُٹھا رکھا
اہل قریہ جرأت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوئے اور نہایت خوش ہو کر دعائیں دیتے ہوئے پھر اپنے قریہ
میں جا کر آباد ہوئے حمزہ صاحبقران وہان سے آگے روانہ ہوئے اور قریب مدائن پہونچکر ایک میدان وسیع میں
نازل ہوئے اور خیام برپا کر کے قیام پذیر ہوئے اور مقبل وفادار کو سات مرکب عراقی اور چند تحائف
دیکر خدمت نوشیروان میں روانہ کیا جب مقبل خدمت نوشیروان میں پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہے
ہزارہا حکیم و ندیم امیر و پہلوان علی قدر مراتب بیٹھے ہیں نوشیروان تخت حکومت پر متمکن ہے غرض مقبل نے بعد
بجا لانے کے وہ گھوڑے اور تحائف پیشکش کیے نوشیروان نے دیکھا کہ مقبل ایک جوان سبزہ رنگ ہے اور
چہرے سے شجاعت آشکار ہے نوشیروان نے مقبل کو دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب مقبل تسلیم کر کے
کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کا مزاج پوچھا مقبل نے عرض کیا کہ فضل خدا اور آپکی برکت
دعا سے اچھے ہیں اور قریب مدائن ایک صحراے سبزہ زار میں فروکش ہیں مجھکو حضور کی خدمت عالی میں بھیجا ہے

نوشیروان گفتگوئے مقبل سنکے خوش ہوا ناگاہ لک لک کر ایک طائر بالای ہوا سے اپنی زبان مین فریاد کرتا ہوا آیا
اور زنجیر عدالت پر بیٹھا اور اپنی زبان مین بیتاب و بیقرار ہوکر نوشیروان کو حاکم عادل جانکر فریاد کرنے لگا نوشیروان
نے جانب طائر سر اٹھاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سانپ طائر کے پر و بال مین لپٹا ہے نوشیروان نے خیال کیا کہ
یہ جانور مجکو حاکم عادل جان کے سانپ کی شکایت کرتا ہے اور رہائی اپنی سانپ سے چاہتا ہے یہ خیال کرکے نوشیروان
نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ کوئی ایسا دلاور اور تیرانداز ہو کہ جو اس جانور کو ذرا بھی صدمہ نہ پہونچاے اور
سانپ کو ہلاک کرے یہ طائر مجھ سے فریاد کرتا ہے ہرچند کہ نوشیروان نے ہر ایک قدر انداز دور دلاوران ممتاز سے کہا
لیکن کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ سب نے تصور کیا کہ سانپ طائر کے لپٹا ہے جب تیر لگائینگے ہمراہ سانپ کے طائر بھی ہلاک
ہوجائیگا جسوقت کسی بہادر اور دلاور نے جواب نہ دیا اسوقت مقبل وفادار نے کرسی سے اُٹھ کے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو مین اس طائر کو اس سانپ کی ایذا رسانی سے بچاؤن اور سانپ کو ہلاک کرون نوشیروان نے اجازت دی
تمام سردار وغیرہ جو دربار مین بیٹھے تھے حیران ہوے کہ مقبل کس طرح سانپ کو ہلاک کرے گا اور طائر کو اس موذی سے
بچائیگا اہل دربار تو یہ خیال کرنے لگے لیکن مقبل نے ایک آئینہ کلان منگوا کر اور ایک بانس مین باندھ کر اس جانور کے
سامنے رکھا جسوقت اس سانپ نے آئینہ مین دوسرے سانپ کو دیکھا طائر کے تو لپٹا رہا لیکن منھ اپنا اس آئینہ پر
مارا اسوقت فی الفور مقبل نے تاک کے ایسا ایک تیر مارا کہ سانپ کا سر اُڑ گیا اور طائر رہا ہوکر اپنی زبان
مین نوشیروان اور مقبل کو دعائین دیتا ہوا زنجیر سے ایک طرف اڑ گیا نوشیروان مقبل سے
نہایت خوش ہوا اور اہل دربار بھی تدبیر و تیراندازی مقبل کی دیکھکر صورت آئینہ حیران ہوے جب
مقبل کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے نہایت مسرور و خوش ہوکے خلعت پُرزر مقبل کو دیا اور بعد دینے خلعت
کے کہا کہ اے مقبل تم حمزہ سے جاکر کہدینا کہ اب جلد آؤ ہم تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہین مقبل نوشیروان
سے یہ سُن کے اور خلعت پہن کے رخصت ہوا اور خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوکر تمام کیفیت
بیان کی خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار نوشیروان کے دربار سے خلعت زرتار پہن کے آئے اسوقت
خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو اب تم بھی دربار نوشیروان مین چلو اور زر و جواہر لینے کی فکر کرو بیکار
بیٹھے رہنا اچھا نہین ہے انسان کو لازم ہے کہ زر کے حاصل کرنے سے غافل نہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے حمزۂ
صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بھی دربار نوشیروان مین جاؤن رنگ دربار
دیکھون اگر بزرجمہر وہان تشریف رکھتے ہون تو انکی بھی زیارت سے مشرف ہون حمزۂ صاحبقران نے
فرمایا اے خواجہ عمرو مین تمکو بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تم دربار نوشیروان مین جاؤ مگر وہان کسی کو بیہوش
نہ کرنا اور کوئی عیاری نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران مین فقط واسطے دیکھنے دربار
نوشیروان ملک عادل کے جاتا ہون واسطے عیاری کے نہین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو چلنے پر آمادہ ہوے
اسوقت حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ جب تم دربار نوشیروان مین جانا میری جانب سے
بعد آداب و تسلیم کے نوشیروان سے عرض کرنا کہ مین جلد تر حاضر خدمت ہوتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے
روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور سیر ملک مداین دیکھتے ہوے دار الامارۂ شاہی پر
پہونچے عیاران نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ اے خواجہ آپکے یہان آنے کا کیا باعث
کس فکر مین اس جگہ آئے ہین خواجہ عمرو نے کہا چونکہ مین شہنشاہ ہفت اقلیم خسرو عادل و فہیم کے جمال

باکمال کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا سو جب سے آیا ہوں تو بیٹھ دل میں اور کبھی دل کا شبہ گرنا یہ لیکے خواجہ نے کہا کہ اب جب
حاضر ہونے کی خبر شہنشاہ جہان نوشیروان سے زرد سرہنگون نے فوراً خواجہ عمرو کے آنے سے نوشیروان کو اطلاع کر دی
نوشیروان نے حکم کیا کہ خواجہ عمرو کو جلد سے دربار میں بلاؤ عیاران نوشیروان خواجہ عمرو کو دربار میں لے گئے خواجہ عمرو
نے دربار میں پہونچ کے موافق قاعدہ کے نوشیروان کو تسلیم کی اہل دربار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو متحیر ہو کر دیکھنے لگے
کہ یہ عجب انسان عجیب الخلقت ہے کہ سر تو ناریل کے مانند ہے اور دونوں گال مثل دو نگیوں کے ہیں مانند زمین کے
پست دو ہیں آنکھیں بہت بہت چھوٹی چھوٹی ہیں تین گز کا نیچے کا دھڑ ہے اور ساٹھ گز کا اوپر کا دھڑ ہے لیکن نہایت
چست و چالاک ہے القصہ جب خواجہ عمرو نے نوشیروان کو بعد ادب مجرا کیا نوشیروان نے ایک چوبی کرسی
بیٹھنے کا اشارہ کیا جب خواجہ بیٹھے اور جو کچھ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا نوشیروان سے عرض کر چکے اسوقت نوشیروان
نے اپنے عیاروں کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اس کرسی جواہر نگار سے جو ہمارے دربار میں اسی گز سے زیادہ
اونچی ہے تم اس طرف سے جست کر کے عقب کرسی جا سکتے ہو عیاروں نے بخیال اسکے کہ اسی گز سے زیادہ جست کرنا
اور کرسی کو پھاندنا نہایت دشوار ہے کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکائے ہوئے کھڑے رہے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ کوئی
عیار جواب نہیں دیتا ہے اور اسقدر جست نہیں کر سکتا ہے اسوقت خواجہ عمرو اپنی کرسی سے اٹھے اور دست بستہ
عرض کرنے لگے کہ اگر اس خاکسار کو حکم ہو تو ابھی فرمانا حضور کا بجا لائے اور جست کر کے اس کرسی پر سے پھاند جائے
نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تم جست کر کے اس کرسی بلند سے پھاند جاؤ گے خواجہ نے عرض کیا اقبال
حضور سے جست کر کے پھاند جاؤں گا نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا اب جست کرو اور اس کرسی پر سے
پھاند جاؤ خواجہ نے یہ ارشاد نوشیروان کا سن کے ارادہ جست کرنے کا کیا عیار اور جملہ اہل دربار یہ خیال کرنے لگے
کہ اس شخص نحیف و ناتوان سے اس قدر جست نہ کیا جائیگی اور بالفرض والمحال اگر اس درجہ جست بھی کریگا
تو کرسی کو پھاند کر اور زمین پر گر کے خاک ہو جائیگا استخوان اسکے ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ سا ہو جائینگے روح اسکی
تن سے فی الفور نکل جائیگی غرض یہ خیال کر کے اکثر اہل دربار خواجہ عمرو کے انجام پر غور کر کے افسوس کرنے لگے
بعضے خواجہ کی مرگ نوجوانی پر متاسف ہوئے بعض بعض خواجہ کو بے وقوف تصور کرنے لگے اکثر اہل دربار نے
خواجہ کو مرفوع القلم تصور کیا اکثر شخص خواجہ کے انجام پر خیال کر کے رونے لگے بعضے عیار خواجہ کی جرأت
اور دست و پا پر نظر کر کے ہنسنے لگے حصہ مقصد بختک نابکار دشمن دل میں خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر خواجہ عمرو
جست کرسی سے پھاند نہ گئے تو اس دربار میں اب ایسے ذلیل ہونگے کہ میرے بھائیوں کو بھی ویسا انھوں نے
ذلیل نہ کیا ہوگا اور اگر جست کر کے پھاند گئے اور زمین پر گرے تو بھی کسی طرح جانبر نہ ہونگے بہر طور اے بختک
آج تجھکو خوشی از حد ہوگی اور مدعائے دل بر آئیگا بختک تو خیال یہ کر رہا تھا اور اہل دربار اور عیار دیکھ
رہے تھے کہ یکایک خواجہ عمرو جست کر کے اور مثل ابر زمین سے بلند ہوئے اور کرسی کو پھاند کے مانند
قطرۂ باران کے زمین پر آئے اور ذرا بھی چوٹ نہ آئی یہ حال دیکھ کے نوشیروان اور اہل دربار نے
امرائے نامدار اور سرداران ذی وقار و بزرجمہر نہایت خوش ہوئے اور سب نے خواجہ کی تعریف کی
اور عیاران نوشیروان اور بختک مردود و مرد بیان اور دونوں بھائی بختک کے نہایت متحیر ہو کے
مغموم ہوئے کیونکہ جو انھوں نے خیال کیا تھا وہ منعکس ہوا الحاصل جب خواجہ جست کر کے کرسی کو پھاند چکے
اسوقت نوشیروان نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجھکو ہمارا خوش ہونا منظور ہے

اور جو شخص یہ کہ دوست اپنا جانتا ہو اور جا کر اپنا سمجھتا ہو وہ خواجہ عمرو کو موافق قدر و منزلت کے زر و جواہر سے
جسوقت نوشیروان نے دربار میں اس طرح فرمایا فوراً ہر ایک امیر و وزیر اور پہلوان اور ندیم اور حکیم زر و جواہر
موافق اپنی لیاقت اور مرتبہ کے دینے لگا بختک وغیرہ نے بھی برضا ناچاری و مجبوری تھوڑا تھوڑا زر نقد دیا
ایک ساعت کی ساعت میں خواجہ عمرو کے زر بر روپیہ اور اشرفیون اور جواہر کا انبار ہو گیا بعد اس کے
نوشیروان نے علاوہ زر سرخ کے ایک خلعت زرتار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیا خواجہ نے نہایت خوش ہو کے
خلعت پہنا اور تمام زر و جواہر مع کچھ وہان کی مٹی کے سمیٹ کے ایک بڑی چادر میں خوب مضبوط باندھا اسی اثنا
میں نوشیروان نے دربار برخاست کیا اور داخل محل ہونے لگا خواجہ عمرو نوشیروان کو مجرا کرکے رخصت ہوا
اور قصد حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں جانے کا کیا اسوقت خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اسے
خواجہ ابھی حمزۂ صاحبقران پاس نہ جاؤ دو چار روز ہمارے مکان پر چلکے مقیم ہو خواجہ عمرو نے انکار کرنا
مناسب نہ جانا آخر بموجب ارشاد کے بزرجمہر کے مکان پر آئے اور مقیم ہوئے ایک روز نوشیروان کو خبرداران
نے خبر دی کہ حمزہ مدائن کے قریب آ گئے ہیں اور ایک مقام پر قیام پذیر ہیں یہ خبر سن کے نوشیروان نے بختک سے
پوچھا کہ اسے بختک واسطے استقبال حمزہ کے کسی سردار کو تو روانہ کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے خود میرا ارادہ ہے
کہ میں جا کر اپنے تاج بخش اور محسن اور پسر خواندہ کو بصد عزت لے آؤں بختک نے عرض کیا خداوند نعمت
گستاخی معاف حضور کو زیبا اور مناسب نہیں ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند کا حضور استقبال کریں یہ تو
سراسر حضور کی کسر شان کا باعث ہے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ خود بخود حمزہ کو یہاں آنے دیجئے یا کسی
سردار کو برائے استقبال بھیجدیجئے نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے خواجہ بزرجمہر کو طلب کیا جب
خواجہ بزرجمہر روبروے نوشیروان تشریف لے گئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اے عموے نامدار آج یہ سنا ہے کہ حمزہ پسر خواندہ میرا عنقریب مدائن پہونچا ہے اسکے استقبال کے
واسطے کسی سردار کو روانہ کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ خلاف اوس کی شان کے ہے میں نے خود قصد کیا تھا کہ میں بخدم
وحشم جاؤں اور حمزہ کو لے آؤں لیکن بختک مانع ہے اب آپ فرمائیں اسبارے میں کیا کروں خواہ حمزہ کے لینے کو
جاؤں یا نہ جاؤں خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ میرے نزدیک تو بہتر ہے کہ حضور کا شکار کے بہانے سے ایک صحرائے
سبزہ زار میں قریب جائے قیام حمزۂ صاحبقران تشریف لے جائیں جسوقت حمزۂ صاحبقران یہ خبر
سنینگے کہ حضور صحرائے سبزہ زار میں واسطے شکار کھیلنے کے تشریف لائے ہیں یقیناً وہ حضور کی خدمت میں
حاضر ہونگے آپ حمزۂ صاحبقران اپنے پسر خواندہ کا شکار کے پردے میں استقبال کیجئے تاکہ کسی پر ثابت نہو
کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے اپنے پسر خواندہ کا استقبال کیا جب یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی
تدبیر استقبال حمزہ معقول خیال کرکے اسی وقت وزرا کو حکم دیا کہ سامان شکار کھیلنے کا کیا جائے کل ہم صبح کو واسطے شکار
کے جائینگے اور جملہ اہل دربار بھی ہمارے ساتھ واسطے شکار کھیلنے کے چلیں اور کل لشکر ہمارا بہنگام سحر مسلح اور
تیار رہے وزرا نے یہ حکم سن کے دست بستہ عرض کیا کہ بموجب حکم حضور سامان شکار بخوبی کیا جائیگا یہ عرض کرکے
وزرا نے اسی وقت سے سامان شکار کرنا شروع کیا خواجہ بزرجمہر اپنے مکان میں آئے اسی روز
خواجہ عمرو بھی بزرجمہر سے طالب رخصت ہوئے بزرجمہر نے بہنگام رخصت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ
اس مضمون کا لکھدیا کہ اے فرزند سعادت نشان حمزۂ صاحبقران بعد دعائے درازی عمر و اقبال کے معلوم

ہو کر کل ہنگام سحر نوشیروان تمہاری جائے قیام کے قریب واسطے شکار کے جائیگا تمکو لازم ہے کہ تم بھی شکار
کھیلتے ہوئے اسی صحرا مین آنا اور نوشیروان سے ملاقات کرنا یہ مضمون رقعہ مین لکھا خواجہ عمرو کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اے خواجہ عمرو یہ رقعہ حمزہ صاحبقران کو دیدینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہنا خواجہ
عمرو بزرجمہر اور خواجہ امید سے رخصت ہو کر چلے اور بعد قطع راہ حضرت حمزہ صاحبقران تک پہونچے بعد
بیان کرنے تمام حال کے رقعہ بزرجمہر کا دیا امیر نے توقیر سے رقعہ پڑھکے سردارون سے کہا کہ سامان شکار کھیلنے کا
مہیا کرو کل ہنگام سحر شکار کھیلنے چلیں گے سردارون نے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور تمام سامان شکار کھیلنے
مہیا کیا جائیگا جب وہ روز تمام ہوکے شب ہوئی اور رات گذر کے سحر ہوئی حمزہ صاحبقران مع کل لشکر اور
سامان شکار کے جانب صحرائے سبزہ زار مین روانہ ہوئے ادھر قریب سحر بموجب تاکید بزرجمہر دو سو شکاری
کتون کی جوڑیان اور بعضے مردمان چیتون کی جوڑیان لیے ہوے اور دیگر ملازمان ملک عادل نوشیروان
اور بہری اور باز و دیگر جانوران شکاری کو لے کر در دولت شاہی پر حاضر ہوئے وزرائے اقبالمند بارگاہ ہون
اور قیام کا قبل سے جانب شکارگاہ روانہ کر دیا جب کل اہل دربار در دولت پر حاضر ہوئے اور جملہ سردار اور
کل مردمان لشکر مسلح اور تیار ہو چکے اسوقت شہنشاہ ہفت کشور عالم بحر و بر عادل و فریاد رسی
داد خواہان یعنے نوشیروان دارالامارہ شاہی سے تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے اور ملبوس شاہی
زیب تن کیے ہوئے برآمد ہوا اور دولت کہاریان مو پیرو ہاتھون مین بلوری کنول دو جانب لیے ہوئے
آئین مسوقت نوشیروان محل سے برآمد ہوا ہر ایک وزیر اور امیر اور پہلوان وغیرہ نے واسطے مجرے اور
تسلیم کے سر جھکایا لشکر مین سلامی کی گئی سو توپین گولندازون نے ذکین نوشیروان نے ہر ایک وضیع و
امیر و کبیرہ کا سلام اور مجرا باشارہ چشم لیا نقیبون نے بعد دعائے ترقی دولت و اقبال کے صدائے دور باش
بلند کی نوشیروان ہمراہی امرا اور وزرا قریب تخت آیا اور تخت پر بیٹھا کہارون نے تخت اٹھایا اور کل
امیر اور پہلوان گھوڑے پر سوار ہوا خواجہ بزرجمہر ایک نفس نفیس مین سوار ہوئے بختک بھی اپنی محفہ پر
بیٹھا سوارون نے اپنے گھوڑے بڑھائے پیدل صف آرا ہوئے علمہائے لشکر کھلے ڈنکے پر چوب پڑی سواری
نوشیروان کی مثل باد بہاری کے چلی جلوس اس طرح آگے چلا کہ گاؤ زمین بار کثرت لشکر سے بیقرار ہوا اور ماہی
فلک خمیدہ ہو کر بنظر حیرت دیکھنے لگا نوشیروان درمیان امرا اور وزرا وغیرہ کے اسطرح تھا جیسے ماہتاب
درمیان ستارون کے ہوتا ہے یا مہر برج مین شمل کے ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ عجب وقت تھا نسیم سحر
چلتی تھی غنچے مسکرا مسکرا کر گل ہونے لگے ہوائے سرد سے لالہ کے داغ دل مین سوزش نہ تھی مرغان خوش الحان
سحر خیز چہچہے کرتے تھے خصوصاً صداے بلبل نغمہ سرائے خوش غنچے مسکرا اٹھتے تھے اور گل خندان ہوتے تھے
سبزہ طراوت شبنم سے لہلہاتا تھا اشجار ہوا سے مثل مستون کے جھومتے تھے نرگس تنگ بہار گلہائے باغ
دیکھتی تھی ہر ایک شجر میوہ دار کثرت بار اثمار سے واسطے سجدہ شکر پروردگار کے زمین پر جھکا ہوا تھا
مرغان چمن محو رب ذوالمنن اپنی زبان مین کرتے تھے طاؤسان گلشن اپنی صدا بلند کرتے تھے نسیم سحر بوئے گل
سے اترائی ہوئی چلتی تھی ہر شاخ شجر باغ جہان مین پھولی پھلتی تھی نرگس کا نینہائے گل سے گلشن
یہ اشارہ تھا شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست از معرفت کردگار
اور شادابی ہر شجر صبح کا وقت نور سحر ستارون کا وہ مہ معدوم غائب ہوتا وہ روشنی سحر کا آنا آفتاب کا

زیادہ ہوتا ہے شندا انجم سپاہ کا مع لشکر کواکب قافلۂ فلک میں پنہان ہوتا اور وہ شاہ خاور کا سمت مشرق سے عیان ہوتا
ہر ایک اہل نظر کو عالم وجد میں لاتا تھا اسوقت ہر اہل نظر سپیدۂ سحر کو دیکھکر بے اختیار یہ کہتا تھا بیت شناکی کرے
کوئی فروشت [illegible] زہے قدرت رب [illegible] صبح سحر فرمش نوشیروان سرور روشندان ہمراہی کل لشکر ہرکاس شکارگاہ
پر پہونچا دیکھی کہ عجیب صحراے سبزہ زار ہے کہ کوسون تک زمین پر سبزہ نوخاستہ کا فرش ہے ہرنوں کے غول کے
آہوؤن کے ہر سمت صحرا میں نظر آتے ہیں مرغان ہوائی بکثرت ہیں نوشیروان شکارگاہ معقول دیکھکر خوش ہوا
اور شکار کھیلنے میں معروف ہوا کسی طائر کو تیر سے شکار کیا اور کسی آہو کو چار جانب سے گھیر کے اور تیرون سے
زخمی اور مجروح کر کے زمین پر گرایا قراول آہوؤن کو گھیر کے لانے لگے سرداران لشکر ہمراہ نوشیروان غزالون کا شکار
کرنے لگے نوشیروان نے اپنے جانورون کو باز سے شکار کرایا اور اکثر طائران بلند پر بہری اور جرہ کو چھوڑا نوشیروان
اس صحرا میں شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہو کہ نہایت خوبصورت اور شوخ چشم تھا نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان
نے اوس آہو پر گھوڑا دوڑایا وہ آہو ڈرا ایسا کہ تا ہوا ایک سمت بھاگا نوشیروان نے قریب اُس آہو کے پہونچکے
ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کے اُس آہو کی ران پر مارا ہر چند وہ آہو کہ زخمی ہوا لیکن زمین پر نہ گرا اور بہ تکلف
لنگ کرتا ہوا بھاگا نوشیروان نے اوسکے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا اسوقت جملہ امیر اور وزیر اور سردار اور فوجدار
ہمراہ رکاب نوشیروان تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا جس طرف وہ آہو بھاگا جاتا تھا اسی طرف سے ایک غبار
عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ حمزہ پسر خواجہ میر امع سرداران نامدار بجمعیت لشکر شکار کھیلتا ہوا
آتا ہے اُس طرف حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہرن کے تعاقب میں نوشیروان مع جملہ
ارکان سلطنت و اعیان مملکت وغیرہ کے لیے گرد فر آتا ہے حمزہ صاحبقران نے اُس آہوے زخمی کو
ایک تیر ایسا مارا کہ وہ آہو زمین پر گرا حمزہ صاحبقران نے اپنے ملازمون اور لشکریون سے کہا کہ اس آہو کو
ہمراہ اپنے لیتے آؤ لشکریون نے آہو کو زمین سے اٹھا کر ہمراہ لے لیا جسوقت حمزہ صاحبقران اُس طرف سے
تھوڑی دور آگے بڑھے اور اُس طرف سے نوشیروان اُس طرف آیا درمیان راہ میں حمزہ صاحبقران
سے ملاقات ہوئی اُسوقت نوشیروان نے فرمایا کہ اے فرزند میں تو تمھارے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اتفاق سے
اس صحرا میں تم سے ملاقات ہو گئی حمزہ صاحبقران نے فوراً گھوڑے سے اُتر کے واسطے تسلیم کے سر جھکایا اور
عرض کیا کہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کو بھی حضور کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا الحمد للہ کہ میری قسمت نے
یاوری کی اور خضر بخت نے رہبری کی اس صحراے سبزہ زار جاے صید و شکار میں شرف قدمبوسی حضور کا مجھکو حاصل
ہوا [illegible] کہ اب تو ایک روز [illegible] حقیر حاضر خدمت حضور ہوتا الا تھا لیکن [illegible] طالع نے ایسی رسائی کی کہ آج ہی مجھکو حضور کی
زیارت حاصل ہوئی حمزہ صاحبقران نے یہ کہکے سر اپنا قدم نوشیروان پر جھکانا چاہا مگر نوشیروان نے
حمزہ صاحبقران کو بصد الفت سینے سے لگایا اور بہت تعریف شجاعت و دلاوری کی اسوقت حمزہ صاحبقران
نے دو دست چند لعل بدخشان بے مثل [illegible] قرآن پر رکھکر نذر دی نوشیروان باوجودیکہ شہنشاہ
ہفت کشور تھا اون لعل بے بہا کو دیکھ کر متحیر ہوا اور خوش ہو کر نذر قبول کی اور اوسی
وقت حکم دیا کہ خلعت فاخرہ اکیس پارچون کا نہایت پر زر لایا جاے اور دو خلعت سات
سات پارچون کے جلد حاضر کیے جائیں چنانچہ موجب حکم نوشیروان جو کشتیان کہ نوشیروان
اپنے ہمراہ لے گیا تھا اُمرا اور وزرا بدست سرداران دیگر جلد تر لائے نوشیروان نے اول زریں خلعت

اکیس پارچون کا حمزۂ صاحبقران کو دیا اور وہ دو خلعت سات سات پارچون کے مقبل وفادار
اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیے اور ایک زر موتیون کا جو کہ بے مثل و نادر تھا اور قیمت اوس کی کوئی
بادشاہ بھی نہ دے سکتا تھا حمزۂ صاحبقران کو عنایت کیا اور حمزۂ صاحبقران کے گلے مین اپنے
ہاتھ سے پہنا دیا اور ایک مرکب کہ جس کا نام مجنون تھا حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران اور مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بعد ادب آداب و تسلیم و کورنش بجا لائے بعد اس کے حمزۂ
صاحبقران نے شرف قدمبوسی خواجہ بزرجمہر حاصل کیا الغرض بعد دینے خلعت وغیرہ کے نوشیروان
حمزۂ صاحبقران کو اوس صحرائے سبزہ زار اور جائے صید و شکار سے بعد عزت و احترام مع سردارون
کے مداین مین لایا اور لشکر حمزۂ صاحبقران بیل شادگام پر قیام پذیر ہوا جب نوشیروان تخت پر
آکے بیٹھا اوسوقت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے فرزند اس دربار مین جسقدر دنگل ہین
جس دنگل پر تمھارا دل چاہے بیٹھو حمزۂ صاحبقران نے جو دربار مین چار جانب بنظر غور دیکھا ملاحظہ کیا
کہ ایک دنگل عنقریب تخت نوشیروان خالی ہے اور اوس پر کوئی نہین بیٹھا ہے اور غاشیہ اوس دنگل پر
پڑا ہے حمزۂ صاحبقران غاشیہ دور کرکے اوسی دنگل پر بیٹھے چونکہ وہ دنگل گستہم زرین کفش کا
تھا اور وہ بحکم نوشیروان برائے مقابلہ بہرام گرد گیا ہوا تھا اسوجہ سے اوسکے دنگل پر غاشیہ پڑا
تھا الغرض جب حمزۂ صاحبقران دنگل گستہم پر بیٹھے اور بختک نے دیکھا فوراً آردشیر اور باردشیر فرزندان
گستہم سے چپکے سے کہا کہ افسوس ہزار افسوس تمھاری دلاوری اور بہادری بالکل تشریف لے گئی اب تم دونون
بھائی کیا نامرد اور بودے ہو گئے ہو کہ اب تلوار کا باندھنا مناسب نہین ہے اور دربار نوشیروان مین درمیان
دلاورون کے بیٹھنا بھی کسی طرح تمھارا اچھا نہین ہے کیونکہ دربار نوشیروان مین نامردون کے بیٹھنے کا کیا
کام ہے اس دربار مین وہ صف شکن اور تیغ زن بیٹھتے ہین جو ذرا سی بات پر اپنی جان دیدیتے
ہین اور ادنی سے امر پر اپنے دشمن کو قتل کرتے ہین اور ذرا سی بات کی برداشت نہین کرتے ہین
پس تم کو لازم ہے کہ اب تم اس دربار مین نہ بیٹھا کرو اور مردان عالم مین اپنے تئین شمار نہ کیا کرو اگر
تنہا اور بے عزت ہو تو خیر اور اگر کچھ بھی عزت رکھتے ہو تو کسی دریا مین ڈوب کے مرجاؤ جس مین بے غیرتی
سے بچو اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو زہر کھا کر ہلاک ہو جاؤ اب زندہ نہ رہو کیونکہ ذلیل اور بے حیا ہو کر
اگر زندہ رہے تو کیا ایسی زندگی سے تمھارا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ تقریر طولانی آردشیر و باردشیر پسران
گستہم زرین کفش نے کہ پہلوانان نامی ہین بختک سے سنی گھبرا کر اور متحیر ہو کر بختک سے پوچھنے لگے
کہ اے بختک اسوقت تم ہم سے کیسی گفتگو کرتے ہو کیا شراب زیادہ پیے ہوے ہو ہم ایسے دلاورون کو
نامرد کہتے ہو اور بے حیا اور بے غیرت تصور کرتے ہو کیون ہم دریا مین ڈوب کر اپنی جان دین اور کس
واسطے زہر کھا کر اپنے تئین ہلاک کرین اور کس سبب سے اس دربار مین نہ بیٹھا کرین آخر کچھ
بتاؤ تو کہ اس کا کیا سبب ہے بختک نے کہا اب مجکو معلوم ہوا کہ تم اندھے بھی ہو گئے اور تمھاری
آنکھون سے اب کچھ دکھائی بھی نہین اور یہ بھی مجکو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم بالکل گدھے ہو میرے
نزدیک خچر سے بھی بدتر ہو اب مین کیا کہون اگر تم عقلمند ہوتے تو تم کو اشارہ کفایت کرتا آردشیر
اور باردشیر یہ گفتگو محل خلاف اپنی شان کے سن کے نہایت برہم ہوے اور فرط غیظ سے کانپنے لگے

رنگ [illegible] غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا آخر ہاتھ قبضوں پر تلواروں کے رکھکر بختک سے بیجا گرفتہ
گفتگو کرنا [illegible] بڑی دیر سے بکو کلمات سخت و درشت کہتا ہے اور مفصل احوال بیان نہیں
کرتا [illegible] کہ تمکو اسی دربار میں قتل کر ڈالیں جسوقت بختک نے دیکھا کہ آردشیر اور ماردشیر
[illegible] بختک نے کہا کہ اسے بہادرو اصل حقیقت یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران
[illegible] تمہارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہیں اور یہ بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہیں ایک مجاور خانہ کعبہ کے بیٹے ہیں
کوئی [illegible] بھی نہیں ہیں اگر اسوقت تمہارا باپ ہوتا تو کبھی اپنے دنگل پر حمزہ صاحبقران کو بیٹھنے نہ دیتا
اور اس دنگل پر بیٹھ جانے کی سزا ایسے معقول دیتا مگر افسوس وہ یہاں پر نہیں ہے اگر تمکو کچھ دعوی [illegible]
تو اپنے باپ کے دنگل پر سے پسر مجاور خانہ کعبہ کو اٹھا دو اور اگر نامرد ہو تو بیٹھے رہو میں نے تم سے پہلے ہی کہا
تھا کہ تم میری گفتگو نہ سمجھے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے بختک تو یہ کہکے چپکا ہو رہا اور خیال کرنے لگا کہ
میں نے [illegible] کی تدبیر تو معقول کی ہے دیکھئے اب کیا ہوتا ہے اگر حمزہ صاحبقران کو انہوں نے دنگل سے
اٹھا دیا تو حمزہ صاحبقران کو سر دربار بڑی ذلت ہوگی اور میرا دل نہایت خوش ہو جائیگا اور اگر حمزہ
صاحبقران دنگل سے نہ اٹھینگے اور ان دونوں کو ہلاک کرینگے تو بھی نوشیروان حمزہ صاحبقران
سے ناراض ہوکر قتل کریگا یا قید کریگا یہ عزت اور حرمت حمزہ کی نہ رہے گی ہر طور بخوبی مطلب دلی اپنا
بر آئیگا بختک نابکار تو یہ خیال کر رہا ہے اور چپکا مثل گربۂ مسکین کے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے لیکن اب حال
آردشیر اور ماردشیر فرزندان گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک نے مفصل حال بیان کیا
اسوقت فرزندان گستہم نے بھی خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہے حمزہ صاحبقران ہمارے سامنے ہمارے باپ کے
دنگل پر بیٹھے ہیں اگر ہم انکو دنگل سے نہ اٹھا دیں اور یونہیں بیٹھے رہیں تو بیشک ہم مرد نہیں ہیں یہ خیال
کرکے آردشیر اپنے دنگل سے اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران جاکر کہنے لگے کہ یہ دنگل جس پر آپ بیٹھے ہیں
میرے باپ کا ہے اور وہ دلاوری اور بہادری میں مثل و نظیر اپنا نہیں رکھتے ہیں اگر اس زمانہ میں رستم
و اسفندیار و دیگر دلاوران ایران و توران ہوتے تو وہ سب میرے پدر کے فرمانبردار ہوتے اور پہلوانی
میں شاگرد ہوتے پس آپ کو مناسب نہیں ہے کہ ایسے دلاور یکتائے روزگار کے دنگل پر بیٹھے اور اس
دربار میں کسی اور دنگل پر نہ بیٹھے اور اس دنگل سے ابھی اٹھ جائیے جتنے آپ کا بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی
اس دنگل پر بیٹھ جاتا تو ہم اوسکو سخت سزا دیتے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو آردشیر کی سنکے جواب دیا
کہ میں اس دنگل پر بموجب فرمانے نوشیروان کے بیٹھا ہوں اب ممکن نہیں کہ اس دنگل سے اور دوسرے
دنگل پر بیٹھوں اور اس دربار میں تو میں اسی دنگل پر آج بیٹھونگا اور جب تک دربار میں رہونگا
اسی دنگل پر بیٹھا کرونگا اور یہ جو تم نے کہا کہ ہم نے بہت بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی ہوتا تو اوسکو دنگل سے
اٹھا دیتے پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تم میرا لحاظ نہ کرو اگر تم مرد ہو اور کچھ دعوی دلاوری ہے تو مجھکو
اس دنگل سے اٹھا دو اور اگر نامرد اور بودے ہو تو جاؤ اپنے دنگل پر بیٹھو ہم سے گفتگو سخت نہ کرو ورنہ
ایسی سزا تمکو دی جائیگی کہ ہمیشہ یاد کروگے تم نے ابھی شیروں کا جلال نہیں دیکھا ہے اسوقت دل یہ
چاہتا ہے کہ تم کو بے ادبانہ گفتگو کرنے کی یہ سزا دوں کہ زبان تمہاری دہن سے کھینچ لوں تاکہ پھر تم
کسی دلاور سے گفتگو کے لایق نہ رہو جسوقت یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی آردشیر نے سنی غصہ میں تو بیتاب

بھی سے کھاتا ب اور زیادہ برہم ہوا اور تاب تحمل نہ لا کر ایک گھونسا پہلوے حمزۂ صاحبقران پر مارا اور کہنے لگا کہ ابھی
اس دنگل سے اُٹھ جا حمزۂ صاحبقران نے بیندست آردشیر کا پکڑ کر اس زور سے طمانچہ مارا کہ آردشیر زمین پر گر پڑا
اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا آخر صدمۂ ضرب طمانچہ سے تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گیا اسوقت دربار نوشیروان میں
ہر ایک سردار یہ قوت و طاقت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ عوض آردشیر
حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرے یا گفتگوے سخت کرے جسوقت آردشیر بیہوش ہو گیا اور مردم آردشیر کو دربار
نوشیروان سے اُٹھا لیگئے نوشیروان نے آردشیر کو طمانچہ مارنے کا باعث پوچھا حمزۂ صاحبقران نے تمام
حال آردشیر کی گفتگو کرنے کا اور پہلے گھونسا مارنے کا بیان کیا نوشیروان آردشیر کی گستاخی سے آگاہ ہو کر اور حمزۂ
صاحبقران کے احسان کا خیال کر کے چپکا ہو رہا لیکن ماردشیر بن گستہم نے جسارت کر کے کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران
گستہم پہلوان بے مثل و بے نظیر ہے اول تو آپ کو مناسب نہیں ہے کہ اپنے پہلوان کے دنگل پر بیٹھیں اور اگر گستہم
کے دنگل پر آپ بیٹھتے ہیں تو کوئی کار نمایاں ایسا کیجئے کہ سب آپ کو بھی دلاور تصور کریں حمزۂ صاحبقران نے
فرمایا تمہارے نزدیک جو امر اہم ہو وہ مجھسے بیان کرو تاکہ میں ابھی اُس امر دشوار کو تمہارے روبرو اسی وقت سہولت سے
انجام کو پہونچاؤں ماردشیر نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سُن کے ایک کمان ایسی سخت منگوائی کہ اگر رستم و
اسفندیار اور گیو بیژن بھی زندہ ہو کے اور وہ سب اُس کمان سخت کو کھینچتے تو بھی وہ کمان نہ کھنچتی الغرض جب وہ
کمان دربار میں آئی اور قباد نے واسطے کھینچنے کے حمزۂ صاحبقران کو دی حمزۂ صاحبقران نے سر دربار
اُس کمان سخت کو جو کھینچا تو وہ کمان ٹوٹ گئی حمزۂ صاحبقران نے وہ کمان شکستہ قباد کو دے کر فرمایا
کہ یہ کیسی نرم اور بودی کمان تھی کہ ذرا سے کھینچنے میں ٹوٹ گئی ایسی کمان کے کھینچنے کو تم امر اہم اور دشوار
خیال کرتے تھے ماردشیر بن گستہم و جملہ پہلوانان دربار نوشیروان یہ زور حمزۂ صاحبقران کا دیکھکر نہایت
متحیر ہوئے اور سب بہادر اور دلاور اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ کمان ایسی سخت تھی کہ اگر ہم بھی کھینچتے تو نہ کھنچتی حمزۂ
صاحبقران نے تو اس کمان کو توڑ ڈالا سچ تو یہ ہے کہ حمزۂ کے دست و بازو میں نہایت قوت ہے سرداران نامی
تو یہ خیال کرنے لگے لیکن نوشیروان نے جب یہ دیکھا کہ زور سے پسر خواجہ نے ایسی کمان سخت کو توڑ ڈالا کہ جو
کسی پہلوان سے کھنچ نہ سکتی تھی نہایت خوش ہوا اور اسی عالم خوشی میں کشتیاں شراب کی طلب کیں بموجب حکم
ساقی بچے کشتیاں شراب کی لائے اول ایک ساقی بچے نے ساغر بلوریں کو بادۂ گلرنگ سے مملو کیا اور بعد ادب
روبرو دست نوشیروان لے گیا نوشیروان نے جام شراب لے کر پیا بعد اسکے بحکم نوشیروان ساقی بچے
ہر ایک پہلوان اور امراے عالیشان کے روبرو ساغر لائے کسی پہلوان نے یہ شعر پڑھکے شراب پی شعر
بجاؤں محتسب کا خون دور فزادہ کش ہوں میں: زمیں پر ایک قطرہ بھی جو ٹپکے ساغر دل سے - کسی امیر نے
جام مے ارغوان لیکر اور ساقی بچے سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر وہ میکش ہوں کہ میخانہ میں رو دوں
اشک خون ساقی: بھر آئے دل مرا شیشہ جو خالی ہو کوئی مل سے: جب ساقی بچہ جام مے ارغوان روبرو
حمزۂ صاحبقران لایا حمزۂ صاحبقران نے شراب نہ پی نوشیروان نے باعث شراب
نہ پینے کا پوچھا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور میں ایک وجہ سے شراب نہیں پیتا ہوں اور وہ
وجہ لایق عرض نہیں ہے نوشیروان کچھ سمجھکے چپکا ہو رہا خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا
کہ حضور حمزۂ صاحبقران مادر الملک کے عادی ہیں اگر حکم ہو تو میرے یہاں مادر الملک تیار ہے چلے آؤں نوشیروان

نے گفتگو بزرجمہر کی سنکے حکم دیا کہ اچھا واسطے حمزہ کے مال اللوہے آپنے یا کسی سے منگوا لیجئے خواجہ بزرجمہر
نے ابوالخیر سے فرمایا کہ جلد ہمارے مکان سے مال اللوم جا کر لے آؤ ابوالخیر گیا اور مال اللوم لے کر حاضر ہوا
خواجہ بزرجمہر نے خود بھی مال اللوم پیا اور حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران کو
دیا ہر ایک سردار نے مع بیٹے حمزہ صاحبقران کے مال اللوم پیا

داستان لیجانا خواجہ عمرو کا پہلوان عادی کو باغ میں اور ہلاک ہوجانا دختر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا

گوشہ نشینان شاہد مقال و داستان گویان عدیم المثال اس شاہد داستان رنگین کو آغوش بیان میں اس طرح بٹھاتے
ہیں کہ جب دربار نوشیروان میں ساقی نیچے نوشیروان و سرداران نوشیروان کو شراب پلا چکے
اور حمزہ صاحبقران مال اللوم نوش کر چکے اسوقت دل خواجہ عمرو کا گھبرایا دربار سے اٹھکے بازار طاق
مدائن میں گئے اور سیر بازار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کچھ سوار و پیدل مردمان بازاری کو درمیان راہ سے
ہٹاتے ہوئے آتے ہیں بعد آگے نکل جانے سواروں اور پیدلوں کے ایک قفس کہار لیے جاتے ہیں ہمراہ قفس کے
چوبدار اور کہاریاں دوڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں جنکا قفس کا پردہ زر ہے اور پیچھے قفس کے چند میانے ہیں خواجہ
عمرو نے مردمان شہر مدائن سے پوچھا کہ یہ کسکی سواری جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ یہ سواری بختک کی بیٹی کی ہے
اکثر باغ میں واسطے سیر کے جایا کرتی ہے آج بھی یقیناً اپنے باغ میں جائیگی اور دو ایک روز باغ میں رہیگی خواجہ
عمرو یہ گفتگو مردمان بازاری کی سنکے خیال کرنے لگے کہ ای عمرو اسوقت پہلوان عادی کو کسی بہانے سے
باغ میں دختر بختک کے لیجانا چاہیے اور کسی طرح دختر بختک کی صورت پہلوان عادی کو دکھانا چاہیے
اور سیر باغ بھی کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جلد تر خواجہ دربار نوشیروان میں آئے اور پہلوان عادی سے
آہستہ کہنے لگے کہ دربار میں بیکار بیٹھے ہوئے ہو چلو بازار کی سیر کریں میوے انواع و اقسام کے ایسی طرح تم کو
کھلائیں پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ سچ کہو میوہ پیٹ بھر کے مجکو کھلاؤگے اسوقت میں نہایت گرسنہ
ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ تم چلو تو سہی میں تمکو اسقدر بادام و انار شیرین وغیرہ کھلاؤنگا کہ تم سیر ہو جاؤگے
علاوہ اسکے ایک بات بھی تم سے کہنی ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ اگر تم سنوگے تو نہایت خوش ہوگے پہلوان
عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکر دربار سے اسطرح اٹھا کہ حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو جاتے
ہوئے دیکھا نہیں جب دربار سے اٹھکے بازار میں آیا خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب انار و بادام وغیرہ مجکو کھلاؤ
خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی یہاں ایک باغ ہے اس باغ میں چلو وہیں بیٹھ کر میوے
باغ کے کھانا پہلوان عادی نے پوچھا وہ باغ کس طرف ہے اور کہاں ہے خواجہ عمرو نے کہا میں بتا
دیتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ دختر بختک کا باغ کس طرف ہے اس نے خواجہ عمرو کا نشان
بتادیا جب خواجہ عمرو کو پتا باغ کا معلوم ہوگیا اسوقت پہلوان عادی سے کہا کہ وہ باغ یہاں سے
ایک فرسخ ہے جلدی چلو پہلوان عادی گرسنہ تھے میوے کھانیکے لیے چلے اثنائے راہ میں پہلوان
عادی نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ وہ کونسی بات ہے جسکے سننے سے مجکو خوشی ہوگی بیان
کرو خواجہ نے کہا اے پہلوان عادی وہ بات یہ ہے کہ بختک وزیر نوشیروان تمکو بجان خوشتر دوست
اور صاحب عزت و قوت خیال کرکے کل مجھسے یہ کہتا تھا کہ اگر پہلوان عادی میری دختر کو قبول کریں تو میں

اپنی بیٹی کی شادی پہلوان عادی سے کردوں چونکہ دختر بختک اسوقت باغ میں گئی ہے اسواسطے میں تمکو اسی
باغ میں لیے چلتا ہوں کہ تم دختر بختک کو کسی صورت سے پسند کرلو جب دختر بختک کو پسند کرلوگے تو پھر میں بختک سے
گفتگو تمہاری شادی کی کرونگا اور تمہارے راضی ہونے سے اُسے آگاہ کرونگا پہلوان عادی یہ گفتگو
خواجہ عمرو کی سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اگر میری شادی دختر بختک یا اور کسی شاہزادی کے
ساتھ ہوجائے تو آرزوے دلی میری برآئے مجکو حسرت ہے کہ میرا عقد کسی عورت کے ساتھ ہوجائے لیکن اے
خواجہ کوئی شاہ و شہریار مجکو جوان قوی ہیکل اور جسیم دیکھکر دختر اپنی نہیں دیتا ہے بلکہ کوئی زن بازاری بھی
میرے پاس آتی نہیں ہے ہر ایک عورت میری ہم بستری سے ڈرتی ہے آجتک میں وصل زنان سے مجبور و محروم ہوں
خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب تمہاری آرزوے دلی برآئے گی بختک نے تمکو اپنی دامادی کے
واسطے پسند کیا ہے اسوقت چل کے اُسکے دختر کو دیکھ کے تم بھی پسند کرلو پھر میں جلد تر تمہاری شادی کرادونگا لیکن
یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہاری شادی دختر بختک سے میں کرادوں تو تم مجھے کیا دوگے اسوقت مجھسے اقرار اور وعدہ کرو کہ بعد
عقد میں اس قدر زر و جواہر تمکو دونگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ میں تمکو زر کثیر دونگا لیکن پہلے
میرا عقد ہوجائے خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار روز میں انشاءاللہ تمہاری شادی ہوجائے گی غرض اسی
طرح کی باتیں خواجہ کرتے ہوئے جلد تر در باغ پر پہونچے وہاں خواجہ عمرو نے دیکھا کہ در باغ پر دربان
اور نگہبان بیٹھے ہیں خواجہ عمرو نے خیال کیا اگر در باغ سے باغ میں ہم دونوں آدمی جائینگے تو دربان باغ
نہ جانے دینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو پہلوان عادی کو لیکر عقب باغ آئے اور ایک گوشہ میں بیٹھکر نقب
لگانا شروع کی اور جلد تر نقب لگا کر پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ باغ میں راہ نقب سے لیگئے دیکھا باغ نہایت
سبز و شاداب ہے گلہاے زنگار رنگ کھلے ہیں غرض باغ میں جاکر میوے باغ کے پہلوان عادی کو کھلائے
اور سیر باغ کی کرنے لگے اسوقت تک دختر بختک باغ میں نہیں آئی تھی کیونکہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
راہ نزدیک سے جلد تر باغ میں آئے تھے غرض خواجہ عمرو اور پہلوان عادی بخوشی و شادی سیر کرتے
ہوئے ایک جانب باغ کے گئے وہاں دیکھا کہ ایک چمن میں ایک گنبد ہے اور گنبد کا در بند ہے جب خواجہ نے
اُس گنبد کے در کو کھولا تو دیکھا کہ اُس گنبد میں تصویر سنگی لات و منات کی رکھی ہے اور وہ تصویر دس گز
لمبی اور پانچ گز کی چوڑی ہے اور اس میں جوف ہے خواجہ عمرو نے پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو اس
اس تصویر کے جوف میں کیا ہے پہلوان عادی نے جو اُس تصویر کو ہٹا کے دیکھا تو اُسکے جوف میں
اشرفیاں اور روپیہ اور جواہر تھا خواجہ عمرو نے خوش ہوکر سب زر و جواہر لے لیا اور پہلوان عادی
سے کہا کہ دختر بختک اس باغ میں آئی ہوگی تمکو لازم ہے کہ اس تصویر کے جوف میں جس طرح ممکن ہو چھپکے
بیٹھ رہو یقین ہے کہ اس تصویر کی پرستش کو دختر بختک یہاں بھی ضرور آئیگی جسوقت وہ آئے
جو تمہارا دل چاہے کہنا چپکے بیٹھے نہ رہنا پہلوان عادی نے کہا میں دختر بختک کو اس تصویر میں بیٹھکر
کیونکر دیکھونگا خواجہ عمرو نے کہا میں اس تصویر کے چہرے میں دو تین سوراخ کیے دیتا ہوں ہر چند کہ دہن
اس تصویر کا کھلا ہوا ہے اور راہ دہن سے اس تصویر کے اندر دختر بختک وغیرہ نے یہ سب زر و جواہر
ڈالا ہے جو میں نے اسوقت لے لیا لیکن احتیاطاً اور دو چار سوراخ چہرہ تصویر میں کیے دیتا ہوں تم
انھیں سوراخوں سے دختر بختک کو بخوبی دیکھنا اور اُس سے باتیں محبت کی کرنا یہ کہکے خواجہ نے چہرہ تصویر

مین دو تین سوراخ اور کر دیے اور پہلوان عادی کو اُس تصویر کے جوف مین بٹھا کر آپ بھی درختون مین چھپ
رہے یکایک در باغ پر غل اور شور ہوا اور دربان باغ اور سوار و پیدل ہٹ گئے دختر بجنگ ساتھ اپنی تمام جلیسون کے
سواری سے اُتر کے باغ مین آئی دروازہ باغ کا بند کر دیا جسوقت دختر بجنگ باغ مین آئی اول موافق قاعدہ
تھوڑا کچھ پھول اور ریاحین لیکر اور کچھ زر و جواہر لیکر اور شاد ہو کر تصویر کے قریب آئی اور پہلے دختر بجنگ نے پھول چڑھائے
اور ریاحین اُس تصویر پر ڈالا اور زر و جواہر دہن مین اُس تصویر کے ڈالا وہ سب زر و جواہر پہلوان عادی
کے سر پر پڑا پھر واسطے سجدے کے روبروے تصویر ہاتھون کو جوڑ کر جھکی اور کچھ دعا مانگنے لگی ناگاہ اُس تصویر سے
آواز آئی کہ دعا تیری قبول ہوئی جو تیری آرزو ہے جلد بر آوے گی ہمکو سجدہ نہ کر جلد سر اُٹھا دختر بجنگ نے
جو تصویر سے تقریر سُنی ڈر کے کانپنے لگی حواس منتشر ہو گئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا جلد سجدے سے گھبرا کر اور ڈر کے
سر اپنا اُٹھا لیا کیونکہ اکثر دختر بجنگ نے تصویرات کو سجدہ کیا تھا مگر کبھی آواز نہین آئی تھی آج جو آواز تصویر
سے پیدا ہوئی تو نہایت پریشان اور حیران ہوئی اور اُسی عالم خوف و خطر مین چلا کر بھاگنے کا قصد کیا یکایک
وہ تصویر اپنی جگہ سے اُٹھی اور آواز آئی کہ چلاتی کیون ہے اور کیون ارادہ بھاگنے کا کرتی ہے ٹھہر جا کہ ہم
تجھسے گلے ملنے کو آتے ہین ہم کو تجھسے اب الفت ہو گئی تجھ پر اب ہم عاشق ہو گئے تیری ہی واسطے ہم یہان آئے
تھے خواجہ عمرو درختون کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تمام باتین پہلوان عادی کی سُنتے تھے اور بے اختیار
ہنستے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ مین نے جو پہلوان عادی سے کہدیا تھا کہ تم چپکے نہ بیٹھنا اور دختر
بجنگ سے کچھ باتین کرنا بموجب میرے کہنے کے کیا خوب باتین پہلوان عادی دختر بجنگ سے کر رہا ہے
لیکن جسوقت دختر بجنگ نے دیکھا کہ تصویر خداوند لات کی اپنی جگہ سے اُٹھی اور میری جانب آتی ہے
اور باتون کی تصویر سے آواز آتی ہے اسوقت اور زیادہ دختر بجنگ چلانے لگی سوار اور پیدل اور دربان
باغ غل سُنکے گھبرائے مگر باغ مین نہ آسکے کیونکہ کنڈی در باغ کی ہمجلیسون نے دختر بجنگ کی بند کر دی تھی پر جتنے
اُنھون نے پکار کے کہا کہ کنڈی کھولدو مگر کسی نے اُس ہنگامہ مین کنڈی نہ کھولی اور نہ اُنکی آواز سُنی لیکن
ہمجلیسین دختر بجنگ کی جلدی سے بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑین اور پکارین ای وزیرزادی کیون چلاتی ہے
اور کیون ڈرتی ہے کیا ہوا گھبراؤ نہین ہم آتے ہین ادھر پہلوان عادی نے تصویر جوف سے نکل کے اور
دونون ہاتھ بصد شوق اور بہزار اشتیاق پھیلائے دختر بجنگ کو اپنی آغوش مین کھینچا اودھر ہمجلیسین دختر
بجنگ کی بھی تصویر کے قریب پہونچین یعنی تو پہلوان عادی کہ بے شاخ سر کا دیو خیال ایسی ڈرین
کہ زمین پر گر کے بیہوش ہو گئین بعضی قریب پہلوان عادی کے پہونچ کے عادی کو ڈھیلے اور لکڑیان مارنے
لگین اکثر دور سے صدہا گالیان دینے لگین بعض بعض پہلوان عادی سے کہنے لگین کہ او موے
یہ کیا کرتا ہے ہماری وزیرزادی کو چھوڑ دے اگر مال و زر کی خواہش ہے تو ہمارا زیور لے لیکن ہماری
وزیرزادی کی آبرو نہ لے دُر ناسفتہ کو شکستہ نہ کر ہر چند ہمجلیسون نے فریاد کی مگر پہلوان عادی
نے دختر بجنگ کو نہ چھوڑا اور روبرو اُنھین عورتون کے دختر بجنگ سے کام دل اپنا حاصل کیا جسوقت
پہلوان عادی مدعاے دل حاصل کر چکا دختر بجنگ کو زمین سے اُٹھا کر سینے سے لگاتے اور پیار کرنے
کا قصد کیا لیکن دختر بجنگ کو بے حس و حرکت دیکھکر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر گئی جسوقت پہلوان
عادی کو معلوم ہوا کہ دختر بجنگ مر گئی ہر چند کہ خواجہ عمرو عقب پشت زیر درخت کھڑے تھے لیکن

پہلوان عادی نے جو دیکھا اور پکارا کہ اے خواجہ عمرو جلد آؤ غضب ہو گیا معشوقہ میری مر گئی پہلوان عادی کو دیکھتے ہی جگر کا داغ دے گئی یہ تقریر جو عورتوں اور مردوں نے سنی سب کو معلوم ہو گیا کہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دو مرد اس باغ میں ہیں الحاصل بمجرد پکارنے پہلوان عادی کے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ اے پہلوان عادی اب اس طرف آؤ جب پہلوان عادی خواجہ عمرو کے پاس گئے خواجہ عادی کو ہمراہ اپنے لے کر نقب میں گئے اور راہ نقب سے بیرون باغ پہونچے ادھر سواروں اور پیدلوں کے کہنے سے دختر بختک کی جلیسوں نے دروازے کی کنڈی کھولی جب سوار اور پیدل اندر آئے کسی کو نہ پایا ہر چند تمام تلاش کیا مگر کسی کو باغ میں نہ دیکھا لیکن جو تھی طرف اس وجہ سے نہ گئے کہ عورتوں سے معلوم ہوا کہ اس طرف دختر بختک عجب حال سے مری ہوئی پڑی ہے سوار اور پیدل وغیرہ تو باغ میں پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو ہر ایک درخت کے نیچے ڈھونڈھ رہے ہیں جلیسیں دختر بختک کی لاش پر نالہ و فریاد کر رہی ہیں لیکن خواجہ عمرو نے نقب سے باہر نکل کے کہا کہ اے پہلوان عادی یہ تم نے کیا حرکت ناشائستہ کی تم کو یہ حرکت کرنی لازم نہ تھی اب کہو اگر حمزہ صاحبقران یہ حال سنیں گے تو تم سے کس قدر ناراض ہونگے اور نوشیروان تم پر کیسا خفا ہوگا عجب نہیں کہ قتل کرے بختک تو تمہاری جان اور عزت کا دشمن ہو جائیگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ میں نے یہ فعل بے اختیاری میں کیا کیونکہ جس وقت دختر بختک قریب تصویر آئی اور میں نے اسکو سوراخوں سے دیکھا دل میرا دیکھتے ہی بے چین ہو گیا ہر چند میں نے ضبط کیا مگر ضبط نہ ہو سکا آخر دل کی بیتابی اور بیقراری سے اُٹھا اور دختر بختک سے عالم بیخودی میں ہم آغوش ہوا اے خواجہ جب میں مدعائے دلی حاصل کر چکا اُسوقت مجکو ہوش آیا اب جو کچھ میرے مقدر میں لکھا ہوگا وہ ہوگا یہ حرکت بے تو مجھسے بیشک ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب یہاں سے چلو پھر دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے وقت چلنے کے سنا کہ وہ سب جلیسیں یہ کہکے فریاد کرتی ہیں اور روتی ہیں کہ اے جمیلہ وزیرزادی ہماری افسوس کیا تم مر گئیں اور خراب موت سے مریں ہائے ظالم نے کیا کیا کہ تمہاری جان صدمے سے نکل گئی تکلیف اور اذیت نہ اُٹھائی گئی خواجہ عمرو یہ بین جلیسوں سے سن کے سمجھ گئے کہ دختر بختک کا نام جمیلہ تھا غرضکہ خواجہ عمرو ہمراہ پہلوان عادی زیر دیوار باغ سے چلے اور ایک تالاب پر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی میرے نزدیک مناسب اور بہتر ہے کہ تم اس تالاب میں نہاؤ اور غسل کر لو اور پائجامہ دھو ڈالو پہلوان عادی نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے تالاب میں اُتر کے غسل کیا اور پائجامہ دھو ڈالا اور وہی پائجامہ پہن لیا اتنی دیر میں خواجہ عمرو نے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ لکھا اور ایک مہر کندہ کر کے اور جلد تر اس پرچہ پر وہی مہر کر کے اور پرچہ کاغذ کو لپیٹ کے اپنے پاس رکھا جب پہلوان عادی نہا چکے وہ پرچہ کاغذ کا پہلوان عادی کو دے دیا اور کہا کہ اسکو رہنے دو تمہارے کام آئیگا یہ کہکر خواجہ پہلوان عادی کو لیکر چلے اثنائے راہ میں پائجامہ خشک ہو گیا آخر بعد قطع راہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دربار نوشیروان میں پہونچے خواجہ عمرو تو ایک طرف اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور پہلوان عادی اپنے دنگل پر بیٹھا لیکن باغ میں جملہ سواروں اور پیدلوں وغیرہ نے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا مگر ایک جگہ باغ میں نقب دیکھکر سب کے سب باہم کہنے لگے کہ اسی نقب کی راہ سے وہ دونوں نکل گئے بعضے سواروں نے نقب میں جا کر دیکھا لیکن خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو وہاں بھی نہ پایا آخر ناچار اور مجبور ہو کے کہنے لگے کہ اے جلیسان دختر بختک اب تم اپنے ہاتھ سے کفن میں

دختر بختک کی نعش رکھکر اس باغ سے چلو اور مادر جمیلہ کو اس خبر ملال اثر سے اطلاع دو ہمجلیسون نے قفس کو
باغ مین منگوا کر جمیلہ کو قفس مین ڈالا اور آپ بھی سوار ہوئین کہارون نے قفس اور میانے اُٹھائے اور
زن و مرد روتے اور پیٹتے باغ سے چلے جسوقت بختک کے مکان پر پہونچے اور مادر جمیلہ نے آواز نالہ و بکا کی
گھبرا کر کہاریون وغیرہ کو واسطے دریافت کرنے کے بھیجا کنیزین اور کہاریان جب دروازے پر آئین تمام حال
سُنکے روتی پیٹتی ہوئی محل مین گئین اور مادر جمیلہ سے روکر تمام حال بیان کیا اُسوقت مادر جمیلہ نے صدمہ مرگ دختر
مین نہایت حال پریشان کیا سر پیٹنے لگی اور بال اپنے سر کے غم دختر مین نوچنے شروع کیے اور آنسو بہیہ نالہ و آہ
بہانے لگی محل مین ایک غلغلۂ حشر بپا ہوا جملہ خواتین رونے لگین آخر مادر جمیلہ قفس سے اپنی بیٹی مری ہوئی کو محل
مین لائی اور حال خراب پر اُسکے نظر کرکے اُسکی ہمجلیسون سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا جمیلہ کیونکر ہلاک ہوئی ہمجلیسان جمیلہ
نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اُسوقت مادر جمیلہ کو علاوہ رنج و غم کے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
پر از حد غصہ آیا اور اُسیوقت دو چوبدارون کو دربار نوشیروان مین روانہ کیا کہ پدر جمیلہ کو بلا لائین جسوقت
چوبدار در دولت نوشیروان پر پہنچا اور بختک کو خبر ہوئی کہ چوبدار میرے مکان سے مجھکو بلانے آئے ہین
فوراً نوشیروان سے اپنے گھر جانے کی اجازت لیکر دربار سے باہر آیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور چوبدارون
کو گریان دیکھکر باعث بکا پوچھا اُنھون نے عرض کیا حضور اب تو تشریف لیے چلتے ہین جو سبب اشکباری اور نالہ
بیقراری ہے حضور پر ظاہر ہو جائیگا بختک یہ تقریر چوبدارون سے سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور گھبرا کر
جلد اپنے گھوڑے کو ہانکا اور اپنے مکان کی طرف چلا بختک تو ہمراہ چوبدارون کے اپنے مکان کی طرف جاتا ہے
لیکن اب حال خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک دربار نوشیروان سے
گیا تو پہلوان عادی نے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا اور اشارہ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ نعش بختک کی
بیٹی کی باغ سے آئی ہے اسی واسطے زوجۂ بختک نے بختک کو بلایا ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے خواجہ عمرو نے
اشارہ سے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ اور تشویش نہ کرو پہلوان عادی نے کہا مجھکو اپنی جان کا خوف ہے ضرور
بختک میرے ظلم کی فریاد نوشیروان سے کریگا اور نوشیروان عادل ہے یقیناً مجھکو قتل کریگا
خواجہ عمرو نے اشارے سے جواب دیا کہ اگر ہم تم کو قتل ہونے دین اور کسی تدبیر اور تقریر سے تمھاری
جان بچالین تو ہم کو کیا دوگے پہلوان عادی نے اشارہ سے کہا کہ دس ہزار روپیہ دونگا خواجہ عمرو نے
اشارہ سے انکار کیا اور کہا مین دس ہزار روپیہ نہ لونگا تم جانو جیسا تمنے کیا ہے ویسی سزا پاؤگے
ضرور قتل کیے جاؤگے مین تمھارے مقدمہ مین کچھ نہ بولونگا اور کوئی تدبیر تمھاری جان بچانے کی نہ کرونگا
بلکہ تھوڑی دیر مین اس دربار سے چلا جاؤنگا پہلوان عادی اشارہ خواجہ عمرو سے گفتگو خواجہ عمرو کی سمجھکر
اشارے سے منت اور سماجت کرنے لگا کہ اے خواجہ یہ وقت مددگاری ہے ضرور میری جان بچانے کی کوئی
تدبیر کیجیے گا اور ایسی تقریر کیجیے گا کہ مین قتل نہون تمھارے ہی کہنے سے مین باغ مین گیا تھا اب اسوقت میرے
اوپر رحم کرو اور جان میری بچالو مین اسکے عوض مین پندرہ ہزار روپیہ تمکو دونگا اور جب تک زندہ
رہونگا ممنون احسان رہونگا خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سمجھکے پھر انکار کیا آخر تیس ہزار روپیہ
پر فیصلہ ہوا خواجہ عمرو نے اشارہ سے کہا کہ رقعہ اپنا مُہری تیس ہزار روپیہ کے دینے کا لکھدو پہلوان
عادی نے دربار سے اُٹھکے اور علیحدہ خواجہ کو لے جاکر رقعہ لکھدیا اور مُہر اپنی رقعہ پر کردی اور خواجہ کو

اطمینان بخوبی کر دیا بعد اسکے دربار مین آکر بیٹھا اور خواجہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھے اور تدبیر پہلوان عادی کے قتل کی
کچھ تو کر چکے تھے اور کچھ اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار ایک تدبیر تجویز کر کے منتظر وقت بیٹھے خواجہ عمرو تو تدبیر سوچ
دربار مین بیٹھے ہین اور پہلوان عادی بھی بیٹھا ہے لیکن بدحواس اور پریشان خاطر ہے اب حال بختک
بد آل کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک پریشان و مضطر ہمراہ چوبدارون کے قریب اپنے مکان کے پہونچا اور آواز
گریہ و بکا اسنے سنی اوسوقت اور زیادہ بدحواس اور متغیر ہوا اور جلد اپنے گھوڑے سے اوتر کے بیتابانہ اپنے
مکان کے اندر گیا وہان دیکھا کہ تمام عورتین رو رہی ہین اور فریاد و فغان کر رہی ہین اور زوجہ کو اپنی دیکھا
کہ اسکا حال کثرت گریہ و بکا سے بہت غیر ہے مکان مین غلغلۂ حشر بلند ہے ایک میت پلنگ پر پڑی ہے
دو شالہ اوس میت پر پڑا ہے گرد اوس میت کے سب عورتین سر اپنے پیٹ رہی ہین اور رو رہی ہین بختک
یہ حال غم آثار دیکھ کے سمجھا کہ کوئی مر گیا ہے یہ سب اوسی کو روتی ہین یہ خیال کر کے بختک نے بیتابانہ اپنی زوجہ
سے پوچھا صاحب تم کس کو رو رہی ہو یہ کسکی میت پڑی ہے کون مر گیا ہے اسقدر گریہ و بکا کیسلئے تم مین
کر رہی ہو مجھسے تو کہو زوجہ بختک کی بختک کو دیکھکر اور زیادہ سر پیٹنے اور رونے لگی اور سب عورتین
بھی زیادہ تر نوحہ و بکا کرنے لگین اسوقت سب کو روتا دیکھکر بختک بھی رونے لگا لیکن جسوقت بختک کو
تمام کیفیت اپنی زوجہ اور ہمجلیسان جمیلہ سے مفصل معلوم ہوئی اسوقت تو بختک اسقدر رویا کہ ابر بہار
اسکی اشکباری سے شرمندہ ہو گیا اور روتے روتے قریب الموت ہو گیا آخر اوسی عالم رنج و غم مین
بختک نے یہ خیال کیا کہ میری بڑی ذلت ہوئی بیٹی میری عجب حال خراب سے مر گئی اب مجکو زندہ رہنا
اور ہمچشمون مین بیٹھنا مناسب نہین ہے میری آنکھ کسی سے دوچار نہو گی ہر شخص مجکو بیحیا اور بے غیرت تصور
کریگا اور مجکو دیکھکر ہنسے گا پس لازم یہ ہے کہ جام زہر اسی وقت پی کر اپنے تئین ہلاک کرون جو شخص میرے
مرنے کا حال سنے گا یہ کہے گا کہ بختک صاحب غیرت تھا زہر کھا کر مر گیا یہ خیال کر کے فوراً بختک نے جام زہر
تیار کیا اور جام زہر کو اوٹھا کر چاہا کہ پی لون زوجہ بختک و دیگر زنان محل بختک کو بہ گریہ و زاری
جام زہر پینے سے مانع ہوئین اور کہنے لگین کہ اگر تم جان اپنی دیدوگے تو دشمن اور زیادہ مسرور اور شاد
ہونگے اور تمہارے ہلاک ہونے سے تمہاری بیٹی زندہ نہو جائیگی اب تمکو لازم ہے کہ اپنی بیٹی کے
ہلاک کرنے والون کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ قتل کیے جائین اور اپنے جرم کی سزا پائین اور
نوشیروان بادشاہ عادل ہے اوسکے پاس جا کر فریاد کرو تمام حال اپنی بیٹی کے ہلاک ہونے کا بیان کرو
وہ بادشاہ عادل اور منصف ہے پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو قتل کرے گا جسوقت بختک کو
خواتین نے اس طرح سمجھایا بختک نے خیال کیا کہ یہ عورتین سچ کہتی ہین اس خون ناحق ہو جانے
کی اطلاع نوشیروان کو ضرور کرنا چاہیے اول تو بادشاہ عادل ہے خود غور کرے گا دوسرے مین
اسکا وزیر ہون میرا پاس و لحاظ بھی ضرور کرے گا یقیناً میری بیٹی کے ہلاک کرنے والون کو سزائے معقول
دیگا مردمان شہر کو اور سرداران حمزہ صاحبقران کو ثبوت ہو گا ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ قہر سلطانی اور عدل
شاہی سے ڈر جائیگا پھر کوئی ایسی حرکت ناشایستہ نکرے گا جب میری بیٹی کے ہلاک کرنے والے قتل ہونگے میرا
دل خوش ہو گا القصہ بختک نے یہ خیالات کر کے اوسی وقت وہ جام زہر اپنے ایک ہاتھ مین لیا اور
ایک ہاتھ مین خنجر آبدار برہنہ لیکر روتا پیٹتا اور فریاد و بکا کرتا ہوا با حال تباہ و پریشان در دولت

نوشیروان پر آیا ہر ایک شخص بختک کا یہ حال دیکھ کے گھبرایا اور متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ ای وزیر نوشیروان یہ تمنے اپنا
حال کیوں کیا کیا تم کو صدمہ و ملال ہوا کس نے تمکو ستایا ہر چند بختک سے لوگوں نے پوچھا لیکن بختک نے کسی سے کچھ
کلام نہ کیا اور نہ حال اپنے رنج و ملال کا بیان کیا جسوقت نوشیروان نے بختک کی فریاد و بکا کی آواز سنی متحیر ہو کر
اپنے سرداروں سے پوچھا کہ بختک اسوقت کیوں روتا ہے اُنھوں نے عرض کیا خداوند نعمت ہمکو معلوم نہیں ابھی
اکثر سردار نوشیروان سے یہ عرض کر رہے تھے کہ دیکھا ایک بختک چاک گریبان باحال پریشان جام و خنجر ہاتھوں
میں لیے ہوئے روبرو نوشیروان آیا اور بہ نالہ و زاری اور فریاد و بیقراری عرض کرنے لگا کہ حضور کے
عہد میں عجیب ظلم ہوا میں حضور کے روبرو یہ جام زہر پیتا ہوں نوشیروان نے منع کیا اور گھبرا کر پوچھا
ای بختک جلد بیان کر تجھپر کس نے ظلم کیا بختک نے عرض کیا خداوند سردربار کیا عرض کروں غیرت و شرم
سے وہ ظلم عرض نہیں کیا جاتا لیکن اگر حکم ہو تو میں سمع مبارک حضور میں عرض کروں اور حضور انصاف
فرمائیں اور جنھوں نے مجھکو صدمہ دیا ہے انکو تنبیہ کریں نوشیروان نے فرمایا اے بختک جو تجکو عرض کرنا ہے اگر وہ
ظلم سردربار اظہار کے لایق نہیں ہے تو ہمارے گوش میں آہستہ کہہ بختک واسطے عرض کرنے کے چلا تھا ناگاہ خواجہ
عمرو اپنی جگہ سے اُٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانروائے بحر و بر صاحب
دولت و اقبال عادل بے عدیل و بیمثال اگر اس خاکسار ذرہ بیمقدار ذلیل و خوار کو حکم ہو اور بختک کو بھی
منظور ہو تو جو بختک حضور سے عرض کرینگے اُسی امر کو میں خدمت حضور میں بالتفصیل عرض کروں نوشیروان
نے یہ گفتگو سے خواجہ عمرو کے جانب بختک دیکھا بختک خاموش رہا نوشیروان نے خاموش رہنے بختک سے
خیال کیا کہ خواجہ عمرو کا بیان کرنا بختک کو منظور ہے یہ خیال کرکے نوشیروان نے خواجہ عمرو سے
فرمایا کہ بیان کرو لیکن کوئی امر مخفی نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کیا مجال جو کوئی بات خلاف عرض کروں
یا کوئی بات پوشیدہ کروں نوشیروان نے فرمایا اچھا بیان کرو اسوقت خواجہ عمرو نے سردربار اس
طرح بیان کیا کہ اے شہنشاہ عادل و منصف اصل حال یہ ہے کہ جس روز پہلوان عادی ہمراہ رکاب
حمزہ صاحبقران حضور کی خدمت اور دربار میں حاضر ہوا اُسی روز پہلوان عادی میرے ہمراہ
بازار کی سیر کے واسطے گیا تھا اتفاقاً بختک کے مکان کی جانب پہلوان عادی میرے ہمراہ سیر دیکھتا ہوا
اور مجھسے باتیں کرتا ہوا جب نکلا اُسوقت دختر بختک اپنے مکان کے جھروکے میں چلمن کا پردہ ڈالے ہوئے
بیٹھی تھی جسوقت دختر بختک نے پہلوان عادی کے دست و پا اور عالم شباب پر نظر کی تب بے اختیار پردہ
چلمن کا ہٹا کر پہلوان عادی کو اپنی صورت دکھائی اور مُسکرائی اور اشارے سے کہا ٹھہر جاؤ آگے نہ جاؤ اُسوقت
بموجب اشارہ دختر بختک کے پہلوان عادی بیچارہ ٹھہر گیا چونکہ میں ہمراہ پہلوان عادی تھا اسوجہ
میں بھی ٹھہرا اُسوقت دختر بختک نے آہستہ سے مجھسے پوچھا کہ یہ جوان جو تمہارے ہمراہ ہے کون ہے نام اُسکا
کیا ہے شادی اسکی کہیں ہوئی ہے یا نہیں میں نے جواب دیا اس جوان کو خاص و عام پہلوان عادی
کہتے ہیں اور یہ شاہزادہ ملک تنگ رواحل ہے اور خود حاکم قلعہ ہے پہلوانی میں یگانہ آفاق ہے اور سردار
نامدار حمزہ صاحبقران ہے ای شہنشاہ فلک جاہ دختر بختک یہ گفتگو میری سُن کے کچھ فکر کرنے لگی اور بعد
ایک لحظے کے مجھسے کہا کہ کھڑے رہو اور اس جوان کو چلنے نہ دینا میں ابھی آتی ہوں یہ کہکر دختر بختک چلی گئی
ہم دونوں زیر دیوار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دختر بختک جھروکے میں آئی اور ایک پرچہ

کاغذ لپٹا ہوا پہلوان عادی کی طرف پھینک دیا اور مسکرا کے پہلوان عادی سے کہا کہ جو کچھ میں نے اس
پرچۂ قرطاس میں لکھا ہے تمکو لازم ہے کہ اُس تحریر پر عمل کرو اے شہنشاہ عالیجاہ یہ گفتگو دختر بختک پہلوان
عادی نے سنکے وہ پرچۂ قرطاس جو دختر بختک نے مجروح کے پھینکا تھا حرف بحرف پڑھا اور میں نے اُس
رقعہ کی عبارت پڑھی عبارت اُس رقعہ میں یہ لکھی تھی عبارت رقعہ گل خوش رنگ و بوے چمن خوبی و سرو
بے مثال گلشن محبوبی جوان بےمثال و خوش رو و خوش جمال اہل عیش و شادی پہلوان عادی زاد محبتہ
والفتہ بعد ہزار ہزار آرزوے ہم آغوشی و یکجائی کے تمکو معلوم ہو کہ اسوقت جو میں نے تمکو جاتے ہوئے دیکھا
مفصل کیا لکھوں جو محبت والفت تم سے مجکو ہوئی ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ دل میرا تمھارے دام الفت میں
گرفتار ہو گیا ہے اور تمھارے خنجر ابرو سے مجروح ہوا ہے دل تو چاہتا ہے کہ اسی وقت تم کو اپنے پاس
بلاؤں لیکن بخوف مادر و پدر بلا نہیں سکتی کل میں سیر کے بہانے سے اپنے باغ میں جو یہاں سے تھوڑی دور ہے
جاؤں گی لہذا تم میرے باغ میں ہنگام سحر ضرور آنا مجکو تم سے کچھ کہنا ہے اور میں بیٹی بختک وزیر
نوشیروان کی ہوں اگر تم باغ میں میرے پاس نہ آؤگے تو میں اپنے ہلاک کرونگی زہر کھا کر اپنی جان دیدونگی
میرا خون تمھاری گردن پر ہوگا فقط زیادہ بجز آرزوے یکجائی کے اور کیا لکھوں بعد اس عبارت لکھنے کے
دختر بختک نے اپنی مہر اس رقعہ پر کی تھی میں نے جو مہر کو دیکھا تو صاف نام جمیلہ پڑھا اے شہنشاہ
عالی وقار دختر بختک سے دریافت کیا جائے کہ اُنکی جمیلہ نام ہے یا نہیں نوشیروان نے بختک سے
پوچھا بختک نے عرض کیا کہ میری دختر کا نام بیشک جمیلہ ہے بعد اسکے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ
گیتی ستان جب پہلوان عادی رقعہ پڑھ چکا اُسوقت اس خیال سے پہلوان عادی نے دختر بختک
سے اقرار باغ میں آنے کا کیا کہ اگر باغ میں اسکے پاس نہ جاؤنگا تو یہ زہر کھا کر مر جائیگی نہیں معلوم اسکو مجھے
کیا ہے الغرض پہلوان عادی اقرار باغ میں آنے کا کرکے چلا آیا اور روز دیگر ہنگام سحر میرے ہمراہ اُنشان
باغ لوگوں سے پوچھ کر چلا بعد قطع راہ باغ میں گیا اور میں بھی ساتھ پہلوان عادی کے داخل باغ ہوا
چونکہ دختر بختک منتظر تھی دیکھتے ہی پہلوان عادی کے خوش ہو کر آگے بڑھی چند ہمجلیس عورتیں اُسوقت
اُس کے ہمراہ تھیں غرضکہ باغ سے پہلوان عادی کو لیجا کر باغ کی بارہ دری میں بٹھایا اور آپ بھی
قریب پہلوان عادی کے بیٹھی اُسوقت میں بھی ایک طرف بیٹھا تھا بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی
نے کہا اے دختر بختک میں اسوقت بموجب اقرار تمھارے پاس آیا ہوں اب جو کچھ تم کہتی ہو کہو جمیلہ دختر
بختک نے شرما کر اور مسکرا کر کہا کہ تمکو میں نے اسواسطے بلایا ہے کہ تم اپنے شربت وصل سے مجھ بیمار درد فرقت
والفت کا جلد علاج کرو اور تمناے دلی میری بر لاؤ پہلوان عادی نے یہ گفتگو جمیلہ کی سنکے کہا کہ میں
مسلمان ہوں تا وقتیکہ تم مسلمان نہو گی اور میں تم سے عقد نہ کر لونگا اُسوقت تم سے ہم آغوش
نہوں گا جمیلہ نے یہ تقریر پہلوان عادی کی سنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے کہا کہ مجکو
مسلمان ہونا اور تم سے عقد کرنا بھی منظور ہے اے شہنشاہ فلک بارگاہ جسوقت میں نے یہ گفتگو جمیلہ
کی سنی اپنے دل میں خیال کیا کہ جمیلہ کو کس قدر آرزوے وصل پہلوان عادی کی ہے کہ
مسلمان ہونے اور عقد کرنے پر راضی ہے اور یہ کچھ خیال نہیں ہے کہ ایسے زبردست اور قوی ہیکل
پہلوان سے ہنگام آغوش کیا صدمہ اور اذیت ہوگی افسوس اسکو مطلق اپنی نزاکت و

اور پہلوان عادی کی قوت و طاقت کا خیال نہیں ہے نہیں معلوم کہ کونسی تدبیر کرگئی کہ پہلوان عادی کے
سے وقت ہمبستری کے اپنی جان بچائے اگر بظاہر تو ثابت ہوتا ہے کہ ہنگام ہم آغوشی تڑپ کے ہلاک ہو جائیگی
لیکن اے شہنشاہ فریاد میں یہ خیال کرکے چپکا بیٹھا رہا جمیلہ کو ہم آغوشی پہلوان عادی سے منع نہ کر سکا
کہ جمیلہ کو نہایت ناگوار ہوگا غرض بخوشی خاطر جمیلہ کے پہلوان عادی نے جمیلہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا
بعد مسلمان کرنے کے پہلوان عادی نے مجھسے واسطے عقد پڑھنے کے کہا حضور میں نے جمیلہ سے پوچھا کہ میں
تمہارا عقد پہلوان عادی سے اکیس کرور سرخ پر پڑھوں اے شہنشاہ گیتی پناہ اسوقت جمیلہ دختر
بختک نے کہا پڑھئے ہوں پھر میں نے پہلوان عادی سے کہا ہاں پڑھو مجکو قبول ہے غرض حضور
میں نے روبرو مجلسیان جمیلہ کے پہلوان عادی کو جمیلہ سے منعقد کیا پھر اہلمجلس میرے اشارہ سے
صحن باغ میں چلی گئیں اور میں بھی بارہ دری سے اٹھکر صحن باغ میں چلا آیا دروازے بارہ دری کے
پہلوان عادی نے بند کردیئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ کے چیخنے کی آواز ہم سب نے سُنی پھر پہلوان عادی
کے رونے کی آواز سُنی ہے ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جمیلہ تاب وصل نہ لائی اور تڑپ کے ہلاک ہوگئی
اسوقت میں نے خیال کیا کہ میں نے جو قبل تصور کیا تھا وہی ہوا کہ جمیلہ وقت ہم آغوشی پہلوان عادی
مرگئی پھر میں اور پہلوان عادی باغ سے چلا آیا اب پہلوان عادی کو یہ فکر تھی کہ جاکر جمیلہ کو غسل و کفن
دیکر قبر میں دفن کروں ناگاہ اسوقت بختک روتے ہوے اور فریاد کرتے ہوے حضور کے پاس آے ہیں اب
شہنشاہ عالیجاہ انصاف فرمائیں کہ پہلوان عادی کی کیا خطا ہے خواجہ عمرو نے یہ کہکر اور پہلوان
عادی سے وہ رقعہ لیکر نوشیروان کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا کہ اس رقعہ کو ملاحظہ فرمائیں اور ایک
میری گواہی کو ہزار آدمیوں کی گواہی کے برابر تصور کریں کیونکہ اول تو میں مطلق جھوٹ نہیں بولتا
دوسرے میں برادر حمزہ صاحبقران ہوں کعبہ میں کہ مقام متبرک ہے وہاں پیدا ہوا ہوں جسوقت کل یہ
تقریر خواجہ عمرو نے کی ملا اہل دربار سوا بختک کے ہنسنے لگے اور نوشیروان بھی مسکرانے لگا اور وہ
رقعہ پڑھکے طرف بختک کے دیکھا اور فرمایا کہ تونے خواجہ عمرو کی تو گفتگو سُنی اب یہ رقعہ اپنی بیٹی کا لکھا پڑھ اور کہہ
کہ اس رقعہ پر تیری بیٹی کی مُہر ہے یا نہیں بختک نے رقعہ دیکھکر عرض کیا اے شہنشاہ جو کچھ خواجہ عمرو نے بیان کیا
سب غلط ہے اور یہ رقعہ بھی میری بیٹی کا لکھا ہوا نہیں ہے یہ رقعہ خواجہ عمرو نے جعلی لکھا ہے اور میری بیٹی نے
ہرگز عقد پہلوان عادی سے مسلمان ہوکر نہیں کیا تھا وہ تو اپنے باغ کی سیر کے واسطے گئی تھی خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دونوں زبردستی باغ میں گئے اور یہ جبر جمیلہ کے ساتھ ایسی حرکت نامعقول کی کہ وہ ہلاک
ہوگئی حضور انصاف فرمائیں اور اس مقدمہ کی تحقیقات بخوبی کریں جب یہ گفتگو بختک کی نوشیروان نے
سُنی اسوقت طرف حمزہ صاحبقران کے دیکھکر فرمایا اے فرزند تم سنتے ہو جو بختک کہتا ہے حمزہ صاحبقران
نے عرض کیا کہ اگر حضور کے نزدیک پہلوان عادی نے یقیناً خطا کی ہے تو حضور اسکو جو چاہیں
سزا دیں میں اپنے سردار کی طرفداری ہرگز نہ کروں گا اور اگر پہلوان عادی کی کوئی
تقصیر ثابت نہ ہو تو بختک کی بخوبی گوشمالی کی جاوے کہ بار دیگر پھر کسی سردار پر ایسی تہمت نہ کرے
نوشیروان گفتگو حمزہ صاحبقران کی سُن کے بختک سے کہنے لگا کہ جو عورتیں اور مرد
ہمراہ جمیلہ باغ تک گئے تھے انکو اسی وقت ہمارے روبرو بلاؤ بختک گیا مع ہم جلیسوں کو ڈھونڈ لیوں

مین سوار کرکے روانہ کیا بیابان کہارون نے ڈولیان قریب درسلطانی لاکر رکھین اور ادھر
بختک سوارون اور پیادون کے جمع کرنے کے واسطے اپنے مکان پر ٹھہرا ادھر خواجہ عمرو نے دربار
سے باہر آکے اپنی صورت بشکل زن پیر ایسی بنائی کہ دست و پا کثرت رعشہ سے کانپتے تھے پھر بات ہے
بڑی تھین بال سر کے سفید تھے کمر مین خم تھا غرض اس صورت سے ہانپتی ہوئی اور کانپتی ہوئی اور آنسو
بہاتی ہوئی قریب ڈولیون کے آئی اور جمیلہ کی ہمجلیسون سے کہنے لگی کہ اے لڑکیو آج تم درسلطانی پر کیون
آئی ہو خیر تو ہے ہمجلیسان جمیلہ نے کہا کہ اے بڑی بی بڑا غضب ہوگیا پہلوان عادی نے جمیلہ
دختر بختک کو مار ڈالا ہے بختک نے نوشیروان سے اسی ظلم کی فریاد کی ہے نوشیروان
نے ہم کو گواہی مین طلب کیا ہے زن پیر نے گفتگو ان کی سن کے اور ہر ایک کو پیار کرکے اور بلائین
لیکے کہا واری اگر تم کہدوگی کہ ہمارے سامنے پہلوان عادی نے جمیلہ سے یہ جبر و ظلم وہ فعل کیا
کہ جس سے وہ ہلاک ہوگئی تو پہلوان عادی بیچارہ قتل ہوجائیگا جمیلہ زندہ نہ ہوجائیگی اور پھر
تم کو بھی پل نہ جائیگا لہذا انسان کو لازم ہے کہ کسی کے ساتھ برائی نکرے پس تم کچھ ایسی گواہی دینا
کہ پہلوان عادی قتل نہو جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا اے بڑی بی اول تو پہلوان عادی
کوئی ہمارا عزیز نہیں اور دوست نہیں ہے کہ جس کے واسطے ہم جھوٹی گواہی دین دوسرے اگر
کچھ مال و دولت ہمکو دیتا تو خیر جھوٹ بھی بولتے اور دختر بختک کا خیال نہ کرتے پہلوان عادی
کی جان بچاتے پس جب ان دونون صورتون مین کوئی صورت نہیں ہے تو ہم کیون جھوٹی گواہی
دین زن پیر نے یہ تقریر ہمجلیسان جمیلہ کی سن کے کہا کہ اے لڑکیو مین ایک غریب اور محتاج ہون اور
پہلوان عادی کی کوئی عزیز و دوست بھی نہیں ہون صرف اسکی جوانی اور ایک کار خیر کا خیال کرکے
موتی اور اشرفیان تم سب کو دیتی ہون اس شرط سے کہ جو مین تم سے کہون وہ تم نوشیروان سے کہدینا
یہ کہکے زن پیر نے ایک رومال سے بہت سی اشرفیان اور موتی نکال کے انکو دکھلائے جمیلہ کی
ہمجلیسون نے دیکھا کہ کئی سو اشرفیان اور سیکڑون موتی بڑے بڑے ہین فورًا اشرفیان اور
موتی دیکھکر انھون نے کہا کہ اے بڑی بی وہ کیا باتین ہین جو ہم نوشیروان سے کہدین بیان کرو
خیر ہم تمھاری خوشی اور ان موتیون اور اشرفیون کے لالچ سے جھوٹی گواہی دیدینگے لیکن پہلے
ہمکو یہ سب اشرفیان اور موتی دیدو پھر جو ہم سے کہدوگی ہم نوشیروان سے جاکر کہدینگے
زن پیر نے کہا اگر تم یہ مال و دولت لے لو اور جو مین کہون وہ نہ کہو تو مین کیا کرون انھون نے کہا کہ
اگر ہم موافق تمھارے مطلب کے گواہی نہ دینگے تو یہ اشرفیان اور موتی ہمسے لے لینا ہمکو ہمارے گھر بھی
نہ جانے دینا زن پیر نے اشرفیان اور موتی برابر ہر ایک ہمجلیس کو دیکر کہا کہ تم پہلے یہ کہنا کہ کل پہلوان عادی
کو ہمارے سامنے ایک رقعہ جمیلہ نے لکھکر زیر دیوار پہلوان عادی کو دیا تھا اور زبانی یہ کہا تھا کہ تم
ہمارے باغ مین آنا ہمین تم سے کچھ کہنا ہے پھر یہ کہنا کہ جب پہلوان عادی ہمراہ خواجہ عمرو کے باغ مین
آیا تو جمیلہ اس سے طالب [illegible] ہوئی اور پہلوان عادی نے انکار کیا اور کہا تم مسلمان ہوجاؤ
اور میرے ساتھ نکاح کرلو تو البتہ مین تم سے ہم آغوش ہونگا پس جمیلہ نے بموجب کہنے کے دین اسلام
اختیار کیا اور خواجہ عمرو نے نکاح پڑھا پھر ہم سب ہٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ چلانے لگی

جب ہم بارہ دری مین گئے جمیلہ کو ہمنے زندہ نہ پایا زن پیر یہ تقریر اُنکے روبرو بیان کرکے اور خوب سمجھا اور سکھا کر چلی گئی
تھوڑی دیر مین بختک اُن سوارون اور پیریون کو فراہم کرکے اپنی ہمراہ لایا جو جمیلہ کے ہمراہ گئے تھے جب بختک دربار
نوشیروان گیا اور عرض کیا کہ سب گواہ زن و مرد حاضر ہین نوشیروان نے فرمایا پہلے عورتون کو بلاؤ جب عورتین
بہ منافات دربار نوشیروان مین حاضر ہوئین اور نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ تم اس مقدمہ مین کیا جانتی ہو
سچ سچ بیان کرو ہر ایک عورت نے جو زن پیر نے کہدیا تھا اور سکھا دیا تھا بیان کیا نوشیروان جانب بختک بنظر غضب دیکھنے
لگا اور بختک متحیر ہوا کہ یہ کیا غضب ہوگیا میری بیٹی کی ہمجلیسون نے موافق مدعاے دل پہلوان عادی کے کیون گواہی
دی یہ کیا ستم ہوگیا غرض بعد عورتون کی گواہیون کے نوشیروان نے اُن سوارون اور پیریون کو بلا کر پوچھا انھون نے
عرض کیا حضور ہم یہ جانتے ہین کہ ہم در باغ پر بیٹھے تھے ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی جب ہم اندر باغ کے گئے
سنا کہ جمیلہ دختر بختک مرگئی سوا اسکے اور ہم کچھ نہین جانتے ہم نے کسی کو باغ مین جاتے اور باغ سے نکلتے نہین دیکھا
الغرض بعد مرد و زن کی گواہیون کے نوشیروان نے بڑی دیر تک فکر کی آخر یہ فیصلہ کیا کہ پہلوان عادی
کی کوئی خطا و تقصیر نہین کیونکہ اُسنے بہ گواہی گواہان جمیلہ کو مسلمان کرکے عقد کیا تھا چونکہ اُسکی زندگی تمام ہوچکی تھی
ہمبستری کا ایک بہانہ ہوا بعد یہ فیصلہ کرنے کے نوشیروان نے بختک کو نہایت کلمات سخت و درشت کہے اور
فرمایا کہ تو اب اگر کسی سردار کو اسی طرح متہم کریگا تو تجکو سخت سزا دیجائیگی بالفعل یہ تیرا قصور معاف کیا جاتا ہے
جسوقت یہ تقریر پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی اور بقید نوشیروان نے حسب لخواہ کیا نہایت
شاد ہوئے قید غم سے آزاد ہوئے حمزہ صاحبقران کو بھی خوشی ہوئی لیکن بختک کو اور زیادہ ملال ہوا کیونکہ
ایک تو بیٹی کے مرنے کا صدمہ تھا دوسرے سر دربار اپنے جھوٹے ہونے کا اور دعوی خارج ہونے کا آخر بہ مجبوری
نوشیروان سے اجازت لیکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے تمام حال بیان کیا بختک کی زوجہ کو نہایت غصہ آیا اور
ہمجلیسون کو جمیلہ کی بلا کر پوچھا کہ تمنے کس کے کہنے سے ایسی گواہی دی کہ مقدمہ خارج ہوگیا تمھارے سامنے کب میری
بیٹی نے عادی سے عقد کیا تھا اور مسلمان ہوئی تھی جو تمنے نوشیروان سے بیان کیا جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا
کہ اُسوقت ہمارے حواس بجا نہ تھے نہین معلوم نوشیروان نے کیا ہمسے پوچھا اور کیا ہمنے بیان کیا کیونکہ سامنا
حاکم کا تھا اب ہمارے حواس ہمسے بجا ہین بیشک پہلوان عادی نے آپکی دختر پر بڑا ظلم کیا یہ کہکے جمیلہ کی
ہمجلیسین چلی گئین اور اُن اشرفیون اور موتیون کو جو اورون کو دکھایا تھا تو معلوم ہوا کہ اشرفیان
کھوٹی ہین اور موتی بھی بالکل جھوٹے ہین نہین معلوم کس چیز کے بنائے ہوئے ہین اُسوقت ہمجلیسونکو جمیلہ
کی یہ رنج ہوا کہ بیکار ہمنے جھوٹی گواہی دی بختک نے اپنی دختر کی میت اُٹھانے کا سامان کیا اور موافق اپنے
مذہب اور ملت کے اچھی طرح اپنی دختر کی میت کو اُٹھایا اور دفن کیا اس طرف پہلوان عادی نے
بعد برخاست دربار نوشیروان سے خواجہ عمرو کو تین ہزار روپیہ دیا اور رقعہ اپنا لے لیا اور کہا
اے خواجہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان ہوا بعد خدا تمنے میری جان بچائی ورنہ مین قتل ضرور کیا جاتا

داستان بختک کا نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام مین زہر ملا کر روبرو حمزہ صاحبقران کے لیجانا اور خواجہ عمرو کی وجہ سے اُسکا کامیاب نہونا

بادہ خواران میخانۂ سخن و میکشان میکدۂ افسانہ کہن اس داستان کو ساتھ تازگی کے اس طرح بیان کرتے ہین

کہ جب بختک بدآمال اپنی دختر خوش جمال کے دفن سے فارغ ہو کر ہنگام شب اپنے گھر میں آیا اور صدمۂ مرگ دختر میں
یہ خیال کرنے لگا کہ کیونکر اپنی دختر کا انتقام حمزہ صاحبقران عالی مقام سے لوں کس طرح انکو قتل کروں
کیونکہ اگر حمزہ صاحبقران مداین میں نہ آتے تو انکا سردار پہلوان عادی کیوں میری دختر کو ہلاک کرتا
اور مجکو صدمہ و غم ہوتا آخر بعد فکر بسیار کے ایک تدبیر حمزہ صاحبقران کے ہلاک کرنے کی تجویز کرکے اپنے گھر سے
نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہو کے دار الامارہ شاہی پر آیا ہر چند کہ اسوقت نوشیروان دربار برخاست کرکے محل میں
چلا گیا تھا لیکن بختک نے نوشیروان کی خدمت میں اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی جسوقت نوشیروان نے سنا
کہ اسوقت بختک آیا ہے حکم دیا کہ دریافت کرو کیوں خلاف وقت دربار میں حاضر ہوا ہے کنیزوں وغیرہ نے فوراً
دروازے پر آکے بختک سے پوچھا بختک نے کہا کہ میری جانب سے عرض کرو کہ ایک امر ضروری تخلیہ میں حضور سے
مجکو عرض کرنا ہے کنیزوں نے خدمت نوشیروان میں جاکر جو کچھ بختک نے کہا تھا عرض کیا نوشیروان نے بخیال
اسکے کہ نہیں معلوم بختک کو کیا امر ضروری عرض کرنا ہے شاید کچھ کوئی واقعہ تو نہیں ہوا ہے میں بادشاہ عادل ہوں
مجکو غفلت کرنا اور فریادیوں کے حال سے بے خبر ہونا نہ چاہیے یہ خیال کرکے ایک ایوان خالی میں بختک کو بلوایا
اور خود بھی اُس ایوان میں آیا بختک نے تسلیم کی جب نوشیروان بیٹھا اسوقت نوشیروان نے بختک سے فرمایا
کہ اے وزیر کیا مجکو عرض کرنا ہے جلد عرض کر بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ خدمت
حضور میں مجکو یہ عرض کرنا ہے کہ آج حضور نے اچھی طرح میری بیٹی کے مقدمہ کی تحقیقات نہ کی اور خواجہ عمرو اور پہلوان
عادی کو قتل نہ کیا میرا دل خوش نہ کیا نوشیروان نے فرمایا اے بختک اول تو تیرے گواہوں سے کوئی خطا
پہلوان عادی کی ثابت نہ ہوئی جو میں اسکو قتل کا حکم دیتا دوسرے یہ کہ وہ سردار میرے پسرخواندہ کا تھا
اگر میں تیرا خیال کرکے پہلوان عادی کو قید کرتا یا قتل کرواتا تو میرے فرزند حمزہ کو نہایت ملال ہوتا اور
اوسکا رنجیدہ ہونا کسی طرح گوارا نہیں تھا لہذا اُس وقت خلاف عدل میں نے نہیں کیا اور یہی مصلحت دیکھی
کہ پہلوان عادی کو اس الزام سے بری کروں بختک نے عرض کیا حضور دختر تو میری ان مسلمانوں کے
ظلم و ستم سے ہلاک ہو گئی اور آپ نے جو فیصلہ کیا میں نے طوعاً و کرہاً قبول کیا لیکن حضور اب یہ خیال ہے
بلکہ یقین کامل ہے کہ اب حمزہ صاحبقران کی ذات سے انواع و اقسام کے فتور برپا ہونگے سرداران
حمزہ اور خود حمزہ حضور کی بیٹی کو نظر کے سامنے دیکھتے دیکھتے محل سے نکال لے جاینگے حضور کو داغ فراق دختر
دے جاینگے شہنشاہ ملاحظہ تو فرمائیں کہ اب حمزہ کے پاس کس قدر لشکر جرار ہے اور کتنے نامی سردار ہیں
تھوڑے ہی زمانہ میں اس قدر فوج کثیر جمع کرلی ہے ہر چند کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہیں ہوئے
ہیں لیکن ایسے صاحب قوت و طاقت ہیں کہ بڑے بڑے سرداروں کو زیر کیا ہے اور اکثر سرداروں کو
قتل کیا ہے دیکھیے جب بخوبی جوان ہونگے تو کیا آفت برپا کرینگے یقیناً کل سرداروں کو حضور کے
زیر کرینگے جو سردار مسلمان ہو جاینگا وہ تو زندہ رہیگا اور جو مسلمان نہ ہوگا اُسکو حمزہ صاحبقران
قتل کرینگے ایک روز آپ کو بھی گرفتار کرلیں گے تخت سلطنت پر بیٹھ جاینگے تاج شاہی سر پر رکھینگے
اعلے اور ادنی کو مسلمان کرینگے معبد ہمارے منہدم کرائیں گے مسجدیں بنوائیں گے ہر ایک مسجد میں
نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوگا مسجدوں میں مردم آکر نمازیں پڑھیں گے ملک مداین کے سب آدمی مذہب
اسلام اختیار کرینگے اگر کوئی اسلام قبول کرنے سے انکار کرے گا تو حمزہ فوراً اوسکو قتل کرینگے پس حضور ابھی

ایسا انتظام کریں کہ حمزہ قتل ہو جائے اور معین اُسکے خواجہ بزرجمہر کہ یہ بھی مسلمان ہیں قتل کیے جائیں تاکہ
خوف و خطر دل سے دور ہو جائے نوشیروان نے تقریر بختک سن کے فرمایا کہ اے وزیر جو کچھ تجھکو معلوم ہے بیشک
پہونچا ہے تیرے حواس بجا نہیں ہیں تیرے خیالات بالکل لغو و مہمل ہیں حمزہ میرا پسر خواندہ ہے کبھی میری دختر کو
نظر بد سے نہ دیکھیگا میں نے اوسکو اپنا فرزند کیا ہے وہ مجھے ہرگز از خود برائی نہ کریگا فی الحال دیکھا تو نے حمزہ نے
کیا احسان عظیم مجھ پر کیا ہے ہشام ایسے نمکحرام کو قتل کر کے تخت و تاج میرا چھین لایا ہے یقیناً میرا فرمانبردار ہے روز دربار
میں میرے بعد ادب بیٹھتا ہے مجھکو اپنا بزرگ اور حاکم جانتا ہے علاوہ اسکے نہایت لئیق اور خلیق ہے اور صاحب
قوت و زور ہے مجھ کو اُسکی ذات سے بڑی قوت ہے اور زندہ رہنا اُسکا باعث میرے نام کا ہے تجکو حمزہ سے ناحق عداوت
ہے ہرگز میں تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اور ایسے فرزند لئیق کو کبھی قتل نہ کرونگا اور قتل کرنا بھی اُسکا بہت مشکل ہے
بختک نے یہ گفتگو نوشیروان کی سن کے ایک آہ سرد کی اور متواتر افسوس ہزار افسوس کہکے یہ عرض کرنے لگا کہ
حضور کیا غضب کرتے ہیں از حد غضب کرتے ہیں انجام اس غفلت کا برا ہوگا سلطنت حضور کے قبضہ سے نکل جائیگی
دشمن حضور کے در بدر پھرینگے جسکو آپ اپنا دست نقیر رکھے ہیں وہی آپ سے ایسی دشمنی کریگا کہ حضور
نہایت ملول ہونگے اور تمامی قلمرو میں ذلیل و رسوا ہونگے عقلمند حضور کو بیوقوف اور نادان اسوجہ سے
کہینگے کہ اپنے دشمن کو پرورش کیا اور اُسکی جانب سے غافل رہے اوسکو قتل نہ کروا ڈالا اے شہنشاہ
میں چاہتا ہوں کہ کوئی حضور کو بیوقوف نہ کہے اور سلطنت قبضہ حضور سے نکل نہ جائے پس آپکو لازم ہے
کہ اپنا مجھ ایسے وزیر خوش تدبیر افلاطون فطنت ارسطو حکمت کی عرض کو بغور سن کے میرے کہنے پر عمل فرمائیں
اپنے دشمنوں کو خاک میں ملائیں حضور حمزہ کا ہلاک کرنا مجھ ایسے دانا کے نزدیک ایک ادنی کام ہے اور ایک
ذرا سی تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ صبح کو حضور بیدار ہو کے دربار میں تشریف لائیں اور ہنسکر حمزہ سے
فرمائیں کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ باغ میں چلو اور بزرجمہر اور بختک یہ بھی باغ میں
ہمارے ساتھ چلیں اور تھوڑی دیر باہم سیر باغ کی کریں اور وہیں پہ شغل بادہ کشی ہو پس حضور کے حکم سے
حمزہ اور بزرجمہر حضور کے ہمراہ باغ میں جائینگے میں حضور کے روبرو ماء اللحم میں زہر ملا کر حمزہ اور بزرجمہر کو
دونگا چونکہ دونوں نامبردہ غافل ہونگے بے خوف و خطر ماء اللحم نوش کرینگے تھوڑی دیر میں تڑپ کے مر جائینگے
انکے مر جانے کے بعد خوف جاتا رہیگا اگرچہ بزرجمہر سے چنداں خوف نہیں ہے لیکن وہ بھی مسلمان ہیں اور
حمزہ کے معین و مددگار ہیں مگر حضور یہ ضرور خیال رکھیے گا کہ اُس صحبت میں خواجہ عمرو کو نہ لے جائیے گا وہ
نہایت عقلمند ہے اور بلائے روزگار اور آفت کا پرکالا ہے اور از حد چالاک ہے اگر وہ باغ میں ہوگا تو کسی طرح
حمزہ کے ہلاک ہونے کی تدبیر نہو سکیگی نوشیروان یہ تقریر بختک کی سن کے فکر کرنے لگا آخر بعد فکر بسیار
اُس ایوان سے اُٹھ کے محل میں چلا گیا اور بختک بھی اُس ایوان سے نکل کے اپنے مکان کی طرف چلا
راہ میں بختک نے خیال کیا کہ شہنشاہ نے کچھ مجھے نہ فرمایا کہ زہر حمزہ کو دینا یا نہ دینا خاموش بیٹھے
رہے اور فکر کیا کیے آخر محل میں اُٹھ کے چلے گئے اتنی دیر تک میں نے بیکار اپنی تضیع اوقات کی
کچھ اپنا مدعا سے دل پر نہ آیا بعد اس خیال کے سوچنے لگا کہ خاموش رہنا نوشیروان کا دلیل ہے
کہ نوشیروان کو منظور ہے کہ میں حمزہ کو زہر دے کے ہلاک کروں غرض یہ خیالات بختک کرتا ہوا
اپنے مکان میں گیا اور بستر خواب پر لیٹ کے سو رہا جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغت کر کے

لباس درباری زیب تن کرکے اپنے گھر سے باہر نکلا اور اپنے چہرے پر سوار ہوکے دربار میں آیا اور نوشیروان کو
جھکے اپنی جگہ پر آیا اور جانب دربار بغور نظر کی دیکھا کہ تمام اہل دربار حاضر ہیں بزرجمہر اور حمزہ اور خواجہ عمرو
بھی بیٹھے ہوئے ہیں بختک بھی جانب دربار نگران تھا ناگاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
کی جانب مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ میں جائیں اور وہاں تھوڑی دیر بیٹھکر سیر باغ کی کریں
اور شراب پئیں اور وہاں ہماری صحبت میں تین شخص ہوں خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور بختک
وزیر جس وقت یہ گفتگو نوشیروان کی خواجہ عمرو نے سنی فوراً یہ خیال کرکے اور اٹھکے دست بستہ عرض کیا
کہ اے شہنشاہ یہ کمترین بھی ہمرکاب چلیگا حمزہ صاحبقران کو تنہا واسطے سیر باغ کے جانے نہ دیگا حضور
واقف ہیں مجکو حمزہ صاحبقران سے از حد الفت ہے نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تمہارے جانے کی وہاں
کچھ ضرورت نہیں کیونکہ وہاں حمزہ تمہارے بھائی کا کوئی دشمن نہیں ہے خواجہ عمرو کو اس گفتگو سے نوشیروان
کی اور زیادہ تردد ہوا اور خیال کیا کہ بختک وہاں جاکر کچھ نہ کچھ ضرور فتور برپا کرے گا عجب نہیں کہ حمزہ صاحبقران
سے بری طرح سے پیش آئے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اگر آپ مجکو اپنے
ہمراہ رکاب نہیں لیے چلتے ہیں تو بختک کو بھی نہ لیجائیے آرزو اس خاکسار کی برلائیے جس طرح حضور کو بختک
سے ایک انس ہے اسی طرح کمترین کو بھی حمزہ صاحبقران سے الفت دلی ہے اگر حضور کو میرے قول کی
صداقت منظور ہو تو حمزہ صاحبقران بیٹھے ہیں ان سے دریافت کر لیجیے جس وقت خواجہ عمرو نے یہ گفتگو
کی حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ خواجہ عمرو میرے برادر رضاعی
مجھسے نہایت الفت رکھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں سچ ہے جب یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی نوشیروان نے سنی
خیال کیا کہ میں سر دربار کہہ چکا ہوں کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ کی سیر کروں اگر اب میں نہیں جاتا ہوں
تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ ارادہ حمزہ صاحبقران سے دشمنی کرنے کا تھا لیکن مناسب ہے کہ موافق اپنے کہنے
کے فقط خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کو لیکر چلا جاؤں اور اگر بختک کو بھی ہمراہ لیجاؤں تو خواجہ عمرو بھی
ضرور حمزہ کے ساتھ جائیگا اور کوئی مطلب بر آنے نہ پائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ عمرو اور بختک کو یہیں چھوڑ
جاؤں اور خود بہ ناچاری چلا جاؤں یہ خیال کرکے نوشیروان نے حکم کیا کہ جلوس در دولت پر آکر
اسوقت موجود ہو ہم ابھی باغ چلینگے یہ کہکے نوشیروان تخت سے اٹھا جملہ اہل دربار بھی تعظیم کو کھڑے
ہوئے جب نوشیروان بعد جلوس و تجمل حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر کو لیکر روانہ ہوا اہل دربار
بھی اپنے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بختک کو اپنے ہمراہ لیکے ایک خیمہ میں آئے
اور بیٹھے اور بختک کو اپنے پاس بٹھایا جب بختک مایوس ہوکر بیٹھا اسوقت خواجہ عمرو نے پوچھا اے بختک
اسوقت سوا تمہارے اور ہمارے یہاں خیمہ میں کوئی نہیں ہے سچ سچ کہدو کہ نوشیروان حمزہ
صاحبقران کو کس واسطے لے گیا ہے کیا حمزہ صاحبقران سے بری پیش آئیگا تم تو خوب اس
راز سے واقف ہوگے مجھے یقین ہے کہ تمہیں نے نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے قید یا قتل
کرنے پر آمادہ کیا بختک نے کہا اے خواجہ عمرو بھلا مجکو حمزہ صاحبقران سے کیا عداوت ہے
انہوں نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہے جو میں ان کے قید یا قتل کی رائے نوشیروان کو دیتا یہ محض
خیال خام تمہارا ہے اصل بات یہ ہے کہ شہنشاہ کو حمزہ صاحبقران نہایت دوست ہیں چونکہ آج واسطے

سیر باغ کے گئے ہیں تنہا سیر باغ کی کرنا منظور ہوا سو بے حمزۂ صاحبقران کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہیں آپ
کچھ تردد نفرمائیں جب یہ گفتگو بختک نابکار کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سنی کہا اے بیکون جھوٹھ بولتا ہی
ہم سے ایسی فریب کی باتیں کرتا ہے جو امر واقعی ہو بیان کر دے میں تجکو کچھ نہ کہونگا بختک نے کہا ای خواجہ جو بات
سچ تھی وہ کہدی اب کیا کہوں جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک باتیں فریب و مکر کی کرتا ہی اور اصل حال
بیان نہیں کرتا اسوقت خواجہ عمرو نے کوڑا نکالا اور کہا اے حرامزادے نالایق و نامعقول ہم اتنی دیر سے تجھسے
پوچھ رہے ہیں مگر تو نہیں بتاتا ہے اور تو میرے غصہ سے واقف نہیں ہے جسوقت مجکو کسی پر غصہ آتا ہے اسقدر
کوڑے مارتا ہوں کہ کھال پیٹھ کی اوسکی شق ہو جاتی ہے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگتا ہے
آج تو یقین ہے میرے ہاتھ سے بچیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے دو چار چپتیں سر بختک پر لگائیں رفیدہ بختک کے
سر سے زمین پر گر پڑا خواجہ عمرو نے منڈے ہوے سر پر اور چار پانچ زور زور چپتیں ماریں بختک
رونے لگا اور ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا پیشاب نکلا جاتا ہے میں پیشاب کر آؤں تو پھر صاف صاف کہدونگا
خواجہ عمرو نے کہا جا جلدی آ خبردار بھاگ نہ جانا ورنہ مار ہی ڈالونگا کسی طرح تجکو زندہ نہ چھوڑونگا
بختک نے ہاتھ جوڑ کے کہا کیا مجال جو بھاگ جاؤں یہ کہکے اپنے منڈے ہوے سر پر رفیدہ باندھا اور پیشاب
کرنے کے بہانے سے ایک طرف چلا لیکن پیچھے پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا چونکہ خواجہ عمرو کو خود یہی منظور تھا
کہ بختک بھاگ کر کسی طرح باغ میں جاے تاکہ میں وہاں جاؤں اور دیکھوں حمزۂ صاحبقران سے
نوشیروان وہاں کس طرح پیش آیا لیہاسی وجہ سے عمداً خواجہ عمرو نے بختک کو نہ روکا اور جانب
باغ نوشیروان چلنے دیا غرض جب خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ بختک خدمت نوشیروان میں
پہونچ گیا ہوگا اسوقت خواجہ عمرو خیمہ سے نکل کے جانب باغ نوشیروان روانہ ہوے لیکن بختک
جو خوف خواجہ عمرو سے پیشاب کے بہانے بھاگا تھا گرتا پڑتا بہزار خرابی خدمت نوشیروان میں
پہونچا نوشیروان نے بختک کو دیکھکر فرمایا کہ اے وزیر نیک تدبیر اسوقت تو خوب آیا بغیر
تیرے ہمنے ابھی تک شراب نہیں پی کیونکہ کوئی شخص ہمیں شراب پلانے والا نہ تھا بختک یہ تقریر
نوشیروان کی سمجھ گیا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب میں حاضر ہوا ہوں حضور کو شراب پلاتا ہوں
یہ کہکے بختک نے جام میں شیشہ سے شراب انڈیلی اور زہر اسی شراب میں پوشیدہ شامل کرکے
روبرو سے نوشیروان لیگیا چونکہ نوشیروان واقف تھا کہ اس جام شراب میں بختک نے زہر ملایا ہے
ہنسکے کہنے لگا کہ یہ جام شراب ہمارے فرزند کے روبرو لیجا آج فرزند ہمارا ہماری خاطر سے یہ جام
پی لیگا بختک وہ ساغر لیکر روبرو سے حمزۂ صاحبقران آیا اور عرض کرنے لگا کہ اس جام بادۂ گلگون کے
پینے کے بارے میں جو کچھ شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہے آپ نے تو سنا ہے اب آپ خوشی شہنشاہ عالی جاہ کی کیجیے
اور آج یہ ساغر پیجیے ابھی حمزۂ صاحبقران نے شراب پینے نہ پینے میں کچھ نہ فرمایا تھا کہ یک خواجہ عمرو
بھی عین وقت پر باغ میں پہونچے بختک خواجہ عمرو کو دیکھ کے گھبرایا رنگ چہرے کا اڑ گیا دل میں خیال
کرنے لگا کہ پیر و مرشد آ گئے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یقین ہے کہ یہ جام زہر حمزۂ صاحبقران کو نہ پینے دینگے
اگر اور تھوڑی دیر تشریف نہ لاتے تو میں یہ جام زہر حمزہ کو پلا کر ہلاک کر ڈالتا بختک تو روبرو سے
حمزۂ صاحبقران جام شراب لیے ہوے کھڑا ہے لیکن نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور خواجہ عمرو

مخاطب ہوکر غصہ سے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو ہرچند ہمنے تم سے کہدیا تھا کہ تم باغ مین ہمارے پاس نہ آنا لیکن تمنے
ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہمارے پاس تم اس باغ مین چلے آئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی پناہ
حضور بختک کو میرے پاس چھوڑ آئے تھے اگر یہ حضور کی خدمت مین نہ آتا مین بھی حاضر ہوتا چونکہ بختک بغیر اجازت
حضور یہان چلا آیا پس مین بھی خلاف حکم شہنشاہ اس جگہ حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اول حضور بختک کو سزا دین
پھر مجکو تعزیر دین نوشیروان یہ تقریر خواجہ عمرو کی سن کے قایل ہوا اور کچھ جواب خواجہ عمرو کو نہ دے سکا مگر
حمزۂ صاحبقران کی طرف مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ اے فرزند ابھی تک تمنے جام شراب نہین پیا ہمنے کس
خوشی سے اپنے وزیر کے ہاتھ تمہارے روبرو جام شراب بھیجا لیکن تمنے ہماری خوشی ابھی تک نہین کی حمزۂ
صاحبقران نے یہ گفتگو نوشیروان کی سن کے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے اشارے سے
منع کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران خبردار خبردار یہ جام شراب نہ پیجیے گا ورنہ ہلاک ہو جائیگا مجکو یقین ہے کہ
اس جام شراب مین کچھ مار یا زہر ملا ہے حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے اشارۂ خواجہ عمرو سمجھ کے نوشیروان
کی خدمت مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ کشورستان کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین حضور کے روبرو قبل حضور کے پیئے
کے یہ جام شراب پیون سراسر خلاف ادب ہے مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ پہلے مین ساغرے کو پیون پہلے حضور تھوڑی
سی شراب اس ساغرے سے پی لین اور اس شراب کو جھوٹی کردین تو پھر مین پیون جسوقت یہ گفتگو حمزۂ
صاحبقران نے کی خواجہ عمرو نے بھی عرض کیا کہ اے شہنشاہ بحر و بر عالم ہفت کشور حمزۂ صاحبقران
سچ کہتے ہین بزرگون کے سامنے اور قبل بزرگون کے پی لینی اچھی نہین ہے اور خلاف قاعدہ ہے نوشیروان
گفتگوے حمزۂ صاحبقران اور تقریر خواجہ عمرو سن کے گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اب کیا کرون اگر مین اس
ساغرے کو پیتا ہون تو ہلاک ہو جاؤنگا اور حمزہ سے اب زیادہ کہہ نہین سکتا کیونکہ حمزہ نے جواب معقول
مجکو دیا ہے آخر بعد فکر نوشیروان نے کہا اے بختک اب جسکو تیرا دل چاہے اسکو یہ جام صہباے تند پلا تجھے
مجکو اسوقت اختیار دیا بختک یہ گفتگوے نوشیروان سمجھ گیا اور عرض کرنے لگا اے شہنشاہ روے زمین
برخلاف مرتبہ اس بزم مین موافق قول حمزۂ صاحبقران کے خواجہ بزرجمہر سے زیادہ کوئی شخص بزرگ
اور مسن نہین ہے لہذا مین انہین کو اپنے اختیار کی وجہ سے دیتا ہون حضور پھر مجھسے ناراض نہ ہوجیے گا
نوشیروان نے مسکرا کے فرمایا اے وزیر خوش تدبیر جب ہمنے تجکو اختیار دیدیا تو اب تو ہم سے کیون ڈرتا ہے
جسکو تیرا دل چاہے یہ جام بادۂ گلگون پلادے بختک نوشیروان کی گفتگو سے واقف ہوکر وہ جام مثل خواجہ
بزرجمہر کے سامنے لیگیا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ بزرجمہر یہان سوا ہمین چار شخصون کے اور کوئی
نہین ہے اور انمین سے کوئی شخص کسی سے نہ کہیگا کہ خواجہ بزرجمہر نے شراب پی لی اب اس صحبت خاص
مین کہ اور کوئی غیر نہین دیکھتا ہے بے تکلف یہ جام شراب مجھ ایسے ساقی کے ہاتھ سے لیکر پی جائیے [illegible]
منھ پونچھ ڈالیے گا خواجہ بزرجمہر نے سر اٹھا کے جانب چہرۂ بختک کے دیکھا اور کہنے کا کچھ
ارادہ کیا ناگاہ بزرجمہر کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی خواجہ عمرو نے فوراً بزرجمہر کو اشارے
سے منع کیا کہ یہ جام مے نہ پیجیے گا اور اگر پیجیے گا تو مرجائیگا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس مین زہر
ملا ہے خواجہ بزرجمہر خواجہ عمرو کے منع کرنے سے کہنے لگے کہ اے بختک تجکو معلوم ہے کہ
اول تو مجکو شوق مے کشی نہین ہے دوسرے دل میرا نہین چاہتا کہ شراب پیون پس یہ ساغرے

جیسے روبروے لیجا بختک یہ تقریر خواجہ بزرجمہر سن کے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ افسوس ہزار
افسوس کچھ اس تدبیر سے مطلب نہ نکلا دونون مسلمانون مین سے کسی نے یہ جام مے نہ پیا جب انھون نے
یہ شراب نہ پی تو خواجہ عمرو تو پیر و مرشد اور بڑے ذات پاک از حد چالاک ہین وہ بھلا کب اس جام شراب کو
پئین گے سچ تو یہ ہے کہ ان مسلمانون کی تقدیر اچھی ہے اور خدا انکا انکی مدد کرتا ہے بلا کوشش کوئی دشمنی
کرے کچھ فائدہ نہین ہوتا انکو ضرر رسانی سے ہرگز نہین پہونچتا نہین معلوم انکے دلون کو کچھ آگاہی ہو جاتی ہے
یا کوئی موکل انکو خبر دیدیتا ہے یا آسمان سے کوئی فرشتہ پکار کے اسطرح کہتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ
آواز انھین کے کان مین آتی ہے ہم کو ذرا بھی سنائی نہین دیتی نہین معلوم اے بختک کیا وجہ ہے اور
کیا سبب ہے کہ یہ خدا شناس اور اہل اسلام ذرا بھی نہین چوکتے کسی جگہ دھوکا نہین کھاتے پھر خیال
کرنے لگا کہ اے بختک بڑے موکل کو تو تینے تقدیر بھی نہین کیا کہ وہ یہان موجود ہین جو قبل اسکے خیمہ مین
میرے کھڑے ہوئے سر پر چپتین لگا چلے ہین مضمون نے میرے مارنے کے واسطے کوڑا نکالا تھا اگر مین اسوقت
پیشاب کے بہانے سے یہان بھاگ نہ آتا تو یقیناً مجکو ایسا مارتے کہ مین دم بھی نہ مارتا کیا عجب ہے کہ انھین
جناب نے اشارے سے منع کیا ہو کہ اے حمزہ صاحبقران اور اے بزرجمہر یہ شراب خبردار نہ پینا
بختک یہ خیالات کر رہا تھا اور جام شراب اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے مایوس کھڑا تھا ناگاہ خواجہ عمرو
نے بختک کو لب فرش بلایا جب بختک لب فرش تک پہونچا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بختک اس جام
شراب کو شہنشاہ گیتی ستان اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر نے نہین پیا اور اب وہ ہرگز
نہ پئین گے پھر تم اس جام مے کو کیون اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے ہو اگر تم یہ چاہو کہ مین اس جام کو
پیون تو مین یہ خوب سمجھے ہوئے ہون جس ترکیب سے یہ جام بنایا ہے ایک ایک قطرہ اس جام کی شراب
کا سانپ کے پھالے کے زہر سے فزون تر اثر رکھتا ہے پس مین آگاہ ہو کر کیون ایسی شراب پینے لگا لہذا
اب تمکو لازم ہے کہ تمھین اس جام کی شراب پی جاؤ اگر تم میرے کہنے سے خود نہ پیوگے تو مین زبردستی
تمھارے تئین یہ شراب پلاؤن گا حلق مین تمھارے یہ شراب انڈیل دونگا یہ شراب آج تم کو پلا کر موت کا
ذائقہ تم کو چکھاؤن گا جسوقت یہ تقریر آہستہ آہستہ خواجہ عمرو نے بختک سے کی اسوقت بختک کے
دست و پا خوف جان سے کانپنے لگے جام مے زمین پر گر پڑا اسوقت اتنی زمین یہ صورت ہوئی کہ تر
زہر سے سبز ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا او کم ظرف یہ کیسی شراب تھی کہ زمین پر گرتے ہی زمین کا یہ رنگ
ہو گیا بختک نے جھلا کے کہا اے خواجہ عمرو تم کیا جانو اس شراب کو یہ شراب بادشاہون اور
وزیرون کے پینے کی تم ایسے محتاجون کے پینے کی نہین ہے اور تم تو وہ ہو کہ تم نے کبھی دمڑی کی بھی
شراب مول لے کر نہ پی ہو گی پھر تمکو اس شراب کے اوصاف سے کیا خبر مجکو تم کم ظرف کہتے ہو بھلا کیسے
ہو مین کوئی کمینہ نہین ہون وزیر ایسے شہنشاہ کا ہون جس کا مثل فی الحال نہین ہے مین ایسی
شراب پیتا ہون کہ تم نے تو کبھی خواب مین بھی دیکھی نہ ہوگی پینا تو کجا جسوقت خواجہ عمرو نے بختک
کی یہ گفتگو سنی کہا کہ اپنے خیمہ مین وہ دھولین اور چپتین کھانا بھول گیا اس وقت جو قریب نوشیروان
کے ہے تو مجھسے سخت گفتگو کرتا ہے برا آیا ہے خبر سمجھا جائیگا میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جائیگا
کسی دن تجھسے ایسا اسوقت کا عوض لون گا کہ تو بھی یاد کرے گا اور یہ جو تو نے کہا کہ کبھی دمڑی کی

شراب نہ پی ہوگی اُسکا یہ جواب ہے کہ اگر تجکو کچھ دعویٰ میکشی ہے تو دو شیشے شراب کے لے آ تو مجکو جام سے پلا اور مین
تجکو ساغر سے پلاؤن اور روبرو نوشیروان کے کھڑے ہو کر دونون آدمی میکشی کرین جو شراب نہ پیے اور زمین
بیٹھ جاے یا گر پڑے وہ پانچ سو جوتیان دوسرے شخص کی اپنے سر پر کھاے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر تو شراب
نہ پیے گا یا نشۂ شراب سے گر پڑے گا اور کسی وجہ سے میکشی نہ کریگا تو پانچ سو جوتیان اور چندلا تین مین تجکو
لگاؤنگا اگر مین نہ پیون اور نشے سے زمین پر گر پڑون تو تو جوتیان لگانا بختک خواجہ عمرو کی تقریر سنکے
خیال کرنے لگا کہ آج پیر و مرشد چوک گئے غصہ مین یہ مجھسے شرط کرتے ہین مزدور شرط ہار جائینگے انھون نے تو فقط
میرے سر پر چپتین لگائین تھین مین انکے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤنگا سر پر انکے ایک بھی بال نہ رکھونگا
خوب اپنا بدلہ لونگا یہ خیال کرکے بختک روبرو نوشیروان کے گیا اور کہنے لگا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت
خواجہ مجھسے یہ شرط کرتے ہین کہ ہم اور تم دونون کھڑے ہو کر روبرو شاہ کے شراب پیین جو شراب نہ پیے اور
نشہ کی وجہ سے یا اور کسی سبب سے زمین پر بیٹھ جاے تو وہ پانچ سو جوتیان اور چندلا تین کھاے حضور اس
شرط کے شاہد رہین نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ جو بختک نے شرط بیان کی ہے کیا یہ شرط
بختک سے شرط کی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا حضور بیشک مین نے یہی شرط کی ہے حضور شاہد رہین اور نیز بچشم
بھی دیکھتے رہین اور گواہ رہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بختک نے سنی نوشیروان کے پینے کی شراب
دو شیشے کہ جس مین کچھ بیہوشی یا زہر ملا نہ تھا بختک خوشی خوشی دوڑکر اٹھا لایا اور ایک شیشہ اور ایک
جام خواجہ عمرو کو دیا اور ایک شیشہ اور ایک ساغر آپ لیا اور روبرو نوشیروان کھڑا ہوا اور
خواجہ کو بھی اپنے برابر کھڑا کیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قبل اسکے اس خاکسار ذرہ بیمقدار بدترین
روزگار بیہودہ مقال خوشہ چین مترجمان باکمال حقیر و فقیر سراپا تقصیر ہیچمدان ہیچ زبان خاکپاے
داستان گویان خادم نکتہ دانان جہان تصدق حسین حفظہ اللہ عن کل الشین مترجم کتاب ہذا نے چاہا تھا
کہ حمزہ صاحبقران ذیوقار عم احمد مختار و اولاد حمزۂ صاحبقران و سرداران حمزۂ صاحبقران و عیاران
لشکر حمزۂ صاحبقران و کل مردمان لشکر و جملہ مطیعان حمزۂ صاحبقران کو مطلق کسی محفل اور بزم عیش
و عشرت مین شراب نہ پلوائی جاوے اور اس دفتر مین کسی صحبت مین میکشی کوئی مسلمان نہ کرے لیکن
بغور و تامل جو دیکھا گیا تو صاف ثابت ہوا کہ اگر شغل شرابخواری محفلون اور بزمون مین نہوگا تو آیندہ
اور داستانون مین کچھ مزہ اور لطف نہوگا اور علاوہ اسکے بالا باختر و کوچک باختر وغیرہ دفاتر مین دیکھا
گیا کہ برابر صدہا بلکہ ہزارہا محفلون اور بزمون مین مصنف دفاتر نے حمزہ اور اولاد حمزہ وغیرہ کو
شراب پلوائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس زمانے مین شراب حرام نہین کی گئی تھی پس سوچکے
یہ کمترین بضرورت کیفیت صحبت پہلے خواجہ عمرو کے شراب پینے کی بیان کرتا ہے کہ بعد عیار کفار کی
شراب سے پرہیز نہ کرینگے اور آیندہ حمزۂ صاحبقران اور اولاد حمزۂ صاحبقران وغیرہ کو
بھی بوجہ مجبوری غیر کفار کے ہاتھ سے اس دفتر مین شراب پلائی جاوے گی اطلاعاً لکھا گیا
غرض باز آمدم بر سر مطلب جب بختک اور خواجہ عمرو شیشہ و ساغر لیکر روبرو نوشیروان
کے کھڑے ہوے اول بختک نے جام شراب سے مملو کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نے
شراب کو دیکھ کے اور خوب سمجھ کے کہ اس شراب مین کچھ ملا نہین ہے پی لی بعد پینے جام کے

خواجہ عمرو نے شیشہ مے مین بہ چالاکی سفوف جمال گوٹے کا ملا کر اور شراب ساغر مین بھر کے وہ ساغر مے
بختک کو دیا بختک نے ساغر مے لیکر شراب پی اسی طرح دو تین جام بختک نے شراب کے
سفوف آمیز پیے اور دو تین ساغر خواجہ عمرو نے متواتر صہبائے گلگون کے پیے اور دو دانے نقل کے
کھائی بعد تھوڑی دیر کے بختک کے پیٹ مین درد ہونے لگا اور تشنج ہونا شروع ہوا اور پیٹ مین
نفخ بھی ہوا ریاح دمبدم زور سے نکلنے لگی حمزہ صاحبقران اور بزرجمہر مسکرانے لگے خواجہ
عمرو بختک سے کہنے لگے کہ ارے کیون اسقدر بے تہذیب ہوتا ہے تجکو کچھ شرم نہین آتی ہے شہنشاہ
سامنے تشریف رکھتے ہین تجکو کچھ پاس ولحاظ نہین کیسا تو وزیر بیحیا اور بے غیرت ہے اور کس قدر آتشبازی
تیرے پیٹ مین بھری ہے کہ اتنی دیر سے چھوڑ رہا ہے مگر کسی طرح کم نہین ہوتی پٹاخے تو کم ہین مگر گولے
تیرے شکم مین ازحد معلوم ہوتے ہین اتنی آتشبازی کس آتشباز کی چرا کر اپنے پیٹ مین چھپا رکھی تھی
جو اسوقت چھوڑ رہا ہے ہر وزن گولے کا جداگانہ ہے لیکن تیرے گولون کی بارود مین بو بہت دماغ میرا
پریشان ہوا جاتا ہے نہایت یہ ہوتا ہے کہ تو اسوقت مجھسے آمادہ جنگ ہے گولے مار مار کے مجکو بھگا دیگا
گویا جیت جائیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک جام شراب سے لبریز کرکے کہا کہ اے بختک لے اس ساغر
شراب کو اور پی کہ لذت از بہشت ہے گلو شرط کو ضرور مجھسے لیگا شہنشاہ تجکو بڑا بہادر اور دلاور
تصور فرمائین گے تیری مدح و ثنا کرینگے خلعت پرزر تجکو دینگے بہادران عالم مین تو مشہور ہو جائیگا باد کے
بھاگ جانے والون مین تیرا نام لکھا جائیگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بادشاہ نوشیروان نے سنی
خواجہ کی باتون پر کبھی تو ہنستا اور کبھی اپنے وزیر کے دمبدم گوز کرنے پر خود محجوب اور شرمندہ ہو کر سر جھکاتا
خواجہ بزرجمہر باوجود اسکے کہ بزرگ تھے لیکن بے اختیار ہنسنے لگے اور حمزہ صاحبقران سب سے زیادہ
ہنسے بختک کی پیشانی پر کچھ تو شرمندگی کی وجہ سے اور کچھ جمالگوٹون کی گرمی کے سبب سے پسینہ آیا
چہرہ پر ہوائیان اڑنے لگین حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہے پیٹ مین درد شدید کیون ہوتا ہے ریاح
باوجود ضبط کرنے کے اسقدر کیون نکلتی ہین پیچ پے درپے شکم مین میرے کیون ہوتا ہے دم میرا اس
شراب کے پی جانے سے کیون نکلا جاتا ہے آخر پریشان اور بیقرار ہو کر خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اب تو
مجھسے کھڑا ہوا نہین جاتا اور شراب پی نہین جاتی پیٹ مین میرے درد ہوتا ہے یہ کہکے قصد اٹھنے کا کیا
خواجہ عمرو نے کان پکڑ کے کہا کہ ابے حرامزادے کدھر ارادہ شہنشاہ سامنے تشریف رکھتے ہین کیسا بے ادب
ہو کر اٹھا جاتا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے بختک کی بغل مین گدگدی کی چونکہ بختک ضبط کیے ہوے تھا
اور گوز کو روکے ہوے تھا خواجہ عمرو کی گدگدی کرنے سے اوچھل پڑا دست کو نہ روک سکا فی الفور سامنے
نوشیروان فرش پر بختک کو بہت بڑا دست آیا فرش غلیظ سے بھر گیا اب کیا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا
بختک اچھی طرح فرش پر گھڑی گھڑی رفع اجابت کرنے لگا نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
ازحد بیتاب ہوئے غلیظ کی بدبو سے فوراً رومالون سے مشام اپنی بند کیے نوشیروان کو نہایت اپنے وزیر کی ذلت سے
صدمہ ہوا راوی کہتا ہے کہ جسوقت بختک فرش خراب کر چکا اسوقت بختک نے روبروے نوشیروان
خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑے اور منت کہا کہ اے خواجہ اب مجکو جانے دو عوض اسکے مجھسے دس ہزار
روپیہ نقد اسی دم لے لو مین شرط تم سے ہار گیا اب جوتیان مجکو نہ لگانا میرے ٹکڑے سر مین اتنی

طاقت اور قوت نہین کہ پانچ سو جوتیون کی برداشت کرسکے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دس پانچ چپتین اور دو چار جوتیان سر پر بختک کے لگائین اور قصد کیا کہ اور لگائین اُسوقت بختک منت اور سماجت سے پھر ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ اب تجکو قسم اپنے دین و ملت کی مجکو جوتیان نمار و بہت ذلیل ہوا ہون اب مجکو چھوڑ دو خواجہ عمرو قسم دینے سے ناچار ہوئے اور کہا او بیحیا تیرے خاطر سے تجکو چھوڑے دیتا ہون یہ احسان میرا یاد رکھنا رقعہ دس ہزار کا مجکو لکھدے گھر پر جا کے مزدور مجکو دینا ورنہ مارے جوتیون کے تیرا سر توڑ ڈالونگا بختک نے کہا مزدور دونگا یہ کہکے باغ سے نکل کر اُسی کیفیت سے اپنے گھر کی جانب بھاگا نوشیروان باغ سے باہر آیا اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر طرف اپنی دولتسرا کے چلا راہ مین نوشیروان نے خیال کیا افسوس بختک کی اتنی ذلت بھی ہوئی اور جو مدعا دل تھا وہ بر نہ آیا پہلے عمرو نے جام شراب جس مین زہر ملایا تھا نہ پیا حیف نوشیروان یہ خیال کرتا ہوا اپنی دولت سرا پر پہونچکے داخل محل ہونے لگا خواجہ بزرجمہر رخصت ہوکر اپنے گھر گئے اور خواجہ عمرو نے جلد جاکر بختک سے دس ہزار روپیے لیے اور ورود دولت پر جلد اُسوقت آئے کہ حمزہ صاحبقران نوشیروان سے رخصت ہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران تسلیم کرکے نوشیروان سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کی جانب مرکب پر سوار ہوکے چلے جو بیل شام گام پر اترا ہوا تھا خواجہ عمرو ہمراہ ہوے اور اثنائے راہ مین حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ آپنے دیکھا جام شراب مین کس قدر زہر ملایا تھا کہ جسوقت شراب زمین پر گری زمین کثرت زہر سے سبز ہو گئی اگر مین اور تھوڑی دیر باغ مین نہ جاتا تو حضور کا کام نوشیروان اور بختک نے تمام کر دیا تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم سچ کہتے ہو بیشک جام شراب مین زہر ملا تھا مجکو یہ امید نوشیروان کی ذات سے نہ تھی اور مین اسکو اپنا بزرگ جانتا تھا اور بجائے پدر اُسکو تصور کرتا تھا اور مین نے اُسکے ساتھ نیکی کی تھی ہشام اُس کے دشمن کو قتل کرکے تاج و تخت اُس کو بھجوا دیا تھا آج سے اب مین اسکو اپنا بزرگ اور بجائے پدر تصور نہ کرونگا مجکو اسکی ذات سے اسوقت نہایت ملال ہوا غرض حمزہ صاحبقران ایسی ہی باتین خواجہ عمرو سے کرتے ہوے بیل شام و گام کے قریب پہونچے سرداران ذیوقار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کا استقبال کرکے لشکر مین لے گئے اور حمزہ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین داخل ہوئے

داستان طلب کرنا نوشیروان کا حمزہ صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد مین واسطے سیر کے اور دیکھنا حمزہ صاحبقران کا ملکہ مہرنگار کو اور عاشق ہونا و دیگر حالات

ساقی نامہ

کرم ہو تو اے ساقی مہرلقا
پلا اب جلد اے ساقی نیک خو
وہ معشوق ہو خوبرو اسقدر
[illegible] جو ہو عشق سے مائل مجھے

ادھر آ ادھر آ برائے خدا
پلا مجکو وہ بادۂ مشکبو
کہ ہو غیرت شمس و رشک قمر
نظر آئے نظر جو قاتل مجھے
پلا ساقیا ایسی ہی مے اگر

ترے ہجر مین سقدر ہی مگن
مجھے نشہ مین جیسے اک بام پر
نظر آئے مہ رو وہ رشک قمر
شتاب جدائی نہ لاؤن مین
تو ممنون احسان ہو تیرا جگر

نظر مین مری وحشت ہی یہ حسین
حسین ایک معشوق آئے نظر
چمن مین جو غش آئے مجھے بہر
مکان مین پھر اس کو رکھاؤن نہین

محرران ذی کمال و کاتبان عاشق خصال اس شاہد داستان رنگین کے حسن پر نظر کرکے اس طرح لکھتے ہین

کہ جب حمزہ صاحبقران ہمراہ خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پل شادگام پر پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے اپنے
کسی سردار سے حال نوشیروان کی عداوت کا اور اپنی رنجیدگی کا بیان نہ کیا اور ارادہ کیا کہ اب دربار
نوشیروان مین نہ جاوین جب دو روز گذر گئے اور حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان مین نہ گئے تیسرے
دن نوشیروان نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ میرا پسر خواندہ کیفیت جام شراب سے آگاہ ہو گیا
اور اسی سبب سے بوجہ رنجیدگی کے میرے دربار مین نہین آیا اب مجکو مناسب ہے کہ حمزہ کو بلا کر ایسی تقریر کرون کہ
حمزہ کے دل سے رنج دفع ہو جاوے اور میری طرف سے اسکے دل مین غبار نہ رہے یہ خیال کرکے اپنے سرداران
نامی سے نوشیروان نے فرمایا کہ ایک مرکب مشکی اور خلعت فاخرہ لیجاؤ اور ہماری طرف سے یہ اسپ مشکی
اور یہ خلعت ہمارے فرزند کو دینا اور کہنا کہ شہنشاہ تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہین اور متردد ہین کہ دو روز
سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے لہذا اسوقت ہمارے پاس آؤ اپنی شکل دکھاؤ سرداران نوشیروان
مرکب وخلعت ہمراہ اپنے لیکر جانب پل شادگام روانہ ہوئے جسوقت خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے
آداب وتسلیمات بجا لا کر وہ مرکب وخلعت پیشکش کرکے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ شہنشاہ نے آپکو یاد فرمایا ہے
تشریف لے چلیے حمزہ صاحبقران کو ہرچند کہ نوشیروان سے ملال تھا لیکن انکار کرنا مناسب نہ جان کر
ان سردارون کو خلعت دے کر انکے ہمراہ مع اپنے سردارون اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے روانہ ہوئے
جب بعد قطع راہ دربار نوشیروان مین پہونچے بوجہ رنجیدگی کے بکراہت تسلیم کرکے بچین بجبین دنگل
گستہم زرین کفش پر بیٹھے اور سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلون پر بیٹھے نوشیروان نے پوچھا
اے فرزند دو روز سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے اسکا کیا باعث تھا اگر تم کو بختک کی بیہودگی سے
رنج وملال ہوا ہے تو تمکو ہم سے رنجیدہ ہونا نہ چاہیے کیونکہ مین تمھارا کسی طرح دشمن نہین ہون اور اپنے
فرزندون کے برابر تم کو جانتا ہون حمزہ صاحبقران گفتگو نوشیروان کی سن کے سمجھ گئے کہ نوشیروان
در پردہ یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے اور میری اجازت سے بختک جام شراب مین زہر ملا کر تمھارے سامنے نہین
لے گیا تھا غرض حمزہ صاحبقران نے سمجھ کے اور ملال اپنا ظاہر نہ کرکے عرض کیا کہ اے شہنشاہ طبیعت میری
ناساز تھی اسوجہ سے خدمت عالی مین حاضر نہین ہو سکا اور ابھی تک میری طبیعت اچھی نہین ہے یہ گفتگو حمزہ
صاحبقران کی نوشیروان سن کے کہنے لگا کہ اے فرزند اگر تمھاری طبیعت ناساز ہے تو واسطے شگفتگی دل
اور درستی مزاج کے باغ مراد کی سیر کرو اور وہان بزم عشرت آراستہ کرکے مع اپنے سردارون اور مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو کے نازنینان گل پیرہن اور مہ جبینان غنچہ دہن کا گانا سنو اور رقص دیکھو لیکن دو
پہر سے زیادہ تمھارے سردار باغ مراد مین تمھارے پاس نہ رہین کیونکہ متصل باغ مراد میرے ناموس کا
ایوان ہے اور بارہ دری باغ مراد کی میرے ناموس کے ایوان سے ملحق ہے اور ایک دروازہ ایوان سے
بام بارہ دری پر راستہ آنے کا ہے پس بخیال حفاظت ناموس یہ ہمکو منظور نہین ہے کہ زیادہ زمانہ دو پہر سے مجمع مردم
باغ مراد مین رہے لیکن چونکہ تم بجائے فرزندون کے ہو اور مین نے تم کو اپنا پسر کیا ہے تمھارے وہان رہنے سے کچھ
قباحت نہین ہے اگر تمھارا تنہا وہان رہنے سے دل گھبرائے تو خواجہ عمرو یا مقبل وفادار دونون مین سے ایک
شخص کو اپنے پاس رہنے دینا اور ہر روز صبح سے شام تک سیر باغ کی کرنا اور شام کو اپنے لشکر مین
چلے جانا اسی طرح چند روز باغ کی سیر کرنا خود دل تمھارا سیر باغ سے یقیناً شگفتہ ہو جائیگا اور تمھاری

طبیعت دفع ہوجائیگی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائین تو مین آج ہی سے سیر باغ کرون اور اپنے سردارونکو اپنے ہمراہ وہان لیجاکر جلسۂ عشرت کرون نوشیروان نے فرمایا اے فرزند تمکو اختیار ہے جب تمھارا دل چاہے باغ مین جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ آج ہی دوپہر تک اپنے سردارونکو اپنے پاس بٹھاؤ حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ جسطرح آپنے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا مین بعد دوپہر کے اپنے سردارونکو رخصت کردونگا فقط مین اور مقبل یا خواجہ عمرو تا شام باغ کی سیر کرونگا یہ عرض کرکے حمزۂ صاحبقران مع اپنے سردارون کے دربار سے اٹھے اور بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہوکر جانب باغ مراد چلے جب حمزۂ صاحبقران باغ مراد مین پہونچے دیکھا ایک عجیب باغ پر بہار ہے اگر باغ بہشت سے مثال دیجیے تو بجا ہے ہر قامت سرو قد معشوق سے بہتر ہے سنبل بے مثل ہے تعدیل صنوبر ہے اشجار میوہ دار بار اشجار سے جھکے تھے ایک جانب نہر سلسبیل کے مانند جاری تھی چمن گلہاے نگارنگ سے کھچ مین ہین ایک جانب تختۂ لالہ نعمان ہے گل نرگس صورت چشم بتان ہے بلبلین شاخ گل پر نغمہ سرا ہین بوے گل سے تمام باغ معطر ہے سبزۂ باغ مثل سبزۂ خط معشوقان ہے ہر ایک باغبان رشک رضوان ہے الغرض حمزۂ صاحبقران نے سیر بخوبی باغ مراد کی مع اپنے سردارون کے کی بعد سیر کرنے کے حکم حمزۂ صاحبقران سے بزم عشرت باغ کی بارہ دری مین آراستہ ہوئی نازنینان زہرہ خصال و مہ جبینان یوسف جمال بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبروے حمزۂ صاحبقران ناچنے اور گانے لگین ازانجملہ ایک خوبرو خوش گلو مع سازندون کے بزم عیش مین آئی اور روبروے حمزۂ صاحبقران بصد ناز و ادا یہ غزل دل فریفتہ کرنے والی عاشقانہ دردآمیز گانا شروع کی

غزل

ہجر مین خنجر ملال عید قربان ہوگیا

جس سبب سے پیدا مرے مرنیکا سامان ہوگیا
پاے قاتل سے نہ اٹھا سر سگ وحشی کیطرح
شیر کا قطرہ مرے سینے مین پیکان ہوگیا
لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینۂ صد چاک سے
گوشۂ دامن مرا شہر خموشان ہوگیا
انگلیان اٹھتی ہین جسم زار پر شکل ہلال
حلقۂ زنجیر آغوش غزالان ہوگیا
گھر کیا دل مین حسینان جہان نے اسقدر
یہ وہ گھر ہے جب ہوا آباد ویران ہوگیا
قتل بھی ہوکر کیا دشمن کو [illegible]
چار آنکھین جب ہوئین مین خود پشیمان ہوگیا
اسقدر بوسے لیے سنگ در دلدار کے
پھر گیا جو دم دہن تک آکے پیکان ہوگیا

جب گیا سر جبین کو بے تری یار پڑا
سایۂ شمشیر مجکو بار احسان ہوگیا
تا فلک پہونچا ہی بڑھکر جوش سیل اشک
درد دل بھی آپ کر ملنے کا ارمان ہوگیا
سیکڑون کھاتا ہے قسمین اعتبار آتا نہین
جسقدر مین کم ہوا اتنا نمایان ہوگیا
ٹھنک رہا ہے اک جہان سوز دل بیتاب سے
رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہوگیا
اک بہار تازہ ہے رنگین ادائی یار کی
خون اپنا خلعت شمشیر عریان ہوگیا
دی کبھی تکلیف جو مرنے کبھی برسات نے
بدگمان آخر مری جانب سے وہ دربان ہوگیا
اب کہان تسلیم لطف صحبت جام سبو

ہر رگ خنجر تر شاخین غنچہ پیکان ہوگیا
آشناے لذت زخم جگر طفلی سے ہون
کم ہی رونے پر یہ قطرہ ایک طوفان ہوگیا
سو رہا ہے مرگ کی نیند مین ہر اک طفل اشک
وعدۂ محبوب بھی زاہد کا ایمان ہوگیا
پرورش کرتا ہے میری آہ کس کس پیار سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہوگیا
التفات عشق سے دل کی خرابی ہی بہی
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہوگیا
اعتبار ظلم کھویا انتہاے صبر نے
مین چراغ تربت گور غریبان ہوگیا
انتظار یار مین امید نے مارا مجھے
چند دن احسان دور عمر دشمان ہوگیا

جب یہ غزل اس نازنین نے بہ لحن داؤدی بصد ناز و ادا روبروے ارباب بزم گائی جملہ سرداران ذیوقار نہایت شاد و مسرور ہوے خصوصا حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوے اور اس نازنین مہ جبین کو انعام وافر دلوایا جسوقت وہ نازنین انعام لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک خورشید لقا بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل عیش و عشرت

میں حاضر ہوئی اور بعد رقص کے یہ غزل درد آلود گانا شروع کی غزل خون رلائیگا مجھے مہندی لگانا یار کا

رنگ لائیگا مقرر رنگ لانا یار کا
منع میں نظارۂ دلدار کی فرصت کہاں
ہے فلک میرا نشانہ میں نشانہ یار کا
مرگ کا باعث ہے یاد بیحجابی بعد وصل
عمر بھر ابی ہے مجھے سے ناز اٹھانا یار کا
اشک یاقوت رشک درد عنبر ہوگئے
مرکے بھی مجھسے نہ چھوٹا آستانہ یار کا
خوب رویا قبر میں جسدم چلے منکر نکیر
دیکھکر وزدیدہ مجھکو مسکرانا یار کا
حرف رخصت ہوگیا شہپر بے پرواز روح
یاد ہستی رہتی ہے بزلف یار ستانا یار کا

سر بکف دوڑا خوشی سے رسم استقبال کو
اب تو یکساں ہے مجھے آنا نہ آنا یار کا
ٹھنڈی سانسوں ہمکنار سرد مہری ہوسکے
قتل کرنا ہر حیا سے سر جھکانا یار کا
حشر تک خوابیدگان خاک کا اٹھنا محال
اک طلسم تازہ ہے مسی لگانا یار کا
گو بظاہر میری نظروں سے پنہاں ہوگیا
یاد آیا مجھکو تنہا چھوڑ جانا یار کا
چین ٹوٹا ہے دیکھکر آشفتہ خاطر ور ہی
مرگ کا آنا ہوا پہلو سے جانا یار کا

ہائے جبین نے ستانقش میں آنا یار کا
ناوک مژگان پرو بسمل کش ہو نہیں حزین
کم بہانے سے نہیں آکسو بہانا یار کا
ای غم تکلیف دوری ناتوان ایسا نہ کر
سو رہے میں چین سے سنکر فسانہ یار کا
خاک میری دشت غربت میں اڑا لائی صبا
خاطر ناشاد سے مشکل ہوجانا یار کا
مدعی کو ہوئی خبر میں بزم عشرت میں ہوا
سرچڑھا ہی کسقدر زلفون کو شانہ یار کا
ایک تو محروم ہو تسلیم ورنہ مدد و شب

جب یہ غزل اُس نازنین نے گاکے تمام کی اہل بزم غزل سنکے کیفیت مسرور ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور اس نازنین کو بھی انعام کثیر دلوادیا چونکہ سبز باغ اور آراستگی بزم کو زمانہ دوپہر کا گذرا بموجب کہنے نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران نے سب سرداروں اور خواجہ عمرو سے فرمایا کہ تم لشکر میں جاؤ عمرو اور سرداران ذیوقار چلے گئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے نازنینان خوبرو اور خوش گلو کو بھی انعام کثیر دے دے کر رخصت کیا جب فقط حمزۂ صاحبقران اور مقبل باغ میں رہ گئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اسوقت بوجہ گرمی کے دل یہ چاہتا ہی کہ آب سرد سے نہاؤں مقبل نے عرض کیا کہ اسی باغ کی نہر میں نہائیے حمزۂ صاحبقران بموجب کہنے مقبل کے نہر کے کنارے پر تشریف لائے اور وضو کرکے نماز ظہرین پڑھی بعد پڑھنے نماز ظہرین کے قریب غروب آفتاب لباس اُتارکے نہر میں اُترے اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ نہاؤ مقبل وفادار بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کپڑے اُتارکے نہر میں آیا حمزۂ صاحبقران نے پانی کا چھینٹا منہ پر مقبل کے مارا مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ دیکھیے حضور ہر مجھسے بھی گستاخی ہوگی ناگوار طبیع حضور نہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای مقبل وفادار ہمکو ہرگز ناگوار نہوگا تم بھی ہمارے چہرے پر چھینٹا پانی کا مارو غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار باہم نہر میں نہانے لگے کبھی پیرتے تھے کبھی دست و پا ملتے تھے کبھی غوطے لگاتے تھے کبھی نہر میں کھڑے ہوکر تا شب گلہاے رنگا رنگ سیر کرتے تھے چونکہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان نے اپنی کنیزوں سے سنا تھا کہ آج باغ مراد میں حمزۂ صاحبقران برائے سیر آئے ہیں اسوجہ سے ملکہ مہرنگار کو حمزۂ صاحبقران کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا آخر قریب غروب آفتاب بہمراہی زہرہ مصری شاہزادی معروفانہ چتر دادا درایوان سے بام بارہ دری پر آئی اور سیر باغ کرنے لگی ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے آب نہر میں کہ مثل آئینہ کے صاف تھا ایک معشوق رنگین لباس کو سر سے پاتک مطابق ان اشعار کے دیکھا اشعار

ادہان معروف نقطہ بیچ دانی	بعد ابیضئے میں جوش نوجوانی	سراپا اشتیاق برق شعلہ طور	وہ کلاہ حسن ہے پیچھی اسپ مغرور

قدموزون سراپا نور مین غرق ٭ برنگ صبح ہو جیسے برق
بوقت رفتار گرتا ہر قدم پہ ٭ بجاے سایہ رنگ روی عرش
غضب ہو جاے پھر آنا دم کا ٭ اثر ہے زلف مین تار نظر کا
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو ٭ کہے لی ساجد ہین جنبش و فر کو
دم جنبش ادا اس فتنہ گر کی ٭ صبا کرتا ہو پھر زخم جگر کی
نگاہ مست پھرتی ہر جدہر کو ٭ غشی آتی ہر مایوس نظر کو
کنار بام وہ رخسار پر نور ٭ نظر آتے تے جیسے شعلۂ طور
دہن گرداب صہبای معانی ٭ زبان موج شراب [illegible]
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب ٭ برنگ آب گوہر خشک و سیراب
ہر اک شانہ سیہ رنگ دستۂ گل ٭ زیارت گاہ صبح عید بلبل
نزاکت سے عجب عالم کمر کا ٭ گمان سلک رگ تار نظر کا
ہر اک زانو طرب انگیز عشاق ٭ بنا ہر جفت خوبی مین گو طاق
بہار حسن ہر جوش صفا سے ٭ عیان رنگ حنا ہر پشت پا سے

عیان ہر عضو سے شان قیامت ٭ سراپا جان و ایمان قیامت
وہ کافر زلف یا دود جگر ہی ٭ دل زاہد سے بھی تاریک تر ہی
وہ پیشانی کہ جیسے کلید عشاق ٭ درخشان کوکب اقبال عشاق
ہر اک ابرو ہی تیغ خوش نظارہ ٭ سراپا جوہر موج اشارہ
خمار آلودگی آنکھون سے پیدا ٭ نظر سے کیفیت مستانہ ہو پیدا
وہ مژگان وقت آرائش کبھی کم ٭ دل آئینہ مین مانند جوہر
یہی کہتا ہی ہر مشتاق مضطر ٭ سوا نیزے پہ ہے خورشید محشر
تبسم سے نکلے ہر لب سے پیدا ٭ تقاضا شوخی طبع جوان کا
صفت گردن کی گردن ہی ہماری ٭ رہی جانے لگا کے جو گلے سے
عیان سینے سے آغاز جوانی ٭ ہو پستان کی خمار جوانی
کسی صورت نظر آئی نہین جنان ٭ نظر ہر خلق پہ سینہ کمر بات
نمایان پانچے سے ساق پر نور ٭ تہ فانوس جیسے شمع کا نور

جب حمزۂ صاحبقران نے آب نہر مین سراپای دلربا کو دیکھا بیتاب و بیقرار اور متحیر ہو کر پیچھے جہرکے بالاے بام ملکۂ مہرنگار کے روے زیبا پہ نظر کی اور ملکۂ مہرنگار نے بھی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اسوقت مطابق ان اشعار کے حال لکھا اشعار ٭ کہین در پردہ عرض دل کی رہین ٭ مین باہم لگے دونون نگاہین ٭ رہے کچھ دیر مثل تو خریدار ٭ نیاز و ناز باہم گرم بازار ٭ راوی کہتا ہے کہ ملکۂ مہرنگار نے ترنج خوشبو جو اسوقت ہاتھ مین تھا حمزۂ صاحبقران کے پہلو پہ اسطرح مارا گویا دل حمزۂ صاحبقران کو نشانۂ تیر نظر کیا اسوقت امیر بانوقیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران نے شعر ٭ حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام ٭ کیے سب نذر ایماے دل آرام ٭ آخر حمزۂ صاحبقران زخمی تیر عشق ہو کر اور آہ سرد جگر پر درد سے کرکے نہر مین بیہوش ہوے گرنے لگے مقبل نے حمزۂ صاحبقران کو گود اٹھا بمشکل تمام نہر سے نکالا اور پھر مقبل تدبیرین ہوش مین لانے کی کرنے لگا ادہر تو حمزۂ صاحبقران کو غش آیا ادھر ملکۂ مہرنگار نے ترنج خوشبو مار کے یہ شعر پڑھا شعر ادا سے صورت ابرو کھنچے پھر ٭ طبیعت کی طرح جیسے ہٹ گئی پھر ٭ لیکن تیغ عشق حمزۂ صاحبقران سے مجروح ہوئی اور بیہوش ہو کے گرنے لگی زہرۂ مصری اور فتانہ ملکۂ مہرنگار کو سنبھال سکے بام بارہ دری سے ایوان مین لے گئین اور مسہری پر لٹا کر فتانہ نے لخلخہ سنگھایا زہرۂ مصری نے اور تدبیرین ہوش مین لانے کی کین ادھر ملکۂ مہرنگار کو ہوش آیا آنکھین کھول کر جو دیکھا تو اپنے تئین مسہری پہ پایا ادھر حمزۂ صاحبقران کو بمشکل غش سے افاقہ ہوا آنکھین وا کرکے جو سوے بام دیکھا ملکہ کو نہ پایا ہجر جانان سے دل پہلو مین مثل سیماب تڑپنے لگا آنکھین صدمۂ درد فرقت سے پرنم ہوئین اسوقت زمین پہ مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے مقبل نے گھبرا کر بہ گریہ و زاری پوچھا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ کا مزاج کیسا ہے حمزۂ صاحبقران نے آہ سرد جگر پر درد سے کھینچکر فرمایا کہ ای مقبل ہمارا حال اچھا نہین ہے مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ اب حضور لشکر مین جسطرح ممکن ہو تشریف لے چلین یہان حضور کا رہنا اچھا نہین اب آفتاب غروب ہو چکا ہے مزاج کا آپکے یہ حال ہے یہان سواے اس خادم کے اور

کوئی نہیں ہے اسوجہ سے مکرر عرض کرتا ہون کہ حضور یہان سے اب اپنے لشکر مین تشریف لے چلین یہ گفتگو مقبل وفادار کی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سُنکے ہرچند کہ اُٹھے اُٹھنے کو تمناے دیدار ملکہ مہرنگار مین دل نہ چاہتا تھا لیکن مقبل وفادار کے کہنے سے اُٹھے اشعار

غبار آسا اُٹھے فرش زمین سے
بتے پہلو سے کوے نازنین سے
مگر حیران کہ یہ سامان کب تھا
یہ کس برق بلا کا سامنا تھا
یہ کس بیرحم قاتل سے لڑی آنکھ
یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ
ہوا یہ کون غائب رو برو سے
کیا کس نے پشیمان آرزو سے
متاع صبر و طاقت لے گیا کون
یہ داغ نامرادی دے گیا کون

غرض حمزہ صاحبقران مضطر و پریشان تا دربار آئے مقبل وفادار نے حمزہ صاحبقران کو مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار کیا اور خود ہمراہ رکاب ہوا گھوڑا حمزہ صاحبقران نے بڑھایا اور جانب لشکر چلے لیکن جسوقت ملکہ مہرنگار کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے اشعار

اٹھایا سر لفغان بیصدا سے
زبان ہوسی سکوت مدعا نے
ہوئی قفل دہن رسم خموشی
حیا کرنے لگی نشتر فروشی
جگہ کرنے لگی کاوش جگر مین
لگی پڑھنے تراوش چشم تر مین
نہ ابرو مین وہ سامان اشارہ
نہ آنکھون مین وہ آشوب نظارہ
نہ وہ لب آشنائے سخن سے
نہ وہ حرف سخن پیدا دہن سے
نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ چتون کا
نہ وہ عالم مزاج دلبری کا

جسوقت دایہ اور انیسون نے ملکہ مہرنگار کی یہ کیفیت دیکھی بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلائین لینے اس طرح پوچھا کہ اے ملکہ عالم سچ کہو تمکو ہمارے سر کی قسم اشعار

تردد کس لیے دن رات کا ہے
ابھی سے غم تمہین کس بات کا ہے
ہجوم ضبط دلگیر کیون ہے
خموشی صورت تصویر کیون ہے
یہ کاہش ہے دل غمناک مین کیون
ملائی ہے جوانی خاک مین کیون
یہ پہلے نالہ شبگیر کب تھا
زبان پر شکوہ تقدیر کب تھا
جگر کو آہ کی رخصت کہان تھی
نظر ہم صحبت حسرت کہان تھی
پر ارمان تھا دل ناشاد کس دن
بڑھی تھی ہمت فریاد کس دن

ملکہ مہرنگار نے یہ تقریر دایہ وغیرہ کی سُنکے کہا کہ مین آجکل اپنے والد کو اپنے حال پر مہربان نہین پاتی ہون اسی وجہ سے میری یہ کیفیت ہے دایہ نے عرض کیا قربان جاؤن جو امر واقعی ہو بیان کرو مجھسے پوشیدہ نہ کرو ملکہ نے کہا اے مادر مہربان جو اصل حال تھا وہ مین نے کہدیا اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو میرے پاس سے جاؤ دایہ یہ تقریر سُنکے چلی گئی اور اپنی بیٹی فتانہ کو ملکہ مہرنگار کے پاس چھوڑ گئی بعد جانے دایہ کے ملکہ نے اور شاہزادیون سے بھی یہی کہا کہ تم بھی اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ تمہارے بیٹھنے اور باتین کرنے سے میری طبیعت پریشان ہوتی ہے جسوقت یہ گفتگو شاہزادیون نے سُنی اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگین کہ اسوقت ملکہ کا مزاج کسی وجہ سے برہم ہے بہتر ہے کہ ہم یہان نہ بیٹھین یہ خیال کرکے وہ شاہزادیان اپنے اپنے خوابگاہ پر گئین اور لیٹین لیکن زہرہ مصری اور فتانہ کہ یہ دونون رازدان تھین خدمت ملکہ مہرنگار مین حاضر رہین اسوقت ملکہ مہرنگار اپنے دل مین تصور خیالی حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر اس طرح حسب حال درد دل ظاہر کرتی تھی اشعار

کبھی حال دل پر داغ کہتی
کبھی افسانہاے داغ کہتی
کبھی کہتی کہ اے دلدار جانی
عروج نشہ جوش جوانی
شکیبا کر دل مین تیری آرزو ہو
تصدق اس گلی کے جس مین تو ہو
کبھی کرتی بیان سوز دروں کا
کبھی شکوہ دل لبریز خون کا
کہ فرقت سے تری مین خستہ جان ہون
صدا خندہ زخم نہان ہون

لگی ہو آگ ہر داغ جگر میں　　زبان مانند شعلہ ہر دہن میں
سدا آنچل ہو منہ پر دود دل کا　　مرا چہرہ ہے چہرہ منفعل کا
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے　　فلک کا ہے کو ہے دود جگر ہے
وہ ہوں بیدار مثل چشم کوکب　　مری ہر آنکھ ہے پیمانۂ شب
یہاں تک ناتوانی زور پر ہے　　کہ بار آسمان تار نظر ہے
خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہے　　نفس ہر دہن تار رفو ہے
نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار　　میں ہوں مانند چشم یار بیمار
یہ آنکھیں یا بہار بوستان ہین　　بہ رنگ چشم بلبل گل فشان ہین
بھرا ہر آنکھ میں جوش بلا ہے　　شب غم تو نیا ہے چشم وا ہے
ذرا فرقت میں دیکھو ای دل آنکھیں　　عوض طالع کے ہین بیدار آنکھیں
جگر سے لب تک آتا آہ غم کا　　سفر ہے منزل طلب عدم کا

غرض اسی طرح کی تقریر ملکہ مہر نگار تصویر خیالی حمزۂ صاحبقران سے اپنے دل مین کرتی تھی کبھی بے اختیار آنسو بہاتی تھی زہرۂ مصری اور فتانہ سمجھاتی تھین کہ ای ملکۂ عالم ہرچند کہ دوری حمزۂ صاحبقران حضور کو شاق ہے لیکن اسقدر عشق حمزۂ صاحبقران مین اشکباری اور گریہ وزاری نہ کیجئے دل مضطر کو امید وصل حمزۂ صاحبقران سے تسلی دیجیے ایک ہی روز مین حضور کا یہ حال ہوا ہے کہ چہرہ متغیر ہو گیا ہے آنکھین نرگسی کثرت اشکباری سے سرخ ہو گئین ہین خدا نہ کرے حضور کے دشمنون کا اس وقت بھی کاہے دیکھیے اسقدر صدمہ نہ کیجیے کہ اغیار حضور کے حال سے آگاہ ہو جائین اسے حضور کے دشمنون کو سودائی اور دیوانہ بتائین اور یہ خبر حضور کے والدین تک پہونچائین آفت تازہ سر پر لائین ذلیل اور رسوا کرین بس حضور بہتر اور مناسب یہ ہے کہ راز عشق کو سینے مین نہان رکھیے کثرت نالہ و بکا سے افشا نہ کیجیے ورنہ اسکا انجام اچھا نہین ہے اگر حضور ہم خیرخواہون کے کہنے پر عمل نہ کیجیے گا دیکھیے پچھتائیے گا ابھی تو حضور دیکھین کہ حمزۂ صاحبقران کو بھی آپ سے محبت ہے یا نہین ملکہ مہر نگار یہ تقریر فتانہ اور زہرۂ مصری کی سنکے کہتی تھی کہ مین ہرچند ضبط گریہ کرتی ہون لیکن بیتابی اور بیقراری دل سے ممکن نہین کہ ضبط آہ و بکا کر سکون راوی کہتا ہے کہ ملکہ مہر نگار دیر تک مضطر و بیقرار اور اشکبار رہے آخر اسی آہ و زاری مین نیند تو کیا آئی گویا غش آگیا فتانہ اور زہرۂ مصری تا دیر قریب ملکہ مہر نگار کے مسہری کے بیٹھی رہین آخر ملکہ مہر نگار کے پاس سے اٹھ کے اپنے اپنے بستر پر جا کر لیٹ رہین یہان تو ملکہ مہر نگار کو کثرت گریہ و زاری سے گویا غش آگیا ہے لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران بصد آہ و فغان جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے اور سردارون کو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران تشریف لائے ہین اُسوقت جملہ سردار برائے استقبال حمزۂ صاحبقران لشکر سے روانہ ہوے اور حمزۂ صاحبقران کا استقبال کر کے لشکر مین لائے لیکن حال حمزۂ صاحبقران کا دیکھکے متردد ہوے اور دست بستہ حال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے خلاصہ حال تو نہ بیان کیا لیکن فرمایا کہ مزاج میرا اسوقت اچھا نہین ہے یہ فرما کر اور مرکب سے اُتر کے داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے اور حال زار حمزۂ صاحبقران پر نظر کی اور گھبرا کے کیفیت مزاج دریافت کی لیکن حمزۂ صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت خواجہ عمرو مقبل وفادار کے پاس گئے اور پوچھنے لگے کہ آج حمزۂ صاحبقران کا مزاج کیون نادرست ہے اسکا کیا باعث ہے مقبل نے کہا مجکو معلوم نہین کہ کس وجہ سے مزاج نادرست ہے خواجہ عمرو نے کہا اے مقبل خدانخواستہ اگر حمزۂ صاحبقران کا حال متغیر ہوا تو مین تجھسے ہر طرح سے سمجھ لونگا کیونکہ تم باغ مراد مین حمزۂ صاحبقران ہمراہ تھے اسوقت تم حال ناسازی مزاج حمزۂ صاحبقران مجھسے نہین بیان کرتے خیر نہ بیان کرو جو امر واقعی

ہوگا وہ ظاہر ہی ہو جائیگا مجکو تو اسوقت چہرہ امیر باتوقیر دیکھے صاف ثابت ہوا ہے کہ حمزہ صاحبقران بائع مراد مین کسی گلرو پر عاشق ہوئے ہین اُسی کے عشق مین اسوقت بیتاب و بیقرار ہین مقبل نے پھر کہا کہ ای خواجہ عمرو مجکو اس امر سے بھی آگاہی نہین ہے واضح ہو کہ حال عشق حمزہ صاحبقران سے ابتک مقبل وفادار آگاہ نہین ہین کیونکہ جسوقت حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہرنگار کو دیکھا تھا اُسوقت مقبل نہر مین پیر رہا تھا اور رخ مقبل کا جانب بام بارہ دری نہ تھا جسوقت ملکہ مہرنگار حمزہ صاحبقران کے پہلو پر ترنج خوشبو دار مار کر ہٹ گئی تھی اور حمزہ صاحبقران کو غش آنے لگا تھا اُسوقت مقبل وفادار نے گھبرا کر نہر سے حمزہ صاحبقران کو باہر نکالا تھا الغرض خواجہ عمرو مقبل وفادار سے گفتگو کر کے پھر خدمت حمزہ صاحبقران مین گئے اور حال مزاج پوچھنے لگے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت ہمسے کچھ گفتگو نہ کرو ہمارے طبیعت بے لطف ہے سر مین درد ہے اب ہم لیٹتے ہین تم بھی یہان سے جاؤ خواجہ عمرو بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران کے پاس سے باہر بارگاہ کے چلے آئے لیکن حمزہ صاحبقران بعد جانے خواجہ عمرو کے خیال ملکۂ مہرنگار مین بستر خواب پر مثل بسمل تڑپنے لگے اور تصویر خیالی ملکۂ مہرنگار سے بصد اشکباری اس طرح کہنے لگے مطلع طپان قلب و جگر ہین کچھ اُٹھاؤ ناز دونون کے ✽ مسیحا ہو تمہین تو ای بت طنار دونون کے ✽ کبھی حمزہ صاحبقران بصد آہ و فغان تصویر خیالی ملکۂ مہرنگار سے مخاطب ہو کے یہ شعر پُر درد پڑھتے تھے شعر جو مدعا ہے اُسکو زبان سے مین کیا کہون ✽ تم پوچھ لو مرے دل خانہ خراب سے ✽ کبھی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اپنی بیکسی اور درد جگر سے مخاطب ہو کے یہ چند اشعار زبان پر جاری کرتے تھے اشعار ایسو گھبرا ہی بیکسی مین پھنسی قسمت سے

بیکسی کس سے کہون درد جگر آجکی رات　　روز سنتا ہون تقاضای اجل کی صفنے　　مجکو مرجانی دی ای درد جگر آجکی رات
نیند ہی آتی ہے مجکو نہ اجل آتی ہے　　تیرہ بختی سے ادھر ہون نہ ادھر آجکی رات　　کچھ اجل سے گلہ روز مصیبت کرون
اتنی فرصت دے مجھے درد جگر آجکی رات　　گاہ حمزہ صاحبقران سوئے فلک دیکھ کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر

الٰہی خیر ہوتا ہے درد پہلو مین ✽ ہے کس بلا مین دل بیقرار آجکی رات ✽ کبھی حمزہ صاحبقران خیال ملکۂ مہرنگار مین بستر خواب پر آہ و فغان کرتے تھے کیونکہ حمزہ صاحبقران عشق مین ملکۂ مہرنگار کے بیتاب و بیقرار اور اشکبار ہوتے کیونکہ بقول امیر اللہ تسلیم اشعار

محبت سے شب غم ہے سیہ پوش　　محبت سے دل لالہ لہو ہے　　محبت سے ہر روز عیش پر جوش
محبت سے گل تر ہے جگر چاک　　محبت سے دل بلبل ہے نمناک　　محبت سے پریشان موج بو ہے
محبت سے گل آدم مین ہے جوش　　محبت کیمیا ہے سر بسر ہے　　محبت سے ہین روح و تن ہم آغوش
محبت سے ہو لبریز فغان سے　　محبت سے نہین خالی کوئی شی　　محبت جلوہ پرداز نظر ہے
محبت سے نیاز و ناز دیکھا　　محبت ہے عجب دریا ہے پُر جوش　　محبت سے دلون مین ساز دیکھا
دم تیغ اجل ہے ساحل اسکا　　فنا ہے سہل کار مشکل اسکا　　کہ ہر قطرہ ہے طوفان سے ہم آغوش
قضا اس مین ادائے بندگی ہے　　　　بحسرت جان دینی زندگی ہے

القصہ حمزہ صاحبقران نصف شب سے زیادہ خیال ملکۂ مہرنگار مین بستر خواب پر تڑپا کیے آخر تاب فراق ملکۂ مہرنگار نہ لا کر بستر خواب سے اُٹھے اور مقبل وفادار کو پکارا مقبل وفادار فوراً حاضر خدمت ہوا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای مقبل اسوقت خواجہ عمرو تو یہان

نہیں ہیں مقبل نے عرض کیا کہ شاید بالا دوی کو گئے ہیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے مقبل اسوقت تم
میرے ساتھ لباس شب روی پہن کے باغ مراد مین چلو دیر نہ کرو ایسا نہو کہ خواجہ آجائین اور باغ مراد مین مجکو
اسوقت جانے نہ دین مقبل نے عرض کیا کہ حضور آپ مجکو اپنے ہمراہ وہان نہ لیجائین کیونکہ خواجہ عمرو نے مجھسے
کہدیا ہے کہ اگر حمزۂ صاحبقران خدانخواستہ کسی بلا مین مبتلا ہونگے یا اپنے تئین کسی صدمے مین ہلاک کرینگے
تو مین تجکو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل اگر تم اسوقت میرے ساتھ
نہ چلوگے تو مین تمکو ابھی قتل کرونگا مقبل نے جب یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنی خیال کیا کہ اے مقبل
خواجہ عمرو تو نہیں معلوم کب مجکو قتل کرے لیکن اسوقت اگر مین ہمراہ اسیر بالو قیر کے نہ جاؤنگا تو اسی وقت
حمزۂ صاحبقران مجکو قتل کر ڈالینگے یہ خیال کرکے مقبل نے لباس شب روی پہنا اور حمزۂ صاحبقران نے
بھی لباس شب روی زیب تن کیا اور ایک کمند لیکر مع مقبل بارگاہ سے نکلے اور جانب باغ مراد روانہ ہوئے
جب باغ مراد مین زیر دیوار ایوان پہونچے حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اے مقبل تم یہین
کھڑے رہو مین اس ایوان مین جاتا ہون یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے دیوار ایوان نوشیروان پر کمند
پھینکی اور بذریعہ کمند کے تاریکی شب مین دیوار ایوان نوشیروان پر گئے اور وہان سے برِ بام محل نوشیروان
پر گئے اُس جگہ سے حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سات چوکیان ہین یعنے واسطے حفاظت و نگہبانی کے علاوہ اور
نگہبانون کے سات شاہزادیان یعنی ملکۂ نگارین روم کی شاہزادی اور خورشید چینی چین کی شاہزادی
اور زہرا مصری مصر کی شاہزادی زہرہ جبین شہر شام کی شاہزادی ماہ مغربی ممالک مغرب کی شاہزادی
خورشید خاوری خاور کی شاہزادی شیرین مشرقی ممالک مشرق کی شاہزادی قریب قریب ملکۂ
مہرنگار کے ہین واضح ہو کہ یہ سب شاہزادیان خدمت ملکۂ مہرنگار مین روز و شب حاضر رہتی تھین اور
ہمراہ ملکۂ مہرنگار کے آٹھون سے پڑھتی تھین غرض حمزۂ صاحبقران بام محل سے براہ زینہ سے
نیچے اُترے اور بہ چالاکی اور ہوشیاری چوکیان طے کرکے ملکۂ مہرنگار کی مسہری کے قریب پہونچے اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے دیکھا کہ ملکۂ مہرنگار اس طرح سو رہی ہے کہ چہرۂ پرُ نور کھلا ہے زلفین عنبرین پریشان ہین
پیشانی نورانی پہ افشان چنی ہوئی ہے سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین ہے آنسو رخسارون پر آنکھون سے بہکے
جو خشک ہوگئے ہین بوجہ شرکت سرمہ کے نظر آتے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ مقرر ملکہ بھی
مجھپر مائل ہوئی ہے جس طرح مین عاشق ہو کر اشکبار ہوا اُسی طرح یہ ملکہ بھی مجھپر مائل ہوئی آج کی شب روئی ہے یہ
خیال کرکے بیتابی دل سے حمزۂ صاحبقران نے چاہا کہ ملکہ سے لپٹ جاؤن اور بوسے لب و رخسار کے لون
اور ہم آغوشی سے اپنے دل بیقرار کو تسکین دون لیکن خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار غافل سو رہی ہے میرے لپٹنے
سے یقیناً ڈر جائیگی عجب نہیں کہ مجھ سے ناراض ہو پس اے حمزہ معشوق کا رنجیدہ کرنا اور بخواب راحت سے
بیدار کرنا عاشق کو بہتر اور مناسب نہین ہے عاشق ہمیشہ معشوق کی خوشی کا جویان اور خواہان رہتا ہے اور
کبھی اپنے معشوق کو تکلیف اور اذیت نہین دیتا ہے اور ناراض اپنے معشوق کو نہین کرتا ہے پس تم تو عاشق ہو
تمکو بھی لازم ہے کہ ملکۂ مہرنگار کو خواب سے بیدار نہ کرو اور اپنے دل مضطر کو سمجھا لو یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران
نے یہ چند اشعار ستون ایوان پر اسواسطے لکھے کہ ملکۂ مہرنگار جب ان اشعار کو ہنگام صبح بیدار ہو کے پڑھیگی
تو سمجھ جائیگی کہ میرا شیفتہ اور فریفتہ حمزہ میرے دیکھنے کو بیتاب و بیقرار ہو کر یہان آیا تھا اور اپنے یہان آنے سے

یہ اشعار لکھکر مجکو اطلاع دے گیا ہے اور درد دل اپنا مجھے اس پردے مین ظاہر کر گیا ہے اشعار زندہ ہو جاے عاشق بردم

ابھی آواز گر سنا دی شوخ	آرزوے وصال پوری کر	میری دلکی لگی بجھا اے شوخ	کس گنہ پر ستاے ہے جو ملی
کون سی مین نے کی خطا اے شوخ	میرے دلمین نہ پھر ہو کیونکر درد	جب تو پہلو سے اٹھ گیا اے شوخ	نہین دنیا مین جز وصال کوئی
مرض عشق کی دوا اے شوخ	دیکھون انجام عشق کیا ہووے	باوفا مین تو بیوفا اے شوخ	حمزۂ صاحبقران ہے اشعار

ستون محل پر جھاڑ اور کنول وغیرہ کی روشنی مین لکھکر عنقریب ملکۂ مہرنگار کے آے اور یہ مطلع ملکۂ مہرنگار
سے مخاطب ہوکے آہستہ زبان پر لاے مطلع نہین کتا ہ مین احوال فرقت سر بسر سن لو ٭ کون کچھ حال
درد دل جو اے رشک قمر سن لو ٭ ابھی حمزۂ صاحبقران مطلع پڑھکر ملکۂ مہرنگار سے اپنا حال درد دل ظاہر
کر رہے تھے یکایک صداے حمزۂ صاحبقران سے ملکۂ مہرنگار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ میری بالین پر ایک
شخص سیاہ لباس پہنے ہوے کھڑا ہے چونکہ ملکۂ مہرنگار خواب راحت سے دفعتہً بیدار ہوئی تھی ہرچند کہ دوشنہ
تھی لیکن حمزۂ صاحبقران کو نہ پہچانا اور ڈر کے چلانے لگی کہ اے فتانہ جلد آ کہ چور آیا ہے میرے پاس کھڑا ہے
جسوقت ملکۂ مہرنگار ڈر کے چیخنے لگی اور فتانہ کو بلانے لگی اسوقت فتانہ اور ملکۂ زہرہ مصری اور
ملکۂ خورشید خاوری و جملہ شاہزادیان اور تمام عورتین جو قریب ملکۂ مہرنگار تھین صداے ملکۂ مہرنگار
سنکے بیتاب و بیقرار ہوکے دوڑین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس بڑا
غضب ہو گیا عورتین بیدار ہو گئین ملکہ نے مجکو نہ پہچانا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے جب تمام خواتین
قریب ملکۂ مہرنگار آئین حمزۂ صاحبقران ایک ستون محل پر جلد تر چڑھ گئے اتنی دیر مین جملہ شاہزادیان
اور فتانہ و دیگر نسوان بھی پاس ملکۂ مہرنگار کے آئین اور عرض کرنے لگین کہ اے ملکۂ عالم خیر تو ہے مزاج
کیسا ہے باعث چلانے اور ڈرنے کا کیا ہے کیا کوئی خواب پریشان حضور نے دیکھا ہے ملکۂ مہرنگار نے سب سے
فرمایا کہ مین نے خواب پریشان تو نہین دیکھا لیکن ابھی جو میری آنکھ کھلی تو مین نے اپنے سرھانے ایک شخص کو دیکھا
کہ وہ کھڑا ہوا تھا اسی شخص کو مین دیکھ کے ڈر گئی اور چلائی خواتین نے عرض کیا کہ حضور نے اُس شخص کو کسطرف
جاتے دیکھا ملکۂ مہرنگار نے فرمایا کہ وہ شخص میرے سامنے اس ستون پر چڑھ گیا ہے جسوقت
یہ حال خواتین نے سنا ستون کو بغور دیکھا چونکہ اسوقت روشنی کثرت سے تھی جملہ خواتین نے حمزۂ صاحبقران کو
ستون محل پر دیکھ کے اسقدر جو شور و غل کیا کہ نوشیروان خواب سے بیدار ہوا اور گھبرا کر کنیزون اور خواجون
وغیرہ سے پوچھنے لگا کہ یہ شور و غل کیسا ہے جلد دریافت کرو کنیزین اور خواجین جلد تر گئین اور ملکۂ زہرہ مصری
اور فتانہ سے دریافت کرکے بعجلت تمام خدمت نوشیروان مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگین کہ حضور ہم کنیزون
نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان حضور مین چور آیا ہے اور ابھی تک ستون محل پر ہے اسی وجہ سے خواتین
شور و غل کر رہی ہین نوشیروان نے یہ حال سنکے حکم دیا کہ جلد تر محل مین خواتین پردہ کرین اور جا بجا ہٹ
جائین جسوقت ایوان مین پردہ ہو چکا فی الفور نوشیروان نے قارن دیوبند کو محل مین بلایا اور فرمایا
کہ اے قارن ہمارے ایوان مین دزد آیا ہے اور اب تک ستون پر ہے پس تو جا کر اُس دزد کو گرفتار کر خبردار
وہ دزد بھاگ کے جانے نہ پاے اگر زندہ گرفتار نہ ہو سکے تو اوسکو قتل کر تا کیونکہ اُس دزد نے ایسی جسارت
اور دلیری کی ہے کہ ما بدولت کے محل مین بے خوف و خطر براے دزدی زر و مال آیا ہے قارن دیوبند بموجب
حکم نوشیروان جانب ستون چلا ادھر نوشیروان نے حکم دیا کہ مردان لشکر محل کے گرد رہین جس طرف

سے وزد بھاگ جانے کا ارادہ کرے اُسکو بھاگنے نہ دین اور اگر وزد محل سے کود ے تو اسکو قتل کرین یا گرفتار کرین
چنانچہ بموجب حکم نوشیروان مردمان فوج اور سرداران لشکر نے بہ کثرت روشنی کرکے اور تین طرف سے ایوان شاہی
کو گھیر لیا جانب باغ خرابوادس اضطراب مین کوئی سردار نہ گیا غرض جب قارن دیوبند بر اسے گرفتاری وزد چلا
اور حمزہ صاحبقران نے سنا کہ قارن دیوبند میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اُسوقت حمزہ صاحبقران بخیال
حفظ غزت و آبرو ستون سے بام پر آ گئے اور وہان سے اُس دیوار پر آئے کہ جس دیوار کے نیچے مقبل
کھڑا تھا اور کمند اُسی دیوار پہ تھی ورنہ قارن دیوبند کی کیا حقیقت تھی کہ حمزہ صاحبقران اُس سے
بھاگتے غرض حمزہ صاحبقران دیوار پر پہونچے ہی تھے کہ ناگاہ قارن دیوبند نے آکر اور تلوار کھینچکر حمزہ صاحبقران
کے سر پر لگائی اُسی عالم اضطراب مین حمزہ صاحبقران نے پاؤن اپنا کمند پہ رکھا اور قصد باغ مین اترنے
کا کیا یکایک نوک شمشیر سر امیر با توقیر پہ پڑی سر زخمی ہوا اور پاؤن اُسی حالت اضطراب و پیچ اُسی مین کمند پہ
تھا حمزہ صاحبقران دیوار سے باغ مین گرنے لگے چونکہ مقبل زیر دیوار کھڑا تھا حمزہ صاحبقران کو گرتے
ہوئے دیکھکر گھبرایا اور دونون ہاتھ اپنے پھیلا کر حمزہ صاحبقران کو روک لیا اور ہاتھون سے چھوڑ کے
آہستہ عرض کرنے لگا کہ اے حمزہ صاحبقران خیر تو ہے آپ کہان گئے تھے اور زخمی کیونکر ہوئے اور اسقدر
مضطر کیون ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل یہ وقت حال بیان کرنے کا نہین ہے جلد یہان سے
چلو توقف نہ کرو یہ کہکے ہمراہ مقبل وفادار کے باغ سے نکلے ادھر قارن دیوبند نے آواز بلند نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور مین نے وزد کو زخمی کیا ہے لیکن وزد دیوار باغ سے گر پڑا ہے اب مع اپنے ہمراہی کے باغ
سے نکل کے جاتا ہے جسوقت یہ عرض قارن دیوبند کی نوشیروان نے سُنی فورًا محل سے برآمد ہو کر
گھوڑے پر سوار ہوا اور سرداران لشکر اور کچھ سواران لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے مع قارن دیوبند بہ ای گرفتاری
وزد روانہ ہوا اتنی دیر مین حمزہ صاحبقران قریب اپنے لشکر کے پہونچ گئے تھے یکایک نوشیروان نے
دیکھا کہ دو سیاہ پوش جانب پل شادکام بصد عجلت چلے جاتے ہین نوشیروان نے اپنے سردارون اور اہل لشکر
سے فرمایا کہ یہی دونون بظاہر وزد ہین جلد گھوڑے دوڑا کر ان دونون چورون کو گرفتار کرلو بحکم نوشیروان
چند سردارون اور سوارون نے گھوڑے بڑھائے حمزہ صاحبقران نوشیروان کو آتے
دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اگر نوشیروان نے مجکو دیکھ لیا تو میری نہایت ذلت
اور رسوائی ہوگی یہ خیال کرکے اور ساحل دریا پہ ہو کے جلدتر اپنے تئین دریا مین گرا دیا مقبل بھی دریا مین آیا
اور حمزہ صاحبقران کے ہمراہ پیرتا ہوا چلا جسوقت نوشیروان و سرداران نوشیروان وغیرہ
کنارہ دریا پر آئے اس خیال سے ٹھہر گئے کہ پل شادکام پہ لشکر حمزہ صاحبقران کا اُترا ہوا ہے ہم
یہان سے اہل لشکر سے کہدین کہ ان دونون سیاہ پوشون کو گرفتار کرلو مردمان فوج سیاہ پوشون کو
گرفتار کرلینگے ہمارا بہنگام شب دریا مین گھوڑا ڈالنا اور تعاقب ان سیاہ پوشون کا کرنا بیکار ہے یہ خیال
کرکے بحکم نوشیروان سرداران نوشیروان نے مردمان لشکر حمزہ صاحبقران سے پکار کے کہا کہ اے مردمان
لشکر و سرداران حمزہ صاحبقران آگاہ ہو کہ اُسوقت تمہاری فرودگاہ لشکر کی طرف دو سیاہ پوش آتے ہین
لہذا حکم شہنشاہ کا ہے کہ ان کو جلد گرفتار کرلو حمزہ صاحبقران یہ حال دیکھ کے گھبرائے مگر بدرجہ مجبوری
دریا سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف چلے جسوقت یہ صدا سرداران نوشیروان کی سرداران حمزہ

صاحبقران نے سنتے ہی فی الفور سواروں اور لشکریوں کو اپنے ہمراہ لیکر برائے گرفتاری سیاہ پوشان جانب کنارۂ
دریا چند مشعلیں روشن کرکے چلے لیکن خواجہ عمرو یہ غلغلہ اور یہ ہنگامہ سنکے قبل سرداروں اور سواروں
کے جو روانہ ہوئے تھے سب سے پہلے کنارۂ دریا کے قریب پہونچے دیکھا کہ فی الحقیقت دو سیاہ پوش
چلے آتے ہیں خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ اے سیاہ پوشو اب کہاں بھاگ کے جاؤگے کہ میں تمہارے قریب
آپہونچا یہ نعرہ کرکے خواجہ جلدتر سیاہ پوشوں کے قریب آئے چونکہ تاریکی تھی خواجہ عمرو نے نہ پہچانا اور
ارادہ کمند مارنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے آہستہ سے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میں حمزۂ صاحبقران
ہوں اور میرے ہمراہ مقبل ہے خواجہ عمرو نے آواز حمزۂ صاحبقران پہچان کے ہاتھ اپنا روک لیا اور
قریب حمزۂ صاحبقران آکر عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ اسوقت کہاں گئے تھے اور کہاں سے
آتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک اپنے عاشق ہونے کا اور ملکہ مہرنگار کے
پاس جانے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے مقبل کی طرف دیکھکے کہا کہ ای مقبل دیکھو میں نے تجسے پہلے ہی کہا تھا
کہ آج حمزۂ صاحبقران باغ میں کسی گل پیرہن پر عاشق ہوئے ہیں اسی وجہ سے مجھ سے بھی حالت
بیقراری و بیتابی اور خیال معشوق خوبرو میں گفتگو نہیں کرتے ہیں مقبل نے کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے تھے
لیکن مجکو یہ حال نہ معلوم تھا اسوقت خلاصہ حال معلوم ہوا ہے القصہ جب خواجہ عمرو کو معلوم ہوگیا
کہ دونوں سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران اور مقبل ہیں فوراً حمزۂ صاحبقران اور مقبل کو اسی جگہ شہر اور لشکر
کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جملہ سرداروں اور سواروں سے کہا کہ اب تم کسکی تلاش میں جاتے
ہو وہ دونوں سیاہ پوش دریا سے نکل کے ایک طرف بھاگے میں انکے گرفتار کرنے کو انکے تعاقب میں دور
تک گیا آخر میرے ہاتھ سے اور ایک جانب دونوں سیاہ پوش نکل گئے اور ہمارے ہاتھ نہیں آئے سرداران
حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو سچ کہتے ہونگے سیاہ پوش بھاگ گئے ہونگے اب ہمارا انکے گرفتار
کرنے کو جانا محض بیکار ہے یہ خیال کرکے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بآواز بلند دوسرے کنارۂ
دریا سے کہا کہ اے سرداران شہنشاہ بحر و بر و فرمانروائے ہفت کشور تمکو معلوم ہو ہمنے ہرچند چاہا کہ سیاہ پوشوں
کو گرفتار کریں لیکن وہ سیاہ پوش اسقدر جلد بھاگے کہ ہمارے ہاتھ نہ آئے اب ہم بمجبوری اپنے لشکر کی جانب جاتے
ہیں یہ کہکے سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر کی طرف چلے اور اپنے خیام میں آکر بیٹھے اور ادھر سرداران
نوشیروان وغیرہ حال سیاہ پوشوں کے بھاگ جانے کا سنکے ہمراہ رکاب نوشیروان کنارۂ دریا سے چلے اثنای راہ
میں نوشیروان نے سرداروں سے فرمایا کہ افسوس یہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے گرفتار نہوئے اگرچہ
دونوں سیاہ پوش گرفتار ہو جاتے تو میں انکو ایسی بری طرح سے قتل کراتا کہ انکے حال پر مرغان ہوا
اور ماہیان دریا افسوس کرتیں اور میں انکو ہلاک کرا کے خوش ہوتا شہر میں ہر ایک دزد کو بھی آگاہی ہو جاتی اور
ہر ایک دزد یہ خیال کرتا کہ ایوان شاہی میں واسطے چوری کرنے کو جو جائیگا وہ اسی طرح قتل کیا جائیگا سب
چور ڈر جاتے اور پھر کوئی چور میرے محل میں آنے کا قصد نہ کرتا غرض نوشیروان اسی طرح کی باتیں کرتا
ہوا در ایوان پر آیا اور آخر شب داخل ایوان ہوا اور خواتین سے فرمایا کہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے
کوئی انمیں سے گرفتار نہوا ملکہ مہرنگار نے بھی سنا کہ سیاہ پوش بھاگ گیا گرفتار ہو کر نہیں آیا ادھر بعد جانے
نوشیروان اور سرداران حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عمرو خدمت حمزۂ صاحبقران میں حاضر ہوئے

اسوقت حمزۂ صاحبقران نے سجدۂ شکر خدا کیا اور فرمایا کہ پروردگار نے مجکو دشمنون سے بچایا اگر مین گرفتار ہوجاتا
تو بڑی قباحت ہوتی اور نہایت ذلت ہوتی اور نہین معلوم انجام کیا ہوتا بڑی خیر ہوئی کہ سوا تم دونون کے
اور کوئی اس راہ سے آگاہ نہین ہوا جب خواجہ عمرو نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنی عرض کیا کہ اے حمزۂ
صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ بختک آپ کا دشمن ہے ہنگام سحر جب یہ حال تمام و کمال سنیگا اور آپ دربار
نوشیروان جاوینگے اور وہ آپ کے زخم سر کو دیکھیگا یقین ہے کہ پہچان جائیگا اور نوشیروان سے کہیگا
کہ جو دزد شہنشاہ کے محل مین شب کو آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران تھے اگر نوشیروان پوچھیگا کہ تجکو کیون کر
معلوم ہوا کہ حمزہ میرے محل مین شب کو گئے تھے اسوقت بختک آپ کے سر کا زخم دکھائیگا اور کہیگا کہ اس
زخم کی وجہ سے مین نے پہچانا پھر قارن دیوبند کو بھی بلائیگا اور وہ بھی یہ کہیگا کہ بیشک یہ زخم میری تلوار کا ہے
اسوقت عجب نہین کہ نوشیروان آپ کے دشمنون کو قید یا قتل کرے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے
کہ آپ اسی وقت بلی شادگام سے بالفعل جانب بیشۂ فیض رسان مع کل لشکر کوچ کیجیے اور ایک لمحہ بھی
یہان توقف نہ فرمایئے کیونکہ مجکو یہ خوف ہے کہ ایسا نہو کہ نوشیروان حال آپ کے زخم سر کا سن لے اور
بختک آپ کی ایذا رسانی پر نوشیروان کو آمادہ کرے جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی حمزۂ صاحبقران
نے سنی خیال کیا کہ خواجہ سچ کہتے ہین یہان توقف کرنا ایک دم بھی لازم نہین ہے غرض یہ خیال کرکے
حمزۂ صاحبقران مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو اپنے لشکر مین آئے اور بعد لباس تبدیل کرنے کے
جملہ سردارون کو بلا کر فرمایا کہ مردمان لشکر کو حکم دو کہ اسی وقت یہان سے کوچ کرین اور طرف بیشۂ فیض رسان
کے روانہ ہون سرداران ذیوقار نے فوراً حکم حمزۂ صاحبقران سے اہل لشکر کو اطلاع دی اسی وقت
جملہ مردمان لشکر آمادۂ کوچ اور مستعد سفر ہوئے لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی خیام اور بارگاہون کے
اٹھائے لد گئے سوار اور پیدل چلنے پر تیار ہوئے جسوقت حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر
سوار ہوئے لشکر مین باجے بجے علم فوج جلوہ گر ہوئے سواری حمزۂ صاحبقران کی قبل صبح آگے بڑھی
سرداران شعور شعار اور دلیران لشکر نصرت اثر اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار ہمراہ رکاب حمزۂ
صاحبقران جانب بیشۂ فیض رسان چلے

داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا تلمیس کو واسطے خبر لانے امیر یا توقیر حمزۂ صاحبقران کے اور جانا ابوالخیر کا مرہم لے کر خدمت حمزۂ صاحبقران مین اور آنا امیر با توقیر کا دربار نوشیروان مین صحت پاکر مع اسد (دیوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا)

راویان خوش تقریر اس داستان بے نظیر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شاہ انجم سپاہ مثل سیاہ پوشون
کے نہان ہوا اور خسرو خاور مشرق کی طرف سے عیان ہوا نوشیروان محل سے برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اور
دربار مین جملہ سرداران و امرا حاضر ہوکر اور آداب و تسلیم بجا لاکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اور بختک
بدنہاد اور خواجہ بزرجمہر تشریف لائے اسوقت نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے
عم نامدار شب گذشتہ آخر شب کو ہمارے ایوان مین ایک سیاہ پوش جسارت کرکے آیا تھا خوابگین محل
نے اسکو دیکھکر ایسا شور و غل کیا تھا کہ مین خواب سے بیدار ہوا تھا ہر چند میرے حکم سے قارن دیوبند

اُس سیاہ پوش کو تلوار سے زخمی کیا لیکن وہ سیاہ پوش ایسا بہادر اور چالاک تھا کہ زخم شمشیر کھاکر محل سے نکل گیا ہر چند
مین نے کنارۂ دریا تک مع سرداروں اور سواروں کے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ سیاہ پوش اور اُسکا ہمراہی دریا
سے گذر کر پھر ایک سیاہ پوش غائب ہوگیا پس ای عم نامدار رات سے اسوقت تک مجکو یہی فکر ہے کہ نہین معلوم وہ
سیاہ پوش کون تھا جو میرے ایوان مین جسارت کرکے آیا تھا نوشیروان جب یہ تقریر کرکے خاموش
ہوا خواجہ بزرجمہر نے کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکایک بختک بے اختیار قہقہہ مارکر ہنسا خواجہ بزرجمہر
نے فرمایا ای بختک تو کیسا بیوقوف اور بے ادب وزیر ہے کہ دربار شہنشاہ گیتی ستان مین اسطرح بے محل
ہنستا ہے کچھ تجھے خیال عتاب شہنشاہ کا نہین ہے اب یہ تو بیان کر کہ سبب تیرے ہنسنے کا کیا تھا بختک نے کہا
کہ مین اسوقت یہ خیال کرکے ہنسا کہ جو مین سمجھے ہوئے تھا وہی ہوا اور جو کچھ آپ سمجھے ہوے ہون وہ
ضرور ہوگا خواجہ بزرجمہر نے پوچھا تو کیا سمجھے ہوے تھا جو ہوا اور اب کیا سمجھے ہوے ہے بیان کر بختک
نے کہا اسوقت میرے ہنسنے کی وجہ یہ تھی کہ قبل اسکے مین نے شہنشاہ سے عرض کیا تھا کہ حمزۂ
صاحبقران ایک روز ضرور محل مین قدم رکھینگے اور ملکۂ مہرنگار کو نظر بد سے دیکھینگے شہنشاہ عالیجاہ نے
مجھے فرمایا تھا کہ تو بیہودہ بکتا ہے حمزۂ میرا پسر خواندہ ہے وہ کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھیگا مین
گفتگو شہنشاہ کی سنکے چپ ہو رہا تھا پس جو مین نے عرض کیا تھا اسوقت اُسکا ظہور جو سمجھے ہوے تھا
ہوا کل دن کو حمزۂ صاحبقران شہنشاہ سے اجازت لیکر باغ مراد کی سیر کو گئے تھے مجکو یقین کامل ہے
کہ وہی شب کو بھی بغیر اجازت شہنشاہ عالیجاہ محل مین گئے ہونگے اور گل رخسار ملکۂ مہرنگار کی سیر اُنہون
نے بخوبی کی ہوگی خواتین محل بیدار ہوگئین ورنہ بڑا غضب ہوجاتا یعنی اہل محل سے نکل جاتا دولت اولاد شہنشاہ
ملک بارگاہ کو ایوان سے لیجاتے شہنشاہ کو ہجر دختر کا داغ دیجاتے اور اب مین یہ سمجھے ہوے ہون کہ اگر روز
حمزۂ صاحبقران قابو پاکر ملکۂ مہرنگار کو محل سے ضرور لیجاینگے خواجہ بزرجمہر گفتگو بختک کی سنکر فرمانے لگے
کہ ای بختک کیا بیہودہ اور واہیات باتین سر دربار اپنی زبان پر جاری کرتا ہے شہنشاہ کی توہین کرتا ہے چپ رہ
اور حمزۂ صاحبقران کی طرف ہرگز ایسا خیال نکر وہ کبھی محل سلطانی مین نہ گئے ہونگے خبردار اب بند کر
زبان پر نہ لانا اگر حمزۂ صاحبقران سنینگے تو تجکو سخت سزا دینگے اور شہنشاہ بھی تجھسے ناراض ہونگے بغیر دیکھے کسی کو
متہم کرنا نہ چاہیے اور ای بختک تجکو کیونکر معلوم ہوا اور یقین ہوا کہ وہ سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران تھے کوئی اس
دعوی پر دلیل بھی رکھتا ہے بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین اس دعوی پر دو دلیلین رکھتا ہون اول
یہ کہ کسی چور کی یہ مجال نہین کہ ایوان شاہی مین جسارت کرکے جائے اور باوجود زخم کھانیکے اور اس قدر
بند و بست کے محل سے نکل جائے اور ہاتھ نہ آئے یہ جوانمردی اور جسارت حمزۂ صاحبقران ہی پر
موقوف ہے پس سوائے انکے اور کوئی محل مین نہ گیا ہوگا دوسری دلیل یہ ہے کہ ابھی تک حمزۂ صاحبقران دربار
مین نہین آئے اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہے کہ بسبب زخم سر کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہونگے اور
درد زخم سر اور جدائی ملکۂ مہرنگار سے بیچین اور بے قرار ہونگے گرد اُنکے جملہ سردار بیٹھے ہونگے ہرچند
سمجھا رہے ہونگے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا ای بختک یہ جو تو نے دونون دلیلین بیان کین ان مین سے
کوئی دلیل ایسی نہین ہے کہ جس سے حمزۂ صاحبقران کا محل مین جانا ثبوت ہو بختک نے کہا کہ اگر مین آپ
کے نزدیک جھوٹا ہون تو آپ سے اور مجھسے یہ شرط ہوجائے کہ اگر آپ جیتینگے تو سر دربار مجکو پانچ سو جوتیان

لگانے لگا اور اگر آپ شرط ہار لیے گا تو اور تو میری مجال نہیں کہ کوسکون سوا اسکے کہ آپ مجکو پانچ ہزار روپیہ دینگے گا
جسوقت یہ تقریر بختک سنے کی خواجہ بزرجمہر نے فکر کی اور بعد فکر جانب نوشیروان دیکھا نوشیروان سے
فرمایا ای عم نامدار میرے نزدیک تو بختک جھوٹا ہے اگر آپ کے نزدیک بھی بختک جھوٹا ہو تو آپ
شرط یہ منظور کیون نہیں کرتے اسوقت خواجہ بزرجمہر فکر کرنے لگے کہ اگر یہ شرط منظور نہیں کرتا ہون تو جھوٹا
ٹھہرتا ہون اور اگر شرط کرتا ہون تو شرط کا لینا اور دینا بھی اچھا نہیں ہے آخر بعد فکر بسیار خواجہ بزرجمہر
نے بمجبوری بختک سے شرط کی جسوقت بزرجمہر اور بختک سے شرط ہو چکی اسوقت بختک نے
نوشیروان سے عرض کیا کہ اب شہنشاہ کسی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمائیں جسوقت
وہ یہان آئینگے اگر اُنکے سر پر نشان زخم تازہ ہوگا اور قارن دیوبند اپنی تلوار کا زخم پہچان لیگا تو مین
خواجہ بزرجمہر سے شرط جیت لونگا اور اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا نہوگا تو مین شرط
ہار جاؤنگا پانچ سو جوتیان سر دربار کھاؤنگا نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سُنکے فوراً تلبیس کو بلایا
جب وہ حاضر ہوا اور پایۂ تخت کو چوم چکا اور دعا و ثناے شاہی بجالا چکا اسوقت نوشیروان نے اُس سے
فرمایا کہ ای تلبیس جلد تر پل شادگام پر جا اور حمزۂ ہمارے پسر خواندہ کو بلا لا کہنا کہ شہنشاہ تمکو یاد فرماتے تھے
جلد چلو تلبیس بموجب حکم نوشیروان جلد تر پل شادگام کی طرف روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ حمزۂ
صاحبقران وہان نہین ہین بلکہ لشکر حمزۂ صاحبقران بھی وہان نہین ہے تلبیس حمزۂ صاحبقران کو وہان
نہ دیکھکر جلد تر خدمت نوشیروان مین حاضر ہوا اور دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگا کہ بیکو اشہنشاہ
دیو قاریل شادگام پر گیا تھا مگر وہان اس نمکخوار نے حمزۂ صاحبقران اور اُنکے لشکر کو نہین دیکھا نہین
معلوم کس طرف چلے گئے ہین جسوقت یہ خبر نوشیروان نے سُنی اب تو متردد ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ شاید بختک
سچ کہتا ہے حمزۂ ہی میرے محل مین گیا تھا اور اب زخم شمشیر سر پر کھاکر پیچھے ڈر کے کسی طرف چلا گیا ہے پس اب
اُنکی جستجو کے واسطے کس جانب سردارون کو روانہ کرون نوشیروان یہ خیال کرنے لگا لیکن جب بختک نے
تلبیس کی زبانی سُنا کہ حمزۂ صاحبقران پل شادگام سے کہین چلے گئے ہین یہ سُنکے نہایت خوش ہوا اور
روبرو نوشیروان اس طرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر ذرا ملاحظہ فرمائیں
کہ بختک وزیر حضور کا کیسا سراپا فہم و دانش ہے کہ مثل اسپار ہوے زمین پر نہین رکھتا ہے اگر اس زمانے مین
عقلاے طبقۂ یونان ہوتے تو وہ بھی مجھسے عقل و فہم مین زیادہ نہوتے حضور مین تو سمجھ چکا تھا کہ سواے حمزۂ
صاحبقران کے اور کسی کا یہ کام نہین کہ محل شاہی مین دلیرانہ جاے اور پھر محل سے نکل جاے اب بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو خواجہ عمر وغیرہ نہایت چالاک اور ہوشیار ہین اس وجہ سے کسی طرف
لیگئے ہین کہ زخم سر اچھا ہو جاے تاکہ حال محل مین جانے کا ظاہر نہو جسوقت بختک نے اپنی تقریر تمام
کی نوشیروان نے تو سُنکے کچھ نہ فرمایا لیکن خواجہ بزرجمہر نے تلبیس سے خبر چلے جانے حمزۂ صاحبقران
کی سُنکے اور نوشیروان کو متردد دیکھکے خیال کیا کہ نہین معلوم حمزۂ صاحبقران کیون چلے گئے اور اسطرح
گئے کہ شہنشاہ سے بھی رخصت نہوئے یہ خیال کرکے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک حمزۂ صاحبقران
کے چلے جانے سے تجکو خوش ہونا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ مین شرط جیت لونگا نہین معلوم کس وجہ
سے اور کس سبب سے حمزۂ صاحبقران کسی طرف چلے گئے ہین اب وہ جسوقت یہان آئینگے اسوقت

تمام حال معلوم ہو جائیگا اگر اُنکے سر پر نشان زخم شمشیر ہو گا تو مین پانچ ہزار روپیہ دونگا ورنہ مجکو سر دربار
پانچ سو جوتیان لگا دینگا خواجہ بزرجمہر یہ فرما کر دربار نوشیروان سے اُٹھے اور اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوے جب اپنے مکان مین پہونچے اور اسی وقت حمزۂ صاحبقران کی کیفیت دریافت کرنیکی نیت کرکے
قرعہ پھینکا اور شکلون کو دیکھکر زائچہ کھینچا اور بعد زائچہ کھینچنے کے خوض اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار زائچہ
سے یہ ثابت و آشکار ہوا کہ ہنگام شب حمزۂ صاحبقران ایوان شاہی مین قارن دیوبندی کی شمشیر سے زخمی
ہوے اور اپنے لشکر مین پہونچے وہان سے مع جملہ مردمان لشکر جانب بیشۂ فیض رسان روانہ ہوے اور اب
اُسی طرف چلے جاتے ہین خواجہ بزرجمہر نے یہ حالات زائچہ سے دریافت کر کے خیال کیا کہ اب ایسی کوئی تدبیر کرنا
چاہیئے کہ زخم شمشیر سر حمزۂ صاحبقران ایسا اچھا ہو جائے کہ نشان زخم بھی معلوم نہو اور جسوقت حمزۂ صاحبقران
دربار نوشیروان مین آئین بختک شرط ہار جائے اور سر دربار ذلیل ہو القصہ بزرجمہر نے یہ خیال کر کے
اُسی وقت چند ادویہ پسوا کر ایک مرہم بنا کر اور اپنے ملازم ابوالخیر کو وہ مرہم دے کر فرمایا کہ حمزۂ صاحبقران
جانب بیشۂ فیض رسان گئے ہین تم اس مرہم لیجا کر انھین دینا اور ہماری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس
مرہم کو زخم سر مین لگاؤ انشاء اللہ جلد تر ایسا زخم اچھا ہو جائیگا کہ نشان زخم بھی باقی نہ رہیگا جب
زخم سر اچھا ہو جاے تو دربار نوشیروان مین ضرور آنا کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط یہ ہوئی ہے وہ کہتا ہے
کہ حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا ہے اور ہم کہتے ہین کہ زخم نہین ہے اور نوشیروان کو بھی بختک
کے کہنے سے تردد ہے لہذا ہمنے یہ مرہم اسواسطے تمکو بھیجا ہے کہ تمہارا زخم سر اچھا ہو جائے اور بختک سردربار
ذلیل ہو اور جو اسکا مدعاے دل ہے وہ بر نہ آئے ابوالخیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سُنکے جانب بیشۂ فیض رسان
روانہ ہوا ابوالخیر تو مرہم لیکر جانب بیشۂ فیض رسان خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کس وقت
پہونچتا ہے اُسکو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال ملکۂ مہرنگار کا سُنیے کہ جب سیاہ پوش قارن
دیوبندی کی تلوار کا زخم سر پر کھا کر ایوان شاہی سے نکل گیا اور قارن دیوبند بھی محل سے چلا گیا
اُسوقت ملکۂ مہرنگار نے خیال کیا کہ سیاہ پوش نہین معلوم کون تھا کہ میرے سرہانے کھڑا تھا اگر
سیاہ پوش چور تھا تو زر و جواہر کی طرف توجہ کرتا اور مال و دولت لیکر محل سے چلا جاتا میرے سرہانے
کھڑا ہو کر میری دولت حسن پر نظر نہ کرتا غرض اسی طرح ملکۂ مہرنگار خیالات کیا کی جب صبح ہوئی یکایک
ملکۂ مہرنگار نے جانب ستون محل جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ ستون محل پر کچھ لکھا ہے چونکہ اُسوقت سواے فتانہ
اور ملکۂ زہرہ مصری کے اور کوئی شاہزادی اور کوئی کنیز گرد و پیش نہ تھی اسی وجہ سے ملکۂ مہرنگار بیقرار
ہو کے متصل ستون آکر کھڑی ہوئی اور اشعار جو ستون پر لکھے تھے اُنکو پڑھنے لگی جب تمام و کمال اشعار
پڑھ چکی بے اختیار اشکبار ہوئی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور یہ ستون پر کیا لکھا ہوا ہے
کہ جسے حضور پڑھکے بے قرار اور اشکبار ہین اور یہ کسنے لکھا ہے ملکۂ مہرنگار نے اور زیادہ رو کے
اور آہ سرد کر کے فرمایا کہ اے فتانہ اور زہرۂ مصری تم دونون میری رازدان ہو اس وجہ سے مین
بیان کرتی ہون ورنہ کبھی بیان نہ کرتی تمکو بھی لازم ہے کہ اس راز کو خبردار کسی سے بیان نہ کرنا
ورنہ مجکو تمسے بڑا ملال ہوگا اور میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض
کیا کہ حضور ارشاد تو فرمائین ہمکو نافہم و بے وقوف نہ سمجھین ہم کسی سے نہ بیان کرینگے اور کبھی ذکر اس راز کا

بھی زبان پر نہ لائینگے حضور ہمکو اپنا خیر خواہ اور جان نثار تصور کریں راز کے بیان کرنے مین خدا بھی تامل نفرمائیں جب یہ تقریر
زہرۂ مصری اور فتانہ کی ملکۂ مہرنگار نے سُنی رو کر فرمایا کہ ای فتانہ اوہ زہرہ مصری بڑا غضب ہوا مجکو اسوقت
عجیب صدمہ جانکاہ ہوا رات کو جو سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑا تھا اور جسکو مین نے چور تصور کرکے تم سبکو بیدار
اور ہوشیار کیا تھا وہ چور نہ تھا ہاے کیا کہون وہ کون تھے بھی ہمکو نام تو یاد نہین لیکن تم سمجھ جاؤ جنکو مین نے بام
بارہ دری سے دیکھا تھا جو مجکو دیکھکر عاشق ہوے تھے جنکو لب نہر غش آگیا تھا جنکے عشق مین مین بھی شب کو
بیقرار و اشکبار رہی تھی وہی میرے عشق مین بیتاب ہوکے دلیری اور جسارت کرکے محل مین آگئے تھے اور
بصورت سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑے تھے اور حسن کا میرے نظارہ کر رہے تھے اور یہ اشعار بھی
وہی لکھ گئے ہین ای فتانہ تجکو میرے سر کی قسم ذرا ان اشعار کو پڑھ لو اور ذرا سمجھ لو ان اشعار سے وہ
اپنے عشق کی بیتابی و بیقراری قلب و جگر کی خبر دے گئے ہین اور اپنے یہان کے آنے سے مجکو اطلاع
دے گئے ہین مین تو اپنے دل مین کہتی تھی کہ یہ کسی چور کی مجال نہین تھی کہ ایوان شاہی مین آسکے
ہاے افسوس مین نے کیا نادانی اور بیوقوفی کی اور کیا مین نے انکی قدر دانی کی کہ انکو چور سمجھکر سبکو ہوشیار
کردیا انکی ذلت اور رسوائی مین نے چاہی اور شور و غل کرکے گویا مین نے ہی قارن دیوبند کے ہاتھ سے
انکو زخمی کرایا اسے فتانہ نہین معلوم انکو مجھسے کیا کہنا تھا اور کیا سوچ کے اور سمجھ کے وہ یہانتک آئے تھے
افسوس ہزار افسوس وہ کلام بھی نہ کرنے پاے کہ مجھ کمبخت نے چور خیال کرکے چیخنا شروع کیا اور وہ بیچارے
ہر ایک کے بیدار ہونے سے زخمی ہوکر چلے گئے اگر مین انکو پہچان لیتی اور کسی کو ہوشیار اور بیدار
نہ کرتی تو وہ قارن دیوبند کے ہاتھ سے کیون زخمی ہوتے اسے زہرہ مصری وہ ایسے ہی شجاع اور بہادر
تھے کہ زخم شمشیر سر پر کھا کر چلے گئے اور کوئی انکو گرفتار نہ کرسکا اگر اور کوئی ہوتا تو گرفتار ہو جاتا محل سے
نکل کے نہ جا سکتا مین تو یہی کہونگی کہ انکی خدا نے مدد کی کہ انکو کوئی گرفتار نہ کرسکا ای فتانہ اگر دشمن انکے
گرفتار ہو جاتے تو مجکو از حد صدمہ و رنج ہوتا ہر چند کہ وہ میرے کوئی عزیز نہین ہین اور نہ مجھسے اور انسے کبھی
کی ملاقات تھی اور نہ اب کوئی مجکو انسے تعلق ہے لیکن فقط انکے حال پر اور انکی جوانی پر مجکو رحم آیا اور جب
وہ قید یا قتل کیے جاتے تو مین بھی انکے صدمے مین جان دے دیتی سنکھیا تھوڑی سی کھا لیتی اسے
زہرہ مصری مین ہرگز اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نہ کرتی اور اپنی رسوائی اور انکی ذلت کبھی گوارا نہ کرتی فورًا
انکی موت کا مزہ چکھتی ایک دم زندہ نہ رہتی اور اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے تئین ہلاک کردون کیونکہ انکو مجھسے
از حد ملال ہوا ہوگا بلکہ یقین ہے کہ اب وہ میری شکل سے بیزار ہو گئے ہونگے اپنے دل مین کہتے ہونگے کہ مہرنگار
نے خوب ہماری قدر کی اور کیا خوب عاشق نوازی کی ہمکو نہ پہچان کے چور بنایا قارن دیوبند سے غل و شور
کرکے زخمی کرایا اور سبکو بیدار اور ہوشیار کرکے ارادہ ہماری گرفتاری کرانے اور قتل کرانے کا کیا خوب
حق الفت ادا کیا اسے فتانہ اب انکے روبرو اس ندامت اور شرمندگی کے انسے آنکھ چار نہو گی جسوقت وہ مجھسے
شکایت کرینگے تو بھی بتا کہ مین انکو کیا جواب دونگی سواے اپنی خطا کے اقرار کرنے اور کیا کہونگی یہ کہکے ملکۂ مہرنگار
بیتاب و بیقرار ہوکے ستون ایوان سے بتصور مین حمزۂ صاحبقران کے لپٹ گئے اور ان اشعار پر
آنکھین اپنی عین الفت و محبت سے رکھکر بے اختیار اشکبار ہوئی اور اسقدر روئی کہ آب اشک سے تمام
اشعار جو ستون پر لکھے ہوئے تھے ایک قلم دھو گئے جب یہ حال بیتابی و بیقراری ملکۂ مہرنگار کا فتانہ

اور زہرہ مصری سنے دیکھا فوراً ملکۂ مہر نگار کو ستون ایوان سے جدا کیا اور عرض کیا کہ حضور اسقدر بیتاب
اور اشکبار نہون دیکھیے ایسا نہو کہ حضور کو روتے روتے غش آجائے اور کوئی حضور کو روتا دیکھکر سبب
گریہ دریافت کرے اور یہ خبر رفتہ رفتہ شہنشاہ تک پہونچے تو بڑا غضب ہو جائیگا راز عشق ابھی ظاہر ہو جائیگا
حضور کی کیسی توہین اور ذلت ہوگی شہنشاہ حضور سے کسقدر ناراض ہونگے حضور تو ابھی ہمکو سمجھاتی تھین اور
فرماتی تھین کہ ہمارا راز محبت کسی شخص پر ظاہر نہ کرنا حضور تو خود اس گریہ وزاری اور آہ بیقراری سے حال عشق اپنا سب
پر ظاہر کر دینگی حضور ایک دن مین آپ سنے حمزۂ صاحبقران کی محبت مین اپنا یہ حال کیا ہے انجام اسکا دیکھیے
کیا ہوتا ہے آپ معشوق خوبرو ہین آپ کو اسقدر انکی الفت مین اپنا حال تباہ کرنا لازم نہین ہے جنسے سنا ہے کہ
عاشق فراق معشوق مین گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری شب و روز کرتا ہے اور معشوق کو ذرا بھی اپنے
عاشق پر رحم نہین آتا ہے آپ تو خلاف قاعدہ اور دستور اسقدر بیقرار اور اشکبار ہین کہ اگر کہین یہ خبر کوئی
حمزۂ صاحبقران کو پہونچا دے کہ تمہارے فراق مین ملکۂ عالم کا حال نہایت پریشان ہے تو انکو غرور ہو جائے
اور وہ اپنے دل مین یہ خیال ضرور ہی کرین کہ ہم بھی ایسے جوان حسین اور خوبرو ہین کہ دشمن ملکۂ کے
ہمپر مرتے ہین اور جان دیتے ہین پس اے ملکۂ عالم آپ کو ناز معشوقانہ کرنا چاہیے اور خود عاشق نہ بننا
چاہیے جس طرح آپ بیتاب و بیقرار ہین اپنے عشق مین انکو اس طرح تڑپایے کبھی انکے حال پر رحم
نہ کھایے اپنے عشق مین دل انکا جلایے انکو اپنی محبت مین دیوانہ اور سودائی بنایے منت کرایے
ہاتھ جڑوایے ناز کیجیے جان اپنی رو رو کر نہ دیجیے ہم خیرخواہ ہین انکا کہنا کیجیے ورنہ پچھتایے گا انکے عشق
مین تکلیفین شب و روز اٹھایے گا یہ گل رخسار حضور صدمۂ رنج سے دو ہی روز مین پژمردہ ہو جائیگے
گلشن شباب مین خزان آجائیگی بہار چمن چار دن مین تشریف لیجائیگی غم سے سوکھ کے خار سے
مانند زار و ناتوان ہو جایے گا یہ تو فرمایے کہ آخر اس رونے سے پھر کیا راحت پایے گا اور یہ جو حضور
نے ابھی فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم بوجہ ندامت اور شرمندگی کے اپنے تئین ہلاک کرین یہ حضور
کی نافہمی کا باعث ہے حضور ناحق اپنی جان دینے کا ارادہ رکھتی ہین اگر حضور نے انکو نہ بچایا تو کوئی خطا
نہین کی اگر ہمسے سچ سچ اور صاف صاف پوچھیے اور برا نہ مانیے تو حمزۂ صاحبقران کی تقصیر ہے کیونکہ اگر انکو یہان
آنا تھا تو پیشتر اپنے آنے کی اطلاع دی ہوتی ہم لوگ سامان اور انتظام کرتے وہ اچھی طرح حضور کی
خدمت مین آکر بیٹھتے اپنا حال دل حضور سے بیان کرتے اور محبت اپنی حضور پر ظاہر کرتے اسوقت حضور
بھی بہ ناز و ادا جو مناسب ہوتا کلام کرتین باتین باہم راز و نیاز کی ہوتین ایک دوسرے کے حسن دلفریب کا
نظارہ کرتا ہر ایک اپنا اپنا حال بیتابی و بیقراری بیان کرتا پھر حضور انکو اپنے دست نازک و رنگین سے جام
بادۂ گلگون لبریز کرکے بہ ناز و ادا دیتین اور وہ بصد اشتیاق جام مے لیکر پیتے اور جب وہ ساغر
مے ناب حضور کو اپنے ہاتھ سے پلاتے تو حضور ناز سے انکار کرتین اور وہ منت و سماجت حضور کی کرتے
کبھی ہاتھ جوڑ کے اپنے سر کی قسم دیتے اور کہتے کہ اے ملکۂ عالم یہ جام مے گلگون ہمارے ہاتھ سے پیو اور
آپ ناز سے انکار کرتین اور شراب تھوڑی دیر تک انکے ہاتھ سے نہ پیتین اسوقت ہم دونون خیرخواہ
حضور کی کسقدر شاد ہوتین اور حضور کا دل بھی انکے اظہار الفت اور محبت سے کیسا خوش ہوتا آخر
جب وہ حضور کے آگے گڑگڑاتے ہاتھ جوڑتے تو اسوقت حضور بھی خوش ہوکر انکی خاطر سے جام انکا اپنے دہن سے

لگا لیتیں اور ایک دو گھونٹ شراب ناب کے پی لیتیں جسوقت ہم دونوں خیر خواہ حضور کے دیکھتے کہ نشۂ شراب کا ہوا
اسوقت کسی بہانے سے حضور کے پاس سے چلی جاتے اور بہت جاتے وہ تخلیہ میں بعد شراب پینے کی بجائے
رنگ کے حضور کے سبب ذقن کا بوسہ لیتے پھر اگر حضور اُنسے راضی ہوتیں تو اُنکے دل کی حسرت نکلتی تسا دل حضور
کی برآتی بعد اس عیش و عشرت کے وہ قریب صبح حضور سے گلے ملکر اور رخصت ہو کر کلاہ شمی دخری اور پنیرہ خوبی
محل سے چلے جاتے پھر کاہے کو بے زخمی کیوں ہوتے انھوں نے تو خود بیوقوفی کی عورتوں بیچاریونکو ناحق
مردوے ناقص العقل کہتے ہیں اور اپنے تئیں عاقل تصور کرتے ہیں اے ملکۂ عالم ایسے مردوں سے تو ہم زیادہ تر
عقلمند ہیں اگر حمزۂ صاحبقران نادان اور بیوقوف تھے تو انھوں نے ہم ایسی عورتوں سے اس امر میں مشورہ
لیا ہوتا جیسے اگر تدبیر ہم بھی ہوتی سب بے سیکھے محل میں نہ آتے خیر اے ملکۂ عالم جو اُنکے مقدر میں تھا وہ ہوا اور قسمت
میں ہے ہوگا اور ضرور ہوگا کوئی عقلمند تقدیر کی برائی کو کیونکر بنا سکیگا پس اب حضور شاد و مسرور رہیں کسی طرح کا
صدمہ و ملال نہ کریں اور ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا ہرگز ہرگز نہ کریں اور شرمندہ اور نادم ذرا بھی نہوں اب
جس روز آپ سے اور اُنسے ملاقات ہو آپ اُنسے خود اس طرح شکایت کیجیے گا اور کہیے گا کہ واہ تم تو خوب بےخبر
اطلاع محل میں چلے آئے اور ہمارے سرہانے کھڑے ہوے اور ستون پر اشعار لکھکے چلے گئے اگر کوئی
تمکو پہچان لیتا یا اشعار ستون پر لکھے ہوے دیکھ لیتا تو ہماری کیسی ذلت اور رسوائی ہوتی اے ملکۂ عالم
جسوقت یہ آپ اُنسے شکایت کیجیے گا آپ دیکھ لیجیے گا کہ وہ اپنی تقصیر پر خود نادم اور منفعل ہونگے اور اقرار
اپنی نادانی اور نافہمی کا کرینگے یہ کہکے فتانہ ہنسی اور زہرۂ مصری مسکرائی ملکۂ مہرنگار نے متعجب ہوکے
فرمایا کہ اے فتانہ اب تم بڑی گستاخ اور بے ادب ہو گئی ہو نہیں معلوم کیا کیا باتوں میں کہ جاتی ہو اکثر
باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں تم نے ابھی کہا کہ بعد مے کشی وہ بوسہ سبب ذقن لیتے اور وہ بات ہوتی میں بوسہ
اور وہ بات نہیں سمجھی کہ وہ بات کیا بات ہے اول تو مجھکو اُنسے کیا غرض ہے کہ جب وہ یہاں آتے تو میں اُنکو شراب
پلاتی کوئی میں ساقی نہیں تھی دوسرے میں اُنکے ہاتھ سے کیوں شراب پیتی اور کیوں اُنکے پاس بیٹھتی مجھے
اُنکے پاس بیٹھنے سے کیا مطلب اور شراب اُنکے ہاتھ سے پینے سے مجھکو کیا غرض اور وہ شراب مجھکو ہے جو کیوں
پلاتے تم تو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھاتی ہو فقط مجھکو اُنسے محبت ہے کیا کسی کو کسی سے الفت ہونے میں
یہ باتیں ہوتی ہیں جو تم نے بیان کیں فتانہ نے ہنسکے عرض کیا کہ حضور اب آپ اس بات سے بھی واقف
ہوجایئے گا اور بوسہ کے احوال سے بھی آگاہ ہو جایئے گا اُنکو آپ سے ایسی ہی غرض ہے کہ وہ آپ کو شراب
اپنے ہاتھ سے بہ نسبت پلاینگے اور آپ بھی ایک مطلب سے اُنکی خوشی کا خیال کرکے اُنکے ہاتھ سے بصد شوق
جام کو پیجیے گا اور اُنکے پہلو میں بیٹھنے سے ایک طرح کا لطف اُٹھایئے گا گھبرایئے نہیں چند ہی روز میں
ان سب باتوں سے واقف ہوجایئے گا فتانہ ابھی ملکۂ مہرنگار سے یہ عرض کر رہی تھی اور ہنس رہی تھی
ناگاہ سامنے سے ایک کنیز مسکراتی ہوئی روبرو ملکۂ مہرنگار آئی اور آداب و تسلیم بجا لاکر مودب
کھڑی ہوئی فتانہ نے اُسکو مسکراتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ اے غنچۂ دہن اسوقت تیرے مسکرانے
کا کیا باعث ہے غنچۂ دہن نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت میں بضرورت در ایوان تک گئی تھی
دربان باہم یہ کہ رہے تھے کہ حمزۂ صاحبقران کے زخم سر کے بارے میں آج بختک نے بزرجمہر
سے یہ شرط لی تھی کہ اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تلوار کا ہوگا تو میں پانچ ہزار روپیہ آپ سے لونگا

اور اگر زخم ہوگا تو آپ سر دربار میرے سر پر پانچ سو جوتیاں لگائیے گا حضور میں حمزۂ صاحبقران سے آگاہ
نہیں کہ وہ کون ہیں لیکن میں یہ خیال کر کے مسکرائی کہ اگر بختک خرہ ہار جائینگے تو سر دربار اونکے سر پر پانچ سو جوتیاں
کی کھینچے اونکے سر کے بال تشریف لیجائینگے ایسی شرط انھوں خواجہ بزرجمہر سے کیوں کی ہے کہ جسکا انجام ہار جانے
پر یہ ہوگا غنچہ دہن تو یہ عرض کر کے واسطے کسی کام کے چلی گئی لیکن ملکۂ مہرنگار غنچہ دہن سے یہ خبر سنکے طرف قتانہ کے
دیکھنے لگی قتانہ نے عرض کیا کہ بختک حرامزادے نے یہ سارا فتور برپا کیا ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے اے حضور کو لازم
ہے کہ واسطے اپنے چاہنے والے کے یہ دعا کریں کہ زخم سر انکا ظاہر ہو شہنشاہ انپر کوئی ظلم و جفا نہ کریں بختک
نالائق شرط بزرجمہر سے ہار جائے سر دربار جوتیاں کھائے جسوقت یہ تقریر دلپذیر قتانہ کی ملکۂ مہرنگار
نے سنی اشکبار ہو کر اس طرح دعا کرنے لگے کہ اے سلطانوں کے خداوند انکو ہر بلا ہر آفت سے بچانا ملکۂ مہرنگار
تو بیقرار اور اشکبار ہو کے دعا کر رہی ہے اور قتانہ اور زہرہ مصری بھی واسطے بہتری حمزۂ صاحبقران
اور ملکۂ مہرنگار کے دعائیں کر رہی ہیں لیکن اب حال ابوالخیر کا لکھا جاتا ہے کہ ابوالخیر جو مرہم لیکر جانب
حبشۂ فیض رسان روانہ ہوا تھا ایک روز قریب شام ایک میدان وسیع میں پہنچا وہاں دیکھا کہ خیام اور
بارگاہ میں جا بجا استادہ ہیں فوج کثیر پڑی ہوئی ہے ابوالخیر نے لشکر کو دیکھکر خیال کیا یقین ہے کہ یہ لشکر حمزۂ
صاحبقران کا ہے یہ خیال کر کے قریب لشکر آیا اور ایک سوار سے پوچھنے لگا کہ یہ لشکر کسکا ہے اوس سوار
نے کہا تو کون ہے اور حال لشکر دریافت کرنے سے تیرا کیا مدعا ہے ابوالخیر نے جواب دیا کہ اے برادر میں ملازم
خواجہ بزرجمہر کا ہوں انھوں نے مجکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور مرہم واسطے زخم
سر کے میرے ہاتھ بھیجا ہے اسی وجہ سے میں تجھسے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہے تو
میں حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر مرہم دے دوں اور اگر یہ لشکر انکا نہو تو میں واسطے
انکی جستجو کے آگے روانہ ہوں سوار تقریر ابوالخیر کی سنکے کہنے لگا کہ ہاں یہی لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہے
یہ کہکے اور ابوالخیر کو اپنے ہمراہ لیکے قریب بارگاہ حمزۂ صاحبقران کے آیا اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ
آپ انکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی میں لیجائیے انکو کچھ عرض کرنا ہے خواجہ عمرو ابوالخیر کو دیکھکر پہچان
گئے اور ابوالخیر کو خدمت حمزۂ صاحبقران میں لیکر آئے جب ابوالخیر روبروئے امیر با توقیر حاضر ہوا
آداب و تسلیم بجا لایا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا تمہارا آنا یہاں کس وجہ سے ہوا ابوالخیر نے وہ مرہم دیکر
جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران خواجہ بزرجمہر کے اخلاق بزرگانہ پر نظر کر کے نہایت
خوش ہوئے اور ابوالخیر سے مرہم لیکر ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنا کہ بعد
صحت زخم انشاء اللہ جلد تر حاضر ہونگا یہ فرما کر اور ابوالخیر کو انعام دیکر رخصت کیا ابوالخیر خدمت خواجہ
بزرجمہر میں پہونچا اور جو کچھ حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا خواجہ بزرجمہر سے کہدیا بعد جانے ابوالخیر کے
حمزۂ صاحبقران نے بیانا اُس مرہم کا اپنے زخم سر پر لگایا وہ مرہم مثل مرہم سلیمانی کے تھا کہ دو تین
روز میں زخم سر بالکل اچھا ہو گیا اور نشان زخم بھی مطلق باقی نہ رہا جب زخم سر اچھا ہو گیا حمزۂ صاحبقران
نے مدائن کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جانب دشت سے غبار عظیم بلند ہوا حمزۂ صاحبقران متحیر
ہو کر دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ چار پانچ دلاور آگے لشکر کے ہیں اور
پیچھے اونکے لشکر کثیر ہے جب وہ چاروں پانچوں دلاور قریب حمزۂ صاحبقران آئے گھوڑوں سے اوترکے

آداب و تسلیم بجا لائے اور عرض کرنے لگے کہ ہمکو اخبار کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضور بشبہ فیض رسان کیطرف تشریف لائے ہیں اول تو ہمکو اشتیاق قدمبوسی شاہ دوسرے ہمکو یہ عرض کرنا تھا کہ ہمارے بزرگوں کے قلعہ میں کہ یہاں سے وہ تھوڑی دور ہے چند سے ایک اژدہا آیا ہے تمام مردمان شہر کو اُس سے تکلیف و ایذا پہونچتی ہے صدہا اور ہزارہا آدمیوں کو اُس نے ہلاک کیا ہے جسوقت وہ اژدہا دم کھینچتا ہے بڑے بڑے سنگ کھنچکر اُسکے شکم میں چلے جاتے ہیں اور ہر نفس میں اُسکے منہ سے شعلے نکلتے ہیں ہر چند ہمنے اکثر تدبیریں اُسکے ہلاک کرنیکی کیں لیکن وہ کسی طرح ہلاک نہوا آخرکار ہمنے شہر چھوڑ دیا ہے اور تمام رعایا شہر کی بھی شہر چھوڑ کے جابجا چلی گئی ہے اب وہ شہر ویران ہے سوا اژدہے کے نہ کوئی جانور ہے نہ انسان ہے اگر حضور اُس اژدہے کو کسی تدبیر سے مار ڈالیں تو ہم سب اقرار کرتے ہیں کہ مسلمان ہو جائینگے دین اسلام اختیار کرینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ تم مجھکو دور سے اُس اژدہے کو بتادو انشاء اللہ میں اُسکو ہلاک کرونگا پانچوں دلاوروں یعنی اسد شیرگیر اور اسد مارگیر اور اسد بچہ گیر اور اسد اسدان اور اسد دیوانہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیچلیں ہم دور سے اُس اژدہے کو بتا دینگے خوف سے قریب نہ جائینگے یہ تقریر اسد مارگیر وغیرہ کی سنکے حمزۂ صاحبقران ہنسے اور اُسی وقت مع لشکر اُس جگہ سے کوچ کیا جب قریب قلعہ پہونچے لشکر کو حکم دیا کہ یہیں فروکش ہو لشکر بموجب حکم وہیں مقیم ہوا لیکن حمزۂ صاحبقران مع اسد اسدان وغیرہ اور خواجہ عمرو جانب شہر چلے جسوقت شہر میں داخل ہوئے خواجہ عمرو نے وہ اژدہا ہیبتناک دیکھا کہ حواس خمسہ خواجہ عمرو کے بجانہ رہے اور پیچھے ہٹ کے کہنے لگے کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ بھی چلے آیئے اس موذی کے سامنے نہ جایئے یہ اژدہا ہے کہ ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ اُسکے منہ سے کس طرح نے کے دمبدم شعلے نکلتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو میں تو ضرور اسکے مارنے میں کوشش کرونگا اور تین نعرے کرونگا اگر تم میرا تیسرا نعرہ سنا تو جاننا کہ میں نے اُس اژدہے کو مارا اور اگر تیسرا نعرہ نہ سُننا تو سمجھ جانا کہ میں ہلاک ہوا یہ فرماکر خواجہ عمرو اور اسد اسدان وغیرہ کو اُسی جگہ چھوڑ کے اور تیر و کمان لیکر آگے بڑھے اور ایک درخت کلان کے تنہ کی آڑ میں کھڑے ہوکر نعرہ کیا اژدہے نے بھی سر اُٹھاکر دیکھا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور اژدہے کی آنکھ کو تاک کے ایک تیر نعرۂ اللہ اکبر کرکے ایسا لگایا کہ اُس اژدہے کی ایک آنکھ پہ پڑا اژدہے نے زخمی ہوکر اپنے سر کو زمین پر پٹکا اور زمین پر تڑپنے لگا حمزۂ صاحبقران نے نعرہ اور دوسرا تیر اُسکی دوسری آنکھ کو تاک کے اور نعرہ کرکے لگایا یہ تیر بھی اُسکی دوسری آنکھ پر ایسا لگا کہ اُسکی آنکھ سے گذر گیا اب تو اژدہا ایسا چیخنے لگا کہ اسد اسدان وغیرہ کے دل دہل گئے اور اسقدر وہ اژدہا تو تڑپا کہ زمین پر تڑپا کر زمین کانپ گئی اور اسقدر شعلے آتش کے دہن سے نکلے کہ وہ مقام گویا کرۂ نار ہوگیا آخر وہ اژدہا تڑپ تڑپ کے مر گیا اسوقت اژدہے کے خون اور آلائش شکم کی نکلنے سے اُس جگہ ایسی بدبو تھی کہ امیر کو فوراً غش آگیا جب دیر ہوئی خواجہ عمرو گھبرا کر آگے بڑھے اور بدبو کی وجہ سے رومال اپنی بینی پر رکھا اور قریب حمزۂ صاحبقران آئے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بیہوش پڑے ہیں اور سامنے اژدہا مرا ہوا پڑا ہے خواجہ عمرو نے فوراً حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کیا جب حمزۂ صاحبقران ہوشیار ہوئے اور وہاں سے اسد اسدان وغیرہ کے پاس آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران نے ہلاک کیا نہایت خوش ہوئے اور موافق وعدہ کے اُسی وقت اسد شیرگیر اور اسد مارگیر اور اسد بچہ گیر اور

اسد اسدان اور اسد دیوانہ مع اپنے کل سرداران لشکر کے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہو نے جب رعایا شہر کو معلوم ہوا کہ اژدہا ہلاک ہو گیا ہر طرف سے آکر پھر اُس شہر میں آباد ہوئی پھر حکم حمزہ صاحبقران سے بہشتی آدمیون نے بمشکل اُس اژدہے کی آلائیش شکم کو دور کرکے اور اُسکے پیٹ میں بھوسا بھر دیا اور ایک ارابے پر رکھدیا جب حمزہ صاحبقران اژدہے کو مار چکے اور اسد اسدان وغیرہ مسلمان ہو چکے اور شہر میں رعایا آباد ہو چکی اور ایک روز وہاں مقام کرکے چلے اُسوقت حمزہ صاحبقران اسد اسدان وغیرہ کو مع اُنکی سپاہ کے اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے روانہ ہوئے جب پل شادگام پر پہونچے اور وہاں قیام کیا نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے آنے کی خبر ہوئی نوشیروان نے بزرجمہر کو دربار میں بلایا اور پوچھا کہ ای عم نامدار حمزہ صاحبقران میرا پسر خواندہ آیا ہے اور پل شادگام پر مقیم ہے اب اُسکے بلانے میں آپ کیا کہتے ہیں بزرجمہر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ بختک کے کہنے سے حمزہ صاحبقران سے رنجیدہ ہون بختک سراسر خلاف کہتا ہے آپکو مناسب ہے کہ سرداران نامی کو واسطے بلانے حمزہ صاحبقران کے روانہ فرمایے نوشیروان نے بموجب کہنے خواجہ بزرجمہر کے بہزاد طوسی و کاؤس کاشانی و کیوس کرمانی وغیرہ کو بجمعیت سپاہ واسطے بلانے حمزہ صاحبقران کے روانہ کیا چونکہ خواجہ بزرجمہر نے سنا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے اژدہے مارا ہے اور اسکو اپنے ہمراہ لاتے ہیں شاید نوشیروان اژدہے کو حمزہ صاحبقران سے لیلے پس اس خیال سے بزرجمہر نے فوراً ابوالخیر کو بلایا اور فرمایا کہ تم جلد تر حمزہ صاحبقران کے پاس جاؤ اور ہماری جانب سے بعد دعا کے یہ کہدینا کہ اگر نوشیروان تمسے اژدہا مردہ مانگے تو تم نہ دینا میں اُس اژدہے کا تمہارے لشکر کے واسطے علم اژدہا لیکر بناؤنگا ابوالخیر یہ سُنکے جلد روانہ ہوا اور قبل پہونچنے سرداران نوشیروان کے حمزہ صاحبقران کی خدمت میں پہونچا اور جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے ارشاد فرمایا تھا عرض کیا حمزہ صاحبقران ارشاد بزرجمہر بزبانی ابوالخیر سُنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا ای ابوالخیر بعد تسلیم کے میری جانب سے عرض کرنا کہ بموجب ارشاد جناب نوشیروان کو میں اژدہا نہ دونگا ابوالخیر یہ سُنکے خدمت بزرجمہر میں آیا اور جو حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ خواجہ بزرجمہر سے کہدیا جب سرداران نوشیروان خدمت حمزہ صاحبقران میں پہونچے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنے لگے کہ آپکو شہنشاہ عالیجاہ نے یاد فرمایا ہے اور ہمکو واسطے آپکے بلانے کے آپکے پاس بھیجا ہے پس توقف نہ فرمایے جلد تشریف لیچلیے شہنشاہ آپکے منتظر ہیں حمزہ صاحبقران بہ تقریر سرداران نوشیروان کی سُنکے اُسی وقت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور سب سرداران کو مع خواجہ عمرو ہمراہ اپنے لیکر بہمراہی سرداران نوشیروان دربار نوشیروان میں آئے اور نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر کو آداب و تسلیم کرکے دنگل رستم زرین کفش پر جو قریب تخت نوشیروان تھا بیٹھے اور جملہ سرداران حمزہ صاحبقران بھی حسب قدر مراتب دنگلو نپر بیٹھے جب حمزہ صاحبقران دنگل پر بیٹھ چکے بختک نے آہستہ نوشیروان سے عرض کیا کہ اسوقت حضور حمزہ صاحبقران کو خلعت دیں اور یہ فرمائیں کہ یہ خلعت ہمارے روبرو پہنو جسوقت حمزہ صاحبقران خلعت پہنینگے زخم کو دیکھ لیجیے کا میرے قول کی حضور کو تصدیق ہو جاویگی نوشیروان نے بموجب عرض کرنے بختک کے حمزہ صاحبقران کو خلعت بیش بہا دیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ اس وقت تم اس خلعت کو ہمارے سامنے پہنو تاکہ ہمارا دل خوش ہو حمزہ صاحبقران بموجب ارشاد نوشیروان کے خلعت پہننے کو اُٹھے اُسوقت خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا

کہ حضور خود کو سر سے اتار ڈالیں اور جب تک آپ خلعت پہنیں خود کو سر پر نہ رکھیں تاکہ نوشیروان اور بختک دونون
آپ کا زخم سر اچھی طرح دیکھ لیں حمزۂ صاحبقران نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے خلعت پہننے کے وقت خود کو
اپنے سر کے اتار کے رکھدیا اور دیر تک خلعت پہنا کیے نوشیروان اور بختک دونون بہ نظر غور دیکھا کیے جب
حمزۂ صاحبقران خلعت پہن چکے اور خود سر پر رکھا اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر بیٹھ گئے اسوقت
بختک سر حمزۂ صاحبقران پر نشان زخم شمشیر نہ پا کر خیال کرنے لگا کہ ای بختک یہ کیا غضب ہوا جو
مین سمجھے ہوئے تھا وہ نہوا حمزۂ صاحبقران کے سر پر تو نشان زخم پایا نہین جاتا آج تم دربار مین بہت
ذلیل ہوگے بختک اپنے دل مین یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک خواجہ بزرچمہر نے نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور نے بھی ملاحظہ فرمایا حمزۂ صاحبقران کے سر پر نشان زخم بالکل نہین ہے اب موافق شرط
کے حضور اگر حکم دین تو بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان سر دربار لگائی جائین اور اسکو ذلیل کیا جاے
تاکہ پھر کوئی دربار مین روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولے اور کسی کو متہم نہ کرے نوشیروان نے یہ گفتگو
خواجہ بزرچمہر کی سنکر اور بختک پر غضبناک ہو کے فرمایا کہ اے عزیز بے تامل اس جھوٹے کے سر پر
جوتیان لگایے سر دربار اس دروغگو کو ذلیل کیجیے جسوقت نوشیروان نے اجازت دی خواجہ بزرچمہر نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤ خواجہ عمرو نے بختک کے سر پر پانچ سات
جوتیان جلدی جلدی لگائین بختک نے جب دیکھا کہ سر دربار جوتیان پڑنے لگین خواجہ عمرو کے آگے
ہاتھ جوڑ کے آہستہ کہنے لگا کہ ای خواجہ عمرو اب جوتیان نہ لگاؤ مین تمہارا نہایت ممنون ہونگا اور جب تک
زندہ رہونگا یہ احسان تمہارا نہ بھولونگا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ اگر پانچ سو اشرفیان دو تو البتہ
جوتیان نہ لگاؤن بختک نے کہا ای خواجہ عمرو مین پانچ سو اشرفیان ضرور دونگا جب بختک نے
اشرفیان دینے کا اقرار کیا اسوقت خواجہ عمرو نے خواجہ بزرچمہر سے عرض کیا کہ اب آپ میری خاطر سے
تقصیر بختک کی عفو کیجیے اب زیادہ سر دربار اسکو ذلیل نہ کیجیے اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی کبھی اب دربار مین
روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولیگا خواجہ بزرچمہر گفتگوے خواجہ عمرو سے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کو بختک نے
کچھ دینے کو کہا ہے خواجہ بزرچمہر نے مسکرا کر آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ عمرو بختک کے سر پر جوتیان نہ لگانے
مین کچھ تمہارا بھی نفع ہے خواجہ عمرو نے بھی آہستہ سے عرض کیا کہ مجکو پانچ سو اشرفیان بختک دینے کو
کہتا ہے خواجہ بزرچمہر نے فرمایا کہ یہ اشرفیان ہمکو لینا چاہئین کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط ہوئی تھی
اب اگر وہ یہ کہتا ہے کہ پانچ سو اشرفیان لو اور جوتیان نہ لگاؤ تو خیر اُس سے ابھی اشرفیان لیلو اور ہمکو دیدو
خواجہ عمرو نے آہستہ سے عرض کیا کہ آپ مرد ابرار غازی و پرہیزگار ہین اور یہ شرط کے عوض کی اشرفیان
ہین آپ کو لینا لازم نہین ہے کیونکہ شرط کا لینا ممنوع ہے خواجہ بزرچمہر گفتگوے خواجہ عمرو سنکے ہنسنے لگے
خواجہ عمرو نے بختک سے کہا کہ اگر اشرفیان دو تو خیر ورنہ پھر جوتیان لگاتا ہون بختک نے اُسی وقت
پانچ سو اشرفیان خواجہ عمرو کو دین خواجہ عمرو نے سب اشرفیان خود لے لین اور بختک کو چھوڑ دیا جب
بختک پانچ سات جوتیان سر پر کھا چکا اور نوشیروان کے دل سے شک دفع ہو چکا تھا اسوقت نوشیروان
نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای فرزند تم کہان چلے گئے تھے بہت متردد تھا امیر حمزہ نے
کچھ کہنے کا قصد کیا تھا یکایک اسد اسدان اما اسد مارگیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد شیر گیر دنگلون سے

اُٹھے اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے حضور کو معلوم ہو کہ ہمارے شہر میں ایک اژدہا کہیں سے آیا تھا اُسنے صدہا آدمیوں کو ہلاک کیا تھا جیسے کسی طرح وہ مارا نہ جاتا تھا آخر ناچار ہو کر ہم نے حمزۂ صاحبقران کو بلوایا تھا حمزۂ صاحبقران نے جاکر اُسے ہلاک کیا اور اب اُسکو ہمراہ بھی لیتے آئے ہیں نوشیروان نے فرمایا اُس اژدہے کو دربار میں لاؤ ہم بھی اُس اژدہے کو دیکھیں اسد اسدان وغیرہ باجازت حمزۂ صاحبقران لشکر میں گئے اور اُس اژدہے کو ایک بے بہر ڈال کے لے آئے جسوقت نوشیروان اور تمام سرداران نوشیروان نے اُس اژدہے کو دیکھا حواس خمسہ سبکے منتشر ہو گئے اور حمزۂ صاحبقران کی جرأت اور شجاعت کی ہر ایک دلاور نے تعریف کی نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ اُس مردہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران سے لیکر بھیلے حمزۂ صاحبقران نے فی الفور عرض کیا کہ اس اژدہے کو اگر مجھی کو حضور دیدیں تو میں مرکبوں کی پاکھریں بنواؤں نوشیروان نے فرمایا اچھا تمھیں لیجاؤ حمزۂ صاحبقران اژدہے کو دربار نوشیروان سے لے آئے پھر وہ مردہ اژدہا خواجہ بزرجمہر کے پاس بھیجدیا خواجہ بزرجمہر نے چالیس روز کی مدت میں اُس اژدہے کے پوست کا اسطرح علم اژدہا پیکر بناکر تیار کیا کہ جو کوئی اُس علم کو دیکھے خیال کرے کہ اژدہا زندہ ہے راوی کہتا ہے کہ خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر عجب حکمت سے بنایا تھا کیونکہ اژدہے کے پوست میں ہزارہا سوراخ کیے تھے اور اُس اژدہے کے پوست میں مشک وغیرہ عود بھرا تھا اور چوب علم اژدہا پیکر کی طلائی تھی اور جواہر بیش بہا سے اُس چوب طلائی کو مزین کیا تھا جسوقت اُس علم اژدہا پیکر میں ہوا بھر لی تھی تو ہر سوراخ سے آواز یا صاحبقران کی نکلتی تھی اور جس راہ سے وہ علم ہمراہ لشکر حمزۂ صاحبقران جاتا تھا وہ راہ معطر ہو جاتی تھی القصہ جب خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر تیار کر لیا حمزۂ صاحبقران کے لشکر میں بھیجدیا جسوقت حمزۂ صاحبقران نے اُس علم اژدہا پیکر کو دیکھا نہایت خوش ہوے

داستان جانا حمزۂ صاحبقران کا محل میں اور دیکھنا ملکۂ مہرنگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابو شہاب خرقہ پوش اور ابو سعید لنگر کا

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہیں کہ جب حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان سے اٹھکے اپنے لشکر میں آئے ہنگام شب بارگاہ میں فرش خواب پر خیال ملکۂ مہرنگار میں بیتاب و بیقرار ہو کر تڑپنے لگے اور یہ خیال نامہ پیغام یہ شعر پڑھا شعر اُس گل تک اپنا نامہ و خط کون لیکے جائے ؛ جیسے خلاف باد صبا اور صبا سے ہم بعد پڑھنے شعر کے اپنی اشکباری پر نظر کرکے یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر کثرت گریہ بہا لیجائیگی اک دن ہمیں بستر اپنا چادر آب رواں ہو جائیگی ؛ کبھی بیتاب اور بیقرار ہو کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر ہائے کس کس کو سنائیں نہیں رکتا کوئی ؛ ہٹ پہ نالہ ہے جدا آہ شرربار جدا ؛ جب حمزۂ صاحبقران کو خیال ملکۂ مہرنگار میں نیند نہ آتی تھی تو یہ شعر پڑھتے تھے شعر اے مرگ ادھر آ کہیں آنکھیں ہوں الٰہی بند ؛ دیکھوں ستم دیدہ بیخواب کہاں تک ؛ کبھی خیال ملکۂ مہرنگار میں یہ شعر پڑھتے تھے شعر فرقت میں تری ادور دریاے تمنا ؛ تڑپوں صفت ماہی بے آب کہاں تک ؛ کبھی کہتے تھے شعر کچھ تو پہلے سے دل بیتاب تھا وحشی مزاج ؛ بے ترے دن رات گھبراتا ہے تنہا اور بھی ؛ کبھی شب ہجر ملکۂ مہرنگار سے مخاطب ہو کے کہتے تھے شعر پھر نہ دیکھیں اے شب فرقت سیاہی کو تری ؛ کثرت گریہ سے گر ہو جائے چشم تر سفید ؛ غرض اسی طرح حمزۂ صاحبقران نصف شب تک فرش خواب پر تڑپا کیے اور اشعار اپنے حسب حال پڑھا کیے

شفق صبح کو ہے رنگ حنا سے خجلت
ہو سراپا جو قیامت تو ہے آفت چل بل
وہ لگاوٹ سے کہیں اغماز کہ دل ہو بیکل
ابھی آئینہ میں دیکھی نہیں صورت اپنی
بھولے اینک ہیں بہت خوب ہے قسمت اپنی
چھوٹے پیر زلفوں کے بل کھانے سے گھبراتے ہیں
تنگ پوشاک میں بل آنے سے گھبراتے ہیں
ایسے معشوق بھی عالم میں بہت ہوتے ہیں کم
ارے ہو لو نگا اٹھے کس سے یہ نازک ہیں ہم
آئینہ جب انہیں دکھلاتے ہیں گھبراتے ہیں
بھاری کپڑوں کو جو پہناتے ہیں گھبراتی ہیں
چشم پر بار گراں ہے ابھی کاجل کا بوجھ
ایسے نازک ہیں کہ اٹھتا بھی نہیں مینگا بوجھ

سر سے خالی نہ کرے کبک دری ٹھوکر نہیں
ایسے رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لائینگے غضب طبع میں رنگینی ہے
نہیں معلوم انہیں حسن کی زینت اپنی
حسن پر ناز نہیں شکل پہ مغرور نہیں
الجھے گیسو کے وہ سلجھاتے گھبراتے ہیں
خود کو معشوق بننے کا کچھ ارمان نہیں
سادی پوشاک میں رہتے ہیں نہایت خرم
ابھی گہنے سے کسی سے انہیں کچھ شوق نہیں
منھ چھپا لیتے ہیں شرماتے ہیں گھبراتے ہیں
بات عاشق کی نزاکت سے وہ کب سنتے ہیں
دوش سکھانے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تاب کب مارے نزاکت کے وہ لا سکتے ہیں

خاک پاپوش کو لیجاے ہے پری آنکھوں میں
نازک ایسی ہے کہ چلنے میں سو کھاتی ہے بل
دور ابھی نام خدا دھیان سی خود بینی ہے
ابھی سمجھی نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنی
کسی سے آنکھ لڑانی ابھی منظور نہیں
دیر تک گیسو نہیں شانے سے گھبراتی ہیں
جان دی کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہیں
سکتے ہیں ہار پہننے سے الجھتا ہے دم
کوئی گردن میں بھی نسبت کے سوا طوق نہیں
بند محرم کے جو کس جاتے ہیں گھبراتے ہیں
درد سر ہوتا ہے افشاں جو کبھی چنتے ہیں
دور ہوا انکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہیں

باوجود اس خوبی سراپا کے رنگ رخ زرد ہے موے سر پریشان ہیں آثار حزن و ملال چہرے سے عیاں ہیں اور

اور یہ اشعار ورد زبان ہیں ؎ اشعار
ہمدرد چھوڑتا نہیں دم بھر فراق میں
پامال کر رہا ہے مرا کارواں مجھے
ہمراہ آرزو کو ساتھ لیے جاتی ہے مدام
رنگ گلگوں تپش دل سے گلستاں ہوگئے

بزم جہاں میں صورت شمع خموش ہوں
پیشانی ہے کلیجے سے داغ نہاں مجھے
ہر دم نظر کی طرح نظر سے نہاں تو ہوں
بے اعتبار رکھے ہے عمر رواں مجھے
جل کے شمشاد چمن سرو چراغاں ہو گئے

مانند شعلہ کہنے کو دی ہے زباں مجھے
سر ہے سر شک دیدہ گریاں ہے موجزن
اب اور کیا کریگا فلک بے نشاں مجھے
پھر امیر نے ملکہ کو یہ خستہ [illegible]
جیتے جی شعلہ زن عالم امکاں ہو گئے

دفن جب خاک میں ہم سوختہ ساماں ہو گئے
فلس ماہی کے گل شمع شبستاں ہو گئے

شام سے رونق ہے کیوں تیرہ نصیبوں کے لیے
ٹھہر رہیگا یہ کہیں خاک میں جیتے رہے
بجھ کے اپنی خبر سے سحر ہوتے ہوتے
تو کہاں جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجراں ہونگے

جان پر دیدہ و دانستہ بلا کیونکر لوں
جیتے جی لگ جائے سدا ایسی ادا کو ترسوں
کچھ تو ہے میں جو انہیں مانع خود بینی ہوں
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں
اور بن جائینگے تصویر جو حیراں ہونگے

جیتے جی مرگ سے آنکھیں نہ چرائینگے کبھی
ہو کے گر چشمۂ حیواں پہ نہ جائینگے کبھی
حشر تک خضر کے چھینٹوں میں نہ آئینگے کبھی
منت حضرت عیسی نہ اٹھائینگے کبھی
زندگی کے لیے شرمندۂ احساں ہونگے

شمع بالیں ہے نہ تربت پہ اگر کی بتی
داغ ہو دیتے ہیں سینے سے مرے مر کر بھی
بے نصیبوں کے لیے پھولوں کی چادر کیسی
غیر چھوٹا ہے کدورت سے ترے دل لگتے ہی
گل نہ ہونگے شرر آتش سوزاں ہونگے

یوہی تڑپینگے یہ سیر وفا شاق نہیں
جیتے جی دیکھو لگا پابند بلا کہ نہیں
آخر اسکا بھی کوئی ہوگا مداوا کہ نہیں
صبر یا رب مری وحشت کا بڑھیگا کہ نہیں
چارہ فرما بھی کبھی قیدی زنداں ہونگے

رات دن کہتے ہیں کیا ہنسے تری کی ہے ہوس
بیکسی ہے دل بیتاب کی کا ہے ترس
کف افسوس ملا کرتے ہیں مانند مگس

	ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس		ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارمان ہونگے	
مرکے بھی سوز جگر ایک تماشا ہوگا	دیکھنا آکے اگر دین کبھی رخصت اعدا		رنگ لائیگی بہار گل حسرت کیا کیا	
	داغ دل نکلینگے تربت پہ مری جون لالا		یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہاں ہونگے	
مرچکے توبہ کو توبہ کے ہوئے رخصت دن	شکل تسلیم نہیں دہر سے پھرنا ممکن		ہوگا فقرہ کوئی ای زاہد تیرہ باطن	
	عمر ساری تو کٹی عشق بتان میں مومن		آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے	

حمزۂ صاحبقران نے یہ چند بند جب کے ملکہ سے سنے خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار بھی میرے عشق میں بیقرار ہے اور میری جدائی اسکو سخت دشوار ہے یہ خیال کرکے ارادہ کیا کہ ملکہ کے پاس جاؤں مگر مجمع خواتین دیکھکر خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے پاس جانا اچھا نہیں کوٹھے پر سے نظارۂ حسن روے ملکۂ مہرنگار کیا کیے آخر تاب نظارۂ جمال بیمثال ملکۂ مہرنگار نہ لاکر بام پر بیہوش ہوکے گر ے تھوڑی دیر تک بیہوش رہے وہاں پر کون تھا جو حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کرتا آخر خود بخود غش سے افاقہ ہوا فورا اٹھکے دیکھا کہ اکثر خواتین ملکہ کو سمجھا رہی ہیں بعض خواتین مستعد بیٹھی ہیں حمزۂ صاحبقران یہ رنگ بزم دیکھکر بمجبوری بام ایوان سے اپنی تقدیر کی شکایت کرتے ہوئے چلے جسوقت دیوار محل پر آئے اتفاق سے ملکۂ مہرنگار نے جانب دیوار ایک سیاہ پوش کو دیوار محل سے جاتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ یقینا حمزۂ صاحبقران آج بھی میرے عشق میں بیتاب وبیقرار ہوکے محل میں آئے تھے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مجمع خواتین دیکھکر چلے گئے یہ خیال کرکے ملکۂ مہرنگار کو حمزۂ صاحبقران کے چلے جانے کا ازحد رنج ہوا اور فتانہ سے نہایت آہستہ کہا کہ ای فتانہ آج بھی وہی آئے تھے میں نے خود انکو دیوار سے جاتے ہوئے دیکھا لیکن نہیں معلوم آج کیوں آئے تھے اور کیوں چلے گئے فتانہ نے چپکے سے عرض کیا حضور ثابت یہ ہوتا ہے کہ آپ کے پاس عورتوں کا مجمع دیکھکر چلے گئے اب کل سے میں انتظام کردونگی سوا زہرۂ مصری کے کسی کو حضور کے پاس رات کو ٹھہرنے نہ دونگی اور حضور کل اپنے پاس کسی اور عورت کو کسی بہانے سے نہ بیٹھنے دیں فتانہ اور ملکۂ مہرنگار کے درمیان میں یہ باتیں باہم ہوئیں لیکن حمزۂ صاحبقران دیوار محل سے بذریعۂ کمند باغ مراد میں آئے اور ابوشہاب اور ابوسعید کو لیکر در باغ سے نکل کے چلے چونکہ بیرون باغ اور زیر دیوار محل قہرمان زنگی پچاس ہزار سوار اور پیدلوں سے طلایہ کیواسطے اٹھا تھا اور نگہبانی اور حراست کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اسنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکل کے جاتے ہیں قہرمان زنگی نے سیاہ پوشوں کو دیکھتے ہی پکار کے کہا کہ اے سیاہ پوشو تم آخر شب میں یہاں کیوں آئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ تم چور ہو واسطے چوری کے محل سلطانی میں گئے تھے اب بھاگ کر کہاں جاؤگے میں ابھی تمکو قتل کردونگا یہ کہکر قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور ابوشہاب اور ابوسعید کو ہرطرف سے گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے ہرچند چاہا کہ نکل جائیں لیکن قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور عیاروں کو نکلنے نہ دیا اور قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر تلوار سر حمزۂ صاحبقران پر لگائی حمزۂ صاحبقران تلوار قہرمان زنگی کی سپر پر روک کے اور تیغ آبدار کھینچکر اس طرح بصد غیظ وغضب سر قہرمان زنگی پہ لگائی کہ قہرمان زنگی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے حمزۂ صاحبقران مجمع سواران سے نکل گئے لیکن سواروں اور پیدلوں سے یورش کرکے ابوشہاب اور سعید کو گرفتار کر لیا جب حمزۂ صاحبقران

اپنے لشکر میں پل شادگام پر پہونچے تھوڑی دیر تک ابوشہاب اور ابوسعید کا انتظار کیا جب ابوشہاب اور ابوسعید
نہ آئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران
نے قصد کیا کہ پھر باغ مراد کی طرف جائیں اور اُن عیاروں کو چھڑا کر لے آئیں لیکن بوجہ ظاہر ہونے آثار سحر کے
اور بخیال افشاے راز کے حمزۂ صاحبقران نہ گئے اور داخل بارگاہ ہوئے یہاں جب زیر دیوار محل غلغلہ
عظیم ہوا اور سواروں اور پیدلوں نے ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیا نوشیروان نے بیدار ہوکر عنبر
خواجہ سرا کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد جاکر دریافت کرکے یہ شور وغل کیسا ہے عنبر بموجب حکم جلد تر گیا اور سارا
حال دریافت کرکے محل میں آیا اور اس طرح عرض کرنے لگا شعر آلہی بخت تو بیدار بادا ؛ ترا دولت
ہمیشہ یار بادا ؛ ای شہنشاہ بحروبر غلام نے جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج تین سیاہ پوش باغ مراد
سے نکل کے جاتے تھے قہرمان زنگی نے سیاہ پوشونکو روکا اور قصد اُنکے گرفتار کرنے کا کیا سیاہ پوشون نے
قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا اور اُسکو قتل کیا پھر ایک سیاہ پوش تو انبوہ فوج سے نکل گیا اور دو سیاہ پوش
گرفتار ہوئے ہیں باقی خیریت ہے یہ خبر ملکۂ مہرنگار نے بھی سُنی غرض نوشیروان یہ حال سُنکے برہم ہوا چونکہ
صبح ہوگئی تھی بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور دربار میں آیا امرا و وزرا وغیرہ آداب و تسلیم بجالائے
جب نوشیروان تخت حکومت پر بیٹھا حکم دیا کہ جلد ہمارے سامنے اُن سیاہ پوشوں کو حاضر کرو جو شب کو
گرفتار ہوئے ہیں بمجرد حکم کچھ سوار اور پیدل ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیے ہوئے روبرو نوشیروان
کے لائے نوشیروان نے پہچانا کہ یہ دونوں لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہیں ابوشہاب اور ابوسعید
نے روبروے نوشیروان حاضر ہوکر بصد آداب مجرا کیا اور بہ فریاد و فغان یہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ گیتی ستان ناحق
ہمکو ملازمان شہنشاہ بحروبر نے چور سمجھکے گرفتار کیا ہے اب ہم امیدوار ہیں کہ حضور ہمکو رہا کردیں نوشیروان
نے فرمایا تم رات کو باغ مراد میں کیوں آئے تھے اور تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون تھا جسنے قہرمان زنگی
کو قتل کیا اور نکل گیا ابوشہاب نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اصل حال یہ ہے کہ ہمنے خواجہ عمرو سے
حضور کے باغ مراد کی تعریف ازحد سُنی تھی اسوجہ سے ہمکو بھی حضور کے باغ کے سیر کی تمنا تھی کل دن
کو ہم اور ابوسعید حضور کے باغ میں گئے اور سیر باغ کی بخوبی کی چونکہ باغ کے سیر سے دلکو فرحت
حاصل ہوئی ایک جگہ باغ میں چادر بچھا کر لیٹے ہواے سرد اور بوے گلہاے رنگا رنگ سے ہمارے
دلوں کو ایسی راحت ملی کہ ہم دونوں بے اختیار سوگئے جب آخر شب ہم دونوں خواب سے بیدار ہوئے
فوراً باغ سے نکل کے بھاگے قہرمان زنگی نے ہمکو چور سمجھ کے روکا اُسوقت ہم دونوں نے ہرچند کہا
کہ ہم چور نہیں ہیں ہمکو اچھی طرح پہچان لو ہم دونوں لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہیں باغ کی سیر
کے واسطے آئے تھے اتفاق سے سوگئے اسوقت ہم جاگے ہیں ہمکو جانے دو اور قتل نہ کرو لیکن ای
شہنشاہ ہفت کشور قہرمان زنگی نے ہمارا عذر اور کلام کچھ نہ سُنا اور تلوار کھینچکر ہمکو قتل کرنا چاہا اُسوقت
ہم مجبوری ہمنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا تلوار ہماری قہرمان زنگی پر پڑ گئی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے جملہ سواروں اور پیدلوں نے ہمکو ہر طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا نوشیروان
نے سواروں اور پیدلوں سے فرمایا کہ اب تم خلاصہ حال بیان کرو سواروں اور پیدلوں نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ گیتی ستان اصل حال یہ ہے کہ ہم سب بہمراہی قہرمان زنگی زیر دیوار دولتسراے حضور پہرہ دیتے تھے

اور نگہبانی کر رہے تھے ناگاہ دیکھا ہے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکلے قہرمان زنگی نے بڑھ کے روکا وہ سیاہ پوش
نہ رکا اُسنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا آخر قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلا ہر چند ہمنے چاہا کہ اُسکو گرفتار کریں لیکن وہ
سیاہ پوش ہاتھ ہمارے نہ آیا اور نکل گیا بعد اسکے سیاہ پوش کے جاسوسی ہم سب نے ان دونو نکو گرفتار کیا اور اسوقت
بحکم حضور انکو لیکر حاضر ہوئے ابو شہاب نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی پناہ یہ سوار اور پیدل حضور کے روبرو
محض جھوٹھ تقریر کرتے ہیں سواے ہم دونوں کے تیسرا آدمی ہمارے ہمراہ نہ تھا ہمیں دونوں نے قہرمان زنگی
کو قتل کیا ہے حضور عادل اور منصف ہیں ہمارا انصاف کریں نوشیروان نے ابو شہاب کی گفتگو سنکے اور کچھ فکر کرکے
چاہا تھا کہ ابو شہاب اور ابو سعید کے واسطے حکم رہائی کا دے ناگاہ بختک نے نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور ذرا غور فرمائیں یہ عیار سراسر مکر و فریب کی باتیں کرتے ہیں قہرمان زنگی کہ ایک مرد عیار اور بہادر
تھا ہرگز انھوں نے اسکو قتل نہ کیا ہوگا سواروں کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ تیسرا آدمی جو اُنکے ساتھ تھا وہ
نہایت بہادر تھا اُسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا ہے ہر چند کہ میں سمجھ گیا ہوں لیکن فی الحال تیسرے آدمی کا نام زبان پر نہیں
لا سکتا پس حضور کو مناسب ہے کہ ان دونوں عیاروں کو رہا نہ فرمائیں اور انسے تیسرے آدمی کا نام دریافت فرمائیں تاوقتیکہ
انپر تعدی نہ کیجائیگی یہ عیار کبھی تیسرے آدمی کا نام نہ بتلاوینگے نوشیروان یہ تقریر بختک کی سنکے خیال کرنے لگا
کہ بختک سچ کہتا ہے آخر بموجب کہنے بختک کے نوشیروان نے ابو الفرح زنگی کو طلب کیا جب ابو الفرح
زنگی حاضر ہوا نوشیروان نے فرمایا کہ اے ابو الفرح تم ان دونوں عیاروں کو لیجاؤ اور باندھکر خوب مارو اور انسے
پوچھو کہ تمھارے ساتھ تیسرا آدمی باغ میں کون آیا تھا ابو الفرح زنگی بموجب حکم نوشیروان ابو شہاب اور
ابو سعید کو ہمراہ اپنے لیگیا اور اپنے خیمہ میں پہونچکر انکو باندھکر کوڑے مارنے لگا اور پوچھنے لگا لیکن انھوں نے
کسی طرح نہ بتایا یہ خبر عنبر خواجہ سرا نے ملکہ مہر نگار سے جاکر بیان کی کہ جو دو عیار لشکر حمزہ صاحبقران کے شبکو
گرفتار ہوئے تھے شہنشاہ نے اُن عیاروں کو ابو الفرح زنگی کے حوالہ کیا ہے ابو الفرح اُنپر سختی کر رہا ہے اور پوچھ رہا
ہے کہ شب کو تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون باغ میں آیا تھا وہ بیچارے ہر چند بندھے ہوئے ہیں اور کوڑے لیتے ہیں اذیت
انکو پہونچتی ہے لیکن وہ تیسرے آدمی کو نہیں بتاتے ہیں ملکہ مہر نگار یہ تقریر عنبر خواجہ سرا کی سنکے بعد جانے عنبر خواجہ سرا
کے فتانہ سے کہنے لگی کہ اے فتانہ رات کو تو مجھے اُنکے محل میں آنے کا شک ہوا تھا لیکن اسوقت بالکل یقین ہو گیا کہ وہی
ان عیاروں کو اپنے ہمراہ لیکے آئے تھے وہ قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلے گئے یہ بیچارے عیار کم قوت و ناتوان تھے
انکو سواروں نے گرفتار کر لیا اب ابو الفرح حرامزادہ اُنکے عیاروں کو کوڑے مارتا ہے موئے کی شامت آئی ہے
جسوقت انکو خبر ہوگی کہ ابو الفرح میرے لشکر کے عیاروں کو اذیت دیتا ہے اے فتانہ تو سن لینا کہ وہ ضرور آکر اس
موئے نکوڑے کو مار ہی ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے کوئی اس موئے سے جاکر کہے کہ اگر تجکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو ان
عیاروں کے آگے ہاتھ جوڑ اور اپنی خطا اُنسے عفو کرا اور ان بیچاروں اور بیگناہوں کو چھوڑ دو اور اگر انکو رہا نہ کریگا
تو خود قید ہستی سے کوئی دم میں رہا ہو جائیگا خاک میں ملجائیگا سر تیرا شمشیر تیز سے کٹ جائیگا نام و نشان بھی باقی
نہ رہیگا فتانہ نے عرض کیا حضور اب مجکو بھی حمزہ صاحبقران کے یہاں آنے کا یقین ہو گیا آپ سچ فرماتی ہیں
اور عیاروں کے بارے میں جو آپ نے فرمایا یقین ہے کہ آج شب کو حمزہ صاحبقران خود تشریف لاکر ابو الفرح
کو قتل کرینگے اور عیاروں کو رہا کرکے لیجائینگے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اب ادھر کا حال سنئے کہ جب حمزہ صاحبقران
نے یہ حال اپنے عیاروں کا سنا نہایت غصہ ہوا اور انتظار شب کا کرنے لگے

جل گئے بسکہ اسی آگ سے ہم تو واللہ
قیس کو اسنے کیا ساکن صحراے جنون
اس فسونساز نے مجھپر بھی کیا ہے افسون
اسی اک جان کے دشمن سے پڑا ہے پالا
آپ کو دیدہ و دانستہ بلا میں ڈالا
پیچ میں لائی ہے آخر مجھے وہ زلف سیاہ
ہوگیا گھر بھی سیہ خانۂ زندان مجھے آہ
دیکھی تھی نہ مجھے چاند سے وہ پیشانی
اسکے ابرو کی نہ تلوار تھی بڑھکر کھائی
چشم بیمار سے تھا اُسکی مناسب پرہیز
اُس سے جوں آہوے وحشی مجھے لازم تھی گریز
اگرچہ رخسارے تھے اُس شوخ کے صبح پرنور
لیک جان عشق کا لاتے نہ زبان پر مذکور
ہیں تو اندھوں کیطرح چاہ زنخدان میں گر
دیکھتا گردن مینائے بلورین کی صفا
دست رنگین کی نزاکت پہ ہوا کیوں مائل
پیچ سے موے کمر کے ہے نکلنا مشکل
جیسا رسوا ہوں میں اسطرح کوئی خوار نہو
اور بیماریاں ہوں میں پہ یہ آزار نہو
عمر بھر دام محبت سے نکلنا معلوم
سیر گلشن کو بھی جاؤں تو بہلنا معلوم
اسقدر سوز محبت نے دیا ہے مجھے داغ
روش غنچہ ہوں دل تنگ نہیں ہے فراغ
عمر میں دن رات تڑپنے سے مجھے ہے سروکار
بیقراری سے نہیں ایک جگہ مجکو قرار
کس طرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سے طلب داد کرون
بخت ناساز کا اتنا ہی گلہ لازم ہے
اُنکو دشنام ہے تو مجکو دعا لازم ہے

ہے امان مانگی اسی سے کرۂ ناری نے
کبھی شیرین اسی کے سر پہ ہے فرہاد کا خون
عشق کے رنج میں راحت کا سر انجام کہان
ہے جگر چھلنے میں پر داغ برنگ لالہ
گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کی پھبن
کرتے کاش اسکے عوض شملہ گریبان پہ نگاہ
موجب بیعیشی دل سے غم تھی
تھی مگر عشق کی قسمت میں ناپیشکانی
خار خار غم ہجران کا ستم سنا تھا
یہ سمجھے کہ ہے سفاک وہ نرگس خونریز
دیدۂ نرگس بستان پہ نظر کرتی تھی
چاک دل کرتا تھا مانند کتان عقل سے
مسی آلودہ دہان ہوا تو غنچہ ہم مرگ کاش
ڈوب مرتا جو کنوئیں میں تو بہت بہتر تھا
گو کہ تھا رشک سحر سوز صفاے سینہ
ملتا ہوں دست تاسف کہ گیا ہاتھ سے دل
کام ساق و کفک ہاے نہ کچھ تھا مجکو
اس بلا میں کوئی انسان گرفتار نہو
دل جو گذرا تو یہ دھڑکا ہے کہ شب آئی ہے
ایسے دریا میں ہیں ڈوبا کہ اُچھلنا معلوم
ہوش بلبل کی بھی نالوں سے میں کھو دیتا ہوں
مثل آتشکدہ آتی ہے نظر صورت باغ
مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہوں
ہمدم و دوست ہے کوئی نہ کوئی مونس و یار
شہر سے گاہ نکل جاتا ہوں صحرا کیطرف
کیونکر اس خانۂ ویران کو میں آباد کرون
آپ رسوا تو ہوے اور کسے رسوا کیجیے
کیا دشمن کو بھی دشمن ہمین کیا لازم ہے
کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے

لاکھوں گھر پھونک دیے ہیں اسی چنگاری نے
اسنے وامق کو کیا تھا عذرا کا مفتون
اب ترستا ہے دل آرام کو آرام کہان
دل آشفتہ پہ جوان آتا ہے تا لب نالہ
دھیان کرتا تھا نہ اُسکے رخ و کاکل کیطرف
شب تاریک سے بدتر ہے مرا دل واللہ
زلف جانان کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی
آب شمشیر سے بہتر تھی شہادت پانی
برچھیان کھائی تھیں اُن پلکوں سے بچ رہنا تھا
قتل ہردم کو لگے ہوتے ہیں سو خنجر تیز
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرنی تھی
مار کر ہمکو جلاتا کبھی کب مسعود
شب تاریک میں انجم پہ نظر کرتے کاش
اُسکی گردن کی صفائی پہ عبث دل پھسلا
دیکھنا آئینہ تھا مجکو بجاے سینہ
لطف یہ تھا مہر جان ہی سے کرتے حاصل
کر دیا عشق نے پامال سراپا مجکو
جو مرض مجکو ہے ایسا کوئی بیمار نہو
عشق کے نام سے اب تو مجھے تپ آتی ہے
اس بلندی سے گرا ہوں کہ سنبھلنا معلوم
مسکراتا ہے اگر غنچہ تو رو دیتا ہوں
نکہت گل بھی مجھے کرتی ہے آشفتہ دماغ
اور کبھی سرو کے لگ لگ کے گلے روتا ہوں
کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہے اب لیل و نہار
صورت سیل کبھی جاتا ہوں دریا کیطرف
کون سنتا ہے کہاں جا کے میں فریاد کرون
شکوۂ دوست جو کیجیے تو بھلا کیا کیجیے
جور معشوق تو نکو عاشق کو وفا لازم ہے
وہ وفا کیجیے کہ عالم میں بہت یاد رہے

بعد پڑھنے اس مسدس کے سوز محبت ملکۂ مہر نگار نے دل ایسا جلایا کہ حمزۂ صاحبقران کو فرش خواب پر مطلق چین نہ آیا آخر بیتاب و بیقرار ہو کے بستر سے اُٹھے اور لباس شبروی پہنکر براے علاج درد دل

اپنے مسیحا کے مکان کی طرف یہ غزل پُر درد پڑھتے ہوئے چلے غزل

خندۂ گل نالہ و شیون ہوا
ہم پہ کب احسان پیراہن ہوا
آب گریہ آگ پر روغن ہوا

ہوگیا صد چاک پر دستجنون
ایک عالم ہی شہید تیغ ناز
گرنہیں تسلیم عشق شعلہ رو

اپنا دامن صبح کا دامن ہوا
آفت جان یار کا جوبن ہوا
سوز غم سے سینہ کیون گلخن ہوا

اب بے تیرے ماتم گلشن ہوا
شمع طفل اشک عریان ہی رہی
نور شمع کی رونق سے دل کی لگی

حمزۂ صاحبقران یہ غزل پڑھتے ہوئے ایوان ملکہ مہر نگار کی طرف جاتے ہین لیکن اب حال ملکہ مہر نگار و آراستگی بزم بیان کیا جاتا ہی راوی کہتا ہی کہ اُسی شب کو فتانہ نے ملکہ مہر نگار سے بامید تشریف آوری حمزۂ صاحبقران دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت دل میرا یہ چاہتا ہی کہ حضور کو مثل عروس کے بناؤن سرمہ چشم نرگسی مین لگاؤن زلفین جو سراسر پریشان ہین شانے سے بناؤن ہاتھون مین مہندی لگاؤن پوشاک نفیس و رنگین پہناؤن عطر سہاگ پیرہن حضور مین لگاؤن بزم عشرت آراستہ کرون ملکہ مہر نگار نے بہ ناز و ادا مسکرا کے فرمایا کہ ای فتانہ آج اسقدر میرے حال پر مہربانی کی کیا وجہ ہی کیون مین لباس رنگین زیب تن کرون ہاتھون مین مہندی کسواسطے ملون گیسوے عنبرین شانے سے کیون سنوارون یہ سادی پوشاک تن سے کیون اُتارون کیا مجھے اپنے تئین کسی کو دکھانا ہی یا کسی کو اپنے پاس بلانا ہی فتانہ نے ہنسکر عرض کیا کہ حضور پوشاک تو تبدیل کرین بناؤ سنگار تو کرین اگر حضور کسی کو نہ بلائینگی تو دیکھنے والے خود آکر حضور کا جمال جہان آرا دیکھینگے باعث ہماری مسرت کا ہوگا یہ کہکر فتانہ نے ملکہ مہر نگار کو آرایش و زیور و لباس رنگین سے اس طرح آراستہ کیا کہ آئینہ حسن و صورت ملکہ مہر نگار دیکھ کے حیران ہوا اور ماہ درخشان بھی روے پُر نور ملکہ مہر نگار کو دیکھ کے متعجب ہوا جب فتانہ کو آرائش و زیب ملکہ مہر نگار سے فرصت ہوئی اُسوقت بعنوان شائستہ انواع و اقسام کے نکلفات سے اور جام و شیشہ سے ایسا بزم کو آراستہ کیا کہ بزم جمشیدی بھی اگر اُس بزم کو دیکھتی حقیقت نہ رکھتی غرض جب فتانہ بزم کو بخوبی آراستہ کر چکی اُسوقت فتانہ نے سوا زہرۂ مصری کے کسی کو پاس ملکہ مہر نگار کے بیٹھنے نہ دیا جب سب شاہزادیان چلی گئین اُسوقت فتانہ ملکہ مہر نگار سے عرض کرنے لگی کہ ای ملکہ عالم اگر آج کی شب حمزۂ صاحبقران حضور کے عشق مین بیقرار ہوکے یہان آئین تو اُنکو اپنے پاس بٹھایئے گا جام شراب اپنے ہاتھ سے پلا دیجیے گا حال درد دل اُنکا سنیے گا اپنے دل کی کیفیت بیان فرمایئے گا شرم و حجاب زیادہ نہ کیجیے گا جیسی بیٹھی ہی نہ رہیے گا دوپٹہ سے رخ انور نہ چھپایئے گا روے زیبا اپنا اُنھین دکھایئے گا لطف یکنشینی و ہمنشینی خوب اُٹھایئے گا دیکھیے گا حضور اپنے عاشق صادق سے بے اعتنائی نہ کیجیے گا ملکہ مہر نگار نے گفتگو سے فتانہ کے مسکرا کے بہ ناز و ادا اس طرح بظاہر انکار کیا کہ مین تو کسی بات بھی نہ کرونگی نہ اُنکے سامنے بیٹھونگی مجھے اُنسے کیا مطلب اگر وہ یہان آئینگے تو تو ہی اپنے پاس اپنے پہلو مین اُنکو بٹھانا اور تو ہی اپنے ہاتھ سے اُنکو شراب پلانا اور تو ہی باتین اُنسے راز و نیاز کی کرنا وہ جسوقت یہان آئینگے مین فوراً چلی جاؤنگی اپنی صورت بھی اُنکو نہ دکھاؤنگی مجھے اُنکے پاس شرم سے بیٹھا نہ جائیگا فتانہ نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہاں سے اُٹھکر چلی نہ جایئے گا اپنے عاشق کو اپنی بے اعتنائی سے صدمہ نہ دیجیے گا آپکو اُنکے پہلو مین بیٹھنا مبارک ہو مجکو کچھ اُنسے الفت نہین ہی وہ میرے عاشق نہین ہین مین جسطرح حضور کی تابعدار ہون اُسی طرح اب اُنکی بھی فرمانبردار ہون وہ آپ کے عاشق ہین آپ کو اُنسے الفت ہی اُنکے پہلو مین بیٹھنا آپ کو مناسب ہی ملکہ مہر نگار نے فرمایا کہ ای فتانہ اگر وہ یہان آئینگے تو مین تجھسے ابھی سے کہے دیتی ہون شعر بھی مجکو تو شرم آئیگی یہ بات بھی جیسے کی نہ جائیگی

فتانہ نے عرض کیا آپ میری خاطر سے اتنی باتیں کیجیے گا خاموش بیٹھی نہ رہیے گا حضور کا مجھ پر احسان ہوگا ورنہ مجھکو رنج ہوگا ملکہ نے کہا اے فتانہ مجھکو تیرا رنجیدہ ہونا منظور نہیں خیر اگر یہی خوشی ہے تو میں بیٹھی رہونگی اور اگر مجھسے بات کیجائیگی تو اسکے ہمسخن بھی ہونگی جب یہ باتیں فیمابین ملکہ مہر نگار اور فتانہ کے ہوچکیں ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کا انتظار کرنے لگی اور جانب سو لیوار محل دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگی شعر شکل اپنی ہمکو دکھلاؤ خدا کے واسطے ؛ جان جاتی ہے ابھی آؤ خدا کے واسطے ؛ کبھی یہ شعر پڑھتی تھی شعر آؤ باہم شوق وارمان دیکھ لیں ؛ تم ہمیں ہم تمکو ایجان دیکھ لیں ؛ کبھی سوے بام ایوان دیکھ کے اور آہ سرد کرکے مخاطب اپنے قلب وجگر سے ہوکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر تڑپتے ہو عبث بیتاب ہو بیکار فرقت میں ؛ نہ اب تشریف وہ لاینگے اے قلب وجگر سنلو ؛ کبھی خیال حمزہ صاحبقران میں یہ شعر پڑھتی تھی شعر تمہارے شوق سے خالی نہیں ہے دل میرا ؛ ہوس ہے بوسوں کی بھی وصل کی ہوا بھی ہے ؛ کبھی حسرت دیدار حمزہ صاحبقران میں یہ شعر پڑھتی تھی شعر دکھلائیں آپ اگر رخ پر نور اک نظر ؛ آگاہ ہم بھی ہوں شرف آفتاب سے ؛ کبھی افسوس کرکے یہ شعر کہتی تھی شعر دل میں ارمانوں کے مرنے سے جگر ہے داغدار ؛ یہ نئی قبریں بنیں گنج شہیدان کے قریب ؛ کبھی جانب بام محل نظر کرکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر جلوہ گر ہوں بام پر گر وہ تو دیکھیں اک نظر ؛ حسرت دیدار ہے موسی پیمبر کی طرح ؛ کبھی درد دل سے بیتاب ہوکر یہ شعر پڑھتی تھی شعر ہو خموش پیو دم ہے ہجر کی تلخی سے اے مسیح ؛ اچھو پلا دے وصل کی مجکو دوا الذیذ کبھی بیتاب وبیقرار ہوکر یہ اشعار آبدار اپنی زبان پر جاری کرتی تھی اشعار

شمع سے تو اے ستمگر دل مرا پروانہ ہے	رات دن ہے تصور گیسوے مشکین کا	رنج اغیار جانکاہ ہے پھر بلا لیتا ہے شوق
ہے وہ گلشن داغہاے یاس سے سینہ مرا	مرہم زنگار جس میں سبزہ بیگانہ ہے	پنجۂ خورشید بھی اک آئینہ سی شانہ ہے
نقد جان ہے اسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہے		رہے یوسف کی خریداری عزیز جو حال

یہ اشعار ملکہ مہر نگار پڑھکر اشکبار ہوئی ملکہ زہرہ مصری نے عرض کیا اے ملکۂ عالم اسقدر گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری ہجر حمزہ صاحبقران ذیشان میں نہ کیجیے بر اسے فرحت دل ایک جام بادۂ گلگون پیجیے ملکہ مہر نگار نے اشکبار ہوکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ نہ بیکشی کا لطف ہے جو رات چاندنی ہو اور نہ کہ روے ساقی مست شباب سرخ ؛ ابر سیہ چمن میں ہو چھایا کہیں ہوں گل ؛ پیش نظر ہو سبزہ قدح میں شراب سرخ ؛ بعد پڑھنے اس قطعہ کے ملکہ مہر نگار نے مع حسرت ویاس سے یہ شعر پڑھا شعر ہجر میں یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو ؛ نہ اسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے ؛ فتانہ نے عرض کیا اے ملکۂ عالم جانتک ہوسکے گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری نہ کیجیے دل کو بہلایے آتش عشق سے سینہ نہ جلایے ہر چند کہ یہ عشق وہ بڑی بلا ہے کہ جسمیں بھی اس بلا میں مبتلا ہو کوئی دانا اسکے دام میں گرفتار ہو لیکن انسان کو لازم ہے کہ اس مرض میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرے ہمیشہ عشق کی راہ سے گریز کرے یہ وہ موذی ہے کہ اسکا کاٹا ہوا کم بچتا ہے یہ وہ قہر کا دریا ہے کہ اسکا شناور ساحل زندگی پر کمتر پہونچتا ہے اور یہ وہ زہر ہے کہ ایک قطرہ جسکا دل وجگر کو پاش پاش کر دیتا ہے یہ وہ ظالم ہے کہ اسکو جوانوں اور حسینوں پر ذرا رحم نہیں آتا ہے صدہا خوبرو جوانوں کو اسی بیجا جنے بہ ظلم وستم ہلاک کیا ہے ہزارہا نازنینان غنچہ دہن اور گلبدن کو اسی سفاک نے پیوند خاک کیا ہے فی الحال حضور پر بھی حضرت عشق کی عنایت ہوئی ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے مسدس

مدد اے اشک رواں ضبط سے گھبراتا ہوں	آتش عشق کی گرمی سے پھنکا جاتا ہوں	سوزش داغ کی میں تاب نہیں لاتا ہوں
ہاے کیا آگ لگی ہے کہ جلا جاتا ہوں ؛	سرد ہوتی نہیں یاں اپنے دل زار کی آگ	پھونک دی عشق نے کس شعلہ رخسار کی آگ

ظلمت دل کو کیا عشق کے جب نور نے کم
سینے آتے ہیں جوانی کو عجب پیچ میں ہم
خلق میں سب کے لیے عشق کا دین زیبا ہی
عشق کا خاتم خاطر پہ نگین زیبا ہے
حسن اور عشق نہ ہوتے جو عیان دنیا میں
دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا میں
عشق اپنی نہ اگر جلوہ گری دکھلاتا
پردۂ چشم نہ اشکوں سے تری دکھلاتا
دل مجنوں کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
کبھی شیریں کی جدائی میں نہ ہوتا وہ تمام
گرمی عشق دلوں میں نہ اگر کرتے راہ
ماہ کنعان کی زلیخا کو نہ ہوتی پھر چاہ
کشش شوق ہے اس عشق کی عالم سے جدا
سو جگہ اسنے دل سنگ کو بھی موم کیا
کس مصیبت میں گرفتار ہے جان غمگین
ایک ہے جان سو ان دونوں سے بچنے کی نہیں
حسن اور عشق کی نسبت میں کروں کیا گفتار
انھیں دونوں نے جگر پھونکے ہیں بے حد و شمار
انکی خلقت میں قیامت کی شرر خیزی ہے
سامنے انکے ہر آتش کی عرق ریزی ہے
حسن اور عشق ہمہ میں دست و گریبان دونوں
پھونک دیتے ہیں ہر آتش پنہان دونوں
حسن ہے باغ تو ہے عشق ہوا اس میں گلچین
لالہ ہے کوئی اگا خوش آئندہ کوئی ہے نسرین
جسکو سب کہتے ہیں دنیا میں خزان اور بہار
یونہیں گلہا سو کئی ہیں گرد ہزار دن اغیار
پا گئی رہے سرسبز ہمیشہ یہ چمن
رشک گل وہ ہیں کہ پھولتے بھی ناز میں ہیں
تیری قدرت کے تماشے ہیں بیان رب کریم
ایک یہ عشق ہے سو رنگ سی ہر دل میں مقیم
سمجھینگے اسکو وہی جنکو کہ ہے فہم و ذکا

صاف آئینہ کی صورت نظر آیا عالم
دل کا پہلے نظر آتا تھا الجھنا مشکل
عشق میں کونسی یاں شکل نہیں زیبا ہی
دولت عشق جو عالم میں فراوان ہو جائے
ہوتے ظاہر نہ کبھی راز نہان دنیا میں
ہر بشر معتقد اس راہنما کو سمجھے
کبھی مہتاب نہ داغ جگری دکھلاتا
دل نہ یوں شیفتۂ زہرہ شمائل ہوتے
کبھی مجنوں بھی لیتا نہ وہ لیلی کا نام
سبکو عالم میں عجب عشق کی سرکار ملی
شمع پر گرتا نہ پروانہ ہیں جلنے کی نگاہ
عشق گر چاند کی صورت نہ عیاں ہو جاتا
جذب ہر شی میں کیا حق نے اسی کو پیدا
گل اسی سے کسی جی کو نہیں وہ آفت ہے
کسی صورت نہیں ہوتی ہے تسلی دم بھر
کر رہے ہیں دل ملال میں یہ آفت برپا
حسن خلقت میں اگر نور ہے تو عشق ہے نار
شعلہ انگیز ہیں یہ شعبدہ پرداز ہیں یہ
انکی آتش میں ہر اک دل کی تری تیزی ہے
عجب دھنک کی گرمی یہ دکھاتے ہیں
ہر جگہ ہیں یہ نئے سلسلہ جنبان دونوں
دھنک دھنک زمانے میں عجب ہوتے ہیں
گل کے مانند شگفتہ ہیں ہزاروں ہی حسین
رنگ سو طرح کے ہیں وضع ہزار انکی ہے
ہجر اور وصل ہے جو اس میں نہیں مشکل زار
باغ میں پھولوں کے اقرار صبا صادق ہے
حسن کا حرف خزاں ہو نہ کبھی یہ گلشن
مثل گل کوئی اگل انعام نہ پژمردہ ہو
حسن اور عشق کی ہر جا پہ نئی ہے تقسیم
نئی صورت کے نئے جتنے فسانے ہر جا
عشق کیواسطے دل سینۂ عاشق میں تھا

حسن دکھلانے لگا اپنے تماشے پیہم
کھل گیا سب کہ الجھکر ہے سلجھنا مشکل
اگر نہیں ہم خضر راہ یقین زیبا ہے
کیا عجب ہے کہ ہر اک مور سلیمان ہو جائے
جی کے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا میں
خلقت عشق سے سب ید بیضا کو سمجھے
حسن گر شیشۂ دل میں نہ پری دکھلاتا
نہ فرشتے بھی غریق چہ بابل ہوتے
دل فرہاد میں کرتا نہ اگر عشق مقام
کربلا یار نہ تا سے دل زار ملی
محو گل پر دل بلبل نہ ہوتا واللہ
جلوۂ ماہ سے کیوں چاک کتان ہو جاتا
آشکارا ہے اسی سے کشش کاہ ربا
چھوڑتا عشق کسی کو نہیں وہ آفت ہے
حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہو گئیں
صحبت شعلہ و خس سے ہے قیامت برپا
گرم ان دونوں کی گرمی کا ہے بت بازار
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہیں یہ
ہر جگہ انکی نئی اک شرر انگیزی ہے
جگر و دل ہی پہ آگ جلا دیتے ہیں
فتنہ پرداز ہیں غارتگر ایمان دونوں
ایسے نیرنگ زمانے میں عجب ہوتے ہیں
ہو تماشا کہ نئی طرح ہے سب کی تزئین
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکی ہے
جس میں سب پھول کئی ہیں سامنے گلستان ہزار
یاں ہوا سے نفس ہر دل عاشق ہے
ہو کسی طرح سے دل تنگ نہ انکی ہو بین
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو
چشم خونبار کہیں ہو تو کہیں دل ہو دو نیم
دل ہے تیر ملامت کے نشانے ہر جا
چشم اسواسطے ہے حسن کا دیکھے جلوا

اس لیے گوش میں معشوق کی تا آئے صدا
عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑیگا
جوڑ یہ تفرقہ انداز بہت جوڑے گا
عشق وہ ہے کہ ہر اک دل میں جگہ اسکی ہے
سنگ یا شیشہ کا نشان تک ہی جسکی ہے

دست عاشق میں اسی زلف کو سلجھانے کو
نوجوانی میں یہ جیتا کفن چھوڑے گا
لاکھ جا دل کو نئے دام میں الجھائیگا
کیمیا سے بھی سوا قدر اسی مس کی ہے
الماس سے سوت کے کیا پار اتارا اسنے

ناوک میں کوچہ محبوب تلک جانے کو
کب خبر تھی صفت آبلہ دل پھوڑیگا
چشم عاشق کو نئے پیچ یہ دکھلائیگا
جان اس ظلم کے ناوک سے بچی کسکی ہے
جیتے جی سیکڑوں کو مار اتارا اسنے

بس اے ملکۂ مہر نگار یہ عشق خانہ خراب جان کا عذاب ہے اب جو مرغ دل آپ کا اسیر دام عشق ہو گیا ہے رہائی دام
عشق سے بہت مشکل ہے لیکن بظاہر اس عشق کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسیر یا تو قیر حمزہ
صاحبقران آپ سے زیادہ آپ کے عشق میں بیتاب و بیقرار ہونگے اور نہایت ہی گریان اور اشکبار
ہونگے ہر ایک دم انکو آپ ہی کا خیال ہوگا آپ ہی کی جدائی کا رنج و ملال ہوگا دل انکا ہجر میں آپ کے بیقرار ہوگا
دیدہ پر نم اشکبار ہوگا حال انکا آپ کے فراق میں تباہ ہوگا روز روشن انکی نظر میں تاریک و سیاہ ہوگا بلکہ
خواب بھی انکو کسی پہلو قرار نہ آتا ہوگا عجب نہیں کہ وہ یہ شعر پڑھتے ہوں شعر درد قلب و جگر سے ہوں میں طپان
چین آتا نہیں کسی کروٹ ؛ اے ملکۂ عالم مجکو یہ یقین ہے کہ آپ کی جدائی میں جب کوئی انکے روبرو آب و طعام لاتا
ہوگا اور کہتا ہوگا کہ یہ طعام گرم کھائیے اور یہ آب سرد پیجیے تو وہ اشکبار و بیقرار ہو کے اور اس سے مخاطب ہو کے
اور اکل و شرب پر توجہ نہ کرکے یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر دانہ ہاے اشک اور خون جگر فرقت کی شب ؛ بس یہی
آب و غذاے عاشق جانباز ہے ؛ اور جسوقت وہ آپ کی تصور میں روتے ہونگے ضرور یہ شعر پڑھتے ہونگے
شعر ہم آسے دل نہ تھا ابھی ہم روتے اگر دیکھو ؛ کلیجہ تھام لو تم ہی جو میری ہائے قمر سنلو ؛ اور جب آپ کی فرقت میں
آہیں گرم کرتے ہونگے تو یقیناً یہ شعر زبان پر جاری کرتے ہونگے شعر مرحبا نہ جائے آہ سے فرقت میں جل اٹھا
ہے ؛ وہ اس ہوا سے کہیں یہ کلی نہ ہو ؛ اے ملکۂ عالم انکو آپ سے جدائی میں رات کو ذرا بھی نیند نہ آتی ہوگی
تمام شب گریہ و زاری اور اختر شماری میں بسر ہوتی ہوگی دن کو بھی کسی جگہ مسرور اور شاد نہ بیٹھتے ہونگے
طبیعت مثل زلف جانان پریشان رہتی ہوگی مثل صورت آئینہ حیران رہتی ہوگی حواس خمسہ بجا
نہ رہتے ہونگے صدمہ آپ کی جدائی کا دل پر سہتے ہونگے حضور کے عشق میں انکو جنون ہو گیا ہوگا سراپا
کا ہوش نہ ہوگا گریبان تا دامن چاک ہوگا دیوانوں کی طرح باتیں کرتے ہونگے سودائیوں کے مانند پھرا
کرتے ہونگے اگر کوئی انکی یہ کیفیت دیکھتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ شغل میکشی کیجیے ذرا دل بہلائیے شراب پیجیے تو کیا عجب
ہے کہ وہ اسوقت یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر ہوں کیا شریک دورہ مے ہجر یار میں ؛ خون جگر ہے مجکو میسر ارغوان
نہیں ؛ اے ملکۂ عالم غرض میری اس تقریر سے یہ ہے کہ حضور آپ معشوق یکتا ہیں ہر چند کہ خود ہی آپ انپر
مائل ہیں لیکن وہ آپ کے عاشق ہیں اور عاشق کو بغیر وصل معشوق کے کسی طرح چین اور آرام ایک لمحہ
بھی نہیں آتا ہے پس وہ ضرور بالضرور نالان و گریان با حال پریشان بزم حضور میں آئینگے اور طالب وصل
ہونگے تمناے دل حضور ضرور بر آئیگی جب اس طرح فتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو سمجھایا اسوقت ملکہ
مہر نگار کی نالہ و بیقراری اور گریہ و زاری کم ہوئی اور جانب بام بہ نگاہ و حسرت دیکھنے لگی جب حمزہ
صاحبقران مضطر و گریان اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے باغ مراد میں پہونچے فوراً کمند دیوار محل
پر ڈال کر بذریعہ کمند دیوار محل پر آ کے پھر دیوار سے کوٹھے پر آ کے جو زیر بام بہ شوق تمام نظر کی

دیکھا کہ بعنوان شایستہ وبطرز شاہانہ بزم آراستہ ہی فرش نفیس بچھا ہوا ہی گلدستہ ہاے رنگارنگ جابجا قرینے سے رکھے
ہین اسباب پیشکش بھی موجود ہی جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ اسقدر روشن ہین کہ کثرت روشنی سے بزم پر نور ہی
دو نازنین قریب ملکۂ مہرنگار بصد ادب بیٹھی ہین اور ملکۂ مہرنگار بناؤ سنگار کیے ہوے اور لباس رنگین
نہایت نفیس ونادر پُر زر پہنے ہوے تخت جواہر نگار پر بہزار ناز وادا بیٹھی ہی حسن عالم کش اور زاہد فریب ہے
لباس سرخ جو زیب تن ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آفتاب تاباں شفق مین جلوہ گر ہے حمزۂ صاحبقران نے
حسن روے ملکۂ مہرنگار پر نظر کر کے ایک آہ کی اور بے اختیار زمین پر گر کے بعد فغان یہ اشعار پڑھے اشعار
جز فغان اور منھ سے کیا نکلے ❊ شل سے درد آشنا ہون مین ❊ آشفتہ رہون گا اجل جب آئیگی
اتنے دیر سے پڑا ہون مین ❊ چونکہ ملکۂ مہرنگار جانب بام دیکھ رہی تھی اب صداے گریہ سنکے یہ
خیال کرنے لگی کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران بام پر آئے ہین میرے عشق مین رو رہے ہین یہ خیال کر کے
اور مسکرا کے فتانہ سے کہنے لگی کہ اے فتانہ ذرا دیکھ تو بام پر کون نوحہ گر ہی اور یہ کس دل ریش کی صداے
گریہ ہی کہ جسکے سننے سے میرا دل بیتاب وبیقرار ہو گیا ہی فتانہ یہ تقریر ملکۂ مہرنگار کی سنکے مسکراتی ہوئی
اٹھی اور صحن ایوان مین کھڑی ہو کر بہ شوخی وشرارت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر آہستہ سے اسطرح
پوچھنے لگی کہ آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین یہان کیون آئے ہین آپ کا یہان
کیا کام ہی فرمایئے آپکا کیا نام ہی باعث گریہ وزاری اور سبب بیتابی وبیقراری کیا ہی کس کی جستجو ہے
کس سے ملنے کی آرزو ہی یہ ایوان شہنشاہ نوشیروان ہے واقف اس سے ہر ایک خرد وکلان ہی
آپ محل شہنشاہ مین دلیرانہ ہی چلے آئے کچھ خوف اپنے دل مین نہ لائے اگر آپ کو کسی سرکش اور جفا جو
نے ستایا ہی تو شہنشاہ نوشیروان سے صبح کو جا کر فریاد کیجیے گا شہنشاہ نہایت عادل ومنصف
ہین آپ کی داد کو پہونچینگے یہان آپ کا تشریف لانا اور فریاد کرنا بیکار ہوا یہان کوئی آپ کی فریاد
نہ سنیگا پس بہتر یہ ہی کہ یہان سے تشریف لیجایے رات کا وقت ہی باغ مراد کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایے
حمزۂ صاحبقران نے آٹھ کے فرمایا کہ اے نازنین مین ایک بندۂ خدا ہون خاص وعام مجکو حمزۂ صاحبقران
کہتے ہین میرے لشکر کے سرہنگ ناحق کل گرفتار ہو گئے تھے آج مین انکو رہا کرنے کو آیا ہون اس
ایوان مین انھین کو دیکھ رہا تھا اور تلاش انکی کر رہا تھا ناگاہ تم نیچے سے آئین اکثر باتین تمنے مجکو
شوخی وشرارت سے سنائین معلوم ہوا کہ تم بڑی چرب زبان ہو اور کسی کی بھیجی ہوئی اور گھبرائی ہوئی
آئی ہو فتانہ یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنکے اور کچھ سمجھ کے جھیپ گئی اور پھر حمزۂ صاحبقران سے
یہ کہنے لگی کہ اگر آپ کو عیار کی جستجو ہی تو یہان آیے ہم آپ کو صورت عیار کی دکھا دینگے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا کہ مین نے اپنے عیار کو خود دیکھ لیا ہی اب تم کیا دکھاؤ گی فتانہ نے کہا جس عیار کو آپ نے
دیکھا ہے یہ عیار وہ عیار ہی کہ اسکی کمند گیسو مین گرفتار ہو کے رہا ہونا مشکل ہی یہ وہ ہوشیار اور چالاک
عیار ہی کہ عاقل بھی اسکے سامنے ایک نادان اور بیوقوف ہی اور یہ وہ عیار بے نظیر ہی کہ اسکے حسن کو دیکھ
کے انسان بیہوش ہو جاتا ہی اور یہ وہ عیار طرار ہی کہ اسکے خنجر ابرو کے اشارے سے دل انسان کا مجروح
ہو جاتا ہی اور حال رنگ وروغن اس عیار کے چہرے سے آشکار ہے فتانہ یہ تقریر کر کے بام ایوان
سے حمزۂ صاحبقران کو لیکر چلی اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگی کہ اے حمزۂ صاحبقران

آپ کو معلوم ہو کہ جب مین نے آپ کی تعریف ملکہ مہر نگار سے بہت کی ہی اور منت اور خوشامد بھی کی ہی اُسوقت
ملکہ مہر نگار آپ کے بلا لینے اور پاس بیٹھنے پر راضی ہوئی ہی اگر آپ انصاف کیجیے تو مین نے کار نمایان کیا ہے
مین مستحق انعام کثیر ہون حمزۂ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ ای فتانہ فی الحقیقت تونے ایسی خیر سگالی کی کہ
ہم بجان مین جان آئی ہی تونے بڑا کام کیا ہمارا دل تجھسے نہایت خوش ہوا جو تم کہو وہ ہم تمکو دین تونے ہمین خوش
کیا ہی ہم تمکو شاد کرین جو آرزو تمہاری ہو وہ بر لائین غرض حمزۂ صاحبقران اسی طرح سے فتانہ سے خوش
باتین کرتے ہوئے قریب ملکہ مہر نگار پہونچے ملکہ مہر نگار حمزۂ صاحبقران کو دور سے دیکھکر نہایت مسرور
ہوئی چونکہ تعظیم حمزۂ صاحبقران کی کرتا ملکہ مہر نگار کو منظور ہوئی اسوجہ سے بہانہ شرم وحیا تخت سے
اٹھی اور منہ چھپا کر تخت سے اتر کر ایک حجرہ کی طرف واسطے پوشیدہ ہونیکے چلی اتنے مین فتانہ
قریب ملکہ مہر نگار پہونچ گئی اور ملکہ مہر نگار کو سمجھا کر جو مسند کہ قبل سے بچھا رکھی تھی وہان بٹھایا اور
حمزۂ صاحبقران کو بھی پہلوے ملکہ مہر نگار مین اُسی مسند پر بٹھایا راوی کہتا ہی کہ جب عاشق ومعشوق
اور طالب ومطلوب دونون ایک مسند پر بیٹھے اُسوقت ایک برج مین دو اختر تابان ودرخشان یا مہر وماہ
دیکھنے والون کو نظر آتے تھے شعر یکی شمع آفاق نور وجلال ۞ یکی شمسۂ بارگاہ جمال ۞ اُسوقت طالب و
مطلوب کی خوشی وخرمی کا حال کیا بیان کیا جائے ہر ایک کا غنچۂ دل کثرت مسرت سے شگفتہ تھا ایک دوسرے
کا محو دیدار تھا ہر ایک کے دل بیتاب کو قرار تھا ملکہ مہر نگار دزدیدہ نظر سے بار بار رخ حمزۂ صاحبقران
دیکھتی تھی کبھی ناز وادا سے منہ دوپٹہ سے چھپالی تھی ہر چند ضبط کرتی تھی مگر بے اختیار ہنسے دیتی تھی کبھی پہلوے
حمزۂ صاحبقران سے بوجہ شرم وحیا کے سرکتی تھی گاہ حسرت ہم آغوشی سے پہلو بہ پہلوے حمزۂ صاحبقران
سے ہٹتی تھی کبھی دوپٹہ سے اپنے سینہ کو حمزۂ صاحبقران کو نامحرم خیال کرکے چھپاتی تھی دست وپا کانپتے
جلتے تھے پسینے مین تن نازک سراپا تر تھا شکل ہلال سر جھکائے بیٹھی تھی حمزۂ صاحبقران بھی ہمنشینی ملکہ
مہر نگار سے نہایت خوش تھے آثار مسرت چہرے سے عیان تھے اُسوقت حمزۂ صاحبقران کا دل یہی چاہتا تھا
کہ ملکہ مہر نگار کے رخسار رنگین کے بوسے لیجیے اور آغوش مین کھینچکر مزے دل حاصل کیجیے جب فتانہ نے
دیکھا کہ عاشق ومعشوق ایسے باہم محو دیدار ہین گویا انکو ہوش نہین ہی اور ساکت اور صامت بیٹھے ہین کچھ باتین
راز ونیاز کی نہین کرتے ہین یہ رنگ فتانہ دیکھکر اٹھی اور جام ومینا لے آئی اور روبروے ملکہ مہر نگار
رکھکر دست بستہ عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ عالم حیا وغیرت ہو چکی اب جام شراب پیجیے تاکہ حمزۂ صاحبقران
کو بھی شرم سے جھجک جاے ہنسیے کچھ باتین کیجیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے انکے دل کو تسکین دیجیے آپ ہی کے
اشتیاق مین یہ بیابان کاٹ کے آئے ہین انکی خاطر شکنی کرنا آپ کو مناسب نہین ہی آج کی صحبت یہ غنیمت ہی شعر
غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین اے نادان ۞ دگرگون حال ہو جاتا ہی اک دم مین زمانے کا ۞ جسوقت
یہ تقریر فتانہ نے کی اُسوقت ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے بہزار ناز وادا اپنے دست رنگین ونازک
سے جام بلورین مین شراب بھری اور کثرت شرم وحیا سے منہ چھپا کر اور جام اٹھا کر طرف حمزۂ صاحبقران
کے بڑھایا فتانہ نے ہنسکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکۂ عالم اپنے ہاتھ سے
آپ کو جام بادۂ ناب دیتی ہین حقیقت تو یہ ہی کہ عاشق نوازی کرتی ہین ورنہ ملکۂ عالم کبھی جام شراب اپنے
ہاتھ سے نہ دیتین ہر چند فتانہ نے حمزۂ صاحبقران سے جام شراب کے پینے کو کہا اور ملکہ مہر نگار نے

جام شراب سے بھر کر واسطے جام دینے کے ہاتھ بڑھایا لیکن حمزۂ صاحبقران نے شراب نہ پی اُسوقت فتانہ نے متحیر اور متعجب ہوکے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہ کیا سبب ہی جو آپ پیتے گلگون نہین پیتے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای فتانہ آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہون اور تم مسلمان نہین ہو اسوجہ سے مین شراب نہین پیتا ہون جسوقت یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی ملکہ مہر نگار نے سنی فورًا فتانہ کو اپنے قریب سے اشارے سے بلا کر نہایت آہستہ سے کہا کہ ای فتانہ ذرا تو ان سے یہ تو پوچھ کہ تمہارا خدا کون ہی کیا ہمارے خدا سے جسکی ہم پرستش کرتے ہین انکا خدا کوئی اور ہی فتانہ نے بموجب فرمانے ملکہ مہر نگار کے حمزۂ صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ حضور ملکہ عالم آپ سے پوچھتی ہین کہ ہمارے خدا سے کیا آپ کا خدا علیحدہ ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا خدا وہ ہی جسکی شان مین یہ چند اشعار ہین اشعار

مہ و خورشید و سایہ کو فلک دار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
کیا پیدا انسان بے نشان کا
بنایا خاک ویرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ ہا حسن خوبان
ستائین صورتین کیا کیا بنا کے

بنایا جسنے کن سے دوجہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہو نہ ہو فرزانہ باقی

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اُسنے بنایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
دیا سامان شاہانہ کسی کو
سزا دیتی رہی اندوہ جی کی
چھپائے سیکڑون جلوے دکھا کے
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

ای فتانہ آگاہ ہو کہ مخلوقات خدا سے آگ بھی ہی اسکی پرستش کرنا مارواہی سراسر کفر ہی اگر بہ نظر غور و تامل تم دیکھو تو آگ ایک بے ثبات ہی پانی آگ کو بجھا دیتا ہی تمہارا یہ کیسا خدا ہی کہ اپنے ایک مخلوق سے مغلوب ہو جاتا ہی بلکہ معدوم ہو جاتا ہی پس تمکو اگر خوشی ہماری مد نظر ہی تو دین اسلام اختیار کرو خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر جانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جسوقت تم اور تمہاری ملکہ مسلمان ہونگی ہم اسوقت شراب پیئینگے بغیر اسکے کسی طرح شراب نہ پیئینگے راوی کہتا ہی حمزۂ صاحبقران نے جب اس طرح توحید پروردگار روبرو سے ملکہ مہر نگار بیان کی اول تو ملکہ مہر نگار نے یہ خیال کیا کہ بیشک آتش لائق پرستش نہین ہی دوسرے یہ کہ اگر مین دین اسلام اختیار نہین کرتی ہون تو حمزۂ صاحبقران کو رنج ہوگا اور میری مراد دلی یقینًا حاصل نہوگی یہ خیال کرکے ملکہ مہر نگار نے فتانہ سے آہستہ کہا کہ ای فتانہ انسے ذرا یہ تو پوچھ کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو فتانہ نے موافق ارشاد ملکہ مہر نگار کے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم پوچھتی ہین کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ صدق دل سے کلمہ پڑھے پروردگار کی وحدانیت کا قائل ہو اسکے پیغمبر کی نبوت کا اقرار کرے امر و نہی پر عمل کرے ملکہ نے فتانہ نے چپکے سے کہا کہ انسے کہ تمہاری خوشی ہماری ملکہ کو مد نظر ہی اور رنجیدہ کرنا منظور نہین ہی اسوجہ سے مسلمان ہوتی ہین تم کلمہ پڑھاؤ طریق دین اسلام سے ہماری ملکہ کو آگاہ کرو فتانہ سے جو کچھ ملکہ مہر نگار نے فرمایا تھا حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ مہر نگار صدق دل سے مسلمان ہوئی زنگ کفر جو آئینہ دل پر تھا دور ہوا نور اسلام سے دل روشن ہوا جب ملکہ مہر نگار کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کر چکی اسوقت فتانہ اور ملازمہ مصری نے دین اسلام اختیار کیا اور یہ دونون بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین جب فتانہ مسلمان ہو چکی

اُسوقت شکر او حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگی کہ اتو حضور جام سے ارغوان پئیں ملکۂ عالم نے حضور کی محبت مین
اپنا دین آبائی بھی ترک کیا ہم دونون نے ملکہ کی محبت مین دین اسلام اختیار کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تم ہی ملکہ سے
کہو وہ جام شراب مجکو دین مین اب بیکلشی سے انکار نہ کرونگا ملکہ نے یہ سُنکے وہی جام شراب حمزۂ صاحبقران کو دیا
حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر شراب پی پھر حمزۂ صاحبقران نے ساغر مئے لبریز کرکے اور ملکہ مہر نگار سے
مخاطب ہوکر فرمایا شعر نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ ملکہ مہر نگار نے
بعد شرم وحیا اور ناز وادا کے جام شراب دست حمزۂ صاحبقران سے لیکے پی پھر تو برابر دور
جام بے دغدغہ انجام ہونے لگا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو نشہ ہوا اور ملکہ مہر نگار کو بھی نشہ ہوا پردۂ
حجاب درمیان سے اُٹھ گیا باتین باہم راز و نیاز کی ہونے لگین گلے اور شکوے ہونے لگے عاشق و معشوق
اپنے اپنے صدمات جو ہجر مین گذرے تھے زبان پر لائے جب زہرہ مصری اور فتانہ بزم سے ہٹ گئین
دست حمزۂ صاحبقران جانب سینۂ مہر نگار بے اختیار بڑھنے لگا غرض اسی طرح منقریب صبح باہم طالب
و مطلوب لطف بیکلشی اُٹھایا کیے اور باتین راز و نیاز کی کیا کیے آخر حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے
فرمایا اب مین جاتا ہون تھوڑی رات باقی ہے اگر صبح ہو جائیگی تو یہ راز کسی نہ کسی پر ضرور افشا ہو جائیگا یہ فرماکر
حمزۂ صاحبقران اُٹھے ملکہ مہر نگار کو جدائی حمزۂ صاحبقران کا صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر آئے
لب آشنائے نالہ و آہ ہوئے خوشی وصل مبدل بہ صدمۂ ہجر ہوئی اُسوقت ملکہ مہر نگار نے رو کے کہا شعر
جاتے تو ہو پھر آؤ گے یا اب نہ آؤ گے ٭ کچھ کہتے جاؤ اس دل خانہ خراب سے ٭ حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار
سے فرمایا کہ پھر مین آؤنگا میرے دل کو بغیر آئے ہوئے قرار نہ ہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران سے چلے فتانہ اور
زہرۂ مصری بام ایوان تک حمزۂ صاحبقران کے پہونچانے کو گئین جب حمزۂ صاحبقران بالائے بام
پہونچے وہانسے ملاحظہ کیا کہ عنقریب زیر دیوار ایوان نوشیروان ابو الفرخ زنگی کا خیمہ ہے اور اُس خیمہ مین
وہ زشت خو مع چند اپنے رفقائے ترشرو کے بیٹھا ہے اور شراب پی رہا ہے اور سامنے اُسکے چوب خیمہ ابو شہاب
اور ابو سعید بندھے ہوئے کھڑے ہین ابو الفرخ ان عیارون سے پوچھ رہا ہے کہ بتاؤ تمہارے ساتھ تیسرا
کون شخص تھا ابو شہاب اور ابو سعید کہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا فقط ہمین دونون باغ مراد
مین آئے تھے ابو الفرخ برہم ہوکر عیارون کو کوڑے سے مار رہا ہے عیار مجبور و ناچار بندھے ہوئے کوڑے
کھا رہے ہین حمزۂ صاحبقران یہ حال عیارون کا دیکھکر جلد تر بام ایوان سے باغ مین آئے اور باغ سے نکلکر
قریب خیمہ ابو الفرخ زنگی پہونچکر نعرہ کیا کہ او بیحیا کیون عیارون کو مارتا ہے یہ کہکر قصد عیارون کے رہا کرنیکا
کیا ابو الفرخ زنگی کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر اُٹھا اور حمزۂ صاحبقران کے قریب پہونچکے سر حمزۂ صاحبقران
پر تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے اور شمشیر آبدار کھینچکر ایسی تلوار اُس نابکار کے
سر پر لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پہ گر الاشہ اُسکا تڑپنے لگا پھر رفقائے ابو الفرخ نے بھی حمزۂ صاحبقران
سے مقابلہ کیا حمزۂ صاحبقران نے اُن سب کو تہ تیغ کیا بعد قتل کرنے رفقائے ابو الفرخ زنگی کے
حمزۂ صاحبقران نے جلد تر ابو شہاب اور ابو سعید کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ لیکر جانب چل
شاد و گام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے جب صبح ہوئی کچھ سوار
اور پیدل لاشین ابو الفرخ زنگی اور رفقائے ابو الفرخ زنگی کی لیے ہوئے نالان و گریان دربار

شہنشاہ نوشیروان مین آئے اور بعد عادت ثناشاہی کے یہ عرض کرنے لگے کہ شب کو کوئی ان سبکو قتل کرکے عیارون
کو قید سے رہا کرکے لیگیا نوشیروان نے بنظر حسرت لاشون کو دیکھکر حکم کیا کہ ان لاشون کو اٹھا کے لیجاؤ سوار
اور پیدل لاشین اٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد جانے سوار اور پیدلون کے نوشیروان نے اپنے وزیر بختک
سے فرمایا کہ ای بختک چند سے سے میرے ملک مین فتنہ و فساد بر پا ہوتے ہین اسکے دفع کرنیکی کیا تدبیر
کرون اور کیا انتظام کرون کہ فتنہ و فساد بر پا نہون بختک نے اپنی ریش پر ہاتھ پھیر کے عرض کیا کہ جبتک
حمزہ صاحبقران یہان بیٹھے طرح طرح کے فساد بر پا ہونگے حضور یہ کام سوائے حمزہ صاحبقران اور
کسی کا نہین ہے وہی شب کو اپنے عیارون کے رہا کرنے کے واسطے آئے ہونگے ابوالفرح وغیرہ نے مقابلہ
کیا ہوگا آخر سبکو قتل کرکے اپنے عیارون کو لیکر چلے گیے ہونگے نوشیروان یہ گفتگو بختک سنکے برہم ہوا
اور کہنے لگا کہ ای بختک تو ایک زمانہ سے میرے پسر خواندہ کا دشمن ہے اور یہی چاہتا ہے کہ وہ قتل ہو جائے
اور وہ بالکل بیخطا اور بے قصور ہے مجکو ثابت نہین ہوتا کہ حمزہ صاحبقران ہی نے ابوالفرح وغیرہ کو قتل
کیا ہے نوشیروان ابھی بختک سے یہ کر رہا تھا کہ ناگاہ حمزہ صاحبقران حسب دستور دربار مین آئے
اور نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر گستہم زرین کفش کے بیٹھے

داستان لانا گستہم زرین کفش کا بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کرکے اور خبر دینا تلبیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات

راویان اخبار اور ناقلان آثار روایت کرتے ہین کہ نوشیروان قتل ہونے ابوالفرح زنگی و رفقاے ابوالفرح
زنگی سے رنجیدہ دربار مین تخت پر بیٹھا تھا اور دربار مین امیر و وزیر صغیر و کبیر مع حکیم اور چہ سو ندیم بارہ سو
بادشاہ کرسی نشین صدہا پہلوانان بیمثال رستم و سہراب خصال تیس ہزار غلامان مرصع کار و زرین کمر حاضر تھے
ناگاہ تلبیس روبرو سے نوشیروان آیا اور بعد زمین بوسی کے اس طرح عرض کرنے لگا قطعہ تا سپہر زند
آفتاب سرور باشی ٭ تا صبحدم ہمدم ساغر باشی ٭ تا تاج حیات بر سر خضر بودہ ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی
شہنشاہ ہفت کشور فرمانروائے بحر و بر کو مبارک ہو کہ گستہم زرین کفش جو طرف چین کے روانہ ہوا تھا اب
بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کرکے لاتا ہے غلام نے سنا ہے کہ قریب مدائن کے آپہونچا ہے نوشیروان یہ
یہ خبر فرحت اثر سنکے نہایت خوش ہوا اور بختک سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای بختک جلد جا اور گستہم
زرین کفش کو اپنے ہمراہ لے آ بختک مع چالیس ہزار غلامان مرصع کلاہ اور زرین کمر بند کے فی الفور روانہ
ہوا بعد روانہ کرنے بختک کے نوشیروان نے بہزاد طوسی اور کاوس کاشانی اور کیسوس
کرمانی وغیرہ سرداران نامدار کو واسطے استقبال گستہم زرین کفش کے مع فوج کثیر روانہ کیا بعد روانہ
کرنے ان سردارون کے نوشیروان نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا اے فرزند آگاہ ہو کہ گستہم
زرین کفش عجیب سردار نامی ہے مجکو اُس سے نہایت الفت ہے دلاور بے عدیل ہے بہادر بیمثل ہے اُس سے میرے
دربار کی زینت ہے گستہم جوان لائق دیکھنے کے ہے اگر تمہارا دل چاہے اور خلاف مزاج تمہارے نہو تو تم بھی
جاؤ اور اُس سے راہ مین ملاقات کرکے دیکھنا کیا جوان صاحب صولت و قوت ہے جسوقت یہ تقریر نوشیروان کی
حمزہ صاحبقران نے سنی اول تو گستہم زرین کفش کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا دوسرے نوشیروان کا
ارشاد بجالانا بھی ضرور تھا اس وجہ سے حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سردارون کے بعد شوکت و صولت وانہوی

ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ حمزۂ صاحبقران تو اب روانہ ہوئے ہیں لیکن بختک جب کہ چلے روانہ ہوا اثناے راہ میں
اُسنے خیال کیا کہ ای بختک یہی وقت ہے حمزۂ صاحبقران سے انتقام لینے کا لیس یا ہی کوئی تدبیر کہ حمزۂ صاحبقران
ہلاک ہو جائیں غرض یہی فکر کرتا ہوا بعد قطع راہ بیرون ملک مدائن جس جگہ گستہم زرین کفش تھا پہونچا اور گستہم
سے ملا گستہم زرین کفش نے پوچھا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے اور دربار شہنشاہ میں سب خرد وکلان
بخیر وعافیت ہیں بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ میں تو اچھا ہوں لیکن دربار نوشیروان میں تمہارے فرزند زندہ
تو ہیں مگر عافیت سے نہیں ہیں نہایت ذلیل وحقیر ہیں ایک فرزند تمہارا مرنے کے قریب تھا ایک ظالم نے اُسے
مار ہی ڈالا تھا گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک سے سُنکے مغموم ہوا اور متحیر ہو کر اور گھبرا کر پوچھنے لگا کہ ای وزیر
شہنشاہ عالیجاہ مفصل فرمایئے کہ کس نے میرے فرزند کو صدمہ پہونچایا کس نے میرے لڑکون کو سر دربار ذلیل کیا
بختک نے کہا ای گستہم زرین کفش اگر تم مفصل کیفیت بھی سنو گے تو جسنے تمہارے فرزند دلبند کو صدمہ
پہونچایا ہے اُس سے تم مقابلہ نہ کر سکو گے وہ جوان نہایت شجاع اور بہادر ہے اُسکے سامنے تمہاری کچھ حقیقت نہیں
ہے اور اگر تم اُس سے زور آزمائی کرو گے تو مجھکو کامل یقین ہے کہ بھاگ جاؤ گے گستہم زرین کفش نے
کہا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ مفصل حال تو بیان کیجیے وہ ایسا کون بہادر ہے جس سے میں مقابلہ نہ کر سکونگا اور بھاگ
جاؤنگا آپ کو تو میری شان میں اس طرح کہنا مناسب نہیں ہے بختک نے کہا کہ اگر تم مفصل حال پوچھتے
ہو تو سنو جب تم جانب چین روانہ ہوئے تھے اُسی زمانہ میں حمزۂ صاحبقران کعبہ سے مدائن میں آئے
تھے اور دربار شہنشاہ میں اگر تمہارے دنگل پر بیٹھے تھے تمہارے فرزند آردشیر کو اُنکا بیٹھنا تمہارے
دنگل پر ناگوار ہوا تھا آخر تمہارے فرزند نے حمزۂ صاحبقران کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ آپ اس دنگل
سے اُٹھ جایے اور کسی دنگل پر بیٹھیے یہ دنگل ہمارے باپ کے بیٹھنے کا ہے وہ بڑے شجاع اور بہادر ہیں
اس دنگل پر نہ بیٹھیے حمزۂ صاحبقران نے تقریر تمہارے فرزند کی سُنکے بقہر وغضب اس زور سے تمہارے
فرزند بیچارے کے رخسارے پر طمانچہ مارا کہ وہ سر دربار زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا چند اہل دربار
اُس بیچارے کو دربار سے اُٹھا لیگئے تھے جو بہار دشیر نے کمان منگوا کر حمزۂ صاحبقران کو واسطے کھینچنے
کے دی تھی وہ کمان سخت بھی حمزۂ صاحبقران نے توڑ ڈالی تھی تمہارے فرزند آردشیر کا طمانچہ کھا کر عجب
حال ہوا اور رخسارہ اُسکا نیلگون ہو گیا تھا کئی دن تک عارض پر ورم رہا تھا حکماے واسطے آماس کے
کئی نسخے ضماد وٹکیہ کے لکھے تھے اُن نسخوں کو تیار کر کے تمہارے فرزند کے رخسارہ پر ضماد کیا گیا تھا اور ویسی
ہی ٹکیوں سے رخسارے بار بار سینکے گئے تھے اب آماس تو نہیں ہے لیکن کبھی کبھی اب بھی درد ہوتا ہے حمزۂ
صاحبقران تمہارے دنگل پر اب تک بیٹھتے ہیں روز کے تمہارے دربار میں سامنے سب بہادرون کے
خفیف اور ذلیل ہوتے ہیں اور بسبب کم قوتی کے اُنسے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اب میں تمہے بھی دوستانہ
نصیحت کرتا ہون کہ تم بھی اُنسے مقابلہ نہ کرنا ورنہ تم بھی ذلیل ہو گے حمزۂ صاحبقران تمہارے [illegible]
توڑ ڈالینگے یا تیغ آبدار سے ایک دم میں قتل کر ڈالینگے پس تمکو مناسب ہے کہ دنگل سے ہاتھ اٹھاؤ اپنی جان
اُس شجاع سے بچاؤ اپنے فرزند کے انتقام لینے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ بلکہ میری تو یہ رائے ہے کہ بعد
دو چار روز کے تم یہان سے بھاگ جاؤ گستہم زرین کفش یہ تقریر بختک وزیر کی سُنکے کثرت غیظ سے
کانپنے لگا چہرہ فرط غضب سے سُرخ ہو گیا اور اُسی عالم غیظ وغضب میں بختک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا

کہ اگر میں اپنے فرزند کو طمانچہ مارنے کا اور دنگل پر بیٹھنے کا انتقام بخوبی تمام حمزہ صاحبقران سے لونگا تو ای وزیر
شہنشاہ فلک بارگاہ تم مجھکو مرد نہ کہنا گستہم زرین کفش ابھی یہ گفتگو بختک سے کر ہی رہا تھا کہ یکبیک بہزاد طوسی اور
کاؤس کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ بھی مع فوج قریب گستہم زرین کفش پہونچے سب نے گستہم زرین کفش
کو سلام کیا اور حال مزاج پوچھا گستہم نے ہر ایک دلاور کو علے قدر مراتب نوازش کی اور سب سے بغلگیر ہوا ابھی گستہم
زرین کفش سرداروں سے معانقہ کر رہا تھا ناگاہ مستر زلزلہ عیار گستہم زرین کفش کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کی بلگامیں نے سنا ہے کہ حمزہ صاحبقران آپکے پاس آتے ہیں مدائن سے روانہ ہو چکے ہیں یقین ہے کہ اب آتے
ہی ہونگے جسوقت یہ گفتگو مستر زلزلہ اپنے عیار کی تھی گستہم زرین کفش نے خیال کیا کہ اسی وقت حمزہ صاحبقران
سے انتقام لینا مناسب ہے یہ خیال کرکے [illegible] گھوڑے پر سوار ہو کے آگے بڑھا بختک بھی پیچھے پیچھے یہ خیال کرتا ہوا
چلا کہ دیکھیے گستہم حمزہ صاحبقران سے کس طرح پیش آتا ہے میں نے آمادۂ فساد تو کر دیا ہے بختک تو عقب
گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا جاتا ہے لیکن اب حال گستہم زرین کفش اور حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے کہ جب
گستہم تھوڑی دور اپنی فرودگاہ و لشکر سے آگے بڑھا ناگاہ گستہم نے دیکھا کہ چند سرداروں کو ہمراہ لیے حمزہ صاحبقران
عجب شان سے چلے آتے ہیں گستہم صولت و سطوت اور شان و شوکت اور صورت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر
تھرانے لگا اور بے اختیار ہاتھ اپنا واسطے سلام کے اٹھایا حمزہ صاحبقران نے سلام کا جواب دیا گستہم
فی الفور اپنے گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھا حمزہ صاحبقران بھی گستہم کو پیادہ پا آتے دیکھکر اپنے مرکب
سے اترے اور چند قدم بڑھے جب گستہم زرین کفش عنقریب حمزہ صاحبقران کے پہونچا دوڑ کر بصد غیظ و
غضب حمزہ صاحبقران سے معانقہ کیا اور زور بخوبی تمام کیا یہ کہ حمزہ صاحبقران کے پہلوؤں کی پسلیاں
ٹوٹ جائیں اور ایک دم میں تڑپ کے ہلاک ہو جائیں ہر چند گستہم زرین کفش نے معانقہ کرنے میں اسدرجہ
زور کیا کہ تھک کر ہانپنے لگا تمام تن پسینے میں تر ہو گیا لیکن حمزہ صاحبقران کی پیشانی پر ذرا بھی شکن نہ پڑی
نہ کچھ ناگوار ہوا جب گستہم بخوبی زور کر چکا حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ اسنے اپنے پسر کا انتقام مجھ سے لیا ہے
[illegible] دینی چاہیے یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے گستہم کو اپنی طرف کھینچکر اور معانقہ
کے طور پر اس زور [illegible] کہ گستہم کی پسلیاں درد کرنے لگیں قریب تھا کہ ٹوٹ جائیں ریزہ ریزہ
ہو جائیں جب حمزہ صاحبقران نے گستہم سے اس طرح معانقہ کیا اور پسلیاں گستہم کی دبیں اور شکم بھی دبا
اتفاق سے گستہم زرین کفش کی ریح زور سے صادر ہوئی اسوقت بیقرار و بیتاب ہو کر حمزہ صاحبقران
سے کہنے لگا کہ ای امیر میری خطا کو معاف کیجیے میں نے بختک [illegible] کے کہنے سے گستاخی کی تھی اب مجھکو سزا اسکے
معقول مل رہی ہے جان میری تن سے نکلی جاتی ہے پسلیاں ٹوٹی جاتی ہیں بس رحم کیجیے مجھکو چھوڑ دیجیے جسوقت
گستہم نے اس طرح بہ منت حمزہ صاحبقران سے کہا حمزہ صاحبقران نے مسکرا کے گستہم کو چھوڑ دیا
گستہم زرین کفش حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر اسوقت جو ریح میری بے اختیار نکل گئی
اسکا حال آپ کسی سے بیان نہ کیجیے گا ورنہ میری نہایت ذلت ہوگی حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ گستہم
تم ہم سے اب دشمنی نہ کرو گے تو ہم بھی تمہاری ریح نکلنے کا حال کسی سے نہ بیان کرینگے حمزہ صاحبقران
ابھی گستہم سے یہ فرما رہے تھے ناگاہ بختک ایک درخت کے تنہ کی آڑ سے نکلا اور گستہم زرین کفش کو
بلایا جب گستہم زرین کفش بختک کے پاس پہونچا بختک نے کہا ای پہلوان نامدار رشک رستم و اسفندیار

واہ واہ واہ اب مجکو تمہاری دلاوری اور بہادری مین کسی طرح کا شک اور شبہ نہین ہی اسوقت کیا خوب زور تم نے کیا
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ مین اس درخت کے تنے کی آڑ مین چھپکر دیکھ رہا تھا اور باتین سن
رہا تھا مین تو تمہاری شجاعت و جوانمردی کی کیا تعریف کرون اگر اسوقت رستم و اسفندیار سہراب و افراسیاب
گیو اور بیژن اور فرامرز و تیرزو اور نامان پہلوان ایران اور توران وغیرہ ہوتے تو وہ البتہ
تمہارے اسوقت کے زور کرنیکی کچھ تعریف کرتے ادنا تمہاری قوت و طاقت کی مین یہ تعریف کرتا ہون کہ
تمہارا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہی تم یکتاے روزگار اور وحید عصر ہو تمہاری شجاعت اور جوانمردی کی
گواہی آدمیون کے علاوہ باواز بلند اعضا بھی دیتے ہین سننے والون کو اپنی شہادت سے آگاہ کرتے ہین پسلیان
گو کہ اگر گواہی دیتی ہین پشت سے ولی عضو اداے شہادت کیواسطے اپنی آواز بلند کرتا ہی شکم صداے
قراقر سے صاف صاف شہادت دیتا ہی گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک کی سنکے شرم و حیا سے پسینے مین
تر ہو گیا آخر سر جھکا کے کہنے لگا ای وزیر شہنشاہ جو کچھ آپ نے کہا مین بخوبی سمجھا آپ نے میری تعریف نہین کی
بلکہ سراسر میری ہجو کی ہی مگر ذرا آپ غور و فکر کرین تو مجکو بیخطا و بے قصور جانکر میری ہجو نہ کرین ریح یہ وہ باد مخالف
ہی کہ جب یہ قصد نکلنے کا کرتی ہی تو کسی سے رک نہین سکتی ہی آج اتفاق سے اس طرح گوز میرا صادر ہو گیا
آپکو سنکر اسے طعن آمیز کرنا نہ چاہیے اسوقت تو آپ نے تنہائی مین ایسی باتین کین اگر آپ میرے گوز نکل
جانیکا حال کسی سے بیان کیجیے گا تو میرے باعث سے آپ کو صدمہ سخت پہونچیگا آیندہ آپ کو اختیار ہی
بختک نے کہا کہ پہلوان ہمعدیل مین نے تو سراسر تمہاری جوانمردی کی تعریف کی ہی کوئی واہیات بات نہین
کی ہی خیر اگر تمہاری یہی خوشی ہی تو مین کسی سے تمہارے گوز کے نکل جانیکا حال بیان نہ کرونگا لیکن اب ای
پہلوان نامدار بہتر اور مناسب یہ ہی کہ یہان توقف نہ کرو ہمراہ میرے خدمت شہنشاہ مین چلو شہنشاہ تمہارے
منتظر ہونگے گستہم زرین کفش نے بموجب کہنے بختک کے مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے
کوچ کرو اور خدمت شہنشاہ مین چلو بموجب حکم گستہم مردمان فوج مسلح ہو کر آمادہ کوچ ہوے گستہم
زرین کفش بہمراہی بختک سرداران نوشیروان و حمزۂ صاحبقران روانہ ہوا حمزۂ صاحبقران نے
ملاحظہ کیا کہ ارابے پر ایک جوان نہایت خوش رو قوی ہیکل طوق و سلاسل مین گرفتار مانند شیر کے بیٹھا ہے
آثار شجاعت و جوانمردی اسکے چہرے سے ظاہر ہین جب اس جوان شور شعار کا دل چاہتا ہی لمبا لنگر مارتا ہی کہ پہیے
ارابے کے زمین مین دھنس جاتے ہین ہر چند خر نرگاؤ ارابے کو کھینچتے ہین لیکن پہیے زمین سے نہین نکلتے
ہین اور ارابہ ذرا بھی اس جگہ سے نہین چلتا ہی پھر جب اسی جوان کا دل چلنے کو چاہتا ہی اسوقت نرگاو بسہولت
ارابے کو کھینچتے ہین اور راہ طی کرتے ہین غرض حمزۂ صاحبقران بہرام گردین خاقان چین کو دیکھتے ہوے
در سلطانی تک پہونچے ارابہ تو وہین ٹھہرا گستہم زرین کفش نے سوارون سے کہا کہ مین دربار مین جاتا ہون
تم گرد ارابے کے رہنا اور بخوبی شہنشاہ کے قیدی کی حفاظت کرنا سوارون نے نیزے علم کیے تلوارین کھینچلین اور
گرد ارابے کے کھڑے ہوے گستہم زرین کفش دربار مین آیا نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کرکے اپنے
دنگل پر بیٹھا جب حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان مین پہونچے دیکھا کہ گستہم زرین کفش تو اپنے دنگل پر
بیٹھا ہی اور ایک دنگل اور برابر بختک کے بچھا ہوا ہی نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر فرمایا کہ اے
فرزند جنے تمہارے واسطے یہ دنگل بچھوا دیا ہی تم اس دنگل پر بیٹھو حمزۂ صاحبقران تسلیم کرکے اس دنگل پر

بیٹھے گستہم زرین کفش کو صدمہ ہوا کہ آج دربار میں میں زبردست حمزہ صاحبقران سے بیٹھا ہوں گو میں
کسی پہلوان کے زیر دست کبھی نہیں بیٹھا تھا گستہم تو یہ خیال کر رہا تھا اور اپنے زیر دست بیٹھنے پر غمگین تھا ناگاہ
نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن جلد کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوں اور شراب پلائیں بمجرد حکم ساقیان
گلرخ سیمتن نازک بدن کشتیاں شراب ناب کی لیکر دربار میں حاضر ہوئے اور موافق قاعدے کے نوشیروان کو مجرا اور
تسلیم کر کے اول ایک ساقی گل اندام نے ناب جام میں بھر کر روبرو دست نوشیروان موافق دستور لیکیا نوشیروان نے
جام لیکر شراب پی پھر ساقیان خوبرو کو حکم دیا کہ اس دربار کو شراب پلاؤ بموجب حکم ساقیان شوخ چشم خوبصورت
بہ ناز و ادا جام صہبا اہل دربار کو پلانے لگے یہانتک کہ سوا سے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
کے کل اہل دربار کو شراب ناب پلا چکے اُسوقت بحکم نوشیروان ساقیان سیمتن ساتھ کشتیاں شراب
کی اور شیشہ و جام و ساغر لیکر دربار سے چلے گئے جسوقت دماغ نوشیروان بادۂ ناب سے گرم ہوا
نوشیروان نے گستہم زرین کفش سے پوچھا کہ اے گستہم زرین کفش تو نے بہرام گردن خاقان چین
کو کیونکر گرفتار کیا مفصل بیان کر گستہم زرین کفش فی الفور اپنے دنگل سے اُٹھا اور اس طرح عرض
کرنے لگا کہ اے شہنشاہ بحر و بر و فرمانروا اے ہفت کشور بحکم سرکار یہ نمکخوار مع لشکر جرار جب مدائن سے
روانہ ہوا قطع منازل کرتا ہوا جب چین کے قریب پہونچا بہرام گرد واسطے شکار کے کسی صحرا میں گیا تھا
خاقان چین نے میرے آنے کی خبر سنکے فوراً دروازہ قلعہ کا بند کیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق پر آب کر دی
اور جلد جلد توپیں بڑی بڑی لگا دیں اور بخوبی تمام قلعہ کو آلات حرب وضرب سے آراستہ کیا اور بہ اطمینان
تمام قلعہ میں بیٹھا اس نمکخوار نے سامنے قلعے کے کچھ میدان چھوڑ کے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا فوراً مردمان
فوج اُتر گئے خیام برپا ہوگئے افسران فوج نے مورچہ بندی کی اکثر اہل قلعہ فوج کثیر دیکھکر گھبرائے فریاد
و فغان لب پر لائے قلعہ سے نکل کے بھاگنے کی تدبیریں سوچنے لگے اس خاکسار نے طبل جنگ بجوایا شہنشاہ
کے لشکر ظفر اثر میں جوانان تیغزن اور بہادران صف شکن تلواروں پر صیقل کرنے لگے تیرانداز تیروں کو درست
کرنے لگے جوانمرد آلات حرب وضرب صاف کرنے لگے اکثر بہادر واسطے طلایہ لشکر کے اٹھے انھوں نے صدائیں
ہوشیار باش کی بلند کیں اسی طرح چار پہر رات گذر گئے وہ وقت آیا شعر ہوا ظاہر فلک پر شاہ خاور ٭ ہوئی
ظلمت جہاں سے دور یکسر ٭ یکایک فوج انجم یوں ہوئی گم ٭ کہیں گویا نہ تھے گردوں پہ انجم ٭ اے شہنشاہ گیتی
پناہ اُسوقت اس جانثار اور فرمانبردار نے مردمان فوج کو حکم کمربندی کا دیا دلاوران میدان مصاف
زرہیں پہننے لگے خود سروں پر رکھنے لگے کمریں واسطے جنگ کے باندھنے لگے اسلحہ زیب تن کرنے لگے آمادہ
حرب و پیکار ہونے لگے بعد مسلح اور مکمل ہونے کے جملہ بہادر گھوڑوں پر سوار ہوئے نقارہ جنگی بجنے لگے پھر پے
طلوں کے کھلے پلٹنیں بہادروں کی ایک طرف صف آرا ہوئیں سواروں کے رسالے ایک جانب صف بستہ
ہوئے جوانان جیلہ پوش اور چار آئینہ بند ایک سمت پرا جما کے کھڑے ہوئے پھر نقیب اور کڑکیت نکلنے لگے
اور اس طرح مردمان لشکر کا دل بڑھانے لگے شعر ان ناسود وہ نام کرنا ٭ دشمن سے خوشتر کام کرنا ٭ جسوقت
اس طور سے کڑکیت اور نقیبوں نے مردمان لشکر حضور کے دل بڑھائے اُسوقت بہادروں نے فرط شجاعت
سے قبضوں پر تلواروں کے ہاتھ ڈالے اور تلواریں کھینچیں نیزے بلند ہوئے طبل جنگی پر چوب پڑی آگے
لشکر کے یہ سر فروش گرز گران لیکر بڑھا پیچھے تمام فوج عجب شان سے چلی اُسدم وہ سواروں کے پرے

وہ پیادون کے جسم مست وہ دلاورون کے نشان وہ بہادرونکی آن بان وہ تلوارونکا مانند برق کے چمکنا وہ کوکبیوا کا کوئل کیطرح
بولنا بیرونکو آمادۂ حرب وضرب کرنا علمونکا بلند ہونا وہ گھوڑونکا ہنہنانا غبار کا بلند ہونا و زمین کا لرزنا وہ ڈھالون کی
سیاہ گھٹا وہ نیزونکی سنانون کا چمکنا وہ دلیرون کا دمبدم نعرۂ شیرانہ کرنا حضور لائق دیکھنے کے کیفیت تھی ای شہنشاہ
فلک بارگاہ جب اس خاکسار نے کچھ میدان طی کیا اسوقت بحکم خاقان چین گولندازون نے توپونکو جھکاکر رنجک
رکھکر فیر کرنا شروع کیا گولے مثل اولون کے برسنے لگے دھوان ابر کے مانند چھا گیا آگ کا مینہ لشکر پر برسنے لگا ہزارہا
آدمی مانند روئی کے گالون کے اڑ گئے صدہا زخمی ہوکر میدان رزم مین مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون
دلیرانسے رنگین ہوگیا بھائی سے بھائی پسر سے پدر اُس ہنگام مین چھوٹ گیا عرصۂ مصاف گولونکی کثرت سے گویا
کرۂ نار بنگیا ہر ایک توپ کی صدا مثل آواز رعد کے تھی زمین کو تزلزل تھا قلعۂ فلک کو جنبش تھی ابر دھوئین کا
زیر فلک محیط تھا زمانہ نظرون مین تیرہ و تاریک تھا میدان رزم عرصۂ محشر سے بھی کچھ بڑھا ہوا تھا زمین پر دھوئین
نکلتا تھا گولون کی کثرت سے زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی ارض میدان مثل تابۂ آہن جل رہی تھی گولے برابر
پڑ رہے تھے دلاور مرے اور زخمی ہوہوکے زمین پر گر رہے تھے صدائین بسملون کے فریاد کی ہر طرف سے بلند
تھین کسی جری کے سر پر گولہ پڑا تھا کسی دلاور کے سینے کو توڑ کر گولہ نکل گیا تھا کسی تیغزن کا گولے سے ہاتھ اڑ گیا
تھا کسی ثابت قدم کے پاؤن پر گولہ پڑا تھا کوئی جوان زمین پر زخمی ہوکر ایڑیان رگڑتا تھا کوئی زخمی ہوکر شدت
تشنگی سے بمنت دوسرون سے پانی مانگتا تھا میدان مصاف مین کسی سمت کشتون کی تلوارین پڑی تھین
تھین کسی طرف تیغزنون کی ڈھالین زمین پر نظر آتی تھین تیر اندازان بیجا زخمی ہوکر چلاتے تھے لیکن اس شور
ہنگامۂ گیرودار مین کوئی انکی فریاد نہ سنتا تھا اسوقت انتشار اور بدحواسی سے یہ حال تھا کہ پیادون کو پاؤن
زخمی سوارون کے سر پر تھے ایک دوسرے کو مثل سبزہ پامال کرتا تھا بعضون کے تن پر گلہائے زخم کھلے تھے
اکثر بہادرون کے زخم تن مثل غنچہ مسکراتے تھے کوتل گھوڑے میدان جدال مین دوڑ رہے تھے مرکب
سوارون کو پامال کر رہے تھے بہادر زمین پر پڑے ہوئے کس یاس و حسرت سے دم توڑ توڑ کر مر رہے تھے
بازار اجل گرم تھا ملک الموت کو جلد جلد روحین قبض کرنا مشکل تھا اسی ہنگامۂ قیامت اثر مین یہ خاکسار
ذرۂ بیمقدار باقبال شہنشاہ قریب در قلعہ پہونچ گیا تھا اور نعرہ مین نے کیا تھا کہ اے اہل قلعہ آگاہ
ہوکہ مین خندق تک آپہونچا ہون اب خندق سے گذر کر اور گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر تم سب کو
تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای شہنشاہ جسوقت مین نے یہ نعرہ کیا اہل قلعہ نے میری آواز سنکے توپین
فیر کرنا موقوف کین اور فصیل قلعہ پر آکر صدہا لوگ کریان اور بورے خس و خاشاک کے بھر بھر کر اس خاکسار
پر پھینکنا شروع کیے بعضون نے تیر اور نیزے لگائے اکثر نے نفط کے شیشے مارے اکثر اہل قلعہ نے
بارود کی ہنڈیان پھینکین ای شہنشاہ ذیجاہ اسوقت اس نمکخوار نے قصد کیا تھا کہ گھوڑے کو اپنے خندق
سے پھنداؤن در قلعہ پر جاؤن ناگاہ جانب دشت سے ایک غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا اس
خاکسار نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ایک مرکب پر سوار ہے اور ہمراہ تھوڑی فوج ہے لیکن ہر ایک
اُس فوج مین دلاور اور بہادر معلوم ہوتا ہے اور بہرام گرد مانند باد تند گھوڑے کو دوڑائے ہوئے
اور فوج کو ہمراہ لیے جانب قلعہ چلا آتا ہے جب بہرام قریب میرے آیا نعرہ کیا کہ ای ستمگر بدترین کفش ہوشیار
و خبردار ہو جا کہ مین آپہونچا تیرے قلعہ پہ جرأت کرنے کی مجال جو شکارگاہ مین ہرنی ہے اب تو مجھسے مقابلہ کر کے

نعرہ کرکے بہرام گرد بن خاقان چین نے باقی ماندہ لشکر شہنشاہ کو گھیر لیا اور تلوار کھینچکر بہادروں کو قتل کرنا
شروع کیا دلاوران لشکر شہنشاہ بھی لڑنے لگے چینیوں کو قتل کرنے لگے اس خاکسار نے بھی تلوار کھینچ کر حملہ کیا
صدہا کو تہ تیغ کیا دونوں لشکر باہم مل گئے خوب تلوار چلنے لگی زمین پر لاشیں گرنے لگیں میدان مصاف میں
اب بجائے خون کے ڈھیر اور کشتوں کے انبار ہونے لگے دونوں طرف کے دلاور اور بہادر قتل ہوئے اگر زخمی ہوکر
زمین پر گرنے لگے اُسوقت جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے تھی تیر انداز تیروں سے اپنے حریفوں کو ہلاک کرتے تھے جوانان
تیغزن اور بہادران صف شکن باہم لڑ رہے تھے دونوں لشکروں میں جنگ ہو رہی تھی جوئے خون کشتگان میدان
مصاف میں بہ رہی تھی اسی ہنگامۂ جدال و قتال میں مجھسے اور بہرام گرد بن خاقان چین سے مقابلہ ہوا بہرام گرد
نے تیغہ تیز و گرانبار کھینچ کے میرے سر پر لگایا میں نے تیغہ کو سپر پر روکنا مناسب نہ جانکر تیغہ کو خالی دیا وہ تیغہ
گرانبار میرے گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی کٹ گئی گھوڑا میرا زمین پر گرنے لگا میں گھوڑے
سے اُترنے لگا ناگاہ پانوں میرا رکاب میں اُلجھ گیا ہر چند اُسوقت میں نے پانوں اپنا رکاب سے نکالنا چاہا لیکن
اتفاق سے نہ نکلا گھوڑا میرا زمین پر گرا میں نیچے گھوڑے کے دب گیا اسدم میں نے گھوڑے کے نیچے سے
اُٹھنے کا قصد کیا تھا ناگاہ بہرام گرد بن خاقان چین نے مجکو بجمعیت کثیر آ کر جلد تر گرفتار کر لیا مجکو مہلت اُٹھنے
کی نہ دی جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین نے مجکو گرفتار کر لیا اور ارادہ کیا کہ تیغ [illegible] مجکو قتل کرے اُسوقت
ای شہنشاہ میں نے واسطے اپنی جان بچانے کے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ تو مجکو قتل نکر میں تیری اطاعت
اور ملازمت اختیار کرونگا ای شہنشاہ بہرام گرد بن خاقان چین نے میرے مکر و فریب پر کچھ خیال نکرکے تیغ کو روکا
اور مجکو قتل نکیا اور اپنے اہل لشکر سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو [illegible] مگر بہرام گرد بن خاقان چین نے جنگ
سے ہاتھ روکا لیکن دلاوران فوج شہنشاہ نے واسطے میرے رہا کرنے کے شیر و شمشیر [illegible] بہرام گرد بن
خاقان چین پر حملہ کیا اُسوقت بہرام گرد بن خاقان چین نے مجھسے کہا کہ ای گستہم زرین کفش اب تم بھی
اپنی فوج کو لڑنے سے منع کرو ای شہنشاہ میں نے بموجب کہنے بہرام گرد بن خاقان چین کے دلاوروں کو
لڑنے سے منع کیا اور پکار کے بہادروں سے کہا کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ میں نے اب اطاعت بہرام گرد
بن خاقان چین کی اختیار کر لی پس تمکو بھی لازم ہے کہ تم بھی اطاعت مثل میرے کرو اور اب نہ لڑو جسوقت
اس طرح میں نے اپنے لشکر کے دلاوروں سے کہا اُسدم ہر ایک دلاور جنگ و جدال سے باز آیا سب نے
لڑائی کا ارادہ دل سے دور کیا تلوارین میانوں میں رکھیں جب لڑائی موقوف ہوئی اُسوقت بہرام گرد بن خاقان
چین نے مجکو رہا کیا اور مہربانی اور عنایت سے پیش آیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مجکو مع فوج و لشکر لیکر اندر
قلعہ کے گیا ای شہنشاہ میں قلعہ میں داخل ہوا شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ بہرام گرد کے چلا شہر کو میں نے
نہایت آباد اور رعایا کو شاد دیکھا بعد قطع راہ جب بہرام گرد بن خاقان چین دار الامارہ شاہی پر پہونچا
لشکر کو وہیں ٹھہرا کر داخل دولتسرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور اُسوقت مجکو دربار میں بلایا
اور دنگل پر بیٹھنے کو کہا پھر مجکو خلعت دیا امرا و وزرا وغیرہ جو دربار میں حاضر تھے ہر ایک نے نذر فتح کی بہرام
کو دی بہرام گرد بن خاقان چین بعد تھوڑی دیر کے پھر داخل محل ہوا اور دربار برخاست ہوا [illegible] دربار سے
اُٹھکر اپنے لشکر میں آیا اور ایک خیمہ میں بیٹھا میرے لشکر کے افسر بھی میرے پاس آئے میں نے ہر ایک سردار
سے تخلیہ میں کہا کہ میں نے بہ مکر و فریب اطاعت بہرام گرد بن خاقان چین کی اختیار کی ہے میں فکر میں ہوں کہ

کسی دن بہرام گردین خاقان چین کو گرفتار کرکے شہنشاہ کی خدمت مین لیجاؤنگا یہ گفتگو میری ہر ایک سوار سنکے
خوش ہوا اور ہر ایک افسر کے دل سے رنج دور ہوا بعد چند روز کے پھر بہرام گردین خاقان چین براے شکار
صحراے چین کیجانب گیا اور مجکو مع افسرون وغیرہ کے ہمراہ لے گیا اُس روز چرخ نیلگون پر ابر آیا اور کالی کالی
گھٹا نمایان ہوئی بہرام گردین خاقان چین صحرا مین پہونچکر اور ابر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیام و بارگاہ استادہ کرکے
بارگاہ مین داخل ہوا مجکو اور دیگر افسران فوج کو بھی اُسی بارگاہ مین بلایا اور بیٹھنے کو کہا جب ہم سب بیٹھے اُسوقت
شراب طلب کی ساقیان خوبرو شیشہ و جام لیکر حاضر ہوئے اور مے گلگون جام مین بھر کر اور یہ
شعر پڑھ پڑھ کے بہرام گردین خاقان چین اور سب افسرون کو ساغر بادۂ ناب پلانے لگے شعر تند و پر شور بہ سر
کہسار آمدہ ٭ میکشان مژدہ کہ ابر آمد بسیار آمدہ ٭ جب بہرام گردین خاقان چین اور افسران فوج نے
شراب پی اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت شکار کھیلنے کیواسطے ہر ایک بیتاب و بیقرار ہوا بہرام گرد
بارگاہ سے نکلا سب افسران فوج بھی بارگاہ سے باہر آئے مین بھی ہمراہ بہرام گردین خاقان چین کے
شراب پی کے بارگاہ سے باہر آیا اُسوقت صحراے چین کی سیر لائق دید تھی گلہاے خود رو صحرا مین ہر طرف
کھلے ہوئے تھے سبزۂ نو دمیدہ لہلہاتا تھا ہواے سرد چلتی تھی کچھ کچھ بارش بھی ہوتی تھی اُسدم ہر ایک کی زبان
پر یہ شعر بہار جاری تھا شعر این سبزہ و این صحرا و این رخ جیحون ٭ اردو دلہا تنگی و سستی امروز شگون دارد
اُسوقت بحکم بہرام گردین خاقان چین قراول اور بیلیے حاضر ہوئے جانوران شکاری باز و چرخ اور بہری
شاہین وغیرہ ہر ایک کو آمادۂ شکار کیا بازدارون نے طعمہ بازونکا روک رکھا تھا جسوقت بازدارون نے بازونکو طائرین
چھوڑا ہر ایک نے باز مثل شیر گرسنہ اپنے صید کو نیچو نسے دبوچا بازدارون نے اُن طائرونکے جگر چاک کیے اور گوشت
اُنکا بازون کو کھلایا اور خون اُنکا پلایا پھر اُن بازون کو بازدارون نے طائرونپہ مثل باز بہا کر چھوڑا اشعار
چو در نالیدن آمد طبلک باز ٭ در آمد مرغ صید افگن بپرواز ٭ روان شد بر ہوا باز سبک پر ٭ جہان شد
خالی از کبک و کبوتر ٭ غرض بازدار بحکم بہرام گرد اسی طرح شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین طائرونسے چھکڑے
بھر گئے پھر قراول اور بیلیے بہرام سے آکر عرض کرنے لگے کہ حضور کچھار مین بہت سے آہو سبزۂ نو دمیدہ چر رہے
ہین چلیے اور وہان انکو صید کیجیے بہرام یہ سنکے نہایت خوش ہوا قریب کچھار کے گیا اور آہو نیلگاؤ چیتل
بارہسنگے کا شکار کرنے لگا وہ افسران فوج کا ہنستا اور تیر لگاتا اور کمند آہو پر مارتا اور ہر ایک کو انکو اپنی گھوڑونسے
اُترا اُتر کے بخوشی دخری ذبح کرتا اور وہ اپنے صید دنکو آگے باندھ کے روکتا اور ایک کا دوسرے سے
صید افگنی مین سبقت لیجاتا اور وہ صید کو ناک تاک کے تیر مارتا لائق دید تھا بہرام بھی ہر طرف دوڑ دوڑ کے
چوپایونکا شکار کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا اے شہنشاہ ذیجاہ اسی طرح صبح سے شام تک اُس صحراے سبزہ زار مین
بہرام نے مع افسران فوج کے شکار کھیلا جب شام ہوئی اُسوقت مع افسران فوج وغیرہ صحراے سبزہ زار سے پھرا اور
اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور افسران فوج اور اس خاکسار کو اپنی بارگاہ مین طلب کیا پھر حکم کیا کہ ساقیان
گلعذار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون بمجرد حکم بہرام ساقیان خوبرو و نازک اندام شیشہاے می اور جامہاے
بلورین لیکر حاضر ہوئے اُسوقت مین نے بہرام سے کہا کہ میرا عیار معتبر زلزلہ ساقی گری خوب کرتا ہے اگر مناسب
ہو تو اُسوقت وہی شراب پلائے بہرام نے یہ گفتگو میری سنکے کہا کہ اچھا معتبر زلزلہ کو بلاؤ اُسوقت ہمکو شراب
پلائے اے شہنشاہ جسوقت یہ تقریر مین نے بہرام کی سنی فوراً بارگاہ سے باہر گیا اور معتبر زلزلہ کو بلا کر مین نے

اُس سے کہا کہ بیہوشی شراب مین ملاکر شراب بہرام گرد وغیرہ کو پلانا لیکن مجکو شراب بیہوشی آمیز نہ دینا غرض مین نے
اُنہ عیار زرلزلہ کو خوب سمجھا کر ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ مین آیا مستر زرلزلہ تسلیم کرکے اور شراب ناب مین بجالا کی بیہوشی ملاکر اور
جام مین شراب بھر کر روبرو سے بہرام گرد لے گیا چونکہ بہرام گرد میرے مکر و فریب سے آگاہ نہ تھا اس وجہ سے
بیخوف و خطر مستر زرلزلہ کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پی گیا پھر مستر زرلزلہ نے شراب بیہوشی آمیز افسران فوج
بہرام گرد بن خاقان چین کو پلائی اور مجکو اور میرے افسران لشکر کو سادی شراب پلائی تھوڑی دیر مین بیہوشی
نے اپنا اثر کیا ہر ایک کے سر مین درد ہونے لگا زبان خشک ہونی لگی آنکھین بند ہونے لگین ای شہنشاہ جب مین نے
دیکھا کہ بہرام وغیرہ بیہوش ہوا چاہتے ہین اسوقت اس ستمگار نے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ ای بہرام گرد
آگاہ ہو کہ مین نے یہ مکر و فریب واسطے اپنی جان بچانے کے تیری اطاعت قبول کر لی تھی اگر مین اسوقت تھکا ہوا نہوتا اور
میرا گھوڑا مارا نہ جاتا تو تیری بھی یہ طاقت نہ تھی کہ تو مجکو گرفتار کر لیتا بہرام گرد میرا یہ کلام سنکے نہایت برہم ہوا اور
میرے ہلاک کرنے کیواسطے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا ہوتی تو بیہوشی اپنا اثر کر چکی تھی اُٹھتے ہی چکر آیا
اور بیہوش ہو کر گرا افسران فوج بہرام گرد بن خاقان چین کا یہ حال دیکھنے واسطے اُٹھانے بہرام گرد کے اُٹھے
وہ سب بھی بیہوش ہوئے ای شہنشاہ گیتی پناہ اسوقت مین نے بہرام گرد بن خاقان چین کو طوق و سلاسل
مین گرفتار کیا اور افسران فوج کو جو بیہوش تھے اُسی بارگاہ مین قتل کیا پھر بارگاہ سے نکل کے مین نے قصد
چلنے کا کیا لشکریان بہرام گرد نے بہرام کو گرفتار دیکھ کے مجھسے مقابلہ کیا اور چاہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو رہا کرائین لیکن مین نے تیغ تیز کھینچکر سبکو ہلاک کیا قراول اور جلیے اور ہزاردار اور بہادر سپاہی جو ہر حال
وہان سے بھاگ گئے یہ خاکسار بہرام کو اپنے پر بٹھا کر اور اُس صحرا سے سبزہ زار مین شکار مشغول کر کے
سبکو قتل کر کے مع فوج ظفر موج بکشتی بحری روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اب شہنشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا اصل حال یہ تھا جو خاکسار نے عرض کیا جسوقت گستہم زرین کفش نے حال گرفتاری
بہرام گرد بن خاقان چین کا بیان کیا اور اہل دربار نے مفصل حال سُنا جو دربار مین بہادر اور جوانمرد تھے
وہ لوگ گستہم زرین کفش کی نامردی اور بزدلی اور مکر و فریب پر ہنسے اور بہرام گرد بن خاقان چین کی دلیری
اور دلاوری پر باہم تعریف کرنے لگے لیکن نوشیروان نے تمام حال سُنکے حکم کیا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو ہمارے سامنے لاؤ موافق حکم ملازمان نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کو کشان کشان دربار مین
لائے جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین دربار نوشیروان مین آیا اہل دربار کو دیکھنے لگا اور اہل دربار اُس
تہور شعار کو دیکھنے لگے جب تھوڑی دیر گذری اور بہرام گرد بن خاقان چین نے نوشیروان کو سلام نہ
کیا اور قواعد زمین بوسی بجا نہ لایا اسوقت نوشیروان کو کمال غصہ آیا اور اُسی عالم غیظ و غضب مین کہنے لگا
کہ ای بہرام تو اسقدر مغرور اور متکبر ہے کہ مجکو تو نے سلام نہ کیا باوجود اسکے کہ تو اسوقت ہمارے
سامنے طوق و سلاسل مین گرفتار کھڑا ہے لیکن بوجہ نخوت کے سلام نہین کرتا ہے انجام اس غرور کا اچھا
نہین ہے تجکو لازم ہے کہ ماند دولت کو بہ عجز و انکسار سلام کر اور قواعد زمین بوسی بجا لا ورنہ قتل کیا جائیگا
اور اگر ہمارا فرمانا بجا لائیگا تیرا قصور سرکشی عفو کیا جائیگا اور تجکو رہا کرکے تجپر عنایت سلطانی موافق تیرے
رتبہ اور مرتبہ کے ہوگی اس دربار مین بعزت و حرمت تجکو بیٹھنے کو جگہ ملیگی بہرام گرد بن خاقان چین تقریر
نوشیروان کی سُنکے بیخوف و خطر کہنے لگا کہ مجھ ایسے نامرد اور نامنصف کو جوانمرد سلام کرنا ننگ و عار سمجھتے مین

جیسا تجکو اور تیرے ملازمون کو نامرد دیکھا مین نے کسی کو ایسا بزدل اور نامرد نہین دیکھا اور جیسا مین نے تجکو اور تیرے
ملازمون کو ظالم اور نامنصف دیکھا کسی کو ایسا نامنصف اور جابر نہین دیکھا مجکو تعجب ہی کہ تجہ ایسے ظالم و جابر کو مردمان
شہر عادل کہتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ جو تجکو عادل جانتے ہین محض نافہم اور بیوقوف ہین اور محض تجہ ایسے نامرد سے
ڈرکے تجکو بادشاہ عادل کہتے ہین تیرے سردار گستہم زرین کفش نامرد و نابکار نے مجکو بہ مکر و فریب شراب
بیہوشی آمیز پلاکر گرفتار کیا ہی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ یہ مجکو گرفتار کرتا اگر گستہم زرین کفش بہ مردی و مردانگی
مجکو گرفتار کرتا تو البتہ مین تجکو سلام کرتا اور تجکو اور تیرے ملازمون کو دلاور اور بہادر تصور کرتا تیرے ملازم
تو ایسے نامرد ہین کہ تین روز سے بہ سبب خوف کے میرے قریب اس خیمہ مین بھی نہین آتے ہین اسقدر مجھسے
ڈرتے ہین اور ایسے ظالم اور جابر ہین کہ تین روز سے انہون نے مجکو آب و طعام بھی نہین دیا ہی مجکو تیرے دربار مین
کوئی ایسا جوانمرد اور منصف نظر نہین آتا کہ جو میرے قریب آئے اور آب و طعام دے جسوقت یہ گفتگو بہرام
کی حمزہ صاحبقران نے سنی فورًا اپنے دنگل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ
عادل یہ تو عدالت کے خلاف ہی کہ قیدی کو آب و طعام نہ دیا جائے اگر حکم ہو تو مین بہرام کو آب و طعام سے
سیر اور سیراب کردون ہر چند کہ اسوقت نوشیروان گفتگوے بہرام سے نہایت برہم تھا لیکن حمزہ صاحبقران
نے آب و طعام کے بارے مین نوشیروان سے عرض کیا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر یہ رہا ہو جائیگا
تو پھر اسکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا مجکو اسکا قتل کرنا منظور ہی اسنے بدزبانی اور سخت کلامی مابدولت سے
بہت کی ہی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور کو اسکے قتل کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہی مگر مین اقرار
کرتا ہون کہ بہرام رہا ہوکر اور آب و طعام سے سیر اور سیراب ہوکر بھاگ نہ جائیگا اور آمادۂ جنگ و جدال ہوگا
اور اگر رہا ہوکر اور آب و طعام سے آسودہ ہوکر آمادۂ پیکار ہوگا تو مین اس سے مقابلہ کرونگا اور پھر اسکو
گرفتار کرونگا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر تم یہ اقرار کرتے ہو تو اسکو لیجاکر آب و طعام سے سیر اور
سیراب کرو جب یہ گفتگو نوشیروان کی حمزہ صاحبقران نے سنی فی الفور خوش ہوکر بہرام گردین خاقان
چین کو دربار سے باہر لیجاکر ایک خیمہ مین بعزت و حرمت بٹھایا اور طوق و سلاسل کو آہنی جسم سے دور کرکے
طعام لطیف اور خوش ذائقہ منگواکر دسترخوان بچھواکر بہرام گردین خاقان چین کے روبرو رکھا اور صراحیان
پانی کی رکھوائین اور فرمایا کہ ای بہرام گردین خاقان چین اس طعام لذیذ کو سیر ہوکر کھاؤ اور یہ آب سرد [illegible]
پس بہرام گردین خاقان چین حمزہ صاحبقران کی جوانمردی اور شیرین کلامی اور مہربانی پر نظر کرکے طعام
تناول کرنے لگا اور آب سرد پینے لگا اور خدمتگارون وغیرہ سے جو اسوقت اس خیمہ مین موجود تھے کہنے لگا
کہ یہ ایک شخص دربار نوشیروان مین بہادر ہی باقی جتنے اہل دربار ہین کوئی دلاور نہین ہین یہ جوان نجیب ہر
معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص سرداران جفاکارون اور نامردون کی قوم اور قبیلہ سے نہین ہی اسکے چہرہ سے آثار
شجاعت ظاہر و آشکار ہین چونکہ یہ بہادر اور جوانمرد ہی اسی سبب سے اسنے مجکو بھی بہادر خیال کرکے میری قدر
اور منزلت کی اور مجکو آب و طعام دیا نہایت اس شخص نے مجپر احسان کیا خدمتگارون وغیرہ نے عرض کیا
کہ جسکی آپ تعریف کرتے ہین اور جو آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہین یہ نوشیروان کے پسر خواندہ ہین آپ
کا نام نامی اور اسم گرامی مع لقب حمزہ صاحبقران ہی آپ نے اکثر سرکشان جہان کو زیر کیا ہی اور اژدر شیر
کو ہلاک کیا ہی بہرام گردین خاقان چین خدمتگارون وغیرہ کی گفتگو سنکے اور طعام کو بھی تناول کرکے اور

دیو سے کہ حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ تمنے میرے اوپر بڑا احسان کیا مین تمہارا ممنون ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا کہ ای بہادر کیا ایسا مین نے تمپر احسان کیا ہی کہ جس احسان کا ذکر تم بار بار کرتے ہو مجکو محجوب و شرمسار
کرتے ہو اب بتاؤ کہ کسی چیز کی ابتو تمہین خواہش نہین ہی اگر کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو بہرام گرد خاقان
چین نے کہا ای بہادر مین نے کئی روز سے شراب نہین پی ہی اگر شراب ممکن ہوئی تو مین پیتا حمزۂ صاحبقران
نے فورًا شیشۂ شراب اور جام بلورین منگوایا ایک ساقی گلعذار جلد تر لیکر آیا حمزۂ صاحبقران نے ساقی سے
فرمایا کہ بہرام کو شراب پلاؤ ساقی گلعذار بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جام بادۂ ارغوان بہرام گرد کو دمبدم
دینے لگا جب چند جام شراب بہرام نے پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حمزۂ صاحبقران سے کہنے
لگا کہ ای بہادر تمنے مجھپر از حد احسان کیا ہی مین بعوض اس احسان کے نوشیروان اور جملہ سرداران دربار
پہلوانون کو ابھی تہ تیغ کرکے تمکو تخت سلطنت پر بٹھائے دیتا ہون ای بہادر ان سب نامردون کا قتل کرنا
اور ہلاک کرنا کوئی امر مشکل نہین ہی یہ کہکے بہرام نے قصد اٹھنے کا کیا امیر نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہادر بیگانم نشۂ شراب
مین ایسی باتین کرتے ہو اور کچھ باتین کرو مجکو تخت پر بیٹھنا منظور نہین ہی مین اسکا پسر خواندہ ہون مجکو منظور نہین کہ
وہ جو نوشیروان ہلاک کیا جاے ہرگز تم قصد نوشیروان کے ہلاک کرنے کا نکرنا اور یہین بیٹھے رہنا شراب
پینا جس شی کی خواہش ہو مجھسے طلب کرنا بعد سیاہ مستی کے یہ طوق و سلاسل خود پہن لینا میرے پہنانے کی کوئی
ضرورت نہین ہی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اس خیمہ سے اٹھکے دربار نوشیروان مین آئے اور دنگل پر پہونچے نوشیروان
نے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہ ای فرزند بہرام آب و طعام سے سیر اور سیراب ہو چکا تمنے اسکو طعام کھلادیا
اور طوق سلاسل مین پھر اسکو گرفتار کردیا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا مین نے بہرام کو آب و طعام سے
سیر اور سیراب کردیا اب وہ شراب پی رہا ہی بعد شراب پینے کے بموجب میرے کہنے کے طوق اور سلاسل وہ خود
پہن لیگا نوشیروان یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے مشوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر بہرام نے رہا ہوکر
طوق اور سلاسل کو نہ پہنا اور ارادہ سرکشی کا کیا تو اب اسکا گرفتار ہونا مشکل ہی نوشیروان تو یہ خیال کر رہا تھا ادھر
بہرام نے یہ خیال کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے مجھپر احسان کیا ہی اب مجکو بھی لازم ہی کہ انپر یہ احسان کرون
کہ انکو تخت پر بٹھا دون نوشیروان اور گستہم وغیرہ کو مار ڈالون حمزۂ صاحبقران کے کہنے کو نہ مانون یہ خیال
کرکے بہرام چوب خیمہ لیکر دربار مین پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای نوشیروان ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا اب گستہم کو
مار ڈالونگا یہ نعرہ کرکے گستہم کی طرف چلا اکثر اہل دربار جو نامرد اور بزدل تھے بے اختیار بھاگے نوشیروان کیا
بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے رہا کردیا تھا اب وہ
آمادۂ جنگ ہوا ہی حضور کی طرف آتا ہی اہل دربار بے اختیار بھاگے جاتے ہین آپ بھی جلد تخت سے اٹھکر محل مین
جلدی سے جائیے اس سرکش دیو امر دست سے اپنی جان بچائیے دیر نہ لگائیے مین بھی بھاگتا ہون اس جلاد سے
اپنی جان بچاتا ہون اگر ذرا بھی اٹھنے مین توقف کیجیے گا ای شہنشاہ دیکھیے اس بہادر کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیے گا
جب یہ تقریر بختک کی حمزۂ صاحبقران نے سنی اور اکثر اہل دربار کو بھاگتے ہوے دیکھا اور نوشیروان کو متفکر
دیکھا فورًا اپنے دنگل سے اٹھے اور نعرہ کیا کہ ای بہرام بہتر یہی ہی کہ وہین ٹھہر جا چوب خیمہ کو ہاتھ سے رکھ
دے آمادۂ شر نہو خیمہ مین جاکر سلاسل پہن لے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا بہرام نے عالم نشے مین حمزۂ
صاحبقران کے اس ارشاد کو نہ سنا اور آگے بڑھا اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی آگے بڑھے اور بہرام

کو دو کا بہرام نے عالم نشہ میں وہی چوب خیمہ حمزہ صاحبقران کے سر پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وہ چوب خیمہ
بقوت تمام بہرام کے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا کہ ای بہادر اگر تیرا ارادہ ہنکو دل چاہتا ہے تو کل شمشیر اور تیر لیکر میدان
میں مجھسے مقابلہ کرنا اسوقت خیمہ میں جاکر طوق و سلاسل پہن لے بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا ای حمزہ صاحبقران
کل میں تجھسے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دربار سے چلا گیا اور اسی خیمہ میں جاکر طوق اور سلاسل پہن لیے نوشیروان نے گرد خیمہ
چند سواروں کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا ناظرین پر واضح ہو کہ بہرام گرد بن خاقان چین نے حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کرنا اسوجہ سے قبول کیا کہ حمزہ صاحبقران نے سر دربار چوب خیمہ ہاتھ سے چھین لی تھی بہرام گرد
کو حمزہ صاحبقران سے ملال ہوا تھا ورنہ بہرام گرد حمزہ صاحبقران اپنے محسن سے کبھی مقابلہ کرنے کا اقرار
نہ کرتا اور طوق اور زنجیر اور بیڑیاں اس سبب سے پہن لین کہ حمزہ صاحبقران نے آب و طعام سے سیر و سیراب کیا
تھا یہ احسان کیا تھا غرض آمدم بر سر مطلب جب نوشیروان کو معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کل کے
دن حمزہ میرے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا پس اسی وقت حکم کیا کہ منادی شہر مدائن میں اسی وقت
جاکر یہ ندا کرے کہ ہنگام سحر بہرام گرد ہمارے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا جسکو یہ کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ
بلا تامل اور بے خوف و خطر آئے اور مقابلہ کی کیفیت دیکھے منادی نے بموجب حکم ملک مدائن میں ہر صغیر و
کبیر کو اطلاع دی ہر ایک اعلے و ادنے کو اس مقابلے کا دیکھنے کا اشتیاق ہوا عنبر خواجہ سرا نے جو یہ خبر سنی
ملکہ مہر نگار سے جاکر عرض کیا کہ آج بحکم شہنشاہ منادی ندا کرتا تھا کہ کل وقت صبح بہرام گرد حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کریگا جسکا دل چاہے تماشا آکے دیکھے جس وقت یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سنی فوراً فتانہ کو بلاکر کہنے لگی
ابھی میں نے عنبر خواجہ سرا سے سنا ہے کہ کل بہرام گرد کوئی گبرو حرامزادہ آفت کا مارا شہنشاہ کے پسر خواندہ سے
مقابلہ کریگا پس ای فتانہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ ہم بھی مقابلے کی سیر دیکھیں فتانہ نے عرض کیا ای ملکہ عالم اسکی تدبیر
یہ ہے کہ آپ اپنی مادر گرامی قدر سے کہیے کہ بہرام گرد سے حمزہ صاحبقران کا مقابلہ کرینگے ہمارا دل چاہتا ہے
کہ ہم بھی یہ سیر دیکھیں پھر ای ملکہ عالم اپنی مادر سے یہ کہیے گا کہ اگر آپ شہنشاہ سے کہیے گا کہ زیر دیوار محل دونوں
دلاور مقابلہ کریں تو شہنشاہ آپکے کہنے سے زیر دیوار ایوان باہم بہادروں سے مقابلہ کرا دینگے آپ بھی سیر دیکھیگا
اور میں بھی کیفیت دیکھونگی ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے جاکر جو کچھ فتانہ نے
کہا تھا عرض کیا ملکہ زر انگیز نے فرمایا ای نور نظر جسوقت شہنشاہ محل میں آئینگے میں انسے ضرور کہونگی یقین ہے کہ وہ
میرے کہنے کے موافق زیر دیوار ایوان دونوں جوانمردوں سے باہم مقابلہ کرائیں ملکہ مہر نگار یہ تقریر اپنی مادر
عالی قدر کی سنکر خوش ہوئی جسوقت نوشیروان محل میں آیا اور قریب اپنی زوجہ ملکہ زر انگیز کے آکر بیٹھا اسوقت
ملکہ زر انگیز نے نوشیروان سے کہا کہ صاحب میں نے سنا ہے کہ تمہارے پسر خواندہ سے اور بہرام گرد سے
کل مقابلہ ہوگا ہیں میں چاہتی ہوں کہ حمزہ بہرام گرد سے ہمارے محل کی دیوار کے نیچے مقابلہ کرے تاکہ ہم بھی
سیر اور کیفیت دیکھیں نوشیروان ہنسکے کہنے لگا اچھا ای ملکہ بموجب تمہارے کہنے کے زیر دیوار محل
ان دونوں سے باہم مقابلہ کراؤنگا یہ کہکے نوشیروان نے عنبر خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا ای عنبر جلد تر جا اور
ہمارے وزیر سے کہہ کہ شہنشاہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایوان کے سامنے جو میدان ہے اسی وقت
اس میدان میں ایک اکھاڑا نہایت عمدہ نفیس تیار کیا جائے اور گرد اکھاڑے کے کرسیاں بچھائی
جائیں اور خیمہ استادہ کیا جائے علاوہ اسکے جملہ سامان شاہانہ مہیا کیا جائے کیونکہ ہم اور ارکین سلطنت اور

اعیان مملکت وغیرہ بہرام اور حمزہ کی کشتی دیکھینگے عنبر خواجہ سرا نے بموجب حکم شہنشاہ وزیر سے جاکر کہا وزرا
نے موافق حکم نوشیروان اُسی شب کو میدان صاف کراکر اکھاڑا کھدوایا اور تمام سامان شاہانہ جو لائق
و مناسب تھا کیا جب صبح ہوئی نوشیروان محل سے برآمد ہوا وزرا اور امرا وغیرہ آداب و تسلیم بجالائے
نوشیروان نے اکھاڑے کو تیار دیکھکر نہایت خوش ہوکر حکم کیا کہ بہرام گرد کو خیمہ سے لاؤ اور حمزہ ہمارے
پسر خواندہ کے لینے کو جاؤ نوشیروان یہ فرماکر اکھاڑے پر جو تخت زرین بچھا تھا اُسی تخت پر رونق افروز
ہوا امراے ذیوقار و ندیمان نامدار و سرداران نور شعار و حکماے یکتاے روزگار وغیرہ حسب قدر مراتب و مناصب
کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے سرداران نامی حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی میں آئے اور عرض کرکے حمزہ صاحبقران
کو ہمراہ لیکر اکھاڑے پر آئے حمزہ صاحبقران نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر قریب نوشیروان کے
جانب دست راست بیٹھے تھوڑی دیر میں چند سردار بہرام گرد کو لیکر آئے حمزہ صاحبقران نے بہرام کے
جسم سے طوق و زنجیر وغیرہ کو دور کرایا اور آب و طعام سے بہرام گرد کو سیر و سیراب کرایا جب بہرام گرد طعام
تناول کرچکا اور پانی پی چکا اُسوقت حمزہ نے کہا اے بہرام اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا میں تجسے مقابلہ کرونگا
زرہ تو میں پہنے ہوں لیکن شمشیر و سپر و تیر و مرکب میرے پاس نہیں ہے حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے
عرض کرکے مرکب اور تیغہ گرانبار اور نیزہ و سپر و تیر بہرام گرد کو منگوا دیا بہرام گرد نیزے کو لیکر تیغہ گرانبار زیب کمر
کرکے سپر دوش پر رکھکر مرکب پر سوار ہوئے نگار راوی لکھتا ہے کہ اسوقت اُس جگہ اسقدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ وہم
و خیال سے زیادہ تھی کوئی مہندس حساب اور شمار نہ کرسکتا تھا کثرت انجم افلاک سے بھی شاید شمار میں تماشائی زیادہ
تھے علاوہ اسکے کل اہل دربار اکھاڑے پر خدمت نوشیروان میں حاضر تھے سرداران حمزہ صاحبقران
بھی دنگلوں پر بیٹھے تھے خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بھی موجود تھے اُس جگہ انواع و اقسام کی چیزیں بکتی تھیں
خریداروں سے بحث و تکرار خرید رہتی تھی گرم بازاری ہو رہی تھی چونکہ ملکہ مہر نگار نے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے
اس سیر کے دیکھنے کے واسطے کہا تھا اور ملکہ زر انگیز کے کہنے سے نوشیروان نے زیر دیوار محل اکھاڑا کھدوایا
تھا اب جو دونوں بہادر آمادۂ حرب و پیکار ہوئے ہیں ملکہ مہر نگار ایک دریچے میں چلمن کا پردہ ڈالکر بیٹھی ہے فقط
ملکہ زہرہ مصری اور فتانہ کو اپنے پاس بٹھایا ہے اور شاہزادیاں اور خواتین محل جدا جدا دریچوں میں پردے
ڈالکر بیٹھی ہیں ملکہ زر انگیز بھی ایک دریچے میں پردہ ڈالکر بیٹھی ہے کنیزیں اور عورتیں ملازم جسقدر ہیں وہ بھی جابجا
بالاے بام بیٹھی ہیں جب بہرام گرد گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر مرکب خنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے وہ میدان جو متصل اکھاڑے کے تھا حمزہ صاحبقران اُسی میدان میں جاکر سامنے
بہرام گرد کے کھڑے ہوئے بہرام گرد نے مرکب اپنا واسطے نگاورزنی کے بڑھایا اس طرف سے حمزہ
صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو بڑھایا ہنگام نگاورزنی ہر دو بہادر کو خاص و عام نے
دیکھا کہ سات قدم گھوڑا بہرام گرد کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پیچھے ہٹا
بہرام نے حمزہ صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا نہایت کم قوت ہے اسی سبب سے اسقدر
پیچھے ہٹ گیا میں کمزور نہیں ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے بہرام اب تم اپنی طاقت و قوت ظاہر کرو
بہرام یہ کلام سنکے برہم ہوا اور نیزے کو خوب دیکھ بھال کے سینۂ حمزہ صاحبقران پر مارا حمزہ صاحبقران نے
فوراً نوک نیزہ بہرام گرد اپنی نوک نیزہ پر روکی بسبب باہم رگڑنے دو سنانوں کے شرر پیدا ہوئے

اسی طرح دیر تک باہم رد و بدل رہی آخرکار حمزۂ صاحبقران نے ایک بند باندھکر نیزہ دست بہرام گرد سے
نکالدیا جسوقت نیزہ بہرام کے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ بازون اور سرداران نوشیروان اور سرداران حمزۂ
صاحبقران وغیرہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا ملکہ مہرنگار دریچے سے دیکھ رہی تھی نیزہ بہرام کے ہاتھ سے
جب نکل گیا نہایت خوش ہوئی اور فتانہ سے کہنے لگی کہ اب یہ کیون کھڑے ہوے ہین اس موذی دشمن جانکو
جلدی کس وجہ سے قتل نہین کرتے ہین فتانہ نے عرض کیا اے ملکۂ عالم کوئی وجہ ہوگی جبھی تو کھڑے ہوے ہین اور اپنے
حریف کو ہلاک نہین کرتے فتانہ یہ عرض کر رہی تھی ناگاہ بہرام نے نیزے کے نکل جانے سے برہم ہو کر تیغہ
گرانبار کھینچا اور نعرہ کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران یہ تیغ بھی ایک دم مین انسان کا کام تمام کرتی ہے ہر برسون کا جھگڑا
فیصل کرتی ہے جسوقت ملکہ مہرنگار نے چمکتا ہوا تیغۂ آبدار بہرام کے ہاتھ مین دیکھا اور نعرہ بہرام کا سنا بے اختیار
بہرام کے واسطے اس طرح بددعا کرنے لگی کہ الٰہی تیرا ہاتھ ابھی خشک ہو جاے یہ تلوار تیرے ہاتھ سے گر پڑے
جلد تر تو عدم کو روانہ ہو تلوار تجکو لگانا نصیب نہو ملکہ مہرنگار ابھی بہرام کے ہلاک ہونیکے واسطے دعا کر ہی رہی
تھی یکایک بہرام گرد نے تیغۂ آبدار گرانبار گھوڑا بڑھا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے جاکر سر حمزۂ صاحبقران
پر مارا ملکہ مہرنگار نے تو آنکھین اپنی بند کرلین کلیجے کو پکڑ لیا اور کہا آہ مار ڈالا لیکن حمزۂ صاحبقران نے بار بھی
تیغۂ گرانبار کی نظر کر کے جب تیغۂ قریب سر کے آیا ایسا دستانہ مارا کہ تیغہ بہرام کا سر پر پٹ پڑا فورًا حمزۂ صاحبقران
نے بہرام کے تیغہ پر ہاتھ سے بچا کے ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیا بہرام نے دونون ہاتھون سے تیغہ کے
قبضے کو پکڑ کے زور کیا اور چاہا کہ تیغہ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے چھڑا لون لیکن قبضہ تیغہ کا فقط قبضے مین
رہا زور کرنے سے چل نہ پایا آخر مراد ہاتھ نہ آیا آخر خالی قبضہ سے بیزار ہو کر بہ غیظ و غضب وہ قبضہ قریب حمزۂ
صاحبقران کے آکر سر حمزۂ صاحبقران پر مارا حمزۂ صاحبقران نے قبضہ تیغۂ آبدار کا سپر پر روکا اور ہاتھ
بڑھا کر بہرام مین ڈالا بہرام نے بھی حمزۂ صاحبقران کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا جب ملکہ
مہرنگار نے دیکھا کہ تیغہ بہرام کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران نے چھین لیا اور اسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اسوقت
فتانہ اور زہرہ مصری سے مسکرا کر کہا کہ تیغے کا چھین لینا دیکھا ماشاء اللہ کسقدر قوت ہے کہ تیغہ اسکے
جیسے جوان دیو خصال کے ہاتھ سے چھین لیا اور اب بھی لڑنے سے باز نہین آتے ہین یہ وہ بھی سمجھتا ہی
جسکے ہاتھ سے دو تین مرتبہ ذلیل ہو چکا ہے پھر انھین کے سر چڑھتا ہے یہان تو ملکہ مہرنگار فتانہ اور زہرہ مصری
سے یہ گفتگو کر رہی تھی وہان باہم بہرام و حمزۂ صاحبقران مین زور آزمائی ہو رہی تھی گھوڑے سے زمین
پر کھینچے جاتے تھے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بہرام سے زور کر رہے ہین اسوقت آگے
بڑھکے خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بہادرو اگر تمکو کشتی لڑنا منظور ہے تو اکھاڑے مین کشتی لڑو کشتی ہونے کے خیال سے
یہ اکھاڑا بنایا گیا ہے گھوڑون سے اترو یہ حیوان ہلاک ہوے جاتے ہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد
اور حمزۂ صاحبقران نے سنی دونون گھوڑون سے اترے خواجہ عمرو نے رکاب حمزۂ صاحبقران کو اس
میدان سے لاکر نیچے ایک درخت کے ٹھہرایا بہرام اکھاڑے مین آیا اور حمزۂ صاحبقران بھی دامنون کو
لپیٹ کے اکھاڑے مین اترے بہرام نے قدم بڑھا کے کمر حمزۂ صاحبقران مین ہاتھ ڈالا حمزۂ صاحبقران
نے بھی گردن پر بہرام کی ہاتھ رکھا بہرام نے بخوبی تمام زور کرنے لگا حمزۂ صاحبقران بہرام کا زور دیر تک روکا
کیے بعد دو پہر کے ایک پیچ کر کے بہرام کو نیچے پکڑ لاے بہرام بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران سے

پھر سے ہوکر کشتی لڑنے لگا جب شام ہوئی بہرام نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ای بہادر اب کیا ارادہ ہے شام
ہو گئی ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم تھک گئے ہو تو نہ لڑو کل لڑنا اور اگر تاریکی کے خیال سے کشتی نہیں
کرتے ہو تو شاہ دوران کے نزدیک شب تار کو روشنی سے مثل روز روشن اور منور کر دینا امر محال نہیں ہے بہرام
نے کہا کہ میں تو ابھی تھکا نہیں ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اگر تھکے نہیں ہو تو لڑو روشنی کر دیجائیگی بہرام
یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے پھر کشتی لڑنے لگا نوشیروان نے حکم کیا جلد روشنی کیجائے بموجب حکم روشنی
کر دی گئی پھر نوشیروان نے حکم کیا کہ ایک کاسہ میں بھر کے دودھ لاؤ جسوقت خواجہ بزرجمہر نے یہ گفتگو
نوشیروان کی سنی فوراً ابوالخیر سے کہا کہ جلد جاؤ اور ایک کاسہ کلان میں دودھ لیکر جلد آؤ ابوالخیر گیا اور کاسہ
میں دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان نے جس شخص سے دودھ منگایا تھا وہ بھی دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان
نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہرام یہ کاسہ شیر موجود ہے پہلے بعوض غذا شیر کو پی لو پھر کشتی لڑنا چونکہ بہرام گرسنہ
تھا حمزہ صاحبقران کے بازو کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کے اور کاسہ شیر منھ سے لگا کر تمام دودھ کا کاسہ پی
گیا پھر خواجہ بزرجمہر نے حمزہ صاحبقران کو وہ کاسہ شیر دیا حمزہ صاحبقران نے بھی کاسہ کو اٹھا کر
دہن سے لگایا اور تمام دودھ اس کاسے میں جو تھا پی لیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے اسی طرح دو شب و روز
برابر باہم کشتی رہی تیسرے روز قریب شام بہرام نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب میں زور کرتا ہوں
ہوشیار ہو جائیے امیر بالوقیر نے فرمایا ای بہرام میں خبردار اور ہوشیار ہوں تم زور کرو بہرام نے دونوں
ہاتھوں سے دونوں بازو حمزہ صاحبقران کے پکڑے اور سر اپنا سینہ امیر بالوقیر سے ملا کر اور کھینچ لی تمام
زور کر کے حمزہ صاحبقران کو ریلتا ہوا لے چلا ملکہ مہرنگار نے جو دیکھا کہ بہرام حمزہ صاحبقران کو ریلتا
ہوا لے چلا گھبرا گئی اور منتشر ہو کر فتانہ اور ملکہ زہرہ مصری سے کہا کہ ای فتانہ اور زہرہ مصری تم دیکھتی
ہو کہ یہ موا کیسا انکو ریلتا ہے خدا اسکو غارت کرے جلد یہ خاک میں مل جائے دست و پا اسکے ٹوٹ جائیں اور اس
کی خاک میں مل جائیں جلدی پیوند خاک ہو اسکے سر ایکمرتبہ کا اسکے غم میں گریبان چاک ہو خدا ابھی اس
نگوڑے کو انکی جوانی پر رحم نہیں آتا بالکل اسکے دست و پا و بازو ٹوٹ جانے کا خیال نہیں کرتا یہ وقت ہنسنے اور
چپکے بیٹھے رہنے کا نہیں ہے جلدی اپنے ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے انکے غالب ہونے کے واسطے
گریہ و زاری درگاہ خدا میں کرو میرے سر کے بال سراسر کھول دو میں بھی انکے غالب ہونے کے
واسطے اپنے پروردگار سے دعا کرونگی یہ کہکے ملکہ مہرنگار بیقرار و اشکبار ہو کے ہاتھ جانب فلک بلند
کر کے بال سر کے کھول کے اس طرح دعا کرنے لگی کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان بہرام جلد مغلوب
ہو اور جو بہرام سے لڑ رہے ہیں انکو بہرام پر جلد غالب کر فتانہ اور ملکہ زہرہ مصری بھی حمزہ صاحبقران
کے غالب ہونے کے واسطے دعا کرنے لگیں جب بہرام بقوت تمام قریب تین قدم کے حمزہ صاحبقران
کو اکھاڑے میں ریل لیگیا اسوقت حمزہ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا بہرام نے ہر چند زور کیا
لیکن پھر حمزہ صاحبقران اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹے جب بہرام زور کر کے تھک گیا پسینے میں تر ہو گیا
ہاتھ اپنے بازو سے حمزہ صاحبقران سے اٹھا کے کہنے لگا کہ میں تو زور کر چکا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای
بہادر اب ہمارے زور کرنے کی باری آئی یہ فرما کر حمزہ صاحبقران نے ہاتھ اپنے بازو بہرام پر رکھے
اور سر سینہ بہرام سے ملا کر بہرام کو ریلا جب بہرام اکھاڑے میں پیچھے ہٹا اور ملکہ مہرنگار نے دیکھا

فتانہ سے خوش ہو کر کہا کہ اب انکو بھی بہرام پر غصہ آیا اب بہرام کے دست و پا توڑ ڈالینگے اکھاڑے مین رگڑ کے
مار ڈالینگے چت کر کے اسکے سینہ پر سوار ہونگے ملکہ مہرنگار نو خوش ہو کر فتانہ سے اسی طرح کی تقریر کر رہی تھی
اور بہ نظر غور کشتی دیکھ رہی تھی اکھاڑے مین حمزہ صاحبقران بہرام کو ریل کے جب دس قدم کے فاصلے تک
لیگئے اسوقت بہرام گرد نے بھی اپنا لنگر زمین پر قایم کیا حمزہ صاحبقران نے توزہ کمر بند فولادی پکڑ کر زور
کیا اور لنگر بہرام کا اکھاڑا اول زور مین ٹانڑ انو دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین سر سے بلند
کر کے اور اکھاڑے مین آہستہ اسوجہ سے دے مارا کہ بہرام کا مار ڈالنا اور ہلاک کرنا حمزہ صاحبقران
کو منظور نہ تھا جب بہرام اکھاڑے مین چت گرا فوراً حمزہ صاحبقران سینہ بہرام پر سوار ہوئے بہرام
نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب مین آپ سے زیر ہو چکا چھوڑ دیجیے میرے سینے سے اُٹھیے حمزہ
صاحبقران سینہ بہرام پر سے اُٹھے جسوقت بہرام کو حمزہ صاحبقران نے سر سے بلند کیا اور اکھاڑے
مین پٹکا اور سینہ پر سوار ہوے نوشیروان نہایت خوش ہوا سرداروں اور پہلوانوں کے ہوش بجا نہ رہے
تماشائیون نے اسقدر شور تحسین و آفرین بلند کیا کہ تا فلک گیا چرخ پیر ان جوانون کی کشتی دیکھکر حیران ہوا
ملکہ مہرنگار نے زمین پر سجدہ شکر کیا اور بعد سجدہ شکر کے فتانہ سے خوب ہنسے اور خوش ہو کر کہا کہ فتانہ
دیکھا تو نے کس دلیری اور جوانمردی سے انھون نے بہرام کو پٹک دیا خدا انکو نظر بد سے بچائے یہ میری
ہی دعا کا اثر تھا کہ جو یہ بہرام پر غالب ہوئے ورنہ دیو پر کہین انسان غالب ہوتا ہے اسوقت حق تعالے نے
میری دعا قبول کی انکو بہرام پر نصرت دے فتانہ اور زہرہ مصری نے عرض کیا آپ بجا اور درست
فرماتی ہین بیشک حضور ہی کی دعا سے خدائے کارساز و بندہ نواز نے حمزہ صاحبقران کو بہرام پر غالب
کیا الحاصل جب بہرام حمزہ صاحبقران سے زیر ہوا حمزہ صاحبقران نے بحکم نوشیروان بہرام
کو طوق و زنجیر پہنا کر اکھاڑے سے جانب زندان روانہ کیا بعد روانہ ہونے بہرام کے نوشیروان
نے حمزہ صاحبقران کے زور و قوت کی نہایت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا خواجہ بزرجمہر نے بھی
خوش ہو کر حمزہ صاحبقران کے زور اور شجاعت کی تعریف کی بختک نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے
بہرام کو زیر کیا اور نوشیروان نے خوش ہو کر حمزہ صاحبقران کو خلعت دیا نہایت رنجیدہ ہوا بہرام
کے زیر ہونے پر افسوس کرنے لگا ملکہ زرانگیز زوجہ نوشیروان کو بھی حمزہ صاحبقران کے غالب
ہونے سے خوشی ہوئی الحاصل جب نوشیروان حمزہ صاحبقران کو خلعت دے چکا تخت سے اُٹھا اور
داخل محل ہوا امرا و وزرا وغیرہ سب اکھاڑے سے چلے گئے وہ مجمع بھی متفرق ہوا حمزہ صاحبقران مرکب
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے اور اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکے پل شادگام کی طرف بخوشی و خرمی
روانہ ہوئے اور راہ طے کر کے داخل لشکر ہوئے اور خواجہ عمرو سے بہرام کی اس طرح تعریف کرنے
لگے کہ ای خواجہ عمرو بہرام پہلوان زبردست ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران یہ آپ کو
مناسب نہ تھا کہ بہرام کو زیر کر کے پھر نوشیروان کو حوالے کر دیجیے آپ کو لازم تھا کہ اسکو مسلمان
کر کے اپنے ہمراہ لشکر مین لے آتے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو جواب دیا ای خواجہ عمرو بہرام
نمکخوار نوشیروان کا تھا اُسے مین کیونکر لے آتا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران اگر بہرام
مسلمان ہو اور آپ کے لشکر مین چلا آئے تو کیا میرا دل خوش ہو امیر یا تو تم نے فرمایا ای خواجہ عمرو بہرام کا

مسلمان ہوتا اور ہمارے لشکر مین آنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر بوقیر مین اسوقت آپ سے یہ اقرار
کرتا ہون کہ عیاری کر کے بہرام کو ضرور مسلمان کرونگا اور لشکر مین لے آؤنگا یہان تو خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران
مین باہم گفتگو ہو رہی ہے لیکن اب حال بہرام گرد کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب بہرام حمزۂ صاحبقران سے زیر ہو کر
زندان مین آیا خیال کرنے لگا کہ سواے حمزۂ صاحبقران کے آجتک مین کسی سے زیر نہین ہوا حمزۂ صاحبقران
نہایت مرد بہادر اور لایق ہی ایسے بہادر کی اطاعت کرنا لازم ہی اور اب اس زندان مین طوق و زنجیر مین سے
بیٹھنا یا نوشیروان نامرد و ناقدر کی اطاعت کرنا مناسب نہین یہ خیال کر کے عنقریب صبح بہرام نے سلاسل
کو اپنے جسم سے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر دور کیا اور زندان سے نکلا نگہبانان زندان نے بہرام کو روکا
بہرام نے ایک چوب وہین سے اٹھا کر کئی نگہبانون کو ہلاک کیا نگہبانان زندان یہ حال دیکھ کے فریاد و فغان
کرتے ہوے بھاگے بہرام بدل شادکام پر پہونچا اسوقت حمزۂ صاحبقران نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ
رہے تھے ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ بہرام چلا آتا ہی جب بہرام قریب امیر بوقیر کے آیا دوڑ کر جانب
قدم حمزۂ صاحبقران جھکا اور عرض کرنے لگا کہ اب مین نے آپ کی اطاعت اختیار کی آپ مجھکو مسلمان
کیجیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر بہرام گرد کی سنکے نہایت خوش ہوکے جلد اسکے سر کو اپنے سینے سے لگایا قدم
پر سر رکھنے نہ دیا اور اسی وقت کلمہ اسکو پڑھا کر مسلمان کیا خواجہ عمرو اور جملہ سردار خوش ہوئے یہان تو حمزۂ
صاحبقران نے بہرام کو مسلمان کیا اور قریب اپنے بٹھایا لیکن نگہبانان زندان کے رونیکی آواز نوشیروان
نے سنی عنبر خواجہ سرا سے فرمایا جلد جا کر دریافت کر کہ یہ آدمی کون روتے ہین عنبر گیا اور تمام کیفیت بہرام کے
نکل جانیکی دریافت کر کے نوشیروان سے آکر عرض کی نوشیروان برہم ہوکر محل سے برآمد ہوا اور
دربار مین آکر تخت پر رونق افروز ہوا ناگاہ تلبیس جاسوس روبروے نوشیروان آیا اور بعد بجا لانے آداب
و قواعد سلطانی کے زمین بوسی کر کے اسطرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ آخر شب کو بہرام
گرد زندان سے نکل گیا اور کئی نگہبانون کو ہلاک کر کے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین گیا ہے
ور مسلمان ہوا ہے نوشیروان نے یہ خبر سنکے حمزۂ صاحبقران کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای فرزند
بہرام ہمارا مجرم جو تمھارے پاس گیا ہی اسکو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو جب نامہ تیار ہوا تلبیس
کو دیا تلبیس جاسوس نے جا کر وہ نامہ امیر بوقیر حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ پڑھکر
یہ مصلحت وقت یہی بہتر دیکھا کہ بہرام کو گرفتار کر کے نوشیروان کے پاس بھیجدینا چاہیے آخر حمزۂ صاحبقران
نے بہرام کو گرفتار کر کے خدمت نوشیروان مین بھیجدیا

داستان پہونچنا دربار نوشیروان مین بہرام گرد بن خاقان چین کا اور غضبناک ہو کر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب بہرام گرد کو حمزۂ
صاحبقران نے گرفتار کر کے بہمراہی تلبیس جاسوس روانہ کیا اور تلبیس جاسوس بہرام کو دربار شہنشاہ
نوشیروان مین حاضر کیا نوشیروان نے بہرام گرد سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای بہرام گرد بن خاقان
چین بہتر اور مناسب یہ ہی کہ اب تو خداوند آتش کی پرستش قبول کر اطاعت اور فرمانبرداری مابدولت کی اختیار
کر سرکشی نہ کر اور خداے نادیدہ کو ہرگز سجدہ نہ کر دین اسلام اختیار نہ کر اگر تو ہمارے حکم کے موافق خداوند

آتش کی پرستش کریگا اور ہماری اطاعت اختیار کریگا تو اس دربار میں موافق تیری عزت کے جگہ بیٹھنے کی تجکو ملیگی خلعت عنایت سلطانی سے سرفراز ہوگا اور اگر ہمارے خلاف حکم کے کریگا تو ابھی قتل کیا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا بہرام گردن خاقان چین نے کہا اے نوشیروان میں ہرگز خداوند آتش کی پرستش نہ کرونگا کیونکہ آتش بھی مانند میرے ایک مخلوق خدا سے ہے اور نہ کسی بت کو سجدہ کرونگا لات و منات وغیرہ سب پتھر کی تصویریں ہیں میں اب اُس خدا کو سجدہ کرتا ہوں کہ جس نے آسمان و زمین شمس و قمر شجر و ثمر گل و خار آب و آتش خاک و باد جن و انس وحش و طیور وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک لفظ کن سے پیدا کیا ہے اور اُسی خداوند کریم و کارساز کو بقا ہے اور باقی سب کو فنا ہے وہی خداے لایزال لائق سجدہ کرنے کے ہے کہ جسکی شان میں یہ اشعار کسی شاعر نے کہے ہیں اشعار

بنایا جس نے مقتل بوستان کو　　کفن جلاد برگ ارغوان کو　　الگ ہر صفحۂ اوراق گل پہ
شہادت نامۂ بلبل سراسر　　عطا کی داغ لالہ کو سیاہی　　سراپا صورت مہر گواہی
ہنسی لب پر جگر پر زخم کاری　　دیا غنچہ کو پاس پردہ داری　　کیے مینوشی و زرد نہفتہ
دیا پیمانۂ زخم شگفتہ　　شہیدوں کو طلسم نو دکھایا　　ہنسا کر زخم تن کو خون رلایا
رگ بسمل کیا تار نظر کو　　سکھایا رقص بیتابی جگر کو　　دل عاشق کو بخشا خاک ہونا
گریبان کو سکھایا چاک ہونا　　گہر ریزی کہیں کی چشم تر سے　　بھرے دامن کہیں لخت جگر سے
حیا غنچوں کو دی راز نہان کی　　عنادل کو ہوس بخشی فغان کی　　بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہماری

کریں حمد و ثنا ے ذات باری　　اے بادشاہ اگر عاقل و صاحب فہم ہے تو تو بھی میری طرح اُس خداوند کو سجدہ کر اور راہ راست پر آ خداوند آتش اور لات و منات اور پونے دو سو خدا جو محض خیالی ہیں اب کسی کی پرستش تو ہرگز نہ کر سب کو باطل خیال کر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر اور ہادی جان کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو مجکو قتل کرنے سے نہ ڈر امیر حمزہ صاحبقران کہ شیر بیشۂ شجاعت ہیں اور یکتاے روزگار ہیں میں نے انکی اطاعت کی ہے اور اُنھیں کی بدولت دولت دین اسلام میرے ہاتھ آئی ہے کہ میں نے عزت و آبرو پائی ہے اب ممکن نہیں کہ ایسی دولت لازوال کو خوف جان سے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے دولت اور تیری اطاعت اختیار کروں مجکو اپنا قتل ہونا منظور ہے ہر چند کہ میں اس زنجیر و طوق اور بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کو مثل تار عنکبوت کے جانتا ہوں اگر چاہوں تو ابھی اس سلاسل وغیرہ کو توڑ کر پھینک دوں اور خدمت حمزہ صاحبقران میں چلا جاؤں جو مجکو روکے اُسکو تہ تیغ کروں لیکن بخیال اسکے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں نہیں توڑتا کہ وہ پھر مجکو گرفتار کرکے کسی مصلحت سے تیرے حوالے کردینگے اور پھر بھی انجام ہوگا یہی اس وجہ سے میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں نہیں توڑتا اور اپنے قتل ہونے پر راضی ہوں جب یہ تقریر بہرام گردن خاقان چین کی نوشیروان نے سُنی نہایت غضبناک ہوا اُسی وقت جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو مہیب صورت مریخ خصال تیغ آبدار کھینچے ہوئے گردن میں کشتوں کے ناک اور کان کے ہار پہنے ہوئے روبرو سے نوشیروان جلد تر حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کرنے لگا اے شہنشاہ فلک بارگاہ کس شخص کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہے کون شخص لائق گردن زدنی کے ہے کسکا رشتۂ حیات قطع ہوا چاہتا ہے کس اجل رسیدہ پر قہر و غضب سلطانی ہے تیغ اپنے قبضے میں تیار رکھتا ہوں بازوؤں میں قوت رکھتا ہوں مریخ کی خصلت رکھتا ہوں جس کو حکم ہو ابھی تہ تیغ کردوں جانب عدم

روانہ کردن نوشیروان نے فرمایا ای جلاد اس سرکش باد سغرور و معتوب سلطانی کو دربار سے لیجا کر اس میدان مین قتل کر تاکہ ہم بھی قتل ہونا اسکا اپنی آنکھوں سے دیکھیں جلاد نے یہ حکم نوشیروان سنکے بہرام گرد بن خاقان چین کا ہاتھ پکڑا اور دربار سے لیکر چلا جب اس میدان مین پہونچا موافق قاعدہ رنگ کا چبوترہ درست کیا بوریہ کلاکت کا بچھایا بہرام گرد بن خاقان چین کو بٹھایا پٹی آنکھوں پہ باندھکے گردن پر کوسے سے خط کھینچا اور شلنگین لگا کر بہرام گرد سے کہنے لگا کہ ای اجل رسیدہ جو کچھ آرزو ہے دل ہو نکال لے اگر کسی غذا پہ رغبت ہو تو منگوا کر کھالے پیاسا ہو تو آب سرد پی لے اگر کسی عزیز و اقارب اور دوست آشنا کے دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہو تو جلد بلوا کر اسکو دیکھ لے کیونکہ اب کوئی دم میں رشتہ حیات تیرا قطع ہوا چاہتا ہے بہرام نے یہ کلام اس جلاد زشت رو کے سنکے ایک آہ سرد کھینچکر کہا ای جلاد کھانے اور پانی کی مطلق مجکو خواہش نہیں ہے کیونکہ مین بڑی دیر سے لخت جگر کھا رہا ہوں اور خون جگر پی رہا ہوں اور اسوقت کسی کے دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا ہے یہ وقت یاد خدا کا ہے یہ کہکے اور سر سوے آسمان بلند کرکے بنیر رجوع قلب یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

خدایا سل کلک سینہ افکار
سیہ رو ہوں سیہ دل ہوں سیکار

بسر ہوتی ہے بیجا زندگانی
بلائے جان ہے افسوس جوانی

کوئی فعل نکو ایسا نہیں ہے
عمل میں اپنے جو اچھا نہیں ہے

گذرتی ہے عجب غفلت سے اوقات
دریغا حسرتا ہیہات ہیہات

لحاظ بندگی جاتا رہا ہے
سر نخوت نے دل میں گھر کیا ہے

گمان و وہم و جان درد آمیز
یہ سب ہیں شان شیطانی کا انگیز

اگرچہ ہے یہ نفس کفر شیدا
ہر اک سایہ سے ہو ابلیس پیدا

نگاہ لطف سے فرما اشارا
دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا

لب مایوس ہوں خندان فرحت
گریبان دیدۂ پر خون ہوں اب سے

تمناؤں کو دل میں شاد پاؤں
جگر کو جان کو آباد پاؤں

قبل ہے دیکھکر مغرور زاہد
تری محفل سے بیٹھے دور زاہد

سوا تیرے مرا کوئی نہیں ہے
غلط ہے آسرا کوئی نہیں ہے

کرے رحمت تری گر پردہ داری
مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری

بہت کچھ آرزو رکھتا ہوں دل میں
ہزاروں گفتگو رکھتا ہوں جی میں

جو سنتے ایک بھی تو رحم کھا کے
نکل جائیں سب ارمان دعا کے

غم ہستی و مرگ و قبر و محشر
یہ سب ہیں سینۂ مضطر کو ابتر

خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے
گل فردوس دل کا داغ ہو جائے

چھٹے ارمان جی کی جی سے مت
لگے غم جس طرح سے لگی کی نیت

سرایا عید مناؤں خوشی سے
ہوں ہر دم مبارکباد جی سے

بہادا تو اگر نامہربان ہو
ہر اک فقرہ بلائے جسم و جان ہو

نوید عید ہو اہل ستم کو
سرا تر ہوں پناہ پچھدم کو

زبان دوست و دشمن ہیں گواہی
اٹھاؤں مدعا یارب تباہی

جہنم ہو عذاب آتشین ہو
گرفتار بلا جان حزین ہے

سنے کوئی نہ فریاد جگر کو
نظر آئے نہ جز شعلہ نظر کو

کہوں اسوقت کس سے آہ جو کی
کسے پہنا ہے میری بیکسی کی

سوا اسکے کہ تو ہی مہربان ہو
ترے لطف سے کہتے ہیں زبان ہو

پکاروں اے خداوند یگانہ
کرم گستر خطا بخش زمانہ

تری رحمت پہ ہو ناز آرزو کو
دعا کر وعدۂ لاتقنطوا کو

ستار ارباب محشر سے بعد ناز
مبارکباد آزادی کی آواز

بہرام گرد بن خاقان چین تو زیر تیغ جلاد یہ دعا سے مالک خداوند ایزد ستان سے بلا لہ و فریاد کر رہا ہے صغیر اور کبیر کا گرد جمع ہے کوئی بہرام گرد کی نوجوانی پر نظر کرکے افسوس کرتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ سرکشی کی یہی سزا ہے اہل شہر نے قتل بہرام گرد بن خاقان چین کی خبر جو سنی تھی صدہا آدمی ہر طرف سے چلے آتے ہیں گرد بہرام گرد بن خاقان چین کے کھڑے ہوئے ہیں بعضے بہرام گرد کو ہنستے ہیں اکثر اشخاص منع کرتے ہیں کہ یہ مقام عبرت کا ہے خوشی اور ہنسنے کا محل نہیں ہے جب حمزۂ صاحبقران نے خبر حکم قتل بہرام گرد سنی نہایت ملول اور مغموم ہوئے اب خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ

نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کے واسطے حکم قتل دیگا تو کبھی میں بہرام گرد کو گرفتار کر کے نہ بھیجتا
اگر کسی طرح بہرام گرد خاقان چین میرے پاس چلا آئے تو کبھی بہرام گرد کو نوشیروان کے حوالے
نہ کرون خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر بہرام گرد بن خاقان چین قتل ہو جائیگا تو
مجکو نہایت صدمہ ہوگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو اب کیا کرون کیونکر جا کر بہرام گرد کو قتل ہونے
دون خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ آپ کا تشریف لیجانا بالفعل مناسب نہیں ہی آپ یہین تشریف رکھیے مین جاتا ہون
یہ کہکے خواجہ عمرو بقصد عجلت روانہ ہوئے یہان بہرام گرد زیر تیغ بیٹھا ہی ایک حکم نوشیروان واسطے قتل کرنے
بہرام گرد کے جلاد کو دے چکا ہی خلقت کا ہجوم ہی جلاد تیغ لیے ہوئے سر پر بہرام کے کھڑا ہوا ہی ناگاہ جلاد
نے دیکھا کہ ایک بہشتی مشک پانی سے بھرے لیے آتا ہی کٹورا اسکے ہاتھ مین ہی جب وہ جانب بہرام گرد چلا
جلاد نے بہشتی کو روکا اور کہا کہ ای بہشتی مجرم شہنشاہ کے پاس کیون جاتا ہی بہشتی نے کہا کہ شہنشاہ کا حکم ہے
بہرام گرد کو پانی پلا دو بموجب حکم شہنشاہ بہرام گرد کے پاس پانی لیے ہوئے جاتا ہون اگر بہرام
پانی پیے گا تو پلا دونگا ورنہ ابھی چلا آؤنگا جلاد بہشتی کی یہ تقریر سنکے چپکا ہو رہا بہشتی پاس بہرام کے پہونچا
اور کہنے لگا کہ بہرام گرد کیون سر جھکائے بیٹھا ہی اگر پیاسا ہو تو آب سرد موجود ہی جس قدر دل چاہی پی لے
بہرام گرد نے کہا ای بہشتی یہ پانی لیجا مجکو اس پانی کی چاہ نہیں ہی کوئی دم مین پیاس میری آب شمشیر سے بجھ
جائیگی خشک گلا میرا آب تیغ سے تر ہو جائیگا بہشتی نے کہا ای بہادر مجکو حیرت ہی کہ تجھ ایسا دلاور زیر تیغ سر
جھکائے ہوئے بیٹھا ہی یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان توڑ کر کیون پھینک نہیں دیتا بہرام نے چپکے سے کہا ای بہشتی
افضال خدا سے مجھ مین اتنی قوت تو ہی کہ اس طوق و سلاسل کو توڑ کے پھینک دون لیکن ایک وجہ سے زنجیر و طوق
کو جسم سے دور نہیں کرتا اور قتل ہو جانا اپنا بہتر جانتا ہون بہشتی نے پوچھا وہ وجہ کیا ہی کہ جان شیرین دینا
تجھے گوارا ہی بہرام گرد نے کہا پہلے مین طوق و سلاسل توڑ کے خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا تھا وہان جا کر
مسلمان ہوا نوشیروان کے حکم سے حمزہ صاحبقران نے پھر مجکو گرفتار کر کے نوشیروان کے حوالے کر دیا
اگر اب بھی سلاسل کو اپنے تن سے دور کر کے خدمت حمزہ صاحبقران مین جاؤنگا تو پھر وہ گرفتار کر کے مجکو
نوشیروان کے سپرد کر دینگے بہشتی نے کہا ای بہرام گرد اگر اب کی مرتبہ تم خدمت حمزہ صاحبقران
مین جاؤ گے تو وہ ہرگز تمکو نوشیروان کے حوالے نہ کرینگے بہرام نے پوچھا تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ اب
وہ مجکو نوشیروان کے سپرد نہ کرینگے بہشتی نے کہا ای بہرام آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون مجھسے حمزہ
صاحبقران نے فرمایا ہی کہ اگر اب کی مرتبہ بہرام گرد میرے پاس چلا آئیگا تو کبھی گرفتار کر کے نوشیروان
کے حوالے نہ کرونگا جس وقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد نے سنی خوش ہو کر کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تم
جاؤ مین ابھی حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون خواجہ عمرو تو چلے گئے بہرام گرد بن خاقان چین
نے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فی الفور اٹھ کے جلاد کے رخسار پر اس زور
سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گرا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور ایک لمحہ مین تڑپکر مر گیا بہرام گرد بن خاقان چین
نے جلدی سے تیغ جلاد کا اٹھا لیا اور مجمع مردمان سے نکل کے جانب بارگاہ شاد کام چلا نوشیروان نے
لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ بہرام کو گرفتار کر لو جانے نہ دو بموجب حکم نوشیروان ایک ہزار سواران جرار
واسطے گرفتار کرنے بہرام گرد بن خاقان چین کے چلے اور قریب بہرام گرد کے جا کر بہرام گرد کو چارون طرف

گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا بہرام گرد نے تیغ آبدار سے ایک سوار کو قتل کیا اور جلد تر اُس سوار کے گھوڑے
پر سوار ہو کے سواروں پر حملہ کیا اور صدہا سواروں کو ایک لمحہ میں قتل کیا آخر باقی ماندہ سوار تاب پیکار نہ لا کر
بھاگے بہرام سواروں کو بھگا کر جلد تر جانب پل شادگام روانہ ہوا جب سوار بھاگ کر خدمت نوشیروان میں
آئے نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ سرداران نامی کو واسطے گرفتاری بہرام کے روانہ کیا جاوے ناگاہ تمیس
جاسوس نے روبروے نوشیروان حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ بہرام گرد صدہا سواروں کو
قتل کر کے پل شادگام تک پہونچ گیا اور داخل لشکر حمزۂ صاحبقران ہوا حمزۂ صاحبقران نے بہرام گرد
کی پوشاک تبدیل کرائی ہے اور بہرام کو لیکر حضور کے دربار میں حاضر ہوا چاہتے ہیں جب نوشیروان نے سنا کہ
حمزۂ صاحبقران بہرام گرد کو میرے پاس خود لیکر حاضر ہوا چاہتے ہیں سواروں کو روانہ نہ کیا ادھر حمزۂ
صاحبقران بخوشی و خرمی بہرام گرد بن خاقان چین کو لیکر جانب دربار چلے جب حمزۂ صاحبقران دربار
نوشیروان میں پہونچے بعد تسلیم اپنے دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران حمزۂ صاحبقران کے علے قدر مراتب
دنگلوں پر بیٹھے لیکن بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کی اور
روبروے نوشیروان کھڑا رہا نوشیروان بہرام کے سلام کرنے سے خوش ہوا اور کسی قدر ملال بھی دفع ہوا جب
بہرام نوشیروان کو سلام کر چکا اسوقت حمزۂ صاحبقران اپنے دنگل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے
لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر اسوقت مجھکو کچھ عرض کرنا ہے اگر شہنشاہ کا حکم ہو تو عرض کروں
نوشیروان نے فرمایا اے فرزند کہتے کیوں نہیں ہو جو کچھ تم کہوگے میں تمہارے کہے کو منظور کرونگا کیونکہ تم میرے
فرزند ہو مجھکو تم سے الفت ہے حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا اے شہنشاہ فلک بارگاہ [illegible] نے حضور کو
سلام نہیں کیا تھا اور [illegible] کشتی کی تھی اسوجہ سے زیادہ تر عتاب سلطانی میں گرفتار ہوا تھا اب بہرام نے شہنشاہ
کو سلام کیا [illegible] سرکشی کی سزا بھی پالی ہے پس میں امیدوار ہوں کہ شہنشاہ میری خاطر سے بہرام کا قصور
معاف فرمائیں نوشیروان نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے ایک دم فکر کی اور بعد فکر کرنے کے فرمایا کہ
اے فرزند [illegible] تمہارے خاطر سے قصور بہرام کا عفو کیا اور بہرام گرد کو تمہارے حوالے کیا اب تم بہرام
گرد کو اپنے سرداروں میں شامل کرو حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو نوشیروان کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور
[illegible] اپنے دنگل پر بیٹھے اور بہرام گرد سے فرمانے لگے کہ اے بہرام گرد بن خاقان چین قصور تمہارا
شہنشاہ ہفت کشور مالک بحر و بر نے معاف کیا تمکو لازم ہے کہ پھر شہنشاہ کو بعد ادب تسلیم کرو بہرام گرد نے
بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو دوبارہ تسلیم کی نوشیروان نے خوش ہو کر حکم کیا کہ دنگل
واسطے بیٹھنے بہرام گرد بن خاقان چین کے بچھایا جائے بموجب حکم ملازموں نے دربار میں دنگل بچھایا پھر
نوشیروان نے اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام گرد تسلیم کرکے دنگل پر جانب دست راست حمزۂ صاحبقران
بیٹھا کیونکہ بہرام گرد بن خاقان چین سردار دست راستی ہے جب بہرام گرد کی تقصیر نوشیروان نے معاف کی
اور بہرام گرد بن خاقان چین دنگل پر بیٹھا خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ
صاحبقران تو خوش ہوئے لیکن بختک کو نہایت رنج ہوا نوشیروان کو اپنے دل میں کلمات سخت
و درشت کہنے لگا کہ نوشیروان احمق اور بیہودہ ہے ذرا بھی اسکو عقل و فہم نہیں آتی ہے مجھ ایسے وزیر دانا
اور خوش تدبیر سے بہرام گرد کے بارے میں کچھ بھی مشورہ نہ کیا ورنہ میں بہرام کو ضرور قتل کراتا

خشمناک تو اپنے دل میں نوشیروان کو نالائق اور ہیچ فوف و کم عقل و نافہم کہہ رہا تھا لیکن نوشیروان نے بعد جیتنے
بہرام گرد بن خاقان چین کے حکم کیا کہ سواروں کی لاشیں اٹھالی جائیں اور جلاد کی لاش بھی اٹھالی جائے
بموجب حکم سواروں کی لاشیں میدان سے اٹھالی گئیں اور جلاد کی لاش بھی اٹھالی گئی بعد اٹھنے لاشوں
کے نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن غنچہ دہن کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوں فورًا بموجب
حکم شہنشاہ ساقیان سیمتن ساں کشتیان شراب کی لیکر خدمت نوشیروان میں حاضر ہوئے
اول جام بلورین میں بادۂ گلگون بھر کے ایک ساقی گلعذار موافق قاعدہ روبروے نوشیروان جہان
پناہ لیگیا اور یہ شعر دست بستہ عرض کرنے لگا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین روز
ہم نخواہد ماند نوشیروان نے بادۂ گلگون دست ساقی مہوش سے لیکر منھ سے لگایا اور شراب
پی پھر بحکم نوشیروان شہنشاہ گیتی ستان ساقیان مہ لقانے نوشیروان کے سرداروں وغیرہ کو
جام مے ارغوان دینے شروع کیے خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران
نے شراب نہیں پی جب نوشیروان میکشی کر چکا اور سردار وغیرہ بھی نوشیروان کے شراب پی چکے
نوشیروان دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا

دو کلمے داستان مسرت نشان رستم ہندلند هور بن سعدان بادشاہ سراندیپ ملک ہندوستان کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا بادہ سے لالہ رنگ
شرار و در جم رہے ساقیا
ملائے کوئی آنکھ کیا تاب ہے

جوانی کی آجائے جس سے ترنگ
دکھادے مجھے جام جم کی ضیا
کہ رند دلگار سر پیچان تب ہے
قلم روک تمہید کو ختم کر

نظر ہو ساقیا بادۂ شراب
شجاعت کا ہمت کا ملک ہو
پسر شہریاران کی کمان اور ہیں
بس اب اپنے مطلب پہ آ کر مخمس

کہ ہو جام میں جلوۂ آفتاب
جوانی کا طفلی ہے سے زور ہو
بچہ ماہاؤن میں غم کے خم روبن

گلہاے داغ حلقۂ ہجران میں رکھ لیے	کیا کیا چراغ ظلمت ہجران میں رکھ لیے	نقد قصور عفو کے دامان میں رکھ لیے
ایمان مشکہ زار پریشان میں رکھ لیے	دل ای حبیب غم لرزان میں رکھ لیے	
ہر غمازہ غدار سیاہی غضب ار عفو	زاہد گناہگاروں سے پوچھے وقار عفو	کس طرح ہم نخوں دل و جان ہو نثار عفو
دیکھی جو باغ حشر میں ہم نے بہار عفو	رحمت کے پھول دامن عصیان میں رکھ لیے	
گردش جو لی کرہ کے مختصر ہوا جیسا	تجھسا ہی مضطرب نہ کوئی ہوگا دوسرا	یا رب کسی طرح نہیں یارا فسرار کا
ہم راز مین عرش پہ معلوم ہو گیا	جب تا ہم قلب پہ شب ہجران میں رکھ لیے	
اہل پسند راحت دنیا سے ہیں بری	جو کچھ رضائے دوست اسی میں ہے بہتری	وحشت نہیں جو غم ہو مروری و مغفری
محبوب سے ہے عاشق یا ہرو کو ہمسری	عقرب جراحت تن عریان میں رکھ لیے	
اک بحر وحش کو ہم میں آرام اب کہاں	پلے پھر جو بہروے بیٹھے کے دریا ہوا روان	ہر فصل میں دکھاسکے میں برسات کا سما
جو لیں ہزار دل مضطر میں بجلیاں	لاکھوں سحاب دیدۂ گریان میں رکھ لیے	
خندوں خوشی سے زخم ہوں ہو گئے تمام	دشمن ہوا ہے دوست یہ ہے شکر کا مقام	اب کچھ رہا نہ مرہم جراح سے بھی کام
قاتل کو تھا جو کشتوں سے در پردہ علیہ نام	بھاے نیام خنجر ہجران میں رکھ لیے	
کب نالۂ فراق میں آتشیں نہ تھا	وحشت سے تنگ دل ہمہ روئے زمین تھا	اس شش جہت میں دو عالم جیسا خزینہ تھا

ساتون جنمون کا ٹھکانا کہین نہ تھا
عاشق نے اپنے سینۂ پرسوز مین رکھ لیے

ساقی جو مہربان مسرت کا ہے مقام
دن رات دختر رز سے ہے بادہ کش کو کام
فاتو نہین کون عمر کو اپنی کرے تمام
عہد وصال یار ہے کیسا یہ صبح و شام
روزے مغ نے مذہب کے یہ شعبان مین رکھ لیے

کس سے کہین جو ہجر مین گذری ہین آفتین
تنہا ہین جاے امن مین پانچنگے راحتین
غیبے خلش تھی دور ہوئین آنکھ کی بجتین
بھونچین رئیس دل سے گلون سے اذیتین
خار اسیئے گرد دشت بیابان مین رکھ لیے

تاریک شب مین ہجر کی گھبرا رہا ہے جی
خالی مکان ہین کیا تصویر قبر کی
تو پہ اور اسکے سوا ای قسمت تھی
داغون سے یاد زلف مین کی دل کی روشنی
شب تھی چراغ خانۂ ویران مین رکھ لیے

ان ہوسکے نہ سال دعائین ہوئین قبول
فرحت کمال بلبل دل کو ہوئی حصول
خار الم تلا کھین اخیار مین ملول
دامن سے پھینک پھینک دیئے آپ نے جو پھول
مجنے اٹھا اٹھا کے گریبان مین رکھ لیے

آنکھوں سے اشک سرخ نکلتے ہین متصل
ناسور کا یقین ہے جگر بھی ہے مضمحل
وحشت مین چلتے ہین مجھے درد جان گسل
مجنے بہ تصور مژگان سے زخم دل
کانٹے ہزار ہا گل خندان مین رکھ لیے

دو چار دن تو ہم نے بنانا تھا یقین مرگ
بیمار غم کو اب ہے مسیحا یقین مرگ
پھر آج درد دل نے بڑھایا یقین مرگ
صدمے سے دم بدم جو ہمین تھا یقین مرگ
پاس اپنے سو کفن شب ہجران مین رکھ لیے

ابتر جلیب کسی کی نہین نظر
سب اپنی جان تیسے حیران ہین دیکھکر
بس اک حضور کو ہوئی قدر ہنر
گوہر بہا دے لکے جو سے درون اسقدر
اپنے سب نے شہر خموشان مین رکھ لیے

یون تو اسیر زلف کئی ہین ہزار ہا
یہ صاحب وقار ہی دو دہن یاد تھا
لیلیٰ وشون کی مرحمت دانی کو دیکھنا
جرم ہین وحشت اور مجنون کو رہا کیا
کل دو اسیر خانۂ زندان مین رکھ لیے

بیت نگارندۂ دفتر دلستان
نبود ندارد قیام این داستان

گلچینان گلشن معانی و گلچینان چمن خوش بیانی گلہاے گلدستۂ مضامین نوخیز مضمر کو بر شحات سحاب رحمت باغبان قضا وقدر چمن چمن شگفتہ کرکے یون سطر کرتے ہین کہ ملک ہندوستان مین ایک بادشاہ شہر سراندیپ کا تھا کہ نام اسکا سعدان شاہ اولاد جناب شیث پیغمبر علیہ السلام مین تھا اور ایک بیٹا اسکا تھا کہ نام اسکا باپ نے ہندلندھور بن سعدان رکھا تھا مگر وہ لڑکا نہایت حسین و جمیل خوش شکیل چہرہ مثل آفتاب عالمتاب پیشانی پر کوکب اقبال و شعور جلوہ گر آنکھین نرگس شہلا نہین غلط ہے نرگس مردم بیمار ہے یہ آنکھین آہو شکار ہین چتون شیرانہ متانت شاہانہ و دبدبہ بہادرانہ جسم جسیم قوت مین رستم زمان صولت و شوکت مین یکتاے جہان رخسار گلاب کے پھول لب برگ گل یاسمن جسم صد سفے نسترن اور نسترن دندان گوہر آبدار قامت سرو شمشاد باغ حسن مین تازہ بہار ماں کی روح باپ کی جان صدہا دل مین ارمان لبیق فہیم ذکی ذہین ہوشمند عاقل دانشمند ارجمند اقبالمند ذی جود ذی شعور بادشاہ یعنی سعدان شاہ صاحب لشکر ابعد کر و فر ساختہ لاکھ فوج زیر علم نہایت شان و شوکت دولت حشمت جری دلیر شجاع دربار مین نہایت رعب و داب ہندوستان مین انتخاب تھا جب لندھور کا سن پانچ چھ برس کا ہوا باپ نے اسکے یعنی سعدان شاہ بادشاہ ہندوستان نے دنیاے فانی سے طرف گلشن جاودانی کے رحلت فرمائی چنانچہ لندھور بن سعدان کا یعنی شہپال ہندی بادشاہ ہوا تخت

سلطنت شاہی پر متمکن ہوا چونکہ لندھور بہت خردسال تھا لائق بادشاہت اور حکومت کے نہ تھا
جسوقت لندھور کا سن دس برس کا ہوا اسکو شوق شکار کا ہوا اور ہر ایک علم و فضل مین کامل ہو چکا ہے
لیکن ہنر جنگ و فن سپہ گری کی تعلیم پایا کرتا ہے جب ان سب امور واجبی سے مہلت پاتا ہے شکار
کو ہمراہ ہوا خواہان زیرک کے جاتا ہے مکتب مین دن رات برابر اُستادان کامل و فاضلان
عامل سے درس لیتا ہے اور پہلوانان روے زمین و شجاعان بحر و بر پیچ کشتی کے بتایا کرتے ہین المختصر کہ
لندھور کی دس گیارہ برس کی عمر ہوئی ہے ایک روز واسطے شکار کے چلا ہمراہ سب ملازمان و رفیقان و
خواص سب ہمسن ہمراز و دمساز اور علاوہ اُنکے فوج ہمراہ رکاب سعادت تھی کہ شہر سے اپنے
باہر نکلا ایک سمت کو گھوڑا اُٹھایا سب ملازم ساتھ ساتھ جیسے قمر کے گرد ہالہ ہوتا ہے چلے جاتے ہین جب دو دو شہر
سے کئی منزل نکل گئے ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ اسکی فضا دیکھ کر لندھور بہت شگفتہ خاطر ہوا باگ کو اٹھا
لیا خراماں خراماں چلا عجب بہار اُس صحراے سبزہ زار کی نظر پڑی گل خودرو جابجا کھلے ہوے دکھائی دیتے
کہین فرش زمردی کہین فرش طلا کار نظر آتا تھا کسی جا معلوم ہوتا تھا کہ مخمل زرنگار گون بچھی ہوئی ہے اسپر
عکس آفتاب عالمتاب کا پڑتا ہے تمام سبزہ مطلا معلوم ہوتا ہے وہ جابجا اشجار خوشنما گھنی گھنی شاخین
سبز و زرد دیکھنے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہین ان پر طائران خوش الحان جابجا شاخون پر بیٹھے ہین
کوئی کر بال کرتا ہے کوئی چہک رہا ہے کوئی پرواز کا ارادہ کرکے رہجاتا ہے کوئی اُڑکے اس شاخ سے اُس
شاخ پر بیٹھتا ہے آہوان صحرائی چراگاہ مین چر رہے ہین ننھے ننھے انکے بچے کلیلین کرتے پھرتے
ہین اور جانور وغیرہ چرند پرند بھی ادھر ادھر کود پھاند دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہین جھیلین اور تالاب
جابجا آب صفا و خوش ذائقہ سے لبریز ہین اُن مین ماہیان رنگارنگ شناوری کر رہی ہین
موجین انکی زلف معشوقانہ کا حسن دکھاتی ہین حباب دیدۂ آہوان خوش انداز کے مانند نگران
پھرتے ہین جسوقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ترائی کی طرف سے آتی ہے آنکھین بند ہوئی جاتی ہین
دل کو راحت روح کو سرور حاصل ہوتا ہے صاحب حزن کا بھی وہان غم دل سے دور ہو جاتا ہے ہر فرد
بشر خوش و خرم نظر آتا ہے لندھور بن سعدان شاہ یہ سب تماشا صانع قدرت کا دیکھتا بحالت
آہستہ آہستہ خراماں خراماں چلا جاتا ہے اور ہمراہیان و لشکر و سرداران ذیوقار و رفقاے عالی تبار
وغیرہ بھی سب کے سب لندھور کے ساتھ سیر کرتے ہوے شاد و خرم چلے جاتے ہین اُس صحراے
جانفزا کی بہار لندھور بن سعدان مشاہدہ کرکے شکار کا بھی خیال دل سے بھول گیا محو
نظارۂ بہار و فزاے سبزہ زار ہے ناگاہ دیکھا کہ سامنے ایک باغ رشک گلشن شداد بہتر از عالم
ایجاد اُس مین دروازہ برجی نہایت خوشنما لگا ہے مثل آفتاب درخشان کے چمکدار ہے اور ایک تمہا سا قفل اُس
مین لگا ہوا ہے اور قریب اُس باغ فرحت دہ دماغ کی ایک تکیہ و رشک کوہ طور ہے اُسپر ایک فقیر خوش تقریر بہت کہن سال بہ عمر
خضر کی مثال ساکن ہے لندھور بن سعدان شاہ کو خیال ہوا کہ اس فقیر سے چلکر کیفیت اسکی دریافت کرنا چاہیے غرض
مع ہوا خواہان اُس فقیر کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے شاہ صاحب یہ باغ جنت نگار کس بانی وقار کا ہے اُس فقیر نے کہا
ہے بابا یہ باغ سلمان بن طلو کا ہے اور اس باغ بے مثال مین ایک گنبد مثل گنبد فلک دور و دراز سے اُس
مین بھی ایک قفل ایسا ہی بہت بڑا لگا ہے سلمان بن طلو ایک بڑا قوی ہیکل پہلوان زبردست

نہایت قہر ور رستم صفت سہراب نمط فخر پہلتن تھا کہ اُسکا کوئی ہمسر و ہم مقابلہ نہ ہو سکتا تھا اُسکے اسلحہ اسی گنبد لاجوردین
بند کئے ہوئے رکھے ہین اور ایک فیل اُسکی سواری کا تھا نام اُسکا فیل میمونہ مبارک ہی اُس کو اس صحرا مین چھوڑ
دیا ہی وہ ایک غار عظیم الشان مین رہتا ہی اور ایک دیو اس باغ کا محافظ ہی جب کوئی اس باغ کا قفل توڑنے کا
ارادہ کرتا ہی وہ دیو آکر اُسے مار کر کھا لیتا ہی اکثر پہلوان زبردست و بادشاہان عالی ہمت آئے اور وہ اُس دیو کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر ای شخص مجکو یاد ہی قول سلیمان بن طلحہ کا وہ کہہ گیا ہی کہ جو شخص اس دیو کو مار ڈالیگا
اور اس قفل کو توڑ کر اندر باغ کے جائیگا اُسی کے جسم پر وہ اسلحہ کارزار سہراب درست اور ٹھیک ہونگے اور وہی
گرز سترہ سو من کا اُٹھائیگا اور سپر و تیغ بھی وہی باندھیگا اور اُسکی سواری کے واسطے فیل میمونہ مبارک
آئیگا وہ جوان بیمثال بصد شوکت و اقبال رستم ہند ہوگا لندھور نے یہ سنکر بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا فتاح کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا فقیر خوش تدبیر نے پکارا ای صاحبزادہ عالیشان بلند مکان کیون اپنے
حسن و زیبائی کو مٹاتا ہی کیون اپنی جان شیرین اُس تلخ کام مردود دیو کے ہاتھ سے گنواتا ہی مجکو تیرے
چہرۂ بیمثال و خوش جمال پر افسوس آتا ہی میرا کہنا مان قفل در باغ قضا کو نہ توڑ ورنہ پچھتائیگا جب وہ دیو آئیگا
تو پھر تجھسے کچھ نہ بن آئیگا لندھور نے کہا ای شاہ صاحب میرا دل نہین مانتا مین تو ضرور قفل توڑونگا دیو
سے مقابلہ کرونگا آج یہ پہلے پہل کا معرکہ ہی بفضل ایزدی سر کرونگا اُس فقیر کے کہنے سے تمام مصاحب
و رفیق اور سرداران زبردست جو لندھور کے ہمراہ تھے وہ سب مانع ہوئے کہ حضور کیا غضب کرتے
ہین ہمراہ فساد ہوگا اور بہت بڑی خونریزی ہوگی مفت مین لوگ قتل ہوجائینگے لندھور نے غصہ ہوکر
کہا کہ تم لوگ کیا بکتے ہو انشاء اللہ بتائید ربانی و بافضال یزدانی اُس دیو مردم خوار کو مارتا ہون
اور قفل باغ کا توڑ کر اسلحہ سلیمان بن طلحہ کا اپنے قبضہ مین ابھی کرتا ہون یہ کہکے لندھور
بن سعدان شاہ نے قفل در باغ جنت نظیر بہشت سیر کو پکڑ کے جھٹکا دیا اور قفل توڑنے لگا ہنوز وہ
قفل نہ ٹوٹا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی ایک شور و غل بلند ہوا جب گرد و غبار دور ہوا دیکھا ایک
دیو مرید بہ غیظ شدید مثل رعد گرجتا ہوا چلا آتا ہی کہ ای آدمزاد تو یہ کیا کرتا ہی اس قفل در باغ پر قضا کو کیون
توڑتا ہی خبردار ہو مین آپہونچا تیرے کھا لینے کو لندھور بن سعدان شاہ نے پیچھے پلٹ کر جو دیکھا کہ ایک
دیو کریہ منظر نہایت نا ہنجار زمین سو ارش کا قد لئے لمبے ہاتھ بڑے بڑے سینگ فیل مست کے سے
دانت مثل چوٹی پہاڑ کے سر اد چلک کر آگیا لندھور بن سعدان شاہ در باغ سے جدا ہو کر کھڑے
ہوئے اور دیو نے سر جھکا کر کھا لینے کا قصد کیا لندھور نے شاخین دونون دیو کریہ منظر کی پکڑ کے
جھٹکا دیا بہ قدرت خدائے عزوجل و بحول و قوت پروردگار عالم وہ دیو منہ کے بل زمین پر آیا لندھور
نے کود کے گھوڑے پر سے گردن مین دیو کی ہاتھ ڈالدیے اور کشتی ہونے لگی ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین
رہے کہ سن لندھور بن سعدان شاہ کا دس گیارہ برس کا تھا مگر بمقابلہ جوان قوی ہیکل تن و توش
جسم لحیم شحیم مثل رستم دستان اور قوت داد الہی سے بافضال پروردگار رشک ہلال اقبال یادود
باد زرعت و آب و اجلال مثل ضحاک و جمشید خاقان فر شاہنشاہی چہرے سے نمایان لیکن وہ دیو بھی
کوہ طلعت اژدہا پیکر خونخوار و بد سیرت استاد عفریتان ہی الغرض لندھور بن سعدان شاہ سے اور
اُس دیو مرید سے تین پہر کامل کشتی رہی اور زور ہوا کیا ایک مقام پر لندھور بن سعدان شاہ نے

ایک پیچ ایسا زبردست کا تھم کے قینچی پاؤن کی لگا کے اڑنگا مارا کہ وہ دیو دھم سے زمین پر گرا لندھور بن سعدان شاہ نے پھرتی سے اپنے دونون پاؤن کے نیچے اُس دیو کا ایک پاؤن دبایا اور دوسرا پاؤن اُسکا دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے اور اللہ اکبر کہکر چیرنا شروع کیا دیو چیخنے لگا شور و غل مچانے لگا دوہائی تہائی دینے لگا اُسکی آواز مہیب سے تمام صحرا لرزنے لگا طائر درختون سے ڈرکر اُڑ گئے یہ تلاطم اُس دیو کی آواز سے برپا ہوا کہ جھیلون کی مچھلیان ہول کے غول کے خائف ہوکر اندر سے اُچھل اُچھلکر رہتی ہیں آخرش یہ سب ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں اور فقیر خوش تدبیر بھی بغور کھڑا ہوکر دیکھ رہا ہے کہ ماشاء اللہ یہ انسان دیو سے بھی کہین زبردست ہے کہ دیو کو اس طرح زیر کرکے مثل کرباس کے چیر رہا ہے غرض لندھور بن سعدان شاہ اُس دیو کو چیرتے چیرتے سینہ تک پہونچا دیر زیادہ ہوئی کیونکہ وہ دیو نہایت ہی طویل القامت تھا اب لندھور بن سعدان شاہ نے اللہ اکبر کہکر جو ایک جھٹکا اور زور سے مارا اس دیو مرید پلید کو چیر کر پھینکدیا ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ میں غلغلہ تحسین و آفرین کا بلند ہوا سب ایک زبان ہوکر پکارے کہ واہ واہ دام حب مرحبا ای شہزادے ای دلاور ای صفدر ای رستم زمان کیا کام کیا سبحان اللہ احمر کم اللہ تیرا ہی کام تھا کہ اس دیو زبردست کو یون مثل ہیزم خشک کے چیر کر پھینکدیا فقیر نے دوڑ کر شہزادہ لندھور بن سعدان شاہ کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت تعریف کی ملازمان شاہی نے لندھور کے ہاتھ چوم لیے لندھور بن سعدان شاہ دروازے پر باغ کے آیا اور قفل کو زور سے جھٹکا دیا قفل بھی باغ کے دروازہ کا جھر سے گرا کندہ بھی کھول کے لندھور بن سعدان شاہ اندر باغ کے آیا پیچھے پیچھے تمام ملازمان شاہی داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ دوسرا گلشن شدادی ہے ہر چمن اُس باغ کا جنت نظیر ہے روشن رشک فردوس ہے اشجار میوہ دار گونا گون جھوم رہے ہیں شاخون سے زمین چمن کو چوم رہے ہیں جا بجا چمنون میں گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں تھالون میں پھولون کے ڈھیر ہیں مگر لندھور بن سعدان شاہ وغیرہ نے باغ کو جو بغور دیکھا تو نہایت اُس باغ پر اُداسی چھا رہی ہے ایسا تو شگفتہ اور شاداب وہ باغ مگر سنسان پڑا ہے نہ کوئی باغبان نہ کوئی گلچین نہیں معلوم کس مدت سے وہ گلشن بے بہار بند پڑا ہوا ہے سراسر وہ باغ عبرت کدہ گلشن فانی معلوم ہوتا ہے نرگس حیرت زدہ چارطرف نگران ہے سنبل ہمہ پیچ ہے سوسن کو عالم سکوت ہے گل کھلکھلا کر پژمردہ گی ظاہر کرتا ہے ہر غنچہ مسکرا کر یاس سے رہجاتا ہے ہر گل کے پہلو میں خار ہے ہر طائر کی زبان فاعتبروا یا اولوالابصار ہے مرغان خوش الحان کی زمزمہ سازی سے مایوسی پیدا ہے بلبلین حسرت آمیز نغمہ سنجی کرتی ہیں سرو شمشاد خاموشی سکتے کے عالم میں کھڑا ہے گویا کسی کا انتظار کر رہا ہے قمریان متاسف ہوکر کوکو کرتی ہیں صاف صدا سے اُنکی ظاہر ہے شعر ذات خالق کو جاودانی ہے اور جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے جلوہ فیشہ رنگ دیدی مثل آئینہ حیران مرغان چمن گویا کچھ اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہیں اور اُڑ جاتے ہیں اشعار

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
دکھاتے ہیں خوشتر جوان کیسے کیسے

بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
عجب کیا چمن سے روح سے جا مدتن
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

تمہارے شہیدون میں داخل ہوئے ہین
لگے راہ مین کاروان کیسے کیسے
تری کلک قدرت کے قربان آنکھین

ہر سو عالم حسرت و یاس نظر آتا ہے کوئی طائر خوش نغمہ کے گویا یہ اشعار

ہو خزاں سے پاک اگر تقدیر میں ہے کمند
رات دن چلتیں نظر کی جہاں سردار زمین
ارغوان و ارسے اگو جنگی جمعی صورت نزار
داو بیر نرگس آنکھ جہاں یکشنہ
آن کل دو لب جو چشمے ہیں آئینہ دار
وچلیں مشتاق ہیں آ کے رتے ہیں کھولے پر سو
تکیے گور و گوہر آن جس سے ہراک کامزار
نہ وہ چلیں نہ ترکیں نہ خود آرائی ہے

اس مکاں میں کبھی ورد زباں تھا کرتا عجب
جوش عشرت کے بیاں گرم تھے ہر دم بازار
زہ بیاں تھا نہ تحریر کو گوشی ہوس میں
داد دیتی تھی تیرک حرفی یا یہی عز و وقار
کھڑے سقف میں آنکھوں میں ابابیلوں کے
ہیں خیابانوں میں سے زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا ہے بلب مہر سکوت
کنج تنہائی ہے اور عالم تنہائی ہے

جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزّ و وقار
شاخ گل زمزمہ سنج تھا نشیمن تھی مدام
کہیں گل ہندی کا عالم کہیں ایسی کی بہار
چمن پر بر آدون چہچہاتا تھا جو نرگس
مسکن فاختہ ہر قصر میں ہو نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندوں کو لیکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہے غمخوار
یہ تماشا عبرت آمیز اس بقعۂ دہشت انگیز کے

شکر لندھور بن سعدان شاہ نہایت محزون حال ارسا لبیین پر ہوا اور ملازموں سے کہا دیکھا بھائیو انجام کار اس دنیائے ناپائدار کا یہی ہے جو کچھ کہ سلمان کہہ رہے ہیں سچ ہے شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ۔ رفت منزل بدیگرے پرداخت یہ کہکر سامنے دیکھا کہ ایک صندوق پر اسلحہ سلمان بن طلموس رکھے ہوئے ہیں بڑھکر وہاں سے آیا اور اسلحہ اٹھانے زرہ پہنی جو ٹھیک جسم لندھور میں ہوئی چار آئینہ اور بکتر لگائے دستانے ہاتھوں میں چڑھائے خود فولادی سر پر رکھا تیغ کمر سے لگائی کمان و ترکش زیب تن کیا سپر پشت پر لگا کر گرز گاؤ سر شتو سوسن کا کاندھے پر رکھا نیزہ ہاتھ میں اٹھا لیا مسلح و مکمل ہو کر ادھر چلنے کا کب کر دیکھا ایک کنجی کندہ کی ہوئی دیوار میں لگی ہے اس کنجی کو لیکر لندھور نے پڑھا اس میں کندہ تھا کہ جو جوان پہلوان رستم زمان بعد ہزاروں سال ان اسلحہ کو زیب جسم کرے اور اس گرز گران گاؤ سر کو اٹھائے وہی یہ خزانہ بھی لے جو اسی تہ خانے میں جمع مقفل کیا رکھا ہے وہ اس خزانے کو اپنے صرف میں لائے لندھور نے ملازموں سے کہا کہ دیکھو تلاش کرو کہ اس گنبد اور حجرہ میں تہ خانہ ہے اسکا دروازہ کس طرف ہے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ تہ خانہ کے دروازے میں قفل دیا ہے آپ تشریف لے چلیے ملاحظہ فرمائیے لندھور دروازے پر تہ خانہ کے آیا قوت و جوانمردی اس قفل گرانبار کو توڑا اور تہ خانے کے اندر جاکر دیکھا کہ روپیے اور اشرفیوں کے توڑے پڑے ہیں ڈھیر سے ہیں اور جواہر بیش بہا لعل و گوہر یاقوت و نیلم و پکھراج و غیرہ ہزار ہا من بھرا ہوا ہے لندھور بہت خوش ہوا شکر خدا بجالایا اور حکم کیا کہ یہ خزانہ اٹھوا کر بحفاظت تمام شہر سراندیپ میں پہنچواؤ اور اس باغ پر قبضہ کرکے پہرا چوکی معین کیا اور کچھ ملازم اس باغ کی محافظت کیواسطے وہاں چھوڑ دیے اور لندھور خراماں خراماں تمام باغ کی سیر کرتا ہوا باہر آیا اور اس فقیر خوش تدبیر کو بہت سا روپیہ انعام دیا اور اس سے کہدیا کہ تم جہاں رہو تمہارا سرکار شاہی سے مینا مقرر ہو جائے گا اور میرا نام لندھور ہے میں بیٹا ہوں سعدان شاہ کا شہر سراندیپ میں رہتا ہوں وہ فقیر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور دعائے دولت و اقبال و حشمت و اجلال شہزادہ ہندوستان مارل ہند لندھور بن سعدان کو دینے لگا لندھور نے ملازموں سے کہا کہ جاؤ تلاش کرو کہ فیل میمونہ مبارک کس غار میں بند اور کہاں ہے لوگ فوراً گئے اور تلاش کرکے آئے عرض کیا کہ وہ سامنے غار جو اب سبزہ زار میں ہے چلیے تشریف لے چلیے لندھور ان آدمیوں کے ساتھ اس غار پر آیا فیل میمونہ مبارک نے سر اٹھا کر سر تا پا شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو دیکھا اور خرطوم ہلاتا ہوا آگے لندھور کے آیا لندھور اس فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوا اور مع خزانہ ہمراہ فوج کے طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوا جب شہر سراندیپ میں قلعہ کے اندر مع فوج و خزانہ داخل ہوا شیپال ہندی کو یہ خبر ہوئی باگا میں اپنی ہالا لندھور نے

چچا کو جو راکیا او رتمامی روداد جو کچھ کہ گذری تھی چچا سے بیان کی شپال ہندی نے لندھور کو بہت تحسین و آفرین کی گلے سے لگایا او راسکے اسلحہ دیکھکر بہت خوش ہوا اسپ سیوتہ مبارک کو پسند کیا اور بہت تعریف کی اشعار

شان و شوکت میں کہوں کیا یہ جب آتی کی	کہکشاں جوں شب ماہتاب میں تاباں فلک
ہاتھ لیلی نے نکالے ہیں سیہ مستی سے	
جیغ پر یوں مسلسل تھے یہ جو پیشانی تک	لٹکے خرطوم سے زنجیر طلائی وہ اگر
ملنے کو مجنوں سے تن ملیلہ پا کی جھڑک	
اسکے بچا و کی اللہ رے جھلک چہرے کی	اسکے دانتوں کو دو جیتے جو کوئی ہو زیرک
شپال ہندی نے کہا او لندھور	

او جان عم تو لائق سلطنت زینۂ تاج و تخت حکومت ہے اب تو بادشاہت کر کہ تو اپنے پدر عالیقدر کا ورثہ دار ہے میں بسبب تیری خوردسالی کے عاریت تخت سلطنت پر بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا تجکو تیری بادشاہت مبارک ہو لندھور نے بطور خردانہ عرض کیا اے چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ سب تخت و سلطنت و حکومت و مملکت آپکا ہے میں فرمانبرداری میں رہونگا آپ بادشاہت کیجئے میں جو دعوی پہلوانی رکھتا ہوں اس سپہ سالاری آپ کی مجھکو کافی و وافی ہے اور ہمیشہ اسی عہدے پر رہونگا مگر شپال ہندی نے نہ مانا اور ہاتھ لندھور کا پکڑ کے قسمیں دیکر تخت پر بٹھایا اور آپ نیابت لندھور کی کرنے لگا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی یہ خبر علے العموم ہوئی نذریں گذرنے لگیں تصدق اترنے لگے سلامیں توپوں سلامی کی چلیں تمامی شہر میں اس روز جشن نوروزی ہوا لندھور نے سب کو انعام تقسیم کیا خلعت دیے تمام شہر سراندیپ بلکہ ہندوستان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج لندھور بن سعدان تخت سلطنت پر متمکن ہوا اپنے باپ کا ورثہ پایا لندھور داد گستری اور رعایا پروری میں بدل مصروف رہا کرتا تھا ہر ایک سے بخلق و مروت پیش آتا تھا سب عزیز قریب یگانہ بیگانہ ملازم و رعایا لندھور کے خوش اور راضی تھے مسافروں اور تاجروں کے واسطے مسافرخانہ بنوا رکھا تھا جو کوئی سوداگر یا مسافر کہیں سے آتا تھا وہاں اترتا تھا انکو کھانے پینے کی راحت ہوتی تھی چنانچہ اکثر سوداگر یہاں شہر سراندیپ میں آکے رہے سب مال بیچا اور ملک مدائن کو روانہ ہوئے جب نوشیروان عادل کی ملازمت سے سرفراز ہوئے لندھور بن سعدان کی نہایت مدح وثنا کی نوشیروان عادل زمان نے یہ خبر سنکر ایک نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان کو اس مضمون کا تحریر کیا نامۂ نوشیروان ای کوکب سپہر شہریاری و ای اختر فلک تاجداری او نہال گلشن شہر سراندیپ ملک ہندوستان ای شگوفۂ تازہ و ترباغ بادشاہ سعدان نامدار بعد سلام شوق مافوق از جانب بادشاہ ہفت کشور نوشیروان عادل زمان تحریر منطبع ہوتا ہو شنا ہو کہ عرصہ بارہ برس کو ہوا کہ تمہارے پدر گرامی سعدان شاہ والی شہر سراندیپ ملک ہندوستان نے عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کیا ہے اور تم قائم مقام و وارث پدری تخت حکومت شاہی پر متمکن ہوئے ہو مجکو بہت خوشی ہوئی مبارک ہو مگر ابتک خراج شہر سراندیپ کا نہ بھیجا اور باپ تمہارا ہمیشہ برابر ہر سال اہتمام جمع حساب کر کے خراج داخل خزانہ نوشیروانی کیا کرتا تھا اور اگر تمکو نہ آگاہی ہو تو اب آگاہ ہو کہ میں بادشاہ ہفت اقلیم ہوں لشکر بیشمار رکھتا ہوں نام میرا ازل سے نوشیروان عادل زمان ہے پس مناسب انسب یہ ہی کہ دس برس کا خراج جلد روانہ کرو کہ جانب تمہارے رسم و راہ شاہانہ اور مراسم قدیمانہ قائم رہے ورنہ ملال درمیان میں آئیگا رشتۂ اتحاد ٹوٹ جائیگا کی تحریر پر نظر کر کا مضمون مندرجہ نامہ غور سے دیکھنا فقط زیادہ رسم و شوق باد۔ نوشیروان عادل زمان نے یہ نامہ بطلب خراج آگیں لکھکر ملفوف کر کے عیار کرکس ساسانی کو دیا اور تاکید کی کہ یہ نامہ جلد شہر سراندیپ متعلقہ ملک ہندوستان میں لندھور بن سعدان شاہ کے پاس لیجا کرکس ساسانی بحکم نوشیروانی مدائن سے روانہ ہوا اور چند روز میں شہر سراندیپ میں داخل ہو کر دربار میں لندھور بن سعدان کے حاضر ہوا اور نامہ کمر سے نکال کے آگے لندھور کے پیش کیا لندھور نے وہ نامہ نوشیروان عادل کا پڑھا اور سر اٹھا کر

کیا شعر وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے حکمران سعدان تھا جب لندھور کا اب دور ہے ۔ یہ کہکر منشی سلطنت کو حکم کیا کہ ابھی اس نامے کا جواب لکھو جواب نامہ اور ورق بوستان شاہنشاہی وا وزینت انجمن جہان پناہی مہر سپہر حکمرانی ماہ فلک جہانبانی افتخار سلاطین مالک ہفت کشور سلطان السلاطین شاہان مملکت عدل وداد گستر بادشاہ دوران نوشیروان عادل زمان نہاد اتحاد وکرم بعد سلام سنت الاسلام وشوق لقاے بے انتہا از طرف شہزادہ ہند عادل ہندستان لندھور بن سعدان شاہ رستم زمان جواب نامہ اتحاد شمامہ یہ مرقوم کیا جاتا ہے کہ پیام دوستی التیام بمنزلہ فرانسہ داد ودہی بدست عیار کرگس ساسانی بحکم نوشیروانی نے شرف ورود دیا یا مضمون مندرجہ ارقام والانظام سے مطلع ہوا ہو شہنشاہ گیتی ستان نوشیروان زمان زمانہ خراج گذاری شہر سراندیپ متعلقہ ملک ہندوستان کا گذر گیا کہ بادشاہ سعدان شاہ راہی ملک بقا ہوا کہ وہ کسی وبا و سے ماتحت حکومت سلطنت مدائن تھا کہ سالہا سال خراج پہونچایا کرتا تھا اب رستم ہند لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ پر تمہاری جانب سے کسی نے مجکو زیر کیا ہے جو تم مجھسے خراج طلب کرتے ہو ای بادشاہ نوشیروان ہان پہ کسی کو یہان بھیج کہ کوئی پہلوان زبردست مجھسے ہم پنجہ ہو اور مقابلہ کرے اگر مین زیر ہو جاؤنگا تیری اطاعت کرونگا اور فرمانبرداری بجالاؤنگا اور خراج بھی مدام دیتا رہونگا زیادہ طول کلام بیجا ہو فقط والسلام والاکرام ۔ لندھور بن سعدان شاہ نے یہ جواب نامہ نوشیروان کا تحریر کرا کے ملفوف کیا اور عیار کرگس ساسانی کو بعد خلعت کے دیا کرگس ساسانی بعد فہم وشعور جواب نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان شاہ کا لیکر بعد طے مراحل قطع منازل چند روز مین داخل مدائن ہوا اور دربار بادشاہ نوشیروان عادل مین حاضر ہو کر جواب تحریر کردہ لندھور پیش کیا نوشیروان زمان نے پڑھوا کر سنا اور خاموش ہو کر سکوت کیا اور نہایت فکرمند ہوا کہ لندھور کے مقابلہ کے لیے کون بھیجا جاوے اور کیونکر وہ زیر ہو کر خراج گذاری اختیار کرے

دو کلمے داستان جرأت فشان بھیجنا لندھور کا فیل آہنی کو پاس نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر کھائی اور وہ شراب گلگون کی جستجو ہے بھلا دون کیون تجکو فرشی یا دم [illegible] ویانہ مجکو تو ملنے کا [illegible] فقط تفکر ہی کا سبب [illegible] گل کھلے پرزے اڑا پوشاک کے کیا کہین کھنے مین کس سفاک کے ست ہو کر جائین کہ اے منجو خوب ہی ملتے لیے پوشاک کے	یہ ولولہ رندی کی آرزو ہی تھکا دی موجود اتو ہی عطا کر اک جام آفتابی کہ جسکو [illegible] یہ ابر چھایا ہے موسم گل بکار رندی کی بہار ہے سرشت مین تیری ذات پاک کے پانون پھیلے تا بہ دامن چاک کے وہ گریبان آگ مین رکھ دیجیے آئے ہین بت الحنب کو تاک کے	گر فدا یار و چشم وحشی نہین منا ہے یہ مرغی [illegible] [illegible] اڑتے مین ہوش وحواس ادراک کے تھام سکتے نہین محبوب کا موسم گل مین جو ہون بیچاک کے آفرین صد آفرین دست جنون

بیت نویسندہ مئی لام اب ہو رقم کردو مضمون تو بجساب ۔ حاکمان

مملکت مضامین تازہ خیال خسروان سلطنت طبیعت وذہن بیشال بزور شمشیر قلم مالک سخن مین حکمرانی کرکے عبارات رنگین بصد تزئین کہ پسند خاطر ناظرین والا تمکین ہو نظر بشایستہ ہے یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ جب لندھور بن سعدان نے جوابنامہ نوشیروان لکھکر روانہ کیا چند مدت تک منتظر رہا کہ کسی پہلوان زبردست کو نوشیروان بادشاہ مقرر برائے مقابلہ بھیجیگا جب کوئی ملک مدائن سے از جانب نوشیروان نہ آیا بعد چند روز زمانے لندھور نے ایک فیل آہنی تیار کرایا ہم شبیہ فیل میمونہ مبارک کے اور ایک نامہ نوشیروان زمان کو تسطیر کیا جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اے بادشاہ ہفت کشور وای تاجدار مملکت وا موشہنشاہ دوران نوشیروان مانیں

اب تک کسی پہلوان زبردست کو واسطے میرے مقابلے کے نہ بھیجا جبھی ہو کہ خود میں نے ارادہ مقابلہ کا کیا ہے جو کوئی ایک ضرب
شمشیر سے اس فیل کو دو کرے وہ سردار مجھ سے ارادہ مقابلے کا رکھے اور جو کوئی اس امر کو منظور نہ کرے گا اور مجھ سے
ہم نبرد نہو گا تو میں خود تجھ سے خراج لونگا اور سمجھونگا کہ کوئی سردار اور پہلوان تیری مملکت میں ایسا نہیں ہے کہ مجھ سے مقابلہ
کر سکے یہ نامہ لکھکر شبپال ہندی اپنے عم نامدار کو دیا اور یہی مضمون زبانی بھی کہدیا کہ آپ روبرو نوشیروان کے
کہیے گا اور اس فیل آہنی ہم شبیہ فیل بہیوتہ مبارک کے ہمراہ بڑے سامان و تزک و احتشام سے طرف مدائن کے
روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل جسوقت شبپال ہندی مدائن میں آیا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی بادشاہ نے
دربار میں اپنے طلب کیا شبپال ہندی بصد کر و فر دربار میں آیا بطریق اسلام سلام کیا اسوقت دربار میں ستر و شش سو
سردار زیب و تجمل تھے اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بھی پہلوے تخت نوشیروان میں صندلی زرین پر جلوہ گر تھے
اور خواجہ عمرو پشت پر کھڑے ہوئے تھے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر امیر حمزہ صاحبقران زمان نے جواب سلام
دیا شبپال ہندی نے نامہ لندھور بن سعدان شاہ بادشاہ نوشیروان کے ہاتھ میں دیا اور زبانی عرض کیا
کہ لندھور بن سعدان نے کہا ہے کہ جو کوئی اس فیل کو ایک ضرب شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے کرے وہ شخص مجھ سے
ارادہ مقابلہ کا رکھے اور اگر یہ فیل یک ضرب سے دوپارہ نہوا تو کوئی مجھ سے مقابلے کا قصد نہ کرے میں سمجھونگا کہ تیرے
دربار میں کوئی پہلوان اور سردار زبردست ایسا نہیں ہے کہ مجھ سے ہم نبرد ہو پس میں تجھ سے خود خراج طلب کرونگا یہ سنکر
بادشاہ نوشیروان بہت متفکر ہوا اور اپنے سرداران نامور کیطرف دیکھا سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے
ایک ایک ضرب تلوار کی لگائی مگر فیل پر خط تک نہ پڑا کاٹنا کیسا سب بے دم ہو کر چلے آئے بادشاہ نوشیروان کو
اور زیادہ تردد ہوا بختک نے چپکے سے کان میں کہا کہ حمزہ عرب ہے حکم کیجیے کہ یہ ابکا دادا بھی ہوا اور ہم مقابلہ بھی
لندھور کا ہے یہ سنکے نوشیروان نے صاحبقران کیطرف دیکھا امیر با توقیر تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور
بسم اللہ کہکے پڑھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شمشیر آبدار کھینچا گھوڑے کو اڑایا اور بہری جا کر ایک ہاتھ تلوار کا اس چستی سے
مارا کہ فیل آہنی تو نہیں کھڑا رہا اور تلوار کا ٹکڑا اس پھرتی سے نکل آئی جیسے صابون سے تار آہن نکل آتا ہے دربار میں کسی کو
ثبوت بھی نہوا کہ تلوار نے فیل کو دو ٹکڑے کیا سب سردار ہنسنے لگے یہ سمجھکر کہ تلوار امیر با توقیر کی فیل کی پشت تک بھی
نہیں پہونچی فیل اسیطرح کھڑا ہوا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ تم سب ہنسے کیا ہو وہاں جا کر دیکھو تو فیل کے دو پرکالے ہو گئے
لوگوں نے جو فیل کو پکڑ کے کھینچا فیل آہنی نصف ادھر گرا اور نصف ادھر گرا تحسین و آفرین کا دربار میں شور بلند ہوا بادشاہ
نوشیروان نے بھی بہت تعریف کی شبپال ہندی نے اپنے دل میں کہا کہ یہ جوان تو کچھ لندھور سے زیادہ قوت و
شجاعت میں معلوم ہوتا ہے سوائے اسکے کوئی لندھور کا مقابلہ نہیں کر سکتا شبپال ہندی تو فوراً بادشاہ نوشیروان سے
رخصت ہو کر طرف سراندیپ کے روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہونچنا شبپال ہندی کا شہر سراندیپ میں لندھور
بن سعدان کے پاس جب آگے بڑھکر بیان کیا جائیگا جسوقت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے فیل آہنی کے
ایک ضرب شمشیر سے دو پرکالے کیے اور وہ ٹکڑے فیل آہنی کے لیکر شبپال ہندی چلا گیا بختک نے چپکے سے کان میں
نوشیروان کے کہا کہ حمزہ کو برائے مقابلہ لندھور بھیجیے کہ یہی اسکو زیر کرکے خراج لائیگا نوشیروان نے امیر سے کہا
کہ شہر سراندیپ کو واسطے مقابلہ لندھور کے جائیے اور اسکو زیر کرکے خراج لائیے اور جو کچھ مصلحت سمجھیے اور جو کچھ ضرورت و خرچ ہو
سرکار نوشیروانی سے لیجیے امیر نے فرمایا اے بادشاہ کل اسکا جواب دونگا جب دربار برخاست ہوا سب سردار گئے امیر با توقیر بھی
خواجہ عمرو کے ہمراہ اپنے خیمہ میں آئے خواجہ نے کہا اے حمزہ کل دربار میں چلیے گا اگر بادشاہ نوشیروان آپ سے کچھ جانے کے بارے میں کہیگا

تو آپ خاموش رہیے گا کچھ جواب نہ دیجیے گا میں خود نوشیروان سے کہونگا کہ امیر با توقیر کہتے ہیں کہ اگر تو اپنی بیٹی ملکہ مہرنگار کو میرے ساتھ
عقد کر دے تو میں جا کر لندھور کو زیر کر کے خراج لاؤں اور اگر تو نہ راضی ہوگا تو نہ جاؤنگا اور کسی کو بڑے مقابل لندھور کے بھیجدے
امیر تو عاشق زار ملکہ مہرنگار ہیں خواجہ عمرو کی رائے پسند آئی امیر با توقیر بہت خوش ہوئے جب دوسرا دن ہوا دربار بادشاہ
نوشیروان کا جمع ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے بادشاہ عادل نوشیروان زمان آکر تخت سلطنت پر جلوہ فرما
ہوا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی دربار شہنشاہی میں تشریف لائے اور دو جگہ ندین پر بیٹھے خواجہ عمرو پشت پر
امیر با توقیر کی کھڑے ہوئے بادشاہ نوشیروان نے حمزہ صاحبقران زمان سے کہا اے حمزہ کیا کہتے ہو تم جاؤ اور لندھور
بن سعدان شاہ کو مقابلہ کر کے زیر کرو اور خراج لاؤ اور جو کچھ چاہیے ہو مال خزانہ فوج و لشکر سرکار شاہی سے ابھی لیلو امیر
با توقیر تو خاموش سر جھکائے بیٹھے رہے جواب بادشاہ کو کچھ نہ دیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ باندھ کر سامنے بادشاہ کے
آیا مجرا کر کے عرض کیا شعر ۔ عرض حال من گوش کن ۔ اگر خوش نہ آید فراموش کن ۔ اے بادشاہ دوران نوشیروان زمان
اگر حکم ہو اور خلاف مزاج مسعود الابتہاج حضور کیوان ظہور نہ ہو تو حضوری حضور فیض گنجور میں عرض صادق یہ ہے کہ حمزہ
صاحبقران عرض رسا ہو کہ اگر ملکہ مہرنگار روز نگاہ بادشاہ عالیمقدار کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے تو میں بسر و چشم ابھی طرف
شہر سراندیپ کے روانہ ہوں اور لندھور بن سعدان کو زیر کر کے خراج حاصل کروں ورنہ اگر یہ امر منظور نہ ہوگا تو میں جا نہ سکونگا
بادشاہ [illegible] نہایت چین بہ جبین ہوا مگر خاموش ہو رہا خواجہ عمرو سامنے سے ہٹکر پشت پر امیر با توقیر کی کھڑے ہوئے جب بادشاہ
غصے سے خاموش ہو کر فکرمند ہوا اور کچھ جواب نہ دیا بختک نے پیچھے سے بادشاہ کے کان میں کہا کیوں حضور اب نہیں پوچھتے
خاموش کیوں ہو رہے آپ جان [illegible] افزار حمزہ سے کہ دیجیے وقت پر کسی کنیز کے ساتھ عقد حمزہ کا کر دیجیے گا کیا حمزہ مہرنگار کو
بیاہتا ہے اگر حمزہ کو بمقابلہ لندھور نہ بھیجیے گا تو لندھور لشکرکشی کر کے خود چلا آئے گا اور مداین کو تباہ کریگا کوئی
کوئی ان سرداروں میں ایسا نہیں ہے کہ لندھور سے مقابلہ کرے بادشاہ کو بختک کی رائے پسند آئی بادشاہ نے حمزہ صاحبقران سے
کہا کیا مضائقہ ایسا ہی ہوگا مگر خواجہ عمرو نے بختک کے ہونٹ ہلتے ہوئے جو دیکھے تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ رائے قرار پائی ہے چپکے سے جھک کر
امیر با توقیر سے عمرو نے کہا کہ یہ رائے بصلاح بختک قرار پائی ہے آپ بادشاہ سے کہیے کہ اچھا میں ابھی کوچ کرتا ہوں مگر ملکہ مہرنگار
سے بھی رخصت ہو لوں امیر با توقیر نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ بہت خوب میں ابھی کوچ کا سامان طرف شہر سراندیپ کے
کرتا ہوں مگر ذرا حکم ہو جائے کہ اس جناب جہاں تاب ملکہ مہرنگار سے بھی رخصت ہو آؤں بادشاہ نے یہ سنکر سکوت کیا بختک نے
جھک کے بادشاہ سے کہا آپ کیوں ذرا ذرا سی بات پر خموشی اختیار کرتے ہیں حمزہ کو ساتھ لیکر ملکہ کو دکھا دیجیے مگر خواجہ عمرو کو
ساتھ نہ لیجائیے گا کیونکہ استاد کامل یہی ہوا اور امیر و صورت شکل ملکہ کی اب یاد رہیگی یہ سنکے بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور
حمزہ صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا اور محل کی طرف چلے راہ میں حمزہ سے کہا کہ عمرو کو ساتھ اپنے نہ لاؤ کیونکہ ناموس ہمارا محل میں ہے
اور تم مثل فرزندوں کے پارہ جگر ہو داماد بیٹی سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جب ڈیوڑھی پر محل خاص الخاص کی پہونچے تو خواجہ عمرو سے
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے کہا اے خواجہ تم جاؤ اور ہماری خوابگاہ میں گوہر بیش بہا رکھا ہے وہ جلد
لے آؤ کہ ملکہ مہرنگار کو دیکے خالی ہاتھ کیا محل میں جائیں خواجہ عمرو یہ سنتے ہی امیر با توقیر سے ادھر روانہ ہوئے
یہاں بادشاہ نوشیروان زمان حمزہ صاحبقران کو لیے ہوئے ڈیوڑھی میں آئے اس محل خاص ملکہ مہرنگار میں
سات ڈیوڑھیاں ہیں ہر ڈیوڑھی پر سردار و نگاہبان [illegible] سب ملازمان شاہی پہلی ہی ڈیوڑھی پر [illegible] ہے بادشاہ
ہمراہ حمزہ کو ہمراہ لیے ہوئے داخل محل ہوئے اور ہر ڈیوڑھی پر حکم کر دیا کہ عمرو اندر نہ آنے پائے جب ساتویں ڈیوڑھی پر
پہونچے تو جلد ذرا آگے بڑھکر محل میں سب کو آواز دی کہ بادشاہ سلامت محل میں داخل ہوئے اور حمزہ بھی ساتھ

ساتھ جہان پناہ کے آتے ہیں سب کنائے ہوجاتے جسکو پڑھ کر بآبرو پردہ کرلے جسکو شنا ہو بٹ جائے غرض ایک برج میں دو آفتاب یا
دو بدر کامل اکٹھے ہوئے ملکہ مہرنگار بصد شان و تجمل و وقار اپنے قصر عالیشان فلک آستان میں تخت پر مثل خورشید
درخشان کے جلوہ گر تھی اور سات سو کنیزان زرین پوش گوشوارہ در گوش دریائے جواہر میں غوطہ زنی کیے ہوئے گرد آس کے مثل
ماہ چہاردہ کے مانند ہالہ کے اپنے اپنے عہدوں پر حاضر تھیں کنیزوں کی صورتیں دیکھ کر خدا کی شان نظر آتی تھی ایک ایک
آئین ماہ پیکر پری چہرہ حور لقا سرو قد گل رخسار سیمین تن غنچہ دہن غمزہ و عشوہ غضب کا ناز و انداز بلا کا کسی کسی بھولی
بھولی صورتیں چلبلی چلبلی جبینیں سینے باندھے جوبن آجا پر محرم کی کٹوریوں سے قطرہ حسن چھن چھن کر ٹپک رہے ہیں دیکھنے والے
لوٹ پوٹ عشق میں ہوجاتے ہیں گیسو صورت مار سیاہ دوش پر لہراتے ہیں پہلوؤں میں ملکہ مہرنگار کے برابر دونوں طرف
وزیرزادیاں زہرہ مشتری اور فتانہ بلائے بیدرمان چین سر جبین شکیل جمیل بصد ناز و ادا استادہ ہیں ایکطرف کرسی
جواہرنگار پر ملکہ زرانگیز خاتون اور دوسری طرف ملکہ مہرنگار بصد عز و وقار جلوہ گر ہے بادشاہ نوشیروان قصر عالیشان نیک اختر
نیک اختر بلند مکان تک ساتھ آیا صاحبقران کو قصر میں پہنچا کے آپ بسبب شرم و لحاظ کے پلٹ گیا مگر ملکہ زرانگیز
خاتون سے کہتا گیا کہ حمزہ تم سب سے ملنے کو آتے ہیں کہ انکا کوچ طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کو بمقابلہ لندھور
بن سعدان شاہ ہے صاحبقران زمان نے جو ملکہ زرانگیز خاتون کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تسلیم کو جھک گئے ملکہ زرانگیز نے
آغوش تمنا پھیلائے دست شوق بڑھائے صاحبقران جھک کر آگے بڑھے ملکہ زرانگیز نے سر صاحبقران کا سینے سے
لگایا پیشانی پُرنور پر بوسہ دیا دونوں ہاتھوں سے چہرہ حمزہ صاحبقران کی چٹاچٹ بلائیں لیں اور ترقی جاہ و جلال
و فتح و فیروزی کی دعائیں دیں کیونکہ بیٹی کی سبب داماد کی چاہ ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ ماں سے بیاز پیارا ہوتا ہے بعد اسکے
کچھ سوچ کر ماں نے کہا الحمدللہ آئی صاحبقران سے کہا اے فرزند تجھ میں آتی ہوں صاحبقران زمان پہلو سے
ملکہ مہرنگار کے تخت مرصع نگار پر جلوہ افروز ہوئے گویا مہر و ماہ ایک جگہ جلوہ گر تھے یا قران السعدین نظر آتا تھا صاحبقران نے
جو جمال ملکہ مہرنگار پری رخسار ہوش ربا نگاہ کی بیساختہ دل سے آہ کی کہ ملکہ مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ تھی
چہرے کے حسن سے آفتاب شرمندہ تھا ماہتاب عرق عرق خجالت سے ہوا جاتا تھا عکس رخ خورشید رو سے ذرے مثل
اختر تاباں کے چمکتے تھے تمام قصر نور حسن سے ایسا روشن تھا کہ برج ماہ کامل بھی ضیا سے شرمندہ ہوتا تھا شعاع و فروغ حسن تھا
رخ پُرآب و تاب پر پڑتی تھی چھوٹ اُسکے گل آفتاب پر ہے و مگر زلفوں میں نور حسن تھا اس آب و تاب کا گویا تھا آفتاب تہ
تک سحاب کا ۔ صاحبقران نے بیساختہ چاہا کہ ملکہ کو گلے سے لگائیں مگر کنیزان با ہوش جو کھڑی تھیں حجاب مانع ہوا
دست شوق بڑھا کر رہ گئے پھر آہستہ سے کہا اے ملکہ عالم ہم تم سے ملنے کو آئے ہیں تمہارا عقد ہمارے ساتھ لندھور
بن سعدان کے زیر کرنے پر موقوف ہے شعر وضاحتا فقط مہم سر کرنے کو جاتے ہیں ہم ۔ سامنا دشمن کا ہو وہاں دیکھیے کیسی بنے ۔
یہ جو صاحبقران نے ملکہ مہرنگار سے کہا ملکہ کے دل پر ایک چوٹ لگی نعرہ فراق و دیدار میں رونے لگی اور کہا اے بادشاہ حسن و
خوبی وائے آرام دل و جان محبوبی یہ کیا تم نے کلمہ جدائی سنایا کہ دل سینہ میں صورت مرغ بسمل پھڑکنے لگا شعر فراق میں تیرے
کا ہیکو زندگی ہوگی یقین ہے اسی صدمہ میں جان جائیگی و دیگر وصال یار کی حسرت ہی ایک رہگئی باقی ۔ دل بیتاب کی
مطلق نہ کوئی آرزو نکلی ۔ یہ کہکر ملکہ مہرنگار بصد اضطرار بیقرار ہوکر سر شانے پر امیر با توقیر کے رکھکر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگی ملکہ کے مایوس ہوکے رونے پر صاحبقران کی بھی آنکھوں قطرہ اشک ڈبڈبانے لگے شعر دو طفل اشک
آئے نکل ایک اسطرف ایک اسطرف ۔ گر گر گئے دونوں چل ایک اسطرف ایک اسطرف ۔ صاحبقران نے
ضبط کرکے کہا اے ملکہ عالم کیوں بیتاب ہوتی ہو کس واسطے روتی ہو چاند سا مکھڑا اشک گرم سے کیلیے دھوتی ہو خدا کو یاد کرو

رو رو کر عاشق مضطر کا دل اگر جاوے شعر یوں شمشیر سامانسیں بھر کے نہ آہ و بکا کرو بہتر یہ ہے کہ دل کی حق سے دعا کرو • اے جان جان لے
آرام دل عاشقان فلک کج رفتار نے فرقت دریغ نہ اپنے چاروں کا بیج جاوے یار عاشق و معشوق کا اشکوں آگوارے ہے جو مرغ بے پرو بے کار

اے سخن کیا اختیار ہے **نظم**	ہے جیا تاقیامت سوروں میں ہجر میں ہم تم سے جدا	ان کو مجبور ہیں ہو کچھ کہ خالق کی رضا
کیا آشنا سے ترا کچھ عفو از بہر خدا	تو خدا کا حافظ ہے ہم کو بھول مت جانا زنہار	ہم تو رخصت ہوتے چلے خوش رہیے اب تمکو خدا
جان تمہارے پاس ہے اور تن ہے زمانہ دو رکھا	دسیدم ز برنگہ ای جان قدشتا دو	کر فراموشم دے سازم بہر دم یاد تو

یہاں تو عاشق و معشوق میں یہ باتیں فرقت آمیز الم انگیز ہو رہی ہیں اور صاحبقران چشم نم سمجھا رہے ہیں اور ملکہ مہرنگار
رو رہی ہے وہاں خواجہ عمرو بموجب حکم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان خیمہ میں آئے فرش خواب امیر پر گوہر جیش بجا
تلاش کیا اگر کہیں پایا بالجملہ تمام گوہر نایاب ڈھونڈھ کر در محل خاص نوشیروان تک آئے دیکھا کہ امیر باتوقیر اندر محل کے چلے
ہیں خواجہ عمرو سمجھے کہ صاحبقران نے مجکو دھوکا دیا فوراً اندر محل میں جانے کا قصد کیا اتنے میں ڈیوڑھی پر کھڑے ہے جھگڑالو
پہرے پر تھا وہ عمرو کو مانع ہوا عمرو جست کرکے کھڑے جھگڑالو کے دھول مار کے نکل گئے اور کلاہ درباری جو کھڑے جھگڑالو
کے سر پر تھی اتار لی دوسری ڈیوڑھی پر جب پہونچے تو دیکھا بختیارک بیٹا بختک وزیر بے تدبیر نوشیروان کا پہرے پر
بیٹھا ہے اُسنے بھی عمرو کو منع کیا کہ تم اندر محل میں نہ جاؤ حکم نوشیروانی نہیں ہے عمرو نے کچھ بختیارک کے کہنے کی سماعت کی اسی طرح
جست کرکے وہاں سے بھی نکل گئے مگر اُنسے دستار درباری بختیارک کی اتارتے ہوئے تیسری ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا کہ
یہاں بختک وزیر بیٹھا ہوا ہے اُسنے دور ہی سے دیکھ کر کہا کہ آئیے تشریف لیجائیے استاد جی آپکو کون روک سکتا ہے اکا تو
وہاں انتظار ہوگا آپ پیچھے کہاں رہ گئے تھے خواجہ نے کہا حمزہ نے مجکو ایک کام کے لیے بھیجا تھا غرضکہ اسی طرح
خواجہ عمرو ساتوں ڈیوڑھیاں طے کرکے قصر میں ملکہ مہرنگار پری رخسار کے پہونچے اور پشت پر امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کے کھڑے ہوئے ملکہ مہرنگار کی نگاہ جو خواجہ عمرو پر پڑی خوف سے آغوش تمنا سے
حمزہ صاحبقران میں گر پڑی امیر باتوقیر نے اس ماہ جبین کا ہاتھ پکڑ کے گلے سے لپٹا لیا اور منہ پر منہ جھک کر رکھدیا
دونوں گنہگار کا لطف عاشق و معشوق کو حاصل ہوا شعر گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے • الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے •
ملکہ مہرنگار نے کہا اے شہریار یہ بن انس میرے قصر میں کہاں سے گھس آیا ہے اسے جلد نکالو امیر نے جو پلٹ کر دیکھا تو خواجہ
ہیں امیر ہنس کر کہنے لگے اے ملکہ عالم ذرا آنکھ کھولکے دیکھو یہ بن انس نہیں ہیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میرا بھائی ہے صاحبقران کے
کہنے سے ملکہ آنکھیں کھولی مگر دل سینہ میں خوف زدہ ہو کر چاہا ہوا آنکھ لگ جیں اٹھا خواجہ عمرو کی آنکھ آتے ہی چہرہ زیبا کی فتانہ
وزیر زادی پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوگئے سامنے تو خواجہ کے فتانہ کھڑی ہوئی تھی اُسکی طرف دیکھکر اشارہ نے سے
بلائیں لیں فتانہ نے کہا مونڈی کاٹے کچھ شامت آئی ہے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم دیکھیے آپ ہی تو میری اشارہ سے
بلائیں لیتی ہے اور آپ جو یہ ہے کہ مجکو بُرا بھلا کہتی ہے فتانہ نے کہا کہ قد موئے جو مجھے دغا باز میری پیزار تیری بلائیں لیتی
ملکہ نے اشارہ سے کہا فتانہ چپ رہو جسے نہ بولو عمرو نے پھر اشارہ سے کہا اے جانِ جان ہم تیرے عاشق ہیں ہماری تمہر
جان جاتی ہے ذرا ہمارا خیال رکھنا عاشق کو بھول نہ جانا فتانہ نے کہا اے ملکہ دیکھو اس موئے کی شامتوں نے گھیرا ہے نہیں
مانتا خواجہ نے کہا میں کیا کرتا ہوں چپکا کھڑا ہوں کچھ بولتا چالتا ہوں آپ ہی تو مجکو اشارہ سے ہاتھ بڑھا کے بوسہ کنار
کرنے کو بلاتی ہے فتانہ نے کہا نوج میں ایسے مُردے بن انس کو بوس و کنار کرنے کو بلاتی میں ایسے سے پانچ ہزار بیتی ہوں ابھی
نہ رکھواؤں ان چیکلوں کے فقروں پر امیر اور ملکہ دونوں ہنس پڑے صاحبقران نے خواجہ کو منع کیا ملکہ نے
فتانہ وزیر زادی کو روکا مگر سمجھے کہ خواجہ عمرو کا دل فتانہ وزیر زادی پر مائل ہوا ہے یہ بھی تیر عشق فتانہ کا کھائے ہوئے

آئے استراحت فرمائی دوسرے دن امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف روانہ کرو عمرو معدیکرب پیش خیمہ بارگاہ امیر با توقیر کا لیکر طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوئے بعد آنکے امیر حمزہ پچیس ہزار سرداران نامی و نامور اور چار لاکھ ستر ہزار سواران سرہ اور پانچ ہزار نامدار ہمراہ لیکر طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے برائے مقابلہ شہزادہ ہند لندھور بن سعدان مدائن سے مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار روانہ ہوا

روکارہ داستان عجائب بیان جانا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان شاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام
نکا جو بیان لب کو کوچ اقدام
بس اب مرحمت کر شراب مدال
فراق صنم شاق ہے اب کمال
مطالب پہ آ داستان کے سو
نہ دے طول تمہید کو ختم کر
کہ اب مدعا کیا جام فراق
کرے پیش ہر وقت ہو اشتیاق
بھرا ہوئے عشق سے جام دل
کہ ہو نشہ ہجر سے مشتعل
بیان بشنو اے ہمدم رشک و
کہ باز آمدم بر سر داستان خمسہ

بسم اللہ ہے ارادہ اگر میرے قتل کا
چھوٹے کہین عذاب سے تا جان مبتلا
بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہون مین سدا

کیا دیکھتا ہر چیز کہ ایسی اک نگاہ
نقد تمام عمر کا اور بے حجاب ملے

ٹھہرے ہین بعدہ کی ذرا اس خرابے مین
ورنہ پھرے خراب سدا اس خرابے مین
کیا کیا نہ ملے آ کے کیا اس خرابے مین

اب خاک کے مین دھیر ہو گیا تن زار ہو گیا
بیٹھے ہے ہم تو خاک بہت ہی اڑا چکے

جب سے کہ ہوئی یاد فنا دست در آغوش
اور شب فرقت مین ہوا ان دم مرا مدہوش
دن رات جدائین غم حسرت کا ہوا کہ جوش

تمہارے ماتم مین بیت شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

بیت ارقیان کیفیت داستان و نوشندہ باطرز نوابین جنان و سیاحان منازل صحرائے عجائبات و رہ نوردان مراحل دشت مطولات سیاہ قلم رسا کو جادۂ بیابان سخن طرز کا کے کاروان سرائے خوش بیانی مین بعد اتمام مضامین نو کے یون فروکش کرتے ہین کہ جب امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان بحکم نوشیروان عادل جہان ملک مدائن سے فراق ملکہ مہر نگار بہ ہزار جبر اختیار کر کے برائے مقابلہ لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف مع لشکر ظفر پیکر و خواجہ عمرو نامدار و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر چلے راہ مین بہت سے صعوبات سفر کا سامنا ہوا بعد قطع منازل سخت بے پایان و مراحل بیکران مع لشکر جرار کنارے ایک دریا کے کنارے پہونچے آپنے لشکر کے اترنے کا حکم دیا بارگاہ ارشاد ہوئی خیمے تنبو وغیرہ برپا ہوئے سرداران و لشکر ظفر اثر فروکش ہوئے امیر با توقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا اے خواجہ جہازون کی تدبیر کرو یا کسی عیار کو بھیجو یا خود تلاش کر کے لاؤ کہ سوار ہو کے جلد ملک ہندوستان مین پہونچین عمرو عیار برائے تلاش جہاز روانہ ہوئے دو دن برابر چلے کوئی سر راہ نہ دیکھا نہ قریہ نہ دیہہ نہ شہر تیسرے دن نظر پڑا دوسرے روز اس ویرانے کو چل کیا ایک قلعہ ویران مین پہونچے دیکھا کوئی دکاندار ہے نہ کوئی رعایا جس سے آدمی نہ پرند نہ چرند ہے اس قلعہ مین سناٹا پڑا ہے مگر ایک مقام پر ایک پیر مرد پڑا سوتا ہے خواجہ عمرو اپنی چہل بازی سے کب باز آتے ہین اس پیر مرد کی ٹانگ پکڑ کے کھینچی وہ گھبرا کر بیدار ہوا اٹھ بیٹھا کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا مسافر راہ دور دراز ہون اے پیر مرد یہ بتا دے کہ یہ قلعہ ویران کسکا ہے اس پیر مرد نے جواب دیا اس قلعہ کا نام افراسیابیہ ہے علمداری مین نوشیروان عادل کی ہے عمرو نے کہا اے پیر مرد یہان کنارے دریا کے امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر کے اترے ہین اور مین انکا ملازم خاص ہون انھون نے مجکو جہازون کی تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ ارادہ انکا طرف ملک ہندوستان

کے جس طرح سے ہو سکے جلد جہاز مہیا کر اور تو میرے ہمراہ امیر یاقوت کے پاس چل وہ تجکو بیش انعام بخشیگا اس پیرمرد نے کہا کہ اے شخص
ابھی چند روز ہوئے ہیں کہ گستہم آیا تھا اُسنے سب جہازوں کو غرق دریا کر دیا اور آپ طرف سرندیپ کے بھاگ گیا اب یہاں جہاز
ایک بھی نہیں ملتا ہی خواجہ عمرو نے کہا اے پیرمرد تو خوف نکر میں عیار ہوں حمزہ صاحبقران زمان کا اور نام میرا خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری ہی اگر تو جہاز مہیا کر کے خدمت میں امیر یاقوت کی میرے ساتھ چلے تو وہ تجھسے بہت خوش
ہونگے اور تجکو انعام و اکرام دیکر سرفراز کرینگے میری بات کو خلاف نجان میں تجھسے سچ کہتا ہوں یہ سنکے وہ پیرمرد اُٹھا اور
عمرو سے کہا تم شہر میں جاؤ میں جہازونکی فکر کرتا ہوں تلاش کر کے لاتا ہوں الغرض وہ پیرمرد چار طرف سے جستجو کر کے چار سو
جہاز مہیا کر لایا اور ہمراہ خواجہ عمرو کے خدمت میں امیر یاقوت کی حاضر ہوا عمرو نے امیر یاقوت کو آگے مجرا کیا اور عرض
کی کہ بڑی کوشش و جستجو سے اس پیرمرد نے چار سو جہاز مہیا کیے اور اپنے ہمراہ لایا ہی صاحبقران نے اس پیرمرد کو
انعام دیا اُسنے مجرا کیا اور خوش خوش اپنے قلعہ کو چلا گیا امیر نے حکم دیا کہ بارگاہ اور خیمے وغیرہ جہازوں پر بار کراؤ اور اسباب
لا دو اور لشکر بہت جلد سوار ہو کہ یہاں سے روانہ ہوں غرضکہ اسباب بارگاہ و خیمے وغیرہ بار کر کے مع لشکر امیر کشور
جہازوں پر سوار ہوئے لنگر جہازوں کا اُٹھا روانہ ہوئے وہ تلاطم دریاے بیکنار کا وہ موجوں کا اضطراب وہ گرداب کا دور اور وہ
بڑی بڑی مچھلیوں کا اچھلنا سر بفلک پہونچانا گھڑیالوں کا شور سوسوں کا غل مگر کا دم کشی کرنا پانی کا غرور و ظلمت ایسی
لشکری دہلے جاتے ہیں سوائے پانی اور آسمان کے کچھ نظر نہیں آتا ہی دم قفس جسم میں گھبراتا ہی اسی تلاطم میں چند روز تک
دریا میں گذرے ایک دن ناخدا نے امیر یاقوت سے عرض کی کہ مقام بردہ دو راہیں ہیں ایک راہ تو چھ مہینے کی ہی اور دوسرا
راستہ چالیس روز کا ہی جدھر سے حکم ہو جہاز روانہ کیا جائے چھ مہینے کا رستہ بہت اچھا پاک و صاف ہی اور چالیس روز کی
راہ میں بڑے بڑے مصائب ہیں اُدھر گرداب سکندری ملتا ہی طوفانوں کا بھی سامنا ہوتا ہی بہترے جہاز یہاں غرق ہو گئے
ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ گرداب سکندری کیطرف سے جہازوں کو لیچلو جو کچھ خدا کرے وہ ناخداے کشتی عالم ایجاد و حافظ
و نگہبان ہو وہی لنگر بغیر تکان ناخدا نے جہازونکو گرداب سکندری کیطرف پھیرا اور ملک ہندوستان کا رستہ لیا
جسوقت جہاز نزدیک گرداب سکندری کے پہونچے بادبان کے پردے باندھ دیے جہاز چاروں طرف چرخ کھانے لگے اسی عالم میں
پہر بھر گذرا تھا کہ طوفان عظیم برپا ہوا ہواے تند و تیز چلنے لگی ناخدا گھبرا گیا کہ اب کوئی امید جہازونکے بچنے کی نہیں معلوم ہوتی
کوئی دم میں جہاز غرق ہوا چاہتے ہیں یہ سنکے امیر یاقوت نے تاج سر سے اتارا سر برہنہ ہو کر بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع
قلب سے دعا کرنے لگے اے ناخداے کشتی مجبوران اے بادبان سفینہ بیکسان اے رحمۃ للعالمین تو ہی مددگار ہی تو ہی اس
طوفان عظیم سے بچانے اس بلا کو دفع کر رباعی یارب کہ درین بحر کسی نیست مرا جز نالہ و گریہ نفسے نیست مرا عالم ہمہ شو
گر تو نہ بری سعادت جز لطف تو فریاد رسے نیست مرا صاحبقران نے سجدے میں سر جھکایا اور بصد نالہ و زاری
دعا کی اور بیقراری سے فرمایا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا غرضکہ
رات بھر ادھر صاحبقران زبان دعا میں مصروف ہے اور ادھر طوفان کا زور کم ہوتا گیا صبح کو سامنے گرداب سکندری نمودار ہوا
تلاطم آب دریا موقوف ہوا امواج قلزم بے پایان نے قرار لیا جہاز سیدھے ہو گئے سبکی جان میں جان آئی حمزہ صاحبقران
نے سجدے سے سر اٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ جہاز خود بخود ایک جگہ قائم ہیں نہ آگے بڑھتے ہیں نہ پیچھے ہٹتے ہیں
اس وقت عمرو نے سر اٹھا کر طرف گرداب سکندری کے نظر کی دیکھا تو گرداب پر لکھا ہی کہ جو کوئی چاہے
کہ جہاز یہاں سے آگے بڑھیں اور صحیح و سلامت نکلیں ہمت کر کے اس مینار گرداب سکندری پر جائے
وہاں طبل سکندری رکھا ہی اسکو بجائے اسکی آواز سے جہاز خود بخود چلیں گے اور گرداب سکندری سے نکل

نکل جائینگے خواجہ عمرو نے امیر با توقیر سے عرض کیا ای حمزہ واس مینار پر لگی ہو سوائے میرے یہ کام کون کر سکتا ہے
میں اپنی جان پر کھیل کر جاتا ہوں اور عجب نہیں کہ اگر خدا بچاتا ہے تو بچ جاتا ہوں اور اگر قضا میری اسی حیلہ سے آئی ہے تو دریاء
قلزم میں غرق ہو کر مر جاؤنگا اب مجکو آپ اجازت دیجیے اور سب سرداروں سے کہا کہ بھائیو میرا کہا سنا معاف کرو مجکو راہ عدم رخصت
امیر با توقیر عمرو کو گلے لگا کر رونے لگے اور سب سرداران لشکر اوس جن غلغلہ نعرہ و شیون عمرو کے پیچھے کیا ہوا آخر کار خواجہ
عمرو نے سب سے وداع ہو کر جہاز پر سے مینار پر جست کی چونکہ جہاز اور مینار سے فاصلہ زیادہ تھا خواجہ عمرو کی قوت سے
کمی کی مینار کے سر پر پہونچ نہ سکے اور بلندی سے پانی میں گرنے لگے اوس وقت سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نے جو دیکھا
خواجہ عمرو جست کر کے مینار پر پہونچ نہ سکے اب پانی میں گرا چاہتے ہیں سب نے شور نالہ و فریاد بلند کیا حمزہ صاحبقران بھی
مثل موج آب ماہی بے آب بیتاب و بیقرار ہوئے اور طوفان اشک آنکھوں کے چشمہ پر نم سے اٹھا کر لشکریوں کی طرف دیکھکر
فرمایا تم میں بھی کوئی ایسا بہادر ہے کہ جہاز پر سے پانی میں کود پڑے اور جبتک میرا برادر خواجہ عمرو پانی میں گرے ملاحی پیر کر
قریب مینار پہونچ جائے اور جس وقت میرا برادر پانی میں گرے فوراً میرے برادر کو پانی سے نکال کے میرے پاس لے آئے
جس وقت یہ تقریر امیر با توقیر کی جملہ صغیر و کبیر نے سنی تمام چند بہادر جلد تر لباس اتار کے جہاز پر سے پانی میں کودنے کو موجود ہوئے
اور حمزہ صاحبقران نے بھی دریائے وفاداری و مشاہدہ عیاری برادر جان نثار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار
کی الفت میں بیتاب و بیقرار ہو کے اوس قصد پانی میں کودنے کا کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو بلندی سے نیچے دیکھا معلوم
ہوا کہ ایک نہنگ بہت بڑا جسکا سر مانند گنبد کلان کے ہے میرے نگلنے کو منہ کھولے ہوئے ہے اور انتظار میرے گرنے کا کر رہا ہے
اور پانی سے سر بلند کیے ہوئے دیکھ رہا ہے خواجہ عمرو نے نہنگ کو دیکھکر اور اپنے تئیں بے یار و مددگار پا کر اوسی گرنے کے وقت
درگاہ خدا میں اس طرح دعا کی کہ اے خالق آب و سحاب اے معبود وحدت دور خوش آب تو واقف ہے کہ میں مرنے سے بسبب زمان
اور پانی سے نہایت خائف ہوں اوس وقت پانی میں گرا جاتا ہوں غرق دریائے فنا ہونے کو ہوں مگر میرے نگلنے کی تکلیف نہنگ
جلد تر میری دستگیری کر تو نے حضرت یوسف کو کوئیں میں بچایا ہے اور حضرت یونس کو شکم ماہی میں زندہ اور سلامت
رکھا ہے اور تیرے ہی حکم سے ماہی نے انحضرت کو کنارہ دریا پر اگلا ہے تو ہی نے طوفان سے حضرت نوح کی کشتی کو بچایا ہے
میں بھی تیرا بندہ برگزیدہ ہوں میرے حال پر رحم کر خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے ناگاہ پاے خواجہ عمرو سر نہنگ کے قائم
ہوئے نہنگ نے خوش ہو کر چاہا کہ اس لقمہ لذیذ و خوش ذائقہ کو نگل جاؤں لیکن خواجہ نے اپنا پاؤں سر نہنگ پر رکھکر ایک
پھر جست کی اور مینار پر پہونچے نہنگ منہ کھول کر رہ گیا اور حسرت سے جانب گنبد دیکھنے لگا آخر کار خواجہ عمرو کے نگلنے سے
ناامید ہو کر چلا گیا جب حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو نہنگ کے سر پر قدم رکھکر جست کر کے مینار پر پہونچے
سب خوش ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور شکر خدا کیا خواجہ نے مینار پر پہونچکے
اور ایک لمحہ ٹھہر کے چار طرف دیکھا سوائے آسمان اور پہاڑوں کے کچھ نظر نہ آیا خواجہ عمرو نے اون پہاڑوں پر دیکھا
کہ ہزار ہا بلکہ لاکھوں طائران قوی الجثہ اور تیز پر مثل عقاب اور ہنس وغیرہ کے درختوں پر بیٹھے ہیں ایسے جانوروں کی
منقار ایسی دراز ہے کہ اگر وہ اپنی منقار کسی پہاڑ پر ماریں تو ایک دم میں ہلاک کریں اکثر طائران صحرائی ایسے ہیں کہ اگر وہ چاہیں
تو فیل مد شتر کو اپنے پنجوں میں دبا کر لیجائیں اور ایک ادنی لقمہ اپنا تصور کریں خواجہ عمرو طائروں کو دیکھ کے
خیال کرنے لگے کہ اگر ایسا ہوا کہ یہ طائر مجکو دیکھ لیں اور پنجوں میں دبا کر لیجائیں اور منقار سے ہلاک کر کے
مجکو کھا جائیں تو بڑا غضب ہوگا مفت جان جائیگی پس یہاں ٹھہرنا اور توقف کرنا سراسر خطا ہے یہ خیال کر کے
خواجہ عمرو نے جلد تر چوب نقارہ اٹھا کے اوس نقارہ پر لگائی صدائے نقارہ سکندری ایسی بلند ہوئی کہ طاس فلک

کو پہنچ گیا پہاڑ تھرا گئے دریا میں زیادہ تر تموج پیدا ہوا جانوران دریائی صدائے نقارۂ سکندری کو ایک آفت ناگہانی اور
بلائے آسمانی خیال کرکے دُم دبا کے بھاگے بہت بڑے مگرمچھ اور گھڑیال اور دریائی گھوڑے مارے خوف کے دور دور بھاگ گئے
بڑی بڑی مچھلیاں غوطے لگا کر آشنائے زمین ہوئیں اکیلے نہنگ ہی نہیں بھاگے جملہ جانوران بحری چھوٹے اور بڑے اُس
جگہ سے اور اور جانب بے اختیار بھاگے دریا میں جوش و خروش پیدا ہوا بانسوں پانی اچھلنے لگا جس قدر طائر پہاڑوں پر تھے
وہ بھی ڈر کے بے اختیار اُڑے طائروں کی کثرت سے آسمان نظر سے پوشیدہ ہو گیا اُنکے پروں سے اسقدر ہوا چلی کہ
دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ گئے آندھی اور بادِ صرصر اُنکے پروں کی ہوا سے شرمندہ اور خجل ہوئی خواجہ عمرو جلدی مینارے
پر لیٹ گئے ورنہ ہزاروں فرسخ اُس مینارے سے اُڑ جاتے جب طائروں کے اُڑنے سے اس درجہ ہوا پیدا ہوئی جملہ جہاز
پتوں کے مانند اُس جگہ سے اُڑ کے دور دور سمندر میں چلے گئے اور وہاں ہوا سے موافق تھی جانب ساحل مقصد روان
ہوئے جس وقت طائر پھر تھیں پہاڑوں پر بیٹھے آسمان نظر آیا تاریکی غائب ہوئی وہ ہوائے تند و تیز موقوف ہوئی روشنی
بخوبی ہوئی عمرو نے جو دیکھا تو کہیں جہازوں کا نشان بھی نہ پایا اُدھر حمزہ صاحبقران بمفارقت خواجہ عمرو سے نہایت
گران اور نالاں ہوئے اور جملہ سرداروں اور لشکر کو خواجہ عمرو کے جدا ہونے سے ملال عظیم ہوا اکثر جہازوں کے نکلنے کی
بھائی عمرو وہیں خوشی نہ ہوئی خصوصاً حمزہ صاحبقران نے بیقرار اور اشکبار ہوکے فرمایا کاش یہ جہاز مقام مینارے سے نہ نکلتے
اور نجات اُسی جگہ پر رہتے مگر میرا بھائی عمرو مجھسے جدا نہ ہوتا اب تک جدا ہونے سے لطف نجات جاتا رہا افسوس مجھ سے
میرا برادر ایسی جگہ جدا ہوا کہ زندگی بھر اب اُس سے ملنے کی امید بھی نہیں ناحق میں نے اپنے بھائی کو مینار پر بھیجا اگر یہ جانتا ہوتا
کہ خواجہ مجھسے چھوٹ جائینگے تو کبھی اُنکو میں مینار پر جانے نہ دیتا اُسی جگہ جہاز پر رہ جانا قبول کرتا اے افسوس ہزار افسوس
یار وفادار برادر غمگسار اس بحر ناپیدا کنار میں مجھسے جدا ہو گیا ایسی جدائی کا داغ مجھکو دے گیا میری بیوقوفی سے تیری کچھ لطف
اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اب نہیں معلوم مینار پر زندہ ہے یا مر گیا یقین ہے کہ اِس ہوائے تند و تیز میں مینارے یا میں
گر پڑا ہوگا کوئی نہنگ یا مگر اُسکو کھا گیا ہوگا اے افسوس خواجہ کی ایسی جگہ اجل آئی کہ ہم اُنکو کفن بھی نہ دے سکے یقین ہے
کہ قبر بھی نہ بنا سکے اُنکا جنازہ بھی نہ اُٹھا سکے غسل میت بھی نہ دے سکے یہ فرماکر صاحبقران نے اُسی عالم گریہ و زاری میں ارادہ کیا کہ
میں بھی اپنے تئیں سمندر میں گرا دوں اور پانی میں ڈوب دوں اور مر کر خواجہ سے ملاقات کروں جس وقت سرداروں نے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران اپنے تئیں غم جدائی خواجہ عمرو میں ہلاک کرتے ہیں سب سردار بیتاب بیقرار ہوکر دامن حمزہ صاحبقران
سے لپٹ گئے اور بہ گریہ و زاری اور بنالہ و اشکباری عرض کرنے لگے کہ حضور اپنے تئیں صدمۂ خواجہ عمرو میں ہلاک نہ کیجیے صبر
کیجیے حیات خواجہ کی اتنی ہی تھی انسان اجل سے مجبور و ناچار ہے مصلحت خدا میں کسیکو کیا اختیار ہے فنا ہر شے کی ہے ثبات سوائے
خدا کے کسی کو نہیں ہے ایسے ایسے بڑے بڑے شاہان ذی جاہ نامی و نامدار گذرے کہ بعضوں کو کفن ملا اکثر محتاج کفن رہے
قبر بھی میسر نہیں ہوئی گوشت اُنکا طعمۂ زاغ و زغن ہو گیا ایک استخوان تک اُنکا باقی نہ رہا پس اے صاحبقران حالات
گذشتگان پر نظر کرکے صبر کیجیے جان اپنی غم خواجہ میں نہ دیجیے اور خواجہ کی سلامتی اور زندگی کے واسطے دعا کیجیے
اور اُنکے زندہ رہنے کی خدا سے امید رکھیے عجب نہیں ہے کہ خواجہ ابتک مینار پر زندہ ہوں اور کسی طرح سے یہاں تک
پہونچیں خداوند عالم قادر اور مسبب الاسباب ہے کچھ عجب نہیں کہ پھر خواجہ عمرو بفضل خدا آپکے پاس آئیں اور آپسے ملیں
جب اِس طرح سرداروں نے حمزہ صاحبقران کو سمجھایا اشکباری اور بیقراری تو موقوف نہیں ہوئی لیکن بوجہ لپٹ جانے
سرداروں کے صاحبقران ارادۂ جانبازی سے باز رہے اور بہ مجبوری سرداروں کے کہنے سے جہاز پر بیٹھے چونکہ ہوا موافق تھی جلد تر جہاز
کنارے پہونچے حمزہ صاحبقران اور جملہ سردار وغیرہ جہاز سے اُترے ایک میدان میں خیام استادہ ہوا اور بارگاہ میں

بیاباں میں حمزہ صاحبقران وغیرہ بادل غمگین بخیام و بارگاہ میں فروکش ہوئے حمزہ صاحبقران وغیرہ تو جہازوں سے اتر کے فروکش ہیں لیکن اب حال خواجہ عمرو بن امیہ لکھا جاتا ہے کہ نقارہ بجانے سے طائر اڑے اور انکے پروں کی پہلو سے تند و تیز سب جہاز اُس مقام سے آگے روانہ ہوئے اسوقت خواجہ عمرو اپنی تنہائی اور غربت پر نظر کرکے اور دریاے ناپیداکنار کو دیکھکر نہایت مضطر و خائف ہوئے راوی کہتا ہے کہ اسوقت خواجہ عمرو کا عجب حال تھا غم سے وہ آب تھا گرداب الم میں جان حزین پھنسی ہوئی تھی وہ مدام دل سینے میں مثل سپند کے اچھلتا تھا کبھی دل عمرو کا کشتی موج بیقرار ہوتا تھا طوفان بحر الم سفینہ حیات خواجہ کو ڈبوئے دیتا تھا اور تلاطم اضطراب دل کشتی جان کو غرق دریاے فنا کیے دیتا تھا اسوقت خواجہ کو صورت ساحل حیات نظر نہ آتی تھی مگر چادر آب بصورت چادر قبر معلوم ہوتی تھی ہر جانب پانی خواجہ کو نمکین دکھاتا تھا آنسو چشموں سے مثل نہر کے جاری تھے بحرین سے گوہر اشک مصفا نکل رہے تھے شور نالہ و فریاد خواجہ بلند تھا جہاز جان جواہر غم سے طوفانی تھا ہواے مخالف آہ سے کشتی جان خواجہ تباہ تھی نالہ خواجہ مثل مستول کے بلند تھا وہاں سینہ خواجہ کثرت تحریر محن سے ٹوٹا جاتا تھا معلم عقل عمرو طوفان ملال کے دفع کرنے میں عاجز تھا اور ناخداے جہاز تن یعنی دل بہ محن اس تلاطم امواج رنج و الم میں سراسر پریشان تھا بار بار صدمات سے سفینہ دل بیٹھا جاتا تھا آخرکار خواجہ عمرو نے اسی عالم پریشانی و تباہی میں نظر جانب ناخداے کشتی عالم کی اور بگریہ و زاری و نالہ و بیقراری اسطرح عرض کیا کہ اے خالق بحر و بر و اے معبود لعل و گہر تو نے حضرت عیسیٰ کو صدمہ دار سے بچایا حضرت یحییٰ اور زکریا پر تو نے اپنا فضل کیا حضرت موسیٰ کو فرعون پر غالب کیا حضرت ابراہیم کے بچانے کیواسطے آگ کو سرد کیا اب مجھکو بھی دریاے بے پایان سے کنارے پر پہنچا ہرچند کہ میں رتبہ پیغمبروں کا نہیں رکھتا ہوں لیکن تیرا خاص بندہ ہوں غذاے لطیف خوش ذائقہ خوب دیکھ کر نہیں کھاتا ہوں پوشاک نفیس و نادر ہمیشہ نہیں پہنتا ہوں اگرچہ کھاروے کا کرتہ اور یہ نمدے کی ٹوپی پہنتا ہوں تو خوب واقف و عالم ہے کہ میں کسی کو بیوجہ نہیں گرفتار کرتا اور بے سبب کسی کو قتل بھی نہیں کرتا جھوٹ بے ضرورت نہیں بولتا تو سمیع و بصیر تو دیکھتا ہے اور سنتا ہے کہ میں کس خوش الحانی سے گاتا ہوں اور کیسی کیسی جھٹ پٹ رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرتا ہوں لوگوں کے دلوں کو خوش کرتا ہوں چار پیسے بڑی بڑی محنت و مشقت سے پیدا کرتا ہوں کل حلال کھاتا ہوں تیری عبادت کرتا ہوں اعداے دین کی جان و مال کا دشمن ہوں موت اور دریا اور ساحر سے بہت ڈرتا ہوں عیاری مکاری خوب کرتا ہوں جاگتا بھی بہت ہوں لیکن اسوقت کوئی عیاری مکاری ذہن میں نہیں آتی ہے جو اس سے بچاؤں میں موت کا سامنا ہے دریا چار طرف سے گھیرے ہوئے ہے میں اس مینارے کے اوپر ہوں دریاے اندوہناک میں عرض کرتا ہوں کبھی خواجہ عمرو اسطرح درگاہ خدا میں عرض کرتے تھے

ہمیشہ از ندامت اشکبارم ز جرم خویشتن خود شرمسارم مگر از رحمتت امیدوارم
الٰہی واقفی از حال زارم تو میدانی کہ جز تو کس ندارم

گناہوں کا مرے از بس ہے طغیان | رہے ہے موجزن طوفان بطوفان | تری بندہ گیری کا ہوں پرسان
الٰہی غرق ام در بحر عصیان | ز دست رحمت افگن بر کنارم

جہان ہے مجمع ارباب غفلت | مہیا ہیں سبھی اسباب غفلت | پیا ہی کر شراب ناب غفلت
الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت | بدہ بیداری زین کاروبارم

ترے آگے نہیں مانند تصویر | زبان عذر گویا را ے تقریر | مری کیا رستگاری کی ہو تدبیر
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر | ز تو پروردگارم شرمسارم

تشریف بجائیے حضرت الیاسؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے خواجہ عمرو تمنے تو اِس منارے سے کنارہ بحر پر جانے کے واسطے خداوند عالم سے
دعا کی تھی اور وہ دعا تمھاری مقبول ہوئی تھی خداوند عالم کے حکم سے اب مین آیا ہون و تمسے کہتا ہون کہ آنکھین بند کر کے
کنارہ بحر پر چلو اب تم کیون نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپنے بجا ارشاد فرمایا بیشک مینے دعا کی تھی لیکن مین نہین چاہتا دل
میرا یہی چاہتا ہو کہ اسی منار پر رہون حضرت الیاس علیہ السلام خواجہ کی ان باتون پر ہنسے اور خوش ہوئے اور نظر کر وہ کر کے
فرمایا کہ اے خواجہ عمرو آخر کیا سبب ہے جو تم یہان سے نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ ذرا غور فرمائین کہ مجکو آج تیسرا
روز ہوا اس منار پر بیٹھے ہوئے علاوہ بھوکھ اور پیاس کے خوف جان سے اسقدر رویا ہون اور تڑپا ہون کہ بالکل ادھ موا اور ناتوان ہو گیا
ہون اب خالی ہاتھ یہان سے جانے کو دل نہین چاہتا ہو اگر کچھ اور نہ ملے تو نقارہ سکندری اور جو چیزین اس گنبد مین ہین تو
ضرور لونگا اور حمزہ صاحبقران کو بیجا کر دونگا حضرت الیاسؑ نے فرمایا اگر تجسے نقارہ وغیرہ اٹھ سکے تو لے چلو خواجہ عمرو نے
عرض کیا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہو کہ اس نقارہ وغیرہ کو باندھون اگر آپ یہ جال مجکو دیدیجیے تو اس نقارے کو
جال مین باندھکر البتہ چلتا ہون حضرت الیاس نے عمرو کی حرص و رباتون پر مسکرا کے فرمایا کہ اگر تمھارا چلنا اس نقارہ
وغیرہ کے بیجانے پر موقوف ہو تو اس جال مین باندھلو عمرو نے خوش ہو کر حضرت الیاس علیہ السلام سے جال لیا اور جھک کر
تسلیم کی اور عرض کیا کہ اگر آپنے مجکو جال دیا ہو تو اب مجکو دیدیجیے مجکو برضا و رغبت عنایت کر دیجیے مین عیار ہون میرے کام
آئیگا آپ بجز مکر کھیلتے ہی نہین ہین آپکے پاس جال ہا بیکار ہو حضرت الیاس نے مسکرا کر فرمایا اے خواجہ تم بڑے شوخ و ظریف
ہو خیر ہم تکو یہ جال دیدیا اس سے تکو بہت فائدہ ہوگا اور اکثر جگہ تمھارے کام آئیگا خواجہ عمرو نے یہ تقریر جناب الیاس
علیہ السلام کی سنی فوراً نقارہ سکندری کو جال مین باندھا جب جال کو اٹھایا تو بہت ہلکا بوجھ معلوم ہوا تو خوش ہو کر اپنے
دوش پر جال کو مع نقارہ وغیرہ رکھ لیا جب خواجہ عمرو جال وغیرہ دوش پر رکھ چکے حضرت الیاس نے کچھ اسماء ورد زبان کیے
اور خواجہ سے فرمایا تم اپنی آنکھین بند کرو خبردار جبتک مین نہ کہون نہ کھولنا عمرو نے بموجب ارشاد جناب الیاس اپنی آنکھین
بند کین پھر حضرت الیاس نے خواجہ کو اپنے پاؤن پر کھڑا کیا بعد ایک لحظے کے عمرو کو معلوم ہوا کہ مین کسی ایسی چیز پر کھڑا ہون
کہ وہ مثل کشتی کے جلد تر چلی جاتی ہو اور حضرت الیاس میرے پاس کھڑے ہین چونکہ عمرو کی آنکھین بند تھین اسوجہ سے خواجہ نے
حضرت الیاسؑ سے عرض کیا کہ اے جناب مین کہان ہون کون مجکو لیے جاتا ہو اور کہان لیے جاتا ہو حضرت الیاس نے
فرمایا اے خواجہ تم پشت ماہی پر میرے ہمراہ کھڑے ہو مچھلی کنارہ بحر پر تمکو لیے جاتی ہو تھوڑی دیر مین تم کنارہ دریا پہونچ جاؤگے
عمرو نے خیال کیا کہ یہی وقت قلم لینے کا ہو یہ خیال کر کے خواجہ نے عرض کیا اے پیغمبر خدا اے برگزیدہ کبریا آنکھین بند
کرنے سے میرا دل گھبراتا ہو بمجبوری آنکھین کھولے دیتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا اے عمرو کہین آنکھین کھول دینا
ورنہ ابھی پانی مین غرق ہو جاؤگے ایکدم مین مر جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ تقریر حضرت الیاس علیہ السلام کی سنکے جلد
دامن آنحضرت کا مضبوط پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اب مین تو آنکھین کھولتا ہون مجھسے آنکھین بند کی نہین جاتین دم گھبراتا ہی
بینا ہو کر اندھا بنا نہین جاتا ہو اگر غرق ہو جاؤنگا تو بھی بہتر ہوگا آپکا دامن میرے ہاتھ مین ہو آپکے ساتھ سیدھا جنت مین چلا جاؤنگا
رضوان مجکو نہ روکیگا گناہ میرے عفو ہو جائینگے جنت مین آپسے خوب باتین کرونگا ہر وقت آپکے پاس بیٹھا رہونگا کبھی
اس جال سے طائران بہشت کا شکار کھیلونگا کبھی اس نقارہ سکندری کو بجاؤنگا اور یہ غزل ایک عورت مخالف کی گاؤنگا غزل

هر شب منم فتاده بگرد سرای تو
عمرے گذشت تا شده ام آشنای تو
یکدم شب وصال میسر نشد مرا

هر روز آه و ناله کنم از برای تو
روزے که ذره ذره شود استخوان من
ای وای بر کسے که شود مبتلای تو

جانان این شکسته دلے بیوفا مشو
باشد همیشه شیفته دل در هوای تو
بر حال زار ما نظرے کن ز راه لطف

تو بادشاہ حشمتی جمشید گدا ہے تو	کبھی ہمراہ آپ کے گلگشت گلشن جنت کرونگا میوے تر و تازہ باغ جنان کے کھاؤنگا

اہل جنان سے ملاقات کرونگا اگر کسی کے پاس کچھ مال اسباب دیکھونگا عیار تو ہون کبھی نہ کسی عیاری مکاری سے لے لونگا شب و روز
عیش و آرام سے جنت مین بسر کرونگا حوروں سے وصل میسر ہوگا قصر جواہر نگار مین اپنا مسکن ہوگا غرض ہر وقت کے آنکھین
کھولنے مین سامان عیش تو نظر آئیگا حضرت الیاس خواجہ عمرو کی باتین سنکے مسکرائے اور فرمایا کہ اے خواجہ تم نہایت شوخ طبیعت
ہو بس بہتر یہی ہے کہ آنکھین بند کیے ہوئے ٹھہرے رہو ورنہ پانی مین ڈوب جاؤگے ہمارا کچھ نقصان نہوگا دامن ہمارا
ہاتھ سے چھوٹ جائیگا خواجہ نے عرض کیا مین تو آنکھین کھولونگا اگر نہ کھولتا تھا تو اب ضرور کھولونگا دامن کسیطرح ہاتھ سے
نہ چھوڑونگا عمرو نے یہ کہکے عرض کیا اے جناب والا دیکھیے مین اب آنکھین کھولتا ہون آپ کے ساتھ غرق ہوتا
ہوتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا اے خواجہ آیا تم آنکھین کیون کھولتے ہو کیون اپنی زندگی سے بیزار ہوتے ہو خواجہ نے
عرض کیا میرا دل یہی چاہتا ہے آنکھین بند کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اگر آپکو یہ منظور ہے کہ مین آنکھین بند رکھون تو گلیم مجکو دیجیے
مین اُس کملی کو بچھا کر سویا کرونگا جس وقت اس گلیم کو دیکھونگا آپ مجکو یاد آجائینگے آپ تو خاصان خدا سے ہین آپکو تو اس کا
کوئی سو نہین کملی چاہیے پس یہ کملی آپ مجکو دیدیجیے حضرت الیاس علیہ السلام تو حال اور گلیم واسطے دینے ہی کے لائے تھے
حال تو دیکھ رہے تھے اب گلیم بھی خواجہ کو ہنسکے دیدی اور فرمایا کہ اے خواجہ اگر تم ایسی باتین بھی نہ کرتے اور رضامند رہتے
تو بھی ہم یہ گلیم تمکو دیتے حضرت الیاس ابھی یہ فرماتے تھے ناگاہ جنگل کنارے پر پہونچی حضرت الیاس نے بازو پکڑکے
عمرو کو کنارے پر اتارا یا جب خواجہ نے کنارے پر کھڑے ہوکے اپنی آنکھین کھولین نہ تو حضرت الیاس کو دیکھا نہ جنگل
نظر آیا آخر خواجہ عمرو حضرت الیاس کو نہ پاکر کنارہ بحر سے چلے اور اپنے زندہ رہنے اور بسلامتی کنارے پر لگنے سے
خوش ہوکر خداوند عالم کا شکر کرتے تھے جب خواجہ آگے بڑھے تب ایک صحرائے ہول خیز دہشت انگیز نظر آیا کہ جسمین
شیرون کا زہرہ آب ہوتا تھا کوئی درخت سرسبز نہ تھا بستی کا نام و نشان بھی نہ تھا دوپہر کا وقت دوپہر کا تھا آفتاب کی تمازت سے
ہر ایک ذرہ اُس صحرائے پر بلا کا بصورت اخگر گرم تھا میدان اُس صحرائے ہول خیز کا عرصہ محشر سے کچھ کم نہ تھا زمین
اس درجہ گرم تھی کہ قدم رکھا نہ جاتا تھا بگولے بلند ہوتے تھے لو چلتی تھی چرند و پرند نظر نہ آتے تھے ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران	ہزاروں جسمین قہر آمیز سامان	درازی جسکی سرحد عدم تک
جو تھا سے قیس کا جسمین قدم تک	مصیبت زا مثل کچہ جانان	زیادہ قلب مضطر سے پریشان
تھی رہنے نیست مثل جنت معمور	امید زیست دل سے ہزاروں دور	خواجہ عمرو اول تو بھوکے اور

پیاسے تھے دوسرے تمازت آفتاب سے اور بھی مضطر اور پریشان ہوئے لو کے جھونکے چراغ حیات بجھانے پر آمادہ
ہوئے خار بیابان تلووں کے پار ہوئے پسینہ اسقدر آیا کہ خواجہ ہمہ تن تر ہوگئے آخر بیتاب و بیقرار ہوکے اس
صحرائے بے آب و گیاہ مین گر پڑے اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے اور خداوند عالم سے بصد بیقراری
اور گریہ وزاری دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار اپنے بندے عمرو عیار پر رحم کر ہلاکت سے بچا خواجہ عمرو یہ دعا کرتے تھے تو
یکایک ایک مرد بزرگ بالین خواجہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عمرو اب مطلق غم و الم نہ کر خداوند کریم نے
تیری دعا مستجاب فرمائی مجکو تیری رہبری کیواسطے حکم فرمایا اب جلد اٹھ بیٹھ پہلے آب طعام سے سیراب ہو پھر اس وادی پر خار
سے امن امان سے روانہ ہو جب خواجہ نے آواز سنی آنکھین کھولین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ و ذی وقار بالین پر کھڑے ہین
چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی انور پر نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے بدن مین ملبوس سبز ہے ایک ہاتھ مین عصا ہے اور ایک ہاتھ مین
ڈیڑھ بالشت کا ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو بزرگ موصوف کو دیکھکر جلدی سے اٹھے اور بعد ادب

آداب و تسلیم کر کے عرض کرنے لگے کہ آپکا اسم مبارک کیا ہے آپنے میرے حال پر نہایت الطاف فرمایا اس راہ ہول خیز میں قدم رنجہ
فرمایا بزرگ موصوف نے فرمایا ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میں ایک بندہ پروردگار ہوں نام میرا خضر ہے حکم خداوندی سے گم کردگان
راہ کی رہبری کرتا ہوں اسوقت مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو بھوکا اور پیاسا صحرا میں پڑا ہے جلد اسکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور خطرے
صحرا سے اسے نکالدو پس بموجب حکم خدا میں تمہارے پاس آیا ہوں عمرو نے کہا کہ اب میرے فرمایئے طعام کہاں ہے لایئے میں
بہت بھوکا ہوں کھلایئے اتنے سے پانی میں میری تشنگی نہ بجھیگی اور پانی کہیں سے لایئے آپ تو خضر ہیں چشمہ آب بقا پر جاکر تھوڑا
پانی لے آیئے مجکو پلا دیجیئے میں موت سے ڈرتا ہوں اگر آب حیوان مجکو پلا دیجیئے تو قیامت تک زندہ رہوں آپ کے واسطے
دعاے خیر کروں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ای خواجہ عمرو آب و طعام تو میرے پاس اسقدر ہے کہ اگر تم زندگی بھر اسی
آب و طعام کو پیوگے اور کھاؤگے تو بھی کم نہوگا لیکن آب بقا کے پینے کی آرزو نہ کرو کیونکہ آب بقا کا پینا تمہاری تقدیر میں
نہیں ہے عمرو نے عرض کیا کہ اگر آب بقا آپ مجکو نہیں پلاتے ہیں تو خیر کھانا کھلایئے اور یہی پانی پلایئے حضرت خضر نے
کلیچہ نکالا اور ٹکڑا اسمیں کا توڑ کر عمرو کے منہ میں دیا عمرو نے وہ ٹکڑا کلیچے کا کھایا اور کلیچے کو دیکھکر عرض کیا کہ ای امیر تیغ اجلا
اس کلیچے سے مجھ ایسے بھوکے کا پیٹ بھریگا اس فکر میں رہے کہ میری گرسنگی زائل ہوئی آپ بزرگ ہوکے مجھسے مزاح کرتے
ہیں کیا اتنا سا کلیچہ میری زندگی بسر دیگا اور کم نہوگا یہ بات تو میرے ذہن میں نہیں آتی اور عقل میری قبول نہیں کرتی بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے آپکے پاس ہیں حضرت خضر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بیٹھ جاؤ اور شکم سیر ہوکر طعام تناول نہ کرو ابھی
ایک ہی کلیچے میں تمہارا پیٹ بھر جائیگا اور کلیچہ بدستور رہیگا خواجہ عمرو بیٹھ گئے اور حضرت خضر خواجہ عمرو کو وہ کلیچہ کھلانے
لگے اور پانی شکیزہ مذکورہ سے پلانے لگے یہانتک کہ خواجہ عمرو خوب سیر و سیراب ہوئے کلیچہ اور شکیزہ اتنا کا اتنا ہی رہا ذرا بھی
کم نہوا جب خواجہ عمرو سیر ہوکر کھا چکے اور پانی بھی پی چکے خیال کرنے لگے کہ یہ کلیچہ اور شکیزہ ضرور لینا چاہیے یہ تو دونوں
چیزیں نہایت نادر اور بیش بہا ہیں یہ خیال کرکے عمرو نے عرض کیا کہ ای پیغمبر خدا یہ کلیچہ اور شکیزہ مجکو دیدیجئے اگر کبھی اسطرح
کسی صحراے ہول خیز اور دشت انگیز میں سرگرداں ہونگا اور میں بھوکا اور پیاسا ہونگا تو اسی کلیچے کو کھاؤنگا اور اسی شکیزہ کا پانی
پیونگا تشنہ اور گرسنہ نہ رہونگا اگر آپ مجکو نہ دیجیئےگا تو آپ ہی کو اکثر دشت و بیابان میں تشریف لانا پڑیگا کمال تکلیف آپ کو
ہوگی اور یہ مجکو منظور نہیں کہ آپ ایسے بزرگ کو میں بار بار تکلیف دوں خضر خواجہ عمرو کی باتوں پر مسکرائے اور نظر کرم کرکے
عمرو کو کلیچہ اور شکیزہ دیدیا اور چند قدم ہمراہ عمرو کے چلے اور راہ بتاکے نظر سے غائب ہوگئے عمرو اسی بیابان کو
طے کرکے قریب ایک قبرستان کے پہونچے دیکھا کہ چند اشخاص وہاں بیٹھے ہیں بجاے لباس کفن پہنے ہیں کافور کی انکے جسم سے
بو آتی ہے ان میں چار آدمی جوان معلوم ہوتے ہیں اور ایک بڈھا ہے خواجہ عمرو ان اشخاص کو دیکھکے خیال کرنے لگے
کہ یہ سب مردے ہیں اپنی اپنی قبر سے نکل نکل کے صحرا کی سیر دیکھ رہے ہیں یہ خیال کرکے خواجہ عمرو انکی طرف سے
ہٹکے آگے چپ چاپ چلا اس بڈھے مردہ نے دیکھکر خواجہ عمرو کو پکارا عمرو نے جواب نہ دیا اور قدم آگے بڑھایا
اس بڈھے نے پھر چلاکے خواجہ کو روکا اور کہا ای شخص ٹھہر جا کچھ تجھسے کہنا ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ بڈھا
قریب آگیا ہے اور مجکو آگے نہیں چلنے دیتا ہے اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ ای عمرو یہ مردہ حرامزادہ تجکو مار ڈالیگا
اور اپنے ساتھ لیجائیگا اسی واسطے اسنے تمکو روکا ہے جواب تمکو یہی لازم ہے کہ کلیچہ اور شکیزہ لیکر اس حرامزادے پر وار
پھر جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے چالاکی سے اسکے قصد کیا کہ اس بڈھے پر ماریں بڈھا
کہنے لگا ای شخص مجھسے خوف نکر میں تجکو آزار نہ دونگا عمرو نے کہا او مردے اگر تو مجھے ستائیگا تو میں بھی بحال تجھے
نہ چھوڑونگا اس بڈھے نے کہا میں نے تجکو اسواسطے روکا ہے کہ تجکو مجھسے ایک کام لینا ہے اگر تو وہ کام کردیگا تو تجکو

ثواب عظیم ہوگا اور میرے اوپر تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور وہ تیرا کیا کام ہے جو دمِ مرگ بیان کر
قریب تھا اور نہ ابھی جان ماروںگا اور تجھکو اِس جال میں پھانسونگا بڈھے نے کہا اے شخص میرا احوال یہ ہے کہ نام تو میرا جمشید ہے
بسبب پیشہ تجارت کے خاص و عام مجھے جمشید تاجر کہتے تھے میں نہایت بخیل تھا ایک حبہ راہِ خدا غربا اور فقرا کو کبھی نہ دیتا تھا
اتفاق سے اِس میدان میں ایک روز میں مقیم تھا واسطے تجارت کے جاتا تھا ہنگامِ شب دزد آئے اور میرے اسباب مال کو لوٹ
میں بہت آنے کیے تھا کہ میرا مال و اسباب نہ لو انھوں نے تمام مال اسباب بھی لے لیا اور مجھکو اور میرے ہمراہیوں کو قتل کیا بس
اے شخص بوجہ اپنے بخل کے اکثر مجھپر عذاب ہوتا ہے لہذا میں تجھسے ملتجی ہوں کہ تو فلاں قصبہ میں جانا وہیں میرا مکان ہے اور
اہل و عیال بھی میرے وہیں ہیں میرے فرزند کا نام سلیمان تاجر ہے مکان پختہ ہے اور اُس مکان کے ایک حجرہ میں جو جانب
شمال ہے اُس حجرہ میں دس ہزار اشرفیاں گڑی ہیں تو میرے فرزند کو بلانا اور تمام حال جو میں نے تجھسے کہا ہے اُس سے بیان کرنا
اور اُس حجرے میں سے اشرفیاں نکال کر نصف تو میرے اہل و عیال کو دیدینا اور نصف فقرا اور مساکین کو دیدینا کہ مجھکو ثواب
مجھکو ہووے اور باعث میرے رحمت کا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد مجھکو کیا غرض ہے کہ میں بیکار اسقدر کوشش کروں اور اپنا ہرج
کروں اگر ڈھائی ہزار اشرفیاں تو مجھے بھی دینے کا اقرار کرے تو کیا مضائقہ ہے میں اسقدر محنت و مشقت بھی کروں مردے نے کہا اے شخص میں
شہید ہوں تو مجھپر رحم کر اور فقط ثواب آخرت پر کر اور طالب اشرفیوں کا نہو عمرو نے کہا اے مرد پیر بغیر اشرفیاں لیے تیرا کام نہ کرونگا آخر
اُس شہید نے کہا کہ سو اشرفیاں تو لے لینا اور باقی نصف غربا کو اور آدھی میرے اہل و عیال کو دیدینا خواجہ عمرو نے راضی ہوکر اقرار
کیا اور وہاں سے آگے چلے وہ شہید نظر سے غائب ہوگیا خواجہ عمرو بعد قطع راہ اُس مقام پر پہنچے جہاں شہید نے اپنا مکان بتایا تھا
خواجہ عمرو نے وہاں کے باشندوں سے سلیمان تاجر کا مکان پوچھا لوگوں نے بتایا خواجہ عمرو نے سلیمان تاجر کو بلا کر
اُس سے کہا کہ اگر ہم تجھکو تیرے ہی مکان میں دفینہ بتادیں تو تو ہمکو کیا دیگا سلیمان نے کہا اگر آپ بتادیجیے تو انھیں میں سے
آدھا میں آپکو دونگا خواجہ عمرو نے سلیمان تاجر سے عہد و پیمان لیکر تمام حال اُسکے باپ کا بیان کیا سلیمان تاجر نہایت حیران ہوا آخر
خواجہ عمرو نے اُس حجرے میں سے اشرفیاں نکلوا کر پہلے سو اشرفیاں بموجب کہنے جمشید تاجر کے لیں پھر انھوں نے اشرفیونکا
ایک ایک کو جال میں سمجھ کر نصف اشرفیاں سلیمان تاجر کو دیں اور نصف اشرفیوں کو کہا کہ میرے سامنے فقرا کو تقسیم کرو
سلیمان تاجر نے بموجب کہنے عمرو کے فقرا کو اشرفیاں تقسیم کرنا شروع کیں عمرو نے لالچ سے کئی مرتبہ اپنی صورت
بصورت فقرا تبدیل کرکے سلیمان تاجر سے بھی اشرفیاں لیں جب سلیمان تاجر اشرفیاں تقسیم کرچکا خواجہ عمرو
وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل مقام کرتے ہوئے ایک روز قریب سحر ایک میدان وسیع میں پہنچے خواجہ نے دیکھا کہ خیام
اور بارگاہیں برپا ہیں لشکر اترا ہوا ہے مگر تمام اہل لشکر سیاہ پوش ہیں عمرو نے فوراً اپنی شکل تبدیل کرکے عنقریب لشکر کا
جاکر ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب سیاہ پوش کیوں ہو سوار نے رو کر کہا اے شخص یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے
اور سیاہ پوش ہونے کی یہ وجہ ہے کہ حمزہ صاحبقران کا ایک بھائی تھا نام اُسکا عمرو تھا بحر میں ایک پیل پر جاکر اُسنے نقارہ
بجایا تھا تمام سب جانور بسبب نقارہ بجانے کے گرد اُسکے پہاڑوں سے اڑتے جانور اڑتے ہوئے تھے پیل تلے عمرو
اُسی پیل پر بیٹھا اُسی ماتم میں صاحبقران اور جملہ اعلیٰ و ادنیٰ لشکر میں سیاہ پوش ہیں ابھی اُسکے فاتحہ کا کھانا غربا کو تقسیم
ہو رہا ہے اگر تیرا دل چاہے تو تو بھی جا کر لے خواجہ عمرو یہ تقریر اُس سوار کی سنکر خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کو
میری جدائی کا ایسا ملال ہوا کہ سیہ پوش ہوئے اور میرے ہلاک ہو جانے کا یقین کرکے میرے فاتحہ کا کھانا غربا و مساکین کو
تقسیم کرتے ہیں اور میں بافضال خداوندی صحیح و سلامت ہوں خواجہ عمرو یہ خیال کرکے قریب لشکر کے ایک جگہ ٹھہرے بہنگامِ شب
خواجہ گلیم اوڑھکر لشکر میں آئے اول خیمہ پہلوان عادی میں گئے کہ پہلوان عادی پڑا سوتا ہے خواجہ عمرو

جب ادا ہان بحر آدمی سو۔ بعد گذرنے نصف شب کے خواجہ عمرو بشکل حبیب بارگاہ صاحبقران میں آئے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران بیدار ہیں خواجہ عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اے امیر باتوقیر آگاہ ہو کہ میں روح پاک عمرو ہوں
بہشت سے بیتاب بیقرار ہو کے تمہارے پاس آئی ہوں افسوس ہزار افسوس میں نے اپنی جان تمہاری بہتری اور بھلائی کے
کیواسطے دیدی اور تم نے میری فاتحہ حلوے پر نہ دلوائی تم سے یہ امید مجکو نہ تھی صاحبقران نے اشکبار ہو کے کہا اے روح برادر
خواجہ عمرو میں نے تو واسطے فاتحہ کے بہت سا حلوا منگوایا تھا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا تھا کہ فاتحہ دیدے شاید اس نے
فاتحہ نہ دیا ہوگا اب میں اور حلوا منگوا کر خود فاتحہ خوانی کرونگا خواجہ عمرو نے کہا پہلوان عادی تمام حلوا کھا گیا اور حلوے
حلوے پر بھی اس نے فاتحہ نہ دلایا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب تم میرے ساتھ چلو مجکو تمہارا فراق نہایت شاق ہے یہ کہکے عمرو نے ہاتھ اپنا
طرف حمزہ صاحبقران کے بڑھایا صاحبقران نے بازو عمرو کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ یہ روح خواجہ عمرو نہیں ہے کوئی
اور ہے خیال کر کے حمزہ صاحبقران نے قصد گھونسا مارنے کا کیا اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اگر حمزہ کا گھونسا پڑ گیا
تو اے عمرو استخوان تیرے چورہ چورہ ہو کے سرمہ ہو جاوینگے ابھی دم تیرا نکل جائیگا اس مذاق میں مفت جان جائیگی پس بہتر ہے
کہ جلد اپنے تئیں ظاہر کرو عمرو نے یہ خیال کر کے کہا اے عرب بیمروت خبردار خبردار دست زور آور نگہدار اے خدا کیواسطے
گھونسا نہ مارنا اور اگر گھونسا ماردیگا تو میرے استخوان کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے ہاتھ اپنا
روکا اور پوچھا سچ بتاؤ کون ہو خواجہ نے کہا میں عمرو ہوں امیر باتوقیر نے جواب دیا کہ عمرو تو مر گیا آج اسکا چالیسواں بھی ہو گیا
خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر عمرو مرا نہیں کیا زندہ ہے میں عمرو ہوں یہ کہکے خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی
صاحبقران نے جلد تر اٹھکے اور عمرو کو پہچان کے بصد شوق اور ہزار خوشی اپنے سینے سے لگایا خواجہ نے بھی سر اپنا
نائب قدم امیر باتوقیر جھکایا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بٹھا کے حال پوچھا خواجہ نے کیفیت
سب اپنی آمد و حالات بامفصل بیان کی حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے ملے اور تمام حال سنکے نہایت خوش ہوئے
اتنی دیر میں آثار سحر گردون پر پیدا ہوئے صدائے مرغ سحر کان میں آئی حمزہ صاحبقران نے وضو کیا بعد وضو کر کے
نماز سحری خواجہ نے بھی وظیفہ سحری ادا کیا جملہ سرداران حمزہ صاحبقران بھی نماز پڑھکر بارگاہ میں حاضر ہوئے
اور آداب و تسلیم بجا لا کر کرسیوں پر بیٹھے صاحبقران نے سرداروں سے خوش ہو کر فرمایا کہ شب گذشتہ میں عجب مجکو خوشی
ہوئی سبھوں نے عرض کی کہ [illegible] تو فرمائیے کہ باعث مسرت کیا ہوا حمزہ صاحبقران نے
خواجہ عمرو کو بلایا جب سب سرداروں نے خواجہ عمرو کو دیکھا نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک سردار نے خواجہ عمرو سے
معانقہ کیا اور حال پوچھا عمرو نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا سرداروں نے کہا اے خواجہ نقارہ سکندری
لائیے ہم بھی دیکھیں خواجہ عمرو نے جال سے نقارے کو نکالا اور کہا اس نقارے کی آواز چودہ کوس تک جاتی ہے
یہ کہکے خواجہ عمرو نے چوب نقارے پر لگائی زمین تھرائی خفتگان خاک نے یہ خیال کیا کہ نوبت قیامت کی آئی
غرض حمزہ صاحبقران نقارہ سکندری کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے نقارہ سکندری صاحبقران کو
دیا امیر باتوقیر نے اس نقارے کو اپنے لشکر میں رکھنے کا حکم دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے جال اور گلیم اور کلاہ اور مشکیزہ
حمزہ صاحبقران کو دکھا کر ہر ایک کا وصف بیان کیا اور کہا کہ یہ جال اور گلیم اور کلاہ اور مشکیزہ حضرت الیاس پیغمبر
اور جناب حضرت خضر نے مجکو دیا ہے بعد اسکے خواجہ عمرو نے اشیاے مذکور اپنے پاس رکھے حمزہ صاحبقران وغیرہ اشیاے
نادر دیکھکر مسرور ہوئے اور اسیوقت ملبوس سیاہ کے اتارنے کا حکم کیا بمجرد حکم ہر ایک نے لباس ماتمی اتارا بحکم
امیر باتوقیر سے بزم عشرت آراستہ ہوئی تمامی روز و شب جلسہ نشاط بصد نشاط رہا

داستان روانہ ہونا حمزۂ صاحبقران کا اور صحرا میں تسمہ پاؤں سے ہر ایک کا پریشان ہونا

تورانِ باتوقیر ورہ نوردان منازل تحریر شب رنگ کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح دوڑاتے ہیں کہ جب فراشِ شب نے کنولیاں کواکب کی بارگاہ افلاک سے بڑھایا اور نظم

دھرا گردون نے مشعل مہر سر پر	ہوا رونق فزا تخت سحر پر	آ گیا چاندنی سے بڑھ کر چھایا	ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا

بزم عشرت برخاست ہوئی حمزۂ صاحبقران و سرداران صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر پڑھی بعد نماز سحر پڑھنے کے صاحبقران نے اہل لشکر کو حکم کوچ کا دیا ہر ایک جان نثار پیادہ و سوار آمادۂ سفر ہوا لشکر میں چوب سفر پر چوٹ پڑی حمزۂ صاحبقران بصد فروشان جانب ہندوستان روانہ ہوئے لشکر ظفر افزا و فوج نصرت موج ہمراہ رکاب صاحبقران روانہ ہوئی صاحبقران دوپہر کی راہ بھول گئے ایک ایسے بیابان پرہول میں پہونچے کہ سراسر پرخار تھا وہاں انسان کا گذر نا دشوار تھا کسی جانب سے شیران صحرا کی آواز آتی تھی کسی طرف سانپ اور اژدہے نظر آتے تھے غبار دبدبہ اٹھتا تھا زمین حرارت آفتاب سے جلتی تھی ذرے ریگ صحرا کے چمکتے تھے ہوا گرم چلتی تھی زمین اس درجہ حرارت آفتاب سے جلتی تھی کہ قدم رکھا جاتا تھا ایک قدم چلنا دشوار تھا حمزۂ صاحبقران نے تمازت آفتاب پریشان ہو کر سرداروں سے فرمایا کہ اسی جگہ خیمہ برپا کیے جائیں بمجرد حکم اسی صحرائے وحشت انگیز میں خیام استادہ ہونے لگے اور بارگاہیں برپا ہونے لگیں الغرض قائم ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و سرداران فوج مرکبوں سے اترنے لگے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہے ہر چند کہ خواجہ عمرو سے وہ شخص دور تھا لیکن خواجہ عمرو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ جو آدمی زیر درخت بیٹھا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسافر ہے تھک کے زیر درخت بیٹھ گیا ہے یقینا اس کے پاس روپیہ و اشرفیاں بھی ہونگی بس چل کے کسی طرح اس سے روپیہ وغیرہ لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اس شخص کی جانب چلے جب اس آدمی کے قریب پہونچے اس شخص نے دیکھ کر خواجہ سے کہا اے بھتیجے میرے جلد آ میں تو تیرے دیکھنے کا مدت سے مشتاق تھا آج اتفاق ہے اس صحرا پر خطر میں تجھ سے ملاقات ہو گئی نہیں معلوم تو کس طرح اس ادی پر خطر میں آیا مجھکو یقین تھا کہ اس صحرا میں دو ایک روز میں مر جاؤنگا اور جو کچھ میرے گھر میں زر و جواہر ہے وہ کوئی غیر لے لیگا لیکن شکر خدا کا کہ تو آ گیا اب امید ہوئی کہ چند روز میں زندہ رہونگا اور مال میرا سواے تیرے اور کوئی غیر نہ لیگا خواجہ عمرو نے جو زر و جواہر کا ذکر سنا اپنے دل میں نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا اچھی ساعت سے میں چلا تھا کہ غیر مجھکو اپنا تصور کرکے زر و جواہر طلب دیتے ہیں اب کیا مجھکو ضرورت ہے کہ میں بیگانگی سے انکار کروں یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اے چچا جان آپکا مزاج تو اچھا ہے اس شخص نے کہا اے برادر زادہ یقین ہے کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کیونکہ میں بہت چھوٹا سا تجکو چھوڑ کر سراندیپ کی طرف چلا گیا تھا جس وقت میں نے وہاں مال و زر بکثرت پیدا کیا گھر کا خیال آیا سراندیپ میں میرا دل گھبرایا کہ ایک لمحہ توقف کرنا ناگوار طبع ہوا آخر بیتابی بیقراری دل کی وجہ سے جلد تر جہاز پر سوار ہوا جب وہ جہاز روانہ ہوا اور قریب اس صحرا کے کنارے پر پہونچا دفعتہ طوفان آیا ہوا تند چلنے لگی ابر آسمان پر نمودار ہوا پانی میں جوش و خروش پیدا ہوا ناخدا گھبرایا معلم بدحواس ہوا جہاز ڈوبنے لگا میں اسی طوفان میں اپنی جان و مال کا خیال کرکے ایک صندوقچہ جواہر کا اپنا بقوت تمام جست کرکے کنارے پر آیا جان تو بچی لیکن پاؤں ٹوٹ گیا میں نے دھوپ میں جنگل پاؤں کو ملا اور کچھ پتے باندھے درد تو کم ہو گیا لیکن ابھی اچھی طرح سے اٹھا نہیں جاتا ہے اور وہ صندوقچہ جواہر کا ایک جگہ میں نے پوشیدہ کرکے رکھ دیا ہے چند روز سے اس صحرا میں سواے نباتات کے اور کچھ میں نے نہیں کھایا اب خداوند عالم نے تجکو بھیجا ہے تمام آرزو میں میری بر آئینگی عمرو نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ کہیں میں بجا لاؤں اس شخص نے کہا جو میرا مقصد ہے میں چاہتا ہوں کہ تو مجکو اٹھا کر [illegible]

بچل تا کہ میں وہ صندوقچہ جواہر کا لیلون اور تجکو دیدون پھر تو مجکو میرے مکان پر پہنچا دے خواجہ عمرو ہر چند کہ عیار تھے لیکن
بطمع زر و جواہر راضی ہوگئے اور بیٹھے کہنے لگے کہ اب آپ میری پشت پر سوار ہو جیے وہ شخص یہ تو چاہتا ہی تھا فوراً خواجہ عمرو کی
پشت پر سوار ہوا اور اپنے پاؤن کو تسمے کیطرح سے عمرو کی کمر میں خوب لپیٹا اور گھٹنون سے ایڑ لگا کر کہنے لگا کہ اے میرے
رہوار خوش رفتار اب قدم اپنا بڑھا خواجہ عمرو تسمہ پا کے فریب میں آگئے اور اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے نہایت ہی پچھتائے
اور قصد کیا کہ اس حرامزادے کو پشت سے گرا کر چلدیجیے جب عمرو اپنے ہاتھ سے اُسکے پاؤن چھوڑانے لگے اُسنے اور زور سے
پاؤن کا تسمہ خواجہ کی کمر میں لپیٹا اور کسا اور اپنے ہاتھ سے خواجہ کے سر اور منہ پر چپتیں اور تھپڑ لگانا شروع کیے اور پیٹھ پر
اُچکنا شروع کیا اور غصے سے کہنے لگا کہ دوڑتا نہیں ہے قدم بھی اُٹھاتا نہیں ہے اسی خدمت گذاری اور نافرمانی کے عوض میں
مجھسے جواہر کا صندوقچہ لیگا بغیر محنت کیے تجھے ہرگز صندوقچہ نہ دونگا بلکہ تیری جان لونگا خواجہ عمرو یہ گفتگو اُس زشت خو کی
سنکر عیاری اور مکاری اپنی بھول گئے آخر بہ مجبوری اور ناچاری حمزۂ صاحبقران کی جانب اس خیال سے
دوڑے کہ حمزۂ صاحبقران مجکو اس بلا سے بچائینگے اور اس تسمہ پا کو ہلاک کرینگے جب خواجہ عمرو فرودگاہ لشکر کے قریب
پہونچے عجب کیفیت نظر آئی دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران و سرداران صاحبقران وغیرہ بھی اسی مصیبت میں گرفتار
ہیں بڑے بڑے بہادر مجبور و ناچار ہیں اور جنکو دعویٰ شہسواری تھا آج انہیں پر ہزارہا تسمہ پا سوار ہیں جب حمزۂ
صاحبقران نے خواجہ عمرو کو دیکھا زبان عیاری میں کہا اے خواجہ عمرو ہم جانتے تھے کہ تم اس بلا میں گرفتار
نہوے ہوگے کیونکہ تم یہان سے چلے گئے تھے اور عیار بھی تھے لیکن تم بھی گرفتار مصیبت ہوگئے خواجہ عمرو نے
جواب دیا اے حمزۂ صاحبقران کیا آپنے یہ قول بزرگون کا نہیں سنا مصرع چون قضا آید طبیب ابلہ شود انسان مقدر کی
بدی سے بذریعہ تدبیر کسی طرح بچ نہیں سکتا شعر جو پیشانی میں لکھا ہے وہ اک دن پیش آئیگا ۔ مٹائے سے نہیں مٹتا نوشتہ
کلک قدرت کا ۔ حمزۂ صاحبقران نے زبان عیاری میں کہا اے خواجہ سچ کہتے ہو اگر ہمارے مقدر میں مصیبت
اور گرفتاری لکھی نہوتی تو راہ بھول کے اس صحرا میں کیون آتے اور ایسے غافل کیون بیٹھتے کہ یہ تسمہ پا ہمپر سوار ہو جاتے
حمزۂ صاحبقران یہ کہکر خاموش ہوئے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ پہلوان عادی سب سے زیادہ مضطر اور پریشان ہے
ہر چند بار بار چیختا ہے اور چلاتا ہے اور تسمہ پا سے کہتا ہے کہ اگر تجکو سوار ہونے کا شوق ہے تو میں اپنا مرکب تجھے دیتا ہون
تو اُس گھوڑے پر سوار ہو اور اس صحرائے پُر فضا اور بیابان دشوار گذار میں مرکب کو خوب دوڑا اپنی طبیعت کو بہلا
گھوڑا مجھسے زیادہ تر اس میدان میں دوڑیگا تجکو شہسواری کا لطف حاصل ہوگا مجھسے دوڑا نہیں جاتا ہے تو نے
اس زور سے میری کمر میں اپنے پاؤن کے تسمے لپیٹے ہیں کہ کمر کو میری صدمہ پہونچتا ہے پیٹ پھٹا جاتا ہے قدم آگے نہیں
اُٹھتا ہے خدا کیواسطے اے تسمہ پا میرے حال پر رحم کر مجکو چھوڑدے تیرا احسان ہو لیکن تسمہ پا پہلوان عادی کی منت اور
خوشامد پر مطلق نظر نہیں کرتا ہے اور دوڑاتا ہے اسیطرح اور سب سرداروں کا بھی حال ہے ہر ایک اسی مصیبت میں گرفتار
و مبتلا ہے بعضے لشکر کے سوار تسمہ پاؤن کے سوار ہونے سے مضطر اور پریشان ہوکر روتے ہیں اکثر سوار لشکر کے نالہ و فریاد
بلند کرتے ہیں تسمہ پا ہنستے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور باہم کہتے ہیں بھائیو آج اپنے اپنے گھوڑونکو خوب دوڑاؤ ذرا بھی
رہوار پر رحم نہ کھاؤ صحرا کی سیر کرو مرکبون کے دوڑانے میں دیر نہ کرو ایسا دن پھر کبھی نہ آئیگا دل اسطرح کا لطف
کبھی نہ اُٹھاؤگے آج لطف زندگی اُٹھا لو جانتک ان کو دوڑا سکو دوڑاؤ پھر کبھی ایسے مرکب ہاتھ نہ آئینگے جب یہ سب مرکب
مرجائینگے تو ہم تم انکو بصد رغبت بھونکر کھاوینگے خواجہ عمرو یہ گفتگو تسمہ پاؤن کی سنکے خیال کرنے لگے کہ دیکھیے
انجام ہم سب کا کیا ہوتا ہے خالق مطلق کی کیا مشیت ہے کیونکہ ان حرامزادون سے جان بچتی نہیں یہ خیال آتے ہی خواجہ عمرو نے اپنی

دوڑے کہ سب سے آگے نکل گئے وہ تسمہ پا جو خواجہ عمرو کی پشت پر سوار تھا بہت خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ میرا مرکب سب
مرکبوں سے تیز رفتار ہے بس یہ خیال کر کے خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب تیز رو میں تجھ سے نہایت خوش ہوا خوب دوڑتا ہے
اب تا حیات تجھے نہ چھوڑونگا ہمیشہ تجھی پر سوار ہونگا خواجہ عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ او حرامزادے کسی تدبیر سے تجھکو عنقریب مارونگا
اِس تیرے دوڑانے کا تجھ سے عوض لونگا یہ خیال کر کے خواجہ عمرو دوڑے یہاں تک کہ ایک ایسے میدان میں پہونچے جہاں
صدہا درخت انگور کے تھے اور ہر ایک درخت میں انگور کے خوشے بہ کثرت تھے اور اُن خوشوں سے بوجہ پختہ ہونے کے عرق ٹپک
رہا ہے نیچے اُن درختوں کے عرق خوشہاے انگور کا اسقدر ٹپک ٹپک کے جمع ہوا ہے کہ زمین پر جاری ہے اگر کوئی چاہے تو
گھڑے اُس عرق سے بھرے اور درختان انگور پر بیل کدو کی پھیلی ہے ہزارہا کدو خشک اور تر لٹک رہے ہیں بعضے
کدو اسقدر نیچے جھکے ہوئے ہیں کہ بیچ درختان انگور ہی سے ملے ہوئے ہیں اکثر کدو خشک ہو کر پڑے ہیں جب خواجہ عمرو
تاک انگور کے نیچے پہونچے تسمہ پا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے مرکب تیز رفتار جلد ایک کدو سے خشک توڑ لے اور بصورت جام کدو کو
توڑ کے بنا لے اور یہ پانی انگور کا اس کدو میں بھر لے اور تھوڑا سا مجھکو پلا دے تاکہ میں سیراب ہو کر اور زیادہ تجھکو دوڑاؤں خواجہ عمرو نے
موافق کہنے تسمہ پا کے کدو توڑ لیا اور اسے درمیان سے خالی کر کے عرق انگور بھر لیا اور بہت سی بیہوشی اسمیں ملا کے تسمہ پا سے
کہا کہ لو پیو اُسنے کہا کہ میرے منہ میں چند قطرے عرق کے ٹپکا دو خواجہ عمرو نے وہ کدو تسمہ پا کے منہ سے لگا دیا تسمہ پا نے
چند قطرے جو پیے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے گھوڑے تو نے کیا اچھا عرق پلایا جس سے قلب کو میرے فرحت
حاصل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا یہ عرق تم نے ذرا سا پیا اگر تمام عرق پی لیتے تو زیادہ تر دلکو فرحت حاصل ہوتی تسمہ پا نے
خیال کیا کہ مرکب سچ کہتا ہے یہ خیال کر کے تسمہ پا تمام عرق انگور جو کدو میں تھا پی گیا خواجہ عمرو نے اپنے دل میں کہا او حرامزادے
اب تو بیہوشی سے کہاں بچ کے جائیگا اب عنقریب تجھکو قتل کرونگا خواجہ عمرو ابھی یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ تسمہ پا نے کہا
کہ اے گھوڑے اب ٹھہر جا رہ خواجہ عمرو خوب دوڑنے لگے تھوڑی دیر میں تسمہ پا بیہوش ہو کر خواجہ عمرو کی پشت سے
زمین پر گرا ساری حرامزدگی اور شہسواری بھول گیا خواجہ عمرو نے فی الفور خنجر سے شکم اُسکا چاک کیا اور شکر خدا کا کیا
بعد ہلاک کرنے تسمہ پا کے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران کے قریب گئے اور کہنے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران
افسوس تمنے ایک کافر کی دختر پر عاشق ہو کے خون مسلمانوں کا اپنی گردن پر لیا اگر تم ملکہ مہر نگار پر عاشق نہوتے تو یہ طرف
نہ آتے تو یہ سب بچارے کیوں ہلاک ہوتے اور میں بھی اس مصیبت میں گرفتار ہوتا معلوم نہیں حشر میں تمہارا کیا حال ہوگا
دیکھیے اس سفر کا کیا انجام اور مآل ہوگا بظاہر تو یہاں سے زندہ جانا دشوار معلوم ہوتا ہے حمزہ صاحبقران نے زبان
عیاری میں فرمایا اے خواجہ عمرو خداوند عالم ارحم الراحمین ہے میں اُسکا ایک بندہ گنہگار ہوں وہ میرے گناہ عفو کریگا میں اِس
صحرا میں عمداً کسیکو نہیں لایا ہوں سہواً اس بیابان جانستان میں چلا آیا ہوں اے خواجہ اب تم دیر نکرو جلد مسلمانوں کی جانیں
بچانے کی کوئی تدبیر کرو ان سب تسمہ پاؤنکو قتل کرو خواجہ عمرو نے زبان عیاری میں عرض کیا میں ان تسمہ پاؤنکو ہرگز
قتل نہ کرونگا ان سبکا خون اپنی گردن پر نہ لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ اگر تم ان تسمہ پاؤنکو ہلاک
کرو گے تو فی تسمہ پا میں تمکو دو اشرفیاں دونگا خواجہ عمرو اشرفیونکا نام سنکے خوش ہوئے اور کہنے لگے اے حمزہ صاحبقران
خیر میں تمہاری خاطر سے ان تسمہ پاؤنکو ہلاک کرتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار
اور ہلاک کیا اور وہ صحرا تسمہ پاؤنکی لاشوں سے بھر دیا جب سب تسمہ پا ہلاک ہو چکے اور ہر ایک دلاور اہل اسلام نے تسمہ پا سے
رہائی پائی ہر شخص نے جان تازہ پائی خصوصاً پہلوان عادی تسمہ پا سے چھوٹ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا آج مجھکو امید
جان بچنے کی نہ تھی میں تو یہ جانتا تھا کہ یہ تسمہ پا دوڑتا دوڑتا اگر مجھکو اور سب کو ہلاک کر ڈالیں گے زندہ نہ چھوڑیں گے

افسوس صد ہزار افسوس یہیں مرنا ہوگا اس صحرا میں کوئی کسی کو غسل و کفن بھی نہ دیوے گا قبر بھی کسی کو میسر ہوگی لیکن
شکر ہے خدا کا کہ سب کی جانیں بچیں اور سب تسمہ پا ہلاک ہوئے جب حمزہ صاحبقران نے تسمہ پاؤں کی ایذا رسانی سے
نجات پائی بارگاہ میں داخل ہوئے اُس شب کو اسی جگہ مقام کیا کیونکہ جس قدر تسمہ پا تھے سب ہلاک ہو چکے تھے
اور ہر ایک شخص ایذا رسانی تسمہ پا سے خستہ تھا لشکریوں میں اتنی قوت نہ تھی کہ منزل طے کریں

داستان جانا خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور تبرکات پانا اور سام بن نوح علیہ السلام کو دفن کرنا بیت

جوہیں راقمانِ جلالت نشان، وہ لکھتے ہیں اس طرح یوں داستان، کہ حمزہ صاحبقران مع مردان لشکر اس صحرائے وحشت
اثر میں بعد ہلاک ہونے مردمان تسمہ پا کے مقیم ہوئے شکر خداوند کریم بجالائے لشکری جو خوف مردمان تسمہ پا سے بھاگ
گئے تھے اور صحرا میں جا چھپے تھے وہ بھی آئے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بموجب قرار ہزارہا اشرفیاں دیں
سرداروں نے بھی موافق اپنی اپنی حیثیت کے اور لیاقت کے زر سرخ و سفید دیا اور ہر ایک خواجہ عمرو کا ممنون احسان
ہوا خواجہ عمرو نے تمام زر سرخ و سفید لیکر اپنے قبضے میں کیا جب دن گذر کے شام ہوئی اُس صحرائے ہول خیز میں ہر ایک کو
اور زیادہ وحشت ہوئی آخر ہزار خرابی ہر ایک نے شب بسر کی سفیدی سحر فلک پر نمایاں ہوئی تاریکی شب دور ہوئی
بیت ہوا خورشید جب مشرق سے پیدا ۔ جہاں میں ہر طرف پھیلا اجالا ۔ صاحبقران نماز سحر تو پڑھ چکے تھے
سرداروں کو بلا کر فرمایا یہاں سے سامان کوچ کرو سرداروں نے بموجب حکم سامان کوچ کیا خیمہ و خرگاہ اٹھا بار کا ولا
گیا ہر ایک شخص آمادہ سفر ہوا طبل سفر پر چوب پڑی لشکر آگے بڑھا حمزہ صاحبقران بشوکت و شان سوار ہوکے روانہ ہوئے
اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار میں عنقریب کوہ سراندیپ کے پہونچے لشکر کو اترنے کا حکم دیا بحکم
حکم مردمان لشکر ٹھہر گئے اور گھوڑوں سے اترے ملازموں نے جلد جلد خیام ایستادہ کیے بارگاہ سلیمانی برپا کی حمزہ
صاحبقران مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اتر کے داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران تہور شعار اپنے مرکبوں سے اُترے اور
گرد راہ سراپا سے دور کر کے خیام میں راحت پذیر ہوئے لشکریوں نے اپنے بستر لگائے حمزہ صاحبقران اور خواجہ
عمرو نے جو طرف صحرائے سبزہ زار کے نظر کی دیکھا عجب صحرائے سبزہ زار ہے کہ تمام دشت فرش سبزہ نوخیز سے زمرد رنگ ہے
اور گنبد فیروزہ رنگ بمقابلہ سبزہ صحرا شرمندہ ہے غزال رمیدہ کو وہ سبزہ نو دمیدہ بدل مرغوب ہے اور نظر دیدہ ناظر کو
وہ سبزہ فرحت بخش نہایت ہی محبوب ہے لیکن اس سبزہ نوخیز کی دل ناظرین کو مانند معشوق سبزہ رنگ کے مثل حنا پامال
کرتی ہے اور تازگی سبزہ آئینہ خاطر مکدر سے بکثرت بصیقل مسرت فرحت زائل زنگ رنج و ملال کرتی ہے مرغ دانا جان کو وہ
سبزہ زار دام مسرت میں گرفتار کرتا ہے اور صیاد سبزہ خط طائر دل کو دام راحت میں اسیر کرتا ہے مرغان خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوئے چہچہے
کرتے ہیں غزالان مشک خرام پری کرشمہ نازک اندام سبزہ نو دمیدہ چرتے ہیں حمزہ صاحبقران اُس صحرا کو دیکھ کر نہایت
خوش ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے مع اپنے سرداروں کے اُس صحرائے سبزہ زار میں تا شام شکار کھیلا ہزارہا جانوروں
اور آہوؤں کا شکار کیا چونکہ حمزہ صاحبقران کوہ سراندیپ کے قریب میلے کے زمانے میں پہونچے تھے اس وجہ سے
اطراف و جوانب سے گروہ گروہ آدمی زیر کوہ سراندیپ جا کر جمع ہوتے ہیں اور میلے ہونے کا یہ سبب تھا کہ اسی
تاریخ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور خداوند کریم نے انکو غم و رنج سے نجات بخشی تھی اور بالائے
کوہ سراندیپ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہے اسوجہ سے وہ زیارت کا مقام ہے غرض
دور دور سے مردم بصد آرزو و اشتیاق آتے تھے اور زیر کوہ جمع ہوتے تھے اور بروز معین زیارت قدمگاہ آدم

کی کرشنہ تھین خواجہ عمرو کو یہ حال نہ معلوم ہوا شب کو تو نہ گئے مگر بنگام سحر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہو کر کہنے لگے
کہ اگر حکم ہو تو کوہ سبز مذہب کی سیر کر آؤن اور وہان کے حالات سے مطلع ہون امیر نامور نے فرمایا ای خواجہ عمرو سیر کوہ
سبز مذہب البتہ کرو مگر جلد آنا دیر نہ لگانا خواجہ نے عرض کیا مین سیر کر کے جلد چلا آؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو روانہ ہوئے جب کوہ سبز مذہب
پہونچے دیکھا کہ عمدہ آدمی جمع ہین ہزارہا آدمی چار جانب سے چلے آتے ہین دکاندار دکانین لگائے بیٹھے ہین کہین طرف حلوائی شیرین آواز
چرب زبان دکانون پر بیٹھے ہین مٹھائی انکی دکان پر ایسی نفیس و نادر چین کے تھالون مین رکھی ہے کہ سب شیرینی سے بھی زیادہ
شیرین ہے اور جان شیرین سے بھی بہتر ہے بوسہ شیرین لبان سے زیادہ مزے کے ہین اور شکر پارے شیرینی ہونٹون کے
کام و دہن کو حلاوت دیتے ہین حلوا اسقدر شیرین ہے کہ اگر گرسنہ بھی کھاے تو ذرا سے مین سیر ہو جائے انکی شیرینی سے
منہ بھر جاتے حلوے کا کام جان اسقدر شیرین ہے کہ جب نظر اس حلوے پر کسی کی پڑتی تھی نظر مثل مکھی کے اس حلوے سے چپٹ
جاتی تھی اور اس حلوے سے جدا نہین ہوتی تھی جلیبیان ایسی شیرین تھین کہ اگر کوئی شلوان جلیبیون کو کھاے شیرین سخن
ہو جائے برفی ایسی شیرین تھی کہ اگر کوئی ہنگام جان کنی شیرینی برفی یاد کرے تو تلخی مرگ دفع ہو جائے کباب غزال اسقدر
شیرین تھے کہ انھون نے شیرین دہنون اور آہو چشمون کو اپنے دام شیرینی مین گرفتار کیا ہے ایکطرف میوہ فروش دکانین
لگائے بیٹھے ہین ہر ایک میوہ انکے پاس مثل میوہ جان کے شیرین ہے ہر ایک سیب نخدان معشوق خوشرنگ ہے کہین امرود الفت
رنگ و بو مین بہتر ہے اور خوشہ انگور مانند عقد پروین کے ہین اور ترنج ایسے ہین کہ جسطرح زنان مصر نے حضرت یوسف کے حسن و
جمال کو دیکھکر اور محو ہو کر کارد سے بجاے ترنج ہاتھ اپنے کاٹ ڈالے تھے اسی طرح حضرت یوسف بھی اگر انکو کھائین تو ایسے
محو ہون کہ بعوض ترنج اپنی انگلیان کارد سے قلم کرین شفتالو ایسے شیرین ہین کہ جان شیرین خریدارون کی قربان ہے
کیلے بصورت ہلال ہین مشتری ہر نگاہ غور دیکھ رہے ہین نخل ایسے خوشنما اور شیرین ہین کہ مشتریان دانا و فہیم انکے دام
ذائقہ مین مبتلا ہین دانہ ہاے انار رشک گوہر آبدار ہین ہنا بہار آرزوے وصل بدخشان انکا خریدار ہے بادام رشک چشم معشوقان ہین
نظر آتے ہین پستے لب نازک حسینان جہان سے خوبتر ہین کسی سمت بزاز بعد انداز فرش اطلس سرخ کا بچھائے طرح
طرح کے کپڑے لیے دکانون پر بیٹھے ہین ہر ایک طاقہ انکے پاس خوبی مین طاق ہے اور شہرہ آفاق ہے حسن یوسف انکی پاس
ایسا ہے کہ نقد دل سے زلیخا بھی خریدار ہوئی اور سامنے اطلس سرخ بزازون کے اطلس سرخ سے شفق بھی خجل ہے تھان ... دیبا
و حریر ہر بزاز ... کے آگے پاس ایسے نفیس ہین کہ معشوق گلبدن انکو پسند کرتے ہین ہر جانب گلی دکانون پر ایسے گل ہین
یاجون کو نہایت ہی مرغوب و مطبوع ہے پر ہر چینی تنگ پاس ایسی ہے کہ طائران لگا رنگ بے اختیار انکے گلون کو دیکھکے قریب
انکے بیٹھتے ہین خصوصاً بلبلین ہر چینی کے دام عشق مین گرفتار ہوتی ہین تافتہ پوشدار کے سامنے تافتہ پوشدار صبح کو
صفائی حاصل نہین ہے خریدار یارچہ خش و باریک سے ... ہین دلال خریدارون کو کپڑا دلوا رہے ہین دکاندار سے
اسطرح کہہ رہے ہین بیت ... اتنے ... ترچھے نہو ... خریدار سے سودا کرو اتنا غصہ کرو
گاہک کو ناراض کرنا اچھا نہین بیچنی کا وقت دام کے دام دس پانچ گز کپڑا بیچو نفع کا اسوقت خیال نہ کرو ہمکو تمہی
کم نہ دینا دکاندار کہتا ہے کیون اسقدر کلام کو طول کرتے ہو جو تمسے کہدیا ہے اس سے کم کسی طرح نہ دونگا ذرا اس کپڑے کو
حل طلب دیکھو اور خریدار کو دکھاؤ نہایت ہی مضبوط ہے کلب مطلق نہین ہے کسی طرف گلفروش شگفتہ خاطر بیٹھے ہین
دکانین انکی تختہ ہائے بستان معلوم ہوتی ہین کسی جانب شمع فروش سفید پوش تمکین ہوئی اور کافوری اور اگر کی بتیان
لیے ہوئے دکانون پر بیٹھے ہین دکانین انکی خوشبو سے عطر سے معطر ہین کہین تنبولی سبز و رنگ تختون پر بیٹھے ہین گلوریان
بنا بنا کر خریدارون کو دے رہے ہین خریدار گلوریان کھا رہے ہین کسی جا کہاری بیٹھے ہوئے ہین سینون پر کباب

آ ہی جائے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات
دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپ کی
آپ کی باتوں کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال

جب کوئی بولا صدا کا نہیں آتی آہلی ۔ کوئی عاشق زار بیتاب و بیقرار ہوکے اپنی محبوبہ سے کہہ رہا ہے شعر گرانے نظروں سے بے سبب یوں نہ پھول جسمان عمر دوں کا ۔ یہ دل وہی ہے کہ جسمیں ظالم تری تمنا سدا رہی ہے ۔ عماد ایک خیمہ میں

رو برو ہو معشوق تو شرم کے کتا ہو شمار
تدبیر جو کرتا ہوں مگر یہ نہیں کھلتے
یاد نہیں آتا طپش ہو زر دروں کا
عقدے مرے دل کے بھی تری بند قبا ہیں
دیکھو مرے دل میں چھپ کے نہیں کیا ہیں
اک برگ حنا کیا چمنستان جہاں میں
ایسے تو ہزاروں ترے پامال جفا ہیں

خواجہ عمرو اشعار مذکورہ سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک خیمہ میں ایک نازنین بیٹھی ہے گرد اس شمع رو کے پروانہ وار عشاق ہیں اور وہ نازنین سراپا تمکین یہ غزل گا رہی ہے غزل

کھولدو گلشن میں اکدن شبو کا کل کے پیچ
دو قدم چلکر طاؤس و فاک ہیں سنبل کے پیچ
ایسی کھائی محتسب نے میکدہ میں آج دھول
چلگیا جس روز اپنا سامنے اس گل کے پیچ
فصل گل میں گر اسیر دام ہو افسوس کیا
آرزو دستار کی گر نہیں سر کے مخمل کے پیچ
وہ کہاں تحقیق اپنی وہ کہاں تسلیم و فق
سیکڑوں ایسے ہیں چمن میں مست بلبل کے پیچ
اور پہنچے ہوئے گیسوں میں ہر نگ مار زہر
خاک ہم سمجھیں کلام شاعر عاقل کے پیچ

خواجہ عمرو غزل نازنین کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور وہاں سے بھی آگے چلے جب تھوڑی دور خواجہ عمرو آگے بڑھے دیکھا درختوں کے سایہ میں فرش بچھا ہے چند افیونی پوشاک نفیس پہنے ہوئے فرش پر بیٹھے ہیں سنکے چل رہے ہیں افیون گھل رہی ہے فرش پر چھلکوں کا ڈھیر ہے مکھیاں بھنک رہی ہیں ایک افیونی حقہ پی رہا ہے جب دوسرا کوئی افیونی اُس سے حقہ مانگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی حقہ اچھی طرح میں نے پیا نہیں ہے جب میں پی لونگا تو تمکو بھی دونگا میں نے بڑی محنت سے آگ سلگائی تھی کڑوا تمباکو بھرا ہے وہ افیونی کہتا ہے ارے حقہ چھوڑ میں نے افیون ابھی پی ہے ہوش خاک بھی نہیں ہوا ہے لیکے حقہ لیکر خوب پیا جب کسی قدر نشہ ہوا وہ اس مست ہوئے سامنے یاروں کے ایک قصہ شروع کیا خواجہ عمرو سنکے آخر وہ قصہ مثل قصہ شب فرقت کے تمام ہوا خواجہ وہاں سے میلے کا تماشا دیکھتے ہوئے چلے کہیں دیکھا ساقی حقہ پلا رہے ہیں کہیں کھلونے والے سی کے بک رہے ہیں بساطی دکانیں لگائے بیٹھے ہیں کہیں فقرا بھبوت ملے لگائے پھرتے ہیں سوانگ تختوں پر سوار ہیں آگے آگے اُنکے ڈھولے اور بانسری کچھ آدمی بجاتے ہیں سوانگ ترسول اور سیف وغیرہ لگے ہیں اکثر اہل ہنود فیلوں اور گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہیں تماشا میلے کا دیکھ رہے ہیں میلے میں کثرت سے کشمکش ہے راستہ چلنا دشوار ہے ہر چیز بک رہی ہے عجیب میلہ تھا یہ نقشا تھا ابیات

پانڈے کی گنڈیریاں وہ نایاب
ڈلیاں مصری کی جیسے بے آب
نظارہ نیشکر سے دل شاد
معشوق کا جیسے قد آزاد
خوشرنگ عجب مشر کی چھلیاں
پھولوں کی بین میں جیسے کلیاں
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جس پہ شیدا
لہراتے تھے سانپ یوں سڑک پر
جس طرح کہ دو ذنب فلک پر
بازار میں یقینہ گو تھے گشتا
دل سے کوئی داستان بناکر
کرتے تھے دل اہل دل کے تسخیر
جادو کی ہر اک سخن میں تاثیر

خواجہ عمرو نے تمام میلے کی کیفیت دیکھکر قصد کیا کہ پہاڑ پر جاکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کروں یہ خیال کر ہی رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک مختصر سا چھپر پڑا ہے اُسمیں ایک بزرگ تشریف رکھتے ہیں چہرہ اُنکا نورانی ہے پیشانی پر اُنکے نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے ہاتھ میں تسبیح ہے لب ذکر خدا میں جب خواجہ نے بزرگ موصوف کو دیکھا خیال کیا کہ بیشک مسلمان ہیں اور خدا شناس ہیں ناگاہ بزرگ موصوف نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اپنے پاس بلایا خواجہ نے مردم تسمہ پا کا خیال کرکے وہ جال کاندھے سے اُتارا وہ بزرگ خواجہ کی اس حرکت پر مسکرائے اور پکار کر کہا اے خواجہ عمرو تم میرے پاس آؤ خوف نہ کرو کیونکہ میں تسمہ پا نہیں ہوں میرا نام سام ہے اور میں بیٹا حضرت نوح کا

ہوئی شب کو مجھے بشارت ہوئی کہ مجکو خواجہ عمرو تمہارے پاس آئینگے میں تمہارا منتظر تھا خواجہ عمرو یہ گفتگو فرزند نوح کی سنکے قریب
گئے اور سلام کیا سام نے علیکم السلام کہا پھر ایک گز نکالکے خواجہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے خواجہ اس جگہ اس گز سے
زمین گز بھر ناپ کے کھودو جو کچھ نکلے وہ تمہارا ہے خواجہ عمرو نے موافق انکے ارشاد کے گز سے زمین ناپ کر کھودی ایک لعل
بے بہا ہاتھ آیا خواجہ لعل کو دیکھ نہایت خوش ہوئے اور لعل کو اپنی کمر میں رکھکر جلد جلد زمین کو کھودنے لگے کہ بہت سے لعل
ہاتھ آویں جب بہت کھودا اور کوئی لعل نہ ملا آخر ناچار ہوکر خدمت میں سام کی گئے اور جو لعل ملا تھا دکھا کر کہا کہ یہ
لعل مجکو ملا ہے سام نے فرمایا خواجہ عمرو اس لعل کو لے لو اور اب کوہ پر جاؤ قدمگاہ حضرت آدم کی زیارت کرو خواجہ عمرو
نے عرض کیا مجکو پہاڑ پر جانے کی کوئی راہ معلوم نہیں ہوتی میں کیونکر جاؤں اور کسطرح زیارت سے مشرف ہوں حضرت سام نے
فرمایا اے خواجہ عمرو وہ جادہ جو پہاڑ پر ہے یہی راہ پہاڑ پر جانے کی ہے اگر اس جادہ سے خلاف راہ نہ جاؤگے تو ضرور قدمگاہ
حضرت آدم علیہ السلام تک پہونچ جاؤگے خواجہ عمرو یہ سنکے جانب کوہ روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو کوہ پر گئے عجب کوہ
دیکھا کہ عقل کو حیرت ہوتی کیونکہ علیت صفائی میں وہ صورت نور تھا تہ جسمی غیرت وہ طور تھا جب خواجہ عمرو
قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے دیکھا ایک احاطہ نہایت نفیس ہے اور اس احاطہ کے اندر ایک گلشن ہے کہ
باغ جنان بھی اس سے محجوب ہے ہزار در ہزار گلہائے رنگارنگ [illegible] غنچے شگفتہ ہیں مرغان خوش نوا درختوں پر بیٹھے ہوئے
چہچہے کرتے ہیں بلبلیں نغمہ سرا ہیں اشجار کثرت اثمار سے جھکے ہوئے ہیں ہر ایک سرو قامت معشوق سے بہتر ہے زیر درختان
گل فرش ہو رہا ہے تھانولے درختوں کے پانی سے بھرے ہوئے ہیں نہر سلسبیل کی مانند جاری ہے خواجہ عمرو سیر گلشن
کر کے نہایت شگفتہ خاطر ہوئے اور آگے بڑھے دیکھا کہ سنگ سفید پر نشان قدم حضرت آدم ہے وہاں بہت سا جواہر بھی
رکھا ہے خواجہ نے نشان قدم حضرت آدم علیہ السلام کو بعد ادب چوما اور آنکھیں اپنی نشان قدم آدم علیہ السلام پر ملیں
اور وہاں کے غبار کو سرمے سے بہتر جانکر اپنی آنکھوں میں لگایا بعد زیارت اور فاتحہ خوانی کے جواہر دیکھکر خواجہ عمرو کے
ذہن میں آیا کہ اس جواہر کو لیکر یہاں سے چلدینا چاہیے جلد حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچنا چاہیے دادا کا مال
پوتے کو پہونچ سکتا ہے یہاں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے یہ خیال کرکے گلیم بچھائی اور تمام جواہر دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کے
گلیم میں باندھا اور گلیم اٹھا کر بخوشی و خرمی چلے ناگاہ خواجہ نابینا ہوگئے زیادہ آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا گھبرا کے بیٹھ گئے گلیم سے
تمام جواہر اسی جگہ رکھدیا جسوقت خواجہ نے جواہر رکھدیا فوراً بینا ہوگئے خواجہ نے دل میں [illegible] پھر گلیم میں سب جواہر
باندھا اور اس احاطہ کے دروازہ سے جلد تر نکل جانے کا قصد کیا ہنوز در احاطہ تک نہ پہونچنے پائے تھے یکایک پھر
آنکھوں سے بینائی جاتی رہی عاجز ہوکے جواہر گلیم سے پھر ڈالدیا بمجرد جواہر رکھدینے کے پھر آنکھوں میں بصارت آگئی
خواجہ عمرو نے کثرت حرص سے پھر یہ خیال کیا کہ پہلے اس دروازے پر کوئی نشان رکھ آنا چاہیے پھر جواہر لیکر چلنا چاہیے
غرض یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے کلاہ اپنی دروازے کی چوکھٹ پر رکھدی اور جواہر کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہوکے
دروازہ کو دروازے پر کلاہ رکھی ہوئی دکھائی دی خواجہ عمرو نے خوب خیال کرکے پھر جواہر گلیم میں سمیٹ کے باندھا اور
گلیم اٹھا کر چلے جب قریب در پہونچے پھر اندھے ہوگئے در دروازہ اور کلاہ کو ہرچند آنکھیں مل ملکر دیکھا مگر نہ دروازہ نظر آیا نہ کلاہ
دکھائی دی اسوقت خواجہ عمرو نے منہ اپنا طرف قدمگاہ کے کرکے کہا او دادا جان آپکو تو اپنے نور نظر کو اندھا کر دینا مناسب
نہیں ہے میں تو آپکا نور نظر پارہ جگر ہوں کوئی غیر نہیں ہوں میرے حال پر رحم کیجیے یہ جواہر آپ کیا کیجیے گا مجکو لیجانے دیجیے
بزرگوں کا مال اسباب چھوٹوں ہی کیواسطے ہوتا ہے ذرا میری سعادتمندی کو خیال کیجیے کہ کتنی دور سے آپکی زیارت کو
آیا ہوں پہاڑ پر مر مرکے چڑھا ہوں آپکی قدمگاہ کو میں نے بعد ادب چوما ہے آنکھوں سے لگایا ہے فاتحہ خوانی کی ہے اب مجکو

بھی پر لازم ہے کہ میری شفقت اور سعادتمندی پر نظر کرکے اور اپنا فرزند ارجمند تصور کرکے اور خوش ہوکے یہ جواہر دیدیجئے مجکو بھولنے
دیجئے دیکھئے دادا جان مجکو اندھا نہ کیجئے مجکو تو یہ خیال تھا کہ آپ مجکو مثل حضرت الیاس اور حضرت خضر کے کچھ نہ کچھ دیجئے گا میرے
دلکو خوش کیجئے گا یہ مجکو نہ معلوم تھا کہ اتنے سے جواہر کے واسطے مجکو ایسا رلا دیجئے گا خواجہ عمرو نے ہر چند قدمگاہ حضرت آدم
کی جانب منہ کرکے منت و سماجت کی اور جواہر کے بارے میں کہا لیکن آنکھیں بینا نہ ہوئیں آخر بدرجہ ناچاری و مجبوری خواجہ عمرو نے
افسوس کرکے سب جواہر رکھدینے کا قصد کیا اور یہ خیال کیا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم اور ہوشیار ہیں انکا مال کسی طرح ہاتھ
نہ آئیگا یہ اپنا مال مجکو نہ دینگے نہیں معلوم کیا کرینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے الٹے پاؤں پلٹ کے قدمگاہ پر سب جواہر رکھدیا
جواہر کے رکھتے ہی آنکھوں میں روشنی آگئی بہ تلخ اپنا دروازہ کی چوکھٹ پر لکھا ہوا نظر آیا چونکہ نماز کا وقت آگیا تھا خواجہ عمرو نے
ملول ہوکر وضو کرکے آنکی نماز پڑھی بعد نماز پڑھنے کے مقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر خداوند کریم سے بگریہ و زاری اسکے
اپنی بہبودی کے دعا کی یکایک اسی عالم اشکباری اور گریہ و زاری میں خواجہ عمرو پر غفلت طاری ہوئی چشم ظاہر بند
ہوگئیں دیدہ باطن وا ہوئے یکایک اسی عالم غفلت میں عمرو نے دیکھا کہ کئی بزرگ جلیل القدر رفیع المکان عالی مرتبہ اولاد تھے
خاصان خدا برگزیدہ کبریا میرے بالین پر کھڑے ہیں ہر ایک بزرگ کے چہرے پر نقاب ہے اور سب بزرگ بنظر شفقت مجکو دیکھ
رہے ہیں انہیں سے ایک بزرگ طویل القامت نے نظر کرکے ایک جامہ دیکر فرمایا کہ اے عمرو تو اس جامہ کو پہن یہ عجب جامہ ہے
اسکو دیو جامہ کہتے ہیں اسکے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین اور خبائث و جنات سے تجکو
نہ پہونچیگا اور اسمیں جو زنبیل ہے اگر تمام عالم کی اشیا اسمیں ڈال دیگا تو سما جائینگی اور فوراً غائب ہو جائینگی اور سوا اسکے ایک
نگاہ یہ ہے کہ جس شئی کی تجکو ضرورت ہوگی اسمیں ہاتھ ڈالنے سے نکل آئیگی علاوہ اسکے اگر تو زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہیگا کہ دادا آدم میری شکل فلان
شخص کی صورت ہوجائے تو اسی وقت ہی شکل تیری ہوجائیگی جیسی چاہے صورت اپنی تبدیل کرنا اور جب چاہنا اسیطرح اپنی اصلی صورت پر
آجانا یہی زنبیل کا معجزہ ہے اور سوا اسکے جسکی زبان میں چاہیگا بولیگا اور ہر ایک کی زبان سمجھیگا نام میرا آدم ہے خواجہ عمرو یہ ارشاد
حضرت آدم سنکے اور دیو جامہ اسی عالم غفلت میں لیکے آداب بجا لائے اور سر واسطے قدمبوسی کے جھکایا پھر حضرت دانیال
و حضرت اسحاق اور حضرت داؤد علیہ السلام نے نظر کرکے منہ میں تھوکا اور حجام اور پاتابہ سقرلاطی اور قطورہ زربفتی اور تازیانہ
اور گوپین عیاری اور چار پیخین آہنی اور دیگر اشیاء مرحمت فرمائے ان اشیاء کے اوصاف آگے داستانوں میں بیان کئے جائینگے
بعد اسکے حضرت صالح پیغمبر نے خواجہ عمرو کو نظر کرکے پشت پر عمرو کی ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اب مثل تیرے نہ دوڑیگا
رہوار بھی دوڑنے میں تجھ سے مقابلہ نہ کرسکیگا اور اب تو دوڑنے میں نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرما رہے تھے کہ حضرت
داؤد نے لعاب دہن اپنا حلق میں عمرو کے ٹپکا کر فرمایا کہ اے عمرو اب تیرے مثل دنیا میں کوئی شخص خوش آواز نہ ہوگا
الحاصل خواجہ عمرو دو پیغمبروں سے تو نظر کردہ ہو چکے تھے اب پانچ پیغمبروں کے کردہ ہوئے جب اشیاء مرقومہ پیغمبران موصوف
سے دستیاب ہوچکیں خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو جملہ چیزیں پاس رکھی ہیں خواجہ ان اشیاء کو دیکھکر
خوش خرم ہوئے اور دیو جامہ پہنکے اور جملہ اشیاء زنبیل میں رکھکر پہاڑ سے اترے اور خدمت حضرت سام میں آئے اور اشیاء مذکور کو دکھلا کر
تمام حال بیان کیا حضرت سام نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو یہاں بھیجدو تاکہ انکے مقدر میں جو کچھ ہو وہ
انکو بھی ملے خواجہ عمرو حضرت سام سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں اتفاقاً زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ
یا دادا آدم صفی اللہ اسوقت میں زیادہ طویل القامت ہوجاؤں اور رنگ میرا قیر سے بھی زیادہ سیاہ ہوجائے اور
جنگ میں کوتاہی قامت کی درخواست نہ کروں قد میرا کم ہو اور صورت اصلی ظاہر ہو خواجہ عمرو ابھی یہ کہنے بھی نہ پائے تھے
کہ دفعتہً قد بڑھ گیا خواجہ نے آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھی رنگ بھی چہرے کا نہایت ہی سیاہ ایسا عجیب

نظر آیا کہ خواجہ اپنی صورت سے خود خائف ہوئے اور پھر آئینہ نہ دیکھا اور زنبیل پر جلد تر ہاتھ رکھ کے کہا یا داوا آدم مجکو اپنی صورت سے خوف معلوم ہوتا ہے اب میری اصلی صورت ہوجاے اور قد بھی جتنا تھا ویسا ہی ہوجاے بمجرد کہنے خواجہ کے قد اور رنگ خواجہ کا جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا خواجہ نے پھر آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھکر نہایت خوش ہوے اور خیال کرنے لگے کہ میں جب چاہونگا شکل اپنی اسیطرح تبدیل کرلیا کرونگا یہ خیال کرکے اور کچھ سوچ کے خواجہ عمرو نے پھر زنبیل پر ہاتھ رکھا اور کہا یا داوا آدم صفی اللہ جیسی صورت میں چاہتا ہوں ویسی ہی صورت اور قد میرا ہوجاے بمجرد اسکے کہنے کے جیسی شکل خواجہ کو منظور تھی ویسی ہی صورت ہوگئی خواجہ عمرو اسی صورت سے قریب لشکر کے پہنچے اور ڈہکال کر بجانے لگے اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک شخص طویل القامت سیاہ فام بیٹھا ہوا ڈہکال بجاتا ہے اکثر اہل لشکر مجتمع ہوکر ڈہ سننے لگے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ اہل لشکر مجتمع ہوگئے اور معداے ذوق سنے ہیں اس وقت خواجہ عمرو نے ذہن یہ غزل گانی شروع کی غزل

پھونکتی کیا نالہ سوزاں سے گھر صیاد کا
آج کچھ بہت بیدار وہ جوش فریاد کا
کیا الگ رہتا ہو عاشق کو ملا کر خاک میں
گھر ہے گلچیں کا بسا آباد گھر بیداد کا
کیا دماغ تھی کہ رکھا سے جنوں کیا بے قرار میں
دل نہیں ہے توڑنا اچھا نہیں بیداد کا
شام کو جو دیکھتے ہیں صبحدم وہ کچھ نہیں
ہوں ہم قیس کا استاد ہوں فرہاد کا
تھا وہ غمگین دو باشکر فرید عیش ہی
پھر لکھا تقدیر کا افسانہ کچھ صیاد کا
اوج سے اپنی پشیماں ہیں پر بیداد گر
صبحدم دیکھا تھا میں شیرین نے منہ جلاد کا
یاد کیا پردہ نشینوں کی اسی عصمت نے
آدمی ہوتا نہیں محسن کسی ہمزاد کا
باب لو آوارگی اولاد کی کرتی ہے شکل
ہر جگہ یا محسن جس جو پیدا صیاد کا
دیکھتا ہوں بیکسی کا ہجوم ہوں تہ قفس
پاسباں ہر غول بیرسے خانہ برباد کا
بیزباں واتا ہو بیٹا نے کچھ ایسی کردعا
روو ہے ہم دیکھ کر خالی قفس صیاد کا
کیا چھپے اسمے تسلیم راز نیک و بد

وہ علی ہی جو صفدر تھا بلبل ناشاد کا
مرتے دم بھی ساتھ ہی بڑ گشتگی تقدیر کی
حج بھی شاگرد ہی تیرے ستم ایجاد کا
دست گلچیں خشک ہو کر رہ گئے مد شکر ہے
پانی پانی ہوگئے نشتر رگ فصاد کا
اپنی غفلت نے بھلایا اس سے عارض کا خیال
خواب کا نقشا ہو نقشا عالم ایجاد کا
منھ پہ چھپتی ہے ہوائی بے ترے گلزار میں
شور ماتم ہوگیا نغمہ مبارکباد کا
یاد تھیں لکھی ہیں حسرت ماندہ دو غم
سر نگوں پایا ہمیشہ چرخ بے بنیاد کا
بدگمان جلاد کو غیر سے کیوں ہوں اب
آسکے لب تک مرا نالہ دوں ناشاد کا
عشق ہے تاثیر نے بخشی ندامت ابتدا
زخم کو شاید ہو جبر شکستہ برباد کا
جب ہی اگر گلے سے زخم تن خنداں ہوئے
آئینہ ہو منھ مجھے نامہرباں جلاد کا
قید سے آزاد ہیں رنگیں مزاجان چمن
اے جنوں جگہ مبارک ہو قدم حداد کا
شعر جاں پر بل رشک سے نکلے داد کیا
ہر شب کے ساتھ اک جاسوس ہو ہمزاد کا

کیا کیا تیرہ بختی نے کہ میں سکتی ہیں
حلق پر پھر پھر گیا منھ خنجر جلاد کا
ظالموں نے کر دیا خالی گل وبلبل سے باغ
صبر کا عندلیب آشیاں برباد کا
اے جنوں طوق و سلاسل پر کشکول ہیں شوق ال
خود فراموشی نے گھر ڈہا تمہاری یاد کا
مجھے دونوں یکجے پشت کو میں ابتدا عشق
رنگ میرا ہم سفر ہی نکہت برباد کا
نالہ کیسا کہ رہی ہو گل سے بلبل باغ میں
داغ دل پر ہے متاع خانہ برباد کا
کیا نحوست تھی جیبری کا سامنا ہوں پھر آ
زخم نے پانی پھرایا خنجر فولاد کا
فیض محبت کے کو دیا دوئی ہوئی کیا مجال
روز و شب آنچل پر منھ پر نالہ و فریاد کا
بحث بلبل ہے میں قفس میں گل کی اسیر
ڈھنگ یکسی تیغ آغوش مبارکباد کا
خاک بھی ہوکر دل پر داغ ہی آتش فشاں
تھا رہے الجھا نہ دامن نکہت برباد کا
وہ ہوا خواہ اسیری تھی کو آزادی ہے جب
دم بھرے آئینہ کیونکر کو رنگ داد کا
خواجہ عمرو نے جو غزل پڑھنا جانان

داد دی قدرداں گانیکی بعض بعض اہل لشکر مستانہ وار جھومنے لگے اکثر لشکری بیصورت ساکت ایسے محو ہوے کہ انکو کچھ بھی دنیا کی یاد نہ رہی اکثر سوار غزل سنکے لشکر میں آئے اور حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جاکر عرض کرنے لگے کہ اسوقت

عجب ایک ذوفواز آیا ہے کہ غلاموں نے کبھی کسی کو ایسی ڈفلی بجاتے اور گاتے نہیں دیکھا اور نہ سنا اسکی ڈفلی بجانے اور گانے سے
دل بے چین ہو جاتا ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ ہر دم اسکی آواز سنا کروں حمزہ صاحبقران نے فرمایا جلد اس ذوفواز کو ہمارے روبرو
لے آؤ بموجب حکم سواران لشکر گئے اور ذوفواز کو روبرو لے آئے کہا جو تیری تقدیر نے یاوری کی حمزہ صاحبقران نے تجکو بلایا ہے
اگر تیرے گانے سے خوش ہونگے تو بہت تجکو انعام دینگے تو مالامال ہو جائیگا یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائیگی ذوفواز کو
تقریر ان سواروں کی سنکے زمین سے اٹھا اور ہمراہ سواروں کے خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا اور آداب بجا لایا
امیر نامور نے صورت عجیب ذوفواز کی دیکھکر خیال کرنے لگے کہ اس ذوفواز کی عجب شکل ہے کہ آجتک ایسی شکل کا کوئی آدمی نہیں دیکھا علاوہ
درازی قامت کے اسقدر کالا ہے کہ زنگیوں سے بھی اسکا رنگ بہت بڑھا ہوا ہے دن کو اسکی صورت سے وحشت ہوتی ہے اگر کوئی
اس ذوفواز کو ہنگام شب دیکھے تو عجب نہیں کہ خوف سے فورا زمین پر گر پڑے اور تڑپ تڑپ کے مرجاے حمزہ صاحبقران نے
فرمایا اے ذوفواز ہمنے تیری ڈفلی بجانے اور گانے کی اپنے لشکر کے سواروں سے تعریف سنی ہے پس ہمارے سامنے ڈفلی
بجا اور کوئی غزل عاشقانہ گا ذوفواز بموجب حکم حمزہ صاحبقران بیٹھ گیا اور ڈفلی بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگی

منت احباب کی حاجت نہیں مرکر ہمیں
آرہے تھے نیند کے جھونکے تہ خنجر ہمیں
نالۂ دل ہی نہیں درد جگر بھی کس لیے
آزماتا ہے کسی بے رحم کا خنجر ہمیں
آسمان نے خاک میں آ کر ملایا بے کفن
ساتھ پھرتا ہے لیے ہمراہ سر پر ہمیں
گر یہی کاوش رہی تسلیم مر کر دیکھنا

نفس بیت دے رہی ہے اب چشم تر ہمیں
بیخودی میں ہوش آنے کی خلش لگی ہمیں
رکھتی ہے عمر دور وہ حجاب سے باہر ہمیں
چاک سینہ خستہ تن رنجا بدل فسردہ روح
جان بھی لیکر نہ دی وہ ماہ کی چادر ہمیں
اشک کے قطرے جو دامن سے ملیں گے صبح کو
قبر سے سنوائینگے تن لاغر ہمیں

بلکہ گہوارہ رحمت زمین قتل گاہ
اور کوئی جام بھر دو ساقی کوثر ہمیں
تیرے صدقے محتجانی رہے غفلت نہ
خوش بہت ہوگی زمیں آغوش میں لیکر ہمیں
بے سر پا ہی ادا کرتی ہے شرط ہمرہی
مثل شبنم عادت پرواز ہے بے پر ہمیں
جب غزل ہو تمام ذوفواز سے صاحبقران

سنی نہایت خوش ہوئے پوچھا اے ذوفواز تیرا نام کیا ہے اور تو کس ملک کا رہنے والا ہے ذوفواز نے عرض کیا خداوند بندے
سب مجکو محمود سیاہ تن کہتے ہیں باشندہ سرندیپ کا ہوں فرمانروے ہندوستان اکثر مجکو اپنی بزم میں بلواتا ہے اور میرا
گانا سنتا ہے اور انعام دیتا ہے لیکن باوجود بادشاہ ہونے کے انعام ایسا نہیں دیتا کہ مستغنی ہو جاؤں اور کسی امیر اور رئیس کے در پر
نہ جاؤں خداوند حضور کو سلامت رکھے مجکو ایسا ہی کچھ حضور شہ ہندوستان سے زیادہ انعام دیجیے کیونکہ حضور قدرداں ہیں اور
عالی ہمت ہیں حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے قارون بخت سے فرمایا کہ اس ذوفواز کو اپنے ہمراہ ہمارے خزانہ میں
لیجاؤ اور وہاں سے کہ جسقدر زر سرخ و سفید بمجت اٹھا سکے لیلے قارون بخت بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران محمود
سیاہ تن کو خزانہ میں لیگیا اور کہا جسقدر زر سرخ و سفید بمجت ہو سکے اس خزانہ سے لیجاؤ محمود سیاہ تن نے
حمزہ صاحبقران اور قارون بخت کو دعا دیکر جال میں پر بچھایا اور جملہ صندوق زر سرخ و سفید کے خزانے سے
اٹھا اٹھا کر اس جال کے رکھے قارون بخت نے کہا اے محمود سیاہ تن یہ تو تمام خزانے کے صندوق اٹھا کے لیجانے کا
قصد کیا اگر تجسے یہ سب صندوق زر سرخ و سفید کے اٹھائے نہ جائینگے اور تم ان سب صندوقوں کو اس جال میں باندھ کر ناحق
بیکار اسقدر ہوس کرتے ہو پس بموجب حکم حمزہ صاحبقران جسقدر زر سرخ و سفید تجسے اٹھ سکے لیجاؤ اور اپنے گھر پہنچاؤ
اور سب صندوقوں کو اٹھاکے خزانہ میں رکھدو زیادہ لالچ نہ کرو محمود سیاہ تن نے کہا میں آتا ہی ہوں یہ لونگا جسقدر
مجھسے اٹھ سکیگا آپ ذرا دیکھا کیجیے قبل از وقوع واقعہ خفا نہو جیے اگر مجھسے یہ سب صندوق نہ اٹھ سکینگے تو میں لیجاؤں گا
نہیں چھوڑ جاؤنگا قارون بخت نے خیال کیا کہ شاید محمود سیاہ تن دیوانہ ہے یہ خیال کرکے قارون بخت چپکے ہو رہا

محمود سیاہ تن نے کل صندوق خزانے کے زیر و بالا جال میں رکھے پھر جال کو اٹھا کے بسہولت اپنے دوش پر رکھا اور ارادہ
جانے کا کیا قارون بخت یہ حال دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور محمود سیاہ تن کو روک کے کہا ای محمود سیاہ تن ذرا ٹھہر جاؤ
جبتک ہم آئیں تم یہاں سے نہ جانا یہ کہکے اور لشکر کے سب زر و نگو واسطے رو گئے محمود سیاہ تن کے بیچ کہا بتا حمزۂ صاحبقران
کے پاس آیا اور کہنے لگا ای امیر با توقیر محمود سیاہ تن تو تمام خزانہ اپنے دوش پر اٹھا کر لیے جاتا ہی نہیں معلوم محمود سیاہ تن
جن ہی یا دیو ہی کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہی مجھکو نہایت حیرت ہی میں نے ابھی اُسکو جانے نہیں دیا ہی حکم ہو تو اُسکو تمام خزانہ لیجانے
دوں ورنہ اُس سے چھین لوں اور نہ لیجانے دوں جب یہ گفتگو قارون بخت کی حمزۂ صاحبقران نے سنی خیال کیا
کہ یہ کام سوائے خواجہ عمرو کے اور کسی کا نہیں ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اب وہ اپنے قد کا بڑھانا بھی کہیں سے سیکھ کے آیا ہی
کوئی شی اُسکو ایسی دستیاب ہوئی ہی کہ جسکی وجہ سے قد بلند ہو جاتا ہی اور ایسی صورت مہیب ہو جاتی ہی یہ خیال کر کے
حمزۂ صاحبقران بارگاہ سے خزانے میں تشریف لیگئے اور محمود سیاہ تن کی طرف دیکھ کر کہنے لگے واہ بھائی کیا صورت
تبدیل کر کے آئے ہو ہم پہچان گئے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے ہنسنے لگے اور تمام صندوق جال سے
نکال نکال کے جہاں رکھے تھے پھر رکھدیے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہنے لگے کہ ای دادا آدم اب میری صورت جیسی تھی
ویسی ہی ہو جائے فی الفور شکل خواجہ کی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی قارون بخت اور جملہ سردار اور لشکر کے سوار یہ کیفیت
دیکھکے نہایت متحیر ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو تم واسطے زیارت کے گئے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا کیا
اشیا تمکو ملیں خواجہ عمرو نے جو چیزیں کہ وہ سرندیپ پر پیغمبروں سے ملی تھیں وہ سب چیزیں حمزۂ صاحبقران وغیرہ کو
دکھائیں اور ہر ایک چیز کے اوصاف بیان کیے اور عرض کیا کہ اب آپکو حضرت سام بن نوح نے بلایا ہی یقین ہی کہ آپ کو بھی
میری طرح کوہ سرندیپ پر پیغمبروں سے کچھ نہ کچھ ملیگا آپ کو وہاں تشریف لیجانا بہتر اور مناسب ہی حمزۂ صاحبقران
یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے مع اپنے سرداروں کے خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی جانب روانہ ہوئے
لشکر کو اسی مقام پر چھوڑ دیا اثنائے راہ میں حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک میدان نہایت ہی پرفضا ہی صندل
سفید اور گلاب اُس میدان کی زمین میں کسی نے بکثرت ملایا ہی اور زمین کو ہموار کیا ہی اُس میدان میں چمن بندی ہی ہزارہا
گلہائے رنگارنگ کھلے ہیں خوشبو سے دماغ کو فرحت ہوتی ہی اسی میدان میں صدہا نال سنگی گران وزن رکھے ہیں ہزارہا بڑے
بڑے مگدر اور گرز گرانبار رکھے ہیں نیزہ اور بلم وغیرہ اسباب ورزش بھی موجود ہی چند آدمی ورزشگاہ کے نگہبان ہیں امیر
باتوقیر نے نگہبانان ورزشگاہ سے پوچھا کہ یہ ورزشگاہ کس کی ہی انہوں نے عرض کیا خسرو ہندوستان لندھور بن
سعدان کی یہ ورزشگاہ ہی جو دیو یہاں کا فرمانروا ہی حمزۂ صاحبقران نے ورزشگاہ کو دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا میرا
دل چاہتا ہی کہ میں بھی ان نال اور مگدر اٹھاؤں ان نگہبانوں کو اپنی قوت دکھاؤں خواجہ عمرو نے عرض کیا بسم اللہ جائیے
مگدر اٹھائیے زور آزمائی کیجیے خداوند عالم یہ ورزشگاہ آپکو ایسی مبارک کرے کہ لندھور کو زین فرش سے اٹھا کر اپنا
مطیع کیجیے حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے اُس میدان فرحت فزا میں آئے اور مرکب سے اُتر کے نال و مگدر اور
گرز اٹھانے لگے ایک گرز کو حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ نہایت ہی گرانبار ہی اٹھانا اُسکا دشوار ہی حمزۂ صاحبقران نے
خیال کیا کہ لندھور پہلوان زبردست اور قوی بازو معلوم ہوتا ہی جو ایسے گرانبار نال اور گرز و مگدر اٹھاتا ہی خداوند عالم
مجھکو اُس پر نصرت دے اور ہنگام مقابلہ آبرو رکھے الحاصل حمزۂ صاحبقران یہ خیال کر کے اور نال وغیرہ اٹھا کے مع اپنے سرداران
ذی وقار کے وہاں سے آگے بڑھے اور بعد قطع راہ پہلے میں پہنچ کے اُسکی سیر کی اور کیفیت دیکھتے ہوئے خدمت حضرت
سام میں پہونچے سام نے آتے ہی بکشادہ پیشانی حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور بعد مزاج پرسی کے وہی گردش کر

ہمارے دام تزویر میں اسیر ہو جاتیں جب یہ گفتگو ارباب نشاط مذکور سے لندھور نے سنی اور آگے چہرہ پر ہاتھ رکھ لائے تب ذوفنون سے
ارباب نشاط سے مخاطب ہوکے کہا کہ اول تو یہ ذوفنون مسلمان ہے میرا نام سنکے نامدار و دانا سے ہمراہ حمزہ صاحبقران میرے
ملک میں آیا ہے دوسرے یہ ذوفنون سیاح ہے اور مرد فقیر ہے اس سبب سے مجکو ضرور ہے کہ میں اسکی عزت اور قدردانی کروں اور اسکی خاطر کی
نہ کروں اگر اسکی عزت افزائی نہ کرونگا تو جسطرح ابھی اسنے **نوشیروان** اور **حمزہ صاحبقران** کی ناقدردانی کی اور نااتفاقی
کی مجسے شکایت کی ہے اسیطرح کہیں یہ میری بھی ناقدردانی کی شکایت کرے گا شہر بشہر اور ملک ملک مجکو رسوا کریگا **لندھور**
ارباب نشاط سے یہ باتیں کرکے ذوفنون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ بابا یہ زدوبرد جو نام تمہارا ہے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک
زدو اور دوسرے برد ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تم ٹھگ یا قزاق ہو کہ انسان کو قتل کرتے ہو اور مال و اسباب لیجاتے ہو
ذوفنون نے بصد ادب عرض کیا اے بادشاہ عالی فہم و ذی وقار اول تو یہ نام میرا والدین نے واسطے میری درازی زندگی کے
رکھا ہے دوسرے نام میرا موافق ارشاد حضور کے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک زدو اور دوسرے برد ہے پس سمجھ لینا چاہیے
کہ میں ایسی تان مارتا ہوں کہ تانسین وغیرہ سے گوے سبقت لیجاتا ہوں **لندھور** یہ لطیفہ ذوفنون سے سنکر بہت خوش ہوا
اور سننے کا مشتاق ہوکر ذوفنون سے بجانے کا اشارہ کیا اور کہا کوئی فارسی کی پہلے غزل گاؤ پھر جو تمہارا دل
چاہے گانا ذوفنون بحکم **لندھور** زنگا لیکر اور دہن سے ملاکر بالحان داؤدی زمین یہ غزل گانے لگا **غزل**

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ
جانے تو در چشمان کم از من چرا رنجیدہ
من عاشق زار توام زنجان وفادار توام
دائم گنہ بخشیدہ از من چرا رنجیدہ
من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام
فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدہ
من سعدی دلخواہ تو ابری تو چون ماہ نو

اے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ
اے جان جان من منم گر سلطان من
تا زندہ ام از تو ام از من چرا رنجیدہ
بنگر ز شفقت چون منم سرگشتہ مجنون منم
تو شمع من پروانہ ام از من چرا رنجیدہ
اے سرو خوش بالا من اے دلبر رعنا من
من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدہ

یکشب تراہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
یکشب با مہمان من از من چرا رنجیدہ
رنجیدہ ام رنجیدہ از من گناہے دیدہ
چون لالہ دل خون شدم از من چرا رنجیدہ
گر من بمیرم در غمت خونم فتد بر گردنت
لعل لبت حلوا سعدی از من چرا رنجیدہ
جس وقت یہ غزل ختم کی ذوفنون نے

بالحان داؤدی دربار میں گائی امرا اور رؤسا اور جملہ ارباب نشاط محو ہو گئے اہل بزم مستانہ وار جھومنے لگے ارباب نشاط
جو رونق کی سے رہے تھے ایک ایک انمیں سے ذوفنون کی تعریف کرنے لگا اور **لندھور** تو غزل سنکے اسقدر خوش و مسرور ہوا
کہ ذوفنون سے کہنے لگا کہ جو تم کہو وہ میں یدروز . ذوفنون نے کہا اے بادشاہ قدردان جو دل حضور کا چاہے عنایت کیجئے گا ابھی
کیا میں کہیں چلا جاتا ہوں جبتک جسطرح مدعائے دل حاصل نہ کرونگا نہ جاؤنگا یہ کہکر ذوفنون نے جملہ سامان دربار پر
نظر کی خصوصاً زمرد کے طاؤسوں کو دیکھکر **لندھور** سے کہنے لگا خداوند نعمت ان طاؤسوں کو کیسے چھوڑ دیا ہے
اگر کہیں یہ سانپ دیکھ لیں گے فوراً اڑ جاوینگے سانپ کو کہانے کا دانگیے ہمیں یقین ہے کہ یہ طاؤس ان شاء اللہ آپنگی ہوا کیطرف
اڑکے چلے جاوینگے حضور کے تخت کی رونق جاتی رہیگی لہذا مناسب ہے کہ حضور ان جانوروں کے پر کاٹ دیجئے یا پر باندھ دیجئے
اگر حکم ہو تو میں انکے پر اکھاڑ ڈالوں انکو اڑنے سے مجبور و ناچار کردوں **لندھور** یہ گفتگو ذوفنون کی سنکے بہت ہنسا
اہل دربار بھی ذوفنون کی اس نئی تقریر پر مسکرائے **لندھور** نے بعد ہنسی کے ذوفنون سے کہا کہ اے بیوقوف یہ طاؤس
جاندار نہیں ہیں جو اڑ جاوینگے یہ زمرد کے طاؤس ہیں ذوفنون یہ گفتگو سنکے اور متحیر ہوکے بے اختیار ایک طاؤس پر جھکا دیکے
ہاتھ پھیرنے لگا اور **لندھور** سے عرض کیا حضور یہ طاؤس نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں کسی کاریگر کے ہاتھ کے
بنائے ہوئے ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سانچے میں ڈھالے ہوئے ہیں رنگ بھی انکا خوب ہے **لندھور** اور امرا

وزرائے تقریر ذو نواز کی سنکے اور زیادہ ہنسے لندھور نے وزرا کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ شخص جو توت اور عقلمند معلوم
ہوتا ہے یہ زمرد کو نہیں پہچانتا اور حالانکہ مروے واقف نہیں ہے اسوجہ سے ان طاؤس کو مٹی کے کھلونے کہتا ہے لندھور نے
وزرائے گفتگو کرکے ذو نواز سے اشارہ کیا کہ ایک طاؤس لیلے ذو نواز نے عرض کیا ای بادشاہ عالیجاہ میری چار لڑکیاں
ہیں جب میلہ ہوتا ہے تو میں ایسے ہی طاؤس اور طوطے مینا ہاتھی گھوڑے بیل ہرن شیر وغیرہ کھلونے دو دو پیسے خرید کے
لیجایا کرتا ہوں لڑکیوں کو کھلونے دیدیا کرتا ہوں لڑکیاں شہر میں کھلونے توڑ ڈالتی ہیں حضور مجکو ایک طاؤس
دیتے ہیں میں لیکے کیا کروں یہ کہکے ذو نواز نے پھر ڈکو اٹھا کر زمین سے ملایا اور یہ مخمس ذمین گانا شروع کیا اور

بیہوشی بحالاؤ کی وہوشیاری ہر چار طرف سے اڑانے کا مخمس

فراق یار میں دلکو نہایت بیقراری ہے
ہوئی یہ جان شیرین ہر چہ تیری یادگاری ہے
پیتم تمہارے عشق میں ہو رکتنا اداس
باقی جو ہجران میں نفس رہی ہے سانس
شتابی جان آؤ تم تمہاری انتظاری ہے

فقط اس امید سے ہر دم میں آہ و نالہ کرتا ہوں
تمہارا دم نہیں ہے زندگی کے دن میں بھرتا ہوں
تم بن پیارے شیام جی نت ہوئی برسات
جیسے جل بن ماچھری تڑپے ہے جیہ جات
تمہارے عشق میں بیمار ہوئی یہ گت ہماری ہے

سزا اسکی ہے جو پیار ہوئے دل میں ہمارے
تمہارے دام الفت میں بہت کچھ سہت رہا ماہے
پیتم پریت بڑھائے کا ہے کو کم کین
نا کچھ دیکھو ہم کہیں نا کچھ لیکھو چین
خطا تیری نہیں پیارے بری قسمت ہماری ہے

اگر ہم جانتے ایسا نہ ہرگز دل تجھے دیتے
محبت مجسے جب کرتے تو تم ہم پہلے لے لیتے
جیسی تم ہمسے کری کرے نہ کوئی سنگ
سندہ آئے چہاتی پیے کا ہے سگرا انگ
تمہارے ہجر کا دلمیں ہمارے زخم کاری ہے

جو کچھ اب دل پہ گذرے ہے نہیں مجسے کہا جاتا
نہیں اب داغ فرقت کا صنم مجسے سہا جاتا
کوئی ڈور رنگ کی کون ملاوے آسے
جو بدھنا کسی بیے آپ آئے ملاسے
اسی کو مہر کہتے ہیں یہی وضع داری ہے

صنم اس حال فرقت کو بیان کیجے تو کیا کیجے
نشانی راز دل اپنا عیان کیجے تو کیا کیجے
کوئی ہو جو جو ہوسے کے سندیس
پیو کی ماری میں ہرتا ان بن سکیس
جگر میں آہ سوزان ہے نہایت بیقراری ہے

خدا کیواسطے نصرت اب آؤ جلد تم آؤ
تم اپنا روئے روشن اب شتابی ہمکو دکھلاؤ
تم بن ہمرو ناتھ جی ناتھ نہیں دکھلات
ہم ہی تو اب ناتھ میں ناتھ سنا لے بات
وہ تم پر جان قربان ہے تمہاری یادگاری ہے

جب یہ مخمس مرقوم ذو نواز گا چکا اہل دربار کیطرف دیکھنے لگا اکثر امرا اور وزرائے ہندی زبان کا مخمس سنکے زیادہ تر تعریف
کی اور لندھور نے بھی بدرجۂ کمال خوش ہوکے اور ذو نواز کی تعریف کرکے کہا ای ذو نواز تو نے مجکو بہت خوش کیا ہے اب مانگ
کیا مانگتا ہے ذو نواز نے عرض کیا ای بادشاہ گیتی ستان ابھی کیا جلدی ہے میں اکتا اچھی طرح دونگا حضور بھی یاد کرینگے کہ کوئی
ذو نواز آیا تھا خوب ہی گایا مالامال ہو کر چلا گیا جو آیا ہے زود بر دے کے دل میں آیا ہو ہی لیگیا یہ کہکے ذو نواز نے نیوراجن دیا کیطرف
نظر کی عجب کیفیت اہل دربار کی دیکھی بیٹھے تو تمام بازیان کھاتے ہیں بیٹھے ستون کے مانند جیسے ہیں آنکھیں بند ہیں لب پر
واہ واہ ہے ارباب نشاط بیٹھے ہوئے ہاتھ اپنے اٹھا اٹھا کے ناچ رہے ہیں اکثر اوندھے پڑے ہوئے ہیں بازیگر بھی ہر طرف
اپنے دوپٹے اور انگیا کرتیاں وجد میں اگر تارتی ہیں جو ہوشیار ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ لوگ جو بیہوش ہوئے ہیں
صداے ذو نغمے سے بیہوش ہوئے ہیں اسوجہ سے وہ لوگ چپکے بیٹھے ہوئے ہیں لندھور کو ابھی اچھی طرح بیہوشی نے
اپنا اثر نہیں دکھایا ہے ذو نواز نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جسطرف بیہوشی زیادہ اڑی ہے اُس طرف آدمی زیادہ
بیہوش ہوئے ہیں اور جسطرف بیہوشی کم اُڑی ہے اُسطرف آدمی ابھی ہوشیار ہیں یہ خیال کرکے ذو نواز نے ایک طاؤس پر

درمجلس خسروان چو گردم ساقی و تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ بیرم یہ نعرہ کرکے خواجہ عمرو نے تمام مال اسباب دربار کا مع تخت
و طاؤس و تاج وغیرہ لیکر نذر زنبیل کیا لیکن حمزہ صاحبقران کے خوف سے کسیکو ننگا نہیں کیا چاہا لندھور کو ایک دری پر
ڈالکر فرش بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر خواجہ نے ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی اے لندھور آگاہ ہو کہ بابا زد و برد
بنگ خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران تمہارے دربار میں آیا تھا جال حضرت الیاسؑ کا مارکر تمام مال اسباب لے گیا
جب خواجہ عمرو پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ چکے ایک ڈورے میں باندھکے لندھور کی گردن میں لٹکا دیا اور دربار سے
نکلکر در دولتسرائے سلطانی پر آئے دربانوں نے پوچھا کہو کیا انعام ملا خواجہ عمرو نے کہا ایک کوڑی نہیں ملی مفت اتنی دیر تک
ذبحا یا کیے تمہارے بادشاہ نے کچھ قدردانی نہ کی یہ کہکے خواجہ عمرو وہاں سے جلد تر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں شکل
اپنی تبدیل کر ڈالی جب بعد قطع راہ خواجہ عمرو لشکر میں پہونچے اور اپنے خیمہ میں جاکر جو کچھ مال اسباب دربار لندھور سے
جلدی میں سمیٹکر زنبیل میں رکھلیا تھا اُس مال و اسباب کو زنبیل سے نکالکر دیکھنے لگے اشیائے طلائی جنکے علیحدہ رکھے
اور نقرئی علیحدہ رکھنے لگے جواہر کو خوش ہوکے دیکھنے لگے تخت اور طاؤس مردی کو بھی دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عمرو تو
جملہ اسباب دیکھ رہے تھے اتفاقاً حمزہ صاحبقران نے اُسوقت سرداروں سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ آج مجھے
دوپہر سے خواجہ عمرو کو نہیں دیکھا ہے ذرا دیکھو تو خواجہ کس فکر و تردد میں ہیں کہیں گئے ہیں یا لشکر ہی میں ہیں اگر
لشکر میں ہوں تو جس حال سے بیٹھے ہوں اسیطرح خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ بموجب حکم حمزہ صاحبقران دو تین
سردار جستجو کرتے ہوئے خواجہ عمرو کے خیمے میں آئے دیکھا خیمے میں خواجہ بیٹھے ہیں کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب
خیمہ میں پھیلا ہوا ہے خواجہ عمرو مال اسباب کو اٹھا اٹھا کے دیکھ رہے ہیں اور خوش ہوتے ہیں سردار خواجہ سے کہنے لگے
کہ اے خواجہ چلو تمکو حمزہ صاحبقران بلاتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اچھا میں چلتا ہوں ذرا اس مال و اسباب کو
دیکھ دوں قسم اول و قسم دوم اور قسم سوم مال اسباب کی علیحدہ علیحدہ کر دوں اپنے مال اسباب کو اچھی طرح دیکھ تو لوں تو
چلوں سرداروں نے کہا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے اور یہ حکم فرمایا ہے کہ خواجہ جسطرح سے بیٹھے ہوں اسیطرح سے آویں
پس اے خواجہ اب تم مع اس مال اسباب کے خدمت حمزہ صاحبقران میں جلد چلو تو خواجہ عمرو نے کہا تم چلو میں آؤنگا
پہلوان عادی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے خدمت حمزہ صاحبقران میں جاکر عرض کیا کہ خواجہ عمرو اپنے خیمہ میں کروڑہا
روپیہ کا اسوقت مال اسباب دیکھ رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں ٹھہر کے حاضر ہونگا حمزہ صاحبقران نے جب سنا کہ خواجہ عمرو
کروڑہا روپیہ کا مال اسباب دیکھ رہے ہیں نہایت متحیر ہوئے اور اُسیوقت ہمراہ پہلوان عادی کے خیمہ خواجہ عمرو میں تشریف
لائے دیکھا چراغ روشن ہے کروڑہا روپیہ کا مال اسباب روبرو رکھا ہے خواجہ عمرو ہر ایک کا کپڑے سے
گرد و غبار جھاڑ رہے ہیں اگر کوئی تار گرد و غبار کے جھاڑنے میں ٹوٹ کے زمین پر گر پڑتا ہے تو افسوس کرتے ہیں اور پھر
اُس تار زر کو اٹھا کر زنبیل میں رکھ لیتے ہیں اور اگر کسی کپڑے کو پھٹا ہوا دیکھتے ہیں تو اشک آنکھوں میں بھر لاتے ہیں اور
کہتے ہیں بڑا غضب ہوا یہ کپڑا پھٹ گیا اب کاہیکو ایسا پیرہن مجکو نصیب ہوگا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے
پوچھا اے خواجہ عمرو آج یہ تخت و تاج اور یہ طاؤس مردی اور یہ فرش الماسی وغیرہ کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب
کہاں سے جاکر لے آئے کسکو لوٹ لیا کہاں سے اسقدر مال اسباب دستیاب ہوا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر با توقیر
آج میں دربار لندھور بن سعدان میں گیا تھا لندھور بادشاہ عالی ہمت ہے اور نہایت صاحب مروت ہے اُسنے مجکو
اپنے دربار میں بعزت بٹھایا اور مجھسے پوچھا تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا میرا نام خواجہ عمرو ہے میں حمزہ صاحبقران کا
برادر و جان نثار عیار ہوں اے امیر با توقیر جسوقت لندھور کو میرے نام سے آگاہی ہوئی اُسوقت اُسنے زیادہ تر میری

حال پر نظر عنایت کی جب مین اُس سے رخصت ہونے لگا اُسوقت آپنے یہ سب مال اسباب مجکو دیا مین لیکر یہان آیا حمزہ
صاحبقران نے ہنسکر فرمایا اے خواجہ عمرو مجکو تو ثابت ہوتا ہی کہ تمنے جاکر وہان عیاری کی ہو اور یہ سب مال اسباب
عیاری کرکے وہان سے لائے ہو یہ مال اسباب ایسا نہین ہی کہ لندھور نے تمکو دیا ہو اِس مال اسباب مین تخت و تاج اور
طاؤسیان مرصع کا اور میز فرش لباسی بھی ہین ہرگز عقل قبول نہین کرتی کہ لندھور نے تمکو بخوشی اپنا تخت تاج وغیرہ دیا ہو
تم جھوٹھ کہتے ہو کبھی اُسنے نہ دیا ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران آپ مجھ ایسے شخص کو جھوٹھا تصور کرتے
ہین بھلا مین کبھی جھوٹ بولا ہون جو آج آپ مجکو دروغگو تصور کرتے ہین حمزہ صاحبقران نے ہنسکے فرمایا تم تیرے رتبہ کو تمہارا
مثل و نظیر نہین تمنے کبھی جھوٹھ نہین بولا اسوقت تو نہین لیکن ہمکو تمہاری دروغگوئی اور ہٹگوئی کا حال بخوبی معلوم ہی جانچیگا
حمزہ صاحبقران نے یہ کہکر فرمایا اے پہلوان عادی اِس مال اسباب کو بالفعل تم اپنے تحت مین رکھو لندھور سے
اِس مال و اسباب کے بارے مین حال دریافت کیا جائیگا اگر آپنے خواجہ کو نہین دیا ہی تو کل مال اسباب اسکو دیا جائیگا
اگر فی الحقیقت آپنے خواجہ عمرو کو یہ سب اسباب دیا ہی تو پھر خواجہ کو دیدیا جائیگا جسوقت یہ گفتگو حمزہ صاحبقران
پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی چہرہ خواجہ کا صدمہ سے متغیر ہوگیا اور سخت مضطر ہوگئے جناب عیاری پہ کر قصد کیا
کہ جال حضرت الیاس کا مارکر تمام مال اسباب مدفن زنبیل کریجیے پہلوان عادی کو چھونے بھی نہ دیجیے نہین معلوم انجام اس مال و
اسباب کا کیا ہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال دوش سے اُتارا اور قصد جال ڈالنے کا کیا پہلوان عادی نے حسب ارشاد
حمزہ صاحبقران ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اور تمام مال اسباب پر اپنا قبضہ کیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بہت بیتاب
ہوکے حمزہ صاحبقران سے کہا اے امیر یاد تو رکھو اگر میرے مال اسباب سے ایک تار بھی کم ہوجائیگا یا کوئی لے لیگا تو مین آپسے
لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ تم اس مال اسباب کی ایک فرد لکھو اگر لندھور نے یہ اسباب تمکو دیا ہی
تو موافق فرد کے لے لینا خواجہ عمرو نے بدرجہ ناچاری و مجبوری فرد جملہ مال اسباب کی لکھی حمزہ صاحبقران فرد
خواجہ عمرو لیکر اپنے پاس رکھی اور کل مال اسباب بعد کو پہلوان عادی کے حوالے کرکے اور خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ
لیکے بارگاہ مین آئے اور جملہ سرداروں سے مخاطب ہوکر اور مسکرا کر فرمایا آج لشکر کے سواروں سے کہدیا جاوے
کہ خواجہ عمرو کی بخوبی نگہبانی کرین اور نہایت ہوشیار و خبردار رہین عجب نہین ہی کہ آج خواجہ عمرو بھاگ جائین سردارون نے بھی
لشکر کے عرض کیا سواروں سے ابھی کہدیا جائیگا کہ خواجہ عمرو کی نگہبانی کرین کہین جانے نہ دین خواجہ عمرو نے یہ گفتگو
سُنکے کہا یہ کس جرم پر سوارانِ لشکر مجکو کہین جانے نہ دینگے اور میری نگہبانی کرینگے مین نے کیا تقصیر کی ہی کسکو مین نے مارڈالا ہی
کسکا مجکو خوف ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ تمنے یہ خطا کی ہی کہ لندھور والی ہندوستان کا
مال اسباب عیاری کرکے لے آئے ہو آپ اُسکے خوف سے ضرور بھاگ جاؤگے اسوجہ سے یہ بات ہی کہ تمہاری نگہبانی
کرینگے کہین تمکو جانے نہ دینگے تا وقتیکہ اس مال اسباب کے بارے مین تحقیقات کامل نہوگی خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ
صاحبقران کی سنکے اور مال و اسباب کا خیال کرکے نہایت متفکر و متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ
اگر لندھور نے یہ مال اسباب لیلیا تو مین تباہ اور برباد ہوجاؤنگا پھر ایسی دولت کہان پاؤنگا کروڑہا روپیہ کی
دولت ہی مین تو اس دولت کے صدمہ مین مرجاؤنگا کبھی جانبر نہونگا اے افسوس مین نے زنبیل سے یہ سب مال و
اسباب باہر نکالا بیکار تمام مال نکال کے دکھا بجا وا سے مین کیا جانتا تھا کہ اس عرب بے مروت کو خبر ہوجائیگی اور یہ مال
میرے ہاتھ سے مفت جاتا رہیگا اگر مین زنبیل سے اِس مال کو نہ نکالتا تو کاہیکو اسباب کے چھن جانے کا صدمہ عظیم
ہوتا دیکھیے اب اس مال اسباب کا انجام کار کیا ہوتا ہی لندھور لیگا یا مجکو دیدیگا بظاہر تو معلوم ہوتا ہی کہ لندھور

مجکو نہ دیگا کیونکہ کروڑ روپیہ کا مال اسباب ہی اگر دو میں بیس ہزار کا اسباب ہوتا تو امید ہوتی کہ شاید لندھور مجھی کو دیدے اور خود نے یہ مال تو کروڑ روپیہ کا ہی مجکو کاہیکو دیگا بلکہ یہ یقین ہی کہ جسوقت لندھور یہ مال و دولت پائیگا نہایت خوش ہوگا غرضکہ خواجہ عمرو نے بڑی نادانی کی مجکو زنبیل سے مال و اسباب نکالکر دینا مناسب تھا خواجہ عمرو نے جب یہ خیالات کیے شکم مین قراقر ہونے لگا گھبراکر حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے میرے پیٹ مین درد ہوتا ہی بیت الخلامین جاتا ہون صاحبقران مسکرائے اور فرمایا اے خواجہ عمرو تمنے بیگانے مال اسباب کے واسطے رنج و ملال کیا کہ نوبت اس حال کی پہونچی خواجہ نے عرض کیا کیا کسی کے پیٹ مین درد نہین ہوتا ہی اگر میرے پیٹ مین درد اسوقت کسی وجہ سے ہوتا ہی تو آپ ہنستے ہین خواجہ عمرو یہ کہکے بیت الخلا مین گئے بیٹھتے ہی خواجہ کو دست آیا بعد طہارت خواجہ حمزہ صاحبقران کی خدمت مین آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی اسی طرح تمام شب خواجہ عمرو کی کیفیت رہی

داستان جانا پہلوان عادی کا دربار لندھور مین نامہ اور تحائف اور تخت و تاج لیکر

راویان خوش تقریر بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو نے مال و اسباب کے ملنے نہ ملنے کی فکر مین بہزار صدمہ و محن وہ شب بسر کی اور وہ وقت آیا بمطابق اشعار سحر پردہ شب سے باعز و جاہ عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ نمایان ہوئی جانب آسمان سپیدی سحر کی بصد عز و شان حمزہ صاحبقران نے بعد پڑھنے نماز سحر کے واسطے دریافت کرنے احوال مال و اسباب کے ایک نامہ سیف ذوالیدین سے لکھوایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے شیر بیشہ بہادری و اے ہزبر نیستان دلاوری بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد سلام کے واضح ہو کہ مین بموجب حکم نوشیروان بطلب خراج ہندوستان آیا ہون اور یہانتک پہونچا ہون چونکہ روز جنگ جنگ اور روز آشتی آشتی لازم ہی اسوجہ سے مینے یہ نامہ محبت شمامہ لکھا ہی فی الحال مجکو معلوم ہوا ہی کہ خواجہ عمرو عیار تمھارے دربار مین گئے اور بہت مال اسباب تمھارا دربار سے لیکر آئے انکا تو یہ بیان ہی کہ بادشاہ ہندوستان نے مجکو یہ مال اسباب بخوشی دیا ہی لیکن مجکو بخوبی یقین نہین ہی اس سبب سے یہ مال اسباب مع چند تحائف بدست پہلوان عادی روانہ کیا جاتا ہی چاہیے کہ تحائف قبول کرکے نسبت مال اسباب مذکور سے اطلاع دو کہ فی الحقیقت یہ مال و اسباب تمنے خواجہ عمرو کو دیا ہی یا نہین اگر خواجہ بعیاری لے آئے ہون تو یہ مال و اسباب لو مین خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سزائے معقول دونگا فقط زیادہ والسلام جب یہ نامہ حمزہ صاحبقران لکھوا چکے پہلوان عادی کو بلاکر فرمایا کہ یہ نامہ اور یہ تحائف اور جملہ مال اسباب جو مینے تمھارے حوالے کیا تھا لندھور کے پاس لیجاؤ اور بہ جمعیت بارہ ہزار سوار مع اپنے بھائیون کے جاؤ پہلوان عادی موافق حکم حمزہ صاحبقران نامہ و تحائف اور جملہ اسباب مذکور لیکر مع اپنے بھائیون اور بارہ ہزار سواران جرار کے اسیوقت روانہ ہوا اب حال لندھور کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور بیہوشی دفع ہوئی لندھور ہوشیار ہوا اور اہل دربار سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا واقعہ ہوا تخت و تاج وغیرہ کون لیگیا بابائے زود و برد کہان گیا اہل دربار نے عرض کی حضور ہم بیہوش تھے غافل ہو گئے ابھی ہوشیار ہوئے ہمکو کچھ حال نہین معلوم ہی کہ تخت و تاج اور مال و اسباب دربار حضور سے کون لیگیا اور بابائے زود و برد کہان گیا لندھور یہ تقریر اہل دربار کی سنکے اور زیادہ متحیر ہوا ناگاہ اپنی گردن مین ایک پرچہ قرطاس بندھا ہوا دیکھا جب اس پرچہ قرطاس کو پڑھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران بابائے زود و برد بنکر آئے تھے ذ بجا کر کسی تدبیر سے سب کو بیہوش کرکے تمام اسباب و روابط لے گئے لندھور پرچہ مذکور پڑھکے برہم ہوا ایک جاسوس بجلدی و بیر آگے ٹھہرے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثنائے شاہی بجالائے اور عرض کرنے لگے اورنگ نشین تخت اقبال

ہنگامہ فروز جاہ و جلال
خورشید تو چتر ہو فلک تخت
جس مرتبہ ہمسر سلیمان
جھک جائے زمانہ بہر تسلیم
قیصر ہو غلام بندہ خاقان
ہو زیر نگین تمام اقلیم
ظاہر ہو فروغ افسر تخت
شہریار عالی وقار کی عمر و دولت

روز بروز افزون ہو دشمن ہمیشہ لیس نگون رہے دل شہریار ہمیشہ مسرور و شاد رہے خاصہ بدنام تباہ و برباد رہے غلام نے سنا ہے کہ حمزہ صاحبقران سے پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ دو اہل شریک ہے بھائی تو بھی کچھ لشکر دے کر ادر کچھ مال و اسباب دربھی ہمراہ کرکے مع بارہ ہزار سواروں کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے پہلوان عادی تھوڑی دیر میں حاضر خدمت حضور ہوا چاہتا ہے باقی خیریت ہے جواس پہ عرض کرکے چلے گئے لندھور نے امراء و وزراء سے مخاطب ہو کر حکم دیا جلد تر دربار آراستہ ہو بمجرد حکم لندھور کے وزرا امرائے دربار کو از سر نو آراستہ کیا فرش نفیس بچھوایا تخت شاہی بچھایا ہزارہا کرسیاں جواہر نگار تخت کے پیش لیسار رکھی گئیں بعد ازاں ہزارہا دنگل وغیرہ بچھائے گئے علاوہ اسکے انواع و اقسام کے سامان زیب و زینت دربار میں کیے گئے جب دربار بخوبی آراستہ ہو چکا لندھور تاج شاہی سر پر رکھے سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا امرا و وزرا وغیرہ علی قدر مراتب گلونا ورکرسیوں پہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھے جب لندھور سریر شاہی پر جلوہ فرما ہو چکا اسوقت لندھور نے شیال ہندی لیے عم امارت مخاطب ہوکر کہا پہلوان عادی برادر حمزہ صاحبقران آتا ہے آپ چند سرداران نامی کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیں تاکہ سرداران مذکور بعزت و حرمت پہلوان عادی کا استقبال کرکے یہاں لے آئیں شیال ہندی نے فی الفور سرداران پر وقار و نامدار کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا سرداران نامدار گھوڑوں پر سوار ہوکے مع دس ہزار سواران تہور شعار روانہ ہوئے ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد انتقال سلطان سعدان بوجہ خورد سالی لندھور کے شیال ہندی تخت سلطنت پر بیٹھا تھا اور نسل اپنے برادر سعدان سے حکمرانی کرتا تھا لیکن جس زمانے لندھور نے قہر الا جور دی اسلحہ اور خزانہ اور فیل میمونہ بقوت بازو اور بہ یاوری اقبال پایا ہے شیال ہندی نے تخت سے اتر کر لندھور کو تخت پر بٹھا دیا ہے لندھور سلطنت و حکومت کرتا ہے شیال ہرچند چچا لندھور کا ہے اور بزرگ ہے لیکن اطاعت لندھور کی کرتا ہے لندھور ہر ایک امر میں اکثر شیال سے مشورہ کرتا ہے جس کام کے واسطے کہتا ہے شیال فی الفور تعمیل حکم کرتا ہے جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ لندھور نے شیال سے کہا اور شیال ہندی نے سرداروں کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا ہے چنانچہ سرداران نے بعد گرد و غبار سلطانی سے دو فرسخ جاکر پہلوان عادی کا استقبال کیا اور پہلوان عادی کو بعزت و حرمت اپنے ہمراہ لیکر قریب و قصر لندھور پہونچے ہمراہیان پہلوان عادی جب قصر شاہی کی

طرف دیکھا اشعار
خاک ہو بوسہ میسر آستان پاک کا
ہوگیا ہو سرمہ تر زمین غبار آستان
اسقدر رفعت ہے غیرت دہ سپہری
دیکھ لیتا ہے بشر سب لیکے ہمراہ آسمان
رفعت قصر سے اشتباہ آئی نظر
پستی گاو زمین ہے اوج فرق فرقدان
عالم علوی سے اسکی لنتری پوچھیے
چپ کیا آفرنگاہ خلق سے باغ جنان
چرخ پر حکم قضا سے جز زمین و عفا
مارک عرش بریں تو زیر چتر سائبان
کھنچتے ہیں آئینہ میں ہے نقش غلمان حور
گرد پھرتے ہیں نور کے پیچھے ہمسا
کیا صفا ہیں در و دیوار جیسے سامنے
صورت محراب نجاتی تو شب کہکشان

جب سرداران لشکر لندھور پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو اپنے ساتھ لیکر دربار شاہ لندھور بن سعدان میں پہونچے عادی نے لندھور کو دیکھا سریر جلوہ فرما تخت پر دربار میں ہے اسطرح جس طرح شمع روشن بطرح محفل میں یا قالب میں جان جس وقت پہلوان عادی دربار میں پہونچا اسوقت بحکم لندھور اکثر سرداران ذی وقار برائے تعظیم پہلوان عادی کرسیوں اور دنگلوں سے اٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے موافق قاعدہ اسلام سلام کیا لندھور پہلوان عادی سے سر تا پیر

نظر کرکے نہایت متحیر ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ انسان کا ہیکل ہی ایک دیو ہی نہیں معلوم اس شخص میں کسقدر قوت و طاقت ہوگی اور ایسے ہی جوان قوی ہیکل حمزہ صاحبقران بھی ہونگے پہلوان عادی کی والدہ کا دودھ حمزہ صاحبقران نے بھی پیا ہی لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی کو بصد عزت و حرمت جانب دست راست اپنے قریب تخت کے بٹھایا جب پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی دنگلوں پر بیٹھے جملہ اہل دربار نے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو نمود دیکھکر باہم یہ کہا اشعار

تیغ انکی گر میان عرصہ رستم سے چلے
بطن مادر سے عدو زادہ ہو بیلفشہ جان

گرچہ یہ دیکھیں نگاہ قہر سے سوئے عدو
آئے گوسون بہر استقبال شور الامان

عاقبت پیدا کرے تاثیر مرگ ناگہان
پشت دشمن پر اگر پڑجائے سایہ تیغ کا

پہلوان عادی و برادران پہلوان عادی نے اہل دربار کی جانب نظر کی دیکھا کہ ہزار ہا امرا اور رؤسائے عالی وقار جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہیں وزرائے نیک خصال حاضر ہیں حکمائے حاذق بقراط و ارسطو بیٹھے ہیں اور صدہا پہلوانان جنگجو آتش خو رشک سام و نریمان بھی دنگلوں پر بیٹھے ہیں چہروں سے انکے آثار دلیری و جوانمردی عیاں ہی دربار مثل دربار سلاطین اولوالعزم کے آراستہ ہی لندھور تخت سلطنت پر بہزار شوکت و شان بیٹھا ہو رعب و سطوت و شجاعت و دانائی اس طرح چہرے سے ظاہر ہی اشعار

روباہ بھی ہو شیر نیستان کے برابر
کیا خوف سیاست ہی کہ بجلی بھی تڑپ کر
دیکھے ہیں ورق دفتر دوران کے برابر
کھینچے صف اعدا میں جو ہنگام وغا تیغ
تن پر سر ہو سر پیکان کے برابر

دانش میں فراست میں فلاطون ہی کہ لقمان
بجلی نہ کبھی خرمن دہقان کے برابر
قوت میں شجاعت میں فن تیغ زنی میں
دریا ہو رواں خون کا طوفان کے برابر

قوت وہ بازو ہو اگر اسکی حمایت
دونوں میں جہاں طفل دبستان کے برابر
عالم میں بہادر کوئی ایسا نہیں آتا
رستم سے فزوں سام و نریمان کے برابر
حاسد کو اگر چاہے گرفتار جراحت

پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی ابھی سمت اہل دربار و جانب لندھور بتامل دخوردیکھ رہے تھے یکایک لندھور نے حکم کیا کہ ساقیان ماہ رخسار جلد شیشہ و جام لیکر حاضر ہوں بمجرد حکم ساقیان گلبدن غنچہ دہن کشتیاں شراب ناب کی لیکر حاضر ہوئے دل بے تاب جام میں بھرکے ایک ساقی خوش رو روبروے لندھور بصد ادب لیگیا لندھور نے جام دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر ساقیان سیمین ساقی شہرۂ آفاق نے بحکم لندھور جملہ اہل دربار کو بعشوہ و ناز و ادا ساغر صہبا دینا شروع کیا اہل دربار بادہ کشی کرنے لگے جب ساقیان گل اندام با بادۂ شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی کے جام و ساغر مئے گلرنگ سے بھر بھرکے دئے پہلوان عادی وغیرہ نے عذر کیا اور شراب نہ پی جب ساقیان گلعذار لندھور اور وزرائے لندھور وغیرہ کو شراب پلا چکے اور دماغ لندھور کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت لندھور پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوا پہلوان عادی نے نامہ حمزہ صاحبقران کا دیکر وہ تحائف پیش کیے اور جملہ مال و اسباب بھی روبرو رکھا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران کو آپکی ملاقات کا از حد اشتیاق ہی لندھور نے تحائف دیکھا اور گفتگو پہلوان عادی کی سنکے نامہ منشی کو دیا منشی نے نامہ کو باآواز بلند پڑھا لندھور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ اگر یہ مال و اسباب جو خواجہ عمرو لیگئے تھے لیتا ہوں تو باعث میری رسوائی کا ہی لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی سے کہا کہ یہ تحائف تو میں نے لے لیے لیکن یہ مال و اسباب تم لیجاؤ ہماری طرف سے بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے حمزہ صاحبقران سے گذارش کرنا کہ یہ مال و اسباب خواجہ عمرو کو دے دیجیے اور یہی تصور فرمائیے کہ قبل ہی اسکے میں نے مال نذر خواجہ کی ذرہ نوازی سے خوش ہوکر دے دیا تھا افسوس خواجہ عمرو چلے گئے اور شکل اصلی اپنی ہمکو نہ دکھلا گئے ہمکو انکی اصلی صورت دیکھنے کا اشتیاق ہی لہذا آپ خواجہ عمرو کو ہمارے پاس بھیجدیجیے

لندھور نے یہ کہکے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو خلعت دیے چونکہ لندھور بادشاہ ہندوستان اور پہلوان
عادی عرف قلعہ تنگ روحل کا مالک تھا اکثر قزاقی کیا کرتا تھا اسوجہ سے خلعت لینے سے انکار نہ کرسکا جب لندھور
خلعت دے چکا اسوقت لندھور نے تحائف ہندوستان کے پہلوان عادی کو دیے اور کہا کہ یہ تحائف ہندوستان کے
ہماری جانب سے حمزۂ صاحبقران کو دینا اور کہنا کہ مجکو بھی آپ کے خلق و مروت کے سبب سے آپ سے ملاقات کرنے کا
از حد اشتیاق ہے مگر بالفعل میرا آنا نہیں ہوسکتا ہے یہ کہکے لندھور نے عادی کو رخصت کیا پہلوان عادی تحائف
ہندوستان کے لیکر اور وہ مال اسباب بھی لیکر مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا اور بعد قطع راہ حمزۂ صاحبقران
کی خدمت میں حاضر ہوا اور تحائف دیکر تمام حال بیان کیا اور حال خلق و مروت لندھور بیان کیا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا
وہ بھی عرض کیا حمزۂ صاحبقران حال خلق و مروت لندھور کا سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو کے چہرہ پر رونق آئی صدمۂ الم
دل سے دور ہوا اور خوش ہوکر تمام مال اسباب اپنی فہرست کے مطابق پہلوان عادی سے لیکر بدر زنبیل کیا اور حمزۂ صاحبقران سے
عرض کیا کہ جو کچھ میں نے التماس کیا تھا وہی آپ پر ظاہر ہوا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا اے خواجہ لندھور بادشاہ
عالیہمت ہے اسنے نا ہمتھارے ہلاک ہوجانے کے خیال سے منظور نہ کیا کہ اس مال اسباب کو تم سے لیلے یہی وجہ ہے
تمکو دیدیا ہے اور تمکو بلایا ہے تمھاری صورت اصلی دیکھنے کا مشتاق ہے اب تمکو مناسب ہے کہ دربار لندھور میں جاؤ اور اپنی
صورت اصلی اسکو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر ایکمرتبہ میں گیا تھا تو آپنے یہ فرمایا کہ تم وہاں سے مال و
اسباب عیاری کرکے آئے ہو اگر اب جاؤنگا تو نہیں معلوم کیا ہوگا میں ہرگز نہ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا
اب تو تمھیں جانا ضرور ہے لازم ہے کیونکہ لندھور نے باشتیاق تمام تمھیں بلایا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران
کی سنکے خاموش ہورہے دل میں خیال کرنے لگے کہ لندھور نہایت مرد معقول ہے آسنے تمام مال و اسباب مجکو
دے دیا اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ اسباب خواجہ کو دیا تھا اب بھی ضرور اسکے دربار میں جاؤنگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور میں اور عیاری کرنا اور آنا لندھور غضبناک ہوکر بارگاہ امیر با توقیر میں اور عمرو کو لیجانا

تاجران ملک نکتہ دانی و سوداگران اقلیم خوش بیانی اس گوہر آبدار داستان کو بہر ناظرین ذی کمال و مشتریان عدیم المثال
درج دہن سے اسطرح نکالتے ہیں کہ جب سیاہی شب کو کار دہر نے فلک کیا ابیات ہوا مشرق کی جانب آسمان لال
نظر آیا شفق کا رنگ خوش حال ہوا مشرق سے پیدا شعلۂ نور ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور صبحدم امیر با توقیر
نے نماز صبح پڑھکے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور تمھارے دیکھنے کا مشتاق ہے آج تم اسکے پاس چلے جاؤ
اپنی اصلی صورت کو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران میں اس حال پریشان سے لندھور کے
دربار میں کیونکر جاؤں لباس نفیس میرے پاس نہیں ہے اور میں آپ کا بھائی مشہور ہوں جب لندھور مجکو
اس حال پریشان سے دیکھیگا تو باعث میری اور آپکی ذلت کا ہوگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ زنبیل سے
نکالکے لباس فاخرہ کیوں نہیں پہنتے خواجہ عمرو نے عرض کیا جو کچھ مال زنبیل میں ہے وہ دادا کے قبضے میں ہے اور میں نے
دادا آدم کو دیدیا ہے اب انسے مانگنے کو دل نہیں چاہتا ہے حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے مسکرائے اور لباس
نفیس مرحمت فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے خواجہ اب لندھور کے دربار میں جاؤگے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر
با توقیر لباس تحفہ و بے نظیر تو آپنے عنایت کیا لیکن زاد راہ میرے پاس نہیں ہے اور یہاں سے دولتسرا لندھور
دور ہے اب بھی اسوجہ سے میرا جانا نہیں ہوسکتا حمزۂ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا ہم زاد راہ

بھی اس شہر پر دیتے کہ تم دربار لندھور میں جاکر عیاری نہ کرنا اور جہانتک تم سے ہوسکے ایسی تدبیر کرنا کہ لندھور میری اطاعت اختیار کرے میں اسکو اپنا جانشین کردونگا خواجہ عمرو نے عرض کیا وہاں جاکر دیکھا جائیگا حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے پانچ سو روپے صرف راہ کے واسطے دیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر اور لباس نفیس پہنکے اور منطقہ زرہفتی اور پاتابہ سقرلاطی سے آراستہ ہوکر بتعجیل تمام طرف خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ ہوئے راہ میں جو جو دیکھا ہر طرف عمارات عالیشان ہیں ہر ایک بازار میں دکانوں پر انواع و اقسام کی اشیا ہیں دکاندار لباس نفیس پہنے ہوئے بیٹھے ہیں خریداروں کا دکانوں پر ہجوم ہے مرد خوشرو و خوش جمال ہیں عورتیں حسن و دلربائی میں بیمثال ہیں ہر ایک کوچہ خس و خاشاک سے صاف سڑکیں نہایت شفاف آبپاشی کا چھڑکاؤ اس طرح معلوم ہوتا ہو کہ گلاب اور

کیوڑے کا عرق چھڑکا ہوا جا بجا
عجب چھڑکاؤ تھا پانی کا آتش جا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو

نظر آتے وہ کوچے سب معطر
گلاب و کشیدہ کا گمان تھا

زمین سے آتی تھی خوشبو برابر
معطر ہر سڑک تھی بسکہ ہر سو

کسی جانب سے ایسی صدائے نغمہ آتی تھی کہ دلکو بیقرار کرتی تھی خواجہ عمرو سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند سوداگر جاتے ہیں کسی کے پاس جواہرات بیش بہا معلوم ہوتا ہو کسی کے پاس لعل و گوہر بظاہر ثابت ہوتے ہیں ایک سوداگر کے پاس ایک تاج جواہر نگار ہو خواجہ نے سوداگروں کو دیکھا اور تاج پر نظر کرکے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا میں ہو ساتھ مکر و فریب ہیں کہ انمیں سے ایک کو پسند کرکے فی الفور آپ بھی مثل ایک ضعیف سوداگر کے اپنی صورت بنائی سر پر دستار رکھی آنکھ پر چشمہ بلور کا رکھا دست رعشہ دار میں عصا اور دامن کا لبادہ اور لباس تاجروں کے مانند زیب تن کرکے قریب اُن سوداگروں کے گئے اور بعد سلام کے پوچھنے لگے کہ اسوقت تم سب کہاں جاتے ہو اُن سوداگروں نے کہا کہ ہم شاہ ہندستان لندھور بن سعدان کے دربار میں جاتے ہیں یہ تاج جواہر نگار اور لعل و گوہر وغیرہ واسطے بیچنے کے لیے جاتے ہیں اور دور دراز سے اسی واسطے یہاں آئے ہیں سوداگروں نے یہ کہکر خواجہ عمرو سے پوچھا آپ کا نام کیا ہی اور باشندے آپ کس ملک کے ہیں یہاں کس وجہ سے تشریف لائے ہیں خواجہ عمرو نے کہا میرا نام خواجہ تو انگر ہی اور میں رہنے والا بصرے کا ہوں خاص و عام مجکو خواجہ تو انگر بصری کہتے ہیں میں فی زمانہ دائن سے ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران یہاں آیا ہوں میں اسوقت ایک لعل بدخشان نہایت خوشرنگ و گران قیمت لندھور کو فقط دکھانے کے واسطے لیے جاتا ہوں ہرچند کہ بادشاہ ہندوستان ہی لیکن اس لعل کی قیمت نہ دیسکیگا سوداگروں نے باشتیاق تمام کہا کہ ای خواجہ تو انگر وہ لعل ہمیں بھی دکھلائیے خواجہ عمرو نے اپنی کمر سے ایک ڈبیا نقرئی نکالی اور اُس ڈبیا کو کھولا ایک لعل خوشرنگ جسکا وزن پندرہ مثقال کا تھا نکالا اور اُن سوداگروں کو دکھایا جسوقت سوداگروں نے اس لعل کو دیکھا حیرت سے عجب رنگ ہوا مانند سنگ بیحس و حرکت ہوگئے ایک دوسرے کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہنے لگا کہ فی الواقع کیا لعل ہی سوائے اس لعل کے ہمنے آجتک ایسا لعل کبھی نہیں دیکھا نہیں معلوم یہ لعل خواجہ تو انگر کے ہاتھ کیونکر آیا قیمت اس لعل کی خراج ہفت اقلیم سے بھی زیادہ ہی جب سوداگر اُسکو بخوبی دیکھ چکے اور باہم اشارہ سے گفتگو کرچکے اُسوقت لعل مذکور خواجہ تو انگر کو دے کر پوچھنے لگے کہ یہ لعل خوشرنگ و گران سنگ آپکو کہاں سے ملا فی الحقیقت کیا اچھا لعل ہی بیشک اسکی قیمت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کسیطرح نہ دیسکیگا خواجہ تو انگر نے مسکرا کر کہا کہ میں آج زمانہ شباب سے اب تک ہزار ہا ملک دور و دراز کے سفر کیے ہیں صدہا بیابان وحشت انگیز و صحرائے ہول خیز میں گذرا ہوں ایسے ایسے میں نے عجائب و غرائب ہر ایک سفر میں دیکھے ہیں کہ اگر میں تم سے ایک سفر دریا کا احوال بیان کروں تو تمکو

کس طرح نصیب ہوا اور یہ لعل بکار سفر بدخشان میں دستیاب ہوا تھا آخر کئی بادشاہ اور شہنشاہ اس لعل کی قیمت نہ دے سکا
تاجرون نے تقریر خواجہ توانگر اپنے سنکے کہا بیشک آپ نے ہزارہا سفر کیے ہونگے اور ہم سے زیادہ اپنے عجائبات دیکھے ہونگے اور یہ
لعل بھی آپکو بدخشان ہی سے ملا ہوگا القصہ تاجران مذکور خواجہ توانگر سے باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ راہ طے کرتے پہنچے
در شاہی تک پہونچے اور قریب در دولت ایک جگہ ٹھہر کے دربانون سے کہنے لگے کہ ہم سب تاجر ہیں اور دور دراز سے
آئے ہیں ممالک مغرب کے چند در چند اشیاے نادر و نایاب لائے ہیں تم خسرو ہندوستان سے ہمارے حاضر ہونیکی خبر
کر دو دربانون نے سوداگرون کی گفتگو سنکے فی الفور عرض بیگی سے اور عرض بیگی نے خسرو ہندوستان
لندھور بن سعدان سے جاکر اطلاع دعا و ثناے شاہی بجا لاکر خدمت بادشاہ عالیجاہ میں عرض کیا نظم

وہ ہیں بحر معانی رہے جو تک ہماری
جب تلک بطن صدف میں ہے قطرہ گوہر
فرق پر تیرے رہے تاج شہی کو عزت

جب تلک فکر سخنور کرے پیدا گوہر
مشتغل ہو کف ہمت کا جہانیں ہر دم
تاج ہو جلوہ وہ آب صفا گوہر

جب تلک قطرۂ نیسان کی صفت ہے مشتاق
شعرا کے دہن پاک میں بھرتا گوہر
شہریار یکتاے روزگار کا تا قیامت

تک اقبال کم نہوا در طلوع و غروب ماہ و مہر تک دولت کا زوال نہو اسوقت چند تاجر ممالک دور و دراز سے لعل و
گوہر و دیگر اشیاے نادر و نایاب لیکر برائے آستان بوسی در شہریار فلک اقتدار بر اشتیاق تمام حاضر ہوئے ہیں امیدوار
باریابی ہیں خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان نے عرض بیگی کو حکم دیا کہ ایک تاجر جو سب سوداگرون میں لائق
و فہیم ہو کل تحائف ممالک لیکر ہمارے سامنے حاضر ہو اور سب سوداگر در دولت پر ٹھہرے رہیں عرض بیگی یہ حکم لندھور
سنکے در دولت پر آیا اور سوداگرون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بادشاہ کشورگیر گردون سریر کا یہ حکم ہو کہ تم میں سے ایک
شخص جو لائق و ہوشمند ہو جملہ اشیاے ممالک جو لائق ہمارے ہوں لیکر دربار میں آئے اور باقی جملہ سوداگر در شاہی پر
حاضر رہیں تاجران مذکور عرض بیگی کی گفتگو سنکے باہم کہنے لگے کہ کس شخص کو دربار شہریار میں بھیجیں خواجہ توانگر نے
کہا اگر مناسب ہو تو مجھی کو دربار بادشاہ فلک بارگاہ میں بھیجو جملہ تاجرون نے کہا بہتر ہے آپ ہی دربار میں تشریف لیجائیں
ہمارے جانے سے آپ ہی کا جانا بہتر ہے کیونکہ بہ نسبت ہمارے آپکو زیادہ تر بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا
ہوگا علاوہ اسکے ہم سب سے زیادہ آپ عقلمند اور بزرگ ہیں تاجرون نے یہ کہکے کسی تاجر نے خواجہ عمرو کو درج در آبدار دیا
اور کسی سوداگر نے لعل و یاقوت دیے کسی تاجر نے تختیان الماس در سرے کی دین اور کسی سوداگر نے تاج جواہر نگار دیا اور
سب نے اپنے اپنے مال کی قیمت خواجہ توانگر سے کہدی کہ اس قیمت تک ہمارا مال جواہر بیچ ڈالیے گا اور اگر قیمت
مذکور سے شہریار کم قیمت دے تو ہرگز نہ بیچیے گا خواجہ توانگر ہر ایک شخص کے مال کی قیمت بخوبی سمجھکے دربار لندھور
میں گیے خواجہ توانگر نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان بصد شوکت و شان تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے پوشاک نادر
پہنے ہوئے سریر حکومت پر بیٹھا ہی گروہ امرا اور وزرا و پہلوان وغیرہ کرسیون اور صندلیون پر بیٹھے ہیں دربار مانند دربار
جمشید و خسرو کے آراستہ ہے خواجہ توانگر نے مجراگاہ پر کھڑے ہوکے موافق قاعدہ کے مجرا کیا اور اس طرح ثناے

بادشاہ میں در ج دہن کو وا کیا نظم
مشتری ہمت والا ہوئی جب سے تیری
نظر آتے ہیں جہان میں تہ و بالا گوہر
در فشانی کا یہ عالم ہے کہ ہر کوچہ میں
بعد سے خسرو کے محتاج نہ ہے گا گوہر

آبرو بخشے جو تو خاک نشینون کو کبھی
لعل بھی دیکھے معدن میں نہیں ملتا گوہر
نیم لحظہ بھی نہو دست سخا کو کافی
صورت ذرہ نظر آتے ہیں صحرا گوہر
بے نیاز اتنا ہو تو جانب دریا دیکھے

صاف بخشے ہراک ذرۂ صحرا گوہر
بحر و نیسان بھی کوئی تیری سخا کو پوچھے
ہمہ تن گر نہیں کون ہے دریا گوہر
گر یہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری ہے
کم ہوا اک قطرۂ شبنم سے زیادہ گوہر

پرتو عارض روشن جو دکھائے اعجاز
روش غنچۂ نسرین ہو شگفتہ گوہر
قطرہ ہائے عرق چہرہ سے نادم ہو جیسے
دیکھیے مرکے بھی شب گور میں تجلی گوہر
دیکھیے تو گرم نگہ سے ہنگام غضب

دم نظارہ ہو واک دیدۂ بینا گوہر
رنگ مے رخ سے ایسا ہو و موج نمید
چھپ ہے جلکے تہ دامن دریا گوہر
اسقدر ہے سر مظلوم پہ بستار حمت
نکلے ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

واشد عدل سے گر غنچۂ وکشائی تو کرے
کرے قطرۂ خون تن اعدا گوہر
دیدۂ گور کو گر خاک کریں پاس لے
رکھتے ہیں گرد یتیمی کی تمنا گوہر

جب خواجہ توانگر قولیب اد شاہ ہند کی گر نکا خاموش ہوکر کھڑا رہا لندھور نے نہایت خوش ہوکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ توانگر بسا بم رتبے کرسی پر بیٹھے مع گوہر الماس وغیرہ تو نہ دکھائے لیکن تاج جواہر نگار دکھایا لندھور نے تاج کو پسند کرکے قیمت پوچھی خواجہ نے فرد قیمت تاج کی پیش کی لندھور نے فرد کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قیمت تاج کی تین لاکھ روپیہ میں چونکہ تاج ملک گوہر میں گوہر آبدار اور جواہر بیش بہا نصب تھا اور نہایت خوشنما تھا اس وجہ سے لندھور نے تاج کو پسند کرکے داروغہ جامہ خانہ کو طلب کرکے وہ تاج اسکو دیا اور فرمایا کہ لاکھ روپیہ کی اشرفیاں اس سوداگر کو دلوادو داروغہ جامہ خانہ اس تاج کو لیکر چلا اور خواجہ توانگر سے کہنے لگا کہ دربار سے اٹھکر باہر چلو اور سب سوداگرون کے سامنے لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو خواجہ توانگر یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اگر قیمت تاج کی داروغہ نے روبرو تاجرون کے مجکو دی تو مجھ بھی لیلر فائدہ اور تفع سوداگر تمام اشرفیاں لے لینگے اور مجکو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دینگے جو تمہارا مدعا ہے وہ حاصل نہوگا یہ خیال کرکے خواجہ توانگر بیتاب بیقرار ہوکے کرسی سے اٹھے اور لندھور سے کہنے لگے کہ اے شہریار عادل نصفت یہ امر تو خلاف عدل ہے کہ تیل قیمت دینے کے داروغہ نے تاج لیلیا ہے اور دیکھیے لیے جاتا ہے میں حضور ہی کے روبرو حاضر ہوں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ جامہ خانہ قیمت تاج مجکو نہ دیگا اور نہیں تاج دے لیگا بس اسی وجہ میں امیدوار ہوں کہ حضور داروغہ سے تاج مجکو دلوادیں جسوقت داروغہ سے مجکو تمام وکمال اشرفیاں وصول ہوجائینگی اسوقت میں تاج داروغہ کو دیدونگا خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان خواجہ توانگر کی گفتگو سنکے اور بیتابی و بیقراری دیکھکے مسکرایا اور خواجہ توانگر سے کہنے لگا اے خواجہ تم پریشان خاطر نہو میں تمکو داروغہ سے ابھی تاج دلوائے دیتا ہوں تمکو اشرفیاں لاکھ روپیہ کی دلوادے اسوقت تم اسکو تاج دیدینا اے خواجہ توانگر آگاہ ہو کہ میں کسی اعلی اور ادنی پر ظلم و جبر نہیں کرتا اور نہ چاہتا ہوں کہ میرے عہد میں کوئی ظالم کسی پر ظلم کرے لندھور نے یہ کہکے داروغہ جامہ خانہ سے خواجہ توانگر کو تاج دلوادیا جب خواجہ توانگر کے ہاتھ میں تاج آیا دل منتظر قرار آیا حاضر رخصت ہوئے داروغہ نے کہا اے خواجہ توانگر بصری اب اٹھو اور لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو تاج میرے حوالہ کرو خواجہ توانگر بصری اٹھے اور ہمراہ داروغہ خزانچی کے پاس آئے خزانچی نے بموجب حکم خسرو ہند داروغہ جامہ خانہ کو لاکھ روپیہ کی اشرفیاں دیں داروغہ نے خواجہ توانگر سے کہا کہ تاجرون کے پاس چلو اور اشرفیاں لیکر تاج مجکو دو خواجہ توانگر نے کہا تاجرون کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ان اشرفیوں کو اس حجرے میں رکھدو میں لیلونگا داروغہ نے حجرے میں اشرفیاں رکھدیں خواجہ توانگر حجرے میں گئے اور تمام وکمال اشرفیاں لیکر فی الفور حجرے سے باہر نکل آئے جب داروغہ جامہ خانہ نے دیکھا کہ خواجہ توانگر جسطرح حجرے میں گئے تھے اسیطرح چلے آئے اشرفیاں لیکر حجرے سے باہر نہ آئے اسوقت متحیر ہوکر داروغہ نے پوچھا اے خواجہ بصری تمنے اشرفیاں کیوں نہیں لیں خواجہ توانگر بصری نے جواب دیا بھلا مجھ بڈھے سے لاکھ روپیہ کی اشرفیاں کاہیکو اٹھینگی مجکو تو اپنا چلنا دشوار ہے تمنے اشرفیاں حجرے میں رکھوادی ہیں میں نے جاکر حجرے میں دیکھ لیں میں اب میں اپنے ملازموں کو طلب کرکے اشرفیاں اٹھوا لونگا میرا اطمینان بخوبی ہوگیا اب تم تاجرون کے پاس چلو انکے روبرو میں تمکو تاج دیدونگا اور یہ بھی انسے کہدونگا کہ تاج کا روپیہ

کو بکا ہی کیونکہ یہ تاج جواہر نگار انھین تاجرون کا تھا ہمراہ خواجہ کے ہمراہ تاجرون کے پاس گیا جب خواجہ تونگر بصری حد دوکان
سے باہر چلے آئے تاجرون سے کہنے لگے کہ یہ تاج لاکھ روپیہ کو بکا ہی اشرفیان لاکھ روپیہ کی ایک حجرے مین بھی ہین اگر تمھارا
دل چاہے تو تم اس تاج کو بیچو اور جو دل چاہے تو نہ بیچو اس سوداگر نے کہ جسکا یہ تاج تھا خوش ہوکر کہا کہ اے خواجہ اگر آپنے
لاکھ روپیہ کو تاج بیچ ڈالا ہی تو پھر تاج دے دیجیے اشرفیان منگوا لیجیے خواجہ تونگر نے کہا اچھا اشرفیان ان سے اپنے
آدمیونکو بھیجکر اٹھوا لو یہ داروغہ کو تاج دیدونگا سوداگر نے اپنے چند ملازم واسطے اشرفیان لیکے آنے کے بھیجے ابھی ان سوداگرون
نے جنھون نے لعل گوہر یاقوت وغیرہ خواجہ کو دیے تھے اپنے جواہر کے بارے مین خواجہ تونگر سے کچھ نہ پوچھا تھا اور
اشرفیان حجرے سے ملازمان مذکور لیکر نہ آئے تھے داروغہ جامہ خانہ کھڑا ہوا تھا خواجہ تونگر کے ہاتھ مین تاج تھا ناگاہ
خواجہ تونگر نے سر اپنا سوے آسمان بلند کرکے کہا دیکھنا کس زور و شور سے آندھی سیاہ آتی ہی گرد و غبار کسقدر بلندی
پر بھی نظر آتا ہی ہوا سے تند چلی جاتی ہی یقین ہی کہ اس آندھی مین ہزارہا درخت جڑ سے اکھڑ کے گر پڑینگے مکان بلند بھی
گر جائینگے لاکھون چرند و پرند مر جائینگے جو لوگ میدان مین ہونگے کثرت باد تند سے اڑ جائینگے اب ہم سب پر تھوڑی دیر مین
گرد و غبار ہوگا کہ سب بیٹھے ہو جاوینگے یہ تاج بھی آلودہ گرد و غبار ہو جائیگا پس یہان ٹھہرنا لازم نہین ہی آندھی قریب آگئی ہی
بیابانک ہوکے بھاگو مین بھاگتا ہون خواجہ تونگر بصری نے یہ کہکے تاج کو اپنی کمر مین رکھا اور ایک سمت بھاگے چونکہ داروغہ
جامہ خانہ اور جملہ تاجر جانب آسمان دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ کہین بھی آندھی آنے کے آثار پائے نہین جاتے مین
اب جو خواجہ تونگر بے اختیار بھاگے داروغہ اور تاجرون نے خواجہ تونگر سے باواز بلند کہا کہ اے خواجہ آندھی نہین آئی ہی
کیون بھاگے ہو ٹھہر جاؤ تاج دیتے جاؤ ہر چند کہ خواجہ تونگر نے آواز ہر ایک تاجر کی سنی اور داروغہ جامہ خانہ کی صدا
کان مین پہونچی مگر ذرا بھی نہ ٹھہرے اور بھاگے چلے جاتے تھے بلکہ عوض ٹھہرنے کے اور زیادہ بھاگے اتنی دیر مین ملازمان سوداگر کے
باہر آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم حجرہ مین گئے تھے وہان تو نام و نشان بھی اشرفیون کا نہین ہی تاجران مذکور اور داروغہ
جامہ خانہ یہ گفتگو ان آدمیونکی سنکے نہایت پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ کوئی فریبی اور ٹھگ ہی تاج و جواہر
و اشرفیان لیکر بھاگا جاتا ہی اسے گرفتار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے تاجران مذکور بفریاد و فغان خواجہ تونگر کے پکڑنے کو
دوڑے دردولت پر جو شور و فغان بلند ہوا خسرو ہندوستان نے متحیر ہوکے اہل دربار کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور دریافت کرو
کہ یہ کون لوگ نالہ و بکا کرتے ہین اور کسنے کیا ظلم کیا ہی جو روتے ہین لندھور ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ داروغہ
جامہ خانہ دربار مین پہونچا اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگا کہ خواجہ تونگر اشرفیان اور تاج اور جواہر لیکر بھاگا جاتا ہی
چونکہ سوداگرون ہی کا تاج و جواہر انکے پاس تھا سب کے سب جملہ تاجر نالہ و بکا کرتے ہوئے انکے پیچھے ابھی دوڑے گئے ہین
لندھور یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگا اگر خواجہ تونگر کو خود گرفتار کرونگا اور اس سے تاج و جواہر
وغیرہ لیکر ان تاجرون کو حوالہ کرونگا اور خواجہ تونگر کو اس جرم کی سزا دونگا تو پھر کوئی تاجر میرے ملک مین کبھی نہ آئیگا
اور یہ خبر اور ممالک مین پہونچیگی میری رسوائی ہوگی بے انصافی میری مشہور جہان ہوگی غرض لندھور اسی طرح کے
خیالات کرکے اور خواجہ تونگر پر غضبناک ہوکے فوراً تخت سے اٹھا چونکہ شبرنگ ہندی زین لگام سے آراستہ دروازہ پر
کھڑا ہوا تھا لندھور جلد تر دربار سے اٹھا اور دولت سرا کے مرکب مذکور پر سوار ہوا اور خود واسطے گرفتاری خواجہ
تونگر کے چلا اور گھوڑے کو عقب خواجہ تونگر دوڑایا مرکب بطرز ہوا چلا نظم

تو سن باد تیز بھی درماندہ مانند غبار
نعل وہ سکے دیکھکر جلوے یقین مہ کو ہوا

وہ سبک خیزی مین جسم پر یکسر ہو باد ہوا
بین ہلال مہ بہوش آلو زمین بیکنار

کیا لکھون تعریف اس اسپ صبا رفتار کی
خواب راحت مین اسکے فرق آئے ز خیال
کہہ گدائے گر خیال تیز رفتاری آئے

گام اوّل میں ابد پائے ازل کا ہنسا	یہ جہان تنگ بہت قابل جولان کہاں		عرصۂ جنبش ہے کب ہمیں عرصۂ روز شمار

جب لندھور رکب کو جولان کرکے بہر گرفتاری خواجہ تونگر روانہ ہوا فوراً شمال ہندی عم نامدار لندھور مع دیگر سرداران
نامی بھی مسلح ہوکر مع لشکر عقب لندھور روانہ ہوئے خرابی بھی جنسے شہر فیلان کی تھیں ہمراہ لشکر چلا جب خواجہ تونگر نے
پیچھے مڑکے دیکھا کہ لندھور میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اور نابر بھی روتے پیٹتے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہیں خواجہ تونگر زیادہ تر
بھاگے بھاگے بھاگتے خواجہ قریب دریا پہونچے دیکھا کہ دریا حائل ہے کسی طرف راستہ بھاگنے کا نہیں ہے اسوقت خواجہ تونگر
نے خیال کیا کہ اگر دریا میں کود و نگا تو ضرور ہلاک ہوجاؤنگا اور اگر ٹھہر جاؤنگا تو لندھور قریب آگیا ہے گرفتار کریگا نہیں معلوم
کس طرح سے پیش آئیگا یقین ہے کہ مجکو مارڈالیگا سر تیغ تیز سے کاٹ لیگا روح جسم سے ایکدم میں تڑپکے نکل جائیگی
لاش بے گور و کفن پڑی رہیگی بیابان کوئی لاش پر رونے والا بھی نہیں ہے کون لاش بے سر کو دفن کریگا کون قبر بنائیگا
کون فاتحہ خوانی کریگا خواجہ تونگر نے یہ خیال کرکے اور نہایت مضطر و پریشان ہوکر چارچار جانب دیکھا سوا ایک مکان
خام کے متصل کنارہ دریا کچھ نظر نہ آیا خواجہ تونگر بجلدی جست کرکے اُس مکان میں گئے دیکھا کہ ایک شخص ننگا
فقط دھوتی باندھے ہوئے چکی میں گیہون پیس رہا ہے مکان میں ایک بڑا حوض ہے کہ مثل ایک مختصر تالاب کے ہے جسوقت خواجہ
تونگر مکان مذکور میں پہونچے وہ شخص جو چکی میں گیہون پیس رہا تھا خواجہ کو دیکھکر پوچھنے لگا میان صاحب آپ
میرے گھر میں کیون چلے آئے اس قدر گھبرائے ہوئے آپ کیون ہیں خواجہ تونگر نے کہا ارے بھاگ جلدی سے
قضا تیری آگئی اب کوئی دم میں تو مارڈالا جائیگا مجکو تیرے حال پر رحم آیا اسوجہ سے مجکو اطلاع دینے کے واسطے
تیرے مکان میں چلا آیا آسیابان یہ تقریر خواجہ تونگر کی سنکے اٹھ کھڑا ہوا اور خوف جان سے کانپنے لگا اور
دست بستہ کہنے لگا میان صاحب کون مجکو مارڈالیگا میں تو کسی کی کوئی خطا اور تقصیر نہیں کی ہے شب و روز گیہون اس چکی میں
پیسا کرتا ہون اور جسقدر اجرت گیہون کے پیسنے کی ملتی ہے اُسمین اپنی اوقات بسر کرتا ہون مجسے تو کسی سے دشمنی
اور عداوت نہیں ہے ناحق مجھ غریب محتاج کو کون قتل کریگا خواجہ تونگر نے کہا کہ اصل حال یہ ہے کہ فی زمانہ بادشاہ
ہندوستان لندھور بن سعدان نے ایک خواب پریشان دیکھا ہے اور حکما اور عقلا کے روبرو اُس خواب کو بیان کیا ہے
اور حکما و عقلا نے اُس خواب کی یہ تعبیر دی ہے کہ آج کل شہریار پر کچھ آفت و بلا آنے والی ہے اگر شہریار کسی ایسے شخص کو
قتل کریں جو آسیا کو گردش دیتا ہو اور گیہون وغیرہ پیستا ہو اور اُسکے سر کے پوست سے ایک چھوٹا سا نقارہ بنوائیں
اور اپنے ہاتھ سے اُس نقارے کو بجائیں تو بہ صحت و عافیت رہیں اور جو بلا و آفت آنے والی ہے اُس سے محفوظ
رہیں خسرو ہندوستان نے یہ تعبیر خواب حکما و عقلا سے لیکر حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرکے اور اُسکو جلد
قتل کرکے اُسکے سر کے پوست کا نقارہ بنایا جائے اب کسی شخص نے تیرے آسیا گردانی کے حال سے بادشاہ کو اطلاع دی ہے
پس کچھ سوار اور پیادل اور جلاد خنجر بکف اسوقت واسطے تیرے قتل کرنے کے چلے آتے ہیں یقین ہے کہ ابھی سوار اور پیادل
آکے مجکو گھیر لینگے اور جلاد تیرا سر کاٹ کے لیجائیگا جب یہ مفصل حال اُس بیچارہ نے سُنا بے اختیار رہنے لگا جان
جانے کے خوف سے خون جسم میں خشک ہوگیا چہرہ کثرت رنج سے زرد ہوگیا خواجہ تونگر کے کہنے پر یقین کرکے
اور موت کا خیال کرکے زمین پر گر پڑا اور نہایت مضطر اور بیتاب بیحواس ہوکے تڑپنے لگا اور خواجہ سے اسی عالم
بیقراری و اشکباری میں پوچھنے لگا کہ میں کہاں بھاگ کے جاؤن کیونکر اپنی جان جلاد سے بچاؤن کیا تدبیر کرون کہ
قتل نہ ہون خواجہ تونگر نے کہا تو اسقدر کیون ڈرتا ہے اور اس بیجا ناحق مضطر ہے تدبیر تیری جان بچنے کی اسمیں ہے جلد اپنی
دھوتی کھول کے مجکو دیدے میں تیری طرح چکی میں گیہون پیسون اور تو اسی حوض میں اترکے اور غوطہ مارکے

چکا بیچارہ جب سوار اور پیدل اسعبلا دیہاں آئینگے اور مجھسے پوچھینگے میں کہہ دونگا کہ وہ یہاں نہیں رہتا چور اُچکّا
مجھکو نہ دیکھکر چلے جائینگے جبوقت اُس غریب نے یہ تقریر خواجہ کی سنی فوراً خوش ہوکر اور دعائیں دیکر جلد تر اپنی دھوتی
کھول ڈالی اور بالکل ننگا ہوگیا خواجہ نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا جب وہ دھوتی اپنی کھول کے زمین پر رکھ چکا اور
بموجب کہنے خواجہ کے حوض میں جاکر اور غوطہ مار کر بیٹھ رہا اُسوقت خواجہ تونگر نے اپنے لباس کو اُتار کے وہی دھوتی
باندھی اور صورت اپنی جلد تبدیل کرکے چکی میں گیہوں پیسنے لگے اور گیت گانے لگے ناگاہ لندھور بھی کوٹھے سے اُتر کے گھر میں
آیا کیونکہ لندھور نے دور سے دیکھا تھا کہ اسی گھر میں خواجہ تونگر بھاگ کے پوشیدہ ہوا ہے غرض جب لندھور اُس
مکان میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص نوجوان سیاہ فام شکستہ حال چکی میں گیہوں پیس رہا ہے لندھور نے پوچھا ای شخص
تیرے مکان میں ایک ضعیف آدمی ابھی بھاگ کے آیا ہے سچ بتا وہ کہاں مخفی ہے خواجہ تونگر جو چکی پیس رہے تھے
بجواب لندھور کہنے لگے کہ ابھی ایک بڈھا گھبرایا ہوا میرے مکان میں گھس آیا تھا ہرچند میں نے کہا کہ میرے گھر سے
چلا جا لیکن وہ بڈھا نہ گیا اور شاید حضور ہی کے خوف سے اس حوض میں اُتر کے اور غوطہ مار کے بیٹھا ہوا ہے لندھور نے
یہ گفتگو سنتے ہی تو تاب عالم غصہ میں لباس اپنے جسم سے اُتارا اور دھوتی منگایا ان سے کہا کہ اگر تیرے پاس کوئی لنگی ہو تو
مجھکو دیدے گیہوں پیسنے والے نے جلد اُٹھکے ایک لنگی مثل شال باف کے رنگی ہوئی دی لندھور نے لیکر وہ لنگی
باندھی اور لباس کو اُتار کے ادھر اُس حوض میں جو بمنزلہ تالاب تھا اُتر کے غوطہ مارا اور خواجہ تونگر کو حوض میں ڈھونڈھنا
شروع کیا اُدھر خواجہ عمرو نے جو خواجہ تونگر دربار میں گئے تھے اور اب آ کر گدائی میں مشغول تھے اسلحہ اور پوشاک
اور تیل وغیرہ اُٹھاکے جلد تر زرہ نہیں پہنی فقط ایک تلوار اور زنبیل نہیں کی اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کی اُتنے میں
اُس مکان کے دروازہ پر شبپال ہندی اور اکثر سرداران نامی وغیرہ آ کے ٹھہرے خواجہ عمرو نے اُس مکان سے باہر
نکل کے شبپال ہندی وغیرہ سے کہا کہ میں اس مکان میں رہتا ہوں میں نے خواجہ تونگر کو گرفتار کرادیا ہے شہریار نے
اپنی تلوار مجھکو دیکر فرمایا ہے کہ ہمارے خزانچی کے پاس جاکر یہ تلوار ہماری دکھا کر ہزار روپیہ لے لیں اب آپ سب
صاحبوں میں خزانچی شہریار کے کون ہیں یہ تلوار شہریار کی دیکھکے ہزار روپیہ مجھکو دیدیں اور یہ تلوار مجھسے اگر دل
چاہے تو لے لیں چونکہ خزانچی بھی ہمراہ سرداروں کے آیا تھا اُسنے لندھور کی تلوار کو دیکھکے فوراً ہزار روپے خواجہ
عمرو کو دیدیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر خیال کرنے لگے کہ اب یہاں ٹھہرنا بیکار ہے یہ خیال کرکے وہاں سے بعجلت حمزہ
صاحبقران کی خدمت میں چلے اور قطع راہ کرکے بارگاہ حمزہ صاحبقران میں داخل ہوئے حمزہ صاحبقران نے
پوچھا اے خواجہ آج تم جلد ہی سے چلے آئے اسکا کیا باعث ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں واسطے لندھور کے
گیا تھا آج لندھور کی وجہ سے برآمد نہیں ہوا ناچار ہوکے میں چلا آیا حمزہ صاحبقران یہ تقریر خواجہ عمرو کی
سنکے سرداروں سے مخاطب ہوکے گفتگو کرنے لگے خواجہ عمرو اپنی کرسی پر بیٹھے یہاں تو خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ
صاحبقران میں بیٹھے ہیں لیکن اب حال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لندھور نے
لنگی خواجہ عمرو کی دی ہوئی باندھی اور حوض میں اُتر کے غوطہ لگایا لنگی جو پانی سے بھیگی فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی
کیونکہ وہ لنگی کاغذ کی تھی وہ گیہوں پیسنے والا تو حوض میں ننگا بیٹھا ہوا تھا اب لندھور بھی برہنہ ہوا
ایک حمام میں دو شخص ننگے ہوئے غرضکہ جب اُس بیچارے نے دیکھا کہ کوئی شخص ہر طرح جستجو حوض میں کر رہا ہے
اُس وقت اُسنے خیال کیا کہ اب میں کسی طرح جانبر نہوں گا بیشک قتل کیا جاؤنگا یہ شخص جو مجھکو حوض
میں ڈھونڈھ رہا ہے مجھکو پکڑ کے جلاد کے حوالہ کر دیگا جلاد سنگدل تیغ آبدار سے سر میرا کاٹ دیگا

سر کی کھال سے نقارہ بنایا جائیگا بعد قتل ہونے کے بھی راحت میسر نہ ہوگی کھال میرے سر کی چوب سے پیٹی جائیگی صدا
نقارہ کی مثل آواز نالہ کے بلند ہوگی پوست میرے سر کا بعد میرے مرنے کے بھی ضرب چوب سے اذیت پاکر فریاد
کریگا بادشاہ ہندوستان پر جو بلا آنے کو ہے وہ بلا میرے سر پر آئیگی افسوس ہزار افسوس شعر کاتب قسمت نے
پیشانی میں کیا لکھا تھا زینت نقارہ ہوگی میرے سر کی کھال ہے ۔ الغرض اس بیچارہ نے یہ خیال کرکے اپنے سر کو
سنگ حوض سے اسقدر ٹکرایا کہ پوست سر کا جا بجا سے شق ہوگیا وہ غریب سر ٹکرا ہی رہا تھا ناگاہ لندھور نے اُس بیچارہ کو
پکڑا اور حوض سے باہر نکالا وہ بیچارہ بوجہ خوف جان کے رونے لگا اور دست بستہ عرض کرنے لگا خداوند دیکھیے اب میرے
سر کا پوست لائق درستی نقارہ نہیں رہا جا بجا سے شق ہوگیا ہے اگر میرے سر کی کھال سے نقارہ منڈھا جائیگا تو وہ اسکی
صدا نہ نکلیگی چہ جائے بادشاہ کو حاصل ہوگا اب مجھکو چھوڑ دیجیے جلادوں کے حوالے نہ کیجیے بیکار مجھکو قتل نہ کرائیے ہندوستان
میں میرے مثل صدہا آدمی ایسے گرد و نواح ہی میں اپنی بسر اوقات کرتے ہیں انہیں سے کسی کو ہلاک کیجیے اور اُسکے
سر کی کھال سے نقارہ کی درستی کرائیے تاکہ جلد تر جو بلا اور آفت خسرو ہندوستان پر آنے والی ہے وہ دفع ہو جاوے
میری بھی جان بچ جاوے حضور میں اب ہند سے نکل جاؤنگا اب ہندوستان میں خوف سے نہ رہونگا ہر چند کہ میں
نہایت ہی محتاج ہوں لیکن خداوند میں بھیک مانگتا ہوا فاقے کرتا ہوا اپنی جان لیکر جہانتک بھاگا جائیگا بھاگونگا اور اب
ہندوستان میں ہرگز نہ رہونگا عبث بیہودہ اپنی جان شیریں ہر ایک شخص کو عزیز ہے جب بادشاہ وقت یونہیں خواب پریشان
دیکھیگا اور حکماے نامعقول ایسی ہی واہیات اور بیہودہ تعبیریں دینگے تو مجھ ایسے چکی میں گیہوں پیسنے والے کس کس طرح
سنگ جفاے شہریار سے پس جائینگے خداوند نعمت اسوقت کی میری بات یاد رکھیے گا اگر گیہوں پیسنے والے قتل ہو جائینگے
یا بھاگ کر اور کسی بادشاہ کی عملداری میں یہاں سے چلے جائینگے تو خاص عام کو بہت تکلیف ہوگی آٹا پیسا ہوا
پھر کیسے ممکن ہوگا ہر ایک شخص وقت گرسنگی بیچے اور گیہوں وغیرہ اجناس چباتے گا بعضوں کو تو اس قسم کی غذا ہضم
ہو جائیگی لیکن ہزاروں آدمیوں کو دست آیا کرینگے پیٹ میں نفخ رہا کرے گا کہانتک کوئی سکنجبین اور گلاب
پیا کریگا حکما کہانتک مریضوں کا علاج کیا کرینگے آخر وہ بھی گیہوں چباتے چباتے بیمار ہو جائینگے ہزاروں بلکہ لاکھوں
آدمی آرد گندم کے نکلنے سے بے موت مر جائینگے خصوصاً امرا اور رؤسا کہ ان سے بے لطفی سے زندگی بسر ہوگی خداوند آٹا
عجب نعمت ہے دیکھیے میرے چکی کے مینڈھ میں تھوڑا سا آٹا ابھی اب گیہوں پیسنے کو رکھے ہیں اگر حضور میرے گرفتار کرنے کو
نہ آتے تو میں ابتک پانچ من گیہوں پیس چکا ہوتا اور اجرت لیکر کچھ پکا کر کھا چکا ہوتا اب اگر قتل کیا جاؤنگا تو یہ گیہوں
جو رکھے ہیں پیسونگا اور شام تک بھوکا رہونگا اور اگر حضور مجھکو گرفتار کرکے جلادوں کے حوالے کر دینگے تو یہ گیہوں یونہیں بکھرے رہینگے
اور میں بھوکا پیاسا قتل ہو جاؤنگا دنیا سے بالب تشنہ و شکم گرسنہ عدم ہو جاؤنگا لندھور نے اُس بیچارے کی
تقریر سنکے اور نہایت متحیر ہوکے فرمایا کہ مفصل حال بیان کر مثل دیوانوں کے گفتگو نہ کر سچ بتا تو کون ہے اور جو تیرے
مکان میں وہ بڈھا آیا تھا وہ کہاں ہے اُسنے عرض کیا خداوند نعمت میں بیٹھا ہوا چکی میں گیہوں پیس رہا تھا ناگاہ ایک ضعیف
آدمی آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو جلد بھاگ جا تیرے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کو سوار اور پیدل چلے آتے ہیں میں نے
پوچھا کس جرم پر سوار مجھکو گرفتار اور قتل کرینگے اُسنے کہا خسرو ہندوستان نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے حکما نے تعبیر
یہ دی ہے کہ اگر کسی آسیابان کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھا جاوے اور شہریار اُسکو اپنے ہاتھ سے بجاوے تو جو
آفت و بلا آنے والی ہے اُس سے شاہ محفوظ رہیں بس تیرے قتل کرنے کو شاہ نے جلادوں کو بھیجا ہے جلاد اور سوار آیا ہی
چاہتے ہیں وہ اب تجھکو قتل کرکے تیرے سر کی کھال سے نقارہ تیار کرینگے بادشاہ اُس نقارے کو بجایا کرینگے

حضور میں جان کے خوف سے بے اختیار رونے لگا اور نہایت مضطر ہوا اُس وقت اُس مرد صیعت نے مجھسے کہا کہ تو اپنی
دھوتی مجکو دیدے میں جبتک تیرے کپڑون جلدی میں پہنتا ہون تو اِسی حوض میں اُتر کے بیٹھ رہ جب سوار اور جلاد آئین تکے
مین اُنسے کچھ ایسی تقریر کرونگا کہ وہ سب چلے جائینگے تیری جان بچ جائیگی خدا وندنعمت مین نے اپنی دھوتی اُتار کے اُسکو
دیدی اور لنگا اسی حوض میں بیٹھا رہا حضور نے مجکو حوض سے نکالا ہے وہ شخص نہیں معلوم ہوتا ہے یقینا وہ شخص چلا گیا میری
دھوتی بھی لیگیا دیکھیے حضور مین ننگا بیٹھا ہون یہ مفصل حوال مین نے بیان کیا اب حضور کو اختیار ہے جو میرے حق مین
مناسب جانین وو کرین لندھور نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے بیشک یہ تہیابان ہے خواجہ تو نگر نہین ہے یہ خیال کرکے
لندھور نے دیکھا کہ لباس میرا بھی معلوم نہیں ہوتا اُسوقت لندھور نے خیال کیا خواجہ عمرو خواجہ تو نگر بنکر آئے تھے
اور تاج اور پوشاک میری لیگئے لندھور یہ سوچ کر نہایت غضبناک ہوا اور تہیابان سے کہنے لگا کہ جلد باہر جا اور میری طرف سے
میرے لشکر کے سرداروں سے کہہ کہ جلد پوشاک اور تاج اور اسلحہ لائین تاکہ مین پانی سے نکل کے لشکر حمزہ مین جاؤن اور
خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سخت سزا دون ہرچند کہ تہیابان برہنہ تھا لیکن بموجب حکم لندھور اُٹھا اور ایک ہاتھ
آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر پس در کھڑا ہوا اور شپال ہندی وغیرہ سے کہنے لگا کہ حضور لباس تم سے مانگتے ہین
پوشاک حضور کی کوئی لیگیا ہے حوض میں کھڑے ہوئے ہین باہر پانی کے نہیں نکلتے ہین شپال ہندی نے فوراً لباس
اور اسلحہ اور تاج جواہر نگار اُس تہیابان کو دیا اُسنے لندھور کو لاکر دیدیا اُسوقت حکم لندھور سے تہیابان نے منہ اپنا
پھیرا لندھور پانی سے باہر آیا اور پوشاک زیب تن کرکے اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے تاج سر پر رکھکر اُس مکان سے
باہر آیا اور سرداروں سے پوچھنے لگا کہ اس مکان سے کوئی شخص باہر آیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ ایک شخص تلوار
حضور کی لیکر باہر آیا تھا اُسنے کہا کہ شہریار نے واسطے نشانی کے یہ تلوار دی ہے ہزار روپے مجکو دلوائے ہین اِس تلوار حضور کی
دیکھکر اُسکو روپیہ دیدیے گئے وہ شخص چلا گیا لندھور کو یقین ہوا کہ خواجہ عمرو ہی کا یہ کام ہے غرض لندھور نے تاجون کو
اشرفیان دلوا کر اور شبرنگ ہندی پر سوار ہو کے بصد غضب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران کی طرف رخ کیا اب لندھور نے
قصد چلنے کا کیا شپال ہندی و دیگر سرداران نامی نے بھی ہمراہ رکاب چلنے کا ارادہ کیا لندھور نے کہا کوئی شخص میرے
ساتھ نہ چلے مین اکیلا لشکر حمزہ صاحبقران مین جاؤنگا شپال ہندی وغیرہ بموجب حکم ہمراہ نہ لئے لندھور نے

ہر ایک کو جولان کیا گھوڑا اطرار سے پھرتا ہوا چلا اشعار		وہ اسپ کہ صورت پری تھا	خالق میں بلند اختری تھا
واہ ہو جو خرد و فلک پہ جائے صورت ہین پری جھلک مین شمشیر	جھپکے جو زرا زمین پہ آئے اور تیسے تو کڑی کمان کا تیر	تصویر جو اسکی ہو سر سنگ تم جدے سے چار چند بہتر	پرواز کرے ہزار فرسنگ خورشید سے بھی کہین منور

لندھور تو بصد غضب تمام شبرنگ ہندی کو دوڑاتا ہوا تلاش عمرو و لشکر امیر با توقیر کیطرف جاتا ہے لیکن اب
حال حمزہ صاحبقران لکھا جاتا ہے کہ امیر با توقیر بارگاہ مین تخت پر بیٹھے ہوئے ہین اور بہرام گرد و چاچ قلان
چین نعمان بن منذر شاہ یمنی و اسد شیر گیر و اسد مار گیر و اسد ان اسد تیغ گیر و کرتیت سپر گردان و شاہزادہ
سیف و الیدین و پہلوان عادی وغیرہ سرداران نامی بھی حسب مراتب دنگل پر بیٹھے ہین ہر روان لشکر لئے اپنے
مقام پر خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ صاحبقران مین کرسی پر بیٹھے ہین حمزہ صاحبقران سرداران یہ کورسے باتین
کرتے ہین کہ یکایک جو جیس لشکر اسلام بمجلس تمام دوڑتے ہوئے رو بروے حمزہ صاحبقران آئے اور اسطرح بعد

دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے اشعار ای خدا جبتک نہ ہو دہر مین شور ہو	ای خدا جبتک کہ ساعری دل کرمیان سبز و خرم داغ بلبل سے ہو گلزار گل	شکر جب تک حضیر مرغ آشنوار گل رزمگاہ و جہان مین ہو وے سرکار گل

خون اعدا سے رہے ہمیشہ لب سوفار رنگ | حضور پُر نور کا اقبال بفضل رب ذو الجلال روز افزون ہو اور حال حضور کے دشمنوں کا
رشک و حسد سے دگرگون ہو اُسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان یکہ و تنہا مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر بغضب
تمام جانب بندگان حضور آتا ہے باقی خیر و عافیت ہے جو ہمیشہ تھا عرض کرکے چلے گئے حمزہ صاحبقران نے حکم کیا کہ
لندھور کو کوئی شخص نہ روکے اگر آتا ہے تو آنے سے کوئی مانع نہ ہو حمزہ صاحبقران نے بعد اس حکم دینے کے
خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کے فرمایا اے خواجہ عمرو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آج تم نے جاکر دربار لندھور میں ایسی کوئی عیاری کی ہے
کہ لندھور بقہر و غضب تمہارے گرفتار کرنے کو یہاں آیا ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ لندھور سے آپ خراج لینے کو پہنچے
آئے ہیں اسکو خراج دینا منظور نہیں ہے اسی وجہ سے وہ آپ کے مقابلہ کے واسطے آتا ہے ہوشیار ہو جائیے میری
گرفتاری کے واسطے نہیں آتا ہے خواجہ عمرو یہ کہکے خیال کرنے لگے کہ اب لندھور یہاں آتا ہے یہاں سے چلا جانا بہتر ہے
نہیں معلوم لندھور یہاں آکر ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور دیکھیے کس طرح پیش آئے گا خواجہ یہ خیال کر کے
بارگاہ سے نکل کے لشکر میں چلے گئے بعد جانے خواجہ کے حمزہ صاحبقران نے سرداران نامی کو واسطے استقبال
خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ کیا ان سرداروں نے جاکر لندھور کا استقبال کیا
اور ہمراہ اپنے لندھور کو بارگاہ حمزہ صاحبقران کے قریب لائے جب عنقریب بارگاہ لندھور پہنچا اُسوقت
حمزہ صاحبقران بھی تا لب فرش واسطے استقبال تشریف لائے لندھور نے بچشم خود دیکھا تو | بارگہ میں اسطرح ہیں حمزہ صاحبقران

شمع روشن جیسے محفل میں یا قالب میں جان
شوکت اسلام دکھلائیں اگر کفار کو
مسجد دین کے واسطے معمار ثانی جہان
حکمران ملک جان سر دفتر دیوان عقل
مشرق صبح سعادت مطلع نام و نشان
دیکھ اوج مراتب سینہ گردون ہو چاک
آبنگ ہے کاسۂ خورشید انور زر فشان
نکہت افشانی دامان شمیم خلق سے
بلبل تصویر ہو گرم گفتگو کے زبان

رہرو دین مبین میں اسطرح بے کیف و کم
پانی پانی ہو کے بہجائے دل سنگ بتان
آفت ابلہ کا زلف جانی حق پرست
شوکت دین خلیل و قوت اسلامیان
باعث تسکین دل آرام جان مبتلا
وائے ناداں کو سب کہتے ہیں انکو کہکشان
عادل و مسکین نواز و جرم بخش ظلم کاہ
جور ہے حلقہ آغوش عالم اعوان
کر خلاف راستی ہے بند بست جہان

جیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
ذات اُنکی دشمن تجانہ مانند خلیل
برق کشت شرک ابر نو بہار مومنان
آسمان بخت و دولت آفتاب برج جان
مخزن نور خدا روح تن روحانیان
پڑگئی جو اُن نگاہ مہر جو روز ازل
صاحب جود و سخا و دستگیر بیکسان
گر بنے نقش ہمہ روح افزا تو فرد شود ہے
دور دوران کی طرح ہر عمر ترکیب جہان

لندھور نے چہرہ پر نور حمزہ صاحبقران کو جو دیکھا دفعتہ ایسی محبت دل میں پیدا ہوئی کہ بے اختیار ہو واسطے تسلیم کے
اُٹھا یا حمزہ صاحبقران نے جواب سلام دیکے اور لندھور کو لب فرش سے لاکے اپنے دست راست ایک کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا جملہ سرداران نامی بھی دنگلوں پر بیٹھے لندھور نے جواب خود سرداران کو دیکھا تو صاف یہ
ثابت ہوا اشعار کھینچ لیں تلوار گر یہ میان سے وقت وغا ۔ ہیچ دشمن پاس ہے کہدے رفینا بالقضا کے
جو آئے انکے ہو روان سوئے عدم ۔ ہے انہیں کی تیغ عریان جادۂ راہ فنا ۔ بعد دیکھنے سرداران کے جب لندھور نے
جانب بارگاہ نظر کی اُسوقت اپنے دل میں یہ خیال کیا شعر دیدۂ انصاف سے گر دیکھ لے یہ بارگاہ ۔ شرمگین
رفعت سے اسکی خیمۂ گردون بھی ہو ۔ ابھی لندھور بارگاہ کو دیکھکر یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے واسطے
آراستگی بزم عشرت کے حکم دیا بموجب حکم محفل عیش آراستہ کی گئی کہ بزم جمشیدی سے کچھ تکلفات میں بڑھ گئی ساقیان
مہ جبین کشتیان رنگین لیکر بزم میں آئے پہلے حمزہ صاحبقران نے بخیال مہمان نوازی جام شراب

پھر کے اپنے ہاتھ سے لندھور کو دیا لندھور یہ خلق و مروت مہمان نوازی حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ مثل حمزۂ صاحبقران کے فی زمانہ کوئی شخص خلیق و مہمان نواز نہ ہوگا غرض لندھور نے خیال لیکے جام مے حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے لیا اور نہایت مسرور ہوکر شراب پی بعد میکشی لندھور کے ساقیان گلعذار نے اہل بزم کو بنا ز و ادا جام مے گلرنگ دینا شروع کیا ہر ایک سردار بادہ ارغوان پینے لگا دختر رز کی لذت سے حظ اوٹھانے لگا زیر گردون مینا مے و جام بادۂ گلگون ہونے لگا بادہ کشان عالی ظرف میکشی کرنے لگے ساقیان خوبرو جلد جلد جام و ساغر مینا و شیشون سے شراب بھرنے لگے چرخ مینائی بزم عشرت کی زیبائی دیکھکر اور متحیر ہوکر گردش ساغر آفتاب کی دیکھنے لگا اسوقت مثل جمشید کی بزم عیش و عشرت پر بار بار تصدق و نثار ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران نے اوسی عالم میکشی مین حکم دیا کہ ارباب نشاط بزم عشرت مین جلد حاضر ہون بمجرد حکم ایک نازنین نہایت ہی حسین ابرو کمان قتال جہان غنچہ دہن گلبدن نرگسی چشم جادو سے چہرو بر عیان چشم الٹر ہتنے کے سن گیارہ یا بارہ برس کا سن زلفین سنوارے ہوئے سرمہ و دنبالہ دار آنکھون مین لگائے ہوئے دہن تنگ مین گلوری دبائے ہوئے مجلس حیران لب نازک پر لگائے ہوئے پیشواز چرزر و رنگین پہنے ہوئے دست و پا حنا سے رنگے ہوئے سینے پر نیبو آبھار جوبن عیان آمد فصل شباب کا نشان بصد ناز و ادا اچھی نظرون سے نوجوانون کو دیکھتے ہوئے مثل غنچہ مسکراتی ہوئی قدم اوٹھانے آشتاق ہوئی عشاق کے دلون کو مثل حنا پا مانند سبزہ پامال کرتی ہوئی جوبن جوانی کا دکھاتی ہوئی جا بجا کثرت ناز و ادا سے شرمتی ہوئی جوانان خوبرو کو دیکھ دیکھ کے اور کسی بات پر خیال کرکے ڈرتی ہوئی بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے آئی اسوقت اوس غیرت ماہ تابان کو دیکھکر دل ہر ایک نوجوان کا بیتاب و بیقرار ہوگیا ہر ایک جوان اوس پر رشک یوسف کا نقد دل سے خریدار ہوا خصوصاً لندھور بن سعدان اوس غیرت مہر درخشان کو دیکھکر بیتاب ہوگیا لیکن بخیال لحاظ حمزۂ صاحبقران خاموش بیٹھا رہا اور اوس نازنین کو نظر شوق دکھا کی کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہ جبین تھی ابیات

گل پر تصدق بلبل باغ
بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نمونے تھے ایسے آہو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض اس میم
ستارے تھے میان خانہ حوت

سراپا اسکا بس بیسوچ تھا پاک
بھری خونخواری تیز مژگان
کمان تھی قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین سے یاقوت

نازنین مذکور نے بزم مین پہونچکے ہر طرف جوانون کو دیکھا جسوقت پہلوان عادی کے تن و توش اور دست و پا پر اوسنے نظر کی دیو غیر شائستہ کا جانکر ڈر گئی دست و پا خوف سے کانپنے لگا ایک سازندے سے پوچھنے لگی یہ شخص انسان ہے یا دیو ہے سازندے نے کہا کہ دل آرام کیون ڈرتی ہو خوف سے بیکار کانپتی ہو یہ انسان ہے دیو نہین ہے مین خوب جانتا ہون یہ حمزۂ صاحبقران کا دودھ شریک بھائی ہے اسکی مان نے حمزۂ صاحبقران کو دودھ پلایا ہے دل آرام یہ تقریر اپنے سازندے کی سنکے بغور طرف پہلوان عادی کے دیکھنے لگی اور دل مین خیال کرنے لگی اگر یہ شخص کسی عورت سے ہم بستر ہو تو ہنگام وصال اس عورت کا کیا حال ہو خیال کرکے دل آرام کے منھ مین پانی بھر آیا پہلوان عادی نے جو اوس سلطرہ بے مثال یوسف جمال کو دیکھا بیتاب ہوگیا اور خیال کرنے لگا کہ کیونکر اس مہ پارہ کو آغوش مین اٹھا کر اپنے خیمہ مین لیجاؤن مدعاے دل حاصل کرون حمزۂ صاحبقران سامنے بیٹھے ہین بزم عشرت آراستہ ہے افسوس اس وقت خواجہ عمرو بھی نہین ہین اگر وہ یہان ہوتے تو کوئی نہ کوئی ضرور تدبیر کرتے مثل دختر پلک کے مین اس سے بھی مدعاے دل حاصل کرتا

کیا تعجب ہو جو رخسار آتش رنگ سے
ایک سا ریگستان دو عالم ہو ہر سو طرف
گئے او سلیم کو وہ دشت میں تیر اپنا
غزل گانے لگی تو اُسوقت یہ حال تھا ابیات
ہر ساگ رواں تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

کان کا موتی ہے لعل ہیں جو دونوں طرف
اک نظر رہتی ہے گل پر اک نظر صیاد پر
خاک اڑاتے پھرتے ہیں اہل وطن دونوں طرف
اُس دم تھا ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو کا نکڑا کا مود

پھوٹ نکلا رنگ جسم نازنیں پوشاک سے
دیکھتی ہے عندلیب نغمہ زن دونوں طرف
دل آرام جو بزم عشرت میں یہ مجرا کرتی
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

جس وقت دل آرام نازک اندام بصد ناز و ادا ہر شعر کو بنا بنا کے گاتی تھی اُسوقت

اس بزم کی کثرت محویت سے عجب کیفیت تھی کوئی دل آرام کے گانے کی تعریف کرے اور اُسکے گیسوے عنبرین و خال سرخ کو دیکھکے بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر عشق گیسو میں کوئی بوسہ دو انجان خال کا وہ زہر افعی کے لیے ہم سائل تریاق ہیں۔ کوئی خط فتنہ دل آرام سے وجد میں آکر مستانہ وار جھومتا تھا کوئی شخص دل آرام کی سرتان پر بیتاب ہوکے دونوں ہاتھوں سے اپنا کلیجہ پکڑ لیتا تھا کوئی کہتا تھا کہ مطربہ فلک کی اس ابرو کے آگے کیا حقیقت ہے کوئی کسی سے کہتا تھا کہ میں تو اس مطربہ کا نقد دل سے خریدار ہوں کیا خوب گاتی ہے اسکی آواز میرے کان کو اچھی معلوم ہوتی ہے اسکا نغمہ سنکے دل چھین ہو جاتا ہے کوئی دل آرام کو دیکھکے یہ کہتا تھا شعر ستا دوست کر حسینان جہان بہی دیکھے مجھسا بمثل طرحدار نہ دیکھا دستان خوش اسی طرح ہر ایک شخص بزم عشرت میں دل آرام کے حسن و جمال اور رقص و نغمہ کے کمال کی تعریف کرتا تھا جب دل آرام انعام کثیر لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اور دماغ حمزہ صاحبقران کا بادہ ناب سے گرم ہوا اُس وقت حمزہ صاحبقران نے لندھور سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ آج تمہارا آنا یہاں کس سبب سے ہوا لندھور نے جواب دیا کہ آج میں خواجہ عمرو کی تلاش میں یہاں تک آیا ہوں صاحبقران نے خواجہ عمرو کی جستجو کا باعث پوچھا لندھور نے تمام حال ابتداے انتہا تک بیان کرکے کہا کہ دو مرتبہ خواجہ عمرو میرے دربار میں گئے لیکن کبھی بصورت اصلی نہیں گئے کہ میں انکی صورت دیکھتا اور انکی شکل پہچانتا اب میں انکی اصلی صورت دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوں اگر خواجہ عمرو یہاں ہوں تو انکو بلوائیے حمزہ صاحبقران نے خدام سے فرمایا کہ جلد جاکر دیکھو اگر خواجہ عمرو لشکر میں ہوں تو بلا لاؤ خدام خیمہ خواجہ عمرو میں گئے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ میں حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے لندھور کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھے لندھور خواجہ عمرو کے سراپا پر نظر کرکے نہایت متحیر ہوا اور حیرت بسیار لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ خواجہ سے فرمائیں کہ اسوقت ذرا بجاکر کوئی غزل گائیں حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور تمہاری ذ سننے کے اسوقت مشتاق ہیں لہذا تم اسوقت ذرا بجاکر کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران جوڑی نے کی نکالی اور دہن سے لگاکر یہ غزل شروع کی غزل

شہید کرتا ہے ترپا کے اپنے بسمل کو
کشاں کشاں مرے پہلو سے لیگیا دلکو
جنون کے عشق نے بے موت ہمکو مار ہی
کیا ہے شاد کسی نے بھی اپنے دل کو
ہمیشہ رہتی حسینوں کی یاد رہتی ہے
خدا کے گھر کی طرح وقف کر دیا دل کو
وہ تیغ کھینچکے آتا ہے سخت جان ہوں میں

سکھائی طرز جفا کسنے میرے قاتل کو
جو آگے قیس کی آندھی چلے تو اے لیلی
گواہ رکھتے ہیں اسکا خدائے عادل کو
بیان کرتا ہوں شبہاے فراق کامل
کہوں نہ منزل خوبان میں کس طرح دل کو
یقین کا وہ کا اور کمر کا ہوتا ہے
خدا بچائے نزاکت میرے قاتل کو

کمند زلف سے وہ شوخ جرم الفت پر
کبھی نہ روک سکے پڑھ لے محمل کو
وہ ناامید خوشی ہوں کہ اُنسے کہتا ہوں
سبا پے ہاتھ سے اسوقت تھام لیں دلکو
حسین جو آپ کے جلوے وہ شوخ سامنے
وہ زلف کھینچتی ہے اس طرح جہاں دلکو
کیا ہے قتل تو ناحق کا بوسہ لیتے ہیں

یہ خون بہا تو ہو دیتا ضرور قاتل کو — ہزار ضعف ہو اُحق میں مگر نیسر

نہیں ہو اب جب پہلو سے جا نگا نہیں — بہنے عشق کا اشک ہو جو ملا دل کو

ہزار طرح کے دیتے ہیں ہم نشان دل کو

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی ذہن گائی اُسیوقت صاحبان محفل کی یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص ایسا محو تھا کہ کچھ خبر دین و دنیا کی نہ رکھتا تھا اور آواز نے تنگ کے مستانہ وار جھومتا تھا اور خواجہ عمرو کی تعریف کرتا تھا لندھور بھی نہایت محظوظ ہو کر بار بار خواجہ کے گانے اور نے بجانے کی ثنا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آرام کے گانے کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو تمہارا مثل و نظیر نے بجانے اور گانے اور عیاری میں نہیں ہے علاوہ لندھور کے ہر ایک شخص تعریف کرتا تھا اُسوقت اہل بزم کا یہ حال تھا

نشوں میں شراب کا اثر تھا — جو بزم میں تھا وہ بے خبر تھا
تھی ایسی نہ دل سے گرم محفل — مردوں میں تھا شمع اہل محفل

غرضکہ جب خواجہ عمرو گا چکے لندھور نے از حد تعریف کر کے لال مروارید کا دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ جو تاج اور جواہرات تاجروں سے تمنے لیا تھا اُسکا روپیہ میں نے تاجروں کو دیدیا ہے اب وہ تاج و جواہرات اور روپیہ بھی بخوشی تمکو دے دیا بعد اس گفتگو کے لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں آپنے مجھکو اپنے خلق سے نہایت خوش کیا وصف آپ کے خلق و مروت کا کیا کروں میری زبان قاصر ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ میں تو ایک عرب بلیس پرورگا ہوں لائق تعریف نہیں ہوں بعد اس تقریر کے حمزۂ صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ والی ہند مجکو یہاں آئے ہوے زمانہ چند روز کا گذرا ہے اور ابتک ہمارے اور تمہارے مقابلہ نہیں ہوا ہے اور نوشیروان نے مجکو واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے پس تمکو لازم ہے کہ خراج ہندوستان نوشیروان کو دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہر چند کہ فی الحال مجکو تمسے زیادہ الفت ہو گئی ہے لیکن مجبوری ہے تم سے مقابلہ کرنا ضرور ہے لندھور نے کہا خیال مقابلہ آپ اپنے دل سے نکال ڈالیے اور اس ارادے سے باز آیئے لطف صلح میں ہے نہ کہ جنگ میں نوشیروان نے جو آپکو مجھسے لڑنے کو بھیجا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکا عدو جان ہے جب اُن کسی طرح وہ آپکو ہلاک نہ کر سکا تو اُسنے آپکو یہاں بھیجا ہے یہ اُسنے آپسے سخت عداوت کی ہے ہر چند کہ انسان کو لازم نہیں ہے کہ اپنی تعریف آپ کرے لیکن بوقت ضرورت اپنی تعریف خود کرنا پڑتی ہے میں وہ شجاع ہوں کہ مجھسے نوشیروان کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتا اور خراج لے نہیں سکتا بڑے بڑے بہادر مجھسے ڈرتے ہیں پس میں نہیں چاہتا کہ آپ ایسے بہادر یکتائے روزگار اور خلق مجسم سے میں مقابلہ کروں نہیں معلوم ہنگام مقابلہ کیا ہو اگر میں آپکے ہاتھ سے ہلاک ہوا تو ضرور آپ کو میرے قتل ہونے کا صدمہ ہوگا اور اگر آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوگئے تو مجکو رنج عظیم ہوگا لہذا امیدوار ہوں کہ آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے انجام مقابلہ اچھا نہیں اب نوشیروان کے پاس مجکو اپنے ہمراہ اسی طرح لے چلیے یا آپ نوشیروان کے حکم کے موافق تعمیل کیجیے میں سر جھکائے ہوئے ہوں جلاد کو بلوائیے گردن میں طوق خاردار بغلوں میں خاردار تختہ بازوؤں پر چوبے فولاد کے پانوں میں بیڑیاں پہنوا کے روبرو نوشیروان کے گرفتار کر کے مجکو لیجائیے میں بخوشی راضی ہوں وہ آپسے خوش ہوگا آپکی بات رہ جائیگی میں وہاں طوق و زنجیر وغیرہ کو اُتار کر اُسکو قتل کر ڈالونگا آپکو تخت پر بٹھاؤنگا پھر آپ ملکہ مہر نگار سے اپنا عقد کر کے مدعائے دل حاصل کیجیے گا لطف حیات اُٹھایئے گا آرام تمام سلطنت کیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو ہندوستان میں نے تم سے مقابلہ کرنے پر سر دربار نوشیروان سے وعدہ کیا ہے اور بیڑا اُٹھایا ہے بغیر مقابلہ میں اس طرح تمکو نہ لیجاؤنگا یہ امر خلاف شجاعت ہے لندھور نے کہا کہ میں آپسے بوجہ الفت کے مقابلہ نہیں کرتا ہوں اگر آپکو اسی طور سے میرا لے جانا منظور نہیں ہے تو لیجیے اس شمشیر آبدار سے میرا سر تن سے کاٹ لیجیے اور نوشیروان کے پاس لیجائیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے اسکی جرأت و شجاعت کی از حد تعریف کی اور سر اُسکا گرفت

الفت سے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تم شرائط دوستی بجالاتے ہو اور مجکو اخلاق سے ممنون کرتے ہو لیکن میری خوشی یہی ہے کہ طبل جنگ بجواؤ اور جس طرح مجھ سے مقابلہ کرو مجھی زور آزمائی کرو لندھور نے بمجبوری کہا اگر آپکی یہی خوشی ہے تو پہلے آپ طبل جنگ بجوائے بعد آپکے میں بھی نقارہ رزمی کے بجانے کا حکم دونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ قبل تم اپنے لشکر میں طبل جنگ بجنے کا حکم دو پیشقدمی تعین کرو پھر میں بھی اپنے لشکر میں نقارہ جنگی بجنے کا حکم دونگا تیاری جنگ کرونگا سر میدان تم سے مقابلہ کرونگا اسوقت جو خداوند چاہیگا وہ ہوگا گھٹ بڑھ کا حال معلوم ہو جائیگا لندھور نے بمجبوری ارشاد حمزہ صاحبقران قبول کیا اور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ کے اپنے لشکر میں پہونچا

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور رخصت ہونا امیر ابا توقیر کا اور مقابلہ کرنا کشتم زرین کفش کا لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

دلاوران میدان جہان نبرد آزمایان معرکہ مقال اسطرح جوہر تیغ زبان دکھاتے ہیں کہ جب خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان دربار میں آکر تخت پر بیٹھا اور جملہ اہل دربار حاضر ہوے اسوقت لندھور نے شمال ہندی اپنے بھائی سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج میں لشکر حمزہ صاحبقران میں بتلاش عمرو گیا تھا حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی تھی حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و بہادر ہیں مجھ سے بخلق و مروت پیش آئے اور باعزاز تمام مجکو اپنے قریب اپنی بارگاہ میں بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے مجکو جام شراب پلایا میری زبان انکی تعریف میں قاصر ہے ہنگام رخصت انھوں نے مجھسے فرمایا کہ مجکو نوشیروان نے واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے یا تو خراج دو یا مجھ سے مقابلہ کرو ہر چند میں نے کہا کہ اب ہمارے اور آپکے فیما بین ایک طرح کا انس ہو گیا ہے مقابلہ نہ کیجیے لیکن انھوں نے نہ مانا اور یہی فرمایا کہ مجھ سے مقابلہ کرو پس اب چاہتا ہوں کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہوں اور امورات سلطنت کا انصرام و انتظام کریں اور مجکو بندہ و سپہسالاری واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے روانہ کریں اور اسیوقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیں ہنگام سحر میں اُنسے مقابلہ کروں لندھور نے یہ کہکر شمال ہندی اپنے عم بزرگوار کو تخت پر بٹھایا اور آپ تخت سے اتر کر قریب تخت ایک صندل پر بیٹھا شمال ہندی نے تخت پر بیٹھکر جب کہ لندھور نے طبل جنگ بجوایا

اسوقت صدائے طبل سے یہ بات پیدا ہوتی تھی نظم

قریب آیا ہے وقت جان فروشی — دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
جدا ہو جائینگے دم میں تن سے سر — خونکو رشتین ہر کی کفن ہے
صدائے طبل کی سنئے بانگاہ — کہوں ہو جوان شیر افگن اب کہاں
اجل کا صبح ہو گرم بازار — مقام آبرو ہے جوان خبردار
جسوقت صدائے — جنگ بلند ہوئی فوج اسلام میں

لشکر اسلام بعجلت تمام خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوکر اسطرح بہزار ادب عاد دعا بجا لاکر یہ کہنے لگے نظم

اے خدا عالم میں ہے جسوقت تک پست و بلند — اے خدا جبتک زمین و آسمان میں برقرار — نالاں بپا از نوا جبتک تلون دست ہے
اے خدا جبتک ہر دم ماہ و مہر ہیں ضیابار — ارزو ہے دل میں یہی حضرت بلوں میں رہیں — مطرب جبتک دے رہا ہے ساقی دے مینا و یار

امیر ابا توقیر گردون سریر کے دشمن تہ تیغ آبدار ہوں جاں سپاروں کے سینہ ہائے پرکینہ شمشیر سے فگار ہوں اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے لشکر میں طبل جنگ بجا ہے لندھور کا قصد ہے کہ ہنگام سحر میدان وغا میں آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جسوقت حمزہ صاحبقران نے جاسوس سے سنا کہ لشکر لندھور میں طبل جنگ بجا اسوقت صاحبقران نے بھی خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ اب ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی نقارہ حربی پر چوب لگائی جاوے جو کچھ خداوند عالم کو منظور ہوگا ہنگام سحر اسکا ظہور ہوگا مجکو حقتعالی کی عنایت سے

توکل ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر توقیر کی سنکے نقارخانہ مین آئے اور نقارۂ سکندری پر بسم اللہ کہکے چوب لگائی بیت
ز نقارہ آواز آمد برون ۔ کہ دولت دولت گردون دون ۔ جسوقت صداے نقارۂ سکندری لشکر ظفر اثر صاحبقران
مین بلند ہوئی گاوزمین تھرائی شیر فلک کا دل دہل گیا بمقتضاے ابیات مصداق اُسکی کیا کیجیے کہ یکسر ہوا اک
زلزلہ روے زمین پر ہوئے اہل جہان کے گنگ کر گوش ۔ اڑے سر سے برنگ طائران ہوش ۔ واسطے شب کو
فوج لندھور اور لشکر حمزۂ صاحبقران مین جو جو بہادر اور دلاور تھے اور مدت سے مشتاق دیدار شاہد تیغ تھے
اُن سب کو تو وہ رات گویا شب عید ہوگئی دل کی نہایت خوش ہوئے خیال کرنے لگے کہ کل بدر وصل شاہد شمشیر جلوہ ہے
مدت سے جسکو ہی کے وصل کا ارمان ہے ایسے معشوق قاتل کے نہ دیکھنے سے دلکو کوفت ہی آنکھیں اسی کی چال ڈھال
دیکھنے کی مشتاق ہین شکر ہی کہ اب وقت سحر جلوہ معشوق شمشیر دیکھینگے سر میدان رو برو بہادران خم کھائینگے
سراپا خون مین نہائینگے غنچۂ دل شگفتہ ہوگا گلشن آرزو مین بہار آئیگی نخل تمنا بار آور ہوگا باغبان قضا گلچینی کریگا
جو گل خوش رنگ و بوے گلشن شجاعت ہیں تیغ کا کھا کر اور مثل غنچہ مسکرا کر باغ جہان سے مانند بوے گل جائیگا مگر لطف
حیات اٹھائیگا تا قیام قیامت نام اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی رہیگا ہر ایک بہادر دنیا مین اُسکی جوانمردی کی تعریف کریگا
اگر ہم بھی میدان وغا مین زخمی ہوکر سرخرو جانب عدم جائین تو گویا افتخار کی سند کونین مین پائین یہ خیال کرکے اکثر بہادرون نے
شبکو اُٹھ غسل کرکے بخیال وصل معشوقۂ شمشیر بلا تاخیر پوشاک غسلی پہ تن کی پیرہن مین عطر سہاگ کا ملا آنکھون مین
سرمہ لگایا اور بہادرون سے گلے مل مل کے کہنے لگے کہ بھائی کل وقت سحر گویا روز عید قربان ہی آج ہی گلے مل لو کل
قصاب اجل خونریزی پہ کمر باندھیگا تیغ تیز سے حلال کریگا ۔ دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہی اور کون جانبر ہوتا ہی یہ وقت
بہت غنیمت ہی بموجب بیت غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین ۔ نادان ۔ دگرگون حال ہو جاتا ہی ایام مین زمانے کا
بعضے تہور شعار بہادر دھرا اپنی اپنی تیغ آبدار پر ہر چند کہ صاف تھی لیکن حریف کو جلد قتل کرڈالنے کے خیال سے اور زیادہ
صیقل سے صاف کرنے لگے بعض بہادرون نے اپنی تلوار مین زور انہ ڈلوایا تا کہ حریف کی گردن کا ڈورا نہ بچے اور
رشتۂ جان ٹوٹ جائے بعضون نے چار آئینے صاف کیے تاکہ جلد صورت فتح و ظفر نظر آئے اکثر بہادرون نے دستانون کو
اپنی قوت بازو سے سر دست درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہی دعا کرو کہ سر میدان
آبرو رہ جائے قدم میدان جنگ مین بڑھکے پیچھے نہ ہٹے خداوند عالم مرد تن مین ثابت قدم رکھے رو برو حریف دلیرانہ
ذکر تیغ جو نے سنکے کسی دلاور نے کہا سچ کہ ہم بھی خبر ہندوستان لندھور بن سعدان کی تلوار کے جوہر دیکھینگے
ہم نے سنا ہی کہ شاہ ہندوستان بڑا بہادر ہی اور اہل لشکر ہی اُسکی فوج مین ہندی اپنے تئین نہایت بہادر تصور کرتے
ہین بے خود وزرہ میدان مصاف مین اپنے حریف سے مقابلہ کرتے ہین دلاور نے کہا کہ جواب پایا کہ ہندی بھلا ہم سے
کیا مقابلہ کر سکینگے ہماری تلوار کی پناہ بھی نہین ہی مریخ ہماری شمشیر زنی اور خونریزی اعدا دیکھکر خوف سے
کانپ جاتا ہی ہمارے نعرون سے دل شیر فلک کا دہل جاتا ہی اب تین پہر رات باقی ہی صبح کو دیکھنا جب ہم
بہادرونکی تلوارین مانند برق کے میدان جنگ مین چمکینگی اور ابر سیاہ سپر ادھر سے اُٹھیگا ہر ایک تلوار
صورت برق تڑپ تڑپ کر ابر سیاہ سے گذر کے ہندیون کے خرمن جسم و جان پر اسطرح گریگی کہ تن و جان کا نام
نشان بھی باقی نہ رکھیگی اور ہندیونکو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہوگا ساری اُنکی شجاعت تشریف لیجاویگی بچ
بھاگنے کی کوئی تدبیر انکو نہ سوجھیگی بھاگتے مین ہزارہا ہندی قتل ہونگے صدہا زمین پر گرکے پامال سم اسپان ہوجائینگے
ہزارون ہندی زخمی اور کشتہ ہوکر مثل ماہی بے آب تڑپینگے سیکڑون صداے نالہ و فریاد بلند کرینگے شجاعون نے

لڑنا کچھ سہل نہیں ہے میدان میں قدم جما کر تلوار زنی کرنا کچھ منہ کا نوالا نہیں ہے اپنے دشمن کے سامنے ٹھہرنا اور اُسکی ضرب تیغ تیز سے
بچنا بہت دشوار ہے خداوند عالم نے ہمیں لوگوں کو یہ امر صاحب ہمت کیا ہے کہ میدان جنگ کو سیرگاہ جانتے ہیں اور زخمہاے
شمشیر و تیر و نیزہ وغیرہ کو گلہاے گلشن شجاعت تصور کرتے ہیں آگے قدم بڑھا کے کبھی پیچھے نہیں ہٹاتے ہیں تلواروں کی آنچ کو
ہواے سرد و فرحت افزا خیال کرتے ہیں بھاگنا حریف کے سامنے سے ننگ و عار سمجھتے ہیں اور زخمی ہو کر زخموں میں نہا کے بچنے کو
ننگ لکھنا تصور کرتے ہیں بھلا ہم سی نامرد ہم ایسے شیران عرب سے کیا لڑینگے ہنگام مقابلہ دیکھ لینا جاتے کیونکر ہیں کے
کوئی صف شکن کسی تیغ زن سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کس جری کی تیغ ہیبت کون کون ہلاک ہوتا ہے کون نمدہ بنا ہے
کون سوے عدم جاتا ہے مقابلہ حریف بکثت سے ہے خدا آبرو رکھے امید ظفر بھی ہے اور خیال شکست بھی ہے کیونکہ مشہور ہے کہ [illegible]
بسا ہو برادر دعاے فتح و ظفر خداے کریم سے شب بدعا و مناجات میں بسر کرو تا کہ خالق بحر و بر ہمکو حریف پر مظفر کرے اور
دامن مراد کو ہر آرزو سے بھردے کوئی تیرانداز گوشے میں جھکڑ تیروں کو ترکش میں بھرتا تھا کمان کو سینکتا تھا اور ناوک افگنوں
چلا کے کہتا تھا کہ اونامدارو مرنے پر لیس ہو درستی آلات حرب و ضرب کرو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی فکر و تدبیر کرو
میں فراوان تیروں سے اپنے حریفوں کو تاک تاک کے ہلاک کرونگا حتی الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرونگا تیرانداز ہیں
ذرا بھی خطا نہ کرونگا میں نے حمزہ صاحبقران کا نمک کھایا ہے حق نمک ادا کرونگا جان اپنی قدم امیر پر وقت
قربان کرونگا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا جزاک اللہ مرد میدان کارزار اور تلوار ایسا ہی عزم کرتے ہیں ہم بھی سرفروشی
اور جانبازی کے لیے موجود ہیں ذرا صبح تو ہو ہماری دلاوری میدان میں دیکھ لینا جبتک جسم میں روح رہیگی
اور دست و پا میں قوت باقی ہے قتل حریف سے باز نہ رہینگے اکثر سوار اپنے برچھے کو دیکھ بھال کے باہم کہتے تھے
کہ یہ برچھا سینۂ حریف پر اس طرح ماریں گے کہ وہ جانبر نہو گا جس وقت وہ گھوڑے سے زمین پر گریگا اپنے مرکب کو بڑھا کر اُسکو
پامال سم مرکب کرینگے اکثر بہادران [illegible] نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو کر گرز گران سر کو اٹھا کر اور گردش دیکر تیغ زنوں سے کہتے تھے
کہ ہم تو عمود گرانبار سے سر دشمن نابکار کو میدان کارزار میں شگافتہ کرینگے حریف کو پیوند خاک کرینگے تیغ زن کہتے تھے ہم کو
دیکھیں ہم دشمنوں کو تم سے زیادہ قتل کرتے ہیں کہ تم ہم سے سوا اعداے بدکردار کو ہلاک کرتے ہو بظاہر ہمیں تم سے زیادہ
سواران لشکر [illegible] کو قتل کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تیغ آبدار ہے اگر ہم چند ہاتھ سر اندازی کرینگے تو چندان ہمارے
دست و بازو نہ تھکینگے اور تمہارے پاس عمود گران ہے اگر تم اس گرز گرانبار سے چند حریفوں کو ہلاک کروگے دست و بازو
تمہارے تھک جائینگے بہادران نامی ہنسکے جواب دیتے تھے کہ تمکو ابھی ہمارے دست و بازو کی قوت اچھی طرح معلوم نہیں ہے
یہ وہ بازو کم قوت نہیں ہیں کہ تھوڑی دیر میں تھک جائیں اگر ہم کو کہنے کا کچھ یقین نہیں ہے تو صبح بھی قریب ہے قوت و
طاقت ہمارے دست و بازو کی دیکھ لینا اگر خدا چاہیگا تو تم سے زیادہ فوج دشمن کے سواروں کو ہلاک کرینگے بہادران
نامدار اور دلاوران ذو الفقار تو ذکر کارزار اور آلات حرب و ضرب کی درستی میں مصروف و مشغول ہیں لیکن جو نامرد اور بزدل
دونوں لشکروں میں ہیں انکی یہ کیفیت ہے کوئی تو خوف جان و جنگ و جدال سے اپنے بستر پر پڑا ہوا کانپتا ہے لحاف
اوڑھے ہوئے ہے دم بدم آہ و نالہ کرتا ہے جب کوئی پیدل یا سوار اُس سے پوچھتا ہے کہ بھئی کیسے ہو مزاج تمہارا کیسا ہے
آج بستر پر کیوں پڑے ہوئے ہو اس قدر آہ و فریاد کیوں کرتے ہو وہ جواب دیتا ہے کہ آج مجھکو تپ لرزہ سے آئی ہے
تمام اعضا میں درد ہے تپ کی شدت سے مفاصل شعلۂ کانوری جل رہے ہیں تشنگی سے حلق خشک ہے کلیجا جلا جاتا ہے
ذائقہ دہن کا تلخ ہے مفاصل شکنی ہو رہی ہے گویا جسم سے جان نکل رہی ہے ضعف سے بات کرنا بھی دشوار ہے تکیے سے سر
اٹھایا نہیں جاتا کروٹ بھی بدلی نہیں جاتی کیونکر اُٹھیں اور تم سے جھگڑا باتیں کریں سوار اور پیدل انکو دیکھتے ہیں کہ لحاف

باہر ہاتھ تو اپنے نکالو ذرا ہم تمہاری نبض تو دیکھیں کیسی تپ ہے کہ ایک دن میں بلکہ ایک پہر ہی میں تمہاری یہ کیفیت ہو گئی
کہ تم سے اٹھا نہیں جاتا شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے تھے ہم سے باتیں کر رہے تھے جس وقت سے کہ طبل جنگ
بجا ہے اُس وقت سے تم ہمارے بستر سے اٹھکے اپنے بستر پر آئے ہو اسوقت ہمکو معلوم ہوا کہ تمہاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے وہ بزدل
خیال اپنے لحاف سے ہاتھ نکال کر نبض اپنی سوار کو نہیں دکھاتا ہے کہ سوار اور پیدل نبض دیکھکر کہیں گے کہ تمکو تو مطلق تپ
نہیں ہے اُس وقت میری دروغگوئی ان سب پر ثابت ہو جائیگی خوف اس بات کے خیال کرکے وہ بزدل جواب دیتا ہے کہ بھائی مقدور
نہیں کہ لحاف سے ہاتھ باہر نکالوں اور تمکو نبض دکھاؤں علاوہ اسکے تمکو نبض ہی دکھانا بیکار ہے کیونکہ تیر و شمشیر کے
دیکھنے میں تو البتہ دخل ہے لیکن تم نبض کا دیکھنا کیا جانو نبض کا دیکھنا کام حکیم کا ہے تم حکیم نہیں ہو میں تمکو نبض دکھا کر ان
بیکار سردی میں اپنے ہاتھ کیوں باہر نکالوں میں مثل تمہارے احمق نہیں ہوں بس جاؤ اپنے بستر پر سو رہو زیادہ ہم سے گفتگو
نہ کرو ہم سے بات نہیں کی جاتی ہے اگر خدا چاہے گا تو صحت ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہیں سوار اور پیدل بیمار کی
تقریر سنکے اور بے اختیار ہنسکے کہتے ہیں ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب آگاہ ہیں جب کبھی طبل جنگ بجا ہے
اور خیال حریف کا تو نے کیا ہے اسی طرح تو بیمار ہو رہتی اور بیکار ہو گیا ہے کیوں ہم سے جھوٹی گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے
اصل تو یہ ہے کہ تو لڑنے سے اور مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے وہ بیمار کہتا ہے کہ میری بزدلی اور شجاعت ظاہر ہے دیکھو
میں ایسا جری ہوں کہ تپ سے لڑ رہا ہوں تم سے باتیں کرتا ہوں حواس میرے درست ہیں تم سبکو پہچانتا ہوں اور
تم سب کے نام جانتا ہوں کہو تو بتا دوں اگر میری طرح کسی اور کو ایسی تپ آتی تو منہ سے اسکے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا
آنکھیں بند ہو جاتیں وہ اس تپ سے بچا نہ رہتے اب تک مر جاتا قبر میں دفن بھی ہو جاتا میں ہی ایسا بہادر ہوں کہ اب تک زندہ
ہوں اور تم سے باتیں کر رہا ہوں سوار اور پیدل نے ہنسکے کہا واہ واہ تمہاری شجاعت و دلاوری میں شک نہیں ہے تم عجیب
بہادر ہو القصہ پڑے ہوئے خوف جنگ سے بید کے مانند کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بزدل کو خوف کارزار سے مرض اسہال ہو گیا
و بہ دم دست آنے لگے رنگ سے زرد ہو گیا لب خشک ہو گئے ہیں گریہ و زاری و دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جاتا تو خدا یا ہو
یا مدار صاحب تمہارے روضہ پر چھڑیاں چڑھاؤنگا کوئی نامرد کہنے لگا کہ اگر میں یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ ہوگا تو کبھی
سواروں میں اپنا نام نہ لکھواتا کمر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کچھ تدبیر بن نہیں پڑتی کیا کروں کس طرف بھاگ کے
جاؤں جان اپنی دشمنوں سے بچاؤں کوئی بزدل سوار سائیس سے کہتا تھا کہ ای بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل صبح ضرور
میرا مرکب زین و لجام سے آراستہ کر رکھنا تو آخر شب ٹھنڈے ٹھنڈے تاروں کی چھاؤں میں اپنے مکان طرف یہاں سے
چلے جائینگے ہرگز وقت سحر کے یہاں نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہیں ہیں کہ لشکر میں رہیں اور ہنگام مقابلہ کسی حریف ناہنجار کے
ہاتھ سے مارے جائیں مفت اپنی جان دیں امیر یا قیر تو اسواسطے لڑتے ہیں کہ اگر لندھور مطیع ہوگا اور خراج
دیگا تو نوشیرواں کی دختر نیک اختر سے عقد ہو جائیگا شب و روز عیش و عشرت میں بسر کرینگے اور وصل ملکہ مہرنگار سے
لطف بے اندازہ اٹھائینگے لندھور خسرو ہندوستان اس سبب سے لڑتا ہے کہ اسکو خراج دینا اور اطاعت قبول کرنا
منظور نہیں ہے پس ان دونوں کا باہم جنگ و جدل کرنا بجا و درست ہے اور ہم کو تو کسی طرح کی امید نہیں اگر لڑائی میں فتح
ہوئی تو ہمکو کیا فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہمکو وہی پندرہ جیتل روپیہ مہینا جو کے ملتے ہیں ہمیشہ ملینگے
پس پندرہ روپیہ کے واسطے ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا خداوند آپ سپاہی ہو کر ایسے کلمات زبان پر لاتے ہیں
آپکو ایسی گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے بس اب خاموش رہیے ایسا نہو کہ کوئی جری سن لے تو باعث آپکی ذلت و رسوائی کا ہو
اگر آپ چلے جائیے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے آپ کو تو کوئی کبھی نہ پوچھے گا اگر آپ ایسے ہی بزدل تھے تو کیوں

رسالے میں اپنا نام لکھوایا تلوار کمر سے کیوں باندھی خود سر پر کیوں رکھا زرہ جسم میں کیوں پہنی اپنے تئیں بہادروں میں کیوں
شامل کیا اب اگر آپنے تلوار باندھی ہے تو صبح کو میدان جنگ میں جوہر تیغ دکھائیے دو چار سو حریفوں کو قتل کیجیے میدان
وغا میں دلیر و بہادروں کے نام پیدا کیجیے آپنے برسوں سے اپنی اوقات بسری بہ فراغت کی ہے آج وقت پڑا آپ بھاگے
جاتے ہیں حق نمک ادا نہیں کرتے ہیں اہل لشکر آپ کو کیا کہیں گے رسالے کے جوان آپکو نامرد خیال کرینگے اور یہ آپکو
کیونکر یقین ہو گیا کہ ہم ضرور ہی قتل ہو جاینگے زندہ نہ رہیں گے ہر چند کہ ہنگام وغا میدان جنگ میں بازار اجل گرم
ہوتا ہے کوئی تیر سے اور کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہے لیکن جن بہادروں کی زندگی باقی ہوتی ہے وہ زندہ رہتے ہیں تلوار اور تیر
و تفنگ کوئی حربہ حریف اثر کارگر نہیں ہوتا ہے پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہے قضا خود انکی حفاظت کرتی ہے بقول
شخصے شعر گرچہ میدان وغا میں خطرۂ جان ہے مگر • بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہیں • اس سوار نے تقریر سائیس کی
سنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان و حیوان کوئی نہیں مرتا سچ ہے تو نے یہ شعر شاید نہیں سنا ہے شعر گرچہ کس بے اجل
نخواہد مرد • تو مرو در دہان اژدرہا • انسان کو لازم ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کبھی کھڑا نہ ہو
جہاں خیال ہلاک ہو جانے کا ہو پس میں عقلمند ہوں واسطے دیر ہوں میدان وغا میں ٹھہرنا کیسا جاؤنگا بھی نہیں
مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیز سے قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا خداوند آپ تو جنگ سے بیحد
خائف و ترساں ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں مثل آپ کے کسی کو نہیں دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہوں
شعر جس طرح سے آپ ڈرتے ہیں کوئی ڈرتا نہیں • بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہیں • مثل ہے خداوند نعمت اسطرح
اپنے دین و ملت کا اس درجہ جنگ و جدال سے خائف نہو جیسے لشکری آپ کو بزدل کہیں گے ذرا غور کر کے ملاحظہ
فرمائیے میں آپکے گھوڑے کے واسطے چکی میں چنے دلتا ہوں جس چنے کے مقدر میں دو ٹکڑے ہونا نہیں ہوتا ہے وہ چنا
سالم نکل آتا ہے اور اتنی بڑی چکی سے دو ٹکڑے نہیں ہوتا ہے اسی طرح اگر آپ کی قسمت میں تلوار سے دو ٹکڑے ہونا
نہیں ہے تو کبھی آپ کسی سے قتل نہو جیے گا اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنوں کی قضا آگئی ہے تو گھر میں جا کر ہلاک ہو جائیگا
اس سے بہتر و مناسب یہ ہے کہ میدان جنگ میں مردانہ وار کارزار کیجیے ہزاروں دشمنوں کو تہ تیغ کیجیے بعد فتح جنگ
خلعت و انعام لیجیے مجھکو یقین ہے کہ اگر آپ میدان جنگ میں کارہائے نمایاں کرینگے اور لڑائی فتح ہو جائیگی تو ضرور آپ کا
عہدہ بڑھ جائیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جائیگی آبرو اور عزت و وقعت بڑھتی جائیگی سوار نے جھنجلا کر سائیس سے
کہا کہ ابے تو بڑا بیہودہ ہے ہمکو نصیحت کرتا ہے ہمارا استاد بنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اسے قبول نہیں کرتا ہے اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو
ہمارے حکم کو بجا لا ورنہ پچھتائے گا تو ہمارا تابعدار ہے ہم تیرے فرمانبردار نہیں ہیں کہ تیرے کہنے پر عمل کریں میدان
جنگ میں جائیں کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنوں کے
ہاتھ سے دور بار شیطان کے کان بہرے قتل ہو جائیں لڑائی میں کام آئیں تو ہمارے لباس پہنے اور ہتھیار ہمارے
لیکے گھوڑے پر سوار ہو کے کسی طرف چلا جائے یہی تیرا قصد ہے ہمکو تیری باتوں سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے
ابے پاجی یہ تیری آرزو کبھی بر نہ آئیگی ہم تیرے فقرے میں کبھی نہ آئینگے اور تیرے اس دام مکر و فریب میں کبھی
نہ پھنسینگے ہم عقلمند ہیں اپنے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتے ہیں تو ہمارا عدو جان ہے یہی چاہتا ہے کہ ہم کسیطرح ہلاک
ہو جائیں لیکن ہم تیرے کہنے پر کب عمل کرینگے تو ہم سے زیادہ عقلمند نہیں ہے ہم ہر چند کہ جاہل ہیں لیکن عقلمند ہیں اور
تو لاکھ دانا ہے مگر بیوقوف ہے ہماری اور تیری عقل میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہ ہم جانتے ہیں وہ تو نہیں جانتا ہے اور ہم
وہ ہیں کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہے مدت تک سلیقے سے دھوپ میں نکلنے نہیں

ویا ہو اور کبھی سپاہیوں کی صحبت میں بیٹھنے نہیں دیا ہو ہمنے ہمیشہ شطرنج اور ستار اور گنجفہ وغیرہ کے شغل میں اتنی اپنی زندگی بسر
کی ہو اب تھوڑے زمانے سے ہماری خالہ صاحبہ نے خدا انکو جنت میں داخل کرے انھون نے ہماری والدہ اور باجی صاحبہ کو
دو غلامان کرا اور انکا زیور نقرئی و طلائی بلوا کر ہمکو گھوڑا لے دیا اور رسالے مین نوکر رکھوا دیا ہر چند ہمنے ان سے کہا کہ ہم گھوڑے پر
سوار ہونگے تلوار کمر سے نہ باندھیں گے نوکری نکرینگے کیونکہ ہمنے کبھی چاقو بھی کمر مین نہیں لگایا ہو گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر سوار نہیں
ہوئے ہین ہمکو گھوڑے پر سوار ہونے سے ڈر معلوم ہوتا ہو ایک نہ ایک روز ہم مرکب سے نیچے گر پڑینگے پامال ہم آپ ہو جاینگے
لیکن انھون نے ہماری فریاد نہ سنی اور ہمکو رسالے مین نوکر رکھوا دیا خالہ اور والدہ اور باجی تو مر گئین ہمکو اس نوکری کی آفت
مین مبتلا کر گئین اب صبح کو میدان رزم مین ہزارہ پیدل و سوار تیر و تیغ آبدار سے قتل ہونگے میدان مصاف مین کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار جا بجا ہونگے بازار اجل میدان جنگ مین گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خریدار خلعت شہادت
ہوگا ملک الموت کو روحون کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونون طرف ہزارون سوار اور پیدل قتل ہونگے زمین انکے خون سے
رنگین ہوگی بلکہ میدان مصاف مین جوے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونون لشکرون مین چلیگی ہزارون قتل
ہو جاینگے سیکڑون زخمی ہونگے بہت سے پامال سم اسپان ہو جاینگے خاک مین ملجاینگے سیکڑون تیرون سے ہلاک ہونگے
ہزارون ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونگے صدہا شمشیر بران سے قتل ہو کر سوے عدم جاینگے بہت سے کفن بھی
نہ پاینگے قبرین بھی سیکڑون کی نہ بنائی جاینگی لاشین انکی بے گور و کفن زمین پر پڑی رہینگی زاغ و زغن وغیرہ گوشت انکا
کھائیں گے کتے ہڈیان انکی چبائیں گے دن بھر لاشین دھوپ مین پڑی رہینگی رات کو شبنم مین زیر فلک رہینگی چادر گرد انکے
انکی لاشون پر پڑیگی سایہ شامیانہ فلک کا انکی لاشون پر ہوگا انجام لڑنے کا اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہمسے
یہ معرکہ دیکھا جاینگا ہمکو تو فوراً غش آجاینگا گھوڑے سے گر پڑینگے پامال سم اسپان ہو جاینگے روح جسم سے نکل جاینگی بے آئے ہمکو
موت آجاینگی لڑنے کا ارمان دل ہی مین رہ جاینگا دم نکل جاینگا اسواسطے عہد طفلی سے ہماری تو یہ کیفیت ہو کہ جب
ہمارے سامنے فصاد نے کسی کی رگ مین نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فوراً ہمکو غش آگیا اس امر کا اکثر
ہمنے امتحان کیا ہو اور اگر کبھی کسی وجہ سے بیمار کراہتا ہو اور آواز اسکی ہمارے کان مین آتی ہو تو دل ہمارا دہل جاتا ہو
روح جسم مین خوف سے بیقرار ہو جاتی ہو رنگ چہرے کا زرد ہو جاتا ہو دست و پا کانپنے لگتے ہین ہوش و حواس جاتے رہتے
ہر چند ہم اپنے دل کو سخت کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ نہ ڈرین لیکن ڈری جاتے ہین کیا کرین مجبور و ناچار ہین خدا نے
ہمکو ایسا ہی دل دیا ہو اب تک اکثر اوقات ڈر جاتے ہین اور اسی عالم خوف و اضطراب مین موافق عادت اپنی والدہ
اور خالہ اور باجی کو اسطرح پکارنے لگتے ہین کہ اماں جان خالہ صاحبہ بڑی باجی جلدی دوڑو ہمکو بچاؤ دیکھو عجب طرح کی
آواز میب کان مین آئی تھی جلدی آکر ہمکو آغوش مین لیلو ورنہ ابھی ہم گر پڑینگے بیہوش ہو جاینگے یقین ہو کہ
تڑپ کے مر جاینگے جب کوئی آواز نہیں دیتا ہو تو خیال آتا ہو کہ ہم کسکو پکارتے ہو اماں اور خالہ اور باجی تو
انتقال کر چکی ہین غرض کہ جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہو تو ہمسے میدان جنگ مین جا کر حریف سے کیا لڑا جائیگا
ہمکو تو تلوار لگانی بھی نہیں آتی ہو اور علاوہ مقابلہ کرنے کے اور تلوار حریف پر لگانے کے ہم یون ہی ہلاک ہو جاینگے
جسوقت کسی کو قتل ہوتے دیکھیں گے خود ہلاک ہو جاینگے اسوقت کسی حریف سے لڑ نہیں رہے ہین فقط ہمسے باتین
کر رہے ہین لیکن دل کی عجب کیفیت ہو روح جسم مین بیچین ہو رونگٹے کھڑے ہوئے ہین ہر چند کہ دل یہی چاہتا ہو
کہ ابھی اپنے گھر بھاگ جائین اپنی زوجہ کے پاس جا کر چھپ رہین جو زوجہ ہماری ہمسے نہایت محبت کرتی ہے
چار مہینے کا زمانہ گذرا ہو کہ ہماری شادی اس نیکبخت کے ساتھ ہوئی ہو اگر ہم تیرے کہنے سے میدان جنگ

ہین صبح کو جائین اور وہان جاکر اگر خدانخواستہ قتل ہوجائین یا خون دلاوران دلیر ہلاک ہوجائین تو جورو ہماری رانڈ
ہوجائیگی ابھی نوجوان ہے مرنے کی خبر سنکے یقین ہے کہ وہ بھی کثرت رنج و ملال سے ہلاک ہوجائیگی اور اگر ہلاک ہوئی تو
زندگی اپنی کیونکر بسر کریگی پس اے سائیس ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے ہمکو جوانان لشکر اگر بزدل
کہینگے تو کہین ہمکو انکا بزدل کہنا منظور ہے لیکن اپنی جان دینا قبول نہین ہے اگر ہم بسبب بزدلی کے نوکری سے چھڑا دیئے
جائینگے اور بقول تیرے کوئی ہمکو نوکر نہ رکھے گا تو ہم بھیک مانگ کر کھائینگے اور جو روٹیون کے ٹکڑے ملا کرینگے وہی ٹکڑے
گدائی کے نان نعمت سمجھ کر کھائینگے اور اپنی زوجہ کو کھلائینگے اور شب کو اپنی زوجہ خوبرو کے پاس سو رہینگے اور اُسکے وصل
سے اپنے دل کو خوش کرینگے اے سائیس اگر تو یہ چاہتا ہے کہ ہم یہان سے بھاگ کر اپنے گھر نہ جائین اور لشکر ہی مین رہین تو
تو کل تو ہماری پوشاک پہنکے اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہوکے ہمارے عوض تو ہی میدان جنگ مین جانا
اور ہم گھوڑے کی گھانس اور دانہ کی تدبیر کرینگے اگر تجھکو کوئی سوار پہچان کر پوچھے کہ وہ کہان ہین میدان جنگ مین
کیون نہین آئے تو کہدینا کہ انکی طبیعت ناساز تھی اُنھون نے اپنے عوض مجھکو بھیجدیا ہے اگر تو میدان رزم سے زندہ
آئیگا اور لڑائی آج ہی فتح ہوجائیگی تو جو کچھ خلعت و انعام ملیگا وہ تو ہی لے لینا ہمکو ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل
ہوجائیگا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے
پر ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر کے وہ وقت آیا کہ اشعار ہوئی شب خوف کھا کر
جلد کافور ◆ سیاہی شب کی لیکر ہوگئی دور ◆ لڑائی کی جو دل مین سب نے ٹھانی ◆ تو نکلا شہسوار آسمانی
حمزہ صاحبقران نے بعد نماز اور وظیفہ کے حکم تیاری لشکر کا دیا بموجب حکم سرداران اور جملہ سوارون اور پہلوانون
نے اسلحہ آہنی اپنے جسم پر آراستہ کیے امیر با توقیر نے زرہ پہنی خود سر پر رکھا دستانے چڑھائے ہتھیار لگا کے بارگاہ
سے باہر تشریف لائے سردارون نے مجرے کیے جب امیر با توقیر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے
علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے طبل جنگی پر چوب پڑی سرداران لشکر وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوئے نقیبون نے
صدائین نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کین حمزہ صاحبقران عالیشان نے مرکب اپنا بڑھایا اشعار

کیا لکھون مین اثر گرم فراجی سمند
ہوش رفتار مین شوخی مین [illegible]
تر نہو ذرہ عرق سے صفت آب گہر
تازیانہ کا اگر نام بھی سن لے وہ کبھی
ہر حصر تیز قدم [illegible] لیکر اسکو
ہو یہ جولان کہ نظر [illegible] باد

حمزہ صاحبقران نے مرکب کو جولان کیا سرداران نامی و نامدار جانب میدان مصاف ہمراہ صاحبقران روانہ

ہوئے اوسوقت یہ حال تھا اسیاق
حضیض زمین چون فلک اوج بود
نقیبان خروشیدن انگیختند
زسم ستوران دران پہن دشت
ز آمد شد لشکر بے قیاس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
ترک بر ترک سو بسو در شتاب
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
زمین در تزلزل فلک در ہراس
خسک بر گذرگاہ کین ریختند
نہ در دل شکون و نہ در دیدہ خواب
جب حمزہ صاحبقران دار میدان

کارزار ہوئے بیلدارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار کو کثرت آبپاشی سے
بٹھا دیا جب سقے آبپاشی کر چکے اُسوقت صف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ و قلب جناح لشکر درست ہوا ناگاہ اُدھر
سے لندھور فیل میمونہ پر سوار عقب پشت پر پانچ لاکھ ہندیون کا لشکر لیے بعد کروفر نمایان ہوا فیل میمونہ کی خوبی
تعریف تو ہو نہین سکتی لیکن ادنی تعریف اُسکی یہ ہے کہ کوئی فیل اوسکا ہمسر اور اُسکی ٹکر کا نہو گا پیشانی فیل میمونہ
کی ایسی رنگی ہوئی تھی کہ دیکھنے والونکو ثابت ہوتا تھا کہ ابر سفید پر کسی قدر شفق ہے دندان اُسکے مثل دست دراز

مجوسیہ جنین سے مشابہ ہین یا دو جانب جوے شیر جاری تھی پشت پر اسکی زربفت جھول پڑی تھی طلائی کرشعہ دانتون پر اسکے چوڑے چوڑے چڑھے تھے نہایت نادر و نفیس ریشمی رسون سے ہودہ طلائی جواہر کار کسا تھا زنجیرین طلائی و نقرئی تھین فیلبان لباس نفیس پہنے ہوئے اسکی مسند پر بیٹھا تھا نظم

زلف جانان کا خم چشم عاشق کی تری | کالیجہ پلۂ میزان ہین جنمین تول لو
دو زمانے کو جو اترے شور دریا مین ہے ہو | مردم آبی کرین کافور کی سوداگری
خامۂ سکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت | کشور مصر و حلب کا مال خشکی و تری
فیل میمونہ پر لندھور بیٹھا ہوا عجب

رعب جسم کیے ہوئے بصد شوکت میدان کارزار مین آیا لندھور نے میدان مصاف مین اگر دیکھا کہ حمزہ صاحبقران اپنے لشکر کی صفین آراستہ کیے ہوئے مسلح و مکمل عجب شان و شوکت سے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہین چہرے پر رعب و صولت صاحبقرانی ظاہر ہے علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا اور دمبدم اوس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی نکلتی ہے اور اسی علم سے اسقدر خوشبوے مشک و عنبر کی آتی ہے کہ سارا میدان مصاف صحراے ختن یا صحراے تاتار معلوم ہوتا ہے تمام عرصۂ رزم خوشبو سے بسا ہوا ہے صبح کا وقت ہے اور ہوا چل رہی ہے خوشبو علم اژدہا پیکر سے نکل رہی ہے دل کو نہایت فرحت حاصل ہوتی ہے صفین سوارون اور پیدلون کی قاعدے سے آراستہ ہین ہر ایک صف زرہ پوشون کی گویا دیوار آہنی نظر آتی ہے یا سد سکندری کا ہر صف پر گمان ہوتا ہے فوج مانند موج دریا ہے تمام میدان کثرت مردمان لشکر سے بھرا ہوا ہے ہر ایک سوار نوجوان لالہ فام قمر غد گل اندام ہے مرکب سوارون کے کمیت و سرنگ ابلق وغیرہ ہین اشہب تیز گام فلک آگے اون مرکبون کی چال کے بجز نثار ہے اور صبا کا چلنا ان باد پائون کے آگے بیکار ہے نظم کیا صفت ہو مرکبون کی تھے وہ ایسے بینظیر ساختہ جنکے پری کو بھی ہے عذر بےپری ہٖ تازیانون کے برابر ہے انکین تازنگاہ ٭ انکے راکب کے اشارون پر ہے انکی یکدم انکا بال ہر ایک رکب کے گیسوے حور سے بہتر بلکہ بستر ہے چہرے مرکبون کے چہرۂ پریان سے مشابہ ہین آنکھین انکی مانند چشمان شیر کے ہین یا مثل دیدۂ معشوقان خوبرو ہین غزلان صحرائی اگر ایک نظر انکی آنکھون کو دیکھ لین یقین ہے کہ آنکھین اپنی انکی آنکھون سے ابھی نہ بدلنے کو خجوب و شرمندہ ہون سینہ ہر ایک اسپ پری پیکر کا کشادہ ہے تو تھنی مانند غنچۂ گل کے ہے جو رہند ہر ایک راہوار کا بجنبل و ملد رادر بےعیب ہر قدم مانند معشوقان طناز کے اٹھاتے ہین کبھی ہوا کی تیزروی پر نظر کرکے غصے سے کف منہ مین بھر لاتے ہین دہانہ غیظ سے چباتے ہین ٹاپون سے میدان کو پامال کرتے ہین دمبدم اپنے اپنے راکب کیطرف اس خیال سے دیکھتے ہین کہ اگر راکب اشارہ پائین تو حد وہم و گمان سے بھی نکل جائین سوار اونکو روکے ہوئے ہین بار بار انکی پشتون پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہین اور ان مرکبون کا یہ حال ہے کہ سم زنم اور دم سے دم ملاتے ہوئے دوش بدوش کھڑے آمادۂ جنگ اور مستعد کارزار ہین تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے ہین ہر ایک تیغ آبدار مانند برق چمکتی ہے نیزے بلند ہین تیرانداز تیر انگلی پر لیے ہین علم لشکر کا جا بجا بلند ہین سرداران تہورشعار آمادۂ کارزار اپنے اپنے لشکر و فوج کو لیے بکمال دلیری و ہوشیاری پشت حمزہ صاحبقران پر کھڑے ہین میدان جنگ آراستہ ہے لندھور نے بعد دیکھنے طریقہ صف آرائی لشکر کے حمزہ صاحبقران کو تسلیم کی امیر با توقیر نے جواب سلام دیا بعد تسلیم اور مزاج پرسی کے لندھور صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا جب لندھور نے صف آرائی لشکر سے فرصت پائی اسوقت نقیبون اور کرگیتون نے دو جانب لشکرون سے تعدد نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے اس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی سرداران لشکر لندھور سے بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہے اسطرف لندھور نے بھی یہی تصور کیا کہ کوئی سرداران

فوج حمزہ صاحبقران سے مع لشکر بیکران یہان آئی ہی یا نوشیروان نے براے مدد حمزہ صاحبقران کسی سردار
ذیشان کو بھیجا ہی اسی طرح علاوہ لندھور اور حمزہ صاحبقران کے مردمان لشکر بھی جانب گرد و غبار دیکھ دیکھکر طرح طرح
کے خیالات کرنے لگے جب اوس غبار کو ہواے تند نے دفع کیا مردمان لشکر نے دیکھا کہ پچاس علم نمودار ہونے جانب
مقابل لوگ ہوشیار ہو گئے پچاس علمون کو دیکھکر ثابت ہوا کہ پچاس ہزار سوار کی اس لشکر مین جمعیت ہی جب وہ لشکر
قریب آیا وہ دونون لشکرون سے علیحدہ ایک جانب ٹھہرا حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ گستہم زرین کفش معین
اپنے لشکر کی آراستہ کرکے زیر سایۂ علم خوک پیکر کھڑا ہی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا
ای خواجہ دیکھو گستہم زرین کفش آیا ہی یہ مجھسے عداوت رکھتا ہی مین نے اسکے لڑکے کو ایک روز دربار نوشیروان
مین اسکے دنگل کی بابت ایک طمانچہ مارا تھا اور جب یہ چین و ماچین سے آیا تھا اور مین اسکے دیکھنے کو بادشاہ نوشیروان
گیا تھا تو یہ بعداوت مجھسے ملا تھا اور اسنے قصد کیا تھا کہ میری پسلیان توڑ ڈالے اوسوقت مجکو حق تعالے نے اسکی ضرب سے
محفوظ رکھا اور مین بھی اسی طور اس سے ملا تھا کہ آجتک اسکو یاد ہوگا نہین معلوم یہان کیون آیا ہی خواجہ عمرو نے
گفتگو امیر با توقیر کی سنکے فکر کی اور فریب تجویز کرکے لشکر گستہم کی طرف آہستہ آہستہ چین بجبین سر جھکائے ہوے
روانہ ہوئے اور قریب سپاہ نہایت ادب سے گستہم کو سلام کیا گستہم نے جو خواجہ عمرو کے چہرے پر آثار ملال پایا
خواجہ عمرو سے اسطرح پوچھنے لگا کہ ای خواجہ عمرو مزاج تمھارا کیسا ہی اسوقت تمھارے چہرے سے کچھ آثار
ملال ظاہر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان بیمثال رشک رستم و سام و زال مزاج میرا اچھا نہین ہی جو رنج مجکو ہی
اسکو کیا بیان کرون شکایت اپنے مقدر کی کیا کرون الحمد للہ زندہ تو ہون لیکن بوجہ صدمہ دل کے لطف حیات نہین
ہی گستہم نے یہ تقریر سنکے خواجہ سے پوچھا کہ تم کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے بیان کرو شاید اوس رنج کے دفع کرنے کی
تدبیر مجھسے ہوسکے خواجہ عمرو یہ گفتگو گستہم کی سنکے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہنے لگے ای پہلوان بیبدل جو غم مجکو ہی تم
ایسے دوست سے اس الم کو کیا چھپاؤن اصل باعث ملال یہ ہی کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین نے حمزہ صاحبقران
کے ساتھ کیسی نیکی اور رفاقت کی جانثاری اور سرفروشی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا ہی اگر سچ پوچھو تو یہ مرتبہ
صاحبقران کا افضال خدا اور میری وجہ سے ہوا ہی پہلے حمزہ صاحبقران کو کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ وقار قبل اسکے
صاحبقران کا کب تھا پہلے تو امیر با توقیر میری نہایت عزت کرتے تھے کرسی پر مجکو بٹھاتے تھے بھائی مجکو کہتے تھے
لیکن آجکل امیر با توقیر نوشیروان کی دامادی کی امید مین ایسے مغرور ہو گئے ہین کہ کسی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے ہین
اور اپنے ذہن ناقص مین یہ سمجھے ہوئے ہین کہ مثل میرے کوئی شجاع و بہادر روے زمین پر نہین ہی اور مانند میرے
کوئی عاقل و دانا بھی موجود نہ ہوگا یہین ہی اب تو اسدرجہ کبر و نخوت ہی کہ عالم کو جاہل کامل کو ناقص عاقل کو بیوقوف
و دانا کو نادان شیر کو بز نیل کو مور قوی کو ضعیف تصور کرتے ہین اور بڑے بڑے پہلوانان گذشتہ کو کہتے ہین کہ وہ کیا
صاحب قوت و طاقت تھے اگر وہ اس زمانہ مین ہوتے اور مجھسے مقابلہ کرتے تو انکو میری قوت کا حال معلوم ہوتا
پسلیان انکی توڑ ڈالتا غرض کہانتک حال نخوت حمزہ صاحبقران مین تمسے بیان کرون خلاصہ یہ کہ اب وہ اپنے تئین یکتاے
روزگار زور و طاقت و عقل مین جانتے ہین اور اسی غرور کی وجہ سے میری قدر اور عزت نہین کرتے ہین ای پہلوان ذیوقار
مجکو جو امید حمزہ صاحبقران سے تھی کہ عوض یہ انعام جانثاری و سرفروشی کا مجکو دینگے افسوس ہزار افسوس
دنیا مین کسی سے نیکی نہ کرے کیونکہ انجام نیکی کا اکثر بد ہوتا ہی بس اب ای پہلوان رشک رستم میرا ارادہ ہی کہ دو چار
روز کے زمانہ مین کسی طرف چلا جاؤن حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکل جاؤن کسی بادشاہ وزیر کی نوکری

کرون اور اپنی زندگی بآرام تمام بسر کرون گستہم نے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے افسوس کیا اور کہا اے خواجہ عمرو تم ایسے
باکمال ہو کہ تمہارا مثل و نظیر نہین ہے مثل تمہارے کوئی عیاری نہین کر سکتا تم جہان جاؤگے خاص و عام تمہاری قدر کرینگے
اگر تم مجکو سرفراز کرو اور میرے ہمراہ رہو تو مین اپنی جان سے بھی زیادہ تمکو عزیز رکھون اور ایسی قدر تمہاری اور عزت
کرون کہ کبھی حمزہ صاحبقران نے بھی نہ کی ہوگی خواجہ عمرو نے سنکر کہا کہ اے پہلوان ذیقدر یہ تو سچ ہے تو یہ ہے کہ مین جسوقت
اسی امید سے تمہارے پاس آیا تھا کیونکہ مین نے خیال کیا تھا کہ تم پہلوان بے نظیر ہو دربار نوشیروان مین کوئی پہلوان تمہارے
مانند نہین ہے تم میری ضرور قدردانی کروگے الحمد للہ کہ جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا آج سے تمہارے ہمراہ
رہونگا اور ایسی خیرخواہی کرونگا کہ تم بھی یاد کروگے فی الحال ایک خیرخواہی کرتا ہون اور ایک راز سے مین تمکو آگاہ
کرتا ہون وہ راز یہ ہے کہ گرز لندھور کا تم جو دیکھتے ہو یہ لکڑی کا ہے اسکے اوپر لوہا ہے نہایت ہی ہلکا مطلق گران نہین ہے
اگر اس گرز کو تو مجھے کہے تو مین ہزار مرتبہ اس گرز کو بلا تکلف اٹھاؤن اور دو دو پہر تک اس گرز کو بلند کیے ہوئے
کھڑا ہون اور میری جبین پر شکن نہ آئے فقط حریف کے ڈرانے کے واسطے اتنا بڑا گرز بنایا ہے لندھور مین ذرا بھی قوت
نہین ہے اسکے دست و بازو موٹے موٹے دیکھنے ہی کے ہین مین خوب جانتا ہون کہ لندھور کے دست و بازو مین طاقت
مطلق نہین ہے اگر تم لندھور سے مقابلہ کرو تو لندھور کے دست و بازو بسہولت توڑ ڈالو اور گرز کو اوسکے ہاتھ سے
چھین لو اور چشم زدن مین اسکو ہلاک کرو پس اب مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت نہین لندھور سے مقابلہ کرو
اور سر میدان روبرو سے حمزہ صاحبقران اوسکو قتل کرو لشکر کو اوسکے تباہ و برباد کرو ہندوستان پر اپنا قبضہ کرو
حمزہ صاحبقران دامادی نوشیروان سے محروم رہا مین تمہاری جرأت و دلاوری دیکھکر متحیر ہون اگر تم اسوقت لندھور
سے مقابلہ نہ کروگے اور امیر با توقیر لندھور کو کشتی یا جنگ مین زیر کرینگے یا قتل کرینگے اور دامادی نوشیروان
سے مشرف ہونگے تو اور زیادہ عزت کرینگے دربار نوشیروان مین جسقدر پہلوان بیٹھے ہین کسی کی کچھ حقیقت نہ
سمجھینگے ہر ایک کو نظر حقارت سے دیکھینگے اور انکو بھی مثل اور پہلوانون کے ذلیل اور حقیر جانینگے گستہم یہ گفتگو خواجہ عمرو
کی سنکے نہایت مسرور و شاد ہوا اور ہنسکے پوچھنے لگا اے خواجہ سچ کہو گرز لندھور کا کیا گران نہین ہے کہ گرز
چوب کے اوپر لوہے کا خول ہے اور لندھور کے دست و بازو مین کیا بخوبی قوت نہین ہے مین نے تو اکثر سنا ہے کہ گرز
لندھور کا نہایت ہی گران ہے اور دست و بازو مین اسکے از حد قوت ہے اگر فی الحقیقت لندھور کا گرز ہلکا ہو اور لندھور
مین چندان قوت و طاقت نہو مین ابھی لندھور سے مقابلہ کرون اور اسکو قتل کرکے حمزہ صاحبقران کو بھی ہلاک
کرون اے خواجہ اب مین تسے کیا چھپاؤن مجکو امیر سے عداوت ہے کیونکہ انھون نے میرے فرزند کو طمانچہ مارا ہے اور ایک
روز انھون نے اپنا زور بھی مجھے دکھایا ہے مجھسے گلے ملکے خوب دبایا ہے آج اسکا عوض اونسے لونگا کینہ دیرینہ کو ظاہر کرونگا
اسوقت تم میرے پاس خوب آئے مین تسے نہایت خوش ہون نوشیروان نے مجکو اسی واسطے یہان بھیجا ہے کہ پہلے
لندھور کو جاکر قتل کرنا اور سر اسکا تیغ آبدار سے جدا کرکے حمزہ صاحبقران کے سر کو بھی تلوار سے کاٹنا اور لشکر
کو تباہ کرنا اور سر دونون کے میرے پاس لے آنا اور انعام مین ان کارہائے نمایان کے نوشیروان نے مجھسے اقرار
کیا ہے کہ جب تو فرق لندھور اور سر حمزہ کاٹ کے لے آئیگا اسوقت مین اپنی دختر ملکہ مہرنگار سے تیری شادی کرونگا
اور تجکو اپنی دامادی کا شرف دونگا خواجہ عمرو نے گفتگوے گستہم سنکے خیال کیا کہ یہ نالائق ارادہ بد رکھتا ہے دشمن جان
حمزہ صاحبقران ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جواب دیا اے پہلوان بے نظیر جو کچھ مین نے تسے بیان کیا سچ ہے ذرا بھی
دروغ نہین ہے جسوقت تم مقابلہ لندھور سے کروگے تمکو آپ ہی میرے قول کی صداقت ہوجائیگی پہلے اب تم موافق حکم

نوشیروان لندھور بن سعدان سے مقابلہ کرو بعد اسکے جو حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا لیکن خود اسیر ہو
مقابلہ کرتا کیونکہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا کچھ آسان نہیں گستہم تقریر خواجہ سنکے خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
سچ کہتے ہیں جو عمرو مطلق نہیں کہتے ہیں کیونکہ اتنا بڑا گرز اٹھانا اور حریف پر لگانا کام انسان کا نہیں ہو بیشک
یہ گرز لکڑی کا ہی اور لندھور میں چندان قوت نہیں ہی حمزہ صاحبقران مرد میدان نبرد ہیں یہ خیال کرکے
اور خواجہ عمرو کے دام فریب میں آکے آگے بڑھا اور باواز بلند کہنے لگا کہ لندھور کہاں ہی اگر دعوی شجاعت رکھتا ہی
تو مجھسے آکر مقابلہ کرے مجھکو نوشیروان نے واسطے مقابلہ کے بھیجا ہی اور حکم کیا کہ لندھور کا سر تیغ آبدار سے
کاٹ کر لے آ لندھور یہ نعرہ گستہم سنکے نہایت غضبناک ہوا ہر چند کہ لندھور واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران
کے صف آرا ہوا تھا لیکن بوجہ نعرہ کرنے گستہم زدین کفش کے لندھور فیل میمونہ سے اترکے گھوڑے پر سوار
ہوا اوسوقت لشکر لندھور میں باجے جنگی بجنے لگے طبل و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی لندھور مرکب اپنا جولان
کر کے میدان میں آیا اور گستہم سے کہنے لگا کہ او بیحیا کیا کمبختی تیری یہ لیاقت ہی کہ تو مجھسے مقابلہ کرے اور میرا سر تیغ سے
کاٹے تیری اس بیہودہ گوئی سے ظاہر ہوا کہ تیری قضا تجکو میدان میں لے آئی ہی خیر اگر تجکو ہوس مقابلہ ہی تو حربہ کر
جسوقت یہ تقریر لندھور نے کی حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو و جملہ سرداران فوج و لشکر نے سنا گستہم نے
بقہر و غضب اپنے گینڈے کو بڑھا اور لندھور پر تکاور زن ہوا اوسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سات
قدم گینڈا گستہم کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب لندھور ہٹا ہوا جب گستہم نے دیکھا کہ میرا گینڈا سات
قدم ہٹ گیا اوسوقت اور زیادہ برہم ہوا اور گینڈے کو اشنہ مار کر آگے بڑھایا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر
لندھور پر لگایا جب تیغہ قریب سر آیا لندھور نے تیغے کی دھار اور بازو سے اپنا ہاتھ بچا کر گستہم کے دست
پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ گرانبار کو دست گستہم سے چھین لیا اور فی الفور زنجیر کمر گستہم میں ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے گینڈے
کی پشت سے گستہم کو اوٹھا لیا اور گردش دیکے قصد کیا کہ زمین پر اس زور سے پٹکے کہ یہ بیحیا پیوند خاک ہو جائے
استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ ہو جائیں چونکہ گستہم کی حیات باقی تھی ناگاہ تو زہ کمر بند زنجیر کا ٹوٹ گیا اور گستہم
دست لندھور سے چھوٹ گیا جسوقت گستہم دست لندھور سے چھوٹکے زمین پر گرا ایک بجواس اور خائف
ہوا کہ فی الفور زمین سے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور اپنے گینڈے پر سوار ہوکے فوراً ایک طرف مع
اپنے لشکر کے روانہ ہوا لندھور نے گستہم کا تعاقب نہ کیا اور حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکر مسکرایا اسکا
مسکرانا اس سے یہ تھا کہ گستہم واسطے سر کاٹنے کے آیا تھا خود ہی بھاگ گیا جب گستہم بھاگ گیا اور حمزہ صاحبقران
اشارہ تبسم لندھور سمجھے اوسوقت حمزہ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت دیکھکر باواز بلند تعریف کی
اور فرمایا اے لندھور تمہارے ہمسر اور دلاور پہلوانوں میں تمہارا مثل و نظیر نہیں ہی لندھور نے کہا کہ آپ جو ملک
شجاع و بہادر ہیں اسوجہ سے آپ میری تعریف کرتے ہیں لندھور نے یہ کہکر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آج
طبل بازگشت ہو جائے کل وقت سحر مقابلہ کیجئے گا حمزہ صاحبقران نے پوچھا آج کسوجہ سے مقابلہ نہیں کرتے ہو
لندھور نے جواب دیا کہ اوسوقت تمازت آفتاب کی زیادہ ہی وقت دوپہر کا ہی گستہم نالائق سے مقابلہ کر چکا ہوں
مردمان سپاہ بھی اوسوقت کثرت حرارت آفتاب سے پریشان ہیں کڑیان زرہ کی گرم ہیں لو چل رہی ہی گرد و غبار
و سیدم بلند ہوتا ہی گرم گویا تنوں کو جلائے دیتی ہی گرمی سے ہر ایک سوار پسینے میں تر ہی یہ میدان
مصاف گویا میدان حشر اوسوقت معلوم ہوتا ہی اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ آج مقابلہ نہ کیجئے اور طبل بازگشت

بجواب حمزہ صاحبقران نے گفتگوے لندھور سنکے فرمایا کہ اگر آج دل تمہارا مقابلہ کرنے کو نہیں چاہتا تو اچھا
کل مقابلہ کرنا لیکن پہلے تم طبل بازگشت بجواؤ پھر ہم بھی بازگشت بجوائینگے لندھور نے یہ سنکے حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے بمجرد حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی جملہ سوار و پیدل آگاہ ہوئے کہ اسوقت لڑائی نہوگی حکم میدان معاف ہوچکی
ہے اور فرودگاہ پر چلنے ہیں اسی سے ان فوج لندھور فرودگاہ پر چلے گئے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے بھی لشکر ظفر
اثر میں چوب پڑی صداے طبل بازگشت بلند ہوئی زمین تھرائی جب لندھور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر
اور تسلیم کر کے مع اپنی فوج کے فرودگاہ لشکر پر گیا اسوقت حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سرداروں وغیرہ کی میدان
جنگ سے بعد شان و شوکت فرودگاہ لشکر پر تشریف لائے اور مرکب خنگ مسمیہ قیطاس سے اترکے بارگاہ
فلک جاہ میں تشریف لیگئے سرداران لشکر بھی مرکبوں سے اترے اور داخل خیام ہوئے پھر ایک سردار اور سوار
نے اسلحہ اپنے جسم سے اتارے ہر ایک اپنے بستر بآرام تمام بیٹھا حمزہ صاحبقران نے بھی بارگاہ میں جاکر سلاح اپنے
تن در سے اتارے اور دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر مثل کرتیت سپر گردان اور سیف ذوالیدین اور نعمان بن
منذر شاہ یمنی اور پہلوان عادی اور اسد اسلاق اور بہرام گردین خاقان چین وغیرہ بھی بارگاہ حمزہ
صاحبقران میں جاکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اور خواجہ عمرو بھی خدمت صاحبقران میں آئے اور اپنی کرسی پر
بیٹھے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اے خواجہ تم جو گستہم کے پاس گئے تھے
ہمنے دیکھا تھا کہ تم اُس سے کچھ باتیں کرتے تھے اور وہ بھی تمسے کچھ گفتگو کرتا تھا پس اسوقت بیان کرو کہ تمنے اُس سے
کیا گفتگو کی اور اُس سے تمسے کیا تقریر ہوئی اور گستہم نے لندھور سے کیونکر کیا خواجہ عمرو نے تمام گفتگوے
گستہم اور اپنے مکر و فریب کی تقریر بیان کی پھر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ گستہم لندھور کے ہاتھ
سے ہلاک ہو جاے لیکن اُسکی زندگی باقی تھی بچ گیا اور بھاگ کر چلا گیا حمزہ صاحبقران و سرداران لشکر خواجہ
کی گفتگو سنکے ہنسے جملہ سردار گستہم کی عداوت سے آگاہ ہوکر برہم ہوئے بعد سننے تقریر خواجہ عمرو کی حمزہ صاحبقران
نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ انشاء اللہ کل لندھور سے ضرور مقابلہ ہوگا ایک گرز مثل لندھور کے آج ہی
بنوا لیا جاے تاکہ جب گرز لندھور لگائے تو ہم اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکیں اگر ہم اوسکے گرز سے ہلاک نہوں تو
اپنا گرز اوسکے سر پر لگائیں خواجہ عمرو نے بمجرد حکم حمزہ صاحبقران لہاروں سے کہا کہ گرز آج ہی تیار کرو لہاروں نے
موافق حکم اُسی دن گرز تیار کر دیا حمزہ صاحبقران گرز کو دیکھکر خوش ہوے اور لہاروں کو زر کثیر مرحمت فرمایا ناظرین
نامہ میں پر واضح ہو کہ ابھی گرز سام حمزہ صاحبقران عالی مقام کو نہیں ملا ہے جب صاحبقران پردہ قاف میں تشریف
لے جاوینگے اُس زمانہ میں گرز سام امیر بانوقیر کو ملیگا انشاء اللہ آیندہ احوال گرز ملنے کا پردہ قاف کی داستان
میں لکھا جائیگا غرض آدم برسر مطلب جب امیر بانوقیر گرز کو دیکھ چکے اسوقت حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیان
شراب ناب کی لیکر حاضر ہوں بمجرد ارشاد حمزہ صاحبقران ساقیان خوبرو کشتیاں مے گلرنگ کی لیکر حاضر ہوے اور بعد
آداب آداب و تسلیم بجا لاکر شیشہ ہی سے شراب جام و ساغر میں بھری اول جام ایک ساقی نازک اندام نے بعد آداب امیر
بانوقیر کو دیا پھر ساقیان سیمتن غنچہ دہن جام و ساغر شراب سے مملو کر کے جملہ سرداران ذی وقار کو دینے لگے
سرداران نامور جام و ساغر ساقیان گلعذار سے لیکر شراب پینے لگے اور خواجہ عمرو بمجرد حکم صاحبقران
نے بجا کر یہ غزل گانے لگے غزل

اللہ رے شوق دید گلستان کہ ہر رگ
تو بدگمان ہی یار کا تیر نظر ہو نہ
جاتے ہیں اڑکے سوتے چمن باغبان ہنوز
سینے میں تیر عشق ہے تجھ نے جگر ہو نہ
کیوں کھینچتا ہی کھینچتی ہی دل کی لگی ہوئی

پیکان ترا ہی تشنۂ خون جگر ہنوز
بعد فنا بھی کم نہوا انتظار یار
مین کہہ رہا ہون بیخبری سے خبر ہنوز
اللہ رے ضعف چھپنے قفس تک کے پاس
برپا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز
صدمے مین اپنی مرگ کے کیا کیا خیال تھے
اپنی خبر نہین مجھے مثل شرر ہنوز
ہنگام مرگ بھی نہین کہتا پیام یار
جوبن ہین ہمنشین در و دیوار پر ہنوز
رد ہین لبون مین بخت کی ناکامیون سے نیف
لپٹا ہوا ہی سینے سے داغ جگر ہنوز
وعدہ خلاف یار سے ملت کہان نصیب

سر پھوڑنے کا بعد فنا بھی خیال ہی
آنکھیں لگی ہوئی ہین مری سوئے در ہنوز
گو مثل ابر پھوٹ بہے ہم مگر مجھے
بیٹھی ہوئی بلبل بے بال و پر ہنوز
چلتے کسی مین نزاکت سے کھا کے بل
سینا ہی بخیہ گر مرے زخم جگر ہنوز
ہرچند وہ نہ آئینگے لیکن ازل سے ہم
ترسا رہا ہی مجکو مرا نامہ بر ہنوز
ہوچکا نہین ہمدرد نے کا حال انکے کبھی تک
سمجھے ہوئے ہین عشق کو ہم بے اثر ہنوز
دل آکے وقت مرگ بھی لیتا نہین خبر
تسلیم اسکی ہر دہی شام و سحر ہنوز

شاید نہین ہوئی شب غم کی سحر ہنوز
محشر بھی ہو چکا ہی و لیکن تہ مزار
روشنکی آرزو ہی مری چشم تر ہنوز
مرکر بھی حسرتون کے دری کو ہجوم ہین
زلف دوتا نہ آئی نہین تا کمر ہنوز
قسمت کہانسے لائی تجی جاتا ہون بہ کمان
بیٹھے فرش راہ ہی چشم تر ہنوز
حیران نظارات کون کہ عکس جمال سے
باقی ہی آب اشک کو ہونا گہر ہنوز
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
بھولا ہوا ہی مجکو مرا ہمسفر ہنوز

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے بلحن داؤدی سے بجا کر گائی اسوقت اہل بزم کی عجیب کیفیت ہوئی کہ ہر ایک سردار بے اختیار محو ہو گیا سمان بندھ گیا بعد غزل مرقومہ کے خواجہ عمرو اور غزلین عاشقانہ بجا کر گانے لگے صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کے گانے کی تعریف کرنے لگے بیان تو خواجہ عمرو نے بجا رہے ہین غزلین گا رہے ہین حمزہ صاحبقران وغیرہ سن رہے ہین ساقیان ماہ طلعت ساغر آفتاب امیر باتوقیر اور سرداران کو دے رہے ہین دور جام بے دغدغہ بگردش ایام چل رہا ہی لیکن کچھ حال گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہی کہ گستہم جو میدان جنگ سے بھاگا ایک جانب مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا راہ مین گستہم پس پشت پھر پھر کے خواجہ عمرو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ خواجہ عمرو میرے ہمراہ کیون نہین آئے کہان رہگئے انھون نے تو مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اب تمھارے ساتھ رہونگا حمزہ صاحبقران کی رفاقت چھوڑ دونگا نہین معلوم کیا سبب ہوا جو خواجہ میرے ساتھ نہ آئے غرض گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور خواجہ عمرو کے آنے سے مایوس ہوا اسوقت گستہم نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران نے میرے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بموجب کہنے امیر کے مجکو لندھور سے لڑوا دیا ہرچند کہ مین بحکم نوشیروان واسطے مقابلۂ لندھور کے آیا تھا لیکن ابھی نہ لڑتا اور بہ مکر و فریب لندھور کو ہلاک کرتا حمزۂ صاحبقران نے تو خواجہ عمرو کو میرے پاس بھیجکر آج مجکو قتل ہی کروا دیا اگر مین دست لندھور سے نہ چھوٹ جاتا تو لندھور ضرور مجکو ہلاک کر ڈالتا غرض گستہم یہ خیال کرتا ہوا ایک درۂ کوہ مین ہو بجا اور وہان اس ارادے سے فروکش ہوا کہ اگر حمزۂ صاحبقران لندھور کو زیر کرکے اسطرف سے ملک مدائن جائینگے تو مین انکو کسی تدبیر سے ہلاک کرونگا گستہم تو درۂ کوہ مین مقیم ہی اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کا گانا سنکے اور میکشی کرکے ہنگام غروب آفتاب واسطے پڑھنے نماز شام کے اٹھے جملہ سردار بارگاہ سے اٹھکے اپنے اپنے خیمے مین تشریف لے گئے

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور رکھلم تہپال ہندی عیاری کرنا داراب گلیر کی کا اور قید ہوکر رہا ہونا امیر باتوقیر کا اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا مع دیگر حالات

راویان خوش فکر بیان کرتے ہین کہ جب لندھور فرودگاہ لشکر پر پہونچا اور آفتاب غروب ہوا اور ماہ مع کواکب فلک
پر ظاہر ہوا لندھور نے طبل جنگ بجوایا عیارون نے طبل جنگ کے بجنے کی حمزہ صاحبقران کو بعد ادب خبر
دی حمزہ صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی شہپال ہندی
نے لندھور سے پوچھا اے فرزند حمزہ صاحبقران جو تجھسے مقابلہ کرنے کے واسطے آمادہ ہین اور خراج ہندوستان
بحکم نوشیروان بارہ برس کا لینے کو آئے ہین یہ کیا شجاع اہل عرب سے ہین لندھور نے کہا اے عمو ذی وقار جو
بہادر ہین وہ جھوٹھ نہین بولتے سچ تو یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع ہین دیکھیے انجام مقابلہ کیا ہوتا ہے
شہپال ہندی یہ تقریر لندھور کی سنکے متردد اور متفکر ہوا چونکہ شہپال ہندی کے ملازمون مین ایک نجومی
صاحب کمال تھا شہپال نے خیال کیا کہ اسوقت اس نجومی سے حال فتح شکست دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شہپال
لندھور کے پاس سے اٹھا اور نجومی کو تخلیے مین طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ اے نجومی اسوقت بقاعدہ علم نجوم بتا کہ
لندھور امیر باتوقیر پر ہنگام جنگ فتح پائیگا یا حمزہ صاحبقران لندھور پر فتحیاب ہونگے اس نجومی کہ
اسکا نام ہوا اور نہایت علم نجوم مین دخل رکھتا تھا فوراً اُسنے کتاب نجوم کو کھولا اور بعد فکر بسیار اُسنے عرض کیا کہ لندھور
حمزہ صاحبقران کی اطاعت اختیار کریگا اور مسلمان ہوجائیگا شہپال ہندی سالم نجومی سے یہ تقریر سنکے نہایت
غمگین ہوا اور فکر و خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے آخر بعد فکر بسیار شہپال ہندی نے داراب عیار کو تخلیے
مین بلایا اور نجومی کو رخصت کیا جب داراب عیار خدمت شہپال مین حاضر ہوا شہپال نے پوچھا اے
داراب تجھسے ہوسکتا ہے کہ عیاری کرکے اور امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ اُنکا میرے پاس لے آئے داراب نے کہا
آپکے اقبال سے امیر کو بیہوش کرکے اُنکا پشتارہ لے آؤنگا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو زر و جواہر دیا اور کہا
کہ جب تو پشتارہ امیر کا لے آئیگا تو مین اور تجکو زر و جواہر دونگا داراب زر و جواہر لیکر شہپال ہندی کے پاس سے
اپنے خیمے مین آیا اور سامان عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے لشکر امیر کی طرف چلا اور صورت اپنی تبدیل کرکے
لشکر امیر مین داخل ہوا دیکھا کہ جملہ سوار اور پیدل بیدار ہین جنگ کی تیاری کر رہے ہین امیر باتوقیر بارگاہ
مین ہین داراب عیار سب کو بیدار دیکھکے ایک گوشہ مین بیٹھ گیا نصف شب کے وقت جملہ سردار بارگاہ امیر باتوقیر سے
اٹھکر چلے گئے اور خواجہ عمرو بھی واسطے کسی ضرورت کے بارگاہ امیر سے نکل کے ایک جانب گئے اسوقت داراب
عیار اٹھا اور قریب بارگاہ گیا اور سراچہ بارگاہ چاک کرکے داخل بارگاہ ہوا اور ایک گوشہ بارگاہ مین جاکر بیٹھا جب
حمزہ صاحبقران سو رہے تھے اسوقت داراب اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران گیا اور شمعون کو گل کرکے کچھ
عیاری مین بیہوشی رکھکر سوراخہاے بینی کے پاس لے گیا جب صاحبقران نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی
دماغ مین پہونچ گیا امیر باتوقیر بیہوش ہوگئے اسوقت داراب عیار جلدی سے امیر کا پشتارہ باندھکر اور پشت پر
رکھکر بارگاہ سے نکلا اور جلد تر راہ طے کرکے شہپال ہندی کے پاس آیا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو خلعت
انعام دیا اور کہا اے داراب اسی وقت جزیرۂ قبض مین پشتارہ امیر کا لیجا اور خندق ارغوان مین قید کر اور اگر لندھور
تجھسے حال حمزہ صاحبقران پوچھے تو ہرگز نہ بتانا داراب عیار نے بحکم شہپال ہندی امیر باتوقیر کو
جزیرہ قبض مین لے جاکر اسی وقت قید کیا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو اور سرداران لشکر نے امیر کو بارگاہ مین نہ دیکھا
نہایت متردد اور متفکر ہوئے اور اہل لشکر نہایت پریشان خاطر ہوئے خواجہ عمرو نے سراچہ کو دیکھا
یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار حمزہ صاحبقران کو لیگیا ہے اسوقت خواجہ عمرو ابوسعید اور ابوشہاب وغیرہ عیارون

اپنے ہمراہ لیکر لندھور کے پاس گئے لندھور میدان جنگ کی جانب مع لشکر جانا ہی چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو پہنچے لندھور نے عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ تم میرے پاس کیوں آئے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای لندھور تمہاری شجاعت اور دلیری سے یہ بعید ہی کہ تم نے اپنے عیار کو بھیجا اور وہ امیر کو بیہوش کر کے اٹھا لیگیا اور لیکے تمہارے پاس چلا آیا اور تم نے امیر کو قید کیا ہی بہتر اور مناسب یہی ہی کہ تم حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کرو ورنہ میں ہزار زبان آفتیں برپا کرونگا لندھور یہ گفتگو خواجہ عمرو سنکے حیران ہوا اور خواجہ سے قسم حضرت شیث علیہ السلام کی کھا کر کہا کہ خواجہ میں نے اپنے عیار کو بہر گرفتاری امیر نہیں بھیجا نہ میں نے حمزہ صاحبقران کو قید کیا ہی کوئی دشمن انکا انکو لے گیا ہوگا یہ کہکر لندھور نے اپنے لشکر کے سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتریں اب ہم میدان رزم میں نجائینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران لشکر میں نہیں ہیں لشکری بحکم لندھور گھوڑوں سے اترے اور اپنے اپنے بستر پر گئے لندھور نے سب عیاروں کو بلا کر پوچھا سب نے قسم کھا کر عرض کیا ہمکو نہیں معلوم کون امیر کو لے گیا ہم امیر باتوقیر کو نہیں لے گئے خواجہ عمرو عیاروں کی گفتگو سنکے خاموش ہو گئے لندھور نے خواجہ عمرو سے کہا میں صاحبقران کے دشمن کی تلاش کرونگا اور جو انکو لیگیا ہی اسکو سخت سزا دونگا یہ کہکر لندھور نے خواجہ کو رخصت کیا خواجہ عمرو لندھور کے پاس سے اٹھکر دور تک گئے اور ایک جنگل میں جاکر بیٹھے اور اپنی صورت بشکل زن خوبرو بنائی اور لباس رنگین زیب تن کیا اور عیاروں سے کہا کہ تم اپنی اپنی شکل تبدیل کرو ہر ایک نے اپنی اپنی شکل تبدیل کی ابو شہاب نے اپنی شکل ایک مرد ضعیف کے مانند بنائی اور ابو سعید وغیرہ نے بھی جداگانہ شکلیں تبدیل کیں خواجہ نے کسی عیار کو طبلہ دیا اور کسی کو طنبورہ دیا غرض سب عیاروں کو موافق اپنی مرضی کے پوشاک اور طبلہ اور طنبورہ وغیرہ دیکے وہاں سے چلے اور آبادی میں آکر ایک بیل کے اوپر بیٹھے اور لشکر لندھور میں آئے لندھور کو خبر ہوئی کہ ایک زن مطربہ نہایت خوبرو خوشگلو مع اپنے سازندوں کے راہ دور و دراز سے آئی ہی اور لشکر میں مقیم ہوئی ہی لندھور نے حکم دیا کہ جلد اس مطربہ کو ہمارے پاس لاؤ اور اس سے کہو کہ ہمارے سامنے گائے ملازمان لندھور فی الفور مطربہ کے پاس گئے اور اس سے کہنے لگے کہ جلد چل تجھکو لندھور نے بلایا ہی تیرا گانا سننے کا اسے اشتیاق ہی اگر تیرا گانا اوسے پسند آگیا تو ہزاروں لاکھوں روپیہ تجھکو انعام میں ملینگے مطربہ نے کہا کہ میں ابھی راہ دور و دراز سے چلی آتی ہوں میری جانب سے عرض کرنا کہ شب کو خدمت عالی میں ضرور ضرور حاضر ہونگی اور جیسا مجھکو گانا اور ناچنا اوستادوں نے بتایا ہی حضور کے سامنے گاؤنگی اور ناچونگی اسوقت بسبب خستگی کے حاضر نہیں ہو سکتی ملازمان لندھور تقریر مطربہ سنکے خدمت لندھور میں پہونچے اور جو کچھ مطربہ نے کہا تھا عرض کیا لندھور نے سنکے کچھ نہ کہا غرض شام ہوئی مطربہ مع اپنے سازندوں کے لشکر سے چلی جب خدمت لندھور میں پہونچی لندھور اسکا روے زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہو گیا اس مطربہ نے اپنے سازندوں سے کہا کہ سازوں کو درست کرو جب سازندے سازوں کو درست کر چکے اوسوقت اس مطربہ نے بہ نازو ادا ناچنا شروع کیا لندھور رقص مطربہ دیکھکر اور زیادہ شیفتہ ہو گیا اور اہل بزم بھی رقص مطربہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے جب وہ مطربہ ناچ چکی اوسوقت اسنے یہ غزل بعد کرشمہ و انداز شروع کی غزل

پانوں پڑتا ہوں میں داماں کی طرح
خاک اڑاؤنگا بیاباں کی طرح
گلشن دہر میں پھرتی ہو صبا
داغ ہوں سرو چراغاں کی طرح

گلے لپٹا تو گریباں کی طرح
قسم اغیار سے آیا ہمراہ
آپ کے بے سرو ساماں کی طرح
ربط باہم میں نہ فرق آئے جنوں

خانہ برباد تو ہو وے جنوں
گور تک داغ عزیزاں کی طرح
ہمہ تن سوز جگر سے اپنے
چاک دامن ہوں گریباں کی طرح

پوچھتے کیا ہو مری ہستی کو
ہے بیگان ہوا پیکان کی طرح
جا کے پھر یار نہیں آنے کا
بات بھر شمع شبستان کی طرح
مجکو بھی تیسرے جنسا تا ہے مگر
یاد انگڑائی ہی دہمان کی طرح
بجلی تقدیر جو شب کو تو سحر
میری حسرت مرے ارمان کی طرح
روز رو دیتے کی گھڑی ہر اک دل
آپ کی زلف پریشان کی طرح

کچھ نہیں آپ کے پیمان کی طرح
ناامیدی مجھے تو بھی اک دن
عمر بھر عمر گریزان کی طرح
قطرۂ اشک مرا گر دو دن کو
شام کو صبح گلستان کی طرح
ہے اثر ہے مرا ہنسنا رونا
مل گئے خاک مین افشان کی طرح
جاتے ہیں سوے عدم دنیا سے
نہیں کٹتی شب ہجران کی طرح
فکر تسلیم ہے دشوار پسند

ہے جراحت بھی تڑپتا ہی جگر
داغ دکھائیگی مہمان کی طرح
ایک عالم ہے مرے رونے کا
آنکھیں دکھلاتا ہے طوفان کی طرح
شب فرقت مین اداسی بھی مری
غنچہ و شبنم بستان کی طرح
گذری کیا دل پہ پشیمان ہے جو آج
تو گرفتار پشیمان کی طرح
دل ربا ہے مری شوریدہ سری
خاطر ناظم دشت ویران کی طرح

جس وقت یہ غزل بصد ناز و ادا مطربہ لعلی نے گائی اہل محفل نہایت شاد و مسرور ہوئی خصوصاً لندھور نہایت خوش ہوا جب مطربہ غزل گا چکی خاموش ہو کر کھڑی ہوئی لندھور نے کہا کہ اے نازنین ایسی ہی کوئی اور غزل گا اس مطربہ نے کہا حضور اسوقت مجھسے اچھی طرح گایا نہیں جاتا ہے کیونکہ مین نے ابھی شراب نہیں پی ہے اسوجہ سے طبیعت بے لطف ہے چونکہ لندھور مطربہ پر فریفتہ ہو چکا ہے لعلی مزاج مطربہ گوارا نہ کر کے حکم دیا کہ ساقیان گلعذار کشتی شراب کی جلد لائین اور اس مطربہ کو مے ارغوان پلائین بمجرد حکم لندھور ساقیان گلرخ کشتی شراب ناب لیکر حاضر ہوئے اور شیشہ سے جام بلورین مے گلگون بھر کے مطربہ کو دینے لگے مطربہ نے لندھور سے عرض کیا کہ پہلے حضور شراب پئین اور جملہ اہل بزم پئین پھر مین میکشی کرونگی حضور کے سامنے اور قبل حضور مین ہرگز شراب نہ پیونگی میرا دل تو اسوقت یہ چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے حضور کو اور جملہ ارباب بزم کو شراب پلاؤن بعد اسکے مین بھی شراب پی کے حضور کے روبرو گاؤنگی لندھور نے یہ عرض مطربہ کی خوشی منظور کی اور ساقیان ماہرو کو حکم دیا کہ چند کشتیان شراب کی اور جا کر لے آؤ جب ساقیان بھر کے کشتیان شراب کی لے آئے مطربہ نے شیشہ شراب اٹھا کر دیکھی اور ایک شیشے کی شراب دوسرے شیشے مین انڈیلی اور بہ چالاکی خوب بیہوشی ملائی جب حسب مرضی کے شراب مین بیہوشی مل چکی اسوقت مطربہ لعلی نے جام مین شیشے سے شراب بھری اور اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اور ناز سے قدم اٹھاتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی قریب لندھور پہونچی اور حسب قاعدہ کے جام مے لندھور کو دیا لندھور جام لیکر بصد خوشی پی گیا پھر مطربہ نے ہر ایک سردار اور امیر کو جام شراب بھر بھر کے دینا شروع کیے جب مطربہ سب کو شراب پلا چکی ایک گوشے مین گئی اور تھوڑی دیر بعد بزم میں آئی ایک سردار نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین مطربہ نے کہا مین واسطے شراب پینے کے گئی تھی بادشاہ وقت کے سامنے شراب پینا مناسب نہ تھا غرضکہ بعد شراب پلانے کے مطربہ پھر گانے لگی اور دلہاے اہل بزم کو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی جب لندھور اور جملہ اہل بزم کو نشہ ہوا اور بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا اکثر اشخاص بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو گئے اور اکثر سرداروں کے سر مین درد ہونے لگا بسبب درد کے بیچین ہو کر گھبرا کے جو اٹھنے لگے ایسا چکر آیا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب یہ حال لندھور نے دیکھا اسی عالم نشہ مین خیال کیا کہ ہوتا ہے کہ یہ مطربہ بنا ہوا کوئی عیار ہے اگر اسکی گرفتاری کے واسطے کسی سردار کو حکم دونگا تو یہ عیار بھاگ جائیگا

پھر ہاتھ نہ آئیگا پس بہتر یہ ہے کہ جبتک اُٹھکر اس عیار کو گرفتار کر لو یہ خیال کرکے لندھور اُٹھنے لگا اُٹھتے اُٹھتے ایسا چکر آیا کہ زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا ارباب بزم نے جو دیکھا کہ لندھور اُٹھتا تھا دفعۃً گر پڑا جو ہوشیار تھے وہ سب لندھور کے اُٹھانے کے واسطے اُٹھے وہ بھی گر کے بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہوچکے خواجہ عمرو نے نعرہ کرکے لندھور کو اُٹھا کے تنذر زنبیل کیا پھر تمام مال واسباب جو وہان تھا لیکر لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف نہ جلد عیار روانہ ہوے جب لشکر مین پہونچے سرداران لشکر کو علیحدہ لیجاکر اُنسے کہا کہ مین نے لندھور کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا ہے جبتک حمزہ صاحبقران کا پتا نہ لگیگا اور امیر با توقیر لشکر مین نہ آئینگے اُسوقت تک مین لندھور کو زنبیل سے باہر نہ نکالونگا مین نے تمسے یہ حال اسواسطے بیان کیا ہے کہ تم لندھور کی جانب سے بیخوف و خطر ہو جاؤ اگر کوئی سردار لشکر لندھور تمسے مقابلہ کرنے کو آئیگا تو تم بھی اُس سے مقابلہ کرنا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران ہر چند گم ہونے سے امیر با توقیر کے ملول و پریشان تھے لیکن تقریر خواجہ عمرو سنکے خوش ہوے خواجہ عمرو اور سرداران فوج تو خیال حمزہ صاحبقران مین پریشان خاطر ہین لیکن اب حال شہپال ہندی کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو لندھور وغیرہ کو بیہوش کرکے اور لندھور کو زنبیل مین ڈال کے لشکر امیر مین چلے آئے اور سرداران لشکر لندھور کو ہوش آیا اور اُنھون نے لندھور کو نہ پایا نہایت پریشان خاطر ہوے تمام لشکر مین تہلکہ پڑگیا شہپال ہندی نے جب سنا کہ لندھور گم ہوگیا اُسوقت شہپال ہندی نے سرداران کو بلایا اور اُنسے پوچھا کہ لندھور کو کون لیگیا اُنھون نے سطر بسطر آنے کی تمام کیفیت بیان کی شہپال نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو ہی لندھور کو بیہوش کرکے لیگئے ہین سوائے اُنکے اور کوئی نہین لیگیا یہ خیال کرکے شہپال نے غضبناک ہوکر بنام عادل شیردل طبل و بگل بجوایا عیارون نے سرداران لشکر اور خواجہ عمرو کو طبل جنگ بجنے سے آگاہ کیا لشکر حمزہ صاحبقران مین بھی طبل جنگ بجایا گیا تمام رات لشکر مین سامان جنگ ہوا ہنگام صبح اودھر سے عادل شیردل مع لشکر کثیر بعد کروفر میدان کارزار مین آیا اسطرف سے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران بھی مع لشکر بصد شوکت میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر سے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور بہادرون اور دلاورون کی جانب مخاطب ہوکے باواز بلند بہت جا کی اسطرح کرنے لگے اشعار

یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کمان
کدھر جائے دنیا مین باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

کسی شے کو یان کی نہین ہے ثبات
جہان جلد ہے ایک بزم روان
سکندر نہ باقی ہے نہ طوس ہے
تو نہین تم بھی اک روز جاؤ گے مر
تمھین چاہیے آج ہے نام و ننگ

گئے دن جوانی کے گذری حیات
ہے لازم کہ اب دیدو لڑ بھڑ کے جان
نہ جمشید و دارا نہ کاؤس ہے
لڑائی مین لڑ بھڑ کے گر جان دی
مدد کو کرو زندگی سے یہ تنگ

اسی طرح کڑکیت کڑک کے ہندون سے مخاطب ہوکے کہتے تھے اے بہادران ہندوستان آج کا دن عجب دن ہے سامنا حریف کا ہے لازم ہے کہ میدان جنگ کو خون اعدا سے رنگین کردو کبھی اسطرح کہتے تھے

کہ اے بہادران ہندوستان شجاع
نریمان جنگی ہے نہ طوس ہے
ہوئے جلکے سب موت کے میہمان
جو انکو یہ ہو سر کہ جنگ کا

نہ سہراب ہے اور نہ برزو دیہان
نہ گودرز ہے اور نہ کاؤس ہے
اجل کا یہان گرم بازار ہے
یہی وقت ہے نام اور ننگ کا

نہ شکل نہ ہے رستم سیستان
کسی کا بھی باقی نہین ہے نشان
جری ہے جو لڑنے پہ تیار ہے
لڑائی مین جائین لڑاتے رہو

نکالو اور تلوارین کھاتے رہو | یہ کڑکا کھا کر کیٹ اور نقیب نو کتارے لشکر کے جاکر کھڑے ہوئے دلاوران
بہادر کڑکا کر کیتیون کا سن سنکے نشۂ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے لشکرون مین باجے
جنگی بجے طبل و دہل کی صدائین بلند ہوئین علمہاے لشکر کو علمدارون نے جلوہ دیا پنجۂ علمون کے چمکنے لگے پھریرے
کھلے اول لشکر ہندوستان سے عادل شیردل جملہ سرداران لشکر سے رخصت ہو کر نکلا اور گھوڑے کو جولان
کرکے مانند شیر بر میدان کارزار مین آیا اور پکار کے کہنے لگا جسکو تمناے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ
نعرہ عادل شیردل نعمان بن منذر شاہ نے سنا فورًا سردارون سے رخصت ہو کر مرکب اپنا صف لشکر سے
نکالا اور سامنے عادل شیردل کے آیا عادل شیردل نے تکاور زرنی کا خیال بھی نہ کرکے بقہر و غضب تیغ آبدار گرانبار
میان سے کھینچی اور گھوڑے کو بڑھایا اور جانب دست راست نعمان آکر تیغہ کا وار کیا نعمان نے سپر اٹھائی تیغہ
گرانبار سر پر پڑا چونکہ تیغۂ آبدار گرانبار تھا سپر کو کاٹ کر سر نعمان مین در آیا نعمان نے دستانہ مارا تیغہ تو سر
نکل گیا خون کی چادر سر سے نکلی نعمان ہمہ تن خون مین نہا گیا عادل شیردل نے چاہا تھا کہ سر نعمان تیغے سے جدا کرے
کہ اسد شیردل صف لشکر سے مرکب کو جولان کرکے نکلا اور نعرہ کیا خبردار سر نعمان تیغے سے نہ کاٹنا عادل شیردل
نعرہ اسد شیردل سنکے رکا اتنی دیر مین اسد شیردل قریب نگران پہونچ گیا نعمان کو تو آکے سوار لشکر مین لیگئے
لیکن عادل شیردل نے وہی تیغہ خون آلود اسد کے بھی سر پر لگایا اسد شیردل نے تیغہ خالی دیکر اور شمشیر
آبدار برق شعال کھینچکر بقوت تمام سر عادل پر لگائی عادل نے تلوار اپنی سپر پر روکی اور پھر بتعجیل تمام وہی تیغہ
گرانبار سر اسد پر لگایا اسد نے سپر اٹھائی اتفاق سے مرکب اسد شیردل کا پانون موش خانہ مین در آیا ہاتھ کو نہ
ہوئی تیغہ کسی قدر سپر کاٹتا ہوا چار انگل سر اسد مین در آیا اسد نے بھی اسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا
لیکن حال اسد کا متغیر ہوا خون جو کثرت سے نکلا اسد نے سر کاٹھی پر رکھدیا غش آگیا عادل شیردل نے اپنے
گھوڑے کو بڑھا کر قصد کیا تھا کہ سر اسد جلد تر تیغ تیز سے کاٹ لینا چاہیے ناگاہ اسد اسدان اپنے بھائی کی مدد
کے واسطے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او ظالم میرے بھائی کا سر کاٹنے کے واسطے کیون بڑھتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر عادل
شیردل اسد اسدان کی طرف متوجہ ہوا اکثر سوار اور سرداران لشکر اسد شیردل کو میدان رزم سے لیگئے عادل
شیردل نے اسد شیردل کے مانند اسد اسدان کو بھی زخمی کیا اسد اسدان کو بھی اسد پنجہ گیر نے صف لشکر سے
بصد عجلت نکل کے بچایا اور خود عادل شیردل سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا عادل نے بعد تھوڑی دیر کے
اسد پنجہ گیر کو بھی زخمی کیا اب کی مرتبہ اسد مار گیر پیچ و تاب کھا کر صف لشکر سے شیرانہ نکلا اور نعرہ کیا کہ او عادل
شیردل تو دو تین بہادرون کو زخمی کرکے مغرور ہو گیا مین واسطے تیری سرکوبی کے آیا ہون انشاء اللہ اپنے بھائیون
کا انتقام تجھسے لونگا اور تیغ تیز سے تیرے سر کو کاٹ لونگا عادل شیردل یہ نعرہ سنکے مسکرایا اور کہنے لگا کہ تو کیا میرے
سر کو قلم کریگا سر کوبی کے لائق ہے تو ہے کہ تیرا نام اسد مار گیر ہے یہ سارا زہر اگلنے اور بیہودہ کلمات منہ سے نکالنے کی
اسکی سزا معقول تجھکو دیتا ہون اسد مار گیر نے جواب دیا کیا بکتا ہے مردان عالم سے ایسے واہیات اور بیہودہ
گفتگو کرتا ہے یہ میدان رزم ہے جلد تیغ کھینچ اور وار کر عادل شیردل نے برہم ہو کے اور مرکب تیز رفتار کو بڑھا کے
تیغۂ آبدار سر اسد مار گیر پر مارا اسد مار گیر نے تو تیغے سے سر کو بچایا لیکن تیغہ گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی
کٹ گئی گھوڑا ہمراہ مرکر زمین پر گرنے لگا اسد پشت مرکب سے کود کے زمین پر آیا اسوقت عادل شیردل نے اسد مار گیر
کو پیادہ دیکھکر اور قابو پاکر جلد تر تیغے کا وار کیا ہر چند اسد مار گیر نے سپر فولادی پر تیغے کو روکا لیکن تیغہ نہ رکا اور

سپر کو کاٹکر مانند ابر دہپونچا اسد مارگیر نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا اسد مارگیر خون مین نہا گیا سواران جرار فوراً
امیر سے نکلے اور اسد مارگیر لشکر مین لیگئے عادل شیردل نے اسد مارگیر کو زخمی کر کے نعرہ کیا کہ اب کوئی اور اجل رسیدہ
آکر مجھسے مقابلہ کرے خواجہ عمرو نے یہ نعرہ عادل سنکے جانب آسمان اپنے ہاتھون کو بلند کیا بعد رجوع قلب خداوند عالم
سے اسطرح دعا کی اشعار حسب حال * و وسان بہاری * پیام آموز سرو جویباری * بلندی بخش ہر پست بلندے *
بہ پستی افگنے ہر خود پسندے * ای قاضی الحاجات وای مجیب الدعوات یہ وقت مددگاری ہے خداوندا تو جانتا ہے کہ تیرا بندہ
برگزیدہ حمزہ لشکر مین نہین ہے نہین معلوم اعدائے نابکار نے انکو نے اُسکو قید کیا ہے اسوقت یہ بدین گئی تیرے بندونکو
زخمی کر رہا ہے اور پہر مبارز طلب ہے پروردگار تو اسکے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچا خواجہ عمرو تو یہ دعا کر رہے تھے
لیکن بہرام گردین خاقان چین نے جو عادل شیردل سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گردین خاقان
چین کو میدان مصاف سے لیکر ایک طرف نکل گیا بہرام گرد کا احوال پھر لکھا جائیگا جب خواجہ عمرو دعا کر چکے اکثر
سردارون سے سنا کہ بہرام گرد زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد کو سوے صحرا لیگیا خواجہ عمرو کو ملال ہوا اور پہر سوے
فلک ہاتھون کو بلند کرکے دعا کی ناگاہ بقدرت پروردگار بیت از جانب کوہ و دشت اورنگ * گردے برخاست
تو تیارنگ * جسوقت جانب دشت غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے عادل شیردل بھی طرف
گرد و غبار دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ شاید نوشیروان نے کسی پہلوان کو واسطے اعانت حمزہ صاحبقران
کے بھیجا ہے وہی فوج کثیر آتی ہے اگر وہ بھی اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو اسکو بھی زخمی کرونگا اور جہانتک ممکن ہوگا قتل بھی کر ڈالونگا
آج حمزہ صاحبقران کے لشکر کے سب سردارون اور پہلوانون کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا انہین سلمانون
مین سے کسی نے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کو بعیاری و مکاری گرفتار کیا ہے یا قتل کر ڈالا ہے کل سے
اسوقت تک کچھ پتا اور نشان انکا معلوم نہین ہوتا ہے مین انکا عوض اور انتقام مردمان لشکر اسلام سے آج ضرور لونگا کسی
کو زندہ نہ چھوڑونگا عادل شیردل انہین خیالات مین تھا کہ ایک صرصر نے غبار کو دفع کیا خواجہ عمرو وغیرہ نے علم دیکھکر
خیال کیا کہ اس لشکر مین اسی ہزار سوارون کی کثرت اور جمعیت ہے جب لشکر قریب آیا ہر ایک لشکری نے دیکھا صدہا
فیل کوہ پیکر ہمراہ لشکر ابلق و سمرنگ وغیرہ مرکبون پر سب سوار ہین جامے بالاے سر مین پیشانیون پر آثار سجود
جبین چہرے نورانی ہین دریاے آہن مین از سرتا پا غرق ہین جن سے آثار شجاعت ہویدا مرکبون کی باگین ہاتھون مین
لیے چلے آتے ہین صداے نوبت و نقارہ و طبل و دہل بھی لشکر سے دمبدم بلند ہوتی ہے اہل مردمان ہر دو لشکر دیکھ رہے
تھے کہ وہ لشکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران کے آکے ٹھیرا اور بحکم سردار لشکر صف آرا ہوا جب فوج صف آرا
ہو چکی اسوقت سردار لشکر اپنی فوج سے نکل کے امیر با توقیر مین داخل ہوا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا کہ یہ
کون جوان میدان کارزار مین تیغ خون آلود لیے کھڑا ہے اور یہ سامنے کسکا لشکر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ جوان جو کھڑا ہے
بیٹا لندھور کا ہے اور نام اسکا عادل شیردل ہے اسنے حمزہ صاحبقران کے لشکر کے کئی سردارون کو زخمی
کیا بڑا بہادر ہے اب پہر مبارز طلب ہے یہ لشکر ہندوستان اسی جوان کے ہمراہ آیا ہے افسوس لشکر مین حمزہ صاحبقران
آج نہین ورنہ وہ اسکو ایک ہی ضرب شمشیر مین قتل کرتے سردار لشکر گفتگوے خواجہ سنکے لشکر سے نکلا اور گھوڑے کو
جولان کرکے دلیرانہ اور شیرانہ روبروے عادل شیردل پہونچا عادل شیردل نے اوس سردار سے پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام ہے اور تو کیون مجھسے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے اگر اپنی زندگی تجھکو منظور ہو تو چلا جا مجھسے مقابلہ نہ کر مین تو ان
مسلمانون کو قتل کرونگا اور انہین سے لڑونگا انہین کے خون سے زمین میدان رنگین کرونگا سردار لشکر نے

کہا اے جوان تجکو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے مردون کا نام و نشان کلہ و عمود اور زبان تیغ تیز سے ہنگام
حرب و ضرب ظاہر و آشکار ہو جاتا ہے تجپر میری کیفیت وقت کارزار آشکار ہو جائیگی اور تو مجکو مرگ سے ناحق ڈراتا ہے دلاور
مرنے اور قتل ہونے سے ہرگز نہین ڈرتے ہین تو جو مجھسے مقابلہ نہین کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تو مجھسے
ڈرتا ہے اور تجکو خیال بلکہ یقین اپنے قتل ہو جانے کا ہے جسوقت یہ تقریر سردار لشکر مذکور کی عادل شیردل نے سنی
نہایت غضبناک ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس شخص کی قضا ہی آئی ہے مین منع کرتا ہون کہ مجھسے مقابلہ نکر یہ اپنی ضد سے
کسی طرح نہین مانتا اور مجکو سخت سست کہتا ہے اب مجکو بھی لازم ہے کہ نگاور زنی کرکے نیزے سے ہلاک کرون عادل
نے یہ خیال کرکے گھوڑا اپنا واسطے نگاور زنی کے بڑھایا اور بہ غضب تمام نگاور زنان ہوا اسوقت مردمان لشکر نے
دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عادل شیردل کا اور دو قدم اسپ سردار لشکر کا پیچھے ہٹ گیا عادل شیردل پانچ قدم
اپنے مرکب کے پیچھے ہٹ جانے سے نہایت ہی غضبناک ہوا پہلے تو ارادہ کیا تھا کہ نیزے سے اسے ہلاک کرونگا اب
عالم غیظ و غضب مین تیغے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر تیغہ بقوت و طاقت
تمام سر پر لگایا اس سردار نے تیغے کو اپنی سپر پر روکا اور خود بھی تیغہ گرانبہا و آبدار کھینچکر عادل شیردل کے سر پر
لگایا عادل نے تیغے کو سپر فولادی پر روکا لیکن تیغہ سپر فولادی کو کاٹکے خود پر آیا اور خود بھی کاٹکر چار انگل سر
عادل مین در آیا اور تیغے نے بڑھنے کا قصد کیا عادل نے فوراً کمر کے دستانہ مارا تیغہ تو بمشکل سر سے نکل گیا لیکن
خون کی چادر ایسی نکلی کہ عادل سراپا خون مین تر ہو گیا اور بوجہ زخم کاری کے حال عادل شیردل نہایت متغیر ہوا
اسوقت اس سردار نے چاہا تھا کہ سر عادل شیردل تیغہ آبدار سے جدا کرون لیکن سرداران لشکر ہندوستان نے جو
دیکھا کہ حریف عادل شیردل کا سر کاٹا چاہتا ہے فوراً بیقرار ہو کے اور جملہ لشکر کو لیکے بڑھے اور چاہا کہ سردار لشکر کو بھی
قتل کر ڈالین اور عادل کو اسکے ہاتھ سے بچالین جسوقت سرداران لشکر ہندوستان آدھے بڑھے اسطرف سے لشکر
سردار بھی واسطے اعانت اپنے سردار کے بڑھا خواجہ عمرو نے بھی سردارون سے کہا کہ تم بھی مع جملہ لشکر حملہ کرو
کیونکہ یہ عرب کوئی دوست حمزہ صاحبقران کا ہے سرداران لشکر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے جملہ مردمان لشکر کو
لیکر بڑھے اکثر بہادرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے تلوارین کھینچلین ہزارون بہادرون نے نیزہ و سپر ہاتھون
مین لیے اسوقت اکثر شجاعون نے گرز ہائے گران سر بلند کیے تیر اندازون نے کمانین دوش سے لین اور ترکش سے
تیر جانستان لیکر کمان مین جوڑے اور سرکشون کو بنظر قہر و غضب تاکا عیارون نے سنگ تراشیدہ گوپھن مین رکھے
اور جس وقت دیگر جوانان لشکر ہندوستان پر مارنے کو مستعد ہوئے غرض جب تین لشکر گران سے تلوارین چلنے لگین سر
کٹ کٹکے زمین پر گرنے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین تیر سینون کو توڑ توڑ کر گذرنے لگے کمانین کڑکنے لگین نیزے
چلنے لگے گرز گران سر پہلوانون کے سر پر ہندیون کے پڑنے لگے ہندی ضرب گرز گران سے پیوند خاک
ہونے لگے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران جنگ رستمانہ کرنے لگے
خنجر برہنون کے سینہ و پہلو پر ہندیون کے پڑنے لگے اس سردار لشکر کی تلوار میدان کارزار مین چلنے لگی
چھاچاچ خنجر گردون تک پہونچی تلوارون کی جھنکار آسمان تک جانے لگی ہاوہوے یلان سے میدان مصاف و صف
محشر ہو گیا زمین میدان سبز و زرد پر جوے خون بہادران جاری ہوئی سر دلاورون کے جوے خون مین حباب آسا
صدہا نظر آنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار عرصہ کارزار مین جا بجا ہو گئے جنگ مغلوبہ غضب کی ہوئی ہزارون
بلکہ لاکھون قتل اور زخمی ہوئے کوسون تک لاشین مقتولون کی اور زخمی زمین پر پڑے ہوئے تھے گھوڑے کی

دو ڈر بہت تھے اپنے راکبوں کی لاشیں پامال کر رہے تھے زمین معرکہ کانپ رہی تھی ترک فلک کا خوف سے جگر کپ رہا تھا آفتاب بقرار رہا تھا باری اجل میدان رزم میں گرم تھا ہر چند جناب ملک الموت دمبدم روحیں دلاوروں کی قبض کر تے لیکن پریشان تھے کیونکہ میدان معرکہ میں چار سمت جلد جلد جاتے تھے اور کشتوں کی روحیں قبض کرتے جتنی دیر میں ہزار بہادروں کی روحیں قبض کرتے تھے اتنی دیر میں دس ہزار دلاور زخمی ہو کر زمین پر گر تڑپتے ترسے تھے غرض غضب کی جنگ مغلوبہ تھی اور عجب طور سے تلوار چل رہی تھی اشعار

ہلی بہمن و سام و رستم کی گور	جسے دیکھو سند یہ تلوار سے جنگجو
کہیں تیغ چمکی کسی جا سنان	کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا ملپان
وہ مرکب کشا اور یہ راکب گرا	گری لاش پر لاش اور سر پر سر
کسی پر تبختر کسی پر تھی سفان	کوئی پیر و برنا کوئی نوجوان
کرتے تھے گھوڑے اٹھلاتے ہوئے	ہوا منقطع کا فروں کا نبیت
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر	بدن سے کمان جان نے اس سرکا
اٹھا کر بلائی ہزوہ تیغ ہاتھ	غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
ہجوم عدو میں پڑا انتشار	ہوے سب کے سب اس جگہ سے فرار
پھر ایران سے مسرور و خوش ہو کر	

قیامت کی جانستی آفت کا زور
تلے گھنے مرنے جبری چار سو
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
بیمرے تھے قتیلوں سے سب دشت دور
جری سب تھے خون میں نہائے ہوئے
گئی ایک دم میں دوزہ حیات
مجھے چھوڑ دے اب نہ جنگ کا ساتھ
سمائے امان تھی نہ جائے گریز
عنانم کو بھی لیکے ما صد طرب

جب ہندی کی تاب مقابلہ جوان عرب نہ لا سکے بدرجہ ناچاری مجبوری عادل لو لیکر بے اختیار بھاگے خواجہ عمرو و جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران مع یاسے نہایت خوش ہوئے جوانمرد اس سردار لشکر کو بارگاہ حمزہ صاحبقران میں لیکر گئے اور نہایت آپکی شجاعت اور جوانمردی کی تعریف کر کے باعزاز تمام ایک دنگل پر بٹھایا اور نام پوچھا سردار لشکر نے کہا اے خواجہ عمرو خاص و عام مجھکو حارث عرب کہتے ہیں میں بھی ایک دوستان حمزہ صاحبقران سے ہوں الحمد للہ کہ میں عین وقت پر یہاں پہونچا خواجہ گفتگو حارث سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو تو رد برد سے حارث بیٹھے ہیں اور اکثر سردار لاشیں مسلمانوں کی اٹھوا کر دفن کرا رہے ہیں زخمیوں کا علاج ہو رہا ہے لیکن اب حال عادل شیردل کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب عادل شیردل زخمی ہو کر اور شکست کھا کر پریشان اور بدحواس شپیال ہندی کے پاس پہونچا اور شپیال نے اسکے زخم سر کو دیکھا اور حال جنگ سے واقف ہوا اسوقت شپیال کو نہایت غصہ آیا اول تو کم ہونے لشکر ہوور سے رنجیدہ تھا اب اور زیادہ غمگین ہوا آخر بقہر و غضب ایک نامہ جی پور کو اس مضمون کا لکھا کہ جلد سر اسیر کا کاٹ کے میرے پاس بھیج دیجیے مانع ہو کہ وارا ب عیار جو شپتارہ حمزہ صاحبقران لیگیا تھا جی پور ہی پاس گیا تھا اور جے پور نے بموجب کہنے شپیال کے خندق ارغوان میں اسیر با توقیر کو قید کیا تھا غرض جب نامہ تیار ہوا شپیال نے نجم بن شہاب عیار کو نامہ دیا اور کہا کہ جلد اس نامہ کو جی پور کے پاس لیجا نجم بن شہاب نامہ لیکر چپک کر مثل برق چلا اور بعد طے کرنے راہ کے جزیرہ نیش میں پہونچا اور در دولت جی پور ہندی پر پہونچ کے ٹھہر ا اور اپنے نامہ لیکر آنے کی جی پور کو اطلاع کرائی جی پور اسوقت طعام تناول کر تا تھا باہر نہ آیا لیکن نامہ شپیال ہندی نجم سے منگوا لیا اور بعد تناول طعام نامہ کو پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر معرفت خواجہ سرا کے کہلا بھیجا کہ میری جانب سے بعد آداب و تسلیم کے شپیال ہندی سے عرض کر دینا کہ کل سر حمزہ صاحبقران تیغ جوان سے کاٹ کر خدمت عالی میں روانہ کرا دونگا خواجہ سرا نے یہی نجم سے آکے کہدیا اور جو خلعت و انعام جی پور نے نجم کے واسطے

ہوا پایا تھا خواجہ سرا نے نجم کو دیا نجم انعام لیکر وہان سے روانہ ہوا اور جلد تر راہ طے کرکے خدمت شہیال مین آیا اور جو کچھ جے پور ہندی نے کہا تھا عرض کیا شہیال کو گفتگوے نجم سنکے اطمینان کامل ہوا کہ کل جے پور ضرور امیر با توقیر کے سر کو تیغ تیز سے جدا کرائیگا اور میرے پاس بھیجدیگا میرا دل خوش ہوگا شہیال ہندی تو تخت پر بیٹھا ہی لیکن اب حال جے پور ہندی کا لکھا جاتا ہے کہ جب جے پور ہندی طعام تناول کرکے اور نجم عیار کو رخصت کرکے بستر نرم پر لیٹا اور سو رہا عالم خواب مین جے پور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا جب صبح ہوئی اور جے پور بیدار ہوا فورا بستر خواب سے اٹھکر قید خانے مین گیا اور حمزہ صاحبقران کو تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ ای امیر با توقیر آپ کو معلوم ہو شب گذشتہ مجکو عالم خواب مین حضرت ابراہیم نے مسلمان کیا ہے اب مین آپ کا دوست اور تابعدار ہون اسی وقت آپکو قید سے رہا کرا تا ہون اب آپ کچھ صدمہ و رنج نہ کیجیے حمزہ صاحبقران گفتگوے جے پور سنکے خوش ہوئے اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت سمجھ کے توڑ کے اپنے جسم سے دور کیا جے پور ہندی یہ قوت و طاقت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور بعد حیرت لیا حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اب حضور حمام مین تشریف لیجائین اور غسل کرکے پوشاک تبدیل فرمائین حمزہ صاحبقران بموجب عرض کرنے جے پور ہندی کے حمام مین تشریف لیگئے اور بعد غسل کے پوشاک نفیس پہنی جب امیر با توقیر حمام سے باہر تشریف لائے اور پوشاک زیب تن کر چکے اسوقت جے پور ہندی با اعزاز تمام امیر با توقیر کو بارگاہ مین لایا اور عرض کرنے لگا کہ اب آپ اس تخت حکومت پر بیٹھین حمزہ صاحبقران نے فرمایا تخت حکومت تمھارا تمکو مبارک رہے مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ فرما کر امیر با توقیر قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھ گئے بعد اسکے امرا بھی مسلمان ہوے اور جے پور اور ہر ایک امیر نے موافق اپنی لیاقت کے نذر گذرانی اسکے بعد حمزہ صاحبقران نے ہر ایک رئیس و امیر کو خلعت و انعام دلوایا بعد اسکے بزم نشاط آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جام و ساغر مین شراب ناب بھر بھرکے حمزہ صاحبقران اور جملہ اہل دربار کو پلانے لگے نازنینان غنچہ دہن گلپیرہن بعد ناز و ادا ناچنے لگین اور بالحان داؤدی گانے لگین ان نازنینون سے ایک مطربہ پری تمثال زہرہ خصال نے روبرو حمزہ صاحبقران عالیشان وغیرہ یہ غزل گائی غزل

دیتے اگر نہ دل مین جگہ درد و غم کو ہم	کیا منہ دکھائے حشر مین تیرے ستم کو ہم	وہ آنکھ کہ تھا تو غیرت دل مہکمان ہو
بیٹھے ہوئے شانے مین نقش قدم کو ہم	یان نہ چھوڑینگے کبھی زاہد کے واسطے	صاحب کہینگے قبلہ بیت الصنم کو ہم
سیمین تنون کو بھی نہیں جو سر فلک کہیں	پاتے ہین داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم	فرصت دے ای ہجوم تمنا کہ خط لکھین
بیٹھے ہین در سے بچہ کا غذ قلم کو ہم	آتا ہے یاد ہجر مین کسکا خرام ناز	روتے ہین دیکھ دیکھ کے نقش قدم کو ہم
ہر چند کچھ نہین مگر اسپر ہے بے وفا	سب کچھ سمجھتے ہین تری جھوٹی قسم کو ہم	جنت ہی ترے وعدہ دیدار سے عزیز
ورنہ لگائین آگ نہ باغ ارم کو ہم	ہے کیا کہ مرنے کی فرصت نہیں نصیب	کیون منتشر نہ سمجھین فراغ عدم کو ہم
رکھتے ہین ترسہ اعرق انفعال سے	دھوتے ہین بیٹھے لوح جبین کی رقم کو ہم	ڈر ہے کہ راز عشق کہین داستان نہو
خط لکھ کے کاٹتے ہین زبان قلم کو ہم	تنگ دہان زخم سے کہ کہئے مرحبا	دم دے رہے ہین یار کی تیغ دو دم کو ہم
ہے زخم دل محال ہے مشق طراز ہان	خالی نگاہ سے نہیں پاتے قلم کو ہم	تسلیم گر نہو کبھی ہیری فلک
محشر تلک کہین ستم تیری عدم کو ہم		

جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بعد ناز و ادا گائی جملہ ارباب محفل ہوتے خصوصا حمزہ صاحبقران نہایت شاد ہوئے اور نازنین کو انعام کثیر جے پور ہندی سے دلوایا بعد ختم جلسہ نشاط کے حمزہ صاحبقران نے جے پور ہندی سے فرمایا کہ ای جے پور اب سامان چلنے کا کرو اور جہاز فراہم کرو تاکہ تم اور ہم سراندیپ

کی جانب روانہ ہوں ہمکو اپنے لشکر کا نہایت ہی خیال ہے نہیں معلوم اس مدت میں ہمارے لشکر پر کیا آفت آئی ہوگی
جی لور ہندی نے عرض کیا اگر خشکی کی راہ سے سراندیپ تشریف لیچلیں تو اچھا ہے امیر نے فرمایا خشکی کی راہ سے دیر میں پہنچینگے
اور تری کی راہ سے جلد پہونچینگے علاوہ اسکے سیر دریا کی بھی کرینگے غرض جی لور ہندی نے بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران
سامان چلنے کا کیا اور جہاز فراہم کیے جب کل سامان کر چکا ہمراہ حمزہ صاحبقران مع فوج و لشکر جانب دریا چلا اور
کنارے سمندر کے پہونچکے حمزہ صاحبقران کو جہاز پر سوار کیا اور آپ بھی علیحدہ ایک جہاز پر بیٹھا اور جملہ مردان لشکر اعلی
اور ادنی بھی جہازوں پر سوار ہوئے کل مال و اسباب بھی جہازوں پر بار کیا گیا جب سب سوار ہو چکے اور اسباب
جہازوں پر رکھدیا گیا اسوقت بحکم صاحبقران ناخدا نے لنگر جہازوں کے اٹھوائے جہاز روانہ ہوئے چونکہ ہوا موافق
تھی چند روز تک تو اچھی طرح سب جہاز چلے لیکن ساتویں روز آسمان پر کالے کالے ابر ظاہر ہوئے ہوا کے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ناخدا چلانے لگے گھبرا کر سر پیٹنے لگے آنسو آنکھوں سے بہانے لگے پانی میں جوش و خروش
پیدا ہوا امواج کا گویا آسمان سے ملگیا مردان غرق ہونے کے خوف سے رونے لگے فریاد و فغان کرنے لگے
تا خدائے عالم کو پکارنے لگے دعائیں کرنے لگے حمزہ صاحبقران بھی برجوع قلب ہاتھ جانب فلک بلند کرکے
خالق بحر و بر سے رفع طوفان اور سلامتی جان کے واسطے دعا کرنے لگے ناگاہ اوس طوفان میں وہ جہاز جسپر امیر حمزہ
سوار تھے ٹوٹ گیا تختے سے تختہ جہاز کا جدا ہوگیا ناخدا مع جہاز پانی میں غرق ہوگیا لیکن بقدرت خالق بحر و بر امیر با توقیر
ایک تختے پر بیٹھے ہوئے تیسرے روز ایک جزیرے میں پہونچے اور جی لور ہندی کا جہاز اس طوفان میں ایک
سمت گیا غرض حمزہ صاحبقران شکر خالق اکبر بجا لا کے تختے سے اُترے دیکھا کہ تمام ریگستان ہے نہ وہاں
کوئی انسان ہے نہ حیوان ہے حمزہ صاحبقران ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اس ویرانے
اور اس ریگستان سے کیونکر سراندیپ جاؤنگا راستہ کس سے پوچھونگا بغیر رہبری اور اعانت پروردگار کے
یہاں سے سراندیپ پہونچنا میرا ایسا دشوار اور مشکل ہے حمزہ صاحبقران یہ خیال کر ہی رہے تھے دفعۃً انکھیں بند
ہونے لگیں نیند آنے لگی حمزہ صاحبقران تنہ درخت کے قریب بیٹھے اور سو گئے جسوقت دیدہ ظاہر بین امیر با توقیر کے
بند ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے فرزند ملول و ہراسان نہو خداوند عالم تیرا معین
و مددگار ہے تو سراندیپ میں بخیر و عافیت پہونچ جائیگا اے نور نظر یہاں سے نزدیک سمت مشرق ایک کوہ ہے اور کوہ کے
برابر ایک غار ہے اسمیں پانی بھرا ہوا ہے پس یہاں سے جا کر اسی پانی سے غسل کرنا بعد دو رکعت نماز پڑھنا فضل
خدا سے تجکو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملیگا اس مرکب پر سوار ہو کے طرف سراندیپ کے روانہ ہونا وہ مرکب ایسا
چالاک اور تیز رو ہے کہ برق و باد بھی اسکی تیز روی سے خجل اور شرمندہ ہے نظم عجب رخش چون شہاب اسپے افروزان
زبرج شرف کوکبے بخت بین چو برق و بر فتن چو باد وہ ہمانا کہ زان سان زمانہ مزاد حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ فرماکر
تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور خوش ہو کر زیر درخت سے اٹھے اور سمت مشرق روانہ ہوئے
تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ کوہ نظر آیا اور زیر کوہ ایک غار پانی سے بھرا ہوا دکھائی دیا حمزہ صاحبقران نے اس
غار کے پاس جا کر لباس اُتارا اور غسل بعد وضو کیا بعد غسل و وضو کے لباس پہنا اور قریب غار بعد خضوع و خشوع دو رکعت نماز
پڑھی بعد نماز پڑھنے کے سر واسطے سجدہ شکر کے زمین پر رکھا جب امیر با توقیر نے سر سجدہ شکر سے اٹھایا دیکھا کہ مرکب زین لجام سے
آراستہ سامنے کھڑا ہے حمزہ صاحبقران مرکب کے سراپا پر نظر کرکے نہایت خوش ہوئے اور اس مرکب پر سوار ہو کے
ایک سمت چلے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ایک باغ میں حمزہ صاحبقران کو مرکب قیطاس دیا تھا

اور بہت سو زر بیشمار ملا ہو چونکہ ایک دفتر میں اس حقیر و فقیر سراپا تقصیر کو جن تصدق حسین داستان گو و مترجم کی
نظر سے گذرا ہی کہ اس جگہ امیر کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملا ہی اسوجہ سی یہان لکھ دیا ہی غرض جب امیر با توقیر
مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہو چکے ایک جانب چلے ہر چند امیر با توقیر گھوڑے پر سوار تھے بہ سبب گرسنگی کے گھوڑے
پھیلائے جاتا تھا اور راہ طی نہو سکتی تھی اُسوقت امیر نے خداوند عالم سے دعا کی کہ پروردگارا کوئی شی مجکو کھانے کی اپنی
قدرت کاملہ سے اس صحراے ہولناک میں عنایت فرما آج تیسرا روز ہی کہ مین نے کچھ نہین کھایا ہی گرسنگی سے حال میرا
بُرا ہی حمزۂ صاحبقران خالق انس و جان سے یہ دعا کر رہے تھے اور مرکب پر بیٹھے ہوئے تھے گھوڑا چلا جاتا تھا ناگاہ
حمزۂ صاحبقران کو دور سے کچھ درخت نظر آئے جب امیر با توقیر قریب درختوں کے پہونچے دیکھا درختوں مین پھل
لگے ہوئے ہین شاخین درختوں کی کثرت اثمار سے جھکی ہوئی ہین نیچے درختوں کے ایک چشمہ ہی پانی اُسمین نہایت
صاف ہی حمزۂ صاحبقران نے اُن درختون پھلون کو دیکھکر خدا کا شکر کیا اور گھوڑے سے اُترکے بہت سے
ثمر توڑ توڑ کے کھائے خوب سیر ہوئے چشمے سے لیکر پانی پیا اور پھر شکر خدا کرکے مرکب پر سوار ہوئے اب امیر
نے مرکب کو جولان کیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا بعد سہ پہر کے امیر با توقیر ایک ایسے صحراے سبزہ زار میں پہونچے
کہ سبزہ اُس صحرا کا سبزہ خط معشوقان خوبرو سے بہتر تھا گویا کہ فرش زمردین بالاے زمین بچھا تھا جا بجا نہرین
سلسبیل آسا جاری تھین طائران خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوئے نغمہ سرائی کرتے تھے بلبلین چہکتی تھین
درمیان مین صحراے سبزہ زار کے ایک گنبد سر بفلک کشیدہ تھا عجیب صفائی و صنعت سے کسی نے اسکو بنایا تھا کہ
گنبد کو دیکھنے سے نظر خیرہ ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اُس صحراے مسرت نشان کو دیکھکر خوش ہوئے اور اُسوقت
بے اختیار یہ مطلع زبان پر جاری کیا مطلع این سبزہ و این صحرا بوے زجنون دارد سرہوائی دل وحشی امروز شگون دارد
صاحبقران نے اس مطلع کو پڑھکے ارادہ کیا تھا کہ اس صحراے سے بھی جلد نکل جانا چاہیے لیکن یہ بھی خیال کیا کہ اس
گنبد کے اندر بھی جا کر سیر دیکھنا چاہیے حمزۂ صاحبقران کو معلوم نہ تھا کہ یہ گنبد طلسمی ہی غرض حمزۂ صاحبقران
اُس گنبد مین گئے اور بمشکل اُس گنبد طلسمی کو توڑا اور زر و جواہر اُس گنبد طلسمی کو توڑکر اپنے قبضے مین کیا
اور وہان سے مرکب پر سوار ہوکے آگے بڑھے ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ حالات گنبد طلسمی اور کیفیت گنبد کی اس
مترجم نے بخیال طول کے اس مقام پر نہین تحریر کی کہ شاید حضرات ناظرین اختصار پسند کو طول ناپسند ہو القصہ
حمزۂ صاحبقران گنبد طلسمی توڑکے اور زر و جواہر لیکر چلے چند روز کے بعد پھر ایک دشت ہولناک مین
پہونچے اور اُس دشت مین راہ بھولکر بہت پریشان ہوئے آخر مضطر ہوکر خداوند عالم سے دعا کی دعاے امیر قبول
ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام تشریف لائے حمزۂ صاحبقران نے بعد ادب سلام کیا
حضرت خضر نے جواب سلام و دعاے طول عمر دیکر فرمایا کہ اے حمزۂ صاحبقران پریشان خاطر ہو تم ہمارے ساتھ
چلو حمزۂ صاحبقران مرکب سے اُترکر حضرت خضر چلے تھوڑی دور جاکر حضرت خضر نے فرمایا کہ اب یہ
یہان سے چلے جانا جہان خداوند عالم کو منظور ہوگا وہین پہونچوگے یہ فرماکر حضرت خضر ایک جانب چلنے لگے
امیر با توقیر نے بڑھکے مصافحہ کیا مرکب پر سوار ہوکے جسطرف حضرت خضر علیہ السلام نے جانے کو فرمایا اُسطرف روانہ
ہوئے بعد ایک شب و روز کے امیر وقت سحر ایک صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا کہ دو طرف دو لشکر صف آرا
ہین لڑنیکو کھڑے ہوے ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب لشکرون کے پہونچے اُسوقت ایک طرف سے ایک
جوان زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب کو جولان کرکے نکلا اور میدان رزم مین آکر نیزہ ہاتھ مین لیکر مبارز طلب کیا

دوسرے لشکر سے ایک جوان سبز رنگ اسپ صبا رفتار سوار ہوکر میدان کارزار میں آیا حمزہ صاحبقران جوان سبزہ رنگ
کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ جوان سبزہ رنگ عجب شان سے برائے جنگ صف لشکر سے نکلا ہی بظاہر
جری دلیر اور معلوم ہوتا ہی حمزہ صاحبقران یہ خیال کر رہی تھے کہ زنگی نے گھوڑے کو بڑھا کر گریبان جوان سبزہ
رنگ میں ہاتھ ڈالا جوان سبز رنگ نے بھی اس زنگی کی کمر میں ہاتھ ڈالا باہم دونوں زور کرنے لگے تھوڑی دیر میں زنگی نے
توڑہ کمربند فولادی میں ہاتھ ڈالکر جوان سبزہ رنگ کو پشت مرکب سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر پٹک دیا اور فوراً
مرکب سے اُترکے اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور خنجر آبدار سے اُسکو ہلاک کرنے کا قصد کیا حمزہ صاحبقران نے یہ حال
دیکھکر نعرہ کیا اور کہا ای سیاہ رو خبردار اس جوان کو ہلاک نہ کرنا زنگی نے حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکے جلد خنجر
سے جوان سبزہ رنگ کا تن سے سر جدا کر ڈالا امیر کو نہایت غصہ آیا اور خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھا کر زنگی سے فرمایا
کہ او بحیا سیاہ رو میں نے تجکو منع کیا تھا کہ اس جوان کو قتل نہ کرنا تو نے میرا کہنا نہ مانا اور اس جوان خوبرو کو ہلاک
کر ڈالا اس زنگی نے چین بجبین ہوکر کہا ای شخص تو کون ہی حریف کے قتل کرنے میں کیوں دخل دیتا ہی خوب کیا
میں نے جو اس جوان کا سر کاٹ ڈالا یہ میرا حریف تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای سیاہ رو تیرہ درون آگاہ ہوکہ
میں تیرہ ملک الموت ہوں تجکو زندہ نہ رکھونگا اور اس جوان کا انتقام تجسے لونگا اس جوان مقتول کا تجسے عوض لینے
کے واسطے مجھے خدا نے یہاں پہونچایا ہی جیطرح تو نے اس جوان کا سر تن سے جدا کیا ہی انشاء اللہ اسی طرح سر تیرا تن
سے جدا کرونگا زنگی نے کہا شاید تو خدا پرست ہی کیونکہ بار بار خدا کو یاد کرتا ہی امیر نے فرمایا بیشک میں خدا پرست
ہوں زنگی نے کہا اگر تو خدا پرست ہی تو اسی کی طرح ابھی تیرا بھی سر تن سے کاٹتا ہوں یہ کہکے زنگی نے بقوت تمام تر
نیزہ مارا امیر نے بفن سپہگری نیزہ زنگی کے ہاتھ سے چھین لیا اور کمربند فولادی کے توڑے میں ہاتھ ڈال کے پشت
فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور زمین پر پٹک دیا اور جلد مرکب سے اُترکے اس زنگی کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا ای
رو سیاہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو میں تجکو چھوڑ دوں زنگی نے یہ تقریر امیر با توقیر کی سُنکے کہا کہ میں ہرگز مسلمان
نہ ہونگا اپنا دین ترک نہ کرونگا امیر نے یہ گفتگو زنگی کی سُنکے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا جسوقت اس زنگی کا سر امیر نے
کاٹا اُسکا لشکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر با توقیر نے شمشیر آبدار کھینچکے قتل کرنا شروع کیا مردمان لشکر زنگی نے باوجود
قتل ہونے کے چار جانب سے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا اور نیزہ تیر و شمشیر لگانے لگے اُسوقت ایک جانب سے
غبار بلند ہوا اکثر مردمان لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا جی پور ہندی مع بارہ ہزار سواران جرار
کے حمزہ صاحبقران کو نظر آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب جہاز جی پور ہندی کا کنارے پہونچا اور جی پور ہندی نے
سُنا کہ وہ جہاز جسپر حمزہ صاحبقران سوار تھے غرق ہو گیا لیکن بعض بعض آدمی غرق نہیں ہوئے ہیں جہاز کے تختوں پر
بیٹھے ہیں اور کسی طرف بہتے جاتے طوفان میں بہ گئے ہیں جی پور ہندی بامید ملاقات حمزہ صاحبقران کنارہ
بحر سے چلا تھا اور صحرا بصحرا اور دشت بدشت حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا یہاں تک آیا ہی غرض جب جی پور ہندی
نے دور سے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی آواز نعرہ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے آتی ہی جی پور صدائے
امیر با توقیر کی سُنکے از حد خوش ہوا اور سمجھا کہ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے لڑ رہے ہیں یہ سمجھکر مع فوج بعجلت
آیا اور اس لشکر کو چار جانب سے گھیر لیا اور مردمان لشکر کو تیر و شمشیر سے قتل کرنے لگا اور جوانان فوج جی پور نے
بھی تلواریں کھینچکر مردمان لشکر زنگی کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر میں مردمان لشکر زنگی تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگے
اُسوقت سوار جوان سبزہ رنگ کی لاش اُٹھاکر بختیار شاہ کی خدمت میں نالہ کناں پہونچے بختیار شاہ سے ادنی

سبب گریہ پوچھا جب نے لاش دکھا کر تمام حال بیان کیا بختیار شاہ کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ
ہوا اور از حد اشکبار ہوا اسی عالم اشکباری مین حکم کیا کہ فوج بھاری تیار ہو بمجرد حکم بیس ہزار سواران جرار مسلح
ہو کر گھوڑون پر سوار ہوئے بختیار شاہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب میدان رزم چلا بختیار شاہ
تو لشکر لیکر چلا آتا ہی لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردمان لشکر بھاگ گئے اسوقت جی پور ہندی
نے امیر باتوقیر کو بصد ادب تسلیم کی اور قدمبوسی ہوا امیر نے پوچھا ای جی پور تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا جی پور ہندی
نے تمام کیفیت بیان کی حمزہ صاحبقران جی پور کی وفاداری پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اسکی تعریف کرنے
لگے ابھی حمزہ صاحبقران جی پور سے ہمکلام ہی تھے ناگاہ امیر باتوقیر نے دیکھا کہ ایک سمت سے غبار بلند ہوا حمزہ
صاحبقران نے خیال کیا کہ اب کوئی اور لشکر آتا ہی امیر یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ یکایک بختیار شاہ مع لشکر آیا
اور حمزہ صاحبقران کو سلام کر کے پوچھنے لگا کہ آپ ہی نے میرے فرزند کے قاتل کو ہلاک کیا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا مین نے ایک زنگی کو ہلاک کیا تھا جسنے ایک جوان سبزہ رنگ کو قتل کیا تھا پھر زنگی کے لشکر سے لڑائی ہوئی
انفضال خدا سے لشکر زنگی مقتول کا بھی بھاگ گیا مجھے نہین معلوم تمھارا فرزند کون تھا بختیار شاہ جبروتی نے عرض کیا کہ وہ
جوان سبزہ رنگ میرا فرزند تھا اور یہ لشکر جسے آپ نے شکست دی ہی داراب مغربی کا تھا قبل اسکے مجھکو نجومیون
نے خبر دی تھی کہ مغرب کی سمت سے ایک جوان آئیگا اور وہ صاحبقران ہوگا اور زیر باد ہندی کو مطیع کریگا اب آپ
فرمائین کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا نام تو میرا حمزہ ہی لیکن خاص و عام مجھکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہین جس جوان کی نجومیون نے خبر دی تھی وہ مین ہی ہون بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے اپنی گرفتاری اور رہائی
کا حال بیان کیا اور کیفیت دریاے ہجر المفصل فرمائی بختیار شاہ جبروتی حال امیر سے آگاہ ہو کر صدق دل سے
اسی وقت مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور اپنے فرزند کی لاش دفن کر کے مہمانی حمزہ صاحبقران مین
مصروف ہوا دعوت حمزہ صاحبقران کی بڑی تکلیف سے کی جب حمزہ صاحبقران اور جی پور ہندی کھانا تناول
کر چکے اسوقت بختیار شاہ جبروتی نے حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم ساقیان
خوبرو کشتیان لیکر حاضر ہوگئے اور بحکم بختیار شاہ جام و ساغرون مین شراب بھر بھر کے پلانے لگے جب حمزہ صاحبقران
اور بختیار شاہ جبروتی کو شراب کا نشہ ہوا اسوقت بختیار شاہ بے اختیار رونے لگا حمزہ صاحبقران نے
باعث رونے کا پوچھا بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر علاوہ فرزند مقتول کے ایک پسر میرا اور ہی اسوقت وہ فرزند
مجھکو یاد آیا ہی اسکے فراق مین مین رونے لگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا دوسرا فرزند تمھارا کہان گیا ہی بختیار شاہ یہ سنکے
اور زیادہ رونے لگا اور بعد اشکباری بسیار کے کہنے لگا ای امیر اس ملک کے حوالی مین ایک ہزار ایک سو طلسم ہین
اور ایک دشت ہی کہ نام اسکا دشت آہوان ہی اوس دشت مین صدہا آہو ہین جو کوئی دور سے ان آہوون کو
دیکھ لیتا ہی بے اختیار ان آہوون کے شکار کے واسطے اس دشت مین جاتا ہی اور خود ان آہوون کا شکار
ہو جاتا ہی میرا فرزند کہ نام اسکا خسرو ہی ایک روز وہ بھی ان آہوون کا شکار کرنے کو چلا تھا ہر چند مین نے
منع کیا تھا کہ جو اس صحرا کو جاتا ہی وہ پھر نہین آتا ہی لیکن اسنے میرا کہنا نہ مانا اور کہنے لگا کہ اگر وہ طلسمات ہین تو مین
بھی شجاع ہون ان سب کو مارونگا اور دشت آہوان سے چلا آونگا مجھکو ایسا بہادر ہی جو نہ آنے دیگا اور دست
ہی مین رکھیگا یہ کہکے مع رفقا و امرا شکار کے واسطے گیا آخر دشت آہوان مین جاکر دام بلا مین گرفتار ہوگیا اور مجھ تک
کسی طرح آ نہین سکتا اگر مین اسکے دیکھنے کو جاؤن تو مین بھی مثل اسکے اس دشت پر آفت و بلا مین قید ہو جاؤن

حمزہ صاحبقران نے جب تمام گفتگو بختیار شاہ کی سنی فرمایا ای بختیار شاہ انشاء اللہ مین کل صبح دشت آہوان مین
جاؤنگا اور تمھارے فرزند کو وہان سے لے آؤنگا اب تم گریہ وزاری نکرو بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر آپ
ہرگز وہان نہ جایئے گا وہ دشت طلسمی ہے طلسم مین پھنس جایئے گا ابھی تو مجھکو اپنے فرزند کی جدائی کا صدمہ نہین بھولا اگر
خدانخواستہ آپ وہان جاکر گرفتار طلسم ہو جایئے گا تو پھر مجھکو آپ کے فراق کا قلق ہوگا اور مردمان شہر کہینگے کہ بختیار شاہ نے اپنے فرزند
کے واسطے حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین بھیجدیا اور انکو طلسم مین پھنسا دیا علاوہ اسکے یہ مجھکو منظور نہین کہ آپ
مجھسے جدا ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای بختیار شاہ مین ضرور جاؤنگا اور باعانت پروردگار سب طلسمون کو توڑونگا
اور تمھارے فرزند کو انشاء اللہ ضرور لیکر آؤنگا اگر تم اپنے فرزند کا تذکرہ میرے روبرو نہ کرتے تو مین نہ جاتا اب مجھکو مناسب ہے کہ
ضرور جاؤن غرض جبتک بختیار شاہ بیٹھا رہا حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین جانے سے منع کرتا رہا اور حمزہ صاحبقران
یہی فرمایا کیے کہ مین دشت آہوان ضرور جاؤنگا جب بختیار شاہ تخت سے اٹھکر داخل محل ہوا اور حمزہ صاحبقران
بھی اٹھکے ایوان شاہی مین تشریف لائے جو بختیار شاہ نے واسطے تشریف رکھنے امیر باتوقیر کے آراستہ کرایا
تھا شب کو تو امیر باتوقیر اسی ایوان مین بعد رحمت و آرام استراحت پذیر ہوئے ہنگام سحر امیر باتوقیر نے اٹھکر نماز
پڑھی بعد پڑھنے نماز کے جی پور ہندی سے فرمایا کہ لشکر کو حکم دو کہ تیار ہو ہم دشت آہوان مین جاینگے جی پور ہندی
نے سرداران لشکر سے کہا کہ جلد مسلح ہو حمزہ صاحبقران جانب دشت آہوان تشریف لیجاینگے سرداران لشکر بموجب حکم
مسلح ہوئے بختیار شاہ بھی محل سے برآمد ہوا حمزہ صاحبقران کو آمادہ جانے پر دیکھکر بمجبوری خود بھی مع لشکر
ہمراہ رکاب صاحبقران چلا حمزہ صاحبقران قریب دشت آہوان ایک پہاڑ پر تشریف لیگئے اور بالائے کوہ
کھڑے ہوکر دشت آہوان کی سیر کرنے لگے حمزہ صاحبقران بخوبی سنا کیے کہ سب آہو آکر فریاد کرتے ہین اور اپنے حال پر
افسوس کرتے رہتے ہین اور اسی دشت مین پھرتے ہین اور وہ دشت نہایت وسیع و سرسبز ہے حمزہ صاحبقران نے
سیر دشت کی کرکے وضو کیا چونکہ وقت نماز کا آگیا تھا اسی پہاڑ پر نماز پڑھی بعد پڑھنے نماز کے امیر باتوقیر کوہ سے
اترے اور بختیار شاہ اور جی پور سے فرمانے لگے اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون اور دشت آہوان مین جاتا ہون اگر
خداوند عالم نے چاہا تو سب طلسمون کو توڑکر اور خسرو کو لیکر جلد آؤنگا ورنہ گرفتار طلسم ہونگا تم چالیس روز
تک میرا انتظار کرنا بعد چالیس روز کے سمجھ جانا کہ حمزہ ہلاک ہوگیا یا طلسم مین قید ہوگیا اسوقت ای بختیار شاہ تم
میرے آنے کی امید نہ رکھنا اور ای جی پور ہندی تم اتنا کام کرنا کہ جانب کوہ سراندیب جاکر میرے لشکر کے سرداران اور
خواجہ عمرو سے تمام حال بیان کرنا کہ وہ سب میری ملاقات سے مایوس اور ناامید ہوجائین اور جسطرف دل چاہے
چلے جائین جسوقت یہ تقریر امیر کی جی پور ہندی اور بختیار شاہ جیروقی نے سنی دونون نہایت گریان ہوئے اور
منت عرض کرنے لگے کہ آپ دشت آہوان مین نہ جائین حمزہ صاحبقران نے کہنا انکا نہ مانا اور جانب
دشت آہوان چلے بختیار شاہ اور جی پور ہندی بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب امیر داخل دشت آہوان ہونے
لگے جی پور ہندی اور بختیار شاہ ٹھہر گئے اور وہین مقیم ہوئے اور امیر کشورگیر داخل ہوئے جب امیر اس دشت
مین داخل ہوکر نہایت سرگردان اور پریشان ہوئے اسوقت امیر نے برجوع قلب خداوند کریم و کارساز سے واسطے
اپنے مدعائے دلی کے دعا کی دعائے امیر قبول ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام صاحبقران
کے پاس تشریف لائے اور بحکم خدا امیر کو اسم اعظم تعلیم فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اسم اعظم پڑھکے آہوون پر پھونکنا وہ سب
انسان ہوجاینگے کیونکہ وہ سب انسان ہین سحر سے آہو ہوگئے ہین اور جب تم یہ اسم اعظم پڑھوگے کسی ساحر کا سحر

تیر اثر نہ کریگا یہ فرماکر حضرت خضر علیہ السلام نظر حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر با توقیر اسم اعظم کو خوب یاد کر
آگے بڑھے اور سیاہ دشت طی کرنے لگے ناگاہ بائیں جانب امیر نے دور سے دیکھا کہ سیکڑون آہو سبزہ چر رہے ہین اکثر
روتے ہین بعض نالہ و فریاد کر رہے ہین اور ایک نوجوان سر پر تاج رکھے ہوئے اُن آہون کو چرا رہا ہے امیر با توقیر حال
دیکھکر اُس جوان کی طرف چلے نوجوان نے امیر کو اپنی جانب آتے دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خیال کیا کہ اب یہ شخص بھی
مثل ان آہون کے ہو جائیگا نوجوان یہ خیال کر رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران اُس نوجوان کے پاس پہونچے نوجوان نے
سلام کر کے پوچھا کہ ای جناب آپ کا کیا نام ہے اور اس دشت و بلا مین آپ کیون تشریف لائے کہ مین یہ دشت وہ دشت ہے
کہ انسان اگر حیوان ہو جاتا ہے اور پھر یہان سے کسی طرح جا نہین سکتا ہے افسوس ہزار افسوس ہے آپ کو
اس دشت جانستان مین قدم رکھنے سے کوئی مانع نہوا امیر با توقیر نے فرمایا ای جوان میرا نام حمزہ ہے خاص و عام مجکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہین مین واسطے رہا کرنے خسرو زادہ اور ہیرا جان کے آیا ہون بختیار شاد نے مجکو منع کیا تھا لیکن مین نے نہ مانا
اور دشت بلا مین چلا آیا اب تم حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور یہاں لیاقت آہو کیون چراتے ہو اس نوجوان نے
یہ سنکے ایک آہ کی اور عرض کیا ای جناب خسرو میرا ہی نام ہے مین واسطے شکار کے آیا تھا سمکال جادو جو اس
دشت کی مالک ہے مجھپر عاشق ہوگئی ہے اسوجہ سے اسنے مجکو سحر سے آہو نہین بنایا ہے اور یہ جو آہو چر رہے ہین یہ سب
انسان ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو تمھارے فراق مین تمھارے والد کا عجیب حال ہے اکثر تمکو یاد
کر کے روتے ہین تمکو لازم ہے کہ اب تم میرے ساتھ اپنے والد کی خدمت مین چلو خسرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی
سنکے رونے لگا اور عرض کرنے لگا کہ مین کیونکر یہان سے اپنے باپ کی خدمت مین جاؤن مین تو سحر سمکال جادو
مین گرفتار ہون اور یہ دشت بھی اسی کے سحر سے سرسبز و شاداب ہے جب تک وہ ہلاک نہوگی میری رہائی کسی طرح نہوگی صاحبقران
نے فرمایا ای خسرو انشاء اللہ سمکال جادو کو قتل کرونگا اور ان آہوؤن کو انسان بناونگا اور تمکو تمھارے والد کے پاس
لیچلونگا جس وقت یہ تقریر امیر کی اُن آہوؤن نے سنی سبھون نے آکے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا کوئی آہو دامن امیر
سے لپٹنے لگا کوئی آہو قدم امیر پر سر رکھنے لگا کوئی آہو گرد حمزہ صاحبقران پھرنے لگا بار بار تصدق اور قربان
ہونے لگا اکثر آہو رونے لگے اور اپنی زبان مین اپنی مصیبت و گرفتاری کا حال بیان کرنے لگے حمزہ صاحبقران کو
اُن آہوؤن پر رحم آیا اور اسم اعظم جو حضرت خضر نے تعلیم فرمایا تھا پڑھا اور ہر ایک آہو دن پر پہونکا سحر سمکال جادو دفع
ہوگیا ہر ایک آہو زمین پر لوٹ کر انسان ہوگیا اور حمزہ صاحبقران کے قدم پر گرا اور حمزہ صاحبقران نے اُن آدمیون کو
اپنے قدم سے اُٹھایا اور خسرو وغیرہ خوش ہوئے ادھر پریون نے سحر کے سمکال جادو کو حمزہ صاحبقران کے
آنے اور آہوؤن کو آدمی بنانے سے اطلاع دی سمکال جادو نے یہ خبر وحشت اثر سنکے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو موجب
حکم سمکال جادو جادوگرنیان اور جادوگر ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوئے اور اسباب سحر تھیلیون مین رکھکر
آمادہ چلنے پر ہوئے سمکال جادو بھی طاؤس سحر پر سوار ہوکے اور سب ساحرون کو ہمراہ لیکر دشت آہوان مین آئی
اور ایک سنگ گران بزور سحر امیر ذوی القدر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سنگ حمزہ صاحبقران پر نہ پڑا سمکال جادو
اور اسم سحر پڑھنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھکے اور شمشیر تیز پر دم کر کے گھوڑے کو بڑھایا اور قریب سمکال جادو پہونچکر
اسطرح اسکے سر پر تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی اسوقت آندھی سیاہ آئی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور آواز آئی
کہ میرا نام تھا سمکال جادو پس بعد موقوف ہونے ہنگامہ گیر و دار کے حمزہ صاحبقران نے اُس دشت کو پرخار
پایا کیونکہ سرسبزی و شادابی دشت کی سحر سمکال سے تھی جب سمکال قتل ہوگئی اور سحر اسکا برطرف ہوگیا اُسوقت جادو ساحر

لڑنے لگے اور ساحر ناریج و تیغ کو سے اور بار فلفل صاحبقران پر مارنے لگے خسرو اور جملہ اشخاص نے دیکھا کہ اثر تو غیر
کچھ نہ ہوئے تلوار کھینچ کے آگے بڑھے اور ساحروں کو قتل کرنے لگے جب ساحروں نے دیکھا کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے اور بہت سے
ہمراہی قتل ہو گئے ہیں سمکال جادو بھی قتل ہو چکی ہے اُسوقت باقی ماندہ ساحر بھاگے اور مہیار جادو کو کہ ایک طلسم کا حاکم
اور مالک ہے قتل سمکال جادو سے اطلاع دی مہیار جادو نے قتل سمکال جادو کی خبر سنکے پیچ و تاب کیا اور ایک جادوگرنی
کو حکم دیا کہ قاتل سمکال جادو کو پکڑ لاؤ جادوگرنی دشت میں آئی حمزہ صاحبقران پر آتے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا ساحرہ کا سحر رد ہو گیا حمزہ صاحبقران نے تلوار کھینچکر اُس ساحرہ پر حملہ کیا ساحرہ غضبناک ہوکے اور پر پرواز پیدا کر کے
دشت سے گریزاں ہوئی حمزہ صاحبقران خسرو وغیرہ کو لیکر آگے بڑھے بعد ایک روز اور ایک شب کی رہروی کے
حمزہ صاحبقران کو ایک باغ پُر بہار نظر آیا جب امیر قریب اُس باغ کے پہونچے اوس باغ سے بعد صدائے
نالہ و فغان یہ آواز آئی کہ میں جادوگروں کی قید میں مبتلا ہوں کوئی ایسا جری ہے کہ اس باغ میں آئے اور مجھکو
چند ساحران سے چھڑائے امیر اُس صدا کو سنکے اندر گئے باغ کے وہاں کسی کو نہ پایا ناچار ہوکے پھرے تھے ناگاہ
ایک جادوگر نہایت مہیب صورت پیدا ہوا اُسنے امیر پر ترنج سحر پڑھکے مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا اُس ترنج سے
کچھ ضرر نہ ہوا جادو ساحر نہایت حیران ہوا اور جلد تر چند اوراق جھولی سے نکالکر دیکھنے لگا اور اُن اوراق سے اُسکو
ثابت ہوا کہ اُس شخص کا نام حمزہ ہے اور یہ صاحب اسم اعظم ہے اسپر سحر تاثیر نہ کریگا تا وقتیکہ اسم اعظم کو تو بند نکریگا ساحر
نے اوراق جمشیدی کو دیکھکر اپنی جھولی سے ایک شیشہ اور ماش کا آٹا نکالا اور شیشے سے تھوڑا پانی لیکر آٹا گوندھا اور
اور اُس آٹے کا ایک طائر بنایا اور کچھ سحر اوسپر پڑھا فوراً وہ آٹے کا طائر طائر خوشرنگ ہو گیا ادھر تو اُس ساحر نے طائر کو
اُڑایا اودھر حمزہ صاحبقران نے تلوار اُس ساحر کے سر پر لگائی تلوار کارگر نہوئی کیونکہ ساحر نے قبل بنانے طائر کے
سحر سے اپنی حفاظت کر لی تھی حمزہ صاحبقران نے ساحر پر تلوار لگا کر پھر وار کرنے کا قصد کیا تھا یکایک وہ طائر
خوشرنگ چہکتا ہوا گرد سر حمزہ صاحبقران چند بار پھرا پھر جانب ساحر گیا ساحر نے شیشہ جھولی سے نکالا طائر
شیشے میں چلا گیا پھر اُسنے شیشے کو بند کرکے جھولی میں رکھا اور امیر پر ایک ترنج سحر پڑھکے مارا حمزہ صاحبقران نے
ہر چند اسم اعظم یاد کیا لیکن یاد نہ آیا آخر امیر سحر میں گرفتار ہوکے بیہوش ہو گئے ساحر نے امیر کو پکڑ لیا مع خسرو
وغیرہ ہر جو بیرون باغ کے تھے سب کو سحر کیا اور سب کو گرفتار کر کے مہیار جادو مالک طلسم کے پاس لیگیا مہیار نے اُن
ساحر سے کہا امیر کو ہوشیار کر ساحر نے اپنا سحر اُتارا امیر کو ہوش آیا آنکھ کھول کے دیکھا کہ ایک جادوگر تاج سر پر رکھے
تخت پر بیٹھا ہے گرد اسکے بہت سے ساحر کرسی منظر بیٹھے ہیں مہیار جادو نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے تھے صاحبقران
نے فرمایا میں واسطے رہا کرنے خسرو کے آیا تھا خسرو کو تو رہا کر چکا اب سب طلسموں کو توڑونگا مہیار یہ تقریر
امیر کی سنکے برہم ہوا اور حکم کیا کہ امیر کو قید کرو بعد گذرنے میعاد معینہ کے قتل کرونگا ساحران نابکار امیر کو زندان
کی جانب لیجایا چاہتے تھے یکایک طلسمات جادو کہ ساحران نامی سے تھا کہنے لگا اے بادشاہ امیر نے سمکال کو
قتل کیا لیکن یہ آپ کو نہ توڑ سکینگے کیونکہ یہ فتاح طلسم نہیں ہیں انکا قید کرنا اور قتل کرنا میرے نزدیک
مناسب نہیں ہے مہیار جادو نے یہ تقریر طلسمات جادو کی سنکے کتاب سامری میں دیکھا اُس سے بھی ظاہر ہوا
اوسوقت مہیار جادو نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اس حوالی میں ایک ہزار طلسم سے زیادہ ہیں اور آپ فتاح نہیں
ہیں آپکی اولاد میں سے ایک شخص ان طلسموں کو بیشک توڑیگا لیکن اگر آپ ساحروں سے مقابلہ نکیجیے تو میں ابھی
آپ کو رہا کر دوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مہیار تیرا کہنا میں دو شرطوں سے قبول کرتا ہوں اول شرط یہ ہے

کہ خسرو وغیرہ جو یہ تیرے سامنے کھڑے ہیں انکو رہا کردے دوسرے اس ساحر نے میرے اسم اعظم کو بند کیا ہے اسکو حکم دے
کہ اسم اعظم کو کھولدے مہیار نے دونوں شرطیں قبول کیں اور فوراً خسرو وغیرہ کو رہا کر دیا اور اُس ساحر سے کہا کہ
اسم اعظم کو جو تو نے بند کیا ہے کھول دے ساحر نے بموجب حکم مہیار اسم اعظم کو کھولدیا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا غرض
بعد رہا ہونے خسرو وغیرہ کے امیر باتوقیر خسرو وغیرہ کو لیکر وہاں سے چلے اور دشت آہوان کو طے کرکے چند روز میں
اُس جگہ پہونچے جہاں بختیار شاہ اور جی پور ہندی کو چھوڑا تھا امیر نے جی پور ہندی کو تو درہ کوہ میں پایا لیکن بختیار شاہ کو
نہ دیکھکر احوال بختیار شاہ کا پوچھا جی پور ہندی نے عرض کیا کہ بعد آپکے جانے کے بختیار شاہ چلا گیا تھا اب یہ اکتالیس
ہندی بھاگ کر آئے ہیں انسے حال بختیار شاہ کا دریافت کیجیے یہ بخوبی واقف ہیں حمزہ صاحبقران نے اُن
ہندیوں سے حال بختیار شاہ کا پوچھا ہندیوں نے عرض کیا کہ جب آپ اُس زنگی کو قتل کرکے دشت آہوان
میں تشریف لیگئے اور خبر قتل زنگی داراب ہندی حاکم زیرباد کو پہونچی اوسنے اپنے سپہ سالار کو اسی ہزار سوار
سے بھیجا اُسنے آکر شہر کو ویران اور غارت کیا اور بختیار شاہ کو مع اُسکے سرداروں کے بعد جنگ بسیار گرفتار کرکے
لیگیا ہے ہم بھاگ کر یہاں چھپے ہیں حمزہ صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ میں بختیار شاہ کو قید سے چھڑاؤنگا اور
داراب ہندی سے لڑونگا ہندیوں نے عرض کیا ابھی آپ داراب سے مقابلہ کیجیے پہلے فوج و لشکر فراہم کیجیے
داراب ہندی کے پاس سات لاکھ لشکر ہے اور بہت سے بڑے نامی سردار ہیں اور اُسکا بھائی شواط ہندی ایسا
قوی ہے کہ ایک ہزار ایک سو من کا سیل اپنے پاس رکھتا ہے ہنگام جنگ وہی سیل گرز کے حریف کے سر پر مارتا ہے
حریف کیسا ہی بہادر ہو ہلاک ہوجاتا ہے اور دیو عامل عاد سات سو من کا گرز اپنے پاس رکھتا ہے اور نہایت بہادر
ہے ہنگام رزم اُس گرز سے صدہا سواروں کو سوندھا خاک کردیتا ہے آپ کے پاس لشکر نہایت قلیل ہے پس اس لشکر قلیل
کو ہمراہ لیکر داراب ہندی وغیرہ سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خداوند عالم میری اعانت
کریگا اگر اُسکے پاس لشکر کثیر ہے تو ہوا کیا تمنے یہ نہیں سنا ہے مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ۔ امیر باتوقیر
نے یہ فرماکر اُسی وقت مع بارہ ہزار سوار ہمراہی جی پور ہندی اور خسرو وغیرہ کے قلعہ دیو عامل کیطرف کوچ کیا جب
امیر قریب قلعہ کے پہونچے دیو عامل عاد کو جو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران بارہ ہزار سوار لیکر برائے جنگ آئے ہیں
اور قریب قلعہ مقیم ہیں دیو عامل نے غضبناک ہوکے طبل جنگ بجوایا امیر باتوقیر نے بھی طبل جنگ بجنے کی
خبر سنکے حکم دیا کہ بعنایت ایزدی ہمارے لشکر میں بھی طبل رزمی بجایا جاوے بمجرد حکم جی پور ہندی نے طبل
جنگ بجوایا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر اُس طرف سے دیو عامل عاد مع چالیس ہزار سواران
جرار اپنے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان کارزار میں آکر صف آرا ہوا اور اُس جانب سے حمزہ صاحبقران بشوکت
و شان مع بارہ ہزار سواران تہور شعار میدان مصاف میں پہونچے بعد درستی میدان رزم نقیب اور کرکیت دونوں
لشکروں سے نکلے اور اسطرح پکارے اے جوانان تیغزن صفدر وصف شکن آج سامنا حریف کا لازم ہے کہ دلیرانہ میدان
جنگ میں اپنے اپنے حریف کو ضرب و گرز و شمشیر سے ہلاک کرو جنگ رستمانہ کرکے نام زیر افلاک کرو نقیب اور کرکیت
یہ کہکر ہٹ گئے مردان جنگجو لڑنے پر آمادہ ہوئے تلواروں کے قبضوں پر بہادروں نے ہاتھ رکھے لشکروں میں باجے
جنگی بجے اول دیو عامل عاد نے صف لشکر سے گھوڑا اپنا نکالا اور میدان میں آکر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو وہ
آئے اور مجھسے مقابلہ کرے حمزہ صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اور سامنے دیو عامل کے گئے بعد جنگ
نیزہ و گرز کے دیو عامل عاد اور حمزہ صاحبقران سے کشتی ہوئی بعد چار پہر کے امیر نے دیو عامل کو زیر کیا دیو عامل

کلمہ پڑھکے مع چالیس ہزار مردمان لشکر کے مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعے مین لیگیا امیر نے دیکھا شہر نہایت آباد کوچہ
و بازار نہایت صاف و پاکیزہ ہین دیو عاقل عاد امیر باتوقیر کو ایک ایوان رفیع و وسیع مین لیگیا وہ ایوان فرش و شیشہ
آلات سے نہایت ہی آراستہ تھا جابجا بمقام مناسب پر کرسیان جواہر نگار بچھی تھین اور ڈنگل بھی بچھے تھے حمزہ صاحبقران
اس ایوان مین جاکر ایک ڈنگل پر بیٹھے اور خسرو اور چیپور ہندی سنبل عشقدہ غلقدہ ڈنگلون پر قیام کیا دیو عاقل امیر کو ایوان
مین بٹھا کر چلا گیا چونکہ بختیار شاہ جیروتی اسکے قلعے مین قید تھا بسبب مسلمان ہونے کے دیو عاقل نے بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ اسی ایوان مین لایا خسرو اپنے باپ کو دیکھکر کھڑا ہوا اور بعد بجالانے تسلیم کے واسطے
قدمبوسی کے جھکا بختیار شاہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور نہایت رویا پھر حمزہ صاحبقران کو تسلیم
کر کے بیٹھ گیا اور اپنے فرزند سے حال دشت آہوان پوچھنے لگا خسرو نے تمام حال اپنا اور حال دلیری حمزہ صاحبقران
بیان کیا بختیار شاہ اپنے فرزند سے ملکے اور حمزہ صاحبقران کی دلیری کا حال سنکے خوش ہوا خسرو نے اپنے باپ
سے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران آپ تک کیونکر تشریف لائے تھے اور باعث انکے جانے کا دشت آہوان مین
کسوجہ سے ہوا تھا بختیار شاہ نے تمام احوال بیان کیا جب خسرو کو معلوم ہوا کہ میرے باپ نے دین اسلام اختیار
کیا ہی خسرو نے بھی دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب مجکو بھی مسلمان کیجیے دولت اسلام دیجیے امیر نے خسرو کو
کلمہ پڑھوایا خسرو کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا بختیار شاہ اور امیر باتوقیر خسرو کے مسلمان ہونے سے
خوش ہوئے پھر جملہ ہمراہیان خسرو بھی مسلمان ہوئے دیو عاقل عاد نے کئی روز تک امیر باتوقیر کی دعوت و ضیافت
نہایت تکلف سے کی اور بزم عشرت آراستہ کی اور تمام مردمان شہر کو مسلمان کیا بعد چند روز کے امیر نے دیو عاقل
سے فرمایا کہ اب طرف زیرباد ہند کے روانہ ہو اور چلکر اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو عاقل عاد نے بموجب حکم
حمزہ صاحبقران سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد مسلح ہو اور تمام مردمان لشکر بھی مسلح ہون بموجب حکم مردمان لشکر
مسلح ہوئے امیر نے مع بختیار شاہ وغیرہ کے لشکر لیکر کوچ کیا جاسوسون نے داراب کو خبر دی کہ دیو عاقل
مسلمان ہوا اور داراب ہمراہ امیر مع لشکر کثیر برائے جنگ آتا ہی داراب یہ خبر سنکے ساتھ لاکھ کا لشکر لیکر میدان کارزار
مین آیا اور طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل زری بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی جب وہ وقت آیا کہ جانب مشرق
سے آفتاب نمایان ہوا بیت ستارون نے قمر سے ہاتھ دھویا * سحر نے جلوہ مہتاب کھویا * ہنگام سحر
ادھر سے داراب لشکر لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے حمزہ صاحبقران بصد شوکت و شان مع فوج
ظفر موج عرصہ مصاف مین پہونچے جلدارون نے پشت بلند زمین ہموار کی خس و خاشاک کو دور کیا سقون
نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار برطرف کیا نقیبون نے بعد صف آرائی کے لشکر سے نکل نکلے اور جوانان لشکر سے
مخاطب ہوکے کہا بیت روز جنگ است باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * ای مردمان بکوشید تا جامہ
زنان مپوشید داراب کے لشکر سے کڑکیت نکلے و کلمک کرکے یہ کہتے ہین نظم بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ یادین آفرین سارے جہان سے * کرو اب تیغ خون آشام روشن * کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن *
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی * کرو میدان مین اپنی سرخروئی * یہ کڑکا کڑکیتون کا سنکے بہادر جھومنے لگے
قبضہ شمشیر چومنے لگے یکایک شواط ہندی فیل مست پر سوار ہوکے لشکر سے نکلا چیپور ہندی وغیرہ شواط
کے نکلنے سے پریشان خاطر ہوئے جب شواط درمیان میدان کارزار مین آیا اور فیل کو روک کے امیر کو بہر مقابلہ
طلب کیا حمزہ صاحبقران نے بموجب طلب کرنے شواط کے مرکب اپنا بڑھایا جب امیر شواط کے قریب پہونچے

شواط نے وہی میل ایک ہزار ایک سو من کا اُٹھا کے اور چرخ دیکے سر امیر پر مارا امیر نے اس میل کی ضرب کو خالی
دیکر شمشیر آبدار سے فیل شواط کے پانون کاٹے شواط فیل مست سے چت کرکے زمین پر آیا اور امیر سے کہنے لگا
کہ اب مین آپ سے کشتی لڑونگا امیر نے قبول کیا اور مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُتر کے اور اسلحہ بدن سے جدا
کرکے شواط سے کشتی لڑنے لگے باہم دلیرانہ زور ہونے لگے امیر باتوقیر نے شواط کے زوروں اور ریلوں کو روکنا
شروع کیا چون سلسلہ اس حسن وخوبی کے ساتھ بندھا کہ دونون لشکرون کے پہلوان توڑ جوڑ دیکھکر خوش ہوتے اور تعریف
کرنے لگے شواط نے تا شام کشتی لڑکے امیر سے کہا کہ اب صبح کو کشتی لڑونگا ہرچند امیر نے کہا کہ شب کو کشتی لڑ لیکن شواط
نے نہ مانا آخر امیر نے شواط کو چھوڑ دیا اور میدان رزم سے مع لشکر فیروزی دستگاہ لشکر پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے جب
شواط لشکر مین گیا داراب سے کہنے لگا کہ اب مین امیر سے کشتی نہ لڑونگا داراب نے سبب پوچھا شواط نے
کہا امیر نہایت ہی قوی ہین اور فن کشتی سے بخوبی ماہر ہین اگر مین لڑونگا تو ضرور امیر سے زیر ہو جاؤنگا امیر مجھکو یقیناً
چت کر دینگے میری ذلت ہوگی داراب گفتگوے شواط سنکے نہایت پریشان ہوا اور از حد متردد ہوا آخر بعد فکر بسیار
داراب نے اپنے عیار مسمی نعمان کو بلاکے کہا کہ آج کی شب تو امیر کو کسی طرح بیہوش کرکے میرے پاس لے آ تاکہ مین
انکو قتل کر ڈالون نعمان عیار بحکم داراب بوقت نصف شب باندھ عیاری تن پر آراستہ کرکے چلا اور لشکر امیر مین
شکل تبدیل کرکے بہ چالاکی وہوشیاری پہونچا اور بارگاہ امیر مین جاکر پروانے بیہوشی کے اُڑا کے شمعون کو گل کیا اور
حمزہ صاحبقران کو تنہا خفتہ دیکھکر انکے قریب گیا اور نَے مین بیہوشی رکھکر اور قریب سوراخ بینی لیجاکر نَے کو پھونکا تا
مین بیہوشی حمزہ صاحبقران کے پہونچ گئی امیر چھینک مارکر بیہوش ہوگئے نعمان نے جلد تر چادر عیاری مین
باندھا اور پشتارہ امیر کا اپنی پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور بہ چالاکی وہوشیاری لشکر امیر سے نکلکر روبروی داراب
پہونچا اور پشتا امیر کا سامنے داراب کے رکھدیا داراب نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای نعمان اسوقت تو امیر کو
زندان مین لیجاکر قید کر بہنگام سحر امیر کو قتل کرونگا نعمان بموجب حکم داراب پشتارہ امیر کا اٹھا کر زندان مین گیا اور
امیر کو اسی عالم بیہوشی مین طوق و زنجیر وغیرہ پہنا کر گرفتار کیا اور نگہبانان زندان سے کہا کہ امیر کی نہایت حفاظت سے
کرنا خبردار غفلت نہ کرنا نگہبانان زندان نے کہا ہم بخوبی نگہبانی کرینگے کیا مجال کسی غیر کی جو زندان تک آسکے اور امیر کو زندان
سے لیجائے نعمان گفتگوے نگہبانان زندان سنکے داراب کی خدمت مین گیا اور عرض کرنے لگا کہ مین امیر کو بموجب
حکم حضور زندان مین قید کر آیا داراب نے نعمان کو زر کثیر انعام مین دیا جب صبح ہوئی داراب نے
نعمان کو بلایا اور کہا کہ امیر کو زندان سے جاکر لے آ ادھر نعمان عیار جانب زندان گیا ادھر بختیار شاہ اور خسرو
دیو مالل عاد وغیرہ نے بارگاہ مین جاکر حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھا نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوئے غرض
جب نعمان زندان مین پہونچا امیر کو اسی طرح روبروے داراب لے آیا داراب نے کہا امیر کو ہوشیار کر نعمان نے
فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی دیکھا دربار آراستہ ہے داراب تخت پر بیٹھا ہے اور مین
طوق و سلاسل مین گرفتار ہون امیر باتوقیر نے جو اس دربار کفر کو دیکھا پکارکے کہا السلام علیکم اور فرمایا سلام
میرا اس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جسوقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا تمام اہل
دربار نے انگلیاں اپنے کانون مین رکھین اور بان بان زبان پر جاری کرکے سلام اسطرح کرنے سے مانع ہوئے داراب
بھی خشمناک ہوا اور کہنے لگا باوجود قید ہونے کے ای امیر اسوقت تمنے میرے دربار مین خداے نادیدہ کا نام لیا ہے
مین تمکو قتل کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای داراب تو نے مجھکو بہادری اور جوانمردی سے گرفتار نہین

کیا ہی تو نہایت بزدل اور نامرد ہی اگر میری زندگی باقی ہی تو تیری کیا مجال جو تو مجکو قتل کر سکے خداوند عالم مجکو تیری
شر سے بچائیگا اگر اپنی دو جہان مین بہتری چاہتا ہی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتائیگا اگر خدا نے
چاہا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا داراب یہ تقریر امیر کی سنکے اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم کیا جلاد حاضر ہو جب جلاد
زشت خو پر شر و بد مآل مریخ خصال رو برو ے داراب شاہ حاضر ہوا بعد سلام اسطرح عرض کرنے لگا کہ شہریار ذوالفقار
کا کیا حکم ہی کس اجل رسیدہ کو قتل کرون کسکا رشتہ حیات قطع کرون قبضے مین تیغ آبدار گرانبار رکھتا ہون بازو پر قوت
ہین رحم دل مین مطلق نہین رکھتا ہون داراب نے کہا ای جلاد امیر کو لیجا کر اور سر امیر کا تن سے کاٹ کر میرے
پاس لے آ جلاد نے بحکم داراب بازو امیر کا پکڑا اور دربار سے امیر کو لیکر قتلگاہ کی طرف چلا جب قتلگاہ مین پہونچا [illegible]
رنگ کا بنا کر اور بہ ظرافت کا بچھایا امیر کو بٹھایا گردن پر کوئلے سے نشان دیا تیغ آبدار کو میان سے کھینچا اور حمزہ کی
کہنے لگا اگر کسی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہو تو کھا لو اور پیاسے ہو تو پانی پی لو اب کوئی دم مین حلق تمہارا آب
تیغ سے تر ہوگا جسم تمہارا خاک پر اور سر نوک نیزہ پر ہوگا آرزوے اکل و شرب دل مین باقی رہجائیگی [illegible]
بعد قتل کا اٹھائیگی حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای جلاد حاجت اکل و شرب مطلق نہین ہی دیر سے غم کھا رہا ہون
اور خون جگر پی رہا ہون حمزہ صاحبقران ابھی جلاد سے بگفتگو کر رہے تھے اور زیر سایہ تیغ سر جھکاے ہوے
بیٹھے تھے ناگاہ جلاد بد نہاد کو حکم اول قتل حمزہ صاحبقران کا پہونچا راوی کہتا ہی کہ جسوقت حمزہ صاحبقران زیر
تیغ بیٹھے تھے اسوقت گرد مردمان شہر کھڑے تھے اکثر مردمان سنگدل ہنستے تھے اور کہتے تھے بادشاہون سے مقابلہ
کرنے کی یہی سزا تھی اکثر مردمان رحم دل جوانی پر امیر کی نظر کرکے افسوس کرتے تھے اور جو ہنستے تھے انسے
کہتے تھے بجا ہو یہ وقت ہنسنے کا نہین ہی یہ مقام عبرت ہی حمزہ صاحبقران کو نظر حقارت سے نہ دیکھو دنیا اہل
شان و شوکت کا کر دانے پیدا کرنے والے سے ڈرو گردش فلک پر نظر کرو یہ کہکر انھین لوگون سے مخاطب
ہو کر یہ اشعار پڑھتے تھے اشعار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ای سلیمان بہ سقف سپہر غدار	تاکہ ہو عبرت فریدون و زن و شہر و دیار
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با جاہ و نام	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار	اوس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	رات دن چہلین بالکرتی تھین بہار وہین	عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
آج کل وہ لب جو چند کے ہین آنسو دار	واہ ری تیری نیرنگی نظر فی بیان ہر دو تار	جسپہ پڑتا تھا پر زادون کے جھومر کا عکس
چہلین مثل ارتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سمت	جو بنے سقف مین آکھون مین بلبلون کے	مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
تکیہ گور و گوزن آج ہی ہر ایک مزار	ہین خیابان مین زاغ و زغن کے انبار	قصر کو جانے دو باشندون کو دیکھو
نہ وہ چہلین نہ تمکین نہ وہ آرائش ہی	سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی یا مددگار
	آنچ تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی	غرض اسطرح مردمان رحم دل مردمان

سنگدل سے کہتے تھے اور اونکو ہنسنے سے منع کرتے تھے ابھی مردمان شہر افسوس کر رہے تھے اور اکثر ہنس رہے
تھے یکایک دوسرا حکم واسطے قتل کرنے حمزہ صاحبقران کے پہونچا جلاد کو اور شواط مع فوج کثیر بحکم داراب
بحال فساد بر پا کرنے بختیار شاہ وغیرہ کے قتلگاہ مین پہونچا جب حمزہ صاحبقران نے سنا کہ بحکم داراب
میرے قتل کرنے کے واسطے دیکھا ہی اب میرے حکم مین جلاد سر میرا تن سے جدا کریگا اوسوقت امیر با توقیر نے
سر اپنا سوے فلک اٹھایا اور ہاتھ جانب آسمان بلند کیا اور بہ رجوع قلب درگاہ خداوند کریم و کارساز مین

اسطرح دعا کرنے لگے نظم	کہون کیا مین تیرے صفات و کمال	کہ حیرت ہی یان پریشان خیال

زمین و فلک سب ہین تیرے حضور | یہ دخور تجلی سے ہین لبریز نور | یہ صنعت گری تجھسے صانع کو آئے
کف خاک کو آدمی کر دکھائے | نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہی تو | نہان و عیان شب ہین پیدا ہی تو
نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر | و ما یا شکستون کی کر تو پذیر | بچالے ہمین تو ہر دشمن سے اب
یہی تجھسے اسدم ہی اپنی طلب | حمزہ صاحبقران نے جو یہ رجوع طلب دعائی بیروماندعا مراد بر ہوچکا

ناگاہ لبوت پروردگار ایک سمت غبار الیسا بلند ہوا بیت ز گرد سیہ روشنائی نماند ۔ ز خورشید شب را جدائی نماند
شواط وغیرہ نے جانب گرد غبار دیکھا اور خیال کیا کہ آندھی آتی ہی جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا سب نے دیکھا
آگے آگے بہت سے علم ہین اور بیس ہزار دلاوران جرار تتو رشار گھوڑون پر سوار ہین علمون کے پیچھے چلتے ہین
نقارہ و دہل دمبدم بجتے ہین جوانان جلتہ پوش چار آئنہ بند دوش بدوش گھوڑے دوڑتے ہوئے چلے
آتے ہین آگے سب جوانون کے ایک نقابدار گھوڑے پر سوار ہی شواط اُس لشکر کو متحیر ہوکر دیکھنے لگا اور خیال
کرنے لگا کہ نہین معلوم یہ لشکر کسکا ہی اگر لشکر حمزہ صاحبقران کا ہوتا تو بختیار شاہ اور جیپور وغیرہ ہمراہ لشکر ہوتے
شواط یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ وہ لشکر قریب شواط آیا شواط نے بڑھکے لشکر کو روکا اور پوچھا یہ لشکر کسکا ہی افسر اس لشکر کا
کون ہی بجرأت دخل چلے آتے ہو تمکو خبر نہین ہی کہ حاکم اس ملک کا داراب شاہ ہی آج اسکے حکم سے حمزہ صاحبقران
قتل ہوا چاہتے ہین زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھے ہوئے ہین اُس نقاب دار نے کہا او بیحیا تو مجکو حاکم شہر کے خوف سے بیکار ڈراتا ہی
اور گفتگو بیہودہ کرتا ہی مجکو ذرا اپنی جان کا خوف نہین ہی اگر زندہ رہنا تجکو منظور ہی تو ہٹ جا اور مجکو مع لشکر
جانے دے ورنہ ابھی تجکو قتل کر دونگا شواط یہ گفتگو نقابدار سے سنکے غضبناک ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر نقاب دار پر
حملہ کیا اور تیغ نقابدار کے سر پر مارا نقابدار نے تیغ کو سپر پر روکے شمشیر آبدار سر شواط پر لگائی ہر چند
شواط نے چاہا کہ تیغ نقابدار سپر پر روکون لیکن تیغ نقابدار سپر فولادی کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسہ
سر مین در آئی شواط نے دستانہ مارا تیغ نقابدار سر سے نکل گئی شواط کی زخم کاری سے غیر حالت ہوئی خون
زخم سر سے اسقدر نکلا کہ شواط ہمہ تن خون مین تر ہو گیا جب واسطے قتل کرنے شواط کے نقابدار نے ہاتھ اپنا
بڑھایا اُسوقت مردمان لشکر شواط نے نقابدار پر حملہ کیا بہادران فوج نقابدار بھی تلوارین کھینچکر سپاہ شواط
پر گر پڑے تلوار چلنے لگی اب بختیار شاہ و جیپور ہندی و دیو عامل عاد وغیرہ حمزہ صاحبقران کے حال سے
آگاہ ہوکر چند جوانان لشکر کے مسلح ہوکر جلد تر پہونچے اور مردمان سپاہ شواط کو قتل کرنے لگے جسوقت
لڑائی ہونے لگی اور جلاد تیغ پھینک کے بھاگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے کثرت شجاعت سے ہتھکڑیون اور
بیڑیون وغیرہ کو جھٹکا دیکر توڑ کے پھینک دیا اور تیغ جلاد کا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اٹھا لیا اور ایک سوار کو قتل
کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور فوج شواط کو قتل کرنے لگے اسطرف تو حمزہ صاحبقران مردمان لشکر کو قتل کرتے
ہین اُسطرف بختیار شاہ وغیرہ بزور شمشیر تیز سے ہندیون کو ہلاک کرتے تھے ایک جانب نقابدار مع اپنی سپاہ کے
جوانان لشکر شواط کو قتل کرتا تھا غرض برق تیغ ہر سمت چمک رہی تھی گھٹا سیاہ دھالون کی اٹھی تھی مینہ تیرون کا
برس رہا تھا سر بہادرون کے تنون سے کٹ کٹ کے مثل اون لوگون کے گر رہے تھے خون بہادرون کا مانند پانی کے
زمین پر بہہ رہا تھا ہر ایک دلاور مانند رعد کے گرجتا تھا اُس میدان مین طور بارش کا تھا داراب شاہ فوج
لیکر سپاہیان جنگ مین آنے نہ پایا تھا کہ مردمان لشکر شواط تاب جنگ نہ لاکر شواط کو لیکر بھاگے بختیار شاہ
اور نقاب دار اور جیپور اور خسرو وغیرہ حمزہ صاحبقران کو لیکر بفتح و ظفر لشکر گاہ کی طرف چلے جب امیر راہ

ملوکے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اور جملہ سرداروں ذیوقار بارگاہ میں آئے اور نقابدار داخل بارگاہ ہوا اور سب سرداروں کے دنگلوں پر بیٹھے اسوقت امیر باتوقیر نے نقابدار سے مخاطب ہو کر پوچھا تمہارا کیا نام ہی نقابدار نے کچھ عرض نہ کیا لیکن نقاب اپنے چہرے سے اٹھائی امیر باتوقیر نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ہی بہرام نے بعد نقاب اٹھانے کے امیر کو تسلیم کی امیر نے خوش ہو کر احوال اپنے لشکر کا پوچھا بہرام گرد نے عرض کیا کہ جب آپ بارگاہ سے غائب ہو گئے عادل شیر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان کارزار میں آیا چند سرداروں کو اوسنے زخمی کیا میں نے بھی اوس سے مقابلہ کیا ہنگام مقابلہ میں اوسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب مجھکو میدان رزم سے لے نکلا ایک صحرا میں مرکب نے مجھکو اپنی پشت سے زمین پر گرا دیا میں بیہوش پڑا تھا ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور میرے زخم سر پر شفقت ہاتھ پھیرا فوراً زخم سر اچھا ہو گیا اور مجھکو ہوش آگیا میں نے ان سے پوچھا آپ کا اسم شریف کیا ہی فرمایا نام خضر ہی میں نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ مجھکو آرزوے قدمبوسی حمزہ صاحبقران از بسکہ ہی اور انکا پتا معلوم نہین ہی میں کہاں جاؤں اور کیونکر امیر باتوقیر کی خدمت میں پہونچوں اے امیر باتوقیر یہ تقریر میری حضرت علیہ السلام نے سنکے فرمایا اے بہرام داہنے ہاتھ کی جانب چلا جا انشاءاللہ امیر سے ملاقات ہوگی یہ فرما کر وہ جناب تشریف لیگئے میں اس صحراے ہولناک سے چلا بعد چند روز قلعہ آسام میں پہونچا شہر کی سیر کرتا ہوا ایک بازار میں گیا وہاں دیکھا کہ ایک کمان رکھی ہی اور صد ہا آدمی وہاں جمع ہیں اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ دو بدرے زر سرخ کے لے اے امیر باتوقیر میں نے اس کمان کو اٹھا کر کھینچا اور بدرے زر سرخ کے جو ملے وہ فقرا کو دیدیے چونکہ وہ کمان صنیرہ وزیر خنگ کی تھی جب اوسنے سنا کہ میری کمان کو کسی نے کھینچا اوسوقت وہ برہم ہوا اور لوگوں سے دریافت کرکے اوسنے مجھسے آکے مقابلہ کیا میں نے اوسکو زیر کیا وہ مجھے اپنے ماموں ہومان اسامی حاکم قلعہ آسام کے پاس لیگیا اوسنے مجھکو پسند کرکے اور مسلمان ہو کے اپنی دختر مسماۃ اندلس بانو سے میرا عقد کر دیا چونکہ مجھکو آپ کی قدمبوسی کا نہایت اشتیاق تھا اسوجہ سے میں نے وہاں توقف نہین کیا اور وہان سے اس طرف روانہ ہوا یہان آکر شواط کو زخمی کیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا حمزہ صاحبقران عالیشان نے گفتگوے بہرام گرد بن خاقان چین سنکے کچھ نہ فرمایا

داستان جانا خواجہ عمرو کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہو کر رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت امیر میں

راویان رنگین طبیع اس داستان رنگین کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب عادل شیر دل دست حارث عرب سے زخمی ہو کر اور شکست کھا کر میدان جنگ سے گریزان ہوا خواجہ عمرو حارث عرب کو بارگاہ امیر میں لائے اور بعد دریافت حال حارث سے خوش ہوئے اور حارث کو بعزت و حرمت لشکر امیر باتوقیر میں رکھا اور سرداران مجروح زخم دوزی کرائی جب چند روز میں سرداران مجروح کے زخم سر کسی قدر اچھے ہو گئے خواجہ عمرو سرداروں کے صحیح و سالم ہونے سے خوش ہوے لیکن حمزہ صاحبقران کا پتا اور نشان معلوم ہونے سے کمال متفکر اور پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اب لشکر میں رہنا اچھا نہین ہی تمکو لازم ہی کہ حمزہ صاحبقران کو تلاش کرو خدانخواستہ اگر انکو کسی نے ہلاک کر ڈالا تو ناچاری ہی اور اگر کسی نے قید کیا ہی تو چلکے امیر کو قید سے چھڑاؤ اور اس عدوے امیر کو قتل کر دو یا سزاے معقول دو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے جملہ سرداروں سے کہا کہ اب میں امیر کو ڈھونڈھنے جاتا ہوں تم سب لشکر سے خبردار اور ہوشیار رہنا اگر شہپال ہندی طبل جنگ بجوائے

اور کسی سردار کو مع فوج بھیجے تو اوس سے مقابلہ کرنا مجکو تو یقین ہو کہ ابھی شہپال ہندی طبل جنگ نہ بجائیگا کیونکہ
عادل شیر دل کا زخم سر ابھی اچھا نہوا ہوگا علاوہ اسکے لشکر میں لندھور کے نہونے سے وہ نہایت پریشان خاطر ہی سرداران
لشکر نے کہا اے خواجہ عمرو آپ کچھ تردد نہ کیجیے حمزہ صاحبقران کی تلاش کے واسطے جلیے اگر شہپال طبل جنگ
بجائیگا تو ہم اوس سے لڑینگے جب تک زندہ رہینگے منہ جنگ سے نہ موڑینگے خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سرداران لشکر کی
سنکے جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ اب میں امیر کے ڈھونڈھنے کے
واسطے جاتا ہوں تم سب لشکر سے کہیں نہ جانا اور بہت ہوشیاری و خبرداری سے لشکر میں رہنا سبھوں نے عرض کیا
استاد ہم خوب ہوشیار رہینگے کیا مجال کسی کی جو سرداران لشکر کو نظر بد سے دیکھے آپ جلیے جلد حمزہ صاحبقران کو
ڈھونڈھکے لشکر میں لے آئیے یہ کہکر جملہ عیار چپ ہوئے خواجہ عمرو ایک سمت جانے پر آمادہ ہوئے جب حارث
عرب کو معلوم کہ خواجہ برائے جستجوے امیر جاتے ہیں فوراً اپنے خیمے سے نکل کے خواجہ عمرو کے پاس آیا اور خواجہ
سے کہنے لگا کہ میں ابھی اب تم سے رخصت ہوتا ہوں کیونکہ میں بضرورت ایک جانب جاؤنگا خواجہ عمرو نے حارث
کو رخصت کیا حارث مع اپنی فوج کے ایک جانب روانہ ہوا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا بعد جانے حارث عرب
کے خواجہ عمرو بھی سرداروں سے رخصت ہوکر زیرباد ہند کی طرف روانہ ہوئے بعد دو روز کے خواجہ عمرو نے ہنگام دوپہر
ایک میدان وسیع میں پہونچے چونکہ فصل گرما تھی اون اسوقت جل رہی تھی زمین اُس میدان کی حرارت آفتاب سے جل رہی
تھی قدم پر رکھانہ جاتا تھا جسکے ہوائے گرم کے چراغ زندگی بجھائے دیتے تھے صد ہا درخت اُس میدان میں
سوکھے ہوئے نظر آتے تھے کثرت تابش مہر سے سبزہ کا نام و نشان بھی زمین پر نہ تھا ہر ذرہ مثل آفتاب چمکتا تھا
خواجہ عمرو کثرت گرمی سے سراپا پسینے میں تر بتر رہروی سے نہایت خستہ تھے کانٹے تلووں میں چبھے ہوئے تھے
آبلے بھی تلووں میں پڑگئے خواجہ عمرو اس جنگل میدان میں نہایت پریشان خاطر تھے کیونکہ وہ میدان بجانستان

مصیبت خیز ہوگا جنگل ایسا تھا اپنا　　وہ تھا میدان وحشت خیز و ویران　　ہزاروں جس میں تھے آمیز ساماں
درازی اُسکی سرحد عدم تک　　نہ تھمر سے قیس کا جسمیں قدم تک　　مصیبت زا بہ شکل ہجر جاناں
زیادہ قلب مضطر سے پریشان　　نہ تھی راحت اُس سے مثل بخت مجبور　　امید زیست اُس سے منزلوں دور

خواجہ عمرو نے اُس میدان میں چہار طرف یہ خیال کرکے بنظر غور دیکھا کہ اگر کوئی درخت سرسبز شاداب ہو اور ذرا
بھی سایہ دار ہو تو جا کے تھوڑی دیر تک اُس درخت کے نیچے لیٹوں دل مضطر کو سایہ شجر میں بیٹھکر تسکین دوں خواجہ عمرو
دیکھ ہی رہے تھے ناگاہ ایک درخت کسی قدر اور سب درختوں سے شاداب نظر آیا خواجہ نے بصد مشکل اُس درخت
تک اپنے کو پہونچایا جب خواجہ اس شجر کے نیچے پہونچے اور تنہ درخت سے اپنی پشت لگاکر بیٹھے ہوا سے سر سے
پسینا خشک ہوا خواجہ کے حواس درست ہوئے اُسوقت خواجہ نے ایک سوئی زنبیل سے نکالکر کانٹے اپنے تلووں
سے نکالے اور آبلوں سے پانی نکالا اور شکر خدا کیا پھر سوئی کو پوچھکے اور بغور سوئی کو دیکھکے کہنے لگے کہ اسوقت
اس سوئی نے کیا راحت دی ہے اے خواجہ مسعد کم چھوڑ دے پھر کسی کام آئیگی یہ کہکے سوئی داخل زنبیل کی اور
بڑی دیر تک اُسی درخت کے نیچے بیٹھے رہے اور چہار طرف دیکھا کیے آخر ہوا کے سرد سے خواجہ کو نیند آنے لگی خواجہ
سر تنہ درخت پر رکھکے سو رہے اُسوقت خواجہ بشکل اصلی تھے اور غافل سو رہے تھے اتفاق سے اُس میدان میں
نعمان ہزارہ عیار عبد العزیز حاکم زیرباد و ہند بالا دی کے واسطے آیا ہوا تھا دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت
سو رہا ہے جب قریب درخت آیا خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ذات پاک یہاں کیونکر آئے تھے

یقین ہی کہ مجھکو بیٹھے پاکسی پر عیاری کرینگے یا کسی کو قتل کرینگے انکا یہان آنا بے سبب نہین ہی یہ بلا بے درمان ہین اور بڑے
مرشد ہین لیکن اسوقت چونکہ گئے اصلی صورت سے زیر درخت سو رہے ہین اس سے جا بجا ہی سے قدر یرنے یاوری کی کہ اس طرح
مجھکو مل گئے اب تو انکو گرفتار کر اور اپنے بادشاہ کے پاس لیکر چل بادشاہ مجھسے بہت خوش ہوگا اور زر کثیر انعام مین دیگا اور
یقین ہی کہ انکو قتل کریگا کیونکہ انھون نے ہندوستان مین اکثر ایسی ستوار عیاریان خسرو ہند ہندوستان لندھور بن سعدان
پر کین ہین کہ سب شاہان ہندوستان کے پاس تصویرین انکی لندھور نے بھجوا دی ہین اور کہلا بھیجا ہی کہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران بلائے بے درمان ہی دو مرتبہ مجھپر عیاری کر چکا ہی اور مال اسباب لوٹ لیگیا ہی اس سے خبردار
رہنا اگر اس صورت کا کوئی شخص تمھارے پاس آئے تو سمجھ جانا کہ عمرو ہی اگر بادشاہ عبد العزیز ان حضرت کی تصویر
نہ دکھلاتا تو مین کبھی انکو نہ پہچانتا ای نعمان ہزارہ اب مجھکو لازم ہی کہ انکے پاس نہ جا اور انکو ہاتھ نہ لگا ایسا نہو کہ بیدار
ہو جائین اور پھر تیرے ہاتھ نہ آئین علاوہ اسکے شاید انھون نے مجھے دیکھکر یہ بھی عیاری کی ہو کہ جب نعمان ہزارہ
قریب آئیگا تو کمند مارکر یا حباب بیہوشی مارکر گرفتار کرینگا پس بہر طور مجھکو انکے پاس جانا مناسب نہین ہی اسوقت
کوئی نازک عیاری کر اور انکو گرفتار کر لا یہی جانین کہ ہندوستان مین نعمان ہزارہ عیار بھی لاجواب ہی غرض نعمان
نے یہ خیال کرکے کہ سوت عیاری بھے بہت سی بیہوشی نکالی پہلے یہ خیال کرکے دیکھا کہ اسوقت کس طرف کی ہوا ہی جب
بخوبی خیال کیا معلوم ہوا کہ جسطرف خواجہ سو رہے ہین اسی طرف کی ہوا ہی یہ خیال کرکے نعمان ہزارہ نے اپنے
سوراخ بینی بند کرکے بیہوشی اڑانا شروع کی جب بیہوشی ہوا سے اڑکر دماغ مین خواجہ عمرو کے پہونچی خواجہ عمرو کو چھینک
آئی نعمان ہزارہ سمجھ گیا کہ خواجہ اب بیہوش ہوگئے بعد بیہوش ہونے خواجہ عمرو کے نعمان ہزارہ قریب عمرو کے گیا
اور دو حلقہ کمند سے خواجہ عمرو کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و سر باندھکر
گولا سا بنایا اور اٹھا کر پیا تو ان حلقہ لگایا اور ڈیرہ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور زیر درخت سے خرم و شادان
روان ہوا جب بادشاہ عبد العزیز کی خدمت مین پہونچا پشتارہ خواجہ عمرو کا زمین پر رکھکر عرض کرنے لگا کہ آج مینے
ایسا کام کیا ہی کہ اگر حضور قدر دانی کرین تو انعام کثیر مرحمت فرمائین بادشاہ عبد العزیز نے پوچھا ای نعمان ہزارہ
بیان کر آج تو نے کیا کار نمایان کیا ہی اور یہ کسکو باندھکر لے آیا ہی نعمان ہزارہ نے عرض کیا خداوند نعمت جسکو باندھکر
لے آیا ہون عبد العزیز نے کہا مفصل بیان کر نعمان نے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران
کو بڑی مشکل سے گرفتار کرکے لایا ہون عبد العزیز حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای
نعمان عمرو کو ہوشیار کر نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوندا انکو طوق سلاسل مین گرفتار کرلیجے پھر انکو
ہوشیار کیجے ورنہ خواجہ عمرو ہوشیار ہوکر مثل پرند کے اڑ جائینگے حضور منہ دیکھتے رہجائینگے پھر خواجہ کسی طرح
ہاتھ نہ آئینگے عبد العزیز نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو کو لیجاؤ اور طوق سلاسل مین گرفتار کرکے لے آؤ نعمان ہزارہ
پشتارہ خواجہ عمرو لیکر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد عمرو کو طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے لے آیا عبد العزیز نے کہا
ای نعمان اب تو ہوشیار کر نعمان نے عرض کیا ہان اب ہوشیار کرتا ہون یہ کہکے فیلدفع بیہوشی خواجہ عمرو کو سنگھایا
خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین زیر درخت نہ پایا اور وہ میدان بلا نظر آیا خواجہ نے گھبرا کر
آنکھین ملکر پھر دیکھا اپنے تئین طوق سلاسل مین گرفتار پایا اور بادشاہ کو دربار مین تخت پر بیٹھے دیکھا اور ایک عیار کو اپنے
پاس بیٹھے ہوئے دیکھا خواجہ عمرو نے اسی عالم مین عبد العزیز کو بکمال ادب مجرا کیا اور کہنے لگا کیا میری تقدیر
نے یاوری کی کہ ایک ویرانے سے نعمان ہزارہ مجھکو ایسے بادشاہ عالیجاہ کے دربار مین لے آیا اب مجھکو یقین ہی

کہ بادشاہ گیتی پناہ میری قدردانی کرینگے اور خلعت و انعام مرحمت فرمائینگے مین بادشاہ دیجاو کی خدمت مین بیٹھا ہونگا اور حمزہ صاحبقران کی طرف رخ بھی نہ کرونگا اور اب اونکی تلاش نہ کرونگا عبد العزیز یہ گفتگو سنکر کہنے لگا ای خواجہ عمرو تم بیکار یہ باتین مکر و فریب کی کہتے ہو مین تمکو کسی طرح رہا نکرونگا کیونکہ اول تو تم مسلمان ہو دوسرے تمسے مجکو خوف ہے کہ تم مجپر عیاری کروگے اور قابو پاکر مجکو ہلاک کروگے اور مال و اسباب لوٹکے لیجاؤگے مین سن چکا ہون تمنے لندھور پر عیاریان کی ہین خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حضور پر عیاریان نکرونگا آپ مجکو چھوڑ دیجیے عبد العزیز نے کہا مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا اور اسی وقت قتل کراونگا یہ کہکے عبد العزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ کو لیجا اور جلاد کو حوالے کر اور جلاد سے کہہ کہ جلدتر خواجہ عمرو کا سر کاٹ کے میرے پاس لے آئے نعمان ہزارہ نے یہ حکم عبد العزیز کا سنکے خواجہ عمرو کا بازو پکڑا اور کہا ای خواجہ عمرو حکم شاہ تمھارے قتل کے واسطے ہوچکا خواجہ عمرو دل مین خیال کرنے لگے یہ عجب طرح کا معاملہ ہے مجھسے تو فرمایا تھا جب تو تین مرتبہ قضا کو یاد کریگا اسوقت تیری موت آئیگی اور تو مریگا مین نے تو تین مرتبہ کیسا ایک مرتبہ بھی موت کو یاد نہین کیا ہے اور سامنا قضا کا ہوگیا ہے یہ خیال کرکے مذمت دنیاے دون مین بالحان داؤدی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
اب نہ وہ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
گرد اڑتے کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
اس خیابان کا ہر اک گل ہے گل ماتم
کوئی گل ایسا نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھری جسکے لیے باد صبا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جسکی ضیا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
لطف افسوس ہے بیجا ہے اس گلشن کا
انکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھیں افسوس
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا

خواجہ عمرو ان اشعار آبدار کو بالحان داؤدی گاکر خیال کرنے لگے ای خواجہ عمرو افسوس ہزار افسوس اسوقت اگر مین امیر باتوقیر کو بھی تمنے نہ دیکھا نہین معلوم وہ اسوقت کہان ہونگے کون ایسا مہربان ہے جو اسوقت جائے اور حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھینگے کہ عمرو قتل ہوتا ہے جلد چلیے اور اپنی شکل اسکو دکھلا دیجیے خواجہ عمرو یہ خیال کر ہی رہے تھے اور ادھر مہتر سرور شاگرد عیار نعمان ہزارہ جو اسوقت وہان موجود تھا اپنے دل مین کہنے لگا کہ خواجہ قتل کیے جاتے ہین اگر یہ زندہ رہتے تو مین اونکا شاگرد ہوتا اور انسے علم عیاری حاصل کرتا مہتر سرور اس خیال مین تھا ناگاہ عبد العزیز نے خواجہ عمرو کے گانے کو سنکے کہا ای خواجہ عمرو تم صاحب کمال ہو تمھارے گانے کو سنکے مین خوش ہوا اب تمکو قتل نہ کراونگا اور اکثر اوقات تمھارا گانا سنونگا عبد العزیز نے یہ کہکے نعمان ہزارہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو زندان مین لیجاؤ نعمان خواجہ عمرو کو زندان کی طرف لیکر چلا خواجہ عمرو نے خدا کا شکر کیا اور خیال کیا کہ ای عمرو قتل ہونے سے تو بچا اب خدا چاہیگا تو قید سے بھی رہا ہو جائیگا خواجہ عمرو یہ خیال کرتے ہوے زندان تک پہونچے نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو زندان مین لیگیا اور حوالے نگہبانان زندان کے کیا خواجہ عمرو تو زندان مین بیٹھے نعمان ہزارہ خدمت عبد العزیز مین آیا جب شام ہوئی مہتر سرور بازار سے ایک ٹوکری مین مٹھائی لایا اور اس مٹھائی مین بیہوشی ملا کر ٹوکری مٹھائی کی قریب نصف شب کے نگہبانان زندان کے پاس لیگیا نگہبانان زندان نے پوچھا ای مہتر سرور اس ٹوکری مین کیا لائے ہو اگر کچھ کھانے کی چیز ہو تو ہمین کھلاؤ مہتر سرور نے کہا ٹوکری مین مٹھائی ہے آج مین نے خداوند لات کی نذر دلوائی تھی خیر تم بھی اس مٹھائی کو کھاؤ یہ کہکے دو دو ڈلیان مٹھائی کی ہر ایک نگہبان زندان کو دین نگہبانان زندان نے اس مٹھائی کو چومکے اور آنکھون سے لگاکے کھا لیا تھوڑی دیر مین نگہبانان زندان باہم لڑنے لگے اور کلمات بیہودہ

سے کہنے لگے آخر اُنکے واسطے جو اُٹھنے لگے ہر ایک کو ایسا چکر آیا کہ ہر ایک زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا اُسوقت مہتر سرور
سوہن لیکر اندر زندان کے گیا اور خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ مین آپکا گانا سنکر نہایت خوش ہوا تھا اور مین نے دلسے
عہد کیا تھا کہ اگر آپ قتل نہونگے تو مین آپکا شاگرد ہونگا اور علم موسیقی آپ سے حاصل کرونگا چونکہ بقدرت لات و منات
سے آپ قتل نہوئے اُسوقت مین نگہبانان زندان کو بیہوش کرکے آیا ہون اور اب آپ کو رہا کرتا ہون یہ کہکر مہتر سرور
نے سوہن سے ہتھکڑیان اور بیڑیان کاٹین اور خواجہ عمرو کو رہا کیا خواجہ عمرو نے مہتر سرور سے کہا اے سرور تو نے
مجکو زندان سے رہا کیا ہے اسکے عوض مین مین تجکو علم موسیقی اور فن عیاری مین کامل کرونگا اور تجکو اپنے فرزند کے
برابر سمجھونگا یہ کہکر خواجہ عمرو ہمراہ مہتر سرور کے بچکر کرتے ہوئے زندان سے باہر نکلے مہتر سرور نے
خواجہ عمرو کو متفکر دیکھکر پوچھا اے خواجہ اسوقت آپ متردد کیون ہین خواجہ نے کہا اے سرور مین واسطے تلاش
حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکلا تھا اثنائے راہ مین سو گیا نعمان ہزارہ مجکو گرفتار کر لایا تھا اب مین قید سے
رہا ہوا ہون خیال کرتا ہون کہ کسطرف امیر با توقیر کو ڈھونڈھنے جاؤن مہتر سرور نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے مین
حمزہ صاحبقران کے پاس آپ کو لیے چلتا ہون خواجہ تقریر سرور کی سنکے خوش ہوئے مہتر سرور خواجہ عمرو
کو لیکر لشکر گاہ امیر کی طرف چلا بعد ایک شب و روز کے مہتر سرور بقریب لشکر گاہ امیر با توقیر پہونچا اور خواجہ عمرو
سے عرض کرنے لگا دیکھیے یہی لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے خواجہ عمرو ہمراہی سرور حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور شرف ملازمت حاصل کرکے نہایت خوش ہوئے حمزہ صاحبقران خواجہ کے آنے سے بدرجۂ
کمال مسرور ہوئے اور پوچھا اے خواجہ تمہارا آنا کیونکر ہوا خواجہ نے حال لشکر سے چلنے کا اور گرفتار ہونیکا
بیان کرکے عرض کیا کہ مہتر سرور جو میرے ساتھ ہے اسنے مجکو قید سے رہا کیا اور آپکی خدمت مین لے آیا ہے
حمزہ صاحبقران نے مہتر سرور سے مسرور ہوکر اسکو خلعت دیا مہتر سرور خلعت پاکر خوش ہوا اور اسیوقت
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے مہتر سرور کے خواجہ عمرو نے امیر سے پوچھا کہ آپ کو
آپکی بارگاہ سے کون شخص یہان لایا امیر نے فرمایا دوراب گلبرگی بارگاہ سے مجکو بیہوش کرکے جزیرۂ میف
مین قید کر گیا تھا افضال خدا سے مین رہا ہوا جو سندی جو تمہارے روبرو بیٹھا ہے مسلمان ہوا وہان سے اسطرف
آیا ہون دوسرے دن خواجہ عمرو شکل تبدیل کرکے بالادوی کے واسطے ایک طرف روانہ ہوئے خواجہ تو [illegible]
بالادوی کے روانہ ہوئے ہین لیکن اب حال عبدالعزیز اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب عبدالعزیز نے خواجہ عمرو
کو زندان مین بھجوایا تھا اسکے دوسرے روز وقت سحر عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ عمرو کو زندان
سے جاکے لاؤ اسوقت انکا گانا سنونگا نعمان بموجب حکم زندان مین گیا دیکھا ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ
کٹی ہوئی پڑی ہین خواجہ عمرو نہین ہین نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو نہ دیکھکے حیران ہوا اور خدمت عبدالعزیز
مین عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ گیتی پناہ خواجہ عمرو زندان مین نہین ہین عبدالعزیز یہ حال سنکے برہم ہوا
اور کہنے لگا کہ نگہبانان زندان کو پکڑ لاؤ جلد اُن سب کو میرے پاس لاؤ نعمان گیا اور سب نگہبانون کو اپنے ہمراہ
لے آیا عبدالعزیز نے نگہبانون سے غضبناک ہوکر پوچھا خواجہ عمرو کو زندان سے کون لیگیا ہے تمنے نگہبانی نہ کی
اب تم سب کو قتل کرونگا نگہبانان زندان نے دست بستہ ہوکر عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ آدھی رات
تک تو ہم جاگے اسوقت تک کوئی خواجہ کو زندان سے نہین لیگیا پھر نصف شب کو مہتر سرور نے
مجکو مٹھائی کھلائی نہین معلوم وہ کیسی مٹھائی تھی کہ ہم اوس مٹھائی کو کھاکر سو رہے ابھی بیدار ہوئے ہین یقین ہے

کہ آخر نصف شب مین کوئی خواجہ عمرو کو لیگیا ہوگا یا معتبر سروری نے خواجہ کو رہا کردیا ہوگا بادشاہ عبدالعزیز تقریر نگہبانون کی سنکے نعمان کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اپنے شاگرد سرور کو جلد بلا نعمان نے معتبر سرور کو ہر چند چہار طرف ڈھونڈھا لیکن نہ پایا آخر ناچار خدمت بادشاہ مین آیا اور عرض کرنے لگا سرور کا پتا نہین ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے اسی نے خواجہ کو لیگیا اور ہمراہ خواجہ چلا گیا عبدالعزیز نے برہم ہو کے کہا اے نعمان تیرے شاگرد نالایق نے خواجہ کو رہا کردیا ہے اگر تو خواجہ کو گرفتار کر کے نہ لائیگا تو عوض سرور کے تجکو قتل کرونگا نعمان ازبسکہ یہ گفتگو بادشاہ کی سنکے خوف جان سے گھبرایا اور عرض کرنے لگا مین اب جاتا ہون اگر خواجہ کہین ملینگے تو انکو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکے نعمان ہزارہ راہی ہوا کہ جب قریب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران پہونچا دیکھا کہ ایک ضعیف مسافر روتا ہوا چلا آتا ہے جب نعمان پاس مسافر کے آیا پوچھا اے مسافر تو کیون روتا ہے اسنے کہا اے بھائی غضب ہوگیا مین اس ملک مین آکر کٹ گیا اس ملک مین نہایت ظلم مسافرون پر ہوتا ہے نعمان نے کہا اے شخص مفصل حال بیان کر مسافر نے کہا اے مہربان مین رہنے والا مدائن کا ہون ہنگام سفر مین اپنی کنیز خوبرو و خوش گلو کو اپنے ہمراہ لیکر چلا تھا جب قریب اس لشکر کے آیا جو سامنے اترا ہے سوارون نے لشکر سے نکلکے میری کنیز کو مجھسے چھین لیا ہر چند مین رویا پیٹا لیکن میری فریاد نہ سنی اکثر لوگون نے مجھسے کہا ہے کہ تو بادشاہ عبدالعزیز کے پاس چلا جا اور اس سے فریاد کر یقین ہے کہ وہ تیری کنیز سوارون سے تجکو دلادیگا اب مین وہین جاتا ہون اگر تم مجکو بادشاہ عبدالعزیز کے پاس لیچلو تو مین تمکو تھوڑا سا جواہر دونگا یہ کہکے اس مسافر نے اپنی کمر سے ایک ڈبا نکالا اور نعمان کو کھولکر دکھایا نعمان ازبسکہ لالچی تھا اسنے وہ جواہر دیکھکے خیال کیا کہ اس بڈھے کے ہمراہ چند قدم چلکے یہ ڈبا اس سے لے لینا چاہیے یہ سوچ کر نعمان ہزارہ نے کہا اے مسافر مجھے تیرے حال پر رحم آیا ہے چل مین تجکو بادشاہ عبدالعزیز کے پاس لیچلون اور تیری مظلومی کا حال اس سے بیان کرون مین اسکا عیار ہون اسوقت خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کے واسطے آیا تھا مسافر نے پوچھا اے مہربان خواجہ عمرو کون ہین اور انھون نے کیا خطا کی ہے کیون انکو گرفتار کروگے نعمان نے تمام حال خواجہ کے قید کرنے کا اور رہا ہو جانیکا بیان کیا جب وہ مسافر حال خواجہ عمرو سن چکا کہنے لگا اے مہربان اب تم آگے چلو مین آہستہ آہستہ تمھارے پیچھے آؤنگا کیونکہ مین ضعیف ہون تمھارے ساتھ چل نسکونگا نعمان ازراہ طمع سمجھا کہ بڈھا سچ کہتا ہے تم تھوڑی دور آگے بڑھکے کسی درخت کے سایہ مین بیٹھو جب یہ بڈھا تمھارے قریب آئیگا اسوقت ویرانے مین ڈبا جواہر کا اس سے چھین لینا یہ ضعیف ہے اور تم جوان ہو تمسے کیا لڑیگا اور اگر آمادہ لڑائی ہوگا تو اسکو مار ڈالنا نعمان یہ خیال کرکے آگے بڑھا تھا ناگاہ اس مسافر نے حلقہ کمند گردن نعمان ہزارہ مین ڈالکر جھٹکا دیا اور نعرہ کیا نعرہ

عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ۔ رنگ از رخ نہنگ بداختہ ببرم ۔ در محفل خسروان چو گردم ساقی تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ۔

نعمان ہزارہ نے پلٹنے کا قصد کیا تھا خواجہ عمرو نے حباب بیہوشی مارا نعمان کی ناک پر لگا نعمان کے دماغ مین بیہوشی سرایت کر گئی فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن زنبیل سے نکالکر شکل نعمان کی مثل اپنی صورت کے بنائی اور سامنے آئینہ رکھکر اپنی شکل مثل نعمان کے بنائی پھر خواجہ نے گیند عیاری نکالا اور کچھ سوئیان اس گیند مین نصب کین بعدہ نعمان کو حلقہ کمند سے کس کے خوب مضبوط باندھکر ہوشیار کیا جب نعمان ہوشیار ہوا خواجہ نے کہا اے نعمان عیاری اسطرح کرتے ہین تو ابھی لونڈا ہے اور نادان ہے تو کیا عیاری کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے خنجر نکالا نعمان ہزارہ نے کہا اے خواجہ مجکو ہلاک نکرو خواجہ عمرو نے کہا اے نعمان اگر تو یہ چاہتا ہے کہ مین تجکو ہلاک نکرون تو جلد منھ کھول اور یہ گیند

اپنے منہ مین سے نعمان نے بدرجۂ ناچاری منہ کھولا خواجہ عمرو نے گیند نعمان کے حلق مین اُتار دیا اور عبد العزیز
کی طرف لیکر چلے اور بعد قطع راہ عبد العزیز کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ مین نے خواجہ کو بڑی مشکل سے گرفتار
کیا ہی عبد العزیز خواجہ عمرو نقلی کو گرفتار دیکھکر خوش ہوا اور نعمان ہزارہ نقلی کو زر و جواہر دیا اور خواجہ عمرو
نقلی کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب تجکو ضرور قتل کرونگا عمرو نقلی عبد العزیز سے اشارہ کرنے لگا کہ مین
خواجہ نہین ہون مجھے قتل نہ کیجیے کہ نعمان نقلی نے کہا اے بادشاہ گیتی پناہ و کیتی پناہ اسوقت بھی مکر و فریب سے
باز نہین آتا ہی عبد العزیز نے عمرو نقلی سے پوچھا اے خواجہ کیا اشارے سے کہتے ہو میری سمجھ مین نہین
آتا ہی زبان سے کہو عمرو نقلی نے جواب نہ دیا کیونکہ حلق مین گیند عیاری تھا عبد العزیز خواجہ نقلی کے نہ بولنے
سے غضبناک ہوا اور نعمان نقلی سے کہا کہ اسکو مارو یہ ہماری بات کا تو جواب نہین دیتا ہی نعمان نقلی نے
عمرو نقلی کے دو چار چپتین لگائین اور کہا اے عمرو بادشاہ عالیجاہ کی بات کا تو جواب نہین دیتا ہی ٹھیر مین ابھی آتا ہون
اور تیرے نہ بولنے کی تجکو سزا دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بشکل نعمان ہزارہ دربار عبد العزیز سے نکل کے چلے
اور راہ قطع کر کے خدمت مین حمزہ صاحبقران کی آے خواجہ عمرو تو ادھر آے ادھر عبد العزیز نے نعمان ہزارہ
کا انتظار کر کے خواجہ عمرو نقلی کیواسطے حکم قتل کا دیا اسوقت نعمان ہزارہ جو بشکل خواجہ عمرو تھا اپنے حلق کیطرف
اشارہ کرنے لگا اہل دربار نے عبد العزیز سے عرض کیا اے بادشاہ خواجہ عمرو اپنے گلے کیطرف اشارہ کرتے ہین
اور بات نہ سے کہتے ہین کہ کچھ سے بولا نہین جاتا ہی عبد العزیز نے حکم دیا دیکھو خواجہ کے حلق مین کیا چیز اٹکی ہی
جب لوگون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیند ہی لوگون نے بمشکل تمام گیند حلق سے نکالا جب گیند حلق سے نکلا
نعمان ہزارہ عبد العزیز سے عرض کرنے لگا اے بادشاہ مین حضور کا عیار ہون خواجہ عمرو وہ تھے جنکو
حضور نے زر و جواہر مرحمت فرمایا ہی عبد العزیز یہ تقریر سنکے متحیر ہوا نعمان ہزارہ نے منہ اپنا دھویا رنگ و روغن
چہرے سے دور ہوا بادشاہ نے اپنے عیار کو پہچان کر حال پوچھا نعمان نے تمام کیفیت بیان کی
عبد العزیز خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت حیران ہوا اور نعمان ہزارہ نے بھی خواجہ کے بیمثل عیار
ہونے کا اکثر اشخاص کے روبرو اقرار کیا

داستان طبل زری بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ امیر با توقیر سے شکست کھا کر بھاگنا

مبارزان معرکۂ سخن جوہر تیغ زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ جب شتر اط دست بہرام گرد سے
زخمی ہوکر میدان رزم سے بھاگا اور داراب شاہ کے پاس پہونچا داراب شاہ کو نہایت صدمہ ہوا بعد کی
روز کے داراب نے طبل جنگ بجوایا جب صدا اسطبل زری بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبرو
امیر حاضر ہوئے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثنا کر کے عرض کرنے لگے اشعار ہی یہی اپنی تمنا کہ تا ابی جبتک
جلوہ افشان رہے جہان ہون فلک و شمس و قمر ہ آپکے حاسد و بدخواہ و عدو کو ہو نصیب ہ گردش بخت سیہ سوزش
دل داغ جگر ہ اسوقت داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہی اسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین اگر صبح کو ہنگامۂ
جدال و قتال گرم کرے باقی خیر و عافیت ہی امیر نے خبر طبل جنگی کے بجنے کی سنکے خواجہ عمرو سے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر
مین بھی بفضل ایزدی طبل زری بجایا جاے خواجہ عمرو نقارہ خانے مین گئے نقارچیون نے پہلے سے نقارہ دان کو
سینک کر درست کر رکھا تھا خواجہ نے نقارہ زری پر چوب لگائی بیت بجا نقارۂ جنگی جو اُس جا ہوا دنیا مین

شور محشر برپا جسوقت کہ آواز طبل جنگی سنکے مردان جنگجو اور دلیران سنور شعار ہوشیار و خبردار ہوئے دونون طرف لشکرون مین سامان جنگ ہونے لگا مردان نبرد آزما تلوارون پر صیقل کرنے لگے کوئی جوان لڑنے کی خوشی سے قصد آ طبل جنگ سنکے صورت غنچہ مسکرانے لگا کوئی بہادر کثرت خوشی سے بیسان گل ہنسنے لگا اگرچہ نامردون کی آواز حسرت سے دل باغ باغ ہوگئے کوئی صف شکن کسی تیغ زن سے کہنے لگا کہ اسوقت طبل جنگ کیا بجا گویا میرے جگر ارزو مین ٹھہرایا کوئی دلیر کسی جری سے ہمکر گلے ملنے کے واسطے بڑھا کہ آؤ بھائی اسوقت ہم تم گلے مل لین نہین معلوم کل زندہ رہین یا نہ رہین کیونکہ صبح کو میدان کارزار مین حکم باغبان جہان سے بعضے دلاور بصورت تیغ کا کھا کر گلشن دنیا سے سوے عدم جائینگے اکثر دلاور قتل ہو کر مانند سبزہ کے پامال سم اسپان ہونگے صدہا دلیرون کے تنون پر گلہاے زخم تیر و شمشیر کھلینگے بعضے جوانان لشکر صدمۂ درد زخمہاے کاری سے مانند بلبل نالہ کش ہونگے اور دست و پاے جوانان نامدار مثل شاخہاے اشجار تیغ و تیر سے قلم ہونگے رزم مین بہادرون کے تنون سے متصل ہو کر بیسان جوے گل نکلینگے اور جوے خون بہادران نامدار میدان کارزار مین روان ہوگی گلشن میدان رزم کی سیر لایق دید ہوگی غرض اسی طرح کی تقریر کرکے ہر ایک بہادر رہے گے اور تیاری جنگ کی کی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی نظم

قمرنے چلکے کین طے منزلین چار ٭ ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار ٭ ہوئی شائع جو نور افشانی مہر ٭ بنا مشعل رخ نورانی مہر ٭

بہنگام سحر حمزہ صاحبقران نے بعد اداے نماز سحر اسلحہ زیب تن کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لاے سردارون نے واسطے تسلیم کے سر جھکاے امیر ہر ایک بہادر کا سلام لیکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوکے جملہ سردار و بہادر بھی گھوڑون پر سوار ہوے لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران بشوکت و حشمت جانب میدان کارزار روانہ ہوا جب امیر باتوقیر میدان مصاف مین پہونچے دیکھا داراب شاہ صف آرا ہے جسوقت بیلداران پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چھڑک کر گرد و غبار کو بٹھایا بعدہ بیچ میدان دونون لشکرون مین سے نقیب اور کڑکیت نکلے نظم

لگے کہنے جو کڑکیت کڑکا ٭ ذرا رکھو اے جوانو دل مین رہے ثابت قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جاے ٭ کہین ایسا نہو توقیر گھٹ جاے ٭

جب نقیب اور کڑکیت یہ کڑکا کہکے ہٹ گئے لشکرون کی صفون پر سناٹا اگیا ناگاہ صف لشکر داراب شاہ سے قہور زنگی مانند پیل مست کے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور پکارا اے امیر باتوقیر اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو مجھسے آکر مقابلہ کیجیے امیر نے یہ تقریر اس زنگی کی سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے قہور زنگی کے پہونچے اور گھوڑے کو روک کے کھڑے ہوے قہور زنگی نگاہ ورزن ہوا اس ساعت قدم مرکب قہور کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب خنگ سیہ قیطاس پسپا ہوا دونون دلاورون نے گھوڑون کو رانون مین مسل کے آگے بڑھایا قہور نے نیزہ سینۂ امیر پر مارا امیر باتوقیر نے سنان نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا سر پنجہ ظاہر ہوے پھر حمزہ صاحبقران نے نیزہ قہور کے سینہ پر بقہر و غضب مارا اسنے بھی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بعد دو چار رد و بدل طعن نیزہ کے امیر نے قہور کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا قہور نے برہم ہو کر ڈانڈ کاری امیر نے ڈانڈ نیزے کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر روکی پھر قہور نے ڈانڈ شکستہ کو پھینک کے بقہر و غضب تیغہ آبدار میان سے کھینچی اور پکارا اے امیر ہوشیار ہو جا تجھے یہ تیغ برہنہ کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کرتی ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا سپر حفاظت پروردگار مجکو تیری تیغ آبدار سے بچا لیگی قہور زنگی نے گھوڑا بڑھا کر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر باتوقیر نے تیغ کو سپر پر روکا پھر خود تیغ تیز کھینچکر فرمایا بیت

تو ضرب بزدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭

قہور نے کہا تلوار لگاتے امیر نے سر قہور پر ایسی

تلوار لگائی کہ رکاب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے دلاوران نامی ضرب تیغ امیر کی تعریف کرنے لگے جسوقت دوز نگی مارا گیا داراب
تہور کے ہلاک ہو جانے کا نہایت صدمہ ہوا اسی عالم صدمہ میں تمام مردان لشکر کو حکم دیا کہ امیر کو قتل کرو سرداران نامی مع مردان لشکر کو
اپنے ہمراہ لیکر برچھے اور نیزے اور تلوارین اور خنجر اور گرز گران سے اور تیر ایکبار سات لاکھ سوار امیر پر لگانے لگے اسطرف
سے کل مردان فوج نے حملہ کیا دو دریاے قہار آپس میں مل گئے تلوار چلنے لگی پرکالے سپرون کے اُڑنے لگے تیر
چلنے لگے سینے بہادرون کے ہدف تیر ہونے لگے کمانین کڑکنے لگین گرز گران سرون پر پڑنے لگے تیر سے بہادرون
کے سینے کے پار ہونے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی تلوارین مثل بجلی کے چمکنے لگین ابر سیاہ ڈھالون کا اُٹھا گھوڑون کی
ٹاپون سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے فلک چھپ گیا ضیاے آفتاب معدوم ہو گئی زمانہ کثرت گرد و غبار سے تیرہ
و تاریک ہو گیا ایسا اُسوقت اندھیر اتھا کہ پدر اپنے نور نظر کو نہ دیکھتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے قتل کرتا تھا
دریاے خون بہادران میدان مصاف میں موج زن تھا ہزار ہا سر وکف کٹکے گرے تھے مثل حبابون کے دریاے
خون میں تیرتے تھے لاشین جوانان لشکر کی اُس بحر خون میں گویا کشتیان تھین زخمی مانند مچھلیون کے تڑپتے
تھے اور دریاے خون میں اچھلتے تھے دلاوران لشکر شکار نہنگ بحر لشکر میں ڈوبے تھے کشتی حیات ہر ایک کی اُسوقت
طوفانی تھی کوئی ناخداے عالم کو پکارتا تھا ساحل سلامتی کسی کو نظر نہ آتا تھا معلم عقل حیران تھا آب تیغ تیز دمبدم
طغیانی پر تھا گرداب فنا میں ہزارہا جوانان لشکر غوطہ زن تھے زردماے ظفر کی بہادرون کو جستجو تھی غرض اُسوقت

ایسی جنگ ہوئی کہ رستم
کے ارمان نکالینگے دل کھول کے
بہادر بعدم مرکے جانے لگے
کہون میں ہون دیدان جون اسکا

ہوئی چرخ پر عقل برچرخ دنگ
ہوا گرم بازار مرگ ستیز
لگی تھی شمشیر و پیکان تیر

کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ
کیا عافیت نے ودانسے گریز
پہ جان شیرین تھی وہ بے شیر

دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
پیام اجل تیر لانے لگے
مردان ایسی تھی تیغ خنجر کی دھار

امیر بار و فیر میں ہنگامہ جنگ و جدال میں داراب شاہ کے پاس پہونچے داراب
نے تلوار لگائی امیر نے تلوار سپر پر روکی اور زرہ کمربند فولادی پکڑ کر پشت فرس سے اٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین
لیکن زرہ کمربند ٹوٹ گیا داراب دست امیر سے چھوٹ گیا ہندیون نے ہجوم کرکے داراب کو قتل ہونے سے
بچایا داراب گھوڑے پر سوار ہو کے مع باقی ماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگا غازیان لشکر اسلام نے خزانہ
اور اسباب داراب شاہ کا لوٹ لیا امیر فتح و ظفر میدان جنگ سے پلٹے اور داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر
بھی داخل بارگاہ ہوئے امیر نے جو آخر سرداروں اور عیارون سے پوچھا کہ داراب شاہ کسطرف بھاگ کے گیا ہے
انھون نے عرض کیا کہ جزیرہ ہمیشہ بہار کی طرف بھاگ کے گیا ہے امیر نے فرمایا دل چاہتا ہے کہ کسی سردار کو واسطے گرفتار
کرلانے داراب کے روانہ کرون بہرام گرد نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور داراب کو گرفتار کرکے آؤن
امیر نے فرمایا داراب کے پاس لشکر کثیر ہے میں تمکو بہر گرفتاری داراب روانہ کرونگا شاید بہنگام مقابلہ لشکر تمھارا
بھاگنے پر آمادہ ہو مین خود ہی جاؤنگا اور ماسّی سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگا اگر وہ مسلمان ہو جب لیگا تو خیر
ورنہ اُسے قتل کرونگا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا مع سپاہ براے گرفتاری داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو

راویان شیرین کلام اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب میدان رزم سے داراب شاہ بے اختیار جانب
جزیرہ ہمیشہ بہار بھاگا اور بعد قطع راہ قریب جزیرہ ہمیشہ بہار پہونچا جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین

جاکر بعد ادب عرض کیا کہ بادشاہ فلک بارگاہ وارابِ شاہ اسطرف آتا ہی باقی سب خیریت ہی منظر شاہ نے خبر آنا
وارابِ شاہ نے سنکر حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو ہم خود واسطے استقبال وارابِ شاہ جاینگے بموجب حکم منظر شاہ
مردمان سپاہ جلد تر گھوڑون پر سوار ہوئے منظر شاہ ہمراہ مردمان سپاہ بشوکت وشان روانہ ہوا اور وارابِ شاہ کو بعد عزت
وحرمت سے لایا اور بعد دعوت وضیافت کے ایک روز وارابِ شاہ سے کہنے لگا کہ اب تم اپنے ملک مین جاؤ اور باطمینان
تمام بیٹھو حمزہ صاحبقران اسطرف ضرور آئینگے انکو مین ضرور قتل کرونگا بعد انکے قتل کرنے کے تمام انکے سردارون
وغیرہ کو بھی ہلاک کرونگا مین شامل تمہارے ہو توقف نہین ہون کہ انسے مقابلہ کرکے پریشان ہون وارابِ شاہ نے پوچھا
ای منظر شاہ بغیر مقابلہ امیر کو کیونکر ہلاک کروگے منظر شاہ نے کہا کہ تمہارے نزدیک حمزہ صاحبقران کا قتل
کرنا مشکل ہی اور میرے نزدیک ذرا بھی دشوار نہین کہ مین اسی واسطے یہان حمزہ صاحبقران کو قتل کرونگا اور انکے
ہلاک کرنے کی تدبیر کرونگا کہ جب اسطرف آئینگے مین انکے استقبال واسطے جاؤنگا اور بعد تکریم وتعظیم انکو ہمراہ
اپنے مہمان لاؤنگا اور بظاہر انکی اطاعت اختیار کرونگا جب وہ اپنا مجکو دوست اور خیرخواہ سمجھینگے اسوقت انکو اپنے
باغ مین لے جاؤنگا اور وہین انکو قتل کراونگا پھر تمام سردارون کو ہلاک کرونگا اور مردمان فوج کو تباہ کرونگا غرض
اس تدبیر سے امیر اور سب دشمنون کو ہلاک کرونگا وارابِ شاہ تقریر منظر شاہ کی سنکے خوش ہوا اور اسکی
فہم وعقل کی تعریف کرنے لگا اور بعد چار روز رہکے اور راستہ سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اسطرف سے حمزہ
صاحبقران بعد چند روز رہکے مع لشکر بیکران سمت جزیرۂ ہمیشہ بہار روانہ ہوئے جب سرزمین جزیرۂ ہمیشہ بہار
پر پہونچے حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرہ نہایت پربہار ہی زمین پر فرش سبزہ بچھا ہی اُس سبزے پر نظر
کرنے سے آنکھون کو ٹھنڈک دلکو فرحت حاصل ہوتی ہی اور سبزۂ خط معشوقان خوبرو سے وہ سبزہ سبز معلوم ہوتا ہی
گلہاے خودرو دورنگ شگفتہ ہین ہواے سرد ایسی چل رہی ہی کہ دل کو اچھی معلوم ہوتی ہی اکثر نہرین مانند
سلسبیل رواں ہین جابجا باغ ہین گلہاے رنگارنگ وبوقلمون ایسے شگفتہ ہین سرو ان باغون مین ایسے
ہین کہ قد معشوقان خوش قامت سے بھی بہتر ہین لالہ مانند شقایق کے دل مین داغ نہین ہے گل نرگس
دیدۂ عشاق معشوقان سے بہتر نظر آتے ہین سنبل رشک زلف پرپیچ محبوبان ہی بلبلین چہک رہی ہین اور قمریان
خوش الحان بھی درختون پر بیٹھے ہین حمد خدا اپنی زبان مین کررہے ہین اکثر طایر پرواز کرکے ایک چمن سے دوسرے
چمن مین جاتے ہین جملہ درخت سرسبز وشاداب ہین اور بار اثمار سے شاخین اُن درختون کی جھکی ہوئی ہین چمن بستہ ہی
منقول ہے ان باغون کی تعریف مین یہ اشعار لطف چاہئے ابیات

تھے باغ ارم سے وہ نہ کچھ کم	رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو	ریحان خط سبز ارگرد	ان باغون پہ تھا عجیب عالم
گویا خط یار دلربا تھا	تھے پھول ہی پھل کیسے کیسے	شاید کہ بہشت مین ہون ایسے	اسطرح کا سبزہ جان فزا تھا

غرض حمزہ صاحبقران سیر سبزہ وباغ کی کرکے فرمانے لگے کہ فی الحقیقت یہ جزیرہ حیرت خطا کشمیر ہی اور نہایت پربہار ہی یہ فرما کر وہان سے
چلے جب آبادی مین پہونچے دیکھا جزیرہ نہایت آبادی ہی بازارون مین کثرت مردمان ہی ہر دکاندار سے اشیاے
مطلوب لے رہے ہین دکاندار بکشادہ پیشانی اشیاے مطلوب دے رہے ہین جملہ مردم ہر چند کہ خود حسین خوش
لباس ہین لیکن عاشق مزاج ہین داغ الفت بتان سے دل انکے داغدار ہین لب پر آہ سرد ہی اشک آنکھون مین
نہج صدمۂ ہجر معشوقان سے زرد ہین ہر حساب یہ لوگون کا حال ہی نظم

ہو ہر شور سنبل اشک شان ہست	ز دیدۂ چشم شان آئینہ حیران	بلند آوازہ آہ عاشقان است	ز ہجر اشک شان تر ابر نیسان

بسبب نالہ گرم گرم جوشی
زسوزشش دل بدل بط فروش است
بخاک خاکساری شان فرا سے
وجود عشق از وگرد دیدہ ظاہر

بدلب آہ در سردے فروشی
زسوز سینہ آتش فروزان
ہوا داری ہوا سے سازگار سے

زگریہ ہیم ہم ہرسو بجوشش است
زآب دیدہ اسیلے بہ سیلان
شدہ این ہر جہیا ہار یع عام

بعد دیکھنے مردوں کے امیر نے دیکھا عورتیں نہایت حسین بیرت حسن لیلی اد
شیرین نرگس چشم غنچہ دہن جادو نگاہ نشین رخسار رنگین ادا شیرین سخن یوسف لقا کثرت سے ہیں نازنینان جزیرہ کی
تعریف میں یہ اشعار لکھتا ہے اشعار

بہار حسن شان نور دیدہ ن
لب شان چشمہ از آب حیوان
نگا دستان زستی چون مے ناب
کہ کف شان دل ودین بردہ ہم جان

جمالش چون پری از خوشحالی
حدیث از روے شان عید شنیدن
از ان کردہ چہرا نے حسن روشن
از وے بے خویشتن ہم شیخ وہم شاب
سیہ چشمان جدا اہوا رسیدہ

شدہ دیوانہ شان خوش ادائی
بخ شان شعلۂ آتش زن جان
وزین صد مردہ را جان دادہ در تن
حذر از کافران کفر ایمان
رسیدہ از خویشتن نرگس کہ دیدہ

القصہ حمزہ صاحبقران نازنینان جزیرہ ہمیشہ بہار کے حسن وجمال کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جاسوسوں نے خدمت منظر شاہ میں جا کر عرض کیا اے بادشاہ گیتی پناہ حمزہ صاحبقران مع لشکر کثیر آتے ہیں یقین ہے کہ ہنگامہ جنگ وجدال یہاں اگر برپا کرینگے باقی خیر وعافیت ہی معرفت یہ تقریر جاسوسوں سے منظر شاہ نے سنی مع امرا ووزرا وسرداران نامی کے چلا اور حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی میں پہونچکر اور آداب بجا لاکر عرض کرنے لگا کہ میں اوشتیاق قدمبوسی حضور تھا آج میری آرزو دلی برآئی اب آپ تشریف لیچلیے تخت پر بیٹھیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے منظر شاہ تخت وتاج تمھارا انکو مبارک رہے مجکو آرزو سے تخت نشینی نہیں ہے منظر شاہ نے عرض کیا کہ آپ کی سیہ چشمی کا باعث ہی یہ عرض کرکے منظر شاہ امیر با توقیر کو باعزاز تمام لایا امیر با توقیر قریب تخت منظر شاہ ایک دنگل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلوں بیٹھے دربار منظر شاہ میں جملہ امرا ووزرا وغیرہ حاضر ہوئے جب دربار بخوبی آراستہ ہوا اسوقت منظر شاہ نے حکم کیا کہ ساقیان سیمتین غنچہ دہن کشتیاں شراب ناب کی لیکر جلد حاضر ہوں اور شراب جاموں میں بھردیں حکم ساقیان گلعذار کشتیاں شراب کی لیکر دربار میں حاضر ہوئے منظر شاہ نے اشارہ کیا ایک ساقی ماہ رخسار شراب ساغر بلوریں میں بھر کے موافق قاعدہ کے روبرو ے امیر لایا حمزہ صاحبقران نے بیکشی سے انکار کیا منظر شاہ نے شراب نہ پینے کا سبب پوچھا امیر نے فرمایا ہم مسلمان ہیں اور تم لات پرست ہو اس وجہ سے میں شراب پینے سے انکار کرتا ہوں منظر شاہ نے عرض کیا کہ اگر آپ اسی سبب سے شراب نہیں پیتے ہیں تو آپ مجکو مسلمان کیجیے اور شراب پیجیے امیر یہ تقریر سنکے خوش ہوئے اور منظر شاہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا منظر شاہ نے خوف جان سے اور حمزہ صاحبقران کو بمکر وفریب قتل کرنے کے ارادے سے کلمہ زبان پر جاری کر لیا صدق دل سے مسلمان نہیں ہوا حمزہ صاحبقران نے بعد مسلمان ہونے منظر شاہ کے جام شراب دست ساقی گلعذار سے لیا اور خیال ملکہ مہر نگار میں یہ مطلع اسطرح پڑھا کہ کسی نے نہ سنا مطلع جامی مرا بہر نثارش نقد جان در آستین باید ۔ اگر دل خواہد از من جان ہم عاشق چنین باید ۔ یہ مطلع پڑھکر شراب پی اور صدمہ فراق ملکہ مہر نگار سے چشم پر نم ہوئی رنگ رخ متغیر ہو گیا ساقیان مہرخ وخورشید رو تو جملہ امرا وزرا اور سرداروں کو شراب پلانے لگے لیکن منظر شاہ نے جو چہرہ امیر پر نظر کی رخ امیر با تغیر ملال پا کر پوچھنے لگا اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے چہرہ انکا متغیر ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا

اسوقت کچھ خیال کرکے مجھے صدمہ ہوا ہے جب منظر شاہ کو معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران کسی سبب سے مغموم ہین اسوقت منظر شاہ نے واسطے دفع صدمہ حمزہ صاحبقران کے حکم کیا کہ ارباب نشاط جلد حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے اور ناچنے اور گانے لگے بعد ناچنے اور گانے چند ارباب نشاط کے ایک نازنین نہایت خوبصورت رشک پری بناز و ادا مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی اہل دربار نے جو اس نازنین کو دیکھا کیسے اوکی کسینے بالات ونبات کہکے کلیجا اپنا دونون ہاتھون سے پکڑ لیا کوئی بے اختیار اسپر عاشق ہوکے اشکبار ہوا کوئی اسکے زلف و رخ کو دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگا شعر از برائے عاشقان خستہ خاطر روز و شب ٭ نیست ہرگز بہتر از رخسار و گیسو کے کسی نے اس نازنین کے تن نازک پر نظر کرکے اور خیال ہم آغوشی کا کرکے یہ مطلع ورد زبان کیا ہے دل سرین بجبین بر بیدہ غم گر بیدن انیست ٭ وز غمم صبا دم زند گردہن انیست ٭ کسی جوان نے اس نازنین کم سن سے اشارے سے کہا کہ ابھی نقد دل دیتا ہون اگر ایک بوسہ روے زیبا کا دو نازنین نے اشارہ جوان کا سمجھکر منہ اسکی طرف سے پھیر لیا کوئی اسیر اس مطربہ کو دیکھکر اور اسپر مائل ہوکے اشک آنکھون مین بھر لایا کوئی اسکی تیغ ابرو کا گھائل ہوا کوئی اسکی نرگسی آنکھون پر شیفتہ ہوا اکثر جوان اسکی ادا پر مائل ہوئے بعضون کے دل اسکی زنجیر زلف مین گرفتار ہوئے کسی کا دل اسکے خرام ناز سے پامال ہوگیا کوئی اسکے آئینہ رخ کو بنظر حیرت دیکھنے لگا کوئی جوان باریک بین اسکی کمر کی طرف دیکھکر عدم کا خیال کرنے لگا کوئی مشتاق وصل نازنین زیرناف کا خیال کرکے بیتاب ہوگیا کوئی جری اسکی تیغ ابرو پر عاشق ہوا کوئی اسکے سینے کا ابھار دیکھکے بیچین اور بیتاب ہوکر کف افسوس ملنے لگا اور خیال کرنے لگا افسوس کہ کوئی ہاتھ پیر اسکے سینے تک پہونچ نہین سکتا بادشاہ بیٹھا ہوا ہے ایسی گستاخی سر دربار کر نہین سکتا کوئی اسکے لب لعلین پر شیفتہ ہوکے گوہر اشک صدف چشم سے نکالنے لگا جو بڈھے اور ضعیف دربار مین بیٹھے تھے انکی بھی رال اس مطربہ کو دیکھکر ٹپکنے لگی غرض دربار مین کوئی جوان اور بڈھا ایسا نہ تھا جو اسپر مائل نہوا ہو حمزہ صاحبقران بھی اس مطربہ کے حسن و جمال کو دیکھکر متحیر ہوئے کیونکہ وہ ایسی حسین تھی ابیات

چو دیدہ پیش رخ خورشید اگر
زہر پیش خلق دراتش پرستی
ہنوز گفت ارش کو خاموش
نزاکت از قد او سر بلند است
بصد شمع گر بینش عجب نیست
بے نے زعارت ایمان وجان طاق
ز چشم مست او دلہا بہ مستی
سیہ چشم اسیہ فامے سیہ مو
وز نقش را درازی در کمند است
چو پیش حسن دیگر مہرخان کم
از و تبخانہ دلہاے عشاق
شد از تحریر رفتارش روان ہوش
سیہ روز است زینہا عاشق او
رخ بہ نور صبح باصفا نیست

الحاصل جب سازندے سازون کو درست کر چکے وہ نازنین بہ ناز و ادا ناچنے لگی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کرنے لگی بعد رقص کے اس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

کوئی راحت نظر آئی نہ ہم تنہا نکے عوض
آگ برسائے فلک ابر بہاران کے عوض
عاشق زلف تو خود سبز ہوان لیکن تقدیر
کوئی احسان نکیا اپنے احسانکے عوض
فاک مجمر سوختہ قسمت کی اگر ڈال دے پرخ
دے ہی دستور کسیدن مجھے دربان کے عوض
مدعا مرگ سے گو تھا فلک پیر تو کام
گاتش دل بھی نکل آتا ہے پیکان کے عوض
مفلسی مین بھی سینہ خانہ ہزار وشن ہی
خار دیتی ہے مجھے سنبل و ریحان کے عوض
ہر بجتا کیا ہی مرا نہ سب و دین ای واعظ
بحر ظلم مین گوہرے آتشین جامی عوض
رسم گریہ بس مردن بھی رہیگی جاری
زہر دیتا تھا مجھے تلخی دوران کے عوض
سوختہ بخت ہین آنکھون چین پانی کی دعا
داغ جلتا ہی چراغ شب ہجران کے عوض
کبھی بوسہ ندیا لیکے دل عاشق کو
دل مین یاد بت بیرحم ہو آیا نکے عوض
چارہ گر کشمکش درد و دوا کب تک
شمع روئیگی تر سلسلہ ہجران کے عوض
سنگ طفلانہ مجنون نکرو آنکھین بند

دیکھ جو حال مرا خواب پریشان کی طرح
یہ بھی طرہ کی وحشت ہے کہ بیدست جنون
خود پریشان ہوئے زلف پریشان کی طرح
اب کہان ولولۂ جوش نشاط اے تسلیم

شادی قتل میں کچھ پاس وفا کر قاتل
ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر چاک گریبان کی طرح
رنگ اڑ کر کسیطرح ہوش عنادل کے اڑین
بجھ گئے دیدۂ گریان لب خندان کی طرح

خوبی ہاتھوں مین نہ مل خون شہیدان کی طرح
بگڑے شانہ سے عجب بال بنا سے آئے
باغ مین چلیے تبسم گل خندان کی طرح
جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بناز و

ادا و پرورے ارباب بزم کا ہر ایک متنفس خوش ہوا خصوصاً منظر شاہ نہایت مسرور ہوا اور زر کثیر مطربہ کو دیکر رخصت
کیا حمزۂ صاحبقران سے ہر چند ایسی مطربہ کا گانا سنا اور ناچ دیکھا لیکن بوجہ صدمۂ فراق ملکہ مہرنگار کے مطلق شگفتہ
خاطر نہوے اور منظر شاہ سے فرمانے لگے کہ اسوقت بہت گھبراتی ہے دل چاہتا ہے کہ سیر باغ کیجیے منظر شاہ
نے عرض کیا اس شہر میں ہر چند کہ باغ بہت ہین لیکن ایک باغ سب باغون سے وسیع اور بہتر ہے ہوشنگ
بادشاہ کا لگایا ہوا ہے نام اس باغ کا گلشن آباد ہے کل آپ ہنگام سحر برائے سیر باغ تشریف لے جایئے گا مین بھی
ہمراہ رکاب چلونگا جب آپ اس باغ کی سیر کیجیے گا مجھے یقین ہے کہ آپ یہ مطلع ضرور پڑھیے مطلع اگر فردوس
بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است حمزۂ صاحبقران تعریف باغ کی سنکے سیر باغ کے
مشتاق ہوئے اور فرمایا انشاءاللہ مین صبح کو اس باغ کی سیر کرنے کو ضرور جاؤنگا یہ فرما کر خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران
نے وضو کیا پھر نماز پڑھکے صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت جب تلاوت صحیفہ سے فرصت پائی امیر وظیفہ پڑھنے بیٹھے منظر شاہ
نے دربار برخاست کیا اور ایک ایوان وسیع مین حمزۂ صاحبقران کو لیگیا اور بنہایت تکلف سے صاحبقران کی
دعوت و ضیافت کی بعد اکل و شرب اسی ایوان مین صاحبقران نے بعیش و آرام بسر کی جب صبح ہوئی اور امیر
باتوقیر نماز پڑھ چکے منظر شاہ امیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور تسلیم بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ اسوقت تشریف لیچلیے
سیر باغ بخوبی کیجیے حمزۂ صاحبقران ہمراہ منظر شاہ کے اٹھے اور پوشاک زیب تن کر کے مرکب خنگ سیہ
قیطاس پر سوار ہوئے سرداران دیوقامت اور خواجہ عمرو نامدار ہمراہ ہوئے منظر شاہ بھی ہمراہ رکاب امیر چلا اثنائے راہ مین
امیر سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اگر آپ فرمائین تو مین قبل آپ کے باغ مین جا کر باغ کی آراستگی کرون امیر نے
اجازت دی منظر شاہ آگے بڑھا دیو عامل عاد نے امیر سے عرض کیا کہ منظر شاہ نہایت مکار ہے حضور ذرا اس سے
ہوشیار رہیے گا مین اسکے مکر و فریب سے خوب واقف ہون مکاری مین مثل اپنا نظیر نہین رکھتا ہے اسوقت بیوجہ
باغ مین نہین گیا ہے کوئی نہ کوئی مکاری آپ سے ساتھ ضرور کریگا امیر نے فرمایا اے دیو عامل منظر شاہ مسلمان
ہو چکا ہے اب مجھسے عداوت نہ کریگا اور بالفرض اگر دشمنی کریگا تو خداوند عالم مجکو اسکے شر و فساد سے بچا لیگا ابھی امیر یہ
فرما رہے تھے اور آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے ناگاہ صداے سم مرکب امیر نے سنی مڑ کے جو نظر کی دیکھا ایک نوجوان
لباس شاہانہ زیب تن کیے ہوئے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا آتا ہے جب وہ جوان قریب آیا بعد ادب تسلیم
کر کے عرض کرنے لگا کہ ذرا ٹھہر جایئے امیر ٹھہر گئے خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے سرداران نامدار بھی متردد ہوئے جوان
نے اپنی جیب سے ایک پرچہ قرطاس پیچیدہ نکالا اور حمزۂ صاحبقران کو دیکے عرض کرنے لگا کہ اس پرچے کو
آپ ہی دیکھیے گا اور جو کچھ اس پرچہ قرطاس مین لکھا ہے اسے سچ جانیے گا اور موافق تحریر کے عمل کیجیے گا اگر خلاف تحریر
عمل کیجیے گا تو باعث آپ کی مضرت کا ہوگا وہ جوان اس پرچہ قرطاس کو دیکر اور گفتگو امیر سے کر کے چلا گیا امیر
نے اس پرچۂ قرطاس کی عبارت پڑھی مضمون یہ تھا کہ اے امیر باتوقیر آپ کو معلوم ہو کہ منظر شاہ بظاہر نہایت
مکار ہے بظاہر آپ کا دوست ہے لیکن بباطن آپ کا دشمن ہے ظاہر مین مسلمان ہوا ہے ہرگز ہرگز آپ باغ مین نہ جایئے گا

میرے پدر نے چار ہزار سواران چیدہ منتخب واسطے قتل کرنے آپکے باغ مین بٹھلائے ہین اگر وہ بیگا تو ہلاک ہو جائیگا
مین نے آپکو اطلاع دیدی ہی حمزہ صاحبقران عبارت رقعہ پڑھکر برہم ہوئے اور قطع راہ کرکے در باغ تک
پہونچے منظر شاہ بھی در باغ سے نکلکر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا حمزہ صاحبقران نے سرداروں سے
فرمایا منظر شاہ کو گرفتار کرو سرداروں نے منظر شاہ کو گرفتار کیا منظر شاہ نے نالہ و فریاد بلند کی جو سوار باغ
مین پوشیدہ بیٹھے تھے منظر شاہ کی فریاد سنکے باغ سے نکلے جب انھون نے دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گیا لڑنے سے باز
رہے حمزہ صاحبقران نے باغ مین جا کر منظر شاہ کو قتل کیا اور سواران باغ کو مسلمان کیا پھر باغ کی سیر کرکے اپنے
لشکر مین آئے اور شاہزادہ سلسلہ کو جسنے رقعہ دیا تھا تخت پر بٹھایا شاہزادہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا
اور جملہ امرا و وزرا وغیرہ بھی مسلمان ہوئے جب شاہزادہ سلسلہ تخت پر بیٹھا حمزہ صاحبقران
نے حال داراب شاہ کا پوچھا سلسلہ نے عرض کیا کہ داراب شاہ بھاگ کے یہان آیا تھا کئی روز زمانہ
گذرا کہ وہ اپنے ملک کی طرف گیا ہے امیر ابو تور نے یہ حال سنکے وہان سے کوچ کیا اور طرف زیرباد ہند کی مع لشکر
روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے ملک داراب شاہ کے قریب پہونچے اور ایک میدان وسیع مین
مع فوج ظفر موج مقیم ہوئے

داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگنا داراب شاہ کا

راویان شیرین گفتار بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ جزیرہ ہمیشہ بہار سے اپنے ملک مین آکر تخت
حکومت پر بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ دیکھیے منظر شاہ امیر کو قتل کرتا ہے یا نہین یکایک داراب شاہ کو مخبرون
سے معلوم ہوا کہ منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور اسکے فرزند کو مسلمان
کرکے تخت پر بٹھایا داراب شاہ نے یہ خبر سنکے خیال کیا کہ اب حمزہ صاحبقران اسطرف آئینگے اور مجھسے
مقابلہ اور مجادلہ کرینگے یہ خیال سامان جنگ کرنے لگا بعد تین روز کے داراب کو جاسوسون نے
یہ اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران جزیرہ ہمیشہ بہار سے آکر قریب زیرباد ہند مقیم ہوئے ہین داراب
نے یہ خبر سنتے ہی شتر و شتواط وغیرہ طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی مہتر سرور بعجلت
خدمت صاحبقران مین آیا اور بعد ادب و دعا و ثنا اسطرح زبان پر لایا اور حال طبل جنگ بجنے کا عرض کرنے لگا اشعار

ای خدا عالم مین ہی جسوقت تک پست و بلند ای خدا جبتک عروس دہر ہی بے اعتبار	ای خدا جبتک زمین و آسمان ہین برقرار ہی تمنا آپ کے پہلو مین روز و شب رہین	زال دنیا ای خدا جبتک تلون دوست ہی مطرب و چنگ و رباب و ساقی و مینا و یار

اسوقت داراب شاہ نے طبل نزدی بعد غضب بجوایا ہے یقین ہی کہ بوقت سحر وہ میدان کارزار مین آئیگا فتنہ و
فساد برپا کریگا باقی جو مرضی ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی صدائے نقارہ جنگی بجایا جائے
جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا مہتر سرور نے حکم امیر خواجہ عمرو سے کہا خواجہ نقارہ خانہ مین گئے اور چاشیدہ اٹھا کر
نقارہ زری پر چوب لگائی صدائے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان لشکر آواز طبل جنگ سنکے ہوشیار ہوئے
لڑنے مرنے پر آمادہ ہونے لگے سامان لڑائی کا کرنے لگے شب بھر دونون لشکر مین سامان جنگ ہوا جب وقت
آیا کہ طائر شب نے آشیانہ دہر سے پرواز کی اور شہباز آفتاب نے کاشانہ مشرق سے ارادہ نکلنے کا کیا یعنی صبح ہوئی اشعار

گئی افزائش لطف شبینہ	بھرا حسرت سے مشتاقون کا سینہ	کواکب نے سفر پایا فلک سے	سفیدی چھائی ہر دم جھلک سے

وقت سحر امیر با توقیر نے سلاح زیب تن کیا بارگاہ فلک جاہ سے باہر تشریف لائے سرفروشون نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر مرکب جنگ سیہ قیطاس پہ سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے امیر نے مرکب بڑھایا لشکر بھی مثل دریا رواں ہوا جب امیر کشور گیر روشن ضمیر دمین پہونچے بیلدارون نے جلد تر پست و بلند زمین برابر کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان مصاف سے دور کیا سقون نے پانی چھڑکا گرد و غبار کو دفع کیا صفین لشکر کی بندھگئین ابھی لشکر امیر میدان مین صف آرا ہوا تھا کہ داراب بھی مع شوکت لشکر کثیر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان بلند آواز نکلے اور پکارے اشعار

کہ اس کاروان گہ سے کرتا ہے نقل	اگر بادشہ ہے کہ درویش ہے	سنو اے عزیزان ذی ہوش و عقل
کھڑے کوئی آگے تھا کوئی	نہیں اس سرا میں رہتا کوئی	سبھون کو یہی راہ درپیش ہے
یہ منزل نہیں چاہے ہو وہ اوباش	گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار	ہر ایک شخص کو ہے عدم کی تلاش
		تہ خاک ہے سب کا دار القرار

پس ای جوانو تم سبھون مین آج کون بہادر زخم تیر و شمشیر کھاتا ہے اور اپنے باپ کو قتل کرتا ہے بہادرون مین سرخروئی حاصل کرتا ہے نقیب یہ کہکے ہٹ گئے صفوف لشکر پر سناٹا چھا گیا پھر علم لشکر جلوہ گر ہوئے امیر چالیس قدم آگے نیزہ کار اژدہا پیکر کے سایے مین کھڑے ہوئے خوشبوے علم اژدہا پیکر سے تمام میدان کارزار معطر ہوگیا اور ان کلمہ نہجان سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی امیر با توقیر زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے صف لشکر داراب سے آج کون واسطے جنگ کے نکلتا ہے ناگاہ خونریز نے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور امیر کو بمقابلہ بلایا امیر نے مرکب کو بڑھایا اور سامنے خونریز کے گئے خونریز نے تیغہ سر امیر پہ مارا امیر نے تیغے کو سپر پہ روکا اور تلوار کھینچکے سر خونریز پر لگائی ہرچند خونریز نے سپر سے اپنی سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر امیر سپر کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسہ سر پہ پہنچی اور سر کو کاٹ کر جراحی گردن مین در آئی اور گردن سے صندوق سینہ مین اور سینے سے جوڑ ہی شکم و کمر سے گذر کے پشت فرس پر آئی اور پشت فرس سے زمین پر پہنچی خونریز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور داراب شاہ نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے خونریز کو قتل کیا برہم ہوا بر دوان فوج سے کہنے لگا کہ ای بہادر حمزہ نے خونریز کو قتل کیا تمکو لازم ہے کہ عوض خونریز حمزہ صاحبقران سے لو اور حمزہ کو قتل کرو مردان سپاہ نے امیر پر حملہ کیا ادھر سے بھی جملہ بہادرون نے گھوڑے اٹھائے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی سر تنون سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے شور گیر و دار بلند ہوا گھوڑون کی گشت سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہوگیا روز روشن پر شب کا گمان ہوا پیر فلک یہ جنگ دیکھکر گھبرا گیا اور جنگ بہادران دیکھکر تھرانے لگا تھوڑی دیر مین کشتون کی لاشون کے پشتے میدان کارزار مین ہوگئے داراب تاب مقابلہ نہ لاکر مع باقی ماندہ لشکر کے گریزان ہوا دلاوران یکتاے روزگار اور غازیان لشکر اسلام نے خزانہ مال و اسباب خیمہ و بارگاہ وغیرہ کو لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی جال الیاسی مار مار کے زر و مال و اسباب لوٹا حمزہ صاحبقران بعد بھاگنے داراب کے بفتح و ظفر میدان رزم سے پھرے اور فرودگاہ لشکر پر آئے داراب میدان رزم سے بھاگ کر بادشاہ عبد العزیز کے پاس پہونچا صاحبقران نے بعد دریافت کرنے حال داراب شاہ کے اسی وقت بادشاہ عبد العزیز کے ملک کی جانب کوچ کیا اور بعد قطع راہ قریب ملک عبد العزیز کے پہونچے

داستان جنگ کرنا بادشاہ عبد العزیز کا امیر سے آخر مسلمان ہونا مع جملہ شاہان ہند کا مع دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان بےمثال کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب داراب شاہ شکست کھا کر عبدالعزیز کے
پاس پہونچا اور امیر بھی مع لشکر کوچ کر کے عنقریب ملک عبدالعزیز پہونچکر مقیم ہوئے بادشاہ عبدالعزیز امیر
کے آنے کی خبر سنکر اور داراب شاہ اور شواط کو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر شہر سے باہر آیا اور میدان میں مقیم ہو کر طبل جنگ
بجوایا عمتر سیر و رو برو ے امیر حاضر ہوا اور بجا گاہ پر کھڑا ہو کر مجرا کر کے یہ اشعار دعائیہ زبان پر جاری کر کے اس طرح
خدمت امیر میں عرض کرنے لگا اشعار آپ بھی ہیں دشمن تباہ مانند خلیل • مسجدوں کے واسطے داؤد ثانی بےگمان
آفت امید کافر لطف جان حق پرست • برق کشت ترک ابر نوبہار مومنان • آپ کا دشمن رہے زیر فلک ہر دم تباہ
دوستوں پر آپ کے اللہ ہووے مہربان • اسوقت بادشاہ عبدالعزیز بد اندیش نے طبل زری بجوایا ہر گاہ باقی خیر و عافیت ہی
حمزہ صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی انفعل امیر دی طبل جنگ بجوایا جائے خواجہ عمرو نے
نقار خانہ میں نقارہ زری پر چوب لگائی آواز نقارۂ جنگی سے زمین تھرائی جوانان لشکر صدائے نقارۂ جنگی سنکے لڑنے کی
تیاری کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو معرکۂ کارزار کو ہندیوں کے خون سے رنگین کرینگے اور تیغ آبدار سے
مردان لشکر ہند کے سر جدا کرینگے جوانان لشکر امیر یہ کہہ رہے تھے ناگاہ وہ وقت آیا بیت کہ شب نے کوچ کی نوبت
بجائی • ہوا اعلی رات گذری صبح آئی • امیر با توقیر اسلحہ زیب تن کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب رزمگاہ
چلے جب عرصۂ مصاف میں پہونچے بعد درستی میدان کارزار صف آرائی ہوئی شاہ عبدالعزیز بھی سپاہ گران لیکر آیا اور
صف آرا ہوا پھر نقیب اور کڑکیت لشکروں سے نکلے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے **بیت**
نام رستم کا شاد و راج ہر دو معرکہ • کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا • یہ کہکر نقیب اور کڑکیت ہٹ گئے
ابھی لشکر بادشاہ عبدالعزیز سے کوئی لڑنے کو نہ نکلا تھا کہ ملک جبروتی بفوج کثیر آیا اور عبدالعزیز کے پاس
گیا اور مزاج پرسی کر کے صف آرائی لشکر میں معروف ہوا ابھی ملک جبروتی نے صف آرائی لشکر سے فرصت نہیں
پائی تھی کہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہر ایک جوان جانب غبار دیکھنے لگا جب غبار رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک
نقابدار سبز پوش بیس ہزار سواران جرار لئے آتا ہے جب نقابدار سبز پوش میدان مصاف میں آیا حمزہ صاحبقران
کی جانب اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بعد اسکے نقابدار کے لشکر عبدالعزیز سے اجلال سبز پوش نکلا اور میدان
میں آکر پکارا کہ جسکو تمنا ے مرگ ہو مجھ سے مقابلہ کرے ابھی اجلال یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار سبز پوش نے گھوڑا اپنا
بڑھایا اور سامنے اجلال کے آیا اجلال نے بعد نگاورزی اور نیزہ بازی کے تیغ آبدار نقابدار کے سر پر لگائی
نقابدار نے تیغ کو سپر پر روک کے ایسی تلوار لگائی کہ اجلال مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اسوقت حکم عبدالعزیز
سے فوج نے نقابدار پر حملہ کیا فوج نقابدار بڑھی اور لشکر حمزہ صاحبقران بھی بڑھا اور ملک جبروتی کی سپاہ بھی بڑھی
چاروں لشکر باہم ملگئے اور تلوار چلنے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے زخمی زمین پر گر کے تڑپنے لگے دیر تک تلوار چلی
چلی آخر شاہ عبدالعزیز نے طبل بازگشت بجوا کر زود گاہ لشکر پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی لشکرگاہ کیطرف مع فوج چلے
اور داخل بارگاہ ہوئے نقابدار سبز پوش بھی مع اپنے لشکر کے ایک طرف چلا گیا امیر نے خواجہ سے پوچھا یہ نقابدار
سبز پوش کون تھا خواجہ نے عرض کیا مجھے نہیں معلوم امیر خواجہ کی تقریر سنکے فرمانے لگے کہ نقابدار جری ہی
کیا خوب تلوار اسنے اجلال پر لگائی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کئے غرض جب شام ہوئی شاہ عبدالعزیز نے پھر
طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی صبح کو صفوف آرائی ہر دو لشکر کی ہوئی فوج
عبدالعزیز سے الماس زنگی نکلا اور امیر کو برائے مقابلہ طلب کیا امیر نے ہنگام جنگ الماس کو گرفتار کر کے خواجہ کے حوالہ کیا

بعد اسکے عوج زنگی اور معرور زنگی لشکر بادشاہ عبدالعزیز سے یکے بعد دیگرے نکلے دونون زنگیونکو امیر نے تہ تیغ کیا
بعد قتل ہونے دونون زنگیون کے شاہ عبدالعزیز نے طبل بازگشت بجوایا میدان ہر دو گروہ سے خالی ہوگیا امیر بارگاہ مین
آکے الماس زنگی کو مسلمان کیا جب وہ دن گذرا اور شب بھی گذر گئی دوسرے دن نقابدار سبز پوش مع جمعیت سپاہ آیا اور
امیر کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا آج مین آپکے سردارونسے مقابلہ کرونگا کسی کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجئے امیر
نے فوج کی کمربندی کا حکم دیا مردان لشکر مسلح ہوئے بعد صف آرائی لشکر کے الماس زنگی سند امیر سے اجازت
لیکر اُس نقابدار سے مقابلہ کیا بعد جنگ نیزہ باہم کشتی ہوئی نقابدار نے وقت شام الماس زنگی کو زیر کیا اور الماس علی
سے کہا جا امیر سے کہدینا کہ کل آپ سے بھی لڑونگا قسمت آزمائی کرونگا یہ کہکر الماس کو چھوڑ دیا اور اپنا لشکر لیکر
چلا گیا الماس خدمت امیر مین آیا اور جو کچھ نقابدار نے کہا تھا عرض کیا امیر نے فرمایا اچھا اب مین اُس سے مقابلہ
کرونگا غرض صبح کو نقابدار تین ہزار سوار لیکر آیا بعد صفوف آرائی لشکر کے نقابدار اور امیر سے باہم نیزہ بازی
ہوئی چند صفون مین امیر نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکال دیا پھر گرز لیکے دونون باہم لڑنے لگے گھوڑا نقابدار کا
ضرب گرز سے ہلاک ہوا پھر نقابدار سے اور امیر سے کشتی ہوئی امیر نے وقت شام نقابدار کو سر سے بلند کر کے چاہا کہ
زمین پر پٹکین نقابدار نے عرض کیا مجکو زمین پر نہ پٹکئے گا مین مسلمان ہون امیر نے یہ گفتگو سنکے نقابدار کو آہستہ
سے زمین پر بٹھا دیا جب امیر بارگاہ مین آئے نقابدار بھی بارگاہ مین گیا اور نقاب اپنے رخ سے اُٹھائی عمرو نے پہچانا
کہ عرب حارث ہے بعد چاشت کے واقعہ عمرو نے تمام حال حارث کا روبروے امیر بیان کیا امیر حارث
سے خوش ہوئے جب خبر حارث کے مطیع ہونے کی بادشاہ عبدالعزیز نے سنی کہنے لگا کوئی لشکر مین ایسا نہین
کہ امیر کو ہلاک کرے مہپال بدست سپہ سالار ملک جبروت نے عرض کیا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے
مین امیر کو قتل کرونگا عبدالعزیز نے مہپال بدست کے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا صبح کو
بعد صف آرائی لشکر کے مہپال میدان مین آیا عرب حارث نے مقابلہ کیا مہپال نے عرب حارث کو
ہر چند کہ تیغ سے زخمی کیا لیکن عرب حارث نے اُسی عالم زخمداری مین مہپال کو قتل کیا عبدالعزیز کو غصہ آیا
سردارون فوج سے کہا کہ عرب حارث پر سب ملکے حملہ کرو اور اُسکو قتل کرو فوج نے جو جب حکم حملہ کیا لشکر امیر بھی بڑھا
دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی شام تک خوب لڑائی ہوئی ہزارون جوان لشکر جانبین کے مارے گئے وقت شام
شاہ عبدالعزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان رزم سے چلا گیا امیر رزمگاہ سے کشتی جا کر داخل بارگاہ ہوئے لیکن
بادشاہ عبدالعزیز پریشان خاطر و غمگین ہو کر لشکرگاہ مین پہونچا اور بارگاہ مین داخل ہوا داراب شاہ اور ملک
جبروت اور شوواط سے مشورے کرنے لگا کیا تدبیر کیجائے کہ امیر ہلاک ہون اور لشکر امیر تباہ ہو سب نے کہا آج نصف شب
لشکر یکبار چلے اور امیر کو قتل کیجیے اور اُنکے لشکر کو تہ تیغ کیجیے عبدالعزیز نے اس راے کو پسند کیا اور اپنے لشکر کے
سردارون کو اس ارادے سے آگاہ کیا عمتر سر رہ جو لشکر عبدالعزیز مین شکل تبدیل کر کے گیا تھا ارادہ عبدالعزیز
سے واقف و آگاہ ہوکر خدمت امیر مین آیا اور امیر کو ارادہ عبدالعزیز سے آگاہ کیا امیر لشکر لیکر ایک درہ کوہ مین
گئے اور وہان چھپے رہے جب عبدالعزیز اور داراب شاہ اور شوواط اور ملک جبروت لشکر کثیر لیکر بعد
نصف شب لشکرگاہ امیر کیطرف آئے امیر نے درہ کوہ سے نکلکے چہار جانب سے سبکو گھیر لیا اُسوقت دونون
لشکرون مین لڑائی ہونے لگی صبح تک خوب تلوار چلی ہزارون جوان قتل ہوئے صدہا زخمی ہوئے بہرام گرد نے
شوواط کو اور عرب حارث نے داراب شاہ اور دیو حامل ملک جبروتی کو مقابلہ کرکے بشتابے ایمان

اٹھایا لشکر ہند شکست کھا کر بھاگ گیا امیر نے چار دن بادشاہوں کو سلمان کیا اور سلطنت ہند کی تیاری شاہ کو دی بعد چند روز کے امیر شاہان ہند کو ہمراہ لیکر مع لشکر سراندیپ میں آئے اور سیر عیاری **قطب فلک** خنجر گذاری خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا

داستان مقابلہ کرنا لندھور کا حمزہ صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا مطیع ہونا

راویان شیرین زبان اس **داستان** کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب تیغ مہر کو ترک فلک نے غلاف مغرب میں رکھی اور ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا **الظلم** بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر پر ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر ۔ اسوقت امیر باتوقیر نے وضو کیا اور نماز پڑھی صحیفہ ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے ادھر لندھور نے فرودگاہ لشکر پر پہونچکے طبل جنگ بجوایا عیاران لشکر اسلام خدمت فیضدرجت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران میں آئے اور بعد ادب اسطرح عرض کرنے لگے **ابیات**

جبتک مہ و خورشید آئی رہین سیار
داغ دل پروانہ سوزان تمہے برابر
دن بھر رہے پروانے کے مانند پریشان

بے نقش قدم عالم امکان کے برابر
حاسد کو دکھاے یہ فلک دشمن آرام
راتون کو جلے شمع شبستان کے برابر

جبتک جگر شمع فروزان ہے آئی
ہر صبح سیہ شام حسدیان کے برابر
اسوقت خسرو ہندوستان لندھور

بن سعدان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار میں آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جب حمزہ صاحبقران نے ابوشہاب اور ابوسعید عیاران لشکر سے خبر طبل جنگ بجنے کی سنی **امیر باتوقیر** نماز تو پڑھ ہی چکے تھے فوراً خواجہ عمرو کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجواؤ خواجہ عمرو فوراً گئے اور نقارۂ سکندری کے قاشیہ کو اٹھا کر درچوب [illegible] **بسم اللہ** کہکے نقارۂ سکندری پر لگائی **ابیات**

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
بگفتہ کہ این طبل اسکندر است

زنا ہید مریخ کرد این سوال
زا و از و گوش گردون کر است

جہان را گمر شور آفرسید | اسرافیل صور قیامت دمید

دلاوران لشکر طبل جنگ بجنے سے آگاہ ہوئے اور آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کسی جری نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی تیرانداز نے اپنی کمان پر چلہ کو سنبھالا تیر درست کرکے ترکش میں رکھے کسی بہادر نے اپنے نیزے کی سنان و تیز و آبدار کیا غرض بہادر ہتیاری جنگ کرنے لگے **ابیات**

سویرے سے ہوا برخاست دربار
جو تیغیں تھیں لگیں وہ چمچ چڑھنے
کمانیں جو کہ تھیں ڈھیلیں کھینچیں

قضا پر اپنے سب پہرے آئے سردار
لگے تیار ہونے صاف و صیقل
دو دکھنے سے درست ہونے لگیں تھیں

لگے ہتیاریان کرنے کی کرنے
بڑی لشکر میں تھی ہر سمت ہل چل
جب دو پہر رات گئی نقیبوں نے اٹھکے

یہ صدا دی **بیت** جوانو جوان ہمت ہشیار ہو ۔ سلاحوں سے اپنے خبردار ہو ۔ نقیبوں کی صدا سے جو سوار سورہے تھے بیدار ہوئے تیاری جنگ میں معروف ہوئے جب وہ نصف شب بھی گذری اور وہ وقت آیا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور سپیدۂ سحر جانب مشرق ہویدا ہوا حمزہ صاحبقران نے وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات سحر کے سر واسطے سجدے کے جھکایا اور سر کو سجدہ گاہ پر رکھکر اسطرح دعاے فتح و ظفر خالق جن و بشر سے بعد آرزو مانگی **بیت** خدایا نصرت و فتح و ظفر دے ۔ مجھے لندھور پر غالب تو کر دے ۔ جب **حمزہ صاحبقران** یہ دعا خالق کون و مکان سے کر چکے سر سجدے سے اٹھایا صندوق اسلحہ طلب کیا جب صندوق اسلحہ حاضر کیا گیا امیر باتوقیر نے زرہ داؤدی زیب تن کی خود سر پر رکھا اور **قنطورے** اور آئینہ چار آئینہ وغیرہ سے اپنے تن بانور کو مزین کرکے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سرداروں نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ تمام سواران لشکر مسلح و مکمل ہیں اور مرکب **خنگ سیہ قیطاس** زین و لجام سے آراستہ کھڑا ہے حمزہ صاحبقران قریب فرش آکر

پشت مرکب پر سوار ہوئے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم چار جانب سے بلند ہوئی جلوہ وار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا
امیر با توقیر نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا اطرا رسے پھرتا ہوا چلا **ابیات** مرکب تھا فلک سیر عجب غیرت خورشید
دانستے جو کبھی اسکو توسن ہان کے برابر ہو جائے کبھی شرق کبھی غرب دکھلا دے وہ بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر جب
امیر نے گھوڑا اپنا بڑھایا لشکر بھی خیل خیل دیل دیل فوج فوج بیرق بیرق جوق جوق چلا سب پلٹنون اور رسالون
مین مردان جنگ آزما کو دیکھتے بھالتے جملہ سرداران رسالون اور پلٹنون کو آراستہ کیے جانب میدان کارزار پس پشت
امیر ذوی الوقار روانہ ہوئے اسوقت وہ نسیم سحر کا چلنا آفتاب کا طلوع ہونا گھوڑون کا الف ہونا اور گویا کبوترونکا چلنا دیدبہ
شہ بہزاد و مرد ماں لشکر کی شان وہ ہر ایک دلاور کی آن بان وہ نقیبون کا خوش الحانی کے ساتھ صدائین بلند کرنا
وہ صحرائے سبزہ زار کی بہار وہ گلہائے خودرو کا کھلنا وہ ہوائے سرد کا چلنا مرغان خوش الحان کا بولنا
وہ گھوڑون کے دوڑنے سے دمبدم زمین کا تھرتھرانا غبار کا بلند ہونا وہ سنانہائے نیزہ کا مثل ستارون کے چمکنا وہ
مثل دریا لشکر کا روانہ ہو کر جانب میدان بصاعت جانا لائق دید تھا غرضکہ بعد شان و شوکت حمزہ صاحبقران مع لشکر
فراوان میدان رزم مین پہونچے دیکھا کہ خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان میدان مین صف آرا ہے لندھور آمد لشکر
امیر با توقیر سنکر دیوانہ وار دیکھکر متحیر ہوا اور حمزہ صاحبقران کو سلام کر کے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے بعد جواب سلام
فرمایا کہ الحمد للہ خدا کے فضل سے مزاج میرا درست ہے حمزہ صاحبقران لندھور سے ذرا ہی رہے تھے کہ جلدار ونکے لشکر نے پت دلبند
زمین کو ہموار کیا سقون نے ایسا چھڑکاؤ کیا کہ ابر و ابر نوبہاری کی طرح گرد و غبار دور ہوا میدان جنگ بخوبی آراستہ ہوا اب
صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول ساقہ و طلیگاہ سے فرصت ہوئی اسوقت دونون
لشکرون سے نقیب اور کہیٹ نکلے کڑکا کہنے تھے جلیل بندی گرگرا آئے نقیب پکارنے لگے یون نعرے مارنے لگے **بیت** نام رستم کا
سنادو آج بزم معرکہ بھا دیں تلوار کا او رمیوں سو شکمو و حال کا ای مردان عالم آج نام کرو ہمیشہ ان شجاعت مین قدم
بہادرانہ رکھو قدم نہ رکھے پیچھے نہ جنبے پاسے دیکھو امیر با توقیر میدان کا نظارہ کر رہے ہین تمہاری شجاعت و جوانمردی دیکھکر
تمہاری دلیری کی تعریف کرینگے اور خلعت و انعام دینگے تم سب شہنشاہ ر جرأت ہو زندگی اس دنیائے فانی مین چار
روز کی سمجھو دیکھو کیسے کیسے شاہان گیتی ستان اس دنیا مین آئے اور تھوڑی ہی مدت مین سوئے عدم سدھار گئے اب
ابکا نام و نشان قبر بھی باقی نہین ہے **ابیات** جو تھے مشہور دنیا مین مرد شجاعت مین کیا دلیری فرد نہ باقی ہین وہ
اور ا نکا نشان اگر نام ا نکا ہو ورد زبان و بس ای جوانمرد و زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے یہ وقت بہت غنیمت ہے میدان
حریف سے مقابلہ کرو او رجوہر تیغ دکھاؤ زخمی کرو زخم کھاؤ خون مین نہاؤ جوانون مین سرخرو ہو دلیرون کی زندگی کا یہی مزہ
ہے حسرت کارزار آج دل مین نہ رکھو اچھی طرح لڑو تاکہ پس مردن آرزوے جنگ دل مین باقی نہ رہجائے انسان کو
لازم ہے کہ آج کے کام کو کل کے اوپر موقوف نہ رکھے کیونکہ **بیت** اجل لگانے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہے ہوش باش
کہ عالم رہ و ردی ہے پر کیت ہشا اللہ صورہے کے آج کل کے پکارتے تھے ایک آگے پت رہے اور یک پا پیچھے پت جائے
کاگا ایسے پوت کپوت کا جو انسس نکھائے **نظم**

اس چمن کی ہوا سے بچن دور
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
مدت سے کسکو رسشگاری ہے

آستین زرین چراغ محفل ہے
تب ہوا لائد بیت محفل باغ
باغ مین آبشار روتے ہین
آج وہ کل ہماری باری ہے

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
نرگسی چشم مین جو رہتی ہین
جب گئے ماجبان محفل درد
صبح کو طائران خوش الحان

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وحش
تب ہوئے سرو خوشنما پیدا
چشم نرگس جھکی ہی سوتے ہین
جعفری نے دکھایا سبزہ رزد
پیر چشتہ مین کل بن بلبہا فغان

اگر دلاوران ہند کہتے ہیں لازم ہے کہ تن کے مرجاؤ نام رہنے میں کرجاؤ سانسا بہادران عرب کا ہی دیکھو قدم آگے بڑھے پیچھے
نہ ہٹے ابرو پر بھی نہ گھسنے مگر ابھی قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہ چھوٹے یہ کہکر نقیب اور گیت جب ہٹ گئے دلاوران جان دینے پر
ڈٹ گئے دلیروں کی صفوں پر سناٹا سا آگیا جو بڑے بڑے بہادر تھے فرط شجاعت سے جھومنے لگے قبضہ شمشیر و بدم ہونے
لگے رخ کثرت شجاعت و مردانگی سے سرخ ہوگئے یکایک طبل رزمی بجنے لگے نقارے مانند رعد گرجنے لگے لشکر کے علموں کو
علمداروں نے جلوہ دیا ہر ایک علم کا پھریرا کھلا علم فوج آگے بڑھا لندھور فیل میمونہ سے اتر کے شبرنگ ہندی پر سوار اور
سب دلاوران ہند سے رخصت ہوگے اپنے لشکر سے یہ نعرہ کرکے نکلا نعرہ

نہنگ بحر رزم آمد در صحرائے خون ریزان | چو بینید ہر بنام فیل میمون مبارک سرا
شمر دم چون بمیدان حقیقت جہد ہر تیغ و دیبان | شود ہیبت درفش رزم بگیر رستم دستان

جزیرہ ہا سے ہندستان گرفتم از جوانمردی
نہ ہیچ خرگرد و صورت گاہ از زبان یزدان
صدائے نعرہ لندھور سے جوانان پر نگی

کے دل دہلنے لگے غرض جس دم میدان مصاف میں آیا مرکب کو کاوے پر لگایا سلحشوری اور نیزہ بازی کے ہنر دکھانے لگا
جب مرکب ایک پسینے میں تر ہوگیا اور گرمایا مرکب کو ٹھہرا کر ہوائے سرد میدان مصاف کی کھانے لگا سستانے لگا پسینا خشک کرنے
لگا امیر با توقیر نے سلحشوری لندھور کی تعریف کرکے فرمایا کہ تم گھوڑے پر سوار ہوکے کیوں میدان میں آئے فیل میمونہ
ہی پر سوار رہتے اور مقابلہ کرتے لندھور نے کہا کہ آپ مرکب پر سوار تھے مجکو فیل میمونہ پر سوار ہوکر مقابلہ کرنا مناسب نہیں
یہ امر خلاف شجاعت و مردانگی ہے لندھور یہ کہکے خاموش ہوا ناگاہ لندھور نے دیکھا کہ اشارہ حمزہ صاحبقران سے
جملہ سواران لشکر روئی گولے تھانے اسپان میں رکھنے لگے علمہائے لشکر جلوہ گری پر آئے لندھور نے متحیر ہوکر پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے کہ سواران فوج پنبہ گھوڑوں کے کانوں میں رکھتے ہیں حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ ای لندھور گوشش
مرکبان میں روئی رکھنے کا یہ سبب ہے کہ افضال خداوند عالم سے میرے نعرے کی آواز جو سنتا کوس تک جاتی ہے زمین تھراتی
ہے شیروں کے دل دہل جاتے ہیں گھوڑے بیچارے صدائے نعرہ سنکے ہلاک ہو جاتے ہیں یہ کہکر امیر با توقیر نے نعرہ کیا
نعرہ امیر یکہ فرزند عبرام کردہ در میدان مبارز منم جسوقت امیر با توقیر نے نعرہ کیا لندھور نعرہ امیر با توقیر سنکے متحیر
ہوا کیونکہ زمین تھرانے لگی گھوڑے سواران لشکر کے بھڑکنے لگے دلیران لشکر کے دل دہلنے لگے اکثر سواران لشکر ہندوستان
گھوڑوں سے گر پڑے اگر گھوڑے سواروں نے اپنے راکبوں کو زمین پر پٹک کے لشکر سے گھبرا کے نکلنے لگے گھوڑا لندھور کا بھی صدائے
نعرہ امیر سے بدلگامی کرنے لگا لیکن لندھور نے مرکب کو سنبھالا الغرض جب امیر مرکب جولان کرکے لندھور کے مقابل
ہوئے لندھور مرکب کو بڑھا کر لگا و زن ہوا اسوقت جوانان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ تین قدم مرکب لندھور کا اور ایک قدم
مرکب حمزہ صاحبقران پیچھے ہٹ گیا لندھور منفعل اور متحیر ہو کر کہنے لگا کہ یہ میرے مرکب کا قصور ہے کہ ہٹ گیا حمزہ صاحبقران
نے مسکرا کے فرمایا اب قوت کی کمی و بیشی اچھی طرح معلوم ہو جائیگی لندھور نے کہا آپ وار کیجئے ہنر جنگ ظاہر کیجئے
حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای لندھور یہ اپنا قاعدہ اور دستور نہیں ہے کہ پہلے ہم حریف پر وار کریں جب خداوند عالم تم کو
تمہاری مرضی سے نیزہ و گرز و شمشیر سے بچا لیگا اسوقت ہم بھی وار کرینگے لندھور یہ تقریر امیر با توقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ حمزہ
صاحبقران نہایت شجاع و دلیر ہیں تنزل اپنا بہادری میں نہیں رکھتے ہیں یہ خیال کرکے لندھور نے نیزہ اٹھایا اور گھوڑے سے
کو بڑھا کر سینہ بے کینہ امیر پر لگایا حمزہ صاحبقران نے سنان نیزہ لندھور کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا
نیزہ بازی برابر سے ہونے لگی بیت دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بودند دو ترہ شیر بعد دیرہ سو طعن نیزہ کے
ایک بند تا در امیر با توقیر نے باندھ کے فرمایا کہ ای لندھور ہوشیار ہو کر اب تمہارے ہاتھ سے نیزہ نکل جائیگا لندھور نے
مسکرا کہا کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلنا اب مشکل ہے آجتک تو میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہیں نکالا ہے ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا

اور حمزہ صاحبقران تند باد ہو چکے تھے گھوڑا جو اٹھایا دست باز و سے لندھور کو صدمہ پہونچایا ہر چند لندھور نے چاہا
کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلے لیکن نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا بالائے ہوا نشان نیزہ مثل تیر شہاب کے پہونچی لندھور
کی نیزہ اب خجالت میں غرق ہوا اور غضبناک ہو کے گرز گران سر پر اٹھایا حمزہ صاحبقران نے واسطے گرز روکنے کے سپر اٹھائی
خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران ہر گز گرز کو سپر پر نہ روکیے کہ گرز نہایت ہی گران ہے امیر باتوقیر نے بموجب کہنے
خواجہ عمرو کے وہی گرز اٹھایا لندھور نے گرز گران کو جو گھمایا گردش سے آواز افسوس افسوس کی پیدا ہوئی چرخ گردش
اس گرز گران باری دیکھکر ڈر گیا کہ تا زمین گرا باری گرز زیر چرخ کے تھرانے لگی سرداران لشکر حمزہ صاحبقران وغیرہ
متردد ہوئے کہ دیکھیے یہ ضرب گرز گران سر کیونکر رکتی ہے خواجہ عمرو بھی متفکر ہوئے اکثر اہل لشکر واسطے سلامتی امیر
باتوقیر کے خداوند قدیر سے برجوع قلب دعا کرنے لگے جب لندھور نے بقوت تمام وہ گرز گران سر حمزہ صاحبقران
کے سر پر مارا اب تک گرز دور تھا دو تہائی جب گرز قریب سر آیا حمزہ صاحبقران نے رکابوں میں قدم جما کر اور رشتہ
مرکب سے کسی قدر بلند ہو کے اپنے گرز پر گرز لندھور کا روکا اسوقت ایک ایسی صدا بلند ہوئی کہ جوانان ہزبر
دل و دل گم کیے کانپنے لگے اکثر دیوں کے پردے کانوں کے شق ہو گئے ثابت ہوا کہ دو فیل مست میں باہم ٹکر
یا دو پہاڑ آپس میں ٹکرائے غبار زمین سے بلند ہوا حمزہ صاحبقران غبار میں پنہان ہو گئے لندھور نے گرز گران
مار کے بے اختیار کہا کہ وہ وارا امیر باتوقیر کا کام تمام کیا یہ کہکر لندھور نے افسوس بھی کیا کہ ناحق میں نے گرز گراں
کا وار کیا حمزہ صاحبقران کو بیکار ہلاک کیا ایسا شجاع و بہادر اب روئے زمین پر پیدا ہو گا یہ خیال کر کے لندھور
نے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران اور خواجہ سے کہا کہ ذرا حمزہ صاحبقران کو دیکھو آیا زندہ ہیں کہ ہلاک ہو گئے
افسوس مجھسے بڑی نادانی ہوئی کہ میں نے حمزہ صاحبقران کے سر پر گرز لگایا سرداران امیر باتوقیر اور خواجہ
عمرو متفکر اور متردد تھے جلد تر خواجہ نے اس غبار میں جا کر پانی سے غبار کو دفع کیا دیکھا کہ گھوڑا حمزہ صاحبقران کا
گھٹنوں تک زمین میں غرق ہو گیا ہیں امیر باتوقیر کی نیمچی گرز دونوں ہاتھوں میں ہے دونوں ہاتھ مانند ستون بنائے
فولادی کے بلند ہیں پیشانی پر عرق ہے ایک تسمہ رکاب کا ٹوٹ گیا ہے مرکب بھی بہت عرق میں تر ہے خواجہ عمرو نے یہ
حال حمزہ صاحبقران کا دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہو کے اسطرح پوچھا کہ اے حمزہ صاحبقران اسوقت مزاج آپ کا
کیسا ہے آنکھیں کھولیے حال مزاج بیان کیجیے دل مضطر کو میرے کچھ گفتگو سے تسکین دیجیے ہر چند خواجہ عمرو نے حمزہ
صاحبقران سے عرض کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے اس عالم کو میں کچھ جواب نہ دیا اور آنکھیں نہ کھولیں خواجہ عمرو یہ
حال دیکھکر اور زیادہ بیقرار اور بیتاب ہوئے اور جلد تر تھوڑے سے پانی سے چہرہ امیر پر چھینٹا دیا حمزہ صاحبقران
نے فی الفور آنکھیں کھولیں اسوقت خواجہ عمرو کے حواس درست ہوئے دل کو قرار حاصل ہوا صدمہ غم دل سے
دور ہوا آہستہ امیر باتوقیر سے پوچھا کہ اب حال کیسا ہے حمزہ صاحبقران نے آہستہ فرمایا اے خواجہ عمرو اسوقت اپنے مزاج کی کیفیت
مفصل بیان کرون لائق بیان نہیں لیکن مختصر یہ کہ گرز اس زور سے لندھور نے لگایا ہے کہ میرا دم جلتا ہے گرز لندھور نے کیا لگایا گویا پہاڑ
مجھ پر پڑا اگر خداوند عالم مجھکو نہ بچاتا اور بلا و بند سے حمایت کیا حضرت آدم علیہ السلام کا میں بساط و پیوند جانتا تو اے خواجہ عمرو میں اسروز
ہلاک ہو جاتا کبھی گرز لندھور کا روک نہ سکتا میں نے اکثر پہلوانوں سے مقابلہ کیا لیکن جیسا طاقت لندھور کو پایا کسی پہلوان کو ایسا کوئی نہیں
دیکھا اے خواجہ اگر خدا یا فضل کرے اور لندھور مطیع ہو تو میں اسکو فرزند اپنا جانشین کروں خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر باتوقیر
فی الحقیقت آپ بجا اور درست فرماتے ہیں لندھور نہایت ہی بہادر اور صاحب قوت و مروت ہے آپ پر گرز لگا کے

افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے نہایت نادانی کی کہ سر حمزہ صاحبقران پر گرز لگایا اب آپ کو مناسب ہے کہ اس
گھوڑے کو جو گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا ہے جلد نکالیے اور سید و پرو لندھور کے جائیے تاکہ وہ آپکو دیکھکر خوش ہو
اسکو یقین ہے کہ دشمنان امیر ہلاک ہو گئے اسوجہ سے وہ غمگین ہے اور افسوس بار بار کرتا ہے اور اپنی خطا پر یعنے گرز لگانے
پر نادم اور منفعل ہے اور جملہ سرداران لشکر اسلام بھی بیتاب و بیقرار ہین ہر چند کہ مین نے پانی بہت چھڑکا ہے اور غبار کو دفع
کیا ہے لیکن اب بھی آپ غبار مین پوشیدہ ہین امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اس غبار سے اپنے مرکب کو تازیانہ لگاکے
نکالا مرکب جنگ سیہ قیطاس گویا ایک طبقہ زمین لیکر اس مقام سے نکلا اسوقت غبار عظیم بلند ہوا بعد دفع ہونے
غبار کے جب لندھور نے حمزہ صاحبقران کو صحیح و سالم دیکھا خوش ہوا کیونکہ لندھور دلاور ہے اور دلاور کی دلاور کو
قدر ہوتی ہے اور بہادر کو بہادر سے الفت اور محبت ہوتی ہے جب حمزہ صاحبقران اس غبار سے نکلے اسوقت امیر
باتوقیر نے قوت و بہادری لندھور کی تعریف کی لندھور نے کہا اب مین چاہتا ہون کہ آپ بھی گرز لگائے قوت
طاقت اپنی مجکو دکھائے حمزہ صاحبقران نے رکاب شکستہ کو درست کرکے اور گرز گران سر اٹھاکے اور گھماکے
دو دستی بقوت و طاقت سر لندھور پر مارا لندھور نے بھی گرز امیر کا نیچے گرز پر رکا تڑاقا ایسا ہوا کہ برق بھی کبھی
اس زور و شور سے نگری ہوگی اور کبھی رعد نے بھی اسطرح صدا بلند نکی ہوگی اور کبھی دو پہاڑ بھی اسطرح نٹکرائے
ہونگے اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ لندھور گرد و غبار مین پوشیدہ ہوگیا بہت سے سوار لشکر لندھور کے گرز پڑنے
کی صدا سے اسطرح ڈرے اور گھبرا کے گھوڑون سے زمین پر گر پڑے اکثر سوارون کے کان کے پردے پھٹ گئے بہت
سے گھوڑے سوارون کی رانون سے اس صدا کو سنکے نکل گئے لشکر مین ایک ہلچل پڑ گئی زمین میدان رزم کو جنبش ہوئی
قیامت آگئی رستم کا جگر لہو ہے حمزہ نے نگاہ چیدہ و نہ روانی میدان رزم سے بسبب خوف کے نہایت بدحواس ہوکے
اڑے اور بھاگے پیر فلک ششدر و خائف ہوا سپر آفتاب اپنے چہرے کی پناہ کے واسطے بلند کی جب یہ حال شہپال
ہندی نے جو سے لندھور نے دیکھا بیتاب ہوکے تخت سے اٹھا اور خود بیتابانہ اس غبار مین گیا اور وہان لشکر نے اس
غبار کو پانی چھڑک کرکے دفع کیا کچھ ہوا نے اس غبار کو دور کیا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ تم بھی
جاؤ دیکھو لندھور کا کیا حال ہے خواجہ عمرو فورا روانہ ہوے اور لندھور کے پاس پہونچے دیکھا کہ لندھور کی آنکھین
بند ہین رخ و سر پر غبار ہے چہرہ متغیر سراپا عرق مین تر ہے گرز گران دونون ہاتھون سے پکڑے ہوے ہے ایک ہاتھ سے
مانند ستون آہنی کے بلند ہے ابر تن پر شکن بجلی ہے گھوڑا تا سینہ زمین دھنس گیا ہے دونون رکابین ٹوٹ گئی ہین
تسمے رکابون کے مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے ہین شیر جنگ ہندی کی عجب کیفیت ہے سراپا عرق مین تر ہے بند
بند اس مرکب کا کانپ رہا ہے زبان منہ سے باہر نکل جاتی ہے مثل بھینسے کے انپ رہا ہے آنکھین دونون رخ اسکی ہین
دہن مین کف ہے جب خواجہ عمرو حال لندھور اور مرکب کی کیفیت دیکھ چکے شہپال ہندی سے کہنے لگے لندھور
کو آواز دو شہپال ہندی لندھور کو اسطرح پکارنے لگا کہ اے فرزند جلد آنکھین کھولو منہ سے بولو میرا دل بیقرار ہے
کہ ضرب گرز حمزہ صاحبقران سے تمہارے کہان کہان صدمہ پہونچا ہے لندھور و ساعد ... محفوظ ہین شہپال
نے ہر چند لندھور کو پکارا اور پوچھا لیکن لندھور نے آنکھین نکھولین اور کچھ بات نکی دوبارہ شہپال ہندی نے
اشکبار ہوکے پوچھا اے فرزند ارجمند اسوقت تمہارے مزاج کی کیا کیفیت ہے آنکھین نہین کھولتے اور منہ سے کیون نہین
بولتے کیا بولا نہین جاتا دل و جگر کو کیا کچھ صدمہ پہونچا ہے اب بھی لندھور نے آنکھین نکھولین اور اپنے جگہ سے
کچھ کلام نہ کیا تیسری مرتبہ شہپال ہندی گریہ و زاری بنالہ و بیقراری لندھور سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ اے نور نظر

واے پارۂ جگر اگر زندہ ہو تو جلد ہوش آؤ آنکھیں کھولو دیکھو تمھارے جملہ سردار اشکبار ہیں سب لشکری رو رہے ہیں اشک خونسے
منہ دھو رہے ہیں لشکر میں تلاطم ہے میرا دل بیتاب و بیقرار ہے شہپال ہندی تو ادھر لندھور کو پکار رہا تھا اور رو رہا تھا
اسطرف حمزہ صاحبقران خالق انس و جان سے واسطے سلامتی لندھور کے دعا کر رہے تھے اور یہ خیال کر رہے تھے کہ
ابتک لندھور ہوشیار نہیں ہوا نہیں معلوم کیسا ہے حمزہ صاحبقران تو ادھر دعا کر رہے ہیں اور خیالات انواع و
اقسام کے کر رہے ہیں لیکن اب حال لندھور کا سنیے کہ جب شہپال ہندی کے کئی بار پکارنے سے لندھور نے
آواز نہ دی اسوقت خواجہ عمرو نے شہپال ہندی سے کہا کہ لندھور کے منہ پر پانی کا چھینٹا دو تاکہ جلد لندھور کو
ہوش آجاوے اور آنکھیں کھولدے شہپال ہندی نے بموجب کہنے خواجہ کے لندھور کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا لندھور
نے گھبرا کر آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ شہپال ہندی چچا میرے اشکبار ہیں خواجہ عمرو پاس میرے کھڑے ہوئے ہیں جملہ
سرداران فوج بھی گرد میرے جمع ہیں لشکر میں ہر ایک سوار و پیادہ بیقرار و اشکبار ہے سپاہ میں تلاطم عظیم ہے گھوڑا تا سینہ
زمین میں دھنس گیا ہے حال گھوڑے کا اچھا نہیں ہے لندھور تو اپنے چچا اور جملہ اہل لشکر پر نظر کر رہا تھا اور اپنے
گھوڑے کو دیکھ رہا تھا کہ شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا کہ اے فرزند کہو تمھارا مزاج کیسا ہے میں نے تمکو کئی مرتبہ
پکارا لیکن تمنے آواز نہ دی میں بہت بیتاب و بیقرار تھا اب تمھارے ہوشیار ہونے سے مجکو خوشی حاصل ہوئی دل
بیتاب کو قرار آیا لندھور نے باواز ضعیف اپنے چچا سے کہا کہ میں کیفیت اپنے دل کی کیا کہوں اور حال ضرب گرز امیر
باتوقیر کیا بیان کروں سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں مثل و نظیر حمزہ صاحبقران کا نہیں ہے قوت و شجاعت میں وہ یکتاے عصر و وحید
زمانہ ہیں ہر چند میں نے انکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور ہلاک نہیں ہوا لیکن دست و بازو میں درد ہونے لگا اگر پہاڑ بھی
میرے گرز پر گرتا تو ایسا صدمہ میرے دست و بازو کو نہ پہونچتا جیسا کہ گرز گران حمزہ صاحبقران سے میرے دست و
بازو کو صدمہ پہونچا ہے میں حمزہ صاحبقران کو ایسا شجاع و قوی نہ جانتا تھا حقیقت میں وہ شجاعان جہان سے بہتر ہیں
لندھور نے یہ کہکر اپنے مرکب کو تازیانہ مار کر زمین سے نکالا اکثر راوی تو کہتے ہیں کہ مرکب لندھور کا مر گیا اور بعضے
راوی کہتے ہیں کہ زندہ رہا غرض جب لندھور نے اپنے اسپ خوش رفتار کو زمین سے نکالا حمزہ صاحبقران
کے زور و قوت کی باواز بلند تعریف کی اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپکا شجاعت و جوانمردی میں کوئی ہمسر
روے زمین پر نہیں ہے جسطرح کہ حمزہ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت کی تعریف کی تھی اسیطرح سے لندھور
نے بھی حمزہ صاحبقران کے زور و بہادری کی ثنا کی پھر لندھور نے اسی مرکب پر یا اور اسپ تیز رفتار پہ سوار ہو کے
گرز گران سر حمزہ صاحبقران کے سر پر مارا حمزہ صاحبقران نے اسی طرح اپنے گرز پر روکا پھر حمزہ صاحبقران نے
گرز مارا اور لندھور نے اپنے گرز پر گرز امیر کا روکا اسی طرح کئی مرتبہ لندھور نے گرز مارا اور حمزہ صاحبقران نے
روکا اور امیر باتوقیر نے گرز مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا آخر لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب گرز سے
باہم لڑنا بیفائدہ ہے اور تلوار سے لڑنا بھی اچھا نہیں ہے کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا ہے نہیں معلوم تلوار کی لڑائی کا انجام
کیا ہو میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اب ہم اور آپ کشتی لڑیں اور باہم زور آزمائی کریں حمزہ صاحبقران نے فرمایا میں
ہر طرح موجود ہوں اگر تمھارا دل چاہتا ہے تو کشتی لڑو میں کشتی لڑنے میں مستعد ہوں لندھور نے یہ سنکر اور بڑھکر
اپنے ہاتھ کے شانے پر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ رکھا حمزہ صاحبقران نے بھی یا العزیز کہکر گریبان لندھور میں
ہاتھ ڈالا زور بجلی کرنے لگے جب دونوں مرکب ہانپنے لگے گھوڑا لندھور کا زمین پر بیٹھنے لگا اسوقت [illegible]
چلائے کہ اے بہادرو اگر کشتی لڑنا ہو تو گھوڑوں سے اتر کر زور آزمائی کرو گھوڑے بیچارے بیزبان ہلاک ہوئے

جاتے ہیں لندھور اور حمزہ صاحبقران گفتگوے شاطران سنکے مرکبوں سے اترے اور سلاح تن سے اتارکے آمادۂ کشتی
زنے پر ہوے اسوقت بحکم صاحبقران زمان اور لندھور بن سعدان جلد جلد پیادے اکھاڑے کی درستی کرنے لگے زمین
گھٹنوں تک نرم اور ملایم ہوئی تمام اکھاڑا آئینہ کی مانند صاف اور درست ہوگیا اکھاڑے پر خیمۂ نفیس برائے دفع تمازت
آفتاب استادہ کیا گیا اور برابر اکھاڑے کے بہت سے خیمے استادہ ہوے فرش ہر ایک میں بچھایا گیا کرسیاں رنگین گلین
دنگل واسطے سرداروں کے بچھائے گئے لشکری کرین کمبل کے اور زین پوش گرد اکھاڑے کے بچھا بچھا کے بیٹھے سرداران
نامی دنگلوں اور کرسیوں پر بحکم لندھور اور حمزہ صاحبقران بیٹھے مردمان شہر کو جو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران اور لندھور
بن سعدان سے میدان مصاف میں کشتی ہوگی شرفاے شہر اور اہل حرفہ باشندگان تمام شہر سے گروہ گروہ جوق جوق
چلے پہلوانان ہند بھی ساتھ اپنے شاگردوں کے اپنے اپنے مکانوں سے چلے اور بعجلت تمام راہ طے کرکے میدان رزم میں
پہونچے چلے میدان رزم میں کثرت مردمان ہر دو لشکر سے جگہ نہ تھی اب ہزاروں تماشائیوں اور اہل حرفہ سے اور
زیادہ کشمکش ہوئی کہ ہزاروں تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے سیکڑوں آدمی بڑے بڑے درختوں پر چڑھ گئے تھے کہ
درختوں پر سے خوب کشتی نظر آئیگی جو لوگ زمین پر بیٹھے تھے درختوں میں آدمیوں کے چہروں اور سروں کو دیکھکے کہتے تھے
کہ دیکھیے طرفہ بہار ہے قدرت باغبان گلشن جہان ظاہر و آشکار ہے ان درختوں میں پھل بصورت انسان نظر آتے
ہیں اکثر دم ان اشخاص کو درختوں پر دیکھکر مسکراتے ہیں بعضے بے اختیار قہقہے مار ہنستے تھے پھبتیاں اڑاتے تھے قریب
اکھاڑے کے بازار بہ آراستہ تھیں دکاندار ہر قسم کی اشیا لیے ہوئے بیٹھے تھے کہیں بزاز تھان گلبدن اور اطلس
وغیرہ کے ہوئے دکان لگائے ہوئے بیٹھے تھے انکے پاس وہ وہ تھان عمدہ اور نفیس کپڑوں کے تھے کہ جو گلبدنوں کے
تن نازک و نرم سے بھی ملائم اور بیش زیادہ تھے معشوقان بیداد دل آن بزازوں سے پارچۂ کمخواب کو دیکھکر کف
افسوس تہیدستی سے ملکے اکثر کہتے تھے کہ نفیس اس کپڑے کے لیے ہوئے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں کو سکھ دیکر
کسی طرف حلوائی عمدہ اور لذیذ مٹھائی پیتل کے تھالوں میں رکھے ہوئے بیٹھے تھے کوئی حلوائی پکارتا تھا مزہ قند کی
امرتیوں میں کوئی خوانچہ سر پر رکھے ہوئے کہتا پھرتا تھا عمدہ قند کی برفی ہر کسی کے پاس امرتیاں گرم گرم تازی ایسی پیدار
تھیں کہ دل خریدار کو اپنے حلاوت و ذائقہ سے ہیچ میں لاتی تھیں اور شیرین اسدرجہ تھیں کہ شیرین لب جنکی شیرینی
کے سامنے لب بند ہوئے جاتے تھے ایک طرف کنجڑین جوان جوان خوبصورت خوبصورت رنگین دوپٹے اوڑھے
ہوئے لہنگے قیمت میں مہنگے نئے نئے پہنے ہوئے ٹوکریوں میں کورے نارنگیاں سیب و ناشپاتیاں اور وغیرہ میوہ لیے
ہوئے بناز و ادا و بناؤ سنگار کیے ہوئے بیٹھی تھیں کوئی انمیں پکار کے کہتی تھی مزہ انگور کا ہے رنگتروں میں کوئی کنجڑن
لیے بیٹھی تھی اور پکار کے کہتی تھی یہ گنے گلا ہے ڈبل پیسے پیسے کنجڑین سہ پارہ بیٹھی تھیں اور بناز و ادا نخرے کرتی
تھیں بعینہ جیسے اپنے عاشق سے یون کہتی تھیں دیکھے ناریستان و سیب ذقن و کسی طرف ساقنوں کی
دکانیں تھیں جو بس پر لشکر دم بدم لگاتے تھے کسی جانب حکاک نگینہ ساز بصد انداز بیٹھے تھے غرض میلے کے
مانند ہر شے دوکان پر تھی خریداروں کا ہجوم تھا کثرت مردمان از حد تھی گرم بازاری ہو رہی تھی سقے مشکیں پانی سے
بھرے کٹوروں سے بجاتے ہوئے پھرتے تھے الغرض جب جلد اکھاڑہ تیار اور درست ہوچکا لندھور اور حمزہ صاحبقران
دونوں دامن گردان کر اکھاڑے میں اترے اور کشتی لڑنے لگے قیامت کے شور ہونے لگے دھن بدن ... اور
مشت بمشت کشتی ہونے لگی کبھی لندھور کو حمزہ صاحبقران ریلے تھوڑی دور تک اکھاڑے میں لیگئے کبھی
لندھور نے سنبھل کر حمزہ صاحبقران کو ریلا کبھی حمزہ صاحبقران نے داؤ دیا کبھی لندھور نے داؤ بند باندھا

کبھی حمزۂ صاحبقران نے وہیں گرہ لگائی کبھی لندھور نے کھولی کہ جب شام ہوئی لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب
شام ہو گئی صبح کو پھر کشتی لڑیں گے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر شام ہو گئی پھر تو کیا ہے روشنی اسقدر ہو جائیگی
کہ شب بھر روز روشن سے ہو جائیگی علاوہ اسکے میرا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ بغیر شکست حریف سے دل توڑوں لندھور نے یہ تقریر
حمزۂ صاحبقران سنکے اپنا چچا شہپال ہندی سے کہا کہ سامان روشنی کا کیجئے شہپال ہندی نے بقدر سامان
روشنی کا کیا اُدھر حمزۂ صاحبقران کے حکم سے سرداروں نے بھی سامان روشنی کیا جب بخوبی روشنی ہو چکی اور حمزۂ صاحبقران
اور لندھور بن سعدان شیر کاسوں میں پھر کے پھر کشتی ہونے لگی اور پیچ اور توڑ پے در پے ہونے لگے یہانتک کہ وہ شب
بھی گذری اور صبح ہوئی دن بھر کشتی باہم ہوئی آخر شام ہوئی پھر روشنی کا انتظام ہوا اور شیر کاسوں میں دو دن بہادر دن پہنچ
چلا اور پھر باہم کشتی الٹنے لگے یہانتک کہ پانچ شب روز برابر کشتی ہوئی پانچویں روز قریب شام لندھور نے حمزۂ صاحبقران
سے کہا کہ اب میں آخری زور کرتا ہوں ہوشیار ہو جائیے امیر بانوقیر نے فرمایا میں خبردار اور ہوشیار ہوں لندھور
نے سر اپنا سینۂ امیر میں اڑا کر اور دونوں ہاتھ اپنے امیر بانوقیر کے دونوں شانوں پر رکھکے انعقد زور کیا اور امیر بانوقیر کو
ریل کر اکھاڑے میں لیچلا تین قدم تک امیر کو ریل کے لیگیا پھر امیر بانوقیر نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا اسوقت ہر چند
لندھور نے زور کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی لندھور نے اپنے ہاتھ امیر کے شانوں سے
اٹھا کر کہا کہ میں زور کر چکا اب آپ زور کیجئے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر لندھور کی سنکے اپنا سر سینۂ لندھور
سے ملایا اور دونوں شانوں پر لندھور کے ہاتھ رکھکر لندھور کو ریلا ہر چند لندھور نے چاہا کہ میرا لنگر زمین سے نہ اکھڑے
لیکن حمزۂ صاحبقران قریب پانچ قدم کے لندھور کو لیگئے لندھور نے پانچ قدم پیچھے ہٹکے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا
امیر بانوقیر نے تورہ کمر بند فولادی لندھور کا پکڑ کے روز اول زمین سے کسی قدر اٹھایا اور روز دوم زمین سے گھٹنوں
تک اور روز سوم کمر تک لندھور کو اٹھایا تھا اور قصد کیا تھا کہ سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکیں ناگاہ تورۂ کمر بند لندھور
دستِ امیر بانوقیر سے چھوٹ گیا تب لندھور دستِ امیر بانوقیر سے چھوٹ کے زمین پر آیا تو ذرا اکھڑا ہو گیا جیت نہیں
ہوا حمزۂ صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور خیال کیا کہ لندھور کو میں سر سے بلند نہ کر سکا اور زیر نہ کر سکا تورۂ
کمر بند فولادی ٹوٹ گیا لندھور افسوس ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں اسوجہ سے تمکو تا بہ سر بلند نہ کر سکا اور زیر بھی نہ
کر سکا اس سبب سے میں اپنے تئیں ہلاک کرتا ہوں لندھور نے عرض کیا اگر یہ تورۂ کمر بند فولادی نہ ٹوٹ جاتا تو آپ
ضرور مجکو سر تک بلند کر کے زمین پر پٹکتے اور مجکو زیر کر لیتے یہ کہکر لندھور نے خنجر امیر بانوقیر کے ہاتھ سے چھین لیا
اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ اب میں قلعہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں
کو مسلمان کرتا ہوں امیر نے لندھور کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے لندھور میں اب تمکو اپنا قوت بازو
سمجھتا ہوں یہ فرما کر لندھور کو بخوشی رخصت کیا لندھور اپنے قلعہ میں گیا۔ ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راویوں کا
تو یہ قول ہے کہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران سے سات روز تک برابر کشتی رہی اور ساتویں روز مسلمان ہوا
لیکن اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے اساتذۂ باکمال کی زبانی اسطرح
سنا ہے کہ پانچ شب و روز لندھور اور حمزۂ صاحبقران میں کشتی ہوئی اور
پانچویں روز لندھور مسلمان ہوا لندھور تو اپنے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور امیر
بانوقیر نے چاہا کہ بارگاہ شاہی کو وہاں سے پھریں کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار
ہوئی امیر بانوقیر متحیر ہو کے دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی نمودار ہوئی کہ دفعۃً دامن گرد چاک ہوا اور ایک لشکر پیدا

ہوا اور امیر باتوقیر کو آکر بعد ادب مجرا کیا امیر کشور گیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور
یہان آنے کی کیا وجہ ہوئی یہ سنکر اُس نقابدار نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ غلام ملکہ مہرنگار کا خدمتگار ہے اور ایک نامہ
اور یہ شیشہ شراب کا ملکہ نے خدمت حضور مین بھیجا ہے وہ لیکر آیا ہون امیر نے کہا اچھا لاؤ یہ سنکر اُس نقابدار نے وہ نامہ اور
شیشہ شراب کا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور آپ جسطرف سے آیا تھا ادھر ہی کو روانہ ہو گیا امیر نے لفافہ اُس نامہ کا چاک
کر کے جو پڑھا تو لکھا تھا کہ ای امیر باتوقیر اللہ اللہ آپ بے مروتی اور بیوفائی کر چلے سخت تعجب ہے اللہ اللہ آپ اس
زخم خوردہ شمشیر فراق کو اسقدر جلد فراموش کر گئے کہ پلٹ کر کروٹ دل [illegible] ہون آپ کے فراق مین بیقرار ہون اور
آپ ہماری جانب سے اسطرح غافل ہو کر اپنے امور مین سرشار ہون مگر خیر یہ بھی ایک گردش فلک ہے کہ آپ نے
ہماری یاد اپنے دل محبت منزل سے یون محو کر دی لیکن آپ کی یاد ہمارے دل مین اسی طرح ہے جا بیجا پر
ہمین چین ہے اور چاہیے نہ پہلو مین ای محبوب جانی اور ای بیجا و دانی اب تو آنکھین میری انتظار کرتے کرتے سفید
ہو گئین اب میری یہ حالت ہے کہ مصرع جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی ۔ اپنے فراق مین اب ذرا پاس ہے
اور بہر خدا و رسول ایک نظر صورت اپنی دکھا جائے ورنہ ایک دن ہم تو یونہین تڑپ تڑپ کے ہلاک
ہو جائینگے اور آپ کے دیکھنے کی آرزو اور حسرت دل پر ہمراہ مین لیجائینگے شعر آنا ہو تو جلد آؤ بس اب کیون دیر
کرتے ہو ۔ عدم کو کوچ ہے اپنا اجل لینے کو آئی ہے ۔ ای امیر کشور گیر اب ہر روز دل مین یہ خیال آتا ہے مخمس

فریاد سے کر زلزلہ عالم مین دو برپا | جو اہل زمین اہل فلک ہون تہ و بالا | کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہے آیا
اُس بت کو خبر ہو کہ نہو اس سے غرض کیا | ای نالہ دل عرش معلی کو ہلا دے

اور حقیقت حال تو یہ ہے کہ مخمس

ہین ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار | شل گل تر سبز ہوئے سوکھ کے خار | شبنم کیطرح اشک کی ریزش نہین بیکار
جب یاد کیا ہے تجھے ای غیرت گلزار | بھر بھر دیئے ہین آنسوؤن سے باغ مین تھالے
پھینکا ہے مرا داغ جنون نے بدن ایسا | جل جائیگا گر تن سے لگے دامن صحرا | ہر گام پہ اب گرم روی کا ہے یہ نقشا
تیزاب کا شیشہ ہے ہر اک آبلۂ پا | جنگل مین لگے آگ جو پھوٹین مرے چھالے
دوری نے تری شعلہ رخ کی ستم آرا | جو حال کیا ہے وہ بیان ہو نہین سکتا | یہ ظاہر و باطن کا بنا ہے مرا نقشا
ہر آبلہ ہے سوز محبت سے سراپا | دیکھے تو تجھے کے دکھاؤن تجھے چھالے

ای امیر باتوقیر یہ شیشہ شراب عمدہ کا بڑی تلاش سے میرے ہاتھ لگا تھا سو خدمت عالی مین خدمتگار با اعتبار کے ہاتھ
ارسال خدمت کرتی ہون مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف ۔ یہ نامہ پڑھکر امیر باتوقیر بہت مسرور ہوئے اور اپنے محبوب کی
یاد مین بیتاب ہو کر وہ شیشہ منھ سے لگا لیا کوئی دو ہی گھونٹ حلق کے نیچے اُترنے پائے تھے کہ امیر باتوقیر کو اچھو
ہو گیا اور نہایت بیتاب ہوئے ٹکڑے ٹکڑے خون کے منھ سے گرنے لگے سرداران لشکر
جو وہان موجود تھے امیر کو بارگاہ مین اٹھا لائے پلنگ پر لٹا یا کہ اتنے مین خواجہ عمرو و عمر لندھور کی لیکر
گئے تھے وہ بھی آ گئے اور حال پُر اختلال امیر کشور گیر دیکھکر نہایت مضطر ہوئے اور حقیقت حال سے مستفسر ہوئے
خادمی نے کہا کہ خواجہ اور تو کچھ ہمین نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ ایک نقابدار کو نامہ اور شیشہ دیکر
دیکھا تھا کہ وہ نامہ اور شیشہ دیتے ہی جدھر سے آیا ادھر ہی کو چلا گیا اور امیر اُس نامہ کو پڑھکر بہت ہی خوش
ہوئے اور شیشہ منھ سے لگا لیا شاید کوئی دو گھونٹ حلق کے نیچے اُترے ہونگے کہ اچھو ہو گیا اور کلیان کی

کھان او گرے کے ٹکڑے خون کے منھ سے گرنے لگے ہلوگ وہان سے بارگاہ مین اٹھا لائے اور جیب سے ایک حیرت سے تکتے
کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہوا اور اُس شیشہ مین کیا آفت تھی عمرو نے کہا کہ وہ نامہ تو لاؤ کہان ہے لوگون نے وہ نامہ عمرو کو
لادیا عمرو نے جو اُس نامہ کو پڑھا پہچان گیا کہ فعل گستہم زرین نقش کا ہے اور نہایت فکرمند ہوا آخرکار بعد تردد بسیار
قلمدوات اور قرطاس اٹھا کر ایک نامہ بجانب حمزہ صاحبقران لندھور کو بدین مضمون تحریر کیا کہ اے لندھور تجھے
یہ امر بہت مستبعد تھا کہ تو جا کر بیٹھ رہا اور پلٹ کے کروٹ تک نہ لی انسب بہتر یہ ہے کہ تو اس نامے کے دیکھتے ہی دست
بستہ حاضر حضور ہو کیونکہ ہر چند مین عمرو سے کہہ رہا ہون کہ لندھور دائرہ اسلام مین آگیا لیکن وہ قبول نہین
کرتا دیکھ خبردار اس تھوڑی تحریر کو بہت بڑی تاکید جانتا اور ایک لمحہ توقف نہ کرنا ورنہ تو جناب صاحبقرانی کا مستحق
ہوگا اور اپنے بازون کو جھینکیگا جب یہ نامہ لکھ چکا تو مہر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن کی ثبت کر کے سرہنگ
کے حوالہ کیا سرہنگ نے اس نامہ کو لیکر جلد جلد راہ طے کر کے شہر سراندیپ مین پہنچا اور لندھور سے ملاقات
کر کے وہ نامہ لندھور کو دیا لندھور نے پہلے تو اُس نامہ کو بوسہ دیا بعد اسکے اپنی آنکھون سے لگایا سر پر رکھا
پھر اُس نامے کو کھولکر پڑھا بعد تفہیم مطالب اسیوقت سوار ہو کے بارگاہ امیر یا تو قبر کی راہ لی ادھر سے تو لندھور چلا
اور ادھر سے مارے گھبراہٹ کے عمرو بھی روانہ ہوا اثناء راہ مین لندھور اور عمرو سے سامنا ہوا عمرو نے عیاری اسے بیہوش
کر کے زنبیل کیا اور پا شاطر مارتے ہوے داخل بارگاہ امیر ہوے سبکو تسلی اور دلاسہ دیا اور کہا کہ مت
گھبراؤ امیر کو صحت ہوئی جاتی ہے مین ابھی جا کر کسی حکیم کو لاتا ہون یہ کہکر بہت جلد جلد پاے شاطر مارتا ہوا
جزیرہ ہمیشہ بہار مین حکیم اقلیمون کی خدمت مین روانہ ہوا اور ایک چار گھڑی مین جزیرہ ہمیشہ بہار مین پہونچکر
حکیم اقلیمون کو بیہوش کر کے زنبیل کیا بعد اُسکے کل ضروری دوائین اور دوا کی کتابین بھی اٹھا کر زنبیل کین اور بارگاہ امیر
واپس آیا بعد تھوڑی دیر کے بارگاہ امیر مین پہونچ گیا عادی نے کہا کہ اے عمرو حکیم کو لایا یا نہین عمرو نے کہا کہ بھلا یہ بھی
ممکن تھا کہ مین حکیم کو نہ لاتا یہ کہکر حکیم کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا حکیم نے جو اپنے کو بارگاہ امیر مین حلقہ سرگردان دیکھا
نہایت متحیر ہو کر دیکھنے لگا کہ الٰہی مین کہان سے کہان آگیا اور ایک ایک سے متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ مجھکو کون
میرے مکان سے اٹھا لایا عمرو بولے کہا کہ حکیم صاحب متردد نہ ہوجیے گھبرائیے نہین مین آپکو اٹھا لایا ہون اگر مین آپ سے
بظاہر کہتا کہ میرے ساتھ چلئے تو شاید آپ عذر کرتے اسلیے مین آپکی کنیز ہمیشہ بہار کی صورت بنکر کھانا لیکے آپ
کی خدمت مین آیا اور آپکو کھانا کھلا کر پانی مین ایک تھوڑی سی بیہوشی ملا کر آپ کو پلا دیا جب آپ بیہوش
ہوگئے تو آپ کو اٹھا لایا حکیم صاحب نے کہا کہ آخر میرے لیے آنے کی کیا وجہ ہے عمرو نے کہا
حکیم صاحب بات یہ ہے کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کو شراب مین زہر ملا کر دیدیا گیا ہے اور اُس وقت
سے اب تک امیر کو برابر خون کی قے آرہی ہے ہم لوگ نہایت پریشان ہین کہ کیا کرین اور یہ خون کیونکر بند ہو اسلئے
مین آپکو جا کے لے آیا مہربانی فرما کر اب آپ امیر کا معالجہ فرمائین کیا عجب ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ سے
امیر کو شفا دے یہ سنکر حکیم صاحب نے کہا کہ اے عمرو خیر اب تو تم مجھکو اٹھا ہی لائے ہو مین ہر طرح علاج کرنے کو
مستعد ہون مگر یہ بتاؤ کہ مین کس برتے پر علاج کرون دوائین میرے پاس کتابین نہ دوائین عمرو نے کہا کہ آپ گھبرا
کیون ہین مین آپکی کتابین بھی لیتا آیا ہون اور دوائین بھی لایا ہون حکیم صاحب نے کہا کہ لاؤ دیکھون تو کون کون
دوائین لائے ہو اور کون کون کتابین لائے ہو یہ سنکر عمرو نے ساتھ کتابین اور کل سامان دواؤن کے اور ایک
صندوقچہ مرکب دواؤن نکال کر دیا حکیم صاحب بہت خوش ہوے کہ اے عمرو شاباش مرحبا تجکو اس عیاری پر تحسین

یہ دھیان رہا کہ کتابیں اور دوائیں جو تمسے لائی گئیں لیتے آئے عمرو نے کہا کہ حضور میں تو یہ جانتا ہی تھا کہ ایکو کتابوں
اور دواؤں کی ضرورت ہوگی اس لحاظ سے جو کتابیں اور دوائیں میرے سامنے تھیں وہ سب اٹھا لایا یہ سنکر حکیم صاحب
اٹھے اور امیر کی نبض ملاحظہ فرمائی اور کہا کہ ہاں جنبک امیر کو شراب میں زہر ملا کر دیا گیا ہے اچھا عمرو دیکھو تو ان
دواؤں کے صندوقچے زہر مہرہ خطائی اصلی ہے عمرو نے صندوقچہ کھول کر دیکھا اور حکیم صاحب سے کہا کہ حضور زہر مہرہ تو نہیں ہے
حکیم صاحب نے کہا کہ پھر کیا ہو بغیر زہر مہرہ کے علاج ناممکن ہے اور نسخہ ناقص ای عمرو جلد جلد کہیں سے زہر مہرہ ڈھونڈھ کر لاؤ
عمرو نے کہا کہ حضور میں کہاں سے لاؤں جہاں سے فرماؤ وہاں سے لاؤں مجھکو تو معلوم نہیں کہ کہاں ملیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ خزانہ نوشیروان میں بہت عمدہ زہر مہرہ ہے اگر تم وہاں جاؤ تو البتہ ملجائیگا عمرو نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور
لاتا ہوں یہ کہکر دیوانہ وار جانب مدائن روانہ ہوا ابھی تھوڑی دور چلا ہوگا کہ مقبل سے ملاقات ہوئی اور وہ
عمرو کا سد راہ ہوا اور پوچھا کہ کہاں جاتے ہو عمرو نے کہا کہ امیر کو خون کی قے آرہی ہے حکیم اقلیمون نے زہر مہرہ خطائی
تجویز کیا ہے اسی کی تلاش میں مدائن کو جاتا ہوں مقبل نے کہا کہ اچھا جاؤ خدا نگہبان ہے مگر اتنا کرنا کہ اگر زیدی مکی سے ملاقات
ہو جاوے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو بہت خفا ہوا اور کہا کہ او نادان تو نے اتنی بات کہنے کے لیے میرا حرج کرایا
خواہ مخواہ اتنی دیر تک مجھے روکے رکھا یہ کہکر جست کرتا ہوا چلا ایک ہی میل کے قریب چلا تھا کہ پھر مقبل نے دوڑ کر راہ
عمرو کی روکی اور کہا کہ ای عمرو ایک ضروری بات کہتا ہوں سنتے جاؤ عمرو ٹھہر گیا مقبل نے کہا کہ تم جاتے ہو اگر عمرو بن حارث
سے ملاقات ہو جائے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو پہلے سے زیادہ برہم ہوا اور کہا کہ تو عجیب طرح کا احمق آدمی ہے کہ
میں اتنی بڑی ضرورت شدید سے جاتا ہوں اور تو مجھے خواہ مخواہ روکتا ہے یہ کہکر پھر جست کرتا ہوا روانہ ہوا کوئی
نصف میل تک گیا ہوگا کہ مقبل پھر دوڑ کر سد راہ ہوا اور پکارا کہ ای خواجہ ایک بات اور سنتے جاؤ بس اب کی
مرتبہ کے روکنے میں عمرو نہایت ہی خفا ہوا اور کہا کہ بیہودہ تو مجھے روکے یہ کہکر تین تازیانہ مقبل کے رسید کر کے
چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھا ہی رہا تھا کہ مقبل نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خواجہ مجھے مارو نہیں میں تمھیں بیکار نہیں روکتا تھا بلکہ اسلیے
روکا تھا کہ جانا تمھارا مدائن میں بیکار ہے میں یہیں زہر مہرہ کا نشان تمھیں بتائے دیتا ہوں عمرو نے کہا کہ جلد
بتاؤ زہر مہرہ کہاں ہے مقبل نے کہا کہ او خواجہ زہر مہرہ امیر کے بازو میں ہے جا کر نکال لو عمرو نے کہا ای مقبل وفادار
یہ کیا بات تھی کہ تو نے اتنی دیر کے بعد بتایا اور خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا مقبل نے کہا کہ ای خواجہ مصلحت یہی
تھی خواجہ بزرجمہر نے مجھسے یہی کہدیا تھا کہ جبتک تو تین کوڑے نہ کھا لینا اسوقت تک نہ بتانا عمرو نے کہا کہ
خیر یہ بھی عجیب بات ہے یہ کہکر خواجہ جانب بارگاہ امیر روانہ ہوئے اور داخل بارگاہ زہر مہرہ امیر کے بازو سے نکال کر حکیم
صاحب کو دیا حکیم صاحب زہر مہرے کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور کہا کہ واقعی کیا عمدہ زہر مہرہ ہے مگر کھرل تو یہاں
موجود نہیں ہے زہر مہرہ کس چیز میں گھسوں عمرو نے سنگ ساق کی کھرل اسیوقت زنبیل سے نکال کر دی اور کہا
کر لیجئے کھرل بھی اپنی لیتا آیا تھا حکیم صاحب نے کہا کہ صد آفرین خواجہ تمھارے دھیان پر یہ کہکر زہر مہرہ گھسکر اور
اور دوا میں مرکب کر کے امیر کے حلق میں ٹپکایا اترنے اس دوا کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ ایک بہت بڑی قے زور دار
امیر کو آئی اور اس قے کے آتے ہی امیر نے آنکھیں کھول دیں اور ہوش و حواس بالکل درست ہو گئے جتنا زہر تھا
سب نکل گیا اب جو امیر با توقیر نے ملاحظہ کرتے ہیں تو سب سرداران لشکر امیر کے گرد اگرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں اور
ایک طرف حکیم صاحب کرسی پر بیٹھے ہیں پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے تم لوگ کیوں اسطرح میرے گرد حلقہ کیے بیٹھے ہو عمرو نے کہا کہ خدا
حضور کے دشمنان کو شراب میں زہر ملا کر دیا گیا تھا بالعلاج آپکا حکیم اقلیمون کو جو بیرون شہر [illegible] تھا بلا کر لایا انہوں نے معالجہ کیا

آنکھ کھولکر دیکھا ورنہ ہمین تو یاس ہوگئی تھی کہ آپ کے دشمن کا بیکو زندہ رہینگے فی الواقع خداوند حکیم صاحب کیا علاج
کیا ہو یہ سنکر امیر با توقیر اٹھ بیٹھے اور حکیم صاحب سے معانقہ کیا اور بہت کچھ انعام اور ایک خلعت گران حکیم صاحب
کو مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود غسل صحت کرکے دربار کیا تمام سرداران دست چپ اور دست راست آ کر جمع ہوئے
تقریب خوشی کی گذرنے لگین بتصدق اترنے لگے یہان تو محبت جشن برپا تھی اور ادھر گستہم نے فوج جمع کرکے طبل جنگ
بجوا دیا امیر نے طبل جنگ کی آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا شور و شغب ہے عمرو اسی وقت بارگاہ
سے باہر آیا اور بعد دریافت حال بارگاہ مین آکر امیر سے بیان کیا کہ حضور گستہم آیا ہے اور اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے امیر نے
یہ سنکر کہا کہ ای خواجہ تم جاکر اس ملعون سے کہو کہ ای گستہم امیر با توقیر بہت سخت علیل ہوگئے تھے ابھی اس مرض سے
نجات حاصل ہوئی ہے مگر پورے طور پر توانائی نہین آئی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تو آج پھر جا جب امیر کو کامل طور پر توانائی
آجائیگی تو پھر آنا اور طبل جنگ بجوانا یہ سنکر عمرو گیا اور پیام صاحبقران کا گستہم کو پہونچایا گستہم نے کہا کہ اے
عمرو مجھے تیرے کہنے کا ہرگز یقین ہے اگر تو اُس واقعے کو بیان کردے جو میرے اور امیر کے درمیان مین ایک مرتبہ
ہوا تھا تو مین تیرے کہنے کو یقین لاؤن ورنہ مجھے امیر کی زندگی کی امید نہین ہے یہ سنکر عمرو امیر کے پاس آیا اور جو
کچھ کہ گستہم نے کہا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے کہا کہ ای عمرو تو جاکر گستہم سے کہدے کہ تو جس وقت بہرام گردن خاقان چین
کو گرفتار کرلایا تھا تو اسوقت مجھے گلے لپٹ کر تو نے تین روز کیے تھے لیکن تجھے کچھ نہ دکھا تھا مگر جب مین نے تجھ پر در
کیا تھا تو تیرا اگوٹھا درد ہوگیا تھا یہ سنکر عمرو گستہم کے پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی یہ ماجرا از بان عمرو
سے سنکر گستہم اسے رجہ شرمندہ ہوا کہ میدان سے بھاگ گیا اور ملک مدائن کی راہ لی جب وہ چلا گیا تو امیر
کو لندھور کا خیال آیا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ لندھور تو نہین آیا خواجہ نے کہا کہ حضور مین نے لندھور کو
آپ کی علالت مین بیماری بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا وہ حاضر ہے یہ کہا لندھور کو زنبیل سے نکالکر
ہوشیار کیا اور تمام ماجرا لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ خواجہ نے مفت بیکار اُسے چھوڑ دیا اگر مین اُس
مقام پر موجود ہوتا تو کبھی گستہم کو نہ چھوڑتا اور ایک ہی ضرب عمود مین اُس ملعون کا کام تمام کرتا بھلا وہ مردود کون
ایسا زبردست تھا کہ بچکے بھاگ جاتے کہ تم غنیمت سمجھے اول تو پہلے ہی اُسے مار لیتا تھا اگر وہ بھاگتا بھی تب
تو مین اُسکا تعاقب کرکے اُسے مارا ہوتا امیر نے کہا کہ خیر اب دوسری فکر کرو کہ اب مین خدمت نوشیروان
مین جاؤنگا لندھور نے کہا بسم اللہ غلام رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہیگا مگر پہلے مین جاکر شہپال کو
رہا کردون تو پھر حاضر حضور ہوکر ہمراہ رکاب چلونگا امیر با توقیر نے عرض لندھور کو قبول کیا لندھور نے سراندیپ
مین جاکر شہپال کو قید سے رہا کیا اور وہان سے واپس آکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر با توقیر جانب
مدائن روانہ ہوا اب امیر با توقیر کو تو راہ مین چھوڑیے اور چالاکی گستہم کی ملاحظہ فرمایے کہ جب اسنے امیر کو
زہر دیا تھا تو اُسی وقت اسنے ایک نامہ بختک بدبخت کو لکھ بھیجا تھا کہ ای بختک آگاہ ہو کہ مین نے امیر حمزہ
صاحبقران کو شراب مین وہ زہر ہلاہل ملا کر دیا ہے کہ اب زندگی حمزہ کی بہت دشوار ہے ای بختک مجھے تو زیست
سے حمزہ کی بالکل ناامیدی ہے جب یہ نامہ گستہم کا بختک کو پہونچا تو یہ بدبخت خوشی خوشی نوشیروان
کے پاس لیگیا اور کہا کہ حضور ملاحظہ فرمایے یہ نامہ گستہم کا آج ہی میرے پاس آیا ہے نوشیروان نے اُس نامے
کو پڑھکر خواجہ بزرجمہر کو دیا خواجہ نے اس نامے کو پڑھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بان جو کچھ اُسکے نامے مین لکھا ہے
وہ سب صحیح ہے فی الواقع حمزہ صاحبقران کو زہر ہلاہل شراب ملا کر دیا تھا لیکن زندگی اُسکی بجانب اللہ

ابھی بہت باقی ہے وہ حکیم اقلیمون کے معالجے سے بالکل صحیح و تندرست ہوگیا اور اب کوئی علالت اسے نہیں ہے
یہ سنکر نوشیروان خاموش ہو رہا لیکن بختک نے دربار شاہی سے اٹھکر ایک نامہ اولاد بن مرزبان کو خراسان
مین بدین مضمون تحریر کیا کہ اے اولاد بن مرزبان آگاہ ہو کہ گستہم نے امیر حمزہ صاحبقران کو زہر سے ہلاک کیا تو دیکھتے ہی
اس نامے کے اپنے کو جلد تر یہان پہونچا کہ مین تجھے ملکہ مہرنگار کو دلوا دونگا اور مہر اپنی ثبت کرکے اپنے عیار
ماماں بن نعمان کے ہاتھ روانہ کیا ماماں جلد جلد راہ دشت و جبال طے کرکے قلعہ خراسان مین پہونچا اور وہ نامہ
اولاد بن مرزبان کے حوالے کیا اولاد بن مرزبان وہ نامہ پڑھکر ایک سوار اپنے ہمراہ لیکر بعد چند روز کے ملک
مداین مین جا پہونچا خبر ورود اولاد بن مرزبان کی نوشیروان کو پہونچی تو اسنے بختک بلا کر کہا کہ اے
بختک اولاد بن مرزبان کو کسنے بلایا تھا وہ کیون آیا ہے مین سنتا ہون تو نے اسے نہین طلب کیا بختک نے کہا کہ مجھے
اس امر کا بالکل علم نہین ہے مگر اب تو وہ آگیا لازم یہ ہے کہ چند سردار اسکے استقبال کے لیے روانہ کیے جاوین نوشیروان
نے چار ناچار چند سردارون کو اسکے استقبال کے لیے روانہ کیا سردار بموجب ارشاد نوشیروان گئے اور اولاد
بن مرزبان کو خدمت نوشیروان مین لائے اولاد بن مرزبان نے ملازمت نوشیروان کی حاصل کی
نوشیروان بہت تکریم سے پیش آیا و دگل عنایت کیا اولاد بن مرزبان سلام کرکے بحکم بیٹھا نوشیروان نے
محبت عیش آراستہ کی اور اس روز اولاد کی بہت خاطر و مدارات کی دوسرے روز بختک نے نوشیروان سے
کہا کہ حضور کل غلام نے سلطنت مین عرض کیا تھا آج حقیقت حال آمد اولاد بن مرزبان کی عرض کرتا ہون بادشاہ
نے کہا کہ بیان کر اسنے عرض کیا کہ حضور حقیقت مین اولاد بن مرزبان کو مین نے طلب کیا تھا کہ حضور ملکہ مہرنگار
کو اسکے ساتھ منعقد فرما دین نوشیروان نے کہا کہ اے بختک تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو اولاد بن مرزبان کو طلب کر
بختک نے عرض کیا کہ حضور متردد ہوتے ہون حمزہ تو سراندیب مین جا کر مر گیا گستہم نے اسے زہر سے ہلاک کیا وہ ہرگز زندہ
نہین ہے اگر وہ زندہ ہو تو اے بادشاہ مین نے اپنا خون آپ کو بحل کیا اور آپ مجھے قتل فرمائیے گا اور نامہ حمزہ
کو دکھا دیجیے گا پھر کوئی تہمت آپ پر نہ رہیگی نوشیروان نے اس امر کو بطیب خاطر قبول کیا دوسرے روز نوشیروان
نے اولاد بن مرزبان کو طلب کیا اور بختک نے بجمع عام مین زعفران علیحدہ لاکر اولاد بن مرزبان کے سر پر
چھڑک دی تمام بارگاہ مین مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی ہر ایک سردار خوشی کی نذر گذرانے لگا
بختک نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان تجھے مبارک ہو
کہ بادشاہ نے تجھکو سرفراز و ممتاز کیا اور ملکہ مہرنگار کو تیرے ساتھ منعقد کیا اگرچہ یہ خبر ارکان دولت اور اعیان مملکت مین
منتشر ہوئی تو وہ سب کے سب بہت متردد ہوئے کہ بادشاہ نے یہ کیا حرکت لایعنی کی دیکھیے اب انجام اسکا کیا ہوتا ہے خواجہ
بزرجمہر کچھ خلاف نہین کہتے امیر مرد زندہ ہین ادھر تو سب متردد ہوا ادھر دایہ نے ملکہ مہرنگار سے اطلاع کی
کہ اے ملکہ کیا غافل بیٹھی ہو تمھارے باپ نے تمکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منعقد کر دیا ملکہ نے متحیر ہو کر پوچھا
کہ ارے کچھ بیان تو کر یہ کیا ماجرا ہوا دایہ نے کہا کہ بادشاہ تو راضی نہ تھا یہ ساری فیلسوفی بختک بدبخت کی ہے القصہ
ملکہ تو اسوقت چپکی ہو رہی لیکن جب رات ہوئی اور نوشیروان داخل محل ہوا تو ملکہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار
آپ نے مجھپر یہ کیا ستم کیا کہ مجکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منسوب کر دیا نوشیروان نے کہا کہ اے ملکہ مین مجبور ہو گیا
بختک نے بغیر میرے حکم کے اولاد بن مرزبان کو طلب کر لیا اور کہا کہ اے بادشاہ حمزہ کو تو گستہم
نے زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اب اسکی امید محض بیکار ہے اگر وہ زندہ ہو تو مجھے قتل کر ڈالیے اپنا خون بحل کیا اور

اے بادشاہ یہ تیرا ہم قوم و ہم مذہب ہے وہ ایک مرد مسلمان تھا یہ اعتبار کے لائق ہرگز نہیں اس سے بہتر و افضل ہے ملکہ نے
کہا کہ اچھا ایک امر کی میں بھی امیدوار ہوں بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ وہ کیا امر ہے بیان کر ملکہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار اولاد
بن مرزبان کو چھ مہینے تیرے پاس نہ آنے دیجیگا اگر اس عرصے میں حمزہ آ گیا تو خیر ورنہ بعد انقضائے مدت
موعود مجھے تعمیل ارشاد میں کچھ عذر نہ ہوگا نوشیروان نے اس امر کو منظور کیا اور صبح کو دربار میں آ کر گفتگو ملکہ کی
بختک سے بیان کی بختک نے کہا کہ خیر کچھ مضائقہ نہیں لیکن اولاد بن مرزبان نے دوسرے ہی روز سے تعجیل
کرنا شروع کی اور کہنا شروع کیا کہ اب ملکہ کو میرے ساتھ رخصت کر دیجئے میرے شہر میں اگر گئیں اور میلاد بھی موجود
ہیں خیر جو کچھ ملکہ کہیگی اسے بسر و چشم بجا لاؤنگا یہ سنکر نوشیروان نے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان ہم گھبراتے نہیں ہیں کل شب
تک خیر ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دینگے جب رات ہوئی تو نوشیروان محل میں آیا اور ملکہ سے کل حال بیان
کر کے کہا کہ اے ملکہ اب تو میں قول دے چکا اور تمہیں اسکے ساتھ منسوب کر چکا بہتر یہ ہے کہ تم اولاد بن مرزبان کے
ہمراہ چلی جاؤ اور ہمارے قول کو نباہو ملکہ نے چار و ناچار قبول کیا اور کہا کہ خیر اے والد ماجد جو آپ کی مرضی ہے مجھے کوئی
عذر نہیں ہے جاؤنگی مگر ایک شرط ہے کہ اولاد بن مرزبان ایک فرسخ مجھ سے آگے رہا کرے نوشیروان
نے اس امر کو قبول کیا اور دوسرے روز ملکہ کو رخصت کیا اب بیان سے حال امیر یا توقیر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب
امیر یا توقیر سراندیپ سے جلد جلد قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے قریب مدائن پہنچے تو عمرو کو
دریافت حال کے واسطے شہر میں روانہ کیا عمرو صورت اپنی تبدیل کر کے داخل شہر ہوا اور حال ملکہ مہرنگار کا
دریافت کیا معلوم ہوا کہ نوشیروان نے ملکہ مہرنگار کو باغوائے بختک اولاد بن مرزبان کے ساتھ
منعقد کر کے رخصت کر دیا یہ حال سنکر عمرو وہاں سے واپس آیا اور صاحبقران سے کل حال بیان کیا صاحبقران
نے یہ سنتے ہی وہیں سے عنان عزیمت کو اولاد بن مرزبان کے تعاقب میں منعطف کیا و منزل بہ منزل
کرتے ہوئے تیسرے روز لشکر مرزبان میں پہونچے اور خواجہ عمرو کو تلاش خیمہ ملکہ مہرنگار کے لیے روانہ کیا
عمرو بموجب حکم امیر یا توقیر کے رخصت ہو کر خیمہ ملکہ مہرنگار کا تلاش کرنے لگے کہ اتفاقاً ملکہ کا خدمتگار نعمان
لوٹا شربت طلائی لیے ہوئے جا رہا تھا یہ دیکھکر خواجہ آگے بڑھکر ایک زاری کی صورت بنکر رستے میں دریا کے
کنارے نعمان جو دریا کے کنارے زیادہ تھا کہ ایک شخص خستہ حال دریا کے کنارے بیٹھا ہے نعمان نے
پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا کہ میں ایک تاجر ہوں راہ میں قافلہ میرا لٹ گیا اور روپیہ میرے ڈاکو لے گئے میں
اس صدمے میں علیل ہو گیا ہوں مگر ایک کاہن نے کہا ہے کہ اگر تو آفتابہ طلائی سے نہائیگا تو صحیح و سالم ہو جائیگا
میں ایسا مفلس آفتابہ طلائی کہاں سے لاؤں نعمان کو یہ سنکر رحم آ گیا اور آفتابہ عمرو کے حوالے کر کے کہا کہ
اے شخص یہ آفتابہ ہے مگر جلدی سے نہا کر مجھکو واپس کر دے کہ میں کام سے جاتا ہوں عمرو نے وہ آفتابہ لیکر کہا
کہ اے بھائی ستر اس کپڑے کے سوا اور کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے جب میں نہاتا ہوں تو منہ پھیر کر کھڑا ہو جا تو میں
جلدی سے نہا لوں یہ سنکر نعمان منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا عمرو نے اس آفتابے کو تو زمین میں گاڑ دیا اور آپ
گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے اور ایک درخت کے نیچے جنگل کا کاہن بنکر بیٹھ رہے تھوڑی دیر کے بعد جو اسنے
منہ پھیر کر دیکھا تو عمرو کو نہ پایا روتا پیٹتا ہوا وہاں سے راہی ہوا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے قریب پہونچا عمرو نے
پوچھا کہ بابا کیوں روتا ہے نعمان نے کہا کہ ایک چور مکر سے آفتابہ طلائی لیکر بھاگ گیا ہے عمرو نے کہا کہ تو گھبرا نہیں
میں ابھی تجھے بتا دیتا ہوں یہ کہکر جیب سے تختہ رمل نکالکر دیکھکر کہا آفتابہ گاڑا ہے تجھے [illegible] دیا اسوقت نعمان

زمان گیا اور آفتابہ بھو دو کو نکال لیا اور پانی لیکر ملکہ کی خدمت میں آیا ملکہ نے سبب دیر ہونیکا پوچھا قعبان نے سب کیفیت
بیان کی ملکہ نے کہا کہ اچھا اس کاہن کو میرے پاس لے آ قعبان اسی وقت گیا اور عمرو کو دروازہ تہہ پر لے آیا ملکہ سے
جاکر اطلاع کی ملکہ دروازے پاس آئی اور کہا کہ اے کاہن بیٹھ جا اور حال میرا بیان کر عمرو یہ سنکر بیٹھ گیا اور بعد فکر
بسیار بیان کیا کہ اے ملکہ تو ایک جوان کے واسطے بہت پریشان ہے اور تو چاہتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں لو وہ
جوان بھی حد سے زیادہ تیرے فراق میں مضطر ہے ملکہ نے کہا کہ اے کاہن تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ مجھکو بھوک بھوت
بھوت پلید کہتے ہیں اور اے ملکہ جب بازیگر تیرے لشکر میں آئیں تو تو جانیو کہ وہ جوان مع وصال ہو یہ باتیں کرکے
بہت کچھ انعام واکرام لیکر وہاں سے رخصت ہوئے اور کل حال آکر امیر سے بیان کیا امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور عمرو کو بہت کچھ انعام واکرام دیا اور عادی اور لشکر حور کو طلب کرکے رنگ و روغن عیاری انکے منہ پر ملوا کے
ڈھولک انکے گلے میں ڈال کے نٹوں کی شکل پر شکل کرایا اور امیر نے کہا کہ اے عمرو میری صورت بھی نٹوں کی سی بنا دو
عمرو نے امیر کے چہرے پر رنگ و روغن عیاری ملکر ایک نٹ کی شکل پر شکل کردیا اور سب کے سب گاتے بجاتے نٹوں کے
مانند افعال کرتے ہوئے لشکر مہ نگار میں آئے اور ڈھول بجانا شروع کیا ملکہ نے ڈھولک کی آواز سنکر کاہن کے
اخبار کا خیال کیا اور اولاد بن مرزبان کو بھی تماشا دیکھنے کے واسطے طلب کیا جب وہ آیا تو اسے دروازے کے باہر بٹھایا
اور خود دروازے سے تماشا دیکھنے لگی عادی نے ڈھول بجانا شروع کیا اور سب نے بازیگری شروع کی ڈھولک
بجاتے بجاتے اولاد بن مرزبان کو تماشا دکھلا کے ایک ڈھولک اس زور سے اسپر کھینچ ماری کہ سر اسکا پھٹ گیا
اور وہ واصل جہنم ہوا امیر نے سب کے سب انکے ہمراہیوں پر ٹوٹ پڑے اور سب کو مار کر بھگا دیا جب وہ سب واصل
جہنم ہوئے تو امیر ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے امیر کو نہ پہچانا اور کہا کہ یہ کون نامحرم میرے محل میں گھس آیا عمرو نے
کہا اے ملکہ منہ دھو کر دیکھو امیر حمزہ صاحبقران ہیں ملکہ نے کہا کہ یہ عجیب امر ہے آخر رنگ آپ کا اسقدر کیوں متغیر ہو گیا
امیر یہ سنکر بہت برہم ہوئے اور ملکہ کے پاس بھی نہ بیٹھے بلکہ وہیں سے واپس آئے اور عمرو سے کہا کہ اس دختر
آتش پرست کو نکال دے کہ اپنے شہر کو چلی جاوے عمرو نے اسی وقت ملکہ کو رخصت کردیا اور کہا کہ اب مناسب
ہے کہ تم اپنے گھر کو چلی جاؤ کیونکہ تمھاری جانب سے مزاج صاحبقران کا برہم ہو گیا ہے غرض ملکہ نے مدائن کی راہ
لی اور مدائن میں پہونچکر کل حال اپنی ماں سے بیان کیا اور وہاں امیر نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب یہ بتا کہ یہ رنگ
میرا کیونکر تبدیل ہو عمرو نے کہا کہ حضور اگر نوشدارو مل جاوے تو ابھی آپ کا رنگ درست ہو جاوے امیر نے
کہا کہ وہ نوشدارو کہاں ملیگی عمرو نے کہا کہ خزانہ نوشیروانی میں بکثرت ہے امیر نے کہا کہ اچھا خواجہ جلد جا اور اسطرح
سے لا غرض عمرو نے امیر سے کئی لاکھ روپیہ کا اقرار نامہ لکھوا کر ملک مدائن کی راہ لی بعد چند روز کے بابا فرزی
نامے باغبان سے ملاقات ہوئی کہ وہ نوشیروان کے واسطے سیب لیے جاتا تھا یہ دیکھکر عمرو کچھ اس سے آگے
بڑھ گئے وہ باغبان تو آگے بڑھکر ایک گانوں میں شب باش ہو گیا اور یہ ایک گوالے کی صورت بنکر باغبان کے پاس
واپس آیا اور خوب بانسری بجائی اسنے تھوڑے سے سیب عمرو کو دیے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا عمرو نے اسکی آنکھ
بچا کر دارو بیہوشی ملائی جب وہ باغبان بعد کھانا کھانے کے بیہوش ہو گیا اور آپ اسکی صورت بنکر اسے ایک
اندھے کنوئیں میں ڈال دیا اور مدائن کی راہ لی تھوڑے عرصہ میں مدائن پہونچکر نوشیروان کی خاص
ڈیوڑھی پر پہونچا دربانوں نے کہا بابا کیا لایا ہے عمرو نے کہا کہ نوشیروان کے لیے سیب لایا ہوں میری اطلاع کرو
دربانوں نے جاکر اطلاع کی نوشیروان نے اپنے سامنے بلوایا عمرو نے وہ سیب نذر دیے نوشیروان نے کہا

مانگ کیا مانگتا ہے عمرو نے کہا میرے آگے کو سانپ نے کاٹا ہے اگر نوشدارو عنایت ہو تو وہ اچھا ہو نوشیروان نے
ہرمز کو حکم دیا کہ چہار مثقال نوشدارو اسکو دو خواجہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر ہرمز خزانے میں پہونچا ہرمز نے آکے چہار مثقال نوشدارو
تو عمرو کو دی اور ہرمز نے چاہا میں بھی تھوڑی سی لوں اور خواجہ بزرجمہر سے کہا اگر آپ بھی نوشدارو دیں تو میں
بھی لوں عرض کیے ہے ہرمز کے بزرجمہر نے بھی لی اور ہرمز نے بھی تھوڑی نوشدارو لی اور خواجہ بزرجمہر نے
نوشدارو لیکر اپنی جیب میں رکھی یہ حال بختک بھی چھپا ہوا دیکھ رہا تھا عمرو نے بختک کی جھلک دیکھی جلدی سے
نوشدارو خواجہ بزرجمہر کی جیب سے نکال کر بختک کی جیب میں ڈال دی جبکہ خواجہ بزرجمہر اور ہرمز بارگاہ نوشیروانی
میں آئے بختک شہنشاہ نوشیروان عادل زمان سے کہا کہ آج خواجہ بزرجمہر نے بھی دزدی کی ہے اور جیب میں
لیکے نوشدارو ہے یہ سنکے خواجہ بزرجمہر کا رنگ زرد ہو گیا عمرو نے بادشاہ نوشیروان سے کہا بادشاہ عادل بختک
جھوٹھا ہے ملکہ اسنے اور ہرمز نے نوشدارو چرائی ہے اور بختک کی جیب میں موجود ہے نوشیروان نے جو دیکھا کہ
فی الحقیقت بختک کے پاس نوشدارو نکلی بادشاہ نوشیروان نے بختک اور ہرمز کو بہت ذلیل و خوار میں
دربار میں کیا اور وہ بھی نوشدارو بابا زفرمی کے حوالے کی خواجہ بزرجمہر بہت خوش ہوئے اور بختک نہایت
ذلیل ہوا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے پاس چلے کہ یہ سب کیفیت
مخبر با امیر با توقیر سے بیان کریں

دوسرے داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے بیان میں

پلا ساقیا جام حیرت فزا	کہ ہے جسم تابان کی جس میں ضیا	وہ گلگون ہے کیوں رنگ ساقی مرا
شراب مصفا کا اب جام لا	ہے بیتاب دل نشے کا ہے آثار	لا لب پلا ساغر زر نگار
ہوا کھلا ہے ہر رنگ میخانے کا	ہے مشتاق دل کب سے پیمانے کا	جادہ سحر دو سے انیا رنگ

[illegible] غزل

افسوس میری قدر نہیں اسمان تجھے	سمجھا تجھے نصیب ہے کہا کمان ہے تجھے	ظاہر کے لطف سے یہ بڑھایا ہوا اعتبار
نامہربان بھی ہو تو کہیں مہربان ہے تجھے	عمر ادو روزہ عیش دو روزہ نہیں ہے تو	میں چھوڑتا ہوں کوئی غم جاودان تجھے
جھڑکی ہوئی کہیں سے نکالی ہوئی [illegible]	پاتا ہوں آج ای شب غم مہربان تجھے	گو داد خواہ ہوں نہیں محشر کی آرزو
اسواسطے کہ ہے کوئی غم ہوان سے تجھے	بہتر ہوا اس سے ای دل آزردہ اور کیا	تو دو میں قرار ہوا ای دل جہان سے تجھے
میرے ہی وجہ خاص سے پایا ہے رتبہ	یہ در بھی نصیب ہو پاسبان سے تجھے	دل کو نکال کر رہے سینے سے دیکھ لے
میں خوب جانتا ہوں ارے بدگمان تجھے	اے ہے یہ فانہ آئی دوبارہ کسی طرح	کسنے سکھائی چال یہ عمرو روان تجھے

بیت نگارندہ دفتر لاجواب و رقم کرد این داستان انتخاب و آرائش کنندگان بزم شوکت و اجلال و رونق افزایان
محفل حشمت و اقبال بہجت عیش و سرور مضامین فصاحت موفور کو باعانت کارپردازی قلم ترزبان رقم سے
یوں آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں کہ امیر کشور گیر زندہ خان ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران
و پریشان متردد و متفکر تھے کہ عالم رویا میں بخت خوابیدہ بیدار ہوا کہ تجلی نور پروردگار نمودار ہوئی خواب میں حضرت
ابراہیم علیہ السلام بصد و فر و احتشام تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ اے فرزند کیوں درد و رنج و الم کو
دل سے دور کر و فکر و تردد سے باز آؤ تمہارا حامی پروردگار ہر حال میں ہے کہ اب تم اپنا بدن پر امیر حمزہ صاحبقران
کے پیرا حسن و جمال جہان آرا امیر کشور گیر کا پہلے سے بھی دو چند ہو گیا دل اطمینان کامل ہوا امیر با توقیر صبح کو

جو بارگاہ فلک جاہ مین آئے چہرہ نورانی مثل آفتاب درخشان کے صاحبقران کا دیکھا سب سردار صورت آئینہ حیران
ہوئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آئے اور کہا ای حمزہ مین نوشدارو لایا ہون روپیہ عنایت ہوا امیر نے
فرمایا اب مین کیا کرون تم رہنے دو تمہارے کام آئیگی عمرو نے صحبت نقل بجا لایا امیر نے روپیہ دیا القصہ بعد چند روز کے
امیر کشورگیر طرف مدائن کے تشریف لیچلے جبکہ قریب مدائن پہونچے جاسوسان بادشاہی نے نوشیروان کو خبر دی
کہ امیر باتوقیر مع لندھور بن سعدان ہندوستان سے آئے ہین نوشیروان نے حکم دیا کہ ہمارے سرداران
اولوالعزم براے استقبال امیر حمزہ صاحبقران زمان جاوین اسوقت بموجب حکم محکم بادشاہ سرداران ذیوقار
استقبال کے واسطے گئے اور امیر باعزاز واکرام تمام بعہ حشم و خدم دربار نوشیروانی مین لائے امیر نے ملازمت بادشاہ
کی حاصل کی جسنے لندھور بن سعدان کو دیکھا حیران ہوا کہ ایسا جوان وجیہہ قد و قامت پرچہرہ رعب دار نظر سے نہین
گذرا لندھور نے نوشیروان عادل کی تعظیم نہ کی نوشیروان بہت خفا ہوا اور اٹھکے محل مین چلا گیا امیر کشورگیر
بھی پل شادکام ہوائے اور خیمے اور بارگاہین برپا ہوئین امیر مع لشکر وہان اترے نوشیروان نے بختک
سے کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا ای بادشاہ امیر کو نامہ لکھ بھیجیے کہ مین نے تمکو بھیجا تھا کہ لندھور کو باندھ کر
بھیج دینا کہ رخنہ پردازی سے خاطر جمع ہو اور تمنے تعمیل حکم نہ کی مناسب ہے کہ اب لندھور کو باندھکے میرے پاس بھیج دو
یہ نامہ لکھوا کر نوشیروان نے گرگس ساسانی کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا اے خواجہ
اب کوئی تدبیر بتا دکیا کیا جائے عمرو نے کہا آپ لندھور کو باندھکے بھیجدین مین خیر الاد لگا یہ ساری بدذاتی اور
رخنہ پردازی بختک ملعون کی ہے امیر نے لندھور کی مشکین باندھین اور اسے ہمراہ لے کے گرگس ساسانی
کے حوالے کیا گرگس ساسانی دربار نوشیروان مین اسی طرح لندھور کو لایا بختک ملعون نے بادشاہ سے
کہا بہتر یہ ہے کہ اسی وقت لندھور کو قتل کیجیے یہ سنکر بادشاہ نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جب جلاد دست بستہ
آکر دربار بادشاہ مین سامنے نوشیروان عادل کے حاضر ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ اس نمک حرام کو
بیجا کر قتل کر ادھر عمرو نے پہلے ہی آکر جلاد کو بیہوش کیا اور صندوق مین بند کیا اور آپ جلاد کی صورت بنکر بارگاہ
نوشیروانی مین آکر بیٹھا تھا جبکہ جلاد نے چاہا کہ بحکم قضا شیم بادشاہ نوشیروان لندھور بن سعدان کو قتل کرے
عمرو کرسی سے اٹھا اور کہا ای لندھور قید کو اپنی توڑ کیا دیکھتا ہے کسکا منتظر ہے اپنی طاقت و قوت دکھا لندھور نے
جب دیکھا کہ یہ عمرو ہے قید توڑ ڈالی اور لشکر نوشیروان سے نکل کر بعد گرد فر بارگاہ امیر باتوقیر مین آیا سرداران
امیر نے لندھور کی تعظیم کی اودھر کا حال سنیے کہ نوشیروان نے جلاد کو یاد کیا لوگون نے کہا ہر چند ڈھونڈا پر بختک
نے کہا وہ عمرو تھا کہ عیاری سے لندھور کو چھڑا لے گیا آخر تلاش جو کی ہر طرف صندوق سے نکلا مگر بیہوش القصہ عمرو کی
مصلحت سے امیر باتوقیر لندھور بن سعدان کو خدمت نوشیروان مین لائے اور برابر تخت بادشاہ کے لندھور
کو کھڑا کیا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ مین نے لندھور کو تقصیر بخشا امیر نے سلام کیا اور لندھور کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ اگر خداوند ابو العلا کی بیٹی امیر حمزہ آپ کے
پاس رہا تو آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اگر آپ نے ملکہ مہر نگار کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا تو آپ کی عزت قائم و بادشاہون
مین نہ رہیگی نوشیروان نے کہا پھر مین کیا کرون بختک نے کہا ایک دادی پیر زال میری ہے اسکو مین قتل کرتا ہون
اب مشہور کیجیئگا کہ ملکہ مہر نگار مر گئی نوشیروان کو یہ راے پسند آئی اور راضی ہوگیا بختک نے اپنی دادی کو
قتل کیا اور دل مین نوشیروان کے بعد باجبکہ صبح ہوئی غلغلہ کیا اور مشہور کر دیا کہ امشب کو ملکہ مہر نگار مر گئی

مرگئی یہ خبر امیر نے بھی سنی سرداروں سے کہا تمھیں کیونکر معلوم ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ محل میں رونے کا
غل ہوا امیر دربار مجلس خاص میں نوشیروان ہائے اور گریبان چاک کیا اور تابوت کے ہمراہ ہوئے باغ مراد میں وہ میت دفن
ہوئی امیر بعد تدفین و تکفین روتے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے لیکن بہت پریشان تھے عمرو نے کہا اے امیر یا تو یہ قبر
یہ بھی بدذاتی بختک کی ہے آج رات کو میں تحقیق کرونگا پس عمرو اُسی رات کو باغ مراد میں گیا اور قبر کو کھود فتیلہ عیاری جلا
دیکھا کہ ایک پیرزال ہے کہ منہ میں اسکے دانت نہیں پیٹ میں آنت عمرو نے دیکھکر پھر اُسی قبر میں اُسے رکھدیا اور قبر مٹی سے
پاٹ دیا امیر سے آکر کہا کہ چلئے میں آپ کو وہی مردہ دکھادوں جو آپ دفن کر آئے ہیں امیر یا تو قبر ہمراہ عمرو
کے گئے اور عمرو نے مردہ قبر سے نکال کے دکھادیا اور پھر قبر میں رکھکر دفن کردیا امیر نے عمرو سے کہا کہ کیا
مکروفریب تھا جو اس آتش پرست نے کیا عمرو نے کہا یہ دغابازی بختک کی ہے آپ نہیں جانتے بختک نے
اپنی دادی کو قتل کیا جب امیر بارگاہ میں چلے آئے تو عمرو پھر قبر پر گیا اور مردہ نکالا منہ اُسکا لال کر کے کسی ترکیب سے
سامنے تخت نوشیروان کے باندھکر مردے کو کھڑا کردیا اور ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اُس مردے کے گلے میں باندھ دیا
دوسرے دن نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا پیرزال کو دیکھا کہ بندھی کھڑی ہے اور ایک کاغذ کا پرچہ اُسکے گلے میں ہے
کاغذ اُسکے گلے سے کھول کے پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ اے آتش پرست یہ کیا مکروفریب ہے تو نے کیا اس سے کیا حاصل ہے
مجکو معلوم ہوگیا اتنے میں اُسی وقت عمرو نے بھی آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ ملکہ مرگئی
وہ نوجوان ہے یہ مردہ پیرزال ہے بلکہ بختک کی دادی ہے نوشیروان بہت شرمندہ و ذلیل ہوا اور پریشان ہوکر بختک
کو بلاکے جوتیاں لگوائیں اور بارگاہ سے اپنی نکلوادیا اور عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے سب بختک
کی بدذاتی ہے سو وہ اپنی سزا کو پہونچا پس اب یقین ہے کہ اس ہفتے میں ملکہ کی شادی امیر کے ساتھ کردونگا عمرو مجرا کرکے
رخصت ہوا اور بارگاہ امیر میں آیا اور سارا احوال امیر سے بیان کیا جب رات ہوئی نوشیروان نے بختک
کو خلوت میں بلایا اور کہا اب میں کیا کروں بختک نے کہا ایک نامہ ہر ملک میں ہر بادشاہ کو لکھیے کہ میں امیر کو
بھیجتا ہوں جسطرح ہوسکے امیر حمزہ صاحبقران کو قتل کرو نوشیروان کو یہ رائے بہت پسند آئی بختک نے
کہا صبح کو امیر سے کہا کہ تم ہمارے ہفت ملک میں جاؤ کہ وہاں کے لوگ باغی ہوگئے ہیں وہاں سے جاکے خزانہ
لاؤ تو تمھاری شادی کردوں اے بادشاہ وہ آپ کے کہنے سے وہاں جائیگا پس قارن دیوبند کو بھی ہمراہ کر قارن
امیر کو قتل کریگا نوشیروان نے قارن کو بلایا اور قباد شہریار کے بازو کا تکیہ خزانہ اُسکو دیا اور اس امر پر راضی کیا
کہ جہاں موقع پانا امیر کو قتل کرنا غرض کہ صبح کو امیر یا تو قبیح دربار نوشیروان میں گئے نوشیروان کو مجرا کیا اور
اپنے دل پر بیٹھے نوشیروان نے امیر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم ہفت ملک سے جاکے خراج لاؤ امیر نے
قبول کیا نوشیروان نے قارن کا ہاتھ امیر کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو بھی ہمراہ لیتے جاؤ یہ میرا ملازم قدیم ہے تین گناہ
تک اسے بخش دینا امیر یا تو قبیح نے کہا کہ تین گناہ تک تو اسکے بخشونگا اور چوتھے گناہ پر قتل کردونگا نوشیروان
نے قبول کیا اور امیر کو رخصت کیا بختک نے کان میں قارن کے کہا جو کچھ تجھ سے ہوسکے اسمیں قصور نہ کر الغرض دوسرے
دن امیر یا تو قبیح سرداران و لشکر کے ہفت ملک کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل چند روز میں برابر قلعہ
الطاقیہ کے پہونچے آدھی رات کو قارن نابکار اپنے لشکر سے جدا ہوکے قلعہ الطاقیہ میں آیا اور نامہ نوشیروان
کا ملک انور کو دیا اور کہا کہ جسطرح سے ہوسکے تو امیر حمزہ کو قتل کرنا انور شاہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ انور شاہ
کیسا بہادر ہے مگر میں طاقت امیر سے مقابلہ نہیں رکھتا لیکن ہاں کچھ فکر کرونگا قارن تو چلا آیا یہاں انور شاہ وادو

ناصر نے قلعے کو بند کیا اور چپکے سے رات کو قارن کے پاس آیا اور نقب لگا کر امیر کو چرا لیگئے اور یہ صلاح کی کہ قلعے
مین ہمارے نقب ہی اسی راہ سے حمزہ کو نوشیروان کے پاس لیچلو ناصر نے کہا بہت خوب ہی بس امیر کو ارابے
سوار کرکے نقب کی راہ سے روانہ ہوئے دوسرے دن مسلمانون کو خبر ہوئی کہ امیر کو کوئی چرا لیگیا سردارون نے
امیر کے بہت تلاش کیا مگر کہین پتا نہ لگا ان دنون مین خواجہ عمرو مکے کو گئے ہوئے تھے عیارون نے عقلیہ معلوم
کیا کہ یہ کام ناصر و انور شاہ کا ہی تمام سردار قلعے پر چڑھ آئے لڑائی شروع ہوگئی لندھور نے بزور شمشیر زنی و
قوت تمتنی قلعہ لے لیا مگر ناصر و انور کو نہ پایا سرہنگ تگی نے سرنگ کا پتا لگایا اب سرداران امیر باتوقیر نقب
کی راہ سے روانہ ہوئے ناصر و انور کو راہ مین پایا بہرام نے تیز چلکے نرغہ کیا اور ناصر و انور کو ہاتھ پر اٹھایا امیر نے
بھی قید کو اپنی توڑا آخر دونون مسلمان ہوئے اسی نقب کی طرف سے قلعے مین پھر آئے سات روز تک امیر اور
سرداران امیر کی دعوت رہی اور جشن کی صحبت رہی آٹھوین روز امیر باتوقیر نے پیش خیمہ اپنا طرف یونان کے
روانہ کیا اور قارن کی بدذاتی امیر پر ظاہر ہوگئی مگر امیر نے پہلا قصور قارن کا بخش دیا غرضکہ بعد چندروز کے
حمزہ صاحبقران قلعۂ یونان کے پاس پہونچے بیرون قلعہ بارگاہ امیر باتوقیر و خیمے استادہ ہوئے قارن لعین
بطور سابق بعد نصف شب کے قلعے کے اندر آیا اور نامہ نوشیروان کا ہاتھ مین فریدم شاہ حاکم یونان کے دیا فریدم
نے نامہ پڑھکے اپنے بیٹون کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا کیا جاوے صدف نوش اور استقانوش نے کہا کہ ایک
امید لنازی تو ہم ضرور کرینگے حمزہ عرب سے عازم پیکار ہونگے یہ سنکر قارن اپنے لشکر مین چلا آیا دوسرے دن
امیر باتوقیر نے نامہ لکھا اور ناصر شاہ کو ایلچی کر کے فریدم شاہ کے پاس بھیجا ناصر شاہ نامہ امیر کشورگیر لیکر فریدم شاہ
کے پاس آیا اور نامہ اُسکے ہاتھ مین دیا فریدم شاہ نے نامہ پڑھکے جواب اُس نامے کا جنگ و جدال
لکھا رات کو طبل جنگ کا حکم فریدم شاہ نے دیا لشکر مین فریدم شاہ کے نقارۂ رزمی بجا اُسی وقت خبر امیر
باتوقیر کو دی کہ لشکر فریدم شاہ مین طبل جنگ بجا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر مین کوس
حربی بجے بحکم حمزہ صاحبقران لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجنے لگا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری میدان جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر عرصۂ کارزار مین آئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبان نے بلند آواز نقابت کر گئے صدف نوش
لشکر سے نکل کر میدان حرب مین آیا اور مبارز طلب ہوا امیر باتوقیر گھوڑا اُچکا کر برابر صدف نوش کے آئے صدف نوش
نے تلوار کا وار کیا امیر باتوقیر نے تلوار چھین کے صدف نوش کو اٹھا لیا اور مشکین باندھکے اپنے سردارون کو دیدیا
یہ دیکھکر استقانوش بیقرار ہوگیا لشکر سے گھوڑا دوڑا کر برابر امیر کشورگیر کے آیا امیر باتوقیر نے فرمایا ذرا تھم اضطراب
نکر تجھکو بھی گرفتار کرتا ہون یہ سنکے استقانوش نے تلوار ماری امیر کشورگیر نے اُسکی بھی تلوار چھین لی اور
کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکر اسکو بھی اٹھا لیا اور مشکین باندھکے لشکر مین داخل کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا تمام فوج اور سرداران
لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے امیر باتوقیر بھی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے صدف نوش و استقانوش
کو قیدخانے مین بھیجا دوسرے دن امیر باتوقیر نے دربار مین رونق افروز ہوکر فریدم شاہ کے دونون بیٹون کو طلب کیا
اور فرمایا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو نہین تو قتل کیے جاؤگے دونون بیٹے فریدم شاہ کے صدق دل سے
مسلمان ہوئے شعلہ عیار نے فریدم شاہ کو خبر دی کہ صدف نوش و استقانوش دونون مسلمان ہوگئے فریدم شاہ
یہ سنکر بہت حیران ہوا قارن نے آکے کہا کہ میری صلاح یہ ہی کہ کل میدانداری ہو آج طبل بجوا دیجیے میدان مین
سات کنوئین کھدواؤ اور اُن کنوؤن کو خس پوش کردو یہ رائے قارن کی پسند آئی اور سات کنوئین فی الفور

ملکہ واسطے خس پوش کر دیے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے امیر باتوقیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر حریف میں بجا ہے امیر نامدار
نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر دونوں لشکروں میں جنگ ہوا صبحکو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے نقارچی نقارن
سروں پر چاچوں سے آکر کھڑا ہوا ادھر فریدم شاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا امیر نے مرکب سیاہ قیطاس کو
جولان کیا فریدم کی طرف جو مقام چاہ تھا وہ گھوڑا امیر کا پھاند گیا مانند کہ چہ کنوئیں مرکب نے ٹلے پیچھے سیاہ کنوئیں
کا بسبب زیادتی خس و خاشاک دھوکا ہوا مرکب سیاہ قیطاس کا پانوں چاہ کے کنارے پر پڑا مرکب وہیں گرا امیر کشور گیر
مع گھوڑے کے چاہ کے اندر جا پڑے لشکر یونان دوڑا اور سنگ و خشت سے چاہ کو پاٹ دیا لشکر اسلام دیکھتے تلوار
کھینچ کے فوج کفار پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سرداران لشکر اسلام نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار شکست کھا کے بھاگا سب
قلعہ میں چلے گئے دروازہ قلعے کا بند کر لیا لشکر اسلام نے مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا اس اثنا میں خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری بھی آگئے امیر کو بسبب نے عمرو کے خبر پایہ ہوکر کنوئیں سے نکالا امیر فضل خدا سے صحیح و سالم چاہ
سے نکلے شب تو گذری صبحکو امیر نے کہا ان شاء اللہ قلعے کو لونگا لشکر امیر نے حکم دیا کہ قلعے کو گھیر لو لشکر اسلام محاصرہ
کیا لڑائی نگہبانان قلعے سے شروع ہوئی امیر نے خندق کو پہلے بھروا دیا اور لشکر کو درقاعہ پر بھیج دروازہ کو توڑکر کے
لشکر اندر دھنس گئے تلوار چلنے لگی فریدم شاہ نے مقابلہ کیا تلوار کھینچ کے امیر پر وار کیا امیر کشور گیر نے اوسکی تلوار چھین
لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اوٹھا لیا یہ دیکھکر بڑا بیٹا فریدم شاہ کا عیار نقاش بہادر یونانی پشت پر امیر کے آیا
اور چاہا کہ تلوار مارے مقبل وفادار نے آواز دی امیر نے پھر کر دیکھا اوسی طرح امیر نے جھٹ اوسکے پرا بانے
اوس نے تلوار ماری امیر نے خالی دے کر اوسکو بھی دوسرے ہاتھ سے اوٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام تم دونوں
قبول کرو نہیں تو زمین پر دے مارتا ہوں کہ چونہ خاک ہو جاؤ گے دونوں بصدق دل مسلمان ہو گئے امیر نے دونوں
کو چھوڑ دیا دونوں قدمبوسی امیر کی حاصل کر کے مع لشکر امیر کو قلعے میں لے گئے تمام فوج اور رعیت کو بھی مسلمان کیا
پھر قلعہ آراستہ کر کے امیر وغیرہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی مگر دختر فریدم شاہ ملکہ گلشن آرا جھروکے میں بیٹھی
دیکھ رہی تھی جب امیر باتوقیر پر اوسکی نظر پڑی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی دایہ سے کہا کہ میں اس جوان
رعنا پر عاشق ہو گئی ہوں کوئی تدبیر اوسکے وصل کی کر تا اوسنے کہا کہ رات کو میں اس جوان کے پاس لیجاوں گی غرض کہ
جب رات ہوئی ملکہ گلشن آرا دایہ کے ساتھ فتنہ وزیرزادی کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر میں آئی امیر بھی دیکھتے ہی حسن و
جمال ملکہ گلشن آرا کا عاشق ہو گئے اور خواجہ عمرو وزیرزادی پر عاشق ہوئے رات بھر صحبت عیش رہی دوسرے دن
فریدم شاہ جب دربار میں آیا اور سب سردار ہوئے امیر باتوقیر بھی کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے فریدم شاہ
نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ملکہ گلشن آرا کو اپنی کنیزی میں دیجیے امیر نے قبول کیا مگر کہا کہ اے فریدم شاہ
میں ابھی عقد گلشن آرا کے ساتھ نہ کرونگا کیونکہ میں پہلے عقد ملکہ مہرنگار کے ساتھ کرونگا بعد اوسکے اوروں کے
ساتھ عقد کرونگا فریدم شاہ منظور کیا مگر یہ عرض کیا کہ اچھا آپ عقد کر لیں بہتر ہے بعد شادی ہو جانے ملکہ
مہرنگار کے جو چاہیے گا امیر نے کہا بہتر غرضکہ امیر کا عقد ملکہ گلشن آرا کے ساتھ ہوا ایک روز شب کو امیر محتلم ہوئے
امیر نے رومال سے پاک کر کے رومال پلنگ پر رکھ دیا بیدار ہو کر امیر تو حمام میں گئے اور ملکہ گلشن آرا نے وہ رومال
اوٹھا لیا اوس سے حاملہ ہوئی دوسری روایت میں یوں ہے کہ عمرو نے گلشن آرا کو مہرنگار کی صورت بنا کر امیر
کے پاس سلا دیا اور آپ فتنہ کے پاس سویا ملکہ گلشن آرا اوسی شب حاملہ ہوئی اور بعد مدت
اوس سے بیٹا پیدا ہوا کہ نام اوسکا عمرو بن حمزہ یونانی ہے اور اوس سے بڑے بڑے کار نمایاں

ہونگے اور فقنہ وزیرزادی کو بھی اوسی روز حمل رہا اوس سے پیدا کہ نام اوسکا فرخ بن عمرو ہے الغرض امیر ابراہیم
حمام مین تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خبر دی ای امیر تیرا ادرمال ملکہ گلشن آرا نے اوٹھا لیا ہے اوس سے وہ حاملہ
ہوگئی ہے غرضکہ تیسرے پہر کو امیر غسل کرکے حمام سے باہر آئے اور خلعت فاخرہ پہنکے تخت پر بیٹھے کہ اوترنا زمین
سے نکالا امیر نے اوسکو مارا بعد چند روز کے امیر نے چاہا کہ واسطے شکار کے جاوین فریدم شاہ نے عرض کیا کہ یہان
شکار کم ہے قارن نے کہا کہ مین نے اس جگہ شکار بہت دیکھا ہے میرے ساتھ چلیے امیر اپنے سردار لیکر ہمراہ قارن
کے روانہ ہوے قارن نے آگے بڑھکے امیر کو ریگستان مین پھنسا دیا امیر اور سرداروں کی پیاس سے نوبت
بہلاکت پہونچی عادی نے کہا کہ یہ نالایق حرکت قارن کی ہے کہ اس شدت گرمی مین ریگستان مین پھنسایا ہے ہم
سب کو قتل کیا چاہتا ہے امیر نے قارن کو بلایا اور کہا ای قارن کہین سے پانی پینے کے واسطے لاؤ کہ پیاس
سے سب کا حال ابتر ہے قارن نے کہا ای امیر مین تو راہ بھی بھول گیا کیونکر جاؤن اور پانی کہان سے لاؤن آخر
زمانے مین خواجہ عمرو پھر مکہ کو چلے گئے تھے اون دنون عمرو مکہ سے پھرا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک صحرا مین حضرت خضر
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا ای عمرو جلد تو اپنے تئین امیر کے پاس پہونچا کہ قارن نے ایک ریگستان
مین امیر کو پھنسایا ہے اور امیر بسبب گرمی کے پیاس سے ہلاک ہورہے ہین قارن سے پانی طلب کیا وہ پانی مین زہر
ملاکے امیر کے واسطے لایا ہے اور ایک مہرہ دیا کہ اسکو بجا کئی منزل سے اسکی آواز امیر کے کان مین پہونچیگی بیان کا
حال یہ کہ امیر نے قارن سے پھر پانی طلب کیا قارن نے آفتابہ نکال کے امیر کو دیا امیر نے چاہا تھا کہ آفتابے
کو منہ سے لگا کے پانی پین کہ خواجہ عمرو کی آواز کان مین آئی کہ ای امیر یہ پانی تم ہرگز نہ پینا اسمین زہر ملا ہوا ہے قارن
کی بدذاتی ہے یہ سنکے امیر نے وہ آفتابہ منہ سے ہٹا لیا اور چار طرف دیکھنے لگے کہ عمرو کی آواز کدہر سے آئی ابھی امیر
ادہر اودہر دیکھ ہی رہے تھے کہ سامنے عمرو پیدا ہوا دیکھا کہ خواجہ اسطرح دوڑتے ہوے آتے ہین جیسے کوئی اوڑتا ہوا
جانور آتا ہے چشم زدن مین امیر کے پاس پہونچے اور کہنے لگے اے امیر اس پانی مین زہر ملا ہوا ہے قارن نے کہا
لاشیئہ مین پی لون یہ کہکے کاسہ آب امیر کے ہاتھ سے لیکر برابر منہ کے لائے زمین پر پھینک دیا کہ تمام زمین وہانکی
سم آلود ہوکے سیاہ ہوگئی زہر نے اپنا اثر کردیا امیر کو دیکھکر غصہ آیا اور کہا کہ مین گناہ تیرے بخشے تھے اب
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا قتل کرونگا قارن یہ سنکر بھاگا امیر نے پیچھا کیا قارن بھاگا جاتا تھا کہ ایک جادوگر راہ مین ملا
سے قارن نے کہا تو مجھکو بچا اوس جادوگر نے سحاب مین قارن کو چھپایا جب اوسکے قریب آئے اوس جادوگر نے
اسم پڑھکر امیر کیطرف پھونکا مرکب امیر کے پانون زمین مین غرق ہوگئے قہقہہ جادو دیکھکے ہنسا امیر نے اسم اعظم پڑھا
کہ اثر سحر دفع ہوگیا اوس جادوگر نے پھر سحر کیا امیر نے تلوار کھینچی اور اسم اعظم پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ جادوگر کے دو
پارے ہوے اور دوسرا ہاتھ جھپٹ کر قارن کے مارا وہ بھی دو پارہ ہوکر گرا نہ تیر رفتار ہوگیا ہوا آندہی چلنے لگی بجلی
غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من قہقہہ جادو بود افسوس مردیم
وجان دادیم بمطلب دل نرسیدیم پھر امیر نے سر قارن کا کاٹ لیا اور اپنے لشکر مین آئے نظم

دو کلمہ داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جانا ملک روم کیطرف

پلا ساقیا جام جم بے قیاس
کہ ہون زنگ آئینہ ہاے حلب

کرے خور پہنے ہین رومی لباس
اوسی مے کی ساقی مجھے چاہ ہے

پلا ساقیا جام وہ روز وشب
کہ جسکی ضیا صورت ماہ ہے

وہ نایاب و شفاف دے تو شراب | کہ ساغر میں دکھلائی دے آفتاب
کہ تیرے ہی میخانے کی دھوم ہے | ترا نام ساقی معلوم ہے • غزل

یہ زمانہ عالم خواب ہے یہ نہ تہ مثل سراب ہے | جو کہیں ہے نقش بر آب ہے وہ مکان ہے شکل حباب ہے
رنگ برگ گل ہے رگ بدن رخ صاف غیرت یاسمن ہے | جو وہ تن ہے رشک گل چمن تو سینہ غنچہ گلاب ہے
رہ بیچ عدم کو جو چل بسے ہے مزاج ان کی خبر کسے | یہ ہیں سب یہیں کے مباحثے نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے
کبھی باغ دہر سے فصل گل یہیں بلبلوں کا وہ شور و غل | نہ وہ مے کشی نہ جام گل نہ شراب ہے نہ کباب ہے
نہ وہ وقت عیش و خوشی رہا نہ وہ لطف بادہ کشی رہا | نہ وہ دل رہا نہ وہ جی نہ وہ عمر ہے نہ شباب ہے
ہے سمند عمر رواں رواں بستر آگئے • بیچے ہیں سب اہل | ہے رواں عدم کا یہ کارواں مجھے دیکھو پا بر رکاب ہے
کمو خیم ترے جاتے ہیں جگر اپنا غم سے جلاتے ہیں | اسے پیتے ہیں اسے کھاتے ہیں یہ شراب ہے وہ کباب ہے

بہت نویسندہ دفتر بے نظیر • رقم کردہ این داستان امیر • فاتحان ہفت قلم طبع کہن و قلعہ کشایان مضامین رنگ چمن شاخ قلم بہار رقم کو تختہ چمن قرطاس پر یوں تر و تازہ کرتے ہیں کہ امیر کشور گیر نے بعد قتل کرنے فتکار قارن کے بعد چند مہینے کے فرمایا اے قدیم شاہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں ہمکو یہاں بہت عرصہ گذرا یہ کہکے امیر با توقیر نے عادی کو بلایا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک روم کے روانہ کرو عادی بموجب حکم امیر با توقیر پیش خیمہ لیکر جانب روم چلا اور امیر با توقیر مع سرداران و لشکر کے تشریف لیچلے بعد چند روز کے برابر قلعہ روم کے پہونچے اور چار فرسنگ قلعے سے فاصلے پر اترے اور قیصر روم کو نامہ لکھا بعد حمد و نعت کے تحریر فرمایا ای قیصر روم آگاہ ہو کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے خراج سات برس کا نوشیروان بادشاہ کو بھیجدے اور تو مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کر نہیں تو در شمشیر آبدار خراج بھی لونگا اور تجکو مسلمان بھی کرونگا اس مضمون کا نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور کہا ای خواجہ تم نامہ میرا قیصر روم کو پہونچاؤ عمرو نامہ امیر کا لیکر چلے راہ میں ایک باغ تھا وہیں آئے اور جو کچھ لقد و جنس وہیں تھا سب تذ ز نبیل کیا اور نام اوس باغ کا اور باغ کے مالک کا دریافت کیا غرضکہ سیر اوس باغ کی کرنے لگے کہ اس عرصے میں ظہیر رومی داروغہ اوس باغ کا مع مجالس باغبانوں کے آیا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے اندر ہو آ کے دیکھا تمام اسباب کوئی لیگیا ہے اور ایک لڑکا بانسری بیٹھا بجا رہا ہے ظہیر نے کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا میرا نام امری ہے میں نوکر امیر کا ہوں نامہ قیصر روم کے پاس لیے جاتا ہوں اوس داروغہ نے کہا مال یہاں کا کیا تو نے لیا خواجہ نے کہا ہاں میں نے لے لیا ہے میری زنبیل میں ہے داروغہ باغ ہنسنے لگا عمرو نے کہا اب تمہی جانتا ہے یا اگر تمیز ہو تو دیکھے داروغہ نے کہا کیونکر دیکھوں عمرو نے کہا سر اپنا زنبیل میں ڈال کر دیکھ لے ظہیر داروغہ نے سر اپنا زنبیل میں جونہی ڈالا خواجہ نے پانوں پکڑ کے اونچا کیا اور ایک دھکا مارا کہ داروغہ باغ بھی داخل زنبیل ہوا سب باغبان یہ سانحہ عجیب دیکھ کے بھاگے اور جا کر قیصر روم سے سب کیفیت بیان کی اتنے میں خواجہ عمرو بھی باغ سے نکل کے ٹہلتے ہوئے سیر کرتی ہوئی دربار قیصر روم کے آئے اور نامہ امیر کا قیصر روم کو دیا قیصر روم نے وہ نامہ پڑھا اور جواب بعد تشہد و تحریر کیا کہ اے امیر با توقیر آپ وہاں کیوں اترے یہاں تشریف لائیے میں آپ کا غلام ہوں اگر چند روز کے لیے آپ میرے قلعے میں آئیں تو میں سات برس کا خراج روانہ کروں عمرو جواب لے کر امیر کے پاس آیا امیر یہ سنکے خوش ہوئے عمرو نے کہا یہ سب مکر ہے قلعہ میں آپ کا جانا مناسب نہیں ہے عمرو چپ ہو رہے قیصر روم نے ایک حمام حکمت سے بنایا ہے اور فیل مست اپنے حمام کے چاروں کونوں پر نصب کیے ہیں اور

تمام ہے ایک کونے پر ایک پیرمرد کو نقارہ دیکر بٹھایا ہے اور نیچے حمام کے تمام بارود کی بھیان بچھائی ہیں اور اس پیرمرد
سے کہہ رکھا ہے کہ جس وقت میں امیر کو حمام میں لاؤں اور تجھکو اشارہ کروں تو نقارہ بجانا کہ میرے پاس قلعہ میں ہو اور سب خبر ہو
وہ آتش دیں تاکہ امیر مع سب سرداروں کے اڑ جائیں جب اسکے قیصر روم نے چار دن وہ ہی ڈھنگ بنایا اور کہا جب امیر
آیا تو قیصر کو استقبال کرنے کے قلعہ میں سے آیا دوسرے دن قیصر روم امیر کی ملاقات کے واسطے آیا اور امیر کو قلعہ میں آنیکی
دعوت کی امیر نے قیصر سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ سرکار روم اور فرنگ میں بڑی بے تکلفی ہے قیصر نے کہا کہ میں نے بھی
ایک حمام بنایا ہے اور بہت ہی باتیں اور بھی ہیں امیر کو یہ سنکے بہت اشتیاق ہوا اور دوسرے روز سرداروں کو لیکر حمام
میں داخل ہو جب عمرو داخل حمام کے نہ گیا اور قیصر نے چاہا کہ کام امیر کا تمام کردوں کہ ناگاہ عمرو چھٹا ہوا بام پر حمام کے
آیا دیکھا کہ ایک شخص نقارہ لئے بیٹھا ہے اور نیچے جو عمرو نے نگاہ کی تو سامنے صحرا میں دیکھا کہ ایک شخص بہت بڑے کی پوشاک پہنے
لقب کے ساتھ پر جلد لئے بیٹھا ہے عمرو نے اوسکے پاس جا کے پوچھا کہ یہ نقارہ کیسا ہے اوس نے کہا کہ قیصر نے مجھکو یہاں بٹھا
نکلنے تک مقرر کیا ہے تو نقارہ بجانا عمرو نے کہا ای مرد تو سچ کہہ یہ سنکے وہ ہنسا اور کہا کہ تو مجھکو کیا دیگا عمرو
نے کہا تجھکو کوتوال شہر کا کردونگا اوسنے کہا کہ میں کوتوال قیصر شاہ کا ہوں اوس نے یہاں بٹھا مقرر کیا ہے کہ جب وہ
اشارہ کرے میں نقارہ بجاؤں وہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے وہ آواز نقارہ سنکر آتش دیگا تاکہ امیر مع سب سرداروں
کے کام تمام کروں عمرو نے یہ سنکے کہا کہ شاباش شاباش میں تیری نیکی کو ضایع نہ کرونگا جب تک کہ میں نہ کہوں نقارہ
نہ بجانا یہ کہکے عمرو نیچے اوترا دیکھا کہ قیصر روم دروازے پر حمام کے کھڑا ہے اور امیر مع تمام سرداروں کے حمام
میں نہانے کو تیار ہیں عمرو نے قیصر سے کہا کہ خوب حمام تمنے بنایا ہے قیصر نے کہا پانی خوب گرم ہے تم بھی جا کر غسل
کرو قیصر یہ چاہتا تھا کہ عمرو بھی حمام میں جاے تو سب کا کام تمام کردوں عمرو نے کہا کہ تم بھی چلو تو میں چلوں غرض
ناچار قیصر بھی برہنہ ہوا اور حمام میں آیا اور عمرو نے امیر سے اشارہ کیا کہ سب کو ہمراہ لیکے جلدی سے باہر جاؤ
امیر تمام سرداروں سے باہر حمام کے آئے عمرو نے جلدی سے دروازہ حمام کا باہر سے بند کیا اور امیر کو ہمراہ
لیکر دور جا کر کھڑا ہوا اور سفید مہرا بجایا اور اوس پیرمرد سے کہا کہ اب نقارہ بجادے اوسنے نقارہ بجایا دوسرے
نے آتش دی حمام مع باغ سب اوڑ گیا امیر متعجب ہو عمرو نے سارا حال بیان کیا وزیر قیصر کے تین بیٹوں اور
بیٹی کو لیکر بھاگ گئے اور ایک بیٹے کا نام ربیع رومی اور دوسرے کا سام رومی تیسرا فتح نوش بیٹی کا نام گلنوش
تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ قیصر کو مار ڈالا وزیر اور بیٹے اوسکے بھاگ گئے اب میں خراج کس سے لوں اور کیا
نوشیروان کو جواب دونگا اب تو مجھکو سات برس کا خراج دی عمرو نے لاکر غل مچایا امیر نے مانا اور عمرو کو قید کرکے
خراج بھر کیا بعد اسکے چھوڑ دیا عمرو نے کہا یہ تو نے مجھپر ظلم کیا میں نوکری نہیں کرتا امیر نے کہا میں نوکر کیا
سے تیری ورگز یا جہاں جی چاہے چلا جا عمرو بارگاہ امیر سے باہر نکلا دل میں ڈالکی کہ وزیر اور بیٹے قیصر کے
کہاں گئے چند روز نکلا تھا کہ ایک دن کوہ ملا اوس میں قریب تیس ہزار سوار کے اترے تھے عمرو لشکر
لشکر امیر میں آیا لندھور اور بہلوان عادی کو جا لیگیا صبح کو امیر نے ابوسعید کو خبر کے لیے بھیجا ابوسعید نے آکر
کہا یہ کام عمرو کا ہی امیر سنکے فکرمند ہوئے اور وہاں عمرو نے لندھور اور بہلوان عادی سے کہا کہ وزیر اور قیصر کے بیٹے اس
درہ میں پنہاں ہیں اگر انکو شکست دو تو کمال مجھپر احسان ہے غرض لندھور نے نعرہ کیا اور عادی نے لندھور کے نام کا نعرہ
کیا عمرو نے سفید مہرا بجایا اور اگرد وزیروں کے لشکر نے گھیرا لشکر تمام بھاگ گیا وزیروں اور بیٹوں کو قیصر کے پکڑ لیا اور تمام خزانہ قیصر کا
عمرو کے ہاتھ آیا عمرو نے لندھور اور عادی کو رخصت کیا اور کہا یہ سب کیفیت امیر سے کہدینا اور عمرو نے وزیر کو باندھ کر

چار روز میں چار گنج وزیروں سے لیے اور تین گنج خزانے کے بتوں سے قبضہ کے لیے بعد اوسکے عیاروں کو انکے لشکر امیر سے
لا کر جمع کیا اور آپ عمرو بادشاہ بنا اور عیاروں کو اپنا سردار بنایا و اراب خان اور سعید خان و اقبال خان و
سرہنگ خان عیاروں کے نام رکھے اور جو کلنا رمندی اور مقوی کے بنا کر اور بارہ ہزار جوڑی نقارے کی بنائی اور
ایک بارگاہ بپا کی نقارے بجنے لگے نقارے کی آواز سنکر امیر حیران ہوئے تحقیق جو کیا معلوم ہوا کہ عمرو کا لشکر ہے لندھور کو
ایلچی کیا اور عمرو کے پاس امیر نے بھیجا عمرو نے خلعت لندھور کو دیا رخصت کیا امیر بھی وہاں سے کوچ کر کے دوسرے
منزل پر آئے عمرو نے بھی کوچ کیا اور سامنے بارگاہ امیر کے اپنی بارگاہ ایک ٹیکرے پر بپا کی اور تمام گنج ڈھیر کیا اور
تخت مرصع بچھایا اور تخت پر عمرو بیٹھا تاج سامنے ہوئے نکاجب کہ دن روشن امیر نے عمرو کو دیکھکے پوچھا کہ یہ مال تمنے
کہاں سے پایا عادی نے سارا ماجرا بیان کیا امیر ہنسے کہا اوسکو بلاؤ عادی اور مقبل گئے اور خواجہ عمرو کو لا کے
خواجہ نے تمام مال زنبیل میں ڈال لیا اور آکر امیر کے قدم پر گرا امیر نے لگایا اور دلاسا دیا دوسرے دن امیر نے کہا کوئی شخص
علاقہ میں جاوے اور یہ خراج تینوں ملکوں کا نوشیروان کو پہنچا دے مقبل اوٹھا اور امیر کو مجرا کیا اور کہا اگر حکم ہو تو میں
پہنچاؤں امیر نے عمرو کو ضامن لیا بارہ ہزار سواروں سے گنج خزانہ مقبل کو روانہ کیا جب کہ بارہ منزل مقبل گیا تب
ایک کوہ کے اوترا اوس میں ایک قلعہ تھا آدھی رات کو شعلہ و سفلہ مع بیس ہزار قزاقوں سے آئے اور شب خون مار
کے سب مال لے گئے مقبل اپنے خیمے میں نشہ شراب میں مست بیٹھا تھا کہ شور برپا ہوا اوس نے احوال پوچھا لوگوں نے
کہا قزاق آکر سے اور بہت سے لوگ آپ کے مارے گئے خزانہ وہ سب لے گئے یہ سنکے مقبل کا عجب حال ہوا کہ میں
نے عمرو کو ضامن دیا ہے یہ کہکے سوار ہوا اور برابر کوہ کے قزاقوں کو پایا قزاق قلعے میں نہ جانے پائے تھے مقبل نے نعرہ
کیا اور کہا کہ اے چور جنگ دو بدو ہو کیونکہ یہ مال تمہیں حلال ہو شعلہ و سفلہ نے دیکھا کہ ایک پیادہ تنہا سوار ہے پوچھا یہ کون ہے
لوگوں نے کہا صاحب مال ہے اسکو پکڑو مقبل نے تیر مارنے شروع کیے راوی کہتا ہے کہ تین مرتبہ خزانہ مقبل نے زن کے
چھین لیا اور تمام ترکش خالی ہو گیا مانند شیر غران کے خواب لڑا چالیس زخم بدن پر کھائے آخر مقبل بیہوش ہو کے گر پڑا قزاق
خزانے چھین لے گئے مقبل میدان رزم میں پڑا تھا چار سوار مقبل لیوے کے منہ سے دربارگاہ امیر میں پہنچے سارا حال
بیان کیا لندھور نے کہا میں سمجھ لونگا لیکن امیر کو کون جواب دیگا عمرو نے کہا میں جواب دونگا بس اوسیوقت چار ہزار
سوار لندھور ہمراہ لے کے پہونچا لوگوں نے اوس قلعے کا نشان بتایا لندھور نے ہر اوس قلعے کے ایک باغ
دیکھا اوس باغ جا کے ایک پتھر پر بیٹھا اور تماشا باغ کا دیکھنے لگا لندھور کو نیند آئی سو رہا بعد ایک ساعت کے نقارہ اور
گھنگروں کی چالیس ہزار سوار کے باغ میں آیا لندھور بھی اوٹھا پوچھا تو کون ہے اوس نے کہا میں دختر شعلہ قزاق
کی ہوں دعوی پہلوانی کا رکھتی ہوں ماہ بانو نام ہے لندھور نے جواب دیا میں لندھور ابن شاہ سعدان اوس نے
کہا کس لیے یہاں آیا ہے لندھور نے کہا واسطے جنگ شعلہ و سفلہ کے اوس نے کہا تو اکیلا آیا ہے لندھور نے کہا چار ہزار
سوار ہمراہ ہیں باہر کھڑے ہیں غرض ماہ بانو لندھور پر عاشق ہوئی ہاتھ پکڑ کے نشان شعلہ اور سفلہ کا بتا دیا لندھور
اکر قلعے میں دیکھا کہ دو قزاق تخت پر بیٹھے ہیں لندھور نے سلام علیک کی انھوں نے جواب دیا لندھور نے جھپٹا ہوا دونوں کو
تخت پر سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارے دونوں اور تش جان مسلمان ہوئے اور شراب میں بیہوش ہو کر لندھور نے
کو قید کیا اور چاہا کہ قتل کرے ماہ بانو نے آکر کہا کہ یہ سردار امیر کا ہے تم اسکو اگر قتل کروگے تو نام زرہ پاش تمہارا زندہ نہ
رہیگا شعلہ نے لندھور کو قید کیا سواروں نے یہ خبر آکر عمرو کو دی عمرو نے سارا حال آکے امیر سے بیان کیا
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا اوسی طرف روانہ کرو بعد چند روز کے پاس قلعہ براق کے پہنچے جا سو رہے

یہ خبر سفال و شعل کو دی باہر قلعے کے آئے طبل جنگ بجوایا امیر کا مقابلہ کیا امیر نے دونوں کو زیر کیا دونوں صدق دل سے
مسلمان ہوئے امیر کو قلعے میں لائے لندھور کو خلاص کیا اور ماہ بانو سے لندھور کا عقد کر دیا امیر نے پھر مقبل کو
خزانہ دیکر طرف مدائن کے روانہ کیا چند روز میں مقبل لے نوشیروان سے شکار گاہ میں ملازمت حاصل کی
نوشیروان شہر میں آیا تخت پر بیٹھا اور مقبل نے خزانہ نظر سے گذرانا نوشیروان بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ
مقبل کو دیا اور بارہ ہزار تیر انداز ونکو بھی خلعت دیکر مقبل کو رخصت کیا ان کو نوشیروان نے بختک کو بلایا اور
اوس کہا اب میں کیا کرون بختک نے صلاح دی کہ ایک نامہ عزیز مصر کو تحریر کیجیے کہ اب حمزہ تیرے ملک میں آتا ہے
اگر تو نے اوسکو قتل کیا تو مجھ پر احسان کیا غرض نوشیروان بایمای بختک عزیز مصر کو لکھا اوس کے جواب میں لکھا کہ ای
بادشاہ ہفت اقلیم تو خاطر جمع رکھ اگر حمزہ اسطرف کو آیا تو میں کسی نہ کسی طور سے قتل کرونگا القصہ مقبل امیر پاس آیا
تمام حال بیان کیا کہ اسطرح بخوبی تمام خزانہ پہونچایا امیر نے مصر کی طرف کوچ کیا راستہ میں ایک دو ماہا طالع امیر
لے وراب ہندی سے پوچھا کہ یہ دونون راستے کسطرف کو گئے ہیں اوس نے کہا کہ یہی راہ مصر کو گئی ہے
لیکن زمانہ حضرت یوسف سے کوئی اسطرف سے نہیں جاتا پس امیر نے اسد دیوانے کو بلا کے کہا کہ تو تمام لشکر
کو ہمراہ لیکے برابر قلعۂ مصر کے فروکش ہوئے بارگاہ بارہ کوس کے فاصلہ سے بپا کی اور نامہ امیر نے عمرو کے
ہاتھ عزیز مصر کو روانہ کیا عمرو نامہ لیکر نزدیک قلعے کے آیا عزیز مصر کو خبر ہوئی عمرو کو بلایا عمرو نے ہاتھ میں عزیز مصر کے
دیا عزیز نے دیکھا لکھا تھا کہ تو مسلمان ہو اور سات برس کا خراج نوشیروان کا ادا کر عزیز مصر نے کہا چند سخن میں
کہتا ہون اول ایک دروازہ فولادی کو بیٹھے ہی زمین کھولیں دوسرے ایک سنگ ہے کہ زمانہ حضرت یوسف
سے آج تلک دروازہ دھانپے زمین پر گرا ہے اوسکو زمین سے نکالیں پھر جو فرمایئنگے میں قبول کرونگا عمرو نے تمام
ماجرا امیر کے روبرو بیان کیا امیر نے فرمایا میں جاؤنگا اور ایک مرتبہ مصر کو دیکھونگا لندھور نے منع کیا اور کہا
کہ جبتک حضور کا لشکر نہ آلے آپ نہ جایئے امیر نے نمانا دوسرے دن سوار ہو سردارونکو ہمراہ لے کے قلعے میں آئے
اور عزیز مصر سے دروازہ فولادی کو دریافت کیا اوس نے بتا دیا امیر نے ایک نعرہ میں اوسکو کھولا اور اندر
آکر دیکھا ایک لوح ہے اوسپر کندہ ہے کہ یہ لوح فریدون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور ایک بہادر دوران
آخر زمانے میں پیدا ہوگا اور اگر اس دروازے کو کھولیگا نام اوسکا حمزہ صاحبقران ہے دین اوسکا برحق
ہے امیر باہر آئے اوس سنگ کو بھی قوت سے اوکھیڑ دیا اوسپر بھی یہی لکھا تھا عزیز مصر یہ سنکے اور لوح کو
دیکھکے قدم پر امیر کے گرا اور کہا الحمد للہ میری خاطر جمع ہوئی اور دین آپ کا برحق ہے اور از ترس جان مسلمان
ہوا بانع حضرت یوسف میں امیر کی دعوت کی اور کھانے میں بیہوشی ملا کر سب کو ایک چاہ زندان میں قید کیا
دوسرے روز پوشاک بسنتی پہنکر تخت پر بیٹھا اور وزیر نیک اندیش سے کہا کہ کیون میں امیر کو اب
قتل کرون وزیر نے کہا تم قتل نہیں کرسکتے ایک نوکر اوسکا اسد دیوانہ ہے کہ تمام امیر کی فوج لیکر
یہان آئیگا پہلے اوسکا علاج کرلو بعد اوسکے جو چاہے کرو عزیز نے کہا اسے وزیر تو دشمنونکا شمار کرتا ہے دوستونکا
خیال نہیں کہ نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم نے لکھا ہے یہ دشمن اوسکا ہے وزیر نے کہا کہ تو ایک عرضی
نوشیروان کو لکھ کہ امیر کو مع سرداروں کے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو قتل کرڈالون بلکہ قتل کرڈالا جاوے حکم ہو وقتی
پس اوس نے اوسی وقت ایک عرضی سرہنگ مصری کے ہاتھ روانہ کی چند روز میں سرہنگ مدائن میں
عرضی شاہ کو دی نوشیروان نے جواب لکھا کہ اگر امیر قتل کیا تو خوب کیا ورنہ تو دیکھتے ہی اپنا ہی کو قتل کر

سرہنگ روانہ ہوا خبر ملکہ مہر نگار نے سنی بیہوش ہو گئی جب کہ ہوش آیا دایہ نے کہا صبر کرو دل پر جبر کرو القصہ وہاں
امیر کو دوسرے دن ہوش آیا تپ میں لپٹے ہیں مع سب سرداروں کے پایا عمرو نے کہا یا امیر اب کہو کیا کرو گے تم نے کہنا
بندہ حضور کا نہ مانا امیر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا میں جاتا ہوں یہ کہکے دم کو اپنے کھینچا اور مر گیا سرداروں نے غل
مچایا کہ ہائے ہائے خواجہ عمرو عیار تھا وہ مر گیا اوسکو نکالو پاسبانوں نے بادشاہ سے جا کے کہا عزیز مصر ہنسا اور کہا اوسکو میرے
پاس لاؤ لوگوں نے عمرو کو چاہ سے نکالا اور سامنے عزیز مصر کے لائے شمعون وزیر بڑا حرامزادہ تھا اوسکے کہنے سے
سات روز جابر نے نئے طرح سے عزیز نے عمرو کو آزار پہونچائے آخر آٹھویں دن بارگاہ سے عمرو کو باہر پھینک دیا اور
کہا اسکو جا کر دفن کرو غسالوں نے نہلا کر کفنایا اور قبرستان میں لایا اور غسال نے عمرو کو قبر کو اوتارا عمرو نے اون
غسال کو قتل کیا اور گلیم عیاری اوڑھکے غائب ہو گیا غسالوں نے آکر عزیز مصر سے یہ ماجرا بیان کیا عزیز مصر نے حکم
کیا کہ دروازہ شہر کا بند کرو اور نگہبان جابجا بٹھاؤ جب عمرو آدھی رات کو خوابگاہ عزیز میں آیا اور عزیز کا سر کاٹنا (?)
میں جو دیکھا وہ نہ تھا عمرو نے جانا کہ اوسنے مکر کیا عمرو نے سب جگہ تلاش کی عزیز شاہ کو نہ پایا آخر بیت الخلا جانے میں عزیز
مصر تھا عمرو کو دیکھکے بھاگا عمرو نے بھی پیچھا کیا عزیز مصر حلال خور کے مکان میں آیا اور مجھکو چھپا حلال خور نے پوشیدہ
کیا عمرو بھی آیا اور چاہا کہ عزیز کو قتل کرے کہ اسوقت چار سو عیاروں سے سرہنگ مصری پہونچا اور عمرو کو گھیر لیا
تمام رات عمرو لڑا جب کہ صبح ہوئی عمرو سرہنگ کو زخمی کرکے نکل گیا غرض دوسرے دن اسد دیوانہ لشکر لیکر برابر
قلعہ مصر کے آیا عمرو نے اوسکو تمام حال بیان کیا اسد سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا اے خواجہ اب کیا کریں عمرو نے
کہا آج رات کو میں خبر امیر کی لے آؤنگا بعد اوسکے جو تیرے دل میں ہوگا وہ کرنا اسد نے قبول کیا راوی کہتا ہے کہ قلعہ
مصر میں بقب (?) مع سرداروں کے امیر کو عزیز مصر نے طرف قلعہ سلو کے روانہ کیا اور عمرو عیار طرف پہونچے
اسد پاس بابا عاد دونوں فکر میں تھے کہ ابو شہاب اور ابو سعید خبر لے کے آئے کہ امیر کو عزیز مصر نے قلعہ سلو کو
بھیجا ہے عمرو نے اسد سے کہا کہ میں تو اوس طرف جاتا ہوں اب تم جاؤ اور عزیز مصر سے خبردار رہو اسد نے قبول کیا اور
عمرو تمام شاگردوں سے قلعہ سلو کی طرف چلا راہ میں دریا ملا نقاش ناخدا کا وہاں مکان تھا حضرت ابراہیم نے
خواب میں اوسکو مسلمان کیا صبح کو عمرو پہونچا خواجہ نقاش آکر عمرو کو لے گیا اور کشتی پر سوار کر کے شہر سلو میں لا کر
اوتارا عمرو نے فکر کی کہ رات کو امیر کو خبر اوس کا اور شاہ شمش کی ایک دختر تھی زہرہ مصری حضرت ابراہیم نے اس
کو اوسکو بھی مسلمان کیا اور بشارت دی کہ حمزہ کو تیرا اور کہا جو سنگ چاہ سے اوٹھائیگا وہی تیرا شوہر ہوگا غرض دوسری
رات کو زہرہ مصری نے کھانے میں بیہوشی ملا کر خواص کے ہاتھ پاسبانوں کو بھیجا جب کہ وہ کھانا کھا کر بیہوش ہو گئے
کہیں اس شب کو زہرہ مصری نے دیکھا اور زندان میں جا کے کمند ڈالکر قید خانے میں اوتری عمرو بھی آیا اور زہرہ کو
آتے دیکھا حیران کھڑا تھا عمرو نے جانا کہ یہ کام اوسی مکارہ کا ہے عمرو نے آواز دی ملکہ فکر مند ہوئی اور کہنے لگی وہ کون
ہے عمرو نے کہا کہ میں ہوں یا نوش بزرگ دار نائب رات اعلیٰ اور ... زہرہ مصری کہا میں کیا کروں مجکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا اور کہا ہے جو شخص اس سنگ بڑی چاہ پر سے دور کریگا وہی تیرا شوہر ہوگا عمرو نے قوت
کی کچھ نہ ہو سکا آخر عمرو نے زنبیل سے مقبل کو نکالا مقبل نے وہ سنگ کو چاہ پر سے دور کیا زہرہ مصری
سہمی کیا چاہ پر آئی اور اندر اوتری امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تو کون ہے اوس نے کہا کہ میں دختر بادشاہ کی ہوں چاہتی ہوں
کہ آپ کو خلاص کروں امیر نے زنجیر قید کو پارہ کیا سرداروں کو چاہ سے نکالا باہر نکلے عمرو سے ملاقات کی اور
شہر کی طرف چلے سامنے شاہ شمش کا پیخانہ تھا عادی کی ناک میں جو کھانے کی بو آئی عادی نے اکیلا چاہا (?)

باورچیونکو عزب سوختہ نے باہر نکالا اور جو کچھ کھانا تیار تھا سب کچھ کھا گیا لوگون نے جا کر خبر بادشاہ کو دی
اوس نے لشکر بھیجا اور حکم کیا کہ اوسکو باندھ لاؤ عادی نے وہی سوختنے مارنا شروع کیے سب بھاگے بادشاہ بھی
لشکر لیکر آیا عادی نے اوسکو بھی شکست دی اور ایک سوختہ بادشاہ کے سر پر مارا بادشاہ واصل جہنم ہوا امیر
بھی مع سردارون کے آئے خوب تلوار چلی آخر لشکر شکست کھا کر بھاگا امیر نے قلعے کو فتح کیا وزیر جا کر قدم پر گرا
اور کلمہ پڑھا مسمود سلو بیٹا بادشاہ کا تھا وزیر اوسکو خدمت امیر میں لایا امیر نے وہ قلعہ اوسکو دیا اور اوسکو
ہمراہ لے کے طرف مصر کے روانہ ہوئے اور وہان اسد دیوانہ نے قلعہ مصر پر بنا جنگ ڈالی دوسرے دن اسد نے
قسم کھائی کہ کل سر سواری قلعہ لیلونگا یہ ٹھہرا کر سوار ہوا اور جنگ کرکے برابر دروازہ قلعہ کے پہونچا دروازہ کو توڑ
کر اسد قلعے مین داخل ہوا عزیز مصر نے نیزہ ہتنے پر اسد کے مارا اسد نے روک کے ایسی ایک تلوار ماری کہ
سر اوسکا تن پر سے جدا ہو گیا اتنے عرصے مین امیر بھی آئے قلعہ مصر سر سواری لے لیا مظفر مصری عزیز مصر کا بیٹا
تھا اوسکو وہان کا بادشاہ کیا اور سب مسلمان ہوئے بعد چند روز کے امیر نے ہمراہی لشکر گران طرف [illegible]
کے کوچ کیا اونکو تو راہ مین چھوڑیے اور وہان کا ساعت فرمائیے کہ نوشیروان تمام سردارون سے آکر تخت پر بیٹھا
بختک نے عرض کی کہ امیر مصر مین مارے گئے نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے پوچھا بزرجمہر نے عرض کیا کہ
سیاہ سرہنگ خبر لایا ہے کہ امیر نے عزیز مصر کو مارا اور اوسکے بیٹے کو بادشاہ کیا اب مداین کی طرف آتا ہے نوشیروان
نے کہا تم سچ کہتے ہو غرض بختک اپنے مکان مین آیا اور ایک نامہ گستہم کو لکھا کہ مجکو معلوم ہوا امیر دربند مین
مارے گئے تو نزد زوبین کامرانی کو لیکے خدمت نوشیروان مین آ مین ملکہ مہرنگار کو اوسکو دلواؤنگا جب کہ یہ نامہ
گستہم کو پہونچا گستہم نامہ لیکے زوبین پاس آیا وہ نامہ پڑھکے بہت خوش ہوا زوبین نے نامہ لیکے بڑے بھائی
اپنے بیچین کو دکھایا بیچین نے کہا اے برادر بختک بڑا حرامزادہ ہے اولاد بن مرزمان کو دیتی ملکہ مہرنگار
مین قتل کرایا تیرا جانا مناسب نہین ہے زوبین نے کہا اب تو مین جاتا ہون بیچین چپ ہو رہا زوبین نے دلیع
تاج ترک اور عاج تاج ترک اور مہروان تاج ترک کو سپہ سالار کیا سات لاکھ پچاس ہزار سوار سے طرف مداین
کے کوچ کیا چند روز مین برابر باغ جمشید کے آیا اور باغ مین اوترا مداین تین کوس وہان سے تھا زوبین نے نامہ بختک
کو لکھا کہ تیرے کہنے سے مین آیا ہون اور باغ جمشید مین اوترا ہون جو کچھ تو کہے اوسپر عمل کرون کتارہ کابلی نے یہ نامہ
خلوت مین بختک کو دیا بختک نے جواب لکھا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تمام سردارون سے نوشیروان کو تیری استقبال
کیواسطے لاؤنگا زوبین یہ سنکے بہت خوش ہوا دوسرے دن بختک نے آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا اے شاہ زوبین
کامرانی سات لاکھ پچاس ہزار سوار سے آیا اور باغ جمشید مین اترا ہے نوشیروان سنکے لیٹ رہا اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا زوبین کو شہزادہ
اچھا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ باغ جمشید مین آپ چلین اور اوسکو واسطے ملازمت کے طلب کرین نوشیروان سوار ہوا زوبین بھی
یہ سنکے سوار ہوا ملازمت بادشاہ کی کی نوشیروان نے زوبین کو بہت سا دلاسا دیا اور حکم کیا کہ ہماری بادشاہی جمشید ہی
باغ جمشید کے برپا کرو غرض نوشیروان آکر تخت پر بیٹھا سردار سب آگے بیٹھے مجلس آراستہ ہوئی تین روز صحبت گرم رہی چوتھے
روز زوبین اپنی بارگاہ مین آیا اور بختک کو لکھا کہ مین تیرے کہنے سے آیا ہون اب جو تو نے مجھسے اقرار
کیا ہے اوسکو عمل مین لا یا جواب دے کہ اوسپر عمل کرون کتارہ زابلی کے ہاتھ رقعہ بختک کے پاس
بھیجا بختک نے جواب دیا کہ کل تیرا کام کرونگا غرض دوسرے روز بختک نے آکے نوشیروان سے
کہا آپ کو معلوم ہے کہ زوبین واسطے خواستگاری ملکہ کے آیا ہے نوشیروان سنکے خفا ہوا اور کہنے لگا اے مادر بخطا

دل کیا میں نہیں جانتا تو کیا شطرنج کی چالیں چلتا ہے کہا آپ کے نمک کی قسم مجھکو نہیں معلوم نوشیروان فکرمند ہوا بختک کو خلوت میں
بلا کر کہا کہ میں کیا کروں بختک نے کہا کہ مجھکو نہیں معلوم اگر ملکہ کا زوبین سے عقد نہ کر دیا تو فساد ہوگا گستہم اور ہیمن
عقب میں آتے ہونگے بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو زوبین کے حوالے کرو جس وقت کہ حمزہ زندہ آیا تو کہنا زوبین مجھسے زور لیگیا
اگر قوت رکھتے ہو تو جاکے ملکہ کو لے آؤ غرض دوسرے دن جب نوشیروان آکے تخت پر بیٹھا زوبین نے آکر مجرا
کیا بختک نے زعفران سر پر زوبین کے چھڑکی اور کہا جشن مبارک ہو کہ بادشاہ نے ملکہ کو تجھے دیا زوبین خوش ہو کے
کھڑا ہو گیا مگر سردار نوشیروان کے بہت فکرمند ہوے اور کسی دوست امیر نے ایک نامہ طوق حران کو ریکر لکھا
کہ شاہ نے مہرنگار کو زوبین کو دیا ہے اور آجکل میں امیر بھی آیا جاتے ہیں قلعۂ مداین کو بند کر اور حفاظت ملکہ کی
کر امیر تجھکو مرتبہ بلند کرینگے طوق حران کرد نے یہ خبر سنکے دروازہ قلعہ کا بند کیا یہ خبر ملکہ نے سنی حیران ہوئی کہا اے
دائی اب میں کیا کروں دایہ نے کہا خاطر جمع رکھ طوق حران مرد مسلمان ہے اور اوس نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
ہے امروز فردا میں امیر بھی آیا ہی چاہتے ہیں القصہ یہ خبر باغ جمشیدی میں جاسوسوں نے بادشاہ نوشیروان
کو پہونچائی کہ ملکہ طوق حران دونوں قلعہ بند ہوئے زوبین نے یہ خبر سنکر ترک تاج کو بھیجا کہ تو جاکر طوق
حران کو قتل کر اور ملکہ کو لے آ ترک تاج مجرا کر کے ہزار سواروں سے مداین کیطرف چلا اب اسکو تو راہ میں
چھوڑو اب کچھ حال امیر کا سنو کہ جب مداین سات منزل رہا عمرو سے کہا کہ تو جاکے خبر لا کہ اب نوشیروان کس
فکر میں ہے جب کہ عمرو برابر مداین کے آیا تمام سرگذشت دریافت کر کے امیر کے روبرو حاضر ہوا اور تمام حال زوبین
کا بیان کیا امیر یہ سنکے غصے میں بھرے اور بلند صورت سے فرمایا کہ تم عقب سے لشکر لیکر آنا اور آپ خنگ سیاہ
قیطاس پر سوار ہوئے اور وہاں ترک تاج دروازے پر پہونچکے چاہتا تھا کہ قلعے لوگوں امیر نے آکے نعرہ
ترک کے مقابل کیا امیر نے تلوار ماری ترک مع مرکب چار پارہ ہوا لشکر اوسکا بھاگا امیر دروازے پر آئے طوق
حران نے دروازہ کھولدیا اور آکر امیر کی ملازمت کی امیر نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا بعد اسکے حکم کیا کہ تمام قلعہ کو کھو
دالو اور جورو بچیان بادشاہ نوشیروان کی سوا مہرنگار کے تمامی اور شتربان اور فیلبان اور ساربانوں کے حوالہ
کرو اور دختر گستہم کو عمرو نے پسند کیا اور دختر بختک کو عادی نے لیا ملکہ مہرانگیز نے رقعہ لکھا اور کبوتر کی گردن
میں باندھکر نوشیروان کے پاس بھیجا کبوتر بارگاہ نوشیروان پر آکے بیٹھا نوشیروان رقعہ پڑھا ترک تاج
کے مارے جانے اور خرابی شہر مداین سے بہت فکرمند ہوا خلوت میں آکر تمام حقیقت دختر گستہم کی بختک سے کہی
اور بختک کی دختر کا حال گستہم سے کہا دوسرے دن نوشیروان تخت پر بیٹھا اور زوبین کو بلا کر کہا کہ وہ عرب آیا ہے تمام
ملک کو میرے ویران کیا اور بہیا تو میری قسم کر کے مہرنگار کو قبضے میں کر لیا زوبین نے کہا میں کام اوسکا تمام کرونگا اور گستہم
نے کہا کہ اے شاہ میں نے سنا ہے کہ بختک کی دختر کو عادی اپنی خدمت میں لایا بختک نے کہا الحمد للہ وہ بادشاہ
قلعہ تنگ ہے اور اصل ہے تمہاری دختر کو عمرو دختر کو لیگیا کہ وہ ذات کا ساسیان زادہ ہے گستہم نے کہا کہ تمام دختران
شاہی کو امیر نے حمام دھولا ہے اور ساربانوں کے حوالے کیا یہ سنکے حضار مجلس حیران و فکرمند ہوئے اور وہاں
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف عراق کے روانہ کرو عمرو نے کہا پہلے مہرنگار کو مکہ روانہ کر دیجیے بعد اوسکے
کسیطرف جانے کی فکر کیجیے پس امیر نے مقبل کو چار ہزار سواروں سے ملکہ کے ہمراہ کیا اور طرف مکہ کے ملکہ
روانہ ہوئی بعد اسکے امیر بافوج پانچ لاکھ ستر ہزار سواروں سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اور ایک نامہ
نوشیروان کو لکھا از مناش بہادر یونانی ادعا او امیر کو مجرا کر کے اور نامہ لیکر چلا جب لشکر نوشیروان میں پہونچا

وہان نوزر کوہستانی بارگاہ سے نوشیروان کی گھر کو آتا تھا راہ مین زمتاش کو دیکھا سلام کیا اور کہا آپ کہان جا
مین زمتاش نے کہا نامہ امیر کا لایا ہون نوزر نے کہا دربار برخاست ہو گیا ہی بہتر یہ ہی کہ آج رات کو فقیر خانے پر رہیے
صبحکو دربار مین جائیے گا نوزر کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مکان پر لایا خوب مہمانی کی اور خاطر جمع رکھیے کہ مین نوکر نوشیروان
کا ہون پچاس ہزار سوار ہین اور سب مسلمان ہین اگر بارگاہ نوشیروان مین کوئی مشکل تیرہ بختی مین اپنی جان
تیر نثار کرونگا الغرض جب صبح ہوئی نوزر بارگاہ نوشیروان آ کے بیٹھا اور زمتاش مرکب پر سوار ہو کے بارگاہ
پر آیا لوگون نے دیکھا اور روکا دس آدمی قتل کر کے اندر بارگاہ کے آیا نامہ نوشیروان کو دیا اور نامے پر زر
نثار کروایا نوشیروان نامہ پڑھکے خفا ہوا اور چاہا کہ نامے کو پارہ کرون زمتاش نے نامہ چھین لیا اور کہا یہ
نامہ صاحبقران زمان کا ہی اگر مرد ہے تو لشکر گران سے سر میدان جواب دے تردمین نے نمازترک کو اشارہ
کیا کہ ایلچی کو قتل کر نمازترک پیچھے سے اگر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ بزرجمہر نے زمتاش کو اشارہ دکیا زمتاش نے
پھر کے اوسکی تلوار چھین اور کمر پر جو تلوار ماری تو دو ٹکڑے ہو کے گرا نوشیروان اور زیادہ غصہ مین آیا حکم کیا کہ اسکو
پکڑ لو پس لوگون نے چارطرف سے یورش کیا نوزر نے بھی اپنے لوگون کو للکارا پچاس ہزار سوار ٹوٹ پڑے
نوشیروان کے لاکھ سوار مارے گئے زمتاش کے بھی زخم لگے اور نوزر بھی زخمی ہوا مگر زمتاش کو گھوڑے
پر سوار کیا اور لشکر امیر مین لایا جراح کو بلا کر زخم سلوائے وہان نوشیروان بہت پریشان تھا گستہم نے کہا
میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے اور گستہم صف لشکر سے نکلا اور پکارا
اے حمزہ تو نے مجھ سے قول کیا تھا کہ زرہ و شمشیر سے مقابلہ نکرونگا پس امیر نے بے زرہ و شمشیر گستہم سے مقابلہ
کیا گستہم نے تلوار ماری امیر نے چھین کے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار پرکالے ہوے نوشیروان نے
لشکر سے کہا کہ امیر کو پکڑ لو امیر نے تمام سردارون سے جنگ مغلوبہ شروع کی امیر نے علم نوشیروان پر تلوار
ماری نوشیروان مع لشکر بھاگا خزانہ اور بارگاہ جمشیدی امیر کے ہاتھ آئی اور مداین مین آکر بیٹھے نوشیروان
بہت پریشان تھا بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور امیر سے کہو کہ نوشیروان آپ سے بہت پشیمان ہی بہتر یہ ہی کہ
قلعہ مداین کو چھوڑ دو اور تم کعبہ کو جاؤ مجھ سے اور مہر نگار سے کچھ دعوی نہین بزرجمہر ہمراہ لیکے مداین
مین آئے اور جو نوشیروان نے کہا تھا بیان کیا امیر نے قبول کیا اور کہا کہ مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک زراعت
تیار نہو اور مرکب میرا نکھائے تب تک کوچ نکرونگا بزرجمہر اوسی وقت ساعت مین سے چند برگ توڑ لائے اور مرکب امیر کو
کھلائے اور کہنے لگے کہ قسم تمہاری پوری ہوئی امیر سب کنبے کے مکے کو روانہ ہوے اور خواجہ بزرجمہر نوشیروان
کو مداین مین لائے اور سب شہر کو بسایا مگر بختک بہت پریشان تھا اپنے گھر مین ایکدم آ کے بیٹھا تھا کہ
جاسوسون نے خبر کی کہ تردمین دروازے پر کھڑے ہین بختک سنتے ہی باہر آیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لایا اور
اور کہا کیا ہی تردمین نے کہا مین تیرے کہنے سے اپنے ملک کو چھوڑ کر آیا ہون اور امیر مکے کو چلے گئے
بختک نے کہا تیسرے دن اسکا جواب دونگا تردمین اپنے مکان مین آیا بختک نے تین دن مین ایک
تلوار آراستہ کی اور سات مرتبہ اوسکو زہر مین بجھایا اور تردمین کو بلا کے تلوار دی اور کہا مین نے رمل مین
دیکھا ہی کہ خونریزی امیر کی تردمین ہوگی جب کہ صبح ہوئی بختک تردمین کو ہمراہ لیکے نوشیروان کے پاس آیا اور
عرض کی کہ ای بادشاہ تردمین عرض کرتا ہی کہ میرا نام بد ہوا اگر آپ حکم دین تو مین مکے مین جا کے امیر کو قتل کرون یا
وہ مجکو قتل کرے نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہی غرض تردمین گستہم کے بیٹون کو ہمراہ لیکے ستر لاکھ پچاس ہزار

سوار ہو طرف مکے کے چلا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچا اور بو قبیس کے برابر اترا سرہنگ مکی نے یہ خبر امیر کو
دی کہ زوبین لشکر گران سے آیا ہے دوسرے روز امیر نے بھی آراستہ لشکر کیا جانی زوبین میدان میں آیا اور امیر
سے مقابلہ کیا بعد چند حملوں کے پانوں سیاہ قیطاس کا موش خانے میں آیا وہ بلند امیر سر سے گر پڑا زوبین نے
فرصت پا کے تلوار جو ماری وہ زہر میں بجھی ہوئی تھی چار انگل زخم کاری سر پر لگا امیر نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی جنگ
مغلوبہ ہوئی سرداروں نے امیر کے زوبین کو شکست دی زوبین بھاگا اور مداین میں آکر نوشیروان سے سارا
حال بیان کیا بختک سنکے خوش ہوا اور کہا اے شاہ اب امیر زندہ نہ رہیگا کیونکہ میں نے سات مرتبہ زہر میں بجھا کر
تلوار زوبین کو دی تھی نوشیروان یہ سنکر چپ ہو رہا اور وہاں امیر مرکب سے جدا ہو کے زمین پر بیہوش ہو
گر پڑے عمرو اور سرداروں نے امیر کو اوٹھایا جب کہ رات گذری صبح ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زخم امیر کا ورم کیے
ہوئے ہے کہ شکل امیر کی پہچانی نہیں جاتی عمرو روتا ہوا چلا اور مداین میں بزرجمہر کے پاس آیا اور امیر کا حال
بیان کیا بزرجمہر نے کہا کہ تو علاج امیر کا نہیں کر سکتا بہتر ہے کہ خالی مکان میں امیر کو لٹا دے اور ملکہ مہرنگار کو
کو واسطے خدمت کے انکے پاس بٹھا دے اور خواجہ بزرجمہر نے مرہم بھی عمرو کو دیا عمرو نے آکر وہ مرہم لگایا دوسرے
زخم امیر کا بڑا ہو گیا عمرو فکرمند ہوا سرداران سے سارا حال بیان کیا اور امیر کو خالی مکان میں ملکہ کو پاس بٹھا دیا منتظر

دو کلمہ داستان جانا حمزہ صاحبقران عالیشان کا بیچ کوہ قاف میں حسب الطلب شہپال بن شاہرخ

راویان اخبار مسرت آثار ایسا روایت کرتے ہیں کہ بیچ کوہ قاف میں ایک بادشاہ ہے کہ نام اوسکا شہپال بن شاہرخ
ہے وزیر حضرت سلیمان کا ہے دیو عفریت سپہ سالار شہپال کا ہے ملکہ آسمان پری دختر شہپال پر عاشق ہوا اور عاشق ہو کر شہپال
سے پھر گیا عفریت سے لڑائی ہوئی شہپال شکست کھا کے بھاگا اور گلستان ارم میں جا گزین ہوا شہرستان
زریں میں عمل عفریت کا ہو گیا دوسرے دن سرداروں نے آکر شہپال کو مجرا کیا شہپال نے اپنے وزیر عبدالرحمن
جنی سے کہا کہ ایک مرتبہ تو رمل کو دیکھ کر اس عفریت نابکار کی قضا کسکے ہاتھ سے ہے عبدالرحمن نے رمل کو
دیکھا خوش ہو کے کہا اے شاہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ میں ایک شخص ہے کہ نام اوسکا حمزہ عرب ہے مگر آجکل
وہ زخمی ہے مرہم سلیمانی بھیجے اور اٹھارہ روز کے وعدے پر اوسے طلب کیجیے اوسکے ہاتھ سے دیو عفریت
مارا جائیگا یہ سنکے شہپال نے سلاسل پری اور رعنا جل پری اور سلطان ارزق کے ساتھ چار ہزار
دیو ہمراہ کر کے مرہم دیا اور مکہ کو روانہ کیا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچے سلطان ارزق
نے مرہم آکر سر پر امیر کے باندھا تھوڑی دیر میں امیر کو ہوش آیا سلطان نے سرمہ سلیمانی امیر کے
آنکھوں میں لگایا امیر نے دیکھا کہ دیو پری آئے ہیں اونھوں نے امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تم کہاں سے
آئے ہو سلطان ارزق نے عرض کی کہ شہپال بادشاہ قاف نے ہمکو بھیجا ہے مرہم سلیمانی ہمنے
سر پر آپکے لگایا ہے مہرنگار حیران ہوئی امیر سے کہا تم کس سے باتیں کرتے ہو امیر نے کہا شاہ قاف
نے دیو پری کو بھیجا ہے میں اون سے باتیں کرتا ہوں ملکہ نے بہبود خواجہ سرا کو عمرو کے پاس بھیجا
اور کہا تم آکر امیر کا حال دیکھو جب کہ عمرو آیا امیر کو مجرا کیا امیر نے اشارے سے کہا بیٹھو جب کہ عمرو بیٹھ
گیا امیر سے کہا تم کس سے باتیں کرتے ہو آیا میں انکو دیکھوں امیر نے سلطان ارزق کو حکم
کیا کہ سرمہ اسکی بھی آنکھ میں لگا دو اوس نے عرض کیا یہ کون ہے امیر نے کہا یہ میرا بھائی ہے اگر یہ راضی نہ ہوگا تو
چلنا میرا قاف کو نہ ہوگا ارزق نے عمرو کی آنکھ میں اور ملکہ کی آنکھ میں سرمہ لگایا دونوں دیو پری کو دیکھکر حیران ہوئے

عمرو نے کہا اے سلطان ارزق جو کچھ روپیہ امیر کے خزانے میں ہے تم لے لو اور چلے جاؤ ارزق نے کہا ہم
واسطے نہیں آئے ہیں اور اے خواجہ تم خوب جانتے ہو کہ اگر یہ مرہم سلیمانی نہ آتا تو امیر قتل ہو جاتے شہپال نے شکست
عفریت سے پائی ہے گلستان ارم میں آیا ہے عبدالرحمن جنی وزیر شہپال نے رمل دیکھکر کہا کہ عفریت امیر کے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر ان روزوں دور تھی یہ مرہم دے کر ہمکو بھیجا ہے اب ہمکو آپ جواب دیں کہ آپ عفریت سے
مقابلہ کر سکتے ہیں یا نہیں امیر نے کہا بیٹے عمرو نے لکھکر کہا کیا خاطر جمع ہے آپ اقرار کرتے ہیں اور کل جو لشکر نوشیروان
کا آئیگا کون جواب دیگا امیر سنکے ہنسے اور سلطان ارزق سے کہا تم عمرو کو راضی کرو سلطان ارزق نے
عمرو سے کہا کہ تم کس واسطے امیر کو جانے نہیں دیتے عمرو نے کہا تم مرہم کی قیمت تین ہزار اشرفیاں لیلو اور قاف
روانہ ہو ارزق نے کہا ہمکو طمع نہیں ہے اٹھارہ روز کے وعدے پر ہم امیر کو لیے جاتے ہیں بعد اسکے بخوبی تمام
پہونچا جائینگا آخر عمرو بھی راضی ہوا اور کہا اے ارزق چند دیوں کو حکم کر کہ وہ مجھکو مداین میں لے چلیں غرض
عمرو تخت پر سوار ہوا چار دیو عمرو کو مداین میں لائے جب کہ بارگاہ نوشیروان میں عمرو آیا تخت نیچے رکھا گیا
بختک دیکھکر حیران ہوا عمرو کو مجرا کیا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا اے شاہ تو نے اپنے ہاتھ سے
بچے پالوں میں مارا یہ نہ جانا کہ امیر حضرت ابراہیم کی اولاد میں ہے کوئی انکو قتل کر سکتا ہے یہ چار دیو مجھکو لیکر آئے
ہیں اگر کہوں تو تیرے تمام شہر کے لوگ ابھی کھا جاتے ہیں یہ سنتے ہی رنگ نوشیروان کا زرد ہو گیا اور بختک کا
زہرہ تو پانی پانی ہو گیا سردار سب حیران تھے نوشیروان نے کہا اے خواجہ مجھکو تو دین کی خبر نہیں عمرو نے کہا
گذشتہ را صلوات امیر اٹھارہ دن کے لیے پردہ قاف کو جاتے ہیں اور شہپال نے ضیافت کے لیے طلب کیا
ہے اگر تو نے لشکر کشی کی تو ابھی دیو تیرا علاج کر سکتے ہیں نوشیروان نے عمرو سے اقرار کیا جب تک امیر نہ آئینگے تب
تک جنگ نہ کرونگا غرض عمرو نے یہ کلام نوشیروان سے لکھوا لیے اور مہر لگائی بعد اسکے قلم دوات اور [illegible]
بختک کی لیکر لشکر میں آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا وہ دن تو گذرا دوسرے دن امیر جلسہ کر کے بارگاہ
میں آکر بیٹھے سرداروں نے تصدق اتارے امیر نے سرداروں سے کہا میں تو قاف کو جاتا ہوں عمرو کو اپنی جگہ
میں نے مقرر کیا ہے سب نے کہا بہت خوب اور اطاعت عمرو کی قبول کی سب سرداروں نے عمرو کو مجرا کیا نذر دی
عمرو نے غل مچایا کہ میں لائق بادشاہت کے نہیں ہوں امیر نے ہر طرح عمرو کو دلاسا دیا اور راضی کیا اوسی وقت
ایک عیار بیٹے خطا و ختن سے آیا اوسکا زرد ہنگ خطائی نام تھا نامہ بہرام کے ہاتھ میں دیا لکھا تھا اے بہرام تجھکو
معلوم ہو کہ معروف شاہ مازندران نے آکے قلعہ خطا پر زرہ کیا ہے اگر دیکھتے ہی نامہ کے تم آسکو تو خوب ہے
نہیں تو قلعہ ہاتھ سے گیا بہرام امیر سے رخصت لے کے روانہ ہوا اب کچھ حال زیر باد ہند کا سنئے کہ ایرج
بخت یار شاہ جبر و بی کو بادشاہ تمام زیر باد ہند کا کیا تھا اور داراب وشواط اور عبدالعزیز شاہ کو
اطاعت گذار بخت یار شاہ کا کیا تھا ایک روز داراب اپنے عزیزوں سمیت بارگاہ میں بیٹھا تھا مجلس شراب
گرم ہو رہی تھی جب کہ خوب نشہ ہوا حکم کیا بت لاؤ جب کہ بت آگئے داراب نے کہا میں نے دین کو اپنے پوشیدہ
کیا اب چاہتا ہوں کہ جو کوئی میرے سر کو عزیز رکھتا ہے وہ بت کو سجدہ کرے یہ کہکے پہلے داراب نے سجدہ کیا
بعد اوسکے شواط اور عبدالعزیز نے سجدہ کیا غرض تین دن کے عرصے میں تین ہزار آدمی کو گمراہ کیا بعد اوسکے اوسی
عالم نشہ میں مست ہو کے سب کو ہمراہ لیکے بارگاہ بخت یار شاہ میں آیا اور بخت یار شاہ کو سلام نہ کیا عبدالعزیز
نے بت منگا کر اور کہا جو کوئی ہمکو عزیز رکھتا ہے وہ سجدہ کرے جو گمراہ تھے اونھوں نے سجدہ کیا مگر بخت یار شاہ

اور سلسل شاہ نے سجدہ نہ کیا داراب نے کہا تو نے کیوں سجدہ نہ کیا کہ یہ دین قدیم تمہارا ہے بخت یار شاہ نے
کہا تم گمراہ ہوکے ایسا کام کرتے ہو یا حمزہ کو کچھ دور جانتے ہو آتا حمزہ کا کچھ مشکل نہیں ہم کس خیال میں ہو داراب
نے کہا انکو پکڑو غرض بخت یار شاہ کو داراب نے قید کیا اوسکا بیٹا سلسل شاہ قتل کیا اور لشکر امیر میں آیا
لندھور نے سارا حال بیان کیا لندھور بیٹھے اوٹھا اور امیر سے رخصت لیکے طرف زیرباد ہند کے روانہ ہوا اور
امیر دوبارہ قاف کو روانہ ہوئے عمرو نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور بارہ کوس امیر کے ہمراہ عمرو کو رخصت کیا لیکن عمرو
لٹک گیا آخر دیووں نے پھر تخت اٹھا لیا اور تخت بلند ہوا عمرو نیچے تخت کے دیکھتا ہوا اور اوڑا جاتا تھا آخر تخت نظر سے
عمرو کے غائب ہو گیا عمرو بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑا حضرت خضر آئے عمرو کو اوٹھایا اور مکہ کو بھیجا عمرو مکے میں آگیا
تخت پہنچا اب حال امیر کا سماعت فرمائیے کہ امیر دو روز برابر چلے گئے تیسرے دن ایک باغ امیر نے دیکھا
سلطان ارزق سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہے اوس نے کہا باغ سام بن نریمان کا ہے اسمیں ایک گنبد ہے اور اوس گنبد
میں تین قبریں ہیں ایک قبر سام کی ایک رستم کی اور سہراب کی امیر نے کہا تخت ہمارا اس باغ میں اوتارا تخت اوترا امیر نے
مزار کا طواف کیا فاتحہ پڑھا کہ امیر کو خواب آیا امیر نے تینوں پہلوانوں کو دیکھا امیر نے سام سے گرز طلب کیا سام نے گرز امیر کو
بخشا پھر رستم سے کمان طلب کی رستم نے کہا تم کمان میری کھینچ نہ سکو گے بعد اسکے سہراب سے کچھ طلب
کیا سہراب نے بھی کچھ بخشا امیر خواب سے بیدار ہوئے گرز سام کا اوٹھایا کچھ سہراب کا لیا رستم کی کمان کو توڑ
ڈالا بعد تخت پہ سوار ہوئے اور قاف میں پہونچے امیر نے ایک چار دیواری فولادی دیکھی امیر نے کہا یہ کون
دربند ہے سلطان ارزق نے کہا یہ دربند ایک دیو کے حوالے ہے کہ اوسکا نام دیو راہدار ہے اور دیو عفریت کو
رمل سے معلوم ہے کہ تو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسواسطے اوس نے دیو راہدار کو یہاں مقرر کیا ہے
کہ تو اوس آدمی کو زندہ نہ چھوڑنا غرض وہیں امیر اوترے اور نماز پڑھنے لگے اوسیوقت دیو راہدار سلطان
ارزق اور سلاسل اور جلاجل پری اور دیووں کو پکڑ لیگیا امیر نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کوئی میرے پاس
نہیں ہے حیران ہوئے دن گذرا رات ہوئی امیر عبادت خدا میں مشغول ہوئے جب کہ صبح ہوئی چار امیر کمر ہمت باندھ کر
اوسی کوہ پر روانہ ہوئے ایک چشمہ ملا اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے ایک پیر مرد بیٹھا ہوا عبادت خدا میں
مشغول تھا امیر نے جا کر سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام دیا اور کہا تم کہاں سے آئے ہو امیر نے سارا ماجرا بیان کیا
پیر مرد نے کہا تم غمگین نہو تمسے وہ وہ کار نمایاں ہوں گے کہ تا قیامت نام تمہارا رہیگا امیر نے نام اوسکا پوچھا
اوس نے کہا نام میرا عبد سالم اسکندر کہتے ہیں تمام جہان کی میں نے سیر کی ہے اور یہاں آکر بیٹھا ہوں امیر
نے کہا میں قاف کو جاؤنگا اس اثنا میں حضرت خضر و حضرت الیاس تشریف لائے امیر سے کہا تمکو حکم نہیں ہے
کہ قاف جاؤ یہ کہکے چلے گئے بعد اسکے پیر مرد نے امیر سے میں نے بہت فکر کی ہیں اور رمل میں دیکھا ہے کہ عرب سے
ایک شخص خروج کریگا کہ تمام قاف میں اوسکا عمل ہوگا اور نام اوسکا حمزہ عرب ہوگا امیر نے کہا وہ میرا نام ہے حکیم نے
کہا تم خاطر جمع رکھو یہ دربند طلسم سلیمانی سے کھلیگا تم اندر جاتا امیر نے کہا کب کھلیگا اوس نے کہا فتح کو یہ دربند کھلیگا
اور تم اندر جاکر کہنا کہ میں مہمان دیو راہدار کا ہوں سب تمکو ناچار راہ دینگے غرض صبح کو امیر دروازہ پر آکر بیٹھے اور
چاروں دیکھتے تھے کہ کسطرح یہ در کھلے اور دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ صدا ہوئی اور وہ دربند کھلا امیر فوراً اوس دربند
میں گئے دیوانکی صورت دیکھکر دائیں بائیں سے امیر کے دوڑے اور کہا ای آدم زاد تو یہاں کیسے آیا اور کہاں جاتا ہے
امیر نے جلدی تمام کہا کہ میں مہمان راہدار کا ہوں غرض ناچار دیو ہٹ گئے راہ امیر کو بتادی امیر تو آگے چلنے لگے اور پیچھے

دیکھتے جاتے تھے اور خوف اپنی جان کا تھا جب بارگاہ راہدار میں آئے دیکھا کہ چار طرف دیو بیٹھے ہیں سامنے تخت ہے اسپر راہدار
بیٹھا ہے امیر نے سلام علیک کی اور تعریف خدا کی دیووں نے جواب سلام دیا اور ایک دیو نے کہا تم کون ہو امیر نے کہا
کیا میں مہمان راہدار ہوں راہدار نے کہا آؤ بیٹھو پس امیر دلیرانہ آگے بڑھے اور برابر دیو راہدار کے بیٹھے راہدار نے کہا تم کہاں سے آئے ہو امیر
نے کہا تجکو معلوم ہو کہ میں بیرون دنیا میں زخمی تھا شیبال نے چند دیو بھیجے مجکو اچھا کیا اور یہاں لگا کر آئے تو نے انکو قید
کیا یہی بہتر ہے کہ انکو چھوڑ دے کہ مجکو وہ قاف میں پہونچا دیں اور میں دیو عفریت کو قتل کر کے اپنے گھر کو جاؤں راہدار یہ
سنکے ہنسا اور کہا ایک ملازم عفریت کا میں ہوں گر وہ حکم کرے تو میں تجکو قاف میں جانے دوں امیر نے کہا تجکو
اوس سے کیا کام ہے راہدار نے کہا میں تجکو زندہ نہ چھوڑونگا امیر نے کہا میں تجکو قتل کرونگا راہدار یہ سنکے خفا ہوا اور
آواز دیووں کو دی کہ اسکو پکڑو پس دیو چار طرف سے دوڑے امیر نے تلوار کھینچی اور داہنے بائیں وار کرنے لگے غرض
چند دیووں کو قتل کیا راہدار غصہ میں آیا اور کہا اے نامردو ایک آدمی زاد کو تم قتل نہیں کر سکتے کب تمہاری سپاہ سے
کام آئیگی پس دوڑا ہوں میں خود اس آدم زاد سے لڑونگا یہ کہکر آپ اوٹھا اور وار تیشہ دار اوٹھا کر امیر پر ماری امیر نے
ضرب کو رد کر کے تلوار کمر پر اوسکے ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے راہدار کے ملازموں سے لڑائی ہونے لگی ایک نقارہ پیدا ہوا اور
اور امیر نے دیووں کو مار کر بھگا دیا بعد اوسکے حضرت خضر پیدا ہوئے اور انہوں نے قید خانہ بتایا امیر نے سلطان ازرق
وغیرہ کو خلاص کیا اور تخت پر سوار ہو کے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے اب انکو میں چھوڑ کر اب کچھ حال لندھور
کا سنو کہ لندھور نے بعد چند روز کے دریا عبور کیا وہاں داراب وشواط نے لشکر جمع کیا اور سراندیپ کی طرف
کوچ کیا بعد قطع مسافت سراندیپ میں پہونچے شیبال ہندی قلعے سے باہر آیا لڑا اسکی صفوں پر دو لشکر عبد العزیز
کی طرف سے ظہیر ہندی میدان میں آیا اور شیبال ہندی کے ہاتھ مارا گیا القصہ سات آدمیوں کو شیبال نے
قتل کیا داراب نے آپ آکر مقابلہ کیا گرز سے شانہ شیبال ہندی کا زخمی ہوا لشکر شیبال ہندی نے شکست
کھائی سرسواری قلعہ سراندیپ لیلیا لندھور بن سعدان کو راستہ میں جاسوسوں نے خبر پہونچائی کہ
داراب نے قلعہ سراندیپ پر قبضہ کیا یہ سنکے لندھور غضب میں آیا بخار چڑھ آیا بیمار ہو گیا اور عادل
شیر دل وجے پور ہندی بہت فکرمند ہوئے داراب نے طبل جنگ بجایا اور میدان میں آیا عادل
شیر دل نے مقابلہ کیا اور طبل بازگشت بجوا کے پھر آیا جے پور ہندی فکرمند تھا کہ نجم بن شہاب ہندی نے
عرض کیا کہ یہاں سے چار سو کوس پر لشکر بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو میں جا کر انکو لے آؤں
پس جے پور نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو میں جا کر انکو لے آؤں پس جے پور
نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کو یہ مضمون تحریر کیا کہ داراب وسواط وعبد العزیز وغیرہ نے چار
ملک پر لشکر کشی کی شیبال ہندی نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تمام لشکر معرض زوال میں ہے لندھور بھی اتفاق سے
بیمار ہو گیا ہم لوگوں کی حالت تباہ ہے لہذا ای پہلوان دوران اسوقت تاخیر میں مت کیجے اور ان گمراہان دین کی سرکوبی
کرنا ضروری ہے جے پور ہندی نے نامہ تمام کر کے نجم بن شہاب کو دیا اور کہا کہ میری جانب سے کہنا کہ آپکی اعانت کا منتظر ہے نجم بن
شہاب نامہ لیکر بہرام گرد کے پاس آیا اور بارگاہ میں آکر بیہوش ہو گیا ملازمان بہرام نے ہوشیار کیا اور نامہ بہرام کو دیا بہرام نے
نامہ پڑھا مضمون سے مطلع ہوا اور کہا امیر میں بہرام رہتا تھا گر دیبری بہرام گرد بن خاقان چین نے تین سو منزل پر تمام لشکر لندھور
بن سعدان میں پہونچایا لندھور نے بہرام کو گلے سے لگایا اور داراب وعبد العزیز وغیرہ کی شکایت کی بہرام گرد نے
کہا کل میں مقابلہ کرونگا دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہوں غرض یہ خبر داراب کو ہوئی اور طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں

لشکر میدان کارزار میں آکر ٹھہرے صفیں جانبین سے آراستہ ہوئیں شواط نے فیل اپنا صف لشکر سے نکالا اور مبارز
طلب کیا بہرام گرد نے اپنے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا گرز بازی میں کرگدن بہرام گرد کا مارا گیا تیغ سے میں برابر
رہے بہرام نے فیل شواط کو مارا شواط فیل پر سے کود کشتی ہونے لگی جب کہ شام ہوئی شواط نے بہرام کا
کشتی سے تمام لیا اور کہا پھر کل جنگ کرونگا ہر چند بہرام نے کہا شواط نے نہ مانا اور اپنے لشکر کیطرف چلا گیا جب کہ دونوں
لشکر میدان مصاف سے اپنی اپنی آرامگاہ پر پہونچے داراب نے شواط سے پوچھا کہ تو نے کسواسطے بہرام
کا ہاتھ کشتی سے تمام لیا شواط نے کہا اے داراب غنیم مجھسے زبردست ہے نعمان ہزارہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو
بہرام کو چراکے باندھ لادوں داراب نے کہا اچھا پس نعمان ہزارہ رات کو گیا اور بہرام کو بیہوش کرکے چرا لایا
عبدالعزیز نے کہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون بارگاہ سے باندھو وہ بہرام ستون بارگاہ سے بندھوا کر ستون
لشکر لندھور پر مارا جے پور نے آکر شواط کا مقابلہ کیا شواط نے میل سر پر جے پور ہندی کے مارا جے پور
ہند نے سر کو بچایا میل سر پر مرکب کے لگا سر مرکب کا پھٹ گیا جے پور نیچے گرا ملازم جے پور کے دوڑے اور
جے پور کو اٹھا لائے شواط نزدیک بارگاہ لندھور پہونچا لندھور خواب سے بیدار ہوا پوچھا یہ کیا غل ہے اور
شور ہے نجم بن شہاب نے سارا حال بیان کیا لندھور کو غصہ آیا اور کہا کہ میرے اسلحہ لاؤ عادل شیر دل اور اسکندر
دہلوی نے عرض کیا کہ آپ کا یہ حال ہے کسطرح سے مقابلہ کیجیے گا لندھور نے کہا میں اسی حال میں مقابلہ کرونگا وہ
خاموش ہو رہے آخر کار لندھور نے سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے عمود کاندھے پر رکھا اور فیل میمونہ پر سوار
ہوکے بارگاہ سے باہر آیا شواط کی نظر لندھور کے اوپر پڑی جانا کہ لندھور بیمار ہے شواط لندھور کے
سامنے آیا اور میل سات سو من کا سر لندھور کے مارا لندھور نے اوسی حالت میں شواط کی ضرب کو رد کیا
اور ایسا گرز مارا کہ شواط مع فیل پیسا ہو گیا اور داراب اور عبدالعزیز کو شکست دی وہ بھاگے لندھور
نے بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون سے چھڑایا اور خزانہ در بارگاہ داراب و عبدالعزیز وغیرہ کا لوٹ لیا
منظر کلاہ جو داراب کا صوبہ دار تھا اوس نے دروازہ شہر کا کھولا اور باہر آکر لندھور کی ملازمت کی لندھور نے
منظر کلاہ کو خلعت دیا اور سرفراز کیا شہر میں آکر لندھور تخت پر بیٹھا شہپال ہندی کو قید سے چھڑایا اور لندھور
نے گلے لگایا داراب اور عبدالعزیز جو بھاگے مالک اجدری نے کہا کہ تمہارا زیر باد و ہند کیطرف جانا مناسب نہیں
انکو راہ میں چھوڑو اب کچھ حالات امیر با توقیر صاحبقران آفاق گیر کے بیان ہوتے ہیں کہ پری نے پہلے ایک
دیو کو شہپال بن شہرخ کے پاس روانہ کیا دیو نے آکر شہپال بن شہرخ کو مجرا کیا اور سارا حال راہ بھولے
مارے جانے کا بیان اور آنا لشکر ابدار باد و قار کا واسطے مدد امیر کے مفصل عرض کیا شہپال یہ سنکر بہت
خوش ہوا اور ادھر امیر کشور گیر کو پریان تخت پر سوار کیے لیے جاتی تھیں امیر با توقیر نے ایک شہر کو دیکھا
پریوں سے پوچھا کہ یہ کسکا شہر ہے سلاسل پری نے عرض کیا کہ یہ شہر شہپال بن شہرخ کے زیر حکومت
ہے اگرچہ مجھسے تعلق رکھتا ہے میں اس شہر میں رہتی ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو ہمکو اپنے مکان
میں فروکش کر سلاسل پری نے عرض کیا اگر شہپال بن شہرخ آپکو پہچان اوڑ لے سنیگا تو مجھکو
زندہ نہ چھوڑیگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا میں نہیں جانتا میں تو یہیں اتروں گا غرض سلاسل
پری ناچار ہوئی اور امیر کو لاکر اپنے مکان میں اوتارا جاسوسوں نے یہ خبر شہپال بن شہرخ کو
پہونچائی شہپال بن شہرخ یہ سنکے غضب میں آیا اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اس بدبخت

نے یہ کیا حرکت کی عبدالرحمن نے کہا اے بادشاہ اس میں کچھ گناہ سلاسل پری
کا نہیں ہے امیر آپ اترے ہیں غرض دوسرے دن شہپال بن شہرخ سوار ہوا اور حکم کیا کہ دونوں
طرف دیو و پری صف باندھکر کھڑی ہوں اور زر و جواہر واسطے نثار کے امیر پر بھیجا اور دوہرے امیر باتو قبر تخت پر
ہو گئے چلے جب کہ شہپال بن شہرخ کی نگاہ امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی نہایت حیران ہوا اور عبدالرحمن جنی نے کہا
کہ اسی آدم زاد نے دیو راہدار کو مارا ہے عبدالرحمن جنی نے کہا ہاں اسی شخص نے راہدار کو قتل کیا ہے اگر آپ کو
یقین نہو تو کسی دیو کو بھیجے کہ ایک مشت اس آدم زاد کے لگائے سارا حال معلوم ہو جائیگا شاہ شہپال نے دیو طمطراق
دندان کو بھیجا کہ اس آدم زاد کو پکڑ لاؤ وہ دیو امیر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا اور کہا ای آدم زاد تو کہاں جاتا ہے
ہمارے بادشاہ کا حکم نہیں ہے کہ تو آگے بڑھے امیر باتو قبر کو دیو کے کلام سے نہایت غصہ ہوا ایک مشت میں کام
دیو طمطراق دندان کا تمام کیا شہپال بن شہرخ یہ دیکھکے ہنسا اور دوڑ کے امیر باتو قبر کو گود میں اوٹھالیا تخت
اپنے اسوار کرکے ڈر بے بہا نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ فلک جاہ میں لایا اور امیر کیطرف دیکھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا امیر
باتو قبر نے دونوں جانب نگاہ کی دیکھا کہ تمام دیو و پری اور شہزادے ہر چہار کے جا بجا اپنی اپنی صندلیوں پر بیٹھے ہیں مگر
شہپال کے تخت کے سامنے ایک کرسی جواہر نگار کی خالی بچھی ہے امیر باتو قبر نے اوسکا کچھ اندیشہ نہ کیا اور اوسپر جا کر
بیٹھے اتفاق سے وہ کرسی ملکہ آسمان پری دختر شہپال کی تھی یہ خبر ملکہ آسمان پری کو پہنچی کہ شہپال نے واسطے
مارنے عفریت کے ایک آدمی زاد کو بلایا ہے اور آپ کی کرسی پر بٹھایا ہے آسمان پری یہ خبر سنکے نہایت غیظ و غضب میں
ہوئی اوسوقت بصد جاہ و جلال کے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئی جسوقت ملکہ آسمان پری کی سواری بارگاہ میں اتری ایک شور برپا ہوا
جسوقت ملکہ آسمان پری کی نظر جمال خورشید مثال امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی اوسوقت ملکہ کا یہ حال ہوا اشعار

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
طبع نے اک جنون کیا پیدا
ہاتھ جانے لگا گریبان تک

وہ نظر ہی وداع طاقت تھے
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
چاک کے پہلے با نون دامان تک

ملکہ آسمان پری نے سر اوٹھا کر جو بغور دیکھا ہر بیشہ شجاعت نہنگ دریای ہمت کو اپنی کرسی جواہر نگار پر متمکن پایا لیکن زرد
شوکت چہرے سے عیان رعب و دبدبہ بہادری و شجاعت نہنگ چہرے سے ٹپک رہی ہے غصہ میں بل ابرو اور رخسار پر شیر کی تیور
نگاہ میں رستمی مزاج میں بہی مگر حیران حیران ہو بجانب دیکھ رہی ہیں ملکہ نے کبھی ایسی صورت زیبا نہ دیکھی تھی تیر عشق تو د
ل کے پار ہو گئی قریب تھا کہ غش کہا کر زمین پر گر پڑے مگر اپنے تئیں سنبھالا اور دل میں اپنے کہا کہ ای آسمان پری اب ہنو کہ
تو اس آدم زاد کے دام محبت میں گرفتار ہو جائی بقول شاعر شعر سبز رنگی بجا سبزم اگر دامیرہ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم
الغرض دل کو تھام کے شہپال کو مجرا کیا اور پاس شہپال کے تخت پر بیٹھ گئی بعد ایک ساعت کے آسمان پری نے شہپال
سے پوچھا کہ ای والد بزرگوار آدم زاد جو دنیا کے پردے سے آیا ہے وہ یہی ہے شہپال نے بعد ثنا و صفت امیر کے یہ
بیان کیا کہ راہدار کو ایک ضرب شمشیر سے داخل اسفل السافلین کیا بعد اوسکے ملکہ آسمان پری نے امیر باتو قبر کو
پوچھا کہ تمہین نے راہدار اور طمطراق دندان کو قتل کیا اور اب عفریت نابکار کو ہلاک کروگے امیر حمزہ صاحبقران
نے جواب دیا اگر عنایت الہی شامل حال ہے تو عفریت نابکار کو اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ روح اوسکی
حشر تک میرے نام سے خایف و ترسان پھرے گی اور نہیں تو کیا آدمی زاد اور کیا دیو زاد الغرض

ضیافت امیر بانوقیر کی شروع ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا جاسوسوں نے یہ خبر عفریت پلید کو کی ارژنگ دیو نے
عفریت پلید سے کہا کہ ایک نامہ شہپال بن شاہرخ کو تحریر کرو اور میرے ہاتھ روانہ کرو میں اوس آدم زاد کو جاتے ہی تیری
بارگاہ میں شہپال کی کھالونگا اگر اس میں فرق ہو تو ارژنگ میرا نام نہیں عفریت پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا
اور نامہ لکھکے ارژنگ کے ہاتھ میں دیا چار ہزار دیو ارژنگ اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ شہپال میں آیا ایک شور و غل ہوا
شہپال نے پوچھا کیسا غل ہے عرض کیا ارژنگ عفریت کا نامہ لایا ہی شہپال نے کہا نہیں معلوم کہ حرامزدہ کیا مطلب لکھتا ہی
غرض ارژنگ سامنے شہپال کے آیا بے تعظیم ہوکر شہپال کے ہاتھ میں نامہ دیا لیکن سلام نہ کیا اور برابر امیر کے سامنے کھڑا
ہوا لگا دیر سے شہپال کو دیکھا تھا شہپال نے نامہ کھولکر پڑھا اوسمیں تعریف ابلیس پلید کے بعد یہ مرقوم تھا کہ
ای شہپال تجکو معلوم ہو کہ میں نے ہر چند تجکو سمجھایا مگر میری نصیحت تو نے نہ مانی بہتر یہ ہے کہ ملکہ آسمان پری کو میرے
پاس بھیجدے اور اوس آدمی زاد کو کہ جس نے زاہد ہمارا کو مارا اور تیری مجلس میں آیا ہی اوسکو بھی باندھ کے میرے
پاس روانہ کر اگر تو نے یہ نہ کیا تو میں تجھسے بے طرح پیش آونگا کہ تو بھی یاد کریگا ارژنگ سے شہپال نے کہا کہ
حضرت سلیمان نے فرمایا ہی کہ جو عفریت کو ماریگا وہ کشندہ زاہد ہے میں معلوم ہوا کہ یہ آدم زاد کشندہ عفریت پلید ہے
کیونکہ اسی کے دست زبردست سے زاہد مارا اور اصل میں ہم ہوا بس عفریت ملعون سے یہ کہنا کہ اگر تو نے ان باتوں کو
ترک کیا تو بہتر نہیں تو اپنی سزا کو پہونچیگا بعد اسکے امیر نے شہپال سے کہا کہ یہ نامہ مجکو دیجیے ذرا میں بھی اس نامے
کی عبارت کا مضمون دیکھوں ارژنگ نے کہا ای شہپال ہرگز ہرگز یہ نامہ اس آدم زاد کو نہ دینا شہپال نے کہنا ارژنگ
کا نہ مانا اور نامہ امیر بانوقیر کو دیدیا امیر بانوقیر نے جو نامہ کو پڑھا اسقدر غصہ آیا کہ نامے کو چاک کر ڈالا دیو ارژنگ
نامہ چاک کر ڈالنے سے برہم ہوا اور کہنے لگا ای آدم زاد تو نے بڑا غضب کیا کہ نامہ عفریت پھاڑ ڈالا اور یہ بے ادبی
ہمارے بادشاہ کے نامے کا نہ کیا اول تو خطا تیری یہ ہے کہ تو نے زاہد ہمارا کو قتل کیا اب دوسری تقصیر تو نے یہ
کی کہ نامہ میرے بادشاہ کا چاک کر ڈالا اسوقت غصہ سے میرا دل چاہتا ہی کہ کھالوں یا تجکو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ
کے پاس لیجاؤں اور اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا دلواؤں جسوقت یہ گفتگو ارژنگ دیو کی امیر اور شہپال نے
سنی نہایت برہم ہوئے شہپال دیو ارژنگ سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ امیر نوقیر نے بصد غیظ و غضب ارژنگ
کو جواب دیا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی خاموش رہ تیرے بھی یہ مجال ہی کہ تو مجکو کھائے یا گرفتار کرکے عفریت نالائق
کے پاس لیجائے ارژنگ نے یہ تقریر امیر کی سنکے دار شمشاد اوٹھائی اور بقہر و غضب سر پر امیر کے لگائی امیر
نے یہ چالاکی ضرب دار شمشاد سے بچکر اسطرح شمشیر آبدار سر ارژنگ نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
اور لاشہ اوسکا زمین پر تڑپنے لگا جو دیو کہ ہمراہ ارژنگ آئے تھے یہ حال دیکھکے خائف ہوئے اور تاب
مقابلہ نہ لاکر لاشہ ارژنگ کا اوٹھاکر بہ نالہ و فغان جانب عفریت روان ہوئے شہپال نے امیر سے کہا کہ اب
عفریت ضرور لشکر لیکر یہاں آئیگا اور لڑیگا امیر نے کہا کہ اگر وہ نابکار یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا خداوند عالم
میری مدد کریگا میں اوسکو بھی ہلاک کرونگا اور لشکر کو اوسکے تباہ اور برباد کرونگا مجھے کب اندیشہ ہے مجھے حمزہ
صاحبقران تو اسی طرح شہپال سے گفتگو کر رہے تھے وہاں عفریت کے روبرو جملہ دیو لاشہ ارژنگ
کا لیے ہوئے پہونچے عفریت نے دیووں سے پوچھا ارژنگ کیونکر مارا گیا دیووں نے دست بستہ تمام
حال نامے کا چاک کر ڈالنے کا اور ارژنگ کے قتل ہونے بیان عفریت حال قتل ارژنگ سے آگاہ ہوکر
غضبناک ہوا اور اسیوقت حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم جلد دیو درانہ فاست سب صورت جمع ہوئے عفریت بھی

بخوبی سامان جنگ کرکے تخت پر سوار ہوا اور مع اپنی مادر کے سات لاکھ دیو ذنکا لشکر ہمراہ لیکر گلستان ارم کیجانب
روانہ ہوا حال اسکا لکھا جائیگا

داستان آنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا مع مالک اجدری کیجانب سرانديپ اور لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا بعیاری دختر سارق کے؛

راویان خوش بیان اس داستان دلستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب داراب شاہ اور بادشاہ
عبدالعزیز بھاگے اثنائے راہ میں مالک اجدری نے داراب شاہ اور عبدالعزیز سے یہ کہا کہ تمہارا بھاگنا مناسب
نہیں ہے شیرانہ اور مردانہ چلکے لندھور سے لڑو بزدل اور نامرد نہ بنو داراب شاہ اور عبدالعزیز
نے کہا اے مالک اجدری لندھور سے ہم مقابلہ نہیں کرسکتے وہ نہایت دلیر اور بہادر ہے اجدری نے جواب دیا
تم میرے ساتھ چلو اور مقابلہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہے داراب شاہ اور عبدالعزیز نے مالک اجدری کے کہنے سے بقصد
جنگ کیا اور مالک اجدری کو ہمراہ اپنے لیکر چالیس روز میں سرانديپ میں داخل ہوئے لندھور کو داراب
اور عبدالعزیز کے آنے کی خبر ہوئی اوسی روز داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جس وقت صدائے طبل جنگ بلند ہوئی
داراب کے لشکر کی صدائے طبل رزمی لشکر حضرت لندھور میں آیا اور بعد ادب دعا اور ثنا کرکے اس طرح عرض کرنے لگا
قطعہ دانہ انجم گردون سے پرے جب تک ✽ رشتہ کاہکشان میں شب یلدا گوہر ✽ جب تلک جوش بہاران
سے ہو گرم صبح ✽ ٹانکے شبنم پہ سر دامن صحرا گوہر ✽ دوستونکو ہو تیرے گنج دگر روز نصیب ہو نہ جز آبلہ
سر دامن اعدا گوہر داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز مدبر نے پھر آکے طبل جنگ بجوایا ہے آپکی کیا مرضی ہے
لندھور نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی بتائید ربانی طبل جنگ بجایا جاوے بموجب حکم
لندھور طبل رزمی پر چوب لگائی گئی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی دلاوران بے مثال و بہادران بے عدیل اوس
طبل رزمی کے سنتے سامان جنگ کرنے لگے آخرش وقت آیا کہ ہیبت مہر کا نور انجم نکے چھپا ستاروں نے
لباس ستر عدم کا وقت صبح دلاوروں نے زینت ہوکر زرہ داؤد زیب تن کے رشتہ نمود نیر سحر ہوئے
اودھر سے لندھور مع سرداران نامدار لشکر جرار لیکر میدان کارزار میں پہنچے اودھر سے داراب شاہ
اور عبدالعزیز و مالک اجدری مع فوج عرصہ رزم میں آئے بیلداروں نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا بعد درستی میدان جنگ کے دونو طرف صف آرائی لشکر ہوئی پھر نقیب
اور کرکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور جوانان لشکر فیروزی اثر سے مخاطب ہوکر باواز بلند یوں
کہنے لگے اے بہادران بے مثال ذرا خیال کرو کہ یہ دنیا اک سرائے فانی ہے جو بڑے بڑے پہلوان
اور دلاور مثل رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب وغیرہ تھے ہر چند اب انکی قبروں کا بھی نشان
نہیں ہے لیکن بوجہ دلاوری اور بہادری کے نام انکا باقی ہے اکثر بہادروں کی زبانوں پر انکا ذکر
شجاعت آتا ہے پس آج سا تماشا دیکھنے کا ہے تم کو بھی لازم ہے کہ دلیرانہ کرو خون اعداء سے زمین کو رنگین
کرو نہ حد سے بڑھکے تلواریں کھاؤ دشمنوں کو خاک میں ملاؤ ایسی کارنمایاں کرو کہ روح رستم خجل ہو جائے اور روح
اسفندیار بھی شرمندہ ہو جائے نقیب اور کرکیت یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے دلاوروں نے جو
نقیبوں اور کرکیتوں کی تقریر سنی غیرت شجاعت سے ارادہ کرنے لگے کہ صف اعداء کے مقابل جا کر اپنے
جوہر تیغ کریں میدان مصاف میں کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار لگادیں کوک لوک کے

دشمن کو ماریں جو ہم تیغ آبدار دکھائیں حریف کو قتل کریں خود بھی زخم تن پر کھائیں خون میں نہائیں ابھی بہادر
دونوں لشکر کے میدان میں قصد نکلنے کا کر رہے تھے کہ ایک لشکر داراب شاہ سے مالک اجردی
گھوڑے کو بڑھا کر میدان کارزار میں آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راوی کہتے ہیں مالک اجردی
کا نام شاہ سرق اجردی تھا اکثر راویوں کا مقولہ ہے کہ شاروق نام تھا غرض جب شاروق
میدان میں آیا پکار کے کہنے لگا کہ اے لندھور اگر تجھکو دعوی شجاعت ہے تو لشکر سے نکل اور مجھسے مقابلہ کر ورنہ
اور کسیکو میرے مقابلہ کیواسطے بھیج بہرام گرد نے ارادہ میدان میں نکلنے کا کر کے مرکب کو آگے بڑھایا
تھا کہ لندھور نے بہرام کو روکا اور کہا اے بہرام گرد تم میدان کارزار میں نہ جاؤ اور شاروق سے مقابلہ
نہ کرو کیونکہ یہ مجھکو بلاتا ہے میں لڑنے کو جاتا ہوں یہ کہکے لندھور میدان میں آیا شاروق نے بعد نبرد بازی
کے گرز اٹھایا لندھور کے سر پر لگایا لندھور نے گرز کو سپر پر روکا اور آپ بھی شاروق کے سر پر گرز لگایا
شاروق نے ضرب گرز سے سر کو تو بچایا لیکن شاروق کے مرکب پر گرز پڑا مرکب ہلاک ہوا شاروق زمین
پر آیا لندھور نے دوسرا گرز لگانے کا کیا داراب شاہ نے جملہ مردان لشکر کو حکم دیا کہ شاروق کو لندھور سے بچاؤ
اور لندھور کو قتل کرو بموجب حکم مردان لشکر ایکبار بڑھے اور شاروق کو لندھور سے بچا کر لندھور کو تیغ و تیر
لگانے لگے ادھر سے بہرام گرد اور عادل شیر دل اور شہپال ہندی لشکر لیکر بڑھے دونوں لشکر باہم ملکے
جنگ ہونے لگی برش شمشیر چمکنے لگی تیر جوانوں کے سینوں کو توڑ کر پشت سے گذرنے لگے مقتول زمین پر گر کے
تڑپنے لگے جوانوں کے [illegible] میں جدائی ہونے لگی گھبراہٹ میں باپ اور بیٹے میں لڑائی ہونے لگی بھائی نے
بھائی کو تیر مار کر گھوڑے سے گرایا [illegible] تیغ سے سر کاٹ لیا اور نعرہ کیا یوں حریف کو مارتے ہیں کسی دلیر
نے ہنگامہ جدال و قتال میں [illegible] کو دشمن جان خیال کر کے تیغ لگائی اوسنے ہر چند کہا کہ ہم تم ایک رستے
کے جوان ہیں ہمارے اور تمہارے دوستی ہے ذرا ہمکو پہچانو اپنے ہاتھ کو روکو تلوار نہ لگاؤ وہ دہشت ہوکر دشمن نہ پہچانا
لیکن اوس تیغ زن نے [illegible] گھبراہٹ میں نہ پہچانا اور خیال کیا کہ حریف بہ مکر و فریب جان ہی بچانا چاہتا ہے اسکو زندہ
نہ جانے دیجیے جلد قتل کیجیے یہ خیال کر کے تیغ لگائی اور زخمی کیا غرض اسیطرح ہنگامہ جدال و قتال تا شام گرم رہا
ہزارہا جوان دونوں لشکر کے قتل ہوئے صدہا زخمی ہوئے دریا خون عرصۂ مصاف میں جاری ہوگیا کشتوں کے پشتے
لاشوں کے انبار میدان کارزار میں جابجا ہوگئے ہنگام شام داراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر میں چلا
گیا لندھور بھی مع جملہ سرداروں کے میدان سے صدہا کو قتل کر کے پھرا جب داراب اور عبدالعزیز اور
شاروق داخل بارگاہ ہوئے اور بیٹھے اسوقت داراب شاہ نے شاروق سے پوچھا کہ اے شاروق آج
تم نے لندھور سے مقابلہ کیا تھا لندھور کی قوت و دلیری کو تمنے دیکھا شاروق نے کہا اے داراب شاہ اگر
میں پیچھے نہ ہٹتا اور سر اپنا نہ بچاتا تو ضرب گرز لندھور سے کسیطرح زندہ نہ بچتا استخوان میری سرمہ سا ہو جاتیں
اگر گھوڑا میرا ہلاک ہوگیا تو کچھ غم نہیں میں تو بچ گیا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت داراب شاہ نے
کہا دیکھیے کل وقت کارزار کیا ہوتا ہے کون تیغ ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے شاروق نے کہا اے داراب کل
کے روز اگر لڑائی ہوگی تو میں دلیرانہ لڑونگا اور تمہاری محبت میں اپنی جان دونگا ہرگز قدم میدان جنگ سے
پیچھے نہ ہٹاؤنگا یہ کہکے شاروق بارگاہ سے اوٹھا اور اپنے گھر کو آیا چونکہ شاروق کی چار بیٹیاں ہیں اور
دو بیٹیاں [illegible] اسکے ہمراہ ہیں اور ایک خیمے میں اپنی جلیسوں اور انیسوں اور کنیزوں کے فرد کش ہیں شاروق

بارگاہ سے اُٹھکر اپنی ارکیون کے پاس گیا ارکیون نے اپنے باپ کو پریشان خاطر دیکھکر کیفیت مزاج پوچھی اور جنگ کا
حال بھی پوچھا شاروق نے تمام کیفیت لندھور سے لڑائی ہونے کی اور اپنی جان بچنے کی بیان کی اور کہا کل مین
پھر لڑونگا اور میدانِ جنگ سے نہ ہٹونگا اگر زندہ رہا تو خیر ورنہ کل ضرور قتل ہو جاؤنگا تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر مین قتل ہو جاؤن
تو تم یہان سے چلی جانا اور میرے صدمے مین چندان نالہ وفغان نہ کرنا ارکیان یہ تقریر اپنے باپ کی سنکے محزون ہوئین
اور کہنے لگین اب آپ جائیے اور داراب شاہ سے کہیے کہ ایک نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھین کہ چالیس دن
تک لڑائی موقوف رہے اور مہلت چالیس روز کی دیجے جب لندھور مہلت چالیس دن کی دیدیگا ہم آپ سے اقرار
کرتے ہین کہ درمیان چالیس روز کے لندھور وغیرہ کو ہم گرفتار کرکے آپ کے حوالے کر دینگے اوسوقت آپ کو اختیار
ہے خواہ اُنکو قتل کیجیے گا خواہ قید کیجیے گا شاروق نے خوش ہو کر پوچھا اے نور نظر پارۂ جگر یہ تو بتاؤ کہ تم
کس تدبیر سے لندھور وغیرہ کو گرفتار کروگی تم دونون گل پیرہن نازک بدن ہو اور لندھور وہ بادشاہ
دلیر کہ بڑے بڑے پہلوان اوس سے لڑ نہین سکتے ہین ارکیون نے اپنے باپ سے کہا ہم اسطرح لندھور کو
گرفتار کرینگے کہ لڑائی نہوگی کوئی سپاہی بھی لشکر کا مارا نہ جائیگا اور ہم لندھور کو گرفتار کرینگے آپ ہمارے مقدمے
مین دخل نہ کیجیے گا شاروق نے یہ سنکے اپنی دختر نیکو سینے سے لگایا اور خوش ہو کر پیار کیا اور اوسیوقت
اپنی بیٹیون کے پاس سے اُٹھکے داراب شاہ اور عبد العزیز کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اسوقت نامہ
لندھور کو اس مضمون کا لکھو کہ ہمکو چالیس روز کی مہلت دو بعد چالیس روز کے ہم لڑینگے داراب شاہ
اور عبد العزیز نے نامہ لکھنے کا اور مہلت طلب کرنے کا سبب پوچھا شاروق نے کہا تم نامہ لکھو تو بعد
ہی مہلت مانگنے کا سبب تم پر ظاہر ہو جائیگا ہر چند عبد العزیز اور داراب نے باعث مہلت طلب کرنے
کا پوچھا لیکن شاروق نے صاف صاف بیان نہ کیا آخر داراب شاہ نے بموجب کہنے شاروق کے نامہ
لکھا اور بعد لکھنے کے نامہ نعمان ہزارہ کو دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد جاکر لندھور کو دیدے اور
جواب اس نامہ کا اوس سے لے آ نعمان ہزارہ بموجب حکم نامہ لیکر گیا جب دربار شہپال مین پہونچا لندھور کو نامہ
دیا لندھور نے مضمون نامے سے آگاہ ہو کر کہا کہ داراب سے کہدینا کہ تجھے بموجب تمھاری استدعا
کے تمکو چالیس روز کی مہلت دی یہ کہکے بارگاہ سے نعمان ہزارہ کو رخصت کیا نعمان ہزارہ نے جو کچھ
لندھور نے کہا تھا داراب سے جاکر عرض کیا شاروق مہلت ملنے سے خوش ہوا اور بارگاہ سے اوٹھکر
اپنی ارکیون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ بموجب تمھارے کہنے کے نامہ لندھور کو بھیجا تھا اوس نے چالیس روز کی
مہلت دی ہے جب اپنے باپ شاروق کی یہ گفتگو سنکے خوش ہوئین اور بعد گذرنے شب کے صبح کو اضطراب سے کہنے
لگین کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ سیر صحرا کرین اور دو چار روز جاکر صحرا مین رہین شاروق نے کہا دن کو صحرا مین جانے
تو منع نہین کرتا لیکن رات کو صحرا مین نہ رہنا ارکیون نے کہا اچھا ہم رات کو صحرا مین نہ رہینگے چلے آیا کرینگے
غرض دختران شاروق ایک خیمہ اور چند اپنی انیسون اور جلیسون وغیرہ کو لیکر جانب صحرائے سبزہ زار
مع سامان ضروریہ سوار ہو کے چلین اور صحرا مین پہونچکے خیمے مین اوترین اور بناؤ سنگار کرکے اور پوشاک نفیس
و ناد زیب تن کرکے سیر صحرا کی خیمے سے نکل کے کرنے لگین چونکہ دختران شاروق نہایت خوبصورت اور حسین
تھین اور ندیمین جلیسین بھی نوجوان خوبصورت انکے ہمراہ تھین جسوقت دونون مع اپنے ہمراہیون کے صحرا
سبزہ زار مین بناز و ادا ٹہلنے لگین [illegible] اوسوقت اون گلعذارون کے سبب صحرا رشک گلستان

ہوئے لیکن بھاگے جاتے ہیں جب دو تین کوس اون آہوؤں کے تعاقب میں بہرام گرد اور لندھور گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے گئے ناگاہ لندھور اور بہرام گرد نے دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ صحرا میں ایستادہ ہے اور کئی نازنینان گل رخ رنگین لباس خیمے کے پاس گل بازی کر رہی ہیں کچھ کنیزیں دوڑ رہی ہیں ایک کنیز اون کنیزوں کے پیچھے لٹو اور بادنجی لیے دوڑ رہی ہے کچھ نازنینان گل اندام لبان گل سے ہنس رہی ہیں بعض نازنینان غنچہ دہن مثل غنچہ مسکرا رہی ہیں اکثر نازنینان گل پیرہن بہ آواز بلند ہنس رہی ہیں اور دو نازنین بے مثال یوسف جمال لباس فاخرہ زیب تن کیے ہوئے اور قہر و غضب کے بناؤ سنگار کیے ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے سیر صحرا کر رہی ہیں لندھور نے بہرام گرد سے کہا دیکھنا یہ دونوں عورتیں کس ناز کے ساتھ صحرا میں ٹہل رہی ہیں بہرام گرد نے کہا اے دلاور آگے بڑھ کے قریب انکے چلا اور انکے حسن و جمال کا نظارہ کرو اور اون زخمی کو جانے دو لندھور نے کہا اچھا چنانچہ غرض جب دونوں دلاور جا قریب اون عورتوں کے آئے اول لندھور اون دونوں عورتوں میں سے ایک نازنین سبز پوش کو جو دیکھا بے اختیار تیر عشق دل پر لگا لندھور نے ایک آہ کی اور گھوڑے کو روک کے نظارہ رخ نازنین جو ذہبی حسن و جمال کا کرنے لگا اوسوقت دل لندھور کا اوس نازنین کے عشق میں دل مثل سیماب پہلو میں تڑپنے لگا اور آنکھیں محو نظارہ ہوئیں کیونکہ جمال لندھور کا بہ تا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہ جبین تھی ابیات

پری دختی کہ بیندان ہمہ ناز
دو عالم را دو لب جان بر لب آرد
میان نازکش رشک رگ گل
کمر مجنس ست با ہم حسن و مساز
راز ادا خورشش خوبے نباری

ز جنبش آمدے ہوشش بہ پرواز
چہ گویم از صفائی آن بر و دوشش
ہمہ پیچ و تاب تار زلف و سنبل
خدنگ آن نگاہ وحیہ پیوست
نیازش دلبر پائی را نشاری

حدیث صد ہزاران روز محشر
بشہ قتش مہر زالہ حبلہ آغوش
ازان مو با کمر گردید ہمہ از
نشستے بر نشان تاجستہ از شست
لندھور نے پھر اوس خوبرو کی چشم

پر نظر کرکے یہ مطلع زبان پر جاری کیا اور لندھور کو عشق آنے لگا مطلع مرا لعشق دو چشمت چہ مشکل افتادست کہ دل بیچے دو مست دو قاتل افتادست بعد لندھور کے بہرام نے نازنین دیگر دختر شاہ روق کو جو دیکھا اوس نازنین سرخ پوش نے بھی بہرام کیطرف بہ ناز و انداز دیکھا مسکرا دیا اوسوقت دل بہرام نشانہ تیر نظر نازنین ہوا بہرام شکار گورخر کے واسطے آیا تھا جو شکار آپ ہوا دام عشق میں گرفتار ہوا اور بے اختیار یہ مطلع زبان پر لایا مطلع کو رہ جستجے کہ لذت گیر دلدارے نشد قطع بہ دستی کہ تو در گردن یارے نشد بہرام یہ مطلع پڑھ کر اوس نازنین رشک ماہ و مہر کو بہ نظر الفت دیکھنے لگا اور نقد دل سے کر عین خواہش سے خریداری متاع حسن کی کرنے لگا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ اشعار ہکوئیش مردے افتادہ سنبل

طپیدے در غمش دل بر سر طل
بآن قامت زلیس دلہا اسیر ست
دل و ہم دیدہ راز نجیر برپا
ز کفرش گرفتہ اسلام ہر یک
الف بر سینہ او دل نشین بود
شدہ دل بند دی آن زلف ہندو
کہ از یک شعلہ او رخت دین سوخت

بہار گلشن مینو درش است
تو پنداری مگر گلبن زہیر است
سخر کردہ از مہ تا بماہی
شدہ کافر بعہدش تا ہر یک
ز زناری کہ او را بود بر دوش
جہان کافر چشم کافر او
ازان حلقہ کہ او در گوش افگند

برائے بلبلان تاراج ہوش ست
سمن سا آن دو زلف سنبل اشا
دہد آن دست دو شینہ گواہی
ازان فستقہ کہ او را بر جبین بود
کندی بود بر ہر گردن ہوشش
چراغ دہر از رویش برافروخت
جہانے حلقہ اش در گوش افگند

لیکن یہ کہا کہ ہم آہوؤں کے شکار کرنے کے واسطے دور تک چلے گئے تھے رفقا بے تقریب شکار کے جب رہے یہاں تو
لندھور اور بہرام گرد بارگاہ میں بیٹھے ہیں اکثر رفقا شکار کھیل رہے ہیں وہاں بعد چلے آنے لندھور اور بہرام
گرد کے دایہ نے خیمے میں جا کر دختران شاروق سے کہا کہ لندھور اور بہرام چلے گئے اب شام کو آئینگے ملکہ
مہر افروز اور ملکہ جہان آرا کو معلوم ہوا کہ شام کو لندھور اور بہرام منزل پر آ پہنچینگے اسی وقت دختران شاروق
نے دایہ اور چند کنیزوں کو بلایا اور کہا تم اسوقت سوار ہو کر ہمارے باپ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آج بعد
شام آپ ہمارے پاس مع چند سواروں کے منزل پر آئیے گا جب دایہ اور کنیزیں سوار ہو کر جانے لگیں اسوقت
ملکہ مہر افروز نے کنیزوں سے کہا کہ وہاں جا کر یہ بھی کہنا جو کچھ ہمنے کہا ہے وہ ہمارے پدر سے عرض کرنا اور
چند کشتیاں شراب کی اور دیگر سامان زینت بزم لیکر جلد آنا کنیزیں وغیرہ یہ سنکے روانہ ہوئیں اور جب خدمت
شاروق میں پہونچیں جو کچھ ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان آرا نے کہا تھا عرض کیا شاروق نے متردد اور متفکر ہو کر کہا
صحرا میں لندھور اور بہرام کے پہونچنے کا دریافت کیا کنیزوں نے تمام حال لندھور اور بہرام کے آنیکا
اور کیفیت صحراے سبزہ زار کی بیان کی شاروق سمجھ گیا کہ میری دختروں نے تدبیر گرفتاری لندھور اور
بہرام کی کی ہے یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کشتیاں شراب کی اور دیگر اشیاے مطلوب اور معجون بیہوشی دایہ اور
کنیزوں کے ہمراہ کرکے کہا کہ میری دختروں سے میری طرف سے کہدینا کہ میں بعد شام منزل پر آؤنگا دایہ اور کنیزیں
اشیاے مذکور ہمراہ لیکر روانہ ہوئیں اور بعد تھوڑی دیر کے اوس صحرا میں پہونچیں اور سواریوں سے اوترکے خدمت
دختران شاروق میں گئیں اور بعد اشیاء مطلوب پیشکش کرنے کے جو کچھ شاروق نے کہا تھا عرض کیا مہر افروز اور
جہان آرا نے قبل شام کنیزوں وغیرہ سے کہا کہ بخوبی بزم کی آراستگی کرو بموجب حکم کنیزیں وغیرہ بزم کی آراستگی میں
مصروف ہوئیں پہلے فرش نفیس بچھا کر مسندیں پر زر بچھائیں بعض کنیزوں نے روشنی کا سامان کیا کنول اور مرتبان
اور فانوسیں قرینے سے رکھیں شمعیں روشن ہوئیں اور کافوری لگائیں کسی کنیز نے اشیاے نزک کی درستی کی غرضکہ قبل شام بخوبی
بزم آراستہ و پیراستہ ہو گئی جب آفتاب غروب ہوا کنیزوں نے روشنی کی مہر افروز اور جہان آرا مسندوں پر لباس
رنگین پہنکے بیٹھیں اور انتظار بہرام گرد اور لندھور کا کرنے لگیں ادھر بعد غروب آفتاب لندھور اور بہرام
نے باہم صلاح کی میں کہا کہ اب وہاں چلو اور سواے داراب گلبرگی کے اور کسیکو ہمراہ نہ لے چلو اور کسی سے
اس حال کو بھی بیان نہ کرو غرض یہ مشورہ کرکے بہرام گرد اور لندھور داراب گلبرگی کو ہمراہ لیکر گھوڑوں پر سوار
ہوئے اور رفقا وغیرہ سے کہا کہ تم سب یہیں رہو ہم واسطے سیر صحرا کے جاتے ہیں یہ کہکے لندھور اور بہرام مع
داراب گلبرگی کے چلے اور بعد قطع راہ قریب خیمے کے پہونچے دیکھا چند کنیزیں در خیمہ پر کھڑی ہوئی ہمارا انتظار
کر رہی ہیں جسوقت کنیزوں نے دیکھا کہ دونوں جوان آ رہے ہیں فی الفور روبرو دختران مالک جروکی کے جاکر
عرض کرنے لگیں لیجیے خداوند لندھور اور بہرام آتے ہیں ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان آرا یہ سنکے باہم
تبسم ہوئیں جب لندھور اور بہرام در خیمہ پر پہونچے اسپوں سے اوترے اور اوٹھیں ملکہ مہر افروز بے تابانہ در خیمہ
واسطے استقبال کے آئیں جسوقت لندھور اور بہرام خیمے میں گئے دیکھا کہ بزم شاہانہ آراستہ ہے
ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کو دیکھکر بناز و ادا بشرم و حیا دو پٹے سے منہ
چھپانے لگیں اور مسند زر سے برای تعظیم اوٹھ کھڑی ہوئیں اور کہنے لگیں بیت رواق منظر چشم من
آشیانہ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ۔ لندھور اور بہرام یہ کلام اپنی معشوقوں کی سنکر نہایت خوش ہوئے
لندھور تو اپنی محبوبہ کے پہلو میں بیٹھے اور بہرام گرد اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا اوسوقت اوس بزم کی عجب کیفیت تھی اور

جو کثرت روشنی سے خیمہ پُر نور تھا دوسرے صحن تقان خوبرو سے خیمہ مملو تھا جو سامان عیش و راحت وہاں مہیا تھا ملکہ
مہرافروز نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ شراب میں بہت سی بیہوشی ملا کر جلد لاو کنیزیں اشارہ ملکہ کا سمجھ گئیں اور شراب میں
بہت سی بیہوشی ملا کر کشتیاں شراب کی لائیں اور ایک کشتی روبرو ملکہ مہرافروز کے رکھدی دایہ نے کہا اے ملکہ
اس شرم و حیا سے اب اپنے ہاتھ سے شراب لندھور بن سعدان کو پلاؤ یہ تمہارے عاشق صادق ہیں انکے دل کو
رنجیدہ مکرو شرم سے جھکی نہ جاؤ کچھ باتیں کرو انکی خاطرداری کرو ملکہ مہرافروز نے بموجب کہنے دایہ کے جام
اپنے ہاتھ جام بلورین میں شراب بھری اور منہ شرم سے پھیر کر ہاتھ طرف لندھور کے بڑھایا لندھور نے از حد
مسرور و شاد ہو کر مے ناب اوس رشک آفتاب کے ہاتھ سے لیا اور شراب پی لی بعد دو تین جام پلانے کے ملکہ
مہرافروز نے اشارے سے کہا کشتی شراب کی میرے پاس سے اوٹھالو کنیزیں وہ کشتی شراب کی اوٹھا لے گئیں ایک
کشتی لا کر روبرو ملکہ جہان آرا کے رکھدی جب ملکہ جہان آرا نے شراب کے پلانے میں تامل کیا اوسوقت دایہ نے
کہا کہ اے ملکہ کس درجہ تمکو حیا اور غیرت ہے اور کیسی تم بے مروت اور سنگدل اور عاشق کش ہو ذرا تمکو یہ خیال نہیں
کہ ہمارا چاہنے والا جان فدا کرنے والا بڑی دیر سے بیٹھا ہے اوس سے کچھ باتیں کریں شراب پلائیں حال دریافت
کریں غنچہ دل عاشق کو شگفتہ کریں اے ملکہ اب تمکو ہمارے سر کی قسم حیا و غیرت نہ کرو یہ وقت بہت غنیمت ہے باتیں نہیں
سنتے اپنے عاشق شیدا سے کرو حال دل عاشق پوچھو شراب جلدی سے پلاؤ آرزوی دل نکالو جو کچھ کہ تھا جو سر امید
راحت نہ رکھو جو کام کرنا ہو جلدی سے کر لو ایسا نہو کہ تمہارے والد کو اس حال کی خبر پہنچ جائے یا کوئی آفت ارضی و سماوی
آجائے کہیں حسرت و آرزو دل ہی میں نہ رہجائے ملکہ جہان آرا نے خیال کیا کہ دایہ سچ کہتی ہے ایسا نہو کہ دونوں
شیر باپ بیٹے دشمن اسوقت دام مکرو فریب سے ہوشیار ہو کے یا اور کسی وجہ سے نکل جائیں تو پھر انکا گرفتار کرنا
مشکل ہوگا یہ خیال کر کے جہان آرا نے اپنے دست نازک سے شیشہ شراب اوس رشک مہر کے پہلو میں بیٹھکر پی
لیا نے اور دو تین جام شراب کے بہرام کو دیے بہرام گرد جام لیکر پی گیا پھر بہرام نے شیشہ اوٹھایا اور چاہا
کہ ملکہ کو شراب پلاؤں چونکہ شراب سے وہ شیشہ خالی ہو گیا تھا کنیزیں دوڑ کے دوسرا شیشہ شراب لے آئیں کہ جسمیں
بیہوشی نہیں ملی تھی جب وہ شیشہ شراب کنیزوں نے بہرام کو دیا بہرام نے اپنے ہاتھ سے جام شراب سے مملو کر کے
جہان آرا کو دیا ملکہ نے ذرا سی خراب خاطر سے بہرام کی پی لی اسی طرح تھوڑی شراب خالص لندھور کے ہاتھ
سے ملکہ مہرنگار نے بھی پی پھر اشارے سے ملکہ مہرافروز نے کہا کہ اب سازوں کو درست کر کے کچھ گاؤ پھر دو حکم ملکہ کے چند
نازنینان خوبرو نے سازوں کو درست کیا اور گانے لگیں لندھور نے کہا ہمارا عیار علم موسیقی اور ساز بجانے
سے بخوبی واقف ہے اور وہ خیمہ پر کھڑا ہے اے ملکہ اوسے بھی یہاں بلوا لو ملکہ نے دایہ سے اشارہ کیا دایہ گئی اور
داراب کلبرگی کو خیمے میں لے آئی داراب ایک نازنین کیطرف دیکھکے دست بستہ روبرو دے لندھور کے
کھڑا ہوا لندھور نے اوسی نازنین کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نازنین کو میں تجھے دونگا راوی
بیان کرتا ہے کہ اوس نازنین کا نام فہرست بانو تھا داراب آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور حسب حکم لندھور کے
ساز بجانے لگا بعض راوی تو یہ کہتے ہیں کہ ملکہ مہرافروز نے خود غزلیں گانا شروع کیں اور اکثر راویوں کا یہ
قول ہے کہ ایک اور نازنین بحکم مہرافروز گانے لگی اہل بزم کے دلونکو اپنی گانے سے خوش کرنے لگے اوسی
عالم میں باشارہ ملکہ جہان آرا ایک کنیز شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئی اور شراب بیہوشی آمیز جام میں بھر کے سامنے داراب
کلبرگی کے لائی داراب نے حالت محویت میں جام لیکر شراب پی لی اور کچھ خیال شراب بیہوشی آمیز کا نہ کیا جب داراب عیار

شراب سے کئی جام پی چکا اوسوقت نازنین خوبرو نے یہ غزل شروع کی غزل | شاد ہوں گر نکلے در، دل و جگر صیاد

یقین ہے تمام سے تو روی نا سحر صیاد | بیان میں کس سے کروں حال دل سنتا ہے | کسے بتاؤں میں بیتابی جگر صیاد
اسیر کنج قفس ہوں میں اب تو مدت سے | ابھی مرا بھی گلستاں میں تھا گذر صیاد | سناؤں کسکو میں بیتابی دل کسکا
مرے تو نالوں کا جاتا رہا اثر صیاد | چھپا ہے جب سے چمن مجھ نہ پوچھ حال مرا | کہ رنگ ہے زرد و ہیں خشک چشم تر صیاد
چمن میں سننے دے بلبل کے آشیانے کو | اجاڑنا نہیں اجاڑ گیا تھا مرے صیاد | اسیر دام بلا کرکے مجھکو اے عاشق
ہوا ہے آج خوشی دل میں کس قدر صیاد | جب یہ غزل وہ نازنین گا چکی اہل بزم نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے

ابھی اہل بزم نازنین کی تعریف کرہی رہے تھے کہ ملکہ مہر افروز اور جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کے پہلوؤں
اوٹھیں لندھور بہرام بھی بیقرار ہوکے اُٹھنے لگے اور داراب گلبرگی بھی بوجہ اوٹھنے لندھور کے اپنی جگہ سے
اوٹھنے لگا ابھی اچھی طرح سے لندھور اور بہرام اور داراب گلبرگی سنبھلنے نہ پائے تھے کہ سب کو چکر آیا اور سب زمین پر
پر گرکے بیہوش ہوئے ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان آرا نے خوش ہوکر تین صندوقوں میں لندھور اور بہرام گرد
داراب گلبرگی کو ڈالکے بند کیا اوسی وقت مالک جروکی کہ جسکا ایک نام شاروق بھی ہے چند سواروں
کے خیمے میں آیا دختران شاروق نے تینوں صندوق اوسکے حوالے کیے اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان کیا شاروق
بہت خوش ہوا اور اپنی دخترونکو پیار کیا اور سینے لگایا بعد پیار کرنے کے شاروق نے اپنی لڑکیوں کو لشکر میں
روانہ کیا اور صندوقوں کو اوٹھوا کر اوسی صحرا کے قریب ایک اونچے دریا کے کنارے پر آیا بہت سنگین آئے کہ
مرغابی وردان نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش دور بود شاروق نے کسی مصلحت سے قتل کرنا بہرام
گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کا مناسب نہ جانکر وہ تینوں صندوق دریا میں ڈالدیے صندوق پانی میں
بہتے ہوئے ایک طرف رواں ہوئے ان صندوقوں کا حال توافق باہم تعالے آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال
شاروق کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ صندوق دریا میں ڈالکر بعد خوشی و خرمی اپنے لشکر میں آیا اور بارگاہ میں جاکر داراب
شاہ سے تخلیے میں کہنے لگا کہ میں بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کو دریا میں ڈال آیا ہوں اب آج
ہی شب کو لشکر لندھور پر شبخون مارو اور سب کو تہ تیغ کرو داراب شاہ یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اوسی شب کو لشکر
گران لیکر فوج لندھور پر حملہ آور ہوا اور مردان فوج کو قتل کرنے لگا مردمان فوج لندھور اور بہرام عالم
سورہے تھے صدای ہمندان اور چقاچاق خنجر سے بیدار ہوکے جے پور ہندی اور شہپال ہندی اور عادل
شیردل وغیرہ بھی ہوشیار ہوئے اوسیوقت نہایت جلدی اور ہوشیاری سے ہر ایک نے سلاح اپنے اپنے
بدن پر آراستہ کیے اور مسلح ہوکر اور سامان روشنی کا بخوبی کرکے اول جے پور ہندی اپنے خیمے سے نکلا اور مردان
فوج کو ہمراہ لیکر کرنے لگا تلوار پھر ایک بہادر کی چلنے لگی لاشیں جوانوں کی تڑپنے لگیں سر تلوار سے کٹ کٹ کے زمین پر گرنے
لگے زخمی زمین پر گرکے کراہنے لگے جوئے خون بہادران جاری ہوئی اوسی ہنگام جدال میں جے پور زخمی ہوا شاروق
نے اکر خیام لشکر لندھور میں آگ لگادی خیام جلنے لگے شعلہ ہای آتشیں بلند ہوئے شہپال ہندی اور عادل شیردل بھی
اوسی وقت فوج و لشکر لیکر پہونچے اور فوج سے ٹکر کرکے بہادروں دو فوج داراب شاہ پر گرے روانی ہونے لگی
جوانوں کی سروتن میں جدائی ہونے لگی پہلوانوں سے گرز حریف کی فوج پر مارنا شروع کیے سواران لشکر
پیوند خاک ہونے لگے زخمی گھوڑوں سے گرکے زمین پر تڑپنے لگے اہل گھوڑے دوڑنے لگے اپنے راکبوں
کو خود پامال کرنے لگے غرض اوسوقت ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا دونوں لشکر باہم ملے ہوئے تھے تلوار

چلی رہی تھی ہنگامہ حشر برپا تھا صدا ہے دار و گیر بلند تھی اشعار

تو گفتی بیک دیگر آمیختند	بجا چاق گرز آمد و تیغ و تیر	دو لشکر بهم اندر آویختند
سواران جو کشتی روان اندر رو	بر و اندر آورد از کینہ جو	ز خون یلان دشت گشت آب گیر
چو باد خزان بار و از هیبت برگ	فراوان سر افتاد مانند گوی	همین گرز بارید بر خود و درگ
		دل و سینہ با خاک و خون پر ز جوی

عادل شیر دل اور شہپال ہندی بھی زخمی ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کار بعد مشقت بسیار کے داراب شاہ اور ملک اجرد کی یعنی شاروق اور بادشاہ عبدالعزیز نے شہپال ہندی اور عادل شیر دل اور جے پور ہندی کو گرفتار کر لیا اور صدہا بلکہ ہزارہا مردان فوج کو قتل کیا اور شہر کو لوٹ لیا ہنگام صبح شہپال ہندی اور جے پور ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ کو جنین قید کیا تھا لیکر طرف اجرد کیہ کو جو کی زخمی مع فوج و لشکر روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑے جاتا ہی اور دوسری داستان کا لکھا جاتا ہے

داستان جانا خواجہ عمرو کا خواجہ بزرجمہر کے پاس اور رمعون رمہر کرا کے لانا اور ردمین وغیرہ سے لڑنا اور عیاران کا لشکر بہزاد اور فرامرز پر آخر کار ملکہ مہر نگار کو قلعہ تنگ روا اصل کی طرف روانہ کرنا

راویان نیک سیرت اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ جب حمزہ صاحبقران بردہ قاف کیطرف روانہ ہونے لگے تھے اوسوقت امیر نے ملکہ مہر نگار سے وعدہ کیا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤں گا اور انشاءاللہ کہا تھا اسوجہ سے امیر کو بردہ قاف میں اتفاق رہنے کا زیادہ ہوا جب زمانہ ایک سال کا گذرا ملکہ مہر نگار ز فرقت حمزہ صاحب قران میں نہایت بیقرار ہوئیں اور خواجہ عمرو سے بگریہ و زاری کہنے لگیں کہ آپ اب خواجہ بزرجمہر کے پاس جائیے اور اونسے پوچھیے کہ امیر کب تک بردہ قاف سے یہاں تشریف لاوینگے خواجہ عمرو جب کہنے ملکہ مہر نگار کے لشکر سے چلے اور بعد قطع راہ شکل اپنی تبدیل کرکے خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے جب خواجہ بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو آئے ہیں تو بہا خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو ایک خالی مکان مین بلوایا جب خواجہ عمرو اوس مکان مین گئے بزرجمہر کو تسلیم کرکے بیٹھ گئے خواجہ بزرجمہر نے سبب آنیکا دریافت کیا عمرو نے عرض کیا کہ امیر با توقیر ملکہ مہر نگار سے اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے بردہ قاف کیجانب گئے ہیں ایکسال کا زمانہ گذرا ابھی تک نہین آئے ہیں ملکہ مہر نگار نہایت بیقرار اور اشکبار ہیں مجکو ملکہ نے آپکی خدمت مین بھیجا ہے اور یہ مجھسے کہا ہے کہ تم میری طرف سے جاکر عرض کرنا کہ ذرا آپ علم رمل سے دریافت کیجیے کہ امیر با توقیر کا مزاج کیسا ہے اور کب تک یہاں آوینگے بس مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون امید وار ہون آپ بعلم رمل وغیرہ امیر کے آنے سے اور انکی کیفیت سے اطلاع دیجیے خواجہ بزرجمہر نے بعلم رمل دریافت کیا اور خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو مجکو بعلم رمل ثابت ہوتا ہے کہ امیر بعد اٹھارہ برس کے یہاں آوینگے کیونکہ بنگام رخصت امیر نے بوزن گفتہ انشاءاللہ کے کہا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤنگا اور یہ جو تم نے پوچھا کہ امیر کا حال کیسا ہے مجکو اشکال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امیر بصحت و عافیت ہیں اور با ایک دیو کو انھوں نے قتل بھی کیا اب گروہ انسان و دیوں کی امداد سے ہوئے ہونگے انشاءاللہ امیر بعد نیز جانب آوینگے یہ فرماکر خواجہ بزرجمہر خاموش ہوئے خواجہ عمرو یہ گفتگو عمرو کی سنکے نہایت پریشان خاطر اور متفکر ہوئے اور آثار حزن و ملال چہرۂ عمرو سے ہویدا ہوئے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو محزون دیکھکر فرمایا کہ ای خواجہ کچھ رنج و ملال نکرو انشاءاللہ سولہ سترہ برس کا زمانہ جلد

گذر جائیگا امیر بخیر و عافیت تھے اور ملکہ مہرنگار سے آکر ملینگے یہ ارشاد کرکے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کی دعوت
وضیافت کی اور دو تین روز تک بہ آرام تمام عمرو کو اپنے گھر مہمان رکھا بعد تین روز کے بہنگام رخصت بزرجمہر نے
عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو کہ نوشیروان نے زوبین اور فرامرز اور زنجنک کو حکم دیا کہ ملکہ مہرنگار کو جا کر لے آؤ
اور جو کوئی سردار امیر کا ہوے اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو عجب نہیں ہے کہ ہرمز اور فرامرز وغیرہ آج ہی مع لشکر کے روانہ
ہوں پس اے خواجہ عمرو تم جا کر سامان جنگ کرو اور جو کچھ میں نے امیر کے بارے میں کہا ہے ملکہ مہرنگار سے جا کر کہنا
اور میری طرف سے بہت تسلی اور تشفی دینا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ زبانی جو کچھ میں مہرنگار سے کہونگا اوسے یقین نہ
آئیگا لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ کی جانب سے اسوقت تھوڑے سے رقعہ اس مضمون کے لکھتا ہوں کہ میں
چھ مہینے میں آئینگے اور وہاں امیر بعافیت و عافیت ہیں رقعوں پر آپ اپنی مہر کر دیجئے میں بعد چھ مہینے کے ایک
رقعہ ملکہ مہرنگار کو دیا کرونگا اسی طرح اوسکی تشفی و تسلی کیا کرونگا اور اسی تدبیر سے ملکہ کی خاطر جمعی ہوتی رہیگی
کیونکہ ملکہ آپ کے رقعہ اور مہر کو دیکھکر یقین کریگی کہ امیر اب چھ مہینے کے تشریف لاوینگے خواجہ بزرجمہر نے
ہر خواجہ کی پسند کی عمرو نے فوراً تھوڑے سے رقعے ایک ہی مضمون کے لکھے اور ہر ایک میں یہی مضمون
تھا کہ امیر بخیر بعد چھ مہینے کے آئینگے جب خواجہ عمرو سب رقعہ لکھ چکے خواجہ بزرجمہر نے کل رقعوں پر اپنی مہر
کردی عمرو رقعہ لیکر اور خواجہ بزرجمہر سے رخصت ہو کر جانب کعبہ روانہ ہوا اوسی روز ہرمز اور فرامرز
اور زنجنک و زوبین مع فوج کثیر جانب کعبہ روانہ ہوئے تھے خواجہ عمرو بھی شکل اپنی تبدیل کر کے لشکر کے ہمراہ
ہوئے جب ہرمز اور فرامرز وغیرہ قریب کعبہ کے ایک صحرا میں پہونچے خواجہ عمرو لشکر سے جدا ہو کر آگے پہونچے
اور دل میں خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ہرمز و فرامرز سے لینا چاہئے اور اس صحرا میں ہرمز وغیرہ کو پریشان
کرنا چاہئے یہ خیال کر کے اور صورت تبدیل کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور نے زنبیل سے نکالکر بجانے
لگے جب ہرمز و فرامرز اوس جگہ آئے اور آواز اونھوں نے نے کی سنی بیتاب ہو گئے اور ہمراہیوں سے کہنے
لگے کہ دیکھو تو یہاں کون شخص ہے نے بجاتا ہے کیا خوب گاتا ہے دل بے چین ہوا جاتا ہے مردمان لشکر نے عرض کیا خداوند
ایک شخص زیر درخت بیٹھا ہوا ہے اپنی نے بجا رہا ہے ہرمز اور فرامرز نے کہا اوس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ مردمان
لشکر گئے اور اوس شخص سے کہنے لگے کہ چلئے تمہیں پسران نوشیروان نے بلایا ہے وہ شخص یعنی عمرو مردمان لشکر
کے ہمراہ چلا اور سامنے ہرمز اور فرامرز کے آکر بعد سلام کے کہنے لگا کہ آپ نے مجھکو کیوں بلایا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا ہم
تمہاری نے سننے کے مشتاق ہیں اسوقت ہمارے روبرو نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بیٹھکر نے بجائی اور یہ غزل با لحان داؤدی گائی

بیوفا باتیں بنا جاتا ہے کیا کیا جھوٹھ سچ
دیکھ لینا پھر وہ ٹک آئیگا میرا جھوٹھ سچ
ہاتھ کے سوتے اوٹھا تو کچھ باتیں بھی کرتی میں وہ
کر تو لیتے اوس سے کچھ دل کی تمنا جھوٹھ سچ
کوئی کیا سمجھے حسینان جہان کی گفتگو
کچھ ابھی تک دور رہا ہے سا سمایا جھوٹھ سچ
عمر بھر باتیں بھی ہر شب بت عیار کی
سنتے لکھ جاتے ہیں خاطر سے اوٹھا جھوٹھ سچ

وصل کی امید پر جیتا ہوں کہا جو سچ
کچھ تو ہو تسکین دل ظالم دم آرام وصل
رہ گیا ہے میری اوسکے یونہیں پیدا جھوٹھ
جھگڑے دیر و حرم میں برہمن و شیخ کی
سچ سراپا جھوٹھ ہوتا ہے سراپا جھوٹھ سچ
کوئی کیا جانے جو ہیں آپکے باہم ہیں
ہر زبان شمع کو کتنا آیا جھوٹھ سچ
براتمن جز اعتراض حق فرمایئے

عمر بھر یونہیں روز کہتا ہوں مرجاؤنگا میں
ایکدن تو آئیگی منھ کو کسکو اچھا جھوٹھ سچ
ہمنشیں سنتے نہ تھے وہ بات رو دکھڑوں
عمر بھر تھے بجا بیکار کیا جھوٹھ سچ
دشت غربت میں سوا آوارگی اپنا ہی کون
لکھے جو کہتے ہیں جو کچھ اہل دنیا جھوٹھ سچ
استغفار مرگ میں بالیں پر آکر گاہ گاہ
کی ملا تسلیم تمکو کیسے آیا جھوٹھ سچ

جسوقت یہ غزل خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی گائی انسان کا تو کیا ذکر ہے صحرا کے چرند و پرند صدا سنکے محو ہو گئے ہرمز
و فرامرز نے سنے نواز کی ازحد تعریف کی اور ایک خلعت پرزر اور زر نقد کثیر انعام میں دیا اور کہا ای سنے نواز کیا اچھی
غزل تمنے جسوقت سے کی گائی دل ہمارا تم سے بہت خوش ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم جھوٹھ بولتے ہو یا سچ سنے نواز نے کہا کہ خداوند
نعمت جھوٹھ بولنے سے کیا فائدہ جو سچ بولنے میں ہے بلکہ جھوٹھ بولنے میں ہر طرح کا ضرر ہے ہرمز و فرامرز نے
پوچھا اب یہ بتاؤ کہ اس صحرا میں کوئی چشمہ یا تالاب بھی ہے ہمکو پانی کی جستجو ہے سنا ہے کہ آگے ایک تالاب ہے پانی اوسکا
نہایت صاف و شیریں ہے سنے نواز کہا خداوند نعمت میں خوب جانتا ہوں کہ اس صحرا میں تالاب ہے اور پانی اوسکا
نہایت سرد اور شیریں ہے اکثر اوس تالاب پر جاتا ہوں بارہا میں نے اوس تالاب کا پانی پیا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا
ہمارے لشکر میں پانی ہو چکا ہے ہر ایک شخص اسوقت لشکر میں پیاسا ہے اگر تم ہمکو اوس تالاب تک پہونچا دو اور پھر کوئی
راہ کعبہ کی جانے کی ایسی بتا دو کہ ہم جلد پہونچ جائیں تمکو اور انعام دینگے سنے نواز نے کہا آپ چلیے ایسی بتا دونگا
کہ آپ بھی یاد کیجیے گا ہرمز و فرامرز نے گفتگو سنے نواز سنکے حکم دیا کہ ہمارا لشکر یہاں سے روانہ ہو جبکہ حکم لشکر اوس
جگہ سے روانہ ہوا سنے نواز تالاب اور راہ راست بتانے کو ہمراہ ہوا اثنای راہ میں سنے نواز ہرمز و فرامرز سے
کہنے لگا کہ خداوند نعمت جب میں آپکو تالاب اور نزدیک کی راہ بتا دونگا تو آپ مجھکو کسقدر زر و جواہر دیجیے گا ہرمز
نے کہا اے سنے نواز ہم پسر نوشیروان ہیں ہمارے پاس زر و جواہر کی کچھ کمی نہیں ہے جسقدر تم مانگو گے ہم اوسقدر تمکو
دینگے سنے نواز نے ہنسکے کہا اگر آپ مجھکو میری خواہش کے موافق زر و جواہر دیجیے گا تو آئیے اب اسطرف چلیے
میں تالاب پر آپ کو پہونچا دوں یہ کہکے سنے نواز نے داہنے ہاتھ کی راہ لی ہرمز و فرامرز وغیرہ بھی اوسیطرف
چلے بعد دو پہر کے سنے نواز ہرمز اور فرامرز کو ایک صحرای ہولناک و وحشت خیز میں لے گیا اور خود غائب
ہو گیا ہرمز اور فرامرز وغیرہ اوس دشت پر ہول کو دیکھکر نہایت پریشان ہوے اور شدت تشنگی سے ازحد مضطر ہوے
اکثر لشکر یوں نے فرط عطش سے نالہ و فریاد کرنے لگے بعضے سوار اپنے تشنگی سے اشکبار ہوے جب ہرمز و فرامرز
نے اپنے لشکر کی یہ کیفیت دیکھی بختک سے پوچھا سنے نواز کہاں ہے اوس سے پوچھو وہ تالاب اب یہاں سے کتنی دور ہے
بختک نے ہر چند سنے نواز کی جستجو کی لیکن کہیں سنے نواز کو نہ پایا اوسوقت بختک نے ہرمز اور فرامرز سے عرض کیا
ای شاہزادگان والا قدر اوس سنے نواز کا تو لشکر میں نشان نہیں ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنے نواز نہ تھا مرشد خواجہ عمرو تھے
وہی اس صحرای جانستان میں واسطے ہلاک کرنے ہم سبھوں کو لائے اور خود چلے گئے یہی غنیمت ہے اگر اس صحرا میں کسی
پڑ جاتی تو اوسکی نزدیک کوئی امر اہم نہ تھا یہ کہکے بختک نے عرض کیا اب اسطرف نہ جایئے پیچھے پلٹیے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ادھر تالاب نہیں ہے ہرمز و فرامرز برہم ہو کے چلے اور قریب شام تالاب پر پہونچے بختک نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص تالاب
پر بیٹھا ہے بختک نے خیال کیا کہ یہ بھی خواجہ ہی ہونگے یہ خیال کرکے بختک نے ہرمز سے کہا یہ جو شخص تالاب پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہے
یقین ہے کہ خواجہ عمرو ہیں انکو گرفتار کر لیجیے اگر مناسب ہو تو قتل کیجیے ہرمز نے کہا ای بختک سنے نواز جسکو تم خواجہ عمرو کہتے
تھے اوسکی صورت اور تھی اور اس شخص کی شکل اور ہے یہ بیچارہ کوئی دہقانی ہے یا کوئی مسافر ہے اسکو گرفتار کرنا اور
قتل کرنا اچھا نہیں ہے بختک نے عرض کیا خداوند نعمت میں حضور سے سچ کہتا ہوں یہ خواجہ عمرو ہیں آپ انکو دہقانی اور
مسافر نہ سمجھیں اور صورت شکل کا خیال نہ کریں خواجہ عمرو دم بھر میں ہزار شکلیں انواع اقسام کی تبدیل کر سکتے ہیں آپ
میرے عرض کرنے کے موافق اس شخص کو گرفتار کر لیجیے اگر خواجہ عمرو نہونگے تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے گا ہرمز نے موافق سنے
بختک کے سواروں کو حکم کیا کہ جب تالاب پر پہونچنا پہلے اس شخص کو جو تالاب پر بیٹھا ہوا ہے گرفتار کر لینا بعدہ پانی سواروں نے عرض کیا

خداوند ہم حکم حضور کا ضرور بجا لائینگے جسوقت تالاب تک پہونچینگے تو اس شخص کو گھیر کے پکڑ لینگے اور حضور کے حوالہ کر دینگے غرض
جب سواران لشکر ہزار خرابی و مشکل تالاب پر پہونچے اوسوقت بقصد گرفتاری اوس شخص کے بڑھے وہ شخص جوش
سوار ہو کر کہنے لگا کہ مجکو کیوں گرفتار کرتے ہو سواروں نے کہا ہمکو یہی حکم ہے کہ تمکو گرفتار کریں اوسوقت اوس شخص
نے خنجر کمر سے نکالا اور جست کر کے تھوڑے سواروں کو قتل کیا اور یہ نعرہ کر کے نکل گیا نعرہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران | ہوئے مکر سے کا ... جہان | تراشندہ ریش کفار ہوں | ... زمانے ... عدو ... ہوں
... رفتار گہ ہوں قدم | سبا ٹھوکریں کھاتے ہیں قدم | اڑا دوں صبا کی بھی ... | ... ہو کے ... گرد ... جوش

ہر چند سواران لشکر نے واسطے گرفتاری خواجہ عمرو کے گھوڑے دوڑائے لیکن خواجہ عمرو سواروں کے ہاتھ نہ آئے
آخر سواران لشکر عاجز و مجبور ہو کر پھر آئے اور بہرمز و فرامرز سے عرض کرنے لگے خبردار خواجہ عمرو تو ہاتھ
سے جو ... ہر چند گھوڑے دوڑائے لیکن وہ ہمارے ہاتھ نہ آئے بختک بہرمز و فرامرز سے کہنے
لگا کیوں میں جو کہتا تھا وہی ہوا خواجہ ہی تھے سواروں کو قتل کر کے اور نعرہ کر کے لشکر سے نکل گئے بہرمز و فرامرز
اور زوبین وغیرہ خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت متحیر ہوئے بعد تھوڑی دیر کے ہر ایک شخص نے تالاب سے
پانی لیکر پیا اور بعد پانی پینے کے پھر سب آمادہ چلنے پر ہوئے بہرمز اور فرامرز مقتولوں کو تالاب پر چھوڑ کے آگے
بڑھے لشکر بھی چلا بختک نے بھی اپنے خچر کو بڑھایا بہرمز و فرامرز کو لشکر لیکر جاتے ہیں دیکھئے کعبہ میں کب پہونچیں
انکا احوال لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو سواروں کو قتل کر کے بعد نجات روانہ
ہوئے اور بعد راہ طے کرنے کے قریب قلعے کے پہونچے سرداروں کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو آتے ہیں اکثر سرداران
حمزہ صاحبقران نے خواجہ کے استقبال کا ارادہ کیا تھا کہ خواجہ عمرو لشکر میں پہونچے اور ہر ایک سردار سے ملکے
ملکہ مہرنگار کے پاس گئے اور ایک رقعہ جو خواجہ بزرجمہر کا نکال کے مہرنگار کو دیا اور کہا کہ ملکہ اس رقعہ میں
خواجہ بزرجمہر نے یہ مضمون لکھا ہے کہ اے پریشان خاطر شو حمزہ صاحبقران بعد چھ مہینے کے بصحت و عافیت پردہ قاف سے
آئینگے ملکہ مہرنگار نے رقعہ خواجہ بزرجمہر کو پڑھکر عمرو سے کہا کہ چھ مہینے تک مفارقت امیر میں بھلا میں کیونکر زندہ
رہونگی یقین ہے کہ ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا جسطرح ہو سکے چھ مہینے مفارقت امیر میں بسر کرو اور اے ملکہ آگاہ
ہو تمہارے باپ کے حکم سے زوبین اور بختک اور بہرمز اور فرامرز سات لاکھ فوج لیکر مجھسے لڑنے کو آتے ہیں
اور تمہارے لینے کو آتے ہیں اسوقت میں امیر کے پاس کسی تدبیر سے جا نہیں سکتا ورنہ جسطرح ہوتا امیر کو
یہاں لے آتا ملکہ مہرنگار یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہو رہیں خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار سے گفتگو کر کے لشکر
میں آئے اور پہلوان عادی وغیرہ سرداران کو جمع کر کے اون سے کہنے لگے کہ زوبین اور بختک اور بہرمز اور
فرامرز سات لاکھ کا لشکر لیکر ہمسے لڑنے کو آتے ہیں نوشیروان نے نامردگان کو اسی واسطے مع سپاہ کثیر بھیجا
ہے کہ ملکہ مہرنگار کو لے جائیں اور اگر عمرو ملکہ مہرنگار کو بہرمز و فرامرز کے حوالے نکرے اوس سے لڑیں اور
قتل کریں اور امیر یا تو مجکو یا مہرنگار کو بابت حفاظت میرے حوالے کر گئے ہیں اور اپنے آنے تک اپنی جگہ
مجکو کر گئے ہیں پس تم سب اب کیا کہتے ہو میری اطاعت کرو گے یا نہیں اور بختک اور زوبین اور بہرمز و فرامرز
سے لڑو گے یا نہیں سب سرداروں نے تو کہا کہ آپ تخت پر بیٹھئے اور جو کچھ ہمسے فرمایئے ہم بسر و چشم بجا لائیں اگر
بہرمز اور فرامرز آئینگے اور آمادہ جنگ ہونگے تو ہم اوس سے لڑینگے جبتک زندہ ہیں کیا مجال زوبین وغیرہ کی جو ملکہ
کو لیجائیں لیکن پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ عمرو تم جانتے ہو کہ ہم مدام بھوکے رہتے ہیں اگر تم ہمارا پیٹ بھرنے کا اقرار

کرو تو البتہ ہمسے مقابلہ اور مدافعہ کفار سے کیا جائیگا ورنہ کثرت گرسنگی سے ہمسے تو اوٹھا نہین جائیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای پہلوان عادی ہمنے آج سے چالیس من برنج فی یوم مقرر کیے یقین ہو کر تمھارا پیٹ اتنے عادل مین بھر جائیگا اور اگر نہ بھریگا تو علاوہ برنج کے نواکہات تمہین دونگا پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ اگر اسی قدر رور طعام مجکو دوگے تو مین بھی ایسا زہ ونگا کہ زدمین اور فرامرز وغیرہ کی تو کیا حقیقت ہے رستم سے بھی مقابلہ کرونگا اور حتی الامکان قلعے مین کسیکو نہ آنے دونگا جب خواجہ عمرو نے تقریر پہلوان عادی کی سنی فوراً حکم کیا کہ در قلعہ بند کیا جائے اور خندق پانی سے لبریز کردی جائے اور قلعہ پر ہزارہا توپین چارطرف لگادی جائین گولی اور بارود کی تھیلیان قریب توپون کے بکثرت رکھدی جائین تاکہ وقت جنگ گولہ اندازونکو آسانی ہو جسوقت عمرو نے یہ حکم کیا فوراً در قلعہ بند ہوا اور خندق کو پر آب کیا اور قلعہ پر بکثرت توپین بڑی بڑی لگادی گئین توپون مین توسے وبدیے گئے گولہ اندازون نے جلد توپون کو بھر لیا بخوبی قلعہ کو آلات حرب وضرب سے آراستہ کیا فرامرز نے سامان جنگ بخوبی کیا بعد سامان جنگ کرنے کے خواجہ عمرو سے سبنے عرض کیا کہ آپ تخت پر رونق افزا ہون جسوقت ہرمز اور فرامرز آپ سے لڑینگے دیکھیئگا کہ ہم کیسے گولہ مارتے ہین اور کیسی آگ برساتے ہین کہ نانی بھی یاد کرین خواجہ عمرو گفتگو سے سرداران شہود شعار سبکے خوش ہوے اور حکم کیا کہ قریب در قلعہ بارگاہ و خیام برپا ہون تخت بچھایا جائے سامان عیش و عشرت مہیا ہون تم تخت پر جلوہ فرما ہونگے جسوقت عیاران لشکر اسلام نے خواجہ عمرو کی یہ تقریر سنی فوراً عیارون اور سردارون نے موافق ارشاد خواجہ کل سامان کا کیا جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہو چکی خواجہ عمرو لباس شاہان زیب تن کرکے بارگاہ مین آئے جملہ سردار و عیار برائے تعظیم خواجہ اوٹھ کھڑے ہوے خواجہ عمرو نے تخت پر قدم رکھا عیارون نے صداے الحمد للہ بلند کی خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے سردارون اور عیارون نے علے قدر مراتب خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو نے سب کی نذرین قبول کین اور جملہ زر و جواہر نذر قبول کیا اب خواجہ عمرو کو لقب شاہ عیاران ہوا غرض بعد تخت پر بیٹھنے کے ارباب نشاط روبرو ے خواجہ عمرو حاضر ہوے اور مبارکبادی تخت نشینی کی دینے لگے صداے تہنیت چارجانب سے بلند ہوئی نازنینان مہ جبین گانے اور ناچنے لگین اسوقت اوس بزم کی کیفیت یہ تھی نظم صداے نغمہ خوش رودون کی آواز

دف وچنگ و سرود و مطرب ساز
ہراک سو عیش کا سامان مہیا
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے

تصور انجمن ہو سکا رقص
کہ نکلے جس سے سب ارمان دلکا
ہراک معشوق دامان رشک پری تھی

عجب راحت فزا اوس جا کا تھا رنگ
دہن زہرے عشرت فزا سے
امنگون مین جوانی کی بھری تھی

جب نازنینان زہرہ خصال رشک ماہ و مہر شمال مبارکباد دیچکین اوسوقت ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل رو بروے شاہ عیاران گائی غزل

جسنے مستی مین کیا کہ ہم لب سکون یا
خشک ہو جاے ترا دست سبو توٹ کر
ہیچ کیا پاکسے حسرت ملائی خاک مین
شاخ تر سے کب ملا ہے خشک تنکا ٹوٹ کر
دیکھنا اعجاز ساقی املا مدد نے آج
بنگیا دریا حباب آب دریا ٹوٹ کر

دلنشین کیفیت مستی مین لو یہ ٹوٹ کر
کاش مینا دل ہمارا جام مینا ٹوٹ کر
سلسلہ منہ لگنے کا لگا ہے دم کے ساتھ
غیر ممکن ہے کہ جڑتا ما ہو تارا لوٹ کر
یہ خلش ہر دم دل مجروح کی باعث بنیر
صوفیون سے ناصح پابند تقوی ٹوٹکر
کیا اداکی شرح صحرای زنیق دشت نجد

خوب برسا سکیکدہ مین ابر مینا ٹوٹ کر
وصل کی سب باتون جب چھوٹا ہو پیچ ہر دو
دیکھے اب کھانے ترا اسہارا ٹوٹ کر
تفرقہ تقدیر کا رکھتا نہین سامان وصل
رہگیا ہوگا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کر
منتی ہستی کا جگرو حشر تک مٹتا نہین
رہگئی تلوون مین نوک خار صحرا ٹوٹ کر

گر ہی ہونے پہ عدو ہی دل کھا بیٹھا بہت
گر پڑے آگے مرے کچھ بال عنقا ٹوٹ کر
پھر ہوگئی بس ہی تسلیم اک دن آہ کی

معرکہ میں تیر کھاتا ہے نیزہ ٹوٹ کر
راہ دکھلاتا ہی کسکی وقت آخر انتظار
آنکھ سے بہ جائیگا دلکا پھپھولا ٹوٹ کر

جب کمر کی میں صفت لکھنے لگا پھر قلم
آنکھوں میں ٹھہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کر
جسوقت یہ غزل اوس نازنین نے بہ

ناز و ادا گائی تمام ہوا با تجمل خوش ہوئے خواجہ عمرو بھی مسرور ہوئے اور کچھ نازنین کو انعام دیکر رخصت کیا پھر خواجہ نے
اکثر عیاروں وغیرہ کو خلعت دیے بعد دینے خلعت کے خواجہ عمرو نے حکم کیا کہ کوئی نازنین سامنے ہمارے غزل
عاشقانہ گاے بموجب حکم خواجہ پھر ایک نازنین مع اپنی سازندوں کے حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے لگی خواجہ
عمرو اور جملہ سردار و عیار نغمہ و ترانہ نازنین سننے لگے یکایک ابو سعید لنگری اور ابو شہاب خرقہ پوش عیاران
لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبرو خواجہ عمرو حاضر ہوئے اور اسطرح عرض کرنے لگے اشعار ہمیشہ تا نفس گرم نیک جہان
است + بیک لباس درون با اجابت یاری + حسود جاہ تو باد از رحمت یزدان + چنان بعید کہ تا قوسیان زناری
ای شہنشاہ عیاران جہان اسوقت ہمرو و فرامرز اور زروبین اور زنجنک + جمعیت سپاہ کثیر اپنے ہیں اور اس قلعہ
سے دور ایک میدان وسیع میں فرو کش ہیں باقی خیریت ہے ابھی عیاران لشکر اسلام خواجہ عمرو سے عرض کر
رہے تھے کہ زروبین اور زنجنک وغیرہ خواجہ عمرو کے پاس آئے اور خواجہ عمرو کو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھکر حیران
ہوئے اور کہنے لگے اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ شہنشاہ نوشیرواں نے واسطے ملکہ مہر نگار کے لانے کے لئے بھیجا
بھیجا ہے پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ملکہ مہر نگار کو ہمارے حوالے کردو کہ ہم ملکہ کو شہنشاہ کے پاس لیجائیں اور اگر
ملکہ مہر نگار کو ہمارے حوالے نہ کرو گے تو ہم تمکو اور سرداران لشکر امیر کو قتل کرینگے اور اس قلعہ کو جسے تمنے
خوب آراستہ کیا ہے ایک آن واحد میں لے لینگے اور کسی فرد بشر کو قلعے میں زندہ نہ رکھینگے سب کو تیغ کرینگے
اور ملکہ کو مع و لیجائینگے خواجہ عمرو تقریر زروبین وغیرہ سنکے برہم ہوئے اور بقہر و غضب کہنے لگے کہ او زروبین اگر تو
اپنے حق میں بہتری چاہتا ہے تو چلا جا ورنہ میں تجکو قتل کرونگا اور تیرے لشکر کو ہلاک کرونگا تیری کیا یہ مجال کہ تو ملکہ
مہر نگار کو یہاں سے لیجاے ہر چند حمزہ صاحبقران یہاں نہیں ہیں بر کوہ قاف میں تشریف رکھتے ہیں لیکن
میں تو موجود ہوں تجھسے مقابلہ کرونگا اور جب تک زندہ ہوں ملکہ مہر نگار کو تیرے اور فرامرز وغیرہ کے حوالہ
نکرونگا زروبین وغیرہ گفتگوی خواجہ عمرو سنکے برہم ہوی اور اپنے لشکر میں آگئے اور اسیوقت ہمرو فرامرز نے
بقہر و غضب حکم دیا کہ طبل پرخاش بجایا جائے کیونکہ ہم کل ہنگام سحر قلعے پر حملہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے غرض بموجب حکم
ہمرو فرامرز طبل پرخاش بجایا گیا صداے طبل پرخاش بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام صداے طبل پرخاش سنکے خدمت
عمرو میں آئے اور بعد ادب یوں عرض کرنے لگے اشعار تا کجے سود بہ فراز آرد و گاہے بہ نشیب + بہر احداث
حوادث فلک دائرہ ساز + پیکر خصم ترا خاک بود مسرہ نشیب + دشمن جاہ ترا دارکند رو بفراز + ای استاد والا
نژاد و اے شاہ عیاران آپکو معلوم ہو کہ ہمرو فرامرز بانی فساد نے طبل پرخاش بجوایا ہی ارادہ انکا
یہ ہے کہ صبحکو قلعے پر حملہ کریں اور آتش کینہ کو کانوں سننے سے ظاہر کریں باقی خیر و عافیت ہے خواجہ عمرو نے طبل پرخاش بجنے
کی خبر سنکے جلسہ عیش و عشرت کو برخاست کیا اور خیام و بارگاہ وغیرہ کو اٹھواکر مع جملہ عیاروں اور سرداروں عالیشان
کے قلعہ میں آگئے اور در قلعہ کو بند کرکے سامان جنگ کرنے لگے شب بھر دونوں لشکروں میں لڑائی کا سامان
یعنی تلواریں اور تیر و تبر سے درست ہوی جب وہ وقت آیا کہ علم لشکر شب ہوا عالم سے نابود + اثر از رنگ شب
نہ ماند صورت دود + چو بر نہاد کلاہ تاج مہر سپہر + ہوئی رونق فزا باحشمت دزد + صبحکو ہمرو اور فرامرز اور زروبین

دیکھنے کیلیے در قلعہ کو بند کرا دیا اور عنقریب صبح خواجہ عمرو نے زردین اور ہرمزاد و فرامرز کو در قلعہ پر مصلوب کیا آخر
نکالا جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا وہاں لشکر دو رندہ سنگار وغیرہ بیدار اور ہوشیار ہوئے اسوقت عیار اور جستجو
زردین اور فرامرزاد و ہرمز کو خیمے اور بارگاہ ہو میں نہ دیکھکر متحیر ہوکے دوڑتے دوڑتے بختک کے پاس آئے اور
بختک سے کہنے لگے کوئی عیار زردین اور ہرمز و فرامرز کو لے گیا ہے خیمے میں زردین اور بارگاہ ہوں
میں ہرمز و فرامرز نہیں ہیں بختک یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو تو
ہرمز و فرامرزاد و زردین کو بیہوش کرکے لیگئے ہیں یہ خیال کرکے بختک اپنے خیمے پر سوار ہوا اور طرف قلعے
کے چلا لشکر میں ہرمز وغیرہ کے گم ہونے سے تہلکہ پڑگیا سوار و پیدل باہم کہنے لگے کہ اب شب کو ہوشیار سونا
رہیگے ایسا نہو کہ ہمکو کوئی بیہوش کرکے لیجائے یا کے قتل کر ڈالے تو بڑا غضب ہو مفت جان جائے لڑنے کی آرزو دل
ولمیں رہجائے سوار و پیدل تو لشکر میں باہم اسی طرح گفتگو کر رہے ہیں لیکن اب حال بختک کا لکھا جاتا ہے کہ بختک
مع چند خدمتگار منتظر و بیقرار خیمے کو دوڑتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا کہ زردین اور ہرمزاد و فرامرز
در قلعہ پر بندھے ہوئے لٹکے ہیں خواجہ عمرو بالائے قلعہ تشریف رکھتے ہیں عیار سردار وغیرہ بھی روبرو خواجہ
حاضر و موجود ہیں خواجہ سرداروں سے کچھ باتیں کر رہے ہیں بختک زردین وغیرہ کو لٹکے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو کی
تعریف میں ... کہنے لگا اے خواجہ آپ نے زردین اور ہرمز و فرامرز کو کیوں گرفتار کیا ہے مجھے فرمائیے تو میں
تو آپ کا غلام اور تابعدار ہوں خواجہ ... نے کہا اے بختک آگاہ ہو کہ اس قلعے میں غلہ وغیرہ ہو چکا ہے مردمان
مردمان لشکر پریشان و مضطر ہیں اگر تو جنس بیٹنے کا غلہ و دیگر اشیا سب مطلوبہ بھیجا دیگا تو سب کو رہا کردونگا ورنہ انکو گرفتار ہی
یا زیر قلعہ میں داخل کر دونگا بختک نے کہا میں ابھی جنس بیٹنے کا غلہ وغیرہ واسطے مردمان فوج کے حاضر کرتا ہوں آپ انکو ذلیل
میں داخل نہ کیجیے گا بختک یہ کہکے اپنے خیمے کیطرف آیا اور لشکر میں سے جو جنس کا غلہ وغیرہ چھکڑوں پر بار کرا کے
ہمراہ اپنے در قلعہ تک بھیجا اور منت کرنے لگا کہ یہ غلہ اور دیگر اشیا حاضر ہیں انہیں منگوا لیجیے اور زردین اور ہرمز
اور فرامرز کو چھوڑ دیجیے ایسا نہ کیجیے گا کہ غلہ بھی لیجیے اور ناسپروان کو رہا نہ کیجیے خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا اے
بختک تم مطمئن رہو میں غلہ وغیرہ لیکر انکو چھوڑ دونگا خواجہ نے یہ کہکر عیاروں سے حکم کیا کہ غلہ و دیگر اشیا
چھکڑوں سے اتروا کے لے آؤ عیاران لشکر اسلام کچھ مزدور ہمراہ لیکر آئے اور کل غلہ لے گئے جب غلہ قلعہ میں
پہونچ چکا اسوقت خواجہ عمرو نے ہرمز و فرامرزاد و زردین کو رہا کیا بختک سب کو لیکر لشکر میں آیا اور عیاروں سے
کہا انکو ہوشیار کرو عیاروں نے زردین وغیرہ کو ہوشیار کیا جسوقت زردین وغیرہ بخوبی ہوشیار ہو گئے
بختک سے پوچھنے لگے کہ آج لشکر میں کیا ملک ہے عیار ہمارے پاس کیوں کھڑے ہیں بختک نے کہا لات
منات نے بڑی خیر کی تم سب زندہ بچ گئے ورنہ دمین تمہارے جسموں سے نکل گئی ہوتیں اجسام تمہارے بے گور و کفن
کہیں پڑے ہوتے زردین نے کہا اے بختک تم اسوقت کیسی بیہودہ باتیں کرتے ہو کیا شراب زیادہ پی ہے جو حواس
تمہارے بجا نہیں ہیں جو ایسی مہمل تقریر کرتے ہو بختک نے کہا میرے تو ہوش و حواس بجا ہیں لیکن تم ابھی
بیہوش ہو رہے تھے میں نے عیاروں سے کہکر تمکو ہوشیار کیا ہے خواجہ عمرو تمکو اور ہرمزاد و فرامرز شاہزادوں کو ... دغا
سے بیہوش کرکے لے گئے تھے اور در قلعہ پر انہوں نے لٹکایا تھا جب مجھکو خبر ہوئی اور میں نے خواجہ عمرو کو غلہ وغیرہ دیا
تب خواجہ نے تمکو رہا کیا اگر میں تمہاری رہائی کی تدبیر نکرتا تو خواجہ عمرو سر تمہارا کاٹ لیتے یا قید کرتے لشکر میں
آنا نصیب نہوتا اب کہو تم غافل اور بیہوش تھے یا میرے حواس بجا نہیں ہیں زردین یہ تقریر سنکے نہایت غضبناک

ہوا اور ہرمزاد اور فرامرز سے کہنے لگا کہ اب طبل برش بجنے کا حکم دیجیے پھر کل قلعے پر حملہ کرونگا ہرمزاد و فرامرز
نے طبل برش بجوایا خواجہ عمرو کو طبل برش بجنے کی خبر ہوئی پہلوان عادی وغیرہ نے کہا ای خواجہ آپ اندیشہ نہ کیجیے
دیکھا چاہیے کہ قلعے میں آگیا ہی بخوبی زوبین وغیرہ سے ہم لڑینگے غرض وہ دن گذر کے شب بھر تیاری لڑائی کی
ہوئی ہنگام سحر زوبین و ہرمزد وغیرہ و فوج کثیر لیکر قلعے پر حملہ آور ہوے ہرچند دلیرانہ قلعے پر حملہ کیا لیکن وہ قلعہ ہاتھ
نہ آیا مردان فوج صدہا ہلاک ہوے آخر زوبین وغیرہ قلعہ کیطرف سے پھرے اور لشکرگاہ پر آئے اسی طرح کئی مہینے
تک زوبین اور ہرمزد و فرامرز وغیرہ قلعہ پر حملہ کیا کیے لیکن قلعے میں داخل نہو سکے آخر ایک روز زوبین نے
ہرمزد و فرامرز سے کہکر پھر طبل برش بجوایا اور لشکر کو لیکر اسیطرح قلعے پر حملہ کیا کہ خندق سے گذر کے در قلعہ پر پہونچ
اور قصد دروازہ قلعہ کے توڑنے کا اوسوقت حکم خواجہ عمرو سے گولہ اندازوں نے گولے مارنا موقوف کیے اور
اکثر مردان قلعہ نے تیر مارنے شروع کیے بعضوں نے گرم گرم تیل کڑھا کا زوبین پر ڈالا عیاروں نے گوپھنوں
میں پتھر رکھکر لگانے شروع کیے زوبین تیروں اور پتھروں وغیرہ سے بچنے لگا خواجہ عمرو نے اوسوقت جلدی
سے زہرہ مصری کو بہ شکل ملکہ مہر نگار رنگ و روغن سے بنایا اور نقاب چہرے پر ڈال کے اور کچھ باتیں سمجھا
کے بالای در قلعہ بھیجا زہرہ مصری نے در قلعہ پر آکے اور زوبین سے مخاطب ہوکے کہا ای زوبین خبردار خبر
دار قلعہ کو گرز سے نہ توڑنا اور قلعے میں نہ آنا ورنہ میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالونگی دیکھ یہ ہیرے کی انگوٹھی میرے ہاتھ
میں ہے ابھی ہیرے کو پیسکر کھا لونگی اگر تجھکو یہی منظور ہے کہ مجکو میرے پدر کے پاس لیجای تو یہاں سے دس کوس
کے فاصلے پر ٹھیرو میں خواجہ عمرو کے ہمراہ آتی ہوں زوبین نے یہ تقریر ملکہ مہر نگار نقلی کی سنکے خیال کیا کہ در قلعہ
کو توڑ کے قلعے میں جانا اب بیکار ہے کیونکہ جس واسطے میں قلعے میں جاتا تھا وہ مطلب نکل آیا یعنی ملکہ مہر نگار پھر
ہمراہ نوشیرواں کے پاس چلنے کو راضی ہوئی یہ سمجھ کر زوبین نے کہا ای ملکہ آپ ہمراہ خواجہ کے تشریف لائیے
میں جاتا ہوں یہ کہکے زوبین مرکب کو خندق سے بچاکر اسطرف آیا زہرہ مصری قلعے میں چلی گئی جب زوبین
لشکر میں آیا مردان لشکر سے کہنے لگا کہ اب تم سب میرے ہمراہ چلو یہاں نہ ٹھیرو اکثر مردان لشکر زوبین کے ہمراہ
ہوے زوبین ایک طرف چلا بختک یہ حال دیکھکے متعجب ہوا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ ای زوبین کہاں چلے
ہو کیا غضب کرتے ہو قلعہ پر پہونچکے در قلعہ کو کیوں نہ توڑا خیر اب بھی نہ جاو در قلعہ کو توڑ کر ملکہ مہر نگار کو
قلعے سے لیکر مداین کیطرف چلو اہل قلعہ کو قتل کرو خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرلو ہرچند بختک نے زوبین کو بلایا
پکارا کیا لیکن زوبین بختک کے پاس نہ آیا اور تقریر بختک کی مطلق نہ سنی بعد چلے جانے زوبین ہرمزاد و فرامرز
اور فرامرز بھی میدان جنگ سے پھرے اور لشکرگاہ میں آکے اپنی بارگاہ میں داخل ہوے بعد جانے ہرمزد و فرامرز کے
خواجہ عمرو نے جمیع سرداروں کو بلایا اور کہا یہ قلعہ مختصر ہے اور غلہ بھی کم رہگیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے پہلوان عادی
نے کہا اگر آپ قلعہ تنگ یا در حل میں چلیں بہ نسبت اس قلعے کے وسیع و محکم ہے اور غلہ بھی اوس قلعہ میں زیادہ ہی
بہ راحت و آرام بسر ہوگی خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سنکے کہا اب میں ایک عیاری کرتا ہوں ہرمزاد و فرامرز
کو مع لشکر یہاں سے لیے جاتا ہوں تم بہمراہی مقبل ملکہ مہر نگار کو بعد پردہ داری لیکر طرف قلعہ تنگ روانہ ہو
پہلوان عادی وغیرہ نے کہا بہتر اوسوقت خواجہ عمرو نے ایک کنیز سن رسیدہ کہ نام اوسکا نفیسہ تھا اور حسن
سے بھی اوسے بصورت ملکہ مہر نگار بنایا اور زیور رانگے اور پیتل کا پہنایا اور لباس بھی پرانا پہناکر پھر ایک
محافہ میں سوار کیا کہار و پیچ محافہ اوٹھایا خواجہ عمرو اور دس عیاروں کے ہمراہ قلعے سے باہر آئے اور راہ قطع کرکے ایک درخت کی

گے نیچے خیمے نصب ہو کر دربارگاہ ہرمز و فرامرز برپا ہوئی ناگاہ اصلی آئے ہرمز و فرامرز کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو دربارگاہ
آئے ہیں ہرمز و فرامرز نے کہا خواجہ عمرو کو لاؤ بموجب خواجہ عمرو بارگاہ میں گئے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا کہ
خواجہ تم کیوں آئے ہو خواجہ عمرو نے بعد دعا دینے کے اشکبار ہو کر کہا کہ اب مجھ کچھ بن نہیں پڑتا کیا کروں کیونکہ
اس حال میں یہ سنا ہے کہ امیر نے خدانخواستہ پردہ قاف میں انتقال کیا یہ جب خبر سنا مجھکو نہایت صدمہ ہوا اور
سو بہت سے ملکہ مہرنگار کو محافہ میں سوار کر کے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ اب ملکہ مہرنگار کو تمہارے حوالہ کروں کیونکہ
اب ملکہ کو قلعے میں رکھنا اور رکھنا بیکار ہے اور رات دن تو جو میں لایا ہوں یہ خطا میری شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے
ہرمز و فرامرز نے خوش ہو کر کہا اے خواجہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ضرور تمہاری تقصیر عفو کرا دینگے بعد اس
کے فرامرز نے پوچھا ہمشیرہ صاحبہ کس جگہ تشریف رکھتی ہیں خواجہ نے کہا یہاں سے قریب ہیں انھوں نے
مجھ سے کہا ہے کہ بھائی یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے میں ڈرتی ہوں کہ اگر سرداران لشکر امیر میرے حال سے واقف
ہو جائینگے تو لڑائی ہوگی اور میرا جانا خدمت والدین نہ ہوگا اس سے بہتر اور مناسب یہ ہے کہ یہاں سے آگے
جا کر ٹھیری ہوں فی الفور تم بھی آ جاؤ اور میرے آنے کا حال کسی سے بیان نہ کرنا فرامرز نے کہا اے خواجہ عمرو
ہمشیرہ صاحبہ سے کہہ دینا کہ آپ یہاں سے چلیے بعد آپ کے میں بھی یہاں سے کوچ کر کے آتا ہوں خواجہ عمرو یہ
سنکے بارگاہ سے باہر آئے گیا [illegible] سے کہا محافہ اٹھاؤ [illegible] نے محافہ اٹھایا اور عمرو محافہ کے ہمراہ
ہوئے خواجہ بھی عقب محافہ چلے بعد کئی فرسخ راہ طے کرنے کے بموجب کہنے عمرو کے [illegible] نے ایک
محافہ کو [illegible] عیاری قطب فلک خنجرگذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار بھی ٹھہرے خواجہ [illegible]
جانے کے قریب پہنچے ہیں اور بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرمز و فرامرز وغیرہ نے بھی وہاں سے کوچ کیا اور
لشکر کو لیکر [illegible] روانہ ہوئے مقبل اور عادی وغیرہ نے جب دیکھا کہ ہرمز و فرامرز لشکر لیکر چلے
سردار تو سامان چلنے کا کر ہی چکے تھے فوراً ملکہ مہرنگار خاتون ذی وقار کو بصد پردہ داری سکھپال میں
سوار کر کے اور [illegible] لشکر کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ تنگ واصل روانہ ہوئے آخر راہ میں [illegible] اور اب
حال ہرمز و فرامرز اور خواجہ عمرو وغیرہ کا سنیے کہ جب ہرمز و فرامرز و بختک مع لشکر قریب تالاب کے پہنچے ایک
جگہ مقیم ہوئے اور واسطے ملکہ مہرنگار اپنی ہمشیرہ اور خواجہ عمرو کے چند تحایف شاہانہ کشتیوں میں لگا کر خواجہ قابل اور
خواجہ مقبول [illegible] کے ہمراہ کر کے روانہ کیے خواجہ [illegible] نے تالاب
پر پہنچکے خواجہ عمرو کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ یہ تحایف شاہزادوں نے اپنی ہمشیرہ کو اور آپ کو بھیجے ہیں اور تھوڑی دیر میں
وہ بھی تشریف لاتے ہیں خواجہ عمرو نے جلد تحایف لیکر اپنے پاس رکھے اور خواجہ [illegible] سے کہا کہ تم جا کر ملکہ کی طرف
سے دعا کہنا اور میری جانب سے تسلیم کہنا اور ان سے کہہ دینا کہ جلد آئیے میں آپ کا منتظر ہوں خواجہ [illegible] رخصت ہوئے عمرو نے
تحایف مع کشتیاں [illegible] قبول کیے اور [illegible] بھی عیار لشکر اسلام کے
[illegible] اپنے ہمراہ لیکر ملکہ مہرنگار نقلی کو محافے میں چھوڑ کر تالاب سے چلے اور طرف قلعہ تنگ واصل کے روانہ ہوئے
اور راہ سے لشکر کے سرداران امیر کے پاس پہنچے اور پہلوان عادی وغیرہ کو اپنی عیاری کی تمام کیفیت بیان کی جب
خوش ہو کر عمرو کو جانب قلعہ تنگ واصل چلے جاتے ہیں لیکن اب حال [illegible] ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ سب خواجہ
[illegible] عمرو پہنچا یا ہرمز و فرامرز ہنگام شب [illegible] لشکر سے ہمراہی بختک جانب تالاب روانہ ہوئے بختک
درمیان راہ خیال کرنے لگا اسے کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی کہ امیر نے انتقال کیا اور اب خواجہ عمرو مہرنگار

تو ہرمز و فرامرز کے حوالے کر دینگے بظاہر معلوم ہوتا ہی یہ بھی ایک عیاری ہی بختک یہ خیال کرتا ہوا جب تالاب پر پہونچا
دیکھا محافہ تو رکھا ہی لیکن خواجہ عمرو نہیں ہیں بختک سمجھ گیا کہ جو مین نے خیال کیا تھا وہی ظہور مین آیا چاہتا ہی بختک
تو بچکے چپکا رہا لیکن ہرمز و فرامرز باشتیاق تمام آگے بڑھکے پاس محافہ کے بیٹھ گئے اور اسطرح پوچھنے لگے اے
ہمشیرہ صاحبہ آپ کا مزاج تو اچھا ہی بہت دنوں کے بعد آج آپ سے ملاقات ہوئی ہمکو نہایت اشتیاق آپ کی ملاقات
کا تھا شکر ہی کہ لات و منات کی عنایات سے آج آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ اپنے والد کے پاس چلنے کو راضی
ہوئیں کیسے جو ہمنے چاہا یہ آپ کو منظور اور قبول خواجہ عمرو اون کے ہمراہ روانہ کیے تھے آپکو پہونچے اور پسند ہی
یا نہیں ہر چند ہرمز و فرامرز نے پوچھا لیکن محافے سے ملکہ مہرنگار نقلی نے کچھ جواب نہ دیا ہرمز نے فرامرز سے کہا
شاید ہمشیرہ صاحبہ ہمسے ناراض ہیں جو ہماری بات کا جواب نہیں دیتی ہیں یا صدمہ حمزہ صاحبقران سے اسوقت
بیہوش ہو گئیں ہیں فرامرز نے کہا ذرا بہ آواز کہو کہ ہم ہرمز ہیں آپ ہم سے کلام کیجیے ہرمز نے موافق کہنے فرامرز
کے کہا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ مین ہرمز آپ کا بھائی اور فرامرز دوسرا بھائی بھی آپ کے
پاس بیٹھے ہیں آپ بلا تکلف ہمسے گفتگو کیجیے سوا بختک کے کوئی یہان غیر نہیں ہی آپ ہمسے خفا [illegible]
کوئی خطا بھی آپ کی نہیں ہی اور اگر اچانک کوئی تقصیر کی ہو تو معاف کیجیے لات و منات کا واسطہ بات کیجیے
حمزہ صاحبقران کی رحلت کرنے کا قصد نہ کیجیے اب ہمارے ساتھ چلیے والد آپ کی شادی کسی بادشاہ جلیل القدر
کے ساتھ موافق اپنے ملت اور دین کے کر دینگے خوب ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے انتقال کیا وہ مسلمان تھے
ہمارے مذہب کے خلاف اونکا دین تھا جب ہرمز نے آواز بلند ملکہ مہرنگار نقلی سے گفتگو کی اسوقت
مہرنگار نقلی نے بہ غیظ و غضب جواب دیا کہ تو کون ہی کیون مجھکو گالیان دیتا ہی تو شیروان کو میرا باپ بتاتا ہی
تباتا ہے میرے باپ بھائی تو سب مر گئے خاک مین مل گئے تم کہان میرے بھائی پیدا ہوئے خدا تمہین تباہ
کرے کہ تم لات منات پرست ہو اور حمزہ صاحبقران کو کہتے ہو کہ انہون نے انتقال کیا مجکو ملکہ مہرنگار سمجھتے
ہو میری شادی کی فکر مین ہو ادنی کو اعلی بناتے ہو ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہو مین تو اندھی بہری کیا تم بھی ہو
اگر کچھ آنکھون سے دکھائی دیتا ہو تو دیکھو مجھے پہچانو مین ایک کنیز ملکہ مہرنگار کی ہون نام میرا تفتہ ہی خدا
سلامت رکھے ملکہ مہرنگار کو انکی یہ لیاقت نہین ہی کہ ایسے محافے مین سوار ہون اور خدا نہ کرے شکل میری
صورت سے انکی شکل ہو ماشا الله چشم بد دور وہ نوجوان اور حسین ہیں مین بڑھیا اندھی بہری چرخ ستمگاری
مجھے اور انسے کیا مناسبت تم ناحق مجکو ملکہ مہرنگار بناتے ہو ہرمز و فرامرز یہ سنکے پردہ محافہ کا اوٹھایا دیکھا
تو فی الواقع ایک اندھی عورت بدصورت ملکہ مہرنگار محافے مین بیٹھی ہی ہرمز اور فرامرز نے پوچھا تجھکو کس نے
ملکہ مہرنگار کی شکل بنایا ہے اوس نے کہا خواجہ عمرو نے میری صورت نہین معلوم کیونکر بنائی ہی مجھے کہا تھا کہ تو
محافے مین بیٹھکر چل مین یہان محافے مین سوار ہو کے چلی آئی خواجہ عمرو مجھے یہان چھوڑ کے نہین معلوم کہان چلے
گئے یقین ہی کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ملکہ مہرنگار کو لیکر چلے گئے ہونگے کیونکہ باہم یہی مشورہ ہوتا تھا کہ جب ہرمز
و فرامرز یہان سے چلے جائین تو ملکہ مہرنگار کو یہان سے لیکر قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلیں اور اس قلعہ کو خالی کر دیں
وہ سب تو قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلے گئے ہونگے افسوس ہزار افسوس مجکو یہان چھوڑ گئے اب میری کیونکر بسر ہوگی الغرض
ہر کاسی محافہ مین رہی بے نقد امر جاونگی ہرمز و فرامرز نہایت متحیر ہوئے اور خواجہ عمرو کی عیاری پر برہم ہوئے بیک چند عیار بھی
تالاب پر آئے ہرمز نے کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ خواجہ عمرو قلعہ مین ہین یا نہین عیار گئے اور بعد تھوڑی دیر کے

دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے خداوند نعمت قلعے میں تو کوئی بھی نہیں ہے جسقدر اشخاص سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ خواجہ عمرو ملکہ کو لیکر مع سرداران وغیرہ کے قلعہ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوئے ہیں بختک سنکے ہنسنے لگا اور کہنے لگا واہ خواجہ
عمرو کیا عیاری کی ہے میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ خواجہ ملکہ مہرنگار کو بھی نہ دینگے ہرمز اور فرامرز عیاروں اور بختک کی تقریر
سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر خواجہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوئے ہیں تو کیا ہم وہاں نہیں جا سکتے یہ کہکے
کنیز کو تو حکم کیا کہ اسکو لشکر میں داخل کرو کنیز تو لشکر میں داخل کی گئی لیکن ہرمز اور فرامرز
مع بختک سیر ... کی کرنے لگے اور دل کو سیر سبزہ و تالاب سے فرحت دینے لگے بعد سیر کرنے کے
ہرمز اور فرامرز لشکر میں آئے اور عیاروں کو بلاکر کہا تردین اسطرف گیا ہے یقین ہے کہ وہیں مقیم ہوگا اسکو
یہاں بلا لاؤ عیار بموجب حکم روانہ ہوئے اور بعد قطع کرنے راہ کے جہاں تردین مقیم تھا اور ملکہ مہرنگار کے
آنے کا انتظار کر رہا تھا وہاں عیار پہونچے اور تردین سے کہنے لگے چلیے آپکو شاہزادوں نے بلایا ہے تردین
کہنے لگے کہ میں ملکہ مہرنگار کے آنیکا منتظر ہوں وہ یہاں آتی ہوگی انھوں نے مجھسے وعدہ یہاں آنے کا کیا ہے
میں وہاں نہ جاؤنگا اور یہیں سے ملکہ کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت شہنشاہ نوشیروان میں جاؤنگا عیاروں نے عرض
کیا آپ بیکار ملکہ مہرنگار کا انتظار کرتے ہیں خواجہ عمرو عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو لیکر قلعہ تنگ رواحل کیطرف روانہ
ہوگئے ہیں ہم خود جاکر قلعے میں دیکھ آئے ہیں تردین یہ تقریر عیاروں کی سنکے غضبناک ہوا اور فوراً مع اپنے ہمراہیوں
کے وہاں سے چلا اور بعد طے کرنے راہ کے ہرمز و فرامرز کے پاس آیا ہرمز و فرامرز نے مفصل حال خواجہ
عمرو کی عیاری کا تردین سے بیان کیا غرض چند روز تک تردین اور ہرمز و فرامرز اسی جگہ مقیم رہے اس
زمانہ میں خواجہ عمرو مع سرداروں کے ملکہ مہرنگار کو لیکر داخل قلعہ تنگ رواحل ہوئے اور قلعہ کو آلات
حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا خواجہ عمرو تو وہاں قلعے کو آراستہ کرکے باطمینان تمام بیٹھے ہیں لیکن اب
حال تردین اور ہرمز وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ چند روز تک تردین وغیرہ اسی جگہ مقیم رہے آخر باہم مشورہ کرکے وہاں سے طرف
قلعہ تنگ رواحل کے بارادہ جنگ روانہ ہوئے انکا حال تو انشاءاللہ لکھا جائیگا لیکن اب حال امیر حمزہ صاحبقران کا تحریر ہوتا ہے

داستان حیرت نشان داخل ہونا عفریت کا گلستان ارم میں اور مقابلہ کرنا امیر باتوقیر کا دیووں سے

راویان ذی وقار اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ عفریت جو خبر قتل دلوار جنگ سنکے بہ تہور
غضب لشکر سات لاکھ دیوں کا لیکر چلا تھا اب گلستان ارم کی سرحد پر پہونچا اور حکم کیا کہ اسی جگہ بارگاہ میں
اور خیام برپا ہوں چنانچہ موافق حکم عفریت جلد دیو اسی جگہ ٹھہر گئے اور بارگاہ میں ... خیام کو ... برپا ہوگئی عفریت داخل
بارگاہ ہوا اور وہاں ... ملعون بھی بارگاہ میں ... اور جملہ دیو بھی خیام فلک فرسا میں مقیم ہوئے دیو تند ...
دیو برق و دیو کیوان و دیو اکوان کہ یہ چاروں ملازمان ملکہ آسمان پری سے ہیں اور نہایت نمکحلال
اور ہوا خواہ شہپال بن شاہرخ کے ہیں انھوں نے جو سنا اور دیکھا کہ عفریت سات لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر
بارادہ جنگ و جدال آیا ہے اور سرحد گلستان ارم پر مقیم ہے فوراً پریشان خاطر ہوکر خدمت شہپال بن شاہرخ میں
حاضر ہوئے اور بعد ادائے تسلیم و مجرا کرکے اسطرح اپنی زبان میں دعا و ثنائے بادشاہی بجا لاکر ملتمس ہوئے اشعار
ہمیشہ تا لب لباس خضر سیراب است * زچشمہ کہ ہنوز تشنہ کند سکندر را * لب عدوے تو سیراب لیک از آن آبی

کہ حضرت تو جیکا نذر دشنہ فولاد و شمشیر شاہ عالی وقار پر مدام عنایت والطاف رب بے نیاز رہتا ہے اور دشمن شہنشاہ فلک بارگاہ کا ہمیشہ مزاج ناساز رہے آج عفریت بدکردار و نابکار سات لاکھ دیوون کی جمعیت سے سرحد گلستان ارم پر آ کے ہنتم ہوا ہے ارادہ اوسکا یہی ہے کہ کینہ دیرینہ کو آشکار کرے سر میدان بندگان شہنشاہ سے بیکار کرے باقی خیر و عافیت ہے جسوقت جاروب دیوون نے شہپال بن شاہرخ سے خبر عفریت کے آنے کی بیان اوسوقت حمزہ صاحبقران ود و برو شہپال بن شاہرخ بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا ہزارہا دیو دراز قامت صاحب عزت اور بہ نیاد عالی نژاد بصد ادب صندلیون اور دنگلون وغیرہ پر بیٹھے تھے شہپال بن شاہرخ تخت زرین پر رونق فزا تھا پہلو سے شہپال میں ملکہ آسمان پری زوجہ امیر بانو قیر نقاب چہرہ پر ڈالے ہوے بیٹھی تھی علاوہ لباس بلقین کی نہ زیور

جواہر نگار پہنے تھی اشعار	گیسوی عنبرین بدر آراست	اختر تافتہ بہ شب بیارست	حلقۂ گوش و جبیش بستہ
حلقۂ در گوش ہر دو لعل گہر	بر دو دست خاتم زرین	دل در انجا نمود جای نگین	یار در صفای ان سینہ
موج گوہر در آب آمیہ	بست بازو بہ زیب آن بازو	کہ از ان یافت زیب آن بازو	بیبی امیر بانو قیر صورت ملکہ

آسمان پری نظر کرتے تھے اور کبھی ملکہ آسمان پری حسن و شباب امیر بانو قیر پر نظر کر کے خوش ہوتی تھی اکثر باہم اشارہ و اوا کنائے ہوتے تھے زوج و زوجہ باہم باسماد اشارہ ہنستے تھے ناگاہ شہپال بن شاہرخ نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا عفریت نابکار جواب ہے یہ آپکا مارا ہوا ہے قبل اسکے ہمارا لازم تھا اور ہم نے اس نالایق کو یہ عزت دی تھی کہ اپنی کل فوج کا سپہ سالار کیا تھا تمام فوج دیوون اور پریزادون کی اسکے قبضے میں تھی سب فوج کا افسر بھی بداختر تھا اب تھوڑے زمانے سے اس نمکحرام نے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری سے سرکشی کی ہے اور وہی لشکر دیوون کا جسکا یہ افسر تھا اوسی لشکر سے لاکھون نمکحرام دیونکو ہمراہ اپنے لے گیا ہے اور بجای خود حاکم ہو گیا ہے حمزہ صاحبقران نے کہا اب آپ بھی سامان جنگ کیجیے نالہ بارگاہ کا نکلوائیے مقابلے میں عفریت کے جلد صف آرا ہو جیے اور میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے میں عفریت اور لشکر کے دیوون سے مقابلہ کرونگا اور بخوبی لڑونگا ہر ایک دیو ناپاک کو نشانہ تیغ آبدار سے قتل کرونگا ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے خیال کیا کہ اگر خدانخواستہ حمزہ صاحبقران کسی دیو ناپاک سرکش کے ہاتھ سے قتل ہوئے تو میرے عیش میں خلل آ جائیگا زمانہ شباب میرا بے لطف گذریگا خیال امیر میں راتون کو نیند نہ آئیگی دنکو ایک لمحہ چین نہوگا روح ایکدم بھی آرام نہ پائیگی شب و روز کی گریہ و زاری اور نالہ و اشکباری میں میری جوانی خاک میں ملجائیگی فراق امیر میں زندہ رہنا میرا مشکل ہوگا لہذا اب وہ تدبیر کرنا چاہیے کہ اپنی جان مبتلای غم و الم اور عیش و عشرت میں بھی خلل نہ آنے پائے اپنی جان بچے اپنا مدعای دل بر آئے ہر شب امیر سے میرا پہلو گرم اور آباد رہے یہ خیال کر کے ملکہ آسمان پری نے شہپال سے آہستہ عرض کیا کہ آپ انجمن کہنے دیجیے انکے کہنے پر عمل نہ کیجیے اور انکے نام پر طبل جنگ نہ بجوائیے گا اور انکو دیوون سے نہ لڑوائیے گا بلکہ انکو میدان جنگ میں بھی جانے نہ دیجیے گا مبادا کسی دیو خونخوار و نابکار کے ہاتھ سے یہ زخمی ہو جائیں یا کوئی دیو انکے تن نازک پر ہتھیار یا کوئی سنگ گران لگائے تو خدانخواستہ انکا تو کام الکدم میں تمام ہو جائیگا میں صرف اسوجہ سے عرض کرتی ہون کہ اگر خدانخواستہ یہ قتل ہو گئے یا زخمی ہوئے تو آپ انکے والد ماجد اور انکے احباب کو کیا جواب دیجیے گا سوا اسکے کہ سب سے شرمندہ اور محجوب ہو جیے گا اور آپکو بھی انکے ہلاک ہو جانیکا صدمہ جانکاہ ہوگا پس میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ انکے والد و احباب سے شرمندہ اور منفعل ہون اور یہ بھی مجکو منظور نہیں ہے کہ آپ کو انکے ہلاک ہونے سے صدمہ ہو اگر آپ میری عرض کو قبول نہ فرمائیے گا دیکھیے پچھتائیے گا یہ کسی نہ کسی دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے کیونکہ

ضعیف انسان قوی انسان سے تو لڑ نہیں سکتا ہے بھلا نحیف بچہ آدم زاد دیوون سے کیونکر لڑ سکیگا آپ نے ملاحظہ تو کیجے
کہ دیو کا ایک ہاتھ اونکے قد و قامت سے کہین سوا ہے لہذا دیدہ و دانستہ عاقل کو ایسا کام نہ کرنا چاہیے جس کی آخر کار صدمہ و
غم مین مبتلا ہو اور افسوس کرے اور پھر کوئی اوسکا علاج نہو سکے شہپال بن شاہرخ نے آسمان پری کی تقریر سنکر
کہا اے نور نظر یہ جو کچھ تمنے کہا بظاہر صحیح ہے لیکن تمکو اچھی طرح امیر کی طاقت اور قوت کا حال شاید معلوم نہیں ہے اونمین
اس درجہ قوت ہے کہ اونکی قوت کے آگے فیل ایک پشہ اور دیو ایک مور ہے اور شیر ایک غزال ہے تمنے سنا ہے کہ امیر نے
ماہ ہار کو قتل کیا ہے اور تمھارے ارژنگ کو ہلاک کیا ہے غرض نسے دیو کسی طرح لڑ نہیں سکتے ہیں خداوند عالم نے اونکو عجیب
طاقت اور قوت دی ہے کہ عقل کو حیرانی ہے ملکہ آسمان پری نے جواب دیا کہ اتفاق سے دیوار جنگ کے اوپر تلوار انکی
پڑ گئی وہ مارا گیا اوسکی قضا ہی آگئی تھی اسی بہانے سے وہ جہنم مین گیا اور ماہ ہار کا جو آپنے ذکر کیا اوسے مین نے
نہین دیکھا نہین معلوم تنہا اونھون نے اوسکو قتل کیا یا بہ لشکر لیکر اوسپر چلا آور ہوئے جب وہ مارا گیا مین جانتی ہون
کہ وہ پڑا ہوا سوتا ہوگا اونھون نے آہستہ جا کر اوسکو تلوار سے قتل کر ڈالا ہوگا اگر ماہ ہار بیدار اور ہوشیار ہوتا وہ کبھی
ہاتھ مارا نہ جاتا اور جو آپ نے فرمایا ہے کہ اونمین قوت طاقت بہت ہے یہ آپ نے بجا اور درست فرمایا ہے بیشک کوئی
آدمزاد فی زمانہ اونسے مقابلہ اور مجادلہ نہین کر سکتا لیکن دیو اونسے قوت و طاقت مین بڑھے ہوئے ہین مین بھی تو دیکھتی ہون
کہ یہ سب دیو اون سے زور و قوت مین زیادہ ہین لیکے دست و پا ضعیف اور نحیف ہین صاف ثابت و ظاہر ہے کہ نہ ہر
اور دیون کے موٹے موٹے دست و پا کو دیکھکر یقین کامل ہوتا ہے کہ دیوون مین طاقت و قوت اور زور زیادہ ہے
بس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ واسطے مقابلہ حضرت بجائے کسی سردار کے ہمراہ لشکر دیوون کا روانہ کیجے
وہی سردار اوس سے بکر واسطے لڑینگے باہم دونون مین خوب لڑائی ہوگی آپ بھی میدان مصاف مین تشریف لیجائیے سیر
دیکھتے رہیے وہان فتح اونکی لڑنگی اگر آپکے لشکر کے دیو قتل بھی ہو جاینگے تو چندان رنج و غم نہوگا اور اگر وہ دیو و پریزاد
ہنگام جنگ ہلاک ہونگے تو یہ کوہ قاف پریزادون سے خالی ہو جائیگا شہپال نے ہنسکے جواب دیا اے نور چشم یہ تمنے کیا
کہتی ہو کہ سو دو سو پریزاد اور دیو مارے جاینگے ایسی لڑائی ہوگی کہ صدہا بلکہ ہزارہا دیو اور پریزاد قتل ہو جاینگے میدان
مصاف لاشون سے بھر جائیگا کشتون کے پشتے میدان کارزار مین ہر طرف نظر آینگے غضب کی جنگ ہوگی زمین
تھرائیگی آسمان کانپے گا دریای خون جوش زن ہوگا خیر اگر تمھاری خوشی یہی ہے کہ امیر کے نام پر جنگ ہو یا
جائے اور اونکو دیوون سے ہم نہ لڑوائین حتی الامکان ہم ایسا ہی کرینگے کہ امیر کو میدان رزم نہ جانے دینگے یہ کہکر
شہپال بن شاہرخ نے دیوون سے حکم کیا کہ شادیانہ بارگاہ سلیمانی کا نکالو اور نقارخانہ سلیمانی کو بھی درست کرو اور
جلد تر سامان جنگ کرو اور مقابلہ حضرت کے جنگ کا اہتمام کیواسطے آمادہ اور مستعد ہو اور سب آلات حرب و ضرب کی
درستی کرو اور بعجلت تمام سامنے حضرت کے بارگاہ سلیمانی اور خیام استادہ کرو دیون نے موافق حکم
شہپال بارگاہ سلیمانی کو نکالا اور مجلد دیو اور پریزاد گروہ گروہ جوق جوق آلات حرب و ضرب لیکر آمادہ جنگ ہوئے جب
لشکر کثیر دیوون اور پریزادون کا جمع ہوگیا اور کل سامان جنگ ہو چکا اوسوقت شہپال بن شاہرخ نے بھی
حکم کیا کہ تخت ہمارا اوٹھاؤ بموجب حکم پریزادون نے تخت شہپال کا اپنے دوش پر اوٹھایا شہپال نے ملکہ آسمان
پری کو کہا کہ تم اپنے مکان مین جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اے فرزند تم یہین رہو امیر نے کہا جتنی ضرور
آپ کے ہمراہ جلو ہونگا یا جاؤنگا شہپال نے امیر کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور لشکر کثیر ہمراہ لیکر بجای مقابلہ حضرت روانہ
چلا اوسوقت روانگی لشکر دیو اور پریزادون سے جیسے زمین ہلتی تھی آسمان اوس لشکر کثیر کو دیکھکر دنگ ہوتا

تھا آفتاب خوف سے تھرّاتا تھا وہ دیووں کی مہیب شکلیں اور دُوری و درازی قامت و ہر ایک دیو کا دم بدم نعرہ کرنا
اور وہ دیووں کا دوش پر دار تخت و گرانبار کا لیکر چلنا اور پرواز کرنا اور وہ پریزادوں کا باہم پرواز کرنا کبھی بلند
زمین چلنا و شور و غوغا ہی لشکر دیو العیاذ باللہ ہنگامۂ محشر کا نمونہ تھا غرض شہپال بن شاہرخ بصد شوکت و شان جب
راہ طے کرنے کے جب قریب لشکرگاہ عفریت پہونچا حکم کیا کہ یہیں لشکر ٹھہر جاوے اور اسی جگہ بارگاہ و خیام برپا کیے
جاویں دیووں نے حسب الحکم اوسی جگہ بارگاہ سلیمانی کہ جو لاثانی تھی برپا کی امیر با توقیر نے ملاحظہ کیا کہ عجب بارگاہ
فلک شکوہ ہے کہ جسکی تعریف بشر سے بخوبی ہو نہیں سکتی ادنی شان اوسکی یہ ہے کہ اسقدر بلند تھی کہ خیمۂ آسمان باوجود
اس رفعت کے اوسکی بلندی سے شرماتا تھا اور وسیع وہ اسقدر تھی کہ یک خیال بھی اوسکی وسعت کی خبر نہ لا سکتا
تھا علاوہ بارگاہ کے خیام رشک مجوبہ فلک بھی استادہ کیے گئے شہپال بن شاہرخ اور حمزہ صاحبقران
داخل بارگاہ ہوئے اور لشکر دیو و پریزاد بھی بمقابلہ عفریت مقیم ہوا عفریت نے شہپال اور حمزہ صاحبقران کے
آنے کی خبر سنکے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا دیووں نے موافق حکم عفریت نہایت زور شور سے نقارہ جنگ کو
چوب خود بجائے درختوں کے تنوں سے بجایا صدائے نقاروں کی مانند رعد جسوقت آواز نقارہ رزمی بلند ہوئی
دیو تہذک اور دیو اکوان وغیرہ نقارہ جنگی کے بجنے کی خبر لیکر سامنے شہپال بن شاہرخ کے آئے اور اپنی
میں آئے دعا و ثنا بجالاکر عرض کرنے لگے ابیات تا فنا سطاق [illegible]
گاہ انقلاب عمر ابد [illegible]
عفریت نالایق نے نقارہ جنگی اور طبل رزمی بجوایا ہے ارادہ عفریت بدسیرت کا یہ ہے کہ میدان کارزار میں اگر مرد
شہنشاہ ہی مقابلہ کرے باقی خیریت ہے شہپال بن شاہرخ نے دیو تہذک وغیرہ سے خبر نقارہ جنگی بجنے کی سنکر حکم
کیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگی بجایا جاوے بموجب حکم شہپال بن شاہرخ قلاب چینی و کباب چینی وغیرہ دیووں
نے نقارخانہ سلیمانی میں جاکر نقارہ [illegible] لگا [illegible] تنہا نوازی و ارد گش شہنائی بجانے لگے
دیو و پریزاد صداشناس سنکے وجد میں آنے لگے اکثر پریزاد اور دیو محو ہو کر جھومنے لگے صدائے نقارہ سلیمانی جو
بلند ہوئی گاو زمین تھرائی [illegible] کا پیٹ پھٹا [illegible] فلک کا دل دہل گیا جملہ پریزاد آواز نقارہ رزمی سنکے آگاہ
ہوئے کہ نقارہ جنگی بجا ہے [illegible] ہوگی غرض رات بھر دونوں لشکروں میں بخوبی سامان جنگ ہوا جب
وہ وقت آیا کہ دیو شب بچال جنگ و جدال دلیران پردۂ قاف گریزان ہوا اور آفتاب نمایان ہوا بہنگام
سحر شہپال تخت پر سوار ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہو کر اپنے مرکب پر سوار ہوئے پھر لشکر دیو و پریزاد جیل
جیل ذیل ذیل فوج فوج جانب میدان مصاف روانہ ہوا کثرت گرد و غبار سے روی آفتاب پنہان ہوگیا زمانہ
تیرہ و تار ہوگیا معلوم ہوتا تھا گویا شب تیرہ تھا اور سود دیووں کا رعد آسا شور کرنا اور [illegible] کا چلنا غبار کا بکثرت
بلند ہونا دیووں کا آلات حرب و ضرب لیکر نکلنا کبھی بالا ہوا لشکر دیو و پریزاد کا چلنا کبھی زمین پر ہمراہ رکاب شہپال
بن شاہرخ اور حمزہ صاحبقران چلنا اور نقارہ سلیمانی دمبدم بجانا اور پریزادوں کا شور و غل [illegible]
خدا جب شہپال مع امیر مع لشکر دیو و پریزاد میدان کارزار میں پہونچے اسطرف عفریت بھی مع سات لاکھ
دیووں کے میدان [illegible] میں آیا اور بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے اول عفریت
کے لشکر سے دیو خرچنگ برادر دیو رنگ مقتول کا نکلا اور بعد حملہ کے چلا کر کہنے لگا کہ ای آدم زاد اگر کچھ دعوی
شجاعت ہے تو میدان میں آ اور مجھسے مقابلہ کر میں برادر رنگ کا تجھسے عوض لونگا اور ایک ہی ضرب میں تجھکو [illegible]

امیر باتوقیر نے نعرہ دیو خرخنگ سنکے مرکب اپنا صف لشکر دیوان سے نکالا ہرچند شہپال بن شہرخ نے مقابلہ کرنے
سے منع کیا لیکن امیر باتوقیر نے نمانا اور کہا کہ دیو خرخنگ نے مجھے کو طلب کرتا ہے آپ مجھے جانے دیجیے انشاء اللہ میں
اسکا زندہ قتل کرونگا آخرش بدرجہ مجبوری شہپال نے امیر کو اجازت دی امیر شہپال سے رخصت ہوکر سامنے
دیو خرخنگ نے امیر کے قد وقامت پر نظر کرکے اور اپنے بھائی دیو ارخنگ کا خیال کرکے بہ ہمہ غضب
وار شمشاد سر حمزہ صاحبقران پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وار شمشاد کو سپر پر روک کر تلوار کھینچی اور دیو خرخنگ
کی کمر پر لگائی ہرچند دیو نے وار شمشاد پر شمشیر کو روکا لیکن تیغ آبدار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی دیو خرخنگ
دو ٹکڑے ہوکر اسطرح زمین پر گرا گویا کوہ سیاہ دو ٹکڑے ہوکر بالائی غبار اگرا زمین دیو خرخنگ کے
گرنے سے ہمراہی لشکر عفریت کے دیو قتل ہونے خرخنگ کے متحیر ہوئے خصوصاً عفریت اندھیران ہوا
شہپال بن شہرخ خرخنگ کے قتل ہونے سے نہایت خوش ہوا بعد قتل ہونے اوس دیو کے عفریت نے دیوان
اپنے لشکر کے دیکھکر کہا کہ ہے کوئی تم میں سے ایسا قوی کہ اس آدم کا سر کاٹ کے میرے پاس لائے بار آن
میدان کارزار میں ہلاک کرے اور میرے دلکو خوش کرے دیو خونخوار دندان گنگوہی عفریت ہنگے عرض
کرنے لگا کہ میں جاتا ہوں اور اس آدم زاد کو ہلاک کرکے سر اسکا کاٹکر لاتا ہوں کنگر خونخوار دندان
مثل فیل دمان صدا سا نعرہ اپنے نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور سامنے امیر باتوقیر کے آکر کہنے لگا کہ ای
آدمزاد اب ہوشیار ہو جا امیر بالتدبیر نے [illegible] لگا کہ میں مثل دیو ارخنگ اور خرخنگ کی [illegible]
ہوگا امیر توقیر زبان دیو اور پریزاد بخوبی سمجھتے تھے گفتگوی خونخوار دندان سنکے زبان دیو میں کہنے لگے کہ او بیحیا مانند
خرخنگ کے تجکو بھی قتل کرونگا تو ہکار مجکو ہوشیار کرتا ہے میں بخوبی خبردار اور ہوشیار ہوں حربہ کر اور میں
نے نقرہ امیر کی سنکے اول وار شمشاد گراں بار چرخ دیکھ سر امیر پر لگائی امیر نے بہ فن سپہ گری وار شمشاد
کو سپر پر روکا دوبارہ اس دیو نے ارادہ پشت نہنگ کا وار کیا حمزہ صاحبقران نے اسکی ضربکو خالی دیکر
تلوار سر خونخوار دندان پر لگائی ہرچند خونخوار دندان نے ارادہ پر تلوار کو روکا مگر تلوار ارادہ پشت نہنگ کے
کاٹکر سر خونخوار دندان میں در آئی اور سر سے گذر کے اور چہرہ کو کاٹتی ہوئی ضرب گردن میں آئی
اسی طرح سینہ و شکم و کمر کو کاٹکر زمین میں در آئی خونخوار دندان قتل ہوکر زمین پر گرا زمین خون دیو نا
سے رنگین ہوگئی بلکہ جوی خون خونخوار زمین پر جاری ہوئی جملہ دیو لشکر عفریت اس دیو کے قتل ہونے
کا سبب کی اور فضل صاحب حیرت [illegible] ہر ایک دیو کا چہرہ سیاہ خوف امیر سے ماند زردی ہوگیا ناظرین
بلکتہ بین اگر یہ اعتراض کریں کہ حمزہ صاحبقران کا ہاتھ دیو بلند قامت کے سر تک کیونکر پہونچا کہ خونخوار دندان
قتل ہوا ہم اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کوہ سراندیپ پر حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو
عالم خواب میں ایک بازوبند مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد کیا کہ ای فرزند اس بازوبند کو اپنی بازو پر باندھ
کیسا ہی کوئی حریف بلند قامت ہوگا اور صاحب قوت ہوگا تلوار تمہاری بہ برکت بازوبند کو اوسکے سر پر پہونچیگی
اور بازو تمہارا اس بازوبند کی برکت سے نہ تھکیگا چنانچہ وہی بازوبند امیر کے بازو پر بندھا تھا اوسی بازوبند کی
برکت سے ہاتھ امیر کا دیو کے سر تک پہونچا اور قتل ہوا جیسا کہ لکھا گیا الغرض بعد قتل ہونے دیو خونخوار دندان
کے عفریت نے ہرچند اپنی جانب اور بائیں جانب اپنے لشکر کے دیوؤں کو دیکھا اور کہا دیو قوی ہی کہا کہ جاکر اس آدمزاد
سے مقابلہ کرو اور کسیطرح اسے ہلاک کرو لیکن کوئی واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے نہ نکلا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا

اپنا سر چھپا لیا عفریت نے یہ حال دیکھ کر طبل بازگشت بجوایا جب صدائے طبل بازگشت کی بلند ہوئی ہر ایک دیو نے آواز
سنی آخر عفریت لشکر اپنا لیکر لشکرگاہ پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی رو برو دیو شہپال آئے شہپال بہت خوش ہو
اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر دیو بر نہاد اپنی لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور بعد طی کرنے راہ کی داخل بارگاہ سلیمانی

داستان گلستان قید ہو جانا امیر با توقیر اور ملکہ آسمان پری کا اور نامہ لکھنا عفریت کا سمندون ہزار دست کو اور آنا دیو سیاملک کا اور رنجیدہ ہو کر شریک شہپال ہو پھر رہا ہو کر لڑنا لشکر عفریت بدکردار سے

راویان خوش صفات صاف صاف اس داستان پردہ قاف کو یون بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے
اپنی لشکرگاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا بسبب رنج و غم کے عفریت نے طعام تناول نہ کیا اور بارگاہ مین محزون و ملول
بیٹھا رہا اور کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب عفریت نے تناول نہ کیا اوسوقت مادر عفریت کہ جو کاہنہ کامل تھی از راہ محبت
مادری کے پاس عفریت کے آئی اور کہنے لگی ای فرزند آج تو طعام کیون تناول نہین کرتا باعث تیرے صدمہ و ملال
کا کیا ہے عفریت نے اپنی ماں سے کہا کیا طعام تناول کرون مجکو نہایت صدمہ ہے مادر عفریت نے پوچھا ای فرزند بیان کر صدمہ
مجکو کس وجہ سے ہے عفریت نے کہا ای مادر مہربان باعث رنج و ملال یہ ہے کہ امیر نے میرے کئی دیوون کو قتل کیا ہے آج
مین نے ہر چند اپنے لشکر کے دیون سے کہا کہ اس آدم زاد کو میدان مین جا کر قتل کرو اور اس سے مقابلہ کرو لیکن کوئی
دیو آدم زاد سے بسبب خوف کے لڑنیکو نہ گیا اور کسیطرح میرے حکم کی تعمیل نہ کی آخر مین بمجبوری طبل بازگشت بجوا کر میدان
رزم سے چلا آیا اب مجکو یہ فکر ہے کہ دیکھئے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے یہ آدم زاد مجکو قتل کرتا ہے یا میرے ہاتھ سے
مارا جاتا ہے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھی کو یہ آدم زاد قتل کریگا کیونکہ نہایت شجاع اور بہادر ہے ذرا آپ اپنے
علم سے دریافت کیجئے کہ مین اس آدم زاد پر فتحیاب ہونگا یا آدم زاد مجھپر فتحیاب ہوگا مادر عفریت کہ زن
ملعونہ تھی بہ شفقت مادری کہنے لگی کہ ای فرزند دلبند تو کھانا تو کھا مین ابھی اپنے علم کے ذریعے سے حال فتح و
شکست بتائے دیتی ہون تو اسقدر کیون رنجیدہ خاطر ہے یہ کہکے ملعونہ نے طعام طلب کیا چند دیو طعام و آب
لیکر آئے عفریت نے اپنی ماں کے کہنے سے طعام تناول کیا اور بعد اکل و شرب کہنے لگا اب دریافت کیجئے کہ انجام جنگ کا
کیا ہوگا ملعونہ نے طریقے سے کہانت کے بعد غور و فکر بسیار کے کچھ لیا اور دریافت کیا کہ نالہ بلند کیا اور نہایت اشکبار ہو کر مثل
ماہی بے آب تڑپنے لگی اور نالہ و فریاد کر کے سر پیٹنے لگی اور بال سر کے نوچنے لگی عفریت اپنی مادر کا یہ حال دیکھ کر گھبرایا
اور پوچھنے لگا کچھ کہیے تو آپ کو کیا دریافت ہوا میری جان کی تو خیر ہے ملعونہ نے ضبط گریہ کر کے جواب دیا ای پسر کیسی خیر
تیری جان کی خیر نہین ہے مجکو ثابت ہوتا ہے کہ یہ آدم زاد ضرور تجکو قتل کریگا اور مجکو تیرے غم و الم مین رونا ہے گا
اوسوقت چند دیو بارگاہ مین قریب عفریت کے بیٹھے تھے دست بستہ عرض کرنے لگے حضور آپ ایک نامہ
سمندون ہزار دست کو اس مضمون کا لکھئے کہ ہماری مدد اور کمک کو مع لشکر جلد آؤ اور اس آدم زاد یعنی امیر کو آکر
قتل کرو عفریت نے دیوون کو جواب دیا مجھے شرم آتی ہے کہ مین سمندون ہزار دست کو ہمدردانہ لکھون
اور اوسے بلاؤن مین ہرگز اوسے نامہ نہ لکھونگا کیونکہ جب نامہ میرا اوسکے پاس پہونچیگا اور وہ نامہ میرا پڑھیگا تو میری
بزدلی اور نامردی پر ہنسے گا اور تمام دیو اوسکے لشکر کے مجھپر خندہ زن ہونگے اور کہینگے کہ عفریت باوجودیکہ

خود بھی قوی ہی اور لشکر بھی ساتھ لاکھ دیوؤن کا رکھتا ہی اور ایک آدم زاد نحیف الجثہ اوس سے قتل کیا نہین جاتا اور
اسیطرح سمندون ہزار دست بھی کیا غرض نامہ لکھنا باعث میری ذلت وحقارت کا ہوگا عفریت یہ کہکر
خاموش ہوا تھا کہ خرپا دیو اپنی جگہ اوٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ اور بادشاہ ہمارے آپ مطلق فکر اندیشہ نہ کیجیے
اور اپنی والدہ کو تسکین دیجیے مین آدمزاد یعنی امیر کو ضرور گرفتار کرکے آپ کے حوالے کر دونگا آپ قتل کر ڈالیے گا عفریت
نے خوش ہوکر پوچھا اے خرپا کسطرح حمزہ کو گرفتار کریگا کیا کریگا خرپا نے عرض کیا خداوند نعمت آج آپ نقارہ رزمی
وطبل جنگی بجوائین صبحکو میدان کارزار مین مع لشکر تشریف لیجائین پہلے کسی اور دیو کو واسطے مقابلہ آدمزاد کے میدان
مقابلہ مین بھیجین اگر وہ دیو قتل ہوجائے تو اوسکے بعد مجھے بھیجیے گا کہ اب تو جا اگر حمزہ سے مقابلہ کرین اوسوقت انکار کر دونگا اور یہ عرض
کرونگا کہ مین آدمزاد سے مقابلہ نکرونگا مجھے اپنی جان دینا اور قتل ہونا منظور نہین ہی علاوہ اس گفتگو کی ای بادشاہ
مین اوسوقت اور بھی گستاخانہ ایسے کلام کرونگا آپ بظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر مجکو زدوکوب کرکے اپنے لشکر سے نکال
دیجیے گا اور طبل بازگشت بجوا کر چلے جائیے گا اور مین روتا ہوا شہپال بن شہرخ کے پاس جاؤنگا اور اوس سے فریاد
کرونگا ای بادشاہ شہپال رحم دل ہی اوسے میرے حال پر رحم آجائیگا اور اپنے لشکر مین داخل کریگا چند روز کے زمانہ مین
کسی نہ کسی طرح امیر اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کرونگا ملکہ کو تو کہین قید کر آؤنگا اور امیر کو گرفتار کرکے حضور کے
پاس لے آؤنگا آپ حمزہ کو فوراً قتل کر ڈالیے گا جب حمزہ بھی قتل ہوجائیگا پھر آپ کو کون قتل کریگا عفریت اور مادر عفریت
دونون تقریر خرپا کی سنکے خوش ہوئے اور اوسکے مکر وفریب فہم وفراست کی بہت تعریف کی بعد تعریف کرنے کے عفریت نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جائے فوراً موافق حکم دیوون نے نقارہ رزمی بجایا آواز نقارہ جنگی کی زمین کانپنے
لگی جسوقت صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی چند دیو مدت سے شہپال کے بعجلت آئے اور بعد ادائے تسلیم کے بادب
اپنی زبان اسطرح دعاء وثنائے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگے **اشعار** ہمیشہ تا کہ نہ گردد حلال بر فرزند
حلیلہ اگر شود با پدر بحبالہ مقیم + حسود تا ز نعیم تو بر در طالع + بود عذیب جو طالع بر آستان لئیم
اسوقت عفریت بدکردار نے طبل جنگی بجوایا ہی پائی حیرت ہی شہپال نے تقریر دیوون کی سنکے حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین
بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر قلاب حبشی اور کباب حبشی نے چوب لگائی صدائے
نقارہ جنگی بلند ہوئی دیوون کے دل دہل گئے طبقے زمین کے ہل گئے دیوون اور بہادرون نے صدائے نقارہ جنگی
سنکے آلات حرب وضرب کی درستی کرنی شروع کی آخر تمام شب گذر کے وہ وقت آیا کہ بیت یکایک صبح کا اوٹھا
ستارہ ہ کیا تاریکی شب نے کنارہ + صبحکو دونون لشکر بروز میدان مین اگر صف آرا ہوئے دیو سخران
فیل زور عفریت کیطرف سے میدان مین آیا اور امیر کو اوسنے ہم مقابلہ طلب کیا حمزہ صاحبقران نے
شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر سخران فیل زور سے مقابلہ کیا سخران نے وار شمشاد امیر کے سر پر لگائی امیر نے شمشاد
کی ضرب سے بچکر گرز کھینچی اور سخران پر لگائی سخران فیل زور دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے سخران فیل زور
کے عفریت نے دیو خرپا کو مخاطب ہوکر کہا کہ ای خرپا اب تو جا اور اس آدمزاد سے مقابلہ کر خرپا نے بآواز بلند
کہا کہ ای بادشاہ مین اس آدمزاد سے ہرگز ہرگز لڑنے کو نہ جاؤنگا مجکو قتل ہونا منظور نہین ہی اور جسکو میدان مین بھیج یا خود
اس آدمزاد سے مقابلہ کر عفریت نے دیوون سے کہا کہ خرپا کو زدوکوب کرکے ابھی ہمارے لشکر سے نکالدو کیونکہ یہ ہمارا حکم
بجا نہین لاتا ہی اور بہی گفتگو سخت کرتا ہی دیوون نے موجب حکم عفریت کے خرپا کو کچھ زدوکوب کرکے نکال دیا
امیر با توقیر اور شہپال بن شہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ عفریت دیو خرپا اپنے لشکر سے نکلوا کر اور طبل بازگشت بجوا کر

لشکرگاہ کیطرف چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی میدان مصاف سے پھرے اور ہمراہ شہپال وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں آئے
شہپال بارگاہ میں جا کر تخت پر بیٹھا امیر بھی قریب شہپال کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھے اکثر دیو و پریزاد و معزز دمتانت
بھی بارگاہ سلیمانی میں صندلیون پر بصد ادب بیٹھے شہپال امیر سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ چند دیو خدمت شہپال بن شاہرخ میں
حاضر ہوئے اور بعد بجالانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت دیو خرپا نامی دیو کہ
دربارگاہ حضور پر آیا ہے عفریت نے اوسکو اپنے لشکر سے نکال دیا ہے امیدوار ہے کہ حاضر خدمت حضور ہو کر شرف زمین بوسی بجا لائے شہپال
نے حکم دیا کہ خرپا کو ہمارے روبرو لاؤ دیو دوڑتے ہوئے خرپا کو کہا جا تجکو شہپال نے طلب کیا ہے خرپا روبرو شہپال جا کر بعد بجا آوری آداب زمین بوسی کے دعا و ثنا
شاہی بجا لایا اور عرض کرنے لگا کہ مجکو عفریت بدسرشت نے اپنے لشکر سے باہر نکالدیا ہے امیدوار ہوں کہ اب حضور کی خدمت میں حاضر رہوں شہپال
نے اوسکو دیو خرپا سے کہا کہ اب تو عفریت کے لشکر میں نہ جانا اب ہماری ہی لشکر میں رہ خرپا نے یہ تقریر شہپال کی
سنکے بجا آوری اور بجازت شہپال موافق اپنے رتبے کے بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا دوسرے روز ملکہ آسمان پری
برائے سیر ہمراہ چند پریوں کے ایک جانب تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی خرپا نے جو دیکھا یہ بھی اوسطرف چلا
اور تھوڑی دور جا کر مارا اور تخت پر سے ملکہ آسمان پری کو لیجا کر جزیرہ شبنم میں قید کیا اور جلد تر خدمت
شہپال میں آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا شہپال اور امیر باتوقیر وغیرہ کو خرپا دیو کی شرارت سے مطلق آگاہی نہ ہوئی جب
سلطان ازرق نے علم پریوں اور دیووں سے پوچھا کہ ملکہ آسمان پری کہاں ہے سب نے عرض کیا واسطے سیر کے
گئی ہیں جب زمانہ زیادہ گذرا اور ملکہ آسمان پری نہ آئی اوسوقت سلطان ازرق نے شہپال سے اگر ملکہ
آسمان پری کا احوال بیان کیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ ملکہ سیر کے واسطے گئی تھیں ابھی تک نہیں آئیں ہیں شہپال
بن شاہرخ یہ حال سنکے نہایت پریشان ہوا اور دیو اور پریوں کو واسطے تلاش ملکہ آسمان پری کے ہر طرف
روانہ کیا اور اکثر دیووں اور پریوں سے ملکہ آسمان پری کا حال پوچھا چند پریوں نے عرض کیا خداوند نعمت ہم
ملکہ کے ہمراہ واسطے سیر کے جاتے تھے ناگاہ ایک دیو ملکہ کو تخت سے اوٹھا لے گیا ہم اوسکو روک نہ سکے شہپال
نے پریوں سے سنکر خرپا کے اوپر گمان بھی نہ کیا غرض دیو اور پریزاد تو تلاش ملکہ آسمان پری گروہ گروہ
چہار طرف گئے ہیں لیکن اب حال امیر باتوقیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا کہ کوئی دیو ملکہ آسمان پری
کو تخت سے اوٹھا کر لے گیا ہے امیر صدمہ جدائی ملکہ آسمان پری سے اسقدر بیتاب اور بیقرار اور اشکبار ہوئے
کہ اگر مفصل بیقراری اور انتظار امیر کی تحریر کیجاوے تو نہایت طول ہو اور یہ داستان کئی جزون میں تمام ہو بس
خیال طول حال بیقراری و بیتابی حمزہ صاحبقران لکھا نہیں گیا جب تین چار روز گذر گئے اور ملکہ آسمان پری
کا کچھ پتہ اور نشان نملا شہپال اور امیر باتوقیر نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوئے خواب و خور حرام ہو گیا لشکر میں
تہلکہ پڑ گیا ہر ایک دیو پری کو آسمان پری کا ملال ہوا دیو خرپا نے بعد چند روز کے بہنگام شب امیر کو بیہوش کیا اور امیر کو
اوٹھا کر طرف لشکر عفریت کے لیچلا ادہر عفریت اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ دیو ارجل اور دارجال و ریحان نے آکر عفریت
کو سلام کیا اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے عفریت نے دیووں سے کہا کہ ابھی تک دیو خرپا نہیں آیا نہیں معلوم کس فکر و تردد
میں ہے ماخوذ اور عفریت اور دیووں نے عرض کیا کہ دیو خرپا امیر کے قید و گرفتار کرنے کی فکر میں ہو گا جب وہ امیر کو گرفتار کریگا
اسوقت حاضر ہو گا ابھی دیو یہ گفتگو کر رہے تھے کہ خرپا آیا اور عفریت کو سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ بڑی مشکل سے میں نے امیر
کو بیہوش کیا ہے لیکے امیر کو حوالہ عفریت کیا عفریت بہت خوش ہوا اور خرپا کو اوٹھا کر گلے سے لگایا اور بعد دینے انعام کثیر کے

اوسے اپنا وزیر کیا پس شیتارہ امیر کا جادو رست کھلا اگرچہ عفریت نے جو زخم امیر بیہوش ہے لیکن بہ سبب رعب و
دبدبہ کے عفریت کانپنے لگا اور پھر سو منتر من کی قید مین امیر کو گرفتار کیا جو طوق سلاسل وغیرہ پہنائی کے
عفریت نے حکم کیا کہ امیر کو اب ہوشیار کرو خربا نے امیر کو ہوشیار کیا جب امیر کی آنکھہ کھلی دیکھا کہ تخت پر
عفریت بیٹھا ہی صدہا دیو بین دیسار عفریت کے بیٹھے ہین اور اپنے تئین گرفتار پایا امیر نے طرف آسمان کی
دیکھا عفریت نے امیر سے پوچھا ای آدم زاد دیکھا تو نے کہ مین کیسا قوی دلیر ہون کہ مین نے تجھے گرفتار
کر لیا امیر نے جواب دیا او بے حیا تو نے مکر سے مجکو قید کرایا اگر اسوقت بھی ایک ہاتھہ میرا کھولدے اور پھر مجکو
گرفتار کرے تو مین جانون کہ تو دلیر ہے عفریت نے کہا ای آدم زاد مین ایسا نادان نہین ہون کہ تجھے رہا کرون
اور ایک ہاتھہ تیرا کھولدون اپنے اوپر خرابی لاؤن اور تیرے ہاتھہ سی قتل ہون یہ کہکے عفریت نے جلاد کو طلب
کیا جب جلاد آیا عفریت نے حکم دیا ای جلاد اس آدم زاد کو لیجا اور جلد قتل کر سر اسکا میرے پاس لی آ
جسوقت عفریت نے جلاد سی یہ تقریر کی اور جلاد نے بازو امیر کا پکڑا اوس وقت امیر نے رجوع قلب خداوند عالم
سے اپنے قتل ہونے کی دعا کی فوراً دعا امیر کی مستجاب ہوئی اور بقدرت پروردگار دختر عفریت کہ نام اوسکا
ستورہ تھا عفریت کے پاس آئی اور امیر کو دیکھکر عاشق ہوئی اور اپنے باپ سے پوچھنے لگی کہ اس آدم زاد
نے کیا قصور کیا کیون جلاد اسکو قتل کرنے کے واسطے لیے جاتا ہی عفریت تمام حال ازابتدا تا انتہا اپنی دختر
سے بیان کیا اور کہا ای آدم زاد کا قتل کرنا میری نزدیک بہتر اور مناسب ہی ستورہ نے تقریر اپنی پدر کی سنکے کہا
کہ یہ آدم زاد شہپال سے تعلق رکھتا ہی اگر یہ قتل ہو جائیگا تو شہپال اور آپ سے بہت لڑائی ہوگی اور انجام
جنگ کا اچھا ہو گا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ اس آدم زاد کو بالفعل قید کیجیے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست کو اس مضمون
کا لکھیے کہ مین نے امیر کو قید کیا ہی اور شہپال سے مجھسے لڑائیان ہو رہی ہین لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ میری مدد کے واسطے آئین
اور اس آدم زاد کو قتل کرنے یا قید کرنیکے باب مین بھی کچھ فرمائین عفریت نے یہ گفتگو اپنی دختر کی سنکے خیال کیا کہ دختر
سچ کہتی ہی یہ خیال کرکے حکم کیا کہ امیر کو زندان مین قید کرو اور دیو افراغ سے کہا کہ تو اس آدم زاد کی حفاظت کر خبردار کوئی
زندان سے اسے نہ لیجای دیو افراغ نے عرض کیا کیا مجال کہ کوئی غیر زندان تک پہنچ پاوی اور کیا کسیکی طاقت اور یارا
کہ اس مجرم کو زندان سے رہا کرکے لیجای یہ کہکر دیو افراغ ہمراہ امیر کے زندان تک گیا دیوون نے امیر کو زندان مین قید کیا
دیو افراغ مع اور دیوون کے واسطے حفاظت و نگہبانی کے در زندان پر بیٹھا بعد قید کرنے امیر کے عفریت نے نامہ
سمندون ہزار دست کو لکھا اور ایک دیو کو نامہ دیکر کہا کہ یہ نامہ سمندون ہزار دست کے پاس لیجا یہ نامہ لیکر روانہ
ہوا جب صبح ہوئی شہپال بیدار ہوکر تخت پر بیٹھا ناگاہ چند دیو اور پریون نے آکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذیجاہ امیر کو [illegible]
کوئی لیگیا فرش خواب پر امیر نہین ہین شہپال یہ حال سنکے اور زیادہ پریشان خاطر ہوا اور بعد فکر بسیار عبد الرحمن
جنی سے کہا کہ تم علم رمل سے دریافت کرو کہ کون شخص امیر کو لیگیا ہی عبد الرحمن نے قرعہ پھینک کر اور اشکال پر
نظر کرکے زائچہ کھینچا اور بعد فکر و غور عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذی رتبہ و عالیجاہ مجکو ثابت ہوگیا ہی کہ دیو خربا
امیر کو لیگیا ہی شہپال یہ تقریر عبد الرحمن جنی کی سنکے نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوا عبد الرحمن نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
آپ پریشان خاطر نہون امیر جلد رہا ہوکر حضور کے پاس آپہنچینگے شہپال کے دلکو عبد الرحمن کی اس تقریر سے تسکین ہوئی
شہپال تو خیال ملک آسمان پری اور امیر مین متردد ہے لیکن اب حال ستورہ دختر عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے شاہزادی ستورہ
عشق امیر میں بیتاب و بیقرار ہوئی اوٹھی اور بڑی دیر تک فکر کیا کی آخر بعد فکر بسیار قریب نصف شب در زندان پر گئی دیو افراغ نے ستورہ

سلام کیا مستورہ نے کہا اے دیو افراغ میں اسوقت اسواسطے آئی ہوں کہ آدم زاد کو ایک نظر دیکھ لوں دیو افراغ
نے کہا میں آپ کو زندان میں نہ جانے دونگا کیونکہ مجکو حکم زندان میں جانے دینے کا نہیں ہے مستورہ نے دیو افراغ
کو کچھ جواہر دیا اور کہا میں ابھی آدم زاد کو دیکھکے چلی آتی ہوں میرے باپ کو اس امر کی کوئی خبر نہ ہوگی کیونکہ اسوقت
سوا تیرے یہاں کوئی نہیں ہے پس تو کیوں ڈرتا ہے دیو افراغ نے بہ طمع جواہر مستورہ کو زندان میں جانیکی
اجازت دی جب مستورہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ امیر محزون و ملول طوق و سلاسل میں گرفتار زندان میں
بیٹھے ہیں مستورہ سمجھی کہ یقیناً یہ آدمزاد اپنے قید ہونے سے ملول ہے اسکو یہ معلوم تھا کہ امیر خیال ملکہ آسمان پری اور
ملکہ مہر نگار میں محزون و ملول ہیں غرضکہ مستورہ نے امیر کو پریشان خاطر او چشم پرنم دیکھکر اپنی زبان میں
کہا کہ اے آدم زاد آگاہ ہو کہ میں بیٹی عفریت کی ہوں اور تیری دیکھکر تجھپر عاشق ہوگئی ہوں اگر تو مجھے بہتر ہو تو
میں ابھی تجکو قید سے چھڑا دوں اور میں تیرے وصل سے شاد کام ہوں امیر با توقیر خیال ملکہ آسمان پری
اور ملکہ مہر نگار میں بیٹھے ہوئے تھے مستورہ کی مہیب شکل دیکھکر اور کفریہ بیہودہ سنکے برہم ہوئے چونکہ مستورہ
عفریت امیر کھڑی ہوئی تھی امیر نے غصے سے ہاتھ کی ہتھکڑی جو ماری سر مستورہ کا پھٹ گیا اور وہ زمین پر
گر کے تڑپنے لگی تھوڑی دیر میں تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئی اور دار فنا سے سوی جہنم گئی جب زیادہ دیر ہوئی اور
مستورہ زندان سے باہر نہ آئی افراغ کو تردد ہوا آخر زندان میں گیا وہاں دیکھا کہ مستورہ کا سر شق ہے اور
مری ہوئی پڑی ہے دیو افراغ یہ حال دیکھکر نہایت گھبرایا اور سمجھا کہ آدمزاد نے مستورہ کو مار ڈالا ہے دیکھئے
اب کیا ہوتا ہے یہ سمجھکے باہر زندان کے آیا اور وقت سحر خدمت عفریت میں جا کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ ہمارے
بڑا غضب ہوا حضور کی دختر نہیں معلوم کیونکر زندان میں چلی گئی آدمزاد نے اسکو مار ڈالا ہے میں بے خطا
ہوں میں نے آپکی دختر کو زندان میں جاتے نہیں دیکھا اگر میں آپ کی دختر کو جاتے دیکھتا تو کبھی نہ جانے دیتا
عفریت دیو افراغ کی گفتگو سنکے اپنی دختر کے مرجانے سے نہایت مغموم ہوا اور اسی عالم رنج و غم میں عفریت
دیو افراغ سے بولا کہ جلد امیر با توقیر کو زندان سے میرے پاس لے آ تاکہ میں اسے قتل کروں اور اپنی کا انتقام
ابھی عفریت مستر شت یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک غلغلہ عظیم ہوا عفریت نے گھبرا کر پوچھا کہ شور کیسا ہے دیوں نے عرض کیا کہ
سیامک بھانجا سمندون ہزار دست کا بہ کثرت دیو اپنے ہمراہ لیکر آیا ہے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست
کا لایا ہے عفریت نے یہ سنکے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو بموجب حکم بعد عجلت دربار بخوبی آراستہ ہوا تھوڑی دیر میں
سیامک بھی دربار عفریت میں آیا اور بعد سلام کے نامۂ سمندون ہزار دست عفریت کو دیا عفریت نے نامہ پڑھا
ماں میں لکھا تھا کہ اے عفریت نامہ پہونچا حالات مندرجہ سے مجکو بخوبی آگاہی ہوئی چونکہ تمنے مجکو سرایے
برائے طلب مجمع بلایا تھا اور فی الحال مجکو بعض بعض امور ضروریہ سہمات اور فرصت نہیں ہے اسوجہ سے بعوض اپنے
بھانجے سیامک کو تمہارے پاس بھیجا ہے اب تمکو لازم کہ موافق تدبیر سیامک کے شہپال سے لڑنا اور آدمزاد
کو بھی اسی کی مشورہ لیکر قتل کرنا یا قید کرنا اور اسکو مثل میرے تصور کرنا عفریت نے اس مضمون سے آگاہ
ہو کر نامہ رکھدیا اور سیامک کو برابر دیو خرباک کے بٹھایا خرباک کے برابر بیٹھنے سے سیامک کو ملال ہوا
سیامک نے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرباک سے بعد غضب کہا او نالائق میرے پاس سے اٹھ جا اور کہیں
جا کر بیٹھ تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو میرے برابر بیٹھے دیو خرباک گفتگو سیامک کی سنکے عفریت کیطرف دیکھنے
لگا عفریت نے کہا اے سیامک دیو خرباک کو اپنے برابر بیٹھا رہنے دو اسکو میں نے اپنا وزیر کیا ہے اور

اونچے یہ کار نمایاں کیا ہی کہ آدم زاد کو جیسے امیر کو پکڑ لایا ہی میں اس سے نہایت خوش ہوں سیامک نے تقریر عفریت
سُنکے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا کیطرف متوجہ ہو کر بصد عتاب کہا کہ او ملعون یہاں سے اوٹھ جا اور اپنے
ہمسر اور ہمرتبہ دیووں کے پاس جا کر بیٹھ خرپا نے جواب دیا کہ او سیامک تو خود میرے پاس سے اوٹھ جا کہ تو لایق میرے
برابر بیٹھنے کے نہیں ہی سیامک یہ تقریر خرپا کی سُنکے برہم ہوا اور طوق کو گردن خرپا کے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اور
ایک گھونسا کلے پر خرپا کے اسطرح مارا کہ خرپا کے دانت ٹوٹ گئے منہہ سے لہو بہنے لگا اور چند دانت ٹوٹ کر دہن
سے زمین پر گر پڑے ہر چند کہ اسوقت صدہا دیو دربار میں عفریت کے بیٹھے تھے لیکن کسیکو اتنی جرات نہوئی
سیامک کو منع کرے یا سیامک سے مقابلہ کرے سب دیو خاموش بیٹھے رہے عفریت کو خرپا کے دانت ٹوٹنے
کا ملال ہوا عفریت چاہتا تھا کہ کچھ کہے ناگاہ سیامک اپنی جگہ سے برہم ہو کر اوٹھا اُسوقت جسقدر دیو کہ ہمراہ سیامک
آئے تھے وہ سب بھی اوٹھے اور ہمراہ سیامک کے دربار عفریت سے باہر نکلے سیامک اُسی غیظ و غضب میں بارگاہ
شہپال ابن شاہرخ کے قریب پہونچا شہپال کو خبر ہوئی کہ سیامک عفریت سے رنجیدہ ہو کر آتا ہی شہپال نے
فولاد دیو و نکوتر کو استقبال بھیجا دیو سیامک کو بصد عزت و حرمت بارگاہ سلیمانی میں لائے سیامک نے
شہپال کو سلام کیا شہپال نے سیامک کو اوس جگہ بٹھایا جس جگہ کبھی عفریت نہ بیٹھتا تھا سیامک دل میں
سمجھا اور خیال کرنے لگا کہ شہپال نے میری نہایت عزت کی اور عفریت کی جگہ کہ وہ کسی زمانہ میں سپہ سالار
تھا مجھکو بٹھایا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شہپال نے مجھکو اپنے کل لشکر کا سپہ سالار کیا ہی سیامک ابھی یہ خیال
کرتا اور خوش ہو رہا تھا کہ شہپال نے سیاہ کلاہ سیامک کو بطور خلعت عطا کی بعض کہتے ہیں کہ سیاہ تھا شہپال
نے سیامک کو بطور خلعت عطا کی اتنے سیامک اور بھی شاد و مسرور ہوا شہپال سے عرض کرنے لگا کہ آپ طبل جنگ
میرے نام پر بجوایئے میں عفریت نابکار سے مجادلہ اور مقابلہ کرونگا شہپال نے بموجب کہنے سیامک کے نقارہ
رزمی بجوایا بعض راوی کا مقولہ ہے کہ عفریت نے پہلے طبل رزمی بجوایا غرض بہرطور تمام رات دونوں
لشکروں میں تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے آلات حرب و ضرب کی درستی کی ہنگام صبح دونوں
لشکر کروفر سے میدان میں آئے بعد صف آرائی کے دیو خرپا میدان جنگ میں آیا سیامک سیاہ کلاہ نے
مقابلہ کیا خرپا نے دار شمشاد بہ قہر و غضب سیامک سیاہ کلاہ پر لگائی سیامک نے دار شمشاد کو خالی دیکر
خود بھی دار شمشاد سر خرپا پر بہ جلدی ماری خرپا نے سر کو ضرب دار شمشاد جو شانے پر پڑی شانہ خرپا
کا ٹوٹ گیا خرپا مجروح ہو کر لشکر عفریت میں چلا گیا بعد اسکے لشکر عفریت سے متواتر چند دیو نکلے
سیامک سیاہ کلاہ نے ایک کو قتل کیا آخر عفریت خود بقہر و غضب میدان کارزار میں آیا اور بعد جنگ
سیامک سیاہ کلاہ کو گرفتار کر کے اپنے لشکر میں لیگیا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر چلا گیا جب
عفریت اپنی بارگاہ میں پہونچا حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو لاؤ جسوقت ملازمان عفریت سیامک کو لے آئے
عفریت نے بہ قہر و غضب حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو قتل کرو دیو زنج نے عفریت سے عرض کیا یہ بھائی سمندون
ہزاردست کا ہی حضور اسے قتل نہ کرائیں اگر یہ قتل ہو جائیگا تو سمندون ہزاردست لشکر کثیر لیکر آئیگا اور حضور
سے مجادلہ کریگا پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ سیامک کو چھوڑ دیجئے عفریت نے بموجب عرض کرنے دیو زنج
کے سیامک سیاہ کلاہ کو قید سے آزاد کیا اور پھر برابر خرپا کے بیٹھنے کو کہا سیامک بجز نادم ہوا اور بمعہ جادوی
از مصلحت برابر خرپا کے بیٹھا جب شام ہوئی دربار برخاست ہوا سیامک دربار سے باہر بارگاہ کے آیا اور اپنی بارگاہ

کیجانب چلا ناگاہ چند دیوؤن نے بآواز بلند کہا کہ اسطرف کون آتا ہے خبردار ادھر کو نہ آئے سیاملک سیاہ
کلاہ نے لشکر عفریت کے دیوؤن سے پوچھا کہ یہ لوگ کیون روکتے ہین دیوؤن نے کہا اسطرف زندان
ہے خرپا نے امیر کو گرفتار کیا ہے وہ اسی زندان مین قید ہے اسیوجہ سے دیو اوسطرف کسیکو آنے نہین
دیتے ہین سیاملک نے یہ تقریر دیوؤن کی سنکر خیال کیا زندان مین جاکر آدمزاد کو دیکھنا چاہیے یہ خیال
کرکے سیاملک اور آگے بڑھا دیوؤن نے روکا سیاملک نے قریب دیوؤن کے جاکر کہا کہ مین سیاملک ہون
مجھے کیون روکتے ہو دیوؤن نے کہا زندان مین آدمزاد قید ہے اور ہم نگہبان ہین اسوجہ سے آپ کو روکا تھا برا نمانیے
سیاملک نے ہنسکے کہا کہ اگر تمہاری خلاف طبع نہو تو ہم ذرا آدمزاد کو دیکھ لین ہمکو آدمزاد کے دیکھنے کا نہایت
اشتیاق ہے دیوؤن نے برہم اور ترش ہوکر جواب کہ ہم تو ہرگز زندان نہ جانے دینگے اگر تم جاؤگے تو ضرور
مقتول ہاؤگے سیاملک سیاہ کلاہ کو یہ تقریر سنکے از حد غصہ آیا اور دار ششتا داوسنے کہا اور دیو افراغ کے
نگاہی دیو افراغ ضرب دار ششتا دسے جانبر نہوا پھر دیو کو بھی اسیطرح ہلاک کیا اور در زندان کو کھولکر اندر
زندان کے گیا اور امیر کو اپنے کاندھے پر بٹھاکر زندان سے باہر آیا اور طرف بارگاہ شہپال کے چلا دیوؤن
نے عفریت سے جاکر عرض کیا کہ سیاملک دیو افراغ وغیرہ کو قتل کرکے آدمزاد کو لیئے جاتا ہے عفریت
یہ خبر سنکے برہم ہوا اور دار ششتا داوٹھا کر عقب سیاملک چلا چند دیو بھی ہمراہ عفریت ہوئے یہ خبر ہرکاروں
نے شہپال بن شاہرخ کو پہونچائی کہ سیاملک سیاہ کلاہ امیر با توقیر کو اپنے کاندھے پر سوار کیے ہوئے آتا ہے اور
پیچھے اوسکے عفریت مع لشکر بقصد ہلاکی سیاملک چلا آتا ہے شہپال نے یہ خبر سنکے فوراً حکم دیا کہ کل دیو پریزاد آمادہ
کارزار ہون بموجب حکم شہپال کے کل دیو اور پریزاد مستعد جنگ ہوئے ہر ایک دیو پریزاد نے الات حرب و
ضرب اوٹھائے جب لشکر تیار ہوچکا ادھر تو شہپال تخت پر سوار ہوکر مع لشکر چلا ادھر عفریت عقب
سیاملک سیاہ کلاہ پہونچا اور کہنے لگا کہ او سیاملک کہان جاتا ہے مین آن پہونچا سیاملک نے [illegible] نعرہ
عفریت سنکے جلد از امیر کو زمین پر بٹھا دیا اور عفریت سے مقابلہ کیا عفریت نے ارژدہ پشت نہنگ سیاملک
سیاہ کلاہ پر لگایا ہر چند سیاملک نے چاہا کہ اس سے بچون لیکن بچ نہ سکا اور زخمی ہوا عفریت بعد
زخمی کرنے سیاملک کے حمزہ صاحبقران کیطرف چلا امیر نے طوق و سلاسل کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے
پھینک دیا عفریت نے قریب امیر کے آکر سر امیر پر دار ششتا د کا وار کیا امیر نے دار ششتا د دست عفریت
سے چھین لی اتنی دیر مین شہپال بھی قریب امیر با توقیر آگیا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون
کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو [illegible] سبکے قتل کردو چند دیو امیر کیطرف بڑھے اسطرف سے شہپال نے اپنے
کے دیوؤن سے کہا کہ عفریت کے لشکر پر حملہ کرو بموجب حکم دیوؤن نے فوج عفریت پر حملہ کیا دونون لشکر
مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دار ششتا د اور ارژدہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے جانبین کے صدہا
بلکہ ہزارہا دیو پریزاد مارے گئے حمزہ صاحبقران نے تیغ تیز سے صدہا دیوؤن کو قتل کیا تا شام خوب لڑائی ہوئی
میدان جنگ مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے میدان مصاف مین دریا خون رواں ہوا وقت شام
عفریت طبل بازگشت بجواکر درد و گاہ لشکر کیجانب روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین پہونچا
اسطرف شہپال خوش و خرم ہوکر امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لے گیا پھر سیاملک سیاہ کلاہ نے زخم سر کے نالے
لگانے لگے اور حکم شہپال سے مرہم سلیمانی کا زخم سر سیاملک پر رکھا گیا علاج بخوبی سیاملک کا ہونے لگا اب

امیر کشور گیر بارگاہ سلیمانی مین شمپال بن شاہرخ کے پاس ہین اور ملکہ آسمان پری جزیرہ شبنم مین قید ہے
سیاہ ملک سیاہ کلاہ زنجی بی عفریت پلید اپنی بارگاہ مین ہے، انشاءاللہ ان سب کا حال مقام مناسب پر لکھا جائیگا

داستان جانا مہتر شاہین کا قلعۂ تنگ رواحل مین اور عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو لیکر چلنا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ کا بعد جنگ بحر ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل مین لانا اور ہرمز و زوبین کا چڑھائی کرنا

راویان شیرین بیان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب زوبین اور ہرمز و فرہاد و رزو افرا و سرہنگ
مع لشکر کثیر سمت قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اثنائ راہ مین زوبین نے اپنے عیار مہتر شاہین سے کہا
کہ خواجہ عمرو نے کیا اچھی عیاری کی اور ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل کیطرف لے گئے کوئی عیاری تو نے ایسی
نہین کی کہ جس سے ہمارا دل خوش ہوتا شاہین نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جانیکی
اجازت دین اور میرے بعد آپ بھی قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جلد آئین تو مین ملکہ مہرنگار کو بہ عیاری قلعۂ
تنگ رواحل سے لے آؤن زوبین نے کہا تو جا مین بھی بعد تیرے ضرور آؤنگا اور تیری اعانت کرونگا
مہتر شاہین یہ سنکے اور بہانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے طرف قلعۂ تنگ رواحل کے روانہ ہوا اثنائ
راہ مین مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ پس پشت میرے سرہنگ مصری عیار شاگرد خواجہ عمرو چلا آتا ہے مہتر
شاہین نے خیال کیا کہ یقیناً سرہنگ مصری قلعۂ تنگ رواحل مین جائیگا پس کوئی عیاری کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے مہتر شاہین نے ایک جھیل پر پہنچکے دو تین بیچے اور [illegible] اور جلیبین اپنی کسوت عیاری سے نکالین اور
جلدی سے چون کو جھیل کے پانی سے تر کیا اور [illegible] لکڑیان جمع کرکے آگ روشن کی اور اپنی صورت بہ
شکل فقیر بنائی اور سر راہ [illegible] لیکر بیٹھا جب سرہنگ مصری فقیر نقلی کے پہونچا فقیر نے اسطرح دعا دی کہ ای
مسافر خدا تیرا بھلا کرے اور جلد منزل مقصود پر بخیر و عافیت تجھے پہونچا دے اور تمنای دلی بر لاوے بابا تجھ
مین نے [illegible] ذرا ٹھہر جا زیر درخت تھوڑی دیر توقف کر تھوڑی سے پھر جہان تجھکو جانا منظور ہو چلا جائیو
سرہنگ مصری گفتگوی فقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ یہ فقیر مسلمان معلوم ہوتا ہے ذرا اسکے پاس بیٹھ کے حقہ پی
لینا چاہیے اور حال اپنے استاد کا اس سے دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے سرہنگ مصری فقیر نقلی کے
قریب آیا فقیر نقلی نے ایک [illegible] کا بچھا دیا سرہنگ بیٹھا فقیر نے پوچھا بابا کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤ
گے سرہنگ مصری نے کہا مین کعبے سے آتا ہون قلعۂ تنگ رواحل مین جاؤنگا فقیر نقلی نے پھر پوچھا قلعۂ
تنگ رواحل مین کسواسطے جائیگا سرہنگ مصری نے جواب دیا کہ مین بہ ضرورت کعبے مین رہ گیا تھا چونکہ
استاد ہمارے خواجہ عمرو مع سرداران امیر اور ملکہ مہرنگار قلعۂ تنگ رواحل کیجانب گئے ہین اسوجہ سے اب مین
بھی انکے پاس جاتا ہون فقیر نے کہا بابا تو سچ کہتا ہے تین روز زمانہ گذرا ہے کہ اسیطرف سے خواجہ عمرو مع
لشکر کے گئے ہین مین نے جو دعا دی تو انھون نے مجھکو [illegible] میری لیاقت کے عطا فرمایا اور جلد چلا
اور چلے گئے مجھکو یقین ہے کہ وہ قلعے مین پہونچ گئے ہونگے سرہنگ نے اسے دریافت کیا
کیا تو اسی درخت کے نیچے شب و روز رہتا ہے فقیر نے جواب دیا نہین بابا دن بھر یہان رہتا ہون اور
شب کو سامنے جو وہ گاؤن ہے چلا جاتا ہون گاؤن مین میرا مکان ہے اہل و عیال بھی ہین کہکے فقیر نقلی نے [illegible]

ہوا نکالا اور چلم میں رکھکر آگ رکھی اور نیچہ پانی سے تر کر کے حقہ سرہنگ کی کو دیا سرہنگ کی نے پانی سے منہ اور
ہاتھ دھو کر حقہ پیا چونکہ تمباکو میں مہتر شاہین نے بکثرت بیہوشی ملا دی اسوجہ سے حقہ پیتے ہی سرہنگ کی
کا حال متغیر ہوا فقیر نقلی نے کہا بابا ذرا لکھڑی ہو جاؤ ہوا کھاؤ دور سے تم آئے ہو حقہ جو پیا اسوجہ سے یہ حال
ہوگیا سرہنگ کی یہ تقریر فقیر کی سنکے اوٹھنے لگا یکایک ایسا چکر آیا کہ سرہنگ کی زمین پر گر پڑا اور بیہوش
ہوگیا فقیر نے نعرہ کیا منم شاہین عیار زدہ مین یہ نعرہ کر کے جلد تر مہتر شاہین نے رنگ و روغن عیاری نکال کر
اپنی شکل مثل شکل سرہنگ کی بنائی اور سرہنگ کی کے دماغ پر بیہوشی کی رکھی اور چادر عیاری میں باندھکر
ایک درخت کی شاخون پر پشتارہ سرہنگ کی کا رکھدیا اور تہ ہوئے درخت کے پشتارہ سرہنگ کو کسیقدر
پوشیدہ کر دیا بعد اسکے مہتر شاہین نیچے اوترا اور حقوں کو پھینک کر جانب قلعہ تنگ رو داخل روانہ ہوا جب بعد
قطع راہ دروازہ تنگ رو داخل پر پہونچا اسوقت سرہنگ مصری کو کہ یہ بھی ہمراہ عمرو قبل اسکے آیا
تھا خبر ہوئی سرہنگ مصری نے خواجہ عمرو سے عرض کیا کہ سرہنگ کی کہہ سے آیا ہے اگر آپ فرمائین تو قلعے
میں اسے بلا لون عمرو نے کہا بلا لو سرہنگ مصری نے مہتر شاہین کو سرہنگ کی تصور کر کے قلعے
مین بلا لیا جب سرہنگ کی نقلی روبرو خواجہ عمرو پہونچا اسوقت سرہنگ نے خواجہ کو با ادب تمام
سلام کیا خواجہ عمرو سرہنگ کی نقلی سے پوچھا کہ زردمین اور رامز وغیرہ ابکہان ہین سرہنگ
کی نقلی نے عرض کیا کہ زردمین اور ہرمز اور فرامرز اور بختک جمیعت سپاہ کثیر اسطرف آتے ہین مجھکو راہ مین ملے
تھے بعد اسکے سرہنگ کی نقلی نے خواجہ عمرو کی عیاری کی تعریف کی خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا کہ یہ کیا عیاری
تھی اگر تم ہماری عیاریان دیکھوگے تو متحیر ہوگے۔ لیکر خواجہ عمرو نے قلعے مین ایک جگہ سرہنگ کی
نقلی کو رہنے کیواسطے حکم دیا سرہنگ کی نقلی موافق حکم خواجہ عمرو اوسی جگہ مقیم ہوا خواجہ عمرو تو غافل و دیگر
امور مین مصروف اور مشغول ہوے لیکن مہتر شاہین نے اکثر اہل قلعہ سے بدانائی و ہوشیاری حال خوابگاہ ملکہ
مہرنگار دریافت کیا اور ہنگام شب ایک گوشۂ قلعہ مین چھپکر نقب لگانی شروع کی آخر بعد نصف شب کے
مہتر شاہین نے دہنہ نقب کا قریب خوابگاہ ملکہ مہرنگار روا کیا دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مسہری پر بیٹھی اور فتانہ
چند کنیزین روبرو ملکہ مہرنگار حاضر ہین فتانہ مسہری کے پاس بیٹھی ہوئی ہے ملکہ مہرنگار یاد امیر باتوقیر مین یہ غزل پڑھ رہی ہے

ہر کجا باشم اسیر دام آغوش توام	سینہ ہر دلبک توام از دل فراموشم	ای کنی یادم ولی یادت نمی آیم ہنوز
معرکہ دلچسپ از خاطر فراموش توام	در تب از غم خوردی لعل لب نوشم ام	من کباب آتش بیمار خاموش توام
گل بجیب مہر نہی ریزد سنگین ہے یاد	آنقدر کز جو لیستن رفتم در آغوش توام	طوق قمری جلوہ چشم تری باشم
این قدر دیوانہ اسیر قبا پوش توام		

تھا۔ ملکہ مہرنگار کو یون سمجھا رہی ہے کہ اے ملکہ عالم اب یہ پہنچنے کی بعد امیر
باتوقیر بردہ قاف سے تشریف لائینگے ایام مفارقت جلد تر گذر جاینگے اب اسقدر صدمہ و غم نہ کیجیے دیکھیے رنگ گل
عارض مائل بہ زردی ہو گیا ہے ہر دم نالہ و بکا کرنا اچھا نہین ہے خدا نخواستہ اس گریہ و زاری کا انجام بیجا
ملکہ فتانہ سے کہہ رہی ہے کہ اے فتانہ مین ہر چند ضبط گریہ و بکا کرتی ہون لیکن خیال امیر مین ممکن نہین کہ اشک میری
آنکھون مین نہ آئین اور آہ لب پہ نہ آئے مہتر شاہین تقریر ملکہ مہرنگار و گفتگو فتانہ سنکے خیال کرنے لگا کہ کسقدر
ملکہ مہرنگار کو جدائی امیر کا ملال ہے یہ خیال کر کے مہتر شاہین نے نقب مین ایک ڈبیا اپنی کشتو عیاری سے نکالی اور ڈبیا کی
ہر ... اصلی اور زندہ نکالا اور اوسکی پرون پر بیہوشی چھڑک کر اوسے اوڑا دیا وہ ... مرغ بر عاشق ...

شمعوں کو روشن دیکھکر بیتابانہ شمعوں پر گرے اور شمع میں شعلۂ شمع سے جل گئے سفوف بیہوشی ہوا میں پہنچا
اور دھواں بلند ہوا جب سب کے دماغ میں دھواں پہنچا غفلت کی وہ بیہوش ہوگیا چنانچہ ایک دم بھر میں ملکہ
مہرنگار و رقاصہ اور جملہ کنیزیں بیہوش ہوگئیں مہتر شاہین نقب سے نکل کے ملکہ مہرنگار کو چادر عماری میں
باندھا اور پشتارہ باندھ کے مہرنگار کا اوٹھا کر نقب میں کودا اور راہ نقب سے اوسی گوشہ قلعہ میں آیا نقب سے
نکل کے دیوار قلعہ پر کمند پھینکی اور جلد سے بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہنچا اور پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ سے پشتارہ ملکہ
مہرنگار کا نیچے اتارا اسی ذیل قلعہ کو مہتر شاہین کے آنے اور جانے کی خبر بھی نہوئی غرض جب مہتر شاہین نیچے دیوار
قلعہ کے پہونچا فوراً جانب لشکر زوبین روانہ ہوا وقت صبح مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ ایک میدان میں خیمے
میں کھڑے ہوئے ہیں اور خیمہ بارگاہ استادہ ہے مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یہ لشکر زوبین کا معلوم نہیں ہوتا ہے جانا
جلد تر پشتارہ لیکر نکل جانا چاہیے یہ خیال کرکے مہتر شاہین بعجلت چلا ناظرین عالی همم پر واضح ہو کہ قیطاس
شیر شکار حاکم قیطاسیہ بمدد زوبین وغیرہ بجمعیت چہل ہزار سواران جرار ہمراہ لیے ملک ری روانہ ہوا تھا
اس جگہ مقیم تھا اس نے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ لیے ہوئے جلد تر چلا جاتا ہے خیال کیا کہ شاید یہ شخص چور ہے
مال اسباب کا پشتارہ لیے جاتا ہے یہ خیال کرکے قیطاس شیر شکار نے اپنے لشکر کے سواروں کو حکم دیا کہ اس شخص کو
جو پشتارہ لیے جاتا ہے جس طرح بنے اوسے ہمارے پاس لے آؤ خبردار یہ شخص جانے نہ پاوے سواران لشکر نے بموجب حکم
قیطاس شیر شکار گھوڑے بڑھائے اور قریب مہتر شاہین کے پہنچے آواز بلند کہنے لگے او دزد کہاں جاتا ہے ٹھہر جا
مہتر شاہین سواروں کی آواز سنکے بھاگا سواروں نے گھوڑے دوڑا کر شاہین کو پکڑا شاہین عیار نے کہا تم نے مجھکو کیوں
پکڑا ہے چھوڑ دو سواروں نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے بلایا ہے جلد چل شاہین نے کہا میں تو نہ جاؤنگا سواروں نے تلواریں اور
نیزے سر و سینہ مہتر شاہین پر رکھ دیے اور کہا کہ اگر نہ چلیگا تو ابھی تجھکو قتل کرینگے اور تیری لاش اور یہ پشتارہ اپنے بادشاہ
کے پاس لیجائینگے جب مہتر شاہین نے دیکھا کہ اگر میں نہیں چلتا ہوں تو سوار ضرور مجھکو قتل کر ڈالینگے اوسوقت بہ
مجبوری و ناچاری شاہین ہمراہ سواروں کے چلا جب سواران قیطاس شیر شکار مہتر شاہین کو خدمت بادشاہ میں لائے
قیطاس شیر شکار نے مہتر شاہین سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیری پشت پر یہ پشتارہ کیسا ہے مہتر شاہین نے عرض
کیا پہلے آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے پھر میں اپنا نام اور حال پشتارہ کا بیان کرونگا بادشاہ نے کہا
اے شخص آگاہ ہو نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور میں حاکم قیطاسیہ کا ہوں میں نے سنا ہے کہ فی الحال زوبین
اور بہرام و فرامرز لشکر لیکے ری کیطرف آئے ہیں اور امیر کے سرداروں سے لڑ رہے ہیں قلعہ فتح نہیں ہوتا ہے اسلئے
میں اونکی مدد کیواسطے آیا ہوں وہاں پہونچکر ایکدم میں قلعے کو فتح کرونگا شہنشاہ نوشیروان مجھسے خوش ہوگا
مہتر شاہین نے تقریر بادشاہ کی سنکے خیال کیا کہ قیطاس میرا عدو ہوگا کیونکہ یہ دوست زوبین وغیرہ کا ہے یہ خیال
کرکے مہتر شاہین نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپکو معلوم ہو کہ میں عیار زوبین نام میرا مہتر شاہین ہے قلعہ بالکل خالی ہوگیا
ہے سرداران امیر قلعہ میں تنگ ہو رہے ہیں یہ پشتارہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا ہے حکم زوبین بیہوش کرکے میں
لیے جاتا ہوں زوبین وغیرہ بھی لشکر لیے ہوئے اسیطرف آتے ہیں اب میں امیدوار ہوں کہ جلد مجھے رخصت کیجئے تاکہ
جا سکوں کیونکہ ڈرتا ہوں کہ خدا جانے عمرو اور سرداران لشکر امیر آکر مجھکو گرفتار کرلیں اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا مجھسے چھین لیں
قیطاس شیر شکار نے تقریر مہتر شاہین کی سنکے کہا اے شاہین یہ مناسب نہیں ہے کہ تو دختر شہنشاہ نوشیروان
کو اسطرح لیجاوے کیونکہ بادشاہ نوشیروان کا ادب کرنا لازم ہے اگر تجھکو خوف و خطر سرداران لشکر امیر کا ہے تو میں جو دختر

اوس سے مقابلہ کرونگا پس تجکو لازم ہی کہ ملکہ کو ہوشیار کرکے ایک محافہ بافنس میں بٹھا اور بعد پردہ داری ملکہ مہرنگار کو
پاس تروین کے لیجا کر ملکہ ہمراہ سپہ کے یہیں میں یہاں سے کوچ کرتا ہوں اور آگے بڑھکر اثنای راہ میں تروین وغیرہ سے
ملاقات کرتا ہوں غرض شاہین نے بموجب ارشاد قیطاس شیر شکار کے تنہائی ایک محافہ میں پشتارہ ملکہ
مہرنگار رکھا اور چادر عیاری سے ملکہ خیال کرکے محافے میں رہنے دیا ہوشیار نہیں کیا جب غرض شاہین ملکہ مہرنگار کو
محافہ میں سوار کر چکا قیطاس نے حکم کوچ لشکر آمادہ سفر ہوا اور ہمراہ قیطاس شیر شکار کے چلا کہار دون نے محافہ ملکہ
مہرنگار کا اوٹھایا تھا ہمین عیار ہمراہ قیطاس شیر شکار رہا قیطاس شیر شکار تروین کیطرف جاتا ہی لیکن اب حال
قلعہ تنگ رواحل کا لکھا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور نسیم سحر چلی قتانہ اور کنیزیں ہوشیار ہوئیں سب نے دیکھا کہ
ملکہ مہرنگار مسہری پر نہیں ہی قتانہ یہ حال دیکھکر نہایت متردد ہوئی اور ہرطرف ملکہ مہرنگار کی جستجو کرنے لگی
ایکسمت قتانہ نے دیکھا کہ نقب پڑی ہی قتانہ کو یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا اوسوقت قتانہ اور کنیزین
اس درجہ روئیں اور فریاد و فغان کرنے لگیں کہ جملہ اہل قلعہ نے صدائے نالہ بکا سنی خصوصاً خواجہ عمرو نے صدائے
فریاد سنکے خیال کیا کہ آج کنیزیں کیوں روتی ہیں یہ خیال کرکے خواجہ نہایت بیقرار ہو کے خوابگاہ ملکہ مہرنگار کے
پاس گئے اور قتانہ وغیرہ سے پوچھنے لگے کہ سبب نالہ و فریاد کیا ہی قتانہ وغیرہ نے عرض کیا کوئی عیار ملکہ کو لیگیا
یہ نقب موجود ہے خواجہ عمرو نقب کو دیکھکر خیال کیا کہ بیشک کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا ہی یہ خیال کرکے خواجہ
نے اہل قلعہ سے پوچھا کون شخص فی الحال قلعہ میں آیا تھا سبنے عرض کیا سرہنگ ملی آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ
سرہنگ ہی یا نہیں ہرچند سب نے سرہنگ ملی کو تلاش کیا لیکن کہیں قلعے میں سرہنگ ملی نہ ملا خواجہ کو
یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار بشکل سرہنگ ملی آیا تھا وہی ملکہ مہرنگار کو لے گیا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے
وبیقرار ہوئے اور سرداروں سے کہنے لگے کہ اگر عیار ملکہ مہرنگار کو نوشیروان کے پاس لیا اور کہین لیگیا اور
حمزہ صاحبقران نے مجھسے اگر ملکہ کو پوچھا تو ہم کیا جواب دینگے پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ہم سب عیار کی تلاش
جستجو میں چلیں اور عیار سے جسطرح ہو سکے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا لیلیں اور اوسے گرفتار کریں جملہ سرداروں
نے عرض کیا ای خواجہ جلد چلیے ہم موجود ہیں آپ کے ہمراہ ابھی چلتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اچھا تم بھی چلو
اور میں بھی چلتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو قلعے سے نکلے اور ایک سمت بہ تلاش عیار روانہ ہوئی بہزاد گلتت
سیہ گردان اور نعمان بن معز شاہ یمنی ایک جانب مع لشکر روانہ ہوئے اسیطرح ذوالخمار عادی وغیرہ بہادران
پہلوان عادی مع فوج ایک سمت بتلاش عیار نابکار روانہ ہوئی ایک طرف زمتاش بہادر یونانی قیصر فرید
شاہ یونانی برادر بستی امیر باتوقیر وغیرہ مع سپاہ بجستجوی عیار نابہنجار کیواسطے چلے ایک سمت پہلوان
عادی لخت شدادی لیکر اور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر چلا سرہنگ مصری عیار بھی پہلوان
عادی کے ہمراہ چلا غرض قلعہ تنگ رواحل میں چند کس رہگئے اور باقی جملہ سردار اور عیار بہ تلاش
عیار بدکردار چار جانب نکلے روانہ ہوئے اور گھوڑے دوڑا کر دور نکل گئے اور عیار کی تلاش کرنے لگے غرض
سب سرداران کا حال تو لکھا جائیگا لیکن حال پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جو گھوڑی سوار ہو کے اور بخت آزمائی کو
نکلے تو فوج دس بارہ کوس تک گیا دیکھا ایک لشکر چلا جاتا ہی پہلوان عادی سرہنگ مصری سے پوچھا نہیں
معلوم یہ لشکر کسکا ہی سرہنگ مصری نے عرض کیا ہمراہ اس لشکر کے دیکھیے کہ ایک محافہ ہی یقین ہی کہ محافہ میں
ملکہ مہرنگار ہو پہلوان عادی نے تو سنگے گھوڑا اپنا بڑھایا اور قریب لشکر پہنچکے نعرہ کیا ہیں عاد بان پر شداد

سر آن عمرو عادی پہلوان ✦ گران بر کرا بار سر برش است ✦ حکیم علاجش بدست من است ✦ قیطاس شیر شکار نعرہ پہلوان
عادی کا سنکے ٹھہرا جب عادی قریب لشکر قیطاس شیر شکار کے پہونچا تو پوچھنے لگا تو کون ہے اور اس محافے
مین کون ہے قیطاس نے جواب دیا نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور اس محافے مین دختر نوشیروان ہے مین
ملکہ کو لیے جاتا ہون پہلوان عادی نے کہا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ملکہ مہر نگار کو میرے حوالے کر دو ورنہ مین
تجھکو ہلاک کرونگا قیطاس شیر شکار کو یہ کلمہ پہلوان عادی کا نہایت ناگوار ہوا بہ قہر و غضب جواب دیا کہ تیری
کیا لیاقت ہے کہ تو مجھسے ملکہ کو لے لیگا مین تجھ ایسے ہزار آدمیون کو قتل کرونگا تو نہین جانتا کہ مین شجاع اور بہادر
ہون پہلوان عادی نے جواب دیا اگر تجھکو دعوی شجاعت ہے تو پھر تلوار کھینچ اور مجھسے مقابلہ کر قیطاس شیر شکار
نے ہنسکے نیزہ پہلوان عادی کے سینے پر لگایا پہلوان عادی نے نیزے سے اپنے تئین بچایا اور نوک نیزہ کی
سر پر قیطاس کے ماری قیطاس کو ہلاک کیا پھر لشکر قیطاس شیر شکار کو قتل کرنا شروع کیا لشکر قیطاس کا بھاگنے
ہی کو تھا ناگاہ ترومین ہزار سوار سے آیا اور پہلوان عادی سے مقابلہ کیا اور تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر
لگائی عادی نے تو سر کو شمشیر تیز سے بچایا لیکن اپنے شکم کلان کو ہر چند بچایا اور بچایا لیکن تلوار شکم پر بھی
لگی اور قریب تھا کہ ہاتھ بھر کے پوست شکم کا نکل اوس وقت پہلوان عادی نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کو
سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے تیغ خدا دی ترومین کے سر پر لگائی ہر چند ترومین نے سر کو بچایا لیکن پھر ترومین کا زخمی
ترومین نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ پہلوان کو قتل کرو بموجب حکم مردان لشکر بڑھے اور فوج پہلوان عادی
حملہ آور ہوے مردان فوج پہلوان عادی بھی لڑنے لگے دونون لشکر کے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی اور
دونون طرف کے تیر و نیزہ و شمشیر گرز سے قتل ہو کر گھوڑون سے زمین پر گرنے لگے زخمی سوار خاک پر گر کے تڑپنے
لگے اور بعد زخمہای کاری کے نالہ و زاری کرنے لگے زمین کثرت خونریزی سے رنگین ہو گئے جا بجا لاشون
کے انبار اور کشتون کے ڈھیر ہو گئے اوسی گرمی جنگ مین تھوڑے سے سوارون نے محافہ ملکہ مہر نگار پر
قبضہ کیا اور ایک پہاڑ کی طرف جو وہان سے قریب تھا لیکر چلے مہر شاہین نے عین جنگ مین ترومین سے کہا
حضور دیکھیے سواران فوج عادی محافہ ملکہ مہر نگار کا لیے جاتے ہین ترومین یہ حال دیکھکے طرف محافہ کے
چلا سواران عادی محافہ کو بالای کوہ لیگئے ترومین بھی پہاڑ پر چڑھنے لگا اوسوقت ملکہ مہر نگار ہوشیار ہو گئی
تھین اور جنگ و جدال سے آگاہ ہوئی تھین اب ترومین کو آتے دیکھکر محافے مین بہ گریہ و زاری اور بہ نالہ
بیقراری درگاہ باری مین بہ حمد و اور بعزت دعا کرنے لگین ناگاہ بقدرت پروردگار ایک جانب سے گرد و
غبار بلند ہوا ترومین دیکھنے لگا جب اوس غبار کو ہوا نے دور کیا ترومین نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لد بعجلت چلے
آتے ہین جب خواجہ قریب کوہ پہونچے سوارون نے پہاڑ پر سے کہا اے خواجہ جلد آئیے دیکھیے ترومین مع چند سوار
کے اس پہاڑ پر آتا ہے ہم تو ملکہ مہر نگار کے محافے کو بصد مشکل میدان جنگ سے یہان لے آئے ہین لیکن اب
ترومین محافہ ملکہ کا لیجائیگا خواجہ عمرو سوارون کی گفتگو سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کیا مجال ترومین لائق
کی کہ محافے کو ہاتھ بھی لگا سکے یہ کہکے خواجہ عمرو نے گوپھن مین ایک سنگ تراشیدہ رکھا اور گوپھن کو کھینچ کر بازوے
ترومین پر پھینک مارا ترومین کے بازو کو پتھر سے نہایت صدمہ ہوا پھر خواجہ عمرو نے متواتر گوپھن مین پتھر رکھکر
رکھکر اور تاک تاک کر ترومین پر لگانا شروع کیے یہانتک پتھر مارے کہ ترومین گر پڑا اور سوارونکو گمان ہوا
کہ ترومین مر گیا جو سوار کہ ہمراہ ترومین پہاڑ تک آئے تھے اوسوقت ترومین کو زمین سے اوٹھایا اور گھوڑے پر ڈال کے

بطرف لشکر کے لے چلے خواجہ عمرو عیار پہونچے اور ملکہ مہرنگار سے کہنے لگے کہ اب میں یہان موجود ہون تم
کسطرح پریشان خاطر ہونا ملکہ مہرنگار خواجہ عمرو کے آنے سے اور زوبین کے گرفتار ہونے سے کسیقدر مطمئن ہوئین
خواجہ تو یہان رہے ہین اور یہان لشکر زوبین اور فوج پہلوان عادی مین جنگ ہو رہی تھی لاش پر لاش سوار
عمدل کی گزر رہی تھی فوج قیطاس شیر شکار بھی لڑ رہی تھی یکایک ایک جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی مردان
لشکر گرد غبار کیطرف دیکھنے لگے جب غبار کو باد صرصر نے دور کیا مردان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ہرمز
و فرامرز مع سپاہ کثیر آتے ہین تھوڑی دیر مین ہرمز و فرامرز قریب لشکر آ ہی پہونچے اور اکثر ہمراہیان زوبین
کو پہچان کر باعث پوچھنے لگے اونھون نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک جو کچھ دیکھا تھا اور سنا تھا جلد بیان
کیا اور لڑنے لگے ہرمز و فرامرز نے بھی حکم دیا کہ فوج پہلوان عادی کو چار جانب سے گھیر لو اور سب کو تہ
تیغ کرو مردان لشکر ہرمز و فرامرز مع ... اور سپاہ پہلوان عادی کو گھیر کر قتل کرنے لگے اوسوقت مردان
لشکر پہلوان عادی نے دعا کی یکایک ایک سمت سے کرتیت سیرگردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی مع فوج
لشکر آ پہنچے اور پہلوان عادی کو فوج ہرمز مین گھرا ہوا دیکھا تاب نہ لائے فوراً مع فوج لشکر فرامرز و ہرمز
پر گرے اور تیغ و تبر وغیرہ سے قتل کرنے لگے ابھی کرتیت سیرگردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی آئے تھے
اور مع فوج ہرمز کو قتل کر رہے تھے کہ ایک سمت سے برادران پہلوان عادی و دیگر سردار مع لشکر
جرار آئے اور یہ بھی شریک جنگ ہو گئے پھر ایک سمت سے غبار بلند ہوا ہرمز و فرامرز گھبرا کر دیکھنے
لگے اور خیال کرنے لگے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے ابھی ہرمز و فرامرز خیال کر رہے تھے کہ زمتاش بہادر یونانی
عیار کی تلاش کرتا ہوا مع سپاہ آیا اور سرداران سپاہ امیر کو لڑتے ہوئے دیکھکر خود بھی مع لشکر
ہرمز و فرامرز سے لڑنے لگا راوی کہتا ہے کہ اوسوقت ہر ایک سردار لشکر امیر ایسی شجاعت اور بہادری سے
لڑا کہ ہر ایک نے صدہا کفار قتل کیے خصوصاً زمتاش بہادر یونانی نے ہزارہا مردان لشکر زوبین
اور ہرمز اور فرامرز کو قتل کیا زمین پر جابجا لاشون کے انبار لگا دیے خون کا دریا میدان مصاف مین بہتا تھا ہزارہا
کفار زمین پر گر گئے اور زخمی ہوکے تڑپنے لگے صدہا کاسۂ سر گھوڑون کی ٹاپون سے مانند گیند کے ادھر ادھر جاتے تھے لاشے
کشتون کے فرس پامال کرتے تھے ایسی تلوار چل رہی تھی کہ زمین کانپتی تھی فلک تھراتا تھا گرد و غبار سے جہان تیرہ
و تار تھا گھٹا سیاہ ڈھالون کی اوٹھی تھی برق تیغ و شمشیر کی کوہ کے حلقے مین چمک رہی تھی کسیطرف تیر انداز اپنے
دشمنون کو تیر سے ہلاک کرتے تھے ایکطرف پہلوان گرزگران سر سے سوارونکو پیوند خاک کرتے تھے بہادران لشکر امیر
نیزون سے سواران فوج ہرمز کو دمبدم ہلاک کرتے تھے عیار خنجر اور تیر تفنگ سے مردان فوج فرامرز کو قتل کرتے تھے
نقیب شور و غل اور ریسے مین پکارتے تھے کہ اے بہادرو یہ وقت جنگ و جدال ہے اگرچہ سر تیغ ہزار ہی کٹ جائے لیکن
لیکن تقاضا شجاعت یہی ہے کہ قدم معرکے سے نہ سرکے دلاور اور بہادر صف النقیبان راست گوش سنکے حملہ پر حملہ کرتے اور
اور نامی جوانونکو ناک کے نیزہ تیغ و تیر سے قتل کرتے تھے جب ہرمز و فرامرز نے دیکھا کہ ہزارہا سوار ہمارے لشکر کے کام آئے
اور سرداران لشکر امیر نے ہمکو چار جانب سے گھیر لیا ہے قریب ہے کہ اب ہمکو بھی قتل کرین اوسوقت ہرمز و فرامرز نے زوبین کو جو بیہوش
تھا ہمراہ لیکر مع باقیماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگے زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز وغیرہ کا تعاقب کیا اور ہزارہا
مردان لشکر فرامرز کو بھاگتے وقت قتل کیا یہانتک کہ بارہ کوس تک زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو
بھگا دیا اور ہزارہا ہلاک کیا پھر زمتاش بہادر یونانی و دیگر سرداران لشکر امیر ملکہ مہرنگار کو بعد عزت و حرمت ہمراہ اپنے

لیجا کر قلعہ تنگ رواحل میں داخل کیا خواجہ عمرو بھی داخل قلعہ ہوئے پہلوان حمادی کے پیٹ پر جو زخم تھا
اوسکا علاج ہونے لگا زخم میں ٹانکے لگائے گئے مرہم کا پھاہا بنا کر زخم شکم پر رکھا گیا بعد اسکے جملہ سردار
اور خواجہ عمرو فتح پانے سے اور ملکہ مہرنگار کو لے آنے سے بہت خوش ہوئے کہ ملکہ مہرنگار بھی مسرور رہ رہی ہیں قلعے
میں سب شاد و خرم ہیں لیکن اب حال سرہنگ کلی کا لکھا جاتا ہے کہ جب معتبر شاہ مین لپتارہ سرہنگ کی کا درخت
پر رکھکے قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلا آیا قریب شام چند مسافر اوسطرف آنکلے اور اوسی درخت کے نیچے
بیٹھکر اکل و شرب میں مصروف ہوئے اتفاق سے ایک مسافر نے بالائے درخت جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک
گٹھری رکھی ہی اوس مسافر نے نہایت خوش ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ لات منات نے نہایت میرے حال
پر رحم کھایا اور اپنی قدرت سے مال کثیر مجھکو عنایت کیا اب پریشانی تنگدستی دفع ہوجائیگی دولت کثیر ہاتھ
آئیگی بامسر ہو جاؤنگا ہاتھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیا کرونگا سیکڑوں خادم خدمتگار چوبدار
وغیرہ نوکر رکھونگا ایک ایوان بلند و وسیع بنواؤنگا مثل بادشاہ یا وزیر کے زندگی بعیش و
آرام بسر کرونگا اب ستو کھا رہا ہوں کل سے پوریاں اور دیگر اغذیہ لطیف کھاؤنگا آج تو یہ کپڑے پرانے بے
ہودہ پہنے ہونگا لیکن کل دیکھئے وہ لباس زیب تن کرونگا کہ کسی نے ویسا لباس خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا
علاوہ اسکے آج تک تو ننگے پاؤں پھرا کیے کبھی جوتا پہننا نصیب نہوا اس سفر میں سیکڑوں کانٹے تلووں میں چبھے اور
بہت سے آبلے تلووں میں پڑے حرارت آفتاب سے پریشان ہوئے صحرا نوردی سے نہایت مضطر ہوئے لیکن اب لات
و منات نے مجھپر رحم کیا ہی اب میں کبھی زمین پر قدم نہ رکھونگا بغیر سواری کے ایک قدم بھی پیادہ نہ چلونگا شتر رتھ گاڑی یا گھوڑے
پر سوار رہونگا اور نہایت تیز گھوڑی دوڑاؤنگا اگر دس بیس آدمی گاڑی یا گھوڑے کے نیچے کچل جائینگے اور
مر جائینگے تو مجھے ذرا بھی فکر نہوگا اگر میرا دل چاہیگا اور طبیعت میری درست رہیگی تو لات منات کی پرستش اور
درشن کیواسطے بتخانہ میں جاؤنگا راہ میں اگر فقرا مجھسے کچھ طلب کرینگے تو کسیکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا کیونکہ
آج تک مجھکو بھی کسی نالائق نے کچھ نہیں دیا ہی یہ باتیں مجھکو تاحیات یاد رہینگی یہ اپنی مصیبت و تکلیف کبھی
فراموش نہوگی کسی بھیا مسافر کو بھی کرونگا اگر کوئی مسافر مرتا بھی ہوگا تو ایک بوند پانی نہ دونگا جہانتک مجھسے ہوسکیگا ہر
ہرایک پر ظلم کرونگا کیونکہ مجھپر کسینے رحم نہیں کھایا ہی اور اس مسافرت اور غربت میں کسنے ایک قطرہ پانیکا بھی نہیں پلایا ہی
ہمیں اپنے ہاتھ سے پانی کنوئیں سے نکالا تب بھی مجھکو پانی میسر ہوا ہی اسکے ہمسفران و دیگر مسافروں نے کہا او نالائق خاموش رہ ایسی
کیسی واہیات باتیں کر رہا ہی کیا تجھکو سودا یا مالیخولیا ہوگیا ہی بیکار دیوانوں کیطرح گفتگو کرتا ہی شاید حرارت آفتاب کی گرمی تیرے دماغ
میں زیادہ ہو گئی ہی دماغ تیرا صحیح نہیں ہی یا تجھکو جنون ہوگیا ہی یا کوئی بھوت پریت یا کوئی خبیث تیرے سر پر سوار ہو گیا ہی تجھکو
لازم ہی کہ موافق لیاقت کے اپنا علاج کر اور اب سے گھر کیطرح چلا جا ہمارا ساتھ نہ رکھ اگر کوئی تیری یہ باتیں سنیگا تجھکو
مارڈالیگا اور ہمکو گرفتار کریگا کیونکہ تیری ہمراہی کے سبب سے سزا ملیگی ہمکو منظور نہیں ہی کہ تیری وجہ سے ہم کسی آفت و بلا میں
مسافر نے کہا میں تو دیوانہ نہیں ہوں لیکن تم سب اندھے ہو اور بیوقوف ہو میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کیونکہ مجھکو
دولت نظر آئی ہی مسافروں نے پوچھا وہ دولت جو تمہیں نظر آئی ہی کہاں ہی ہمکو تو نظر نہیں آئی اوس مسافر نے کہا اسیوجہ سے تو میں تمکو اندھا
کہتا ہوں کہ دولت سامنے ہی اور تمہیں نظر نہیں آئی ہی اگر ذرا بھی آنکھوں میں بصارت ہو تو دیکھو یہ درخت ہی اور سر درخت گٹھری دولت کی مسافروں
نے سر اوپر اٹھا کے دیکھا اور کہا ہاں سر درخت تو ڈالیاں ہیں اور گرد و غبار ہی نہ تو کوئی گٹھری ہے نہ پٹارہ ہی مسافر نے کہا
بیشک تم سب اندھے ہوگئے ہو تم تو مجھے کہتے تھے کہ علاج کرو اب تمکو مناسب ہے کہ تم اپنی آنکھوں کا علاج

چھینٹا منھ پہ شراب کا دے
شیشے سے شراب ناب ٹپکے
اس پانی سے آچھیں کرون مین
انجن کو مے کا ورد کا سے
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارہ
صدچاک ہے صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہے
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم مشعل سحر ہوا جہاں سے
وہ بانگ اذان بتا ہے سبکو
تارے جو تھے دیدۂ فلک کے
سب بہر وضو ہے گل وہ پانی
گلبانگ طیور سنکے سن ہے
اور کلی کیطرح چٹک رہی ہے
لا ما بنت العنب کو لانا
دو چار برس اودھر کی دنیا
ہو سرخی روے یار کی دے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
ساقی سے ابھی مے لیتے ہیں ہم
آمد ہوئی بزم مین پری کی
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوے ظرف بھر گیا جی

سجدے کو جھکے سر غزل
اس شرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
گلی کو شراب مشکبو دے
نکلا ہے ہوا مہر عالم آرا
آنکھیں ملتے ہین غنچہ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہے
جو چاند کہ یار شب کا حسن تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کر
گنتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے جھپک کر
باغون مین نسیم چل رہی ہے
ہر مرغ کو صبر و بن کی دھن ہے
ساقی لانا شراب سر جوش
جیتی ہو شراب شب پلانا
وہ مے جو ہو مثال سب مین
جو بو عرق بہار کی دے
جسکا ایوان ہے شیشۂ دل
آ پہونچی دخت رز پری جسم
وہ آئی کیا مراد آئے
ملنے لگا لب سے لب جام
جب نشہ انبار رنگ لایا

ہو بانگ اذان صدای قلقل
چلیون مین شراب بھر دون مین
مینا کی طرح کردن غنچہ را
دانتون کو ہو انتظار مسواک
صہبا سے سبو پہ وضو دے
پہ رسے پڑ رہے ہے گل دامان
چھینٹے دیتی ہے اوس منھ پر
ہے نے رہ التفات کانی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شکوہ
وہ بنگلے سبزہ باغ کے پھول
شبنم تھی جو محو رفت سے
پریون کیطرح نکل رہی ہے
ہر ایک کلی مہک رہی ہے
پھر آ پہونچے ہین حضرت ہوش
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا
وہ شے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے
آنکھین ہین جسکی سیر منزل
کیا مہر ہے ذرہ پروری کی
مطلب نکل مراد آئے
پھر تو تن تن کے پان تانک پی
کھنچے ملے قلم اوٹھا یا

رہ نوردان غریب الوطن و طے کنندگان صحرای خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے برگ و سامان یون تحریر فرماتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران بحکم نوشیروان بطلب خراج جانب ہفت ملک گئے تھے تو شہر یونان کو فتح کر کے فریدون شاہ یونانی کو مع مردمان شہر مسلمان کیا تھا فریدون شاہ کے تین فرزند اور ایک دختر تھی بڑے بیٹے کا نام تورستاش بہادر یونانی تھا اور منجھلے فرزند کا نام صدف نوش تھا اور چھوٹے پسر کا اسم استقبا نوش تھا اور دختر کا نام ملکہ گلشن آرا تھا فریدون شاہ نے حمزہ صاحبقران کو نہایت پسند کر کے اپنی دختر ملکہ گلشن آرا کو امیر با توقیر سے منسوب کرنا چاہا تھا اور امیر نے یہ عذر کیا تھا کہ جب تک مین ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرونگا کسی عورت سے شادی نہ کرونگا فریدون شاہ

یونانی نے عندالامیر کو سنکے ارادہ کیا تھا کہ میں اپنے تئین ہلاک کر ڈالوں کیونکہ امیر نے شاید مجھکو کم مرتبہ جانکر
میری دختر کو قبول نہ کیا اوسی زمانہ میں خواجہ عمرو نے ملکہ گلشن آرا کو بعوض ملکہ مہر نگار رنگ روغن سے بنایا
تھا اور عقد ملکہ گلشن آرا سے دھوکے میں حمزۂ صاحبقران نے کر لیا تھا لیکن اس حقیر کو میں شیخ تصدق حسین
نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح اکثر اساتذہ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ جب عقد کرنے سے
امیر یا دو تیر نے انکار کیا تھا اور فریدون شاہ نے ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا کیا تھا اوسی زمانہ میں ہنگام
شب عالم خواب میں امیر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے فرزند تمکو لازم ہے کہ ملکہ گلشن آرا سے عقد
کر لو اسکے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ جسے کہ تم سے بھی زبردست ہوگا اور اکثر تمہاری اعانت کریگا اور نہایت شجاع
بہادر ہوگا امیر نے خواب سے بیدار ہوکے اوسی زمانہ میں بالعد کئی روز کے بموجب ارشاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ملکہ
گلشن آرا سے عقد کر لیا تھا اور ملکہ سے ہمبستر ہوئے تھے بقدرت پروردگار گلشن آرا شب زفاف میں حاملہ
ہوگئی تھیں اسیطرح خواجہ عمر بھی بعد عقد فتنہ وزیرزادی ملکہ گلشن آرا سے اوسی شب کو ہمبستر ہوئے تھے اور بقضاء
خدا فتنہ بھی اوسی شب کو حاملہ ہوئی تھی اور اوسی زمانہ میں امیر با توقیر ایک باغ میں فریدون شاہ
کے ہمراہ سیر کو گئے تھے اور وہاں ایک شیر طلائی نہایت پائدار اور مستحکم دیکھا تھا امیر با توقیر نے داہنے
ہاتھ سے ایک طمانچہ رخسار شیر پر اسطرح مارا کہ منہ شیر کا ٹیڑھا ہوگیا تھا اور طمانچہ شیر کو مار کر یہ فرمایا تھا کہ میرے وہ شخص مقابلہ
کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کرے باغبانوں نے یہ تقریر امیر کی سنی عرض امیر ذیشان بہادر
یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر یونان سے چلے آئے تھے چنانچہ اب تک ذیشان بہادر قلعہ تنگ رواحل میں
موجود ہیں اور امیر پردہ قاف میں تشریف رکھتے ہیں انکا عمل بعد گذرنے نو ماہ کے ملکہ گلشن آرا کے
شکم سے ایک فرزند شیر صولت نہایت حسین خوبصورت پیدا ہوا اور فتنہ کے بطن سے پسر پیدا ہوا فریدون شاہ
نے اپنے نواسے کا نام عمرو بن حمزہ رکھا اور پسر عمرو کا نام فرخ رکھا اور کئی روز تک اس خوشی میں جشن کیا اور
عمرو بن حمزہ کی پرورش کرنے لگا جب عمرو بن حمزہ کا سن چھ برس کا ہوا معلم کے واسطے پڑھانے کے بیٹھے اوسکی
بھی خوشی بہت ہوئی یعنی جسوقت عمرو بن حمزہ یونانی کو پڑھنے کے واسطے بٹھایا دس روز تک جشن کیا اور ہزارہا روپیہ
غربا اور مساکین کو تقسیم کیا اور بعدہ خلعت امرا و روسا وغیرہ کو دیے جب عمرو بن حمزہ یونانی دس بارہ برس
کے ہوے فریدون شاہ نے تیر اندازی اور فنون سپہگری کے لیے اوستادان جا بجا عمرو بن حمزہ یونانی کے
واسطے ملازم رکھے اور اوستادوں سے عمرو بن حمزہ نے تعلیم پائی عمرو بن حمزہ فنون سپہگری سے اچھے آگاہ ہوگئے لیکن
کو بھی تعلیم کرنے میں پریشانی اور دقت ہوتی اکثر اوستاد فنون سپہگری میں ہنگام مقابلہ عمرو بن حمزہ یونانی
سے عاجز اور زیر ہونے لگے اور فرخ بھی فن عیاری میں کامل ہوا اگرچہ عمرو بن حمزہ یونانی نے اپنی مادر
سے کہا کہ میں باغ میں واسطے سیر کے جاتا ہوں مادر عمرو بن حمزہ یونانی نے اجازت دی جب عمرو بن حمزہ باغ
میں آئے دیکھا کہ شیر طلائی کا منہ ٹیڑھا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے باغبانوں سے پوچھا کہ اس شیر طلائی کا منہ کیوں
ٹیڑھا ہوگیا باغبانوں نے عرض کیا کہ آپ کے والد حمزۂ صاحبقران ایک روز اس باغ میں تشریف لائے
تھے اس شیر کو دیکھکر اونھوں نے ایک طمانچہ مارا منہ اس شیر کا ٹیڑھا ہوگیا بعد طمانچہ مارنے کے یہ فرمایا تھا کہ وہ
بہادر ہے مقابلہ کرنے کا ارادہ کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کرے اے شاہزادہ واللہ آج تک کسینے
اس شیر کے منہ کو سیدھا نکیا دس بارہ برس سے منہ اس شیر کا ٹیڑھا ہے عمرو بن حمزہ یونانی

نے گلگو باغبانوں کی سیکھے طرف فرخ کے دیکھا اور بائیں ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ منہ پھر کا سیدھا ہو گیا فرخ اور
باغبان وغیرہ قوت و زور کی تعریف کرنے لگے پھر عمرو بن حمزہ سیر باغ کی کرکے اپنی اماں کے پاس آئے دوسرے
روز عمرو بن حمزہ نے اپنی مادر ملکہ گلشن آرا سے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ واسطے شکار کے صحرا میں جاؤں
اگر آپ اجازت دیں تو میں صحرا میں جاؤں اور شکار کھیل کے چلا آؤں ملکہ گلشن آرا نے کہا آگاہ ہو کہ ملک ششکل
بن ششکال فیل زور خوار زرمی کا ہمارے نانا کے ملک سے قریب ہے اور ششکل بادشاہ جابر و کافر بڑی سیل تن
ہے از حد عناد اور دشمنی رکھتا ہے میں ڈرتی ہوں کہیں تم ملک میں اوسکے نہ چلے جاؤ اور وہ ششکل حال سے آگاہ
ہو کر تمکو گرفتار نہ کرے ہمنا کہ گو وہاں کے بادشاہ ہو لیکن ششکل سے مقابلہ اور عناد نہیں کر سکتے کیونکہ اوسکے
پاس لاکھوں لاکھ فوج ہے اور بڑے بڑے پہلوان اوسکے ملازم ہیں عمرو بن حمزہ نے کہا کہ میں نانا کے ملک میں
شکار کھیلونگا ملک ششکل میں نہ جاؤنگا جب عمرو بن حمزہ نے اسطرح کہا ملکہ گلشن آرا نے بدرجہ مجبوری اجازت دی
عمرو بن حمزہ خوش ہوکر باہر آئے اور چالیس ہزار ترکوں کو جو اونکے ہمراہ رہتے تھے اونکو اپنے ہمراہ لیکر اور سامان شکار
مکمل کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے فوج بھی ہمراہ رکاب تھی عمرو بن حمزہ یونانی مع چالیس ہزار ترکوں کو لیکر یونان سے چلے
اور جانب صحرا روانہ ہوئے جب بعد طے کرنے راہ کے صحرا سے شہواز میں پہنچے اور شکار کرنے لگے ناگاہ دو ہرن نظر آئے
عمرو بن حمزہ یونانی نے مرکب اپنا اون آہووں کے پیچھے دوڑایا وہ دو آہو ان صحرا کی طرف بھاگے عمرو بن حمزہ
نے آہو دیکھا تعاقب کیا یہانتک اپنے لشکر سے جدا ہو گئے فوج بھی پیچھے رہ گیا دس بارہ کوس تک آہو کے تعاقب میں چلے
گئے آخر قریب آہوؤں کے پہونچکر اور تیر چلہ کمان میں لگا کر ایک پر چلایا آہو زخمی ہوکر زمین پر گرا اور دوسرا آہو صحرا میں ایک سمت
چلا گیا عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے اوترکے آہو کو ذبح کیا اور ارادہ کیا کہ آہو سے غذا کے کباب تیار کریں
[illegible] تھے میں ناگاہ دیکھا کہ ایک آہو زخمی ہے اور بھاگا ہوا چلا آتا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان
میں رکھا اور کمان کو کھینچکر اور ہرن کی پیشانی تاک کے تیر مارا تیر پیشانی آہو پر پڑا آہو مجروح ہوکر زمین پر گرا
عمرو بن حمزہ یونانی نے خوش ہوکر اوس آہو کو بھی ذبح کیا اور آہوی اول کے برابر اوس آہو کو رکھا یکایک دیکھا
ایک سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے جب وہ سوار عمرو بن حمزہ یونانی کے قریب آیا اپنے آہو کو پہچانا تو عمرو بن حمزہ
یونانی سے پوچھنے لگا کہ او طفل تو نے میرے آہو کو کیوں شکار کیا تو نے نہیں دیکھا تھا کہ پشت آہو پر تیر لگا ہے عمرو
بن حمزہ نے جواب دیا اے برادر میں نے اوس آہو کو اس خیال سے شکار کیا کہ میرے ہمراہیوں نے اوس پر تیر
مارا ہے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تمنے اس آہو پر تیر لگایا ہے اب یہ آہو موجود ہے لیلو اور جو آہو قبل اسکے میں نے
شکار کیا ہے وہ بھی موجود ہے تم لیجاؤ میں اور آہو کو شکار کر لونگا سوار نے کہا یہ تو بتا تو کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا میں
فرزند حمزہ صاحبقران کا ہوں میرے نانا فریدون شاہ ہیں اور میرا نام عمرو بن حمزہ یونانی ہے اوس سوار نے بقصد غضب
کہا اب مجکو معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہے میں تجکو قتل کرونگا اگر تجکو اپنا زندہ رہنا چند ساعت منظور ہے تو اس آہو
کو اپنی پشت پر اوٹھا کر میرے ساتھ چل ورنہ میں ابھی تجکو مار ڈالونگا میں بیٹا ہوں ششکل بن ششکال فیل زور خوار
زرمی کا نام میرا مہراکن ہے مجھ میں زور و قوت اسقدر ہے کہ فیل کلاں کو مثل گل کے بیس ہزار ایک ہاتھ سے
ایک منٹ میں ادھر سے ادھر اوٹھا کے پھینک دیتا ہوں تو ایک طفل ناتوان ہے تیرا قتل کرنا میرے نزدیک بہت
سہل آسان ہے مگر تجھ پر رحم کر کے میں خیال کرتا ہوں عمرو بن حمزہ نے کہا مجکو یہ تصور نہ کرنا میں فیل مست کو ایکدم میں
ہلاک کرتا ہوں تیرا قتل کرنا نہایت دشوار ہے اگر تجکو آہو لینا منظور ہے تو لیجا میں ہرگز اس آہو کو اوٹھا کر تیرے ہمراہ نہ جاؤنگا

بن شنکل تیر عمرو بن حمزہ سنکر نہایت برہم ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر سر پر عمرو بن حمزہ کی لگائی عمرو بن حمزہ یونانی نے تیغ کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار کھینچکر مہران نابکار کے سر پر لگائی ہر چند مہران نے شمشیر کو سپر پر روکا لیکن شمشیر سپر کو کاٹ کر خود پر پڑی اور خود کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن میں آئی اور دو دم لیکر شکم و کمر کو کاٹ کر زین پر آئی اور مرکب کو بھی دو ٹکڑے کر کے زیر تنگ پہونچی مہران مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا عمرو بن حمزہ یونانی مہران کو قتل کر کے خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اس نالائق نے مجھے نہایت ہی بد زبانی کی تھی اسکی قضا ہی آگئی تھی ابھی عمرو بن حمزہ یونانی یہ خیال کر رہے تھے کہ فرخ مع لشکر طفلان آیا اور مہران کو زمین پر پڑا ہوا دیکھکر اسطرح پوچھنے لگا کہ اے شاہزادہ ذیوقار یہ نابکار کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا یہ مہران بن شنکل ہے بعد اسکے تمام حال مہران کے آنے اور گفتگوے سخت کرنے کا بیان کیا فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ یہاں اب یہاں ٹھہرنا آپ کا مناسب نہیں ہے کو لازم یہی ہے کہ آپ اپنے گھر کیطرف تشریف لیجلیے اگر اسکے ہمراہی آجائینگے تو اس جگہ میں خوب تلوار چلیگی ہزاروں آدمی دونوں طرف کے قتل ہونگے میدان صحراے سبزہ زار خون سے سرخ ہو جائیگا انجام لڑائی کا نہیں معلوم کیا ہوگا پس میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ یہاں توقف نہ کیجیے ہر چند عمرو بن حمزہ کا دل نہ چاہتا تھا کہ صحراے سبزہ زار سے روانہ ہوں لیکن فرخ کے کہنے سے چلے ہمراہیوں کے دونوں آہو اٹھا کر شکار بند میں لٹکا دیے بعرض عمرو بن حمزہ بعد قطع راہ یونان میں پہونچے اور اپنی ماں کی خدمت میں گئے گلشن آرا نے پوچھا شکار کھیل کر جلد چلے آئے اسکا کیا سبب ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے عرض کیا فرخ نے مجھے کہا اب صحرا سے چلو اسوجہ سے میں چلا آیا یہ کہکر عمرو بن حمزہ خاموش ہوئے اور حال مہران کے قتل کرنیکا بیان نکیا پھر وہ دونوں آہو جو شکار کیا تھا اپنی والدہ کی خدمت میں لگا ملکہ گلشن آرا آہوؤں کو دیکھکر خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ میرے فرزند نے پہلے پہل ان آہوؤں کو صحرا میں جاکر شکار کیا ہے عمرو بن حمزہ پر نثار کیا۔

داستان لاش مہران کی دیکھکر روانہ کرنا شنکل کا لہراسپ بلند کمان اور سہیل بیر غبار اور فولاد ذکی کو مع فوج طرف یونان کے اور جانا عمرو بن حمزہ کا جانب بصرہ اور قتل ہونا فریدون شاہ اور زخمی ہونا پسران فریدون شاہ کا اور تباہ ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا و عمرو

راویان خجستہ خواص داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن حمزہ مہران کو قتل کر کے یونان میں چلے آئے اور ہمراہیان مہران نے لاش مہران کی صحرا میں دیکھی نہایت محزون ہوئے اور گھسیاروں سے جو وہاں گھاس چھیل رہے تھے اونسے پوچھنے لگے کہ ہمارے شہزادہ مہران کو کسنے قتل کیا ہے گھسیاروں نے عرض کیا خداوند ہمارے سامنے ایک لڑکے نے قتل کیا ہے اور لڑکے کا نام عمرو بن حمزہ ہے یونان کا رہنے والا ہے ہمراہیان مہران نے یہ گفتگو گھسیاروں کی سنکے بصد آہ و فغان لاش مہران کی اٹھائی اور صحراے سبزہ زار سے چلے بعد طے کرنے راہ کے خوارزم میں پہونچے شنکل نے شور نالہ و فریاد سنا گھبرا کر اپنے ملازموں سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ کون لوگ نالہ و فریاد کرتے ہیں ملازمان شنکل گئے اور ہمراہیان مہران کو گریہ کنان دیکھکر پوچھنے لگے کہ تم کیوں روتے ہو انھوں نے تمام حال مہران کے قتل ہونے کا بیان کیا ملازمان شنکل ہمراہیان مہران کو مع لاش مہران کے شنکل کے پاس لائے شنکل بھی باعث نالہ و فریاد پوچھنے لگا ہمراہیان مہران نے مہران کا تمام حال عرض کیا شنکل اپنے فرزند کے غم و الم میں نہایت اشکبار ہوا اور تمام اہل دربار بھی بآواز بلند رونے لگے اوسوقت تاریخ جادو بنت زلزلہ جادو کی کہ شنکل پر عاشق تھی اور تمام طلسم تاریخ کی مالک ہے پہلوے شنکل میں بیٹھی تھی ہر چند کہ صورت اوسکی مہیب تھی

لیکن وہ اپنے تئیں بہتر و خوب بڑی سے جانتی تھی اور جب دیکھا کہ مہران کی لاش آئی اور شنگل رو رہے اور تمامی اہل دربار
بھی اشکبار ہیں خود بھی ملول اور محزون ہوئی اور شنگل سے کہنے لگی کہ اگر تو مجکو اجازت دے تو ابھی جا کر یونان
میں سب کو قتل کروں کسیکو زندہ نہ چھوڑوں اور میرے فرزند کے قاتل کو گرفتار کرکے تیرے پاس لے آؤں
شنگل نے اوسی عالم گریہ وزاری میں جواب دیا کہ تم نہ جاؤ میں اپنے لشکر کے سردارونکو مع فوج طرف یونان کے
روانہ کرتا ہوں وہ جا کر سبکو قتل کرینگے پھر شنگل بن شنگال فیل زور بدمست خوارزمی نے لہراسپ
بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد تم تیس ہزار سواران جرار اپنے لیکر
یونان کیطرف جاؤ جب یونان میں پہونچنا سب کو قتل کرنا شہر تباہ و برباد کرنا عورتونکو اسیر کرنا عمرو بن حمزہ کو
یا قتل کرنا یا گرفتار کرکے میرے پاس لے آنا لہراسپ نے سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی اوسیوقت مع تیس ہزار سوار کے
یونان روانہ ہوئے ادھر تو لہراسپ وغیرہ سمت یونان جاتے ہیں لیکن ادھر فرخ وغیرہ نے فریدون شاہ سے جا کر عرض
کیا کہ آپکے نواسے نے صحرا میں مہران کو قتل کیا ہے اور تمام حال قتل کرنیکا بیان کیا فریدون شاہ نے یہ حال سنکر خیال کیا
شنگل بادشاہ چین پیکر ضرور آئیگا اور عمرو بن حمزہ یونانی کو صدمہ پہونچائیگا یہ خیال کرکے فریدون شاہ نے عمرو بن حمزہ
کو بلایا اور بعد دعائے درازی عمر کے فرمایا کہ اے فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تم تھوڑے دنوں کے واسطے بصرہ چلے جاؤ
اور سیر بصرہ کی کرو وہاں شکار کھیلنا آب و ہوا نہایت اچھی ہے بعد سیر بصرہ کے پھر چلے آنا عمرو بن حمزہ نے عرض
کیا اگر آپکی خوشی یہی ہے تو میں آج ہی بصرہ کو روانہ ہوتا ہوں یہ عرض کرکے عمرو بن حمزہ یونانی اپنے نانا سے
رخصت ہوئے فریدون شاہ نے ہنگام رخصت عمرو بن حمزہ کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا اے فرزند میں
ضعیف ہوا میری زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے ہر دم خیال مرگ ہے مثل چراغ سحر کے کوئی دم کا اس دنیائے فانی
میں مہمان ہوں اگر بعد تمہارے جانے کے مر جاؤں تو تم خبر میری مرگ کی سنکے ملول ہونا اور مطلق رنج نکرنا
جہانتک ہو سکے صبر کرنا اے فرزند اس دنیائے فانی سے بڑے بڑے نامی گرامی شاہان جلیل القدر و نامداران
خدا جانب ملک عدم گئے ہیں میرے اونکے آگے کیا حقیقت ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہے سبکو ایکدن مرنا ہے
بقا صرف اپنے پروردگار کے اور کسیکو نہیں ہے دیکھو اے فرزند اور غور کرو نظم کہ ہمیں سکندر کا وہ تخت وتاج ۔ کہاں ہے وہ
دارا کا لشکر سب آج کہاں اب کیومرث کا نام ہے کہاں اب جمشید کا جام ہے یہ کہکر فریدون شاہ عمرو بن حمزہ کو
گلے لگا کر بہت رویا عمرو بن حمزہ بوجہ طفولیت کے بوجہ بصرہ کیطرف روانہ کرنے اور تقریر فریدون شاہ کی کچھ بھی نہ سمجھے
ورنہ عمرو بن حمزہ بصرہ کیطرف نہ جاتے بعد رخصت ہونے کے عمرو بن حمزہ اپنی ماں کے پاس گئے اور اون سے
بھی رخصت ہوئے پھر ہمراہی فرخ وغیرہ یونان سے جانب بصرہ روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے بصرہ پہونچے
یہاں ایک روز فریدون شاہ کو خبر ہوئی کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی مع تیس ہزار سواران جرار
قریب یونان آیا ہے فریدون شاہ صدف نوش اور استقفا نوش اپنے فرزندوں کو ہمراہ لیکر مع فوج شہر
سے باہر آیا اور لہراسپ سے ملاقات کرکے یہ عجز و کہنے لگا کہ تم ہمارے شہر میں دیکھ لو کہ پسر حمزہ نہیں ہے
لہراسپ نے جواب دیا کہ تمنے پسر حمزہ کو کہیں پوشیدہ کیا ہے یا کہیں بھیجدیا ہے اب ہم اوسکے عوض تم سے انتقام لینگے
یہ کہکر لہراسپ نے فریدون شاہ کو تلوار سے قتل کیا یہ حال جو صدف نوش اور استقفا نوش نے دیکھا تلواریں کھینچکر مع
لشکر لہراسپ پر حملہ آور ہوئے لشکر لہراسپ بھی بڑھا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی سر تنوں سے جدا ہونے لگے گرز
چلنے لگے سینوں کے پار ہونے لگے زخمی گھوڑوں سے گر کے چلانے لگے جوانان لشکر قتل ہو ہو کر جانب عدم

جانے لگے دونوں کو پیغام قضا آنے لگے بہادر عروس مرگ سے ہم آغوش ہونے لگے گرد غبار عرصۂ کارزار میں بلند ہوا اور یہ سماں تھا
نظم یکے داشت در سر ہوائے گریز یکے داشت در سر ہوائے ستیز یکے چارہ جو از دم تیغ تیز یکے راز بجان جگر
کاشتہ یکے مرگ را از خدا خواستہ یکے بود بے پا و بے سر یکے یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے ادھر گرز گراں ...
صدف نوش اور استغنا نوش نے صدہا بلکہ ہزارہا سوار دونوں کو قتل آخر دونوں سراپا زخمی ہوئے اور معرکۂ
میدان کارزار سے ایک سمت سے گئے جب یونانیوں نے دیکھا کہ دونوں شاہزادوں کو معرکہ لیکر نکل گئے
اور لشکر یونانی پیچھے ہٹے ہزاروں بھاگتے میں قتل ہوئے سیکڑوں بھاگ کر نکل گئے یونان بالکل ویران ہو گیا
لہراسپ نے ایک ستون بجائے نشان یونان نصب کر دیا باقی تمام شہر کھدوا کر ہموار کر دیا جو شہر نہایت آباد تھا اوسے ویران
کر دیا بعد قتل کرنے مردان شہر اور بربادی شہر کے لہراسپ نے ملکہ گلشن آرا اور نفیسہ وزیر زادی اور جملہ کنیزوں کو گرفتار
کر کے فولاد زنگی کے حوالے کیا پھر ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اے بادشاہ ذیجاہ میں نے حضور کے حکم سے
فریدون شاہ وغیرہ کو قتل کیا تمام شہر کو کھدوا ڈالا عورتوں کو اسیر کیا ہے اب میں نے ہمیں فولاد زنگی
کے فریدون شاہ کے سر کو اور عورتوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور میں عمرو بن حمزہ کی جستجو
کرتا ہوں شاید وہ حضور کے خوف سے کسی طرف نکل گیا ہے اگر وہ طفل ملگیا تو اوسکا بھی سر کاٹ کے روانہ
کرونگا یا خود سر عمرو بن حمزہ کا لیکر آؤنگا زیادہ کیا عرض کروں جب لہراسپ اس مضمون کی عرضی لکھ چکا
ملفوف کر کے وہ عرضی فولاد زنگی کو دی اور کہا کہ یہ عرضی میری بادشاہ عالیجاہ کو دیدینا اور جو کچھ یونان میں
گذرا ہے زبانی بھی عرض کرنا اور ان عورتوں کو بہ حفاظت تمام لیجانا یہ کہکر فولاد کو روانہ کیا فولاد زنگی
سر فریدون شاہ کا لیکر اور عورتوں کو اپنے ہمراہ لیکے مع تھوڑی سپاہ کے جانب خوارزم روانہ ہوا

داستان جانا قیدیوں کا حکم شنگل سے پاس خداوند دم خبیثہ کے کوہ بوقلمون پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ کا لہراسپ مانند کمان اور سہیل شیر شکار سے اور عرضی لکھنا خواجہ عمرو

راویان شیرین اطوار اس داستان کا سلسلہ یوں لکھتے ہیں کہ جب فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو لیکر قریب خوارزم
پہونچا شنگل کو خبر ہوئی کہ فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو ہمراہ لیکر آتا ہے شنگل نے خبر سنتے ہی فوج
اور ایک نامہ فولاد زنگی کو اس مضمون کا لکھا کہ سر فریدون شاہ تو میرے پاس روانہ کردے اور قیدیوں کو کوہ بوقلمون خداوند
دم خبیثہ کے پاس لیجا اور تمام حال اونسے بیان کر اور میری طرف سے آداب و تسلیم عرض کر جو کچھ وہ ان قیدیوں
کے بارے میں کہیں وہی کرنا بلکہ ان قیدیوں کو اونھیں کے سپرد کر دینا جو اونکے مزاج میں آئے وہ انکے حق میں کریں جب
نامہ شنگل لکھوا چکا مہر اپنی نامہ پر کر کے ایک شتر سوار کو دیا اور کہا یہ نامہ فولاد زنگی کو پہونچا شتر سوار وہ نامہ لیکر
چلا اور طے کر کے راہ کے نامہ فولاد زنگی کو دیا فولاد نے بموجب حکم سر فریدون شاہ تو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اور خود
گلشن آرا وغیرہ کو لیکر کوہ بوقلمون کیجانب چلا اور بعد قطع راہ پاس دم خبیثہ کے پہونچا ... اور بعد ...
... شنگل نے قیدیوں کو ... کہا تھا عرض کیا ... فولاد زنگی ... کہ ... قیدیوں کو ... ہیں ...
میں ... فولاد زنگی رہنے لگے درہ کوہ میں ... میں ہوا ادھر فولاد زنگی زیر کوہ بوقلمون مقیم ہوئے لیکن احوال عمرو
بن حمزہ کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز لہراسپ ... کمان اور سہیل شیر شکار مع سواران جرار ... ہو گئے اور فریدون
شاہ نے شہر سے نکل کے اونسے مقابلہ کیا اور ... فریدون شاہ کو قتل کیا اور بعد جنگ یونان کو تباہ و
ویران کیا اور گلشن آرا وغیرہ کو اسیر کیا اوسی روز عمرو بن حمزہ یونانی کو اس ... سے ملال ہو کر اشک بے ... بہا

آنکھوں مین بھر آئے نانا اور مان اور ماموں یاد آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے اسی عالم رنج و ملال مین فرخ سے کہا کہ ای فرخ
کیا سبب ہے کہ آج خود بخود میرا ای دل چاہتا ہے کہ نالہ و بکا کرون اور خوب روؤن اسوقت ضبط کرتا ہون لیکن آنسو
نکلے آتے ہین دل بیقرار ہے والدہ صاحبہ اور نانا یاد آتے ہین علاوہ اسکے یونان کا ہر ایک کوچہ اور مقام اور ایک مقر
و مکان یاد آتا ہے اور وہ نانا کا مجھے گلے ملکے رونا اور والدہ کا ہنگام رخصت گریہ کرنا یاد آتا ہے نہین معلوم انھون نے
کس وجہ سے مجھے اسطرف بھیجا اور مجھے گلے ملکر وہ اس درجہ کیون روئین اور آج مین کس وجہ سے محزون و ملول ہوا
نہین معلوم بعد میرے آنے کے انپر کیا گذری اور وہ فی الحال کس حال مین ہین شب کو مین نے خواب پریشان بھی
دیکھا ہے خداوند عالم خیر کرے نانا اور والدہ صاحبہ اور ماموں بخیر و عافیت ہون شہر مین کوئی فتنہ و فساد نہوا ہو شب
آرام و راحت ہون فرخ نے عرض کیا آپ کو کچھ فکر و ملال نکرنا چاہیے وہان افضال خدا سے سب اچھے ہونگے عمرو بن
حمزہ نے کہا ای فرخ اسوقت دل یہی چاہتا ہے کہ یونان کیطرف جاؤن اور والدہ صاحبہ و نانا صاحب کی زیارت سے مشرف
ہون اور وہان جاکر اپنے دل مضطر کو تسکین دون فرخ نے عرض کیا آپ کو اختیار ہے تشریف لیچلیے ابھی فرخ عمرو بن حمزہ
سے یہ عرض کر رہا تھا ناگاہ چند یونانی پریشان خاطر عمرو بن حمزہ یونانی کو نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے ان یونانیون کو
اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم سب کیون پریشان ہو اور گھبرائے ہوئے کہان جاتے ہو سبھون نے عمرو بن حمزہ
کو پہچان کر نالہ بلند کیا اور کلاہ اپنے سرون سے اتار کے زمین پر پھینک دیئے اور بعد اشکباری و نالہ و بیقراری عرض
کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذی قدر و ذی وقار ہم کیا اپنی پریشانی کا حال عرض کرین آپکو صدمہ جانکاہ ہوگا عمرو بن حمزہ
بیتاب ہوکر کہا برائے خدا حال یونان جلد بیان کرو اور اپنی پریشانی و اشکباری کے احوال سے اطلاع دو یونانیون نے
عرض کیا ای شاہزادہ دیکھا بڑا غضب ہوا یونان تباہ و برباد ہوگیا اشکل حاکم خوارزم نے لہراسپ اور شمیل
کو مع فوج کثیر بھیجا انھنے یونان مین آکر حضور کے نانا صاحب کو قتل کیا اور انکا سر کاٹ لیا پھر آپکے دونون ماموں
خوب لڑے ہزارون کو انھون نے قتل کیا سنا ہے کہ وہ زخمی ہوئے اور گھوڑے انکو میدان جنگ سے کسی طرف
لیگئے لشکر آپکے نانا فریدون شاہ کا بھاگ گیا لہراسپ نے یونان کو ویران کیا تمام مکانات کھود ڈالے رعایا کو بھی
قتل کیا آپکی والدہ صاحبہ کو اسیر کرلیا اسطرف بھاگ کر آئے ہین ای شاہزادہ عالی منزلت آپ بھی کسی طرف
نکل جایئے لہراسپ آپکی تلاش مین ہے یہ کہکر یونانی خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ یونانی اسقدر روئے کہ اگر
بتفصیل حال گریہ و زاری لکھا جائے تو اس داستان کو نہایت ہی طول ہوا اور دل بھی طول فسانہ سے ازحد ملول ہو
پس باین خیال مفصل حال اشک فشانی عمرو بن حمزہ نہین لکھا گیا لیکن مختصر یہ ہے کہ عمرو بن حمزہ اپنی نانا کے قتل ہوجانے
اور مان کے گرفتار ہونے سے ازحد گریان ہوئے اور اسی عالم آہ و فغان مین فرخ سے کہنے لگے کہ میرے دل کے گھبرانے اور پریشان
ہونے کی یہی وجہ تھی افسوس ہزار افسوس نانا صاحب قتل ہوگئے اور والدہ صاحبہ اسیر ہوگئین ای فرخ مجکو وہ نانا کا پیار کرنا
اور گلے سے لگانا اور اشکبار ہونا یاد آتا ہے اب مجکو معلوم ہوا کہ اسی وجہ سے وہ روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میری زندگی کا بھروسا
نہین ہے افسوس مین انکی تقریر کو نہ سمجھا اور انکے فرمانے سے اسطرف چلا آیا منظور یہ ہوا کہ مجکو شکار ادھیر کے بہانے اسطرف بھیجدین
تاکہ مین لہراسپ وغیرہ کے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن اور قتل نہون اگرچہ مین جانتا کہ لہراسپ آئیگا اور میرے نانا کو قتل کریگا تو
مین کبھی اسطرف نہ آتا فرخ نے بگریہ و زاری عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیوقار مشیت پروردگار مین کسی کو دخل نہین ہے جو منظور خدا کو
تھا وہ ہوا اب آپ صبر کیجیے اور گریہ و زاری موقوف کیجیے ورنہ ہلاک ہوجائیگا عمرو بن حمزہ نے کہا ای فرخ یہ وہ صدمہ جانکاہ
ہے کہ صبر نہین ہوسکتا اور اشکباری موقوف نہین کرسکتا اب جبتک کہ اشکل سے اسکا عوض نہ لونگا اسوقت تک

میرے دل کو قرار ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر یونان کی طرف اسیوقت روانہ ہو موجب حکم چالیس ہزار لڑکے مسلح ہوکر
گھوڑون پر سوار ہوئے عمرو بن حمزہ بھی مرکب پر بیٹھے فرخ ہمراہ رکاب ہوا لشکر بصرہ سے چلا بعد طے کرنے راہ کے عمرو بن حمزہ
شہر یونان مین آئے شہر کو تباہ و برباد دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لائے بعد دیکھنے شہر کے لوگون سے پوچھا لمراسپ کہان
ہے سب نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہ وہ کہان ہے یہ سنکر عمرو بن حمزہ آگے بڑھے دیکھا چند گھسیارے ایک میدان سبزہ زار مین
بیٹھے ہین عمرو بن حمزہ نے گھسیارون کو بلایا اور انکو کچھ روپیہ دیکر انسے پوچھا کہ لمراسپ اور سہیل کہان ہین گھسیارون نے
عرض کیا خداوند نعمت یہانسے دور ایک باغ ہے اسی باغ مین لمراسپ مع لشکر مقیم ہے ہم اسی لشکر کے گھوڑون کے واسطے
گھاس لینے یہان آئے ہین آپ چلے جایئے اسی باغ مین لمراسپ سے ملاقات ہوگی عمرو بن حمزہ یہ تقریر گھسیارون کی
سنکے آگے روانہ ہوئے لمراسپ کو بھی خبر ہوئی اسنے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو عمرو بن حمزہ آتے ہین مردان لشکر مسلح ہونے لگے
ادھر عمرو بن حمزہ قریب باغ پہونچے سوارون نے باغ سے نکلے مقابلہ کیا اور نیزہ و تیزہ و شمشیرے لیکر فوج عمرو بن حمزہ یونانی پر
گرے اور قتال کرنے لگے طفلان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی بھی چھوٹی چھوٹی سپرین اور تیغچے لیکر لڑنے لگے عمرو بن حمزہ نے بھی
بصد غیظ و غضب تلوار کھینچی اور سوارون کو قتل کرنے لگے زنگیان سیاہ دروجون مین بہتن سرخ ہوکر زمین پر تڑپنے لگے کہ
زمین میدان رزم خون سے لال ہونے لگی غضب کی جنگ و جدال ہونے لگی شمشیر آبدار عمرو بن حمزہ یونانی کفار کو راہ عدم
دکھانے لگی ہر ایک سوار کی روح سمت عدم جانے لگی لاشین سوار پامال کرنے لگے گھوڑون کے گشت سے گرد و غبار
بلند ہوا دست خورشید تابان پنہان ہوگیا ترک فلک یہ جنگ دیکھکر ڈرنے لگا آفتاب خوف سے کانپنے لگا مریخ

خون آلودہ تیغ عمرو بن حمزہ دیکھکر تیغ ہوا قطعہ

تھا گرم وہان اجل کا بازار — ہے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ — خاکستر ابر مین فسردہ

آنکھین جو بیان ریز فرح ان — شمشیر تنگ ظلم ابھی ہو گلگون
تلوار کو وان جو زخم کین تھا — دم خنجر برق مین نہین تھا
وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل — ردون کا گذر تھا اسپہ بالکل

اسی ہنگامہ کارزار مین لمراسپ بلند کمان قریب عمرو بن حمزہ یونانی آیا اور نعرہ کیا کہ اے طفل ہوشیار ہو جا میرے تیغ آبدار
سے صدہا پہلوان رستم خصال خون مین لال ہوئے ہین اور پہل تیغ کا کھاکر سوے عدم گئے ہین مثل انکے تجھ مین قوت
و توانائی نہین تجھکو تو آن واحد مین قتل کرتا ہون یہ کہکر تیغ آبدار سر عمرو بن حمزہ پر لگائی عمرو بن حمزہ نے تیغ لقفون
سپر گری سپر پر روکی اور پھر تیغ آبدار لمراسپ کے سر پر لگائی لمراسپ نے چاہا تھا کہ تیغ کو سپر پر روکون ناگاہ مرکب
نے سکندری کھائی لمراسپ مرکب سے زمین پر گرا گھوڑا مارا گیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ روک لیا اور کہا ابھی ممکن ہے کہ تجھے قتل کرون
لیکن یہ امر شجاعت کے خلاف ہے جلد اٹھ اور گھوڑے پر سوار ہو اور مجھسے مقابلہ کر سہیل شیر شکار وغیرہ یہ تقریر عمرو بن حمزہ
کی سنکے باہم کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ نہایت شجاع اور بہادر ہے ایسے وقت مین حریف کو چھوڑ دیا یہ اسی بہادر کا کام تھا ابھی
سہیل وغیرہ یہ تقریر باہم کر رہے تھے کہ لمراسپ ایک مرکب پر سوار ہوا اور ہنگام مقابلہ پھر اسی طرح اسپ گرا اور پھر عمرو بن حمزہ
نے چھوڑ دیا اور کہا اے لمراسپ پھر گھوڑے پر سوار ہو دیکھ اب بھی مین نے تجکو چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا لمراسپ یہ خوش خلقی
و خلق و مروت دیکھکر خیال کرنے لگا اے لمراسپ لازم ہے کہ ایسے بہادر کی اطاعت قبول کر اور اسکے دین کو اختیار کر کلمہ پڑھکر
مسلمان ہو ادھر تو لمراسپ یہ خیال کر رہا تھا ادھر سہیل شیر شکار اور چند سوار باہم کہ رہے تھے کہ اگر اب کی مرتبہ لمراسپ
قتل ہو جائیگا پس اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ سب ملکے عمرو بن حمزہ پر حملہ کرین اور گرفتار کرین یہ تجویز کرکے سہیل
اور سوار آگے بڑھے لمراسپ نے سب کو منع کیا اور دکھا کر کہا کہ ایسے جوان دلاور سے دغا کرو اور سب ملکر یکبارگی
پر حملہ کرو یہ کہکر لمراسپ آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کے قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ

دیو قار آپ اس گنہگار کو کلمہ پڑھا مسلمان کیجیے عمرو بن حمزہ خوش ہو کر لہراسپ کو اپنے قدموں پر سے اٹھایا اور کلمہ پڑھایا
لہراسپ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا سہیل وغیرہ نے جو دیکھا کہ لہراسپ مسلمان ہوا سب نے کہا کہ اے
لہراسپ خوب ہوا کہ تو مسلمان ہوا اگر تو مسلمان نہ ہوتا تو ابھی ورنہ ہم تجھکو گرفتار کر کے شہزادے کے حوالے کر دیتے
یہ کہکے سہیل شیر شکار مع بیس ہزار سواروں کے مسلمان ہوا عمرو بن حمزہ نے سہیل شیر شکار وغیرہ کو مسلمان کر کے
ہر ایک پر نوازش کی بعد اسکے عمرو بن حمزہ نے لہراسپ وغیرہ سے اپنے نانا اور والدہ کا احوال پوچھا لہراسپ نے
دست بستہ عرض کیا کہ ای شہزادہ دیو قار یہ خادم گنہگار حاضر ہے اسی خاکسار نے آپ کے نانا کو تلوار سے قتل کیا ہے حضور
میرے ہاتھوں کو کاٹیے یا مجھکو قتل کیجیے کہ میں نے آپکے نانا کو قتل کیا ہے اور آپ کی والدہ صاحبہ وغیرہ کو گرفتار کر کے
جانب خوارزم روانہ کر دیا ہے میں نے سنا ہے کہ آپ کے نانا میر شتنگل بد کردار نا لائق و بد اطوار نے در قلعہ پر لٹکایا ہے
اور نہایت خوش ہوا ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای لہراسپ تمنے عالم کفر میں میرے نانا کو قتل کیا اب تم مسلمان ہوئے
اور تمنے میری اطاعت قبول کی ہے اب میں تمکو کیا قتل کروں خداوند عالم کو جو منظور تھا وہ ہوا یہ کہکر عمرو بن حمزہ نے
پوچھا ای لہراسپ میری والدہ کہاں قید ہیں لہراسپ نے عرض کیا کہ میں نے فولاد زنگی کے ہمراہ انہیں خوارزم
کی طرف روانہ کیا ہے عمرو بن حمزہ نے یہ سنکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اس جگہ آئے جس جگہ لاش فریدون شاہ کی پڑی
تھی عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے تن بے سر کو دیکھکر بہت روئے اور اسی جگہ کھڑے ہو کر قلمدان طلب کیا فرخ
نے قلمدان حاضر کیا عمرو بن حمزہ نے اپنے نانا کے خون سے خواجہ عمرو کو ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای جناب
مولیصاحب آپنے میری خوب خبر لی اور جو وعدہ آپنے تشریف لانے کا کیا تھا خوب ایفا کیا افسوس آپ
مجکو بھول گئے یہاں ہم رنج و غم میں مبتلا ہو گئے ہیں جناب نانا صاحب قتل ہو گئے اور دونوں ماموں صاحب وقت
جنگ زخمی ہو کر کسی طرف گھوڑے اڑا لیگئے ہیں بعض اشخاص کہتے ہیں کہ وہ بھی کسی جگہ مر گئے والدہ صاحبہ ہماری
اسیر ہو کر خوارزم کی طرف گئی ہیں اور تمام شہر یونان تباہ اور ویران ہو گیا ہے اور کسی مکان کا نام و نشان بھی نہیں رہا ہے
یہ سب ظلم و بدعت شتنگل بن شتنگال فیل زور بدمست خوارزمی بدکردار و ناہنجار نے کی ہے چونکہ قبل تباہی
یونان کے نانا صاحب مرحوم نے بہانے سیر و شکار کے مجکو طرف بصرہ کے روانہ کر دیا تھا اسوجہ سے مجکو اب خبر ہوئی
اور اب میں یونان میں آیا ہوں اور زندہ رہا ہوں ورنہ میں بھی قتل ہو جاتا یا زخمی ہوتا پس اسے عموی صاحب
اگر میری خبر لینا آپ کو منظور ہے تو جلد تشریف لائیے زیادہ سوائے اشتیاق قدمبوسی کے اور کیا
لکھوں بعد اسکے ایک عرضی خون فریدون شاہ سے عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زرتاش بہادر کو بھی اسی مضمون
کی لکھی اور دونوں عرضیاں ملفوف کر کے فرخ کے حوالے کیں اور کہا ای فرخ ان عرضیوں کو لیکر بہت جلد
قلعہ تنگ رواحل میں جا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ فی الحال جناب عموی صاحب اور جناب ماموں صاحب قلعہ تنگ رواحل
میں تشریف رکھتے ہیں یہ عرضیاں دونوں صاحبوں کو دے کر جلد آنا اور جانب خوارزم آنا کہ مجھسے وہیں ملاقات
ہوگی فرخ نے عرض کیا یہ عرضیاں آپ اور کسی شخص کے ہاتھ روانہ کیجیے مجکو نہ بھیجیے کیونکہ اول تو میں راہ سے ناواقف
ہوں دوسرے میرا دل نہیں چاہتا کہ میں آپ کو چھوڑ کے اسطرف جاؤں عمرو بن حمزہ نے فرمایا ای فرخ نشان قلعہ
تنگ رواحل مردم سے دریافت کرتے ہوئے چلے جانا انشاء اللہ سیدھے جاؤگے اور میری جدائی کا خیال نہ کرو خداوند
عالم میرا حافظ و نگہبان ہے جبتک میری زندگی ہے کوئی مجھے ہلاک نہیں کر سکتا فرخ یہ گفتگو سنکے مجبور ہوا اور عرضیاں لیکر
جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوا بعد روانہ ہونے فرخ کے عمرو بن حمزہ یونانی نے لاش بے سر اپنے نانا کی دفن کی پھر

چالیس ہزار کا لشکر اپنا اور تیس ہزار کا لشکر لہراسپ اپنے ہمراہ لیکر یہ جمعیت ہفتاد ہزار سوار جانب خوارزم روانہ ہوئے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا جانب خوارزم اور اثنائے راہ مین خبر سنکے کوہ بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور فرخ کا قلعہ سنگ رواحل مین جاکر غضبان دیگر خوارزم کی طرف آنا اور زرتاش بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا

محرران بیتال اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب عمرو بن حمزہ نے تھوڑی راہ طے کی راہ مین سنا کہ سنگل نابکار کے
حکم سے فولاد زنگی ملکہ گلشن آرا وغیرہ کو کوہ بوقلمون پر خداوند دم خبیثہ کے پاس لیگیا ہے عمرو بن حمزہ یہ خبر سنکے
جانب کوہ بوقلمون روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ سمت کوہ بوقلمون آتے ہین لیکن اب حال دم خبیثہ کا اور کچھ کیفیت
میلے کی تحریر کیجاتی ہی واضح ہو کہ دم خبیثہ ایک ساحرہ ہی شکل اسکی بندر کی ہی دم مین کچھ مقیش کا ہے اور تمام پوست
بھی مقیش کا ہے اور دانت نہایت صاف و آبدار ہین ایک احاطہ سا ہی اسمین ایک گنبد پر تکلف و بلند ہی اسی
گنبد مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہے اور سامنے تخت کے ایک آئینہ کلان رکھا ہے اور تخت پر دم خبیثہ بیٹھتی ہی
جب آفتاب نکلتا ہی اور ضیا آفتاب کی آئینہ پر پڑتی ہی اور دانتون کی بھی چمک ہوتی ہے بحکم سحر کی تاثیر سے بھی ایک برق
چمکتی ہی سجدہ کرنے والے برق چمکنے کے وقت دم خبیثہ کو سجدہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جلوہ نور خداوند دم خبیثہ
کا تھا علاوہ اسکے یون بھی مرد و زن سجدہ کرتے ہین غرض دوسرے روز کچھ رات رہے سے کفار اطراف و جوانب سے
جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اور زیر کوہ جمع ہونے لگے دکانداروں نے بھی دور دور سے آکر میلے مین دکانین لگائین حلوائی
کنجڑے کبریے گل فروش تنبولی بزاز بساطی جوہری وغیرہ میلے مین آئے اور جابجا زیر کوہ دکانین لگانے لگے ساقنین بھی
جوان جوان گورے اور سانولی لباس رنگین زیب تن کیے میلے مین آئین سوداگر بھی راہ دور دراز سے انواع اقسام کا
مال و اسباب لیکر برائے تجارت آئے اور خیام برپا کرکے زیر کوہ مقیم ہوئے تھے کھلوت ٹوکرون مین رکھکر لائے
میوہ فروش بھی نارنگیان اور امرود و سیب اور بہی ناشپاتی اور انار ترش و شیرین نارنج اور ترنج اور نیبو وغیرہ لیکر راہ
دور و نزدیک سے آئے غرض اسی طرح سے جملہ دکاندار آئے اور اپنی اپنی دکان لگانے کی فکر کرنے لگے جب صبح ہوئی صدہا
بلکہ ہزارہا تماشبین آنے لگے اور جمع ہونے لگے گرم بازاری ہونے لگی خریدار اشیائے مطلوب و مرغوب لیکر جانے لگے
ساقی مردم کو چسکے پلانے لگے تنبولی گلوریان بنا بنا کر خریدارون کو دینے لگے گل فروش ہر رنگ گل شگفتہ ہوکر ہر ایک غنچہ دہن سے
مخاطب ہوکر کہنے لگے بیت خریدار و لیلو یہ ہین عطر بار + شگفتہ ہین بیلا چنبیلی کے ہار + کسی طرف نوجوان خوبصورت
کنجڑن جوانون سے سینے دکھاکے کہنے لگین شعر ذرا آنکھ تو سے دیکھو تو ہو سیان + بہت خوب دونون ہین نارنگیان +
کوئی کنجڑن کسی جوان حسین کو سیب دکھا کر کہنے لگی شعر کسی کو نہین اسمین جائے سخن + یہی سیب ہین رشک سیب
ذقن + کوئی جوان خوبرو کسی حسین و نوجوان کنجڑن کے پستان کو دیکھ اور بیتاب و بیقرار ہوکے بصد آرزو و تمنا یہ خیال
کرتا تھا شعر مرے باغ حسرت مین آئے بہار + اگر ہاتھ آجائین یہ دو انار + کسی طرف حلوائی بصد زیبائی تحفہ اور لذیذ مٹھائی
لیے ہوئے دکانین لگائے بیٹھے تھے شکر لب شیرین ادا مٹھائی خوانچون مین لگائے بیٹھے تھے کسی سمت جوہری علاوہ
زیور طلائی و نقرئی کے موتی گنٹھیا یاقوت یمنی لعل بدخشانی فیروزہ کہنہ ہیرا اور زبرجد وغیرہ لیے ہوئے بصد تکلف
بیٹھے تھے کسی جانب سوداگر ہزارہا روپیہ کا مال و اسباب خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے ہین ایک طرف ساقنین
سیمتن نازک بدن بناؤ سنگار کیے ہوئے لباس رنگین پہنے ہوئے بصد ناز و ادا دکانون مین بیٹھی ہین انکے پاس نشہ بازون
کا ہجوم تھا کوئی چرس پی ہر دم لگاتا تھا اور دھوان دہن سے نکالتا تھا کوئی نشہ باز دیکھکر جب تھا کوئی نشہ باز جھوم کے

اشعار عاشقانہ پڑھتا کوئی دائرہ ہاتھ میں لیکر بجاتا تھا وہ بیان کرتا تھا کوئی نقشباز ساقی سے مخاطب ہوکر کہتا تھا مطلع مناہی پر
بس ہی ہوس، پلا دو ہمیں جلد ساقی جرس، ساقی مسکرا کر کہتی تھی آپ نے اپنے کہنے ایک پیچ کھایا دو نقشباز بیوقوف کہتا تھا بیوی
چاہیے ایک پلاؤ خواہ دو چنمیں پلاؤ ہمیں اختیار ہی تو ہماری مالک ہو غرض اسیطرح ہر ایک ساقی کے جیب لفنگ بندونکی جمع تھا
کہیں میلے میں سوانگ انواع اقسام کی حیرت افزا لائین کرتے ہیں بعضے سوانگ سیف نگلتے ہیں اکثر گیہوں چباکر خوشہ گندم دس
سے نکالتے ہیں بعضے آگ کے انگارے بیخوف و خطر چباتے ہیں الغصہ جیب کی کوس تک میں خوب مجمع مردمان ہوگیا اسوقت
دم خبیثہ اس گنبد میں تخت پر بیٹھی اور در گنبد کھلا اور برق بقاعدہ معمولی چمکی اسوقت ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کفار یا خداوند دم
دم خبیثہ کہکر سجدے کرنے لگے اور بعد سجدے کے اکثر ناقوس بجانے لگے بعضے دف بجاکر گیت خداوند دم خبیثہ کے گانے لگے
کوئی ایک پاؤں سے کھڑا ہوکر پرستش کرنے لگا کوئی گھنٹ بجانے لگا کوئی شان خداوند دم خبیثہ میں کبت پڑھنے لگا اکثر عورتیں
باہم ہاتھ جوڑ کے اور سر جھکا کے باواز بلند عرض کرنے لگیں کہ یا خداوند اسی سال ہمیں بیٹا دیجیے بعضے بجا[illegible] خاک آستان
خداوند دم خبیثہ سے لیکر اپنے تن بدن پر ملنے لگے اکثر خاک آستان دم خبیثہ آنکھوں سے لگانے لگے بعضے گرد گنبد
پھرنے لگے بار بار تصدق ہونے لگے غرض اسوقت تمام میلے میں سوا ملکہ گلشن آرا وغیرہ کے ہر ایک کی زبان پر
یا خداوند دم خبیثہ جاری تھا اور ہر ایک بطرز دیگر پرستش کرتا تھا اور اپنی حاجت طلب کرتا تھا اور جب اسی طرح
برق چمکتی تھی اور روشنی ہوتی تھی کفار خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے خداوند دم خبیثہ اپنا جلوہ و تجلی دکھاتی ہیں یہ کہکے
سجدہ کرتے تھے اور ناقوس و سیدم بجاتے تھے بھجن گاتے تھے فولاد زنگی بھی کبھی سجدہ کرتا تھا کبھی ناقوس بجاتا تھا
کبھی بھجن گاتا تھا کبھی اپنے روے سیاہ پر خاک در گنبد لگاتا تھا کبھی ایک پاؤں سے کھڑا ہوکر موافق اپنے مذہب کے
پرستش کرتا تھا بعد پرستش کرنے کے فولاد زنگی نے عرض کیا یا خداوند اب ان قیدیوں کے باب میں کیا
حکم ہوتا ہے دم خبیثہ نے حکم دیا کہ ان قیدیوں کو مار ڈالو [illegible] فولاد زنگی قیدیوں کو [illegible] دم خبیثہ [illegible] فولاد
نے کہا اے قیدیو اگر تمکو رہائی اپنی منظور ہی تو خداوند دم خبیثہ کو سجدہ کرو خداوند کو تمپر رحم آجائیگا تمکو رہائی کا حکم دیدیگی چنانچہ
سب نے قیدیوں سے کہا لیکن کسی عورت نے دم خبیثہ کو سجدہ نکیا اسوقت دم خبیثہ کو غصہ آیا اسنے کہا ان عورتوں کو
آدھے جسم سے زمین میں گڑوا دو اور انکو سنگسار کرو جو کوئی ایک کنکری بھی انھیں ماریگا ہم اسکو جنت میں ایک
قصر دینگے علاوہ اسکے جو کوئی انواع و اقسام سے انھیں ایذا پہونچائیگا اسکو بڑا ثواب ہوگا اور ہم اس سے
نہایت خوش ہونگے یہ حکم خداوند کا سنکے ایک زن بدکردار نے ایک پتھر بعد غضب ملکہ گلشن آرا کے بازو پہ
اسطرح مارا کہ بازو ملکہ گلشن آرا کا مجروح ہوا اور خون بازو سے بہنے لگا ملکہ سوے فلک دیکھکر اور اشکبار
ہوکے چار طرف دیکھنے لگیں سواے دشمنوں کے کسی کو اپنا دوست اور شفیق نہ پایا ابھی ملکہ دیکھ رہی تھیں کہ غنچہ دہ
لیلے سے گڑھے کھود دیے گئے اور ہر ایک کو گڑھے میں تا کمر گاڑا اور کفار سنگدل تیر لگانے پر مستعد اور موجود ہوئے
ہزاروں زن و مرد نے چھوٹے اور بڑے بڑے پتھر ہاتھوں میں اٹھاے اور قصد مارنے کا کیا اسوقت

غنچہ دہن نے اشکبار ہو کے سوے فلک دیکھا اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے | اشعار | اے چرخ تجھے دلدہی کرنا نہیں آئی

تو بیکے دل و جان کا جو ارمان ہے برابر
دیتا ہے مرے اشکوں سے یہ بیتابی لہو کا
نرگس پہ جو دیدہ گریاں سے برابر
ہے سینہ تفتیدہ ہر اک تختہ گلزار

یہ ہمیں جو ہے خاطر میں تری میں بھی ہوں طیار
وہ گان سے اری پیچ و رجسان ہے برابر
آنکھوں سے مروت تری اور دلستری زخم
جو غنچے ہے سو وہ دل سوزان سے برابر

یہ زندگی اور روح کا سودا ہے سے برابر
کہتی ہیں جیسے سرو وہ گلشن کی ہے اک آہ
قسمت ہی پیاری کہ گریزان ہے برابر
افسوس کہ مجھے کبھی پیر سے کہ تجھ پاس

لخت دل و جگر جگر بہا مان پہ ہے ابر | فتنہ بیا شعار پڑھکر خاموش ہوئی اور اپنی حیات سے ظاہرنا امید ہوئی لیکن

اسوقت کنیزون کا گھبرا کر اور رو رو کر خداوند عالم سے دعا کرنا خصوصًا ملکہ گلشن ارا کا درگاہ خداوند عالم مین بگریہ زاری دعا کرنا اور بے اختیار رونا اور فتنہ سے مخاطب ہو کر کہنا کہ ای فتنہ نہین معلوم میرا فرزند کیسا ہے افسوس آخر وقت مین بھی اُسے نہ دیکھا یہی حسرت لیکر پڑی دنیا سے چلے یہ کہکر پھر فتنہ سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اگر اسوقت نہ آئے تو بہتر ہے کیونکہ ہزارون بلکہ لاکھون اُسکے دشمن جان یہان موجود ہین ہم تو سنگسار ہوتے ہین خدا اُسے دشمنون سے بچائے یہان ہوئے اچھا ہے ملکہ فتنہ سے یہ کہہ رہی تھی کہ کفار پتھر لیکر قریب تر آئے اور دو چار پتھر کنیزون پر لگائے اسوقت

ملکہ نے برجوع قلب درگاہ مجیب الدعوات مین اسطرح دعا کی اشعار | خدایا خشک کلک سینہ افگار

سینہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار
کوئی مجھ سا زبون ایسا نہین ہے
در یغا حسرتا ہیہات ہیہات
گمان و وہم و حیران درد آمیز
مرے سایہ سے ابلیس پیدا
لب مایوس ہون خندان طرب سے
جگر کو جان کو آباد پاؤن
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے
مری بگڑی ہوئی بجا سے ساری
جو شن سے ایک ہی تو رحم کھا کے
ہوس سب ہون سینۂ مضطر سے باہر
امنگون پر دل افسردہ آئے

بسر ہوتی ہے بیجا زندگا نے
عمل مین اپنے جو آتا نہین ہے
لحاظ بندگی جب تا رہا ہے
وسب مین شان شیطانی ہو لبریز
نگاہ و لطف سے غنچہ با اشارا
بگریان دیدۂ پر خون ہون اب سے
خجل ہو دیکھ کر غنچہ و زلیخا
علاوہ اسرا کوئی نہین ہے
بہت کچھ آرزو رکھتی ہون دل مین
نکل جائین سب ارمان مدعا کے
خلیل آسا جہنم باغ ہو جا ئے
جوانی سے گزرے پیری دکھا ئے

ہلاے جان ہے آشوب جوانی
گذرتی ہے عجب غفلت مین اوقات
سبھی شہوت نے دل مین گھر کیا ہے
اگر چاہے یہ نفس کفر شیدا
دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن
مری محفل سے بیٹھے دور ناہد
کرے رحمت تری گر پردہ داری
ہزارون گفتگو رکھتی ہون دل مین
غم ہستی و مرگ و قبر و محشر
گل و فردوس دل کا داغ ہو جا
بڑھے ارمان کی کی جیسی ہمت

کھلے غم جسطرح کسک کی نیت | ابھی ملکہ گلشن آرا درگاہ خدا مین دعا کر رہی تھین ناگاہ عمرو بن حمزہ

مع فوج ظفر موج سامنے سے ظاہر ہوئے کفار نے دیکھا کہ ایک لڑکا حسین و خوبصورت سپاہ لیے چلا آتا ہے نظم

عیان نور خدا احسن جبین سے
سپہ قتل و سپاہ و گبر و دیندار
تدابیر و خطا بھی ہو ہویدا :::

ستارہ لوح قرآن مبین سے
ہم آغوش حیا آنکھین وہ بالکل ہم
ہمیشہ راستی سے جس پیشہ

دو ابرو شکل دو شمشیر خونخوار :::
برنگ نکہت و گل نشہ ذم لی
خطا و رخسار کا عالم بنا تھا

کہے تو جل بہرت سران دھراتھا | کفار لشکر جرار کو دیکھکر مضطر و بیقرار ہوئے عمرو بن حمزہ نے کنیزون اور

فتنہ وغیرہ کو دیکھکر اُسی جانب رخ کیا فولاد زنگی اپنے ہمراہی لیکر آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کو روک کر کہنے لگا کہ اسطرف شمشکل بادشاہ کے گنہگار قتل و سنگسار کیے جاتے ہین خبردار اس طرف قصد آنے کا نہ کرنا ورنہ عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا کہ اوسیاہ رو او سیاہ درون اگر اپنے حق مین بہتر ہی چاہتا ہے تو میری والدہ وغیرہ کو میرے حوالے کر و ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا فولاد زنگی نے یہ تقریر سنکے تلوار کھینچی اور گھوڑا بڑھا کر تلوار سر عمرو بن حمزہ یونانی پر لگائی شاہزادہ دلیر قادر نے تلوار کو روک کے بعد غیظ و غضب شمشیر آبدار سر فولاد نا بکار پر لگائی فولاد نے سپر فولادی سے ہر چند سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر شاہزادہ ذیوقار سپر کاٹ کے کاسہ سر

سر مین در آئی اور کاسۂ سر سے صراحی گردن اور صندوق سینہ مین پہونچی اور سینے مین کسی قدر دم لیکر شکم و کمر کاٹتی ہوئی
زین فرس پر پہونچی پھر پشت فرس سے زہرہ تنگ آئی فولاد مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ہلاک ہوگیا کہنے والے کہتے ہی
یہ کہتے ہین کہ جب شاہزادۂ نامدار عنقریب اپنی والدہ ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وغیرہ کے پہونچے اسوقت فولاد زنگی
مع اپنے لشکر قلیل کے عمرو بن حمزہ پر حملہ آور ہوا ادھر سے بھی امراسپ بلند کمان اور بہسیل شیر شکار سواران
جرار لیکر بڑھے تلوار چلنے لگی بارش تیر مردمان فوج و لشکر پر ہونے لگی شاہزادے نے بھی تیغ کھینچی اور مردمان سپاہ
فولاد زنگی کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ جملہ مردمان لشکر فولاد زنگی کو قتل کیا اور فولاد زنگی زخمی ہوکر بھاگ گیا
غرض پھر بطور بعد جنگ شاہزادۂ ذو الوقار نے اپنی والدہ وغیرہ کو زمین سے نکالا اور محافون مین سوار کیا ملکہ گلشن آرا
اپنے فرزند کے آنے سے اور اپنی جان بچنے سے خوش ہوئی واضح ہو کہ جسوقت شاہزادہ عمرو بن حمزہ
اور فولاد زنگی سے لڑائی ہوتی تھی اسوقت وم جنیتہ نے گنبد کا در بند کر لیا تھا کیونکہ اسکے عاشق اسکے پاس
آئے تھے اُنسے سرگرم اختلاط تھی اور اُسکے عشاق اکثر اسکے پاس آیا کرتے ہین اور مدعائے دل حاصل کیا کرتے
ہین عوام کو کچھ اطلاع اسکی نہین ہوتی ہے کیونکہ گنبد مین نقب سے راستہ آنے کا ہے غرضکہ جب شاہزادے نے
اپنی والدہ کو فولاد زنگی کی قید سے چھڑایا اور اُسکے لشکر کو قتل کیا اور تمام میلے کے تماشائی اور دکاندار دکانین چھوڑ چھوڑ
کے خوف سے بھاگ گئے اسوقت امراسپ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذو الوقار اب
اگر مناسب ہو تو درۂ کوہ بوقلمون مین چلیے کیونکہ عورتین حضور کے ہمراہ ہین اور مجکو راہ کوہ بخوبی تمام معلوم ہے
شاہزادے نے فرمایا اچھا کوہ بوقلمون کے درے مین چلو امراسپ بلند کمان ہمراہ رکاب شہزادہ
ذیجاہ چلا اور کوہ بوقلمون مین پہونچا شاہزادے نے حکم کیا کہ ہر درۂ کوہ مین ہزار ہزار سوار مسلح اور مکمل
ہر وقت موجود رہین تا بادا استقلال فوج لیکر آجائے پھر ایک درۂ کوہ مین فرش بچھایا گیا اور ملکہ گلشن آرا
وغیرہ محافون سے اُترین ملکہ و فتنہ فرش پر بیٹھین اور کنیزین خدمت مین حاضر رہین بعد اسکے شاہزادے
نے امراسپ سے فرمایا کہ کچھ قسم طعام سے منگواؤ امراسپ نے چند سوار ون کو میلے مین بھیجا چونکہ میلے مین پھر
خاص و عام جمع ہوگئے تھے اور ہر قسم کی اشیا وہان موجود تھی سوار موافق حکم شہزادۂ عالی وقار میلے سے
کچھ قسم طعام وغیرہ سے خرید کر لیگئے اور شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئے عمرو بن حمزہ نے سوار ون سے
اشیائے مطلوبہ لیکر خود بھی نوش کین اور اپنی والدہ صاحبہ وغیرہ کو بھی دین اب عمرو بن حمزہ تو درۂ کوہ بوقلمون
مین مقیم ہین اور انتظار فرخ اور خواجہ عمرو کے آنے کا کر رہے ہین اور کچھ سوار شہر خوارزم کے ناکے
پر روانہ کر دیے ہین کہ جسوقت فرخ آئے اسے اپنے ہمراہ ہمارے پاس لے آنا انکو ابھی درۂ کوہ مین رہنے دیجیے
لیکن اب حال فرخ کا سنیے کہ جب فرخ عرضیان لیکر یونان سے چلا اثنائے راہ مین
نہایت صعوبت اور مصیبت اٹھا کر بمشکل قلعۂ تنگ رواحل پر پہونچا جو اشخاص وہان موجود تھے اُنسے کہنے
لگا کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان سہیل دینے کے لیے لایا ہون سرہنگ مصری نے
زرتاش بہادر سے عرض کیا کہ ایک عیار در قلعہ پر آیا ہے کہتا ہے کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان
لایا ہون نہین معلوم عرضیان کسکی لایا ہے زرتاش بہادر نے کہا اے سرہنگ مصری اُس
عیار کو قلعے مین بلاؤ سرہنگ مصری بموجب ارشاد زرتاش بہادر فرخ کو قلعے مین لیگیا [illegible]
زرتاش بہادر کے پہونچ بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا کہ خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین مجھسے اُنسے

کچھ عرض کرنا ہی اور ایک عرضی انھین دینا ہے زرتاش بہادر نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور عرضیان کس شخص کی لایا ہی
خواجہ عمرو تو فی الحال جانب خانہ کعبہ برائے علاج ترو مین تشریف لیگئے ہین پاس قلعے مین نہین ہین ہمارا نام زرتاش
ہے اگر تیرا دل چاہے تو عرضیان دیجا یا خواجہ عمرو کے آنے کا انتظار کر فرخ نے دست بستہ عرض کیا میرا نام فرخ
ہے مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کا عیار ہون انھون نے دو عرضیان میرے ہاتھ بھیجی ہین ایک تو حضور کو لکھی ہے اور
دوسری خواجہ عمرو کے نام لکھی ہی یہ کہکے فرخ نے ایک عرضی زرتاش بہادر کو دی جب عرضی زرتاش بہادر نے
پڑھی اور حال مندرجہ عرضی سے آگاہی ہوئی اسوقت زرتاش بہادر اپنے باپ کے قتل ہونے کے صدمے سے
بہت گریان ہوئے پھر فرخ سے مخاطب ہوکر احوال مفصل پوچھا فرخ نے تمام حال ابتدا سے انتہا
تک عرض کیا زرتاش بہادر کو احوال سنکے نہایت صدمہ ہوا پھر فرخ نے وہ عرضی سرہنگ مصری کو
دی اور کہا کہ اسے جناب خواجہ عمرو کو دیدیجیا اور میری تسلیم کہدیجیا اور میری جانب سے یہ بھی کہدیجیا کہ آپ کا
خادم فرخ آیا تھا بوجہ شومی طالع کے آپ کی قدمبوسی سے محروم رہا اور چلا گیا یہ کہکر فرخ نے قصد جانیکا
کیا ہر چند کہ زرتاش اور سرہنگ مصری نے کہا کہ ای فرخ چندے قلعے مین رہو پھر چلے جانا لیکن فرخ نے
عذر کیا کہ ای شاہزادہ عمرو بن حمزہ میرے منتظر ہونگے مین یہان قیام نہ کرونگا یہ کہکر فرخ رخصت ہوا اور قلعہ
تنگ رواحل سے نکل کے جانب خوارزم بعجلت روانہ ہوا بعد جانے فرخ کے زرتاش بہادر یونانی
قریب ملکہ مہرنگار گئے اور پس پردہ کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے کہ میرے بھائی عمرو بن حمزہ نے مجھکو یہ
عرضی لکھی ہے یہ کہکر عرضی پڑھی بعد پڑھنے عرضی کے عرض کیا کہ اب مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور
جانب خوارزم جاتا ہون اگر زندہ رہا اور خدا نے چاہا تو پھر حاضر خدمت ہونگا ورنہ ششکل بدکردار سے اگر
قتل ہو جاؤنگا یہ عرض کرکے ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوئے اور دس ہزار سواران یونانی کو اپنے ہمراہ لیکے
قلعہ تنگ رواحل سے نکلے اور جانب خوارزم روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے جب قریب خوارزم پہونچے
ششکل کو خبر ہوئی کہ زرتاش بہادر پسر فریدون شاہ یونانی بہ ارادہ جنگ آئے ہین یہ خبر سنکے ششکل نے
حکم دیا کہ جلد فوج بحری مسلح ہو موافق حکم تولا کہ سپاہ جلد تر تیار ہوئی ہر ایک جوان مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوا
رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجنے لگے سرداران لشکر لشکر کو لیکر صف آرا ہوئے اہالے بارگاہ و خیام کے
قبل کوچ مقام معین کی طرف روانہ کردیے گئے ششکل بن ششکال فیل زور بدست خوارزمی بھی فیل پر
سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک پلٹن مین بجے طبل سفر پر چوب
پڑی ششکل بن ششکال فیل زور بدست خوارزمی مع لشکر روانہ ہوا اور شہر کے باہر نکل کے
بارگاہ مین مقیم ہوا لشکر بھی خیام و بارگاہ مین مستراحت پذیر ہوا ابھی ششکل نابکار بارگاہ مین قیام پذیر ہوا تھا کہ
زرتاش بہادر یونانی بھی مع اپنے قلیل لشکر کے قریب شام آئے اور سامنے فوج ششکل کے بارگاہ و خیام
برپا کرا کے مقیم ہوئے ششکل نے طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی زرتاش بہادر
یونانی نے صدائے طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ صدائے بلند طبل جنگی بجایا جائے بموجب
حکم طبال رزمی پر چوب لگانے لگی آواز طبل جنگ اسطرح بلند ہوئی کہ صدائے طبل جنگ سنکے فلک کانپنے لگا
زمین تھرانے لگی دل بیدوے رستم و اسفندیار باین ہمہ دہل گیا دونون لشکر صدائے طبل رزمی سنکے تیاری
جنگ کی کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے آخر تمام رات گذر کے وہ وقت آیا کہ بموجب ابیات

جمالی صبح سنے کی بارش نور جبین خاک چمکی مثل بلور جدا ہر پروانون سے ہونے لگی شمع عمر زحمت جو تھا خاموش تھی صبح
ہنگام ہم بہادران یونانی اپنے اپنے بستر سے اٹھے ہرایک جری نے لڑنے اور مرنے پر کمر کسی زرہ پہنی چار آئینہ
لگائے تلوار کمر سے باندھی خود فولادی سر پر رکھا غرض بخوبی مسلح ہو کر ہرایک جوان باہمد گر گلے ملا اور کہنے لگا
کہ آج بظاہر زندہ رہنے کی امید نہیں ہے کیونکہ سامنا او مقابلہ شغال سے ہے اور شغال کے ہمراہ
سو لاکھ سوار ہین ادھر جوانان لشکر بہت کم ہین ہمین یقین ہے کہ سب قتل ہون پس جو کچھ ہمنے خطا کی ہو عفو کرو اسیطرح
دوسرے جوان نے بھی کہا کہ مین نے جو تقصیر کی ہو معاف کرو جب سب جوانان لشکر باہمد گر مل چکے گھوڑون
سوار ہوئے زرتشتش بہادر بھی شیرانہ مرکب پر سوار ہوئے اسوقت نقارے پر چوب پڑی باجے جنگی رسالون
مین بجے علمہاے فوج جلوہ گری پر آئے زرتشتش بہادر نے گھوڑا اپنا جانب عرصہ کارزار بڑھایا
لشکر بھی روان ہوا اسوقت وہ ہواے سرد کا چلنا چمن مین گلون کا ہنسنا غنچون کا مسکرانا بلبلون کا چہچہے کرنا
میدان کارزار مین سبزے کا لہلہانا دل کو فرحت دیتا تھا جوانان یونانی بصفا و پیشانی واسطے لڑنے اور مرنے
کے گھوڑون پر سوار جانب عرصہ کارزار چلے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے بھائیو یہ خوب خیال کر لو کہ آج
اس لشکر مین کوئی زندہ نہ رہیگا کیونکہ یہ لشکر نہایت ہی قلیل ہے اور فوج دشمن کی کثیر ہے مگر آج وہ جنگ رستمانہ
کرنا کہ قیامت تک صفحۂ روزگار پر یادگار ہے جوانان دیگر جواب دیتے تھے کہ ای برادران تم تو شعار ہماری جنگ
میدان کارزار مین دیکھ لینا اگر خداوند عالم نے چاہا تو صدہا کفار کو قتل کر کے مردانہ اور شیرانہ ہم بھی قتل ہونگے کبھی
آگے قدم بڑھکے پیچھے نہ ہٹینگا اور ہمارے نزدیک وہی سر کہ سر کٹ جاے لیکن قدم میدان جنگ سے پیچھے نہ
ہٹایئے اپنا تو یہ ارادہ ہے کہ بعض کفار کو تیر تیغ کرینگے اکثر کو تیر سے ہلاک کرینگے کسی کو نیزے سے سوے عدم روانہ
کرینگے کسی ہر کش کو گرز سے پیوند خاک کرینگے اور خود بھی بڑھ بڑھکے سینہ و سر پر زخمہاے تیر و شمشیر کھائینگے
لہو مین نہائینگے میدان جنگ مین نام کرکے مرجائینگے مگر بھاگ کر یونان کی طرف نہ جاوینگے آبروے اپنی خاک مین نہ
ملاینگے ہمین یہ منظور کسی طرح نہین ہے کہ مثل ایسے بہادرون کے سامنے سے بھاگین اور بہادرون سے محجوب اور
شرمندہ ہون اور چار دن کی زندگی کے واسطے یہ ذلت و رسوائی گوارا کرین تم تو ہمسے اور ہمارے آبا و اجداد کی
جرات و شجاعت سے آگاہ ہو اکثر تم نے ہمکو میدان جنگ مین حریف سے لڑتے دیکھا ہے اور ہمارے آبا و اجداد کی
جنگ و جدال کا افسانہ سنا ہے تمکو تو ہمین اسطرح سمجھانا مناسب نہین ہے ہم خود خوب سمجھے ہوے ہین کہ آج
تا شام زندہ رہینگے یہی لباس ہمارے ہمارے کفن ہونگے میدان کارزار مین لاشے ہمارے بے گور پڑے رہینگے
ہونگے روحین ہم سب کی جنت مین جائینگی سنا ہے کہ شہیدون کا مرتبہ بڑا ہے حور و غلمان انکی خدمت مین رہتی
ہین باغ جنان مین انواع و اقسام کے لطف اٹھاتے ہین آب کوثر پیتے ہین میوے جنت کے کھاتے ہین
جس میوۂ تر و خشک کی خواہش کرتے ہین فی الفور واللہ انکا زبان پر آجاتا ہے سیر باغ جنان سے اہل
جنت کا خصوصاً شہدا دل خوش ہوتا ہے پس ہم بھی باغ مین جاکر انشاءاللہ حورون سے ہم آغوش ہونگے
کسی قصر جواہر مین بعیش و عشرت بسر کرینگے ای برادر عجیب نہین کہ ہمسے اور تمسے وہان بھی ملاقات ہو اور
اسیطرح وہان بھی ہم اور تم باہم گفتگو کرین ان جوانون نے شاباش و مرحبا کہے اور مثل گل ہنسنے لگے کہ اگر
یہی عزم ہے تو ایسے وقت مین اپنے لباس کو بصورت کفن بناؤ و سورۂ فاتحہ اور آیہ کل من علیہا فان پڑھ لو
احتیاطاً گناہان صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کرو بالکل گناہون سے پاک ہو جاؤ گے دیکھو تو ہم اپنے پیرہن

کو شکل کفن بناتے ہین اور تمھارے سامنے دعاے توبہ پڑھتے ہین گناہون سے پاک ہوتے ہین تم ہماری دعاے توبہ کے پڑھنے کے شاہد رہنا یہ کہکے انھون نے لباس اپنا بصورت کفن بنایا گریبان چاک کیا دعاے توبہ پڑھی کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام جو کچھ یاد تھا پڑھا پھر سوے فلک دیکھکے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ خداوندا ہمارے گناہون کو عفو کر بخشنے ہزارہا تیرے بندون کو اسی تیغ آبدار سے قتل کیا ہی اور اس تیر و نیزے سے بہت سے حریفون کو مارا ہے پروردگارا تو ہمارے حال پر رحم کر اور ہمارے گناہون کو اپنی رحمت کاملہ سے عفو فرما جب ان جوانون نے دعاے توبہ پڑھی دوسرے جوانون نے بھی مثل انکے لباس اپنا بصورت کفن بناکر اپنے گناہون سے توبہ کی اسوقت عجیب شان و شوکت سے سوے میدان کارزار چلے نظم

الحذر ہے احتشام لشکر | سردار ہر ایک جسکا صفدر
بخشا وہ خدا نے زور وہ دل | رستم بھی ہو کے مقابل
دیکھی ہی جوانگی تیغ خوش آب | چکر مین ہی پر خشش گرداب
آئینہ تیغ برق تمثال | دعواے اجل کا قہر جال
قربان در شکوہ تعظیم | کرتا تھا سپہر جنگ کے تسلیم
عالم پہ ہوا تھا خوف طاری | تھا نعرۂ دورباش جاری
شمشیر سے انکی خون تازہ | رخسارہ فتح پر تھا غازہ

جب یہ لشکر قلیل بعد کروفر میدان مصاف مین پہونچا دیکھا کہ شنکل بن شنکاول فیل زور بدست خوارزمی میدان مین صف آرا ہی کوسون تک بارگاہ و خیام اور لشکر نظر آتا ہی علمہاے کفرنشان بلند ہین صفین اراستہ ہین سرداران لشکر بصد نخوت و غرور اپنے اپنے رسالے اور پلٹنین لیے ہوے آمادۂ جنگ کمر مین تلوارین مردم لشکر کی علم ہین نیزے ہاتھو نمین گرز گران سر پہلوان ہاتھو نمین لیے ہوے ہین سبکی شکلین اور صورتین مہیب ہین اور ایسے کریہ منظر ہین کہ اگر دیو اور خبیث انھین دیکھ لین تو ڈر کے بھاگین اکثر جیشونکو بوجہ خوف کے غش آجاے بیشے دلیر بصورت انھین دیکھکر اور بلاے عظیم تصور کر کے ہلاک ہو جائین یہ دیکھکر یونانیون نے باہم کہا کہ دیکھا تمنے ان کافرون کی صورتون کو دنیا پر تو انکی یہ صورت ہی دیکھیے بعد مرنے کے انکی کیا صورت ہوتی ہے یہ لوگ ہونے دو سو خداؤن کو اپنا خدا جانتے ہین از انجملہ وہم حبشیہ کو بھی اپنا خدا تصور کرتے ہین ابھی جوانان لشکر اسلام یہ کلام کر رہے تھے کہ حکم زنتاش بہادر یونانی سے بیلدار پھاوڑے لیکر لشکر سے نکلے اور میدان کارزار سے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو ہموار کرنے لگے جب بیلدار زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چھڑکا میدان کارزار بخوبی درست ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان خوش گلو اور کرکیت زشت خو نکلے اور میدان کارزار مین اگر جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح کہنے لگے کہ ای بہادرو آج سامنا ولیف کا ہی دیکھو کہین قدم تمہارے پیچھے نہ ہٹین اگرچہ سر تن سے کٹ جاے مناسب ہی کہ قدم نہ ہٹے پیچھے نہ ہٹ جاے ورنہ میدان روبرو دلاورون اور بہادرون کے عزت گھٹ جائیگی ساری آبرو خاک مین ملجائیگی دلاور نامرد اور بزدل تصور کرنے لگینگے پس لازم ہی کہ چارون کی زندگی کا خیال کر کے اپنی عزت و آبرو اس میدان جنگ مین نہ کھوناو اور ہرگز نہ ہٹنے حریف سے از انقیب اور کرکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے دلاور اور بہادر پند و نصائح نقیبون کی سنکر شیرانہ آمادۂ جنگ ہوے پھر لشکرون مین باجے جنگی بجے دلاوران لشکر آواز باجون کی سنکے مستانہ جھومنے لگے دم بدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے اسوقت ایک پہلوان نامی اپنے مرکب بڑھا کر لشکر شنکل سے نکلا اور میدان مین آکر بصد نخوت کہنے لگا کہ جسے جلد سوے عدم جانا منظور ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے مین وہ ہون کہ اگر کوہ پر زور کرون تو اُسے سرمہ کا دون سامنے میرے شیر ایک گنی صحرائی ہی اور فیل ایک

پشنہو دیو بھی اگر مجھسے مقابلہ کرے تو ایک ضرب شمشیر مین کام اُسکا تمام کرون جب یہ تقریر اُس پہلوان کی زرتاش نے سُنی خیال کیا کہ یہ کافر کسقدر مغرور ہے اور کیا اپنی تعریف کرتا ہے یہ خیال کرکے زرتاش بہادر یونانی نے اپنا مرکب صفِ لشکر سے نکالا اسوقت پھر باجے جنگی بجے اور علم لشکر اسلام جلوہ گری ہوا جب زرتاش بہادر بمقابلہ پہلوان پہونچے پہلوان نے نیزہ سینہ زرتاش بہادر پر مارا انھون نے سنان نیزہ نیزے کی سنان پر رد کی سنانِ نیزون سے شعلے نکلے بعد اسکے زرتاش بہادر نے نیزہ سینہ پہلوان پر مارا ہرچند اُس پہلوان نے چاہا کہ نیزے سے بچون لیکن نیزہ سینے پر پڑا اور پشت کے پار ہوا زرتاش بہادر نے نکال دے کر پہلوان کو پشت فرس سے اٹھایا اور اس طرح زمین پر پٹکا کہ استخوان پہلوان کی ریزہ ریزہ ہوگئین اسی طرح کئی پہلوان نامی و نامور زرتاش بہادر نے قتل کیے ششکل ملعون کو غصہ آیا اور مردمان لشکر سے کہنے لگا کہ سب مل کے اس خدا پرست پر حملہ کرو اور اسے قتل کرو بموجب حکم مردمان لشکر نے یکبار حملہ کیا اور نو لاکھ سوارون نے تلوارون کو تیغین کھینچکر بڑھایا اسوقت قدم گاؤ زمین تھرا گئی طبقے زمین کے ہلنے لگے گرد و غبار بلند ہوا روز روشن مثل شب تیرہ و تار کے ہوگیا خفتگان لحد ڈر کے بیدار ہوگئے اور زمین کو لرزتے دیکھا خیال کرنے لگے کہ قیامت آگئی اب میدان محشر مین جانا ہوگا غرض جب اسطرح لشکر ششکل بڑھا ادھر سے بیس ہزار جوانان تنومند نیزے اور تیغین اور گرزگران لے کر اور انا للہ و انا الیہ راجعون زبان پر جاری کرکے بڑھے اور لشکر ششکل روباہ خصال پر مثل شیران صحرا کے حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی صدائین کھچا کھچ کی آنے لگین دلاور زخمی ہونے لگے اکثر کفار نابکار قتل ہوکر گھوڑون سے گرنے لگے خنجر بہادرون کے پہلوے کفار پر چلنے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی کفار نابکار مجروح ہوکر زمین پر گرنے لگے لاشے اُنکے تڑپنے لگے فریاد و فغان کرنے لگے مرکب لاشون کو پامال کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیر جوانون کے سینون کو توڑ کے نکلنے لگے گرزگران پہلوانون کے جوانون کے سرون پر پڑنے لگے جوان تیغزن صف شکن پیوند خاک ہونے لگے یونانی بڑھ بڑھ کے اور لوہے کرکے بڑے بڑے نامی پہلوانون کو ٹوک ٹوک کے قتل کرنے لگے زرتاش بہادر یونانی بھی شیرانہ و رستمانہ جدال و قتال مین مصروف ہوئے تاک تاک کے نامی افسرون کو قتل کرنے لگے نعرہ دمبدم کرنے لگے سواران لشکر ششکل سامنے سے زرتاش بہادر یونانی کے ہٹنے لگے اسوقت ششکل نے افسران فوج سے مخاطب ہوکر بہ آواز بلند کہا کہ اے نالائقو کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ ان مسلمانون سے اسوقت پیچھے ہٹتے آتے ہو باوجودیکہ مسلمان کم ہین لیکن تم ایسے خائف ہو کہ آگے نہین بڑھتے اور انکو گھیر کے قتل نہین کرتے افسران فوج یہ گفتگوے ششکل سنکے خیال کرنے لگے کہ ششکل سچ کہتا ہے مسلمان کم ہین اور ہم سب بکثرت ہین یہ سوچ کر افسران فوج اپنے اپنے رسالے اور پلٹنون کو لیکر بصد قہر و غضب آگے بڑھے اور ایک ایک یونانی پر ہزار ہزار کفار تیغین لے کر گئے اور یونانیون کو چارون طرف سے گھیر لیا اسوقت ایسی تلوار چلی اور اسدرجہ کشت و خون ہوا کہ میدان رزم مین دریاے خون جاری ہوا یونانیون نے کفار کو اسقدر قتل کیا کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے ڈھیر لگا دیے ہر ایک یونانی نے صد ہا کفار قتل کیے آخر یونانی بیچارے بھی گھر گئے اور لڑتے لڑتے دست و بازو بھی تھک گئے کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا یونانی قتل ہونے لگے اسوقت بھی جس یونانی کے سینے پر کسی کافر نے نیزہ مارا اور نیزہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار نکلا اُس یونانی نے اُسی عالم مین جھپٹ کے اپنے قاتل کو تیغ تیز سے ہلاک کیا اور گرتے گرتے گھوڑے سے

پکارا کہ اے شاہزادۂ دیوقار اس نمکخوار نے جان اپنی تقشق پائے حضور پر نثار کی کسی یونانی نے تیغ آبدار سے نہایت
مجروح ہو کر اپنے قاتل کو برچھے سے ہلاک کیا اور بآواز بلند پکارا کہ اے شاہزادۂ عالیجاہ اس غلام نے حق نمک
ادا کیا اب بوجہ زخم کاری کے گھوڑے پر بیٹھا نہیں جاتا ہے زمین پر یہ خاکسار گرتا ہے حضور کو حوالۂ خدا کرتا ہے
یہ کہکے وہ یونانی زمین پر گرا کافر نے بڑھکے سر اسکا تیغ سے کاٹ لیا اور باہم کہا کہ اس یونانی کو ہمنے کیسا مارا گویا
رستم قتل کیا یہ نہایت ہی شجاع تھا بڑی مشکل سے گھوڑے سے گرا اسی طرح صدہا کفار نے ملکر کسی اور
یونانی کو گھیرا اور تیر و تیغ و نیزے سے اُسے زخمی کیا اُسنے کفار سے کہا کہ اے مردودو عجیب تم نالایق
ہو کہ مجھ ایک شخص پر اتنے اشخاص حملہ کرتے ہو اور تیغ و تیر لگاتے ہو اگر مرد ہو تو ایک ایک آدمی مجھسے مقابلہ کرو
ہر چند میرے دست و بازو تھکے ہوئے ہیں لیکن میں تمسے لڑونگا اور جب تک ہوسکیگا تمکو قتل کرونگا کفار نے
بیچارے یونانی کی تقریر نہ سنی اور یکبارگی سیکڑوں نے اُسپر حملہ کیا اُسوقت بھی اُس یونانی
نے دو چار کو قتل کیا آخر کسی کافر نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوا یونانی زخمی ہو کر اپنے قاتل کی طرف جھپٹا اور
اُسی عالم زخمداری میں نیزے سے اُسے قتل کیا جب وہ یونانی گھوڑے سے گرنے لگا پکارا
کہ اے آقاے نامدار یہ غلام آپ کا گھوڑے سے گرتا ہے دست و بازو میں اب قوت نہیں باقی ہے
زخم کاری لگا ہے گھوڑے کی پشت پر بیٹھا نہیں جاتا ہے یہ کہکر اسپ سے گرا کئی کافر واسطے سر کاٹنے
کے بڑھا وہ یونانی مجروح اُس سے کہنے لگا کہ سر میرا کاٹ لے لیکن اتنا احسان مجھپر کرنا کہ سر میرا اقدام
شاہزادۂ ذیشان بہادر پر رکھ دینا یہ کہکے یونانی بیہوش ہوگیا اس کافر نے سر اُسکا ڈرتے ڈرتے
اسوجہ سے کاٹا کہ کہیں ہوشیار ہو کے مجھے بھی نہ قتل کرے جب سر کاٹ چکا تب بہت خوش ہوا اور
اپنے رسالے کے جوانوں سے کہنے لگا کہ آج میں نے کام رستم و اسفندیار کا کیا ہے اگر بادشاہ میری شجاعت
پر نظر کرے تو تمام اپنی فوج کا مجھکو سپہ سالار کردے اور خلعت و انعام دے اور مجھکو شجاعت
میں رستم سے بھی زیادہ تصور کرے کیونکہ میں نے اس یونانی کا سر نہیں کاٹا گویا دس لاکھ بہادروں کو قتل کیا
یہ وہ دلاور تھا کہ اسنے مرتے مرتے بہت سے سوار قتل کیے اسکی تلوار کی پناہ نہ تھی یہی ایک مسلمانوں کے
لشکر میں شجاع تھا رسالے کے سواروں نے کہا بیشک یہ یونانی جری تھا تو نے بڑا کام کیا کہ اسکا سر کاٹا
ہمسے تو کبھی اسکا سر کاٹا جاتا بلکہ اُسکے رعب سے قریب بھی اُسکے نہ جایا جاتا یہ کہکر سوار آگے بڑھے
اور کسی اور یونانی کو دیکھکر حملہ آور ہوئے جب یونانی نے حملہ کیا اور دو چار کو قتل کیا سوار بھاگے اور باہم کہنے
لگے کہ ہر ایک یونانی بہادر ہے قریب ان یونانیوں کے اب نہ جائینگے دور سے تیر لگائینگے یہ تقریر کر ہی رہے
تھے کہ ایک پہلوان گرز گران لیے ہوئے اُسطرف آیا سواروں نے پہلوان کو بلایا اور کہا اے بھائی یہ یونانی
جو سامنے آ رہا ہے کسی طرح مارا نہیں جاتا تم پہلوان ہو اور اتنا بڑا بھاری گرز ہاتھ میں لیے ہوئے ہو دست
و بازو بھی بہ نسبت ہمارے موٹے موٹے ہیں اور قوی ہیں شاید تمھارے ہاتھ سے یہ مارا جائے تم اس
بہادر سے جا کر مقابلہ کرو تمھاری تنخواہ بھی زیادہ سب سے ملازم قدیم ہو پہلوان یہ گفتگو سواروں کی سنکے کہنے لگا کہ تم
سب نامرد ہو اتنے بودے ہو کہ ایک دبلے پتلے آدمی کو قتل کر نہیں سکتے اور اُسکے خوف سے
یہاں بھاگ کر کھڑے ہوئے ہو دیکھو میں جاتا ہوں اور ابھی سر اس یونانی کا کاٹ کے تمھارے پاس
لیے آتا ہوں یہ کہکر پہلوان جانب یونانی چلا اور قریب پہونچکے نعرہ کیا اور گرز گران سر پر یونانی کے

مارا سر یونانی کا ضرب گرز گران سے شق ہوگیا یونانی نے اُسی عالم مین بصد عجلت پہلوان کی کمر پر تلوار لگائی پہلوان
دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور کہنے لگا کہ افسوس ان سوارون نے مجھے اس یونانی سے لڑوا کے قتل کروایا
یہ کہکے پہلوان مرگیا یونانی بھی گھوڑے سے گرنے لگا بہ آواز نحیف پکارا کہ اے شاہزادہ ذیقدر مین
بھی حضور پر نثار ہوا اب گھوڑے سے گرتا ہون یہ کہکے مرکب سے گر پڑے چند سوارون نے دیکھا
کہ یونانی گھوڑے سے گرا لیکن بوجہ خوف کے قریب بھی اُسکے نہ گئے ایک سوار نے کہا کہ چلو کہ اس
یونانی کا سر کاٹ لائین رسالے کے سوارون نے جواب دیا ہے اس یونانی کا سر کاٹا نہ جائیگا ابھی ہم دیکھ چکے
ہین کہ اسی نے اتنے بڑے پہلوان کو قتل کیا ہمین بھی ضرور قتل کر ڈالیگا یہ خیال نہ کرو کہ گھوڑے سے گر پڑا ہے
وہ تڑپ رہا ہے بیان اسکا مردہ بھی ہم ایسون پر بھاری ہے اگر گھوڑے سے شجاعت سے توجہ دیا تو تم اسکا
سر کاٹو گے یا وہی تمہارا سر کاٹ لیگا جوانی تمہاری خاک مین ملا دیگا وہ سوار یہ گفتگو ان سوارون کی
سنکے ایسا ڈرا کہ قریب بھی لاش یونانی کے نہ گیا غرض اسی طرح ہر ایک یونانی صدہا کو قتل کرکے گھوڑے
سے گرا جب کہ یہ زرتاش بہادر یونانی رہ گئے اُسوقت افسران فوج نے یکبار حملہ کیا زرتاش بہادر اگرچہ
ہزارون کو قتل کرچکے تھے اور کسی قدر دست و بازو تھکے ہوئے تھے اور زخمی بھی تھے اُسی عالم مین شمشیر
خون آلود سے کفار کو قتل کرنے لگے جس پہلوان یا جس افسر پر نعرہ کرکے تلوار لگائی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اگر
دو دو پہلوان سامنے زرتاش بہادر کے گئے تو وہ بھی دو کے چار ہوئے جب تمام فوج نے دیکھا کہ زرتاش بہادر
کسی طرح گھوڑے سے نہین گرتے اور ہزارہا کو قتل کر رہے ہین اُسوقت تمامی فوج نے زرتاش بہادر
پر حملہ کیا اور تیغ و تیر و نیزہ و خنجر لیکر وار کرنے شروع کیے اُسوقت شاہزادہ ذیوقار نے اپنی زندگی سے
بظاہر نا امید ہوکر اسقدر شمشیر اندازی سے سوارون کو قتل کیا کہ گھوڑے کی کمر تک لاشون کا انبار ہر ایک
جگہ کر دیا اور جس مقام پر گھوڑے کو بڑھا کر آئے اور سوارون نے ہجوم کرکے چاہا کہ گرفتار کرلین یا قتل کرین
زرتاش بہادر نے وہ بہادری کی کہ سواران لشکر دیکھکر متحیر ہوئے اور سیکڑون قتل اور زخمی ہوکر ہٹ گئے
آخر تیراندازون نے پیٹھ سے تیر لگانا شروع کیے اور اسقدر تیر لگائے کہ سر سے تا کمر مجروح کر دیا اُسوقت
کثرت زخمہائے کاری سے زرتاش بہادر کو گھوڑے پر غش آگیا سوارون اور سردارون نے خوش
ہوکر چاہا کہ تیغ تیز سے سر زرتاش بہادر کا کاٹ لین اور نیزے پر چڑھا کر بلند کرین شتنکل نے یہ حال
دیکھ کے اپنے لشکر کے سوارون اور سردارون کو زرتاش بہادر کی طرف جانے کو منع کیا اور کہا خبردار
اس بہادر کا سر ہرگز نہ کاٹنا اسے زندہ گرفتار کرلو اور زندان مین اسے قید کرو شاید یہ جری بعد پند و نصیحت کے
میری اطاعت قبول کرے سردارون نے بموجب حکم شتنکل زرتاش بہادر کو اُسی عالم بیہوشی مین گرفتار
کرلیا پھر حکم شتنکل سے بارگاہ و خیام زرتاش بہادر کی فوج کی لوٹ لی اور جو کچھ روپیہ اور مال و اسباب
تھا وہ بھی لوٹ لیا جب فوج لوٹ چکی شتنکل عنقریب شام بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے فرودگاہ
لشکر پر آیا زرتاش بہادر کو تو زندان مین بھیج دیا اور آپ داخل بارگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت
شجاع و دلیر تھے کہ انھون نے قریب لاکھ سوارون کے قتل کیے بعد اس خیال کے شب کو تو شتنکل
اسی جگہ رہا دوسرے روز وہان سے شہر مین آیا اور حکم کیا کہ لاشین اٹھائی جائین بموجب حکم لاشین اپنے
مردمان لشکر کی افسرون نے اٹھوائین اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلایا اور دفن کیا جب شتنکل دربار

میں تخت پر اسکے بیٹھا امرا و وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مجھے امید فتح کی نہ تھی لیکن خداوندون نے ان مسلمانون
پر مجکو فتحیاب کیا سبھون نے عرض کیا حضور سچ تو یہ ہے کہ ہمکو بھی امید فتح پانے کی نہ تھی حضور کے اقبال سے
اور خداوندون کی مدد سے فتح ہوگئی ورنہ یہ مسلمان سب کو تہ تیغ کرتے یہان تو امرا و وزرا شتکل
سے یہ عرض کر رہے ہین اور شتکل تخت پر بیٹھا ہے اور زرمتاش بہادر زندان مین ہے لیکن اب حال فرخ
کا لکھا جاتا ہے کہ جب فرخ راہ طے کرکے شہر خوارزم کے ناکے پر آیا وہان جو چند سوار عمرو بن حمزہ نے مقرر
کیے تھے انھون نے فرخ کو دیکھکر کہا کہ ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے شاہزادہ دیوگیر عمرو بن حمزہ نامدار نے
ہمین یہان تمھارے ہی واسطے معین کیا تھا اب خدمت مین شاہزادے کی جلد چلو ہمنے سنا ہے کہ شہر کے
فلان ناکے پر شتکل ناکارے اور زرمتاش بہادر سے ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید اب تک ایسی لڑائی
نہ ہوئی فرخ نے کہا مین نے بھی سنا ہے افسوس غضب ہوا کہ ماموں ہمارے شاہزادے کے قید ہوگئے کافرون نے
عالم بیہوشی مین انھین قید کرلیا اب یہان سے جلد چلو اور یہی احوال چلکے شاہزادہ دیوگیر سے بیان کر دیکھے
فرخ ہمراہ ان سوارون کے چلا اور بعد قطع راہ درۂ کوہ بوقلمون مین پہونچا اور عمرو بن حمزہ کو تسلیم
کرکے عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم قلعہ تنگ رواحل مین گیا تھا جناب والد ماجد ہمارے یعنی خواجہ عمرو
تو قلعے مین تشریف نہین رکھتے تھے جو عرضی آپ نے انھین لکھی تھی وہ سرہنگ مصری عیار کو دے آیا ہون
یقین ہے کہ سرہنگ مصری نے وہ عرضی خواجہ کو دے دی ہوگی یا اب دے دیگا دوسری عرضی مین نے آپکے
ماموں صاحب کو دے دی وہ عرضی پڑھکے بہت روئے پھر مین قلعہ تنگ رواحل سے چلا اثنائے راہ مین
بوجہ خستگی کے دو روز قیام پذیر رہا جب تک کہ قریب آیا باشندگان خوارزم سے مین نے سنا کہ آپکے ماموں صاحب
اور راستے سے قلعہ تنگ رواحل سے خوارزم مین آئے اور شتکل سے مقابلہ ہوا آخر انکی فوج قلیل سب
قتل ہوگئی اور وہ عالم زخمداری اور بیہوشی مین گرفتار کر لیے گئے اب تک زندان مین ہین ہر چند کہ یہ خبر آپ سے
کہنا مناسب نہ تھی لیکن پوشیدہ کرنا بھی اس کا بہتر نہ تھا سو جب سے مین نے حضور سے عرض کیا عمرو بن حمزہ
یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت ہی محزون ہوئے اور فرخ سے کہنے لگے کہ اب تم ہماری والدہ اور اپنی والدہ
یونان مین پہونچاؤ یہان رہنا اچھا نہین ہے یہ فرما کر اپنی والدہ کو محافے مین سوار کرایا اور فتنہ وغیرہ کنیزون کو
بھی ڈولیون مین سوار کرایا اور فرخ مع چند سوارون کے ہمراہ گیا فرخ ہمراہ سواریون کے کوہ بوقلمون سے
جانب یونان چلا بعد جانے فرخ کے شاہزادہ ذیجاہ نے امراسپ سے کہا کہ تم میرے ہمراہ چلو اگر خدا نے
چاہا تو مین شتکل کو اور اسکی فوج کو قتل کرونگا اور اپنے ماموں کو قید سے چھڑا دونگا امراسپ نے
عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اگر آپ اسطرح سے جانب خوارزم تشریف لیجائیگا تو ہرگز ہرگز شتکل پر
فتحیاب نہوجیےگا بلکہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح آپ کے ماموں صاحب گرفتار ہوگئے خدانخواستہ اسی طرح
آپ کے دشمن بھی گرفتار ہوجائینگے کیونکہ شتکل کے پاس نو لاکھ فوج ہے اور آپ کے پاس کل ستر ہزار
سپاہ ہے پس آپکو مناسب ہے کہ جسطرح مین عرض کرون اسی طور سے خوارزم مین چلیے تاکہ قریب شتکل
ناکارہ کے پہونچ جائیے ہر چند کہ جسطرح مین آپ کو لیجاؤنگا خلاف آپ کے ہوگا لیکن فتح بھی آپکی اسی صورت
سے ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے پوچھا اے امراسپ تم کسطرح مجکو خوارزم مین لیجاؤگے اور کیونکر خوارزم پر
مین فتحیاب ہونگا امراسپ نے عرض کیا حضور قبل اسکے ایک عرضی شتکل کو اس مضمون کی لکھ دیجیے کہ مین

کہین نے حکم بادشاہ فلک جاہ یونان کو تباہ اور ویران کیا سر فریدون شاہ کا تیغ سے کاٹ لیا عورتون کو
اسیر کیا اب ہمراہ فولاد زنگی کے سر فریدون شاہ اور عورتون کو مع عرضی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون
اور مین ابھی یونان مین اس وجہ سے مقیم ہون کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کسی طرف چلے گئے ہین جب انکو
گرفتار کرونگا اسوقت مین بھی حاضر خدمت ہونگا چونکہ حکم شتنکل سے فولاد زنگی نے میری عرضی اور سر تپ کے
نانا صاحب کا تو شتنکل کے پاس بھیجدیا اور فولاد زنگی بموجب حکم عورتون کو اسطرف لایا یہان حضور نے
اپنی والدہ کو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو قتل کیا اور وہان یونان مین مجکو آپ نے مع فوج کے مسلمان کیا
یہ خبرین ابھی مجھے یقین ہے کہ شتنکل کو نہ پہونچی ہونگی اور وہ ان حالات سے بالکل بے خبر ہوگا اور اس خیال مین وہ خوش
ہو رہا ہوگا کہ اب لہراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا پس مین آپ کو یہانسے
تو ہمین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا لیکن قریب خوارزم کے پہونچکر ایک عبا آپ کے دوش پر
ڈال دونگا آپ اُس عبا مین تلوار اور اپنے ہاتھ چھپا لیجیے گا اور گھوڑے پر بیٹھے رہیے گا سوار آپکے
اردگرد سیکڑون تلوارین برہنہ کھینچے ہوے ہونگے جو کوئی دیکھیگا یہی خیال کریگا لہراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزہ
یونانی کو قید کرکے لایا ہے اور شتنکل کے پاس لیے جاتا ہے جب میرے آنیکی شتنکل کو خبر ہوگی یقین ہے
کہ چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجیگا آپ چپکے گھوڑے پر سر جھکائے بیٹھے رہیے گا جب آپ عین تخت
شتنکل کے دربار مین پہونچ جائیگا اسوقت عبا کو پھینک کر تیغ تیز سے شتنکل کو قتل کیجیے گا اور
اسکی فوج سے لڑیے گا اس ترکیب سے اسکے قریب پہونچ جائیے گا اور مدعاے دل انشاءاللہ حاصل ہو جائیگا
آپ غالب ہونگے اور وہ مغلوب ہوگا یہ کہکر لہراسپ خاموش ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا اے لہراسپ
تدبیر تو نے اچھی سوچی ہے اب کل تم اسی طرح مجکو انکے پاس لے چلنا یہ فرماکر عمرو بن حمزہ یونانی خاموش ہوئے
اور جلد اس شب کے گذر جانے کی خدا سے دعا کرنے لگے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا خوارزم مین اور قتل کرنا شتنکل کو اور آنا ماہرخ جادو کا اور سحر کرنا و دیگر حالات

ساقی جام جہان نما دے
منگوا دے پھول کی گلابے
جب نشہ مین دو تون لب ہلاؤن
بلبل کا ناطقہ کرون بند
ہو ملک سخن کی شہر یاری
پھر درد بھری ہوئی فغان سن

جمشید دہ جہان دکھا دے
وہ بادہ پلا جو مست کردے
مردہ مضمون کو جلاؤن
صیقل جو ہو بادہ سے گزر
سکہ مرے نام کا ہو جاری
گنجینہ تب بہ دون شاعری کا

گل بہر افشان رستا ہے
وہ مے جو سخن پرست کردے
کھولون جو زبان مین ہنر مند
پھر تیغ زبان کے دیکھو جوہر
پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر سحر دکھاؤن سامری کا

عندلیبان بوستان الحان بوستان سخن کی در مدح سرایان حدیقہ افسون گری شاخسار سخن چمنستان
بیان پر مصروف رنگین طرازی ہین کہ جب صبح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی نے حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو
بموجب حکم فوج مسلح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی بھی مسلح ہوکر رکب پر سوار ہوئے اور لہراسپ بلند مکان
وغیرہ کو ہمراہ لیکر دروازہ کوہ لیو قلمون سے چلے بعد طے کرنے منازل کے جب دس کوس شہر خوارزم کا
فاصلہ رہگیا اسوقت لہراسپ نے ایک عبا عمرو بن حمزہ نامدار پر ڈال دی اور سوارون نے انکو گرد

شاہزادہ سے کے تلوارین برہنہ لیکر چند سوارون نے بموجب کہنے امراسپ کے اور باشارۂ عمرو بن حمزہ یونانی کے تلوارین کھینچین اور گرد عمرو بن حمزہ یونانی کے آئے اور چار طرف سے عمرو بن حمزہ کو گھیر کر جانب خوارزم کے چلے مردمان نے جو یہ حال دیکھا سب نے خیال کیا کہ امراسپ بلندمکان نے تیزی بہادری کی عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر لیا ہے آیا یہ خبر شتکل بن شتکال قبل زور بدست خوارزمی کو پہونچی کہ امراسپ عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے لایا ہے یہ خبر سنکے شتکل خوش ہوا اور دو تین سردارون کو حکم دیا کہ امراسپ کا استقبال کر کے ہمارے پاس لے آؤ سرداران لشکر شتکل روانہ ہوئے شتکل نے حکم دیا کہ دربار اچھی طرح آراستہ ہو ارباب نشاط بھی حاضر ہون آج مجکو نہایت خوشی ہے کہ میرے فرزند کا قاتل گرفتار ہو کے آتا ہے جس وقت میرے روبرو آئیگا فوراً قتل کرونگا اور اپنے پسر کا انتقام بخوبی لونگا غرض بموجب حکم ادھر تو بخوبی تمام دربار آراستہ ہوا جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت دربار مین حاضر ہوئے اور کرسیون اور نشستون میں بیٹھے ارباب نشاط و ساقیان گلرخ بھی حاضر ہوئے ساقیان سیمتن نازک بدن شراب پلانے لگے اور ارباب نشاط بقصد اظہار گانے لگے گویا مبارکبادی گرفتاری عمرو بن حمزہ یونانی گانے لگے از انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل روبرو شتکل بن شتکال قبل زور بدست خوارزمی کے گائی غزل چشم جانان اور چشم غزالان ہی

وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی	گر کہان اس سے کہ ہے اس سے جگر ہو جائے لال	ماہ تابان اور ہی مہر درخشان اور ہے
سینۂ فص بت ہجر گلگشت اور ملک طرح	باغ دلبستان اور ہی گنج شہیدان اور ہی	ایک یوسف ولی گر انقصان کر دے کنعان طلق
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی	برق اشہب منستی ہے روتا ہے اسیر آسمان	ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہے
خاک غربت مین لگیگا بعد مردن دل مرا	ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہے	انجمن ہے داغ فراق ای صبح ہے انجمن آفتاب
ہے گریبان اور ہی تیر گریبان اور ہے	دل سے ہے کاوش اسے تلوؤن کی اسکو خلش	خار گل اور ہی خار مغیلان اور ہے
جانور اسیر ہی عاشق اسپہ عاشق اور کی	سر ایستان اور ہی سرو خرامان اور ہے	ہوتے ہین خون اسکے دیکھے سے تو انکو غربا بھی
چشم گریان اور ہی شمشیر عریان اور ہی	گرچہ دونون خاک سیہ غلطان ہین لیکن فرق ہے	سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
ماہ رشید ہی وہ اور یہ سایۂ چین لعل	شاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہی	باعث ایمان ہے وہ غارتگر ایمان ہے یہ
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی	فرق ہے شاہ و گدا مین قول ناسخ ہے یہی	شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

جب تک یہ غزل اس طرح سے بہار رہا اور روبرو اہل دربار کا لی جملہ اہل دربار خوش ہوئے خصوصاً شتکل نہایت ہی خوش ہوا اور شل مرغ سحری کے نغمے گا رہا تو دربار مین نازنینان خوبرو خوش گلو ناچ اور گا رہے ہین شتکل تخت پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے اور گانا سن رہا ہے وہ خوش ہو رہا ہی اور دریغ سے پہرے علیک سردارین شتکل جب وہان پہونچے دیکھا کہ امراسپ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کیے ہوئے لاتا ہے وہان سردارون نے امراسپ کا استقبال کر کے اور مزاج پرسی کر کے پوچھا کہ اے امراسپ تمنے عمرو بن حمزہ یونانی کو کیونکر گرفتار کیا امراسپ نے جواب دیا کہ مین نے بڑی مشکل سے اس شاہزادے کو گرفتار کیا ہے سرداران نے کہا فی الحقیقت تمنے بڑی بہادری کی خیر اب روبرو بادشاہ چلو وہ تمہین انعام گرانقدر دیگا کیونکہ آج اسے نہایت خوشی ہے دربار مین بیٹھا ہوا ہے امراء و رؤسا سے ہنس ہنسکے گفتگو کرتا ہے عجب نہین کہ کسی نازنین کا اسوقت گانا سن رہا ہو اور شراب پی رہا ہو امراسپ نے کہا چلو دیکھے شتکل مجھے کیا انعام دیتا ہے یہ کہکے امراسپ بلندمکان ان سردارون کے ہمراہ چلا جب داخل شہر ہوا مردمان شہر عمرو بن حمزہ یونانی کی

صورت اور شکل پر نظر کرکے حیف افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب اس شاہزادہ کم عمر کو شتنگل قتل کروا دیگا
اکثر کفار سنگدل کہنے لگے کہ خوب ہوا یہ مسلمان گرفتار ہوا اسنے مہران کو صحرائے سبزہ زار میں قتل کیا تھا اب یہ
بھی ضرور قتل کیا جائیگا اور سر اسکا دروازۂ شہر پر لٹکایا جائیگا ہر چند کہ لہراسپ اور عمرو بن حمزہ بخوبی گفتگوئے اہل شہر
سنتے تھے لیکن بمصلحت جواب نہ دیتے تھے القصہ جب لہراسپ اور سہیل شیر شکار عمرو بن حمزۂ عالی وقار کو قریب
در شاہی لائے مہمان لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا کر عمرو بن حمزۂ یونانی کو دربار میں لیگئے عمرو بن حمزہ یونانی نے دربار میں جا کر دیکھا
کہ شتنگل تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے پہلوان وغیرہ کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہیں نازنینان گل پیرہن نازک بدن
بہزار ناز و ادا غزلیں گا رہے ہیں ساقیان گلعذار جام بلورین میں مے ناب بھر بھر کے شتنگل اور اہل دربار کو دے
رہے ہیں ہر ایک شراب پی رہا ہے بعضے نشۂ شراب سے جھوم رہے ہیں شاہزادہ ذیوقار نے کیفیت دربار کی دیکھکے جلد
عصا کو پھینکا اور نعرہ کیا کہ او شتنگل ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچا اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجکو قتل کرتا ہوں اور اپنے ناناکے
خون ناحق کا تجھسے انتقام لیتا ہوں جسوقت یہ نعرہ اہل دربار اور شتنگل نابکار نے سنا شتنگل سمجھ گیا کہ لہراسپ اور
سہیل شیر شکار دونوں سردار عمرو بن حمزۂ یونانی کے شریک ہوگئے اور دونوں نے اس شاہزادے کی اطاعت
قبول کی اور بمکر و فریب یہانتک آئے اور شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو بیچ لائے یہ خیال کرکے شتنگل نے ایک پہلوان کو
حکم دیا کہ جلد اس طفل کا سر تیغ سے کاٹ لے پہلوان گرز گران سر لیکے اٹھا ساقیان گلعذار شیشہ و ساغر چھوڑ کر بھاگ گئے
اور ارباب نشاط نے بھی اس خیال سے ناچنا اور گانا موقوف کیا اور دربار سے فرار ہوئے کہ اب یہاں رقص بسمل ہوگا
اور عوض نغمۂ مجروح صدائے نالہ و فغان بلند کرینگے غرض جب ارباب نشاط بھاگ گئے اور دربار میں ایک تہلکہ پڑگیا
اس پہلوان نے گرز گران سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے گرز کو سپر پر روک کے جلد تلوار کھینچی اور اس پہلوان کی کمر پہ
لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اب تو جملہ اہل دربار تیغ و گرز لیکر اٹھے اور عمرو بن حمزہ اور لہراسپ
اور سہیل شیر شکار پر حملہ آور ہوئے شتنگل بھی تخت سے اٹھا اور تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ کارزار ہوا لہراسپ نے
اسی وقت سواروں کو جو در شاہی پر کھڑے تھے اشارے سے بلایا سوار مسلح تو کھڑے ہی تھے تیغیں کھینچکر بعد
عجلت دربار میں آئے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ نے کئی پہلوانوں کو تیغ آبدار سے قتل کیا لہراسپ اور سہیل
شیر شکار نے بھی کئی افسران فوج کو ہلاک کیا سواروں نے بھی اہل دربار کو قتل کرنا شروع کیا لاشیں زمین پر
کافروں کی تڑپنے لگیں دربار شتنگل کا میدان کارزار ہوگیا سارا فرش دربار کا خون کفار سے سرخ ہوگیا تلواریں
تلواریں بہادروں کی اہل دربار کے خون سے سرخ ہوگئیں گرز گران سرہائے کافران پر پڑنے لگے اہل دربار قتل
ہوہوکر زمین پر گرنے لگے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگے رقص بسمل کا تماشا ہونے لگا شتنگل یہ حال دیکھکر
گھبرایا اور امرا و وزرا کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد کسی طرح دربار سے جاؤ اور جا کر میری طرف سے افسران لشکر کو
حکم دو کہ جلد لشکر لیکر آؤ حریف آپہونچا دربار میں تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے بادشاہ تمھارا دشمنوں میں گھر گیا ہے
اور اب حریف کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے جو دلیر بہ تکرار فیصلہ نا امرا و وزرا اٹھے ہوئے اور زخمی ہوتے ہوئے
بصد مشکل دوڑ کر دربار سے باہر گئے اور جلد تر لشکرگاہ پر پہونچکے افسران فوج سے کہنے لگے کہ جلد مسلح ہو بادشاہ نے
مع لشکر تمکو بلایا ہے حریف دربار میں آگیا ہے تلوار چل رہی ہے اہل دربار قتل ہو رہے ہیں بادشاہ بھی تمھارا اور ہمارا قتل
ہوا چاہتا ہے افسران فوج نے کہا تم بیکار آئے ہو ہمکو پہلے ہی خبر ہوگئی تھی بادشاہ سے کہو کہ گھبرائے گا نہیں افسران
فوج لشکر لیکر آتے ہیں امرا تو جانب دربار چلے افسران فوج نے مردمان فوج سے کہا جلدی مسلح ہو دیر نہ لگاؤ

ایسا ہو کہ بادشاہ قتل ہو جائے سرداران لشکر متعجب ہوئے کہ ہمیں مگر ابھی نہیں زرہیں پہنے رہیں ہتھیار لگائے رہیں اگر
آپ کے مزاج میں جلدی زیادہ ہو تو پہلے آپ ہی جایئے دشمنوں کو قتل کیجیے بعد آپ کے ہم بھی آ پہنچیں گے افسران فوج بہ تقریر
سرداران لشکر کی سنکے خاموش ہوئے یہاں تو فوج مسلح ہو رہی ہے اور وہاں دربار میں خوب برق شمشیر چمک رہی ہے سر پر سر
لاش پہ لاش گر رہی ہے دریائے خون دربار میں رواں ہے علاوہ سرہائے کفار کے کرسیاں جواہر نگار حباب آسا نظر آتی ہیں
فرش دربار پر چادر آب کا گمان ہوتا ہے اور تخت جواہر نگار ششکل کو جو کوئی دیکھتا ہے اسے تختہ پر گرداب کا رزار بنا ہوتا ہے
دنگل مانند مگر اور گھڑیال کے اس دریائے خون میں دکھائی دیتے ہیں کشتیاں عمر کی بحر خون میں رواں ہیں بلدی گرتی ہیں
دیدۂ ساغر ضیا رنگ گردش دور فلک دیکھ رہا ہے شیشۂ عمر بھی بصورت حباب دکھلائی دیتے ہیں بنت الحرب کو
جنگ دیکھ کے دمبدم ایسا جوش ہوتا ہے کہ بیکسوں سے کھنچی ہوئی ہے طوفان آب تیغ دمبدم اٹھ رہا ہے
کفار غرق دریائے فنا ہو رہے ہیں بہادر گوہر فتح کی جستجو کر رہے ہیں ناگاہ عین گرمی جنگ میں ششکل اور عمرو بن قرہ
سے سامنا ہو گیا ششکل نے تیغ آبدار سر شاہزادۂ نامدار پر لگائی شاہزادے نے تلوار سپر پر روک کے اور
تیغۂ آبدار خون آلود لیکر ششکل پر حملہ کیا ششکل نے خیال کیا کہ اگر یہاں ٹھہروں گا تو ضرور قتل ہو جاؤں گا پس بہتر یہی
کہ بھاگ جاؤں یہ خیال کر کے دربار سے بھاگا شاہزادے نے اسکا تعاقب کیا ششکل نے دیکھا کہ ایک فیل
جسپہ ہودج زریں رکھا ہے کھڑا ہوا ہے ششکل فیل کو دیکھکر ایک دیوار پر جست کر گیا اور دیوار پر جا کر رسا پکڑ کے
فیل پر سوار ہونے لگا اتفاق سے رسا ٹوٹ گیا ششکل زمین پر گرا شاہزادے نے جلدی سے تیغ آبدار سر
ششکل نابکار پر لگائی ہرچند ششکل نے سپر فراخ دامن سے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر کاسۂ
سر میں در آئی اور صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب کے اتر کر سینے میں پہونچی اور کچھ دم لیکر شکم و کمر سے گذر کر
زمین میں در آئی ششکل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہزادۂ ذیوقار ششکل کو قتل کر کے خوش ہوا
اہل دربار بعد قتل ششکل بھاگ گئے ناگاہ افسران فوج مسلح ہو کر لاکھ لاکھ سواروں کی جمعیت سے زیادہ اپنے
ہمراہ لیکر آئے اور فوج اسلام سے تیغیں کھینچکر لڑنے لگے دربار کے باہر ایک میدان وسیع میں جنگ ہونے لگی
کہ دیکھنے والوں کے ہوش و حواس کھونے لگے تیغ و تیر سے بہادروں کے سر و تن میں جدائی ہونے لگی روحیں
جسموں کو چھوڑ چھوڑ کے جانب عدم جانے لگیں کمانیں کڑکنے لگیں تیر جوانوں کے سینوں کو توڑ توڑ کے نکلنے لگے

بموجب ابیات

کوئی جلد ہو قضا کوئی تھا طپاں
جوانوں کے خون سے ہوا ارض تر
قضا یہ پکاری سوئے بس شر

وہاں سے جو سب بال دشمنی
یہ کافر تھا اور وہ غازی بڑھا
بڑے منہ پہ تلوار کے شیر جو
کہ اور کافروں جلد مال علین

قیامت کے تھے جو تیر الگتی
یہ رگ کٹتا اور وہ راکب گرا
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
سر جاؤ سر کی ہے خیر اب کہاں

کہیں تیغ چمکی کسی جا سناں
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
مسلمان بڑھے جب لعید گرد فر
غرض یاد ہے باہم کفار و اہل اسلام

میں خوب تلوار چلی ہزاروں جوان کام آئے سیکڑوں زخمی ہوئے جب امراسپ نے دیکھا کہ باوجود قتل ہو جانے
ششکل کے افسران فوج جرأت سے لڑ رہے ہیں ہرچند ہزار ہا زخمی ہوئے اور سیکڑوں قتل ہوئے لیکن نہیں
بھاگتے ہیں اسوقت امراسپ بلند مکان نے ایک بلندی پر جا کر بآواز بلند کہا کہ اے سرداران لشکر و اے بہادران
نامی و نامور بادشاہ مختار ششکل قتل ہو گیا اگر تمکو میرے کہنے کا اعتبار نہیں تو تم خود جا کر دیکھ لو وہ لاش
ششکل کی پڑی ہوئی ہے میں نے تو اس شاہزادۂ ذیوقار کی اطاعت اختیار کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ہوں
اب تمکو بھی لازم ہے کہ جنگ و جدال سے باز رہو فرمان برداری مثل میرے شاہزادۂ ذیوقار کی قبول کرو تا میرے

نزدیک اب بیکار ہی اپ نے تمکو اختیار ہے افسران لشکر یہ گفتگو امراسپ سنکے باہم کہنے لگے کہ اب کیا کریں آیا اطاعت
اس شاہزادے کی اختیار کریں یا اس میدان مصاف میں شاہزادے سے مقابلہ کریں اکثر افسروں نے جواب
دیا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اطاعت عمرو بن حمزہ یونانی کی اختیار کرو اور پوجنے دوسو خداوندون
کی پرستش سے اجتناب کرو اسوقت شنگل کو کسی خدا نے ان مسلمانون کے ہاتھ سے نہ بچایا آخر شنگل
قتل ہو گیا اور مسلمانون کے ایک خدا نے مسلمانون کی ایسی اعانت اور مدد کی کہ مسلمان شنگل پر فتحیاب
ہوئے اور اسکو قتل کر ڈالا اگر تم اطاعت قبول کروگے تو خیر ورنہ ہم تو ضرور اس شہزادے کی اطاعت اختیار
کرینگے اور جو شاہزادے کا مذہب اور دین ہے وہی ہم بھی اختیار کرینگے یقین کامل ہمکو ہوا کہ اس شاہزادے کا
دین اور آئین اچھا ہے سرداران دیگر نے یہ سنکے کہا اگر تمھارے نزدیک یہی مناسب ہے تو ہم بھی اطاعت اختیار
کرینگے یہ کہکے افسران فوج نے مردمان لشکر کو لڑنے سے منع کیا جوانان لشکر نے لڑنے سے ہاتھ روکے تلوارین
میان مین رکھین اسوقت جملہ افسران فوج عمرو بن حمزہ یونانی کی خدمت مین گئے اور دست بستہ عرض
کرنے لگے کہ اب حضور کو اپنا مالک اور حاکم جانتے ہین اور آپ کی اطاعت اختیار کرتے ہین عمرو بن حمزہ یونانی
یہ تقریر افسران لشکر کی سنکے خوش ہوئے اور ہر ایک افسر پر مہربانی و نوازش علیٰ قدر مراتب کر کے سب کو کلمہ پڑھا کر
مسلمان کیا سب افسران فوج شنگل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے آئینہ دل سب کے نور ایمان سے
روشن اور منور ہوئے بعد اسکے تمام مردمان لشکر کو شاہزادہ ذیوقار نے مسلمان کیا پھر حکم عمرو بن حمزہ یونانی سے
تمام مردمان شہر مسلمان ہوئے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھنے لگے اور ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر جاننے لگے بعد اسکے
شاہزادہ ذیوقار نے اپنے ماموں زرتاش بہادر کو قید سے رہا کیا پھر زرتاش بہادر اور جملہ سرداران لشکر
وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خوارزم کے باہر گئے اور ایک باغ مین کہ وہ باغ شنگل کا تھا اور نہایت سرسبز
و شاداب تھا ہزار در ہزار گلہائے رنگ برنگ و بوقلمون اس باغ مین شگفتہ تھے اور رشک باغ ارم وہ باغ تھا
اسی باغ مینو سواد مین فروکش ہوئے اور بارگاہین اور خیام استادہ کرائے اور سیر باغ کی زرتاش بہادر
اور افسران فوج کے کرنے لگے اب جو بخوبی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی نے باغ کو دیکھا تو بموجب ان ابیات کے پایا

تھی زیور زر گل زیب تن ساعد شاخ	ہر شاخ سنبل تر با سرو مین لچک ال	ہو عشق بچا ہے وہ بھی نقاب روئے نہال
بہار نے یہ حفاظت زر اٹھا رکھے ہین جل	مزاج نازک گل سے ہے بلبلون کو خوف	بسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہے لال
الف کی طرح سے جو شاخ ہے وہ قامت ناز	ہے بار گل سے پلک کر خم آ گیا ہے دال	ہے رنگ سبزہ و گل ہر طرف ہے عکس فگن
کرے نگر نیزون پہ یہ عالم زمرد و لال	ہوا سے تا بہ سے یہ زمین ہے بالیدہ	کہ آسمان کو سمجھی ہے سبزہ پامال

جب شاہزادہ سیر باغ بخوبی کر چکا حکم دیا کہ اسی باغ مین جشن جلدی سے مہیا کیا جائے امراسپ وغیرہ سرداران
لشکر نے باغ کی بارہ دری مین بصد تکلف سامان جشن مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی بصد زیب
و زینت قاعدے سے رکھی گئین ابیات فرش رنگین ہر مکان مین + کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین
نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل + بشکل آئینہ ہر شی مقابل + کہین الماس کے مینا و ساغر + ظروف ہر ایک
شی نایاب و بہتر + جب بخوبی سامان عیش و عشرت ہو چکا شاہزادہ دنگل جواہر نگار پر بیٹھا زرتاش بہادر
بھی ایک دنگل پر بیٹھے افسران فوج بھی علیٰ قدر مراتب جابجا دنگلون پر متمکن ہوئے اسوقت
بموجب ارشاد فیض بنیاد شاہزادہ ذیوقار یعنی عمرو بن حمزہ نامدار اول ساقیان مہ جبین کشتیان

انگبین کی لائے اور بعد ناز و انداز جام ساغر میں بادۂ ارغوانی بھر بھر کے زنتاش بہادر و عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے اسوقت ہر ایک شخص جام صہبا دست ساقی سے لیتا تھا اور یہ غزل مستانہ بعد جوشش رندانہ زبان پر لاتا تھا

غزل

مینا خمیر بادۂ انگور سے بنا
دیتا ہی محتسب مجھے فتویٰ شراب کا

انگلیوں چاٹتا ہوں پیالہ شراب کا
گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا چاہو

ستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
مخانہ جہان میں وہ علامہ دہر ہون
دکھلاکے مجھکو توڑ ہو شیشہ شراب کا

بعد جلیشی کے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زنتاش بہادر سے تمام اپنی کیفیت عرض کی زنتاش بہادر نے بھی اپنا حال جنگ کرنے اور قید ہونے کا بیان کیا بعد اسکے شاہزادے نے حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوں بموجب حکم شاہزادہ والا قدر نازنینان خورشید رو و خوش گلو یوسف جمال زہرہ خصال مع سازندوں کے حاضر ہوئیں اور روبروے شاہزادہ والاجاہ ناچنے اور گانے لگیں بعد اُن نازنینان حور شمائل کے ایک نازنین غنچہ دہن گل پیرہن نہایت خوبصورت و نوجوان بعد ناز و ادا مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت افزا میں حاضر ہوئی اہل بزم اُس نازنین مہ جبین کے گلشن حسن و جمال کی حسرت سے گل چینی کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین زہرہ طلعت تھی کہ اشعار ذیل

تھیں آنکھیں تنگ نگہ کاٹے ہوئے برچھیا
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک مہ خورشید
گلون کو نور سے منقار سے کرے خونبا

وہ بنی اُس بت پری کی دیکھے جو وہ کے
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا

نزدیکی تھی حیرت نازک ہوئین تھیں رشک کمان
ہے خط نسخ مین لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

جسوقت سازندے اپنے سازون کو درست کرچکے اسوقت نازنین ماہ جبین بعد ناز و ادا ناچنے لگی واسطے اہل بزم کو بصورت سبزہ پامال کرنے لگی سطر بہ فلک اسکے رقص کو دیکھکر شرمندہ ہونے لگی اہل بزم تعریف اس نازنین عدیم المثال کے ناچنے اور گانے کی کرنے لگے اور نقد دل بے اختیار دینے لگے بعد ناچنے کے وہ نازنین ماہ جبین یہ غزل بہ الحان داؤدی گانے لگی اور دل اہل بزم کا لبھا نازو عشوے سے لینے لگی

غزل

ادا و ناز و طرز دلربائی
دم گردش ترا خنجر نگہ کا کیا
دہی بے پردگی شیشے میں بھی تھی
بھلا اے چارہ گر مجھ میں رہا کب
ہیں عاشق اپنے مطلب کی کہینگے
تباہی نامہ بر تو نے لکھی کب
اگر سوائے علم بھی سنون میں
یہی عالم رہیگا ہوف کب
اگر چھیڑا نہیں بادِ سحر نے
ترا چہرہ ستمگر ہو صفا کب
عبث تسلیم مشق غیبت ہے

یہ غنچے مسکراتے ہیں سب کب
سمجھ یا تسکو آئینے نے کب
شب ہم جلوۂ شمع عدم تھا
ہی سب دختر رز پارسا کیا
غبار کاروان بے نشان ہیں
نشہ کیا ہماری مدعا کب
جہان میں ہر شگوفہ تا ہی عریان
تو پھر اس دل لگانے کا مزا کب
وہ افتادہ ہوں سنگ دستگی ہی
ہر اک غنچہ چمن میں ہنس پڑا کیا
عبث قاتل نے کھینچی تیغ ابرو
برا کہنے سے ملتا ہی بھلا کب

کوئی تازہ چمن میں گل کھلا کب
نہ کی تھی بے نیازی کچھ گلو نے
لب و رخ زلیت پیرا اپنے صبا کیا
دم آخر عبث تکلیف درمان
ہمارا ہی جرس میں بانگ درا کیا
ہوا کیوں نہ سنکے برہم یار جانی
عدم بھی ہے کوئی وحشت سرا کب
غرور حسن ہے کچھ دن کا مہمان
ہوا آفتاب تو شکل نقش پا کب
ہیں چشم و رخ تو کیا اور دنگا
شکست رنگ عاشق دیکھتا کیا

جب یہ غزل اُس نازنین نے گا کر ختم کی اسوقت ہر ایک سردار تعریف اُس خوش گلو کی کرنے لگا پھر اُس نازنین نے اور کوئی

غزل شروع کی بزم گانا سننے لگے یہاں تو عمرو بن حمزہ یونانی ناچ دیکھ رہے ہیں و رنگ ناچ رہے ہیں بزم عشرت آراستہ ہے ایک شاد و خرم ہے ظلم و جفا سے فلک سے غافل ہے بیرون باغ امرا ہیں لیکن اب حال نارنج جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب عمرو بن حمزہ یونانی ششکل کو قتل کر کے بہ فتح و ظفر اپنی بزم میں آئے نارنج جادو کمان کر پاس ششکل کے آیا کرتی تھی اور ششکل سے ہم آغوش ہو کر مزے سے دل حاصل کیا کرتی تھی حسب معمول موافق دستور اور بہ قاعدہ معین نارنج جادو دربار ششکل میں آئے دیکھا سے خبر لاشیں پڑی ہیں دریا سے خون رواں ہو رہا ہے باہر لاشہ ششکل کا بھی خاک و خون میں آلودہ پڑا ہے دربار سنسان ہے جہاں تخت پر ششکل بیٹھتا تھا اور امرا وغیرہ بھی بیٹھتے تھے وہاں لاشوں کے ڈھیر اور کشتوں کے انبار ہیں جو جو ایوان گل بہار بہ شگفتہ گل تھے وہاں دیکھا تو خستہ بالکل تھے جیسے چمن میں خزاں لگا ہوا ہے باغ اس کا تاراج ہو گیا ہے یہ حال نارنج جادو دیکھ کر نہایت گریاں ہوئی اور لاشہ ششکل سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی نوحہ

بیت جو ہر صحبت سے کیا تجھ پہ ملال ہائے اے آتی بہر و ششکل	لیکن عذاب ہوئے گا حاصل ہائے اے آئی اختر دیرینہ ششکل
قتل تجھ کو کیسے کیا عمرو نے ہائے اے تو تیغ کمال کر	عشق تو ہی اب ہے طلب کے قابل ہائے اے آئی اختر شناس میری ششکل
نیند تجھ میں آ گئی ہے کس کو تیری زلف یہ سنگی ہے کس	دل کو راحت نہ اب ہوگی حاصل ہائے اے آئی آشنا میری ششکل
ہائے ناگہ مجھ کو میرا شوہر اب مرا کون دیکھیگا جو میں	مر گیا تو جہنم میں داخل ہائے اے آئی آشنا میرے ششکل

نارنج جادو نے بہ حالت بیچارگی و بیقراری بین کر کے لاش ششکل کو چھوڑ کے اٹھی اور چند آدمیوں سے پوچھنے لگی کہ ششکل کو کسے قتل کیا ہے اور قاتل ششکل کا کہاں ہے آدمیوں نے تامل کیا نارنج جادو نے کہا اگر تم نہ بتاؤ گے تو میں ابھی بزور سحر دریافت کر لوں گی مردمان شہر نے کہا ای ملکہ نارنج جادو عمرو بن حمزہ نے ششکل کو قتل کیا ہے اور اب بیرون شہر ششکل کے باغ میں شاہزادہ عشرت میں ہیں نارنج جادو یہ سنکر فوراً جانب باغ تخت سحر پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جب قریب باغ پہنچی دیکھا کہ لشکر اترا ہوا ہے خیمہ و بارگاہیں برپا ہیں ہر ایک خرم و شاداں ہے نارنج جادو لشکر کو دیکھتی ہوئی باغ میں آئی دیکھا کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ ہے دور جام ہے و نغمہ گر مجلس ایام چل رہا ہے نازنینان خوبصورت ناچتی ہیں اور گاتی ہیں عمرو بن حمزہ بزم عشرت میں نہایت شاد و مسرور بیٹھا ہوا ہے اور افسران فوج بھی ہیں و بسیار جمع ہیں سب بعد خوشی ناچ دیکھ رہے ہیں نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھ کر اور بزم عشرت پر نظر کر کے خیال کرنے لگی کہ یہ مسلمان ششکل کے قتل کی خوشی کر رہے ہیں یہ خیال کر کے نارنج جادو نے برہم ہو کے ایک ترنج سحر پڑھ کر اہل بزم پر مارا وہ ترنج اہل بزم پر پڑا فوراً ایک برق چمکی اور دھوئیں نے گھیر لیا اہل بزم متحیر ہوئے اور اکثر سردار گھبرا کر اٹھنے لگے لیکن زمین سے ہر ایک کے پاؤں بوجہ سحر کے پکڑ لیے سرداران لشکر عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذیوقار غضب ہوا نارنج جادو آگئی اس نے سحر کیا ہے ہوشیار ہو جائیے ابھی سردار یہ عرض کر ہی رہے تھے کہ یک بیک تمام پتھر کے ہو گئے اس وقت سرداروں کی بیتابی اور بیقراری اور عالم یاس کا حال کیا لکھا جائے بعد ایک لمحہ کے سب سے پایک سب اہل بزم پتھر کے ہو گئے پھر اسی طرح نارنج جادو نے مردمان لشکر پہ سحر کیا اور سب ہی پتھر کے ہو گئے جو شخص جہاں تھا کھڑا ہی رہ گیا اور جو شخص بیٹھا تھا بیٹھا ہی رہ گیا جب سحر نارنج جادو سے سب پتھر کے ہو گئے اور دشت نارنج جادو نے لاش ششکل کی منگوا کر اسی باغ میں دفن کی اور اسکی قبر سے لپٹ لپٹ کے بہت روئی اور قبر پر ششکل کی بیٹھی اس اثنا میں فرخ یونان سے آیا اور داخل شہر ہو کر وہاں شہر خوارزم میں عمرو بن حمزہ

کو دریافت کرنے لگا مردوان شہر نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی باغ مین شستگل کے مقیم ہین فرخ یہ سنکے شستگل کے
باغ مین آیا وہان دیکھا کہ سب پتھر کے ہین فرخ یہ ماجرا دیکھا بہت پریشان اور گریان ہوا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے
لپٹ کے رونے لگا اور نالہ و فریاد کرنے لگا اُسوقت خبر نارنج جادو کو ہوئی کہ ایک شخص دبلا سا آیا ہے اور
عمرو بن حمزہ سے لپٹ کے رو رہا ہے یہ خبر سنکے نارنج جادو نے ذوالجام جادو کو بلوایا اور اس سے کہا یہ شیشہ
پر آب لیجا ایک قطرہ آب عمرو بن حمزہ پر ڈال دینا سحر میرا برطرف ہو جائیگا پھر تو غم والم شستگل مین مبتلا ہون
تو اس دبلے شخص کو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ ذوالجام جادو نے فوراً آکے فرخ
پر سحر کیا دست و پا فرخ کو بحس و حرکت ہوگئے پھر عمرو بن حمزہ یونانی پر شیشے سے پانی لیکر چھڑکا سحر نارنج جادو کا
برطرف ہوا عمرو بن حمزہ یونانی کے دست و پا قابو مین آگئے اور چاہا کہ ذوالجام پر تیغ لگائین ذوالجام
نے فوراً ایسا سحر کیا کہ مثل فرخ کے شاہزادے کے بھی دست و پا بحس و حرکت ہوگئے اور پانون زمین نے پکڑ لیے
اُسوقت فرخ نے ہرچند ذوالجام سے کہا کہ مجکو چھوڑ دے مین نے تیری کیا خطا کی ہے لیکن ذوالجام نے
فرخ کو روانہ کیا اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو بخوبی سحر مین گرفتار کرکے اور قید کرکے روبروے نارنج جادو
لیجاکر کہا کہ یہ دونون شخص حاضر ہین اس جگہ بعض راوی تو کہتے ہین کہ نارنج جادو باغ شستگل ہی مین رہی
اور قبر پر بیٹھی رہی اور وہین ذوالجام جادو کو طلب کرکے فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کراکے اپنے
پاس بلوایا اور بعض راوی یہ کہتے ہین کہ نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو سحر سے پتھر کا بنا کر اور شستگل کو دفن
کرکے اپنے مکان پر چلی گئی تھی جب فرخ باغ مین آیا اُسوقت سحر کے پیرون نے نارنج جادو کو اطلاع
دی تھی کہ ایک لڑکا دبلا پتلا باغ مین آیا ہے اور عمرو بن حمزہ سے لپٹ لپٹ کے رو رہا ہے اُسوقت نارنج جادو
نے ذوالجام کو واسطے گرفتار کرنے فرخ کے بھیجا تھا اور ذوالجام نے بحکم نارنج جادو عمرو بن حمزہ اور فرخ
کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے روبروے نارنج جادو کے لیجاکر عرض کیا تھا کہ یہ شاہزادہ اور یہ دبلا لڑکا دونون حاضر
ہین غرض بہر طور جب فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی روبروے نارنج جادو کے پہونچے اُسوقت نارنج جادو
نے بقصد قہر و غضب عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا کہ اے ظالم تو نے میرے آشناے صادق اور یار واثق کو بجرم و خطا
کیون قتل کروا ڈالا اور کیون تو نے مجھے اُسکے غم والم مین مبتلا کیا اور مجکو رانڈ کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا
کہ اُسنے میرے ماما کو بیجرم و گناہ قتل کرایا تھا مین نے بھی اُسکو قتل کیا ابھی عمرو بن حمزہ یونانی نارنج جادو
سے یہ گفتگو کر ہی رہے تھے اور نارنج جادو قبر پر شستگل کی بیٹھی ہوئی ہی اور وہ یہی قصد کرتی ہی کہ عمرو بن حمزہ
کی بوٹیان کارد سے کاٹ کر اور مثل کباب آگ پر بریان کرے کہ ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر نمودار ہوا مینہ کی بوندیان
پڑنے لگین برق دمبدم چمکنے لگی دفعتہً لکہ ابر سے دو تخت ظاہر ہوئے نارنج جادو جسوقت تخت
دیکھنے لگی فرخ بھی سوے فلک دیکھنے لگا جب وہ دونون تخت نارنج جادو کے قریب آئے عمرو بن حمزہ
یونانی نے دیکھا ایک تخت پر ایک عورت بیٹھی ہی اور دوسرے تخت پر تین عورتین بیٹھی ہین واضح ہو کہ دونون
تختون پر جو چار عورتین بیٹھی ہین اُنمین جو ضعیفہ ہے اُسکا نام زلزلہ جادو ہے اور یہ بہن ہے نارنج جادو
کی اور دوسرے تخت پر جو تین عورتین نوجوان بیٹھی ہین وہ زلزلہ جادو کی تینون بیٹیان ہین ایک کا نام
تزلزل جادو ہے اور دوسری کا نام زلزال جادو ہے اور تیسری جو سب سے چھوٹی ہی اور نہایت خوبصورت ہی اسکا نام
گلشن جادو ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے جو گلشن جادو کو دیکھا بصورت آئینہ حیران ہوگئے اور سراپا کے

گلشن جادو پر نظر کرنے لگے دل سینہ میں تڑپنے لگا آنکھیں محو دیدار ہوئیں عمرو بن حمزہ کیفیت دیکھکر کیونکر نہ محو ہوتے

کیفیت گلشن جادو ایسی تھی کہ نظم
سویدا میں سوتی ہر اک تار تھی
کہ تھے سنبلستان میں جگنو عیان
سیاہی سے انکی تھی ظلمات مات
وہ عنبر شکن تھا وہ نافہ کش
عجب اسکی چتون تھی عالم فریب
توفی الفور بسمل گری خاک پر
نظارہ اس ابروے خمدار کا
شہ لا فتی کی مدد سے بچے
دو رخسار سرخ انکے تھے جنجال
چپتے تھے باتوں میں باہمدگر
جو سن پائے نور بار من گو
گرہ و حباب اسمین تھے جلوہ گر

کیا شاہزادے نے جسدم خیال
کہ جیسے ستارے شب تار میں
کمند اسکے گیسو تھے یا جال تھے
خضر کو دیتے تھے آب حیات
ذرا شک و شبہ نہ زنہار تھا
دلوں کو ہر دیتی تھی ہر دم فریب
ہنسی میں نمایاں جو دندان ہوئے
بلا سے شب کھا بحث تلوار کا
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ گل زرد ہو اُسنے ہر کمال
نزاکت کو موسے میان باندھ لاے
خط صبح صادق کرے جستجو
جو تہ دیکھے محشر اُسے آئے یاد

شب تار عشاق تھے سر کے بال
تھے سر کے بالوں میں لولو عیان
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ پتا
کہ تاتار گیسو کا ہر تار تھا
جدھر پڑگئی نور آگین نظر
تو بتیس تارے درخشان ہوئے
ہزاروں دل اس ابرو کی تلوار سے
کہ زہرہ سہیل اُسکے دو مشتری
وہ لب اُسکے دونوں تھے قند و شکر
دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کو وہ جاے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

ادھر شاہزادہ ذیوقار سراپاے گلشن جادو پر نظر کرکے بیتاب و بیقرار ہوا اور نقد دل دینے پر آمادہ اور سو ہو ہوا ادھر گلشن جادو بھی چہرہ زیباے عمرو بن حمزہ لاثانی دیکھکر عاشق ہوگئی جبکہ زلزلہ جادو مع اپنی دختروں کے پاس نارنج جادو کے آئی اور کہنے لگی اے بہن میں نے سنا ہے کہ تمہارے چاہنے والے کو کسی ظالم نے قتل کروالا اور بیٹے اُسکے گرفتار کیے اب یہ بتاؤ وہ ستمگر کہاں ہے نارنج جادو نے اشکبار ہوکے کہا اے بہن میری توٹ گئی شمشکل قتل ہوگیا قاتل شمشکل کا یہ ہی اور یہ دبلا پتلا لڑکا اسکا عیار ہے اور یہ بیا خواجہ عمرو کا ہے مجھے یہ حال بزور سحر معلوم ہوا ہے ابھی نارنج جادو اپنی بہن زلزلہ سے یہ گفتگو کر رہی تھی اور زلزلہ افسوس کرتی تھی ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ نمایاں ہوا ہوا تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی برق دمبدم چمکنے لگی بوندیاں پڑنے لگیں کبھی پھول گرنے لگے کبھی ابرسیاہ سے برق گرنے لگی غرض اسیطرح عجائب وغرائب ابر سیاہ سے ظاہر ہوئے پھر ایک آواز ترانے کی بالاے ہوا پیدا ہوئی ابرسیاہ سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت کو چار اژدر اٹھائے ہوئے ہیں ہر ایک اژدر کے منہ سے شعلے نکلتے ہیں اور تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہے بال اُسکے سر کے سفید ہیں کمر میں خم ہے دانتوں کا دہن میں نام نہیں جھریاں اعضا پر پڑی ہیں دست وپا ضعف سے کانپتے ہیں پوست سے استخوان نظر آتے ہیں آنکھیں نہایت چھوٹی چھوٹی ہیں پیشانی نہایت تنگ ہے سر پر ایک نیلی چادر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے گلے میں گاڑھے کی نیلگون کرتی ہے لہنگا نہایت کثیف پہنے ہوئے ہے اسکے سے ایسی بو بدبو آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے منہ سے رال بہ رہی ہے سانس دمبدم چڑھ رہی ہے کیونکہ سن اسکا سات سو برس کا ہے جب بلندی سے تخت نیچے اتری نارنج جادو نے دیکھا کہا اے بہن زلزلہ دیکھو نانی ہماری فرخندہ جادو واقعی میں ابھی نارنج جادو یہ کہہ رہی تھی کہ تخت روزبادہ کا عنقریب نارنج آیا نارنج جادو نے سلام کیا اور زلزلہ تزلزل وغیرہ نے بھی سلام کیا روزبادہ نے دعا دیکر نارنج جادو سے پوچھا کہ اے لڑکی یہ نوبت کس بیداد گر اور نہ

ستمگر نے تیرے شوہر کو قتل کیا تجھکو صدمہ دیا اس سن و سال میں تجھکو رنڈ کیا مار بیٹھنے روگ کیا دُکھ جیسے ہی ظالم نے میری مانگ کو
اُجاڑا ہے نام اسکا عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرا جو ہے اسکو ظاہر ہے اسکا نام برخ ہے یہ میرے شوہر کے قاتل کا عیار ہے روز بانہ نے بہت شکستہ برخ کو کاٹتی
ہوئے آنکھوں دیکھا ہے ایک ملا بچہ اور یہ عمرو بن حمزہ کا بیٹا ہے شاہجہ مرے کو یہ خبر پہنچا تھا ہے پھر گلشن جادو عمرو بن حمزہ پر عاشق
ہو گئی ہے تمہارے روز بانہ جمیل یار جاتی ہے تیری پہنچی اس شخص کو ملنے پائیگا اس بیرانہ سالی میں آتی تم بہت
سے پچھتاؤ گی روز بانہ نے یہ گفتگو سنکے یہ تو شاہزادے ہیں لیکن تو گلشن جادو کیطرف تکنے لگی ہو رہی عمرو بن حمزہ نے گلشن جادو
کیطرف دیکھا گلشن جادو نے بھی شاہزادے کو دیکھا اور گفتگو باشارہ چشم و ابرو ہونی اسوقت گلشن جادو کی آنکھوں میں اشک بھر آئے
اور رنگ بدلنے لگا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن ہمت سے اپنے تئیں سنبھالا چونکہ روز بانہ بہت ہوشیار تھی وہ گلشن کی
گفتگو سنکے کچھ دراق دیکھنے اور انگلیوں پر شمار کرکے زرلہ کی جانب مخاطب ہوکے کہنے لگی تو اپنے محل میں چلی جا اور
تجھے ذرا خیال نہیں کہ ان لڑکوں کا ابھی کورا دیکھ اگر باغ میں کچھ ہو جائے تو کیا قیامت ہے یہ بہ مفت تجھے ملال ہو اور مجھکو بھی
صدمہ ہو پس میں یہ نہیں چاہتی کہ تجھکو یہاں باغ میں آیا کریں اور بٹھایا کریں اسیوقت گلشن جادو کو اپنے گھر یہاں سے روانہ
کر دے زرلہ نے کہا اماں میں ابھی اسکو بھیجے دیتی ہوں یہ کہکے گلشن کو سمجھا کر کہا کہ بہتر جاؤ میں بھی آتی ہوں ہر چند
کہ عشق والفت عمرو بن حمزہ سے گلشن جادو کا جانے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن بمجبوری تخت پر بیٹھ اپنے مکان کی جانب
روانہ ہوئی تماشے راہ میں خیال کرنے لگی کہ دیکھیے انجام اس عشق بلا کا کیا ہوتا ہے جان اپنی کو جو عشق میں جاتی ہے
یا ڈر مدعا اپنے ہاتھ آتی ہے گلشن جادو تو اسی طرح کے خیالات کرتی ہوئی اور اپنے مقدر کی شکایت کرتی ہوئی جاتی ہے
لیکن اب حال روز بانہ جادو کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے گلشن جادو کے روز بانہ جادو نے نارنج جادو سے
بہ آہستگی کہا کہ اے لڑکی آگاہ ہو مجھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تجھکو اب صدمے چند در چند ہونگے تیرے عزیز و اقارب تجھے ہی در
دشمنی کرینگے یہ صاف اوراق جمشیدی سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ تیرے گھر ہی سے آگ لگیگی اور ایسی آگ لگیگی
کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور فتاح طلسم طلسم کو توڑیگا اور فتح کریگا تیری موت بھی اسی کے ہاتھ سے ہے اور
باشندگان طلسم دین سامری و جمشید کو ترک کرینگے اور مذہب دیگر اختیار کرینگے اور باشندگان طلسم ادنی و اعلی
قتل ہونگے دوست تیرے تیرے دشمن ہو جائینگے دن تیرے نہایت ہی سخت ہیں اب تجھکو لازم ہے کہ شنکل کا صدمہ
اور تو نہ کر اور خبر پر شنکل کی نہ جا اپنی فکر کر اور جان اپنی اپنے دشمنوں سے بچا اور یہ لقو نہ کر کہ طلسم نہ ٹوٹیگا مجھکو
ہر علم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد یہ طلسم فتح ہو جائیگا عمر اب اس طلسم کی نہایت قلیل باقی جاتی ہے یہ
سنکے روز بانہ خاموش ہوئی نارنج جادو نے کہا اے نانی اب میں بموجب آپکے کہنے کے اس باغ سے چلی جاؤنگی اور
اپنے طلسم میں رہونگی ہر چند کہ شنکل کی قبر سے اٹھنے کو میرا دل نہیں چاہتا ہے لیکن بموجب آپکے فرمانے کے اور خوف
اپنی جان کے اب میں یہاں سے چلی جاؤنگی فرمانا آپکا بسر و چشم بجا لاؤنگی روز بانہ جادو نے کہا ہر چند کہ
جب قضا آتی ہے انسان یا حیوان کہیں ہو مر جاتا ہے اور زندہ کسی حکمت او تدبیر سے نہیں رہسکتا ہے لیکن یہ لازم
نہیں ہے کہ دیدہ و دانستہ عاقل اپنے تئیں مبتلا سے بلا کرے اسیواسطے میں نے تجھے سمجھایا آگے تجھے اختیار ہے اگر تو
ہمارا کہنا مانیگی تو تیرے حق میں بہتر ہوگا ورنہ بہت جلد اس باغ میں رہکر ماری جائیگی یہ کہکر روز بانہ نے کہا اے اژدر ان
سنکر اب تخت میرا یہاں سے لیچلو اژدر بموجب کہنے روز بانہ جادو کے تخت لیکر بلند ہوئی روز بانہ اپنے مکان کی جانب
روانہ ہوئی بعد جانے روز بانہ کے زرلہ جادو نے اپنی بہن نارنج جادو سے کہا اے بہن میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے
کہ برخ اور عمرو بن حمزہ کو ابھی قتل نہ کرو دو تین روز کے بعد خداوند م خیبتہ کے پاس ان دونوں کے بارے میں پوچھا جاوے جو

حکم وہین وہی کرنا بالفعل ان دونون کو قید کر دیہ کہکے زلزلہ جادو بھی مع اپنی دونون دخترون کے تخت پر بیٹھکر
چلی گئی بعد جانے زلزلہ جادو وغیرہ کے نارنج جادو نے ذوالجام سے کہا کہ مین تو اب اپنے طلسم مین جاتی ہون
تو ان دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے کسی جا انکو قید کر اور بخوبی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکو رہا کرکے
لیجائے یہ کہکے نارنج جادو نے کچھ پڑھا اور دستک دی فی الفور بارہ ساحر نہایت مہیب صورت زمین سے ظاہر
ہوئے ساحران مذکور سے نارنج نے کہا کہ تم ذوالجام جادو کے ہمراہ رہو اور ان دونون مجرمون کی حفاظت و نگہبانی
کرو یہ کہکے نارنج جادو قہر سے شنگل کی اٹھی اور رونق بخش تخت سحر پر سوار ہو کر جانب طلسم روانہ ہوئی بعد
جانے نارنج جادو کے ذوالجام جادو عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کو ایک مکان مین لیگیا اس مکان مین ایک
مختصر تالاب تھا اسی تالاب مین دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کیا اور اس تالاب اور مکان کو سحر سے بند کر دیا پھر
ذوالجام جادو اور ایک مکان متصل باغ آیا چونکہ وہ مکان متصل اس مکان سے تھا اسوجہ سے برائے نگہبانی
عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ اسی مکان مین مع بارہ ساحرون کے مقیم ہوا

داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرمز و فرامرز مین اور علاج زروپین کا کرکے قلعہ تنگ رواحل مین جانا اور عرضی عمرو بن حمزہ یونانی کی پڑھنا

راویان عالی منزلت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو قریب لشکر ہرمز و فرامرز پہونچے
اسوقت خواجہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اپنے ہاتھ کی پشت کو ملاحظہ کیا فی الفور تین سو ساٹھ مکر طرح طرح کے ذہن
مین آئے خواجہ عمرو نے انمین سے ایک مکر اور عیاری کو پسند کرکے ایک ویرانہ مین گئے اور وہان بیٹھکر رنگ روغن
نکالکر ضعیف کے مانند اپنی صورت بنائی اور لباس حسب دلخواہ زنبیل سے نکال کے زیب تن کیا اور عصائے بادام تلخ
ہاتھ مین لیا اور باشندگان ممالک مغرب کی وضع بناکر اور لباس پہنکر لشکر ہرمز مین گئے اور کنارہ لشکر پر جاکر کھڑے
ہوئے اسوقت خواجہ نے دیکھا کہ علاوہ خیام کے دو بارگاہین علیحدہ علیحدہ استادہ ہین لشکر اترا ہے اور صدہا سوار
زخمی ہین اکثر خیمون مین بستر پر پڑے ہوئے ہین کراہ رہے ہین اکثر درد کی شدت سے تڑپ رہے ہین بعض سوار زخمی
در خیام پر بیٹھے ہین اور جوانان لشکر سے باتین کر رہے ہین زخمون پر پھاہے رکھے ہوئے پٹیان بندھی ہوئی ہین
ایک بارگاہ مین اکثر سرداران لشکر جاتے ہین اس بارگاہ سے صدائے نالہ و فغان آتی ہے خواجہ عمرو نے خیال کیا
کہ یقیناً ایسی بارگاہ مین زروپین ہے اور درد کی شدت سے نالہ و فریاد کرتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے چند
سواران مجروح سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم کہان لڑے تھے اور کس سے لڑے تھے کہ زخمی ہوئے سوارون نے
کہا یہ لشکر ہرمز و فرامرز کا ہے قریب قلعہ تنگ رواحل سرداران حمزہ صاحبقران سے جنگ ہوئی تھی اس لڑائی
مین ہزارون جوان قتل ہوگئے اور سیکڑون زخمی ہوئے از انجملہ ہم بھی زخمی ہوئے اور ہمارے افسر زروپین وہ بھی
زخمی ہوئے علاوہ زخمی ہونے کے خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے تو اسقدر پتھر گوپین مین رکھکر زروپین کے
سینہ و بازو پر مارے کہ زروپین گر پڑا آخر زروپین کو واسطے لشکر کے یہان لے آئے ہین اب تمام جسم اسکا سوجا
ہوا ہے کروٹ بھی اس سے درد کی شدت سے لی نہین جاتی ہے دمبدم نالہ و فریاد کرتا ہے ہرچند علاج اسکا ہوتا ہے لیکن صحت
نہین ہوتی ہے آج حال اسکا نہایت متغیر ہے اعضا مین درد شدت سے ہے اسیوجہ سے تڑپتا ہے سن لیجئے یہان تک
کراہنے کی آواز آتی ہے آج ہرمز اور فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان اسکے تڑپنے اور کراہنے سے نہایت
مغشوش ہین ہمکو تو یقین ہے کہ زروپین جانبر نہوگا آج سے کل تک مر جائیگا خواجہ عمرو نے پوچھا عمرو کیا نہایت قوی ہے

کہ ایسے پہلوان کو اُسنے پتھر مارکے گرا دیا سوارون نے کہا عمرو فربہ نہین ہی اور قوی تن تو نہین بلکہ نہایت دُبلا پتلا ہے
لیکن غضب کا چالاک عیار ہی خداوند لات و منات و عزا و خداوند آتش اُسکی شر سے ہم سبکو بچائے انسانکی تو اُسکے سامنے
کیا حقیقت ہی اگر دیو بھی اُسکے سامنے آ لے تو وہ کسی تدبیر سے مار ڈالے ہزارون بلکہ لاکھون مکر و فریب اُسے ایسے
یاد ہین کہ بڑے بڑے عقیل و فہیم اُسکے فریب مین آجاتے ہین وہ عیار بلا کا ہی ایک لمحہ مین ہزار طرح کی صورتین بدلتا ہے
کبھی مرد ضعیف بنجاتا ہی کبھی اپنی شکل مسن عورت کی بناتا ہی کبھی یہ نہین معلوم کسطرح سے لڑکا بنجاتا ہی غرض جیسی صورت
چاہتا ہی ویسی ہی اپنی صورت بنا لیتا ہی اور کوئی اُسے نہین پہچان سکتا ہی اور گاتا بھی وہ خوب ہی اور نے بھی خوب
بجاتا ہی اور مجاع بھی از حد ہی ہمیشہ اُسکو یہی فکر رہتی ہی کہ کسیکو بیہوش کرکے روپیہ لیجیے کسی سے زر و جواہر
چھین لیجیے کسیکو مار ڈالیے اور کل اثاث البیت لوٹ لیجیے پس اُسکے نزدیک تروین کی کیا حقیقت ہی تو اُسنے
رحم کیا کہ تروین کو زندہ رہنے دیا اگر وہ چاہتا تو اُسیوقت خنجر سے تروین کا سر کاٹ لیتا کوئی اُسے گرفتار بھی نکرسکتا
غرض اُسی کے پتھر لگانے سے اسوقت تروین مر رہا ہی خواجہ عمرو گفتگو سوارونکی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ نالایق
مجکو ملامت کرتے ہین اور لٹیرا بناتے ہین اب ان بیوقوفون اور نالایقون سے بھی کچھ نہ کچھ لینا چاہیے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو نے ان سوارون سے کہا کہ اگر تروین اچھا ہو جائے اور فی الحال نہ مرے تو تمکو کیا دیگا اور پیران
نوشیروان کیا انعام دینگے سوارون نے جواب دیا کہ اگر آپکے علاج سے اچھا ہو جائے تو بہت زر و جواہر آپکو
ملیگا اور ہرمز اور فرامرز بھی آپکو خلعت و انعام کثیر دینگے سواران مجروح نے یہ کہکے پوچھا کہ آپ کون ہین
نام آپ کا کیا ہی کہان سے آپ آئے ہین اور اب کہان جائیگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ مجکو خاص و عام حکیم شفا بخش
کہتے ہین اسی نام سے مشہور ہون اور باشندگان ممالک مغرب سے ہون اپنے وطن سے برائے سیاحی نکلا ہون
جدھر آب و دانا اور مقدر لیجائیگا اُسطرف جاؤنگا آج سیر کرتا ہوا یہانتک آیا ہون اثنائے راہ مین پچاس ہزار بیمارونکو
اچھا کیا ہی نسخے میرے پاس ہر مرض کے مجرب و آزمودہ ہین مین مریض کی صورت دیکھکر بتا دیتا ہون کہ یہ مرض ہے مجھے
ضرورت نبض دیکھنے اور قارورہ دیکھنے کی نہین ہی اگر نبض دیکھی اور قارورہ کا رنگ دیکھکے پہچانا تو کیا کمال کیا کمال
یہ ہی کہ مریض کی شکل دیکھکے بیمار کا عارضہ پہچان جائے اور ایسی دوا مریض کو دے کہ ایک دو روز مین اچھا ہو جائے میرے
نزدیک تپ اور درد سر اور اسہال اور ورم سوزاک اور آتشک فالج اور لقوہ محال اور رعشہ پیچش اور بواسیر
خونی و بادی و جذام اور برص ناسور اور زخم ضیق النفس اور یرقان وغیرہ امراض کا مرضا سے دفع کر دینا کچھ مشکل نہین ہے
اگر مین چاہون تو کور مادرزاد کو بینا کر دون اور بینا کا ایسا علاج کرون کہ وہ نابینا ہو جائے ضعیف کا اگر
علاج کرون تو پیر نوجوان ہو جائے اور اگر برعکس اسکے علاج کرون تو نوجوان ضعیفات اور پیر ہو جب سے
جب سواران مجروح نے یہ تقریر حکیم صاحب مصنوعی کی سُنی فوراً بے اختیار حکیم صاحب کے قدمون پر گر پڑے
اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ آپ ہمارے زخمون کا ایسا علاج کیجیے کہ جلد زخم ہمارے اچھے ہو جائین
ابھی سواران مذکور حکیم صاحب سے یہ عرض کر رہے تھے کہ اور سواران مجروح بھی آئے اور حکیم صاحب
کے حال سے آگاہ ہو کر انمین سے کسی نے اپنا سر جھکا کر زخم سر دکھایا اور عرض کیا کہ یہ زخم تلوار کا ہی جراح نالایق ہے
نہین معلوم کس مرہم کا پھاہا رکھ جاتا ہی کہ زخم سر کسیطرح بھرتا ہی نہین آپ ہمارے زخم سر پر کوئی ایسا مرہم بنا کر
پھاہا لگا دیجیے کہ جلد زخم اچھا ہو جائے مین موافق اپنی لیاقت کے روپیے دونگا کسی مجروح نے
اپنے سر کا زخم دکھایا اور کہا دیکھیے حکیم صاحب یہ زخم پتھر کا ہی جسکو اس زخم کی وجہ سے نہایت

تکلیف ہے جب سانس لیتا ہون سینہ مین درد ہوتا ہے آپ اگر میرے اس زخم کو اچھا کر دیجیے تو مین بھی کچھ صرف راہ کے
واسطے آپکو دونگا حکیم صاحب نے گفتگو ہر ایک زخمی کی سنکے کہا کہ مرہم تو میرے پاس نہین ہے لیکن مرہم بنا دونگا
سب زخم تمہارے اچھے ہو جائینگے بلکہ نشان بھی زخمون کے باقی نرہینگے تمکو لازم ہے کہ روپیہ جمع کر کے میرے پاس لے آوین
مرہم بہت سا تمکو بنا دون ہر زخم تو ایک ایک پھاہے سے مرہم کے اچھے ہو جائینگے لیکن مرہم باقی رہیگا وہ آیندہ تمہارے
کام آئیگا تمسے اور مجسے پھر ملاقات ہو یا نہو مرہم تمہارے پاس رہیگا سوارون نے عرض کیا بہت بہتر یہ کہکے سواران لشکر اور سواران
مجروح اور غیر مجروح کے پاس گئے اور سب سے احوال حکیم صاحب کے آنیکا بیان کیا ہر ایک سوار نے موافق اپنی لیاقت
کے روپیہ دیا اور کہا یہ روپیہ حکیم صاحب کو دو اور انسے کہو کہ آپ مرہم بنا دیجیے ہم لوگ اکثر حریف سے لڑا کرتے ہین
اور زخمی ہوتے ہین القصہ چند سوار کئی ہزار روپیہ حکیم صاحب کے پاس لائے حکیم صاحب نے روپیہ لیا اور سوارون
سے کہا اب تم میرے آنیکی ہرمز اور فرامرز سے اطلاع کر دو آج تو مین زروپین کا علاج کرونگا اور کل تمکو تمہارے
زخمونکے واسطے مرہم بنا دونگا سوارون نے خیال کیا کہ حکیم صاحب سچ کہتے ہین کل مرہم بنا دینگے یہ خیال کر کے
چند سوار بارگاہ زروپین مین گئے ہرمز اور فرامرز سے تمام حال حکیم صاحب کا بیان کیا چونکہ ہرمز و فرامرز زروپین کے
کراہنے اور تڑپنے سے گھبرائے ہوئے تھے سوارون سے کہنے لگے کہ جلد حکیم صاحب کو ہمارے پاس لے آؤ سواران
مذکور حکیم صاحب کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے حضور چلیے آپکو پسران نوشیروان بلاتے ہین حکیم صاحب آہستہ
آہستہ بارگاہ تک گئے جو نہین داخل بارگاہ ہوئے دیکھا زروپین بستر پر لیٹا ہوا ہے کبھی آنکھین کھولتا ہے کبھی بند کر لیتا
ہے اور درد اعضا کی وجہ سے کراہتا ہے اور تڑپتا ہے کبھی نالہ بلند کرتا ہے ہرمز و فرامرز بالین زروپین پر بیٹھے ہوئے
ہین اور افسران فوج بھی بیٹھے ہین بجنگ جنین ہے اکثر سرداران لشکر زروپین غرض حکیم صاحب بھی
جب بارگاہ زروپین مین پہنچے ہرمز اور فرامرز کو سلام کر کے قریب زروپین بیٹھے ہرمز نے پوچھا حکیم صاحب
آپکا کیا نام ہے خواجہ نے کہا خاص و عام مجکو حکیم شفا بخش کہتے ہین فرامرز نے کہا حکیم صاحب ذرا زروپین کی
نبض دیکھیے اور کوئی نسخہ ایسا لکھیے کہ زروپین جلد اچھا ہو جاوے حکیم صاحب نے زروپین کی نبض دیکھی پھر سینہ
و بازو پر ہاتھ رکھکے آماس کو دیکھا اور فرامرز سے مخاطب ہوکے کہا کہ یہ آماس تو بوجہ ضرب کے معلوم ہوتا ہے
فرامرز نے کہا حکیم صاحب آپ نے خوب پہچانا ٹھیک آپ حکیم حاذق ہین آپ علاج خوب کیجیے گا اب یہ فرمائیے کہ
زروپین اچھا ہو جائیگا یا نہین اور اگر صحیح ہوگا تو کب تک صحیح ہو جائیگا حکیم صاحب نے جواب دیا کہ یہ
دم بھر مین اچھا ہو سکتے ابھی اچھا ہو جاوے فرامرز نے کہا اگر ابھی اچھا ہو جاوے تو نہایت بہتر ہے حکیم صاحب نے
کہا اگر جلد زروپین کو اچھا کرونگا تو آپ مجکو کیا دیجیے گا مین پچاس ہزار روپیہ سے کم نہ لونگا اور پہلے روپیہ لونگا
اور جو کہ مین کہونگا آپکو وہی تدبیر کرنا پڑیگی ورنہ زروپین ہلاک ہو جائیگا اور مین علاج نہ کرونگا چلا جاؤنگا ہرمز اور
فرامرز نے اقرار زر مذکور کے دینے کا کر کے کہا جو کچھ آپ کہیے گا وہی تدبیر کیجائیگی حکیم صاحب نے کہا اول تو روپیہ
منگوا کر یہاں رکھ دیجیے علاوہ اسکے روغن واسطے مالش کے منگوائیے اور گرد زروپین کے کثرت سے آگ روشن کرائیے
اور آپ یہاں سے چلے جائیے اور جبتک مین علاج کرون آپ حکم دیجیے کہ برابر نقارے نقارچی زور زور بجائین ہرمز
نے پوچھا نقارون کے بجوانے کی کیا وجہ ہے حکیم صاحب جواب دیا مین ایسی ادویہ کا ضماد زروپین پر ضماد کرونگا
کہ اس ضماد کی وجہ سے گھڑی دو گھڑی زروپین اس سے زیادہ چلا چلائیگا اور جو شخص اسکی آواز سن لیگا بسبب تیز ادویہ
کے فوراً ہلاک ہو جائیگا اس سبب سے مین نے کہا ہے کہ نقارے بجائے جائین تاکوئی آواز زروپین کی دسنے

بعد پہر بھر کے ثروین بخوبی اچھا ہوجائیگا زخم اور ورم اور درد دفع ہوجائیگا فرامرز نے کہا آپ تو ثروین کے پاس
بیٹھ کے علاج کیجیے گا ضرور آواز نالہ ثروین کی سنیے گا تاثیر ادویہ مذکورہ سے یقین ہے کہ آپ ہلاک ہوجائیگا کیونکہ آپ نے
ابھی کہا ہے کہ ادویہ کی یہی تاثیر ہے حکیم صاحب یہ گفتگوے فرامرز سنکے ہنسے اور کہنے لگے کہ میں حکیم ہوں میں اپنی حکمت
سے ایسی تدبیر کرونگا کہ مجھے آواز ثروین کی مطلق سنائی نہ دیگی فرامرز یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے خاموش
ہو رہا ہرمز نے اسی عالم اضطرار میں عیاری کو مطلق خیال نہ کر کے پچاس ہزار روپیہ منگواکے حکیم صاحب کے پاس
رکھوادیا اور روغن بھی منگواکر رکھوادیا اور حکم کیا کہ جلد گرد ثروین کثرت سے آگ روشن کیجائے بموجب
حکیم ملازموں نے آگ روشن کی حکیم صاحب نے کہا آپ سب صاحب یہاں سے چلے جائیے اور نقارے بجوائیے
میں علاج شروع کرتا ہوں یہ سنکے ہرمز اور فرامرز وغیرہ اٹھے اور بارگاہ سے نکل کے ہرمز اور فرامرز نے نقارچیوں کو
حکم دیا کہ زور زور نقارے بجاؤ حکیم صاحب ثروین کا علاج کررہے ہیں خبردار نقارے بجانے سے ہاتھ نہ روکنا ورنہ
تم سب مرجاؤگے اور جو شخص آواز ثروین کی سنیگا فوراً ہلاک ہوجائیگا کیونکہ حکیم صاحب نے یہی کہا ہے اور
ادویہ کی یہی تاثیر بیان کی ہے یہ سنکے نقارچی زور زور نقارے بجانے لگے اور مردم لشکر خوف جان سے احتیاطاً اور
چلے گئے تاکہ ثروین کی آواز کان میں نہ آسکے ادھر تو نقارے بجنے لگے ادھر خواجہ عمرو ثروین کے دست و پا
حلقہ کمند سے خوب مضبوط باندھنے لگے ثروین نے پوچھا حکیم صاحب میرے ہاتھ اور پیر کیوں باندھتے ہو
میں نے کیا خطا کی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ میں تمہارا علاج کرتا ہوں ترکیب اور تدبیر علاج کی یہی ہے ثروین
نے کہا اگر علاج کرنے کی یہی ترکیب ہے تو دست و پا باندھیے غرض حکیم صاحب موصوف نے ثروین کے
دست و پا جلد تر باندھے اور کارد نکالکر زخم سر ثروین کا چیر ڈالا اور علاوہ زخم سر کے صدر اور کمر اور بازو کو تکار کر
چیر ڈالا ثروین تڑپنے لگا اور بے اختیار چلانے لگا اسوقت خواجہ عمرو نے کہا او بیحیا تونے مجھے نہیں پہچانا
کہ میں کون ہوں میں خواجہ عمرو آج ایسا علاج تیرا کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چونا اور نمک باہم
ملاکے خوب زخموں میں بھردیا اسوقت اسقدر ثروین تڑپا اور چلایا کہ قریب تھا کہ روح اسکی جسم سے نکلے
خواجہ عمرو نے اسے تڑپتا چھوڑ کے جلد تر مال ایاسی زنبیل سے نکالکر اور روپیہ اور جو اشیا وہاں تھیں سب لیں
اور مع فرش ہر ایک شے کو داخل زنبیل کیا پھر خواجہ دست و پاے ثروین سے حلقہ کمند کھولنے لگے اسوقت ثروین
بیہوش ہوگیا تھا ادھر تو خواجہ عمرو حلقہ کمند دست و پاے ثروین سے کھول رہے تھے ادھر بختک نے
چونکا اور دیکھا کہ صدہا نقارے زور زور نقارچی بجارہے ہیں مردم لشکر قریب بارگاہ ثروین سے دور بھاگ کر
ٹھہرے ہیں دل میں خیال کرنے لگا کہ آج یہ کیا واقعہ ہے مردمان لشکر کیوں بھاگے جاتے ہیں بیوجہ اور بیکام صدہا
نقارے کیوں بجتے ہیں یہ خیال کرکے بختک نے بڑھ کے ایک سوار سے پوچھا اے بھائی تجھے کچھ معلوم ہے کہ یہ نقارے
کیوں بجائے ہیں سوار نے عرض کیا ملک جی ایک حکیم صاحب آئے ہیں بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ثروین کا علاج
کررہے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ میں ایسی دوا لگاؤں ثروین کے تن پر ضماد کرونگا کہ پہر بھر میں ثروین اچھا ہوجائیگا
اور اسیقدر چلائیگا کوئی اسکی آواز نہ سنے ورنہ تاثیر ادویہ سے آواز ثروین کی سنکے مرجائیگا اسیواسطے نقارے
بجانے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی آواز ثروین کی نہ سنے آپ بھی قریب بارگاہ نہ جائیگا ورنہ ابھی مرجائیگا اور میرے نزدیک
یہاں سے دور بھاگ جائیے توقف نہ کیجیے دیر نہ لگائیے یہ کہکے سوار بھاگ گیا بختک خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
ہی تشریف لائے ہیں وہی حکیم بنکے آئے ہیں سوائے انکے یہ اور کسیکا کام نہیں کہ اسطرح کا علاج کرے اب

مجکو لازم ہی کہ جلد ثروین کی خبر لون ورنہ پیر و مرشد کا ثروین کو تمام کر دینگے کسی نہ کسی طرح مار ڈالینگے یہ خیال کر کے
بخجک قریب نقارچیون کے گیا اور ہاتھ اٹھا کر نقارچیون سے کہا کہ نقارے نہ بجاؤ مگر جاؤ نقارچی یہ سمجھے کہ بخجک کہتا ہی
جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجاؤ یہ سمجھکر اور جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجانے لگے زمین صدائے نقارہ کی
تلاں سے دمبدم لرزنے لگی بخجک کو غصہ آیا اور عنقریب نقارچیون کے جا کر کہا ای ملاعین نقارے نہ بجاؤ نقارچیون نے
جواب دیا واہ واہ ملک جی تم یہ چاہتے ہو کہ ہم آواز ثروین کی سن لیں اور مر جائیں ہم تو ضرور نقارے بجائینگے ہمیں اپنی
جان عزیز ہی علاوہ اسکے ہمکو حکم یہی ہی کہ نقارے بجاؤ ہم اسوقت آپکا کہنا نہ مانینگے اور نقارے بجائینگے بخجک نے خیال کیا
عجیب طرح پیر و مرشد نے سب کو ورزایا ہی یہ نقارچی تیرا کہنا نہ مانینگے اب بارگاہ ثروین میں چل دیکھ تو کہ وہاں خواجہ عمرو نے
مار ڈالا ہی یا قتل کر رہے ہیں یہ خیال کر کے بخجک بیتابانہ بارگاہ ثروین کیطرف چلا اور جلد تر راہ طی کر کے بارگاہ ثروین میں
آیا دیکھا کہ حکیم صاحب حلقہ ہائے کمند کھول چکے ہیں گرد ثروین کے بکثرت آگ روشن ہی ثروین بیہوش پڑا ہی بارگاہ میں
سوائے حکیم صاحب اور ثروین کے اور بجز آگ کے اور شی نہیں ہی یہ دیکھکے بخجک نے خیال کیا کہ خواجہ نے ثروین کو
مار ڈالا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بخجک آگیا جلد اٹھے اور کہنے لگے او بخجک میں جاتا ہون اور تجھسے کہے جاتا ہون
کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ہمزاد اور فرامرز وغیرہ کو لیکر نہ آنا ورنہ میں اسیطرح تمکو بھی سزا دونگا یہ کہکے خواجہ سراپردہ
بارگاہ کا چاک کر کے نکل گئے اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کر کے جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے ادھر بخجک نے ہمزاد
اور فرامرز وغیرہ کو بجلد بلایا اور حال ثروین کا سبکو دکھلایا اور کہا کہ جسکو تم حکیم صاحب جانتے تھے وہ خواجہ عمرو
تھے اب جلد گرد ثروین سے آگ کو ہٹاؤ دیکھو ثروین زندہ ہی یا نہیں ہمزاد و فرامرز وغیرہ گفتگوے بخجک سنکر
نہایت متحیر ہوئے اور گرد ثروین سے آگ ہٹوا کر ثروین کے حال کو دیکھکر متاسف ہوئے اور رنجیدہ و بخجک نے ہمراہ
ثروین سے بعد ... ثروین کا علاج کرنے لگے نقارے بجانے موقوف ہوئے سواروں نے ہمزاد و فرامرز
اور بخجک سے کہا کہ حکیم صاحب کو ہمنے کئی ہزار روپیے واسطے مرہم بنانے کے دیے تھے افسوس ہم نہ جانتے تھے کہ
یہ حکیم صاحب خواجہ عمرو ہیں بخجک نے جواب دیا شکر کرو کہ جانیں تمہاری بچ گئیں روپیہ بھی تمسے خواجہ لیگئے اب نہ بولو
کسیکو کچھ نہ بتاؤ سواران لشکر نالان و گریان اپنے بستروں پہ گئے ثروین کو ہوش آیا بخجک نے کہا ای ثروین بغیر
ہمارے مشورہ کے حکیم صاحب کا بے سمجھے ہوئے علاج تمنے خوب کیا شکر کرو کہ جان بچ گئی میں بارگاہ میں تمہاری
چلا آیا خواجہ عمرو مجھے دیکھکر چلے گئے اگر میں تھوڑی دیر اور نہ آتا خواجہ تمکو مار ہی ڈالتے ثروین تقریر بخجک کی
سنکے چپ رہا اور بوجہ درد و ایذا کے کچھ نہ بولا القصہ یہان تو ثروین کے زخموں میں ٹانکے دیے جاتے ہیں اور
علاج ہوتا ہی دیکھیے کب تک اچھا ہوتا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ بارگاہ ثروین سے
نکلکر بعجلت راہ طی کر کے قلعہ تنگ رواحل میں پہونچے اور سرداران لشکر سے ملاقات کر کے اپنی عیاری کا حال
بیان کیا سرداران لشکر خوش ہوئے پھر سرہنگ مصری نے بعد تسلیم کے جو عرضی فرخ دے گیا تھا خواجہ
کو دی خواجہ عمرو نے اس عرضی کو پڑھا اور مضمون مندرجہ سے آگاہ ہو کر نہایت محزون ہوئے پھر اس
عرضی کو لیکر پاس ملکہ مہرنگار کے گئے اور کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ عرضی مجکو لکھی ہے نانا کو انکے شنگل
بادشاہ ثروین نے قتل کر ڈالا ہی اور شہر یونان ویران کر دیا ہی اور وہاں کو انکے سرداران لشکر شنگل نے اسیر کر لیا ہے
عمرو نے مجکو بلایا ہی اب مجکو لازم ہی جاؤں اور عمرو بن حمزہ کی والدہ کو قید سے چھڑاؤں پس تمسے رخصت ہوتا ہون
ملکہ مہرنگار نے کہا مجکو ثروین اور ہمزاد و فرامرز وغیرہ سے خوف ہے کہ وہ اس قلعہ تنگ رواحل پر حملہ ور ہونگے اور

اور بعد تمھارے جانے کے جنگ و جدال کرینگے پس جانا تمھارا یہان سے اچھا نہین ہے خواجہ عمرو نے کہا ای
ملکہ مین علاج تو نہین کر آیا ہون کہ چھ مہینے تک تو اسیطرح وہ اچھی ہونگی اور جب تک اچھا ہوگا یقین ہے کہ ہرمز
اور فرامرز سرکشی نہ کرینگے لہذا تم مطمئن رہو اور مجھے رخصت کرو مجھکو وہان جانا لازم ہے ملکہ مہرنگار نے یہ گفتگو سنکے
مجبوری خواجہ عمرو کو اجازت جانے کی دی خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار سے آٹھ روز کی رخصت لیکر سرداران
لشکر کے پاس آئے اور سب سے کہنے لگے کہ مین جا [illegible] شہر یونان جاتا ہون تم خبردار اور ہوشیار رہنا اسیطرح مفصل
سے خواجہ عمرو نے کہا کہ قلعہ کی اور ملکہ مہرنگار کی حفاظت بخوبی کرنا مین خوارزم کی طرف جاتا ہون زرتاش بہادر
تو یقین ہے کہ پہونچ گئے ہونگے یہ کہکے خواجہ مع ایک سردار او عیاری سے رخصت ہوئے

داستان جانا خواجہ عمرو کا یونان اور خوارزم مین اور گرفتار کرنا دم شیشہ کو پھر خود بھی اسیر ہونا

راویان سحربیان اس داستان دستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو مع ایک سردار سے رخصت ہو چکے
بانے عیاری سے اپنے تن پر آراستہ کرکے قلعہ تنگ مداخل سے باہر آئے اور سمت یونان چلے اور جلد تر راہ
طے کرکے یونان مین پہونچے اور شہر کو تباہ دیکھکر اندوہناک ہوئے جب خواجہ عمرو ایوان ملکہ گلشن آرا مین داخل
ہوئے اسوقت فتنہ اور ملکہ گلشن آرا نے بعد مزاج پرسی کے تمام بربادی شہر کا احوال بیان کیا اور جو کچھ یونان
مین واقعہ گذرا تھا مفصل خواجہ سے بیان کیا خواجہ عمرو نے نہایت افسوس کیا پھر ملکہ گلشن آرا اور فتنہ نے
خواجہ سے خبر نہ لینے کی شکایت کی خواجہ نے جواب دیا کہ فی زمانہ حمزہ صاحبقران پردۂ قاف مین ہین ہرمز اور فرامرز
وغیرہ سے مین لڑائیون مین معروف رہا اسوجہ سے میرا یہان آنا نہوا اب عرفی عمرو بن حمزہ سے یونان ویران
ہونے کا حال معلوم ہوا اور انھون نے مجھکو طلب کیا تو مین یہان آیا ہرچند کہ کوئی شخص میرے یہان
آنے پر راضی نہ تھا لیکن مین آٹھ روز کا وعدہ کرکے آیا ہون اب یہ بتاؤ کہ برخوردار شاہزادہ عمرو بن حمزہ کہان ہے
اور فرخ کس جگہ ہے مجھکو حال فرخ کی عرفی لانے کا مرہنگ مصری وغیرہ سے معلوم ہوا تھا ملکہ گلشن آرا
نے کہا کہ میرا فرزند اسیر خوارزم مین ہے اور فرخ فی الحال یہین ہے اگر جاؤ خوارزم میرے نور نظر کے پاس گیا ہے
خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے کہنے لگے کہ اب مین عمرو بن حمزہ کے پاس جاتا ہون ہرچند ملکہ گلشن آرا نے خواجہ عمرو سے
کہا کہ چند روز کے بعد جانا مگر خواجہ عمرو مقیم نہوے اور ملکہ گلشن آرا اور فتنہ اپنی زوجہ سے رخصت ہو کر سمت
خوارزم روانہ ہوئے اور بعد طے راہ کے داخل خوارزم ہوئے اور باشندگان خوارزم شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی
کو پوچھنے لگے کہ کس جگہ اور کس مکان مین قیام پذیر ہین مردمان شہر نے تمام حال گذشتہ بیان کرکے کہا کہ باغ
شش گل مین جا کر بیٹھے سنا ہے کہ نارنج جادو مالک طلسم نارنج شاہزادہ وغیرہ کو سحر کرکے پتھر کا بنا دیا ہے
خواجہ عمرو یہ تقریر مردمان شہر سے سنکے نہایت ملول ہوئے اور جانب باغ شش گل اپنی شکل تبدیل کرکے چلے
جب قریب باغ پہونچے دیکھا کہ ہزار ہا مردمان لشکر جادو سے پتھر کے ہوئے ہین جب خواجہ اندرون باغ آئے
دیکھا زرتاش بہادر اور اکثر سرداران لشکر مع نارنجیان پتھر کے ہوگئے ہین عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین
خواجہ عمرو زرتاش بہادر وغیرہ کو سحر مین گرفتار دیکھکر گریان ہوئے اور فرخ اور عمرو و حمزہ یونانی کو نہ دیکھکر از حد ملول
ہوئے ہرچند کہ خواجہ عمرو نے فرخ اور عمرو بن حمزہ کو نہین دیکھا تھا اور انکی صورت و شکل سے آگاہی نہین رکھتے تھے لیکن
خواجہ عمرو نے بعد [illegible] دریافت کیا کہ یہان فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی نہین ہین کیونکہ جسقدر باغ کی بارہ دری مین
زن و مرد سب پتھر کے ہو گئے تھے انمین کوئی طفل اور نوجوان نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے خیال کیا کہ یہان عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین

غرض جسوقت خواجہ عمرو باغ مین آ ملے تھے اسوقت فرخ اور عمرو بن حمزہ اسی مکان مین جسمین قید تھے باہم کہ رہے تھے
کہ ابھی تک خواجہ تشریف نہین لائے نہین معلوم کسی فکر و تردد مین ہین کہ شہر خوارزم مین بالکل آنا ابتک نہوا مکان
مذکور مین فرخ اور عمرو بن حمزہ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نہ تنہا چھوڑ کر اسکو شتاب سے سحر دیکھکر بے
اختیار رونے ناگاہ خواجہ نے بالاے فلک ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا خیال کیا کہ کوئی جادوگر آتا ہے خواجہ یہ خیال ہی کر رہے تھے
اور بآواز زور سے تھے دوبارہ ساحر جو نارنج جادو نے براے حفاظت مقرر کیے تھے انھون نے جو صداے گریہ سنی
خواجہ عمرو کیطرف چلے خواجہ ساحرون کو آتے دیکھکر جلد گلیم زیر حکم پہن کے باہر نکل گئے ساحران مذکور نے بارہ دری
مین پہونچکر چند سحر کیے اور لفظ گیر زبان پر لائے لیکن کوئی اسکو نظر نہ آیا آخر ناچار ہوکر سب ساحر ذوالجام جادو
کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابھی ایک شخص باغ مین آیا تھا اور رونا تھا ہر چند ہمنے سحر کیا لیکن اسکا پتا اور نشان
بھی نہ معلوم ہوا شاید وہ ہم سے زیادہ سحر مین دخل رکھتا تھا کہ ہمارے سحر کو رد کرکے باغ سے چلا گیا یا باغ مین کہین
پوشیدہ ہو گیا ہر چند ہمنے ڈھونڈھا لیکن وہ شخص نہ ملا ذوالجام جادو یہ گفتگو ساحرون کی سنکے متردد اور متحیر ہوا اور
باغ مین اس شخص مذکور یعنی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگا اور ہر طرف سحر کرنے لگا جب ذوالجام نے اسکو نہ پایا نہایت متفکر
ہوا اور ساحرون سے کہنے لگا کہ اگر وہ شخص باغ مین ہوگا تو ہمارے اور تمہارے سحر سے نکلکر نہ جا سکیگا جسوقت ظاہر ہوگا
ہم اسکو گرفتار کر لینگے یہ کہکے ذوالجام خاموش ہوا باغ شتگل مین ذوالجام خواجہ کو تلاش کرکے اور ساحرون سے گفتگو
کرکے خاموش بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو جو باغ سے نکلکر روانہ ہوے کئی منزل تک
برابر چلے گئے آخر شام دریا کے کنارے ٹھہرے اور ایک درخت بلند پر چڑھ کے کیفیت دریا کی دیکھنے لگے دل مین خیال
ایسے لگے کہ آج شب کو شاید دریا کے [illegible] ہونگا صبح کو جسطرف مناسب ہوگا جاؤنگا خواجہ ابھی یہ خیال کر رہے تھے کہ یکایک
خواجہ نے دیکھا کہ اس کنارہ دریا کی جانب اسقدر دور تک دھوان ہی کہ کچھ نظر نہین آتا ہے خواجہ اسقدر دھوان دیکھکر
نہایت متحیر ہوے خواجہ کو یہ معلوم تھا کہ اس کنارہ دریا کی جانب شہر زلزلہ جادو ہمشیرہ نارنج جادو کا ہے اور
دھوان جو نظر آتا ہی دود سحر ہی کیونکہ روز باہ جادو نے جو روبرو زلزلہ جادو و نارنج جادو سے کہا تھا کہ تیرے عزیزون
کے مکان اور شہر سے فتنہ و فساد ایسا برپا ہوگا کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور تو قتل ہو جائیگا اسی وجہ سے زلزلہ جادو
نے اپنے شہر کو بند کیا ہی کہ طلسم کشا وغیرہ میرے شہر مین نہ آنے پاوے چونکہ خواجہ عمرو کو اس حال سے آگاہی نہ تھی اسی سبب
سے دھوئین کو دیکھکر بے اختیار متحیر ہوے خواجہ ابھی دھوئین کی جانب بغور دیکھ رہے تھے کہ ایک عقاب دریا کنارے آکر
بیٹھا خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر درخت پر سے اسطرح عقاب پر چلایا کہ عقاب پتھر کے صدمے سے فی الفور تڑپ کے مر گیا جب عقاب
مذکور ہلاک ہو گیا فوراً سنگباری اور برف باری شروع ہوئی اور تاریکی ہو گئی اور ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم
و مطلب خود نرسیدیم مارا مجکو کہ نام میرا انصار جادو تھا غرض بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو درخت سے
اترے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کنارہ دریا پڑا ہی خواجہ نے جو اسکی کمر اور جھولی مین دیکھا تو ایک نامہ نارنج جادو کا ملا کیونکہ
نارنج جادو نے نامہ دیکر انصار جادو کو اپنی بہن زلزلہ کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ یہ نامہ میرا میری بہن کو جا کر دے آ جب
خواجہ نے نامہ پایا فوراً صورت اپنی بشکل انصار جادو بنائی اور انصار جادو کو زمین مین گاڑ دیا اور دریا کنارے ایک
رزائی اوڑھ کے لیٹ رہے اور کانپنے لگے اتفاقاً اسوقت زلزلہ جادو نے اپنی بہن کے پاس واسطے کسی ضرورت کے
عقاب جادو کو بھیجا تھا جب عقاب جادو دریا کنارے آیا دیکھا کہ انصار جادو دریا کنارے پڑا ہوا ہی اور کانپ رہا ہی
یہ حال انصار جادو کا دیکھکر عقاب جادو بلندی سے زمین پر آیا اور قریب انصار جادو کے آکر پوچھنے لگا بھائی انصار جادو

یہان کیون پڑے ہوے ہو اسوقت مزاج تمھارا کیسا ہی ہو اجہ عمرو نے تمت تو ند بوے نامہ نارنج کا دکھایا اور اشارے سے
کہا کہ یہ نامہ لیکر آیا تھا تپ آگئی گر پڑا اب مجھسے اٹھا نہین جاتا ہی عقاب جادو نے کہ بھائی تم گھبراؤ نہین اور مطلق پریشان
نہ ہو مین ابھی تمکو زلزلہ جادو کے پاس لئے جاتا ہون یہ کہکے عقاب جادو نے الفار جادو نقلی کو
اٹھایا اور بزور سحر پرپرواز پیدا کرکے الفار جادو نقلی کو لیکر روانہ ہوا اور بعد راہ طی کرنے کے الفار کو روبروے زلزلہ جادو
لیگیا اور کہنے لگا کہ بھائی الفار جادو کنارہ دریا پڑے تھے اگر مین انکو نہ دیکھتا تو یہ مرجاتے انکو تپ آگئی تھی اور اسوقت تک
موجود ہی یہ نامہ آپکی بہن کا لیکر آئے ہین نامہ ملاحظہ کریجئے زلزلہ جادو نے نامہ لیکر پڑھا نامہ مین نارنج جادو نے زلزلہ جادو
کو بعد تعریف سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کے یہ لکھا تھا کہ آپ ہین آگاہ ہو کہ جادوی نانی زر وزبانہ جادو
طلسم مین میرے پاس آئی تھین اور مجھسے تاکید کر گئین ہین کہ تم اپنی بہن زلزلہ کو نامہ اس مضمون کا لکھو کہ بہت ہوشیار
و خبردار رہنا کسی غیر کو اپنے شہر مین اور اپنے پاس ہرگز ہرگز نہ آنے دینا چنانچہ بموجب انکے کہنے کے مین نے تمکو یہ نامہ
لکھا ہے اور الفار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے تمکو لازم ہے کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر شخص تمھارے ملک مین آنے نہ پائے مجکو
بموجب نانی کے کہنے کے اپنی جان کا خوف ہی زیادہ کیا لکھا جائے زلزلہ جادو نے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ کیا مین نادان ہون کہ طلسم کشا یا اور کسی عیار وغیرہ کو اپنے شہر مین آنے دونگی اور طلسم کو برباد کرادونگی اور
اپنی بہن کو قتل کرادونگی مین نے تو پہلے ہی سے شغل کے باغ سے آکر اپنے شہر کو سحر سے بند کر دیا ہی اب بھلا میرے شہر مین
اور میرے پاس کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی کہ میرے شہر مین قدم رکھ سکے الفار جادو نقلی نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنکر
ساحران نابکار جو روبروے زلزلہ جادو بیٹھے تھے عرض کرنے لگے آپ بجا فرماتے ہین زلزلہ جادو نے گفتگو ساحران سنکے
الفار جادو سے کہا کہ اسوقت تیرا حال تپ کی وجہ سے اچھا نہین ہی کسی جگہ لیٹ رہ جب تپ سے افاقہ ہو گا تحقیق
چلا جائیو الفار جادو بموجب کہنے زلزلہ جادو کے سلام کرکے ایک گوشے مین لیٹ رہا ابھی الفار جادو نقلی
لیٹا تھا کہ دوزبانہ جادو بہن دوزبانہ جادو کی زلزلہ جادو کے پاس آئی اور تخت سے اترکے قریب
زلزلہ جادو کے بیٹھی زلزلہ جادو نے بندگی کی دوزبانہ جادو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ ای زلزلہ خداوند دم خجستہ
کی خدمت مین بھی چلوگی صبح کو میرے میلہ مین مجکو خداوند دم خجستہ نے بلایا ہے مین تو ابھی سے جاتی ہون
زلزلہ جادو نے کہا نانی صاحبہ آپ تشریف لیجائین مین بھی حاضر ہونگی ذرا میری دختر گلشن جادو کو ہوش
آنے اسوقت وہ بیہوش پڑی ہی طبیعت میری از حد پریشان ہی دوزبانہ جادو نے پوچھا گلشن جادو کی طبیعت
کب سے ناساز ہی زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مین گلشن جادو اور تیز زلزل اور رازلال اپنی بیٹیون بیٹھون کو اپنے
ہمراہ لیکر باغ شغل مین اپنی بہن نارنج جادو کے پاس گئی تھی وہان عمرو بن حمزہ اور شیخ عیار عمرو بن حمزہ کو
مین نے گرفتار کیا تھا اور وہ دونون اسوقت بہن کے سامنے کھڑے تھے مین جانتی ہون کہ میری دختر انھین قیدیون کو
دیکھکر ڈر گئی ہی یا باغ مین جانے سے کچھ گلشن جادو کو ہوگیا ہی آسیب کا سا خلل پایا جاتا ہی نہ کچھ کھاتی ہی نہ کسی سے
بات کرتی ہی ہر وقت منہ لپیٹے پڑی رہتی ہی گل عارض اسکے زرد ہوگئے ہین صورت غنچہ خاموش سب
جیسے باغ مین آتی ہی یہی کیفیت اسکی ہی سبکو خار رخار تردد و فکر ہی مثل زلف طبیعت میری پریشان ہی آپ جانتی ہین
کہ مین سب سے زیادہ اسی لڑکیکو چاہتی ہون ہر چند کہ تیز زلزل اور رازلال یہ بھی میری بیٹیان ہین لیکن مجکو اسنے
بھی زیادہ اسی سے محبت اور الفت ہی مین اپنی اسرع اور جان اسی کو سمجھتی ہون ہواے گرمی مین کبھی اس گل پیرہن کو
نکلنے نہین دیتی ہون آجکل گلشن جادو کی صورت دیکھکر طرح طرح کے خیالات میرے دلمین گذرتے ہین ابھی

اسکو اپنڈا ہو ساحری اور جمشید خیر کرین جلد میری دختر رشک چمن کو اچھا کردین زوربانانہ جادو نے تمر تیز زلزلہ جادو سے جسکے
کہا اب تمکو خداوند دم خبثیہ کی خدمت مین فوراً جانا چاہیے اور حال اپنی دختر نیک اختر کا عرض کرنا چاہیے اسوقت تمھاری دختر
بیہوش پڑی ہے اسے بیدار کرنے سے تکلیف ہوگی ورنہ مین جا کر اُسے جگاتی اور اُسکا مزاج پوچھتی اور حال اُسکا
دیکھتی یہ کہکے زوربانانہ جادو تخت پر سوار ہوکے جانے لگی انتصار نقلی نے جو دیکھا کہ زوربانانہ جادو دم خبثیہ
کے پاس جاتی ہے اُسوقت انتصار نے خیال کیا کہ یقیناً میلے مین نارنج جادو بھی آئیگی اور عجب نہین کہ عمرو بن حمزہ
و فرخ کو اپنے ہمراہ لائے اور دم خبثیہ سے در باب قتل فرخ اور عمرو بن حمزہ کچھ پوچھا پس یہان سے میلے مین
چلنا چاہیے اور دم خبثیہ نالایق کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے اور نارنج جادو وغیرہ کو بھی قتل کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے انتصار نقلی نے عقاب جادو سے کہا بھائی ذرا تم مہربانی کرکے زلزلہ جادو سے میری طرف سے کہو کہ انتصار
کہتا ہے کہ آپ مجکو ازراہ عنایت زوربانانہ جادو کے ہمراہ خداوند دم خبثیہ کے پاس بھیجدیجیے وہان میری تپ کو خداوند
دم خبثیہ ایک لحظہ مین دفع کردینگے جلدی سے صحت ہو جائیگی عقاب جادو نے بموجب کہنے انتصار جادو نقلی کے زلزلہ
جادو سے عرض کیا زلزلہ جادو نے زوربانا جادو سے کہا کہ انتصار نہایت بیمار ہے اسے آپ اپنے ہمراہ جانب
خداوند دم خبثیہ کے لیجایے زوربانا جادو موافق کہنے زلزلہ جادو کے ایک تخت پر انتصار جادو نقلی کو بٹھا کے
جانب خداوند دم خبثیہ روانہ ہوئی بعد جانے زوربانا جادو کے زلزلہ جادو بھی مع تزلزل و بازلزال اپنی دختر دل
کے تخت پر بیٹھکر جانب خداوند دم خبثیہ روانہ ہوئی پہلے زوربانا جادو خدمت دم خبثیہ مین پہونچی پھر زلزلہ جادو
بھی خداوند دم خبثیہ کے روبرو پہونچی ہر ایک نے دم خبثیہ کو سجدہ کیا دم خبثیہ نے زلزلہ جادو سے کہا اے زلزلہ جادو
جو تونے زوربانا جادو سے کل کہا تھا تونے اسپر عمل نہ کیا اور تاج خواجہ عمرو عیار حمزہ کو انتصار جادو تصور کرکے
ہمراہ زوربانانہ جادو کے یہان بھیجا ہے وہ بیمار بنا ہے درکار ہے کہ اسکا قتل و تکفیر نہین ہے اسکی شر سے تمہین بچنا چاہیے
زلزلہ جادو تقریر دم خبثیہ سنکے حیران ہوئی اور عرض کرنے لگی یا خداوند عمرو کہان ہے دم خبثیہ نے کہا اپنے پیچھے دیکھ زلزلہ پس پشت
دیکھنا چاہتی تھی کہ عمرو نے خیال کیا دم خبثیہ نالایق ساحرہ بلا کی ہے اسنے تمہین پہچان لیا اب تم یہان نہ ٹھہرو ورنہ ابھی گرفتار ہو جاؤ
یہ خیال کرکے عمرو جست کرکے اور گلیم اوڑھ کے غایب ہو گئے زلزلہ جادو نے پیچھے پھر کے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو نے عرض
کیا یا خداوند پس پشت تو میرے کوئی آدمی نہین ہے دم خبثیہ نے کہا عمرو جست کرکے چلا گیا زلزلہ جادو اور زوربانا جادو وغیرہ
یہ گفتگو خداوند دم خبثیہ کی سنکے سب کی سب نہایت حیران ہوئین اور خوف عمرو سے کانپنے لگین بعد ایک لحظہ کے عمرو ایک منشی
کی شکل بنکے روبرو دم خبثیہ آئے اور پس پشت زلزلہ جادو کھڑے ہوئے دم خبثیہ نے پھر زلزلہ جادو سے کہا کہ اے
زلزلہ دیکھ اور اچھی طرح پہچان لے تیرے پس پشت عمرو کھڑا ہے اور منشی کی شکل بنکے آیا ہے یہ کہکے دم خبثیہ نے
خواجہ عمرو سے کہا کہ اے بے حیا میرے سامنے سے دور ہو کیون میرے روبرو لنگوٹ باندھے ہوئے کھڑا ہے کیا پھر عاشق
ہوگیا ہے بار بار میرے سامنے آتا ہے اور سجدہ مجکو نہین کرتا ہے عمرو یہ گفتگو دم خبثیہ کی سنکے پھر گلیم اوڑھ کے غایب ہوگئے اور
خیمے سے نکل گئے زلزلہ جادو نے پھر پیچھے مڑکے دیکھا کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو متحیر ہوئی اور ہر ایک ساحرہ کمال حیران ہوئی
غرض اسی طرح عمرو ستر مرتبہ صورت اپنی بدل بدل کے سامنے دم خبثیہ کے آئے اور دم خبثیہ نے ہر مرتبہ پہچان لیا اور زلزلہ
وغیرہ سے کہا کہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے اور جب زلزلہ وغیرہ نے دیکھا کوئی نظر نہ آیا اور خواجہ گلیم اوڑھ کے غایب ہو گئے آخر
زلزلہ جادو نے عرض کیا یا خداوند عمرو ستر بار آپکے سامنے آیا اور آپنے عمرو کو گرفتار نہ کیا دم خبثیہ نے جھنجھلا کے اور دم کو
ایک ادا سے ہلا کے کہا کہ مین نے اسوجہ سے عمرو کو گرفتار نہین کیا کہ مین چاہتی تھی تم سب بھی عمرو کو دیکھ لو اور پہچان لو اور علاوہ اسکے

چار برس کی اور عمر مین تھاوی نازنین یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور بعد کرشمہ نازنین نے غزل آغاز کی غزل فراق یار مین ہجر لبون پر آہ و زاری ہے

ہم کو سکھ نین کا ایسا مارا تیر
من بھلاوت دن گیو مہا کٹھن ہی رینا
تب برہا چرنار ہو بار ہو گے سب کیس
ملت ماس تن مان نین کاسے پوچھون دوہا
پیتم کو تک دیکھنکو کیسے گیو سا تھ
پیارے تم مت جانیو کر تم بچھڑے موہ چین
پردیسی کی پیت کو سکو من پلیسے
پیت لوا سون کیجے جا سون من پتیلے
کھڑی نہار کم ہو جو پیت ہر دو عاب

تن من سارا چھید گیا الفت کر کے پیر
ہاے دل کیسی کرون برہ بکھے نین چین
ستہ وہ جو ہوا پکھ ناری ہست ہو سگرا دن
پاپن ہری لاج نی و نار د سر کو جاے
رین بچھو ہا جو کیو ملتی رہ گئی اجتب
جیسے بن کی لاکڑی سلگت ہون رین
دا موا پنے گھونٹ ہے سنگ لیجا
جنجنے کی پیت مان جنم اکارت جاے
کیسیرت سے پہلے ملو تو د جاہو یار

تمھاری تیغ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہے
گلے سے آکے لگ جاو یہی امیدواری ہے
تمھارے عشق مین ہر ایک جانب جاری ہے
عدم کی دور ہے منزل کہ سر پر بوجھ بھاری ہے
اسیر کاکل جانان کی یہ جو بیقراری ہے
گذرتی جان پر میری نہایت بیقراری ہے
محبت اسکو کہتے ہین کہ یہ سون اشتعاری ہے
جگر پر چل رہی پیارے محبت اب تمھاری ہے
سنو تم آشنا ہر نصیحت اب ہماری ہے

نازنین مذکور نے یہ بھی غزل تمام کی دم جنبیشہ کثرت نشہ مے سے اور غزل مرقومہ سننے سے خوب ہنسنے لگی اور نہایت مسرور ہوئی پھر
سے اٹھی اور جھومتی ہوئی باغ کی بارہ دری مین گئی اور پلنگ پر لیٹ کے سو رہی بعد جانے دم جنبیشہ کے وہ سہیلیاں بھی اپنے اپنے
ساتھ دون کے چلی گئی جب خواجہ نے دیکھا کہ ہو چکے جب کوئی نہین ہے تو دیوار سے نیچے اتر آے اور سیر باغ کی کرنے
لگے اور گلہاے رنگارنگ کو دیکھ کے حمد باغبان گلشن جہان کرنے لگے اور ہر ایک چمن کو دیکھ کر تعریف کرنے لگے
کیونکہ ہر ایک شجر اس باغ کا قامت محبوب خوش قامت سے اچھا تھا اور ہر ایک گل اس باغ کا گل رخسار سے بھی
بہتر تھا گل نرگس چشم بتان جہان سے خوشنما نظر آتے تھے پیچ سنبل کے زلف پرشکن معشوقون کی خوبی سے بھی سرا سر اچھے
تھے غرض ہر گل دلخواہ اور ہر نہال دلخوش باغ کا بے مثل و بے نظیر تھا خواجہ عمرو بھی باغ کی سیر کر کے جب تھک گئے
اور چاہا کہ فرش بادلہ ملکیو کو بھی داخل زنبیل کرین لیکن کچھ خیال کر کے رہنے دیا اور داخل زنبیل نہین کیا پھر خواجہ آہستہ
آہستہ قریب بارہ دری کے گئے دیکھا بارہ دری فرش اور شیشہ آلات سے نہایت ہی آراستہ ہے اور ہر ایک کنول اور
فانوس مین شمعین مومی اور کافوری روشن ہین خواجہ عمرو نے دیکھا کہ دم جنبیشہ پلنگ پر چت پڑی ہوئی
سو رہی ہے اور کنیزین بعضے ہوشیار بیٹھی ہوئی ہین بعضے اونگھ رہی ہین اور دو کنیزین دم جنبیشہ کے قریب
بیٹھی ہوئی ہین ایک کنیز پنکھا جھل رہی ہے اور ایک دم جنبیشہ کے پانون دبا رہی ہے خواجہ عمرو نے کنیزون کو ہوشیار
دیکھ کر پروانے نکال کے بیہوشی انکے پیرون پر چھڑک کر اوڑا دئے پروانے شمعون پر گرے جب پروانے جلے دھوان
بیہوشی کا بلند ہوا کنیزون کے دماغ مین جو دھوان نے سرایت کی جملہ کنیزین بیہوش ہو گئین خواجہ عمرو نے دم جنبیشہ کے
پاس جا کر کچھ عماری مین تھوڑا سا سفوف بیہوشی رکھا اور کچھ قریب ہی دم جنبیشہ کے رکھ دیا جب دم جنبیشہ نے سانس
کھینچی سفوف بیہوشی کچھ دماغ مین پہنچ گیا دم جنبیشہ کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو نے جلدی سے اپنی شکل
مثل صورت دم جنبیشہ کے بنائی اور لباس دم جنبیشہ کا ایک ایک انگلی اسکے باندہ کر اتار لیا پھر خواجہ نے وہی لباس زیب تن کیا اور
دم جنبیشہ کو اٹھا کر زنبیل کیا اور کہا اے دادا آدم اس ساحرہ سے کام اور خودی زیادہ کراے گا نیز اور دا خیلجن اس سے
الجھاے گا یہ بھی تین مردم سے خدا کو اول ہے اور دعوی خدائی کرتی ہے اور لباس کنیز کے خواجہ عمرو نے جو کچھ بارہ دری مین تھا
سوا فرش اور پلنگ کی سب چیزین نذر زنبیل کین اور تکیہ و فرش جو تھے کا بھی نذر زنبیل کر دیا اور پلنگ پر لیٹ رہے
جب صبح ہوئی کنیزین ہوشیار ہوئین بیہوشی دفع ہو گئی گھبرا کر اٹھین اور باہم کہنے لگین کہ آج سب

سبب ہی کہ بیدار نہیں ہوتیں یہ کہکے ایک کنیز نے بیدار کرکے عرض کیا خداوند آج حضور کا کیا مزاج ہی دم جنبشہ نقلی نے کہا
آج مزاج اچھا نہین ہی بات کو زیادہ جاگنے سے اٹھنے کو دل نہین چاہتا ہی اگر تمسے ہوسکے تو مجکو لیچلو خود مجھسے نہ جایا جائیگا
کنیزون نے عرض کیا ہم تو خود خداوند کو تخت پر سوار کرکے اور تخت کو اٹھا کر گنبد کی راہ تک لیجایا کرتے تھے آج سوا پلنگ اور فرش
کے اور یہان کوئی شی معلوم نہین ہوتی ہی ہمکو نہایت حیرت ہی کہ خداوند کل اشیا اس بارہ دری سے اور باغ سے کیا
ہوئے دم جنبشہ نقلی نے برہم ہوکر کہا لاالیقاب تمہین ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہی تم جانتی ہو کہ مین کون ہون
کنیزون نے عرض کیا ہم تو حضور کو خداوند جانتے ہین اور ہم کیا ہزارون آدمی حضور کو خداوند سمجھتے ہین اور حضور کو سجدہ
کرتے ہین دم جنبشہ نقلی نے کہا جب تم ہمے خداوند جانتے ہو تو بیکار کل مال و اسباب کو مجھے پوچھتی ہو جہان ہمارا دل چاہا
وہان ہمنے مال و اسباب بھیجدیا اور جسکو دل چاہا کل اسباب دیدیا اب تم ذرا منہ پھیر دو مین تخت بھی منگوا لیتی ہون کنیزون
نے منہ پھیرا خواجہ عمرو نے زنبیل پر ہاتھ رکھکے فوراً زنبیل سے تخت نکالا کیونکہ جو شی خواجہ عمرو طلب کرتے ہین زنبیل
سے نکل آتی ہی غرض خواجہ نے تخت نکالکر پلنگ اور فرش کو زنبیل مین داخل کیا جب کنیزون نے خواجہ کی طرف
منہ پھیرا تخت پر وہی کھال ننھی کی جس مین دم جنبشہ کی لگی ہوئی تھی بچھے ہوئے دیکھا اور پلنگ اور فرش کو نہ دیکھا
کنیزین دل مین خیال کرنے لگین کہ خداوند دم جنبشہ مین عجب قدرت ہی تخت فی الفور منگوا لیا اور پلنگ اور فرش کو
بھیجدیا یہ خیال کرکے واسطے سجدے کے جھکنے لگین خواجہ عمرو نے کہا اسوقت سجدہ نہ کرو بڑی دیر ہوگئی جلد تخت
اٹھاؤ کنیزون نے بموجب حکم سجدہ نہ کیا اور تخت اٹھاکے چلین بعد تھوڑی دیر کے اس جگہ پہونچین جہان دہنہ نقلی کا تھا
اور جہانسے دم جنبشہ گنبد مین اکیلی جایا کرتی تھی اس جگہہ کنیزون نے تخت رکھدیا اور عرض کیا کہ اب حضور زینے
مین نقب کے جائین اور راہ طے کرکے گنبد مین جلد تشریف لیجائین وہان سب واسطے سجدہ کرنیکے موجود ہونگے
اور منتظر حضور کے ہونگے خواجہ عمرو یہ سنکے راہ نقب سے گنبد مین آئے دیکھا وہی گنبد ہی تخت جواہر نگار بچھا ہی سامنے
تخت کے آئینہ لگا ہی خواجہ عمرو یہ سنکے اسی تخت پر بیٹھے دروازہ گنبد کا کھولدیا عکس جو آفتاب کا آئینہ پر پڑا چمک
ہوئی ہر ایک کافر و ساحر جھکنے لگے واسطے سجدہ کرنیکے جھکا بعد اسکے خواجہ عمرو نے دیکھا میلے مین ہزار ہا آدمی جمع ہین
گھنٹے بج رہے ہین زن و مرد پرستش کر رہے ہین ابھی خواجہ میلے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو اور زور بانہ جادو
وغیرہ نے روبرو خواجہ عمرو کے آکر برائے سجدہ سر جھکانا چاہا خواجہ نے کہا ای زلزلہ جادو رات کو آج عمرو نہین آیا تھا
زلزلہ جادو نے دست بستہ عرض کیا خداوند تمام شب مین خوف عمرو سے بیدار رہی مطلق یہان سے جاکر نہین
سوئی عمرو نہین آیا عمرو نے یہ تقریر زلزلہ کی سنکے پوچھا اے زلزلہ جادو تم سب نے کبھی گنبد ساری اور
جمشید کی بھی سیر کی ہی تو شب کو ساری اور جمشید سے ملاقات کی تھی اور خوب بہشت کی سیر کی تھی
اسیوجہ سے آج یہان آتے ہین کسیقدر دیر ہوئی ساری اور جمشید آنے نہین دیتے تھے لیکن مین
چلی آئی زلزلہ جادو وغیرہ ساحران طلسم نے عرض کیا ہمنے کبھی بہشت کی سیر نہین کی دم جنبشہ نقلی نے
کہا آج ہم تم سبکو بہشت دکھلاوینگے تم سب بہشت کی سیر کرنا لیکن بہشت بغیر شراب پیے ہوئے نہین حاصل
ہوگا پس لازم ہی کہ جو ہم شراب پلائین وہ پیو اور ہمراہ ہمارے چلو سیر بہشت کی کرو سب نے عرض کیا خداوند
بہتر شراب پلایئے خواجہ نے کہا تم سب اپنی آنکھین بند کرلو ہم شراب بہشت منگواتے ہین سب نے آنکھین بند کرلین عمرو نے
کئی شیشے شراب کے مع ساغر بلورین زنبیل سے جلد نکالے اور سفوف ادویہ بیہوشی جلد شراب مین ملاکر کہا
اب آنکھین کھولو سب نے آنکھین کھولین دیکھا کئی شیشے اور ساغر رکھے ہین جملہ ساحران طلسم قدرت خداوند

دم خبیثہ کے اور زیادہ قائل اور معترف ہوئے پھر خواجہ عمرو نے سم خر پا جو زنبیل سے نکال کر ہر ایک ساحر پر مارنا شروع
کیا جس ساحر یا ساحرہ سے ناراض ہوئے اُنسے خواجہ عمرو نے کہا کہ تجھے تیری زندگی اور عمر دس برس کم کر دیے اور جو ساحرہ
ہونے اور سم خر سے بہت کے ناراض ہوئی اور جکی کھڑی رہی خواجہ عمرو نے خوش ہو کر اُس سے کہا کہ جتنی عمر تیری تھی علاوہ
اوسکے اور اسی عمر میں بیس برس بڑھا دیے یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشۂ شراب ساحران طلسم کو دیدیا اور کہا کہ جلد یہ شراب
تم سب پیو پھر تمکو بہشت میں لیچلینگے اور سیر بہشت کرا دینگے سبنے بعید آرزو شراب پی چونکہ شراب میں سفوف
ادویہ بیہوشی بکثرت ملایا تھا اسوجہ سے جلد تر ساحرہ اور ساحر وغیرہ شراب پی کے بیہوش ہوگئے اُسوقت عمرو
نے چار منتروں نے خنجر سے سر کاٹ ڈالے بعد قتل کرنے منتروں کے خواجہ عمرو سینہ زلزلہ جادو پر چڑھا چاہتے تھے
کہ سر جاکریں بیکایک تاریخ جادو آگئی اور اپنی بہن کے سینے پر خواجہ کو سوار دیکھکے پکاری اور جلال کر اسے
شخص میری بہن کے سر کو کیوں کاٹتا ہے چونکہ خواجہ عمرو نے اُسوقت خیدر کی کھال اُتار ڈالی تھی اور بصورت
اصلی تھے اسوجہ سے تاریخ جادو نے خواجہ پر سحر کیا خواجہ کے دست و پا میں حرکت باقی نہ رہی اور خنجر ہاتھ سے
چھوٹ کر علحدہ گرا تاریخ جادو نے خواجہ کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اپنی بہن زلزلہ کو ہوشیار کیا پھر تاریخ جادو
خواجہ کو بذریعہ اوراق جمشیدی آگاہ ہو کر پوچھا کہ اے خواجہ عمرو تمنے خداوند دم خبیثہ کو کیا کیا اگر انکو گرفتار
کر لیا ہے تو چھوڑ دو وہ ہمارے خداوند ہیں اگر تم انکو نہ چھوڑ دوگے تو میں ابھی تمکو قتل کر دونگی خواجہ عمرو نے جواب دیا
اور کہا کیا بکتی ہے تو کیا مجھے قتل کریگی جس طرح میں نے تیرے خداوند دم خبیثہ کو گرفتار کیا ہے اسی طرح تجکو بھی گرفتار
کرونگا اگر تو میرے فرزند فرخ اور شہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو میرے حوالے کر دیگی تو البتہ دم خبیثہ کو میں
چھوڑ دونگا ورنہ دم خبیثہ کو قتل کر ڈالونگا اور تجکو بھی ہلاک کر دونگا جب یہ گفتگو خواجہ عمرو زلزلہ جادو نے سنی
نہایت غضبناک ہوئی اور کہنے لگی کہ او عیار خاموش ہو اور میری بہن تاریخ جادو سے سخت گفتگو کر بہتر یہی ہے کہ خداوند دم خبیثہ
کو رہا کر دے خواجہ نے جواب دیا میں ہرگز دم خبیثہ کو اسوقت رہا نہ کرونگا اور تیرا کہنا نہ مانونگا زلزلہ جادو کو غصہ آیا اور اسنے
سحر ایسا کیا کہ خواجہ عمرو ایک گھنگرو کے مانند ہوگئے زلزلہ جادو نے اپنی پازیب میں اس گھنگرو کے دانے کو گھنگروؤں میں شامل
کر لیا اور کہا اے بہن تاریخ جادو میں اس عیار کو اپنے پاس رکھونگی اسنے مجکو قتل کرنا چاہا تھا اگر تم تھوڑی دیر اور نہ آتیں
تو یہ مجکو قتل کر ڈالتا تاریخ جادو نے کہا اچھا بہن تمہیں عمرو کو اپنے پاس قید کر رکھو لیکن بہت ہوشیار رہنا اور خبردار
رہنا … زلزلہ جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا غرض تاریخ جادو خواجہ عمرو کو زلزلہ جادو کے حوالے کرکے اپنے طلسم کی
طرف چلی گئی اور زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گھنگرو بنا کر اور پازیب میں پاس گھنگرو کو شامل کر کے اپنے مکان
کی جانب روانہ ہوئی

داستان قتل کرنا گلشن جادو کا قوا انجام کو اور لوح محفوظ لا دینا عمرو بن حمزہ کو اور جلاد
رفو بانا کا دختر زلزلہ جادو کو و دیگر حالات

راویان سحر گفتار اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں پہونچی
اُسوقت ہر ایک ساحر اور ساحرہ سے کہنے لگی کہ آج سامری اور جمشید نے مجکو بچا لیا ورنہ خواجہ عمرو مجکو ہلاک کر ڈالتا جو ساحر
موجود تھے اس احوال سے آگاہ ہوئے زلزلہ جادو تو فقط اتنا ہی بیان کر کے خاموش ہوئی اور تخت پر بیٹھی ہاے تو تخت کے
نیچے رہنے دیجیے اُدھر حال گلشن جادو کا سنیے کہ جبسے گلشن جادو باغ شکل سے اپنے مکان میں گئی ہے بادشاہزادہ عمرو
بن حمزہ یونانی میں بستر پر لیٹی ہوئی تنہائی میں رویا کرتی تھی اور تصور خیالی عمرو بن حمزہ سے مخاطب ہو کر یہ چند بند پڑھتی تھی

بیان کریں تو میں بھی سنوں کہ حضور کو کس بات کا غم ہے گلشن آرا نے بعد بہت منت کرنے کے آخر اپنا غمخوار جانکر کہا میں سنا ہے
عمرو بن حمزہ یونانی کے گرفتار ہونے کا اور باغ میں شاہزادے کو دیکھکر عاشق ہونے کا بیان کیا اور کہا اے دلربا اب
کسی پر حرف نہ کرنا باتیں اسی شاہزادے کے ہجر میں روتی ہوں اور یہی چاہتی ہوں کہ کسی طرح اس شاہزادے کو دیکھوں اور
اسکے پاس بیٹھکر اس سے باتیں کروں دل بیقرار کو تسکین دوں دلربا نے گفتگو سے گلشن آرا کے عرض کیا حضور آپ کچھ فکر نہ
کیجیے دیکھیے میں تدبیر کرتی ہوں اول جاکے آپ کی والدہ سے واسطے آپ کے سیر کرنے کے اجازت لیتی ہوں پھر آپ کو
اسی باغ میں لیے چلتی ہوں وہاں جاکر ساحروں سے باتیں کیجیے گا اور قابو پاکر ان ساحروں کو قتل کیجیے گا یا قتل
کا حکم دیجیے گا میں ان کمبختوں کو ہلاک کرونگی پھر شاہزادے کو قید سے رہا کر سکو جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا دل کو
شاد کو شاد کیجیے گا قید غم سے دل کو آزاد کیجیے گا شب و روز راحت و آرام سے بسر کیجیے گا شاہزادہ ذیجاہ تمہارے
پہلو میں بیٹھکر رخ شاہزادہ پر نظر کیجیے گا اسی تدبیر سے نخل تمنا میں مزہ ثمر آجائیگا تمنائے دل حضور کی حاصل
ہو جائیگی گلشن آرا یہ گفتگو دلربا کی سنکے مسکرائی مگر بسبب شرم و حیا کے کچھ جواب نہ دیا دلربا نے اسی وقت روبرو ملکہ
زلزلہ جادو کے جاکر عرض کی کہ آپ کی دختر کا دل اس وقت گھبراتا ہے اور سیر کرنے کو دل چاہتا ہے اگر حکم ہو تو
ملکہ گلشن آرا کو میں لیجاؤں اطراف و جوانب شہر کی سیر کرا لاؤں اور حکم دیجیے تو جانب باغ و سبزہ زار
بھی لیجاؤں ملکہ سیر باغ و سبزہ زار کی کرکے خوش ہونگی اور دل کو انکے فرحت ہوگی زلزلہ جادو نے کہا
اے دلربا شہر کی سیر کرنے کو تو میں اجازت دیتی ہوں جہاں تیرا دل چاہے میری دختر کو لیجا اور سیر کرا لا لیکن
باغ میں نہ لیجانا کیونکہ باغ ہی میں جاکر اسکی یہ کیفیت ہوئی ہے دلربا نے عرض کیا حضور گستاخی معاف
فرمایے گا سیر باغ و سبزہ زار سے دل کو فرحت ہوتی ہے طبیعت خوش ہوتی ہے اکثر علیل کو سیر باغ و سبزہ زار
کی نافع ہوتی ہے مگر کسی طرح نہیں ہوتی ہے زلزلہ جادو یہ تقریر دلربا کی سنکے خاموش رہی دلربا
سمجھی کہ خاموش رہنا زلزلہ جادو کا گویا بمنزلہ اجازت کے ہے یہ سمجھکر دلربا خدمت گلشن آرا میں آئی اور
عرض کرنے لگی سواری منگاؤں آپ حضور تخت پر سوار ہوں میں آپ کی والدہ سے اجازت لے آئی ملکہ
گلشن آرا سنکے تخت پر سوار ہوئی اور چند کنیزیں جو جان نثار اور فرمانبردار تھیں اپنے ہمراہ لیکر مع دلربا
کے جانب باغ شنگل روانہ ہوئی گلشن آرا کا حال تو لکھا جائیگا لیکن آپ کچھ حال بیتابی و بیقراری و بیچینی
شاہزادے ذیجاہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جیسے عمرو بن حمزہ نے گلشن آرا کو دیکھا تھا اور فدا الجلام جادو نے
شاہزادے کو قید کیا تھا شاہزادہ خیال گلشن آرا میں شب و روز بیتاب تھا جب گلشن آرا کے گل عارض اور گیسوئے
مشکین یاد آتے تھے شاہزادہ بے اختیار آہ کرتا تھا اور اشک آنکھوں میں بھر لاتا تھا ہر چند فرخ سمجھاتا تھا کہ اے
شاہزادہ ذیوقار اس قدر بیتاب و بیقرار نہو جیے گلشن آرا ابھی آپ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے وہ خود بیقرار ہوکے
یہاں آئیگی لیکن شاہزادے کے دل کو کسی طرح قرار نہ آتا تھا اور آہ و زاری موقوف نہوتی تھی کبھی شاہزادہ
کہتا تھا ہائے گلشن آرا افسوس تمنے اپنے عاشق کی خبر نلی حال میرا تمہاری جدائی میں اچھا نہیں ہے میں
تو قید ہوں کہ تمہیں از راہ عاشق نوازی یہاں آؤ اور روئے زیبا اپنا مجھے دکھاؤ آنکھیں میری تمہارے
دیدار کی مشتاق ہیں ہر وقت تصویر تمہاری پیش نظر ہے لب ہماچنے نالہ ہے اور چشم مانند ابر بہاران
ہے کچھ تمکو بھی میرے حال کی خبر ہے یا نہیں اگر میرے حال سے اطلاع ہے تو براہ مہربانی اپنے مریض ہجر کی بیتابی کی
مسیحائی کرو ورنہ میں تمہارے عشق میں اور تمہارے فراق میں ہلاک ہو جاؤنگا ۔ شاہزادہ ذیجاہ

بصد نالہ و آہ خیال ملکہ گلشن میں جا بادہ میں یہ غزل بحر طویل زبان پر جاری کرتے تھے **غزل**

مرغِ دل پھڑ پھڑ رہا جب سے گرفتار ہوا کیسا ناچار ہوا ۔ ایسے جیسے بھی مری مشکل سے بیزار ہوا جینا دشوار ہوا

جان آخر پہ ہے بس اب ہو خطو نیہ آ کا مرا دم شکل دکھلا دے صنم ۔ کس خطا پر مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا

ڈھونڈھتا ہوں اُسے پہلو میں مگر پاس نہیں ملتی اُس کی خبر ۔ حیف صد حیف کہ جدا مجھ سے وہ دلدار ہوا ملنا دشوار ہوا

خواب میں بھی نہیں شکل دکھاتا وہ صنم ہائے کیسا ہے ستم ۔ اپنی صورت بھی دکھانا اُسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا

ہو گیا تھا تیرے سودائی کو وحشت میں سکوں پھر ہوا اُسکو جنوں ۔ بعد مدت کے کسی طرح سے آزاد ہوا سخت بیمار ہوا

پھر کو جاتا ہوں جیسے تجھے دیکھا صنم تیرے ہی سر کی قسم ۔ جز ترے اور کسی سے نہ سروکار رہا اب سے اقرار ہوا

جیسے صورت کو تری دیکھا ہوا ہو مادل لگا ذرا ہوش نہ تب ۔ نشۂ عشق سے اسعد جو میں سرشار ہوا پھر نہ ہوشیار ہوا

وہ بھی دن ہوگا الٰہی کہ جو میں اُس سے ملوں پھر خوش سب سے کہوں ۔ طالع خفتہ مرا شکر ہے بیدار ہوا وصل دلدار ہوا

کونسا ملنے کا ہے کرے عاشق سامان اے مری جان جہان ۔ بازوں میں سلسلہ ہجر گرانبار ہوا ملنا دشوار ہوا

عمرو بن حمزہ یہ غزل پڑھکے اشکبار ہوئے فرخ پھر عرض کرنے لگا اے شاہزادہ عالیجاہ عشق گلشن آرا میں اسقدر نالہ و آہ نہ کیجیے جیسا ان تنگ ہو جیسے صبر کیجیے ورنہ ہلاک ہو جائیے گا ابھی فرخ یہ عرض کر رہا تھا کہ ملکہ گلشن آرا مع اپنی ہمراہیوں کے باغ شکل میں آ گئی ہر چند کہ باغ شکل ایسا تھا کہ **نظم**

وہ باغ کہ جس میں سرو کو ناز	جادو تھا اور برگ اُسکا باز	شل دل عارہ اُن کشادہ	گلزار بہشت سے زیادہ
وہ بلبل و گل میں خوش بیانی	بہجت افزا و لن ترانی	خورشید ہر ایک گل کا رخسار	سنبل کو دماغ گیسوئے یار

لیکن گلشن آرا کی نظر میں سراسر خار تھا کیونکہ پھر شاہزادہ ذی وقار سے دل بیقرار تھا گلشن آرا باغ شکل میں داخل ہو کر تخت سے اُتری تھی کہ ذوالجام جادو کو گلشن آرا کے آنے کی خبر ہوئی ذوالجام جادو جلد تر روبروئے گلشن آرا آیا اور بصد آداب تسلیم بجا لایا دلربا نے کہا اے ذوالجام بہ تعجیل تمام جس مکان میں تالاب ہے اُس تالاب کے کنارے فرش بچھواؤ اور ایک شگیرہ بالائے فرش ایستادہ کراؤ اور کچھ غذائے لطیف تیار کراؤ کیونکہ ملکہ عالم نے بوجہ ناسازی مزاج کے دو روز سے اچھی طرح طعام تناول نہیں کیا ہے اسوقت دل ملکہ کا یہی چاہتا ہے کہ طعام لطیف کھاؤں اور کنارے تالاب کے بیٹھکر تھوڑی دیر تک تالاب کی سیر کروں ذوالجام نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ ملکہ عالم میرے یہاں کی نان خشک نوش فرمائیں اور میرے پاس تشریف لائیں میں ابھی بسر و چشم حکم ملکہ کا بجا لاتا ہوں یہ عرض کرکے ذوالجام نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد تر طعام خوش ذائقہ تیار کرو ملازمان ذوالجام جادو تیاری طعام میں مصروف ہوئے اور ذوالجام ملکہ گلشن آرا کو اُس مکان میں لے گیا صحن مکان میں مختصر تالاب تھا اور ہر پارہ سا حوض شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کے جا تھے اور اُسی تالاب میں بروز سحر ذوالجام نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو قید کیا تھا غرض جب ذوالجام ملکہ کو اُس مکان میں لے گیا جلد تر فرش بچھوا کر اور شگیرہ ایستادہ کرا کے عرض کرنے لگا حضور اب بالائے فرش تشریف رکھیں میں دو چار شیشے شراب لے آؤں یہ کہکر ذوالجام تو چلا گیا وہ بارہ جادوگر بھی روبروئے ملکہ حاضر ہوئے اور آداب و تسلیم بجا لا کے ملکہ گلشن آرا نے تالاب کے کنارے بالائے فرش بیٹھکر دیکھا کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ درمیان میں تالاب کے ایک گنبد کے بیچ قید ہیں ادھر تو ملکہ گلشن آرا نے شاہزادہ کو دیکھا ادھر عمرو بن حمزہ یونانی نے گلشن آرا کو دیکھا باہم دوچار ہوئے

اور دونوں کے رخ پر آثار مسرت ظاہر ہو پیدا ہوئے اور باہم بایما و اشارہ کچھ گفتگو ہوئی سوائے دلربا اور فرخ کے
کسیکو یہ اشارہ طالب و مطلوب سے آگاہی نہیں ہوئی چونکہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی تالاب میں قید تھے اسوجہ
تالاب کا جگہ آب پاک تھا اور بموج آب مار سیاہ کی لہر سے بدتر تھی حباب پھوٹ پھوٹ کے روتے تھے مچھلیاں اسی
صدمے سے و صدمہ تڑپتی تھیں غوک نالہ کرتے تھے پانی تالاب کی سیر مچھیوں سے سر ٹکراتا تھا ماہی رو رہی کی موج پر مست
تھا بے چھری کے حلال ہو گئی تھی گردابی پانی پر اسی صدمے سے ابھر نہ سکتی تھی بام غرق دریائے رنج تھی بُرج بکثرت
غم سے مانند مینڈھے کے ہر بُرج اچھلتی تھی اور بیقراری اپنی ظاہر کرتی تھی صدف سینہ چاک تھی کچھوے دام غم میں گرفتار
تھے غرض ہر ایک ماہی کا یہی حال بر شاہزادہ دریا دل کی اسیری پر بیتاب تھی اور تڑپتی تھی لیکن ان ساحران نابکار کو شاہزادہ
پر ذرا رحم نہ آتا تھا گلشن جادو بھی جانب گنبد اور طرف تالاب کے دیکھ رہی تھی ناگاہ ذوالجام جادو دو تین گلابیاں شراب
کی لیکر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ شراب پیجیئے ملکہ نے کہا ابھی شراب کو رہنے دو ہمارا دل چاہیگا تو پی لینگے یہ کہکر گلشن آرا
اٹھی اور دلربا کو تالاب کے کنارے لیجا کر باہم کچھ آہستہ باتیں کیں پھر ملکہ نے دلربا سے پوچھا اے دلربا یہ کون قیدی ہے
دلربا نے عرض کیا حضور ایک شخص کا نام تو عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرے شخص کا نام فرخ ہے عمرو بن حمزہ نے آپکے
ماموں شنگل کو قتل کیا ہے اسیوجہ سے گرفتار ہو کر یہاں قید کیا گیا ہے چونکہ قبل اسکے گلشن آرا نے دلربا سے یہی مشورہ کیا تھا
کہ جب تجھے ان قیدیوں کا حال پوچھونگی تو بیان کرنا میں بظاہر غضبناک ہو کر گنبد میں جاؤنگی اور عمرو بن حمزہ اور فرخ کو
رہا کرونگی پس موافق مشورہ جب گلشن جادو نے سنا کہ عمرو بن حمزہ نے شنگل کو قتل کیا ہے نہایت برہم ہوئی
اور چھری کھینچ کر قتل کرنے کو چلی ذوالجام جادو یہ حال دیکھکر بیتابانہ کنارے پر تالاب کے آیا اور گلشن جادو
سے عرض کرنے لگا حضور ان قیدیوں کو آپ قتل نہ کریں کل آپکی خالہ صاحبہ خداوند دم جشید سے انکے قتل
کے مقدمہ میں مشورہ کرینگی پھر جب ارشاد خداوند انکو قتل کرو لینگی انکا قتل کرنا ابھی مناسب نہیں ہے ہرچند گلشن آرا
نے بھی چاہا تھا کہ ابھی شاہزادے کو رہا کر دوں لیکن پھر کچھ خیال کرکے ذوالجام سے کہا اچھا میں انہیں قتل نہ کرونگی
یہ کہکے گلشن جادو اسی فرش پر جا کے بیٹھی اتنی دیر میں ملازمان ذوالجام طعام لیکر آئے اور روبروئے ملکہ
دسترخوان پر ظروف چینی طعام لذیذ رکھکے چلے گئے ذوالجام جادو نے دست بستہ عرض کیا حضور طعام تناول
فرمائیں ملکہ گلشن آرا نے خیال کیا کہ بغیر شاہزادے کے کھانا کھلائے طعام تناول کرنا مناسب نہیں ہے یہ خیال کرکے گلشن جادو
نے کہا اے دلربا تھوڑا طعام ان دونوں قیدیوں کو جاکر دے آ اگر میں بغیر انہیں طعام دیئے یہ غذا کھاؤنگی تو ان قیدیوں
کی نظر لگیگی غذا مجکو ہضم نہ ہوگی اور میں علیل ہو جاؤنگی یہ کہکے ملکہ گلشن جادو نے چند قسم کا طعام ظروف میں رکھکر
دلربا کو دیا دلربا طعام مذکور لیکر اٹھی اور برج گنبد تک پہونچی اور طعام فرخ کو دیکر کہنے لگی کہ اے قیدی
بھوکے پیاسے یہ طعام کھاؤ اور ہماری ملکہ کو دعا دو کہ انکی طبیعت اچھی رہے اور مراد دلی انکی بر آئے انہوں نے
تجکو محتاج اور فاقہ کش تصور کرکے بطور صدقہ تجھپر رحم کرکے یہ طعام تجھے دیا ہے اگر ملکہ یہ طعام تجھے نہ دیتیں تو
تو ان بڑی بڑی آنکھوں سے طعام کو دیکھتا اور نظر لگاتا ہماری ملکہ کو طعام ہضم نہ ہوتا فرخ نے جو دلربا کو
دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گیا اور ہنسی سے کہنے لگا کہ او چڑیل کیا بکتی ہے یہ طعام لیکر آئی ہے پر بدزبانی کرتی ہے یہاں یہ
طعام کوئی نہ لیگا تو ہی اس طعام کو جاکر نگل مجکو ایسے سڑے ہوئے طعام کی خواہش نہیں ہے نہ ہمارے شاہزادے کھانا
کھائینگے یہ مسلمان ہیں اور یہ کھانا کافروں نے پکایا ہے علاوہ اسکے ایسے طعام تو انکی لونڈیاں بھی کبھی نہیں کھاتی ہیں
وہ بھی ایسے طعام کو اٹھاکر کنارے ڈال دیتی ہیں یہ تیری ہی ایسی ہی نیت ہے کہ تو اس طعام کو اچھا جانتی ہے اور اپنے تئیں بھی

مجھے اچھا سمجھتی ہو میں تو یہ طعام مطلق مرغوب نہیں ہے نہ تو مین پسند ہو مجھے ایسی لونڈیان ہمارے بانیون والے اور خدمت کرنے کی امید مجھی ہین
مگر ہم تجھ ایسی بد صورت لونڈیون سے جوتی کی پرلو تک بھی نہیں رکھواتے تو ایسی بد نظر ہو کہ میری آنکھون کو نظر لگاتی ہو اور میری
بڑی بڑی آنکھیں دیکھکر رشک سے گھورتی ہو تیری ان ننھی ننھی آنکھون کو پھوڑ دونگا مین عیار ہون میرے پاس ہر قسم کے
اوزار ہین اگر تجھکو یقین نہو تو مین توڑنے پھوڑنے کے اوزار بھی تجھکو دکھادون تجھکو اب لازم ہو کہ یہان سے دور ہو
اور یہ طعام لیجا جب تک ملکہ تیری ہمارے شاہزادے کے ہمراہ طعام نہ کھائیگی ہمارے شاہزادے یہ طعام ہرگز ہرگز نہ کھاینگے
جسوقت یہ تقریر فرخ کی عمرو بن حمزہ یونانی نے سنی کہا اے فرخ طعام اگرچہ مین نہ کھاؤنگا لیکن تم دلربا سے لے لو
اور کہدو ورنہ گلشن جادو کو رنج ہوگا فرخ نے عرض کیا مین تو طعام اس لنگوڑی کے ہاتھ سے کبھی نہ کھاؤنگا اب اسے
طعام لیجانے دیجیے مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو شریک طعام ملکہ گلشن جادو اس طور سے کرونگا کہ ایک قاب مین آپ
ملکہ کے ہم پہلو بیٹھکر طعام کھاینگے دلربا کل تقریر فرخ کی سنکے اول تو پہلے ہی دیکھکر بالکل بہلی تھی اور اب تو ہزار جان
عاشق ہو گئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ فرخ عجب شوخ طبیعت ہے یہ خیال کرکے پھر فرخ سے کہنے لگی کہ او مجھے
مکار دغا باز جعلساز تو لاکھ مجھے پسند کرے اور میرے آگے ہاتھ جوڑے مین تجھے کبھی پسند نہ کرونگی فقط تو اپنے دل کو خوش
کر لے میرے ملازم بھی تجھسے بہتر ہین بعد اس گفتگو کے دلربا نے کہا او دبلے یہ کیا تو نے کہا کہ مین ملکہ کے ساتھ آپ کو طعام
کھلواؤنگا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ ملکہ ان ساحرون کے سامنے شاہزادے کے ساتھ کھانا کھائینگی فرخ نے کہا
او لنگوڑی بیوقوف ہم عقلمندون سے تدبیر اسکی پوچھ دلربا نے پوچھا کہ کیا کہتا ہو فرخ نے کہا یہ سفوف بیہوشی لیتی جا
اور ملکہ سے کہو کہ اسے شراب مین ملا کر ان سب ساحرون کو شراب پلادو ساحر سب بیہوش ہو جاینگے اسوقت
ہمارے شاہزادہ تمہاری ملکہ کے ہمراہ طعام کھاینگے بشرطیکہ ملکہ تمہاری کلمہ پڑھکر مسلمان ہونگی ورنہ اسوقت بھی
طعام تناول نہ کرینگے دلربا یہ تقریر فرخ کی سنکے اور یہ سفوف بیہوشی کی لیکر خدمت گلشن جادو مین گئی اور
گلشن جادو سے تمام حال بیان کیا ملکہ نے بھی آہستہ کہا ہر چند مین سحر مین ذوالحجام وغیرہ سے کسی طرح کم نہین ہون
بلکہ زیادہ ہون ممکن ہو کہ ان ساحرون سے لڑکر شاہزادے کو رہا کرون لیکن فرخ کی رائے پسند کی ہون یہ بیہوش
ہو جانے ان ساحرون نابکار کے بسہولت ان سب کو قتل کرونگی اور شاہزادے کو رہا کرونگی یہ کہکے گلشن جادو نے
ذوالحجام سے کہا کہ اے ذوالحجام دیکھو جیجے طعام ان قیدیون کو بھیجا تھا قیدیون نے طعام نہ لیا اب مین خوف نظر کے
یہ طعام ابھی نہ کھاؤنگی بالفعل اس طعام کو رہنے دو ذوالحجام جادو نے عرض کیا جو حضور کو مناسب ہو وہی حضور
کرین یہ عرض کرکے وہ طعام روبرو سے گلشن جادو کے اٹھاکر علیحدہ رکھ دیا اور دلربا نے وہی سفوف بیہوشی شراب
مین خوب ملا کر جام بلورین شراب سے مملو کرکے جام شراب ملکہ کو دیا ملکہ نے جام مے کو فقط منہ سے لگا کر ذوالحجام
جادو سے کہا اے ذوالحجام تم ہماری جھوٹی شراب پیوگے ذوالحجام جادو سمجھا کہ ملکہ گلشن جادو مجھپر مائل
ہو گئی ہو اور اسی وجہ سے یہان آئی ہے یہ سمجھکے ذوالحجام نہایت ہی مسرور ہوا اور ملکہ سے عرض کرنے لگا ہے
مقدر کہ حضور کی جھوٹی شراب مین پیون اسکی تو آرزو رکھتا تھا یہ عرض کرکے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا
گلشن جادو نے وہی جام صہبا دیا ذوالحجام جادو شراب بے دغدغہ سب جام پی گیا پھر ملکہ نے ان بارہ
ساحرون کو کئی شیشے شراب بیہوشی آمیز کے دیے اور کہا تم سب بھی یہ شراب پیو ساحرون نے سلام کرکے
شیشہ ہائے شراب لے لیے اور باہم بیٹھکر شراب پینے لگے جب ساحر شراب پی چکے تھوڑی دیر مین سب ساحر
مع ذوالحجام جادو کے بیہوش ہو گئے اسوقت دلربا اٹھی اور خنجر کھینچکر ان بارہ ساحرون کو قتل کرنے لگی جب ان بارہ

ساحروں کو قتل کر چکا اور جو ساحروں کے صرف سے تاریکی ہو گئی تھی وہ دفع ہو چکی تھی اُسوقت دلربا ملکہ سے کہنے لگی کہ
ذوالنجام بڑا ساحر ہے شاید مجھسے قتل نہو لہذا اس نابکار کو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے گلشن جادو نے یہ گفتگو دلربا کی
سنکے کہا اے دلربا مجھکو دے مین ابھی اسکو قتل کرتی ہوں دلربا نے خنجر دیا ملکہ نے اسکو بعد غضب انکی خنجر سے سر
ذوالنجام کا تن سے جدا کیا بمجرد قتل ہونے ذوالنجام جادو کے آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہو گیا سحر کے
بیروں نے فریاد کی پھر اور آواز آئی افسوس مردیم و بمطلب خود نہ رسیدیم مارا الجکاو زنام میرا ذوالنجام جادو تھا
بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی رفع ہونے لگی اور شور و غل موقوف ہوا آفتاب نظر آیا چونکہ عمرو بن حمزہ یونانی اور
فرخ سحر ذوالنجام جادو مین گرفتار تھے جب ذوالنجام جادو قتل ہو گیا سحر اسکا برطرف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی
اور فرخ قید سحر سے رہا ہو گئے گنبد سحر معدوم ہو گیا دلربا عمرو کو فوراً ملکہ کے پاس لے آئی فرخ بھی دلربا کے ساتھ ساتھ
کنارے پر تالاب کے آیا عمرو بن حمزہ گلشن جادو سے ملکر اور ملکہ کے پہلو مین بیٹھکر از حد شاد و مسرور ہوئے بعد
اشکباری کے مثل گل خندان ہوئے گلشن جادو بھی نہایت خوش ہوئی وہ گئی بیتابی و بیقراری دور ہوئی پھر باہم شکوہ
و شکایت کر کے طالب و مطلوب ہم پہلو بالاے مسند بیٹھے فرخ پہلوے دلربا مین بیٹھا اُسوقت گلشن جادو نے طعام
کی جانب توجہ کی مگر وہ شیشہ مے کہ جس مین بیہوشی نہین ملائی تھی اٹھایا اور اپنے دست رنگین سے ساغر بلورین مین
شراب بھری اور بہ ناز و ادا اسکرائی عمرو بن حمزہ کو جام مے دینے لگی عمرو بن حمزہ نے مے پینے سے انکار کیا اُسوقت دلربا
نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ملکہ کے ہاتھ سے ساغر صہبا نوش فرمائیے اور ملکہ کو رنجیدہ نہ کیجیے میرے ہی تمہارے
سے ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام مین شراب ملوکی ہے آپکی محبت اور الفت مین یہ بیا تنگ آئی ہین اور صدمے
ایکی مفارقت کے انھون نے اٹھائے ہین دیکھیے آپکے عشق مین ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہے گل عارض زرد ہو گئے ہین
برسونکی بیمار معلوم ہوتی ہین آپکو انکی خاطر شکنی مناسب نہین ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے دلربا آگاہ ہو شراب نہ پینے کا
یہ سبب ہے کہ مین مسلمان ہوں اور ملکہ ابھی مسلمان نہین ہوئی ہے اور اگر ملکہ دین اسلام قبول کرین تو پھر مین بے عذر شراب
پیون دلربا نے گلشن جادو سے عرض کیا جو کچھ شاہزادے صاحب نے ارشاد کیا ہے آپنے تو سنا میرے نزدیک
مناسب ہے کہ آپ انکی خاطر سے انکے دین کو قبول کیجیے ملکہ نے دلربا سے کہا انسے پوچھو کہ اگر کوئی مسلمان ہونا
چاہے تو کیا کہے اور کیونکر مسلمان ہو دلربا نے شاہزادے سے عرض کیا کیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ مسلمان ہونے پر
راضی ہین اب حضور انھین مسلمان کیجیے شاہزادے نے خوش ہو کر ملکہ کو کلمہ پڑھایا گلشن جادو کلمہ پڑھکر صدق
دل سے مسلمان ہوئی پھر دلربا اور جملہ کنیزین بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کر گئیں بعد مسلمان ہونے ملکہ کے
شاہزادے نے جام مے دست گلشن جادو سے لیکر غرا پی پھر شاہزادے نے ساغر مین شراب بھر کے ساغر
ملکہ کو دیا الحاصل بعد میکشی کے گلشن جادو نے دلربا سے کہا کہ جلد نازنینان خوش گلو اور خوبرو کو بلاؤ دلربا نے
موافق حکم کے نازنینان زہرہ خصال کو طلب کیا جب چند نازنینان خوش گلو روبروے ملکہ حاضر ہوئین بعد بجا لانے
آداب و تسلیم کے اور سب تو علحدہ بیٹھین لیکن انمین سے ایک مطربہ گل پیرہن غنچہ دہن مع اپنے سازندوں کے بزم مین
آئی اور سامنے گلشن جادو اور شاہزادے ذیجاہ کے ناچنے لگی پھر نازنین مذکورہ نے روبروے ملکہ
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

جفا کو ہاتو نہیں بجا لو نہ سبب و دلبر جفا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

اگر تو عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
بہرن پہلے گلا کٹایا ہمین بھی قاتل تمہین بنایا

زمانہ انصاف کیا کرو تم بیاجو بیہودہ ادا کرو تم
ہمین بچے یہ رنگ سب حیایا ہمارے حق مین دعا کرو تم

ابھی جن حکم گلشن جادو ابھی فراموش مری لکا بین
گرنگی بھی حسن سے کچھ نہیں ہم سے شرم و حیا کرو تم
بہت بھلے ہو جو مجھ سے جواب تو گو پھر رہو تم
یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پر یہ جفا کرو تم

ابھی مجھ پر سر کی چلکے لیس میں ذرا قیامت کرو تم
چلو بہت چکی کی بات کہا کہ کارہ تھا محبت
جو بوسہ لیلون کو کیا کرو تم کو لگا لون جینا کرو
اجاؤ ای قدر کیا کیا تھا ابھی تیرے عاشق کی

نباہ ہو گی سی بین ہم سے جیو اون طرف کا عالم
لپٹ ہی جا بگلے سے جھٹ پٹ محبت مگر پیارا کرو
بجا ہی بجا مرا گلا تھا تمہارا اسیہ قصور کیا تھا
غریب ہیں ذلیل ہو خواب خستہ پھر اکرو تم

جسوقت غزل مرقوم مطربہ نے روبروے شاہزادہ و گلشن جادو بعد ناز و ادا گائی دلربا اور فرخ بہت زیادہ شاہزادہ خوش ہوا اور ملکہ گلشن جادو بسر در ہوئی اور اسی عالم خوشی میں ملکہ نے خیال کیا کہ مین نے ذو الجام کو قتل کر ڈالا ہی اور شاہزادے کو رہا کیا ہی یقیناً یہ خبر نارنج جادو کو پہونچیگی یہ ادیر تو نہیں معلوم کیا ظلم کریگی لیکن شاہزادے کو تو قتل ہی کر ڈالیگی لیس اوس غافل بیٹھنا مناسب نہیں ہی کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہئے کہ جس تدبیر سے شاہزادہ وہ نگے شر سے محفوظ رہے اور خالہ یعنی نارنج جادو کا سحر شاہزادے پر تاثیر نہ کرے ہر چند اس تدبیر کرنے سے خیال سا کنان طلسم میری جان کے دشمن ہو جائینگے خصوصاً نانی زور بانہ جادو تو مجھے حتے الامکان کسیطرح زندہ نہ چھوڑیگی لیکن شاہزادہ کی جان بچیگی اور شاہزادہ مجھسے خوش ہوگا اگر مین بعد ایسی ہی تدبیر کرنے کے زندہ نہ رہی تو مزور بعد میرے مرنے کے شاہزادہ مجھے یاد تو کریگا اور خیال ضرور کریگا کہ گلشن جادو نے میری بہبودی کے واسطے اپنا مرجانا اور قتل ہو جانا قبول کیا اور شرائط الفت و عشق خوب ادا کیے یہ خیال کرکے گلشن جادو نے عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا ای شاہزادہ دیجاہ آپ تو یہاں بیٹھے ہوئے ناچ دیکھیں اور گانا سنیں میں آپ کے لیے بہبودی کی فکر میں جاتی ہون اگر خدا نے چاہا تو پھر یہاں آؤنگی ورنہ جو میرے مقدر میں لکھا ہی وہ ہوگا شاہزادے کو پہلو سے ملکہ کا اٹھکے جانا نہایت ناگوار ہوا اضطراب و بیقرار ہوکے کہا ای ملکہ تم میرے پہلو میں بیٹھی رہو کہیں نہ جاؤ ہر چند اسیطرح شاہزادہ نے مکرر او متواتر کہا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا میں جلد چلی آؤنگی یہ کہکر گلشن جادو تخت پر سوار ہوکے ہمراہی اپنی سہیلیوں کے نانی زور بانہ جادو کے مکان کی طرف روانہ ہوئی گلشن جادو کو تو تشار راہ میں چھوڑیے اور حال شاہزادہ کا سنیئے کہ جب ملکہ پہلو سے شاہزادے کے اٹھکر چلی گئی وہ بزم عشرت محفل ماتم ہو گئی دل پہلو میں بیقرار ہوا طبیعت گھبرائی آثار غم چہرے پر ظاہر ہوئے دلربا نے یہ حال شاہزادہ کا دیکھکر اور ایک مطربہ کو طلب کیا جب وہ مطربہ خوش خوش بزم میں آئی دلربا نے کہا ای مطربہ اسوقت شاہزادہ دیجاہ پریشان خاطر ہیں جب تک ملکہ تشریف یہاں لائیں تو دو چار غزلیں ایسی عاشقانہ روبروے شاہزادے کے گا کہ دل شاہزادہ کا مسرور ہو مطربہ نے بموجب حکم یہ غزل شروع کی غزل

دل ناداں تجھے آزار ہوا خوب ہوا
ہم سے تسبیح کے زنار ہوا خوب ہوا
بار منت کا مری کون اٹھاتا سر پر
مین جو رسوا سر بازار ہوا خوب ہوا
خوف محشر کا نہیں تب ہی ہمین بھی کچھ سر خلق

دام گیسو میں گرفتار ہوا خوب ہوا
یہ سزا ہے دل ناداں کی نہ مانا کہنا
وہ نہ پایا کبھی غمخوار ہوا خوب ہوا
روز کے جھگڑے سے چھٹنے کی فراغت پائی
مر نہ سکا حیدر کرار ہوا خوب ہوا

ایک کافر کی محبت نے جلایا سب کو
نرگسی چشم کا بیمار ہوا خوب ہوا
ناصحا مجھسے تجھے کوئی سروکار نہیں
انکو ملنے سے بھی انکار رہا خوب ہوا
ہر چند غزل مرقوم مطربہ نے گو دسنے

تا بنا کے بہ ناز و ادا گائی لیکن دل شاہزادے کا مسرور نہوا پھر مطربہ نے اور غزل شروع کی اور بہ ناز و ادا اشعار غزل عاشقانہ گانے لگی یہاں تو عمرو بن حمزہ یونانی بیٹھے تے مطربہ گا رہی تھی فرخ اور دلربا وغیرہ بھی بیٹھے ہیں لیکن اب حال گلشن جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب گلشن جادو اپنی نانی کے پاس قریب شام پہونچی زور بانہ جادو کو تسلیم کرکے سامنے بیٹھی زور بانہ جادو نے پوچھا ای لڑکی تو اسوقت یہاں گھبرائی ہوئی کیونکر آئی ہی خیر تو ہی طبیعت کیسی ہی گلشن جادو نے عرض کیا میری بڑا سیر آئی تھی اثنا راہ میں مجھکو تپ آگئی طبیعت

بے لطف رہی اسوجہ سے نیند نہ آئی اور آپ کے پاس حاضر ہوئی اسوقت مجھسے بیٹھا نہین جاتا ہے علاوہ درد سر کے
ضعف شکمی بھی ہو رہا ہے سبب گھبرائی ہوئی ہون زور بانانہ جادو نے یہ گفتگو سنکے کہا کہ آج شب کو یہین رہنا اب اپنے
گھر نہ جانا یہ کہکے زور بانانہ جادو نے کہا پلنگ پر جاکے لیٹ رہو گلشن جادو فوراً اٹھی اور پلنگ پر کچھ دور ہو کے
لیٹ رہی اور بعد تکا پٹنے تکی زور بانانہ جادو نے ہر ایک کنیز کو گلشن جادو کے پاس سے ہٹا دیا اور سب کنیزون سے
کہا کہ باتین بہادر بلند کرو لڑکی کو نیند آتی ہے سونے دو یہ کہکے زور بانانہ جادو دیر تک پاس گلشن جادو کے بیٹھی رہی
پھر بعد ایک وقت بستر خواب پر لیٹی اور بوجہ کثرت شراب کے جلد تر سو گئی اور کنیزین بھی جا بجا سو رہین جب گلشن جادو
نے دیکھا کہ زور بانانہ غافل سو رہی ہے اسوقت گلشن جادو اٹھی اور ہر ایک کنیز کو غافل اور خفتہ دیکھکے آہستہ آہستہ دزدانہ
ہولی قریب زور بانانہ جادو کے گئی اور غافل دیکھکر لوح محفوظ زور بانانہ جادو کے گلے سے اتار لی اور جلد تر وہان سے
تخت پر سوار ہوکے باغ شکل کی طرف مع اپنی کنیزون کے روانہ ہوئی یہان شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کنار
پر تالاب کے بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے ایک مطربہ گا رہی تھی عمرو بن حمزہ فرخ سے کہہ رہے تھے کہ آدھی رات
کا وقت گیا ابھی تک ملکہ نہین آئین انھون نے تو کہا تھا کہ مین جلد آؤنگی نہین معلوم کیا وجہ ہوئی کہ ابھی تک
نہین آئی میرا دل گھبراتا ہے فرخ کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ ملکہ روبروے عمرو بن حمزہ آئی اور تخت سے اترکے پہلوے
شاہزادہ مین بیٹھی عمرو بن حمزہ نے پوچھا ای ملکہ تم کہان گئی تھین میری طبیعت پریشان تھی گلشن جادو نے کہا ای
شاہزادہ ذیوقار مین اپنی خالہ زور بانانہ جادو کے پاس گئی تھی جب وہ سو رہی تھی انکے گلے سے لوح محفوظ اتار
لے آئی یہ کہکے لوح محفوظ شاہزادہ کو دکھا کر گلے مین شاہزادے کے لوح پہنا دی شاہزادہ نے پوچھا ای ملکہ اس
لوح کی کیا خاصیت ہے اور کیا اسکے وصف ہین ملکہ نے کہا ای شاہزادہ جوانی یہ لوح محفوظ جس شخص کے پاس ہو
اسپر سحر کسی کا اثر نہین کرتا اب آپ پر کسی کا سحر اثر نہ کریگا مین آپکی محبت مین [illegible] تو آئی ہون لیکن مجکو
زور بانانہ جادو سے نہایت ہی خوف ہے جسوقت وہ بیدار ہوگی اور اس لوح کو اپنے گلے مین نہ دیکھیگی سمجھ
جائیگی کہ گلشن جادو لیگئی یہ سمجھکے وہ ضرور آئیگی اور مجھے گرفتار کریگی اور سخت سے سخت دیگی عجب نہین کہ مجکو
قتل کرے پس ای شاہزادے مین امیدوار ہون کہ اگر مین قتل ہو جاؤن تو آپ مجکو نہ بھولیےگا کبھی کبھی میری
قبر پر تشریف لایےگا اور تھوڑی دیر بالین پر تشریف رکھیےگا اور صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پڑھیےگا اور
ثواب اسکا میری روح کو بخشیےگا ہر چند کہ آپ کو تصدیع تو ضرور ہوگی لیکن میری روح نہایت
خوش ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے محزون و اندوہگین و بیقرار ہو کر کہا ای ملکہ یہ کیا کہتی ہو خداوند کریم
مجکو وہ روز بد نہ دکھلاے کہ تم گرفتار ہو یا خدانخواستہ قتل ہو اگر زور بانانہ جادو یہان آئیگی مین تیغ
آبدار سے اسے قتل کرونگا تم ناحق اس بڑھیا سے ڈرتی ہو اسکی یہ مجال ہے کہ تمھین میرے روبرو
سزا سخت دیگی یا قتل کریگی ملکہ نے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار ہر چند کہ زور بانانہ جادو بڑھیا ہے اور
نہایت نحیف اور ضعیف ہے لیکن بلا کی ہے زبردست ساحرہ ہے خدا اسکے سحر اور شر سے آپکو بچاے جسوقت وہ سحر کریگی زمین
کانپیگی آسمان تھرائیگا اسکے سحر کو کون روک سکیگا یہ کہکے گلشن جادو خاموش ہوئی اور ناچ دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی یہانتک
کہ تمام بزم عشرت مین بیٹھی رہی اور نازنینان خوش گلو کا گانا سننے کے ہنگام سحر زور بانانہ جادو جو بیدار ہوئی اپنے
گلے مین لوح محفوظ کو نہ دیکھا گھبرا کر کنیزون کو پکارا اور یہ پوچھا کہ گلشن جادو اس پلنگ پر سوتی تھی کہان گئی کنیزون
نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ کسوقت گلشن جادو یہان سے چلی گئین زور بانانہ نے خیال کیا

کہ گلشن جادو ہی لوح محفوظ لیگئی یہ خیال کرکے زور بابا جادو نے اوراق جمشیدی جو دیکھے تو اوراق جمشیدی سے ظاہر ہوا کہ لوح محفوظ گلشن جادو لے گئی ہے اور باغ شنگل ہے متصل ایک مکان میں پہنچی ہے زور بابا جادو ان اوراق کو دیکھکر گلشن جادو کی اس حرکت پر نہایت غضبناک ہوئی اور تخت سحر پر سوار ہو کے بعید قہر و غضب جانب باغ شنگل روانہ ہوئی یہاں ملکہ گلشن جادو پہلوے شاہزادہ میں بیٹھی تھی ناگاہ ملکہ نے دیکھا کہ ایک لکا ابر ایک طرف سے آسمان پہ ظاہر ہوا جب وہ ابر باغ شنگل اور اس مکان پر محیط ہوا ملکہ نے شاہزادے سے کہا ای شاہزادہ عالم غضب ہوا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زور بابا جادو آگئی اب میں اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگی یہ کہکے ملکہ چاہتی تھی کہ سحر کرکے غرق زمین ہو کہ یکایک برق چمکی اور درمیان ابر سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہے او جملہ اسباب سحر کی زیب و زینت کیے تھی ابھی سب سبکو دیکھ رہے تھے اور ملکہ فورا زور بابا جادو سے غرق زمین ہوا چاہتی تھی کہ زور بابا جادو نے بعد غضب پکار کے کہا کہ او گلشن جادو کہاں بھاگی جاتی ہے میں آن پہونچی غضب کیا تو نے کہ لوح محفوظ میرے گلے سے اوتار لائی اور اپنے آشنا کو لاکر دیدی یہ کہکے زور بابا جادو نے ایک ترنج سحر کا زمین پر جو مارا ابجد کرنے ترنج کے زمین تخت و سنگین ہوگئی ملکہ غرق نہو سکی پھر ملکہ نے چند موے مشکین اپنے سر سے توڑ کر اور اسم سحر پڑھکر زور بابا جادو پر پھینکے وہ موے مشکین مار سیاہ بنکر زور بابا کی سمت چلے اسی اثنا میں دلربا اور کنیزیں اور عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے فرخ بھاگ کر ایک درخت پر چڑھ گیا شاہزادے نے تلوار کھینچی دلربا وغیرہ نے بھی زور بابا پر ہر چند سحر کیے لیکن زور بابا نے ہر ایک کا سحر رد کرکے اور جلد آکے موے مشکین گلشن جادو کے پکڑے دلربا اور کنیزیں رونے لگیں اور بعد نالہ و بکا کہنے لگیں کہ ای زور بابا جادو ملکہ کو چھوڑ دیجیے انکی کچھ خطا نہیں ہے یہ لوح محفوظ آپ کے گلے سے آپ کے بیٹیں لائی ہیں زور بابا جادو نے دلربا وغیرہ کی تقریر سنکے کہا تم سب کٹنیاں ہو مجھسے تم فریب و مکر کی گفتگو کرتی ہو میں اس چھوکری کو ضرور سزاے سخت دونگی یہ کہکر زور بابا جادو نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ مع دلربا اور کنیزیں غرق زمین ہوگئیں سحر زور بابا جادو میں گرفتار ہوگئیں عمرو بن حمزہ نے تیغ آبدار لیکر زور بابا جادو پر حملہ کیا اسنے بھی ان پر سحر کیا لیکن بوجہ لوح محفوظ کے سحر نے کچھ تاثیر نہ کی جب عمرو بن حمزہ قریب تر زور بابا جادو کے پہونچے زور بابا جادو بھی سحر سے غرق زمین ہوگئی اسوقت شاہزادے ملکہ کے گرفتار ہونے سے اسقدر اشکبار اور مضطر ہوئے کہ غش آگیا فرخ درخت سے اُترکے شاہزادہ کے پاس آیا اور حال شاہزادے دیکھکر محزون ہوا یہاں تو شاہزادے کو غش آگیا ہے فرخ رو رہا ہے اور تدبیریں دفع غشی کی کر رہا ہے لیکن اب حال زور بابا جادو کا سنیے کہ زور بابا جادو غرق زمین ہوکر اور گلشن جادو وغیرہ کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیکر فورا طلسم نارنج میں پہونچی اور نارنج جادو سے تمام حال ملکہ کے لوح محفوظ لیجانے کا بیان کیا نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا پھر زور بابا جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد جا اور زلزلہ جادو وامداشکی دونوں لڑکیوں کو میرے پاس بلا لا ساحرہ گئی اور زلزلہ جادو کے پاس پہونچی عرض کرنے لگی اے ملکہ جلد چلیے طلسم نارنج میں زور بابا جادو نے آپ کو بلایا ہے زلزلہ جادو نے پوچھا تجھے معلوم ہے کیوں بلایا ہے ساحرہ نے عرض کیا جب آپ وہاں چلیے گا آپ کو سب حال وہاں چلنے سے خود معلوم ہو جائیگا زلزلہ جادو نے کہا ہر چند کہ میں اسوقت نہایت متردد ہوں کہ میری لڑکی گلشن جادو کل واسطے کرنے سیر کے گئی تھی وہ ابھی تک نہیں آئی ہے اس سبب سے دل میرا نہایت پریشان ہے لیکن میں چلتی ہوں یہ کہکے زلزلہ جادو

اپنی لڑکیون کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئی بتاب سحر اور طاؤس سحر پر زلزل اور ازلال سوار ہوئین اور جلد تر
ہمراہ اپنی مان کے طلسم نارنج مین پہونچین زلزلہ جادو نے طلسم نارنج مین جاکر دیکھا کہ گلشن جادو مع دلربا [illegible]
کے سحر زور ربا جادو مین گرفتار سب کھڑی ہین زور ربا جادو کو نارنج جادو کے پاس بیٹھی ہو غصے سے کانپ
رہی ہو نارنج جادو کے بھی چہرہ پر آثار غیظ ہویدا ہین زلزلہ جادو یہ حال دیکھکر گھبرا گئی غرض زور ربا جادو کو تسلیم
کرکے روبرو بیٹھی زور ربا جادو نے زلزلہ جادو سے کہا تمکو کچھ خبر بھی ہو کہ تمھاری اس چھوکری نے کیا کیا ہو
زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مجکو مطلق آگاہی نہین ہو آپ بیان کیجیے زور ربا جادو نے کہا تمھاری بیٹی نے
ذوالجام جادو وغیرہ کو قتل کرکے عمرو بن حمزہ کو رہا کردیا اور اس شاہزادہ پر عاشق ہوئی اور اوسکے عشق مین ایسی
دیوانی ہوئی کہ اوسکی بہتری کے واسطے کل شبکو میرے پاس آئی اور کہنے لگی میری طبیعت اچھی نہین ہو مین نے پلنگ پر سونے
کو کہا یہ تمھاری لڑکی مکارہ پلنگ پر لیٹ رہی ہنگام شب جب مین سو رہی لوح محفوظ میرے گلے سے اتار کے
لیگئی اور شاہزادے کو جاکر دیدی اتبک لوح محفوظ اوسکے گلے مین تھی غرض جب صبح ہوئی اور مین بیدار ہوئی مین
لوح اپنی نہ دیکھکر ازحد متحیر ہوئی آخر بعد دریافت معلوم ہوا کہ تمھاری لڑکی لیگئی ہو اور باغ شنگل کے متصل ایک
مکان مین مصروف عیش با نازنینان خوبرو کا گانا سن رہی ہو اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پہلو مین بیٹھی ہو مین یہ
حال دریافت کرکے باغ شنگل کی جانب گئی اور اس عیارہ اور مکارہ کو گرفتار کرکے ابھی لے آئی ہون اب میرے
نزدیک یہی مناسب ہو کہ مین اسے آگ مین جلادون تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے اگر یہ زندہ رہ گئی تو اسیطرح عمرو
بن حمزہ کو اور صحایف طلسم دیوے گی خصوصا لوح طلسمی کو پھر ڈھونڈ کر شاہزادے کو دیوے گی ہرچند کہ حال
اس طلسم کی لوح کا کسیکو نہین معلوم ہو کہ لوح کس جگہ ہو لیکن چھوکری شاہزادے کے عشق مین ضرور
لو لگاوے گی اور لوح طلسم بھی مثل لوح محفوظ کے شاہزادے کو دیوے گی شاہزادہ لوح پاکر اس طلسم کو
توڑ ڈالیگا اور ساحرون کو قتل کریگا خصوصا مجکو اور نارنج جادو کو اور تمھین تہ تیغ کریگا اور اس طلسم کو
تباہ اور برباد کریگا پس اسکا جلا دینا ہی بہتر ہو اسکے جلا دینے سے امید ہے کہ یہ طلسم برباد نہوگا اور سب ساحرہ
و ساحر زندہ رہینگے اور طلسم بھی نہ ٹوٹیگا ورنہ کوئی ساحرہ اور ساحر زندہ نہ رہیگا سبکو شاہزادہ قتل کریگا
زلزلہ جادو دلگیری زور ربا جادو سے نہایت اشکبار ہوئی اور بالفت مادری سے نہایت بیقرار ہو گئی کہنے لگی کہ اے نانی جان
ہرچند میری لڑکی نے تقصیر کی ہو لیکن آپ جانتی ہین مین اس لڑکی کو نہایت پیار کرتی ہون اور اسے ازحد چاہتی ہون
اگر آپ اسے جلا دیجیے گا تو مجھے ازحد ملال ہوگا اور مین اسکے جلنے کے صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگی آپ اسے قید
کیجیے اور جلائیے نہین اب یہ ایسی خطا نہ کریگی اسنے یہ خطا نادانی سے کی ہے ابھی اسکا سن ہی کیا ہو بارہ تیرہ
برس کی عمر ہو خون نہ ہو میری خاطر سے اسکی خطا عفو کیجیے فقط بر اینقدر قید کر دیجیے زور ربا جادو نے جواب دیا اے زلزلہ جادو اس
مین دخل نہ دو اور اپنی لڑکی کی سفارش نہ کرو اس چھوکری کے جلا دینے سے طلسم بچ جائیگا ہر ایک زندہ رہیگا اسکا جلا دینا
بہتر اور مناسب ہو یہ کہکے زور ربا نے جملہ ساحران طلسم نارنج کو طلب کیا جب تمام ساحر آ گئے اور اونکے جمع ہوکے زور ربا نے ان سب
سے بھی تمام حال گلشن جادو کا بیان کیا اور کہا مین چاہتی ہون کہ اس لڑکی کو آگ مین جلادون تم سب اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو
اکثرون نے کہا بہتر ہو کہ گلشن جادو کو جلا دیجیے ورنہ یہ طلسم برباد ہو جائیگا جب ساحرون سے زور ربا نے یہ تقریر سنی
فورا حکم کیا کہ لکڑیان ایک میدان مین جمع کی جائین بموجب حکم اکثر ساحرون نے میدان مین لکڑیان لیجا کر جمع کین
اور لکڑیون پر آگ رکھدی زور ربا جادو نے حکم کیا کہ اب گلشن جادو کو لیجا کر لکڑیون پر بٹھا دو ساحران

اغا ساحر نابکار گلشن جادو کو لیکر چلے اور ساحر نارنج جادو اور زور بانا جادو اور زلزلہ جادو وجملہ ساحرہ اور ساحر میدان کی طرف
چلے اسوقت زلزلہ جادو و گلشن جادو کی عجب کیفیت تھی دل بیقرار تھا آنسو آنکھون سے جاری تھے دمبدم نالہ و آہ
کرتی تھی ہر ایک قدم زمین پر گری پڑتی تھی جادوگرنیان زلزلہ جادو کو سنبھالتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ اسقدر نہ رو دیجیے
اب صبر کیجیے گلشن جادو کے مقدر مین یہی لکھا تھا جو سامری و جمشید کو منظور تھا وہی ہوا ہر چند زلزلہ جادو کو جادو
گرنیان سمجھاتی تھین لیکن زلزلہ جادو کا رونا موقوف نہوتا تھا زلزلہ جادو کا تو حال تحریر کیا گیا اب گلشن جادو کا
حال لکھا جاتا ہی کہ جب ساحر گلشن جادو کو جلانے کے واسطے لیکر چلے اسوقت گلشن جادو بے اختیار رونے لگی اور
یہ خیال کرنے لگی کہ افسوس ہزار افسوس شاہزادے پر عاشق ہوکر مین نے چار روز بھی عیش نہ کیا فلک پیر نے یہ ظلم کیا
حیف میرے نخل تمنا مین ثمر نہ آیا مین نے کچھ لطف شباب نہ اٹھایا دنیا سے بیارمان ہی چلی امید وصل بر نہ آئی عاشق
ہوکر ذرا بھی راحت نہ پائی اب آگ مین یہ ساحر مجکو جلا دینگے حسن و شباب کو خاک مین ملا دینگے بعد میرے جل جانیکے
زور بانا جادو دیکھیے شاہزادے سے کسطرح پیش آتی ہے انکو قید کرتی ہی یا قتل کرتی ہی خداوند عالم شاہزادے
کو زور بانا جادو اور جملہ ساحران نابکار کی شر سے محفوظ رکھے اور بچائے افسوس اسوقت کوئی ایسا نہین ہی کہ جو
شاہزادے کے پاس جائے اور میری زبانی اور میری طرف سے یہ کہے کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اب آپ اپنی والدہ کے
پاس یونان مین چلے جایے طلسم نارنج کے توڑنے کا خیال ہی دل مین نہ لایے سب ساحران نابکار آپکے دشمن جان ہین
حتے الامکان آپکو گرفتار کرینگے اور قتل کرینگے مجکو زور بانا جادو نے آپ سے محبت کرنے کی یہ سزا دی ہی کہ ساحر خیلوا آگ
مین جلانے کو لیے جاتے ہین اگر یقین نہو تو ایکدم میرے واسطے چلے آیے اپنے عاشق کو جلتے ہوئے دیکھ لیجیے یہ بھی غنیمت
اخیر آپکو دیکھ لون پھر ملاقات نہوگی اگر بعد میرے جل جانے کے یہان آئیے گا تو سوائے خاک کے کچھ نہ پایئے گا جب
میرے جل جانے کی خبر سن پایے گا یا میری خاک ملاحظہ کیجیے گا تو اشکبار اور بیقرار ہوجیے گا اور یہ تصور کیجیے گا کہ یہ خاک
ہمارے نقش کف پا پر تصدق ہوا اور نثار ہوگئی ملکہ یہی خیالات کر رہی تھی کہ ساحران نابکار میدان مین پہنچے اسوقت
زور بانا جادو نے بآواز بلند ساحرون سے کہا کہ گلشن جادو کو لکڑیون پر بٹھا دو اور جلد تر آگ مین جلا دو
ساحرون نے بموجب حکم گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا دیا چونکہ اسوقت تک اچھی طرح آتش شعلہ زن نہین ہوئی
تھی جا بجا لکڑیان آگ سے کچھ سلگتی تھین دھوان ہو رہا تھا اس سبب سے گلشن جادو اسوقت تک آگ سے نہ جلی
جب ساحر گلشن جادو انبار ہیزم پر بٹھا کر ہٹ گئے اسوقت گلشن جادو نے نہایت اشکبار و بیقرار ہوکر منہ اپنا
بیت المقدس یا سوے قبلہ کیا اور جانب فلک دیکھکے برجوع قلب درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق بیچون
و اے معبود جن و بشر تو بخوبی واقف و آگاہ ہی کہ مین فی الحال مسلمان ہوئی ہون اور تیری یکتائی اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی پیغمبری کی معترف ہون اور یہ دولت دین اسلام شاہزادہ عمرو بن حمزہ عالیمقام سے مجھے دستیاب
ہوئی ہے خداوندا واسطہ تجکو اپنے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ تونے انکو آگ سے بچایا
ہے مجھے بھی اس آگ سے بچا اور معلوم ہو کہ تونے ہر ایک آفت و بلا سے ہمیشہ خاص و عام کو بچایا ہی
اور اب بھی بچاتا ہے جب کوئی مصیبت اور بلا مین مبتلا ہوا ہے تونے ہی اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک
کو آفت سے بچایا ہے بموجب

نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی
چاہا تونے تو چھوٹے دم مین

آخر کو ہوئی نصیب شاہی
ایوب کی کٹ گئین دوائین

یونس رہے حوت کے شکم مین
یعقوب کی کٹ گئین بلائین

گلشن جادو درگاہ کبریا مین بتضرع وزاری و بنالہ و بیقراری دعا کر رہی تھی کہ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور حرارت آتش تن نازک ملکہ کو صدمہ پہونچنے لگا دھوان اسقدر بلند ہوا کہ دیکھنے والون کو دوسرا آسمان دھوئین کا نظر آنے لگا تمام میدان مین دھوان ساحرون کو دکھائی دینے لگا اسوقت ایک ساحر کو کہ نام اُسکا طوفان جادو تھا اور سب ساحرون کے درمیان مین وہ بھی کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اُسے ملکہ پر رحم آیا اور زلزلہ جادو کی اشکباری اور بیقراری دیکھ دیکھ کے خود بھی اشک آنکھون مین بھر لایا اور خیال کرنے لگا کہ اسوقت دھوان کثرت سے ہے تو اس دھوئین مین جاکر انبار ہیزم سے ملکہ کو اپنے گھر لیجاکر کسی ساحر کو خبر بھی نہوگی اور اگر کوئی دیکھ لیگا تو اسوقت دیکھ لیا جائیگا مین بھی دریائے سحر مین ہزارون ساحرون کو غرق کردونگا یہ خیال کرکے طوفان جادو نے ایسا سحر کیا ہو کہ سبکی نظر سے غائب ہوگیا اور انبار ہیزم کے نیچے ملکہ کو اٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور بعزت و حرمت اور بہ آرام و راحت اپنے گھر مین رکھا اور ملکہ سے عرض کرنے لگا کہ جب تک مین زندہ ہون کسی ساحر یا ساحرہ کی یہ مجال نہین کہ تمکو یہان سے لیجائے یا کسیطرح کا تمہین صدمہ پہونچائے ملکہ نے بعد شکر خداوند تعالے طوفان جادو سے خوش ہوکر کہا کہ تینے مجھپر بڑا احسان کیا کہ انبار ہیزم سے مجھکو اٹھا لایا اگر تم مجھکو نہ اٹھا لاتے تو مین جل جاتی ملکہ جلکر خاک ہوجاتی طوفان جادو نے عرض کیا کہ اب آپ مجھکو اپنا خادم اور جان نثار اور تابعدار جانکر یہین تشریف رکھیے جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ طلسم تاریخ کو توڑ چکینگے اور تاریخ جادو اور زور بازجادو قتل ہوجائینگے اسوقت مین آپ کو شاہزادے کے پاس لیچلونگا یا شاہزادے کو آپ کے حال سے اطلاع دونگا ملکہ طوفان جادو کی گفتگو سنکے خاموش ہورہی ملکہ طوفان جادو کے مکان مین ہے اسکا حال انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب طوفان جادو ملکہ کو لے گیا اُس ہنگامہ مین کسی ساحرنے طوفان جادو کو جاتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ خیال کیا جسوقت انبار ہیزم جلکر خاک ہوگیا زلزلہ جادو بیقرار و اشکبار سر پیٹتی ہوئی اور خاک اوڑاتی ہوئی قریب خاک انبار ہیزم کے گئی اسوقت نظم

تھا ملے تپ سوز نہان سے	ہوئی معروف شیون اس بیان سے	یہ ہوئی کیا یہ قسمت رنگ لائی
تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی	یہ دن پسن پہ آغاز جدائی	یہ خواب ناز مرگ ناگہانی
یہ ارمان سفر کرنا جہان سے	ہو تیرا بے نشان ہونا جہان سے	کہاں جائیں کریں ہم کس سے فریاد
	حدیثا حسرتا اے وائے فریاد	

جب خاک انبار ہیزم کے قریب زلزلہ جادو نے اپنا حال روتے روتے متغیر کیا اسوقت اکثر جادوگرنیان زلزلہ جادو کے قریب آئین اور اسطرح سمجھانے لگین کہ اے زلزلہ جادو اب صبر کرو اس رونے اور پیٹنے سے کیا ہوگا اب گلشن جادو تمہاری بیٹی اس فریاد و بکاسے زندہ نہو جائیگی جو خداوند سامری اور جمشید نے تمہاری بیٹی کی قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا اب تم زمین پر سے اٹھو اور چلو یہ کہکر جادوگرنیان نے زلزلہ جادو کو خاک سے اٹھایا سب ساحر اور ساحرہ اپنے اپنے گھر کی جانب چلے گئے تاریخ جادو نے بھی زلزلہ جادو اور تزلزل جادو اور زلزال جادو کو سمجھا کر اور دو تختون پر زلزلہ اور اُسکی بیٹیون کو سوار کرکے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ زلزلہ جادو مع اپنی دونون لڑکیون کے بنالہ و فغان و گریان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی زلزلہ جادو ملنے گھر جاتی ہو لیکن اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ کو جو روتے روتے تالاب کے کنارے غش آگیا تھا اُسی عالم غشی مین عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے شاہزادہ عمرو تو کیون اسقدر ملول و مغموم ہے جلد اٹھ اور سمت کوہ بلا جا وہان مدعائے دل تیرا بافضال خدا حاصل ہوگا یہ فرماکر بزرگ موصوف تشریف لے گئے

عمرو بن حمزہ کی غشی دفع ہوئی ہوش آیا آنکھین کھول کر دیکھا کہ فرخ بالین پہ بیٹھا ہے اور رو رہا ہے عمرو بن حمزہ نے فرش خاک سے اوٹھکے فرخ سے کہا کہ عالم بیہوشی مین ایک بزرگ نے مجھسے فرمایا کہ تو کوہ بلا کی جانب جا وہان تیرا مقصد بر آئیگا لیس اے برادر تم اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ ذوی قار ضرور کوہ بلا کی جانب تشریف لیجیے انشاء اللہ اب آپکی مدعا دلی بر آئیگا عمرو بن حمزہ یہ تقریر فرخ کی سنکے سمت کوہ بلا چلے فرخ بھی ہمراہ ہوا بعد قطع منازل کے ایک روز عمرو بن حمزہ ایک شہر کے دروازے پر پہونچے فرخ نے دروازے پر دیکھا کہ ایک کمان کیانی رکھی ہے اور کئی توڑے اشرفی کے قریب اسکے رکھے ہین چونکہ فرخ فرزند خواجہ عمرو ہے اشرفیون کو دیکھکر بیتاب بیقرار ہو گیا اور منھ مین پانی بھر آیا فرخ اس کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ شہباز شاہ کی سواری در شہر سے جانب صحرا گئی بعد جانے شہباز شاہ کے فرخ اس کمان کے قریب گیا اور جو ملازم بادشاہ در شہر پر موجود تھے اُنسے پوچھنے لگا کہ یہ کمان یہان کیون رکھی ہے اور یہ توڑے زر سرخ کے قریب کمان کس سبب سے رکھے ہین ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ شہباز شاہ جو اس شہر کا بادشاہ ہے اسی نے کمان کو یہان رکھوایا ہے اور حکم دیا ہے کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑے اشرفیون کے لیوے فرخ کو طمع زر سرخ نے اس قدر بیتاب کیا کہ اسنے کمان اٹھالی اور ہر چند اس کمان کو کھینچا مگر وہ کمان نہ کھینچی آخر مجبور و ناچار ہو کے رکھ دی و خیال کیا کہ یہ زر سرخ میرے ہاتھ نہ آئیگا یہ خیال کر کے فرخ چلا ملازمان شاہ نے فرخ کو پکڑ کے گرفتار کیا فرخ نے گھبرا کے عمرو بن حمزہ کو پکارا اور کہا دیکھیے ان لوگون نے مجھے بے قصور و خطا گرفتار کیا ہے عمرو بن حمزہ نے ملازمان بادشاہ کے پاس جا کر پوچھا کہ تمنے فرخ کو کیون گرفتار کیا ہے اسنے تمہاری کیا خطا کی ہے ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ اس شہر کے بادشاہ کا یہی حکم ہے کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے اُسے زر سرخ دیدو اور جس سے یہ کمان نہ کھینچے اُسے گرفتار کر لو چونکہ اس شخص سے کمان نہ کھینچی ہمنے بموجب حکم بادشاہ اس شخص کو گرفتار کر لیا بادشاہ واسطے شکار کے گیا ہے جب وہ صحرا سے سیر و شکار کر آئیگا اسوقت ہم اس شخص کو سامنے بادشاہ کے لیجائینگے اگر اسکا دل چاہیگا تو چھوڑ دیگا ورنہ قید کریگا یا قتل کریگا اگر آپ کو اس شخص کی رہائی منظور ہے تو آپ اس کمان کو کھینچیے زر سرخ بھی لیجیے اور اس شخص کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیے کیونکہ یہی حکم بادشاہ ہے عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر ملازمان شاہ کی سنکے کمان کو اٹھایا اور زور سے جو اس کمان کو کھینچا تو اس کمان کے تین ٹکڑے ہو گئے ملازمان شاہ یہ طاقت و قوت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپنے کمان کو ایسا کھینچا کہ کئی ٹکڑے ہو گئے یہ کمان ایک مدت سے اسیطرح رکھی ہوئی ہے بہت سے شجاع اور بہادر آئے لیکن اس کمان کو کھینچا کسی سے یہ کمان ذرا بھی نہ کھینچی آپ نے تو اسکو توڑ ڈالا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ کہکے خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ نے تقریر ملازمان شاہ کی سنکے فرخ سے کہا کہ یہ توڑے اشرفیون کے فقرا کو تقسیم کر دو ہر چند کہ فرخ کا دل نہ چاہتا تھا لیکن بموجب کہنے عمرو بن حمزہ کے کچھ زر سرخ کو فقرا کو دیے اور کل اشرفی خود لی جب فرخ زر نقد کو فقرا کو تقسیم کر چکا اسوقت شاہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر شہر کے اندر داخل ہوا اور موافق رونق شہر کے یہ نظم پڑھتا تھا نظم

دیکھا عجیب اژدہام مردم | ہر سمت ہجوم عام مردم | بھنگیرون کی ہین کہین دکانین
اوڑتی ہین وہان عجیب تانین | عالم وہ دکان جوہری پر | جس طرح کہ برج ماہ و اختر
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی | آئے ہوئے وان کئی شرابی | پر نور مٹھائیون کے وہ تھال
خورشید کی بھی چمک پڑے رال | وہ گرم وہ سرخ نانفتائین | بھوکھون کی صدا کہین چبینا
ہر چیز کی طرفہ آبداری | لیلی نے لگائی تھی سناری | اثمار تھے تازہ تازہ موجود
سیب اور بہی انار و امرود | پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب | ڈلیان مصری کی جیسے برفاب

عمرو بن حمزہ نے شہر کی سیر کرکے فرخ سے فرمایا دل چاہتا ہی کہ چند روز اس شہر مین رہین اور اچھی طرح اس شہر کی سیر کرین کوئی مکان
کرایہ ٹھہراؤ تاکہ اُسی مکان مین مقیم ہون فرخ بموجب ارشاد شاہزادہ مکان کی تلاش کرنے لگا چونکہ ایک شخص نے در شہر پر
عمرو بن حمزہ کو کمان کھینچتے ہوئے دیکھا تھا اور زور و قوت شاہزادہ کو دیکھکر متحیر ہو گیا تھا اوسکے کئی مکان شہر مین تھے
فرخ نے جو اُس شخص سے کرایہ کے مکان کو پوچھا اُسنے کہا آپ میرے ہمراہ چلیے میرے کئی مکان مین انہین سے ایک مکان
مین تشریف رکھیے عمرو بن حمزہ مع فرخ اس شخص کے مکان مین گئے اُسنے مکان مین فرش بچھوا کر تخت اور پلنگ وغیرہ
جلد مکان کو آراستہ کر دیا عمرو بن حمزہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اُسی مکان کے دروازے پر آکے اسی طرح پکارا کہ جو شخص اس
مکان مین فی الحال مقیم ہوا ہی جلد باہر آئے عمرو مع فرخ اُٹھے اور دروازے پر جاکر اُس شخص سے پوچھنے لگے کہ تو کیون پکارتا
ہی تیرا ہمسے کیا کام ہو اُسنے کہا مین ملازم وزیر کا ہون وزیر شہر نے مجکو بھیجا ہی کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہو اُسے ہمارے
پاس جلد لے آؤ پس مین آپکی تلاش کیے کرتے یہانتک آیا ہون اب آپ جلد چلیے عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین ابھی اس مکان
مین آیا ہون میری جانب سے وزیر سے کہدینا کہ شام تک مین تمھارے پاس آؤنگا ملازم وزیر نے کہا مین آپکو اسیوقت
اپنے ہمراہ لیچلونگا مجھے وزیر بادشاہ شہر نے یہی کہا ہی کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہو اُسے ابھی اپنے ہمراہ لانا پس مین بموجب
حکم وزیر ابھی آپکو لیجاؤنگا عمرو بن حمزہ نے پھر اُس شخص سے یہی فرمایا کہ ابھی مین نہ جاؤنگا شام تک وزیر بادشاہ سے ملاقات
کرونگا ملازم وزیر نے برہم ہوکر کہا کہ اگر آپ ابھی بخوشی میرے ساتھ نہ چلیےگا تو مین آپکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جسوقت ملازم
وزیر نے کہا شاہزادہ کو غصہ آیا کہ ایک طمانچہ اس طرح مارا کہ سر ملازم وزیر کا گردن سے جدا ہو گیا طمانچہ نے تیغ تیز کا
کام کیا ملازم وزیر زمین پر گرکے فوراً مر گیا جب یہ خبر کوتوال شہر کو ہوئی کوتوال دو سو سپاہیون کو ہمراہ لیکر آیا اسوقت
عمرو بن حمزہ پھر اُس مکان کے دروازے پر آئے کوتوال نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کھینچی اور کوتوال
پر حملہ کیا کوتوال پیچھے ہٹا اور سپاہیون سے کہنے لگا کہ تم سب ملکے اس شخص کو قتل کر ڈالو سپاہیون نے بھی تلوارین کھینچین کوتوال
نے بھی شمشیر آبدار میان سے کھینچی تلوار چلنے لگی فرخ نے خنجر کھینچکر اور زمین پر لوٹ لگا کر سپاہیون کے پاؤن قلم
کرنا شروع کیے اکثر سپاہی تیغ آبدار شاہزادہ سے قتل ہوئے کچھ سپاہیون کو فرخ نے ہلاک کیا جب یہ خبر وزیر شہر
کو پہنچی فی الفور کئی ہزار سوار لیکر آیا اور شاہزادہ کو چار طرف سے گھیر لیا اُسوقت شاہزادہ نے سوارون پر حملہ کیا اور
تیغ تیز سے سوارون کو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تیغ لگائی وہ سوار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مثل ماہی بے آب خاک پر
تڑپنے لگا تھوڑی دیر مین شاہزادہ نے سیکڑون سوارون کو قتل کیا زمین خون سواران نابکار سے رنگین لاشین پر لاشین گرادین

نظم

جب تیغ شہزادے کی تھی جسام ۔ الٰہی قلعہ اور کسیر کرنے تمام ۔ جسے چھو گئی وہ بلا کی تھی ضرب
گیا خاک پہ مثل ماہی تڑپ ۔ قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی ۔ وہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی
زمین پر گرے تن سے اڑ اُڑکے سر ۔ ہوا سے درختون کے جون برگ تر ۔ عمرو بن حمزہ ایک سمت سوارون

کو قتل کرتے تھے اور ایک طرف فرخ کبھی گوپچن مین خنجر رکھکر سوارون کے سینہ و سر پر
مارتا تھا کبھی خنجر سے پیادون کو ہلاک کرتا تھا سپاہی و سوار فرخ عیار کے قریب نہ آتے
تھے مارے خوف کے ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے اسپر بھی جانبر ہوتے تھے فوج
مین تہلکہ پڑا تھا ہر ایک سوار جان سے تنگ تھا جسوقت تیغ شاہزادہ کی چمک سواران نابکار دیکھتے
تھے جھجک جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ تیغ برق مثال ہی یا خرمن حیات اس سے بچنا محال ہے
ابھی سیکڑون سوارون کے اسکے کاٹنے مین نخل قد اسکے نخل نے چھانٹے ہین یہ وہ رستا ہی کہ راہ عدم دکھاتی

بھاگیو بھاگو دیکھو وہ پھر چپک کر آتی ہی سرداران لشکر باہم یہ گفتگو کرتے تھے اور پیچھے ہٹتے جاتے تھے اکثر سوار بھاگ گئے
تھے بہت سے زخمی تھے ناگاہ شہباز نیکتاز مشرقی شکار کھیل کے در شہر پر آیا ملازموں نے دست بستہ عرض کیا
کہ آج دو شخص حضور کے شہر میں تازہ وارد ہوئے ہیں انمیں سے ایک شخص نے یہ کمان کھینچکر توڑ ڈالی ہی
اور وزیر کے ایک ملازم کو بھی مار ڈالا ہی اب کوتوال شہر اور وزیر سے لڑ رہا ہی صدہا کو اسنے قتل کیا ہی کوتوال
اور وزیر بھاگا چاہتے ہیں شہر میں ایک آفت برپا ہی غل و شور ہو رہا ہی دکانیں دکانداروں نے بند کر دی ہیں
بازاروں سب بند ہیں رعایا بدحواس ہی حضور جلد تشریف لیجائیں جو مناسب وقت ہو عمل کریں ورنہ رعایا
بھاگ جائیگی شہر خالی ہو جائیگا شہباز نیکتاز اپنے ملازموں سے تمام حال سُنکے گھبرا گیا اور جلد تر شہر میں
آیا دیکھا تو فی الواقع تلوار چل رہی ہی کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جا بجا لگے ہیں زمین خون سے رنگین
ہی کوتوال اور وزیر آمادہ گریز ہیں شہباز نیکتاز نے یہ حال دیکھ کے کوتوال اور وزیر سے فرمایا کہ تم کیسے
نامرد اور بزدل ہو کہ دو آدمیوں سے بھاگے جاتے ہو بس اب نہ بھاگو اور تلواریں میان میں کرو لڑائی
موقوف کرو وزیر اور کوتوال وغیرہ نے بموجب حکم بادشاہ تلواریں نیام میں رکھیں جب لڑائی موقوف
ہوئی شہباز نیکتاز خود گھوڑے کو بڑھا کر قریب عمرو بن حمزہ گیا اور بعد سلام کہنے لگا کہ آپ میرے ہمراہ تشریف
لے چلیے ان نالائقوں سے آپ نہ لڑیے میں بہادروں کا نہایت قدردان ہوں کیونکہ مجکو بھی خاص و عام
دلاور جانتے ہیں یہ کہکے عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لے گیا اور دربار میں جا کر تخت حکومت پر بیٹھا اور شاہزادے
کو قریب ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور فرخ کو بھی موافق انکے رتبے کے ایک جگہ بیٹھنے کو حکم دیا پھر شہباز
نیکتاز نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا جب ساقیان مہ جبین کشتیان آبگینے کی لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی
بادشاہ کے روبرو جام مے گلرنگ سے بھر کے لے گیا بادشاہ نے ساقی سے پیا اور اشارہ کیا کہ جام بادہ گلگون
اس نوجوان کو دے ساقی ساغر صہبا سامنے شاہزادے کے لے گیا شاہزادہ نے پینے سے انکار کیا
بادشاہ نے شراب کے نہ پینے کا سبب پوچھا شاہزادے نے صاف صاف کہدیا کہ میں مسلمان ہوں جب تک تم
مسلمان نہوگے میں شراب نہ پیونگا شہباز نیکتاز نے کہا میرا مسلمان ہونا تین شرطوں پر منحصر ہی شاہزادہ نے فرمایا
کہ پوچھا وہ شرایط کیا ہیں بادشاہ نے کہا ایک شرط آپ پوری کر چکے ہیں یعنی کمان کھینچ چکے ہیں دوسری
شرط یہ ہی کہ آپ مجھسے کشتی لڑیے اور مجھے زیر کیجیے اور تیسری شرط یہ ہی کہ کوہ بلا کی خبر لایئے جب تینوں شرطیں آپ پوری کیجیے گا اُس وقت میں
مسلمان ہونگا یہ سنکے بادشاہ نے اگر آپ نہیں پیتے تو کچھ طعام تناول کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جب تک تم مسلمان نہوگے میں
نہ شراب پیونگا نہ طعام تناول کرونگا بادشاہ نے کہا اگر آپ بھی نوش نہیں کرتے تو آپ کشتی مجھسے لڑیئے عمرو کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوئے شہباز نیکتاز تخت پر سے اُٹھا اور بارگاہ میں عمرو کو لے گیا اور فرش نرم پر شاہزادے سے کشتی لڑنے لگا شاہزادہ نے
بعد چار پہر کے شہباز نیکتاز کو زیر کیا شہباز نیکتاز نے زیر ہو کر صدق دل سے دین اسلام اختیار کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان
ہو کر کہنے لگا اے شاہزادہ میں مسلمان ہو چکا اب آپ کوہ بلا کی خبر لانے کے واسطے تنہا نہ جائیے گا شاہزادہ نے جواب دیا
اے شہباز نیکتاز میں تو کوہ بلا کو بھول گیا تھا تمنے مجھے یاد دلایا میں تو وہاں ضرور جاؤنگا کیونکہ اگر میں وہاں جاؤنگا
تو موافق ارشاد بزرگ میرا مقصد دلی بر آئیگا شہباز نیکتاز یہ تقریر شاہزادے کی سنکے مجبور ہوا اور شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر
دار الامارہ شاہی میں گیا اور نہایت خوشی اور تکلف سے شاہزادے کی دعوت و ضیافت کی

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا کوہ بلا میں اور عاشق ہونا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر

اور قتل کرنا نوربانا جادو کو مع دیگر حال

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شہیار یکتا ناز نے مسلمان ہوکر بخوبی شہزادہ کی دعوت کی اور تمامی مرومات شہر کو مسلمان کیا اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی بعد کئی روز کے شہزادہ نے عزم کوہ بلا کی طرف جانے کا کیا شہباز یکتا ناز نے منع کیا لیکن عمرو بن حمزہ نے کہا بادشاہ کا نہ مانا آخر مجبور ولاچار ہوکر مع امراو وزرا وغیرہ ہمراہ رکاب شہزادہ ہوا اور کوہ بلا کی طرف چلا جب شہزادہ بعد طے کرنے راہ کے کوہ بلا کے قریب پہونچا اسوقت شہباز یکتا ناز سے رخصت ہوا بادشاہ صدمہ جدائی شاہزادہ سے اشکبار ہوا شہزادہ نے فرمایا اگر چاہا پروردگار عالم نے تو جلد آونگا یہ کہکے شہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر کوہ بلا کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خوش تدبیر سے فرمایا کہ اب تو جاکر شہر کا انتظام کر تا وقتیکہ شہزادہ کوہ بلا سے پھرکے نہ آئیگا مین اسی جگہ مقیم ہون وزیر خوش تدبیر بموجب حکم بادشاہ شہر مین آیا اور انتظام شہر کرنے لگا اور شہباز یکتا ناز عنقریب کوہ بلا مقیم ہوا القصہ عمرو بن حمزہ جو بادشاہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے پاس کوہ بلا کے پہونچے شہزادہ نے ہاتھ فرخ کا اپنے ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر درہ کوہ مین قدم رکھا اور راہ طے کرنا شروع کی عمرو بن حمزہ دو چار ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ راہ درہ کوہ نظر سے ناپدید ہوگئی کیونکہ وہان اس قدر تاریکی تھی کہ سوا تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا وہ تاریکی سیاہی شب فرقت سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور سیاہی دل کافر سے بھی از حد زیادہ تھی تاریکی ظلمات اوس تاریکی کے آگے گویا روشنی تھی ضیاے آفتاب خوف سے وہان نہ آتی تھی بموجب

نظم

تاریکی وہان تھی ایسی چھائی
پھیلی تھی ادہر ادہر سیاہی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
تھا گوش فلک بھی پنبہ ماہ

دیتا تھا وہان نہ کچھ دکھائی
آوازین بھی جگر کو کھا رہی تھی
سنتا تھا کسی کی کون آواز
وہ شور اگر سنے تو ہو فرق

ہوش اڑتے تھے دیکھکر سیاہی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
آوازین تھین وہ مہیب اللہ
مچھلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق

فرخ نے جو یہ سیاہی دیکھی گھبراکر عمرو بن حمزہ سے کہنے لگا اے شہزادہ یہ عجیب تاریکی ہے یہان تو کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دم نکلا جاتا ہے روح جسم مین گھبراتی ہے جان گھبراکر لب پر آتی ہے خوف کے باعث سے پہلو مین دل بیتاب ہے اگر تھوڑی دیر ایسی ہی سیاہی رہیگی مین تو مرجاؤنگا دم گھبراکر نکل جائیگا شہزادہ نے جواب دیا اے فرخ مجھے بھی کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دل بھی گھبراتا ہے تھوڑی دور اور چلو شاید روشنی نظر آئے فرخ نے عرض کیا مین تو قدم اٹھاتا ہون لیکن بوجہ سیاہی خوف کے اچھی طرح قدم نہین اٹھتا ہے غرض اسیطرح فرخ تقریر کرتا ہوا ہمراہ شہزادہ بمشکل آگے بڑھتا بعد چار گھڑی راہ طے کرنے کے بہ افضال خالق شمس و قمر روشنی نظر آئی دل مضطر کو قرار ہوا حواس درست ہوئے فرخ اور شہزادہ نے شکر خدا کیا عمرو بن حمزہ نے روشنی مین دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور دو کوہ ہین ایک کوہ فلک شکوہ یاقوت احمر کا ہے اور دوسرا پہاڑ زمرد کا ہے اور بیچ مین دونون پہاڑون کے ایک دریا رواں ہے عکس جو دونون پہاڑون کا آب دریا مین پڑتا ہے تو ایک طرف پانی سرخ اور ایک جانب پانی دریا کا زمردی نظر آتا ہے اور پانی اوس دریا کا نہایت صاف و شفاف ہے

نظم

تھا صاف وہ مثل بحر انوار
صدقے کرے جوے شیر شیرین

غیرت دہ سلسبیل و کوثر
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون

اوس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
جن پر تھا نثار حوت گردون

شاہزادہ پہاڑون اور دریا کو دیکھکر حمد خالق بحر و بر کرنے لگا پھر جانب صحراے سبزہ زار بے اختیار

ملک کے سیر صحرائے سبزہ زار کی کرنے لگا اور خوش ہونے لگا کیونکہ مثل اُس صحرائے سبزہ زار کے شہزادہ نے
کبھی کوئی صحرا سبزہ زار نہ دیکھا تھا عجیب و غریب وہ صحرائے فرحت افزا تھا کہ نظم

دیکھا کہ ہر طرف دشت رنگین | پھولوں سے چمن چمن ہے تزئین | کلیوں کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتوں کا دلوں کی طرح ہلنا | پھولوں کی ہنسی نئی ادا کی | خود جان ہوا ہوئے ہوا کی
آئینہ بہار فیض صبا و ید | کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید | پھولوں پہ وہ قطرہائے شبنم
یاقوت پہ موتیوں کا عالم | انداز خرام کبک زیبا | طاؤس کا رقص اک تماشا

شہزادہ دیو خار صحرائے سبزہ زار اور گلہائے خود رو کی سیر کر رہا تھا اور کبھی باتوں سے کہ وہ دریا دیکھتا تھا ہوائے سبزہ
دل کو فرحت بے اندازہ ہوئی تھی پھولوں کی خوشبو سے تمام صحرا ایسا تھا اور معطر تھا شہزادہ بار بار فرحت سے کہتا تھا ای
عجیب مقام فرحت افزا اور راحت فزا ہے کہ بلا نام اسکا کسنے رکھا ہے پر تو وہ جگہ ہے کہ دل کو بیان فرحت حاصل ہوتی ہے شہزادہ
فرحت سے یہ کہہ رہا تھا ناگاہ شہزادے نے دیکھا کہ اُسی صحرائے سبزہ زار میں ایک چبوترہ سنگ مرمر کا سوا گز کے مربع
میں ہے نہایت صاف و خوش قطع بنا ہوا ہے شہزادہ چبوترے کو دیکھ رہا تھا کہ دریا میں سے ایک سور نکھی پیدا ہوئی عمر و
حمزہ نے دیکھا کہ سور نکھی پر ایک نازنین مہ جبین حسن میں غیرت وہ مہر یوسف جمال نارنجی رنگا ہوا پیرہن زیب تن
کیے ہوئے بیٹھی ہے ثابت ہوتا ہے کہ مہ انور شفق میں ہے زلفیں اُسکی واسطے پریشان کرنے دل عاشق کے سراسر آمادہ ہیں
پیشانی نور سے معمور ہے شکن پیشانی موج دریائے نور حسن کی ہے ابرو خمدار رشک تیغ آبدار ہیں آنکھیں غیرت چشم سامری ہیں
ہر ایک مژہ تیر دل دوز ہے رو بروئے رنگ رخسار رنگینی شرمندہ ہے تنگی دہن سے غنچہ گل خجل نظم کرتے ہیں مطلع رنگین و صفا میں روشن

عرق شرم میں ہیں شرر خوش آب عدن | ذکر نمایش خندہ سخن تنگی کے سبب | آئینہ ساں جبین جسم سے پر پرزور دہن
وصف آب دُر دندان و لب لعلین کے | آتش رشک سے انگارا ہے ہر لعل یمن | سرمہ دیدہ بینش ہے سواد گیسو
نور عینین بصیرت ہے بیاض گردن | جلوہ گر کنج زنخدان میں سہی اختر خال | چاہ نخشب میں ہے گویا مہ کامل روشن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہے صفائی دیکھو | مئے گلگون کی گلابی ہے وہ گوری گردن | شمع روشن ہے گلا شعلہ ہے رخ دود ہے زلف
آنکھیں بادام ہیں لب پستہ ہیں ادب فن | حسن ماہ میں ہے وانہ انجم کی بہار | حلقہ طوق مرصع ہیں زیب گردن
علاوہ تعریف اُنکے پستان کی کیا کیجیے نظم | وصف پستان کا کرے کیا کوئی مشہور ہیں یہ | کہتے ہیں شمس و قمر ممتقد نور ہیں یہ
ثمر بہشت رس نخل سر طور ہیں یہ | ہاتھ کس طرح سے بہ نخچیں کر سب دو ہیں | آفتاب آنکھوں سے جس سوزدہ رنگیا ہو جائے
طاہر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے | کمر اُسکی یہ ایسی ہے کہ نظر نہیں آتی ہے | شکم ایک دریائے نور ہے ناف صاف ایک

گرداب دریائے نور ہے وصف اسکے زیر ناف کا صاف صاف نظم کیا تحریر کرسکے جائے شرم و حجاب ہے
لیکن در پردہ تعریف زیر ناف قلم شوخ طبع رقم کرتا ہے عقلا سمجھ جائینگے نوجوان بیتاب و بیقرار ہو جائینگے بیت
سمجھو سخن جیا خوب پسندیدہ ہیں ✦ دو سر نو ہیں انکے طور سے چسپیدہ ہیں ✦ رانو ایسے نرم و نازک ہیں کہ دل عاشق
اُن رانوں کو دیکھکر بیتاب ہو جائے اور کچھ خیال اپنے مطلب کا فوراً دل میں لائے ساق پا بجنسل ولا جرات جیسے
او ریا نازک و رنگین ایسے ہیں کہ دل عشاق کو مانند سبزہ پامال خیابان کرین شہزادہ ملکہ کو دیکھکر عاشق ہو گیا اور محو دیدار جمال نکھی کنارہ
دریا آکر ٹھہری نازنین نارنجی پیرہن بعد از وزیر زادی کا ہاتھ پکڑکے سور نکھی سے اُتری اور چند کنیزیں وغیرہ بھی جو اُس نازنین کے
ساتھ سور نکھی پر تھیں وہ بھی اُتریں کنیزوں نے جلد جاکر چبوترے پر فرش بچھایا اور تکیہ و نہایت تخت چبوترے پر آراستہ کیا اور بالائے
فرش مسند زرین بچھائی اتنی دیر میں نازنین نارنجی لباس خرامان خرامان مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی

اپنی وزیرزادیوں سے باتیں کرتی ہوئی اور جانب صحراے سبزہ زار دیکھتی ہوئی چبوترے پر آئی اور مسند زرین پر بیٹھی اسوقت
فرخ نوشیروان دور صحراے سبزہ زار کی سیر کرتا ہوا چلا گیا تھا اور عمرو بن حمزہ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے اور حسن
نازنین کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک کنیز کہ نام اسکا صنوبر تھا اسے پیشاب کرنے کی احتیاج ہوئی وہ کنیز شہزادے کو
نہ دیکھکر سامنے اسی درخت کے بیٹھ گئی اور برہنہ ہوکر پیشاب کرنے لگی یکایک اس کنیز نے شہزادے کو دیکھا جلد اٹھ
کھڑی ہوئی اور ساری باندھکے شہزادے سے بعد غضب کہنے لگی ارے تو کون ہے انسان ہے یا جن ہے یہاں کیوں آیا ہے
غضب کیا تونے کہ میرے اس عضو کو جسے آجتک کسی نے نہیں دیکھا تھا تونے اسوقت خوب گھور گھور کے دیکھا ہوگا
اور رال تیری عضو مذکور کو دیکھکر ٹپک پڑی ہوگی دل بیتاب ہوگیا ہوگا اور کچھ خیال بھی ضرور کیا ہوگا شہزادہ نے
قسم کھاکر کہا اے عورت میں نے تجھے برہنہ نہیں دیکھا میں اور طرف دیکھ رہا تھا تیری آواز سنکے البتہ میں نے تیری طرف
اب دیکھا ہے تو مجھپر بیکار خفا ہوتی ہے میں انسان ہوں مجھے جن کہتی ہے صنوبر نے جواب دیا او موے تو جھوٹھ کہتا ہے تونے
ضرور وہ مقام اچھی طرح دیکھا ہوگا کیونکہ میں تیرے سامنے بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی اب یہاں سے جاکر ہر ایک
سے یہ حال بیان کریگا اور تصویر عضو مذکور کھینچکر ہر ایک محرم کو دکھائیگا میری ذلت اور رسوائی اور تیرے
بیان کرنے سے زیادہ ہوگی عمرو بن حمزہ نے کہا اے کنیز نہ تو میں نے تجھے برہنہ دیکھا ہے نہ میں کسی سے تیرا حال
بیان کرونگا تو ناحق مجھسے کنگنے سختی کرتی ہے اگر اپنی زندگی تجھکو منظور ہے تو چلی جا ورنہ مجھے غصہ
آئیگا تو تجھے قتل کرونگا یا سزا اس بدزبانی کی دونگا صنوبر نے کہا او موے لنگوٹیے تجکو یقین ہے کہ تونے مجھے ننگا
کھلا دیکھا ہے تو مجھے کیا قتل کریگا اور سزا دیگا میں خود تجھے ہلاک کرتی ہوں یہ کہکر صنوبر نے اپنی جھولی سے ایک ترنج
نکالا اور کچھ سحر پڑھکر شاہزادہ پر مارا ترنج شہزادہ کے قریب آکر پھٹا اور شعلے نکلے لیکن شہزادہ کو مطلق ضرر نہوا
کیونکہ اسکے گلے میں لوح محفوظ باطل السحر تھی جب صنوبر نے دیکھا کہ میرے سحر نے کچھ اثر نہیں کیا اسوقت صنوبر نے
کہا او موے اب مجھے ظاہر ہوا کہ تو بھی ٹھگ ساحر ہے تونے میرے سحر کو رد کردیا جب کئی مرتبہ شاہزادہ کو صنوبر نے
لنگوٹیا اور موا کہا اور بدزبانی کی شہزادے کو کسی قدر غصہ آیا اور طرف صنوبر کے قدم بڑھایا صنوبر نے خیال کیا
کہ یہ شخص ساحر ہے اور مجھے ننگا دیکھ چکا ہے اب عاشق ہوگیا ہے یقین ہے کہ اپنا مدعاے دل مجھسے حاصل کریگا مجھے اسی جگہ
خراب کریگا یہ خیال کرکے صنوبر بھاگی اور شہزادہ پیچھے صنوبر کے چلا صنوبر جلد تر بھاگ کر پس پشت نازنین ہرگی
پیرمن جاکر چھپی شہزادہ بھی چبوترے پر پہونچا آپ نازنین مارشگی پیرہن نے جو شاہزادے کے روے
زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہوگئی اور پوچھنے لگی صاحب تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو نام تمہارا
کیا ہے میری کنیز کو کیوں پکڑتے ہو اس سے تمہارا کیا مطلب ہے زبردستی کسی سے مطلب نہیں نکلتا ہے شہزادہ
نے کہا اے ملکہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے میں کوہ بلا کی سیر کے واسطے آیا ہوں اس کنیز نے مجھکو موا لنگوٹیا
کئی مرتبہ کہا ہے ہرچند میں نے قسم کھاکر اس سے کہا کہ میں نے تجھے برہنہ نہیں دیکھا اسکو کسی طرح میرے کہنے
کا یقین نہیں آتا ہے مجھسے بدزبانی کرتی ہے میں اسکو سزا دونگا اور کچھ مجکو اس سے مطلب نہیں ملکہ نے
شاہزادے کے نام سے آگاہ ہوکر آہستہ اپنی وزیرزادی راحت افزا سے کہا کہ اس شہزادے کے عشق
میں میری بہن گلشن جادو نے اپنی جان دی یعنی جلادی گئی ہے یہ شاہزادہ میری موئی ہوئی بہن کے آپ سے
دو بچلو میں بیٹھا تھا اسکی تنہا سنگ ہوسکے خاطر کرد اسکی خاطر کرنے سے میری بہن گلشن آرا کی روح خوش
ہوگی علاوہ اسکے یہ شاہزادہ یہاں آیا ہے اپنی حمیت اور مروت سے بعید ہے کہ اسے نہ بٹھائیں اور دو ایک

جام مے سے پلاتی ہوں اے راحت افزا تو اور کسی بات کا خیال نہ کرنا مجھے اور باتوں سے نفرت ہے راحت افزا نے بھی آہستہ عرض
کیا اے ملکہ گستاخی معاف مجھکو تو آپ کے چہرے پر آثار عشق شاہزادہ پائے جاتے ہیں مجھ سے آپ بیکار چھپاتی ہیں میں تو حضور کی
خادمہ ہوں ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تو ہی اس شاہزادے پر عاشق ہو گئی ہو گی تیری رال اسکے حسن و جمال کو دیکھکر ٹپک
پڑی ہو گی میں تو راہ کوچہ عشق سے واقف ہی نہیں لفظ عشق کے معنی نہیں جانتی ہوں ابھی تک مجھکو معلوم نہیں کہ
عاشق کسکو کہتے ہیں اور معشوق کسکو کہتے ہیں اور باہم عاشق و معشوق میں کیا ہوتا ہے راحت نے چپکے سے عرض کیا حضور خطا معاف
اب آپ جوان ہیں بنا کے بڑے آگاہ ہیں سب باتوں سے واقف ہیں بظاہر انکار کرتی ہیں اور بالفرض اگر آپ دنیا کی باتوں سے
واقف نہیں ہیں تو آپ آگاہ ہو جائیے گا ملکہ نے شرمندہ ہو کر کہا تیرا خیال خام ہے مجھکو عشق سے کام کیا ہے یہ کہکے ملکہ
سنبھل اٹھی اور شاہزادے دیوقار سے بعد شرم و حجاب مسکرا کے کہنے لگی آئیے تشریف رکھیے بیت۔ رواق منظر چشم
من آشیانہ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ٭ شہزادہ دیوقار تقریر ملکہ کی سنکے خوش ہوا اور مسند زرین پر پہلوے
ملکہ میں بیٹھا ناگاہ فرخ بھی آیا اور راحت افزا پر عاشق ہوا اور راحت افزا بھی فرخ پر فریفتہ ہوئی غرض فرخ پہلوے
راحت افزا میں بیٹھا راحت افزا اس سے کہنے لگی میرے پہلو سے اٹھ جا فرخ نے کہا تیرے پہلو سے نہ اٹھونگا مجھے
تیرے پہلو میں سے راحت زیادہ ملتی ہے غرض اسی طرح تا دیر گفتگوے ناز و نیاز رہی آخر ملکہ نے کنیزوں سے بلایا و اشارہ
کیا جلد شراب لاؤ کنیزیں شیشہ لیکر حاضر ہوئیں ملکہ نے راحت افزا سے یہ اشارہ کیا کہ شاہزادے کو شراب پلا راحت افزا
نے بھی باشارہ عرض کیا کہ حضور ہی شاہزادے کو شراب پلائیں ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے شراب پلانے میں تامل کیا اسوقت
راحت افزا نے عرض کیا اے ملکہ عالم شیشے شراب کے تھوڑی دیر سے رکھے ہیں شاہزادہ کو شراب پلائیے کچھ باتیں باہم
کیجیے حیا و شرم کو دور کیجیے انکی خاطر اسوقت ضرور کیجیے میرے عرض کرنے سے اپنے ہاتھ سے شراب شاہزادے کو
پلائیے اپنے مہمان کی خاطر شکنی نہ کیجیے ملکہ نے راحت افزا کے کہنے سے جام بلورین مے گلگون سے بھرے اور ساغر مے
اپنے ہاتھ سے بعد ناز اٹھا کر شاہزادے کو دینے لگی شاہزادے نے مے نوشی سے انکار کیا اسوقت راحت افزا نے
عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادے بالتعجب ہے کہ ملکہ اپنے ہاتھ سے آپ کو جام شراب دیتی ہیں اور آپ
انکار کرتے ہیں قبل اسکے ہماری ملکہ نے کسی اعلے و ادنے کو اپنے ہاتھ سے جام شراب نہیں دیا ہے اسوقت ملکہ از راہ
مہمان نوازی اور میرے عرض کرنے سے آپ کو جام مے اپنے ہاتھ سے دیتی ہیں آپ کو لازم ہے کہ جام صہبا ملکہ کے دست
نازک سے لیجیے آپ کو اپنے ہاتھ سے جام دیتی ہیں آپ انکی خاطر سے شراب پی لیجیے ورنہ ہماری ملکہ رنجیدہ ہونگی
اور آپکے شراب نہ پینے سے انھیں ملال ہوگا ہمیشہ سے ملکہ ہماری نازک مزاج ہیں ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتی ہیں
اور یہ لیکن مگر نازک مزاج سنو دختر نیک اختر ملکہ نارنج جادو کی ہیں حسن و جمال بھی خداوند ساری آذرشید اور ضرادند
دم خبیثہ نے ایسا دیا ہے کہ نام انکا ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن رکھا گیا ہے اکثر مرد و زن انھیں ملکہ مہ جبین نارنجی
پوشش بھی کہتے ہیں انھیں کی والدہ مالک طلسم نارنج ہیں نانی ملکہ پرنانی انکی ملکہ زوربا جادو
ہیں اور یہ صحراے سبزہ زار اور کوہ و دریا انھیں کے قبضہ میں ہیں ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش
ہماری اکثر اسی صحرا میں براے تفریح طبع تشریف لاتی ہیں اور دل کو اپنے بہلاتی ہیں اور
اسی جگہ بیٹھتی ہیں آج آپ یہاں رونق افروز ہوئے ہیں اور تشریف فرما ہیں مجھکو خوف ہے کہ ملکہ زوربا
جادو کو آپکے تشریف لانے کی کوئی جا کر اطلاع نہ کر دے اگر ملکہ زوربا جادو یہاں پر آئینگی تو بڑا
غضب ہوگا ہماری ملکہ کو اور آپ کو اور ہم سبکو یقین ہے کہ گرفتہ کر لینگی پس آپ کو مناسب ہے

کہ تاخیر نہ کیجیے جلد جام شراب ملکہ کے ہاتھ سے لے لیجیے اور شراب پی لیجیے جب شاہزادہ نے یہ تقریر راحت افزا کی سنی خیال کیا کہ یہ
نازنین دختر نارنج جادو ہے اور یہ صحرا زور بابا جادو کے قبضہ میں ہے یہ خیال کر کے شاہزادے نے فرمایا میں اس وجہ سے
شراب نہیں پیتا ہوں کہ میرا مذہب اور ہے اور تمھاری ملکہ کا مذہب اور ہے اگر تمھاری ملکہ کو مجھے شراب پلانا اور
خوش کرنا منظور ہے تو مسلمان ہوں ورنہ انھیں اختیار ہے جب یہ گفتگو شاہزادہ ملکہ مہ جبین نے سنی چونکہ ملکہ شاہزادے
پر عاشق ہو چکی ہے اس سبب سے ملکہ مہ جبین نے راحت افزا سے آہستہ کہا کہ اے راحت افزا مجھے شاہزادے کا رنجیدہ
خاطر ہونا گوارا نہیں ہے کیونکہ یہ میرے مہمان ہیں تو ان سے پوچھ کہ اگر مسلمان ہوں تو کس طرح مسلمان ہوں راحت افزا نے
بموجب ارشاد ملکہ مہ جبین شاہزادے سے پوچھا شاہزادے نے فرمایا جو شخص مسلمان ہونا چاہے اسے لازم ہے کہ کلمہ
پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھے ملکہ نے یہ سنکے راحت افزا سے کہا تو ان سے
کہو کہ ملکہ تمھاری خاطر سے مسلمان ہوتی ہیں تم ملکہ کو کلمہ پڑھاؤ اور عقائد دین اسلام سے بخوبی آگاہ کرو راحت افزا نے
جو کچھ ملکہ نے کہا راحت افزا نے شاہزادہ سے عرض کیا شاہزادہ نے نہایت خوش ہو کر ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش کو کلمہ
پڑھوایا اور عقائد دین اسلام سے آگاہ کیا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئیں پھر راحت افزا اور جملہ کنیزوں
دیگروں نے بھی دین اسلام اختیار کیا اور ہر ایک کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب ملکہ مہ جبین مسلمان ہو چکی شاہزادے
نے جام شراب لیکر شراب پی اور خود بھی مئے گلگون ملکہ کو پلائی پھر تو دور ساغر مئے ناب بے دغدغہ گردش ایام ہونے لگا
اور ایک شراب پینے لگا جب دماغ ملکہ کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حجاب دور ہوا شاہزادے سے باتیں کرنے لگی باہم اختلاط
ہونے لگا اور اسوقت بموجب حکم ملکہ نازنین عورتیں ساز لیکر روبرو ملکہ آئیں اور ساز بجانے لگیں اور ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

قہر ہے آغاز الفت مرگ ہے انجام عشق
خط ہے سبزہ خال دانہ زلف پر خم دام عشق
چاہتا ہوں عیش غم کس واسطے لیلی دکھا
اس طرف بھی ساقی بیہوش کو دے جام عشق
خاک سے اپنی نہیں اٹھتے بگولے بے سبب
ہو گیا کیا کیا اگر خیال خام عشق

لو بہ لو پہ کرتے ہوئے سے قاتل آرام عشق
سر کے بھی آ روشن ہیں خاک لالہ گون کے داغ
صبح حسن ... شام تیرہ فام عشق
حسن جاناں ہے مخاطب جنگل اپنی طرف
کچھ ابھی باقی ہے شاید گردش ایام عشق
کچھ ملامت دن رات اے تسلیم دل میں چاہیے

بلبل دل گلرخون سے پائے آزادی محال
صبح کی پروا نہیں رکھتی ہماری شام عشق
کب تلک امیدوار جوش کیف بیخودی
بستی ہے کچھ زلف برہم کان میں پیغام عشق
ایک بھی خوش ہوتا ہے دل سنکے تدبیر وصال
ورنہ رنگین کام سے کیوں کام ہے ناکام عشق

جسوقت یہ غزل مذکور نازنین بے ہی بیخود خوش رو خوش گلوئے بالحان داؤدی گائی حاضرین بزم نشاط کا یہ حال
ہوا ابیات عشق لوگ ہوئے عجب نہ حال رنگ ہاگائی جو نازادہ گور سارنگ * بعد اس غزل کے وہ مطربہ
جمال جہان آرا اور ایک غزل عاشقانہ پر درد گانے لگی ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش خوش ہو کر سننے لگی ابھی
نازنین گا رہی تھی اور سب بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے ناگاہ زور بابا جادو شاہزادے کے صحرا میں آنے
کی خبر سنکے بعد قہر و غضب تخت پر سوار ہو کر اس صحرا میں آئی اور ملکہ نارنجی پیرہن کو پہلوے شاہزادے
میں بیٹھے ہوئے دیکھکر نہایت غضبناک ہوئی اور قریب ملکہ آکر کہنے لگی کہ او گیسو بریدہ بد مذہب
او نالائق بیخوف بے تمیز تو نے بھی مثل گلشن جادو کے اس شاہزادے نابکار عمرو بن حمزہ سے
سلسلہ محبت شروع کیا ہے اور بیا ننگ کہ پہلو میں شاہزادے کے بیٹھی ہوئی گانا سن رہی اور
ناچ دیکھ رہی ہے کچھ تجکو حیا و شرم نہیں آتی یہ کہکر زور بابا جادو ملکہ کو پکڑنے چلی ملکہ تو زور بابا جادو
کے خوف سے بھاگی شاہزادے نے عالم نشۂ شراب میں تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرخ

دور بھاگی اور ایک درخت کے نیچے ٹھہرا اور گوپچن میں پتھر رکھکر زور بابا کے سر پر مارنے کا قصد کیا عمرو بن حمزہ تلوار
کھینچکر دوڑے اتنی عالم زور بابا نے ایک نارنج سحر پڑھکے مارا نارنج قریب شاہزادے کے آکر شق ہوا اور
اور دھواں اور شعلے آتشین نکلے ہر چند کہ سحر نے شاہزادے پر اثر نہ کیا لیکن شاہزادہ دھوان میں پنہاں ہوگیا اور جلد تر
بوجہ تاریکی کے زور بابا تک نہ پہنچ سکا زور بابا نے شاہزادے پر نارنج مارکر چوٹی ملکہ مہ جبین کی پکڑی اور دو ایک
طمانچے مارے اور قصد کیا کہ مہ جبین کو لیجائے اسوقت راحت افزا بیقرار و بیتاب ہوکر دوڑی اور دست بستہ زور بابا
جادو سے کہنے لگی کہ ای ملکہ آپ مہ جبین نارنجی پوش کو چھوڑ دیجیے طمانچے نہ ماریے یہ بے قصور ہیں انھون نے
کوئی خطا نہین کی ہو ذرا آپ ٹھہر جائین جو کچھ مین عرض کرتی ہون آپ سن لین پھر آپ کو اختیار ہے جو چاہے سزا دیجیے
راحت افزا نے جو اشکبار و بیقرار ہوکر اس طرح دست بستہ زور بابا سے کہا وہ ٹھہر گئی اور پوچھنے لگی اے
راحت افزا جلد کہو کیا کہتی ہو راحت افزا نے قدم آگے بڑھا کے زور بابا کا زور سے گلا پکڑ کے دبا دیا زور بابا جادو
کی زبان دہن سے نکل آئی سحر نہ کرسکی اور بوجہ پیرانہ سالی کے راحت افزا سے اپنے تئین چھڑا بھی نہ سکی راحت افزا
نے زور بابا کو زمین پر گرا دیا اور شاہزادے کو آواز دی کہ لے شاہزادہ ذی وقار جلد آیئے مین نے زور سے
زور بابا جادو کا گلا دبایا ہے آپ آکر اسکو قتل کیجیے چونکہ اتنی دیر مین دھوان اور تاریکی دور ہو چکی تھی شہزادہ
تیغ آبدار لیے کر دوڑا اور ادھر سے فرخ نے پتھر مارا زور بابا کے سر پر پڑا شہزادہ نے قریب ہوکر تیغ تیز سے
زور بابا کو قتل کیا جسوقت زور بابا جادو قتل ہوئی ایسی سیاہ آندھی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پتھر برسنے لگے
اور برف بھی فلک سے گرنے لگی ہوائے تیز چلنے لگی برق چمکنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا بعد چار گھڑی کے وہ
تاریکی دور اور آفت دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حیف مارا گیا اور قتل
کیا گیا جو نام میرا زور بابا جادو تھا جب زور بابا جادو قتل ہو چکی اور تاریکی دور ہو چکی ملکہ نارنجی پوش پھر آکر
اپنا چبوترے پر بیٹھی اور فرخ اور راحت افزا وغیرہ بھی چبوترے پر بیٹھے ملکہ مہ جبین نے کہا اے شاہزادے
اسوقت خدا نے خیر کی اور راحت افزا نے نہایت جسارت کرکے زور بابا کا گلا پکڑا ورنہ زور بابا جادو ہم سبکو
گرفتار کر لیجاتی اور نہین معلوم قید کرتی یا مثل گلشن جادو کے ہم سب کو جلا دیتی سوائے شاہزادے
کے سبکو مار ڈالتی یہ کہکے اور شاہزادے کے پہلو مین بیٹھکر پھر شراب پینے لگی اور خوش ہوکر شکر خدا کرکے ناچ
دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی اسوقت راحت افزا نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ ای شاہزادہ جسوقت
زور بابا جادو کو آپ نے قتل کیا تھا مین نے زور بابا جادو کے تخت پر یہ عصا رکھا ہوا دیکھا تھا مین نے فوراً اٹھا
لیا لیجیے آپ یہ عصا اپنے پاس رکھیے یقین ہے کہ یہ عصا اکثر جگہ آپکے کام آئیگا شاہزادہ نے یہ عصا راحت
افزا سے لے لیا پھر شاہزادہ ایک مطربہ کا گانا سننے لگا اور ناچ دیکھنے لگا چونکہ وہ صحرائے سبزہ زار سیرگاہ ہے
اکثر دختران ملکہ زلزلہ جادو بھی ملکہ نارنجی پیرہن کے پاس صحرا مین براے سیر آتی تھین اور باہم بیٹھکر سیر
صحرای سبزہ زار کرتی تھین اور شراب پیکر ناچ اور گانا نازنینان خوش گلو کا دیکھتی تھین اور سنتی تھین
چلی جاتی تھین فی الحال گلشن جادو کو جو زور بابا جادو نے جلا دیا ہے اسی وجہ سے زلزلہ جادو اور تزلزل جادو
اور ازلال جادو نہایت مغموم و ملول رہتی تھین جس روز ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اس صحرا مین بیٹھی ہوئی
گانا و ناچ دیکھ رہی تھی اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ زور بابا جادو کو قتل کرکے پہلو سے ملکہ مہ جبین مین بیٹھے
ہوئے نازنینون کا رقص دیکھ رہے تھے اسی روز تزلزل جادو نے ازلال جادو اپنی بہن سے کہا کہ آج تو

ہمارا دل نہایت ہی غمگین ہی اگر اسوقت کوہ بلا کی طرف میرے ساتھ چلو اور صحراے سبزہ زار کی سیر کرو تو شاید دلکو فرحت
حاصل ہو اور رنج و غم میرے دل سے دور ہو ازلال جادو نے کہا اے بہن چلو مین تمھارے ہمراہ چلنے کو موجود ہون زلزل جادو نے
یہ گفتگو اپنی ہمشیرہ کی سنکے فوراً تخت پر سوار ہوئی اور اپنی بہن کو برابر تخت پر بٹھایا جانب صحراے مذکور چلی اور بعد قطع راہ جب
قریب صحراے سبزہ زار کے پہونچین دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش پہلوے حمزہ زمان میں چبوترے پر بیٹھی ہوئی ہی
اور بخوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہی زلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا دیکھو بہن عجب رنگ دنیا ہی ہمکو اور
تمھین گلشن جادو کے جل جانے کا رنج و ملال ہی بہن مہ جبین شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی بخوشی و خرمی
ناچ دیکھ رہی ہین مطلق انکو گلشن جادو کے جل جانے کا ملال نہین ہی بلکہ خوشی ہی شاید یہی چاہتی تھین کہ
گلشن جادو مر جاے اور جل جاے تو ہم شاہزادے کے پہلو مین بیٹھین اور لطف جوانی کے اٹھائین یہ ہماری خالہ
زاد بہن ہین اب تو ہمارے دشمنون سے بھی بدتر ہین انکو اسی شاہزادے پر عاشق ہونا تھا اور کوئی دنیا مین مرد
انکو کیا نہ ملتا تھا اے بہن یہ وہی شاہزادہ ہی جسکو خالد نے باغ شنگل جادو مین گرفتار کیا تھا اور مینے اور تمنے اسی
جان کے ہمراہ جاکر دیکھا تھا اسی شاہزادے کے عشق مین ہماری بہن گلشن جادو مسلمان ہوئین تھین اور زنور
بانا جادو کے گلے سے لوح محفوظ لاکر اسی شاہزادے کو دیدی تھی اور اسی وجہ سے زنور بانا جادو نے ہماری بہن
کو جلا دیا ہی اور وہی لوح اب تک شاہزادے کے گلے مین موجود ہی افسوس ہزار افسوس ہماری بہن گلشن جادو
تو جلا دی جاوین اور یہ مہ جبین نارنجی پیرہن شاہزادے کے ساتھ عیش و عشرت کرین خیر اسکا عوض ہم بھی انسے
ضرور لینگے یہ کہکے زلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا اے بہن اب یہین سے کو پلٹ چلو ہم تو یہان اس
خیال سے آئے تھے کہ غم و رنج دفع ہوگا یہان تو زیادہ تر یہ حال دیکھکر دل کو صدمہ ہوا ازلال جادو نے جواب
دیا اے بہن ہرچند صدمہ از حد ہوگا لیکن اسوقت مہ جبین کے پاس ضرور چلو اور کسی مکر و فریب سے مہ جبین ہمراہ اُن
کو اور شاہزادے کو گرفتار کرو اور اپنی بہن یعنے گلشن جادو کا انتقام ان دونون سے لو کیونکہ اسی شاہزادے
کی وجہ سے ہماری بہن گلشن جادو جلا دی گئی ہی اور مہ جبین کو ہماری بہن کے مرجانے اور جل جانے کی ایسی
خوشی ہوئی ہی کہ ناچ دیکھ رہی ہی زلزل جادو نے یہ تقریر اپنی بہن کی سنکے کہا اچھا چلو اور کسی تدبیر سے دونون کو
گرفتار کرو القصہ باہم مشورہ کرکے جب یہ دونون عنقریب چبوترے کے پہونچین ملکہ مہ جبین اپنی بہنون
کو دیکھکر پہلوے شاہزادے سے سروقد اٹھی اور انکی تعظیم کرکے اپنے قریب بٹھایا اور راحت افزا سے
کہا کہ جلد کشتی بادۂ ناب کنیزون سے منگواؤ شراب ہماری بہنون کو پلاؤ راحت افزا نے موافق حکم ملکہ
کشتی شراب طلب کرکے جام صہبا زلزل جادو و ازلال جادو کو دیے انھون نے بعد عذر و انکار
آخرکار شراب پی جب دماغ دونون کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت مہ جبین نے اپنی بہنون سے کہا کہ مین
نے تو اس شاہزادہ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا ہی اور کوئی مطلب غرض مجکو شاہزادے سے نہین ہی تم
مجھسے رنجیدہ نہو اور یہ خیال نہ کرنا کہ مہ جبین بھی ہماری بہن کی طرح شاہزادے پر عاشق ہوئی ہی اور طالب
وصل شاہزادہ ہی مجکو ایسی باتون سے نفرت ہی مین کبھی عشق مین بھولے سے بھی قدم نہین رکھتی صرف اس
شاہزادے کے دین کو اچھا سمجھکے مسلمان ہوئی ہون تمھین بھی لازم ہی کہ مثل میرے کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کرو اور سامری و جمشید وغیرہ ان نالائقون پر لعنت کرو یہ سب جھوٹے ہین اور ناحق دعوی
خدائی کا کرتے ہین یہ سب بندے ہین اس خداے عزوجل کے جسنے ان آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا ہی

اور جمیع اور چیزیں اور کل موجودات کو خلق کیا ہے وہ وحدہ لاشریک ہے ہم سب حادث ہیں اور وہ قدیم ہے اور ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا
تزلزل جادو اور ازلال جادو نے تقریر ملکہ سنکے جواب دیا کہ ہم مثل تمھارے نادان نہیں ہیں کہ جیتے دو سو خداوندوں
کو چھوڑ کر خدائے نادیدہ کی پرستش کریں ہم اپنے آبا و اجداد کے خداوندوں کی پرستش کرتے ہیں اور سب کو اپنا
خداوند جانتے ہیں ازانجملہ ساوری جمشید کے اوصاف پر نظر کرو اور خداوند دم خنجیہ کی دم کا خیال کرتے تو دم خنجیہ
کی دم دیکھی ہے کیسی خوشنما ہے نقش کا کیھا لگا ہوا ہے پوست بھی ہمارے خداوند مذکور کا عجیب غریب ہے نور خداوند
دم خنجیہ کا حال تحریر خوب روشن ہے جسوقت خداوند روئے زیبا اپنا دکھاتے ہیں ایک برق چمکاتے ہیں علاوہ اسکے
خداوند دم خنجیہ باتیں کرتے تھے ہم انکی تقریر سنتے تھے وہ ہماری بات کا جواب دیتے تھے کئی دفعہ گئے ہیں اور
ہم اب اونکے پاس جا سکتے ہیں پس ایسے دم دار خداوند اور جملہ خداوندوں کو چھوڑ کے ایسے خدا کو جسے کبھی دیکھا
دیکھا بھی نہیں اور گفتگو بھی اس سے نہیں کی ہے خلاف عقل ہے یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ جن خداوندوں کی تم تعریف کرتی
ہو اکثر انہیں ساحر ہیں جیسے اور تھے وہ تم سے زیادہ ہیں اسی سبب سے انسے عجائب و غرائب ظاہر ہوتے ہیں دم خنجیہ
ایک زن ساحرہ ہے بد صورت اور کریہ منظر تھی بدن پر برکے بنیدکی کھال پیٹے رہتی ہے اکل و شرب مثل ہمارے تمھارے
کرتی ہے ہم اُس سے بدرجہا بہتر ہیں کیونکہ وہ بدکار ہے فعل بد کرتی ہے غرض تمھارے سب ایسے ہی خداوند ہیں ہر ایک
انکیں بیہودہ اور نالایق ہے تمکو چاہیے کہ ان سب خداوندوں کو مثل میرے تم بھی باطل سمجھو اور خالق کون و مکان کو
اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر خیال کرو تزلزل اور ازلال جادو نے کچھ خیال کرکے کہا اچھا ہمیں
ہم تمھارے کہنے سے مسلمان ہوتے ہیں ہم ہمیں کلمہ پڑھاؤ یا شہزادے سے کہو کہ ہمکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں ملکہ
نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا شاہزادے نے دونوں کو کلمہ پڑھایا تزلزل اور ازلال جادو نے بمکر و فریب
کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان نہوئیں بعد کلمہ پڑھنے کے دختران زلزلہ جادو مہ جبین سے کہنے لگیں کہ اب
ہم یہیں رہینگے اپنی ماں کے پاس نہ جائینگے یہ کہکے دونوں نازنین خوش جمال کا گانا سننے لگیں یہ تو گانا سُن
رہی ہیں لیکن اب حال زلزلہ جادو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ گلشن جادو کو رعد جادو نے آگ میں جلا دیا تھا
زلزلہ جادو نہایت غمگین رہتی تھی اور ہر وقت گلشن جادو کو یاد کرکے رویا کرتی تھی ساحران نامی سمجھاتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ملکہ اسقدر نہ روئیے ناچ دیکھیے نازنینان خوش گلو کا گانا سنا کیجیے ذرا دل بہلا
کیجیے ورنہ ہلاک ہو جائیے گا اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ خواجہ عمرو خوب گاتا ہے اور نے خوب بجاتا ہے اور یہ بھی
سنا ہے کہ آپنے اُسے گرفتار کیا ہے پس خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنا کر کبھی نے سنا کیجیے زلزلہ جادو نے موافق
کہنے ساحران نامی کے خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنایا اور اپنے سحر میں گرفتار کرکے خواجہ سے کہا کہ ہمارے سامنے
نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے سلام کرکے کہا اے ملکہ میرے پاس نے نہیں ہے اگر آپ نے منگوا دیجیے تو البتہ آپ کے سامنے
نے بجاؤں اور گاؤں ناظرین پر واضح ہو کہ ہر ایک چیز خواجہ کے پاس زنبیل میں رہتی تھی اور نے بھی زنبیل میں رہتی تھی اور جب
خواجہ گرفتار ہوتے ہیں زنبیل خواجہ کے پاس نہیں رہتی ہے غائب ہو جاتی ہے اور جب خواجہ رہا ہوتے ہیں پھر زنبیل خواجہ کے
پاس آجاتی ہے چونکہ زنبیل ایک معجزہ کی شے ہے اسوجہ سے خواجہ عمرو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ میرے پاس نے نہیں ہے
زلزلہ جادو نے خواجہ عمرو کو نے منگا دی خواجہ نے بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

لگی اک دل سوزاں میں فرقت سے جلتا ہے
ترے بیمار کا اب کوئی دم میں دم نکلتا ہے

تیرہ دنیا ہو بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہے
جلیں مہندی کا وہ خوش ہو کر بہنے گیا ہے گجرا کھلتا ہے

خدا را جلد سے آکر جدا ہو بیچ دو رمان
کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہے

وہ دن آئیں کہ دیکھیں ہجر و وصل کی شب ہو	نشانہ ہجر کا کب دیکھیے کروٹ بدلتا ہے	بجز حزن تنہائی مونس ہو نہ ہمدم ہے
مگر ان او خیال یار مجھسے جی بہلتا ہے	خدا شاہد کسیکی او با الفت ہو تو کافر ہو	تمہیں بچان تیر ہیں تمہیں پر دم نکلتا ہے
یہی ہو دن بھی انکو سعد نفرت ہوا اور تمکین	ہمارا قہر سے ستم بیجر کر دہ شوخ جلتا ہے	جسوقت عمرو نے یہ غزل با لحان داؤدی

ابہار گا گا لی جتنے ساحر اسوقت بیٹھے تھے سب جھومنے اگر جھومنے لگے اکثر نے خوش ہو کر خواجہ کی تعریف کرنے لگے حضور ملکہ زلزلہ جادو مدامے اور غزل مرقوم سنکے نہایت خوش ہوئی اور ستون کے مانند جھومنے لگی اسوقت اسکی کیفیت جب زلزلہ جادو نے کشتی شراب کی طلب کی جب ساحر کشتی مع لیکر آئے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ علاوہ گانے کے مین شراب بھی عجب کیفیت سے پلاتا ہون وہ ساقی گھنگرو اپنے پانون مین باندھتا ہون اور بزم مین عجب انداز سے ہر ایک شخص کو شراب پلاتا ہون اگر آپ مجھسے سحر دفع کر دیجیے تو مین آپ کو اس طرح شراب پلاؤن کہ کبھی کسی ساقی نے اس طرح شراب آپ کو نہ پلائی ہوگی اور یہ آپ خیال نہ کیجیے گا کہ عمرو بھاگ جائیگا اے ملکہ مین آپ سے اقرار کرتا ہون کہ مین نہ بھاگونگا آپ جیسی ملکہ کو چھوڑ کر نہ جاؤنگا خدمتگذاری آپ کی اچھی طرح کرونگا مثل آپ کے دنیا مین کوئی قدردان میرا نہین ہے اب مین آپ کے پاس رہونگا جو کام آپ کہیے گا مین کرونگا مجھکو ہر ایک کام کرنا خوب آتا ہے اگر آپکو میرے بھاگ جانیکا یقین کامل ہو تو حصار سحر کر دیجیے تاکہ مین یہان سے نہ جا سکون زلزلہ جادو نے یہ گفتگوے عمرو سنکر خیال کیا کہ عمرو نے بخوبی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین یہان سے نہ جاؤنگا اب یقین ہے کہ یہ بھاگ کر نہ جائیگا یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو نے سحر خواجہ پر سے دفع کر دیا اور کہا کہ اے خواجہ عمرو اب مجھین شراب مجھکو پلاؤ جیسے پر سے سحر دفع کر دیا خبردار بھاگ کر کہین نہ جانا ورنہ پھر مین تمکو سحر مین گرفتار کرونگی اور پھر تمہارے قول و قرار کا اعتبار نہ کرونگی خواجہ نے کہا اے ملکہ مین بھاگ کر ہرگز نجاؤنگا یہ کہکے خواجہ اٹھے اور شیشہ شراب کا اٹھا کر ایک پڑیا سفوف بیہوشی کی زنبیل سے جو لاکی نکالکر جلد تر شراب مین اس طرح ملائی کہ کسی نے نہ دیکھا جب خواجہ سفوف بیہوشی شراب مین ملا چکے اسوقت اشعار عاشقانہ پڑھکر ملکہ زلزلہ جادو اور دیگر ساحرون کو شراب پلانے لگے جب ملکہ زلزلہ جادو اور جملہ ساحرون کو شراب پلا چکے پھر ناچنے گانے لگے اور ایک غزل گانے لگے تھوڑی ہی دیر مین جب ساحرون کو نشہ ہوا اور سفوف بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا ہر ایک ساحر باہم گفتگوے سخت کرنے لگا اور آپس مین بحث و تکرار کرنے لگا آخر اسی عالم نشہ مین واسطے لڑنے کے جو اٹھے سب لڑ کر زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے اور ملکہ زلزلہ جادو بھی بیہوش ہوگئی خواجہ عمرو نے کلید ملکہ زلزلہ جادو کی زبان مین سے نکالکر زنبیل مین داخل کیا اور جلد زلزلہ جادو کی شکل بنکے اور لباس اسکا پہن کے تخت پر بیٹھے پھر تخت سے اٹھے اور ہر ایک ساحر کو دفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا ساحرون نے ہوشیار ہو کے پوچھا اے ملکہ عالم خواجہ عمرو کہان گئے ملکہ نقلی نے جواب دیا کہ خواجہ عمرو تم سب کو بیہوش کر کے چلے گئے مین نے عمداً انکو گرفتار نہین کیا جملہ ساحر یہ گفتگوے ملکہ نقلی سنکر خاموش رہے اور خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے

داستان لا کر گرفتار کرکے دختران زلزلہ جادو کو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو اور رہا کرنا خواجہ عمرو کا اور مسلمان ہونا زلزلہ جادو کا مع ساحرون کے اور حالات دیگر

راویان شیرین زبان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب زلزل جادو اور زلال جادو کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوئین ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور عمرو بن حمزہ نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دختران زلزلہ جادو صدق دل سے مسلمان ہوئی ہین لیکن ہر ایک شخص انکی طرف سے مطمئن ہوا اور کسیکو گمان بدی کرنے کا انکی جانب سے نہ رہا ایک روز دختران ملکہ زلزلہ جادو نے سفوف بیہوشی شراب مین ملا دیا جب وہ

شراب شاہزادے وغیرہ نے پی ہر ایک بیہوش ہوگیا دختران زلزلہ جادو نے لوح محفوظ شاہزادے کے گلے سے
اوتار کے اور پھر سبکو سحر میں گرفتار کرکے باہم خوش ہوئیں تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا کہ اب ان
سبکو لیکر اپنی ماں کے پاس چلو جو وہ انکے حق میں مناسب جانیگی وہ کریگی یہ کہکے تزلزل جادو نے سبکو دونوں تختوں پر
ڈالکر خود بھی انھیں تختوں پر سوار ہوئیں اور بزور سحر دونوں تختوں کو بلند کرکے اور راہ طے کرکے اپنے لوگوں میں
پہنچا کہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی ہے دونوں نے سلام کیا اور عرض کیا دیکھیے ہم شاہزادہ اور ملکہ مہ جبین کو گرفتار کرکے لے آئے
ہیں یہ کہکے تمام حال انکے جانے کا اور کیفیت ملکہ مہ جبین کے مسلمان ہونے کی اور جو کچھ حال گذرا تھا ابتدا سے
انتہا تک بیان کیا اور لوح محفوظ سامنے رکھدی ملکہ نقلی نے لوح محفوظ اٹھا کر اور خوش ہوکر کہا کہ تمنے خوب کیا جو
انھیں گرفتار کرکے لے آئی ہو میں انکو سزا سخت دونگی یہ کہکے ملکہ نقلی نے کہا شاہزادے کو ہوشیار کرو اور کچھ نہ کرو
تزلزل جادو نے عمرو بن حمزہ کو ہوشیار کیا جب شاہزادے کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہے اور اوس کے
گرد صدہا بڑے بڑے ساحر موافق اپنے رتبہ اور درجہ کے بیٹھے ہیں ہر ایک ساحر بلاے بے درمان آفت
روزگار ہے شاہزادے نے ساحرہ اور ساحروں کو دیکھکر خیال کیا کہ تزلزل و ازلال نے دشمنی کی اور ہم سبکو گرفتار
کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہاں سے رہائی کیونکر ہوتی ہے بالفعل تو سحر میں گرفتار ہیں دست و پا قابو میں نہیں ہیں ورنہ
ان ساحروں کو قتل کرکے یہ خیال کرکے شاہزادہ خاموش بیٹھا رہا زلزلہ جادو نقلی نے شاہزادے کی طرف بعد
عتاب دیکھکر کہا کہ اے عمرو بن حمزہ تمکو اس روز کی خبر نہ تھی اب تمکو کس طرح میں قتل کروں شاہزادے نے جواب
دیا تمھیں اختیار ہے ملکہ نقلی نے کہا تم تو طلسم تاریخ توڑنے کے واسطے آئے تھے واہ خوب طلسم کو توڑا ان دونوں
چھوکریوں نے تمھیں گرفتار کرلیا یہ کہکے ملکہ نقلی نے حکم کیا کہ جلد ساقیان گلعذار کشتیاں شراب ناب کی لے کے حاضر ہوں
اسوقت ہمکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہے ہمیں شراب پلائیں اور سب ساحروں کو بھی شراب پلائیں ساقیان
مہوش کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئیں ملکہ نے ہر ایک شیشہ شراب کو دیکھکر اور بہ چالاکی ہر ایک شیشہ میں
سفوف بیہوشی ملا کر حکم کیا کہ پہلے سب ساحروں کو شراب پلاؤ ساقیان مہ جبین نے ساحروں کو اور تزلزل جادو
اور ازلال کو شراب پلائی تھوڑی دیر میں سب بیہوش ہوگئے اوسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اور وغیرہ
کرکے لوح محفوظ گلے میں شاہزادے کے ڈالدی شاہزادے نے خوش ہوکر خواجہ کو تسلیم کی اور پوچھا آپ یہاں
کیونکر تشریف لائے خواجہ نے تمام حال بیان کیا شاہزادے نے کہا اے عمو جان آپ زلزلہ جادو کو زنبیل سے
نکالے اور ہدایت کیجیے شاید مسلمان ہوجاے اور اطاعت اختیار کرے خواجہ عمرو نے بموجب کہنے شاہزادہ کے
زلزلہ جادو کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور حلقہ ہاے کمند سے ایک ستون میں مضبوط باندھا اور کہا اے زلزلہ
جادو آگاہ ہو کہ میں خواجہ عمرو ہوں دیکھ سبکو بیہوش کیا ہے اور تجھے گرفتار کیا ہے اگر میں چاہوں تو سبکو اور
تجھے ابھی قتل کر ڈالوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تجھے قتل نہ کروں تجھے لازم ہے کہ اس شاہزادے کی اطاعت
کر اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو زلزلہ جادو نے اشارے سے کہا کہ میں کبھی مسلمان نہ ہونگی جب شاہزادے
نے دیکھا کہ زلزلہ جادو مسلمان ہونے سے انکار کرتی ہے اوسوقت عمرو بن حمزہ آگے بڑھے چونکہ زلزلہ جادو نے بوقت
ہوشیار کرنے کے سحر بھی دفع کردیا تھا اور لوح محفوظ گلے میں تھی اس سبب سے عمرو بن حمزہ بیخوف و خطر قریب
ملکہ زلزلہ جادو کے گئے اور سوزن غدد کی زبان سے نکالکر اور حلقہ ہاے کمند سے کہنے لگے کہ اے ملکہ میں
آپ کو بجاے اپنی والدہ کے جانتا ہوں اب آپ کو اختیار ہے خواہ مجھے قید کیجیے یا قتل کیجیے

میں آپ کے روبرو کلمہ گو ہوں اگر مناسب ہو مسلمان ہو جیے ملکہ زلزلہ جادو نے یہ گفتگو شاہزادہ سنکے کہا اے شہزادہ خوبیا
میں تمہاری انکساری اور شیرین زبانی کے باعث سے بیطبع اسلام ہوتی ہوں ورنہ خواجہ عمرو کے کہنے سے بیطبع
اسلام نہوتی یہ کہکے زلزلہ جادو نے شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادہ ذیوقار میں ابھی اسوجہ سے کلمہ نہیں پڑھتی
ہوں کہ ابھی مجھے تمہارے ہمراہ نارنج جادو سے لڑنا ہوا اگر کلمہ پڑھ لونگی اور بخوبی مسلمان ہو جاؤنگی تو جادو بھول
جاؤنگی شاہزادے نے کہا بہت مناسب اور بہتر ہوا ابھی کلمہ نہ پڑھیے یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ اے عموی ایشان شاہزادے
کو بھی ہوشیار کیجیے خواجہ عمرو نے تنسیک ہوشیار کیا جب تزلزل اور زلزال اور جملہ ساحروں کو معلوم ہوا کہ ملکہ زلزلہ جادو نے
اطاعت شاہزادے کی اختیار کی ہے اور مطیع ہوئی ہیں اسوقت تزلزل اور زلزال جادو اور جملہ ساحر مطیع اسلام ہوئے پھر فرخ
اور مہ جبین وغیرہ کو بھی خواجہ نے ہوشیار کیا فرخ نے آگاہ ہوکر شرف قدمبوسی خواجہ عمرو حاصل کیا اور اپنے باپ کو دیکھا تو
مہ جبین نے بشارۃ عمرو بن حمزہ سے خواجہ کو تسلیم کی خواجہ عمرو نے دعا دی جب سب ہوشیار ہو چکے اور کئی ہزار ساحر مطیع اسلام
ہو چکے اور زلزلہ جادو پوشاک پہن کے بیٹھ چکی اور راحت افزا اور مہ جبین اور فرخ اور عمرو بن حمزہ وغیرہ بھی بیٹھ چکے
اسوقت خواجہ نے ملکہ زلزلہ جادو سے کہا کہ تم مجکو دو ساحروں کو دو میں انکی شکلیں تبدیل کرکے انھیں نارنج جادو
کے پاس لیجاؤنگا اور عیاری کرکے نارنج جادو کو گرفتار کرونگا زلزلہ جادو نے دو ساحروں سے کہا کہ تم خواجہ
عمرو کے ہمراہ جاؤ جو کچھ یہ تم سے کہیں انکا فرمانا بسروچشم بجالاؤ ساحران مذکور روبروے خواجہ عمرو حاضر
ہوئے خواجہ عمرو نے رنگ روغن نکال کر پہلے اپنی شکل بصورت ازلال جادو پھر ایک کو بصورت ملکہ مہ جبین بنایا
اور دوسرے کو بشکل شاہزادہ عمرو بن حمزہ بنایا اور پوشاک اور لباس پہنا کر اور دونوں ساحروں کو گرفتار
کرکے ایک تخت پر بیٹھے اور انسے کہا کہ تم سحر کرو تاکہ یہ تخت بلند ہو جب ساحروں نے سحر کیا اور تخت بلند ہوا
اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اب تم مجکو نارنج جادو کے پاس لیچلو وہاں پہنچکے بیٹھے رہنا خبردار کچھ منہ سے نہ بولنا
ساحروں نے عرض کیا بہت بہتر ہم خاموش بیٹھے رہینگے یہ کہکے ساحروں نے سحر کیا تخت جانب طلسم
نارنج جادو روانہ ہوا جب خواجہ عمرو نارنج جادو کے پاس پہونچے سلام کرکے کہنے لگے کہ دیکھیے آپکی یہ
صاحبزادی مہ جبین شاہزادے پر عاشق ہوئی ہیں میں ان دونوں کو گرفتار کرکے آپکے پاس لے آئی
ہوں اب آپکو اختیار ہے خواہ انکو چھوڑ دیجیے یا انکو قید کیجیے خواجہ عمرو نے ابھی اسقدر گفتگو کی تھی کہ ملکہ
نارنج جادو نے اوراق جمشید کی میں دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بشکل ازلال جادو ہیں اور دو
ساحروں کو مہ جبین اور عمرو بن حمزہ کی شکل و صورت کے مانند بنا کر لائے ہیں یہ دریافت کرکے نارنج جادو
نے سحر پڑھنا شروع کیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ کر غائب ہو جائیں ناگاہ بوجہ سحر نارنج جادو کے خواجہ کے
پاؤں زمین نے پکڑ لیے اور ہاتھ بے حس ہو گئے اسوقت نارنج جادو نے شطرنج جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو اور
ان ساحروں کو گرفتار کرو اور اپنی حفاظت و حراست میں انکو رکھو شطرنج جادو نے موافق حکم خواجہ عمرو
اور ان دو ساحروں کو قید کیا ہر چند خواجہ عمرو نے نارنج جادو اور شطرنج جادو سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں تو
براے استحقاق یہاں آیا تھا تمنے مجھے پہچان لیا اب مجکو معلوم ہو گیا کہ مثل تمہارے دنیا میں کوئی
ساحر نہیں ہے اب میں کبھی نہ آونگا لیکن نارنج جادو اور شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو رہا نہ کیا آخر
خواجہ قید ہوئے شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو قید کیا وہاں ایک شب کو عمرو بن حمزہ یونانی نے خواب
میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور انھوں نے فرمایا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اب تمہیں

لوح طلسم نارنج کی جو تمکو ہو قہقہہ جادو کو طلب کر کے اُس سے مانگو ہر چند کہ وہ بخوشی نہ دیگا لیکن باقبال خدا سے لوح تمکو
ملجائیگی یہ فرما کر بزرگ موصوف نظر عمرو بن حمزہ سے غائب ہو گئے عمرو بن حمزہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وقت صبح صادق
ہے شاہزادے نے اٹھکر جلد وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے جب زلزلہ جادو بیدار ہوئی اور حیلہ ساحرہ
نامی حاضر ہوئے اسوقت شاہزادے نے وہ خواب رو برو زلزلہ جادو وغیرہ بیان کیا ایک ساحرہ نے بیان خواب سنکے
شاہزادے ذیوقار سے کہا کہ اس خواب کو خیال تصور کیجیے یہ خواب بالکل سچا نہیں ہے شاہزادہ تقریر ساحرہ سنکے اسقدر
برہم ہوا کہ وہی عصا زور بازو جادو کا تحفی جو باعث افزائے دیا تھا شاہزادے نے اُس ساحرہ پر مارا عصا ٹوٹ
گیا اور ایک پرچہ قرطاس اُس عصا سے نکلا شاہزادے نے اس پرچہ قرطاس کو پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ لوح
طلسمی قہقہہ جادو پاس ہے اور وہ ہر وقت لوح طلسمی کو اپنے پاس رکھتا ہے کسی وقت کسی جگہ نہیں رکھتا ہے شاہزادہ
ذیجاہ عبارت پرچہ قرطاس پڑھ کے خوش ہوا اور وہ پرچہ قرطاس زلزلہ جادو کو دکھایا اور کہا کہ ابھی قہقہہ
جادو کو بلا لیجے اور لوح اُس سے طلب کیجیے ملکہ زلزلہ جادو نے ایک ساحر سے کہا کہ جلد جا اور قہقہہ جادو
کو میرے پاس لے آ وہ ساحر گیا اور قہقہہ جادو کو اپنے ہمراہ لے آیا جب قہقہہ جادو روبرو ملکہ زلزلہ
جادو آیا سلام کر کے بحکم ملکہ بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ قہقہہ جادو نہایت کریہ منظر اور مہیب صورت
ہے اور لوح طلسمی اُسکی گردن میں بندھی ہوئی ہے ساحر سبز ہے جب قہقہہ جادو بیٹھ چکا اور بعد پیشکش دماغ بھی
بادہ ناب سے گرم ہو چکا اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے کہا کہ اے قہقہہ جادو میں نے تمھیں اسواسطے بلایا ہے کہ میں نے
اس شاہزادہ ذیوقار کی فرمانبرداری اختیار کی ہے اور میں مطیع اسلام ہوئی ہوں اور تم جانتے ہو کہ میں بڑی
بہن نارنج جادو کی ہوں لہذا تمکو مناسب ہے اب لوح طلسم مجھکو دیدو اور مثل ہمارے مطیع اسلام ہو کر شاہزادہ
نامدار کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو اور سعادت کونین حاصل کرو اگر تم مجھکو لوح نہ دوگے تو میں تمھیں
ہلاک کر دونگی قہقہہ جادو نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنکے قہقہہ مارا اور کہنے لگا اے ملکہ میں مثل تمھارے نادان
اور بے وقوف نہیں ہوں کہ سامری اور جمشید وغیرہ خداوندوں کی پرستش نہ کروں میری جان تو تمام سامری
و جمشید اور رم خبیثہ وغیرہ خداوندوں پر قربان ہے میں ہرگز ہرگز مطیع اسلام نہونگا اور لوح طلسمی جبتک
میں زندہ ہوں تو تمھیں نہ دونگا ہرچند کہ تم بڑی بہن ملکہ نارنج جادو کی ہو لیکن اب بوجہ مطیع اسلام ہونے کے
میرے نزدیک کچھ تمھاری عزت و حرمت باقی نہ رہی اب میں تمھیں بدترین جہان سے سمجھتا ہوں اور تمکو ایک ادنے
ساحرہ جانتا ہوں تم مجھسے لوح کیا لیلوگی اور مجھے کیا قتل کروگی ابھی کچھ دنوں سحر سیکھو اور یاد کرو میرا قتل کرنا بہت
مشکل ہے مجھے کوئی ساحر قتل کر ہی نہیں سکتا میرے اوپر سحر اثر کر ہی نہیں سکتا دیکھو یہ لوح طلسم میرے
گلے میں بندھی ہوئی ہے اگر تم ایسی ہزار جادوگرنیاں مجھپر سحر کرینگی تو کیا ہوگا میں ہرگز سحر سے ہلاک نہونگا تم ناحق
مجھے ڈراتی ہو اور دھمکاتی ہو میں ہرگز تم سے نہیں ڈرتا اگر تم مجھسے لڑوگی تو سمجھتا ہوں کہ میرے
ہاتھ سے ہلاک ہوگی جان سے جاؤگی بے موت مروگی یہ نخوت تمھاری خاک میں ملجائیگی لوح طلسمی
کسیطرح ہاتھ نہ آئیگی افسوس صد ہزار افسوس تم مطیع دین اسلام ہو کر اپنی چھوٹی بہن ملکہ نارنج
جادو کی دشمن ہو گئیں چاہتی ہو کہ ملکہ نارنج جادو قتل ہو جائے اور طلسم نارنج ٹوٹ جائے
اگر یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچیگی تو وہ تمھیں اس طرح سے قتل کرے گی کہ تمھارے حال پر
مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگی تمکو لازم ہے کہ مطیع دین اسلام اب نہو اور خداوند سامری

اور دیگر جادوگرون کو سپرد کر دے اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے ملکہ تاریخ جادو کے حوالے کر دے کہ [illegible] تمہاری سرکشی کا بدلہ
لونگا ملکہ زلزلہ جادو نے جو گفتگوی قہقہہ جادو کی سنی نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اس نابکار کو بد زبانی کی سزا دینا
چاہیے اور لوح طلسم اس سے لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو تخت سے اٹھی اور جانب قہقہہ جادو چلی قہقہہ
جادو نے خیال کیا کہ ملکہ زلزلہ جادو میری گفتگو سنکے خوف سے لرز گئی ہے اب میرے پاس براے عذر آتی ہے قہقہہ خیال
کر رہا تھا کہ زلزلہ جادو قریب اسکے پہونچی اور ساحرون سے اشارہ کیا کہ اس بدکردار کو گھیر لو اور زمین پر اسکو گرا کر لوح اسکے
گلے سے اتار لو یہ اشارہ کرکے ملکہ نے داڑھی قہقہہ جادو کی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ بدکردار تو کیسی
گفتگو سخت کرتا ہے خلاف ہمارے رتبہ کے جیسے گفتگو کرتا ہے ہمارا حکم بجا نہیں لاتا لوح طلسم نہیں دیتا اگر تجھے زندہ رہنا
منظور ہے تو لوح طلسمی میرے دے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کرونگی قہقہہ جادو نے ملکہ زلزلہ کی گفتگو سنکے فوراً ملکہ زلزلہ جادو
کی چوٹی پکڑی اور کہا اے ملکہ تو نے مجھے بلا کر مارا ہے اور ذلیل کیا ہے میں بھی تجھے اسیوقت مار ڈالونگا یہ کہکر قہقہہ جادو نے چوٹی
کھینچی اور ملکہ نے موے ریش پکڑ کے جھٹکا دیا ساحران نامی جو اسوقت اس جلسہ میں موجود تھے وہ سب آ پہنچے اور موافق اشارہ
کرنے ملکہ کے کسی ساحر نے قہقہہ جادو کا گلا اسطرح دبایا کہ دم قہقہہ جادو کا گھٹ گیا زبان منہ سے باہر نکل آئی دم سینے
میں رک گیا آنکھیں حلقہ چشم سے باہر نکل آئیں کسی ساحر نے قہقہہ کے پاؤن پکڑ کے کھینچے تاکہ قہقہہ جادو زمین پر گر پڑے
کوئی ساحر دست و بازو سے لپٹا کوئی ساحر قوی ہیکل قہقہہ جادو کی کمر سے لپٹا کسی ساحرہ نے موے سر قہقہہ جادو
کے پکڑے کسی ساحرہ نے باآواز بلند ساحرون سے کہا کہ اے ہمجولیو اس ساحر نابکار پر سحر نہ کرنا اسکے گلے میں لوح
طلسمی ہے سحر تمہارا اثر نہ کریگا فرخ نے جو دیکھا کہ قہقہہ جادو کو سب ساحر نابکار گھیرے ہوئے ہیں خیال کیا کہ یہ ساحر
ایسا قوی ہے اتنے ساحرون کے لپٹنے سے زمین پر نہیں گرتا ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ ساحر نابکار زمین پر گرے
اور بغیر قتل کئے ہلاک ہو جاوے یہ خیال کرکے آپ بھی فرخ اس مجمع میں گیا اور وہ اعضاے قہقہہ جادو
پکڑے کہ جو مثل بیضہ مرغ کے جسم انسان میں نازک ہیں اور اسطرح بقوت تمام ان اعضا کو دبایا کہ قہقہہ جادو
کثرت درد و ایذا سے بیتاب و بیقرار ہو کے زمین پر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگا اسوقت چوٹی
ملکہ زلزلہ جادو کی دست قہقہہ جادو سے چھوٹ گئی اسی ہنگامہ میں فرصت پاکر اسوقت فرخ نے قہقہہ جادو کے
گلے سے لوح اتار کر شاہزادے کے گلے میں ڈالدی اور عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار جلد تیغ آبدار سے
اس ساحر نابکار کو قتل کر ڈالیے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے موافق کہنے راحت افزا کے تیغ آبدار سے
قہقہہ جادو کو قتل کیا زلزلہ جادو اور جملہ ساحران نامی وغیرہ قہقہہ جادو کے قتل سے نہایت خوش
ہوئے جسوقت قہقہہ جادو قتل ہوا اور زمین پر تڑپ کے مر گیا ایسی تاریکی ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہو گیا
پھر قہقہہ جادو کے سحر نے نالہ و فریاد کرنے لگے ہوائے تند چلنے لگی اور پتھر اور برف گرنے لگی آواز آئی مارا مجکو
اور قتل کیا مجکو نام میرا قہقہہ جادو تھا بعد ایک ساعت تاریکی دفع ہوئی اور روے آفتاب نظر آیا ملکہ زلزلہ جادو نے
حکم دیا کہ لاش اس ساحر بدانجام کی یہان سے اٹھا کر کہیں پھینکدو چند ساحرون نے بموجب حکم
ملکہ لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھا کر ایک صحرا میں پھینکدیا جب لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھ گیا ملکہ زلزلہ
جادو تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی بیٹھے اسوقت ساقیان خوبرو بحکم زلزلہ جادو
شیشہاے شراب کی لیکر آئے اور جامہاے بلورین شراب ارغوانی سے بھر بھر کے ملکہ اور عمرو بن حمزہ
وغیرہ کو دینے لگے غرض ہر ایک شخص ساحر و غیرہ ساحر شراب پینے لگا بعد میکشی کے ملکہ نے

حکم لیا کہ نازنینان خوش گلو حاضر ہوں بموجب حکم ملکہ نازنینان گل پیرہن وسیمتن مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین اور ملکہ اور شاہزادے کو بصد ادب و آداب و تسلیم بجالا کر موافق اپنے مراتب کے علیحدہ بیٹھین پھر ازانجملہ بحکم ملکہ ایک نازنین غنچہ دہن نازک بدن روبرو ملکہ زلزلہ جادو اور شاہزادہ ذیشان بصد ناز و ادا ناچنے لگی اور دلہائے اہل بزم کو اپنے رقص سے خوش و مسرور کرنے لگی بعد ناچنے کے اس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

دلون مین کینے سننے سے عداوت آہی جاتی ہے
جب آنکھیں چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے
جب انکو دیکھتے ہین غیر سے ہم بولتے ملتے
جلا لیتے ہین آنکھیں انکو غیرت آہی جاتی ہے
ہر اک ساعت کی صحبت مین ہمیشہ دوستی ہو کر
کسی ڈھب سے کہین رنجش کی صورت آہی جاتی ہے
چھپائے سے نہین چھپتا ہے ریحان شوخ الفت

صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہے
نہین موقوف سن پر دیکھکر صورت حسینونکی
نہین کچھ واسطہ لیکن حرارت آہی جاتی ہے
سحر جب نام لیتے ہین کسی رشک مسیحا کا
کدورت بڑھتے بڑھتے دلکو نفرت آہی جاتی ہے
ہر کسی کی تاب طاقت کیا ہے جا محبت سے
ضرور آنکھوں مین کچھ اس کی الفت آہی جاتی ہے

دل انجمن دلکشا ہو نہ بولون یار سے لیکن
جوان پیر دونو کی طبیعت آہی جاتی ہے
شب وصلت کا جب مین چھیڑتا ہون ذکر وہ کچھ بھی
مریض عشق کے چہرے پہ فرحت آہی جاتی ہے
برابر دوستی سمجھتے کہین دیکھی نہ دنیا مین
اگر آنے کو ہوتی ہے تو شامت آہی جاتی ہے
جب یہ غزل اس نازنین سے

بانداز و ادا گائی جملہ ساحرہ و ساحرہ اشعار غزل سنکے خوش ہوئے خصوصاً ملکہ زلزلہ جادو نہایت مسرور ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار وغیرہ بھی خوش ہوئے وہ نازنین غزل گا کے بزم سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل مین حاضر ہوئی اور ملکہ اور شاہزادے کو آداب و تسلیم بجالائی جب سازندون نے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کرلیا نازنین ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گاتے لگی ساحران نامی اُسکے سحر خوش آوازی مین گرفتار ہو کے بیخود ہونے لگے اکثر ساحر اُسکے نغمۂ دلکش کو سن سنکے بیہوش ہونے لگے جب وہ نازنین اور دیگر نازنینان زہرہ جمال پری تمثال ناچ اور گا چکین اور زر کثیر انعام مین لیکر جا چکین اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے خوش ہو کر شاہزادے سے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ الحمد للہ کہ مقمہ جادو کو آپ نے قتل کیا اور لوح طلسمی مل گئی از روے دل آپ کی برائی شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ زلزلہ جادو فی الحقیقت مجکو لوح کے ملنے سے از حد خوشی حاصل ہوئی اب میرا ارادہ ہی کہ ملکہ نارنج جادو تمھاری بہن سے مقابلہ کرون اور مہمات طلسمی بافضال پروردگار فتح کرون آپ فقط میرے لشکر پر سے سحر نارنج جادو کا دفع کر دیجیے تاکہ مین اپنے ماموں صاحب زمتاش بہادر کی قدمبوسی حاصل کرون اور سبکو ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج جادو جاؤن اور ساحرون کو قتل کرون ملکہ زلزلہ جادو نے کہا ای شاہزادۂ ذی وقار ہرچند کہ مین اپنی دختر بیگنجو گلاش جادو کے الم مین مبتلا ہون لیکن مین بھی آپ کے ہمراہ چلونگی یہ کہکے ملکہ نے ساحران نامی سے کہا کہ اسوقت سے درستی سامان جنگ کرو اور کل یہان سے کوچ کرکے برای مقابلہ نارنج جادو ہمارے ہمراہ چلو یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے دربار برخاست کیا ساحران نامی دربار سے اُٹھے اور باہر دربار کے جاکر جملہ ساحرون کو حکم ملکہ سے واقف کیا پھر ساحران نامی اپنے خیام مین داخل ہوئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اور سامان کوچ کا کرنے لگے علاوہ ساحران نامی کے ہر ایک ساحر اپنا اپنا سحر جگانے لگا بھٹیان چڑھنے لگین ہر جہت ہر طرف آگ پر جلنے لگین انگیاریان روشن ہوئین ہر آن کے ساحر دُہرو بجانے لگے سحر تیار کرنے لگے غرض تمام خوب تیاری ہوئی جب شغل معشوق تلون مزاج طبیعت شب بدلی لینے ترک دُہرے تیغ مہر میدان افلاک مین چمکائی النظم

سپہر نیلگوں نے رنگ بدلا ہوا روشن رخ مہر تجلا اٹھا ردے سحر سے پرچ شب درآیا مہ میان برج عقرب
وقت سحر ملکہ زلزلہ جادو نے برآمد ہوکر نفیر سحر بجائی جملہ ساحروں کو خبر ہوئی فوراً اٹھالیا بارگاہ و خیام کا فیلان
آتشین سحر پر جلد تر لاد اگیا جب ملکہ زلزلہ جادو تخت سحر پر سوار ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار مرکب صبا رفتار
پر سوار ہوچکا اور ملکہ مہ جبین نے بنجی پوشش اور راحت افزا اور تزلزل جادو اور زلال جادو وغیرہ کرزین
تخت اور طاؤس سحر و عنبر پر سوار ہوچکین جملہ ساحر گروہ گروہ و جوق جوق ہنس آتشین
اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار ہوئے نشانہائے نصرت اثر کھلے ابر سحر سرخ و زرد و سفید
و سیاہ فلک پر چھا گئے برق سحر چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی غرض جب سب سوار ہوچکے ملکہ زلزلہ جادو
نے تخت اپنا بڑھایا لشکر ساحران بہزار تجمل و شوکت عقب پشت ملکہ زلزلہ جادو صفوف بستہ بصد ادب
روانہ ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا فسرخ ہمراہ رکاب ہوا اسوقت روانگی لشکر لائق
دید تھی ابر سحر سے آگے آگے برستا جاتا تھا چھڑکاؤ زمین پر ہوتا جاتا تھا غبار سر طرف ہوتا جاتا تھا
نسیم سحر سے دلوں کو فرحت ہوتی تھی لشکر ساحران نامدار مثل باد بہار رواں تھا سبزہ زار سے
جاتا تھا نسیم ساحر ہو شان پرے باندھے ہوئے تھے پیشانیوں پر قشقے صندل کے کھینچے ہوئے تھے
کھوپڑیاں صندل کے دیے ہوئے تھے اکثر ساحر لوٹا ہاتھ میں رنگین لیے تھے بھبوت ملے ہوئے
تھے ترسول چھاتیوں پر بنائے ہوئے تھے اسباب سحر جھولیوں میں بھرے ہوئے تھے دم بدم
سامری و جمشید کی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی ایسی باتیں کرتے تھے اور ہنستے ہوئے دلیرانہ
پس پشت ملکہ زلزلہ جادو چلے تھے دم بدم سب عجائب و غرائب سحر کے دکھاتے تھے کہ فلک شعبدہ
باز انکے نیرنگ و افسون کو دیکھ کے دنگ ہوتا تھا آفتاب انکے سحر کے گولے دیکھکر تھرا آتا تھا مریخ فلک
انکی سحر کی تیغیں دیکھکر دبتا تھا غرض لشکر ساحران بصد شان و شوکت جاتا تھا علاوہ ساحروں کے ہر ایک
ساحرہ خوش انداز سراپا ناز نارنج و ترنج و نارنج اچھالتی ہوئی ابر سحر سے پھول اور موتی برساتی
ہوئی مثل غنچہ مسکراتی ہوئی ہوتی تھی نظم

ہر ایک ساحرہ تیز و شیرین | انکی بھری مانگ صندلی تھی
ہزاروں جیسے بادہ جادو فن | انکی بھری ملنے کا جل تھی
چلیں اپنا جوبن دکھاتی ہوئیں | تھے ان تھے طاؤس آتش فشان
وہ رال ادر کو گل جلاتی ہوئیں | سروں پر سیہ ابر سے سائبان
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر | اٹھا وقت نزدیک فلک گوشہ گیر

ہنوز ملکہ زلزلہ جادو مع لشکر ساحران تھوڑی دور چلی
تھی اور عمرو بن حمزہ ذی وقار نے بھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے غبار عظیم بلند ہوا شاہزادہ
نے فسرخ سے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لشکر کثیر اسطرف آتا ہے ابھی عمرو بن حمزہ یونانی فسرخ سے
کہہ رہے تھے کہ غبار ہوائے تند سے دفع ہوا شہباز یکتاز شرق تیغ پچاس ہزار سواران جرار
کے ظاہر ہوا شاہزادی نے دیکھا کہ آگے آگے شہسوار یکتاز مرکب برق رفتار پر سوار ہے پس پشت پچاس ہزار
سواروں کے پرے ہیں ہر ایک سوار یادگار رستم و اسفندیار ہے زرہیں پہنے ہوئے ہیں چار آئینے لگائے ہوئے
ہیں تلواریں زیب کمر کیے ہیں تہور و شجاعت سبکے چہروں سے آشکار ہے رشک سام و نریمان ہر ایک سوار ہے صحرائے شجاعت
کے شیر ہیں سب سوار ایسے بہادر و دلیر ہیں نظم

دل میں مرے یقین ہے کہ سید انہیں کا | انکاریں وہ یونکے تیغ کھینچکر کمتار | ڈرجائے انکے نعروں سے رستم سا پہلوان

بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار	پتلا زیادہ پانی سے ہوا گئے بس حضور	ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو جاب دار

جب شہباز یکتاز عفرانی قریب تر آیا فوراً شاہزادے کو دیکھ کر اپنے مرکب سے اترا لشکر ٹھہر گیا شاہزادے
نے بھی مرکب کو روکا شہباز یکتاز نے عرض کیا کہ جب آپ داخل درۂ کوہ بلا ہوئے تھے میں قریب درۂ کوہ
مقیم ہوا تھا درۂ کوہ کی جانب دیکھتا تھا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد پہر بھر کے وہ
تاریکی دفع ہو گئی درۂ کوہ میں روشنی ہو گئی میں اسی درۂ کوہ سے نکل کے واسطے قدمبوسی کے چلا آیا ہوں
عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر شہباز یکتاز کی سنکر خیال کیا کہ یقیناً وہ تاریکی سحر زود زبانہ جادو کی ہو جب وہ قتل
ہو گئی سحر اسکا برطرف ہو گیا یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار شہباز یکتاز کو ہمراہ لیکر جانب باغ سنگل روانہ ہوا
اور مرکب تیز رو کو بڑھایا وہ سمند راہ پیمائی برودی میں رشک برق فلک تھا اس سمند کی کیا تعریف کروں نظم

جہاں سے دوڑ میں نقاش ایسے گلگون کے	ہو جا لمیں شکل بنالیں تو کیا کریں تدبیر	کہا مشہور باد بہار نے اسکی آن
اگر قیاس بھی ہو خون و کھینچے تصویر	نہ دوڑون گا اسکو میں تشبیہ برق تیزی ہے	آہو نکل گیا میں بھلا جست و خیز کی تقریر
رہیں ہمہ مراز خالی یہ اسکی سرعت کا	تھم لبیت معشوق کچھ عدیل و نظیر	اٹھی رکاب کے بوسے کی آں.. دبی و لے

نہ آیا اپنے تئیں یاد تو سمجھ کے حقیر الحاصل عمرو بن حمزہ یونانی ہمراہ شہباز یکتاز چلا شاہزادہ
دیبجاہ بعد طے کرنے راہ کے باغ سنگل میں آیا ملکہ زلزلہ جادو نے جملہ مردمان لشکر عمرو بن حمزہ
یونانی سے سحر نارنج جادو سے پتھر کا ہو گیا تھا بصورت اصلی ہوا سہیل شیر شکار اور لہراسپ
بلند کمان شاہزادہ ذیشان کے قریب آئے اور آداب و تسلیم بجا لاکر دونوں نے شرف قدمبوسی شاہزادہ
دیبجاہ حاصل کیا بعد اسکے شاہزادہ ذی وقار اپنے ماموں زمتاش بہادر یونانی سے ملا زمتاش بہادر
عمرو بن حمزہ کو دیکھکر خوش ہوا اور حال پوچھا شاہزادے نے تمام کیفیت بیان کی زمتاش بہادر حال
سنکے اور جادو دختر عمرو بن حمزہ خوش ہوئے بعد اسکے شاہزادہ زلزلہ جادو اور شہباز یکتاز اور لہراسپ
بلند کمان اور سہیل شیر شکار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے بعد شوکت
حشمت مع لشکر گران و سپاہ بے شمار قریب درۂ طلسم نارنج پہنچے بارگاہ و خیام ایستادہ ہوئے شاہزادہ
ذی جاہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور قسیم ایک بارگاہ میں مقیم ہوا اور زلزلہ جادو مع اپنی دختروں کے
دوسری بارگاہ میں مقیم ہوئی زمتاش بہادر بھی مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار علیحدہ علیحدہ
بارگاہ و خیام میں فروکش ہوئے جملہ مردمان لشکر بھی خیام میں استراحت پذیر ہوئے یہ خبر طائران سحر نے نارنج جادو
کو دی کہ زلزلہ جادو مع دس ہزار ساحروں کے مطیع دین اسلام ہو کر ہمراہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ بہ ارادہ
جنگ آئی ہے اور قریب طلسم مقیم ہے چونکہ قبل اسکے نارنج جادو کو زود زبانہ جادو اور قہقہہ جادو کے قتل ہونے
کی خبر پہنچی تھی اور نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اپنی دختر کے مسلمان ہونے کی بھی خبر سنی تھی
اس سبب سے نارنج جادو نہایت مغموم و متردد تھی اب جو طائران سحر سے خبر سنی کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ
مع فوج و لشکر قریب درۂ طلسم آیا ہے اور مقیم ہے نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا اور اپنے ماموں صورت نگار
جادو سے کہا کہ جلد جاؤ اور سب کو سحر سے پتھر کا کر دو صورت نگار جادو بموجب کہنے نارنج جادو کے در طلسم
پر آیا اور سحر کرنے لگا لشکر عمرو بن حمزہ یونانی میں سب غافل تھے یکایک شاہزادے نے دیکھا کہ ابر اور پانی
برسنے لگا اور اسقدر پانی برسا کہ خیام اور بارگاہوں میں پانی پہنچنے لگا شاہزادہ دیبجاہ جانب ابر باران دیکھ رہا تھا

اد کی نظر آب فرخ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر پڑے فی الفور مہ جبین پتھر کی ہو گئی اور فرخ بھی
ہمرنگ سنگ ہو گیا شاہزادہ عمرو بن حمزہ یہ حال دیکھکر متحیر ہوئے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کی تصویر سے
لپٹ کے رونے لگے اور کہنے لگے ای ملکہ نازک بدن و گل پیرہن افسوس ہزار افسوس یہ کیا بلائے آسمانی آئی کہ تم تصویر
سنگ ہو گئیں تمہارا یہ حال مجھسے دیکھا نہیں جاتا ہے اب میری زندگی ہونا بہت دشوار ہے یہ کہکے عمرو بن حمزہ تصویر فرخ
سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ای برادر حیف تم بھی سحر میں گرفتار ہوئے اب دیکھیے یہ سحر تم پر سے کب دفع ہوتا ہے اور
کب [illegible] تم بدستور اصلی ہوتے ہو یہ فرما کر عمرو بن حمزہ یونانی بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر میں ایک ہنگامہ برپا
ہے ہزاروں ساحران شیر ساحر قید ہو گئے ہیں اور جو لوگ پتھر کے نہیں ہوئے ہیں وہ فریاد و فغان کر رہے ہیں عمرو
بن حمزہ حال لشکر دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو گھبرا کر اپنی بارگاہ سے نکلی اور فوراً باران سحر سے تر ہو کر پتھر
کی ہو گئی غرض اسی طرح تھوڑی دیر میں زمستانش بہادر اور سرداران لشکر اور شہباز یکہ تاز شمشیر کی
اور جملہ امرا جو وہاں موجود تھے سب پتھر کے ہو گئے فقط عمرو بن حمزہ یونانی اس سبب سے پتھر کے نہیں
ہوئے کہ انکے گلے میں لوح محفوظ اور لوح طلسمی دونوں لا میں پڑی ہوئی تھیں جب سب پتھر کے ہو گئے اور قوت
بارانی کا برسنا موقوف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی اپنے لشکر کا حال دیکھ کے نہایت حیران تھے اور خیال
کر رہے تھے کہ یہ سحر کسنے کیا ہے ناگاہ ایک ساحر لشکر کا کسی کام کے واسطے کہیں گیا تھا آیا اور عمرو بن حمزہ یونانی
سے پوچھنے لگا کہ ای شاہزادہ ذی وقار یہ کس ساحر نابکار نے آپکے لشکر پر سحر کیا ہے ہر ایک شخص پتھر
کا ہو گیا ہے شاہزادے نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم کہ کس ساحر نے سحر کیا ہے میں خود متحیر ہوں
ساحر یہ گفتگو شاہزادہ ذی وقار سے سنکے چار جانب دیکھنے لگا آخر دروہ طلسم کی جانب دیکھ کے عرض
کرنے لگا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے اسطرف جو دیکھا ملاحظہ
کیا کہ بالائے دروہ طلسم نارنج ایک ایسا ساحر پیر کریہ منظر تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور مقراض اور پرچہ قرطاس لیے

ہاتھ میں ہے تصویریں کاغذ کی کتر رہا ہے اور سحر پر مسرور ہے کہ بمقتضائے ابیات

مہیب و سیہ فام و سخت دل | زنا پاکی ابلیس از وی خجل
سرش خالی از عقل پر از حشم | شکم فربہ از لقمہ ہائے حرام

شاہزادہ ذیجاہ نے جو اس ساحر مہیب صورت کو دیکھا فوراً شانے سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر نعرہ
کیا کہ او ساحر بد کردار نابکار ہوشیار ہو جا کہ تیری اجل قریب آئی صورت نگار جادو نعرہ شاہزادے کا سنکے
ڈر گیا اور کچھ سحر پڑھ کے ہاتھ سے اشارہ کیا فی الفور برق چمکی اور اس ساحر پر گری جسنے شاہزادے سے
عرض کیا تھا کہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا سحر کرتا ہے جب وہ ساحر برق سحر سے ہلاک ہو گیا صورت نگار جادو
خوف شاہزادہ ذی وقار سے بھاگ گیا اور نظر شاہزادہ سے غائب ہو گیا بعد غائب ہو جانے صورت نگار
جادو کے عمرو بن حمزہ اپنے لشکر کا حال دیکھکر اسقدر روئے کہ گر پڑے اور غش آ گیا اسی عالم غشی میں دیکھا کہ
ایک مرد بزرگ بالین پر کھڑے ہیں اور شفقت فرماتے ہیں کہ ای طلسم کشا اسقدر رنج و غم نکر افضال خدا پر نظر رکھو
انشاء اللہ یہ رنج و غم تیرا دفع ہو جائیگا اور مدعا ہاتھ آ جائیگا تجھکو لازم ہے کہ یہاں سے جانب تمثال جادو جا اور جو
عجائب و غرائب اثنائے راہ میں نظر آئیں انھیں دیکھنا اور خبردار بغیر دیکھے لوح طلسمی کے کوئی کام نہ کرنا یہ
فرما کر وہ بزرگ نظر شاہزادہ سے غائب ہو گئے شاہزادے کو جب غش سے افاقہ ہوا خیال کیا کہ عالم
خواب میں مجھے مرد بزرگ نے ہدایت کی ہے اب مجکو بھی لازم و مناسب ہے کہ جانب تمثال جادو بیخیال

کر کے اسیوقت جانب شمال روانہ ہوے عمرو بن حمزہ یونانی تو روانہ ہوتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا لیکن اب
حال صورت نگار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب صورت نگار جادو نارنج جادو کے پاس پہونچا کہنے لگا کہ مین نے سحر
سے سبکو بیخبر کر دیا ہی فقط شاہزادہ عمرو بن حمزہ باقی رہگیا ہی نارنج جادو نے گفتگو سے صورت نگار جادو سنکے
کہا اب فرخ اور زلزلہ کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کر دو اور اپنے سحر مین رکھو اور میری دختر مہ جبین نارنجی پوش
اور راحت افزا کو میرے پاس لے آؤ صورت نگار جادو یہ سنکے دروازہ طلسم پر آیا اور بارگاہ مین جا کر مہ جبین اور
راحت افزا پر سے وہ سحر اپنا دفع کیا اور ایک اور سحر مین گرفتار کر کے پاس ملکہ نارنج جادو کے لیکے
ان دونون کو نارنج جادو کے حوالہ کر کے پھر آیا اور ملکہ زلزلہ جادو اور فرخ کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کیا
اور اپنے سحر مین گرفتار رکھا صورت نگار جادو نے زلزلہ جادو اور فرخ کو تو گنبد سامری مین قید کیا ہی اور مہ جبین
نارنجی پوش اور راحت افزا نارنج جادو کے پاس ہین انکا حال آیندہ درج کیا جائیگا لیکن اس جگہ احوال
شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا ہی کہ جو موافق ہدایت مرد بزرگ جانب شمال روانہ ہوے تھے جاتے جاتے ایک ایسے
صحرای ہولناک مین پہونچے کہ بشر کی تو کیا حقیقت ہی شیر کا زہرہ اُس صحرا سے پرہول مین آب ہوتا تھا اگر رستم پیلتن
خواب مین بھی خیال اُس بیابان وحشت افزا کا کرتا یقین ہی کہ دہل جاتا اور اگر اسفندیار احوال اُس صحرای ہولناک کا بھی
سن لیتا البتہ یقینا خوف سے اُسے غش آجاتا کیونکہ ادنا حال اُس بادیہ پر خوف و خطر کا یہ ہی کہ دمبدم ہر طرف بگولے اٹھتے
تھے ہواے گرم چلتی تھی لو بھی بکثرت تھی تمام میدان صحرا حرارت مہر سے گویا کرہ نار تھا ہر ذرہ اُس صحرا سے
پُر آفت کا رشک آفتاب محشر تھا سبزہ و درخت کا زمین پر نام و نشان بھی نہ تھا لیکن کانٹون کی حد درجہ کثرت تھی
شاہزادے کو قدم اٹھانا دشوار تھا رہروی سے صدہا کانٹے کف پا مین گڑ گئے تھے کف پا سے خون جاری تھا
تلوون مین آبلے بھی پڑے تھے اور اکثر آبلے پھوٹ بھی گئے تھے گویا حال پر شاہزادے کے آبلے روتے تھے چونکہ تمازت
آفتاب بکثرت تھی شاہزادہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا تشنگی سے عجب حال تھا پیاس سے حلق مین کانٹے پڑے تھے کہ
حرارت آفتاب سے دل بیتاب تھا سراپاے شاہزادہ پر غبار پڑا ہوا تھا رنگ چہرہ انور تمازت مہر سے سانولا ہو گیا
تھا طائر روح قفس تن سے بیقرار ہو کر مائل پرواز تھا زمین تابہ آہن کی طرح جلتی تھی دھوان دمبدم نکلتا
تھا ہر چند آفتاب کا منہ اُس دشت ہولناک کیطرف نہ تھا لیکن خوف سے ابر بارہ کا پتا تھا غبار ہر مرتبہ
اُس دشت جانستان سے اٹھکر سوے فلک جاتا تھا کوئی چرند و پرند کسی طرف نظر نہ آتا تھا شاہزادہ ذیجاہ
حیران خاطر تھا یکایک پس پشت شور و غل بلند ہوا شاہزادے نے گھبرا کر پس پشت جو نظر کی دیکھا اور تو کوئی
نہین ہی لیکن ایک اژدہا از حد طویل ہی دمبدم اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ تمام صحرا گرم آتش سا
ہو جاتا ہی اُسی اژدہے کی پشت پر فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو سوار ہین اور اژدہا لئے جاتا ہی جب شاہزادے نے
اچھی طرح فرخ اور زلزلہ جادو کو دیکھا اور پہچانا اُسوقت فرخ نے پکار کے کہا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ آپ تو
طلسم کشا ہین جلد آیے اور مجھے اس اژدر سے بچایے اگر تشریف لانے مین دیر لگائیگا بعد مجکو زندہ نہ پائیگا
یہ اژدہا ایکدم مین مجھے نگل جائیگا یا اُسکے شعلون سے یہ خاکسار جل جائیگا گر آپ جلد مجھ تک نہ آسکین تو لوح
طلسمی میری طرف پھینک دیجیے تاکہ مین لوح کو اپنے گلے مین ڈال لون اور اس اژدر کی گزند سے بچون جب فرخ
یہ تقریر کر چکا تھا زلزلہ جادو نے بآواز بلند کہا ای شاہزادہ ذی وقار اسطرف نہ جایے ذرا
ادھر تشریف لایے جب اس اژدر کی شر سے بچایے مین مطیع دین اسلام ہو چکی

ہون جلد میری مدد کے واسطے آئیے شاہزادے نے فرخ اور زلزلہ جادو سے نقلی کی انگشتری لیکے کمان دوش سے
ہاتھ مین لی اور ترکش سے تیر نکالکر چاہتا تھا کہ اژدہی کو تیر مارین یکایک اژدہا نظر شاہزادہ سے غائب ہوگیا عمرو بن حمزہ
حمزہ اژدہے کے غائب ہو جانے سے نہایت متحیر ہوے اور فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کا خیال کرکے محزون
ہوئے آخر بہزار دشواری آگے بڑھے جب تھوڑی دور راہ طی کی دیکھا کہ ایک نالا ہی اور اسی نالہ پر زیر دار
لاشین فرخ اور زلزلہ جادو بالاے زمین پڑی ہوئی ہین آنکھین کھلی ہوئی ہین شاہزادہ نامدار لاشین
دیکھکر نہایت بیتاب وبیقرار ہوا اور بے اختیار اشکبار ہوا ابھی شاہزادہ لاشون کو دیکھکر رو رہا تھا کہ سامنے
سے ایک فیل ہفت سر ظاہر ہوا چھ سر تو اسکے شیر اور گینڈے وغیرہ چوپاؤن کے سرون کے مانند تھے لیکن
ایکسر اسکا مثل ہاتھی کے سر کے تھا اور قد وقامت اسکا مانند فیل مست کے بلند تھا اور نہایت قوی الجثہ تھا
اسکی ایسی ہیبتناک تھی کہ انسان تو ضعیف البنیاد ہی اگر دیو بھی اسکو دور سے ایک نظر دیکھ لیتا تو فوراً خوف سے ہلاک
ہوجاتا شاہزادہ ذیجاہ وعالی گہر اس فیل ہفت سر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ فیل قریب آیا اور اسنے شاہزادے سے جھگڑا
کیا شاہزادے نے اس بلاے ناگہانی اور آفت آسمانی کو آتے دیکھکر فوراً لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا
کہ اے طلسم کشا یہ جو فیل ہفت سر ہی یہ ایک ساحر ہی تجھے لازم ہی کہ خیال کرکے دیکھ کہ بیچ مین جو سر ہاتھی کا ہی اسی سر کی پیشانی
پر ایک ٹیکا سرخ ہی یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے اسی ٹیکے پر تیر لگا وہ تیر اگر ٹیکے پر پڑا تو یہ فیل ہفت سر ہلاک ہوگا
اور اگر تیر نشانے پر نہ پڑا تو تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگا شاہزادے نے اس مضمون لوح سے آگاہ ہو کر فوراً
وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اس ٹیکے کو تاک کے تیر لگایا بقدرت پروردگار تیر اسی ٹیکے پر پڑا فیل ہفت سر
آتشبازی کی چرخی کی طرح گھومنے لگا اور ہر ایک بن مو سے اسکے ایک شعلہ نکلا یہانتک کہ فیل ہفت سر
جلکر خاک ہوگیا جسوقت وہ فیل ہفت سر جلگیا ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن رشک شب تار ہوگیا
ہواے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی پھر اسکے سحر کے نالہ وفریاد کرنے لگے پتھر آسمان سے گرنے لگے بعد چار گھڑی کے
وہ شور وغل دفع ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی اور ایک آواز آئی قتل کیا مجھکو کہ نام میرا فیل جادو تھا جب خوب
روشنی ہوئی اور آفتاب نظر آیا شاہزادے نے دیکھا کہ لاشین فرخ اور زلزلہ جادو کی نہین ہین اور دار و
کا بھی نام ونشان نہین ہی اور وہ حرارت آفتاب کہ جس سے جگر کباب ہوا جاتا تھا دفع ہوگئی شاہزادے
نے فیل جادو کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا ناگاہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک جانب
سے ایک شیر نر نعرے کرتا ہوا بصد غضب آتا ہی اور دوسری طرف سے ایک چیتا آتا ہی شاہزادے نے لوح کو
ملاحظہ کیا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے شاہزادے جسوقت چیتا تمہارے قریب آے فوراً تیغ سے ہلاک کرنا اور شیر
تمپر حملہ کرنے پاے کہ تم شیر پر جست کرکے سوار ہو جانا اور جس جگہ شیر تمہین لیجاکر ٹھہر جاے پہلے تم شیر کو ہلاک کرنا
بعد ازان پشت شیر سے اترنا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا شاہزادہ لوح کو دیکھ چکا تھا کہ
شیر اور چیتا دونون قریب آے شاہزادے نے تیغ تیز کھینچکر چیتے کو قتل کیا تاریکی ہوئی اسی تاریکی مین فی الفور
جست کرکے پیٹھ پر شیر کی سوار ہوا شیر ناچار ومجبور ہوا اور ایک جانب شاہزادے کو لیکر چلا بعد طی کرنے راہ دور
کے ایک باغ کے دروازے پر لیگیا اور وہین ٹھہر گیا شاہزادے نے بموجب حکم لوح پہلے شیر کو قتل کیا پھر
پشت شیر سے زمین پر قدم رکھا جسوقت شیر قتل ہوا اسوقت بھی تاریکی سے زمانہ تیرہ وتار ہوگیا اور آواز آئی
مارا مجھکو کہ نام میرا اسد جادو تھا جب سیاہی دور ہوئی اور زمین ضیاے آفتاب سے پرنور ہوئی عمرو بن حمزہ

ر کھلونے ہین بالے جھولون کے کسی جانب ہنڈولون طفل و جوان بیٹھے ہوئے جھول رہے تھے کوئی لٹے کی گند بنا
بیچتا تھا کوئی سُرکی پھلیان خریدتا تھا غرض بازار مین کثرت مردمان اس درجہ تھی کہ راہ چلنا مشکل تھا میلے کا
مجمع تھا عمرو بن حمزہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے میلے کی سیر دیکھ رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ ایسے لوگ کوئی اس باغ
مین نہ تھا یہ عجب جانور ہین کہ نہر مین غوطے لگا کر انسان ہو گئے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ بیرون در
باغ سے صدہا چوبدار اور خادم و خدمتگار اہتمام کرتے ہوئے باغ مین آئے پھر چار اژدہون پر ایک تخت رکھا
ہوا نظر آیا دیکھا کہ اُس تخت پر نارنج جادو بصد کبر و نخوت سوار ہے اور اپنے زانو پر اپنی دختر مہ جبین نارنجی
پوش کا سر رکھے ہوئے ہے اور شطرنج جادو اور گنبد شعلہ افزا صدہا ساحران نامی اور ہزارہا ساحران غیر
نامی ہمراہ ہین جب تخت سامنے چبوترے کے اور پاس گنبد سامری کے آیا نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی
پوش سے کہا کہ اے دختر دیکھ یہ گنبد سامری ہے اس گنبد مین خداوند سامری کی تصویر ہے تجھکو لازم ہے کہ جلد بصد
ادب تخت سے اُتر کر خداوند سامری کو سجدہ کر اور واسطے اپنے دعا مانگ کہ تجھکو صحت ہو جائے طبیعت میری بھی
ہو جائے اور محبت پسر حمزہ کی تیرے دل سے دور ہو جائے ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن نے جواب دیا خدا
سلامت رکھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کو کہ اُنھون نے مجھے کلمہ پڑھایا اور مسلمان ہے مین اس سامری
نالائق پر لعنت کرتی ہون کبھی تصویر سامری کو سجدہ نہ کرونگی نارنج جادو یہ گفتگو جو اپنی دختر کی سنی برہم ہو کر
ایک طمانچہ مہ جبین نارنجی پوش کے مارا اور غضبناک ہو کر کہا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان اگر تو مر جائے تو
بہتر ہے خداوند سامری کو بُرا کہتی ہے اور نشۂ بادۂ عشق عمرو بن حمزہ مین مست ہے خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتی ہے
ہمارا کہنا نہین مانتی ہے جو چاہتی ہے وہ کرتی ہے جوان ہو کر مستانی ہو گئی ہے نارنج جادو نے جو ملکہ مہ جبین کو طمانچہ
مارا اور کلمات سخت کہے ملکہ رونے لگی شاہزادہ نے جو دیکھا کہ میری معشوقہ کو نارنج جادو نے طمانچہ مارا اور وہ رو
رہی ہے یہ حال دیکھکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا فوراً تیغ ابدار کھینچ کر چبوترے سے اُٹھے اور نعرہ کیا کہ او نارنج
جادو غضب کیا تو نے کہ میری محبوبہ اور مطلوبہ کو مارا اور صدمہ پہونچایا اب مین تجھکو مار ڈالونگا اپنی معشوقہ کا انتقام
کما حقہ تجھسے لونگا یہ نعرہ کر کے آگے بڑھے ساحران نابکار سد راہ ہوئے اور نارنج اور ترنج اور گولے اور مانی کے دانے
سحر پڑھ پڑھ کے شاہزادے پر مارنے لگے شاہزادہ تیغ ابدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے قتل
ہونے سے تاریکی ہونے لگی اور غل و شور ہونے لگا اُسوقت شطرنج جادو نے نارنج جادو سے کہا کہ اے
ملکہ اب آپ یہان توقف نہ کیجیے جلد یہان سے بھاگ جائیے دیکھیے طلسم کشا آتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ قتل ہو جائین
نارنج جادو تو گفتگوے شطرنج جادو سنکے فوراً ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے
نکل گئی اور کسی طرف بھاگ گئی لیکن صدہا ساحر ہمراہیان نارنج جادو باغ مین رہ گئے اُس شاہزادہ
ذیوقار تیغ ابدار سے اُنھین قتل کرنے لگا ساحرون کے سر تن سے جدا ہونے لگے کیونکہ تیغ آبدار
شاہزادہ ذیوقار کی ایسی تیز ہے کہ دم مین ہزارون کے گلے کاٹتی ہے نظم

لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اس قدر موج زن
برستے تھے سر مان برسات تھی
غرض شاہزادے نے باغدوم

کہین خون کی ندی زمین پر بہی
لیے سنگریزے عقیق یمن
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل چن چن کے اہل حسد

ہوا گرم ہنگامہ دار و گیر
کہین بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
جل دشت مین تھے بچھوے پڑے
فوج مخالف مین زلزلہ پڑ گیا آخرید بد

مجبوری وناچاری ساحران باقی ماندہ باغ سے نکل کے بھاگے تمام میلہ درہم وبرہم ہوگیا عمرو بن حمزہ یونانی نے
ساحران نابکار کو ہٹاکر گنبد سامری پر جو نظر کی دیکھا کہ صورت نگار جادو کا تخت سحر پر بیٹھا ہو اور مقراض سے
پتلے کا غذکے کتر رہا ہی اور سحر کرتا ہی شاہزادے نے صورت نگار جادو کو دیکھ کے لوح ملاحظہ کی لوح
سے ظاہر ہوا کہ اس اسم بزرگ کو پیکان تیر پر دم کرو اور دھبا سُرخ جو صورت نگار کی پیشانی پر ہی اُسی جگہ تیر
لگاؤ اگر تیر دھبے پر پڑا تو صورت نگار جادو ہلاک ہو جائیگا اور جو تیر نشان مذکور پر نہ پڑا تو موجب تمھاری ہلاکت
کا ہوگا شاہزادہ ذی وقار نے لوح کو دیکھکر وہی اسم بزرگ جلد تر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ مین کمان کے
رکھکے لگایا تیر اُسی نشان پر پڑا صورت نگار جادو کی حیات کا نقشا بگڑ گیا فوراً زمین پر گرا اور تڑپنے لگا آخر
الیکدم مین مرگیا اُسوقت آندھی سیاہ آئی تاریکی ہر طرف چھائی ہر اُسکے سحر کے چلانے لگے فریاد وفغان کرنے لگے
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو کہ نام میرا صورت نگار جادو تھا جب تاریکی
دفع ہوئی اور روشنی ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ گنبد سامری سے فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو دونون
باہر آئے کیونکہ یہ دونون صورت نگار جادو کے سحر مین گرفتار تھے جب صورت نگار مارا گیا سحر اسکا
ہر طرف ہوا یہ قید سے چھوٹ گئے غرض فرخ دوڑ کر شاہزادے کے قدم سے لپٹا شاہزادے
نے فرخ کو قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا پھر ملکہ زلزلہ جادو بھی عمرو بن حمزہ کے قریب گئی اور شاہزادے
کی جرأت وہمت کی تعریف کرنے لگی اور ممنون احسان ہوئی یہان تو صورت نگار جادو کے قتل
ہونے سے فرخ اور زلزلہ جادو پر سے سحر دفع ہوگیا اور وہان جملہ ساحر وغیر ساحر پر سے سحر صورت نگار
برطرف ہوگیا ہر ایک بصورت اصلی ہوگیا سب کو ہوش آیا زلزلہ جادو نے ایک نامۂ سحر کو روانہ کرکے
سب کو اپنے پاس بلوایا تزلزل جادو اور ازلال جادو ودختران زلزلہ جادو وجملہ لشکر کو لیکر باغ مین آئین
اور اپنی مان سے ملین زلزلہ اپنی بیٹیون کو دیکھکر خوش ہوئی عمرو بن حمزہ اپنے ماموں زمتاش بہادر اور
شہباز یکہ تاز مشرقی سے بغلگیر ہوئے پھر حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی
جلد حاضر ہوکر رقص ونغمہ کرین بمجرد حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی
مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین عمرو بن حمزہ مع اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز یکہ تاز اور
زلزلہ اور فرخ اور سرداران لشکر کے بزم عشرت مین بیٹھے نازنینان مغنی مین سے ایک مطربہ خوش ادا ساحرہ
نازو انداز مع اپنے سازندون کے بزم عیش مین حاضر ہوئی اور ناچنے لگی چند ناچنے کے بعد مطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل

عشق بتان مین نہ فقط جور وجفا دیکھ چکے
بس تمھارے ادا ناز وہ رسا دیکھ چکے
بجھ ادا خست ہی رو کردہ وحشت اپنا
خوب ہم گرمی بازار قضا دیکھ چکے
تشنہ کامی کے لیے کسکی نہین منت کی
دیکھنے تھے جو ہمین ناز وادا دیکھ چکے
شوق بیہودہ بھی وصل مین کرتا ہی سوال
بارہا نقش گل نار قبا دیکھ چکے

ہمتوا ای حرج کچھ اس سے بھی سوا دیکھ چکے
دل سے کتنا ہی بھی حوصلہ مٹتا ہی
یہ بھی مدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چکے
ناامیدی یہ ستاتی ہی شب فرقت مین
مجکو بھی آپ مرے تیغ جفا دیکھ چکے
دل اسیران قفس کا نہ کسی دن بہلا
انتہائے ستم رسم صیاد دیکھ چکے
ہجر گیسو مین کوئی دم تسلی ہوا

کھینچ لایا نہ کبھی کھوری بالین تلک
آپ ایسا مجھے کیا سمجھے تھے کیا دیکھ چکے
اب تو رخصت ہے مجھے ملک عدم کی قاتل
کیون فریب اثر دشت دعا دیکھ چکے
اب کسی اور کو پامال تمنا کیجیے
نکہت افشانی دامان صبا دیکھ چکے
ناز کا ندامی جانان کی تہ کیا لیکن
مشک چین مشک ختن مشک خطا دیکھ چکے

شمع افروزی مضمون کی بدولت تسلیم بارہا جلوۂ بزم شعرا دیکھ چلے جب غزل مرقوم مطربہ مہ طلعت نے
بہ لحن داؤدی روبروے عمرو بن حمزہ گائی جملہ اہل بزم خوش ہوئے خصوصًا عمرو بن حمزہ از حد شاد و خرم ہوئے
اور اُسکو انعام وافر دیا پھر وہ مطربہ تو بزم عشرت سے زر کثیر انعام میں لیکر چلی گئی اور ایک نازنین مہ جبین
بزم عشرت میں حاضر ہو کر ناچنے لگی اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اسی طرح دو روز تک محفل عشرت آراستہ رہی
اور دور جام مئے گلگون رہا بعد دو روز کے عمرو بن حمزہ نے فرمایا کہ اب میں واسطے طلسم کشائی کے جاتا ہوں
زیادہ عیش و راحت میں بسر کرنا مناسب نہیں ہی ملکہ زلزلہ جادو نے گفتگوے شاہزادۂ ذی وقار استماع
کرکے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیں میں اسی جگہ رہونگی اگر یہاں نارنج جادو براے جنگ آئیگی تو میں اس سے
مقابلہ کرونگی اور اگر آپ کیساتھ ہمراہ مرحلات طلسمی پر جاؤنگی تو یقینًا نارنج جادو سے مقابلہ نہ کرسکونگی کیونکہ وہ مالک
طلسم ہی فرخ نے تقریر زلزلہ جادو سنکے کہا میں ہمراہ رکاب شاہزادہ ذیجاہ ضرور جاؤنگا تنہا شاہزادے کو
ہرگز نہ جانے دونگا زلزلہ جادو نے کہا اے فرخ تمھارا جانا بھی مناسب نہیں ہی کیونکہ طلسم کشائی تنہا
ہوتی ہی اور طلسم کشا کو لازم ہی کہ اکیلا مرحلات طلسم پر جاے اور کسی کو ہمراہ اپنے نہ لیجاے اور بغیر لوح دیکھے
کوئی کام نہ کرے اور نہایت ہوشیار رہے عمرو بن حمزہ یونانی نے گفتگو ملکہ زلزلہ جادو کی سنکے لوح
طلسمی دیکھی لوح سے یہ مضمون صاف صاف ظاہر و آشکار ہوا کہ اے طلسم کشا اگر بالطاف پروردگار صورت
نگار جادو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو جاے تو تجھکو لازم ہی کہ زیادہ توقف نہ کر اور جانب جنوب روانہ ہو جب عمرو
بن حمزہ بخوبی مضمون حکم لوح سے ماہر ہو کر بارادۂ طلسم کشائی چلے فرخ بھی اُٹھ کے عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ
ذی شان آپ کچھ خیال ملکہ زلزلہ جادو کے کہنے کا نکیجئے مجھکو اپنے ہمراہ لیجئے ہرچند شاہزادے نے
فرمایا کہ اے فرخ تم یہیں مقیم رہو تنہا مجھکو جانے دو لیکن فرخ نے نہ مانا آخر بدرجہ مجبوری شاہزادے
نے فرخ کو اپنے ہمراہ لیا جب عمرو بن حمزہ براے طلسم کشائی روانہ ہوے زلزلہ جادو اور شہباز کیہ
تازور سرداران لشکر مع زلزلہ جادو وغیرہ پھر آئے اور اُسی باغ میں سب کے سب مقیم ہوے

داستان گرفتار کرنا شطرنج جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ یونانی کو اور پھر اُنکا رہا ہونا بوجہ گلگونہ جادو کے اور پھر گرفتار ہونا شاہزادے کا مع حالات دیگر

راویان رفیع الامکان و ناقلان سحر بیان اس داستان حیرت نشان کو اس طرح پر بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن
حمزہ یونانی و زلزلہ جادو وغیرہ سے رخصت ہو کے سمت جنوب روانہ ہوئے بعد قطع
منازل و طے مراحل ایک ایسی جگہ پر پہونچے کہ اس جگہ دو مینار سر بفلک کشیدہ بنے ہوے
تھے اور ایک گنبد کلان تھا اور وہ گنبد بصورت گنبد فلک بلند تھا اور نہایت خوش قطع
بنا ہوا تھا اور ایک زنجیر طلائی درمیان دونوں میناروں کے تھی اور اُسی زنجیر طلائی پر ایک
تخت زرین قائم تھا اور بالاے تخت ایک طاؤس اس طرح ناچ رہا تھا کہ چرخ نیلگون بھی
اُسکے رقص و گردش کو دیکھکر بار بار گرد اُسکے پھرتا تھا اور تصدق و نثار ہوتا تھا اور در گنبد سے
ایسی آواز گانے کی آتی تھی کہ زہرہ مطربۂ فلک بھی اُس نغمہ دلکش کو سنکے بیخود اور محو ہوتی تھی شاہزادۂ
ذی وقار نے جو رقص طاؤس کو دیکھا اور گانا سنا متحیر ہو کر فرخ سے کہا کہ اے فرخ دیکھو
یہ طاؤس عجب انداز سے گردش کرتا ہی اور کیا خوب کوئی خوش گلو گا رہا ہے فرخ نے جو طاؤس

کو دیکھا اور آواز لگانے کی سنی فی الفور تا کمر پتھر کا ہوگیا اُسوقت فرخ چلایا اور عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ دیندار
جلد لوح دیکھیے میں تو تا کمر پتھر کا ہوگیا شاہزادہ نے جلد تر لوح پر نظر کی لوح سے ظاہر ہوا کہ ای شاہزادے
جلد تر اس اسم کو پڑھکر اس طاؤس کے پونے پر تیر لگا اگر تیر تمہارا اُس جگہ پر پڑا جس جگہ اُس طاؤس
کے پونے پر نشان سرخ ہی تو یہ طاؤس البتہ ہلاک ہوجائیگا ورنہ باعث خرابی اور گرفتاری کا ہوگا عمرو
بن حمزہ نے یہ حال لوح سے دریافت کرکے فوراً وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اور وہی نشان
سرخ طاؤس کو تاک کر تیر لگایا بقدرت خالق انس و جان تیر اُسی نشان پر پڑا اور پشت طاؤس کو توڑ کر نکل
گیا طاؤس تخت پر سے گرکے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ کے مرگیا جسوقت وہ طاؤس ہلاک ہوگیا
آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہوگیا پتھر جانب آسمان سے گرنے لگے برق چمکنے لگی ہوائے تند و تیز
چلنے لگی زمین تھرانے لگی پیر نالہ و فریاد کرنے لگے تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ رہا پھر ایک آواز آئی افسوس
قتل کیا مجکو کہ نام میرا طاؤس جادو تھا جسوقت وہ اندھیرا دفع ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے
دیکھا کہ نہ تو وہ تخت ہی اور نہ وہ دونوں مینار میں فقط نیچے کا درجہ گنبد کا باقی ہی آواز لگانے کی سنائی نہیں دیتی
ہی اور فرخ بصورت اصلی ہی شاہزادے نے طاؤس کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا ناگاہ گنبد کے اندر سے
صدائے نالہ و فریاد آئی شاہزادے نے ارادہ اُس گنبد میں جانے کا کیا اُسی وقت ایک طائر نے صدا دی
کہ ای طلسم کشا خبردار اُس گنبد میں نہ جانا شاہزادے نے اُس طائر کو تیر سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے اُس طائر
کے شاہزادہ در گنبد کے قریب گیا اور در گنبد کو بقوت تمام وا کیا جسوقت دروازہ گنبد کا کھلا
ایک جوان بصورت گنبد سے نکلا فرخ نے دیکھا کہ چہرہ اُس جوان کا زرد ہی ناخن بڑہے ہوئے ہیں موے سر
پریشان ہیں جب وہ جوان قریب شاہزادے کے آیا اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے بعد تسلیم کے عرض
کیا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ میرا نام شہرت جادو ہی ذوزبانو جادو نے مجکو اپنا فرزند کیا تھا ایک روز
نارنج جادو نے یہ خیال کیا کہ ذوزبانو جادو چند روز میں مرجائیگی تمام دولت ذوزبانہ جادو کی شہرت
جادو کے قبضے میں آئیگی مجکو ایک کوڑی بھی نہ ملیگی پس یہ خیال کرکے نارنج جادو نے مجھے گرفتار
کرکے طاؤس جادو کے حوالے کردیا تھا اُسنے مجکو اس گنبد میں قید کیا تھا شب و روز میں اس گنبد میں
رویا کرتا تھا آج آپ نے یہاں آکر مجکو قید سے رہا کیا ہی اب آپ فرمائیے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی
اور یہاں کیون تشریف لائے ہیں شاہزادے نے اپنا نام بتایا بعد باعث اپنے آنے کا بھی ظاہر کیا
اور طاؤس جادو وغیرہ ساحرون کے ہلاک کرنے کا بھی احوال تمام و کمال بیان کیا پھر شاہزادے
نے شہرت جادو سے فرمایا کہ مطیع دین اسلام ہوا شہرت جادو بموجب حکم بہ رغبتی خاطر مطیع دین اسلام
ہوا جب شہرت جادو مطیع دین اسلام ہوچکا عمرو بن حمزہ شہرت جادو اور فرخ کو ہمراہ اپنے لیکر
آگے روانہ ہوئے ابھی عمرو بن حمزہ نے تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ایک دریا ایک جانب نظر آیا کہ
بمقتضائے بیت سنگین آبے کہ مرغ آبے درو ایمن نبودے ۔ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش
در ربودے ۔ شاہزادۂ ذی وقار اُس بحر ذخار کو دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک مہیب
صورت ہیبتناک خرس ظاہر ہوا اُسنے فرخ پر حملہ کیا فرخ اُس سے خوفناک ہوکر شاہزادے
کو آواز دی اور عرض کیا کہ ای شاہزادۂ نامدار اس خرس نابکار سے مجھے بچا لیجے جلد اس طرف تشریف

جادو نے شاہزادۂ دیباجہ سمت فرخ شیرانہ چلا تھا کہ دوسری جانب اور ایک خرس پیدا ہوا اُسنے شہرت
جادو کے ہلاک کرنے کا قصد کیا شہرت جادو اُس خرس بدصورت سے ڈر کے شور کیا اور عمرو بن حمزہ بیحد
مضطر و پریشان ہو کر التماس کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ شیر صولت اس خرس بدصورت سے جلد مجھے بچا لیجیے
ورنہ لگا لیے شاہزادۂ ذی وقار تیغ آبدار کھینچکر براے قتل خرس جانب شہرت جادو چلا اور خرس ادھر فرخ
کو اٹھا کر لیچلا فرخ نے بیتابانہ عرض کیا ای شاہزادۂ شیر شکار دیکھیے یہ خرس ستم شعار مجکو لیے جاتا ہی یقین ہی
کہ اب مجکو کھا جائیگا ناخن و دندان سے میرے جسم کو اذیت پہونچائیگا افسوس میری قضا آئی یہ بلاے بد مجکو پا گئی
حیف ساتھ آپ کا چھٹیگا یہ غلام اب آپ کو کہاں پائیگا جو مین نے خطا کی ہو براے خدا معاف کیجیے گا اور
میرے والد کو میری طرف سے تسلیم آخری کہدیجیے گا اور کہیے گا کہ آپ کا پارۂ جگر غذاے خرس بدگہر ہو گیا
شاہزادے نے جو نظر بر فرخ کی کسنی اور دیکھا کہ فرخ کو خرس لیے جاتا ہی شاہزادہ فرخ کے بچانے
کے واسطے اس طرف روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او خرس بدکردار کہان میرے برادر غمگسار کو لیے جاتا ہی جبتک شاہزادہ
قریب خرس پہونچا خرس نظر شاہزادہ سے غائب ہو گیا شہزادۂ دیباجہ نے فرقت فرخ مین ایک آہ کی اور
بہت اشکبار ہوے ادھر خرس دیگر قریب شہرت جادو وآیا ہر چند شہرت جادو نے اپنے تئین بچایا لیکن
کسی طرح بھاگ کر شاہزادے تک پہونچ نہ سکا آخر خرس نے شہرت جادو کو پکڑ کے اپنی پشت پر لادا اور
سمت دریا چلا شہرت نے پکار کے عرض کیا ای شہریار اس خرس نے جفا کار سے مجھے بچا لیجیے جلد تر یہان
تشریف لایے عمرو بن حمزہ قریب شہرت جادو پہونچے تھے کہ خرس شہرت جادو کو ایک جانب لیگیا
اور دریا مین جا کر غائب ہو گیا عمرو بن حمزہ شہرت جادو کی مفارقت مین محزون ہوے اور خیال کرنے
لگے افسوس قبل اسکے مین نے لوح نہ دیکھی ورنہ حکم لوح سے مثل طاؤس جادو کے ان دونون خرسون کو
بھی ہلاک کرتا خیال کر کے عمرو بن حمزہ بعد رنج و محن آگے بڑھے اور بعد قطع راہ ایک صحراے وحشت انگیز مین
پہونچے اور زیر درخت سایہ دار ٹھہر گیے چار جانب اس صحرای ہولناک کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک طائر خوش رنگ
اُسی درخت پر آکے بیٹھا اور بزبان فصیح اس طرح گویا ہوا کہ ای شاہزادۂ نیک خواہ آگاہ ہو جیے کہ اس صحرا کا
مالک شطرنج جادو ہی وہ نابکار بے مثل ساحر و عیار ہی جہانتک ممکن ہو اُسکی شر سے بچیے گا اور بغیر دیکھے لوح
کے کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ مبتلاے بلا ہو جایے گا مین آپ کا دوست ہون اسوجہ سے آپکو سمجھاتا ہون افسوس
بخوف اس جگہ ٹھہر نہین سکتا ہون ورنہ مکر و فریب شطرنج جادو سے آپ کو بچاتا خیر اسوقت تو جاتا ہون لیکن
کسی نہ کسی جگہ ضرور آپ کی اعانت کرونگا یہ کہکے طائر خوش رنگ اڑ گیا عمرو بن حمزہ گفتگوے طائر سنکے حیران ہوے
اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طائر کون تھا جو ہمدرجہ میرے حال پر مہربانی کرتا تھا اور تقریر بفصاحت کرتا تھا
یہ خیال کر کے عمرو بن حمزہ زیر درخت بیٹھ گئے اور بعد تھوڑی دیر کے بوجہ تشنگی کے نہایت پریشان خاطر
ہوے آخر زیر درخت سے اٹھے اور براے جستجوے آب آگے بڑھے ناگاہ دیکھا کہ ایک بڑھیا
چند درختون کے سایہ مین بیٹھی ہی اور چرخے کو گردش دے رہی ہی سوت کات رہی ہی اور قریب
اُسکے کئی گھڑے کورے پانی سے بھرے ہوے رکھے ہین آبخورے اور پیالے
گھڑون پر رکھے ہین اور انھین درختون کے نیچے ایک مختصر سا چھپر پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ
نے اس ضعیفہ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ بھی کوئی ساحرہ ہی یا شطرنج جادو

تیرے گرفتار کرنے کو یہ تیغ اور یہ شکل بناکر بیٹھا ہے یہ خیال کرکے شاہزادے نے لوح پر نظر کی لوح طلسمی سے صاف
ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اس بڑھیا سے مطلق خائف نہو یہ ساحرہ نہیں ہے مدت سے اس بیابان میں رہتی ہے
عمرو بن حمزہ مضمون حکم لوح سے آگاہ ہوکر قریب اسی ضعیفہ کے تشریف لیگئے اور کہنے لگے کہ ای بڑھیا میں
اسوقت پیاسا ہون اگر تیرے مزاج کے خلاف نہو تو میں تھوڑا پانی پی لون اس ضعیفہ نے عمرو بن حمزہ
کو دیکھکر کہا کہ جسقدر دل چاہے آپ سرد و شیرین نوش فرمائیے شاہزادے نے ارادہ پانی پینے کا کیا تھا کہ وہ ضعیفہ بول بیٹھی پرسے اٹھی
اور آبخورے میں آب سرد و شیرین کنویں سے نکال کر روبرو شاہزادے کے لائی شاہزادے نے
آب خورہ ضعیفہ کے ہاتھ سے لیکر پانی پیا اور بعد پانی پینے کے ضعیفہ سے پوچھا کہ اس صحرا کا کیا نام ہے
یہ کون مقام ہے ضعیفہ نے جواب دیا اس صحرا کو سب بیشہ شطرنج کہتے ہیں عمرو بن حمزہ نے پوچھا شطرنج جادو
کس جگہ رہتا ہے بڑھیا نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ شطرنج جادو کہاں رہتا ہے عمرو بن حمزہ نے گفتگو
ضعیفہ سنکے خیال کیا کہ ظاہر خوش رنگ سچ کہتا تھا کہ صحرائے شطرنج جادو ہے یہ خیال کرکے شاہزادہ وہاں سے
روانہ ہوئے تماشا کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور قریب شام اسی صحرا میں ایک مقام پر پہنچ لیا اور ہر طرف دیکھنے لگا
ناگہان دیکھا کہ ایک باغ ہے اور ایک بنگلہ بھی ہے کہ اس باغ میں پڑا ہے اور اس بنگلے میں راحت افزا حال پریشان
کھڑی ہے عمرو بن حمزہ نے راحت افزا کو دیکھا خیال کیا کہ یہ یہاں کیونکر آئی اور کون شخص اسکو یہاں لایا ابھی عمرو بن
حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ راحت افزا نے باواز بلند پکار کے کہا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے میں اس حال تباہ
سے اس جگہ قید ہون اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش بھی اسی باغ میں قید ہیں شطرنج جادو نے بحکم نارنج جادو
مجھے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو یہاں قید کیا ہے اسوقت شطرنج جادو کہیں گیا ہے آپ اس طرف
سے باغ میں تشریف لایئے کیونکہ دروازہ اس باغ کا اس جانب ہے میں تو دعا مانگتی تھی کہ آپ یہاں تشریف لاوین
تاکہ ہم اور ملکہ مہ جبین قید سے رہائی پائیں شکر ہے کہ آپ یہاں آگئے اب ملکہ قید سے رہا ہو جائینگی امیدیں جو دل
میں تھیں بر آئینگی اگر آپ دو چار روز کے بعد یہاں تشریف لاتے ہرگز ملکہ مہ جبین کو زندہ نہ پاتے ذرا آکے
دیکھیے تو کہ ملکہ مہ جبین کا کیا حال ہو گیا ہے شکل بھی طرح پہچانی نہیں جاتی ہے رنگ چہرے کا زرد ہے آپ کی مفارقت
میں اسقدر روتی ہیں کہ آنکھوں پر ورم ہے اور کثرت اشکباری سے آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں فرط ضعف و نقاہت
سے اٹھا بیٹھا بھی نہیں جاتا ہے ہر وقت آپ کی یاد میں پڑی رہتی ہیں اور رویا کرتی ہیں ہر چند کہ اس زندان میں
آب و طعام ملتا ہے لیکن ملکہ مہ جبین ہماری آپ کے صدمہ مفارقت میں کچھ طعام تناول نہیں کرتی ہیں
جب میں عرض کرتی ہون کہ ای ملکہ دو چار نوالے تو غذا کے کھا لیجیے اور تھوڑا پانی پی لیجیے تاکہ کچھ قوت ہو اور
زندگی بھی رہے ملکہ مہ جبین مجھکو یہ جواب دیتی ہیں بیت دانہ ہاے اشک اور خون جگر فرقت میں اب
بس یہی آب و غذا ہے عاشق جانباز ہے ای شاہزادہ ذیوقار یہ شعر پڑھکر بے اختیار روتی ہیں ہر چند
میں سمجھاتی ہون کہ آپ اسقدر نہ روئیے شاہزادہ ذیجاہ یہاں جلد آئینگے آپ کو اس قید سے چھڑا لینگے کیونکہ
وہ طلسم کشا ہیں صاحب غیرت و حیا ہیں لیکن ملکہ مہ جبین کسی طرح رونا موقوف نہیں کرتی ہیں
اکثر دیوانوں کے مانند گفتگو کرتی ہیں گریبان کو چاک کرتی ہیں خود بخود کبھی ہنستی ہیں اور کبھی روتی
ہیں کبھی آپ کی تصویر خیالی سے مخاطب ہوکر بعد گریہ و زاری و نالہ و فریاد و بیقراری ہر ایک مطلع اور ایک
شعر کچھ اپنے حسب حال پڑھتی ہیں ابیات

طلسمی تھے وہان کے کارخانے
ہر اک تھے تھے طرز سحر کا ڈھنگ
غرض کہ جا بجا سب مین نمودار
سنے انسان اگر اسکو تو ہو غش

جدھر دیکھو تھے جادو کے تماشے
کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا
چمک پتون مین جیسے عارض یار
صدا غنچون سے تھی نغمون کی آتی

درختون مین بھرا افسون و نیرنگ
کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
گلون سے آتی ہی آواز دلکش
سر ہر شاخ بلبل چہچہاتی

شاہزادہ فوبوقار اس باغ کیطرفہ بہار دیکھکر نہایت حیران ہوا آخر سیر باغ کی کرتا ہوا باغ کے چبوترے پر گیا ابھی شہزادہ دیوقار نے چبوترے پر قدم رکھا ہی تھا کہ راحت افزا مع چند کنیزون کے نظر آئی شاہزادے نے دیکھا کہ سب کنیزین اور راحت افزا پابہ زنجیر ہین لیکن میری طرف سب چلی آتی ہین جب راحت افزا مع کنیزون کے قریب شاہزادے کے آئی عرض کرنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تشریف لیچلیے ذرا ملکہ مہرجبین کا تو حال دیکھیے کہ آپکے فراق مین اور اس قید خانے مین انکی کیا کیفیت ہوگئی ہی مجکو یقین نہین ہی کہ اب ملکہ مہ جبین جانبر ہون شاید آپ کے یہان آنے سے ملکہ مہ جبین خوش ہوکر مانند فیل مست ورنہ تو آنا ہو جائین اے شہریار مین تو پروردگار سے یہی دعا کرتی تھی کہ آپ یہان آئین اور آپ کے دیکھنے اور بلا لینے کے واسطے مین اس بنگلہ مین کھڑی رہتی تھی اور آپکے آنے کا انتظار کرتی تھی شکر ہی کہ آپ یہان آئے میری امید بر آئی یہ کہکے عمرو بن حمزہ کو ہمراہ اپنے لیکر باغ کی بارہ دری کی طرف چلی جب شاہزادہ بارہ دری مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش پلنگ پر لیٹی ہوئی ہی رخ زرد ہی آنسو آنکھون سے جاری ہین آنکھین فرط اشکباری سے سرخ ہین چہرہ اداس ہی موے سر الجھے ہوئے ہین زلفین پریشان ہین کبھی آہ سرد کرتی ہی گاہ خیال شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین یہ اشعار پڑھتی ہین اشعار

عجب ہی اب تلک یہ چشم نمناک
اٹھے اب زحمت آنکھے نہین ہی
عجب ہین کشمکش کے درمیان دل
بس مردن بھی اس داغ دل سے
ہزارون خون شدہ مین لالہ باغ
نہ صورت کوئی اوم دیکھی صنم کی
چراغ دامن صحرای غم ہون
جنگ تک گل ہو خزان سے

نہ آیا شاہزادہ مین ہون غمناک
کسی جا شرط جانیکی نہین ہی
گرفتار عذاب دو جہان ہون
مین چوکہ اسکی آغوش لحد سے
یہ سینہ ہی مرا گنج شہیدان
سحر ہونے نہ پائی شام غم کی
کوئی دم مین ہو اخواہ ...
سفر کرتی ہون مین ...

لہین کیا اور شمع حسن پائی
تے معشوق سے پہلو ہی آباد
یہان ہو وجہ ماتم لطف ہستی
یقین ہی شورش دل سے مری جا
رہیگا ماہ ماتم مین پر شور
کسی کی ہی فلک تقصیر کیا ہی
وہ قطرہ ہون کہ شکل ...

بنا پروانہ تازہ لو لگائی
مری بھولے سے بھی آتی نہین یاد
وہان ہو صحبت بادہ پرستی
لحد سے حشر کو اٹھیگا شعلہ
لب فن سے زیادہ تر لب گور
نصیبون سے مجھے اپنے گلا ہی
سر فرگان ہے ہون شاید رخصت

اسوقت شاہزادہ ذیجاہ نے شکل ملکہ مہ جبین کی دیکھی اور

اشعار سنکر رونے لگے قریب تھا کہ فرط غم اور لذت الم سے روح جسم سے نکل جائے آخر شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا اور حال ملکہ مہ جبین دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ مین تمھارے ہی واسطے یہان تک آیا ہون مجکو تمھارے بغیر ایک دم راحت نہ تھی مجھے قسم ہے لوکر جواب تک کسی معشوق سے سروکار ہو مین تو تمھاری تیغ ابرو کا گھایل ہون اور تمھین پر مائل ہون اگر اور کسی محبوب کو اس زمانے مین دیکھا ہو تو یہ آنکھین میری کور ہو جائین اور اگر کسی معشوق کو فی الحال ہاتھ بھی لگایا ہو تو یہ ہاتھ بھی میرے خشک ہو جائین ملکہ مہ جبین نے بناز و ادا اٹھکے جواب دیا کہ مجکو تمھاری باتون کا اعتبار نہین ہی اور صداقت کا تمھاری گفتگو پر گمان بھی نہین

ہو تم بیکار یہان آئے اب بھی تم یہان نہ آئے ہوتے جب مین مر جاتی اُسوقت اگر تمکو فرصت ہوتی تو چلے آتے
اور خاک مین مجکو ملا دیتے افسوس ہم تو تمہارے باعث سے قید ہوئین اور تمھین کچھ پروا نہ ہو یہ کہکے
ملکہ مہ جبین نے منھ پھیر لیا اور کہا ای راحت افزا ان سے کہو کہ اب یہ یہان سے چلے جائین مجھے تو یہین
راحت افزا نے عرض کیا ای ملکہ بیکار غصہ نہ کیجیے شاہزادے کی کوئی خطا نہین ہی مناسب
ہی کہ شاہزادے سے شگفتہ خاطر ہو کر باتین کیجیے اور شکر کیجیے کہ شاہزادہ یہان آیا اب آپ قید سے رہا
ہو جاینگی شاہزادہ شطرنج کو قتل کر ڈالیگا غرض اسطرح راحت افزا نے ملکہ مہ جبین کو
سمجھایا کہ ملکہ نے منھ شہزادے کیطرف پھیرا اور تادیر باہم ناز و نیاز کی گفتگو ہوئی اور حال اپنا اپنا دونون
نے بیان کیا اور ملکہ مہ جبین نے شہزادے سے یہ بھی کہا کہ ہرچند نارنج نے مجھے ناراض ہو کے یہان مجکو قید
کیا ہی لیکن طوق و زنجیر مین مجھے گرفتار نہین کیا ہی صرف اس باغ سے بن نکل کے جا نہین سکتی ہون الحاصل
انھین باتون مین وہ وقت آیا بیت ہوا نہان نظر سے مہ انور ہوے پیدا فلک پر ماہ و اختر عمر بن حمزہ یونانی
نے ملکہ مہ جبین سے کہا کہ بوجہ بادیہ پیمائی کے نہایت تھکا ہوا ہون چاہتا ہون کہ تھوڑی دیر لیٹ رہون ملکہ
مہ جبین نے کہا اسی پلنگ پر لیٹ رہو شاہزادہ پلنگ پر لیٹا مہ جبین پانون دابنے لگی عمرو بن حمزہ نے
کہا ای مہر سپہر خوبی و ای ماہ فلک محبوبی برائے خدا تم میرے پانون نہ داباؤ تمکو میری جان کی قسم تم بھی میرے پاس
میرے پاس لیٹ رہو صدہا کنیزین موجود ہین انھین سے کوئی کنیز میرے پانون دابائیگی مجکو نیند آجائیگی یہ کہکے
شاہزادہ نے ملکہ کو اپنے برابر لٹا لیا اور اختلاط کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا دیکھیے کنیزین سامنے موجود ہین اسوقت
اختلاط کرنا لازم نہین ہی شاہزادے نے بموجب کہنے ملکہ کے دست گستاخ کو روکا اب ملکہ نے کہا کہ ای شہزادے تم
ان دونون لوحون کو گلے سے اتار کے کہین رکھ دو یا میری طرف سے ہٹا لو تاکہ وقت خواب لوحون سے میرے
تن نازک کو صدمہ نہ پہونچے شاہزادہ نے لوحون کو گلے سے تو نہ اتارا لیکن ملکہ مہ جبین کیطرف سے ہٹا کر پس
پشت اپنے لوحین رکھین اور ملکہ مہ جبین سے کہا کہ ای ملکہ اگر مجکو نیند آجائے اور شطرنج جادو یہان
تو مجکو بیدار کر دینا مین اُس نابکار کو قتل کر ڈالونگا کہ اُسنے تمکو بحکم نارنج جادو کے قید کیا ہی ملکہ مہ جبین نے کہا راحت افزا
اور کنیزین بیدار رہینگی جسوقت شطرنج جادو یہان آئیگا فوراً اسکے آنے سے آگاہ کر دینگی شاہزادہ یہ سنکے مطمئن ہوا
چونکہ شاہزادہ صحرا نوردی سے خستہ و ماندہ تھا اور پہلو مین ملکہ مہ جبین لیٹی ہوئی تھی اسوجہ سے اول شام
سے نیند آگئی ملکہ مہ جبین نے جب دیکھا کہ شاہزادہ غافل سو رہا ہی اسوقت دونو لوحین گلے سے
اتار لین اور عمرو بن حمزہ کو مقید کر کے بہ قہر و غضب بیدار کیا جب شاہزادہ بیدار ہوا ملکہ مہ جبین
نے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا دیکھو یون عیاری سے لوحین لے لیتے ہین ہم شطرنج جادو ہین شاہزادے نے
جو نعرہ شطرنج جادو کا سنا قصد کیا کہ پلنگ پر سے اُٹھکر تیغ تیز کھینچکر شطرنج جادو کو قتل کرین اور
دونون لوحین اُس سے لون شطرنج جادو نے چند دانے خشخاش کے سحر پڑھ کر مارے
دست و پا شاہزادے کے بے حس و حرکت ہو گئے اُسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ شطرنج جادو
نے چال کی اور عیاری سے دست لوحین مجھسے لے لین افسوس پہلے مین نے لوح کو نہ دیکھا ورنہ مین اسکے
دام مکر مین گرفتار نہ ہوتا اور یہ نابکار مجھسے لوحین نہ لے سکتا دیکھیے اب رہائی میری کیونکر ہوتی ہی اور لوحین کیونکر
ملتی ہین خیر لوحونکا ملنا مشکل ہی اور میرا زندہ رہنا بھی ممکن نہین یقین ہی کہ نارنج جادو مجکو قتل کریگی شاہزادہ

تو یہ خیال کر رہا تھا کہ شطرنج جادو نے ساحرون کو بلایا شاہزادہ مہ جبین کی کنیزین اور راحت افزا کو جاتا
تھا وہ سب ساحر تھے غرض جب ساحران روبروی شطرنج حاضر ہوے عرض کرنے لگے کہ جو حکم کیجیے ہم ابھی بجا لائین شطرنج
نے کہا مین تو ملکہ نارنج جادو کے پاس لوحین لیے جاتا ہون تم فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو جو
قبل شاہزادے کے قید کیے گئے تھے سب کو گرفتار کرکے ملکہ نارنج جادو کے پاس لے آنا خبردار دیر نہ لگانا یہ کہکے شطرنج جادو
نے دونون لوحون کو رومال مین لپیٹا اور عقاب سحر پر سوار ہوکے اور قطع راہ کرکے جلد تر خدمت ملکہ نارنج جادو مین
پہونچا اور تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ ای ملکہ عالم مین نے کشا کو گرفتار کیا اور لوحین اُس سے لے لین یہ کہکے دونون
لوحین روبرو ملکہ نارنج کے رکھدین نارنج جادو شاہزادے کے گرفتار ہونے سے اور لوحون کے ملنے سے نہایت
شاد و مسرور ہوئی اور اسیوقت شطرنج جادو کو خلعت و انعام دیا نارنج جادو نے تو شطرنج جادو کو خوش ہوکر
خلعت دیا ہی اور شطرنج جادو خلعت و انعام لیکر روبروے ملکہ نارنج جادو دربار مین بیٹھا ہوا ہی لیکن اب
حال ساحران نابکار لکھا جاتا ہی کہ بعد جانے شطرنج جادو کے وہ ساحران نابکار فرخ اور خواجہ عمرو اور شہرت
جادو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اُس باغ سے چلے اور بتعجیل تمام راہ طی کرکے خدمت
ملکہ نارنج جادو مین آئے اور بعد بجالانے آداب و تسلیمات کے چارون قیدیون کو ملکہ نارنج جادو کے حوالے کیا
ملکہ نارنج جادو نے شطرنج سے کہا کہ آجکی رات تو ان قیدیون کو تم اپنے سحر مین گرفتار رکھو اور نہایت خبرداری
اور ہوشیاری سے شب بسر کرو صبح کو مین تمام ساحران طلسم کو بلاؤنگی اور سب کے سامنے ان
سبھون کو قتل کرونگی اور کچھ خیال نا مدے کا نکرونگی ہر چند خواجہ عمرو نے ملکہ نارنج جادو سے سو دو بار عرض
کیا کہ ای ملکہ آپ مجھے چھوڑ دیجیے مین آپکی ملازمت اختیار کرونگا لیکن نارنج جادو نے خواجہ کو رہا نہ کیا اور
شطرنج جادو نے بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو دربار سے
ایک میدان وسیع مین لیجا کر ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو بن حمزہ وغیرہ کے دیوارین آتش کی ہو گئین بعد اسکے
شطرنج جادو چارسو ساحران غدار چار جانب اُن دیوارہاے آتش کے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور سب ساحرون
سے کہا کہ تم بھی ہوشیار رہنا خبردار غافل نہ ہونا ایسا نہو کہ ان قیدیون کو کوئی آکر لیجاے ساحرون نے عرض کیا آپ
مطمئن رہیے ہم ہوشیار رہینگے شطرنج جادو گفتگوے ساحران سنکے دربار ملکہ نارنج جادو مین آیا اور اپنی جگہ بیٹھا
اسوقت ملکہ نارنج جادو نے کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو سے مخاطب ہوکر کہا ابھی سوہن لاؤ تاکہ مین اپنے
ہاتھ سے ان دونون لوحون کو ریت کر خاک مین ملا دون جب یہ لوحین نہ ہونگی تو کون میرے طلسم کو فتح کریگا کمید
شعلہ افزا اور شطرنج جادو نے عرض کیا ہم سوہن حاضر کرتے ہین آپکو اختیار ہی جو مناسب ہو ان لوحون کے باب مین کیجیے
لیکن یہ خیال کر لیجیے کہ انمین ایک لوح محفوظ ہی اور دوسری لوح طلسمی ہی نارنج جادو نے تقریر کمید شعلہ افزا
اور شطرنج جادو کی سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار اپنے کوکا سے کہا کہ میلاد جادو تو ان لوحون کو بحر ذخار مین پھینک
آئیگا میلاد جادو نے عرض کیا کہ مین آپکا تابعدار ہون جو آپ حکم کرینگی مین بلا عذر بجا لاؤنگا نارنج جادو نے کہا کہ ای
میلاد جادو اب مجھے یہی منظور ہی کہ یہ لوحین کسی کو نملین اسوجہ سے مین انکو دریا مین پھکوائے دیتی ہون جب یہ لوحین
طلسم کشا کو دستیاب نہ ہونگی تو یہ طلسم کبھی نہ ٹوٹیگا اور ہرگز فتح نہ ہوگا اور مین بھی قتل نہ ہونگی پس تو جا کر ان
دونون کو بحر مین ڈالدے پھر مین عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو وغیرہ کو بہنگام سحر قتل کرکے ابھی مین زلزلہ جادو اور بہزاد
عمرو بن حمزہ کو قتل کرونگی اور لشکر طلسم کشا سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے نارنج جادو نے دونون لوحین رومال مین لپیٹکے

کو دین میلاد جادو لوحین لیکر بصورت عقاب پرواز کرکے چلا گلگونہ جادو بھی باز بنکر عقب میلاد جادو روانہ ہوئی کہ
یہ ساحرہ حسینہ و نوجوان ہی اور ملازمان ملکہ نارنج جادو سے ہی اور عاشق ہی شہرت جادو پر اور اسی ساحرہ نے
طائر خوش رنگ بنکر ہمیشہ شطرنج مین عمرو بن حمزہ سے گفتگو کی تھی اور اب میلاد جادو کے عقب مین اسوجہ سے
روانہ ہوئی ہی جانتی ہی کہ اگر عمرو بن حمزہ رہا نہ ہونگے تو شہرت بھی رہا نہ ہوگا اور مدعاے دل حاصل نہ ہوگا غرضکہ
جب گلگونہ جادو بسرعت تمام باز بنکر قریب میلاد جادو پہونچی میلاد جادو بصورت عقاب تھا اور گلگونہ جادو بشکل
باز تھی اس سبب سے سر عقاب مذکور پر پہونچکر جھپٹی اور عقاب پر گری اور پرون سے تھپیڑ مار کر چنگل و منقار سے عقاب
کو زخمی کرنے لگی عقاب بھی باز سے لڑنے لگا باہم چنگل و منقار سے لڑائی ہونے لگی آخر دونون زخمی ہوے اور دونون
دونون کو لڑائی مین بن گئی عقاب ہوجے غالب ہونے لگا کہ اول تو میلاد جادو مرد تھا دوسرے اُسکے پاس لوحین
تھین اور گلگونہ جادو اس سبب سے مغلوب ہونے لگی کہ یہ ایک نازنین ضعیف الجثہ غرض باز بر ہنگام جنگ عقاب
نے چاہا کہ باز تیز پرواز کو مار ڈالون ادھر باز نے یہ خیال کیا کہ اگر لوحین دستیاب نہ ہوئین اور شہرت جادو قید سے رہا
نہ ہوا اور میرا مدعاے دل حاصل نہ ہوا تو زندگی بے لطف بسر ہوگی اس سے بہتر یہی ہی کہ اس عقاب لینے میلاد جادو
سے لڑکر مر جاؤن یہ خیال کرکے باز نے بصد غضب عقاب پر حملہ کیا بقدرت پروردگار منقار باز مین عقاب کا پوٹا
آگیا اسوقت باز نے وہ جانبازی کی اور اسطرح منقار سے اُسکے پوٹے کو زخمی کیا کہ پوٹا عقاب کا پھٹ گیا آنتین نکل
پڑین بلندی سے زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اُسکے مرتے سے تاریکی ہوئی گلگونہ جادو فوراً لوحین لیکر بصورت
باز وہان سے بصد خوشی اڑی اور راہ طے کرکے قریب اُس احاطۂ آتش کے آئی جس مین عمرو بن حمزہ اور شہرت جادو
وغیرہ مقید تھے اور پھر کندے تو لکر اُس احاطۂ آتش کے اندر گئی اور بعد تسلیم بجالانے کے دونون لوحین شاہزادے
کے گلے مین ڈالدین اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ اب کسی کے فریب مین نہ آئیگا ان لوحون سے نہایت ہوشیار
رہیگا مین ہی ہون کہ طائر خوش رنگ بنکر صحراے شطرنج مین گئی تھی اور درخت پر بیٹھکے آپکو مکر و فریب شطرنج جادو
سے آگاہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ شطرنج جادو نہایت مکار و عیار ہی یہ اُسی کا صحرا ہی اُس سے ہوشیار رہیگا اُسکے
دام فریب مین نہ پھنسیگا یہ عرض کرکے گلگونہ جادو نے نگاہ الفت شہرت جادو کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل
پُر درد سے کھینچی پھر بصد عجلت وہان سے چلی اور روبرو نارنج جادو آکر بیٹھی نارنج جادو کو مطلق یہ معلوم
نہ ہوا کہ گلگونہ جادو نے میلاد جادو کو ہلاک کیا اور لوحین عمرو بن حمزہ کو دیدین غرض اِدھر تو گلگونہ جادو در
بار نارنج مین آئی اُدھر عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس آتش سحر پر ڈالا آتش سحر تاثیر لوح سے پانی ہوگئی اور بالکل
گل ہوگئی پھر شاہزادے نے فرخ اور شہرت جادو اور خواجہ عمرو کے اجسام پر لوح طلسمی کو مس کیا سحر شطرنج کا دفع
ہوگیا اُسوقت جو ساحران نابکار گرد اُس احاطۂ آتش کے براے محافظت بیٹھے تھے یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوے
عمرو بن حمزہ وغیرہ بعد دور ہونے اُس آتش سحر کے وہان سے چلے ساحران نابکار جب عمرو بن حمزہ کو روک نہ
سکے آخر بدرجہ مجبوری بھاگے اور شطرنج جادو کے پاس جاکر کہنے لگے کہ ہمیں اُسوقت تعجب یہ ہی کہ ساحر کا سحر جب
دفع کرتا ہی یا ساحر مر جاتا ہی اُسوقت سحر دفع ہوتا ہی آپ تو زندہ بیٹھے ہین اور آپکا سحر دفع ہوگیا سب قیدی
چھوٹ گئے ہرچند ہمنے سحر کرکے روکا لیکن قیدی کسی طرح نہ رُکے اور طلسم کشا نے تیغ تیز سے ہم مین سے اکثر
ساحرون کو قتل کیا لاشین انکی ابتک میدان مین پڑی ہین ہم بھاگ کر واسطے اطلاع دینے کے حاضر ہوے ہین
اب آپ جاکر قیدیون کو روکیے نارنج جادو اور شطرنج جادو وغیرہ یہ حال ساحران سے سنکر نہایت حیران ہوے اسوقت

شطرنج جادو متحیر ہو کر دربار نارنج جادو سے اٹھا اور بقہر و غضب چلا شطرنج جادو تو جاتا ہی لیکن اب حال ملکہ مہ جبین کا لکھا جاتا ہی کہ ملکہ نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو اسکی چھو چھو شگوفہ کے حوالے کر دیا تھا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش شگوفہ کے پاس رہتی تھی اور شب و روز بیاد عمرو بن حمزہ رویا کرتی تھی ہر چند شگوفہ سمجھاتی تھی لیکن مہ جبین گریہ و زاری سو قوت نکرتی تھی اور جب ملکہ مہ جبین شگوفہ سے کہتی تھی کہ ای شگوفہ تو بھی میری طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا اور دین اسلام اختیار کر شگوفہ عرض کرتی تھی کہ ای ملکہ مین تو مسلمان نہ ہونگی کیونکہ مین نے سنا ہی بالفعل عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمر اور فرخ اور شہرت جادو قید ہو گئے ہین اور اب وہ قتل کیے جاینگے میرا مسلمان ہونا بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے جو تقریر شگوفہ کی سنی زیادہ آہ و زاری کرنے لگی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز فراق مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پڑھنے لگی اور ہجر مین جان کھونے لگی اشعار

آتی ہے کان مین یہی ہر دم صدائے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
یارب تمھین بھی لذت فرقت نصیب ہو
معلوم ہو کسی پہ تمھارا جو آئے دل
یہ جانتے تو دل کبھی دیتے نہ ہم تمھین
کس سے کہون سناؤن کسے ماجرائے دل
ملو دن سے مل رہے ہو دل مضطرب ہو تم
بس چپ رہو جو پایا تھا اپنی سزائے دل

کیونکر فراق یار کے صدمے اٹھائے دل
ترچھی نظر سے سیکڑون دل ہو گئے شکار
جو رات دن ستاتے ہو ناحق پرائے دل
جب تک ہین زندہ ظلم کرو ہو فدا دم
برباد مفت کر دیے تمنے پرائے دل
دکھلاؤ اکو بت نگارین کا شاق ہی
ای مہر بجا ان ہی بس ہی سرائے دل

ہر وقت ہر گھڑی ہی یہی بس ہو ہائے دل
تیغ نگاہ یار سے خالق بچائے دل
ہم پر جو کر رہے ہو یہ بیداد بے سبب
مرنیکے بعد یاد کروگے وفائے دل
مونس نہین رہین نہین ہمنشین نہین
کیا خوب سے رہے ہین مجھے خونبہائے دل
خاطر بتون کے ہجر مین تڑپوگے کب تلک

ابھی ملکہ مہ جبین یہ اشعار درد آمیز پڑھ پڑھ کر رو رہی تھی اور شکایت فلک کجرفتاری کر رہی تھی کہ ناگاہ شگوفہ سے سنا کہ عمرو بن حمزہ کو کسیطرح تو مین ل گئین اور خواجہ عمر و وغیرہ قید سحر سے رہا ہو گئے یہ خبر شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے بیان کی ملکہ مہ جبین یہ خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اور فرط خوشی سے قہقہے لگانے لگی اسوقت شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے عرض کیا کہ ای ملکہ مہ جبین بیشک یہ دین مسلمانون کا بہت اچھا ہی اب تم مجھے مسلمان کرو اور کلمہ طیبہ پڑھاؤ کیونکہ مین نے اس دین پر لعنت کی ملکہ مہ جبین نے خوش ہو کر شگوفہ کو کلمہ طیبہ پڑھایا شگوفہ کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب شگوفہ بصدق دل مسلمان ہو چکی ہوقت ملکہ مہ جبین نے شگوفہ کے گلے لپٹ کر کہا کہ ای میری اچھی چھو چھو مین تیرے صدقے ہو جاؤن اب تو مجھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ دیوانی کے پاس لیچل شگوفہ نے عرض کیا واری جاؤن آپ یہ کیا فرماتی ہین چلیے مین ابھی لیے چلتی ہون یہ کہکے شگوفہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ساتھ لیکر چلی شگوفہ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو تو ابھی راہ مین چھوڑیے لیکن اب حال شطرنج جادو کا سنیے کہ شطرنج جادو جو دربار نارنج جادو سے اٹھکر چلا تھا بعد طی کرنے راہ کے اسی میدان مین پہونچا دیکھا کہ بہت سے ساحر قتل کیے ہوئے پڑے ہین اور میر اسحر دفع و برطرف ہو گیا ہی شاہزادے کے گلے مین دونون لوہین پڑی ہوئی ہین اور شاہزادہ ساحرون کو قتل کر کے ایک سمت جاتا ہی فرخ اور شہرت جادو شہزادے کے ساتھ ہین شطرنج جادو یہ حال دیکھکر احد متحیر ہوا اور کچھ سوچکے جانب عمرو بن حمزہ دوڑا اور قریب پہونچکر پانون پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ میرا قصور عفو فرمایئے مین نے آپکو بمکر و فریب قید کیا تھا اور یہ جانتا تھا کہ دین سامری و جمشید برحق ہی لیکن اب ثابت ہو گیا کہ خدائے نادیدہ کے آگے سامری و جمشید کی کچھ حقیقت نہین اور دین اسلام اچھا ہی بس اب مین مطیع دین اسلام ہو گیا اور ساتھ نارنج جادو کا بیچ ہو گیا

اب آپ میرے ہمراہ چلیے اور مجھے اپنا دوست سمجھیے عمرو بن حمزہ نے تقریر شطرنج جادو کی سنکے فرمایا کہ ای شطرنج
جادو اگر تم ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ہمارے پاس لے آؤ تو ہمین یقین ہو کہ تم مطیع اسلام ہوئے ہو اگر تم
ملکہ کو نہ لا سکے تو ہم یہی خیال کرینگے کہ تم ہمسے مکر و فریب کی باتین کرتے ہو اور پھر قصد ہمارے گرفتار کرنے کا کرتے ہو
شطرنج جادو نے عرض کیا ای شاہزادہ ذی جاہ ملکہ مہ جبین تو نارنج جادو کے پاس ہین انھین مین کیونکر یہان
لا سکتا ہون لیکن جاتا ہون حتی الامکان ملکہ مہ جبین کو لیکر حاضر ہونگا آپ نہین ٹھہریے یہ لیکر شطرنج جادو چلا
چونکہ قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ ملکہ مہ جبین ہمراہ شگوفہ چلی تھی راہ مین شطرنج جادو سے ملاقات ہوئی ملکہ
مہ جبین شطرنج جادو کو دیکھکر ڈر گئی اور شگوفہ کے پیچھے چھپنے لگی شطرنج جادو نے کہا ای ملکہ تم مجھسے نہ ڈرو مین
تمھین لینے کے واسطے آیا تھا اور اب مین مطیع اسلام ہو چکا ہون ملکہ مہ جبین یہ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ شطرنج
جادو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آئی عمرو بن حمزہ ملکہ مہ جبین سے ملکر نہایت خوش ہوے اور ملکہ بھی از
حد شاد و مسرور ہوئی پھر اسکی جگہ شطرنج جادو نے بارگاہ اور خیام منگوا کر ایستادہ کرائے اور شاہزادے سے
عرض کیا کہ اب تو میرے مطیع دین اسلام ہونیکا آپکو یقین ہوا خواجہ عمرو نے پیشانی شطرنج جادو کی سیاہ دیکھکر
کہا ہمنے تمھین خدمت بیرون بارگاہ رہنے کی دی خبردار تم بارگاہ مین نہ آنا شطرنج جادو بموجب کہنے خواجہ عمرو
کے باہر بارگاہ کے رہا شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا خواجہ عمرو نے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکالا شاہزادہ شراب پینے
لگا شاہزادہ میکشی کر رہا تھا کنیزان ملکہ مہ جبین وغیرہ بھی ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کرنے لگین کہ ہمنے
جو حضور کے یہان آنے کی خبر سنی اسوجہ سے ہم بھی حاضر ہوے عرض بعد میکشی کے انھین عورتون مین سے ایکعورت
ایک غزل گانے لگی یہان تو نازنین گا رہی تھی لیکن اب حال ملکہ نارنج جادو کا لکھا جاتا ہی کہ نارنج جادو نے جو سنا
کہ لوحین طلسم کشا کو مل گئین اور شطرنج جادو مطیع دین اسلام ہو گیا ملکہ نارنج جادو کو نہایت رنج ہوا اور
کمید شعلہ افزا سے کہا کہ اگر مین یہان رہونگی تو قتل ہو جاؤنگی بس ابھی مین گنبد ارسطو کی جانب جاتی ہون کمید
شعلہ افزا نے کہا ای ملکہ مجھے یقین نہین ہی کہ شطرنج جادو مطیع ہوا ہو آج آپ نہ جایئے کل گنبد ارسطو کی طرف
روانہ ہوجیے گا نارنج جادو نے کوچ تو نہ کیا لیکن اسباب گنبد ارسطو کی جانب روانہ کیا یہان شطرنج جادو نے
پس پشت بارگاہ سے جو سحر کیا ابر آیا اور ہوائے تند چلنے لگی خواجہ عمرو و کلیم اور دعکر چونکہ اسوقت مین عمرو بن حمزہ
نے لوحین گلے سے اتار کے علیحدہ رکھدی ہین اسی سبب سے بوجہ سحر شطرنج جادو کے عمرو بن حمزہ وغیرہ سب
بارگاہ مین پانی سے بھیگ کر اور سحر شطرنج جادو مین گرفتار ہو کر بیہوش ہو گئے شطرنج جادو لوحین لیکر اور عمرو
بن حمزہ کو گرفتار کرکے نارنج جادو پاس گیا نارنج خوش ہوئی کمید شعلہ نے عرض کیا ای ملکہ اب ہمارے
سہیلیہ کی جانب چلیے اور سہیل کی رائے سے سب کو قتل کیجیے جب تک آپ وہان سہیلیہ مین جاتی تھین کوئی
آفت طلسم پر نہ آئی تھی ملکہ نارنج جادو بموجب کہنے کمید شعلہ افزا اور عمرو بن حمزہ اور مہ جبین وغیرہ کو
لیکر جانب شہر سہیلیہ بخدم و حشم روانہ ہوئی

دو کلمے داستان سحر بیان جانا نارنج جادو کا شہر سہیلیہ قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق ہونا عمرو بن حمزہ کا دختر نارنج جادو یعنی خونخوار جادو پہ اور پکڑنا خواجہ عمرو کا سہیل جادو کو اور مسلمان ہونا اسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا دیگر حالات

پلا عشق آمیز ساقی شراب | کہ ہو سوزش ہجر سے دل کباب
نہ بادہ مجھے وحشت انگیز دے | محبت سے اک جام لبریز دے

چبوترے کے تب اُس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دیا اب جو وہ شخص باہر اُس دریا سے غوطے لگا کر نکلا تو کتا ہو گیا ہر ایک کے
پیچھے بھونکنے لگا نقابدار سیہ پوش نے کہا اس کتے کو مار کے ہنکا دو اُسنے خون کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچا لوگون نے ڈھیلے
اُٹھا کر مارے اور دوت دوت کہکر ہنکا دیا جب وہ نہ گیا تو لکڑیان مارنا شروع کین وہ کتا یون یون کرکے بھاگا غرض خواجہ عمر
یہ تازی کیفیت دیکھکر بہت حیران ہوے اب خواجہ نے دیکھا کہ جب دن کم رہگیا نقابدار سیہ پوش اُٹھا اور حکم
حلوائیون نے تر حلوا گرما گرم تر تراتا ہوا اطباق مین آگے نقابدار سیہ پوش کے لاکر رکھا نقابدار سیہ پوش نے
نہین معلوم کسکی نذر دی اور تمام میلے والون کو تقسیم کردیا عمرو متحیر ہوکر دوسری بازار مین آیا وہان اسیطرح سے
تر حلوے پر دوسرے نقابدار نے نذر دی اور میلے مین بانٹ دیا غرض غرض ساتون بازارون مین ایک ایک قسمت
پر نذر ہوئی اور حلوا میلے مین سبکو تقسیم کردیا گیا اس اثنا مین سواری نارنج جادو کی آئی اور اسی دریا کے پل کے اوپر
سے چلی عمرو بھی اسی کے ہمراہ اتر گیا اب جو شہر مین آیا تو لوگ عجائب و غرائب دیکھے اور سواری ایک باغ کے اندر
گئی عمرو بھی ساتھ چلا گیا دیکھا کہ باغ مین ایک گنبد بہت بڑا ہی اوپر زینہ اُسکا اتنا چوڑا ہی کہ سیڑھیون پر تخت
نارنج جادو کا لوگ سیدھا لیگئے جب اوپر کے درجے مین پہونچے تو دیکھا صد ہا منہت کھڑے ہین انھون نے
نارنج جادو کو سلام کیا اور کہا کہ باہر کے درجے مین بیٹھو اندر کے درجے مین جانے کا حکم نہین ہی اور
جب نارنج جادو آتی تھی تو ہزارون روپیے منہتون کو دیتی تھی مگر اُسپر نارنج جادو کو اندر نہ جانے دیا باہر
ٹھہرا لیا یہ دیکھکر عمرو اڑ مین آے اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک منہت کی صورت بنکر اُن منہتون
مین ملگئے اور ایک طرف کھڑے ہوکر دیکھنے لگے گنبد کیطرف جو نگاہ کی تو ایک تخت جواہر نگار ہی اور برابر تخت کے
سات دنگل بچھے ہین اور دو پیچھے تخت کے اور چالیس کرسیان مرصع کار ہین اور ایک منبر بہت بلند جواہر نگار کا رکھا ہی
اور تمام گنبد مین وہ جواہر بیش بہا نصب ہین کہ اُنکے دیکھنے سے نگاہ خیرہ ہوئی کرتی ہی خواجہ کھڑے ہوے حیران دیکھو
رہے تھے کہ یکایک دروازہ سے ایک بوڑھا بڑے جاہ و تجمل سے آیا دیکھا کہ تخت جواہر نگار پر ایک شخص [illegible]
اور چالیس آدمی اور اسی سن کے گرد اُسکے تخت کے پوشاکین مقدسون کی پہنے ہوے ہین اور دو وہ شخص کتابین
بغل مین دبائے چلے آتے ہین جب مرد دیرینہ گنبد مین آیا نارنج جادو نے سلام کیا کمید شعلہ افزا نے بڑھکر
کے عرض کیا کہ نارنج جادو حضور کو سلام کرتی ہی یہ سنکے سہیل جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا بعد سلام لینے کے
کہا اے بی بی نارنج جادو اتنے دنون سے کہان تھین تم اچھی تو رہین نارنج جادو نے عرض کیا کہ حضور کی عا
کی دعاے دولت و اقبال مین مصروف رہتی تھی اور جب سے حضور کے جمال بیمثال کی زیارت چھوٹی
یہ حال ہو گیا الغرض کہ سہیل جادو آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور چالیسون جادوگر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ
بر کرسی جواہر نگار رہنے اور وہ جو دو شخص کتابین بغل مین لیے ہوے تھے پیچھے تخت کے دنگلو پر بیٹھے پھر وہی
ساتون نقابدار اور اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوے لیکن نقابدار یاقوت پوش کا دنگل قریب تخت کے ہی
جب سب دربار جمع ہو لیا سہیل جادو اُٹھا اور منبر بلند رفعت پر جا کر بیٹھا اور کتابین ہاتھ مین کھولین اور با آواز بلند
بلند کہا کہ اس سال مین سارا طلسم نارنج مع طلسمون کے فتح ہوگا اور خون ریزی بہت ہوگی مگر جو نقابدار سرخ پوش
اطاعت کریگا وہ بچیگا یہ کہکر نیچے منبر کے اتر آیا ملازمان درباری نے پکار کے کہا کہ جس جس کا مقدمہ ہو روبکاری
پیش ہو غرضکہ پہلے ہی روبکاری نارنج جادو کی ہوئی یہ مکارہ ساحرہ برہا ملکہ مہ جبین اور عمرو
بن حمزہ اور نسرخ کو لیکر سامنے سہیل جادو کے آئی اور ملکہ مہ جبین سے کہا سلام کر

مہ جبین نے سلام کرکے سہیل جادو سے کہا ای سہیل مین نے تجکو بزرگ سمجھ کے سلام کیا ورنہ تو لائق سلام
کے نہین ہی یہ سُنکر سہیل نے کہا او مہ جبین تو نے یہ کیا حال اپنا بنایا ہی اور اپنی مان کی اطاعت کیون نہین
کرتی مہ جبین نے کہا او سہیل تجکو گواہ کرتی ہون کہ یہ جو شہریار کھڑا ہی اسکے سبب سے مجکو دولت ایمان حاصل
ہوئی فقط ایک کلمہ توحید پڑھنے کی گنہگار ہوئی اور سوا اسکے گلشن کی سیر کی کہ روح تازہ ہو ورنہ ابھی تک
مین نے کوئی حرکت بیجا نہین کی اور مین جمشید و سامری پر ہر روز ہزار ہا مرتبہ لعنت کرتی ہون یہ جو ملکہ مہ جبین نے
کہا سہیل جادو غضبناک ہوکر تھرانے لگا کسواسطے کہ جمشید تو اُسکا نانا تھا مہ جبین پر بہت خفا ہوا اور کہنے
لگا کہ او مہ جبین تو نو میرے منہ پر میرے نانا جمشید کو بُرا کہتی ہی مہ جبین نے کہا ای سہیل پھر تو کیون مجھ سے ایسی باتین کرتا ہی تو
اپنی بزرگی اپنے ہاتھ رکھ یہ سُنکے سہیل جادو نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ جا جلد ایک لگن مین پانی لا وہ شخص اسیوقت
ایک لگن مین پانی بھر کر لایا اور نقابدار یاقوت پوش کے سامنے رکھدیا اُسنے اپنا پانون کا انگوٹھا تین مرتبہ اُسمین
مین ڈالکر ہلایا پھر اُس لگن کو وہ شخص سہیل جادو کے سامنے لایا اُسنے حکم دیا کہ یہ پانی ملکہ مہ جبین پر چھڑک دو اُسنے
وہ پانی مہ جبین پر جیسے ہی چھڑکا ملکہ مہ جبین نے ایک پھریری لی اور مڑکر نارنج جادو سے کہنے لگی ای امان جان
آپ کہان آئی ہین اور مجکو یہان کسواسطے لائی ہین نارنج جادو نے کہا ای نور نظر وای پارہ جگر یہ دربار میرو جمشید کا ہی
تجکو بھی زیارت کرانے لائی تھی ملکہ مہ جبین نے نام جمشید سُنتے ہی سہیل جادو پر نگاہ کی اور جھک کر سلام کیا اور عرض
کیا حضور میرا قصور میرا معاف کیجیے اور یہ کہکر عمرو بن حمزہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ یہ مرد نامحرم کون ہی نارنج
جادو نے کہا ای بیٹی اسی کے واسطے تو نے اپنا یہ حال کیا جب تو مہ جبین نے کہا ای امان جان اب جلدی اپنے مکان
پر چلیے مین کیا جانون کہ یہ نگوڑا کون ہی نارنج جادو ملکہ مہ جبین کی ایسی باتین سُن سُنکر بہت خوش ہوئی اور
سہیل جادو کے قدمون پر گرپڑی اور عرض کیا ای سہیل جادو آپ کی عنایات و مرحمت سے مین نے اپنی بیٹی پائی کلیجہ
ٹھنڈا ہوا یہ کہکر دونون لوحین سہیل جادو کو دین سہیل جادو نے کہا ای نارنج جادو اب عمرو بن حمزہ اور ملکہ
مہ جبین کا کیا منشا ٹھہرا نارنج جادو نے کہا کہ مین اس نگوڑے کو پیار کیا کرونگی آپکی قید بھی آپ کے سپرد کرتی
ہون آپ جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے یہ کہکر عمرو بن حمزہ اور فرخ کو سہیل جادو کے سپرد کیا اور آپ باہر آئی نارنج جادو
کو ملکہ شعلہ افزا نے دیکھکر کہا کہ آج سب دنون سے زیادہ انعام سب کو دینا چاہیے غرض کہ نارنج جادو نے خوشی مین آکر
ہزار ہا روپے بانٹے اور ملکہ مہ جبین پر سے تصدق کیے پھر مہ جبین کو ہمراہ لیکر اپنے طلسم کو چلی گئی یہان سہیل جادو
نے عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نقابدار صندلی پوش کے حوالے کیا اور کہا اسکو اپنے طلسم صندلی مین قید رکھو اور نقابدار
نیلم پوش کو دونون لوحین دیدین اور کہا کہ انکو اپنے پاس اچھی طرح رکھنا بعدہ سہیل جادو سوار ہوکر تخت جواہر نگار پر چلا
گیا اور نقابدار صندلی پوش عمرو بن حمزہ اور فرخ کو ساتھ لیکر چلا اور ایک باغ مین لاکر اُتارا اب جو عمرو بن حمزہ نے
دیکھا تو صدہا مکان سہ درے اور پنج درے ہین اور سامنے بہت سے درخت چنار کے ہین وہ نقابدار عمرو بن حمزہ و فرخ
کو لیکر اُنھین مکانون مین سے ایک مکان مین آیا عمرو بن حمزہ و فرخ نے دیکھا کہ اس مکان مین چالیس آدمی قیدی
طلسم ہین یہ دیکھکر عمرو بن حمزہ اُنکے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ تم بھی قیدی طلسم ہوے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ تم
سب قیدی ہو ہم قیدی نہین ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نکلنا وہ بیچارے خاموش ہو رہے پھر قریب شام
خوانہاے طعام سب کے واسطے آئے عمرو بن حمزہ نے اُن سب سے کہا کہ ہمارے پاس تم سب آکر کھانا کھاو سب
کے سب عمرو بن حمزہ کے پاس آ بیٹھے اور سب نے ایک جگہ کھانا کھایا اُن سب قیدیون مین ایک شہزادہ بھی

قید تھا نام اُسکا کامران تھا وہ عمرو بن حمزہ کی باتوں سے بہت خوش ہوا اور محبت کرنے لگا جس وقت سب کے سب اپنے
اپنے مکانوں میں سو رہے تو فرخ نے عمرو بن حمزہ سے کہا ای شہریار باغ کی دیواریں بہت نیچی ہیں اور ہمارے ہاتھ
پاؤں کھلے ہیں میں دیوار کو اُچک کے تجکو بھی لیے چلتا ہوں یہ کہکے فرخ آیا جیسے ہی دیوار پر اُچکا وہ اور بلند ہو گئی فرخ
نیچے گر پڑا جوں جوں فرخ اُچکتا تھا دیوار بلند ہوتی جاتی تھی فرخ گر پڑتا تھا یہانتک کہ وہ دیوار مثل دیوار قہقہہ کے
ہو گئی تمام بدن فرخ کا گر کر چھل گیا ناچار ہوکر عمرو بن حمزہ سے آکے بیان کیا عمرو بن حمزہ نے کہا خدا یاد کرو غرضکہ
بیچارے مایوس ہوکر رہگئے جب کئی روز گذرے تو کامرانی نے کہا ای عمرو بن حمزہ کل صبح کو ایک شخص کی باری ہے
وہ بیچارہ قتل ہوگا چنانچہ ایک حبشی آتا ہے اُس سے کشتی ہوتی ہے جب وہ زیر کرتا ہے تو گلا کاٹ ڈالتا ہے یہ سنکر عمرو بن حمزہ
نے کہا اگر تم سب مسلمان ہو تو میں اُس حبشی سے لڑوں انھوں نے کہا ای شہریار اگر یہ امر ہو تو ہم سب مسلمان ہوتے
ہوتے ہیں انکو راضی کر کے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو شہزادہ کامران آیا اور عمرو بن حمزہ سے کہا چلیے انکو لیکر بیچ
مکان میں آیا کہ جسکی باری تھی کہا ای شخص نکل مکان سے دن بہت آیا ہے جبکہ آواز دی تو وہ شخص نکلا دیکھا کہ
زرد ہے اور مردنی منہ پر چھائی ہے اُسکی صورت دیکھکر عمرو بن حمزہ بہت محزون ہوئے اور اسکو تسلی دی کہ میں ہرگز تجھے
جانے نہ دونگا یہ کہکر سب کو ہمراہ لیا اور سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک کرسی جواہر نگار پر لقا بادر یاقوت پوش بیٹھا
ہے پیچھے دو وزیرزادیاں سمن و یاسمن مورچھل لیے کھڑی ہیں اور سامنے اکھاڑا بنا ہوا ہے اور ایک کشتی میں جبہ لنگوٹ بلکہ تمام
ہتھیار جنگ کے رکھے ہیں اور ایک حبشی سیاہ فام قوی ہیکل سامنے کھڑا پکار رہا ہے کہ جسکی باری ہو وہ اگر جس فن میں چاہے
مجھسے لڑے یہ نہو کہ بعد اُسکے کہے کہ مجکو اس فن میں زیادہ دخل تھا غرض اُسکا کہنا تھا کہ عمرو بن حمزہ سامنے آ کے
آئے حبشی نے پوچھا کیا تیری باری تھی اور پھر پوچھا تو کس فن میں لڑیگا عمرو بن حمزہ نے کہا جس فن میں تیرا جی
چاہے لڑ لے یہ سنکر حبشی حیران ہوا کہ آج تک مجھسے کسی نے ایسی گفتگو نہیں کی حبشی نے پوچھا کہ تجکو آج کے روز ہوئے
عمرو بن حمزہ نے کہا تجکو اس بات سے کیا مطلب ہے کہا یہ آئین نہیں بعد چالیس روز کے قیدی کی باری آتی ہے سچ بتا تجکو
کے روز ہوئے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ پانچ روز ہوئے ہیں حبشی نے کہا جا کے بیٹھ ابھی تجھسے کچھ سروکار نہیں ہے وہ شخص
آئے جسکی باری ہو یہ سنکر وہ بیچارا آگے بڑھا جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا خبردار تو آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ تجکو مار ڈالونگا
یہ کہکر اُس حبشی سے کہا کہ او گیدی اگر تجکو لڑنا ہو تو آ لڑنے لازم ہے بشر کو جو سامنے آئے اس سے لڑے یہ سنکر اُس
حبشی نے کہا تو بڑا جاہل ہے ارے یہ آئین یہاں کا نہیں ہے عمرو بن حمزہ نے کہا ہمارا آئین یہی ہے غرض اتنی دیر تکرار ہوئی کہ کُن
زیادہ جھگڑا ہو گیا جب تو یاقوت پوش نے کہا کہ آج نیا آئین ہوتا ہے اور جو یہ قیدی نیا آیا ہے وہ لڑنے کو کہتا ہے کسی طرح نہیں
مانتا ہے ملکہ نے کہا اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ہم اُسکو سمجھا لینگے حبشی نے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ جا تجکو ملکہ
بلاتی ہے غرض کہ عمرو بن حمزہ بارہ دری تک گئے دیکھا کہ ملکہ لالہ خونخوار جادو بے نقاب بیٹھی ہے عمرو بن حمزہ
کی جو نگاہ چہرہ بیمثال پر پڑی تیر عشق کے گھائل ہوئے اور وہ بھی عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوئی ملکہ نے سمن و یاسمن
سے حکم کیا کہ اس کہو تو کیوں اپنی جان دیتا ہے بھلا تو اس حبشی سے لڑ سکیگا جا جسکی باری ہو اُسکو بھیجدے سمن
و یاسمن نے عمرو بن حمزہ سے کلام ملکہ لالہ خونخوار جادو کا بیان کیا اور بہت کچھ سمجھایا مگر عمرو بن حمزہ
نے انکا بھی کہنا نہ مانا تب تو ملکہ حیران ہوئی اور اس حبشی سے کہا آج یہ آئین موقوف رکھو کل میں اپنے باپ سے پوچھ
آؤنگی حبشی نے عرض کیا آپ مالک ہیں آپ کو اختیار ہے ہم آپ کو بجائے سہیل جادو کے جانتے
ہیں غرضکہ یہ باتیں کر کے وہ حبشی اور ملکہ تو چلے گئے عمرو بن حمزہ سبکو اپنے ہمراہ لیکر چلے آئے فرخ نے

کہا اے شہریار ایک دن میں تو فرق نہ آیا دوسرے دن پھر حبشی آیا جب تو عمرو بن حمزہ آگے اُس حبشی سے لڑا اُس حبشی سے تو نہ آ
عمرو بن حمزہ کو زیر آکے ملکہ سے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے باری اسکی اور یہ لڑا اگر اجازت ہو تو اسکو قتل کروں نہ دلوا اسکا طشت
میں لاؤں آپ اپنا انگوٹھا اُس طشت کے خون میں ڈبوئیں یہ سنکر ملکہ نے یاسمن سے کہا کہ تو کہدے کہ کل میں
پوچھنا بھول گئی اُسکو یہاں بھیجی جب عمرو بن حمزہ آئے تو پھر ملکہ نے اُنکو سمجھایا اور کہا دیکھا تمنے بھلا تم اب کیونکہ
بچو گے خبردار کل تم نہ آنا جسکی باری ہو اُسی کو بھیجنا عمرو بن حمزہ نے کہا بجا جب تک میرے دم میں دم ہے ہرگز نہ آؤنگا
یہ سنکر ملکہ ناچار ہو کے چلی گئی اور یہاں فرخ نے ایک تدبیر کی جسکی باری تھی اُس سے کہا کہ کل تو اُسکے سامنے جانا اور
اور اُسکا گلا دبانا اور سب کے سب اُس سے لپٹ جانا اسطرح سے اُس سے لڑنا اور مار ڈالنا غرض دوسرے روز حبشی
حبشی آیا سب نے یہی کیا اور اُس حبشی یعنی مریخ جادو کو مار ڈالا تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا اور وہ درخت اور مکان سب
فی النار ہو گئے لیکن دیواریں زیادہ بلند ہو گئیں جب وہ مارا گیا تو یہ خوش ہوئے کہ اب ہم سب قید سے چھوٹینگے
مگر وہاں قید زیادہ ہو گئی لیکن اسی کی خوشی ہوئی کہ جانیں بچ گئیں مگر تین روز تک کھانا نہ آیا یہ خبر جو صندل جادو
کو ہوئی کہ قیدیوں نے حبشی مریخ جادو کو مار ڈالا اُسنے غضبناک ہو کر اور زیادہ قید کر دی کھانا موقوف کر دیا کہ سب
قتل کیے مر جائینگے جب تین روز گذرے تو سبھوں نے کہا لو یہ اور غضب ہوا عمرو بن حمزہ مارے بھوک کے غش
کر گئے اور سب کا حال قریب مرگ کے پہونچا یہ جو ملکہ لالہ خونخوار جادو کو خبر ہوئی کہ تین روز سے عمرو بن حمزہ کچھ
نہیں کھایا اُسنے بھی کھانا نہ کھایا سمن و یاسمن نے بہت سمجھایا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا جب تک وہ شہریار کھانا
نہ کھائیگا میں بھی نہ کھاؤنگی اُسوقت اُن دونوں نے ایک تخت سحر تیار کیا اور ملکہ کو لیکر اُس باغ میں آئیں ایک
کونے میں ملکہ کو پوشیدہ کر کے آپ کھانا لیکر عمرو بن حمزہ کے پاس آئیں اور کہا یہ کھانا کھاؤ عمرو بن حمزہ
نے کہا جب تک سب نہ کھائینگے بخدا میں بھی نہ کھاؤنگا یہ سنکر سمن نے کہا ہم تو تھوڑا کھانا لائے ہیں تم کھالو
اُنکے واسطے لا دینگے عمرو بن حمزہ نے کسی طرح نہ مانا کھانے کے لیے سمن سے تکرار ہو رہی تھی کہ صندل جادو اور
انور جادو وہ اُس حبشی مریخ جادو کی جورو وہاں دونوں آئیں اور صندل جادو نے کہا او سمن و یاسمن تم دونوں
کٹناپن کر کے ملکہ کو لائی ہو کچھ خوف میرا نہ کیا یہ کہکر تھوڑا ایک نارنج سحر پڑھ کر ایک درخت چنار پر مارا اُس درخت میں
آگ لگ گئی اور اُس سے اور درخت جلنے لگے یہاں تک کہ تمام باغ آتش بار ہو گیا عمرو بن حمزہ مع چالیسوں قیدیوں
کے ایک کونے میں کھڑے ہو گئے وہ سب کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم سب جل جائینگے جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا اے
جانیو خدا کو یاد کرو عمرو بن حمزہ سب کو تسلی دے رہے تھے کہ سمن نے دو ڈھکی پتیاں انار کی توڑیں اور سحر
جو کیا تو ایک ابر پیدا ہوا اور بوندیاں پڑنے لگیں دیکھا سب نے کہ آگ لگی ہوئی تھی اور باغ ایک طرف سے جلتا تھا
یہ قدرت خدا دوسرے طرف سے بجھنے کا آغاز ہوا پھر صندل جادو نے سحر کر کے انور جادو سے کہا تو جا کر سہیل جادو
کو خبر کر دے انور جادو جو چلی تو اُسی آگ میں جلکر خاک ہو گئی جب صندل جادو نے دیکھا کہ اب بوندیاں بڑی پڑتی
ہیں دوڑکر سمن سے کہا کہ کیا تو مجھسے سحر و ساحری میں زیادہ ہے جو دوسرا سحر پھیر اکیا اور یہ کہکر سمن پر حملہ کیا سمن نے ایک
چھڑی درخت سے توڑی اور اسکی چھال نکالکر تیر و کمان بنائی اور عقب سے ایک تیر مارا کہ صندل جادو کی پشت کو توڑ کر پار
نکل گیا سارا طلسم صندل جو اُسنے بنایا تھا سب درہم و برہم ہو گیا پھر سمن نے کہا اے عمرو بن حمزہ وہ لالہ خونخوار جادو
اب تو چل کے کھانا کھاؤ تمھارے سبب سے یہ نوبت تو پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا اُنکو بھی لیجاؤ سمن
نے یہ سنتے کچھ مٹی گوندھی اور چالیسوں قیدیوں کے سروں پر اور شانوں پر لگائی سب کے پر پرواز

پیدا ہوئے سمن نے کہا تم سب تخت کے پایے کو پکڑ لو سبھون نے تخت کے پایہ کو پکڑ لیا اور عمرو بن حمزہ
اور ملکہ کو سمن نے تخت پر بٹھایا اور سبکو لیجا کر ملکہ کے گھر مین اُتار دیا غرض اُن چالیسون نے جب کھانا کھا
لیا اسوقت عمرو بن حمزہ اور ملکہ لالہ خونخوار جادو نے کھانا نوش کیا اور پھر اُن چالیسون قیدیون
کو ایک مکان مین پوشیدہ رکھا اور آپ عیش و عشرت مین مشغول ہوئے یہان کا حال سُنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری جو منت بنا سہیل جادو کے سامنے کھڑا تھا ساتھ ساتھ سہیل جادو کے چلا آیا جب سہیل جادو اپنے
مکان مین آیا اور شب کو مع چالیسون مقدسون کے صحبت شراب و کباب مین مصروف ہوا اُسوقت خواجہ عمرو
نے اپنی صورت ایک پری کی بنائی اور ایک ہاتھ مین چوکی دوسرے ہاتھ مین تھالی پیتل کی اُس مین کچھ سیب رکھکر
لائے مگر لباس معشوقانہ بر مین زیور و جواہر از سرتا پا پہنے ہوئے پازیب جواہر نگار پاؤن مین دیوار سے کود کر چھم چھم
کرتا ہوا سامنے سہیل جادو کے آیا اور سہیل جادو کو سلام کیا صورت اُس پری کی دیکھ کر چالیسون مقدس
اور سہیل جادو محو ہو گئے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئی ہو اُس پری نقل نے کہا مین پری ہون اور پرستان سے
آئی ہون میرے گھر مین ایک درخت سیب کا تھا وہ خشک ہو گیا تھا مین نے اکثر بات اچھے منات میلے کے نام کیے
لیکن وہ ہرا نہو جب تو مین نے آپ کا نام ہر روز لینا شروع کیا فوراً وہ ہرا ہو گیا اُسوقت مین نے یہ عہد کیا کہ جب
درخت بار دیگا پہلا پھل اُسکا سہیل جادو کو کھلاؤنگی یہ کہکر وہ تھالی سیب کا آگے سہیل جادو کے رکھدیا
اُس تھال مین پانچ سیب تھے سہیل جادو نے اُسے تراش کر آپ بھی کھایا اور اُن سب مقدسون کو بھی کھلایا
سہیل جادو مع سب مقدسون کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے فوراً سہیل جادو کے گلے سے لوح محفوظ اتار کر
سہیل جادو کو نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سبکو ہوش مین لایا لوگون نے کہا کیا وہ پری چلی گئی آپ کو
نگاہ غیظ سے دیکھتی تھی سہیل نقل نے کہا مین بیچارہ بڈھا تھا اور وہ پری جوان خوبصورت تھی کیونکر اُسکا دل
میری طرف رغبت کرتا آخر کو وہ چلی گئی غرضکہ وہ رات تو بسر کی صبح کو تخت پر سوار ہو کر اُسی گنبد زرنگار مین آیا
اب یہ دن میلے کی رخصت کا ہے مگر جو سہیل جادو کیگا اُسپر ہر ایک عمل کریگا اب وہان تمام خلقت جمع ہے اور
راہ نقابدارون کی دیکھ رہی ہے وہان سمن و یاسمن نے کہا اے ملکہ چلو تمھارا باپ ہمارے حق مین دیکھیے کیا
کرتا ہے بیٹے تو جان اپنی تجپر صدقے کی ہے ملکہ لالہ خونخوار سمن و یاسمن کو ساتھ لیکر ڈرتی ہوئی چلی اور اُسی طرح
سے آکر پہلے باپ کو مجرا کیا اور پھر کرسی پر بیٹھی بعد اُسکے چھ نقابدار آئے اور ساتوین نقابدار نیلم پوش کہ
جسکے پاس لوح رکھوائی تھی اُسکی خبر آئی کہ وہ نقابدار مر گیا لوگون نے تمام گھر اُسکا ڈھونڈھا کہ لوح کہین نہ آئی جب عمرو
بن امیہ ضمری اُٹھا اور منبر پر بیٹھکر سوچا کہ مین اب کیا بیان کرون غرض کچھ دل مین سوچ کر کتاب کھولی اور کہا
صاحبو اس سال مین تمام طلسم ٹوٹ جائینگے جو نقابدار یاقوت پوش کی اطاعت کریگا وہ بچ جائیگا ورنہ سب
قتل ہونگے یہ کہکے منبر سے اُتر آیا ملکہ خونخوار جادو کی جان مین جان آگئی اور گھر مین آکر عمرو بن حمزہ سے ذکر کیا کہ اے
شہریار خدا نے آج فضل کیا کہ جو سہیل جادو نے کچھ نہ کہا بلکہ میری اطاعت کا سب کو حکم دیا اور وہان عمرو
بن امیہ ضمری جو سہیل جادو کی صورت بنا ہوا تھا تخت پر سوار ہو کر چلا دل مین سوچا کہ یہ جو سُرخ پردہ بہت
بھاری مخمل کا ہے اسی خوابگاہ مین چلو یہی اُسکا محل ہوگا یہ سوچکر اُس پردے کے اندر آیا سہیل نقلی کو دیکھتے ہی خواصون
نے اُٹھکے کہا اے ملکہ تمھارے باپ آتے ہین یہ سُنکر ملکہ بدحواس ہو گئی اور اُٹھ کھڑی ہوئی سہیل نقلی کو آگے
بڑھکر مجرا کیا لیکن عمرو بن حمزہ بیٹھے رہے سب خادمون نے جو دیکھا کہ عمرو بن حمزہ پوشیدہ نہ ہوئے سامنے بیٹھے رہے

سب خواصین قطار باندھکر کھڑی ہوگئین عمرو بن حمزہ کو اپنی آڑ مین چھپا لیا جب سہیل لقی یعنی عمرو آگے آیا جھک
کر دیکھنے لگا دیکھا کہ عمرو بن حمزہ بیٹھا ہی سہیل جادو نے چین بجبین ہوکر ملکہ لالہ خونخوار جادو سے کہا او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ کیون تو اسکو اپنے گھر مین لائی ملکہ تھر تھر خوف سے کاپنے لگی پھر عمرو عیار نے بشکل سہیل جادو عمرو بن حمزہ
کے پاس آیا اور کہا او طلسم کشا اب کہان تو بچ کے میرے ہاتھ سے جائیگا یہ کہکر فرخ کو ایک طمانچہ مارا فرخ نے خفت
ہوکر کہا کہ او سہیل اگر میرے باپ نے تجھسے بدلہ نہ لیا تو میرا نام فرخ نہ رکھنا القصہ جب سب کو بہت خواجہ عمرو حیران
و پریشان خائف و ہراسان کر چکے اُسوقت عمرو نے لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین عمرو بن حمزہ کے
ڈالدی اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ملکہ لالہ خونخوار جادو یہ حال
دیکھکر خوش ہوئی اور عمرو سے کہا ای خواجہ آپ نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو ملکہ لالہ خونخوار کو علیحدہ لے گیا اور
سہیل جادو کو زنبیل سے نکالا اور سوزن فولاد دہن مین اسکے دیدی پھر سہیل جادو کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ای
سہیل مسلمان ہو دین اسلام قبول کر جمشید سامری پر لعنت کر سہیل جادو نے سر ہلا کر انکار کیا عمرو نے کہا اگر تو
دین اسلام نہ قبول کریگا اور مسلمان نہ ہوگا تو مین تجکو مار ڈالونگا عمرو بن حمزہ نے بڑھکر سہیل جادو کو گور ہا کیا اور
سوزن نکال لی اور سر اپنا آگے سہیل جادو کے جھکا دیا اور کہا ای سہیل جادو اب عمرو بن حمزہ حاضر ہی سر کاٹ
لے سہیل جادو یہ جرأت و ہمت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر بہت خوش و مسرور ہوا اور اُٹھکے عمرو بن حمزہ کے گرد پھرنے
لگا اور کہا ای طلسم کشا حقیقت مین تو قتل ہو جاتا مگر مین اب مطیع و فرمانبردار ہون اب مجکو دین اسلام تلقین کیجئے کہ مین
صدق دل سے مسلمان ہوا اور بت پرستی پر لعنت کی مگر اُسوقت عمرو کا کہنا نہ مانتا قتل ہونا گوارا کرتا اور مسلمان ہرگز نہوتا
یہ کہکے سہیل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور باہر جاکر ہر ایک کو مطیع دین اسلام کیا پھر عمرو بن حمزہ سے لگے
کہا کہ ای شاہزادہ ذی وقار نظام الدین تنظیم پوش تو مر گیا مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مر جائیگا ورنہ مین لوح طلسمی اُسے
نہ دیتا عمرو بن حمزہ نے فرمایا جب تک آپ لوح کے دریافت کرنے مین کماحقہ کوشش نہ کرینگے لوح طلسمی ہاتھ
نہ آویگی سہیل نے یہ سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر کہا کہ ای شہریار ذی وقار لوح کے معلوم کرنے کی ایک تدبیر
میرے ذہن مین آئی ہی اور وہ یہ تدبیر ہی کہ ایک گنبد جہان نما ہے طلسمی ہی اُس گنبد مین آپ جائیے اور
اُسکی سیر کیجئے خاصیت اور اُس گنبد جہان نما کی یہ ہی کہ جس شخص کا کچھ مال و اسباب گم ہو جاتا ہی اور وہ شخص گنبد
مین جاتا ہی اور نیت کرتا ہی کہ میرا مال و اسباب کہان ہی مجکو معلوم ہو جائے فوراً اُس گنبد مین معلوم ہو جاتا ہی اور جس
آدمی کو یہ دریافت کرنا منظور ہوتا ہی کہ میرے اہل و عیال یا عزیز و اقارب زندہ ہین یا مر گئے اور وہ شخص گنبد مذکور
مین اسی حال کے دریافت کرنے کے واسطے جاتا ہی فی الفور اُسے اُنکے حال سے آگاہی ہو جاتی ہی اگر اُسکے عزیز و اقارب
زندہ ہوتے ہین تو اُس گنبد مین زندہ نظر آتے ہین اور اگر مر گئے ہوتے ہین تو مردہ نظر آتے ہین اسی طرح
سے ہر ایک حال اُس گنبد جہان نما مین جانے سے معلوم ہو جاتا ہی پس آپکو لازم ہی کہ آپ اُس گنبد مین جاکر
سیر کیجئے اور نیت کیجئے کہ مجھے معلوم ہو جائے جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہوئی ہو یا جس شخص کے پاس ہو جب آپ
کو لوح طلسم نارنج کا احوال معلوم ہو جائیگا اُسوقت جہان لوح ہوگی وہان جائے گا اور مین بھی حتی الامکان
لوح کے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا عمرو بن حمزہ نے یہ گفتگو سہیل نبیرہ جمشید کی سنکے کہا کہ خواجہ
عمرو اور فرخ کو مین آپکے پاس چھوڑے جاتا ہون انہین بہ آرام تمام رکھیے گا سہیل جادو نے منظور کیا
اور ایک تعویذ لکھکر عمرو بن حمزہ کے بازو پر باندھ دیا دو دو گھڑی تک پھر کان مین شاہزادے کے باتین کہین

عمرو اور فرخ وغیرہ کسی نے بھی وہ باتیں نہ سنیں بعد باتیں کرنے کے شاہزادے کو رخصت کیا عمرو بن حمزہ فرخ اور خواجہ عمرو اور سہیل سے ملکر یہ جب گئے سہیل کے مرکب پر سوار ہوئے شہر انوریہ کی طرف چلے اور بعد قطع منازل ایک شہر میں پہونچے دیکھا کہ ایک برات بجلوس شاہانہ جاتی ہے عمرو بن حمزہ کھڑے ہوکر دیکھنے لگے بعد گذر جانے جلوس کے دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر فیل پر سوار ہے اور ایک مرکب کے سر پر سہرا پھولوں کا ثابت ٹھنڈا بندھا ہے لیکن ہاں گھوڑے پر دولہا نہیں ہے اور صدہا اقسام کے باجے مردان ہمراہی بجاتے ہیں اور ہزارہا خوان میووں کے سروں پر رکھے ہیں اور اسباب جہیز بھی بحد بیشمار ہے اور صدہا فیلوں پر امرا اور شاہزادے وغیرہ سوار ہیں اور جھولوں اور سکھپالوں میں عورتیں بیٹھی ہیں کہار وردیاں نئی بانات کی پہنے ہوئے پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے خشین اٹھائے ہیں جب عمرو بن حمزہ نے برات کو دیکھا ارادہ کیا تھا کہ کسی شخص سے پوچھیں کہ یہ برات کسکی ہے اور کہاں جاتی ہے لیکن برات ایک جانب چل گئی اور عمرو بن حمزہ نے کسی سے دریافت نہ کیا آخر وہ برات ایک باغ میں اتری جب وہ تھوڑی دن باقی رہا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ سب براتی روتے اور پیٹتے چاک گریبان کیے ہوئے اور سروں پر خاک ڈالے ہوئے اُس باغ سے نکلے وہ بادشاہ بھی مثل اوروں کے نالہ و فریاد کرتا ہوا اُس باغ سے نکلا اور جوان اور جہیز اسی باغ میں چھوڑکر نالہ و فریاد کرتا ہوا اپنے ہمراہیوں کے جسطرف سے آیا تھا اُسی جانب چلا شاہزادہ یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ شادی میں غم و الم ان سب کو کیوں ہوا اور یہ برات کیسی تھی کہ دولہا برات کے ساتھ نتھا یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے انھیں لوگوں میں سے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہے اور یہ برات کیسی ہے کہ دولہا نہیں ہے اور تم سب کیوں روتے ہو اُس شخص نے کہا ای شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو اس ملک کا رہنے والا نہیں ہے اسی وجہ سے اس برات کے حال سے واقف نہیں ہے خبر اگر آگاہ نہیں ہے تو اب واقف ہو کہ اس بادشاہ کا نام منصور شاہ ہے اور اسکے بیٹے کا نام انور شاہ تھا اُسکی شادی ملکہ نارنج جادو کی دختر یعنی ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ ٹھہری تھی اور برات کے دن تمام شاہ و شہریار جمع ہوئے تھے ازانجملہ نبیرۂ جمشید سہیل جادو مع اپنی دختران خوبرو کے آیا تھا ایک دختر کا تو اُسکی اسم خونخوار جادو اور دوسری دختر کا نام ملکہ لالہ خونخوار جادو تھا اور وہ دونوں ایسی حسین اور خوبصورت تھیں کہ اگر انکو کوئی پری بھی دیکھتی تو ہر ایک کی صورت دیکھکر یہ کہتی نظم

لعل تو فریب اہل ادراک — ای تو بلاے طبع موزون
سرو از قد تو فتادہ بر خاک — گل از رخ تو نشستہ در خون
آوازہ عشق تست خورشید — سرگشتہ مہر تست گردون
زلف تو شب دراز غم را — رخسار تو مہر روز افزون
جانم بلب آمدہ بیا ہم — از یاد لب تو روح بیرون

ای حسن تو برتر از چہ و چون — عالم ہمہ محو تو چو مجنون
شمشاد قدان فتنہ انگیز — بر قد و قامت تو مفتون
بر حسن تو والہ صد چو فرہاد — دیوانہ ہزار ہمچو مجنون
شد غرق بخون ہوید لالہ — آن چشم سیاہ و لعل گلگون
از زلف تو کار ما پریشان — وز حال تو حال ما دگرگون
بر بوے وصال تو ازینجا — تجھے ہوس دیدم اکنون

غرض انور شاہ دیکھکر لالہ خونخوار پر عاشق اور ایک مکان میں لیگیا اور وہاں بیٹھکر باہم باتیں اختلاط کی ہونے لگیں جب یہ خبر سہیل جادو کو ہوئی اُسنے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ ان دونوں کو سحر میں گرفتار کرکے جلد قید کر اور اس فعل بد کرنے کی ان دونوں کو سزا دے کنیز نے اُس باغ کو سحر بند کیا اور انور شاہ اور دختر سہیل جادو کو قید کیا جب یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچی کہ انور شاہ دختر سہیل جادو پر عاشق ہوا اور سہیل جادو نے دونوں کو قید کیا اُسوقت سب شاہان جلیل القدر چلے گئے وہ شادی نہ ہوئی اور انور شاہ سینے

ریحانہ بانو نے جو یہ حال تمام وکمال سنا وہ بیٹھی ہوئی اور روتی ہوئی مع اپنی کنیزون کے اس باغ مین آئی اور اب تک
اسی باغ مین ہی چونکہ ہر سال منور شاہ اپنے بیٹے کی برات لیکر آیا کرتا ہی آج بھی موافق قاعدہ برات لیکر آیا ہی اور اسی
بوجہ خوف کے قبل از شام یہان سے جاتا ہی یہ کہکر وہ شخص چلا گیا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس شخص کی سنکے حیران ہوئے
اور انتظار شام کا کرنے لگے جب شام ہوئی دیکھا کہ اُس باغ مین ہر ایک گل مانند چراغ کے روشن ہو گیا اور ہر ایک درخت
چنارے مانند ہو گیا اور گل وثمر بصورت شمع و چراغ روشن ہو گئے تمام باغ کثرت روشنی سے خود بخود پرنور ہو گیا عمرو
بن حمزہ باغ کی سیر کر رہے تھے یکایک اسی باغ کی بارہ دری سے کچھ عورتین ظاہر ہوئین اُنھون نے باغ کے چبوترے
پر آکے فرش کیا اور دو مسندین پر زر بچھائین پھر ایک عورت بارہ دری مین گئی وہان ایک صندوق رکھا تھا
اور اُس صندوق پر خود بخود مورچھل ہل رہا تھا اُس عورت نے اُس صندوق کے پاس جاکر بہ آواز
دردناک پکارا کہ ای ناشاد و نامراد بیٹا اُٹھو برات کی رات آئی ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بمجرد کہنے اُس عورت
کے تختہ صندوق کا خود بخود اُٹھا اور ایک نوجوان دولھا بنا ہوا کنگنا کلائی مین باندھے ہوئے صندوق سے
نکلا اُس عورت نے بلائین لیکر کہا ای فرزند چل کے مسند پر بیٹھو وہ نوجوان چبوترے پر آکے مسند پر بیٹھا پھر
وہی عورت ایک چنار کے درخت کے قریب گئی اور کہنے لگی ای میرے نازنین تمھارا عاشق آیا ہی تمھارا انتظار
کر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ فی الفور اُس درخت چنار کے تنہ مین ایک کھڑکی ظاہر ہوئی اور ایک نازنین
گویا دلہن بنی ہوئی اُس کھڑکی سے بصد شرم و حیا و ہزار ناز و ادا نکلی وہ مہ جبین ایسی تھی کہ ماہ و مہر بھی
روبرو اُسکے شرمندہ تھے اور حسن اُسکا عابد کش اور زاہد فریب تھا شاہزادہ عمرو بن حمزہ اس نازنین کے
حسن کو دیکھکر حیران ہوئے وہ نازنین بصد ناز و ادا راہ طی کر کے چبوترے پر آئی اور دوسری مسند پر سامنے
انور شاہ کے بیٹھی عورتون نے روبرو انور شاہ اور اُسی نازنین کے دسترخوان بچھایا اور جو خوان طعام
کہ منور شاہ باغ مین چھوڑ گیا تھا اُنھین خوان سے انواع و اقسام کے طعام لذیذ نکال کر دسترخوان پر رکھے
پھر ایک عورت نے کہا کہ طعام تناول کرو انور شاہ نے ہمراہ نازنین کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے
کے روبرو نازنین اور انور شاہ کے ایک خوبرو خوش گلو ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی **غزل**

داغ داغ ای گل ہی فرقت مین ہم تشبیہ چمن
آہ پنہان مین اپنے جنون جبتک ... مین ہین
انکو ہی میری تمنا مانع وصلت مین غیر
... کی قسمین باقی ابھی مدفن مین ہین
عصمت دیوانگی ہی جب جنون سے پوچھیے
آپ بھی ہشیار ... مین ہین

پھول کیسے پارہ انگ لیے دامن مین ہین
حیف ہی تم مصیبت سے کوئی خالی نہین
آرزوے دوست ہین لیکن دل دشمن مین ہین
سخت جانی بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر
چاک کا کھون صورت یوسف کر دامن مین ہین

نکہت گل مین پنہان بے پردگی سے رکھو ساتھ
دست و پا ہین صرف ماتم جان و دل غمگین ہین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ کر دامن مین ہین
ایک فقرے مین کیا بدظن عدو سے یار کو

جس وقت اس مطربہ نے یہ غزل گائی کوئی شاد و خرم نہ ہوا اور اُس نازنین
مسند نشین نے انور شاہ سے مطلق کلام نہ کیا اور انور شاہ نے بھی نازنین سے کچھ گفتگو نہ کی فقط دونون
طالب و مطلوب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے رہے اور دیکھا کیے یہانتک کہ رات قلیل باقی رہگئی اُسوقت عمرو بن
حمزہ نے دیکھا کہ وہ عورتین جو بارہ دری سے ظاہر ہوئی تھین وہ سب باہم رونے لگین کیونکہ اب دولھا اور نازنین
کی جدائی کا ہنگام قریب آگیا ہی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے وہ تعویذ سہیل جادو کا اپنے بازو سے کھولا اور اُس
تعویذ کو درخت چنار پر مارا فوراً درخت چنار جلنے لگا اور شعلے اُس درخت سے اسقدر نکلے کہ ہر طرف پھیلے تمام

باغ جل گیا اور بارہ دری بھی تھوڑی دیر میں جل گئی صرف سہ درہ بارہ دری کا رہ گیا اتنی دیر میں صبح ہو گئی اور روشنی ہوئی
کہ ریحانہ جادوگرنی جو روشنی دیکھی متحیر ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جب سے میں اس باغ میں آئی تھی روشنی نہیں
دیکھی تھی اور روے آفتاب نظر نہ آیا تھا یہ خیال کرکے ریحانہ بانو آواز بلند کہنے لگی کہ بعد مدت دراز ہم قیدیوں
کو روشنی نظر آئی ہے اور جیسے روے آفتاب دیکھا ہے اور شکل سحر نظر آئی ہے ریحانہ بانو یہ کہہ رہی تھی کہ عمرو بن حمزہ
یونانی اُسے نظر آئے اُسوقت ریحانہ بانو دوڑ کر قدم شاہزادہ عمرو بن حمزہ پر گری اور پوچھنے لگی کہ آپ کا
اسم شریف کیا ہے شاہزادے نے فرمایا نام ہمارا عمرو بن حمزہ ہے ہم فرزند حمزہ صاحبقران کے ہیں ریحانہ بانو
یہ سنکے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ ہی کی وجہ سے میری اور میرے فرزند کی جان سے رہائی ہوئی جب ریحانہ بانو
گفتگو اپنی ختم کر چکی انور شاہ بھی مسند سے اُٹھکے عمرو بن حمزہ کے قدم پر گرا اور نار میں مسند نشین کا کچھ حال شاہزادے
کو نہ معلوم ہوا کہ وہ کہاں گئی غرض عمرو بن حمزہ نے ریحانہ بانو اور انور شاہ وغیرہ سے فرمایا تمکو لازم ہے
کہ دین اسلام اختیار کرو اور ساحری پرستی سے اجتناب کرو کیونکہ سواے خداوند عالم کے کسی کو سجدہ کرنا جائز
نہیں ہے جسوقت یہ تقریر شاہزادے کی ریحانہ بانو اور انور شاہ نے سُنی وہ دونوں صدق دل سے مطیع دین اسلام
ہوے پھر عمرو بن حمزہ دونوں کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے چلے اور بعد طے کرنے راہ کے داخل شہر ہوے جسوقت
یہ خبر منور شاہ کو پہونچی کہ انور شاہ اور ریحانہ بانو کو عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لائے ہیں اور شہر میں آئے ہیں
اُسیوقت منور شاہ تخت پر سوار ہوا اور مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت بہ لشکر کثیر براے استقبال شہزادہ
عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور خدمت شاہزادہ عمرو بن حمزہ میں حاضر ہو کر شرائط قدمبوسی بجا لایا اور اپنے فرزند
و زوجہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر بعد تکریم و تعظیم دار الامارہ شاہی میں لایا اور بموجب ارشاد عمرو بن حمزہ
یونانی مطیع اسلام ہوا اور دو روز تک بخوبی جشن کیا اور دعوت و ضیافت شاہزادہ عمرو بن حمزہ کی کی تیسرے
روز عمرو بن حمزہ نے منور شاہ سے پوچھا کہ گنبد جہان نما طلسمی کہاں ہے منور شاہ نے عرض کیا کہ
گنبد جہان نما یہاں سے دو روز کی راہ کے فاصلے پر واقع ہے ہرچند میری عملداری وہاں نہیں ہے لیکن اکثر میں
وہاں جاتا ہوں آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے اور سیر گنبد جہان نما کی کیجیے اُس گنبد کی یہ خاصیت ہے کہ جب
کوئی شخص کسی مطلب کے دریافت کرنے کے واسطے وہاں جاتا ہے دروازہ گنبد کا خود بخود کھل جاتا ہے جسوقت
آپ وہاں جائیے گا آپکے واسطے بھی دروازہ اُس گنبد کا کھل جائیگا آپ گنبد میں تشریف لے جائیگا لیکن کفار کو
قتل نہ کیجیگا فقط اپنے مطلب کی دل میں نیت کیجیگا جو مدعاے دلی آپکا ہوگا اُس گنبد میں نظر آئیگا عمرو بن حمزہ نے جواب
دیا کہ میں بموجب کفار کو قتل نہ کرونگا اور گنبد میں جاکر فساد برپا نہ کرونگا فقط اپنا مطلب دریافت کرکے گنبد سے باہر نکل آونگا
منور شاہ نے پوچھا آپکا مطلب کیا ہے شاہزادے نے فرمایا مجھے لوح طلسم نارنج کا حال دریافت کرنا منظور ہے
لوح طلسمی کسی جگہ ہے تم مجھے وہاں لے چلو اور سامان چلنے کا کرو منور شاہ نے بموجب حکم سامان چلنے کا کیا

داستان حیرت نشان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا گنبد جہان نماے طلسمی میں واسطے دریافت کرنے احوال لوح کے اور پھر ملنا لوح کا

بلبل چمن پیرا بہار داستان کا یہ دکھاتا یوں ہے رنگ نئے بیان کا ہے کہ جب منور شاہ بموجب حکم شاہزادہ ذیجاہ
سامان سفر درست کر چکا اُسوقت ہمراہ شاہزادہ ذیجاہ مع سپاہ بخدم و حشم چلا جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ بعد

قطع راہ کے گنبد جہان نما کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت بلند و خوشنما ہی اور دروازہ گنبد کا بند ہی صرف
بلکہ ہزارہا مردمان حاجتمند کا مجمع ہی سیکڑون منت در گنبد پر بیٹھے ہین اکثر پرستش کر رہے ہین اکثر حاضری گنبد
کی پوجا کر رہے ہین بعض خداوند قدم جمشید کو پکار رہے ہین شاہزادے نے گنبد کے گرد مجمع دیکھکر علیحدہ گنبد
سے قریب شام قیام کیا بارگاہ و خیام ایستادہ ہوے شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا منور شاہ
بھی مقیم ہوا بعد گذرنے شب کے وقت پگاہ شاہزادہ عالیجاہ سمند صبا رفتار پر سوار ہوا اور منور شاہ کو ہمراہ
لیکر جب عنقریب در گنبد جہان نما پہونچا فوراً دروازہ گنبد کا خود بخود کھل گیا اور ایسی بوے خوش گنبد سے آئی کہ ہر ایک شخص
کا دماغ خوشبو سے معطر ہو گیا جسقدر منت در گنبد پر بیٹھے تھے فی الفور بھجن گانے لگے اور بہ آواز بلند پکارنے لگے کہ فی
الحال کون شخص براے سیر گنبد جہان نما آیا ہی اور کون آدمی بہر دریافت مدعاے دل اسوقت آیا ہی جلد گنبد مین
جانے اور سیر گنبد سے آرزوے دل بھی بر لائے عمرو بن حمزہ یہ تقریر منتون کی سنکے داخل گنبد ہوے اول
ملکہ گلشن جادو کا خیال کیا اور کہا ای گنبد جہان نما طلسمی مین چاہتا ہون کہ اپنی معشوقہ گلشن جادو کو
دیکھون اور اسکے احوال سے آگاہ ہون مین نے تو سنا ہی کہ دو زبانہ جادو نے اُسے آگ مین جلادیا ہی شاہزادہ یہ
یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک پارہ جواہر سقف گنبد سے چٹخا تڑاقے کی صدا آئی اُسوقت شاہزادے کو غنودگی سی
آگئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا گلشن جادو سامنے ایک مکان مین موجود ہی شاہزادہ گلشن جادو کو دیکھکر بیتاب ہوا
اور حال مزاج پوچھنے لگا گلشن نے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ افسوس ہزار افسوس ہمارا تو عشق و الفت مین یہ حال
ہوا کہ دو زبانہ جادو مجھکو انبار ہیزم پر بٹھا دے اور لکڑیون مین آگ لگا دے اور اپنی دانست مین ہمین جلادے
اور آپ کو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا اور مہجبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار سے عیش و عشرت کیجیے ہین کبھی بھولے
سے بھی یاد نہ کیجیے یہ امید ہمکو آپ سے نہ تھی شاہزادے نے جواب دیا ای ملکہ ان دونون سے زیادہ مجکو تیری الفت
ہی تمہاری جدائی ناگوار طبع ہی شب و روز تمہارا ہی خیال رہتا ہی عمرو بن حمزہ یہ باتین جب کر چلے گلشن جادو
نظر سے غائب ہو گئی اور وہ مکان بھی نظر سے پوشیدہ ہو گیا پھر عمرو بن حمزہ کو خیال آیا کہ ہم تو براے دریافت
حال لوح طلسمی یہان آئے تھے ابتک حال لوح دریافت نہین کیا یہ خیال کرکے کہا ای گنبد جہان نماے طلسمی
مین چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم نارنج رکھی ہو مجھے نظر آجاے شاہزادہ یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک دیوار گنبد سے
ایک ٹکڑا جواہر کا جدا ہوا اور آواز تڑاقے کی بلند ہوئی شاہزادے پر غشی طاری ہوئی بعد ایک لمحہ کے غشی برطرف
ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار ہی اور درمیان مین باغ کے ایک گنبد بنا ہوا ہی صدہا منت گرد گنبد بیٹھے ہوے
ہین اور بھجن گا رہے ہین اور ایک جانب اُس گنبد کے ایک مسافر خانہ ہی صدہا فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہو رہا ہی اور ایک
جانب اُسی باغ مین ایک درخت چنار کا ہی اُس درخت کے تھالے مین کنارہ لوح کا مثل کوکب چمک رہا ہی عمرو بن حمزہ
نے بخوبی تمام اُس باغ اور گنبد کا نقشہ دیکھ لیا اور صفحۂ دل پر کھینچ لیا پھر کما حقہ سیر گنبد جہان نما کی کرکے گنبد سے
باہر نکلے اور تمام حال منور شاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ جیسا باغ اور گنبد مین نے دیکھا ہی اور تمہارے روبرو
نقشہ اُسکا بیان کیا ہی کس جگہ ہی منور شاہ نے عرض کیا مجکو تو معلوم نہین لیکن اب آپ میرے ہمراہ میرے
شہر مین تشریف لیچلیے مین وہان جاکر ہر ایک سے دریافت کرونگا یہ عرض کرکے اُسیوقت مع سپاہ ہمراہ عمرو بن
حمزہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ عمرو بن حمزہ کو اپنے شہر مین لایا اور دار الامارہ شاہی مین داخل ہوا حکم کیا کہ جملہ
خاص و عام حاضر ہون بمجرد حکم منور شاہ تمام اعلے و ادنی شہر کے جمع ہوے منور شاہ نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا

کہ اب اُس باغ اور گنبد کی صورت اور قطع بیان فرمایئے عمرو بن حمزہ نے باغ و گنبد کی قطع بیان کی ایک مصور نے
حکم منور شاہ سے موافق بیان عمرو بن حمزہ کے نقشہ باغ اور گنبد کا ایک صفحہ قرطاس پر کھینچا جب وہ مصور نقشہ کھینچ
چکا اُسوقت منور شاہ نے وہ نقشہ ہر صغیر و کبیر کو دکھایا اور سب سے پوچھا کہ اس قطع کا باغ و گنبد کس جگہ ہے ہر
ایک نے نقشہ دیکھکر عرض کیا کہ ہمنے اس قطع کا باغ اور گنبد خواب مین بھی نہین دیکھا ہے ہم آپ سے نشان باغ و
گنبد کا کیا بیان کرین غرض اسیطرح تین روز تک منور شاہ نے ہر ایک کو وہ نقشہ دکھایا اور سب نے یہی عرض کیا کہ
اس گنبد اور باغ سے آگاہ نہین ہین بعد تین روز کے صدہا آدمی منور شاہ نے چار جانب روانہ کیئے وہ بھی بعد کئی روز کے
حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ ہم بموجب حکم دور دور گئے لیکن بشکل نقشہ کے کوئی باغ اور گنبد ہمکو نظر نہین آیا منور شاہ
اور عمرو بن حمزہ گفتگوے مردمان مذکور سُنکے مجبور ہوے اور سبکو رخصت کر دیا ایک روز عمرو بن حمزہ بستر
خواب پر لیٹے ہوے تھے کہ وہ فقرہ جو سہیل جادو نے ہنگام رخصت کہا تھا یاد آیا عمرو بن حمزہ خوش ہو کر شہ سے
کہنے اور خیال کرنے لگے کہ جو کچھ سہیل جادو نے آہستہ آہستہ مجھے کہا تھا وہ سب تو مجھے یاد رہا اور موافق اُسکے کہنے
کے تعویذ بازو سے کھولکر مین نے درخت چنار پر مارا اور سحر برطرف کرکے انور شاہ اور خونخوار جادو کو قید سے
رہا کیا لیکن یہی بات بھول گیا تھا الحمد للہ کہ اسوقت یاد آئی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے منور شاہ کو اپنے پاس
بلوایا اور کہا کہ اب مین اُسی باغ مین جاتا ہون جس باغ مین تمھارا فرزند قید سحر مین مبتلا تھا اور سبب جانے کا بھی وہان
بیان کیا منور شاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون عمرو بن حمزہ نے فرمایا تمھارے ہمراہ چلنے کی کچھ
ضرورت نہین ہے یہ کہکے شاہزادہ ذیجاہ مرکب پر سوار ہوا اور جانب باغ روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جب
عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے وہی تعویذ جو سہیل جادو نے لکھکر بازو پر باندھ دیا تھا شاہزادے نے اپنے
بازو سے کھولا اور جو اسم کہ اُس تعویذ مین لکھا تھا اُسی اسم کو ایک سنگریزے پر دم کرکے بارہ دری کے سہ درے
پر مارا فوراً ایک ستون سہ درہ درمیان سے شق ہو گیا اور ایک آواز ہیبتناک آئی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک
زن سیہ فام ستون سہ درہ سے باہر نکلی اور کہنے لگی کہ اے طلسم کشا افسوس پھر تو یہان آیا اور اب جو مجھکو تو نے بلایا
کہہ کیا تیرا کام ہے کیون مجھکو طلب کیا ہے عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین نے اسواسطے تجھے بلایا ہے کہ مجھکو سرزمین مینا کار
پر پہنچا دے اس ساحرہ نے کہا اے طلسم کشا حکم سہیل جادو سے مین مجبور ہون کیونکہ اُسکی تابعدار اور
فرمانبردار ہون ورنہ تجھکو ابھی اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کرتی یہ کہکے اُس ساحرہ نے اسم سحر پڑھ کے دستک
دی بمجرد دستک دینے کے چند عورتین ایک تخت لیکر سامنے حاضر ہوئین ساحرہ مذکورہ تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ
سے کہنے لگی کہ تم بھی اس تخت پر بیٹھ جاؤ عمرو بن حمزہ بھی تعویذ کو اپنے بازو سے جدا کرکے اُس تخت پر بیٹھے تخت بزور
سحر ساحرہ بلند ہو کر ایک جانب چلا ساحرہ نے شاہزادے سے کہا کہ جس جگہ زمین اور گیاہ مینا رنگ دیکھنا مجھے
کہدینا اور وہین تخت سے اُتر جانا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ جہان مین زمین مینا رنگ دیکھونگا تجھے کہدونگا
وہ ساحرہ تقریر شاہزادہ سُنکے خاموش رہی الغرض جب عمرو بن حمزہ اُسی سرزمین پر پہونچے دیکھا کہ تمام گیاہ
زمین پر مینا رنگ ہے اور بوجہ گیاہ کے زمین بھی مینا رنگ نظر آئی ہے اُس ساحرہ نے اسی جگہ عمرو بن حمزہ
کو تخت سے اُتار دیا اور ایکطرف چلی گئی عمرو بن حمزہ تخت سے اُتر کے آگے چلے دور سے دیکھا کہ وہی باغ
اور گنبد ہے جو باغ اور گنبد جہان نما سے طلسمی مین دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اُس باغ کو دیکھکر خوش ہوے اور بعد
قطع راہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ باغ مین ہزارہا صنعت بیٹھے ہوئے پوجا کر رہے ہین گھنٹ اور ناقوس

بجا رہے ہیں سامری و جمشید کو و معبودم پکار رہے ہیں الغرض مسافر خانہ ہی صد ہا غربا وہان جمع ہیں اکثر مردم طعام
انکو دے رہے ہیں عمرو بن حمزہ بصد عجلت چنار کے درخت کیطرف چلے چونکہ منت پوجا کرنے میں مشغول تھے ہیچ
سے کسی ہمنت نے عمرو بن حمزہ کو نہ دیکھا شاہزادے نے چنار کے درخت کے پاس جاکر دیکھا لوح تھالے میں
نظر نہ آئی عمرو بن حمزہ نے لوح کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوئے پھر کچھ سوچ کر خنجر کمر سے کھینچا اور اُس درخت کے تھالے
کو جو خنجر سے کھودا ایک صندوقچہ نکلا جب شاہزادے نے صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ لوح اُس صندوقچے میں رکھی ہے
اور مثل ستارہ سحر چمک رہی ہے شاہزادے نے نہایت خوش ہو کر وہ لوح اپنے گلے میں ڈالی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ
کہ باغ نقابدار نیلم پوش کا تھا اور جب نقابدار نے کو وہ لوح لیکر اپنے مکان کیطرف آیا تھا تو اُسنے لوح کو صندوقچے
میں بند کرکے تھالے میں درخت چنار کے دفن کر دیا تھا اور کسی سے احوال لوح کے دفن کرنیکا بیان نہیں
کیا تھا اور بعد دفن کرنے لوح کے بیمار ہو کر دو تین روز کی مدت میں مر گیا تھا اور چونکہ وہ باغ اور گنبد نو تعمیر تھا
اسوجہ سے منور شاہ اور دیگر خاص و عام اُس باغ کو گنبد سے آگاہی نہ تھی القصہ جب عمرو بن حمزہ لوح طلسمی
اپنے گلے میں ڈال چکے فی الفور باغ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں لوح کو دیکھا لوح
سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا اگر خدا اپنا فضل کرے اور لوح طلسم دوبارہ دستیاب ہو تو لازم ہے کہ جانب شمال
یہان سے روانہ ہونا اور شب کو چلنا دن کو قیام کرنا شاہزادہ ذی جاہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر ایک درخت
کے نیچے قیام کیا جب وہ وقت آیا کہ خورشید جہان منزلیں طے کرکے جانب مغرب گیا اور نظر چشم خلائق سے پنہان
ہوا اور ماہ شب افروز فلک پر عیان ہوا بیت نہان جسدم ہوا مہر درخشان ؛ ہوا ظاہر فلک پر ماہ تابان ؛
جب شام ہوئی شاہزادہ ذیجاہ جانب شمال روانہ ہوا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جب صبح ہوئی پھر ایک شجر کے
نیچے مقیم ہوا اسیطرح کئی راتیں برابر صحرانوردی کی ایک روز ہنگام سحر ایک ایسے عرصہ نمونہ میدان محشر میں پہونچے
کہ پیک وہم و گمان بھی وسعت و درازی میدان کی خبر نہ لاسکتا تھا اور طائر وہم و خیال اُس میدان وسیع کو طے
کر کے جا نہ سکتا تھا اُس میدان بے پایان میں درخت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور برائے قیام کوئی مکان بھی
نہ تھا عمرو بن حمزہ اُس صحرائے ہولناک کو دیکھکر متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ جب آفتاب نکلیگا تو حرارت آفتاب
سے اُس میدان بے اشجار میں مجھے نہایت تکلیف ہوگی شام تک اس دشت وحشت انگیز میں کیونکر قیام کر سکونگا
عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ سامنے ایک باغ پر بہار نظر آیا شاہزادے نے باغ کو دیکھکر خیال کیا کہ اب اس
باغ میں چلکر توقف کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار اس باغ پر بہار کیطرف چلا ہر چند شاہزادہ جلد بسمت
باغ جاتا تھا لیکن باغ تک نہ پہونچتا تھا اور جسقدر شاہزادہ جلد جاتا تھا اسیقدر وہ باغ دور نظر آتا تھا یہانتک کہ عمرو
بن حمزہ نے پہر بھر تک رہروی کی لیکن اس باغ تک نہ پہونچے آخر حیران ہو کر کھڑے ہوئے اور خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر
سامنے نظر آتا تھا اور اب دور نظر آتا ہے باوجود اسکے کہ میں نے پہر بھر تک رہروی کی ہے یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر اس باغ
کی طرف چلے اور حکم لوح بالکل بھول گئے یہ یاد نہ رہا کہ حکم لوح یہ تھا کہ شب کو راہ چلنا اور دن کو ہرگز ہرگز صحرانوردی نہ کرنا علاوہ
حکم لوح فراموش کرنے کے پھر عمرو بن حمزہ نے لوح کو بھی نہ دیکھا اور سمت باغ روانہ ہوئے غرضکہ وقت دوپہر عمرو بن
حمزہ اس باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل دیدۂ عاشق کے وا ہے شاہزادے نے بلحاظ خیال ملکہ
مہ جبین نا ... پوش اور لالہ خونخوار میں یہ تصور کیا کہ اس باغ میں جاکر تا شام توقف اور قیام کرون اور بوستان رخسار ملکہ
مہ جبین اور لالہ خونخوار کے روے گل نہ دیکھون اور بعوض چشمان معشوقان کے نرگس پر نظر کرون اور سنبل ... گیسو

اے معشوقوں کی زلف پرشکن کا سر سر خیال کروں اور سرو کو دیکھکر قد و قامت مہ جبین و لالہ خونخوار کا تصور کروں اشعار

کہ شاید پھر تسلی ہو جگر کو
قرار آئے دل وحشت اثر کو
یہاں ہیں بلبل بے آشیان ہوں
ابھی تا دیر لطف بوستان ہوں

تمنا ہے کہ بوئے گل کو دیکھوں
ہوس ہے ایک نظر سنبل کی دیکھوں
لگاؤں سرو کو دم بھر گلے میں
نکالوں یاسمن سے حوصلے میں

زبان برگ سوسن لوں دہن میں
لب رنگین گل چوسوں چمن میں
نگاہ روں سوئی طبع رسا سے
کروں اٹکھیلیاں باد صبا سے

مزاج گل جو پاؤں ناز دان میں
عنادل سے کروں تنہا فغان میں
دکھاؤں گرمی فریاد کیا کیا
جلاؤں خاطر صیاد کیا کیا

جماؤں رنگ یہ اپنے سخن کا
کہ ہو دم بند مرغان چمن کا
کہا دل نے یہ ختم گفتگو پر
چمن صدقے کیا اس آرزو پر

یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو
فدائے بوسۂ خاک قدم ہو
اجازت دل نے جب دم بھر کی پائی
صدا غنچوں نے بسم اللہ کی دی

چمن میں آمد آمد کا ہوا غل
گلے ملنے کو دوڑی نکہت گل
ہوئی جب باغ کے در تک رسائی
قدم لینے ہوائے جنت آئی

غرض جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے دیکھا کہ عجب باغ بہاری گلشن ارم بھی ہزار جان سے اس باغ کی بہار پر نثار ہے ابیات

نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی
نظر آیا عجب سامان گلشن
ہوئے ہوش و خرد قربان گلشن
نظر جس گل پہ پہونچی سر کی

دل غنچہ لہو دوشیزگی سے
ثمر کو سجدے میں شادابی کی تھی
درختوں میں مسلمانی ادا کی تھی
بھرا دامن گل پاکیزگی سے

شاہزادہ ذی وقار وہ باغ پر بہار دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا کیونکہ ہر گل اس باغ کا بسان رخسار یار رنگین و شاداب تھا اور ہر ایک غنچہ مثل دہن معشوق لاجواب نایاب تھا کردگار جہان کی قدرت نمائی اس باغ کی ہر گل و غنچہ و نخل و ثمر سے عیان تھی اس باغ کی بہار گویا رشک بہار باغ جنان تھی الحاصل خیال معشوقان مہرو میں شاہزادہ ذیجاہ کا یہ حال ہوا ابیات

کبھی بیرحمی گل یاد کرتا
کبھی بیساختہ فریاد کرتا
جلایا گرمی گلہائے تر نے
لپٹ دی شعلۂ داغ جگر نے

کبھی کرتا طواف عارض گل
کبھی سنتا فغان درد بلبل
کبھی مستانہ دل میں پیچ کھاتا
کبھی مانند سبزہ لوٹ جاتا

کبھی نرگس سے آنکھیں چار کرتا
کبھی سوسن سے شوق اظہار کرتا
کبھی مثل صبا پھرتا چمن میں
کبھی بو ہو کے چھپتا یاسمن میں

غرض محو چمن تھا مثل بلبل
کہ قسمت نے کھلایا داغ ہی گل

یعنی شاہزادہ ذیشان سیر کنان جو درمیان باغ پہونچا وہاں دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور اس چبوترے پر ایک شامیانہ سیاہ ایستادہ ہے جھالر اس شامیانہ کی موتیوں کی ہے اور ایک ڈوپٹہ دھانی لگا ہوا عطر گلاب سے معطر بالائے شامیانہ پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی دوپٹہ اور شامیانے کو دیکھکر چبوترے پر گئے اور خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ ڈوپٹہ کس نازنین سبزہ رنگ کا ہے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ زیر شامیانہ ایک تربت ہے اور بالائے تربت پھولوں کی چادر پڑی ہوئی ہے اور سنگ لحد پر تاریخ وفات کندہ ہے عمرو بن حمزہ نے تحریر تاریخ پر نظر کی جب بخوبی تاریخ کو پڑھا معلوم ہوا کہ یہ قبر ملکہ گلشن جادو کی ہے جسوقت عمرو بن حمزہ کو معلوم ہوا کہ یہ تربت محبوبۂ خوش خو ملکہ گلشن جادو کی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ کو عجب ہوا بصد رنج و ملال بہا نالہ و فغان کرنے لگے دامن کو آنسوؤں سے تر کرنے لگے آخر شاہزادہ عمرو بن حمزہ ذیجاہ بصد نالہ و آہ رو رو کے قبر پر گرے اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ملکہ گلشن جادو مجکو اب معلوم ہوا کہ تم زیر خاک نہان ہو گئیں افسوس ہزار افسوس بے نام و نشان ہو گئیں میں تمہارے غم و الم میں تڑپ تڑپ کے جلد مر جاؤنگا اس دار فنا سے بہ تعجیل تمام تمہارے پاس آؤنگا بغیر تمہارے مجھے زندہ رہنا شاق ہے مجکو اب تمہارے پہلو میں دفن ہونیکا اشتیاق ہے اے ملکہ جلد مجکو اپنے پاس بلاؤ دیر نہ لگاؤ یہ کہکر عمرو بن حمزہ نے اپنا سنگ مزار دے مارا بیقراری قبر سے لپٹ کے یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے
کیا گلپوش پر داغ جگر سے

سرِ بالین بعد تکلیف جانکاہ لبِ نازک کو دی رخصت خاموشی عداوت کیا ہوئی اہل وطن سے نہاں ہیں صورت خورشید مہتاب تمنائے دلی دل سے نہ نکلی	کیا روشن چراغ شعلۂ آہ ادا کی رسم تکلیف خاک کی چھپائی شکل کیوں حال کھل کر پھر اون بات تنہا بیخود و خواب یہ لیلے گرد محمل سے نہ نکلی	کلاہ خسروی پھینکی زمین پر کرای پیوند چاک دامن خاک عجب غم میں ہوا برہم زمانہ مگر مجکو شادی غمناک پایا یونہیں شہزادہ مرجت نشان	اڑائی خاک زلف عنبرین پر غبار کاروان جان غمناک دگرگون ہو گیا سب کارخانہ جو پایا بھی تو زیر خاک پایا بیان کرتا رہا تو وہ زبان سے

شاہزادۂ خوش خو قبر گلشن جادو کی تصور کر کے اور اُس قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا ناگاہ ایک عورت طشت اور ابریق لیے ہوے بارہ دری سے نکلی اور عمرو بن حمزہ کو دیکھ کر پوچھنے لگی کہ ای غم دیدہ و آفت رسیدہ تو کون ہے کیوں تربت ملکہ گلشن جادو پر اس بیتابی اور بیقراری سے روتا ہے گلشن جادو کیا تیری کوئی عزیز تھی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا او عورت آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے گلشن جادو مجھپر عاشق تھی اور مجھے بھی اُس سے نہایت الفت تھی اور اب تک ہے افسوس ہے ملکہ گلشن جادو نے میرے ہی عشق میں اپنی جان دی ہے میں کیونکر ایسی معشوقہ باوفا کی قبر سے لپٹ کے نہ روؤں اُس عورت نے افسوس کر کے کہا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا ہیں قبل اسکے میں آپ سے آگاہ نہ تھی میری گستاخی معاف کیجیے گا ای شاہزادۂ ذیجاہ بیشک ملکہ گلشن جادو کی قبر یہی ہے

ابیات

شہید تیغ ناز امتحان کی پھلی پھولی نہ شاخ زندگانی تمجکو لا کے پہلو میں بٹھایا	جلایا آتش حسرت نے تیری پشیمان ہو کے آخر دعا سے	ملایا خاک میں غفلت نے تیری پر ارمان اٹھو گئی دار فنا سے	بھی تربت ہے قبر خستہ جان کی نہ دیکھی کچھ بہار نوجوانی گلشن کو بعد مردن رحم آیا

ای شاہزادۂ ذیجاہ اب اس نالہ و آہ سے کیا فائدہ ہے اب قبر ملکہ گلشن جادو سے اٹھیے منہ ہاتھ دھویے بہت رو چکے اب نہ روئیے میں بھی ایک کنیز اُس ملکہ مرحومہ کی ہوں اور مجاور تربت ملکہ ہوں مجھے اپنا تابعدار و خیرخواہ تصور فرمائیے گا اور بعد فتح طلسم تاراج مجھے بھول نہ جائیے گا شاہزادے نے گفتگو اس عورت کی ظاہر خیال کیا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہے بیشک یہ مجاور تربت ملکہ ہے اور میری خیرخواہ ہے یہ خیال کر کے شاہزادۂ بالین قبر ملکہ گلشن جادو سے اٹھا اور واسطے ہاتھ اور منہ دھونے کے اسی کنیز سے پانی مانگا کنیز مذکور تو یہی چاہتی تھی خوش ہو کر دوڑی اور جسقدر کہ پانی ابریق اور طشت میں تھا وہ پانی ایکبار عمرو بن حمزہ کے ہاتھ پر ڈالدیا اور بعد پانی ڈالنے کے بارہ دری میں جاکر غائب ہو گئی شاہزادہ اس کنیز کے ہاتھ دھلانے پر حیران ہوا اور خیال کرنے لگے کہ یہ کنیز عجب بیوقوف اور بدتمیز ہے کہ یکبار اسقدر پانی میرے ہاتھ پر ڈالکے چلی گئی شاہزادہ یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک وہی پانی آناً فاناً بڑھنا شروع ہوا اور تھوڑی دیر میں اسقدر طغیانی آب ہوئی کہ تمام باغ میں پانی بھر گیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ اکثر اشجار باغ پانی میں ڈوب گئے اور جس چبوترے پر شاہزادہ بیٹھا تھا اس چبوترے کے کنارے تک پانی آگیا اُسوقت عمرو بن حمزہ یونانی کثرت آب دیکھکر نہایت متردد ہوئے آخر گھبرا کے لوح کو جو دیکھا تو یہ مضمون حکم لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا تجھے وہاں کو جانا لازم نہ تھا اور اس باغ میں آنا ہی مناسب نہ تھا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی نہ چاہیے تھا یہ باغ شنکر جادو کا ہے اور یہ اُسی کے آب سے تمام باغ میں پانی ہے اور یہ قبر گلشن جادو کی نہیں ہے خیر اگر نافہمی سے ہاتھ اپنا اس سے دھویا ہے اور پانی تمام باغ میں بھر گیا ہے تو تجکو لازم ہے کہ جو درخت لالہ کا بالین قبر ہے اسے دیکھ اگر درخت کا ایک برگ بھی تیرے ہاتھ آجائے تو جلد اُس پر یہ اسم بزرگ دم کر کے اپنے دہنے پانوں کے نیچے رکھ تب اسم بزرگ سے برگ ایک کشتی بن جائیگا تو اُس کشتی پر سوار ہو جانا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر لالہ کے درخت پر نظر کی دیکھا کہ تمام درخت تو پانی میں ڈوب گیا ہے لیکن ایک برگ پانی میں نہیں ڈوبا عمرو بن حمزہ نے وہی برگ توڑ کے

اور وہی اسم بزرگ برگ پر دم کرکے زیر پا رکھا فی الفور وہ برگ کشتی ہوگیا عمرو بن حمزہ جلد اُس کشتی پر سوار ہوے کشتی
پانی میں روان ہوئی یہان تک کہ کشتی عنقریب ایک کوہ کے پہونچی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک ساحر
کریہ منظر بیٹھا ہے اور اُسکے ہاتھوں کی انگلیوں سے پانی برابر نکلتا ہے اور زیر کوہ گرتا ہے شاہزادے نے ساحر مذکور کو دیکھکر لوح
کو ملاحظہ کیا لوح سے ثابت ہوا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ جو ساحر بالاے کوہ بیٹھا ہے یہی شطرنج جادو ہے اور اسی کے
سحر کے سبب سے طغیانی آب ہے تجکو لازم ہے کہ یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے پیشانی شطرنج جادو پر جو نشان
سرخ ہے اُسی سرخ نشان پر تیر لگاؤ اگر تیر تمہارا نشان پر پڑا تو شطرنج جادو مارا جائیگا ورنہ ہلاک نہ ہوگا اور باعث
تمہاری خرابی کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر نکالکر اور وہی
اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے پیشانی شطرنج جادو کو تاکا ہر چند شطرنج جادو تیوراکر پہاڑ پر جاؤن لیکن
تیر کمان سے نکلکر اُسی سرخ نشان پر لگا اور پیشانی کو توڑ کر کاسۂ سر سے باہر نکل گیا شطرنج جادو تیوراکر پہاڑ پر
گرا اور تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا جسوقت شطرنج سوے عدم گیا ہواے تند چلی آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ
و تاریک ہوگیا آسمان سے پتھر گرنے لگے پیر اُسکے سحر کے نالہ و فغان کرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع
ہوئی اور آواز آئی افسوس تمنے قتل کیا مجکو اور مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شطرنج جادو تھا جسوقت آواز آچکی
عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بونڈلا گرد و غبار کا لاش شطرنج جادو سے لپٹا اور لاشہ شطرنج جادو کا بہ
اُسکے سحر کے اُٹھا کر لیگئے شاہزادے نے اس ساحر کو قتل کرکے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا بعد تھوڑی
دور جانے کے اور ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُس باغ میں صدہا درخت آبنوس کے ہیں اور جملہ اشجار بار اثمار سے
جھکے ہوے ہیں شاخون میں سبز و زرد آنب بکثرت ہیں سیکڑوں آنب نیچے درختوں کے پڑے ہیں شاہزادہ
سیر باغ کی کررہا تھا ناگاہ سامنے سے کچھ آدمی ایک ارتھی اُٹھاے ہوئے سنکھ بجاتے ہوے اُسی باغ میں آے
اور ارتھی کو رکھکر قریب شاہزادہ ٹھہر گئے اُسوقت شاہزادے نے چاہا کہ ان لوگوں سے دریافت کرے کہ یہ
ارتھی کسکی ہے اور کون مر گیا ہے شاہزادے نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ یکایک بقدرت پروردگار شاہزادہ
ذوالفقار نے خیال کیا کہ لوح کو دیکھکر ان لوگوں سے کلام کرنا چاہیے یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے
طلسم کشا خبردار ان لوگوں سے کلام نہ کرنا اور قریب اُنکے نہ جانا اگر تمنے ان لوگوں سے گفتگو کی اور ان لوگوں کا ہاتھ
تمہارے جسم سے مس ہوگیا تو پھر تمام عمر اسی جگہ رہوگے بلکہ قیامت تک یہیں رہوگے اور آگے جا نہ سکوگے
اور طلسم ناریخ کو فتح نہ کر سکوگے اسوقت تمہیں مناسب ہے کہ تیر ایک اس اسم کو دم کرکے ارتھی پر لگاؤ اور ان لوگوں
کو وہان سے بھگاؤ عمرو بن حمزہ نے بموجب حکم لوح ارتھی پر تیر لگایا وہ سب لوگ ارتھی کو اُٹھا کر بھاگے
اس جگہ سے نالہ و فریاد کرتے ہوے بھاگے بعد بھاگنے اُن لوگوں کے شاہزادہ تھوڑی دیر تک اُسی باغ
میں رہا پھر اُس باغ سے نکل کے آگے روانہ ہوا بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے اور ایک باغ رشک ارم نظر آیا
جب عمرو بن حمزہ اُس باغ میں گئے دیکھا کہ صدہا نازنینان خوبرو لباس رنگین زیب تن کیے ہیں اور زیور جواہر
نگار پہنے ہیں اکثر اُنمین سے بیٹھی ہیں اور بعض عورتیں دست بستہ کھڑی ہیں اور اکثر نازنینان خوبصورت باغ میں
ٹہل رہی ہیں اور باہم ہنس رہی ہیں اور باغ کے چبوترے پر ایک گل پیرہن غنچہ دہن مہوش اور یوسف
لقا بصد ناز و ادا بالاے مسند زرین بیٹھی ہے اور گرد اُسکے چند جلیس بصد ادب بیٹھی ہیں کشتی شراب کی لگی
جلیسین جام مے ناب اُس رشک آفتاب کو دیتی ہیں اور وہ خوبرو مے نوش بھی رہی ہے اور سیر باغ کی کر رہی ہے اور

نازنین ایسی مہ جبین ہے کہ حسن مین غیرت آفتاب ہے اور مجلیس بھی اُسکی حسن و خوبی مین رشک ماہ ہین اگر کوئی پری
اُس نازنین مسند نشین کو دیکھے تو عاشق ہو کر یہ کہے

اشعار

دل شیفتہ ات بلندت	بر عارض آتشین تو خالی	مست از نظر چشم دلپسندت	جان بستہ لعل نوش خندت
آہوے فتادہ در کمندت	تا زلف تو گشت بند دلہا	آزاد دلی شدہ ز بندت	چشم تو و ابروت کشیدہ
با چشم جان کہ ... بر بندت	چون گوے بکوے تو بسے سر	افتادہ بہی قند پسندت	شطرنج ہوس بسا ر ادای
جان دادہ ہزار مستمندت	آہستہ بران کہ رفت برباد	بسیار سر از سم سمندت	تا دادی سمند را تو جولان
چندت طلبم نیافت چندت			در راہ طلب ز پا فتادم

جب شاہزادے نے اُس نازنین کے حسن و جمال کو بخوبی دیکھا تیر عشق کا فی الفور دل مین در آیا اور بے اختیار اوصاف مین اُس نازنین کے یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار

دعوے نرسد برابری را	زیباست پری ولی ندارد	این عشوہ و ناز دلبری را	با حسن و جمال تو پری را
آموخت بسحر ساحری را	تعلیم لب تو ہم ز بوسہ	جان دادہ جان آوری را	چشم تو بیک نگاہ جادو
گلبرگ تر است گل ترے را	زلف تو زلف سیاہ دارد	سر رشتہ کفر و کافری را	بر خاک فگندہ از طرادت
آورد و فرود مشتری را	داد و ندہ سرو قامت تو	خوبان زمانہ سروری را	سود اے رخت بماوج گردون
با شاخ گل تر افسری را			من خار و خسم نہادم از سر

شاہزادۂ ذی وقار یہ اشعار پڑھ رہا تھا ناگاہ نازنین مسند نشین نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا اور پہچان کے صد ناز و ادا سے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ آپنے تشریف لانے زہے نصیب میرے کہ آپ میرے باغ مین تشریف لاے باعث میری سرفرازی کا ہوا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس نازنین کی سنا چاہتے تھے عنقریب چبوترے کے پہونچے وہ نازنین مع جملہ عورتون کے واسطے تعظیم کے اٹھی جب عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین مین مسند زرین پر بیٹھے نازنین لوح طلسمی سے منہ پھیر کر اور کسیقدر ہٹ کے بیٹھی عمرو بن حمزہ یونانی نے تصور کیا کہ نازنین شرم و ناز کرتی ہے اسیوجہ سے منہ پھیر کر اور کچھ پیچھے ہٹ کے بیٹھی ہے غرض یہ تصور کر کے عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین مین بیٹھکر خوش ہوے اور اکثر بیتاب و بیقرار ہو کر اُس نازنین کے روے زیبا پر نظر کرنے لگے اور بوستان حسن نازنین کی سیر کرنے لگے اسیوقت ایک مجلیس خوبرو نازنین سے عرض کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم ہر چند کہ شرم و حیا نسوان کا شعار ہے لیکن اسقدر بھی شرم و حیا کرنا لازم نہین ہے مناسب ہے کہ شاہزادۂ ذی وقار سے کچھ باتین کیجیے اور مراسم مہمان نوازی ادا کیجیے جام شراب ناب اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو دیجیے عرض میری قبول کیجیے ملکہ نے بموجب عرض کرنے مجلیس کے بصد ناز و ادا مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ مجھے تو ایسی بیحجابی نہ ہو گی تمہین شاہزادے کو جام شراب سے مملو کر کے دو مجلیس نے دست بستہ عرض کیا ای ملکۂ عالم آپ ہی اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو ساغر مے دیجیے زیادہ شرم و حیا نہ کیجیے غرض بعد عذر بسیار نازنین مسند نشین نے اپنے دست نازک سے شیشہ و ساغر اٹھا کر جام مین شراب بھری اور منہ پھیر کر ہاتھ اپنا شاہزادے کی جانب بڑھایا اسوقت اسی مجلیس نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ جام مے ہمارا ملکہ آپ کو دیتی ہین تامل نہ فرمایے جام لیکر شراب پیجیے شاہزادے نے فرمایا تا وقتیکہ ملکہ دین اسلام اختیار نہ کرینگی مین شراب نہ پیونگا مجلیس نے ملکہ سے عرض کیا کہ ای ملکۂ عالم سنا آپ نے جو کچھ شاہزادۂ ذی وقار نے ارشاد کیا ہے ہر چند کہ دین آبائی ترک کرنا بہتر نہین ہے لیکن براے خوشی خاطر شاہزادۂ نامدار دین اسلام اختیار کیجیے یہ آپ کے مہمان ہین انکو رنجیدہ نہ فرمایے ملکہ نے مجلیس کے عرض کرنے سے کہا کہ ابھی تو مین کلمہ نہ پڑھونگی

لیکن مطیع دین اسلام ہوئی ہون یہ کہکے ملکہ نے اہل مجلس سے کہا کہ اب تو مین مطیع دین اسلام ہو چکی اور خداے نادیدہ کو اپنا معبود جاننے لگی اب شاہزادے کو شراب پینے مین کیا عذر ہے اہل مجلس نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شاہزادہ عالیجاہ اب تو بادہ کشی مین تاخیر نہ فرمایے ملکہ کے ہاتھ سے جام لیجیے دیکھیے آپ کی خاطر سے ملکہ ہماری مطیع دین اسلام بھی ہو چکین عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ سنکے جام شراب دست نازنین رشک آفتاب سے لیکر پی لیا پھر تو دور جام بے غدغہ انجام چلنے لگا نخل آرزوے شاہزادہ ذیجاہ پھولنے پھلنے لگا اور میکشی کے اشارہ نازنین مسند نشین سے ایک مطربۂ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل شروع کی

غزل

بے ترے بزم عیش میں ساقی | شیشے خالی ہیں خون ناب شراب
زاہدا میکدہ سے کر پرہیز | رند کو کرتی ہے خراب شراب
تیرہ آنکھیں ہیں جو مستی میں | ہو گیا عالم شباب شراب
ہو ہمہ تن سمندر مین جلے آب شراب | پیتے ہیں ہم رند بے حساب شراب
رند ہون چاہیے بس رونق | غسل میت کو چاہیے آب شراب
ہر زمین عکس روے روشن ہے | ماہ ساغر ہے آفتاب شراب
دہر مین کھلے پینے کو تسلیم | چاہتا ہون فقط کباب شراب

الغرض مطربہ نے غزل مرقوم اسطرح بالحان داؤدی گائی کہ جملہ صاحبان محفل اشعار غزل سنکر سنکے ستون کے مانند جھومنے لگے اور تعریف مطربہ کی کرنے لگے پھر مطربہ اور غزل عاشقانہ گانے لگی اور دل اہل بزم کو خوش کرنے لگی غرض تا دیر مطربہ گایا کی جب مطربہ گا چکی اور عمرو بن حمزہ کو نشہ شراب کا ہوا اُسوقت ہاتھ اپنا جانب نازنین مسند نشین بصد شوق بڑھایا اور قصد بوس و کنار کا کیا اُسوقت نازنین نے خیال کیا کہ اب شاہزادہ کثرت نشہ شراب سے از خود رفتہ ہو گیا ہے یہی وقت مدعاے دل حاصل کرنے کا ہے یہ خیال کرکے اسوقت نازنین اُٹھی اور بارہ دری کی جانب چلی چونکہ عمرو بن حمزہ اُس نازنین پر عاشق ہو چکے تھے یہ بھی فوراً مسند سے اُٹھے اور ہمراہ اُس نازنین کے بارہ دری کی طرف چلے جب نازنین بارہ دری مین پہونچی مسہری پر بیٹھ گئی عمرو بن حمزہ بھی مسہری پر بیٹھے اور عالم نشہ شراب مین مسہری پر لیٹ گئے اور اُس نازنین کو بھی اپنے پہلو مین لٹا لیا لیکن وہ نازنین لوح طلسمی سے ہٹ کے لیٹی عمرو بن حمزہ نے ارادہ اُسکے گلشن حسن کی گلچینی کا کیا نازنین نے کہا ای طلسم کشا ای شاہزادہ منہ لگا ابھی دور ہی سے باتین کیجیے اور کسی بات کا قصد نہ کیجیے چند روز صبر کیجیے جب آپ طلسم نارنج کو فتح کر لینگے اسوقت جو کچھ آپ لینگا مین منظور کرونگی ابھی اکثر وجہ سے مین انکار و حیل کرتی ہون عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای ملکہ اسوقت مجھے صبر ہو نہین سکتا اب کچھ عذر نہ کرو اور میرے سینے سے لپٹ جاؤ تاکہ دل مضطر کو قرار حاصل ہو یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے پردے مسہری کے چھوڑ دیے اور ہاتھ نازنین کا پکڑ کے اپنی جانب کھینچا ہنوز شاہزادے نے دیکھا کہ بارہ دری مثل چاک کمہار کے گردش کر رہی ہے عمرو بن حمزہ یہ ماجراے عجیب و غریب دیکھ کے نہایت حیران ہوے اور منہ نازنین کی جانب سے پھیر کے دامن قبا کی از مین لوح دیکھنے لگے نازنین نے کہا ای شاہزادۂ ذی وقار آپ میرے روے زیبا کو دیکھیے یہ وقت لکھنے پڑھنے کا نہین لوح کو ملاحظہ نہ کیجیے مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایے آپ نے شراب زیادہ پی ہے اس وجہ سے آپ کے سر کو گردش ہے اور کوئی وجہ نہین ہے یہ کہکے نازنین خاموش ہوئی عمرو بن حمزہ نے ہر چند لوح کو دیکھا لیکن بوجہ گھومنے بارہ دری کے اچھی طرح سے خطوط اور حروف لوح طلسمی کے نظر نہ آئے اور حکم لوح سے کچھ آگاہی نہ ہوئی شاہزادہ تو لوح کو بغور دیکھ رہا ہے اور نہایت حیران ہے حروف دکھائی نہین دیتے ہیں اور کچھ حکم لوح سے ثابت و ظاہر نہین ہوتا ہے لیکن اب حال نارنج جادو اور سہیل جادو اور خواجہ عمرو اور ملکہ لالہ خونخوار کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے شطرنج جادو کو قتل کیا اور نارنج جادو

خبر ہوئی اُسوقت نارنج جادو کو غصہ آیا فوراً مع لشکر ساحران نابکار شہر سہیلیہ میں گئی پہلے خواجہ عمرو کو گرفتار کیا
پھر سہیل جادو سے پوچھا تم کیوں مسلمان ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو تمنے کیوں رہا کر دیا اُسنے جا کر شطرنج جادو
کو قتل کیا ہو تمکو لازم ہی کہ اب بھی دین اسلام کو اختیار نہ کرو سہیل جادو نے کہا کہ مین تو دین اسلام کو ترک کرونگا
نارنج جادو نے برہم ہو کر سہیل جادو پر سحر کیا اور سہیل جادو نے مطلق سحر نہ کیا آخر نارنج جادو کو قتل کیا
اور تمام شہر کو تباہ اور برباد کیا ہزارون آدمیون کو قتل کیا ملکہ لالہ خونخوار مع فرخ اور سمن اور یاسمن شہر
سہیلیہ سے بقصد عجلت تخت سحر پر بیٹھ کے بھاگی اور جلد تر راہ طے کر کے در باغ کمید شعلہ افزا آئی فرخ
بن عمرو تو در باغ پر بیٹھے لیکن ملکہ لالہ خونخوار اُس باغ پر بارہ میں گئی اور کنیزون وغیرہ سے کہنے لگی کہ تمھارے
مالک کمید شعلہ افزا کہان ہین ساحرون اور کنیزون نے عرض کیا کمید شعلہ افزا بارہ دری مین ہین آپ جائیے
تشریف رکھیے ہم حضور کے تشریف لانے کی انھین اطلاع کیے دیتے ہین ملکہ لالہ خونخوار تو بالائے مسند بیٹھی
اور سمن اور یاسمن روبرو حاضر رہین لیکن ایک کنیز بارہ دری مین گئی اور قریب مسہری کے جا کر نازنین سے عرض
کرنے لگی کہ ابھی ملکہ خونخوار تشریف لائی ہین آپ کو بلاتی ہین نازنین گفتگوے کنیز سنکے بیقرار ہوئی اور عمرو بن حمزہ
بھی نام ملکہ لالہ خونخوار سنکے بیتاب ہوئے نازنین نے کہا اے شاہزادہ ذی وقار آپ یہین تشریف رکھیے
میرے جانے سے بیتاب و بیقرار نہوجیے مین ابھی آتی ہون دو چار باتین کر کے ملکہ خونخوار کو رخصت کیے دیتی
ہون یہ کہکے نازنین پہلوے عمرو بن حمزہ یونانی اٹھی اور جو ہیکل اپنے گلے مین پہنے تھی جلد اُتار کے عمرو بن حمزہ
کے گلے مین ڈالدی پھر چند قدم جا کر عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ میری
ہیکل مجھکو دیدیجیے عمرو بن حمزہ نے عالم نشۂ شراب مین اشارہ کیا کہ اپنی ہیکل میرے گلے سے اُتار لو
نازنین نے خوش ہو کر اپنی ہیکل مع لوح محفوظ اور لوح طلسمی کے اُتار لی اور جلد دونون لوحین رومال مین لپیٹ
کر پکاری کہ او طلسم کشا اسی شعور پر تو دعوے طلسم کشائی کا کرتا ہے دیکھو یون عیاری سے لوحین تجھسے لیتین
سنو کمید شعلہ افزا ارے غضب کیا تو نے کہ شطرنج جادو اور زور بانہ جادو وغیرہ کو مار ڈالا اور یہانتک
آکے پہونچا عمرو بن حمزہ نے جو یہ تقریر کمید شعلہ افزا کی سُنی نہایت غصہ آیا اور قصد کیا کہ تیغ آبدار
کھینچکر اُسے قتل کرین لیکن کمید شعلہ افزا نے لوحین رکھکر چند دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے
دست و پاے عمرو بن حمزہ بحس و حرکت ہو گئے کمید شعلہ افزا شاہزادے کو اپنے سحر مین گرفتار
کر کے اور لوحین لیکر بشکل اصلی بارہ دری سے باہر آیا چونکہ کمید شعلہ افزا زمانہ دراز سے ملکہ لالہ خونخوار
پر عاشق ہی اسوجہ سے جانب ملکہ بے اختیار دوڑا اور قریب ملکہ کے پہونچکر اور ملکہ کو دیکھکر کثرت مسرت سے
مثل گل ہلنے لگا اور مانند پروانے کے گرد اُس شمع رو کے پھرنے لگا اور اسطرح یہ اشعار حال اُس گم شدہ ہوش کے کہنے لگا

افسانہ طراز آشنا ہوں
لینے میں کہاں ادا سا ہوں
جا ہوں تجھے جسقدر بجا ہوں

نکہت ہوں گل چمن سے چھوٹے
برہم ہیں آپ سے کہیں نماد
کیوں شہرہ وفا اسی کا ہے نام

برباد میں صورت صبا ہوں
شاید اپنا میں خود گلا ہوں
تم تو کرو ترک میں نباہوں

ہوں آہ دل غریب جان ہیں
کم حوصلہ شوق دل نہیں ہی
ملکہ لالہ خونخوار نے اشعار

سنکے جواب دیا کہ اگر ہمکو تمسے الفت نہ ہوتی تو ہم تمھارے پاس کیون آتے اور اتنے دنون جو تمسے ملاقات نہین
ہوئی تمھاری ہی بے اعتنائی کی وجہ سے ملاقات نہین ہوئی تم نہایت مغرور و بے پروا ہو ہمکو تمکو بار اخیال
نہین ہی افسوس ہم تو بڑی دیر سے یہان بیٹھے ہین اور تم بارہ دری مین کسی کے ساتھ عیش کر رہے ہو ہم بلائین بھی تو

جلد تر رہا ہو کمید شعلہ افزا نے تقریر ملکہ خونخوار جادو کی سنکے خیال کیا کہ اب ملکہ بھی مجھپر عاشق ہو گئی ہے میری اس کالی بدولت
پر مائل ہو گئی ہے اور یہ نہ سمجھا کہ ملکہ باتین مکر و فریب کی کرتی ہے غرضکہ کمید شعلہ افزا نے گفتگوے ملکہ سنکے دانت نکالدیے اور عذر
کرنے لگا کہ اے ملکہ اسوقت مین نے طلسم کشا کو بعیاری گرفتار کیا ہے اور لوحین اُس سے چھین لی ہین اسی وجہ سے مجھے یہان
آنے مین دیر ہوئی بیشک مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے میری جانب سے اپنے دل کو صاف کیجیے آیندہ دل سے کدورت غبار
دور کیجیے مجھے اپنا جان نثار تصور کیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا خیر اچھا قصور تمھارا معاف کیا اب تم طلسم کشا کو ہمارے
پاس لے آؤ ذرا ہم بھی دیکھین کہ طلسم کشا کون ہے ہرچند کہ مین نے سنا ہے کہ فرزند حمزہ صاحبقران طلسم کشائی کے لیے آیا ہے
لیکن مین نے آجتک دیکھا نہین ہے پس تم اُسے یہان لے آؤ کمید شعلہ افزا بموجب حکم ملکہ بارہ دری مین گیا اور عمرو بن حمزہ
کو گرفتار کرکے ملکہ کے سامنے لایا ملکہ خونخوار نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ اے کمید شعلہ افزا تمنے بڑی جرأت کی کہ اس
طلسم کشا کو گرفتار کیا ذرا ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ شاہزادہ رہا ہو جاوے کمید شعلہ افزا نے مسکرا کر جواب دیا اے ملکہ
اسکا رہا ہونا بہت مشکل ہے مین آج ہی ملکہ نارنج جادو کو دیدونگا ملکہ خونخوار جادو نے کہا اے کمید شعلہ افزا ذرا لوحین
ہمین بھی دکھاؤ ہم بھی دیکھین کہ لوحون مین کیا لکھا ہے کمید شعلہ افزا نے جواب دیا اے ملکہ لوحین دیکھنا بیکار ہے آپ کو کچھ
لوحون مین نظر نہ آئیگا ملکہ لالہ خونخوار جادو گفتگو کمید شعلہ افزا کی سنکے برہم ہوئی اور اُٹھ کے چلی اُسوقت سمن اور
یاسمن نے کمید شعلہ افزا سے کہا کہ تم بڑے نالائق و نامعقول ہو اور نہایت ہی بیوقوف ہو غضب کیا تمنے کہ ملکہ کو
رنجیدہ کیا اب ملکہ یہان کبھی نہ آئینگی اور کبھی تجھسے بات نہ کرینگی کیسے تم عاشق ہو کہ تمنے اپنی معشوقہ کو ناراض کیا اور
کہنا اپنی محبوبہ کا نہ مانا افسوس ہماری محنت رائگان اور برباد ہوئی ہم تو ملکہ کو بصد مشکل اور بہزار قطرت راضی کرکے
تمھارے پاس لائے تھے اور چاہا تھا کہ تمھاری تمناے دلی بر آئی ایک مدت سے تم طالب وصل ہو آج وصل
ہو جاے ارمان تمھارے دل کا نکل جایگا لیکن تمنے کچھ ہماری محنت پر نظر نہ کی اور اپنی مطلوبہ کو تمنے ذرا سی بات پر
ناراض کر دیا اگر تم لوحین انھین دیدیتے تو ملکہ لوحین کیا کھا لیتین دیکھ کے ابھی تمکو دیدیتین فقط انکا دل خوش ہو جاتا
تمھارا کچھ نقصان نہ ہوتا کمید شعلہ افزا گفتگوے سمن و یاسمن سنکے نہایت منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت
مین نے نہایت ہی نادانی کی کہ ملکہ کو ناراض کر دیا یہ کہکر کمید شعلہ افزا مانند شعلہ کے لپکا اور مثل آگ کے دوڑا اور
قریب ملکہ لالہ خونخوار کے جاکر بے اختیار بیقرار ہوکر رونے لگا اور پاؤن پر ملکہ کے گرا اور دست بستہ عرض کرنے
لگا کہ میری خطا کو عفو کیجیے اے ملکہ عالم لوحین مجھسے لے لیجیے اپنے عاشق نافہم سے ناراض نہ ہوجیے جسوقت کمید شعلہ
افزا ملکہ لالہ خونخوار کے قدم پر گرا سمن و یاسمن نے بھی ملکہ سے عرض کیا کہ اب کمید شعلہ افزا عذر کرتا ہے اور اپنی خطا
پر نادم ہے حضور کو لازم ہے کہ اسکی تقصیر معاف فرمائین لوحین یہ دیتا ہے حضور ملاحظہ کرلین غصہ نہ فرمائین غرضکہ
ملکہ لالہ خونخوار کو لوحین سے لینا منظور تھا اسوجہ سے ملکہ نے سمن و یاسمن سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمھارے
عرض کرنے کے سبب سے کمید کی خطا معاف کرتی ہون ورنہ تقصیر اسکی عفو نہ کرتی اور کبھی اس نالائق سے بات نہ کرتی یہ
فرماکر ملکہ اُس جگہ آئی جس مقام پر عمرو بن حمزہ سحر کمید شعلہ افزا مین گرفتار بیٹھے تھے کمید شعلہ افزا نے اسی جگہ
دونون لوحین رومال سے کھولکر جلد تر ملکہ کو دیدین اور کہا کہ اے ملکہ عکس لوح طلسمی مجھپر اور اس بارہ دری پر نہ ڈالنا
ورنہ مین اندھا ہو جاؤنگا اور بارہ دری اور باغ نیست و نابود ہو جایگا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تو تیرے کہنے کو نہ
مانونگی آج تجکو اندھا کر دونگی اور بارہ دری پر بھی عکس لوح کا ڈالونگی کمید نے تقریر ملکہ کی سنکے کہا کہ ملکہ ہنسی سے کہتی ہے
مجکو اندھا نہ کریگی فقط میرے چھیڑنے کو کہتی ہے یہ خیال کرکے ملکہ کے حسن پر نظر کرنے لگا ملکہ نے فوراً لوحون کو دیکھکر

عکس لوح طلسمی کا کمید پر ڈالا کمید فی الفور اندھا ہو گیا اُسوقت ملکہ کو گالیان دینے لگا ملکہ نے برہم ہو کر عکس لوح کا بارہ دری
پر اور تمام باغ پر بھی ڈالا بارہ دری مثل قلعۂ آتشبازی کے ایکدم بھر مین اڑ گئی اور تمام باغ مین ایسی آگ لگ گئی کہ ایکدم مین تمام
باغ جلکے خاک ہو گیا بارہ دری کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا دیوارین بھی باغ کی معدوم ہو گئین باغ میدان وحشتناک نظر
آنے لگا غرض بعد اندھا ہو جانے کمید شعلہ افزا کے ملکہ نے دونون لوحین عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدین
برکت لوح سے سحر کمید افزا کا اتر گیا عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوے سمن و یاسمن نے دست بستہ عرض کیا کہ اُٹھو بڑا
ذیجاہ جلد کمید شعلہ افزا کو قتل کیجیے دیر نہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے بموجب کہنے سمن و یاسمن کے لوح دیکھکر تیغ بدار سے
کمید شعلہ افزا کو ایک ضرب مین قتل کیا لاشہ کمید شعلہ افزا کا زمین پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے کمید تڑپ کے مر گیا
اُسوقت ساحر مذکور کے مرنے سے تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا ہوا ے تند چلنے لگی سنگباری شروع ہوئی پھر سحر کے نالہ و فریاد
کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو طلسم کشا نے نام میرا کمید شعلہ افزا تھا غرض بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی
دفع ہوئی زمین شعاع آفتاب سے پرنور ہوئی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ جو نازنینان خوبرو باغ مین گلگشت
کرتی تھین وہ سب نازنینان جو بصورت ماش کے آٹے کی پتلیان ہو گئین اور جو ساحر اُس باغ مین اصلی تھے
وہ سب کمید شعلہ افزا کے ہلاک ہوتے ہی طلسم کشا سے خائف و ترسان ہو کے بھاگے اور نارنج جادو کے پاس
گریہ کنان گئے نارنج جادو نے گھبرا کے ان ساحرون سے پوچھا کہ تم سب کیون فریاد و فغان کرتے ہو ان ساحرون
نے احوال کمید شعلہ افزا کے قتل ہونیکا مفصل بیان کیا نارنج جادو خبر قتل کمید شعلہ افزا سنکے نہایت مغموم ہوئی
نارنج جادو تو کمید شعلہ افزا کے قتل ہونے سے غمگین ہے لیکن اب حال زلزلہ جادو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
زلزلہ جادو و ادر شہباز کہ تاز وغیرہ سرداران لشکر نے سنا کہ کمید شعلہ افزا کو عمرو بن حمزہ نے قتل کیا سب سردار
خوش ہوے اور اُسی وقت باغ سامری سے مع لشکر سب نے کوچ کیا یہان عمرو بن حمزہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے
رنجیدہ ہو کر پوچھا کہ تم یہان کیون آئین اور اگر اس جگہ آئی تھین تو واہیات اور بیہودہ باتین کمید شعلہ افزا سے کیون
کین کچھ شرم و حیا نکی اور مطلق ہمارے رنجیدہ ہونیکا بھی خیال نہ کیا ای ملکہ لالہ خونخوار اگرچہ مین تمہارے ہاتھ سے
رہا ہوا اور کمید شعلہ افزا قتل ہوا لیکن مجھے آپنے رہا ہونے کی ذرا بھی خوشی نہ ہوئی بلکہ ملال ہوا کیونکہ مرا
قید رہنا اُس ذلت و بدنامی سے بہتر تھا کہ تمنے کمید شعلہ افزا سے واہیات باتین کین اور مجھے رنجیدہ کیا ملکہ
خونخوار نے جواب دیا کہ مین خاصکر اس جگہ واسطے آپکے رہا کرنے کے نہین آئی تھی کیونکہ جب آپ میرے والد سے
رخصت ہو کر اسطرف تشریف لائے اور آپ نے شطرنج جادو کو قتل کیا یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی وہ غضبناک
ہو کر مع فوج میرے والد کے پاس گئی اول اُسنے خواجہ عمرو کو غافل پاکر اپنے سحر مین گرفتار کیا پھر میرے والد
سے پوچھا کہ تم نبیرۂ جمشید ہو مسلمان کیون ہوے اور عمرو بن حمزہ کو بغیر میرے مشورہ لیے کیون رہا
کر دیا اور دونون لوحین طلسم کشا کو کیون دیدین اگر تمکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو دین اسلام ترک کردو ورنہ مین
قتل کرونگی میرے والد نے جواب دیا مین تو دین اسلام کو ترک نکرونگا اور سامری و جمشید وغیرہ کو ہرگز سجدہ نکرونگا
نارنج نے یہ سنکے میرے والد کو قتل کیا انھون نے قبل قتل ہونے کے سحر نہ کیا ورنہ نارنج جادو میرے والد کو قتل
نہ کر سکتی غرض بعد قتل ہو جانے والد کے نارنج جادو نے صدہا ساحرونکو بھی قتل کیا شہر کو تباہ و برباد کیا مین
بھاگ کر مع سمن و یاسمن و فرخ کے اس جانب آئی اتفاقاً اس جگہ آپکو گرفتار دیکھا مین نے مکر و فریب کی باتین
کرکے آپکو رہا کیا کوئی فعل بد نہین کیا عمرو بن حمزہ نے تقریر ملکہ سنکے سبیل جادو کے قتل ہو جانیکا رنج کیا اور خواجہ عمرو کے

گرفتار ہوجانے کا بھی غم ہوا عمرو بن حمزہ مغموم کھڑے تھے کہ ملک زلزلہ جادو و زمتاش بہادر وغیرہ آئے عمرو بن حمزہ بجملہ سرداروں سے ملکے خوش ہوئے پھر حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائیں چنانچہ حسب حکم بارگاہ و خیام ایستادہ کیے گئے عمرو بن حمزہ نے ملکہ مہ جبین کو ایک بارگاہ میں مقیم ہونے کو فرمایا اور ملکہ خونخوار نے کہا کہ تم علیحدہ ایک بارگاہ میں قیام پذیر ہو یہ کہکے خود بھی ایک بارگاہ میں داخل ہوئی لشکر اسی جگہ اترا ملک زلزلہ جادو اور شہباز یکتاز سب اعلےٰ ادنےٰ بھی بارگاہوں اور خیام میں فروکش ہوئے

داستان جانا رنج جادو کا گنبد ارسطو میں اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور پھر فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب و مال گنبد کا اور آنا گلشن جادو کا اور خوش ہونا شاہزادے کا

نگارشت کنندگان ریاض معانی و سیر کنندگان حدیقۂ سخندانی اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب کلید شعلہ افزا قتل ہوگیا اور سرداران لشکر وغیرہ خدمت شاہزادۂ ذی وقار میں حاضر ہوئے اسوقت عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ کیجائے چنانچہ موافق حکم جلد محفل عشرت ایسی مرتب کی گئی کہ وہ بزم غیرت محفل جمشیدی تھی بعد آراستہ ہونے بزم کے عمرو بن حمزہ مع اپنے سرداران نامی کے بزم عشرت میں بصد مسرت بیٹھے ساقیان سیمین تن بحکم شاہزادۂ عالیجناب کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جامہائے بلوریں میں مئے ناب بھر بھر کے شاہزادۂ ذیجاہ و سرداران کجکلاہ و زمتاش بہادر و زلزلہ جادو کو اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کے پلانے لگے اہل بزم لطف بادہ کشی اٹھانے لگے بعد میکشی شیشانے گزک کھانے لگے اسی عالم میکشی میں عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ نازنینان گل پیرہن و غنچہ دہن زہرہ خصال پری تمثال ہمارے روبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کریں بموجب حکم فوراً ایک مطربہ ماہرو نہایت خوشگلو مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہوکر روبرو شاہزادۂ ذیجاہ کے ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی

غزل

نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم
ما ہمہ عشق ست و رندی شرم ہوش خرد
دی بدم من شیخ دین ہمہ خوان سجدہ نشین
گشتہ ام از ہر یک دو جام ملاقی گر

مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانہ نوش
می برآید از درونم ہمچو دل ہیجر و خروش
خدمت پیر مغان بر خود کنم فرض عین
الغوث ہستم بت پرست و کافر و زنار پوش

الفراق ای ننگ ناموس الوداع ای عقل و ہوش
زہد و تقوی دور گشتم زیر پائے آن صنم
کمترین از بندگانش بندہ ام حلقہ بگوش
بر در میخانہ بنشستم بصد عجز و نیاز

جسدم غزل مرقوم مطربہ مذکورہ نے بصد ناز و ادا اور بہ لحن داؤدی سر بزم گائی اہل بزم نہایت ہی مسرور ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ یونانی از حد خوش ہوئے اور زر و جواہر اس مطربۂ خوش آواز کو عنایت کیا مطربہ انعام پاکر نہایت خوش ہوئی پھر اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اور اہل بزم کو رقص و نغمہ سے مسرور کرنے لگی جب وہ مطربہ غزلیں گاکر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک نازنین مہ جبین بزم میں حاضر ہوکر مثل مطربۂ اول کے ناچنے اور گانے لگی غرض اسیطرح تمام رات بزم عشرت میں نازنینان زہرہ خصال عدیم المثال گایا کیں جب وہ وقت آیا کہ رنگ سیاہ روزگار مبدل بہ سفیدی ہوا ظلمت شب دور ہوئی صحرائے دہر روشنی سحر سے پرنور ہوئی اشعار جمال شمع پر چھائی اور مزاج شب میں پھیلی بدحواسی بہ تصدق سے شمع کے پروانے ہر سو جگہ سے سوز کے آنے لگی بوقت سحر جلسہ عشرت برخاست ہوا شاہزادۂ ذیجاہ وغیرہ نے نماز سحر پڑھی پھر تجویز سامان جنگ کرکے شاہزادۂ ذیوقار کے

مع لشکر ہرا اس جگہ سے کوچ کیا نقیبان خوش آواز نے صدا نصر من اللہ وفتح قریب کی بلند کی عقب شاہزادہ کے یجاہ جلد سپاہ روانہ ہوئی لشکر میں ہر ایک جوان غیر ساحر فن تیغزنی و تیرافگنی سے ماہر و کامل تھا ہر جوان یادگار رستم و سام تھا حریف سے لڑنا بھی انکا کام تھا جملہ بہادر زرہیں پہنے ہوئے تھے چار آئینے لگائے تھے خود فولادی سروں پر رکھے ہوئے تھے تیغ تیز کے قبضوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کمان کیانی ہر ایک کماندار لاثانی کے دوش پر تھی اور ترکش میں وہ تیر بھرے ہوئے تھے کہ جو سینہ دوشمن کو توڑ کر پشت سے گذر جائیں زیر ران جملہ سواروں کے ابلق و سرنگ تھے سب بہادر مدت سے مشتاق جنگ تھے چہروں سے شجاعت آشکار تھی جرأت بھی ان جوانمردوں پر نثار تھی سواران لشکر بیمثال تھے سرداران فوج غیرت سام و زال تھے غضنفر روز وغی

لشکر ظفر اثر اور مردان پرجگر کا یہ حال تھا ابیات

روانہ ہوا لشکر بیشمار — مسلح مکمل تھے مردان کار
یہ شادی کو مرنے پہ تیار تھے — عروس ظفر کے طلبگار تھے
وہ آلات جنگی کی تن پر تھیں — وہ چنوں میں ایک کیسی ...
لڑائی کے آثار چھیلے ہوئے — بہادر تھے جادوں پہ کھیلے ہوئے

ایک طرف لشکر ساحران اسطرح بصد عظم وشان جاتا تھا

اور ناگ شعبدہ باز انکے ہمرکاب تھے انمیں سے ہر ایک ساحر شہرۂ آفاق شعبدہ بازی میں طاق تھا جملہ ساحر جنس آتشین اور جنس آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار تھے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش وغیرہ بھی تخت و طاؤس پر سوار تھیں البتہ ساحران کے سحر سے ابر سیاہ و سرخ دمبدم اٹھتے تھے اور سروں پر آنکے سایہ افگن تھے اور طائران سحر زیر ابر زمزمہ سنج تھے کبھی ابر سحر سے بارش ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے ساحر امور عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے تھے کوئی ساحر کہتا تھا کہ اس ناریل سے لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا کوئی ساحر کسی ساحر کو ترنج جھولی سے نکال کر دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ ہنگام جنگ یہ ترنج ملکہ نارنج جادو پر مارونگا ہرچند کہ وہ ہلاک نہ ہوگی لیکن زخمی ضرور ہو جائیگی کوئی ساحر گولا جھولی سے نکال کے ساحروں کو دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں یہ گولا لشکر نارنج جادو پر ضرور مارونگا سبکو جلادونگا کوئی کہتا تھا میں تو ایسا سحر کرونگا کہ ابر سحر سے پانی برسے گا اور تمام لشکر نارنج جادو کا آب سحر میں غرق ہو جائیگا ہر ایک ساحر نابکار گرداب فنا میں پھنس جائیگا کسی ساحر کو ساحل حیات نظر نہ آئیگا آب سحر میں غوطے کھا کر ہر ایک ساحر ہلاک ہو جائیگا کوئی ساحر ناریل کسی ساحر کو دکھا کے کہتا تھا کہ اس ناریل سے ساحران لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا علاوہ ساحران مذکور کے جادوگرنیان سراپا ناز معشوقان طناز طاؤسان سحر پر سوار تھیں دمبدم سحر سے امور عجائب و غرائب ظاہر کرتی تھیں اور باہم باتیں کرکے بصورت غنچہ مسکراتی تھیں اکثر انمیں بلند گل کے ہنستی تھیں وہ سب جادوگرنیاں ایسی شوخ و حسین تھیں ابیات

ایک ایک انمیں شوخ و دیدہ تھی — پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم — برق و سیماب کو بھی آئے شرم

حضور ملکہ لالہ خونخوار اور تزلزل جادو اور زلال جادو وہ حسن و جمال عدیم المثال اور عالم شباب چہرے رشک ماہ و آفتاب کلیہ میں غنچہ قیامت کا چلبلا پن غضب کی چال ڈھال جوانی کا جوش ہر ایک جادو نظر فتنہ محشر عاشق کش اور فریب انکے اکثر اعضا کی تعریف یہ ہے مسدس

گول گول ابھرا ابھرا اور نکیلا سینہ — تیغ خوبی کا ... مہر سپہر تجینہ — صاف آئینہ کی طرح ہر صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ — حسن و خوبی کے ہیں دونوں یہ عجب غنچے — چشم بد دور ہیں جوبن سے سراسر بھرپور
رشک نرمی سے ہوا سیب کا آنا گیلا — رشک تا قم کا مکدر ہے قمر کا ... کا — جان دے مر کے اگر دیکھ لے مرد کا صفا

ظالم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
مرسالک بھی آجائے اگر چپ لچکا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے پینا
کوئی نافہ بھی اسے کہتا ہے از راہ خطا
دون وہ تشبیہ کہ احسنت کہے سنکے صبا

بحر خوبی ہے شکم اور وہ شکم صاف حباب
بال باندھا الکعون مضمون کہ کہا سینہ
گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف شکم کو غواص
صدف گوہر عشرت ہین ہم دو اک جا
چاک دامان صبا کا ہے یہ گل برسایا

قرص ہو جائے پھر سے پیٹ کو کہتے ہیں حباب
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
خالی اک چندی کی جا چھوڑ کے لکھوں جو نیا
غنچہ باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا
عکس حاشیہ بن ہے جسم پری کا اترا

الحاصل ہر ایک نازنینان مذکور سے بے مثل و نظیر تھی شاہزادہ حسن دلفریب ملکہ لالہ خونخوار پر نظر کرتا ہو لیتا تھا عمرو بن حمزہ وغیرہ کو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے لیکن احوال ملکہ نارنج جادو کا سنیے کہ جب عمرو بن حمزہ نے گنبد شعلہ افزا کو قتل کیا اور نارنج جادو نے لوح کہا کہ باغ مین گنبد شعلہ افزا عکس لوح سے اندھا ہوا اور تیغ تیز سے قتل ہوا نارنج جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور ساحران نامی سے کہا کہ شطرنج جادو اور گنبد شعلہ افزا ہلاک نہین ہوا گویا طلسم ٹوٹ گیا یہ دونون نمکخوار ہماری سرکار کے نہایت جان نثار اور سرفروش تھے اب مثل ان دونو کے کوئی ساحر نامی ہمارا خیرخواہ نہین ہے اب کس ساحر کو بھیجون کہ وہ طلسم کشا کو جا کر گرفتار کرے اور دونون لوحین اُس سے چھین لے ابھی نارنج جادو ساحران نابکار سے گفتگو کر رہی تھی اور ساحران غدار خاموش بیٹھے ہوئے لقمہ زبین سہے تھے ناگاہ چند ساحر گھبرائے ہوئے آئے اور نارنج جادو سے کہنے لگے کہ اے ملکہ آپ غافل کیا بیٹھی ہین طلسم کشا مع لشکر کثیر آتا ہے زلزلہ جادو اور ملکہ خونخوار اور شہرت جادو اور تزلزل جادو اور زلال جادو و شہباز تگ تاز وغیرہ اسکے ہمراہ ہین جلد کوئی تدبیر کیجیے سامان جنگ درست کیجیے یا جو مناسب وقت ہو کیجیے نارنج جادو یہ خبر سنکے سرد ہوئی اور ساحران نامی سے مشورہ کر کے جانب گنبد ارسطو مع جملہ ساحرون کے بھاگی اور طلسم کو خالی کر دیا پھر رہا طلسم مین رہ گئی نارنج جادو نے گنبد ارسطو مین جا کر خواجہ عمرو کو ایک فولادی پنجرے مین قید کیا بعد اُسکے گرد گنبد ارسطو چھ دریائے سحر آتش پیدا کیے اور ایک دریا آتش اصلی کا اس خیال سے گرد گنبد بنایا کہ جب طلسم کشا دریائے آتش سحر سے گذر کے دریائے آتش اصلی مین قدم رکھیگا جلکے خاک ہو جائیگا غرض چند ناحے دریاؤن کے نارنج جادو نے بہت سے سحر بھی تیار کیے اور گنبد ارسطو مین مقیم ہوئی جب عمرو بن حمزہ راہ طے کر کے طلسم مین پہونچے معلوم ہوا کہ نارنج جادو مع لشکر گنبد ارسطو کی جانب گئی ہے اور بالفعل گنبد ارسطو مین قیام پذیر ہے عمرو بن حمزہ نے یہ خبر سنکے رعایائے طلسم نارنج جادو کو مسلمان کیا اور جانب گنبد ارسطو مع فوج اور جملہ سرداران لشکر اسلام کے روانہ ہوئے بعد چند روز کے برابر دریائے اول آتش سحر کے پہونچے اور اُسی جگہ بارگاہ و خیام استادہ کرا کے لشکر مقیم ہوا جب یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی کہ طلسم کشا عنقریب دریائے آتش پاکر قیام پذیر ہوا ہے یہ سنکے اُدھر نارنج جادو گنبد ارسطو سے نکلی اور طلسم کشا قریب گنبد ارسطو جملہ ساحرونکو ہمراہ لا کر صف آرا ہوئی اُدھر عمرو بن حمزہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ایک خیمہ مین فروکش ہوئے اور دوسرے خیمہ مین ملکہ لالہ خونخوار قیام پذیر ہوئی زلزلہ جادو علیحدہ مع اپنی دختران کے مقیم ہوئی عمرو بن حمزہ نے لوح محفوظ ملکہ لالہ خونخوار کے گلے مین اس خیال سے ڈالدی کہ سحر نارنج جادو کا تاثیر نہ کرسکے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے گلے مین لوح محفوظ اسوجہ سے نہ ڈالی کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش دختر نارنج جادو کی تھی عمرو بن حمزہ کو یقین کامل تھا کہ ملکہ نارنج جادو اپنی دختر کو قتل نہ کریگی اور ملکہ لالہ خونخوار کو بوجہ عداوت کے ضرور ہلاک کر ڈالے گی القصہ عمرو بن حمزہ ملکہ لالہ خونخوار کے

گئے مین لوح ذالفکر اور ہر ایک سردار سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور اسپ خوش رفتار کو بڑھایا ہر ایک سردار
وغیرہ سردار دعاے فتح پروردگار سے مانگتے تھے جب عمرو بن حمزہ پاس دریاے آتش سحر کے پہونچے مرکب شعلہ ہاے
دریاے آتش سحر بلند دیکھکر رُکا عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اس دریاے
آتش اور اپنے مرکب پر ڈالا شعلے دریاے آتش کے گل ہوگئے اور آگ مثل پانی کے ہوگئی شاہزادے
نے مرکب بڑھایا اور بوجہ لوح طلسمی سے دریاے اول آتش سحر کو طے کرکے دوسرے دریاے آتش سحر
کے قریب پہونچے مرکب عمرو بن حمزہ کو بسبب عکس لوح کے کچھ بھی آتش سحر سے ضرر نہ پہونچا اسیطرح
عمرو بن حمزہ نے چھ دریاے آتش سحر طے کیے جب قریب دریاے آتش اصلی کے پہونچے دیکھا کہ شعلہ ہاے
آتش آسمان تک بلند ہین زمین وہان کی کرہ نار ہے نار جہنم خوف سے قریب اس آتش کے نہین آتی ہے ایسی
حرارت اس آگ مین ہے کہ قلب و جگر کو جلاتی ہے اہل دوزخ اگر اس آتش سوزان کو دیکھتے تو نار سقر کو
مقابلہ مین اس آتش کے برف تصور کرتے اور اگر جنات اس آتش سے گذر کرتے باوجود آتشی ہونے کے جلکر
خاک ہوجاتے اگر کرہ نار تک ادنے شعلہ اس دریاے آتش کا پہونچ جاتا تو عجب نہین کہ کرہ نار ایکبار مثل
ہیزم کے یا مانند شمع کے جل جاتا عمرو بن حمزہ نے اس دریاے آتش کو دیکھکر نہایت حیران ہوئے
و حرارت آتش سے ازحد بیچین ہوئے مرکب بھی کثرت حرارت نار سے سیماب وار بیقرار ہوا ہرچند
عمرو بن حمزہ نے اس دریاے آتش پر عکس لوح کا ڈالا لیکن ذرا بھی حرارت آتش کم نہ ہوئی کیونکہ
وہ آتش اصلی تھی آتش سحر نہ تھی غرض عمرو بن حمزہ قریب اس دریاے آتش کے اسطرح کھڑے
تھے کہ سراپا پسینے مین تر تھے لب کثرت حرارت آتش سے خشک تھے دل فرط حرارت سے بیقرار تھا تن
کثرت حرارت آتش سے جلا جاتا تھا گھوڑا بھی پسینے مین تر تھا بعض راوی کہتے ہین کہ نفس مذکور
البق مجنون دریائی بھی تھا الحاصل مرکب اور عمرو بن حمزہ دونون گرمی آتش سے بیتاب و بیقرار تھے
ناگاہ عمرو بن حمزہ نے اس طرف سے دیکھا کہ ادھر دریاے آتش کے نارنج جادو چالیس ہزار
ساحرون کو لیے ہوئے آمادہ جنگ کھڑی ہے اکثر ساحر شیر و فیل سحر پر سوار ہین بعضے ہنس آتشین اور
اژدہاے آتشین پر سوار ہین اژدہون کے دہن سے دمبدم شعلے نکلتے ہین جملہ ساحر بدصورت و ہیبتناک
ہین جھولیون مین اسباب سحر بھرے آمادہ رزم کھڑے ہین عمرو بن حمزہ لشکر نارنج جادو
کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا کہ جلد خواجہ عمرو کو پنجرے سے
نکال کر پشت خواجہ پر کوڑے لگا فولاد جادو نے بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو کو قفس آہنی
سے نکالا چونکہ خواجہ عمرو کے دست و پا بند حس و حرکت بوجہ سحر کے نہ تھی اسوجہ سے خواجہ بھاگ
نہ سکے اور فولاد جادو سے کہنے لگے کہ اے فولاد جادو مین تیری اور ملکہ نارنج جادو کی اطاعت
اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہون مجکو رہا کردے اور کوڑے سے مجکو اذیت نہ دے اگر مجھکو لگائیگا
تو ابھی مرجاؤنگا کیونکہ جس ساحر نے میری پشت پر کوڑا لگایا ہے وہ فوراً ہی مرگیا ہے خداوند سامری اور
جمشید کا اسپر فی الفور قہر نازل ہوتا ہے مجکو خداوند سامری اور جمشید نہایت دوست رکھتے ہین
اکثر سامری اور کبھی جمشید میرے پاس آتے ہین مجھسے بالفت و محبت باتین کرتے ہین اکثر
مشکو ساحران یعنے زوجہ خداوند سامری میرے پاس آتی ہین اور مین انکے بخوبی اختلاط کرتا ہون

وہ مجھسے خوش ہوتی ہیں ایک روز خداوند سامری نے مجھسے خوش ہوکر کہا تھا کہ ای خواجہ عمرو تم عیار ہو اور رات دن
عیاری کیا کرتے ہو اکثر گرفتار ہو جاتے ہو اور دشمن تمھارے تمکو اذیت دیتے ہیں چونکہ تم ہمارے دوست
ہو لہذا ہم تمھاری پشت پر ہاتھ پھیرے دیتے ہیں اب جو کوئی تمھیں گرفتار کریگا اور کوڑے سے
یا اور کسی طرح تمھیں اذیت دیگا ہم اُسپر اپنا قہر نازل کرینگے وہ فی الفور مر جائیگا سیدھا جہنم میں جائیگا ہمیشہ
آگ میں جلیگا کف افسوس ملیگا اسی طرح خداوند جمشید نے بھی مجھسے وعدہ کیا ہی اور میرے پشت پر اپنا
ہاتھ رکھا ہی بس اسی وجہ سے جو ساحر یا غیر ساحر مجھے اذیت دیتا ہی فوراً غضب خداوند سامری و جمشید اُسپر
نازل ہوتا ہی اور وہ مرجاتا ہی لہذا میں تجکو منع کرتا ہوں کہ مجکو کوڑے سے اذیت نہ دینا ورنہ تو ابھی ہلاک ہو
جائیگا بعد اس گفتگو کے خواجہ عمرو نے نارنج جادو سے کہا کہ ای ملکہ اگر آپ مجکو رہا کر دیجیے تو میں آپ سے
بھی نیکی کرونگا لوح طلسمی عمرو بن حمزہ سے بہ عیاری لاکر آپ کو دیدونگا اور عمرو بن حمزہ کو بھی گرفتار کر کے
آپ کے حوالے کردونگا اب آپ سے جھوٹھ نہ بولونگا قسم سامری اور جمشید کی کھاتا ہوں کہ اب آپ سے دشمنی
نہ کرونگا جسوقت فولاد جادو اور نارنج جادو نے گفتگوے خواجہ عمرو تمام و کمال سنی فولاد جادو نے
تو خوف جان سے ہاتھ اپنا روکا اور کوڑا پشت خواجہ عمرو پر نہ لگایا لیکن نارنج جادو نے غضبناک ہوکر
جواب دیا کہ او مکار کیوں مجھسے گفتگوے فریب آمیز کرتا ہی مجھے تیری بات کا اعتبار نہیں ہی تو میرا دشمن
جان ہی کبھی تو مجھسے نیکی نہ کریگا اور ہرگز ہرگز لوح طلسمی مجکو لاکر نہ دیگا یہ کہکر نارنج جادو نے فولاد جادو
سے کہا کہ ای فولاد جادو اس مکار اور فریبی سے بہ نرمی ہرگز پیش نہ آ اور جلد اس دزد و باریک گردن کی
پشت پر کوڑے لگا اور جہانتک ممکن ہو اذیت پہونچا اسکی باتوں میں نہ آنا یہ بڑا مکار اور جھوٹھا ہی اگر رہا
ہو جائیگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور مجھے اور تجھے گرفتار کرکے طلسم کشا کے حوالے کردیگا فولاد جادو نے
عرض کیا کہ ای ملکہ میں ڈرتا ہوں ایسا نہو کہ کوڑا مارتے ہی مرجاؤں بقول خواجہ عمرو کے جہنم میں جاؤں نارنج جادو
نے جواب دیا کہ تم بےخوف و خطر خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے مارو ہرگز نہ مروگے اور جہنم میں ہرگز نہ جاؤگے
قسم خداوند سامری و جمشید ہرگز ہرگز تمپر نازل نہوگا بلکہ اگر تم اس عیار سراپا مکر و فریب کی پشت پر
کوڑے ماروگے اول تو خداوند سامری و جمشید تم سے خوش ہونگے دوسرے عمرو بن حمزہ جب یہ دیکھیگا
اور سنیگا کہ خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے پڑ رہے ہیں اور خواجہ چلا رہے ہیں فوراً دریاے آتش میں
بیہم ہوکر گھوڑا ڈال دیگا اور ایک دم میں جل کر خاک ہو جائیگا میرا طلسم ٹوٹنے سے بچ جائیگا [illegible]
ہاتھ آجائیگا پھر میں زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار وغیرہ کو ایک دم میں ہلاک کر ڈالونگی میرے سحر کو کون
رد کر سکیگا خواجہ عمرو تقریر نارنج جادو کی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ تھیا میرے دام فریب میں نہ آئیگی ضرور
کوڑے سے مجکو اذیت پہونچائیگی خداوند عالم عمرو بن حمزہ کو دریاے آتش کے شعلوں سے بچاے
اور بہ صحت و عافیت یہانتک لاے خواجہ عمرو یہ خیال کر رہے تھے کہ فولاد جادو نے بحکم نارنج
جادو کوڑا پشت خواجہ عمرو پر مارا خواجہ زمین پر تڑپنے لگے اور گالیاں نارنج جادو اور فولاد جادو
کو دینے لگے چونکہ عمرو بن حمزہ جانب نارنج جادو دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ اس
دریاے آتش سے کیونکر گذرونگا کیونکہ اس دریاے آتش میں غضب کی تیز آگ ہی اگرچہ
آگ سے دور کھڑا ہوں لیکن حرارت آتش سے ہمہ تن جلا جاتا ہوں فولاد جادو نے جو پشت خواجہ

کو مارا عمرو بن حمزہ نے دیکھا اور آواز نالہ خواجہ بھی سنی غرض بمجرد سننے صداے خواجہ عمرو کے عمرو بن حمزہ کو اسقدر غصہ آیا کہ بے اختیار گھوڑے کو بڑھایا اور کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا مرکب عنقریب دریاے آتش جا کر ٹھہر گیا عمرو بن حمزہ نے تازیانہ اپنے آپ سے مرکب پر لگایا جسکی تعریف میں یہ اشعار لکھنا مناسب ہیں

سبک رو یکہ جہان بردو در زمین تاز	کہ گفتہ لب نہ گشاید بعیب چند آہنگ	اگر کنند بمثل ہی ساخت راضداد
ز طرح شہد لگامی رود لطف خیر بگ	اگر کنند بوی نسبت د و رنگ بسہو	شتاب لیک شود بعد از این یہ لفظ درنگ
حساب طول رہل در فضاے میدان آتش	چو عرصہ ابدست دشمار دہ فرسنگ	خرد عراس انکار گفت و سنگ شد
از آنکہ ارد از زین نام ہم بنابات تنگ	سنش سماح انکار گفتم و تخجلم	زہر آنکہ نہ راضی بود ز رنگ برنگ

مرکب مذکور کہ تازیانہ سے ناآشنا تھا تازیانہ جو عمرو بن حمزہ نے عالم غیظ و غضب میں مارا مثل سیماب اڑا اور مانند برق جہندہ ایسی جست کی کہ دریاے ہفتم آتش کے اُس پار ہو گیا لیکن کسی قدر پاؤں مرکب کے جل گئے جسوقت زلزلہ جادو و سرداران ذیوقار نے دیکھا کہ عمرو بن حمزہ ساتوین آتش سے بھی گذر گئے سرداروں نے مردان لشکر سے کہا کہ اب جلد یہان سے گھوڑے بڑھاؤ اور فوج تاریخ جادو کو چل کے قتل کرو بعد اس گفتگو کے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی نے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار اور شہرت جادو و دیگر ساحران نامی سے کہا کہ تم اس دریاے آتش پر ابر سحر سے پانی برسا کر سرد کر دو اور تمام آگ بجھا دو تاکہ ہم سب جلد تر اور بے خوف و خطر شاہزادہ فریجاہ کے پاس جا ملیں اور ساحران لشکر تاریخ جادو کو قتل کریں اب یہیں یہان ٹھہرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ شاہزادہ فریجاہ وہان تنہا ہین ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے کہا کہ ہم ابھی آب ابر سحر سے آگ بجھائے دیتے ہیں اور ہم سب بھی تمھارے ساتھ ساتھ چلتے ہیں یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے نفیر سحر بجائی جملہ ساحران نامدار ہوشیار ہوے اور ہمراہ تخت ملکہ زلزلہ جادو و شیران آتشین اور فیلان آتشین اور بازو لبط اور ہنس آتشین وغیرہ پر سوار ہو کے چلے سرداران غیر ساحر نے بھی مرکب اپنے بڑھائے لشکر عظیم مثل دریا کے بڑھا اشعار مصمم بر سر خونریزی و جنگ چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ ہوئے تیار مردان نکوکار کریں تا رزمگہ کو خون سے گلنار جب وہ لشکر ظفر اثر بڑھا اُسوقت تاریخ جادو نے خیال کیا کہ اول تو طلسم کشا ساتوین دریاے آتش طے کرکے قریب میرے آگیا ہے اور میری جانب چلا آتا ہے دوسرے لشکر طلسم کشا کا آتا ہے اگر ملکہ زلزلہ جادو و دیگر ساحران نامدار دریاے آتش کو سنا کر یہان چلے آئینگے اور مجکو اور میری فوج کو چار جانب سے گھیر لینگے اور پر زور سحر کرینگے تو میرا لشکر جلد تر قتل ہو جائیگا یہ خیال کرکے تاریخ جادو نے جلد تر ایک گولا نکالا اور سحر پڑھ کے سمت ملکہ زلزلہ جادو مارا گولا آکر زمین پر گرا دھوان پیدا ہوا اور تاریکی ہوئی اور کچھ گرد و غبار اڑا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی ملکہ زلزلہ جادو نے دیکھا کہ ایک دیوار سر بفلک کشیدہ درمیان راہ ہے زلزلہ جادو نے قریب اُس دیوار کے پہونچکر ایک گولا سحر پڑھ کے اُس دیوار پر مارا ہرچند گولہ مارنے سے دیوار تھرائی لیکن نہ گری پھر زلزلہ جادو نے سحر پڑھ کے زمین پر دونوں ہاتھ مارے ہرچند زمین کانپی اور تھرائی اور زلزلہ جادو کے سحر سے زلزلہ ہوا لیکن دیوار اب بھی نہ گری پھر تو زلزلہ جادو نے پڑھ پڑھ کر گولے اور ناریج اور تیغ دیوار سحر پر پڑھ پڑھ کے

مارنا شروع کیے اور جملہ ساحروں نے بھی ناریل اور نارنج اور ترنج اُسی دیوار پر سحر پڑھ پڑھ کر مارنا شروع کیے غیر ساحر بیچارے بوجہ دیوار حائل ہونے کے مجبور و ناچار ہو کر گھوڑوں کو روک کر کھڑے ہو رہے اور خیال کرنے لگے کہ جب یہ دیوار ٹوٹ جائیگی یا گر پڑیگی اُسوقت اُسطرف جائینگے بغیر اسکے کسی طرح شاہزادے تک پہونچ نہیں سکتے یہ خیال کرکے غیر ساحر قریب دیوار کھڑے رہے لیکن ساحران نامدار اس دیوار پر ترنج اور نارنج وغیرہ لگانے لگے اکثر ساحروں نے سحر سے پر پرواز پیدا کرکے اور بلند ہوکے چاہا کہ دیوار سے اُدھر نکل جائیں لیکن نہ جا سکے دیوار اور زیادہ بلند ہو گئی آخر ناچار ہو کر وہ سب ساحر پھر بالاے زمین اُترے اور نارنج اور ناریل اور گولے سحر کے پڑھ پڑھ دیوار پر مثل اور ساحروں کے مارنے لگے اُدھر تو جملہ ساحر دیوار پر سحر کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دیوار ٹوٹے یا گر پڑے تاکہ اُسطرف جائیں لیکن اب حال عمرو بن حمزۂ یونانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادۂ ذیجاہ ساتوں دریاے آتش کو طے کرکے آگے بڑھے فولاد جادو نے چاہا کہ خواجہ عمرو کو پھر قفس میں بند کرکے قفس کو اپنے پاس رکھوں لیکن خواجہ کو قفس میں بند نہ کر سکا اُسوقت عمرو بن حمزہ قریب فولاد جادو پہونچے ہرچند نارنج جادو اور جملہ ساحروں نے برابر نارنج اور ترنج اور گولے اور ماش اور سرسون کے دانے سحر کرکے مارے لیکن بوجہ لوح کے کسی سحر میں مبتلا نہوئے ہرچند ساحروں نے روکا مگر نہ رُکے قریب خواجہ عمرو اور فولاد جادو کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او بیحیا غضب کیا تو نے کہ میرے عمو سے نامدار کو تو نے کوڑے سے اذیت دی اب میں ضرور تجھکو قتل کرونگا یہ نعرہ کرکے وہ تیغ برق مثال میان سے کھینچی کہ جیسکے اوصاف

یہ اشعار لکھنا مناسب ہیں اشعار | اُس تیغ میں جلوہ گر ہیں جوہر | یا دامن کہکشان میں اختر
حرفوں سے مثال کیواڑ میں ورن | لکھا ہے قضا نے محضر خون | چلنے میں وہ تھی زبان طرار
کھنچنے میں بھی صاف دامن یار | الکرم ہو جو اُس سے صحبت قیس | لیلی سے ہو قطع الفت قیس

اُسوقت شاہزادۂ ذیجاہ کو مدرجۂ کمال قہر و غضب و جلال تھا اُسوقت اگر کوئی صاحب فہم عمرو بن حمزہ کو دیکھتا تو آنکی شان میں اور آنکی دلاوری کے وصف میں یہ اشعار ضرور پڑھتا ۔ اشعار

روز ہیجا کہ برکشد شمشیر
لرزہ در انفس بسیط اندازد
نعرہ سیلی بر آفتاب زند
ور برش چنگ مزمر اندازد
تیغ سیماب گون در آمد و شد
جوشن حوت بر سر اندازد
باد آتش نہاد حملۂ او
چون بہ میدان نگاہ در اندازد
تا ببخشد متاع بازویش
در ترازوے قیصر اندازد
گر کشد باز بیت توصیف

نام رستم بخون در اندازد
دشنہ بر سینۂ فلک شکند
عمد منہ سد سکندر اندازد
حلۂ مشتر باند چاک زند
سر دو دست دو پیکر اندازد
بہ گرید بزیر ماہی گاو
تیر ما نشنہ در بر اندازد
تیغ فولا غرش موج زند
آنکہ زین لب جبل در اندازد
ایکہ خصمت دراز بودن تیغ
مرغ تصویر شہپر اندازد

خامہ ہنگام ثبت ہیبت او
نیزہ در ناف اختر اندازد
زہرہ آہنگ بزم پردازد
زرہ زلف در بر اندازد
آفتاب باز کشاد ناوک او
گرنہ برا چون بہ مغفر اندازد
علت رعشہ لیکہ عام شود
تیغ الماس جوہر اندازد
سر خاقان تیغ بہ داد
سر بہرام و قیصر اندازد

شاہزادے نے بعد قہر و غضب تیغ تیز کمر فولاد جادو پر لگائی ہرچند کہ فولاد جادو نے سپر سحر پر تیغ آبدار شاہزادہ

ذی وقار کو رد کنا چاہا لیکن عکس لوح سے سپر سحر معدوم ہوگئی اور تیغ تیز کمر فولاد پر ایسی پڑی کہ فولاد جادو مانند غبار ترک تیغ سے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ایک دم میں تڑپ کر مرگیا خواجہ عمرو پر سے سحر دفع ہوگیا فورًا زنبیل سے کلاہ نکالی کہ اوڑھی اور نظر ساحران سے مخفی ہوگئے اور فولاد جادو کے مرنے سے ابر عجیب ہوا آندھی سیاہ آئی بعد ایک لمحہ کے تیرگی دفع ہوئی جب نارنج جادو نے دیکھا کہ فولاد جادو کو طلسم کشا نے قتل کیا اور عمرو رہا ہوگیا اور اب طلسم کشا تیغ خون آلود کھینچے ہوئے میری طرف آتا ہی اسوقت نارنج جادو نے اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا کہ اب دیر نکرو جلد تر طلسم کشا پر نارنج اور ترنج مارو بارش سحر کرو طلسم کشا کو دیکھ کر لوح گلے سے اُتار لو یہ کہکے نارنج جادو نے ایک نارنج توڑ کر بجانب عمرو عیار جو دور پر مارا اُس نارنج زمین پر گرتے ہی شعلے پیدا ہوئے تاریکی شدید ظاہر ہوئی ہرچند کہ شاہزادے کو سحر نارنج سے کچھ ضرر نہ ہوتا تھا لیکن سحر نارنج سے سیاہی اور تاریکی ایسی ہوئی کہ وہ تاریکی ظلمت قبر سے بھی بدتر تھی اور دل کافر سے بھی زیادہ تاریک تھی سیاہی بروز ظلمات کی بہتا تھا اُس تاریکی کے روشنی تھی اُسی ہنگام مین ساحران نابکار نے نارنج اور ترنج اور گوت وغیرہ اسد حبہ شاہزادہ ذو الجاہ پر مارے کہ شاہزادہ گھبرا گیا وہ سب ساحران نابکار اپنے جلاپے بے درمان ستے ابیات ساحر نکسی بلا سے کم سے تھے مثل وہ اژدر اُنکے دم سے تھے ایسے سیاہ دل وہ مردم جنبش انگاروں تھا شکل کژدم بیا سون کو چلاتے تھے وہ خونریزہ آب دم تیغ و خنجر تیز اُس وقت اسدر حبہ کثرت سحر بھی کہ زمانہ گشت سحر اور گرد و غبار سے تاریک تھا ابر سیاہ چھایا ہوا تھا رعد گرجتا تھا بجلی برق تحسر چمکتی تھی ایسا آب سحر برستا تھا کہ طوفان کا سامنا تھا کسی ساحر کے سحر سے شیر پیدا ہوتے تھے اور شاہزادہ ذیجاہ پر حملہ کرتے تھے شاہزادہ عکس لوح سے انھین دفع کرتا تھا کوئی ساحر بدست اپنے سحر سے فیلان مست ظاہر کرتا تھا کوئی ساحر بکار دسحر مارتا تھا کوئی آتش سحر ابر سحر سے برساتا تھا

اُسوقت یہ حال تھا ابیات

اُڑتے تھے بگولے بنتے تھے بیر	ہر سمت تھی تیغ آزمائی	اُس سحر سے جان تھی لب پہ آئی
کیا کیا نہ اُبھارتے تھے طوفان	سپرون کی گھٹا تھی بارش تیر	جادو نگسان و سحر کاران
جاتے تھے جو چرخ تک شرارے	فندون کو بناتے مہر تابان	برساتے تھے سنگ جاے باران
	گرتے تھے وہان سے بنکے تارے	اُس جا بجھی اور وہان لگی آگ

بڑھتی ہوئی جا بجا جلی آگ۔۔ ہرچند کہ نارنج جادو نے جو جو سحر بصد محنت و مشقت تیار کیے تھے وہ سب سحر بادشاہ عمرو بن حمزہ یونانی پر کیے اور جملہ ساحران نابکار نے بھی کر و ر سحر کیے اور جھولیان اسباب سحر سے خالی کر دین لیکن برکت لوح سے کوئی سحر شاہزادے پر موثر نہوا بعد ساحرون نے شاہزادے پر ہجوم کرکے اور چار و نطرف سے گھیرکے چاہا کہ لوح طلسم اُتارلین اور شاہزادے کو گرفتار کرلین شاہزادے نے تیغ تیز سے ساحران نابکار کو قتل کرنا شروع کیا ساحران نابکار قتل ہوکر اپنی دار البوار ہونے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین آوازین ساحرون کے مرنے کی آنے لگین پیر غل و شور مچانے لگے برق تیغ شاہزادہ گشت حیات ساحران نابکار پر گرنے لگی ساحران بد سرشت ہلاک ہوکر پشتے کشتے جانے لگے زمین خون ساحران نحس و شوم سے رنگین ہونے لگی اُسوقت یہ حال تھا کہ ابیات تھا گرم وہان اجل کا بازار

ستھے ایک سے دو تو دو سے تھے چار آتا تھا جو دشمن اُسکے مُنہ پر
تلوار غضب کی چل رہی تھی کھاتی تھی اُسے برنگ اژدر
تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی ساحران نابکار ہزاروں قتل ہوئے

اور بیشماروں زخمی ہوئے ساحران غدار جرأت شاہزادہ نامدار دیکھ دیکھ کے متحیر ہوتے تھے اور جاعت منصف ہوکر خود یہ اشعار عمرو بن حمزہ کے اوصاف مین زبان پر جاری کرنے لگے **اشعار**

سارے عالم مین یکسان ہو وہ فتح اُسکی کیا بیاسکتا ہی شمشیر اگر ہاتھ مین ہو
اہل جوہر مین اُڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہو جب یہ چمکائے مین تیغ اہل نظر کہتے ہین
جنگجو کتنے ہو مریخ کی طاقت نہین برق ہر تیغ ہے روشن یہ ید عمرو ہاتھ مین ہے

ساحران انصاف پسند تو اشعار تعریف شجاعت شاہزادہ مین پڑھ رہے تھے اور ہزارہا ساحران نابکار شاہزادہ پر ہجوم کر رہے تھے اور چار جانب سے گھیرے ہوئے تھے نارنج جادو بھی اسی مجمع مین تھی اور ساحرون سے بہ آواز بلند کہتی تھی کہ اے ساحران شور شعار شاہزادے کو جلد گرفتار کرلو تمہین مال و زر بہ حیوان جیسا ان اپنی زر و جواہر سے بھرلو اور شاہزادہ نامدار مین وہ بیشمار ساحران نابکار کو ایک ساعت قتل کرتا تھا دوسری جانب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد جرأت و دلیری کلیم مختار سے اپنے کسی تقدیر سے کے ساحرون کو اپنی شکل دکھاتے تھے اور جب ساحر ارادہ سحر کرنے کا کرتے تھے خواجہ زمین پر لوٹ کر خنجر آبدار سے ساحرون کے پاؤن کاٹتے تھے ساحر زمین پر گرتے تھے کبھی خواجہ حقہ آتشبازی ساحرون پر مارتے تھے اجسام ساحرون کے مثل شمع کافوری جلتے تھے بس وہ ساحر نالہ و فریاد کرکے بھاگتے تھے کہ خواجہ عمرو بھی ساحر زبردست ہین ایسا سحر کرتے ہین اور ایسی آگ ہم پر برساتے ہین کہ ہمارے جسم جلے جاتے ہین اور ہمسے اُنکا سحر دفع ہو نہین سکتا ہر چند ہم سحر پڑھتے ہین لیکن یہ خواجہ دفع نہین ہوتا ہے اور ہمارے جسمون کو آتش سحر خواجہ جلائے ہی دیتی ہی جو ساحر کہ خواجہ کو حقہائے آتشبازی مارتے دیکھتے تھے وہ تو یہ کہتے تھے اور جو ساحر نابکار خواجہ کو نہ دیکھتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ زلزال جادو اور شہرت جادو وغیرہ لشکر کثیر ساحران غدار لیکر یہان آگئی ہین وہی سب ہمپر آتش سحر برساتے ہین ہمکو ہلاک کرتے ہین اور خود نظر نہین آتے ہین غرض اسی ہنگامۂ جنگ مین شاہزادۂ نامدار ساحران نابکار کو قتل کرتا ہوا قریب نارنج جادو کے پہونچا نارنج جادو نے ترنج سحر پڑھکے مارا شاہزادے نے عکس لوح کا ڈالا سحر نے کچھ اثر نہ کیا پھر عمرو بن حمزہ نے تلوار سر نارنج جادو پر لگائی نارنج جادو گھبرا کر پیچھے ہٹی تلوار عمرو بن حمزہ کے سر پر پڑی دو بارہ شاہزادے نے بڑھکر تلوار لگانے کا قصد کیا اُسوقت نارنج جادو نے خیال کیا کہ اب یہان توقف کرنا اور طلسم کشا سے لڑنا بہتر نہین ہی تب و مناسب یہی ہی کہ بھاگجا اور جان اپنی طلسم کشا سے بچاو ورنہ قتل ہو جاونگی یہ خیال کرکے جلدی نارنج جادو نے سحر پڑھکر پرواز پیدا کیے اور عمرو بن حمزہ سے کہا کہ او طلسم کشا اب مین ایسی جگہ جاتی ہون کہ اگر تو قیامت تک میری جستجو کریگا تو بھی مجھکو نہ پائیگا اور جب تک مجھکو قتل نہ کرے گا یہ طلسم فتح نہوگا علاوہ اسکے یہان سے جاکر ایسی ایسی بلائین تجھ پر نازل کرون گی کہ تو تڑپ تڑپ کے خود ہی ہلاک ہو جائیگا یہ کہکے نارنج جادو کچھ زمین سے بلند ہوئی اسوقت عمرو بن حمزہ نے خیال کہ اگر نارنج جادو اسوقت قتل نہ ہوئی تو پھر اُسکا قتل کرنا اور اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی یہ خیال کرکے شاہزادے نے اپنے مرکب پر سے جست کی اور یہ نعرہ کیا نعرہ شہ کشور کشا زینندہ کہ تاج

جہانبانی + ہزبر دیوکش نامم عمرو بن حمزہ یونانی + تاریخ جادو گھبرائی شاہزادے نے اُسکے سر پر
تلوار لگائی فوراً تاریخ جادو نے سحر پڑھ کے سات سپرین فولادی پیدا کین اور سر اپنا آڑ مین اُن سپرون
کی کیا لیکن عکس جو تیغ کا پڑا وہ سپرین فولادی غائب ہوگئین اور تاریخ جادو بوجہ عکس تیغ کے زمین
آئی تلوار سر پر جو پڑی کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی مثل قطرہ آب کے گلو مین پہونچی پھر سینہ و شکم و کمر اور دونون
رانون سے گذر کے زمین مین در آئی تاریخ جادو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور تھوڑی دیر مین تڑپ کے
مرگیا اُسوقت ایسی سیاہ اندھی آئی کہ بالکل جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ فلک پر
عیان ہوا اُس ابر سے پتھر گرنے لگے اور آگ بھی برسنے لگی برق چمکنے لگی رعد گرجنے لگا پھر غل مچانے لگے
بکثرت فریاد و فغان کرنے لگے یہی ہنگامہ پہر بھر رہا پھر ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم یعنی ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجکو نام میرا تاریخ جادو تھا جسوقت تاریخ جادو
ہلاک ہوئی اور تاریکی دفع ہوئی روے آفتاب ہر ایک کو نظر آیا اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے
دیکھا کہ وہ دیوار جو حائل تھی غائب و معدوم ہوگئی زلزلہ جادو نہایت خوش ہوئی اور جملہ سرداران لشکر
بھی خوش ہوئے اور سب کے سب قریب عمرو بن حمزہ کے پہونچے دیکھا کہ لاش تاریخ جادو
کی پڑی ہے اور ہزارہا ساحر بھی قتل کیے ہوئے پڑے ہین خواجہ عمرو ساحرون کی جھولیان اور کردھنیان
اور کپڑے اُتار اُتار کے نذر زنبیل کر رہے ہین اگر کوئی کپڑا کسی ساحر مقتول کا خون سے رنگین دیکھتے ہین
خواجہ بار بار افسوس کرتے ہین اور کہتے ہین کہ میرے پاس تو کوئی پیسا بھی نہین ہے جو اس کپڑے
کو گازر سے دھلوا دون کا ایک طرف کچھ ساحران نابکار بھاگے جاتے ہین اور ہزارہا ساحر میدان جنگ
مین بادنہ قتل ہوئے تاریخ جادو کے عمرو بن حمزہ کو گھیرے ہوئے ہین اور سحر کر رہے ہین
زلزلہ جادو و دیگر ساحران ذی وقار وغیرہ نے اُن ساحران نابکار پر سحر کرنا شروع کیا اور بہادران
لشکر نے بھی تیغ دلیرو گرز گران سے اُن ساحران غدار کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین صدہا ساحر
قتل ہوئے آخر کچھ ساحر بھاگ گئے باقیماندہ مسلمان ہوئے عمرو بن حمزہ مظفر و منصور ہو کر
مع جملہ فوج و لشکر بخوشی و خرمی سیر گنبد ارسطو کی دیکھتے چلے اور بعد قطع کرنے راہ کے طلسم تاریخ مین
داخل ہوئے اور قصر و برج کھلوائے دیکھا کہ صدہا تھیلے زر قلابون مین لٹکے ہوئے ہین بہت سے
صندوقچہ از جواہر رکھے ہین عمرو بن حمزہ وہ کل مال و اسباب لیکر اور مکانات مین گئے
اُسی مکان سے انواع و اقسام کا اسباب طلسمی دستیاب ہوا اُسی مکان مین بارگاہ نارنجی لی اور چالیس
ہزار یاقوت پوشون کا لباس طلا اور اکثر تجملون اور مکانات سے سات خزانے ہاتھ آئے شاہزادہ
ذیجاہ جملہ جواہر وغیرہ اور اشیائے نایاب طلسمی و زر خزائن مذکور لیکر اُن مکانات سے باہر آئے
دیکھا کہ بارگاہ مین اور خیام فلک فرسا استادہ مین لشکر ظفر اثر اُترا ہے ہر ایک ساحر وغیرہ ساحر
مسرور و خندان ہے شاہزادہ ذی وقار اپنی بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ جلد تر سامان جشن ہو بمجرد
حکم سرداران ذی وقار نے سامان جشن کا کیا اور بزم عیش و عشرت ایسی مرتب کی کہ بزم جمشیدی بھی
آگے اُس بزم کے کچھ حقیقت نہ تھی جسوقت بزم عشرت بخوبی آراستہ ہو چکی سرداران نامی بحکم
شاہزادہ ذیجاہ بزم عشرت مین اگر بعد خرمی بیٹھے علاوہ بزم کے ہر ایک خیام مین علے قدر مراتب

ساحرون اور غیر ساحرون کی محفل عشرت حکم شاہزادہ سے آراستہ ہوئی اور ہر ایک بزم مین نازنینان خوبرو ناچنے لگین اور گانے لگین اور ساقیان گلرخ اہل بزم کو مئے ناب جام بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شخص شراب پینے لگا اور نازنینان گل پیرہن کا رقص دیکھنے لگا اور گانا نازنینان خوش گلو کا سننے لگا ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکبادی بلند ہوا خصوصًا بزم شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی مین تو اسطرح گردش جام بادۂ گلرنگ تھی کہ روح جمشید کو بھی رشک تھا اور چرخ پیر بھی دیکھکر متحیر تھا علاوہ گردش جام کے اسطرح نازنینان گلپیرہن وسیمتن رقص کرتی تھین اور گاتی تھین کہ مطربۂ فلک نغمہ انکا سُن سُن کے متحیر ہوتی تھی بعد ناچنے نازنینان کے ایک مطربہ خوبرو وکمسن قاتل جوان وسن رشک پری و حور سراپا حسن و خوبی سے معمور گیسو اُسکے رشک سواد شام عاشق پیشانی پر نور ماہ منیر سے بھی سوا پر نور زلفین اسکی طول شب فرقت عاشق سے بھی بڑھی ہوئی تھین دونون عارض اُسکے غیرت ماہ و آفتاب تھے دیدۂ مست و مخمور اُسکے گویا دو جام شراب تھے نرگس اُسکی آنکھون پر قربان تھی چشم غزال اُسکے دیدۂ غزال کو دیکھکر بصورت آئینہ حیران تھی مژگان اُس کمان ابرو کے ایسے سر تیز تھے کہ دل و جگر عشاق کے زخمی کرنے کو ہر وقت لیس رہتے تھے اور تیغ ابروے خمدار اُس قاتل خونخوار کی ایک اشارے مین صدہا عشاق کو قتل و بسمل کرتی تھی دہن اُس گلپیرہن کا غنچہ سے بھی زیادہ تنگ تھا اکثر عشاق اُسکے دہن تنگ کو دیکھکے اور اپنے دل سے مخاطب ہوکے یہ گفتگو کرتے تھے بیت فکر کچھ اچھی نہین اے دل دہان یار مین ✢ دخل کیا بندے کو اس مین یہ خدا کا راز ہے ✢ سینہ پر اُس مطربۂ نوجوان کے چھاتیان گدرائی ہوئی چھوٹی چھوٹی ابھار اپنا عشاق کو دکھاتی تھین محرم جو کسی ہوئی وہ شوخ زیب تن کیے ہوے تھی تو یا چھوٹی چھوٹی نارنگیان ثابت ہوتی تین انگیا سے رنگ چھاتیون کا پھوٹا نکلتا تھا بعض نامحرم اُس فتنۂ محشر کے سینہ پر نظر کرکے اور بیتاب و بیقرار ہوکے یہ شعر زبان پر جاری کرتے تھے شعر سینۂ یار پہ جو بند ہے اب اے دست ہوس جو کچھ لے آج تو چالاک ذرا تو ہو کر ✢ کوئی عاشق اُس گل کے سینہ پر بغور نظر کرکے کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھئے یہ ثمر نخل قد یار دوا یکبار میرے بھی ہاتھ آتے ہین یا نہین شکم اُسکا گویا تختۂ بلور زیر ناف تھی بلور ساق پر نور صورت شمع روشن پاے رنگین اُس نازنین کے ہنگام رفتار دلہاے عشاق کو بصورت سبزہ پامال کرتے تھے عاشق رفتار مطربہ ہنگام خرام مطربہ ہر قدم پر مانند حنا پامال ہوتے تھے اور خفتگان خاک اُس شوخ و فتنۂ محشر کی چال سے بیدار ہو جاتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ شاید قیامت آگئی علاوہ حسن و خوبی اعضاے سراپا کے لباس رنگین وہ نازنین زیب تن کیے ہوے تھی بناؤ سنگار بھی کیے ہوئے تھی انکھون مین سرمۂ دنبالہ دار تھا پیشانی پر افشان چنی تھی مصرع مسی مالیدہ لب پر رنگ پان تھا ✢ عشاق اُسکے لب پر نظر کرکے اور متحیر ہوکے یہ شعر پڑھتے تھے شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ✢ تماشا ہے کہ آتش و دھوان ہے ✢ اکثر عشاق اُس خوبرو نازنین مہ جبین کو دیکھکر اور نقد دل دے کر طالب وصل ہوتے تھے ہزار دل و جان سے صدقے ہوتے تھے بعض عشاق اُس مطربۂ شہرۂ آفاق کو دیکھکر اُسکے بعض اعضا کی اس طرح تعریف کرتے تھے مسدس

دو نسبت پہلو میں نظر آتے ہیں پہاڑ کیسے
دو وہیں پیالے مئے لطف سے مملو کیسے
صاف ہیں گول ہیں یہ ساعد و بازو کیسے
سینۂ صاف نہیں حسن کا گنجینہ ہے
جام صہبائے صفا کاسۂ زانو کیسے
جس میں عکس رخ قدرت ہے وہ آئینہ ہے

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
جھوٹھ سب سچ ہی یہی ہم جو خبر کہتے ہین
بانون وہ بالون کہ جنکی ہی جگہ دیدۂ حور
چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور

ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہی
آنکھین پربان بھی لیلین بالمین اگر جھپٹ
وقت رفتار ہتی چال کیا کرتے ہین

چشم خفتا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہی
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

غرض مطربہ لیعہ ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی جوانون نے جو اس رشک آفتاب کو دیکھا بے اختیار آہ کی اور باشتیاق تمام اُسکے حسن پر نگاہ کی بعض سرداران ذی وقار اُس گلرخسار کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوئے مطربہ جوانون کو بیقرار دیکھکر مسکرائی اور نازسے منھ پھیر کر اپنے سازندون کی طرف دیکھنے لگی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی اُس خوشرو کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگے جب سازندون نے اپنے سازون کو درست کرلیا اُسوقت نازنین ناچنے لگی آواز سازون کی بلند ہوئی اہل بزم دیکھنے لگے مطربہ نے لیعہ ناچنے کے یہ

غزل لیعہ ناز و ادا شوخ کی غزل

زخم قاتل مین لہو کھا لیگا جوشش
لذت تکلیف درمان دیکھ لین
تحفت جانی آج کہتی ہی یہی
وہ مرا چاک گریبان دیکھ لین
التفات جوش وحشت پھر کہان
دور سے حال پریشان دیکھ لین
دلفگاری کے سبب ہوتا ہی کیا
کیا قیامت ہی جو درمان دیکھ لین

ہُو با ہم شوق و ارمان دیکھ لین
کیا ہلال عید قربان دیکھ لین
دل مین آتا ہی کہ اکدن مرکے ہم
جوہر شمشیر عریان دیکھ لین
کرتے ہین دیر و حرم کو ہم سلام
ہو سکے جبتک بیابان دیکھ لین
رو برو دے دخت رز بٹھا کے آج
گادش برگشتہ مژگان دیکھ لین

تم ہمین ہم تمکو ایجان دیکھ لین
بند جائے آرزو سے چارہ گر
ہمت دوش عزیزان دیکھ لین
ہو نہ جبتک صبح محشر کا یقین
دیکھ لین گبر و مسلمان دیکھ لین
گر انفس ہی خوف عرض آرزو
جی مین ہی زاہد کا ایمان دیکھ لین
جھانکتا ہی پھر اُدھر تسلیم تو

مطربہ لیعہ عشوہ و غمزہ غزل مندرجہ بتا بتا کے ہر شعر کو گا رہی تھی اہل بزم کی یہ کیفیت تھی کہ بعض تو اشعار غزل سنکے مستون کے مانند جھوم رہے تھے اکثر محو دیدار تھے کوئی سر دار مطربہ کی تعریف کرتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی بھی بگوش دل گانا سن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا ناگاہ ایک جانب سے ایک ابر سیاہ بلند ہوا اور پانی برسنے لگا یہانتک کہ طوفان آیا جملہ ساحر اور غیر ساحر متردد ہوئے عمرو بن حمزہ بھی پریشان خاطر ہوئے مطربہ نے جو دیکھا کہ ہوا سنسنے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا صدائے رعد آنے لگی بارش ہونے لگی طوفان آگیا فوراً ڈر کے بھاگی سازندے بھی مطربہ کے ساتھ بزم عشرت سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی ابر سیاہ سے ایک ساحر خوبرو نمودار ہوا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ہنس آتشین پر سوار ہی اور اسی طرف آتا ہی عمرو بن حمزہ ساحر کو دیکھ کے بہر جنگ کھڑے ہوئے سرداران ذی وقار نے بھی ساحر کو دیکھکر تیغ کے قبضون پر ہاتھ رکھے کمان دار تیر انگلی پر لیس ہوئے ساحرون نے جلد جھولیون سے نارنج اور ترنج اور گولے و بخیرہ نکال کر سحر پڑھا زلزلہ جادو نے خیال کیا کہ یہ ساحر شاید نارنج جادو کا ملازم ہی قبل کہہ گیا تھا اب خبر قتل نارنج جادو سنکے بہر جنگ آیا ہی اُسے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے زلزلہ جادو نے قصد سحر پڑھنے کا کیا اور ساحرون نے نارنج اور ترنج ساحر پر مارنے کا ارادہ کیا ساحر سنے جو دیکھا کہ سب ساحر اور غیر ساحر آمادہ جنگ ہین خوف سے زمین پر اُتر آیا اور وہین سے بآواز بلند عرض کرنے لگا

کہ ای شاہزادۂ ذی وقار مین حضور کا تابعدار اور خیر خواہ ہون مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایئے خدمت عالی مین مجھے
حاضر ہونے دیجیے ساحرون کو سحر کرنے سے منع کیجیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہی عمرو بن حمزہ نے
گفتگوے ساحر سنکے سب سے منع کیا کہ اس ساحر پر سحر نہ کرنا اور خبردار تیغ و تیر بھی اسے نہ مارنا ساحران
نامدار و جوانان تہور شعار بموجب حکم شاہزادۂ ذی وقار سحر کرنے سے اور تیر لگانے سے باز رہے عمرو بن حمزہ
بزم عشرت مین بیٹھے ساحر بزم عشرت مین آیا اور شاہزادہ زیجاہ کو بعد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا
مین بھی حضور کے مطیعون اور خیر خواہون سے اور ایک خبر دینے کے واسطے حاضر ہوا ہون عمرو بن حمزہ
نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور وہ خوشخبری کیا ہی جلد بیان کر ساحر نے دست بستہ عرض کیا حضور کو معلوم ہو
کہ میرا نام طوفان جادو ہی جس روز زوربانہ جادو نے ملکہ گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر لکڑیون
مین آگ لگا دی تھی اور چاہا تھا کہ ملکہ کو جلا دے اس روز یہ خاکسار بھی وہین موجود تھا جسوقت لکڑیون آگ سے
جلنے لگین اور شعلے بلند ہوئے اور ملکہ زلزلہ جادو گریہ زاری اور نالہ و بیقراری کرنے لگین اسدم اس حقیر
کو حال ملکہ گلشن جادو اور ملکہ زلزلہ جادو پر رحم آیا تھا اور مین ملکہ گلشن جادو کو اسطرح انبار ہیزم
پر سے اٹھا لیگیا تھا کہ کسی ساحر و ساحرہ نے مجھے ملکہ کو لیجاتے نہ دیکھا تھا اور ملکہ زوربانہ جادو و دیگر ساحران
غدار کو بعد جلجانے انبار ہیزم کے یقین ہوا تھا کہ ملکہ گلشن جادو جلکر خاک ہو گئی اور کسی پر ثابت نہ ہوا تھا
کہ طوفان جادو ملکہ گلشن جادو کو اٹھا کر لیگیا ہی اس روز سے ملکہ کو مین نے اپنے گھر مین بعیش تمام آرام
رکھا ہی اور اسوقت تک ملکہ گلشن جادو میرے ہی مکان مین تشریف رکھتی ہین قبل اسکے اس احقر نے خبر
ملکہ کی آپ سے اس سبب سے بیان نہین کی تھی کہ ملکہ زوربانہ جادو اور تاریخ جادو زندہ تھین اگر انکو
کسی طرح حال ملکہ گلشن جادو سے آگاہی ہو جاتی تو وہ یقینا ملکہ کو قتل کر ڈالتین یا آگ مین جلا دیتین
اور مجکو بھی مار ڈالتین چونکہ فی الحال اس کمترین نے یہ سنا کہ تاریخ جادو کو حضور نے قتل کیا ہی اور طلسم
کو فتح کیا ہی یہ خبر فرحت اثر سنکے یہ خاکسار خدمت عالی مین واسطے اطلاع دینے حال کے حاضر ہوا ہی اب اگر حکم
ہو تو ملکہ کو یہ کمترین لے آئے جسوقت یہ مژدۂ جانفزا شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے سنا نہایت ہی خوش ہوئے
اور بدرجہ کمال مسرور ہوئے اور طوفان جادو سے از حد شاد ہو کر فرمایا کہ تنے ایسی خبر فرحت سنائی
گویا تن بیجان مین میرے جان آئی بیت تو نے ایسی خبر سنائی ہی + تن بیجان مین جان آئی ہی + واقعی تجھے
خیر خواہی کی ہی یہ فرما کر شاہزادے نے اشارہ بیٹھنے کا کیا طوفان جادو مجرا کرکے موافق اپنے رتبہ
کے بزم عشرت مین بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد طوفان جادو کو انعام کثیر دیا جاے
بموجب حکم اسقدر زر کثیر طوفان جادو کو دیا گیا کہ طوفان جادو نہایت خوش ہوا جب یہ خبر
ملکہ زلزلہ جادو نے سنی از حد خوش ہوئی اور طوفان جادو کے پاس آکر کہنے لگی کہ ای طوفان جادو تنے
میری دختر کی جان بچائی مین ممنون احسان ہوئی طوفان جادو نے عرض کیا ای ملکہ آپ میری مالک اور
حاکم ہین مین تو ایک ادنے ملازم تاریخ جادو کا ہون اب مین آپ کو اپنا ولی نعمت سمجھتا ہون مین آپ پر
کیا احسان کرونگا ملکہ زلزلہ جادو نے جواب دیا کہ ای طوفان جادو فی الحقیقت تنے مجھپر احسان عظیم کیا
یہ کہکر زلزلہ جادو خاموش ہوئی اسوقت پھر بحکم شاہزادہ زیجاہ ایک نازنین مہ جبین بزم عشرت مین حاضر
ہوئی اور ناچنے لگی اور ساقیان سیمین ساق جام شراب ناب اہل بزم کو دینے لگے سرداران ذیوقار

شراب پینے لگے شاہزادۂ فرخجاہ نے از راہ نوازش خسروانہ ایک ساغر سے باد شارہ فرمایا کہ جام شراب طوفان جادو کو بھی دے ساقی نے بموجب حکم ساغر طوفان جادو کو دیا اُسنے شاہزادے کو تسلیم کرکے جام لیا اور شراب پی اور ناچنے دیکھنے لگا جب نازنین خوب گا چکی اور سحر ہوئی عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کل سردار ہمراہ طوفان جادو اور ملکہ زلزلہ جادو اور خواجہ عمرو اور فرخ بن عمرو مع کل لشکر کے ایک محافہ ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ گلشن جادو کو بصد جلوس و تجمل لے آئین بموجب حکم سرداران ذی وقار فوج بیشمار لیکر مع خواجہ عمرو و فرخ ہمراہ طوفان جادو روانہ ہوئے جب سرداران ذی وقار مکان طوفان جادو پر پہونچے زلزلہ جادو اپنی دختر سے ملکر نہایت روئی پھر نہایت خوش و خرم ہوئی خواجہ عمرو اور فرخ نے کہا ای ملکہ بمحافہ مین سوار ہو گلشن جادو بموجب کہنے خواجہ کے محافہ مین بیٹھی کہاروں نے محافہ اُٹھایا جلوس آگے بڑھا سرداران لشکر بصد کر و فر نوبت اور نقارے بجواتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے ملکہ گلشن جادو کو شاہزادے کے پاس لائے جب سواری ملکہ گلشن جادو کی قریب بارگاہ آئی عمرو بن حمزہ بوجہ کثرت اشتیاق دید دلدار کے بارگاہ سے برآمد ہوئے اور سواری ملکہ گلشن جادو کی خود شاہزادے نے اُتروائی جب گلشن جادو محافہ سے اُترکے بارگاہ مین داخل ہوئی عمرو بن حمزہ نے جو روے زیباے ملکہ پر نظر کی عجب حسن خداداد نظر آیا **نظم**

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار | کہ شاگرد جون سامری سے ہزار
نظر آئی ابرو کی ایسی حسام | دل رستم و سام جسکے نیام
دریچہ اگر طور تھا نور کا | جبین مین عیان نور تھا طور کا
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین | سہ نو تھے ابرو شک اس مین نہین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب | کہ مُنہ دیکھتے اُنمین سب شیخ و شاب
فدا غبغب مہر ما پر تھی یہی | تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
پہ ادنے سا تھا سحر اور انکے فن | کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
جو دیکھے کوئی ابروے متصل | ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
مستی بھی نہین طور کی زبان | تھی بینی اُسی نور کی نردبان
تر و تازہ رخسار جون [illegible] | رگ گل بھی نضارت تصدق کرے
رخ آئینے سے صاف در چند تھا | یہان طوطی آئینہ بند تھا

عمرو بن حمزہ تو ملکہ گلشن جادو کو دیکھکر بدرجہ کمال خوش ہوئے لیکن ملکہ گلشن جادو نے کثرت رنج و ملال کی وجہ سے شاہزادے سے کلام نہ کیا اُسوقت شاہزادے نے ملکہ سے پوچھا کہ ای گل حدیقۂ خوبی و ای سرو بستان محبوبی باعث تمھارے رنجیدہ ہونے کا کیا ہی کیون تم مجھسے خفا ہو کچھ سبب تو بیان کرو ملکہ گلشن جادو نے جواب دیا ای شہریار ذی وقار وجہ میرے ملول ہونے کی یہ ہی کہ میننے آپ کی الفت مین انواع و اقسام کے صدمے اُٹھائے تمام طلسم مین رسوا ہوئے زوربانہ جادو نے ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دیا اور اپنی دانست مین ہمین جلا دیا اگر طوفان جادو ہمین انبار ہیزم سے اُٹھا نہ لیجاتا تو ہم جلکر خاک ہو جاتے افسوس ہزار افسوس آپ نے کچھ بھی ہمارے جلنے کی خبر سنکے رنج و غم نہ کیا اور عیش و عشرت مین ہماری ہمشیرہ مہجبین نارنجی پوش کے ساتھ مشغول رہے شب و روز خوب عیش و عشرت کیا کیسے کبھی ہمین بھولے سے بھی یاد نہ کیا اور ہماری جدائی مین دو آنسو بھی کبھی آنکھون سے نہ بہائے اب مجکو آپ سے امید نیکی کی باقی نہ رہی کوئی عورت دنیا مین سواے مہجبین کے آپ کو نہ ملی اور ملکہ لالہ خونخوار سے جو آپ نے الفت کی اُسکی چندان مجھے شکایت نہین ہی کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے مین نے سنا ہی کہ اُسکا باپ سہیل جادو نارنج جادو کے ہاتھ سے مارا گیا اور تمام شہر سہیلیہ تباہ اور برباد ہوا یہ کہکے گلشن جادو اشک آنکھون مین بھر لائی اور بعد اشکباری کے ملکہ مہجبین نارنجی پوش سے مخاطب ہو کر کہنے لگی اور اسطرح شکایت کرنے لگی کہ واہ واہ بوا مہجبین خوب تھے ہمارے

بعد خوش کیے اور لذت بوس و کنار سے لطف بے اندازہ اٹھایا اور مشہور کیا کہ شاہزادے سے الفت کر کے روح گلشن
جادو کو مین نے خوش کیا اپنا تو مطلب نکالا مجپر احسان کیا ای بہن مجکو تجسے یہ امید نہ تھی کہ تم اسی شاہزادۂ ذیجاہ
سے الفت کروگی مجکو ناخوش اور اپنے دل کو خوش کروگی ملکہ مہ جبین نے جواب دیا ای بہن گلشن جادو اگر مینے
شاہزادے سے الفت کی اور شاہزادے کے ساتھ نیکی کی تو کیا قباحت کی تمکو تو مجہسے ناراض ہونا مناسب نہین ہی
اگر مین شاہزادے کے ساتھ دشمنی کرتی تو کیا تم خوش ہوتین اور ای بہن گلشن جادو تم مجھے قسم ہے لو جو اسوقت
تک شاہزادے سے کوئی بات بری ہوئی ہو یہ کہکے پھر مہ جبین نے منت بھی کیا اسوقت خواجہ اور فرخ نے گلشن
جادو کو سمجھا کر مہ جبین نارنجی پوش سے گلے ملوا دیا پھر زلزلہ جادو نے اپنی دختر ملکہ گلشن جادو کو خوب سمجھا کر
عمرو بن حمزہ سے باہم صفائی کرا دی اسوقت عمرو بن حمزہ اور ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی غرض اسی جشن مین
ایک روز عمرو بن حمزہ نے عقد شہرت جادو کا گلگونہ جادو سے کرا دیا گلگونہ جادو بعد قتل ہونے نارنج جادو
کے مسلمان ہوئی تھی اور داخل ہوئی تھی بعد عقد ہونے شہرت جادو کے خواجہ عمرو نے شاہزادے سے کہا کہ اب
مین رخصت ہوتا ہوں اور جانب تنگ رواحل جاتا ہوں عمرو بن حمزہ نے کہا ای عمرو نامدار چند روز اور
توقف فرمایئے مین بھی ہمراہ آپ کے خدمت والدۂ ذی وقار ملکہ مہر نگار مین جاونگا خواجہ عمرو نے جواب
جواب دیا ای فرزند چند مین ملکہ مہر نگار سے آٹھ روز کا وعدہ کر کے اسطرف آیا تھا یہان زمانہ زیادہ گذرا نہین
معلوم اتنی مدت مین زوبین کے ہاتھ سے اہل قلعہ پر کیا صدمے گذرے یقین ہے کہ بجنگ ناچار نے زوبین کو
امادۂ جنگ کیا ہوگا اور اسنے قلعۂ تنگ رواحل کو گھیرا ہوگا جلد میرا وہان جانا مناسب ہی اور تم ابھی یہان
توقف کرو گے بعد اختتام جشن و دیگر امور ضروری سے فرصت کر کے تم قلعہ تنگ رواحل کی طرف آنا یہ کہکر اور
نذر کثیر خزائن طلسم نارنج سے لیکر جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اور بعد چند روز کے داخل قلعۂ تنگ
رواحل ہوئے اور سرداران سے ملکر ملکہ مہر نگار کے پاس گئے ملکہ نے شکایت کی عمرو نے تمام حال
بیان کر کے کہا اسی وجہ سے مجکو یہان آنے مین دیر ہوئی پھر ملکہ مہر نگار نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران کبتک
آلینگے خواجہ نے ایک رقعہ بزرجمہر کا نکال کے دیا اور کہا چھ مہینے مین آئینگے غرض اب احوال خواجہ تو آئندہ
لکھا جائیگا لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزہ ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین
نارنجی پوش اور ملکہ لالہ خونخوار سے عقد کر چکے اور تینون نازنینون کے وصل سے کامیاب ہو چکے اور فرخ
بھی راحت افزا اور دلربا اور سمن و یاسمن سے عقد و نکاح کر چکا اور سب سے ہمبستر ہو چکا اسوقت عمرو
بن حمزہ نے سب مال و اسباب طلسم نارنج کا لیکر ملکہ گلشن جادو کو تمام طلسم نارنج کا مالک اور حاکم کیا اور
ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ملکہ گلشن جادو کے سپرد کر کے فرمایا کہ تم دونون باہم با الفت و محبت بسر کرنا اور
ای مہ جبین اطاعت و فرمانبرداری گلشن جادو مین تم کسی طرح عذر نہ کرنا گلشن جادو تو اس طلسم کی بادشاہت
کرے اور تم وزارت کرنا ملکہ مہ جبین نے قبول کیا پھر شاہزادۂ ذیجاہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے مخاطب ہو کر
فرمایا کہ ای ملکہ اب تم یہان سے اپنے باپ کے شہر مین جاؤ اور وہان کی بادشاہت کرو انشاء اللہ مین بھی
تمھارے پاس آؤنگا یہ فرما کر تینون نازنینون کو باہم ملوا کے ملکہ لالہ خونخوار کو بخدم و حشم شہر سہیلیہ
کی طرف روانہ کیا ملکہ لالہ خونخوار غم جدائی شاہزادۂ ذی وقار سے مع سمن و یاسمن اشکبار چلی اور
بعد قطع راہ شہر مین اپنے باپ کے پہونچی اور مثل اپنے پدر کے شہر سہیلیہ کی حکومت کرنے لگی یہان

عمرو بن حمزہ بعد جانے ملکہ لالہ خونخوار کے ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ زلزلہ جادو اور شہرت
جادو اور گلگونہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوئے اسوقت جدائی شاہزادہ سے ہر ایک کا عجب حال تھا ہر ایک شخص
اشکبار تھا خصوصاً ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش نہایت مغموم اور اشکبار تھین عمرو بن حمزہ ہر ایک کو
سمجھاتے تھے اور تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انشاءاللہ پھر یہان آونگا اور تمسے ملاقات کرونگا غرض سب سے
رخصت ہوکر مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی اور زرتاش بہادر یونانی اور
فرخ بن عمرو وغیرہ مع فوج غیر ساحر بصد شان و شوکت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحراے
سبزہ زار مین قریب کوہ مقیم ہوئے بارگاہ و خیام استادہ ہوئے لشکر ظفر اثر اُترا سرداران نامدار خیام مین
استراحت پذیر ہوئے عمرو بن حمزہ بھی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے فرخ واسطے سیر صحراے سبزہ زار
کے اور واسطے بالادوی کے فرودگاہ لشکر سے چلا جب سیر صحرا کی کرتا ہوا درہ کوہ تک پہونچا اسوقت فرخ نے دیکھا
کہ ایک ساحر مہیب و مسن درہ کوہ مین بالاے فرش بیٹھا ہے اور شیشہ شراب اور جام ہے اُسکے روبرو رکھا ہے اور قریب
اُسکے ایک نازنین نوجوان رشک محبوبان جہان خورشید جمال مبتلاے غم و ملال حزین و بےحرکت بیٹھی ہے اور زبان مین
اُسکی سوزن ہے ساحر مہیب صورت شراب پیتا ہے اور دست بستہ اُس نازنین سے کہتا ہے کہ اے معشوقہ لاجواب من
اب میرے حال پر رحم کر مجکو اپنے وصل سے شاد کر یہ جان نثار مدت دراز سے تجپر عاشق ہے جھوٹا نہین ہے قول کا صادق
ہے تیرے فراق مین مین نے نہایت مصائب اُٹھائے ہین قلب و جگر آتش عشق سے جلائے ہین مجکو بڈھا
خیال نکر مین نوجوانون سے بہتر ہون بخوبی قوی ہون گو کہ پیری سے صورت کمان خمیدہ قد ہون لیکن تیر
نشانہ پر خوب لگاؤنگا مجکو ذلیل نجان مین سحر مین اپنے وقت کا رشک سامری ہون نام میرا سیخواد سیہ پیشانی
ہے تیرا عاشق طلسم جہان مین لاثانی ہے شکر کر کہ مین تجپر عاشق ہوا اور تجکو باغ سے اُٹھا لایا ہر چند ممکن
ہے کہ بجبر تجسے اپنا مدعاے دل حاصل کرون لیکن یہ مجھے منظور نہین ہے تو بخوشی مجھے اجازت دے تاکہ مین مدعاے
دل حاصل کرون یہ کہکے سیخواد سیہ پیشانی قدم نازنین پر گرا فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ نازنین کے چہرے پر
آثار غیظ و غضب ظاہر ہوئے جب ساحر نے قدم نازنین پر سے سر اُٹھایا نازنین بصد عتاب باپا و اشارہ
اُس سے کہا کہ مجکو تیرا کہنا منظور نہین ہے مجکو رہا کر دے ورنہ مین رنج و غم سے ہلاک ہو جاؤنگی فرخ نے یہ کیفیت
دیکھکے خیال کیا کہ یہ دونون اس درہ کوہ مین بیٹھے ہوئے اسطرح نظر آتے ہین جیسے کہ ایک برج مین زحل
و مشتری ہون نحس و سعد ایک جگہ ہون یہ خیال کرکے فرخ وہان سے چلا اور خدمت عمرو بن حمزہ
مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اسوقت مین عجب کیفیت دیکھ آیا ہون اگر آپ کا دل
چاہے تو آپ بھی چلیے اور جو کیفیت مین نے دیکھی ہے آپ بھی تشریف لیجا کر ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ
نے پوچھا اے فرخ کیا کیفیت دیکھ آئے ہو کچھ بیان تو کرو فرخ نے عرض کیا آپ ہی چلیے خود ملاحظہ کر لیجیے
ایسی کیفیت یقین ہے کہ آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی عمرو بن حمزہ گفتگوے فرخ سنکے مشتاق ہوئے اور فوراً
بارگاہ سے نکل کے ہمراہ فرخ کے چلے جب قریب کوہ پہونچے فرخ نے ایک تنہ درخت کی آڑ مین کھڑے ہوکر
شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ بھی یہین تشریف لائیے اور درہ کوہ مین جو کیفیت نظر آئے ملاحظہ کیجیے عمرو
بن حمزہ نے حسب موافق کہنے فرخ کے درہ کوہ مین دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک ساحر ضعیف سیہ رو کے
قریب ایک نازنین آفتاب جمال بیٹھی ہے اور ساحر دست بستہ اُس سے کہتا ہے کہ آج تو میری عرض

قبول کر مجھے بہتر ہو عذر و انکار نہ کر براے خداوند سامری و جمشید میری تمناے دلی بر لا عمرو بن حمزہ اُس نازنین حور
پیکر کو دیکھکر فرخ سے کہنے لگے کہ اے فرخ مین اس نازنین کو خوب دیکھی ہی جو تنہ درخت چنار سے نکلکر روبروے
انور شاہ دلپسیر منور شاہ باغ مین بیٹھی تھی اور بعد چل جانے باغ کے یہ نازنین غائب ہو گئی تھی اب معلوم ہوا
کہ اُس نازنین کو یہ ساحر اٹھا لایا ہی یہ بیٹی سہیل جادو کی ہی اور بہن ملکہ لالہ خونخوار کی ہی نام اسکا خونخوار جادو ہی
اسی نازنین پر انور شاہ عاشق ہوا تھا اور اسی نازنین اور انور شاہ کو سہیل جادو نے برہم ہو کر قید کیا تھا
اور اسی نازنین کی رہائی کے واسطے سہیل جادو نے مجکو ایک تعویذ دیا تھا اور آہستہ آہستہ اسی کی رہائی کے
بارے مین سہیل جادو نے مجھسے گفتگو کی تھی اب مین اُس ساحر نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کرتا ہون اور اُس نازنین
کو اسکی قید سے رہا کرتا ہون یہ فرماکر عمرو بن حمزہ نے قدم بڑھا فرخ نے عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائے
مین جاتا ہون اور اُس ساحر کو قتل کرتا ہون اور ملکہ خونخوار جادو کو چھڑاتا ہون یہ کہکے فرخ نے حلہ تر
رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت بشکل ایک فرشتہ خداوند سامری کے بنائی اور عمرو بن حمزہ کو زیر درخت
چھوڑکر جانب دیدہ کوہ روانہ ہوا میخوار سیہ پیشانی بیٹھا ہوا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر عجیب و غریب میری
طرف چلا آتا ہی میخوار سیہ پیشانی شکل ساحر دیکھ کے حیران ہوا جب فرخ قریب میخوار سیہ پیشانی ہو پہنچا میخوار گھبراکر
اٹھا اور لرزکر پوچھنے لگا آپ کون ہین یہان کیون آئے ہین اپنی کیفیت سے آگاہ کیجیے فرخ نے ہنسکر کہا کہ
اے میخوار سیہ پیشانی تم مجھسے نہ ڈرو مین ایک فرشتہ خداوند سامری ہون خداوند سامری کو تمھارے حال
پر رحم آیا ہی اور مجکو بھیجا ہی کہ ہمارا بندہ خاص چند روز سے عشق نازنین مین بیتاب و بیقرار ہی اور نازنین
وصل پر راضی نہین ہوتی ہی لہذا یہ دو سیب خاص باغ بہشت کے دیے ہین اور مجھسے کہا ہی کہ اول ایک
سیب ہمارے بندہ برگزیدہ میخوار سیہ پیشانی کو کھلا دینا وہ نوجوان ہو جائیگا علاوہ نوجوان ہونے کے
اسکی عمر بھی بڑھ جائیگی تاریکی پیشانی سے دور ہو جائیگی مثل آفتاب ناصیہ اسکی روشن ہو جائیگی نازنین
دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی پھر دوسرا سیب خونخوار جادو کو کھلا دینا اسکی حیات بڑھ جائیگی اور اس
سیب کو کھاتے ہی ہزار دل و جان سے میخوار سیہ پیشانی پر مائل اور فریفتہ ہو جائیگی پس تم یہ سیب عطیہ
خداوند سامری کھاؤ فرخ نے یہ کہکے ایک سیب جیب سے نکال کر میخوار سیہ پیشانی کو دیا میخوار سیب
لیکر اور تمام تقریر فرشتہ کی سنکے نہایت خوش ہو کر کہنے لگا قربان ہون مین اپنے خداوند سامری پر کہ
انھون نے میرے حال پر رحم کیا اور میرے دل کے احوال سے آگاہ ہو کر آپ کو بھیجا یہ کہکے سیب کو چوم کر
اور آنکھون پر رکھ کے بعد اداب کھا گیا نازنین یہ حال دیکھ کے مغموم اور متردد ہوئی میخوار سیہ پیشانی
نے فرشتہ خداوند سامری کو اپنے پہلو مین بعد تعظیم و تکریم بٹھایا اور کہنے لگا کہ ابھی تک تو مین نوجوان نہین
ہوا کیون اے فرشتہ خداوند مین کب تک نوجوان و خوبصورت ہو جاؤنگا فرخ نے کہا بعد ایک لمحہ
کے تاثیر سیب اور قدرت خداوند تیر ظاہر ہو جائیگی فرخ یہ کہہ رہا تھا کہ میخوار سیہ پیشانی نے کہا اتو
مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ حرارت سے جلا جاتا ہی سر کو گردش ہی آنکھین بند ہوئی جاتی ہین فرخ نے
یہ سنکر جواب دیا کہ اب تم جلد مر جاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے مین فرشتہ خداوند سامری تمھاری روح کو
قبض کرونگا اسی واسطے یہان آیا ہون بغیر تمھین ہلاک کیے یہان سے نہ جاؤنگا میخوار سیہ پیشانی
گفتگوے فرخ سنکے غضبناک ہوا اور برہم ہو کر اٹھنے لگا اور سحر کرنے کا قصد کیا فرخ نے

بیضہ بیہوشی ناک کر اسکی ناک پر مارا بیضہ اسکی بینی پر ٹوٹا اول تو سبب بیہوشی آمیز کھا چکا تھا اب جو بیضہ بیہوشی بینی پر پڑا فوراً بیہوش ہوکر زمین پر گرا فرخ نے جلد خونخوار جادو کی زبان سے سوزن نکالی اور خنجر آبدار سے مجخوار سیہ پیشانی کو ہلاک کیا جب مجخوار قتل ہوا دردہ کوہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ آئی ہوا سے تند چلی اور آواز آئی قتل کیا مجکو کہ نام میرا مجخوار سیہ پیشانی تھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی فرخ و خونخوار جادو دونوں درہ کوہ سے نکلے خونخوار جادو نے پوچھا اے شخص تو کون ہے تونے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اس ساحر کو قتل کرکے مجھے رہا کیا فرخ نے اپنی شکل تبدیل کی اور صورت اصلی ہوکر خونخوار جادو سے کہا کہ نام میرا فرخ ہے میں عیار شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا ہوں دیکھو شاہزادہ دیجاہ بھی وہ سامنے زیر درخت کھڑے ہیں اور لشکر شاہزادے کا اترا ہے مین نے بموجب حکم شاہزادہ ذیوقار کے تمھیں رہا کیا اب تمکو لازم ہے کہ شاہزادہ ذیوقار کے پاس چلو اور شاہزادے سے ہمسو ہو کیونکہ تم سالی ہو تمھاری بہن ملکہ لالہ خونخوار مسلمان ہوئین اور شاہزادے کے عقد مین آئین تمھیں بھی مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی ترک کرو خونخوار جادو گفتگوے فرخ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ فرخ کے عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور پوچھنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیوقار آپ اس صحراے سبزہ زار مین کسواسطے تشریف لائے ہین اور اب ارادہ کہاں جانے کا ہے عمرو بن حمزہ نے تمام حال ابتداے انتہا تک بیان فرماکر کہا کہ اب مین سیر و شکار کرتا ہوا جا بجا مقام کرتا ہوا جاؤنگا تمھیں لازم ہے کہ اپنی بہن کی طرح سامری اور جمشید پرستی سے اجتناب کرو اور دین اسلام کو اختیار کرو پھر عمرو بن حمزہ نے اسطرح حال وحدانیت و قدرت پروردگار عالم بیان کیا کہ خونخوار جادو اسی وقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادہ دیجاہ خونخوار جادو کے مسلمان ہونے سے خوش ہوا اور اسکے اپنے لشکر مین لایا پھر شاہزادے نے الوزشاہ پسر منورشاہ کو طلب فرماکر بآئین شایستہ الوزشاہ سے عقد خونخوار جادو کا کردیا اور بعد ایک روز کے الوزشاہ اور خونخوار جادو کو مع منورشاہ کے رخصت کیا جب الوزشاہ اور منورشاہ مع خونخوار جادو کے چلے گئے عمرو بن حمزہ نے اس صحراے پر بہار سے کوچ کیا اب ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ طلسم تاریخ فتح ہوچکا عمرو بن حمزہ مع سرداران ذیوقار بعد شوکت و حشمت ٹھہرتے ہوئے اور سیر و شکار کرتے ہوئے ایک جانب روانہ ہوئے انشاء اللہ حال اونکا مقام مناسب پر آیندہ لکھا جائیگا

داستان مقابلہ کرنا عفریت کا امیر ہاتو قبر حمزہ صاحبقران سے بہ مشورہ ملعونہ اور شکست کھاکر بھاگنا شہپال بن شہرخ کا ساقی نامہ

ذرا آ ادھر ساقی جنگجو
پلا آج مجکو مے مشکبو
بھراؤں کمیت قلم کی عنان
کروں مجھ بیان حال صاحبقران
کرے رحم گر تو مرے حال پر
لکھوں حال شہپال کا سربسر

یہ ہر قصد اے ساقی سیم بر
مئے مشکبو پلا کے مین جلد تر
دکھا دوں میں اپنی طبیعت کا رنگ
لکھوں نشہ مین جو ہے ذکر جنگ
بہ تکرار کہتا ہوں اے نامہ بر
خبر ہوں خبر ہوں خبر ہوں خبر

نامداران میدان فصاحت و دلاوران معرکہ بلاغت جوہر تیغ تیز زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ قبل اسکے پردۂ تاجت کی داستانوں مین بیان تک لکھا گیا ہے کہ عفریت قریب گلستان ارم مع لشکر مقیم ہے کہ شاہ شہپال بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران سے الجھا ہے دیو خرباے ملکہ آسمان پری کو جزیرہ شبنم مین قید کیا ہے حمزۂ صاحبقران کو دیو سیاہ مکہ سیاہ کلاہ سیاہ قبا نے زندان سے رہا کیا ہے

اور شریک شہپال ہوا ہی شہپال نے دیو سیامک کو عہدۂ عفریت پر سرفراز کیا ہی لشکر شہپال کا مقابلہ
عفریت مین اُترا ہوا ہی دیو تنومندون ہزار دست نے بعد روانہ کرنے دیو سیامک سیاہ کلاہ کے برائے
مدد عفریت بھی کسی کو نہین بھیجا ہی غرض برائے آگاہی ناظرین کے تو یہ پتہ مندرج کیا گیا لیکن اب
احوال عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب ایک زمانۂ دراز تک دونون لشکر مقابلہ مین اُترے رہے اور
کوئی لڑائی نہ ہوئی ایک روز عفریت نے تنہائی مین اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ حمزۂ صاحبقران
آدم زاد نے طرح طرح کے صدمے مجکو دیے ہین یعنی اول تو دیو راہدار کو اُسنے قتل کیا ہی اور پھر میرے
لشکر کے سیکڑون دیوون کو ہلاک کیا ہی اور میری دختر مشتورہ کو مار ڈالا ہی مجکو میری دختر کے ماتم
مین مبتلا کیا ہی اب کیا تدبیر کرون کہ یہ آدمزاد ہلاک ہو اور شہپال بن شہرخ قتل ہو اور ملک
شہپال کا میرے قبضہ و تصرف مین آئے صدمہ و غم دل سے برطرف ہو جاے ملعونہ نے
تقریر اپنے فرزند عفریت کی سنکے دیر تک فکر کی چونکہ ملعونہ کاہنہ ہی اُسنے اپنے علم سے دریافت
کرکے کہا کہ اے فرزند آگاہ ہو کہ اگر تو جنگ ہوائی آدمزاد سے لڑیگا تو فی الحال شہپال
بن شہرخ پر فتحیاب ہوگا اور ملک اُسکا تیرے قبضہ مین آجائیگا عفریت گفتگو اپنی مادر کی
سنکے خوش ہوا اور سامان جنگ ہوائی کرنے لگا جب وہ دن ہوا اور رات بھی گذر کے وہ وقت آیا
کہ دیو فلک نے نیزۂ شعاع مہر ساکنان پردۂ قاف وغیرہ کو دکھایا ابیات کہ جب
دیدار صبح سے بھر گیا جی + نظر نے صبح کی صحبت طلب کی اُٹھین آنکھین لپٹ کر روے خورشید
لگے ہونے نظارے سوے خورشید + عفریت بیدار ہو کر اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا
سرزر دیوون نے آکر سلام کیا اور اپنے اپنے مقام اور جگہ پر بیٹھے جب دربار آراستہ
ہوا اُسوقت عفریت نے ایک نامہ لکھوا کر حمزۂ صاحبقران کو بدست دیو شب آہنگ
روانہ کیا دیو شب آہنگ جب لشکر شہپال بن شہرخ کے قریب آیا دیوون نے
خدمت شہپال مین جاکر عرض کیا کہ اسوقت دیو شب آہنگ عفریت کا نامہ لیکر آیا ہی
شہپال نے حکم دیا کہ اگر شب آہنگ نامہ لیکر آیا ہی تو آنے دو دیوون نے بموجب
حکم دیو شب آہنگ کو نہ روکا جب دیو شب آہنگ دربار بہیرۂ حضرت سلیمان مین گیا دیکھا اُسنے
دربار آراستہ ہی تخت پر شہپال بن شہرخ بیٹھا ہی قریب تخت کرسی جواہر نگار پر حمزۂ صاحبقران
جلوہ فرمائین ایک جانب دیو سیامک سیاہ کلاہ بیٹھا ہی علاوہ دیو سیامک سیاہ کلاہ کے صدہا دیو
معزز و ممتاز بعہدہ او بمرتبہ قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہین دیو شب آہنگ نے بعد دیکھنے کیفیت
دربار کے بکراہت شہپال بن شہرخ کو سلام کیا اور نامہ عفریت کا حمزۂ صاحبقران کو دیا
امیر با توقیر نے نامہ لیکر پڑھوایا مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ اے آدمزاد تو کئی لڑائیان مجھسے لڑا
اور کچھ مدعا دل حاصل نہوا اب مین چاہتا ہون کہ تو مجھسے جنگ ہوائی کر یعنی بالاے ہوا مجھسے
مقابلہ کر مجھے یقین ہی کہ اگر تو شجاع اور بہادر ہی تو ضرور حسب دلخواہ میرے مجھسے لڑیگا اور اگر
تو نامرد اور بزدل ہی تو انکار کریگا پس جو تجھے منظور ہو جلد جواب نامہ سے آگاہی دے جب
حمزۂ صاحبقران نے عبارت نامے کی سُنی اور مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی اُسوقت

حمزۂ صاحبقران نے چاہا تھا کہ پشت نامہ پر لکھیں کہ ہم حسب دلخواہ تیرے تجھسے لڑینگے ناگاہ شہپال نے
پوچھا کہ کیا جواب نامہ لکھتے ہو حمزہ صاحبقران نے کہا مین یہی لکھونگا کہ موافق تیری تمنا کے مین تجھسے لڑونگا
شہپال اور عبد الرحمٰن جنی نے کہا کہ بالاے ہوا لڑنا اچھا نہین ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ عذر کیجیے اور
بالاے ہوا جنگ نہ کیجیے اس لڑائی کا انجام بد معلوم ہوتا ہے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو موافق
اسکی آرزو کے اُس سے ضرور لڑونگا عذر کرکے نامرد نہ بنونگا شہپال اور عبد الرحمٰن جنی یہ تقریر امیر
با توقیر کی سُنکے خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ ای عفریت تو جس طرح
مجھسے لڑیگا مین تجھسے مقابلہ کرونگا یہ لکھکر نامہ دیو شب آہنگ کو دیدیا دیو سلام کرکے عفریت کے
لشکر کی طرف روانہ ہوا جب دیو شب آہنگ روبروے عفریت پہونچا نامہ عفریت کو دیکے
عرض کرنے لگا کہ شہپال اور عبد الرحمٰن جنی نے ہر چند آدمزاد کو سمجھایا لیکن آدمزاد نے مانا
اور بالاے ہوا لڑنا منظور کیا اور یہی پشت نامہ پر لکھ بھی دیا ہے عفریت نے پشت نامہ پر نظر
کرکے جو دیکھا فی الواقع یہی لکھا تھا کہ ای عفریت جس طرح تو مجھسے لڑیگا اسی طرح مین بھی تجھسے
لڑونگا عفریت جواب نامہ حسب دلخواہ اپنے پاکر خوش ہوا اور دیو فربا سے کہنے لگا کہ اب ضرور
اس آدمزاد کو مار ڈالونگا اور شہپال کو قتل کرونگا یہ کہکے عفریت نے طبل جنگ بجوایا جب
صداے طبل جنگ بلند ہوئی دیو اکوان اور دیو برق آواز طبل جنگ سُنکے خدمت شہپال
بن شہرخ مین حاضر ہوئے اور اس طرح بعد دعاے دولتاے بادشاہی کے عرض کرنے لگے
ابیات ہمیشہ تا گذرد در جہان لیل و نہار * بکوچی دوراز حیات عشرت و ناز * حیات خصم
تو چون وعدۂ کرم کوتاہ * نشاط بزم تو چون از روے عرض دراز شہنشاہ پردۂ قاف کے دشمن چرخ
فلک سے ہمیشہ برباد و تباہ رہین اور ظل اللہ دام الطاف ایزدی سے صاحب تخت و کلاہ رہین
اسوقت عفریت بد اندیش نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ کل وقت سحر شہنشاہ سے مقابلہ
کرے اور آتش کینہ کا لون سینہ سے ظاہر کرے باقی خیریت ہے جب دونو دیو اپنی زبان مین حال
بجنے طبل زری کا گذارش کرچکے مودب دست بستہ کھڑے رہے شہپال نے خبر طبل جنگ بجنے کی
سُنکے فرمایا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارہ سلیمانی پر چوب پڑے بموجب
حکم دیو اکوان نے بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کے قلابہ جنی اور کبابہ جنی وغیرہ پریزادون
سے حکم شہنشاہ شہپال بن شہرخ بیان کیا قلابہ جنی وغیرہ نے نقارہ خانہ سلیمانی مین جاکر
نقارۂ سلیمانی پہ چوب لگا شہنا نوازون نے شہنا بجائی آواز نقارۂ سلیمانی ایسی بلند ہوئی کہ
تا بفلک پہونچی شیر فلک ٹھہر گیا مریخ کانپنے لگا گوش ساکنان فلک کر ہوگئے کوہ تھرانے لگا و زمین
کو گمان ہوا کہ قیامت آگئی خفتگان لحد خواب سے بیدار ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ شاید یہ
صور اسرافیل کی صدا ہے غرض جب صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ دیوون کو خبر ہوئی
کہ نقارہ سلیمانی پر چوب پڑی ہے کل جنگ ہوگی زمین دیوون کے خون سے لالہ رنگ
ہوگی ہزارہا دیو قتل ہونگے سیکڑون دیو جانبین کے زخمی ہونگے دیکھیے کون فتحیاب ہوتا ہے
کسکو شکست ہوتی ہے یہ کہکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی دونون

لشکرون مین بخوبی تیاری جنگ ہونے لگی اودھر شہپال بن شہرخ اُدھر عفریت نابکار سامان کارزار
کرنے لگا دیو دونون لشکرون کے نعرے مارنے لگے آلات حرب و ضرب کے درست کرنے لگے غرض
چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ابیات چنان تا سپیدہ دمان بردمید +
شب تیرہ گون دامن اندر کشید + چو پنہان شد آن چادر آبنوس + بگوش آمد از دور بانگ خروس + وقت
صبح لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون جانب میدان کارزار چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر سے
عفریت نابکار مع لشکر کثیر دیوان خونخوار سمت میدان کارزار آیا اور میمنہ و میسرہ قلب و جناح لشکر کا درست
کرکے انتظار شہپال اور حمزۂ صاحبقران کا کرنے لگا ادھر بھی شہپال بن شہرخ تخت پر سوار ہوا اور
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی مع حمزۂ
صاحبقران بجمعیت دیو و پریزاد جانب میدان مصاف روانہ ہوئی وہ وقت سحر نسیم کا چلنا ستارون
کا پنہان ہونا طائران خوش الحان کا پردہ قاف مین نغمہ سرا ہونا آفتاب عالمتاب کا مشرق سے ظاہر
ہونا ہواے سرد کا دمبدم چلنا لایق دید تھا اور دیون کو نسیم سحر کا چلنا فرحت دیتا تھا اور اسلح
لشکر دیو و پریزاد روان تھا کہ دریا بھی روانی لشکر سے خجل تھا و دا صدر پہ غبار روانگی لشکر کے سبب
بلند تھا کہ باوجودیکہ آفتاب طلوع ہو تھا لیکن کسی کو نظر نہ آتا تھا کثرت گرد غبار سے روز روشن
مثل شب تیرہ و تاریک تھا گاوزمین بار کثرت سپاہ سے پیسی تھی ماہی زیر قدم گاو بیقرار تھی الغرض
شہپال بن شہرخ بجمعیت فوج کنارے دریاے ذخار کے میدان کارزار مین صف آرا ہوا اُسوقت
بعد ہموار ہونے زمین میدان رزم کے نقیبون نے دونون لشکرون سے نکل کر اپنی زبان مین اسلح
مذمت دنیاے فانی مین یہ اشعار زبان پر جاری کیے اور پکارے اشعار ہان دلا کر نظر بدیدہ غور
دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور + بھول مت دیکھ دیکھ آرایش + نہین دنیا مقام آسایش + کوئی
بزم طرب کا بانی ہی + کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی + کہین چرخ چلتی ہی اور چالا ہی + کہین [illegible]
اے بہادران یکتاے آفاق و اے دلاوران پردہ قاف دیکھو بنی آدم مین رستم و اسفندیار سہراب
و افراسیاب وغیرہ جو بڑے شجاع اور دلیر تھے آج زیر خاک پنہان ہین ہرچند وہ مرگئے لیکن
بوجہ شجاعت کے آجتک نام اُنکے زبان خلائق پر جاری ہین ہر ایک شخص اُنکی شجاعت کی تعریف
کرتا ہی اسی وجہ سے گویا وہ سب زندہ ہین پس تمکو بھی لازم ہی کہ آج ایسی کارزار کرو کہ تا قیامت
یادگار رہے وہ تو بنی آدم ضعیف البنیان تھے تم سب دیو قوی ہیکل ہو ہنگام جنگ ثابت قدم رہ
حریف کو ٹوک کے قتل کرو آج کا دن نام کرنے کا ہی ہو جب ابیات نام رستم کا مٹا دو
آج ہی وہ معرکہ + کھا ڈھیل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا + دیگر رستم رہا نہین یہ نہ
بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + جب نقیبان خوش آواز و راست گفتار
ہر ایک دیو اور پریزاد کو ترغیب جنگ دے کر علیحدہ ہوئے اُسوقت جملہ دیوون اور پریزادون
کے دلون پر ایک محویت سی ہوئی ہر ایک دیو دار شمشاد کو پکڑ کے جھومنے لگا اور ہر ایک
پریزاد قبضہ ارہ پشت خنگ کو چومنے لگا اور یہ قصد کیا کہ صف لشکر دشمن پر گر کے
اعدا کو ہلاک کرین لڑ بھڑ کے مرجائین پردۂ قاف مین نام کرجائین شجاعان جہان مین داخل

ہو جائیں دیو ادھر تو یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اُدھر سے عفریت بصد نخوت و غرور نکلا اور کنارے دریا
کے ٹھہر کے پکارا کہ ای آدمزاد جلد بموجب اقرار مجھسے کارزار کر اور صف لشکر سے نکلکر بالاے ہوا
مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر عفریت بلند ہوا بالاے ہوا قائم ہوا حمزہ صاحبقران سب سے رخصت ہوکر
ایک تخت پر کھڑے دیو یرقان وہ تخت اپنے دونوں ہاتھوں پر اُٹھا کر ساٹھ گز زمین سے بلند
ہوا جب دیو یرقان تخت اٹھا کر مقابل عفریت کھڑا ہوا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
عفریت اب مجھپر حربہ کر دار شمشاد یا تیغ و تیر لگا جب خدا مجکو تیری ضرب سے بچائیگا اسوقت مین بھی
تجھپر تیغ و تبر لگاؤنگا عفریت نے گفتگوے امیر یا تو تیر ٹھکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر لیا وہ کمان
اسقدر سخت اور گرانبار تھی کہ کھینچنا تو اسکا نہایت ہی دشوار تھا ستم سے اٹھ بھی نہ سکتی اور تیر مانند ایک
ستون فولادی کے تھا الحاصل عفریت نابکار نے اس خیال سے تیر دیو یرقان کے سینہ پر مارا کہ جب
دیو یرقان مرکز زمین پر گریگا اسوقت تخت بھی بالاے زمین گریگا اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کو
قتل کر ڈالونگا غرض جب تیر دیو یرقان کے سینہ پر لگا اور پشت کو توڑکر نکل گیا یرقان نے آواز دی
کہ ای حمزۂ صاحبقران اس خاکسار نے تو اپنی آپ کے قدم پر نثار کی یہ کہکے دیو یرقان زمین پر گرا
تخت ہاتھ سے چھوٹکر جانب پستی گرنے لگا حمزۂ صاحبقران تخت سے جدا ہوکر سوے پستی گرنے لگے
عفریت نے مع لشکر حمزۂ صاحبقران اور شہپال بن شہرخ پر حملہ کیا احوال امیر یا تو تیرکا تو آئندہ
لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت اور شہپال کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عفریت نے حملہ کیا شہپال نے
جملہ دیوؤن اور پریزادون سے کہا کہ جلد حمزۂ صاحبقران کو بڑھ کے روک لو اور زمین پر نہ گرنے دو
اور عفریت سے مقابلہ کرو بموجب حکم ادھر سے دیو اور پریزاد اٹھے حمزۂ صاحبقران تک
تو نہ پہونچے لیکن عفریت کی فوج سے لڑنے لگے وار شمشاد اور دارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و
ضرب سے دیوان خونخوار کو قتل کرنے لگے لاشے دیوؤن کے زمین پر گرکے تڑپنے لگے سر و تن جدا ہونے
لگے باہم دونون لشکرون مین جنگ آزمائی ہوئی ضرب دار شمشاد و دارہ پشت نہنگ و دیگر آلات
حرب و ضرب سے دیو و پریزاد ہلاک ہونے لگے ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا شور محشر آشکار ہوا زخمی
درد زخمہاے کاری کے سبب سے کراہنے لگے اکثر زخمی کنارے دریا کے مانند ماہی بے آب تڑپنے لگے
خون کشتگان سے ایک دریاے خون کنار دریا جاری ہوا دریاے خون موجزن ہوکر دریا مین
ملگیا خون دیوان قاف کا جو پانی مین ملگیا رنگ آب دریا کا گلگون ہوگیا لاشین جو دیوان نابکار لشکر کا
عفریت نابکار کی دریاے خون سے بہکر دریاے ذخار مین گئین دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ بڑے
بڑے مگر اور گھڑیال اور سونس دریا مین بہے جاتے ہین اور جو پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوئے
اور لاشے انکے دریا مین بہکر گئے دیکھنے والون پر ثابت و ظاہر ہوا کہ ستارۂ رخشان غرق دریاے
فنا ہوکر آب دریا مین جلوہ گر ہین جسوقت دست دیوان نابکار سے پریزاد قتل ہوکر بلندی سے
سوے پستی گرتے تھے دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ دن کو ستارے آسمان سے ٹوٹکر بالاے
زمین گر رہے ہین آثار قیامت نمودار ہین خون جانب آسمان سے بالاے بحر برس رہا ہی
لاشین دیوؤن اور پریزادون کی شل اولون کے برابر گر رہی ہین دیو اسطرح نعرے کرتے تھے

گرز کی آواز اُنکی صدائے تجلی تھی طرفہ تھا یہ جنگ عجیب و غریب کہ الحفیظ والامان کہتے تھے اور ہٹ جاتے تھے اور لاشین
جو دیوون اور پریزادون کی بالائے ہوائے زمین پر گرتی تھین قدم گاوزمین کثرت بار سے دمبدم تھراتے تھے
زمین کو زلزلہ تھا فلک پیر یہ جنگ دیکھکر حیران تھا باوجودیکہ آفتاب فلک چہارم پر تھا لیکن یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر
خوف سے کانپتا تھا مریخ فلک یہ خونریزی دیکھکر ڈرتا تھا زمین پر کنارے دریا کے کشتون کے پشتے تھے ہزارہا لاشے
دریا مین بہ گئے سیکڑون لاشین دریا مین غرق ہو گئین تھین ماہیان دریا و جملہ ساکنان دریا دیوون اور
پریزادون کا گوشت کھاتے کھاتے سیر ہو گئے تھے وہ شور گیرودار دیوون کا شور عرصات تھا میدان حشر
گویا پردۂ قاف تھا قیامت کی جنگ ہو رہی تھی ابیات ہزارون تھے جو دان و ستمگار ◦ ہوئے شہپال سے
سرگرم پیکار ◦ بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ ◦ کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ ◦ جب دیوان اور پریزادان
لشکر شہپال نے بیشمار دیو لشکر عفریت کے قتل کیے لشکر عفریت کا پیچھے ہٹا اُسوقت عفریت نے اپنے لشکر
کے دیوون سے مخاطب ہوکر اپنی زبان مین یہ کہا کہ ای بہادران پردۂ قاف قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ
دلیرانہ لشکر شہپال پر حملہ کرو لڑائی فتح کرو خلعت و انعام پاؤ دیوون نے یہ سنکے ایک مرتبہ سخت حملہ کیا
اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ اور سنگ گران اٹھا اٹھا کر لشکر شہپال پر مارنے لگے اور تین جانب سے
انکو گھیر لیا اُسوقت باہم دونون لشکر ایسے لڑے اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ کبھی ایسی لڑائی زیر فلک نہوئی تھی
آخر حال جنگ مفصل تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ شام تک باہم خوب جنگ ہوئی ہزارون
بلکہ لاکھون دیو اور پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوئے آخر باقی ماندہ لشکر شہپال تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا ہرچند شہپال
نے اپنے لشکر کو سمجھایا کہ ای بہادران لشکر آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی لڑ بھڑ کے اپنی اپنی جان دے دو اور قدم
میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ لیکن دیوون نے کہنا نہ مانا اور عرض کیا کہ آپ بھی توقف نہ کیجیے ہمارے ساتھ
بھاگ چلیے پھر ہم عفریت سے لڑینگے اُسوقت یہی مناسب ہے کہ مقابلہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جائیے گا
شہپال نے جواب دیا کہ مجھے اپنا قتل ہو جانا گوارا ہے مگر یہ منظور نہین ہے کہ مین عفریت کے سامنے
سے بھاگ جاؤن یہ کہکے شہپال لشکر عفریت کی طرف چلا سب دیو اور پریزاد لپٹ گئے اور
شہپال کو لیکر سراسیمہ و بدحواس ایک سمت بھاگے اور قلعہ بلورین مین جا کر ٹھہرے شہپال
نے بعد صرف پہر کے دیوون اور پریزادون سے پوچھا کہ کچھ حال صاحبقران سے بھی آگاہی ہے سب نے
عرض کیا ہمکو مطلق انکے احوال سے اطلاع نہین ہے اتنا جانتے ہین کہ تخت پر سے گر پڑے تھے پھر
ہمکو نہین معلوم آنپر کیا گذری ہم بوجہ حملہ کرنے عفریت کے حضرت صاحبقران کو بالائے ہوا روک
نہ سکے یہ حال سنکے نہایت مغموم ہوا آخر بعد رنج بسیار کے حکم کیا کہ اس قلعہ کو آلات حرب و ضرب
سے جلد تر آراستہ کرو بموجب حکم عبدالرحمن جنی وغیرہ نے جلد تر قلعہ بلور کو بخوبی آلات حرب
و ضرب سے آراستہ کیا توپین بڑی بڑی چار طرف لگا دین گولے توپون مین گولندازون نے
دیدیے غرض اچھی طرح قلعہ بلور کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرکے شہپال قلعہ مین
بیٹھا شہپال کو تو قلعہ مین رہنے دیجیے لیکن اب حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب دیو اور پریزاد
شکست کھا کر شہپال کو لے کر میدان مصاف سے بھاگے عفریت نے نہایت خوش ہو کر گلستان ارم
پر قبضہ کیا اور بارگاہ سلیمانی و جملہ خیام لشکر پر قابض ہوا اور چند دیوون کو طلب کرکے

کہا کہ جلد جاؤ اور شہپال کی خبر لاؤ دیو بموجب حکم عفریت روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ بلور پہونچے معلوم ہوا کہ شہپال قلعہ بلور مین ہی دیو یہ حال دریافت کرکے خدمت عفریت مین گئے اور کہنے لگے کہ شہپال یہان سے بھاگ کر قلعۂ بلور مین گیا ہی اور قلعہ کو اسلحۂ آلات حرب وضرب سے بخوبی آراستہ کرایا ہی عفریت یہ حال سُن کے مسکرایا اور کہنے لگا کہ ہنگام سحر قلعۂ بلور پر حملہ کرکے ایک لمحہ مین قلعہ کو لیلونگا اب شہپال مجھسے کیا لڑسکیگا یہ کہکر عفریت نے دیوون سے پوچھا کہ آدم زاد کہان گیا نے الحال شہپال کے پاس ہی یا مارا گیا دیوون نے کہا ہمکو آدم زاد کی کچھ آگاہی نہین ہی عفریت یہ سُنکے خاموش رہا اور شب گلستان ارم مین بعیش وراحت بسر کی جب وہ ہنگام آیا ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا • دگرگون ہو گیا عالم قمر کا • فروغ روشنی پیدا ہوا جب • مثالی مہر نے نیرنگی شب • وقت سحر عفریت بدگہر مع لشکر کثیر گلستان ارم سے جانب قلعۂ بلور روانہ ہوا جب عفریت عنقریب قلعۂ بلور پہونچا حکم کیا کہ قلعہ کو گھیر کر جملہ اہل قلعہ کو قتل کرو دیوون نے قلعہ کو گھیر کر چار جانب سے حملہ کیا اُسوقت حکم شہپال سے گولندازون نے گولے مارنے شروع کیے ابیات

ہزارون سہکے توپ و شتر نال	لگے اُس سمت سے چھوٹنے کوئی الماں	صداے جنگی کیا کیجے کہ یکسر	ہوا اک زلزلہ روے زمین پر
ہوی اہل قلعہ کے گنگ سب گوش	اڑے ہوسے برنگ طائران ہوش	زمین سے آسمان تک کیا کہون ہا	دہوئین سے ہو گیا عالم دہوان دہار
گرجکر بان کا چلنا وہ اسقدر	گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم	وہ توپون کا تھا گولونکا نکلنا	دہان مارے سے مِس کا اگلنا
پہ سنا سیکڑون گولون کا ہر بار	دل عاشق پہ جون مژگان خونبار	دہوئین مین اسطرح اژدہا رنگ	کہ جون بادل مین ماکر برق چینک
نکلنا توپ سے گولے کا درخشان	گھٹا مین جسطرح مہر درخشان	یہ گولا سنسنا کر نکلے تھا شتابی	شب یلدا مین جون تیر شہابی

ہر چند اہل قلعۂ بلور نے لاکھون گولے مارے اور ہزارون دیوون کو ہلاک کیا لیکن عفریت نے قلعہ بلور لے لیا شہپال وعبدالرحمن جنی مع دیو اور پریزاد بھاگے جسوقت بیابان امیض مین پہونچے ارشوے جنی اور راشوے جنی کہ حاکم بیابان کے تھے اُنھون نے جو خبر سُنی کہ شہپال بن شاہرخ نبیرۂ حضرت سلیمان علیہ السلام ہماری عملداری مین تشریف لائے ہین فوراً سات لاکھ پریزادون کے جمعیت سے بعد خدم وحشم براے استقبال بیابان مین آئے اور شہپال کا استقبال کرکے اپنے مکان مین لے گئے اور بعد عزت وحرمت اپنے مکان مین مقیم کیا بعد دعوت وضیافت کے ارشوے جنی اور راشوے جنی نے شہپال سے پوچھا کہ آپ کا اسطرف تشریف لانا کیونکر ہوا شہپال نے احوال حمزۂ صاحبقران اور کیفیت جنگ عفریت مفصل بیان کی جب ارشوے جنی اور راشوے جنی کو معلوم ہوا کہ عفریت سے شکست کھا کر نبیرۂ حضرت سلیمان اسطرف آئے ہین اُسوقت دونون بھائیون نے عرض کیا کہ ہم تو مع لشکر واسطے جانثاری کے موجود ہین لیکن آپکو مناسب ہی کہ دیو نقیلہ سے ملاقات کیجیے وہ نہایت ہی زبردست ہی اگر وہ آپ کا شریک ہو جائیگا تو عفریت کو گلستان ارم سے نکالدیگا اور بخوبی اُسکو سزا سرکشی کی دیگا شہپال نے فرمایا کہ مین اُس سے ضرور ملاقات کرونگا ارشوے جنی اور راشوے جنی شہپال کو اپنے ہمراہ لے کر بیابان انارستان کی طرف گئے دیو نقیلہ خبر تشریف آوری نبیرۂ حضرت سلیمان سُنکے بیابان انارستان سے تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے بہر استقبال چلا اثناے راہ مین شہپال سے ملاقات ہوئی دیو نقیلہ استقبال کرکے بعد تکریم وتعظیم شہپال وغیرہ کو اپنے گھر مین لیگیا اور بعد مہمانی کے پوچھنے لگا کہ آپ سب حضرات کے تشریف لانے کا کیا باعث ہی ارشوی جنی اور راشوے جنی نے تمام حال جنگ عفریت کا بیان کرکے کہا کہ اگر تم نبیرۂ حضرت سلیمان کی اعانت کرو تو عفریت یقیناً

مغلوب ہوکر گلستان ارم سے چلا جائیگا دیولقبلہ نے جواب دیا کہ مین بسر و چشم سرفروشی اور جانبازی کو موجود ہون یہ
کہکے عرض کرنے لگا کہ یہان سے قریب دیو اکوان رہتا ہی اگر وہ بھی ہمرہ رکاب آپ کے چلے تو نہایت بہتر ہی کیونکہ
دیو اکوان از حد قوی ہی آپ کو لازم ہی کہ اب اُسکے مکان پر تشریف لیجلیے اور اُس سے ملاقات کیجیے شیبال
بن شہرخ نے فرمایا ہمین دیو اکوان کے مکان پر لیجلو ہم اُس سے بھی ملاقات کرینگے دیولقبلہ نے یہ سُن کے
مع تین لاکھ دیوون کے ہمراہی شیبال وغیرہ بیابان انارستان سے کوچ کیا جب شیبال مع ارشوے جنی
وغیرہ قریب مکان دیو اکوان کے پہونچے ہر چند دیو اکوان کو شیبال کے آنے کی اطلاع ہوئی لیکن بہر استقبال
نہ آیا جب شیبال وغیرہ دیو اکوان کے مکان پر پہونچے اُسوقت بھی دیو اکوان نے تعظیم و تکریم نہ کی جسطرح
بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا بلکہ جب شیبال و دیولقبلہ و ارشوے جنی اور راشوے جنی قریب دیو اکوان
کے پہنچے دیو اکوان نے برہم ہوکر شیبال کی طرف سے منھ اپنا پھیر لیا دیولقبلہ نے کہا اے اکوان بسا عجب
ہی کہ شیبال جناب حضرت سلیمان تمھاری ملاقات کے واسطے تشریف لائین اور تم استقبال نہ کرو اور واسطے
تعظیم کے نہ اُٹھو بلکہ رنجیدہ ہوکر منھ پھیر لو دیو اکوان نے جواب دیا اے لقبلہ آگاہ ہو شیبال نے میرے
فرزند سیامک کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا ہی مین نے فی الحال ہی سُنا ہی بس مین نے اپنے فرزند
کے دشمن جان کی اِسی وجہ سے تعظیم نہین کی افسوس میرا فرزند عفریت سے ناراض ہوکر آپ کے پاس
گیا تھا تمھین مناسب نہ تھا کہ میرے پسر کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالین شیبال بن شہرخ نے گفتگو
اکوان کی سُنکے جواب دیا کہ اے اکوان کیون ملول و اشکبار ہی تیرا فرزند دلبند بعنایت پروردگار زندہ ہی
یہ کہکے شیبال نے سیامک کو طلب کیا جب سیامک سیاہ کلاہ روبرو اپنے پدر کے آیا اکوان سیامک کو دیکھکر
نہایت خوش ہوا اور پسر کو سینے سے لگا کر دست بستہ شیبال سے عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو معاف فرمایے کہ
مین نے بھی خبر بد سُنکے اور آپ سے ناراض ہوکے آپ کا استقبال نہین کیا تھا یہ کہکے دیو اکوان نے شیبال
کی بڑے تزک و تکلف سے دعوت و مہمانی کی بعد دعوت اور ضیافت کے دیو اکوان نے عرض کیا کہ اب
آپ برائے مقابلۂ عفریت تشریف لیجلیں مین بھی دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب چلتا ہون یہ
کہکر دیو اکوان نے حکم کیا جلد فوج آراستہ ہو بموجب حکم دو لاکھ فوج الآت حرب و ضرب لے کر مستعد
چلنے پر ہوئی دیو اکوان اپنے مکان سے ہمراہی شیبال و دیولقبلہ و ارشوے جنی و راشوے جنی و
دیو سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جانب قلعۂ بلور چلا جمعیت دیو اور پریزاد کی پندرہ لاکھ کی تھی کیونکہ
سات لاکھ پریزاد ارشوے جنی اور راشوے جنی کے ہمراہ تھے اور تین لاکھ دیو لقبلہ کے ساتھ تھے
اور دو لاکھ دیو اکوان کے ہمراہ رکاب تھے اور تین لاکھ دیو اور پریزاد شیبال بن شہرخ
کی فوج کے باقی تھے اُن مین صدہا مجروح بھی تھے غرض شیبال بن شہرخ وغیرہ فوج مذکور
لے کر قلعۂ بلور کیجانب روانہ ہولے

داستان جشن کرنا عفریت کا قلعۂ بلور مین اور یکایک آنا شیبال بن شہرخ کا اور بعد جنگ عظیم بھاگنا قلعہ سے عفریت کا اور رہا ہونا ملکہ آسمان پری کا قید سے اور گرفتار ہونا ارشوے جنی اور راشوے جنی کا مع حال دیگر

محرران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب شیبال قلعہ بلور سے بھاگے عفریت خوش ہوکر داخل قلعہ ہوا اور حکم کیا کہ از سر نو قلعہ الات حرب و ضرب سے آراستہ کیا جاوے کیونکہ ابھی شیبال لعین پھر آئیگا بموجب حکم قلعہ آراستہ ہوا عفریت نے فتحیابی سے خوش ہوکر جشن کیا نازنینان پریزاد بزم عشرت مین ناچنے اور گانے لگین عفریت رقص نازنینان پریزاد کا دیکھنے لگا ناگاہ عفریت کو آسمان پری کا خیال آیا فوراً دیو خربا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جاؤ اور آسمان پری کو جزیرۂ شبنم سے میری پاس لے آؤ دیو خربا بموجب حکم روانہ ہوا ہی لیکن اب حال ملکہ آسمان پری کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے دیو خربا نے ملکہ کو قید کیا تھا ملکہ اپنے حال زار پر شب و روز روتی تھی کبھی خیال امیر کا کرکے زندان مین رویا کرتی تھی اور واسطے رہائی کے درگاہ خدا مین یون دعا کرتی تھی کہ پروردگارا اس زندان تیرہ و تاریک سے رہا کر اندھیرا اس زندان کا قبر کا ذرہ بھی زیادہ ہی فی الحقیقت وہ قیدخانہ ایسا تاریک تھا نظم

وہ زندان یا وہاں اژدہا تھا ۔ کہ پیغام مصیبت دے رہا تھا
عجب تاریکی تیرہ وہ محل تھا ۔ سویدائے دل ظلمات جل تھا
نظر آتی نہ ظلمت سے کہیں راہ ۔ ٹپکتی سر و در و دیوار سے آہ
ہوائے گرم صرف سینہ تابی ۔ ازل سے مہمان خانہ خرابی
نہ کوئی ہمنفس غمخوار دل ۔ مصیبت کوئی خرو قت مشکل
نہ کوئی رازدان خرد بد نہان ۔ نہ کوئی غمگسار و دل گرہان
دعا کرتا تھا وہ گرم جوشی ۔ کبھی نالہ کبھی شور خموشی
قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو ۔ لگا لیتی گلے سے بیکسی کو

ملکہ آسمان پری زمین پر بیٹھی ہوئی رو رو کر دعا کر رہی تھی کہ دیو خربا آیا اور کہنے لگا اے ملکہ چلو تمھین عفریت نے بلایا ہی یہ کہکے دیو خربا ملکہ آسمان پری کو قید خانہ سے نکال لے گیا یہان دیو خربا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکالتا ہی اسے یہین چھوڑیے اب شیبال بن شہرخ کا حال سنیے کہ شیبال بن شہرخ جو مع دیو ثقیلہ وغیرہ فوج کثیر لے کر چلے تھے اسوقت قلعۂ بلور پر پہونچے کہ عفریت نابکار بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا شیبال کو بفوج کثیر آتے ہوے دیکھکر گھبرا گیا اور جلد بزم عشرت سے اٹھکر اپنے لشکر کے دیوون سے کہا شیبال فوج کثیر لیکر آیا ہی جلد آمادہ جنگ ہو جاؤ اور اسقدر گولے اور سنگ گران لشکر شیبال پر مارو کہ سب دیو اور پریزاد ہلاک ہو جائین یہ کہکے عفریت نے بھی دار شمشاد اٹھائی دیوون نے گولے اور پتھر قلعۂ بلور سے فوج شیبال پر مارنا شروع کیے دیو اکوان وغیرہ و شیبال نے مع جملہ فوج قلعۂ بلور پر حملہ کیا لوگون اور پتھرون سے پریزاد اور دیو ہلاک ہونے لگے آخر شیبال و اکوان و ثقیلہ وغیرہ داخل قلعہ ہوے دیوون نے گولے مارنا موقوف کیے اور دار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ اٹھا اٹھا کر لڑنے لگے صدہا دیوون کو ہلاک کرنے لگے اور خود بھی دست دیوان لشکر شیبال سے ہلاک ہونے لگے قلعہ مین لاش پر لاش گرنے لگی جوے خون کشتگان جاری ہوئی قلعہ لاشون سے مملو ہو گیا اسی گرمی کارزار مین عفریت لڑتا ہوا سامنے دیو ثقیلہ کے آیا اور دار شمشاد اٹھا کر کہنے لگا کہ او ثقیلہ ہوشیار ہو جا یہ نعرہ کرکے عفریت نے دار شمشاد سر دیو ثقیلہ پر لگائی دیو ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر آرۂ پشت نہنگ عفریت پر مارا عفریت پیچھے ہٹا آرۂ پشت نہنگ عفریت پر نہ پڑا پھر دیو ثقیلہ دار شمشاد اٹھا کر پی در پی عفریت پر لگانے لگا عفریت ضرب دار شمشاد سے بچنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا آخر تاب مقابلہ نہ لاکر مع اپنی فوج کے قلعۂ بلور سے نکل کے جانب گلستان ارم بھاگا دیو ثقیلہ و دیو اکوان و اشوری جنی اور راشوے جنی نے ہرچند تعاقب کیا لیکن عفریت ہاتھ نہ آیا آخر بدرجہ مجبوری دیو ثقیلہ اور دیو اکوان وغیرہ پھرے اور سمت قلعۂ بلور روانہ ہوے عفریت نابکار قلعہ بلور سے بھاگ کر گلستان ارم مین پہونچا اور بارگاہ و خیام استادہ کرا کے فروکش ہوا اسوقت عفریت نے دیو سنگ پا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جزیرۂ شبنم مین جاکر دیو خربا سے کہدے کہ اب ملکہ آسمان پری کو قلعہ بلور

میں شالانا حال قلعہ کے چھوٹ جانے کا اُسے کہہ سنایا پھر اُسی دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو یہاں لے آ تا خبردار دیر نہ کرنا دیو سنگ پا
فوراً سمت جزیرۂ شبنم روانہ ہوا جب جزیرۂ شبنم میں پہونچا دیکھا کہ دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکال کر ایک
تخت پر بٹھا چکا ہے ارادہ چلنے کا کرتا ہے اُسوقت دیو سنگ پا قریب دیو خرپا کے گیا اور تمام حال قلعہ بلور کے چھٹ جانے کا
بیان کر کے حکم عفریت سے آگاہ کیا دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو لے کر مع دیو سنگ پا جانب گلستان ارم چلا
اثنائے راہ میں دیو ثقیلہ و دیو اکوان و راشوے جنی وار شوے جنی وغیرہ نے دیکھا کہ دیو خرپا ملکہ آسمان پری
کو لیے جاتا ہے سب نے دیو خرپا کو روک کر پوچھا ملکہ کو کہاں لیے جاتا ہے دیو خرپا نے جواب دیا میں اپنے مالک و حاکم
کے پاس لیے جاتا ہوں ثقیلہ وغیرہ نے کہا ہم تو ہرگز نہ جانے دینگے دیو خرپا یہ سُنکے برہم ہونے لگا کلمات سخت
کہنے لگا دیو ثقیلہ نے غضبناک ہوکر وار شمشاد سے اُسے ہلاک کیا دیو سنگ پا یہ حال دیکھکر بھاگا ثقیلہ وغیرہ
نے ملکہ آسمان پری سے کہا تم پریشان خاطر نہو ہم تمھیں تمھارے والد کے پاس پہونچا دینگے دیو اکوان و دیو
ثقیلہ وغیرہ ملکہ آسمان پری کو دیکھکر خوش ہوے سینے سے لگایا پھر راشوے جنی وار شوے جنی وغیرہ
سے پوچھا میری دختر تمھیں کیونکر ملی یہ ایک مدت سے مفقود الخبر تھی سب نے تمام حال دیو خرپا کا بیان کیا ادھر
تو شہپال کل حال سُنکے نہایت خوش ہوا اُدھر دیو سنگ پا نے عفریت سے جاکر کہا کہ دیو ثقیلہ اثنائے راہ میں
دیو خرپا کو ہلاک کر کے ملکہ آسمان پری کو لیگیا میں بھاگ کر واسطے خبر دینے کے آیا ہوں عفریت دیو خرپا
کے قتل ہونے سے اور ملکہ آسمان پری کے چھن جانے ملول ہوا اور فوراً واسطے قتل کرنے دیو ثقیلہ
وغیرہ کے جملہ دیووں کو اپنے ہمراہ لے کر بصد غضب روانہ ہوا جب عفریت نے تھوڑی راہ طے کی
دیکھا کہ شہپال و اکوان و ثقیلہ و راشوے جنی وار شوے جنی وغیرہ مع لشکر کثیر کھڑے ہیں تخت پر
ملکہ آسمان پری سوار ہے چند دیو جانب قلعۂ بلور تخت کو لیے جاتے ہیں عفریت نابکار یہ حال دیکھ کے
برہم ہوا اور اپنے لشکر کے دیووں سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری کو تم جاکر لے آؤ میں ثقیلہ وغیرہ
کو قتل کرتا ہوں دیو بموجب حکم بڑھے دیو اکوان وغیرہ نے روکا ارمالی ہونے لگی عفریت نے برہم ہوکر
یکبارگی حملہ کیا ادھر سے شہپال وغیرہ بڑھے دونوں لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جانبین کے دیو قتل
ہونے لگے وار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے سیکڑوں دیو ہزاروں پریزاد
قتل ہوے ہزاروں زخمی ہوے میدان جنگ خون سے لالہ رنگ ہوگیا کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار
جابجا میدان مصاف میں ہوگئے اثنائے جنگ میں عفریت نابکار نے راشوے جنی وار شوے جنی کو گرفتار
کر کے اپنے لشکر کے نامی دیووں کے حوالہ کیا دیو ثقیلہ و دیو اکوان یہ دیکھکر از حد غضبناک ہوے
وغیرہ دونوں آرۂ پشت نہنگ اور وار شمشاد لے کر عفریت پر حملہ ور ہوے اُسوقت عفریت نے
خیال کیا کہ اگر راہ فرار اختیار نہ کرونگا تو ضرور اسی وقت قتل ہوجاؤنگا یہ خیال کر کے عفریت
مع اپنے لشکر کے سراسیمہ و بدحواس میدان مصاف سے بھاگا اُسوقت دیو اکوان و دیو ثقیلہ و سیامک
سیاہ کلاہ وغیرہ نے ہزاروں دیو لشکر عفریت کے قتل کیے عفریت نابکار مع باقیماندہ دیووں کے
بھاگ کر اُس جگہ پہونچا جہاں اول اپنے مقام مسکن سے آکر مقیم ہوا تھا شہپال بن شاہرخ نے عفریت
کو شکست دے کر تمام گلستان ارم پر اپنا قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی و خیام وغیرہ پھر اپنے قبضہ میں
لیے لشکر گلستان ارم میں اُترا شہپال نے قلعہ بلور سے ملکہ آسمان پری کو طلب کر کے اپنے مکان میں

داخل کیا اور خوش کیا اور خوش ہو کر خداوند عالم کا شکر کیا شہپال دل تو گلستان ارم مین مقیم ہی لیکن اب حال عفریت
کا لکھا جاتا ہی کہ جب عفریت نابکار بھاگ کر بیرون گلستان ارم پہونچا نہایت ہی مغموم و ملوک ہو کر اسی جگہ قیام
پذیر ہوا اور چند دیو ون کو بلا کر کہنے لگا کہ راشوے دار شوے جنی کو بہوشیاری تمام دیو سمندون ہزار دست
کے پاس لیجاؤ بعد تمام احوال جنگ بیان کرکے میری جانب سے کہنا ان دونون کو زندان مین قید کیجیے دیو
سو جب بحکم عفریت راشوے جنی و دار شوے جنی کو بخوبی گرفتار کرکے جانب سمندون ہزار دست روانہ ہوئے

داستان گرنا حمزۂ صاحبقران کا دریاے ذخار مین اور نکلنا دریاے سے پھر پانا عقرب سلیمانی کا مع دیگر حالات

مشتاقان بحر زخار سخندانی و غواصان دریاے مواج معانی اصل دریتاے داستان کو صدف سینہ سے نکالکر
ناظرین جواہر بین کو یون آبداری گوہر سخن دکھاتے ہین کہ جب ہنگام مقابلہ امیر با توقیر تخت سے جدا ہو کر بحر ذخار
مین گرکے شناوری کرنے لگے بہانتک کہ بیر بیٹے ہوے اور پانی مین بہتے ہوے دوسرے روز وقت شام
کنارہ دریا پر پہونچے پانی سے نکل کے خشکی مین گئے شکر زبان پر لائے اُسوقت حمزۂ صاحبقران
نے چو چار طرف دیکھا سواے آب دریا اور صحراے وحشت افزا کے اور کچھ نظر نہ آیا چونکہ امیر با توقیر
گرسنہ تھے اور کنارۂ دریا ایک شجر پر ثمر تھا حمزۂ صاحبقران نے اُسی درخت کے ثمر کھاے اور
پانی پیا جب بخوشی سیر و سیراب ہو چکے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ اس دریاے ذخار
اور صحراے ناپیدا کنار کو طے کرکے بحر افضال پروردگار شہپال بن شہرخ تک کیونکر پہونچونگا یقین ہی کہ یہین
ایک نہ ایک روز ہلاک ہو جاؤنگا کوئی غسل و کفن بھی نہ دیگا میری میت کو فیر بھی میسر نہوگی ملکہ آسمان پری
و ملکہ مہر نگار اور سرداران نامدار سے اب ملاقات نہوگی غنچہ آرزو اپنا نہ کھلیگا لاکھ جستجو کریگے گوہر مدعا
نہ ملیگا یہ خیال کرکے اشکبار ہوئے وہ شب تاریک صحرا کا سناٹا اب دریا کا شور باعث اضطراب قلب و
جگر تھا سواے تنہائی کوئی مونس و یاور نہ تھا صحراے ہولناک سے وحوش صداے شیر آتی تھی تاریکی
شب سے روح جسم مین گھبراتی تھی غرض حمزہ صاحبقران تا دیر مضطر و گریان زیر شجر بیٹھے رہے اور طرح
طرح کے خیالات کیا کیے آخر ہواے سرد سے ایسی دل کو فرحت اور روح کو راحت حاصل ہوئی کہ خواب
آگیا امیر با توقیر زیر درخت سو رہے اُسی عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بالین سر کھڑے ہین
اور کہتے ہین کہ ای امیر با توقیر کیون مضطر و دلگیر ہو جو ہین کہون وہ تدبیر کیجیے انشاء اللہ بصحت و
عافیت اُس جگہ سے منزل مقصود تک پہونچ جاے گا یا امیر تدبیر اس دریاے گذرنے کی یہ ہی کہ اسی
درخت کی شاخین تلوار سے قلم کیجیے اور اسی درخت کے چھال کی رسی بناکر شاخہاے درخت کا بیڑا بنالے
جب بیڑا تیار ہو جاے دریا مین ڈالدیجیے اور بیڑے پر سوار ہو چلیے انشاء اللہ اس دریاے گذر کے
کہین آبادی مین پہونچ جاؤگے یہ کہکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہوگئے حمزۂ صاحبقران بیدار ہوئے
سرہانے خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے جب کچھ نہ ہوشیار ہوے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کو مجھسے بدرجۂ کمال الفت
و محبت تھی اُسوقت جو مجھکو حسرت و تردد و ملال تھا خواجہ نے خواب مین آکر مجھے تسلی دی اور تدبیر
معقول بتائی ای حمزہ فی الواقع خواجہ عمرو کا بھی مثل و نظیر نہین ہی قیامت کا عیار ہی یکتاے روزگار ہی

سرا پا عقل ہو ایسی تعبیر خواب مین اگر بتائی ہو کہ مجھے اس تیغ سے ہیر کرنیکا خیال ہی نہ تھا اسی طرح تا دیر امیر با توقیر اپنے دل سے گفتگو کیا کیے جب بہ قدرت خالق لیل و نہار وہ شب تار بسر ہوئی جانب مشرق سے نمایان روشنی سحر ہوئی ستارے دریا فلک مین ڈوب ڈوب کر پنہان ہونے لگے آثار ظہور آفتاب چرخ پر عیان ہونے لگے امیر با توقیر نے اٹھکر کنارے دریا کے وضو کیا پھر نماز سحر بعد خضوع و خشوع پڑھکر وظیفہ پڑھا بعد وظیفہ پڑھنے کے تیغ آبدار سے بڑی بڑی شاخین اُس شجر کی قلم کین اور اُسی درخت کے پوست کی رسی بناکر بیڑا درست کیا پھر بہت سے ثمر اُس شجر سے توڑکر کچھ کھائے اور کچھ بیڑے پر رکھ لیے اور بیڑے کو دریا مین ڈال کر اسی بیڑے پہ بیٹھے بیڑا دریا مین بہتا ہوا چلا جب قریب دوپہر ایک کنارے دریا پہ بیڑا ٹھہرا امیر با توقیر بیڑے سے اُتر کے ساحل پہ آئے اور رسی بیڑے کی ایک درخت سے باندھ دی پھر امیر با توقیر سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے بعد تھوڑی راہ طے کرنیکے ایک کوہ پر نور بصورت طور نظر آیا جب حمزۂ صاحبقران اُس کوہ نورفشان کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر روشن ضمیر بالاے کوہ سجادے پر بیٹھا ہی صورت اُسکی یہ ہی کہ بدن پوست و استخوان رنگ چہرے کا خوف خدا سے زرد ہی سر پہ عمامہ ہی بدن میں قبا ہی پیشانی پر نور نشان سجدہ مثل ستارۂ سحری کے جلوہ گر ہی ہاتھ مین تسبیح خاک پاک کی ہی لب پر ذکر خدا ہی پشت صورت کمان خمیدہ ہی کبھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے کچھ دعا مانگتا ہی کبھی سجدہ کرتا ہی کبھی رونا کی آواز بلند ہوے فلک دیکھکے یہ کہتا ہی شعر گرچہ عصیان سے ہون مین قابل دار بخش میرے گناہ اے غفار حمزۂ صاحبقران نے اُس مرد پیر کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی عابد شب زندہ دار ہی بندۂ برگزیدۂ پروردگار ہی امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ اُس مرد پیر نے امیر با توقیر کو دیکھکر بہ آواز بلند پکار کے کہا السلام علیک یا حمزۂ صاحبقران ثانی سلیمان آپ میرے پاس تشریف لایے مین تو آپ کا منتظر تھا حمزۂ صاحبقران جواب سلام دے کر بالاے کوہ تشریف لے گئے مرد پیر سجادے سے براے تعظیم اُٹھا امیر با توقیر نے پوچھا یہ کون مقام ہی آپ کا کیا نام ہی بیشک آپ خاصان خدا سے ہین میرے نام سے واقف ہوگئے مرد پیر نے جواب دیا مین ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون یہ مقام پردۂ قاف سے متعلق ہی اور یہ مقام عبادت جناب سلیمان علیہ السلام کا ہی اُن جناب نے وقت آخر مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے حمزہ صاحبقران ایک زمانے مین یہان تشریف لاوینگے لقب اُنکا ثانی سلیمان ہوگا اُنھین ہماری جانب سے عقرب سلیمانی دے دینا اور کہدینا کہ عفریت اسی شمشیر سے قتل ہوگا یہ کہکے مرد پیر نے امیر با توقیر سے مصافحہ کیا پھر امیر کو ایک صندوق کے قریب لیگیا اور صندوق کو کھول کر کہنے لگا کہ عقرب سلیمانی اس صندوق سے نکال لیجے حمزہ صاحبقران نے جو صندوق مین دیکھا تو ایک سیاہ بچھو نظر آیا امیر نے صندوق مین ہاتھ نہ ڈالا مرد پیر نے کہا اے امیر با توقیر آپ بسم اللہ کہکے اس عقرب کو اُٹھا لیجے کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر آپ حمزہ صاحبقران ثانی جناب سلیمان ہین تو یہ عقرب سیاہ آپکے ہاتھ مین آتے ہی شمشیر آبدار ہو جائیگا امیر با توقیر نے بموجب کہنے مرد پیر کے بسم اللہ کہکے اُس عقرب پر ہاتھ ڈالا فوراً وہ عقرب تیغ آبدار ہوگیا امیر اُس تیغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے کیونکہ وہ تیغ ایسی تھی بموجب بیت تیغ سیماب گون درآمد و شد * بیر دست دو پیکر انداز و جب امیر با توقیر شمشیر بے نظیر لے چکے مرد پیر نے نیام بھی اُسکا دیا امیر عقرب سلیمانی لے کر مرد پیر سے رخصت ہوکر کوہ سے اُترے اور راہ طے کرکے اُس جگہ آے جس مقام پہ بیڑے کو درخت سے باندھ دیا تھا غرض امیر بیڑے کو کھولکر بیڑے پہ بیٹھے بیڑا امواج آب دریا سے بہتا ہوا ایک

طرت جلا بعد ایک روز کے پھر وہ بیڑا ایک کنارے پر ٹھہرا حمزہ صاحبقران بیڑے سے اُترے اور رسّی بیڑے کی پھر ایک
درخت سے باندھ دی بعد باندھنے بیڑے کے امیر نے ملاحظہ کیا کہ مین ایسے صحراے ہولناک و وحشت افزا مین کھڑا ہون
کہ اگر کوئی انسان خواب مین اس صحراے وحشتناک کو دیکھے ڈر جاے امیر باتوقیر جانب صحراے وحشت افزا
دیکھ رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا مین ہزارہا گلیم پوش موجود مین کچھ بیٹھے ہین کچھ کھڑے اکثر باہم لڑ رہے ہین بعضے زمین
پر لوٹ رہے ہین اکثر باہم باتین کر رہے ہین قد و قامت انکے نہایت ہی دراز ہین شکلین مہیب ہین دانت بڑے
بڑے دہن سے نکلے ہوے ہین گوش اسقدر بڑے ہین کہ بعضے انمین ایک کان اپنا زمین مین بچھاے اور ایک کان
اوڑھے ہوے لیٹے ہین زن و مرد سب برہنہ ہین کان انکے بجاے لباس ساتر عورتین ہین امیر باتوقیر گلیم گوشون
کو دیکھکر متحیر ہوے اور حمد و ثناے خالق کون و مکان کرنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ خداوند عالم نے اپنی قدرت
کاملہ سے طرح طرح کے بندے پیدا کیے ہین بعد حمد و ثناے پروردگار کے امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھے چونکہ
جاگے ہوے تھے بیٹھتے ہی خواب طاری ہو گیا امیر باتوقیر درخت کے تنہ سے پشت لگا کر سو رہے گلیم گوشون
نے جو دور سے دیکھا کہ زیر درخت کوئی بیٹھا ہوا ہے سب صحراے کنارے دریا کے آئے اور امیر باتوقیر کو خلاف
اپنی شکل و صورت کے دیکھکر بعضے گلیم گوش باہم کہنے لگے کہ یہ کوئی جانور خوبصورت ہے بعضون نے کہا یہ جانور
نہین ہے کوئی جن ہے اکثر گلیم گوش واسطے ہلاک کرنے کے بڑھے بعضون نے انکو ہلاک کرنے سے منع کیا اور
اور کہا اس شخص عجیب الخلقت کو گرفتار کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو جو وہ کہیگا وہی کرنا غرض گلیم گوشون
نے امیر کو حالت غفلت خواب مین گرفتار کر لیا جب امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا ہر چند امیر نے چاہا کہ
رہا ہون اور سب کو قتل کرون لیکن ہزارہا گلیم گوش دست و پا سے لپٹ گئے امیر انکے ہاتھ سے
رہا نہو سکے آخر گلیم گوش امیر کو گرفتار کر کے چار طرف سے گھیرے ہوے اپنے بادشاہ اشراق گلیم گوش کے پاس
لے گئے اور کہنے لگے کہ اس جانور کو ہم دریا کے کنارے سے پکڑ لائے ہین دیکھیے یہ جانور کیا خوبصورت ہے اشراق
گلیم گوش امیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ جانور نہین ہے بنی آدم سے ہے نہین معلوم یہان کیونکر آیا ہے یہ کہکر اشراق
گلیم گوش نے امیر سے پوچھا اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر امیر نے جواب دیا مین انسان ہون مین نے
دیو رابدار کو مارا ہے لشکر عفریت کے صدہا دیوون کو قتل اور زخمی کیا ہے تو مجھکو رہا کر دے ورنہ مین جب
رہا ہونگا تجھکو قتل کرونگا اشراق گلیم گوش گفتگو امیر کی سنکے امیر سے کہنے لگا اگر تو میری دختر خوبرو کو قبول کرے
تو مین تجھکو ابھی رہا کر دون امیر نے تقریر اشراق گلیم پوش کی سنکے خیال کیا کہ اے حمزہ اسوقت
عیاری کرنا چاہیے اور جان اپنی گلیم گوشون سے بچانا چاہیے وقت فرصت یہان سے نکل جانا یہ خیال کر کے
امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کر کے امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کیا کہ اسکا چپ رہنا بمنزلہ
اقرار کے ہے یہ خیال کر کے اپنی دختر کو بلایا اور کہا اے دختر کیا اچھی تیری تقدیر ہے کہ ایسا انسان خوبرو
قاتل رابدار نے تجھکو اپنی زوجیت مین قبول کیا اب تو اسکی زوجہ ہے اور یہ تیرا شوہر ہے ہاتھ اسکا پکڑ
لیجا اور عیش و عشرت کر دختر اشراق گلیم گوش اپنے باپ کی تقریر سنکے اور امیر باتوقیر کے حسن
و جمال پر نظر کر کے نہایت خوش ہو کر خوب ہنسی امیر اسے دیکھکر لاحول پڑھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ
یہ بدصورت اور کریہ منظر ہے کہ اگر جبرئیل بھی اُسے دیکھے تو ڈر جاے خبیث اسکو دیکھکر فوراً خوف سے
مر جاے امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ دختر اشراق نے بڑھکر امیر کا ہاتھ پکڑا اور مسکرا کر کہا اے

او جانی جلو مجھے بہتر ہوش کر کروگو مجھ ایسی نازنین حسین دختر بادشاہ اشراق گلیم گوش تیری زوجہ ہوئی امیر خبر بد دختر اشراق
شنکے برہم ہوئے اور قصد اُسکے ہلاک کرنے کا کیا لیکن خیال کرکے غصہ کو ضبط کیا دختر اشراق گلیم گوش امیر بالو قیر کو ہمراہ لیکے
فرط مسرت سے اسطرح قہقہہ مار کر ہنسی امیر سمجھے کر رعد کی آواز آئی غرض دختر اشراق بعد اشتیاق امیر کو اپنے
مکان مین لیگئی اور میوے تر و خشک لاکر روبرو امیر کے دو چار سن زمین پر رکھدیے اور امیر کے گلے مین ہاتھ ڈال کے
کہا کہ ای میوہ باغ حسن وخوبی وای ثمر نورس حدیقہ محبوبی تجکو میرے سر کی قسم ان اثمار جنت ذائقہ کو
بالفعل کہالے بعد اُسکے طعام تناول کرنا حمزہ صاحبقران سے مطلب تھا اُسکا منظور کیا کچھ اثمار کہاکے

جب وہ زمانہ ہوا کہ بموجب نظم
پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
پڑا جب رخ دن کے پردۂ شب
چراغ شام کا روشن ہوا نام
پھرا صحن فلک مین طفل کوکب
دختر اشراق گلیم گوش نے امیر کا

ہاتھ پکڑا اور کہا ای میرے شوہر خوبرو آپ چلیے بستر خواب پر ہمراہ میرے آرام کر جس بات سے غنچۂ دل میرا
شگفتہ ہو وہ کام کر ہرچند کہ امیر بالو قیر کا اُسکے پاس بیٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مناسب وقت یہی جانکر
اور اُس بدصورت وزشت سیرت کی شکل کو دیکھکر اپنی جگہ سے اُٹھے دختر اشراق بستر پر لے گئی
جب امیر بستر پر بیٹھے وہ امیر سے لپٹنے لگی اپنا ایک کان امیر پر اُڑھا کر اور ایک کان زیر امیر بالائے بستر بچھا کر
اپنی طرف کھینچنے لگی امیر بالو قیر اُسکی ہم آغوشی سے نفرت کرکے اُس سے علحدہ ہونے لگے جب امیر نے مدعائے
دل اُسکا حاصل نہ کیا اُسوقت اُسنے چہرۂ زیبائے امیر پر نظر کرکے امیر سے پوچھا کہ ای خاوند میرے تو کیوں
مجھسے علحدہ ہوتا ہے مجھ ایسی پری صورت سے نفرت کرتا ہے آثار حزن وملال تیرے چہرے سے صاف نمایان ہین
سچ کہہ تجکو کس بات کا غم ہے باعث تیری سستی کا کیا ہے اگر گرسنہ ہو تو ابھی اثمار لذیذ لے آؤن اچھی طرح تجھے
کھلاؤن اگر کوئی تیرا دشمن ہو اور اُس سے تجھے خوف جان ہو تو نام اُسکا مجھے بتادے مین اُسکو گرفتار کرکے
تیرے حوالے کردون یا اُسے قتل کر ڈالون امیر نے تقریر اُسکی سُنکے جواب دیا کہ اسوقت میری طبیعت پریشان ہے
اسی وجہ سے مین تیرا مدعائے دل بر نہین لاتا جسوقت میرا مزاج درست ہوگا اُسوقت تیری تمنائے دلی
بر لاؤنگا دختر اشراق یہ گفتگو امیر کی سُنکے خاموش رہی پھر امیر سے لپٹ کے سو رہی امیر بھی بعد سو جانے
دختر اشراق کے سو رہے عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار بیتاب وبیقرار آئی ہے اور کہتی ہے کہ اے
حمزۂ صاحبقران واہ واہ خوب آپ نے ایفائے وعدہ کیا اٹھارہ روز کا وعدہ کیا تھا اُسکو کئی برس کا
زمانہ گذرا ابھی تک آپ میرے پاس نہین آئے حال میرا آپ کے فراق مین اچھا نہین ہے شب وروز آپ کی یاد
مین رویا کرتی ہون آپ کو میرا کچھ خیال نہین ہے شاید میرے حسن وجمال سے زیادہ اُس دختر اشراق گلیم گوش
کا حسن ہے کہ آپ اُسکے پہلو مین لیٹے ہوئے ہین اگر آپ کو میری خبر لینا اور اپنی جان گلیم گوشون سے بچانا منظور
ہو تو جلد یہان سے روانہ ہو جیے اس زن بدصورت کے پہلو سے اُٹھیے ملکہ مہر نگار امیر سے یہ کہہ رہی تھی کہ
ناگاہ امیر بالو قیر کی آنکھ کھل گئی مہر نگار کو نہ دیکھکر امیر بالو قیر اشکبار ہوئے اور اُسی وقت پہلو سے دختر
اشراق گلیم گوش سے اُٹھے اور اُسے سوتا چھوڑ کر وہان سے بعجلت چلے جب امیر بعد قطع راہ ایک
کوہ پر پہنچے آثار سحر گردون پر ظاہر ہوئے امیر نے اُسی کوہ پر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز
سحر کے صحیفۂ حضرت ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے امیر بالو قیر بالائے کوہ تشریف رکھتے ہین لیکن
اب حال دختر اشراق گلیم گوش کا لکھا جاتا ہے کہ جب ہنگام سحر دختر اشراق گلیم گوش بیدار ہوئی امیر

باتوقیر حمزہ صاحبقران کو اپنے پہلو مین نہ دیکھکر نہایت غمگین مایوس ہوئی پھر روتی براے جستجو امیر جانب صحرا چلی
حسبِ دم قریب کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر باتوقیر بالاے کوہ بیٹھے ہین دختر اشراق گلیم گوش حمزہ صاحبقران کو
دیکھکر مسرور ہوئی اور بالاے کوہ جاکر امیر باتوقیر سے کہنے لگی کہ ای میرے پیارے شوہر تو کیون مجھ سے
خفا ہوکر چلا آیا ہی مین نے تیری کیا خطا کی ہی مین نے تو یہ آرام تمام تجکو اپنے پہلو مین لٹایا اُس بات کو بھی تجھسے
کہا خود ہی تو نے مجھسے وصل نہ کیا اس امر مین میری کیا تقصیر ہی افسوس تو مجھ ایسی مہ لقا کو چھوڑ کر رشتہ الفت
توڑکر چلا آیا کچھ تو نے میرا خیال نہ کیا خیر جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب تجکو لازم یہی ہی کہ میرے ساتھ چل مین تیری اطاعت
و فرمانبرداری بجوبی کرونگی اپنے کاندھے پر سوار کرکے سیر کوہ و دشت دکھادیا کرونگی نہایت خوش ذائقہ اثمار اشجار کے
تجکو کھلایا کرونگی اپنے ایک کان کو بجاے فرش بچھا کر تجھے سلایا کرونگی اور دوسرا کان تجھے اُڑھایا کرونگی
اگر تو تمازت آفتاب یا فصل بارش مین گھر کے باہر نکلنے کا ارادہ کریگا تو مین تیرے سر پر سایہ کیا کرونگی
گرمی و سردی سے تجھے بچایا کرونگی رات ہو یا دن ہو جب تو کہیگا مین کسی کام مین تجھسے مطلق عذر نکرونگی
یہ کہکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے لپٹنے لگی حمزہ صاحبقران نے برہم ہوکر ایک گھونسا اُسکے منھ پر مارا
اور کہا او نالائق بیہودہ بکے جاتی ہی خدا پرستش نہین رہتی مجھے صحیفہ ابراہیم پڑھنے نہین دیتی جا دور ہو مین
ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا راوی کہتا ہی کہ جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے گھونسا اُسکے دہن پر
مارا کئی دانت اُسکے ٹوٹ گئے لہو منھ سے اُسکے نکلنے لگا عارض پر اُسکے ورم آگیا کلے جبڑے مین درد ہونے لگا
فریاد و فغان کرنے لگی آخر کوہ سے اُترکر اپنے باپ کے پاس گئی اور دندان شکستہ اپنے دکھاکر تمام حال رو کر
بیان کرنے لگی جب اشراق گلیم گوش نے تمام احوال سُنا نہایت برہم ہوکر جلد گلیم گوشون کو جمع کیا اور سبکو
اپنے ہمراہ لیکر جلد تراش کوہ پر گیا دیکھا کہ امیر باتوقیر بالاے کوہ بیٹھے ہوے کچھ پڑھ رہے ہین اشراق
گلیم گوش نے گلیم گوشون سے کہا جلد اس ظالم کو گرفتار کرو گلیم گوش براے گرفتاری امیر باتوقیر بڑھے امیر
باتوقیر نے فوراً اُٹھکے تلوار کھینچی اور گلیم گوشون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین اِسقدر گلیم گوش قتل کیے
کہ بالاے کوہ گلیم گوشون کی لاشون کے انبار ہوگئے دریاے خون کشتگان بالاے کوہ جاری ہوا اسی کارزار
مین اشراق شاہ گلیم گوش بھی مارا گیا جب قتل ہوتے اشراق شاہ کے باقی ماندہ گلیم گوش بھاگے امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران گلیم گوشون کو بھگاکر کوہ سے اُترے اور بعد قطع راہ اُس جگہ آئے جہان درخت
سے بیڑے کو باندھ دیا تھا غرض امیر باتوقیر بیڑے پر سوار ہوے بیڑا بالاے آب روان ہوا بعد آٹھ پہر کے
بیڑا امیر کنارہ دریا پر ٹھہرا امیر بیڑے سے اُترکے کنارہ دریا پر کھڑے ہوے اور جانب صحرا دیکھنے لگے
اسوقت امیر باتوقیر نے دیکھا کہ ایک دیو ایک درخت سے بندھا ہوا ہوا فریاد و فغان کرتا ہی امیر باتوقیر
کو اُسکے حال پر رحم آیا فوراً کنارہ دریا سے روانہ ہوے جب اُس دیو کے پاس پہونچے پوچھا تیرا نام کیا ہی
تجکو کسنے باندھا ہی فریاد و فغان کیون کرتا ہی دیو نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو اپنے حال پر مہربان
پاکر عرض کیا نام میرا طومان کاس ہی دیو قتیل مردار خوار نے مجھے باندھا ہی وہ میرا دشمن جان ہی مجھے
باندھکر واسطے کسی ضرورت کے گیا ہی اب آکر مجھے مار ڈالیگا امیر باتوقیر نے گفتگو دیو طومان کاس
کی سُنکے اُسکے حال زار پر رحم کیا اور واسطے کھولنے کے بڑھے ناگاہ دیو قتیل مردار خوار بدسرشت
و نابکار آپہونچا امیر باتوقیر کو دیکھکر پکارا او آدم زاد خبردار طومان کاس کو درخت سے نہ کھولنا ورنہ

ابھی تجکو مارڈالونگا اسی دریا مین ڈبو دونگا امیر باتوقیر نے تقریر دیو قتیل کی سنکے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی
یہی مجال ہی کہ تو مجھے ہلاک کرے اگر تجکو اپنی قوت پہ ناز ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیو قتیل مردار خوار گفتگو امیر
باتوقیر کی سنکے ایسا برہم ہوا کہ دارشمشاد اٹھاکر سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے ضرب دارشمشاد سے بچکر تیغ تیز
سے اُسے قتل کیا پھر دیو طومان کاس فوراً قدم حمزہ صاحبقران پر گرا اور پوچھنے لگا آپ کا اسم شریف
کیا ہی آپنے مجھ پر نہایت ہی احسان کیا دشمن سے مجھے بچایا یہان آپ کا آنا کیونکر ہوا یہ وہ صحرا ہے
ہولناک ہی کہ دیو دپریزاد بھی خوف سے یہان نہین آتے ہین آپ تو بنی آدم ہین امیر باتوقیر نے تمام
حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جب دیو طومان کاس کو معلوم ہوا کہ نام آپ کا امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران ہی اور آپ ہی قاتل دیو راہدار ہین اُسوقت دیو طومان کاس نے امیر
باتوقیر سے عرض کیا کہ میرا ایک بھائی ہی کہ نام اُسکا اکوان کاس ہی وہ نہایت قوی ہیکل ہی آپنے
مجھپر احسان کیا ہی وہ ضرور یہ نیکی آپ سے پیش آئیگا اگر آپ فرمائین تو مین آپکو اپنے بھائی کے پاس
لیچلون امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا مجھے لیچل دیو طومان کاس نے اپنے
دوش پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو بٹھایا اور وہان سے بعجلت چلا جب قریب مکان
دیو اکوان کاس کے پہونچا امیر باتوقیر کو دوش سے اُتار کر اپنے بھائی کے پاس گیا اور تمام
سرگذشت اپنی بیان کرکے کہنے لگا اے بھائی تمھین لازم ہی کہ قاتل دیو راہدار کے استقبال کے واسطے جاؤ
اور نیکی پیش آؤ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے میرے ساتھ نیکی کی ہی تم بھی اُنکے ساتھ نیکی کرو
بعد دعوت وضیافت کے ہمراہ اُنکے جاکر عفریت سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو اکوان کاس گفتگو اپنے
بھائی کی سُنکے فوراً مع دو لاکھ دیوون کے واسطے استقبال امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے گیا
اور امیر باتوقیر کو بعد عزت وحرمت اپنے مکان مین لایا اور عرض کرنے لگا آپ نے میرے بھائی کی جان
بچائی ہی مجھپر آپنے نہایت احسان کیا ہی مین بھی آپکی فرمانبرداری اور اطاعت کرونگا دو چار روز رہکے
بعد آپکو گلستان ارم مین لیچلونگا یہ کہکے اکوان کاس نے عرض کیا اب آپ چند روز یہان توقف
فرمائے عقائد دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہوکر اُسے مسلمان کیا پھر دیو طومان کاس
بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننے لگا جب دونون دیو مسلمان
ہوچکے بڑے تکلف سے دونون نے امیر باتوقیر کی دعوت کی بعد کئی روز کے امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران کو ہمراہ لےکر مع دو لاکھ دیوون کے جانب گلستان ارم چلے اثناے راہ مین امیر
باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ چند دیو دو جنیون کو گرفتار کیے ہوئے چلے جاتے ہین حمزہ صاحبقران
نے دیو طومان کاس سے پوچھا کہ یہ دیو کون ہین کیون ان جنیون کو گرفتار کیا ہی دیو طومان کاس
نے دست بستہ عرض کیا مین ابھی دریافت کرکے عرض کرتا ہون یہ کہکے طومان کاس نے اُن دیوون
کو روکا اور حال اُنسے پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی جب دیو طومان کاس تمام حال سُن چکا
حمزہ صاحبقران سے آکر عرض کرنے لگا کہ راشو سے جنی اور ارشو سے جنی شہپال بن
شاہرخ نبیرہ حضرت سلیمان کی طرف سے عفریت نابکار سے لڑے تھے عفریت نے اُن
دونون کو گرفتار کرکے دیو سندون مزہ دست کے پاس اُنھین روانہ کیا ہی یہ دیو وہین اُنھین

لیے جاتے ہین سندون ہزار دست بموجب کہنے عفریت کے انکو قید کرلیگا جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا
کہ راشوے جنی وارشوے جنی دوستان شہبال سے ہین اسوقت امیر باتوقیر نے بڑھکر آن دیوون کو روکا دیو
چنگال کہ افسران فوج عفریت سے تھا آستی فی الفور ایک دیو کو جانب عفریت روانہ کیا اور خود دارشمشاد
اٹھاکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے لڑنے لگا دیوا کوان کاس اور دیو طومان کاس بھی مع اپنے لشکر
کے آن دیوون سے لڑنے لگے ناگاہ عفریت نابکار اس دیو سے تمام حال سنکے بہ ہمراہی چار لاکھ دیوون
کے جلد تر آیا اب بخوبی لڑائی ہونے لگی دارشمشاد اور آرۂ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب وضرب سے جانبین
کے دیو قتل ہونے لگے زمین پر گر گر کے تڑپنے لگے زخمی نالۂ و فریاد کرنے لگے زمین صحرا خون سے رنگین
ہونے لگی شور دار و گیر عالمگیر ہوا دیو ہنگام حرب وضرب نعرے کرنے لگے طبقے زمین کے ہلنے لگے
کشت و خون ہونے لگا اسی ہنگامہ کارزار مین عفریت نابکار امیر عالی وقار حمزۂ صاحبقران
کے آیا اور امیر باتوقیر پر دارشمشاد بصد عتاب لگائی امیر عالی وقار نے ضرب دارشمشاد سے بچ کر
تیغ آبدار کھینچی عقرب سلیمانی زیب کمر رہا غرض امیر باتوقیر نے تیغ آبدار کھینچکر پہلوے عفریت پر
لگائی عفریت ہرچند پیچھے ہٹا لیکن کسی قدر زخمی ہوا خون زخم سے بہنے لگا حمزۂ صاحبقران نے پھر
حملہ کیا عفریت تاب مقابلہ کی نہ لاکے بھاگا اسوقت امیر باتوقیر نے دیو چنگال کو تیغ آبدار سے قتل
کیا راشوے جنی وارشوے جنی کو قید سے رہا کیا یعنے زنجیر و طوق وغیرہ کو انکے اجسام سے دور کیا
امیر عالی وقار حمزۂ صاحبقران راشوے جنی وارشوے جنی کو رہا کرکے مسرور ہوے اور ہمراہ اپنے
انکو لیکر جانب گلستان ارم بصد حشم و خدم روانہ ہوے

داستان لیجانا شہبال کا استقبال کرکے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین اور جانا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا چشمۂ ماہیان پر اور ہمراہ مالکۂ آسمان پری کے نہانا

مجریان ذی کمال اس داستان بے مثال کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر عفریت شکست دیکر
اور راشوے جنی وارشوے جنی کو رہا کرکے بصد شان و شوکت سمت گلستان چلے شہبال بن شہرخ کو اکثر
دیوون سے معلوم ہوا کہ حمزۂ صاحبقران بعظم و شان اس جانب آتے ہین شہبال یہ خبر فرخندہ فال
سنکے فوراً مع لشکر کثیر براے استقبال امیر باتوقیر گلستان ارم سے چلا اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران
سے ملاقات ہوئی شہبال حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بدرجۂ کمال مسرور ہوا حمزۂ صاحبقران
نے بھی شہبال کو دیکھکر واسطے تسلیم کے سر جھکایا شہبال نے بزرگانہ حمزۂ صاحبقران کو سینے سے
لگایا بعد اظہار اشفاق بزرگانہ کے شہبال نے پوچھا ای امیر باتوقیر کہان چلے گئے تھے مین
نہایت متردد تھا امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا دریا مین گرنے کا اور کل سرگذشت بیان کی پھر
بموجب دریافت کرنے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے شہبال نے اپنا حال تمام و کمال بیان
کیا غرض بعد قطع راہ جب شہبال حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین لایا حکم کیا کہ تمام گلستان ارم
مین آئینہ بندی کیجاے اور بزم عیش آراستہ ہو بموجب حکم گلستان ارم مین بخوبی تمام

آئینہ بندی ہوئی ہر ایک مقام آرائش سے پربہار ہوا خوبی جلسہ کو گلستان ارم کی آراستگی و بہار پر رشک ہوا علاوہ آراستگی گلستان ارم کے بزم عشرت ایسی آراستہ ہوئی کہ دنیا مین کبھی کوئی محفل عیش و سرور مثل اس بزم عیش و عشرت کے آراستہ نہوئی ہوگی الحاصل جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوئی شہیال بن شہرخ نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ایک بے مثل و بے نظیر دنگل پر بٹھایا ملکہ آسمان پری بھی بالائے مسند زرین آکر بیٹھی وہ نازنینان پریزاد کہ جنکا سایہ بھی کسی بشر نے نہ دیکھا تھا روبروے امیر باتوقیر آکر ناچنے لگین اور اپنی زبان مین غزلین عاشقانہ بہ لحن داؤدی بصد ناز و ادا گانے لگین وہ جملہ نازنینان پریزاد ایسی حسین و خوش گلو تھین کہ بروئے دنیا بے مثل و نظیر انکا ممکن نہ تھا وہ انکا عشوہ و ناز رقص کرنا اور گانا لائق دیکھنے اور سننے کے تھا مطرب فلک انکے رقص کو دیکھکر شرمندہ اور خجل ہوئی تھی ہر ایک ادا انکی قیامت تھی ہر نغمہ انکا دلکش تھا اور ہر ایک آواز ساز کی دلربائے ناساز کے لیے گویا مسیحا تھی وہ عجب بزم عشرت تھی

سو جب اسباب عشرت
تھا جلسہ جشن کیقبادی
ہنگامہ عیش و بزم شادی
نازک بدنوں سے تھا ہویدا

تھی ناز کی اس جگہ سے پیدا
ناچوں کے ناچ کا سامان
تھی لولی چرخ آئینہ قربان
تھی روشنی اسقدر ضیا بار

ہر مجلس تھا رشک بزم سیارہ
اندر کی کو تھا دعوی تاتاتھیس
دعوی کے دلیل تھی سن لا اس
وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو

گلرولوں سے گلستان تھا ہر سو

وصف نازنینان پریزاد کے حسن و جمال کا کیا لکھا جائے کلک انکی ثنائے حسن لکھنے مین عاجز ہی اور ان نازنینان پریزاد کے رقص و نغمہ کی تعریف مین زبان قاصر ہی ہر ایک نازنین پریزاد بزم عشرت مین غزلین عاشقانہ گاتی تھی انامجملہ نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے روبروے ملکہ آسمان پری و امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران یہ غزل گانا شروع کی

غزل

آئینہ گیا گیا کیے تو ای غیرت تنویر شمع

شمع وانگشت بہ دنداں ہے پریشاں گیر شمع
لاکہ شاید کو بجا خدمت بخشی کہان
سوز غم سے بگیا ہر استخوان تصویر شمع
سر پٹکا غیر کا ہر اپنی منت کی دلیل
ہوگیا ہر اشک ہر اشک بے تاثیر شمع
دیکھکر بولے کیون قدر تصدق کے لیے
کیا کوئی سمجھے ادائے نالۂ شبگیر شمع
اگر یہی زندہ ہے حسن زاد ون کا فروغ
اور کیا ہوتی بہا مین عزت و توقیر شمع

باغ مین دیکھو اگر تم رنگ محفل رات کو
اشک کا دانہ ہوا ہر دانہ زنجیر شمع
ہجر مین وہ جلتی ہین وہ جلتے مین جلتا کاش اگر
لے بجا آخر کو شعلہ تھامت دلگیر شمع
بسبب چہو تکا نمین دونوں کو سوز عشق نے
کیا کوئی خوشنماع شعلہ تھا تحریر شمع
دلکو محروم نظارہ رات بھر سوز و گداز
خاک مین ملجا لگی اک رات کو تنویر شمع
گرم نقرہ مگے وہ کہتے مین اہل تسلیم آج

شلغم شمع سبز ہوگی شعلہ تنویر شمع
عشق کی نیرنگیان دیکھو کہ جسم نازنین
شمع کو دیتی رہی قسمت مجھے تقدیر شمع
لاکھ رو یا رات بھر جھلا وہ آتش فراغ
اسمین کچھ تقصیر پروانہ نتھی تقصیر شمع
سوز پنہانی مین بھی پاس خموشی ہر رہی
کہت پروانہ ملا مجھکو دل دلگیر شمع
اسکی بزم خاص مین روشنی تھی شب بھر جلوہ گر
آگے تیری کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

جب یہ غزل نازنین پریزاد نے سر بزم گائی جملہ صاحبان بزم عشرت خوش ہوے خصوصاً امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران و ملکہ آسمان پری دونون از حد مسرور ہوے پھر نازنین اور غزلین عاشقانہ گایا کی جب وہ شب عشرت بسر ہوئی اور جانب مشرق سے روشنی نمایاں ہوئی جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک بزم عشرت سے اٹھکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی ملکہ آسمان پری نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے تمام اپنی سرگذشت قید ہونے کی بیان کی پھر حمزہ صاحبقران نے بھی بوجہ دریافت کرنے ملکہ آسمان پری کے اپنے حالات سے اطلاع دی جو کچھ مصائب دریا مین کرتے گذرے تھے سب

بیان کیے دونون ایک دوسرے کے حال پر صد ہا افسوس کیا کیے بعد اسکے ملکۂ آسمان پری نے حمزۂ صاحبقران
سے مسکرا کر کہا آج ہمارا دل چاہتا ہی کہ چشمۂ ماہیان مین جاکر نہائین اور آپ بھی اس چشمہ مین نہائیے پھر
سیر باغ کی باہم کرین علاوہ اسکے وہین مجھکو کچھ آپ سے کہنا بھی ہی یہ کہکے ملکۂ آسمان پری بزم سے اٹھی
پہلے تو اپنے مکان مین گئی پھر مع چند نازنینان پریزاد کے جانب چشمۂ ماہیان روانہ ہوئی حمزۂ صاحبقران
بھی بعد جانے ملکۂ آسمان پری کے چشمۂ ماہیان کی طرف چلے پہلے ملکۂ آسمان پری چشمۂ ماہیان پر پہونچی بعدہ
امیر با توقیر اس چشمہ پر پہونچے دیکھا کہ درمیان ایک باغ پر بہار کے چشمۂ ماہیان ہی باغ تو رشک گلشن جنان ہی
اور چشمہ چشمۂ حیوان سے لطافت مین ہمسر ہی ملکۂ آبرو زیر چشمۂ آب لطافت مچھلیان رنگارنگ چشمۂ ماہیان مین
کبھی نظر آتی ہین گاہ مانند معشوقان عشوہ ساز بصد ناز نظر ناظرین سے مخفی ہو جاتی ہین محبوبانہ صورتین پاکیزہ
اپنی دکھاتی ہین غرض جیسی رنگین مچھلیان ہین ویسی ہی رنگین ادائین کرتی ہین امیر با توقیر ان مچھلیون کو
دیکھکر بیقرار ہوے ہرچند انکو دام مین لانے کی تدبیر کی مگر وہ مچھلیان کسی طرح ہاتھ نہ آئین پھر امیر سیر
گلہاے باغ کرنے لگے ملکہ لباس تن نازک سے اتار کے اور کچھ لباس سے بعض اعضا مخفی کر کے چشمۂ ماہیان مین
اتری نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کو نہلانے لگین دست و پا اور گیسوے مشکین ملنے لگین آب چشمہ بوے
گیسوے عنبرین و شست و شوے تن نازک سے معطر و معنبر ہو گیا اور آمیزش عرق روے گلرنگ ملکہ سے آب چشمہ
صاف گلاب ہو گیا جب ملکۂ آسمان پری غسل کر چکی بصورت آفتاب چشمہ سے باہر آئی نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین
ملکہ کی پوشاک نفیس لیکر آئین ملکہ نے پیرہن زیب تن کیا بعد پوشاک پہننے کے ملکۂ آسمان پری کنارہ چشمہ پر گیسوے
عنبرین مین شانہ کرنے لگی نازنینان پریزاد شانہ دست ملکہ سے لیکر گیسوے ملکہ سنوارنے لگین جب امیر با توقیر
سیر باغ کر چکے کنارے چشمۂ ماہیان پر آکر لباس اتار کے ایک لنگی نفیس باندھی پھر چشمہ مین اترے دست و پا
آب صاف سے دھونے لگے بعد دست و پا دھونے کے شناوری کرنے لگے کھڑی اور ملاحی پیرنے لگے کبھی ٹھہر کر
اور چلو مین پانی لیکر ملکۂ آسمان پری پر چھینٹے پانی کے دینے لگے اور کہنے لگے اے ملکہ ایک دفعہ اور نہاؤ
ملکہ نے دوبارہ نہانے سے انکار کیا امیر با توقیر تو چشمۂ ماہیان مین نہا رہے ہین اور ملکہ سے مصروف ہین
اب انکو نہانے دیجیے اور کچھ حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب عفریت بہ ضرب سنگ ملک زخمی ہوکر اور
بھاگ کر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا بوجہ زخم کے بیچین ہوا ملعونہ مادر عفریت گریان ہوئی زخم پر پھایا
مرہم کا رکھا گیا دیو ہرچنگ عموے عفریت نے جو سنا کہ عفریت زخمی ہوا ہی اپنی جگہ سے
بیتابانہ چلا جب عفریت کے پاس آیا پوچھنے لگا اے نسر زند تجھے کسنے زخمی کیا ہی عفریت نے
تمام حال بیان کیا ہرچنگ نے پوچھا وہ آدم زاد کہان ہی جسنے تجھے زخمی کیا ہی عفریت نے
جواب دیا مین نے سنا ہی چشمۂ ماہیان مین نہانے کو گیا ہی میری معشوقہ ملکۂ آسمان پری بھی چشمۂ
ماہیان پر گئی ہی دیو ہرچنگ نے یہ سنکے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جس آدم زاد نے تجھے قتل کیا
ہی اسکو جا کر قتل کرتا ہون یہ کہکر دیو ہرچنگ چند دیو ہمراہ لے کر بصد غیظ و غضب چلا جب
بعد قطع راہ چشمۂ ماہیان پر آیا ملکۂ آسمان پری دیو ہرچنگ کو دیکھکر ڈر گئی اور چلانے لگی اور
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی جانب دیکھکر کہنے لگی صاحب اس دیو خونخوار سے مجھے
بچاؤ امیر با توقیر نے چشمہ سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا ناگاہ دیو ہرچنگ اپنی شاخہاے

سر بامیر باتوقیر کو اُٹھانے لگا چونکہ امیر باتوقیر کے پاس شمشیر نہ تھی اسوجہ سے امیر نے اُسپر تلوار نہ لگائی دیو ہر جنگ سے
ایک شاخ سر اس طرح بازوے امیر باتوقیر پر لگائی کہ شاخ بازو کو توڑ کر نکل گئی پھر دیو نے چاہا کہ امیر باتوقیر
کو اُٹھا لیجاؤں امیر باتوقیر نے شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے جو زور کیا شاخ بازو میں ٹوٹ کے رہ گئی اور سر کو پکڑ کے
اُلٹیا جھٹکا دیا کہ دیو منہ کے بھل زمین پر گرا امیر باتوقیر نے جلد چشمہ سے نکلکر دیو کی زنجیر کمر کی پکڑکر زمین سے
اُٹھا لیا اور ایک ہاتھ سر پر بلند کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ یہ رنگ دیکھکر برائے مدد دیو ہر جنگ بڑھے
شہپال بھی یہ خبر سُنکے فوراً مع فوج چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ امیر باتوقیر دیو ہر جنگ کو ایک ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے
دور تک چلے گئے ہیں ملکہ آسمان پری رو رہی ہے نازنینان پرینژاد اُس جنگ کے ہونے سے چلا رہی ہیں
شہپال نے ملکہ وغیرہ کو خاموش کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ کو قتل کرنا شروع کیا اور اُدھر امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران نے دیو ہر جنگ کو اسطرح زمین پر پٹکا کہ استخوان اُسکے ریزہ ریزہ ہو گئے فوراً زمین پر
گر کے ہلاک ہو گیا ادھر ہمراہیان دیو ہر جنگ تاب مقابلہ نہ لا کر لاشہ دیو ہر جنگ کا اُٹھا کر نالان وگریان
جانب لشکر گاہ عفریت روانہ ہوے اور عفریت کے پاس پہونچکے لاشہ دیو ہر جنگ کا سامنے عفریت
کے رکھدیا پھر تمام حال لڑائی کا بیان کیا عفریت کو نہایت رنج ہوا عفریت تو اپنے چچا کے غم میں مبتلا ہو
کے مبتلائے غم رہنے دیجیے اب حال حمزہ صاحبقران کا سنیے جب امیر باتوقیر دیو ہر جنگ کو ہلاک
کر چکے شہپال سے آکر کہنے لگے میرے بازو سے شاخ نکلوائیے سر دست کچھ علاج بازو کا کیجیے شہپال نے
دیووں سے پوچھا کیا تدبیر کرنا چاہیے سبھوں نے عرض کیا جبتک باتوقیر کو بیہوش کیجیے تب تک شاخ
بازو سے نکال لیجیے اس صورت میں امیر باتوقیر کو زیادہ تکلیف نہ ہوگی شہپال بن شہرخ نے جب کہنے
دیووں کے امیر باتوقیر کو بیہوش کرنا چاہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے کہا آپ مجکو اگر بیہوش
کیجیے گا تو میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالونگا شہپال بہ تقریر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی سنکے مجبور ہوا
آخر بمجبوری عالم بیداری میں شاخ سر دیو ہر جنگ کی بازوے امیر باتوقیر سے بعد دشواری نکالی گئی
خون بازوے امیر باتوقیر سے بکثرت نکلا امیر باتوقیر بسبب کثرت درد زخم کے بیہوش ہو گئے شہپال
نے گھبرا کر فی الفور شفا خانہ سلیمانی میں امیر باتوقیر کو بھیجا ملکہ آسمان پری بھی ہمراہ امیر باتوقیر کے
شفا خانہ میں گئی جب دیو امیر باتوقیر کو لیکر شفا خانہ میں پہونچے چارہ ساز امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کے زخم بازو کا علاج کرنے لگے پہلے زخم کو صاف کرکے ٹانکے دیے پھر مرہم سلیمانی کا پھایا جسم پر رکھا
بعد چار گھڑی کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا بیہوشی رفع ہوئی آنکھیں جو کھولیں ملاحظہ
کیا کہ میں شفا خانہ میں پلنگ پر لیٹا ہوں ملکہ آسمان پری اشک آنکھوں میں بھرے ہوے قریب پلنگ
کے بیٹھی ہے شہپال وغیرہ بھی ایک جانب بیٹھے ہیں زخم بازو پہ پھایا مرہم کا رکھا ہے جراح بیٹھے ہوے
ہیں امیر باتوقیر نے ہر ایک کو متحیر دیکھکر فرمایا آپ حضرات مطمئن رہیں اور کسی طرح کا صدمہ اور ملال
نہ کریں میں افضال رب ذوالجلال سے اچھا ہوں یہ فرما کر ہر ایک کو رخصت کیا لیکن ملکہ آسمان پری
فرط الفت سے شفا خانہ ہی میں رہی بعد چند روز کے جب عفریت کا زخم اچھا ہو گیا اُس وقت
عفریت نابکار نے اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور حالت زخمداری میں امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو قتل کرتا ہوں اپنے عمو کا قصاص لیتا ہوں یہ کہکر قریب چار لاکھ دیووں کو

ہمراہ لیکر بصد قہر و عضب جانب شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا یہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا زخم بازو اچھا ہو چلا
تھا کسی قدر زخم پر ہونے باقی تھا مگر ضعف زیادہ تھا ناتوانی سے رنگ چہرۂ حمزۂ صاحبقران کا زرد ہو گیا تھا
غسل صحت نہین کیا تھا کہ ایک عفریت نے شفاخانہ کو چار جانب سے آکر گھیر لیا حمزۂ صاحبقران حالت ضعف
و ناتوانی مین بستر سے اٹھکر تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ جنگ کارزار ہوئے یہ خبر شہپال کو پہونچی فوراً شہپال اپنی فوج
کثیر لیکر آیا عفریت سے لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے زیر دیوار شفاخانۂ
سلیمانی کشتون کے انبار ہو گئے زخمی تڑپ تڑپ کر شفاخانہ اخدم مین جانے لگے عین گرمی جنگ مین
عفریت امیر با توقیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا لشکریان عفریت فوراً عفریت کو لیکر بھاگے بھاگنے
مین صدہا دیو قتل ہوئے بعد بھاگنے مین صدہا دیو قتل ہوئے بعد بھاگنے عفریت کے شہپال نے
اٹھارہ ہزار دیو واسطے حفاظت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران گرد شفاخانہ سلیمانی کے مقرر کیے بعد
شہپال بہ شادمانی اپنی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا عفریت زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا امیر با توقیر
شفاخانۂ سلیمانی مین استراحت پذیر ہوئے

داستان آنا مقاتل پدر عفریت کا اور متواتر لڑنا اور قتل ہونا دیو قفیلہ کا اور آنا نقابدار سبز پوش کا پھر قتل ہونا پدر عفریت کا

راویان فصیح بیان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے زخمی
ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً جراحون کو طلب کیا جب وہ آئے عفریت نے کہا اس زخم تیغ کو اچھا کرو
خلعت و انعام مجھسے لو جراحون نے کہ وہ بھی دیو تھے انھون نے زخم مین ٹانکے دیے پھر پھایا مرہم کا بناکر
زخم پر لگایا ابھی جراحون نے زخم پر پھایا رکھا تھا کہ مقاتل پدر عفریت چار لاکھ دیوون کی جمعیت
سے آیا عفریت نے اپنے باپ کو سلام کیا مقاتل نے پوچھا ای فرزند مین نے سنا ہی کہ ایک
آدم زاد پردۂ دنیا سے آیا ہی اُسنے تجھے عاجز کیا ہی یہ تو بتا کہ نام اُس آدم زاد کا کیا ہی قد و قامت
و قوت مین کیا مجھسے زیادہ ہی عفریت نے رو کر کہا ای پدر نام اُس آدم زاد کا حمزۂ صاحبقران ہی قد تو
اُسکا میرے قد سے بہت کوتاہ ہی لیکن مجھسے بڑھا ہوا ہی سیکڑون دیو میرے لشکر کے اُسنے قتل کیے ہین
دو مرتبہ مجھکو بھی زخمی کیا ہی دیکھیے فی الحال مین اُسی آدم زاد کی تیغ آبدار سے زخمی ہوا ہون بہ زخم اُسی
سفاک کی تیغ کا ہی ابھی مین نے شراب پی کر اس زخم مین ٹانکے دلوائے ہین مجھکو اب کچھ بن نہین پڑتا ہی
اگر یہان سے چلا جاتا ہون تو باعث ذلت کا ہی یہ مشہور ہوگا کہ ایک آدم زاد کے خوف سے عفریت
بھاگ گیا ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کو قتل نہ کر سکا اگر لڑتا ہون تو ایک نہ ایک روز وہ مجھے ضرور قتل
کر ڈالیگا مقاتل نے اپنے پسر کی گفتگو سنکے اُسکے آنسو رومال سے پونچھے اور بنصد شفقت کہا ای فرزند اب
کچھ رنج و غم نہ کر مین اسی آدم زاد کے قتل کرنے کو آیا ہون ضرور اُسکو قتل کرونگا پھر شہپال کا سر کاٹونگا
تجھے گلستان ارم کا حاکم کردونگا اگر قتل اسکے تو مجھسے اس آدم زاد کی کیفیت بیان کرتا تو اب تک مین اس
آدم زاد کو قتل کر چکا ہوتا خیراب مجھکو حال آدمزاد سے آگاہی ہوئی ہی دو چار ہی روز کے درمیان مین آدمزاد
اور شہپال وغیرہ کو قتل و ہلاک کرونگا عفریت نابکار اپنے پدر نابکار کی گفتار سنکے خوش ہوا اور
خیال کرنے لگا کہ میرا باپ مجھسے زیادہ قوی ہی یقین ہی کہ یہ آدمزاد کو قتل کریگا یہ خیال کرکے عفریت

ہنسنے لگا مقاتل نے پھر عفریت سے پوچھا شہپال کے شریک و معاون کون کون دیو ہین عفریت نے کہا
ارشوسے جنی و راشوسے جنی اور دیوا کوان اور سیاہ مک سیاہ کلاہ ببرا کوان اور اکوان کاس
اور طومان کاس اور دیو ثقیلہ مع فوج و لشکر آکر شہپال بن شہرخ کے معین ہوئے ہین پہلے مین نے
شہپال کو شکست دی تھی شہپال بھاگ گیا تھا گلستان ارم میرے قبضہ مین آگیا تھا جیسے نامیردگان شہپال
کے مددگار ہوئے گلستان ارم اور قلعۂ بلور مجھسے چھوٹ گیا متواتر وقت جنگ مین نے شکست پائی دو مرتبہ
زخمی ہوا ہرچند شہپال کے پاس فی الحال فوج زیادہ تھی اور نامیردگان اُسکے معین و مددگار ہین لیکن مین
ہجوم دیوؤن اور پریزادون سے خائف و ترسان نہین ہون فقط دو شخصون سے ڈرتا ہون اگر دو شخص
لشکر شہپال مین نہون تو ابھی سبکو قتل کرتا ہون گلستان ارم پر قبضہ کرتا ہون ملکہ آسمان پری کے وصل سے
کامیاب ہوتا ہون مقاتل نے پوچھا وہ دو شخص کون ہین عفریت نے کہا اول تو وہ آدمزاد ہے جسکا ذکر قبل
اسکے کیا تھا دوسرا دیو ثقیلہ ہے یہ بھی نہایت ہی قوی ہے مقاتل نے ہنسکر کہا تیرے نزدیک وہ قوی ہوگا
مین تو اُنکو ایک مور ناتوان جانتا ہون ہنگام جنگ اُسے گرفتار کر لونگا جس طرح تو کہیگا اسی طرح اُسکو
قتل کر دونگا مقاتل نابکار اپنے پسر بد شعار سے باتین کر رہا تھا ناگاہ ملعونہ مادر عفریت کو خبر پہنچی کہ
مقاتل برائے قتال آیا ہے عفریت سے کہتا ہے مین شہپال وغیرہ کو قتل کر ڈالونگا ملعونہ یہ خبر دیوؤن سے
سُنکے بارگاہ سے نکلی اور قریب مقاتل آکر بیٹھی مقاتل ملعونہ کے چہرے پر نظر کرکے خوش ہوا اور کہنے لگا
اے مونس شب تنہائی اے جان جہان آرام دل مشتاقان آؤ اور میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ میرے دلکو
نہ تڑپاؤ اسقدر اپنے خاوند سے نہ شرماؤ علحدہ نہ بیٹھو اسقدر شرم و حجاب نہ کرو مجکو تمھارا علحدہ
بیٹھنا گوارا ہے دیکھو پہلو مین دل میرا بیقرار ہے اسوقت تمنائے دلی بر لاؤ میری خواہش کو پورا کر
ملعونہ نے گفتگو اپنے شوہر کی سنکے اشک آنکھون مین بھرکے جواب دیا میرا فرزند تو مصیبت مین گرفتار
ہے تمکو خیال بوس و کنار ہے حواس میرے بجا نہین ہین دشمنون کا میرے بچے پر نرغہ ہے ہر ایک میرے
لڑکے کا عدو ہے مجکو اپنے بچے کی جان کے لالے پڑے ہین دشمن جان میرے پسر کے بڑے بڑے
دیو ہین خصوصاً آدمزاد بانی فساد میرے پارۂ جگر کا دشمن قوی ہے اُسکے ہاتھ سے میرے لڑکے
کی جان بچتی معلوم نہین ہوتی اب تمھارے پہلو مین اُسوقت بیٹھونگی مگر اُس روز مدعائے دلی
تمھارا بر لاؤنگی جس روز آدمزاد قتل ہو جائیگا اور میرے دل کو قرار آئیگا اُسوقت تمھاری خواہش
کو پورا کرونگی یہ کہکے ملعونہ بے اختیار رونے لگی مقاتل نے بیتاب ہوکے ملعونہ اپنی زوجہ کو اپنے
پہلو مین بٹھایا اور کہا اے بی بی اب مین آیا ہون دو ایک روز طبل جنگ بجواؤنگا تمھارے لڑکے کے
دشمنون کو قتل کر دونگا آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے حوالے کر دونگا تم اسقدر کیون ملول ہو میرے
آگے تمھارے فرزند کے دشمنون کی حقیقت ہے ایک ہی روز مین سبکو مار ڈالونگا تم جانتی ہو نام میرا مقاتل
ہے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سبکو قتل کر دونگا گلستان ارم کا بادشاہ تمھارے فرزند کو کر دونگا
اُسوقت تم آرزوے دلی میری بر لاؤ میری حال زار پر رحم کھاؤ ملعونہ نے یہ سُنکے بڑھاپے مین ناز کیا
دامن مقاتل کا پکڑکے کہا نہین نہین ابھی جاؤ آدمزاد کو گرفتار کرکے لے آؤ مین اُسکے کباب شراب
پی کے کھاؤنگی ہڈیان اُسکی چباؤنگی پھر تمھاری آرزوے دلی بر لاؤنگی اگر تم میری آرزو کو بر لاؤگے

مین کسی تمسے بات نہ کرونگی کبھی تمھارے پہلو مین نہ بیٹھونگی اپنا جوبن دکھاکے ہمیشہ تمھارے دلکو جلاؤنگی کبھی تمھارے ہاتھ نہ آؤنگی مقاتل بہ تقریر اپنی زوجہ کی سنکے ناچار ہو کر کہنے لگا خیر مجھے تمھاری خوشی منظور ہے مین ابھی جاتا ہون آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے پاس لیے آتا ہون یہ کہکے مقاتل نابکار پہلوے ملعونہ سے اُٹھا اور ناچار ہو کر دیودن کو ہمراہ اپنے لیکر سمت شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا بعد قطع راہ جب نزدیک شفاخانۂ سلیمانی برائے نگہبانی امیر بانوقیر معین کیے گئے تھے وہ دیو مقاتل کو دیکھکر ہوشیار ہوئے اور فوراً اُٹھکر سد راہ ہوئے مقاتل نے دیکھکر اور برہم ہوکر دارشمشاد سے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا لشکر شہپال کے دیوؤن نے بھی ارہ لپشت شنگ اور دار شمشاد و دیگر آلات حرب وضرب سے فوج مقاتل کے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا دونون جانب کے دیو قتل ہونے لگے حمزۂ صاحبقران بھی شفاخانۂ سلیمانی سے نکلے اور عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤن کو قتل کرنے لگے عقرب سلیمانی وہ شمشیر لاثانی تھی کہ مثل برق کے چمک کر خرمن لشکر مقاتل پر گرتی تھی اور اُن دیوون کے خرمن حیات کو جلاتی تھی بیشک وہ تلوار ایک شعلۂ آتش تھی اعداے نابکار کو جلاتی تھی بموجب بیت کس طرح جلے نہ خصیم سرکش ٭ وہ تیغ تھی موج بحر آتش ٭ حمزۂ صاحبقران نے صد ہا دیوؤن کو قتل کیا لشکر مقاتل مین تہلکہ پڑگیا مقاتل ہرچند کہ پہلوان نامور تھا لیکن میدان جنگ سے ہٹا گا دارشمشاد سے لشکر شہپال کے دیوؤن کو ہلاک کرنے لگا یہان تو یہ لڑرہا تھا دیو قتل ہو رہے تھے اُدھر عفریت نے یہ خیال کیا کہ میرے پدر کے ہمراہ لشکر کم ہے فوج شہپال کے پاس زیادہ ہے ایسا نہو کہ مقاتل قتل ہو جاے یہ خیال کرکے عفریت اُسی عالم زخمداری مین کل لشکر اپنا لیکر اپنے باپ کی مدد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور بہ تعجیل تمام مقاتل کے پاس پہونچا مقاتل اپنے فرزند عفریت کے آنے سے خوش ہوا عفریت نے اپنی فوج کے دیوؤن کو حکم دیا جلد تر آدمزاد کو گرفتار کر لو اگر شہپال اور لشکر آجائیگا تو بڑی لڑائی ہوگی اور پھر آدمزاد کو گرفتار نہ ہوسکیگا دیو بہ حکم سنکے آگے بڑھے اور لشکر شہپال کے دیوؤن کو گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے اسوقت لشکر شہپال کے دیو نہایت متردد و متفکر ہوئے جب یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ مقاتل اور عفریت فوج کثیر لیکر شفاخانۂ سلیمانی پر گئے ہین اور میرے لشکر کے دیوؤن کو قتل کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکے فوراً شہپال بن شاہرخ اپنا اور لشکر لیکر بعد عجلت روانہ ہوا اور جلد راہ طے کرکے میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو حکم لڑنے کا دیا افسران فوج لشکر لیکر آگے بڑھے لڑائی ہونے لگی نعش پر نعش دیوؤن اور پریزادون کی گرنے لگی ہنگامۂ حشر برپا ہوا صداے گیرودار بلند ہوئی دیو بڑھ بڑھ کر نعرے مارنے لگے حریف کو للکارنے لگے دریاے خون میدان مصاف مین موجزن ہوا لاشے دیوان اور پریزادان بر دلاقاف کے دریاے خون مین بہنے لگے زخمی مانند مچھلیون کے دریاے خون مین تڑپ تڑپ کر اُچھلنے لگے سر بہادرون کے حباب کے مانند نظر آنے لگے عین گرمی جنگ مین ایک نقابدار سبزپوش دولاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بالاے ہوا ظاہر ہوا نقابدار سبزپوش نے اُسوقت اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر سنگ گران متواتر برساؤ بموجب حکم نقابدار سبزپوش کے بڑی بڑی سلین پتھر کی فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر مارنے لگے دیو فوج عفریت اور مقاتل کی کثرت بارش سنگ گران

سے ہلاک ہونے لگی ہزاروں زخمی ہوئے اور صد ہا مر گئے مقاتل یہ حال دیکھکے عفریت سے کہنے لگا شعر کہان سے یہ بلائے وقت آئی ٭ بری ساعت مقدر نے دکھائی ٭ نہین معلوم یہ کون ہمارا عدوے جان ہی نہایت سنگدل ہی پتھر مارتا ہی عفریت نے کہا یہ بلائے آسمانی ہی اب توقف کرنا یہان مناسب نہین ہی مقاتل نے جواب دیا ابھی تو یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکے پھر لڑنے لگا نقابدار سبز پوش نے بالاے زمین آکر ایسا سخت حملہ کیا کہ ہزارہا دیو فوج مقاتل کے پھر قتل اور زخمی ہوے اسوقت مقاتل دوپہر کامل جنگ کرکے گھبرا گیا آخر بہ مجبوری طبل بازگشت بجواکر عفریت کو ہمراہ لیکر مع فوج فرودگاہ لشکر عفریت کی جانب روانہ ہوا جب قیامگاہ لشکر پہونچا اور ملعونہ روبرو آئی مقاتل نے کہا ای زوجہ عزیز دیری آج تو آدمزاد مجھسے گرفتار نہوسکا کل سر میدان اُسے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سنکے کہنے لگی کل بھی تجھسے کچھ نہوسکیگا آج کی طرح کل بھی سیکڑون دیوؤن کو قتل کرکے چلا آئیگا مقاتل نے کہا ای زوجہ خوش تقریر کل ضرور اُسے کسی نہ کسی تدبیر سے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سُنکے خاموش رہی مقاتل بارگاہ مین داخل ہوا عفریت بھی اپنی بارگاہ مین گیا لشکر مقیم ہوا زخمیونکا علاج ہونے لگا ادھر شہپال بھی مع فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا لشکر گلستان ارم مین اُترا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری داخل ایوان ہوئے پھر حکم شہپال سے لاشے دیوؤن اور پریزادون کے اُٹھائے گئے نقابدار سبز پوش بعد جانے مقاتل کے علیحدہ لشکر شہپال سے فروکش ہوا اور ایک دیو سے کہا کہ جلد جاکر حمزہ صاحبقران سے یہ کہ کہ نقابدار سبز پوش نے تجھسے کہا ہی کہ اب پردہ قاف سے چلے جاؤ ہرگز توقف نہ کرو تمھارا یہان رہنا بے فائدہ ہی کیونکہ تم چند مرتبہ عفریت سے لڑے اور عفریت کو قتل نہ کرسکے اب مین یہان آیا ہون جلد عفریت کو تہ تیغ کرونگا کیونکہ مین قاتل عفریت ہون اُس دیو نے بموجب حکم نقابدار سبز پوش امیر با توقیر سے جاکر کہا امیر با توقیر نے اُسی دیو سے فرمایا اے دیو میری جانب سے نقابدار سبز پوش سے کہدینا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ مین قاتل عفریت نہین ہون اگر تمکو دعوی دلیری ہی تو کل مجھسے مقابلہ کرنا جو غالب ہوگا وہی قاتل عفریت ہوگا دیو کہنے لگا امیر با توقیر سُنکے خدمت نقابدار سبز پوش مین آیا اور جو کچھ امیر با توقیر نے فرمایا تھا نقابدار سبز پوش سے عرض کیا نقابدار سبز پوش سُنکے مسکرایا اور خاموش رہا پھر اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر جلوہ گر اور نمایان ہوا بموجب ابیات بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر ٭ ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر یہ ہی نیرنگی عالم کا نقشا ٭ کہ زاغ شب بھی ہی صورت بدلتا ٭ ہنگام شام مقاتل بد انجام نے عفریت سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی دیو برق صداے طبل جنگ سُنکے خدمت خیرہ جناب سلیمان مین گیا اور اُس طرح دعا وثناے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگا اشعار ہمیشہ تا دہن گفتگوے اہل وفاق ٭ ز نقل زمزمہ دلستان شود شیرین ٭ بہ حدیث تلخ زبانی دشمنان تو باد ٭ حکایتی کہ ز نقلش دہان شود شیرین ٭ شہنشاہ فلک بارگاہ کا جاہ و جلال روز افزون ہو عدوے شہنشاہ کا سرنگون ہو اسوقت مقاتل بد رتبہ کا عفریت نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبحدم معرکہ آراے نبرد ہو باقی خیر و عافیت ہی شہپال بن شاہرخ نے یہ سُنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی وبہ تائید ربانی نقارہ سلیمانی پر چوب پڑے دیو برق نے

جلد جاکر کہا بہ جنی و قلابہ جنی وغیرہ پریزادون سے کہ اُنھون نے بموجب حکم قضا شیم نقارہ سلیمانی کا کہ تھا شہپال نے اُٹھایا چوب کو ہاتھ مین لیا شہنا نوازون شہنا کو دہن سے ملایا قلابہ جنی نے بسم اللہ کہکے چوب نقارہ سلیمانی پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی زمین آواز نقارہ سلیمانی سے کانپی فلک تحیر ہوا آفتاب تھرایا دیوون اور پریزادون کو طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی آخر وہ وقت آیا شعر ہوئی شب خون کھاکر جلد کافور * سیاہی ہوگئی وہ رات کی دور * وقت سحر عفریت و مقاتل ہمہ کل لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اُدھر سے شہپال بصد جاہ و جلال حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج دریا موج عرصۂ رزم مین پہونچا بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی کے نقبا سے خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے اور دیوون اور پریزادون سے مخاطب ہوکر با واز بلند یون پکارے نظم ہان نامور وہ نام کرنا * رستم سے نہو وہ کام کرنا * رستم ہے نہ اب ہے سام باقی * مردون کا فقط ہے نام باقی * جب نقیب یہ کہکر ہٹ گئے لشکر عفریت سے مقاتل نکلا اور مثل فیل مست میدان مین آکر اس طرح چنگھاڑا کہ اے شہپال کسی دیو یا پریزاد کو میرے مقابلہ جلد بھیج یا خود میدان مین آکر مجھسے کارزار کر چونکہ ہنگام صف آرائی لشکر نقابدار سبزپوش بھی مع اپنی فوج کے جانب شہپال بقصد جنگ و جدال کھڑا ہوا تھا نعرۂ مقاتل سنکے فوراً اپنے لشکر کی صف سے نکلا اور سامنے مقاتل کے جاکر کہنے لگا کہ او مقاتل مجھسے جدال و قتال کر مقاتل نے وار شمشاد اُٹھاکر نقابدار سبزپوش پر لگائی نقابدار سبزپوش نے ضرب وار شمشاد سے بچکر گرز پشت نہنگ بیدرنگ فرق مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب گرز پشت نہنگ سے بچا اسی طرح تا دیر باہم جنگ رہی آخر مقاتل نے بہنگام جنگ نقابدار سبزپوش کو گرفتار کیا فوج نقابدار سبزپوش نے براے رہائی نقابدار سبزپوش مقاتل پر حملہ کیا شہپال نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ نقابدار کو جہانتک ممکن ہو رہا کراؤ بموجب حکم شہپال لشکر تمام بڑھا زمین کو زلزلہ ہوا اُدھر سے عفریت بھی لشکر لیکر بڑھا آخر تینون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی دیو تقیلہ اور دیو اکوان اور ارشوے جنی و راشوے جنی وغیرہ بہادران پردۂ قاف میدان مصاف مین جنگ رستمانہ کرنے لگے ایک ایک ضرب وار شمشاد مین دو دو چار چار دیوون کو ہلاک کرنے لگے حمزۂ صاحبقران نے بھی تیغ آبدار کھینچی پھر بصد غیظ و غضب بموجب نظم

بڑھے کھینچکر بس وہ خونین حسام
لگے دھڑ کمر کرنے تمام
جسے چھو گئی اُس بلا کی جھڑپ
گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
تنون پر تھا ہر سمت جوش فگار
لب زخم تھے ساحل جوے بار
عبیری ہوئی خاک دشت نبرد
ہوا پر بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد

اسقدر دیو نابکار شمشیر ابدار سے قتل کیے کہ جابجا لاشون کے انبار لگا دیے دیوان لشکر نقابدار نے جنگ عظیم کرکے اپنے مالک و سردار نقابدار سبزپوش کو دست مقاتل سے چھڑایا اور پھر اُس بے حیا پر حملہ کیا جب مقاتل کی فوج کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو قتل ہوے اُسوقت مقاتل نے گھبراکر طبل بازگشت بجوایا بہادرون نے جنگ سے ہاتھ روکا تھوڑی فوج عفریت ناری سے علیحدہ ہوکے عفریت ہمراہ اپنے باپ کے مع لشکر بیرون گلستان ارم ایک میدان وسیع مین گیا اور وہین مقیم ہوا شہپال بھی حمزۂ صاحبقران و نقابدار سبزپوش وغیرہ کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا بعد بیٹھنے شہپال نبیرۂ حضرت سلیمان کے ہر ایک شخص حسب قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا امیر با توقیر اور نقابدار سبزپوش بھی دنگل

اور کرسی پر بیٹھے شہبال نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر پوچھا تمہارا نام کیا ہے نقابدار نے نقاب چہرے سے
اٹھا کر شہبال کو سلام کیا نقابدار کو شہبال نے اٹھکر گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور سبب آنے کا دریافت کیا
نقابدار سبز پوش نے جواب دیا افضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے میں اچھا ہوں مجکو اشتیاق قدمبوسی از حد
تھا اسواسطے یہاں آیا اتفاقاً یہاں ایسے وقت پر ہوا کہ مقاتل اور عفریت آپ سے لڑ رہے تھے میں نے
اُنکے لشکر کو بارش سنگ گران سے تباہ و ہلاک کیا یہ کہکر نقابدار سبز پوش نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر
کہا میں نے ہذا فادیو کو آپ کے پاس بھیجا تھا بیشک قاتل عفریت آپ ہی ہیں یہ باتیں کرکے نقابدار سبز پوش
خاموش ہوا شہبال نے بڑے تکلف سے نقابدار کی دعوت اور ضیافت کی بعد دعوت اور مہمانی کے
نقابدار سبز پوش شہبال بن شاہرخ اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکر مع اپنی فوج کے
چلا گیا حمزۂ صاحبقران نے شہبال سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش کون تھا شہبال نے جواب دیا یہ میرا
بھائی ہے نام اسکا خود سبز قبا ہے حاکم قلعہ سبز نگار کا ہے غرض بعد جانے نقابدار سبز پوش کے ہنگام شام عفریت
بد انجام نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے پھر طبل جنگ بجوایا جسوقت صداے طبل رزمی بلند ہوئی
دیواکوان اور دیو برق آواز طبل رزمی سنکے خدمت شہبال بن شاہرخ نبیرۂ حضرت سلیمان میں حاضر
ہوئے اور بجراگاہ پر کھڑے ہوکر اور بجا لاکے یوں دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگے نظم
تا مجالست کہ جناب تو پایندہ تا بود ۔ در عرض خلق فلک نا برجاست ۔ از شمول فلک در عرض آباد جہان ۔
بہ زراعت وضعت مزرعۂ دوران پیاسے ۔ پاس و امید محبان تو مقصود انگیز ۔ لود تالود تو حرمان آلاسے ۔
اے شہنشاہ فلک جاہ آج پھر عفریت بد سرشت نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اسکا ہے کہ ہنگام صبح میدان جنگ
میں آکر آتش کینہ و فساد کو دوبالا کرے باقی خیر ہے شہبال نے خبر بجنے طبل جنگ کی سنکے فرمایا ہمارے
لشکر ظفر اثر میں بھی بامداد خدا و باعانت کبریا نقارۂ جنگی بجایا جاے جو کچھ ہماری قسمت میں کاتب تقدیر
نے لکھا ہے وہی پیش آئیگا دیواکوان بموجب حکم شہبال بن شاہرخ نقارہ خانۂ سلیمانی میں گیا
اور حکم نبیرۂ حضرت سلیمان سے قلاع جنی اور کیا ہے جنی دیو و پریزادوں کو مطلع کیا انھوں نے فی الفور
نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی آواز نقارہ و شہنا بلند ہوئی دیو و پریزاد صداے نقارہ و شہنا سنکے وجد
میں آئے اور نقارۂ رزمی کے بجنے سے خیال کرنے لگے کہ پھر کل ہنگام سحر لڑائی ہوگی یہ خیال کرکے
سامان لڑنے کا درست کرنے لگے تمام شب دونوں لشکروں میں تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ زمانہ
آیا کہ شاہد شب اہل نظر سے پنہان ہوا اور سپیدۂ سحر سمت مشرق سے عیان ہوا نظم کھلا آخر سمار زلف
شب کا ۔ اٹھا دُھند علا غبار کے شب کا ۔ وہ مثل نو عارض صبح روشن بشکل شتی پاکیزہ دامن جبین
ماہ کی صورت فرزندان دلبیان در باچہ لحظہ سمان ۔ ہنگام صبح عفریت و مقاتل مع چھ لاکھ دیو خونخوار
میدان کارزار میں آیا بعد صف آرائی کے مقاتل اپنے فرزند عفریت سے کہنے لگا کہ آج آدمزاد
یا دیو لقیند کو ضرور گرفتار کرونگا اگر دونوں میں سے کسی کو گرفتار کرونگا تو لوٹکر مرجاؤنگا زندہ میدان
جنگ سے واپس نہ آؤنگا مجکو تیری مادر ملعونہ سے ندامت ہے میں نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ آدمزاد
کو گرفتار کرکے تیرے حوالے کردونگا آجتک میں نے ایفاے وعدہ نہیں کیا وہ مجھسے ناراض ہے
رات کو پاس سونا کیسا بات بھی نہیں کرتی ہے عفریت نے جواب دیا بیشک مادر مہربان

آپ سے رنجیدہ ہیں آپ کو وعدہ وفا کرنا چاہیے عفریت مقاتل سے باتیں کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ لشکر شہپال عجب
شان و شوکت سے آتا ہے دیو دیر نژاد دست بستہ اپنے افسروں کے ہمراہ ہیں حمزہ صاحبقران مرکب پر سوار ہیں
قریب تخت شہپال گھوڑے کو روکے ہوئے شہپال سے کچھ باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں ایک سمت دیو سیامک
سیاہ کلاہ ہمراہ سپاہ ہے کسی جانب دیو اکوان دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ہمراہ فوج دلیرانہ آتا ہے کسی طرف
راشوے جنی دار شوے جنی ہمراہ فوج پریزادان نیک سرشت بصد صولت آتے ہیں ایک جانب دیو اکوان
کاس وطوطمان کاس و دیو ثقیلہ مانند فیلان مست کے جھومتے ہوئے دار شمشاد و پارہ پشت نہنگ دوش پر
رکھے ہوئے باہم باتیں کرتے ہوئے اور بار بار ہنستے ہوئے آتے ہیں عفریت دیو ثقیلہ کو دیکھکر اپنے باپ سے
کہنے لگا یہی دیو ثقیلہ ہے جو قریب اکوان کاس کے چلا آتا ہے ایسے میں خائف ہوں وہ نہایت قوی ہے مقاتل
نے کہا آج اسی سے لڑونگا اسکو گرفتار کرکے بعد میں گوشت اسکا کھاؤنگا تیری ماں کو بھی کھلاؤنگا مقاتل عفریت
سے یہ کہہ رہا تھا کہ شہپال میدان کارزار میں آیا اور صف آرا ہوا جب صف آرائی ہو چکی نقیب دونوں لشکروں سے
نکلے اور صدائے بلند بکا [illegible] اے بہادران پردہ قاف و اے دلیران عرصۂ مصاف آگاہ ہو کہ ہر ایک کی حیات چند روزہ
ہے کسی کو بقا نہیں ہے سوائے خدا کے آج حریف سے یہ سمجھ [illegible] ہم کہ دلیرانہ [illegible] اپنا نام کر دنیا کا ہست و
کچھ اعتبار نہیں ہے زندگی چند روزہ ہے سوائے نیکی اور نام کے کوئی یاد نہیں رہتا ہے جیسے سنا جو

گئے کل سوئے گورستان جو یاستہ ہمانی سے	مقابر میں دیکھے ہمنے خشتی پانمائی سے
یہ دو مصرع لکھے اس جا یہ مضمون خیالی تھے	مہیا کر چہ سب سامان ملکی اور مالی سے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی سے	

جب دونوں طرف سے یہ کلمہ کہہ رہے ہوئے دیو دیر نژاد باہم کہنے لگے یہ سچ کہتے ہیں اگر لڑائی ہوئی
تو آج ہم بھی اس طرح لڑینگے کہ لڑائی ہماری یادگار رہیگی ابھی دیو اور پریزاد یہ کہہ رہے تھے کہ مقاتل نابکار شکل
مثل فیل مست کے جھومتا ہوا اور رعد کی طرح چیخ سے نعرے کرتا ہوا پشتے زور دو شور سے نکلا اور میدان جنگ میں جا کر
بہ آواز بلند پکارا او دیو ثقیلہ او بیوقوف اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو جلد میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر
دیو ثقیلہ نعرہ مقاتل سنکے صف لشکر سے نکلا اور شہپال اور حمزہ صاحبقران دو دیگر دیو و پریزاد سے
رخصت ہو کر سامنے مقاتل کے گیا مقاتل نے دار شمشاد اٹھا کر بقوت تمام سر دیو ثقیلہ پر لگائی ثقیلہ
نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر پارہ پشت نہنگ مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب پارہ پشت نہنگ سے
بچا اسی طرح دو ڈھائی سو ضربیں رد و بدل ہوئیں اور کوئی زخمی نہوا آخر کار دار شمشاد کو مقاتل نے رکھکر
ثقیلہ سے کہا او جھوکرے میں تجھکو ایسا قوی نہ جانتا تھا پھر اب مجھسے کشتی لڑ ثقیلہ نے جواب دیا او نابکار تیری کیا
حقیقت ہے میں تیرے باپ سے کشتی لڑونگا اگر خدا چاہیگا تو تجھکو زیر کرونگا یہ کہکر ثقیلہ پارہ پشت نہنگ ہاتھ
سے رکھکر مقاتل سے کشتی لڑنے لگا دونوں بخوبی زور کرنے لگے باہم گرمشت مارنے لگے ٹکریں مانند فیلان مست
باہم یوں لگانے لگے گویا دو پہاڑ باہم ٹکرانے لگے اور موافق قاعدہ پردہ قاف کے داؤں پیچ کرنے لگے
ہنگام زور ریا تو پاؤں گھٹنوں تک زمین میں غرق ہو گئے گاؤ زمین انکے زور قوت کی سختی سہنوی آخر قدم
گاو زمین کانپنے لگے اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دونوں ہمہ تن پسینے میں تر ہو گئے ہیں قدر سے
پسینے کے متواتر زمین پر ٹپک رہے ہیں زمین کثرت عرق ریزی سے بخوبی تر ہو گئی ہے مقاتل اور دیو ثقیلہ

جو زور کرتے تھے بوجہ پسینے کے ہاتھ شانے اور بازو پر اچھی طرح نہیں ٹھہرتا ہے ثقیلہ بہ نسبت مقاتل زیادہ ہانپ رہا ہے
ہر ایک مٹی میں آلودہ ہو رہا ہے عرض کہاں تک لکھوں دو پہر تک باہم بخوبی کشتی ہوئی چونکہ دیو مقاتل دیو ثقیلہ سے زیادہ قوی
تھا اس سبب سے بعد دو پہر کے مقاتل نے دیو ثقیلہ کو بمشکل زیر کیا اور گرفتار کرکے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا
مقاتل اور عفریت تو مع اپنی فوج کے خوشی خوشی میدان جنگ سے گئے لیکن شہپال وغیرہ مغموم اور ملول
میدان مصاف سے پھرے شہپال راہ طے کرکے اپنی بارگاہ میں داخل ہوا حمزۂ صاحبقران قریب شہپال
داخل ہو بیٹھے دیو معزز و ممتاز بھی بارگاہ سلیمانی میں موافق اپنے رتبہ اور مرتبہ کے بیٹھے شہپال حمزۂ
صاحبقران اور ارشوے جنی وغیرہ سے کہنے لگا آج مجکو دیو ثقیلہ کے زیر ہونے سے رنج ہوا
سب نے عرض کیا آپ مطلق صدمہ نہ کیجیے انشاء اللہ ہم مقاتل کو قتل کرینگے دیو ثقیلہ کو رہا کرینگے شہپال یہ سنکے
خاموش ہو رہا یہاں تو شہپال مع حمزۂ صاحبقران اور دیوؤں اور پریزادوں کے بارگاہ سلیمانی میں غمگین
بیٹھا ہوا ہے تو بیچارہ رہنے دیجیے لیکن اب حال مقاتل کا بیان کیا جاتا ہے ذرا غور سے سنیے کہ جب دیو مقاتل
میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً دیو ثقیلہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور ملعونہ اپنی زوجہ سے
ہنسکر کہنے لگا اے خاتون بھر اپنا ... ایسا شوہر فرمانبردار بھی کوئی کسی عورت کا زمانہ میں ہے
تیرے کہنے کے بموجب دیو ثقیلہ کو تو گرفتار کیا ہے اب آدمزاد کو بھی اسی طرح گرفتار کرلاؤنگا تیرے پاس لاؤنگا
تو مجھسے ناراض و ناخوش نہ ہو یہ باتیں کرکے چپکے سے پٹ جا میرے پہلو میں بیٹھکر بادہ کشی کر اور
عوض گزک دیو ثقیلہ کا گوشت کھا ثقیلہ ابھی بچہ ہے گوشت اسکا نرم ہوگا اور مزے کا ہوگا بعد بادہ خواری کے
آج مجھسے ضرور ہمبستر ہونا مدعائے دلی برلانا ملعونہ نے گفتگوے مقاتل سنکے بہ نازو ادا کہا تو نے میری کیا
فرمانبرداری کی کیا میرے دلکو خوش کیا کس بات پر اسقدر نازاں ہے ایک چھوکرے کو گرفتار کرکے اتنا مغرور ہے
میں نے تو تجھے آدمزاد کے گرفتار کرنے کو کہا تھا تو ثقیلہ کو پکڑ کے لے آیا خیر تیری خاطر سے میں شراب پیونگی یہ کہکے
ملعونہ اور عفریت پہلوے مقاتل میں بیٹھی مقاتل نے خوش ہو کر کئی خم شراب کے پئے اور ملعونہ کو بھی پلائے
جب کسی قدر نشہ ہوا مقاتل نے کارد وغیرہ سے ثقیلہ کے اعضا کا گوشت کاٹ کاٹ کر اکثر دیوؤں کو دیا اور
اور خود بھی کھایا اور ملعونہ کو کھلایا جب ثقیلہ کے مرنے سے رہ گیا طائر روح اسکا قفس تن سے نہایت صدمہ
اٹھاکر اڑگیا مقاتل اور عفریت ثقیلہ کے مرنے سے خوش ہوئے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب
نظر دیو و پریزاد وغیرہ سے پنہاں ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر عیاں ہوا ہیبت زمین کی سایہ نے کی
پردہ پوشی دنگی مہر فلک کی گرم جوشی مقاتل نے عالم نشہ میں عفریت سے کہا اے فرزند طبل جنگ بجوا
صبح کو آدمزاد کو بھی گرفتار کرکے مثل ثقیلہ کے اسکا بھی گوشت کھاؤنگا اسکا گوشت نمکین ہوگا احکام سلیمانی
جب تم اسکا بجائے گزک کھاؤنگا نہایت لطف اٹھاؤنگا عفریت نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے
طبل جنگ بجوا دیا دیواکوان وغیرہ صدائے طبل رزمی اور حال دیو ثقیلہ سنکے افتان وخیزان مغموم
و پریشان خدمت شہپال بن شاہرخ میں اسوقت گئے کہ شہپال تخت پر بیٹھا تھا دیو اور پریزاد معزز و ممتاز
بھی بیٹھے ہوئے تھے امیر باتوقیر بھی ... بیٹھے تھے دیوؤں نے مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بعد ادب
آداب و مجرا کرکے اس طرح دست بستہ دعا و ثناے شاہی کرکے عرض کرنے لگے اشعار

حسود جاہ تو در تنگنائے غم ہر دم | فراق نامہ نویسد بہ مرگ ناگاہی | جو قفل جاہ بہار تمام ہستی تنگی

بدون سفر کند پنج فرو تیخ ساہی — زرفتنہ ہاسے زمین وزمان مہیا باد — منافقان ترا برگ سالی وماہی
زر فتہاسہ قضا و قدر مہیا باد — موافقان ترا ساز مالی وجاہی — اسوقت عفریت ناکار نے طبل

جنگ بجوایا بہ منصب ارادہ اسکا ہی کہ صبح کو خادمان شہنشاہ سے سرگرم جدال وقتال ہو علاوہ اسکے غلامون سے
سُنا ہی کہ مقاتل نے دیو ثقیلہ کے تمام تن کا گوشت کاٹ کاٹ کے ہنگام میکشی کھایا ہی اور دیو ثقیلہ اسکے ظلم و
جفا سے مرگیا ہی باقی خیریت ہی شہپال اور حمزۂ صاحبقران نے جو ثقیلہ کے مرنے کا حال سُنا نہایت صدمہ وغم
ہوا اور باہمین دیوؤن سے برہم ہو کر کہا کہ پہلے تمنے ہمین اس ظلم کی خبر نہ دی دیو چوکون نے عرض کیسا
غلامون نے ابھی سُنا ہی قبل اسکے معلوم نہ تھا ورنہ ضرور خدمت عالی مین حاضر ہو کر عرض کرتے شہپال نے عذر
دیو دیوؤن کا سُنکے فرمایا کہ جو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی بجایا جاوے انشاءاللہ کل
مقاتل نابکار سے خون ناحق دیو ثقیلہ کا قصاص بخوبی لیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے کہا اگر پروردگار نے
چاہا تو صبح کو مقاتل کو مین قتل کرونگا دیو ثقیلہ کا انتقام لونگا غرض اسوقت بارگاہ سلیمانی مین جسقدر دیو اور
پریزاد بیٹھے تھے سب کو دیو ثقیلہ کے مرجانے کا صدمہ ہوا دیو اکوان وغیرہ نے بموجب حکم شہپال نقارۂ جنگی
بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب بیت اڑا سے جلوہ اسکے
صبح نے ہوش بڑھے لیں دل مین لڑنے والون کے جوش • وقت صبح ادھر عفریت اور مقاتل مع لشکر دیو بصد
کبر ونخوت عرصۂ جنگ مین آئے اور صف آرا ہوئے ادھر شہپال بھی تخت پر سوار ہوا حمزۂ صاحبقران
اسلحہ تن پر آراستہ کر کے پشت سمند صبا رفتار پر بیٹھے جملہ دیو و پریزاد بھی آلات حرب و ضرب سج کر آمادہ جنگ
ہوئے جسوقت ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی آگے بڑھی لشکر اسطرح چلا بموجب بیت روان بحر
لشکر ہوا موج موج • لگی چشم خورشید تک گرد فوج • جب ہر گروہ شہپال میدان مصاف مین پہونچا
بعد صف آرائی لشکر کے نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور دیوؤن اور پریزادون سے مخاطب ہو کر
بآواز بلند پکارے ای مردان بکوشید تا جاودان نام پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد • کوشش
نام و ننگ باید کرد • نقیب یہ کہکر کنارے لشکر کے ٹھہرے مقاتل نابکار مانند فیل دمان نعرہ کر کے
صف لشکر سے نکلا اور میدان جنگ مین آکر پکارا اور آدم زاد ضعیف البنیاد تیری شجاعت و دلیری
کی تو داستان مین نے سُنی ہی لیکن امتحان تیری شجاعت کا کبھی نہین کیا ہی آج چاہتا ہون کہ تجھسے
مقابلہ کرون اگر تجکو دعوی دلیری ہی اور مجھسے خائف و ترسان نہین ہی تو میدان رزم مین نکل کر مجھسے
مقابلہ کر ہنر جنگ دکھا رزم سے مجھ نہ چھپا کل مین نے دیو ثقیلہ کو گرفتار کر کے کباب اسکے گوشت کے
بنا کر وقت میکشی کھائے ہے آج تجکو گرفتار کر کے مثل اسکے تیرے بھی گوشت کے کباب کھاؤنگا
حمزۂ صاحبقران نے نعرۂ مقاتل سنکے ارادہ نکلنے کا کیا شہپال وغیرہ نے امیر بانو قبر کو روکا امیر بانو قبر
نے کہا مین اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا کیونکہ اسنے مجہی کو برائے مقابلہ طلب کیا ہی شہپال وغیرہ گفتگو سے
حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور ہوئے امیر بانو قبر نے سب سے رخصت ہو کر اسطرح بصد صولت مرکب اپنا
بڑھایا کہ بعض پریزاد اوصاف امیر بانو قبر و ثنا سے مرکب مین یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

در مقابلہ کند زدے کہ گشت بیعو — ضرب شمشیر تند لرد از ضرب شل — ای کہ بجلد وجود تو جہانگیر لقب
داہی ثنائے حسود تو غنا گیرا جل — چون دماغ فلک از ہیبت تو مختل گردد — عیسی از مہر تنا بد کہ کند دفع خلل

بوجش اللہ تشبیہ سمند تو کہ ہست
از ازل ہوسنا بود وتا بد آید بازل
گر بخورشید بسرعت او دریک دم
حرکات فلک از سرعت او مستعمل
در عنان گردش او تا کرد نار دہوا

دو دہان کسل از شوخی او مستعجل
قطرہ کش دم رفتن چکید از پیشانی
آید از نور بترتیب منازل بہ حمل
گر سر خصم تو سند تو فگند کہ پیش گر نزند
طی شود دایرہ بر دایرہ مانند لعبل

آن سبک سیر کہ چون گرم عنانش سازی
شبنم آسایش نشنید کہ رجعت بکفل
سکنات قدم از شوخی او نا معلوم
تا قیامت بہ گلو لیش ندرد جنگ اجل
یہ برا و یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئے

حمزہ صاحبقران میدان جنگ میں سامنے مقاتل کے پہونچے اس ناکار نے امیر بالوقیر کے قد و قامت پر نظر کر کے خیال کیا کہ ای مقاتل یہ آدمزاد تو نہایت ہی نحیف اور ناتوان ہی اسکے دست و پا میں مطلق قوت و طاقت نہوگی یہ تجھسے کیا لڑیگا فقط آواز تیرے نعرہ کی سنکے ہلاک ہو جائیگا اسپر وار شمشاد آہستہ لگا ورنہ ضرب وار شمشاد سے یہ سرمہ سا ہو جائیگا گوشت اسکا خاک میں ملجائیگا اشتیاق اسکے گوشت کہانے کا رہ جائیگا یہ خیال کر کے مقاتل نے وار شمشاد اٹھاکر خبردار خبردار کہکے اور نعرہ کر کے سر امیر بالوقیر پہ لگائی امیر بالوقیر نے ضرب وار شمشاد سے اپنے تئین بچاکر تیغ تیز کھینچکر سر مقاتل پہ لگائی مقاتل پر لگائی مقاتل فوراً پیچھے ہٹ گیا وار تیغ کا خالی گیا مقاتل نے اب کی مرتبہ امیر بالوقیر کے گوشت کا خیال نہ کر کے بہ قوت تمام وار شمشاد فرق امیر بالوقیر پہ لگائی امیر نے وار شمشاد سپر فراخ دامن پر دلیرانہ روکی مقاتل یہ قوت و طاقت امیر بالوقیر کی دیکھکر گھبرا گیا حواس منتشر ہو گئے خوف کہانے لگا اور یہ خیال کرنے لگا عفریت سچ کہتا ہی کہ اس آدمزاد میں از حد قوت ہی مقاتل یہ خیال کر رہا تھا کہ امیر بالوقیر نے نعرہ کیا شعر امیر عرب حمزہ شیر دل ٭ کہ زد کشتہ سہراب و رستم خجل ٭ یہ نعرہ کر کے شمشیر آبدار سر مقاتل نابکار پہ لگائی ہرچند مقاتل نے تیغ آبدار دار شمشاد پر روکنا چاہی لیکن تیغ برق مثال دار شمشاد کو کاٹ کر اسکو دو پیکر پہ پڑی مقاتل دو ٹکڑے ہوکر اسطرح بالائے زمین گرا کہ دیوون کو گمان ہوا کہ پہاڑ پھٹ کے بالائے زمین گرا اسدم قدم گاؤ زمین تھرانے لگے دیو و پریزاد نے حال ضرب تیغ امیر بالوقیر ملاحظہ کر کے صدائے تحسین و آفرین بلند کی شہپال بھی بدرجہ کمال خوش ہوا عفریت نابکار نے اپنے پدر نابکار کے قتل ہونے سے نہایت مغموم ہوکر اپنی فوج کے دیوون کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو آج زندہ نہ جانے دو اسنے میرے باپ کو قتل کیا ہی تم سب ملکر اسے قتل کرو دیوون نے بموجب حکم عفریت حمزہ صاحبقران پہ سخت حملہ کیا امیر نے شمشیر آبدار سے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا جب لڑائی ہونے لگی شہپال بھی مع فوج لے کر بڑھا دیو و پریزاد دونون لشکرون کے لگے لڑائی ہونے لگی دار شمشاد اور آرہ ایشت سنگ سے دیو و پریزاد باہم لڑنے لگے دو دریا سے خون لشکر میں بہنے لگے شور گیر و دار برپا ہوا جانبین سے دیو اور پریزاد قتل ہونے لگے لاشیں دھڑ دھڑ زمین پر گرنے لگین طبقات زمین بار بار ہلنے لگے سیاہ دران بروہ قاف جنگ شیرانہ گرنے لگے و دبدبہ رعب کرنے لگے اسوقت ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیکھکر طائرون کے ہوش اڑتے تھے چو پائے سو وحش سمجھے شیران صحرا انکے دیوون کے ڈرکے دم دبا کر بے اختیار بھاگتے تھے فرشتے ہوا کے یہ جنگ مغلوبہ دیکھا اپنے پرون کو سمیٹ کر دور دور اس جگہ سے چلے گئے تھے غبار عظیم بلند تھا زمانہ کثرت غبار سے تیرہ و تاریک تھا اس تاریکی اور گھبراہٹ میں کوئی کسی کو اچھی طرح نہ پہچانتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اسے اپنا دشمن جان کر قتل کر ڈالتا تھا اسوقت بھائی نے اپنے بھائی کو اور باپ نے اپنے بیٹے کو حریف اپنا تصور کر کے مار ڈالا تھا

حمزۂ صاحبقران بھی اس دریاے پرجوش لشکر مین نہنگانہ جنگ رستمانہ کر رہے تھے دیوان خونخوار کو قتل کر رہے تھے کشتی سے خون ٹپکتا تھا تلوار کا قبضہ ہاتھ مین جم گیا تھا میدان مصاف مین کشتون کا انبار لگا دیا تھا تلوار مثل برق چلتی تھی اور بار بار دیوان کو دیکر پرگرتی تھی اسدم یہ حال تھا بیت ہر جا کہ شمشیر اوکار کرد ہمیکے را دوکرد و دور اچار کرد۔ غرض دیولشکر عفریت کے زیادہ تر شمشیرزنی امیر بانوقیر سے قتل ہوے اور بیدل ہوکے پیچھے ہٹنے لگے اسوقت بدرجۂ ناچاری عفریت اپنے باپ کی لاش اٹھوا کر نالان وگریان میدان جنگ سے شکست کھا کر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد جانے عفریت کے شہپال بن شہرخ مظفر و منصور میدان جنگ سے پھرا اور سر امیر بانوقیر پہ زر وجواہر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا لشکر ظفر اثر اترا پھر حکم شہپال سے لاشے دیوون اور پریزادون کے جو لشکر شہپال کے تھے اٹھالے گئے بعد اسکے شہپال نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی شہپال مع امیر بانوقیر جلد دیو اور پریزاد معزز و ممتاز زونق افزاے بزم عشرت ہوا دور جام کا باب شروع ہوا نازنینان پریزاد بصد ناز و انداز باجے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین اہل بزم مسرور اور شاد ہونے لگے اسوقت نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے بصد ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

یاد آئی جو مجھے انکی نکیلی مژگان
روز روشن مری نظرون مین شب تار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبون سے علاج
اے مسیحا ہے جو ر کھا تو مین سردار ہوا
بے جگر ہوکے دیا یار کو پیمانۂ دل
بار ور نام خدا نخل قد یار ہوا
عشق مین بھی نہوئی یاد الٰہی موقوف
ہاتھ میرا تری گردن کا اگر ہار ہوا
اے مرے خاک نہ تجھے فیض کسی کو ہو سکا
خاک جلکر نہ کبھی خانۂ اغیار ہوا
گل سے نفرت ہوئی خار و بنے سرو کار ہوا
صورت نرگس شہلا ہوا سکتہ اسکو
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
الفت یار مین بھولا مین جہان کی الفت
مین تو جو دام محبت کا خریدار ہوا
عہد طفلی مین کیا مہد مین دو اژدر کو
رشتۂ سبحہ مجھے رشتۂ زنار ہوا
جان لی یار کے دیتو ہو کے یا یونہی مری
مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا
کچھ نہ ظاہر اثر ناے آہ شرر بار ہوا
رخ جانان غیرت خورشید لگا لی جو نقاب
تری آنکھون کی محبت مین جو بیمار ہوا
سارے جانبازون پہ قاتل نے دیا مجکو شرف
بیخبر ہوکے محبت کا خبردار ہوا
اب خبر لائیگا اپنا بھی نہال امید
اسلیے نام علی حیدر کرار ہوا
بھول مین تربت مجنون پہ چڑھاؤ نگا فرد
آب گیسوے سیہ مجکو کفن دار ہوا
جسوقت یہ غزل نازنین پریزاد نے

بصد عشوہ و ناز روبرو سے اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوے اور اس نازنین کے رقص و نغمہ کی تعریف کرنے لگے نازنین پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم گانا اسکا سننے لگے یہان تو نازنین پریزاد گا رہی ہے اور اہل بزم بصد خوشی گانا اس نازنین کا سن رہے ہین سمان تندھا ہوا ہے ہر ایک محو ہورہا ہے شہپال بیٹھا ہوا ہے گانا سن رہا ہے ان سب کو تو مشغول عیش و عشرت رہنے دیجیے انشاء اللہ آیندہ انکا حال لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت نابکار کا لکھا جاتا ہے کہ جب عفریت نابکار شکست کھا کر اور لاش اپنے پدر کی اٹھوا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر نالان وگریان پہونچا ملعونہ مادر عفریت صداے نالہ و بکا سنکے گھبرائی فوراً سراسیمہ و بدحواس بارگاہ سے نکل آئی اور بیتاب و بیقرار ہوکر اسطرح عفریت سے پوچھنے لگی کہ اے میرے بچے کیا ہوا کیون روتا ہے آج کیا پھر تو زخمی ہوا یا اور کوئی باعث ملال ہے میرے دلکا عجب حال ہے مفصل احوال ملال جلد بیان کر عفریت نے اشکبار ہوکے کہا اے مادر مہربان غضب ہوگیا

مقاتل میرا باپ قتل ہو گیا آدمزاد کو گرفتار کرنے گیا تھا خود گرفتار دام اجل ہو گیا آدمزاد نے اُسے قتل کر ڈالا ایسی تلوار لگائی کہ
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور فوراً باپ میرا مر گیا دیکھو یہ ٹکڑے لاش پدر کے اٹھا لایا ہون یہ کہکر لاش مقاتل کی دکھلائی
ملعونہ لاش اپنے شوہر کی دیکھکر خوب پیٹی اور چلائی بین لاش پر گرنے لگی اور رونے لگی ہائے ای میرے شوہر ناز
اٹھانے والے پیار کرنے والے مجکو اپنے پہلو مین بٹھانے والے دل و جان سے مجپر نثار ہونے والے افسوس
صد افسوس تو مر کر جہنم مین گیا مجکو بیوہ کر گیا اب پہلو مین میرے راتون کو کون سوئیگا اور کیونکر لڑکا بالا اب
شکم سے کیونکر ہوئیگا تیرے غم مین دیوانی ہو جاؤنگی خاک صحرا کی اڑاؤنگی راتون کو مجھے نیند نہ آئیگی تیری
فرقت مین آٹھ آٹھ آنسو روؤنگی جب تجکو اپنے پہلو مین شب کو نہ پاؤنگی دل مضطر کو کیا کہکر سمجھاؤنگی کبھی کثرت
گریہ و بکا سے بیخودی مین یون بین کرنے لگی ای میرے شفیق شوہر افسوس تو آدم زاد کے ہاتھ سے قتل ہو گیا
مجکو تجھسے بوے پدر آتی تھی دادا کی شفقت کا مزہ تجھ سے پاتی تھی مین بھی تجکو برابر اپنے فرزند کے جانتی تھی
چھوٹا بھائی اپنا سمجھ کر تیرا کہنا مانتی تھی جو تو کہتا تھا وہی کرتی تھی اکثر تیری ناراضی کا خیال کر کے تجھ سے
ڈرتی بھی جس بات کو تو کہتا تھا فوراً منظور کرتی تھی فرمانبرداری شب و روز کرتی تھی الغرض اسی طرح
ملعونہ نے لاش مقاتل پر حالت بیخودی مین بہت بین کیے اور حال اپنا نہایت پریشان کیا آخر عفریت
وغیرہ کے سمجھانے سے ملعونہ خاموش ہوئی عفریت نے بہزار نالہ و آہ لاشہ مقاتل کا اٹھایا اور موافق
اپنے قاعدۂ ملت و مذہب کے لاش کو دفن کیا یا جلایا بعد دفن کرنے یا جلانے لاش اپنے پدر مقاتل کے
عفریت اپنی مان کے پاس آیا اور نہایت آہ و زاری کر کے کہنے لگا ای مادر مہربان اب میرا دل یہی چاہتا ہی
کہ طبل جنگ بجواؤن آدم زاد سے لڑون اُسے قتل کرون یا خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جاؤن اس رنج و
غم سے جلد چھٹ جاؤن ملعونہ نے گفتگو اپنے پسر کی سُنکے اپنے علم کے قواعد سے دریافت کر کے کہا ای
فرزند تو جانتا ہی کہ مین کاہنہ ہون مجکو اس علم مین کمال حاصل ہی اسوقت جو مین نے دیکھا تو صاف ثابت
ہوا کہ تیرے دن نحس ہین ستارے اچھے نہین ہین فی الحال اگر تو لڑیگا تو قتل ہو جائیگا تجکو لازم ہی چندے
لڑائی موقوف رکھ جیسا مین کہون تب ناچار عفریت اپنی مان کے منع کرنے سے ناچار ہوا اور بموجب کہنے ملعونہ
کے طبل جنگ نہ بجوایا اب حال اسکے طبل جنگ بجوانے کا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائیگا اسجگہ حال خواجہ عمرو وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

داستان جانا خواجہ عمرو کا قلعۂ گرلبستان مین اور مسلمان کرنا فضل گرلبستانی وغیرہ کو اور مقیم ہونا قلعہ مین اور لڑنا ثمرود مین کامرانی سے

راویان شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بعد فتح طلسم تاریخ عمرو بن حمزہ
یونانی سے رخصت ہو کر قلعۂ سنگ رواحل مین داخل ہوے بعد چند روز کے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو
سے کہا ای خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین رہا جملہ سردار اور لشکر صبح سے گرسنہ ہین علاوہ اہل لشکر کے
چوپاے بھی بے دانہ و علف ہین سب سے زیادہ مین بھوکا ہون کیونکہ آپ جانتے ہین مین بہ نسبت اور
لوگون کے غذا زیادہ کھاتا ہون مجکو برداشت بھوک کی نہین ہی اسوقت کثرت گرسنگی سے دم میرا نکلا جاتا ہی
پیٹ مین آگ لگ رہی ہی معدے مین حرارت گرسنگی سے آگ لگی ہی بھوک کے سبب سے گرا پڑتا ہون
بات نہین کیجاتی ہی سن لیجیے شکم مین قراقر ہو رہا ہی ہر ایک آنت اپنی زبان مین غذا طلب کر رہی ہی کہتی ہے

خواجہ ہم خالی ہین ہمین طعام سے بھرو جلد طعام دو توقف نہ کرو ورنہ ہم کثرت خلاء سے خشک ہوجائینگے بھوک کی وجہ سے
مرجائینگے یہ خواجہ اب آپ کو تنے فرلیا انکو تسلی دیجیے میرے دلکو خوش کیجیے اگر آپ فکر غذا نہ کیجیےگا زمین لشکر کے
گھوڑے اور بیل حلال کرکے اور گوشت بھونکر پکا کے کھا جاونگا بھوکا نہ رہونگا پھر آپ مجھے شکایت نہ کیجیےگا خواجہ
نے گفتگوے پہلوان عادی سنکے جواب دیا ای پہلوان عادی اسقدر غذا کے عادی نہو ذرا صبر بھی کیا کرو صبر کرنے
والون کا مرتبہ بڑا ہے خداوند عالم صبر کرنے والون سے خوش ہوتا ہے تمنے غلہ کے واسطے کہا ہے اب مین دو چار روز مین
کوئی فکر و تدبیر کرونگا غلہ کہین نہ کہین سے قرض وام لاؤنگا سب کے پہلے طعام تمھین کھلاؤنگا تم جانتے ہو
کہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہے بڑی مشکل سے اپنی اوقات بسر کرتا ہون اس زمانے مین کوئی مجھے ایک
کوڑی بھی نہین دیتا ہے کچھ کہین نہین ملتا ہے مین خود پریشان خاطر ہون حمزہ صاحبقران پردۂ قاف
مین تشریف رکھتے ہین دیکھیے وہان سے کب آتے ہین پہلوان عادی نے تقریر خواجہ عمرو کی سنکے کہا ای خواجہ
مین کہے دیتا ہون مجھ سے صبر نہو سکیگا آپ دو چار روز مین فکر غلہ کیجیےگا اگر آج غذا نہ ملیگی تو مرجاؤنگا
کسی طرح زندہ نہ رہونگا آپکو مناسب ہے کچھ روپیہ زنبیل سے نکالیے غلہ وغیرہ جاکر لاسیے جلدی کیجیے
کھا لیے جب میر بالو قیر پردۂ قاف سے تشریف لائینگے آپ ان سے حساب کرکے روپیے لیجیےگا اور نذر زنبیل کیجیےگا
خواجہ نے جواب دیا کہ زنبیل مین تو کچھ بھی نہین ہے خاک اڑ رہی ہے یہ کہکر خواجہ نے پوچھا اس جگہ سے کوئی اور
قلعہ بھی نزدیک ہے پہلوان عادی نے کہا قلعۂ گرلبستان یہان سے دو کوس ہے حاکم اُس قلعہ کا فضل ہے اور
اس قلعہ سے اُس قلعہ تک نقب بھی ہے اگر آپ کا دل چاہے تو راہ نقب سے تم سب کو لے کر اُس قلعہ مین
چلیے لیکن فضل مسلمان نہین ہے وہ اپنے قلعہ مین ہم لوگون کو نہ آنے دیگا بلکہ اگر ہم سب وہان جائینگے تو وہ
قتل کریگا آپ علاوہ اسکے اور کوئی فکر جلد کیجیے میرا حال گرسنگی سے ابتر ہے خواجہ نے جواب دیا اچھا
تم جاکر بیٹھو مین ابھی جاتا ہون اور کوئی فکر غلہ وغیرہ کی کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو قنتورۂ زرنفتی
و دیگر بانے عیاری سے تن پر آراستہ کرکے اور نہایت چست و چالاک قلعۂ تنگ رواحل سے جانب
قلعۂ گرلبستان روانہ ہوے چونکہ فضل گرلبستانی کو یہ پہلے ہی خبر پہونچی تھی کہ اب قلعۂ تنگ رواحل مین
عمل ہو چکا ہے سرداران حمزۂ صاحبقران پریشان ہین اور فی الحال خواجہ عمرو قلعۂ تنگ رواحل مین داخل
ہین یہ خبر سنکے فضل نے خیال کیا تھا کہ اب سرداران حمزہ اور خواجہ عمرو بخواہش غلہ
وغیرہ میرے قلعہ پر حملہ در ہونگے جنگ و جدال کرینگے رعایاے قلعہ تباہ اور برباد ہوگی فوج
میری جنگ و جدال مین قتل ہوگی اس خیال سے فضل نے پہلے ہی در قلعہ بند کر دیا تھا
پل تختہ اٹھوا دیا تھا خندق کو آب سے بھروا دیا تھا با طمینان تمام بیٹھا تھا اب جو خواجہ راہ طے
کرکے قریب قلعۂ گرلبستان پہونچے دیکھا دروازہ قلعہ کا بند ہے اُسوقت خواجہ نے فکر کی اور اسے
تکہ فوراً کنارۂ کابلی کی شکل کے مانند اپنی صورت بنا کر در قلعہ پر پہونچے اہل کنارۂ کابلی کو دیکھکر
فضل گرلبستانی کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اُسوقت کنارۂ کابلی بیچارے پہنچے ڈیوڑھی پر مرانی
کے در قلعہ پر آئے ہین اگر حکم ہو تو در قلعہ کھولدین فضل گرلبستانی نے کہا جلد در قلعہ کو
کھولکر کنارۂ کابلی کو بلالو نہین معلوم وہ کسواسطے آئے ہین ملازمان فضل گرلبستانی نے
بموجب حکم در قلعہ کھولا اور عرض کیا آئیے ہمارے مالک فضل گرلبستانی آپ کی ملاقات کے مشتاق

بھیجے مین کتارہ کابلی نقلی داخل قلعہ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے قریب فضل پہونچے فضل کتارہ کابلی کو دیکھکر
کسی قدر بپاس تعظیم اٹھا اور قریب اپنے کرسی جواہر نگار پر بٹھاکر پوچھا آج تمھارا آنا کس وجہ سے ہوا فقط ہماری
ملاقات کے واسطے آنا ہوا یا کوئی اور کام ہی کتارہ کابلی نقلی نے مسکراکر جواب دیا کہ ملاقات بھی آپ سے
کرنا منظور تھا اور علاوہ اسکے زوبین کامرانی کا ایک پیام بھی لایا ہون اُنھون نے آپ سے یہ کہا ہی ہمنے
سُنا ہی قلعہ تنگ رواحل مین غلہ ہو چکا ہی سرداران حمزہ پریشان خاطر ہین آپ اپنے قلعہ سے ہوشیار
رہیے گا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دیجیے گا در قلعہ بند کر لیجیے گا پل تختہ اٹھوا دیجیے گا خندق
کو پانی سے بھروا دیجیے گا سامان جنگ سے غافل نہو جیے گا مبادا سرداران حمزہ نایابی غلہ سے اگر آپ
سے قلعہ پر حملہ در ہون تو قلعہ نہ لے سکین فضل گرگستانی نے تقریر کتارہ کابلی سنکے کہا تم ہماری جانب سے
بعد سلام کے یہ کہدینا کہ ہمنے پہلے ہی خبر سنکے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا ہی اور بندوبست بخوبی کر لیا ہی
کیا مجال سرداران حمزہ کی جو میرے قلعہ مین آسکین فضل کتارہ کابلی نقلی سے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا اتفاقاً
کتارہ کابلی اصلی بھی در قلعہ پر آیا اہل قلعہ سے کہنے لگا جلد در قلعہ کھولو مین فضل سے ملاقات کرونگا
زوبین کا پیام بھی کہونگا اہل قلعہ کتارہ کابلی دیگر کو دیکھکر حیران ہوے فوراً خدمت فضل گرگستانی
مین گئے اور بصد ادب عرض کرنے لگے خداوند نعمت بڑا تعجب ہی کہ ایک تو کتارہ کابلی آپ کے پاس
بیٹھے ہین دوسرے کتارہ کابلی در قلعہ پر کھڑے ہین کہتے ہین دروازہ قلعہ کا کھولدو اب جو حکم ہو سو
بجا لائین فضل گرگستانی تقریر اپنے ملازمون کی سنکے متحیر ہوا کتارۂ نقلی نے کہا یقیناً عمرو میری شکل
بناکر آیا ہی آپ قلعہ مین اسے آنے دیجیے مین روپوش ہوتا ہون یہان سے ہٹا جاتا ہون آپ جلد اُسے
گرفتار کرکے سزاے معقول دیجیے فضل نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے اپنے ملازمون کو حکم دیا اُس
کتارہ کو بھی قلعہ مین بلالو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین فی الفور در قلعہ پر آئے اور دروازہ قلعہ کا
کھولکر پل بچھاکر کتارۂ اصلی کو خدمت فضل مین لے گئے جب کتارۂ اصلی سامنے فضل کے گیا سلام
کرکے قریب فضل کے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا زوبین نے آپ سے بعد سلام کے یہ کہا ہی کہ آج مین قلعہ
تنگ رواحل پر حملہ کرونگا اب بخوبی تیرے تحت ہوگئی ہی تم اپنے قلعہ سے ہوشیار رہنا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین
نہ آنے دینا اہل قلعہ تنگ رواحل پر رحم کرنا مین نے سُنا ہی اہل قلعہ کثرت گرسنگی سے بیتاب و بیقرار ہین غلہ
قلعہ مین باقی نہین رہا ہی عمرو دغاباز یک گردن مستوجب ہی کتارہ کابلی اصلی یہ کہکر خاموش ہوا فضل گرگستانی
نے بموجب کہنے کتارۂ نقلی کے خیال کیا کہ یہ عمرو ہی گفتگو فریب آمیز کرتا ہی یہ خیال کرکے اپنے ملازمون سے
اشارہ کیا اسکو جلد گرفتار کرلو ملازمون نے موافق حکم کتارۂ اصلی کو فوراً گرفتار کرکے ایک ستون مین باندھ دیا
ہرچند کتارۂ کابلی اصلی نے فضل سے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی ہی تو نے مجھے کیون گرفتار کرایا ہی بدلہ
محبت و ملاقات کا کیا یہی ہی جو تو نے اسوقت میرے ساتھ کیا مجکو تجھ سے یہ امید ہرگز نہ تھی زوبین کامرانی
ماموں صاحب میرے اب یہان اگر مجکو مار ڈالینگے قلعہ کو خاک مین ملادینگے ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑینگے
لیکن فضل گرگستانی نے کچھ نہ سُنا اور کہا او خود مکار کیون مجھسے باتین فریب کی کرتا ہی مین تجھے خوب
جانتا ہون تو عمرو عیار بلاے روزگار ہی فضل یہ کہ رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی گوشہ
دار الامارہ سے نکل کے سامنے آیا اور کہنے لگا ای فضل ہرگز اُس عیار کے فریب مین نہ آنے گا یہ آپ کو

بیہوش کرکے مار ڈالیگا اس قلعہ پر قبضہ کریگا کتارہ کابلی اصلی مین ہون یہ میری شکل بنکر آیا ہی یہ کہکے خواجہ
نے دو چار جوتے کتارہ کابلی کے سر پر لگائے کتارہ کابلی اصلی اشکبار ہوکے فضل سے کہنے لگا ای فضل
تو نے بیکار میری بیعزتی کی مین کتارہ کابلی اصلی ہون اور یہ عمرو ہی میری شکل بنکر یہان آیا ہی اگر میرے کہنے کا
یقین نہو تو منھ اسکا گرم پانی سے دھلوا لیجیے ابھی حال معلوم ہو جائیگا فضل نے یہ تقریر کتارہ کابلی اصلی
کی سُنکے چاہا کہ آب گرم سے منھ کتارہ دیگر کا دھلوائے عمرو شکل فضل کی دیکھکر سمجھ گئے کہ اب یہ پانی سے
سے میرا منھ دھلوائیگا تمھاری عیاری کا حال کھل جائیگا بس تمکو مناسب ہی جلد کوئی تدبیر کرو یہ سمجھ کر خواجہ
عمرو نے فضل سے کہا مجھے کچھ آپ سے آہستہ کہنا منظور ہی آپ کے کان مین کہونگا یہ کہکر قریب فضل
کے گئے اور کان مین فضل کے کہنے لگے او فضل آگاہ ہو مین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون
میری اطاعت کرو ورنہ تجکو مار ڈالونگا یہ کہکر جلد خواجہ نے تاج اُسکا اُتار کے نذر زنبیل کیا اور کہا ای دادا
لیجیے یہ تاج اچھی طرح رکھیے گا گرد و غبار سے اُسے بچایے گا غرض تاج نذر زنبیل کرکے خواجہ عمرو بھاگے
فضل نے اپنے لشکر کے سردارون وغیرہ سے کہا دیکھو وہ عمرو بھاگا جاتا ہی خبردار بھاگ کر جانے نہ پائے
جلد اُسے گرفتار کرو سردار وغیرہ تیغ و کمند لیکر اُٹھے خواجہ عمرو کو گھیرا خواجہ بھی لڑنے لگے اس
اثنا مین کتارہ کابلی اصلی نے فضل سے کہا مجکو کھلوا دیجیے مین عمرو کو گرفتار کرلونگا فضل نے
کتارہ کابلی کو کھلوا دیا اور یہ عذر کیا کہ مین نے تمھین خواجہ عمرو خیال کرکے گرفتار کیا تھا میری شکایت
تو مین کامرانی سے نکرنا کتارہ کابلی نے جواب دیا اچھا شکایت نکرونگا یہ کہکر کتارہ کابلی کمند لیکر پہونچا
دیکھا کہ خواجہ نے اکثر آدمی حباب بیہوشی مار مار کر بیہوش کیے ہین اکثر مردم کو خنجر ابدار سے زخمی کیا ہی کتارہ
کابلی اور فضل یہ حال دیکھکر اہل قلعہ سے کہنے لگے تم سب نامرد ہو ایک شخص ضعیف کو ہجوم کرکے گرفتار
کیون نہین کرلیتے اہل قلعہ نے یہ سنکے ایکبار خواجہ عمرو پر حملہ کیا کتارہ کابلی کمند لیکر آگے بڑھا خواجہ عمرو
نے چاہا کہ جست کرکے اس مجمع سے نکل جاؤن جان اپنی ان سب سے بچاؤن یہ خیال کرکے خواجہ عمرو
نے جست کی کتارہ کابلی نے دوڑ کر کمند ماری حلقہ اسکے کمند خواجہ کے سر و گردن مین پڑ گئے خواجہ زمین پر
گرے کتارہ کابلی نے فوراً خواجہ عمرو کو اسیر کیا اور فضل سے کہا اب مین رومین سے اس امر کی خبر
کرنے جاتا ہون اور پھر تھوڑی دیر مین آتا ہون یہ کہکر کتارہ کابلی قلعہ سے نکلکر جانب رومین روانہ ہوا ایدہر
فضل نے قاہر اور قہرمان اپنے سرداران نامی سے کہا کہ جلد اس عیار کو قلعہ کی چھت پر لیجا کر جو دریا
زیر قلعہ ہی اُسی دریا مین ڈالدو تاکہ گھڑیال اور مگر وغیرہ اسے کھا جائین قہرمان و قاہر بموجب حکم فضل
خواجہ کو سقف قلعہ پر لیگئے اسوقت خواجہ عمرو نے قاہر سے کہا ای قاہر اسوقت میرے حال پر رحم
کر تھوڑی دیر ٹھہر کر جگر میرا فرط تشنگی سے جلا جاتا ہی زبان مین کانٹے پڑے ہین تھوڑا پانی مجھے پلا دے
پھر مجھے ہلاک کرنا خواجہ عمرو نے قاہر سے اسطرح کہا کہ قاہر کو رحم آگیا فوراً بام قلعہ سے اُترا ادہر خواجہ
نے قہرمان سے کہا ای قہرمان دیکھ کیا ہی عجیب و غریب دریا مین نظر آتی ہی قہرمان سوے دریا دیکھنے لگا
خواجہ عمرو نے قہرمان کو دریا مین ڈھکیل دیا قہرمان اُس دریاے ذخار مین گرکے غرق ہو گیا خواجہ
عمرو فوراً قید کو اپنے جسم سے دور کرکے اور شکل قہرمان بنکے ویسا ہی لباس پہنکے بیٹھے جب قاہر جام
مین آب سرد لایا قہرمان نقلی نے کہا ای قاہر تم پانی بیکار لائے مین نے خواجہ کو دریا مین ڈالدیا مگر خواجہ

ابھی تک ڈوبے نہیں دیکھو وہ سر خواجہ کا معلوم ہوتا ہے قاہر نے کہا مجھکو نظر نہیں آتا قہرمان نقلی نے کہا تم میرے پاس آؤ
میں تمھیں دکھا دوں قاہر قہرمان نقلی کے آگے کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا سر خواجہ کا پانی میں کہاں نکلا ہے قہرمان
نقلی نے زور سے دھکا دے کر کہا میاں دریا میں گر کے اچھی طرح دیکھ لینا یہاں سے تمھیں کچھ نظر نہ آئیگا خواجہ
یہ کہکے خاموش ہوئے قاہر دریا میں گرا غوطہ آیا ایک گھڑیال نے نگل گیا خواجہ بصورت قہرمان سقف قلعہ سے اترکر فضل
کے پاس گئے اور کہنے لگے خواجہ عمرو نے اول تو برہم ہو کر میرے بھائی قاہر کو دریا میں ڈالدیا وہ ڈوب گیا پھر میں نے
غضبناک ہو کر خواجہ کو دریا میں ڈالدیا خواجہ بھی غذائے ماہیان ہوگئے زبان سے خواجہ نے یہ کہا دل میں کہا
خداوند عالم خواجہ عمرو کو تا قیامت سلامت رکھے دریائے فنا میں نہ ڈبوئے غرض فضل قاہر کے غرق ہونے
سے ملول ہوا اور خواجہ عمرو کے ڈوب جانے سے خوش ہوا جب شام ہوئی خواجہ بصورت قہرمان در محل پہ
گئے اتفاقاً اسوقت ایک کنیز دروازے پہ آئی پکار کے کہنے لگی ارے اسوقت کوئی دروازے پر نہیں ہے سب
موئے موئی کاٹے تک حرام چلے گئے در دولت پہ سناٹا ہے قہرمان نقلی نے بڑھکر کہا اے جان جہان آرام دل مشتاق
کہو کیا کہتی ہو اگر کسی کام کی خواہش ہو تو میں موجود ہوں میرے پاس آؤ میں تمھارا مطلب نکالدوں کنیز نے
قہرمان کو دیکھکر اور گفتگو سے قہرمان سمجھکے نخرے سے ہنس کے کہنے لگی اے قہرمان تم یہ بات اچھی نہیں کرتے ہو پرائی ہو
بیٹی سے ہنستے ہو ایک دن پچھتاؤ گے ذلت اٹھاؤ گے تم ہمیشہ ہر ایک سے ہنستے ہو مگر کچھ ہو نہیں سکتا قہرمان
نے جواب دیا آج امتحان کر لو کنیز مسکرائی قہرمان نقلی نے ایک گلوری نکال کر اسے کھلائی پھر اس کنیز سے
باتیں کیا کیے کچھ حال محل کا پوچھا کیے کنیز بہ ناز و ادا باتیں کیا کی خواجہ نے نام بھی اسکا دریافت کرلیا غرض
بعد ایک لمحہ کے سر کنیز کا گردش کرنے لگا آخر در محل پہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے جلد تر اسکو اٹھا کر زنبیل
میں داخل کیا اور اسی کی شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر بڑبڑاتے ہوئے محل میں داخل ہوئے محلدار نے
پوچھا اے نرگس پھولا جمعدار تو واسطے پھولوں کے گہنے کے بھیجا تھا نرگس نے گھور کر جواب دیا بی محلدار
دروازے پر تو پھولا جمعدار نہیں ہے اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو تم خود ہی جا کر دیکھ لو علاوہ پھولا
کے اور بھی کوئی نہیں ہے چونکہ آج کوئی عیار طرار سمیع خواجہ عمرو نامدار اس قلعہ میں آیا تھا لڑائی ہوئی تھی
اسوجہ سے کوئی سپاہی دروازے پر نہیں ہے سب خواجہ سے لڑنے کو چلے گئے تو ابھی تک نہیں آئے معلوم ہوتا ہے
سب قتل ہو گئے محلدار گفتگوئے نرگس سنکے خاموش ہوئی تھوڑی دیر میں زوجہ فضل نے محلدار سے کہا کہ اگر
کوئی سپاہی دروازۂ محل پر ہو تو اسے لالن مالن کی دکان پر بھیجکر گہنا منگوالو اور کہلا بھیجو کہ آج تو گہنا
پھولوں کا تیری دکان سے منگوا لیا ہے اگر کل سے تو خود گہنا نہ لائیگی تو پھر تجھ سے گہنا نہ لیا جائیگا محلدار
نے دروازے پر جاکر ایک دربان کو لالن کی دکان پر بھیجدیا محلدار تو محل میں چلی آئی بعد تھوڑی دیر کے
دربان گہنا پھولوں کا لیکر در محل پر آیا اور پکارا اے محلدار گہنا لیجاؤ محلدار گہنا لیجاؤ محلدار نے اٹھنے کا
ارادہ کیا تھا کہ نرگس سینہ ابھار کر چلی محلدار سے کہا تم بیٹھی رہو میں لیے آتی ہوں یہ کہکر نرگس دروازے پر گئی
جب دربان نے پھولوں کا گہنا دیا نرگس نے سیلی آنکھ بچا کر عطر بیہوشی اپنی ناک بند کرکے تمام گہنے پر لگادیا
ہر ایک پھول کو عطر سے معطر کر دیا بعد عطر لگانے کے گہنا لیے ہوئے محلدار کے پاس آئی محلدار نے
گہنا پھولوں کا لیکر زوجۂ فضل مسماۃ ملکۂ لالہ عذار کو جاکر دیا ملکۂ لالہ عذار نے گہنا زیب تن کیا نرگس نے
ملکۂ لالہ عذار کھڑی دیکھا کی جب محلدار چلی گئی نرگس نے اور سب کنیزوں کو بھی وہاں سے یہ کہکر ہٹا دیا کہ

مین تو یہان موجود ہون تم سب کیون کھڑی ہو گری کا وقت ہی ملکۂ لالہ عذار گھبراتی ہین الغرض جب سب عورتین
ملکۂ لالہ عذار کے پاس سے چلی آئین اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین ملکہ لالہ عذار کے دماغ مین
بوے عطر بیہوشی پہونچی فورًا اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی نرگس یعنی خواجہ عمرو نے جلد ترا دھر اُدھر
دیکھکر ملکۂ لالہ عذار کو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر اور ویسا ہی لباس پہنکر ملکۂ لالہ عذار کی جگہ پر بیٹھے
اور گہنا پھولون کا زنبیل سے نکال کر پہن لیا پھر نرگس اصلی کو اپنی زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا کنیز نرگس
ہوشیار ہو کر اُٹھی اور دست بستہ عرض کرنے لگی حضور کیا عرض کرون مجھے خود بخود ایسا چکر آیا کہ مین بیہوش
ہو گئی تھی اُسی بیہوشی مین عجب کیفیت مین نے دیکھی ایسی جگہ میرا گذر ہوا علاوہ قلعون اور دریاون وغیرہ
کے ایک پشتہ تیار ہو رہا تھا ہزار ہا عورتین اور مرد اُس پشتے کو بنا رہے تھے سیٹھ ایک کوڑی کھیپ پر ایک
کو دیتا تھا کبھی گڑ کی ڈلی دیتا تھا جو کوئی ٹوکری مٹی کی اُٹھانے مین دیر کرتا تھا سیٹھ اُسے سونٹے سے مارتا تھا
میرے بھی اُس سیٹھ نے کپڑے اُترا کر ایک لنگوٹی بندھوا کر چند ٹوکریان مٹی کی اُٹھوائین اور گڑ کی ڈلی دی
اور دو سونٹے بھی ہولے کر میرے کولے اور کمر پر مارے ای ملکہ ابھی تک کچھ کچھ درد کمر مین ہوتا ہی پھر اُس سیٹھ
نے مجھے کپڑے پہنا کر کہا جا بہانسے تجھے خواجہ طلب کر گئے ہین اب جو مین ہوشیار ہوئی ہون تو وہ پشتہ وغیرہ
نظر نہین آتا ہی ملکۂ لالہ عذار نقلی تقریر کنیز نرگس اصلی کی سُنکے ہنسی اور کہا شکر کر تجکو مصیبت سے نجات ہوئی
نرگس یہ سُنکے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئی ناظرین پر واضح ہو جب خواجہ عمرو کسی کو گرفتار کر کے نذر زنبیل
کرتے ہین تو یہ کہدیتے ہین کہ دادا آدم اس عورت یا اس مرد سے کام لینا اور جس سے کام لینا اور مزدوری کرانا منظور
نہین ہوتا ہی تو منع کر دیتے ہین کہ دادا آدم اس عورت یا اس مرد کو سیٹھ کے حوالے نہ کیجئے گا اس سے مزدوری
نہ کرایئے گا بس جو جب کہتے خواجہ کے اُس سے مزدوری نہین کرائی جاتی ہی اور ٹوکری نہین ڈھلوائی جاتی ہی
نرگس کے بارے مین خواجہ نے اُس سے کہدیا تھا اسوجہ سے نرگس سے ٹوکری ڈھلوائی گئی ملکۂ لالہ عذار کو جو
خواجہ نے داخل زنبیل کیا تو کہدیا ہی کہ بالفعل اس سے پیشہ نہ ہو ا لغرض آدم بر مطلب جب ملکۂ لالہ عذار نقلی نرگس
کو ہوشیار کر چکی بصد ناز و انداز مسہری پر لیٹی اور جملہ محل کی عورتون کو بلا کہنے لگی آج میرا دل تم سب سے خود بخود
خوش ہی بس جسکے گلے مین چاندی کا زیور ہو وہ اُتار کے مجھے دیدے مین موافق وزن زیور نقرائی کے زیور طلائی دونگی
اور جسکا زیور طلائی ہی اُسے زیور جواہر نگار دونگی عورتون نے ملکۂ لالہ عذار نقلی کی گفتگو سُنی سب نے خوش ہو کر
دعائین دے دے کر اپنا زیور اُتارا اور ملکۂ لالہ عذار کو دیا ملکۂ لالہ عذار نقلی نے زیور لیکر رکھ لیا جب سب
عورتین چلی گئین اور اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئین خواجہ نے وہ سب زیور اُٹھا کر نذر زنبیل کیا جب شب ہوئی
فضل کتارہ کابلی کا انتظار کر کے محل مین آیا اور بعد اکل و شراب کے ملکۂ لالہ عذار نقلی کے پاس بیٹھا ملکۂ
لالہ عذار نقلی نے شیشے شراب کے منگوا کر اپنے ہاتھ سے جام مین شراب بھر کر جام بیہوشی آمیز فضل کو
دیا فضل نے خوش ہو کر شراب پی پھر ملکۂ لالہ عذار کے آرام کرنے کا وقت آیا کنیزین وغیرہ اُس جگہ سے
سب چلی گئین تخلیہ ہو گیا فضل شراب پی کر بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا لالۂ عذار یعنی خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نے فضل کو گرفتار کر کے ستون قصر سے باندھا پھر فتیلا رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا
جب فضل ہوشیار ہوا اُسنے اپنے تئین بندھا پایا اسوقت خواجہ عمرو نے بہ شکل اصلی خنجر آبدار کھینچا فضل
سے کہا او فضل دیکھو تون تجکو گرفتار کر لیا اب تجکو لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کر اور اطاعت میری قبول کر ورنہ ابھی

اس خنجر آبدار سے تجکو ہلاک کرڈالونگا فضل نے جو گفتگو سے خواجہ سنی بافضال خدا فضل کا دل کفر سے پاک ہوئی العوذ
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے کھود یا فضل نے پوچھا قہرمان اور قاہر اور میری زوجہ کہان ہی خواجہ
نے جواب دیا کہ قاہر و قہرمان کو مین نے دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب کر مر گئے لیکن تمھاری زوجہ میری زنبیل مین ہی
یہ کہکر خواجہ نے ملکۂ لالہ عذار کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا بعد ہوشیار ہونے کے ملکۂ لالہ عذار بھی مسلمان
ہوئی اور جملہ عورتین محل کی سب مسلمان ہوئین جب صبح ہوئی خواجہ عمرو فضل کو محل مین چھوڑ کر بصورت
فضل محل سے برآمد ہوئے تخت پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا فضل نقلی یعنی خواجہ عمرو نے اہل دربار سے
مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس مین نے شب گذشتہ عالم خواب مین مسلمان ہوا ہون تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ میری
طرح تم بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو جملہ اہل دربار نے تو بموجب حکم فضل نقلی کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کیا لیکن عموے فضل نے کہا ای فضل تو نے دین آبائی اپنا حق چھوڑ کر مین تیری طرح بیوقوف نہین ہون
کہ خداے نادیدہ کی پرستش کرون خواجہ نے یہ سُنکے اہل دربار سے کہا اسے گرفتار کرو سب نے ملکر اُسے
گرفتار کیا خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسی وقت ہلاک کیا پھر فضل کو محل سے بلاکر کہا ای فضل اب مین
قلعۂ تنگ رواحل مین جاتا ہون وہان سے سبکو لیکر یہان آتا ہون تم اپنے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے
بخوبی آراستہ کرو یہ کہکر خواجہ عمرو جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوے جب بعد قطع راہ قلعہ مین پہونچے
دیکھا پہلوان عادی فرش پر پڑا ہوا ہی کثرت گرسنگی سے عجب حال ہی دیگر سرداران لشکر بھی پریشان خاطر
مین خواجہ نے ہر ایک سردار سے اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اب راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین چلو وہان
غلہ وغیرہ بہت ہی پہلوان عادی نام غلہ کا سُنکے اُٹھ بیٹھا خواجہ نے ملکۂ مہر نگار کو محافے مین سوار کیا
اور پھر جملہ لشکر لیکر بجوت زمین راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین پہونچے ملکہ مہر نگار کو علٰحدہ ایک جگہ مقیم
کیا پھر جملہ سرداران نامدار مع لشکر کے قلعہ مین قیام پذیر ہوے فضل نے طعام تیار کیا ہر ایک شخص نے
کھانا کھایا خصوصًا پہلوان عادی نے چند روز چند دیگون سے برنج نکالکر کھانا شروع کیا جب بہت سی
دیگین پلاو کی خالی کردین اُسوقت پہلوان عادی نے پانی پی کر شکر خدا کا کیا اور پھر کھانا شروع کیا
فضل پہلوان عادی کے طعام تناول کرنے پر متحیر ہوا اور خواجہ سے کہنے لگا ای خواجہ یہ انسان ہی یا دیو ہی
کسی طرح اسکا پیٹ نہین بھرتا ہی دیگین خالی کیے دیتا ہی خواجہ نے ہنسکر جواب دیا یہ دو دھ شریک
بھائی امیر با توقیر کا ہی نام اسکا پہلوان عادی ہی الغرض جب پہلوان عادی طعام تناول کرچکا
خواجہ نے پوچھا ای پہلوان عادی اچھی طرح طعام تناول کیا پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ عمرو
طعام تو تناول کیا لیکن بخوبی پیٹ بھرکے نہین کھایا خواجہ عمرو اور فضل وغیرہ یہ تقریر پہلوان عادی
کی سُنکے ہنسنے لگے الحاصل قلعہ گربستان مین تو ملکۂ مہر نگار و جملہ سردار وغیرہ نے طعام تناول کرکے
شکر پروردگار کا کیا اور سب باطمینان تمام بیٹھے لیکن اب حال کتارۂ کابلی کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب
کتارۂ کابلی زوبین کے پاس پہونچا تمام حال خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کا بیان کیا تو وہ بین
حال گرفتاری خواجہ عمرو سُنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ بافضل قلعۂ تنگ رواحل
مین خواجہ نہین گئے اور جملہ سرداران امیر با توقیر گرسنہ ہین اسی وقت مین قلعہ پر حملہ کرنا چاہیے
اور سبکو تہ تیغ کرکے ملکۂ مہر نگار کو ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہونا مناسب ہی یہ خیال کرکے زوبین

وغیرہ نے قلعہ تنگ رواحل پر مع لشکر کثیر حملہ کیا جب کوئی قلعہ پر نہ معلوم ہوا ژوبین حیران ہوا پھر بعد دریافت معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو مع جملہ سرداران وغیرہ کے قلعہ گربستان میں گئے ہیں فضل مسلمان ہو گیا ہے ژوبین یہ خبر سنکے کتارۂ کابلی سے کہنے لگا او نالائق تو تو کہتا تھا کہ مین عمرو کو گرفتار کر کے قلعۂ گربستان میں فضل کے سپرد کر آیا ہوں اُسنے خواجہ کو قتل کر ڈالا ہو گا خواجہ عمرو تو زندہ ہیں اور اُنھون نے قلعہ لے لیا ہے بآرام تمام قلعہ گربستان میں بیٹھے ہوئے ہیں کتارۂ کابلی نے جواب دیا مین سچ کہتا تھا نہیں معلوم کیونکر خواجہ رہا ہو گئے اور قلعہ انھون نے لے لیا ژوبین کا مرانی تقریر کتارۂ کابلی کی سنکے مع جملہ لشکر جانب قلعہ گربستان روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا ادھر تو ژوبین لشکر کثیر لیکر قلعہ پر حملہ ور ہوا اُدھر سے گولندازون نے تاک تاک کے گولے مارنا شروع کیے تیراندازون نے تیر برسانا شروع کیے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے ہمراہیان ژوبین ہزارہا قتل ہوئے فوج قلعہ تک نہ پہونچ سکی آخر ژوبین گولون اور تیرون وغیرہ کی کثرت سے آگے نہ بڑھ سکا اور پلٹ کر قلعہ کو چہار طرف سے گھیر کے دور قلعہ سے اُترا اور اہل لشکر سے کہنے لگا بالفعل لڑنا بیکار ہے جب غلہ قلعہ مین ہو جائیگا خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ مین خود ہی ہلاک ہو جائینگے ژوبین تو قلعہ کو گھیر کے اُترا ہے انشاء اللہ اسکا حال پھر لکھا جائیگا

داستان لندھور و بہرام کا دریاے نکلکر خرم وزرد کو مسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر سوداگر سمت اجرو کیہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجرو کیہ کا مسلمان ہونا پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز و داراب شاہ زخمی ہوکر بھاگنا ملک اجرو کیہ کا قتل ہونا اور شہپال ہندی وغیرہ کا رہا ہونا

محرران بے نظیر اس داستان دلپذیر کو اس طرح لکھتے ہین کہ دختران ملک اجرو کیہ نے صحراے سبزوار مین لندھور اور بہرام اور لقمان ہزارہ کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کیا تھا اور ملک اجرو کیہ نے لندھور اور بہرام اور لقمان ہزارہ کو صندوق مین بند کرکے دریا مین صندوق بہا دیے تھے اور پھر ملک اجرو کیہ اور عبدالعزیز اور داراب شاہ ہندی نے شہپال ہندی وغیرہ کو ہنگام جنگ گرفتار کیا تھا اور ہندوستان کو بخوبی لوٹ کر جانب ملک اجرو کیہ روانہ ہوئے تھے قبل ازین یہین تک یہ داستان لکھی گئی ہے اب یہان سے احوال ملک اجرو کیہ کا لکھا جاتا ہے کہ ملک اجرو کیہ مع عبدالعزیز و داراب شاہ شہپال ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو گرفتار کرکے جب اپنے شہر مین پہونچا شہپال ہندی و جیپور ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو زندان مین قید کیا اور بخوشی اپنے ملک کی حکومت کرنے لگا ملک اجرو کیہ تو اپنے ملک مین ہے لیکن اب حال لندھور اور بہرام اور لقمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملک اجرو کیہ تینون صندوق کو دریا مین بہا کر اور اپنی دخترون کو لیکر چلا گیا اور صندوق دریا مین بہتے ہوے چلے جاتے تھے اتفاقاً اُدھر سے خواجہ قیصر سوداگر بقصد تجارت جہاز پر سوار جانب اجرو کیہ جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ تین صندوق بڑے بڑے بہتے ہوئے چلے جاتے ہین سمجھا کہ شاید کوئی جہاز یا کشتی اس دریاے ذخار مین کسی جگہ غرق ہو گئی ہے یہ صندوق اُسی جہاز یا کشتی پر رکھے ہوے ہونگے بہا کر یہان تک بہتے ہوے آئے ہین یقیناً ان صندوقون مین مال و اسباب بیش قیمت ہو گا یہ سمجھکر قیصر سوداگر نے اہل جہاز سے مخاطب ہوکر کہا جو کوئی ان صندوقون کو اس دریا سے نکال لائیگا

مین اسے زرکثیر انعام دونگا جاشو یہ گفتگو سوداگر کی سُنکے بطمع زرکثیر دریا مین کود ے اور شناوری کرکے تینون
صندوق دریا سے نکال لائے قیصر سوداگر نے ان صندوقون کو اپنے مال و اسباب کے صندوقون مین
رکھوا دیا اور زر کثیر جاشوؤن کو انعام مین دیا بعد دو پہر کے جب جہاز جزیرۂ خرم مین پہونچا قیصر سوداگر نے
معلم و ناخدا سے کہا جہاز اس جزیرے مین ٹھہراؤ مجھے کچھ مال اپنا بیچنا منظور ہے اور کچھ اسباب نایاب اس جزیرے سے
خریدنا بھی ہے ناخدانے بموجب کہنے سوداگر کے جہاز ٹھہرایا لنگر ڈالدیے گئے چونکہ جزیرہ خرم مین ایک قزاق
ہے کہ نام اُسکا خرم ہے اور جزیرہ اُسی کے نام سے مشہور ہے اکثر جہاز کو لوٹ لیتا ہے کئی ہزار آدمی اُسکے ہمراہ
رہتے ہین اُسنے جو سُنا کہ ایک جہاز اس جزیرے مین آکر ٹھہرا ہے اور جہاز پر ایک سوداگر سوار ہے لاکھون اور
کروڑون روپیہ کا اُسکے پاس مال و اسباب ہے یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوا اور ہنگام شب اپنے ہمراہیون کو لیکر جہاز
پر گیا اہل جہاز خرم سے لڑنے لگے خرم نے بہت سے آدمیون کو قتل کیے قیصر سوداگر کو گرفتار کرلیا اور تمام
مال و اسباب اُسکا جہاز پر سے اُتروا کر اپنے مکان مین لیگیا قیصر کو تو قید کیا اور صندوق کھول کھولکر مال و
اسباب دیکھنے لگا جب وہ صندوق جن مین بہرام اور لندھور بند تھے خرم نے کھولے دیکھا کہ دو شاہان
جلیل القدر ہین تاج جواہر نگار سرون پر ہین بر مین پوشاک و لباس گرانبہا ہے چہرون سے آثار شجاعت
و دلیری ظاہر ہین خرم قزاق یہ حال دیکھکر حیران ہوا اور بنظر حیرت بغور دیکھنے لگا ہواے سرد جو بہرام
و لندھور کے اجسام تک پہونچی چونکہ تاثیر بیہوشی دفع ہوگئی تھی دونون ہوشیار ہوئے آنکھین کھولین اور
خرم کو نگران دیکھکر جلد تر صندوقون سے نکلے اور خرم سے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین قزاق ہون یہ
جزیرۂ خرم ہے نام میرا خرم ہے آج مین نے قیصر سوداگر کو جہاز پر جاکر گرفتار کیا تمام مال و اسباب
لوٹ لایا ہون اسوقت صندوق کھول کھولکر مال و اسباب دیکھ رہا تھا کہ تم ان صندوقون سے نکلے
اب تمھین لازم ہے کہ اپنی پوشاک اُتار کر مجھے دے دو میری اطاعت کرو دلاور معلوم ہوتے ہو میرے ہمراہ
قزاقی کیا کرو مال و اسباب مسافرون کا لوٹ لاکر وہین سے اوقات بسر کیا کرو اگر میرا کہنا نہ مانوگے
تو مین ابھی تمھین قتل کرونگا کپڑے تمھارے اُتار لونگا لاشین تمھاری دریا مین ڈالدونگا لندھور
اور بہرام گفتگوے خرم سُنکے برہم ہوئے اور غضبناک ہوکر کہنے لگے او خرم کیا بکتا ہے خاموش رہ
ورنہ ہم تیری زبان تیرے دہن سے ابھی کھینچ لینگے بدزبانی کی سزا سے معقول دینگے تو ہمارے احوال سے
آگاہ نہین ہے ہم شاہان جلیل القدر ہین خرم یہ تقریر سُنکے بہ قہر و غضب تلوار کھینچکر بڑھا ہمراہیان خرم
بھی تیغ و تیر لیکر بڑھے خرم نے اول لندھور کے اوپر تلوار لگائی لندھور نے بند دست پر ہاتھ ڈالکے
تلوار خرم کے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا ادھر بہرام گرز لے ہمراہیان خرم کو
ہلاک کرنا شروع کیا جب لندھور نے خرم کو اٹھا لیا خرم نے عرض کیا اے بادشاہ فلک جاہ امان
دیجیے زمین پر پٹکے مجھے ہلاک نہ کیجیے لندھور نے فرمایا امان بہ شرط ایمان تجھے ملیگی خرم نے عرض کیا
مجھے ہدایت کیجیے لندھور نے اُسے کلمہ پڑھایا خرم کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا لندھور نے بالاے
زمین آہستہ سے بٹھا دیا لڑائی موقوف ہوئی پھر جملہ ہمراہیان خرم بھی مسلمان ہوئے خرم نے اطاعت
و فرمانبرداری لندھور اور بہرام کی اختیار کی پھر بعد تکلف سامان دعوت کیا لندھور نے
قیصر سوداگر کو رہا کرایا اور نعمان ہزارہ کو صندوق سے نکلوایا اور قیصر سوداگر سے کیفیت پوچھی

قیصر سوداگر نے تمام حال صندوقون کے نکلوانے کا اور خرم کے لوٹنے کا بیان کیا لندھور نے پھر پوچھا
کہ قیصر سوداگر اب تم کہان جاؤ گے قیصر سوداگر نے عرض کیا میرا ارادہ اجر وکیہ مین جانے کا ہی لندھور
نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے اور کل مال و اسباب تمھارا خرم سے تمھین دلوا دینگے تم نے ہم پر احسان
کیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ نیکی کرینگے قیصر سوداگر یہ سنکے خوش ہوا غرض بعد دعوت کے لندھور اور
بہرام نے خرم سے مال و اسباب قیصر سوداگر کا قیصر کو دلوا دیا پھر خرم اور قیصر سوداگر وغیرہ لوگ
جہاز پر سوار ہوے لنگر جہاز کا اُٹھا جہاز جزیرۂ خرم سے روانہ ہوا بعد چند روز کے جہاز اجر وکیہ مین پہونچا
لندھور اور بہرام گرد قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جہاز سے اُترے قیصر سوداگر سرا
مین جا کر مقیم ہوا لندھور اور بہرام وغیرہ بھی سرا مین قیام پذیر ہوئے اُسی روز لندھور اور بہرام
مع نعمان ہزارہ برائے سیر اجر وکیہ گھوڑون پہ سوار ہو کر چلے نعمان ہزارہ ہمراہ رکاب تھا قیصر سوداگر
اور خرم وغیرہ مین سرا مین قیام پذیر رہے لندھور اور بہرام اجر وکیہ کی سیر کرتے ہوے بازارین
اور مکانات دیکھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کچھ سوار اور پیدل ایک جانب سے نمایان ہوے بعد
گذرنے سوارون وغیرہ کے دو محافے ظاہر ہوئے آگے آگے محافون کے چوبدار عصاہائے نقرئی وطلائی
ہاتھون مین لیے ہوئے پگڑیان نقودار سرون پر رکھے ہوئے چپکنین باتات کی تختہ زیب تن کیے ہوئے
بعد اسکے نقیب بولتے ہوئے راہ چلنے والون کو ہٹاتے ہوئے نظر آئے لندھور نے نعمان ہزارہ
سے کہا اے نعمان دریافت تو کر دان محافون مین کون سوار ہے نعمان ہزارہ نے حسب الارشاد
ایک چوبدار سے پوچھا اُسنے کہا ان محافون مین دختران ملک اجر وکیہ سوار ہین واسطے سیر باغ کے
جاتی ہین نعمان ہزارہ نے جو کچھ چوبدار سے سنا تھا لندھور سے جا کر عرض کیا بہرام اور لندھور
سمجھ گئے کہ یہ وہی دو نون ہین جنھون نے ہمین صحرائے سبزہ زار مین شراب پلا کر بیہوش کیا تھا اور صندوقون
مین بند کر کے دریا مین ڈال دیا تھا یہ سمجھکر لندھور اور بہرام بھی اسی طرف چلے جس طرف دختران
ملک اجر وکیہ جاتی تھین اثنائے راہ مین لندھور نے بہرام سے کہا کسی طرح ان دو نون کو گرفتار کیجے
جو اُنھون نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہی اُسکا عوض اُنسے لینا چاہیے نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض
کیا آپ ایک جگہ ٹھہر جایے گا مین ان دو نون کو گرفتار کر کے لے آؤنگا لندھور نے منظور کیا چہر افروز
اور جہان افروز دختران ملک اجر وکیہ تھوڑی دور جا کر باغ مین داخل ہوئین اور ہمراہ
اپنی مجلیسون کے باغ کی سیر کرنے لگین لندھور اور بہرام قریب باغ ٹھہرے نعمان ہزارہ نے
جلد تر ایک گوشہ مین بیٹھکر رنگ و روغن عیاری نکالکر اپنی صورت ایک ضعیف ڈف نواز کی بنائی پھر ڈف لیکر گگ
پڑھا اور زیر دیوار باغ بیٹھکر ڈف بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

دام دلہا گشت تام زلف تو
بند شد دربند زلف تو دلہا مدام
زلف تو اکو من غلام زلف تو
رم کنند از دام مرغان چہ عجب
بندہ جامی راز شام زلف تو

زلف تو بالائے سرو او مقام
دام بند آمد تمام زلف تو
لائق رخسار گلرنگ تو نیست
جا تپ آرام رام زلف تو

ای دلم شد صید دام زلف تو
پس بلند آمد مقام زلف تو
داد تشریف غلامی بندہ را
چہ مقام مشکفام زلف تو
صبح اقبال است طالع ہر نفس

جسدم صدائے ڈف دختران ملک اجر وکیہ نے سنی دونون ٹھٹکے

بیٹھی ہو گئیں اور باہم کہنے لگیں نہیں معلوم کون کمبخت ذی نواز بجا کر غزل گا رہا ہے دل لئے لیتا ہے کیے دیتا ہے نجلیسوں نے عرض کی حضور ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ جو شخص ذی بجاتا ہو اسے باغ میں بلوائے اور غزلیں گوائے آپ ہی سُنیئے ہم بھی سُنیں مہرافروز نے کنیزوں سے کہا در باغ پر جا کر کسی سے دریافت کرو کہ یہ کون ذی بجاتا ہے جو کوئی ہو ہمارے پاس بھیجدو ہم گانا سُنیں گے کنیزیں در باغ پر گئیں سواروں اور پیدلوں سے پوچھا یہ ذی کون بجاتا ہے بلکہ ہماری ذی بجانے والے کو بلاتی ہیں سواروں نے کنیزوں سے کہا ایک بڈھا نہایت ضعیف زیر دیوار باغ بیٹھا ہوا ذی بجا رہا ہے ہم اُسے ابھی بھیجے دیتے ہیں یہ کہکر کچھ سوار ذی نواز کے پاس گئے اور کہنے لگے اے میاں ذی نواز خوش ہو اب سرافراز ہو جاؤ گے بہت انعام پاؤ گے دختران ملک اجرو کیہ تمہاری ذی نغمہ کی مشتاق ہیں تمہیں بلاتی ہیں جلد اٹھو باغ میں جاؤ دو چار غزلیں گاؤ انعام کثیر ملیگا ہمیں بھی کچھ دینا گل انعام تمہیں نہ لے لینا ذی نواز نے جواب دیا میں تو اب بڈھا ہو گیا ہوں سب تمہیں لے لینا سواروں نے جواب دیا سب تو ہم نہ لینگے آدھا ہمیں دینا ذی نواز نے کہا اچھا آدھا تمکو دیدونگا یہ کہکر ذی نواز اپنی جگہ سے اُٹھا یہاں کنیزوں نے دختران ملک اجرو کیہ سے کہا ایک بڈھا ذی بجاتا ہے بموجب حکم باغ میں آتا ہے حضور پردے میں بیٹھیں تو ہم اُسے یہاں بلائیں دختران ملک اجرو کیہ نے جواب دیا بڈھے سے پردہ کرنا بیکار ہے اُسکے پاس کیا ہے کنیزوں نے یہ سنکر در باغ سے ذی نواز کو بلایا ذی نواز کانپتا ہوا اور ضعف سے تھراتا ہوا باغ میں آیا دونوں شاہزادیوں کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سلام کرکے دعائیں دینے لگا دختران ملک اجرو کیہ نے بڈھے کے سراپا پر نظر کرکے خندہ کیا پھر کہا اے ذی نواز کیوں تھراتا ہے بیٹھ جا ہمارے سامنے ذی بجا کر کچھ گا ذی نواز نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکے زمین پر بیٹھنے لگا مہرافروز نے ایک کنیز سے کہا جلد کرسیاں اُس چبوترے پر باغ کے بچھا دو ایک کرسی اس بڈھے کو بھی واسطے بیٹھنے کے دو کنیز نے کرسیاں بچھا کر ایک کرسی چھوٹی ذی نواز کو دی ذی نواز بعد بیٹھنے شاہزادیوں کے سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور ذی نکالکر بجانے لگا اور یہ غزل جھوم جھوم کے مستانہ وار گانے لگا غزل

احسان چارہ گر کی حیا ہے اگر تمہیں
کس کس کو پھر بازار میں چھاتی لگا لیے
ہر دم میں ہو ہزار طرح کی شکستگی
آب بقا میں خنجر قاتل بجھا لیے
فرصت اگر دے فتنہ آشوب روز حشر
اے خیال یار جی محشر رچا لیے
تسلیم کیا ہے کہ نہیں کسی بے وفا کو آپ
ہنس ہنس کے تمہارے چمن کو ہنسا لیے
اب ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگا لیے
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہرو
لب تک پھر ایسے زخم جگر کو سلا لیے
آ زمعمول محبت دیوانہ کچھ تو ہو
دو چار تار اور لحد کے اُٹھا لیے
اللہ رے ذوق لذت ستم کو رہا ہے دل
دل دے کے روز ناز ستا اٹھا لیے
گلشن میں چل کے آج کوئی گل کھلا لیے
حسرت کو درد و یاس کو داغ فراق کو
ہولی ہے صبح شیشہ و ساغر اٹھا لیے
جاوید مرگ بھی امید زیست ہے
دربان کو نالہ ہائے سلاسل سُنا لیے
رنگین مزاجیوں کے دکھا دیجیے اثر
کچھ نہ شکوہ لا کہ اگر زخم کھا لیے

ذی نواز نے یہ غزل گا کر ذی ناقہ سے رکھ دی دختران ملک اجرو کیہ ہر ایک شعر غزل کا سن سن کے بیتاب و بیقرار ہو گئیں وجد میں آ کر جھومنے لگیں نجلیسیں اپنے اپنے یار و آشنا کو یاد کرکے اشک آنکھوں میں بھر لائیں دمبدم آہ آہ کرنے لگیں بعضی زار زار رونے لگیں اکثر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگیں بعد تھوڑی دیر کے جب سب کے حواس درست ہوئے جہان افروز نے ذی نواز کے گانے کی تعریف کرکے کہا اے ذی نواز اب اور کوئی غزل یا جو تمہارا دل چاہے گاؤ ذی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت اب میرے نشہ پانی کا وقت آیا ہے دیکھیے جاہیان چل آئی ہیں ہاتھ پاؤں ٹوٹ رہے ہیں آنسو آنکھوں سے بہہ رہے ہیں اسوقت مجھسے گایا نہ جائیگا جب تک تھوڑی بھنگ اور ایک دو چلمیں چرس کی اور کچھ شراب نہ پیونگا حواس میرے درست نہ ہونگے میں بچپن شباب سے شراب وغیرہ کا عادی ہوں علاوہ

ذی نواز کی نے ساقی گری بھی خوب کرتا ہون مین نے بادشاہون کو شراب پلائی ہی ہزارون روپیے انعام مین پائے مین
مین نے سب روپیہ تماشبینی مین صرف کیا مین نے خوب عیش کیا ہی نازنینان عرب وعجم سے عشق کیا ہی نازو انکے اُٹھائے ہین
قلب وجگر انکی فرقت مین جلائے ہین ہرچند اب بڈھا ہوگیا ہون لیکن جوانون سے کچھ کم نہین ہون اتنی حضور کی
کنیزین اور جلیسین موجود ہین سب کو راضی کر سکتا ہون مہر افروز اور جہان افروز تو ذی نواز کی تقریر سنکے مسکرائین
کنیزین وغیرہ ذی نواز کو بظاہر گالیان دینے لگین باطن مین پانی بھر آیا دل ہم آغوشی کو چاہنے لگا مہر افروز نے
کنیزون کو جھڑک کر کہا اے نالایقو بڈھے کو کیون گالیان دیتی ہو تم نہین جانتین جب آدمی بڈھا ہوتا ہی اور قواس سے
کچھ ہو نہین سکتا زیادہ اُسکی مزہ باتون سے آجاتا ہی جو چاہتا ہی بکتا ہی اُسکی گفتگو سنکے برہم نہو یہ شراب پینے کا عادی ہی
شراب اسے پلاؤ ایک شیشہ شراب اور ساغر لے آؤ کنیزین وغیرہ حسب الحکم خاموش ہوئین ایک کنیز شیشۂ شراب اور
ساغر بلور جاکر باغ کی بارہ دری سے لے آئی اور ذی نواز کو دے کر کہتے لگی لو زہر مار کرو کہین جلدی مرو ذی نواز نے
تقریر کنیز کی سنکے جواب دیا تو بہی صدقے اور قربان ہوکر مرجائیگی تجھ کو ستی ہی مین ابھی کئی سو برس زندہ رہونگا
تجھ سی ہزارون کو مار کر مرونگا یہ کہکر ذی نواز ہنسا اور کہا اے جانمن میرے کہنے کا بُرا نہ ماننا مین تجھسے ہنستا ہون
بعد اس تقریر کے ذی نواز نے مہر افروز اور جہان افروز سے مخاطب ہوکر عرض کیا خداوند سرکار نے شراب تو
مرحمت کی لیکن حضور کے سامنے شراب نہ پیونگا جب تک شراب سب کو نہ پلاؤنگا ایک قطرہ شراب کا نہ پیونگا مین
بے ادب نہین ہون ہم تم دختران ملک اجر و کیہ کو ذی نواز کا گانا سننا منظور تھا اسوجہ سے دختران ملک اجر کیہ
نے اور چند شیشے شراب کے منگوائے اور ذی نواز سے کہا اچھا ہمین تیری خاطر منظور ہی ہمین بھی شراب پلا اور
خود بھی شراب پی پھر ذی نوازی کر ذی نواز نے خوش ہوکر ایک شیشے مین سے شراب دوسرے شیشے مین اُنڈیلی اور
دوسرے شیشے سے تیسرے شیشے مین اُنڈیلی غرض خوب اُلٹ پلٹ کرکے اور بجالا کی سفوف بہوشی شامل کرکے
جام شراب سے بھرا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ملکہ جہان افروز کے سامنے ساغر لیگیا
جہان افروز نے ساغر لیکر بے دغدغہ انجام شراب پی پھر ذی نواز نے جام مے سے لبریز کرکے یہ شعر پڑھا شعر
پھر چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ + سیکشو خوش ہو کہ پھر فصل بہار آئی ہی + یہ شعر پڑھکر جام سر پر رکھکر
رقص کرتا ہوا قریب ملکہ گیا اور کہنے لگا ایسی شاہزادیون کو سربستہ شراب پلانا لایق ولازم ہی غرض ملکہ نے بھی
جام مے لیکر بے کھٹکے شراب پی پھر ذی نواز نے ہر ایک جلیس اور کنیز کو شراب پلائی اور ایک دو کنیزون اور جلیسون
کے پینے پر ہاتھ بھی پھیرا جب ذی نواز سبکو شراب پلا چکا اور خود بھی ایک جام پیا ایک ڈبیا کمر سے نکال کر
ایک گلوری پان کی نکالی اور اُس مین کچھ ڈالکر گلوری کھائی پھر ذی نواز نے اُٹھا کر یہ مخمس گانا شروع کیا مخمس

مجھے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد | اسیلا وہ خاک کے حال بوستان صیاد | عبث عبث تو نہو مجھسے بدگمان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد | مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد
مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس | کدی نہ تک نشانات ون مین اوداس | جو پوچھے تو کب انتہا کا میرا پاس
قفس کو شام سے اسکا کے فرش لایا پاس | سنا کہ مری تا صبح داستان صیاد
مین وہ ہون رونق گلزار ہی مری دم سے | اُڑا ئے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے | ابھی نہین ہی سمجھتا ہے تیری عادت مجھے
کریگا یاد مرے زمزمون کو تو بعد مرے | ہون چند روز ترے گھر مین مہمان صیاد
عزیز رکھنے ہین میخوار ساغر مل کو | بغیر گل نہین آرام چین بلبل کو | صدا آفرین ہی مرے صبر اور تحمل کو

اس شہر کا ہی کوئی تدبیر معقول کریگا بچکیس وغیرہ یہ سُنکے نالان وگریان سوار ہوئین سوار اور پیدل وغیرہ بھی متحیر و متفکر
وہان سے چلے جب سب ملک اجر وکیہ کے پاس پہونچے اور اُنکو تمام احوال سے آگاہی ہوئی نہایت ہی ملول و غمگین ہوا
اور چہار جانب سوار اور پیدل واسطے تلاش کرنے جہان افروز اور مہر افروز کے روانہ کیے ازان جملہ دایہ
ملک اجر وکیہ بھی مع اپنے پسر سہمان ناوک انداز بچکیس لیکر روانہ ہوئی نام دایہ کا شمیم سنگ انداز تھا
غرضکہ شمیم سنگ انداز مع اپنے پسر کے ڈھونڈھتے ہوئی اُسی مقام پر پہونچی اور ملکہ مہر افروز اور جہان افروز
کو سرا مین دیکھکر اپنے لڑکے کو وہین چھوڑ کر جلد وہان سے جانب ملک اجر وکیہ واسطے اطلاع دینے کے
روانہ ہوئی سہمان ناوک انداز سرا مین کھڑا تھا ناگاہ نعمان ہزارہ بازار سے جو سرا مین آیا دیکھا اُسنے ایک
شکل ناآشنا منتظر کسی شخص کا عنقریب جاے قیام لندھور و بہرام کھڑا ہی نعمان چونکہ عیار ہی شکل دیکھتے ہی پہچان
گیا کہ یہ کوئی دشمن ہی فوراً نعمان نے حباب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا اور اُٹھا کر لندھور کے پاس لیگیا پھر
ستون مین باندھکر ہوشیار کیا اور پوچھا سچ بتا تو کون ہی کیون یہان کھڑا تھا ورنہ ابھی خنجر سے قتل کر دونگا
سہمان ناوک انداز نے خوف جان سے سہم کے صاف صاف کہدیا کہ مین شمیم سنگ انداز دایہ ملک اجر وکیہ
کا پسر ہون ہمراہ اپنی مادر کے براے تلاش ملکہ مہر افروز اور جہان افروز یہان آیا تھا مادر تو دونون ملکہ
کو یہان دیکھکر ملک اجر وکیہ کو اطلاع دینے گئی ہی مجھے یہان چھوڑ گئی ہی لندھور وغیرہ نے یہ تقریر اُسکی
سُنکے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا ورنہ ابھی قتل ہو جائیگا سہمان ناوک انداز صدق دلی سے مسلمان ہوا
نعمان نے اُسے کھولدیا بعد مسلمان ہونے کے سہمان ناوک انداز نے لندھور اور بہرام کی خدمت مین
دست بستہ عرض کیا کہ والدہ میری ملک اجر وکیہ کے پاس گئی ہی ملک اجر وکیہ مع فوج کثیر یہان آتا ہوگا
آپ کو لازم ہی کہ ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو بہ ہمراہی خرم جزیرۂ خرم مین یہان سے جلد روانہ کیجیے
دیر نہ کیجیے ورنہ ملک اجر وکیہ دونون کو یہان سے لیجائیگا اور آپ کے ہمراہیون کو قتل کریگا آپ کو گرفتار
کریگا تھوڑی دیر مین اس سرا مین جنگ عظیم ہوگی اور انجام وہی ہوگا جو مین نے عرض کیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی
مین نے اطلاع دے دی لندھور اور بہرام وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے راے سہمان ناوک انداز
کو پسند کیا اور خرم کو بلا کر مع تھوڑے آدمیون کے مہر افروز اور جہان افروز کو محافون مین
سوار کرکے اُسکے ہمراہ کر دیا اور کہا جلد تو انھین اپنے جزیرہ مین لیجا یہان لڑائی ہوگی اس جگہ انکا رہنا مناسب
نہین ہی خرم بہ خوشی وخرم ہمراہ محافون کے مع تھوڑے آدمیون کے چلا ہنوز سراے سے نکلا تھا کہ ملک اجر وکیہ
و عبد العزیز و داراب شاہ لشکر کثیر لیکر بموجب [illegible] شمیم سنگ انداز آ پہونچا خرم کو ہمراہ محافون کے
جاتے دیکھکر روکا لندھور اور بہرام کو خبر ہوئی فوراً اسلحہ زیب تن کرکے مرکبون پر سوار ہو کر مع کئی ہزار ہمراہیان
خرم کے سراے سے نکلے ملک اجر وکیہ و داراب شاہ و عبد العزیز نے لندھور اور بہرام کو پہچان کر
جنگ آغاز کی لندھور اور بہرام نے تلوار کھینچی ہمراہیان خرم بھی تیغین کھینچ کھینچ کے بڑھے تلوار چلنے
لگی سہمان ناوک انداز تیر اندازی کرنے لگا ایک سمت خرم قریب محافون کے لڑنے لگا قیس سوداگر بھی
اپنے ہمراہیون کو لیکر آیا شریک جنگ ہوا اُسوقت یہ حال تھا کہ لاش پر لاش پیدل اور سوار کی گری تھی
زخمی زمین پر پڑے ہوے تڑپتے تھے زمین خون سے لالہ رنگ تھی کسی طرف شمشیر بہرام چلتی تھی کسی جانب
لندھور سرگرم ستیز تھا بارش تیر ہو رہی تھی جانبین کے سوار قتل ہو رہے تھے دروازہ سرا پر

ایک قیامت کبریٰ برپا تھی جنگ لندھور بن سعدان کی یہ کیفیت تھی ابیات ؛ شمشیر ازان لشکر نابکار تبہ کرد
بسیار در کارزار ؛ از آواز آن گرد سالار کش ؛ شد بادیو خانہ یا پیل وش ؛ ایک جانب بہرام گرد کفار بد انجام کو
تیغ بیدریغ سے قتل کرتا تھا اس وقت جنگ ہزبر بہرام سے یہ حال تھا بیت ؛ برآمد درخشیدن تیغ تیز ؛ زمین از نہیب
آمد اندر گریز ؛ اسی گرمی کارزار میں لندھور نے ایک پہلوان کو قتل کرکے اسکا گرز لیکر داراب شاہ ہندی پر
مارا داراب شاہ سپر کو سر کی پناہ کرکے پیچھے ہٹا لیکن ضرب گرز ہلکی سی اسکے شانے پر آئی شانہ اوسکا ٹوٹ گیا
فوج کے ہزاروں سوار یہ حال دیکھ کے بیچ میں آگئے کچھ سوار داراب شاہ کو اس جگہ علیحدہ لے گئے داراب شاہ
بیہوش ہوگیا پھر سامنا عبد العزیز کا بہرام سے ہوا عبد العزیز نے تیغ مارا بہرام نے سپر پہ روک کے شمشیر آبدار
اسکے سر پر لگائی ہرچند عبد العزیز نے سپر اٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دوابرو اتر آئی عبد العزیز نے
دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی عبد العزیز کا حال غیر ہوا ہزاروں جوانان لشکر یہ رنگ جنگ دیکھکر
گھبرائے فوراً جوانان نے اپنے مرکب اٹھائے درمیان میں بہرام کے اور عبد العزیز کے آئے خود بہرام گرد سے
لڑنے لگے اکثر سوار عبد العزیز کو وہاں سے لے گئے عبد العزیز بھی بیہوش ہوگیا ہنوز عبد العزیز ہوشیار
نہ ہوا تھا کہ ملک اجرو کیہ لڑتا ہوا سامنے لندھور کے آیا لندھور نے بڑھکے اسکا مقابلہ کیا ملک اجرو کیہ
نے بعد محاربت تیغ زنی دو سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغ سپر پہ روک کر وہی ہلکا گرز ؛ نعرہ کرکے فرق ملک
اجرو کیہ پر مارا شعر ؛ ستم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان ؛ منم لندھور بن سعدان شجاع در ستم
دوران ؛ ہرچند ملک اجرو کیہ نے سپر چہرہ و سر کی پناہ کی لیکن سپر گرز رک نہ سکا سر پہ پڑا مغز
سر کا کاسۂ سر سے باہر نکل پڑا اور کاسۂ سر ریزہ ریزہ ہوگیا فوراً زمین پر گرکے ہلاک ہوگیا فوج یہ
واقعہ دیکھکر بیدل ہوکر بھاگی جوانان لشکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بعد خرابی لیکر بھاگے وقت
بھاگنے کے ہزاروں کفار غازیان اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے اسی وقت الیاس ہندی وزیر ملک اجرو کیہ
خدمت لندھور میں دست بستہ حاضر ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور لندھور اور بہرام کو اپنے ہمراہ
دارالامارۂ شاہی میں لے گیا اور بعد عزت و حرمت بٹھا کر زندان میں گیا اور شہپال ہندی اور مقبل شیر دل
اور فاضل شیر دل و جیپور ہندی وغیرہ جس قدر سرداران لندھور قید تھے سب کو رہا کرکے پاس لندھور
کے لایا لندھور الیاس جی جی سے خوش ہوا پھر ہر ایک سردار لشکر نے شہپال سے معانقہ کیا اور ہر ایک
کو موافق رتبے و مرتبے کے اپنے قریب بٹھایا علاوہ اہل دربار کے جملہ خاص و عام شہر مسلمان ہوئے
مسجدیں تیار ہونے لگیں لندھور نے حکم دیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ ہو جب حکم بزم عیش آراستہ
ہوئی ساقیان گلعذار کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئے پھر دور جام مئے ناب چلنے لگا ہر ایک سردار وغیرہ
دربار میں شراب پینے لگا نازنینان خوبرو بزم میں حاضر ہوکر ناچنے لگیں اور غزلیں عاشقانہ گانے لگیں
ہر سمت سے صدائے تہنیت فتح آنے لگی اسی روز لندھور نے ملکہ جہان افروز سے اور بہرام نے
ملکہ مہر افروز سے عقد نکاح کیا اور ہمبستر ہوئے بطن جہان افروز سے فرہاد خان یکشفری پسر
لندھور پیدا ہوگا اور شکم مہر افروز سے معظم خان بن بہرام تولد ہوگا انشاء اللہ حال انکا لکھا جائیگا
غرض بعد عقد نکاح لندھور اور بہرام نے سنا کہ داراب شاہ ہندی اور عبد العزیز ہندی مقام
سنگ سران میں بھاگ کر گئے ہیں چونکہ بعد فتح کرنے اجرو کیہ کے فوج ملک اجرو کیہ کی تخمیناً سات لکھ

تھی اور سب مردمان لشکر مسلمان ہوے تھے لندھور اور بہرام نے قیصر سوداگر کو خلعت و انعام کثیر دے کر رخصت کر کے وہی سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر سمت جاسے قیام وارا ب شاد اور عبد العزیز روانہ ہوے حال انکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان جانا عفریت ملعونہ کا طلسم زر افشان سلیمانی میں اور قتل ہونا دونوں کا دست امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے پھر عقد ہونا حمزہ صاحبقران کا ملکہ آسمان پری سے اور آمادہ ہونا بسیداد کا

فتح کنندگان مراحل طلسم سخن وزینت دہندگان فردوس افسانہ کہن اس داستان مسرت نشان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حمزہ صاحبقران بزم عشرت میں بیٹھے ہوے گلگاشن رہے تھے اور شہپال بن شہرخ و جملہ دیو و پریزاد سرافراز و ممتاز بھی بزم عشرت میں بیٹھے ہوئے نازنیمان پریزاد کا گا سن رہے گلستان ارم میں ہر طرح کا عیش و عشرت تھا لیکن عفریت نابکار خول و غمگین تھا ایک روز عفریت نے اپنی مادر ملعونہ جادو سے کہا ذرا دیکھئے تو ہماری زندگی کب تک ہی ملعونہ نے کہانت کے طریقہ سے بعد فکر اور غور کہا اے فرزند مجھ کو معلوم ہوتا ہی کہ تیری دو ہزار برس کی عمر تھی اب عمر تیری تمام ہونے کو ہی سوا دو ہزار برس کے عمر تیری ثابت نہیں ہوتی ہی عفریت نے اشکبار ہوکے پوچھا کیا اب میں مرجاؤنگا ملعونہ نے جواب دیا کہ مجھ کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے تو قتل ہو جائیگا عفریت نے پوچھا اب میں کیا تدبیر کروں لیکن جان اپنی اس آدمزاد سے بچاؤں ملعونہ نے کہا طلسم زر افشان سلیمانی میں چلا جا شاید وہاں جان تیری بچ جاوے عفریت نے کہا اے مادر مہربان تم بھی میرے ساتھ چلو ملعونہ نے کہا اے فرزند میں ہمراہ تیرے ضرور چلونگی عفریت نے کہا ابھی چلیے ایک لحظہ یہاں نہ ٹھہریے بادا میری قضا یہاں آجاے آدمزاد مجکو قتل کر ڈالے تو غضب ہو ملعونہ بموجب کہنے اپنے فرزند کے اٹھی اور ہمراہ اپنے پسر کے چلی بعد قطع راہ عفریت اپنی مادر کے ہمراہ داخل طلسم زر افشان سلیمانی ہوا یہ خبر منگر دیو تندک و دیو برق جلد شہپال بن شہرخ میں حاضر ہوئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہو کر مجرا کرنے کے دعا و ثنا سے شاہی بجا لاکر اس طرح عرض کرنے لگے اشعار

کشتہ از زخمت تو چو یرا د نو	تا ز تو گل کل خاک تو د چو گرد د	تا زبونی از عمل نامیہ مانند محل
تو بروں تاختہ از علم جو از علم و عمل	تا بجد سے کہ چو خورش بیان جو ئی دل	بعدم حصم درون خستہ چو در لوے گنا
	اے شہنشاہ والیجاہ فلک بارگاہ اسوقت عفریت نابکار خون تیغ شعلہ بار	

سے ڈر بھاگ کر طلسم زر افشان سلیمانی میں گیا ہی یقین ہی کہ اب اس طلسم سے نکل کر ملازمان حضور سے مقابلہ نہ کریگا یہ عرض کر کے چلے گئے شہپال نے جانب حمزہ صاحبقران دیکھا امیر با توقیر نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیں انشاء اللہ میں اسے طلسم زر افشان سلیمانی میں جا کر قتل کرونگا اس دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا لیکن آپ طلسم زر افشان سلیمانی تک مجھے پہونچا دیجیے میں طلسم میں داخل ہو کر اس نابکار کو تہ تیغ آبدار کرونگا اگر آپ کا دل چاہے تو بہ نفس نفیس مع لشکر براے سیر و تفریح دل تشریف رکھیے گا جب میں اول نعرہ کروں تو خیال فرمایے گا کہ عفریت کی ضرب سے میں بچا اور جب دوسرا نعرہ کروں تو جانیے گا کہ میں نے اسپر تلوار لگائی اور جب تیسرے نعرہ کی آواز سنیے گا تو سمجھ جایئے گا کہ میں غالب ہوا عفریت قتل ہوا شہپال بن شہرخ نے کہا عفریت بھاگ گیا ہی اب اسکے قتل کرنے کے واسطے طلسم میں جانا چنداں

ضرور نہیں ہی علاوہ اسکے تمہاری مفارقت مجکو گوارا نہیں ہی امیر بالو تیر نے کہا انشاء اللہ میں عنقریب کو فتح کرکے اور عفریت
کو قتل کرکے جلد آونگا شہپال گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے مجبور ہوا آخر اسی وقت سامان چلنے کا کیا گیا بعد درستی
سامان کے سات لاکھ دیو و پریزاد کو ہمراہ لیکر مع حمزۂ صاحبقران جانب طلسم زرافشان سلیمانی روانہ ہوا
قریب طلسم زرافشان سلیمانی کے پہونچکے کوہ زہرمہرہ پر قیام کیا چونکہ ہنگام شب تھا واسطے فتح طلسم کے
رہ گئے تمام شب سیر صحراے سبزہ زار اور کوہ زہرمہرہ کی سیر کیا کیے لطف بے اندازہ اٹھایا کیے جب وہ وقت
آیا کہ فتاح طلسم سیاہی شب طلسم زرافشان مشرق سے عیان ہوا ظلمت شب دور ہوئی جہان پر نور ہوا ابیات
وہ وقت آیا کہ شب مثل رخ یار + ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے اکبار + فروغ صبح پھیلا جیسے دامن + صدا دینے
لگے مرغان گلشن + امیر بالو تیر بعد پڑھنے نماز سحر کے شہپال بن شہرخ و دیگر دیو و پریزاد سے رخصت
ہوکر بسم اللہ کہکے کوہ سے اُترے اور ایک جانب صحراے سبزہ زار میں روانہ ہوئے راہ میں عجائب و غرائب
دیکھتے ہوئے گلہاے خودرو کی سیر کرتے ہوے قدرت رنگارنگ پروردگار مشاہدہ کرتے ہوے چلے جاتے
تھے کسی جگہ ٹھہر جاتے تھے اور پھر آگے بڑھتے تھے یہان تک کہ شام ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین زیر کوہ زہرمہرہ کھڑا ہون امیر بالو تیر نہایت متحیر ہوے
اور خیال کرنے لگے کہ مین نے تو صبح سے شام تک صحرانوردی کی تھی اسوقت جو خیال کرتا ہون تو یہ وہی مقام
ہی جہان سے روانہ ہوا تھا یہ خیال کرکے امیر بالو تیر نے بالاے کوہ دیکھا کہ لشکر شہپال اُترا ہی امیر بالو تیر
بالاے کوہ تشریف لے گئے اور شہپال سے تمام حال بیان کیا جب صبح ہوئی پھر حمزۂ صاحبقران ہر ایک
سے رخصت ہوکر جانب در طلسم زرافشان سلیمانی بصد حیرانی روانہ ہوے دن بھر صحرانوردی کیا کیے
شام کو پھر زیر کوہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوے وعلی ہذا اسی طرح تین روز برابر حمزۂ صاحبقران نے بادیہ پیمائی
کی اور شب کو اپنے تئین زیر کوہ پایا چوتھے روز عبدالرحمن جنی نے لوح طلسم زرافشان سلیمانی امیر بالو تیر
کو لاکر دی اور عرض کیا بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران لوح طلسم زرافشان لیکر
خوش ہوے اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر جانب درۂ طلسم بسم اللہ کہکے لوح گلے
مین ڈال کے چلے بعد دو پہر راہ طے کرنے کے درہ طلسم پر پہونچے درہ طلسم کو عجب نورافشان دیکھا اگر اسکی تعریف
کیجاے تو نہایت طول ہوگا غرض بعد دیکھنے درہ طلسم کے امیر بالو تیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب درہ طلسم ایک
اژدر کلان بیٹھا ہی معلوم اُسکے مُنھ سے شعلے نکلتے ہین اور اُن شعلون کی حرارت سے وہ جگہ گویا کرۂ نار ہی
زمین مانند تابۂ آہن جل رہی ہی ہر ایک ذرہ اُس زمین کا رشک آفتاب ہی زمین پر نام و نشان سبزے کا نہین
ہی اژدر جسوقت دم کشی کرتا ہی بڑے بڑے سنگ مثل خار و خس کے اپنی جگہ سے حرکت کرکے اُسکے دہن مین
چلے جاتے ہین اور جسوقت وہ اژدر سانس لیتا ہی ایسے شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ اگر شعلہ ہاے نار سقر
بھی اُن شعلون کے قریب آئین تو کیا عجب ہی کہ جل جائین حمزۂ صاحبقران برکت لوح سے ہلاک تو نہ ہوسکے
لیکن حرارت شعلہ ہاے اژدر سے نہایت پریشان خاطر ہوے تشنگی اور گرسنگی سے عجب حال ہوا اُسوقت
بحکم خالق کون و مکان حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لاے حمزۂ صاحبقران
نے سلام کیا اُن حضرت نے جواب سلام دیکر پانی پلایا اور ایک کلچہ دیکر فرمایا کہ جب
خواہش طعام ہو تو اسی کلچہ کو کھانا سیر ہو جاؤگے جس روز یہ کلچہ ہو جائیگا اُسی روز پردۂ قاف

سے تمھارا جاتا ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے پنہان ہو گئے امیر با توقیر نے کچھ کھا کر اور پانی پی کر لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ جو اژدر آتش فشان نظر آتا ہے یہی رہ طلسم کا ہے بے خوف و خطر یہ اسم ورد زبان کرکے دہن اژدر میں کود پڑ جو کچھ نظر آئیگا دیکھنا امیر با توقیر جب حکم لوح آگے بڑھکر دہن اژدر میں کود گئے تھوڑی دیر تک غلطان اور پیچان دہن اژدر میں چلے گئے اور آنکھیں امیر با توقیر کی بند ہو گئیں جب ایک جگہ حمزہ صاحبقران ٹھہرے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو عجب صحرا ہے ہولناک اور وحشت افزا ہے ہمہ سر آفت خیز دیکھا ہے ہر ایک خار خونخوار ہے ہر ایک قدم پر نشان صدمۂ آزار ظاہر ہیں خیال جز دراز وحشت و وحشتناک لا نہیں سکتا ہے سمند وہم سبک رو قیامت تک بھی دشت کو طے نہیں کر سکتا ہے ایسا ویران ہے کہ انسان تو کیسے چرند و پرند بھی کوئی نہیں تا زدہ بیدم بگولے اُٹھتے ہیں صحرا سے بھاگ کر جانب فلک جاتے ہیں ہوا گرم چلتی ہے ذرا بھی نہیں ٹھہرتی ہے خوف سے جلد گزر جاتی ہے زمین حرارت آفتاب سے از حد جلتی ہے ایک ایک ذرہ صحرا کا مانند آفتاب چمکتا ہے میدان صحرا وسعت حشر سے وسیع تر ہے قیامت کا وحشت اثر ہے نظر یہ دو چشم سے بوجہ خوف اور جل جانے کے خیال سے نہیں نکلتی تھی ایسی اون یا دیہ وحشت افزا میں جلتی ہے کہ سایہ قد جل جانے کے خوف سے جلتی زمین پر ایک جگہ نہیں ٹھہرتا ہے دمبدم زیر قدم چھپتا ہے رنگ سایہ کا بوجہ جلنے کے سیاہ نظر آتا ہے سناٹا صحرا کا

رستم دلوں کو ڈراتا تھا بیابان	وہاں انسان تو کیا سایہ بھی سہما	نہ تھا جز التفات فضل معبود	تمازت پر تھی فرغ مہر تابان
مسافر سہمان مرے بہ ہراس	یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل	کہ کانٹے راہ میں تھے دوں چہ حاصل	بیاباں میں سیکڑوں اس جا پڑے تھے
نہیں ہوتی تھی تیاری کم و بیش	کہیں شعلہ فشان غول بیابان	کہیں تھے نیشتر خار مغیلان	طلبا سد رہ وان ایجا با ہوا تھا
بیابان میں ہر اک سو تھا اندھیرا	ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا	بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا	غرض یہ ہزار وقت حمزۂ

صاحبقران آگے بڑھے دیکھا ایک شجر خشک میں ایک زن بدصورت بندھی ہے امیر با توقیر نے اُسکے قریب جاکر پوچھا عفریت کہاں ہے زن بدصورت نے ترش رو ہو کر جواب دیا کہ اے شخص مجکو معلوم تو ہے مگر میں تجھے وہان تک لیجا نہیں سکتی امیر با توقیر نے پوچھا کیا سبب ہے اُسنے برہم ہو کر جواب دیا کہ شاید تو اندھا ہے ارے نہیں دیکھتا کہ میں بندھی ہوئی ہوں کیونکر تیرے ہمراہ چلوں امیر با توقیر نے اُسے درخت سے کھولدیا وہ عورت آگے چلی حمزۂ صاحبقران اُسکے ساتھ پیچھے روانہ ہوئے بعد تھوڑے دیر کے وہ عورت ایک ایسی جگہ پہونچی جس جگہ آٹھ دیو بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اُس عورت نے دیوون سے آواز بلند کہا ارے کیا بیٹھے ہوئے میکشی کر رہے ہو غضب ہوا فاتح طلسم داخل ہو گیا میں اُسے بہ مکر و فریب یہاں تک لائی ہوں جلد اُٹھو اسے قتل کرو لوح طلسم چھین لو ساحران دیو صورت یہ تقریر اُس زن پرفند و پرفریب کی سنکے اُٹھے اور دار و شمشاد اور ارہ پشت سنگ اُٹھا اُٹھا کر حملہ ور ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی عنقرب سلیمانی کھینچکر لڑنے لگے دیوون کو قتل کرنے لگے ہر چند امیر با توقیر نے تادیر شمشیرزنی کی اور بہت سے دیو قتل کیے لیکن دیو بڑھتے گئے غور سے جو امیر با توقیر نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو قتل ہوتا ہے اور چار اور پیدا ہوتے ہیں تھوڑی دیر میں تین ہزار ساحران دیو صورت پیدا ہوئے اور چار جانب سے امیر با توقیر کو گھیر کر لڑنے لگے اسوقت امیر با توقیر متردد ہوئے اور جلد لوح پر نظر کی لوح سے ثابت ہوا اے طلسم کشا اگر قیامت تک اسی طرح لڑیگا تو بھی دیو قتل نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے جب تک یہ بلا اسان جادو تا ہے جو سامنے کھڑا ہے قتل نہوگا یہ رحلہ ہرگز فتح نہوگا تجھے لازم ہے کہ یہ اسم بزرگ

پیکان تیر پہ دم کرکے سینے پر اس ساحر کے جلد لگا اگر تیرے تیر سے بلاسان جادو ہلاک ہوا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہوجائیگا
میر نے بموجب حکم لوح اسم بزرگ پیکان تیر پہ دم کرکے اور تیر چلہ کمان میں رکھکر کمان کھینچی بقدرت پروردگار تیر کمان
سے نکلکر سینۂ بلاسان پر اسطرح پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گیا ساحر زمین پر گرا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر ہلاک ہوگیا
اُسوقت آندھی سیاہ آئی شور و غل بلند ہوا پیر سحر کے فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو نام
میرا بلاسان جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ غل و شور اور تاریکی دفع ہوئی امیر با توقیر نے دیکھا فقط ایک لاش اُس
ساحر کی پڑی ہے اور ہزاروں ہزار دن تختے کاغذ کے زمین پر پڑے ہوے ہوا سے اُڑتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے
خیال کیا یہ کاغذ کے وہی ساحر ہیں جو مجھے گھیرے ہوئے تھے اور مجھے لڑتے تھے یہ خیال کرکے امیر با توقیر
آگے بڑھے حرارت آفتاب و دیگر آفتیں سحر کی ساحر کے ہلاک ہونے سے دفع ہوگئیں جب امیر با توقیر نے
تھوڑی راہ طے کی دور سے ایک قصر نظر آیا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قصر میں دو پنجرے آہنی لٹک رہے ہیں قصر
میں کوئی نہیں ہے اور پنجروں میں انسان بند ہیں جب حمزۂ صاحبقران قریب قصر پہنچے ایک پنجرے میں
سے ایک شخص نے باواز پکار کے کہا سلام علیک ای حمزۂ صاحبقران امیر با توقیر نے جواب دے کر پوچھا
تم کون ہو کسنے تمہیں پنجرے میں بند کیا ہے اُسنے کہا میں جنود سبز قبا ہوں بھائی شہپال بن شہرخ کا عفریت
نے مجھے اور ریحانہ پری کو گرفتار کرکے اس طلسم میں اسیر کیا ہے حمزۂ صاحبقران نے خوب پہچان کر
عکس لوح کا دونوں پنجروں پر ڈالا قفس دونوں معدوم ہوگئے اہل قفس رہا ہوگئے جنود سبز قبا
رہا ہوکر کہنے لگا آپ نے مجپر نہایت احسان کیا اس قید سے رہا کیا یہ کہکر جنود سبز قبا ریحانہ پری
کو لیکر چلا گیا امیر با توقیر بعد جانے ریحانہ پری اور جنود سبز قبا کے آگے بڑھے بعد بہت
راہ طے کرنے کے ایک تالاب نظر آیا درمیان تالاب کے دیکھا کہ ایک میل نصب ہے اور اُس میل پر
ایک چلا فولادی گردش کر رہا ہے مثل چرخی کے گھوم رہا ہے پانی تالاب کا اُسکے گھومنے سے پڑھتا ہے امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران نے بغیر دیکھے لوح کے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر نکالا پھر تاک کر اُس چلّے کو
تیر مارا تھا تیر سے اُڑکے پانی میں گرا اور پانی میں گرا اور بالا میں گردش کرنے لگا اُسکے گردش کرنے سے اسقدر
پانی بڑھا کہ حمزۂ صاحبقران کے قریب آگیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا غضب کیا تونے بغیر دیکھے لوح کے چلّے پر تیر مارا اگر اس پانی سے تیرا کوئی عضو بھی
تر ہو جائیگا تو ابھی تو مثل پانی کے بہ جائیگا لوح کچھ کام نہ آئیگی اس پانی سے ہرگز نہ بچا سکیگی اب بہتر یہی ہے
کہ جلد تر اس اسم جلیل کو تیر پر دم کرکے چلّے کو تاک کے تیر لگا اگر چلّے پر تیر پڑا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہوا ورنہ
تو پانی ہوکر کوئی دم میں بہ جائیگا غرق دریاے فنا ہوجائیگا امیر با توقیر نے یہ حکم لوح سے پاکر اسم جلیل
جلد پیکان تیر پر بہ تعداد معین دم کرکے اُس چلّے کو تاک کے تیر لگایا یہ قدرت خالق بحر و بر تیر اُس
چلّے پر ایسا آتشناک پڑا وہ چلّا جل کر خاک سیاہ ہوگیا تالاب کا پانی خشک ہوگیا تاریکی محیط عالم
ہوئی ہوا ے تند چلنے لگی پیر سحر کے غل مچانے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو طلسم کشا نے نام میرا
آبرز جادو تھا بعد اُس آواز آنے کے تاریکی دفع ہوگئی تالاب کا نام و نشان نظر آیا امیر نے
شکر خدا کیا پھر کلچہ عطیہ حضرت خضر علیہ السلام نکالا اور سیر ہوکر کھایا پھر جو دیکھا تو کلچہ بدستور تھا امیر با توقیر
نے کلچے کو اپنے پاس رکھکر پانی کی جستجو کی ایک چشمہ نظر آیا امیر با توقیر نے لوح کو دیکھا لوح سے معلوم ہوا

کہ اس پانی کے پینے سے اور ہاتھ اس پانی مین ڈالنے سے کچھ ضرور ہوگا یہ چشمۂ اصلی ہی امیر با توقیر نے چشمہ سے پانی لیکر پیا اور منھ دھویا بعد ہاتھ اور منھ دھونے کے امیر عالی وقار آگے بڑھے ناگاہ صدائے نقارہ کان مین آئی امیر با توقیر آگے بڑھے ایک قصر نظر آیا جب امیر عالی وقار اُس قصر مین گئے نقارہ نواز تو کوئی نظر نہ آیا لیکن دیکھا کہ عفریت نابکار فرش پر غافل سو رہا ہی امیر با توقیر نے نوک خنجر سے عفریت مین چبھوئی عفریت نے کسی قدر ہوشیار ہوکے اور آنکھین نہ کھول کے کہا ای حمزہ یہان بھی مجھے بآرام و راحت سونے نہین دیتے ہو کاٹتے ہو تمھین مار ڈالونگا اور اس کاٹنے اور خون پینے کا تجھ سے عوض لونگا حمزۂ صاحبقران نے کہا او نابکار ہو ہوشیار ہو مین حمزۂ صاحبقران ہون اگر چاہون تو مار ڈالون مگر خلاف شجاعت ہی تو جلد اٹھکر مجھسے مقابلہ کر ہوس جنگ دل سے نکال لے پھر یہ عفریت سلیمانی ہی اور تیرا اسیر ہی عفریت نابکار اسی غفلت مین تقریر امیر با توقیر سنکے بیدار ہوا اور اُٹھنے کے بعد غضب کہنے لگا کہ او حمزہ مین تیرے خوف سے یہان آکر چھپا تو یہان بھی میری جان لینے اور مجھے قتل کرنے کو آیا یہ کہکر عفریت نے دار شمشاد اُٹھائی اور بعد قہر و غضب سر پر امیر با توقیر کے لگائی امیر با توقیر نے نعرہ کیا پھر امیر عالی وقار نے دار شمشاد ہر چند سپر پر روکی لیکن گھٹنون تک پاؤن زمین مین غرق ہو گئے ثابت ہوا کہ سر پر پہاڑ گر پڑا شانہ اور بازو کو کسی قدر صدمہ پہونچا امیر نے ضرب دار شمشاد روک کے عقرب سلیمانی کھینچکر کمر عفریت پر لگائی ہر چند عفریت نے چاہا دار شمشاد پر شمشیر کو روکون لیکن عقرب سلیمانی شمشیر لاثانی دار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی عفریت بیچ سے دو ٹکڑے تو نہوا لیکن نصف سے زیادہ کمر اسکی کٹ گئی خون قصر مین بہنے لگا عفریت نے زمین پر گر کے بمنت کہا ای آدمزاد واسطے تجکو اپنے خدا کا ایک ہاتھ تلوار کا اور لگا تاکہ اچھی طرح ہلاک ہو جاؤن اس صدمہ تکلیف سے نجات پاؤن امیر با توقیر نے بموجب قسم دینے کے پھر تلوار لگائی مگر نعرہ نہ کیا عفریت کا سر کٹ گیا فوراً تن و سر سوے فلک بلند ہو گئے بعد ایک لمحہ کے عفریت ہنستا ہوا سامنے حمزۂ صاحبقران کے آیا اور کہنے لگا او کیا تلوار لگائی ہی اب اور ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤ لڑنے سے باز نہ آؤ امیر با توقیر یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوئے عفریت نے وہی دار شمشاد اُٹھا کر امیر پر لگائی امیر با توقیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر عقرب سلیمانی کمر پر لگائی عفریت نے تلوار دار شمشاد پر نہ روکی یونہین کھڑا رہا جب تلوار کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا فی الفور دونون ٹکڑے زمین سے سوے فلک گئے بعد ایک ساعت کے دو عفریت بکر سامنے امیر با توقیر کے آئے اور لڑنے لگے ایکی مرتبہ امیر عالی وقار نے غضبناک ہوکر دونون پر عقرب سلیمانی لگائی دونون عفریت بخوف و خطر اور آگے بڑھے تاکہ اچھی طرح تلوار پڑے جب عقرب سلیمانی دونون پر پڑی چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے اور پھر زمین پر تڑپ کے بلند ہوئے اور ایک لمحہ کے بعد چار عفریت ایک ہی شکل اور صورت کے سامنے امیر با توقیر کے آئے اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ لے لیکر امیر با توقیر پر حملہ ور ہوئے اسیطرح امیر با توقیر قتل کرتے جاتے تھے اور عفریت چار کے آٹھ اور آٹھ کے سولہ ہو جاتے یہان تک کہ ایکسو چھپّن عفریت ایک شکل اور ایک صورت کے فراہم ہوکر امیر با توقیر سے لڑنے لگے اور چار طرف سے امیر با توقیر کو گھیر لیا اُسوقت امیر با توقیر نے مجبور ہوکر درگاہ خداوند عالم مین یہ دعا کی کہ پروردگارا ان دیوؤن کے شر و فساد سے مجکو بچا اور اس حال عجیب و غریب کی حقیقت مجپر کسی طرح ظاہر کر مین بہت متحیر ہون کہ کیا وجہ ہی کہ عفریت قتل ہوکر بڑھتے جاتے ہین مین ان سے کب تک لڑونگا آخر کو تھک کر گر پڑونگا یہ نابکار مجھے

مارے جاؤ گے جسدم یہ دعا امیر باتوقیر نے کی فوراً دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام قریب
امیر عالی وقار کے آئے اور بعد سلام اس طرح ارشاد فرمانے لگے ای امیر باتوقیر تمنے بڑا غضب کیا پہلے عفریت
پہ دوسرا ہاتھ تلوار کا بیکار لگایا خیر اب توجہ ہو اودہ ہوا تو مناسب ہے کہ سامنے جو کنواں ہے اُس کنوئین مین کود
پڑو چاہ مین مادر عفریت بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے اُسے قتل کرو اور آگے اُسکے جو سر عفریت کا رکھا ہوا ہے اسے
اُٹھا لاؤ وہ سر عبد الرحمٰن جنی کو دینا اور وہ موافق اس عفریت کے ایک جام بنا دیگا تمھارے کام
آئیگا علاوہ اُسکے جب ملعونہ کو قتل کرنا تو اسکے سر مین سے ایک دانہ گوہر سلیمانی کا نکلیگا وہ دانہ بھی لے لینا
امیر باتوقیر بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام جملہ عفریتون سے لڑتے ہوے اُس کنوئین تک بصد دشواری
پہونچے اور اُس کنوائین مین کودے ملعونہ جادو یزدور سحر شیر بنکر حملہ ور ہوئی امیر باتوقیر نے عقرب سلیمانی
سے اُسے قتل کیا جسوقت ملعونہ جادو قتل ہوئی اسقدر تاریکی نازل ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے
تند و تیز بکثرت چلنے لگی برف جانب فلک سے گرنے لگی بڑے بڑے پتھر بھی سمت چرخ سے گرنے
لگے شور و غل از حد بلند ہوا پہر بھر کامل یہی حال رہا پھر آواز آئی افسوس ہزار افسوس طلسم کشا نے
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ملعونہ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے تاریکی ہر طرف ہوئی شور و غل بھی موقوف
ہوا آفتاب نظر آیا روشنی ہوئی امیر باتوقیر نے سر ملعونہ سے دانہ گوہر سلیمانی نکالا پھر سر عفریت
اُٹھا لیا وہ جملہ عفریت جو سحر کے تھے ملعونہ کے قتل ہونے سے سب کاغذ کے پتلے ہوگئے غرض امیر
باتوقیر جب سر عفریت لیکر آئے حضرت خضر کو نہ دیکھکر چونکہ نہایت تھکے ہوئے تھے ایک سنگ دراز
پہ لیٹ کر سو رہے چونکہ صداے نعرۂ امیر باتوقیر قریب چونسٹھ کوس کے جاتی تھی اسوجہسے کوہ زہر مہرہ
پہ دو مرتبہ نعرۂ امیر کی آواز سنکے شہپال بن شہرخ کو تردد ہوا اور ہوشیار ہو کے عبد الرحمٰن جنی
سے کہا ای عبد الرحمٰن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران دست ساحران سے قتل ہوگئے اگر
زندہ ہوتے تو ضرور تیسری مرتبہ نعرہ کرتے کیونکہ یہی کہہ گئے تھے عبد الرحمٰن جنی نے عرض کیا آپ
سلطین زمین بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ طلسم فتح ہو گیا کسی وجہسے امیر باتوقیر نے تیسرا نعرہ نہ کیا اگر حضور کو
میرے عرض کرنے کا یقین نہو تو خود تشریف لیجا کر ملاحظہ کر لین شہپال نے کہا اچھا چلو مین ضرور چلونگا
جب تک امیر کو زندہ نہ دیکھ لونگا میرے دلکو قرار نہوگا غرض عبد الرحمٰن جنی شہپال کے ہمراہ
طلسم زر افشان سلیمانی مین آیا چونکہ طلسم ٹوٹ چکا تھا راستہ بخوبی تھا اور کچھ خوف نہ تھا جب
شہپال بن شہرخ راہ طے کرکے وہان پہونچا جس جگہ امیر باتوقیر سو رہے تھے شہپال امیر کو دیکھکر
گھبرایا عبد الرحمٰن جنی نے امیر باتوقیر کو بیدار کیا شہپال نے خوش ہو کر امیر باتوقیر کو
گلے سے لگایا احوال مرحلات طلسم کا پوچھا امیر باتوقیر نے کل حال بیان کیا پھر امیر نے عبد الرحمٰن
جنی سے فرمایا یہ سر عفریت کا لیجاؤ کاسہ موافق اسکے بنا لاؤ عبد الرحمٰن جنی نے عرض
کیا بہت خوب کاسہ بناکر پیش کرونگا بعد اس گفتگو کے شہپال و عبد الرحمٰن جنی نے مال
و اسباب طلسمی نکلوایا پھر تمام مال و اسباب طلسم کو لیکر امیر باتوقیر زر و جواہر نثار کرتے
بعد خوشی و خرمی بارگاہ سلیمانی مین لائے جب قریب تخت کے پہونچے داخل ہوا امیر باتوقیر بیٹھے اور
دربار آراستہ ہوا شہپال بن شہرخ کچھ عبد الرحمٰن جنی کے کان مین آہستہ کہکر تخت سے اُٹھا

اور بارگاہ سلیمانی سے چلا گیا بعد جانے شہپال کے سب بیٹھے عبد الرحمن جنی امیر با توقیر کے چہرے پر نظر کر کے مسکرایا امیر با توقیر نے باعث ہنسی کا پوچھا عبد الرحمن نے خوش ہو کر عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران مبارک ہو اب عقد آپ کا ملکۂ آسمان پری کے ساتھ ہوگا ہر چند کہ عہد طفلی سے ملکۂ آسمان پری آپ سے منسوب ہے اور روجہ آپکی پردۂ قاف میں مشہور ہے لیکن موافق شرع عقد ہونا بھی ضرور ہے کہ باہم وصل ہو تو اولاد پیدا ہو یہ عرض کرکے ترنج خوشبو میں دربار میں سب امیر با توقیر پہ مارا اسوقت جملہ اہل دربار خوش ہو کر تہنیت دینے لگے حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کر عبد الرحمن جنی سے فرمایا اے عبد الرحمن آگاہ ہو تا وقتیکہ میں ملکۂ مہر نگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرونگا ملکۂ آسمان پری سے نکاح نہ کرونگا عبد الرحمن جنی نے عرض کیا یا امیر با توقیر یہ پردۂ قاف ہے مالک و حاکم یہاں کا شہپال بن شہرخ ہے ملکۂ آسمان پری عہد طفلی میں آپ سے منسوب ہو چکی ہے اول عقد آپ کو ملکۂ آسمان پری سے کرنا چاہیے پھر آپ کو اختیار ہے جس سے چاہے عقد کیجیے گا اگر ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بالفعل عقد نہ کیجیے گا تو شہپال آپ کو تا حیات پردۂ قاف سے جانے نہ دیگا اور اگر عقد کر لیجیے گا تو بعد چھ ماہ کے یہاں سے چلے جائیے گا وہاں جا کر ملکۂ مہر نگار سے عقد کیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے عبد الرحمن جنی سُنکے دیر تک فکر کی بعد فکر بسیار ارشاد فرمایا اے عبد الرحمن جنی خیر جو کچھ تُمنے کہا مجھے منظور ہے جسوقت امیر نے یہ فرمایا عبد الرحمن جنی خوش ہوئے نازنینان پریزاد حسب الطلب عبد الرحمن جنی بارگاہ سلیمانی میں آکر ناچنے لگیں اور تہنیت دینے لگیں مبارکباد گانے لگیں اُن نازنینان پریزادے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

جدائی آپ کو منظور تھی ہمسے اگر پہلے
اُٹھاتے کیوں مصیبت جانتے یہ ہم اگر پہلے
لگایا جسنے دل ہمسے محبت ہمنے کی اس سے
سفر کرنے سے صاحب کے مراد ہوگا خبر پہلے

لیے تھے قول اور اقرار یہ کیا جلد بار پہلے
وہی غصہ کی باتیں ہیں وہی غصہ لڑائی ہے
کبھی چاہا نہیں ہمنے کسی کو عمر بھر پہلے
گنواتے جان کیوں اپنی لگاتے کیسے دل

بڑے ہی بیمروت ہیں یہ سب معشوق دیکھے
وہی جھگڑا بکھیڑا ہے جو تھا آٹھوں پہر پہلے
لیا گر نام جانے کا تو میری جان جائیگی
تمہاری بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

اُس نازنین نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر جبدم یہ غزل گائی جملہ اہل بزم شاد و مسرور ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی خوش ہوئے غرض اسی طرح شب و روز پردۂ قاف میں بزمہاے عیش و طرب آراستہ ہونے لگیں ہر روز نازنینان پریزاد جا بجا بزمہاے عیش و عشرت میں رقص و نغمہ اُسی روز سے کرنے لگیں شہپال بن شہرخ سامان عقد ملکۂ آسمان پری کرنے لگا جب بادشاہان پردۂ قاف کو براے شرکت بزم عشرت نامے لکھے گئے دیو اور پریزاد نامے لیکر روانہ ہوئے ایک نامہ شہپال نے سمندون ہزار دست کو بھی لکھا اُس نامے میں بعد احوال قتل عفریت ملعونہ جادو کے شہپال بن شہرخ نے تحریر کیا تھا کہ اے سمندون ہزار دست فی الحال میری دختر نیک اختر ملکۂ آسمان پری کی شادی ہے تمہیں لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے بخوشی و خرمی اگر شریک بزم عشرت ہو مجکو اپنا مخلص خالص تصور کرو غرض جب نامہ اس مضمون کا تحریر ہو چکا شہپال نے ایک دیو کو نامہ دے کر فرمایا یہ نامہ سمندون ہزار دست کو جا کر دے آ دیو بموجب حکم نامہ لیکر روانہ ہوا حال اس نامہ کا اور کیفیت سمندون ہزار دست کی تو پھر کبھی لکھی جائیگی لیکن اب حال اور نامہ بردونکا لکھا جاتا ہے کہ جب دیو و پریزاد نامے لیکر بادشاہان پردۂ قاف کے پاس پہونچے ہر ایک بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر بعد خوشی مع لشکر کثیر سمت گلستان ارم روانہ ہوا

گلستان ارم مین حمزہ صاحبقران اور ملکۂ آسمان پری کا کپڑے مانجھے کے پہنا ساچق اور مہندی کا ہونا
گو کہ یہ رسوم اصل دفتر مین مرقوم نہوئے لیکن کمترین نے موافق قاعدۂ ہندوستان کے اِنکو لکھا ہی اور شاہان
پردہ قاف کا بعد شوکت آشنا شریک بزم عشرت ہونا نازنینان پریزاد کا ہر ایک بزم عشرت مین رقص و نغمہ کرنا اور
ہر ایک بزم عشرت کا بہ عنوان شایستہ آراستہ ہونا و دیگر سامان و تکلفات اگر مختصر بھی یہ خاکسار لکھے تو بھی دفتر
مطول ہو جائیگا پس اسی وجہ سے کل حال تحریر نہین کیا اور بیان کرنا حالات کا حوالہ قصہ خوان کر دیا گیا غرض جب
روز برات کا آیا زیادہ تر ہر طرف سامان عشرت ہوا ہر طرف گلستان ارم مین صدہا بلکہ ہزار ثقلین عالی قدر مراتب
دیو و پریزاد کی آراستہ ہوئین ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین دیو و پریزاد بعد خوشی بیٹھکر نازنینان پریزاد کا ناچ دیکھنے لگے
میکشی بعد خوشی کرنے لگے صدائے نغمہ نازنینان پریزاد تا فلک جانے لگی ہر سمت سے صدائے تہنیت و مبارکباد
آنے لگی ہر چند کہ کثرت دیو اور پریزاد کی گلستان ارم مین اسقدر تھی کہ ہزارہا فرسخ تک دیو اور پریزاد ہی نظر آتے
تھے اور قدم گاو زمین انکے بارسے تھراتے تھے لیکن کوئی دیو اور پریزاد ایسا نہ تھا کہ رقص نازنینان پریزاد نہ دیکھتا
ہو اور میکشی نہ کرتا ہو اور اغذیۂ لطیفہ نہ کھاتا ہو جس جگہ دس دیو یا پانچ پریزاد بھی خیمہ مین بیٹھے تھے انکے سامنے
بھی عالی قدر مراتب نازنینان پریزاد رقص کرتی تھین اور ملازمان شہپال اُنکے خاطر ضیافت اور مہمانی بہ عنوان
شایستہ کرتے تھے اگر کوئی دیو پریزاد کسی شی کو طلب کرتا تھا ملازمان شہپال فی الفور دے دیتے تھے روشنی ہر ایک
بارگاہ و خیمہ مین اور ہر ایک مقام پر دو جانب اسقدر تھی کہ وہ شب شب برات سے زیادہ پر نور تھی نہین نہین وہ
روشنی گلستان ارم مین شب عقد امیر سے ایسی تھی کہ غیرت وہ تجلی طور تھی آنکھین اندھون کی بھی کثرت روشنی سے
روشن ہو گئین تھین شکلین دیو سیاہ کی فرط ضیا سے پر نور ہو گئین تھین ظلمت شب کا فور ہو گئی تھی زمین پردہ
قاف کثرت روشنی شمع و چراغ سے پر نور ہو گئی تھی ہر ایک ذرہ زمین کا غیرت آفتاب و ماہتاب تھا ہر ایک
راستہ گلستان ارم کا رشک کہکشان تھا ہر چراغ کوکب تابان سے زیادہ تر منور تھا اور ہر ایک شمع محفل ماہ
سے بدر چہار یا دہ ضیا بار تھی زمین پردہ قاف بہ طعن و تشنیع فلک سے یہ کہتی تھی کہ اے پیر فلک ذرا جھلک کر
دیکھ آج اسقدر شمع و چراغ یہان جلوہ گر ہین کہ تجھپر ستارے بھی اسقدر نہونگے اور آج مین کثرت روشنی سے
اسقدر پر نور ہون کہ تو بھی کبھی ضیائے مہر و ماہ و کواکب سے روشن اور منور نہوا ہوگا فلک پیر تقریر زمین سنکے
بجائے خود یہ کہتا تھا کہ زمین پردہ قاف فی الواقع سچ کہتی ہی آجکی شب گلستان ارم مین تاریکی کا نام و نشان
بھی نہین ہی کبھی زمین پردہ قاف گنبد گردون سے یہ کہتی تھی کہ اے فلک تو اپنے خیمہ کہنہ پر مغرور نہو یہان کرو ہا بارگاہ
و خیام تحفہ دو تیرے خیمہ سے بلند و بہتر استادہ ہین تیرے خیمۂ زنگاری کے سامنے اُنکی کیا لبساط ہی غرض کہان
تک احوال کثرت دیو اور پریزاد و کیفیت جملہ محلون کی وہ حال روشنی و آتشبازی وغیرہ لکھون بہتر یہی ہی
کہ اب ذکر بہ جہائے عام کو ترک کر کے بزمہائے خاص کا کچھ حال رقم کرون مراد بزم خاص سے یہ ہی
کہ دو ثقلین ہین ایک بزم مین حمزۂ صاحبقران دولہا بنے ہوئے سر پہ سہرہ زرتار باندھے ہوئے
خلعت شادی زیب تن کیے ہوئے مسند زرین پہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے گرد ار اشوبے
جنی دارشوبے جنی و دلوا کوان و دیو سیا ملک و طوماں کاس و اکثر شاہ و شہریار
پردہ قاف عالی قدر مراتب بیٹھے تھے بزم عشرت جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز سے مملو تھی
ساقیان گلرخ و گل پیرہن خوشرو و غنچہ دہن بعد عشوہ و ناز جامہائے بلورین مین مئے ناب اہل بزم کو

ہلاتے تھے نازنینان پریزاد خورشید جمال عدیم المثال غنچہ دہن و رنگین پیرہن بہ ہزار ناز و انداز ناچتی تھین اور
غزلین عاشقانہ گاتی تھین مطربۂ فلک اُنکے رقص و نغمہ سے خجل اور شرمندہ ہوتی تھین وہ بزم عشرت اس تکلف
سے آراستہ تھی کہ بزم جمشید بھی مثل اُسکے کبھی آراستہ نہوئی ہوگی کثرت روشنی سے بارگاہ سلیمانی قبۂ نور معلوم
ہوتی تھی کیونکہ ایسے کنول وغیرہ روشن ہین کہ موجب حیرت ہانڈیان جھاڑ کنول اس نوع کے بہ روشنی مہرومہ
جنبر نثار تھے علاوہ روشنی کے تکلفات بزم کا کیا بیان ہو وہ پریزادون کا بزم مین یہین ویسا رہینا وہ گلدستون
کی بزم مین کیفیت وہ نازنینان پریزاد کا گانا اور ناچنا عبد الرحمن جنی وغیرہ کا حمزۂ صاحبقران کی جانب سے
انتظام کرنا وہ دمبدم دورۂ جام مئے گلگون ہونا لایق دید تھا دوسری بزم خاص مین ملکہ مثل ماہ شب چاردہ
جلوہ افروز تھی گرد صدہا بلکہ ہزارہا خواتین ذیوقار پریزاد گلرخسار و رنگین پیرہن بیٹھی تھین بزم خواتین
بہ بزمائے حسن خداداد سے پر نور تھی گویا ایک باغ حسن و جمال جیسا کہ نادر تمثال گلستان ارم
مین دیکھنے والون کو نظر آتا تھا صحن مکان پردہ قاف کا جواز تھا حوران باغ جنان انکو دیکھکر
اُنکے حسن پر رشک کرتی تھین اور اُن سب نازنینان پریزاد کے حسن کی تعریف مین یہ اشعار مناسب بیان ہوتے

حسین ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم
یاد کرتی ہی رہی واں مژگان کی جھپک
جیدو و قمر کہ جینے مین ہون بسکی ہر لحظہ
کھیل جا دے دہن کا لاجوڑے اُنکی لٹک

ایک پیک دیکھتے تو رہجاے وہ یک چشم پلک
زلفین یون چہرے پہ بکھری ہوئی لٹکی ہین ول
دل ڈبو دیتے کو عشاق کے دریاے اشک
رنگ رخسار سے سرشدہ ہو کندن کا رنگ

جیبر دن مین ایسی ہر گری کہ شب و روز جیسے
جس طرح ایک کو لوٹے پہ چشم دو بالک
ناگن پیچ وہ ایسے کہ نہ مانگے پانی
آگے غیب کے خجالت زدہ طوطی کی ڈلک

ہر ایک نازنین پریزاد خوبی و حسن مین بے نظیر تھی غرض وہ بزم بے عدیل زیر چرخ فلک پر تھی ملکہ آسمان پری
کو نازنینان پریزاد نے دُلھن بنایا تھا ملبوس عروسی پہنایا تھا مسند زرنگار پر بڑی بناؤ سنگار کرکے بٹھایا تھا
یعنی پیشانی نورانی پر افشان چنی تھی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار لگایا تھا حنا دست و پاے نازک مین ملی تھی
ملبوس تن مین عطر سہاگ ملا تھا زلفین عنبرین سنواری تھین زیور جواہر نگار مثل دنایاب پہنایا تھا گھونگھٹ مین
رخ ملکۂ آسمان پری پنہان تھا اُس وقت حسن و جمال ملکۂ آسمان پری زیب و زینت سراپا سے دوچند تھا
نازنینان پریزاد حسن و سراپاے ملکۂ آسمان پری پر نظر کرکے خوش ہوتی تھین کیونکہ حسن سراپاے ملکہ زینت

سنئے یہ عالم تھا اشعار
ہزار دن دیکھکے شکل کلیم تھے مشتاق
ہرا ہیون کو ہر ساعت مین نور کے ڈھالا
کہ جالدار فنا ذیل نور تھی محرم
کہ ملک حسن یکسر کش تھے دونون وہ ابکا
جگر کو تھام کے ہاتھون سے رہ گئے لاکھون
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہر اور سد رہ ہر شرم و حیا
وہ ساق سیمین تھی پاکیزہ نور کی صورت

لبون پہ تھا مسی و پان سے عجب عالم
گلو سے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف عزیز مون مین
وہ اُس مین تھین کافوری دونون ایسا
کہ دو دو ایلچی جوبن کے اسکے تھے آگے
عیب اُسکے اُس شکم صاف و بزم کو دیکھا
نہ پایا اُسکی کمر کا کسی نے جبکہ نشان
کمر بند اُسکی مگر اس زمانے مین عنقا
جلا دے مردے کو ٹھوکر سے جس مین یہ قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کے تھے سب اعضا

دخان و شعلہ ہو جس طرح سے تہ و بالا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو بہکے
جو ہوے محرم راز اُس سے جا کہان کہنا
تھا بہ از رہ پوشش یا کھونٹے سے وہ دو
دکھاتے شان تھے اپنی لیے ہوے برچھا
وہ نات اُسکی تھی گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم شدہ اس طرح سے بھول گیا
اب آگے ہوتی ہر تعریف مین بھی گستاخی
بغیر ہری رستون کو آسکے ذکر سن اُسکا
فلک پہ کاہش غم سے ہلال بنکے چھپے

جو دیکھے بدر منیر اُسکا ایک ناخن پا — مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے — جو دیکھے اُسکو ملک کہا اُٹھ دچل چلے

جو ذکر اُس قد موزون کا باغ خلد مین آئے — تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا — جو بہ وسے ملکہ آسمان پری نازنینان

پریزاد بصد ناز و انداز اس طرح ناچتی تھین کہ سطح بڑ فلک بھی اُنکے رقص کو دیکھکر کان پکڑتی تھی اکثر نازنینان پری نژاد ساقی گری کرتی تھین بزم عشرت مین نازنینان پریزاد کو شراب پلاتی تھین و خنک عجب عجب رقص دیکھنی کی تھی کسی

نے بھی نہ دیکھی تھی مستی تھی اشعار — کہین سا دان بزم مہ جبینان — کسی جا لطف بزم نازنینان — کو مسرور شیفتہ انجمن سے

صدا قلقل کی شیشون کے دہن سے — کسی کے لب سے چپیدہ میہ جام — کوئی بیہوش ہو خواب آرام — کوئی جا دم کرتو بہ شکنیون کی

کسی کے لب پہ کب مستا ہون اپنی — کوئی گویا کہ و ٹپکا دہن مین — پلا ہم جھبتا مہ ا انجمن مین — کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو

نہ کچھ باقی رہے جو رد برہو — کسی بیتاب کے لب پر کر ساقی — ذرا ایسا ہو کہ ہم رہجا مین باقی — ہتھیلی پر کوئی ساغر کو رکھے

کا لب بھر زاہی اسکو سے — کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی — کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی — بیان کیفیت بزم نازنینان

پریزاد مین زبان قاصر ہی خاموش رہنا باعث آبروے سخن ہی اسی عیش و عشرت مین جب رات زیادہ آئی شہبال ابن شہرخ و دیگر شاہان پردہ قاف وغیرہ نے باہم مشورہ کیا کہ اب عقد پڑھنے واسطے دو شخصون کو تجویز کرنا چاہیے تاکہ قبل نصف شب عقد ہونا چاہے جب یہ خبر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے سنی فوراً عبد الرحمن جنی کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ جب تک خواجہ عمرو بن امیہ الضمری یہان نہ آئینگے اور عقد میرا نہ پڑھینگے مین ہرگز عقد نہ کرونگا اور وہی زمانہ کعبہ مین ہین اُنکا یہان آنا دشوار ہی عبد الرحمن جنی نے عرض کیا اے امیر با توقیر مجھے معلوم ہی نی زمانہ خواجہ عمرو قلعہ گرلستان مین ہین اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہی کوئی دیو جاکر ابھی اُنھین لے آئیگا یہ عرض کرکے عبد الرحمن جنی نے ایک نامہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی طرف سے خواجہ کو لکہا خلاصہ مضمون نامے کا یہ تھا کہ اے خواجہ عمرو بمجرد پہونچنے اس نامے کے ہمراہ حامل نامہ ہمارے پاس چلے آؤ کچھ خوف و خطر اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا جب نامہ تیار ہوا امیر با توقیر نے اُس نامے پر اپنی مُہر کی عبد الرحمن جنی نے جلد وہ نامہ دیو تندک کو دیا اور کہا بعجلت تمام قلعہ گرلستان مین جاکر یہ نامہ خواجہ عمرو کو دینا اور اُنھین بہ آرام تمام لیکر یہان آنا خبردار توقف نہ کرنا دیو تندک نامہ لیکر فوراً روانہ ہوا خواجہ عمرو قلعۂ گرلستان مین ایک جگہ بیٹھے ہوئے طعام تناول کررہے تھے امیر با توقیر کو یاد کررہے تھے ناگاہ نوالہ حلق مین اٹکا خواجہ نے کہا عجب نہین کہ کوئی نامہ بر آتا ہو اگر قاصد حمزۂ صاحبقران یہان آئیگا تو مین بھی ضرور ایک عرضی اس مضمون کی لکھونگا کہ اے امیر با توقیر آپ جلد تشریف لائیے ملکہ مہرنگار آپ کے انتظار مین نہایت بیقرار رہتی علاوہ اُسکے ثمرہ مین اُس قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی ہم سب قلعہ بند ہین ابتک تو مین کرور ہا روپیہ اور جواہر بیش بہا زنبیل سے نکال کر اور جواہر کو بیچ کر سردارون اور غیر سردارون کی خبر لی مگر اب زنبیل خالی ہوگئی ہی ایک پھوٹی کوڑی بھی نہین ہی زنبیل مین خاک اُڑرہی ہی محتاج اور فقیر ہوگیا ہون جلد میری خبر لیجیے جسقدر مین نے روپیہ صرف کیا ہی فرد حساب دیکھکر مجھے دیجیے تھوڑا غلہ اور اُس قلعہ مین ہی جب غلہ ہو جائیگا سب آدمی کثرت گرسنگی سے ہلاک ہو جائینگے مین کسی طرف کو چلا جاؤنگا اب روپیہ کہان سے لاؤنگا جو خرید کرکے سب کو کھلاؤنگا اور ثمرہ مین سے لڑونگا ملکۂ مہرنگار کی حفاظت کرونگا اور اہل لشکر کی خبر لونگا کہانتک مردان لشکر کو کھانا کھلاؤنگا خصوصاً پہلوان عادی آپ کے بہادر کو اکل و شراب سے سیر و سیراب کب تک کرونگا وہ سیکڑون دیگون سے

برنج پختہ نکالکر ایک وقت کھاجاتا ہی اور مجھے کہتا ہی ابھی پیٹ نہین بھرا اور کچھ کھلاؤ مین اُسکے سیر اور آسودہ
ہو کے اسقدر طعام کھانے سے نہایت عاجز ہون ایک لشکر کثیر کی تعداد غذا کے مواقق کھاتا ہی اور پھر پیٹ
پیٹ کر کہتا ہی کہ ہائے بھوک کے مارا دم نکلا جاتا ہی خواجہ عمرو ابھی کھانا کھا رہے تھے اور مضمون عرضی لکھنے کا
جو تحریر کیا گیا ہی علاوہ اُسکے اور سوچ رہے تھے یکایک فصیل قلعہ پر ایک دیو دراز قامت و مہیب صورت خواجہ
کو نظر آیا ہر چند کہ خواجہ دیو کو دیکھکر نہایت خایف ہوئے لیکن جسارت کرکے پکارے اور خبیث تو کیون آیا ہی
کیون مجھے گھور کے دیکھتا ہی مین کھانا کھا رہا ہون نظر لگاتا ہی جا دور ہو دیو تندک گفتگوے خواجہ عمرو سنکے ہنسا
پھر بہ غور شکل خواجہ عمرو کی دیکھکر ذرا سمجھا یہ کوئی بلاے بے درمان ہی یہ سمجھکر دیو تندک کسی قدر گھبرا کے آگے بڑھا
خواجہ عمرو نے خائف ہوکر جلد گلیم اور جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور جلد کھڑے ہوکر جال الیاسی دیو تندک پر مارا دیو تندک
خائف تو تھا ہی اب زیادہ ڈر کے پیچھے ہٹ گیا جال سے بچا خواجہ عمرو نے ادھر ڈر کے گلیم اوڑھ لی دیو تندک خواجہ عمرو
کے غائب ہو جانے سے زیادہ تر خائف ہوا آخر پکارا یہان جو بیٹھا تھا کہان چلا گیا مجھے ایک بات پوچھنی ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ کیا پوچھتا ہی دیو تندک یہ سنکے پریشان و حیران ہوا کہ آواز تو آتی ہی مگر کوئی نظر نہین آتا ہی آخر بعد
حیران ہونے کے دیو تندک نے کہا مین کوہ قاف سے آیا ہون نامہ حمزۂ صاحبقران کا لایا ہون خواجہ عمرو کے
سوا کسی اور کو نہ دونگا اگر تجھے خواجہ عمرو کے حال سے آگاہی ہو تو مجھے بتا دے کہ وہ کس جگہ ہین خواجہ عمرو نے
یہ سنکے خیال کیا شاید یہ فریب کرتا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے گلیم اوڑھے ہوئے پوچھا نامہ امیر کا کہان ہی لا مجکو دیدے مین
خواجہ کو دیدونگا دیو تندک نے نامہ نکال کے دینے کو ہاتھ بڑھایا اور خواجہ عمرو نے گلیم سے ہاتھ نکال کر نامہ
لیا سر نامہ پڑھا پھر سر نامہ پر مہر امیر بالوقیر کی دیکھکر سرنامہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا جب مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہی ہوئی اور خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ دیو تندک کو امیر بالوقیر نے بھیجا ہی اسوقت خواجہ عمرو نے
گلیم اُتاری اور کہا اے دیو میرا ہی نام عمرو ہی دیو تندک نے کہا اگر آپ ہی کا نام عمرو ہی تو جلد چلیے مین آپ کو
کوہ قاف مین لیچلون خواجہ عمرو نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار کے پاس گئے
اور کہنے لگے اسوقت مین بضرورت ایک جگہ جاتا ہون انشاء اللہ جلد آؤنگا تم کچھ ترددو فکر نہ کرنا ملکہ مہرنگار
نے پوچھا کہان جاؤگے خواجہ نے کہا کہہ دونگا اسوقت بیان نہ کرونگا ورنہ دیر ہوگی یہ کہکر اور سردارون سے
رخصت ہو کر دیو تندک کے قریب آئے اور کہا مجھے لیچل دیو تندک نے ایک تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھایا بعضے
راوی یہ کہتے ہین کہ خواجہ عمرو کو اپنے دوش پر بٹھایا غرض بہر طور دیو تندک خواجہ کو قلعہ گرگستان سے
لیکر جانب کوہ قاف روانہ ہوا اثناے راہ مین خواجہ عمرو نے دیو سے پوچھا کچھ تجکو بھی معلوم ہی کہ امیر نے
مجھے کیون بلایا دیو تندک نے جواب دیا اور تو مجھے کچھ نہین معلوم لیکن حمزۂ صاحبقران کا آج کی شب عقد ہی
آپ کو بزم عشرت مین بلایا ہی خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ امیر بالوقیر صیغۂ عقد مجھسے پڑھوائینگے یہ سمجھکے خواجہ عمرو
خوش ہوے اور خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہی لیگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے دیو تندک سے
پوچھا کیون میان دیو تندک بر کوہ قاف مین تو جواہر بیش بہا بہت ہوگا ہر ایک دیو اور پریزاد
کے پاس بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے ہونگے کچھ جواہر تمھارے پاس بھی ہی اگر
اسوقت موجود ہو تو ہمین دکھاؤ ہم جواہر خوب دیکھتے ہین دیو تندک نے جواب دیا اے خواجہ
میرے پاس تو جواہر نہین ہی اگر ہوتا تو مین آپ کو دکھا دیتا خواجہ عمرو یہ سنکے ناخوش ہوئے پھر ایک

کوہ بلند کے قریب پہونچکر خواجہ نے دیو سے کہا ذرا نیچے اس کوہ پر اُتار دے دیو نے حسب الحکم خواجہ کو کوہ پر اُتار دیا خواجہ
نے زنبیل سے پوشاک نفیس نکالکر پہنی اور ماے مروارید آبدار کے گلے مین ڈالے و حق بعد تبدیل کرنے پوشاک کے پھر
خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیو تندک خواجہ عمرو کو لیکر چلا در بعد قطع راہ بردہ قاف مین پہونچا خواجہ عمرو تخت سے
اُترکر بارگاہ سلیمانی مین گئے امیر با توقیر خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوئے پھر باشارہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
کچھ دیو اور پریزاد برائے تعظیم خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران اور بزم عشرت
کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور بعد آداب و تسلیم حمزۂ صاحبقران سے ملکے مسند پر بیٹھے جب شہپال کو
خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو قلعہ گربستان سے واسطے نکاح پڑھنے کے آئے ہین شہپال یہ سنکے بہت خوش ہوا
اور حمزۂ صاحبقران نے احوال سرداران نامدار اور کیفیت مزاج ملکۂ مہرنگار خواجہ عمرو سے پوچھی
خواجہ نے تمام حال جنگ و جدال کا بیان کر کے اور کل سرداروں وغیرہ کے مفصل حالات ظاہر کر کے کہا
کہ امیر با توقیر ملکۂ مہرنگار کو آپ کا اشتیاق ہے آپ کے ہجر مین دل اسکا بیقرار ہے اکثر یہ اشعار آپ کے فراق مین اشکبار
ہو کر بصد آہ و فغان وردِ زبان کرتی ہے اشعار

روتی ہون کبھی صباحت روکر
اشکون سے ہی ہر کے اشکباری
لالہ دیتا ہے داغ دلکو
ہمدرد جو نالہ و فغان ہے
دل حد سے فزون ہی اپنا تاب

کہتا دلبر سے حال جاکر
مہلت دیتی نہین ہے زاری
بھاتی نہین سیر باغ دلکو
سب باغ و بہار گل خزان ہے
آنکھون کو نہین ہے الفت خواب

روتی ہون جو آنکھ آنسو
دیتے ہین گل چمن سے خار
گلگشت سے وہ فگار ہے دل
نرگس کی روش ہوئی ہون بیکل
ہر چشم کو انتظار دیدار
ہے ہجر ہو جب عدو سے جانی

ہنستے ہین یہ طفل اشک ہر دم
ہر دار ستہ پڑ مٹھے سرو گلزار
ہان غیرت لالہ زار ہے دل
ہر پھول چمن کا ہو گیا خار
منظور نظر ہے وصل ای یار
دشوار نہ کیون ہو زندگانی

ای امیر با توقیر یہ اشعار وردِ زبان کر کے ملکہ ہمیشہ روتی ہے آپ کے فراق مین اسکا عجب حال ہے گرفتار رنج و
ملال ہے آپ کو اُسکے حال پر رحم کھانا چاہیے جلد یہان سے اسکے پاس جانا چاہیے امیر با توقیر جملہ احوال سُنکے
ملول ہوئے خواجہ سے آہستہ کہنے لگے کہ بعد چھ مہینے کے اگر ملکۂ آسمان پری نے مجکو رخصت کیا تو ضرور یہان
سے روانہ ہونگا اور ملکہ مہرنگار کے پاس اپنے تئین پہونچاؤنگا ای خواجہ تم جاکر ملکہ سے یہی کہدینا کہ بعد
چھ مہینے کے امیر با توقیر تمہارے پاس آپہنچینگے خواجہ نے عرض کیا مین یہی جاکر کہدونگا خواجہ عمرو تو امیر
با توقیر سے یہ باتین کر ہی رہے ہین ناچ ہو رہا ہے انھین تو ناچ دیکھنے اور باتین کرنے مین مصروف و مشغول
رکھیے لیکن اب حال اُس دیو کا سُنیے کہ جو نامہ لیکر سمندون ہزار دست کی جانب روانہ ہوا تھا جب وہ
دیو روانہ ہوکر کے دربار سمندون ہزار دست کے قریب پہونچا دیوون نے سمندون ہزار دست سے
جاکر عرض کیا کہ ایک دیو نامۂ شہپال لیکر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے سمندون ہزار دست نے حکم دیا
نامہ بر کو بلا لو دیو بموجب حکم نامہ بر کو روبرو سمندون ہزار دست لے گئے دیو نامہ بر نے دربار مین جاکر
سمندون ہزار دست کو سلام کیا اور نامۂ شہپال بن شہرخ کا سمندون ہزار دست کو دیا پھر بموجب
حکم سمندون ہزار دست نامہ بر اپنے رتبہ کے موافق دربار مین بیٹھ گیا سمندون ہزار دست نے
نامہ پڑھوا کر تمام و کمال سنا عفریت اور ملعونہ کے قتل ہو جانے سے سمندون ہزار دست کو نہایت
صدمہ ہوا پھر دیو نامہ بر سے مخاطب ہوکر سمندون ہزار دست نے کہا تم جاؤ شہپال بن شہرخ سے
کہدینا اگر میرا دل چاہیگا تو آؤنگا اور شریک بزم عشرت ہونگا یہ کہکر دیو نامہ بر کو رخصت کیا دیو سلام

کرکے وہان سے جانب گلستان ارم چلا بعد روانہ ہونے دیو نامہ بر کے سمندون ہزاردست عم عفریت وملعونہ
مین اشکبار ہوا اور کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عفریت اور ملعونہ جادو تو قتل ہو جائین اور آدمزاد دونون کو قتل کرکے
آسمان پری کے ساتھ شادی کرے اور بخوبی عیش وعشرت کرے میرا دل یہی چاہتا ہے کہ آدمزاد سے عفریت
اور ملعونہ کے خون ناحق کا انتقام لون جس طرح اُسنے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا ہے اُسی طرح اُسے بھی
قتل کرون عوض خوشی و شادی کے شہپال بن شہرخ کو حمزۂ صاحبقران آدمزاد کے غم والم مین رلاؤن
یہ کہکر اہل دربار کی جانب مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے دیو خونخوار نامدار تم مین سے کون ایسا شجاع اور بہادر ہے کہ
لشکر کثیر ہمراہ اپنے لیکر جلد تر جاوے اور آدمزاد کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آوے دیو بیداد
بھانجا سمندون ہزاردست کا یہ سُنکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا اے ماموں صاحب آپ مجھے
روانہ کیجیے مین امیر بالوقیر کو جاکر ہلاک کرونگا اور سر اسکا تن سے جدا کرکے آپ کے پاس لے آؤنگا
سمندون ہزاردست نے یہ گفتگو اپنے بھانجے کی سُنکے فوراً دو لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے اُسے روانہ کیا
دیو بیداد بصد عجلت راہ طے کرکے بعد آنے دیو نامہ بر کے گلستان ارم مین اسوقت پہونچا کہ بزم عشرت
ہر طرف آراستہ تھی ہر ایک بزم مین دیو پریزاد بیٹھے ہوئے بصد راحت و آرام نازنینان پریزاد کا
رقص دیکھ رہے اور گانا سن رہے تھے امیر بالوقیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران بھی کبھی خواجہ عمرو سے
باتین کرتے تھے کبھی رقص نازنینان پریزاد دیکھتے تھے شہپال بن شہرخ بھی مصروف انتظام و عیش
ونشاط تھا دیو بیداد یہ رنگ دیکھکر بصد غیظ وغضب حمزۂ صاحبقران پر حملہ ور ہوا ہمراہیان دیو بیداد
اہل بزم عشرت پر ظلم کرنے لگے دارشمشاد اور داروۂ پشت نہنگ سے غافل پاکر اہل بزم کو قتل اور زخمی کرنے
لگے دیو بیداد بھی دارشمشاد سے اہل بزم کو ہلاک کرنے لگا جب اہل بزم عشرت سنبھل کر کھڑے ہوئے اور
امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران عقرب سلیمانی کھینچکر سمند زرتار سے اُٹھے اُسوقت بخوبی لڑائی ہونے لگی
جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے شہپال بن شہرخ یہ حال دیکھکر گھبرایا اور جلد فوج کثیر لیکر آیا
دیو بیداد سے جدال کرنے لگا اُسوقت جتنی محفلین تھین سب درہم و برہم ہو گئین دیو و پریزاد جسقدر
گلستان ارم مین اُسوقت موجود تھے سبھون نے دارشمشاد اور داروۂ پشت نہنگ اٹھاکر یکبارگی
دیو بیداد کے لشکر پر حملہ کیا تھا آخر دیو بیداد نے قریب حمزۂ صاحبقران پہونچکر نعرہ کیا کہ اے آدمزاد
غضب کیا تو نے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا مین انکا انتقام اسوقت تجھسے لونگا تجھے قتل کرونگا
نام میرا دیو بیداد ہے تجھپر ظلم کرونگا سر تیرا کاٹ کر اپنے ماموں دیو سمندون ہزاردست کو
دونگا یہ نعرہ کرکے دارشمشاد سر امیر بالوقیر پر لگائی امیر بالوقیر نے سپر کو پیٹ کر سپر فولادی پر دارشمشاد
کو روکا لیکن پسینا آگیا بعد روکنے دارشمشاد کے امیر بالوقیر نے بھی نعرہ کیا نعرہ امیر عرب حمزۂ شیردل کہ
کز دو گشتہ سہراب و رستم خجل ٭ جسوقت امیر بالوقیر نے بھی نعرہ کیا دیوؤن اور پریزادون کے جگر تھرا گئے دل
ہل گئے کوہ تھرانے لگے دیو بیداد ڈر گیا امیر بالوقیر نے نعرہ کرکے عقرب سلیمانی اُس ظلم کے بانی پر لگائی
تھا کمر پر پڑی دیو بیداد دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور لاشہ اُسکا تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ کر
مرگیا پھر امیر بالوقیر اور دیوؤن سے لڑنے لگے اُسوقت دیو اور پریزاد شرکا سے شہپال نے ہمراہیان
دیو بیداد کو مثل چیونٹیون کے پامال کرکے ہلاک کرنا شروع کیا یہان تک کہ چند دیو تو لاشہ دیو بیداد کا

بمشکل افتاں و خیزاں گریاں جانب دیو سفید دن ہزار دست بھاگے باقی کو ملازمان شہپال و دستان شہپال بن شہرخ نے گھیر کر قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے ملازمان دیو سفید دن ہزار دست کے شہپال اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو وغیرہ خوش ہو کر پھر بزم میں بیٹھے لاشین دیو دن کی اٹھوائی گئین پھر ایک بزم عشرت از سر نو آراستہ ہوئی دور جام مے ارغوان ہونے لگا نازنینان پریزاد ناچنے لگین صدائین سازوں کی بلند ہوئین آخر وہ وقت آیا کہ برات جلوس تجمل سے مکان عروس کی طرف نوبت و نقارخانہ جاری روانہ ہوئی جملہ دیو و پریزاد اعلے و ادنے ہمراہ سواری نوشاہ یعنی حمزۂ صاحبقران بصد شوکت و شان روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب برات مکان عروس پہ پہنچی امیر مرکب سے اترے ملازمان شہپال امیر باتوقیر و دیگر دیو و پریزاد معزز و ممتاز کو ایک مکان وسیع میں لے گئے امیر باتوقیر بالائے مسند زرنگار بیٹھے دیو و پریزاد خاد و شہریار بھی یمین و یسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے اسوقت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے اس مکان کی طرف جو نظر کی تو ملاحظہ کیا اشعار

کہ رنگین چار دیوار مکان ہے

زمین ہر طرف صحن آسمان ہے
نجوم ماہ و یان چار سو ہے
بنا ہے غازۂ روے رنگ محفل
مراحی سجدۂ مستانہ میں ہے
ملکگار حواس و ہوش باقی

تکلف سے بچھے ہیں جا بجا فرش
تماشا گرد راہ آورد ہے
عماد جلوہ بخش انجمن ہیں
اداے خدمت پیمانہ میں ہے
بلند آہنگ ہیں نغمے ہوا پر

بساط خاک ہے آئینہ زرکش
دو بالا ہے ہر اک کا حسن کامل
بہ رنگ غنچۂ گلگون پیرہن ہیں
لگا دست و گرم ناز ساقی
سکوت وجد میں ہے شور محشر

حمزہ صاحبقران آراستگی بزم دیکھکر متحیر ہوئے پھر جو بیٹھے حمزۂ صاحبقران کے زیادہ تر ساقیان سیمتن مے ارغوان پلانے لگے ایک نازنین پریزاد بصد کرشمہ و ناز ہزار سوز و ساز رقص کرنے لگی اشعار

ہوا ہنگامۂ عشرت دوبالا
مے سا غرنے تگ برق کی دی
سر آفت خمار آلودہ ہوکر
نہ ستا ہند و اعدا کو لی ہیوش
موافق سازسے آواز ہوکر
وہ موج بوے گل بر ہر کلا لی
کبھی بجا انگلیون سے ملوپا پا

اب شعلہ دل کا نکالا
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
گرا ہر تلانی پاسے خم پر
ہراک تماشل مینا بنیہ در گوش
ہوئی پردے سے باہر زار ہوکر
دکھاتی تھی ادا لے خوش ہوائی
قیامت سے تھی سرگرم اشارا

ہوئی بے پردہ دخت رز سبو سے
حدیث قلقل مینا سے لبریز
پشیمان شرم توبہ دلسے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
وہ انگیز بدن انداز کےساتھ
کے تو پھرتی وہ حور ثانی
صدا کسور تھی گھنگرو کی جھنکار

لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
ہوئی ایمان فروش زہد و پرہیز
چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی
لگا گھر کرنے دل میں ناز رقاص
وہ لینا منھ پہ آنچل ناز کےساتھ
سر فتنہ پہ دست مہربانی
ہوئے خوابیدگان خاک بیدار

بعد رقص کرنے کے نازنین پریزاد نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

نظر کیا کور باطن کو جمال دوست آئیگا
جو میں برق جمال یار من دلدار دیکھونگا
یہ رنگ بوے گل باس گلشن دنیا سے جائیگا
ازل کے روز سے میں کشتۂ تیغ تغافل ہوں
معاذ قیامت تک حسینوں کو رولائیگا
مجھے شرم گنہ ہے خوف کیا نار جہنم سے

ضعیف و ناتوان ہوں جاؤں کیونکر کوے جاناں میں
تو مجکو بھی مثال حضرت موسے غش آئیگا
شب وصلت میں غافل ہیکہ اس پر جو جاجو کا
مجھے کیا خاک شور فتنۂ محشر جگائیگا
رہائی عمر بھر مجھ زار کی ہوگی نہ زندان سے
مرا اشک ندامت آتش دوزخ بجھائیگا

سیہ دل کو کبھی نور معرفت کس طرح پائیگا
سنا ہے جوان ہو کر ہر اک جنت میں جائیگا
مرونگا الفت رخسارۂ رنگین میں جو لاغر
کہا دل نے کہ پھر ایسا نہ موقع ہاتھ آئیگا
ہوا ہوں خاک میں مثل دست جلکر طور کی صورت
فلک زنجیر کے گھر میں مری تربت بنائیگا
ستا کر مجکو وہ عیار خوش ہو ہوکے کہتا ہے

تجھے ہوگی جو بے چینی تو تمکو چین آئیگا | رسائی از بس بہتر ہوگی جو بار قصر جانان پر | اک جہاں کی طرح سے اوج سعادت پا کو پہنچیگا

غرض بزم عشرت مین نازنین پریزاد نے ایسا ردوادا یہ غزل پڑھکر سُنائی کہ اہل بزم تڑپ گئے اور سب عاشقانہ رو بروئے صاحبان محفل خوش ہوئے نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے پھر اور غزل گانے لگی بزم مین وہ نازنین پر تمام وہ غزل گا رہی تھی اہل بزم سن رہے ہین نازنین کو تو گانے دیجیے اب شہپال بن شہرخ کا احوال سنیے کہ شہپال نے اختر شناسون

کو طلب فرما کر اس طرح اُنسے پوچھا بموجب اشعار

خبر دو گردش شمس و قمر سے
کرو واقف فلک کی خیر و شر سے
انھون نے دی دعا شاہ جہان کو
زبان پر لائے یون حرف بیان کو
اسد مین نیر اعظم ہی داخل
قمر نے قوس مین پائی ہی منزل
ستارون کی بہت اچھی نظر ہی
سراپا دوستی راحت اثر ہی
یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب
یہی ہی ماہ دولت کو بھی مرغوب

کہا اختر شناسون سے زبانی
بتا دیکیا ہی شکل آسمانی
پئے شادی کوئی ہنگام بہتر
کرو تقویم کی رو سے مقرر
کہ زہرہ و مشتری دونون برابر
پڑے ہین ایک ہی خانہ مین آکر
دو پیکر مین عطارد آگیا ہی
زحل بھی دو مین صورت نما ہی
پسند خاطر اقدس اگر ہو
شب یکشنبہ عقد سیمبر ہو
دیا اختر شناسون کو بہت زر
کیا رخصت بجاہ و حشمت و فر

شہپال نے موافق کہنے ستارہ شناسون کے اسی شب کو کہ وہی شب شب یکشنبہ ہی آخر شب کو بساعت سعید و وقت ہمایون کشتی جواہر نگار مین نقل و کوزۂ قند اور شیشۂ شربت رکھوا کر بزم عشرت مین بدست پریزاد بھیجا پریزاد نے کشتی قریب امیر باتوقیر کے رکھدی خواجہ عمرو اور عبدالرحمن جنی نے موافق تاکید و تمنائے زنان پریزاد کے تعداد زر مہر خراج ہفت کشور مقرر کرکے برضامندی عروس و نوشاہ عقد پڑھا بعد عقد ہونے سے جلوئہ وغیرہ خوش ہوئے شہپال نے جہیز بھیجدیا ہزارون دیوا و پریزادون کو خلعت دیے پھر بزم مین ہر ایک جانب سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند ہوئی ابیات کھلے غنچے دلون کے صورت گل مبارکباد کا ہر سو ہوا غل + فراغت پائی خویش و اقربا نے + لگے ہر سمت بجنے شادیانے + بعد رسوم شربت وغیرہ کے خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران نے دو صندوقچے جواہر سے بھرے ہوئے دیے اور سوائے صندوقچون کے اور بھی بہت مال و زر دیا خواجہ عمرو نے کہا اب مجکو قلعۂ گرلستان مین پہونچا دیجیے وہان ژوبین نابکار قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی اُسکی ذات سے مجھے خوف ہی اور یہ فرمایے کہ آپ کب تک ملکۂ مہر نگار کے پاس تشریف لایے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا عبدالرحمن جنی نے تو مجھسے کہا ہی کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے جیسے جایے گا اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھے جانے کی اجازت دی تو بعد چھ مہینے کے مین تمھارے پاس آؤنگا یہ کہکر دیو تندک وغیرہ کو طلب کیا اور فرمایا جلد خواجہ کو بآرام تمام قلعۂ گرلستان مین جس جگہ سے اُٹھا لایا ہی وہین پہونچا دے دیو تندک خواجہ سے کہا اے خواجہ آیے تخت پر سوار ہوجیے خواجہ نے یہ سُنکے خیال کیا کہ اب جاتا تو ہون اور جو کچھ ہاتھ آجاے سو لون یہ خیال کرکے کشتی جواہر نگار مع نقل اور کشتی پوش اُٹھا کر نذر زنبیل کرنا چاہی عبدالرحمن جنی نے کہا اے خواجہ اس کشتی کے نقل مین نصف ہمارا حصہ ہی فقط آپ آدھے نقل وغیرہ لے لیجیے کشتی رکھدیجیے خواجہ نے کہا تم تو کچھ بیوقوف ہو نقل اور چکنی ڈلیان والا چیان لیکر کیا کروگے اور کشتی کو جو کہتے ہو تو یہ میرا حق ہی جہان نکاح پڑھتا ہون کشتی لے لیتا ہون یہ کہکر کشتی نذر زنبیل کی عبدالرحمن جنی نے ہنسی سے تو کہا ہی مسکرا کر خاموش ہو رہے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر تخت پر بیٹھے دیو تندک وغیرہ خواجہ عمرو کو لیکر جانب قلعۂ گرلستان روانہ ہوئے حال انکا پھر لکھا جائیگا بعد جانے خواجہ کے

اور بعد ہونے عقد کے پھر نازنینان پریزاد ناچنے لگیں اُسوقت ایک نازنین پریزاد خوش گلو نے رو بر سے امیر

یا تو قبر یہ غزل گانا شروع کی غزل | شب کو ہمسائے میں وہ شوخ جو تنہا آیا | کیا کہوں میں دل بیتاب میں کیا کیا آیا
آنکھوں سے تجھے نسبت ہمچشمی کیا | کس طرف دھیان تمہارا نرگس شہلا آیا | تمام لے دلکو زنانچ کر مشکل شہ پڑے
دیکھ وہ شوخ ادا کافر ترسا آیا | ادب بادہ پرستی نے یہ رتبہ بخشا | سر جھکا تا رہا جو سامنے شیشا آیا
تو رقیبوں سے وہ کہتے ہیں جلانے کے لیے | خواب میں جاکے اُسے اور بھی ترسا آیا | کون دیکھیگا اُسے تاب نظارہ ہر کسے
بے نہ ماتا کر دم وعدۂ فردا آیا | روتے مجھے دیکھ کے روتے ہوئے لیکن لگ | اشک کے ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا
یہ غلط ہے کہ حسینوں سے حذر لازم ہے | روکنے سے دل وحشت زدہ دونا آیا | بجھے سوز دل پروانہ تری محفل میں
میں جگر سوختۂ داغ تمنا آیا | وحشت انگیز ہے سودا کہ مجھے نہیں | آج دامن میں طرف تجدید میں ہوتا آیا
میں وہ دیوانۂ عریاں کہ عدم سے تسلیم | پردہ پوشی کو مری دامن صحرا آیا | نازنین پریزاد نے غزل تمام کی

تھی ناگاہ وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر نمایاں ہوئے ظلمت شب دور ہوئی ابیات | سمت کر جبکہ دامن طول شب کا

بنا آنچل رُخ صبح طرب کا | چھپا مہتاب آغوش سحر میں | ہوا خورشید نور افشاں فلک میں
وہ دن مانند صبح عید نور دہ | رہا تا شام عیش افزا الم سوز | ہوا جب گیسوئے شب مثل دامن
نقاب چہرۂ خورشید روشن | دگرگوں ہو گیا عالم جہاں کا | طلسمی رنگ چمکا آسمان کا
بہ شکل چشم مشتاق نظارہ | ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ | اُٹھے شعلے دلوں میں آرزو کے
ہوئے مشتاق لب زیادہ ہو کے | عبادت میں ہوئے معروف زاہد | ہوئے عشاق ہم آغوش شاہد
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے | لگے دل کی لگی دل سے بجھانے | لب مینا ہوئے قلقل کے مشتاق

کیا شیشوں نے عزم رخصت طاق | ہنگام شام جلد شاہان پرده قاف شہپال سے رخصت ہو کر تہنیت دے کر مع لشکر

اپنے اپنے ملک اور دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے زنان پریزاد یعنی جلیسوں نے ملکہ کو بار بار اس طرح چھیڑنا شروع کیا کہ اے ملکہ آج شب وصل ہے خدا مبارک کرے آرزو دے دل بر آئیگی ہم آغوشی امیر صاحبقران حضور کی لطف بخشا خوشی ہنگام ہم آغوشی عجب مزے کی رات ہوگی دیکھ لیجیے گا ایسی لذت کبھی نہ اُٹھائی ہوگی لذت بوس و کنار کی عجب لذت ہے آج کی شب آپ بھی لذت بوس و کنار سے واقف ہو جائیے گا ہنگام ہم آغوشی بہت دو گھبرایے گا ہر چند کہ دُر ناسفتہ نوک الماس سے سفتہ ہوگا غنچہ البتہ مثل شگفتہ ہوگا تھوڑی دیر تکلیف ہوگی دشمنوں کی جان پر بنیگی لیکن جسوقت صدف میں ابر ہوس سے بارش گہر بار ہو جائیگی درد دکھ دور ہو جائیگا تشنہ حلق پڑ جائیگی ملکہ اپنی جلیسوں کی اس چھیڑ چھاڑ کی باتوں سے دل میں تو خوش ہوتی تھی لیکن بظاہر برہم ہوتی تھی اور کہتی تھی تمہاری حیا دکیوں بیہودہ بکتی ہو مجھے کیسے بتی ہو جاؤ دور ہو مجھے ایسے باتیں نہ کرو جلیسیں ملکہ کے برہم ہونے سے اور زیادہ چھیڑتی تھیں ابھی جلیسیں ملکۂ آسمان پری کو چھیڑ رہی تھیں کہ حمزۂ صاحبقران بزم سے اُٹھکر بعد شوق وصل ملکۂ آسمان پری داخل ایوان ہوئے اور قریب حجلۂ عروسی

سے پہنچے شوق یہ حال ہوا بعقد ابیات | جُھک آیا میزبان گلبدن سے | چھپا یا منہ کو گھونگھٹ میں دُلہن نے
جلیسیں شرم وخجلت سے | ہوئیں پنہاں و پوشیدہ نظر سے | بجز تصویر دیوار مکان سے
نہ باقی رہ گیا کوئی جو جھانکے | ہوا خالی پایا حمزہ نے مکان کو | لیا آغوش میں آرام جان کو
پئی بوسے عروسی موج بادہ | بڑھی کیفیت مستی زیادہ | گل رخسار سے گھونگھٹ اُٹھا کے
لیے بوسے لب رنگین ادا کے | بر گرم جوش کیف موجزن میں | دہان رشک گل لے لی دہن میں

ہوئے پھر وقت دست کا مراقی
لیے بوسے نصیب دسترس کے
لگین ہونے باہم دو بدو گھاتیں
عبارت چھوڑ کر مطلب پہ آئی
تڑپ کر رہ گئی بس وہ پریزاد
رہی کچھ دیر باہم گرم جوشی
یہ شکل طرح تخیل مجسم
اُٹھا بستر سے خورشید جہانتاب
وہ دونون خوابگاہ مدعا سے

ترنج نخل باغ نوجوانی
تمنا نے ذرا سپر اکتفا کی
بجھائین شوق نے کچھ اور باتین
سر الماس کچھ کاوش پہ آیا
عزہ دینے لگی آہستہ فریاد
ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی
ہوئے آخر جدا مل کے باہم
کیا پھر رخصت شب نے اشارہ
اٹھے پیچھے سے آنکھیں چھپاتے

نکالے حوصلے دست ہوس کے
بڑھی حسرت حصول مدعا کی
زیادہ تر طبیعت رنگ لائی
گہر نے لعل کا جوبن دکھایا
بہر صورت ہے راحت فروشی
ہوئی کچھ انتہا آغاز مین کی
سحر کو جب خمار آلودہ خواب
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ

راوی کہتا ہے کہ شب زفاف ہی کو ملکہ آسمان پری حاملہ ہو گئی بعد گذرنے ایام حمل کے ملکہ قریشیہ سلطان پیدا ہوئی حال اُسکے پیدا ہونے کا لکھا جائیگا غرض حمزہ صاحبقران بستر خواب سے اُٹھکر باہر تشریف لائے حمام مین واسطے غسل کے گئے ادھر پریزادون نے ملکہ آسمان پری سے رات کی کیفیت پوچھی ملکہ آسمان پری نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا جلیسون نے بعد چھیڑنے کے تہنیت دی اور ملکہ کو آب گرم سے نہلایا ملکہ نے غسل کیا بعد غسل پوشاک نفیس پہنکر رونق افزاے مسند زرتار ہوئی اُسوقت بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد روبرو سے ملکہ آسمان پری بہ ناز و ادا رقص کرنے لگین مبارکباد گانے لگین اکثر نازنینان پریزاد غزلین عاشقانہ گانے لگین اُدھر حمزہ صاحبقران حمام سے غسل کرکے لباس نفیس زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان بھی بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد باجنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین آخر وہ روز بھی بعیش و عشرت بسر ہوا رسم جوتی کھیلنے کی بھی ہوئی اب عقد حمزہ صاحبقران کا آسمان پری سے ہو چکا ہر شب و روز ملکہ آسمان پری کے ساتھ بعیش و عشرت بسر کرتے ہین احوال امیر کا اب مقام مناسب پر لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو دیو تندک وغیرہ لیکر روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ قلعہ گرلبستان مین پہونچے خواجہ کو قلعہ مین تخت سے اُتار کر جانب گلستان ارم روانہ ہوئے اور گلستان ارم مین داخل ہوکر دربار امیر با توقیر آئے حال خواجہ عمرو کے پہونچ آنے کا زبان پر لائے امیر با توقیر سنکے مطمئن ہوئے خواجہ عمرو جو قلعہ گرلبستان مین پہونچے ملکہ مہر نگار کو خبر ہوئی کہ خواجہ آئے ہین ملکہ نے خواجہ کو بلوایا خواجہ ملکہ کے پاس گئے ملکہ نے پوچھا اے خواجہ سچ کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ نے جواب دیا مین بضرورت ایک جگہ گیا تھا وہان جاکر میرا نقصان ہوا ہزار ہا روپیہ کے پیچ مین آگیا بالکل فقیر و محتاج ہو گیا ملکہ نے سر امیر کی قسم دے کر پوچھا کہ اے خواجہ صاف صاف کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ قسم دینے سے ناچار ہوئے آخر بمجبوری کہنے لگے کہ اے ملکہ مین پردہ قاف مین گیا تھا دیو تندک مجھے یہان سے لیگیا تھا وہان امیر با توقیر کا ملکہ آسمان پری سے عقد ہوا مین نے عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے مین یہان چلا آیا امیر با توقیر نے تمہارے گھبرانے اور پریشان ہونے کا احوال بیان کیا تھا امیر با توقیر نے فرمایا ہے کہ اگر ممکن ہوا تو بعد چھ مہینے کے ضرور آؤنگا ملکہ مہر نگار امیر با توقیر کے عقد ہونے کا احوال سنکے نہایت غمگین ہو کر اشکبار ہوئی خواجہ

ملکۂ مہر نگار کو دیر تک سمجھایا اور کلمات تسلی زبان پر جاری کیے ملکۂ مہر نگار نے خواجہ عمرو کے سمجھانے سے بظاہر تو گریہ وزاری موقوف کی لیکن باطناً غمگین و ملول و اندوہگین رہی

داستان خواجہ عمرو کا خسرو نیستانی کو مسلمان کرنا اور اسکے قلعہ پر قبضہ کرنا

راویان خوش رقم اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ خواجہ عمرو پردۂ قاف سے آکر چند ماہ تک قلعہ گرلستان مین رہے اکثر ژوبین سے لڑا کیے اور ژوبین بھی قلعہ کو گھیرے رہا جب غلہ ایک دو روز کا قلعہ مین رہ گیا پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین کچھ ختم ہو چکا ہی صرف ایک دو روز کے صرف کے موافق غلہ باقی ہی آپ کو ابھی سے کوئی فکر کرنا چاہیے خواجہ نے پوچھا اس گرد و نواح مین اور بھی کوئی قلعہ ہی فضل گرلستانی نے عرض کیا قریب مین کوس کے ایک قلعہ ویرانے مین ہی حاکم اُس قلعہ کا خسرو نیستانی ہی وہ قلعہ اس قلعہ سے بڑا ہی اور غلہ وغیرہ بھی اُس قلعہ مین زیادہ ہی خواجہ نے کہا انشاء اللہ صبح کو کوئی فکر و تدبیر کرونگا جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ قلعہ کی کھڑکی سے کہ اس جانب لشکر ژوبین دور تھا نکلکر قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے اپنے ہاتھ کی انگشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ذہن مین آئے خواجہ صاحبقران سب مین سے ایک مکر کو پسند کیا بصورت اصلی در قلعہ خسرو نیستانی پر پہونچے دیکھا در قلعہ بند ہی پل تختہ اٹھا ہوا ہی خندق مین پانی بھرا ہی چار طرف قلعہ پر بڑی بڑی توپین لگی ہین گولنداز قریب توپون کے ٹہل رہے ہین جب گولندازون نے خواجہ عمرو کو قریب در قلعہ کھڑے ہوئے دیکھا ارادہ گولہ مارنے کا کیا خواجہ نے گھبرا کر کہا خبردار گولہ نہ مارنا مین خسرو نیستانی سے کچھ کہنے آیا ہون تم جا کر کہدو کہ خواجہ شہنشاہ عیاران تمھارے پاس آئے ہین ایک خوشخبری لائے ہین ملازمان خسرو نیستانی فوراً خواجہ عمرو کی تشریف آوری کی خدمت خسرو نیستانی مین گئے اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا خسرو نیستانی سے عرض کیا چونکہ خسرو نیستانی خواجہ کے حالات سے واقف تھا سو جسے خواجہ کو قلعہ مین تو نہ بلایا لیکن فصیل قلعہ پر خود آیا خواجہ نے سلام کیا خسرو نیستانی نے پوچھا ای خواجہ بیان کرو کیا مژدہ لائے ہو خواجہ نے کہا ای خسرو تم نے یہ سنا ہوگا کہ ایک مدت سے حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین گئے ہین ہرمز اور فرامرز حسب الحکم نوشیروان ژوبین کو مع فوج کثیر ہمراہ لیکر ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے ہین اکثر جلسے رزمی ہوئے مین نے انکی فوج کو گولے مار مار کر ہلاک کیا ہی اب تک ژوبین قلعۂ گرلستان کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہی شکو یہی کہ ہی کہ مین ملکۂ مہر نگار کو نوشیروان کے پاس لیجاؤن اور مجکو بھی یہی ضد ہی کہ ملکۂ مہر نگار کو ژوبین وغیرہ کو حوالے نہ کرونگا فی الحال مین نے سنا ہی کہ امیر نے پردۂ قاف مین انتقال کیا ہی ای خسرو آجتک جو مین ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے لڑا تو اسی وجہ سے لڑا کہ امیر ملکۂ مہر نگار کو میرے سپرد کر گئے تھے کہ ملکہ کی حفاظت کرنا اگر کوئی سردار لشکر نوشیروان وغیرہ ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے تو اُس سے لڑنا اور ملکہ کو سرداران نوشیروان کے حوالے نہ کرنا پس بموجب حکم حمزۂ صاحبقران ابھی تک مین نے ملکہ کو ژوبین کے حوالے نہین کیا اب امیر با توقیر انتقال کر چکے ہین اس وجہ سے مین تمھارے پاس آیا ہون اور تم سے کہتا ہون کہ ملکہ کو ژوبین وغیرہ کے حوالے تو نہ کرونگا مگر اس طرح سے تمھارے سپرد کر دونگا کہ تم بھی ملکہ کو نوشیروان کے پاس نہ بھیجنا ژوبین وغیرہ کے حوالے نہ کر دینا یہ کہکر خواجہ امیر کو یاد کر کے رونے لگے اور اسیقدر بے اختیار ہو کے زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے خسرو نیستانی نے جو تمام و کمال گفتگوے خواجہ سنی بظاہر تو ملول ہوا لیکن باطناً

خوش ہوا اور خیال کیا کہ اچھا ہوا امیر مرگئے جھگڑا اور فساد جاتا رہا اب ملکۂ مہرنگار سے میں عیش و عشرت کرونگا روز و شب
براحت و آرام بسر کرونگا یہ خیال کرکے خسرو نیستانی نے اپنے ملازموں سے کہا جلد دروازہ قلعہ کا کھولکر خواجہ
کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین در قلعہ کھولکر خواجہ کو قلعہ میں لے گئے خسرو نیستانی نے خواجہ کو اپنے قریب ایک
کرسی پہ بٹھایا اور کہا خواجہ غم امیر میں اشکبار نہو صبر کرو ہمیشہ کوئی زندہ نہیں رہتا ہی میں اور تمہیں بھی ایک روز
دنیا سے جانب عدم جاتا ہی تمنے نہایت عقلمندی کی کہ یہان چلے آئے اور تمام حال مجھسے بیان کیا اب تم ملکہ کو یہان
لے آؤ میں بموجب تمہارے کہنے کے ترو میں وغیرہ سے خائف ہوکر ملکہ کو انکے حوالے نہ کرونگا اور تم سے
بہ نیکی پیش آؤنگا زر کثیر تمہیں دونگا یہ کہکر خواجہ کو کئی توڑے روپیہ کے دیئے اور کہا جلد جا کر ملکہ کو لے آؤ
خواجہ نے کہا میں بھی جاتا ہون اگر ملکہ آئیں تو اسی وقت انہیں لاتا ہون یہ کہکر خواجہ اُٹھے اور قلعہ
سے نکلکر سمت قلعۂ گربستان روانہ ہوئے جب داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی اور جملہ بہادران
پہلوان عادی و کرتیت سپر گردان و نعمان بن منذر شاہ وغیرہ پہلوانوں اور برادروں سے
کہا کہ تم میرے ہمراہ قلعۂ خسرو نیستانی میں چلو سبھوں نے عرض کیا چلیے خواجہ چند سرداروں اور
سپاہ کو برائے حفاظت ملکۂ مہرنگار قلعہ میں چھوڑکر اور چند سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی گھڑی
کی جانب سے قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے جب خواجہ وغیرہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی
نے دیکھا کہ ہمراہی خواجہ ایک جماعت سرداران نامدار چلی آتی ہی جس وقت خواجہ در قلعہ پہ پہونچے
دیکھا در قلعہ تو بند ہی لیکن خسرو نیستانی بالائے قلعہ کھڑا ہی خواجہ نے کہا ای خسرو نیستانی دروازہ
قلعہ کا کھلواو و آگے آگے ہم سب آئے ہیں پیچھے سواری ملکۂ مہرنگار کی آتی ہی خسرو نیستانی نے
جواب دیا ای خواجہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تم مکر و فریب کی باتیں کرتے ہو چاہتے ہو کہ اس قلعہ کو مثل
قلعۂ گربستان کے لے لیں یہ تمہارا خیال خام ہی میں نہایت عاقل و ہوشیار ہون تمہارے دام مکر میں نہ
پھنسونگا در قلعہ ہرگز نہ کھولونگا تاوقتیکہ سواری ملکۂ مہرنگار کی نہ آئیگی تمہیں کسی طرح اب قلعہ میں نہ
آنے دونگا خواجہ نے گفتگوے خسرو نیستانی سنکے خیال کیا کہ خسرو مرد ہوشیار ہی اس طرح دام فریب
میں گرفتار نہ ہوگا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ نے خسرو سے کہا تم مجھسے بیکار خائف ہو میں
تمہارے ساتھ نیکی کرونگا اگر تمہیں میرے کہنے کا یقین نہیں ہی تو اب میں جاتا ہون اور ہمراہ سواری
ملکۂ مہرنگار ابھی آتا ہون خسرو نے کہا فقط ملکۂ مہرنگار کو میرے قلعہ میں لے آؤ اور کسی کو اس قلعہ میں
نہ لانا خواجہ نے کہا ایسا ہی کرونگا یہ کہکر جملہ سرداروں کو ہمراہ لیکر در قلعہ سے جانب قلعۂ گربستان چلے
جب قلعہ سے دور نکل آئے ایک صحرا میں خواجہ بیٹھے سرداران نامدار بھی ٹھہر گئے خواجہ نے پہلوان عادی
وغیرہ سے کہا میں نے تو قلعہ لینے کی تدبیر کی تھی لیکن خسرو چونکہ صاحب فہم و فراست ہی میرے دام مکر میں نہ
پھنسا اب میں مجبور ہوں پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ اس قلعہ کو تو کسی اور تدبیر سے ضرور لینا چاہیے
اگر یہ قلعہ نہ ہاتھ آئیگا تو کس طرح بسر اوقات ہوگی غلہ قلعۂ گربستان میں اب نہیں ہی آج میں نے طعام کم کھایا ہی
اسی وقت سے گرسنہ ہون اگر شام تک کچھ نہ کھاؤنگا تو ہلاک ہو جاؤنگا خواجہ نے جواب دیا ایک تدبیر ایسی
ہی کہ ابھی غذائے لذیذ پیٹ بھر کر تمہیں کھلاؤنگا اور قلعہ خسرو نیستانی بھی لے لونگا بشرطیکہ تم میرے کہنے پہ عمل
کرو پہلوان عادی ذکر غذائے لذیذ سنکے بیتاب ہوگیا خواجہ سے پوچھنے لگا وہ تدبیر کیا ہی جلد بیان کیجیے

ہو پھر آپ کیسے گھاتین کرو نگا خواجہ نے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ مین تمھین رنگ و روغن سے بصورت ملکہ مہر نگار بناؤنگا
تمھین محافے مین بٹھاؤنگا پھر آٹھ بہادرون کو لباس کہارون کو پہناؤنگا اس صورت سے مین تمھین قلعے مین لیجاؤنگا
انکو طعام اچھی طرح کھلاؤنگا جسوقت خسرو نیستانی تمھارے پاس آئین تم گرفتار کر لینا اگر وہ مسلمان ہوا
تو خیر ورنہ اُسے قتل کرکے قلعہ پر قبضہ کر لینا پہلوان عادی نے طعام کے لالچ سے خواجہ کا کہنا منظور کیا
خواجہ نے فی الفور زنبیل سے رنگ و روغن نکالکر ملکہ مہر نگار کی صورت کے مانند پہلوان عادی کی شکل
بنائی پھر ایک محافہ اور کہارون کی وردیان اور چوبدارون اور سپاہیون کا لباس خواجہ نے زنبیل سے
نکالا اور وہ سب لباس اور وردیان اکثر سردارون پر تقسیم کین اکثر سردارون نے کہارون کی وردیان پہنین
پگڑیان گھیرے دار سرون پر رکھین شمشیرین آبدار زیر دامن پوشیدہ کین کچھ سردار سپاہیون کی قطع بنے پھر
سبکی صورتین خواجہ نے رنگ و روغن سے تبدیل کین غرض پہلوان عادی محافے مین بیٹھے کہارون یعنے آٹھ
سردارون نے محافہ اُٹھایا کیونکہ پہلوان عادی نہایت فربہ اور لحیم اور شحیم تھا سپاہی بشو بچو زبان پر جاری
کرتے ہوئے آگے بڑھے چوبدار اور نقیب بھی بنے ہوئے عصے ہاتھون مین لیے ہوئے ہمراہ محافہ چلے خواجہ بھی
ہمراہ ہوئے جب خواجہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی چونکہ منتظر خواجہ بالاے قلعہ کھڑا تھا دیکھا اُسنے
سواری ملکہ مہر نگار کی چلی آتی ہی تھوڑے سپاہی وغیرہ ہمراہ ہین خواجہ بھی دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین
خسرو نیستانی سواری ملکہ نقلی دیکھکر نہایت خوش ہوا خیال کرنے لگا کہ اب مین دختر نوشیروان کے
ساتھ عیش و عشرت سب روز کرونگا حتے الامکان نوشیروان کے باپ کو بھی مدد دونگا یہ خیال کرکے
خسرو نے ملازمون کو حکم دیا جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو چند سپاہی اور کچھ چوبدار وغیرہ ہین انسے کچھ اندیشہ نہین
ہی سب کو قلعہ مین بلالو ملازمون نے دروازہ قلعہ کھولکر خواجہ اور ہمراہیان محافہ کو قلعہ مین بلالیا خواجہ وغیرہ قلعہ مین
داخل ہوئے کہارون نے ایک جگہ محافہ رکھدیا اور بیٹھ گئے پسینہ خشک کرنے لگے حواس درست کرنے لگے کیونکہ کبھی
محافہ نہین اُٹھایا تھا خسرو نے خواجہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے خواجہ کہارون سے کہو کہ اُس قصر کے دروازہ
پر محافہ رکھدین تاکہ ملکہ محافہ سے اُترکر قصر مین جاکر بہ آرام تمام بیٹھین خواجہ نے کہارون سے کہا کہارون نے
بموجب حکم محافہ وہین جاکر رکھدیا ملکہ مہر نگار نقلی محافہ سے اُترکر قصر مین گئین اور فرش نفیس پر بیٹھین چونکہ
اُسوقت قلعہ مین ایک جگہ رکابدار طعام پکا رہے تھے بوے طعام جو ملکہ نقلی کے دماغ مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہوکر خواجہ
سے کہا جلد طعام کھلاییے اپنا وعدہ کیجیے اسی طعام کے لالچ سے مین نے شکل اپنی تبدیل کرائی ہی خواجہ نے
کہا صبر کرو مین طعام تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ خسرو کے قریب آئے اور آہستہ کہا ملکہ طعام
طلب کرتی ہین تمھین لازم ہی طعام لذیذ بہ کثرت بعنوان شایستہ قابون اور پتیلیون مین نکلوا کر بہت اچھی طرح سے
ملکہ کی ضیافت کرو تاکہ ملکہ تم سے خوش ہون خسرو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ابھی مین طعام الانواع و اقسام
بھیجتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ ساڑھے چار چار سو قابون اور پتیلیون مین طعام لذیذ نکالکر دسترخوان معقول
بچھاکر ظروف طعام دسترخوان پر لگادو بموجب حکم رکابدارون نے طعام نکالا چند عورتون نے دسترخوان
بچھا ظروف طعام دسترخوان پر رکھدیے پھر ہاتھ ملکہ نقلی کے نقرئی تسلے مین دھلائے ملکہ نقلی ہاتھ دھوکر
دسترخوان پر بیٹھین اور ایک ایک قاب اور پتیلی اُٹھا اُٹھا کثرت بیتابی اور گرسنگی سے طعام اپنے منہ مین ڈالکر
کھانے لگین عورتین یہ حال دیکھکر متحیر ہوئین تھوڑی دیر مین ملکہ نقلی نے سب قابین اور پتیلیان طعام سے

خالی کر دیں اور طعام لذیذ کھا کر از حد خوش ہو کر خواجہ سے کہا طعام لذیذ تو آپ نے کھلایا لیکن میرا پیٹ نہیں بھرا طعام
اور منگوا دیجئے بیشک میں سیر نہوں کھلانے چلئے خواجہ نے پھر خسرو سے جا کر کہا کہ اور طعام مانگتی ہیں خسرو نے یہ
سنکے تعجب کیا اور کہنے لگا کہ ملکہ کیا اب مجھکو کھا جائینگی اسقدر طعام کھا چکین ابتک پیٹ نہیں بھرا شاید خواجہ نے طعام طلب کیا
ہوگا خواجہ نے جواب دیا ہرگز میں نے طعام طلب نہیں کیا ہے تم خود جا کر دیکھو رقابین [illegible] خالی ہیں ملکہ طعام زیادہ کھاتی
ہیں خسرو کو نہایت حیرت ہوئی آخر بعد حیرت بسیار کہنے لگا میں جا کر دیکھتا ہوں یہ کہکر جانب قصر روانہ ہوا خواجہ بھی
ہمراہ چلے جب خسرو نیستانی قصر میں پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت فربہ بدصورت زن دسترخوان پر بیٹھا ہے خسرو
نے پوچھا ارے تو کون ہے جلد بتا ورنہ ابھی تجھکو مار ڈالونگا پہلوان عادی نے جواب دیا تو کیا مجھے قتل کریگا میں
تجھے ابھی ہلاک کرتا ہوں یہ کہکر پہلوان عادی تو منہ پر ہاتھ پھیر کر اٹھا خسرو نیستانی نے تلوار کھینچی اور قدم
آگے بڑھا کر تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی پہلوان عادی نے بازو تلوار کی دیکھ کر ہاتھ اپنا
بند دست خسرو نیستانی پر ڈالا اور تیغ تیز چھین کر زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا پھر چرخ دے کر چاہا کہ زمین
پر پٹک کر کام اسکا تمام کرے اسوقت خسرو طالب امان ہوا پہلوان عادی نے کہا امان بشرط ایمان
دیجائیگی خسرو نے کہا مجھے کلمہ پڑھائیے پہلوان عادی نے کلمہ پڑھایا خسرو کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا پہلوان عادی نے اسے آہستہ زمین پر رکھدیا خسرو نے قصر سے نکلکر جملہ اہل قلعہ کو مسلمان کیا
خواجہ نے سرداروں سے ولباس لیکر داخل زنبیل کیا اور جو جو خاک اٹھی تھی وہ زنبیل سے نکالکر انہیں دی
پھر خواجہ نے انہیں سرداروں میں سے ایک سردار سے کہا کہ جلد جاکر جملہ سرداران اور فضل گربستان اور سب
فوج اور جملہ عیاروں کو مع ملکہ مہرنگار کے ہمراہ لیکر یہاں چلے آؤ جب سردار نے جانے کا ارادہ لیا
کچھ سوچ کے خواجہ بھی اسکے ساتھ چلے جب داخل قلعہ گربستان ہوئے فضل گربستانی وغیرہ سے تمام
حال قلعہ کے لینے کا بیان کر کے کہا کہ اب جلد اس قلعہ سے نکل چلو یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار کو ایک تخت جادو
میں سوار کر کے قلعہ کی کھڑکی سے نکلے جملہ سردار اور عیار اور فوج بھی ہمراہ خواجہ ہوئی ژوپین کو خواجہ
کے جانے کی خبر نہوئی غرض خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ سے نکلکر جلد راہ طے کر کے قلعہ خسرو نیستانی میں
پہونچے ملکہ مہرنگار کو تخت سے اتروا کر اسی قلعہ میں ایک جگہ مقیم کیا سردار و عیار وغیرہ بھی جابجا قیام پذیر
ہوئے خواجہ عمرو نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا پل تختہ اٹھوایا خندق کو پانی سے بھروا دیا قلعہ پر چار طرف
بڑی بڑی توپین لگانے کا حکم دیا جب قلعہ اچھی طرح آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو
مطمئن ہو کر بیٹھے پہلوان عادی کو بھی غلہ کی طرف سے اطمینان ہوا وہ شب گذر گئی سحر ہوتے ہی وہاں
ژوپین کفرانی کو خواجہ عمرو وغیرہ کے جانے کی خبر ہوئی ژوپین مرجان لشکر پر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے ایسی
غفلت کی کہ خواجہ عمرو وغیرہ اس قلعہ سے نکل گئے میرا مصمم ارادہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ کو اس قلعہ سے
نکلنے نہ جانے دونگا تمہارے غافل ہونے سے وہ سب نکل گئے ورنہ نایابی غلہ اور کثرت گرسنگی سے سب
تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہ کہکر ژوپین سب کو ہمراہ لیکر قلعہ گربستان سے چلا لشکر مثل دریا رواں ہوا چونکہ
ژوپین خواجہ عمرو وغیرہ کے بچ جانے سے از حد برہم تھا قریب قلعہ خسرو نیستانی پہونچکر حکم دیا
کہ اس قلعہ پر حملہ کرو مردمان فوج نے بموجب حکم یکبارگی حملہ کیا ژوپین بھی گرز گران لیکر در قلعہ توڑنے کو چلا کہ
خواجہ عمرو کو ژوپین وغیرہ کے آنے کی خبر ہوئی خواجہ نے حکم دیا کہ جلد جلد گولے مارو ژوپین وغیرہ کو روکو

خواجہ عمرو ویسے خاموش رہے غرض خواجہ بآرام و راحت چھ مہینے تک قلعہ قہستانی مین رہے اور ثروین کا بکار روئی
محاصرہ کیے رہا بعد چھ مہینے کے ایک روز پہلوان عادی وغیرہ سرداروں نے خواجہ سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران
اب غلہ اس قلعہ مین بھی ہو چکا ہی کوئی فکر کیجیے غلہ وغیرہ کہین سے منگوایے یا اور کسی قلعہ مین چلیے اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے
خواجہ نے جواب دیا غلہ وغیرہ کیونکر آسکتا ہی اول تو میرے پاس روپیہ نہین ہی تم جانتے ہو کہ مین تنگدست ہون دوسرے
ثروین اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہی اگر روپیہ بھی ہوتا تو بھی غلہ نہ آسکتا ثروین غلہ وغیرہ مین نہ آنے دیتا اور یہ جو تمنے
کہا کہ اُسکے قلعہ مین چلیے اس بارے مین البتہ حتے الامکان کوشش کرونگا یہ کہکر خواجہ نے خسرو سے پوچھا یہانسے
کوئی قلعہ قریب ہی یا نہین ہی خسرو نے عرض کیا اس جگہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہی اُس قلعہ کو اوتار کہتے
ہین خواجہ نے کہا کہ مین ابھی اُس قلعہ کی جانب جاتا ہون اور اُس قلعہ کے لینے کی کوئی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر خواجہ
اُٹھے تھے کہ ایک ملکۂ مہر نگار نے خواجہ کو بلوایا جب خواجہ ملکۂ مہر نگار کے پاس گئے ملکہ نے اضطرار ہوکے
کہا کہ جب سے آپ پر دۂ قاف سے آئے ہین اب تک زیادہ قریب ایک سال کے گذرتا ہی ابھی تک آپ کے بھائی
پردہ قاف سے نہین آئے خواجہ نے کہا اے ملکہ امیر نے مجھسے وعدہ تو کیا تھا کسی وجہ سے آنا اُنکا ملتوی الحال
رقعہ خواجہ بزرجمہر کا میرے پاس آیا ہی خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہی کہ اب حمزۂ صاحبقران بعد چھ مہینے کے آئینگے
یہ کہکر خواجہ نے انھین رقعون مین سے جو بہت سے رکھے خواجہ بزرجمہر سے لکھوا کے اور اُنکی مُہر اُن رقعون پر
کرا کر لائے تھے ایک رقعہ زنبیل سے نکالکر ملکۂ مہر نگار کو دیا چونکہ مہر نگار خواجہ بزرجمہر کو سچا جانتی تھی
رقعہ دیکھکر آہ سرد کرکے خاموش ہوئی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب سے امیر پردۂ قاف گئے ہین کئی رقعے
بزرجمہر کے حیلہ ذکر کیا گیا ہی خواجہ عمرو نے ملکۂ مہر نگار کو دیے ہین اور جب تک امیر پردۂ قاف سے ملکۂ مہر نگار
کے پاس نہ آئینگے اسی طرح خواجہ بعد چھ مہینے ایک رقعہ نکالکر مہر نگار کو دے دیا کرینگے اگر یہ مترجم حال رقعہ دینے
کا تحریر نہ کرے تو کوئی صاحب اعتراض نہ کرین غرض خواجہ عمرو ملکۂ مہر نگار کو رقعہ دے کر قلعہ کی کھڑکی ہنگام شب
کھولکر جانب قلعہ اوتار روانہ ہوئے جب قریب قلعہ پہونچے سنا کہ در قلعہ پر ایک شخص با آواز بلند کہ رہا ہی
ہوشیار باش خواجہ نے اپنے تئین اُس شخص تک پہونچا کر اُسے قتل کیا پھر بذریعہ کمند بصد مشکل تاریکی شب مین
بالائے قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے خواجہ کو تاریکی شب مین نہ دیکھا خواجہ نے بالائے قلعہ پہونچکر اہل قلعہ کے مانند
اپنی شکل بنائی پھر ٹہلتے ہوئے در محل پر پہونچے اتفاقاً محلدار واسطے کسی کام کے دروازے پر آئی خواجہ نے
چالاکی سے بیضۂ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا بیضہ اُسکی ناک پر پھوٹا بیہوشی دماغ مین اثر کرگئی محلدار کو فوراً
چھینک آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گری خواجہ نے جلد پہونچکر اُسے اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اسی کی
شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر داخل محل ہوے چونکہ محلدار کو طاؤس شاہ حاکم قلعہ نے در محل کی
جانب سے آتے ہوئے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا محلدار کو بلا لو ایک کنیز نے دوڑکر آہستہ محلدار نقلی
سے کہا اے پیاری محلدار جلد چلو بادشاہ بلاتے ہین نہین معلوم تجسے کیا کام لینگے اسوقت تمہاری صورت کو
بغور دیکھکر بادشاہ نے تمھین اپنے پاس بلایا ہی ہمین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تم پسند خاطر بادشاہ ہوگئین یہ مجھکو
محلدار تمھین اب یقین ہی کہ بادشاہ سے ہمبستر ہوکر بیگم کردی گئی ہو اور پڑھ جائیگی محل تمہارا ہو جائیگا محلدار نقلی
نے بہ ناز و ادا جواب دیا اے دور ہو نگوڑی کیا بیہودہ بکتی ہی بھلا بادشاہ مجھے اپنے پاس کیا بلا کرینگے مین کیسی
راضی ہی ہونگی ہرگز اپنی آبرو نہ دونگی نوکری چھوڑکر چلی جاؤنگی مجھے مال و زر کی خواہش نہین ہی مین اور کسی رئیس کی

نوکری کرونگی چار روپیہ آبرو پیدا کرونگی اسی طرح کی باتین کرکے محلدار مسکراتی ہوئی قدم تازہ دادے اوٹھاتی ہوئی قریب
طاؤس شاہ کے پہونچی اور بعد تسلیم مؤدب کھڑی ہوکر عرض کرنے لگی یہ خادمہ حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے طاؤس شاہ نے
فرمایا محلدار وہ پٹاری انگور کی طاق پر رکھی ہے جاکے لے آؤ محلدار گئی اور پٹاری انگور کی طاق سے اوتار کر بجا لا کے نذر زنبیل
کی اور ایک پٹاری انگور کی کہ جو انگور بیہوشی آمیز تھے زنبیل سے جلد نکالکر روبرو طاؤس شاہ لائی طاؤس
شاہ نے چند دانہ انگور کھائے محلدار کھڑی رہی تھوڑی دیر مین طاؤس شاہ بیہوش ہوگیا محلدار نقلی
نے سب کنیزون کو وہان سے ہر ایک بہانہ سے ہٹا کر تنہائی مین جلد طاؤس شاہ کو اوٹھا کر نذر زنبیل کیا اور خود
طاؤس شاہ کی شکل بنکر اوسکی جگہ پر لیٹ رہی وقت سحر طاؤس شاہ نقلی بستر خواب سے اوٹھکر محل سے
برآمد ہوا پھر جاکر تخت پر بیٹھا جب جملہ رؤسا و امرا حاضر دربار ہوے طاؤس نے سب سے مخاطب ہوکر فرمایا
ہم تو شبکو عالم خواب مین مسلمان ہوگئے ایک مرد بزرگ نے عالم خواب مین ہمین ہدایت کی پھر اونھین نے ہمین کلمہ
پڑھا کر مسلمان کیا اب تم سبکو بھی لازم ہے کہ دین اسلام دین حق ہے اختیار کرو سبھون نے عرض کیا جب حضور نے
دین اسلام اختیار کیا ہے تو ہمین مسلمان ہونے مین کیا عذر ہے حضور ہمین کلمہ پڑھائین طاؤس نقلی نے سبکو کلمہ
پڑھا کر مسلمان کیا پھر دربار سے اوٹھکر خواجہ عمرو نے ایک گوشہ مین جاکر اپنی اصلی صورت بنائی اور طاؤس شاہ
کو زنبیل سے نکالکر ایک ستون سے باندھ دیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا طاؤس شاہ نے آنکھین
کھولکر دیکھا ستون سے بندھا ہوا ہون اور ایک عیار خنجر بکف کھڑا ہے طاؤس شاہ یہ حال دیکھکر ہول و حیران ہوا
خواجہ نے نعرہ کیا منم عمرو بن امیہ ضمیری اے طاؤس شاہ آگاہ ہو کہ مین عیار طرار حمزہ صاحبقران عالیجاہ
کا ہون پھر تمام حال اپنے آنے کا اور کیفیت اپنی مع اہل قلعہ کے بیان کی بعد اسکے خواجہ نے کہا اے طاؤس شاہ تجہے
مین نے گرفتار کرکے تمام اہل دربار کو مسلمان کیا ہے تجہین بھی مناسب یہی ہے کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو
خداوند عالم کی پرستش کرو اصنام پرستی ترک کرو طاؤس شاہ بموجب ہدایت کرنے خواجہ کے کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا خواجہ نے ستون سے کھولدیا طاؤس شاہ نے کہا اے خواجہ اب آپ جائیے ملکہ مہر نگار اور
سرداران نامدار وغیرہ قلعہ خسرو نیستانی سے یہان لے آئیے خواجہ روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے اوتار شاہ
برادر طاؤس شاہ آیا اور بھائی سے کہنے لگا مین سنتا ہے کہ تم کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے دین آبائی ترک کردیا
طاؤس شاہ نے جواب دیا دین آبائی برا تھا اسوجہ سے ترک کردیا اور مذہب اسلام اچھا تھا اختیار کرلیا
اوتار شاہ نے برہم ہوکر کہا میرے دین کو برا کہتا ہے زبان دہن سے کھینچ لونگا طاؤس شاہ نے جواب دیا
خاموش رہو ورنہ تیغ تیز سے تجھے ہلاک کردونگا اوتار شاہ نے یہ تقریر سنکے تلوار لگائی طاؤس شاہ نے سپر
اوٹھائی تلوار سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی پھر سر اور گردن سے جگرگاہ تک پہونچی طاؤس شاہ قتل ہوکر
زمین پر گرا بعد قتل ہونے طاؤس شاہ کے اوتار شاہ تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین شاہ نے نذرین
قبول کرلین ہر ایک امیر اور وزیر کو خلعت و انعام دیا پھر حکم جشن دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو
تہنیت تخت نشینی کی دینے لگین ناچ ہونے لگا دور جام مے ارغوان شروع ہوا طاؤس شاہ کا سر کاٹ
لیا گیا لاش ایک جگہ پڑی رہی امرا و وزرا نے خوف جان کے سبب سے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا اوتار شاہ
کے روبرو تو نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اس نابکار کو ناچ دیکھنے دیجئے مگر اب احوال خواجہ عمرو کا سنئے کہ جب
خواجہ قلعہ خسرو نیستانی مین پہونچا سرداران اور عیارون وغیرہ سے تمام احوال قلعہ اوتار کے لینے کا بیان

کر کے کہا اب تم سب اوس قلعہ میں چلو بموجب حکم خواجہ جملہ سردار و عیار وغیرہ آمادہ چلنے پر ہوئے تو خواجہ نے ملکہ مہر نگار سے
کہا کہ جلد محافہ میں سوار ہو ملکہ محافہ میں آ کر سوار ہوئیں خواجہ ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے آخر شب نکلے مردمان لشکر زوبین اوس وقت
سب سو رہے تھے خواجہ سبکو ہمراہ لیکر بصد عجلت جانب قلعہ اوتار روانہ ہوئے بعد طے کرنے منزل کے دو گھڑی دن رہے قریب قلعہ اوتار پہنچے
خواجہ نے در قلعہ پر آ کر اہل قلعہ سے پکار کے کہا ای برادران ایمانی بصد پریشانی ملکہ کو لیکر آیا ہوں جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو
اہل قلعہ نے اوتار شاہ کو حال خواجہ سے آگاہی دی شاہ بزم عشرت سے اوٹھکر متصل قلعہ آیا اور سر طاؤس شاہ روبروئی
خواجہ زمین پر پھینک کر کہنے لگا جسکو تم نے بمکر و فریب گرفتار کرکے مسلمان کیا تھا یہ سر اوسیکا ہے میں سر طاؤس شاہ کا
کاٹا ہے مسلمان ہو جانیکی یہ سزا دی ہے اب اس قلعہ میں میں حاکم ہوں تمکو قلعہ میں ہرگز نہ آنے دونگا بہتر یہی ہے کہ یہانسے چلے جاؤ
ورنہ گولندازونکو حکم دونگا وہ ابھی گولہ مار کر تمکو اڑا دینگے خواجہ نقشہ اوتار شاہ کی سنکے نہایت غضبناک ہوئے فورا چند سرداروں سے
کہا کہ ہمراہ محافہ لیکر ایک جگہ جا کر ٹھہرو جسجگہ قلعہ سے توپ کا گولہ نہ پہونچ سکے سرداران نامدار ہمراہ محافہ کے قلعہ سے دور
نکل گئے اور گرد محافہ کے واسطے محافظت ملکہ کے تلواریں کھینچکر کھڑے ہو رہے بعد چلنے سرداروں کے خواجہ نے نعمان
دل شمشاد و پہلوان عادی و کرتیت سپہر گردان و اسد اسدان وغیرہ سرداران ذو الفقار سے کہا کہ جلد فوج لیکر
اس قلعہ پر حملہ کرو اور قلعہ کے گرزہائے گران سے توڑکر اوتار شاہ نابکار کو قتل کرو سرداروں نے سب فوج قلعہ پر حملہ کیا
اوتار شاہ نے گولندازوں کو حکم دیا خواجہ وغیرہ کو گولے مار کر اڑا دو قلعہ میں نہ آنے دو گولندازوں نے حسب الحکم گولے مارنا
شروع کئے تیراندازوں نے قلعہ پر سے تیر لگائے سرداران لشکر امیر کا تو تیر و تفنگ بالائے قلعہ نہ پہونچا دو پہر کامل لڑائی سیکڑوں
مردمان لشکر قتل اور ہلاک ہوئے جملہ سرداران نامی زخمی ہوئے اور گولوں سے بقدرت پروردگار بچے آخر خواجہ بعد دو پہر جنگ کرنے کے قلعہ کے
سامنے سے ہٹ گئے لڑائی موقوف ہوئی پھر خواجہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اوتار شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا زوبین وغیرہ
کو لکھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ نے قلعہ خسرو قہستانی سے آکر میرے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے آپکو لازم ہے جلد فوج لیکر آئیے خواجہ وغیرہ کو
قتل کیجئے ملکہ مہر نگار کو شہنشاہ نوشیروان کے پاس لیجائیے ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا زیادہ والسلام غرض نامہ اس مضمون کا
لکھکر سر نامہ پر اپنی مہر کی پھر صبا عیار طاؤس شاہ مرحوم کو بلا کر اوتار شاہ نے کہا جلد یہ نامہ لیجاکر زوبین کو دیدینا اور جو کچھ
تو نے دیکھا ہے زبانی بھی کہہ دینا اور جہانتک ممکن ہو جلد جا کر نامہ دینا تاکہ بعجلت زوبین وغیرہ یہان آکر خواجہ وغیرہ کو قتل کرائیں
ملکہ کو مدائن میں لیجائیں صبا عیار نامہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے نکلکر جنگل بجنگل جانب قلعہ خسرو قہستانی روانہ ہوا اثنائی راہ میں
صبا عیار نے خیال کیا میرے مالک آقا کو اوتار شاہ نابکار نے ناحق قتل کیا ہے مجھکو لازم ہے کہ نامہ زوبین تک نہ لیجاؤں اور خواجہ
عمرو کے پاس جا کر کوئی ایسی تدبیر کروں جس سے اوتار شاہ نابکار قتل ہو جاوے یہ خیال کرکے صبا عیار راہ سے پلٹ کر جنگل میں خواجہ
کے پاس آیا اور نامہ شاہ کا خواجہ کو دیکر تمام احوال سے خواجہ کو اطلاع دی خواجہ نامہ پڑھکر صبا عیار سے بہت خوش ہوئے اور کہا میں
تمہارے ساتھ چلکر اوتار شاہ کو قتل کرتا ہوں عوض طاؤس شاہ کا لیتا ہوں یہ کہکر خواجہ نے شکل اپنی بصورت کتارہ کابلی بنائی
پھر صبا عیار کے ہمراہ قلعہ اوتار میں داخل ہوئے جب روبرو اوتار شاہ پہونچے سلام کر کے کھڑے رہے اوتار شاہ نے
صبا عیار سے پوچھا یہ کون شخص ہے صبا عیار نے بموجب سمجھانے خواجہ کے عرض کیا خداوند نعمت یہ زوبین کامرانی کے
بھانجے ہیں نام انکا کتارہ کابلی ہے یہ عیار ہیں میں نے بموجب حکم حضور نامہ جاکر دیدیا زوبین نے نامہ پڑھکر انکو ہمراہ
میرے کر دیا ہے اور زبانی مجھسے کہدیا ہے کہ میں جلد تمام فوج لیکر آتا ہوں عمرو وغیرہ کو قتل کرتا ہوں اور کوئی بات آہستہ انسے
کہی ہے اوس بات سے مجھے آگاہی نہیں ہے آپ انسے دریافت کیجئے اوتار شاہ نے کتارہ کابلی نقلی سے پوچھا زوبین نے
تم سے کیا کہا ہے بیان کرو کتارہ کابلی نقلی نے عرض کیا اگر تنہائی میں آپ تشریف لیچلیں تو میں بیان کروں سروبار اس بات کا

اظہار نکرونگا اوتار شاہ یہ سنکے تخت سے اوٹھکر کتارہ کابلی کو ہمراہ لیکر ایک خالی مکان مین گیا پہلے ایک کرسی جواہر نگار
پر خود بیٹھا پھر ایک چوبی کرسی پر کتارہ کابلی کو اجازت بیٹھنے کی دیکر پوچھنے لگا کہو زروبین نے کہا کیا ہے کتارہ کابلی نے
کرسی پر بیٹھکر ایک ڈبیا جواہر نگار اپنی کمر سے نکالی اور اوتار کو دیکر کہا یہ ڈبیا زروبین نے دی ہے مجھے نہین معلوم اس ڈبیا
مین کیا ہے ذرا اسکو کھولکر دیکھئے اوتار شاہ جو ڈبیا کھولی چونکہ سفوف بیہوشی اس ڈبیا مین بھرا تھا ڈبیا کھولنے سے بیہوشی اڑکر
اور دماغ مین بادشاہ کے سرایت کرگئی اوتار شاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر کرسی سے گر پڑا لگا اوسوقت خواجہ
آہستہ یہ نعرہ کیا شعر عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم * سنگ از رخ بجنگ بہ اختر ببرم * در محفل خسروان چو گردم ساقی * ہیچ
بسپر سبو و ساغر ببرم * یہ نعرہ کرکے جلد تر خواجہ نے اوتار شاہ کے کپڑے اوتار کر ایک لنگی مین باندھ کر نذر زنبیل کیا
پھر جلد اوتار شاہ کی شکل بنکر جسقدر اوس مکان مین نقد و جنس مناسب مال خواجہ نے جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا صبا
عیار ایک گوشہ سے تمام حال دیکھکر پاس خواجہ کے گیا اور کہنے لگا بیشک آپ شہنشاہ عیاران ہین مثل مشہور آپکا روئے زمین پر فن
عیاری مین علیم ہین عجب تدبیر سے آپ نے اوتار نابکار کو بیہوش کیا ہے آپکے سامنے کوئی حیلہ عیاری نہین کرسکتا ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ یہ کیا عیاری ہے اگر تم ہماری نازک عیاریان دیکھوگے تو نہایت متحیر ہوگے یہ کہکر خواجہ نے صبا عیار کو رنگ روغن نکالکر بصورت
کتارہ کابلی بنایا بعد ایک پہر کے خواجہ بشکل اوتار شاہ و کتارہ کابلی کو ہمراہ لیکر مکان سے نکلکر مسکراتا ہوا قریب تخت پہنچے
حکومت تمام سرداران لشکر وغیرہ برائے تعظیم اوٹھ کھڑے ہوئے خواجہ نے تخت پر بیٹھکر کہا کہ افسران لشکر مین زروبین سے ہم
مسلمان ہوگیا تم سبکو لازم ہے کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤ سرداران لشکر و امراء وغیرہ نے گفتگو اوتار شاہ کی نقلی
سنکے خیال کیا کہ اوتار شاہ کہ ہماری بات و مذہب کا امتحان کرتا ہے اگر ہم یہ کہینگے کہ ہم بھی مسلمان ہوگئے تو مثل طاؤس شاہ
ہمکو قتل کریگا پس لازم یہ ہے کہ مسلمان ہونے سے عذر کرین یہ خیال کرکے جملہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ
پہلے ہم بموجب حکم طاؤس شاہ مسلمان ہوگئے تھے جب حضور رونق افزائے تخت ہوئے طاؤس شاہ کو حضور نے بوجہ
مسلمان ہوجانے کے قتل کیا ہم سبنے خائف ہوکر پھر دین آبائی اختیار کرلیا اور گھڑی گھڑی مسلمان ہونا اور دین بدلنا ہمکو
اچھا نہین معلوم ہوتا ہے آیندہ جو حکم حضور ہو ہم بسر و چشم بجا لاتے ہین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اہل دربار اوتار شاہ کے
خوف سے دین اسلام اختیار کرنے سے انکار کرتے ہین یہ سمجھکر خواجہ نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری
اے سرداران لشکر وامرائے عالی گہر کیون اوتار شاہ سے خوف کرتے ہو شاہ کو مین نے گرفتار کرلیا ہے بیہوش
اور مدہوش میری زنبیل مین ہے یہ کہکر خواجہ نے اوتار شاہ کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھا اور ہوشیار کرکے
اوس سے کہا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو اوس نے انکار کیا خواجہ عمرو نے اوسے ہلاک کیا اہل دربار اوتار شاہ
کے ہلاک ہونے سے خوش ہوئے اور بخوف خواجہ سب نے اطاعت و فرمانبرداری خواجہ کی
مسلمان ہوکر اختیار کی پھر خواجہ نے صبا عیار کو حاکم قلعہ کیا اور تخت پر بیٹھا کر اہل دربار سے نذرین دلوا کر در
قلعہ کھلوایا اور ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران نامدار وغیرہ کو قلعہ مین بلایا ملکہ مہر نگار ایک جگہ قلعہ مین بصد
پردہ داری قیام پذیر ہوئین سرداران لشکر جابجا مقیم ہوئے خواجہ نے حکم دیا کہ طاؤس شاہ اور
جملہ مردمان مقتول سپاہ کو غسل و کفن دیکر نماز پڑھکر دفن کرو اہل قلعہ نے بموجب حکم مقتولین کو دفن کیا پھر حکم
خواجہ سے در قلعہ بند ہوا پل تختہ اوٹھوالیا گیا خندق مین پانی بھروا دیا گیا قلعہ پر زیادہ تر توپین لگوادین لیکن بیان
جنگ بخوبی کیا گیا یہان تو خواجہ نے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا وہان زروبین کو
معلوم ہوا کہ خواجہ وغیرہ اس قلعہ سے نکلکر قلعہ اوتار مین گئے ہین اور اوتار شاہ کو مار ڈالا ہے اہل قلعہ کو مسلمان کیا

ژوبین وغیرہ یہ خبر سنکے برہم ہوے اور اُسی وقت لشکر لیکر وہان سے چلے بعد قطع راہ جب قریب قلعۂ اذنار پہونچے مقیم
ہوے ہرمزاد و فرامرزاد و ژوبین نے ہنگام شب طبل یورش بجوایا صداے طبل بلند ہوئی اہل قلعہ نے آواز طبل
سنی بہادر سامان جنگ کرنے لگے بزدل پریشان خاطر ہوے اسیطرح لشکر ہرمز و فرامرز مین بھی دلاور سامان جنگ
وپیکار مین مشغول و مصروف ہوے اور نامرد خوف جان سے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے غرض تمام شب
دونون جانب سامان جنگ ہوئی ہوا جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ قلعۂ گردون مین خبر آمد شاہ خاور سنکے بیتاب
ہوا اور لشکر ثوابت و سیار سپاہ نور مہر سے شکست رسیدہ ہوا اعظم نشانِ شب ہوا عالمے تاثیر
آثار رنگ اخترون کا صورت دود دہ سحر پہر ہوے کے تاج مہر سر پر ہوئی رونق فزا باحشمت وفر وہ وقت سحر
ژوبین کامرانی نے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ اپنا لشکر قلعہ سے علیحدہ ہٹ کر کھڑے ہو جائے آج میرے حملہ
کرنے کا تماشا دیکھیے ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گئے ایک میدان مین صف آرا ہوے ژوبین نے
اپنے لشکر کو حکم کمربندی دیا مردان لشکر زرہین پہننے لگے خود آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے سائیس گھوڑون
کو زین لجام سے آراستہ کرنے لگے و کیون کے تنگ چست کرنے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہونے لگے زنجیر آہنی سے
کمر کسنے لگے باجے جنگی بجنے لگے علم لشکر سربلند ہوے جب ژوبین مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا جملہ سوار کہ جو
دو لاکھ کے تھے ہمراہ ژوبین چلے اور سب باجے جنگی بجتے تھے جملہ سوار گھوڑون کی باگین اوٹھائے تیغین کھینچے ہوے
غل و شور کرتے ہوے عقب ژوبین چلے جاتے تھے ژوبین کے ہاتھ مین گرز گران سر تھا گینڈے دوڑاتا ہوا جانب
در قلعہ چلا جاتا تھا گھوڑون کے دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا جب ژوبین سامنے قلعہ کے پہونچا خواجہ عمرو نے
گولندازون کو حکم دیا برابر گولے مارو اور تیراندازون اور عیارون سے کہا تم بھی تیر اور پتھر مارو خبردار ژوبین کو
اس قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون وغیرہ نے حسب الحکم گولے اور تیر اور پتھر وغیرہ مارنے شروع کیے سواران لشکر
ژوبین ہلاک ہو کر زمین پر گرنے لگے آگ قلعہ سے گویا برسنے لگی دھوان مانند ابر کے چھا گیا چمک سے آثار برق ظاہر ہوے
گولے برسنے لگے زمین دہلنے لگی ژوبین گرز گران سے گولونکو رد کرتا ہوا دلیرانہ قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نہایت
گھبرائے خواجہ عمرو بھی پریشان خاطر ہوے اسوقت اہل قلعہ نے ہنڈیان بارود کی اور گرم گرم تیل کڑھاؤن مین بھر بھر کر جانب ژوبین
پھینکنا شروع کیا تیراندازون نے تیر دوزخی بارش کی عیارون نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارنا شروع کیے ژوبین تیر اور پتھر
وغیرہ سے اپنے تئین بچاتا ہوا آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ناگاہ خواجہ نے قلعہ سے دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ
برادران ژوبین کامرانی تین لاکھ فوج سے براے مدد برادر آتے ہین خواجہ عمرو فوراً کمر کی قلعہ کی کمو ہلکر اور کتارۂ کابلی
کی صورت بنکر بعجلت پاس قاہر شاہ و قہرمان شاہ کے پہونچے اور مودب سلام کرکے کہا کہ آپ کے بھائی نے بعد سلام
آپسے کہا ہے کہ یہ لشکر جو سامنے صف آرا ہے حمزہ صاحبقران کی فوج ہے مین اسطرف سے انھین ہلاک کرتا ہون
آپ اودھر سے انھین قتل کیجیے تا فرزنہ کیجیے کتارۂ کابلی نقل تو یہ کہکر پھر اپنے قلعہ مین چلے گئے قاہر و قہرمان شاہ نے
تین لاکھ فوج سے بعجلت ہرمزاد اور فرامرز کے لشکر پر ایکبار حملہ کیا ہرچند ہرمز اور فرامرز نے کہا ای قہرمان شاہ
ہمسے کیون لڑتے ہو کچھ بیان تو کرو لیکن اوس غل و شور مین قاہر شاہ و قہرمان شاہ نے ہرمزاد و فرامرز کی آواز
سنی بلکہ اوس ہنگامہ مین صورت بھی اونکی نہ دیکھی جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر دور تک میدان مین چمکنے
لگی ابر سیاہ وغا اونکا اور تھا بارش تیر دونکی ہونے لگی سر شل دلاورون کے تن سے کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے دلاوران لشکر
کے نعرون کی ایسی صدائین بلند ہوئین مرحوم کو ثابت ہوا کہ رعد کی آواز ہے بزدل صداے بہادران سنکے تھرانے لگے

غرض جانبین کے سوار و پیدل قتل و زخمی ہونے لگے خون میں نہانے لگے خون کی ندیان میدان کارزار میں نظر آئیں سر
حباب کے مانند سیل خون میں نظر آنے لگے تن بے سر بصورت کشتی دکھائی دینے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے ہنگامہ
حشر برپا ہونے لگا زروبین در قلعہ تک پہونچ گیا اور ارادہ قلعہ کے توڑنے کا کرتا تھا کہ ایک ہنگامہ قیامت دیکھا اور
شور و غل سنکے سمجھا کہ حمزہ یا سرداران حمزہ مثل بہرام گرد و لندھور لشکر کثیر لیکر آئے ہیں بڑی شجاعت و دلیری سے لڑ
رہے ہیں میدان کارزار کو جنبش ہے اور تلواروں کی جھنکار یہاں تک آتی ہے ایسا نہو کہ ہرمز اور فرامرز شہزادگان ذیجاہ
قتل ہو جائیں مجکو لازم ہے کہ جلد جاکے مدد ہرمز اور فرامرز کی کیجئے وہاں پہونچکر آج قلعہ کو نہ لے کل قلعہ پر قبضہ کر لینا
سمجھکر قلعہ کیطرف سے گھوڑے کو پھیرا اہل قلعہ نے زروبین کو جاتے دیکھکر تعجب کرکے شکر خدا کیا گولے اور تیر وغیرہ
لگانے سے ہاتھ روکا زروبین نے میدان کارزار میں پہونچکر دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ ہر چند جنگ
رستمانہ کر رہے ہیں لیکن لشکر ہرمز اور فرامرز سے پسپا ہوتے جاتے ہیں مردان زن فرامرز آگے بڑھتے ہیں ہزار
لاشیں زمین پر تڑپ رہے ہیں زخمی چلا رہے ہیں گھوڑے کوتل دوڑ رہے ہیں لاشیں اپنے راکبون کی پامال کرتے
ہیں صدائے گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے لاشیں پر لاشیں گر رہی ہے دریائے خون مقتولان بہ رہا ہے
زروبین اپنے بھائیونکو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوا آواز بلند گھوڑے پر کھڑا ہوکر پکارا اے قاہر اور قہرمان
شاہ دست خود را نگہدارید اے کیون لڑتے ہو بیکار خون ریزی کرتے ہو یہ لشکر ہرمز اور فرامرز کا ہے دشمن
انجمن کا نہیں ہے یہ کہکر پھر ہرمز اور فرامرز سے مخاطب ہوکر پکارا اے شاہزادگان ذیجاہ یہ لشکر قاہر و قہرمان
شاہ میرے بھائیون کا ہے آپ میرے بھائیون سے نہ لڑے اپنے جدال و قتال نہ کیجئے قاہر و قہرمان شاہ
اور ہرمز اور فرامرز نے آواز زروبین کی سنکر لڑائی موقوف کی زروبین قہرمان اور قاہر شاہ کے پاس گیا
بعد سلام کے پوچھنے لگا اے بھائیو تم فرزندان نوشیروان سے کیون لڑے انھون نے جواب دیا آپ ہی نے
تو ہمارے پاس گتارہ کابلی کو بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ لشکر امیر ہے اسے قتل کرو ہم نے بموجب آپ کے
کہنے کے قتل کرنا شروع کیا زروبین نے جواب دیا میں نے تو گتارہ کابلی کو تمہارے پاس نہیں بھیجا تھا
غرض زروبین اور قاہر اور قہرمان شاہ کی گفتگو سنکے ہنسا اور کہنے لگا تم سب سچ کہتے ہو گتارہ کابلی
کی صورت بنکر خواجہ عمرو آئے ہونگے یہ انھیں حضرت کی ادنی عیاری ہے قاہر اور قہرمان شاہ نے یہ سنکے
ہرمز اور فرامرز سے عذر کیا ہرمز اور فرامرز نے عذر قبول کیا زروبین نے پھر قلعہ پر حملہ کیا بعض راوی کہتے ہیں
دوسری روز وقت سحر قلعہ پر حملہ کیا چونکہ خواجہ عمرو نے سامان جنگ بخوبی کر لیا تھا ہر وقت حملہ کرنے
زروبین کے بحکم خواجہ عمرو اسقدر گولے گولندازون نے مارے کہ زروبین آگے نہ بڑھ سکا در قلعہ تک کسی طرح
نہ پہونچ سکا ہزارون سوار ہلاک ہوئے آخر بعد دو پہر کے ڈھلنے کے زروبین طبل باز جنگ بجا کر پلٹا اور قلعہ کا محاصرہ
کرکے بیٹھ رہا احوال زروبین اور عمرو کا انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا

داستان پیدا ہونا ملکہ قمر شیہ سلطان کا اور رخصت ہونا امیر کا شہپال کی مہر چھوڑ دینا دیوون کا امیر کو صحرائے حیرت کدہ سلیمانی میں بحکم ملکہ آسمان پری اور دب جانا امیر کا پشتہ ریگ میں پھر زندہ نکلکر جانا ہمراہ ملکہ آسمان پری کے گلستان ارم میں

راویان شیرین زبان اس داستان بےمثال کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ بعد گذرنے ایام حمل کے جس روز بطن ملکہ
آسمان پری سے دختر فرخندہ فال و یوسف جمال شیر صولت خورشید طلعت پیدا ہوئی حمزہ صاحبقران

بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے عبدالرحمن جنی و دیگر دیو و پریزاد ذی قدر و ذی رتبہ جیسے قدر و مرتبہ مین ویسا بیٹھے
ہوئے تھے ناگاہ ارزق پری نے روبرو امیر حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے امیر مبارک ہو اسوقت ملکہ آسمان پری
کے بطن سے ایک دختر خوبصورت پیدا ہوئی ہے امیر دختر کے پیدا ہونے سے رنجیدہ ہوئے بعوض خوشی مغموم ہوئے
عبدالرحمن جنی نے امیر کو غمگین دیکھکر عرض کیا اے امیر مجکو اپنے علم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی نہایت شجاع
اور بہادر ہوگی اکثر آپکے فرزندون سے طاقت و قوت مین زیادہ ہوگی اور نہایت جمیل ہوگی اسس دختر کو آپ فرزند کی
بہتر خیال کیجیے پنج : کیجے حمزہ صاحبقران نے عبدالرحمن جنی سے فرمایا اسس دختر کا نام رکھئے عبدالرحمن
جنی نے بعد غور و فکر عرض کیا نام اس دختر کا ملکہ قریشیہ سلطان رکھنا مناسب ہے امیر با توقیر نے نام سنکے
فرمایا بہتر ہے یہی نام رکھنا مناسب ہے ارزق پری گفتگوے امیر و تقریر عبدالرحمن جنی سنکے چلی گئی اور شہیال
بن شہرخ اور ملکہ آسمان پری سے عرض کیا کہ نام اس دختر کا بموجب ارشاد امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے
عبدالرحمن جنی نے قریشیہ سلطان رکھا ہے شہیال اور ملکہ آسمان پری دونون یہ نام سنکے خوش ہوئی
بعد کئی روز کے شہیال نے قریشیہ سلطان کی نہایت دھوم سے چھٹی کی کئی دن تک بزم عشرت آراستہ رہی
تازیقان پریزاد کا بالخصوص اکثر شاہان پردۂ قاف بھی آئے اور شریک بزم عشرت ہوئے بعد جشن کے کل زن
و مرد جو مہمان سب تھے رخصت ہوئے اُسی دن وقت شب امیر با توقیر کو ملکہ مہرنگار کا خیال آیا دل پہلو مین بیتاب
ہو گیا چشم پر نم ہوئی لب آہ و نالہ سے آشنا ہوئے آنکھون سے ہجر ملکہ مہرنگار مین آنسو جاری ہوئے یہ حال ہوا
ابیات شان درد نے چھیڑا جگر کو وہ ہوا نا منسی ہر چشم کو وہ بیان تک اشک غم مژگان سے ٹپکے + کہ پھٹکارات بھر
دامان ... بیٹھے + وہ شب بہزار آہ و زاری و بنالہ بیقراری بصد مشکل بسر کی ہنگام سحر امیر با توقیر نے نماز سحر پڑھکر
شہیال بن شہرخ پاس جاکر کہا کہ مین آٹھ روز کا وعدہ کر کے یہان آیا تھا مجھے یہان ایک زمانہ گذرا ہے میرے
لشکر کے سردار وغیرہ سب پریشان خاطر ہونگے عبدالرحمن جنی نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے
لیچلے جائنگا اب زمانہ نو مہینے وہی زیادہ گذرا ہے مین از حد پریشان خاطر ہون آپ مجھے رخصت کیجیے میرے لشکر
کے سردارون کے پاس مجھے بھجوا دیجیے اگر مین وہان نہین جاونگا تو رنج و صدمے سے ہلاک ہو جاونگا شہیال
بن شہرخ نے پہلے تو کہا کہ بعد تھوڑے دنون کے مین تمہین وہان پہونچا دونگا آخر اصرار امیر با توقیر سے شہیال
نے مجبور ہوکر چند دیوون کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے شہیال نے کہا امیر با توقیر کو ایک تخت روان پر بٹھا کر جلد
انکے لشکر کے سردارون کے پاس انہین پہونچا دو جب یہ خبر ملکہ آسمان پری نے سنی امیر با توقیر کو بلا کر پوچھا
مجھے چھوڑ کر کہان جاتے ہو امیر با توقیر نے فرمایا مین ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان سے آٹھ روز کا وعدہ
کر کے یہان آیا تھا مجکو یہان زمانہ زیادہ گذرا وہان ملکہ مہرنگار میرے انتظار مین بیقرار ہوگی اور جملہ سرداران
لشکر بھی پریشان خاطر ہونگے ادھر مین اُن سب کی جدائی سے بیتاب ہون شب و روز انہین کا خیال رہتا ہے
خصوصاً ملکہ مہرنگار ہر وقت مجھے یاد آتی ہین اونکی مفارقت مجکو شاق ہے اسوجہ سے جاتا ہون ورنہ ابھی یہان سے
نہ جاتا ملکہ آسمان پری ملکہ مہرنگار کا ذکر سنکے برہم ہوئی امیر سے تو کچھ نہ کہا لیکن علیحدہ جاکر ارزق پری کو
بلا کر اس سے کہا کہ جو دیو امیر کو لیجائینگے اون سے میرے طرف سے جلد جاکر یہ کہدو کہ ملکہ آسمان پری نے تم سے
تاکید کہا ہے کہ امیر کو بیابان مین لیجاکر حیرت کدۂ سلیمانی مین چھوڑ دینا جہان امیر کہین وہان ہرگز ہرگز نہ لیجانا ارزق پری نے حکم
ملکہ ان دیوون سے جاکر کہدیا دیوون نے عرض کیا آپ ہماری جانب سے عرض کر دیجیگا کہ ہم بموجب حکم حضور امیر کو وادی حیرت کدۂ سلیمانی مین

چھوڑ کر چلے آئینگے اپنا علم بجا لاینگے جو کچھ دیوؤں نے عرض کیا تھا ازرق پری نے ملکہ سے کہدیا امیر ملکہ اور شہپال بخوشی
جا کر تخت پر بیٹھے شہپال امیر کے جانے سے ملول ہوا ملکہ چونکہ ہمراہ تھی ملول نہ ہوئی دیووں نے تخت اٹھایا اور ایک جانب چلے
بہت سے کوہ و دشت طے کرتے راہ دور و دراز کے جب حیرت کدہ سلیمانی میں پہونچے تخت کو وہیں رکھکر امیر سے کہنے لگے ہوقت ہم سب
گرسنہ ہیں آپ کہیں تو ہم اکل و شرب سے فرصت کرلیں تو پھر آپ کو لیچلیں امیر سمجھے کہ دیو بھوکے ہیں بعد فراغت آپ طعام
پھر تخت اٹھا کر لیچلینگے یہ خیال کرکے امیر خاموش ہو رہے دیو وہاں سے آگے بڑھے امیر نے تو یہ تصور کیا کہ کہیں آپ طعام کی
جستجو میں جاتے ہیں لیکن وہ بموجب حکم ملکہ امیر کو وہاں چھوڑ کر جانب گلستان ارم روانہ ہوئے جب گلستان ارم میں پہونچے ملکہ سے جاکر
عرض کیا حضور ہم امیر کو حیرت کدہ سلیمانی میں چھوڑ چلے آئے ہیں ملکہ یہ سنکے خیال کرنے لگی کہ امیر ملکہ مہرنگار اپنی معشوقہ کے
پاس اب کیونکر جاسکینگے زندگی بھر راستہ نہ پاسکینگے جگہ نامانوس کرکے اور مجھسے جدا ہوکر راحت نہ پاوینگے ایک روز حیرت کدہ سلیمانی
میں تڑپ تڑپ کر رہ جاوینگے آرزووں کی بر آئیگی مہرنگار نگوڑی سے وصل اونھیں میسر ہوگا یہ خیال کرکے ملکہ قریشیہ سلطان کو گود
میں لیکر پیار کرنے لگی وہاں امیر دیووں کا انتظار کرکے تخت سے اٹھے اور خیال کرنے لگے افسوس دیووں نے مجھسے دغا کی مرکب جب
سیہ قیطاس کو بھی بعجلت گلستان ارم میں چھوڑ آیا اگر ہوقت مرکب ہوتا تو اسپ سوار ہوکر راہ بعید آرام سے کرتا تکلیف نہ اوٹھاتا
یہ خیال کرکے خیال ملکہ مہرنگار میں ایک طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کانٹوں سے پاؤں فگار ہو گئے تلوؤں میں چھالے
پڑ گئے جوں سے پانی ٹپکنے لگا کانٹے جو تلوؤں میں چبھ گئے تھے خون تلوؤں سے بہنے لگا کانٹوں کی خلش سے روح کو
صدمہ پہنچنے لگا حرارت آفتاب سے پسینے میں تر ہوگئے غبار ہوائے گرم سے اوڑ اوڑ کر رخ پر پڑنے لگا خار صحرا الف
تن بر قدم پر چبھنے لگے وہ صحرائے حیرت کدہ سلیمان جس میں ہر ایک قدم ظہور حیرانی و پریشانی وہ تمازت آفتاب کہ
جس سے قلب و جگر کباب ہو جاوے لاکھ جستجو کرے کوئی چشمہ سوائے چشمۂ آفتاب کے نظر نہ دے وہ صحرائے
ہولناک زیر افلاک ایسا تھا کہ روح قیس نے بھی اُس بیابان کو کبھی خواب میں نہ دیکھا تھا زمین صحرا حرارت
آفتاب سے جلتی تھی لو دم بدم چلتی تھی صرصر درخت کثرت لو سے خشک تھا برگ و ثمر سے
مجبور تھا ہر ذرہ اُس وادی کا غیرت وہ آفتاب تھا طبیعت اس زمین وحشت کا کرۂ نار کا جواب تھا جن بھی
اس صحرا میں بخوف ہلاکت نہ آتے تھے دیو حتی الامکان بخوف اس وادی پر خطر میں نہ جاتے تھے کیونکہ وہ

صحرا ایسا ہوا کہ وحشت افزا تھا	نظم	اکثر ان کو رنج کیا اپنی قلم کو	بلا انگیز تر وحشت عدم سے
تمازت سی عیاں جوش تباہی	ترنجی ریگ مثل ریگ ماہی	نہ سایہ تھا نہ برگ خشک تھا	برنگ شاخ آہو ہر شجر تھا
کف سائل صورت چشمۂ آب	ہوائے گرم سے ہر مرغ بیتاب	حرارت کی وہ طغیان اوٹھا جگر	طپش سی آبلہ پڑتا زمین میں
عالم دیکھ کر دشت بلا کا	نظر میں پھر گیا سامان قضا کا	دو فرشتگی لایا غضب میں	ہوئی جان بھی نہان آغوش تنگ
وہاں مانند سنگ میل تنہا	فقط حمزہ تھے مونس حیرا	طلسم قدرتی پیش نظر تھا	وہ صحرا جاوگاہ قہر و شر تھا

امیر با توقیر نہایت حیران و پریشان یاد ملکہ مہرنگار میں بصد دشواری بادیہ پیمائی کرتے تھے ایسے اشعار

پریشان خستہ آوارہ بیکھو	ملے پھرتے بیابان دشت وہاں ہو	نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و حشم تھا	نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا
دل پر سوز و جان شعلہ پیوند	گذرگاہ و خیال چند در چند	کبھی گریاں غم اہل وطن میں	کبھی حیران تپ داغ کہن میں
کبھی شاکی دل ناصبور ہنسی	کبھی دل تنگ ہو آسمان کی	کبھی پیش نظر اور ننگ تقدیر	کبھی سر بجیب غم سے دلگیر
کبھی کہتے کہ یارب میں کہاں ہوں	کیوں پامال ہو آسمان ہوں	کہاں لائی مجھے قسمت کہانی	کہاں لیجا ہی وحشت ہائے
کبھی کہتے دل مضطر سے اپنے	لوٹنگا کس طرح لشکر سے اپنے	وہاں ہر ایک پہر روز و شب	گذرتی ہوگی کیا بے آپ داغ

اجابت جو دے جواب ہو گئے | میری فرقت میں سب بیتاب ہو گئے
کہ ناگاہ صبح تھی ہو گئی جدا | وہی نالہ ہوا صحرا میں پیدا

پہنچی نہ مجھے پھر یاس بیعت | ہوئے شرمندۂ احسان رحمت
کہا میں ماندگی سے ہو کے بیتاب | کیا آنکھوں نے میل بو سے خواب

ہوئی غفلت کہ بیداری ہمہ تن ہوش | بجا لاؤں دل و جان رخصت ہوش
کیا روح جان پہچان نے اپنا | تعلق عالم علوی سے پیدا

یکایک ق ... بایں پاک | لگا اپنے کو کیا آرام پا کر
محبت میں سر آرام جان کیا | پلٹنے لشکر و طبل و نشان کیا

نہ سمجھو ہر دے صادقی کو | لگایا دل تمام عاشقی کو
یہ سب سامان تراشنگ جا ہے | خلاف غیرت اہل وفا ہے

اگر دل میں یہی جوش ہوس تھا | تو عاشق در پئے سوز نفس تھا
محبت بانٹے ... | بس مشکل ہے یہ آسان نہیں ہے

امیر زرہ اور تیغ وغیرہ جسم سے اتار کر جا بجا زمین پر پھینک کر زیر پشتۂ ریگ پاؤں پھیلائے ہوئے تھے کہ یکایک ہوائے تند چلی اسوقت کثرت ہوائے پشتہ ریگ کا امیر پر گر پڑا امیر زیر ریگ دب گئے فقط پاؤں کھلے رہے اسوقت ملکۂ آسمان پری کا دل گھبرایا بیتاب ہو کر عبدالرحمن جنی کو بلایا جب عبدالرحمن جنی روبرو ملکہ آئے ملکہ نے پوچھا جلد بتائے اسوقت امیر کس جگہ ہیں اور کس حال میں ہیں میرا دل نہایت گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے عجب نہیں کہ امیر کسی بلا میں گرفتار ہو گئے ہوں عبدالرحمن نے اپنے علم سے دریافت کر کے کہا اے ملکہ غضب ہو گیا امیر صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی میں زیر ریگ دب گئے ہیں مگر ابھی جسم میں کچھ رمق باقی ہے کوئی دم کے مہمان ہیں اگر آپکو خبر امیر لینا ہو تو جلد لیجئے ورنہ امیر تھوڑی دیر میں ہلاک ہو جائینگے ملکہ اگرچہ ذکر ملکہ مہر نگار سننے سے امیر سے ناراض ہوئی تھی لیکن عبدالرحمن جنی سے حال امیر سنکے ایسی بیقرار ہوئی کہ اسیوقت تخت پر بیٹھکر حیرت کدۂ سلیمانی کو روانہ ہوئی جب قریب پشتہ ریگ کے پہونچی دیکھا کہ خود و زرہ و حرب سلیمانی وغیرہ جا بجا تمام پڑا ہے امیر زیر ریگ دبے ہوئے ہیں فقط ایک پاؤں کھلا ہے یہ حال دیکھکر بیتاب ہو کر دیوؤں کو حکم دیا کہ جلد اس ریگ سے امیر کو نکالو دیوؤں نے ریگ سے امیر کو باہر نکالا ملکہ نے اپنے زانو پر سر امیر کا رکھا غور سے دیکھا ذرا سی جان باقی تھی اسوقت ملکہ کا رونا اور تدبیریں ہوشیار کرنے کی دمبدم کرنا منقش کیا نقش بامیں خلاصہ یہ کہ بمشکل تمام و بقدرت خالق خاص و عام امیر کو ہوش آیا آنکھیں کھولکر جو دیکھا سر اپنا آغوش ملکہ میں پایا امیر نے سر اپنا زانوئے ملکہ سے اٹھا کر بالائے زمین رکھا ملکہ نے سبب پوچھا امیر نے جواب دیا اب سر میرا زانوئے ملکہ مہر نگار کا ہے ملکۂ آسمان پری نے برہم ہو کر کہا مہر نگار آدمزاد مجھ سے اچھی ہے یہ میرے حسن و جمال سے اوسکا حسن و جمال زیادہ ہے امیر نے جواب دیا فی الحقیقت اسکے حسن دلفریب کے آگے تمہاری اس گوری صورت کی کچھ حقیقت نہیں ہے ملکہ نے دیکھا کہ امیر غضبناک ہیں اور سوائے حکایت مہر نگار کے کوئی ذکر امیر کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اسوجہ سے ملکہ نے جواب نہ دیا اور واسطے رفع کرنے برہمی مزاج کے ملکہ قریشیہ سلطان کو امیر کی آغوش میں بٹھا دیا قریشیہ سلطان آغوش امیر میں مسکرانے لگی ہاتھ پاؤں مارنے لگی غصہ امیر کا اور خیال مہر نگار کا قریشیہ سلطان کو دیکھکر کم ہوا امیر اپنی دختر کو پیار کرنے لگے ملکہ نے دیوؤں سے کہا خود و زرہ اٹھا لاؤ جب یہ زرہ وغیرہ اٹھا لائے ملکہ نے امیر سے کہا کہ اب زرہ پہنو خود سر پر رکھو حرب سلیمانی کمر سے باندھو میرے ساتھ گلستان ارم میں چلو امیر نے جواب دیا اے ملکہ اب میں مہر نگار کے پاس جاؤنگا ملکہ نے منت کی کہا آپ میرے ساتھ چلئے بعد چھ مہینے کے میں آپکو خواہ مہر نگار کے پاس پہونچا دونگی امیر با توقیر نے خیال کیا اگر حیات باقی ہے تو چھ مہینے جلد گذر جائینگے بعد چھ مہینے کے یہاں سے ملکہ مہر نگار کے پاس چلا جاؤں یہ خیال کر کے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران راضی ہوئے ملکۂ آسمان پری امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر صحرائے حیرت کدۂ سلیمان سے گلستان ارم میں لائی شہپال کو امیر کے آنے کی اطلاع ہوئی عبدالرحمن جنی امیر کے آنے سے خوش ہوا امیر بصد راحت و آرام گلستان ارم میں رہنے لگے

واسطے طلایہ کے اٹھتے تھے گرد لشکر پھرتے تھے اور مشعلیں روشن تھیں ہوشیار باش اور خبردار باش کہکر دونوں جانب اہل لشکر کو ہشیار کرتے تھے نقیبان خوش آواز بھی دونوں لشکروں میں پکارتے تھے آج دلاوران کی رات آرام و استراحت سے بسر کرنا نہیں جانتے ہیں حریف کا بے ہوشیار رہو آلات حرب و ضرب کے درست کرو ہنگام سحر قریب ہے میدان جنگ میں بیدار دلو وجہ مصاف میں قدم نہ بانا سر کٹنے کا ذکر نہ کرنا آبرو کا خیال کرنا حق نمک خواری ادا کرنا میدان میں ثابت قدم رہنا بڑھ بڑھ کر نیزہ و شمشیر چلانے پر روکنا آنچ حریف کو سر میدان ٹوکنا نہ بے دیوانہ کرنا جنگ پر ستانہ کرنا دلاوران لشکر میں جرأت و شجاعت ظاہر کرکے نام پیدا کرنا اگر قدم میدان جنگ سے ہٹاؤ گے و کھیں پیچ کے دینے میں بچاؤ گے آبرو خاک میں ملاؤ گے دلاوروں کی نظروں سے گر جاؤ گے نامرد بزدل مشہور ہو جاؤ گے غرض اسطرح نقیبان خوشنوا مردان لشکر کو ترغیب جنگ کی دیتے تھے دلاوران لشکر تیاری جنگ میں مصروف و مشغول رہے رات

بڑی سامان ظلمت پر تباہی	دھواں ہوکر چلی سب کی سیاہی
اجالا شمع پر آئی اداسی	چراغ شب میں پہلی مد ہوا سی

ہنگام سحر مرزوق شاہ نابکار بیدار ہوکر مع لشکر انبوہ کر و فر میدان مصاف میں آراستہ ہوا ادھر سے لندھور و بہرام گرد بھی بعد ادائے نماز سحر حلیۂ تن پر آراستہ کرکے دعا فتح و ظفر خالق دو جہاں سے مانگ کے بارگاہ سے برآمد ہوئے بہرام مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا لندھور ہاتھی پر سوار ہوا ایک راوی کہتا ہے کہ فیل پر سوار ہوکر مع جملہ جوانان لشکر نصرت اثر جانب میدان رزم مانند دریائے زخار رواں ہوا گھوڑوں کی ٹاپوں سے طبقات ارض کو جنبش ہوئی قدم گاہ زمین بکثرت مردان فوج سے تھرانے لگے غبار عظیم بلند ہوا مرزوق شاہ بد انجام لشکر اہل اسلام دیکھکر گھبرایا جب بہرام گرد اور لندھور بن سعدان شہنشاہ میدان رزم میں پہونچے بیلداروں نے لشکر سے نکلکر زمین ناہموار کو ہموار کیا سقوں نے پانی چھڑکا پھر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر درست ہوا بعد اسکے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور اسطرح پکارے کہ ای بہادرو وقت کارزار ہے لازم ہے کہ دلیرانہ جنگ کرو اپنے حریف کو ہوا تنگ کرو یہ وقت کارزار ہے قبضہ میں تمہاری تیغ آبدار ہے حریف کو نابکار روز شجاعت کا ہے

وہ خطرے کرو آج مانند دیو	کرو اسطرح زیر پیسنی پرن
ذلیل ہائے سلے اگر کوئی دیو	ہووے ہو سب تیغ جنگ میں
کرو آن میدان میں ایسی نبرد	عدو کو کرو قتل شمشیر سے
کہ دشمن بھی بھیرو و میدم آہ سرد	کرو سرکشونکو فنا تیر سے

نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر فرط نشہ بادۂ شجاعت سے مست ہوکر پیچ و تاب کھانے لگے بار بار قبضہ ہائے شمشیر پر ہاتھ عبدالعزیز ہندی اول صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ میں آیا اور مرکب کو دوڑا کر مبارز طلب کیا ادھر سے بہرام گرد نے فتح پانے کے لیے سمند تیز کو بڑھایا اسوقت طبل لشکر شاہ و کری پر آئے باجے جنگی بجے بہرام گرد نے لندھور سے رخصت ہوکر میدان کارزار میں مقابل عبدالعزیز پہونچکر مرکب کو روکا عبدالعزیز نے بقہر و غضب ہنگام نگاورزی مرکب کو بڑھایا ادھر سے بہرام نے بھی گھوڑا بڑھایا ہنگام نگاورزی مردان لشکر جانبین دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عبدالعزیز کا ہٹ گیا اور ایک قدم گھوڑا بہرام کا پیچھا ہوا عبدالعزیز نے مرکب دانتوں میں دبا کر آگے بڑھایا اور غضبناک ہوکر نیزہ سینہ بے کینہ بہرام گرد پر مارا بہرام گرد نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شرر ظاہر ہوئے بعد چند طعنہائے نیزہ کے بہرام نے نیزہ دست عبدالعزیز کا نکالا نیزہ دست عبدالعزیز سے کیا نکلا گویا ایک نیزہ آب خجالت میں غرق ہو گیا سنان نیزہ عبدالعزیز مثل تیر شہاب دور جا کر گری تمام لشکر میں شور ہوا کہ نیزہ عبدالعزیز کے ہاتھ سے نکل گیا عبدالعزیز ہندی نے برہم ہوکر تیغ گرانبار میان سے کھینچا اور مرکب بڑھا کر خبردار کہکر سر بہرام پر لگایا بہرام زیر سپر اٹھانے کو تھا اتفاقا پاؤں گھوڑے کا موشخانہ میں جا پڑا بہرام گرد مرکب کو سنبھالے اور پاؤں گھوڑے کا موشخانے سے نکالے تیغ سر پر پڑ گیا اور تاد و بر دا آیا بہرام نے دستانہ ہاتھ نکل گیا لیکن خون زخم سر سے جاری ہوا عبدالعزیز بہرام گرد کو زخمی کرکے لشکر مرزوق شاہ میں چلا گیا مرزوق شاہ تخت سے اتر کر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آ پکارا کہ او لندھور اگر دعوی شجاعت ہے تو میدان میں آکر مجھ سے مقابلہ کر لندھور بن

تیر انداز تیر لگانے لگے معروف شاہ جلاد آنولنے بجائے خندق کیلئے لے کے درِ قلعہ پر پہونچا اور در قلعہ کو گرز گران سے توڑنے کا قصد کیا ادھر
خاقان چین اور جملہ چینیوں نے دست بدعا بدرگاہ خدا بلند کرکے اسطرح دعا کی کہ اے خالق ارض و جان و اے مددگار بیکسان و عاجزان
مجھکو اپنے بندہ برگزیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہکو معروف شاہ کے شر و فساد سے بچا ابھی خاقان چین وغیرہ یہ گریہ و زاری
درمادرگاہ کبریا مین کر رہے تھے ناگاہ ایک حربہ مثل برق جانب فلک سے گرا اور معروف شاہ در قلعے پر اسکے لگا خاقان
چین وغیرہ یہ حال دیکھکر خوش ہوئے اور لشکر معروف شاہ پر پھر گولے مارنا شروع کئے لشکر معروف شاہ چونکہ بے سردار تھا
شکست کھا کر ہٹ گیا پھر غم معروف شاہ مین نالان و گریان جانب مازندران روانہ ہوا اہل قلعہ شاد و مسرور ہوئے دوہ
بارہ ہزار چینی جو میدان مین زخمی ہوئے تھے بعد دو روز کے زندہ بہرام گرد کو لیکر چین مین داخل ہوئے اور خدمت فیضدرجت
خاقان چین مین حاضر ہوکر تمام حال بہرام گرد کا بیان کیا خاقان چین اپنے پسر کے غم مین نالان ہوا آخر بہ نصیحت بجائے
اکثر چینیون کے کثرت نالہ و بکا موقوف کی اور اپنی بہو کو بخوشی و خرمی قلعہ مین داخل کیا بعد ایام چند بہو کے زوجہ بہرام گرد کے بطن سے
ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا خاقان چین نے نام اوس فرزند کا معظم خان رکھا ہر چند کہ خاقان چین غم بہرام گرد
مین مبتلا تھا لیکن اپنے پوتے کے پیدا ہونے سے خوش ہوا اور بعد کئی روز کے بڑی دھوم سے چھٹی کی بعد چھٹی ہونے کے
خاقان چین معظم خان کو بخوبی پرورش کرنے لگا

داستان جانا لندھور کا جانب ختنائیان بفوج گران اور پکڑ گرفتار ہونا مع دیگر حالات

راویان عالیمقام اس داستان کو یون بیان کرتے ہین مرزوق شاہ ہاتھ سے لندھور کے مارا گیا تھا عبدالعزیز و داراب
شاہ با حال تباہ جانب ختنائیان روانہ ہوئے تھے بعد طے کرنے منازل کے جب قریب ختنائیان پہونچے اور شاہ
ختنائیان عموی لندھور بن سعدان نے سنا کہ عبدالعزیز و داراب شاہ شکست کھا کر قریب ملک کے آئے
ہین شاہ مذکور یہ خبر سنکر اپنے شہر سے مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت نکلا اور باہر شہر کے آکر اون دونون کا استقبال کرکے
اپنے ملک مین لیگیا اور بعزت درست ایک ایوان مین مقیم کیا اور دعوت و ضیافت مین سرگرم ہوا بعد الفراغ دعوت کے
شاہ ختنائیان نے احوال پوچھا عبدالعزیز و داراب شاہ نے تمام احوال اپنا ابتداء سے انتہا تک بیان کیا شاہ ختنائیان
نے کل کیفیت سنکر کہا اے برادران ایمانی اب تم یہان باطمینان تمام رہو اگر لندھور یہان آئیگا مین اوسے گرفتار کرونگا
عبدالعزیز اور داراب شاہ یہ سنکے خوش ہوئے اور باطمینان تمام شب و روز براحت و آرام بسر کرنے لگے انہین عیش و
عشرت مین بسر اوقات کرنے دیجیے مگر اب احوال لندھور بن سعدان کا سنئے کہ جب بہرام گرد رخصت ہوکر جانب ملک
چین چلا گیا لندھور نے چیپور ہندی و عادل شیردل و شہپال ہندی وغیرہ کو مع فوج قلیل جانب ہندوستان روانہ
کیا شہپال وغیرہ بعد طے کرنے منازل کے ہندوستان پہونچے شہپال تخت حکومت ہندوستان پر بیٹھا اور سلطنت کرنے لگا
لندھور نے بعد رخصت کرنے شہپال وغیرہ کے طوفان ہندی و جبہ بیادرو کو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر جانب ختنائیان کوچ کیا لشکر
لندھور ویلغار کئے چلا جب لندھور قریب ختنائیان پہونچا اور ایک میدان مین مقیم ہوا شاہ ختنائیان کو جاسوسون سے معلوم ہوا کہ لندھور
لشکر کثیر لیکر آیا ہے چونکہ شاہ ختنائیان فوج قلیل رکھتا تھا اسوجہ سے لڑنا مناسب نہ جانا مگر عبدالعزیز اور شاہ داراب سے کہنے
لگا کہ لندھور لشکر آیا ہی تم میرے ہمراہ بطرے استقبال چلو مین تمہاری خطا اوس سے معاف کرا دونگا پھر مکر و فریب سے گرفتار
کرونگا اگر یہ تدبیر نکرونگا اوس سے مقابلہ کسطرح کر سکونگا داراب شاہ اور عبدالعزیز راضی ہوئے شاہ ختنائیان عبدالعزیز
و داراب شاہ کو لیکر بحشم و خدم شہر سے نکلا لندھور کو خبر ہوئی لندھور بھی اکثر بہادران چیدہ روزگار و جنگجو کو ساتھ لیکے
آگے بڑھا اثنائے راہ مین شاہ ختنائیان سے ملاقات ہوئی شاہ ختنائیان کے کہنے سے عبدالعزیز و داراب شاہ و ابدھا

بات اپنی بانہ مکر لندھور سے عذر کیا اور سرکشی و خطا پر نادم ہوئے شاہ ختنانیان نے بھی سفارش کی لندھور نے تقصیر عبد العزیز
و داراب شاہ کی معاف کی پھر سبکو اپنے ہمراہ اپنے لشکر میں لاکر دعوت کی بعد تناول کرنے طعام دعوت کے دور جام مے گلگون
ہوا جب دماغ شاہ ختنانیان کا بادۂ ناب سے گرم ہوا لندھور سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ای فرزند برادر میں نے بھی تمہاری دعوت
کی آج تمکو میرے ملک میں چلکر سیر کرو ہنگام سحر دعوت کھاؤ لندھور نے یہ سنکر اور کچھ خیال کرکے عذر کیا شاہ ختنانیان نے کہا
اے پسر برادر آگاہ ہو کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور داراب شاہ اور عبد العزیز بھی از سر نو مسلمان کیا ہے اب تمکو دعوت سے
انکار کرنا چاہیے لندھور نے یہ سنکے جواب دیا اگر آپ مسلمان ہوگئے ہیں تو میں ضرور طعام دعوت کھاؤنگا اب حرف عذر لب پر نہ
لاؤنگا یہ کہکر حکم کیا کہ نازنینان خوبرو جلد حاضر ہوکر روبرو ہمارے رقص کریں بمجرد حکم نازنینان خوبرو و خوش گلو مع سازوں
کے بزم عشرت میں حاضر ہوکر ناچنے لگیں اور غزلیں عاشقانہ گانے لگیں ارباب بزم کا تماشہ کرکے خوش ہونے لگے یہانتک کہ قریب
شام جلسہ عشرت میں نازنینان مہ جبین گاتی رہیں جب جلسہ عشرت موقوف ہوا شاہ ختنانیان لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے
ملک میں گیا شبکو تو دعوت نہ کی لیکن ہنگام سحر بڑے تکلف سے لندھور اور اکثر سرداران لشکر لندھور کی دعوت کی اور جو طعام میں
سفوف داروے بیہوشی شامل کیا جب وہ طعام لندھور وغیرہ نے تناول کیا بعد تھوڑی دیر کے لندھور مع نعمان ہزارہ بیہوش ہوا
شاہ ختنانیان نے خوش ہوکر سبکو گرفتار کیا اور اسوقت حکم کیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم مردان لشکر مسلح ہوئے فوج عبد العزیز
اور داراب شاہ کی مسلح ہوئی شاہ ختنانیان کل فوج کو لیکر چلا جب قریب فرودگاہ لشکر لندھور پہنچا حکم کیا کہ ان سب لا مذہبوں کو
تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو موافق حکم مردان لشکر نے فوج لندھور پر حملہ کیا چونکہ مردان لشکر لندھور شاہ
ختنانیان کے مکر و فریب سے غافل تھے ہنگام جنگ قتل ہونے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہوکر گھوڑوں پر سوار ہوکر
لڑنے لگے کفار کو قتل کرنے لگے تلوار چلنے لگی کافر و مسلمان قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے عبد العزیز و داراب شاہ
اور شاہ ختنانیان کی فوج نے لشکر لندھور کو چار جانب سے گھیر لیا ہرچند بلند خان قندھاری اور طوفان ہندی
اور سیلان ہندی وغیرہ خوب لڑے ہزاروں کافروں کو قتل کیا لیکن آخرکار شکست کھاکر پیچھے ہٹے اور زخمی بھی ہوے اسوقت اکثر سرداران
نامدار حالت زخمداری میں گرفتار ہوے اور ہزاروں مردان لشکر قتل ہوے بعد دو پہر کے مردان لشکر لندھور میدان جنگ سے
بھاگے شاہ ختنانیان نے بارگاہ و خیام اور خزانے پر قبضہ کیا اوس روز اسی جگہ قیام کیا دوسرے روز وہاں سے لندھور
وغیرہ کو ہمراہ لیکر زنجیر طوق پہنا کر اراباوں پر ڈالکر مع لشکر کوچ اثنائے راہ میں جو جو ملک و شہر لندھور نے فتح کیے تھے
اون سب پر قبضہ کرتا ہوا ہر منزل پر مقام کرتا ہوا ہندوستان کے قریب پہنچا شہپال شاہ ختنانیان کے آنے کی خبر
سنکے متفکر ہوا کیونکہ فوج نہایت ہی قلیل تھی آخر بمشورہ سرداران لشکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے اچھی طرح
آراستہ کیا پھر قلعہ بند ہونا مناسب نہ ہوا باہر قلعہ سے باہر نکلا اور کل فوج لیکر سامنے فرودگاہ لشکر حریف کے مقیم ہوا ہنگام شب
شاہ ختنانیان نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی جب اس لشکر اسلام صداے طبل جنگی سنکے خدمت شہپال
ہندی میں حاضر ہوئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب مجرا کرکے بعد دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

تا توان گفت زہرہ را رقاص	تا توان گفت تیز را سفاک
فرش عیش تو باد گردش چرخ	گور خصم تو باد خندق خاک

شہنشاہ ہند کی عمر و دولت دائم زیادہ تر ہو تیغ تیز سے جلد جدا حریف نابکار کا سر ہو اسوقت شاہ ختنانیان بد ترین جہان
نے طبل جنگ بجوایا ہے مصلحت یہ ہے کہ وقت سحر آمادۂ فساد و شر ہوکر میدان جنگ میں اگر خادمان شہنشاہ سے جدال و
قتال کرے باقی خیریت ہے شہپال ہندی نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل ایزدی نقارۂ جنگی پر
چوب لگائی جائے بموجب حکم ادھر بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا مردان لشکر صداے نقارۂ جنگی سنکے آمادۂ جنگ ہوئے ایک

دو سہ سے رخصت ہونے لگا اور کہنے لگا افسوس لندھور بن سعدان کو شاہ ختائیان نے بمکر و فریب گرفتار کر لیا ہے علاوہ اسکے ادھر فوج کم تھی یقیناً صبح کو سب قتل ہو نگے لاشے پڑے ہو نگے کوئی غسل و کفن دیکر دفن بھی نکریگا اکثر بہادران اہل اسلام لشکریوں سے کہنے لگے کیون فتح و ظفر سے نا امید ہوتے ہو خداوند عالم قادر ہے اگر وہ چاہے تو ہم تھوڑی آدمی ان سب کفار پر غالب ہون تمکو لازم ہے کہ ہنگام جنگ رستمانہ کرنا قدم میدان سے نہ ہٹانا یہ کہکر درستی سامان جنگ مین مصروف ہوئے تمام شب دونون لشکر ونمین تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ترک دہر نے نیزۂ خط شعاع مہر چمکایا تاریکی شب دور ہوئی آفتاب اہل جہان کو نظر آیا زنگ ظلمت صیقل نور سے صاف ہوا نظم آیا مہر جیسے مثل چادر ہوئے مغرب بڑھا خورشید خاور ہوا آغاز صبح تو نمودار ہوئی مرغ سحر ہوا معروف دیدار ہوا وقت سحر شاہ ختائیان اور عبدالعزیز اور دار اشجاع و جلادتشان لیکر میدان جنگ کی جانب چلے اس لشکر میں ایک فرجنگجو تھا نظم

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد ۔ غرور کبر میں ثانی شداد
ہراک اپنے تئیں مردانگی میں ۔ کبھی رستم سمجھتا گاہ میلاد
بدزبان اسطرح تھے وہ فن دغا میں ۔ کہ اونسے آگے چلتا او کا جواد
ہراک تھا تیرہ باطن زاغ صورت ۔ درازی قد کی طول روز میعاد

سب بانی ظلم و فساد میدان کارزار میں پہونچے علم شاہ ختان ترک سے صف آرا ہوے ادھر سے شہپال بعد بیج و دلال فوج قلیل لیکر شاہ ختان ترک کے سامنے پہونچا بعد رسم میدان کارزار کے نقیبون نے تحلکہ مردان لشکر کو ترغیب پر آمادہ کیا کرکیون نے کڑکا کہا جب نقیب ادر کڑکیت ہٹ گئے کافر و مسلمان کچھ دیر تک بشکل آئینہ حیران اور بصورت تصویر خاموش رہے آخر لشکر شاہ ختان ترک سے ایک پہلوان نہایت ہی مغرور متکبر رستم خصال مرکب جنبال پر سوار ہو کر نکلا اور میدان میں آکر پکارا کہ او شہپال جلد سے مقابلے کے لئے بھیج شہپال نے تقریر پہلوان کی سنکے جانب دست راست دیکھا عادل شیر دل نے فوراً مرکب اپنا بڑھایا اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہو کر مقابلہ میں اس بدخصلت کے گیا پہلوان نے تیغ آبدار دگرانبار میان سے کھینچکر سر عادل شیر دل پر مارا عادل شیر دل نے بفن سپاہ گری ضرب تیغ تیز سے بچکر خود بھی شمشیر جنبال کھینچکر اسکے گرد پر لگائی پہلوان نے تلوار سپر پر روکی اسیطرح تادیر باہم لڑائی ہوئی عادل شیر دل نے خبردار خبردار کہکر شمشیر آبدار فرق پہلوان نابکار پر لگائی ہر چند پہلوان نے سپر اٹھائی لیکن شمشیر برق نظیر سپر پر پڑکے دو ٹکڑے سپر کے کرکے خود کو کاٹ کے کاسۂ سر میں گئی پھر مثل آب طرح گردن گذر کر صندوق سینہ میں پہونچی اور ذرا دم میں دل و جگر کو کاٹتی ہوئی شکم و کمر سے گذر کے پشت فرس پر پہونچی اور پشت فرس سے بھی گذر کر ایک وجب زمین میں دھنسی پہلوان مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا گویا ایک پہاڑ ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اہل اسلام میں تحسین و آفرین کا شور ہوا شاہ ختائیان ترک پہلوان کے قتل ہونے اور شور آفرین بلند ہونے سے نہایت غضبناک ہو کر اپنی فوج سے کہنے لگا اس لشکر قلیل کو گھیر کر سبکو قتل کر دو کسیکو زندہ نہ چھوڑو خصوصاً عادل شیر دل اور شہپال وغیرہ کو ہلاک کرو مردان لشکر نے جب حکم یہ سوار نے گھوڑے بڑھانے لاز بان لشکر اسلام بھی لادے سے لباس تن کو بصورت کفن بنا کر تلوارین کھینچکر گرزگران سر اٹھاکر آمادہ شہادت ہوکر بڑھے دونون لشکر گتھ گئے تلوار چلنے لگی گرزگران سر پہلوانان لشکر پہ سرو پر سر برسنے لگے اکثر مرکبون سے ہلاک اور زخمی ہو کر گرنے لگے لاشون کے انبار جابجا میدان کارزار مین ہونے لگے زخمی تڑپ نے لگے غازیان اہل اسلام شیرانہ لڑنے لگے خصوصاً عادل شیر دل و جمیور ہندی و شہپال ہندی و دیگر سرداران لشکر اسلام مردانہ جنگ کرنے لگے شجاعت و جرأت دکھانے لگے تلوارین زور بڑے سے کھانے لگے خون میں نہانے لگے کفار کو قتل کرنے لگے ہر ایک حملے میں سیکڑون نابکار ون کو قتل کر کے گھوڑے انکی لاشون پر دوڑانے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے کفار بھی گرز و تیغ و تبر سے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو پہر کامل ایسی لڑائی ہوئی کہ اکثر سواران اہل اسلام ہزارون کافران بد انجام کو قتل کر کے شہید ہوئے اور اکثر سرداران لشکر اہل مثل عادل شیر دل و جمیور ہندی جو تھے لندھور بیٹے شہپال ہندی وغیرہ ہزارون

نافرمانوں کو تہ تیغ کرکے اسقدر جو زخموں سے چور ہوئے کہ گھوڑوں سے زمین پر گرے شاہ ختائیان نے خوش ہوکر جملہ سرداران
اور شہپال ہندی کو حالت زخمداری اور عالم غشی میں گرفتار کرلیا پھر بخوشی و خرمی داخل ہندوستان ہوکر تخت سلطنت
پر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اکثر امراء و رؤسا وغیرہ نے تخت نشینی اور فتح جنگ کی نذریں دیں شاہ ختائیان ترک نے نذریں قبول
کرکے جلادوں کو حکم دیا کہ جلد تر لندھور بن سعدان کے سر کو تن سے جدا کرکے ہمارے پاس لے آؤ جلاد بموجب حکم تیغیں کھینچ
کے اسوقت جملہ امراء و وزراء نے دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک جاہ اول تو لندھور حضور کا بھتیجا ہے
دوسرے مثل لندھور کے فی زمانہ کوئی جوان زیر فلک نظر نہیں آتا ہے پس ایسے جوان عدیم المثال کا قتل کرنا زیبا نہیں خیر خواہی
کے مناسب نہیں ہے آئندہ حضور کو اختیار حاصل ہے شاہ ختان ترک نے گفتگو وزراء و امراء کی سنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کے حکم دیا
کہ لندھور کو قتل تو نہ کرو لیکن ہمارے سامنے لے آؤ ملازمان نابکار فی الفور لندھور کو بحالی طوق و سلاسل میں گرفتار کرکے
تمام دربار میں لائے لندھور نے اپنے چچا شاہ ختان ترک کو تخت پر بیٹھا دیکھکر برہم ہوا شاہ ختان ترک نے امراء وزراء سے مخاطب
ہوکر کہا کہ میں نے بموجب تمہارے عرض کرنے کے لندھور کی جان بخشی تو کی لیکن سلائیاں نیل کی فرو آنکھوں میں پھیروا کر نابینا
کروں گا امراء نے کچھ جواب نہ دیا شاہ ختان ترک نے سلائیاں نیل کی لندھور کی آنکھوں میں پھروا دیں لندھور نابینا ہوکر کہنے
لگا او ظالم دغا فریب تو نے اندھا کرکے مجھے زندہ رہنے دیا اس زندگی سے بہتر تو موت ہے جا جلادوں سے سر میرا تن سے جدا
کرا شاہ ختان ترک نے تقریر لندھور کی نہ سنی اور زیر تخت حکومت ایک مختصر تہخانہ تھا چنانچہ اسی تہخانہ میں لندھور کو اس
حال سے قید کیا کہ کوئی عیار یا کوئی یار غمخوار لندھور کو رہا کرکے نہ لیجائے بعد قید کرنے کے حکم دیا کہ دو نان اور ایک کوزہ آب
سے زیادہ لندھور کو نہ دیا جائے پھر جملہ سرداران کو اور شہپال اور نعمان ہزارہ کو علیحدہ ایک زندان تیرہ و تاریک
میں قید کیا احوال لندھور وغیرہ کا انشاء اللہ آئندہ تحریر کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا بسمت قلعہ سعادت نگار اور آخر کار لینا قلعہ کو بہ عیاری پھر لینا قلعہ سعیر گر

محرران نادر رقم اس داستان کو یوں لکھتے ہیں کہ جب قلعہ ادبار بند بھی فتح ہوچکا پہلوان عادی نے حسب دستور خواجہ سے
کہا خواجہ نے جملہ اہل قلعہ سے پوچھا کوئی قلعہ یہاں سے قریب بھی ہے یا نہیں ہے اہل قلعہ نے عرض کیا کہ تین کوس کے فاصلہ
پر ایک قلعہ ہے نام اسکا سعادت نگار ہے حاکم قلعہ سلسلہ شاہ ہے خواجہ عمرو اہل قلعہ کی یہ گفتگو سنکے طرف قلعہ کی کمر
اور ایک زاد فقیر کی صورت بنکے چلے جب قلعہ میں پہونچے دیکھا کہ در قلعہ سے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار ہمراہ اسکے کچھ یوزباشی
پیادگان صید و شکار نکلا جب وہ جوان خوبرو قریب خواجہ آیا دیکھا اوسنے کہ درویش فقیری بانے سے آراستہ لباس درویشی
زیب تن کئے ہوئے یاد الٰہی یا معبود کہتا ہوا جانب صحرا جاتا ہے اوس جوان خوبصورت نے اوس فقیر سے کہا بابا عشق اللہ فقیر نے
جواب دیا بابا یا واللہ جوان نے پوچھا کہاں سے آتے ہو اور اب کہاں جاؤ گے درویش نے کہا بابا فقیر عدم سے آیا ہے اور عدم ہی کو
جائیگا حیات چند روزہ ہے جسکو فنا ہے بقا خداوند کو بقا ہے جوان نے پوچھا اس طرف کہاں جاتے ہو فقیر نے جواب دیا
بابا اسی جانب مرشد کا مزار ہے فقیر واسطے فاتحہ خوانی کے جاتا ہے جوان نے پوچھا میاں یہ تو بتاؤ صحرا میں کیا کھاتے
ہوگے کیونکر تمہاری بسر ہوتی ہے فقیر نے جواب دیا بیت جہاں گیا مراجعت مجھے وہاں پہونچا دیگا کے خوان کرم سر پر تھا
پہونچا علاوہ اسکے بابا فقیر کو معبود نے عجب مرتبہ دیا ہے ہر وقت بادۂ وحدانیت معبود کے نشہ میں مست رہتا ہے بظاہر میں فقیر
ہے باطن میں شاہ ہے جسوقت جو شے چاہتا ہے پروردگار سے طلب کرلیتا ہے بابا بارہا ایسا ہوا ہے بیت اترکے کاسہ میں غیب سے
ہوا موجود فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود غرض فقیر جوان سے اسطرح باتیں کرتا ہوا صحرائے سبزہ زار میں پہونچا کہ
جوان نے بارگاہ و خیام استادہ ہوئے فقیر کو جوان نے ٹھہرایا اور پوچھا بابا اگر کچھ کھانا آتا ہو دو گا تھوڑی دیر جلاؤ میں کچھ

خوش کرونگا سلسلہ شاہ حاکم قلعہ سعادت نگار کا بیٹا ہوں نام میرا بہمن ہے فقیر نے کہا اچھا چند اشعار غزل کے گاتا ہوں سنیئے ملازمین تو حکم بہمن سے شکار کھیلنے لگے بہمن مع چند کس فقیر کے پاس بیٹھا اور فقیر نے نکال کر یہ غزل گانا شروع کی

خوش آمد گل وزان خوشتر نباشد	کہ در دستت بجز ساغر نباشد	زرقص تنبور و دل و شاہدی بہ	کہ حسنش بستہ زیور نباشد
شراب بے خمارم بخش یارب	کہ با وی ہیچ درد سر نباشد	من از جان بندۂ سلطان اویسم	اگرچہ یادش از چاکر نباشد
بتاج عالم آرایش کہ خورشید	چنین زیبندۂ افسر نباشد	کسے گیرد خطا بر نظم حافظ	کہ ہیچش لطف در گوہر نباشد

بہمن بن سلسلہ یہ غزل سنکے نہایت خوش ہوا تعریف درویش کی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ہر چند عیار میرا بھی منصور خوب گاتا ہے لیکن شاہ صاحب اوس سے بھی اچھا گاتے ہین افسوس منصور ابھی تک نہین آیا اگر وہ یہان ہوتا تو اپنے کمال کی تعریف زیادہ کرتا خواجہ عمرو نے تقریر بہمن بن سلسلہ کے سنکے چاہا تھا کہ شراب طلب کرکے اور بیہوشی آمیز شراب پلاکر سبکو بیہوش کرون ناگاہ منصور عیار آگیا بہمن نے شاہ صاحب کی گانے کی تعریف کی منصور نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پہچان لیا اور عقب خواجہ عمرو آکر حلقہ کمند گردن خواجہ مین مارے اور جھکا دیا اور خواجہ کو گرفتار کیا ہر چند خواجہ نے کہا اے منصور عیار قہر پروردگار سے ڈر مجھکو چھوڑ دے مین فقیر ہون مجھکو ناحق بے جرم وخطا گرفتار کیا ہے لیکن منصور نے نہ مانا اور کہا اے خواجہ عمرو زیادہ کیون باتین بناتے ہو مین تمکو نظر اول ہی مین پہچان گیا تھا بہمن تقریر منصور اور فقیر کی سنکے نہایت حیران ہوا آخر منصور سے کہنے لگا اس فقیر کو چھوڑ دے منصور نے عرض کی حضور یہ فقیر نہین ہے یہ خواجہ عمرو عیار عرب ہین اگر مین اور تھوڑی دیر نہ آتا تو خواجہ آپکو بیہوش کرکے مار ڈالتے اب آپ انکو مار ڈالیے بہمن نے کہا اے منصور خواجہ خوب گاتے ہین نہین تو اپنے پاس بحفاظت تمام قید رکھو اکثر اوقات گانا خواجہ کا سنا کرونگا بعد کے بہمن نے صحرا مین شکار کھیل کے کچھ جانور اور چوپاے صید کرکے صحرا سے جانب قلعہ روانہ ہوا جب بہمن وغیرہ قلعہ مین پہونچے منصور نے خواجہ عمرو کو ایک جگہ قید کیا وقت شام دو روٹیان اور ایک کوزہ آب لیکر خواجہ کے پاس گیا اور آب وطعام رکھکر قریب خواجہ محزون وغمگین ہو کر بیٹھ گیا خواجہ عمرو نے پہلے کہا اے منصور مجھکو چھوڑ دو پھر پوچھا کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے تو بیان کرو شاید تمہارے کام کا ہم انصرام کرسکین منصور نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اے خواجہ مین آپکو اس شرط سے رہا کرتا ہون کہ جس کام کو مین کہون وہ کام کر دیجیے خواجہ عمرو نے اقرار کیا اور پوچھا وہ کام کیا ہے منصور نے کہا اے خواجہ مین چند سال سے دختر سلسلہ شاہ پر عاشق ہون باوجودیکہ مین عیار ہون لیکن اپنی محبوبہ تک پہونچ نہین سکتا اور وہ مطلب دل اوس سے حاصل کر نہین سکتا خواجہ عمرو نے گفتگو منصور سنکے کہا یہ کام تو کوئی اہم نہین ہے اگر تم مسلمان ہو جاؤ اور مجھے رہا کر دو تو مین آج ہی کوئی تدبیر کرون منصور عیار نے کلمہ پڑھکر خواجہ کو رہا کر دیا اور خواجہ شکل تبدیل کرکے منصور کے ہمراہ در محل تک آئے پھر منصور کو رخصت کرکے در محل پر کھڑے رہے ناگاہ ایک محلدار محل پر آئی خواجہ نے اسے پان کی گلوری کھلاکر بیہوش کیا اور جلد اوسکی صورت بنکر اور بجا لاکے داخل زنبیل کرکے محل مین گئے پھر دختر سلسلہ شاہ کو بیہوش کرکے اور اسکی شکل بنکے سلسلہ کو ہنگام شب بیہوشی آمیز شراب پلائی سلسلہ شراب پیکر بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے خلوت مین اسے نذر زنبیل کیا اور اوسکی صورت بنے اور دختر سلسلہ کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر ڈالدیا پھر تمام محل مین جو جو کہ مرغوب دل ہوئی خواجہ نے ہر ایک جوڑے لیکر نذر زنبیل کی غرض تمام رات محل مین بسر کی جب صبح ہوئی خواجہ عمرو بصورت سلسلہ شاہ بیٹھے تھے ناگاہ دختر سلسلہ اصل بعد سلام پاس آکر بیٹھی خواجہ عمرو اوسکے حسن وجمال کو دیکھکر محو ہو گئے آخر بعد تھوڑی دیر کے اٹھکر محل سے باہر گئے امرا وزرا ارکان دولت کھڑے تھے سب آداب تسلیمات بجالائے سلسلہ نقل جب قریب تخت پہونچا تامدان سے اوٹھکے تخت پر بیٹھا کیونکہ پہلے کہاریان تامدان کو اٹھاکر تا در محل لائی تھین پھر کہارون نے تامدان اٹھنے دیا تھا غرض کہ سلسلہ شاہ تامدان سے قدم رکھ

بالائے تخت بٹھایا امراء و وزرا علیٰ قدر مراتب بیٹھے بہمن بن سلسلہ بھی قریب تخت آکر بعد سلام کرنے کے ہم تخت پر بیٹھا غرض جب
دربار آراستہ ہوا خواجہ عمرو نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا ہم تو شب کو عالم خواب میں اسطرح مسلمان ہوئے کہ ایک مرد ضعیف
نورانی صورت میرے پاس عالم خواب میں تشریف لائے اور کہنے لگے اے سلسلہ اب مذہب باطل سے سلسلہ الفت قطع کر
اور دین اسلام اختیار کر اور سب کو مسلمان کر کہ یہ دین سب دینوں سے اچھا ہے میں بموجب ہدایت مرد بزرگ کلمہ پڑھکر بصدق
دل سے مسلمان ہوا ابھی اہل دربار نے کچھ عرض نہیں کیا تھا ناگاہ بہمن بیٹے نے اپنے باپ سے کہا اے پدر تم نے برا کیا کہ خواب میں
مسلمان ہوئے اب بھی دین اسلام کو ترک کر کے دین آبائی اختیار کرو خواجہ عمرو نے گفتگو بہمن کی سنکے فی الفور سر اوسکا
اوسکا قتل کیا اہل دربار یہ حال دیکھکر خوف سے کانپنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ اگر بموجب حکم بادشاہ دین اسلام ہم قبول نکرینگے
تو ہمکو بھی مانند اپنے فرزند قتل کروا ڈالیگا یہ خیال کر کے جملہ وزرا و امرا و دیگر اہل دربار نے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا جب اہل
دربار مسلمان ہو چکے خواجہ عمرو تخت سے اوٹھکر ایوان خالی میں گئے وہان سلسلہ شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون سے
باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا سلسلہ شاہ کو ہوش آیا خواجہ عمرو نے صورت اصلی اپنی دکھا کر کہا اے سلسلہ شاہ آگاہ ہو
کہ میں خواجہ عمرو ہون میں نے تم کو تمھاری زوجہ کی شکل بنکر بیہوش کیا اور تمھاری شکل بنکر جملہ اہل دربار کو مسلمان کیا ہے اب تمکو
بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو دین باطل کو ترک کرو سلسلہ شاہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے نہایت
برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ میں ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا خواجہ عمرو نے یہ سنکے فوراً خنجر آبدار سے سلسلہ شاہ کو
ایک دم میں ہلاک کر ڈالا بعد سلسلہ شاہ کے دیوانے دربار میں آکر منصور عیار کو تخت پر بٹھایا یہ خبر محل میں پہونچی اور جملہ اہل قلعہ وغیرہ
دختر سلسلہ شاہ جانان و دیگر دختر پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوئے خواجہ نے اسی روز دختر سلسلہ شاہ سے منصور کا
عقد کیا منصور خواجہ سے نہایت خوش ہو کر عرض کرنے لگا کہ اب ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران لشکر حمزہ جو اسجا
[illegible] بھی قلعہ میں جا کر رہے آئیے تو کچھ تعرض نہ [illegible] خواجہ عمرو قلعہ سعادت نگار سے نکلکر قلعہ اوپار میں گئے وہان سب جا
[illegible] سے منتظر تھے جب خواجہ داخل قلعہ ہوئے سب خوش ہوئے خواجہ عمرو نے تمام حال قلعہ سعادت نگار
کا بیان کر کے [illegible] قلعہ کو لیکے ہمراہ [illegible] سے قلعہ اوپار کے وقت شب نکلے اور بعد قطع راہ داخل قلعہ سعادت
نگار ہوئے اور قلعہ کو [illegible] خوب آراستہ کیا جب صبح ہوئی ہرمز اور فرامرز اور زوبین کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو
نے [illegible] قلعہ سعادت نگار میں گئے ہیں یہ خبر سنکے زوبین اور ہرمز و فرامرز وہان سے مع لشکر کثیر جانب قلعہ
سعادت نگار روانہ ہوئے اثنائے راہ میں زوبین نے ہرمز اور فرامرز سے کہا میں بوقت سعادت نگار پر حملہ
کر کے خواجہ وغیرہ کو قتل کرونگا [illegible] فقط تاج مہر نگار کو قتل کرونگا اور آج ہی بیانسو ملکہ کو ہمراہ لیکر طرف مدائن
کے روانہ ہونگا بختک نے جواب دیا اے زوبین خواجہ وغیرہ کو قتل کرنا اور قلعہ سعادت نگار کو لینا بہت مشکل ہے ہم
نے بارہا دیکھا خواجہ عمرو وغیرہ [illegible] سے کہتے ہو کچھ ہو سکے گا زوبین بختک کی گفتگو سنکے زیادہ برہم ہوا
اور کہنے لگا اے ملک بنی دیکھنا کسطرح قلعہ پر حملہ کرتا ہوں بختک نے کہا اچھا وہان تک چلو تو آج میں تمھاری بہادری کا امتحان
کرونگا غرض بختک اسیطرح کی باتیں کرتا ہوا جب قلعہ سعادت نگار پہونچا میدان میں بارگاہیں اور خیام استادہ کرائے
ہرمز اور فرامرز کو بارگاہ میں ٹھہرا کے کئی لاکھ سواروں کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ چلا یہاں اہل قلعہ نے گولہ اندازوں اور
تیراندازوں وغیرہ کو خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جب زوبین وغیرہ میدان طے کر کے سامنے قلعہ کے آئے اسقدر گولے اور تیر
اور پتھر برساؤ کہ [illegible] قلعہ تک کوئی نا پہونچے [illegible] آنے کے اہل قلعہ نے بموجب حکم خواجہ ایسا ہی کیا یعنی جب زوبین سامنے قلعہ کے
[illegible] آیا گولے اور تیر اور پتھر برسانا شروع کئے سواران لشکر زوبین ہلاک ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین تو پونکی

دروازے تھرانے لگے دھوان محیط عالم ہوگیا آفتاب نظر مردم سے نہان ہوگیا قلعہ کثرت دخان سے نظر کفار سے نہان ہوگیا
کوئی حربہ مردان لشکر ژوبین کا قلعہ تک نہ پہونچ سکا ہر چند ژوبین نے متواتر حملے کئے لیکن کسیطرح در قلعہ تک نہ پہونچ سکا
بعد تین پہر کے ہزارہا سوار و پیادہ انکو قتل اور ہلاک ہوتے دیکھکر قلعہ کی جانب سے پلٹا اور فرودگاہ لشکر پر پہونچکر محاصرہ قلعہ کا کر کے
مقیم ہوا گولہ اندازون نے قلعہ سے گولے لگانا موقوف کئے ادھر بختک نے ژوبین سے کہا کیون ژوبین کہا تھا وہی ہوا
قلعہ تم لے نہ سکے پلٹ کر چلے آئے ژوبین نے خجل ہوکر جوابدیا کہ ای ملک جی آج تو اہل قلعہ نے اسقدر گولے اور تیر مارے
کہ ہزارہا مردمان لشکر ہلاک ہوئے اگر مین گولون سے نہ بچتا اور پلٹ نہ آتا تو ضرور مین بھی ہلاک ہو جاتا پس مصلحت وقت سمجھکر
پلٹ آیا ہون اب خواجہ کو اس قلعہ سے نکلکر نہ بچانے دونگا جب غلہ ہو جائیگا خواجہ وغیرہ کثرت گرسنگی سے خود ہی مرجائینگے
بختک نے جوابدیا جب غلہ وغیرہ قلعہ مین ہو چکے گا خواجہ عمرو کسی نہ کسیطرح ضرور قلعے سے نکل جائینگے انکو کون روک
سکتا ہے ژوبین یہ تقریر بختک کی سنکے خاموش رہا اور قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا رہا یہانتک کہ چھ مہینے گذر گئے
ایک روز پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ عیاران اب غلہ اس قلعہ مین بہت کم رہا ہے صرف دو چار روز کے
واسطے اور رہا ہی سے کوئی تدبیر کیجئے خواجہ عمرو نے منصور عیار سے پوچھا کوئی قلعہ یہان سے نزدیک تر بھی ہے یا نہین ہے
منصور عیار نے عرض کیا ایک قلعہ یہان سے چار کوس کے فاصلے پہ ہے نام اس قلعہ کا صنیرہ کوہ ہے اور حاکم اوس قلعے کے
دو بھائی ہین ایک کا نام اردشیر ہے اور دوسرے کا نام مرد شیر ہے دونون بھائی نہایت شجاع و بہادر ہین اور قلعہ بھی
نہایت مستحکم ہے غلہ وغیرہ بھی بہ نسبت اور قلعون کے اوس قلعہ مین زیادہ ہے خواجہ عمرو نے کل تقریر منصور کی سنکے کہا
کل کوئی تدبیر کیجائیگی جب وہ دن گذر کے شب آئی خواجہ عمرو نے لباس عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے بہنگام سحر برج قلعہ کی طرف
کو ہو کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام لشکر ژوبین اور بہرام اور فرامرز پڑے سو رہے ہے خواجہ عمرو سبکو غافل دیکھکر فوری
قلعہ کی بند کروکے بعد عجلت شکل تبدیل کرکے چلا اثنائے راہ مین سیر کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچے خواجہ نے دیکھا قلعہ نہایت
ہی مستحکم ہے اور ہم پاسنگی ہے گویا پہاڑ معلوم ہوتا ہے چہار طرف قلعہ کے برجی توپین لگی ہین گولہ انداز وغیرہ قلعہ پر شامل ہو رہی ہین
دروازہ قلعہ کا بند ہے پل پختہ اٹھا ہوا ہے خندق مین پانی بکثرت بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو قلعہ کو دیکھکر خیال کرنے لگے کہ آج دن بھر تو قلعہ
کی سیر کرنا چاہئے بہنگام شب کوئی تدبیر معقول کیجائیگی یہ خیال کرکے اطراف قلعہ صنیرہ کوہ مین پھر کئے اور تدبیر قلعہ مین جانیکی سوچا
کئے جب آفتاب غروب ہوا اور نصف شب سے رات زیادہ گذری خواجہ ایک جانب قلعہ کے گئے دیکھا چند نگہبانان قلعہ بالائے قلعہ
بیٹھے ہین کبھی باہم باتین کرتے ہین گاہ صدائے ہوشیار باش سے اہل قلعہ کو ہوشیار کرتے ہین حفاظت قلعہ کی بخوبی کر رہے ہین
شمعا مین روشن ہین خواجہ نگہبانان قلعہ کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ اب کسطرح قلعہ پر جاؤن ابھی خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
ناگاہ چند نگہبانان قلعہ سے ایک نگہبان قلعہ نے کہا بھائی ہمکو تو نیند ایسی آتی ہے کہ آنکھین بند ہوئی جاتی ہین ہوا سے سر
چلی ہی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ سو رہین اگر تم تنہا حفاظت قلعہ کی کرو تو ہم جاکر سو رہین اوس نگہبان قلعہ نے جواب دیا اچھا
تم سب جاکر سو رہو مین اکیلا نگہبانی قلعہ کرونگا وہ چند نگہبانان قلعہ یہ سنکے چلے گئے فقط ایک نگہبان قلعہ بالائے قلعہ
رہگیا خواجہ نے یہ حال دیکھا زنبیل سے گوپھن اور ایک پتھر تراشیدہ نکالا پھر پتھر کو گوپھن مین رکھکر اور خوب تاک کر اوس
نگہبان قلعہ پر مارا پتھر سیدھا اوس نگہبان قلعہ کے جو پڑا اوسکے ٹکڑے سر کے ہو گئے مغز سر کا تک بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا نگہبان
قلعہ فورا ہلاک ہوگیا خواجہ آب خندق سے گذر کر دیوار قلعہ تک پہونچے اور جسطرف دیوار قلعہ کسیقدر درازی مین کم تھی اسی
جانب دیوار پر کمند پھینکی پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچے اور دیوار قلعہ سے گذر کر نیچے قلعے کے اترے اتفاقا اسیجگہ
ایک مقام پر اردشیر اور مرد شیر غافل سو رہے تھے شمعین موم کی کافوری روشن تھین خواجہ نے اول تو پرواز ہو گئی

کے اوڑا کر شمعون کو قتل کیا پھر اردشیر کے قریب تر جا کر کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب پہنچے اردشیر کے لیے گئے اور ارادہ
بیہوش کرنیکا کیا یکایک دونون بھائی بیدار ہوئے خواجہ دہانے بھاگے دونون نے اوٹھکر بآواز بلند کہا کہ او خواجہ عمرو
کہ آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے اور ارادہ بیہوش کرنے کا کیا تھا تو آپ ہمسے خائف و ترسان نہ ہوجئے ابھی ہم عالم خواب
مین یہ دیکھ رہے تھے کہ مرد بزرگ ہمارے سرہانے کھڑے ہین اور ہم سے فرماتے کہ اے اردشیر و مردشیر آگاہ کہ خواجہ
عمرو عیار تمہارے قلعہ مین آئے ہین تمہارے پاس بیٹھے ہین تمہین بیہوش کیا چاہتے ہین جلد بیدار ہو کر کلمہ پڑھکر مسلمان
ہو اور اطاعت خواجہ کی اختیار کرو اور اپنے قلعہ مین اونکو بلاؤ کیونکہ خواجہ عمرو کے قلعہ وغیرہ کم ہین یہ خواب دیکھکر ہم ابھی
بیدار ہوے ہین اب آپ ہمکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجئے یہ قلعہ اب اپنا قلعہ تصور کیجئے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے نہایت خوش
ہوئے اور قریب اردشیر اور مردشیر کے پہونچے اور کہا اے برادر فی الحقیقت تمہارا خواب سچا ہے مین ہی خواجہ عمرو ہون
یہ سنکر خواجہ نے دونون کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اور تمام احوال اہل قلعہ کا مع حال ژوبین وغیرہ بیان اردشیر اور مردشیر
نے عرض کیا جو کچھ آپ نے بیان کیا ہمکو وجہ کہ ہے عالم خواب مین معلوم ہوگیا تھا اب آپ جاکر ملکہ مہرنگار اور جملہ سرداران
لشکر امیر با توقیر کو اس قلعہ مین لے آیئے چونکہ صبح ہوگئی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ شبکو یہان سے جاکر ہر ایک شخص کو اپنے
ہمراہ لے آؤنگا اسوقت اگر جاؤنگا اور سبکو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا تو ژوبین وغیرہ سد راہ ہونگے کشت و خون از حد
بے انجام نہ ہوگا اردشیر و مردشیر نے عرض کیا آپ سچ کہتے ہین اسوقت جانا آپکا اور سبکو لانا مناسب نہین ہے یہ کہکر
دونون نے نہایت اعزاز و اکرام سے قریب اپنے بٹھایا اور نہایت تکلف سے خواجہ کی دعوت کی اور زر و جواہر کثیر نذر
دیا پھر تمام اہل قلعہ کو مسلمان کیا جب شام ہوئی خواجہ عمرو قلعہ سے نکلکر پیدل روانہ ہوے بعد راہ طے کرنے کے جب
لشکر مین پہونچے پہلوان عادی وغیرہ سرداروں سے کہا کہ یہان سے چلنے کا سامان کرو سرداروں نے پوچھا اب اس
جگہ سے کہان جائینگے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت قلعہ صغیر کوہ کی بیان کی جملہ سردار خوش ہوئے خصوصاً پہلوان
عادی نے خوش ہوکر پوچھا اے خواجہ اس قلعہ مین غلہ اسقدر ہے کہ ایک برس یا چھ مہینے اوس مین بسر اوقات
بخوبی ہوگی اور مین پیٹ بھر کے ہر روز طعام کھایا کرونگا خواجہ نے جواب دیا اے پہلوان عادی اگر تم اوس قلعہ مین چلوگے
تو کل حال غلہ تمپر ظاہر ہو جائیگا مجھے یقین ہے کہ غلہ اوس قلعہ مین بہت ہے جبتک تم سے طعام کھایا جاوے کھانا پہلوان
عادی ذکر طعام سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا اے خواجہ جلد چلئے اسوقت مین گرسنہ ہون وہان مجھے لیجاکر طعام کھلوائیے
خواجہ نے کہا سامان چلنے کا کرو جسوقت مردمان لشکر ژوبین غافل ہونگے اسوقت اس قلعہ سے نکلکر جانب صغیر کوہ
روانہ ہونا یہ گفتگو سنکے خواجہ عمرو سے پہلوان عادی وغیرہ سرداران تمامی سامان چلنے کا کرنے لگے جب نصف
شب سے زمانہ زیادہ گذرا مردمان لشکر ژوبین اپنے اپنے بستروں پر سو رہے خواجہ عمرو نے سبکو غافل دیکھکر ملکہ
مہرنگار کو محافہ مین سوار کیا پھر منصور عیار اور جملہ سرداروں وغیرہ کو ہمراہ لیکر کمر کی تنبہ کی کھولکر قلعہ سے باہر نکلے اور
جانب قلعہ صغیر کوہ بہ عجلت روانہ ہوے خواجہ وغیرہ ابھی دو کوس قلعہ سے گئے تھے کہ ژوبین کا فریب دار ہوا اور
ہرکاروں نے اگر ژوبین سے عرض کیا خداوند نعمت اسوقت اس قلعہ مین سناٹا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو
وغیرہ چلے گئے ابھی ہرکارے یہ عرض کر رہے تھے کہ چند ہرکارے اور دوڑتے ہوے قریب آئے اور دست بستہ عرض
کرنے لگے کہ حضور خواجہ عمرو وغیرہ مع ملکہ مہرنگار اس قلعہ سے نکلکر جانب قلعہ صغیر کوہ جاتے ہین اثنائے راہ مین
ہین ابھی اس قلعہ تک نہین پہونچے ہین ہرکارے یہ عرض کرکے خاموش ہوے ژوبین یہ خبر سنکے برہم ہوا [illegible]
ہمراہ بور و فرامرز و بختک حکم دیا کہ جملہ لشکر تیار ہو کر یہان سے کوچ کرے بموجب حکم فوراً طبل کوچ پر چوب لگائی گئی [illegible]

تو درجۂ شہادت پر فائز ہوا مرد شیر گرفتار ہو گیا ہے اگر اسوقت مرد شیر کو ہم رہا کرینگے تو زوبین بدگہر وقت سحر مرد شیر
کو ضرور قتل کریگا مجھکو اس تازہ مسلمان کے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم ہوگا بس تمکو لازم ہے کہ ابھی تم اپنی فوج سے بیرون قلعہ
جاکر ٹھہرو جسوقت موقع پانا لشکر زوبین پر حملہ کرنا پہلوان عادی بموجب حکم خواجہ مع فوج قلعہ سے باہر نکلا ہرکاروں
نے زوبین اور ہرمز اور فرامرز سے جاکر عرض کیا کہ پہلوان عادی اسوقت مع فوج قلعے سے باہر نکلا ہے ساتھ فوج
ہے زوبین کامرانی سنتے یہ خبر سنکے جملہ مردان لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا سواران لشکر بموجب حکم جلد تر بستروں سے اوٹھ
بیٹھے زوبین اور ہرمز اور فرامرز بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے نکلے اور مرکبوں پر سوار ہوئے زوبین
گینڈے پر بیٹھا جملہ سواران لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے زوبین نے پھر سوار واسطے نگہبانی مرد شیر معین کرکے گینڈا اپنا بڑھایا
لشکر بھی ہمراہ زوبین چلا ابھی لشکر زوبین عنقریب فوج پہلوان عادی نہ آیا تھا کہ خواجہ عمرو نے کل فوج کے دو
حصے کئے اور دونوں حصے فوج کے لیکر کھڑکی قلعہ کی کھول کر باہر قلعہ سے نکلے اور دوسری راہ سے فرودگاہ لشکر ہرمز و
زوبین پر جہاں مرد شیر خیمے میں قید تھا پہونچے سواروں نے خواجہ سے مقابلہ کیا سرداران لشکر اسلام نے ان سواران
نابکار کو قتل کرنا شروع کیا اور مرد شیر کو قید سے رہا کرکے اپنے ہمراہ مرکب پر سوار کیا جب کفار قتل ہونے لگے باواز بلند پکارے
شاہزادگان و یہ قاروای زوبین نامدار جلد ادھر آئیے خواجہ عمرو لشکر لیکر یہاں آئے مرد شیر کو رہا کرکے ہمکو تہ تیغ
کرتے ہیں مسلمان بہت ہیں ہم تھوڑے ہیں لشکر میں کم گئے ہیں ہمراہی ہمارے بہت سے قتل ہو چکے ہیں اب ہم بھی
ہلاک ہوا چاہتے ہیں جلد تر ہماری مدد کیواسطے آئیے مسلمانوں سے ہمیں بچائیے زوبین کامرانی قریب فوج پہلوان
عادی پہونچ چکا تھا یکایک شور و غل سوار دہکا سنکے گھبرایا اور تھوڑی فوج لیکر اور سبکو وہیں چھوڑ کر فرودگاہ لشکر کیطرف
بعجلت روانہ ہوا ادھر پہلوان عادی نے لشکر زوبین پر حملہ کیا اور تلواریں دلاوروں نے کھینچکر کفار کو قتل کرنا
شروع کیا چونکہ ہرمز اور فرامرز بھی ہمراہ زوبین فرودگاہ لشکر کی جانب گئے تھے لشکر بے افسر تھا تاب جنگ لا نہ سکا
بھاگنے لگا جب کفار زیادہ قتل ہوئے سواران لشکر زوبین بہ فریاد و فغان پکار رہے تھے اے پہلوان یکتائے جہان
زوبین کامرانی جلد ادھر آئیے پہلوان عادی وغیرہ سے ہمکو بچائیے ورنہ لگائے ہم سب کم گئے ہیں تلوار چل
رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے قدم میدان سے اکھڑے جاتے ہیں جلد تر آئیے ورنہ ہم بھاگتے ہیں ہنوز زوبین
فرودگاہ لشکر تک نہ پہونچا تھا یہ شور و غل سنکے از حد پریشان ہوکر بختک وغیرہ سے مضطرب ہوکر پوچھنے لگا ارے یارو
میں کیا کروں کسکی مدد کیواسطے جاؤں کچھ مجھکو بن نہیں پڑتا ہی حواس میرے منتشر ہیں آج مسلمان کہاں سے آگئے ہیں
ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحبقران پردۂ قاف سے فوج کثیر لیکر آئے ہیں یا اور کہیں سے ان مسلمانوں کی کمک
کیواسطے کوئی سردار فوج جرار لیکر آیا ہے یقین ہے کہ لندھور اور بہرام بن خاقان چین آئے ہیں اب واقعی سخت
ہوگی لندھور و بہرام نہایت شجاع و بہادر ہیں اونسے لڑنا مشکل ہے سوائے میرے اور کوئی ایسا بہادر نہیں ہے کہ
اونسے مقابلہ کرے اکیلا میں ان دونوں سے ہرگز مقابلہ نہ کر سکونگا اب بہتر یہی ہے کہ یہاں سے جانب مدائن کوچ
کروں شہنشاہ نوشیروان سے تمام حال جاکر کہدوں جسوقت یہ گفتگو زوبین سے ہو رہی تھی سنکے خوف جان سے کانپنے لگے
اکثر سوار بھاگنے لگے بختک نے کل تقریر زوبین کی سنکے جواب دیا کہ اے زوبین ذرا اپنے حواس درست کرو مرد ہو
نامردی نہ دکھاؤ مجکو خوب معلوم ہے ابھی حمزہ صاحبقران پردۂ قاف میں ہیں اور لندھور جانب ختائیان گیا ہے
فی الحال یہ بھی سنا ہے کہ بہرام چین کی جانب روانہ ہوا ہے یہاں کوئی بھی نہیں آیا ہے تم بیکار ڈرتے ہو یہ فوج ہمارے
پیر و مرشد لیکر قلعہ سے باہر نکلے ہیں زوبین نے پوچھا ملک جی پیر و مرشد کون ہیں اونکا نام کیا ہے مفصل بیان کرو بختک

نے جواب دیا مین نام اُسکا ہرگز زبان پر جاری نہ کرونگا میری کھوپری مین اتنی قوت نہین ہے کہ پیر و مرشد کا نام زبان پر کرکے جو نہین
سر پر کھاؤن دیکھو نام پیر و مرشد کا یہ ہے نہ پوچھو کچھ عجب نہین ہے کہ وہ اسی مجمع مین ہون زوبین نے پوچھا کہ اُنکی
پہچان تو ہمکو پیر و مرشد کے حال سے بایما و اشارہ آگاہ کیجئے بختک نے جواب دیا اے زوبین پیر و مرشد وہی ہین جنھون
نے حکیم بنکر تمھارا علاج کیا تھا زوبین یہ سنکے سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو کو پیر و مرشد کہتا ہے یہ سمجھکر زوبین وہان سے [illegible]
جانب لشکر بعجلت چلا خواجہ عمرو تو مرد شیر کو رہا کر چکے تھے ان سب سوارون کو قتل کرکے دوسری راہ سے بعجلت تمام
مع لشکر دو قلعہ صغیرہ کوہ پر پہونچے اور پہلوان عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا
پل تختہ اٹھوا دیا جب زوبین بختیارک وغیرہ خیمہ گاہ پر پہونچے دیکھا ہزارہا مردان لشکر قتل ہوئے ہین صدہا زخمی ہین ہیچ سے
ہین پہلوان عادی وغیرہ نہین ہین قلعہ بند ہے بالائے قلعہ اہل قلعہ نظر آتے ہین زوبین کامرانی چال دیکھکر نہایت برہم ہوا بختیارک
نے مسکرا کر کہا اے زوبین بیکار برہم ہوتے ہو ناحق رنج کرتے ہو یہ میرے نزدیک تو نہایت مناسب ہے کہ لشکر رو خواجہ مرد شیر کو رہا کرکے قلعہ
مین لیگئے یہ سوار و پیدل تصدق ہو گئے تمھاری جان بچ گئی مجھے تمھاری جان بچنے کی آج آثار معلوم نہین ہوتے تھے اتفاق سے تمھاری
جان بچ گئی بلائے عظیم آئی تھی لشکر پر ٹل گئی مصرع رسید بود بلائے ولی بخیر گذشت اب یہان سے فرودگاہ لشکر پر چلو
وہان چلکر دیکھو کون سوار ہین زندہ ہین یا سب قتل ہو گئے تھوڑی رات باقی ہے بارگاہ مین چلکر استراحت پذیر ہو ہنگام سحر
جو مناسب ہو کرنا زوبین بختیارک کے سمجھانے سے فرودگاہ لشکر پر جو پہونچا دیکھا اکثر خیام جلے ہوئے ہین بعض جل
رہے ہین بعض بارگاہ و خیام کی فضا مین گری پڑی ہین خیام و بارگاہ مین اور اشیا کا تو کیا ذکر ہے فرش بھی نہین ہے بجز خاک اور
رہ گیا ہے لاشین جابجا سوار و پیدل کی پڑی ہین زوبین یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہوا پھر بہرام اور فرامرز و بختیارک سے مخاطب
ہو کہنے لگا ہنگام سحر اِس قلعہ پر حملہ کرکے خواجہ عمرو کو مار ہی ڈالونگا یہ کہکر دیگر خیام و بارگاہ استادہ کرائے فرش ہوا لشکر
بھی اترا ناگاہ کتارہ کابلی زوبین کے روبرو آیا زوبین نے کتارہ سے کہا دیکھ خواجہ عمرو نے کیا عیاری کی ہے
ہزارہا مردان لشکر کو قتل بھی کیا اور مرد شیر کو چھڑا لے گئے تو نے ابھی کوئی عیاری لائق تعریف نہین کی کبھی تو نے خواجہ عمرو
کو گرفتار نہین کیا کتارہ کابلی نے عرض کیا مین نے ایک مرتبہ خواجہ کو گرفتار کیا تھا اب بھی اگر حکم ہو تو گرفتار کرکے لے آؤن
زوبین نے کہا جلد گرفتار کرکے لا کتارہ شکل تبدیل کرکے چلا خواجہ عمرو قلعہ مین بیٹھے ہوئے مرد شیر وغیرہ سے باتین
کر رہے تھے کہ ایک عرب نے زبان عرب مین باواز بلند در قلعہ پر آکر پکارا کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو مین قاصد ہون نامہ خواجہ عبد المطلب کا
کعبہ سے لیکر آیا ہون میرے آنے کی خبر خواجہ عمرو سے کردو خواجہ عمرو نے قاصد سنکے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک عرب
ناقہ پر سوار کھڑا ہے عرب نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے پوچھا کہان سے آیا ہے مجھ سے کیا کام ہے عرب نے جواب دیا کہ نامہ
عبد المطلب کا لایا ہون خواجہ عمرو نے قاصد سے زبان عربی مین گفتگو کی ناقہ سوار نے بھی خواجہ سے زبان عرب مین بول چال
تقریر کی ہرچند کہ خواجہ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ناقہ سوار عربی مین خوب گفتگو کرتا ہے عجب نہین کہ یہ عرب ہو لیکن یہ خیال دور
اندیشی و دانائی عرب کو قلعہ مین نہ بلایا خود فصیل قلعہ سے راہ طے کرکے در قلعہ کھول کر کتارہ کابلی تک آئے اوس نے ایک نامہ نکالکر
خواجہ کے حوالہ کیا عمرو نے لفافہ نامہ کو جب چاک کیا غبار سفوف بیہوشی لفافہ نامہ سے اسقدر نکلا کہ خواجہ کے دماغ مین
پہونچا خواجہ چھینک کر بیہوش ہوئے اسوقت عرب نے نعرہ کیا منم کتارہ کابلی یہ نعرہ کرکے خواجہ کو چادر عیاری مین باندھکر
پشتارہ اٹھا کر بخوشی روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جب زوبین کے قریب پہونچا پشتارہ خواجہ کا روبرو رکھ دیا زوبین نے
خوش ہو کر کہا کہ اے کتارہ خواجہ کو مقید کرکے ہوشیار کر دو کتارہ نے بموجب حکم زوبین خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ نے اپنے تئین
قید مین مبتلا دیکھکر کتارہ کابلی اور زوبین کو مرانی سے کہنے لگے مجھے چھوڑ دو جو کچھ تم کہو گے مین وہی کرونگا زوبین برہم ہوکر

کہا اے خواجہ تم نے مجھے بہت اذیت دی ہے میں تمکو ہرگز رہا نہ کرونگا یہ کہکر زروبین نے جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو
درشت سیرت تیغ کھینچے ہوئے سامنے آیا عرض کرنے لگا کس کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے کون لایق قتل کرنے کے ہے تیغ آبدار دار و
بازو میں قوت رکھتا ہوں تابعدار حضور کا ہوں جب حکم ہوا ابھی اسے قتل کروں زروبین کامرانی نے کہا اے جلاد جلد خواجہ عمرو
کو لیجا کر قتل کر ہرچند خواجہ اشکبار ہوئے بہت سی باتیں مکر و فریب کی کہیں لیکن زروبین نے خواجہ پر رحم نکیا جلاد بموجب حکم
زروبین خواجہ عمرو کو کشاں کشاں جانب میدان مقتل لے چلا اہل قلعہ کو خواجہ کے گرفتار ہونیکی خبر ہوئی جس وقت جلاد
مقتل میں عمرو کو لیگیا چبوترہ ریگ پر بوریۂ فلاکت بچھا کر خواجہ کو بٹھلایا گردن پر لوسے سے خط کھینچا تیغ آبدار میان سے کھینچکر
خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے اجل رسیدہ جو کچھ تمنائے دلی ہو بیان کر اگر گرسنہ ہو تو طعام لذیذ طلب کر کے کھالے اور اگر
پیاس ہو تو پانی پی لے کیونکہ اب کوئی دم میں سر تیرا تن سے جدا ہو جائیگا جلاد خواجہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ زروبین و ہرمز و فرامرز
نے حکم اول جلاد کو خواجہ عمرو کے قتل کرنیکا دیا خواجہ تقریر جلاد سنکے اور تمام آثار اپنے قتل ہونیکے ظاہر دیکھکر رونے لگے
چشم سے گوہر اشک نکالنے لگے اور دلمیں خیال کرنے لگے عجب جائے حیرت اور مقام تعجب ہے کہ مجھسے کوہ سیاز پر یہ
وعدہ ہو چکا ہے کہ جب تک تین مرتبہ خواہش مرگ برضا و رغبت نکرونگا اسوقت تک نمرونگا ابھی تو میں نے ایک مرتبہ بھی خواہش مرگ
نہیں کی ہے اور سامان قتل نظر آتے ہیں یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے جو سوے فلک نظر کی دیکھا آثار سحر بخوبی ظاہر ہیں خواجہ
عمرو نے بصدق قلب واسطے اپنی رہائی کے خدا سے دعا کی یکایک ایک نوجوان نارنجی پوش ظاہر ہوا جب وہ نارنجی پوش
ہرمز و فرامرز کے قریب پہونچا ایک نامہ نکالکر ہرمز کو دیا اور پوچھا اے شاہزادۂ ذیوقار یہ ہنگامہ کیسا ہے ہرمز نے جواب دیا
خواجہ عمرو قتل کیا جاتا ہے جوان نارنجی پوش نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں مقتل میں جا کر عمرو کو قتل ہوتے دیکھوں ہرمز نے
نامہ پڑھے اجازت جانے کی دی جوان نارنجی پوش جب قریب خواجہ عمرو پہونچا دیکھا گرد خواجہ صدہا بلکہ ہزارہا منتظر
پیر و جوان جمع ہیں سب خواجہ کے گرفتار ہونے سے خوش ہیں جوان نارنجی پوش نے حقۂ آتشبازی متواتر ماری وہ مجمع
سب متفرق ہوا دھواں بکثرت ہوا دھوئیں کی تاریکی میں جلد خواجہ کو چبوترے سے اٹھا کر وہ جوان جانب صحرا لیگیا
ہر طوق سلاسل خواجہ کے تن سے دور کر کے یہ کہا آپکو تو میں نے رہا کر دیا ہے اب جہاں دل چاہے جائیے مگر ذرا میرا بھی
خیال رکھیگا خواجہ نے دعا دیکر پوچھا تیرا نام کیا ہے جوان نے کہا ابھی نام نہ بتاؤنگا یہ کہکر جانب صحرا خواجہ کو چھوڑ کر
چلا گیا خواجہ رہا ہو کر داخل قلعۂ صغیرہ کوہ ہوئے اب حال ہرمز کا بیان کیا جاتا ہے کہ جو نامہ جوان نارنجی پوش سے
پایا تھا بعد تھوڑی دیر کے جو ہرمز نے وہی نامہ اٹھا کر لفافہ اوسکا چاک کیا ذرا غبار بیہوشی اس میں سے نکلا ہرمز بیہوش
ہو کر گرا اہل لشکر یہ حال دیکھکر گھبرا گئے اور رو رہے ابھی مردمان لشکر نے ہرمز کو اٹھایا تھا کہ یک شور عظیم بلند ہوا کہ فرامرز
زروبین وغیرہ نے دیکھا کہ جلاد بھاگتا ہوا چلا آتا ہے عقب جلاد صدہا مردمان لشکر بھی سراسیمہ و بدحواس دوڑتے ہوئے
اور یہ کہتے ہوئے چلے آتے ہیں ہائے جلا دیا آگ سے تن ہمارے داغدار کر دیے فرامرز و زروبین یہ حال دیکھکر گھبرائے
جب سب مردمان لشکر بھاگ کر قریب تر آئے زروبین نے پوچھا کیوں بدحواس بھاگے ہوئے آئے ہو کس نے تمہیں
جلایا ہے مفصل حال بیان کرو جلاد وغیرہ نے عرض کیا جوان نارنجی پوش نے ایسی آتشبازی چھوڑی کہ ہمارے
تنوں میں آگ لگ گئی ہم سب بے اختیار بھاگے وہ خواجہ عمرو کو لیکر چلا گیا زروبین یہ حال دیکھکر متحیر ہوا
بختک نے کہا اے زروبین یہ مقام حیرت نہیں ہے کوئی عیار حقۂ آتشبازی مار کر خواجہ کو رہا کر کے لیگیا ہے
زروبین نے جواب دیا اے ملک جی اگر عیار خواجہ کو رہا کر کے لیگیا ہے تو اب اس قلعہ سے خواجہ کو نکلنے نہ دونگا
یہ کہکر اور قلعہ کا محاصرہ کر کے مقیم ہوا ہرمز کو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا وہ بھی یہ حال دیکھکر متحیر ہوا ادھر خواجہ عمرو

نے تمام حال اپنا قلعہ مین جاکر اہل قلعہ سے بیان کیا

داستان دیکھنا خواب مین ملکہ مہرنگار کو اور بیقرار ہوکر رونا امیر کا پھر ملکہ آسمان پری سے برہم ہوکر بہ اجازت شہپال تخت روان پر سوار ہونا اور چھوڑ آنا دیوؤن کا بحکم آسمان پری بیابان سرگران سلیمانی مین مع دیگر حالات

راویان نگین طبیعت و حاکیان شیرین حکایت و افغان لذت وصل و جدائی ماہران اسرار آشنائی اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز حمزہ صاحبقران پہلوے ملکہ آسمان پری مین سو رہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار بیتاب و اشکبار میلے کپڑے پہنے ہوے موے سر پریشان نہایت مغموم و چاک گریبان بالین پر کھڑی ہے اور کہتی ہے کہ ای امیر با توقیر افسوس ہزار افسوس آپ تو ملکہ آسمان پری کے پہلو مین باآرام و راحت شب و روز بسر کرتے ہین مین آپکے فراق مین رات دن نالہ و بکا کرتی ہون اور ڈر و بیم کامرانی وغیرہ کے خوف و خطر سے ہر ایک قلعہ مین بھاگ کر اپنی زندگی رنج و الم مین بسر کرتی ہون دیکھئے آپکی جدائی مین یہ حال پریشان میرا ہوا ہے آپکو میرا خیال کچھ بھی نہین ہے برائے خدا تو میرے حال پر رحم کیجئے آسمان پری سے رخصت ہوکر میرے پاس آئیے دشمنون سے مجھے بچائیے ملکہ مہرنگار یہ کہہ رہی تھی ناگاہ امیر خواب سے بیدار ہوئے بالین سر دیکھا ملکہ مہرنگار کو نہ پایا امیر بے اختیار رو دئے اور فراق ملکہ مہرنگار مین نالہ و بکا کرنے لگے آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے باعث نالہ و بکا کا کیا ہے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین نے ملکہ مہرنگار کو خواب مین دیکھا ہے اوسکی جدائی مین فریاد و فغان کرتا ہون آسمان پری نے برہم ہوکر پوچھا مہرنگار کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہے جو تم اوسکے فراق مین اسقدر بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو وہ آدم زاد ہے مین پریزاد ہون مجھ مین اور اوس مین فرق زمین و آسمان کا ہے میرے کف پا کے برابر اوسکے چہرہ کا کیا حسن ہوگا امیر نے جواب دیا ای ملکہ کیا کہتی ہو بس خاموش رہو تم اسکی کنیز کی برابر بھی نہین ہو اسکی ایک ایک کنیز ایسی حسین و خوبصورت ہے کہ اگر تم اسکی کنیز کو دیکھلو تو بھی غرور نکرو اور ہر ایک کنیز کا حسن و جمال دیکھکر شرمندہ اور خجل ہو ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران سنکے نہایت برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جانب امیر تلوار بڑھائی امیر نے بھی برہم ہوکر خنجر کھینچا نازنینان پریزاد جو اسوقت وہان موجود تھین یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگین شہپال شہ نازنینان پریزاد سنکے بیتابانہ آیا دیکھا کہ زن و شوہر تلوار اور خنجر کھینچے ہوے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کیا چاہتا ہے شہپال یہ حال دیکھکر گھبرا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا بارگاہ سلیمانی مین بٹھا کر سبب رنج و ملال پوچھا امیر نے تمام حال خواب بیان کیا اب مجھکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچا دیجئے طبیعت میری نہایت پریشان ہے اب مین یہان نہ رہونگا عبدالرحمن جنی نے گفتگوے امیر با توقیر سنکے شہپال سے عرض کیا اے شہنشاہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اب انہین خواجہ عمرو وغیرہ کے پاس پہونچا دیجئے بیشک انہین یہان آئے ہوے زمانہ زیادہ گذر گیا ہے شہپال نے تقریر عبدالرحمن جنی سنکے ایک لمحہ فکر کی اور چند دیوؤن کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے شہپال نے دیوؤن سے کہا جلد ایک تخت روان پر بٹھا کر جہان امیر کہین وہین پہونچا آؤ دیوؤن نے عرض کیا اے شہنشاہ ہم تابعدار ہین امیر با توقیر تخت روان پر بیٹھین جس جگہ حکم کرین ہم وہین پہونچا دین یہ کہکر وہ دیو ایک تخت روان لے آئے ابھی امیر تخت روان پر نہ بیٹھے تھے کہ یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی ملکہ نے فوراً ارزق پری سے کہا جلد جاکر ہر دو دیو امیر کو پہونچانے جاتے ہین انہین جلد بلاکر یہ پیام میرا انسے کہدے ملکہ آسمان پری نے تمہین حکم دیا ہے کہ خبردار امیر با توقیر کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کے پاس نہ لیجانا ورنہ مین تم سبکو قتل کر دونگی اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو میرا حکم بجا لاؤ امیر کو بیابان سرگران

سلیمانی مین پہونچاکر چلے آؤ ازرق پری نے بموجب حکم ملکہ اُن دیوؤن کے پاس جاکر اشارہ سے انھین بلاکر
حکم آسمان پری سے اطلاع و آگاہی دی وہ دیو خوف جان سے تھرائے اور آہستہ یہ سخن زبان پر لائے کہ اے
ازرق پری ہماری جانب سے ملکہ سے عرض کر دینا کہ موافق حکم حضور بیابان سرگردان سلیمانی مین امیر کو چھوڑ کر چلے
آوینگے ارشاد حضور بجا لاوینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے ازرق پری یہ سنکے ملکہ کے پاس گئی اور جو کچھ دیوؤن نے عرض
کیا تھا زبان پر لائی ملکہ آسمان پری مطمئن ہوئی اور امیر شہپال اور عبدالرحمن جنی سے رخصت ہوکر تخت روان
پر بیٹھے دیوؤن نے تخت اٹھایا شہپال وغیرہ امیر کے جانے سے اشکبار ہوے دیو تخت اٹھاکر ایک جانب
روانہ ہوے جب طے کرنے راہ دور و دراز کے دیوؤن نے بیابان سرگردان سلیمانی مین جاکر تخت دوش
سے اتارا اور بالائے زمین پر رکھدیا امیر نے پوچھا تخت اس جگہ کیون رکھدیا دیوؤن نے عرض کیا اے امیر باتوقیر
اسوقت ہم گرسنہ ہین تھوڑی دیر آپ یہان توقف کرین ہم جاکر اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکر ابھی حاضر ہوتے ہین
پھر تخت اٹھاکر یہان سے آپکو لے چلینگے امیر نے فرمایا اچھا جلد جاکر کچھ کھا آؤ خبردار دیر نہ لگانا سب دیو یہ سنکر ایک
جانب روانہ ہوے اور قطع راہ کرکے گلستان ارم مین پہنچے شہپال سے عرض کیا خداوند نعمت ہم امیر کو
پہونچا آئے شہپال خوش ہوا پھر ملکہ آسمان پری کی خدمت مین بذریعہ ازرق پری یہ کہلا بھیجا کہ ہم موافق حکم
حضور حمزہ صاحبقران کو بیابان سرگردان سلیمانی مین چھوڑ کر چلے آئے ہین ملکہ آسمان یہ سنکے خیال کرنے
لگی کہ بیابان سرگردان سلیمانی وہ مقام ہے کہ وہان سے امیر کا مہر نگار تک پہونچنا نہایت دشوار ہے بلکہ ممکن ہی نہین
ہے اب دیکھتی ہون مجھے بگڑ کر مہر نگار اپنی معشوقہ تک کیونکر جاتے ہین یہ خیال کرکے ادھر تو ملکہ آسمان پری خوش
ہوئی ادھر امیر باتوقیر دیوؤن کا بہت انتظار کرکے سمجھے کہ دیوؤن نے فریب کیا مجھے یہان چھوڑ کر چلے گئے اب یقینا
نہ آوینگے یہ سمجھکر امیر تخت روان سے اترے اور اس بیابان وحشت افزا مین پیادہ پا چلے اگر حال اس بیابان
وحشت خیز و صحرائے ہول انگیز کا مفصلا اور مشرحا تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے اور ناظرین والا
تمکین کو بھی بسبب طوالت کے مطبوع طبع نہو بلکہ باعث دردسر ہو لہذا بطور مختصر عرض کیا جاتا ہے کہ تا شام امیر
نے صحرا نوردی کی جب شام کو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین اُسی جگہ پر کھڑا ہون جس جگہ سے چلا تھا امیر باتوقیر یہ حال
دیکھکر نہایت متحیر ہوے چونکہ دشت نوردی سے بہت سے کانٹے کف پا مین چبھ گئے تھے خون تلوؤن سے جاری تھا
آبلون سے پانی نکل رہا تھا بھوک کی شدت سے لبون پر جان تھی تشنگی سے ہونٹھ خشک تھے زبان مین کانٹے پڑے
ہوے تھے اس وجہ سے امیر باتوقیر نہایت ہی بیتاب و بیقرار ہوے اور چہار جانب جستجوے آب کرنے
لگے ایک دریاے ذخار نظر آیا امیر کنارہ دریا پہونچکر بیٹھے اور وہ کلچہ جو حضرت خضر علیہ السلام نے دیا تھا نکالکر کھایا
یہانتک کہ امیر سیر ہوگئے اور کلچہ بدستور رہا کیونکہ حضرت خضر نے یہی فرمایا تھا کہ جسروز یہ کلچہ تمام ہو جائیگا اُس روز
پردہ قاف سے گذر کر پردہ دنیا پر پہونچ گے اور خواجہ عمرو وغیرہ سے ملیگے القصہ جب امیر باتوقیر کلچے سے سیر
ہو چکے دریا سے پانی پیا اس اثنا مین تاریکی زیادہ ہوئی وہ صحراے وحشتناک کا سناٹا وہ تاریکی پناہ بخدا
امیر باتوقیر نے سیر و سیراب ہوکر شکر خدا کیا پھر کنارہ دریاے اٹھکر اسی تخت روان پر آکر بیٹھے دیر تک بیدار رہ
صحراے وحشت افزا کو چار جانب دیکھا کئے اور خیال کیا کئے کہ اس صحراے سے کیونکر نکلونگا کس طرح یہان سے
کسی آبادی مین پہونچونگا سواے خداوند کریم کے کون یہان میری اعانت کریگا ایسے ہی خیالات کرتے کرتے
امیر سو گئے عالم خواب مین امیر نے دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ اے امیر ذیشان عالیجاہ

شو جیئے انشاء اللہ اس صحرائے پر خار سے جلد گذر کر اور مقامات پر پہونچے گا امیر نے پوچھا اے خواجہ کیونکر اس
دشت کو طے کرونگا گھوڑا بھی نہیں ہے پیدل کہانتک چلونگا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر آپکے سامنے یہ جو درخت نصب
ہے اسکی لکڑیان توڑ کر اور اسکی چھال پانی سے تر کرکے ایک بیڑا بنائیے اور بیڑے کو دریا مین ڈالکر سوار ہو جیئے کسی
نہ کسی جانب دریا سے ضرور نکل جائیگا یہ کہکر خواجہ عمرو تو نظر امیر سے پوشیدہ ہوئے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا وقت سحر
ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو یاد کرکے یہ خیال کیا کہ عمرو از حد مجھسے محبت رکھتا ہے مین جو مغموم تھا عالم
خواب مین اگر تدبیر بتا گیا یہ خیال کرکے امیر تخت سے اٹھے اور موافق بتانے خواجہ کے بیڑا بنایا پھر بیڑے کو دریا مین
ڈالدیا اور اس بیڑے پر بیٹھے بیڑا بہتا ہوا ایک جانب چلا دن بھر تو بیڑا بہتا ہوا چلا گیا لیکن ہنگام شام جو صاحبقران
نے ملاحظہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ بیڑا وہی جگہ ہے جس جگہ صبح کو کنارۂ دریا پانی مین ڈالا تھا امیر یہ حال عجیب
غریب دیکھکر پھر نہایت حیران ہوئے ناگاہ بحکم خداوند عالم حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف
لائے اور بعد سلام فرمایا اے امیر باتوقیر آپ حیران و پریشان ہوجیے یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے اسکی یہی
خاصیت ہے کہ اگر کوئی اس دشت مین آجائے اور ہزار سال تک رہروی کرے تو بھی جس جگہ سے روز اول چلے اسی جگہ پر
اب آپ اکل و شرب سے فرصت کرکے بعد ادائے نماز شب بسر کیجئے ہنگام سحر یہ اسم بزرگ پڑھکے بیڑے پر بیٹھیگا
انشاء اللہ تعالی کل شام کو اپنے تئین اس جگہ پائیگا تاثیر اسم بزرگ سے بیابان ہنگام سحر وہ آئیگا حضرت خضر
یہ ارشاد فرماکر اور اسم بزرگ بتاکر نظر حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے بیڑے پر سے اتر کر
اور بیڑے کو اسی درخت خشک سے جو لب دریا تھا باندھ کر وضو کیا پھر نماز سے فراغت حاصل کرکے وہی کلچہ نکالا اور
خوب سیر ہوکر کھایا کلچہ بدستور رہا پھر پانی پیا جو اکل و شرب کے امیر اسی تخت رواں پہ لیٹے بعد بڑی دیر کے سو رہے
ہنگام سحر امیر نے بیدار ہوکر بعد پڑھنے نماز سحر کے بیڑے کو درخت سے کھولکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر نے بتایا تھا پڑھا
پھر بیڑے پر بسم اللہ کہکے بیٹھے بیڑا امواج آب سے بہتا ہوا بالائے آب رواں ہوا جب شام ہوئی بیڑا بقدرت
پروردگار کنارۂ دریا ٹھہرا امیر بیڑے سے اترے اور بیڑا ایک درخت سے باندھ دیا پھر کنارۂ دریا سے چند قدم جو
آگے بڑھے ایک چمن پر از گلہائے رنگارنگ نظر آیا امیر گلہائے چمن کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے کیونکہ وہ پھول
اس چمن کے غیرت دہ گلہائے گلشن ارم تھے حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہوکر داخل چمن ہوئے اور سیر گلہائے
چمن کرنے لگے ابھی امیر سیر چمن کر رہے تھے ناگاہ ایک دیو از حد مہیب صورت نے ظاہر ہوکر یہ نعرہ کیا کہ ای آدمزاد
تو اس جگہ کیونکر آیا کچھ خوف تو نے نہ کیا نہیں جانتا ہے تو کہ یہ مقام میرے رہنے کا نام میرا دیو طاؤس ہے غضب کیا
تو نے کہ تو یہان آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اسوقت تجکو تکہ بکہ تصور کرکے کھا جاؤنگا امیر باتوقیر نے جو
دیو طاؤس سے یہ جواب دیا او بے حیا کیا بکتا ہے تو مجھکو کیا کھائیگا مین تجکو ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کرونگا اور
چمن کو تیرے خون سے رنگین کرونگا جانوران صحرا تیرا گوشت کھائینگے دیو نے نعرہ امیر باتوقیر سنکے نہایت
غضبناک ہوا اور ایک نعرہ صدا آواز بلند کرکے دار شمشاد اٹھا کر سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بچکر تیغ
آبدار کمر دیو طاؤس پر لگائی تلوار اسکی کمر پر پڑی لیکن مطلق تلوار نے نہ کاٹا دیو طاؤس ہنستا ہوا ایک طرف
چلا گیا امیر نہایت حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ دیو عجیب دیو ہے کہ اسپر تلوار مین نے لگائی اور یہ دو ٹکڑے
ہوا ہنستا ہوا چلا گیا ہنوز امیر حیران ہوکر یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور
بعد سلام فرمانے لگے اے امیر باتوقیر آپ متحیر نہون یہ دیو روئین تن ہے اگر ہزار دن ہاتھ تلوار کی لگائیگا تو بھی قتل

نہ ہوگا اسکے قتل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ایک خنجر اس درخت کی جڑ میں زیر زمین ہے اوس خنجر کو نکال لے اسی خنجر سے دیو طاؤس قتل ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے غائب ہوگئے امیر نے زمین کھود کر خنجر ایک صندوقچے سے نکالا اور زیب کمر کیا پھر سیر وہاں کی ہموار کردی **حمزہ صاحبقران** خنجر زیب کمر کیے کھڑے ہوے چمن میں سیر کر رہے تھے کہ **دیو طاؤس** تنہا ہوا آیا اور پکارا اے آدم زاد تو تلوار بھی لگا چکا جوہر تیغ دکھا چکا حوصلہ بھی دل کا نکال چکا میرا قتل کرنا بہت مشکل ہے تیری تو کیا حقیقت ہے ہزار دیو اور پریزاد بھی مجھکو قتل نہیں کر سکتے ہیں اب تو میرے ذہن میں چلا امیر با توقیر تقریر دیو کی سنکے کہنے لگے اوبیہودہ گو کیا بکتا ہے انشاء اللہ میں تجھے ضرور قتل کرونگا ہرگز ہرگز مجھکو زندہ چھوڑونگا دیو یہ کلام سنکے برہم ہوا اور وار شمشاد اٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے ضرب وار شمشاد سے بچکر اور وہی خنجر کھینچکر قدم آگے بڑھا کر نعرہ کرکے پہلوے **دیو طاؤس** پر مارا دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا جب دیو طاؤس مرگیا امیر اس چمن سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا دو دیو کھڑے باہم لڑ رہے ہیں امیر نے اون دونوں سے فرمایا کیوں لڑتے ہو دیوؤں نے جواب دیا پہلے تو ہم باہم لڑتے تھے اب تم سے لڑینگے یہ کہکر ایک نے وار شمشاد اور دوسرے نے آرہ پشت نہنگ اٹھاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے انکے وار سے بچکر **ضرب سلیمانی** کھینچکر ایک دیو پر لگائی دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا پھر دوسرے دیو کو قتل کیا دفعۃً دونوں دیو چار ٹکڑے ہوکر چار دیو ہوگئے اور لڑنے لگے امیر نے ان چاروں کے آٹھ ٹکڑے کئے آٹھ دیو پیدا ہوے اسیطرح امیر قتل کرتے جاتے تھے اور دیو دونے ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دو ہزار ہوگئے اور امیر سے لڑنے لگے امیر نے یہ احوال حیرت افزا دیکھکر درگاہ خدا میں دعا کی فوراً دعا قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوے اور بعد سلام **حمزہ صاحبقران** سے فرمانے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران یہاں سرگردان **سلیمانی** ہے کارخانے یہاں کے طلسمی ہیں اگر ہزار سال تک دیوؤں کو قتل کیجیے گا تو یہ دیو کم نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے تا وقتیکہ قاعدے سے نہ لیجے گا یہ جملہ دیو نابود و معدوم نہ ہونگے صورت ان دیوؤں کے قتل کرنے کی یہ ہے کہ وہ دیو جو قریب درخت کھڑا ہے یہ اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اوسپر لگائیے اگر اس دیو پر لگا تو قدرت خدا کا تماشا دیکھ لیجے گا یہ فرماکر اسم بزرگ بتایا اور نظر سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اس دیو پر لگایا تیر سینہ اوسکا توڑکر نکل گیا دیو زمین پر گرا اور شعلے اوسکے ہر بن مو سے نکلے جس دیو کے اوپر شعلہ گرا جل کر خاک ہوگیا تھوڑی دیر میں جملہ دیو معدوم ہوگئے اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا **دیو دار حباد و** تھا بعد اس آواز آنیکے جو تاریکی ہوئی تھی زائل ہوئی امیر نے شکر خدا کا کیا پھر اسی جگہ بعد گل گشت پہر شب بسر کی جب صبح ہوئی بعد پڑھنے نماز صبح کے امیر با توقیر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک دیو نہایت مہیب صورت سامنے آیا اور نعرہ کرکے وار شمشاد امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بچکر آگے بڑھکر اسکی شاخ سر پکڑکر زمین پر گرایا پھر **ضرب سلیمانی** سے اُسے قتل کیا جب وہ قتل ہوا تاریکی ہوئی آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا دیو رعد آواز تھا بعد آواز آنیکے تاریکی دور ہوئی امیر با توقیر آگے بڑھے ناگاہ ایک ساحرہ پیدا ہوئی اور پکاری او آدم زاد غضب کیا تو نے کہ میرے فرزند کو بے جرم و خطا قتل کیا مجھکو بے فرزند کا کردیا اب میں تجھکو بھی قتل کرونگی عوض اپنے فرزند کا لونگی یہ کہکر اُس نے **امیر** پر سحر کرنا شروع کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اسکا دفع ہوا جب ساحرہ نے دیکھا کہ سحر میرا دفع ہوگیا غضبناک ہوکر سحر سے اژدر بنی اور حملہ آور ہوئی امیر نے تیر اسکی پیشانی پر مارا ساحرہ نے شعلے دہن سے نکالے تیر جلکر خاک ہوگیا اسیطرح امیر نے سات تیر پے در پے لگائے ہر ایک قریب اسکے جاکر جل گیا امیر یہ حال دیکھکر نہایت حیران و پریشان خاطر

ہوئے اسی اضطراب میں امیر نے درگاہ خدا میں بہ رجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعائے امیر مستجاب
ہوئی فی الفور بحکم پروردگار عالم جناب خضر تشریف لائے اور ایک چوب بصورت تیر عنایت کی اور فرمایا کہ اے امیر اس لکڑی
کو کمان میں لگا کر اس ساحرہ کی آنکھ پر لگاؤ انشاء اللہ یہ ساحرہ ہلاک ہو جائیگی امیر نے بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام
وہ لکڑی ساحرہ کی آنکھ پر لگائی فوراً وہ اژدر یعنی ساحرہ تیر کھا کر زمین پر تڑپ کر گری تاریکی محیط عالم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ہندوان جادو تھا جب آواز آچکی تاریکی برطرف ہوئی جناب خضر بھی نظر امیر سے
پوشیدہ ہوگئے آفتاب نظر آیا امیر نے خدا کا شکر کیا پھر چند قدم آگے بڑھے دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اسکا صاف ہے
امیر اوس چشمہ پر بیٹھ گئے وہی کلچہ جو حضرت خضر نے دیا تھا نکالا اور سیر ہو کر کھایا کلچہ بدستور رہا پھر پانی اسی چشمے کا
پیا چونکہ وہ چشمہ مقام فرحت افزا تھا حمزہ صاحبقران نے اسجگہ برائے چندے قیام کیا

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا طلسم اسپان سلیمانی میں مع دیگر حالات متعلق داستان

راویان شیرین زبان و داستان گویان یکتائے جہان تماشایان طلسم مضامین و گروہ کشایان حکایت رنگین اس داستان
کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب حرارت آفتاب کم ہوئی امیر چشمے سے اٹھکر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک
گھوڑا زین و لجام سے آراستہ نہایت خوبصورت پری بسیرت قدم ناز سے اٹھاتا ہوا چلا آتا ہے امیر گھوڑے
کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے خداوند عالم نے میری پیادہ روی پر نظر کرکے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مرکب
میری سواری کو بھیجا ہے یہ خیال کرکے امیر قریب اوس مرکب کے پہونچے مرکب امیر کو دیکھکر ٹھہر گیا امیر خوش ہو کر اس
مرکب پر سوار ہوئے وہ مرکب امیر کو پشت پر اپنی پاکر بسرعت تمام ایک جانب روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ دور و
دراز کے ایک احاطہ میں پہونچے امیر نے اس احاطے میں ملاحظہ کیا کہ ہزارہا گھوڑے بندھے ہیں ہر ایک گھوڑا پری
صورت ہے امیر جلد مرکبوں پر نظر کرکے حیران ہوئے ابھی امیر مرکبوں کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک نازنین پریزاد گھوڑی
پر احاطہ میں آئی اور حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگی آج تم بھی اس طلسم اسپان سلیمانی میں آکر پھنسے امیر
باتوں تقریر پریزاد سنکے متحیر ہوئے یکایک ایک آواز آئی یا امیر جلد گھوڑی کی گردن میں اس طلسم کی لوح تلاش کرو ورنہ تھوڑی دیر میں
پانی ہو کر بہ جاؤگے طلسم اسپان سلیمانی ہے قاعدہ اس طلسم کا یہ ہے امیر نے یہ آواز سنکے گردن مرکب کی لوح ڈھونڈھی
جنگل میں اوس سمند تیز رو کی لوح طلسم پائی امیر نے لوح لیکر جو دیکھا تو لوح سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نازنین پریزاد جو سامنے تمہارے
مرکب پر سوار ہے جلد یہ اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اسکے سینے پر مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے لوح دیکھکر تیر ترکش سے
اور کمان دوش سے لیکر وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے سینہ پریزاد کو تاکا نازنین پریزاد نے خائف ہو کر چاہا کہ احاطے سے
نکل جاؤں طلسم کشا سے اپنی جان بچاؤں ابھی وہ پریزاد احاطے سے باہر نہیں گئی تھی کہ تیر اسکے سینہ پر پڑا اور پشت کی طرف
پار گذرا نازنین پشت مرکب سے گری شعلے اسکے اعضا سے اس دہ نکلے کہ تمام گھوڑے جو احاطے میں تھے سب جل گئے
امیر یہ حال دیکھکر اس مرکب سے اترے فی الفور وہ گھوڑا بھی جل گیا اسوقت پریزاد اس ناری کے غل مچانے لگے
ایک دھواں پیدا ہوا اوس دھوئیں میں سے ایک ابر سیاہ نمودار ہوا ایسی ہوا تند چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے
اکھڑ اکھڑ کے دور جا کر گرے اور ایسی تاریکی محیط عالم ہوئی کہ روز روشن شب تار سے زیادہ تاریک ہوگیا آفتاب نظر سے پنہاں
ہوگیا پھر بہت دیر یہی رہا بعد پھر بجھ کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا بالنگ جادو تھا بعد اس آواز آنے
کے تاریکی برطرف ہوئی آفتاب نظر آیا امیر نے دیکھا احاطہ نہیں ہے بلکہ میدان ہے اور لاش اسکی پڑی ہے حمزہ صاحبقران
طلسم اسپان سلیمانی کو فتح کرکے شکر خدا کرتے ہوئے آگے بڑھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک روز جادو یہ سامنے

سے ظاہر ہوا اور پکارا اے آدم زاد کہاں جاتا ہے شہر یار کہ میں تجھکو ایک ضرب شمشاد سے ہلاک کرکے کھا جاؤں یہ کہکر وار شمشاد
سر امیر پر تو تبر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بفنون سپہ گری بچا کر قبضہ تلوار کھینچا کیا وہ دیو برہم ہو کر امیر سے لپٹ
گیا زور کرنے لگا امیر بھی اوس سے بخوف وخطر کشتی لڑنے لگے از بعد دو پہر کے دیو کم قوت ہوا امیر نے اسکی زنجیر کمر میں
ہاتھ ڈالکر نعرہ کرکے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر پٹک دیں ناگاہ دیو نے کہا اے آدم زاد امان دو امیر نے
فرمایا امان بشرطیکہ ایمان لاؤ دیو نے عرض کیا میں اسی شرط سے مسلمان ہونگا کہ مقام طلسم فناس سلیمانی ہے اسجگہ سات
دیو رہتے ہیں اور وہ دیو نہایت ہی زبردست اور قوی ہیکل ہیں اگر آپ انکو قتل کیجئے یا زیر کیجئے تو میں کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کرونگا امیر نے اس دیو کو آہستہ سے زمین پر رکھا فرمایا کہ مقام طلسم فناس سلیمانی پر لیچل اگر خدا چاہیگا تو ان
دیوون کو قتل کرونگا وہ امیر کی تقریر سنکر امیر کو اپنی پشت پر سوار کرکے وہاں سے چلا اور بعد طے کرنے راہ دو روز دو بار کے
قریب ایک تختۂ زعفران کے اتار آیا اور کہا اب میں آگے جا نہیں سکتا ہوں یہی فناس سلیمانی ہے امیر تختے کے
تلے پہنچے اور یہ نعرہ کیا انم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران او شوالا سامنے آکر مجھسے مقابلہ کرا ابھی امیر نعرہ کرکے
خاموش ہوے تھے یکایک سامنے اسی ٹیلے کے جہان تھا دروازہ اسکا کھلا سات دیو اس مکان طلسمی سے نکلے
نہیں ہے ایک دیو نے ایک گرز فولادی افسون پڑھکر مارا امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا گرز علیحدہ امیر سے گرکر پھٹا شعلے نکلے
امیر برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے وہ دیو یہ حال دیکھکر ازحد برہم ہوا اور بصورت خرس بنکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر نے چند
سنگریزے اٹھا کر اونپر اسم اعظم پڑھکر اوس خرس پر مارے دیو بصورت اصلی ہو گیا پھر امیر نے تلوار کھینچکر اسکی کمر پر لگائی
تلوار کمر دیو سے چپٹ گئی ادھر امیر نے زور کیا اور دیو نے زور کیا بوجہ سحر اور مقام طلسم ہونیکے تلوار امیر کے ہاتھ سے
چھوٹ گئی امیر کو صدمۂ عظیم ہوا اسوقت امیر کے گوش میں ایک آواز آئی ہے کسی نے پکارکے کہا کہ اے امیر اسم جلیل
پڑھکر اون دیو کے جسم پر لگاؤ دیکھو قدرت خدا تماشا دیکھو امیر نے بموجب کہنے غیبی اسم بزرگ کو پڑھا اوس دیو کے جسم
میں کی فوراً وہ دیو جلنے لگا شعلے اسکے جسم سے نکلنے لگے اکثر شعلے اسکے جسم سے نکلکر ان چھ دیوون کے اجسام پر پڑے
وہ بھی مثل دیو اول کے جلنے لگے تھوڑی دیر میں ساتون دیو جلکر خاک ہوگئے اور وہ تختۂ زعفران بھی جل کر خاک
ہوگیا اسوقت دیوون کے جلنے سے ایسی تاریکی ہوئی کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا غل وشور ازحد بلند ہوا بعد نیم پہر کے
تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس افسوس مرد ہم وجان داد بر مطلب خود نرسید هم جب ساتون دیوان جل گئے اور تاریکی
رفع ہوئی روشنی آفتاب کی ظاہر ہوئی اور وہ مقام طلسم فتح ہو گیا وہ دیو جو امیر کو اس جگہ لایا تھا یہ حال دیکھکر برہم ہوکر
کہنے لگا اے آدم زاد غضب کیا تو نے یہ مقام طلسمی کیا تو نے فتح کیا ساتون دیوون کو ہلاک کیا میرے بھائی کو مارا اب تو
میں جاتا ہوں جب تجھکو غافل پاؤنگا اپنے بھائیونکا ضرور تجھسے انتقام لونگا ہرگز مسلمان نہونگا یہ کہکر وہ دیو بعد عجلت چلا گیا
امیر اس ٹیلے سے اترکر دیو کی مکاری وفریب پر تادیر خیال کرکے اور اسکے چلے جانے پر افسوس کرکے ایک جانب
بمجبوری روانہ ہوے اور تنہا راہ میں شکایت جور وفا اب زبان پر لائے امیر شکایت فلک کرتے ہوے چلے جاتے
تھے ناگاہ ایک دیو سیاہ دراز قامت عجیب صورت سامنے آیا اور پکارا اے عرب لڑنے والے کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا
اب تجھکو کھا ڈالونگا ہرگز تجھکو اے آدم زاد زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر وار شمشاد کا سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد کا
اپنے تئین بچایا اور فوراً آگے بڑھکر دیو کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے زمین سے اٹھا لیا اور زمین پر پٹک کے اسکے
سینے پر سوار ہوے اور پوچھا حال اور شناخت خالق کون ہے مکان کہاں ہے تیرا وہ دیو نے کہا اے آدم زاد ایک شرط سے مسلمان
ہوتا ہوں امیر نے پوچھا وہ شرط کیا ہے بیان کر اوس نے کہا ایک قلعہ ہے کہ اوس قلعہ کو زمرد نگار کہتے ہیں اس قلعہ کا

بادشاہ لاہوت جنی ہے اسکی ایک دختر ہے نام اوسکا نجم پری ہے میں اسپر ایک مدت سے عاشق ہوں اگر
اُس پری سے وصل میسر ہو تو میں مسلمان ہو جاؤں اور تمکو یہاں سے لیجا کر تمہارے عزیز و احباب میں پہونچا دوں اور تمہارا
تمہارا شکر گذار ہوں امیر نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور تو کہاں رہتا ہے وہ بولا ارنائیس میرا نام ہے قلعہ زمرد
نگار میں رہتا ہوں امیر نے یہ سنکے اوسے چھوڑ دیا اور کہا کہ قلعہ زمرد نگار تک لیچل وہ دیو امیر کو اپنے دوش
پر بٹھا کر چلا بعد طے کرنے راہ دراز کے ایک جگہ شام ہوئی امیر نے فرمایا اے ارنائیس آج کی شب میں یہیں
قیام کرونگا ارنائیس نے امیر کو اپنے دوش سے اتارا چونکہ اس جگہ ایک چشمہ تھا امیر نے بعد فراغت اکل و شرب اور
بعد پڑھنے نماز کے ارنائیس کو درخت کی چھال سے ایک درخت میں باندھ دیا اور کنارے چشمہ کے سو رہے جب امیر غافل
ہوئے ارنائیس جھٹکا دے کر چھال کو توڑ کر ایک طرف بھاگا چونکہ یہیں جلد ایک دیو مسمی شش انگشت
مردار خوار بجمعیت چہل ہزار دیوان خونخوار رہتا تھا اور اکثر آدم زاد اور دیوون کو پکڑ کر کھایا کرتا تھا اس نے جو دیکھا کہ ارنائیس
بھاگا ہوا جاتا ہے چونکہ گرسنہ تھا بیتاب ہوکر اٹھا اور دوڑ کر ارنائیس کو پکڑ کر ایک درخت سے مضبوط باندھا پھر خود بھی
آتش افروزی میں سرگرم ہوا جب آگ بخوبی مشتعل کر چکا قصد کیا کہ کارد سے گوشت کاٹ کر کباب تیار کرکے کھاؤں۔
ارنائیس یہ حال دیکھکر دیو شش انگشت مردار خوار کے روبرو بعجز کہنے لگا کہ اے شش انگشت مردار خوار
مجکو چھوڑ دے میرے کباب نہ کھا اس دیو نے جواب دیا میں گرسنہ ہوں ہرگز تجھے نہ چھوڑونگا ضرور تیرے کباب
تیار کرکے کھاؤنگا ارنائیس یہ تقریر دیو مردار خوار کی سنکے اپنی زندگی سے ناامید ہوا اور خیال کرنے لگا اے
ارنائیس بیجا آدم زاد کو چھوڑ کر یہاں آیا کاش درخت سے بندھا رہتا جان تو نہ جاتی یہاں تو زندگی نظر نہیں آتی
ہے قضا کا سامنا ہوا ابھی ارنائیس یہ خیال کر رہا تھا اور وہ دیو مردار خوار آگ مشتعل کر رہا تھا کہ یکایک صبح ہوئی امیر
خواب سے بیدار ہوئے اول چشمہ کے کنارے وضو کرکے نماز پڑھی پھر کلچہ نکال کر خوب سیر ہوکر کھایا چشمہ سے پانی پیا
پھر کلچہ رکھکر جانب درخت دیکھا ارنائیس کو نہ پایا امیر ارنائیس کو ڈھونڈھنے وہاں سے ایک جانب روانہ ہوئے
اتفاقا اسی جگہ پہونچے جہاں ارنائیس درخت سے بندھا ہوا تھا اور وہ دیو شش انگشت کباب تیار کرنے
کی فکر میں بیٹھا تھا امیر نے ارنائیس کو دیکھکر پوچھا تجکو کس نے باندھا اس نے دیو شش انگشت مردار خوار
کی جانب اشارہ کیا وہ دیو مردار خوار امیر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ پہلے گوشت آدم زاد کا کاٹ کر کباب
بناکر کھاؤں بعد ازاں ارنائیس کے کباب بنا کر تیار کرونگا یہ خیال کرکے اٹھا امیر نے فرمایا اے دیو تو ارنائیس
کو چھوڑ دے ورنہ میں تجکو قتل کرونگا دیو مردار خوار نے جواب دیا اے آدم زاد تو اپنی فکر کر پھر ارنائیس کی سفارش کرنا
دیکھ یہ آگ مشتعل ہے اور یہ کارد ہے اسی سے تیرا گوشت کاٹ کاٹ کر کباب بناکر کھاؤنگا امیر نے یہ سنکر تبسم
کیا اور کہا او بے حیا کیا بکتا ہے خاموش رہ وہ دیو مردار خوار نعرۂ امیر سے تو غیرت دل گیا مثل صاحب تپ کانپنے لگا
آخر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اس آدم زاد کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ بموجب حکم چالیس ہزار دیو خونخوار مردار
ارہ و پشت نہنگ و کمان لیکر بڑھے اور امیر کو چار جانب سے گھیر لیا امیر نے بھی عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤں کو قتل
کرنا شروع کیا جب کئی سو دیو امیر نے قتل کئے جلد دیو خائف ہو پیچھے ہٹے امیر نے بڑھکر ارنائیس
کو درخت سے کھولدیا ارنائیس بھی وار شمشاد لگا کر امیر کی جانب سے لڑنے لگا دیوؤں کو ہلاک کرنے
لگا وہ حمزہ صاحبقران اور ارنائیس سے شکست کھا کر بھاگے امیر با توقیر دیوون کو بھگا کر دیو شش
انگشت مردار خوار کے قریب پہونچے اس دیو نے غضبناک ہو کر وار شمشاد لگائی امیر نے

ضرب وار شمشاد دے چکے تو ان سب گرے اپنے تئیں بچا کر عقرب سلیمانی ایسی کمر پر لگائی کہ دو پشت انگشت
مرد وار خود دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران بہ فتح و فیروزی ارنائیس کو چھوڑ لیکر روانہ ہوئے تھوڑی راہ جا کر ارنائیس
نے امیر کی تعریف کر کے اپنے دوش پر امیر کو بٹھایا اور ایک سمت کو روانہ ہوا شام کو ایک مقام پر پہونچا پھر امیر نے ارنائیس
کو ایک درخت سے باندھ دیا اور بعد پڑھنے نماز اول شب کے سو رہا ارنائیس کمر تھکا دیکھ بطلب رہائی دست و زنجیر سے
اپنے دست و پا نکالا اور ایک طرف بھاگ گیا جب صبح ہوئی امیر خواب سے بیدار ہوئے ارنائیس کو نہ دیکھ کر خیال
کرنے لگے کہ آج ارنائیس کہیں چلا گیا یہ خیال کر کے بعد پڑھنے نماز صبح کے کچھ نوش فرما کر ایک سمت پا پیادہ چلے تین
مہینے کے بعد دور و نزدیک ایک ایسی جگہ پہونچے کہ وہاں ایک قلعہ تھا اور آواز نالہ و فریاد کی اس قلعے سے آتی تھی اہل قلعہ
باواز بلند روتے تھے اور چالیس ہزار دیو فیل پیکر اس قلعہ کو گھیرے ہوئے تھے امیر یہ دیکھ کر بولے تا اہل قلعہ سے
اہل قلعہ پر رحم کر کے ان دیووں سے کہا کہ اس قلعے سے ہٹ جاؤ اہل قلعہ کو امان دو ورنہ میں تم سب کو
قتل کروں گا یہ عراق نیل پیکر یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران سے سنتے ہی نہایت برہم ہو کر حملہ آور ہوا
امیر نے اسکی ضرب سے بچ کر عقرب سلیمانی سے اسے قتل کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جملہ دیو یہ حال دیکھ کر
امیر پر حملہ آور ہوئے وار شمشاد و تبر و پشت خار و دیگر آلات حرب و ضرب سے لیکر حمزۂ صاحبقران
کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور وار شمشاد وغیرہ آلات حرب و ضرب امیر پر لگانے شروع کیے امیر نے انکی ضرب و وار شمشاد
وغیرہ سے بچ کر عقرب سلیمانی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک آدم زاد کو چالیس ہزار
دیو گھیرے ہوئے ہیں لڑائی ہو رہی ہے لاش پر لاش دیووں کی گر رہی ہے زمین دیووں کے خون ناپاک سے رنگین ہو رہی
ہے اسوقت جملہ اہل قلعہ نے باہم مشورہ کیا کہ اس آدم زاد نے ہماری حمایت کی ہے اور ہماری وجہ سے لڑ رہا ہے اب
ہمکو بھی مناسب یہی ہے کہ قلعے سے نکل کر دیووں کو قتل کریں اس آدم زاد کو دیووں سے بچائیں یہ مشورہ کر کے جملہ
اہل قلعہ آلات حرب و ضرب لے لیکر قلعے سے نکلے اور دیووں سے دلیرانہ لڑنے لگے ادھر حمزۂ صاحبقران
دیووں کو قتل کرتے تھے ادھر پریزاد دیووں کو ہلاک کرتے تھے اور خود بھی قتل ہوتے تھے تھوڑی دیر میں حمزۂ
صاحبقران نے سیکڑوں دیووں کو قتل کر ڈالا باقی ماندہ دیو تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگے
بادشاہ قلعہ امیر کو بعد فتح و نصرت قلعہ میں لیگیا بادشاہ قلعہ نے نام امیر کا پوچھا اور احوال بیان آنیکا
دریافت کیا امیر نے اپنا نام بتا کر تمام احوال اپنا اور آسمان پری کا بیان کیا بادشاہ قلعہ نے حال امیر کا سنکے
کہا آپ نے مجھے بھی پہچانا میرا نام لاہوت جنی ہے میں برادر حقیقی عبدالرحمن جنی کا ہوں اس قلعہ زمرد نگار
کا حاکم ہوں آپ یہاں بآرام تمام چند روز تک توقف فرمائیں پھر میں بعد راحت و آرام جہاں آپ کہیں گے پہونچا دوں
یہ کہکر سامان دعوت امیر میں مصروف ہوا ہنگام شب لاہوت شاہ نے خیال کیا کہ ملکہ آسمان پری امیر حمزۂ
صاحبقران سے ناراض ہے کچھ عجب نہیں کہ اگر لاہوت شاہ نے امیر کو ملکہ زمرد نگار کے پاس پہونچا دیا تو برہم ہو کر
مجھپر کوئی نہ کوئی بلا نازل کریگی پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ امیر کو قید کرے یہ خیال کر کے بعد دعوت شراب میں
بیہوشی دارو ملائی جب حمزۂ صاحبقران بیہوش ہوئے لاہوت شاہ نے پریزادوں کو حکم دیا کہ ابھی امیر
بلا توقف حمزۂ صاحبقران نامدار کو یہاں سے اٹھا لیجاؤ اور اسی چاہ تنگ و تاریک میں قید کر کے جلد چلے آؤ
ملازمان حکم ہوتے ہی چلے اور حسب حکم لاہوت شاہ امیر کو لے گئے اور عالم بیہوشی میں امیر کو چاہ تاریک میں قید
کر کے چلے آئے جب امیر کو ہوش آیا ہوشیار ہوئے اپنے کو چاہ تاریک میں پایا سوائے خاک کے کچھ نہ دیکھا خدا کا شکر کیا اور

کلچہ عنایت کیا ہوا جناب خضر کا پاس تھا وہی کلچہ امیر نے نکال کر کھایا اور کنوئین سے پانی لیکر پیا کئی روز تک امیر اِس
کنوئین میں ہے جب یہ خبر دختر لاہوت شاہ کو پہونچی کہ میرے باپ نے حمزہ صاحبقران کو چاہ میں قید کیا ہی
نہایت ملول پر غم ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جس آدمزاد نے میرے والد کو دیوؤن کے شر و فساد سے بچایا
افسوس اُسی آدمزاد کو میرے والد نے بیجرم و خطا قید کیا۔ خیال کرکے نجم پری اپنے مادر و پدر وغیرہ سے پوشیدہ
اُس چاہ تاریک میں گئی اور حمزہ صاحبقران کو چاہ سے نکال کر ایک صحرا میں لائی امیر نے اوس سے پوچھا
تو کون ہے نجم پری نے عرض کیا میں دختر لاہوت شاہ جنی کی ہون نام میرا نجم پری ہی ابھی تو یہ باتیں
اور امیر سے باتیں ہو رہی تھین کہ یکایک ایک گاے سامنے سے پیدا ہوئی اور نجم پری کو اپنی پشت پر بٹھا کر ایک جانب
بھاگی امیر بھی اُس گاے کے پیچھے روانہ ہوئے وہ گاے تو تھوڑی دور جا کر غائب ہو گئی امیر با توقیر آگے بڑھے
تو دیکھا ایک قصر ہے اور پاس اوسکے ایک گنبد بلند ہے اوس قصر سے ایک مرد اور ایک عورت کی آواز آتی ہی
مرد کہتا ہے اے معشوقہ اِس فقیر کے حال پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شادکام کر آرزوے دلی میری بر لا عورت کہتی ہے
کہ خبردار مجھے ہاتھ مت لگانا ورنہ میں اپنی جان دیدونگی تو ناحق مجھے لے آیا ہے تیرا مدعاے دل حاصل نہوگا بہتر یہی ہی
کہ مجھے چھوڑ دے ورنہ حمزہ صاحبقران یہان اگر میرے کہنے سے تجھے قتل کر ڈالیگا امیر نے یہ تقریر سنکے باواز بلند کہا
جو کوئی اِس قصر میں ہو جلد دروازہ کھولدے ورنہ میں دروازہ توڑ کر قصر میں آتا ہون مرد نے ڈر کر دروازہ کھولدیا
جب امیر داخل قصر ہوئے دیکھا کہ ارناییس اور نجم پری دونون بیٹھے ہیں امیر نے ارناییس سے پوچھا
تو نے نجم پری کو کیونکر پایا اوس نے عرض کیا اے امیر نجم پری آپ سے صحرا میں باتین کرتی
تھی چونکہ میں اسپر عاشق ہون گاے بنکر اسے اپنی پشت پر بٹھا کر یہان لے آیا ہون یہی میری معشوقہ ہے ہر چند
میں منت کرتا ہون لیکن یہ وصل پر راضی نہین ہوتی ہے امیر نے پہلے تو نجم پری کو سمجھایا پھر نجم پری کو راضی
کر کے اوسکو مسلمان کرکے عقد پری کا ارناییس کے ساتھ کر دیا پھر ارناییس حمزہ صاحبقران کو نجم پری کے
پاس بٹھا کر واسطے میوہ لانے کے چلا گیا بعد جانے ارناییس کے نجم پری بھی اٹھکر قصر سے باہر گئی اور گھوڑی بنکر
دریا میں نہانے لگی اودھر سے ارناییس میوہ لئے ہوے آتا تھا نجم پری کو دریا میں دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا اور خود
گھوڑا بنکر دریا میں جا کے نجم پری سے مراد دلی حاصل کیا نجم پری حاملہ ہوئی اُسکے شکم سے اشقر دیوزاد
پیدا ہوتا ہے حال اوسکا بیان کیا جائیگا غرض کہ جب ارناییس نجم پری سے مدعاے دلی حاصل کر چکا بصورت اصلی
میوہ لیکر خدمت امیر میں حاضر ہوا نجم پری بھی نہا کر قصر میں آئی پھر ارناییس امیر کو لیکر مع نجم پری کی
قلعہ یاقوت نگار کی جانب روانہ ہوا جب قلعہ یاقوت نگار میں پہونچا امیر کو اپنے قلعے میں بصد عزت رکھا
اور سامان امیر کے لیجانے کا کیا اکثر پوچھتا تھا اے امیر آپ کو کس شہر اور کس قلعہ میں پہونچادون امیر کہتے
تھے جس جگہ خواجہ عمرو اور ملکہ مہر نگار رہون وہین مجھکو پہونچادو غرض ارناییس تو سامان لیجانے کا کر رہا ہے مگر
امیر کا اکثر دل گھبراتا ہے ایک روز امیر واسطے شکار کے صحرا میں گئے اور چوپایون اور طائرون کا شکار کرنے
لگے امیر شکارگاہ میں ہیں دیکھئے احوال اونکا بیان کیا جائیگا

دوسری داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمٰن جنی سے اور گرفتار کرنا ارناییس اور نجم پری کو مع دیگر حالات

پلا ساقیا توبہ توبہ شراب	کہ سوز درون سے ہوا ہے دل کباب	کہ مدہوش ہون تو اے ساقی مہ جبین

ہوئی پھر تلاش مے رنگین ٭	کر آراستہ پھر تو میخانے کو	نئی طرح گردش دے پیمانے کو
مے لالہ گون کی مجھے چاہ ہے	کہاں ساقیا ماہ عنبر بادہ ہے	گلابی مرے منہ سے جلدی لگا
کہیں قلقل مے کی آئے صدا	پھر آئی ہے بنت العنب کو خیال ٭	کہ زہدون کو دکھلائے اب حال

روانی قلم کی دکھا اب تحریر ٭ تو بڑھ کر آگے مطلب پہ اے اب تحریر ٭ بیت نگار نوع داستان کہن و رقم
گر مضمون زیب چمن ٭ جلوہ نگاران معنی عبارات داستان رنگین بیان و صبا پردازان مطالب مضامین و فقرہ
عجائب نشان حالات امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کیفیت ملکہ آسمان
پری قلم تیز رفتار سے صفحۂ قرطاس پر بستان اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری جو بادل
فراق مال امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا خیال آیا اسی وقت عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور عرض
کیا کہ حضور مجھسے صاف صاف ارشاد کرین کہ اسوقت وہ آدم زاد یعنی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کہاں
ہین عبدالرحمن جنی نے سکوت کیا جب ملکہ آسمان پری نے جناب سلیمان نبی کی قسم دی عبدالرحمن نے کہا ای
امیر باتوقیر اسوقت قلعہ یاقوت نگار مین بعیش و عشرت ارنائیس کے پاس جلوہ افروز ہین اور یقین ہے کہ کل
دیوار ارنائیس حمزہ صاحبقران کو پردہ دنیا کی طرف روانہ کریگا اور امیر باتوقیر کو ملکہ مہرنگار کے پاس پہونچا دیگا یہ کلام فرحت
انجام عبدالرحمن کے سنتے ہی ملکہ آسمان پری نہایت غضبناک ہوکر بیتاب بیقرار ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ
لیکر بتعجیل تمام بتلاش امیر عالی مقام روانہ ہوئی آتے آتے بصد تیز روی شتابی دوپہر کو چین تمازت آفتاب مین قلعہ
یاقوت نگار پر مع دس ہزار دیو کے پہونچی دیکھا کہ امیر باتوقیر کا تو کہین پتا بھی نہین ہے مگر ارنائیس اور نجم پری ایک
مقام پر لیٹے ہوے اور گلو مین باہین ڈالے ہوے بوس کنار کرتے کرتے سوگئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ شربت وصل
سے سیراب ہو چکے ہین آسمان پری نے اپنے دیوون سے حکم دیا کہ جلد ان دونون کو گرفتار کرو وہ دیو بحکم آسمان
پری فوراً زمین کرکے آ پہنچے اور دیوان قلعۂ یاقوت نگار سے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بہت سے مارے گئے اور
بہت سے دیو قلعہ کو چھوڑ کر فراری ہوئے دیوان ملکہ آسمان پری نے ارنائیس اور نجم پری کو گرفتار کرلیا میدان کام
صاف ہوگیا قلعہ سب خالی کرکے بھاگ گئے ملکہ آسمان پری نے تمام یاقوت نگار کو مسمار کرکے خاک سیاہ کردیا اور لکھا تمام
پر بخط جلی تحریر کردیا کہ ہم ملکہ آسمان پری دختر شہپال و بھوین دیوون قتل کرکے سردار کو گرفتار کرتے ہین اور
قلعہ کو یون تباہ و برباد کرتے ہین جو کوئی اس آدم زاد یعنے حمزہ صاحبقران کی اعانت کریگا اور پردہ دنیا پر پہونچائیگا
اسکا یہی حال کیا جائیگا یہ لکھکر ملکہ آسمان پری مع اپنے دیوان جنگی ارنائیس و نجم پری کے وہان سے روانہ ہوئی
جب اپنے قصر عالی شان مین پہونچی حکم کیا کہ ارنائیس و نجم پری کو قتل کرو عبدالرحمن جنی کو بذریعۂ علم معلوم تھا کہ نجم پری حاملہ
ہے اور اسکے شکم سے اشقر دیوزاد پیدا ہونیوالا ہے ملکہ آسمان پری کا سنکر عبدالرحمن جنی نے منع کیا کہ انکو قتل
کرنا نابہتر ہوگا بلکہ ان دونون کو زندان خانۂ سلیمانی مین قید رکھو ملکہ آسمان پری نے یہ سنکر عرض کیا کہ بہتر جو ارشاد حضور
ہے اور دونون کو زندانخانۂ سلیمانی مین قید کیا ادھر کا حال سنئے کہ جب امیر باتوقیر شکار گاہ سے پھر کر آئے عجب کیفیت
تازہ نظر آئی کہ قلعہ یاقوت نگار تمام منہدم ہے کسی نے دفعۃً ایسا تباہ و برباد کیا ہے کہ [illegible] ویرانہ ہوگیا ہے ایک مقام
ہوکا نظر آتا ہے نہ قلعہ ہے نہ ارنائیس و نجم پری ہین نہ دیوار و در کا پتا ہے مگر ایک مقام پر کچھ لکھا ہے جب قریب
تحریر کے آئے لکھا تھا کہ ہم آسمان پری جو کوئی امیر کو پناہ دیگا اور پردہ دنیا پر پہونچانے کا ارادہ کریگا اسکا یہی حال
ہوگا امیر باتوقیر نے نعلین پاؤن سے اتارے اور ملکہ آسمان پری کے نام پر کفش کاری کی مگر امیر کو نہایت ملال ہوا

راہ پردۂ دنیا پر جانے کی پیدا ہوئی افسوس پھر وہ مسدود ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ اب زندگی میں پردۂ دنیا پر نہ جانا ہوگا حمزہ
صاحبقران متردد و متفکر کھڑے ہوئے دل سے یہ باتیں کر رہے تھے دیکھا سامنے ایک دیو آتا ہے اس سے دریافت
کیا کہ اس قلعہ یاقوت نگار پر کیا افتاد پڑی باشندگان قلعہ کس آفت میں گرفتار ہوئے اس دیو نے عرض کیا اے
امیر ملکۂ آسمان پری ارنامیس اور نجمہ پری کو گرفتار کرکے لیگئی اور بہت سے دیوؤں کو قتل کیا امیر کو یہ سنکر
بہت رنج و ملال ہوا اسی عالم صدمات میں ایک پارۂ سنگ کلان پر امیر باتوقیر لیٹ رہے آنکھ لگ گئی اتفاق کار وہی
دیو جو ہاتھ سے امیر باتوقیر کے اپنی جان بچا کر بھاگا تھا اسوقت اس طرف آنکلا دیکھا امیر باتوقیر خواب غفلت میں بے خبر
پڑے سو رہے ہیں دوڑ کر امیر کو مع پارۂ سنگ اٹھا کر آسمان کی طرف اڑا اور دو ہزار کوس بلند اب امیر باتوقیر
کی آنکھ کھل گئی امیر نے اپنے تئیں پنجۂ بلا میں دیکھا سمجھے کہ اب بچنا چنگل سے اسکے مشکل ہے اس دیو نے کہا کہ
اے آدمزاد کیا کہتا ہے کہاں تجھکو پھینکوں امیر باتوقیر نے کہا اے دشمن جان تو مجھکو دریا میں پھینک دے مگر دیو کی عقل
الٹی ہوتی ہے امیر کے کلام کے برعکس کیا پہاڑوں پر دو ہزار کوس کی بلندی سے امیر کو پھینک دیا صاحبقران اس
دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف کو ریلے ہوا میں پھینکے ہوئے ہوا میں لوٹے لگاتے جیسے چلے جب قریب
زمین کے آئے اسوقت حضرت خضر اور حضرت الیاس عبادت خدا میں مشغول تھے یکایک ندائے غیب آئی اے نبی
جہاں سے خضر و الیاس حمزہ کو ایک دیو دشمن جان اسکا اٹھا کر آسمان پر لیگیا ہے اور دو ہزار کوس کی بلندی سے
اسے پھینکا ہے جلد اسکو روک لو کہیں امیر کو تکلیف گرنے کی نہ پہنچے یہ سنتے ہی ان دونوں خداشناسوں نے
انکو امیر کو ہاتھوں پر روکا مگر امیر ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھلی ان دونوں پیغمبروں نے امیر کا سر اپنے
زانوں پر رکھا اور دامان عبا کی ہوا دینے لگے گلاب اور کیوڑے کا چھینٹا دیا امیر باتوقیر بڑی دیر کے بعد ہوشیار
ہوئے غش سے آنکھ کھولی جلوۂ نور الٰہی شان کی

دو کلمہ داستان مصیبت بیان جانا آسمان پری کا امیر باتوقیر کے پاس اور چھ مہینے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان میں لانا

مشتاقان عالم حیرت زدہ افسانگان وصف دوری اس داستان عظیم الشان کو یوں لکھتے ہیں کہ جسوقت امیر باتوقیر
کو حضرت خضر و الیاس نے ہاتھوں پر روکا اور امیر کی غش سے آنکھ کھلی دونوں ناصحان خدا کو امیر نے سلام کیا اور
کہا کہ مجھکو فلک کج رفتار نے مثل آسیا کے ایسا پیسا ہے کہ تمام استخوان جسم میرے چور چور ہوگئے ان حق شناسوں نے
فرمایا اے امیر عنقریب ہے کہ تم پردۂ دنیا پر پہونچو یہاں امیر باتوقیر حضرت خضر و الیاس سے یہ باتیں کر رہے تھے ادھر
ملکۂ آسمان پری عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور کہا کہ بتلائیے میرا وارث نامدار شوہر دیو تار حمزہ صاحبقران
عالی شان کہاں ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ آج شوہر تمہارا تائید پروردگار سے بچ گیا دیو سفید نے اسکو اٹھا کر دو ہزار کوس
بلند ہو کے آسمان سے زمین پر پھینکا بحکم پروردگار جناب خضر و الیاس نے اسکو ہاتھوں پر روکا امیر کو تھپیڑہ موج ہوا سے
غش آگیا اور وہ کوہ صفا پر ہے یہ سنکے آسمان پری مضطر و بیقرار حیران و پریشان شہپال کے پاس آئی اور
امیر کا حال بیان کیا شہپال اسیوقت اٹھ کھڑا ہوا اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر مع ملکۂ آسمان پری کے
جبل تمام کوہ صفا پر پہونچا ملکۂ آسمان پری نے جیسے ہی حمزہ صاحبقران کو دیکھا شکر خدا کیا اور دوڑ کے امیر
باتوقیر کے پاؤں پر گر پڑی اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں تا چھ مہینے کے بعد پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی امیر باتوقیر کا غصہ
سے سخت رنج ہوگیا اور غصے کے کانپنے لگے مگر منہ سے کچھ نہ کہا چپ ہو رہے شہپال نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد چھ مہینے کے

نمرود تک پہونچاونگا اور اگر خلاف کرون تو قہر خدا مین گرفتار ہون حضرت خضر والیاس نے بھی فرمایا
کہ اے امیر بہتر ہے تم انکے ساتھ جاؤ اقرار کرتا ہے کہ بعد چھ مہینے کے یہ وہ دنیا پر پہونچا دیگا غرضکہ امیر باتوقیر
شہبال اور ملکہ آسمان پری بمنت و سماجت گلستان ارم مین لائے قریشہ سلطان دوڑکر امیر باتوقیر
سے لپٹ گئی محبت پدری سے دریا دلی نے جوش مارا غصہ فرو ہو گیا ملکہ کے عیش و عشرت مین رہنے لگے مگر ہر ساعت
و ہر لحظہ فراق گل مدلقہ نوشیروانی بیبی ملکہ مہرنگار کے بجنسہ صورت بلبل کے گرفتار پریشان ہر گل مثل خار خنجر دل
مین کھٹکتا ہے لاچار و ناچار کیا کرین کیا کرین کچھ بس نہین مرغ قفس کے روزنون سے دیکھکر فصل بہاری کو تڑپ
کر جان دیتے ہین پھڑک پھڑک کر سر پٹکتے ہین ۔ انکو تو اب یہین چھوڑیے کہ سیر گلستان ارم مین مشغول ہین اور دل بہلاتے ہین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

شعبدہ بازان فسانہ رنگین نظر پردازان داستان خوش آئین صحرا مین عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو حکایت
لسانی زیب و زینت صفحہ قرطاس قلم رنگین اساس سے یون بیان کرتے ہین کہ جب آذوقہ غار قلعے مین اختتام کو پہنچا
پہلوان مادی نے عمرو سے کہا اے خواجہ اب کچھ فکر کھانے کی کرنا چاہئے عمرو نے مرد شیر سے پوچھا کہ کوئی قلعہ
اس حوالی مین اور ہے اس نے کہا اے خواجہ اس مقام سے تین کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے کہ نام اس قلعہ کا دیو
دودہ ہے عمرو یہ سنکے اس سے چپ ہو رہے جب شب ہوئی نقب کی راہ سے چلے چلتے جاتے جب برابر قلعے کے
پہنچے دیکھا کہ چار فصیل فولادی پر قلعہ قائم ہے عمرو نے خیال کیا کہ راستہ اس قلعہ کا کس طرف ہے اس قلعے کے چارون
طرف پھر کر راہ قلعے مین جانے کی تلاش کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر کار ایک فصیل کے پاس کھڑے ہو رہے حیران
حیران چارونطرف دیکھ رہے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ کون سی تدبیر اس قلعے کے اندر جانے کی کیجئے کوئی سبیل
ایسی نکالیے کہ گوہر امید ہاتھ آئے حسب اتفاق اسی فصیل کے قریب ایک چاہ عمیق نظر پڑا کہ قلعے مین سے سقے
پانی وہین بھرتے تھے قضائے کار اس کنوئین مین ایک بہشتی نے اوپر سے پانی بھرنے کو ڈول ڈالا عمرو نے
کھینچتے ہی ڈول ہاتھ سے پکڑ لیا بہشتی حیران ہوا کہ ڈول کہان اٹک گیا جھک جھک کر اور جھانک جھانک کے دیکھنے
لگا مگر کچھ سوائے تاریکی کے دکھائی نہ دیا خواجہ عمرو اس ڈول مین بیٹھ گئے اب جو بہشتی نے ڈول کھینچا تو کھینچ نسکا
بہزار خرابی جان پر کھیل کر بہشتی نے وہ ڈول کھینچا دیکھا کہ ایک عجیب شخص ڈول مین بیٹھا ہوا ہے عجب طرح کی شکل
ہے رنگ سیاہ قد پستہ کرنجی آنکھین گول بدن سفید دانت بہشتی دیکھکر ڈر گیا اور ڈول چھوڑ کر بھاگا عمرو
نے جھپٹ کر اوس بہشتی کو پکڑا اور اٹھا کر کے اسی کنوئین مین پھینکدیا بہشتی کو قضا کا تھپیڑا لگا دریائے فنا مین
غرق ہو کر مر گیا عمرو نے روغن عیاری نکالا اور مثل بہشتی کی صورت بنکر اسی جگہ بیٹھ رہا جب عرصہ زیادہ گذرا اس
بہشتی کی جورو اپنے شوہر کو تلاش کرتی ہوئی اوسی کنوئین کے پاس آئی اور کہا ارے او بدھو کے باپ
تو نے بڑی دیر کی یہ کیا سبب ہے جو تو یہان بیٹھا ہے اور دن زیادہ چڑھ گیا شہر کے لوگون کا پانی نہین بھرا اس
بہشتی نقلی نے جواب دیا مجھے دوندی آنے لگی کچھ آنکھون سے نہین سوجھتا ہے مجبور ہو کر یہان بیٹھ رہا اسکی جورو نے
کہا کہ آمین تیرا ہاتھ پکڑ کر لیچلو غرضکہ بہشتی کی زوجہ نے ہاتھ اپنا شوہر سمجھکے پکڑ لیا اور اپنے گھر لیگئی طعام کھلایا سرد
پانی پلایا عمرو بعد فراغت آب طعام سو رہے جب دو پہر رات گذری ایک شخص نے دروازے پر آواز دی او بدھو کے باپ
او بدھو کے بابا ذرا او جلد کچھ کہتا ہے بہشتی کی جورو نے عمرو کو اپنا شوہر جانکر جگایا اسے سمجھا کے باپ سوتے ہو کوئی
دروازے پر پکارتا ہے دیکھو تو جا کر کون ہے اور کیا کہتا ہے عمرو یہ سنکر بیدار ہوئے اور اٹھکر باہر آئے دیکھا کہ شخص کمر کس

دیکھتے ہی عمرو کو اس شخص نے کہا خواجہ سلام علیک عمرو نے کہا اے شخص مین تو بہشتی بدصوا کا باپ ہون تو مجکو خواجہ کیون
کہتا ہے اس شخص نے کہا مین تمکو جانتا ہون تم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو ابھی مجھے خواب مین ایک بزرگوار نے
فرمایا کہ خواجہ عمرو عیار صاحبقران نامدار اس ہیئت سے بدصوا کا باپ بنکر فلان بہشتی کے گھر مین ہے عمرو نے پوچھا
تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اوس نے کہا نام میرا چتر شہباز ہے عمرو اس سے ملا اور کہا بھائی مجکو ایوان شاہی پر
پہونچا دے اس نے کہا بسم اللہ چلیے عمرو اسیوقت شہباز کے ساتھ چلے چتر شہباز عمرو کو لئے ہوئے ایوان
شاہی پر آیا عمرو نے ایک طرف سے کمند پھینکی اور قصر شاہی پر چڑھکر اندر محل کے آیا دیکھا کہ بادشاہ اپنی خوابگاہ مین
سو رہا ہے عمرو نے چاہا کہ بادشاہ کو بیہوش کرون کہ یکایک بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور بیدار ہو گیا آواز دی السلام علیک یا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عمرو نے یہ دیکھے بھاگنے کا قصد کیا بادشاہ نے کہا اے خواجہ تم بھاگو نہین مجھے اسوقت رویائے
صادقہ مین معلوم ہوا کہ تم خواجہ عمرو ہو اور مین ابھی عالم خواب مین اسلام لایا ہون تم ملکہ مہرنگار کو جا کر لے آؤ مین
ابھی ساکنان قلعہ و اہالیان کو مسلمان کرتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے بہت خوش ہوے کہا الحمد اللہ مراد دلی بر آئی
اور بادشاہ قلعہ سے رخصت ہو کر قلعہ صفیرہ کوہ پر آیا اور ملکہ مہرنگار اور پہلوان عادی وغیرہ سے تمام
ماجرا قلعہ دیو دودہ کا بیان کیا صبح کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار و عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر نقب کی راہ
سے بہتعجیل تمام نکل گئے اور چلتے چلتے جب قلعہ دیو دودہ کے پاس پہونچے قلعہ دار کو آواز دی اور اپنا نام و نشان
دیا قلعہ دار نے بادشاہ سے اذن داخلہ لیکر قلعہ کھلوا دیا اور خواجہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ کے اندر قلعہ کے داخل
ہوئے عمرو نے دیکھا تمام ساکنان قلعہ خداپرست ہین غرضکہ بادشاہ نے خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار وغیرہ کے رہنے
کے لئے ایک قصر عالیشان خالی کرا دیا یہ سب اسی قصر مین مقیم ہوئے اور بعیش و خوشی و خرمی رہنے لگے ادہر
زوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ قلعہ صفیرہ کوہ خالی ہو گیا عمرو وغیرہ کسی طرف کو نکل گئے ملازمون سے زوبین کامرانی
نے دریافت کیا کہ یہ خداپرست کسطرف چلے گئے ہین ہرکارون کی خبر سے معلوم ہوا کہ عمرو و مہرنگار
وغیرہ نقب کی راہ سے نکل کر قلعہ دیو دودہ مین پہونچے اسیوقت زوبین مع فوج تعاقب کنان روانہ ہوا اور
آتے ہی قلعہ دیو دودہ کو گھیر لیا اور ایک نامہ بدین مضمون کا بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل روانہ کیا
نامہ اے خسرو خسروان عادل زمان و اے معین شاہان دوران اے تاج بخش سلاطین ملکگیران و اے مددگار
اورنگ نشینان یعنی بادشاہ نوشیروان عادل زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بعرض اقدس حضور فیض گنجور کیہان خدیو
ممالکت پژوہ میرسانہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط بعد جبہ سائی آستان دولت نشان پناہ و دہندہ داد گستران
یہ خانہ زاد بے بنیاد بصد ادب یون عرض رسا ہے کہ زمانہ نو برس کا گذرا ہے کہ غلام مقیم آستانہ فلک مقام گردش
چرخ کج رفتار سے نہایت روان دوان ہے اور کہیں اس ساربان زادے کا پتا و دستیابی نہین لگتا ایک
قلعے سے اس قلعے مین بھاگتا پھرتا ہے اور ہاتھ نہین آتا ہے اور ہر ایک حاکم قلعہ کو بہ شعبدہ بازی و عیاری طراری
طرفہ باسلام و مسلمان کرتا ہے اور چند روز مقیم ہو کر نکل جاتا ہے اب بالفعل عمرو مع ملکہ مہرنگار و پہلوان عادی
وغیرہ کے قلعہ دیو دودہ مین مقیم ہے اور اکثر بادشاہ دیو دودہ کو مع ساکنان قلعہ مسلمان کر لیا ہے اور یہ غلام لشکر
فوج قابل سے قلعہ گھیرے ہوے ہے لہذا عرضی ہذا حضور مین گزران کر امیدوار ہون کہ اگر حضور خود مع لشکر گران بہا
جاہ و افروز ہون تو بہ اقبال شاہنشاہی و بہ جلالت جہان پناہی تمام قلعہ جات چشم زدن مین مسخر ہو جاوین اور غلام
اس قید عذاب الیم سے رہائی پا جاوے واجب جان کر عرض کیا مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را زوبین

نے یہ عریضہ لکھکر بخدمت نوشیروان روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل نامہ دار بتعجیل تمام بارگاہ بادشاہ نوشیروان
میں پہونچا آداب سلام شاہانہ بجا لایا اور تخت گاہ شاہنشاہ کو بوسہ دیکر نامہ زوبین کامرانی بحضور خسروانی
پیش کیا بادشاہ نوشیروان نے دبیر کو حکم دیا کہ زوبین کامرانی کا نامہ پڑھا جاوے دبیر نے دربار عام میں وہ نامہ
پڑھکر سنایا بادشاہ نوشیروان نامہ سنکر مضمون سے آگاہ ہوا بختک کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے بختک
تیری کیا رائے ہے اور کیا جواب اس نامہ کا لکھا جائے بختک نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ میری رائے تو یہ ہے
کہ آپکا چلنا بہت مناسب ہے کہ اقبال حضور اور قدم میمنت لزوم کی برکت سے سب ملک مسخر ہوجائینگے اور دشمنوں کو
زیر کرکے گرفتار کرینگے اور سب قلعوں پر فتحیاب ہونگے بادشاہ نوشیروان یہ رائے بختک کی سنکر خاموش
ہو رہا پھر حکیم بزرجمہر کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے خواجان آپ کیا فرماتے ہیں بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ عمرو
نہایت سخت بد ذات ہے اور بہت چالاک عیار و طرار ہے نہیں معلوم اسکے سبب کیا ذلت و خواری ظہور میں آئے
میری رائے نہیں ہے کہ آپ تشریف شریف لیجائیں اور پریشانی اٹھائیں نوشیروان نے بھی سکوت کرکے سوچا اور
کہا اے حکیم تم سچ کہتے ہو پھر دبیر سے فرمایا اے دبیر اس نامہ کا جواب لکھو کہ چلنا مناسب نہیں ہے اور میں کسیطرح نہیں
آسکتا ہوں تمکو لازم ہے کہ جلد عمرو کو گرفتار کرو اور قلعہ جات کو فتح کرو دشمنوں کو مارو بعد اسکے زیر مضامین شاہنشاہی
نامے کے آخر میں بختک نے اپنی طرف سے لکھا اے زوبین کامرانی میری رائے تو تھی کہ بادشاہ نوشیروان بھی
لیکر آتا اور قلعہ جات کو فتح کرتا اور میرے کہنے پر بادشاہ آمادہ چلنے پر ہوا تھا مگر حکیم بزرجمہر نے وجوہ بیان
کرکے منع کیا بادشاہ کو رائے بزرجمہر کی پسند آئی جاتے جاتے رک گیا میں کیا کروں میرا کچھ اختیار نہیں الغرض جواب نامہ
ملفوف کرکے شتر سوار کو دیا وہ نامہ بر سلام شاہانہ بجا لاکے رخصت ہوا بتعجیل تمام منزلیں طے کرکے پہونچا اور جواب
نامہ بادشاہ کی طرف سے زوبین کو دیا زوبین کامرانی جواب نامہ پڑھکے خاموش ہو رہا کہا خیر دیکھا جائیگا
سچ ہے فرزند آدم ہر چہ بکند ... انکو نہیں چھوڑے گا کہ عمرو وغیرہ قلعے میں ہیں اور زوبین قلعہ گیری پر ہو رہے تھے

دو کلمہ داستان مصیبت نشان امیر ابو تیر حمزہ صاحبقران کے کہ قاف میں مقیم ہیں اور اب سیر زمین دنیا کی طرف ارادہ ہے

مصیبت انگیزان ملال ناک ہجران و صعوبت فراق بوقت کیفیت امیر ابو تیر کی حوالی پردہ قاف میں یوں لکھتے ہیں
کہ جب زمانہ مہینے کا امیر ابو تیر کو ہوگیا صاحبقران زمان نہایت مضطر و نالان و حیران و پریشان رہے ہر وقت
یہ فکر و رنج و الم کہ دیکھئے زندگی میں پھر سیر دنیا نصیب ہوتی ہے یا نہیں شوق دیدار ملکہ مہرنگار میں رات
رات بھر بستر خواب پر پڑے تڑپتے ہیں دن دن بھر دیوانہ وار بسر کرتے ہیں شام سے صبح تک اختر شماری اور صبح
سے تا شام عالم بیقراری میں گذرتی ہے ایک روز اسی عالم میں جو آنکھ لگ گئی خواب میں ملکہ مہرنگار کو بہ مضطر و بیقرار
دیکھا کہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رو کر کہتی ہے امیر کیا یہی شرط محبت ہے جو کچھ تم سے ظہور میں آیا اسے تو موت کھاؤ
میں یہاں تڑپا کروں تمہارے اشتیاق صدمۂ فراق سے جان بلب ہوں یہ خواب دیکھکر امیر بیدار ہوگئے گھبرا کر آنکھ
کھل گئی غم ہجر ملکہ مہرنگار کا ایک تیر دل پر لگا صدمۂ عظیم دل پر ہوا چیخ مارکر رونے لگے امیر ابو تیر کی آواز بلند سے
آسمان پری وغیرہ چونک اٹھیں اور امیر ابو تیر سے لپٹ گئیں پوچھا اے صاحب خیر تو ہے بتاؤ کیا ہوا کیا خواب
پریشان نظر آیا جو اسطرح تم بیتابانہ جاگ اٹھے امیر نے بتایا کہ بدخواب ہوکر ڈر گئے جو عالم پریا میں رو دئے امیر نے
کہا اب تم مجھکو برائے خدا دنیا پر پہونچا دو نہیں تو میں ہلاک ہو جاؤنگا آسمان پری نے ہنسکر کہا ابھی جانا نہیں ٹھیک

امیر کو ملکہ آسمان پری کے ہنسنے پر غصہ آگیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا اے آسمان پری کیا تو نے مجکو قید
کیا ہے ابھی خون کے دریا پرستان مین بہادون گا آسمان پری نے کہا اے امیر کیا تاب کیا مجال تمھاری امیر
یہ سنکر نہایت غضبناک ہوے اور تلوار کھینچکر اُٹھے اب آسمان پری کو غصہ آگیا تیغ سلیمانی پکڑ کر وہ بھی کھڑی ہوگئی
یقین تھا کہ دو ہاتھ چل جائین اور گلستان ارم مین خون کے تھالے بھر جائین کسی نے دوڑ کر شہپال کو خبر دی کہ امیر
و آسمان پری مین تلوار چل رہی ہے شہپال گھبرا کر ننگے پاؤن ننگے سر دوڑا ہوا آیا دیکھا دونون طرف تلوارین کھینچی ہی
ہین شہپال نے وہین سے آسمان پری کو للکارا کہ خبردار تلوار نہ مارنا یہ کیا کرتی ہے شوہر پر تلوار کھینچی کوئی ایسی بیہودہ
حرکت کرتا ہے بس جا علیحدہ ہو اور امیر کے پاس شہپال آیا اور صاحبقران کو گلے سے لگایا اور سمجھا کر اپنے تخت
دربار مین لیگیا اور کہا مین تم کو ابھی پردہ دنیا کی طرف روانہ کرتا ہون بہت نہ گھبراؤ زیادہ ملول نہو پھر چار دیو دو کو بلا کر
شہپال نے حکم دیا کہ امیر کشورگیر کو ایک تخت زرنگار پر سوار کرکے پردہ دنیا پر جس جگہ یہ کہین بحفاظت تمام
پہونچا آؤ۔ حسب حکم شہپال اُن دیوؤن تخت آراستہ کرکے امیر کو تخت پر بٹھایا اور چارون دیو تخت لیکر روانہ ہوے
اودھر ملکہ آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو تخت زرنگار پر بٹھا کر پردہ دنیا کی طرف روانہ کر دیا جلاجل
پری سے کہا کہ تو ابھی تو جا اور چارون دیوؤن سے کہہ آ کہ خبردار تخت امیر کا شکارگاہ سلیمانی مین لیکر چلے آنا
آگے نہ لیجانا اسیوقت جلاجل پری بحکم ملکہ آسمان پری تعاقب مین امیر باتوقیر کی چلی یہان وہ دیو کوئی
دو کوس تخت امیر کا لیے گئے ہونگے کہ جلاجل پری مثل طائر تیز پرواز کی ہولی کی اور زبان جنی مین اون دیوؤن سے
حکم آسمان پری سنا کر مثل برق جہندہ کے پلٹ آئی امیر باتوقیر بھی کچھ سمجھے کہ پھر کچھ رخنہ اندازی آسمان پری نے کی
امیر نے ان چارون دیوؤن سے کہا کہ تم مجکو پردہ دنیا پر نہ لیجاؤ بلکہ گلستان ارم مین پھر مجکو پہونچا دو کہ
اب مجھ مین طاقت مارنے کی اور بربادی اٹھانے کی نہین ہے وہ چارون دیو تخت امیر باتوقیر کا دربار شہپال مین پھر کر
لے آئے شہپال نے پوچھا کیون خیر تو ہے کیا ہوا کیون پھر آئے امیر کو پردہ دنیا پر کیون نہ پہونچایا دیوؤن نے عرض کیا
کہ حکم ملکہ آسمان پری کا نہین ہے کہ امیر کو پردہ دنیا پر لیجائین جلاجل پری کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ امیر کو شکارگاہ
سلیمانی مین اتار دینا امیر نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو مجکو پھر گلستان ارم مین پہونچا دو شہپال سنکر خاموش ہو رہے
اور سکوت کیا بس امیر کو غصہ آگیا اور ایک دو ہتڑ شہپال کی پشت پر مارا اور کہا کہ خدا تجکو اسکی سزا دے جیسا تو
میرے ساتھ کر رہا ہے یہ کہکر امیر باتوقیر اٹھ کھڑے ہوے اور کپڑا لباس زیب جسم اتار کرکے ایک طرف کو راہی ہوے
شہپال کو نہایت صدمہ ہوا مگر بخاطر ملکہ آسمان پری عالم مجبوری سے کچھ نہ بولا چپ ہو رہا یہان امیر باتوقیر
چلتے چلتے شام کے قریب ایک منزل پر پہونچے وہان ایک دیو سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا کہ دنیا یہان سے
کتنے فاصلے پر ہے اس دیو نے کہا یہان سے راستہ پردہ دنیا کا دس ہزار برس کا ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور بیٹھے
حسرت آنکھون سے بہے اور آسمان کی طرف سر کو بلند کرکے کہا اے پروردگار عالم کیا مجال بشر کی جو یہان سے زندگی
مین پردہ دنیا پر پہونچے مگر تو ہی حامی و مددگار ہے اگر تو چاہے تو آن واحد مین پہونچا دے یہ کہتے ہوے ایک طرف
روانہ ہوے چار پانچ دن کے بعد امیر نے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہے مگر نہایت محکم ہے چالیس ہزار دیو اس قلعے کو گھیرے
وغا وغا کر رہے ہین لڑائی ہو رہی ہے مگر ساکنان قلعہ کی صدائے فریاد و زاری بلند ہے امیر کشورگیر
کو ان فریادیون پر رحم آیا اور ان دیو زادون کو وہین سے للکارا اس لشکر سے ایک سردار نامی نکلا کہ نام اسکا
دلیو ابلق تھا اس نے آتے ہی امیر پر وار شمشاد وار کی امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر

زمین پر گرا ساکنان قلعہ برون پہ سے دیکھ رہے تھے فریاد و زاری موقوف کی اور قلعے کا پھاٹک کھول کر نکلے لڑائی چھڑنے
لگی تلوار چلنے لگی غرضکہ امیر نے ہزارہا دیوون کو مارا اور باقی بھاگ گئے بادشاہ قلعے نے آکر امیر کو مجرا کیا اور کہا کہ حضور نے
مجکو پہچانا صاحبقران نے فرمایا کہ ہان بخوبی آپ سے شناسائی ہے آپ جنود سبز قبا ہین اور یہ قلعہ سبز نگار ہے بادشاہ نے
جنود سبز قبا امیر با توقیر کو بعد اعزاز و اکرام قلعے مین لایا اور در محل زرنگار پر بٹھایا ایک محفل جشن آراستہ کرکے دور جام
شراب کا حکم دیا رقص کا سامان مہیا کیا ایک وزیر اس بادشاہ کا تھا کہ نام اسکا خواجہ شمس تھا اسکو بلا کر بادشاہ نے
چپکے سے کچھ اسکے کان مین کہا اور بادشاہ جنود سبز قبا محفل سے اٹھکر چلا گیا اسوقت خواجہ شمس وزیر نے امیر
با توقیر سے عرض کیا کہ بادشاہ جنود سبز قبا کا ارادہ ہے کہ ایک گوہر بیش بہا میرے پاس ہے مین امیر با توقیر کو نذر دون
یعنی دختر نیک اختر ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر با توقیر کے ساتھ کر دون اگر حضور کو منظور خاطر ہو تو ارشاد فرمائے —
صاحبقران نے فرمایا اے بھائی مجکو کسطرح منظور نہین کہ اسلئے کہ ابھی ایک عذاب سے چھوٹا نہین دوسرا بار عظیم و بال اپنے
سر پر کیون رکھون خواجہ شمس وزیر نے کہا کہ یہ بادشاہ بھائی شہپال کا ہے اور علاوہ اسکے مین حضور سے اقرار کرتا ہون کہ بعد
عقد ہو جانیکے آپ کو ضرور پردہ دنیا پر پہونچا دونگا امیر نے فرمایا کہ ہان مضائقہ نہین البتہ مجکو منظور ہے اگر تو اور تیرا بادشاہ
بحکم خدا مجکو دنیا پر پہونچا دینے کا ہے وزیر نے کہا کہ جو مین عرض کرتا ہون اسمین کبھی فرق نہوگا الغرض
اسوقت سامان شادی ملکہ ریحانہ پری کا ہونے لگا ایک قصر عالی شان مین امیر با توقیر کو مقیم کیا
بادشاہ جنود سبز قبا نے بڑی دھوم دھام اور نہایت ساز و سامان سے بہت بھاری جوڑا امیر با توقیر کو پہنایا
اسکا سامان تحریر کرون تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ بعد ساچق و مہندی کے برات کا دن آیا امیر کشورگیر کو دولھا بنا
جواہرات کا سہرا باندھا اور تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور تمام دیوزاد و پریزاد لباس رنگین و فاخرہ زیب تن کئے ہوئے برات ہمراہ ہوئے باجے
ہر رنگ کے بجنے لگے تختون پر پریان ناچتی ہوئین بجاتی گاتی ہوئین مبارک سلامت کا شور بلند غرضکہ اسطرح
برات دلہن کے قصر کی طرف روانہ ہوئی وہ ہنگام شب عجب ہنگام تھا چاندنی دودھ سی کھلی ہوئی ستارا تھا کھلی رات
کا وقت پھلجڑیون کی چلتین اڑتی ہوئی روشنی بیحد و انتہا شعلہائے سلیمانی روشن بازارین آراستہ دوکانین سجی ہوئی تھین
تمام ساکنان قلعہ خوش و خرم سب سرخ لباس پہنے ہوئے تمام شہر مین عجب جشن عام کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا برات
تمام قلعے مین پھرتی ہوئی در قصر عروس پر پہونچی شادیانے بجنے لگے توپین چھوٹنے لگین دولھا کو تخت سے اوتارا اندر محل مین
لیگئے بعد رسومات آرسی مصحف وغیرہ کے ایک قصر عالیشان مین دلہن و دولھا کو بٹھایا تخلیہ کر دیا دن گذر گیا تھا ہنگام وصل
برپا ہوا صدف آرزو گوہر مراد سے بھر ور ہوئی دلہن و دولھا شربت وصل سے سیراب ہوئے تو مدت تک دونون
عیش و عشرت مین گذرے ایک شبکو خواب مین امیر با توقیر نے ملکہ مہر نگار کو مضطر و بیقرار بہت گریان
کر دہ امیر کے گلے مین پیارے باہین گلے مین ڈالے ہوئے کہتی ہے کہ کیون حمزہ یہی تقاضائے وفاداری
ہے کہ شیفتہ الفت کو فراموش کیا اور آپ عیش و عشرت مین مصروف ہین اور تم نے یہ کیا غضب کیا کہ ابھی ایک عذاب سے
فراغت نہین پائی دوسرا عذاب اور مول لیا تمہین اختیار ہے صاحبقران یہ خواب پریشان دیکھکر بیدار ہوئے
بہت گھبرائے دل ملکہ مہر نگار کے واسطے بیقرار ہو گیا شعر گلشن مین تجھ بن کبھی کیا کبھی کھلا نہین ٭ تجھ سے سوا
پسند کوئی گل ذرا نہین ٭ یہ کہکے چپکے سے پہلے ملکہ ریحانہ پری کے پاس سے اٹھے اور قصر سے نکل کے ایک طرف کو
روانہ ہوئے ابھی نصف رات باقی ہے پیدل تمام چلتے بہت دور نکل گئے یہان صبح کو ریحانہ پری جو بیدار
ہوئی امیر با توقیر کو پہلو مین نہ پایا انہون سہیلیون سے دریافت کیا سب نے کہا مجکو نہین معلوم کہ

امیر بانو فیر کیا ہوئے کسطرف چلے گئے پھر بہت تلاش کیا کہیں پتا نہ لگا اسیوقت ملکہ ریحانہ پری اپنے باپکے
پاس آئی اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ جنود سبز قبا نہایت متعجب ہوا اور کہا اے فرزند یہ تیری قسمت میں تھے
تو بہت سوچ سمجھ کے تیرا عقد کیا تھا جو منظور خدا ملکہ ریحانہ پری کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کلمہ یاس زبان سے
جاری کرکے پھر یہ شعر حسب حال اپنے پڑھنے لگی شعر چشم در چشم زدن صحبت یار آخر شد * روی گل سیر ندیدیم بہار آخر
شد * ادھر ریحانہ پری شوق امیر بانو فیر میں مضطر و نالان ہے اور امیر بانو فیر اشتیاق ملکہ مہرنگار میں بیقرار ہو کر
نکل گئے ادھر ملکہ آسمان پری کو بعد چند روز کے خیال صاحبقران زمان کا آیا حیران و پریشان عبدالرحمن
جنی کے پاس آئی اور پوچھا کہ فرمائے صاحبقران زمان کہاں ہیں عبدالرحمن جنی نے کہا اے آسمان پری
شوہر تیرا قلعہ سبز نگار میں ملکہ ریحان پری کے گلے میں ہے بہتر ہے تیرے چچا بادشاہ جنود سبز قبا نے ملکہ ریحان
پری کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ سنتے ہی ملکہ آسمان آگ بگولا ہو گئی پھول سا چہرہ مثل گل سرخ آفتاب کی تمتمانے
لگا غصے میں اٹھ کھڑی ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سبز نگار پر پہونچی سامنے بادشاہ جنود سبز قبا کے آکر کہا اے
عم جان آپکو یہ لازم نہ تھا کہ گھر میں شکار کھیلا سوائے میرے شوہر کے اور کوئی ملکہ ریحان پری کا کفو بھی ممکن نہ تھا
جو تمنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ کہکر دیوؤں کو حکم کیا کہ سب کو گرفتار کر لو میں ان سب کو سزائے معقول
دونگی دس ہزار دیو چاروں طرف سے آ پڑے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بعد جنگ و جدال کے خواجہ شمس وزیر و ارکان کو
اور بادشاہ جنود سبز قبا کو گرفتار کرکے لے آئی اور حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو ان سبکو قتل کرو اسیوقت شہپال
کو خبر ہوئی وہ فوراً آیا ملکہ آسمان پری کو منع کیا کہ میری خاطر سے ان سبکا خون بحل کرو مگر آسمان پری کسی طرح
نہ مانی تب شہپال بہت مصر ہوا ملکہ آسمان پری نے جنود سبز قبا اور ریحانہ پری کو زندان طلسم سلیمانی
میں قید کیا اور خواجہ شمس وزیر کو بادشاہ کرکے قلعہ سبز نگار پر بھیج دیا ان دونوں نے قید خانہ میں خدا سے دعا کی کہ
پروردگار عالم تو منتقم حقیقی ہے تو اسکا اجر دیجیو اب ادھر کا حال سنئے تو بعد چند روز کے ایک دیو ہے کہ نام اسکا رعد شاطر
بھانجا دیو عفریت کا ہے اور مسکن اسکا طلسم سفید بوم و سیاہ بوم میں ہے اسنے سنا کہ شہپال نے
عفریت کو امیر حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا چونکہ عفریت دیو شاطر کا ماموں تھا خون کا
جوش آگیا نہایت برہم ہوا غصے میں آکر جال سلیمانی لیکر چلا اور یکایک دشت شہپال میں آکر وہی جال سلیمانی مارا شہپال
و آسمان پری و قریشہ سلطان وغیرہ اس جال میں پھنسے چار سو دیو اور پری کو گرفتار کر لیا مگر عبدالرحمن جنی زخمی
مارے بھاگ کر تخت کے نیچے چھپ گئے شاطر نے ان سبکو طلسم سلیمانی میں لاکر اپنا نگار قید کیا اب انکو
یہیں چھوڑ دیجئے

دو کلمے داستان خواجہ عمرو اور زوبین کامرانی کے بیان ہوتے ہیں

جنگ آزمایان عرصہ کارزار معانی و معرکہ آرایان میدان رزمگاہ خوش بیانی اس داستان جرات نشان کو
سمند قرطاس پر قلم شمشیر رقم سے یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب بیژن کامرانی وطن میں آیا اور اسنے اپنے بھائی کا حال
دریافت کیا تو بختک نے ساری کیفیت عمرو اور زوبین کامرانی کی بیان کی بیژن کامرانی سنتے ہی قبضہ
شمشیر پر ہاتھ رکھکے اٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں جاکر قلعہ جات کو فتح
کروں بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے اور تین لاکھ فوج جرار بادشاہ نوشیروان کا مدار نے بیژن کامرانی کے
ہمراہ کرکے اسکو رخصت کیا بیژن کامرانی منزل بمنزل تمام حد زمین طے کرتا ہوا قلعہ دیو دودہ پر آیا اپنے بھائی سے ملا

زروبین کامرانی بعد گریہ وزاری حال سب بیان کیا بیژن کامرانی نے کہا کہ بھائی تم گھبراؤ نہیں یہ قلعہ تو کل لیلونگا
بعد اسکے اور سب قلعوں کو فتح کرونگا جب عمرو بن اُمیہ ضمری کو یہ خبر ہوئی کہ بھائی زروبین کامرانی کا بیژن
کامرانی فتح الاعلام فوج جرار لیکر اپنے بھائی کا آکر شریک ہوا ہے عمرو نے بھی قلعے کا بندوبست محکم کیا مگر رات ہی سے
لڑائی شروع ہو گئی صبح ہوتے ہی بیژن کامرانی اور زروبین کامرانی نے دھاوا کردیا عمرو نے بہت سے کامرانیون کو
قتل کیا مگر لڑائی فتح نہوئی بیژن کامرانی وغیرہ مع فوج لڑتا ہوا لب خندق پہونچا یہان ملکہ مہرنگار وغیرہ گھبرا گئین
پروردگار عالم کی طرف رجوع دست بدعا بلند کئے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک طرف سے گرد ظلمانی جب
دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ چالیس ہزار نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوئے اور وہین سے نعرے کرکے تلوارین کھینچین اور لشکر
بیژن کامرانی وغیرہ پر آپڑے تلوار چلنے لگی جو کامرانی جس مقابلے پر آیا اسکی تلوار چھین لی سردار نقابداران نارنجی پوش
اور بیژن کامرانی سے سامنا ہوا بیژن نے کھینچکر تلوار ماری نقابدار نے ہاتھ بچا کر اسکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا
دیکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا بیژن کامرانی گرتے ہی بیہوش
ہوگیا زروبین کامرانی اپنے بھائی کو دیکھکر دوڑا اور آتے ہی نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے چھینکی دیکر اسکی بھی تلوار
چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور چرخ دیکر اسکو بھی زمین پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوگیا کامرانی دوڑ پڑے
اور دونوں کو اٹھا لیگئے عمرو بھی دروازہ قلعے کا کھول کر مع ہمراہیون کے باہر آیا خوب تلوار چلی نقابداران نارنجی پوش نے
سب کامرانیون کو مار کر بھگا دیا بہتوں کو قتل کیا بڑی خونریزی ہوئی کوسون فراریون کا تعاقب کیا عمرو و نقابدار کامرانیونکے
کے آپڑا تمام مال و اسباب و غلہ وغیرہ لوٹ لیا نقابدار جب عمرو سے رخصت ہوکر جانے لگا عمرو نے کہا کہ اے
نقابدار آپنے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر تشریف لائے اور کمک کی آپ فرمایئے کہ نام آپ کا کیا ہے نقابدار نے
کہا کہ اے خواجہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے مگر ملکہ مہرنگار کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا اور
کہنا کہ مقام آپکا یہان سے بہت قریب مقیم ہے اب یہان بآرام تمام تشریف رکھئے کسی کی کیا مجال ہو آنکھ بھی ملا سکے
یہ سنکے عمرو بہت خوش ہوا اور پھر نقابدار سے کہا چاہتا تھا کہ عیار نقابدار نے دھکا دیا عمرو پیچھے ہٹ گیا یہان کا حال سنئے
کہ ایک روز بختک نے خواجہ ابوالخیر کو لکھا کہ اگر عمرو اور ملکہ مہرنگار کو ہمارے ہاتھ گرفتار کرا دو تو مین تمکو اس قلعہ
کا بادشاہ کر دون ابوالخیر نے جواب بختک کے نامے کا لکھ بھیجا کہ میرے مکان مین نقب لگی ہے آپ اسی نقب کی راہ
سے تشریف لائیے مین عمرو وغیرہ اور سب پہلوانون کو گرفتار کرا دونگا یہ جواب نامے کا ابوالخیر سے روانہ کرکے
یہان سامان ضیافت کیا ابوالخیر نے چار سو آدمیون کا کھانا مثل پلاؤ وغیرہ کے تیار کرایا اور چار سو قابین نکلوا کر
دسترخوان بچھوا دیا دختر ابوالخیر جو ادھر سے آئی دیکھا دسترخوان چنا ہوا ہے اور چار سو قابین پلاؤ وغیرہ کی تیار
رکھی ہین پوچھا اے پدر نامدار کیا آج روز نذر جناب ابراہیم علیہ السلام ہے جو کھانا عمدہ پکوا کر آپنے دسترخوان چنوایا
ہے ابوالخیر نے کہا اے فرزند یہ کھانا مین نے بختک کے پہلوانون کے واسطے پکوایا ہے آج عمرو و ملکہ مہرنگار
وغیرہ کو گرفتار کرکے بختک کے حوالے کرونگا وہ مجھکو اس قلعے کا بادشاہ کر دیگا تم یہ راز مخفی کسی پر ظاہر نہ کرنا دختر ابوالخیر
یہ سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ مہرنگار کے پاس آئی تمام کیفیت اپنی باپ کی کہی اور کھانا تیار ہونے لگا ادہر بختک کے
آنے کی خبر یہان کی ملکہ مہرنگار دختر ابوالخیر کو اپنی بہن کیا اور عمرو سے ساری کیفیت بیان کی عمرو اسی وقت
دو سو آدمیون کو لیکر مع پہلوان حادی کے مکان پر ابوالخیر کے آیا پہلوان حادی نے کہا اے خواجہ یہان تو کیسی
سے خوشبو پلاؤ وغیرہ کی آتی ہے عمرو نے کہا صبر کرو خاموش رہو دیکھے چلے کیسا عمدہ کھانا کھلاتا ہون کہ دل سیر ہوجائے

نے کہا اے حمزہ غضب ہو گیا وہ جلسۂ بارگاہ شہپال متفرق ہو گیا بڑی تباہی کے عالم میں ہم سب مبتلا ہوئے دیو رعد
شاطر ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان اور شہپال جنی وغیرہ کو جال سلیمان مار کر گرفتار کر لیگیا طلسم
سفید بوم و سیاہ بوم میں اسیر کیا ہے امیر باتوقیر نے کہا اے عبد تیرا خوب ہوا پروردگار عالم عادل و توانا ہے خدا اسے
یا وہ دکھائے تو میں خوش ہوں جیسا سلوک میرے ساتھ کیا ہے اسکا عوض خدا دیگا عبد الرحمن نے کہا اے امیر اب
نہ چاہئے تھا کو رحم و لطف و کرم لازم ہے امیر باتوقیر خاموش ہو رہے مگر چونکہ قریشہ سلطان دختر امیر بہت چھوٹی تھی
اسکے حال پر امیر کو رحم آگیا سوچے ایسا نہو کہ اس قید سخت میں وہ معصوم ہلاک ہو جائے اسلئے سبب محرومی ہمیشہ بے زبانی کی کرنا
چاہئے امیر نے کہا اے عبد الرحمن وہاں میں کیونکر پہونچوں اور کس صورت سے جاؤں جو انکو رہا کروں عبد الرحمن
نے کہا کہ یہاں صحرا میں بلندی پر ایک سیمرغ مقیم ہے اگر وہ مدد آپکو دے تو آپ ضرور وہاں پہونچیں اور سوا اسکے
اور کوئی صورت وہاں پہونچنے کی نہیں معلوم ہوتی ہے امیر نے فرمایا کہ مجکو اس صحرا میں پہونچا دو جہاں سیمرغ رہتا ہے
عبد الرحمن نے اسیوقت چار دیوؤں کو بلایا اور امیر کو تخت پر بٹھایا اور دیوؤں سے کہا کہ امیر کو اس صحرا میں پہونچا دو
کہ جہاں سیمرغ کا آشیانہ ہے وہ دیو حسب الحکم عبد الرحمن تخت امیر باتوقیر کو کاندھوں پر اٹھا کر ہوا ہوئے اور ایک
چشم زدن میں اس صحرا لق و دق میں پہونچا دیا جہاں سیمرغ کا آشیانہ تھا امیر باتوقیر وہاں پہونچکر تخت سے اترے
ایک درخت سرسبز شاداب کے نیچے بیٹھ گئے دیو امیر کو سلام کرکے رخصت ہو گئے امیر نے دیکھا کہ اس درخت پر ایک
بہت بڑا گھونسلا لگا ہے امیر اس درخت سے پشت لگا کر درخت کے نیچے جا بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد امیر نے دیکھا
کہ ایک اژدہا اس درخت پر چڑھتا ہے بچے سیمرغ کے جو اس اژدہے کو آتے دیکھا فریاد و زاری بصد بیقراری کرنے
لگے اور شور مچانے لگے امیر نے دیکھا کہ آشیانۂ سیمرغ میں بچے ہیں اور یہ اژدہا انکا دشمن ہے وہ اپنے دشمن کو دیکھکر نالہ و
فریاد کرتے ہیں امیر باتوقیر نے ترکش سے ایک تیر کمان میں جوڑ کر اس اژدہائے نابکار پر مارا نشانہ ہوکے گرا تودہ
خاک ہوا امیر تلوار کھینچکر اٹھے اور اس اژدہے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدئے بعد اسکے امیر بسبب خستگی
راہ کے لیٹ رہے اور سو رہے اس عرصہ میں سیمرغ آیا اور قریب آشیانے کے بیٹھا دیکھا کہ آدم زاد سو رہا ہے
کہ مثل آفتاب درخشاں کے چہرہ تابندہ ہے کہ تمام صحرا روشن ہے سیمرغ نے خیال دل میں کیا کہ شاید یہی ہمیشہ ہمارے
بچے پکڑ لیا کرتا ہے اسکو ضرور سزا دینا چاہئے یہ سوچ کر وہ سیمرغ اڑا اور کئی ہزار من کا پارہ سنگ منقار میں پکڑ کر لایا
اور چاہا کہ امیر کے سر پر مارے کہ بچوں نے فریاد کی اور کہا کہ خبردار اس شخص کو نہ مارنا یہ آدم زاد ہمارا محسن ہے اسی نے ہماری
جان بخشی کی ہمارا دشمن اژدہا جو درپے تھا اسکو اس نے مار کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا ہے وہ سب ٹکڑے اسکی سپر
کے نیچے رکھے ہیں تم خود جاکر دیکھ لو یہ سنکے سیمرغ زمین پر اترا و منقار سے سپر کو اٹھایا دیکھا پارہ ہائے اژدہا سب
جمع کئے رکھے ہیں بہت خوش ہوا اور اپنا ایک پر کا امیر باتوقیر پر سایہ کیا اور ایک پر کا پنکھا بناکے مروحہ جنبانی کرنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سیمرغ پروں سے سایہ فگن ہے امیر اٹھ بیٹھے سیمرغ نے کہا کہ اے آدم زاد تونے
مجھپر بڑا احسان کیا کہ میرے بچوں کو بچا لیا جلا دو اژدہا نابکار مدام میرے بچوں کو کھا جایا کرتا ہے اب جو کچھ تیرا کام ہو وہ بیان
کر کہ میں آنکھوں سے بجا لاؤں اور تیرے کام کو انجام دوں امیر نے کہا اے سیمرغ سفید بوم اور سیاہ بوم
میں جانا ضرور ہے اگر ہوسکے تو تو مجکو وہاں پہونچا دے سیمرغ نے کہا کہ نہایت دشوار اور نہایت مشکل ہے
یہاں سے سفید بوم اور سیاہ بوم کا فاصلہ سات سو کوس کا ہے اور درمیان راہ کے کئی مرحلے ایسے
سخت و صعب ہیں کہ انسے بچنا بسا دشوار ہے ایک کوہ مقناطیس ہے اور ایک کوہ زہر مہرہ اور

کوہ آذر دور ہے اور ایک کرۂ نار ہے اور ایک کرۂ زمہریر ہے اور آخر میں ایک دریائے آتش ہے یہ مرحلات جانکاہ
ان کا طے کرنا بہت مشکل ہے مگر میں تیرے واسطے جہاں تک ہو سکتا ہے تدبیر کرتا ہوں امیر نے فرمایا جو ہو تو مجھکو وہاں
پہونچا دے کیونکہ میرے اہل عیال وہاں قید ہیں مجھکو ضرور ہے کہ میں وہاں جا کر انکو رہا کروں سیمرغ نے کہا اچھا جو حکم
آپ یہاں ٹھہرے میں آتا ہوں یہ کہکر ایک صحرا کی طرف وہ سیمرغ اڑ گیا اور وہاں سے کچھ گینڈے اور کچھ جانور شکار کرکے
لایا اور ... بعد ان جانوروں کو تیار کئے اور امیر سے کہا کہ یہ لیجئے گوشت کے اپنے پاس رکھئے اور ہتھیار سب اتار کے
چھپا دیجئے کہ کوہ مقناطیس ... کی تاثیر ہے کہ لوہے کو کھینچ لیتا ہے امیر نے سب ہتھیار پوشیدہ کر لئے مگر ایک خنجر جامے کے
اوپر رہنے دیا اور وہ سات ٹکڑے گوشت کے لیکر اس سیمرغ کی پشت پر سوار ہوئے سیمرغ نے کہا جہاں پر مانگوں ایک
لقمہ گوشت کا آپ میرے منہ میں دیجئے گا یہ کہکر سیمرغ نے پرواز کی اڑتے اڑتے وہ سیمرغ جب قریب کوہ مقناطیس
کے پہونچا فریاد کرنے لگا اے حمزہ اب میں چلا کیا کوئی لوہے کی چیز آپ نے اوپر رکھ لی ہے امیر نے جلدی سے
اس خنجر کو پھینک دیا اور ایک لقمہ گوشت کا سیمرغ کے منہ میں دیا سیمرغ نے وہ لقمہ دیکر پھر پرواز کی اسیطرح وہ تیرہ
ہر مقام کو طے کرتا جاتا اور امیر اسے گوشت کھاتا ہوا چلا جاتا تھا تیز پروازی میں کچھ فرق نہ آتا تھا چھ مرحلے اس سیمرغ
نے طے کئے امیر نے چھ ٹکڑے گوشت کے اسکو کھلائے جب ساتواں مرحلہ دریائے آتش کا آیا کہ وہ مرحلہ نہایت سخت
تھا ... میں سیمرغ نے لقمہ گوشت طلب کیا اور کہا اے حمزہ جلدی لقمہ دو کہ یہ دریائے آتش ہے اسکا طے کرنا بہت مشکل ہے
امیر نامدار لقمہ گوشت کا جو سیمرغ کو دینے لگے ہاتھ سے امیر کے وہ لقمہ چھوٹ کر گر گیا امیر بہت گھبرائے اور سوچے
کہ اب سیمرغ کو لقمہ کاہے کا دوں ادھر سیمرغ جلدی کیلئے تنگ رہا ہے امیر پریشان ہیں کچھ بن نہیں پڑتا کیا کیجے کہ سیمرغ
نے پھر لقمہ مانگا اور کہا اے حمزہ ایسا نہو کہ جیسا مشہور عام ہے کہ شیخ نے کپڑے کو دھو نادی تھی اب میں دریائے آتش میں
گرا جاتا ہوں قوت تیز پروازی کی اب مطلق نہیں ہے امیر کو کچھ بن نہیں پڑتا آخر خنجر کھینچکر اپنی ران کا بوٹا کاٹا اور سیمرغ
کے منہ میں جیب سے دیدیا سیمرغ نے وہ بوٹا گوشت کا منہ میں لیکر کہا کہ یہ تو گوشت آدمزاد کا معلوم ہوتا ہے امیر نے
کچھ جواب نہ دیا مگر سیمرغ نے ... ہونے کے گوشت کا خون تو پی گیا اور بوٹا گوشت کا منہ میں اپنے رہنے دیا جس وقت سیمرغ جستہ
تیز پروازی ... آتش کے اسپار اترا امیر نامدار کو اپنی پشت سے اتارا دیکھا امیر کا چہرہ زرد ہے لڑکھڑا ... گیا امیر زمین
پر ... غش آنے لگا سیمرغ نے پوچھا اے حمزہ کیا سبب ہے جو تمہارا یہ حال ہو گیا امیر نے اپنی ران زخمی
کو دکھائی اور کیفیت ... کی بیان کی سیمرغ کو دیکھکر نہایت صدمہ ہوا اور کہا اے حمزہ تم بہت شجاع ہو ... میں اس
... کا علاج کرتا ہوں یہ کہکر وہی بوٹا گوشت کا منہ سے نکال کے آگے امیر کے رکھدیا اور کہا کہ میں ابھی اسکو جا ... دیتا ہوں
یہ کہکر ... امیر کو یہاں غش پر غش آنے لگا یکایک امیر نے دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے اور اس
بوٹے کو ران پر رکھکر کے لعاب دہن لگا دیا وہ زخم فوراً صحیح و سالم ہو گیا اور درد بالکل موقوف ہو گیا امیر نے
خضر کو سلام کیا اور دوسری منزل کی پھر امیر نے دیکھا کہ دو گنبد سامنے معلوم ہوتے ہیں ایک گنبد سیاہ ہے اور دوسرا
گنبد سفید ہے امیر نے حضرت خضر سے پوچھا کیا یہی سفید بوم و سیاہ بوم مشہور ہیں حضرت خضر نے فرمایا ہاں
وہی مقام ہے پھر جناب خضر نے امیر نامدار کو اسمائے الہی تعلیم کئے اور فرمایا کہ یہ اسماء پڑھکر اس گنبد پر دم
کرو اسکے دروازے کھل جاینگے حال تمکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر جناب خضر تو غائب ہو گئے امیر اس گنبد کی
طرف چلے جب قریب پہونچے اسماء الہی پڑھکر دم کئے دروازہ گنبد کا کھل گیا امیر داخل گنبد ہوئے دیکھا کہ شہال
... اور ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان مع چار سو پریوں کے اس گنبد میں لٹکے ہیں جب قریشہ سلطان

...نے پلی ہوئیاں اور جانوروں کی ہڈیاں اور کچھ مکروہ چیزیں بھر کر اور مقفل کر کے صندوق جہاں رکھے تھے وہیں رکھدے اور عورتوں کو مرد بنایا لباس مردانہ پہنایا اور مردوں کو عورتوں کی شکل بنایا اونکو پوشاک زنانی پہنادی اور کسیکا منہ کالا کسیکا منہ سرخ کردیا اور کسیکا نند منہ کردیا اور چہرہ کسیکا ابلق بنادیا اور **کاوس کامرانی** کا کالا منہ کر کے برہنہ کردیا سب کی پوشاکیں اور مال و اسباب محفل کا لیکر چلے گئے اور وہ جس حالت میں تھے ہوئے رات بھر سب کے سب اسی طرح بیہوش پڑے رہے جب صبح ہوئی **کاوس کامرانی** بیدار ہوا اور سب ہوشیار ہوکر اُٹھے ہر ایک نے اپنا حال عجائب و غرائب پایا اور کسی کو دیکھکر ہنستا تھا کوئی کسی سے دل لگی کرتا تھا کوئی انگلیاں مٹکاتا تھا کوئی تالیاں بجاتا تھا مرد عورتوں کی طرف دیکھتے تھے عورتیں اونکی طرف دیکھکر بھاگتی تھیں اسوقت **کاوس کامرانی** وغیرہ روتے اور پیٹتے تھے لشکر ہرمز اور فرامرز کو چھ... ران سب کی ہیئت اور کیفیت بہ تصریح تحریر کروں تو بہت طول ہو خلاصہ یہ کہ سب کے سب انہوں کے میلے کے سوانگ معلوم ہوتے تھے اب اونکو اسی حالت میں چھوڑ دیجئے تاکہ وہ لشکر شاہ کے لوگ بھی اچھی طرح تماشا دیکھ لیں اور دل خوش کرلیں کہ ایسے سوانگ کبھی کسی نے دیکھے ہونگے اور ایسے تماشے نگاہ میں کسی شخص کے نہ گزرے ہونگے ***

وہ قصے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہیں

محبت خیزان صحرائے پریشانی و طبیعت انگیزان منزل حیرانی اس داستان ماتم نشان کو یوں قلم بند کرتے ہیں صفحہ قرطاس صدمات اساس پر حرف بہ حرف اشک ریز ہوتے ہیں کہ ایک روز **امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران** زمان ملکہ **آسمان پری** میں بصد عیش و عشرت مشغول استراحت تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوئے عالم رویا میں **ملکہ مہرنگار** کو مضطر و بیقرار دریا کے موجوں میں غوطہ زن دیکھا فوراً گھبراکر امیر کی آنکھ کھل گئی اور ایک چیخ مارکر رونے لگے **ملکہ آسمان پری** بھی جاگ اُٹھی اور گھبراکر پوچھنے لگی اے امیر خیر تو ہے کیا ہوا جو تم عالم بیتابی و بیقراری میں روتے ہوئے بیدار ہوئے امیر نے کہا اسوقت میں نے **ملکہ مہرنگار** کو عالم خواب میں دریا کے قعر میں غرق دیکھا **آسمان پری** نے کہا اے امیر خواب و خیال کی بات کا اعتبار نہیں مگر اللہ اکبر تم اسقدر **ملکہ مہرنگار** سے دلدادہ و شیفتہ اور فریفتہ ہو کیا وہ مجھسے زیادہ حسین خوبصورت ہے کیونکہ وہ آدم زاد ہے میں پریزاد ہوں اور حسن پریوں کا مشہور عالم ہے کہ ہم لوگوں کی حسن کی مثال دیجاتی ہے امیر نے کہا اے **آسمان پری** تم اسکی لونڈیوں کی بھی ہمسری نہیں کرسکتیں تمہارے جیسا زیبا حسن کہاں پائے **ملکہ مہرنگار** کے برابر بھی نہیں ہے شعر پریوں میں کہاں نازو ادا صورت انسان * ذرہ کبھی خورشید کا ہمسر نہیں ہوتا * یہ سنکر **آسمان پری** کو غصہ آگیا اور ایک بار صورت زلف پیچاں بل کھاکر اُٹھی اور کہا اے آدم زاد تو مجھ ایسی پریزاد کا حسن خاک میں ملائے دیتا ہے اور انسان کو مجھ پر [illegible] دیتا ہے امیر نے کہا اے **آسمان پری** اگر **ملکہ مہرنگار** زندہ ہے تو کیفیت دکھائی دے کہ تم آپ خجالت میں غرق ہو جاؤ آفتاب حسن چہرہ بے نظیر **ملکہ مہرنگار** دیکھکر تمہاری خیرہ گی کرے یہ سنکر **ملکہ آسمان پری** نہایت شرمندہ ہوئی اور غیظ و غضب میں آکر خنجر سلیمانی ہاتھ میں لیکر کھڑی ہوگئی **امیر باتوقیر** نے بھی تلوار کھینچی ایک ہڑبڑ ہوگیا خواصوں نے دوڑ کر **شہپال** جنی کو خبر دی **شہپال** بیتابانہ دوڑا آیا اور **آسمان پری** کو بہت گھرکا اور لعنت و ملامت کی امیر کو اپنے ہمراہ بارگاہ میں لایا امیر نے کہا اے **شہپال** اب تم مجھکو پردۂ دنیا پر پہنچا دو **شہپال** نے اسیوقت چار دیوؤں کو بلاکر حکم کیا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پر پہنچا دو **امیر باتوقیر** تخت زرنگار پر سوار ہوئے اور دیو تخت اٹھاکر لے چلے اُدھر **آسمان پری** کو خبر ہوئی کہ **شہپال** نے امیر کو پردۂ دنیا کی طرف روانہ کیا **آسمان پری** ...

بلا کر کہا کہ تو جلد جا کر دیووں سے خبر کر دے کہ اگر تم اس آدم زاد کو پردۂ دنیا پر لے گئے تو میں تم سب کو قتل کروں گی سلاسل
پری بحکم ملکۂ آسمان پری فوراً گئی اور دیووں سے یہی کہا امیر بھی کچھ سمجھ گئے امیر نے دیووں سے فرمایا کہ مجھے تم
گلستان ارم میں پھر لے چلو غرض وہ دیو امیر باتوقیر کو بارگاہ شہپال میں پھر لائے امیر نے بسبب غیظ و غضب شہپال
جنی سے کہا کہ تم بڑے جعلساز ہو کہ ظاہر میں مجھ کو تخت پر سوار کر کے پردۂ دنیا پر بھیجتے ہو اور تمہاری بیٹی کہلا بھیجتی ہے
کہ خبردار امیر کو دنیا پر کوئی نہ پہونچانے یہ کیا فریب و دغابازی ہے بس مجھے اور آسمان پری سے کچھ سروکار نہیں میں
نے آسمان پری کو طلاق دیا یہ کہکر امیر باتوقیر دلگیر ہو کر ایک طرف کو پا پیادہ چل کھڑے ہوئے اور شہپال
اس کلام اندوہ التیام امیر عالی مقام سے نہایت رنج و ملال ہوا اور اسی وقت اپنی دختر آسمان پری سے جا کر کہا کہ تجھ
امیر نے تجکو اور مجکو نہایت ذلیل و رسوا کیا کہ سر دربار تجکو طلاق دے کر ایک آدم زاد چلا گیا اب میں آج سے کیسا منہ
دکھاؤں گا یہ کہکر [illegible] قلعہ زرین حصار میں اسیر ہو کر عزلت گزین ہوا یہاں جب کار و بار شاہی میں فرق
پڑنے لگا تو چند روز کے آسمان پری تخت نشین ہوئی اور تاج بادشاہی سر پر رکھا سکۂ شہنشاہی جاری ہوا
شمس سلطنت درخشاں ہوئی [illegible] احکام جاری ہونے لگے کہ ملکۂ آسمان پری نے
ملک پرستان میں ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جو آدم زاد یعنے امیر حمزہ صاحبقران کو پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اسکا گھر بار
تاراج ہوگا اور قتل کیا جائیگا اب یہاں امیر باتوقیر کا حال سنئے کہ حمزہ صاحبقران زمان تباہ و برباد خانمان آوارہ صحرا
پرغم سرگرداں و نالاں پا پیادہ چلے جاتے ہیں کہ سامنے قلعہ نظر آیا اور اسکو کچھ فوج گھیرے ہوئے ہے قلعے کے اندر سے
آواز [illegible] بلند ہے امیر اسی طرف کو چلے جب قریب قلعہ پہونچے تو نعرہ کیا او ناہنجار ستم شعار کہاں ہے کیوں
ساکنان قلعہ پر ظلم کرتے ہو خبردار میں پہونچا ابھی تیری خیریت ہے ہٹ جا قلعہ کو چھوڑ دے سردار فوج یہ سنکے امیر کی
طرف متوجہ ہوا اور نعرہ کیا کہ منم دیو قطران سیاہ گوش امیر نے للکارا بس او ناہنجار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے
بچکر قطران نے امیر پر دو دستی شاخ کا وار کیا امیر باتوقیر نے خالی دیکر دوال کمر پر ہاتھ تیغ آبدار کا جو مارا قطران
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بعد اوسکے امیر پر فوج دیو زاد حملہ آور ہوئی ادھر قلعہ کا پھاٹک کھل گیا اب ملک انتر گاؤ پا
بھی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا لڑائی ہونے لگی امیر نے فوج قطران کو مار کر بھگایا میدان صاف صاف ہوگیا انتر گاؤ
پا امیر باتوقیر کو ساتھ لیکر قلعے میں داخل ہوا اور بعد اعزاز و اکرام امیر باتوقیر کو دربار میں لایا امیر سے کہا کہ آپنے وقت
پر آکر میری مدد کی میں نہایت آپکا ممنون ہوا امیر نے فرمایا اے ملک انترہ گاؤ پا اگر تو یہ کام میرا کر دے تو میں تیرا
احسان مند ہونگا اوس نے کہا فرمائیے امیر نے کہا کہ اگر تو مجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے تو بہت بڑا احسان ہوگا ملک
انتر نے کہا اے حمزہ صاحبقران ایک جانور ہے کہ نام اوس جانور کا رخ ہے اگر آپ اسکو پکڑ لائیے تو میں آپکو اسی وقت
پردۂ دنیا پر پہونچا دوں امیر نے کہا وہ کہاں ہے مجکو اوسکا پتا و نشان بتا دے یا کسی کو ساتھ ہمراہ کر دے ملک انتر
نے چند آدمیوں کو امیر کے ساتھ کر کے اس بیابان میں بھجوا دیا امیر اوس صحرا میں پہونچے دیکھا کہ سوں سوں کرتا ہوا سنسان
صحرائے لق و دق ہے اور کہیں انسان و حیوان کا نشان نہیں مگر ایک طرف کو دیکھا کہ ایک گنبد کلاں زمین پر [illegible] ہے
اور سفید و شفاف شکل انڈے کے معلوم ہوتا ہے امیر آگے بڑھے اور دل میں کہا کہ اس گنبد میں معمار کاریگر نے
کیا خوب [illegible] استرکاری کا دیا ہے کہ آئینے کے مانند چمکتا ہے یہ کہتے ہوئے قریب اس گنبد کے گئے اور بہ آرام
تمام اسپر بیٹھ گئے امیر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ گنبد نہیں ہے بلکہ بیضہ اسی جانور کا ہے جسکا نام رخ مشہور ہے چونکہ امیر
باتوقیر مسافت سفر و دشت و بیابان اٹھائے تھے اور نہایت خستہ اور تھکے ہوئے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو بدن کو

لگی انکو فرحت ہوئی آنکھ بند ہونے لگی غنودگی آگئی خواب غفلت طاری ہوا سو گئے ایکایک وہ جانور یعنی رخ پرن اڑتا ہوا
آیا اور امیر کو اپنا انڈا سمجھکر بیٹھ گیا امیر باتوقیر کا اوس جانور کے بیٹھنے سے دم گھٹنے لگا اسیوقت عالم رویا مین دیکھا
کہ خواجہ خضر و الیاس کھڑے ہین اور کہ رہے ہین کہ جس جانور کی تلاش مین تم یہان آئے ہو یہ وہی جانور ہے تم اسکے انڈے سمجھ
سو رہے ہو یہ گنبد نہین ہے اوس جانور کا انڈا ہے وہ جانور اپنا انڈا سمجھکر تم پر بیٹھ گیا ہے اب تم جو اسکے پوٹے مین لٹکا کر زخمی
ہو کر انکو چھوڑ دی جس وقت یہ جانور اوڑنے لگے تم اسکے دونون پانون پکڑ لینا امیر نے خواب دیکھکر فوراً ہوشیار ہوئے دیکھا حقیقت
مین وہ جانور دبوچے ہوئے ہے انڈے کی طرح ہم اسکے نیچے ہین اسیوقت خنجر کھینچکر اوس جانور کے پوٹے مین مارا اور
جانور بیتاب ہوکر اڑا امیر نے دونون پانون اسکے پکڑ لئے اور زور کیا کہ اوسکو زمین پر کھینچ لائین مگر وہ اسکا اوسنے جو بلند
ہونے کا قصد کیا تو آن واحد مین پانچسو کوس بلند ہو گیا اب جو نیچے جھک کر دیکھا کہ میرے پانون مین کچھ لپٹا ہوا لٹکا
آتا ہے منقار سے جھک کر ماری امیر کے ہاتھ زخمی ہو گئے اور پانون اوس جانور کے چھوٹ گئے امیر باتوقیر افتان
و خیزان سوئے ہوا مین سے نیچے چلے ادھر جناب خضر و الیاس کوہ صفا پر عبادت خدا مین مشغول تھے کہ ندائے غیب
آئی کہ اے نبی ہمارے ایک بندہ برگزیدہ ہمارا پانچسو کوس کی بلندی سے گرتا پڑتا آتا ہے جلد اوسکو ہاتھون پر روک لو
کہ اوسکو تکلیف نہو فوراً جناب خضر و الیاس کھڑے ہوگئے اور امیر کو ہاتھون پر روک لیا امیر بیہوش ہوگئے تھے
ان خاصان خدا نے دامان حمایت ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے امیر کو ہوش آیا جناب خضر و الیاس کو بالین پر مہربان
و لطف پرور پایا اٹھ بیٹھے دونون صاحبون کو آداب تسلیمات بجالائے شکر خدا ان صاحبون نے ہاتھون پر لعاب
دہن مبارک لگا دیا فوراً صحت ہوئی امیر نے عرض کیا یا حضرت آپ تو مجھے پردۂ دنیا پر آپ پہونچا دیجئے ان حق شناسون
نے فرمایا کہ تم انتر گاوپا کے ملک مین جاؤ وہ تمہین پہونچا دیگا امیر نے کہا مین راہ نہین جانتا ہون انحضرت نے
امیر کو راستہ پر لگا دیا اور آپ غائب ہو گئے امیر جانب ملک ملک انتر گاوپا روانہ ہوئے ادھر حال ملکہ
آسمان پری کا سنئے کہ ملکہ آسمان پری نے عبدالرحمن جنی سے پوچھا کہ میرے وارث امیر باتوقیر کہان
ہین عبدالرحمن جنی نے کہا کہ ملک انتر گاوپا امیر کو پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا آج بھی امیر کی جان ندیتے
بچائی یہ سنتے ہی ملکہ آسمان پری بصد غیظ و غضب دس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور آتے ہی ملک انتر گاوپا کو
مارا اور ملک کو تاراج کیا اور قلعے کو تباہ و برباد کرکے چلی آئی ادھر امیر باتوقیر جو بدر ملک ملک گاوپا کے پہونچے دیکھا
تمام شہر تاراج و برباد ہے وہان کے لوگون سے دریافت کیا کہ اس شہر پر کیا آفت یکایک آئی کہ دفعتہً بالکل تباہ
و برباد ہو گیا ان لوگون نے کہا کہ ملکہ آسمان پری مع فوج دیوان آئی تھی اوس نے یہ سب قتل و قمع کیا اور
ملک کو تباہ و برباد کر دیا اور آپ چلی گئی امیر نے یہ سنکر بہت افسوس کیا اور نالان و گریان ایک سمت کو روانہ ہو گئے
ادھر آسمان پری نے ایک روز جلاجل پری سے کہا کہ تو قلعہ دیو دودہ پر جا اور ملکہ مہرنگار کو اٹھا لا جلاجل
مین تو دیکھو کہ عورات آدم کس حسن و جمال کی ہوتی ہین کہ جسپر امیر کشور گیر ایسے شیفتہ و فریفتہ ہین کہ حسن و جمال
پریون کا بھی پسند نہین ہے ملکہ مہرنگار کے نام پر مرتے ہین جان دینے پر مستعد ہین جلاجل پری یہ سنکر
اسیوقت روانہ ہوئی یہان ملکہ مہرنگار سے اسی روز فتنہ شہزادی اور زہرہ مصری نے کہا اے
ملکہ عرصہ بارہ برس کا ہوا ہے کہ حضور باہر محل سے نہین نکلی ہین اسوقت آسمان پر ابر گھنگھور چھایا ہوا ہے ہوا ٹھنڈی
ٹھنڈی چل رہی ہے قلعہ پر تشریف لے چلئے ہوائے فضا کی سیر کیجئے کہ دل بہلے کچھ تو تفریح طبع ہو غرضکہ شہزادیون کے
کہنے سے ملکہ مہرنگار مجبور و ناچار ہوئی اور بام قلعہ پر سیر کنان برائے تفریح طبع آئی مگر فراق امیر باتوقیر مین

نہیں ایسا ابر غم و الم دل پر چھایا ہوا تھا کہ بناؤ سنگار سب ترک کر دیا تھا پوشاک فاخرہ زیب بدن کرنا چھوڑ دی تھی جس سے
کام تھا نہ کاجل کا اہتمام تھا شانہ کرنے سے دل الجھتا تھا صورت زلف پیچان پریشان حال رہا کرتی تھی اوس روز
بھی میلی پوشاک پہنے تھی مگر زہرہ مصری وغیرہ لباس عمدہ زیب جسم کئے تھیں اور زیور ہائے مکلل بجواہر سے سر
تا پا آراستہ و پیراستہ بام قلعہ پر بیٹھی تھیں یکا یک جلاجل پری جو اڑتی ہوئی آسمان پر پہونچی زہرہ مصری پر اسکی
نظر پڑی جلاجل پری جھپٹی گویا ملکہ مہر نگار سے پنجۂ شہباز بلا چنگل گری اور زہرہ مصری کو اٹھا لے چلی گئی ایک
چشم زدن میں ملکہ آسمان پری کے سامنے لا کر رکھدیا مگر زہرہ مصری جو ہوا کا تھپیڑا کھا کر بیہوش ہو گئی تھی آسمان پری
نے سنگھا سلیمانی انگلی آنکھوں میں پھیر جب زہرہ مصری ہوشیار ہوئی دیکھا پریوں کا اکھاڑا جمع ہے ہوش اڑ گئے حواس
باختہ ہوگئے ادھر ادھر سبکو دیکھنے لگی آسمان پری نے کہا او آدم زاد تو ہی ملکہ مہر نگار ہے جسپر امیر با توقیر
ہیں عشق حسن و جمال میں جان دیتے ہیں کیوں اب تبال دیو کو تجھے لگوا دوں زہرہ مصری نے ہیبت پریزادان دیکھ
آداب تمام سلام کیا اور کہا اے ملکہ عالم میں مہر نگار نہیں ہوں بندہ کا نام زہرہ مصری ہے آسمان پری دیکھ کر
متحیر ہوگئی اور دل میں کہا کہ امیر حقیقت میں سچ کہتے تھے جسکی لونڈیاں ایسی حسین خوبصورت مہ جبین حسن و جمال میں
یکتائے زمانہ ہوں اسکی شہزادی کیسی ہوگی پھر آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ اس آدم زاد کو پہونچا دے میں نے
ملکہ مہر نگار کو طلب کیا تھا تو نے اسکو لا کر سامنے رکھدیا جلد جا کر ملکہ مہر نگار کو لیکر آ یہ سنکر جلاجل پری زہرہ مصری
کو لیکر روانہ ہوئی میں راہ میں مکان سمندون ہزار دست کا ملا اسوقت سمندون ہزار دست اپنے قصر میں ٹہلتا
ٹہل رہا تھا کہ اسنے دیکھا کہ ایک پری آدم زاد کو لئے چلی جاتی ہے سمندون ہزار دست نے ہاتھ بڑھا کر اسکو
پکڑ لیا زہرہ مصری کو تو اوس سے علیحدہ کیا اور جلاجل پری کو ٹانگیں چیر کر کھا گیا زہرہ مصری سے پوچھا اے آدم زاد تو کون
ہے اوس نے کہا میرا نام زہرہ مصری ہے اور میں ملکہ مہر نگار کی لونڈی ہوں سمندون ہزار دست نے اپنے
قصر میں زہرہ مصری کو رکھا اور اپنے بیٹے امندون ہزار دست سے تاکید کردیا کہ خبردار تو اس سے کچھ نہ کہنا بلکہ
تو اسکی خاطر و مدارات کرنا اب ادھر کا حال سنئے کہ کسی نے ساری حقیقت زہرہ مصری کے اٹھ جانے کی خواجہ عمرو
سے بیان کی عمرو کو نہایت غصہ آیا اور کوڑا لیکر داخل ہو ملکہ مہر نگار سے آکر کہا کہ او شتاب ناخوش تو نے مجھے اس
سے شرمندہ کروایا تھا تو اپنے تفریح طبع بام قلعہ پر کیوں گئی تھی اور یہ کہکر عمرو نے ملکہ مہر نگار کے ایک کوڑا مارا
ملکہ مہر نگار زمین پر گر کر مچھلی کیطرح تڑپنے لگیں فتنہ دوڑ کر بیچ میں کھڑی ہوئی اور کہا او بیحیا ساربان زادے
او ڈومنی کا ستے جوانہ مرگ دور ہو یہاں سے یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ شاہزادی بادشاہ ہفت اقلیم کے ساتھ کی تجھے
شرم نہیں آتی مردے نے ایک کوڑا مار کر ایسی نازنین مہ جبین گلاب کی پتی کو پژمردہ کیا خدا تجھے سمجھے اور ملکہ کی کیا
خطا تھی میں نے کہا کہ آپ ذرا دیر کے لئے چلئے دل بہلائے وہ کب بام قلعہ پر جاتی تھی عمرو یہ سنکر خاموش ہو گیا
اور محل سے باہر نکل آیا ملکہ مہر نگار رنج کے صدمے سے مضمحل ہوگئی دن بھر پلنگ پر پڑی رہی اشتیاق امیر بانتہا
میں روتی رہی جب شب ہوئی دل میں کہا اے ملکہ مہر نگار تو بادشاہ ہفت اقلیم کی اور ایک عیار کے ہاتھ سے کوڑے
کھائے تف ہی تیرے جینے پر اور اسکے ساتھ دینے پر بلکہ اپنے بھائیوں سے مل اور عمرو و لعنت کر ملکہ مہر نگار
یہ سے باتیں کرتے دو پہر رات گئے اٹھی اور کمند پیچاک کر قلعے سے باہر اتری اور راستان کو خیران سنکر پھر ادھر
خواجہ زمین آئی اسنانا تھا پھر ادھر فرامرز خواب گاہ میں لیٹے خواب غفلت سے بیہوش پڑے سوتے تھے انکی سکھ و غیرہ
لگی ہوئی تھی ملکہ مہر نگار نے خیال کیا اگر انکو میں جگا دونگی تو یہ مجکو زد و میں کامرانی کروانے کر دینگے اس جہری کو اپنی

زیب جسم کرکے کسی طرف کو نکل چلیں بس یہ سوچ کر ملکہ مہر نگار نے بہ فرحت کے سلاح زیب جسم کئے اور دربار گاہ پر جا کے گھوڑا کھڑا تھا
ملکہ تلوار کھینچ کر سائیس کو قتل کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئی بارہ دو پہر رات گھوڑا ڈالے ہوئے مرکب
سرپٹ بھگائے ہوئے چلی جاتی تھی ایک صحرائے پر فضا میں صبح ہوئی ملکہ مہر نگار بلکل نڈھال گھوڑا اڑائے چلی جاتی تھی
دیکھا ایک لشکر آتا ہے ملکہ مہر نگار نے چاہا کہ اس صحرا سے بچ کر نکل جاؤں گھوڑے کا رخ دوسری طرف کو پھیرا اور باگ
اٹھائی مگر سردار لشکر الیاس ترسان کی نگاہ حسن و جمال جہان آرا ملکہ مہر نگار پر پڑ گئی دیں سے للکارا کہ او جوان کہاں جاتا ہے
ٹھہر جا میں آ پہونچا یہ کہکر جھپٹ کر قریب مہر نگار کے آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مگر پریشان حال گرد و غبار میں تو دوبی سمجھا کہ
کوئی شہزادی ہے کسیکے عشق میں دیوانی ہو فراق محبوب میں باحال پریشان نکل کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ
ہو گیا اور بہ منت و سماجت اپنے خیمے میں لایا اور چار عورتیں ذی شعور ذی فنون اسکے پاس بھیجیں کہ اسکو سمجھا کے میرے
ساتھ عقد کرا دیں وہ عورتیں ملکہ مہر نگار کے پاس آئیں اور اپنے فن شاعری سے عقل زائل کرکے زمین و آسمان کی بلندی و
پستی دکھائی اور کیا کیا سوجھائے بہ بات طلب وصل الیاس کی در پردہ سمجھا دیں ملکہ مہر نگار کب ان چکموں میں آتی
ہنسے مگر جب نام ترد الیاس ترسان آیا ملکہ مہر نگار کو غصہ آگیا جھنجلا کر ایک ایک طمانچہ ان چاروں عورتوں کو مارا
کہ بیہوش ہونے لگیں نا ناف و ترسان ہو کر بھاگیں گرتی پڑتی بدحواس الیاس کے پاس آئیں اور کہا کہ حضور یہ عورت مرد
مار ہے ہم اسکے پاس نہ جائینگے دو سے ایک ایک طمانچہ ایسا مارا کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا جلے کہ ہم گئے اپنی جان بچا کر یہاں
بھاگ آئے الیاس ہنسنے لگا اور عنبر خواجہ سرا کو بھیجا اور کہا کہ تو جاکر سمجھا کر یہ عورت مجھ سے کیا سند ہو کر عقد کرے
عنبر خواجہ سرا جو خیمے میں داخل ہوا دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ تو ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہے دوڑ کر قدموں پر گرا اور بہت
بار گریہ کیا مہر نگار نے پوچھا کہ خواجہ سرا تو کون ہے عنبر نے عرض کیا اے ملکہ عالم آپ نے مجکو پہچانا میں آپکے دادا
قباد شہریار کا خانہ زاد ہوں میں نے آپ کو گودیوں میں کھلایا ہے افسوس یہ آپ پر کیا مصیبت پڑی ہے فلک کج رفتار
نے کیا روز بد دکھایا تقدیر نے اس نالائق کے پھندے میں پھنسایا آپ خاطر جمع رکھئے میں آپ کو دو پہر رات گئے کسی سمت کو نکال
لیجاؤنگا ملکہ مہر نگار یہ سنکر عنبر سے بہت خوش ہوئی اور کہا اے عنبر خدا تجکو اسکی جزائے خیر دیگا یہ سنکر عنبر الیاس
کے پاس آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہیں ملکہ نیم راضی ہے کل بالکل رضامند کرکے عقد کرونگا الیاس عنبر سے بہت خوش ہوا اور
خلعت دیا کہا کل جب عقد میرا ملکہ کے ساتھ ہو جائیگا بہت خوش کرونگا اور زر و جواہر بہت سا دونگا یہ سنکر عنبر
خواجہ سرا سلام کرکے چلا آیا اور وہ مرکبوں کی جستجو میں مصروف ہوا غرضکہ دو پہر رات گئے عنبر خواجہ سرا
دو گھوڑے تیار کرکے لایا وہ دونوں گھوڑے بہت چست و چالاک تیز رفتار باد پا فلک سیر اڑنے میں صورت طیر
تھے ایک پر ملکہ مہر نگار کو بٹھایا اور ایک گھوڑے پر آپ خود سوار ہوا دونوں نے باگیں اٹھائیں اور ایک طرف کو روانہ
ہوئے یہاں صبح کو الیاس ترسان کو خبر ہوئی کہ ملکہ کو عنبر خواجہ سرا کسی طرف لیکر چلا گیا الیاس کو بہت غصہ آیا
اور مرکب پر سوار ہو کر شیوہ قفا تعاقب کنان چلا نشان سم مرکب ان دونوں کا راستہ پر دیکھتا جاتا تھا غرضکہ کئی کوس
کے فاصلے پر دونوں دکھائی دئے پہچانا کہ عنبر اور ملکہ دونوں چلے جاتے ہیں پیچھے سے للکارا کہ خبردار تم دونوں آگے
نہ بڑھنا میں آ پہونچا اور گھوڑے کو اپنے زیادہ تیز کیا ادھر ملکہ نے بھی گھوڑی کو کوڑا کیا مرکب نزدیک کر مثل طائر تیز پر جانور
اڑ کر آگے نکلگیا عنبر نے بھی گھوڑے کو کوڑا لگایا مگر وہ بھی سرپٹ دوڑا لیکن ملکہ مہر نگار کا گھوڑا ایک تیر کے
پلے سے آگے بڑھ گیا عنبر کا گھوڑا اسکا پیچھے رہ گیا الیاس برابر عنبر کے پہونچا کہا اے عنبر جلد بتا ملکہ کہاں لگئی عنبر
نے کہا میں نہیں جانتا الیاس نے جھنجلا کر تلوار ماری عنبر کے سر پر پڑی تا جگر گاہ تلوار کاٹتی ہوئی اتر گئی عنبر

گھوڑے سے گر تڑپ کر مرگیا الیاس آگے چلا ادھر ملکہ مہرنگار گھوڑی سے کود پڑی اور پیدل بھاگی الیاس نے راہ
رستہ میں ملکہ مہرنگار کا گھوڑا مردہ ملا سمجھا کہ ملکہ کو کسی جانور صحرائی شیر وغیرہ نے مار ڈالا یہ دیکھکر الیاس الٹا لشکر کی طرف
پھر آیا یہاں ملکہ مہرنگار دوڑتی ہوئی بھاگتی ہوئی خائف و ترسان ایک گاؤں کے قریب پہونچکر ایک درخت پر چڑھ گئی
اوس درخت کے نیچے ایک چاہ عمیق تھا اوسپر ایک زمیندار کی لونڈی پانی بھرنے آئی جب اُسنے جھککر کنوئیں میں ڈول ڈالا ادھر
درخت پر سے عکس جمال ملکہ مہرنگار آب چاہ پر پڑا ایک صورت چاند سی نظر پڑی اوس لونڈی نے دیکھکر کہا کہ زمیندار
مجھ سی پری رخسار حسین خوبصورت سے پانی بھرواتا ہے یہ سوچ کر دوڑی ہوئی آئی اور اُس زمیندار سے کہا کیا میاں تمکو شرم
نہیں آتی ہے کہ تم مجھ ایسی عورت کہ جسکا چہرہ ماہ شب چہاردہ کے مانند روشن ہے اُس سے پانی بھرواتے ہو اور لونڈی کی
طرح کاروبار خانہ لیتے ہو زمیندار یہ سنکر جھنجھلایا اور اٹھکر پانچ جوتے مارے اور کہا او کمبخت کچھ اترا گئی ہے تیری شامتوں نے
گھیرا ہے تو لونڈی ہے کہ بی بی ہماری جو تجھ سے پانی نہ بھروائیں اور کام خدمت کا ہرگز نہ لیں اوسنے کہا میاں مار
کیوں کرتے ہو چلکر کنوئیں میں میری صورت کو دیکھو زمیندار ہمراہ لیکے کنوئیں کے چلا یہاں ملکہ مہرنگار کو یہ خیال گذرا
کہ لونڈی کو خبط ہے مگر اب اُس نے جا کر اپنے مالک سے کہا ہوگا ایسا نہو کہ وہ یہاں آجائے اور تم بلا میں پھنس جاؤ اب
یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں کسی طرف بھاگو ملکہ مہرنگار یہ سوچ کر درخت سے اُتر کر ایک طرف کو روانہ ہوئی ادھر لونڈی زمیندار
کو ساتھ لئے ہوئے اُس چاہ پر آئی اور جھک کر جھانکی زمیندار سے کہا تم بھی جھککر دیکھو زمیندار نے جو جھککر کنوئیں میں نگاہ کی
تو وہی صورت چڑیل کی نظر آئی اب وہ لونڈی نہایت شرمندہ ہونے لگی کہ یہ کیا طلسم تھا کاسوقت مجکو صورت چاند سی دکھائی
دیتی تھی اور اب شکل چڑیل کی معلوم ہوتی ہے زمیندار نے وہیں سے اتار کے جوتا مارنا شروع کیا لونڈی دہائی تہائی
دینے لگی ہاتھ جوڑنے لگی پکاری معاف کیجئے خطا ہوئی اب کبھی ایسا قصور نہوگا زمیندار لونڈی کو برا بھلا کہتا ہوا پھر کر چلا گیا
ادھر ملکہ مہرنگار نے کئی روز صحرا نوردی کی آب و دانہ تک کہیں نہ ملا عجب حال عالم یاس میں حواس بھوک پیاس سے باختہ
آبلے پڑگئے گرد و غبار میں جسم اوسکا اٹا ہوا وہ بھوکی روز کی برابر ایک کھیت کے پہونچی اُس کھیت پر ایک بڈھا کسان دو
برس کا سن بیٹھا ہوا رکھوالی کرتا تھا ملکہ مہرنگار اُسکے پاس آئی اور کہا اے بابا میں کئی روز کی بھوکی پیاسی ہوں اوس
بڈھے کسان نے کہا کہ کھیت تیار ہے پھل کھائیے پانی پیجے مگر مجکو بابا نہ کہئے بلکہ مجکو اپنی غلامی میں خدمت وصل کیلئے
قبول کیجئے ملکہ مہرنگار مسکرائی دل میں کہنے لگی کہ اس بوڑھے بڈھے کو ہوس لگا ہے اس بڈھے سے کہا تیرے یہاں کون
کون ہے اوسنے کہا میرے جورو بچے ہیں ملکہ نے کہا اگر تو مجھپر مائل ہے تو تو اپنی جورو کو چھوڑ دے اور بچوں کو گھر سے نکالدے
تو میں تیرے گھر میں چلکر بیٹھوں یہ سنکے بڈھا تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ملکہ مہرنگار کھیت پر بیٹھکر کچے پھل توڑ
کر کھانے لگی یہاں بڈھے کسان نے آتے ہی اپنی جورو کو مارنا شروع کیا جورو بچونکو مار پیٹ کر چھوڑ دیا اور گھر سے نکال دیا
گاؤں بھر میں غل ہوگیا کہ بڈھے پر شیطان کیوں سوار ہوا ہے کیا سوجھی کہ بے خطا و قصور جورو بچونکو مار کر نکال دیا غرضکہ وہ
بڈھا کسان جورو بچونکو گھر سے نکال کر کھیت کی طرف اشتیاق ملکہ مہرنگار میں چلا یہاں ملکہ مہرنگار راستے کے کھیت
میں کھا پی کر خوب سیر ہوئی اور ایک طرف چل نکلی اب جو بڈھا کھیت پر آیا ملکہ مہرنگار کو نہ پایا سر پیٹنے لگا ہائے
کیا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی نہ تھی کوئی پری تھی مجکو دھوکا دیکر اڑ گئی افسوس صد افسوس جورو بچوں
سے چھوٹا اور اس پریزاد کو نہ پایا **شعر** یہاں دیر گیا وہاں کعبہ چھٹا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا ۔ نہ تو آئی اجل نہ وہ یار ملا یہ
بھی نہوا وہ بھی نہوا ادھر ملکہ مہرنگار بحالت اضطرار جاتے جاتے قریب ایک تکئے کے پہونچی وہاں ایک
فقیر بسیرہ بیٹھا تھا کہ نام اسکا بہرام قلندر تھا ملکہ مہرنگار اسکے پاس پہونچکے گر پڑی غش آگیا جلدی سے فقیر

پانی پھر کا نکلنے کی ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا تھرتے پوچھا اے بچہ تو کون ہے اور کہاں سے تیرا آنا ہوا ملکہ مہر نگار نے کہا شاہ صاحب میں سعد شامی کی بیٹی ہوں لٹنے اور نکاح کیا ہے مجکو مارتا تھا میں لڑکے یہاں سے نکل آئی بہرام قلندر نے کہا تو آج سے میری بیٹی ہے یہاں رہ کھا پی چین کر یہاں تجکو کسی بات کی تکلیف نہ ہوگی ملکہ مہر نگار رہنے لگی بہرام قلندر کے رہنے لگی اب ادھر خواجہ عمرو کا حال سنو جس وقت ملکہ مہر نگار مضطر و بیقرار قلعے سے نکل گئی پچھلی رات کو عمرو نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہ رہے ہیں کہ اے خواجہ تم ایسے غافل رہتے ہو کہ تجکو کسی کی خبر نہیں ملکہ مہر نگار بسبب اضطرار پہلوان عادی کے پہرے سے نکل گئی اور تم بے خبر سوتے ہو جلد اٹھو اور ملکہ مہر نگار کی خبر لو عمرو کی آنکھ فوراً کھل گئی اسیوقت اٹھا اور محل میں ایک ایک سے دریافت کیا ملکہ مہر نگار کا کہیں پتا نہ لگا بس محل سے نکل کر پہرے پر آیا اور کوڑا لیکر عادی کو مارنا شروع کیا اور کہا او نالائق کوئی پہرے پر ایسا غافل رہتا ہے کہ ملکہ مہر نگار تیرے پہرے سے نکل گئی اور تجکو خبر نہیں چل اٹھ کھڑا ہو ملکہ مہر نگار کو تلاش کر غرضکہ ملکہ مہر نگار کو تلاش کرتے چلے چلے لشکر بہرمز میں آئے دریافت کیا تو یہ سننے میں آیا کہ کوئی شخص رات کو آیا تھا سلاح بہرمز لے گیا اور سائیس کو بھی قتل کیا گھوڑے کا بھی پتا نہیں ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ مہر نگار یہاں آئی اور بہرمز کی سلاح لیکر سائیس کو مار کے گھوڑے پر سوار ہوکر کسی طرف کو چلی گئی بعد ازاں عمرو نے فال دیکھی کچھ پتا گردش سیارگان سے معلوم ہوا عمرو وہی رخ تجویز کرکے چلے جاتے جاتے وہاں پہونچے جہاں دہقان کھیت کی نگرانی کر رہا تھا اس سے جو عمرو نے دریافت کیا وہ ہائے کا نعرہ کرکے سر پیٹنے لگا کہتا تھا نہیں معلوم کون تھی کہ پری بنکر آسمان پر اڑ گئی مجھے جو روپے بھی چھڑوالے اور میرے ہاتھ نہ لگی عمرو اس سے سنکے ہنسنے لگے اور کہا الحمد للہ یہاں تک تو ملکہ کا پتا ملا غرض عمرو کچھ پھل کھا کر وہاں سے آگے بڑھے چلتے جاتے دیکھا کہ ایک تکیے پر قلندر بیٹھا ہے عمرو نے اس سے ملاقات کی اور ملکہ مہر نگار کو دریافت کیا بہرام قلندر نے کہا تو کون ہے عمرو نے کہا میرا نام سعد شامی ہے اور میری بیٹی بھاگ کر نکل گئی ہے میں اسکو ڈھونڈتے آیا ہوں بہرام قلندر نے کہا بابا تیری بیٹی تو یہاں ہے میں نے اپنی بیٹی بنا کر آرام رکھا ہے بابا کوئی ایسی حسین خوبصورت نازنین کہ جیسی دختر کو نکاح کرکے مارتا ہے کہ وہ عاجز ہوکر نکل بھاگی اور یہاں آکر پوشیدہ ہوئی ملکہ مہر نگار کو بہرام قلندر نے باہر بلایا عمرو نے پہچانا اور بہت سا عذر کیا مگر ملکہ نے نہ سنا عمرو نے کہا مجھ سے خطا ہوئی عفو کرو اور میرے ساتھ چلو ملکہ نے کہا اب میں تیرے ساتھ نہ جاؤنگی جب خدا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے ملائیگا تو جاؤنگی عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ مہر نگار کو حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکر طرف قلعے کے روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ز زبان بیان کیے جاتے ہیں

رہروان منازل مصیبت و رنج و الم و بادیہ پیمایان مراحل اندوہ و غم اس داستان محبت نشان کو یوں زیب قلم کرتے ہیں کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سختیاں راہ کی اٹھاتے ہوئے اور مسافتیں طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں بعد مدت مدید کے ایک شہر معلوم ہوا راہگیروں سے دریافت کیا کہ یہ سامنے شہر کونسا ہے اور عملداری کس بادشاہ کی ہے ان لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے شہر مدائن ہے اور بادشاہ نوشیروان عادل زمان ہے امیر بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ پروردگار عالم نے پھر اپنا شہر دکھایا پھر وہ دنیا پر پہونچایا امیر باتوقیر جلد جلد سیر کرتے ہوئے شہر میں آگے طاق کسری دیکھا باغ مراد نظر پڑا جس میں عشق ملکہ مہر نگار سے ہوا تھا امیر نوبا اس

باغ میں داخل ہوئے دیکھا دو آدمی باغ کی گلگشت کر رہے ہیں امیر سب انکے قریب پہونچے ان دونوں نے کہا تم
کون ہو امیر نے جواب دیا میں مسافر ہوں تم دونوں کون ہو انھوں نے کہا ہمیں ... نے یہاں اٹھالایا ہے ہم
شہر مداین کے رہنے والے ہیں نام ہمارے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول ہیں امیر باتوقیر باغ مراد میں
خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول سے کھڑے باتیں کرتے تھے کہ یکایک ایک دیو غدار سامنے سے آیا اور پاس آکر امیر پر
شمشاد کا وار کیا امیر نے خالی دیکر نعرہ کیا کہ منم مرد بن اللہ حمزۂ صاحبقران زمان بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد
مناف یہ کہکر دوال کمر پر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دیو غدار دو ٹکڑے ہو کر گرا بعد اسکے امیر وہاں سے چلے خواجہ بہلول
نے کہا کہ بھائی ہمیں بھی ساتھ لیلو امیر نے فرمایا آؤ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول امیر کے ہمراہ ہو لئے تھوڑی دور
چلے تھے کہ دیکھا کہ دیو ہوماں سامنے سے چلا آتا ہے امیر کو دیکھتے ہی للکارا کہ اے آدم زاد اب میں تجھکو کب چھوڑتا ہوں
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر دو ہزار من کا سنگ گراں ہاتھ سے مارا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا
مارا دیو ہوماں کے دو ٹکڑے ہوئے امیر باتوقیر اسکو مار کر آگے بڑھے آتے آتے ایک دریا کے پار پہونچے دیکھا ایک
سوداگر مع جمعیت کثیر ایک مقام پر اترا ہوا ہے امیر نے اس سوداگر سے کہا مجھکو دنیا پر پہونچا دیجئے اس سوداگر نے کہا اگر میری
بیٹی سے نکاح کرو تو میں تمکو دنیا پر پہونچا دوں امیر نے کہا ایک مرتبہ تو کتخدائی کرنے سے میں پھنس چکا ہوں اب میں نکاح نکرونگا
اس سوداگر نے خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب سے کہا کہ تم امیر کو راضی کر دو تو تم دونوں کو بھی یہاں سے پہونچا دونگا اور دنیا
میں بھی پہونچا دونگا خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب نے امیر کو بڑی کوشش سے راضی کیا اس سوداگر نے امیر کا نکاح اپنی دختر
کے ساتھ کر دیا جب شب کو امیر باتوقیر صحبت آرا ہوئے خلوتکدۂ عروس میں ہوشیار دیکھا کہ یہ تو آسمان پری ہے امیر نہایت
پریشان ہوئے اور کنارہ کشی کی آسمان پری امیر کے قدموں پر گر پڑی اتنے میں عبد الرحمن جنی بھی
آئے اور امیر کو سمجھایا اور کہا خطا معاف کیجئے اور گلستان ارم میں تشریف لیچلئے امیر نے کہا برائے خدا میری
جان چھوڑ دو میں ہرگز اب گلستان ارم کو نجاونگا آسمان پری اور عبد الرحمن جنی نے قسم کھائی کہ چھ مہینے
کے بعد ضرور پردۂ دنیا پر آپ کو پہونچا دینگے مجبور ہو ناچار ہو کر امیر باتوقیر مع خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول
آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم کو تشریف فرما ہوئے

ذکر داستان حیرت نشان دونده بید رنگ قلعہ گیر جنگ شاہ عیاران عیار بیمثل خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کی بیان ہوتی ہیں

کرشمہ سازان فن عیاری و پیروی کنندگان خیالات طراری عبارات داستان مطول کو نہایت مختصر کر کے یوں لکھتے ہیں کہ جب
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھکر روانہ ہوئے میں راہ میں دیکھا کہ کتارۂ کابلی اور خجستہ رائیلی
اور جعفر شاہین تینوں چلے آتے ہیں عمرو نے چاہا کسی کے پیچھے چھپ جاؤں ان تینوں نے عمرو کو پہچان لیا اور روہین
سے نیچے پاؤں کے عمرو پر پڑے عمرو نے بھی تیغ کھینچا لڑائی ہونے لگی تیغ چلنے لگا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ لڑتا جاتا ہے اور
پشتارے کو بچاتا جاتا ہے خجستہ رائیلی نے آگے بڑھکر عمرو کو تیغ مارا عمرو نے پھرتی سے خالی دیکر ہاتھ تیغ کا مارا خجستہ
رائیلی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہین نے دوڑ کر لشکر میں زوبین کامرانی کو خبر کر دی کہ عمرو پشتارہ لئے ہوئے
ملکہ مہرنگار کو لئے جاتا ہے ہمنے اور کتارۂ کابلی اور خجستہ رائیلی نے خبر لی ہے تعاقب چل رہا ہے مگر خجستہ مارا گیا اسیوقت
زوبین کامرانی نے مع لاکھ فوج لیکر آیا اور عمرو کو گھیر لیا عمرو پشتارہ بدوش یکہ و تنہا لڑ رہا ہے اب جو فوج کثیر نے آکر
گھیر لیا ہراسان ہو کر ہاتھ سوئے آسمان دعا کی واسطے بلند کئے اور درگاہ قاضی الحاجات میں مناجات کرنے لگا ابھی مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک
گرد پیدا ہوئی کہ تمام میدان تیرہ و تار ہو گیا جب وہ گرد چاک ہوا دیکھا کہ علمدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار کے لشکر کا رستہ روکا

تلوار چلنی لگی پھر بہت سے ہزاروں کو قتل کرکے لشکر زوبین کامرانی کو بھگا دیا اور باگ دو تین کوس تعاقب کیا مگر لشکر کفار
نہیں ٹھہرا پڑاؤ پر آکر تمام مال و اسباب لشکر کا لوٹ لیا اور نقارہ دار نارنجی پوش نے عمرو کو قلعے تک پہونچا دیا اور صحرا کی طرف
راہی ہوا مگر خواجہ عمرو سے کہدیا کہ خاطر جمع رکھئے گا ہمیشہ مجکو اپنے قریب سمجھئے گا ادھر کفار نے زغہ کرکے قلعہ کو گھیر لیا اور ایک
عرضی نوشیروان کو لکھی عمرو نے ہمکو بارہ برس سے خراب و خستہ حیران و پریشان کر رہا ہے اب حضور کوئی تدبیر ایسی کریں
کہ قلعہ فتح ہووے عرضی لکھکر سانڈنی سوار کو دی اور وہ سانڈنی سوار مثل باد تند کے روانہ ہوا ادھر عمرو عیار نے دیکھا کہ آزوقہ
ختم ہو چکا عمرو نے حاکم قلعہ سے پوچھا کہ کوئی قلعہ یہاں اور ہے اوس نے کہا کہ پانچ کوس پر یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے
کہ نام اسکا طلب البحر ہے اور حاکم وہاں کا جمشید شاہ ہے اور اسکے وزیر کا نام ہومان ہے عمرو نے یہ سنکے اسیوقت چالیس
پہلوانوں کو صندوقوں میں مسلح و مکمل کرکے مقفل کر کیا اور ان صندوقوں کو شتروں پر بار کیا اور تاجر بنکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا
جب عمرو قریب قلعہ پہونچا ساکنان قلعہ نے دوربینوں سے دیکھا کہ بہت سی کشتیاں قلعے کی طرف آتی ہیں گراندازوں نے
توپوں پر بتی دی گولے مارنا شروع کئے عمرو نے چادر امن بلائی اور ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ میں تاجر ہوں اور ظلمات سے
آیا ہوں اور پانی چشمۂ حیات کا لایا ہوں لوگوں نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے اپنے وزیر ہومان سے کہا کہ تو جاکر
دیکھ کون سوداگر ظلمات سے آیا ہے ایسا نہو کہ عمرو دھوکا دیکر قلعے میں آجائے تم جاکر حال سوداگر دریافت کرو ہومان وزیر
جس وقت سوداگر کشتی کے باہر آیا اور حال دریافت کرنے لگا عمرو نے کہا اے فرزند تیرا باپ ہامان تو اچھی طرح سے ہے ہومان
نے کہا کہ میرے باپ ہامان نے انتقال کیا سوداگر نے کہا کہ وہ میرا بھائی تھا میں اسکے واسطے آب بقا لایا ہوں اب اسکے
بیٹے تجکو پلاؤنگا ہومان وزیر بہت خوش ہوا اور بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ یہ تاجر میرا چچا ہے ظلمات سے آیا ہے آب حیات لایا
بادشاہ نے کہا اگر تیرا چچا ہے تو بلالا غرض ہومان وزیر عمرو کو اپنے مکان پر لایا سوداگر نے صندوق اٹھواکر کنارے رکھوادی
اور سبکو صندوقوں میں ہوشیار کردیا اور کہدیا کہ جسوقت سفید مہرے کی آواز تمہارے گوش زد ہووے سب تلواریں
پکڑکے نکل آنا اور برابر قتل و قمع کرنا الغرض ہومان نے سوداگر کی دعوت کا سامان کیا بعد فراغت آب و طعام سب
لیٹے اپنے بستر خواب پر گئے عمرو وہ پہر رات گئے اٹھا اور کمند پھینک کر ایوان شاہی میں پہونچا فوراً بادشاہ کو سوتے میں
پاکر بیہوش کیا اور زنبیل میں ڈال لیا اور آپ اسکی صورت بنکر صبح کو دربار میں آیا جب دربار سب جمع ہو چکا سب درباریوں سے
کہا کہ بہتر ہے تو دین عمرو کا اختیار کرو ہومان وزیر نے کہا اے بادشاہ آپ نے برا کیا ہم کبھی دین اسلام قبول نہ کرینگے عمرو
نے تلوار کھینچکر وزیر کے ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا کٹ کر دھڑ سے گر پڑا سب دوڑ کر ٹوٹ پڑے سب سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی
اسوقت عمرو نے سفید مہرہ بجایا فوراً چالیسو پہلوان تلواریں پکڑکے آپہنچے تلوار چلنے لگی صدہا کفار کو قتل کیا کشتوں کے
پشتے ہوئے خون کا دریا بہنے لگا سب ادھر ادھر جان بچا کر بھاگنے لگے گوشہ امن میں چھپتے تھے چہار طرف شور الامان
الامان بلند ہوا عمرو نے سبکو امان دی سب کفار ایمان لائے مسلمان ہوئے فوراً بتخانہ کھدوا ڈالے مسجدیں تعمیر کرنے
لگیں کلمۂ طیبہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوا عمرو نے جمشید کو زنبیل سے نکالا اور اسکو بھی مسلمان کرکے کلمۂ طیبہ پڑھایا
تمام شہر اسلام آباد ہوا بادشاہ جمشید نے کہا کہ آپ ملکہ مہرنگار کو لے آئیے عمرو نقب کی راہ سے ملکہ مہرنگار کو مع
فوج کے قلعہ طلب البحر میں لیگیا سبکو ہرمز اور زوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ قلعہ خالی
کرکے چلا گیا کفار نے قلعہ کو اپنے قبضہ میں کیا اور دریافت کیا کہ اب عمرو وغیرہ سب کہاں گئے ہرکاروں نے خبر لاکر دی کہ
عمرو و ملکہ مہرنگار قلعہ طلب البحر میں ہیں ہرمز اور زوبین کامرانی بھی فوج لیکر تعاقب کنان کوچ کرکے قلعہ
طلب البحر کے پہنچے قلعہ کو گھیر لیا اور دوسری عرضی نوشیروان کو اور تحریر کی کہ ہم اب تو نان شبینہ کو محتاج ہو گئے یا

کسیکو مدد کے لئے بھیجئے یا خود تشریف لائیے جب وہ عرضی دربار نوشیروان پہونچی نوشیروان نے عرضی پڑھوائی
مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اور ارادہ کوچ کا کیا حکیم بزرجمہر نے منع کیا کہ آپکا جانا بہتر نہیں ہے ایسا نہو کہ عمرو کے
ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوجئے ابھی اس قصد سے باز رہئے بختک بے ادب نے کہا حمزہ تو قاف میں مرگیا بزرجمہر نے کہا جن
جانور لیکر اڑا تھا لیکن بحکم خدا جناب خضر نے روکا حمزہ کی جان بچ گئی بختک نے کہا ای حکیم صاحب نہیں تو آپ پہلے
بھی ایسی خبر قاف کی لاتے ہیں پھر بختک نے ایک گائے منگائی کہ وہ گابھن تھی پوچھا کہ ای خواجہ بزرجمہر فرمائیے اس
گائے کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے بزرجمہر نے کہا اس گائے کے پیٹ میں بچہ صندلی ہے اور شکم میں سپید ہے بختک نے اس
گائے کے شکم کو چاک کروایا دیکھا تو موافق فرمانے بزرجمہر کے بچہ اس گائے کے شکم سے نکلا کیونکہ رنگ بچہ کا کہنے
تھا خلاف قول بزرجمہر کے ظاہر ہوا یہان بختک نے بیٹے سے یہ شرط کی تھی اگر آپکے قول کے خلاف ہوگا تو جو چاہونگا
آپکا حال کرونگا اور نہیں تو آپ کو اختیار ہے جو چاہئے گا میرا حال کیجئے گا جب خلاف قول بزرجمہر ظہور میں آیا تو بزرجمہر
مقتول ہوئے بادشاہ نے بزرجمہر کو بختک کے حوالہ کیا بختک نے اپنے گھر میں لاکر بزرجمہر کی بہت زد و کوب کی اور
چاہا کہ قتل کرے بختک کی ماں نے منع کیا آخر کار بختک نے بزرجمہر کی آنکھوں میں نیل کی سلائیان پھروادین حکیم
بزرجمہر اندھے ہوگئے پھر بختک نے بزرجمہر کو اپنے گھر میں قید کیا بعد اسکے دربار میں بادشاہ کے آیا نوشیروان کی جانچی سپہر
و سپید عمر سے آتے تھے انھون نے جو اس بچے کو دیکھا تو ہوا لگ کر وہی رنگ صندلی ہوگیا تھا اون دونون نے
نوشیروان کو وہ بچہ لاکر دکھایا نوشیروان نے بختک سے کہا کہ حکیم بزرجمہر کو جلد لاؤ دیکھو حکیم صاحب کا کہنا صادق آیا
بختک نے کہا میں نے بزرجمہر کو قتل کیا بادشاہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ بختک کی قوم بھر کو قتل کر بختک قدمون پر
بادشاہ کے گر پڑا اور کہا حضور حکیم بزرجمہر زندہ ہیں گھر میں ہین اونکی آنکھوں میں نیل کی سلائیان پھروا کر اندھا کروا دیا ہین
ابھی حاضر کرتا ہوں یہ کہکر بختک اپنے گھر گیا اور خواجہ بزرجمہر کو ہاتھ پکڑ کر لایا نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا اور کف افسوس
ملے اور بزرجمہر سے بادشاہ نوشیروان نہایت عذر خواہ ہوا اور کہا اے جان مجھسے بھی خطا ہوئی معاف فرمائیے
بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپکی خطا کچھ نہیں میری قسمت میں یہی تھا جو ظہور میں آیا اب مجھکو گھر بھجوا دیجئے جب حمزہ آئینگے
تو میری آنکھوں کا علاج ہوگا مگر آپسے کہے دیتا ہوں کہ آپ قلعہ جات پر ہرگز لشکر کشی نہ کیجئے گا آپکے بہت زبون ہونگے
یہ کہکر حکیم بزرجمہر تو اپنی دولتسرا کو گئے یہان بختک نے بادشاہ نوشیروان کو اغوا کیا اور ایسا کہکر ابھارا کہ بادشاہ
نوشیروان لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ طلب البحر کی جانب روانہ ہوئے ادھر ہرکارون نے ہرمز و فرامرز کو خبر
پہونچائی کہ بادشاہ نوشیروان مع فوج آپہونچا ہرمز و فرامرز مع سرداران استقبال کو بادشاہ کے گئے اور بادشاہ کو
قلعہ طلب البحر کے لائے عمرو بھی بادشاہ نوشیروان کے سامنے آیا اور سلام کرکے کہا کہ آپ آئے تو ہین مگر
بہت خراب ہونگے دیکھئے تو آپکو کیسا ذلیل و خوار کرتا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ عمرو کیا کہتا ہے تو کون ہے کہا آپکو دشنام
دیتا ہے یہ کہکر پھر رو میں کامرانی کی بادشاہ نوشیروان کی بڑی دھوم سے دعوت کی عمرو بھی رات کو ایک
لڑکے کی صورت نہایت حسین و خوبصورت بنا کر صحبت میں آیا اور بعد فراغ طعام جب جلسہ رقص آغاز ہوا
عمرو بھی گایا بجایا ایسا رقص دکھایا اور ایسی تانین اڑائین کہ تمام صحبت کو گا بجا کر مست کر دیا پھر بادشاہ سے حکم لیکر ساقی گری
کی اور دارو بیہوشی شراب میں ملاکر سبکو شراب پلائی تمام صحبت بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھکر پہلے بختک کی داڑھی مونچھین مونڈ دین
اور عورت حسین کی صورت بنایا اور نوشیروان کو بھانڈ کی شکل بنا کر بختک کے ساتھ سلا دیا پھر سبکی داڑھی مونچھین مونڈین اور
اون سبکے چلے گئے اور سبکو چند روز کی علوفت اور سبکو قلعہ میں بند رکھا اور تمام مال و اسباب صحبت عیش کا لیکر نذر و قبیل کیا اور وہ

صبح کو نوشیروان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں عجیب حالت سے پایا تمام صحبت کا عجب رنگ دیکھا نہایت بادشاہ شرمندہ
اور ذلیل ہوا پھر وہاں پرچہ کاغذ پایا اوسکو پڑھا اوس میں لکھا تھا سنو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے بادشاہ اگر
میں چاہتا تم سبکو قتل کرتا لیکن میں نے تم سب پر ترس کھایا مگر رعایت کی وہ پرچہ کاغذ پڑھکر نوشیروان نے بختک کو
خوب پٹوایا اور ایک نامہ قلعہ گنج مغرب کو لکھا کہ عمرو نے بہت سے قلعے لیلئے ہیں تم سب ہوشیار رہنا جب نامہ بادشاہ
نوشیروان کا قلعہ گنج مغرب میں پہونچا اور حاکم نے وہاں کے بادشاہ کا نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ غلام بہت ہوشیار ہے
اور اپنے عیار کو خدمت حضور میں بھیجتا ہے جو کار اہم ہو اس سے لیجئے گا یہ جواب حاکم قلعہ گنج مغرب نے لکھکر اپنے عیار جہتر
سماوا کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا جب جہتر سماوا خدمت بادشاہ میں پہونچا نامہ نوشیروان کو دیا بادشاہ جواب
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا سماوا نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ملکہ مہرنگار اور عمرو کو پکڑ لاؤں بادشاہ نے کہا بہتر ہے جا جہتر سماوا
عیار مکار چلا اور قریب قلعے کے پہونچا دیکھا وہاں پہلوان عادی کا پہرا ہے سماوا آنکھ بچا کر قلعے میں آیا ایک حجرے میں گیا
دیکھا کہ ایک شخص بت کے سامنے سجدہ کر رہا ہے سماوا نے جلدی سے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو کون ہے اوس نے کہا میرا نام القلب
ہے اور عہدہ باورچی خانہ کا ہوں اس قلعے میں سب مسلمان ہو گئے مگر میں صدق دل سے مسلمان نہیں ہوا سماوا نے کہا میں
عیار ہوں بادشاہ نوشیروان کا اگر تو ملکہ مہرنگار کو گرفتار کرا دے تو میں تجھکو نوشیروان سے کہکر اس قلعہ کا بادشاہ
کرا دونگا آغا بلبل سماوا کو اپنے ساتھ لیکر باورچیخانہ میں آیا سماوا ایک بڑھیا کی صورت بنا جب خاصہ تیار ہو چکا اوس سب
کھانوں میں بیہوشی ملا کر محل میں بھیجا ملکہ مہرنگار وغیرہ نے کھانا کھایا رات کو سب بیہوش ہو گئے مگر اوس روز عمرو کو
بھوک نہ تھی اتفاقاً اوس نے کھانا نہ کھایا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے سماوا دو پہر رات گئے بڑھیا کی صورت بنا ہوا
محل میں آیا دیکھا سب کے سب بیہوش پڑے ہیں مگر عمرو نہیں ہے سماوا نے ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھا مع آغا بلبل
کے لیکر چلا آغا بلبل کی زوجہ نے کہا مجھے بھی لیچل نہیں تو عمرو کو جگا دونگی آغا بلبل نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اپنی
زوجہ کے مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اور پہلوان عادی کے پہرے سے جہتر سماوا وغیرہ نکل چلے ادھر عمرو نے خواب
میں امیر کو دیکھا کہ بیخبر ہو کر سوتے ہیں اور کہتے ہیں اے خواجہ تم ایسے غافل سوتے ہو ہوشیار ہو ملکہ مہرنگار
کو عیار نوشیروان کا لئے جاتا ہے عمرو گھبرا کر اٹھا محل ملکہ مہرنگار میں آیا ملکہ مہرنگار کو کہیں نہ پایا فوراً نکل کر چلا
یہاں آغا بلبل سے اور سماوا سے تکرار ہوئی سماوا نے کہا نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا آغا بلبل نے
کہا میرے بادشاہ کے پاس لیچل جھگڑا دونوں میں تلوار چلی سماوا نے آغا بلبل کو مار ڈالا اس عرصہ میں عمرو بھی آپہونچا
اور نعرہ کیا کہ بانس اونا عیار مکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر تیری امان نہیں ہے سماوا نے خنجر کھینچا عمرو
نے بھی میان سے خنجر نکالا لڑائی ہونے لگی عمرو نے جو ایک مقام پر جھکائی دیکر جو ہاتھ خنجر کا مارا سر سماوا کا کٹ کر
الگ جا گرا عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اٹھا لیا اور قلعے کی طرف راہی ہوا اور صبح کو داخل قلعہ ہوا اور محل میں لا کر ملکہ مہرنگار
کو ہوشیار کیا مسند پر بٹھایا اور پہلوان عادی پر بہت خفا ہوا کہ تم پہرے پر ایسے غافل رہتے ہو کہ کچھ کسی کی تمکو خبر نہیں رہتی
ادھر نوشیروان کو ہرکاروں نے پرچہ اخبار گذرانا کہ آغا بلبل اور سماوا عیار مارے گئے لاشیں دونوں کی آئیں
نوشیروان نے لاشیں اونکی قلعہ گنج مغرب میں بھیجدیں حاکم قلعہ نے لاشوں کو دیکھا اور بکمال افسوس کیا اسی وقت
چار لاکھ فوج جرار سے غرور عاد کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان کو کہلا بھیجا کہ ادھر سے آپ دھاوا کریں ادھر دریا
کی طرف سے میں دھاوا کرتا ہوں غرضکہ ادھر نوشیروان نے تیاری دھاوا کرنے کی کی اور ادھر دریا کی طرف سے
بادشاہ گنج مغرب فوج لیکر چلا دوسرے دن بیچ سے دریا میں کشتیاں دکھائی دیں عمرو نے قلعہ پہ سے توپیں مارنا شروع

گئیں ایسے گولے مارے کہ سب ہی کشتیاں غرق دریائے فنا ہوئیں ادہر نوشیروان نے بھی دعا دا کر دیا اب کوئی چارہ
نہیں عمرو عاجز ہوا اور دعا کرنے لگا کیا دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے پیدا ہوا اور وہیں سے
نعرہ کیا باتش او کنار دریا میں آ پہونچا اور آتے ہی دریا میں گھوڑا ڈالدیا غرور عاد سے مقابلہ ہوا دوسرے وار وہ مارا نقابدار نے
غرور عاد پر جو ہاتھ تلوار کا مارا غرور عاد کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر بادشاہ کو بھی جو رنگ ہوا ہی کیا کشتیاں سب غرق دریائے
فنا ہو گئیں نقابدار آ نجوم سے پھر کر لشکر نوشیروان پر گرا عمرو بھی فوج لیکر قلعے کا دروازہ کھولکر نکلا تلوار چلنے لگی نوشیروان
نے شکست پائی فوج بھاگی تین کوس تک برابر تعاقب کنان نقابدار تلواریں مارتا ہوا گیا سب کو بھگا دیا اور سرداران
ناری کو قتل کیا عمرو نے بڑا لشکر نوشیروان کا لوٹ لیا اور نقابدار کو دعائیں دیتا ہوا تحسین و آفرین کرتا ہوا قلعے
میں داخل ہوا اور نقابدار نارنجی پوش مع اپنے سرداران جرار کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انکو تو یہیں چھوڑ کے

دوسرے قلعے داستان عجائب و غرائب کیفیت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان کئے جاتے ہیں

کیفیت نمایان الٰہی سخن زیبا داستان شاہد کلگشت بستان عجائب و غرائب پرستان قلم سحر رقم سے اس داستان شعبدہ ساز
کو یون تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز امیر باتوقیر نے خواب میں دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مع عمرو عیار دریائے خون میں ڈوبی ہے
اور کہتی ہو کہ اے حمزہ جلد میرا ہاتھ پکڑو مجھے پانی سے نکالو امیر باتوقیر نے چاہا کہ بڑھکر ہاتھ ملکہ مہرنگار کا پکڑیں کنارے
دریائے خون کے امیر پہونچے تھے کہ آنکھ کھل گئی امیر باتوقیر چیخیں مار کر رونے لگے آسمان پری گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور پوچھا
اے حمزہ خیر تو ہے کیا ہوا کیا تم نے خواب دیکھا امیر باتوقیر نے جو کچھ خواب پریشان دیکھا تھا آسمان پری سے
بیان کیا آسمان پری نے کہا اے امیر گھبراؤ انشاءاللہ بہتر ہو گا ملکہ مہرنگار اچھی طرح سے ہے کیونکہ تعبیر خواب برعکس
ہوتی ہے اب تین دن کی پردہ دنیا پر پہونچا دونگی خاطر جمع رکھو غرضکہ جب صبح ہوئی ملکہ آسمان پری نے چار دیوون کو بلایا
اور تخت پر امیر کشور گیر کو بٹھایا اور حکم دیا کہ امیر کو بعیش و آرام بہ حفاظت تمام پردہ دنیا پر پہونچا آؤ امیر بہت خوش ہوئے
اور ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان سے رخصت ہوئے دیو چلنے ہی کو تھے کہ تخت ہاتھوں پر اٹھایا ہی تھا کہ یکایک سامنے
سے سامانان ازرق پری روتی پیٹتی آئی اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ آپکے والد بزرگوار شہپال بن شاہرخ نے
قلعہ زرین حصار میں قضا کی آسمان پری یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی منہ اپنا پیٹنے لگی اور سر کے بال نوچنے لگی اور بیقراری
کو نوبت پہونچی امیر نے گلاب و کیوڑہ وغیرہ چھڑکا اس کی دوا دی جب آسمان پری کو ہوش آیا امیر سے کہا اے حمزہ
اتنا احسان تمہارا اور ہوگا کہ تم چالیس روز اور تامل کرو کہ میں اپنے باپ کی صف ماتم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سے فرصت کر لوں
تو تمکو پردہ دنیا پر پہونچا دوں امیر کو ٹھہرنا مناسب ہوا مجبور رہنا پڑا مختصر کیا آسمان پری نے ازرق پری کو ساتھ
کنجیاں دستہ کا دیکر کہا کہ تم امیر کے پاس رہو دل بہلایا کرو جب امیر بہت گھبرائیں تو کنجیان کوٹھریوں کی ہوا دو اور ساتھ امیر کو
سیر کرانا مگر چھٹی کوٹھری کی سیر کرانا ساتوین کوٹھری میں امیر کو نہ لیجانا آسمان پری یہ کہکر قلعہ زرین حصار کی طرف
روانہ ہوئی اور اپنے باپ کی لاش پر آئی اور صف ماتم بچھائی فاتحہ خوانی وغیرہ میں مصروف ہوئی وہاں امیر اور ازرق پری
گلستان ارم میں رہنے لگے چند روز کے امیر کا بہت جی گھبرایا ازرق پری نے ایک کوٹھری کھولی امیر
اس کوٹھری میں گئے دیکھا اس میں ایک سیب رکھا ہے امیر نے اسے اٹھا کر کھایا فوراً بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے
جو آنکھ کھلی تو ایک باغ نو آراستہ نہایت شاداب و شگفتہ دیکھا اور اس میں ایک بارہ دری نظر پڑی حسن اتفاق اس
بارہ دری کے اندر پہونچے دیکھا کہ ایک نازنین جسمیں عشق جو لقا مشتبہ مہرنگار پر جلوہ گر ہے امیر دیکھتے ہی اسکی شکل و

شمال پر عاشق ہوئی اوسنے بعد لطف و کرم بلا کر پہلو مین بٹھایا مجبانہ باتین کین بعد اسکے آمیر نے اُسکے ساتھ عقد کیا
چار برس کے عرصہ مین دو لڑکے اُس سے پیدا ہوئے ایک روز اُس نازنین نے ایک سیب تر و تازہ آمیر کو دیا آمیر
جو سونگھا تو ذرا بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھلی دیکھا ارزق پری کے پاس بیٹھا ہون آمیر نے کہا کہ ای
ارزق پری تو نے مجکو وہان سے کیون بلایا وہان میرے دو بیٹے اور ایک زوجہ ہے ارزق پری نے کہا آے
حمزہ کچھ آپکو خبر ہے ایک گھڑی بھر کے عرصہ مین بال بچے ہوگئے امیر نے کہا مین چار برس وہان عیش و عشرت مین رہا ارزق
پری نے کہا کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری ہوگی جو آپ سیر کرکے پھر آئے غرضکہ ارزق پری نے دوسری کوٹھری کھولی آمیر آمیر
گئے وہان ایک شیر سے سامنا ہوا اس شیر کو آمیر نے مارا تیسری کوٹھری مین ایک بادشاہ سے مقابلہ ہوا آمیر نے اسکو بھی
قتل کیا چوتھی کوٹھری مین جو آمیر گئے وہان ایک دیو کو مارا پانچوین کوٹھری مین کرگس کو قتل کیا اور چھٹی کوٹھری مین بنا
کی سیر کی ساتوین کوٹھری ارزق پری نہ کھولتی تھی زبردستی امیر نے ارزق پری سے کنجی چھینکر کوٹھری کھول اوسمین جاکر
دیکھا تو دیوار ناغیس اور نجم پری اور وردانہ پری اور محرانہ پری بندھے لٹکے ہوے ہین وہ زندانخانہ سلیمانی تھا آمیر
نے اسیوقت ان سبکو رہا کیا بعد اسکے دیکھا کہ ایک بچہ گھوڑے کا چتشیبی بچھیرا سامنے آمیر کے آیا آمیر نے پوچھا دیوار ناغیس
یہ بچھیرا گھوڑے کا کہان سے آیا اور کون ہے ناغیس نے کہا یہ فرزند میرا ہے جب مین نجم پری سے جفت ہوا تھا تو نجم پری گھوڑی
کی شکل بنی ہوئی تھی مین گھوڑا بنکر اوسپر جا پڑا اور نجم پری سے جفت ہوا جب قید ہوئی تھی تب حاملہ تھی یہ گھوڑا پیدا ہوا امیر نے اسکو
اپنا بیٹا کیا اور سبکو چھڑا کر باہر لائے یہ دیکھکر ارزق پری آسمان پری کے پاس خبر دینے کو چلی یہان آمیر بانوقیر سہری پلنگ
آسمان پری کی دونون پریون سے ہمبستر ہوئے شربت وصل سے دونون کو سیراب کیا دونان عہدونون نے دو گو ہزار پائے
پائے بیٹے وہ دونون پریان حاملہ ہوئین ایک بطن سے قرزاد اور ایک کے بطن سے گوہرزاد پیدا ہوتا ہے اس مین ایک
وفادار شہزادہ بدیع الزمان کا اور ایک فرزند رتبہ علیشان کا ہوجاتا ہے غرضکہ بعد دو سال پریزادان ان پریون کو اپنے
اپنے شہر کی طرف رخصت کرکے روانہ کیا اور آپ تخت پر بیٹھکر ہمراہ ناغیس اور نجم پری اور اشقر دیوزاد اور خواجہ
آشوب وغیرہ بہادر ہموارہ دنیا کی طرف چلے اُدھر سلطان ارزق پری گھبرائی ہوئی ملکہ آسمان پری
کے پاس گئی اور ساری کیفیت بیان کی کہ آمیر نے سب کو شہرون کی سیر کرکے زندان خانۂ سلیمانی سے سبکو چھڑا یا یہ
سنتے ہی آسمان پری پریشان ہوئی اور غضبناک ہوکر صف ماتم اپنے باپ کی بچھوڑ کر اٹھی اور تجمل تمام وہان آئی جہان
آمیر بانوقیر کو چھوڑ گئی تھی دیکھا وہان سناٹا ہے کوئی نہین معلوم کہ آمیر سبکو ساتھ لیکر روئے دنیا چلے گئے اسیوقت
عبد الرحمن جنی کے پاس آئی پوچھا کہ جلد بتائے یہ آدم زاد کہان ہے عبد الرحمن جنی نے کہا کہ امیر بانوقیر مع ناغیس
وغیرہ کوہ طور پر پہنچے ہین ملکہ آسمان پری یہ سنکر اسیوقت مع عبد الرحمن جنی وغیرہ چند دیون کے ابھی غیظ و غضب کوہ طور
کی جانب روانہ ہوئی یہان کا حال سنئے کہ آمیر بانوقیر مع خواجہ آشوب وغیرہ کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پاکر دامن کوہ
مین آرام کیا سوتے ہی غافل ہوگئے یہان اُسی غفلت مین آسمان پری مع عبد الرحمن جنی کی کوہ طور پر پہونچی دیکھا
دیوار ناغیس اور نجم پری ایک مقام پر سو رہے ہین آسمان پری نے تلوار کھینچ کر ایک ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا
مارا کہ دونون کا سر کٹ کے الگ جا پڑا لاشے تڑپنے لگے عبد الرحمن جنی نے جو یہ دیکھا کہا اے آسمان پری
غضب کیا تو نے اب بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلی جا ٹھہرنا مناسب نہین ہے اگر حمزہ دیکھ لیگا تو اسیوقت قتل کریگا یہ سنتے
آسمان پری مع عبد الرحمن جنی وغیرہ کے وہان سے روانہ ہوئی اِدھر اشقر دیوزاد جو پھرتا چلتا آیا اپنے مان باپ کو دیکھا کہ
لاشین جدا خونین غلطان پڑی ہین سر جدا مثل حباب دریائے خون مین روان دونون ہین اپنے تئین گرا دیا اور خون

خون میں لوٹ کر رونے لگا جان کھونے لگا یکایک امیر با توقیر بیدار ہوئے سوتے سے آنکھ کھل گئی اشقر دیوزاد کو بحال
خراب مضطر و بیتاب زار زار روتے پیٹتے دیکھا اور اپنا مونس و نجم پری کو گشتہ پایا امیر نے فرمایا کہ یہ کام سوائے آسمان پری
کے کسی کا نہیں ہے افسوس صد افسوس اب میں کیونکر پردۂ دنیا پر جاؤنگا اشقر نے کہا آپ پریشان نہوں میں آپ کو پردۂ
دنیا پر لیجاؤنگا امیر با توقیر بصد رنج و الم ان دونوں کو دفن کر کے روانہ ہوئے اشقر نے کہا ای امیر اب میری پشت پر
سوار ہو جیئے امیر نے کہا ابھی تو بچہ ہے سواری نہ دے سکیگا اشقر نے کہا اے امیر میں بچہ دیو ہوں آپکو اپنی پشت پر سوار کرکے
ضرور پردۂ دنیا پر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا خیر ابھی تو تو میرے ساتھ چل میں پیدل چلتا ہوں آگے پہنچ کر دیکھا جائیگا۔ المختصر
امیر با توقیر اشقر دیوزاد وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلے جاتے تھے تھوڑی دور پر حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی امیر نے سلام
کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا اے امیر یہاں جناب والدۂ ماجدۂ حضرت سلیمان یعنی بی بی آصفائے باصفا تشریف رکھتی ہیں
انکی بھی زیارت کر لو امیر اسیوقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضرت خضر بیابان نور میں آئے اور ایک
بی بی بلقیس عظمت سلیمان شوکت کو مسجد میں دیکھا کہ عبادتِ پروردگار میں بہ توجہ قلب مشغول ہیں حضرت خضرؑ نے کہا
اے امیر یہ وہ خداشناس گردون اساس بی بی ہیں یہ سنکے ان معظمہ عالیہ نے سر اپنا بلند کیا امیر نے مجرا
کیا اور باادب بیٹھے ان معظمۂ عالی مقام نے ایک کمند عنایت کی اور فرمایا کہ یہ تم کو دیدیا اور اشقر دیوزاد کے
تمام جسم پر ہاتھ پھیر دیا کہ سب پر و بال لائق پرواز کرنے کے ہو گئے اور اسکے مثل استوار کر دیے امیر نے کہا کہ بیڑیاں اکھڑ
جائینگی اور نعل گر جائینگے ان بی بی معظمہ نے فرمایا جسدن نعل اسکے پاؤں سے جدا ہو جائینگے اسی دن اشقر کی قضا
آن پہنچیگی اُدھر ملکہ آسمان پری نے بعد کئی دن کے عبدالرحمن جنی سے پوچھا کہ اب امیر با توقیر کہاں ہیں عبدالرحمن
نے کہا اے آسمان پری امیر کشور گیر اب بی بی آصفائے باصفا کی خدمت میں مشرف بہ زیارت ہیں اور کل پردۂ
دنیا پر پہنچ جائینگے آسمان پری یہ سنتے ہی اسیوقت تخت پر مع قریشیہ سلطان بیٹھکر روانہ ہوئی جب ملکہ آسمان
پری بیابان نور میں بخدمت فیضدرجت معظمہ مکرمہ بی بی آصفائے باصفا حاضر ہوئی جھککے سلام کیا قریشیہ سلطان
بھی آداب بجا لائی آسمان پری نے ان معظمہ سے عرض کیا کہ حضور میرے وارث امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو ابھی پردۂ دنیا
پر نہ بھی پہنچائیے ان معظمہ نے فرمایا کہ تو نے امیر کو بہت پریشان کر رکھا ہے نہایت اب مضطر ہیں بس اب تو امیر کو رخصت
دنیا پر جانے دے کہ امیر کے وہاں ہونے سے بہت کام راہ خدا کے بند ہیں اور دروازے دین خدا پرستی کے
مسدود ہیں یہ سنکر آسمان پری نے جھنجھلا کے کہا اگر میرے ملک میں خلل آئیگا تو آپکو میں اپنی عملداری سے اٹھا دونگی
یہ سنتے ہی وہ کنیز خاص رب العالمین مخدومہ کونین بلند مرتبت عالی منزلت والدۂ ماجدۂ جناب حضرت بی بی آصفا
کو غصہ آگیا اور زبان معجز بیان سے بصد غیظ و غضب فرمایا اے آسمان پری ابھی تو جلکر خاک ہو جائیگی یکایک سب نے
دیکھا کہ خود بخود آسمان پری کے لباس میں آگ مشتعل ہو گئی اور شعلے اٹھنے لگے آسمان پری جلنے لگی قریشیہ
سلطان نے جو ماں کو آتش قہر سے جلتے دیکھا سر پیٹ کر رونے لگی اور امیر با توقیر سے لپٹ کر کہا اے بابا
برائے خدا میری ماں کو جلد بچائیے امیر نے کہا میں نہیں جانتا تو خود ان بی بی کے قدموں پر گر کر آنکھیں مل قریشیہ
سلطان اسیوقت ان معظمہ کے قدموں پر گری اور منت کی کہ برائے خدا اب رحم کیجئے میری ماں کی خطا کو
بخشدیجئے میرا سوائے اسکے کوئی نہیں ہے ای ناصرین و الا تمکین خداشناس ہوں اور رحم دلوں کا کیا مذکور دم
بھر میں قہر و غضب الہی کا سامنا چشم زدن میں رحمت کی نظر قریشیہ سلطان نے جو ایسی الحاح و زاری اور منت
و عاجزی کی دریائے رحمت الہی جوش میں آیا ان بی بی معظمہ کو رحم آگیا خاک سجادۂ عبادت پروردگار کی اٹھا کر

ملکہ آسمان پری پرواز ہوئی بجائے خدا آسمان پری جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی آسمان پری قدموں پر ان
معطر نے گر پڑی اور عرض کیا عفو کیجئے مجھسے بڑی خطا ہوئی اور یہ کہکر رخصت ہوکے قاف کی طرف روانہ ہوئی ادھر
بانو قیر کو لی بی اٹھانے دریائے آتش کے پار بہ آرام تمام بحکم رب انام اُتار دیا حمزہ صاحبقران خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو لئے ہوئے ایک صحرا میں آئے دیکھا کہ دو بادشاہ لشکر گران لئے ہوئے آتے ہیں ایک کا نام
گاؤسر اور دوسرے کا نام ہولی گاؤسر تھا امیر نے جوان بادشاہوں نے جھکجھک کر سلام کیا اور بڑے اعزاز واکرام
سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران امیدوار ہوں کہ ملکہ حمران بانو کو اپنی خدمت میں قبول کیجئے وہ
میری بیٹی ہے اگر آپ اس سے عقد کیجئے تو میں آپ کو پردۂ دنیا پر پہنچا دوں امیر نے انکار کیا بادشاہ نے کہا کہ پردۂ
دنیا پر آپکا جانا نہ ہوگا خواجہ آشوب نے امیر کو سمجھایا کہ آپ کا عقد کرنا بہتر ہوگا امیر نے مجبوری اچھی کہی بادشاہ نے
اقرار کیا کہ ہم آپ کو پردۂ دنیا پر پہنچا دینگے الغرض دولہا دلہن کو خوب سا جوڑا پہنا کر سامان شادی کا مہیا کیا
امیر کا عقد حمران بانو کے ساتھ ہوا جب شب ہوئی خلیہ ہو گیا امیر حمران بانو کے چھپر کٹ آئے امیر نے دولہن
کا منہ کھول کر دیکھا تو دیکھا کہ گائے کا چہرہ ہے امیر کے دل نے احتراز کیا وہ خود بشکل گاؤ امیر کے ہاتھ چاٹنے
لگی امیر نے ایک گھونسا اوس گائے کے منہ پر مارا دو دانت اسکے ٹوٹ کر گر پڑے امیر اسکی طرف سے پیٹھ کرکے
سو رہے صبح کو دولہن نے اپنے باپ کو وہ دونوں دانت شکستہ دکھائے اور کہا کہ آدمزاد نے مجھکو گھونسا
مارا دانت میرے توڑ ڈالے اوس دولہن کے باپ نے خواجہ بہلول سے کہا آپکے شہر کا یہ کیا دستور ہے
کہ دولہا نے دولہن کے دانت توڑ کر کھونڈا کر دیا اور منہ بگاڑ دیا خواجہ بہلول نے کہا کہ ہمارے شہر کی یہ
رسم ہے کہ جب دولہن کو بیاہ کر لاتے ہیں پہلے دریا کے پار ہوتے ہیں جب دولہن سے ہمبستری کرتے ہیں ابھی
حمزہ نے تمکو دولہن کی طرف سے پشت کرکے سو رہے آج انشاء اللہ سب رسومات دنیا ظہور میں آوینگے
خواجہ آشوب نے کہا کہ فوراً کشتیاں طلب کیں اور دولہن کو آراستہ و پیراستہ کرکے ایک کشتی پر بٹھایا اور ایک کشتی پر
آپ سب مع امیر کے سوار ہوئے ملاحوں سے حکم ہوا کہ کشتیاں بہاؤ پر چھوڑ دی گئیں جب کشتیاں اوس طرف کے کنارے
کے قریب پہونچیں امیر نے اٹھکر ایک گرز گران سر دولہن پر مارا دولہن توڑ کر غرق دریائے فنا ہوگئی اور کشتی ٹکڑے
ٹکڑے ہوکر تباہ ہوئی امیر مع خواجہ بہلول وغیرہ جھپٹ کر اوس پار اُتر گئے بجلی تمام کنارے کنارے دریا کے
تنہا چلے آگے بڑھکر دیکھا ایک صندوق بہا جاتا ہے امیر نے بڑھکر اُس صندوق کو روک لیا جب اُس صندوق
کو کھولا دیکھا کہ اسمیں نیزہ حضرت نوح کا رکھا ہے امیر نے اسمیں سے نیزہ نکال لیا اور آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیا جب برابر اُس قلعے کے پہونچے ایک صدا سے مہیب آئی کہ بادشاہ اور بادشاہزادہ
میں پہونچا اور ایک فیر توپ کا کیا کہ گویا زمین سے اوپر ہی اوپر نکل گیا امیر با توقیر گرز گران سر ہاتھوں میں لئے
چلے کہ اشقر دیوزاد نے ایک چیخ ماری امیر نے پھر کر اوسکو کہا تو نے اشقر دیوزاد ہے خواجہ آشوب وغیرہ کا
ستایا امیر نے نہایت غصہ کیا اور صدمہ عظیم ہوا گرز لئے ہوئے غیظ و غضب میں قلعے پر آپڑے اور پھاٹک
قلعے کے ایک گرز مارا دروازہ قلعے کا ٹکڑے ہوکر گرا امیر با توقیر قلعے کے اندر داخل ہوئے دیکھا قلعہ تو سجا ہوا آراستہ
و پیراستہ ہے مگر سنسان پڑا ہے کوئی آدمی نہیں نہ دیو نہ پری نظر آتا ہے چار طرف بارگاہ و عالیشان بنگلہ اور کرسیاں
بچھی ہیں اور ایک تخت زر نگار فرش پر ایوان ہے لیکن تخت کے نیچے سے آواز باتوں کی آتی ہے امیر نے بڑھکر
تخت جو اٹھایا دیکھا کہ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول و اشقر دیوزاد نیچے تخت کے دہنے نقب میں بیٹھے

باتین کرتے ہین امیر بانوقیر اونکو دیکھکر خوش ہوگئے پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر آئے اونھون نے کہا کہ ایک جن ہمین قید
کرکے لایا تھا اور یہان بند کر گیا امیر کشور گیر ان سبکو ہمراہ لیکر قلعے سے باہر آئے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے ناظرین
والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ قلعہ جو نکا تھا انھون نے جاکر قطرات دیوسے خبر کی اور ایک آدم زاد پری زادونپر چڑھا ہوا اور
ہمارے رکھوالے کسیطرح نہین رکتا ہے قطرات دیو یہ خبر سنتے ہی ہزارون کی دار لیکر امیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا امیر
تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آواز نعرونکی سنکر دیو قطرات پاس روا آدم زاد مین آپہونچا اور یہ کہتے ہی وہ دیو برابر امیر
کے آیا اور دار شمشاد کا وار کیا امیر کشور گیر نے خالی دیکر تیغ عقرب سلیمانی دو وال کمر پہ دیو قطرات کے مارا اور نعرہ اللہ اکبر کیا
وہ دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا خاک سے صدائے الامان پیدا ہوئی امیر اوس دیو کو قتل کرکے آگے بڑھے ایک صحرا میں پہونچے
میں پہونچے دیکھا اوس صحرا میں ایک بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ ہے خواجہ آشوب امیر کے آگے بڑھ چلے اوس
بارہ دری میں ایک عورت بہت خوبصورت نازنین بیٹھی ہے وہ عورت کھڑی ہے اس عورت نے اپنا ہم جنس جانکر کہا
کہ کہان جاتے ہو خواجہ آشوب نے کہا کہ دنیا پر اوس عورت نے کہا کہ اگر ایک کام ہمارا کرو گے تو تمہارا بڑا احسان ہوگا
تمکو اسکی جزائے خیر دیگا خواجہ آشوب نے کہا وہ کیا کام ہے بیان کرو اوس عورت نے کہا اگر کہین تمکو خواجہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران ملجائین تو انسے یہ کہدینا کہ زہرہ مصری دیو سمندون ہزار دست کی قید مین ہی اگر تمہین خدا کا
مجکو رہا کرلیجاؤ زہرہ مصری خواجہ آشوب سے یہ کہہ رہی تھی کہ سامنے امیر بھی آگئے زہرہ مصری نے جو امیر بانوقیر
حمزہ صاحبقران کو دیکھا بخوبی پہچانا دوڑکر اپنے تئین قدمون پر گرا دیا اور رونے لگی امیر نے سر زہرہ مصری کا زانو
سے اٹھایا اور پوچھا اے زہرہ مصری تو یہان کیونکر آئی زہرہ مصری نے عرض کیا اے امیر ملکہ آسمان پری نے
مجکو جلاجل پری سے انھون منگایا تھا جب مجکو دیکھا کہا تو ہی ملکہ مہرنگار ہے مین نے کہا مین ملکہ مہرنگار کی ایک ادنی
کنیز ہون آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ جاؤ اسکو پہونچا دو ملکہ مہرنگار کر اٹھالا جلاجل پری مجکو لیئے
ادھر سے آئی سمندون ہزار دست نے پکڑ لیا جلاجل پری کو تو انگین چیر کر کھا گیا مجکو قید کیا جب سمندون ہزار
دست کا گھوارہ چھاؤ یاد کرتی ہون زہرہ مصری تو امیر سے کھڑی باتین کر رہی تھی اور سمندون ہزار دست جیسے
مین پڑا ہوا سو رہا تھا یکایک چونکا جو تھا سمندون ہزار دست جاگ اٹھا آنکھ کھولکر دیکھا کہ یہ عورت آدم زاد آدم زاد سے
باتین کر رہی ہے گھورنے سمندون نے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کے کھینچ لون اور کھا جاؤن امیر نے جو بچے
دیو کو دیکھا ہاتھ اوسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سمندون جوڑے سے امیر کے آگے آکر گرا امیر نے ایک طمانچہ اور پکڑ کر انگین
چیر کر پھینک دیا خواجہ آشوب نے مال و اسباب سب وہان کا لے لیا اور ایک صندوقچہ جواہر سے بھرا تھا اسکو اپنے
قبضے میں کیا امیر نے یہ سب مال و اسباب صندوقچہ وغیرہ میرے دست تم سے چھین لیگا خواجہ آشوب نے کہا دیکھا جائیگا غرض
امیر بانوقیر زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے دیکھا کہ ایک آندھی اٹھی سنسناتا ہوا سامنے سے
ایک دیو پیدا ہوا اوسنے نعرہ کیا منم سمندون ہزار دست باش اور او آدم زاد بیخبر ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
آپہونچا جب قریب آیا دیکھا امیر نے کہ اوس دیو کے ہزار ہاتھ ہین اور ہر ہاتھ مین حربہ پکار رکھے ہیں برابر امیر کے آکر
ہزار حربے کئے امیر سب اسکے حربہ خالی دیکر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا کہ پانچ ہاتھ دیو سمندون کے کٹ گئے
وہ دیو سب ہاتھ اپنے اٹھاکر بھاگا امیر سمجھے کہ یہ دیو بھاگ گیا امیر آگے بڑھے ایک ساعت گذری تھی کہ دیکھا وہی
دیو پھر سامنے سے آتا ہے اور سب ہاتھ اسکے صحیح ہین اور آتے ہی پھر اوسنے ہزار ہا حربے کئے امیر نے پھر خالی دیکر
تیغ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا ابکی مرتبہ اوس دیو کے ساتھ سو ہاتھ کٹ گئے سمندون ہاتھ تڑوا کر اپنے اٹھاکر پھر کیا دیکھ کر بھاگ

فوج دیو دونکی لیکر آگے آن واحد مین پڑاو لشکر کا خالی ہوگیا عمرو نے سب مال واسباب لوٹ لیا اور پہلوان عادی کو
خوب کھانے کھلوائے پھر عمرو نے مع سرداران و ملکہ مہر نگار کے قلعہ برج مغرب کی راہ لی ساہر نقد پوش اور کرگرن
ساسانی نے آکر نوشیروان سے کہا حضور امیر نہین آئے ہین فقط یہ عمرو کی عیاری تھی کہ پہلوان عادی کو دیو بنایا تھا
اور کاغذ کے پتلے بشکل دیو بنے لگا کر بنا لئے گئے تھے اور آپ امیر کی صورت بنکر لشکر پر آپڑا تھا تمام مال واسباب لشکر کا
عمرو لوٹ لیگیا اور برج مغرب کے قلعے مین چلا گیا نوشیروان سنتے ہی دس لاکھ فوج لیکر تعاقب مین عمرو کے چلا
یہان عمرو کا سنئے کہ عمرو برابر چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک چشمہ آب ملا اسکا پانی پیتے ہی سب بیہوش ہوگئے عمرو وہان
متحیر و متفکر کھڑا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا لشکر نوشیروان آپہونچا اور قریب پہونچکر ہر طرف کا نعرہ ہوا عمرو نے سمجھ لیا
کہ لڑائی ہونے لگی جب تمام فوج چار طرف سے عمرو پر آپڑی اور عمرو نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار کے بھاگنے کے قریب
نوبت آگئی عمرو نے پھیلا کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا تھا جلد نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے پیدا
ہوا اور وہین سے تلوارین میان سے سب نے نکالین اور نعرہ کرکے لشکر نوشیروان پر سب کے سب آپڑے تلوار
چلنے لگی بڑی جنگ جدل ہوئی بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا لشکر نوشیروان پسپا ہوا شکست کھا کر بھاگا
نقابدار نے دو کوس تعاقب کرکے لشکر نوشیروان کو بھگا دیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے کہا آپ اب
قلعے مین جاؤ اور بہ آرام تمام بیٹھو اور آپ صحرا کی طرف مع چالیس ہزار سوار کے روانہ ہوا عمرو نے قلعے کا بخوبی بندوبست کیا
اور نوشیروان پھر لشکر کو جمع کرکے قلعے پر آیا اور قلعے کو گھیر کر پڑاو کیا اور عیارون کو بلا کر کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہے
کہ عیاری کرکے ملکہ مہر نگار کو پکڑ لائے ساہر نقد پوش اور کرگرن ساسانی اور کتارہ نے کہا کہ ہم ملکہ مہر نگار کو
لاتے ہین بادشاہ کو سلام کرکے باہر دربار کے آئے اور کتارہ کو عورت حسینہ جمیلہ بنا کر کشتی زرین سامنے بٹھایا اور قلعے کی
طرف روانہ ہوئے جب برابر قلعے کے پہونچے حسب اتفاق اسوقت قارن قہر مغربی کا قلعے پر پہرا تھا ان دونون
عیارون نے آکر قارن کو سلام کیا اور کہا کہ ایک عورت حسینہ جمیلہ و شکیلہ ہم ظلمات سے لائے ہین چاہتے ہین کہ
بادشاہ کے ہاتھ فروخت کرین قارن نے جو ایک زن نازنین نہایت خوبصورت دیکھی رال ٹپک پڑی اور قلعے مین
اسکو بلا لیا رات کو ان عیارون نے قارن کو بیہوش کیا اور دو پہر رات گئے کتارہ بشکل عورت محل مین آیا اور ملکہ
مہر نگار کو بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور تینون عیار پہلوان عادی کے پہرے سے ملکہ مہر نگار کو لیکے
اور کشتی پر بیٹھ کے روانہ ہوئے یہان عمرو بستر خواب پر غافل سو رہا تھا کہ خواب مین امیر نے آکر کہا اے خواجہ تو آرام
فرش عیش پر سو رہے ہو اور ادھر عیار نوشیروان کے ملکہ مہر نگار کو صندوق مین بند کرکے کشتی پر دریا کی راہ سے لیے
چلے ہین عمرو گھبرا کر اٹھا محل مین آیا تلاش کیا ملکہ مہر نگار کو کہین نہ پایا بعجلت تمام دریا کی طرف روانہ ہوا جب صبح
کی روشنی ہوئی دیکھا کہ کشتی سامنے چلی جاتی ہے عمرو جست کرکے دریا مین کود پڑا اور شور کیا باشی او نابکار مین آپہونچا
عیارون نے جو عمرو کو دریا مین آتے دیکھا صندوق کو دریا مین پھینکدیا اس عرصہ مین عمرو بھی پہونچا جست کرکے کشتی کے اوپر
آیا اور تیغ کھینچ کے کہنے لگا وہ عیار کشتی سے پھاند کے بھاگ گئے ساہر نقد پوش کو عمرو نے پکڑ لیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
بتا ملکہ مہر نگار کو کیا کیا ساہر نقد پوش نے کہا کہ ملکہ مہر نگار صندوق مین بند تھی وہ صندوق دریا مین ڈالدیا عمرو نے
ساہر نقد پوش کو تو چھوڑ دیا اور تلاش مین ملکہ مہر نگار کے چلا ادھر ملکہ مہر نگار کا صندوق دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا
تھا اور بہرام ماہی فروش شکار مچھلیون کا دریا مین کھیل رہا تھا دیکھتے جو دیکھا ایک صندوق بہتا ہوا آتا ہے دوڑ کے
اس صندوق کو روکا سمجھا کہ تقدیر نے یاوری کی زر و جواہر اسمین بھرا ہوگا اور ایک مقام پر لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی

دونون بھائیون مین جنگ ہو رہی تھی انہون نے دیکھا کہ بہرام صندوق لئے جاتا ہے چپ ہو رہے یہان بہرام لے صندوق
گھر مین لا کر کھولا دیکھا کہ زر و جواہر تو نہین ہے مگر ایک گوہر شاہوار یا لعل بے بہا تجلت دہ حسینان ملک عدن نازنین
مہ جبین خورشید جمال حور تمثال اوس مین سو رہی ہے بہرام دیکھکر بہت متحیر ہوا جمال بے مثال کا تماشا ہو رہی دیر تک کیا پھر ملکہ
مہر نگار کو ہوش مین لایا اور پوچھا اے حسینہ و جمیلہ تو کون ہے اپنے نام و نشان سے آگاہ کر ملکہ مہر نگار نے کہا مین دختر نوشیروان
عادل زمان ہون نام میرا ملکہ مہر نگار ہے بہرام نے کہا تو میری بیٹی ہے میرے گھر مین رہ بہرام نے بڑی خوشی اوسکی خدمت
کا سامان مہیا کر دیا اور بڑی عیش و راحت سے ملکہ مہر نگار کو رکھا یہی نے بہرام کی لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی
کو خبر دی کہ دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار میرے گھر مین ہے بہرام نے لا کر رکھا ہے یہ دونون مشتاق جمال حور تمثال
ملکہ مہر نگار ہو کر گھر مین بہرام کے آئے ملکہ مہر نگار کو دیکھتے ہی دونون شیفتہ و فریفتہ ہو گئے چھوٹے نے بڑے بھائی
کہا تو اپنی بہو سمجھنا اور بڑے نے چھوٹے بھائی کہا کہ تو اسکو اپنی مان تصور کرنا الغرض اسی بات پر دونون مین تکرار ہوئی
دونون نے تلوارین کھینچین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی بڑے نے چھوٹے کو قتل کیا اور ملکہ مہر نگار کو ساتھ لیکر اپنے
قلعے مین آیا اور ارادہ عقد کا کیا ملکہ مہر نگار نے کہا کہ چالیس روز تو میرے بھائی کا انتظار کر پھر جو تو چاہے کرونگی اسقدر
مجکو جلدی کیون ہے اب تو مین تیرے قبضہ مین ہون اوس نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا اور دو روز بھی انتظار نکرونگا کل مین تجھسے
ضرور نکاح کرونگا یہ کہکر اپنے قلعے مین آیا اور نکاح پڑھنے کا سامان کیا اسطرف عمرو کشتی پر بیٹھے ہوئے ملکہ مہر نگار کو تلاش
کرتے دریا مین چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک شخص بیٹھا ہوا زار زار رو رہا ہے عمرو نے پوچھا
اے بھائی تو کون ہے اور کیون روتا ہے کیا تجھپر مصیبت پڑی ہے یہ سنکے اوسنے کہا کہ اے شخص تجھکو اپنا ہمدرد جان کر بیان
کرتا ہون شاید کہ تو ہمدردی کرے سن نام تو میرا بہرام ہے اور مین ماہی گیر سلطنت نوشیروان ہون اس دریا پر مین ایک روز شکار کھیل
رہا تھا کہ ایک صندوق دریا مین بہا جاتا تھا مین نے اوسکو نکالا اسے کھولکر جو دیکھا اس مین ایک نازنین حسینہ و جمیلہ کہ نام اسکا
ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہی بیہوش پڑی تھی مین نے اسکو ہوشیار کیا اور اسکو اپنی بیٹی بنا کر رکھا ناگاہ لاہوت
زنگی اور خونخوار زنگی کو خبر ہوئی وہ مشتاق جمال بے مثال ہو کر آئے اور دونون اسپر عاشق ہوئے پھر وہ دونون ملکہ مہر نگار
کے لئے آپس مین لڑے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو مار ڈالا اور مجھسے چھین کر ملکہ کو اپنے قلعے مین لے گیا ہے نہین معلوم کہ اب
اس نازنین ملکہ مہر نگار پر کیا گذری مین اوس غم کی لپٹ مین دیوانہ ہو کر نکل آیا ہون اور روتا پیٹتا ہون عمرو نے کہا اے بھائی
تو رنجمین کیون گھبراتا ہے خدا کو یاد کر اور وہ قلعہ مجکو بتا دے بہرام یہ سنکر عمرو کو ساتھ اپنے لئے ہوئے اوس قلعے کے برابر آیا اور
کہا کہ جس قلعے مین ملکہ ہے وہ قلعہ یہی ہے خواجہ عمرو بسم اللہ کہکر قلعے مین داخل ہوئے دن بھر ادھر ادھر بازار وغیرہ کی سیر کی
جب رات ہوئی مرہی کی شکل بنکر محل مین ملکہ مہر نگار کے آئی اور ایک کشتی پھولون کی مہکتی ہوئی ہاتھ مین تھی جب پہرے
پر دو کماری نے کہا کہ یہ پھولون کا گہنا ملکہ کے واسطے لاہوت زنگی نے بھیجا ہے آج ملکہ کے ساتھ لاہوت زنگی
کا عقد ہوگا بھلا اس کماری کو ساتھ لئے ہوئے ملکہ مہر نگار کے سامنے آئی کماری نے وہ کشتی پھولون کے گہنے کی
آگے ملکہ مہر نگار کے رکھدی اور عرض کیا اے بی بی صدقے جاؤن واری جاؤن آپ کے عاشق و شیفتہ نے یہ
سامان آرائش عقد بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ اپنے تئین جلدی سے آراستہ و پیراستہ کیجئے مین عقد کرنے کو آتا ہون
آج ہی تو شب وصال ہے ملکہ مہر نگار نے چین بجبین ہو کر کہا کیا کچھ موئے زنگی کی شامت آئی ہے معلوم ہوا موت اوسکی کے
سر پر تقاضا کھیلتی ہے ہیہات کہ مرنے ہوگا سب خدائی بھول جائے عقد کی خوشی مین خون مین لال ہو ایک دفعہ
کہدیا کہ چالیس روز انتظار کر میرے بھائی کا پھر دیکھا جائیگا شاید کہ پروردگار عالم عمرو کو یہان پہونچا دے جان و آبرو

میری بچ جائے یہ کہکر کشتی پر ایک ٹھوکر ماری کہا جا کشتی میرے سامنے سے اٹھا لیجا کہدینا کہ خبردار ابھی با ارادہ عقد یہان آنے کا سامان نکرنا نہین تو پچھتائیگا اور آئیگا تو منہ کی کھائیگا اُس کماری نے کہا بی بی قربان جاؤن بلا لون غصہ نہ کرو خفا ہو گلابی سا منہ سرخ ہوگیا ابرو چاندی سے رخ پر عرق آگیا او بی بی بی مین تو آپ کے غصے درگئی معاف کیجیے ہم اب پھر کبھی نجاؤنگی کشتی تو کسی کونے مین بیکار ڈونگی وہ آپ ہی ملیر سے دھکار ہوا پانگ پر مر رہے گا کیونکہ مین اسکے کہہ آئی تھی کہ جب مین وہان سے جواب لیکر آؤنگی تو تم عقد کرنے کو چلنا وہ سیاہ رو آپ ہی اپنے کا جوڑا پہنکر روز دو تو جواب جاتا ہے کہ سرخرو ہون آپ فرماتی ہین کہ یہان آکر لہو مین لال ہوگا سچ تو ہے مین وہ بات کیون کرون جو تم خفا ہو ملکہ مہرنگار ہرچند صدمۂ آلام مین تھی کماری باتین سنکر ہنسنے لگی کہا ہوا جھوٹ جاؤ تو مردار بڑی طرار نسل رہے تیری باتون سے دل بہل گیا مین نہایت حیران پریشان تھی اور گھبرا رہی تھی کچھ ادھر ادھر کی باتین کر کہ دل بہلے اُس کماری نے کہا او بی بی اگر فرماؤ تو کچھ گاؤن تمہارا دل بہلاؤن ملکہ نے مجھکو گانا آتا ہے اُس کماری نے کہا کہ حضور آپ کو معلوم ہو ملکہ نے کہا اچھا ہوا کچھ گا دے بلا سے تھوڑی دیر دل ہی بہلیگا یہ سنکے وہ کماری گانے لگی ایسے اشعار غزل کے درد آمیز بھیرون کے دُھن مین گانے کہ آخرکار ملکہ مہرنگار یاد امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان مین رونے لگی اور ابر باران کی طرح آنکھون سے آنسو برسنے لگے بیخود ہوگئی اُس کماری نے گانا موقوف کیا اور گلابیان شراب کی رکھین تھین جلدی سے وہ اٹھا لائی اور اُس مین بیہوشی ملا کر سبکو ایک ایک جام شراب کا پلا دیا وہ سب شراب پیتے ہی بیہوش ہوگئین ملکہ مہرنگار بھی بیہوش ہوگئی عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا باندھا اور لیکر چلا نکلتے ہی محل سے بیچل تمام قلعے کے باہر آیا اور جلدی سے کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوا سپاہیان خبردار ون نے لاہوت زنگی کو خبر دی کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہے لاہوت زنگی سنتے ہی اسیوقت ساتھ سو زنگی اپنے ہمراہ لیکر کشتیون پر سوار ہوکے دوڑا عمرو کی کشتی کو گھیر لیا خواجہ عمرو نے دیکھتے ہی خنجر کمر سے نکالا تلوار چلنے لگی عمرو تو تنہا اور پشتارہ ملکہ کا پاس ہے ادھر سات سو زنگیان پہلوان تھے مگر عمرو نے اسپر بھی بہت سے زنگی قتل کیے جب عمرو بالکل نرغہ مین زنگیون کے گھر گئے عرصۂ حیات تنگ ہوا ہاتھ اٹھا کر درگاہ قاضی الحاجات دعا کی اے پروردگار عالم تو ہی حامی و مددگار ہے اِن دشمنون کے ہاتھ سے بچا جو ابھی یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ ایک جہاز سامنے سے پیدا ہوا اسپر پانسو حبشی اور ایک شخص نوجوان مسلح اسپر لگا بیٹھا ہوا تھا وہ سب آکر عمرو کے شریک ہوے اور سب زنگیون کو مارا اور کشتیون کو ڈبا دیا جسوقت وہ حبشی اُن زنگیون پر فتحیاب ہوے اُس جوان رعنا نے عمرو سے کہا کہ ملکہ مہرنگار کو اب مجھے دو عمرو نے کہا واہ چہ خوش این گل دیگر شگفت اس محنت و مشقت سے تو مین ملکہ مہرنگار کو لایا ہون اور اب تجھے دے دون یہ نہوگا ہرگز تجھے ملکہ کو نہ دونگا او ظالم تو کہان سے بیٹھے بٹھائے آ نکلا اُس جوان نے یہ سنکر عمرو سے کہا اگر ملکہ مہرنگار کو تم نہین دیتے ہو تو اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کر دو عمرو نے پوچھا تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے اُس جوان نے کہا کہ نام میرا زنجی سعید ہے بیلار قعہ تمھاری بہن کی خواستگاری کے واسطے آیا تھا وہ میری قوم تھا عمرو بہت خوش ہوا اور ایکبار تو اپنے باپ امیہ ضمیری کو لکھا کہ میری ہمشیر ملکہ حسینہ بانو کی شادی زنجی سعید کے ساتھ کر دیجیے بہت لائق ہے اور مین اِس سے راضی ہون یہ رقعہ لکھکر زنجی سعید کو دیا اور کہا تو ابھی روانہ ہو بابا میرا امیہ ضمیری تیری شادی میری بہن ملکہ حسینہ بانو کے ساتھ کر دیگا یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر روانہ ہوے اور زنجی سعید اسطرف روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوے اور ملکہ مہرنگار کو تخت پر بٹھایا اور آپ کلاہ مرواریدی سر پر رکھکر کرسی زرین پر متمکن ہوے اور پہلوان عادی کو بلایا اور کہا کہ تیرے پہرے سے عیار نوشیروان کے

ملکہ مہرنگار کو نکال لیگئے اور تجکو خبر نہوئی تو ایسا غافل ہے پر رتجلہ ہے تو جاسے یہاں سے ہم تجکو لیپنے یہاں نہ کھینگے اور
ہم کھانا تجکو نہ کھلاینگے پہلوان عادی مجبور ہو کر روتا ہوا قلعہ سے باہر نکلا اور تلوار کھینچکر بازار نوشیروان پر آکر
گرانشاہان وغیرہ سے لڑنے لگا نوشیروان کو خبر ہوئی کہ پہلوان عادی لوٹ رہا ہے نوشیروان نے کچھ فوج
بھیجی اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کو پکڑ لاؤ لوگ بہت سے تلے اور پہلوان عادی سے بازار مین تلوار چلنے
لگی لوگ نرغہ کرکے چار طرف سے گھیرتے تھے مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا بختک نے کہا
مین جاکر پہلوان عادی کو گرفتار کرلاتا ہون بختک نے عیاری کی اور ایک حلوائی کی صورت بنکر
ایک تھال مٹھائی سے بھرا اور اُس مین بیہوشی ملائی اور وہ تھال لیکر پہلوان عادی کے سامنے
آیا پہلوان عادی اس حلوائی کی طرف تلوار پکڑ کر دوڑا بختک تھال مٹھائی کا زمین پر رکھکر
بھاگا پہلوان عادی مٹھائی کی بو پر چلا اور شیرینی کا اسکی زبان پر ذائقہ دور ہی سے آگیا
ہونٹ چاٹنے لگا جب پاس اُس مٹھائی کے تھال کے آیا بیٹھکر مٹھائی کھانے لگا پہلوان
عادی مٹھائی کے کھاتے ہی بیہوش ہوا لوگون نے دوڑکر پہلوان عادی کو پکڑ لیا
اور گرفتار کرکے نوشیروان کے سامنے لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ اسکو
دار پر کھینچ دو جلاد پہلوان عادی کو زیر دار لائے اور تیار کار جلادی مین
مشغول ہوئے ادہر پہلوان عادی ہوشیار ہوا سب بیہوشی اتر گئی
دیکھا بلا مین گرفتار ہون اور زیر دار بیٹھا ہون کوئی دم مین سامان
قضا کا ہے پہلوان عادی نے اسوقت تڑپ کر خدا سے دعا کی
تیرہ عا ہوت دعا جب پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
نقاب دار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا
اور تلوار کھینچکر لشکر نوشیروان پر گرا چشم زدن
مین سب کو مار کے بھگا دیا اور پہلوان عادی
کو رہا کیا اور آپ جس طرف سے آیا تھا ادھر
کو راہی ہوا اور پہلوان عادی بھی ایک
سمت کو روانہ ہوا ⁂

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی کرم نوع الانسان علی باقی انواع الحیوانات بالنطق والکلام وزینہ بحلیۃ العقل لتحصیل المرام حمد وثنا اُس خالق ارض وسما کو سزاوار ہی جسنے ایک لفظ کن سے سیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور اپنی رحمت کاملہ سے انسان کو خلعت اشرف المخلوقات سے سرفراز فرماکر کل موجودات سے ممتاز فرمایا طلسم جہان کو اس عمدگی سے آراستہ فرمایا کہ اگرادنی سے اُسکے نیرنگ کو چند سال کامل جامین کہ شمہ اُسکا دریافت کرسکین کیا مجال اور عجائب وغرائب دہر کو اسقدر وسعت عطا فرمائی کہ اُسکے ایک ذرہ کی کنہ ماہیت اور باعث خلقت کا پہچاننا فلاسفہ عالم کو سراسر دشوار بلکہ محال ہیچ ہے تو ان در بلاغت بسحبان رسیدہ نہ درکنہ بیچون سبحان رسیدہ اگرچہ جملہ مخلوقات مین جوہر عقل سبسے برتر ہی کہ معرفت ذات حق اُسی پر منحصر ہی لیکن بچشم غور و انصاف اگر ملاحظہ کیاجائے تو کل ہر سبب کل مخلوقات کا عشق ہو اگر یہ خلق نہوتا انتظام عالم کا بگڑ جاتا۔ کوئی کسی کو نہ پوچھتا باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی ہمدردی نکرتا۔ توالد وتناسل کا باب مسدود ہوجاتا پرورش اطفال کا طریقہ باقی نرہتا۔ اسی کے باعث سے انبیائے عظام واولیائے کرام خاصان باری مین محسوب ہوے۔ اسی کے نہونے سے شیاطین اور اُنکے تابعین راندۂ درگاہ ہوکر کیسے کیسے معتوب ہوے ابلیس کی عقل آرائی کچھ کام نہ آئی آخر کیسی مُنھ کی کھائی۔ خالی عقل سے کام نہین نکلتا انجام بخیر نہین ہوتا ہی جون جون بڑھتی جائیگی خرابی لائیگی۔ اسی کے ذریعہ سے سیکڑون کافر ہوگئے ہزارون مرتد ہوگئے ہزارون مشرک بنگئے۔ ہان اگر عقل کے ساتھ عشق بھی ہوتا تو یہ خرابیان پیدا نہوتین پس معلوم ہوا کہ عقل محتاج عشق کی ہی اور عشق محتاج عقل نہین یہ تو عشق حقیقی کے صفات کا ایک شمہ بیان ہوا۔ اب رہا عشق مجازی اسکو بھی بُرا نہ کہنا چاہیے اسی کا نام قنطرۃ الاخلاص ہی اسی زینہ کے وسیلہ سے ہزارون بام حقیقت پر

بڑھ گئے ہین۔ اپنے ساتھیون اور ہمراہیون سے ہزارون منزل آگے بڑھ گئے ہین۔ الغرض خدا کی نعمات کا شکرانہ ادا ہونا یہ تو ممکن ہی نہین ہی جو کچھ اُسنے ہمکو عطا کیا ہی اور عطا کریگا سراسر فضل و حکمت سے مملو ہی۔ اُسکے نور قدرت کی ہر سمت جلوہ گری ہی اُسکی صنعت بیمثال اور حکمت لازوال ذرے ذرے مین بھری ہی۔ انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت کو اُسکی یہ داستان قدرت مین سے ایک نقطہ بیان کر سکے یا اُسکے دریاے ناپیدا کنار اور قلزم زخار محامد مین سے بذریعۂ شناوری و قوت بشری در مقصود ہاتھ لاسکے۔

حمد لائق داور اکبر کو ہی
باغبان ہی گلشن آفاق کا
یہ نگارستان عالم کا چمن
گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار
وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہی
ادعا عرفان کا ہی محض افترا
کس سے اُسکی قدرتون کا ہو حساب

خالق اشیاے بحر و بر کو ہی
ہی عجب وہ صانع رنگین نگار
ہی نسیم لطف حق سے خندہ زن
ہی وہ ہی بس قابل حمد و ثنا
اور پاے فہم خواب آلودہ ہی
حمد کیا لکھون طبیعت دنگ ہی
جسکے دریا کا فلک ہی اک حباب

ہی یہ ادنی وصف اُس خلاق کا
جسنے پیدا کین بہارین بے شمار
اُسنے دکھلائین بہارین بے شمار
جسکی ہی نے ابتدا نے انتہا
درک و عقل و فہم ہی یان نارسا
خامہ میدان ثنا مین لنگ ہی
سبحانہ ما اعظم شانہ اعز برہانہ

نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الے یوم الدین

درود نامحدود اُس ذات ستودہ صفات پر جو باعث ایجاد عالم ہوا جسکا دین مبین قیامت تک برقرار رہیگا جسکا لقب پاک حبیب خدا ہی وہی خاتم المرسلین ہی وہ ہی افضل النبیین ہی اُسی نے دین اسلام کو رواج دیا اُسی نے طلسم کفر کو شکست کیا وہ ایسا اپنی امت پر مہربان ہی کہ کل انبیا بروز حشر ہیبت خالق سے نفسی نفسی کہینگے اور آپ بنظر رافت و رحمت امتی امتی فرماینگے وہ کون خاتم الانبیا شفیع روز جزا حبیب رحمان لنگر زمین و آسمان محمد مصطفے احمد مجتبی علیہ وعلی آلہ الوف التحیۃ و الثنا ہین۔

تذکرہ مین وسرافراز و خوش لقب
مزمل و مقرب و یسین و حق طلب
یون جلے سایہ ہی تن صاف نبی کا نور
معشوق بے نیاز کو شایان نہ تھا ظہور
سب انبیا ہین اور یہ صاحب قرار اور
ہین سب گلون کے رنگ ہیں حاصل ہزار اور

مکی و ابطحی و تہامی حبیب رب
رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین
جیسے ہو عکس آئینہ شمس دور دور
خود حبیب کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
تیغون کی باڑھ اور دم ذوالفقار اور
ہی نور آفتاب درخشان چراغ مین

اُمی و ہاشمی و محمد شہ عرب
اسری لعبیدہ کے چمن کی بہار ہین
رحمت سے اُسکی ابر ہی چتر شہ غیور
احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا
سب کی بہار اور ہی انکی بہار اور
چاند ایک پھول چاندنی کا اُنکے باغ مین

منقبت امام ہمام حضرت سرور غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب مظہر الغرائب امام المتقین یعسوب الدین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰہ والسلام

تحیات زاکیات اور مناقب طیبات اُس برگزیدۂ باری کی بارگاہ عرش اشتباہ مین پیشکش ہین جسنے رواج دین مبین اور اعانت سید المرسلین مین اپنی جان سی عزیز چیز کو وقف کر دیا اور جسکی صولت تیغ بے دریغ نے بڑے بڑے شجاعان عرب و رکافرون مورد قہر رب کو زبون و سرنگون کرکے رایت اسلام کو بلند کیا جسکی شان مین سورہ ہل اتی نازل ہوا جسکا خصوص اعزاز در روز کرام آیۂ مباہلہ سے کامل ہوا وہ کون نفس رسول زوج بتول داماد رسول دوسرا سید الاوصیا قاتل المشرکین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین

جناب حیدر کرار ساقی کوثر
جہان پناہ ید اللہ قاتل عنتر

امام درو رونق محراب و زینت ممبر
بڑے بڑے صنمونکے بگاڑنے والے

خدیو حور و ملک بادشاہ جن و بشر
کھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑنے والے

علی حبہ جنہ ٭ قسیم النار و الجنۃ ٭ وصی مصطفےٰ حقا ٭ امام الانس و الجنۃ

التماس بخدمت ناظرین اولوالالباب و سبب تالیف کتاب

یہ ذرۂ بیمقدار خاکپاے ارباب اولوالابصار بیچیدان کفش بردار صاحب ہنران خوشہ چین سخنوران جہان اذل کونین خاکسار شیخ تصدق حسین داستانگو خدمت فیضدرجت صاحبان فن مین دست بستہ عرض کرتا ہی کہ اس رد الخلائق کو ہمیشہ سے قصص و حکایات پاستانی کے سُننے کا شوق تھا اور جس کسی محفل مین داستان کہی جاتی تھی نہایت شوق و ذوق سے شرف حضوری حاصل کرتا تھا۔ یہ تو قاعدہ ہی کہ جس کسی کو کسی بات کا شوق تہ دل سے ہوتا ہی آخر کو وہ ہی بات اُسکا پیشہ ہو جاتی ہی اور اُسی امر مین اُسکو نشو و نما حاصل ہوتا ہی۔ اسیطرح اس کمترین کو بھی داستانگوئی مین رفتہ رفتہ مہارت حاصل ہوئی اور ارباب کرم اور اصحاب ثروت و ہمم کا اس ہیچدان کے طرز بیان کو پسند فرمانا اور نظر عزت افزائی سے دیکھنا اور اپنے محافل فیض شوامل مین یاد فرمانا میرے شوق مین باعث افزائش ہوگیا گویا عسمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا ٭ حتی کہ ایک روز یہ حقیر سراپا تقصیر اپنے غریبخانہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دوست قدیم محب صمیم جناب شیخ حامد حسین صاحب ملازم قدیم مطبع تشریف لائے اور اثناے گفتگو مین فرمانے لگے کہ ہمکو جناب مستطاب معلی القاب امیر کبیر رئیس با توقیر قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذی کمالان مہر سپہر جاہ و جلال خدیو مسند حشمت و اجلال مشہور نزدیک و دور یعنی جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے بغرض تالیف و ترجمۂ فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقران کے یاد فرمایا ہی۔ چونکہ یہ کام ترجمہ خصوصاً اتنی بڑی داستان عظیم الشان کا نہایت اہم تھا اور کمترین اپنے کو اس بار عظیم کے اُٹھانے کے قابل نہ جانتا تھا پس بنظر اپنی ہیچدانی اور نیز بسبب عدیم الفرصتی کے احقر نے اقرار نہ کیا۔ مگر جب محب موصوف یعنے شیخ صاحب ممدوح بصدد کا اصرار حد سے زیادہ بڑھا اور کئی مرتبہ اُنھون نے احقر کو سرفراز فرماکر تقاضا کرنا شروع کیا اُسوقت ناچار و مجبور ہوکر بموجب الامر فوق الادب خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا جناب محتشم الیہ نے اپنے لطف عمیم سے مجھ ذرۂ بیمقدار پر مثل آفتاب درخشان کے اس درجہ عنایت و پرورش فرمائی جسکی امید مجھکو نہ تھی سچ ہی ٭ زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ٭ ازالتفات براحوال زار گمنامے ٭ بعد گفتگوے بسیار ترجمہ و تالیف و ترتیب نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و صندلی نامہ و تورج نامہ و جلیل نامہ کا درمیان مین آیا۔ کمترین نے بسر و چشم منظور کیا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد کار مفوضہ کی انجام دہی مین مصروف ہوا بحمد اللہ کہ باقبال آقاے نامدار۔ نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ مرتب ہوگیا اور یہ کل دفاتر مع اپنی اپنی جلدون کے چھپکر شائع بھی ہوگئے۔ چنانچہ نوشیروان نامہ کی جلد اول تمام و کمال چھپکر شائع ہوئی اب یہ اسی دفتر کی جلد دوم مرتب ہوکر پیشکش شائقین والاتمکین ہوتی ہی۔ یہ رد الخلائق آپ حضرات سے امیدوار ہی کہ اس بے بضاعت کی ہیچدانی پر نظر لطف فرماکر جہان کہین اس ترجمہ مین لغزش معلوم ہو قلم عفو سے اصلاح فرمائین اور بفحواے الانسان مرکب من الخطاء و النسیان عیب پوشی کو کام مین لائین اور اس روسیاہ سراپا گناہ کو بدعاے خیر یاد کرین ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ٭

اے خداوند کارساز و کریم
تونے انسان مین دی یہ رعنائی
تو انیس دل غریبان ہی
اے مرے کارساز بندہ نواز
روسیہ شرمسار و پر تقصیر
پاے بند جفا و جرم و خطا
تو رحیم اور گناہگار ہون مین

مالک و صانع و قدیم و حکیم
سب کو تجھسے ملی وجود کی راہ
مرہم زخم سینہ ریشان ہی
عرض مطلب مین ہون بہت حیران
روز و شب بند معصیت مین اسیر
مین سزاوار نار تو ہی نور
مغفرت کا امیدوار ہون مین

تجھسے گو ہر طرح یہ چمک پائی ہی
تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
مغفرت پر تری ہی سب کو ناز
شرم سے بند ہو رہی ہی زبان
مبتلاے بلاے حرص و ہوا
مین گنہگار تو خداے غفور
اللہم صل علے محمد و علی آل محمد

آغاز داستان شوکت بیان تشریف لانا امیر حمزہ صاحبقران کا پردۂ قاف سے طرف پردۂ دُنیا کے بہ مدد اشقر دیوزاد بن ارنائیس اور راستے مین عجائبات ملاحظہ کرنا

نیرنگ نمایان عجائبات روزگار و تماشا بینان طلسمات زمانہ بدکردار اس عبارت داستان رنگا رنگ کو بطرز تازہ آراستہ پیراستہ کرکے قلم رنگین رقم سے یون نقش کرتے ہین کہ جب امیر کشورگیر دیو سمندون ہزار دست کو قتل کرکے آگے بڑھے چلتے چلتے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا جا بجا زمین نہایت مصفا اور صاف ہی اور ہزارہا نازنینان مہ جبین طلعت خوبصورت حور پیکر پری رخسار دُردر گوش مرصع پوش مصروف خرام ناز ہین امیر کو دیکھ کر ایک نازنین دوڑ کر اپنی شاہزادی کے پاس گئی اور عرض کیا اے بی بی ایک مرد جوان رعنا نہایت حسین و خوش جمال اس خطۂ باصفا مین وارد ہوا ہی لائق دید ہی یہ سن کر وہ مہ جبین اٹھ کھڑی ہوئی اور سامنے امیر کے آکر مجرا کیا امیر نے فرمایا تو کون ہی اُس نے کہا میرا نام ہلال دُردر گوش ہی آپ اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے امیر کشورگیر نے اپنا نام و نشان بتایا ہلال دُردر گوش امیر با تدبیر کو اپنے ساتھ لے کر باغ مین آئی امیر نے پوچھا کہ یہ جنگل فقط عورتون کا ہی اس مین مرد کہین نام و نشان نہین اسکی کیا وجہ ہی ہلال دُردر گوش نے کہا یہ جو درخت سامنے لگا ہی جو عورت اپنے بدن کو اس درخت سے مس کرتی ہی وہ فوراً حاملہ ہو جاتی ہی بعد انقضاے مدت حمل کے اُس عورت کے بطن سے لڑکی پیدا ہوتی ہی لڑکا کبھی پیدا ہوا ہی نہین گویا یہ درخت تخم زن انشانیہ ہی کہ وصال مرد کا مزہ دکھاتا ہی امیر یہ سنکے نہایت متعجب ہوے اور کہا کہ ان نازنینون مین سے کچھ عورتین مین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا ہلال دُردر گوش نے کہا یہ عورتین سواے یہانکے کہین نہین رہینگی آپ کے پاس سے غائب ہو جائینگی مگر خیر بروقت چلنے کے لیجیے گا یا امیر جسوقت سکندر بارادے تسخیر ملک قاف کی طرف آیا اور یہان اُسکا گذر ہوا اُسنے اُس درخت سے حال اپنا دریافت کیا حکما جو اُس کے ہمراہ تھے اُنھون نے بتایا کہ یہ درخت حال آیندہ کا بتا دیتا ہی چنانچہ سکندر کو آواز اُس درخت سے آئی کہ اے سکندر بعد چھ مہینے کے تیری موت ہی اور ایسے مقام پر ملک الموت تیری روح قبض کرینگے کہ زمین و آسمان سب آہنی ہوگا اور ایک نقابدار کہ وہ جوان مغربی ہوگا وہ تجھے قتل کریگا یہ سنکے سکندر بہ تعجیل تمام یہان سے روانہ ہوا اور اُس صحرا مین پہونچا کہ جہان اُسکی موت آنے والی تھی جب زمانہ قضا کا قریب آیا ایک سوار نمودار ہوا اُسنے اپنی زرہ آہنی بچھا دی اُسپر سکندر بیٹھا اور ایک سوار نے سپر آہنی کا سایہ کیا یکایک ایک نقابدار جوان مغربی آیا اور سکندر کو تلوار ماری سکندر تڑپ کر مر گیا اور وہ جوان پھر چلا گیا شاید وہ ہی ملک الموت ہونگے بموجب حکم درخت وہ ہی زمین و آسمان اُسکے واسطے لوہے کا تھا الغرض امیر کو سنکر اشتیاق ہوا اور اُس درخت کے قریب آئے اور اپنا حال پوچھا اُس درخت سے ایک آواز آئی اے امیر کیا پوچھتے ہو تین مہینے کے بعد تم مر جاؤگے یہ سنکر زہرہ مصری اور خواجہ بہلول وغیرہ کا رنگ اُڑ گیا اور سب رونے لگے مگر امیر نے سنکر شکر خدا کیا اور بدرگاہ خدا عرض کیا پروردگار ہزار ہزار لاکھ لاکھ شکر ہی مجھکو تو ایک پلک مارنے کا بھی سہارا نہ تھا نہ یہ کہ ابھی تین مہینے تیری قدرت سے جیونگا اور دُنیا کی عیش و راحت کرونگا یکایک امیر کو اُس درخت سے پھر آواز آئی اے حمزہ ہمنے تیری عمر بہت بڑی کی تو نہایت صابر ہی ہمکو صبر و شکر تیرا بہت پسند آیا غرضکہ امیر وہانسے رخصت ہوئے اور سات سو عورتین وہانکی اپنے ساتھ لیکے چلے جب ایک منزل پر پہونچے آدھی عورتین غائب ہوگئین دوسری منزل پر جو خیال کرکے دیکھا تو کل سو عورتین باقی ہین اور سب غائب ہوگئین یہ دیکھ کر خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب گھبرائے پچاس پچاس عورتین دونون آدمیون نے اپنی اپنی کمر سے باندھ لین جسطرح سے کہ مسافر سفر مین کپڑون کی گٹھری کمر سے لگاتا ہی اور امیر کے ساتھ روانہ ہوے

منزل سوم تک پہونچتے پہونچتے وہ بھی سو عورتین مثل بوے عطر کے کمر سے گم ہوگئین یہ دیکھ کر **خواجہ بہلول** اور **خواجہ آشوب** نے امیر سے حال بیان کیا **امیر** نے کہا بھائی ہلال وُر در گوگش پہلے ہی کہہ چکی تھی یہ عورتین آپکے پاس کبھی نہ رہینگی وہ ظہور مین آگیا کسی نے کیا خوب مثل کہی ہے مثل آنبہ کا بجل انبہ مین لگتا ہے ایک مین دوسرے کا پیوند نہین ہوسکتا المختصر **امیر** آگے کو روانہ ہوے ایک صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ایک جوان رعنا خوشرو حسین وجمیل درخت سے بندھا ہوا ہے اور آہ آہ کرتا ہے امیر نے اُس سے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا کہ میرا نام **معروف شاہ مازندرانی** ہے امیر باتوقیر نے کہا کہ تو مسلمان ہوجا تو مین تجھکو رہا کردون اُسنے دین اسلام قبول کیا اور امیر کشورگیر نے کلمہ پڑھا کر اُس کو مسلمان کرلیا بعد اُسکے اُسکو قید سے رہا کیا پھر امیر نے اُسکی مدارات کی اور حال اس کے گرفتار ہونے کا دریافت کرنے لگے **معروف شاہ مازندرانی** نے عرض کیا اے امیر مین قلعہ **چین** پر فوج لے کر چڑھا تھا اور دھاوا کیا چاہتا تھا کہ ایک دیو مجھکو اُٹھا لایا تھا اور نام اُسکا دیو **لکھہ لات** ہے امیر یہ سُنکے آگے بڑھے چار پانچ کوس چلے تھے کہ دیکھا ایک جوان نہایت طرحدار کمند مین جکڑا ہوا پڑا ہے اور کراہ کراہ کر آہ کرتا ہے امیر باتوقیر اُس جوان کے قریب جو آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر بہت بھاری اُس کے سینے پر رکھا ہے امیر نے وہ پتھر اُسکے سینے سے اُٹھا کر پھینکدیا وہ جوان اُٹھ کر قدمون پر امیر کے گر پڑا امیر نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا میرا نام **بہرام گرد بن خاقان چین** ہے مین **لندھور** کے ساتھ ملک **سنگ سران** پر گیا تھا کہ خط میرے ملک سے آیا کہ **معروف شاہ مازندرانی** قلعہ پر چڑھ آیا ہے مین اُسی وقت وہان سے روانہ ہوا اور ملک **چین** کی طرف چلا جب قریب پہونچا تو ایک پنجہ مجھکو اُٹھا لایا یہان ایک دیو نے مجھکو گرفتار کرکے ڈال دیا یہ سُن کے **امیر** آگے بڑھے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا کہ ایک دیو سامنے آیا اور آتے ہی اُس دیو نے وار شمشاد کا وار امیر پر کیا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغ **عقرب سلیمانی** کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے ہوے پھر **امیر** وہان سے آگے بڑھے ایک دریا نظر پڑا رحمت پروردگار پر نظر کرکے **پار** اُس دریاے بے پایان کے اُترے

دوسرے کلمے داستان شفقت نشان پہلوان عادی کے بیان ہوتے ہین

برگشتگان گردش فلک کجرفتار و آوارہ شدہ گان دور زمانہ ناہنجار اس داستان مسافت خیزان مسافران کو یون قلم صعوبت رقم مین لاتے ہین کہ **پہلوان عادی لشکر نوشیران** سے جب بہ اعانت نقابدار نارنجی پوش رہا ہوکر چلا بادیہ پیمائی کرتا ہوا صحرا کی خاک اُڑاتا ہوا ایک شہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کا بادشاہ کون ہے سبھون نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ کا **شمار زنگی** ہے **پہلوان عادی** یہ سُنکے کاروانسرا مین گئے بھٹیارے نے حال دریافت کیا **پہلوان عادی** نے کہا مین ایک مرد مسافر ہون تلاش روزگار مین یہان آیا ہون اُس بھٹیارے نے کہا مین تم کو پانچ ٹکے روز دونگا رات کو تم پہرا دیا کرو **پہلوان عادی** راضی ہوے پانچ ٹکے روز کی اُس بھٹیارے کی نوکری کی جب شام ہوئی اُس بھٹیارے کے پاس گئے کہا مہترجی پانچ ٹکے لاؤ غلہ آنھین پانچ ٹکون مین روز بسر کرتے تھے مگر ان کا پیٹ نہ بھرتا تھا بھوکھے رہجاتے تھے رات کو سب مسافرون کا کھانا رکھا رکھایا چُرا کر نکال لاتے تھے اور پھر پھرا کے کھا پی کے بیٹھ رہتے تھے اُس سرا مین کھانے کے واسطے سب مسافر غل و شور مچایا کرتے تھے ایک روز اتفاقاً اُس بھٹیارے نے دیکھ لیا ان کو منع کیا اور تاکید کردی کہ خبردار خبردار کبھی ایسی حرکت بیجا نہ کرنا مگر **پہلوان عادی** نے نہ مانا پھر مسافرون کا کھانا چرا کر کھایا پھر شور و غل ہوا

بیچارہ عاجز آیا اور پہلوان عادی کو برطرف کر دیا یہ وہان سے بھوکھے پیاسے بازار مین آئے دیکھا ایک محافے کے ساتھ
بہت سے سپاہی چوبدار پیدل و سوار چلے جاتے ہین پہلوان عادی جان پر تو اپنی کھیلے ہوے تھے تلوار
کھینچ کر جا پڑے کچھ لوگون کو قتل کیا اور سب کو مار کر بھگا دیا اور محافے کی سواری کو ایک مقام پر اُتار کر بیٹھ گئے
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حسین و خوبصورت کمسن ہی اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین بادشاہ کی بیٹی ہون
اُدھر لوگ سواری کے ساتھ کے جو بھاگ کر گئے بادشاہ کو خبر کی بادشاہ اپنے ہمراہ فوج لیکر خود آیا دیکھا کہ
ایک بہت بڑا جوان خوش وضع طرحدار اُس دختر کو لیے ہوے بیٹھا ہی بادشاہ قریب پہلوان عادی کے
آیا اور پوچھا کہ تو کون شخص ہی پہلوان عادی نے کہا مین شہزادہ قلعۂ تنگ رواحل کا ہون اور نام میرا
پہلوان عادی بن معدیکرب ہی بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی مگر اس شہر کا دستور بھی تمکو معلوم ہی پہلوان عادی نے
کہا کیا دستور ہی بادشاہ نے کہا کہ یہان جو عورت مرجاتی ہی تو اُسکے شوہر کو بھی ساتھ ہی اُسکے دفن کرتے ہین اور
جو مرد مرجاتا ہی تو اُسکے ساتھ اُسکی زوجہ کو زندہ دفن کرتے ہین اگر تو اس امر پر راضی ہو تو مین تیری شادی اپنی
دختر کے ساتھ کر دون پہلوان عادی نے یہ سب منظور کیا اور دل مین کہا ارے میان جب تک زندہ ہو کھانے
کو تو پیٹ بھر کے ملیگا جب وہ مریگی تو دیکھا جائیگا غرضکہ بادشاہ اپنی دختر نیک اختر اور پہلوان عادی کو اپنے
ہمراہ لیکر آیا اور پہلوان عادی کا نکاح شاہزادی کے ساتھ کر دیا اور کھانا بہت عمدہ پکوا کر پہلوان عادی
کو خوب کھلوایا شب کو جب تخلیہ ہوا شاہزادی سے بوسہ و کنار ہونے لگا ہنگام وصل عجب سانحہ گذرا شاہزادی نے
بڑا شور و غل مچایا چونکہ وہ عورت نازنین دُبلی پتلی کمسن اور یہ تخیم و جسیم پہلوان زبردست قد و قامت مین بلند و بالا
اس وجہ سے وہ تاب نہ لاسکی غنچۂ سربستہ نازک ہولے تیز و تند سے لکس کر گل پژمردہ ہوکر رہ گیا یعنے وہ صدمۂ عظیم
سے مرگئی صبح کو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی بادشاہ رویا پیٹا اور دفن و کفن کا اُس کے سامان کیا اور جنازہ شاہزادی کا
گورستان مین لایا اور دو قبرین برابر کھدوائین اور آکر پہلوان عادی سے کہا کہ ایک قبر مین تم آؤ اور دوسری
قبر مین اس مردے کو رکھین گے پہلوان عادی نے کہا کہ اے بادشاہ تمھاری بیٹی ہی تمھین لازم ہی کہ ایک قبر مین
تم جاؤ اور دوسری قبر مین اپنی بیٹی کو رکھو مین تو ہرگز نہین قبر مین اُترونگا بادشاہ نے کہا کہ اسکو جلد پکڑ لو اور
جلد دفن کرو سب لوگ بادشاہ کے پہلوان عادی کو پکڑنے کو دوڑے اور سب مل کر ٹوٹ پڑے تلوار
چلنے لگی مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا سب فوج بادشاہ کی عاجز ہو گئی مگر ایک وزیر نے کہا کہ مین
اس شیر ژیان کو پکڑ لونگا آپ مطلق نہ گھبرائیے وہ وزیر بد باتدبیر سامنے پہلوان عادی کے آیا اور کہا کہ تو ابھی
نہین دفن کیا جائیگا دو دن تک بادشاہ کے یہان تیری دعوت کیجائیگی عمدہ عمدہ کھانے تجھے کھلائے جائینگے
پھر تو قبر مین دفن کیا جائیگا پہلوان عادی کھانے کا مضمون سُن کر راضی ہو گئے پھر بادشاہ نے پہلوان عادی
کے واسطے کھانا منگوایا اور پہلوان عادی کھانا کھانے مین مصروف ہوے وزیر نے فوج کو اشارہ کیا
دو سو آدمیون نے آکر پہلوان عادی کو گھیر لیا اور سب نے پکڑ کر باندھ لیا قبر مین ڈالنے کے واسطے
لے چلے پہلوان عادی فریاد و الغیاث کرنے لگے اور بدرگاہ قاضی الحاجات بلک بلک کر دعا مانگنے
لگے ہنوز دعا پہلوان عادی کی ختم نہ ہوئی تھی کہ جانب صحرا سے گرد اُٹھی امیر با توقیر کی سواری تو قریب
آ پہونچی تھی مگر بہرام گرد بن خاقان چین کچھ فاصلہ سے آگے صحرا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ یہ مجمع کثیر
بہرام گرد بن خاقان چین نے دیکھا پہلوان عادی نے بہرام گرد کو دیکھ کے فریاد و الغیاث کی بہرام

نے پہلوان عادی کو قبر مین نہ ڈالنے دیا اور اُن لوگون سے چھین لیا بہرام گرد بن خاقان چین سے تلوار چلنے لگی
پہلوان عادی بھی تلوار پکڑ کے لڑنے لگا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے جو بہرام گرد بن خاقان چین
کے نعرے کی آواز سنی جھپٹ کر آئے اور لڑنے لگے غضب کی جنگ وجدل ہوئی چار گھڑی کامل تلوار چلی ہزارون کو کشتہ
کیا امیر باتوقیر کا بادشاہ سے مقابلہ ہوا بادشاہ نے تلوار ماری امیر نے باڑھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار
بادشاہ کی چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور تین بار چرخ دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے ہوئے ایک ہاتھ
تیغ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر دور گرا اور تمام فوج کو مار کر بھگا دیا اور شہر کو اسلام آباد کیا پھر پہلوان عادی
کو گلے سے لگایا اور حال دریافت کیا پہلوان عادی نے کہا کہ عمرو نے مجھے کوڑے مار کر نکال دیا اور ملکہ
مہرنگار کو بھی کوڑا مارا امیر باتوقیر کو یہ سُن کر نہایت رنج ہوا اور پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ لے کر چلے کہ
سامنے ایک دریا نظر آیا اسمین ایک صندوق کو دیکھا کہ بہا جاتا ہے امیر باتوقیر نے اس صندوق کو کمند آصفا
سے نکالا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا اور دریا کے پار اُترے اُسی مقام پر پہلوان عادی کو وہین
چھوڑ کر شکار مین مصروف ہوے ادھر پہلوان عادی نے صندوق کو کھولا اُسمین سے ایک قمقمی نکلی جب اُس
قمقمی کو کھولا اُسمین سے ایک سرمہ دانی نکلی اُس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی اسمین سے دھوان نکلنا شروع ہوا
وہ دھوان نکلتے نکلتے دو سو کوس بلند ہوا اُس سے ایک شکل وشمائل دیو کی پیدا ہوئی اور وہ دیو پہلوان عادی
کی طرف بڑھا کہا ای آدمزاد مین تجھے کھا جاؤنگا پہلوان عادی نے کہا ای دیو بموجب آیۂ کریمہ حکم خدا کی
تعمیل کرنا چاہیے قولہ تعالے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ ای منافق احسان کا بدلہ یہ نہین ہی جو تو ارادہ
کرتا ہی اس دیو نے کہا یہ وہ زمانہ آیا ہی کہ نیکی کا بدلہ بدی ہی پہلوان عادی کے سامنے ایک درخت سایہ دار
تھا دیو سے پہلوان عادی نے کہا کہ تو اس درخت سے پوچھ جو یہ کہے وہ تو کر اُس دیو نے بموجب کہنے
پہلوان عادی کے درخت سے پوچھا کیون ای نہال تازہ و تر یہ بتا کہ جو تیرے سائے کے نیچے بیٹھے گا وہ
جل جائیگا یا ٹھنڈا ہوگا درخت سے آواز آئی ای دیو سُن مین نے تو یہ دیکھا ہی کہ جو شخص دھوپ مین جلتا
ہوا آتا ہی میرے سائے کے نیچے ٹھہر کر راحت پاتا ہی اور جس وقت یہان سے چلنے لگتا ہی تو ایک ٹہنی میری تقریبًا
توڑ لیتا ہی اور پانچ ڈھیلے مزا خا مارتا ہی اب اس بات کو تو اپنے دل مین سمجھ لے اُس دیو نے کہا کیون ای آدمزاد
اب تو تجھکو کھا لینا حلالًا طیبۃ ہی یہ کہ کر قصد کھا لینے کا پہلوان عادی کو کیا کہ یکایک حضرت خضر علی نبینا ء
نمودار ہوے اور پوچھا تم دونون آپس مین کیا تکرار کرتے ہو پہلوان عادی نے اپنا احسان بیان کیا
اُس دیو نے اُس درخت کی کیفیت بیان کی حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا ای دیو مجھکو تعجب ہی کہ اتنی سی
سرمہ دانی مین تو کیونکر گیا اور کس طرح اُسمین سمایا اور کس صورت سے نکل آیا مین اپنی آنکھ سے یہ باتین
دیکھ لون تو پھر کچھ حکم دون دیو اُسی وقت دھوان بنکے اُس سرمہ دانی مین اُتر گیا حضرت خضر علیہ السلام
نے پہلوان عادی سے کہا کہ جلدی اس سرمہ دانی مین ڈانٹ استوار لگا دے دیو نے کہا افسوس
مین چوک گیا دھوکا کھایا فقرے مین آکر بند ہو گیا پہلوان عادی نے وہ سرمہ دانی اُسی طرح قمقمی مین بند
کی اور قمقمی صندوق مین رکھ کر قفل دیدیا اور کہا یہ صندوق عمرو کو دونگا اس عرصے مین امیر باتوقیر بھی شکار کھیل کر
آگئے پہلوان عادی امیر کے ساتھ چل کھڑا ہوا امیر باتوقیر مسافت صحرا طی کرتے ہوئے ایک دامن کوہ مین پہنچے
وہان مقام کیا شب وہین بسر کی جب صبح ہوئی امیر نے زہرہ مصری و اشقر دیوزاد و خواجہ بہلول

دو تین کوس آگے بڑھ کر فقیر کی صورت بنے اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا کر بیٹھ گئے یہان تو امیر باتوقیر یاد
ملکہ مہر نگار مین صورت فقیر کی بنے درخت کے نیچے بیٹھے ہین اب اُدھر کا حال سُنیے فتنہ وزیر زادی نے ملکہ مہر نگار
سے کہا ای بی بی قربان جاؤن محل مین بیٹھے بیٹھے طبیعت حضور کی کلفت ہو گئی ہو گی بہت عرصہ ہوا کہ آپ نے
قلعہ کی سیر نہین کی ہی آج چل کے تفریحاً قلعہ کی سیر کیجیے اور دل بہلائیے ملکہ مہر نگار فتنہ کے ساتھ آئی اِدھر اُدھر
ٹہل کر سیر کرنے لگی اور دل بہلانے لگی یکایک ایک سرخاب صحرا کی طرف سے اُڑتا ہوا آیا فتنہ وزیر زادی
نے ملکہ مہر نگار سے کہا کہ حضور اس سرخاب کو تیر سے نشانہ کرین اگر تیر اسپر پڑا تو امیر آج آجائینگے اور اگر تیر
خالی گیا تو نہین آئینگے یہ شگون اچھا ہی امتحان کر لیجیے ملکہ مہر نگار نے تیر کمان مین پیوست کرکے دل مین نیت امیر
کے آنے کی کی اور وہ تیر سرخاب کو مارا تیر سرخاب کے بازو پر پڑا اور سرخاب اُچھلتا ہوا قلابازیان کھاتا ہوا چلا
ملکہ مہر نگار نے عمرو کو آواز دی ای بھائی خواجہ یہ سرخاب شکار میرے شگون کا ہی لینا جانے نہ دینا خواجہ عمرو ملکہ
مہر نگار کی آواز سنتے ہی جھپٹے اور جست کرتے ہوئے چلے مگر اُس صید ملکہ مہر نگار کو نہ پایا یہان وہ سرخاب شکار کیا
ہوا مہر نگار کا آگے امیر باتوقیر کے گرا امیر نے فوراً اُسکو ذبح کیا اور تیر اُسکے بازو سے نکال کر دیکھا اس ناوک دلدوز
پر نام ملکہ مہر نگار کا مرقوم تھا حمزہ صاحبقران اُس تیر کو آنکھون سے لگا کر چومنے لگے اس عرصے مین عمرو بتلاش
شکار ملکہ مہر نگار دوڑتے ہوئے اُس فقیر کے پاس پہونچے دیکھا کہ اُس فقیر نے شکار کو ذبح کیا ہی اور تیر اُسکے بازو
سے نکال کر وہ فقیر چومتا ہی اور آنکھون سے لگاتا ہی عمرو کو غصہ آیا اور کہا او فقیر نالائق یہ کیا بے ادبی کرتا ہی تو کیسا
فقیر ہی کہ حمزہ صاحبقران کے ناموس کا شکار ذبح کیا اور اُسکے تیر کو چومتا جاتا ہی کچھ تجھکو حیا نہین امیر ایسے
مصروف تصور ملکہ مہر نگار تھے کہ کچھ عمرو کے کلام کا جواب نہ دیا عمرو نے جھنجھلا کر سوا پانچسو من کا پتھر فقیر پر
اُٹھا کر کھینچ مارا فقیر نے اُس پتھر کا کونا چٹکی سے پکڑ لیا عمرو نے اور دوسرا پتھر مارا فقیر نے پتھر پر پتھر تاک کر مارا درمیان
مین دونون پتھر آپسمین لڑ کر گر پڑے اور چورا ہو گئے عمرو یہ قوت دیکھکر متعجب ہوا اور پوچھا ای فقیر تو کون ہی فقیر نے
کہا مین قاف سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا پیام لایا ہون عمرو نے کہا بیان کر کیا پیام لایا ہی فقیر نے کہا امیر
باتوقیر نے **پہلوان عادی** کو پوچھا ہی عمرو نے کہا اور بھی کسی کو کچھ کہا ہی فقیر نے کہا امیر نے **مقبل وفادار** کو بھی
پوچھا ہی عمرو نے کہا اور کسی کو فقیر نے کہا ملکہ مہر نگار کو پوچھا ہی عمرو نے کہا شاہ جی اور بھی کسی کو پوچھا ہی فقیر نے کہا ہان
چلتے وقت مجھسے کہدیا تھا کہ لشکر مین ہمارے ایک کہنہ دزد ہی اُسے بھی پوچھ دینا عمرو نے کہا اور بھی کچھ کہا ہی فقیر نے کہا
ایک بات اور کہی ہی مگر یہ بھی کہدیا تھا کہ ملکہ مہر نگار کے کان مین کہنا اور کسی سے بیان نہ کرنا عمرو نے کہا کہ یہ مشکل ہی
مگر خیر تو نہین ٹھہرا مین ملکہ مہر نگار سے دریافت کر لون تو تجھکو جواب دون یہ کہکر خواجہ عمرو قلعے مین دوڑے
ہوئے گئے اور جا کر ملکہ مہر نگار سے کہا کہ قاف سے ایک فقیر آیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کا کچھ پیام لایا ہون ملکہ مہر نگار کے کان مین کہونگا اور کسی شخص سے نہ بیان کرونگا ملکہ مہر نگار نے کہا بھیا تم جلد اُس فقیر
کو میرے پاس بلا لاؤ خواجہ عمرو پردے کا بند و بست کر کے محل کے باہر نکلے اور سرداران لشکر کو پاس بلا کر کہا کہ
تم سب ننگی تلوارین لیے ہوئے کھڑے رہنا جب وہ فقیر ملکہ مہر نگار کے کان مین بات کہہ چکے فوراً اُس فقیر کو تم سب
ملکر مار ڈالنا یہ کہکر عمرو فقیر کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ اُس فقیر کو لے کر وہ دولت فیض منزلت ملکہ مہر نگار
پر پہونچے اور ملکہ کے سامنے اوٹ کھڑا کر کے اُس فقیر کو اندر محل کے لے گئے جب وہ فقیر اوٹ کے پاس آیا
اُسوقت ملکہ مہر نگار نے کہا شاہ جی فرمائیے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کی کیا خبر ہی فقیر نے کہا ای ملکہ امیر تری

مصیبت مین ہین آسمان پری نے امیر کو قید کیا ہی بند وبست سخت مین پڑے ہین یہ سنتے ہی ملکہ مہر نگار نے ایک
چیخ ماری اور رونے لگی بس دل شیفتہ امیر باتوقیر بے چین ہو گیا اور کہا ای ملکہ مہر نگار سنو تو سہی تم تو کہتی تھین کہ مین
حمزہ کی بو پہچانتی ہون افسوس ہی کہ اتنے ہی عرصے مین تم بھول گئین بو کیسی آواز بھی نہ پہچانی کہ مین کون ہون ای
ملکہ مہر نگار سنو تم حمزہ صاحبقران زمان یہ سنتے ہی ملکہ مہر نگار نے اوٹ کو تو ہٹا دیا اور دوڑ کر امیر باتوقیر کے
گلے سے لپٹ گئی عمرو نے سب سردارون سے کہا کہ اس فقیر کو مار لو اور غصے مین آکر عمرو بھی خنجر لے کر دوڑا کہ ملکہ نے کہا
ہان ہان ای بھائی عمرو کیا کرتے ہو خنجر نہ مارنا یہ حمزہ صاحبقران ہین تمنے ابتک نہ پہچانا یہ سنکے عمرو نے خنجر ہاتھ
سے پھینکدیا اور دوڑ کے امیر کے قدمون پر گر پڑا امیر نے گلے سے لگا لیا مگر امیر ملکہ کے گلے مل مل کے ایسے روئے
کہ روتے روتے ساتھ ہی امیر و ملکہ کو غش آیا اور لوگون نے ہوشیار کیا عمرو بھی اسقدر رویا کہ قدم حمزہ پر بھی عمرو
کو تین مرتبہ غش آیا بعد اسکے جب تسلی اور اطمینان سے بیٹھے حال جدائی کا اور کیفیت تمام اپنی مصیبتون کی حرف بحرف
بیان کی بعد اسکے امیر حمام مین گئے پوشاک بدل کلاہ شاہانہ زیب سر کی بعدہ امیر نے عمرو کو پاس بلایا اور کہا کہ
ابھی میرے آنے کی کسی کو اطلاع نہ کرنا بلکہ تم قلعے مین پکار دو کہ حمزہ نے قاف مین قضا کی عمرو نے بموجب حکم
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران قلعے مین ہر طرف جا کر ندا کی اور مشتہر کر دیا کہ یارو آگاہ ہو حمزہ صاحبقران
نے قاف مین قضا کی یہ سنکے ذوالحمار عادی کے بھائی نے کہا کہ ملکہ مہر نگار سے مین عقد کرونگا کہ وہ میری بھاوج
ہوتی ہی خواجہ عمرو نے یہ سن کے امیر باتوقیر سے آکر بیان کیا امیر نے کہا خیر اب تم فلان کوہ پر جاؤ وہان سردار
ہمارے اور لشکر ہمارا مع پہلوان عادی وغیرہ اترا ہوا ہی ان سب کو ہمراہ اپنے لے آؤ عمرو تو ادھر روانہ
ہوے امیر نے ادھر تمام ساکنان قلعہ کو اور ذوالحمار کو طلب کیا اور کہا او نالائق یہ تیری کیا حرکت ناشائستہ تھی
ذوالحمار نے کہا کہ نشۂ شراب مین یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا تھا اب میری خطا معاف کیجیے امیر نے خطا اسکی معاف
تو کی مگر اس روز سے ذوالحمار کو جلادون مین محسوب کیا اس عرصے مین عمرو بھی سب سردارون کو اور لشکر کو ہمراہ
اپنے لے کر آئے امیر باتوقیر اشقر دیوزاد کا بلوانا بھول گئے تھے اب حال اشقر دیوزاد کا سماعت فرمایئے
کہ جب اشقر دیوزاد نے امیر کو وہان نہ پایا امیر کو تلاش کرتا ہوا چلا آتے ہی لشکر نوشیروان پر گرا اور
فوج کو مارنا شروع کیا لوگ نوشیروان کے اشقر کو پکڑنے کو دوڑے مگر کسی کے ہاتھ نہ آیا بختک نے نوشیروان
سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی امیر آگئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خبر دی تھی کہ جب مرکب حشمی تمہاری فوج پر گرے گا تو
جاننا کہ امیر قاف سے آگئے یہان امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہا ای خواجہ جاؤ اور مرکب
کو ہمارے لے آؤ کیا عجب ہی کہ وہ مرکب لشکر نوشیروان کی طرف ہوا ہی خواجہ جب تم مرکب کو ہمارے دیکھنا اسکے
پاس نہ جانا نہین تو وہ تمکو فوراً مار ڈالیگا یہ کہ کر آواز دینا ای بچۂ ارنائیس تجھکو حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی یہ
سن کے خواجہ عمرو لشکر نوشیروان کی طرف روانہ ہوے جب قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ فوج مین ایک تلاطم
ہی وہ مرکب ایک ایک کو مارتا پھرتا ہی اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی خواجہ عمرو قریب اس مرکب کے گئے اور پکار کر
کہا ای بچۂ خرنائیس چل تجھکو حمزہ نے بلایا ہی اشقر دیوزاد یہ سنکر عمرو کی طرف مارنے کو جھپٹا اور عمرو سر پر پاؤن
رکھ کر بھاگا اشقر بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا یہان عمرو بھاگ کر صاحبقران کے پاس آیا اور کہا یا حمزہ صاحبقران
مرکب آپ کا مجھکو مارے ڈالتا ہی حمزہ صاحبقران یہ کلام خواجہ عمرو کا سن کے در دولت سے باہر تشریف
لائے دیکھا اشقر دیوزاد ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اور ایک ایک کو مارتا ہی صاحبقران زمان نے آواز دی

ای اشقر کیا کرتا ہی کیون خواجہ وغیرہ کو مارتا ہی ای اشقر آگاہ ہو یہ خواجہ عمرو میرا بھائی ہی خبردار مارنا نہین اشقر دیوزاد
سر جھکا کر آگے امیر باتوقیر کے آیا اور قدم سے امیر کے اپنی آنکھین ملنے لگا اور زبان جنی مین کہا ای حمزہ خواجہ نے
مجھکو بچہ خر نائیس کہکر پکارا تھا امیر باتوقیر نے کہا یہ نام تیرے باپ کا بھول گیا تھا پھر خواجہ سے کہا ای خواجہ اسکا
نام اشقر دیوزاد ہی اور اسکے باپ کا نام دیوار نائیس تھا غرضکہ جب اشقر دیوزاد بھی آگیا تب امیر باتوقیر نے
عمرو سے کہا کہ لشکریون سے باواز بلند پکار دو کہ حمزہ قاف سے آگیا اور قلعے مین داخل ہوا عمرو نے اسی وقت لشکر
نوشیروان مین جا کر امیر باتوقیر کے آنے کی خبر دی پھر خواجہ عمرو کو پہلوان عادی نے وہ ہی صندوق دیا اور
کہا اسمین بہت مال ہی جب عمرو نے اس صندوق کو کھولا اسمین سے ایک قطی نکلی عمرو نے اس قطی کو کھولا اسمین
ایک سرمہ دانی تھی عمرو نے اس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی اسمین سے دھوان پیدا ہوا اس دھوئین سے
ایک دیو بنکر سامنے عمرو کے کھڑا ہوا اور قصد عمرو کے کھا لینے کا کیا عمرو نے سفید مہرہ نکال کر پھونکا اور اس
مہرے کی صدا مین یہ بات کہی کہ ای امیر دوڑو مجھکو اس دیو سے بچاؤ یہ دیو مارے ڈالتا ہی مگر وہ دیو سفید مہرے کی
آواز پر ناچنے لگا گویا اسکے نزدیک وہ باجہ تھا اس دیو کو نہایت پسند آیا امیر باتوقیر مہرے کی آواز سنتے ہی
پاس خواجہ کے آئے تو عجب کیفیت ملاحظہ کی کہ ایک دیو سامنے عمرو کے ناچ رہا ہی امیر نے آتے ہی اس دیو کو
ڈانٹا اور کہا جا سرمہ دانی مین یہ سنتے ہی وہ دیو اسیطرح دھوان بنکر سرمہ دانی مین چلا گیا امیر نے اس سرمہ دانی
کو بند کر کے صندوق مین مقفل کر دیا پھر امیر نے پوشاک بدلی اور دربار نوشیروان مین ارادہ جانے کا کیا ملکہ مہر نگار
نے منع کیا مگر امیر کشورگیر نے نہ مانا مع سرداران نامی وگرامی کے روانہ ہوے ادھر نوشیروان کو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران
آتے ہین اسنے ایک صندل جواہر نگار اپنے دربار مین بچھوایا جب امیر باتوقیر دربار مین پہونچے تو نوشیروان نے بڑی تعظیم
وتکریم سے امیر کو صندل زرین پر بٹھایا امیر نے بہت سے تحفہ جات نوشیروان کو دیے منجملہ اور تحفہ جات کے وہ
صندوق بھی منگوا کر نوشیروان کو دیا اور کہا کہ اس کو کھلوائیے نوشیروان نے سردارون سے اس صندوق کو
کھلوایا اسمین سے ایک قطی نکلی اس قطی کو جو کھولا اسمین ایک سرمہ دانی تھی سرمہ دانی کی ڈانٹ کو جو کھولا اسمین
سے دھوان پیدا ہوا اس دھوئین سے ایک دیو بنکر سرداران نوشیروان کی طرف دوڑا سب سردار اٹھ اٹھکر
بھاگے اور پلنگون کے نیچے چھپ گئے وہ دیو نوشیروان کی طرف چلا یہ دیکھکر امیر باتوقیر اٹھ کھڑے ہوے اور دونون
شاخین اس دیو کی پکڑ کے جھٹکا دیا کہ وہ دیو زمین پر گرا امیر باتوقیر نے اس دیو کی ٹانگین چیر کر پھینکدین اب سب کو
یقین کامل ہوا کہ امیر ضرور قاف مین گئے ہونگے اور ہزارون دیوون کو مارا ہوگا پھر امیر باتوقیر رخصت ہوکر
نوشیروان سے چلے کہ بختک نے زردین کامرانی سے کہا کہ یہی وقت امیر کے مار ڈالنے کا ہی زردین کامرانی
نے چار لاکھ کابلیون کو حکم دیا کہ تم سب حمزہ کو گھیر کر مار لو سب کابلی چہار طرف سے امیر پر ٹوٹ پڑے امیر سے
تلوار چلنے لگی عمرو بھی امیر کے ساتھ لڑنے مین مصروف ہوا جب کابلیون کی یورش زیادہ ہوئی اور امیر باتوقیر بھی
لڑتے لڑتے تھک گئے وقت حیات تنگ ہوا امیر نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا پروردگارا تو ہی معین و مددگار
ہی اس بندۂ عاجز کو تو بچا کہ ناحق کافرون نے گھیرا ہی ابھی دعا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی ختم ہوئی
تھی یکایک صحرا کی طرف سے ایک گرد اٹھی دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور شریک
جنگ ہوا خوب تلوار چلی آخرکار تمام کابلیون کو مار کر بھگا دیا غرضکہ لشکر کفار مین ہلبلی مچا وہ نقابدار صحرا کی
طرف روانہ ہوا امیر نے نقابدار کی بڑی تعریف کی اور پوچھا ای خواجہ یہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا مجھے نہین معلوم ہی

نقابدار کون ہو نام اپنا نہین بتایا مگر اسنے میری بڑی بڑی مدد کی اور بڑی بڑی آفتون سے اسنے مجھکو بچایا امیر
یہ سنکے چپ ہو رہے مگر اُس نقابدار کی امیر کے دل مین محبت پیدا ہوئی اور متفکر تھے کہ اس نقابدار کا نام و
حال دریافت کرنا چاہیے پھر امیر با توقیر داخل قلعہ ہوے اُدھر ہوم دمشقی نے نوشیروان سے پوچھکر جنگ کی
راے سے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی ادھر بھی نقارہ زدمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
میدان جنگ مین اگر صف آرا ہوے جب نقیب نقابت کر گئے لشکر کفار سے قہار دمشقی نکلا ادھر سے امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران میدان کارزار مین برآمد ہوے بعد نگاورزی دو تینی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین امیر نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اُسنے تلوار کا وار کیا امیر نے خالی دیکر تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا قہار دمشقی دو ٹکڑے ہوکر گرا اسی طرح
سات سردار اور پہلوانان زبردست امیر کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کار شور مین کامرانی لشکر امیر پھر آگرا ادھر سے
سرداران نامی بھی جھپٹے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی ایسی تلوار دوپہر تک چلی کہ خون کے دریا بہے کشتون کے پشتے
ہو گئے کفار کی کمک پر کمک چلی آتی ہر چہار طرف سے بلوہ ہو لشکر اسلام متردد ہوا یکایک ایک گرد صحرا کی طرف
سے اُٹھی اور نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا اور ہمراہ اُسکے بھی چالیس ہزار کی جمعیت تھی اُسنے آتے ہی ایسی شمشیر زنی
کی کہ لشکر کفار کے جی چھوٹ گئے اور نوشیروان لشکر کو بھی چھوڑکر ساتھ ہوم اور ہام کے جانب دمشق بھاگا اور فوراً
داخل شہر دمشق ہوا یہان امیر کشورگیر بعد بھاگ جانے نوشیروان کے بفتح و فیروزی البصرے مین آئے اور حکیم
بزرجمہر سے ملاقات کی اور پانی چشمہ حیات کا آنکھون مین بزرجمہر کی لگایا آنکھین اُسی وقت بزرجمہر کی روشن
ہو گئین پھر سارا حال قاف کا بزرجمہر سے بیان کیا اور کچھ تحفے قاف کے بزرجمہر کو دیے اور پوچھا کہ فرمایئے اب
مین کیا کرون بزرجمہر نے کہا اے امیر آپ کوہ شام پر جاکر اپنی شادی کیجیے امیر با توقیر نے منظور کیا اب امیر
توکوہ شام کی طرف روانہ ہوے اور حکیم بزرجمہر کو نوشیروان نے طلب کیا بزرجمہر دمشق کو راہی ہوے
اُدھر کوہ شام پر پہونچکر امیر نے اپنی شادی کا سامان کیا تیاری ہونے لگی

دوسرے داستان سرت نشان ملکہ آسمان پری کے بیان ہوتے ہین

حجلہ آرایان بزم تحدائی و پیراستگان محفل عروسی بصد زیبائی نوشاہ قلم عروس شیم کو مسند قرطاس پر یون جلوہ پرداز
کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری نے عبدالرحمن جنی سے کہا کہ فرمایئے امیر با توقیر اب کہان ہین اور کیا
کرتے ہین عبدالرحمن جنی نے کہا اے آسمان پری امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کوہ شام پر ہین اور سامان
عقد ملکہ مہرنگار مین مصروف ہین کل عقد ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران کے
ساتھ ہوگا یہ سنکے آسمان پری نہایت برہم ہوئی اور کہا مین ابھی لشکر دیولے کر جاتی ہون اور مہرنگار کو گرفتار
کیے لاتی ہون عبدالرحمن جنی نے کہا اے آسمان پری ہرگز ایسا ارادہ فاسد نہ کرنا ورنہ امیر کشورگیر تیری تمام
نسل کو قتل کریگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا مناسب یہ ہے کہ بسہولت اور بصد لطف و مدارات ملکہ مہرنگار سے
ملو اور بہ محبت و الفت پیش آؤ ملکہ اہتمام شادی کا تم خود کرو کہ امیر خوش ہون اور رضامند ہین کہ اسمین تمہارے
حق مین بہتری ہے آسمان پری نے کہا کہ بہتر یہ کیونکر ہو سکے عبدالرحمن نے کہا مین تمکو اپنے ساتھ لیے چلتا ہون یہ کہکر
عبدالرحمن جنی اُٹھ کھڑے ہوے اور آسمان پری نو لاکھ کا لشکر لیکر عبدالرحمن جنی کے ہمراہ کوہ شام کی طرف پردہ دنیا
پر روانہ ہوئی جب قریب کوہ شام کے ایک صحراے پرفضا مین پہونچی عبدالرحمن جنی نے کہا مناسب ہے کہ اسی صحرا مین
ڈیرے ڈالدو اور اسی میدان لق ودق مین ٹھہرو اور خیمہ برپا کرو مگر خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران کو اُٹھوا منگاؤ تو وہ سب

کاموئی درستی کردیگا یہ سنکر آسمان پری نے لشکر دیوان سے حکم کیا کہ اسی جگہ خیمے استادہ کرو اور یہین مقیم ہو آسمان پری لشکر
دیوان لیکر اسی صحراے سبزہ زار مین اتری اور دیو تندک سے کہا کہ تو کوہ شمام پر جا اور عمرو عیار حمزہ کو جلد اُٹھا لا دیو
تندک کوہ شمام پر آیا اور پنجہ سے عمرو کو اُٹھا لے گیا عمرو کرۂ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگیا دیو تندک نے لیجا کر
سامنے آسمان پری کے رکھدیا جب عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ مین صحبت دیوان مین ہون اور سامنے مسند جواہر نگار پر ملکہ
آسمان پری جلوہ افروز ہی بخوبی پہچانا اُٹھکر ملکہ آسمان پری کو سلام کیا اور کہا آپ نے مجھکو کیون تکلیف دی کہ
دیو سے اُٹھوا منگایا ملکہ آسمان پری نے مسکرا کر کہا کہ مو نے تجھکو تکلیف کیا دی بلکہ یہ نہین کہتا کہ خوشا تقدیر تیری جو
میرے جلوۂ حسن کی زیارت کی عمرو نے کہا اے ملکہ آسمان پری ملکہ مہر نگار سے آپکا حسن و جمال زیادہ نہین ہی کہ مین
لٹکا وکنان ہون آسمان پری نے کہا اے خواجہ مین چاہتی ہون کہ ملکہ مہر نگار اور امیر با توقیر سے مجھے صفائی کرا دو
عمرو نے کہا اے آسمان پری کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو خدا کے واسطے جلد یہانسے چلی جاؤ کہ امیر با توقیر اٹھارہ برس
کے بعد نہایت عاجز و پریشان ہوکر آئے ہین تمھاری طرف سے مزاج مین بہت برہمی ہی نہین معلوم کیا ہو عبد الرحمن
جنی نے کہا اے عمرو سچ کہتے ہو اسمین کوئی شک نہین مگر اب تو کچھ تدبیر کرنا چاہیے تمھاری عیاری سے یہ کچھ بعید ہی
آسمان پری نے کہا اے خواجہ مین کسی طرح نہ مانونگی جسطرح ہو سکے امیر کو رضامند کر دو یہ کہکر ایک صندوقچہ جواہر کا منگا کر
عمرو کے آگے رکھدیا عمرو خوش ہو کے مثل گل صد برگ کھل گیا اور صندوقچہ اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کہا اے ملکہ آسمان پری
ابتم دیکھو مین کیا کارگزاری کرتا ہون اُس عرب کی کیا مجال ہی جو تجسے نہ رضامند ہو اچھا اب مجھکو پہونچوا دو آسمان پری
نے دیو تندک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو پہونچا آ عمرو کو دیو تندک نے ساتھ لیکر کوہ شمام پر پہونچا دیا عمرو امیر با توقیر
کے پاس آیا اور کہا اے حمزہ بھاگ غضب ہوا آسمان پری نو لاکھ دیوون کا لشکر لیکر یہان آگئی اب تیری خرابی ہوگی
شادی مین ٹکندک پڑی صحبت عروسی بے لطف ہوئی یہ سنکر امیر گھبرا گئے اور عمرو سے کہا اے خواجہ اب کیا کرون
کچھ تدبیر بتاؤ عمرو نے کہا میرے بتائے کچھ نہ بنے گا آسمان پری بہت بگڑی ہوئی ہی امیر نے اسی وقت
دس ہزار روپیہ عمرو کو دیے اور کہا اے بھائی خواجہ تم آسمان پری کو راضی کرو عمرو نے یہ سنکر روپیہ تو نذر زنبیل
کیا اور وہانسے ملکہ مہر نگار کے پاس آئے اور کہا اے ملکہ بنا گل پھولا ہی نو لاکھ دیوون کا لشکر لیکر آسمان پری
آگئی مگر تم اتنا خیال رکھنا کہ آسمان پری سے بصد لطف و مدارات پیش آنا اور بہ اطاعت اسکی خاطر داری کرنا
نہین تو خدا معلوم کیا انجام ہو ملکہ مہر نگار نے کہا بھیا جو کچھ تم کہو مین اسکو بسر و چشم بجا لاؤن اور مین خود جاکر استقبال
وہان چلکر ملاقات ملکہ آسمان پری کی کرونگی یہ کہکر چلنے کا سامان کیا خواجہ عمرو اُٹھکر باہر آئے اور سات ہزار
پہلوانان جنگی کو حکم دیا کہ مسلح و مکمل ہوکر زرق و برق بنکر غرب سے شرق تک دو صفین باندھ کر کھڑے ہو پانون سے پانون
اور شانے سے شانہ بھڑا رہے کہ اُدھر کا آدمی نہ تمیز کر سکے کہ کون آتا جاتا ہی ملکہ مہر نگار ناموس حمزۂ عالیمقدار بصد شوکت و فخر تمام
ملکہ آسمان پری کی ملاقات کو جائینگی بموجب حکم خواجہ عمرو تمام پہلوانان زرین پوش مسلح و مکمل ہوکر دو صفین
باندھ کر آراستہ ہوئے ملکہ مہر نگار بصد جاہ و تجمل و اقتدار محل سے برآمد ہوکر روانہ ہوئین مگر آگے وزیرزادیان جدا جدا
گروہ نازنینان مہ جبینان کا لیکر چلین خواجہ عمرو آگے بڑھکر ملکہ آسمان پری کے پاس پہونچے اور خبر دی کہ اے
ملکہ آسمان پری خوش ہو کہ ملکہ مہر نگار تمھاری ملاقات کو اور ملنے کو تمسے آتی ہین آسمان پری نے اُٹھکر منھ دھویا
مسی کاجل کرکے آراستہ ہوئی بالون مین عطر گلاب ڈالکر شانہ کیا زلفون کی ناگنون کو دوش پر ڈالا پوشاک فاخرہ
پہنکر دریاے جواہر مین غرق ہوئی اور تاج زرین سر پر رکھ کر تخت مرصع کار پر تمکن ہوئی یکایک آمد آمد کا شور

ہوا کہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہرنگار کی چھ سو نازنینان مرصع پوش ومہ جبینان دُر در گوش کو لباس پرتکلف سے
اور زیور جواہر کے پہننے سے زرق و برق مثل عروس شب اول کے بنی ہوئی تھین ہمراہ لیے مع تحفہ جات آئی ملکہ
آسمان پری حسن وجمال اور جاہ وجلال فتنہ کا دیکھ کر اُٹھا چاہتی تھی کہ خواجہ عمرو نے کہا آپ تشریف رکھیے
یہ میری معشوقہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہرنگار کی ہے یہ سنکر آسمان پری مسکرانے لگی فتنہ نے مع چھ نازنینون کے
صفین باندھ کر مجرا کیا اور تحفہ جات ملکہ آسمان پری کے پیشکش کیے کہ اتنے مین پھر آمد آمد کا غل ہوا دیکھا دو پریزادین
حور کی صورت مین لباس و زیور سے مغرق مع چھ چھ سو نازنینون کے آئین آسمان پری نے پھر ارادہ اُٹھنے کا کیا
عمرو نے کہا ای آسمان پری یہ بھی دونون وزیرزادیان ملکہ مہرنگار کی ہین ایک کا نام دلشاد ہے اور دوسری کا نام
دلنواز ہے اُن دونون نے بھی صفین باندھکر مجرا کیا اور بحضور ملکہ آسمان پری آکر مودب بیٹھین ناگاہ پھر غلغلہ
اُٹھا زہرہ مصری لباس و زیور مین آراستہ و پیراستہ مع چھ سو نازنینان وحسینان کے حاضر ہوئی اور صف
باندھ کر تسلیمات بجا لائی اور جو تحفے ہمراہ تھے وہ سامنے ملکہ آسمان پری کے رکھدیے ملکہ آسمان پری نے کہا ای
زہرہ مصری تم کیونکر یہان آئین زہرہ مصری نے عرض کیا کہ سمندون ہزار دست نے مجکو قید کر لیا تھا امیر
باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران نے اُسکو قتل کیا اور مجھکو رہا کرکے اپنے ساتھ لے آئے یہ ذکر تھا
کہ ایکبار شور و غل بلند ہوا دیکھا کہ بارہ سو نازنینان وحسینان ومہ جبینان مہرتلکینان مرصع پوش دُر در گوش پری پیکر
سیمبر حور لقا نازک دار است وچپ پیش دلبس پوشاکین زرق و برق پہنے ہوئے زیور و جواہر مین غرق شہرۂ آفاق از غرب
تا شرق آراستگی عروسانہ کیے ہین ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان ناموس امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان حسن خدا
کی شان کا نمونہ آراستگی بیحد دانتہا بصد ناز و ادا خرامان خرامان چلی آتی ہین ملکہ آسمان پری دیکھتے ہی شاہزادی
کو اُٹھ کھڑی ہوئی قریب آکر پہلے گلے ملی پھر ہاتھ پکڑکر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اور طبق زر ملکہ مہرنگار پر سے نثار کیا بعد ملاقات
ہونے اور مزاج پرسی کے آسمان پری نے کہا صاحب میرا جی چاہتا ہے کہ ملکہ مہرنگار کی شادی مین خود کرونگی یہ کہکر چند
دیوون کو بُلایا اور حکم کیا کہ جاؤ جلد پردۂ قاف سے بارگاہ سلیمانی اور قلابہ چینی اور کبابۂ چینی اور شہنا نواز
نوبت والے اور جمیع ضروریات کتخدائی لاکر حاضر کرد الغرض بہت سے دیو اُسی وقت پردۂ قاف مین گئے
اور سب اشیا لا لاکر موجود کین پریزادان زرین کمر آراستگی محفل رقص وصحبت عروسی وغیرہ مین کمر ہمت چست
باندھکر موجود ہوے اور آتشبازی سلیمانی قاف سے منگوائی گئی کہ جسکو آج تک پردۂ دنیا پر دیکھنا کیسا سُننا
بھی نہوگا ایک دم مین کوسون تک بارگاہین اور خیمے تنبو قناتین چھولداریان استادہ ہوگئین وہ صحرا ے
لق ودق بہتر از آبادی سابق شہر لکھنو ہوگیا جنگل مین منگل تھا ہر طرف بازارین مثل چوک آراستہ و پیراستہ
تھین دکانہاے گلفروش و تنبولی وغیرہ دور و یہ ہر جگہ جہین کٹورا کھنک رہا ہے خوانچے والے آوازین لگارہے
ہین ساقنون کی دکانون پر ڈھولکین بجتی ہین تانین اُڑ رہی ہین جابجا لنگیرے تنے ہوے ناچ ہر قسم کا ہو رہا ہے اُدھر
کا حال سُنیے کہ آسمان پری ملکہ مہرنگار کی طرف سے بندوبست کرتی ہے اور قریش سلطان امیر باتوقیر زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کی طرف سے بڑی دھوم دھام اور سامان سے مانجھا ہوا تمام اہالی دربار مع
امیر باتوقیر زعفرانی کپڑے پہنے ہوے ہین اور امیر مانجھے کا جوڑا زیب جسم کیے ہین گویا تمام صحرا زعفرانی تھا ادھر
محل مین تمام انیسین جلیسین ملکہ مہرنگار کے ہمراہ مع آسمان پری زعفرانی جوڑے سے آراستہ بعد اُسکے ساچق کا
سامان اس دھوم دھام اور جاہ وتجمل سے ہوا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا اور مہندی بھی بڑے تزک و احتشام سے

آئی ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جسوقت سامان مانجھے وغیرہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کا ملکہ آسمان پری کی طرف درست ہوا ادھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بھی بندوبست کیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو خلعت کوتوالی مرحمت ہوا اور اسی طرح مقبل وفادار اور پہلوان عادی وغیرہ کو عہدے برائے انتظام تقسیم کئے گئے اتفاقًا نوشیروان نے بھی سُنا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی شادی ملکہ مہر نگار کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے اور بندوبست شادی اور سامان جلسہ وغیرہ کا ملکہ آسمان پری نے کیا ہے اور کل اسباب تیار آیا ہے اور ناچ گانا پریون کا ہے صحرائے سبزہ زار آراستہ کیا گیا ہے جنگل مین منگل ہے نوشیروان کو بھی سُن کر نہایت اشتیاق ہوا کہ کیفیت جلسہ شادی اور ناچ پریون کا دیکھین حکیم بزرجمہر نے کہا کہ چلیے کیا مضائقہ ہے بختک نے کہا اگر آپ وہان جائینگے تو حمزہ آپ سے نکاح نامہ پر مہر کرالیگا نوشیروان یہ کلام بختک کا سُنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑے عرصے کے پھر کہا کہ دل تو میرا بہت مشتاق جلسہ ہے کیا کیا جائے کیونکر ناچ دیکھین بختک نے کہا حضور ایسے جلسے کا تو تماشا امیر دیکھتا ہے یا فقیر دیکھتا ہے یا تو حضور اپنے سامان و تزک شاہی سے چلین اور بخوبی بیٹھ کر صحبت مین تماشا ناچ کا دیکھین یا فقیر بنکر جائیے اور تماشا ناچ کا دیکھکر چلے آئیے کسی شخص کو کانون کان خبر نہو نوشیروان کو بختک کی یہی راے پسند آئی اور کہا کہ میرے نزدیک فقیر بنکر جانا بہتر ہے کہ کسی شخص کو خبر تو نہ ہوگی رات بھر تماشا ناچ کا دیکھینگے صبح ہوتے ہی چلے آئینگے یہ سُنکر بائیس آدمی ہمراہ چلنے پر نوشیروان کے مستعد ہوے بختک نے مع نوشیروان سب کے سر اور داڑھی مونچھین منڈوائین اور گیروا بستر کر کے سب کو شکل آزاد بنایا اور تماشا جلسہ شادی امیر با توقیر کا دیکھنے کو چلے راہ مین ہو حق کرتے ہوے چلے جاتے تھے فقیرانہ کلام ہر ایک کی زبان پر جاری تھے غرضکہ اسی طرح نوشیروان سب کو ہمراہ لیے ہوے پہونچا یہان عمرو پانچسو عیار طرار ساتھ لیے ہوے کوتوالی چبوترے پر کرسی جواہر نگار پہ بیٹھا ہے یکایک دیکھا سامنے سے بائیس فقیر گیروی تہمدین باندھے ہوے چار ابرو کا صفا کیے حق اللہ کرتے ہوے چلے آتے ہین عمرو نے عیارون سے کہا ان فقیرون کو روکنا جانے نہ دینا ان سب کو ہمارے پاس لاؤ ہم دریافت کرین کہ یہ فقیر کون سے ہین اور کہان سے آئے ہین عیاران لشکر اسلام فورًا آگئے اور اُن فقیرون کو خواجہ عمرو کے سامنے لائے عمرو نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور کہان جاؤگے اُن فقیرون نے کہا بابا ہم سب آزاد فقیر ہین اور صحرا نوردی ہمارا کام ہے سُنا ہے کہ یہان جلسہ رقص ہے ہم بھی تماشا دیکھنے کو آئے ہین عمرو نے کہا تم سب کے کیا نام ہین اور کس گلیم فقیری کے ہمنشین ہو اور کس مرشد کا پیالہ تم سب نے پیا ہے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جب یہ سب کے سب وہان سے چلنے لگے تھے تو بختک نے سب سامان فقیرون کا کیا تھا مگر یہ سب پتے تجویز کرنا جو خواجہ عمرو نے پوچھے یہ بھول گیا تھا اور نام بھی سب فقیرون کے نہین رکھے تھے یہ کلام عمرو کا سُنکر سب گھبرائے اور سب کے سب چپ ہو کر بغلین جھانکنے لگے اور کچھ جواب نہ دیسکے یہان عمرو نے جو غور سے دیکھا تو بختک اور نوشیروان اور بزرجمہر کو پہچانا جب کسی نے کچھ درست جواب نہ دیا اور آئین بائین شائین بے ترکیب باتین بکنے لگے عمرو نے سرہنگ مصری سے کہا کہ ان فقیرون کو ہمارے خیمے مین لیجاکے بند کرو اور پہرا مکمل کرو صبح کو دیکھا جائیگا سرہنگ مصری اُن فقیرون کو لیکر خیمہ عمرو مین آیا اور پیچھے پیچھے عمرو بھی پہونچا اور عیارون سے کہا مین ان فقیرون کو خوب پہچانتا ہون یہ بختک ہے اور یہ نوشیروان ہے اور یہ بیژن کا مرانی اور یہ شروین کا مرانی اور وہ ہومان دمشقی

اور ہامان وشقی اور بزرجمہر وغیرہ مین جلد ان سب کو رسی سے باندھ دو کوئی ان مین سے بھاگنے نہ پائے ادھر
تو عمرو یہ بندوبست کر رہے ہین اور اُدھر سرہنگ ملی نے جا کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ
عمرو نہایت ظلم کر رہا ہے کہ بائیس فقیر نہین معلوم کہان سے آئے ہین اور وہ سب مشتاق جلسے کے ہین
عمرو نے اُن سبکو باندھ کر قید کیا ہے امیر باتوقیر یہ سنکر اُسی وقت عمرو کے خیمے مین آئے عمرو پر خفا ہوے اور
فرمایا اے عمرو مین نے تمکو اسواسطے نہین کوتوال کیا ہے کہ تم خلق پر ظلم کرو اور ایک ایک کو باندھکر قید کر دیا حرکت بیجا
ہے اُن بیچارے فقیرون کو چھوڑ دو عمرو نے کہا اے امیر آپ نے ان فقیرون کو نہین پہچانا یہ بختک ہے اور وہ نوشیروان
ہے اور یہ بزرجمہر ہین اور یہ ثور مین کامرانی وغیرہ سرداران نوشیروان ہین یہ سنکر امیر بزرجمہر کے پاس آئے اور
جلدی سے بزرجمہر اور نوشیروان کو کھولا اور سب کو رہا کیا اور بزرجمہر سے کہا کہ اجی یہ کیا کیا آپ سب لوگ
سوار ہو کر کیون نہ تشریف لائے بزرجمہر نے کہا مین نے تو پہلے ہی رائے دی تھی کہ تزک بامان وجاہ وحشم سے
چلیے اور شریک جلسۂ شادی ہوجیے مگر بختک نے یہ رائے دی کہ جسکا نتیجہ یہ ہوا اور سب کو ذلیل وخوار کرایا یہ سنکر
امیر باتوقیر نے سب کو نہلا کر پوشاکین منگوا کے پہنائین اور سب کو آراستہ وپیراستہ کر کے اپنے ساتھ صحبت رقص مین
لائے اور نوشیروان کو مسند زرین پر بٹھایا ملکہ مہرنگار نے جو سنا کہ نوشیروان وبختک وبزرجمہر وغیرہ بھی آئے
ہین اپنے خیمے مین بلوایا نوشیروان کو ملکہ مہرنگار نے سلام کیا نوشیروان نے بیٹی کو سینے سے لگایا ملکہ نے اپنے باپ
کی بڑی خاطر کی بعد اسکے نوشیروان آکر محفل رقص مین بیٹھا اب یہان جلسۂ رقص ہے اور پریون کا ناچ ہو رہا
ہے اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان دولھا بنے ہوے پوشاک شاہانہ پہنے اور سہرا باندھے ہودج مرصّع
مین پریزادون کے آگے اور ہزارہا دیوون نے مبارک سلامت کا غل مچایا مسند عروسی پر دولھا جلوہ افروز ہوا
ملکۂ آسمان پری نے دیوون کو گرد امیر کے مقرر کیا سب بموجب جنبانی کرنے لگے امیر باتوقیر پر چنور طاؤس
زرین بال کا ہونے لگا مگر آسمان پری نے سب دیوون کو حکم قطعی دیا کہ کوئی دیو کسی کو اذیت نہ پہنچانے اور تکلیف
نہ دے یہان یہ جلسہ جمع ہے ناچ ہو رہا ہے یکایک آسمان پر ایک برق چمکی اور شعلۂ آتش بھڑک کے زمین پر گرا دیکھا
کہ ایک دیو ہے قد اسکا ہزار گز کا شاخین دراز دو ہزار من کا ارّہ لیے ہوے محفل رقص مین آیا اور بائین فرش
کھڑا ہو کر للکارا وہ آدمزاد کون ہے جسنے دیو مندل کو قتل کیا ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ سنکر اٹھے اور
سہرا بخشش موتیون کی لڑیون کا اُلٹ کر پگڑی سے لپیٹا اور نعرہ کیا کہ دیو مندل کو مین نے مارا ہے یہ کہکر امیر
آگے بڑھے اُسنے ارۂ گران تانا امیر محفل سے علیحدہ ہٹ کر کھڑے ہوے اُس دیو نے ارہ مارا امیر نے خالی دیکر
ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر گرا امیر باتوقیر نے اُن دونون ٹکڑون کو دور پھینکدیا
یہ دیکھتے ہی نوشیروان کے حواس باختہ ہو گئے اور سمجھا کہ حقیقت مین امیر نے سیکڑون دیوون کو بردہ قاف
مین مارا ہوگا ملکۂ آسمان پری نے جو یہ معرکہ سنا ایک طبق پر از زر وجواہر امیر باتوقیر پر سے نثار کیا ملکۂ مہرنگار
نے بھی امیر باتوقیر کے واسطے تصدق بھیجا حمزۂ صاحبقران سہرا باندھ کر مسند عروسی پر آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا
پریان مبارکباد دولھن دولھا کی سلامتی کی دینے لگین دولھا پر سے جل نچھاور کی پڑنے لگی آسمان پری نے قاضی
جمال کو واسطے نکاح پڑھنے کے طلب کیا یہان پہلے ہی سے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے قاضی جمال صاحب
کو جمالگوٹہ پیس کر شراب مین دیے تھے قاضی جمال کو دستون نے ایسا پریشان کیا کہ قاضی جی بیہوش سے تھے
عجب حال تھا تمام بدن مین آگ لگی ہوئی تھی اور دست بڑے زور پر آ رہے تھے خواجہ عمرو آپ قاضی جمال کی شکل بن کے

آئے اور عقد امیر باتوقیر کا پڑھا اُسی وقت نکاحنامہ لکھا گیا مُہرین سب کی ہونے لگین نوشیروان کے سامنے بھی
وہ نکاحنامہ آیا نوشیروان کو کچھ عذر کرتے نہ بن پڑا آخر نوشیروان نے مہر اپنی نکاحنامہ پر کی اور لاکھ روپے
قاضی جی کو دیے اور آسمان پری نے بھی بہت سا زر و جواہر دیا اور ملکہ مہرنگار نے خلعت دیا پھر عمرو کا نکاح
فتنہ وزیرزادی کے ساتھ حمزہ صاحبقران نے پڑھا عمرو نے سوا پیسہ زنبیل سے نکال کر امیر کے آگے رکھدیا
امیر باتوقیر نے کہا یہ کیا عمرو نے کہا ای امیر یہ اپنی توفیق ہے میری اوقات سوا پیسے کی ہے جو آپکے آگے
پیشکش کیا اور آپکے نکاح مین جو مجھکو لاکھون روپے ملے آپ صاحبقران زمان ہین بادشاہ ایسا ہی دیتے
ہین غرض مبارک سلامت کا غل ہوا پریون نے مبارکباد دے کر صحبت برخاست کی وہ سامان و تزک براءت کا
وہ دھوم دھام وہ جشن وہ آتشبازی کا پرستان کی چھوٹنا وہ باجے پرستانی وہ نوبتین قاف کی وہ جلوس پریون
کا اگر بیان کیا جائے تو بہت طول ہوگا مطلب داستان رہجائیگا غرضکہ محافے مین دُلھن کو سوار کیا اور گھوڑے پر
دولھا سوار ہوا اور بہت سے محافے اور تخت پریون کے جلوس و باجے نوبتین نشان آگے آگے اُس خطہ بھر
مین حلقہ کرکے دُلھن دولھا بارگاہ سلیمانی مین اُترے اور نوشیروان وغیرہ کے لیے علحدہ ایک بارگاہ استادہ کرائی
نوشیروان وغیرہ اُس مین آکر بیٹھے اور خواجہ عمرو اور امیر باتوقیر حجلہ ہاے عروسی مین داخل ہوے شب زفاف
نے چہرۂ نورانی اپنا دکھایا تجلی مہر و ماہ سے دونون کا کاشانۂ دل منور ہوا کلید آرزو نے صندوقچہ حسرت و ارمان
کو وا کیا اور دانہ ہاے لولوے شاہوار خانۂ اعلی مین ڈالے چنانچہ اُسی روز شب وصل مین ملکہ مہرنگار
اور فتنہ وزیرزادی دونون حاملہ ہوئین ملکہ مہرنگار کے بطن سے قباد شہریار پیدا ہونگے اور فتنہ وزیرزادی
کے بطن سے فیروزہ بن عمرو ظہور کرینگے ابھی یہ دونون مہر و ماہ برج حمل مین جلوہ افروز ہین کہ یکایک
طفل منور رخ بطن مشرق سے براے ضیا پردازی و عالم آرائی پیدا ہوا یعنی آفتاب عالمتاب نے فلک
نیلی رواق ظہور کیا صبح ہوئی بعد حمام و الفراغ فرائض امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی
مین جلوہ گر ہوے سب سردار بھی جمع ہونے لگے اور نوشیروان مع سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر
نے تسلیمات بجا لا کر خسرا سمجھ کر نذر پیش کی اور کہا ای بادشاہ اب آپ دین اسلام قبول کرنے مین کیا فرماتے
ہین نوشیروان نے کہا ای امیر اب مین دمشق سے ہو آؤن تو مسلمان ہونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر
سے رخصت ہوکر مع بختک وغیرہ کے جانب شہر دمشق روانہ ہوا ادھر آسمان پری بارگاہ سلیمانی امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران کو دے کر مع قریشہ سلطان پردۂ قاف کی طرف روانہ ہوئی امیر باتوقیر یہان
بعیش و عشرت رہنے لگے اُدھر نوشیروان دمشق مین پہنچکر تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا بختک وغیرہ
نے امیر باتوقیر کی بڑی تعریف کی اور تحسین و آفرین کرکے کہا حقیقت مین ایسا بہادر اور شہزور کوئی آدمی
کسی شہر مین نہ ہوگا نوشیروان سنتا تھا اور دل مین مثل ہیزم خشک کے جلتا تھا اور غصہ سے مُنھ سُرخ
ہوا جاتا تھا تمام دربار صورت نوشیروان کی دیکھتا تھا اور خاموش تھا جب بختک نے امیر حمزہ
صاحبقران زمان کی بیحد و انتہا تعریف کی سُنتے سُنتے ہومان کو غصہ آگیا اور کمان اپنی مقبل حلبی کو دی اور
کہا اس کمان کو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے پاس لیجاؤ اور جاکر کہنا کہ اس کمان کو توڑ ڈالیے
دیکھون تو امیر کیسے شہزور اور زبردست ہین مقبل حلبی وہ کمان کیانی ہومان دمشقی کی لے کر امیر کشورگیر کے
پاس آیا اور آکر امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ہومان دمشقی نے یہ کمان اپنی دی ہے اور کہا ہے کہ اسکو توڑ ڈالیے

امیر نے اُس کمان کو ایک چٹکی کے اشارے مین شکست کیا اور مقبل کو ٹکڑے اُس کمان کے دے کر رخصت کیا
مقبل حلبی بصدق دل مسلمان ہوا اور وہان سے ٹکڑے کمان کے لے کر چلا بعد اُسکے جانے کے امیر کشورگیر
حمزۂ صاحبقران نے کمان طوسی مقبل وفادار کو دی اور فرمایا ای مقبل یہ کمان ہومان کے پاس لے جاؤ
اور کہنا کہ اسپر زور کرے مقبل وفادار امیر سے رخصت ہوے اور کمان لے کر چلے اتنے عرصے مین
بہرام گرد بن خاقان چین اور معروف شاہ مازندرانی نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ہم لوگ بہت
عرصے سے اپنے ملک کو نہین گئے ہین اگر اجازت ہو تو جاکر ہو آئین امیر باتوقیر نے کہا بہتر ہی اور دونون
کو فوراً رخصت کیا یہان مقبل وفادار کمان لے کر ہومان دمشقی کے پاس پہونچے ہومان نے اپنی
بارگاہ مین طلب کیا اور دنگل پر بٹھایا مقبل نے ہومان کو کمان امیر باتوقیر کی دی ہومان نے اُسیوقت
جلسۂ عام مین کمان طوسی پر بخوبی زور کیا مگر کمان مطلق چھٹنکی نہ چڑھنا کیسا اُسکے بعد اور سب سرداروں نے موافق
اپنی اپنی قوت کے زور بہت کچھ کیا مگر کسی طرح کمان نہ چڑھی مقبل وفادار نے کہا لاؤ کمان مجھے دید و اسی قوت
زور پر امیر باتوقیر سے مقابلے کا دعوی کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم صاحبقران سے سامنا کرینگے یہ کلام سُنکر
ہومان کو غصہ آگیا کہا او کنیز بچے یہ تو کیا بکتا ہی غرضکہ اسی طرح دونون مین تکرار بڑھی ہومان دمشقی نے
اپنے سرداروں سے کہا مقبل پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی جتنے مسلمان مقبل وفادار کے ہمراہ آئے تھے وہ سب
درجۂ شہادت پر فائض ہوے اور مقبل وفادار بھی زخمی ہوے مقبل حلبی مقبل وفادار کو اپنے گھر اُٹھا کر
لے گیا اور زخمون مین ٹانکے دلوائے رات کو مقبل حلبی مقبل وفادار کو ساتھ لے کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
زمان کی خدمت مین حاضر ہوا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی کو خلعت دیا اور مقبل وفادار کا علاج ہونے لگا
امیر کشورگیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ مین چاہتا ہون ہومان سے خفیہ زور کرون عمرو نے کہا بہت خوب بسم اللہ
چلیے پھر امیر کو عمرو نے بشکل خواجہ اسد بنایا اور آپ بشکل خواجہ شہزور بنا اور کشتی پر مع چند آدمیوں کے
سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہوے جب کنارے شہر دمشق کے پہونچے کشتی سے اُتر کر بارگاہ ہومان
مین آئے ہومان دمشقی کو خبر ہوئی کہ خواجہ اسد اور خواجہ شہزور آئے ہین ہومان نے اندر دربار کے طلب کیا
اور دنگل بیٹھنے کو دیا جسوقت خواجہ اسد نقلی اور خواجہ شہزور نقلی دربار مین پہونچے ہومان اس وقت
لاف وگزاف کر رہا تھا کہ امیر مجھے بھلا کیا لڑ سکتے ہین خواجہ شہزور نقلی نے ہومان سے کہا کہ یہ میرا چھوٹا
بھائی خواجہ اسد امیر سے زور کر چکا ہی پہلے اس سے زور کیجیے تو تجکو معلوم ہو کہ آپ مین زور و قوت کسقدر
ہی ہومان نے خواجہ اسد سے پنجہ پکڑا یا خواجہ اسد نقلی نے اُنگلی ہومان کی توڑ ڈالی ہومان کو غصہ آگیا
اُٹھکر خواجہ اسد سے لپٹ پڑا اب زور بخوبی پہلوانی کا ہونے لگا دو پہر کے بعد ہومان دمشقی کو خواجہ
اسد نے اُٹھا کر دے مارا اور وہان سے روانہ ہوے شہر کے کنارے آکر کشتی پر سوار ہو کر چلے داخل قلعہ ہوے
یہان ہومان دمشقی سے کرگدن ساسانی نے کہا بشکل اپنی بدلے ہوے عمرو اور امیر تھے امیر نے اُنگلی
بھی تمہاری توڑ ڈالی بختک نے بھی کہا سچ ہی یہ زور سواے امیر باتوقیر کے اور کسی شخص مین نہین ہی ہومان نے
کہا اب کیا کرون بختک نے کہا مین تدبیر بتاتا ہون تم جاکے لشکر امیر باتوقیر پر شبخون مارو یہ اُسکے ضرر مین
کام آئی آٹھ لاکھ کا بلیون کا لشکر لے کر راہی ہوا تو لاکھ دمشقی لے کر ہومان روانہ ہوا اور ایک کروہ دا اُتنی
اور ساسانی ہمراہ لیکر نوشیروان راہی ہوا یہ سب کے سب رات کو لشکر امیر پر آگرے سلطان بخت مغربی نے

آواز دی کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ نوشیروان مع سردارون اور فوج کینہ کے شبخون آکر گرا ہی ادھر عمرو نے امیر
کو بیدار کیا اور یہ کہا کہ نوشیروان مع فوج کثیر شبخون گرا ہی لشکر مین تلوار چل رہی ہی امیر گھبرا کر اٹھے اور تیغہ
عقرب سلیمانی لے کر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے ادھر ہومان لڑتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی کے آپہونچا
تھا امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا امیر نے اشقر کو روکا ناگاہ اشقر کا پاؤن طناب مین خیمہ کی اُلجھا امیر کشورگیر
اشقر کے سنبھالنے مین مصروف ہوئے نگاہ امیر باتوقیر کی دشمن کی طرف سے پھر گئی ہومان برابر امیر کے آچکا تھا
فوراً ارّہ پشت نہنگ دو ہزار من کا مارا امیر باتوقیر کے سر پر پڑا تا دو ابرو اتر آیا امیر باتوقیر نے دستانہ مارا ارّہ
جھٹکا کر نکل گیا چادر خون کی امیر کے چہرے پر آپڑی زخم سر مین ہوا لگی امیر بیہوش ہو گئے عمرو امیر کو لیکر بھاگا
ہومان و نوشیروان وغیرہ نے تعاقب کیا سامنے ایک پہاڑ نظر آیا عمرو امیر کو لیکر اُس پہاڑ پر چڑھ گیا ہومان
بھی پیچھے پیچھے مع لشکر کفار کے پہونچا مقبل وفادار و سرداران عالیوقار نے مقابلہ کیا وہ سب کے سب زخمی
ہوئے اور عمرو کے ساتھ ہی پہاڑ پر چڑھ گئے ہومان مارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی اور چار نقابدار
پیدا ہوئے ایک نقابدار نے بڑھ کر عمرو سے کہا کہ آج شب کو اسوقت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام
نے ہمکو مسلمان کیا اور نام ہمارا جبار حلبی ہی اور حضرت نے بتاکید ہمسے فرمایا تھا کہ امیر و عمرو وغیرہ ہومان
و نوشیروان سے شکست کھا کر زخمی ہوئے ہین اور اسی پہاڑ پر بھاگ کر آئے ہین جلد جاؤ اور اپنے قلعے مین
اُن سب کو لے آؤ خواجہ عمرو نے نقابدار سے پوچھا کہ تمھارا قلعہ کہان ہی جبار حلبی نے کہا اسی کوہ پر دہنہ نقب
ہی کہ راہ اسکی میرے قلعے مین گئی ہی عمرو سب کو مع امیر باتوقیر لے کر جبار حلبی کے ساتھ اُسی دہنہ نقب سے
قلعے مین آئے اِدھر زوبین کامرانی بھی تعاقب کنان کوہ پر آیا دیکھا کہ دہنہ نقب مین لشکر امیر باتوقیر اتر گیا
یہ بھی لشکر لیکر اُسی دہنہ نقب مین آیا اُس نقب مین تھوڑی دور پر دوراہا تھا ایک راستہ صحرا مین نکلا تھا اور ایک
راہ قلعے کو گئی تھی چونکہ تاریکی تھی زوبین کامرانی صحرا کی راہ پر آگیا اور لشکر امیر بھی آگے آگے اُسی راستے پر گیا مگر امیر
و عمرو اور چند آدمی جبار حلبی کے ہمراہ وہ دوسری راہ سے قلعے مین داخل ہوئے زوبین کامرانی مع لشکر جب
صحرا مین آکر نکلا آیندو روند سے پوچھا کہ ادھر کچھ فوج گئی ہی کسی نے کہا کہ ایک لشکر حلب کو گیا ہی یہ بھی بتعجیل تمام
حلب مین آیا معلوم ہوا کہ امیر و عمرو مع لشکر قلعے مین داخل ہو گئے جب ہومان برابر قلعے کے پہونچا دیکھا دروازہ
بند ہی ہومان نے بند و بست کر کے دھاوا کرنے کا ارادہ کیا اب قلعے پر لڑائی شروع ہو گئی یہان جبار حلبی نے
آتے ہی امیر وغیرہ کا علاج کیا زخمون مین ٹانکے دلوائے اب امیر کو ہوش آیا دیکھا مین قلعے مین ہون پوچھا یہ
کیا سامان ہی عمرو نے کہا قلعۂ حلب ہی اور ہومان و ہام دھاوا کرتے ہین امیر نے کہا مجکو دروازۂ فیلبند پر لیچلو
عمرو امیر کو دروازۂ فیلبند پر لایا امیر وہان بیٹھ گئے ادھر ہومان مع فوج کے برابر خندق کے آچکا تھا دیکھا کہ
کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور وہین سے تلوار کھینچکر لشکر کفار پر آپڑا اور وہ غضب کی شمشیرزنی کی کہ ترک فلک نے
کانون پر ہاتھ رکھ لیے ہزارون کو کاٹ کر ڈالدیا اور وہ نقابدار تلوارین مارتا ہوا برابر ہومان کے پہونچا آتے ارّہ پشت
نہنگ کا وار کیا نقابدار نے بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر چھین لیا پھر بند دست پکڑ کے ہومان کو اٹھا لیا
ہام نے بڑھ کر تلوار ماری نقابدار نے اُس کی بھی تلوار چھین لی اور بائین ہاتھ سے اُسکو بھی اٹھا لیا اور دونون کو
بجائے سپر لے کر سامنے کفار کے لڑنے لگے چالیس قدم بڑھ کر دونون کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا کہ جسم
نجس دونون کافرون کے چورا چورا ہو گئے سب کفار بھاگے کشتون کے پشتے لگ گئے خون کا دریا بہنے لگا امیر

قلعے سے نکل کر دوڑے اور نقابدار کو سینے سے لگا لیا اور کہا اے نقابدار سچ بتا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا اے امیر نقاب اٹھا کر دیکھ لیجیے یہ سُن کے امیر باتوقیر نے نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹا دی دیکھا کہ ہمصورت حمزۂ صاحبقران عالیشان صاحبزادۂ بلند اقبال ہے پوچھا تو دریافت ہوا کہ یہ نوجوان اقبال نشان عمرو بن حمزۂ صاحبقران ہے اور یہ بطن سے ملکہ گلشن آرا بانو کے ہے امیر بہت خوش ہوئے اور گلے سے لگایا خوب پیار کیا اور شکر کیا کہ پروردگار نے فرزند ارجمند ایسا ہمزور دیمطاقت وہم قوت وہمصورت وہمسیرت عنایت کیا امیر باتوقیر کو قوت دلی ہوئی فرزند کے ملتے ہی اور دل بڑھ گیا پھر امیر باتوقیر اور شاہزادۂ عمرو بن حمزہ مع لشکر کے شمشیر زنی کرتے ہوئے اور لشکر نوشیروان کو مارتے ہوئے دمشق میں پہونچے نوشیروان صحرا کی طرف بھاگا امیر باتوقیر نے دمشق پر پھر قبضہ کر لیا اور تمام دمشقیوں کو مسلمان کیا اور بارگاہ میں آ کر جلوہ افروز ہوئے دیکھا امیر نے کہ ایک خواجہ سرا لڑکے کی انگلی پکڑے ہوئے امیر باتوقیر کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ ہومان اسکا نام ہے اور تمام دمشقی کا یہ بیٹا ہے امیر اُس لڑکے پر بہت رحم ہوئے اور ملک اُسکے باپ اور چچا کا اُس لڑکے کو دیا اور وزیروں سے اُسکے کہا کہ اس لڑکے کو اچھی طرح پرورش کرنا عمرو نے امیر باتوقیر سے کہا کہ اس لڑکے سے خوف معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ہاتھ سے آزار پہونچیں گے مناسب یہ ہے کہ اسکو بھی قتل کر ڈالیے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خلاف شرع میں نکرونگا کس واسطے کہ یہ لڑکا نجیطا اور یتیم ہے یہ ضرور واجب الرحم ہے میں رضامندی پروردگار کا

جویاں ہوں ملک و مال کا میں فقط خواہاں نہیں ہوں

دو کلمے داستان حیرت بیان پہونچنا امیر باتوقیر کا مع عمرو بن حمزۂ یونانی کے قلعہ حلب میں اور خفا ہو کر نکال دینا ملکہ مہر نگار کو امیر کا اور تباہ و برباد پھرنا ملکہ مہر نگار کا ایام حمل میں امیر باتوقیر کے پاس سے نکل گئے

دست برداران محبوب خوش اسلوب مضامین دلکش و دلداری و آوارہ شدہ گان کوچۂ عبارت داستان داستان معصوبت بیان بزبان طراری و فراری اس تقریر دلپذیر کو یوں قلم برداشتہ تحریر کرتے ہیں کہ جس وقت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہر دمشق سے کوچ کر کے مع لشکر و عمرو بن حمزۂ نامدار و ملکہ مہر نگار عالیوقار قلعۂ حلیبہ میں پہونچے اور بعد عیش و سرور قیام کیا اور دربارداری ہونے لگی جب ملکہ مہر نگار کو معلوم ہوا کہ نقابدار نارنجی پوش فرزند امیر باتوقیر کا ہے اور نام اُسکا عمرو بن حمزۂ یونانی ہے اسکو بھی نقابدار کی بہادری و جراری وحُسن و جمال جہان آرا سنکر نہایت اشتیاق دیکھنے کا ہوا امیر باتوقیر سے کہلا بھیجا کہ یا امیر میں آپ کے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہوں امیدوار ہوں کہ ایک لحظہ بھر کے واسطے یہاں بھیج دیجیے صاحبقران زمان بعد عز و شان بعد برخاست کرنے دربار کے اپنے قوت بازو و فرزند جگر عمرو بن حمزہ کو ساتھ لیکر داخل محل ہوئے شاہزادہ والاتبار عمرو بن حمزۂ نامدار نے دیکھتے ہی ملکہ مہر نگار کو بہ ادب سلام کیا و نذر پیش کی ملکہ مہر نگار نے عمرو بن حمزہ کا سر سینے سے لگایا اور خلعت فاخرہ مرحمت کیا بہادری و دلاوری کی بہت تعریف کی عمرو بن حمزہ تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت ہوئے اور لشکر میں آ گئے بعد جانے عمرو بن حمزہ کے ملکہ مہر نگار نے کہا کہ جس زمانے میں ہماری شادی اولاد بن مرزبان خراسانی سے ٹھہری تھی اور آپ سے عشق ہوا تھا اگر اُس ایام میں میرے یہاں لڑکا پیدا ہوتا تو اتنا ہی بڑا ہوتا یہ کلام نافرجام ملکہ مہر نگار کا سنکر امیر باتوقیر کو غصہ آ گیا چہرہ سُرخ ہوا غیظ سے تھرتھر کانپنے لگے اور ملکہ مہر نگار سے

پاس سے اٹھکر باہر محل کے چلے آئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بُلایا اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا
ای خواجہ اِس دختر آتش پرست کو ہمارے یہان سے ابھی نکال دو عمرو نے بہت سا عذر کیا اور بعجز کہا ای امیر ملکہ نے
عمداً یہ کلمہ نہین کہا ہی بلکہ سہواً مُنہ سے نکل گیا ہوگا اب عفو کیجیے امیر باتوقیر کو اور زیادہ غصہ آگیا اور کہا ای عمرو اگر
تو اس دختر آتش پرست کو اسوقت محل سے نہ نکالیگا تو ابھی مارے کوڑون کے اُسکی اور تیری دونون کی کھال گرا دونگا
بہتر یہ ہی کہ جاؤ محل مین اور ابھی اُس کمبخت کو نکال دو ذرا پاس و لحاظ نہ کرو مجبور و ناچار عمرو محل مین آیا اور کہا ای ملکہ تمنے
غضب کیا اتنا سا کلمہ ازراہ نادانی کہکر امیر باتوقیر کو برخاستہ کر دیا یہ عرب طوطا چشم ہوتے ہین جب بگڑتے ہین
تو کسی کی نہین سنتے مین مجھکو حکم دیا ہی کہ اسی وقت ملکہ کو نکال دو ورنہ پھر مین تم دونون کے ساتھ بے ترکیبی کرونگا
ای ملکہ اب سوائے نکل جانے کے تمکو کوئی چارہ نہین اور مجھکو بھی کچھ بن نہین پڑتا ایسا نہو کہ تمھارے ساتھ مین بھی
راندۂ درگاہ امیر باتوقیر ہون پھر میری اور تمھاری دونون کی آبرو مین خلل آجائیگا ملکہ مہر نگار بصد حال زار یہ کلام
مصیبت التیام خواجہ عمرو سے سُنکر آنکھون مین آنسو بھر لائین اور کہا ای بھائی عمرو بہتر ہی جو کچھ تقدیر کا لکھا مین
تو سمجھی تھی کہ اب طالع خفتہ بیدار ہوا مگر ابھی مقدر میرا برگشتہ ہی دیکھیے فلک پیر کیا دکھاتا ہی یہ کہکر ملکہ مہر نگار اُٹھ کھڑی
ہوئین اُسی وقت بارہ سو کنیزین انیس جلیس مع فتنہ وزیرزادی کے ہمراہ ملکہ مہر نگار چلنے کو تیار ہوئین عمرو نے
فتنہ سے کہا کہ تم کیون جاتی ہو تمھارا تو عقد میرے ساتھ ہوا ہی اب تمکو ملکہ سے کیا کام ہی اور نہ مین تمھین نکالتا ہون
فتنہ نے ناک پر انگلی رکھکر کہا لو خوب مین اور ملکہ مہر نگار کو زندگی مین چھوڑ دون مجھسے تو یہ نہوگا جہان پر میری
شاہزادی ہوگی وہان پر مین بھی ضرور رہونگی جب یہان ملکہ مہر نگار نہونگی تو مین کیا تجھ ایسے موے سوختے کالے
دھیڑ کے مُنہ کو آگ لگاؤنگی فقط مین نے اپنی ملکہ کی خاطر سے تیرے ساتھ عقد کیا تھا ورنہ مجھکو تیری کیا پروا تھی مین
ایسون سے جوتی پر لوٹنا بھی نہین رکھواتی عمرو نے نیلے پیلے دیدے نکالکر کہا کہ بسم اللہ جو چیز سنبھالیے آشیانہ خالی
کیجیے تمسے بہتر حور وش پری پیکر گلعذار ستر سو آکر اس جال مین پھنسینگی شعر تمکو معشوق بہت ہمکو طرحدار بہت +
دم سلامت رہے بندے کے خریدار بہت + پھر ملکہ مہر نگار نے مقبل وفادار کو بُلایا اور اشک حسرت اپنے رُخسار
پر بہاکر کہا ای بھائی مقبل تمسے ہوسکتا ہی کہ تم اسوقت بیکسی و مجبوری مین ہمارا ساتھ دو مقبل وفادار ملکہ سے
یہ کلمے حسرت آمیز سُنکر رونے لگے دل مین رحم آگیا اور کہا خداوند کریم کسی پہ بُرا وقت نہ ڈالے ای ملکہ مین جان و دل
سے حاضر ہون بسم اللہ چلیے آپ میری مالک و مختار مثل امیر باتوقیر کے ہین غرضکہ ملکہ مہر نگار ایک ایک سے
گلے ملتی تھی اور رخصت ہوکر روتی تھی جسوقت ملکہ مع کنیزان خاص وغیرہ کے سوار ہوئی خواجہ عمرو کو بُلایا اور زار زار
با دل بیقرار رو روکر رخصت ہوئی اور کہا اگر خدا کو منظور ہی تو کبھی پھر بھی ملاقات کسی جگہ پر ہوگی ای بھائی خواجہ عمرو
شعر جو جیتے ہین تو پھر بھی ملجائینگے + نہین تو کیے کی سزا پائینگے + افسوس صد افسوس مقدر نے کیا کیا چندے بھی
محبوب کے وصل سے دلشاد نہ رہا گردون نے پھر برباد کیا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل
سیر ندیدیم و بہار آخر شد + پھر آسمان کی طرف سر اُٹھاکر کہا ای فلک کجرفتار و ای چرخ بیدار تجھکو عاشق و معشوق
کا وصل دو دن بھی گوارہ نہ ہوا کہ دفعتاً اسطرح کی جدائی ڈالی اشعار تنگ آیا ہون مین اب ہاتھون سے
بدکردار کے + ظلم اُٹھ سکتے نہین ہین چرخ کجرفتار کے + شادمانی ایک دم کی ہی فلک کو ناگوار + دفعتاً پہلو نکل
آتے ہین کیا آزار کے + ای فلک بہتر ہی شاہی سے فقیری رحم کر + کیون ستاتا ہی گدا کو چۂ دلدار کے + مختصر ملکہ مہر نگار نے
مضطر و بیقرار زار زار روتی ہوئی سوار ہوکر مع خواصان خاص وغیرہ کے ایک طرف کو صحراے پر آشوب کا راستہ لیا اور مقبل

دس ہزار فوج جرار اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ملکہ مہر نگار کے چلے یہ سب مسافر آوارہ دست غربت چند روز منزلین
طے کرتے ہوئے ایک دوراہے پر پہونچے وہان دریافت کیا کہ یہ دونون راہین کدھر کدھر گئی ہین لوگون نے کہا
کہ ایک راہ ملک مدائن کو گئی ہی اور ایک راستہ یہان سے ہندوستان کو گیا ہی ملکہ مہر نگار نے راہ مدائن کی
چھوڑ دی اور یہ خیال کیا کہ ایسا نہو باپ میرا مجکو گرفتار کرکے ژوپین کامرانی کے حوالے کر دے یہ سوچ کر
ہندوستان کی راہ لی دو تین منزلین طے کی تھین کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دریافت کیا کہ اس قلعہ کا کون مالک
ہی تو معلوم ہوا کہ یہ قلعہ گرگین دمیعاد کا ہی اُنکو جو خبر ہوئی کہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ادھر سے جاتی ہی
وہ اسی وقت چالیس ہزار فوج سے آئے اور محاصرہ کر لیا ملکہ نے کہا کہ دریافت کرو ہمکو کسواسطے گھیرا ہی لوگون نے
جا کر گرگین سے پوچھا اُسنے کہا کہ ملکہ کہان جاتی ہین ہمارے قلعہ مین آکر اُتریں ہم آگے نہ جانے دینگے مقبل وفادار
یہ کلمہ بیہودہ سُنکر غضبناک ہوئے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا او نابکار و کیا کلمہ واہیات اپنی زبان سے نکالتے
ہو تم نہین جانتے ہو کہ یہ کون شاہزادی ہی یہ دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار ناموس زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ہی غرضکہ ایسی کچھ تکرار ہوئی کہ فساد عظیم برپا ہوا تلوار چلنے لگی کچھ لوگ مقبل کی فوج
کے مارے گئے اور مقبل وفادار بھی زخمی ہوئے ملکہ نے فتنہ سے کہا کہ تو عمرو کی زوجہ ہی اور صحبت یافتہ عیار طرار ہی
اس مقام پر کچھ عیاری کر کہ ہم سب کی جان بچے فتنہ آگے بڑھی اور گرگین و میعاد سے امان چاہی اور مقبل وفادار
وغیرہ کو جو زخمی تھے اٹھوا لیا اور گرگین وغیرہ کے پاس گئی اور کہا کہ ملکہ مہر نگار پوچھتی ہین کہ تم دونون مین ہمارا
عاشق زار کون ہی گرگین نے کہا مین ملکہ کا عاشق ہون میعاد بدکار او نے کہا مین پیشتر سے ملکہ پر شیفتہ و فریفتہ ہون
فتنہ نے کہا یہ کیا ہوگا تم کہو مین عاشق ہون وہ کہین مین شیدا ہون ایک انار و صد بیمار کس کس کو شفا ہوگی ملکہ
نے وہان سے پوچھا ای فتنہ کیا ہی فتنہ نے وہین سے پکار کے یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہی ÷ دو عملے
مین ہمارا آشیان ہی ÷ ملکہ نے کہا اسکا فیصلہ کر لینا چاہیے فتنہ نے کہا ملکہ کہتی ہین پہلے تم دونون آپسمین فیصلہ
کر لو تو مجھسے غرض رکھو ورنہ مین کسی کی بات کو منظور نہ کرونگی گرگین نے یہ سُنکر کہا کہ مین ملکہ کو لونگا میعاد بدکار
مین دختر نوشیروان پر قبضہ کرونگا غرض دونون مین تکرار بڑھی تلوار چلنے لگی دونون نے زخم کاری کھائے میعاد
گرگین کے ہاتھ سے مارا گیا اور گرگین فتنہ کے ساتھ شاہزادی کے پاس آیا ملکہ مہر نگار چپ ہوئی اور کہا ای
فتنہ اب کیا ہوگا فتنہ نے کہا صدقے جاؤن دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی مین عیار طرار کی جورو ہون تو سہی جو اسکو بھی
نہ مار ڈالا ہو آپ صرف تماشا دیکھیے مقبل وفادار بھی حیران ہی کہ فتنہ نے بڑا غضب کیا ملکہ کو گرگین کے قبضے مین
کر دیا الغرض گرگین ملکہ کو اور تمام ہمراہیان ملکہ کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوا اور دو پہر رات گئے گرگین
دولھا بن کر سہرا سر سے پاتک ہارون کا باندھ کر ملکہ کے پاس آیا فتنہ نے گرگین کو ملکہ سے دور بٹھایا اور
کشتیان شراب و کباب کی منگائین پہلے جام شراب بیہوشی آمیز کرکے فتنہ نے گرگین اور اسکے ہمراہیون
کو دیا وہ سب کے سب بیہوش ہوگئے پیتے ہی شراب کے ذائقہ موت کا زبان پر آگیا فتنہ نے خنجر کھینچا اور
مقبل نے کہا اب کیا دیکھتے ہو ان سب نابکارون کے سر کاٹ لو فوراً سب کے سر کاٹ کر لاشین قلعے کے باہر
پھنکوا دین یہ خبر دزربان سیستانی کو ہوئی کہ وہ گرگین و میعاد کا باپ تھا اسی وقت روتا ہوا نوشیروان کی طرف چلا

دو کلمے داستان عشق بیان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا عاشق ہونا رابعہ اطلس پوش پر

عاشقان صورت زیبا پری پیکر و خوش جمال و شیفتگان تصویر بے نظیر ماہ لقا و حور مثال اس داستان عشق نشان کو

زبان قلم محبت رقم سے صفحۂ دل عشاقان پر یون لکھتے ہین کہ ایک روز امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان بعد
غروشان طلایہ پھر رہے تھے ایام شب ماہ تھے اور چاندنی شفاف سبزۂ بیگانہ پر چھٹکی ہوئی بھلی لگتی تھی اور سلطان
مغربی مثل سایہ کے ساتھ ساتھ تھے دیکھا کہ ایک ہرن نہایت خوشرو پری پیکر سبزۂ شاداب کو چرا کرتا ہوا صحرا
مین پھر رہا ہی امیر نے اُس ہرن کو دیکھکر سلطان مغربی سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو مین اس غزال رمیدہ کو شکار
کرتا ہون یہ کہکر اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن چوکڑیان بھرتا ہوا چلا گھوڑا بھی طرارے بھرتا ہوا تعاقب مین دوڑا تین
دن کامل وہ ہرن صحرائے لق و دق مین چلا گیا اور امیر با توقیر نے بھی تعاقب نہ چھوڑا آرزوے شکار مین گھوڑا اڑائے
ہوئے چلے گئے چوتھے روز وہ غزال رمیدہ مثل طائر پریدہ ایک صحرا مین پہونچکر غائب ہوگیا امیر کو نہایت تاسف
ہوا کہ تین دن بے آب و دانہ جستجوے شکار مین دوڑا اور پھر شکار ہاتھ نہ آیا اب امیر کا بھوک اور پیاس کے
صدمے سے عجب حال ہے غش پر غش ضعف و نقاہت سے چلے آتے ہین چہار طرف اُس صحرا مین ہرن کو تلاش کیا
کوسون کہین ہرن کا پتا نہین معلوم ہوتا کہ چلتے چلتے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک سوداگر اُترا ہوا ہی امیر با توقیر
گھوڑا اُڑاتے ہوئے اُس سوداگر کے قریب گئے اور کہا مین بہت تشنہ و گرسنہ ہون چوتھا روز ہی کہ مین نے
نہ کچھ کھایا نہ پیا ہی وہ سوداگر یہ سُن کے ہاتھ امیر کا پکڑ کے اپنے خیمہ مین لایا اور اُسی وقت دستر خوان منگوا کر
بچھوایا اور امیر با توقیر کو کھانا کھلوایا اور آب سرد پلوایا امیر کھانا کھا کر اور پانی پی کر شکر خدا بجا لائے
سوداگر نے کہا تو کون ہی امیر نے کہا مین بھی سوداگر ہون قزاقون نے مجھے لوٹ لیا لوگ میرے ساتھ کے مارے گئے
مین بھوکا پیاسا اس طرف نکل آیا سوداگر نے کہا اچھا تو رہ تیرے واسطے دونون وقت کھانا عمدہ آیا کریگا
امیر وہان رہے دن بھر استراحت کی سہ پہر کو براے تفریح سیر کرتے ہوئے ایک طرف چلے ایک مقام پر دیکھا کہ
ایک بڈھا ہرن کے کباب لگا رہا ہی امیر کو خوشبو کبابون کی اچھی معلوم ہوئی دل نے رغبت کی امیر اُسکے
پاس آکر کھڑے ہوئے اُس بڈھے نے امیر سے صلاحاً کہا کہ آپ بھی نوش فرمائیے امیر آستین چڑھا کر بیٹھ گئے
اور بسم اللہ کہکر کھانے لگے وہ کباب ایسے ذائقے کے تھے کہ امیر با توقیر کو اچھے معلوم ہوئے سب کباب
کھا گئے اُس بڈھے نے کہا ای شخص تو سب کباب کھا گیا اب مین کیا کھاؤنگا مجھے بھوکا نہ رہا جائیگا امیر با توقیر
نے کہا تو میرے ساتھ چل اس سوداگر کے یہان سے میرا کھانا آئیگا تو وہ کھا لینا وہ بڈھا امیر کے ساتھ آیا امیر
نے اپنا کھانا اُس بڈھے کو دیدیا اور آپ بستر خواب پر آئے اُدھر رات کو لوگون نے سوداگر سے کہا معلوم ہوتا ہی
یہ شخص قزاق ہی کہ اپنے ساتھ والون کو مقام بتا دیا ہی دو پہر رات گئے وہ لوگ آکر لوٹ لینگے سوداگر ان لوگون
کے بہکانے سے امیر کو اسی صحرا مین تنہا سوتا چھوڑکر مع قافلے والون کے کوچ کر گیا صبح کو جو امیر بیدار ہوئے
دیکھا مین تنہا اس سنسان بیابان مین پڑا ہون نہ سوداگر ہی نہ اُسکا قافلہ ہی صحرا مین سناٹا ہر طرف ہی امیر نے
دعا کی کہ خداوندا اس سوداگر نے مجکو اس صحرا مین تنہا چھوڑ دیا ہی اب کسطرف جاؤن اسکو اس دغا کی سزا
دیجیو امیر اُٹھ کر اُس فقیر کے پاس آئے اور سارا حال اُس سوداگر کا بیان کیا اور کہا کہ مین تو راہ سے نابلد
ہون کس طرف جاؤن اور کیا کرون اُس بڈھے نے کہا چلیے مین آپ کو راہ پر لگا دونگا الغرض امیر اُس
فقیر کے ساتھ چلے تھوڑی دور اُسنے ہمراہ لاکر راستے سے لگا دیا امیر با توقیر پانچ چھ کوس چلے تھے دیکھا ایک جنگل مین
وہی سوداگر مع ہمراہیان و قافلے والونکے درخت سے بندھا ہوا ہی امیر با توقیر اُسکے پاس آئے اور کہا کہ یہ کیا
تجکو ہوا کسنے تجھے لوٹا ہی اور تجکو درخت سے باندھ دیا ہی یہ تجکو اُسکی سزا ملی جو تو مجھکو بخیلا تنہا جنگل مین رات کو چھوڑ کر چلا آیا

وہ سوداگر بہت پشیمان ہوا اور رونے لگا امیر باتوقیر نے کہا کچھ حال تو بیان کر سوداگر نے کہا وہ سامنے قزاقوں کا مقام
مثل قلعہ کے ہے اور نام اُس قزاق کا شبرنگ حرامی ہے اُسنے مجھے لوٹ لیا اور مع ساتھ والون کے مجھکو درخت سے
باندھ دیا ہے امیر یہ سنکر فوراً اُسطرف کو روانہ ہوئے وہ امیر باتوقیر کو دیکھکر مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ سے نکلا اور آگے
بڑھکر آیا اور للکار کر کہا اے ناشدنی اجل رسیدہ اسی مین تیرے لیے بہتری ہے کہ ہتھیار اور لباس اپنے جسم کا دیدے نہین
تو تو مارا جائیگا امیر باتوقیر نے کہا اے میرا تیرا مقابلہ ہو جائے اگر تو مجھکو زیر کرے تو ہتھیار اور پوشاک لے لے غرضکہ
امیر سے اور شبرنگ حرامی سے مقابلہ ہوا شبرنگ نے بڑھکر تلوار ماری امیر نے تلوار اُسکی چھین لی شبرنگ
امیر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دوپہر کامل زور ہوا امیر باتوقیر نے ایک مقام پر ریل کر لنگر اُس کا توڑا اور
بند دست مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر مارین شبرنگ چلایا امان امان امیر
نے فرمایا بشرط ایمان شبرنگ نے قبول کیا امیر نے چھوڑ دیا شبرنگ کلمۂ توحید پڑھکر مسلمان ہوا از صدق
ایمان لایا دین اسلام قبول کیا امیر نے کہا اے شبرنگ اس سوداگر کو رہا کر اور مال و اسباب اسکا دیدے
شبرنگ نے اُس سوداگر کو بموجب حکم امیر باتوقیر کھول کر رہا کیا اور سب اُسکا دیدیا وہ سوداگر مع اپنے
ہمراہیون کے امیر کو دعائین دیتا ہوا ایک سمت چلا گیا ناظرین پر واضح ہو کہ ایک راوی یہ لکھتا ہے کہ وہ
بڈھا جو راہ بتانے کو امیر کے ہمراہ آیا تھا وہ پھر کر اپنے مقام پر نہین گیا امیر کے ساتھ چلا آیا تھا جب امیر نے
شبرنگ کو زیر کیا اور شبرنگ مسلمان ہوا امیر نے سوداگر کو کھلوا کر رہا کیا اور مال و اسباب سب اُسکا امیر
باتوقیر نے شبرنگ سے دلوا دیا اُس اسباب کے ساتھ ایک صندوقچے پر دوڑ کے وہ بڈھا فقیر گر پڑا اور کہا اے
امیر یہ صندوقچہ میرا ہے اور مین بھی سوداگر ہون نام میرا منصور بازرگان ہے مین صحرا مین لٹ کر فقیر ہوکے
بیٹھ رہا تھا امیر نے وہ صندوقچہ منصور بازرگان کو دلوا دیا اُسنے وہ صندوقچہ کھولا اور اُسمین سے ایک تصویر
اُسنے نکالی یکایک امیر کی نگاہ اُس تصویر بے نظیر پر پڑی فوراً دل سے آہ مُنہ سے واہ کی اور کلیجا پکڑ کے
بیٹھ گئے ہزار جان سے عاشق ہوئے تیر عشق سینے کے پار ہوا دل تڑپ کر پہلو مین دلدار کے لیے بیقرار ہوا بعد
دم بھر کے پوچھا اے بھائی یہ تصویر کسکی ہے اُسنے کہا اے امیر یہ تصویر دلپذیر ملکہ رابعۂ اطلس پوش کی ہے اور
یہ بیٹی ہے تدوس رومی کی جو دربند کامیاب کا حاکم ہے امیر باتوقیر نے کہا تو اس تصویر کو بیچتا ہے اُسنے کہا کہ مجھکو
سات جہاز راگی کے بدلے مین یہ تصویر ملی ہے امیر باتوقیر نے کہا کہ ایک جہاز تو مجھسے نفع کا لے لے اور یہ تصویر
بے نظیر مجھکو دیدے وہ سوداگر راضی ہوا امیر نے ایک رقعہ مہری عمرو بن حمزہ کو لکھا کہ قرۃ العین نور الابصار
واے راحت جان و دل بیقرار فرزند ارجمند عمرو بن حمزہ نامدار طال اللہ عمرہ بعد دعاے مزید حیات و ترقی
درجات کے تمکو معلوم ہو کہ مین بخیر و عافیت ہون کچھ فکر و تردد نہ کرنا مین نے ایک تصویر بے نظیر اس سوداگر
منصور بازرگان سے آٹھ جہاز راگی کی قیمت پر مول لی ہے یہ سوداگر میرا رقعہ مہری لاتا ہے تم فوراً اسکو آٹھ جہاز
کی قیمت دیدینا کچھ حیلہ و حوالہ نہ کرنا اور اب مین دربند کامیاب کو روانہ ہوتا ہون المیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان نے یہ رقعہ لکھ کر مہر اپنی اُس رقعے پر ثبت کی اور ملفوف کرکے اُس سوداگر کو
دیا اور کہا کہ لشکر ظفر اثر ہمارا حلب مین ہے اور ایک بیٹا میرا کہ نام اُسکا عمرو بن حمزہ ہے وہ حاکم
لشکر ظفر پیکر کا ہے تو جاکے یہ رقعہ مہری میرا اُسکو دے دینا وہ تجکو اُسی وقت آٹھ جہازون کا روپیہ
دے دیگا یہ سوداگر وہ رقعہ مہری امیر باتوقیر کا لے کر جانب حلب روانہ ہوا اور امیر باتوقیر

در بند کامیاب کی طرف عشق مین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے چلے چند فرسخ راہ طی کی تھی کہ ایک دوراہا ملا امیر نے
پوچھا کہ دربند کامیاب کا کون سا راستہ ہی لوگون نے کہا کہ دونون راہین دربند کامیاب کو گئی ہین مگر ایک راہ
سے چھ مہینے کے عرصے مین پہونچنا ہوتا ہی اور ایک راہ سے آدمی چالیس روز مین جاتا ہی لیکن یہ قریب کا راستہ بسبب
خوف کے بند ہی اور وہ دور کا راستہ کھلا ہوا ہی اُس طرف کچھ دہشت نہین راہ بالکل صاف وشفاف ہی امیر نے
چالیس روز کے راستے پر قدم ڈالا لوگون نے امیر کو منع کیا کہ ای شخص ادھر سے ہرگز نہ جا جہالت کو کام نہ فرما نہین
معلوم کیسی گذرے ادھر جان جوکھون ہی ہمارا کہنا مان لے بزرگون کا قول صادق آتا ہی شعر زن. بیوہ مکن اگرچہ
حوراست * رہ راست برو اگرچہ دوراست * سُنا ہی کہ اس طرف ایک دیوانہ رہتا ہی وہ لوٹ کر مار ڈالتا ہی
امیر باتوقیر نے فرمایا خداے ما بزرگ ست وہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی مجھے کیا کسی کا ڈر اور خوف ہی جب
پروردگار میرا نگہبان ہی یہ کہکر امیر کشور گیر بسم اللہ کہکر اُسی چالیس روز کے راستے پر نصر من اللہ وفتح قریب ط
کہتے ہوے چلے جاتے جاتے جب نصف راستہ طی کر چکے دیکھا کہ ایک کھیت فالیز کا ہی چونکہ امیر باتوقیر
عرصے کے بھوکے پیاسے تھے ایک پھل اُس فالیز مین سے توڑا چاہتے ہین کہ کھائین دیکھا اُس صحرا مین سامنے
سے ایک دیوانہ پیدا ہوا اور یہ کہتا ہوا آتا ہی ای ناشدنی اجل رسیدہ کیون تیری موت تجکو ادھر لائی ہی تو نے
میری اولاد کو مار ڈالا امیر باتوقیر اُسکا کلام سُنکر حیران ہوے اور دل مین کہا کہ وہ جو دیوانہ سُنا تھا شاید
یہ وہی ہی یہ سوچ کر اُسکو دیکھکر ہنسنے لگے وہ آگ بگولا ہوکر جھپٹا اور قریب آکے ایک چوبدست امیر
باتوقیر پر ماری امیر نے چوبدست کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے اُسکے نکل گئی امیر نے چھین کے پھینکدی
دیوانہ امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو دن برابر زور کشتی مین امیر باتوقیر سے اُس دیوانے نے کیا
تیسرے دن امیر کشور گیر نے لنگر اُس دیوانے کا توڑا اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر دیوانے کو اٹھالیا اور سر پر
چرخ دے کر چاہا زمین پر مارین کہ دیوانہ بعد ہوشیاری چلایا ای آغا سرخ کندہ زن امان امان
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے قبول کیا امیر باتوقیر نے اُسکو چھوڑ دیا اور کلمۂ
توحید تلقین کیا وہ دیوانہ از سر صدق مسلمان ہوا اور دین اسلام اختیار کیا امیر باتوقیر نے کہا کہ میرے ہمراہ
چل یہ سُنکر دیوانہ گھبرایا کہا ای آغا سرخ کندہ زن اب میرے ساتھ میرے گھر پر چلیے مین اپنے مان
باپ سے پوچھ کر چلونگا وہ دیوانہ امیر کو ساتھ لے کر گھر مین آیا اور اپنے مان باپ سے ساری کیفیت بیان
کر کے کہا کہ مین آغا سرخ کندہ زن کے ساتھ جاتا ہون اُنکے والدین نے منع کیا اور کہا انکے ساتھ نہ جانا
اُس دیوانے نے ایک چوبدست ماری کہ دونون مر گئے پھر اپنی زوجہ کے پاس گیا اور سب حال بیان کر کے
کہا کہ مین آغا سرخ کندہ زن کے ہمراہ جاتا ہون اُسکے یہان لڑکا پیدا ہوا تھا اُسنے شوہر دیوانے کی گود
مین لاکر لڑکے کو ڈالدیا اور کہا کہ تمھین اختیار ہی دیوانہ خوشی خوشی اُس لڑکے کو لیے ہوے امیر باتوقیر کے پاس آیا اور
لڑکے کو امیر کے آگے رکھدیا اور کہا کہ میری زوجہ کے یہان آج یہ لڑکا پیدا ہوا ہی آپ اسکا نام کچھ رکھدیجیے امیر نے
فرمایا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھکو قندس دیوانہ کہتے ہین امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مین نے تیرے لڑکے کا نام صباح
بن قندس رکھا یہ سُنکر قندس دیوانہ نے لڑکے کو اپنی زوجہ کے پاس پہونچادیا اور ساتھ امیر کے روانہ ہوا
صاحبقران عالیشان اور قندس دیوانہ منزلین طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ ایک جنگل مین دیکھا ایک لشکر
اُترا ہوا ہی امیر باتوقیر نے قندس دیوانہ سے کہا کہ جاکر دریافت کر کہ یہ لشکر کسکا ہی قندس دیوانہ قریب لشکر آیا اور ایک

پوچھا کہ صاحب فوج کا کیا نام ہی یہ لشکر کسکا ہی جس سے پوچھا تھا اُسنے تو کچھ جواب نہ دیا دوسرے شخص نے کہا کہ
آصف الیاس مالک فوج ہین قندس دیوانہ نے ایک چوب اُسکو ماری وہ تڑپکر مرگیا لوگون نے کہا یہ کیا سوال
دیگر جواب دیگر قندس نے کہا مین تو اس سے پوچھتا تھا وہ کیون بول اُٹھا لوگ اُس دیوانے پر ٹوٹ پڑے ہلڑ
ہوگیا اتنے مین امیر بھی آگئے اور دیوانے کو ڈانٹا فرمایا ہمنے تجھکو نام پوچھنے کو بھیجا تھا یا لڑنے کو دیوانہ جھجکار
پیچھے ہٹ گیا امیر نے کہا یہ دیوانہ ہی اسکے حرکات وسکنات پر خیال نہ کرو جانے دو مین نے ڈانٹ دیا ہی اب
یہ نہ بولیگا یہ ذکر تھا کہ آصف والیاس بھی سُنکر آگئے پوچھا کیا ہی امیر نے کہا کہ یہ دیوانہ میرے ساتھ ہی مین نے
اس سے کہا کہ جاکر صاحب فوج کو دریافت کر آ یہ یہان آگرا پنے دیوانے پن مین کسی سے بھڑ امین نے اسکو ڈانٹ دیا
اب کیا مجال اسکی جو یہ کسی سے بول سکے اُنھون نے کہا آپ کا نام کیا امیر نے کہا میرا نام سعد شامی ہی مین
دربند کامیاب کی طرف جاؤنگا قزاقان صحرا نے مال واسباب لوٹ لیا یہ کہکر روانہ ہوے اور آصف
والیاس بھی دربند کامیاب کو چلے مگر امیر باتوقیر نے جو آصف والیاس سے پوچھا تم کون ہو اُن دونون
نے کہا کہ ہم حاکم دربند کامیاب قدوس رومی کے بیٹے ہین اور ملکہ رابعہ اطلس پوش کے بھائی ہین امیر
دل مین بہت خوش ہوے کہ خدا نے راہبر ساتھ کر دیا راہ کا پتا جا بجا انسے معلوم ہوتا رہیگا غرضکہ امیر باتوقیر اور
آصف والیاس علحدہ علحدہ دور دور آگے پیچھے جاتے ہین جب قریب دربند کامیاب کے پہونچے
امیر نے دیوانے سے کہا کہ جاؤ شہر مین اور کاروانسرا تلاش کرکے جگہ اُترنے کی تجویز کرو قندس دیوانہ
کاروانسرا مین آیا اور ایک ایک کو مار کے نکالنے لگا یہانتک کہ جتنے بھٹیارے تھے سب کو مارکے نکال دیا
اس عرصے مین امیر بھی سرا مین آئے لوگون نے امیر سے کہا اُس طرف نہ جائیے ایک دیوانہ سرا مین ابھی
گھُس آیا ہی وہ سب کو مار کے نکال رہا ہی امیر نے سب کو تسلی دی اور کہا تم لوگ گھبراؤ نہین یہ دیوانہ میرے
ساتھ ہی پھر امیر نے دیوانے کو ڈانٹا اور ایک مقام پر سرا مین ایک بھٹیارے کے مکان مین اُترے یکایک
آصف والیاس بھی سرا مین سیر کرتے ہوے آئے اور امیر کو پہچانکر صاحب سلامت کی اور کہا ای سعد شامی
ہم آپ کو اپنے باپ کے پاس لے چلین گے یہ تمام کلفت وافلاس آپکا دور ہو جائیگا سعد شامی نے کہا
ای آصف والیاس ہمارے یہان آج آپ کی دعوت ہی اُنھون نے کہا کہ آپ سفر مین ہین آپکو دعوت
کرنا لازم نہین بلکہ ہمکو مناسب ہی کہ ہم آپ کی دعوت کرین کہ آپ مسافر ہین سعد شامی نے نہ مانا اور آصف
والیاس کی مع متعلقین وہمراہی کے دعوت کی اور اُس دیوانے کو ایک بازو بند اپنا دیا اور کہا کہ ای دیوانے
یہ بازو بند کہین جاکر پانچ ہزار روپئے پر رہن کر لا قندس بازو بند لیکر گیا اور ایک مہاجن کے یہان
پانچ ہزار روپئے کو رہن کیا اور پانچ توڑے لے کر آیا اور امیر کو لاکر وہ روپئے دیے امیر باتوقیر نے بھٹیارے
کو بُلا کر کہا ای مہتر جی ہمکو آصف والیاس کی مع ہمراہیون کے دعوت کرنا منظور ہی جلد پخت کا سامان کر دیہ
کہکر امیر نے توڑے روپئون کے اُس بھٹیارے کے آگے رکھ دیے اُسیوقت اُسنے سب سامان مہیا کرکے کھانا پکوانا
شروع کیا غرضکہ کھانا تیار ہوا پلاؤ زردہ اور متنجن دو زعفر وسالن کئی طرح کے شیر برنج بہت خوش ذائقہ آصف
والیاس مع ہمراہیون کے آئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے سے کہا کہ خیمے ڈیرے کرایہ کے
لاکر صحبت آراستہ کرو اور روشنی کا بھی خوب سامان کرو اور طائفے جاکر لاؤ غرضکہ سب درست ہو گیا
محفل رقص آراستہ وپیراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا لوگ کھانا کھاکر آنے لگے اور محفل مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے

تمام رات ناچ و رنگ اور دورہ شراب و کباب رہا صبح کو صحبت برخاست ہوئی آصف بن الیاس سعد شامی کو
ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین آئے امیر باتوقیر نے قدوس رومی کو بہ ادب سلام کیا اور دنگل پر بیٹھ گئے
بادشاہ نے امیر سے کہا اے سعد شامی تو نے غضب کیا تو اس دنگل پر بیٹھ گیا یہ دنگل فولاد پنجہ کش کا ہے جسکا زمانہ بھر
مین کوئی ہمسر نہین ہے امیر نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین اُسکو جواب دے لونگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے
فولاد پنجہ کش بھی دربار مین آیا اپنے دنگل پر جو بیگانے کو بیٹھے دیکھا کہا اے شخص تو میرے دنگل پر کیون بیٹھ گیا تو
مجھے نہین جانتا مین کون ہون اور کیا زور اور کس طرح کی قوت رکھتا ہون سعد شامی نے کہا ہان مین تجھے
جانتا ہون اور تیری قوت کا بھی حال سُنا ہے جس بات کا تجھکو دعوی ہو مین حاضر ہون وہ دوسرا دنگل بچھوا کر
بیٹھ گیا امیر سے پنجے کا زور کیا پہر کامل پنجے کا زور ہوا کیا آخرکار امیر نے اُسکی اُنگلی توڑ ڈالی فولاد پنجہ کش
دربار عام مین بہت خفیف ہوا اور شرمندہ ہوکے امیر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تین پہر کامل کشتی ہوئی بعد اُسکے
امیر نے لنگر اُسکا توڑ کے اُٹھا لیا اور فولاد پنجہ کش کو زیر کیا بادشاہ نے یہ دیکھ کر سعد شامی کی بڑی عزت و
توقیر کی اور ایک مکان شاہی آراستہ کراکے امیر باتوقیر کو اُتارا اور بہت سے آدمی خدمت کے واسطے تعین کیے
اور کئی خوان کھانے کے مقرر کردیے امیر باتوقیر کو اُتارا امیر اور قندس دیوانہ اُسمین فروکش ہوے اور رہنے
لگے ایک روز آدھی رات گئے امیر باتوقیر کو رابعہ اطلس پوش کا خیال آیا اور جس مکان مین امیر باتوقیر
فروکش تھے وہ مکان ملکہ رابعہ اطلس پوش کے محل سے ملا ہوا تھا امیر باتوقیر بعد نصف شب کے اُٹھے اور کمند
پھینک کر محل مین رابعہ اطلس پوش کے پہونچے دیکھا کہ تمام محل منور ہے چاند تو آسمان پر سے جلوہ کرتا ہے اور
آفتاب حسن ملکہ رابعہ اطلس پوش زمین پر سے چارطرف ضیا باری کر رہا ہے کہ رابعہ اطلس پوش
جواہر نگار چھپر کھٹ پر ہاتھ پاؤن پھیلائے ہوئے بیخبر سو رہی ہے امیر باتوقیر قریب اُسکے آئے اور بیتابی دل
عشق منزل سے چاہا کہ بوسہ لب جانبخش کا لون کہ رابعہ اطلس پوش کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص میرے
برابر جھکا ہوا کھڑا دیکھ رہا ہے بیساختہ خائف ہوکر چور چور کہکر غل مچایا محل والیان سب جاگ اُٹھین اور امیر بھاگے
اُسی کمند پر سے اُتر کے اپنے مکان مین آکر سو رہے وہان محل مین تمام کنیزین روشنی لیکر ڈھونڈھنے لگین کونا کونا
محل کا دیکھا کہین کسی کا پتا نہ لگا رات بھر اُن سب کو اسی تلاش مین گذر گئی ایک ایک سے کہتی ہے کہ مین نے خود
دیکھا کہ ایک آدمی تھا وہ پھر ایسا غائب ہوگیا کہ پتا نہ لگا یہ کوئی آسیب تھا یا ہوا تھی یا کوئی جن یا پریزاد تھا کہ
نگاہ پڑتے ہی معدوم ہوا جب صبح ہوئی امیر باتوقیر پوشاک پہنکر دربار مین بادشاہ قدوس رومی کے آئے
فولاد پنجہ کش نے دنگل امیر کا بالادست بچھوا دیا اور آپ بائین طرف بیٹھا یکایک ہرکارون نے خبر دی کہ
دولاے فرنگی پانچہزار فرنگی لیکر دروازۂ شہر پناہ پر اُترا ہے انیس فرنگی نامہ لیے ہوے آتا ہے یہ ذکر تھا کہ
انیس فرنگی سامنے سے آیا بادشاہ کو مجرا کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا اور نامہ مرزوق فرنگی کا بادشاہ کو دیا بادشاہ نے اُس نامہ کو
کھولکر پڑھا اُس مین یہ لکھا تھا اے بادشاہ قدوس رومی تم کو معلوم ہو کہ فرزند میرا کپتان فرنگی تمھاری دختر
رابعہ اطلس پوش پر عاشق ہوا ہے بہتر یہ ہے کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کو جلد سوار کرکے دولاے فرنگی کے ہمراہ روانہ
کرد اور جہیز وغیرہ کی کچھ فکر و تردد نہ چاہیے مین اُسکی شادی یہان بڑی دھوم دھام سے آپ کرونگا اور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ
مرزوق فرنگی اپنے بیٹے کے واسطے تمھاری دختر کا خود خواستگار ہوا کہ نامہ لکھکر انیس فرنگی کے ہاتھ بھیجا اور دولاے
فرنگی کو مع فوج کے برائے حفاظت روانہ کیا ہے مناسب ہے کہ ہمراہ نامہ دار کے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو فوراً

روانہ کرو کہ مین یہان صحبت عروسی اور جلسۂ شادی مہیا کرکے بڑی دہوم سے شادی کتخدائی کرلونگا اگر
اس کے خلاف کیا تو بڑی قیامت ہوگی اور تم بعدہ پچتاؤگے قدوس رومی مضمون نامہ کو پڑھکر کانپ
گیا اور کچھ وزیر سے حکم دیا چاہتا تھا کہ امیر با توقیر کی نگاہ رابعہ اطلس پوش کے نام پر پڑی امیر
سمجھ گئے کہ یہ نامہ دربارۂ شادی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے آیا ہی فرمایا مین دیکھون اس نامے کو امیر نے یہ کہکر
وہ نامہ قدوس رومی کے ہاتھ سے چھین لیا اور بخوبی تمام و کمال پڑھا امیر کا غصے سے مُنھ لال ہوگیا اور نامہ
کو چاک کرکے پھینکدیا انیس فرنگی نے بگڑکے کہا ای شخص غضب کیا تو نے مرزوق فرنگی کا نامہ پھاڑکر پھینکدیا
تو سزا اسے سخت پائیگا اور یہ کہکر انیس فرنگی نے کرچ کھینچکر ماری امیر نے دیکر خالی دی اور اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا
اور ایک طمانچہ مارا کہ گردن اُس کی پشت کی طرف پھرگئی اور تڑپکر گر امر گیا اسی طرح چار فرنگی امیر نے مارے
لوگ بھاگے اور دولاے فرنگی سے سب کیفیت بیان کی دولاے فرنگی نے اُسی وقت بگل معرکہ آرائی
دیا اور طبل جنگ بھی بجوایا ہر کارون نے یہ خبر قدوس رومی کو دی قدوس رومی نے امیر با توقیر سے کہا ای
سعد شامی غضب ہوگیا اب کیا ہوگا سعد شامی نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین اسکو جواب دے لونگا غرضکہ
رات بھر تیاری جنگ دونون طرف رہی صبح کو امیر با توقیر لشکر لے کر میدان جنگ مین آئے اُدھر سے دولاے
فرنگی مع اپنی فوج کے میدان مین آیا صف آرائی ہونے لگی یہان آصف والیاس نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ
خلاف مروت ہی کہ ہم جاکر سعد شامی کے نہ شریک ہون یہ کہکر دونون بھائی فوج لیکر میدان رزمگاہ کیطرف
چلے فولاد پنجہ کش نے کہا کہ مین بھی چلتا ہون سعد شامی کا مین بھی شریک ہونگا غرضکہ یہ بھی مع فوج روانہ
ہوا ایک طرف میدان مین صفین جماکر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کرگئے ازرق فرنگی نکلا اور میدان مین آکر
مبارز طلب کیا ادھر فولاد پنجہ کش صف سے نکلا ازرق نے بڑھکر کرچ ماری فولاد پنجہ کش کے سر پر ٹوپی سر
اُسکا زخمی ہوا خون بہنے لگا زخم سر کو رومال سے باندھا اور چپٹکر ہاتھ تلوار کا مارا ازرق فرنگی دو ٹکڑے ہوکر
گرا یہ دیکھتے ہی توماس فرنگی پرے سے نکلا ادھر سے قندس دیوانہ چلا فولاد پنجہ کش کو تو پھیر دیا توماس سے
مقابلہ کیا توماس فرنگی نے کرچ ماری قندس دیوانہ نے چوبدست پر روک کر وار چوبدست کا کیا تو ماس
فرنگی پر پورا پڑا کہ وہ پرانتھا ہوکر لقمۂ اجل ہوا اسی طرح قندس دیوانہ نے چار فرنگی جلیل القدر مارے
فوج پراگندہ ہونے لگی دولاے فرنگی نے بگل دیگر فوج کو روکا اور کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین اس دیوانے کو
پکڑے لاتا ہون ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ اہل فرنگ ہمیشہ سے بڑے مدبر اور ہوشیار ہین کوئی ملک انھون نے
بغیر فطرت اور چالاکی کے فتح نہین کیا دولاے فرنگی کچھ فن عیاری سے بھی آگاہ ہی غرضکہ دولاے فرنگی
گھوڑا چمکاکر میدان مین آیا قندس دیوانہ نے اپنی زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا اُسکا چراغ پا ہوکر الف ہوگیا اور میدان
سے بھاگا دولاے فرنگی پھر گھوڑے کو پھیر کر لایا دیوانے نے پھر زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا پھر بگڑکر سوار کو لے کر
بھاگا یہ کیفیت میدان مین کئی مرتبہ ہوئی اب گھوڑا میدان مین سامنے دیوانے کے نہین آتا اور دونون طرف
لشکر مین سب ہنس رہے ہین دولاے فرنگی ہر چند گھوڑے کو پھیر پھیر کر لاتا ہی مگر گھوڑا کسی طرح رخ نہین کرتا
غرضکہ دولاے فرنگی نے دور سے دیوانے کو آواز دی او دیوانے تو کارزار کرنے آیا ہی یا فوج کو تماشا
دکھاتا ہی اب خبردار ہو جا حربہ کر زنجیر نہ ہلانا یہ کہکر دولاے فرنگی گھوڑے کو کڑکڑاکر برابر قندس دیوانہ
کے آیا دیوانے نے چوبدست کا وار کیا دولاے فرنگی نے بڑھکر پھرتی سے حلقہ ہاے کمند مارے دیوانہ

کسند مین پھنس کر گرا دولاے **فرنگی** نے دوڑ کر دیوانے کی مشکین باندھ لین اور طبل امان بجوا دیا **قندس دیوانہ**
قید ہوکر افواج فرنگی مین آیا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے مگر امیر با توقیر کو **قندس دیوانہ** کا گرفتار ہوجانا بہت
شاق ہوا نہایت صدمہ ہوا بلکہ شب کو اسی رنج مین کھانا نوش نہ کیا اور کہا انشاء اللہ کل سب کو شکست فاش دیکر
قندس دیوانہ کو چھڑا لاؤنگا شام کو دولاے فرنگی نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے امیر و **آصف والیاس**
فوج لے کر مقابل لشکر فرنگیان آکر کھڑے ہوے **دولاے فرنگی** گھوڑا جھکا کر پرے سے نکلا مبارز طلب کیا ادھر
سے **سعد شامی** نے اسپ پری پیکر کو جلوہ آرا کیا گھوڑا امیر با توقیر کا چمک کر مثل برق جہندہ کے میدان رزمگاہ
مین آیا **دولاے فرنگی** نے بڑھ کر گرچ ماری امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا **دولاے فرنگی**
کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی سب فرنگی چار طرف سے **سعد شامی** پر ٹوٹ پڑے امیر تلوار
پکڑ کے فوج مین دھنس گئے ادھر سے **آصف والیاس** بھی فوج لیکر شریک سعد شامی ہوے تلوار چلنے لگی خون کا
دریا بہنے لگا کشتون کے پشتے ہوگئے فوج فرنگی خوب کشتہ ہوئی باقی ماندہ لوگ بھاگے امیر نے **قندس دیوانہ**
کو چھڑا لیا اور لشکر کو مارے تلوار دن کے بھگا دیا اب فوج فرنگی لاش **دولاے فرنگی** وغیرہ کی لے کر
مرزوق فرنگی کے پاس بھاگی جاتی ہے اسکو تو یہین چھوڑ دیجیے اُدھر امیر با توقیر **حمزہ صاحبقران** بفتح و فیروزی
پھرے **آصف والیاس** بڑی دھوم سے طبق زرنثار کرتے ہوے **سعد شامی** کو بارگاہ شاہی مین لائے
یہان ایک شور وغل برپا تھا کہ **سعد شامی** بڑا بہادر اور زبردست ہے خوب لڑا فرنگیون کو مار کے بھگا دیا
بڑے بڑے جلیل القدر فرنگی سعد شامی کے ہاتھ سے قتل ہوے اب سعد شامی بفتح و فیروزی دربار مین بڑی
دھوم سے آتا ہے یہ خبر جو محل مین پہونچی ملکہ **رابعہ اطلس پوش** کو بھی سعد شامی کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا ہمراہ
اپنی جلیسون انیسون کے بالاخانہ محل پر جو سراہ تھا آکھڑی ہوئی اور جھروکون سے دیکھنے لگی غرضکہ **سعد شامی** تیغہ
کاندھے پر رکھے ہوے قدم با قدم جھومتے ہوے دربار مین آئے و نکل شوکت پر جلوہ افروز ہوے بادشاہ
قدوس رومی نے بڑی تعریف کی اور زر و جواہر سعد شامی پر سے تصدق کیا امیر تھوڑی دیر دربار مین
ٹھہر کر اپنے مکان عالیشان مین آئے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم جسم پر آراستہ کیا جب دو پہر رات گئی کمند
پھینک کر محل مین ملکہ کے داخل ہوے یہان ملکہ **رابعہ اطلس پوش** بھی چھپر کھٹ پر لیٹی ہوئی جاگ رہی تھی
اور شیوہ وزیرزادی پاس اُنکے بیٹھی باتین سعد شامی کی کر رہی تھی یکایک کچھ کھٹکا ہوا دیکھا کہ درخت کی آڑ مین
ایک آدمی کھڑا ہے شیوہ اُٹھکر جو درخت کے پاس آئی پہچانا کہ سعد شامی ہے مگر چہرہ نورانی کی چھوٹ اُس درخت کے
سائے مین پڑتی ہے کہ گویا چاندنی نے کھیت کیا یا ماہ شب چاردہ اپنی طلعت دکھاتا ہے شیوہ نے آکر ملکہ سے عرض
کیا کہ ای بی بی **سعد شامی** درخت کے نیچے کھڑا ہے ملکہ نے کہا بلا لا امیر با توقیر ہنستے ہوے ملکہ **رابعہ اطلس پوش**
کے پاس آئے اور برابر ملکہ کے چھپر کھٹ پر بیٹھ گئے ملکہ بھی اُٹھ بیٹھی اور کہا ای سعد شامی تو ہمارے محل مین غیر جنس
ہوکر بے محابا کیون چلا آیا امیر نے کہا جذبۂ عشق سے قرار نہوا بیتابی دل کھینچ لائی ای ملکہ مین سعد شامی نہین ہون
مین داماد نوشیروان **حمزۂ صاحبقران** زمان ہون تیرے اشتیاق مین منزلین طے کرکے آیا ہون بڑی بڑی مشقتین
و جفائین اُٹھائی ہین دیکھ یہ تصویر تیری میرے گلے مین مثل تعویذ جان کے حائل ہے ملکہ **رابعہ اطلس پوش** نے
اُسی وقت تصویر **صاحبقران** کی نکالی اور مقابلے مین رکھ کر دیکھا تو سرمو فرق نہ پایا بہت شاد ہوئی امیر سے

لپٹ گئی اسی وقت گلابیان شراب کی طلب کین اور جام بھر کر امیر کو دیا امیر با توقیر نے وہ جام زرنگار ہاتھ مین لیا
اور تعریف پروردگار عالم کی اور حمد وثنا اُس خالق کون ومکان کی کرنا شروع کی اور فرمایا اگر تم دین حق اختیار
کرو تو مین بھی جام پیون ملکہ نے اسی وقت دین اسلام قبول کیا امیر نے کلمۂ توحید تعلیم کرکے جام پیا ملکہ بصدق دل
مسلمان ہوئی اب باتین راز و نیاز کی ہونے لگین یکایک چہرۂ محبوب مہر منیر یعنے آفتاب عالمتاب نے حجلۂ مشرق
سے جلوہ گری کی صبح ہوگئی اور آصف والیاس دونون بھائی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے حسب معمول مدام
آگئے محلدار نے آواز دی کہ شہزادے دونون آصف والیاس ملکہ کے پاس آتے ہین ملکہ نے کہا ای امیر اب کیا
ہو تم جلدی سے کہین پوشیدہ ہو جاؤ امیر نے فرمایا ہم کسی سے روپوشی نہین کرتے ہین اگر آصف والیاس
آتے ہین تو آنے دو ہرچہ بادا باد حمزہ صاحبقران زمان جسطرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے آصف و الیاس
آئے دیکھا کہ سعد شامی پہلوے ملکہ رابعہ اطلس پوش مین جلوہ گر ہی ملکہ نے تو اپنا سر جھکا لیا اور کلیجہ دھڑکنے لگا
کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی آصف والیاس نے کہا ای سعد شامی یہ کیا حرکت نالائق ہی تجھکو کچھ حیا بھی مانع نہوئی
امیر نے فرمایا ای برادر مین سعد شامی نہین ہون مین حمزہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہون آصف
والیاس بہت خوش ہوے اور گلے ملے اور بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر صاحبقران
کو اپنے باپ قدوس رومی کے دربار مین لائے امیر با توقیر دنگل شوکت پر متمکن ہوے اتنے عرصے مین
آصف والیاس نے جھک کر بادشاہ کے کان مین کچھ کہا بادشاہ دل مین بہت شاد ہوا اور بیساختہ ہنس پڑا
وزیر خوش تدبیر کے کان مین کوئی بات چپکے سے کہی وزیر بھی بہت خوش ہوا اور چند کلمے تہنیت آمیز بادشاہ
سے کہکے اُٹھ کھڑا ہوا اور سامان شادی کتخدائی کرنے لگا دوسرے دن بادشاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو اور
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو مانجھے کا جوڑا پہنا دیا تمام شہر مین دھوم دھام شادی کی ہونے لگی
ہر ایک نے رعایا سے ملازم تک زرد پوشاکین بدلین گویا تمام شہر زعفرانی ہوا کیفیت تازہ نظر آنے لگی انکو
تو یہان مانجھے مین چھوڑ دیجیے کچھ حال خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا سُن لیجیے

دوکلمے داستان سرت بیان جانا خواجہ عمرو کا دربند کامیاب مین بہ تلاش امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران اور کچھ حال عمرو بن حمزۂ یونانی کا

طی کنندگان مسافت دور و دراز و بادیہ پیمایان صحراے آشفتہ طراز بوساطت اشہب قلم جولان رقم تلاش
مضامین آبدار صحرا نوردی صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت وہ سوداگر منصور بازرگان عمرو بن
حمزۂ یونانی کے پاس آیا اور وہ رقعہ مہری امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا پیش کیا عمرو بن حمزہ نے
وہ تحریر آنکھون سے لگائی اور اسی وقت آٹھ جہاز کا مال منصور بازرگان سوداگر کو دے کر بعد اعزاز و اکرام
رخصت کیا جب سوداگر چلنے لگا خواجہ عمرو نے پوچھا ای بھائی تجھے کچھ معلوم ہی کہ امیر کہان گئے ہین سوداگر نے
کہا کہ تصویر ملکہ رابعہ اطلس پوش کی مجھسے لے کر دربند کامیاب کو گئے ہین کہ وہ تصویر دختر نیک اختر
قدوس رومی حاکم دربند کامیاب کی ہی یہ کہکر وہ سوداگر چلا گیا اور خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری اسی وقت
دربند کامیاب کی طرف روانہ ہوے بعد قطع منازل اور طی مراحل کے جب قریب دربند کامیاب کے
پہونچے ایک سوداگر جلیل الشان کی صورت بن کر دربار بادشاہ قدوس رومی مین آئے دیکھا دربار بادشاہ
کا جمع ہی اور تمام درباری وغیرہ درباری اور رعایا وغیرہ زرد پوش ہین اور امیر با توقیر بہت بھاری عمدہ مانجھا

جوڑا پہنے ہوئے تخت بادشاہ کے پاس زنگل شوکت پر جلوہ افروز ہین سوداگر نے بطریق اہل اسلام سلام کیا
امیر نے جواب سلام دیا بادشاہ نے پوچھا اے سوداگر کیا لایا ہو سوداگر نے جواب دیا کہ لایا تو کچھ نہین ہون ایک
غلام میرا بھاگ کر آپکے یہان آیا ہو اُسکی تلاش مین یہان تک پہونچا ہون اب اُسکو پہچانا کہ اس جگہ موجود ہی
سب لوگ حیران ہوے کہ یہ سوداگر کیا بکتا ہو یہان دربارشاہی مین سب ملازم بادشاہ ہین اسمین غلام اس
سوداگر کا کونسا ہو بادشاہ نے کہا اے سوداگر کسکو تو نے پہچانا کونسا یہان تیرا غلام ہو عمرو نے صاحبقران
کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ میرا غلام ہو بھاگ کر یہان آیا ہو بادشاہ نہایت متعجب ہوا اور فوراً دل مین
خیال گذرا کہ افسوس میری بیٹی ملکہ رابعہ اطلس پوش کی شادی غلام کے ساتھ ہوگی یہ سوچ کر بادشاہ کے دل پر ایک
صدمۂ عظیم گذرا اور امیر کی طرف دیکھ کر بادشاہ نے کہا اے سعد شامی یہ سوداگر کیا کہتا ہو اور اس امر کا کیا واقعہ ہو امیر
نے فرمایا کہ یہ سوداگر جھوٹا ہو جھک مارتا ہو ناگاہ قندس دیوانہ اُٹھا اور پکارا او آغا کالیے جنگ جو تند خو تو
کیا بیہودہ بکتا ہو یہ کہکر چوبدست عمرو پر ماری عمرو نے پھرتی سے خالی دی اور چلایا اے حمزہ بچا مجکو دیوانہ
مار ڈالیگا امیر نے فرمایا اے خواجہ تم ہو مین نے نہین پہچانا تھا پھر قندس دیوانہ کو امیر با توقیر نے ڈانٹا اور منع کیا
عمرو دوڑ کر حمزہ صاحبقران سے لپٹ گیا بادشاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا یا تو سکوت تھا یا اب خلاصہ تصدیق ہو گیا
کہ بیشک یہ حمزہ صاحبقران زمان ہین اور یہ خواجہ عمرو عیار طرار اُنکا ہو غرضکہ امیر با توقیر خواجہ عمرو کا ہاتھ
پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے ہمراہ لیے ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے پاس آئے عمرو نے ملکہ کی مذمت
کرنا شروع کی ملکہ برہم اور بدمزاج ہونے لگی عمرو نے امیر سے کہا اے امیر کس پر عاشق ہوے ہو اسقدر
تو حسن و جمال کا شہرہ اور یہ بڑا آنکھ مین ٹینٹ اور پھلی ملکہ کی وزیرزادی شیوہ نے کہا دُر موے نگوڑے
کالیے تیری آنکھ مین خود ٹینٹ اور پھلی ہوگی میری ملکہ کے سامنے چودھوین رات کا چاند نکلتے ہوے شرماتا
ہو عمرو نے کہا کیا مین جھوٹ کہتا ہون اے لو آئینہ مین صورت اپنی ملکہ خود دیکھ لین یہ کہکر ایک آئینہ زنبیل سے
نکالکر سامنے ملکہ کے رکھدیا اب جو ملکہ نے دیکھا درحقیقت جو عمرو کہتا ہو صحیح ہو اب جیسی صورت ملکہ کی دیکھی
وہی عیب نظر پڑا تب امیر نے ملکہ سے کہا کہ خواجہ کو کچھ دو تو یہ عیب تمھارے چہرے کا دور ہو جائے خواجہ بے لیے
ہوے کچھ نہ مانینگے ملکہ نے ایک صندوقچہ جواہر کا منگوا کر خواجہ کے آگے رکھدیا خواجہ نے وہ صندوقچہ لیکر نذر زنبیل کیا
اور وہ آئینہ سامنے سے ہٹا لیا ملکہ نے اپنا آئینہ منگا کر صورت اپنی دیکھی جیسی صورت پیشتر تھی ویسی پائی ملکہ بہت
متعجب ہوئی اور خواجہ سے کہا اے خواجہ کچھ گاؤ یہان خواجہ عمرو حسن و جمال شیوہ وزیرزادی پر عاشق ہو چکے
تھے عمرو نے کہا اگر شیوہ وزیرزادی تمھاری اپنی زبان سے کہے تو مین گاؤن شیوہ نے کہا بس بس چل چھے چھائین پھوئین
مجھے کیا غرض جو مین گانے کو تجھسے کہون تیرا جی چاہے گا بجانہ تیرا جی چاہے نہ گا عمرو نے کہا ظاہر مین گانے کو
منع کرتی ہو اور اشارے سے بلائین لے کر کہتی ہو کہ خواجہ کچھ گاؤ شیوہ نے کہا موے مونڈی کاٹے کچھ شامت
آئی ہو کمبختیون نے گھیرا ہو کہ جو تہمت رکھتا ہو عمرو نے کہا کہ اچھا کہا ئی نہ ہوا اب نہ زبان سے کہونگا کہ تم کہتی ہو
مین گاتا ہون غرضکہ عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی کی زنبیل سے نکالی اور بجا کر گانا شروع کیا عجب سمان بندھا کہ
سب وجد کرنے لگے گاتے گاتے خواجہ پھر تھم گئے اور کہا اے ملکۂ عالم دیکھو شیوہ اشارے سے بلائین لیکر ہاتھ دونون
پھیلاتی ہو کہ آؤ میرے گلے سے لگجاؤ بھلا کہین ہو سکتا ہو کہ غیر تخلیہ مین ایسا کرون شیوہ نے کہا اے ملکہ دیکھو مین
موے ناشدنی سے بولتی نہین ہون خواہ مخواہ مجھے چھیڑتا ہو میری بلا اشارے کرکے بلائین لے مین ایسے مردے پہاڑی کوتے کو اپنی

ایڑی چوٹی پر سے اُتار کے منگل اتوار صدقہ کرتی ہون اچھا بھلا چنگا گاتے گاتے پھر بیٹھنا سوار ہوا نہین معلوم
یہ اپنے دل مین کیا سمجھتا ہی مین ایسون سے پائخانے مین لوٹا بھی نہین رکھواتی عاشق ہونا چیز دیگر ہی یہ کلام
سنکے صاحبقران زمان ہنسنے لگے فرمایا ای شیوہ خفا نہ ہو خواجہ کی بات کا برا نہ مانو یہ جیسے عاشق ہوتے ہین
پہلے اُسکی مذمت کرکے حیران و پریشان کرتے ہین یہ اُنکا قاعدۂ کلی ہی پھر ملکہ سے امیر نے کہا ای ملکہ خواجہ شیوہ
پر عاشق ہین اور شیوہ راضی نہین ہوتی ہی اکڑی اکڑی باتین کرتی ہی تم ذرا اسے سمجھا دو ملکہ نے شیوہ کو
کہ سُنکر راضی کیا اور بہت کچھ سمجھایا المختصر وہ رات اسی جلسہ عیش مین بسر ہوئی دوسرے روز سامان شادی کا ملکہ
رابعہ اطلس پوش کی ہوا بڑی دھوم ہوئی ناچ و رنگ بہت ہوا عقد ملکہ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ حمزہ
صاحبقران کا ہوا اور عمرو کا عقد شیوہ وزیرزادی سے ہوا دونون ایک روز ہم بستر ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش
اور شیوہ وزیرزادی دونون اُسی شب کو حاملہ ہوئین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے بطن سے علمشاہ رومی پیدا ہونگے
اور شیوہ کے بطن سے سیارہ بن عمرو پیدا ہوگا الغرض امیر باتوقیر و خواجہ عمرو بصد عشرت رہنے لگے آٹھ روز کے
بعد امیر حمزۂ صاحبقران کو اپنا لشکر یاد آیا صبح کو بادشاہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ بہت عرصہ ہوا مجھے لشکر
چھوڑے ہوے اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا آپ سے اجازت طلب ہون بادشاہ نے کہا ای امیر یقین ہی کہ
بعد آپکے جانے کے مرزوق فرنگی ملک میرا تاخت و تاراج کرے امیر نے فرمایا کیا مجال اُسکی میرا لشکر حلب
مین ہی جسوقت مجکو اطلاع ہوگی اُسی وقت مع لشکر فوراً آؤنگا یہ سنکے بادشاہ مایوس ہوکے چپ ہو رہا اور امیر
باتوقیر کو رخصت کیا امیر دربار سے اُٹھکر محل مین ملکہ کے پاس آئے اور ایک بازوبند اپنا ملکہ کو دیکر کہا اگر تمھارے
بطن سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بازوبند اُسکے بازو پر باندھ دینا اور عمرو کی زوجہ شیوہ وزیرزادی نے عمرو سے کہا کہ موے
تو بھی کچھ نشانی اپنی دیگا یا نہین عمرو نے کہا میرے پاس کیا ہی جو مین نشانی دون شیوہ نے کہا بس اسی پر غرا آتا تھا
مثل مشہور ہی شل خالی مجکو اڑا جائے ـ یہ نمود و شور عاشقی اور ایسی محبت جانہ دیار یہ مثل ٹھیک ہی مثل گانٹھ گرہ
مین کوڑی نہین گٹھے والے ہوت ـ واہ خوب عشق کرنے چلے تھے بقول شخصے مثل بے زر عشق ٹین ٹین ـ عمرو یہ سنکے قہقہہ
مارکر خوب ہنسا اور کہا واری میرے باغ عشق کی بلبل تو تو خوب چہکتی ہی خفا نہو اچھا تیری خاطر ہی یہ کہکر زنبیل
سے دو گرہین ہلدی کی اور سات ٹین اور ایک جھنجھنا شیوہ کو دیکر کہا اگر لڑکا پیدا ہو تو یہ ہلدی کی گرہین اُسکے
بازو پر باندھ دینا اور اگر لڑکی ہو تو یہ کوڑیان اُسکے کان مین ڈالدینا شیوہ عمرو کا منہ دیکھکر چپ ہو رہی مگر
دل مین آتش غیظ و غضب سے جل بھنکر خاک ہوگئی سب کے سامنے نہایت غیرت معلوم ہوئی الغرض امیر باتوقیر اور عمرو
جانب حلب روانہ ہوے دوسری منزل پر ایک صحراے سبزہ زار نظر آیا امیر کو وہ صحرا بہت دلچسپ روح افزا معلوم ہوا
اُسی جگہ مقام کیا چونکہ وہ صحرا نہایت شاداب تھا ہواے سبو ہر طرف سے آتی تھی گویا نمونۂ جنت یا خلد پر فضا تھا
اور دوپہر کے وقت امیر باتوقیر کو دھوپ مین چلتے چلتے راحت جو ملی ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
جو بدن کو لگی نیند آئی سو رہے امیر نے تو یہان آرام کیا قندس دیوانہ ٹہلتا ہوا سیر کنان ایک کوہ پر پہونچا وہانکی ہوا
اُسکو اچھی معلوم ہوئی وہ دیوانہ اکیلا اُس پہاڑ پر لیٹکر سو رہا جب بالکل غافل ہوگیا ایک شیر ببر آیا اور قندس دیوانہ
کو مار ڈالا اور خون و گوشت اُسکا کھا پی کر چلا گیا یہان امیر باتوقیر بیدار ہوے عمرو سے پوچھا کہ قندس دیوانہ کہان ہی
عمرو نے کہا ابھی ابھی ٹہلتا ہوا اس پہاڑ پر گیا ہی امیر باتوقیر عمرو کو ساتھ لیکر اُس پہاڑ پر گئے دیکھا کہ قندس دیوانہ کو
شیر نے مار ڈالا ہی اُسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین امیر کو نہایت صدمہ ہوا اور قندس دیوانہ کی لاش کو ایک

مقام پر دفن کیا اور رنج و غم کرتے ہوئے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد دو چار منزلوں کے برابر ایک قلعہ کے
امیر با توقیر اور خواجہ عمرو پہونچے اور حاکم اُس قلعہ کا ربیع رومی تھا اُسکو خبر ہوئی کہ امیر حمزہ صاحبقران
زمان اور خواجہ عمرو عیار اُسکا اس طرف کو آتے ہیں بہت سے سرداران ذیوقار لیکر استقبال کو امیر کے
آیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے حمزہ اور عمرو کو اپنے قلعے میں لایا اور بڑی خاطر و مدارات کی اور جلسہ جشن
آراستہ کیا دورۂ شراب کی نوبت آئی امیر نے فرمایا کہ میں ابھی تیری دعوت و مدارات قبول نہ کرونگا اور
کوئی چیز نہ کھاؤنگا جب تک کہ تو مسلمان نہ ہوگا یہ سنکر ربیع رومی چپ ہوا اور عرض کیا یا امیر میرے ملک کے
برابر ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا صنوبر آباد ہے حاکم اُسکا فرہاد صنوبر آبادی ہے وہ ہمیشہ مجھکو پریشان کرتا ہے اور فوج
لیکر غفلت میں آگرتا ہے بڑی خونریزی ہوتی ہے اگر آپ اُس قلعہ کو فتح کیجیے تو میں بھی دین اسلام قبول کرون امیر
نے فرمایا کہ وہ قلعہ تو مجکو بتلا دے ربیع رومی اپنے ہمراہ امیر با توقیر کو لیکر چلا بعد تین دن کے برابر قلعہ صنوبر آباد کے
پہونچے باہر اُس قلعہ کے مقام کیا اور ایک نامہ امیر نے فرہاد صنوبر آبادی کو لکھا کہ ای فرہاد ہم تیرے علاقے میں آئے ہیں
اور نام ہمارا امیر حمزہ صاحبقران زمان ہے تمکو مناسب انسب ہے کہ دین اسلام قبول کرو ورنہ بزور شمشیر آبدار قلعہ خالی
کرونگا اور تمکو سزاے سخت دونگا والسلام والاکرام یہ نامہ نصیحت شمامہ لکھکر لفافے کو ملفوف کیا اور خواجہ عمرو بن
اُمیہ ضمری کے ہاتھ روانہ کیا خواجہ نامہ امیر بصد عزت و توقیر لیکر قلعہ میں فرہاد کے پاس پہونچے اور عمرو نے نامہ امیر
با توقیر فرہاد کو بڑی عزت سے دیا اُسنے نامہ لیکر شعر لیکے خط کو دیدۂ تر پر رکھا گاہ سینے پر تو گہ سر پر رکھا پھر کھولکر وہ
نامہ نصیحت شمامہ پڑھا اور جواب اُسکا بعد آداب شہنشاہی یہ تحریر کیا ای خسرو زمان و ای ملک گیر جہان ای تاج بخش
سلاطین ای تخت نشانندۂ صدر زمین پروانہ نصیحت شمامہ حضور پہونچا مضمون سے مطلع ہوا قدم حضور میرے سر و چشم پر مگر
میرے قلعہ میں ایک دروازہ فولادی ہے کہ اُسکو چالیس آدمی کھولتے ہیں اور بند کرتے ہیں اگر آپ اُس دروازے کو
اکیلے کھولکر بند کر دیجیے تو میں جانونگا کہ آپ کا دین برحق ہے اور قوت و طاقت بھی دادا الٰہی ہے آپ جلد تشریف
لائیے میں سب دروازے قلعے کے کھلوائے دیتا ہوں زیادہ حد ادب یہ جواب لکھکر نامے کو بند کیا اور عمرو
کو بعد خلعت انعام دے کے روانہ کیا خواجہ عمرو جواب نامہ لیکر خدمت امیر میں حاضر ہوئے امیر با توقیر
پڑھتے ہی اُس نامے کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور قلعے کے اُسی پھاٹک پر پہونچے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دونوں پٹ
پھاٹک کے ہاتھ رکھکر ریلا دیا اور واحد پھاٹک کو کھولدیا اور امیر و عمرو و ربیع رومی داخل قلعۂ صنوبر آباد ہوئے فرہاد
نے امیر کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور مسلمان ہوا ربیع رومی بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا تین روز امیر با توقیر نے اُس قلعہ
میں قیام کیا جب فرہاد سے رخصت ہوئے ربیع رومی نے کہا کہ آپ میرے قلعہ میں تشریف لے چلیے ابھی میں نے آپکی
دعوت نہیں کی ہے امیر بمجبوری ہمراہ ربیع رومی کے قلعے میں آئے ربیع رومی نے بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی مگر
سب کھانوں میں بیہوشی ملا دی امیر با توقیر اور عمرو عیار کھانا کھاتے ہی بیہوش ہوئے ربیع رومی نے فوراً طوق و
زنجیر میں امیر اور خواجہ کو قید کیا صبح کو صاحبقران اور عمرو کی آنکھ کھلی اپنے تئیں گرفتار طوق و زنجیر میں پایا
شکر کردگار کیا عمرو نے امیر سے کہا کہ ربیع رومی نے دغا کی یہ بصدق دل مسلمان نہوا تھا پھر ربیع رومی نے
میدان خونی تیار کیا اور جلاد کو بلا کر حکم کیا کہ امیر و عمرو کو قتل کر لوگ زیر دار امیر و عمرو کو قتل کرنے کے لیے
لائے کہ اتنے میں قاموس وزیر ربیع رومی کا آیا اُسنے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان دونوں کو قتل
نہ کیجیے بلکہ نوشیروان کے پاس بھیجیے ربیع رومی نے رائے وزیر قاموس کی بہت پسند کی اور

امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور عمرو کو ارابے پر سوار کرکے شہر مدائن کی طرف روانہ کیا اس داستان کو تو یہین چھوڑ دیئے

دو کلمے داستان شوکت نشان مقبل وفادار اور ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

معرکہ آرایان میدان عیاری وکار پردازان دشت فہم وعقل وطراری اس داستان شعبدہ بیان کو بجنگ تیز قلم شمشیر شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب مقبل وفادار مع ملکہ مہر نگار برابر قلعۂ ہشت حصار کے آئے اور گرگین ومیلاد کو خبر ہوئی قلعہ پر سے توپین مارنا شروع کین ادھر سے مقبل وفادار نے تیر باران کیے ایسے تیر مارے کہ دروازہ قلعہ کا چھلنی ہو گیا پھر مقبل وفادار مع فوج جرار دھاوا کرکے آ پڑے اور پھاٹک قلعے کا توڑ کے اندر دھنس آئے اُدھر لشکر میلاد وگرگین ادھر مقبل وفادار تلوار چلنے لگی مقبل لڑتے ہوئے برابر گرگین کے پہونچے اُسنے تلوار ماری مقبل نے جو خالی دے کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا گرگین دو ٹکڑے ہو کر گرا میلاد نے جو دیکھا کہ گرگین ہاتھ سے مقبل کے مارا گیا تلوار کھینچکر جھپٹا مقبل نے تیر کمان مین پیوست کرکے جو مارا سینۂ پرکینہ اُسکا توڑ کر پار نکل گیا میلاد نشانۂ تیر ہو کر واصل جہنم ہوا اُدھر فوج مین تلوار چل رہی ہی ہزارون کا خون ہو گیا تھوڑے آدمی رہگئے وہ بھاگ کر قلعہ کے باہر نکلے اور قلعہ سیستان کی طرف روانہ ہوئے یہان مقبل وفادار نے قلعۂ ہشت حصار پر قبضہ کیا صدائے امن وامان بلند ہوئی مقبل وفادار مع ملکہ مہر نگار بصد عیش ونشاط قلعۂ ہشت حصار مین رہنے لگے وہان وہ لوگ بھاگے ہوئے سیستان مین پاس مرزبان خراسانی کے آئے اور سب حال رو رو کر بیان کیا مرزبان خراسانی اُن فراریون کو لیکر قلعہ مدائن مین آیا اور ملازمت بادشاہ نوشیروان کی حاصل کی اور عرض کیا کہ ای بادشاہ تین بیٹے میرے ملک کی دوستی مین قتل ہوئے اب ایک غلام حمزہ صاحبقران کا مقبل وفادار قلعۂ ہشت حصار مین مع ملکہ مہر نگار کے قبضہ کیے ہوئے بیٹھا ہی امیدوار ہون کہ میری داد دیجیے اور پھر تمام حال قلعۂ ہشت حصار کی جنگ کا بیان کیا بختک نے کلام مرزبان کی تائید کی اور بول اُٹھا کہ ای بادشاہ ضرور مرزبان کی کمک کرنا چاہیے کچھ فوج بھیجکر ہمراہ مرزبان کے ملکہ مہر نگار اور مقبل وفادار کو گرفتار کرلیجیے خواجہ بزرجمہر نے منع کیا یہ کسی طرح بہتر نہین مگر خواجہ کا کہنا نہ مانا بادشاہ نے فوج ہمراہ مرزبان خراسانی کے کردی یہان مرزبان لشکر ہمراہ لیکر آیا اور قلعۂ ہشت حصار کو گھیرا مگر قلعے پر قبضہ نہو سکا آخر کار چار طرف سے قلعے کو گھیر کر فوج بڑھی ادھر کا حال سُنیے کہ جب ربیع رومی نے قید امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو کی روانہ کی تو سرخان رومی اور فغفور رومی کو مع دس ہزار سوار کے ہمراہ کیا کئی منزل کے بعد سرخان رومی مع تین ہزار سوار کے ارابہ خواجہ عمرو کا لے کر کئی کوس آگے بڑھ آیا جب رات ہوئی سرخان مع فوج ایک مقام پر اُترا اہل فوج کاروبار مین اپنے مشغول ہوئے جب دو پہر رات آئی خواجہ عمرو چند اشعار درد آمیز با لحان داؤدی اُسی وقت کی دُھن اور راگنی مین گانے لگا سرخان نے جو گانے کی آواز سنی دل سینے مین بیتاب ہو گیا لوگون سے پوچھا یہ کون گا رہا ہے لوگون نے کہا کہ عمرو قید مین گاتا ہی حکم دیا عمرو کو ہمارے سامنے لاؤ لوگ عمرو کو سامنے سرخان کے لائے سرخان نے پوچھا تو ہی گا رہا تھا تجھکو گانا آتا ہی عمرو نے کہا ای سرخان ایسا گاتا ہون کہ کبھی کسی نے ایسا گانا نہ سُنا ہوگا سرخان نے کہا گاؤ عمرو نے کہا ہاتھ میرے

کھلوا دو کہ کچھ بجاؤن بھی اور گاؤن بھی سرخان نے حکم دیا کہ عمرو کے ہاتھ کھولدو غرضکہ عمرو کے ہاتھ کھولدیے
گئے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی زنبیل کی نکالی اور بجا کر گانے لگا ایسا گایا کہ سب کے سب مست ہو کر تصویر ہو گئے
عمرو چپ ہو رہا جب سب ہوشیار ہوئے سرخان نے حکم دیا کہ دورۂ شراب ہو عمرو نے کہا مین یون نہین پیتا
جب سب کو اپنے ہاتھ سے پلا لیتا ہون تو آپ پیتا ہون غرض عمرو نے گلابیان شراب کی اُٹھا لین اور آنکھ
سب کی بچا کر بیہوشی آمیز کی اور ایک ایک جام سب کو دینا شروع کیا جب تمام صحبت کو شراب تقسیم کر چکا
پھر گانا شروع کیا یہانتک کہ سب کے سب اوندھے سیدھے گر گر کے بیہوش ہوئے عمرو اٹھا اور نیمچہ کھینچ کر پہلے
بیڑی اپنے پاؤن کی کاٹی پھر سرخان کے سر کو قلم کیا بعد اُسکے جتنے اُس صحبت میں تھے اُن سب کو قتل کیا اور
قنات خیمہ چاک کر کے نکل گیا صبح کو فوج سرخان نے جو یہ سانحہ دیکھا وہ سب پھر کر فغفور رومی کے پاس آئے
اور تمام روئداد بیان کی فغفور حیران و پریشان ہوا اور کہا کہ عمرو سے خوف ہے مبادا یہان بھی آ کر عیاری کرے
کہ آقا اُسکا امیر باتوقیر قید مین ہے فوج کو حکم کیا کہ قید سے امیر کی ہوشیار رہنا دوسرے روز فغفور جو کوچ کر کے
شام کو منزل پر پہونچا عمرو صورت سقے کی بنکر آیا مشک آب سرد کی بھری کاندھے پر دھرے ہوئے
شور مچاتا ہوا فوج مین داخل ہوا اور سب کو پانی پلانے لگا مگر امیر کی قید تک نہ پہونچا تھا کہ لوگون نے
پہچان لیا اور پکڑنے کو دوڑے عمرو جست و خیز کر کے نکل گیا تیسرے روز عمرو ایک سوداگر کی شکل بنکر آیا لوگون نے
پہچان لیا پھر گھیرا عمرو نے نیمچہ کھینچا اندھیری رات تھی لڑائی ہونے لگی خوب تلوار چلی بہت سے ہمراہیان فغفور
رومی کو قتل کیا آخر کار جب نرغہ عمرو پر زیادہ ہوا جست و خیز کر کے نکل گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا صحرا مین اُتنی
رات بسر کی جب صبح ہوئی عمرو دل مین سوچا کہ مجھسے یہ مرحلہ طے نہو گا امیر کی رہائی ممکن نہین چلکر حمزۂ یونانی
کو خبر کر کے لانا چاہیے یہ خیال کر کے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا یہان فغفور رومی قید امیر باتوقیر کی لیکر
مع فوج قلعہ بست پیش مین داخل ہوا اور دربار نوشیروان مین آیا بادشاہ کو سلام کیا اور تمام حال بیان
کیا کہا کہ حمزہ کی قید لایا ہون بختک نے کہا اے بادشاہ حمزہ کو جلد قتل کرنا چاہیے کہ تمام فساد عظیم اسی کے
سبب سے ہین سب ملک پاک ہو جائین اور شر و فتنہ مٹ جائے نوشیروان نے حکم دیا لاؤ حمزہ کو فغفور
رومی حمزہ کو مسلسل بطوق و زنجیر سامنے نوشیروان کے لایا نوشیروان نے کہا اے حمزہ تو نے مجھکو
ایسے ایسے صدمے دیے ہین کہ کلیجہ میرا داغ داغ ہو گیا ہے اب تو بتا کہ تیرے حق مین کیا کرون مین امیر
باتوقیر نے فرمایا کہ او آتش پرست اب مین تیرے قبضے مین ہون جو تیرا جی چاہے وہ میرے واسطے کر مجکو
کچھ پروا نہین پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہے نوشیروان غصے سے مثل آتش سوزان سرخ ہوا اور حکم دیا کہ
آج حمزہ کو زندانخانے مین رکھو مگر بہت ہوشیار و خبردار رہو کل میدان قلعہ لبست حصار مین میدان خونی
میدان کیا جائے کہ حمزہ کو قتل کرونگا غرضکہ حمزۂ صاحبقران کو فغفور زندانخانے مین لیگیا صبح کو میدان
خونی تیار قلعہ لبست حصار مین آراستہ ہوا اور منادی کوچہ بکوچہ ندا کرنے لگا کہ آج حمزۂ صاحبقران
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان قتل کیا جائیگا جس شخص کو اُسکا تماشا دیکھنا منظور ہو وہ میدان قلعہ لبست حصار
مین آئے اسطرف کا حال سنیے کہ تمام فوج مسلح و مکمل ہو کر آئی اور میدان خونی کو چہار طرف سے گھیر کر کھڑی ہوئی اور
اب فغفور رومی حمزۂ صاحبقران زمان کو زندانخانے سے مسلسل بطوق و زنجیر اُس میدان خونی مین لایا
اسطرف نوشیروان بھی تخت نخوت پر مسرور و شادان سوار ہو کر آیا بختک کینہ خواہ بھی ہمراہ ہے اور

ارکین سلطنت وامیران اُمت وسرداران لشکر وغیرہ گرد وپیش سواری کے آگئے اور آکے پشت پر نوشیروان کی
کھڑے ہوئے نوشیروان نے حکم دیا کہ حمزہ کو دار پر کھینچ کر تیر باران کرو کہ یہ بھی جانے کہ اُسکا عوض یہ ہوتا ہے
اسوقت حکم پروردگار عالم مالک زمین وزمان پیدا کنندۂ عالمیان کا قریشیہ سلطان کو ہوا کہ ای قریشیہ
پدر تیرا امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ملک مدائن مین درمیان میدان قتل بدست جفاکار
قید شدید مین ہے اور تیر باران ہوکر قتل ہوا چاہتا ہے جلد خبر لے قریشیہ سلطان فوراً مثل چاپ ناوک خیال تخت
پر بیٹھ کے روانہ ہوئی اور مثل برق کے تڑپ کر گری اور امیر کو اُٹھا کر تخت ہوا پر بٹھا کر روانہ ہوئی کفار متفکر و
حیران دیکھتے رہگئے اور امیر غائب ہوگئے اُدھر کا حال سُنیے کہ خواجہ عمرو مثل باد صبا بے پر و بال اُڑتے ہوئے
لشکر اسلام مین آئے اور عمرو بن حمزہ یونانی کو خبر کی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای عمرو بن حمزہ جلد
چلیے اپنے باپ کو رہا کرو نہین معلوم انکے ساتھ نوشیروان کیا بدسلوکی کرے عمرو بن حمزہ یونانی فوراً اُٹھ کھڑے
ہوئے اور مع چند سرداران جرار کے ہمراہ عمرو کے روانہ ہوئے ادھر قریشیہ سلطان نے امیر کو لا کے
بارگاہ سلیمانی مین اُتارا لشکر سب شاد ہوا سرداران فوج نے نذرین دین نقارۂ شادیانی لشکر اسلام مین
بجا امیر نے آتے ہی پوچھا عمرو بن حمزہ کہان ہین لوگون نے امیر با توقیر سے بیان کیا کہ خواجہ عمرو حیران
و پریشان متردد و متفکر آئے تھے اور حال آپ کی گرفتاری کا بیان کیا عمرو بن حمزہ یونانی فوراً سوار ہوکے
ہمراہ خواجہ عمرو کے روانہ ہوگئے آپ کو پروردگار عالم نے بخیر و عافیت یہان پہونچایا پھر امیر نے فرمایا
کہ ای قریشیہ سلطان اسپ و اسلحہ میرا انکے بیچ مین رہگیا ہے اُسکو جلد منگوا دو قریشیہ سلطان نے
ایک دیو بھیج کے اسپ و اسلحہ امیر با توقیر کا منگوا لیا بعد اُس کے قریشیہ سلطان امیر سے رخصت ہوکر
قاف کی طرف روانہ ہوئی ادھر نوشیروان قلعہ ہشت حصار پر پڑا رہا ہے مگر مقبل وفادار سے سر بر
نہین ہوتا نہایت حیران و پریشان ہے ایک روز نوشیروان نے بختک کو خلوت مین طلب کیا اور کہا
ای بختک کوئی تدبیر ایسی تجویز کر کہ قلعہ ہشت حصار پر قبضہ ہو بختک نے عرض کیا بہت خوب کچھ دیر
سوچ کر بختک نے کہا کہ آپ مرزوق جادو کو نامہ لکھیے اور وہان سے کچھ ساحر بلوائیے اس سے کوئی بہتر
تدبیر نہین غرضکہ بحکم بادشاہ نوشیروان بختک نے ایک نامہ نوشیروان کی طرف سے مرزوق جادو
کو اس مضمون کا لکھا کہ ای بادشاہ جادوان ای مالک مملکت ساحران تم کو معلوم ہو کہ غلام امیر حمزہ
صاحبقران زمان مقبل نوجوان مع فوج میری دختر ملکہ مہرنگار کے ساتھ قلعہ ہشت حصار کو قبضے مین کرکے
بیٹھا ہے اور مین نے بڑی بڑی کوششین کین اور خوب خوب لڑائیان ہوئین مگر قلعہ ہشت حصار فتح نہوا مجھکو
اس امر مین نہایت تردد و انتشار ہے لہذا تم کو لکھا ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی اس نامے کے تم اپنے تئین یہان بہت
جلد پہونچاؤ اور میری کمک کرو مین نہایت ممنون ہونگا فقط یہ نامہ لکھ کر بختک نے کرگس ساسانی عیار
طرار کو دے کر کہا کہ جلد مرزوق جادو کو یہ نامہ پہونچا کرگس اُسی وقت طرف قلعۂ کاشمیر کے روانہ ہوا
بعد چند روز کے کاشمیر مین پہونچا اور حاکم کاشمیر ہلال وجلال کے دربار مین آیا اور سب حال
نوشیروان کا بیان کیا ہلال وجلال نے سنگر بدرگ کاشمیری کو ہمراہ کرگس کے کر کے مرزوق
جادو کے پاس روانہ کیا بعد چند روز کے بدرگ کرگس کو ساتھ لیے ہوئے دربار مرزوق جادو مین گیا دونون
نے مرزوق جادو کو سلام کیا اور کرگس عیار نے نامہ نوشیروان کا مرزوق کو دیا اس نے وہ نامہ

نوشیروان کا پڑھا اور مضمون سے مطلع ہوا اُسی وقت عنقاروت جادو اور ماروت جادو کو بلا کر کہا کہ تم
دونون ابھی اس عیار نوشیروان کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ کہ نوشیروان کہے اُسی طرح اس کی کمک تم دونون
کرو یہ سن کر وہ دونون جادوگر ہمراہ کرگس ساسانی عیار نوشیروان کے روانہ ہوے اور جب دربار مین
نوشیروان کے آکر پہونچے نوشیروان نے اُن دونون جادوگرون کو براعزاز و اکرام بٹھایا بڑی خاطر و
مدارات سے پیش آیا عنقاروت جادو اور ماروت جادو نے حال پوچھا بختک نے تمام کیفیت
بیان کی اور ساتھ اپنے لیجا کر قلعہ ہشت حصار کو بتا دیا اُن جادوگرون نے آکر نوشیروان سے عرض
کیا ای بادشاہ اس قلعے کے جو دہنی طرف پہاڑ ہی اُسپر ہم جا کے مقیم ہوتے ہین آپ ہر روز دس من شراب
اور دس خوان کھانے کے مقرر کیجیے کہ ہمکو روز بلاناغہ پہونچایا کرین اور ہم پندرہ روز برف باری کرینگے ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑینگے نوشیروان یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اُن جادوگرون کو خلعت و انعام دیا وہ جادوگر
بادشاہ سے رخصت ہوکر بسمت کوہ روانہ ہوے جب کوہ پر آئے دیکھا ایک چشمہ بہت صاف و شفاف ہی وہان
آکے دونون جادوگر از سرتا پا برہنہ ہوے اور اُس چشمے مین نہائے اور ایک جگہ پر دونون نے کنارے
چشمے کے بیٹھ کر چوکا دیا اور اگیاری کر کے گوگل اور کافور اور لونگ اور لوبان وغیرہ سُلگایا اور ایک خوک
کو اسی چوکے مین ذبح کیا اور شراب اگیاری پر چھڑکی اور بیٹھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور خون خوک
اور شراب لیکر اُنہین روئی کے گالے بھگوائے اور آسمان کی طرف بسمت قلعۂ ہشت حصار اُڑائے وہ روئی
کے گالے ابر بن بنکر پھیلنے لگے اور تمام قلعہ کو چھپا لیا اُس ابر سے برفباری ہونے لگی تین دن ایسی برفباری
ہوئی کہ اندر قلعے کے بیس گز زمین سے بلند برف کے چبوترے اور ٹیکرے بنگئے قلعہ مین در و دیوار اور زمین
تمام برف کی معلوم ہوتی تھی اور باہر قلعے کے جو خندق تھی وہ سب برف سے بھر گئی تھی بلکہ گرد و نواح
خندق و قلعہ دور تک ہٹ ہٹکر برف کے ڈھیر لگ گئے تھے کہ ناگاہ خواجہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو ہمراہ لیے
ہوے وہان پہونچے ایسی برف دیکھکر حیران ہوے آسمان کی طرف سر اُٹھا کے خیال دیکھا کہ سواے اس
قلعے کی حد کے گرد و نواح مین کہین ابر کا نام نہین سمجھ گئے کہ یہ کار سحر ہی اُسی وقت اپنے تئین ہیزم فروش کی
صورت بنایا اور لشکر نوشیروان مین آئے گو وہ لشکر قلعے کو گھیرے ہوے تھا خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر
ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہی کہ قلعے پر تو اسقدر برفباری ہی کہ راہین بند ہین اور لشکر پر کہین نہین
ہی اُس شخص نے کہا کہ تجھکو پوچھنے سے کیا حاصل ہی عمرو نے کہا کہ مین ایسا مرد پیر ہون اور کبھی اس لشکر مین
نہین آیا ہون اب ہیزم فروخت کرنے آیا ہون اس باعث سے پوچھا مین نے اُس شخص نے کہا ای
غافل عنقاروت جادو اور ماروت جادو یہ دونون بھیجے ہوے مرزوق جادو کے آئے ہین بحکم
نوشیروان انھون نے اس قلعے پر برفباری کی ہی کہ اس قلعے مین ایک غلام حمزہ صاحبقران کا
ملکہ مہر نگار کو لیے بیٹھا ہی اور نوشیروان سے قلعہ فتح نہین ہوتا اس سبب سے یہ تدبیر کی کہ یکے سب
ہلاک یا گرفتار ہون عمرو نے کہا کہ شاید اس قلعے مین دشمن ہین اُنکے ہلاک ہونے کے لیے برفباری کی گئی سچ ہی
کہ مارنا دشمنون کا بہتر ہی خواجہ یہ کہکر روانہ ہوے اور بارگاہ نوشیروان مین آئے اور ایک خدمتگار کی
صورت بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ کچھ سوار اور پیادے اور کئی خچر شراب و طعام لذیذ کے بار کیے ہوے
کھڑے ہین اور بختک حکم دے رہا ہی کہ جلد شراب و طعام عنقاروت جادو اور ماروت جادو کیواسطے لیجاؤ

یہ سُنکے خواجہ دربار سے نکلے اور راہ پر آکر ایک روٹی دسترخوان مین لپیٹ کر راستے پر ڈال دی اور آپ ایک
درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوگئے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ وہ ہی سوار و پیادے آتے ہین جب قریب اُس
دسترخوان کے پہونچے ایک نے اُنمین سے وہ دسترخوان اُٹھا لیا کھول کر دیکھا کہ دسترخوان مین ایک روغنی روٹی
بہت بڑی ہی سب نے چھین جھپٹ کرکے ایک ایک ٹکڑا روٹی کا کھایا قدم اُٹھاتے ہی بیہوش ہوکے گرے عمرو جھپٹ کر
آیا اور نیمچہ کھینچ کر سب کو قتل کیا اور آپ بصورت خچربان بنکر اور شراب طعام لیکر خچر ہنکاتا ہوا اُن دونون
جادوگرون کے پاس پہونچا مگر اُس شراب وطعام مین بخوبی بیہوشی ملا دی تھی غرضکہ اُن جادوگرون نے سب
خچرون سے کھانا اُتارا اور دونون بیٹھ کر مزے سے کھانے لگے عمرو بانسری بجاکر گانے لگا وہ جادوگر ہنسے اور
کہا کہ تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا کہ میرا نام محمود دیگر نگی ہی جادوگرون نے کہا کہ ای محمود دیگر نگی گلابیان اُٹھا اور
جام شراب لبریز کرکے تو بھی پی اور ہمکو بھی پلا عمرو نے گلابی اُٹھاکر اور اُسمین دارو بیہوشی ملائی پہلے جام بھر کے
اُن دونون جادوگرون کو دیا وہ جادوگر شراب پیتے ہی بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے دونون کا سر کاٹ لیا فوراً
ابر قلعہ ہشت حصار کا برطرف ہوا برفباری موقوف ہوگئی عمرو کوہ سے اُترکر عمرو بن حمزۂ یونانی کے پاس
آئے اور کہا کہ مین نے جادوگرون کا خاتمہ کردیا اب قلعے مین چلو کہ وہین ملکہ مہرنگار و مقبل وفادار ہین
خواجہ عمرو عمرو بن حمزۂ یونانی کو ساتھ لیکر قلعۂ ہشت حصار مین آیا عمرو بن حمزہ کو ایک مقام پر
ٹھہراکر مقبل وفادار سے ملاقات کی مقبل دوڑکر عمرو سے لپٹ گئے اور ساتھ لیکر محل مین ملکہ مہرنگار
کے پاس آئے دیکھا آغوش ملکہ مین شہزادہ جلوہ گر ہی خواجہ بہت خوش ہوے اور شہزادے کو گود مین لیکر پیار کیا
اور مہرنگار سے کہا ای ملکہ تو حمزہ سے چھوٹ کر اس آفت مین مبتلا ہوئی اگر حمزہ ہوتا تو اس شہزادے کا
پیدا ہونا کیفیت دیتا اور جشن تازہ ہوتا پھر عمرو نے نام شہزادے کا قباد شہریار اُنکے نانا کے نام پر رکھا بعد اُسکے
خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم عمرو بن حمزہ سے کیون خفا ہو اگر اس مقام پر عمرو بن حمزہ نہوتے تو اس قلعہ مین تم سب
مرجاتے ملکہ مہرنگار نے کہا ای بھائی مین عمرو بن حمزہ سے کب آزردہ ہون عمرو بن حمزہ میرا فرزند ہی یہ جو کچھ ہوا
میری تقدیر کی بُرائی سے ہوا مین اپنی نادانی پر خود پشیمان ہون ای بھائی عمرو جاؤ اور جلد لاؤ عمرو بن حمزہ کہان
ہین عمرو اُسی وقت شہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا کہ ملکہ مہرنگار تمھاری بہت شاکی ہی شاہزادے نے کہا
ای خواجہ ملکہ مہرنگار میری مادر مہربان ہی کیا مجال میری جو مین اُنکے سامنے سرتابی کرون ہرگز مجکو نہین معلوم تھا کہ
امیر باتوقیر نے ملکہ مہرنگار کو میرے سبب سے نکالا غرضکہ عمرو بن حمزہ ساتھ خواجہ عمرو کے آئے اور سلام کرکے جھکے
ملکہ نے گلے سے لگا لیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ جوڑکے عذر کیا اور کہا ای مادر مہربان مجکو مطلق آگاہی نہ تھی کہ آپکے
نکل آنے کا کیا باعث ہوا اب مجکو برائے خدا عفو کیجیے اور آئینۂ دل کو کدورت الم سے صاف رکھیے عمرو نے کہا
ای شہزادے میری راے یہ ہی کہ تم لشکر نوشیروان پر نام امیر باتوقیر سے نعرہ کرکے شبخون مارو اور مین جاکے
امیر کو لاتا ہون یہ کہکر عمرو تو امیر کی طرف روانہ ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا روتا ہوا سامنے امیر کے آیا
اور کہا کہ ای حمزہ تم یہان کیا غافل بیٹھے ہو عمرو بن حمزہ شکار کھیلنے گیا تھا کفار نے آکر گھیرا ہی اکیلا عمرو بن حمزہ
لڑ رہا ہی امیر باتوقیر یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور ہمراہ خواجہ کے روانہ ہوے لشکر امیر بھی مسلح و مکمل ہوکر
عقب امیر کے چلا یہان عمرو بن حمزہ لشکر نوشیروان مین لڑ رہے ہین خوب شمشیر زنی کر رہے ہین
کہ یکایک نعرہ ہوا نعرۂ حمزۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار ۔ منم صف شکن صفدر نامدار ۔

و تیغم میدان جنگ آوران ٭ جر سو شود الامان الامان ٭ مع لشکر ظفر اثر آکر فوج نوشیروان پر گرے تلوار چلنے لگی
امیر باتوقیر اور عمرو بن حمزہ نے وہ شمشیر زنی کی ہزارون کفار قتل ہوے بڑی خونریزی ہوئی لشکر نوشیروان نے
شکست کھائی پانؤن اُٹھ گئے آخر کار سب فوج کفار بھاگ کر مدائن مین آئی امیر باتوقیر بفتح و فیروزی خیما استادہ
کراکے وہین فروکش ہوے عمرو قلعے مین آیا اور قباد شہریار کو آغوش مین مانند دل و جان کے لے کر سامنے امیر
کے آئے امیر نے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہی عمرو نے عرض کی کہ یہ لڑکا ایک ظالم کا آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہی ماں اس
لڑکے کی تباہ و برباد ہی کہ باپ نے اس لڑکے کے ماں کو اسکی نکال دیا ہی اُسنے مجکو اپنا وکیل کر کے آپکی خدمت
مین بھیجا ہی کہ داد اس لڑکے بچارے کی دیجیے امیر نے غصہ ہو کے کہا کہ ای عمرو اس لڑکے کو میرے پاس تو لا عمرو
نے کہا حاضر ہی امیر نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا کہاں ہی عمرو نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا نہایت شہزور اور زبردست
ہی مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھے بدلے امیر نے کہا تم اُسکو لاؤ تو مین اُس سے سمجھ لونگا آخر کار خواجہ عمرو
نے ہنس کر کہا ای حمزہ تو ایسا نادان ہی کہ میری بات کو نہین سمجھتا اور اس لڑکے کی شکل و شمائل تو بھی نہین پہچانتا
یہ شہزادہ بلند اقبال فرزند تمہارا ہی امیر یہ سنکے ہنس پڑے اور اُس لڑکے کو آغوش تمنا مین لیکر سینے سے لگایا
خوب پیار کیا اور کہا کہ مین نے تقصیر ملکہ مہر نگار کی عفو کی عمرو نے کہا کہ مین نے نام اس شہزادہ عالیوقار کا
قباد شہریار رکھا ہی کہ یہی نام ہمارے لڑکے کے نانا کا تھا غرضکہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان ہمراہ خواجہ عمرو
کے اُس شاہزادے کو گود مین لیے ہوے قلعہ بہشت حصار مین پاس ملکہ مہر نگار کے آئے اور خوش و خرم
رہنے لگے اور فتنہ وزیرزادی کے یہان بھی بیٹا پیدا ہوا نام اُسکا چالاک بن عمرو رکھا ادھر کا حال سُنیے
کہ جب نوشیروان شکست کھاکر مدائن کی طرف روانہ ہوا راہ مین ثروبین کامرانی اور بیژن کامرانی
سے ملاقات ہوئی نوشیروان نے کہا کہ میرے پاس یہان تم کس کام کو آئے اب چلو میرے ساتھ بس ان دونون
کو پھیر لایا اور کابل کو روانہ ہوا اُنکو کابل مین چھوڑ کے آپ طرف مدائن کے آیا خواجہ بزرجمہر استقبال
کر کے مدائن مین لائے عیارون نے یہ خبر امیر باتوقیر کو پہونچائی یہ سُنتے ہی عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوے اور
عرض کیا ای امیر اگر حکم ہو تو مین تعاقب مین ثروبین کامرانی کے جاؤن امیر نے فرمایا ای فرزند ذرا صبر کرو مین بھی اسی
فکر مین ہون بعد تین روز کے امیر باتوقیر مع سردارون کے کابل کی طرف روانہ ہوے بعد چند روز کے کچھ فاصلے سے مع لشکر
ظفر پیکر امیر اُترے اور خیمے اُستادہ ہوے یہ خبر ثروبین کامرانی کو پہونچی وہ قلعہ کو بند کر کے بیٹھا عمرو نے امیر سے عرض
کیا کہ ثروبین نے قلعے کو بند کر لیا سب فوج بھی قلعہ بند ہوئی امیر نے قلعے کو آکر گھیر لیا لڑائی شروع ہوئی اکثر
فوج اسلام نے دعا داہی کیا مگر قلعے کو نہ لے سکے لیکن قلعے کو فوج اسلام گھیرے رہی ایک روز عمرو بن حمزہ شکار
کھیلنے چار فرسنگ تک گئے تھے کہ ایک کوہ نمودار ہوا وہان ایک آہو کو دیکھا کہ چر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے تیر سے آہو
کو شکار کیا اور کباب اُسکے لگا کر کھائے ابھی کچھ کباب باقی تھے کہ ناگاہ ایک قلندر پیدا ہوا اور اُسنے سوال
کر کے دعا دی شہزادے نے وہ کباب کہ جو باقی تھے اُس فقیر کو دیدیے قلندر نے وہ کباب لیکر ایک جام آب
خنک لبریز کر کے خدمت مین شہزادہ عمرو بن حمزہ کی حاضر کیا شاہزادے نے وہ پانی لیا چونکہ پیاسے تھے
سارا جام پی گئے پیتے ہی بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا شہزادہ عمرو بن حمزہ بیہوش ہوے وہ فقیر عیار تھا نام اُسکا
سہیل بن خجستہ زابلی تھا فوراً اُسنے مشکین باندھ لین اور پشتارہ کر کے قلعہ زرنگار کی طرف روانہ ہوا اور اپنے
گھر مین لاکر قید کیا کہ قضائے کار ملکہ حور رخ سہیل بن خجستہ زابلی کے مکان مین آئی سہیل نے عمرو بن حمزہ کی کیفیت بیان

کی اور کہا کہ مین نے اسکو اپنے گھر مین قید کیا ہی اور ارادہ میرا یہ ہی کہ ژوبین کامرانی کی خدمت مین لیجاؤن ملکہ حوررخ
نے کہا کہ میرے سامنے اُسے لاؤ کہ مین بھی دیکھون کہ وہ کون ہی سہیل سامنے ملکہ کے شہزادے کو مسلسل کرکے لایا
ملکہ حوررخ دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور ناوک عشق نے سینے مین کلیجے کو دوسار کیا اُف کہکر
گری اور بیہوش ہوئی اسی طرح شہزادہ عمرو بن حمزہ بھی شمشیر عشق ملکہ سے گھائل ہوے اور جمال بیمثال پر نگاہ
کرتے ہی آہ آہ کرنے لگے جب ملکہ کو ہوش آیا صحبت عیش آراستہ کی اور شہزادہ عمرو بن حمزہ کو رہا کرکے بلایا
اور مسند پر اپنے پہلو مین بٹھایا اور دورہ شراب شروع ہوا شہزادے نے کہا جب تک تم دین اسلام قبول
نہ کروگی مین تمھارے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا نہ پیونگا یہان تو یہ شغل تھا اُدھر خواجہ عمرو تلاش مین عمرو بن
حمزہ کی دروازہ زرنگار پر پہونچے اور گھوڑا عمرو بن حمزہ کا پہچانا خواجہ عمرو ایک کہاری کی شکل بنکر اندر آئے
اور جلسے مین آکر شہزادے کو اور ملکہ کو مجرا کیا اور عرض کیا ای ملکہ تمھارے باپ کو کسی نے خبر کردی وہ آتا ہی دیکھیے کیا
ہو ملکہ سُنکے گھبراگئی شہزادے نے کہا ای ملکہ تم کیون گھبراتی ہو اگر تمھارا باپ آتا ہی تو آنے دو عمرو کہاری کی صورت
بنے ہوے بیٹھ گئے اور کہا ای ملکہ اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن اور شہزادے کا اور آپکا دل شاد کرون ملکہ نے کہا گاؤ عمرو
نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نَے کی نکال کر سر ملائے اور اُسی وقت کی دھن مین کچھ اشعار گانا شروع کیے عمرو بن
حمزہ پہچان گئے کہ یہ خواجہ ہین جب وہ کہاری گاچکی ملکہ نے بڑی تعریف کی اور بہت سا انعام دیا عمرو بن حمزہ
نے کہا کہ واہ خواجہ واہ تمھارا یہ ہنر دُنیا پر مثل و نظیر نہین ہی ملکہ نے کہا ای شہزادے یہ کون ہی عمرو بن حمزہ نے کہا خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہمارے پدر عالی مقدار کے ہین ملکہ ہنسنے لگی عمرو بصورت اصلی ہوگئے گلارمون نے یہ
سب خبرین ملکہ کے باپ کو دین وہ سُنتے ہی نہایت غضبناک ہوا اور پیچ و تاب کھاکر ایک نامہ ژوبین کامرانی
کو لکھا ژوبین کامرانی نے پانچ ہزار آدمی راہ نقب سے قلعۂ زرنگار مین پہونچائے اور عقب سے آپ بھی
آیا یہان خواجہ عمرو اور عمرو بن حمزہ ملکہ سے رخصت ہوکر کئی روز کے بعد اپنے لشکر مین آئے جب ژوبین
کامرانی وغیرہ نے قلعۂ زرنگار مین کسی کو نہ پایا ملکہ حوررخ اپنی بہن کو ہمراہ لیکر قلعۂ کابل مین چلا آیا ناظرین
والاتمکین پر واضح ہو کہ راوی بیان کرتا ہی کہ امیر باتوقیر نے ایک سال کامل جستجو کی مگر کوئی صورت فتحیابی قلعہ
کی نظر نہ آئی امیر باتوقیر نہایت متردد و متفکر تھے کہ عمرو اپنے خیمے سے براے تلاش راہ قلعہ نکل گیا تیسرے روز
ایک کوہ پر پہونچا دیکھا کہ یہان سے پانی اندر قلعے کے جاتا ہی عمرو بصورت بیادل بنکر اُسی راہ سے اندر قلعے کے
پہونچا اور بارگاہ ژوبین مین آیا وہان خواجہ سروان کرد وہ خانسامان ژوبین کامرانی کا تھا اُسنے عمرو
سے پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ مین باورچی ہون خواجہ سروان نے کہا تو کھانا خاصے کا عمدہ پکاتا ہی عمرو نے کہا
ایسا کھانا پکاتا ہون کہ مالک نہایت شاد و مسرور ہو اور مجھکو عزیز رکھے اور جو میرے ہاتھ کا کھانا کھائے پھر دن انگلیان
چاٹا کرے اور عمر بھر مزہ کھانے کا زبان پر رہے خواجہ سروان نے عمرو کو باورچیون مین نوکر رکھا عمرو نے اُسی
رات کو کھانے مین بیہوشی ملاکر خواجہ سروان کو کھلایا وہ کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو پشتارہ اُسکا باندھ کے اُسی
راہ سے روانہ ہوا کہ جس راہ سے آیا تھا اور بہ تعجیل تمام خواجہ سروان کو لاکے اپنے خیمے مین قید کیا اور صبح کو
خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین حاضر ہوا امیر کو مجرا کرکے بیٹھ گیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ
ای بھائی خواجہ عمرو تم تین روز سے کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے عرض کی کہ مین جستجوے راہ قلعہ مین گیا تھا
ایک راستہ مین نے بمشکل تلاش کیا ہی اُسطرف سے جاکے اندر قلعہ کے پہونچا اور خواجہ سروان کو خانسامان

ژوبین کامرانی کا ہی اسکو گرفتار کرکے لایا ہون وہ میرے خیمے مین قید ہے امیر باتوقیر یہ سنکر ہمراہ عمرو خیمہ عمرو مین
آئے اور اُس خانساماں کو دیکھا عمرو سے کہا کہ اسکی مشکین کھولدو اور ہماری بارگاہ مین لاؤ عمرو خانساماں کو رہا
کرکے بارگاہ فلک اشتباہ صاحبقران زمان مین لائے امیر نے خانساماں کو خلعت دیا اور بہت خاطر و
مدارات سے پیش آئے وہ خانساماں از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ حضور کو مین راستہ قلعے کا بتا دونگا
کہ اندر قلعے کے بارگاہ ژوبین کامرانی مین بخوف و خطر مع فوج آپ داخل ہو جیے حضور میرے ہمراہ چلین یہ
سنکر امیر باتوقیر اُس خانساماں کے ساتھ چلے وہ خانساماں چار فرسنگ لے گیا دیکھا امیر نے کہ ایک گنبد مقفل
ہے خانساماں نے کہا کہ قفل توڑیے امیر نے وہ قفل گنبد کا توڑا اور اندر اُس گنبد کے آئے دیکھا کہ تین قبرین
سنگ مرمر کی بلند تعویذون کی ہین خانساماں نے عرض کیا کہ تعویذ اکھاڑیے امیر نے بہت زور کیا بمشکل تمام
ایک تعویذ کا ڈورا اکھڑا اسمین سے دروازہ نقب کا ظاہر ہوا اندر اُس نقب کے آئے دوسرا دہنہ نقب کا اور پیدا
ہوا خانساماں نے کہا کہ درمیان اس نقب کے دو خزانے بادشاہ کیکاؤس کے ہین اور وہ جو کہ دوسری
راہ ہے وہ خوابگاہ ژوبین کامرانی کے قریب نکلی ہے یہ سنکے امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو تو خزانے
پر بٹھایا اور عمرو کو ہمراہ لیکر دوسری راہ سے نقب مین روانہ ہوے بعد دو گھڑی کے عمرو اور امیر باتوقیر زیر تخت
ژوبین کامرانی پہونچے اور تخت کو امیر باتوقیر نے ایک ہاتھ سے اُٹھا لیا دیکھا کہ ژوبین کامرانی تخت پر بیٹھا
ہے امیر نے چاہا کہ مع تخت ژوبین کو زمین پر مارون کہ ژوبین کامرانی اُچک کر زمین پر کودا امیر نے تخت کو
زمین پر پھینک دیا کہ ٹکڑے ہو گیا امیر باتوقیر نے بآواز بلند اندر سے نعرہ کیا تمام اہل لشکر اسلام صدائے
نعرۂ امیر باتوقیر سنتے ہی قلعے کے دروازے پر پہونچے اور دروازہ توڑ کے اندر قلعے کے گھس پڑے تلوار چلنے
لگی ہزارہا کفار مارے گئے مگر ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی بھاگ کر ایسے غائب ہوے کہ کہین
پتہ نہ لگا امیر اور عمرو نے بہت تلاش کیا مگر کہین نہ پایا تمام کفار کو قتل کرکے بفتحمندی قلعے پر قبضہ کیا بعد
اُسکے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ خزانہ نکال لو اور بازار مین فروخت کرو پہلوان عادی نے خزانہ نکال کے
انبار کیا اور آپ پاس خزانے کے بیٹھے رہے لیکن عمرو نصف شب کو آدھا خزانہ اُس انبار مین سے چپکے چپکے
نکال لیگیا صبح کو بڑا شور و غل ہوا کہ خزانہ اسمین سے کون نکال لیگیا غرضکہ امیر باتوقیر باقی خزانہ اپنے تصرف
مین لائے اور عمرو سے پوچھا اے خواجہ اب ژوبین کامرانی یہان سے بھاگ کر کسطرف گیا ہے عمرو نے کہا کوہ کتور
کی طرف بھاگا ہے اُدھر کا حال سنیے کہ جب ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی بھاگ کر کوہ کتور پر پہونچے ایک روز
شب کو برف باری ہوئی یہ سب پہاڑ سے نیچے اُتر آئے آدھی رات کو ملکہ حوررخ بیٹی اُسکی بارگاہ ژوبین سے
باہر آئی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوئی یہان صبح کو ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی نے
ہرچند تلاش کیا مگر کہین نہ پایا مجبور و ناچار کتور کیطرف روانہ ہوے اُدھر ملکہ حوررخ تین شبانہ روز راہ طے
کرتی چلی گئی چوتھے روز ملکہ طور بانو سے ملاقات ہوئی ملکہ طور بانو نے پوچھا تو کون ہے ملکہ حوررخ نے کہا مین
ایک سوداگر کی دختر ہون قزاقون نے قافلہ میرے باپ کا لوٹ لیا تاریک شب مین یہ آفت نازل ہوئی
سب پراگندہ ہو کر بھاگے مین اسطرف نکل آئی طور بانو نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میرے مکان مین عیش کرو
حوررخ طور بانو کے ہمراہ قلعۂ تنگ حصار مین آئی اور بعیش و عشرت رہنے لگی ادھر ژوبین کامرانی و بیژن
کامرانی تباہ و برباد ہو کر بعد چند روز کے بہمن کی خدمت مین آئے اور تمام کیفیت جنگ قلعہ اور گم ہوجانا ملکہ حوررخ کا

بیان کیا بہمن نے اُس کو تسلی دی اور مہمان اپنا کیا اور کہا کہ تم دونون خاطر جمع رکھو جس وقت حمزہ اس طرف
آئینگے مین اُنسے خود مقابلہ کرونگا الغرض بعد گذر جانے چند ایام کے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کیبد شوکت
وشان سات لاکھ اور ستر ہزار سوار جرار ہمراہ رکاب سعادت انتساب لے کر کتور کی طرف روانہ ہوے جاتے
جاتے جب ایک دوراہے پر پہونچے وہان ابوشہاب خرقہ پوش سے ملاقات ہوئی امیر نے اُس سے دریافت
کیا اُسنے کہا کہ ایک راہ سات روز کی ہی مگر درہ ہاے زنبوران کے برابر سے جانا پڑتا ہی اور ایک راہ سات
مہینے کی ہی امیر با توقیر نے فرمایا کہ چلے فکر درۂ زنبوران کی چاہیے خواجہ سے کہا کہ پردہ بارگاہ کا الٹ دو کہ
سامنا ہو غرضکہ چار فرسنگ سے زنبور دکھائی دین جب رات ہوئی عمرو اُس درۂ زنبوران پر پہونچے دیکھا کہ
عجب طرح کا شہد نایاب چار طرف پڑا ہی عمرو پھر آئے اور پہلوان عادی سے بڑی تعریف کی اور کہا چل کے
دیکھو تو ایسا شہد عمدہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا الغرض عمرو نے پہلوان عادی کو ایسا ورغلایا کہ پہلوان
عادی عمرو کے ساتھ چلے جب اُس مقام پر پہونچے پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ مین ڈرتا ہون
ایسا نہو کہ زنبورین لپٹ کر نیشزنی کرین عمرو نے کہا کہ رات کے وقت نہ لپٹین گی اُنکو معلوم نہوگا اپنے خانون
مین مٹھی ہین پہلوان عادی یہ سنکر درے مین داخل ہوے اور بیٹھ کر شہد پر ہتھے لگانے لگے اور بڑے
بڑے چنگل مارکر شہد کھانے لگے یکایک زنبورین بھنبھناتی ہوئی اپنے خانون سے نکلین اور آہٹ اور
بو آدمی کی جو پائی چار طرف سے گھیر کر پہلوان عادی کے لپٹ گئین پہلوان عادی سب شہد
کھانا بھول گئے چیخین مار کر فریاد کرنے لگے اور خواجہ عمرو کو دشنام دے کر برا بھلا کہنے لگے ہر مرتبہ یہی
کہتے تھے ای خواجہ خدا تجھسے سمجھے کہ تو نے مجکو اس بلا مین گرفتار کیا ارے جلد مجکو اس عذاب سے نکال
نہین تو میری جان نہ بچیگی عمرو باہر درے سے پکار رہے ہین ای بھائی عادی کیا ہوا کیون غل مچاتے ہو
اگر زنبورون نے گھیرا ہو تو چلے آؤ شہد سے ہاتھ اُٹھاؤ نہ کھاؤ غرضکہ یہ پہلوان عادی ہزار خرابی
گرتے پڑتے ٹکراتے ہوے باہر درے کے آئے اور آتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے عمرو قریب پہلوان عادی
کے آیا دیکھا تمام بدن سوج پھول گیا ہی پہلوان عادی ایک تو موٹے تھے ہی اور پھول کر کپا ہو گئے غرضکہ
عمرو پہلوان عادی کو کنارے پر لشکر کے لے کر آیا اور صبح کو امیر با توقیر کو خبر ہوئی امیر نے سامنے
بلا کر پہلوان عادی کا علاج کیا اور فرمایا کہ جو کوئی علاج اس درۂ زنبوران کا کرے مین اُسکو بادشاہی
اپنے لشکر ظفر پیکر کی دون یہ سنکر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری دوڑے ہوے ملک مہر نگار کے پاس آئے
اور کہا کہ آج مین تمھارے فرزند ارجمند شہزادہ بلند اقبال قباد شہریار خوشجمال کو لشکر اسلام کا بادشاہ
کراتا ہون پھر شہزادہ قباد ذی نہاد کو خوب فہمائش کی اور ہمراہ اپنے لے کر خدمت امیر کشور گیر مین لائے
قباد شہریار نے جھک کر باادب تمام امیر کو مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی ای پدر نامدار اگر حکم ہو تو مین
زنبورون کا علاج کرون امیر نے قباد کو گلے سے لگایا اور فرمایا ای فرزند مجھسے بیان تو کرو تم کس صورت
سے زنبورون کا علاج کروگے قباد نے عرض کیا کہ دشت سے ہیزم خشک جمع کرونگا چار طرف اس درہ
زنبوران کے انبار لکڑیون کا لگا دونگا بعدہ اُن لکڑیون مین آگ دے کر جلا دونگا سب جلکے خاک ہو جائین گی
بعضی بھاگ جائین گی اُنکو مار لیا جائیگا امیر با توقیر کلام قباد پر بہت ہنسے فرمایا یہ تدبیر خوب نکالی شہزادے
نے کہا خواجہ نے بتائی ہی الغرض خواجہ عمرو نے اسی تدبیر سے اُس درے کو پاک و صاف کیا اور

زنبورون کو جلا دیا بعد تین روز کے امیر با توقیر آگے روانہ ہوئے اور قریب درۂ خاکستر زنبوران کے پہونچے
وہان مقام کیا عمرو بن حمزہ وہان سے واسطے شکار کے نکلے میان صحرا جب آئے اژدہا بن بہمن جلادہ عمرو بن
حمزہ پر جھپٹا شہزادۂ عمرو بن حمزہ نے ایک طمانچہ مارا کہ وہ صحرا سے بھاگا اور گرتا پڑتا بہمن کے پاس آیا
اور حواس اپنے درست کر کے بہمن سے کہا کہ عمرو بن حمزہ صحرا مین شکار کھیلنے آیا تھا مین نے اُسکو ایک
طمانچہ مار کر بھگا دیا بہمن خوش ہوا اور اُسکی پشت پر ہاتھ پھیرا یہان ہرکارون نے یہ خبر امیر با توقیر کو
پہونچائی جو کہ اژدہا بن بہمن کی زبانی سُنی تھی امیر بہت رنجیدہ ہوئے جب شہزادہ عمرو بن حمزہ شکار کھیل کے
بارگاہ امیر مین آئے امیر کو مجرا کیا امیر نے غیظ و غضب مین آکر فرمایا اے نامرد تو نے روے سیاہ پھر مجھکو دکھایا کہ
اژدہا بن بہمن نے تجھکو طمانچہ مار کر زیر کیا اور تو نے اُسکا کچھ نہ کیا جا دور ہو سامنے سے میرے عادی نے ہاتھ
شہزادہ عمرو بن حمزہ کا پکڑ کے عرض کیا کہ آپ اسوقت میرے ساتھ تشریف لائیے امیر غصے مین ہین آپ کچھ
خیال نہ کیجیے شہزادہ پہلوان کے ساتھ باہر بارگاہ کے آیا مگر غصے سے چہرۂ نورانی مثل آفتاب کے سرخ تمام بدن لرزان
چشم حیا مین قطرۂ اشک ڈبڈبائے ہوئے اپنی بارگاہ فلک پناہ مین داخل ہوئے اور کمند محکم کے دونون سرون پر حلقے
بنائے اور ایک حلقہ ستون زبردست سے باندھا دوسرا حلقہ اپنے گلے مین ڈالا چاہا کہ پھانسی لگا کر اپنے تئین ہلاک
کرون اُدھر جسوقت امیر کی بارگاہ سے عمرو بن حمزہ باہر نکلے خواجہ عمرو نے تیور شہزادے کے بد دیکھے عمرو بھی
فوراً بارگاہ سے نکلا پوچھا عمرو بن حمزہ کہان ہین لوگون نے کہا اپنی بارگاہ مین گئے ہین عمرو بھی ساتھ
تیز رفتاری کے بارگاہ عمرو بن حمزہ مین آیا دیکھا کہ گلے مین حلقۂ کمند کی پھانسی لگائی ہے پکارا جو مین دل مین
سوچا تھا وہی سامنے ہوا خبردار عمرو بن حمزہ کیا کرتے ہو یہ کہکر عمرو جست کر کے پہونچا اور اسی وقت حلقۂ کمند
جو گلے مین عمرو بن حمزہ کے تھے خنجر آبدار سے قلم کر دیے مگر اتنے ہی عرصے مین ایسا صدمہ شہ رگ پر دم گھٹنے
سے ہوا کہ عمرو بن حمزہ بیہوش ہو گئے اور آنکھین حلقۂ چشم سے نکل آئین خواجہ عمرو نے سر زانو پر رکھکر دامن
کی ہوا دی اور گلاب و کیوڑا چھڑکا اور چند قطرے منھ مین ٹپکائے بڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا چشم نیم وا
سے عمرو کو دیکھا آواز بسبب صدمہ و ضعف کے نہ نکل سکی مگر زار زار رونے لگے اور آہستہ سے کہا کہ اے
عمرو نامدار تو نے مجھکو کس واسطے بچایا باپ نے تو مجھکو نامرد کہا ہے ایسے جینے سے مرجانا بہتر ہے عمرو نے کہا اے
شہزادے وہ نامردی کی بات نہ تھی بلکہ یہ بات نامردی کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے گلے مین پھانسی لگا کر
مرجائے اگر تو بہادر ہے تو سر دربار بارگاہ بہمن مین جا کر اژدہا بن بہمن کا سر کاٹ لا اُس نابکار سے لڑ کے اپنی جان
دیدے کہ تا قیامت تواریخ مین نام تیری بہادری کا رہے پس شہزادہ یہ سُنکے چپ ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد جب
حواس درست ہوئے اور قوت آئی اُٹھکر مسلح و مکمل ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور کشور کی طرف چلا ادھر عمرو
خدمت امیر مین آیا اور کہا اے حمزہ تو نے غضب کیا عمرو بن حمزہ کو تو نے آج مار ڈالا ہوتا خوب ہوا جو مین
جا پہونچا کیا دیکھتا ہون کہ حلقۂ کمند کی پھانسی لگا کر اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہے مین نے جا کر کھولا غش آگیا تھا
پانی چھڑکا اور ہلایا ہوا دی جب ہوش آیا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا امیر نے کہا اے خواجہ عمرو بن حمزہ
کو جا کر میرے پاس لے آؤ یہ سنتے ہی عمرو بصورت ہوا پاس عمرو بن حمزہ کے پہونچے چاہا اندرون بارگاہ داخل
ہون چوبدارون نے چوبدست دکھا کر منع کیا عمرو نے چند آدمیون کو قتل کیا باقی ماندہ بھاگ کر پاس بہمن کے پہونچے
اور دہائی دینے لگے اتنے عرصے مین عمرو و عمرو بن حمزہ بھی پہونچے اور نعرہ کر کے اپنا نام ظاہر کیا بہمن نے کہا عمرو بن حمزہ تو ہی ہے

کہ میرے بیٹے کے ہاتھ سے ایک طمانچہ کھا کر بھاگ گیا اور پھر بچیا بلکہ صحیح و سالم ہو کر میرے دربار مین آیا شہزادے نے
کہا او بہمن اگر تیرے بیٹے نابکار کا طمانچہ کی کر دہشت سے بھاگتا تو تو ہی اپنے دل مین غور کر پھر کا ہے کو تیرے دربار
مین یکہ و تنہا آتا دیکھا تو نے کس طرح دلیرانہ تیرے دربار مین چلا آیا کہان ہر وہ درو غگو خرنا ہموار بلا اسکو کہ
بہادری اسکی مین دیکھون اژدہا بن بہمن دربار مین بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا پھر ہری بھی مردی کی اسکے بدن
پر نہ آئی بلکہ شیر جنگاہ کے نعرے کرنے سے مثل روباہ اور زیادہ دب گیا بہمن کو معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ حق پر
ہوا اور اژدہا کاذب ہو بلکہ اُس سے ڈر گیا بہمن نے پسر کیطرف دیکھ کر کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو بن حمزہ مجھسے
ڈر کر بھاگ گیا اب وہ ہمین دربار مین بہادرانہ آیا ہر اور تجکو للکار رہا ہو تو اسکو جواب بھی نہین دیتا اگر زور اور
دعوی بہادری کا رکھتا ہو تو جا اسکو جواب دے اور زیر کر مین تجکو سرفراز کرونگا اژدہا بن بہمن مجبور ہو نا چار
جان پر کھیل کر دنگل سے اُٹھا اور مقابلے مین عمرو بن حمزہ کے آیا شہزادے نے کہا اب کیا دیکھتا ہو تلوار کھینچ ابھی
امتحان ہوا جاتا ہو اژدہا نے یہ سنکر تلوار کھینچی اور وار کیا شہزادے نے بازو بچا کر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور جھٹکا دیکر
تلوار چھین لی اور بائین ہاتھ سے بند دست کو تھام کر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر پھینکا جب اُدھر سے گرنے لگا بائین ہاتھ
مین موے سر اُس نابکار کے تھام کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر ادھر ظالم کا زمین پر گرا سر نجس اُس کافر کا
ہاتھ مین لیکر نعرہ کیا او بہمن جس سر تیرے پسر کا کاٹ کر لیے جاتا ہون اگر تجکو بھی کچھ دعوی مردی کا ہو تو قصاص اپنے
بیٹے کا اگر مجھسے لے مین موجود ہون بہمن کے بھی دل مین ایسی دہشت سمائی کہ بیٹھا دیکھا کیا اور کچھ جواب نہ دیا عمرو بن حمزہ
اُسکے سامنے بیٹے کا سر کاٹ کر لیچلے بلکہ سرداران بہمن نے قصد کیا کہ ستد راہ ہو کر حملہ آور ہون بہمن نے منع کیا عمرو بن
حمزہ بصد دلیری و جوانمردی سر اُس نابکار کا لیے ہوے روانہ ہوے خواجہ عمرو پہلے سے جست و خیز کرتے ہوے
ڈھونڈکر لشکر اسلام مین آئے اور امیر سے اگر بہادری عمرو بن حمزہ کی بیان کی امیر با توقیر دلیر و جوانمردی سنکر بہت
خوش ہوے اور سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا سرداران لشکر اسلام بصد احتشام عمرو بن حمزہ کو بارگاہ
مین لائے امیر کشورگیر نے اُٹھ کر گلے سے لگا لیا اور بہ اعزاز و اکرام دنگل پر بٹھایا بعد برخاست کرنے دربار کے
اپنے ہمراہ محل مین لیکر آئے اور ملکہ مہرنگار سے روداد سب بیان کی ملکہ نے بھی شہزادے کی بہت تعریف کی اور
فرزندانہ گلے سے لگایا اور دعا درازی عمر و ترقی اقبال کی دی اُدھر بہمن جو بعد قتل ہو جانے پسر کے محل مین گیا تین
شبانہ روز باہر نہ آیا چوتھے روز بصد رنج و غم آکر تخت پر بیٹھا اور ژوبین کامرانی سے کہا کہ ایک پسر حمزہ یکہ و تنہا
دلیرانہ آیا اور ایسا کام بہادری کا کیا اب معلوم ہوا کہ حمزہ شہ زبردست ہو اور شجاعت و بہادری مین کوئی اسکا ثانی نہین
ژوبین کامرانی نے کہا اے بہمن اُسکے لشکر مین ایک عرب پیادہ بلاے بے درمان اور آفت جہان ہو نام اُسکا
عمرو ہو وہ عیار ہو وہ عیار حمزہ کا ہو اُس سے بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم خوف کرتے ہین اور جس ملک مین وہ
پہونچا تباہ و برباد کر دیا اگر وہ عیار کسی طرح گرفتار ہو کر آئے تو پھر حمزہ کا مار لینا بہت آسان ہو بہمن نے کہا ایک میرا
عیار ایسا ہو کہ دوسرا اُسکا دُنیا مین نہوگا ژوبین نے کہا اُسکو بلا بہمن نے اُس عیار قاسم کستوری کو طلب کیا جب
وہ حاضر ہوا ژوبین کامرانی نے کہا اے قاسم کستوری اگر تو لشکر اسلام مین جاکر عمرو کو گرفتار کر لا تو گویا تمام
لشکر اسلام کو تو نے گرفتار کیا قاسم کستوری نے کہا مین اُسکو لایا یہ کہکر روانہ ہوا لیکن یہان عمرو بصورت قلندر
تین گروہ فقیرون کے لیے ہوے باہر قلعے کے زیر درخت بیٹھا ہو کہ قاسم کستوری بھی پہونچا اور برابر عمرو کے
آیا اور پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا لشکر امیر سے آتا ہون اور نام میرا درویش خاکی ہو

قاسم نے پوچھا کہ تمنے عمرو کو بھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہی قلندر نے کہا ہان بابا دیکھا ہی قاسم نے کہا اُسکا بھی سن
تھا ایسا ہی درویش نے کہا عمرو کا سن ایکسو پچاس برس کا ہی قاسم نے ایک اشرفی نکالکر اُسکے پیشکش کی
اور کہا شاہ صاحب قبول کیجیے عمرو لالچی تو انتہا کا ہی وہ اشرفی لینے کو ہاتھ بڑھایا قاسم کستوری نے
بائین ہاتھ سے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو گرا قاسم نے چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور کہا او رند بایکسگرد
مجھکو فقرہ دیتا ہی عمرو تو یہی ہی اور کہتا ہی اور کوئی ہوگا پھر قاسم عمرو کا پشتارہ لیکر قلعہ تنگ حصار کو روانہ ہوا جبکہ
اپنے گھر مین پہونچا عمرو کو تہخانے مین بند کردیا اور دروازے مین قفل دیکر کنجی اپنی جورو کو دیدی اور آپ
کستور کو چلا گیا اتفاق سے ملکہ طوربانو دختر بہمن کا بھی محل قریب اُسکے مکان کے تھا اُسمین ملکہ طوربانو رہا
کرتی تھی اور جورو سے قاسم کستوری کی بہت رسم واتحاد تھا غرضکہ جب قاسم عمرو کو بند کرکے چلا گیا اُسکی جورو
کے دل مین آیا کہ دیکھون تو اُسنے کسکو لاکر قید کیا ہی آکر قفل تہخانے کا کھولا عمرو سے پوچھا تو کون ہی عمرو
نے کہا مین رنگریز ہون دکان میری چوک مین ہی اُس عورت نے پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا میرا نام
جلید کستوری ہی اُس عورت نے کہا تجکو قاسم نے کیون قید کیا ہی تجھسے کیا خطا ہوئی عمرو نے کہا اُس میری ایک
جورو تھی اور دو لڑکے تھے جب وہ سب مرگئے تو مین نے ایک کنیز کمسن خوبصورت خریدی قاسم اُسپر
عاشق ہوا اور کہتا ہی کہ یہ کنیز مجکو دیدے اور وہ کنیز اس سے ناخوش ہی اُسے منظور نہین کرتی ہی دوسرے
یہ کہ مین نے اُسکو اپنی گھروالی بنایا ہی اُس سے مجکو بڑی راحت ہی قاسم نے چاہا کہ بزور وظلم اُس کنیز کو
چھینون مجھسے اس بات پر لڑائی ہوئی یہ مجکو پکڑ لایا اور قید کیا اور اب آپ اُسی کنیز کے پاس گیا ہوگا
قاسم کستوری کی جورو نے یہ سنکر عمرو کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جلد جا اُس کنیز کی خبر لے عمرو رہا ہوکر باہر مکان
کے آیا اور بارگاہ بہمن کیطرف چلا یہان قاسم کستوری نے آکر بہمن وزرومین سے کہا اگر مین اسوقت عمرو کو
گرفتار کرکے لاؤن تو کیا دیگا بہمن خوش ہوا اور قاسم کو بہت سا انعام دیا قاسم وہان سے خوشی خوشی اپنے گھر مین
آیا اور جورو سے کنجی تہخانے کی طلب کی اُسکی جورو نے غصہ ہوکر کہا او بیحیا تو ہر ایک شخص پر ظلم وستم کرتا ہی پرائی
کنیزون کو تاکتا اور عاشقی کرتا ہی وہ بیچارہ رنگریز جلید کستوری نام اُسکا ہی اُسکی کنیز کو چھینتا ہی جب اُسنے
اپنا حال بیان کیا مجکو غصہ آیا مین نے اُسکو چھوڑ دیا قاسم کستوری نے یہ سنکر اپنا سر پیٹ اور کہا کہ تونے
غضب کیا ارے وہ رنگریز جلید کستوری نہ تھا وہ عمرو عیار حمزہ کا تھا مین بہمن کے حکم سے اُسکو گرفتار کرکے
لایا تھا اور تونے اُسکو رہا کردیا اب بہمن سنیگا تو کیا کہیگا یہ کہکر دوڑا ہوا گھبرایا ہوا بہمن کے پاس آیا اور سب
کیفیت بہمن سے بیان کی بہمن نہایت غضبناک ہوا اور حکم قتل دیا مگر زوبین کامرانی نے قاسم کو رہا کیا اور
ایک خلعت دیا اور کہا کہ جا اور تلاش کرکے عمرو کو جلد لا قاسم کستوری قلندر کی صورت بنکر بارگاہ سے نکلا اور
عمرو کی تلاش مین چلا پشت کی طرف سے عمرو بھی چلا آتا تھا اُسنے قاسم کو پہچانا قریب آکر حلقہاے کمند مارے
قاسم گرا عمرو چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین پشتارہ کرکے وہان سے روانہ ہوا جب بارگاہ امیر با تو قیر مین
داخل ہوا سامنے امیر کے پشتارہ رکھدیا امیر نے کہا اے خواجہ کسکو گرفتار کرلاے عمرو نے کہا کہ قاسم کستوری عیار
بہمن کو گرفتار کر لایا کہ آج اسکی عیاری کا شہرہ ہی امیر نے پشتارہ کھلوا کر قاسم کستوری کو رہا کیا اور بعد
لطف و مدارات پیش آئے قاسم کستوری بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا خواجہ عمرو کی جو نگاہ چہرہ پُرملال
شہزادہ عمرو بن حمزہ پر پڑی دیکھا زرد مثل زعفران ہی عمرو نے پوچھا کیا حال ہی تمھارا چہرہ کیون زرد ہو کر

اُتر گیا ہی کیا کچھ خدا نخواستہ علیل ہو ڈرو نہین کچھ بیان کرو شہزادہ عمرو بن حمزہ آنکھون مین اشک بھر لائے عمرو چونکہ
حال عشق عمرو بن حمزہ سے آگاہ تھا کہ یہ ملکہ حور رُخ پر عاشق ہی عمرو نے مُسکرا کر چپکے سے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ
تم روتے کیون ہو گھبراؤ نہین ملکہ حور رخ دختر زرد مین کو طور بانو کے پاس دیکھ آیا ہون تم میرے ہمراہ
چلو تو مین تمکو دکھلاؤن الغرض عمرو اور عمرو بن حمزہ پہر رات گئے روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا
دروازہ قلعے کا بند ہی عمرو نے آواز دی ای دربانان قلعہ جلد جاکر ملکہ طور بانو سے خبر کردو کہ شہزادہ عمرو بن
حمزہ تمھاری ملاقات کو آیا ہی دربان گئے اور ملکہ طور بانو سے کہا کہ ملکہ نہایت متفکر ہوئی اور کہا کہ اُس نے تو
میرے بھائی کو عین دربار مین قتل کیا اور سر کاٹ کرلے گیا اب کیا سبب ہی جو آدھی رات کو میرے پاس تنہا
آیا ہی مجکو اسوقت کچھ بن نہین پڑتا اگر نہین بلاتی ہون تو اپنے دل مین سمجھے گا کہ ملکہ مجھسے ڈر گئی اگر بلاتی ہون
مبادا کچھ فتور ہو بہر کیف آدمیون سے کہا یہان بُلالو ملکہ شمشیر حمائل کرکے اور نیزہ ہاتھ مین لیکر مسلح و مکمل ہوکے
کھڑی ہوئی ادھر سے آگے آگے عمرو اور پیچھے عمرو بن حمزہ چلے عمرو نے بڑھکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ ہنسی اور کہا کہ تو ہی
جنید کستوری رنگریز ہی عمرو نے ہنسکر کہا حضور ہان مین وہی رنگریز ہون دعا گو آپ کا عمرو بن حمزہ کو ہمراہ
لیے ہوے محل مین ملکہ کے آیا اور مسند زرین پر بٹھایا ملکہ طور بانو کا وہ وقت کھانا کھانے کا تھا ملکہ نے خاصہ
طلب کیا کنیزون نے لاکر دستر خوان بچھایا ملکہ کھانا کھانے کو بیٹھی حور رخ رومال ہاتھ مین لے کر مگس رانی
کرنے لگی عمرو بن حمزہ نے جو دیکھا آنکھون مین آنسو بھر لائے حور رخ نے اشارہ کیا ای شہزادے تمھاری محبت
اور عشق مین گرفتار بلا ہوئی ہون اور طور بانو اپنے دل مین سمجھی اور جانتی ہی کہ میری محبت مین شہزادہ
آیا ہی خیر ای شہزادے خدا کو یاد کرو اور ہم بھی نظر بخدا کیے ہین شعر جو جیتے رہینگے تو ملجاینگے + نہین تو کیے کی
سزا پائینگے + الغرض جب کھانے سے فراغت ہوئی طور بانو نے پوچھا ای شہزادے اسوقت تمھارے آنے کا
کیا سبب ہوا عمرو بن حمزہ تو بصد حزن و ملال خاموش بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا ای ملکہ سچ تو
یہ ہی کہ یہ حسینہ و جمیلہ جو تمھاری خدمت مین بدل و جان مصروف ہی یہ شہزادے کی معشوقہ ہی اگر اسکو مجھے
بخشدو تو بڑا احسان ہوگا ملکہ طور بانو نے کہا ای خواجہ تم جانتے ہو کہ والد شہزادہ نامدار امیر با توقیر میرے باپ
دشمن ہین ابھی مین اسکو کیونکر دون جسوقت میرے باپ کو امیر زیر کرینگے اور مین مسلمان ہو جاؤنگی جو کچھ تم
کہوگے وہ قبول کرونگی عمرو یہ سُنکر چپ ہو رہا ملکہ طور بانو نے حور رخ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ حور رخ آگے
شہزادے کے بیٹھ گئی طور بانو نے عمرو سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ تم خوب گاتے ہو تمکو علم موسیقی مین کمال حاصل ہی
آج تمھارا گانا فدا ہم بھی سُنین کہ کیا گاتے ہو عمرو نے کہا بہت خوب خواجہ نے جوڑی ہفت ہوندی لی کی زنبیل
سے نکالی اور بجانا وادی وقت کی چیز گنگنا کر گانا شروع کی ایسا گائے کہ ملکہ رونے لگی اور عمرو کی بڑی تعریف
کی اور کچھ جواہر پیش بہا پیش کرکے کہنے لگی افسوس صد ہزار افسوس مین نے اپنی عمر ساری بیہودگی مین بسر کی
اور کچھ نہ پایا اب امیدوار ہون کہ امیر با توقیر سے دست بستہ میری طرف سے عرض کرنا یا تو جلد میرے باپ
کو قتل کیجیے اور یا مسلمان کیجیے یہ کہکر شہزادہ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین آپ کی معشوقہ
میرے پاس امانت ہی اب مین اس کو آرام سے رکھونگی اور اگر آپ کا مزاج چاہے تو ابھی اسکو لیجائیے
مین مانع نہین ہون غرضکہ انھین باتون مین شب گذری صبح ہوگئی عمرو نے کہا ای شہزادے اٹھو لشکر
مین چلو ملکہ طور بانو نے کہا ای خواجہ آج کی رات اور یہان قیام کرو عمرو نے کہا انشاء اللہ

پھر انکے عمرو یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا شہزادہ عمرو بن حمزہ کو اشارہ کیا وہ وہین بیٹھے رہے ملکہ طور بانو یہ سمجھی
کہ شہزادہ حور رخ پر عاشق ہی بس عمرو شہزادے کو وہین چھوڑ کر راہی ہوا اور دوڑا ہوا خدمت امیر مین آیا
امیر کو مجرا کیا امیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بن حمزہ کی خبر کہ عمرو نے کہا مجکو نہین معلوم لیکن اسوقت مین
صحبت ملکہ طور بانو مین گیا تھا دیکھا مین نے کہ ملکہ طور بانو فن سپہ گری مین بہت زبردست ہی بہمن کی
وہ شاگرد ہی وہ مجھسے کہتی تھی ای خواجہ امیر کو لاؤ مین بھی دیکھونگی اور اگر میرا قابو ہوگا تو مسلمان ہو جاونگی
ای امیر اگر تم تنہا میرے ہمراہ چلو تو ایک تماشا بھی تم کو دکھاؤن امیر یہ سنکر اُٹھے اور اشقر دیوزاد پر سوار
ہو کر ہمراہ عمرو کے روانہ ہوے پہر دن باقی تھا کہ خواجہ امیر با توقیر کو ساتھ لیکر در قصر ملکہ طور بانو پر پہونچے
اور اندر محل مین عمرو نے کہلا بھیجا ای ملکہ طور بانو تنے عمرو بن حمزہ کو اپنے یہان چھپا رکھا ہی امیر با توقیر یہ خبر
سنکے آئے ہین خواہ آؤ خواہ انکو بلاؤ جوابدہی اپنی اُنسے کرو ملکہ یہ سنکر باہر آئی اور قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا
خواجہ تم مجھسے عیاری کی باتین کرتے ہو یہ کہکر امیر با توقیر کو مجرا کیا اور ہاتھ پکڑ کر محل مین لائی مسند زرین
پر بٹھایا شہزادہ عمرو بن حمزہ اور ملکہ حور رخ نے مجرا کیا اور صحبت نشاط مہیا کی ملکہ نے ہاتھ باندھکر عرض
کیا یا امیر کشور گیر آپ مجکو زمرہ کنیزان مین تصور کیجیے امیر بہت خوش ہوے اور تلطف و مہربانی فرمائی ملکہ
طور بانو نے کہا ای امیر با توقیر اگر آپ میرے باپ کو قتل کیجیے تو مین مسلمان ہو جاؤن امیر نے کہا مگر او تو مین
تمکو بھی اور تمہارے باپ کو بھی مسلمان کرونگا یہ کہکر امیر با توقیر رخصت ہو کر روانہ ہوے اور اپنے لشکر مین آئے
ہرکارون نے یہ خبر بہمن کو دی کہ دو روز سے ایسے جلسے ملکہ طور بانو کے محل مین ہوتے ہین اور عمرو سے اقرار
کیا ہی کہ اگر امیر میرے باپ کو قتل کرین تو مین بھی مسلمان ہو جاؤن بہمن بہت درہم و برہم ہوا اور غصے سے کہا
کہ اب بہادری اہل عرب کو معلوم ہوگی اور وہ گیسو بریدہ میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی اور حکم دیا کہ بارگاہ
ہماری بیرون قلعہ کتور استادہ کرو اور سب فوج کو حکم دیا سب خیمے وہین برپا ہون کل لشکر اسلام سے مقابلہ
ہوگا شب کو طبل بجوایا ہرکارون نے جاکر امیر کو خبر دی کہ بہمن نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے بھی نقارہ زری
بجنے کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ ہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین صف آرا ہوے نقیب نقابت کرکے چلے گئے بہمن گھوڑا چمکاکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر
سے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد کو مثل برق جہندہ چمکاکر میدان کارزار مین آگئے
اور دونون نگاورزن ہوے مرکب بہمن کا دس قدم پیچھے ہٹگیا اشقر دیوزاد بھی بسبب جھونک کے
ڈھائی قدم پسپا ہوا بعدہ ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین بہمن کا نیزہ امیر با توقیر نے ہوائی کیا بہمن
نے گرز مارا صاحبقران نے کارہ عمود تھام کر جھکا دیا اور چھین کر پھینکدیا بہمن بہت خفیف ہوا تلوار
میان سے کھینچ کر وار کیا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ سپر کو قلم کرکے سر پر پہونچا تا وہ اُتر آیا بہمن نے سر پیچھے کھینچا تیغہ سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑا
سر مرکب کا کٹکے زمین پر گر پڑا بہمن کود کر زمین پر آیا اور چاہا کہ اشقر کو ذبح کرے کہ امیر با توقیر بھی فوراً
جست کرکے بہمن کے مقابلے مین آگئے بہمن امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دن بھر زور ہوا ہنگام غروب
آفتاب امیر با توقیر نے بہمن کا لنگر توڑا اور بند دست مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھکر فرمایا کہ اسلام کے بارے مین کیا کہتا ہی بہمن نے دین اسلام قبول کیا اور کلمہ

پڑھ کر مسلمان ہوا امیر نے بہمن کو چھوڑ دیا بہمن نے زوبین کامرانی اور بیشرن کامرانی کو بلا کر قدموں پر امیر کے
گرا دیا اور عرض کیا یا امیر میری خاطر سے انکی خطا معاف کیجیے امیر نے کہا اگر یہ دونوں مسلمان ہو جائیں تو کیا
مضائقہ ہے ابھی خطا معاف کرتا ہوں دونوں اسی وقت خوف جان سے طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے
عمرو تو بڑا دوراندیش ہے اسکو زوبین اور بیشرن کے اسلام لانے میں شک رہا امیر سے کہا اگر آپ چاہتے ہیں کہ
بہمن دائرہ اسلام میں رہے تو ان دونوں کو قتل کیجیے امیر نے فرمایا ای خواجہ تم سچ کہتے ہو مگر مناسب نہیں ہے
لوگ کیا کہینگے کہ زوبین اور بیشرن دونوں مسلمان ہو گئے تھے پھر امیر نے قتل کیا اگر یہ منافق ہیں اور
بخوف جان دین اسلام قبول کیا ہے تو پھر سزا پائینگے القصہ امیر باتوقیر بہمن کو ساتھ لیکر لشکر میں آئے
اور بارگاہ میں جلوہ افروز ہوئے بہمن کو کرسی پر لندھور کی بٹھایا اور جانشین و وکیل اپنا کیا اور صحبت نشاط
آراستہ کی ناگاہ پہلوان عادی نے آکر عرض کیا کہ ملکہ طور بانو بھی حاضر ہے امیر نے فرمایا بلاؤ ملکہ طور بانو
حاضر ہوئی اور ادب سے امیر کو مجرا کیا اور چند یاقوت احمر نذر دیے اور از سر صدق مسلمان ہوئی امیر
نے فرمایا ای ملکہ تو اپنی شادی کرلے شاید تجھسے بیٹا پیدا ہو اور ہاتھ سے اسکے کار دین اسلام نکلے ملکہ طور بانو
نے فرمایا آپ سچ فرماتے ہیں مگر مجکو بھی دعوی بہادری و دلیری ہے جو کوئی مجکو فن سپہ گری میں زیر کریگا میں
اسکے ساتھ اپنی شادی کرونگی امیر باتوقیر مسکرائے اور کہا بہتر ہے عمرو بن حمزہ سے تو لڑ سکتی ہو ملکہ نے کہا
جی ہاں انسے لڑونگی پس بموجب حکم امیر باتوقیر عمرو بن حمزہ اور طور بانو دونوں اٹھے اور کشتی ہونے لگی
بڑے بڑے زور دونوں طرف سے ہوئے تا غروب آفتاب کشتی ہوا کی مگر کوئی زیر نہ ہوا برابر رہے جب
شام ہوئی امیر نے فرمایا اب موقوف رکھو کل لڑنا عمرو بن حمزہ نے کہا اب اسکو زیر کیا چاہتا ہوں
تھوڑی دیر آپ اور توقف کیجیے امیر نے کہا نہیں جو ہم کہتے ہیں ایسا کرو عمرو بن حمزہ نے کہا جیسی
آپ کی خوشی یہ کہکر ملکہ طور بانو کو چھوڑ دیا ملکہ نے کہا یا امیر جو کچھ ہونا تھا وہ آج ہو گیا آیندہ کل مجکو
معاف رکھیے اب میں نہ لڑونگی مگر اب میں یہ چاہتی ہوں کہ حضور اس کنیز کو خدمت بابرکت ملکہ مہر نگار
میں رہنے کی اجازت دیں تو بہتر ہے میرا دل چاہتا ہے کہ خدمت ملکہ مہر نگار میں رہوں اور کوئی مجھے
شوہر نہیں چاہیے ہے امیر نے فرمایا جیسی خوشی تمھاری یہ کہکر امیر باتوقیر اٹھ کھڑے ہوئے اور ملکہ
طور بانو کو گود میں اٹھا کے گلے سے لگایا اور دخترانہ پیار کیا فرمایا تو میری بیٹی ہے میں نے تجکو آج سے اپنی
دختر بنایا چل تو ملکہ مہر نگار کے پاس پس امیر باتوقیر ملکہ طور بانو کو اپنے ہمراہ لیکر محل میں داخل ہوئے
اور ملکہ مہر نگار کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور فرمایا یہ میری آج سے بیٹی ہے تم بھی اسکو بیٹی جانکر رکھو ملکہ
مہر نگار کو ملکہ طور بانو نے مجرا کیا ملکہ مہر نگار نے گلے سے لگایا اور پیار کیا اور بڑی مدارات و تلطف
سے ملکہ نے اپنے پاس رکھا

دو کلمے داستان شوکت بیان ابو عمرو بن شداد حبشی کے بیان ہوتے ہیں کہ وہ بادشاہ ملک حبش کا تھا

نغمہ پردازان بلبل ہزار داستان و زمزمہ سرایان مرغ خوش الحان گلشن طبیعت رنگین میں طوطی زبان
شکرستان کو عین بہار میں چہچہہ نواز کرکے بیان داستان رنگا رنگ کو بہ عبارت نفیس قلم شاخسار شگفتہ و تر و
تازہ سے صفحۂ قرطاس پر یوں زیب و زینت دیتے ہیں۔ کہ ایک روز ابو عمرو بن شداد حبشی

واسطے شکار کھیلنے کے گیا تھا جب شکار کھیل کر پھرا تو راہ مین ایک مرد درویش کو دیکھا کہ کاغذ سفید دبا یک
کی تصویر بناکر ہاتھ سے کھڑی کی ہی اور آدمیون کا شہر کے گرد اُسکے ہجوم ہی بس یہ دیکھ کر ابو عمرو بن شداد حبشی
بھی وہان آیا اور اُس فقیر سے پوچھا کہ تیرے ہاتھ مین کیا ہی فقیر نے کہا کہ تصویر شفیع مشکبار دختر اطہر زنگی کی ہی
وہ حبشی دیکھتے ہی تصویر بے نظیر کو عاشق وشیدا ہوا اور اُس فقیر کو بہت سا زر وجواہر دیکر تصویر لے لی
دوسرے روز نوے ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لیکر سمت زنگبار روانہ ہوا جب قریب ملک زنگبار پہونچا
تو خبر اطہر زنگی کو ہوئی کہ ابو عمرو بن شداد حبشی بہ ارادہ کتخدائی ملکہ شفیع مشکبار آتا ہی کہ وہ تصویر
دیکھکر عاشق ہوا ہی اور تصویر اُسکے پاس ہی اطہر زنگی نے فوج کو حکم دیا کہ باہر قلعہ کے خیمے برپا ہون غرضکہ
اُسی روز سامان جنگ تیار ہوا خیمہ بارگاہ مین استادہ ہوئین اطہر زنگی اپنی بارگاہ مین داخل ہوا طبل جنگ
بجوایا اُدھر بھی نقارۂ زدنی پر چوب پڑی رات بھر سامان جنگ دونون لشکرون مین رہا صبح کو میدان جنگ مین
دونون لشکر صف آرا ہوے بعد نقابت نقیبان اطہر زنگی میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ابو عمرو بن شداد
حبشی مقابلہ کو نکلا اور نعرہ کرکے کہا او اطہر زنگی اگر تجکو اپنی جان بچانا منظور ہی تو اپنی دختر کو مجھے دے ورنہ
تجکو قتل کرکے تیری دختر کو اپنی کنیزی مین لاؤنگا آخرکار بعد ہمسخنی دنگا دونون کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین
ابو عمرو بن شداد نے اطہر زنگی کا نیزہ ہوائی کیا اطہر زنگی نے تلوار ماری عمرو بن شداد نے خالی دی اور بند دست
پکڑکے اُٹھا لیا اطہر زنگی نے امان چاہی اور کہا کہ آج کی شب مشورہ کرکے صبح کو جواب دونگا ابو عمرو بن شداد نے کہا
بہتر ہی غرضکہ اطہر زنگی کا ایک بھتیجا قاموس زنگی تھا اُس سے اطہر زنگی نے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہی اور اس مین کیا کرنا چاہیے
قاموس زنگی نے کہا کہ ابو عمرو بن شداد سے کہو کہ تم جب مکہ کو فتح کروگے تو اپنی دختر کی شادی تمھارے ساتھ کرونگا
یہ سنکر ابو عمرو بن شداد فوج لیکر نوے ہزار سوار کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا بعد چند روز کے برابر کوہ ابو قبیس
کے آکر ابو عمرو بن شداد اُترا اُمیۂ ضمری نے یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو پہونچا کر دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا دوسرے
روز ابو عمرو بن شداد نے قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ نہوا ابو عمرو بن شداد شام کو پھر اپنی بارگاہ مین آیا اور
کہلا بھیجا اگر اپنی خیریت اور جانبری تم لوگ چاہتے ہو تو قلعہ کو کھولدو کہ مین اپنا قبضہ کرون بعد چند روز کے پھر
قلعہ تمکو دیکر چلا جاؤنگا خواجہ عبد المطلب نے جواب مین تحریر کیا کہ مین اپنے سردارون سے مشورت کرکے قلعہ خالی
کردونگا ابو عمرو بن شداد حبشی نہایت خوش ہوا اور وہین قیام کرکے منتظر جواب رہا ادھر خواجہ عبد المطلب نے
اُسی وقت ایک نامہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو تحریر کیا کہ ای فرزند جلد ہماری اور ہمارے متعلقون
و قلعہ کی خبر لو کہ ابو عمرو بن شداد حبشی کی قلعہ پر چڑھائی ہی مگر مین نے مصلحتاً اُسکو نامہ لکھکر روکا ہی غرضکہ یہ نامہ
لکھکر خواجہ عبد المطلب نے امیۂ ضمری کو دیا اُمیۂ ضمری جانب کتور خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوا جب
کوہ کتور پر اُمیہ پہونچا کھڑا ہوکر ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ عمرو آتا تھا اُسنے دیکھا کہ اُمیۂ ضمری باپ میرا کھڑا
ہوا ہی ایک گوشے مین آکر صورت بدو کی بنائی جیسے کہ عرب صحرائی ہوتا ہی اور قریب اپنے باپ اُمیۂ ضمری کے آیا
اور ایک پتھر اُٹھا کر اونٹ کے مُنہ پہ مارا اور اُمیہ کو للکارا او عرب اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو شتر و اسباب و لباس
اپنا مجکو دیدے اُمیۂ ضمری منت وسماجت کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا خواجہ عمرو نے نہ مانا آخرکار خواجہ
عمرو نے اپنے پدر سے سب کپڑے اور اسباب اور اشتر چھین لیا اور پکڑکر خدمت امیر با توقیر مین لایا اور عرض کیا کہ
آج وہ کام کیا ہی مین نے کہ تمام عمر نہ کیا ہوگا امیر نے فرمایا وہ کام کیا ہی کچھ بیان کر خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے

ساتھ عیاری کی کرشتر ولباس وغیرہ چھین لیا - امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کہان ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ باہر بارگاہ کے ہی
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اسے میرے سامنے لاؤ ایک ملازم گیا اور جا کے امیہ ضمری کو سامنے امیر باتوقیر کے لایا دیکھا
امیر باتوقیر نے کہ امیہ ضمری سر و پا برہنہ نالان و گریان چلا آتا ہی جب قریب آیا رو رو کر عرض کیا کہ میری داد
دیجیے آپ کے لشکر مین آکر مین لوٹا گیا کہ لباس و راونٹ اور اسباب سب چھین لیا امیر باتوقیر ہنسے اور لباس و اونٹ وغیرہ
اُمیہ ضمری کے حوالے کیا اُمیہ ضمری متفکر ہوا اور کہا کہ آپ کون ہین نہایت حق شناس ہین سچ سچ اپنا حال بیان کیجے
امیر باتوقیر نے فرمایا تو نے مجکو نہین پہچانا منم حمزہ صاحبقران زمان بن خواجہ عبد المطلب اور یہ مکاری تیرے بیٹے
خواجہ عمرو کی ہی اُمیہ ضمری یہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا او ظالم تو نے مجکو ذلیل و خوار کیا تو بھی اسی طرح اپنے فرزند کے ہاتھ
ذلیل و خوار ہوگا امیر باتوقیر نے اُمیہ ضمری کو سمجھایا اور لطف و مہربانی کی اُمیہ ضمری نے نامہ خواجہ عبد المطلب کا
دیا حمزۂ صاحبقران نے نامے کو پڑھا اور اُمیہ ضمری کو اُسیوقت جواب دیکر رخصت کیا اور کہا کہ تو چل مین بھی آتا
ہون اور کوئی فکر کرتا ہون اُمیہ ضمری کوہ کتور سے طرف مکہ کے راہی ہوا تھا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو
بلایا اور کہا تیری کیا راے ہی اس بارے مین کیا کرنا چاہیے خواجہ عمرو نے کہا کہ میری راے یہ ہی کہ یہان لشکر مین اپنی جگہ
پر کسی کو چھوڑ دیجیے جو بہادر و زبردست ہو اور آپ مجکو ہمراہ لیکر مکہ کو چلیے امیر باتوقیر کو یہ راے پسند آئی اور اپنا
جانشین ہمن کو کیا اور سرداروں کو بلا کر تشفی و دلاسا دیا اور کہا کہ تم گھبرانا نہین مین انشاء اللہ بہت جلد آتا ہون
یہ کہکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوے
اور بہ تعجیل تمام راہ طی کرکے چلے آتے تھے اب یہان کا حال سُنیے کہ روز وعدہ خواجہ عبد المطلب جب گذر گیا دوسرے
روز ابو عمرو بن شداد حبشی اسی ہزار سوار اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ لیکر سوار ہوا اور خواجۂ عبد المطلب سے
کہلا بھیجا کہ وعدہ تمھارا گذر گیا بہتر یہ ہی کہ قلعہ کو خالی کر دو ورنہ یہ جان لیجیے گا کہ ٹھوکروں سے ہاتھیوں کی دروازۂ
قلعہ کو ٹکڑے ٹکڑے کردونگا اور سب کو مار کر نکالدونگا خواجہ عبد المطلب نے کہلا بھیجا کہ او نابکار ستم شعار تو مجکو مجبور و
ناچار سمجھتا ہی جب تک میرے دم مین دم ہی کیا مجال تیری جو آنکھ اُٹھا کر قلعۂ مکہ کی طرف دیکھ سکے ابو عمرو
بن شداد یہ سُنکر نہایت درہم و برہم ہوا اور غضبناک ہوکر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ نے ایسی توپوں کی باڑھ برابر
ماری کہ مثل آتشبازی کے آتش پیکار بھڑکی بارہ ہزار سوار جرار شدادی قتل ہوے ابو عمرو بن شداد نے غصہ سے
فیل جنگی کو دوڑایا اور قریب دروازۂ قلعہ ہو کجا فیل بیٹھ گیا اور دروازے پر سجدہ کرنے لگا ابو عمرو بن شداد اور
زیادہ پُرغضب ہوا اور گجک مار کے اُٹھایا مگر فیل نے سر اپنا سجدے سے نہ اُٹھایا جب تو ابو عمرو بن شداد نے
غصہ سے تلوار خرطوم فیل پر ماری کہ خرطوم اُسکی قلم ہوگئی ابو عمرو بن شداد جست کرکے خندق کے اُس پار ہوا اور
پھاٹک کے قریب آکر چاہا کہ عمود گرانبار مارے کہ پھاٹک چور چور ہو جائے خواجہ عبد المطلب نے بدرگاہ رب العزت مناجات
کی اے قاضی الحاجات اے رفیع الدرجات اے جلال صفات اے معبود برحق یہ خانہ کعبہ مبارک ہی تیری ذات خاص نمونہ پرستش
و سجدہ گاہ عالم و عالمیان ہی اسکی حرمت تیرے ہاتھ ہی تو ہی اسکا حافظ و نگہبان ہی کوئی کافر اسپر ظفریاب نہو ہنوز ابھی
دعاے خواجہ عبد المطلب تمام نہوئی تھی مصرع اندامن دشت گرد بر خاست + ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دامن غبار
ہواے صحراے لق و دق سے چاک ہوا اور دو مین سے نعرہ ہوا نعرۂ امیر باتوقیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران ؎ امیر عرب
ضیغم روزگار + منم صف شکن خسرو نامدار + زتیغم بمیدان جنگ زمان + بہر سو شود الامان الامان + ساتھ ہی اُسکے دوسرا
نعرہ ہوا نعرۂ عمرو ؎ عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بربایم + خال رخ نجگ بداختر بربایم + در محفل خسروان چو گردم ساقی + جام و قدح

دسبوح و ساغر بہ برم ✣ آواز نعرہ ہاے شیران روزگار سنکر ابو عمرو بن شداد حبشی گھبرایا اور بھوکر دیکھنے لگا کہ امیر
با توقیر مع خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری آ پہونچے امیر با توقیر نے تیغہ صمصام کھینچا عمرو نے بھی تیغہ عیاری نکالا ابو عمرو
بن شداد نے مقابلے مین آکر تلوار ماری امیر با توقیر نے تلوار اُسکی چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ابو عمرو
بن شداد نے امان مانگی کہا دین اسلام قبول کرتا ہون امیر با توقیر نے اُسکو چھوڑ دیا ابو عمرو بن شداد طوطے کی طرح
کلمہ پڑھکر خوف جان سے مسلمان ہوا اور اپنے لشکر مین آکر اُسی وقت مع فوج اپنے ملک کو کوچ کر گیا یہان امیر با توقیر مع
خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوے اور پدر نامدار کو مجرا کیا خواجہ عبد المطلب نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو گلے لگایا اور
دعاے ترقی جاہ و جلال دی عمرو نے بھی آداب بجالایا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی اُدھر ابو عمرو
بن شداد ایک مقام پر اُترا اور شکار کھیلنے کو صحرا مین آیا وہان خبر پائی کہ شہنشاہ نوشیروان یکہ و تنہا شکار کھیلنے
کو آیا ہی اُسی وقت ابو عمرو بن شداد حبشی نے فیل جنگی کو دوڑایا اور اگر شہنشاہ نوشیروان کو گرفتار کر لیا اور ہودج
فیل پر ڈالکر اپنے ملک کی طرف چلا راہ مین ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان سے کہا اگر تو اپنی دختر کو میرے پاس
لائے اور شادی کر دے تو بہتر ہی ورنہ تجھکو قتل کر دونگا جب یہ خبر بختک کو پہونچی کہ نوشیروان کو ابو عمرو بن شداد
نے گرفتار کر لیا ہرمز کو بادشاہ کیا ادھر ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان کو لاکر قفس آہنی مین بند کیا کہا جب تک
تو اپنی دختر ملکہ مہرنگار کو نہ بلوا دیگا تجھکو ہرگز نہ چھوڑونگا نوشیروان نے کہا کہ حمزہ صاحبقران ٹبراز بردست
عرب ہی ملکہ مہرنگار اُنکے قبضے مین ہی اُسکا آنا بہت مشکل ہی ایک روز ابو عمرو بن شداد حبشی نے رات کو پنجرا
بادشاہ نوشیروان کا اپنے پلنگ کے پاس رکھوایا اور کہا ای نوشیروان کچھ کہانی کہہ نوشیروان نے کہا مجھکو
کوئی کہانی کہنا نہین آتی ہی اگر کہہ تو مین کچھ اپنا حال بیان کرون ابو عمرو بن شداد نے کہا بہتر ہی بیان کر
نوشیروان نے قصہ حمزہ صاحبقران شروع کیا ابو عمرو بن شداد نے پنجرا نوشیروان کا پلنگ کے اوپر لٹکوا دیا
جب نوشیروان قصہ کہتے کہتے خاموش ہو رہا پنجہ پانون مین مارا اب اُدھر کا حال ملاحظہ کیجیے کہ امیر با توقیر نے
خواجہ عمرو سے کہا کہ تم جاکر ذرا کتور کی خبر لاؤ کہ ہمین نے میرے لشکر سے کیا سلوک کیا خواجہ عمرو طرف کتور کے
روانہ ہوے اسطرف بختک نے حکیم خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم قرعہ پھینکو کہ معلوم ہو نوشیران کو حمزہ صاحبقران
رہا کرینگے یا نہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ نوشیروان رہا ہو جائیگا بختک نے کہا کہ نوشیروان کیونکر رہا ہوگا
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران ہم سب کے دشمن ہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ذمہ ہمارا خواجہ بزرجمہر نے ابوالخیر
کو روانہ کیا ابوالخیر خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور رقعہ خواجہ بزرجمہر کا دیا حمزہ صاحبقران
رقعہ خواجہ بزرجمہر پڑھتے ہی چلے جب خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچے خواجہ بزرجمہر نے کہا ای امیر با توقیر نوشیروان
اگرچہ کاذب و کافر ہی مگر ضرور چاہیے ہی آپ کو کہ میری خاطر سے نوشیروان کو رہا کیجیے امیر با توقیر خواجہ بزرجمہر
سے یہ سنکر اُسی وقت حبش کی طرف روانہ ہوے جب برابر حبش کے پہونچے نزدیک باغ ابو عمرو بن شداد حبشی
کے اُترے دن بھر آرام کیا وقت شب لباس سیاہ پہنکر چلے اور کمند پھینک کر محل پر ابو عمرو بن شداد حبشی
کے پہونچے دیکھا کہ نوشیروان قفس آہنی مین بند ہی اور داستان ہماری بیان کر رہا ہی امیر با توقیر برابر نوشیروان
کے جاکر بیٹھے اور اپنے تئین ظاہر کیا نوشیروان ڈرا امیر با توقیر نے کہا کہ کیون ڈرتا ہی مین تجھکو رہا کرنے آیا ہون یہ
کہکر قفس آہنی مع نوشیروان ہاتھ مین اُٹھاکر در باغ پر آئے وہان اشقر دیوزاد کو نہ پایا تلاش کرتے ہوے صحرا
کیطرف چلے گئے اور پنجرا در باغ پر رکھ دیا سوچے کہ آکر لیلونگا اور یہان ابو عمرو بن شداد جو صبح کو بیدار ہوا اور پنجرہ نوشیروان

کا نہ دیکھا اُسی وقت عیارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا ایک عیار نے آکر خبر دی کہ قفس نوشیروان در باغ پر رکھا ہی
ابو عمرو بن شداد آیا اور پنجرا نوشیروان کا اٹھا لیگیا اور باغ مین لایا اور کہا ای نوشیروان تو کسواسطے بھاگ گیا
تھا نوشیروان نے کہا میرا امیر مجکو اٹھا لیگیا تھا ابو عمرو بن شداد حبشی نے کہا واہ کیا خوب این گل دیگر شگفت

دو کلمے داستان صعوبت نشان خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

رہ نوردان صحراے وحشت انگیز و بادیہ پیمایان دشت صعوبت خیز اس داستان گردش آئین کو نوک خامہ
سے صفحۂ تحریر پر یون لاتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ملک کنتور سے بہمن و لشکر اسلام کی خبر لیکر
پھرے مکہ مین آئے خواجہ عبد المطلب کو مجرا کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر باتوقیر کو پوچھا خواجہ عبد المطلب نے
فرمایا کہ امیر کشورگیر طرف ملک مدائن کے گئے ہین خواجہ بزرجمہر کا خط آیا تھا نہین معلوم اُسمین کیا لکھا تھا خواجہ
عمرو اُسی وقت طرف ملک مدائن کے روانہ ہوے جب مدائن مین خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے خواجہ
عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے امیر باتوقیر کا حال دریافت کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ امیر باتوقیر ملک حبش کو گئے
ہین خواجہ عمرو بھی لشکر حبش کی طرف چلے جب حبش پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر باتوقیر براے تلاش اشقر دیوزاد
جنگل کی طرف گئے ہین عمرو بھی صحرا کی طرف راہی ہوے جب خواجہ عمرو قریب صحراے زنگبار کے پہونچے دور
سے ایک گوہر شب چراغ نظر پڑا قریب جا کر دیکھا امیر باتوقیر ریگ بیابان مین غرق پڑے ہوے ہین
خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر کو نکالا امیر باتوقیر بیہوش تھے پانی چھڑکا اور پلایا امیر باتوقیر نے بڑی دیر کے بعد
چشم نیم وا سے دیکھا عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر اٹھو مین خواجہ عمرو ہون امیر باتوقیر جب ہوشیار ہوے اُٹھے
عمرو نے حال بیان کیا اور امیر باتوقیر کو بصورت ہنسا بنایا اور آپ بصورت بازی گر بنکر چلا اور سامنے ابو عمرو
بن شداد کے بازی کرنے لگا وہ سب حبشی تماشا دیکھنے مین مشغول ہوے ادھر امیر باتوقیر نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر
نعرہ کیا نعرہ ؎ امیر عرب ضیغم روزگار * منم معشل شکن خسرو نامدار * زنیغم بمیدان جنگ آزمان * بہر سو شود الامان
الامان * حبشیون کو معلوم ہوا کہ یہ حمزۂ صاحبقران ہین چہار طرف سے زغہ کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ
ہوگئی عمرو نے بھی نیچہ کھینچا اور لڑنے لگا ادھر امیر باتوقیر اور عمرو اور اُدھر کئی ہزار حبشیان زبردست آب
دونون آدمی گھر گئے گرفتار ہوا چاہتے ہین یکایک اشقر دیوزاد سامنے سے پیدا ہوا اور ہر غول پر جھپٹ
جھپٹ کر حملہ کرنے لگا کفار سب پراگندہ ہوے اشقر دیوزاد کے آتے ہی فوج حبش مین تلاطم ڈال دیا ادھر
امیر باتوقیر لڑتے ہوے تلوارین مارتے ہوے برابر ابو عمرو بن شداد حبشی کے پہونچے اُسنے تلوار ماری
امیر باتوقیر نے بازو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور بند دست پکڑ کر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر چاہتے ہین کہ
زمین پر دے مارین کہ فوج حبش سے صداے الامان الامان بلند ہوئی امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد
سے کہا کہ مسلمان ہو ابو عمرو بن شداد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور بہت سے حبشی دین اسلام سے بہرہ یاب ہوے
امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد کو چھوڑ دیا اور ملک اُسکا اُسی کو بخشا پھر نوشیروان کو رہا کرکے امیر باتوقیر
طرف مدائن کے روانہ ہوے اور اب مکہ معظمہ کو تشریف فرما ہوے سرداران مکہ نے پیشوائی کرکے امیر کو
داخل قلعۂ مکہ کیا جب امیر باتوقیر قیام پذیر خانۂ کعبہ ہوے وہان لشکر اسلام مین امیر باتوقیر بہمن کو
اپنا جانشین کرکے آئے تھے مہتی اُسکی مالکہ طوربانو کہ خدمت مین ملکۂ مہرنگار کے رہتی تھی ایک دن طوربانو
نے ملکہ مہرنگار کو مجرا کیا اور عرض کیا امیدوار ہون کہ حضور میری دعوت قبول کرین کہ قلعہ کنتور کے اندر ایک باغ ہی

کر اسکو گلشن آباد کہتے ہین اگر حضور اُس باغ کی سیر کو چلین تو اسکو آراستہ کراؤن ملکۂ مہر نگار نے کہا کہ سچ کہتی ہی
تو طور بانو نے کہا حضور دروغ نہین ہی ملکۂ مہر نگار نے کہا کہ بغیر امیر با توقیر کے کیونکر جاؤن نہین معلوم اُنکی
اجازت ہوکہ نہو طور بانو خاموش ہورہی ملکہ مہر نگار نے کہا کہ تو عمرو بن حمزہ یونانی کو بلا لا حسب عمرو بن حمزہ
یونانی اندر محل کے آئے ملکہ مہر نگار نے کہا ای عمرو بن حمزہ یونانی طور بانو نے میری دعوت کی ہی مگر شہر
کتور کے باغ مین تمہاری کیا صلاح ہی جاؤن کہ نہ جاؤن شہزادے نے کہا امان جان بالفعل امیر با توقیر
نہین ہین مناسب تو نہین ہی مگر طور بانو بھی عزیز ہی اور دعوت کا رد کرنا اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ آپ جائیے
اور ایک روز رہکر چلی آیئے ملکۂ مہر نگار نے منظور کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے حکم دیا کہ منادی ندا کریے کہ قلعہ مین
کوئی مرد نہ رہے سب باہر قلعہ کے نکل جائین غرضکہ ملکہ محافہ مین سوار ہوکے تماشا قلعہ کتور کا دیکھتی ہوئی داخل
باغ گلشن آباد ہوئی باغ کو جو دیکھا نہایت شاداب تر و تازہ ہی نہالہائے میوہ دار جھوم رہے ہین گلہائے
رنگارنگ کھلے ہوئے ہین طائران خوش الحان زمزمہ سازی کرتے ہین بیچ مین بارہ دری نہایت خوشنما مثل قصر خلد برین
زیبندہ ہی اور صحن مین ایک نہر بہتر از نہر لبن آب شفاف سے لبریز ہی ملکہ باغ کو دیکھ کر نہایت دل فرحناک ہوا
طور بانو نے ملکۂ مہر نگار کو تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور بزم شاہانہ آراستہ ہوئی طور بانو اور کنیزان مرصع پوش
دُر در گوش کو گرد ملکۂ مہر نگار کھڑا کیا یہان بزم طرب آراستہ ہی اور ملکہ مہر نگار تخت پر جلوہ افروز ہی کہ نہال تجست
کابلی نے یہ خبر ژوبین کامرانی اور شیرن کامرانی کو پہونچادی وہ دونون گبر نا ہنجار بہمن کے پاس آئے اور حال
ملکۂ مہر نگار کا بیان کیا بہمن نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ ملکۂ مہر نگار نہایت حسین اور خوبصورت ہین ژوبین کامرانی
نے ملکہ مہر نگار کے حسن کی بڑی تعریف کی بہمن نے کہا کسی طرح ملکۂ مہر نگار کو ذرا مجھے دکھا دو ژوبین نے کہا
اچھا یہ کہکر اُن تینون نے حجام کو بلواکر چار ابرو کا صفایا کرایا سب داڑھی مونچھ منڈواکر خوب گھٹوایا اور
لباس زنانہ پہنکر کچھ اسباب دعوت کا ہاتھ مین لیا اور چلے جب در باغ پر وہ تینون پہونچے خواجہ سرا نے
روکا کہ تم تینون عورتین غیر ذالک کہان جاتی ہو باغ مین حکم جانے کا نہین ہی اُنھون نے ناک پر اُنگلیان رکھکر
کہا اوئی تو کیا عورتون کی بھی ممانعت ہی مردون سے پردہ کر عورتون سے بھی پردہ ہی ہم دہقانان
سالون مقدم ہین برائے زیارت ملکہ مہر نگار کے آئے ہین اگر تمہارا حکم ہو تو ملکہ کو جاکر دیکھ آئین خواجہ سرا
نے کہا کہ خیر جاؤ وہ تینون باغ مین آئین اور ایک گوشے مین پوشیدہ کھڑی ہوئین ملکہ سیر باغ مین مشغول
خرام ناز تھی کہ نظر ان تینون کی ملکہ پر پڑی بہمن ہزار جان سے ملکہ مہر نگار پر عاشق و فریفتہ ہوگیا ایسی صورت
اور ایسا حسن و جمال جو عمر بھر نہ دیکھا تھا بیہوش ہوکے گرا ژوبین کامرانی نے بہمن کو ہوشیار کیا اور کان مین
بہمن کے کہا کہ جلد اب باغ سے نکلو ایسا نہو کہ کوئی دیکھ کے پہچان لے تو قتل کیے جاؤ اب ملکہ مہر نگار جو
تمام بہار باغ سیر کرکے آئی اور تخت پر بیٹھی طور بانو سے کہا کہ مجھے جسم مین لرزہ سا ہی اور طبیعت کچھ بے لطف
ہوگئی ہی بہتر یہ ہی کہ اب تو مجکو رخصت کر کہ دل میرا گواہی دیتا ہی کہ یہان ضرور کوئی نامحرم ہی طور بانو اُسی وقت
اُٹھی اور تمام باغ کو دیکھا کونا کونا ڈھونڈھا کوئی نامحرم نظر نہ آیا غرضکہ ملکۂ مہر نگار اور طور بانو سوار ہوکر
اپنے لشکر مین آئین بہمن نے کہا ای ژوبین کامرانی تمنے مجکو باغ مین لیجا کر گرفتار بلائے عشق ملکہ مہر نگار
کیا اب صلاح بتاؤ کہ کیا کرون کس صورت سے ملکہ مہر نگار ہاتھ آئے ژوبین کامرانی اور شیرن کامرانی
نے کہا پہلے تو توبہ کرکے اپنے دین مین آؤ بارگاہ آراستہ کرکے دربار مین بیٹھو سرداران لشکر کو جمع کرو ندرد

دین حکم جاری ہو بعد اُسکے اپنی فوج کو حکم دو کہ جہان اہل اسلام ملین مارو اور لڑو تم مطلق مسلمانونکی شرکت ظاہر و باطن
نہ کرو جب سرداران لشکر اسلام تمسے سخت کلامی کرین یا طعنہ زنی کرین تم بھی مقابلہ کرکے جنگ کرو بالفعل امیر
باتوقیر مکہ کو گئے ہوے ہین اور کوئی سردار لشکر اسلام مین ایسا نہین ہی کہ تمھارا مقابلہ کرسکیگا غرضکہ دوسرے روز دو
تینون جمع ہوکر آئے اور سرداران لشکر اسلامنے جو دیکھا کہ ان تینون نے داڑھی موچھ منڈوا ڈالی ہی نہایت
متعجب ہوے کہا یہ کیا سبب ہی مگر عمرو بن حمزۂ یونانی نے جو دیکھا بہت غصہ ہوا حکم دیا یہ تینون گبر ناہنجار ہین
قتل کرو پہلوان عادی نے کہا کہ امیر باتوقیر کا پاس خیال اور ملاحظہ ہی مناسب نہین ہی ادھر ملازمان بہمن نے
زیادتیان اور ظلم و بدعت آردوے لشکر اسلام مین کرنا شروع کین چند بقال و نانبائی وغیرہ کو گرفتار کرکے باندھ
لیگئے جب رات کو پہلوان عادی بارگاہ مین آیا عیار ابوالقاسم نے خبر دی کہ ملازمان بہمن فوج اسلام اور اُردوے
لشکر اسلام پر ظلم و بدعت کرتے ہین پہلوان عادی یہ سُنکے برہم ہوا دوسرے روز جو بہمن بارگاہ امیر باتوقیر مین
آیا پہلوان عادی سے ملاقات ہوئی دونون بارگاہ مین آئے پہلوان عادی نے کہا اے بہمن اوّل تو تونے بخلاف
طریقہ دین اسلام کیا کہ داڑھی اور موچھ منڈوا ڈالی دوسرے اب ملازمون کو واسطے بدعت کے لشکر اسلام مین
بھیجا ہی کہ اُنھون نے تمام فساد برپا کر رکھا ہی ہم لوگ فقط امیر باتوقیر کے خوف سے نہین بولتے ہین ورنہ کیا مجال جو
کوئی سرکشی کرسکے تجکو چاہیے ہی کہ مسلمانون پر شفقت و تلطف کرے اُسکے عوض مین یہ بدعت ہی بہمن نے کہا کہ اچھا تمھاری
خاطر سے مین اپنے لوگون کو منع کردونگا اور تنبیہ و تاکید کردونگا پہلوان عادی نے طرف عمرو بن حمزۂ یونانی کے دیکھا
شہزادے نے کہا کہ اچھا آج کے روز بھی خاموش ہو دیکھا جائیگا یہ سُنکر پہلوان عادی و دیگر سردار غصہ ہوکر اپنی اپنی
بارگاہ خیام مین گئے اور عمرو بن حمزۂ یونانی بھی درہم و برہم ہوکر دربار برخاست کرکے اپنی بارگاہ مین گئے یکایک
شور و غل برپا ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی نے پوچھا کیا ہی یہ غلغلہ کیسا ہی لوگون نے کہا کہ ملازمان بہمن زیادتی کرتے مین
فساد برپا ہی عمرو بن حمزۂ صاحبقران نے کہا کہ ان بیحیائون کو مار کے لشکر سے نکالدو چنانچہ تلوار چلی تین سو
اہل اسلام قتل ہوے اور دو سو آدمیون کو لوگ بہمن کے گرفتار کرکے لے گئے دوسرے روز عمرو بن حمزۂ یونانی
دو سو آدمی ہمراہ لیکر بہمن کے پاس آئے اور کہا اے بہمن مین جانتا ہون تجکو ژوبین اور بیژن نے گمراہ کردیا
ہی اگر تجکو عزت اپنی رکھنا منظور ہی تو جانشینی امیر باتوقیر کی چھوڑ دے اور جگہ سے امیر باتوقیر کی اُٹھ جا نہین تو
ایسی تلوارین مارونگا کہ نام و نشان نہ باقی رہیگا ژوبین نے اشارہ کیا کہ اُٹھ کے چلا جا بہمن اُسکے کہنے سے
اُٹھ گیا اور جاے امیر باتوقیر چھوڑ دی شہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی جاے امیر باتوقیر پر متمکن ہوے سرداران
لشکر اسلام نے مبارکباد دی اور نذرین گذرانین اُدھر بہمن ژوبین کا ملانی کے اغوا کرنے سے اپنی بارگاہ مین
آیا اور دربار جمع کیا ژوبین سے کہا اب کیا کرنا چاہیے ژوبین نے کہا پہلے طور بانو کی فکر کر کہ وہ تیرے دین
مین آئے نہین تو قتل کر بہمن نے کہا کہ طور بانو خدمت مین ملکہ مہر نگار کے ہی اُسکو کیونکر قتل کرسکتا ہون
ژوبین نے کہا کہ طور بانو کو کسی حیلے سے طلب کر اور چار سو آدمی مسلح و مکمل زیر پردۂ خیمہ پوشیدہ کر جب طور بانو
آئے اُسکو سمجھا اگر وہ بُت کو سجدہ کرے تو بہتر ہی ورنہ اُنھین لوگون سے حکم کر کہ وہ اُسکو قتل کرین یہ سُنکر بہمن نے
طور بانو کو بلوایا طور بانو ملکہ مہر نگار سے اجازت لیکر لباس شاہانہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور بارگاہ بہمن مین
آئی باپ کو مجرا کیا اور بیٹھ گئی بہمن نے کہا اے ملکہ طور بانو تجکو خبر ہی یا نہین مین تو دین اسلام سے پھر گیا اور خدا پرستی
چھوڑ دی بہتر یہ ہی کہ تو بھی دین اسلام کو چھوڑ کر بُت پرستی اختیار کر طور بانو نے کچھ جواب نہ دیا بہمن اُٹھا اور ایک

بت کلان کو لاکر سامنے طوربانو کے رکھدیا اور کہا کہ اسکو سجدہ کر یا جوابدے ملکہ طوربانو نے جو گوشۂ چشم سے خیال کیا کہ
لوگ پردہ ہاے بارگاہ مین شمشیر بکف مستعد قتل پر کھڑے ہین ملکہ طوربانو اٹھی اور بت کلان کے سامنے قبلہ کی طرف سجدہ
مین جھکی اور راز دل بیان کیا اور تضرع و زاری درگاہ جناب باری مین عرض کیا ای خداے عز و جل تو خوب عالم و دانا ہو کہ
یہ گبر ناہنجار میرے قتل کی فکر مین ہو مین ہرگز ہرگز اس بت نالائق کو سجدہ نہین کرتی تو سزاوار سجدہ ہو بس دو انگلیون
کی محراب کرکے سجدہ کیا جب سر سجدے سے اٹھایا بہمن بہت خوش ہوا اور ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا ای ملکہ کوئی
ایسی فکر کر کہ ملکہ مہرنگار میرے ہاتھ آئے طوربانو نے کہا بہت خوب یہ کتنی بڑی بات ہو اگر حکم ہو تو جاؤن اور کچھ
فکر ملکہ مہرنگار کی کرون بہمن نے کہا جا اور بہت جلد اسکی فکر کرنا ملکہ طوربانو بہمن سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی
اور ملکہ مہرنگار کی خدمت مین آئی اور برگشتہ ہونا بہمن کا اور کیفیت اپنی سب بیان کی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ بہمن
آج شب کو کیا تعجب ہو جو شبخون مارے ملکہ مہرنگار نے کہا پھر کیا کیا جائے طوربانو نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی
کو بلاکر بارگاہ سلیمانی استادہ کرائیے اور آپ اس مین مقیم ہو جیے اور گرد اسکے خندق کھدوا دیجیے ملکہ مہرنگار نے عمرو
بن حمزہ یونانی کو بلایا اور ساری کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند بارگاہ سلیمانی برپا کرو اور چہار طرف خندق
کھدوا دو اور اسی مین مین اور تم اور سرداران وغیرہ جمع رہین طوربانو مقابلہ کفار کا کریگی عمرو بن حمزہ یونانی
نے کہا ای والدۂ معظمہ امیر بانو تیر چوسنگے تو کیا کہینگے ملکہ مہرنگار نے کہا کہ ای فرزند تم بھی سچ کہتے ہو مگر خاطر بانو بھی
ضرور ہو غرضکہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے ایسا ہی کیا ملکہ طوربانو جوشن و سلاح حرب جسم پر لگاکر مسلح و مکمل ہوکر در بارگاہ
سلیمانی پر بیٹھی جب نصف شب ہوئی بہمن ایک لاکھ ستر ہزار سوار مع ژوپین و بیژن کے ہمراہ لیکر آیا اور
شبخون مارا جب داخل بارگاہ ملکۂ مہرنگار ہوا دیکھا بارگاہ خالی پڑی ہو نہ ملکہ مہرنگار ہو نہ طوربانو ہو بہمن نے
کہا کہ ملکۂ مہرنگار وغیرہ کہان گئین ژوپین کاہرانی نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ یہ سب بارگاہ سلیمانی مین ہین
بہمن بارگاہ سلیمانی پر آیا ہنگام شب تاریک مین معلوم نہ ہوا بہت سے لوگ بہمن کے خندق مین گر کر مر گئے لشکریون
نے آواز دی کہ ادھر دیکھ بھال کے آنا گرد بارگاہ کے خندق عمیق ہو بہمن ہنسا اور کہا کہ واہ وا بارگاہ کو قلعہ بنایا
ہو اس سے کیا ہوگا اگر مین نے ایک مسلمان کو بھی زندہ چھوڑا تو نام اپنا بہمن نہ رکھا غرضکہ اسی تلاطم مین صبح
ہو گئی اور دن چڑھ گیا ژوپین نے کہا ای بہمن اگر چاہتا ہو تو مسلمانون پر فتحیاب ہو پہلے طوربانو کو قتل کر پھر
اہل اسلام کا مار لینا آسان ہو یہ سنکر بہمن نے کرگدن کو دوڑایا ادھر طوربانو نے ایک تیر سہ پہلو کمان مین
پیوستہ کرکے جو مارا کرگدن کی پیشانی پر پڑا بہمن مع کرگدن گرا بہمن لوٹ پوٹ کے پھر اٹھ کھڑا ہوا اور
دوسرے کرگدن پر سوار ہوا طوربانو نے اسکو بھی گھائل کیا اسی طرح طوربانو نے تین کرگدن مارے اور کہا او
ملعون تیرا قتل کرنا بہت آسان ہو بہتر یہ ہو کہ جو کچھ کیا وہ کیا اب منفعل ہو کے توبہ کر اور دین اسلام قبول کر ورنہ
ناحق جہنم مین جائیگا بہمن وہان سے پھرا اور کہا مین طوربانو سے مقابلہ نہ کرونگا ژوپین کاہرانی نے کہا نامردی
کی کیا باتین کرتے ہو اور کسی کو آواز دیکر مبارز طلب کرو تب تو بہمن نے بہ آواز بلند پکارا ای سرداران لشکر اسلام
اگر تم بہادر ہو تو نکلکر میرا مقابلہ کرو نامردی کی باتین کرتے ہو کہ آپ بارگاہ مین چھپ کے عورت کی پناہ مین
بیٹھے ہو اور وہ عورت میری دختر ہو اسوجہ سے مین اس سے مقابلہ نہین کرتا نہین تو عورت کا قتل کرنا کتنی بڑی بات
ہو کیا تم مین کوئی ایسا جری اور دلیر نہین ہو کہ میرا مقابلہ کرے یہ سنکر پہلوان عادی مقابلہ کو نکلا بہمن نے جھپٹ کر تلوار
ماری پہلوان عادی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی دو ابرو تک اتر آئی عادی نے دستار مار آلوا

سر نے نکل گئی بہمن نے چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے کہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے للکار اپہلوان عادی کو پھیر دیا آپ بہمن سے مقابلہ کیا بہمن نے وہ ہی تیغ خون آلود شہزادے پر ماری تلوار مرکب پر پڑی عمرو بن حمزۂ یونانی کا گھوڑا کشتہ ہوا شہزادہ جست کرکے زمین پر آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری کہ دونوں پاؤں گردن کے قلم ہوے بہمن کود کر زمین پر آیا اور شہزادے سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تا غروب آفتاب زور کشتی کے ہوے کوئی زیر نہوا لشکر بہمن میں طبل بازگشت بجا بہمن نے کہا اب کل دیکھا جائیگا دوسرے روز پھر میدان میں لشکر صف آرا ہوا بہمن میدان میں آیا اور عمرو بن حمزۂ یونانی سے مبارز طلب ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی گھوڑا جھپکا کر میدان میں آیا بہمن نے دوڑ کر تلوار ماری ادھر مرکب عمرو بن حمزہ نے سکندری کھائی یہ گھوڑے کو سنبھالنے لگے تلوار بہمن کی خود پر پڑی دو ابرو تک اُتر گئی عمرو بن حمزہ نے وستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی چہرے پر آپڑی بہمن نے چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے بہرام گرد بن خاقان چین للکار کر جھپٹے عمرو بن حمزۂ یونانی کو پھیر دیا آپ مقابلہ کیا بہمن نے اُسی تیغ خون آلود سے بہرام کو بھی زخمی کیا جب طور بانو نے دیکھا کہ ایسے ایسے نامی سردار بہمن نے زخمی کیے گھوڑا جھپکا کر میدان میں مقابلہ کو آئی اور آتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا جھک کر مارا کہ گردن کی گردن قلم ہوئی بہمن کود کر زمین پر آیا طور بانو بھی جست کرکے زمین پر پہونچی دونوں لپٹ گئے کشتی ہونے لگی یہانتک کہ دن تمام ہوا شام آئی لشکر بہمن میں طبل بازگشت بجا بہمن اپنی بارگاہ میں آیا طور بانو و سرداران لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی میں آئے اُسوقت سلطان بخت مغربی نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تک امیر با توقیر حمزہ صاحبقران تشریف لائیں لشکر اسلام قلعۂ تنگ حصار میں جا کر مقیم ہو رائے سلطان بخت مغربی کی سب سرداران لشکر اسلام نے قبول کی اور اُسی وقت رات کو تمام خیمہ ڈیرہ اور بارگاہیں اٹھوا کر لشکر اسلام مع سرداران عالیمقام و ملکۂ مہر نگار وغیرہ قلعۂ تنگ حصار میں آئے اور دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے اُدھر شمیم بن قاسم کستوری نے بہمن کو خبر دی کہ ملکۂ مہر نگار اور تمام سرداران لشکر اسلام وغیرہ قلعۂ تنگ حصار کو گئے بہمن یہ سنکر بہت غضبناک ہوا اور فوج لیکر طرف قلعۂ تنگ حصار کے روانہ ہوا اور آتے ہی لڑنے لگا کئی روز تک کارزار رہی لشکر بہمن بہت قتل ہوا آخرکار بہمن تن تنہا جست کرکے اُس پار خندق کے پہونچا اور چاہا کہ زور کرکے دروازے کو توڑے کہ سلطان بخت مغربی نے آواز دی ای بہمن سچ ہے قول کل شی یرجع الی اصلہ دیکھ کہ سب مسلمان کیطرح دیکر ادھر آئے تو نے یہاں بھی ستانا شروع کیا ملکہ طور بانو نے بھی بخاطر پیدری رعایت کی مگر تو نے بیوفائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا بہمن نے کچھ نہ سُنا اور دروازہ توڑ کر قلعہ میں آیا اُسوقت جانب راست سے ایک شہسوار نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور آتے ہی تلواریں مارنے لگا اُس نقابدار نے ایسی شمشیر زنی کی کہ بہمن وغیرہ دنگ ہوے پھر لشکر اسلام بھی مدد نقابدار سفید پوش کو پہونچا تلوار چلنے لگی ہزارہا کفار قتل ہوے آخرکار لشکر کفار نے شکست کھائی اور بہمن اور زوبین و بیژن بھاگ کر قلعۂ کستور میں آئے جب نقابدار سفید پوش فتحیاب ہوکر قلعہ میں آیا نقاب اُٹھا کر جمال چہرۂ بیمثال اپنا سب کو دکھایا تمام لشکر اسلام بہت خوش ہوا اور دروازہ قلعہ تنگ حصار کا بند کرکے بیٹھ رہے اُدھر زوبین و بیژن نے بہمن کو صلاح دی کہ برابر آپ چلیں کہ مقیم ہوں اُسطرف کا حال سنیے کہ امیر با توقیر نے خواب میں دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی کو لشکر خوکان نے گھیر لیا ہے اور اہل اسلام بہت تنگ آئے ہیں یہ خواب دیکھتے ہی امیر با توقیر بیدار ہوے اور پریشان ہوکر دوسرے روز اپنے پدر بزرگوار خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہوکر روانہ ہوے بعد چند روز کے ایک شب امیر با توقیر راہ بھولکر خراسان کے رستہ پر نکل گئے دیکھا کہ ایک قلعہ

سامنے ہے دریافت کیا یہ کونسا شہر ہے اُسنے کہا اسکو خراسان کہتے ہین اور بادشاہ یہان کا مرزبان کلہ زن آہنی
ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اس قلعہ کی سیر کرون خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران دونون سوداگر کی
صورت بنے اور داخل قلعہ ہوئے تمام بازار کی سیر کرتے ہوے کاروانسرا مین آکر اُترے دوسرے روز واسطے غسل کے
حمام مین آئے دیکھا اور آدمی بھی حمام مین ہین امیر باتوقیر اور خواجہ کو بصورت سوداگر جلیل الشان دیکھ کر
سب نے مجرا کیا بعد اُس کے مالک حمام مع ملازمین کے آیا اور سب آدمیون کو نکال کر باہر کیا کہا کہ جاؤ اپنی اپنی
جگہ پر تم کو نہاتے ہوے بڑی دیر ہوئی یہ سُن کے سب کے سب آدمی باہر نکلے امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو
نہا لیے پھر اُس مالک حمام نے اُن سے بھی کہا کہ اب تم بھی جاؤ بس نہا چکے خواجہ عمرو نے کہا او بے وقوف
کچھ دیوانہ ہوا ہے ابھی غسل اسے نہین فارغ ہوے ہین کیونکر چلے جائین غرضکہ اُن سے تکرار ہوئی عمرو نے جانوا
مالک حمام کے کھینچ مارا اُس کی پیشانی زخمی ہوئی وہ تیورا کے گرا اور ملازم دوڑ پڑے کچھ زخمی ہوے کچھ مارے
گئے کچھ بھاگ کر مرزبان کلہ زن آہنی کے پاس آئے اُس نے پوچھا کیا ہوا قاموس سبک رفتار نے
کہا کچھ لوگ حمام مین نہانے کو آئے ہین اُنھون نے پیادون کو قتل کیا مرزبان کلہ زن نے کہا کہ اُن کو
کچھ کہا ہوگا مین خود جا کر پوچھتا ہون غرض مرزبان کلہ زن خود آیا بیٹھ گیا عمرو نے تعظیم کی مرزبان کلہ زن
کو تعجب ہوا پوچھا کہ تم کون ہو تم نے میرے پیادون کو کس تقصیر پر قتل کیا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ
اُنھون نے بد زبانی کی تھی اُنکو سزا دی گئی مرزبان کلہ زن نے کہا کیا تم کیانی ہو خواجہ عمرو نے کہا ہم
مرد سوداگر ہین یہ ہمارا بھائی ہے ہمارا نام خواجہ بازرگان شامی ہے اور میرے بھائی کا نام خواجہ سینا سوداگر
خدا پرست ہے لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین رہتے ہین مرزبان کلہ زن نے کہا مین چاہتا ہون کہ
نوشیروان سے دوستی پیدا کر کے جاؤن اور امیر باتوقیر سے ایک بار مقابلہ کرون ای سوداگر سچ کہہ کہ امیر
باتوقیر سے عہدہ برا ہو سکونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ میرا بھائی جو ہے اس مین زور اور قوت امیر
کے برابر ہے اگر تو اس کو بفن سپہ گری زیر کر دیگا تو حمزۂ صاحبقران کو بھی زیر کریگا مرزبان کلہ زن نے کہا
کہ کل مقابلہ ہوگا اور شہر مین منادی کر دی جسکو زور اور کشتی دیکھنا ہو وہ کل فلان مقام پر آئے اور مرزبان کلہ زن
آہنی ہمسر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کریگا غرضکہ تمام خلقت صبح کو وہان جمع ہوئی اور مرزبان کلہ زن اور
خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران بھی آئے کشتی ہونے لگی چار پہر دن زور ہوا کیے آخر قریب شام امیر کشورگیر نے
لنگر مرزبان کلہ زن کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کیا بعد تھوڑی دیر کے
آہستہ سے زمین پر رکھدیا مرزبان کلہ زن آہنی بہت خفیف ہوا اور کہا تھوڑے عرصے تک آپ یہان
رہیے خواجہ عمرو نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ ہم یہان رہین اسباب ہمارا پیچھے سے آتا ہے لیکن اب تو
بالفعل کاروانسرا مین ہم جاتے ہین کل آئین گے یہ کہہ کر عمرو اور حمزۂ صاحبقران کاروانسرا کی طرف
روانہ ہوے کاروانسرا مین تھوڑی دیر ٹھہرے جب رات زیادہ آئی جانب کتور روانہ ہوئے صبح کو قاموس
سبک رفتار نے یہ خبر مرزبان کلہ زن کو پہونچائی کہ آپ نے دیکھا تھا اُن دونون مین ایک حمزۂ
صاحبقران اور دوسرا عمرو عیار تھے کتور کی طرف روانہ ہوگئے یہان امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری قریب قلعہ کتور کے پہونچے اپنا لشکر نہ دیکھا کہا ای خواجہ دریافت تو کرو کہ لشکر میرا کیا ہوا
عمرو گیا اور ایک پیر مرد کو پاس امیر کے لایا امیر باتوقیر نے اُس سے پوچھا کہ تجکو خبر ہے لشکر اسلام کہان گیا

اُس پیر مرد نے کہا ای صاحب یہان بڑے بڑے معرکے گذر گئے بہمن دین اسلام سے پھر گیا اور طوربانو نے
اُس کو شکست دی سردار آپ کے سب زخمی ہوے اب قلعۂ تنگ حصار مین ہین یہ سُن کر امیر با توقیر قلعہ
تنگ حصار مین آئے سرداران لشکر اسلام نے استقبال کیا امیر با توقیر تخت سلیمانی پر جلوہ افروز ہوے
اور طوربانو کی امیر با توقیر نے بڑی تعریف کی اور تلطف و مہربانی سے پیش آئے اور پوچھا کہ اب بہمن کہان
گیا طوربانو نے کہا کہ ژوبین و بیژن کو لیکر آب چلبین کو گیا ہی امیر با توقیر بھی مع لشکر کوچ کر کے وہان پہونچے
اور ایک نامہ بہمن کو لکھا اور عمرو کے ہاتھ بھیجا خواجہ عمرو نامہ امیر با توقیر لے کر گئے اور بارگاہ بہمن مین
داخل ہوے اور نامہ امیر با توقیر کا بہمن کو دیا بہمن نے وہ نامہ پڑھا اور جواب مین اُس نامے کے لکھا کہ
آبا و اجداد میرے سب بُت پرست تھے مین اُن بزرگون کا دین و مذہب نہ چھوڑونگا اور طوربانو نے دوستی
مین تمھاری تلوارین مجھکو ایسی مارین اور میری فوج سے ایسی لڑی کہ فوج میری بھاگ گئی اور تاب لا سکی اگر ایک
سال کی مہلت مجھکو دو تو بہتر ہی بعد اُسکے پھر تم سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہتے ہو کہ مجھکو قتل کرو تو اختیار ہی اب تو
مین مردے سے بھی بدتر ہون یہ لکھ کر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو جواب لیکر آئے امیر با توقیر نے پڑھ کر کہا کہ
اچھا مین نے مہلت دی عمرو متفکر ہوا اور کہا ای امیر یہ کیا کرتے ہو کیون ملعون کو سال بھر کی مہلت دیتے
ہو بھیجا کو قتل کرو امیر با توقیر نے کہا ای خواجہ تم نہین جانتے ہو اس کو مہلت دینے مین مطلب ہی دو کام
اجرا ہونگے یہان دو کام کرنا مجھکو فرض ہین اول عمرو بن حمزۂ یونانی کی ملکہ حور دخت سے شادی کرونگا
دوسرے شہزادہ قباد کو تخت شاہی پر بٹھا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ کہکر صحبت شاہانہ آراستہ کی اور
شہزادۂ قباد کو پوشاک شاہانہ اور تاج جواہر نگار سے زیب و زینت کر کے تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا
تمام لشکر اسلام مین خبر مشتہر ہوئی شادی جشن سب نے برپا کی شہزادۂ قباد کو نذرین دین غرضکہ چالیس
شبانہ روز جشن شاہانہ کو گذرے تھے کہ عیار خجستہ کابلی ایک درویش کی صورت بن کر برائے سیر محفل اور
خبر گیری کے لشکر امیر با توقیر کی طرف آیا خواجہ عمرو نے کمند مار کر گرفتار کیا اور خدمت امیر با توقیر لشکر گیر
مین لایا اور زندان خانہ مین قید کیا اور آپ بصورت خجستہ کابلی بارگاہ ژوبین کامرانی مین آیا اور
مجرا کیا کہا کہ مین لشکر امیر با توقیر مین گیا تھا بھائی میرا گرفتار ہو گیا مین اپنی جان بچا کر یہان چلا آیا ژوبین
کامرانی نے کہا تو کس واسطے گیا تھا خجستہ کابلی نقلی نے کہا اگر گیا تھا مین تو کیا ہوا اب مین آج کل مین امیر
کو خدمت مین تمھاری لے آؤنگا القصہ آدھی رات گئے خواجہ عمرو نے ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی
کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور خدمت امیر با توقیر مین لایا امیر با توقیر نے کہا کہ خواجہ انکو ہوش
مین لاؤ جب دونون ہوش مین آئے بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور دونون کو امیر با توقیر نے خلعت دیا
اور دنگلون پر بٹھایا امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای ژوبین و بیژن ملکہ حور دخت کو برضا و رغبت اپنی مجھکو دو تو
مین نکاح حور دخت کا عمرو بن حمزہ کے ساتھ پڑھون ان دونون نے لطف و مہربانی امیر با توقیر کی دیکھکر
ملکہ کو بخشدیا امیر با توقیر نے نکاح ملکہ حور دخت کا عمرو بن حمزۂ صاحبقران کے ساتھ کیا بعد اُسکے
امیر با توقیر ملکہ حور دخت اور عمرو بن حمزۂ یونانی کو ساتھ لے کر داخل محل ہوے کنیزان خاص نے
حجلۂ عروسی تیار کر کے دلہن دولہا کو حجلے مین داخل کیا عمرو بن حمزۂ یونانی وصل ملکہ حور دخت سے
مسرور ہوے اور گوہر مقصود ملکہ حور دخت کو حاصل ہوا صبح کو عمرو بن حمزۂ یونانی بارگاہ امیر با توقیر

مین آئے اور مجرا کیا اور دنگل پر بیٹھے تمام سردارون نے مبارکباد دی امیر باتوقیر نے ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی کو واسطے دین اسلام اختیار کرنے کے نصیحت کی اُن دونون نے کہا ای امیر باتوقیر جبوقت کہ بہمن مسلمان ہوگا ہم دونون بھی مسلمان ہونگے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اُن کو رخصت کرکے بہمن کے پاس آئے اور فرمایا کہ ای بہمن تو مسلمان ہوجا بہمن سُن کر خاموش ہو رہا امیر باتوقیر نے پھر ایک نامہ بادشاہ نوشیروان کو لکھا کہ ای شہنشاہ زمان و ای عادل نوشیروان مین چاہتا ہون کہ نواسا تمھارا شہزادۂ قباد میرے لشکر کا بادشاہ ہو اگر خود تشریف لاؤ بہتر ہی نہین تو کچھ جواب لکھو کہ بموجب تمھارے فرمانے کے عمل کیا جائے امیر باتوقیر نے یہ نامۂ مسرت شامہ ملفوف کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نامہ لے کر روانہ ہوے جب خواجہ عمرو بارگاہ نوشیروان مین پہونچے مجرا کیا اور نامۂ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو دیا نوشیروان نامہ سُنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اگر خود تشریف لے جائیے بہت خوب ہی اور اگر نہ جائیے تو مبارکباد لکھ کر بھیج دیجیے بختک بولا کہ سر قباد شہریار کا نہ ہونا چاہیے یہ سُنکر نوشیروان نے خواجہ عمرو کو خلعت سات پارچے کا دیا اور تین خلعت امیر باتوقیر اور شہزادۂ قباد کو بہت بھاری دیے اور ایک لاکھ شاگرد پیشہ کو بارہ ہزار تجر اشرفیون کے بھیجے اور جواب تحریر کیا کہ ای امیر باتوقیر مبارک ہو تمکو خطبۂ اسلام بنام برخوردار شاہزادہ قباد پڑھنا چاہیے اور اگر بزرگ بادشاہ ہم کو سمجھو سکہ ہمارے نام جاری کرو بس یہ جوابنامہ لکھ کر خواجہ عمرو کو دیا اور سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کرکے قلعۂ تنگ حصار کی طرف خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین روانہ کیا

دوسکلے داستان شوکت نشان دارائے ہند لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران زندان رنج و غم و مصیبت زدگان محبس رنج و الم اس داستان صعوبت نشان کو قلم اشک ریز سے صفحۂ قرطاس اندوہ اساس پر بسواد اندوہ دل غم جانکاہ یون لکھتے ہین کہ جب دارائے ہند لندھور بن سعدان کو تخمیناً سترہ برس قید شدید شاہ صفا ترک مین گذرے ایک روز قید خانے مین لندھور حیران و پریشان مضطر و نالان بیٹھ کے رونے لگا اور ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا کر مدرگاہ بے نیاز یون ملتجی ہوا ای قاضی الحاجات و ای چارہ گر بیکسان و حلال مہمات اب تو اس بندہ عاجز پر رحم کر یا تو کوئی سبب اس قید بلا کے رہائی کا کر یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کیونکہ اب یہ سختی مجھ سے نہین اُٹھ سکتی یہ مناجات بتضرع و زاری کرتے کرتے عالم غشی طاری ہوا آنکھین بند ہوئین سو گیا بخت خوابیدہ بیدار ہوے عجیب واقعہ عالم رویا مین دیکھا نور جمال قدرت ذو الجلال نظر آیا دیکھا کہ تخت نور پر حضرت ابراہیم علے نبینا و علیہ السلام جلوہ افروز ہوے اور دست مبارک بشفقت و مہربانی پشت پر لندھور کی پھیرا اور فرمایا ای فرزند قوت جسمی بقدرت الٰہی دکھا کہ حق تعالےٰ تجھکو رہا کریگا لندھور بن سعدان یہ خواب دیکھ کے بیدار ہوا اور اُسیوقت قید آہن کو توڑا اور ہاتھ سے بزور و قوت سنگ نقب اُٹھا کر پھینکدیا اور اُس قید خانے سے باہر آیا اور نعرہ کوہ شگاف کیا شعر جزیرہ ہائے دریا تا بہ ہندوستان ۔۔ اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان + باش ای کافران بے دین بہتر یہ ہی کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ نہین سب کو قتل کرونگا جسوقت افواج ترک نے سُنا چار طرف سے نرغہ کرکے دوڑے یہان لندھور للکارتا ہوا بارگاہ شاہ صفا ترک مین آیا اور

ستون بارگاہ کا اُکھاڑ کر لڑنا شروع کیا جسکو وہ ستون بڑھ کے مارا وہ واصل جہنم ہوا اس عرصہ مین سرداران لندھور
جو بجد قید ہو جانے لندھور کے شاہ صفاترک کے نوکر ہو گئے تھے سامنے لندھور کے آئے اور مجرا کیا اور ساتھ
لندھور کے جنگ و جدل کفار سے کرنے لگے چار پہر کامل لڑائی ہوا کی قریب شام کے لندھور لڑتا ہوا کفار کو
قتل کرتا ہوا قریب شاہ صفاترک کے آیا شاہ صفاترک نے تلوار ماری لندھور نے تلوار اُسکی چھین لی اور
بند کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور قید کیا ترک سب
مسلمان ہوے ملک کو اُسکے تحت و تصرف مین اپنے لایا اور وہان شہپال بن فرخ ہندی بھی مع چند سرداران
کے قید تھا اُسکو بھی رہا کیا اور آپ تخت شاہی پر متمکن ہوا شہپال دنگل پر بیٹھا تمام سرداران لشکر جمع ہوے
دربار آراستہ ہوا لندھور نے شہپال سے کہا کہ مجکو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے یہ امید نہ تھی کہ مجھپر یہ
واقعہ عظیم پڑا کہ مین سترہ برس قید شدید مین رہا اور امیر با توقیر نے میری خبر مطلق نہ لی شہپال نے کہا اے لندھور
کوئی وجہ ہوگی جو امیر نے خبر نہ لی پھر لندھور نے حکم کیا کہ ملک مین منادی ندا کرے کہ خبردار کوئی نام حمزہ
صاحبقران کا نہ لے اور جو کوئی نام امیر با توقیر کا لیگا قتل کیا جائیگا ادھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان
نے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول کو بہت سا روپیہ دے کر رخصت کیا اور ایک نوشتہ لکھدیا کہ میرے لشکر
مین کوئی مزاحمت نکرے غرضکہ دونون روانہ ہوے جب بصرے مین پہونچے سوداگری کرنے لگے شدہ شدہ خواجہ
آشوب اور خواجہ بہلول کو بھی خبر ہوئی کہ لندھور نے ملک مین اپنے منادی کر دی کہ کوئی امیر با توقیر کا نام
نہ لے ان دونون نے صلاح کی کہ چلکر سیر اُس ملک کی کیجیے یہ صلاح کرکے دونون شہر مین آئے اور اسباب خرید
کرکے سراندیپ کی طرف روانہ ہوے بعد چند روز کے پہونچے اور کاروانسرا مین اُترے دوسرے روز
لندھور کی ملازمت حاصل کی لندھور نے پوچھا نام تمھارا کیا ہے اُنھون نے نام اپنا بتایا اور کہا ہم
دونون منھ بولے بھائی ہین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے لندھور حمزہ صاحبقران کا نام
سُنتے ہی درہم و برہم ہوا کہا کہ تم نہین جانتے کہ یہان امیر با توقیر کا نام لینے کا موقع نہین ہے تمنے نام امیر
با توقیر کا کیون اپنی زبان سے لیا خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول نے کہا کہ ہم ناواقف ہین ہمین نہین معلوم
اگر ہمنے خطا کی ہو تو ہم کو قتل کرو لیکن ہم حیران ہین کہ اسکا کیا سبب ہے امیر با توقیر نے بھی اپنے لشکر کو حکم
منادی کردیا ہے کہ کوئی نام لندھور بن سعدان زبان سے نہ نکالے لندھور نے کہا آخر کیا سبب ہے
اُنھون نے کہا کہ امیر با توقیر اکثر شاکی تھے کہ مین اٹھارہ برس کے بعد قاف سے پردۂ دُنیا پر آیا اور لندھور
بن سعدان نے خبر بھی میری نہ لی لندھور نے کہا کہ اسمین نہ خطا میری تھی اور نہ امیر با توقیر کی تقصیر تھی اب اے
خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول مین چاہتا ہون کہ کسی صورت سے خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین
جاؤن اور گناہ اپنا بخشواؤن اُنھون نے کہا اے لندھور اگر تم آپ سے جاؤگے تو سب کُچھ ہوگا اور وہ ساتھ اخلاص
و دوستی کے پیش نہ آوینگے لندھور نے کہا کہ تم کوشش کرو تو عفو تقصیر ہو اُنھون نے کہا بہتر ہے لندھور نے
خواجہ آشوب کو رخصت کیا اور شہپال ہندی سے کہا اے عم نامدار اب کیا صلاح ہے اُسنے کہا کہ پہلے خانۂ کعبہ کو جاؤ اور
پدر نامدار حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عبد المطلب سے خطا بخشواؤ لندھور یہ سُنتے ہی خانہ کعبہ کو روانہ ہوا تیس روز
کے بعد ملک بصرہ مین پہونچا وہان سے بیت اللہ تین منزل تھا وہان مقام کرکے لندھور بن سعدان آیا

دوسرے داستان بشاشت نشان ابو عمرو بن شداد حبشی کے بیان ہوتے ہین

راویان اخبار فرحت آثار و مخبران روداد مسرت نگار اس داستان خصوصیت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب ابو عمرو بن شداد حبشی مسلمان ہو کر اپنے ملک مین آیا جاسوس نے یہ خبر اطہر زنگی کو پہونچائی اطہر زنگی نے یہ خبر سنکے ساری حقیقت اپنی دختر سے بیان کی دختر اطہر زنگی نے ایک نامہ ابو عمرو بن شداد حبشی کو لکھا کہ اگر تو جا کر اس کام کا سرانجام کرے تو بہتر ہی نہین تو مین خود جا کر اس عرب کو جواب دون دلق جاسوس نامہ لیکر ابو عمرو بن شداد کے پاس آیا اور ابو عمرو بن شداد حبشی نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور خانۂ کعبہ کی طرف روانہ ہوا خانۂ کعبہ مین پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا لڑائی ہونے لگی یہانتک جنگ و جدال ہوئی کہ مسلمان عاجز آنے قریب تھا ابو عمرو بن شداد حبشی قلعے کو لے لے کہ خواجہ عبد المطلب نے بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات بادل پر اضطرار کی یکایک صحرا سے گرد اُٹھی اور دارائے ہند لندھور بن سعدان با لشکر ہندوستان نمودار ہوا لندھور نے جو دیکھا کہ ہنگامہ کارزار برپا ہے اور قلعہ کعبہ پر ایک حبشی کی چڑھائی ہے وہین سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا شعر منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم + منم گرد زمانم منم رستم پہلوانم + ابو عمرو بن شداد حبشی صدائے نعرہ کوہ شگاف سنتے ہی قلعہ کی طرف سے پھرا اور بڑھ کے لندھور سے مقابلہ کیا اور تیغہ جھپٹ کر مارا لندھور نے خالی دیکر ایک گرز گرانبار کا وار کیا ابو عمرو بن شداد گرد برد ہو کر جہنم واصل ہوا پھر لندھور بن سعدان مع فوج و لشکر ہندیان فوج حبشی پر تلوار کھینچ کے آ پڑے تلوار چلنے لگی ہزارون کا کشت و خون ہوا آخر کار حبشی شکست کھا کر بھاگے لشکر لندھور نے خزانہ و بارگاہ و مال و اسباب سب فوج حبشیون کا لوٹ لیا اور لندھور بن سعدان خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین آیا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگایا لندھور بن سعدان نے عرض کیا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مجھسے آزردہ ہین خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ مین تمھاری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر خواجہ عبد المطلب لندھور اور پسران لندھور کو مع لشکر ہندیان ہمراہ لیکر خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین آب جلبین کی طرف روانہ ہوے بعد چند روز کے وہان پہونچے اُدھر خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری سعد زرین کمر کو چھوڑ کر واسطے سیر کے گئے تھے پندرہ دن آیا ہوگا کہ خواجہ عمرو طرہ بازون سے خوش فعلیان کرتے ہوے کوہ جلبین پر آکر ٹھہرے اور سبزہ زار صحرائے فرحت نگار کا نظارہ کرنے لگے ایک سمت کو جو نگاہ کی دیکھا کہ لشکر اور فیلون کی بھیڑ بیشمار ہے خواجہ عمرو نے دل مین خیال کیا کہ یہ لشکر کسکا ہے دریافت کرنا چاہیے اُس طرف لندھور بن سعدان نے حکم کیا کہ پردۂ بارگاہ اُلٹ دو کہ سیر سبزہ زار اور گل خودرو کی نظر آئے ملازمون نے جلدی سے آکر بارگاہ کا پردہ اُلٹ دیا لندھور بن سعدان سیر صحرائے فرحت افزا کی کر رہا تھا ناگاہ نگاہ لندھور بن سعدان کی خواجہ عمرو پر پڑی دور ہی سے لندھور نے خواجہ عمرو کو پہچانا اور بارگاہ سے نکل کر آواز دی کہ ای خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری اِدھر آؤ وہان کسواسطے کھڑے ہوے حیران حیران دیکھتے ہو خواجہ عبد المطلب نام خواجہ عمرو کا سنکر بہت خوش ہوے اور اُٹھے کہا مین جاکر خود عمرو کو ساتھ لے آؤنگا یہ کہکر عمرو کی طرف چلے قریب پہونچے خواجہ عبد المطلب نے فرمایا خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری سلام علیکم عمرو نے جواب یا علیک السلام اور مزاج پرسی خواجہ عبد المطلب کی کی خواجہ عبد المطلب ہنسے اور کہا ہان خواجہ مین بہت اچھی طرح سے ہون عمرو بن امیہ ضمری آگے بڑھکے پاؤن پر خواجہ عبد المطلب کے گرا خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑکے اپنے ہمراہ بارگاہ مین لائے

لندھور خواجہ عمرو کو دیکھکر برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اور خواجہ عمرو سے مصافحہ کرکے باعزاز و اکرام
بٹھایا خواجہ عمرو نے ہنس کر کہا اے بیمروت اتنے عرصے تک کہان تھا لندھور بن سعدان نے کہا اے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کچھ نہ پوچھو حال میرا ایک فسانۂ عظیم ہے قابل بیان کے نہین ہے اگر ایک نکتہ بھی اسکا
بیان کرون تو دفتر بیشمار ہو غرضکہ کچھ مختصر سا اپنی قید کا حال بیان کرکے کہا اے خواجہ عمرو اب تمھارے پاس آیا
ہون مین کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے عفو تقصیر کرا دو اور اے خواجہ عمرو سچ تو یہ ہے کہ کوئی خطا میری
نہین ہے عمرو ہنسا اور کہا کہ تو نے بُرا کیا اپنا ملک چھوڑکر آیا امیر باتوقیر خطا تیری نہ بخشینگے اور نہ صلح کرینگے
لندھور نے کہا کہ مین خود جاکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے قدمون پر گرونگا اور خطا بخشواؤنگا عمرو بن
امیہ ضمری نے کہا کہ امیر باتوقیر باہر نہین آتے ہین محل مین جلوہ افروز رہا کرتے ہین اور اے لندھور بن سعدان
تجکو معلوم ہے یا نہین کہ حکم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نافذ ہوچکا ہے کہ کوئی ذکر لندھور بن سعدان کا میرے
لشکر مین نہ کرے لندھور ہنسا اور خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑکر اپنی خوابگاہ پر لایا اور ایک توڑا اشرفیون کا خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری کی نذر کیا خواجہ عمرو نے کہا تم یہین ٹھہرو مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو تمھارے
استقبال کے واسطے لاتا ہون پھر خواجہ عمرو سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر باتوقیر کشورگیر
حمزۂ صاحبقران مین آئے مجرا بجا لائے اور کچھ کیفیت بطور معمہ بیان کی اور کہا چلکر ذرا ملاحظہ فرمایئے اور کچھ
نقد و جنس مثل تحفہ جات کے پیش کیے امیر باتوقیر بہت خوش ہوے اور خلعتہاے زرین فرستادۂ نوشیروان
زیب جسم کرکے مع پسران عالی منزلت و سرداران ذی حرمت خلعت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر چلے مگر خواجہ عمرو
نے خلعت نہ پہنا یونہین ہمراہ امیر باتوقیر کے روانہ ہوے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے پوچھا اے خواجہ عمرو تم
خلعت کیون نہین پہنتے ہو خواجہ عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران یہان کا کچھ عجب طریقہ دیکھا ہے جو تمھاری
خدمت کرتا ہے وہ بہرہ مند نہین ہوتا ہے مین تمھاری خدمت مین اس واسطے آیا ہون کہ ذرا آپ کو بھی تماشا دکھاؤن
راہ مین ایک لشکر عظیم دیکھا مین جب قریب اُس لشکر کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر مسلمانان ہے اُس لشکر مسلمانان
نے مجکو پہچانا اور پوچھا تو اس جگہ کیونکر آیا ہے مین نے کہا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین جاتا ہون
یہ سُنکر وہ سب مجکو بادشاہ لشکر کے پاس لے گئے اور میرے لشکر کے بادشاہ کا ساتھ بیوفائی کے نام لیا مین نے
کہا وہ کیونکر بیوفا ہے اُس بادشاہ نے کہا جسوقت مین نے سُنا کہ وہ بادشاہ مجھسے آزردہ ہے مین نے اپنے عمر نامدار
سے دس برس جنگ و جدال کی اور ایک مدت مدید تک قید مین ترکون کی رہا اُس بادشاہ عرب بیوفا نے
میری ایک مرتبہ بھی خبر نہ لی اب خود آیا ہون کہ اُس عرب سے جنگ کرون امیر باتوقیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ وہ کون ہے
خواجہ عمرو نے کہا کہ وہ بادشاہ مجکو ہندوستانی معلوم ہوتا ہے پہلے تمھارا نوکر تھا اب تخت شاہی پر متمکن ہے امیر باتوقیر
نے فرمایا کیا ذرا اے ہند لندھور بن سعدان آیا ہے خواجہ عمرو نے کہا جی ہان وہی آیا ہے امیر کشورگیر نے فرمایا اگر
وہ مجھسے صلح کریگا تو مین سب خطائین بخشدونگا عمرو نے کہا آپ سچ فرماتے ہین مگر وہ خطا آپکی نہ بخشیگا آخرکار
عمرو نے سات سو اشرفیان امیر باتوقیر سے لین اور راضی ہوکر کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمسے اور لندھور بن
سعدان سے صلح ہوجائے میری راے یہ ہے کہ اسی وقت براے استقبال لندھور بن سعدان تشریف لیچلو
امیر باتوقیر اُسی وقت سوار ہوے اور ساتھ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے چلے لندھور بن سعدان کو جو
خبر ہوئی کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران تشریف لاتے ہین لندھور بن سعدان ہاتھی پر سے سوار ہوکر چلا

راہ مین ملازمت امیر باتوقیر کشورگیر سے فیضیاب ہوکر قدمبوسی بجا لایا امیر باتوقیر نے لندھور بن سعدان کو
بشفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین لائے اور محفل عیش و نشاط برپا کی اور اپنے پدر نامدار
خواجہ عبدالمطلب کو بھی اور تمام لشکر کو بھی بلوایا اور بصد ادب اور بہ اعزاز بسیار بارگاہ سلیمانی مین
لائے اور قباد و شہریار کو آراستہ و پیراستہ فرماکر سامنے جد امجد خواجہ عبدالمطلب کے اور سامنے
لندھور بن سعدان کے تخت شاہی پر بٹھا کر پھر دوبارہ جلسۂ جلوس شاہانہ برپا کیا راوی بیان کرتا ہے کہ
ایک روز شہنشاہ نوشیروان عادل زمان قلعہ مدائن مین تخت پر بیٹھا تھا اور عدل و حکم سلطنت
مین مصروف تھا بختک نے چالیس آدمی قوم زرگر سے طلب کیے اور گھر مین اپنے بلایا اور اشرفیان
اور روپیے بنام قباد و شہریار تیار کر کے رکھے اور ان زرگرون کو قتل کیا اور اپنے مکان مین انکو دفن کیا
کہ کسی پر راز اسکا افشا نہوا۔ وہ سکے روپیے اشرفیون کے خدمت نوشیروان مین لایا اور بیان کیا کہ آپنے
تو امیر کو ممانعت لکھی تھی کہ سکۂ زر و سیم شہزادۂ قباد کے نام جاری نہ کیجیے گا مگر حمزۂ صاحبقران نے بخلاف
حکم حضور سکہ جاری کرایا نوشیروان سنتے ہی درہم و برہم ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہا دیکھو حمزۂ
صاحبقران نے یہ کیا حرکت کی کہ سکہ قباد کے نام جاری کیا بزرجمہر نے کہا غلط ہے امیر باتوقیر نے کبھی ایسا
نہین کیا ہوگا بختک نے کہا اگر مین دروغ گو ہون اپنے آدمی لشکر امیر باتوقیر مین بھیجکر دریافت
کر لیجیے جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا آخر کو بختک کی وجہ سے دریافت ہوا کہ سکہ قباد و شہریار کے نام جاری
ہوا ہے بختک نے عرض کیا کہ معلوم ہوا ہے بیژن کامرانی و زردہین کامرانی و بہمن آب چلین مین مقیم ہین
اور مین نے کتاب مین دیکھا ہے کہ امیر باتوقیر کے ہاتھ سے بہمن کا خون ہوگا اس اثنا مین بہمن بلخی
مدائن مین آیا اور ملازمت بادشاہ کی حاصل کی نوشیروان نے کہا اے بہمن تو دیکھتا ہے کہ اس عرب نے
کیسا سر اٹھایا ہے کہ تمام ملک میرا اپنے تخت و تصرف مین لایا ہے کوئی ایسا پیدا نہوا کہ اس عرب کو قتل
کرے بہمن نے کہا اے بادشاہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر میرے دم مین دم باقی ہے تو ایک ہی معرکہ کارزار مین اس
عرب کو خدمت حضور مین گرفتار کر لاؤنگا اور اگر ایسا نہ کرون تو نام میرا بہمن نہ کہیے گا بادشاہ نوشیروان
بہت خوش ہوا اور بہمن نوشیروان سے رخصت ہوکر دریائے چلین کو چلا گیا اور بختک نے تمام شہر مین
وہی سکہ پھیلا دیا اور اشرفیان اور روپیے اور اٹھنیان و چونیان و دونیان پیسے جب شہر مین چلنے لگے
نوشیروان کو اب خبر تحقیق معلوم ہوئی بہت درہم و برہم ہوا بختک نے پھر دوبارہ اور آگ لگائی
اور نوشیروان سے کہا اے بادشاہ امیر باتوقیر نے ایسی بدعہدی کی اور انھون نے سکہ قباد کے نام
کا جاری کیا اب آپ کی کچھ اصل و حقیقت نہ رہی نوشیروان کو پہلے تو بختک کے کہنے کا یقین
نہ تھا مگر اب بالکل یقین ہو گیا اور لوگون کی زبان سے سنا مگر اسکی کچھ اصل نہ تھی بختک نے عمداً و قصداً
یہ شرارت ذاتی پیدا کر کے نوشیروان کو درہم و برہم کیا ادھر زردہین کامرانی و بیژن کامرانی اور بہمن
کو بھی خفیہ تحریر کیا کہ تم بھی بادشاہ نوشیروان کو لکھو اے بادشاہ نوشیروان یہان بھی اور لشکر امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران مین بھی سکۂ قباد و شہریار جاری ہے آپ فوج اور بھیجیے تو ہم حمزہ صاحبقران سے
جنگ عظیم کرین الغرض اس مضمون کی عرضی زردہین کامرانی و بیژن کامرانی وغیرہ کی طرف سے بادشاہ نوشیروان
کو پہونچی نوشیروان عادل زمان نے ایک نامہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اس مضمون کا لکھا

کر یا امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان اور جو کچھ ہوا سو ہوا مگر مین نے آپ کو منع کیا تھا کہ سکہ قباد کے نام جاری
نہ کرنا آپ نے خلاف حکم ہمارے کیا کہ سکہ قباد کا تمام ملک مین جاری کرایا اور میری عدول حکمی کی اب مین تمکو سزا ے
معقول دونگا یہ نامہ لکھکر بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی کے ہاتھ امیر باتوقیر کے پاس روانہ کیا اور بعد اُسکے
آپ بھی ایک کرور سوار جنگی ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قریب دریاے حلبن کے پہونچا بہمن وغیرہ کو خبر ہوئی کہ
بادشاہ نوشیروان مع لشکر بیکران خود آیا ہی ژوپین کامرانی بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ لات اعلے
ومنات معلے نے اپنا فضل کیا کہ بادشاہ نوشیروان خود آیا لازم ہی کہ جلد پیشوائی کو چلو اور بادشاہ کو استقبال
کر کے لاؤ غرضکہ ژوپین کامرانی و بیژن کامرانی و بہمن وغیرہ دو منزل پیشوائی کر کے نوشیروان عادل
کو لیگئے ہرکارون نے یہ خبر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دی کہ شہنشاہ نوشیروان مع ایک کرور سوار
کے آیا ہی اور بہمن وغیرہ نے پیشوائی کر کے دریاے حلبن مین اُتارا ہی امیر باتوقیر یہ خبر سُنکے متحیر ہوے
اور خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ عمرو دریافت کرو کہ یہ خبر اخبار سچ ہی کہ نوشیروان آکر میرے دشمنون سے
ملا خواجہ عمرو بھی یہ سُنکے متعجب ہوے ناگاہ وہ دونون بہزاد طوسی وکاؤس کاشانی نامہ نوشیروان کا
لیکر امیر باتوقیر کے پاس پہونچے دربار مین آکر امیر باتوقیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا امیر باتوقیر نے کرسی
اُن دونون کو دی وہ سلام کر کے کُرسی پر بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر باتوقیر ہمکو تو آرزو تھی کہ سلطان
قباد شہریار کی قدمبوسی کرین لیکن مجبور تھے کہ نمکخوار نوشیروان کے ہین کچھ اختیار نہ تھا اور اب آئے بھی
تو نامہ اُسکا لیکر حاضر ہوے یہ کہکے نامہ نوشیروان کا امیر باتوقیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھکر عمرو سے کہا ای
خواجہ تمکو معلوم ہی کہ مین نے کب قباد کے نام کا سکہ جاری کرایا ہی خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر کے سر کی قسم
کھاکر کہا ای بہزاد طوسی و ای کاؤس کاشانی ہرگز امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے قباد شہریار کے نام
سکہ نہین جاری کیا امیر نے بھی کہا کہ برب کعبہ مجکو سکہ کے جاری ہونے کا حال مطلق نہین معلوم اور نہ میرے لشکر
مین قباد شہریار کے نام کا سکہ جاری ہی تم خود جاکر دریافت کرلو اور سکہ منگاکر بازار سے دیکھ لو لیکن ای بہزاد طوسی
و ای کاؤس کاشانی اب مین کہتا ہون کہ تم دونون اسی طرح نوشیروان عادل زبان سے کہدینا کہ یہ امر منجانب
پروردگار ہوا ہی اور کسی دشمن کی یہ شرارت ہی اب جو ہوا سو ہوا مین نے سکہ قباد کے نام کا اگر نہین جاری کیا تو
اب کرونگا کیا تو مجکو اپنے لشکر بیکران پر دھمکاتا ہی یہ سُنکر وہ دونون جواب نامہ لیکر نوشیروان کے پاس آئے
اور جو کچھ امیر باتوقیر نے فرمایا تھا نوشیروان سے بیان کیا بختک بول اُٹھا اگر امیر باتوقیر نے سکہ نہ جاری
کیا ہوتا تو امیر باتوقیر یہ کیون کہتے ژوپین کامرانی نے کہا حضور طبل جنگ بجوائیے بہمن نے کہا مین مدد
بلواتا ہون بختک نے کہا بلوائیے القصہ بہمن نے آدمان منارہ گردن اور فرہاد غوری و زنگاوہ
غوری و مرزبان خراسانی و بہرام شہر البستانی و بہرام شیر خوار کو نامے لکھے چنانچہ پہلے زنگاوہ غوری
و فرہاد غوری آئے اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر باتوقیر کو خبر دی ادھر قباد شہریار
نے حکم دیا کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑے دونون لشکر تیار ہو کر صبح کو میدان مین آئے اور بعد صف آرائی فرہاد
غوری اجازت شہنشاہ نوشیروان سے لیکر میدان مین آیا ادھر سے صفانوش ادصدف نوش نکلے امیر
باتوقیر حیران ہو کر رہ گئے صفانوش سے پہلے تو مذہب کی گفتگو ہوئی صفانوش نے لات و منات کو برا کہا
فرہاد غوری نے نیزہ مارا صفانوش نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا فرہاد غوری نے تلوار ماری صفانوش نے

پیچھے سر کو کھینچ لیا مرکب زخمی ہوا صفا نوش کو دیو زادہ بھی مرکب سے اُترا کشتی ہونے لگی بہر سبب کے بعد فرہاد غوری نے زیر کرکے صفا نوش کو باندھ لیا اور اپنے عیاروں کے سپرد کیا صدف نوش نے پھر بڑھ کر تلوار ماری فرہاد غوری نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا صدف نوش نے پھر تلوار ماری فرہاد غوری نے خالی دے کر بند دست پکڑ کر اُٹھا لیا اور باندھ کے لے گیا لشکر میں طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کی طرف پھر گئے بختک نے کہا ان کو قتل کرو نوشیروان نے کہا بہتر ہی اتنے مین نامہ بہرام بستانی کا آیا اُس مین یہ لکھا تھا ای بادشاہ نوشیروان اگر عمرو بن حمزہ یا اُس کے دونون ماموں تمھارے ہاتھ آجائین تو وہ میرے بھائی فریدون شاہ یونانی کی اولاد مین ہین میرے پاس بھیج دینا فرہاد غوری نے کہا ای نوشیروان ایسا ہی کیجیے اب جو کوئی گرفتار ہو کر آئیگا اُس کو قتل کیجیے گا غرضکہ فرہاد غوری کو دس ہزار سوار ہمراہ کرکے صدف نوش کو بہرام کے پاس روانہ کیا یہان امیر با توقیر اور عمرو بن حمزہ کو خبر ہوئی کہ پہلے تو یہ رائے تھی کہ دونون قتل کیے جائینگے اور اب اُن کو کہین پر بھیجا ہی امیر با توقیر بہت خفا ہوئے کہ ان دونون کو کسنے کہا تھا جو انھون نے میدان مین نکل کر مقابلہ کیا غرض عمرو بن حمزہ یونانی کو یہ فکر ہوئی کہ دریافت کیا جائے جہان وہ گئے ہون مین وہان جاکے چھڑا لاؤن اُدھر لشکر نوشیروان مین پھر طبل جنگ بجا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرہاد غوری پھر نکل کر میدان مین آیا اور پکارا کہ کوئی مرد میدان مقابلے کو آئے عمرو بن حمزہ یونانی نکلے میدان مین آئے پہلے نگاہ دوزن ہوئے سات قدم فرہاد غوری کے گینڈے کو پسپا کیا بعد ہمسخنی کے فرہاد غوری نے نیزہ مارا سنان نیزے کی عمرو بن حمزہ نے نیزے پر روکی بعد چند طعنون کے نیزہ فرہاد غوری کا ہوائی کیا اُسنے تلوار میان سے لی چاہتا تھا کہ وار کرے کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور عمرو بن حمزہ کو اُٹھا لے گیا یہ ماجرا دیکھکے امیر با توقیر بہت حیران ہوئے اور بختک صلواۃ پڑھ کر ناچنے لگا اور کہا ای فرہاد غوری اب چلیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا جب فرہاد غوری آیا بختک نے کہا کہ تم خوب بچے ہمنے تو تم سے صبر کیا تھا بہمن نے کہا تو بڑا شریر ہی کہ جو اپنی مدد کرے اُسکی بدخواہی چاہے یکایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آدین آدان منارہ گردن دراز رکاب آتا ہی نوشیروان نے بختک اور طوغان بن بہمن کو اُسکے استقبال کے واسطے بھیجا یہان حمزۂ صاحبقران کو بھی خبر ہوئی کہ ایک پہلوان نہایت زبردست قوی ہیکل بادۂ نخوت سے مخمور آتا ہی امیر دیکھنے کو دمامے پر آکر کھڑے ہوئے جب وہ آدین آدان منارہ گردن ہمراہ بختک وغیرہ کے آیا دیکھا کہ نہایت قد طویل ہی اور دونون گال سُرخ ہین ایک ران ہاتھ مین اُسکے خوک کی ہی وہ کھاتا چلا آتا ہی اور خون اُس ران خوک کا مسوڑھون سے جاری ہی اور بہت سے لونڈے کمسن گرد اُسکے گلابیان شراب کی لیے ہوئے اور قدم قدم پر جام شراب بھر بھر کے پلاتے جاتے ہین غرضکہ وہ پہلوان اسی طرح دربار نوشیروان مین گیا اور دنگل پر بیٹھا اور نوشیروان سے کہنے لگا کہ کیا سبب ہی پہلے تو حمزہ صاحبقران تمھارا ملازم تھا اب تمھین سے لڑتا ہی بختک نے کہا مجھسے پوچھو ای پہلوان حمزہ صاحبقران ایک مجاور زادہ کعبہ کا ہی پہلے تو آکر شہنشاہ نوشیروان عادل زمان کا ملازم ہوا بعد اُسکے شہنشاہ جہان پناہ نے فرزند اپنا بنایا کہ حقیقت مین اب تو وہ فرزندگی جگہ ہی جب بختک نے باغ مراد مین پوشیدہ آنا حمزۂ صاحبقران کا بیان کیا تو بہزاد و فرامرز بگڑے اور کہا او مسخرے یہ تجھسے حقیقت کون پوچھتا ہی جو بیان کر رہا ہی بختک نے چپکے سے کہا ای

پہلوان مین تمہارے پاس خلوت مین آکرا ور کچھ بیان کرونگا نوشیروان نے جو دیکھا خفا ہوا کہا کیا سرگوشی کرکے
چپکے چپکے باتین کر رہا ہی خاموش رہ غرضکہ جب دربار برخاست ہوا آدین آدان اپنے خیمہ مین آیا پیچھے
پیچھے نجتک بھی ہو لیا عمرو بھی ایک فراش کی صورت بن کر ساتھ چلا نجتک کے ساتھ ہی خیمہ مین آدین
آدان کے آیا نجتک نے امیر کا اوّل سے آخر تک سب حال بیان کیا اور کہا کہ ابتو بادشاہ نوشیروان کا
نواسا بھی پیدا ہوا ہی نام اُسکا قباد شہریار رکھا ہی اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا ہی اور سکہ بھی اُسکے نام کا
جاری ہوا ہی ای پہلوان اور تو بہت لوگ حمزہ صاحبقران کے لشکر مین ہین مگر ایک ساربان زادہ کہ
نام اُسکا عمرو ہی اُسنے سب کا ناک مین دم کر دیا ہی تجسے کہے دیتا ہون کہ اُس سے ذرا تم بہت ہوشیار رہنا
اُسکو اختیار ہی جسکی صورت چاہے بنجائے اور جسکو چاہے ذلیل کرے پھر ایک بات چپکے سے کان مین کہی وہ
یہ تھی کہ تم اپنے آدمیون مین سے ایک کو معین کرلو جو زیادہ معتبر ہو اور اُسکو اشارے سے تجویز کرکے بتادو کہ
وہ جو تمہارا کام کرے اُسی اشارے کے ساتھ کرے اور کھانا پینا تمہارا اُسی کے ہاتھ رہے یہ کہکر پھر ذکر اینہ کی
باتین نجتک کرنے لگا بعد اُسکے جب رخصت ہوا پہلوان نے کہا ملک جی تم روز ہمارے پاس آیا کرو الغرض
نجتک اپنے خیمہ مین آیا اور عمرو بھی نجتک کے پیچھے ہمراہ چلا نجتک تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو باہر خیمہ کے
ایک گوشہ مین بیٹھ رہا جب نجتک کھانا کھا کے پلنگ پر سونے کو گیا عمرو قنات چاک کرکے اندر آیا اور نجتک
کا شانہ پکڑ کے ہلایا جب نجتک بیدار ہوا عمرو نے اپنی صورت اصلی نجتک کو دکھائی نجتک کا دیکھتے ہی
دم فنا ہو گیا ڈر کے مارے کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر کہا اُستاد آئیے مین آپ کا تابعدار ہون عمرو نے کہا
ملک جی بتائیے آپنے ہمارے واسطے کیا جمع کیا نجتک نے کہا حضور بھلا میرے پاس کیا ہی لیکن یہ کاغذ
آپکے سالانہ کا موجود ہی وہ روپیہ لے لیجیے عمرو نے کہا وہ تو ہمارا مقرری ہی علاوہ اُسکے کیا ہی اور یہ بتلاؤ کہ
آدین آدان سے کیا باتین چپکے چپکے مصلحت آمیز کی ہین نجتک نے کہا حضور مین کیا عرض کرون ہر چند
عمرو نے پوچھا مگر نجتک نے نہ بتایا اُسوقت عمرو نے سوغات کعبہ کی چند دانے خرمے کے پیش کیے اور کہا
ملک جی اسکو نوش کیجیے اور بتائیے یہ تبرک کعبہ ہی جو شخص اسکو کھالے اُسکی عقبےٰ پاک ہو جائے نجتک
نے کہا حضور مین تو آپ کا خادم ہون اسکے کھانے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے کہا ملک جی آپ نوش تو کیجیے
نجتک نے پھر انکار کیا عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالا ناچار و مجبور ہو کر نجتک نے وہ خرمے کھا لیے اب نجتک
کھاتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے نجتک کو تو ایک صندوق مین بند کیا آپ اُسکی صورت بنکر اُسی کے
پلنگ پر لیٹ رہا بعد دو گھڑی کے لوگون کو پکارا جب سب اندر خیمے کے آئے دیکھا نجتک پلنگ پر لیٹا ہی
نجتک نقلی نے کہا وہ صندوقچے ہمارے جواہر کے لاؤ ملازم نے سب صندوقچے جواہر کے اور گنجیون کا سامنے
نجتک نقلی کے رکھدیا عمرو نے کہا تم سب باہر جاؤ مین ان صندوقچون کو تنہا دیکھونگا وہ سب کے سب باہر
چلے گئے عمرو نے سب صندوقچے کھول کے جواہر نذر زنبیل کیا اور اُن صندوقچون مین کنکر پتھر بھر دیے اور
لوگون کو آواز دی جب سب اندر خیمے کے آئے عمرو نے کہا مین بارگاہ آدین آدان منارہ گردن مین چلتا
ہون یہ سب صندوقچے وہین لے آؤ یہ کہکر خچر پر سوار ہوا اور خیمہ آدین آدان منارہ گردن کی طرف
روانہ ہوا جب اندر خیمہ کے آیا آدین آدان منارہ گردن کو سلام کیا اور وہ صندوقچے اُسکو دیے وہ بہت
خوش ہوا عمرو نے کہا وہ جو ہمنے تمسے کان مین کہا تھا وہ تم بھول گئے تو نہین بھلا میرے سامنے

چپکے چپکے بیان تو کروا اُسنے سب سبق کی طرح فر فر پڑھکر سُنا دیا عمرو نے کہا حقیقت مین بڑے ذہین و عقلمند ہو
وہان بختک صندوق مین ہوشیار ہوا اور چیخنے لگا ارے مجھکو نکالو کسنے مجھکو صندوق مین بند کیا غرضکہ سب
ملازم بختک کے دوڑے اور صندوق کو کھولا دیکھا ملک جی ہین جلدی سے ملک جی کو صندوق سے نکالا
بختک نے کہا مجھکو کسنے صندوق مین بند کیا تھا سبنے کہا حضور ہمکو نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ آپکی
صورت کا ایک آدمی خچر پر سوار ہوکر آدین آدان منارہ گردن کے یہان گیا اور ہمسے کہا کہ یہ سب
صندوقچے جواہر کے وہان پہونچا دو ہم سب لوگ صندوقچے آدین آدان منارہ گردن کے خیمے مین پہونچا کر
چلے آئے اب ہم متعجب ہین کہ آپ تو صندوق مین بند تھے وہ آپ کی صورت کا کون شخص تھا بختک نے کہا وہ
عمرو تھا اور سر پیٹنے لگا کہا ای یارو وہ عمرو تھا مجھکو لوٹ لیگیا غرضکہ روتا پیٹتا اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ آدین آدان
منارہ گردن کی طرف روانہ ہوا اور ایک چوبدار سے کہا جلد تو دوڑ جا اور آدین آدان منارہ گردن کے کان
مین چپکے سے کہنا کہ وہ عمرو عیار یہی ہی جو میری صورت بنکر آیا ہی تم میرا ہاتھ پکڑ کے غل مچانا کہ یہی عمرو ہی پکڑو غرضکہ
پہلے بختک سے چوبدار پہونچا اور اُسنے سب پیام بختک کا بیان کیا آدین آدان منارہ گردن نے گھبرا کر
عمرو کا ہاتھ تھام لیا اور غل مچانے لگا کہ ہمنے عمرو کو پکڑا ہی اس عرصے مین بختک بھی آپہونچا اُسنے جو یہ غل سُنا
خوشی خوشی اندر خیمہ مین آدین آدان منارہ گردن کے آیا اور کہنے لگا او عمرو تو نے سب میرا مال و
اسباب لوٹ لیا اب کہان بھاگ کے جائیگا یہ سنکر عمرو نے کہا او دزد نالائق تو میری صورت بن کے آیا
اور آدین آدان منارہ گردن سے کہلا بھیجا کہ دیکھو ای پہلوان عمرو کیسا ہاتھ دبا وہ دزد ہی یہ سُنکر
آدین آدان منارہ گردن نے کہا سچ ہی ابھی چوبدار یہی کہہ گیا ہی یہ کہکر آدین آدان منارہ گردن نے
عمرو کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بختک کا ہاتھ پکڑ لیا بختک دوہائی دینے لگا اور کہنے لگا ارے صاحبو ذرا غور سے
دیکھو مین بختک ہون اور یہ عمرو ہی ای آدین آدان دیکھو پچھتائیگا مین کہتا ہون کہ یہ عمرو ہی اسکا ہاتھ
جلد پکڑ لے نہین تو عمرو بھاگ جائیگا آدین آدان منارہ گردن نے ملازمون سے کہا اس نالایق کو
جوتیان مارو یہ کیون غل مچاتا ہی یہ سُنتے ہی بختک پر جوتیان پڑنے لگین بالغرض بختک پر ایسی جوتیان
پڑین کہ آپ مین اور پگڑی کہین پوشاک کے ٹکڑے ہو گئے پھر آدین آدان منارہ گردن نے حکم دیا کہ بلاؤ
جلاد کو یہ عمرو اصلی ہی بختک نقلی کو قتل کر دو ادھر تو جلاد آیا اُدھر بختک ہاتھ جوڑ کے اشارے سے گڑگڑایا
ای خواجہ سلامت میری جان بچاؤ مین اپنے مال و اسباب کا آپ سے کبھی مزاحم نہوا اور قسم ہی
لات و منات و عزا کی کبھی آپ سے کوئی حرکت بیجا نہ کرونگا عمرو نے اشارے سے کہا او ملعون تیری یہی
سزا ہی جب تو بختک نے کہا ای آدین آدان منارہ گردن میرا اور اسکا گرم پانی سے مُنھ دھلواؤ
ابھی معلوم ہوا جاتا ہی عمرو نے جو دیکھا کہ اب مُنھ اس نالایق کا دھلوایا جائیگا سب مجکو اور اسکو پہچان
لینگے عمرو فوراً آدین آدان منارہ گردن کے قریب آیا اور کہا ای پہلوان تم کان آگے لاؤ تو مین تمسے کچھ
بات کہون آدین آدان منارہ گردن نے کان آگے بڑھا کر سر جھکایا عمرو نے ایک دھول ماری کہ تاج
سر سے الگ جا پڑا عمرو نے تاج اُٹھا لیا اور جست کرکے قنات کے باہر نکل گیا وہان آکر نعرہ کیا منم
شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار جب تک لوگ دروازے کی طرف خیمہ کے باہر جائین
عمرو نکل گیا پچتانے لگا آدین آدان منارہ گردن ـــ نے بختک کے سامنے ہاتھ باندھے اور بہت سی

عذر و معذرت کی اور کہا کہ مجکو آپ سے نہایت شرمندگی حاصل ہوئی القصہ آدین آدان منارہ گردن دربار نوشیروان
مین آیا اور تمام حال بیان کیا عمرو وہان بھی فراش کی صورت بنکے رات کو دربار مین نوشیروان کے آیا دیکھا سب بیٹھے
ہین آدین آدان منارہ گردن میرا ذکر کر رہا ہی اور عمرو پیچھے آدین آدان منارہ گردن کے کھڑا اغلال بنا کھڑا
ہی اور کبھی شمعون کے گل لیتا ہی کہ بختک نے پہچانا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اور ایک کاغذ پر یہ مضمون لکھا ای
آدین آدان منارہ گردن یہ جو فراش گل لے رہا ہی یہ عمرو ہی ای آدین آدان منارہ گردن کچھ منگا کر
انعام دو جب یہ قریب تمھارے انعام لینے آئے اسی وقت گرفتار کر لو اس مضمون کا پرچہ کاغذ سامنے
آدین آدان کے لکھ کے ڈالدیا آدین آدان منارہ گردن نے وہ کاغذ اٹھا کر پڑھا اور کئی توڑے
روپیے کے منگائے ملازمان نوشیروان کو اور اپنے بھی نوکرون کو تقسیم کیے عمرو کے منھ مین بھی پانی بھر آیا کہا ای خواجہ
یہ روپیہ مفت جاتا ہی یہ سوچ کر عمرو بھی روپیہ لینے آیا آدین آدان منارہ گردن نے روپیہ ہاتھ پر رکھ کر ہاتھ
آگے بڑھایا عمرو نے چالاکی سے روپیہ اٹھا لیا اور پیچھے ہٹ گیا دوبارہ آکر عمرو کہنے لگا ای پہلوان میرا بھائی
باہر گیا ہی اسکا بھی حصہ دو آدین آدان منارہ گردن نے کہا لو جیسے ہی عمرو روپیہ ہاتھ پر سے اٹھانے
لگا آدین آدان منارہ گردن نے عمرو کے ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو اوندھے منھ ہو کر گرا
آدین آدان منارہ گردن نے عمرو کی مشکین باندھ لین اور جلاد کو طلب کیا بختک نے اشارے سے
کہا ای پہلوان جلدی اسکو قتل کرو آدین آدان منارہ گردن نے کہا ملک جی قسم ہی لات و عزا کی اب
اگر نوشیروان بھی کہیگا تو عمرو کو بغیر قتل کیے نہ مانونگا اتنے مین جلاد بھی آیا اب عمرو بلبلانے لگا کہتا تھا ای
پہلوان تم بھول گئے مین تو تمھارا قدیم نوکر ہون آدین آدان منارہ گردن نے کہا او دزد مکار مین
قسم کھا چکا ہون اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا ادھر ہرکارون نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو خبر دی
کہ خواجہ عمرو پہلے تو بختک کی صورت بنکر آدین آدان منارہ گردن کے خیمہ مین گئے اور اسکو ذلیل کیا
پھر بارگاہ نوشیروان مین روپیہ کے لالچ سے گرفتار ہو گئے اور انکو حکم قتل کا ہوا ہی جلاد بھی آگیا ہی یہ سنکے
امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران پہلے تو خواجہ عمرو پر خفا ہوے پھر جوش محبت سے دل مین کہا ای حمزہ صاحبقران
عمرو نے اٹھارہ برس تیری ناموس کی حفاظت کی اب مروت سے بعید ہی جو خواجہ عمرو کو نہ بچاؤن یہ کہکر امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی کے باہر آئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے اور عقب مین
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے لندھور بن سعدان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی چلے پھر تو سرداران
کا تار بندھ گیا ایک کے بعد ایک جانے لگا ادھر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے اشقر دیوزاد کو رانون
مین دبا کر کوڑا اٹھایا اشقر دیوزاد نے بزبان جنی عرض کیا اگر آپ کو ایسے ایسے چابکون کا خیال تھا تو آپ نے
میرے پر پرواز کیون قلم کیے یہ کہکر اشقر دیوزاد مثل صرصر تیز رو کے سرپٹ بھاگا چشم زدن مین در بارگاہ
نوشیروان پر حمزہ صاحبقران پہونچے چوبدار اور دربان وغیرہ دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوے اور ہان
ہان کرکے امیر باتوقیر پر دوڑے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے بے تحاشا اشقر دیوزاد کو مہمیز کیا
دش دش ہش ہش ادھر ادھر جھٹ پٹ کھا کر گرے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مع اشقر دیوزاد بارگاہ
نوشیروان مین داخل ہوے اور خواجہ عمرو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچ لیا بختک کا بنتا ہوا [illegible]
اور حمزہ صاحبقران کی تعریف کرنے لگا اور عرض کیا یا امیر باتوقیر آدین آدان منارہ گردن وہ سامنے

بیٹھا ہو اُسی نے خواجہ کو پکڑ لیا تھا آدین آدان منارہ گردن نے کہا او بد ذات آپ ہی تو تو نے مجھے
کہکر عمرو کو گرفتار کرایا اور کہا جلد قتل کرو اب حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر یہ باتین بناتا ہی آدین آدان
منارہ گردن یہ کہکر امیر با توقیر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای حمزۂ صاحبقران مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا
معلوم ہوا کہ تمھاری بہادری سب اس عیار طرار کے بھروسے پر ہی جبب تو تمھارے عیار نے مجکو ذلیل کیا امیر
با توقیر نے فرمایا ای آدین آدان منارہ گردن یہ بت پرستی کا باعث ہی کا فر جس طرح پائے ذلیل و خوار کیے
آدین آدان نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اب تم عمرو کو لیجاؤ تمسے کوئی نہ بولیگا کس سبب سے کہ تم اکیلے ہو اور
میری بہادری مین فرق آئیگا یہ سنکے امیر با توقیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی کو نکال کے کہا ای آدین آدان
اگر تم مجھسے ڈروگے تو مین تم سب کو نامرد جانونگا آدین آدان منارہ گردن نے کہا ای حمزۂ صاحبقران
اگر یہی بات ہی تو آؤ ایک زور پنجہ کا کر لو امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران یہ سنکر گھوڑے سے اُترے اور
کرسی پر بیٹھ گئے آدین آدان سے پنجہ ہونے لگا امیر با توقیر نے زور کر کے جھٹکا جو مارا آدین آدان
منارہ گردن کی انگلیان ٹوٹ گئین پنجہ اُتر گیا امیر با توقیر اُٹھ کھڑے ہوے اور عمرو کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ
سلیمانی کی جانب چلے سرداران آدین آدان نے جو دیکھا کہ ہمارے آقا کی امیر با توقیر انگلیان توڑ کے چلے ہین
مع فوج سب سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر حمزۂ صاحبقران کے سر پر ٹوٹ پڑے امیر با توقیر نے بھی تیغۂ عقرب سلیمانی
کو جلوہ دیا تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے لگا دیے دریا خون کے بہا دیے عمرو
خنجر کھینچے ہوے پیچھے اشقر دیوزاد کے لڑ رہا ہی جسوقت لوٹ مار کر خنجر کا وار کرتا ہی تو سیکڑون کی ٹانگین قلم کرتا
ہی یکایک نعرۂ لندھور بن سعدان کا ہوا شعار منم صاحب عمود و جانشین حمزۂ دلیر گردان + شہ ہندوستان
رستم زمان لندھور بن سعدان + فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من + بفرمانم بود سہ صد ہزار و ملک ہندوستان
ساتھ ہی لندھور بن سعدان کے دوسرا نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا شعر منم گرد بہرام خاقان چین +
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پھر تو ایک کے بعد ایک سرداران لشکر اسلام نعرے کرنے لگے اور تلوارین تول تول
کے آپڑے تمام فوج اسلام کا اژدہام ہو گیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ گاؤ زمین تھرا گئی خون کا سمندر
اُبل پڑا نوشیروان کو جو خبر ہوئی گھبرا گیا بختک بدحواس ہو کے غل مچانے لگا جلدی سے طبل بازگشت
بجوا دیا آدین آدان منارہ گردن اپنی فوج پر بہت خفا ہوا دونون لشکر جدا ہوے امیر با توقیر مع سرداران
و فوج اسلام بارگاہ سلیمانی کی طرف تشریف لائے ادھر آدین آدان کی انگلیون کا علاج ہونے لگا

دو ستے داستان جرائت نشان اُٹھا لیجانا ایک جادوگرنی کا شہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو اور قتل ہونا اُس جادوگرنی کا

ساحران ناطقہ افسون گری و جادوگران خوش تقریر ساحری اس داستان شعبدہ نشان کو قلم سحر ساز تحریر
تقریر سے صفحۂ قرطاس پر یون آراستہ کرتے ہین کہ جسوقت عین معرکۂ کارزار مین عمرو بن حمزۂ یونانی کو پنجہ
ایک باغ لالہ زار نما ہمارے تازہ پر از اشار ہر سمت گلون پر بہار ہر جگہ نسیم مروجہ جکبانی کو تیار طائران
خوش نواز مزمہ ساز مرغان چمن بصد خوش الحانی نغمہ پرداز وہ باغ مثل گلشن شداد نہایت آراستہ پیراستہ
اور قصر جواہر نگار بہت مزین و خوشنما مین اُٹھا لے گیا عمرو بن حمزہ یونانی کی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ
کھلی باغ کی شگفتگی دیکھکر دل باغ باغ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگرنی سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہی

اور [illegible] شہزادے پسر حمزہ صاحبقران مین تیر نہایت شیفتہ و فریفتہ ہون مجکو اپنی کنیزی مین
قبول کرو کہ مین بہ تیر طلسم نارنج سے عاشق ہوئی ہون عمرو بن حمزہ نے تیوریان چڑھا کر انکار کیا اس فتنہ جادوگرنی
نے کئی دن تک منتین کین عمرو بن حمزہ نے نہ مانا اُس جادوگرنی کو غصہ آیا مگر چونکہ عاشق تھی اور تو کچھ نہ کیا ایک
سوداگر کے ہاتھ عمرو بن حمزہ کو بیچ ڈالا اور کئی روز کے بعد سوداگر سے خرید لائی اور سحر بند کر کے ایک صحرا مین
عمرو بن حمزۂ یونانی کو چھوڑ دیا لیکن بسبب محبت کے دونون وقت آکر کھانا پانی دیجایا کرتی تھی الغرض عمرو
بن حمزۂ یونانی سحر بند اُسی صحراے پر فضا مین مثل دیوانہ صحرائی پھرتے ہین اور کہین جا نہین سکتے ہین ایک روز عمرو
بن حمزہ نے عالم رویا مین دیکھا کہ کوئی بزرگوار فرماتے ہین ای حمزۂ یونانی جادوگرنی کو فریب سے قتل کرنا کچھ
مضائقہ نہین ہے تم کیون تامل کرتے ہو جلد اس کو قتل کرو عمرو بن حمزہ یہ خواب دیکھکر بیدار ہوے اور تدبیر اپنے دل
مین اُس جادوگرنی کے قتل کی سوچنے لگے یکایک وہ جادوگرنی آئی عمرو بن حمزہ اُس کو دیکھ کر رونے لگے اُسنے کہا
ای شہزادے کیون روتے ہو اگر میرے وصل پر راضی ہو تو ابھی تم کو اُسی باغ مین لیچلون عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین
بھی تیرا عاشق زار ہون مین تو تیرا امتحان کرتا تھا اور مین اسواسطے روتا ہون کہ ایسا نہو کوئی مجکو مار ڈالے تو مجکو
نہایت صدمہ و الم ہوگا یہ سُنکے فتنہ جادوگرنی بہت خوش ہوئی اور عمرو بن حمزہ کو پھر اُسی باغ تر و تازہ مین لے گئی
اور کہنے لگی ای شہزادے تو خاطر جمع رکھ مجکو کوئی نہین قتل کر سکتا عمرو بن حمزہ نے ہنس کر کہا ای جان جہان کوئی جام
شراب ہمارے ہاتھ سے پیو کہ نشہ کا دفور دل کو سرور ہو اُسنے گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی لا کر عمرو بن
حمزہ کے سامنے رکھدین عمرو بن حمزہ نے پے در پے سات جام شراب تند و تیز لبالب اُس جادوگرنی کو پلائے کہ مست ہو کر
جھومنے لگی اور پلنگ پر لیٹ گئی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی آکر برابر اُسکے لیٹے باہین گردنون مین ڈالدین جب وہ
جادوگرنی نشہ مین آکر بیہوش ہوئی عمرو بن حمزہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اس زور سے اُسکا گلا گھونٹا کہ وہ کافرہ
واصل جہنم ہوئی اور جو اُسکی خواصین اور کنیزین تھین اُن کو مطلق سحر نہ آتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی نے سب کو مال و
زر و جواہر وہان کا دے دے کر آزاد کیا اور وہان سے روانہ ہوے جاتے جاتے راہ مین ایک شہر ملا دریافت کیا
کہ یہ شہر کونسا ہے لوگون نے کہا اُس کو شہر البستان کہتے ہین اور یہان کا حاکم بہرام البستانی ہے عمرو بن حمزہ اُس
شہر مین آئے اور زر و جواہر دے کر ایک گھوڑا بہت عمدہ خرید کیا اور اُس کو ساز و یراق سے آراستہ کر کے سوار
ہوے اور شہر کی سیر کرتے ہوے چلے کہ ایک طرف کو غل و شور برپا ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی نے پوچھا کہ یہ شور
کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ صدف نوش و صفا نوش قید ہو کر آئے ہین اور یہ بھتیجے بہرام البستانی کے
ہین بادشاہ نے سمجھایا کہ تم لات و منات پرست ہو جاؤ انھون نے انکار کیا نہ مانا اُن کے واسطے حکم قتل ہوا
ہے چنانچہ آج روز قتل اُنکا ہے جلاد اُن دونون کو قتل کرنے کو لیے جاتے ہین یہ سُنکے عمرو بن حمزہ نے
اُنکی طرف گھوڑا بڑھایا اور لوگون کو ہٹا کر پاس صدف نوش اور صفا نوش کے پہونچے اور جلاد کو جیوتے
پراے پانون پکڑ کے کھینچ لیا اور دونون کی قید اُسی وقت کاٹ دی اور تلوار تول کر نعرہ کیا کہ منم شہزادہ عمرو بن حمزہ
یونانی فوج بہرام البستانی آمادہ کارزار ہوئی تلوار چلنے لگی اور بہرام البستانی بھی مشغول جنگ ہوا عمرو بن
حمزۂ یونانی نے دم بھر مین صدہا کو قتل کیا تلوار مارتا ہوا قریب بہرام البستانی کے پہونچا بہرام البستانی
نے تلوار کا وار کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے وار بچا کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا اور تلوار بہرام البستانی کی چھین لی
اور زنجیر کمر کو تھام کر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کر کے چرخ دیا بہرام البستانی پکارا امان امان

عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا امان بشرط ایمان بہرام البستانی نے قبول کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے بہرام البستانی
کو زمین پر رکھدیا بہرام البستانی مع فوج وغیرہ کے از سر صدق مسلمان ہوا بہرام شہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو
بارگاہ مین لایا حال سب دریافت کیا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ میرا نواسا ہے اس سبب سے کہ فریدون شاہ یونانی بہرام البستانی
کا بھائی تھا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور بہت اعزاز و اکرام سے دعوت ضیافت کی عمرو بن حمزہ یونانی نے تیسرے
روز فرمایا اب مین رخصت ہوتا ہون بہرام البستانی نے کہا کہ ایک ہفتہ رہو تو مین بھی تمھارے ہمراہ چلونگا
عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا کہ امیر بالتوقیر کو بڑی تشویش ہوگی تم میرے جانے کے بعد چلے آنا یہ کہکر اپنے ماموؤن کو
اپنے ساتھ لیکر اور کچھ فوج بھی ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے یہان نوشیروان منتظر ہی کہ آدینی دن
منارہ گردن غسل صحت کرے تو طبل جنگ بجوائین القصہ ایک روز دور شراب ناب کا بارگاہ نوشیروان
مین چل رہا تھا جب فرہاد غوری اور زنگا وہ غوری کو نشہ ہوا حکم کیا ہمارے نام طبل جنگ بجے فوراً لشکر
کفار مین طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکارون نے امیر بالتوقیر کو پہونچائی ادھر بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آکر صف آراستہ ہوے فرہاد غوری میدان مین آیا اور امیر بالتوقیر کو پکارا امیر بالتوقیر نے
سنتے ہی بادشاہ سے اجازت طلب کی اور چاہتے تھے کہ میدان مین نکلین کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی دیکھا کہ عمرو بن
حمزہ یونانی مع صدف نوش و صفا نوش کے فوج لیے ہوے آتے ہین عمرو بن حمزہ یونانی نے دیکھا کہ میرا
حریف میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے دور ہی سے بادشاہ کو اور امیر بالتوقیر کو مجرا کیا اور اجازت طلب
کرکے نعرہ کرتے ہوے میدان مین آئے فرہاد غوری بھی اُدھر سے بڑھا پہلے تو تکاور زن ہوے سات قدم مرکب
فرہاد غوری کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم مرکب عمرو بن حمزہ یونانی کا پسپا ہوا بعدہٗ سخت نیزہ بازی ہوئی
چند طعنون مین عمرو بن حمزہ نے فرہاد غوری کا نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری اُنھون نے وار اُسکا
رد کرکے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پہونچی فرہاد غوری
نے سر کو پیچھے کھینچا تلوار گردن پر گینڈے کے پڑی سر گینڈے کا قلم ہوا فرہاد غوری کود کر علحدہ ہوا اور چاہا
کہ مرکب کو عمرو بن حمزہ یونانی کے پکڑے شہزادہ بھی ہان ہان کرکے کود پڑا فرہاد نے پھر تلوار ماری عمرو
بن حمزہ نے خالی دے کر بند دست پکڑا اور جھٹکا مارکے تلوار فرہاد غوری کی چھین لی فرہاد غوری
لپٹ پڑا عمرو بن حمزہ یونانی سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کے بعد اُسکا لنگر توڑ کر عمرو بن حمزہ نے
فرہاد غوری کو اُٹھا لیا اور فرمایا ای کافر اکفر عالا در غلتن پروردگار عالم چہ میگوئی فرہاد غوری نے
کہا ای پسر حمزہ تو نے میرے سامنے لات و منات کو برا کہا مجکو اسکا کفارہ دینا واجب ہوا یہ سنتے ہی عمرو
بن حمزہ نے چرخ دے کر فرہاد غوری کو زمین پر مارا اور چاہتے تھے کہ چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھین کہ
زنگا وہ غوری یہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر دوڑا اور پکارا ای پسر حمزہ تو نے غضب کیا میرے بھائی کو پٹک دیا
اور آتے ہی زنگا وہ غوری نے تلوار ماری عمرو بن حمزہ یونانی نے فرہاد غوری کو پھر اُٹھا لیا اور بجاے
سپر سامنے زنگا وہ غوری کے کیا تلوار اُسکی فرہاد کی کمر پر پڑی فرہاد غوری غل مچانے لگا زنگا وہ غوری
تو پیچھے ہٹ گیا عمرو بن حمزہ یونانی نے فرہاد غوری کی مشکین باندھ کر عیار کے حوالے کیا اور زنگا وہ غوری
کا مقابلہ کیا زنگا وہ نے پھر تلوار ماری عمرو بن حمزہ یونانی نے تلوار اُسکی چھین کے پھینکدی اور دوسرا ہاتھ
کمر زنجیر مین ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر اُسکی بھی مشکین باندھ لین خواجہ عمرو

دوڑ کر میدان مین آئے اور دونون کو اپنے لشکر مین لے گئے اُن دونون کی فوج نے چاہا کہ تلوارین کھینچ کر جا پڑین اور
عمرو بن حمزہ سے لڑین بختک نے منع کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے اپنی اپنی بارگاہون
مین آئے بختک نے سر بارگاہ پکار کے کہا ایہا الناس ان دونون کو بڑا غرور تھا اب سزا ملی معقول انکو ملگئی
آدین آدان منارہ گردن نے مشکر اکر بختک کو سخت کہا اور یہ مشورہ قرار پایا کہ آدین آدان کو صحت
ہو جانے تو پھر یہ لڑینگے اُس وقت اب جنگ وجدال موقوف رہے اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ طول
زنگی اور طال زنگی اور طلوع شاہ زنگی سیون ہزار لشکر لیکر فیل سے آئے ہین اور طلوع شاہ بادشاہ ہی
لشکر کا اور وہ دونون طول زنگی وطال زنگی بعہدۂ پہلوانی اُسکے ساتھ ہین اور یہا پہنچے مالک شاہ ملکوت
کے ہین کہ جو بادشاہ ملک فرنگوشیہ کا ہی یہ جو خبر نوشیروان کو ہوئی بہت خوش ہوا اور طبل شادمانی بجوایا امیر
باتوقیر نے جو یہ خبر سُنی فوراً جام گلگون عفریت طلب کیا اور عین بارگاہ مین جام اور خلعت رکھوا دیا اور فرمایا کہ ہی کوئی
ایسا دلاور و بہادر کہ انکو روکے اور وہ زنگی بچے یہان ہرگز نہ آنے پاتین راستہ ہی مین انکو سزا دیجائے یا باندھکر
سامنے بادشاہ کے حاضر کرے یہ سُنتے ہی دارائے ہند لندھور بن سعدان اپنے دنگل پر سے اُٹھا امیر باتوقیر نے
فرمایا ای جانشین من مین خاص تمکو نہ کہہ سکا خیر بسم اللہ جاؤ تمسے بہتر کون ہی نصر من اللہ فتح قریب لندھور بن
سعدان نے یہ سُنکے مجرا کیا اور عادل شیر دل اور فاضل شیر دل اور بلند خان قندھاری کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا لندھور بن سعدان نے راہ مین کہین مقام نہ کیا برابر چلا گیا ادھر سے لندھور بن
سعدان جاتا ہی اور اُدھر سے وہ کافران زنگی آتے ہین جب قریب پہونچے ہرکارون نے خبر دی کہ سات کوس پر
لشکر زنگیون کا ہی لندھور بن سعدان نے تھوڑی دور آگے بڑھکر اپنے خیمہ برپا کیے ہرکارون نے اُدھر کے یہ خبر
زنگیون کو پہونچائی کہ لندھور بن سعدان روکنے کو آیا ہی وہ زنگی یہ سُنکر حیران ہوے کہا ہم تو نوشیروان
کے پاس جاتے تھے معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران بھی آیا ہوگا لوگون نے کہا کہ حمزۂ صاحبقران نہین ہی
فقط لندھور بن سعدان کو بھیجا ہی الغرض زنگیون کے لشکر مین طبل جنگ بجا ادھر لشکر لندھور بن سعدان
مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے طول زنگی اُدھر سے نکلا
مبارز طلب کیا ادھر سے فاضل شیر دل نکلے لندھور بن سعدان نے انکو ہر چند منع کیا مگر انھون نے نمانا
اور میدان کارزار مین آئے طول زنگی بھی فیل پر سوار تھا ادھر یہ بھی فیل جنگی پر سوار تھے چلے تو دونون فیل بھڑ کر
اپنی اپنی سونڈون سے خوب لڑے اسنے خرطوم اُسکی کمر مین ڈالی اسنے خرطوم سے اسکو پیٹا اسنے دندان اُسکے
اسنے دانت اسکے گڑ دیے بعد اسکے طول زنگی نے گرز مارا فاضل نے سپر پر روکا اور سر کو اپنے بچا کر پیچھے کھینچا
وہ گرز ہاتھی کے سر پر پڑا فیل نے سر پھرا کر خالی دیا فاضل نے پھر گرز مارا طول زنگی نے رد کر کے بھڑ کر بند دست
پکڑ کر کے اپنے ہاتھی پر کھینچ لیا فاضل نے اُسکی گردن پکڑ کر جھٹکا مارا دونون مین کشتی ہونے لگی درمیان کشتی مین
فاضل نے خنجر نکالکر کمر سے طول زنگی کو مارا خنجر زرہ کو کاٹ کر اڑا نکل گیا طول زنگی نے بھی گھبرا کر خنجر مارا
فاضل کے شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا غرضکہ دونون مین اُسی فیل پر خنجر چلنے لگا یہ معرکہ جو طول زنگی کے
بھائیون نے دیکھا فوج لے کر دوڑے ادھر لندھور بن سعدان بھی مع لشکر جھپٹا تلوارین
کھینچکر چلنے لگین لندھور بن سعدان نے ہزارون کو مار کے گرا دیا اور اپنے تئین فاضل
کے قریب پہونچایا اور فاضل نے طول زنگی کو زیر کر کے فیل پر باندھکر لندھور کو دے دیا

لندھور بن سعدان نے طول زنگی کو خواصی مین ڈال لیا اور گرز پکڑ کر مشغول جنگ ہوا یہانتک کہ سات ہزار
فوج زنگی قتل ہوئی طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمے مین آئے اور لندھور بن سعدان بارگاہ
مین آیا زنگیون نے کئی روز طبل جنگ نہ بجوایا لندھور بن سعدان حیران ہوا کہا ایہا الناس اب مین کیا کرون
مجھے اسلیئے جلدی ہو کہ یہان سے پھر کر جاؤن تو آدین آدان منارہ گردن کی لڑائی دیکھون اُدھر طال زنگی
کے یہان ایک عیار تھا کہ نام اُسکا سیارہ زنگی تھا اُسنے طلوع شاہ کو یہ صلاح دی کہ شبخون آج ماریے غرضکہ
اُن دونون نے لشکر لندھور بن سعدان پر شبخون مارا اور ہزارون کو قتل کیا لندھور بن سعدان کو جو خبر
ہوئی مسلح و مکمل ہو کر بارگاہ سے نکلا اور سب لشکر ہوشیار ہوا تلوار چلنے لگی سیارہ زنگی نے اناراتشبازی کے
اور بان آتشبازی کے جو چھوڑے تو لندھور بن سعدان کا ہاتھی بھاگا بلکہ جتنے ہاتھی لشکر لندھور مین تھے
سب بھاگے دو منزل پر جاکے ٹھہرے لندھور کو بڑا صدمہ ہوا زنگیون نے آکر سب مال و اسباب لشکر
لندھور کا لوٹ لیا اور طول زنگی کو چھڑا کر لیگئے اور اسی وقت لشکر نوشیروان کی [illegible] کوچ کیا جب
لندھور بن سعدان پھر کر آئے یہ دو منزل آگے نکل گئے تھے غرضکہ لندھور بن سعدان بھی اُن کے تعاقب
مین چلا یہان آدین آدان نے غسل کیا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر امیر باتوقیر کو پہونچائی ادھر
بھی کوس حربی بجارات بھر تیاری جنگ رہی آلات حرب و ضرب درست ہوا کیے صبح دونون لشکر میدان
مین آئے صف آرائیان ہوئین آدین آدان منارہ گردن فوج سے نکلا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کو پکارا غرضکہ امیر باتوقیر چاہتے ہین کہ نکلین کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد ی برخاست کہ طول زنگی اور
طال زنگی مع طلوع شاہ لاکھ سواران زنگی سے پیدا ہوے طول زنگی نے دیکھا کہ نوشیروان نے
خبر بھی نہ لی اور ہماری راہ نہ دیکھی طبل جنگ بجوادیا بلکہ آدین آدان منارہ گردن میدان مین کھڑا
مبارز طلب کر رہا ہو طول زنگی نے اپنے مرکب کو بڑھایا نوشیروان حیران ہوا کہ یہ تو ہماری مدد کو آیا ہو
یہ آدین آدان منارہ گردن کی طرف کیون جاتا ہو طول زنگی نے بڑھکر آدین آدان منارہ گردن
سے کہا تو کون ہو کہ مجکو دیکھکر میدان سے نہ پھرا آدین آدان منارہ گردن نے کہا کیا تو مسلمان ہو اسنے
کہا نہین تو مین مسلمان نہین ہون آدین آدان منارہ گردن نے کہا تو مجھ سے پھر کیون لڑتا ہو طول
زنگی نے کہا ہم لات و منات پرست ہین سب سے لڑتے ہین اور گیدی لاجلد کیا ضرب بہادری کی
رکھتا ہو آدین آدان منارہ گردن کو غصہ آگیا جھنجھلا کر تلوار کا وار کیا طول زنگی نے بفنون سپہگری
وار اسکا رد کرکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا یا تو شعاع تیغ سپر پر چمکتے دیکھا تھا یا جگرگاہ مین آکر دم لیا آدین آدان
منارہ گردن دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی بجنک اُچھل کر ناچنے لگا طول زنگی نے منہ طرف
لشکر اسلام کے کیا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو پکارا کہ اگر دعوے مردی ہو تو میدان رزم مین
آکر مبارزی کرو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران یہ سنکر فوراً میدان رزمگاہ مین آئے پہلے ہمتکا در
ہوے سات قدم طول زنگی کا فیل ہٹ گیا طول زنگی نے نیزہ مارا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا طول زنگی نے پھر گرز مارا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے گرز اُسکا رد کرکے
گرز مارا طول زنگی نے بھی رد کیا وہ گرز فیل کے سر پر پڑا بھیجا فیل کا نکل پڑا فیل زمین پر گرا
طول زنگی کود کر زمین پر آیا اور تلوار کا وار کیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے

خالی دسہ کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تلوار کھینچون طول زنگی نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا گریبان
پکڑ لیا امیر باتوقیر بھی اشقر دیوزاد سے کود پڑے کشتی ہونے لگی کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اٹھی دیکھا کہ
لندھور بن سعدان مع سرداران آپہونچا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو مجرا کیا اور کہا یا امیر باتوقیر یہ میرا
حریف ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای جانشین من تم جاکر لشکر مین ٹھہرو یہ سنکر لندھور بن سعدان
رنجیدہ خاطر ہوکر سامنے قباد شہریار کے آکھڑا ہوا یہان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے ایک شب و روز
مین طول زنگی کو زیر کیا پھر طال زنگی نکلا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے اُسکو بھی زیر کیا اور باندھکر
خواجہ عمرو کو دیدیا یہ دیکھکر تیسرا بھائی اُنکا طلوع شاہ حمزہ صاحبقران کے سامنے آیا اسکو
دیکھکر لشکر بھی تلوار پکڑ کر چلا طلوع نے سب کو منع کیا اور امیر باتوقیر سے عرض کیا ای امیر کشور گیر مجکو کلمہ
پڑھا دیجیے مین مسلمان ہوتا ہون اور اُن کو بھی چھوڑ دیجیے اُن دونون نے آپ سے لڑنے کی سزا پائی یہ سنکر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بہت خوش ہوے اور کلمۂ توحید پڑھایا تینون بھائی مع لشکر از سر صدق
مسلمان ہوے نوشیروان یہ ماجرا دیکھکر رنجیدہ کبیدہ ہوا اور طبل بازگشت بجواکر مع لشکر پھر گیا امیر باتوقیر
اپنے لشکر مین آئے اور بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہوے اور ان تینون کو خلعت دیے یہ تینون بھائی
خلعت فاخرہ پہن کر دنگل پر بیٹھے لیکن لندھور بن سعدان و عادل شیردل اور فاضل شیردل نے
آنکھین ملائین امیر باتوقیر نے منع کیا ای جانشین من اب یہ مسلمان ہوے ہین انسے اپنا دل صاف کر لو
کاوش دور کرو امیر باتوقیر تو یہ کہکر چپ ہو رہے جب یہ باہر نکلے عادل شیردل اور طول زنگی سے
بحث ہونے لگی آخرکار آپس مین تلوار چلی جب یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی امیر باتوقیر باہر تشریف لائے
اور عادل شیردل کو منع کیا اور طول زنگی کو بارگاہ مین لے آئے لندھور بن سعدان نے جو سنا بہت
بگڑا لوگون نے منع کیا اور سمجھایا مگر لندھور بن سعدان نے نہ مانا کہا میرا بھی خیمہ باہر نکالو مین کچھ امیر
باتوقیر کی پروا نہین رکھتا ہون یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور بن سعدان بگڑ کر چلا جاتا ہے امیر باتوقیر
تینون کے ہاتھ رومال سے بندھواکر لندھور بن سعدان کے پاس آئے اور لندھور بن سعدان کے
قدمون پر اُن تینون کو گرا دیا اور کہا ای جانشین من اُنکا قصور عفو کرو لندھور بن سعدان حمزہ
صاحبقران کی اس بات سے بہت خوش ہوا لندھور نے طول زنگی اور طلوع شاہ کو خلعت دیا امیر
باتوقیر نے اُنکو لندھور بن سعدان کے حوالے کیا اور کہا ای جانشین من یہ تمھارے غریب ہین انکو اپنے
پاس رکھو شدہ شدہ یہ خبر شہنشاہ نوشیروان کو ہوئی تمام کفارش کر آتش حسد سے جل کر خاک ہوگئے
اور حیران ہوے کہ کیا تدبیر کرین بہمن تو زخمی ہے ابھی اچھا بھی نہین ہوا اور جو لوگ کہ مدد کو آئے تھے
اُنکا یہ حال ہوا بہمن نے نوشیروان سے کہا ای بادشاہ بہرام شیرخوار ابھی تک نہین آیا ہے اب
کسی کو جزیرۂ ہمیشہ بہار پر بھیجیے کہ بہرام شیرخوار کو جاکر ساتھ لے آئے یہ سنکر بختک کو حکم دیا کہ تو
جاکر بہرام شیرخوار کو اپنے ساتھ لے آ وہ دربار بادشاہ نوشیروان مین تو یہ مصلحت ہو رہی تھی مگر
خواجہ عمرو بھی ایک فراش کی صورت بنے ہوے دربار مین کھڑے یہ باتین سن رہے تھے القصہ
بختک حکم پاکر بارگاہ کے باہر آیا اور چالیس عدنیون کے نام لکھے اور اُنکو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار
ہوا اور سبکے نام کاغذ مین دیکھ کر کشتی پر سوار کرنے لگا اس واسطے کہ شاید عمرو بھی صورت بدلکر نہ چلا آوے اور

ایک غلام حبشی سے کہا کہ وہ فلان صندوقچہ جا کر لے آ عمرو بھی پیچھے اُس غلام حبشی کے آیا راہ مین بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ غلام حبشی گرا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے اسکو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر صندوقچہ لیکر کشتی پر آیا بختک نے پہچان لیا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اتنا تو پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا میرا تو نام کاغذ پر لکھا ہی پڑھ لیجیے بختک نے کہا سچ ہی مین بھول گیا تھا عمرو نے کہا ابھی سے بھول پڑتی تو آگے بڑھ کے کیا ہوگا لیکن مجکو بھولکر وہان چھوڑ نہ آئیے گا بختک نے کہا نہین تو خاطر جمع رکھ ایسا نہ ہوگا مگر ڈر سے اور کچھ نہ کہ سکا اور نہ کسی پر ظاہر کر سکا

دو کلمے داستان بھیجنا شہنشاہ نوشیروان کا بختک کو جزیرہ ہمیشہ بہار مین واسطے لینے بہرام شیرخوار کے

رہروان مطالب قلزم فسانہ رنگین و آشنایان مضامین داستان خوش آئین قلم ماہیت رقم سے سطح پر آب و تاب قرطاس پر اب یون رقم کرتے ہین کہ جب بختک بحکم نوشیروان جزیرۂ ہمیشہ بہار کیطرف چلا اور کشتی پر سوار ہو کر عمرو کو پہچان لیا مگر ڈر کے مارے کچھ نہ کہ سکا دوسرے روز بختک نے عمرو سے کہا کہ او حبشی تو پردے پاس فلان خواص سے کیا باتین کر رہا تھا یہ کہکر اپنے غلامون سے کہا کہ اس کو نظر بند کر دو یہ حکم پاتے ہی غلامان زرین کمر گرد خواجہ عمرو کے رہنے لگے اور بختک نے چپکے سے غلامون سے کہدیا اسکو پکڑ لو غرض کشتی تو چلی جاتی تھی کوئی دو منزل شہر رہ گیا تھا کہ غلامون نے عمرو کو پکڑ لیا بختک نے مارے ڈر کے خواجہ عمرو کو مارا تو نہین لیکن بیہوش کر کے ایک صندوق مین بند کر لیا اور کہا کہ اسکو جا کر سامنے بہرام شیرخوار کے قتل کرونگا جب پھر بعد ایک روز کے کشتی جزیرہ ہمیشہ بہار مین پہونچی بختک مع غلامون وغیرہ کے اُترا اور دربار مین بہرام شیرخوار کے آیا اور صندوق بھی عمرو کا لیتا آیا بہرام شیرخوار نے دیکھا کہ نوشیروان نے اپنے وزیر اعظم کو میرے لینے کے واسطے بھیجا ہی اور کچھ مال بھی آیا بہرام خوش ہوا اور اپنے دنگل سے اُٹھکر بختک کی تعظیم کی گو کہ بہرام بھی اپنے شہر کا بادشاہ ہی اُس بارگاہ مین تخت شاہی رکھا ہی مگر بسبب عمدگی پہلوانی بہرام تخت پر نہین بیٹھتا ہی دنگل پر متمکن رہا کرتا ہی الغرض بختک نے جھک کر مجرا کیا بہرام نے بسبب وزیر اعظم ہونے بختک کے بڑی شان و شوکت سے تعظیم و تواضع کی بختک بہرام کو دیکھکر دلمین بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ہان یہ لائق مقابلۂ امیر ہی غرضکہ بہرام نے حال نوشیروان اور امیر کا بختک سے پوچھا اُسنے اول سے آخر تک سارا قصہ امیر کا بیان کیا اور عمرو کا بھی حال کہا کہ وہ ساربان زادہ بلائے بیدرمان آفت جہان ہی مگر اے بہرام معلوم ہوتا ہی کہ ہر لڑائی کی فتح تمہارے مقسوم مین ہی کہ وہ تمہاری تقدیر سے آنے کے وقت اسطرف کو میرے ہاتھ آگیا مین نے اسکو صندوق مین بند کر رکھا تم اُسکو قتل کر دا اسنے بڑے بڑے شاہ و شہریارون کو قتل کیا اور بادشاہ ہفت کشور تک کو ذلیل و خوار کرایا یہ کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی مگر مین نے بڑی شکل سے گرفتار کیا ہی بہرام نے جو یہ سنا بختک سے کہا مجھے تمنے بڑا اشتیاق دلوایا جو عمرو ایسا ہی تو اسے جلد منگاؤ بختک نے کہا اس صندوق مین ہی بہرام نے جو صندوق کھولا بختک نے جو بسبب خوف ہلاک ہو جانے کے بیہوشی کم دی تھی تو دیکھا کہ عمرو ہوشیار ہی جیسے پٹرا صندوق کا اُٹھایا خواجہ عمرو نے تالیان بجا کر کہا مصرع ہمیشہ دلبر سوجان مبارکباد شد بہرام نے کہا تو کون ہی عمرو نے کہا اے پہلوان بلیان لوگ میرا نام نیرنگ کلاونت ہی مجکو زبردستی ملک جی نے صندوق

مین بند گیا ہی اس واسطے کہ شاید میرا گانا آپ کو پسند آئے اور آپ مجکو نوکر رکھ لین ای پہلوان جہان جب ملک جی جاتے
ہین میرا گانا سنتے ہین آپ انھین سے پوچھیے کہ مین جھوٹھ کہتا ہون یا سچ بولتا ہون بہرام شیر خوار نے کہا ملک جی
بتلاؤ کہ نیرنگ سچ کہتا ہی یا نہین اب تو بختک کی جان نکل گئی اور یہ مجال نہوئی کہ کچھ جھوٹھ سچ کہے بختک چپ رہا
بہرام نے اسکو صندوق سے نکالا اور آگے مسند زرین پر بیٹھا خواجہ عمرو سے کہا او نیرنگ کلاونت کچھ گاؤ جب تو
عمرو نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی کی نکالی اور دقت کی چیز سوچ کے گنگنایا اور ہفت پیوندی بجا کے گانا شروع
کیا ایسا گایا بجایا کہ بہرام اور اُسکے ملازم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بختک کو برا بھلا کہنے لگے بہرام شیر خوار
نے کہا کہ نوشیروان بڑا احمق ہی ایسے مہمل کو وزیر اعظم کیا ہی جسکو بالکل عقل سے بہرہ نہین ہی یہ کہکر خواجہ عمرو
کو کھول دیا اور بہت سا انعام دے کر اپنے پاس رکھا القصہ بہرام شیر خوار روز خواجہ عمرو کا گانا سنا کرتا
ہی اور محظوظ ہوتا ہی اور بختک بھی دربار مین روز آتا ہی رات کو اپنے خیمہ مین جاتا ہی جسوقت سے بختک نے
نامہ نوشیروان کا بہرام شیر خوار کو دیا ہی بہرام شیر خوار نے اُسی روز سے تیاری چلنے کی کی ہی مگر نیرنگ
کلاونت کو ہر وقت اپنے پلنگ کے پاس رکھتا ہی بختک اب یہ چاہتا ہی کہ بہرام شیر خوار جائے نہ جانے
مجکو کسی طرح سے رخصت کر دے بلکہ اسی ارادے سے روز روز آتا ہی ایک دن خواجہ عمرو نے کلیم عیاری اوڑھکر
ایک کاغذ لکھکر بختک کی جیب مین ڈالدیا اور آکر بہرام شیر خوار سے خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ نے اور کچھ سنا
بہرام شیر خوار نے کہا کیا خواجہ عمرو نے کہا آج ایک نامہ بختک کو نوشیروان نے بھیجا ہی تو اُسنے پڑھکر
جیب مین رکھ لیا ہی کیا آپ سے اُسنے کچھ ذکر نہین کیا مگر مجکو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ نوشیروان نے کچھ آپکے
مقدمہ مین لکھا ہی ای پہلوان دوران مجکو معلوم ہوتا ہی یہ کچھ آپ سے برائی کریگا بہرام شیر خوار نے کہا کیا تو
سچ کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ایک کام کیجیے جب ملک جی آئین اُنسے نامے کا تذکرہ کیجیے اور طلب کیجیے اگر وہ انکار
کرین اُن کی جیب مین ہاتھ ڈال کے نکال لیجیے گا الغرض جب بختک دربار مین بہرام شیر خوار کے آیا پہلے
تو بہرام شیر خوار نے نامے کا حال پوچھا بختک نے کہا کیسا نامہ مین نہین جانتا ہون اُسوقت باشارۂ
خواجہ عمرو کے بہرام شیر خوار نے بختک کی جیب مین ہاتھ ڈال دیا اور نامہ نکال لیا بختک دیکھ کر حیران
ہوا مگر جان کے خوف سے دم نکل گیا اور دل مین کہا کہ یہ دشمن جان کی چالاکی ہی ای بختک مین نے تو بہت سا
چاہا کہ چلا جاؤن اس ملعون بہرام شیر خوار نے نہ جانے دیا اب لات ومنات وغیرہ اس ملعون سے میری
جان بچائین الغرض بہرام شیر خوار نے وہ نامہ پڑھا اُس مین مضمون قتل بہرام شیر خوار مندرج تھا اور مہر جو
نوشیروان کی اپنے قتل نامہ پر دیکھی آگ ببولا ہو گیا اور غصہ سے لال ہو گیا شعلہ غیظ وغضب نکلنے
لگے ایک مقام پر اُس نامہ مین کیا لکھا مکرر سہ کرر یہ فقرہ لکھا تھا ای بختک تجکو قسم ہی میرے حق نمک کی اگر
بہرام شیر خوار نہین آتا تو اُسکو گرفتار کرکے لے آ اور اگر زندہ ہاتھ بھی نہین آسکتا تو بہرام شیر خوار کا سر
کاٹ لا یہ نامہ کا مضمون پڑھکر بہرام شیر خوار نے سر اُٹھایا اور بختک کو گھور کر دیکھا اور کہا او ملعون
یہ تیرے بادشاہ نوشیروان نے کیا لکھا ہی تیری بھی اتنی مجال ہی کہ تو مجکو گرفتار کرے یا قتل کرے
دیکھ مین تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکر بہرام شیر خوار نے حکم دیا کہ بختک کو پکڑ لو اور سب مل کے
اسکو جوتیان مارو اب بختک پر فراشی جوتا مثل اولے کے برسنے لگا جتنے بال کھوپڑی مین تھے
سب اُڑ گئے بچا گنجے ہو گئے بھیجا بلبلا ہو گیا کپڑون کے پرزے پرزے اُڑ گئے عجب حال ہوا

بدل گئی جب بختک خوب پٹ چکا بہرام شیر خوار نے حکم دیا اب اس ملعون کو قتل کرد اور خواجہ عمرو
کو بڑا بھاری خلعت دیا جب تو بختک نے مجبور و ناچار ہو کر خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ باندھے اور
اشارے سے کہا یا اُستاد مجکو بچا لیجے خواجہ عمرو کو بھی ترس آگیا بہرام شیر خوار سے کہا اسکو ابھی قتل
نہ کیجیے اور اسکے پانچون ابرؤن کا صفایا کر کے مُنہ کالا کرو اور اُسکو ننگا کر کے گدھے پر سوار کرو اور کچھ لوگ
گرد و پیش اس کے ساتھ ہوں اور آگے آگے ڈھنڈورا یا آواز بلند کہتا جائے کہ بادشاہوں سے ایسی حرکت
جو کریگا اُسکی بھی سزا ہی بہرام شیر خوار کو یہ رائے پسند آئی کہا واہ نیرنگ کلاونت کیا خوب تدبیر سوچی آخرش
بہرام شیر خوار نے اسی طرح سے بختک کو تشہیر کرا کر نوشیروان کے پاس بھیجدیا اور اپنے لوگوں سے کہدیا کہ اسکو
کنارے شہر کے چھوڑ کر چلے آنا اور بختک کے آدمی اور خواص جو تھے وہ سب ڈر کے مارے بھاگ گئے کہ مبادا ہمارا
بھی یہی درجہ ہو جب بختک اس حال خراب سے چلا گیا تو خواجہ عمرو نے دل میں کہا اب کیا کروگے کسواسطے کہ بہرام
شیر خوار نے تمسے کچھ برائی نہیں کی بلکہ بڑا سلوک کیا یہ سوچ کر رات کو بہرام شیر خوار کے تئین بیہوش کیا اور اسکی شکل بنکے
اُسکے پلنگ پر سو رہے صبح کو دربار میں آکر سب سے کہا میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہی گویا حشر نمایاں ہی اور جہنم
شعلہ زن ہی اور ایک طرف کو اُس جہنم کے کچھ لوگ بھی کھڑے ہیں اور مجکو فرشتے جہنم کی طرف لیے جاتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ تیرا مقام یہی جہنم ہی میں جو اُن لوگوں کی طرف بھاگتا ہوں تو فرشتے کہتے ہیں کہ تو اُنکی طرف کیوں
جاتا ہی وہ لوگ تو مسلمان ہیں انکی جگہ بہشت میں ہی تو ادھر چل میں نے ڈر کر اُسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان
ہوا اور کہا اب تو مجکو جہنم نہ لیجاؤ غرض یہ خواب بیان کر کے خواجہ عمرو نے سب کو مسلمان کیا اور بتخانے کھدوا ڈالے
مسجدوں کی بنا کی اور ہر گلی کوچہ میں آواز لا الہ الا اللہ اور صدائے اذان آنے لگی پھر اُٹھکر علیحدہ مکان
میں آئے اور بہرام شیر خوار کو زنبیل سے نکالا اور نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
نامدار بہرام شیر خوار دیکھ کر حیران ہوا کہا کہ میری شکل کا دوسرا آدمی کہان سے آیا ہی اُسوقت خواجہ عمرو
نے ساری حقیقت بیان کر کے کہا اے بہرام شیر خوار بختک سچ کہتا تھا میں نیرنگ کلاونت نہیں ہوں
میں خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہوں میں نے تیری فوج کو اور یہاں شہر کو مسلمان کیا اور بتخانے سب
کھدوا ڈالے اور مسجدوں کی بنا ڈالدی لے اب تو مسلمان ہو جا اور اپنا ملک لے اتنی بات تیرے
واسطے اس سبب سے ہی کہ تو نے کوئی مجھے برائی نہیں کی ہی انشاء اللہ حمزۂ صاحبقران سے کہکر
تیرے لینے کو سرداران اسلام بھیجونگا اور نوشیروان نامرد ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بڑے
بہادر اور شجاع ہیں تو انکا ملازم ہو کر بہادران عالم میں نامور ہی ہوا اور دشمن کا جو کچھ حال ہوگا تو بچشم خود
دیکھ لینا اگر تجکو اپنے لوگوں کے مسلمان ہونے کا یقین نہ ہو تو تو پردے کے پاس کھڑا رہ میں ان سے
لات و منات پر لعنت کہوا دوں بہرام شیر خوار نے کہا اچھا بہتر ہی غرضکہ خواجہ عمرو نے بہرام شیر خوار
کو تو پردے میں رکھا اور آپ بہرام شیر خوار کی صورت بنے ہوے باہر نکلے اور سب کو بُلا کر کہا کہ تم
لوگوں سے مجکو ابھی شک باقی ہی یہ سنکر سبھوں نے کلمہ پڑھ کر کہا لات و منات پر لاکھ لاکھ بار
لعنت ہی یہ سنتے ہی بہرام شیر خوار باہر نکل آیا یہ دیکھ کر سب مثل آئینہ متحیر ہوے کہ دو بہرام
کہانسے آئے پھر اُسوقت بہرام شیر خوار نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہو کر دین اسلام اختیار
کیا اور خواجہ عمرو کو بہت سا مال نذر دیا پھر خواجہ عمرو نے بہرام شیر خوار سے کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں اور

تم لشکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مین چلے آنا یہ کہکر عمرو بہرام شیر خوار سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور
بختک کو راہ مین آملا یا اب خواجہ عمرو بھی اسکے ساتھ چلے آہا لیان لشکر بختک کی صورت دیکھکر سمجھے کہ یہ
بہرام شیر خوار ہی یہ خبر نوشیروان و بہمن کو ہوئی کہ بہرام شیر خوار آتا ہی اور ڈنکا آگے ہوتا ہی نوشیروان نے
ساسانیون اور گرگانیون کو بھیجا کہ بہرام شیر خوار کو جاکر یہان لاؤ جب بختک قریب لشکر نوشیروان کے
آیا تو اودھر سے ساسانی و گرگانی برائے استقبال آئے اور بختک کو بہرام شیر خوار سمجھکے مجرا کیا بختک
نے کسی کا سلام نہ لیا بلکہ آنکھ تک نہ جھپکائی لوگ بہرام شیر خوار کی صورت دیکھکر بہت حیران ہوئے
اور آپس مین کہنے لگے کہ یہ نوشیروان سے بھی زیادہ مغرور ہی غرضکہ بختک کو اسی طرح بارگاہ نوشیروان
مین لائے سب کو دیکھکر بہت حیرت ہوئی نوشیروان نے بہمن سے پوچھا کیا یہی قطع بہرام شیر خوار
کی ہی جب تو بہمن نے حیران ہوکر دونون ہاتھ پھیلا کر بختک کو بہرام شیر خوار سمجھکر گلے سے لگایا اور
کہا اے بہرام شیر خوار پہلے تو تیری یہ وضع نہ تھی اب تو نے اپنی حیثیت کیسی بنائی ہی بختک نے غصہ
سے کسی کو سلام نہ کیا اور قریب تخت نوشیروان پہونچا یہ دیکھکر نوشیروان اپنے تخت سے اٹھا اور
دونون ہاتھ پھیلا کر بختک کو بہرام شیر خوار جانکر گلے سے لگالیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑکے پاس اپنے بٹھائے
اسوقت بختک نے کہا اے بادشاہ ابھی آپنے مجکو نہین پہچانا مین بختک آپکا وزیر ہون جب تو
بادشاہ نوشیروان نے ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا اوگیدی تو نے میری پوشاک سب خراب کی ارے یہ
کیا حرکت نالائق کی کہ تو ایسی شکل بناکر آیا بختک نے کہا بہمن سے پوچھو یہ حال میرا انکی بدولت
ہوا جب نوشیروان نے بہت اصرار کیا تب بختک نے کہا اے بادشاہ عمرو نے یہ حال میرا کروایا یہ
سنکر نوشیروان بہت غصہ ہوا اور حکم کیا کہ اس ملعون کو خوب جوتیان مارو اسی وقت بختک پر جوتے
پڑنے لگے عمرو بھی کھڑا دیکھ رہا ہی آخرکار جب بختک خوب پٹ چکا تو اپنے گھر کی طرف راہی ہوا مگر یہ شعر
پڑھتا جاتا تھا شعر گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے + نہ خدا ہی ملا نہ
وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے + یہ کیفیت دیکھکر خواجہ عمرو بھی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
کے پاس آئے امیر با توقیر نے پوچھا اے خواجہ کہان تھے خواجہ عمرو نے ساری حقیقت جزیرہ ہمیشہ بہار
کے جانے کی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کی اور کہا اے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران اسکو
مین مسلمان کرکے آیا ہون اور وہ خود بھی آتا ہی اے امیر با توقیر اسکو اچھی طرح باعزاز و اکرام بلوانا چاہیے
اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام شیر خوار آتا ہی امیر با توقیر نے یہ سنکر بہت سے پہلوانون کو بھیجا
عمرو پہلے سے آیا بہرام نے خواجہ عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے کہا اے بہرام شیر خوار مجھے کیا مجرا کرتا ہی یہ سب
پہلوانان حمزۂ صاحبقران تیرے لینے کو آئے ہین بہرام شیر خوار نے کہا اے خواجہ عمرو تمھاری بدولت
ایمان حاصل ہوئی اور یہ افتخار و عزت پائی الغرض سب سب اپنے ہمراہ بہرام شیر خوار کو لیکر بارگاہ امیر
با توقیر حمزۂ صاحبقران مین لائے امیر با توقیر نے بھی نیم قد سے تعظیم کی اور [illegible] پرشوکت عنایت کیا
خلعت سے مخلع کیا اس عرصے مین پھر خبر آئی کہ بہرام شہر لبستانی بھی آتا ہی امیر با توقیر نے اسکو بھی
بخوبی استقبال کرکے بلوایا اور خلعت سے اسکو بھی سرافراز کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی سنکر بہت
شعلۂ آتش حسد دل مین بھڑکنے لگی اور مایوس ہوکر کہا اب مین کیا کرون بختک نے آکر بہمن سے کہا

کہ تم اچھے تو ہو گئے اور غسل نہیں کیا مین نے کتاب نجومی دیکھا ہی کہ دوپہر تک تمھارا ستارہ امیر باتوقیر پر
زبردست و غالب ہی اور امیر باتوقیر تمھارے ہاتھ سے زخمی ہونگے ای بہمن تمکو لازم ہی کہ تم غسل کی راہ
نہ دیکھو اور طبل جنگ بجواؤ یہ سنکر بہمن نے کاہنوں سے پوچھا انھوں نے بھی یہی کہا جب تو بہمن نے اپنے نام
پر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار مین بہمن کے نام پر
طبل جنگ بجا ہی امیر باتوقیر نے بھی نقارہ رزمی کا حکم دیا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا عمرو حیران ہوا اور
امیر باتوقیر سے کہنے لگا ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی تک
ارادہ جنگ کا نہ تھا اور نہ کوئی پہلوان ایسا کہین سے آیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو تمکو ہمیشہ شک
گذرتا ہی غرضکہ دونون طرف رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین دونون لشکر آکر صف آرا ہوے
نقیب لقابت بھی کر گئے بعد اسکے بہمن مسلح ہو کر نکلا او میدان کارزار مین آیا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان کو پکارا امیر باتوقیر بھی اشقر دیوزاد کو جولان کر کے نکلے اور میدان مین آکر مقابل ہوے بہمن کا
گینڈا سات قدم پیا ہوا بہمن نے جھنجھلا کر تلوار ماری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے سپر پر روکی
بختک تو حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ جو امیر باتوقیر زخمی نہوے امیر باتوقیر نے بھی تیغہ عقرب سلیمانی
کو کھینچا اور چاہا کہ بہمن کو ہاتھ مارین بہمن دہنی طرف کو جھکا آگیا اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر
نے اشقر دیوزاد کو ادھر جھکایا پانون اشقر دیوزاد کا موش خانے مین پڑا مرکب نے سکندری کھائی
امیر باتوقیر مرکب کے سنبھالنے مین رہے ادھر تلوار بہمن کی امیر باتوقیر کے سپر پر پڑی دو ابرو تک
اتر آئی امیر باتوقیر نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی منہ پر آئی مع اشقر دیوزاد
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران خون مین نہا گئے رومال کس کے سر مین باندھا اور غصہ مین آکر تیغہ عقرب
سلیمانی کا ہاتھ بہمن پر مارا بہمن نے سپر کو جو سر کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو قلم کر کے سر بہمن پر مقام
کیا تیغہ کاٹتا ہوا تا دو ابرو اتر گیا فوج کفار نے جو دیکھا کہ بہمن زخمی ہوا تلوارین کھینچکر لشکر کفار آ پڑا
ادھر امیر باتوقیر کے پہلوانان جرار تلوارین پکڑ کر آ گرے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر
بھی حالت زخمداری مین لڑ رہے تھے جب غش طاری ہوا اور اشقر دیوزاد معرکہ جنگ سے امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران کو لے نکلا اور ادھر بہمن کا کرگدن کسی طرف کو بھاگا یہان بہرام اور طول زنگی
و طال زنگی وغیرہ سب لڑ رہے ہین کشتون کے پشتے لگا رہے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے علم لشکر نوشیروان
کا قلم کیا اور یہان ابوالمحجن گرد زخمی ہوا اور علم لشکر اسلام کا طوق حراکن گردنے لیا ادھر لندھور لڑتا
ہوا قریب نوشیروان کے پہونچ گیا گرز گران سنگ ہاتھ مین ہی غصہ سے منہ سرخ ہو رہا ہی یہ جو بختک نے
دیکھا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین پھر کر آئے قباد شہریار نے زخمیون
کے ٹانکے دلوائے اور علاج شروع کیا اور کہا کہ سب تو آئے لیکن میرے والد ذیوقار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نہین تشریف لائے خواجہ عمرو کو حکم ہوا کہ جلد تلاش کرو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو اشقر دیوزاد
کسطرف لے گیا خواجہ عمرو نے اسی وقت عیارون کو چار طرف روانہ کیا سب عیار ایک رات اور
ایک دن تلاش کر کے تھک گئے مگر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا کہین پتا نہ لگا ادھر بہمن بھی غائب
ہو گیا مگر بہمن تو تیسرے روز ایک گانون مین جا کر نکلا کہ وہان تک اسکا عمل تھا وہان [illegible] بہمن کو

اپنے مکان پر لائے اور جراح کو بلواکر ٹانکے دلوائے بعد تھوڑی دیر کے مرکب پر سوار ہوکے لشکر بادشاہ نوشیروان
مین بھیجدیا لیکن امیر باتوقیر کشورگیر کا پتا نہ لگا عمرو واسطے تلاش کے نکلا اُدھر اشقر دیوزاد نے حمزہ صاحبقران
کو ایک صحرا مین تالاب کے کنارے ڈالدیا اور آپ امیر باتوقیر کے آس پاس چرا مین مصروف ہوا اتنے
مین وہان ایک زمیندار آیا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو اپنے گھر مین لاکر اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے
اور یخنی اور شوربہ گوسپند کا خوب پلایا امیر باتوقیر کو جب ہوش آیا اُسنے حال پوچھا امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران نے اپنا حال چھپایا اور کہا قزاقون سے اور مجھسے لڑائی ہوئی مین زخمی ہوگیا مرکب میرا
مجھکو معرکۂ جنگ سے لے نکلا اب تمنے مجھپر یہ احسان کیا لوگون نے کہا کہ انکو ایک گوسفند کی یخنی روز ملے
تو جلدی اچھے ہون امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے زمیندار سے کہا کہ تمھارے جتنے بکرے صرف ہونگے
ہم اُن بکرون کی کھالین اشرفیون سے بھر دینگے تم ضرور ان گوسفندون کی کھالین رکھ چھوڑنا یہ باتین سُنکر
وہ زمیندار حیران ہوا اور سمجھا کہ یہ شاید کوئی بادشاہ ہی الغرض امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو روز یخنی ایک
گوسفند ملنے لگی چندروز مین زخم اچھا ہوگیا بلکہ اور زیادہ طاقت آگئی ایک روز کا ذکر ہی کہ امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران اُس زمیندار کے دروازے پر بیٹھے تھے اور وہ سب زمیندار اپنے اپنے کام کو گئے تھے
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو آواز زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ کی آئی اب جو دیکھا تو ایک دیوانہ آتا ہی کہین
اُس دیوانے نے اُس زمیندار کی دختر کو دیکھ لیا تھا اُسکی تلاش مین وہ اُسوقت آیا دیکھا کہ دروازے مین
اُس مکان کے ایک لکڑی کا کندہ اڑا ہوا ہی کہ کوئی کھول نہ سکے وہ دیوانہ باشتیاق دختر زمیندار وہ کندہ
لکڑی کا ہٹانے لگا یہ دیکھکر امیر باتوقیر نے للکارا او دیوانے تو کیا کرتا ہی صاحب مکان اسوقت نہین ہی تو
کیون دروازہ توڑتا ہی دیوانے نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے کہنے کی کچھ سماعت نہ کی جب تو امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیوانے کو للکارتے ہوئے برابر آئے جو لوگ وہان
موجود تھے مارے ڈر کے بھاگ کر علیحدہ کھڑے ہوگئے دیوانے کہنے کو جنونی ہوتے ہین لیکن بکارِ خود ہوشیار
ہوتے ہین جب دیکھا اُس دیوانے نے کہ حریف برابر آگیا ایک چوب ماری امیر باتوقیر کشورگیر نے خالی دی
وہ زمین پر پڑی ایک تنق گرد کا بلند ہوا اگر اُس چوب کی ایک ذراسی بھی چھینٹ پڑتی تو کام انسان کا
تمام ہوجاتا دیوانے نے جھنجھلا کر دوسری بار پھر چوب ماری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے خالی دیکر
چوب پکڑلی اور چھین کے پھینک دی اور بندکمر مین ہاتھ ڈالدیا کہ دیوانے کو اُٹھالون مگر وہ دیوانہ چمٹ گیا
کُشتی ہونے لگی آخرکار بڑی دیر کے بعد جب دیوانہ مجبور ہوا امیر باتوقیر کشورگیر کے شانے مین کاٹ کھایا
امیر باتوقیر نے ایک طمانچہ مارا اُسنے شانہ چھوڑدیا اب امیر باتوقیر کو بھی جلال آگیا ایک جھٹکا زور سے
مارا کہ وہ دیوانہ منھ کے بل زمین پر آرہا امیر باتوقیر نے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اور سر سے بلند کرکے
فرمایا پڑھ کلمۂ لا الہ الا اللہ دین اسلام اختیار کر اُس دیوانے نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی امیر باتوقیر نے
تیور بدلکے کہا چلے تو بتا تیرا کیا نام ہی اُس دیوانے نے کہا میرا نام بہرام صحرانشین ہی یکایک کلاہ امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کی پیشانی نورانی سے سرک گئی رگ ہاشمی نے مثل برق کے تڑپ کر جلوہ دکھایا دیوانے
کی جو نظر پڑی دیوانے نے کہا آپ امیر باتوقیر کشورگیر حمزہ صاحبقران زمان تو نہین ہین امیر باتوقیر
نے فرمایا ہان مین حمزہ صاحبقران ہون دیوانے نے کہا مجھکو کلمۂ توحید پڑھا دیجئے اور مین تو

پہلے سے مسلمان ہون میری یہ دعا تھی کہ میری پشت کسی سے زمین کو نہ لگے آج ایک بزرگ نے مجھسے خواب مین کہا
تھا اے دیوانے تجکو سواے حمزۂ صاحبقران کے کوئی زیر نہین کر سکتا اُسکی نشانی یہ ہے کہ پیشانی نورانی پر اُسکی رگ
ہاشمی کا ظہور ہوگا غرضکہ امیر با توقیر نے اُسے کلمہ بتایا دیوانے کو مسلمان کیا اور وہ لوگ جو بھاگ گئے تھے زمیندار کے
پاس پہونچے حال دیوانے کا سب بیان کیا کہ تمنے تو اسطرح دختر کو رکھا ہے دیوانہ اسکے لیے جاتا ہے یہ سنکر زمیندار
دوڑا آیا دیکھا کہ اُس زخمی نے اُس دیوانے کو زیر کیا اور وہ قدمون پر گرا ہوا ہے یہ دیکھکر وہ زمیندار بھی امیر کشورگیر
کے قدمون پر گر پڑا اور کہا آپ اپنا نام بتائیے جب تو امیر با توقیر نے سارا حال اپنا بیان کیا تمام دیہات کے
لوگ از سر صدق مسلمان ہوے اتنے مین دیکھا امیر با توقیر نے کہ بیابان سے ایک گرد اُٹھی مان اُس دیوانے
کی زبیدۂ شیر دل آئی اور چوبدست پکڑ کے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر چلی کہ ابھی تجکو مار ڈالونگی اُس دیوانے
نے بہت منع کیا کہ یہ آقاسرخ کنندہ زن ہے زبیدہ شیر دل نے نہ مانا بلکہ دیوانے کو چھوڑ دیا اور امیر با توقیر پر
آتے ہی ایک چوب ماری امیر کشورگیر نے چوبدست اُسکی چھین کے پھینک دی زبیدہ شیر دل لپٹ گئی کشتی
ہونے لگی بڑی دیر تک زور ہوا وہ عورت اپنے بیٹے دیوانے سے بھی زیادہ لڑی آخرکار امیر با توقیر نے اُسکو بھی
زیر کیا اُسوقت وہ بھی قدمون پر امیر با توقیر کے گری اور عرض کیا مجکو دیوانے کی بات کا اعتبار نہ تھا حقیقت
مین تو آقاسرخ ہے پھر دونون بیٹون نے کہا یا امیر با توقیر آپ میرے گھر چلیے حمزۂ صاحبقران نے کہا
مین نے زمیندار سے وعدہ کیا ہے جب تک مین کھالین گوسفندون کی زرد جواہر سے نہ بھر دونگا کہین ہرگز
نہین جاؤنگا تم جاؤ مین بھی آؤنگا الغرض وہ دونون چلے گئے دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو آئے اور زمیندار
سے کہنے لگے اور زمیندار تو نے دشمن نوشیروان کو اپنے گھر مین رکھکر علاج کیا اور وہ اچھا ہوا مین ہرکارہ
ہون لشکر نوشیروان کا وہ زمیندار سنکر بہت خائف ہوا جان نکل گئی اور یہ ارادہ کیا کہ اپنے لوگون سے
کہون کہ کوئی اس ہرکارے کو گولی بندوق کی مار دے جب عمرو قریب آیا امیر کشورگیر نے پہچانا اُن لوگون
سے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے نام اسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہے اور کہا خواجہ ادھر آؤ جب خواجہ عمرو پاس آئے
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے حال قباد شہریار کا پوچھا خواجہ عمرو نے کہا جلد چلو سارا لشکر پریشان خاطر
ہے حمزۂ صاحبقران نے کہا اے خواجہ عمرو مین نے اس زمیندار سے وعدہ کیا ہے روپئے اشرفیون سے
کھالون کے بھر دینے کا مین بغیر وعدہ پورا کیے برب کعبہ یہان سے ہرگز نہ جاؤنگا یہ سنکر خواجہ عمرو وہان سے
اُلٹے پھرے اور لشکر اسلام مین آکر لندھور بن سعدان اور بہرام وغیرہ سے بھی کہا اور قباد شہریار
سے بھی بیان کیا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران قید ہین جسکو امیر با توقیر کو چھڑانا منظور ہو وہ
اپنے موافق مقدور کے روپئے اشرفیان لیکر چلے تو امیر با توقیر ابھی رہائی پا جائین غرضکہ یہ جو خواجہ عمرو
سے لندھور وغیرہ نے سُنا خرجیان روپیہ اشرفیون کی بھرکر سواے قباد شہریار اور خادمان محل تمام پہلوان
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے رہا کرنے کو چلے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی کہ سب پہلوان امیر
با توقیر کشورگیر کے چھڑانے کو گئے ہین یہ سنکر بختک نے بہمن و زوبین کامرانی وغیرہ سے صلاح کی
کہ قباد شہریار اکیلا ہے چلکر شبخون مارو اور ملکۂ مہر نگار کو لے آؤ غرضکہ رات کو تمام فوج لیکر بختک
کے مشورے سے بہمن شبخون مارنے کو چلا وہان خواجہ عمرو سب پہلوانون کو ہمراہ لیے پاس امیر
با توقیر حمزۂ صاحبقران کے پہونچے سب نے خرجیان روپئے اشرفیون کی روبرو امیر با توقیر کے

رکھدین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے سب پہلوانون کو دیکھ کر کہا ای خواجہ عمرو تم سب کو اپنے ساتھ
لے آئے اور بادشاہ قباد و شہریار کو اکیلا چھوڑ آئے یہ تمھاری عقل سے بعید ہی پس اب جلد چلو یہ کہکر امیر باتوقیر
نے کھالین روپے اشرفیون سے بھر دین زمیندار مالا مال ہو گیا اور کہنے لگا مین بھی ہمراہ چلونگا اتنے مین
دیوانہ اور اسکی مان بھی آئی اور امیر کشور گیر سے کہا یا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران آپ ہمارے گھر کی طرف سے
ہو کر چلین القصہ امیر باتوقیر سبکو ہمراہ لیکر دیوانے کے گھر آئے اسنے کہا یا امیر باتوقیر دو روز تو دعوت قبول
کیجیے امیر باتوقیر نے نہ مانا اسی وقت کوچ کیا دیوانہ بھی ہمراہ ہو لیا یہان جو بختک نے دیکھا کہ دو پہر رات سے
زیادہ آئی بہمن و بیژن سے کہا تم جا کر شبخون مارو اور آپ ایک طرف سے لشکر لیکر مع نوشیروان کے لشکر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران پر آ پڑا یہان سلطان بخت مغربی اور قارن بخت مغربی چالیس ہزار
سوار اور پیدل سے طلایہ پھر رہے تھے کہ دیکھا بہمن شبخون مارنے آیا ہی یہ دیکھکر انھون نے اپنے لوگون کو لشکر مین
بھیجا کہ تمام لشکر کو جا کر ہشیار کر دو غرضکہ سارا لشکر اسلام ہوشیار ہو گیا مگر سردار کوئی نہ تھا سوائے پہلوان عادی
اور مقبل وفادار کے وہ سوار ہو کر آئے روشنی کو حکم دیا ادھر لشکر کفار آ پڑا تلوار چلنے لگی اور ابو المحجن گرد اور
طوق حران گرد یہ بھی نہ تھے علم نصرت شیم لشکر اسلام کا اور لوگون نے اٹھا لیا اور لڑنا شروع کیا کشتون کے
انبار دم بھر مین ہو گئے ہزارہا مسلمان مارے گئے پہلوان عادی ایسا لڑا کہ سر سے پا تک زخمی ہوا یہ
خبر قباد و شہریار کو ہوئی مرکب خناب سیہ قیطاس کو طلب کر کے سوار ہوے اور تیغۂ عقرب سلیمانی
لیکر بارگاہ سے نکلے کفار سے لڑنے لگے ایک شخص نے تلوار قباد و شہریار پر عقب سے آ کر ماری تاج سر کٹ گیا اور
سر پر ہلکا سا زخم لگا ادھر محل کے دروازے پر ملکۂ مہر نگار سر پیٹ رہی تھی کہ عیارون نے آ کر بہ منت ملکۂ
مہر نگار کو محافہ مین سوار کیا اور تمام محلات معلات کو فنسون مین اور میانون مین سوار کر کے اور حور رخ
کو ہمراہ ملکۂ مہر نگار بٹھا کر مع خادمان محل سب کو لشکر سے لے گئے اب کوئی چار گھڑی رات باقی ہی اور
خوب تلوار چل رہی ہی کہ بیژن قریب قباد و شہریار کے پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا قباد و شہریار نے قبضہ
پر ہاتھ ڈال کے تلوار بیژن کی چھین لی اور کمر زنجیر تمام کے اٹھا لیا چاہے سیر اسکو لیکر کفار سے لڑنے لگے
وہ جو ہاتھون پر تڑپا حلقۂ زنجیر ٹوٹ گیا بیژن زمین پر گرا کابلیون نے جان پر کھیل کر بیژن کو اٹھا لیا
اور لیکر بھاگے قباد و شہریار نے اتنے عرصہ مین بارہ کابلی قتل کیے ایک تلوار کسی کافر کی تخت قباد و شہریار
پر جو پڑی تخت کٹ گیا فوج تمام پسپا ہو رہی تھی کہ لوگون نے قباد و شہریار سے کہا ای شہریار تاج و تخت پر
صدمہ پہونچا اب مناسب ہی کہ کسی طرف کو نکل چلیے قباد و شہریار نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا اگر میری
قضا آئی ہی تو کیا چارہ ہرچہ بادا باد غرضکہ بہا تنگ تلوار چلی کہ دو پہر رات گذر کر دو پہر دن آ گیا یہان
امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ آگے بڑھکر لشکر کی ذرا خبر لاؤ کہ سب خیریت ہی خواجہ عمرو
نے تیز رفتاری کے ساتھ آ کر جو دیکھا تو یہ معرکہ عظیم برپا ہی دور ہی سے دیکھ کر مثل صرصر تیز و تند کے بھاگا
اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے آ کر سارا حال بیان کیا امیر باتوقیر سنتے ہی گھبرا گئے اور اشقر
دیوزاد کو سرپٹ دوڑایا اور تلوار کھینچ کر برابر آ کر نعرہ کوہ شگاف کیا اشعار امیر عرب ضیغم روزگار ✤
یل صفشکن خسرو نامدار ✤ ز تیغم بہ میدان جنگ آوران ✤ ہمہ سو شود الامان الامان ✤ برابر امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران کے نعرہ بلند ہوا بن سعدان کا ہوا اشعار رستم صاحب عمود و جانشین حمزہ ہند گردان

۱۰

شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من + بہ فرمانم بود سہ صد
ہزار در ملک ہندوستان + بعد اُسکے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا بھی ہوا شعر منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبت من بہ لرزد زمین + پھر تو نعرے برابر سرداران لشکر اسلام کے ہوئے اور نعرہ عمرو بن
حمزہ یونانی کا بھی ہوا شعر منم فخر شجاعان وبہ از گرد یلان باشم + کہ ہمنام امیر حمزۂ صاحبقران باشم
بختک نے جو ایسے ایسے نعروں کی آواز سُنی جان نکل گئی روح نجس دوزخ کی طرف جانے لگی ڈگمگا کے
اوندھے مُنھ گرا نوشیروان نے کہا او بزدلے یہ کیا تیرا حال ہوا بختک نے کہا ای بادشاہ نوشیروان
حمزۂ صاحبقران اور سرداران اولوالعزم آپہونچے میرا تو یہ حال ہی آپ اپنی کہیے آپ کے دل کی کیا کیفیت
ہی اب امیر باتوقیر وغیرہ کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہی بس اب جنگ موقوف کیجیے اپنا راستہ لیجیے نوشیروان
بھی بختک کے کہنے ایسا گھبرایا کہ تاج سر سے گرا ہزارہا آدمیوں مین ذلیل ہوا جھنجھلا کر بختک سے کہا
او مردک تونے ایسا پریشان کیا کہ مجھکو دونون لشکروں مین ذلت ہوئی اِس عرصہ مین عمرو بن حمزۂ
یونانی سے اور بہمن سے سامنا ہوا شہزادے نے کہا باش او نامرد یہ تو اُس سے جلے ہوے تھے اُسنے
تلوار ماری اُنھوں نے خالی دی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پہ مارا چھاتی پر چڑھ کر
مشکین باندھلین اور عیار کے حوالے کیا یہ دیکھ کر بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سب فوج اپنے اپنے خیمون مین گئی سرداران امیر باتوقیر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے
امیر باتوقیر نے کہا لاؤ بہمن کو جب بہمن سامنے امیر کے آیا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای بہمن تو
مسلمان ہو جا بہمن نے کہا جب نوشیروان کو آپ گرفتار کرلین گے مین مسلمان ہو جاؤنگا امیر نے حکم
کیا کہ بہمن کو قید کرو ابھی پھر جلد کرنا ہی یہ ذکر تھا کہ خانۂ کعبہ سے امیہ ضمری نامہ لیکے آیا امیر باتوقیر
اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور نامہ امیر کو دیا امیر حمزۂ صاحبقران نے نامہ خواجہ عبدالمطلب
اپنے پدر بزرگوار کا آنکھوں سے لگایا اور پڑھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای فرزند ارجمند بعد دعاے درازی عمر و ترقی درجات
کے تمکو معلوم ہو کہ اطہر زنگی سعد زنگی کے قتل ہونے کی خبر سُنکے آیا اور قلعہ گھیر لیا ہی جلد آکے خبر لو یہ
سُنتے ہی امیر کشورگیر اُٹھ کھڑے ہوے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر خانۂ کعبہ کیطرف روانہ ہوے چند روز
مین آکے خانہ کعبہ کے قریب پہونچے مگر اُس وقت داخلہ امیر حمزۂ صاحبقران زمان کا ہوا کہ توپ بند
ہو چلی ہی اور اطہر زنگی خندق پر آپہونچا ہی یہ دیکھتے ہی امیر باتوقیر نے وہین سے نعرہ جگر خراش کیا کہ
زمین ہل گئی فوج اطہر زنگی کی بدحواس ہوگئی اشعار امیر عرب تیغ روزگار + یل صف شکن خسرو نامدار
زتیغم بمیدان جنگ آوران + بہر سو شود الامان الامان بصداے نعرۂ امیر سُنتے ہی اطہر زنگی نے
پلٹ کے دیکھا اور بڑھ کر تلوار ماری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے سپر گرشاسب پر
روک کے تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ اطہر زنگی کو دو کر کے گینڈے کے تنگ سے گذر گیا یہ
دیکھکر فوج زنگی دوڑ پڑی اُدھر سے اہل کعبہ دروازہ قلعہ کھول کر نکل پڑے تلوار چلنے لگی وہ جنگ عظیم رہا جو نعوذ باللہ
کر پناہ بذات خدا تلوارین مارتے ہوے امیر کشورگیر اُنکے پڑاؤ تک پہونچے مگر اُن کفار کو پھر اُدھر
بھی نہ ٹھہرنے دیا تمام زنگی متفرق ہوگئے اور کئی کوس تک اُنکو بھگا دیا اور پڑاؤ کفار کا لوٹ لیا
امیر باتوقیر خانۂ کعبہ مین تشریف لے گئے پدر نامدار عالی تبار کی ملازمت حاصل کی اور عید

کئی روز کے رخصت ہو کر روانہ ہوئے آتے آتے حمزہ صاحبقران راہ بھول گئے آگے بڑھکر ایک شہر ملا
امیر با توقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آتے وقت تو یہ شہر نہ ملا تھا معلوم ہوتا ہی کہ ہمنے راہ گم کی خیر شہر مین چلو
دیکھا جائیگا غرضکہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری دروازۂ شہر پر آئے دیکھا ایک مقام پر ہجوم ہی جب قریب
آیا نگاہ کی تو دیکھا ایک کمان اور لگرا اشرفیون کا رکھا ہی دیکھتے ہی خواجہ عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا
دل مین سوچا ای عمرو تیرے ہمراہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران ہین وہ کمان چڑھا دینگے یہ سوچ کر کمان
اُٹھالی اور زور کرنے لگے جب کمان نہ چڑھ سکی لوگون نے پکڑا عمرو چلایا اتنے مین امیر با توقیر بھی وہان
آپہونچے فرمایا کیا ہی کیون اسکو پکڑتے ہو اُن لوگون نے بیان کیا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے کمان اُٹھالی
اور ایک اشارے مین کمان کو توڑ ڈالا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ ان اشرفیون کو تقسیم کر دو خواجہ عمرو نے چہارم
حصہ اشرفیون کا تقسیم کر دیا باقی ماندہ نذر زنبیل کین اور وہان سے خواجہ عمرو و حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے
کاروانسرا دریافت کرنے لگے ایک شخص نے جو یہ حال دیکھا وہ امیر اور خواجہ عمرو کو اپنے گھر مین اس لالچ
سے لے گیا کہ مجھکو بھی کچھ اشرفیان ملجائینگی غرضکہ امیر با توقیر اور خواجہ اُس شخص کے گھر مین آکر اُترے
یہ خبر اُس شہر کے کوتوال کو ہوئی اُسنے کچھ آدمی بھیجے کہ جاکر اُنکو بلا لاؤ اُسوقت خواجہ عمرو باہر کھڑکی کے کھڑے
تھے اُنھون نے آکر کہا کہ جسنے کمان توڑی ہی اُسکو کوتوال کے آدمی بلانے آئے ہین یہ کہکر خواجہ عمرو پھر
دروازے کے باہر آئے اور کہا کہ وہ کل آئیگا اسوقت تھکا ہوا چلا آتا ہی اسوقت نہین آئیگا اُن آدمیون
نے کہا او بدمعاش یہین کھڑا ہوا تقریر کرتا ہی اُسنے نہین جاکر کہتا خواجہ عمرو سے تکرار ہونے لگی خواجہ نے
خنجر پر ہاتھ ڈالا یہ غل سُنکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بھی دروازہ کے باہر آئے ادھر خواجہ عمرو سے
وہ آدمی لپٹ رہے تھے امیر کشورگیر نے قبضہ تلوار کا مارا وہ تڑپ کر گرا اور مر گیا اور لوگ بھاگے کوتوال
کو خبر کی اور وزیر سے بھی جاکر روداد بیان کی اُن دونون نے کئی ہزار سوار بھیجے کہ پکڑ لاؤ یہان جب وہ سوار
آئے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بھی اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور باہر آئے کہ اُن مین سے ایک نے
دوڑ کر امیر با توقیر کا پاؤن پکڑ لیا اور کہا چل تجکو کوتوال بُلاتا ہی دوسرے نے کہا گھوڑے سے کھینچ لو اُسنے
چاہا کہ امیر با توقیر کو گھوڑے سے کھینچ لے امیر با توقیر نے اُسکو بھی ایک قبضہ شمشیر مارا سر اُسکا پھٹ گیا
اور بھیجا نکل پڑا لوگ تلوارین کھینچ کر دوڑے امیر نے پچیس تیس آدمیون کو قتل کیا اور جو پشت پر آیا اُسکو
عمرو نے خنجر سے ہلاک کیا یہان تک کہ مرزبان کلہ زن آہنی جو اُس شہر کا بادشاہ تھا اُسکو خبر ہوئی
وہ اُسی وقت سوار ہو کر کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر آیا دور سے خواجہ عمرو اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو
دیکھا سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ لڑے اور آگے بڑھکر امیر کو مجرا کیا دو دو کھڑے ہو کر کہا اگر اجازت ہو تو
مین تنہا قریب آپ کے آؤن امیر نے بخوشی اُس کا سلام لیا اور کہا ای بادشاہ مرزبان کلہ زن آہنی
آؤ جب وہ پاس آیا امیر سے بہت سا عذر کیا اور سمجھا کر امیر کو اپنی بارگاہ مین لایا اور حال دریافت کیا
امیر نے فرمایا میرا نام خواجہ سعد شامی ہی کنتور مین رہتا ہون یہ سُنکر مرزبان کلہ زن آہنی
نے کہا آپ بھمن اور نوشیروان سے تو آگاہ ہونگے اور حمزہ کو بھی جانتے ہونگے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای مرزبان کلہ زن آہنی جانتا کیا مجھ سے اور امیر کے بیٹے سے بہت ملاقات ہی
آٹھ پہر صحبت رہتی ہی مرزبان کلہ زن آہنی نے پوچھا کیا حمزہ صاحبقران بڑا بہادر ہی امیر

نے کہا بیشک اُسنے کہا کہ بہمن نے مجھے بلوایا ہو اے خواجہ سعد شامی اگر تم کہو تو مین جاؤن امیر نے کہا جانا تمھارا بہتر نہو گا اس سبب سے کہ حمزہ صاحبقران نے عفریت دمندون ہزار دست کو قاف مین جاکر مارا ہو اور امیر حمزہ صاحبقران کی بارگاہ مین سب تلوار کے دھنی ہین اور زور پنجے اور کشتی کا ہر وقت ہوا کرتا ہو بلکہ حمزہ کے بیٹے سے اور مجھسے بارہا زور ہوا کرتا تھا آپ کا جی چاہے تو مجھسے زور آزمائی کر لیجیے بعد اُسکے اُنسے جاکر زور کیجے گا یہ سُنکر مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا اگر آپ کا جی چاہتا ہو تو مین بھی موجود ہون غرضکہ حمزہ صاحبقران سے مرزبان کلہ زن آہنی نے پنجہ کیا امیر حمزہ نے پنجہ اُسکا اُتار دیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ زرد ہو گیا امیر سے کہنے لگا کہ مین تو کشتی لڑتا ہون پنجے کی کیا اصل حقیقت ہو امیر حمزہ صاحبقران نے کہا اچھا آیئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے چپکے سے منع کیا کہ ہرگز کشتی نہ لڑنا اور اگر لڑنا تو زیر ہو جانا کہ جسمین جان بچے اور یہان سے صحیح و سلامت نکل چلین نہین تو ہزارہا کفار یہان گھیر لینگے جان بچانا مشکل ہوگی پھر خواجہ عمرو نے مرزبان کلہ زن آہنی سے بہت کچھ کہا امیر نے خواجہ عمرو کو جھڑک دیا اور کہا الگ کھڑے ہوکے تماشا دیکھو غرضکہ امیر با توقیر سے اور مرزبان کلہ زن آہنی سے کشتی ہونے لگی دو پہر کے بعد حمزہ صاحبقران نے مرزبان کلہ زن آہنی کو زیر کیا اور بند دست پکڑ کر اُٹھا لیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ رو متغیر ہو گیا لیکن ضبط کر کے کہا اے سعد شامی تمنے مجھے وہان کی ذلت سے بچایا اب مین تمھارا شاگرد ہوتا ہون امیر با توقیر جہان اُترے تھے وہان اسباب وغیرہ چھوڑ آئے تھے مرزبان کلہ زن آہنی سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون صبح کو حاضر ہوا کرونگا مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا اب آپ یہین رہیے امیر حمزہ صاحبقران نے کہا کہ آج تو مین وہین رہونگا کیونکہ سب اسباب میرا وہین پڑا ہو انشاء اللہ تعالےٰ کل سے یہان رہا کرونگا پھر مرزبان نے کہا کہ اچھا دعوت تو قبول کیجیے کھانا کھا کر چلے جائیے گا غرضکہ امیر با توقیر اور خواجہ عمرو کھانا کھا کر مرزبان سے رخصت ہوے اور اشقر پر سوار ہو کر شاہراہ چھوڑ کر روانہ ہوے جب امیر اس مقام پر آئے جہان اُترے تھے عمرو نے کہا حمزہ چلو اب ٹھہرو نہین امیر نے کہا اے عمرو چلتا ہون اسوقت مہترانی کھڑی تھی اُسنے بھی یہ نام سُنے غرضکہ امیر با توقیر بہ تعجیل تمام اُدھر کو روانہ ہوے اور یہان مرزبان کلہ زن آہنی کو شب بھر نیند مارے رنج کے نہ آئی صبح کو دربار مین آیا اور ملازمون سے کہا کہ ایہا الناس مجکو بڑا صدمہ ہو کہ وہ سوداگر ابھی تک دربار مین نہین آیا چوبدار کو اُسکے مکان پر بھیجو کہ وہ جلدی بلا لاے چوبدار اُسی وقت دوڑا ہوا آیا خواجہ سعد شامی کا پتا نہ پایا آکر مرزبان سے چوبدار نے کہا اے بادشاہ وہ نہین ہو چلا گیا اُسنے حکم دیا کہ شہر مین دریافت کرو لوگون نے بہت تلاش کیا کہین پتا نہ معلوم ہوا مرزبان نے مہترانی کو بُلایا اُس سے پوچھا کہ تونے اُنکے نام سُنے تھے اُسنے کہا اے بادشاہ اتنا مین نے سُنا تھا کہ چلتے وقت ایک نے کہا یا حمزہ چلو دیر نہ کرو دوسرے نے کہا اے عمرو چلتا ہون یہ کہہ کر دونون نے آپسمین صلاح کی اور چل کھڑے ہوے مرزبان کلہ زن آہنی نے جو ہین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا نام سُنا سجدۂ شکر کیا اور لوگون سے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ یہ سوائے امیر حمزہ صاحبقران کے اور کسی کی طاقت نہین ہو اب جلد جاؤ اور دس پانچ کوس تلاش کرو جہان ملجائین ساتھ لے آؤ مین اُنکے ہمراہ رکاب رہونگا لوگ دو دو در تک گئے بہت

تلاش کیا مگر کہین نہ پایا اُسوقت تمام لشکر اپنا اپنے ہمراہ لیکر مرزبان لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا یہان
امیر اپنی بارگاہ مین آئے سُنا کہ نوشیروان دہرمز دفرامرز درزوبین کامرانی دبیزن کامرانی و
اژدہاے بن بہمن چند آدمیون سے سارا لشکر چھوڑ کر غائب ہوگئے امیر کو یہ سُن کے بہت حیرت ہوئی
ہرکارون سے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ لوگ تنہا کہان گئے ہین اور وہان نوشیروان یہ صلاح کرکے بھاگا
کہ اب امیر کو صورت نہ دکھاؤنگا اگر لشکر ہمراہ لونگا تو پھر وہی بکھیڑا ہوگا القصہ نوشیروان جاتے
جاتے ایک صحرا مین پہونچا وہ بیشہ قزاقون کا تھا اُنھون نے آکے سب کو گھیرا اور کہا کہ گھوڑے اور
ہتھیار اپنے ہمکو دیدے بختک نے یہ سُنکر کہا ارے تم نہین جانتے ہو یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہے نام اسکا
نوشیروان عادل ہے تم بادشاہ سے بے ادبی کرتے ہو اور اسی کی عملداری مین رہتے ہو یہ سُنکر
قزاقون نے کہا اگر یہ بادشاہ ہے تو ہم تبرک سمجھ کر لوٹینگے وہ لوگ یہ سُنکر ناچار ہوے کہ اب کیا کرین غرض
زوبین و بیزن جو ہمراہ تھے اُنھون نے کہا ہم لڑینگے اور اس طرح سے ہتھیار نہ دینگے بادشاہ نے کہا تم
ہرگز لڑنیکا قصد نہ کرنا مین اپنی پوشاک وتاج وغیرہ دیے دیتا ہون اور تم بھی دیدو اب سواے اسکے
اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی غرض حکم سے بادشاہ کے سب ناچار ہوے قزاقون نے سکو ننگا کیا اور ایک چادر کے
ٹکڑے پھاڑ کر دیے اُن سبھون نے باندھے اور سر بصحرا چل نکلے آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر
بڑا ہے بختک نے آگے بڑھکر پوچھا یہ لشکر کسکا ہے لوگون نے کہا مرزبان کلہ زن آہنی کی یہ فوج ہے بختک
نے خوش ہوکے نوشیروان سے کہا اے بادشاہ یہ وہی ہے جسکو بہمن نے واسطے مدد کے طلب کیا تھا معلوم
ہوتا ہے کہ اب یہ آیا ہے جب آپ کا حال سُنے گا خوشی سے دعوت وضیافت کریگا یہ صلاح کرکے سب کے سب
نوشیروان کو ہمراہ لیکر دربارگاہ مرزبان کلہ زن آہنی پر آئے اور لوگونسے کہا کہ جاکر خبر کرو کہ تمھارے
دربارگاہ پر نوشیروان وغیرہ آئے ہوے ہین چوبدار نے جاکر سب حال نوشیروان وغیرہ کا بیان کیا کہ اس حال
خراب سے دربارگاہ پر کھڑے ہین مرزبان نے کہا او مسخرے تو بکتا کیا ہے کچھ تجکو خبط ہے بھلا نوشیروان بادشاہ
ہفت اقلیم ہے وہ اس حال سے میری بارگاہ پر آئیگا چوبدار نے عرض کیا حضور مین سچ کہتا ہون بختک
بھی ساتھ ہے اُسی نے مجھسے کہا مرزبان کلہ زن نے کہا اچھا بلا لو جب نوشیروان اندر بارگاہ کے آیا بختک
نے کہا اے مرزبان کلہ زن آہنی یہ بادشاہ ہے اور اسی کی مدد کو بہمن نے تمھین بلایا تھا جب تو
غضبناک ہوکے مرزبان نے کہا او گیدی یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہوکر بھاگتا پھرتا ہے اور مین تو مسلمان
ہوچکا ہون دین حمزۂ صاحبقران بڑا زبردست ہے اگر حمزۂ صاحبقران کا دین ایسا نہوتا تو تم سب کے
سب اس حال سے کیون بھاگتے پھرتے تھین اپنے دل مین منصف ہوکر حمزۂ صاحبقران نے تم سب کا
کیا حال کیا پھر اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس پروردگار عالم نے میرے اوپر کیا اپنا فضل وکرم
کیا کہ دولت ایمان بھی ہاتھ آئی اور آبرو بھی رہی مین سوچ رہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو کیا نذر دونگا میرے
پاس کوئی چیز ایسی نہ تھی اب انھین سب کو لیجاکے صاحبقران کو نذر دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار
کرو حکم مرزبان کلہ زن آہنی سے لوگون نے سب کو مع نوشیروان وغیرہ کے گرفتار سلسل بطوق وزنجیر
آہنی کیا دوسرے روز مرزبان کلہ زن آہنی نے کوچ کیا جب قریب لشکر امیر کے مرزبان قید
نوشیروان وغیرہ کی لیکر آیا امیر با توقیر کو خبر ہوئی کہ مرزبان کلہ زن آہنی آتا ہے اور رخ اُسکا لشکر اسلام

کی طرف ہو امیر حیران ہوے عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران معلوم ہوتا ہو کہ اُسنے تمھارا نام کسی سے سُن لیا
اتنے مین ایک خبردار نے آکر کہا کہ بائیس آدمی مع نوشیروان کے قید کرکے لایا ہو امیر بہت خوش ہوے اور
اُس خبردار کو انعام بہت سا دیا جب مرزبان کلہ زن آہنی دروازہ بارگاہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
پر آیا امیر نے چند پہلوانون کو استقبال کے لیے بھیجا وہ سب مرزبان کلہ زن آہنی کو بڑے اعزاز واکرام سے
لیکر خدمت امیر کشور گیر مین آئے حمزہ صاحبقران نے نوشیروان کو دیکھ کر سلام کیا اور حمام مین بھیجا پھر بہمن کو
طلب کیا جب بہمن سامنے امیر حمزہ صاحبقران کے آیا اُس مغرور نے سلام نہ کیا امیر نے فرمایا ای بہمن تو نے
اقرار کیا تھا کہ جب نوشیروان قید ہوگا تو مین مسلمان ہوجاؤنگا اب تجکو لازم ہو تو دین اسلام قبول کر اور
مسلمان ہو جا یہ سُن کر بہمن نے کہا یا امیر با توقیر اگر نوشیروان بھی مسلمان ہوگا تو مین اپنا دین نہ چھوڑونگا
جب کلمۂ کفر زبان سے بہمن کی سُنا قباد شہریار نے حکم کیا کہ اس کافر کو ابھی قتل کرو اُسی وقت جلاد نے
بہمن کو قتل کیا اور سر جس کاٹ کر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے پاس لائے امیر سر بہمن دیکھ بہت
حیران ہوے قباد شہریار نے کہا کہ مین نے حکم قتل دیا یا امیر با توقیر جبکہ شرط اُسکی پوری ہوگئی تو پھر کیون عذر
کیا امیر یہ کلام قباد کا سنکر چپ ہو رہے یہ دیکھتے ہی طوغان بن بہمن و بیژن وغیرہ کے ہاتھ پاؤن مین سُستی
پڑگئی ورروح فنا ہوگئی اور ہاتھ باندھکر کہنے لگے یا امیر با توقیر ہمکو کلمۂ توحید بتائیے غرضکہ طوغان
از سر صدق مسلمان ہوا امیر با توقیر نے اُسکو رہا کیا نوشیروان نے کہا ای امیر مین مدائن مین جاکر مسلمان
ہونگا امیر با توقیر نے فرمایا ای بادشاہ تجکو اختیار ہی پھر تو نوشیروان وغیرہ بارگاہ سے باہر آئے اور
دو تین دن نوشیروان اپنے لشکر مین رہکر مدائن کو چلا راستے مین ژوبین کامرانی و بیژن سے کہا
کہ تم میرے لشکر سے نکل جاؤ اگر تم رہوگے تو پھر فساد ہوگا یہ سُن کے ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی
اپنے کابلیون کو ہمراہ لیکر نکل گئے بختک نے پھر بادشاہ کو بہکانا شروع کیا کہ ای بادشاہ کشمیر چلیے
خضران شاہ کشمیری کو طلب بھی کیا تھا اور اُسنے دو جادوگر آپ کی مدد کو بھیجے تھے وہ خواجہ عمرو کے
ہاتھ سے مارے گئے اگر اُس سے چلکر اپنا حال بیان کروگے تو وہ امیر کا لشکر تمام کردیگا غرضکہ یہانتک
بختک نے نوشیروان سے کہا کہ بادشاہ آمادہ ہوکر کشمیر کو چلا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ نوشیروان نے
ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی کو راہ سے نکالدیا اور آپ کشمیر کو چلا گیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
نے حکم دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ کشمیر کی طرف روانہ کرو اور بعد حکم دینے کے امیر خود بھی سوار ہوکر مع سرداران
عالیشان کے کشمیر کی جانب روانہ ہوے

دو کلمے داستان شوکت نشان قدوس رومی اور رابعہ اطلس پوش کے بیان ہوتے ہین

بادہ نوشان ساغر وصال مہر طلعت و مخموران شراب نایاب اُلفت و محبت اُس داستان عشق نشان کو بعد
شوکت وعظمت صفحۂ کاغذ پر قلم دوستی شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان شہر روم
سے ملکۂ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ عقد کرکے چلے آئے اور ملکہ مع وزیر زادی حمل سے تھی اور قیصر روم
جو ملکہ رابعہ اطلس پوش کا چھوٹا بھائی تھا سات لاکھ سوار تحت حکومت اُسکے تھے یہ خبر اُسکو ہوئی کہ
حمزۂ صاحبقران اس طرف کو آتے تھے اور اُنھون نے تیرے باپ کو مسلمان کیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش
سے عقد کرکے چلے گئے بلکہ وہ حمل سے ہین یہ سنکر قیصر روم کو غصہ آگیا اور قہرمان و قارن بن قہرمان کے

لاکھ سوار مجول کیے اور حکم دیا کہ جاکر قدوس رومی کو مع خواتینان محل کے گرفتار کر لاؤ الغرض قارن وقہرمان حکم پاتے ہی قیصر روم کا فوج لیکر شہر روم مین آیا اور قدوس رومی کو مع آصف والیاس ورابعہ وشیوہ کے سب کو گرفتار کر کے سامنے قیصر روم کے لائے قیصر نے سلام نہ کیا اور کہا تم لوگون نے مجکو بھی خبر نہ کی اور جھٹ پٹ مسلمان ہوگئے بہتر یہ ہی کہ اپنا دین قدیم اختیار کرو قدوس رومی نے کہا کہ امیر حمزہ صاحبقران نے دولاے فرنگی کو مارا اور میرے عدو سے شہر میرا بچایا پس وہ پروردگار عالم برحق ہی لات ومنات کیا گیدی خرہین قیصر روم نے یہ سنکے حکم دیا کہ ان سب کو قید کرو اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ کو ایک حمام مین قید کیا کہ وہ حمام اسکے باغ کے پاس تھا قیصر یہ بھی سُن چکا تھا کہ رابعہ اطلس پوش حاملہ ہی اور شیوہ وزیرزادی بھی حاملہ ہی وہان ایک خواجہ سرا مقرر کیا اور کہدیا کہ باہر سے ان کو دو دو روٹیان اور دو دو آبخورے پانی کے دیدیا کرنا لیکن انکے یہان جسوقت لڑکا پیدا ہو مجکو خبر کرنا اُسکو تو مین قتل کرونگا اور ان سب کو سمجھا دُنگا کیونکہ قصور تو قدوس رومی کا ہی یہ بیچاری عورتین بیخطا ہین —

دوکلمے داستان مسرت نشان پیدا ہونا علمشاہ رومی کا اور بیٹا کرنا قیصر رومی اور زوجہ قیصر رومی کا اور بارہ برس کے سن مین مارنا فیل سپید کو

جشن کنندگان مضامین نو آئین وجلسہ آرایان داستان مولود ذیجود علمشاہ رومی قلم ظہور رقم کو صفحۂ قرطاس مثل تختہ آب روان پہ یون جاری کرتے ہین کہ جب بعد نو مہینے کے ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ کو دروزہ شروع ہوے تو ملکۂ رابعہ اطلس پوش زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی جب تو شیوہ نے خواجہ سرا سے کہا ای خواجہ سرا کوئی دائی تو بھیجدو ملکہ رابعہ اطلس پوش کا اب بہت حال ابتر ہی غرضکہ جب تک خواجہ سرا دائی لائے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے یہان بھی اور شیوہ کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا خواجہ سرا جو آیا پوچھا کیا ہوا کہا بیٹا پیدا ہوا خواجہ سرا نے جاکر اُسی وقت قیصر روم سے کہا ای بادشاہ مبارک ہو کہ بیٹا دونون کے یہان پیدا ہوا قیصر روم نے حکم کیا اُس لڑکے کو یہان لے آؤ خواجہ سرا نے لڑکے کو طلب کیا کہا کہ قیصر روم کا حکم ہی کہ لڑکے کو لے آؤ ملکہ رابعہ اطلس پوش منتین سماجتین کرنے لگی اور خواجہ سرا سے کہا کہ تو جاکر کہدے کہ اسکے عوض مین تو مجکو قتل کر اس بچے معصوم نے تیرا کیا قصور کیا ہی خواجہ سرا نے آکر پھر قیصر روم سے کہا کہ وہ لڑکا نہین دیتی اور منت وعاجزی کرتی ہی قیصر کو غصہ آیا اور خواجہ سرا کو قتل کیا اور دوسرے خواجہ سرا کو بھیجا کہ تو جاکر لڑکے کو چھین لا وہ جو آیا ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُسکو بھی نہ دیا اُس خواجہ سرا نے کہا کیا مجکو بھی قتل کرائیے گا مین ضرور لڑکے کو لیجاؤنگا اب تو اُس لڑکے کو ملکہ رابعہ اطلس پوش نے کلیجے سے لپٹا لیا جب وہ خواجہ سرا دست درازی پر آمادہ ہوا اور چھیننے کو ہاتھ بڑھایا شیوہ دوڑکر اُس خواجہ سرا سے لپٹگئی اور خواجہ سرا سے کشتم کشتا دھینگا مشتی ہونے لگی اس قدر شور وغل ہوا کہ زوجہ قیصر روم کو جو خبر ہوئی اُسی وقت وہ آئی ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُٹھ کر سلام کیا اور دوڑکر قدمون پہ گر پڑی اُسنے اُس مولود کو گود مین اٹھا لیا اور باہر آئی خواجہ سرا کو مار کے نکالدیا خواجہ سرا نے جاکر قیصر روم سے فریاد کی قیصر کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور تلوار کھینچکر محل مین آیا اور اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ تو نے میرے حکم مین فرق کیا مین اس لڑکے کو ابھی قتل کرونگا اُسنے کہا ارے قیصر دیکھو تو سہی کہ اس لڑکے کی کیا صورت اور کیا شکل وشمائل ہی اور علاوہ اسکے خیال کر تیرے یہان بھی کوئی اولاد نہین ہی تجکو لات منات کا شکر بہ ادا کرنا چاہیے

کہ ایسا مہرجمال ماہ تمثال لڑکا عنایت ہوا تو باہر جا کے اب تو مین سلامی کی چھڑوا مین زچہ خانہ بنا کر بیٹھونگی
اور دھوم سے چھٹی کرونگی اور تارے دیکھونگی کیونکہ یہ امیر حمزہ صاحبقران کا فرزند ہی جو اسکو دیکھے گا بہت مسرور
ہوگا قیصر روم نے جو صورت اس مولود صاحب حشمت وجود کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور اسی وقت
باہر آکر سلامی کا حکم دیا اور سب مین مشہور کیا کہ میرے یہان بیٹا پیدا ہوا لوگون نے مبارک سلامت کی دھوم مچائی ناچ
رنگ ہونے لگا اور قیصر نے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کا سامان کیا تمام ارکین دولت وحشمت اور لشکر اور تمام رعایا کو
علے قدر مراتب جوڑے تقسیم کیے اور روز پیدائش سے چھٹی اور نہانہ چھٹی سے بڑے چلہ تک یعنی چالیس روز تمام
شہر مین آئینہ بندی اور ہر قسم کی آراستگی کی اور گلی گلی نوبتخانے رکھوا دیے اور ہر مکان پر جلسۂ رقص و سرود رات دن
ہوا کیا اور دونون وقت خوانہاے طعام لذیذ و عمدہ و اشیاے نادرہ ملازم وغیر ملازم سب کے گھرون پر بھیجے اور
چھٹی تو اس اہتمام اور دھوم دھام سے قیصر روم نے کی کہ امیر حمزہ صاحبقران بھی کرتے تو اس سے بڑھکر کرتے
لیکن دودھ ملکہ رابعہ اطلس پوش سے پلوایا مثل دایہ کے رکھا جب دودھ بڑھ چکا قیصر نے ملکہ رابعہ اور شیوہ
وزیر زادی کو قدوس رومی کے پاس قید کیا اور اس مولود کا نام علمشاہ رومی رکھا ہر فن کے استاد و معلم کامل
نوکر رکھے نیزہ بازی اور تیراندازی اور شمشیرزنی وغیرہ اور جو کچھ فن سپہگری اور کشتی کے ہین سب سکھانے اور
بارہ ہزار لڑکے انکے ہمسن نوکر رکھدیے وہ ساتھ ساتھ شہزادے کے رہنے لگے جب ان سب کا سن بارہ برس کا ہوا
تو ایک روز دربار قیصر روم مین علمشاہ رومی بیٹھے تھے کہ ایک فیل مست سپید رنگ چھوٹ گیا اور شہر مین بہت
سے لوگون کو مارکے دربار مین آیا قیصر روم تو ڈر کے مارے تخت پر سے کود کر کمرے مین بھاگ گیا اور قاہرہ جن
قہرمان بھی بھاگ کے چلا گیا اور سب اپنی جان بچاکر بھاگے لیکن علمشاہ کھڑے رہے جب تو قیصر وہین سے چلایا
ای فرزند ای جان پدر ادھر چلے آؤ علمشاہ نے نہ مانا یہانتک کہ ہاتھی برابر علمشاہ کے آگیا اور سونڈ گردن
مین علمشاہ کی ڈالی علمشاہ نے ہاتھ سے سونڈ کو پکڑ کر جو زور کیا سونڈ سر سے کھینچ لی فیل مست چیخ مار کے بھاگا
قیصر نے گلے سے لگا لیا اور اسی وقت تصدق اتروایا اسدن سے نام علمشاہ رستم پیلتن اور فیلکش رکھا اب
علمشاہ ہر روز دربار قیصر مین بیٹھنے لگے ایک روز انھون نے احوال امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان
کا سنا کہ امیر نے تمام ملک نوشیروان کے چھین لیے یہ سنکر علمشاہ نے قیصر روم سے کہا
کہ مین تمام شہر اور ملک امیر سے چھین کر تمہارا قبضہ کرادونگا قیصر روم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور
سات لاکھ سوار جرار اپنی فوج مین منتخب کرکے زیر حکومت علمشاہ کردیے علمشاہ وہان سے مع فوج گران روانہ
ہوے پہلے استنبول مین آکر محمود شاہ استنبولی اور مظفر شاہ استنبولی کو زخمی کیا اور ملک چھین لیا آگے بڑھکر
مصر کو بھی لے لیا یہانتک کہ یونان مین آکر گلشن آرا کو نکالدیا اور یونان پر بھی قبضہ کیا ملکہ گلشن آرا
نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو عرضی لکھی ای تاج بخش سلاطین زمان ای شیر بیشۂ ہمت و شجاعت
پسر قیصر رستم پیلتن نے آکر ہمارا شہر چھین لیا اور کابل مین جو شہزادہ مین و بیژن گئے کسی کو خبر نہ کی ایک قریہ
قلعہ مین گھس آئے دلاور زنگی خوب لڑا صدف نوش اور صفا نوش زخمی ہوکر نکل گئے اور حور رخ جو بھاگی
تو شہر مین بہرام گو میوہ فروش کی دکان مین آکر چھپی اسنے حور رخ کو بیٹی کیا اور گھر مین پوشیدہ رکھا وہین تھے
تمام شہر مین اپنا عمل کرلیا یہ عرضی جو خدمت مین امیر کے پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مشکل ہی کہ یہان کا تو وہ حال
اور ناموس کا یہ حال ہر طرح سے وقت ہی یہ کہکر چلے حور رخ کو بچانے چلے کہ وہ حمل سے تھی اور کہنے لگے ایہا الناس

ژ وبین اسکو مار ڈالیگا یہ سوچکر امیر سے ساٹھ لاکھ سوار لیے اور اپنے سوار نارنجی پوش مع بارگاہ نارنجی
کے لیکر کوچ کیا پہلے راہ مین شہر روم ملا اور ایک آہو دیکھا اُسپر گھوڑا ڈالا وہ آہو جو بھاگا تو ایکباغ مین کرچند
قدم پر تھا اُسمین دیوار پھاند کے چلا گیا عمرو بن حمزہ نے بھی گھوڑے کو گدگدایا مرکب صبا رفتار بھی دیوار باغ
پھاند گیا اندر اُس باغ سے کیے آکر دیکھا کہ رمنہ ہی اور صدہا آہو پھرتے ہین یہ دیکھکر عمرو بن حمزہ نے آہو ون
کو شکار کرنا شروع کیا بہت سے آہو مار ڈالے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ رمنہ قیصر کا ہی اور بیچ مین اُس باغ
کے ایک بارہ دری ہی اُسمین قیصر بیٹھا ہوا شرابخواری کر رہا ہی اُسنے جو یہ حال دیکھا اپنے لوگون سے کہا کہ یہ کون
بے ادب ہی جو ایسی حرکت نالائق کرتا ہی اسکو ہمارے پاس بلا لاؤ لوگون نے آکر منع کیا اور کہا تمکو ہمارا بادشاہ
قیصر شاہ بلاتا ہی عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مین تمھارے بادشاہ کا نوکر ہون میرا آہو یہان دیوار پھاند کر چلا آیا تھا
اُسکو مین نے شکار کیا یہ سنکر قیصر نے کہا اُسکو پکڑ لاؤ ایک شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ پانون انکا پکڑ کر گھوڑے سے کھینچ لے
عمرو بن حمزہ نے ایک قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا وہ تڑپکر گرا اور مر گیا یہ دیکھتے ہی اور لوگ دوڑ پڑے عمرو بن
حمزہ نے جو گھوڑے کو گدگدایا وہ مثل غزال رمیدہ کے طرارہ بھر کر باغ کے اُس پار ہو گیا جب تک لوگ دروازے سے
نکلین اُمین عمرو بن حمزہ اپنے لشکر مین پہونچ گئے پہلے قیصر نے جب نام انکا دریافت کیا تھا تو انھون نے کہا تھا کہ مین بیٹا حمزہ صاحبقران
کا ہون غرضکہ لوگ تلاش کر کے چلے آئے اور قیصر سے کہا اُسکا پتا نہین لگا کیا معلوم کون شخص تھا قیصر نے علشاہ کو نامہ لکھا
کہ میرے باغ کے رمنہ مین امیر یا تو تیرہ کا بیٹا عمرو بن حمزہ آیا تھا اور میرے سامنے اُسنے بے ادبی کی کہ صدہا آہو سے طرح طرح
کہ جنکو مین دل سے عزیز رکھتا تھا اُنکو شکار کر گیا جس طرح سے ہو سکے اُسکو زندہ پکڑ کے میرے پاس بھیجدو عیار نامہ
قیصر کا لیکر علشاہ کے پاس آیا علشاہ نے نامہ پڑھکر کابل کی طرف کوچ کیا اور عمرو بن حمزہ جو چلے تو راہ مین فرخ
نے کہا اے شہریار جسطرح سے مین کہون اُسطرح سے آپ چلین اور یہ تو آپ جانتے ہین کہ نو مہینے امیر قلعۂ کابل کو
گھیرے ہوے پڑے رہے اور کچھ نہوا اگر عمرو و عیاری کرتے تو قلعہ ہرگز ہاتھ نہ آتا اب آپ تنہا چلیے الغرض عمرو بن
حمزہ نے تمام اپنے لشکر کو تو کمینگاہ مین کوہ کی بٹھایا اور دس سوار مع لہراسپ وغیرہ ہمراہ اپنے لیکر فرخ کے ساتھ
ایک طرف کو قلعے کے حوالی مین آئے وہان ژوبین کا حکم تھا کہ صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلے اور شام کو بند ہوا کرے اور
جو کوئی آئے اُسکو دیکھ بھال لے اور بہت ہوشیاری کے ساتھ شناخت کر کے آنے دیا کرے چنانچہ نمک والے زیادہ آتے
جاتے تھے اب کوئی چار گھڑی دن چڑھا ہوگا ایک نمک والا اپنا بیل لیے ہوے قلعہ سے نکلا فرخ نے اُسکو دیکھکے عمرو بن
حمزہ سے کہا اے شہریار آپ ذرا علٰحدہ ٹھہریے یہ کہکر فرخ چلا وہ بیل والا بیل چھوڑ کے نالے مین اُتر گیا اور ایک جگہ پیشاب
کرنے کو بیٹھا فرخ نے پیچھے آکر اُسکو ایک حباب بیہوشی مارا وہ بیل والا بیہوش ہو کر گرا فرخ نے اُسکی مشکین باندھکر
ایک گوشہ مین ڈالدیا اور آپ اُسکی شکل بنکے بیل اُسکا لیکر دروازۂ قلعہ پر آیا اور کہا کہ دوران سر مجکو ہونے لگا سر میرا بہت
پھراتا ہی ذرا ٹھہر بھی جاؤن اور ایک کام اور بھی ہی وہ کر لونگا نگہبانون نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا وہی قدیم نمک کا بیل والا
جو ابھی ادھر سے گیا تھا نگہبانون نے کہا کیون پلٹ آیا بیل والے نے کہا یکایک سر پھرانے لگا دوسرے یہ کہ جہان مین
اُترا ہوا تھا وہان طاق پر دس روپئے اور کچھ بھول کر چلا آیا ہون جلدی سے دروازہ کھولدو ایسا نہو کہ کوئی اور اُٹھا لے
وہ سب نگہبان آپسمین مشورہ کرنے لگے کہ ہمکو تو آواز مین فرق معلوم ہوتا ہی فرخ نے جو یہ سنا ایک دروازے کو دھکا دیا
دروازہ چوپٹ کھل گیا نگہبانون نے کہا تو نے دروازے کو دھکا کیون مارا اتنی بات پر فرخ سے اور نگہبانون
سے تکرار ہونے لگی کہ سامنے سے عمرو بن حمزہ بھی گھوڑا دوڑا کر دروازہ مین گھس آئے لوگ اُسنے آمادۂ فساد ہونے لگے

اتنے مین دسون سوار بھی اندر چلے آئے عمرو بن حمزہ نے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر منم فخر شجاعان دہ از گرد میدان ہاشم
کہ ہمنام امیر حمزہ ؑ صاحبقران ہاشم + صدائے شیر بیشۂ صاحبقران سنتے ہی سب نے پہچانا دروازہ چھوڑ کر بھاگے
پیادون سے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ اور لہراسپ نے کشتون کے پشتے لگا دیئے اب ہزارون کابلی برابر گھاس کی طرح
آمنڈ کے آنے لگے تلوارونکی بجلیان چمکین بعد چار گھڑی کے عمرو بن حمزہ کی فوج قلعہ مین داخل پڑی اب کابلی زخمی ہوکر
گرتے اور بھاگتے ہین عمرو بن حمزہ یونہین تلوارین مارتے ہوئے فوج کے ریلے پیلا کیے ہوئے بارگاہ تژدین پر آئے مع
گھوڑے اندر چلے لوگون نے روکا کسی کو قبضہ مارا کسی کو تلوار ماری بہت سے گھوڑے کی جھپٹ مین آکر گر پڑے غرضکہ عمرو بن
حمزہ مرکب پر سوار یونہین بارگاہ تژدین و بیژن مین آئے اُن دونون نے جو دیکھا کہا ارے اسکو روکتے نہین ہو اسکو
جلدی مار لو لوگ گرد آگئے اب بارگاہ مین تلوار چلنے لگی بیژن آگے اور بڑھا اور عمرو بن حمزہ پر وار تلوار کا کیا عمرو بن حمزہ نے
خالی دیکر ہندوستت مقام کر اٹھا لیا بڑی پھرتی جھپٹ کر تژدین نے بھی تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے بیژن پر وہ تلوار روکی اور
بیژن کو تژدین پر کھینچ مارا دونون گرد برد ہوکر نیچے گرے کابلی دوڑ پڑے عمرو بن حمزہ اور لہراسپ وغیرہ نے وہان
بھی کشتون کے پشتارے باندھ دیے اور صدہا کابلیون نے جان اپنی دیکر چاہا کر انکو اٹھا لیجائین عمرو بن حمزہ نے فرخ کو
اشارہ کیا فرخ نے حلقے کمند کے دونون کو مار کر پکڑ لیا اب چار طرف الامان الامان کا غل ہوا عمرو بن حمزہ نے امان دی
اور تژدین و بیژن کو قید کیا آپ بارگاہ مین بیٹھے اور حورخ کو تلاش کیا لوگون نے کہا وہ تو کئی روز سے غائب ہے تژدین نے
بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا یہ سنکر عمرو بن حمزہ کو بڑا صدمہ ہوا مگر جب حورخ بھاگی تھی تو بہرام گوہر فروش کے پاس
پہونچی حورخ نے بہرام سے کہا تھا ای بابا جان جب میرا وارث آئیگا تجسے بہت سلوک کریگا اب جو خبر بہرام کو ہوئی دوڑا ہوا
پر حاضر ہوا اور لوگون سے کہا میری خبر کرو لوگون نے جاکر عمرو بن حمزہ سے کہا حکم دیا کہ بلا لو بہرام گوہر فروش کو لوگون نے
اندر بارگاہ کے بلا لیا بہرام نے آکر مجرا کیا اور حورخ کا سارا حال بیان کیا عمرو بن حمزہ نے بہرام کو بڑے اعزاز و اکرام سے بٹھایا
اور خاطر مدارات کی اور محافہ بھیجکر حورخ کو بلوایا اب عمرو بن حمزہ شب کو تو محل مین رہتے ہین اور صبح کو بارگاہ مین آکر
جلوہ افروز ہوتے ہین اور تمام فوج انکی باہر قلعہ کے ہے ایک روز عمرو بن حمزہ بارگاہ مین جلوہ آرا تھے اور گرد تمام سردار
و پہلوان مع لہراسپ وغیرہ ذرنگلون پر بیٹھے تھے کہ آکر ہرکارے نے خبر دی کہ کوئی زنانی سواری در بارگاہ پر آئی ہے عمرو
بن حمزہ نے محلدار کو بلواکر دریافت کیا محلدار نے چپکے سے آکر کان مین عمرو بن حمزہ سے کہا اے شہریار آپکی والدۂ ماجدہ ملکہ
گلشن آرا یونان سے بھاگ آئی ہین علمشاہ نے انکو نکال دیا ہے وہ اپنی بہو کے پاس آئی ہین عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کہ
سواری محل مین اتروا دو غرضکہ مان عمرو بن حمزہ کی بہو کے پاس رہنے لگی ادھر عمرو بن حمزہ نے حال بیژن اور تژدین کا امیر کو
لکھا کہ مین نے آپکے دشمنون کو قید کیا ہے اور بفضل ایزدی سارا قلعہ کابل کا لے لیا عمرو بن حمزہ نے نامہ امیر کے پاس روانہ کیا
دوسرے روز ہرکارے نے خبر دی کہ علمشاہ مع قیصر کا آیا ہے اور یہان سے سات کوس پر خیمہ برپا کیا ہے سات لاکھ سوار جرار
انکے ہمراہ ہین ادھر یہان جب علمشاہ اتر چکے اور خیمے برپا ہو چکے نامہ قیصر کا علمشاہ کے پاس پہونچا اور فرزند جسطرح
سے ممکن ہو عمرو بن حمزہ کو میرے پاس باندھکر بھیجدو کہ مین اپنے رمنہ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا وہ مع گھوڑے
اندر چلا آیا کئی آدمی مار ڈالے اور بہت سے آہوان خوش اندام و طرحدار کو شکار کیا یہ دیکھکر مجکو نہایت صدمہ ہوا اور نشہ ہرن
ہوگیا علمشاہ کو نامہ پڑھتے ہی غصہ آگیا اور مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر یکہ و تنہا واسطے گرفتاری عمرو بن حمزہ کے اپنے
لشکر سے چلے تا قلعہ کابل تک آتے آتے رات ہوگئی عمرو بن حمزہ بارگاہ سے حورخ کے پاس جا چکے تھے اور
لہراسپ بارگاہ مین مع پہلوانون کے شراب پی رہا تھا اور ناچ ہو رہا تھا یکایک علمشاہ مع مرکب بارگاہ مین

مین گھس آئے جسنے قصد رد کئے کا کیا اُسکو جھڑک دیا بہت سے گھوڑے کی جھڑپ مین آکر گر پڑے علمشاہ نے بارگاہ مین للکارا کہ
تم مین سے عمرو بن حمزہ کون ہی لہراسپ نے کہا منم پسر حمزہ یہ کہکر اُٹھا اور ایک تلوار علمشاہ پر ماری علمشاہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکے
تلوار چھین لی اور بند دست تھام کر لہراسپ کو اُٹھا لیا اب جو کوئی پہلوان بڑھکر تلوار مارتا ہی علمشاہ لہراسپ کو سامنے کردیتے ہین
اتنی بڑی جرأت و طاقت اسیطرح علمشاہ لہراسپ کو ایک ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلے اور سات کوس تک برابر نہین
چلے آئے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے ستون بارگاہ سے باندھکر لوگون سے کہا مین پسر حمزہ کو پکڑ لایا سب علمشاہ کی تعریفین کرنے
لگے خادم گرد پھرنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا ای پسر حمزہ اس دن کی بھی تجکو خبر تھی یا نہین جو تونے میرے پدر بزرگوار قیصر سے
بے ادبی کی اُسکی سزا یہ ہی لہراسپ نے کہا کہ ای علمشاہ مین اسوقت نشہ مین تھا میرے مُنہ سے یہ کلمہ نکل گیا منم پسر حمزہ مین تو ادنے
غلام اُسکا ہون میرا نام لہراسپ ہی عمرو بن حمزہ مین نہین ہون علمشاہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا تو صاحب پسر حمزہ
نہین ہی علمشاہ کی ہنسی پر سب ہنسنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا ای پسر حمزہ تو کیون ڈرکر اپنے کو چھپاتا ہی تجھے کوئی قتل
نہ کریگا بلکہ مین تیری سفارش قیصر سے کرونگا اب لہراسپ کو سب سردار چھیڑ چھیڑ کر ہنسنے لگے ہین کہ آؤ لوگو غلام پسر حمزہ
کی زیارت کرلو ایسا غلام کسی نے نہ دیکھا ہوگا لہراسپ کھسیانہ ہو کر تنگ ہو رہا ہی اور جان سے بیزار ہو کر کہتا ہی ای
علمشاہ تمکو میری بات کا یقین نہین آتا اور مذاقیہ کلام کرتے ہو مین جسکا ملازم و نمکخوار ہون وہ کشندہ شنکل جادو ہی
اور طلسم نارنج کو اُسی نے فتح کیا ہی خیر تم لوگ میرا کہنا نہین مانتے کوئی دم مین آپ ہی کھل جائیگا جو جو لہراسپ کہتا ہی اور پسر
حمزہ ہونیکا عذر کرتا ہی سب بارگاہ علمشاہ مین قہقہے لگاتے ہین اسی مذاق و دل لگی مین صبح ہوگئی یہان عمرو بن حمزہ جو بارگاہ
مین آئے فرخ نے عرض کیا ای شہریار رات کو علمشاہ تنہا آئے تھے اور لہراسپ کو اُٹھا کر اپنی بارگاہ مین لیے چلے گئے
عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ بالکل تنہا تھا فرخ نے کہا ای شہریار چاکر تک ساتھ نہ تھا اُسیوقت عمرو بن حمزہ نے مرکب طلب کیا اور
کہا خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا یہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے اور علمشاہ کی طرف گھوڑا ڈالا جب
لشکر علمشاہ مین آئے لوگون نے جانا کوئی ملازم ہوگا جب دروازہ بارگاہ پر پہونچے چاہا مع مرکب بارگاہ مین جائین لوگون نے
روکا پسر حمزہ نے گھوڑے کو گدگدایا بہت سے جھڑپ مین آکر گر پڑے سیارہ نے دوڑکر علمشاہ سے کہا ای شہریار پسر حمزہ مع مرکب
بارگاہ مین آگیا علمشاہ یہ سنتے ہی دنگل سے اُٹھے لہراسپ نے خوش ہو کر کہا میری بات کا نہ یقین آتا تھا اب تو میرا کہنا سچ ہوا علمشاہ
دروازہ تک نہ پہونچے تھے کہ عمرو بن حمزہ داخل بارگاہ ہوئے نگاہ جو علمشاہ کی عمرو بن حمزہ پر پڑی خون نے جوش مارا دل مین
محبت برادری پیدا ہوئی سر سے پا تک دیکھا اور شاد ہوئے جھککر سلام کیا عمرو بن حمزہ نے جو یہ کیفیت علمشاہ کی دیکھی جواب سلام
دیا علمشاہ نے تعریف کی کہ کیا مرکب ہی اور کیا راکب ہی خیر اُتریے اور تشریف لائیے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین اپنے مطلب کو
آیا ہون علمشاہ نے کہا مجھے معلوم ہی وہ حاضر ہی اور لوگون سے کہا کہ جلد لہراسپ کو کھولدو لوگون نے آکر لہراسپ کو کھولدیا
لہراسپ نے کہا اب کیون مجھے کھولتے ہو اب نہ رہا کرو تو جانون علمشاہ نے کہا اب آپ اُتریے تشریف فرما ہو جیئے عمرو بن حمزہ
گھوڑے سے کود پڑے اور علمشاہ سے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تم لیلو علمشاہ نے کہا بہت خوب عنایت آپ کی آپ تو
میرے بزرگ ہین مین تو آپکا خرد ہون عمرو بن حمزہ نے وہ گھوڑا اور زرہ طلسمی اُتار کر سیارہ کو دی اور کہا کہ گھوڑا اپنے
اصطبل مین جاکر باندھ دے اور زرہ سلحخانہ مین رکھدے علمشاہ نے یہ شفقت دیکھکر مجرا کیا اور اپنے دنگل پر بٹھایا کہ لہراسپ
آیا اور عمرو بن حمزہ کو آداب بجا لایا اور علمشاہ سے کہا او پسر قیصر کیون اب تیرے دشمن شکست ہوگئے عمرو بن حمزہ نے جھڑک دیا
کہا چپ رہ علمشاہ مسکرانے لگے اب یہ محبت امیر یا تو قبر حمزہ صاحبقران کی باتین دونون مین ہونے لگین علمشاہ نے کہا
آپ مین بغیر کھانا کھلائے آپکو نہ جانے دونگا عمرو بن حمزہ نے کہا اگر تم بھی میری دعوت قبول کرو تو کیا مضائقہ ہی علمشاہ نے کہا

بسر وچشم عمرو بن حمزہ نے فرخ کے کان مین چپکے سے کہا کہ دوسرا گھوڑا لا فرخ گیا اور دوسرا گھوڑا مع ساز و یراق جواہر نگار
کے لا کر در بارگاہ حاضر کیا یہان جلسۂ عیش و عشرت بعد آب و طعام کے مہیا ہوا دو پہر رات تک صحبت شراب و کباب
ناچ رنگ رہی بعد دو پہر رات کے عمرو بن حمزہ علشاہ سے رخصت ہوکر لہراسپ کو ساتھ لیے ہوے چلے اور محل
مین داخل ہوے دوسرے دن علشاہ کی دعوت کا سامان کیا طرح طرح کے کھانے تیار کرائے علشاہ نے مع لشکر
آکر دعوت کھائی بعد فراغت طعام عمرو بن حمزہ علشاہ کو بارگاہ مین لائے ذنگل طلسمی دیکھ کر بہت تعریفین کی عمرو بن
حمزہ نے اُسی وقت علشاہ کو ذنگل دیدیا علشاہ اسی ذنگل پر متمکن ہوے عمرو بن حمزہ نے علشاہ سے کہا ای برادر تُم
اب لات و منات کی پرستش چھوڑ دو اور خداے بزرگ خالق آسمان و زمین کو برحق جانو کہ وہ پیدا کرنیوالا کل مخلوقات
کا ہی اور وہ وحدہ لاشریک ہی علشاہ نے کہا ای برادر صاحب ہمارے آپکے ایک روز کشتی ہو جائے اگر آپ مجکو زیر کرینگے
تو مین آپکا دین قبول کرونگا یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے اکھاڑا تیار کرایا اور علشاہ و عمرو بن حمزہ دونون اکھاڑے مین اترے
اور کشتی ہونے لگی کوئی پہر بھر کشتی ہوئی تھی کہ فرخ نے آکر عمرو بن حمزہ کے کان مین کچھ چپکے سے کہا عمرو بن حمزہ ایسے
خوش ہوے کہ مثل گل نو شگفتہ وہ غنچہ سے لب نازک کھل گئے اور ہنسنے لگے علشاہ تھم گئے اور کہا ای برادر صاحب ہم بھی
سُنین تمکو کیا خوشی ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا کچھ نہین علشاہ نے کہا جبتک آپ نہ بیان کیجیے گا مین ہرگز زور نہ کرونگا
آپ بیان تو فرمائیے کہ ہم بھی خوش ہون عمرو بن حمزہ مجبور ہوے اور کہا ای برادر ابھی میری زوجہ کے یہان لڑکا
پیدا ہوا ہی علشاہ یہ سُنتے ہی نہایت خوش ہوے اور عمرو بن حمزہ کو چھوڑ دیا اور کہا ای برادر ہمارے تمھارے پھر
امتحان ہوگا اب یہ وقت خوشی کا ہی لڑنا نہ چاہیے ای برادر صاحب ایک عرض میری قبول کیجیے اگر آپکو ناگوار خاطر
نہو تو بیان کرون عمرو بن حمزہ نے کہا ای برادر کہو کیا کہتے ہو علشاہ نے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ مین آپکے فرزند ارجمند کو
اپنا فرزند کرون اور چھٹی وغیرہ بھی مین ہی کرونگا عمرو بن حمزہ یہ سُنکے بہت خوش ہوے اور کہا ای برادر یہ فرزند مین نے
تمھین کو دیا تم کو اختیار ہی جو چاہو کرو

اب دو کلمے داستان سعد کوفی نور عین عمرو بن حمزہ کو علشاہ رومی کو فرزندی مین لینا اور چھٹی وغیرہ بڑی دھوم سے کرنا

شادی کنندگان جلسۂ عیش و نشاط و مسرت نمایان صحبت شادی و انبساط اس داستان فرحت نشان کو نخل شاخ
نخل گلستان فرحت و سرور سے تختۂ بہار تر و تازہ یہ حروف مشجری کے یون گلچینی کرتے ہین کہ جب علم شاہ رومی
نے فرزند جگر بند حمزۂ یونانی یعنے سلطان سعد کو اپنا بیٹا کیا بڑی دھوم سے چھٹی کا سامان کیا اپنے لشکر سے
تا لشکر عمرو بن حمزہ سب کو جوڑے زرق و برق تقسیم کیے اور وہان سے یہان تک سات روز برابر روشنی کرائی
اور جلسہ گاہ رقص جا بجا معین کیا نوبتین ہر ہر مقام پر رکھوائین کھانے ما یاب عمدہ عمدہ تمامی شہر کو روز
تقسیم کرائے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کی ایک ہفتہ علشاہ وہین رہے بعد اُس کے علشاہ قیصر کی طرف
روانہ ہوے یہان عمرو بن حمزہ رات دن عیش و عشرت کرنے لگے حور رخ کا جو دم گھبرایا اپنے محل کے بالاخانے
پر چڑھی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر جو نیچے جھک کر دیکھا تو شاہین کامرانی اور بیژن کامرانی زیر دیوار محل
قید ہین جب اُن دونون نے اپنی بہن کو دیکھا شرمندہ ہوکر حیا سے سر جھکا لیا حور رخ نے اپنے بھائیون کو
دیکھ کر سلام کیا اور کہا ای برادر وہ کیا تمھاری شامت ہی کہ مسلمان نہین ہوتے اور قید رہنا گوارا ہی اگر
اب بھی دین اسلام قبول کرو تو مین عمرو بن حمزہ سے سفارش کر کے تمھارا قصور معاف کرا دون اور

تمھارا ملک تمکو دلوا دون یہ سنکر ژوبین نے کہا ای بہن سچ ہی مگر یہ نہین ہوسکتا کہ ہم عمرو بن حمزہ سے کہین کہ
تم قصور ہمارا معاف کرو اور مسلمان تو ہم ضرور ہونگے مگر یہانسے جا کر پھر آئینگے تو مسلمان ہونگے اگر تجھسے ہوسکے
تو دو تلوارین ہمکو لادے تو ہم یہانسے چلے جائین اور جس طرح جی چاہتا ہی اسی طرح آ کے مسلمان ہون یہ سنکر
حوررخ کو بھائیون کی محبت آگئی نیچے اُتر کے آئی دو تلوارین عمرو بن حمزہ کی تھین وہ اپنے بھائیون کو لاکر
دیدین بیژن نے تلوار کو میان سے کھینچا اور باڑھ کو دیکھنے لگا ژوبین نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ حوررخ کو مارا اگر
دیوار حائل ہوتی اور حوررخ بیٹھ نہ جاتی تو اُسی وقت کام تمام تھا حوررخ تو چیخ مار کے بھاگی اور ژوبین و
بیژن نے تلوار سے کھیلین بیڑیون کی کاٹین اور قید خانے سے چلے آدمیون کو زخمی کر کے کوٹھے پر سے کود کر
نکل گئے ادھر عرضی عمرو بن حمزہ کی امیر باتوقیر کو پہونچی یہ مضمون نامہ پڑھ کر بہت غصہ آیا کہ آپ کے دشمنون
کو مین نے قید کیا حکم کیا کہ میرے لشکر مین اُس ملعون کا کوئی نام نہ لے بعد اُسکے دوسری عرضی امیر کو پہونچی کہ
آپ کے یہان پوتا پیدا ہوا ہی اُسکا نام رکھیے امیر باتوقیر نے کچھ جواب نہ لکھا القصہ یہان عمرو بن حمزہ سے
لوگون نے آکر بیان کیا کہ ژوبین و بیژن کئی آدمیون کو زخمی کر کے قید خانے سے بھاگ گئے نہین معلوم اُنکو
کسنے تلوارین لادین عمرو بن حمزہ محل مین آئے اور حوررخ سے حال بیان کیا حوررخ قدمون پر گر پڑی کہا ای
شہریار یہ خطا مجھسے ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا تمنے بُرا کیا امیر باتوقیر کو ان دونون کے قید ہونے کا حال لکھ چکا
ہون اگر اُنھون نے طلب کیا تو کیا جواب لکھونگا عمرو بن حمزہ یہ کہکر محل سے باہر آئے اور مرکب صبا رفتار
کو طلب کیا اور لوگون کو چارطرف دوڑایا اور خود سوار ہو کر تلاش مین اُن دونون کی چلے غرضکہ آتے آتے
شہر زرنگار مین پہونچے کہ جہان بہزاد بن خجستہ کے ہاتھ سے آپ قید ہوے تھے عمرو بن حمزہ نے وہان پہونچ کے
دیکھا کہ ایک محل ہی اور چلمن پڑی ہی اندر چلمن کے شمسہ بانو منجھلی بہن حوررخ کی بیٹھی ہی اور نرگس آرا اور
جہان آرا وغیرہ یہ سب خواصین سامنے کھڑی ہین جیسے ہی نگاہ ملکہ شمسہ بانو کی عمرو بن حمزہ پر پڑی
تیر عشق کا جگر کے پار ہو گیا نرگس آرا نے کہا ای بی بی تمنے انکو پہچانا یہ تمھارے بہنوئی ملکہ حوررخ کے شوہر
ہین یہ سنکر ملکہ نے نرگس آرا سے کہا بلا لے نرگس آرا نے چلمن اُٹھائی اور کہا ای شہریار یہان آئیے یہ
تو آپ کا گھر ہی یہ ملکہ شمسہ بانو حوررخ کی منجھلی بہن ہی عمرو بن حمزہ یہ سُنکر اندر آئے اور یہ بھی دیکھتے ہی
شمسہ بانو پر عاشق ہو گئے ملکہ نے ہاتھ پکڑ کر نازوادا سے مسند پر بٹھا لیا اور کہا ای شہریار آپ کہان تشریف
لائے عمرو بن حمزہ نے کہا مین بیژن کافر اور ژوبین کی تلاش مین آیا ہون ملکہ نے کہا کل تو آئے
تھے کیا معلوم تھا نہین تو روک لیتی خیر اب تو شام ہوئی حضور آرام فرمائین کل دیکھا جائیگا پھر گلابیان
شراب کی اور قابین کباب کی منگا کر سامنے عمرو بن حمزہ کے رکھین اور کہا یہ بادۂ عیش ہی کوئی جام
نوش فرمائیے عمرو بن حمزہ نے کہا مجکو تامل ہی ملکہ نے کہا کس وجہ سے آپکو تامل ہی شاہزادے نے کہا اگر
کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ ہی یہ سُنتے ہی ملکہ شمسہ بانو نے کلمہ پڑھا دین اسلام قبول کیا از سر صدق مسلمان
ہوئی اب دورۂ شراب چلنے لگا جب نشہ ہوا پردہ حجاب کا درمیان سے اُٹھ گیا بوس و کنار ہونے لگا
جب پہر رات آئی ہاتھ پکڑ کے شاہزادۂ عمرو بن حمزہ کا کمرے مین لائی وہان مسند عیش پر بیٹھی ناچ ہونے لگا
جب دو پہر رات آئی بدرہ جادو بڑی بہن ملکہ شمسہ بانو کی آئی اور پکار کر دروازہ کھلوایا محلدار نے تامل
کیا بدرہ جادو خفا ہونے لگی کہ آج کیا ماجرا ہی جو دروازہ بند ہی محلدار نے مجبور ہو کر دروازہ کھولدیا

اور ڈر کر ملکہ شمسہ بانو سے کہا آپ کی بڑی بہن بدرہ جادو تشریف لائی ہین یہ دونون سفیدپر جدا جدا ہو بیٹھین جب
بدرہ جادو سامنے آئی عمرو بن حمزہ نے سلام کیا یہ تو اپنے بھائی کا دشمن سمجھ کر آئی تھی کہ عمرو بن حمزہ کو
قتل کرونگی اب جو صورت بے نظیر رشک مہر منیر عمرو بن حمزہ کی دیکھی ہزار جان سے عاشق شیفتہ و فریفتہ ہوگئی
اور محبت آمیز باتین کرنے لگی عمرو بن حمزہ تو بزرگانہ کلام آپ اور جناب اور قبلہ و کعبہ کرکے کرتے تھے اور
وہ کہتی تھی صاحب قبلہ اور کوئی ہوگا اور کعبہ کسی کو نہ بنائیے آپ جناب کرکے نہ باتین کیجیے مین آپ کی خادمہ
عاشق زار ہون اور صاحب آپ سے کچھ مجھے علیحدہ کہنا ہے ذرا اُٹھیے میرے ساتھ چلیے یہ سُن کر عمرو بن حمزہ
اُٹھ کھڑے ہوئے بدرہ جادو اپنے ہمراہ لیکر باہر آئی اور باتین عاشقانہ کرتی ہوئی چلی جب اپنے مکان مین
عمرو بن حمزہ کو لائی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی اور کہا ای پسر حمزہ مجکو اپنی کنیزی مین قبول کیجیے
عمرو بن حمزہ نے انکار کیا بدرہ جادو نے کمرے مین لاکر عمرو بن حمزہ کا تیغ سحر سے سر کاٹ لیا اور چھوڑ کر
چلی گئی یہان جو پانچ چار گھڑی کا عرصہ ہوا ملکہ شمسہ بانو کا عجب حال ہوگیا لوگون سے کہنے لگی وہ لیکر اپنے
ہمراہ تو عمرو بن حمزہ کو لیگئی ہے دیکھیے کیا سلوک کرتی ہے غرضکہ شمسہ بانو یہانتک مضطر و بیقرار ہوئی کہ خواصون کو
ساتھ لیکر بدرہ جادو کے مکان پر آئی دیکھا کہ بارہ دری کے پردے چھوٹے ہوئے ہین اور اندھیرا ہے آخر
تاب نہ آئی پردہ اُٹھا کے جو دیکھا اندھیرے مین کچھ نہ معلوم ہوا دل کو تو آتش عشق جلا رہی تھی بیساختہ
پکار اُٹھی کہ ای عمرو بن حمزہ اگر زندہ ہو تو آواز اپنی مجھے سُنا دو کچھ جواب نہ ملا اندر جو آئی تو ایک جگہ پاؤن
ملکہ کا خون کے تھالے مین پڑ گیا جب تو زور زور پکاری ارے صاحبو جلد روشنی لاؤ روشنی جو خواصین لائین
دیکھا سر عمرو بن حمزہ یونانی کا علیحدہ کٹا پڑا ہے لاش خون مین غلطان جدا ہے ملکہ شمسہ بانو یہ دیکھ کر پیٹنے لگی اور
سیاہ پوش ہوکر تابوت مین لاشہ عمرو بن حمزہ مع سر بریدہ رکھ کر کابل مین حور رخ کے پاس آئی جب حور رخ
نے لاش عمرو بن حمزہ کی خون مین آغشتہ دیکھی ہائے کر کے لاش پر گری اور ماں عمرو بن حمزہ کی ایسا روئی
اور پیٹی کہ قریب مرگ ہوگئی تمام محل مین کہرام برپا ہوگیا ہر ایک کی زبان پر ہائے عمرو بن حمزہ تھا ملکہ گلشن آرا
نے کہا کہ تابوت میرے پیارے فرزند لاڈلے کڑیل جوان کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پاس لیچلو اور
مین اُنسے کہونگی یا امیر آپ مسیحائے زمان ہین میرے فرزند جگر گوشہ اور اپنے ہمشکل عمرو بن حمزہ کو جلا دیجیے
غرضکہ بیچ مین تابوت اور گرد تمام لشکر مع خادمان محل کے سیاہ پوش ہوکر امیر باتوقیر کے پاس آئے
یہ خبر امیر کو ہوئی اسقدر امیر روئے کہ بصارت مین امیر کی فرق آگیا پھر بزرجمہر کے بیٹون کو بلا کر
پوچھا کہ حال عمرو بن حمزہ کا دریافت کرو انھون نے اُسی وقت زائچہ کھینچ کے ستارون کا ملان کیا
جب نگاہ خانۂ حیات پر پڑی معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ زندہ ہین انھون نے عرض کیا ای امیر باتوقیر
پروردگار عالم آپکا کلیجا ٹھنڈا رکھے اور خانہ روشنی نور عین فرزند جگر بند سے منور رہے شاہزادہ
عمرو بن حمزہ کا خانۂ حیات باقی ہے مگر عجائبات طلسم مین پھنسے ہین کسی ساحرہ نے بزور تیغ سحر سر کاٹ کے
ظاہر مین دکھایا ہے آپ خاطر جمع رکھیے اپنے دل کو سنبھالیے انشاء اللہ تعالیٰ شاہزادہ پھر آکے
آپ سے ملیگا پھر عمرو بن اُمیہ ضمری نے امیر باتوقیر سے کہا یا امیر آپ کھانا نوش کیجیے دل کو بہلائیے
مین جاکر بدرہ جادو کا سر کاٹے لاتا ہون اور عمرو بن حمزہ کا بھی پتا لگاتا ہون بڑی مشکل سے
اور سب کے سمجھانے سے امیر نے تیسرے دن تھوڑی سی غذا کوشش کی اور عمرو واسطے تلاش

عمرو بن حمزہ کے اُسیوقت روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان عجائب نشان جانا عمرو بن اُمیۂ ضمری کا تلاش مین عمرو بن حمزہ کی اور قتل کرنا بدرہ جادو کو

رہروان منازل خوف و خطر و متجسسان مراحل طلسمات حذر اس داستان اندوہ نشان کو یون لکھتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بعد اندوہ الم طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوئے ملک زرنگار مین پہونچے ایک عورت کی شکل بنے ہر قصر اور ہر محل مین آئے مگر کہین بدرہ جادو کا پتا نہ پایا حیران ہوکر پھر باہر آئے اور شہر مین تمام بازارون کی سیر کی ایک بساطی کی دکان پر بیٹھ گئے ایک ایک چیز کو اُٹھا کر دیکھا اور رکھدیا اُس بساطی نے کہا کیون میان صاحب کیا لوگے کس چیز کی تلاش ہی عمرو نے کہا کچھ لیتا نہین ہی فقط دیکھتا تھا اُس نے کہا تم کون ہو کہان سے آئے ہو عمرو نے کہا نوکری کی تلاش مین نکلا ہون یہ بتاؤ کہ یہان میری نوکری ہو جائیگی بساطی نے کہا میان جی یہان تو عملداری بدرہ جادو کی ہی مگر وہ آجکل لامکان مین رہتی ہی عمرو نے کہا لامکان کیسا اُس نے کہا کہ باہر شہر کے ایک صحرا مین اُس نے ایک کوٹھی بنوائی ہی اُسکو سحر سے آراستہ کیا ہی اُسکا نام لامکان رکھا ہی بالفعل وہ وہین رہا کرتی ہی ابھی سواری اُس کی لامکان کی طرف گئی ہی یہ سُن کر عمرو اُٹھ کھڑے ہوے اور شہر سے نکل کے راہ اُسی صحرا کی لی مگر حیران و پریشان تھے کہ اس فاحشہ قطامہ نے کہان لامکان بنایا ہی غرضکہ ایک جگہ بیٹھ گئے اور پانسے نکال کر پھینکے اور حساب لگا کر چارون طرف عقل سے دریافت کیا ایک طرف کو پتا لگا اُسی جانب چل کھڑے ہوے جاتے جاتے بعد دور و نزدیک ایک کوہ ملا دیکھا کہ آگے کوہ کے راہ مسدود ہی مگر ایک ٹیکرے پر دیکھا ایک منڈھی پڑی ہی اسمین ایک فقیر بیٹھا ناریل پی رہا ہی عمرو اُسکے پاس آیا اور سلام کیا اُسنے حیران ہوکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی یہان تو پرندہ بھی گذر نہین کر سکتا ہی عمرو نے کہا میرا بیٹا جوان مان سے لڑکے نکل گیا ہی اُسکی مان نے میرا دانہ پانی حرام کیا ہی ناچار ہوکر اُسکے ڈھونڈھنے کو نکلا ہون اگر کچھ راہ خرچ ملے تو چلا جاؤن محتاج ہون ایک کوڑی پاس نہین ہی فقیر نے کہا یہ لامکان بدرہ جادو کا ہی اور مین اُسکا ملازم ہون تو ٹھہر جا بدرہ جادو کی سواری آتی ہوگی مین اُس سے کہکر کچھ تجھکو دلوا دونگا عمرو وہان بیٹھ گیا کچھ باتین فقیرانہ کرنے لگا وہ فقیر حیران ہوا اور کچھ اُسکے دل مین شک گذرا کہنے لگا اے شخص کیا تو عمرو ہی کیونکہ یہ باتین تو سوائے عمرو عیار کے کوئی نہین جانتا ہی عمرو نے کہا کہ مین تو جیتا ہون آپ جیتے جی کو مارے ڈالتے ہین فقیر نے کہا تیری سمجھ مین نہین آیا ارے تو عمرو عیار ہی عمرو نے کہا شاہ صاحب نہ یار رہے نہ مددگار رہے تن تنہا ہون غرضکہ جو بات اُس فقیر نے کہی عمرو نے اصطلاحاً اُلٹا جواب دیا اور ایسے مغالطے مین اُس فقیر کو ڈالا کہ فقیر بھی چکر مین آیا آخر عاجز ہوکر کہنے لگا خیر بابا تو آج یہان رہ جو کچھ ہو سو ہو کل بدرہ جادو آئیگی اُس سے تیرا مطلب اجرا ہو جائیگا یہ سنکر عمرو نے جھٹ پٹ وہین بستر لگایا اور رات بھر اُس فقیر کی چلمین بھرا کیا مگر مارے ڈر کے عمرو کو شب بھر نیند نہ آئی بلکہ وہ فقیر باتین کرتے کرتے سو بھی رہا عمرو جاگا کیا صبح جو ہوئی دیکھا عمرو نے کہ ایک اژدر آتش فشان چلا آتا ہی اور اُسپر ایک ہوادار زمرد نگار کسا ہی اور ایک کھاروے کی جھولی رکھی ہی بدرہ جادو کس مغروری سے بیٹھی ہی اور سامنے ایک ناریل جٹادھاری اور رائی سرسون کے دانے بہت سے رکھے ہین مگر اس طرف کو آتے آتے اور طرف کو بدرہ جادو پلٹ کر چلی گئی عمرو نے فقیر سے کہا

شاہ صاحب کیا ہی بدرہ جادو ہر دہ تو اور کسی طرف کو گئی فقیر نے کہا مین کیا کرون تیرا مقسوم جب تو عمرو نے
فقیر کی بہت سی منتین کین اور ہاتھ جوڑ کے کہا کہ شاہ صاحب کچھ تو تدبیر کیجیے مین کہا تنگ پڑا رہونگا اُس فقیر
نے ایک کاغذ لکھکر عمرو کو دیا کہا کہ لیجا کر تو بدرہ جادو کو دیدے وہ تجھے کچھ ضرور دیگی عمرو نے کاغذ لیا اور
چلا کبھی دوڑا آخر کار جست کر کے قریب بدرہ جادو کے پہونچا اور سلام کر کے وہ کاغذ دیا بدرہ جادو کاغذ
پڑھنے لگی اُسمین لکھا تھا کہ یہ شخص بہت محتاج ہے رات سے آپکے انتظار مین یہان پڑا ہوا ہے جو کچھ ہوسکے
دیجیے کہ یہ اپنے گھر پہونچ جائے مگر آپ ذرا پہچان لیجیے گا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہے مجھکو عمرو عیار کا اسپر
شبہ ہوتا ہے اور اُس سے ہر طرح سے دریافت کیا یہ مطلق انکار کرتا ہے بدرہ جادو تو کاغذ پڑھنے مین مشغول
ہوئی یہان عمرو نے پیچھے دو قدم ہٹ کے خنجر کمر سے نکالا اور تول کر جلو بہ اس زور سے مارا کہ مع ہاتھ خنجر سینے
سے اُس پار ہوگیا بدرہ جادو چکر کھا کے گری مگر گرتے ہوئے اُسنے زبان سے کہا مگر ساتھ ہی اس صدا کے عمرو بھی
یونہین کھڑے کا کھڑا رہگیا حس و حرکت جاتی رہی دست و پا بے قابو ہوگئے پیرون نے بدرہ جادو کے باندھ لیا
اُدھر تو بدرہ جادو تڑپ رہی ہے اُدھر عمرو اپنے تئین چھڑاتا ہے اور پانون اُٹھاتا ہے مگر جنبش نہین کھاتا جب
پانون زمین سے نہ چھوٹے تو عمرو گھبرایا اور دل مین کہنے لگا ایسا نہو کہین وہ فقیر دیکھ لے تو اور غضب ہو
غرضکہ بعد دو گھڑی کے بدرہ جادو تڑپ کر فی النار و السقر ہوگئی اندھیرا چھا گیا ہوائے تند و تیز چلنے لگی صدائے
گیر و گیر آئی تلاطم عظیم برپا ہوا اُدھر عمرو کے پانون چھوٹ گئے قید سحر سے رہا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام من بدرہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی دھند وغیرہ موقوف
ہوئی اُجالا ہوا عمرو نے دیکھا نہ وہ کوہ ہے نہ وہ راہ مسدود ہے سامنے ایک صحرائے لق و دق مین ایک چھوٹا سا
مکان مثل کوٹھی کے بنا ہوا ہے اور لاش اُس ساحرہ کی خون مین غلطان پڑی ہے سامنے فقیر بیٹھا ہے عمرو فقیر کے
پاس آیا اور خنجر خون آلود تولکر پکارا منم سر برندہ جادوگران شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
نامدار یہ دیکھکر فقیر کانپنے لگا اور بندر کی طرح کھسین نکالدین پھر گڑگڑا کر کہنے لگا اے خواجہ سلامت مین جادوگر
نہین ہون عمرو نے کہا اچھا تو مال بتا وہ فقیر عمرو کو اُسی مکان مین لایا عمرو جو اندر مکان کے داخل ہوا دیکھا
کہ چند خواصین اُسمین بیٹھی ہین عمرو نے اُن خواصون سے کہا بتاؤ مال بدرہ جادو کا کہان ہے اُن سب نے کہا
اے خواجہ اُسکا جو کچھ مال و متاع تھا وہ سب کارخانہ سحر کا تھا جو وقت تمنے اُسکو قتل کیا وہ سب مال جلکر
خاک سیاہ ہوگیا ہان جو اصلی مال و اسباب اُسکا ہے وہ موجود ہے آئیے ہم آپکو سب دکھاتے ہین یہ کہکر وہ
خواصین عمرو کو ساتھ لیکر گوشے گوشے مین آئین اور سارے مکان کا جو کچھ اسباب و مال اصلی تھا وہ خواجہ
عمرو کو بتا دیا عمرو نے وہ سب مال اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اُن خواصون سے پوچھا کہ عمرو بن حمزہ کہان ہے
اُن خواصون نے کہا ہم سحر نہین جانتے ہین کیا معلوم کہان ہے اگر سحر جانتے ہوتے تو بتا دیتے اُنمین سے ایک
خواص ساحرہ تھی مگر قدرے جب یہ اُسنے دیکھا عمرو سے کہا کہ بیٹے تو عمرو بن حمزہ یہین تھے کل یہان سے لے جاکر
زندان سحر مین کسی اور مقام پر قید کیا ہے وہ مقام ہمکو نہین معلوم القصہ عمرو نے سر بدرہ جادو کا خنجر سے
کاٹ لیا اور دل مین کہا کہ چلئے سر بدرہ جادو کا چلکے امیر با توقیر کو دیجیے کہ اُنکو کسی قدر آرام آئے پھر آکر
عمرو بن حمزہ کی تلاش کیجیے یہ سوچ کر سر بدرہ جادو کا لیکر عمرو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور امیر با توقیر
کو لاکر سر بدرہ جادو کا دیا امیر بہت خوش ہوئے اور سر اُسکا ایک درخت بلند مین لٹکا دیا لیکن عمرو

نے جواب امیر کو دیکھا تو بصارت چشم امیر با توقیر کی بہت کم پائی حیران ہوکر لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد
کوئی آیا تھا اُن سبنے کہا ای خواجہ بعد آپ کے جانے کے ایک کحال آیا تھا اُسکے سرمہ لگانے سے یہ حالت امیر
کی ہوگئی کہ بصارت چشم بالکل کم ہی عمرو نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بختک نے اپنے بھانجے کو کحال بنا کے
بھیجا تھا اُسنے نیل کی سلائیان امیر کی آنکھون مین پھیر دین غرضکہ عمرو بخوبی دریافت کرکے لشکر نوشیروان
مین آیا اُن دنون مین لشکر نوشیروان کا قریب کشمیر کے تھا اُس روز بختک کا دل ایسا
گھبرایا کہین قرار نہ آیا کبھی خیمے کے اندر جاتا اور کبھی ٹہلتا ہوا باہر خیمے کے آتا ہی اُسی عالم پریشانی اور گھبراہٹ
مین دل کو یہ سوجھی کہ شب کو بیٹھکے پونے دو سو بت جواہر نگار نکالے اور سامنے رکھکے اُنسے کہنے لگا ای
لات اعلی اور منات معلے یہ آج کی رات کیسی وحشت زدہ ہی کہ دل سینے مین بیچین ہی ضرور کوئی آفت آنے والی
ہی تم مجھے بچالو یہ کہکر بختک اُٹھ کھڑا ہوا دل گھبرایا باہر خیمے کے پھر نکل آیا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا عمرو جو خیمے
مین آیا دیکھا بختک نہین ہی اور بت جواہر کے رکھے ہین عمرو نے فوراً بتون کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور باہر نکلے
بختک کو دیکھنے لگا بختک جو وہان سے بھاگا شتر خانے مین آیا اور بیچ مین اونٹون کے چھپ کر بیٹھا
شتربان نے جو دیکھا جانا کہ چور ہی لپک کے ایک سونٹا بختک کی کمر پر مارا اور کہا او بچا معلوم ہوا
کل میرا لوٹا جو چوری گیا ہی تو ہی چرا لیگیا تھا بختک ہائے کرکے لنگڑاتا ہوا بھاگا ایک اور شتربان نے راہ
مین غل مچایا کہ لینا پکڑنا چور بھاگا جاتا ہی غرضکہ دونون شتربان اُس کے تعاقب مین دوڑے مگر نہ پایا
بختک بھاگ کے ایک رنڈی کے مکان مین آیا اور جلدی سے نکال کے پانچ اشرفیان اُس کے آگے ڈالدین
اور کہا کہ آج کی رات مین تیرے یہان رہونگا اُس رنڈی نے کہا میان مین شب باشی دوسرے تماش بین کی
لے چکی ہون مین تمکو نہین رکھونگی تم جاؤ میرے گھر سے میرا آشنا آتا ہوگا بختک نے کہا اُس سے تو نے کیا
شب باشی لی ہی اُس رنڈی نے کہا وہ سات اشرفیان دے گیا ہی اور ایک اشرفی کھانے اور پان ڈلی
الائچیون کے واسطے دی ہی بختک نے جلدی سے پانچ اشرفیان اُسکے آگے رکھدین اور دو اشرفیان پان
ڈلی وغیرہ کیواسطے دین اور کہا اُسکو کل بلانا آج مجکو تو اپنے یہان رکھ لے غرضکہ لالچ بری بلا ہوتی ہی اُس
رنڈی نے وہ سب اشرفیان اُٹھا لین اور راضی ہوگئی بختک جھپٹ کر پلنگ پر لیٹ گیا اور اُس کسبی سے کہا
آؤ جی تم بھی لیٹو عمرو وہان ڈھونڈھتا ہوا اُس کسبی کے مکان پر پہونچا اور بآواز بلند پکارا کہ اسوقت چور بادشاہ
کی اشرفیان چرا کر بھاگا ہی جہان پتا لگیگا اور جسکے گھر مین نکلے گا وہ گرفتار ہوگا اور گھر ضبط کر لیا جائیگا یہ
صدا اُس کسبی نے جو سنی مارے ڈر کے کانپنے لگی پیشاب خطا ہوگیا بقول کسے چور کی داڑھی مین تنکا گھبرا کر
مکان سے باہر نکل آئی اور عمرو سے کہنے لگی ارے صاحب ایک تماش بین میرے یہان آیا ہی اُسنے بارہ
اشرفیان مع خوراک وغیرہ شب باشی کی مجکو دی ہین اور وہ اندر پلنگ پر لیٹا ہی تم آؤ دیکھو پہچان لو
یہ جو کلام اُس رنڈی کا سنا بختک دیوار پھاند کے بھاگ گیا عمرو نے جو اندر آکے دیکھا تو بختک
نہین ہی غرضکہ وہ اشرفیان تو کسبی سے عمرو نے لے لین اور پھر بختک کو ڈھونڈھتا ہوا چلا جاتے جاتے
عمرو کو ایک صحرا ملا وہان ایک قبرستان تھا بہت سی قبرین کچی پکی سالم ٹوٹی پھوٹی تھین عمرو دوڑتے
دوڑتے تھک گیا ایک قبر کے چبوترے پر بیٹھ گیا ناگاہ ایک قبر سے آواز آئی ای لات اعلی و منات معلے
اگر آج کی رات مجکو بچالو تو بڑا احسان کرو صبح کو مین تمہاری بڑی دھوم دھام سے دستر خوان کرونگا

جیسے یہ آواز عمرو نے سنی اُس قبر پر آکے ایک لات ماری قبر کی مٹی بختک کے اوپر گری بختک ہائے کرکے رہگیا عمرو نے کہا ای ملک جی جلدی تجکو لات و منات نے بُلایا ہی کہا ہر کہ میرے دامن مین آکر چھپ رہو کوئی نہ پولیگا بختک نے آواز عمرو کی پہچانی دل مین کہا کہ مرشد کامل آ گئے آج قضا کا سامنا ہی مجبور رہو کر بختک قبر سے باہر نکل آیا عمرو نے دیکھتے ہی بختک کو خنجر کمر سے نکالا اور کہا او ملعون تونے امیر حمزہ صاحبقران زمان کو اندھا کر دیا آج مین تجکو مار ڈالونگا ہرگز نہ چھوڑونگا یہ کہکر عمرو چاہتا ہی کہ جھپٹ کر خنجر مارے کہ پشت کی طرف سے آواز آئی خبردار ای عمرو ابھی اسکو نہ مارنا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا تو حضرت خواجہ خضر تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا یا حضرت اس کمبخت کور باطن نے امیر حمزہ صاحبقران کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھیر دادین امیر نابینا ہو گئے حضرت خضر نے کہا تو جا امیر اچھے ہو گئے اور بختک کی قضا نہین ہی خنجر مارنے سے کیا حاصل عمرو نے حضرت خضر کی قدمبوسی حاصل کرکے کہا یا حضرت کچھ مجکو دیتے جایئے حضرت نے فرمایا وہ فلان درخت کے نیچے طلائی خشتین رکھی ہین جتنی تو چاہے لے لے یہ کہکے حضرت تو غائب ہو گئے اور بختک بھی بھاگ گیا عمرو خوشی خوشی اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ سونے کی خشتین رکھی ہین عمرو ہنسکے پکارا واہ واہ حضرت نے خوب مجسے مزاح کی الغرض عمرو بن امیہ ضمری لشکر امیر مین آیا دیکھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کی آنکھین روشن ہین عمرو بہت خوش ہوا اور پوچھا ای حمزہ آپکی آنکھین کسطرح روشن ہوئین امیر نے فرمایا کہ آج شب کو عالم رویا مین ایک بزرگوار نہایت متبرک صورت تشریف لائے اور اپنا دست مبارک پھیرا گویا وہ ہاتھ دست شفا تھا پروردگار عالم کی قدرت کاملہ سے آنکھون مین اسقدر بصارت ہوئی کہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہین مجکو نہایت رنج و غم تھا ایک تو فرزند کی جدائی کا صدمہ دوسرے بصارت جانے کا الم مین نہایت مجبور و ناچار تھا ناظرین الاکین پر واضح ہو کہ جیسا عمرو بن حمزہ کا غم والم اٹھایا آنکھون کے بینا ہونے کی اُس سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بڑی دھوم سے جشن نوروزی کیا +

اب دو کلمے داستان شجاعت بیان کوچ کرنا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف کشمیر کے بتلاش نوشیروان بیان کیے جاتے ہین

دشت نوردان کاروان منازل صحرائے سبزہ زار و بادیہ پیمایان لشکرستان کوہستان بر رودت شعار اس داستان سحر بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران نے جانب کشمیر کوچ کیا اور دو منزلین سخت و نرم طی کرتے ہوئے قریب ملک کشمیر کے پہونچے لیکن نوشیروان قبل پہونچنے حمزہ صاحبقران کے داخل شہر کشمیر ہوا ہرکارون نے خضران شاہ کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان آیا ہی اور داخل شہر ہو چکا ہی خضران شاہ برائے استقبال مع سرداران نامی کے آیا اور بادشاہ نوشیروان کو استقبال کرکے بڑے جاہ و حشم سے لایا اور تخت پر بارگاہ مین بٹھایا بعد حاصل کرنے قدمبوسی کے استفسار کیفیت کیا اور امیر با توقیر کا حال پوچھا بختک نے تمام حال اول سے آخر تک سامنے خضران شاہ کے بیان کیا خضران شاہ نے مرزوق جادو کو اس مضمون کا نامہ لکھا ای مرزوق جادو تکو بعد از سلام شوق معلوم ہو کہ بادشاہ نوشیروان عادل امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے عاجز ہو کر اور شکست کھا کر بھاگتے بھاگتے یہان آیا لہذا تمکو لکھی ہوتا ہی کہ فورا دیکھتے ہی نامہ کے سامان جنگ مہیا کرکے جلد اپنے تئین پہونچاؤ کہ ایسا نہو تا تب مین امیر کشور گیر لشکر لیکر

آجائین۔ تحریر ہذا کو تاکید مزید جانو یہ نامہ لکھکر ملفوف کیا اور اُسی وقت عیار کے ہاتھ روانہ کیا اس اثنا
مین زردمین کامرانی اور بیژن کامرانی بھی آگئے اور ان دونون نے سلطان سربرہنہ اور تیش دیوانہ
اور پیر قرخاری کو نامہ لکھا کر فوراً دیکھتے ہی اس نامے کے جلد اپنے تئین پہونچاؤ ادھر ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آتے ہین نوشیروان کے یہ خبر سنتے ہی طائر
ہوش اُڑ گئے اور نہایت خوفناک ہوا کہا اب کیا ہوگا خضران شاہ نے کہا آپ کیون ڈرتے ہین آپ
کی دعوت کرلون تو پھر طبل جنگ بجواؤن پھر کہا مرزوق بھی آلے تو دعوت ہو جب کئی روز گذرے چار دن
بھائیون نے آپس مین شورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر امیر کا مقابلہ کرو اگر مرزوق جادو آجائیگا تو اُس سے بیان
کر دینگے چونکہ تمکو آنے مین عرصہ ہوا تمھاری مدد سے طبل جنگ بجوایا ہے الغرض یہ صلاح کرکے جب طبل جنگ بجوایا یہ
خبر ہرکارون نے امیر کو دی کہ لشکر نقار مین طبل جنگ بجا ہے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بھی اپنے لشکر
مین حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارۂ زرین بجے عمرو نقارخانے مین پہونچا اور حکم امیر کشورگیر کا
سُنایا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ کی بہادرون نے آلات حرب وضرب درست کیے صبح کو
دونون لشکر میدان رزمگاہ مین آئے میدان درست ہوا صف بندیان ہونے لگین بعد اُسکے نقیب بلند آواز
نکلے اور نہیب جوانمردی و بہادری کی دیکر ہٹ گئے اب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران منتظر کھڑے ہین کہ کوئی
پہلوان اُدھر سے نکلے یکایک دیکھا از پردہ بیابان گردے برخاست دونون لشکرون کے جوان اسطرف
دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ مرزوق جادو تخت پر سوار چالیس ہزار جادوگرون کا پرا پشت پر
بتجمل تمام رو مین چلا آتا ہے مرزوق جادو نے آکر بادشاہ نوشیروان کو مجرا کیا اور حال پوچھا بختک
نے کچھ مختصر حقیقت اُن جادوگرون کے قتل ہونے کی بیان کی یہ سنکر مرزوق جادو غضبناک ہوا
سمنکال جادو کو حکم دیا کہ تو جا کر امیر حمزہ کا مع لشکر جلد خاتمہ کر الغرض کہ سمنکال جادو حکم مرزوق
جادو پاتے ہی میدان رزمگاہ مین آیا اور امیر کشورگیر کو پکارا امیر کشورگیر اشقر دیوزاد کو چمکا کر نکلے
اور میدان مین آئے سمنکال جادو نے رائی اور مٹر اور سرسون کے دانے ہاتھ مین اُٹھائے اور اسم سحر
پڑھکر امیر باتوقیر پر وہ دانے مارے امیر باتوقیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ سب دانے امیر اور اشقر دیوزاد
پر سے چھر چھرا کے زمین پر گر پڑے امیر باتوقیر نے برابر سمنکال جادو کے آکر تیغ عقرب سلیمانی کھینچا اور
بڑھکر ایک ہاتھ مارا تیغ امیر کا مثل برق جہندہ کے سر پر سمنکال جادو کے چمکا کاٹتا ہوا زمین پر پہونچا
بجلی کی طرح تیغ تڑپ کر نکل گیا سمنکال جادو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا تاریکی
چھا گئی ہوائے تند چلنے لگی پھر شور وغل مچانے لگے بعد تھوڑے دیر کے آواز آئی کہ مرا نام من سمنکال
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تاریکی وغیرہ سب برطرف ہوئی
مرزوق جادو نے دلیمان جادو سے کہا کہ تو جا اور کوئی سحر زبردست کرکے امیر باتوقیر کو گرفتار کرے یا قتل کر
دلیمان کس کبر و نخوت سے تنہا ہوا چلا میدان مین بمقابلۂ امیر کشورگیر ٹھہرا اور ایک ناریل نکالکر اسم سحر
پڑھا اور بہت بیر خوانی اُسکے ساتھ کیے اور وہ ناریل امیر باتوقیر پر کھینچ مارا امیر باتوقیر نے پھر اسم اعظم کو
ورد کیا برکت اسم اعظم سے وہ ناریل نہ پھٹا اور خالی گیا امیر کشورگیر نے وہ ہی تیغ خون آلود جھپٹ کر
دلیمان جادو کو مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بختک نے دیکھ کر کہا اسی طرح سب جادوگرون کو امیر حمزہ

قتل کرینگے اور کسی کا سحر امیر پر اثر نہ کریگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پھر آ اپنے اپنے خیمون مین آئے
اور امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی مین بفتح و فیروزی شادان و فرحان داخل ہوے اودھر نوشیروان او خضران شاہ
مع مرزوق جادو وغیرہ بارگاہ مین آئے بختک نے مرزوق جادو سے کہا کہ امیر سے کبھی کوئی سر بر نہو گا
اور کسی جمع کا سحر امیر پر تاثیر نہ کریگا جبتک تم اسم اعظم امیر کا بند نہ کروگے اسوقت تک کچھ نہین ہوسکتا جتنے جادوگر
مقابلے کو نکلینگے سب امیر کے ہاتھ سے مارے جاے جاینگے الغرض مرزوق جادو اپنے خیمے مین آیا امیر کا اسم اعظم
بند کرنے کا سامان کیا کہ مرزبان جادو ساحر بھی ہی اور عیار بھی ہی اُسنے مرزوق جادو سے کہا اگر حکم ہو تو مین
امیر کو گرفتار کر لاؤن یہ سنکر مرزوق جادو نے کہا کہ اچھا جا اور امیر کو پکڑ لا مرزبان جادو شب کو لشکر امیر
مین آیا اور ایسا سحر کیا کہ تمام لشکر اسلام بیخبر سو گیا مرزبان جادو وہان سے بارگاہ سلیمانی مین آیا دیکھا امیر
آرام کر رہے ہین مرزبان جادو قریب امیر کے آیا اور چاہا کہ سحر کرکے بیہوش کرے فوراً امیر بیدار ہوگئے
اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور للکارے کہ تو کون ہی مرزبان بھاگا اور آکر مرزوق جادو سے کہا کہ امیر بڑے
زبردست ہین اسم اعظم کے آگے کوئی اسم سحر کارگر نہین ہوتا مرزوق جادو کے دو شاگرد ساحر زبردست
تھے ایک کا نام آتشکار جادو دوسرے کا نام افگار جادو تھا اُن دونون سے مرزوق جادو نے کہا کہ تم
دونون جاؤ اور سحر کرکے امیر کو گرفتار کر لاؤ وہ دونون بصورت طائر ہوکر بارگاہ سلیمانی پر آئے اور ایک
روزن تھا اُس روزن پر آکے بیٹھے افگار جادو نے جھک کر اُس روزن سے اندر بارگاہ کے جھانکا اسوقت
امیر باتوقیر بیدار تھے اُس طائر پر جو نگاہ امیر باتوقیر کی پڑی تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا حلق پر طائر کے
پڑا وہ تڑپ کر گرا امیر نے عمرو کو آواز دی وہ جھپٹ کر آیا اور سر اُسکا کاٹ لیا آتشکار جادو بھاگ کر
سامنے مرزوق جادو کے آیا اور حال بیان کیا مرزوق چپ ہوگیا دوسرے دن اُسنے اسم اعظم
بند کرنے کا سامان کیا چلے خون خوک سے نہایا اور چوکا بھی اُسی خون سے دیا اور آگ دہکا کر لوبان لونا
کافور گوگل جلا کر اور شراب و خون کا چھینٹا دے کر اسم سحر پڑھنے لگا یکایک وہ بچہ خوک سر برہنہ اُٹھ کھڑا
ہوا اور مرزوق کی طرف چلا کر اسنے پھر اگیاری تیز کرکے اسم سحر پڑھا اور حکم کیا کہ جا حمزہ کا اسم اعظم
لیکر اس شیشے مین اُتر جا وہ جانور اسمین اُتر گیا شیشہ اُٹھا کر طاق مین رکھدیا اور آپ بصورت طاؤس
بارگاہ سلیمانی پر آیا اور سحر زبردست کیا امیر باتوقیر اور تمام لشکر امیر غافل ہوگیا مرزوق جادو بصورت
طاؤس بارگاہ کے اندر آیا اور امیر کو بقچے مین دبوچ کے اُٹھائے لیے چلا گیا ایک راوی نے یہ بھی لکھا ہی
کہ اُس روز امیر کو غسل کی حاجت ہوئی تھی اُٹھکر نہائے غسل کیا پوشاک بدلنے کا ارادہ تھا کہ بیٹھے بیٹھے
غنودگی طاری ہوئی غافل ہوگئے مرزوق جادو امیر کو اُٹھا لایا اور فوراً آہنگرون کو بلوا کر غل و زنجیر
مین اسیر کیا اور زندانخانے مین بھجوایا جب صبح ہوئی دربار نوشیروان مین مرزوق جادو آیا
اور عرض کیا اے بادشاہ مین امیر کو پکڑ لایا بختک بولا کہان ہین اُسنے کہا زندانخانے مین ہین پھر
حکم کیا کہ امیر کو قید لاؤ داروغہ زندانخانہ امیر کو مسلسل بطوق و زنجیر دربار نوشیروان مین لایا امیر
نے آکر بطریق اسلام سلام کیا نوشیروان نے کہا کیون اس دن کی تمکو خبر نہ تھی اب تمھارے واسطے
کیا کیا جائے امیر نے کہا کہ تجھسے ہو سکے اُسمین کوتاہی نہ کرنا خداے بزرگ است مرزوق جادو نے
پھر امیر کو زندانخانے مین بھیجا اور نوشیروان سے کہا اب عمرو آپ کا بغیر امیر کے کیا کر سکتا ہی

نوشیروان نے کہا مین عمرو سے نہین ڈرتا ہون مرزوق جادو نے کہا کہ ابھی تو امیر کو مین اپنے یہان قید
رکھتا ہون جسوقت عمرو کو بھی گرفتار کرلونگا دونون کو آپ کے حوالے کردونگا یہ کہکر نوشیروان سے رخصت
ہوا اور سلام کرکے جانب کاشغر مع قید امیر وغیرہ روانہ ہوا اُدھر کا حال سُنیے کہ جب صبح ہوئی لشکر اسلام
مین ایک غل ہوا کہ امیر غائب ہوگئے شاید کوئی جادوگر امیر کو اٹھا لے گیا عمرو حیران پریشان ہوا
بہت تلاش کیا مگر پتہ نہ لگا آخرکار آدھی رات گئے نخجک کے مکان پر آیا وہ سو رہا تھا اُسکو ہوشیار
کیا نخجک نے عمرو کو دیکھکر صلواۃ پڑھی اور کہا حضور خیر تو ہے عمرو نے کہا حمزہ کا حال بیان کر نخجک
نے کہا ایک روز تو امیر یہان قید رہے آج مرزوق جادو طرف کاشغر کے لے گیا عمرو نے خنجر
کھینچا اور کہا ایک صندوق روپیے اشرفیون کا دے نخجک نے اُسی وقت ایک صندوق اشرفیون کے
توڑون سے بھرا ہوا عمرو کو دیا عمرو نے کہا کہ دو ہزار اشرفیان تجھے اور دونگا مگر اسوقت نہین جب میرا
جی چاہیگا نخجک نے اقرار کیا عمرو نے کہا ایک تمسک لکھدے اُسنے جان کے خوف سے تمسک بھی
لکھدیا عمرو وہ پرچہ تحریری اور وہ صندوق لیکر کاشغر کی طرف روانہ ہوئے جب قریب دروازہ قلعہ کے
پہونچے ارادہ کیا کہ اندر قلعہ کے جائین سر جو بلند کیا دیکھا ایک پنجرہ آہنی رکھا ہے اور اُسمین ایک گربہ سیاہ
بیٹھی ہے جب عمرو نے قدم دروازے مین رکھا گربہ سیاہ نے آواز دی عمرو آیا عمرو آیا لینا پکڑنا جانے نہ دینا
عمرو اُس بلی کو دیکھکر حیران ہوا اور باہر دروازے کے چلا آیا راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح عمرو صورتین
تبدیل کرکے ستر مرتبہ آیا جب اُس بلی نے غل مچایا عمرو بھاگا آخرکار عمرو دو تین جست کرکے پنجرے پر
بلی کے پہونچا اور فوراً پنجرا اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور شور و غل اُس بلی کا سُنا لوگ جب دوڑکر ادھر سے
آئے عمرو جست کرکے باہر دروازے کے آیا یہ خبر مرزوق جادو کو ہوئی کہ عمرو بھی آیا اور گربہ سیاہ کا
پنجرا اٹھا لیگیا مرزوق جادو کو فکر عظیم پیدا ہوئی اور شہر کو سحر سے بند کردیا اب عمرو بہت حیران ہوا
بہت سی فکرین کرکے آخرکار عمرو داخل ایوان شاہی ہوا جب مرزوق نے عمرو کو دیکھا ساحرون
کو حکم کیا کہ عمرو کو پکڑلو اُدھر ساحر چلے ادھر عمرو نے بھی خنجر کھینچا لڑائی ہونے لگی عمرو نے بہت سے
ساحرون کو قتل کیا آخرکار مرزوق نے سحر کرکے عمرو کو گرفتار کیا اور اسی وقت آہنگرون کو بُلا کر
مسلسل بطوق و زنجیر آہنی کردیا اور کہا کہ میدان خونی تیار ہو عمرو کو تو مین ابھی قتل کرتا ہون اور امیر کو
جب حکم نوشیروان کا آئے گا تو قتل کرونگا غرضکہ میدان خونی تیار ہوا اور مرزوق جادو آکر کھڑا ہوا
کہا لاؤ عمرو کو اُسوقت ساحر عمرو کو لائے اور نطع پر بٹھایا جلاد تیغہ خونی کھینچکر پہلو دبا کر کھڑا ہوا حکم کا منتظر
تھا اُدھر عمرو نے تڑپ کر بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات کی یکایک آسمان پر ایک تڑاقہ ہوا اور
برق چمکی دیکھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان پنجۂ سلیمانی لیکر تمام ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا مرزوق
جادو اُٹھکر بھاگا قریشیہ سلطان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تیغ کا مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہوکر گرا تمام
شہر کا ستھراؤ کردیا ایک ساحر زندہ نہ چھوڑا عمرو اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو چھڑایا اور
ایوان شاہی مین آئی جو کہ ساحر بھاگ گئے تھے دیوون نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سبکو نوش جان کیا
ملکہ قریشیہ سلطان نے امیر سے عرض کیا اب حضور اپنے لشکر مین تشریف لیچلین امیر نے فرمایا ابھی نہین
جاؤنگا اب تو اسم اعظم بھی کھل گیا عمرو نے ملکہ قریشیہ سلطان سے کہا اے ملکہ ایک گربہ سیاہ

پائی ہی دیکھو کیسی خوبصورت ہی یہ کہکر گربۂ سیاہ زنبیل سے نکالی اور ملکہ کے سامنے چھوڑ دی وہ گربۂ سیاہ بھاگی
عمرو نے دوڑ کر چاہا اُسے پکڑ لون وہ بلی ایک چاہ پر آئی عمرو نے دیکھا دختر حسینہ جمیلہ بیٹھی ہی معلوم ہوا کہ یہ
بھی جادوگرنی ہی عمرو اُس دختر کو دیکھتا ہوا بلی کی طرف چلا کہ اُس دختر نے آواز دی ای عمرو مین دختر
مرزوق جادو ہون مگر سحر نہین جانتی ہون مجکو تو خدمت امیر با توقیر مین لیچل عمرو نے پوچھا کہ یہ بلی کہان چلی گئی
اُس دختر نے کہا تخت کے نیچے بیٹھی ہی عمرو تخت کے پاس آیا بلی تخت کے نیچے سے نکلکر بھاگی ناگاہ ایک
دیو پیدا ہوا اور اُس بلی کو کھا گیا عمرو نے کہا ای دختر مرزوق جادو تو تو کہتی ہی مین سحر نہین جانتی ہون
مگر تو بڑی ساحرہ زبردست ہی تب تو اُس دختر نے کہا کہ مجکو سحر تین استادون سے ملا ہی اوّل تو مین دمامہ
کی شاگرد ہون دوسرے شمامہ نے مجکو کامل طور پر بتایا ہی اور تیسرے اپنی مان سے الگ سیکھا ہی اور نام میرا
محروق جادو ہی الغرض عمرو اُس دختر کو خدمت امیر با توقیر مین لایا اور کہا یا امیر یہ نازنین دختر مرزوق
جادو ہی اور نام اسکا محروق جادو ہی امیر نے فرمایا ای ملکہ محروق جادو اب تو مسلمان ہو جا وہ قدمون
پر امیر کے گر پڑی امیر نے اسکو مسلمان کیا پھر ملکہ قرنیشیہ سلطان رخصت ہوکر جانب پردہ قاف
روانہ ہوئی امیر کشورگیر نے طبل شادمانی بجوایا اور بڑا جشن عام فتح کا کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی اسکو
نہایت صدمہ ہوا اسوقت صابر نمد پوش نے عرض کیا ای بادشاہ ملک ترومین جفتی اپنے بھانجون کو
ہمراہ لیکر مع ستہ ہزار سوار کے آپ کی مدد کو آیا ہی اور بھانجے اسکے بڑے پہلوان زبردست ہین اور نام
انکا سلطان سر برہنہ و طلیشی دیوانہ ہی یہ سُنکر نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو سرداران نامی کو برائے
استقبال ان سب کے لیجا اور بڑے اہتمام سے اُن سب کو لے آ بختک نے سب سردارون کو ہمراہ لیکر
پہلوانون کا استقبال کیا اور بڑی شان و شوکت سے دربار مین لایا نوشیروان نے دنگلون پر بٹھایا اور
دو دو جام شراب کے پلائے جب وہ نشۂ شراب سے بدمست ہوئے نوشیروان سے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ
بجوائین نوشیروان نے طبل جنگ انکے نام پر بجوایا امیر با توقیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی نقارۂ ندی کا
حکم دیا ادھر بھی طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو میدان آراستہ ہوا
دونون لشکرون کی صفین جم گئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے سلطان سر برہنہ میدان کارزار مین آیا اور
امیر کا نام لیکر پکارا امیر بھی اشقر دیوزاد کو چمکا کر نکلے اور مقابلہ مین سلطان سر برہنہ کے آئے بعد نگاورزی
دو ہتھی نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزہ سلطان سر برہنہ کا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر
وار کیا امیر نے بازو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر اُٹھالیا اور
سر سے بلند کرکے چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے کیا
طلیشی دیوانہ نے جو دیکھا بہت برہم ہوا ادھر سے تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے فرمایا تھم تھم گھبرا نہین طلیشی
دیوانہ نے آتے ہی تلوار کا وار کیا امیر نے اُسکی بھی تلوار چھین لی اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا
اور چرخ دیکر زمین پر مارا حق گرد اُٹھا زمین تھرا گئی امیر نے چھاتی پر چڑھکر اُسکی بھی مشکین باندھ لین
ملک ترومین جفتی نے جو دیکھا کہ میرے دونون بھانجے گرفتار ہوگئے لشکر کو حکم کیا کہ حملہ کرو تمام
لشکر کفار تلوارین کھینچکر آ پڑا ادھر سے لشکر اسلام تلوارین پکڑ کے کفار پر گرا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی
ایک ایک پہاڑ کشتون کے پشتے لگا دیے دریائے خون یہان سے وہان تک جاری ہوا آخر کار لشکر کفار

سے شکست کھائی نوشیروان اور بختک مع ملک زوبین قطنی بھاگے مدائن کا راستہ لیا امیر کشورگیر نے قلعہ کشمیر
کو فتح کیا اور ایوان شاہی مین آکر بیٹھے دربار جمع ہوا امیر نے فرمایا لاؤ سلطان سربرہنہ اور کلیشی دیوانہ
کو عمرو نے دونون کو لاکر حاضر کیا امیر نے دونون کو کرسیان بیٹھنے کو دین اور فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ ان
دونون نے قبول کیا غرضکہ وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے ادھر نوشیروان جو بھاگا سیدھا مدائن کو چلا راہ مین
بختک نے صلاح دی کہ میری یہ راے ہے اگر بہتر جانیے تو ملک اصفہان کو چلیے کہ بادشاہ وہان کے
شہرون کے بڑے بہادر ہین کہ انکا مثل و نظیر آج نہین ہے نوشیروان بادشاہ راضی ہوا اور ایک نامہ
مندویل اصفہانی کو لکھا کہ مین امیر حمزہ صاحبقران سے سخت عاجز آیا ہون تمھارے ملک مین آتا ہون
اگر تمھاری خوشی ہو آؤن اور تم میری مدد کرو یہ نامہ ملفوف کرکے گرگس ساسانی کو دیا اور وہ بہت جلد ملک
اصفہان مین پہونچا اور بادشاہ اصفہان نے نامہ پڑھا اور اسیوقت جواب نامہ لکھا کہ اے بادشاہ
ہفت کشور نوشیروان عادل نامہ آپکا آیا نہایت مسرت حاصل ہوئی میری عین خوشی ہے کہ آپ
تشریف لائیے مین ضرور آپ کے واسطے امیر حمزہ سے لڑونگا جب جواب نامہ نوشیروان کو پہونچا اوسنے
نوشیروان نے کوچ کیا اور چند روز مین قریب اصفہان کے پہونچا شاہان متعلقہ اصفہان اپنے اپنے
قلعون سے باہر آئے اور استقبال نوشیروان کا کیا اور بڑے جاہ و حشم سے بارگاہ مین لائے اور دعوت
ضیافت نوشیروان کی کی محفل عیش برپا کی نوشیروان بیٹھا ہوا دعوت کا کھانا کھا رہا تھا کہ ایکبار آہ
جگرخراش کھینچی مندویل نے کہا اے بادشاہ نوشیروان خیر تو ہے یہ آہ کیون کھینچی نوشیروان نے کہا اے
مندویل اصفہانی کوئی بہادر ایسا پیدا نہوا کہ امیر حمزہ کو زیر کرتا اسنے کہا خیر کیا ہوا اب دیکھیے کہ
آپ کیا ہوتا ہے غرضکہ نوشیروان ملک اصفہان مین رہنے لگا ادھر عمرو نے امیر باتوقیر کی طرف سے
معدیکرب کو حکم دیا کہ پیش خیمہ طرف اصفہان روانہ کیا جائے اسیوقت معدیکرب پیش خیمہ امیر باتوقیر
مع لشکر لیکر اصفہان کو روانہ ہوا عمرو نے امیر سے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ مجھکو بھی رخصت کرین کہ مین
آپ سے پیشتر اصفہان مین پہونچون کہ لشکر اصفہانیون کا دیکھون کیا آراستگی اور سامان ہے دوسرے
یہ کہ مین نے سنا ہے ایک عیار اصفہان مین ہے اسکو گلباد عراقی کہتے ہین اسکے چار ہزار شاگرد ہین مین چاہتا
ہون اسکے پاس پہونچون اور سب عیارون کا امتحان کرکے زیر کرون امیر باتوقیر یہ سنکر مسکرانے لگے اور
عمرو کو رخصت کیا خواجہ عمرو بعد طی مراحل او قطع منازل کے بہ آسایش اصفہان مین آئے وہان لشکر شنشاہ
عراقی قریب آتشکاہ کے اترا ہوا تھا عمرو دربارگاہ پر آیا دیکھا بارگاہ نہایت نفیس و آراستہ ہے اور نوشیروان
تخت سلطنت پر بیٹھا ہے بختک مسند وزارت پر قائم ہے عمرو نے دل مین کہا کہ اندر بارگاہ کے چلنا چاہیے
یہ سوچ کر عمرو اندر بارگاہ کے آیا اور ادھر ادھر خوب سیر کی جب باہر بارگاہ کے آنے لگا دیکھا کہ لوگ شانون پر
بورے لیے جاتے ہین عمرو نے ایک باربردار سے کہا اے برادر ان بورون مین کیا ہے اسنے کہا کہ پسر بختک
کا بختیارک سیر کرنے گیا ہے اور کھانا بہت سا کھانے والا ہے ان بورون مین نمک ہے مین لیے جاتا ہون
عمرو نے کہا اے برادر مجھکو دو مین پہونچا دونگا تم تھک گئے ہوگے اسواسطے کہ اگر محنت ایسی کرونگا تو
تمھارے بار و محنت مین بھی کھانا کھاؤنگا اسنے وہ بار نمک کا عمرو کو دیدیا عمرو نے دارو بیہوشی
بہت سی اس نمک مین ملا دی اور اسکے ساتھ باتین کرتا ہوا چلا جب سیرگاہ پر پہونچا دیکھا عمرو نے

کہ بختیارک کے ساتھ مجمع احباب و ملازمان بے انتہا ہی اور صحبت دوستان مین بیٹھا شراب خواری کر رہا ہی عمرو نے وہ نمک لیجا کر باورچیون کو دیدیا باورچیون نے وہ سب نمک کھانون مین چھوڑ دیا جب کھانا تیار ہوا دسترخوان بچھا بختیارک وغیرہ یہان سب کھانے بیٹھے اور ملازمون کو بھی تقسیم ہو گیا سب کے سب وہ کھانا کھاتے ہی بیہوش ہوے عمرو نے بختیارک کو برہنہ کیا اور پوشاک اُسکی آپ پہنی اور خود بختیارک کی صورت بنا اور بختیارک کو ایک ڈھابلی مین کبوترون کی گٹھری باندھکو بند کر کے قید کر دیا پھر جمیع احباب اور ملازمون کو ہوش مین لاکر کہا اب چلو یہان اب لطف شراب و کباب کچھ نہین بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا ہوا بارگاہ مین نوشیروان کی آیا بختک نے کہا ای فرزند تو کہان گیا تھا بختیارک نے عرض کیا ای بابا جان سیر کرنے گیا تھا لیکن اس روز شہنشاہ عراقی نے صحبت جشن آراستہ کی تھی مگر بادشاہ نوشیروان ایسا مکدر خاطر تھا کہ مطلق کسی سے ہمکلام نہوتا تھا مہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ ہفت کشور آج آپ کا مزاج کیسا ہی کہ آپ نہایت اسوقت پریشان اور مکدر ہین نوشیروان نے کہا ای مہلیل جنگ عراقی امیر حمزہ سے مین نہایت عاجز و مجبور ہوا ہون مہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ مین نے سنا کہ حمزہ رعیت زادہ ہی نوشیروان نے کہا سب غلط اور جھوٹ ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ایک نوکر بارہ ہزار ملک ہندوستان کا بادشاہ ہی دوسرے شاہزادہ چین یعنے خاقان چین اور بیٹا اسکا بہرام گرد یہ سب اُسکے نوکر ہین یکایک بختک آیا اور اُسنے کہا ایک عیار امیر با توقیر کا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامے ہی اُسکا علاج کسی طرح نہین ہو سکتا ہی مہلیل نے کہا ای ملک جی اُسکی کیا اصل اور حقیقت ہی تمنے ہمارے عیار گلباد عراقی کو نہین دیکھا بختک نے کہا کیا وہ بھی اسی طرح کا عیار طرار ہی مہلیل نے کہا اُس سے بھی زیادہ ہی بختک نے کہا عمرو بلاے بے درمان اور آفت جان ہی اٹھارہ برس سے بادشاہ ہفت کشور نوشیروان کو پریشان کر رکھا ہی یہ سُنکے مہلیل جنگ عراقی نے اُسی وقت گلباد عراقی کو طلب کیا گلباد آیا پہلے سجدہ کیا اور پاے بادشاہ نوشیروان پر بوسہ دیا مہلیل نے کہا ای بختک دیکھو اُسکا کیا طور ہی بختک نے کہا ای مہلیل جنگ عراقی آپ سچ کہتے ہین بہت خوب عیار ہی لیکن عمرو کو بھی اس سے کم نہ سمجھیے گا گلباد نے کہا ای ملک جی مجکو آپ کس سے مشابہت دیتے ہین مہلیل نے کہا ای گلباد بختک کہتا ہی عمرو بہت بڑا عیار طرار بلاے بے درمان ہی مین کہتا ہون گلباد اُس سے کہین بڑھا ہوا ہی گلباد نے کہا ہر طرح مجکو اطاعت و فرمانبرداری نوشیروان سے کام ہی مین جان اپنی لڑا دونگا بختک نے کہا ای مہلیل و گلباد کیا تعجب ہی کہ اسوقت عمرو اِس دربار مین موجود ہو مہلیل نے کہا بختک تو تو احمق ہو گیا ہی اگر عمرو اس دربار مین ہی تو بتا کون سا عمرو ہی معلوم ہوتا ہی تو کور دل ہی بختک نے کہا عمرو بصورت اصلی نہوگا کسی اور بھیس مین ہوگا کسواسطے کہ اُسکو اختیار ہی وہ چاہے تو دن بھر مین بہتر صورتین بدلے اگر اس جگہ اسوقت ہی تو یا تو رکابدار یا اور کوئی شکل بنا ہوا ہی مہلیل باواز بلند پکارا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اگر اسوقت تم اِس دربار مین حاضر ہو تو صورت اصلی اپنی ہمکو دکھا دو کہ ہمارے تمھارے کوئی رنج و ملال نہین ہی اگر ہی تو نوشیروان سے ہی اسکا دین تمھارے دین کے خلاف ہی اور ہمارا ایک طریقہ ہی جو دین و آئین تمھارا ہی وہی ہمارا بھی ہی مہلیل جنگ عراقی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا ہوا بختک نے کہا ای فرزند کہان چلے عمرو آگے مہلیل کے آیا اور صورت اصلی اپنی دکھائی اور بختک سے عذر و معذرت کرنے لگا بختک نے کہا ای عمرو بیٹا میرا بختیارک کہان ہی تو نے اُسکو کیا کیا عمرو نے کہا ملک جی ڈرو نہین

بیٹا تمھارا بختیارک سیرگاہ مین جو ڈھالی کبوترون کی بنی ہوئی ہو اُسمین بند ہو مہلیل نے کہا ای خواجہ تم آگے
امیر حمزہ سے کیون آئے ہو اسکا کیا منشا تھا عمرو نے کہا مین نے مہتر گلباد کی بڑی تعریف سنی تھی کہ وہ عیار
بے بدل ہو اس سبب سے مین پہلے امیر با توقیر سے آیا کہ اُس سے ملاقات کرون اور دیکھون اور اُسکو عیاری کرکے
حلقۂ اطاعت مین لون گلباد آگے بڑھا اور کہا ای عمرو تو مجکو اپنے حلقۂ اطاعت مین کھینچیگا عمرو نے کہا ہان
ضرور ایسا کرونگا اسیواسطے مین پیشتر امیر با توقیر سے آیا ہون مہتر گلباد عراقی نے کہا تو فقط اتنا ہی کر کہ اب تو شہر
سے باہر چلا جا اگر پھر تو شہر مین کسی صورت سے آئیگا تو مین تیرا غلام حلقہ بگوش ہو جاؤنگا
عمرو نے کہا بہتر یہ کہکر اُٹھا اور بختیارک کی منڈیل اور قلم دوات بختک کو دیدی اور مثل برق تڑپ کر باہر آیا
اور اپنے تئین شہر سے باہر کیا یہان گلباد نے آٹھو دروازے شہر کے بند کردیے اور قفل زبردست ان دروازون مین
ڈال دیا اور ایک دروازہ کھلا رکھا اور آپ اُس دروازے پر بہت ہوشیاری سے بیٹھا اور گرد شہر کے خندق عمیق
کھدوا کر پانی بھروا دیا اور چار ہزار عیار چارون طرف آٹھون دروازون کے برجون پر مقرر کیے عمرو
پانچ روز تک شہر مین پھیرا راہ نپائی اتفاق روزگار ایک قافلہ آیا اور اُس قافلے مین خواجۂ داراب قافلہ باشی
تھا اور وہ گلباد کا بھی شریک تھا عمرو صورت بدل کر اُس قافلے مین آیا اور سیر کرنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری
بھی وہان آگیا عمرو نے جو سرہنگ مصری کو دیکھا اپنے پاس بلایا کہ اسوقت تم خوب آگئے غرضکہ عمرو نو
غلام کی صورت بنا اور سرہنگ مصری کو خواجہ سوداگر کی شکل بنایا اور چلا خواجۂ داراب کے خیمہ پر آیا خواجۂ
داراب نے سرہنگ مصری کی تعظیم کی سرہنگ مصری نے کہا ای خواجۂ داراب مین بھی سوداگر ہون اور
میرا اسباب خدا پرستون نے چھین لیا فقط ایک یہ غلام میرے پاس رہگیا ہو مگر یہ بڑا صاحب کمال ہو اشعار اساتذہ
اسکو خوب یاد ہین اور گاتا بھی خوب ہو اور ساز بھی عمدہ بجاتا ہو اور بہادر بھی ہو اگر تمھارا جی چاہے تو تم لے لو
خواجۂ داراب نے کہا وہ غلام کہان ہو سرہنگ مصری نے آواز دی ای مقبول اِدھر آ عمرو جھپٹ کر خواجۂ
داراب کے پاس آیا داراب نے دیکھا بہت خوش ہوا اور کہا کچھ پڑھ عمرو نے ایک شعر عاشقانہ دلچسپ پڑھا
داراب پھڑک گیا ایسا خوش ہوا عجب نہ تھا کہ عمرو کو گلے سے لگالے سرہنگ مصری نے کہا یہ چنگ بھی
بہت خوب بجاتا ہو اور طنبورے بانسری وغیرہ کا تو اُستاد کامل ہو غرضکہ داراب نے جو قیمت اُس غلام کی
کہی سرہنگ مصری نے وہ دیدی اور غلام نقلی کو داراب نے مول لے لیا سرہنگ مصری قیمت لیکر
چلا گیا داراب نے اپنے ملازمون کو حکم کیا کہ اسباب بار کرو اب شہر مین چلکر مقیم ہونگے بموجب حکم داراب
اسباب بار ہوا اور قافلہ سوداگر کا شہر کو روانہ ہوا ادھر گلباد کو خبر ہوئی کہ سرہنگ مصری شہر مین آیا ہو گلباد
نے کہا اچھا آیا ہو گا پھر گلباد کو خبر ہوئی کہ داراب سوداگر بھی مع قافلہ و اسباب وغیرہ کے آتا ہو گلباد
نے کہا آنے دو دوسرے دن گلباد مع چند عیارون کے ٹہلتا ہوا سیر کنان داراب کے پاس پہونچا داراب
نے تعظیم کی پاس بٹھایا کہا آج کل تمھارے شہر مین گلی گلی شور و غل کیسا ہو اور شہر تمھارا کچھ پر آشوب رہا
ہو گلباد نے عمرو کی ساری حقیقت بیان کی اور کہا کہ اکثر تم آئے ہو یہ غلام تمھارے پاس نہ تھا اب یہ غلام
کہان سے لائے ہو مگر وہ غلام نقلی آگے اُٹھ کے سو رہا تھا پھر گلباد نے کہا ای داراب اِس غلام کو تم کہان
سے لائے ہو داراب نے کہا ای گلباد مین پردۂ ظلمات کی طرف گیا تھا وہان سے خرید کر لایا ہون
گلباد نے کہا کتنی قیمت کو خریدا ہی داراب نے کہا دس ہزار روپیے کو مول لیا ہو اور اس غلام مین بہت

صفتین ہین بیان کرنا اُنکا فضول ہی آپ خود ملاحظہ کریجیے گا ادنی سی صفت یہ ہی کہ ایسا خوب گاتا بجاتا ہی
کہ مین جانتا ہون کہ شاید پردۂ دنیا پر کوئی اور دوسرا ایسا گاتا بجاتا ہو گلباد نے ہزار روپے اور منافع دیکر گیارہ ہزار
روپے کو وہ غلام نقلی مول لیا داراب نے کہا یہ غلام تو نے کسواسطے خریدا گلباد نے کہا مین نے اپنے واسطے
مول لیا داراب نے کہا سچ کہتا ہی یا جھوٹھ کہتا ہی کسواسطے کہ مین اسکو چاہتا ہون اگر تیرے پاس رہیگا تو مین
جب چاہونگا دیکھ لونگا اور اگر یہ بادشاہ کے پاس جائے تو پھر آنا اسکا گھڑی گھڑی مشکل ہی گلباد نے کہا ای
داراب پھر تیرے پاس نہ آئیگا داراب نے کہا وہ تیرے پاس رہنے کو راضی نہین ہی تب تو گلباد نے عمرو سے
کہا ای غلام میرے پاس آ مین تجکو اپنے گھر لیچلونگا عمرو رونے لگا کہا مین اپنے آقا کو بہت چاہتا ہون مین کبھی اسنے
جدا نہونگا گلباد نے کہا جسطرح میرا آقا مجکو رکھتا تھا اُسی طرح مین بھی تجکو رکھونگا داراب نے بھی کہا تو جا کبھی کبھی
جب تجکو مہلت کاروبار سے اپنے آقا کے ہوگی تو چلا آیا کرنا گلباد نے بہرام سے کہا ای بہرام اس مقبول غلام کو
میرے گھر پہونچا دے بہرام عمرو کو ہمراہ لیے ہوئے گلباد کے گھر مین لایا گلباد کی زوجہ کو عمرو نے سلام
کیا اور نام زوجۂ گلباد کا خوبک تھا آتے ہی عمرو نے جوتیان زوجۂ گلباد کی سیدھی کرکے جھاڑکے
قاعدے سے رکھدین اور تسلا اور لوٹا پانی بھر کر اور ڈبیا منجن کی اور جیبی لا کر سامنے خوبک کے یہ اسباب
واسطے منھ دھونے کے رکھا اور رومال لیکر کھڑا ہوا اور کچھ مزے کے شعر عاشقانہ و اشتیاقانہ آہستہ آہستہ
پڑھنے لگا زوجۂ گلباد منھ دھویا کی اور اشعار سنا کی مگر وہ غلام نقلی یعنے عمرو زوجۂ گلباد کو بہت پسند
آیا دل مین کہا اب اس غلام مقبول کو اپنے پاس رکھونگی مین تو گلباد کو نہ دونگی چاہے خوش ہو چاہے ناخوش
یہ ذکر تھا کہ گلباد برج قلعے کا عیارون کو سپرد کرکے گھر مین آیا اُدھر اُس روز عمرو سے گلباد شرط تو کر چکا تھا
کہ اگر ایک مرتبہ بھی تو شہر مین چلا آئیگا تو تمام عالم سے تو عیاری مین بہتر ہی مین شرط ہارا اور تو جیتا
غرضکہ گلباد جب اپنے گھر مین آیا زوجہ نے اُسکی کہا ای گلباد اس غلام کو مین اپنے پاس رکھونگی
اور تجکو نہین دونگی پھر تمام اسکی خدمتگزاری اور اشعار خوانی گلباد سے بیان کی گلباد نے کہا اچھا
تمھین اپنے پاس رکھو کیا مضائقہ ہی یہ کہکر گلباد چلا گیا اور تین روز برابر گھر مین نہ آئے سو یا عمرو وہی
اپنی خوش طبعی کیا کرتے اور اشعار پڑھتے ہین زوجہ گلباد بہت خوش ہی جب رات کا وقت ہوتا ہی
جہان جوتیان سبکی رکھی رہتی ہین وہان دو پہر رات گئے پڑ کر سو رہتا ہی چوتھے دن گلباد گھر مین آیا اور رات
کو پہلوے زوجہ مین سویا عمرو بھی اسی جگہ سو رہا جہان روز سوتا تھا بعد دو پہر رات کے اُٹھا دیکھا کہ
دونون بیخبر سو رہے ہین اپنے بیہوشی سنگھا کر دونون کو بیہوش کیا اور خوبک کے سر کے بالون سے داڑھی
گلباد کی بیچلے مضبوط باندھ دی پھر کچھ سوچ کے گلباد کی داڑھی اور زوجۂ گلباد کے سر کے بال بالکل تراش لیے
دونون کو صفا چٹ میدان کردیا اور دونون کو برہنہ کیا گلباد کو تو خوبک یعنی عورت کی شکل بنایا اور
خوبک کو گلباد یعنی مرد کی صورت کردیا اور سب پوشاک و لباس اور سرمہ کاجل وغیرہ سے آراستہ کرکے چھوڑ دیا اور
آپ تمام مال اور اسباب گھر کا لیکر راہی ہوا جب صبح ہوئی کنیزین اُٹھین دیکھا دونون جورو خاوند پڑے لیٹے
ہوئے سو رہے ہین مگر زوجہ گلباد نے ہمیشہ سے یہ مقرر کردیا تھا کہ ایک کنیز قبل طلوع آفتاب آتی تھی اور مہندی
وسمے وغیرہ سے دونون کو آرایش کرتی تھی بعد اسکے دونون کو جگاتی تھی چنانچہ وہ کنیز حسب معمول اُس روز بھی
آئی اور گلباد کو آراستگی زن سے درست کرنے لگی کیونکہ عمرو نے گلباد کو تو بصورت زن بنا دیا تھا اور زوجہ

گلباد کو بطریق مردانہ کے اُس کنیز نے آراستہ کرکے کہا اُٹھیے ہوشیار رہو جیسے صبح ہوا اور جو کچھ آرائش باقی ہو وہ
بھی کرون گلباد بیدار ہوا کنیز کو جھڑکا کہا قطامہ بلوائی ہوئی ہو عورتون کی آرائش سے مجکو مزین کرتی ہو کنیز
ذرا کر الگ ہٹ گئی یکایک زن گلباد بھی اُٹھی دیکھا دوسری عورت آراستہ و پیراستہ کی ہوئی بغل مین
بیٹھی ہو پہلے دل مین اپنے کہا شاید گلباد نے رات کو دوسری عورت اور بلوائی ہو ایک دوہتڑ مار کہا او
قطامہ تو میرے شوہر کو خراب کرنے آئی ہو گلباد گھبرا کے اُٹھ بیٹھا کہا ای بی بی ہائین یہ کیا کرتی ہو مین عورت
نہین ہون گلباد ہون ذرا آئینہ مین اپنی صورت تو دیکھو تم کون ہو خوبانے آئینہ جو منگا کر دیکھا کہا واہ وا
این گل دیگر شگفت تم مین ہون اور مین تم ہو رات کو یہ کیا کرشمہ ہوا زن گلباد سر پر ہاتھ پھیر کر جو دیکھتی ہو تو ایک
بال برائے نام بھی نہین ہو سارا سر گھٹا ہوا ہو گلباد جو اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہو تو نہ داڑھی ہو نہ مونچھ سر منڈا
جھلا ہوا کسیر و ہو نہایت شرمندہ اور خفیف ہوا گلباد نے کہا یہ کام سوائے عمرو عیار کے اور کسی کا نہین ہو کنیزون
سے کہا بلاؤ مقبول غلام کو کنیزون نے آکر کہا نہ تو مقبول غلام کا کہین پتا ہو نہ گھر بھر مین کوئی اسباب باقی ہو
کوئی چرا لیگیا بالکل گھر کا صفایا کر گیا لیکن جب عمرو یہ سب کرشمہ کرکے جانے لگا تھا تو ایک پرچہ کاغذ لکھکر ڈال گیا
تھا ایک کنیز نے وہ کاغذ اُٹھا کر گلباد کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار
مین نے تجھپر اور تیری جورو پر رحم کھایا قتل نہین کیا کسواسطے کہ تو میرے قبضہ مین تو آچکا تھا مگر تیرے خون سے
درگذرا بس فقط حلقۂ عیاری مین اپنے تجکو کھینچ لیا کہ وہ جو دعوی عیاری تیرا تھا اُسکو مٹا دیا گلباد نے وہ کاغذ
پڑھکر پھاڑ ڈالا اور بہرام سے کہلا بھیجا تو عمرو کو شہر مین دریافت کرکہ کہان ہو اور جو کوئی تجکو پوچھے کہدینا کہ
گلباد بیمار ہو وہ شخص بہرام عیار کے پاس گیا اور حال گلباد کا بیان کیا اور پیام گلباد کا بہرام سے کہا اتفاقاً
اُسیوقت مہلیل و نجنگ و ہرمز بھی بہرام عیار کے یہان آئے اور کہا کل سے گلباد نہین آیا کیا حال ہو بہرام نے کہا
گلباد بیمار ہو گیا نجنگ نے مہلیل و ہرمز سے کہا آؤ چلو گلباد کو دیکھ آئین ایسے کامل کی عیادت کرنا فرض ہو
اُن دونون نے کہا چلو جب گلباد کے گھر آئے گلباد کو خبر ہوئی کہ نجنگ اور ہرمز و مہلیل جنگ عراقی تمہاری
بیماری کا حال سنکر دیکھنے آئے ہین گلباد مجبور ہوا آخرکار گھر مین اُن تینون کو بلا لیا مہلیل و ہرمز نے دیکھتے ہی
گلباد کو کہا ہائین ارے یہ کیا ہوا نجنگ ہنسا اور صلوۃ پڑھی گلباد نے کہا خواجہ عمرو نے یہ حال میرا اور میری جورو
کا کیا اور سارا گھر لوٹ کر لیگیا خیر بعد چند روز کے اسکا عوض عمرو سے لونگا اب تم لوگ ہمارے یہان رہو جبتک
کچھ کچھ ریش کے بال نکلین یہ سنکے نجنگ وغیرہ گلباد کے گھر مین مہمان ہوے اور کھانے عمدہ عمدہ اور شراب
وکباب سے دعوت و ضیافت انکی کی بعد چندے کے ایک روز گلباد عمرو کی تلاش مین اپنے گھر سے نکلا
اور کوتوالی چبوترے پر آکر بیٹھ گیا دیکھا کہ ایک قلندر جاتا ہو گلباد نے پہچانا اور پکارا اے قلندر کھڑا رہ تجھسے
ایک کام ہو یہ کہکر چبوترے پر سے ایک جست کی عمرو نے جو دیکھا گلباد آتا ہو خنجر کھینچکر جھپٹا اور گلباد کو
ایک ہاتھ مارا گلباد نے خنجر روک کے اپنے سب عیارون کو پکارا کہ جلد دوڑ کے آؤ عمرو کو گھیر کر پکڑ لو
عیاران گلباد یہ شور کرتے ہوے دوڑے کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا عمرو جست کرکے ایک کوٹھے پر گیا گلباد
عراقی بھی پیچھے خواجہ عمرو کے جست کرکے بالاے بام آیا اور شاگردون کو آواز دی کہ جلد آؤ یہ ساربان زادہ جانے
نہ پائے عمرو یہ سنکر پھر بھاگا اور جست کرکے دوسرے کوٹھے پر گیا گلباد بھی جست کرکے پہونچا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ
گلباد مع شاگردون کے تعاقب کیے ہوے چلا آتا ہو اسوقت خواجہ عمرو نے منڈھی حضرت دانیال علیہ السلام کی زنبیل سے

نکال کے کھڑی کی اور ایک پلنگڑی اُس مین بچھا کر آرام کرنے لگے گلباد نے جب یہ دیکھا تو فوراً شاگردون کو حکم دیا
کہ اب اسے چارون طرف سے گھیر لو اور تیر اور پتھر مارو کہ اب یہ تھک گیا ہی بس ان سب نے ایسا ہی کیا مگر کسی
حربے نے اثر نہ کیا یہ حیران تھا کہ کیا کرون اور قریب جانے سے ڈرتا بھی تھا کہ عیار کامل ہی ایسا نہو کہ دام مکر مین پھنسا
پس عمرو نے زنبیل سے ایک پتلا اپنی ہمشکل نکالا اور گلیم اوڑھ کر اُس پتلے کو ایک طرف پھینکا سبکو معلوم ہوا کہ عمرو نے
جست کی سب عیار مع گلباد اُس طرف دوڑے عمرو جست کرکے اور ایک کوٹھے پر آیا اور آواز گریہ سنی حیران ہوا کہ
کون یہان روتا ہی دریافت کرنیکو نیچے اُترا معلوم ہوا کہ سمینہ بانو انکی ہمشیر کا گھر ہی وہ عمرو کو دیکھتے ہی لپٹ گئی اور کہنے لگی
کہ بھیا تمھارے بہنوئی کو مین نے تمھارے پاس بھیجا تھا اور کہدیا تھا کہ جسطرح ممکن ہو بھائی صاحب کو یہان لے آؤ
صد شکر کہ وہ کسی نہ کسی بہانے سے تمھارے پاس پہونچے اور تمکو لائے مین نے جب تمھارے یہان آنیکی خبر سنی تھی مین روتی
تھی آخر تمھارے بہنوئی کو تمھاری تلاش مین بھیجا مین شکر کرتی ہون کہ پروردگار عالم نے صحیح وسالم تمکو مجھے ملایا اب تم یہان
چین سے رہو عمرو نے کہا ای بہن سمینہ کسوقت مین تجسے ملاقات ہوئی ہی کہ مین نہایت حیران و پریشان اور مفلس ہو رہا ہون
بچے بالے بھانجی بھانجے کیا کہینگے کہ ماموں جان ہمارے گھر مین خالی ہاتھ آئے مگر انشاء اللہ تعالے پروردگار عالم کارساز
مطلق ہی کوئی نہ کوئی سامان مہیا کر دیگا سمینہ بانو نے کہا بھیا تم اسکا خیال نہ کرو یہ بھی تمھارا گھر ہی جب تمھارے پاس ہوگا
تم انکو دیدینا پھر سمینہ بانو نے کنیزون سے کہا کہ جلد گرم پانی لاؤ میرے بیرن کے ہاتھ پانوں منھ دھلاؤ پنکھا جھلو پانون
دباؤ خدا جانے کہان کے تھکے ماندے مسافت اُٹھائے ہوئے آئے ہین عمرو نے کہا ابھی گلباد سے مقابلہ تھا چار ہزار
عیارون مین گھرا ہوا تھا مگر خدا نے مدد کی اُنکے دام مکر سے نکالا اور یہان تک مجھکو پہونچایا سمینہ نے کہا الحمد للہ خدا نے
میری دعا قبول کی غرضکہ سمینہ خاطر و مدارات مین عمرو کی مصروف ہوئی طعامہاے لذیذ تیار کیے ناگاہ ایک لڑکا
سامنے آیا عمرو نے سمینہ سے پوچھا یہ کون ہی سمینہ بانو نے کہا ای بھیا یہ تمھارا بھانجا ابوالفتح ہی عمرو اُسکو دیکھ کے بہت
خوش ہوئے اور ہاتھ پھیلائے سمینہ نے ابوالفتح سے کہا بیٹا آگے بڑھ کے ماموں جان کو سلام کرو ابوالفتح اصفہانی ہاتھ
پھیلا کر دوڑ چلے ابوالفتح اصفہانی نے سلام کیا پھر مصافحہ خواجہ عمرو سے کیا عمرو کے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی ابوالفتح
نے مصافحہ کرنے مین ہاتھ سے اُتار لی اور عمرو کو بسبب خوشی کے معلوم نہوا ابوالفتح مصافحہ کرکے عمرو کی گود مین
بیٹھ گیا عمرو نے بھانجے کو گلے سے لگایا اور پیار کیا کہ اتنے مین کنیزون نے لا کر دسترخوان بچھایا کھانا طرح طرح کا چنا
عمرو اور ابوالفتح وغیرہ نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب سرد خوشگوار پیا شکر خدا کیا جب عمرو وغیرہ کھانا کھا چکے
کنیزین ہاتھ دھلانے لگین عمرو کی نگاہ اُنگلی پر پڑی دیکھا انگوٹھی مہر کی ہاتھ مین نہین ہی متعجب ہو کر فکر مین بیٹھا
سمینہ بانو نے کہا ای بھائی تم اسوقت کیون زیادہ فکرمند ہو کچھ سبب تو بتاؤ عمرو نے کہا مجکو بڑا تعجب ہی کہ جب مین
یہان آیا تھا اُس وقت تک میرے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی اور اسوقت میرے ہاتھ مین نہین ہی اتنی دیر مین کیونکر
غائب ہو گئی ابوالفتح نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر خواجہ عمرو کو دی اور کہا کہ پہچانیے یہ تو آپ کی انگوٹھی نہین ہی
ابوالفتح نے عرض کیا ای ماموں جان مین تو سنتا تھا کہ آپ بڑے عیار طرار اور چالاک و ہوشیار ہین مین نے انگوٹھی آپ کے
ہاتھ سے اُتار لی اور آپ کو خبر نہوئی عمرو نے پوچھا ای ابوالفتح تو نے میرے ہاتھ سے کسوقت انگوٹھی اُتاری تھی ابوالفتح
نے کہا مصافحہ کرنے مین عمرو نے کہا مین تم لوگون کے ملنے کی خوشی مین نہایت محو ہو گیا تھا کہ محسوس نہوا دوسرے یہ کہ تم لوگون سے کچھ
دغدغہ نہ تھا اطمینان کلی تھا بالکل خیال نہ کیا عمرو نے سمینہ بانو سے کہا ای بہن تمھارا فرزند انشاء اللہ تعالی عیار زبردست
ہوگا سمینہ بانو نے کہا ای بھائی تمھاری اسپر نظر لطف و کرم ہوگی تو کچھ کام کا ہو جائیگا اب یہ تمھارے سپرد ہی عمرو نے کہا

ای ہین اگر خدا چاہیگا تو مین ابو الفتح کو فن عیاری مین کامل کر دونگا ابو الفتح نے جو عمرو کے ہاتھ مین دستمالی لپٹی دیکھی پوچھا
کیون ماموجان یہ کیا چیز ہی عمرو نے کہا اسکو دستمالی کہتے ہین ابو الفتح نے کہا دستمالی کیا شی ہی عمرو نے کہا اسمین دارو بے
بیہوشی رہتی ہی ابو الفتح نے پوچھا دارو بیہوشی کیسی ہوتی ہی عمرو نے اسکا سارا حال بیان کر دیا ابو الفتح نے کہا تھوڑی
سی مجکو بھی مرحمت کیجیے عمرو نے کہا تم ابھی کیا کروگے اُسنے کہا کسی جگہہ پر کام آجائیگی عمرو نے چالیس تولے دارو بیہوشی
ابو الفتح کو دیدی اور کہا اچھی طرح رکھنا پھر خواجہ عمرو وہان رہنے لگے اور ابو الفتح کو فن عیاری سکہلانے لگے چندے
مین ابو الفتح کو عمرو نے فن عیاری مین کامل کر دیا ایک روز عمرو نے ابو الفتح سے پوچھا کہ اس شہر مین کچھ
رئیس زادے یا شاہزادے وغیرہ بھی رہتے ہین ابو الفتح نے کہا جی ہان قریب اس مکان کے ایک دختر حسینہ و شکیلہ
و جمیلہ رہتی ہی کہ اُسکے حسن دلفریب جمال مہر انگیز کا شہرہ سُن سُنکے دور دور سے بادشاہزادے اور وزیر زادے اور
سوداگر بچے آتے ہین عمرو نے کہا نام اُسکا کیا ہی ابو الفتح نے کہا صعوہ جنگی اُسکو کہتے ہین عمرو یہ سُنکے خاموش ہو رہا
جب رات ہوئی بعد فراغت طعام وغیرہ سب سو رہے عمرو اُٹھا اور ابو الفتح کو بستر پر سوتا چھوڑا اور چپکے سے باہر آیا
سیر کرتا ہوا تھا دروازہ باغ صعوہ جنگی پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ باغ بہشت نژاد ملکہ صعوہ جنگی پر بہت سے
آدمیون کا مجمع ہی اور جو آدمی کہ اندر باغ کے جاتے ہین وہ نہایت خوش و خرم ہین اور جوش عشق صعوہ جنگی مین محو
ہین اور ولولہ دیکھنے کا دل مین بھرا ہوا ہی اور جو آدمی کہ اندر سے باغ کے آتے ہین وہ نہایت رنجیدہ خاطر مضمحل شکستہ
دل چہرہ اُترا ہوا مردے کی صورت ہین اور بہت سے آدمی خموش سکوت مین دروازے پر کھڑے ہین اور بعض بیٹھے ہین عمرو
نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہی کہ اسقدر تو آدمی پریشان حال مُہر سکوت لب پر سر جھکائے ہوے متفکر و
متردد بیٹھے ہین اور جو اندر جاتے ہین وہ مسرور و شادان ہین اور جو اندر سے آتے ہین وہ پر ملال و محزون ہین اُس شخص نے
کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو اس شہر مین نیا وارد ہوا ہی عمرو نے کہا ہان مین مسافر ہون وہ شخص بولا کہ اس باغ کے اندر ایک قصر
بہتر از قصر اسکندر و دارا ہی اُس قصر مین ایک حوروش نازنین و مہ جبین حسین مہ جبین رہتی ہی اور نام اُسکا صعوہ جنگی
ہی تمام رئیس و امیر شاہزادے و وزیر اسکا حسن و جمال سُنکر عاشق ہوے ہین اور اُسکے عشق مین آوارہ وطن خانہ بدوش
ہو کر یہان آئے ہین وہ نازنین کسی کے ہاتھ نہین آتی ہی یہ جو بیٹھے ہین اُسکی صورت دیکھنے کو بھی ترستے ہین مشتاق زیارت
جمال بیمثال بیٹھے ہین مگر یہ مال و دولت اپنے پاس نہین رکھتے ہین اور جو لوگ کہ دولتمند ہین وہ اندر جاتے ہین اور
صحبت مین اُسکی شریک ہو کر بیٹھتے ہین اور اُسکا گانا بجانا بھی سُنتے ہین عمرو نے پوچھا کیا صعوہ جنگی کو گانے بجانے
سے بھی شوق ہی اُس شخص نے کہا کہ خوب گاتی بجاتی ہی بلکہ اس فن مین اپنا نظیر نہین رکھتی جبتک اُن لوگون کے پاس کہ
جو اُسکی صحبت مین بیٹھتے ہین روپیہ رہتا ہی اُنکی خاطر و مدارات کرتی ہی اور جب روپیہ ہو چکتا ہی تو نکالدیتی ہی وہ بیچارے
محزون و نالان اپنے گریبان مین مُنہ ڈالے ہوے چلے آتے ہین شعر وہان سے اسطرح مایوس عاشق پھر کے
آتے ہین ؛ عدم کو جسطرح دُنیا سے خالی ہاتھ جاتے ہین ؛ اور جو جانیوالے اندر باغ کے ہین دیکھو لوگ کس جوش و
ولولے سے شوق وصل مین روپیہ اشرفی اُچھالتے ہوے چلے جاتے ہین مگر وہ بھی چند روز مین اسیطرح باہر نکالدیے
جائینگے ان سب کا یہ حال ہی کہ جب بالکل مفلس ہوگئے زیر دیوار باغ معشوق چھاؤنی چھا کر بیٹھے ہین مگر اُسکو پروا
بھی نہین ہی کہ کون میرے عشق مین دیوانہ ہی اور کس کو اشتیاق دیدار ہی مگر ہان آٹھ پہر کے بعد ایکبار ملکہ صعوہ جنگی
اپنے تئین زیور و لباس سے آراستہ کر کے اور مسی کاجل وغیرہ لگا کر خوب سی بن ٹھن کے سر اپنا دریچے سے بام کے
نکالدیتی ہی اور اپنے صادق عاشقون کو جمال بے مثال دکھا کر بغیر شمشیر بران کے ذبح کر جاتی ہی اور آپ تکیہ لیتی

ہے عمرو یہ سنکر پیچھے ہٹا اور ایک گوشہ مین آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا اور لباس وغیرہ سے آرائش کرکے
ایک سوداگر جلیل القدر کی صورت بنا اور باغ مین ملکہ صعوہ چنگی کے داخل ہوا جسوقت زیر قصر پہونچا اتفاق
سے اسیوقت صعوہ چنگی نے سر دریچے سے نکال کے دیکھا کہ سب عاشق زار میری امید وصل اور اشتیاق
مین موجود ہین یکایک عمرو کی نظر اسپر پڑی تیر عشق کلیجے کے پار ہوا تیغ ابرو نے حلال کیا اُفتد کیلئے دل پکڑ لیا
یہ معلوم ہوا کہ یہ نازنین جست کرکے سینہ پر آپڑی عمرو آہ کرکے زمین پر گرا سب نے جانا یہ سوداگر بھی عاشق ہوگیا
اُس نازنین نے سر اپنا دریچے سے اندر کھینچ لیا عمرو نے دل سے کہا کہ افسوس تو کس بلا مین گرفتار ہوا خدا خیر کرے نظم
بیٹھے بٹھائے خود بخود آزار ہوگیا + ای دل تو کس بلا مین گرفتار ہوگیا + سودائے زلف و ابروے خمدار ہوگیا +
گھایل تو دل ہوا جگر افگار ہوگیا + غرضکہ جب حواس عمرو کے بجا ہوئے بیتابانہ قصر پر ملکہ صعوہ چنگی کے آیا کسی
نازنین کی دایہ عمرو کے پاس آئی اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا مین جوان سوداگر ہون ملکہ صعوہ چنگی کے حسن وجمال
پر عاشق ہوکر آیا ہون اشتیاق دیدار اور حسرت وصال رکھتا ہون اور مشتاق اُسکے گانے بجانے کا بھی ہون دایہ
نے کہا کچھ روپیہ بھی ہے عمرو نے کہا روپیہ کیون نہین ہے مثل مشہور ہے کہ بے زر عشق ٹین ٹین + یہ کہکر عمرو نے ایک توڑا
روپیون کا نکالکر دایہ کو دیا دایہ اپنے ہمراہ لیکر سوداگر نقلی کو اندر لائی عمرو نے دیکھا کہ وہ قصر مثل گلشن ارم ہے ہر چیز
سے آراستہ وپیراستہ ہے فرش شاہانہ بچھا ہے اسپر مسند جواہر نگار بچھی ہے چھت پردے زربفت کے جھلا جھل
کر رہے ہین چہار طرف شیشہ آلات معقول ہے ملکہ صعوہ چنگی مثل طاؤس طنازی کے جلوہ گر ہے عمرو بصورت سوداگر
آئے اور بے تامل اُسکے پہلو مین مسند پر بیٹھ گئے ملکہ صعوہ چنگی نے کہا چلیے ہمارے تمہارے کچھ شغل چوسر کا ہو عمرو
نے کہا بہتر ہے اس نازنین نے دام چوسر بچھایا اور دل مین کہا اس سوداگر کی کیا اصل حقیقت ہے دم بھر مین سب کے
چھڑوا دونگی جو کچھ اسکے پاس ہے ایک بازی مین تو جیت لونگی مگر یہ نہ جانتی تھی کہ یہ عمرو بلاے بے درمان آفت جان
اُستاد فن عیاری ہے الغرض عمرو چوسر کھیلنے لگا اور ہر بازی صعوہ چنگی سے ہارا اور جو بازی ہارا وہ داؤن مین کم نہ تھی
یہانتک کہ جو کچھ عمرو کے پاس نقد وجنس تھا وہ سب ہار دیا اب ملکہ صعوہ چنگی خوش ہو قہقہے لگاتی ہے عمرو نہایت
فکرمند اور محزون وغمگین دل مین کہتا ہے کیا اپنا بھی حال اب ایسا ہی ہونا ہے جیسا کہ تو نے اُن لوگون کو دیکھا ہے اس
تردد وملال سے عمرو کا بدن گرم ہوگیا اور چہرہ اتر گیا مگر پھر دل باحواس کرکے کہا ای عمرو ایک بازی اس سے
بھاری لگا پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر عمرو نے کہا ای ملکہ جو کچھ کہ تمنے مجھسے جیتا ہے ابکی وہ سب بازی مین
لگا دو بلکہ اور کچھ اضافہ اُسپر کردو کہ یہ رفتہ رفتہ سے ایک ہی مرتبہ فیصلہ ہو جائے ملکہ تو بازی جیتے ہوے تھی
سمجھی کہ یہ تو ہے ایک ہی مرتبہ مین اس سوداگر کو جیت کے نکال باہر کرو جھگڑا اسکے واسطے لگا رہے غرضکہ ملکہ نے
جو مال و دولت اس سوداگر نقلی کا جیتی تھی اُتنا ہی اسپر اسقدر اضافہ کرکے بازی مین لگا دیا عمرو نے کہا مجھکو منظور
ہے اور کھیلنے لگا پانسہ پھینکنے لگا دفعتہً ہوا تیز چلنے لگی شمع مین جھلملاہٹ پیدا ہوئی عمرو نے گلگیر اُٹھاکر شمع کا
گل جو لیا شمع خاموش ہوگئی اندھیرا ہوا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیا ملکہ نے خواص کو آواز دی کہ جلدی شمع کو
روشن کر یہان عمرو نے جلدی سے پانسے بدلکر جیتی ہوئی بازی سے رکھدیے کہ اتنے مین خواص نے شمع روشن کی عمرو نے
بازی جیت لی صعوہ چنگی کا منہ فق ہوگیا اب تو سات عیاری کے سب بازیان عمرو نے جیتنا شروع کین القصہ
جسقدر مال و دولت صعوہ چنگی کا تھا سب جیت لیا ایک حبہ اُسکے پاس باقی نہ رہا عمرو نے کہا ای ملکہ اب پھر
اُٹھاؤ پھر کھیل چکے مین نے تمہارے گانے بجانے کی بڑی تعریف سنی ہے اب کچھ گاؤ بجاؤ صعوہ چنگی

نے چنگ منگایا اور بجا کر گانے لگی جب گا چکی عمرو نے بڑی تعریف کی اور کہا اب چنگ مجکو دو کچھ مین بھی گنگناؤن
صعوہ چنگی نے چنگ عمرو کو دیا عمرو چنگ بجا کر لحن داؤدی سے گانے لگا دو ایک غزلین لحن داؤدی چنگ
بجا کر گائی تھین کہ طائران خوش الحان پرواز کرتے کرتے مثل سحاب کے اوپر چھا گئے اور ہر در و دیوار سے صدا آہ و
آہ کی بلند ہوئی اور پُر درد اشعار کے پڑھنے سے تو یہ نوبت ہوئی کہ انسان کیسے جانوران صحرائی روتے تھے اور
صعوہ چنگی کا تو یہ حال ہوا کہ فریاد و زاری کرتے کرتے بیہوش ہو گئی عمرو نے گانا موقوف کیا خواصون کا یہ حال تھا
کہ کوئی ادھر تڑپتی تھی کوئی اُسطرف لوٹ رہی تھی عمرو اُٹھا اور کیوڑا گلاب لا کر ملکہ صعوہ چنگی پر چھڑکا دامن کی ہوا
دی صعوہ چنگی بڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئی اُٹھ بیٹھی کہا اے سوداگر تو نے اب صبر و قرار آرام اور چین کھو دیا
آج تک مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا مین خواجہ عمرو کا شہرہ سُنتی تھی وہی لطف و کیفیت تیرے گانے
مین پائی اے سوداگر تجکو قسم ہے دین و آئین کی جو کچھ کہ تو رکھتا ہے سچ بتا تو عمرو تو نہین ہے مجھسے صاف صاف
بیان کر دے خواجہ عمرو بھی تو صعوہ چنگی کے عاشق زار تھے جسوقت اُسنے قسم دی عمرو ہنسنے لگا کہا اے
ملکہ حقیقت مین مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون صعوہ چنگی نے کہا خواجہ اب تم اپنی صورت اصلی دکھاؤ اگر قول تمھارا
سچ ہے مین شکل تمھاری اصلی دیکھون کہ مین بھی مشتاق ہون عمرو نے اُسیوقت اپنی صورت اصلی صعوہ چنگی کو
دکھائی صعوہ چنگی لپٹ گئی اور ہاتھ عمرو کے چوم لیے عمرو نے کہا تجھ مین کیا ایسا کمال ہے جو ہاتھ میرے
چومتی ہے صعوہ چنگی نے کہا مین اس وجہ سے خاطرداری کرتی ہون کہ تجھسے بہتر و افضل بادشاہ ہفت اقلیم
بھی نہوگا اب سب میری آنکھ کے نیچے خاک معلوم ہوتے ہین مین چاہتی ہون کہ تیری کنیزی مین رہون کسواسطے
کہ پھر کوئی دم میرے عشق کا نہ بھرے اور میری خواستگاری نہ کرے مجکو سوائے تیرے کوئی قبول و منظور نہین ہے
اور ان سب عاشقون مین یہ تین عاشق بہت زبردست ہین اُنسے ڈر لگتا ہے کوئی تدبیر اُنسے بچنے کی کرنا چاہیے
ایک عاشق میر انگلباد ہے دوسرا عاشق میر اسفندیل نہائی ہے اور تیسرا عاشق میر اکرد عراقی ہے مگر اسوقت تک اُنسے
اتنا بھی نہوسکا کہ میرے دامن کو چھو لیتے آپ ہین مجھپر عاشق ہون اور یہ تینون مجھپر شیفتہ ہین عمرو نے کہا اے ملکہ صعوہ چنگی
تو دین اسلام قبول کر پھر کیا مجال کسی کی جو آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے صعوہ چنگی نے قبول کیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ملکہ
صعوہ چنگی نے صحبت عیش برپا کی بعد طعام لذیذ و شغل شراب کباب کے عمرو ملکہ صعوہ چنگی سے ہمبستر ہوئے جام
بادۂ وصال چلنے لگا تھوڑی سی رات باقی تھی دونون لپٹ کر بوس و کنار کرتے کرتے سو رہے یکایک تیز پائے عراقی
عیار قصر میں صعوہ چنگی کے آیا دیکھا کہ ایک شخص بصورت سوداگر صعوہ چنگی سے لپٹا ہوا سو رہا ہے قریب کھڑے ہو کر خوب
غور سے دیکھا پہچانا کہ عمرو ہے فوراً دونون کو بیہوش کر کے مشکین باندھین اور اُسی پلنگ پر چھوڑ کر بھاگا کہ فہلیل و مرزم
و بختک کلباد کو خبر کرون اُدھر کا حال سُنیے کہ چار گھڑی رات باقی تھی کہ ابوالفتح کی آنکھ کھل گئی بیدار ہوا دیکھا
عمرو بستر خواب پر نہین ہے دل مین سمجھا کہ بیشک ناموبخان قصر صعوہ چنگی پر گئے ہین کسواسطے کہ مجھسے حال
صعوہ چنگی کا دریافت کر چکے ہین اُسوقت ابوالفتح اُٹھکر چلا اور قصر صعوہ چنگی پر آیا دیکھا کہ ملکہ صعوہ چنگی
اور عمرو ایک پلنگ پر بندھے پڑے ہین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے ناموبخان نے عیاری کر کے ملکہ صعوہ چنگی سے
ہمبستری کی سوتے مین کوئی عیار اُنکو باندھکر کسی کو بلانے گیا ہے پھر پاؤن کے نشان سے پہچانا کہ تیز پائے عراقی
آیا تھا وہ باندھکر کلباد کو خبر کرنے گیا ہے ابوالفتح نے چاہا کہ عمرو کو کھولے عمرو ہوشیار ہو گیا دیکھا کہ مین اور
صعوہ چنگی بندھے ہوئے پڑے ہین اور ابوالفتح سرہانے کھڑا ہے عمرو نے غصہ سے کہا اے ابوالفتح یہ کیا نالائق حرکت

کی تونے ابوالفتح نے کہا ای ماموں جان تیز پائے عراقی عیار نے تم دونون کو باندھا ہی اور آپ خبر کرنے گلباد
وغیرہ کو گیا ہی صعوہ جنگی نہایت فکرمند ہوئی ابوالفتح نے کہا ای ملکہ کچھ خوف نہ کرو پھر جلدی سے عمرو کو تو
کھول دیا اور ایک کنیز کو اُسیوقت بصورت سوداگر بناکر عمرو کی طرح آراستہ کرکے اُسی طریق سے صعوہ جنگی
کے پلنگ پر باندھ کے چھوڑ دیا اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر چلا آیا ادھر تیز پائے عراقی نے آکر گلباد او نہلیل
وہرمز و نخنگ کو خبر پہونچائی کہ عمرو بصورت سوداگر صعوہ جنگی سے ہمبستر تھا مین دونون کو باندھکر چھوڑ آیا
ہون ذرا چلکے دیکھو تو کہ کیا تماشا ہی یہ سُنتے ہی نہلیل وہرمز و نخناک و گلباد قصر مین صعوہ جنگی کے
آئے اور دیکھا کہ صعوہ جنگی ایک سوداگر کے ساتھ بندھی ہوئی پلنگ پر پڑی ہی نہلیل نے پیچ وتاب کھاکر
کہا دونون کو قتل کرو گلباد نے منع کیا کہا تامل کرو پہلے صعوہ جنگی کو بیدار کرنا چاہیے کہ وہ اپنے افعال زبون
سے سب کے سامنے منفعل اور شرمندہ ہو پھر قتل کرنے کا اختیار ہی گلباد نے رفع بیہوشی دیکر
ہوشیار کیا صعوہ جنگی نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ سب کھڑے ہین اور ہم دونون بندھے ہین گلباد نے کہا
ای صعوہ جنگی تونے یہ کیا نالائق حرکت کی اب تجکو اسکی کیا سزا دیجائے صعوہ جنگی نے کہا مین نے ہرگز سزا کا
کام نہین کیا ہی تجکو کیا کوئی سزا دے سکتا ہی ذرا گوش ہوش سُن تیز پائے عراقی مجھسے عداوت قلبی
رکھتا ہی میری کنیز کو اس صورت سے آراستہ کرکے پاس میرے سُلادیا اور مجکو بیہوش کرکے باندھ لیا دیکھ
موجود تو ہی یہ کنیز ہی یا عمرو بصورت سوداگر ہی جب کنیز کو ہوشیار کیا وہ علحدہ اُٹھکر کھڑی ہوگئی اور
اپنے تئین بصورت سوداگر مردانے بھیس مین دیکھ کے بہت گھبرائی اور شرمندہ ہوئی تیز پائے عراقی
موجود تھا یہ کرشمہ دیکھکر بہت متعجب ہوا اور پشیمان ہوکر کہنے لگا کہ یہ بھید میری سمجھ مین نہین آتا مین نے
تو عمرو کو گرفتار کیا یہان کنیز کیونکر بدلکر آگئی ہی فرد نخنگ تیز پائے عراقی پر بہت خفا ہوے
اور حکم کیا کہ مارو اسکو لوگون نے تیز پائے عراقی کو مارنا شروع کیا ایسا مارا کہ بیدم کردیا دو روز
کے بعد تیز پائے عراقی واصل جہنم ہوا اُدھر نہلیل وہرمز و نخنگ باغ کی سیر کرکے اپنے اپنے
مقام پر آئے شام کو پھر گلباد ٹہلتا ہوا باغ مین صعوہ جنگی کے پہونچا سیر و تماشا کرنے لگا ایکبار
گلباد کیا دیکھتا ہی کہ ایک مالن حسین وخوبصورت اور کمسن چنگیر مین پھولون کا گہنا رکھے کس ناز و غمزہ
سے چلی آتی ہی گلباد نے پکارا او مالن کہان جاتی ہی مالن نے کہا ادہی معتبر جی لو خدا کی شان تم مجکو بھی
ٹوکتے ہو انگلیان مٹکا کر کہا اپنے حواس پکڑو عقل کے ناخن لو روز آتی جاتی ہون ملکہ کو گہنا پھولون کا
پہناتی ہون تم دیکھتے ہو اور آج ٹوکا گلباد نے کہا ای بی مالن خفا نہو جوانی کی اُمنگ نہ دکھاؤ مین تمکو
اسواسطے بلاتا ہون کہ ایک بات مجھسے سُن لو وہ چپکے سے ملکہ صعوہ جنگی سے کہدینا مالن نے کہا
بیان کردین کھڑی ہون گلباد نے کہا ای چمک چاندنی مالن ذرا میرے پاس آ تو مین کان مین تیرے
کہدون مالن نے کہا چل ہٹ تجھے مردوے یہ فقرہ کسی اور کو دے محلدار کو بلاکے کہلا بھیج کہ یہ عہدہ اُسی کا ہی
میرا کام یہ نہین ہی جب گلباد نے دیکھا کہ مالن کسی طرح قریب مین نہین آتی اور یقینی یہ عمرو ہی صورت اپنی
بدلے ہوئے جاتا ہی اسطرف عمرو نے دل مین سوچا کہ گلباد نے مجکو پہچان لیا زمین سے پلٹ کے قریب
گلباد کے آیا اور مع چنگیر پھولون کا گہنا گلباد کے مُنھ پر کھینچ مارا جیسے ہی پھولون کی بو دماغ مین
گلباد کے پہونچی فوراً بیہوش ہوکے گرا عمرو نے نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خدا جہ

عمرو بن امیہ ضمری نامدار لوگ دوڑے دیکھا گلباد بیہوش پڑا ہی جابجا سبھون نے اُٹھائین اُن سبھون کی ناک
مین خوشبو جو پھولون کی پہونچی وہ سب کے سب بیہوش ہوگئے عمرو باغ سے راہی ہوا اگر مہتر شان نے
عمرو کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا دوڑا آگے آگے جست کرتا ہوا عمرو جاتا ہی اور پیچھے پیچھے مہتر شان ہی تھوڑی
دور عمرو گیا تھا کہ ایک گڑھا ملی عمرو اُدھر دیکھنے لگا کہ کسی طرف سے راستہ ملے مہتر شان نے کہا کہ او عمرو
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے کہا او بیچارے کیا بکتا ہی وہ جو تیرے مہتر جی پیچھے کھڑے ہین بھلا وہ
تو پہلے میرا مقابلہ کرلین تیری کیا اصل وحقیقت ہی مہتر شان نے پیچھے پلٹ کر دیکھا عمرو نے بیضۂ بیہوشی
مارا مہتر شان گرا اور بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے اور جو کچھ نقد تھا وہ بھی لے لیا اور ٹانگ
پکڑکے مہتر شان کو گڑھے مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اور اُسی کے کپڑے پہنکر پھر راتا گئے
باغ مین صعوۂ جنگی کے آیا اُسوقت گلباد بھی ہوشیار ہوچکا تھا اور اُسکے عیار سب بیٹھے ہوئے تھے
کہ عمرو بشکل مہتر شان آیا اُن عیارون نے پوچھا کہ مہتر جی عمرو ملا یا نہین مہتر شان نقلی نے کہا کہ عمرو
نے تو ناک مین دم کردیا پھر مخلدار سے کہا ای بی مخلدار کہو تمھارا کیسا مزاج ہی چپ کیون بیٹھی ہو اور
تمھاری ملکہ کیسی ہین مخلدار نے کہا مہتر جی اچھی ہین مگر پریشانی اس سبب سے ہی کہ ملکہ عمرو کیواسطے رو رہی
ہین مہتر شان نے کہا ملکہ کو ذرا سمجھایا کرو دل بہلایا کرو اگر موقع ہو تو ملکہ کو ذرا ہم بھی دیکھین مخلدار تو
عمرو سے ملی ہوئی تھی بولی آؤ چلو مین تمکو دکھلا لاؤن یہ کہکر مخلدار تو قصر مین داخل ہوئی عمرو بھی بصورت
مہتر شان پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا صعوۂ جنگی رو رہی تھی عمرو نے گلے سے لگا کر کہا ای ملکہ روتی
کیون ہو مین کیا کرون کس مشکل سے آنا ملا ہی میری خطا کچھ نہین بقول شخصے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہ
تمھارے یہان کے بھیدی کا روز فتور برپا رہتا ہی اور جو تمھارے یہان بھیدی ہی مین اُسے خوب جانتا ہون
ملکہ نے کہا ای خواجہ وہ کون ہی جلد اُسکا نام بتاؤ عمرو نے کہا سیوتی گلباد سے ملی ہوئی ہی وہ روز سارا
حال بیان کردیتی ہی ملکہ نے سیوتی کو بلایا اور کہا او قطامہ نگہرام تو ہی بغلی گھونسا ہی گلباد سے روز حال
کہدیا کرتی ہی سیوتی مکر گئی اور پکاری اوہی اوہی مجھپر کیون تہمت رکھی جاتی ہی آپکے قدمون کی قسم
بی بی جو کچھ کہا ہو بھلا مجھکو کیا پڑی ہی کہ سو کام چھوڑکے اُس موئے نگوڑے مارے کو جاکر خبر دونگی اے بی بی
جو تم سے بدی کرے اُسکے دیدے پھوٹ جائین ملکہ نے جھنجلا کر کہا چپ رہ چغلی کھاتی ہی اور مکراتی ہی جو ناحق
کسی کو تو کہیگی تیرے ہی دیدے پھوٹینگے تو ہی اندھی لولی ہوکے بیٹھیگی یہ کہکے ملکہ نے خواجہ سرا کو
حکم کیا کہ مارو کوڑے اِس قطامہ کو اور پوچھو اِس سے کہ تو نے گلباد سے حال خواجہ عمرو کا کہا تھا
یا نہین خواجہ سرا نے جب پانچ سات کوڑے مارے اُسوقت قبول کر جی ہان ایک مرتبہ کے کہنے کی
گنہگار ہون عمرو نے کہا کیون مین جھوٹ تو نہین تہمت رکھتا تھا ای ملکہ اب یہ کرو کہ سیوتی کو مار ڈالو نہین
اسکو قید کرو اور کسی وقت باہر نکلنے نہ دو الغرض ملکہ نے سیوتی کو کوٹھری مین بند کرکے قفل لگا دیا اور
اُس روز سیوتی نے اقرار کیا تھا کہ آج رات کو جو عمرو آئیگا تو مین ضرور تمکو اُسیوقت خبر دونگی گلباد
عیارون کو ساتھ لیے ہوے باہر قصر کے در باغ پر آیا منتظر کھڑا ہی کہ اگر عمرو ادھر سے آئیگا تو مقابلہ
ہوگا اور اگر کسی صورت سے اندر قصر کے پہونچے گا تو سیوتی کہہ چکی ہی ضرور خبر دیگی گلباد تو اِس
انتظار مین رات بھر دروازۂ باغ پر عیارون کو لیے ہوئے راہ دیکھتا رہا یہان خواجہ عمرو نے

ساتھ ملکہ صعوہ جنگی کے تمام شب آرام کیا اور سیوتی کوٹھری مین بند رہی جب دو گھڑی رات باقی رہی عمرو
اُٹھا ملکہ سے کہا اب مین جانے کا سامان کرتا ہون صبح قریب ہی مین سیوتی کی شکل بنکر جاؤنگا تم سیوتی کو بعد
میرے جانے کے رہا کر دینا الغرض جب صبح ہوئی عمرو ایک گوشہ مین بیٹھکر سیوتی کی صورت بنا ہوا ملکہ کے
پاس آیا سلام کر کے ملکہ کی جھٹ جھٹ بلائین لینے لگا اور کہا اے بی بی اب مین جاتی ہون اور آپ کے نمک
کی قسم کھاتی ہون اب کبھی آپ کی بات کسی سے نہ کہونگی ملکہ نے کہا چل دور دفان مردار خبردار میرے
سامنے نہ آنا عمرو کو اختیار ہی اُنہی نے مجھکو چھڑوا دیا ہی وہی جانے مین نہین جانتی یہ کہکے ملکہ نے منھ اپنا
اُسکی طرف سے پھیر لیا سیوتی نقلی یعنی عمرو باہر چبوترے پر بارہ دری کے آیا اور پکارا بھلا او صعوہ جنگی
بھیا تو نے مارا ہی اور ذلیل کیا ہی دیکھ تو سہی اب جا کر گلباد سے کہکر تجھکو اور عمرو کو سزاے معقول دلواتی
ہون یہ سُنکے ملکہ نے خواصون سے کہا اس قطامہ کو پکڑ لاؤ خوب مارو سب خواصین دوڑین عمرو وہان سے
جست کر کے ملکہ کے پاس آیا اور کہا اے ملکہ مجھکو تم نے نہ پہچانا منم خواجہ عمرو بھلا اے ملکہ جب تمنے مجھکو نہ پہچانا
تو وہ گیدی خر کیا پہچان سکتا ہی غرضکہ سیوتی نقلی ملکہ سے رخصت ہو کر چلی اور لونڈیون کیطرح بڑبڑاتی ہوئی
دروازے کے باہر آئی گلباد کو دیکھتے ہی رونے لگی اور کہنے لگی واہ مہتر جی مین باز آئی تمھاری محبت مہربانی
سے رات کو تمھارے سبب سے موے مردار مونڈی کاٹے عمرو نے ایسی گت میری بنوائی کہ بچیا زندگی تھی جو بچ گئی
ملکہ سے کہکر عمرو نے خوب کوڑے کھلوائے اور کوٹھری مین بند کر دیا اب چلتے وقت عمرو نے چھوڑا اب تم ذرا
علحدہ چلو تو مین کہتے اور کچھ خفیہ حال کہونگی گلباد نقرے مین عمرو کے آگیا علحدہ آیا عمرو نے نعرہ کیا منم
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار یہ کہکر بیضہ گلباد کے منھ پر مارا گلباد بیہوش ہو کر گرا عمرو نے
جال الیاسی نکالکر گلباد کو باندھ لیا اور پشتارہ کاندھے پر اُٹھا کر پکارا ایہا الناس مین تمھارے اُستاد کو باندھے
لیے جاتا ہون یہ سُنتے ہی سب عیار دوڑے اور عمرو بھاگا آتے آتے راہ مین دیکھا ایک دھوبی نوجوان گدھے
پر لادی کپڑون کی رکھے ہوے چلا جاتا ہی عمرو برابر اُس دھوبی کے آیا اور اُسکے منھ پر ہاتھ پھیر دیا وہ بیہوش ہو کے
گرا اور آپ اُسکی صورت بنا اور اُس دھوبی کو ایک کونے مین ڈالدیا اور گدھے پر سے لادی اُتار کے نیچے
پشتارہ گلباد کا رکھا اور اوپر لادی کپڑون کی رکھی اور گدھے کو ہخ ہخ ہنکاتا ہوا دریا پر آیا لادی کپڑون کی
اُتاری اور پشتارہ بھی گلباد کا کنارے دریا کے رکھا اور اُسپر کچھ کپڑے پھیلا دیے اور آپ پاٹا درست کر کے
چھوا چھو کرنے لگا اتنے مین سب عیار جمع کیے ہوے دریا پر آئے اور دھوبیون سے پوچھا کہ ادھر سے کوئی
شخص پشتارہ لیے ہوے گیا ہی عمرو بول اُٹھا کہ اسطرف گیا ہی یہ کہکے ان سبکو ٹالدیا بعد تھوڑی دیر کے
کلباد بھائی گلباد کا آیا اور کہا کہ اے دھوبیو کوئی ادھر سے گیا ہی اور دھوبی تو نہ بولے عمرو نے کہا بہت
سے گئے ہین مین نے تو سب کو بتا دیا کلباد عمرو کے کلام کرنے سے کچھ سر ہو گیا مگر بالکل نہ پہچان سکا کچھ
شبہہ سا عمرو کا گذرا کلباد نے اُس دھوبی سے کہا اس لادی مین کیا ہی اور تو کسکے کپڑے دھوتا ہی عمرو نے کہا
مین سب کا دھوبی ہون جو کپڑے دھلواتا ہی اُسیکے دھوتا ہون کلباد نے کہا لادی تو اپنی کھول مین دیکھون
کیسے کیسے کپڑے ہین عمرو نے کہا مہتر جی تم مجھکو نہین جانتے ہو مین ملکہ صعوہ جنگی کا دھوبی ہون اس
لادی مین اسی کے کپڑے ہین سواے اور پوشاک و لباس کے چھوٹے چھوٹے کپڑے بھی ہین جنکو محرم کہتے ہین
اُسکو کوئی نامحرم نہین دیکھ سکتا ہی یہ باتین سُنکر کلباد نے کہا تو بکتا کیا ہی کیسی صعوہ جنگی جلدی کھول لادی

اور سب کپڑے دکھا عمرو نے کہا بہت اچھا مگر بیابان سے گوشے مین چلکر لادی کھولیے اور کپڑے دیکھیے کلباد
علیحدہ ایک گوشہ مین آیا عمرو نے وہ لادی سامنے کلباد کے رکھی اور کہا حضرت جی آپ خود اپنے ہاتھ سے
لادی کھولکر دیکھ لیجیے جب کلباد لادی کھولنے لگا عمرو نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو بن امیہ نامدار کلباد وسیدھا ہوکے عمرو کی طرف جھپٹا مگر کلباد کو خیال آیا اگر تو عمرو کے پکڑنے کو دوڑتا
ہی تو کلباد رہجائیگا کلباد پلٹ آیا اور کپڑے کھول کے کلباد کو رہا کرنے لگا عمرو وہین سے پکارا دیکھا گیدی
مجکو خود منظور نہ تھا نہین تو جب گرفتار کیا تھا اسی وقت قتل کرتا یا نہ قتل کرتا تو تجھسے لے بھی جاسکتا تھا
یہ کہکر عمرو تو نکل گیا کلباد نے اپنے بھائی کلباد کو نکالا اور فتیلۂ رفع بیہوشی دیا جب کلباد ہوش مین آیا
پوچھا ای بھائی کلباد کیا ہی کلباد نے بیان کیا غرضکہ وہ سب ملکر دروازۂ باغ صعوۂ چنگی پر آئے اور یہ تجویز
کی ابتو کسی صورت سے عمرو کو ضرور گرفتار کرنا چاہیے ہی ایک روز نوشیروان اور بختک اور گرد عراقی
اور جہلیل اور ہر مز و فرامرز اور کلباد وغیرہ باغ مین ملکہ صعوۂ چنگی کے برائے سیر آئے ملکہ صعوۂ چنگی
نے جو انکے آنے کی خبر پائی بارہ دری سے نکلکر باہر آئی نوشیروان وغیرہ کو سلام کیا گرد عراقی نے کہا
ملکہ بادشاہ نوشیروان یہان آیا ہی اسکی تعظیم کرو تم چنگ خوب بجاتی ہو اور یہ مشتاق ہین اسوقت کچھ
سناؤ ملکہ صعوۂ چنگی نے کہا ای گرد عراقی جب دل بسرت کنان قابو مین ہوتا ہی اور اطمینان و راحت
و آرام کا سامان ہوتا ہی تو گانے بجانے پر دل لگتا ہی مگر خیر ہر مز و فرامرز کی خاطر ضرور ہی یہ کہکر چنگ
منگوایا اور بجا کر گانا شروع کیا ہر مز و فرامرز و نوشیروان وغیرہ عالم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بہت
پسند کیا گرد عراقی نے کہا ای ملکہ قسم ہی لات و منات کی اب جو کوئی تیرے بارے مین کہیگا مین ہرگز یقین
نہ لاؤنگا اور بہت سی خاطر جمع ملکہ کی کر دی پھر نوشیروان وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلا راہ مین دیکھا دو شہدے
لڑ رہے ہین ایک تو کہتا ہی قسم مرشد کی وہ ڈگ مارونگا کہ پسلیان توڑ دونگا دوسرا کہتا ہی قسم پیر کی ایسی
ٹکر دونگا کہ نجلہ (نزلہ) ناک سے گرنے لگے گا ہر مز و فرامرز نے کہا یہ کون ہین جو لڑتے ہین بختک نے کہا یہ شہدے
ہین معلوم ہوتا ہی کہ جوے مین کچھ ہار جیت ہوئی ہی اسپر لڑتے ہین ہر مز نے کہا کہ ہمنے جوا کھیلتے نہین دیکھا بختک
نے کہا مین ہمکو جوا کھلوا کر دکھلا دونگا یہ کہکر بارگاہ مین سب آئے نوشیروان تخت پر متمکن ہوا اور سب نگلون
پر بیٹھے بختک نے ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ جتنے جواری شہر کے ہین سب بارگاہ نوشیروان مین حاضر ہون
جوا کھیلا جائیگا اور یہ سب تماشا دیکھینگے غرضکہ جب دوسرا دن ہوا جواری آکر جمع ہوے جوا ہونے لگا
ہزارون کی ہار جیت پر نوبت پہونچی اور شہ نشین پر ہر مز و فرامرز و مندیل و جہلیل وغیرہ آکر بیٹھے

اب دوکھیے داستان آنا عمرو کا سوداگر بنکے اور جیت لینا گرد عراقی و کلباد وغیرہ سے بازی کو

غزل دل دیا تھا مجکو خالق حسین پانیکے لیے
ہم بھی حاضر ہین تمھارے ناز اٹھانیکے لیے
دل وہ دل ہی جو تیرے ناز اٹھانیکے لیے
آئے ہین وہ آج میرے پھول شانیکے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہمکو راہ عشق مین
کبک آیا ہی جو تیری چال اڑانیکے لیے

یا دیا تھا دمبدم صدمے اٹھانیکے لیے
مرتے ہین ہم آپکے کوچے مین آنیکے لیے
سر وہ سر ہی جو ہو تیرے آستانیکے لیے
کشتۂ تیغ تغافل ہون جیونگا کیا بھلا
خضر دل موجود ہی رستہ بتانے کے لیے
اب فلک بھی درپے ایذا ہی میری دادن

تم ہوا آمادہ محبت آزمانے کے لیے
آرزو رکھتے ہین سب جنت مین جانیکے لیے
ناز اٹھانیکا عوض کرتے ہین مجھسے بدمگر
آئین عیسی بھی اگر مجکو جلانے کے لیے
شعر کرین ہی کھانا ہی قسمت مین اسکی کھل گیا
شاخ جو مین نے بچائی آشیانیکے لیے

غرضکہ ایک میلا تھا تمام شہر جمع ہوا تھا ہر طرف غل وشور جوا کھیلنے کا ہو رہا تھا لوگ نڈر ہوکے آوازین دوا تیا بجے چھکے
کی لگا رہے تھے کسی کا خوف نہ تھا حاکم وقت خود اپنے سامنے جوا کھلوا رہا تھا جا بجا تخت تنبولیون کے لگے ہوے
تھے خوانچے والے اپنے اپنے خوانچون مین نہایت عمدہ عمدہ مٹھائی لذیذ اور نفیس خوش ذائقہ لیے ہوے بیٹھے
تھے اور بخوشی خاطر قیمت لیکر ہر ایک خریدار کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور بعض جواری شوقین
کھانے والے مٹھائی کے اپنی اپنی جھجیان ڈال کر مٹھائی کے دونے خوشی خوشی نوش کرتے تھے کوئی گنڈیری
کی تلاش مین گنڈیری والے کو پکارتا تھا کوئی پیاس کے مارے بیتاب ہوکر اپنے اپنے مذہب کے موافق
سقے اور برہمن کو پکارتا تھا کوئی حقے کا شائق ساقی کی تلاش مین ادھر اُدھر بیقراری کے ساتھ گھومتا تھا
کہین ایک نٹنی ایسی جوے خانہ مین گاتی ہوئی آنکلی جسکا دامن پکڑا لیے ہوے نہ چھوڑا کبھی کوئی
غزل گائی کبھی کوئی ٹھمری اڑائی غرضکہ ہر طرف تحصیل کرتی پھرتی تھی اُدھر مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجرگذاری
شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار جوے کا حال سنکر شکل ایک جواری کی بنے ہوے آلے
دیکھا کہ ایک نٹنی نہایت خوش گلو کم عمر خندہ پیشانی بصورت نورانی شباب جوانی مین مست ہر دل عزیز
ایک نئی چیز بھاؤ بتا کر گا رہی ہے اور جسکے پاس جاتی ہے بے تامل دامن اُسکا پکڑ لیتی ہے بغیر لیے ہوے
نہین چھوڑتی عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ نٹنی بڑی مال والی ہے تھوڑی سی دیر مین اسنے بہت کچھ تحصیل لیا
قریب اُسکے گئے پشت پر سے چوٹی اُسکی کاٹ لی کہ موباف قیمتی اُسکی چوٹی مین پڑا ہوا تھا اور پشواز کا لچکا بھی
کاٹ لیا یکایک اُس نازنین مہ جبین نے سر کو اپنے ہلکا پایا اور نظر پشواز پر جو پڑی لچکا بھی غائب دیکھا چوٹی
پر ہاتھ پھیرا دیکھا کہ ندارد ہے اور خواجہ نے گلیم اوڑھ لی لیکن وہ نٹنی لگی شور وغل کرنے بادشاہ نے پوچھا اری
کیا ہوا وہ رو رہی ہے اور کچھ نہین کہتی غرض جسکی نگاہ پڑی دیکھا کہ چوٹی کٹی ہوئی ہے اور پشواز کا لچکا بھی چاکو
سے کترا ہوا معلوم ہوتا ہے جب سپاہیون نے اُس عورت سے بہت پوچھا تب اُسنے کہا نہین معلوم کون
سا تھا غضب کا چور تھا کہ آنکھون کا کاجل نکال لے گیا اتنے لوگون مین یون چوٹی کاٹ لیگیا کہ کسی کو
خبر نہوئی وہ بھی چوٹی کا چور ہے نوشیروان نے کہا تو یہان کیون آئی تھی کیا جانتی نہین تھی کہ جوے خانے
مین سب بدمعاش جمع ہوتے ہین اُسنے اور رونا شروع کیا کہ واہ رے بادشاہ خوب عدل کرتا ہے غرضکہ
نوشیروان نے اُسے کچھ دلوا دیا پھر تو نٹنی زر کثیر پاکر اپنے نقصان کو بھول گئی اور خوشی مین آکر یہ غزل
عاشقانہ دردآمیز گانے لگی

غزل

ابھی وہ طفل نادان ہے نہین قدر اسکو عاشق کی
خطا میری ہے کیا ای جان جو مجھسے کج ادائی ہے
خدارا ای صنم بوسہ لب شیرین کا دے ہمکو
مرے قالب مین جب سے آپکی الفت سمائی ہے
تمھارے ہاتھ کو کیونکر یدبیضا سے دون نسبت
محبت مین تمھارے ہمنے کیا ذلت اُٹھائی ہے
پس از مردن بجاے فاتحہ اُس شوخ نے آکر
لبون سے آپکے لعل یمن کو شرم آئی ہے

بت غارتگر دین پر طبیعت میری آئی ہے
ولیکن یاد اسکو خوب طرز دلربائی ہے
رقیب روسیہ کے خرمن دل پر گرے بجلی
لبون پر مثل ذرہ اب ہماری جان آئی ہے
تلون طبع ہے وہ یار حال اُسکا نہ کچھ پوچھو
کہین رنگین تراشن سے آپکا دست حنائی ہے
تمھارے مصحف رخ کا نہین بوسہ لیا ہمنے
نشانے کو ہمارے قبر پر ٹھوکر لگائی ہے
کہین جانے نہ دینگے آپکو ہم پاس سے اپنے

اسی باعث سے مین نے دیر مین کی جبہ سائی ہے
صف اغیار سے ملتے ہو صاحب یہ تو بتلاؤ
تو مین سمجھونگا کالی چیز پر کچھ آفت آئی ہے
نہین ہے مثل مجنون ہوش کچھ ای غیرت لیلی
گھڑی بھر مجھسے خوش ہے وہ تو اکدم مین لڑائی ہے
نہ کرتے عشق گر تیسے ذلیل و خوار کیون ہوتے
قسم جھوٹی کلام اللہ کی کیون تمنے کھائی ہے
چبا کر پان تمنے سرخ جب ہونٹ اپنے دکھاے
نہین دم بھر گوارا آپ کی ہمکو جدائی ہے

نہین سوے حرم آیا کبھی بھولے سے وہ کافر
رقیب رو سیہ نے کچھ اُسے پٹی پڑھائی ہے

پرستش بت کی کر کے برہمن نے مُنھ کی کھائی ہے
مدد گویا نبی ہو کچھ برائے کبریا جلدی

نہین آیا مرے گھر وہ شکر لب ایک مدت سے
حقیر ناتوان پر لشکر غم کی چڑھائی ہے

جب مغنی یہ غزل گا چکی اور ہر ایک کو خوش کر کے زر وافر تحصیل چکی تب وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئی مگر بختک نے یہ جو ماجرا دیکھا اُٹھکر چارون کونون کو سلام کیا پکارا اس بھرتی کے صدقے سبحان اللہ کیا کہنا نوشیروان نے کہا یہ تجھے قارورے مین بھالے نظر آتے ہین بھلا عمرو یہان کہان بختک نے کہا سوا اُنکے یہ خوبی دوسرے مین نہین کہ اتنے مین دیکھا کہ ایک سوداگر باریش سفید گنٹھا ہاتھ مین لیے چلے آتے ہین نوشیروان وغیرہ کو سلام کیا اور آکر تماشا جوے کا دیکھنے لگے نوشیروان نے مندویل وبہلیل سے کہا کہ دیکھیے باین ریش وباین وضع جوے خانے مین آئے ہین غرض ہر شخص انکی وضع اور حرکتون پر ہنسا ایک دو جواری نے بنایا اب عمرو نے داؤن لگانا شروع کیے اور ہارنے لگا بہت سے داؤن ہار کر اب جیتنا شروع کیا جتنے جواری تھے کسی کے پاس کوڑی نہ رہی سب مال عمرو نے جیتا اور گلباد کو بھی خوب جیتا اب مال لیکر اُٹھنے کا ارادہ کیا گلباد نے کہا اور کھیلو عمرو نے کہا اب کل اور جمع لاؤگے تو کھیلینگے اُسنے کہا اب کسوت عیاری بدتا ہون عمرو نے اُس سے کہا اچھا اور تمام مال باندھا اب کہا کہ تو بڑا بیحیا ہے کیا مین نے تجھے نہین کہا تھا کہ اب جو میرا مقابلہ کرے تو گو کھائے یہ کہکر مال تو نذر زنبیل کیا اور پکارا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیشک طرار خنجر گزار عمرو بن امیہ نامدار اور جست کی کہ دروازہ کے پار نکل گیا گلباد نے چاہا کہ تعاقب کرے بختک نے منع کیا اور کہا سوا صعوہ کے مکان کے اور کہین یہ نہ پھنسے گا اور مندویل نے گلباد کو بہت بُرا بھلا کہا کہ اُسی مُنھ پر دعوے نہتری کا کرتا ہے کہ عمرو ہر مرتبہ جوتا لگا جاتا ہے مگر بختک نے کہا کہ ای مندویل اس سے عزت نہین گھٹ جاتی عمرو نے صدہا دھوکے کھائے ہین ابکی نہین ابکی گرفتار کریگا گلباد کا جدا دل بڑھا اور مندویل کو بھی راضی کر کے گلباد کو خلعت دلوایا اور کہا کہ اب جا اور عمرو کی تاک مین بیٹھ جہان تا دیا تھا غرضکہ گلباد عمرو سے جلا ہوا پھر صعوہ جنگی کے مکان پر آیا اور عمرو کی تاک مین بیٹھا اور عمرو رات کو پھر صعوہ جنگی کے یہان آیا اور گلباد کو بھی خبر ہوئی کہ عمرو آیا ہے تین پہر رات گئے گرد عراقی پاس آیا اور کہا چلیے عمرو آیا ہے بختک اور گرد عراقی سوار ہو کے چلے اور سب کو منع کیا کہ کوئی نقیب آواز نہ دے جب سواری گرد عراقی کی صعوہ کے مکان پر پہونچی وہان نقیب نے آواز دی صعوہ اور عمرو کو خبر ہوئی کہ سواری گرد عراقی کی آپہونچی صعوہ نے کہا ای عمرو اب مین ذلیل ہونگی نہین تو تو چھپ جا عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اور شکل اپنی ایک خواص کی بنائی گرد عراقی اندر آیا صعوہ نے کہا اسوقت غیر معمول کہان آنا ہوا مین نے سنا ہے کہ تمنے کسی سے آشنائی کی ہے یہی سبب ہے کہ ہمسے وہ نگاہ نہین ہے گرد عراقی نے کہا ملکہ اسوقت خواب مین تمکو دیکھا جب آنکھ کھلی جی گھبرایا دل یہان کھینچ لایا اور یہان عیارون نے چپکے چپکے دزدیدہ نگاہون سے دیکھنا شروع کیا کہ عمرو کہان ہے اسی طرح صبح ہوگئی اور کچھ دن بھی چڑھا ہوگا کہ اسنے حقہ مانگا ایک خواص نے لاکر سامنے رکھا گرد عراقی حقہ پینے لگا اور بختک نے صعوہ کو آشنائی کہہ کے چھیڑنا شروع کیا صعوہ لاکھون لگا بیان دے رہی ہے بگڑ رہی ہے کہ اتنے مین گرد عراقی نے کہا کسی حجام کو بلا لاؤ مین خط بنواؤنگا عمرو کہ خواص بنا ہوا تھا سب سے پہلے دروازے پر پہونچا اور وہان حجام بنکر کھڑا ہو رہا یہان سے خدمتگار جیسے دروازے کے باہر حجام کی تلاش مین نکلا عمرو نے آئینہ دکھایا خدمتگار اُسے ساتھ لیے ہوئے اندر آیا گرد عراقی نے کہا آج نیا

حجام دکھائی دیا عمرو نے کہا جی ہان ابھی کل مین باہر سے آیا ہون ایک گانون کا رہنے والا ہون تلاش مین
روزگار کے نکلا ہون مجھسے خط بنوائیے گا تو معلوم ہوگا کئی شہرون مین پھر کر ادھر آیا ہون طبیعت سیلانی ہی
ایک جگہ رہا نہین جاتا بیلے تو جہان گیا میری قدر ہوئی خاص تراش خطاب ہوا گرد عراقی نے کہا اچھا ہمارا بھی
خط بناؤ عمرو نے آئینہ نکالکر دیا گرد عراقی دیکھنے لگا عمرو نے چاندی کی کٹوری نکالی اور خط بنانے لگا گرد عراقی
نخشک سے باتین کرنے لگا عمرو نے اپنے طور پر خط بنایا نخشک کی جو نگاہ پڑی صلواۃ پڑھی گرد عراقی نے کہا
یہ کیا باتین کرتے کرتے یہ تو نے کیا کیا نخشک نے کہا آئینہ دیکھیے اب جو گرد عراقی نے صورت آئینہ مین دیکھی
ایک طرف کی داڑھی دوسری طرف کی مونچھ منڈی ہوئی پائی کہا او حجام یہ تو نے کیا کیا نخشک نے کہا میرا مجرا
داہ آستانی کے بیان کیا کنا او عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری عمرو بن اُمیہ ضمری اور دو منزلے سے نیچے کودا گلباد کی
جان نکل گئی کہ اگر تو بھی ساتھ ہی کودا تو ہاتھ پانون ٹوٹ جائینگے مگر عیار عمرو کے تعاقب مین چلے گلباد بھی روانہ ہوا تھا
گرد عراقی نے دوسری طرف کی بھی داڑھی منڈوائی اور گھر کو گیا مگر گلباد تلاش عمرو مین باہر شہر کے نکل گیا ایک صحرا
مین پہونچا دیکھا ایک جوگی مڑھی مین بیٹھا ہی گلباد سوچا کہ اسکے پاس چلو حال اپنا بیان کرو اور پوچھو کہ آیا عمرو
تیرے ہاتھ آئیگا یا نہین یہ اس ارادے مین ٹھہرا تھا کہ جوگی ہنسا اور کہا بچہ جو تو پوچھنے کو ہی وہی ہوگا گلباد نے کہا کیا
ہوگا جوگی نے کہا تو عمرو کو گرفتار کریگا اب تو گلباد کا اعتقاد بڑھا دوڑ کے جوگی کے قدمون پر گر پڑا کہ اگر آپ چاہینگے
تو سب کچھ ہوگا جوگی نے کہا بچہ معلوم ہوتا ہی تو کسی پر عاشق ہی اور وہ محبوب بھی اُس سے محبت رکھتی ہی گلباد نے کہا
جی ہان ایسا ہی ہی جوگی نے کہا اچھا تو جا اور پانچ روپیہ دے جا کہ مین تیرے واسطے محنت کرون تو عمرو کو گرفتار کرے گلباد
نے اُسیوقت روپیہ جیب سے نکالکر دیے جوگی نے ایک رومال ریوڑیون نکالا دیا کہ کھاتا چلا جا گلباد کو شک ہوا اس پھیر مین پڑا
کہ ریوڑیان کھاؤن یا نہین اور فقیر کہ رہا ہی کہ بابا کھالے گلباد کو بو دار دے بیہوشی کی آئی پلٹ کر حلقہ کمند
کا مارا جوگی غافل بیٹھا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ گلباد سمجھ گیا سا تون حلقے گلے مین پڑے گلباد نے باندھ لیا اور
کہا او سار بان زادے بڑی دغا کی تھی ہر چند عمرو نے منتین کین کہ مین عمرو نہین ہون گلباد نے نہ چھوڑا اور
لیکر چلا راہ مین سوچا کہ چلے اسے گھر لیچل جب مندویل سے انعام لینگے تب اُسے دینگے اور عمرو کو گھر مین
لاکر کوٹھری مین بند کیا اور آپ مندویل کے پاس گیا یہان گلباد کی زوجہ رعنا بانو نہا رہی تھی اب جو نہا کے
اُٹھی لونڈیون نے کہا آج جھتر جی کچھ لاکر کوٹھری مین رکھ گئے ہین اس طرح جیسے کوئی شی چھپا کے رکھی جاتی ہی عمرو نے
جو کوٹھری مین سے یہ آواز عورتون کی سُنی دعا کی کہ دادا جی میری شکل ایک ضعیف کی بنجائے وہی شکل ہوگئی اب
رونا شروع کیا ایک بھیانک آواز سے عورتین ڈرین کہ کون بلا ہی آکر پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا رمضانی شراب
فروش ہون جھتر جی میری بیٹی پر عاشق ہوے مجھسے کہا میرے ساتھ نکاح کر دے جب مین نے نہ مانا کہ برادری سے
اُٹھا دیا جاؤنگا تو مجکو قید کیا اور آپ قاضی کو بلانے گئے ہین رعنا بانو نے کہا اسے کھولدو اور ذرا موے کو آنے تو دو
دیکھو کیا درجہ کرتی ہون لونڈیون نے عمرو کو کھولکر نکالا دیکھا کہ اک کلوار ہی رعنا نے پانچ سو اشرفیان اسکو دین
کہ جا کر اپنی بیٹی کا نکاح ابھی کر دے کہ وہ موا محروم رہے اور اگر پرائی عورت پر نگاہ ڈالے تو اُسکا شوہر اُسے سزا دے
عمرو نے کہا ای خدا سلامت رکھے آپکی تو جوتی کی بھی وہ برابری نہین کر سکتی نہین معلوم کہ جھتر جی کو کیا ہوا ہی ایسی
رعنا جورو کو چھوڑکے اور پر نگاہ ڈالتا ہی رعنا نے کہا اب تو جا اور دوسرا دروازہ کھولکے عمرو کو نکالدیا اور لونڈیون
سے کہا کہ حرامزادیو آج اگر میرا کہنا نہ مانا تو سب کا سر مونڈونگی اور ناک کاٹونگی سب نے ہاتھ باندھکر جو حکم

وہ بجا لائیں رعنا نے کہا کہ آج جب گلباد آئے تمہارا اچھا ہو جو اُسکو نہ مار دیں تو اس ارادے پر تیار ہو کر بیٹھی اور گلباد
جو بارگاہ مین گیا مندویل سے کہا کہ اگر عمرو کو پکڑ لاؤن تو کیا دیجیے گا مندویل نے بہت سا مال دیا اور وعدہ
کیا کہ جب عمرو کو سامنے لاؤ گے تو دونگا اب گلباد نے کہا مین عمرو کو پکڑ بھی لایا بختک تو صورت اُسکی دیکھنے لگا
اور خوش ہوا لیکن پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا ای گلباد یہ کیا غضب کیا تو نے عمرو کو گھر مین چھوڑ آیا گلباد نے کہا اگر
گھر مین نہ چھوڑ آتا تو اسقدر اشتیاق نہ پیدا ہوتا اور مجھے اتنا انعام نہ ملتا بختک نے کہا کہ اس لالچ مین تو نے
عمرو کو کھو یا دیکھیے جو وہ گھر مین ملے گلباد نے کہا میرے گھر سے کون لیجائیگا بختک نے کہا اچھا چلو معلوم
ہو جائیگا گلباد چلا بختک بھی ہمراہ ہوا یہ دونون تو چلے اور عمرو جو وہان سے چھوٹا چلا کر دربار کی خبر لے
دیکھو کہ گلباد وہان گیا کہتا ہو دروازہ بارگاہ پر آیا شکل ایک خوانچہ والے کی بنا آواز لگائی جلیبیان
گرما گرم صبح کا وقت تھا ایک خدمتگار بارگاہ سے باہر آیا روپیہ دیا کہ دو آنہ کی جلیبیان دے باقی پیسے
پھیر دے عمرو نے جلیبیان تول کر اُسے دین اُسنے وہین کھڑے کھائین اور کہا اب پیسے لا عمرو نے کہا پیسے
تو میرے پاس نہین ہین مین نے ابھی کسی کے ہاتھ کچھ بیچا نہین اُسنے کہا پھر جہان سے ہو مجھے دے مین کیا جانون عمرو
نے کہا اچھا چلیے بازار سے روپیہ بھنا کر آپکے پیسے آپ کو دیدون اپنے آپ لیلون وہ خدمتگار ہمراہ ہوا راستے مین اُس سے
باتین کرنا شروع کین کہ نام آپ کا کیا ہو آپ بڑے خوش مزاج معلوم ہوتے ہین اُسنے نام بتایا پوچھا ملازم کسکے ہین
اُسنے کہا مندویل کا نوکر ہون عمرو چپ ہو رہا اور گلیون گلیون چلا ایک مقام پر اس خدمتگار کو جھٹک آئی
بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے کپڑے اُسکے اُتار کے آپ پہنے اُسکی شکل بنکر اُسے کسی گڑھے
مین ڈالدیا اب وہان سے بارگاہ کی طرف چلا دیکھا کہ گلباد اور بختک ساتھ آتے ہین دل مین سوچا کہ ای عمرو ولد
حرامزادہ تیری گرفتاری کی خبر سنکر آتا ہو جب یہ دونون قریب آئے سلام کیا بختک نے اُسے اچھی طرح نہ دیکھا عمرو
گلیم اوڑھکر ہمراہ ہوا کہ سنون تو سہی کیا باتین ہوتی ہین بختک گلباد سے بار بار کہتا تھا کہ ای گلباد تو بڑا دھوکا کھایا
تجھے کہ عمرو کو گھر پر چھوڑ آئے دیکھو اب وہ نہ ہاتھ آئیگا گلباد کہتا ہو ملک جی تمکو تو رہ رہ کے وحشت ہوتی ہو
دودہ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہو بھلا عیارون کے گھر مین قید ہو کر کوئی نکل جا سکتا ہو بختک نے کہا اچھا
دیکھتے ہین اتنے مین پھر بختک نے کہا ای گلباد جس لالچ کے لیے تو نے عمرو کو ہاتھ سے کھو یا دربار مین لیے نہ
چلا آیا وہ بھی عبث ہو کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا تو نے اپنے شاگرد سے کہا ہو کہ تو خلعت و زر و مال جو مندویل سے
ملا ہو اُسے لیکر آ مجھے نہین امید کہ وہ تجھے ملے ضرور مرشد چھوٹ گئے رستے مین تیرے شاگرد سے لے لینگے گلباد نے
کہا ملک جی زیادہ نہ بکو تمکو خلل دماغ ہوا اول تو عمرو کا چھوٹنا مشکل دوسرے عمرو چھوٹا بھی تو جان اپنی بچا کر
بھاگے گا یا مال کی فکر کریگا تیسرے یہ کہ اُسے کیا معلوم کہ مجھے مال ملا ہو اور میرا شاگرد لیے ہوئے آتا ہو بختک نے
کہا منہ سے بات نکلی اور اُنھون نے سن لی یہ ممکن نہین کہ اب مال تیرا بچے غرضکہ عمرو نے یہ سب باتین سنین
اور راہ سے پھرا کہ اب چلکر مال لینا چاہیے طرف بارگاہ مندویل کے صورت وہی خدمتگار کی بنا ہوا چلا
دیکھا کہ وہی شاگرد گلباد کا مزدور کی تلاش مین نکلا ہو اور کوچہ بکوچہ گلی در گلی مزدور کو پکارتا پھرتا ہو کہ
کوئی مزدوری کریگا جسکو مزدوری کرنا ہو میرے ساتھ جلد چلے مزدوری خاطر خواہ ملے گی جلدی سے آپنے
کہا کہ مین مزدور کو بلانے لاتا ہون اور الگ جا کر صورت مزدور کی بنکر سامنے آئے کہ وہ جو میان گو سے
ہین اُنھون نے بھیجا ہو اور مال و اسباب سر پر رکھکر چلا جب ایک تراہا ملا آنکھ بچا کر غائب ہو گیا عیار نے

پیچھے پھر کر دیکھا تو مزدور کا پتا نہیں شاگرد گلباد خلعت و زر نقد کے فراق میں مزدور کو ڈھونڈھتا رہگیا اُدھر گلباد بختک
کو ساتھ لیے ہوے اپنے گھر پر آیا عورتوں نے بختک کو دیکھکر رعنا بانو سے کہا ای بی بی وہ کلوا سچ کہتا تھا کہ مہتر جی
قاضی کو لینے گئے ہیں تم دیکھو تو وہ مہتر جی قاضی کو ساتھ لیے آتے ہیں بختک نے جو یہ باتیں عورتوں کی سنیں یہ تو بڑا استاد
ہی کچھ سوچ کے دروازہ پر ٹھہر گیا گلباد گھر کے اندر آیا دیکھا دروازہ کوٹھری کا کھلا ہوا ہی بدحواس ہوکر خواصوں سے
پوچھا کہ دروازہ کسنے کھولا کنیزیں تو چپکی بیٹھی رہیں رعنا بانو نے بڑھکر جواب دیا چچا جان ہمنے کھولا موئی کاٹے جوانمرگ
کی اب شامت آئی ہی موے مردے گوشت رمضانی شراب فروش کی بیٹی لنگڑی لولی چپڑی پر عاشق ہوا اور اُس
بیچارے غریب کو فریب کرکے یہاں بند کیا اور اُسکی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کو قاضی لیکر آیا گلباد نے حیران ہوکر کہا
ایسے رعنا تو بکتی کیا ہی کچھ تجکو سودا ہو گیا ارے وہ عمر دشمنا ہی اُسے گرفتار کر لایا رعنا یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ دُر لنگوڑے بکتا کر آتو رہ
چھپرلات کی مار تجھے باتیں بگھارتا ہی گلباد کو غصہ زیادہ آگیا لپک کے جوڑے کے جھونٹے لیے اُسنے داڑھی پکڑ کے کھینچی
اور خواصوں سے کہا مردار دیکھتی ہو اور اس مردے کی دسا نہیں بناتی ہو جب تو خواصیں تمام چہار طرف سے شور
کرتی ہوئی دوڑیں کسی نے لکھنی چولھے کی جلتی ہوئی اُٹھائی کسی نے جوتی لی کسی نے لکڑی لی اور کوئی پھکنی دست پناہ لیکر جھپٹی
ایسا گلباد کو مار کر بُرا حال کر دیا جب گلباد کی خوب ہی گت بنی گلباد نے رعنا کے جھونٹے چھوڑ دیے اور اپنی داڑھی
چھڑا کر بھاگا مگر آدھے بال داڑھی کے نچگئے بھاگا ہوا دروازے کے باہر آیا پیچھے پیچھے رعنا اور خواصیں اُسکی دوڑ کر
دروازے پر آئیں گلباد تو اُچک کے آگے نکل گیا بختک جو دروازے پر کھڑا تھا عورتوں کو دیکھکر بھاگنے لگا رعنا
نے کہا کہ پکڑ دے قاضی کو پکڑ لینا خواصوں نے بختک کو گھیر کر پکڑا اور اُسی طرح مارنا شروع کیا بختک چلایا ارے
گلباد مجھکو پھنسا کے آپ بھاگا جاتا ہی گلباد پھر پلٹکر آیا اور بڑی دقت سے کھینچ کھانچ کے بختک کو چھڑایا اور
دونوں بھاگے پگڑیاں و جوتے مارپیٹ میں دونوں کے وہیں رہگئے بدحواس پریشان کپڑے پھٹے ہوے بال داڑھیوں
کے نچے ہوے ہانپتے کانپتے بارگاہ مندویل میں دونوں آئے بختک تو نہایت بدذات ہی دربار میں آتے ہی قہقہہ
لگاکر مارے ہنسی کے زمین پر لوٹنے لگا مندویل حیران کبھی بختک کی صورت دیکھتا ہی اور اُسکی ہنسی پر ہنستا ہی کبھی
گلباد کی شکل دیکھتا ہی پوچھتا ہی ارے خیر تو ہی کچھ کہو تو سہی کہ کیا ہوا آخر گلباد نے سارا حال مندویل سے بیان کیا
مندویل کو سنکر غصہ آیا اور گلباد کے منہ پر تھوکا اور کہا ادبخیا اسی بات پر تو دعوی عیاری کرتا ہی اور عمر نے تجکو
اور تیرے بھائی گلباد کو کتنی مرتبہ ذلیل کیا ہی جا سامنے سے دور ہو تو قابل بیان آنیکے نہیں ہی گلباد آنکھوں میں
آنسو بھر لایا اور افسوس کرکے یہ شعر پڑھنے لگا شعر گئے دو جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ٭
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ٭ بختک نے جو گلباد کو بیدل دیکھا مندویل سے
سفارش کرکے خطا گلباد کی بخشوائی اور خلعت دلوایا اور دانی تمام کوتوالی کی مہتری دلوادی گلباد و عیارونکو لیکر
کوتوالی چبوترے پر آکے بیٹھا مگر نہایت رنجیدہ سامنے کوتوالی کے ایک بھیڑ آدمیوں کی لگی سب کھڑے گلباد کو دیکھ
رہے تھے کہ گلباد نے دیکھا ایک بڈھا ساتھ اپنے ایک لڑکا لیے ہوے چلا آتا ہی گلباد نے اُس بڈھے کو بلایا پوچھا تو کہاں
رہتا ہی اُسنے کہا فلاں نالے پر جہاں حبشین ہندنیں رہتی ہیں اور کئی درخت تاڑ کے ہیں اُسی جگہ میرا گھر ہی اور کچھ اسباب سوداگری
بھی ہی اگر آپ کو لینا ہو تو میرے ساتھ چلکے پسند کر لیجیے یہ سنکر گلباد نے بہرام عراقی سے کہا کہ تو جا کر اُسکا گھر دیکھ آ تو
پھر میں چلوں بہرام عراقی اُسکے ساتھ ہوا جب نانبائی کی دوکان پر پہونچے وہ لڑکا کہنے لگا میں بھوکا ہوں مجکو یہاں کھانا
کھلا دو وہ بڈھا اُس لڑکے پر غصہ کرنے لگا بہرام عراقی نے اُس بڈھے کو منع کیا اور لڑکے سے کہا کہ چل میں تجھے نہاری

اور شیر مال دلوادون بلکہ مین بھی کھاؤنگا یہ کہکر نانبائی کی دکان پر آئے اور اسکے بالاخانہ پر بیٹھے اور پانچ روپیہ بہرام عراقی
نے نانبائی کو دیے نانبائی نے دسترخوان بچھوادیا اور نہاری اور شیرمالین وغیرہ بہت سی چنوادین بہرام اور بڈھا اور
روکا تینون کھانا کھانے لگے ناگاہ ایک فقیر نے آکر سوال کیا بڈھے نے نانبائی سے کہا تو پانچ روپیہ اپنے پاس سے
اسکو دیدے مین کھانا کھالون تو تجھکو دون نانبائی نے اس بڈھے کے کہنے سے پانچ روپیہ فقیر کو دیدیے پھر اور چند فقیر
آئے بڈھے نے نانبائی سے کہا مین لڑکے کو بھیجکر روپیہ گھر سے منگواتا ہون تو انکو بھی پانچ روپیہ دیدے بڈھے نے اس
لڑکے سے کہا کہ تو جاکر گھر سے جلدی دس روپیے لاکر نانبائی کو دیدے لڑکا تو ادھر روانہ ہوا اب بڈھا بھی کسی فقرے
سے جایا چاہتا تھا کہ گلباد عراقی ہر دوکان پر عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آتا تھا اس نانبائی کی دکان پر جو بہرام کے
ساتھ بڈھے کو کھانا کھاتے دیکھا فوراً پہچان لیا کہ یہ عمرو ہے پیچھا نانبائی کے آکر گلباد کھڑا ہوا اور چپکے سے نہاری مین
بیہوشی ملادے اب جو بہرام نے نانبائی سے نہاری اور طلب کی تو نانبائی نے وہی نہاری بھیجدی عمرو اب نہاری شیرمال
کے کھاتے ہی بیہوش ہوگیا گلباد نے آکر عمرو کو پکڑ لیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ جو لڑکا عمرو کے ساتھ تھا وہ ابوالفتح بیٹا
اخی سعید کا اور بھانجا عمرو کا تھا گلباد نے اسیوقت بہرام عراقی کو اپنے بھائی گلباد کے پاس مع عمرو کے روانہ
کیا عیارون نے پشتارہ عمرو کا باندھا اور دربار مین مندویل کے لیکر آئے گلباد نے سامنے مندویل کے پشتارہ عمرو
کا رکھدیا عمرو کو گرفتار دیکھکر بختک و نوشیروان بہت خوش ہوے اور سب عیارون کو انعام دیا مندویل نے کہا عمرو
کو ہوش مین لاؤ گلباد نے رفع بیہوشی جو دی عمرو ہوشیار ہوا دیکھا کہ سامنے مندویل وغیرہ کے گرفتار ہون مندویل نے
عمرو سے کہا او ساربان زادے تجھکو اس دن کی خبر نہ تھی جو تو ایسی ایسی حرکتین کرتا تھا کہ سبکو عاجز کردیا بختک نے گرد عراقی سے
کہا کہ صعوہ جنگی کو بھی بلاؤ اور انکے سامنے عمرو کو قتل کرو وہان صعوہ جنگی کو پہلے خبر ہوگئی کہ عمرو گرفتار ہوکر دربار مین
گیا ہے اور قتل کیا جائیگا یہ خبر سنکر ملکہ صعوہ جنگی زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی تھی کہ ملازم گرد عراقی کے آئے اور کہا اے ملکہ جلد
تمکو گرد عراقی نے دربار مین طلب کیا ہے صعوہ جنگی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور دربار مین گرد عراق کے آئی صعوہ جنگی
خواجہ عمرو کو دیکھکر رونے لگی اور دل مین کہا اگر عمرو قتل ہوگا تو مین بھی اپنی جان دونگی اس اثنا مین مندویل نے
عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب تو تم قتل کیے جاؤگے گانا تو اپنا آج سنادو عمرو نے کہا بہت خوب یہ کہکے عمرو نے گانا شروع کیا
یکایک طبلیل نے آکر کہا کہ اب گانا موقوف کیجیے اور جلسے خاصہ نوش کرلیجیے یہ سنکے سب کھانا کھانے کو چلے بعد تھوڑی
دیر کے کھانا کھا کر جب سب آئے عمرو نے پھر گانا شروع کیا ایسا گایا کہ سمان بندھ گیا ادنی اور اعلے سب خوش
ہوے تعریفین کرنے لگے مگر عمرو نے جو دیکھا تو سب پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے عمرو حیران تھا کہ ان سب کو بیہوش
کسنے کیا جب تمام اہل دربار بیہوش ہوگئے گویا وہ شہر خاموشان تھا یکایک ایک لڑکا آیا اور تمام مال اٹھا اٹھا کر
ایک جگہ پر ڈھیر کیا پھر عمرو کے پاس آکر کہا تو کون ہے عمرو نے کہا مین بیچارہ غریب ہون گلباد نے مجکو ناحق قید کیا
ہے جب تو وہ لڑکا یعنی ابوالفتح نے کہا اگر تو کہدے کہ مین عمرو ہون تو مین تجکو ابھی رہا کردون عمرو نے ناچار ہوکر کہا
کہ مین عمرو ہون ابوالفتح نے کہا کہ مجکو تو ایک پرچہ کاغذ پر اتنا لکھدے کہ مین اس لڑکے کا شاگرد ہوا عمرو نے پہلے تو
تامل کیا بعد گفتگوے بسیار عمرو نے ایک کاغذ کے پرچہ پر لکھکر مہر کردی ابوالفتح نے ایک ہاتھ عمرو کا کھول دیا اور
آپ وہان سے چلا گیا عمرو نے خنجر سے اپنی قید کاٹی اور سارا مال بارگاہ مندویل کا نذر زنبیل کیا اور سبکے وہان تخم
کانے کرکے غرقیان چار چار انگل کی باندھکر سبکے کپڑے اتار لیے اور صعوہ جنگی کو بھی زنبیل مین ڈالکر اسکے مکان پر آیا
اور تمام مال ملکہ صعوہ جنگی کا اور تمام خواصون کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور اسیوقت اصفہان سے راہی ہوا

راہ میں عمرو نے یہ خبر سنی کہ امیر دو منزل پر اصفہان سے آگئے ہیں عمرو بہت خوش ہوا اور امیر کے لشکر کیطرف
چلا جاتے جاتے جب قریب لشکر امیر کے پہونچا سرہنگ مصری سے ملاقات ہوئی عمرو نے سارا حال بیان کیا اور
بارگاہ سلیمانی میں آکر امیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا اور تمام ماجرا گلباد اور صعوہ چنگی کا بیان کیا لیکن یہ نہ کہا کہ میں
صعوہ چنگی کو ساتھ لایا ہوں غرضکہ امیر نے اسیوقت کوچ کیا اور دو کوس اصفہان سے ہٹ کر بارگاہ سلیمانی برپا
کرائی اور تمام بارگاہیں اور خیمے استادہ ہوئے اور عمرو نے بھی اپنی بارگاہ علیحدہ استادہ کی اور اسمین آکر صعوہ چنگی کو زنبیل
سے نکالا اور ہوشیار کیا جب صعوہ چنگی کو ہوش آیا پوچھا اے عمرو تم مجکو کہاں لائے عمرو نے کہا لشکر امیر با توقیر میں
داخل ہوئے صعوہ چنگی نے کہا کہ میرا مال و اسباب اور خواصیں کہاں ہیں عمرو نے اسیوقت تمام مال و اسباب و خواصیں
زنبیل سے نکالکر آگے صعوہ چنگی کے رکھدیں صعوہ چنگی حیران ہوئی اور کہا اے خواجہ تم میں بڑی کرامات ہے الغرض عمرو نے
خیمہ صعوہ چنگی آراستہ کرکے صعوہ سے کہا لو چنگ بجاؤ اور ہم گائیں صعوہ چنگی چنگ بجانے لگی اور عمرو ٹھنک ٹھنک کر
گانے لگا اودھر قاسم تنگ رو اخی عیار پہلوان عادی کا جاتا تھا گانے بجانے کی آواز سنکر وہ خیمہ عمرو پر ٹھہرا اور جاکر
پہلوان عادی سے بیان کیا عادی نے جاکر امیر با توقیر سے کہا معلوم ہوتا ہے عمرو ملک اصفہان
سے کچھ عورتیں لایا ہے اور لشکر میں سب کے ہاتھ بیچیگا امیر با توقیر پہلوان عادی سے یہ سنکر عمرو کے خیمہ میں آئے دیکھا کہ
گانا ہو رہا ہے چنگ بج رہا ہے صحبت عیش و عشرت جمع ہے امیر با توقیر نے آواز دی کہ اے خواجہ ہم بھی آئیں عمرو صدائے
حمزہ صاحبقران سنکے باہر نکل آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر با توقیر میں ملکہ صعوہ چنگی پر عاشق ہوں اور عشق صادق
ہے کاذب نہیں ہے کہ آپ معشوقہ کو مول لیں یہ سنکر امیر با توقیر نے فرمایا اچھا تمہیں اختیار ہے کیا میں کچھ کہتا ہوں مگر یہ بتاؤ ملکہ
صعوہ چنگی کو کیا ہم سے چھپاؤ گے ہم نے تو ملکہ مہر نگار کو تم سے نہیں چھپایا عمرو نے عرض کیا اے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
زمان آپ مالک مختار ہیں میری جان و مال اور اہل و عیال کے ہیں بھلا آپ سے کیا پردہ ہوگا یہ کہکر حمزہ صاحبقران کا
ہاتھ پکڑ کر اندر خیمہ کے لایا صعوہ چنگی نے مجرا کیا امیر با توقیر صعوہ چنگی کو دیکھکر نہایت حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ اس
صورت کا معشوق دلفریب و محبوب جامہ زیب عمرو کی شکل پر کیونکر عاشق ہوا غرضکہ امیر با توقیر تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت
ہوئے اور محل میں آئے ملکہ مہر نگار سے سارا حال عمرو اور صعوہ چنگی کا بیان کیا ملکہ مہر نگار نے سنکر فتنہ سے تمام حال
عمرو اور صعوہ چنگی کا بیان کیا فتنہ نے جلکر کہا میری پاپوش کی نوک سے اگر عمرو صعوہ چنگی مالزادی کو لایا اور وہ
سوا مونڈی کا ناچا نہ مرگ اسی طرح ہر جائی بن کرتا پھرتا ہے ایک روز ملکہ مہر نگار نے عمرو سے کہا اے خواجہ صعوہ چنگی
اپنی معشوقہ کو ذرا ہمیں بھی دکھاؤ عمرو فوراً صعوہ چنگی کو ساتھ لیکر محل میں گیا صعوہ چنگی نے ملکہ مہر نگار کو مجرا کیا ملکہ
مہر نگار صعوہ چنگی کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہا بیٹھو جیسے ہی فتنہ نے دیکھا کہ صعوہ چنگی آئی ہے اور ملکہ نے اسکو
اپنے پاس بٹھایا آتش رشک و حسد سینے میں مشتعل ہوگئی کلیجا جلکر کباب ہوا توشک خانہ میں جاکر چپکی ہو کر بیٹھ رہی کہ میرا
سامنا اس مردار کا نہو ملکہ مہر نگار نے ایک خواص سے پوچھا کہ فتنہ کہاں ہے اسنے عرض کیا اے ملکہ وہ منہ پھلائے تیوریاں
چڑھائے ہوئے توشک خانہ میں جا بیٹھی ہے ملکہ نے کہا لو موئی دیوانی ہوگئی ہے احمق ہے شامتوں نے گھیرا ہے جو بے ادبی کرتے
ہیں اے گلچہرہ خواص تو جاکر فتنہ سے کہہ کہ ملکہ صندوقچہ جواہر کا مانگتی ہیں جلد لاؤ وہ خواص دوڑی توشک خانہ میں گئی اور ملکہ کا
حکم سنایا فتنہ مجبور و ناچار ہوکر صندوقچہ جواہر نگار کا لیکے خدمت میں ملکہ کی حاضر ہوئی مگر صعوہ چنگی کی صورت دیکھتے ہی
بے آگ جل گئی اور اسکی طرف سے منہ پھیر لیا ملکہ مہر نگار نے صندوقچہ کھولا اور ایک جواہر بیش بہا صعوہ چنگی کو دیا کہ
کبھی صعوہ چنگی کے باپ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا صعوہ چنگی نے اٹھکے مجرا کیا مہر نگار نے فتنہ سے کہا اے فتنہ جو ہم

کہین اُسکو منظور کرو فتنہ سُنکر چپ ہورہی جواب ملکہ کو نہ دیا مہرنگار نے کہا اے فتنہ صعوہ جنگی کے گلے لگ جاؤ
آپسمین میل اور اتحاد رکھو یہ کہکر ملکہ مہرنگار اُٹھی اور ہاتھ دونون کا پکڑ کے گلے ملوا دیا لیکن یہ مقدمہ سوتاپے کا ایسا
ٹیڑھا ہوتا ہے کہ کبھی دل سوتون کا صاف نہین ہوتا غرضکہ صعوہ جنگی ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئی
عمرو نے عیارون سے تاکید شدید کر دی کہ صعوہ جنگی کے خیمے سے بہت ہوشیار رہنا اور ہر وقت گرد خیمہ صعوہ جنگی
پہرا چوکی رکھنا کہ اب گلباد اور گرد عراقی کو خبر ہوگی کہ عمرو صعوہ جنگی کو لیگیا ہے وہ نہایت کوشش اور
جستجو کرینگے عجب نہین جو آکے نکال لیجائین عمرو تو اس بندوبست مین تھے اور پہرا چوکی بہت ہوشیاری کے ساتھ بٹھادی

دو کلمہ داستان آنا گلباد کا اور چُرا لیجانا ملکہ صعوہ جنگی کو اور راہ مین عیاری کرنا ابوالفتح کا اور قید کرنا امیر کو برج عراق زہرہار مین

مخبران روایات داستان رنگین اسطرح اس کیفیت کو تحریر کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ
صعوہ جنگی کو لیکر چلے آئے صبح کو سب کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سب کے مُنھ کالے ہین اور ساری صحبت لٹی ہوئی ہے مگر
نہ عمرو ہے نہ صعوہ جنگی ہے بختک تو اُچھلنے لگا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا یہ خبر گرد عراقی کو ہوئی کہ صعوہ جنگی کو ہمع گھربار
عمرو لیگیا گرد عراقی نے بہت غیر حال کیا گلباد نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین صعوہ جنگی کو لشکر امیر باتوقیر سے
نکالے لاتا ہون یہ کہکر جتنے عیاران اصفہان تھے لشکر امیر باتوقیر مین صورت بدلکر ملنے کہ آج کل لشکر امیر کا ترکی پر ہے
اور گلباد بھی رات کو چلا کہ صعوہ جنگی کو چُرا لاؤن یہ سوچکر سامنے خیمہ صعوہ جنگی کے صورت بدلکر آیا دیکھا کہ بہت سے عیار
گرد خیمے کے بیٹھے پہرا دے رہے ہین جب یہان اُسکا دسترس نہ چلا بارگاہ سلیمانی مین آیا اور امیر باتوقیر کو چُرا لیگیا صبح کو بارگاہ
مین لایا نوشیروان و منددیل وغیرہ بہت خوش ہوے اور سب نے کہا کہ امیر کو ابھی قتل کر دو یہ سُنکر بختک نے کہا اے منددیل
اگر تم امیر کو قتل کروگے تو عمرو مار ڈالیگا اور قید کروگے تو چھڑا لیجائیگا ہر طرح مشکل ہے گلباد نے کہا کہ بختک قلعہ
ترک اصفہان مین برج زہرہار ہے اُسمین امیر کو قید کرو عمرو کو پتا بھی نہ ملیگا بختک نے کہا بہتر ہے غرضکہ
گلباد نے امیر کو لیجا کر برج زہرہار مین قید کیا اُدھر لشکر اسلام مین صبح کو خبر ہوئی کہ امیر بارگاہ سلیمانی مین
سے غائب ہوگئے عمرو نے بھی سُنا نہایت صدمہ ہوا سارے لشکر کو رنج ہوا مہرنگار نے رو رو کے عجب حال کیا
عمرو نے بہت جستجو اور کوشش کی مگر امیر باتوقیر کا کہین پتا نہ لگا دوسرے دن رات کو پھر گلباد آیا عمرو تو قباد
شہریار کی خبر کو گیا ہوا تھا گلباد صعوہ جنگی کو چُرا لیگیا خواصین پیٹنے لگین اور رو رو غل مچانے لگین عمرو جو قباد کے
پاس سے آیا سُنا کہ لشکر مین سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو حیران ہوا کہ لشکر مین کون روتا ہے جب عمرو قریب خیمے کے
آیا سُنا کہ خیمہ صعوہ سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو جلدی سے خیمے کے اندر آیا خواصون نے رو کر کہا اے خواجہ صعوہ کو گلباد
چُرا لیگیا یہ سُنکر عمرو اور سب عیار دوڑے کہ چلکر صعوہ کو چھڑا لائین گلباد پشتارہ لگائے چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک
رومال پڑا تھا گلباد نے اُٹھا لیا دیکھا کہ ایک طرف رومال کے کونے پر کچھ روپیے بندھے ہین اور ایک طرف ڈلیان
مصری کی چاندی کے ورق کی لگی ہوئی بندھی ہین اور اُسمین کچھ چھوٹی الائچیان بھی ہین گلباد نے مصری کی ڈلیان تو
پھینکدین اور روپیے لیلیے اور الائچیان کھانے لگا جیسے الائچی کھائی بیہوش ہوکے گر پڑا ابوالفتح نے جھاڑی مین سے نکلکر
گلباد کو باندھا اور دفع بیہوشی دیکر گلباد کو ہوش مین لایا گلباد نے دیکھا کہ ایک لڑکے نے مجکو باندھ لیا
ہے کہنے لگا اے لڑکے اپنے روپیے لے اور مجکو چھوڑ دے ابوالفتح نے کہا تو یہ کیا لیے جاتا ہے گلباد نے کہا گرد عراقی کی
معشوقہ صعوہ جنگی کو لیے جاتا ہون ابوالفتح نے کہا او گیدی تو میری نانی کو اسطرح کہتا ہے اور مجھے تو میری خالہ کے

سارا ماجرا تیرا بیان کیا تھا کہ امیر کو تو ہی چرا لیگیا ہی اور آج صعوہ کو چرا لایا ہی یہ تھیلے مین پہلے سے راستے پر آ بیٹھا تھا اور
رومال میرا ہی تو روپیہ مجھے کیا دیگا تو نے وہ گرہ کھولی نہین اسمین بیہوشی بندھی تھی گلباد نے کہا او لڑکے تو مجھسے ہزار روپیہ
لیلے اور مجکو چھوڑ دے ابوالفتح نے کہا او گیدی کیا بکتا ہی مگر اب ابوالفتح حیران ہی کہ ایک تو یہ پشتارہ دوسرے گلباد
اور قد میرا چھوٹا سا کیونکر ان دونون کو لیجاؤن آخر ابوالفتح نے سوچکر گلباد کے پاؤن مین رسی باندھی اور پشتارہ صعوہ کا
دوش پر لگایا گلباد کو کھینچتا ہوا لیچلا کر پشت اسکی چھل گئی گلباد غل مچانے لگا اس اثنا مین کلباد عراقی آگیا گلباد نے
اسکو دیکھکر کہا ای بھائی یہ لڑکا مجکو مارے ڈالتا ہی ابوالفتح کلباد کو دیکھکر حیران ہوا اور پشتارے کو ایک طرف رکھکر نیمچہ
کھینچا کلباد سے لڑائی ہونے لگی جب کلباد نے چاہا کہ رسی کھولے رسی کا سرا ابوالفتح کے ہاتھ مین تھا فوراً اسنے جھٹکا
مار دیا اور کلباد کو پاس نہ آنے دیا بہت ہوشیاری سے ابوالفتح لڑ رہا ہی کہ اتنے مین بہرام عراقی بھی آپہونچا اب ابوالفتح
گھبرایا خدا سے دعا کرنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ واہ یک نشد دو شد لیکن دل کو مضبوط کرکے دونون سے لڑنے لگا
ابوالفتح تو اکیلا ہی اور وہ دو ہین مگر دونون کی چوٹین روکتا ہی اور جواب دیتا ہی لڑتے لڑتے ابوالفتح نے ایک ہتھلی
بہرام کو ماری بہرام عراقی زخمی ہوا پیچھے ہٹ کر کہنے لگا او لڑکے تو نے مجھے زخمی کیا ابوالفتح نے کہا او گیدی سوا
زخمی ہونے کے کیا لذت پیشے لڑائی مین ملتے ہین ابوالفتح لڑ رہا ہی اور دعا مانگتا جاتا ہی کہ عمرو نے ابوالفتح کی آواز دور سے
پہچانی پکارا کون ہی ابوالفتح نے عمرو کی آواز سنکر کہا ای ماموجان جلد آئیے کہ مانی کا پشتارہ مین نے گلباد سے
چھین لیا اور بہرام و گلباد دونون میرے پیچھے پڑے یہ سنکر عمرو نیمچہ کھینچکر جھپٹا آتے ہی دونون سے لڑنے لگا گلباد کی
رسی کا سرا ہاتھ سے ابوالفتح کے چھوٹ گیا ادھر سرہنگ مصری بھی آگیا اب تو ایک سے ایک لڑنے لگا کہ ادراک
عراقی دو ہزار سوار سے آیا اسکو دیکھکر عمرو نے ابوالفتح سے کہا ای فرزند تو چلا جا اور سرہنگ مصری سے بھی عمرو نے
کہا تم بھی نکل جاؤ یہ دونون لڑتے ہوئے راہی ہوئے عمرو نے صعوہ جنگی کو تو زنبیل ڈال لیا اور نکلنے کا ارادہ کیا کہ
سلطان بخت مغربی پانچ ہزار سوار سے طلایہ پھرتے پھرتے ادھر نکل آئے دیکھا لڑائی ہو رہی ہی عمرو کی آواز سنکر نعرہ
کیا اور تلوار مین کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی صبح تک پانچسو آدمی سلطان بخت مغربی نے قتل کیے اور باقی مع ادراک
عراقی کے بھاگ کر بارگاہ مندیل مین آئے گلباد کو بڑا صدمہ ہوا اسطرف رات کو کوئی قباد شہریار کو چرا لیگیا
صبح کو لشکر اسلام مین غل ہوا کہ قباد شہریار خوابگاہ پر سے غائب ہو گئے عمرو نے جو تلاش کیا معلوم ہوا کہ مندیل نے
نوشیروان کو بھی خبر نہین کہ قباد کو کون چرا لیگیا ادھر بختک نے مندیل سے کہا کہ طبل جنگ بجواؤ مندیل نے کہا کہ
امیر تو ہمارے پاس قید ہین اور ہمکو تو انسے لڑنے کی خوشی تھی بختک نے کہا ای مندیل غنیمت جانو کہ امیر قید مین ہین غرض
مندیل نے بختک کے کہنے سے طبل جنگ بجوایا یہ خبر عمرو کو ہوئی سب لوگ لشکر اسلام مین گھبرائے کہ اب کیا ہو نہ تو
امیر ہین نہ بادشاہ لشکر اسلام عمرو نے سب کو تسلی دی کہا نہ گھبراؤ خدا حامی و مددگار ہی لندھور جانشین حمزہ تو موجود ہی
غرضکہ ادھر لشکر اسلام مین نقارہ جنگی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا
ہوئے کہ یکایک طرف بیابان سے گرد اٹھی دیکھا کہ لاکھ سوار سے کندر کوہ کرمانی آیا پھر دوبارہ گرد اٹھی دیکھا کہ سلسل شاہ ختنی
ولد انش شاہ لاکھ لاکھ سوار سے آئے کہ پھر گرد کا تتق اٹھا کہ عجم خان تین لاکھ سوار سے آیا اب جو سب کی آمد ہوئی اور یہ
سردار کمک کو نوشیروان کی آنے لگے سب فوج کفار و سرداران استقبال مین مصروف ہوئے دن کم رہگیا مندیل نے
ارادہ کیا کہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے خیمون مین پھر جائین مگر عجم خان مع تین لاکھ سوار کے بادشاہ نوشیروان
کے پاس بھی نہ گیا وہین سے بھاگ کی لشکر لندھور پر آ پڑا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی اب نمک

لندھور کچھ پسپا ہونے لگی عجم خان گھوڑا اٹھا کر برابر لندھور کے آیا اور پکارا بانس او ہندی اب تو میرے ہاتھ سے
کہاں جائیگا یہ کہکر تلوار ماری کر ہوا بھی کتا او ذلیل لندھور کو بھی غصہ آیا دودمہ ہندی کھینچکر ایک ہاتھ مارا عجم خان
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹکر جگرگاہ تک اتر گیا عجم خان زمین پر گرا لاش تڑپنے لگی فوج اسکی بھاگی پھر خوب
تلوار چلی لاکھ سوار عجم خان کے مارے گئے باقی بھاگ گئے جب لشکر نوشیروان مین آئے بختک نے طبل بازگشت
بجوایا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمون مین آئے بختک نے کہا واہ میان عجم خان خوب جلدی کر کے سب سے پہلے
تم نے ہاتراب ملک عدم کا کیا نوشیروان بختک پر خفا ہوا مندویل نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین بھی
کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آئے کہ از ردہ بیابان گردے برخاست جب
دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا شاہنگ چرخی زن لاکھ سوار سے کمک کو نوشیروان کی آیا یکایک پھر گرد اٹھی ہر یرقہ
دس ہزار سوار سے آیا پھر گرد اڑی دیکھا کہ ملک فرخ و نجم کاسہ فروش و مریخ دہل زن آئے اور برابر مندویل
کے پہونچکر سلام کیا شاہنگ چرخی زن نے اجازت طلب کی اور میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمرو نے لندھور
سے کہا ای دارائے ہند تم نہ جانا اب لشکر تمھارے دم سے ہی کر سلطان بخت مغربی لندھور سے اجازت لیکر میدان
مین آئے لیکن شاہنگ چرخی زن کی نئی لڑائی اور نیا حربہ ہی جب سلطان بخت مغربی سامنے آئے
شاہنگ چرخی زن نے موذون کو چرخ دیا کہ تنق گرد بلند ہوا اور اسی گرد و غبار کی تاریکی مین اپنا حربہ کیا
سلطان بخت مغربی زخمی ہوا یہ دیکھکر قارن قاز مغربی نکلا وہ بھی اسی طرح زخمی ہوا دو سردار اور شہید ہوے
تمام لشکر حیران ہوا کہ حربہ اسکا نہین دکھائی دیتا ہی اور سردار زخمی ہو جاتا ہی عمرو اور لندھور کو نہایت فکر ہوئی اور اسنے
سات میدان داریان کین دس بارہ سردار تو زخمی ہوے پانچ چار پہلوان مارے گئے عمرو نے لندھور سے کہا ای دارائے ہند
خدا خیر کرے امیر باتوقیر اور بادشاہ تو نہین ہین یہ کافر عجیب لڑائی لڑتا ہی اسطرف بختک و نوشیروان و مندویل وغیرہ
بہت خوش ہین اور نوشیروان و مندویل نے اسکی دعوت کا سامان کیا اور شاہنگ چرخی زن سے کہا کہ بعد دعوت کے
طبل جنگ بجوانا غرض بسبب دعوت کے لڑائی موقوف رہی عمرو نے جو سنا تو لندھور سے کہا کہ مین بھی دعوت کا سامان
دیکھ آؤن لندھور نے کہا خواجہ تمکو اختیار ہی مگر عمرو نے دل مین سوچا ای خواجہ آج بختک سے امیر باتوقیر کا
حال چلکر پوچھو یہ دل مین خیال کر کے عمرو چلا اور بارگاہ نوشیروان پر آیا راہ بختک کی دیکھنے لگا کہ جب بختک نکلے
تو اسکے خیمے مین چلکر پوچھون غرض بختک کو جو دیر ہوئی تو عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے بختک کب آئے بہت دن
سے بہن کو نہین دیکھا ہی ای خواجہ ذرا چلکے سمینہ کو دیکھ آؤ یہ سوچکر عمرو اپنی بہن کے مکان پر آیا اور اندر گھر کے جو چلا تو
ایک غلام نے روکا اخی سعید نے اشارے سے غلام کو منع کیا اور عمرو اندر چلا گیا اپنی بہن سے ملا سمینہ نے کہا ای بھائی امیر
باتوقیر اور بادشاہ تو قید ہین اور گلباد تمہارا دشمن ہو رہا ہی خدا اس سے ہوشیار رہنا عمرو نے کہا ای بہن خدا
حامی و مددگار ہی وہ میرا کیا کر سکتا ہی پھر عمرو نے پوچھا ابوالفتح کہان ہی اسنے کہا بھیا ایک احاطہ مکان کا اسنے مول لیا
اسی مین کھیلا کرتا ہی اور کھانا نمک نہین کھاتا ہی یہ سنکر عمرو احاطہ مین آیا دیکھا ابوالفتح سر سے پا تک خاک
مین غلطان ہی عمرو کو دیکھکر ابوالفتح بہت خوش ہوا اور کہا ماموجان میرا مجرا لو عمرو نے کہا ای فرزند تمنے اپنا یہ کیا حال
بنایا ہی ابوالفتح نے کہا ماموجان مین بیکار نہین رہتا جب سے مین نے خبر سنی ہی کہ امیر باتوقیر کو قلعہ تیرک اصفہان
مین برج زہرمار کے اندر قید کیا ہی مین نے اس احاطہ سے نقب کھود دی ہی اور مٹی نکالکر ڈھیر کر رہا ہون سب نقب تیار
ہی فقط ایک دیوار حائل رہگئی ہی یہ سنکر عمرو نے ابوالفتح کو گلے سے لگایا اور نقب کے اندر گیا دیوار مین چھید کر کے جو جھانکا

دیکھا ہزاروں عیاروں کے پہرے اُس برج زہرمار کے چاروں طرف بیٹھے ہیں اور گلباد نے وہ چوکسی کی ہو کہ پرندہ پر
نہیں مار سکتا ہو عیاروں کو حکم دیا ہو کہ جو باہر جائے پھر نہ اندر آئے اور آئے تو گلباد نے جو پتا بتایا ہو وہ بتا دے علاوہ اسکے
ایک عیار مریخ دہل زن کو ڈھول دیا ہو کہ تو آٹھ پہر بجا بجا کر ان سب کو جگایا کر وہ ڈھول بجاتا ہوا چاروں طرف پھرتا
ہو عمرو نے دن کو توقف کیا اور رات کو نقب سے نکلکر ایک طرف کو کمند پھینکا دی جب وہ ڈھول بجاتا ہوا ادھر آیا عمرو نے
اُسکو پکڑ لیا اور اُسکا اس زور سے گلا دبایا کہ وہ مر گیا عمرو نے اُسکو تو ایک خرابے میں ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکے اسیطرح سے
ڈھول بجاتا ہوا چلا اور عیاروں کے برابر آکر کہا ایہا الناس بہت ہوشیار رہنا لیکن دل میں یہ سوچا ہو کہ کیونکر سبکو بیہوش
کروں ای عمرو ایسا نہو کہ گلباد روز خبر کو آتا ہو چلا آوے غرض اسی فکر میں صبح ہوگئی اور گلباد و کلباد دونوں آئے
عمرو انکو دیکھکر حیران ہوا دور سے گلباد کو سلام اور ڈھول بجاتا چلا گیا دل میں کہا ای عمرو تم اسکا سامنا کرو اور گلباد ادھر
ادھر اُدھر پھرنے لگا چاروں طرف دیکھ بھال کر سامنے مریخ کے آیا صورت دیکھکر شک ہوا کہا او مریخ ادھر آ کیا کرتا ہو مریخ نقلی
نے کہا جو آپ نے عمدہ سپرد کیا ہو اسی کام پر حاضر ہوں گلباد نے کہا ای مریخ جو ہمنے کہا تھا وہ یاد ہو عمرو نے کہا حضرت جی
خوب یاد ہو اس بات پر گلباد کو یقین ہوا کہ یہ عمرو ہو اسنے فقرے سے پوچھا کہ میں نے تیرے پاس کیا چیز رکھوائی تھی عمرو نے
کہا آجتک تو امانت میں خیانت نہیں کی گلباد نے بھائی کو اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہو اسکو پکڑ لو کلباد نے کہا ای بھائی آپ کیونکر بدگمان
ہو کر اپنے لوگوں کو عمرو بناتے ہو آخر کو گلباد نے اچھی طرح عمرو کو پہچان کر کہا ای مریخ تو نے بڑی چوکسی رکھی ادھر آ کر ایک
بات سنتے اب عمرو کو یقین کامل ہوا کہ اسنے مجھکو پہچان لیا عیاروں سے عمرو نے کہا تم ہٹ جاؤ تو میں حضرت جی کی بات سنکر
عیار ہٹ گئے گلباد خفا ہوا کہ تم سب کیوں ہٹ گئے عمرو نے گلباد سے کہا اب کوئی نہیں ہو کہو کیا کہتے ہو معلوم ہوا
کہ آپکو کچھ شک ہو گلباد نے کہا شک کیا یقین ہو عمرو نے کہا اگر تمکو یقین ہو تو ہم حاضر ہیں عمرو گلباد نے کہا لینا اسکو یہ کہنا تھا
کہ عیاروں سے عمرو نے جست کرنے میں صورت تبدیل کی اور نیمچہ پکڑکے لڑنے لگا عیار لینا لینا کر کے دوڑے عمرو بھی کہتا چلا جاتا
ہو کہ لینا غرض عمرو نے سب عیاروں کو مع گلباد خوب اُس مکان کے احاطہ میں پریشان کیا اور نگہ بچا کر نقب سے نکل گیا
گلباد مع سب عیاروں کے حیران ہوکر رہگیا اور کہنے لگا کہ ایہا الناس عمرو کدھر غائب ہوگیا لیکن کلباد و گلباد چاروں طرف
تلاش کرنے لگے اور عمرو جو نقب سے نکلکر آیا تو اخی سعید نے کہا ای خواجہ اب سارا گھر ہمارا اور ہم قتل ہونگے اگر نقب
گلباد دیکھ لیگا کہ اسکے گھر میں دہنہ ہو غضب ہو جائیگا عمرو نے کہا تم گھبراؤ نہیں غرض اخی سعید کو تسلی دیکر ابو الفتح سے
کہا ای فرزند اب کام جان جوکھم کا ہو ابو الفتح نے کہا ماموجان جو کام ہو میں حاضر ہوں جب تو عمرو نے زنبیل سے مال بہت
نکالا اور ابو الفتح سے کہا اسکو احاطہ میں پھیلا دو ابو الفتح اور عمرو نے روپیہ اور اشرفی اور جواہر نقب کے منہ سے لگا کر
تمام احاطہ میں پھیلا دیا اور چپ ہوکے بیٹھ رہے وہاں گلباد نے تین روز تک عمرو کو ڈھونڈھا اور تیسرے دن لاش
مریخ کی پائی مگر سڑ گئی تھی اب گلباد کو بھی یقین ہوا کہ گلباد سچ کہتا تھا آگے جو بڑھے تو مہرہ نقب کا لا کلباد نیمچہ پکڑکے نقب
میں کود آتے آتے دیکھا کہ دہنہ نقب کا اخی سعید کے احاطے میں ہو لیکن بڑا مال پڑا ہوا ہو جب تو کلباد نے کلباد
سے کہا کہ اس مال کو تو اٹھا لیجا کل اخی سعید کو گرفتار کرینگے یہ کہکر دونوں بھائی دو مرتبہ بہت سا مال اندر لیگئے
جبکہ عمرو نے دیکھا کہ یہ دو مرتبہ مال لیگئے ہیں فوراً حلقے کمند کے دہنہ نقب پر بچھا دیے اور ایک سرا اپنے ہاتھ میں اور
دوسرا سرا ابو الفتح کو دیا اور چپکے بیٹھ رہے مگر یہ عمرو نے سمجھا دیا تھا کہ جب گلباد سر باہر نکالے تم اس چالاکی سے دبوچیو
کہ غل و شور نہ کرنے پائے القصہ یہ تو گھات میں بیٹھے اور گلباد تیسری مرتبہ پھر آیا جیسے ہی سر نکالا عمرو نے ایک جھٹکا دیکر
فوراً گلا دبایا اور بیہوش کر کے بیٹھے کلباد بھی اُسکے پیچھے آتا تھا دھماکا سنکر اُسنے کان کھڑے کیے لیکن دل میں کہا بھائی

کہین ٹھوکر کھاکر گر رہے ہونگے یہ سوچ کر کلباد نے دہنہ نقب سے اپنی گردن نکالی ابوالفتح نے جھٹکا دیا اور دوڑ کر پکڑ لیا
عمرو نے دونون کو نذر زنبیل کیا اور آپ کلباد کی صورت بنا ابوالفتح سے کہا ای فرزند تو لشکر اسلام مین جاکر بہرام گرز بن
خاقان چین سے کہنا کہ دو ہزار سوار لیکر باہر آوے ابوالفتح نے اپنے باپ کو تو لشکر مین بھیجا اور آپ کلباد کی صورت بنکر عمرو
کے پیچھے چلا عمرو کلباد بنا ہوا باہر نقب کے آیا عیارون نے کہا کیون مہتر جی کچھ عمرو کا پتا لگا کلباد نقلی نے کہا کل اخی سعید
کو گرفتار کرونگا کہ اُسکے مکان مین دہنہ نقب کا ہی ایہا الناس عمرو قید امیر کی دیکھ گیا اب وہ چھڑا لیجائیگا اب مین قید
امیر کی اور جگہہ رکھونگا یہ کہکر کلباد نقلی اُس کنوین پر آیا جہان امیر باتوقیر قید تھے عمرو نے دیکھا کہ پتھر کنوئین پر رکھا ہی
اُسکو ہٹا کر کنوان کھولا اور کھٹولا باندھکر عمرو نے اُتار دیکھا امیر باتوقیر کا عجب حال ہو گیا ہی عمرو قدمون سے امیر باتوقیر
کے لپٹ گیا اور کہا یا امیر باتوقیر چلو غلام تمہارا تمکو لینے آیا ہی یہ کہکر امیر کو باہر نکالا امیر باتوقیر کو غش آگیا تھا عمرو نے
عیارون سے کہا پنکھے جھلو پھر عمرو نے عیارون سے کہا صاحبو عمرو کیسا ہی عیارون نے کہا کوئی اُنسے بہتر نہین ہی عمرو نے
کہا ایہا الناس اگر یہان عمرو آکر امیر باتوقیر کو چھڑائے تو اُسکا دین برحق ہی عیارون نے کہا مہتر جی آپ کی عقل سے
ہماری عقل بہتر نہین ہی آپ زیادہ عقلمند ہین جو تم کروگے وہ ہمکو بھی منظور ہی اس اثنا مین ابوالفتح بھی بشکل کلباد آیا
عیارون نے دیکھا کہ کلباد بھی آگیا لیکن قد چھوٹا ہو گیا عمرو سمجھ گیا کہ خاقان چین آپہونچا مگر عیار ابوالفتح کو دیکھکر
حیران ہوئے عمرو نے امیر باتوقیر کو ہوش مین لاکر نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر عیارون سے
کہا بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو یہ سُنتے ہی سب عیار عمرو پر دوڑے عمرو نے تیغ کھینچا لڑائی ہونے لگی کہ سامنے
سے بہرام دو ہزار سوار لیکر آیا بہرام کو دیکھکر عیارون کی جان نکل گئی غرض جو کہ تیرہ دردن تھے وہ بھاگے اور باقی
سب عیار اور تمام قلعہ پھر مسلمان ہوا عمرو نے وہ قلعہ اخی سعید کو دے دیا اور ہزار سوار واسطے حفاظت کے
اُنکے پاس چھوڑ دیے اور امیر باتوقیر کو ہمراہ لیکر بفتح و فیروزی لشکر اسلام کیطرف چلے

دوسری داستان جلالت نشان امیر باتوقیر کا اپنے لشکر مین آنا اور قید قباد کی لیکر آنا مالک اژدر کا نوشیروان کے پاس

نقل کنندہ عبارت دلچسپ اِس داستان کو یون لکھتے ہین کہ بعد دعوت کے شاہہنگ چرخی زن نے طبل حرب
بجوایا ادھر لشکر لندھور مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان
مین صف آرا ہوئے یکایک صحرا کیطرف سے گرد اُڑی خواجہ عمرو پیدا ہوئے بعد عمرو کے دیکھا کہ امیر کشور گیر
حمزہ صاحبقران زمان آتے ہین لندھور وغیرہ دیکھتے ہی امیر کو دوڑے اور استقبال کرکے لشکر مین لائے بختک امیر
باتوقیر کو عمرو کے ہمراہ دیکھکر ناچنے لگا اور صلواۃ پڑھی امیر کے آنے سے اُس روز دونون لشکر پھر گئے اپنے اپنے خیمون
مین آئے اور امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے عمرو بالا دوی کے واسطے نکلا جب کئی کوس گیا تو ایک پہاڑی
ملی اُسپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک خیمہ برپا ہی اور فوج اُتری ہوئی ہی عمرو صورت بدل کر لشکر مین آیا اور دربارگاہ جاکر
کھڑا ہوا اور دیکھا کہ مالک اژدر اور دو عیار دراز عرب اور اُسکا شاگرد شاہہنگ کھڑے ہین اور قباد کو شاہہنگ چرالایا ہی
یہ بھی ستون سے بندھے ہوئے ہین اور مالک کہہ رہا ہی کہ تم دین لات کا قبول کرو تو مین نوشیروان کے پاس لیچلون یہ سنکر
قباد نے جواب دیا ای مالک اگر یونہین قضا آئی ہی تو ہرچہ بادا باد لات کیا کیدی مسخرہ ہی مین اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون
یہ سُنکے مالک کو غصہ آیا اور کہنے لگا بھلا دیکھون تو خدا تیرا تجھکو کیونکر بچاتا ہی یہ کہکر جلاد کو بلایا اور حکم کیا کہ اسکو ابھی
قتل کرو جلاد نے حکم مالک سے قباد کو زیر دار کھڑا کیا جب تو قباد نے کہا میری ایک وصیت ہی جو کوئی لشکر امیر باتوقیر مین جائے

تو امیر با توقیر سے کہدے کہ فاتحہ خیر سے ہاتھ نہ اُٹھانا جب قباد یہ کہچکا تو جلاد نے تیغۂ خونریز کو تولا کہ ایک پتھر
جلاد کے شانے پر پڑا شانہ جلاد کا اُتر گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا دوسرا جلاد آیا اُسکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا بھیجا
نکل پڑا واصل جہنم ہوا مالک یہ ماجرا دیکھکر حیران ہوا اور شباہنگ سے کہا دیکھ تو یہ کون شخص پتھر مارتا ہے اب
لوگ چار طرف ڈھونڈھنے لگے یہان تیسرا جلاد آیا عمرو نے اُسکے جو پتھر مارا تو اُسکی چھاتی پر لگا لیکن درازعرب
نے دیکھ پایا کہ ایک پیادہ پگڑی باندھے پیادون مین کھڑا ہے وہی پتھر مار رہا ہے جب تو درازعرب نے کہا لینا
اس پیادے کو یہ سنکر عیار دوڑے عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور
للکارا او کافرو کیا تمھارا مقدور ہے جو اس شہریار کا ایک موے بدن میلا کر دے یہ کہکر عمرو جست کرکے
نکل گیا شباہنگ عمرو کے پیچھے دوڑا راہ مین عمرو نے برابر آکے بیضۂ بیہوشی مارا شباہنگ کے منھ
پر وہ بیضۂ بیہوشی پڑا شباہنگ بیہوش ہوکے گرا عمرو نے اُسکو تو خرابے مین ڈال دیا اور آپ
اُسکی صورت بنکر درازعرب کے پاس آکھڑا ہوا لوگون نے مالک سے کہا اب اسکو قتل نہ کیجیے
مالک نے کہا ایہا الناس دشمن طعنہ زن ہونگے کہ مالک دب گیا یہ کہکر حکم کیا کہ جلد اسکو قتل کرو شباہنگ
نقلی نے درازعرب سے کہا اے اُستاد یہ نواسا بادشاہ نوشیروان کا ہے اسکو قید کرو قتل نہ کرو اور
تم میری طرف سے مالک سے کہو کہ اسکا قتل کرنا بہتر نہوگا بڑی قباحت ہے درازعرب نے کہا اے
شباہنگ تجکو اس بات مین کیا دخل ہے مالک نے جو سنا پوچھا کیا ہے درازعرب نے کہا اے شہریار
یا تو شباہنگ قباد کو چرا لایا تھا یا اب سفارش کرتا ہے کہ اسکو قتل نہ کیجیے مالک نے کہا بہتر ہے اسکو
قید کرو لیکن درازعرب بولا کیا اب ہم عمرو سے دب جائینگے یہ کہکر جلاد سے کہا جلد اسکو قتل کر
کیا دیکھتا ہے ہاتھ تیغۂ خونخوار کا اسکو مار بس یہ درازعرب کا کہنا تھا کہ ایک ہاتھ تلوار کا شباہنگ نقلی یعنی
عمرو بن امیہ ضمری نے درازعرب کو مارا تلوار سر پر درازعرب کے پڑی چکر کھا کر گرا عمرو نے یہ نعرہ
کرکے جست کی کہ او مالک اگر تو نے قباد کو قتل کیا تو یہ جان لینا تجکو خیمہ مین گھس کے مار ڈالونگا اور ایک
ساعت جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر عمرو نکلا اور مالک نے آواز دی ارے اس دزد مکار کو پکڑ لو عمرو مثل
برق تڑپ کر نکل گیا اور ایک گڑھے مین جاکر ایک خواص کی صورت بنا اور پھر مالک کے عقب آکھڑا ہوا اور
رومال ہلانے لگا مالک خفا ہو رہا تھا اور سردار سمجھا رہے تھے کہ جانے دیجیے کیا ضرور ہے جو آپ دزد باریک گردن
کے سر چڑھیے مالک نے کہا واہ میری بات مین فرق آئیگا اسکو جلد قتل کرو یہ کہتا تھا کہ عمرو نے پشت پر سے مالک
کا تاج لیا اور جست کرکے برابر جلاد کے آیا اور ایک تلوار جلاد کو ماری کہ وہ گر کے جہنم داخل ہوا عمرو پھر وہان
سے جست کرکے نکلا اور یہ نعرہ کرتا ہوا مثل صرصر تیز و تند چلا گیا لنعرہ عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر بہ بردم +
رنگ از رخ نجنک بد اختر بہ بردم + در محفل خسروان چو گردد ساقی + جام و قدح و سبو و ساغر بہ بردم +
یہ کیفیت دیکھکے مالک کو بھی خوف پیدا ہوا دل مین کہا تجکو اسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا یہ نواسا
بادشاہ نوشیروان کا ہے بہتر یہ ہے کہ اسکو لیجا کر بادشاہ کو نذر دون وہ خوش ہوگا یہ سوچ کر حکم دیا کہ قباد کو
قید کرو جبکہ عمرو نے دیکھا کہ قباد کو فلان جگہ قید کیا اب کسی قدر اطمینان ہوا اور یہ لشکر امیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران کی طرف چلا کہ حمزۂ صاحبقران سے یہ کیفیت قباد شہریار کی بیان کیجیے یا تو امیر
با توقیر آکر ہمین چھڑا لینگے اور اگر مالک کوچ کر جائیگا تو راہ مین چھین لینگے القصہ یہ سوچ کر عمرو لشکر

امیر باتوقیر مین آیا اور بارگاہ مین آکر امیر کو مجرا کیا اور حال قباد شہریار کا بیان کیا وہان مالک نے اُسی وقت
قباد کو اراب پر بٹھا کر طرف لشکر نوشیروان کے کوچ کیا اور مالک بارگاہ مین نوشیروان کی آیا قباد نے
بطریق اسلام سلام کیا مندویل نے کہا او پسر حمزہ یہ تیرا نانا ہی اور بادشاہ ہفت اقلیم کا ہی تو نے اسکو سلام
نہ کیا خیر اب بھی تو دین اپنے نانا کا قبول کر تو تیری جان بخشی کرا دون قباد شہریار نے کہا او مندویل لات
کیا گیدی ہی مین اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون اور مرنے کی مجکو پروا نہین یہ گفتگو سُنکر مالک قباد کا عاشق
ہوگیا اور دل مین کہا ای مالک خدا پرست بڑے بہادر ہوتے ہین اُدہر نوشیروان نے غصہ ہوکر کہا کہ
آج تو اسکو قید کرو کل قتل کرونگا بختک کی بھی یہی صلاح قرار پائی کہا بہتر ہی یہ خبر کارون نے آکر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یا امیر کشورگیر کوئی پہلوان دراز عرب ہی وہ بادشاہ کی قید لیکر نوشیروان
کے پاس آیا ہی اور نوشیروان نے حکم دیا ہی کہ آج قید رکھو کل قتل کرونگا امیر باتوقیر نے فرمایا کل دیکھا جائیگا
کہ رات کو سرہنگ مصری جاکر نوشیروان کو چُرا لایا امیر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ اسکو عقابین پر
کھینچ دو وہ لوگ قباد کو قتل کرین مین نوشیروان کو قتل کرونگا اس اثنا مین عمرو نے گلباد اور کلباد
کو زنبیل سے نکالا اور سامنے امیر کے باندھکر حاضر کیا امیر نے فرمایا انکو ہوش مین لاؤ عمرو نے رفع بیہوشی
دونون کو دی جب دونون کو ہوش آیا اپنے تئین اس حالت مین دیکھکر بہت حیران ہوئے عمرو نے
کہا کیا دیکھتے ہو بہتر یہ ہی کہ مسلمان ہو جب تو گلباد اور کلباد نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا ہمکو
کلمہ بتائیے عمرو نے اُنکی صورت دیکھکر کہا یا امیر باتوقیر یہ دونون بڑے مکار اور غدار ہین انکو نہ چھوڑیے گا
ای امیر باتوقیر مین نے آجتک ایسے عیار نہین دیکھے امیر نے عمرو کا کہنا نہ مانا اور دونون کو کلمہ پڑھایا
وہ دونون طوطے کی طرح خوف جان سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے لیکن آپس مین یہ مشورہ کیا کہ خالی
ہاتھ مندویل کے سامنے کیا جائین بہتر یہ ہی کہ نوشیروان کو چھُڑا لیچلین کیونکہ ہماری خفت مٹجائیگی
الغرض گلباد اور کلباد نوشیروان کو عقابین پر سے چُرا لے گئے صبح کو خبر امیر باتوقیر کو ہوئی
عمرو نے کہا یا امیر مین آپ سے کہتا تھا اور آپ نے میرا کہنا نہ مانا اُدہر جاتے ہی نوشیروان نے حکم
دیا کہ جلد قباد کو زیر تیغ کرو اُسی وقت جلاد نے قباد کو زیر دار بٹھایا یہ خبر امیر کو ہوئی فوراً اشقر دیوزاد
پر سوار ہوکے اور عمرو کو ہمراہ لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اور عمرو نے چلتے وقت لشکر مین
پکار دیا تھا کہ امیر لشکر کفار مین تنہا جاتے ہین خدا جانے کیا ہو جسکو آنا ہو جلد آوے یہ سُنکر لندھور
و بہرام وغیرہ پیچھے امیر باتوقیر کے روانہ ہوئے اور امیر نے اشقر دیوزاد کو ایسا تند جولان
کیا کہ عمرو بھی پیچھے رہگئے جب امیر کشورگیر برابر لشکر کفار کے پہونچے تیغہ عقرب سلیمانی کو
کھینچ لیا اور جو سامنے پڑگیا قتل کرنا شروع کیا بزن وبگیر کی صدا بلند ہوئی کشتون کے پشتے لگادیے
قباد شہریار نے جو امیر باتوقیر کا نعرہ سنا فوراً قید اپنی توڑ ڈالی اتنے مین عمرو بھی آگیا برابر ایک سوار
کے پہونچکر پہلو مین خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا عمرو وہ گھوڑا لیکر قباد کے پاس آیا اور قباد
شہریار کو اُس گھوڑے پر سوار کیا اور ایک تلوار بھی نکالکر قباد کو دی قباد بھی لڑنے لگے یکایک
نعرہ لندھور اور بہرام کا ہوا اور آتے ہی لشکر سے لڑنے لگے اب خوب تلوار چلنے لگی اور
تمامی سرداران لشکر اسلام ایک کے بعد ایک آتے لگا خبر مندویل و نوشیروان کو ہوئی

بختک نے کہا خبردار کوئی اُس سے مزاحم نہ ہو قباد کو لیجانے دو الغرض امیر باتوقیر نے بفضل ایزدی بہت سے کفار
کو قتل کیا اور تمام لشکر پسپا ہوا قباد کو چھڑا کر اپنے ساتھ لشکر مین لائے اور جشن عام کیا وہان مالک اژدر
و مندویل و ہلیل وغیرہ کو بڑا صدمہ ہوا کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہمارے لشکر سے قباد کو چھڑا کر
لیگئے اور ہمسے کچھ نہو سکا اب یہ ارادہ کیا کہ ہجوم دکھلا کر طبل جنگ بجوائین +

دو کلمے داستان مارا جانا گرد عراقی کا اور پتہ لگانا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا

حجسمان روایت تازہ اس داستان رنگین کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز گرد عراقی کسی صحرا مین
شکار کھیلنے گیا وہان کسی نے ایسا ایک پتھر مارا کہ وہ سینہ پر پڑا گرد عراقی زمین پر گر کے تڑپا اور مرگیا لوگ
اُسکی ہمراہی کے لاش اُسکی گریان و نالان بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک نے پوچھا ارے کیا
ہوا یہ کیونکر مرگیا لوگون نے کہا کسی نے پتھر مارا سینہ پر پڑا مرگیا اُسنے کہا کہان پر یہ واقعہ ہوا بیان کیا کہ فلان
صحرا مین شکار کھیلنے گیا تھا غرضکہ گرد عراقی کی لاش دیکھکر سب کو صدمہ ہوا بختک نے کہا ای مندویل
جو ہم بتائین وہ تدبیر کرو اسکا تابوت اور یہ پتھر ایک کشتی مین مع زنانی پوشاک کے امیر کے پاس بھیجدو
اور یہ کہلا بھیجو کہ یا امیر باتوقیر آپ صاحبقرانی خواجہ عمرو کے بھروسے پر کرتے ہین یہ پتھر کہ وزن
مین سوا پانچ سیر کا ہی سوائے عمرو کے کوئی نہین باندھتا ہی یا تو آپ یہ پوشاک زنانی پہنیے اور یا
عمرو کو باندھکر بھیجدیجیے یہ سنکر سب نے کہا ای بختک کیا خوب تدبیر تو نے بتائی ہی الغرض اسی طرح
سے وہ تابوت اور وہ کشتی پتھر و پوشاک کی بہرام عراقی اپنے ہمراہ لیکر سامنے امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران کے آیا اور جو کچھ بختک نے کہدیا تھا وہ بیان کیا جب تو امیر باتوقیر نے عمرو کی طرف دیکھا
اور کہا ای خواجہ یہ کیا کہتا ہی عمرو حیران ہوا اور کہا ای حمزہ صاحبقران آپ کے سر کی قسم مین اس
روداد سے مطلق واقف نہین ہون لندھور وغیرہ نے بھی کہا یا امیر باتوقیر کافر کی بات کا کیا اعتبار
یہ بختک کی بدذاتی ہی امیر نے فرمایا ای دارائے ہند یہ سب کچھ ہی مگر یہ بات بہادری اور عدالت سے
بعید ہی اور ایک مرتبہ یہی اُنکے کہنے کو ہوا تھا کہ عمرو کو بیچہ اُٹھا لے گیا تھا مین ہرگز نہ مانونگا امیر نے
لندھور سے لیکر پھر عمرو کی طرف مخاطب ہوے کہ ای خواجہ اسکا پتا لگاؤ نہین تو برب کعبہ تمکو باندھکر
بھیجدونگا عمرو نے کہا یا امیر باتوقیر وہ میرے دشمن ہین مجکو قتل کرینگے امیر نے کہا پھر جو کچھ ہو عمرو
ناچار ہوا اور کہا اچھا مجکو تین دن کی مہلت دیجیے امیر نے فرمایا کسی کو ضامن دو عمرو نے پکار کر کہا
ایہا الناس کوئی ہمارا ضامن ہوتا ہی کسی نے جواب نہ دیا عمرو نے لندھور کی طرف دیکھا لندھور
نے کہا عمرو کا مین ضامن ہون امیر نے کہا ای دارائے ہند یہ نہ جاننا کہ مین جانشین حمزہ صاحبقران
ہون سب جانتے ہین کہ عمرو سے زیادہ مجکو کوئی عزیز نہین جب اسکے واسطے یہ بات ہی تو دوسرے
کی کیا حقیقت ہی بخدا اگر عمرو نہ آئیگا تو تمکو باندھکر بھیجدونگا لندھور نے کہا مجکو منظور ہی القصہ عمرو
لندھور کو ضامن دیکر باہر نکلا اور ایک طرف کو روانہ ہوا دوپہر تک اِدھر اُدھر تلاش کیا پتا نہ لگا
پھر اور سمت کو گیا اسی طرح چار طرف پھرتے پھرتے دو روز گذر گئے اور مطلق پتا نہ لگا عمرو بہت
حیران ہوا اور بیٹھکے ایک جگہ فال کھولی اور پھر ایک طرف کو چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک شہر
معلوم ہوا جیسے عمرو شہر مین آیا لوگون نے پکڑا عمرو نے کہا ای یار مین نے کیا خطا کی ہی

مین تو ایک بیچارہ مسافر ہون لوگون نے کہا اس شہر کا حاکم اندھا ہی جو کوئی مسافر آتا ہی ہم اُسے اُسکے پاس لیجاتے
ہین وہ اُسکے ہاتھ کی ہتھیلی سونگھکر چھوڑ دیتا ہی یہ سُنکر عمرو ناچار ہوا اور وہ لوگ عمرو کو پکڑ کے اندھے کے
پاس لائے اندھے نے ہتھیلی عمرو کی سونگھی اور کہا یہ عمرو ہی اسکو قید کرو عمرو حیران ہوا کہا
یہ بڑا عقلمند ہی اور نہایت قیافہ شناس ہی الغرض عمرو کو ایک مکان مین قید کیا عمرو دعا مانگنے لگا دل مین
کہتا تھا ای عمرو ایک روز وعدے مین باقی ہی اگر نہ پہونچونگا تو سب کہینگے عمرو جان بچا کر چلا گیا اور
لندھور کو قتل کرا دیا یہ سوچ کر عمرو تلملایا کہ اتنے مین آواز پہرے والے کی گانے کی آئی عمرو در زندان
پاس آبیٹھا اور تال دینے لگا اُسنے کہا کیا تجکو ٹھیکہ بجانا آتا ہی عمرو نے کہا گانا بھی آتا ہی بجانا بھی آتا ہی
اُسنے بایان عمرو کو لاکے دیا کہا بجا عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کہولدو تو مین ٹھیکہ بجاؤن اُسنے ایک ہاتھ
عمرو کا کہولدیا عمرو بجانے لگا اور گانے بھی لگا لیکن چپکے چپکے سرہن کا رگڑا بیڑیون پر دیتا جاتا ہی جبکہ
بیڑیان کٹ گئین عمرو نے کہا مین پیاسا ہون اُسنے کہا پانی مین بھی پیونگا جب تو عمرو نے پانی مین بیہوشی
ملا کر اُسکو دیا کہا لو مین پیلو اُسنے ہاتھ سے عمرو کے پانی لیکر پیا بس پیتے ہی وہ بیہوش ہوگیا عمرو سجدۂ شکر
کر کے قیدخانہ سے باہر نکلا اور جلدی شہر کے باہر ہوا جاتے جاتے ایک صحرا ملا دیکھا ایک شخص چلا آتا
ہی جیسے اُسنے عمرو کو دیکھا کہا ای شخص کپڑے اپنے اتار دے مین قزاق ہون عمرو نے اُس سے کہا ای بندہ
خدا مین فلک کا ستایا ہون تو مجھے کیون ستاتا ہی اور کاہے کو راہ روکتا ہی اُسنے نہ مانا عمرو نے کہا بھلا
ای احمق مین تجھے کپڑے دے دونگا یہ سُنکے اُسنے نیمچہ کھینچ کے عمرو کو مارا عمرو نے سپر پر روکا خوب
دونون مین نیمچہ چلا پھر اُسنے خنجر کھینچا عمرو نے بھی خنجر نکالا بڑی دیر تک خنجر بھی چلا کیا کچھ نہوا تب تو
اُسنے ایک پتھر سوا پانچ سیر کا تراشا ہوا گوپھن مین دے کر عمرو کو مارا عمرو نے خالی دیا پھر عمرو
نے پتھر مارا اُسنے بھی خالی دیا غرض دونون مین سنگبازی بھی ہوئی مگر چوٹ کسی نے نہ کہائی تب
اُسنے عاجز ہوکر پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجکو اسلم بادپا کہتے ہین جب تو
عمرو نے بھی نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن اُمیّہ ضمری اُسنے کہا عمرو کو تو میرے باپ نے
قید کیا ہی تو کیونکر چھوٹ گیا عمرو نے کہا ای اسلم سچ بتا کہ گرد عراقی کو تو نے مارا ہی اسلم نے
کہا ای عمرو گرد عراقی نے میرے باپ کو اندھا کروادیا تھا اُس روز سے مین اُسکی تلاش مین
رہا کرتا تھا کبھی اکیلا نہین ملتا تھا ہر وقت اُسکے ساتھ لوگ رہتے تھے ایک روز شکار پر تنہا اُسنے
آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا مین نے اُسکو پتھر گوپھن مین دے کر مارا وہ مرگیا مین نے اُس سے بدلا
اپنے باپ کا لے لیا ای خواجہ وہ اندھا میرا باپ ہی اور نام شباہنگ ہی جب تو عمرو نے اُس سے
کہا ای اسلم تو میرے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ سب لے لے مگر میرے ساتھ چلکر امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران کے سامنے کہدے کہ مین نے گرد عراقی کو پتھر سے مارا ہی اسلم نے کہا واہ
خواجہ عمرو خوب سبق پڑھاتے ہو جان بوجھ کر عذاب مین پھنسواتے ہو عمرو یہ سُنکر پیچھے ہٹے اور ایک
بیضۂ بیہوشی نکال کر مُنھ پر اسلم کے مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اُسکی مشکین باندھ کے پشتارہ لگایا
اور مثل باد صرصر کے لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اُدھر لندھور کے ملازمون مین چرچا ہونے لگا تمام
ہندی کھماچی گجراتی کہتے ہین کہ آخر اُس مکار نے دغا کی اب امیر لندھور کو باندھکر بھیجدینگے جان لینا

کہ ہم بھی جان اپنی دیدینگے اور تخت تک اُلٹ دینگے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور کی فوج یہ کہتی ہی
بلکہ سب آمادہ جنگ ہین یہ سُنکے امیر نے لندھور کو بُلایا کر اور یہ حکم دیا کہ بیڑیان پہنکر آئے جب تو لندھور نے اپنی
فوج سے کہا ایہا الناس جو مین کہون وہ کروگے سب نے کہا ہم جان دینے کو موجود ہین لندھور نے کہا بہتر یہ ہی کہ
مین قید ہو کر جاتا ہون تم لوگ ہرگز دخل نہ دینا یہ کلام سُنکر فوج لندھور کی خاموش ہو رہی اور لندھور بیڑیان پہنکر
خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین آیا امیر نے کہا ای لندھور اب کیا کہتے ہو لندھور نے کہا یا امیر باتوقیر
مرد کی بات ایک ہی جب تو امیر نے حکم دیا کہ لندھور کو زیر دار بٹھاؤ جسوقت اتنا دن گذر جائے تب قتل کرنا
الغرض لندھور کو زیر دار بٹھایا اور ذوالخمار عادی نے کوئلے کا خط لندھور کی گردن پر لگایا اور ذوالخمار
نے کہا ای لندھور تم تو عمرو کو جانتے تھے اور پر رضامند ہوے لیکن تمام ہندی عمرو کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے اور
ہتھیار باندھے آمادہ جنگ کھڑے تھے ادھر لشکر امیر باتوقیر بھی تیار رہتا کہ شاید ہندی کچھ فساد کرین کہ صحرا
کی طرف سے عمرو پشتارہ لگائے پیدا ہوا اور لندھور کو مجرا کیا کہا ای بادشاہ ہندوستان کیا کہنا جزاک اللہ
فی الدارین دوست صادق ایسا ہی کرتے ہین یہ کہکر عمرو فوراً امیر باتوقیر کے پاس آیا امیر باتوقیر نے عمرو
کو دیکھتے ہی فرمایا کہ جلد لندھور کو لاؤ جبکہ لندھور آیا امیر نے حکم دیا بیٹھو لندھور بموجب حکم امیر کے
بیٹھ گیا عمرو نے اسلم بادیا کو پشتارے سے کھولکر نکالا اور ہوش مین لایا آنکھ جو اسلم بادیا کی کھلی عمرو
کو تو پہچانا مگر اور سب کو دیکھکے حیران ہوا امیر باتوقیر نے حال اسلم سے پوچھا اُسنے سب بیان کیا اور
کہا کہ یا امیر مین مسلمان ہوتا ہون اسلم کو امیر باتوقیر نے مسلمان کیا اور بہرام عراقی وغیرہ کو مار کے
نکلوا دیا اور کہا کہہ دینا کہ اب یہ چوریان الکرز ناقی پوشاک تمکو پہناؤنگا یہ کہکر عمرو سے کہا ای خواجہ بیٹھو
عمرو نے کہا یا امیر خدا تمہاری صورت مجکو نہ دکھائے یہ کہکر عمرو صحرا کیطرف چلا جب تو امیر نے کہا ای عمرو
میرا قصور معاف کر عمرو نے کچھ جواب بھی نہ دیا کہ لندھور پکارا ای خواجہ امیر اس طرح سے کہتے ہین اور
تم نہین مانتے ہو عمرو نے کہا ای دارائے ہند بخدا مجکو تیرا کہنا قبول ہی بلکہ جان تک عزیز نہین تیرے حکم سے
ناچار ہون غرض بموجب حکم لندھور کے عمرو امیر سے ملا اور بہرام عراقی نے جاکر سارا ماجرا نوشیروان و
مندویل و قہلیل سے بیان کیا بختک نے کہا ہمنے چال کی تھی مگر نہ چلی مین اسکو کیا کرون کہ مندویل نے
خفا ہو کر طبل جنگ بجوایا نام پر شہاب چرخی زن کے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی ادھر نقارہ رزمی پر چوب
پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی اور صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے شہاب چرخی زن
نکلا سب حیران ہو کر آپس مین کہنے لگے کہ ایہا الناس ناحق زخمی ہوتے ہو اور اس سے مقابلہ کرنا بیکار
ہی غرض یہ سب مشورہ کر رہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار چرخی زن آیا
اور اُسی طرح گھوڑے کو چرخ پر لگایا اسکا گھوڑا آگے اور اُسکا گھوڑا پیچھے اُسنے ایک حربہ مارا نقابدار
نے خالی دیا پھر ایک حربہ نقابدار چرخی زن نے جو مارا تو شہاب چرخی زن زخمی ہوا پھر اُسنے وہی حربہ
مارا نقابدار چرخی زن نے خالی دیکر جو ایک بھنڈارے کا ہاتھ مارا تمام آنتین نکلکر اُسکی ڈھیر ہو گئین
نقابدار نے ایک تلوار اور ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا فوج اُسکی نقابدار پر چلی نقابدار نے بند
نقاب توڑ ڈالے اور نعرہ کیا لوگون نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہین مگر جسوقت شہاب
چرخی زن نے نام پوچھا تھا تو عمرو نے کہا کہ منم نقابدار ملک الموت چرخی زن اُب

مندویل نے چاہا کہ مین نکلون نجتک نے روکا کہا ای مندویل شگون بد ہی تین روز نہ لڑو چوتھے روز امیر باتوقیر تیرے ہاتھ سے زخمی ہونگے نجتک کے کہنے سے مندویل لشکر لیکر پھر گیا ادھر امیر باتوقیر وقباد اپنی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے کہ سامنے سے پہلوان عادی ہاتھ ابوالفتح کا پکڑے امیر کے پاس آیا ابوالفتح نے امیر کو مجرا کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی یا حمزہ صاحبقران عالیشان آپ منصف ہین میرا انصاف کیجیے امیر نے فرمایا کیا کہتا ہی بیان کر جب تو ابوالفتح نے وہ کاغذ جو کہ اُستادی وشاگردی عمرو نے لکھدیا تھا امیر کے آگے پیش کیا اور کہا یا امیر کرسی ہدہد اور کسوت عیاری خواجہ سلامت سے دلوا دیجیے یہ سُنکر امیر باتوقیر نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے کہا یا امیر یہ تو بچہ ہی مین نے ایک یہ بھی عیاری کی تھی ابوالفتح نے کہا مین ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور اب جو آپ کا جی چاہے تو ہمشرط ہو جیے غرضکہ عمرو اور ابوالفتح مین گلیم گوش کے کان کاٹنے پر شرط ہوئی ابوالفتح نے کہا آپ کوئی عیاری کرین لیکن ایک بات ٹھہر جائے جو اس عیاری کو کرے وہ کرسی ہدہد لے عمرو نے کہا اچھا جب تو ابوالفتح نے کہا کہ گلیم گوش کے مین کان کاٹ لاؤن یا تم کاٹ لو غرض اس بات پر دو امیر باتوقیر کے دونون راضی ہوے ابوالفتح امیر کو سلام کرکے باہر آیا اور عادی کو لالچ دے کر لایا کہ کچھ شتر پُر از مال واسباب مجھکو دو مین جاکر قریب مکان گلیم پوش اُترونگا شب کو تم کچھ لوگ بھیجنا وہ مجھکو لوٹ کر چلے جائین عادی راضی ہوا یہ تو مشورہ کرکے پہلے ہی ابوالفتح کو لایا تھا سب سامان تیار کر دیا ابوالفتح ایک سوداگر بچی بنکے زیر مکان گلیم گوش اُترا رات کو کچھ لوگ آئے اور تمام مال واسباب لوٹ کر لے گئے ابوالفتح چادر اوڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غرض آواز رونے کی گلیم گوش نے شُنی کمرہ کھولکر جو جھانکا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بیٹھی رو رہی ہی صورت دیکھتے ہی فوراً عاشق ہو گیا وہین سے پوچھا تو کون ہی ابوالفتح نے کہا مین کمبخت سوداگر کی بیٹی ہون ابھی قزاقون نے میرے باپ کو مار ڈالا اور مال واسباب لوٹ کر لے گئے یہ سُنکر اُس گلیم پوش نے کہا او جان جہان مین کمند لٹکاتا ہون تم اسپر چڑھ کے چلی آؤ ابوالفتح نے کس ناز و انداز سے فوراً کہا اچھا بہتر ہی جو تقدیر کا لکھا گلیم گوش نے کمند لٹکائی اور ابوالفتح کمند پر چڑھ کے اُسکے پاس پہنچا اُسنے ابوالفتح کو بٹھایا بڑی خاطر ومدارات کرنے لگا گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی سامنے ابوالفتح کے لا لا کر رکھنے لگا ابوالفتح نے شراب مین فوراً بیہوشی ملا دی اور جلدی سے ایک جام لبریز کرکے کہا کہ پہلے تم ہمارے ہاتھ سے پیلو تو پھر ہم بھی پئین گلیم گوش نے خوشی خوشی جام شراب پیا پیتے ہی بیہوش ہوا ابوالفتح نے کان اُس کے کاٹ لیے اور اپنے جوتے مین رکھ کے چلا جیسے زینے پر سے اُترا پہرے والون نے کہا کون جاتا ہی ابوالفتح جو چادر اوڑھے ہوے تھا اُنھون نے جانا کوئی لونڈی بھاگی جاتی ہی پیچھے ابوالفتح کے دوڑے اور ابوالفتح نے چاہا کہ دروازے سے نکلون وہان گلباد اور کلباد صبح کے وقت اپنے باپ کو سلام کرنے آتے تھے ابوالفتح انکو دیکھکر پیچھے ہٹا وہ جو اندر آئے دیکھا گلیم گوش بیہوش پڑا ہی اور دونون کانون سے خون بہ رہا ہی اور کان کٹے ہوے ہین اُنھون نے جھلکی تو دیکھی تھی آواز دی کہ خبردار یہ عورت جانے نہ پائے یہ کہکر دونون جھپٹے اور گلباد نے ایک تیغہ مارا ابوالفتح نے خالی تو دیا مگر ذرا سا زخم سر پہ لگا پھر تو چارون طرف سے تلوارین پڑنے لگین جب تو ابوالفتح جست کرکے ایک کوٹھے پر جا رہا کلباد بھی برابر آگیا تھا کہ ابوالفتح نے تیغہ مارا کلباد

گر پڑا جب ارادہ چڑھنے کا کرتا ہی ابو الفتح اُسکو برابر نہین آنے دیتا ہی اس اثنا مین صبح ہو گئی گلباد نے
اُسوقت بیچارا کر رہی لڑکا ہی جو صعوہ کو مجھسے چھین لیگیا تھا یہ خبر مندویل و ہلیل وغیرہ کو ہوئی وہ
بھی آئے اور نوشیروان و بختک بھی آئے مندویل نے گلباد سے کہا تو اسی مُنھ پر دعوی مہتری کا کرتا
ہی اور ایک لڑکا ہاتھ نہین آتا ہی یہ کہکر مندویل نے حکم دیا کہ خبردار سوائے عیار کے اور کوئی شخص نہ چڑھے
اب تو سب عیار حیران ہو ہو کر کہنے لگے کہ یا تو آگ لگا دو اور یا سیڑھی لگا کے پکڑ لو لیکن ابو الفتح کے جو
سر سے لہو بہت نکلا تو اُسے چکر آنے لگا اور دل مین کہا ای ابو الفتح اب تم مارے گئے یہان بیٹھے بیٹھے عمرو
کے دل مین آیا کہ ای خواجہ بہن سے چل کر ذرا حال کہ کہ مجھسے ابو الفتح کرسی ہد ہد مانگتا ہی اور یہان عمرو کی
بہن اور اخی سعید کو خبر ہوئی کہ ابو الفتح کو عیارون نے گھیرا ہی اور مارا جاتا ہی یہ سُنکر دونو میان بی بی
رو رو کر کہ رہے ہین کہ بیٹا بھی مارا گیا اور گھر بھی لٹ جائیگا غرض یہ ذکر ہو رہا تھا کہ عمرو آیا بہن نے بھائی
سے رو رو کر سب حال بیان کیا یہ سُنتے ہی خواجہ عمرو صورت اُنھین لوگون مین سے کسی کی بنا کر کھڑا ہوا
دیکھا عمرو نے کہ مندویل نے جو گلباد کو بُرا بھلا کہا گلباد چلا عمرو نے برابر آکر کہا مہتر جی تم ٹھہرو
مین اس لڑکے کو پکڑے لاتا ہون یہ سُنتے ہی گلباد ٹھہر گیا اور عمرو نے ایک کمند کوٹھے پر ماری اور
چڑھ گیا ابو الفتح نے نیمچہ مارا عمرو نے جو جست کی تو ابو الفتح کو بھی پھاند کے پار نکل گیا ابو الفتح عمرو پر دوڑا
اور عمرو نے دیکھا کہ گلباد بھی اُسی کمند سے چڑھا آتا ہی عمرو نے ابو الفتح کو چھوڑ کے ایک نیمچہ گلباد پر مارا
گلباد نے سر پیچھے ہٹایا نیمچہ کمند پر پڑا کمند کٹ گئی گلباد نیچے گر پڑا اب عمرو نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و
ماہ فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار یہ سُنکے بختک ناچا اور صلوۃ پڑھنے لگا لوگون
نے گلباد سے کہا مہتر جی پہلے تو ایک تھا اب دو ہوئے جب تو گلباد نے غصہ مین آکر آگ لگا دی عمرو
نے جو یہ دیکھا فوراً ایک پتھر مین ایک رقعہ لکھکر اپنی بہن کے گھر مین پھینکا اور اُس مین یہ لکھدیا کہ مین
ابو الفتح کو لیے جاتا ہون تم گھبرانا نہین غرض ابو الفتح کو غش آ رہا تھا عمرو نے پشتارا باندھ کے
بالائے دوش لگایا اور پچھواڑے ایک مکان تھا اُس مین کود ا وہان سب عورتین تھین وہ عمرو کو
دیکھکر لٹھیان چولھے کی لیکے دوڑین عمرو جلدی سے دروازہ کھولکر نکل گیا اور صورت تبدیل کر کے شہر مین
آیا اور گلباد وغیرہ ناچار ہو کے اور پھر پھر کر اپنے مکان پر گئے اب عمرو شہر سے نکلکر ایک صحرا مین پہنچا
دیکھا کہ قافلہ سوداگرون کا پڑا ہوا ہی عمرو وہان جو پہنچا اور سوداگر سے کہا کہ صحرا مین میرا سارا مال لٹ گیا
فقط یہ غلام زخمی بچا ہی تو مین اسکو بیچتا ہون یہ کہکر ابو الفتح کی تلاشی جو لی کان گلیم گوش کے کٹے ہوے
ابو الفتح کے جوتے مین پا کے وہ کان لیکر رکھے اور عمرو ابو الفتح کو بیہوشی مین اُس سوداگر کے ہاتھ بیچ
کے روانہ ہوا اور لشکر اسلام مین پہنچکر بارگاہ امیر مین آیا بادشاہ کو اور امیر کو سلام کیا اور کان گلیم گوش
کے امیر و بادشاہ وغیرہ کو دکھائے اور کہا کہ مین کان گلیم گوش کے کاٹ لایا ہون امیر با توقیر
نے عمرو کی بہت تعریف کی وہان جب تین روز گذر گئے تو مندویل نے بختک سے دریافت
کر کے طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب دی گئی صبح کو دونون
لشکر میدان جنگ مین آئے مندویل نکل کر میدان مین آیا اور امیر کو پکارا امیر با توقیر نے بھی
مرکب جولان کیا پہلے ہنگا ور ہوے سات قدم مرکب مندویل کا پسپا ہوا اور تین قدم امیر کا

گھوڑا پیچھے ہٹا مندویل نے مرکب کو روک کر کہا یا امیر با توقیر مین نے آپ کو نہین چڑایا تھا مجکو تو آپ سے لڑنے کی آرزو تھی امیر با توقیر نے فرمایا ای مندویل اس گفتگو سے کیا فائدہ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا یہ سنکر مندویل نے اپنے دل مین کہا کہ اس سے نیزہ بازی کون کر سکتا ہی اگر نیزہ ہوائی ہوگیا تو کمال ذلت ہوگی یہ سوچکر مندویل نے تلوار امیر با توقیر پر ماری امیر نے چاہا کہ اشقر کو برابر ملا کر تلوار کو رد کرین پانون اشقر کا سوش خانے مین جا تا رہا امیر با توقیر اشقر کو سنبھالنے مین مصروف ہوے تلوار مندویل کی سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر آئی اشقر دیوزاد مدد سبحانہ تعالی سے اُچک کر باہر میدان مین آیا امیر با توقیر نے خون سر سے پاک کیا تیغ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مندویل نے سپر پر روکا تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا تا ابرو اتر گیا یہ معرکہ دیکھکر دونون لشکر تلوارین کھینچ کھینچکر آپڑے تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے مندویل وغیرہ بھی زخمی ہوے اور لندھور برابر نوشیروان کے پہونچ گیا بختک نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا جب تو دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین آئے مگر نہ امیر کا پتا لگا اور نہ مندویل کا ادھر ادھر کے تمام عیار دونون کو ڈھونڈھ آئے جب کہین پتا نہ لگا اُس وقت بادشاہ نے عمرو سے کہا ای خواجہ تم امیر کی تلاش کو جاؤ عمرو بموجب حکم بادشاہ کے امیر با توقیر کو ڈھونڈھنے چلا اُدھر اشقر دیوزاد نے جب امیر کو زخمی دیکھا اور نوبت غشی کی طاری ہوئی اشقر دیوزاد میدان رزمگاہ سے امیر کو لیکر نکل گیا چلتے چلتے ایک مقام سبزہ زار پر صبح ہوئی دیکھا کہ ایک جھیل ہی اور سامنے اُسکے کوہ پر شکوہ ہی اور ایک طرف دیوار باغ کی ہی اُسکی پشت پر اشقر دیوزاد چرا مین مشغول ہوا جب گیاہ سبز کھا کر سیر ہوا تو جھیل مین آکر پانی پیا پھر ہری جولی تو حمزۂ **صاحبقران** مثل ستارۂ سحر کے زین خورشید لقا پر سے زمین پر گر پڑے تکان جو پہونچی چشم نیم وا سے دیکھا اور پھر آنکھ بند کر لی مگر اشقر دیوزاد پاس آتا ہی اور کس طرح چاہتا ہی کہ امیر با توقیر مجھپر سوار ہون لیکن امیر کو ہوش نہین ہی جبکہ اشقر دیوزاد نے دیکھا کہ امیر ہرگز ہوش مین نہین آتے پھر ادھر ادھر گرد امیر کے چرا مین مشغول ہوا اور امیر کا نصف چہرہ پانی مین تھا اور وہ باغ ملکہ مشکبوے کاکل کشا کا تھا اور اُسکے باپ کا نام سلیمان فارسی تھا اور دوسرا نام فاریاب شاہ بادشاہ شہر فارس تھا اور وہ باغ شہر سے دو منزل پر تھا اکثر ملکہ مشکبوے کاکل کشا برائے سیر اُس باغ مین آیا کرتی تھی اتفاقاً اُس روز بھی ملکہ اپنے باغ مین آئی ہوئی تھی اور تمام خواصین اُسکی مشغول سیر تھین کوئی جھولا جھول رہی تھی کوئی گیندا کھیل رہی تھی کوئی کسی شغل مین تھی اور ملکہ مشکبوے کاکل کشا اپنی وزیرزادی دلربا کا ہاتھ پکڑے ہوے جھیل مین پانون لٹکائے پانی سے کھیل رہی تھی یکایک ملکہ نے کچھ رنگ پانی کا مبدل بہ سرخی مائل پایا چلو مین پانی لیکے سونگھا تو اُس پانی مین سے لہو کی بو آئی وزیرزادی سے کہا ای دلربا پانی سے لہو کی بو کیسے آتی ہی اُسنے کہا ملکہ تمکو وہم ہی یہان لہو کہان ملکہ نے کہا ای دلربا تجکو میرے سر کی قسم ذرا تو اُٹھکر دیکھ تو سہی یہ لہو پانی مین ملا ہوا کہان سے آیا ہی دلربا قسم دینے سے ملکہ کے مجبور ہوئی کچھ خواصون کو ساتھ لیکر جھیل کے کنارے آئی دیکھا کہ ایک جوان مثل آفتاب درخشان کے شفق خون مین آلود کنارے جھیل کے پڑا ہی یہ دیکھکر دلربا فوراً ملکہ کے پاس پھر آئی اور کہا ای ملکہ ایک شخص خورشید صورت زخمی پڑا ہی ملکہ اُسی وقت اُٹھکر دلربا کے ساتھ ساتھ آئی اور **امیر** با توقیر کو دیکھتے ہی

عاشق ہوگئی دلربا سے کہا کہ اسکو اُٹھا کے باغ مین لیچلو مین اسکا علاج کرونگی الغرض ملکہ امیر باتوقیر کو اُٹھوا کے
باغ مین لائی اور بارہ دری مین مسند زرین پر لٹا دیا ایک خواص نے ملکہ سے کہا اے بی بی ایک گھوڑا بھی سبز
ہے ملکہ نے کہا اُسکو بھی باغ مین لاکر باندھو دو خواصین آئین اور اشقر دیوزاد کو جمکارا وہ ساتھ ساتھ خواصون
کے چلا آیا اُسکو باغ مین لاکر ایک مقام پر علیحدہ باندھ دیا ملکہ نے جراح کو بلایا اور ہزار روپیے اُسکو دیکر کہا کہ
انکو جلد اچھا کر دے مین بعد انکی صحت کے تجکو بہت سا انعام دونگی جراح نے تین روز مین امیر باتوقیر کو اچھا
کر دیا اب جو امیر کشورگیر کی آنکھ کھلی ملکہ کو دیکھتے ہی تیر عشق جگر کے پار ہوا جب چوتھے روز امیر باتوقیر نے
غسل صحت کیا ملکہ بہت خوش ہوئی اور جراح کو انعام کثیر دیا اور صحبت جشن آراستہ کی امیر باتوقیر پہلو مین ملکہ
مشکبوے کاکل کشا کے جلوہ افروز ہوے گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی آکر رکھی گئین پہلے ملکہ نے
امیر باتوقیر سے کہا کچھ اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہان سے زخمی ہوکر یہان آئے امیر کشورگیر نے فرمایا کہ
نام میرا امیر العرب ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہے مندویل اصفہانی سے لڑائی ہوئی میدان کارزار
مین تلوار چلی وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا امیر امرکب مجکو یہان لے آیا ملکہ سُنکے
چپ ہوئی کہا اے حمزۂ صاحبقران کچھ شغل شراب و کباب کرو امیر نے فرمایا اے ملکہ اگر مسلمان ہو جاؤ تو
مین دورۂ گلفام مین شریک ہون اور کباب وغیرہ بھی کھاؤن ملکہ رضامند ہوئی اور چپکے سے بصدق دل
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اور دلربا وزیرزادی نے بھی دین اسلام قبول کیا مگر خواصون نے کہا اگر ہماری
جان بچے گی تو ہم مسلمان نہ ہونگے امیر باتوقیر چپ ہو رہے جب تک شب ہوئی ملکہ امیر کا ہاتھ
پکڑے ہوے باغ مین چاندنی کی سیر دیکھ رہے تھی کہ عمرو بھی اُس جھیل پر آیا اور جھککر ہاتھ منھ دھونے لگا
یہان باغ مین بعد مینوشی کے گانا بجانا شروع ہوا آواز جو گانے کی عمرو نے سُنی فوراً باغ مین چلا آیا دیکھا کہ
امیر باتوقیر ملکہ کے پاس بیٹھے ہین اور گانا ہو رہا ہے عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے صحبت مین آیا ایک
گانے والی کا موباف چوٹی کا اور ایک کی پشواز کا کونا کاٹ لیا وہ جو سامنے ملکہ اور امیر کے کھڑی
ہوئی ناچنے کو ملکہ نے دیکھکر کہا او اچھل چاندنی خیلا یہ تو کیسی طوائف بے حیا اور بے شرم ہے ذرا تو اپنی
پشواز کو تو دیکھ اُسنے جو جھک کے آگے پشواز کو دیکھا دونون ہاتھ آگے رکھ کے اوہی کرکے بیٹھ گئی
مارے شرم و حجاب کے دل مین کٹ گئی ازسرتاپا پسینے مین غرق ہوگئی امیر باتوقیر اور ملکہ خوب قہقہہ مار
کے ہنسے عمرو نے خوب چپکے چپکے تماشا دیکھا پھر عمرو نے اپنی اصلی صورت جو دکھائی خواصین ایسی
ڈرین کہ اوہی کرکے چیخ ماری اور بیہوش ہوکے گر پڑین جب ہوش آیا بدحواس ہانپتی کانپتی گھگی بندھی
ملکہ کے پاس آئین اور کہا اے بی بی ایک بن مانس اس باغ مین آیا ہے خدا خیر کرے ملکہ بھی ڈر کے امیر
سے لپٹ گئی امیر نے تلوار کھینچ کے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین کیون ڈرتی ہو یہان آئیگا تو مارونگا اب جو
امیر نے خیال کرکے دیکھا تو عمرو چلا آتا ہے امیر باتوقیر نے خواصون سے پوچھا کہ تم سب اسیکو دیکھ کے
ڈری تھین یہی بن مانس ہے خواصون نے کہا حضور ہان وہ یہی ہے امیر نے ملکہ سے کہا یہ تو میرا بھائی ہے
مجھے تلاش کرنے آیا ہے عمرو نے وہین سے کہا اے حمزۂ صاحبقران کس کے پاس تم بیٹھے ہو کہ چپکے سر مین
کنگھی چلین تمام جھڑی ہوئین دلربا وزیرزادی نے کہا تو نگوڑے مونڈی کاٹے کی شامت آئی ہے ہماری
ملکہ کو عیب لگاتا ہے ملکہ نے دلربا کو منع کیا کہ خبردار کچھ کہنا نہین ایسا نہو کہ امیر آزردہ ہون امیر نے

ملکہ سے کہا ای ملکہ عمرو کو کچھ دیدو نہین تو اور زیادہ مذمت کریگا ملکہ نے دو صندوقچے جواہر کے منگا کر عمرو کو دیے عمرو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ای ملکہ تمھارا بھی کیا بُرا مقسوم ہو کہ ایسا لعل بے بہا اس سنگ سخت سے ٹوٹا امیر نے کہا ای خواجہ تم جو کچھ چاہو کہو مگر مین تمکو ایک حبہ بھی نہ دونگا غرضکہ بعد رمز و کنایہ کے عمرو دلرُبا کی گفتگو پر عاشق ہوا امیر نے کہا آج کچھ گاؤ عمرو نے گانا شروع کیا جب دلربا نے عمرو کا گانا سُنا ہزار جان سے عاشق ہوگئی عمرو گاتے گاتے چپ ہو رہا کہا ای ملکہ دلرُبا اشارے سے کہتی ہو کہ اپنا گانا مجکو بھی بتادے دلرُبا سنکر جل گئی کہا ای ملکہ تمھارے سر کی قسم اور میرا ستیاناس جائے جو مین نے اُس سے کچھ بھی اشارہ کیا ہو ملکہ نے کہا ای دلرُبا کیا مضائقہ تم کھسیانی کیون ہوتی ہو دلربا نے کہا ای ملکہ خدا نہ کرے جو مین ایسے بن مانس کو قبول کرون یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس عرصہ مین ایک خواص نے جاکر سب حال فاریاب شاہ سے کہدیا وہ تلوار کھینچ کر وہان سے آیا خواصون نے ملکہ سے کہا تمھارا باپ تلوار کھینچے ہوئے غیظ و غضب مین آتا ہو ملکہ کی یہ سُنکر جان نکل گئی امیر سے کہا کہ تم اور خواجہ کوٹھے پر چلے جاؤ امیر باتوقیر نے فرمایا ای ملکہ تم کیون گھبراتی ہو آنے دو جب ملکہ نے دیکھا امیر نہین مانتے آپ اُٹھکر بھاگنے لگی امیر نے دوپٹہ ملکہ کا پکڑ لیا ملکہ دوپٹہ چھوڑ کر ننگی بھاگی فاریاب شاہ نے جو ملکہ کو بھاگتے دیکھا تلوار تولکر ملکہ پر چلا اور للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ ٹھہر کہان جاتی ہو مین آج تجکو بغیر سزا دیے نہ چھوڑونگا امیر نے اُٹھکر نعرہ کیا کہ او فاریاب شاہ ادھر آ مردان روزگار کا سامنا کر عورت پر کیا تلوار اُٹھاتا ہو یہ نامردی کی بات ہو فاریاب شاہ نے کہا تیرا کیا قصور ہو تو زخمی پڑا تھا یہ کیون تجکو اُٹھا کر لائی چلے اسکو مار لون پھر تجھسے سمجھونگا امیر نے للکار کر کہا او بیحیا پہلے ادھر آ خبردار ملکہ سے نہ بولنا ورنہ سزائے سخت پائیگا اُسنے سوا ے کلمہ توحید پڑھنے کے اور دین اسلام قبول کرنے کے کوئی اور گناہ نہین کیا یہ سُنکر سلیمان یعنی فاریاب شاہ نے امیر پر جھپٹ کر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ سلیمان اوندھے منھ زمین پر آرہا امیر باتوقیر وہین اُسکو دبا بیٹھے جسطرح باز کسی طائر کو شکار کرکے دبوچ لیتا ہو امیر نے بآواز بلند فرمایا ای سلیمان حالا در شناختن وحدانیت پروردگار چہ میگوئی سلیمان نے کہا میری ایک شرط ہو ورنہ مجکو قبول ہو امیر نے اُسیوقت اُسکو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ کیا شرط ہو تیری سلیمان نے کہا یا امیر ایک خداوند مینار نشین میری سرحد مین ہو اُسکا حال بتانیے کہ وہ کون ہو اور سال بھر کے بعد وہان ایک میلہ ہوتا ہو اور اُس میلہ کا زمانہ آج کل ہو امیر نے فرمایا تو چل میرے ساتھ سلیمان نے اُسی وقت کوچ کی تیاری کی عمرو نے کہا یا امیر تمنے وعدہ کرلیا خیر بہتر یہ سُنکر ملکہ رونے لگی اور کہا اگر اُسکا پتا نہ لگا تو سلیمان مجکو مار ڈالے گا بہتر یہ ہو کہ تم مجکو اپنے لشکر مین بھجوا دو امیر نے فرمایا ای ملکہ خدا کو یاد کرو کیون گھبراتی ہو انشاء اللہ تعالے مین بہت جلد آؤنگا القصہ امیر نے بعد دو چار روز کے ہمراہ عمرو و سلیمان وغیرہ طرف ثریا کوہ کے کوچ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل امیر وغیرہ ثریا کوہ پر آئے دیکھا ایک مینار سونے کا ہو جسکی بلندی تین سو ساٹھ گز کی ہو اور چبوترہ اُسکا کوس بھر کے دورے مین ہو جسوقت عمرو کی نگاہ اُس سونے کے مینار پر پڑی منھ مین پانی بھر آیا مگر دیکھا کہ لاکھون آدمی چلے آتے ہین اور میلہ جمع ہوتا جاتا ہو اور الکہ زنگی وہان کا مالک ہو اور کمیل زنگی وہان کا کوتوال ہو برائے بندوبست میلے کے کئی ہزار اپنی فوج لیکر آیا ہو اور اُسی چبوترے پر مع مصاحبون کے بیٹھا ہو اور جتنے شاہ اور شہریار زادے آئے ہین وہ نیچے چبوترے کے کھڑے ہین سلیمان امیر کو لیکر ایک طرف اُتر آرات بھر وہان کی سیر دیکھی جب

صبح ہوئی سلیمان نے امیر سے کہا کہ آپ جلدی چلیے نہیں تو بار نہ ملیگی امیر با توقیر اور عمرو اور سلیمان آگرا
قریب چبوترے کے کھڑے ہوئے امیر نے دیکھا کہ اس مینار سے چمک پیدا ہوئی اور سب کی آنکھوں میں چکاچوند
ہو گئی بلکہ آنکھیں جھپک گئیں امیر وغیرہ بہت حیران ہوئے اور الکہ زنگی مع کل تماش بینوں کے سجدے کو
جھکا امیر دیکھا کیے اور سجدہ نہ کیا کہ آواز گنبد سے آئی ای الکہ زنگی ادھر الکہ زنگی نے کہا ای خداوند مینار نشین
حاضر ہوں آواز آئی الکہ کچھ دیکھا بھی تو نے یہ جو سلیمان آیا ہی اسکے ساتھ حمزہ صاحبقران اور عمرو عیار
اسکا آیا ہی اور ہمکو ان تینوں نے سجدہ نہ کیا ان تینوں کو پکڑ کے راضی کر دا ور ہمکو انسے سجدہ کرا الکہ زنگی
نے پنگلے کسیل زنگی سے کہا تو انکو پکڑ لا یہ سنکے عمرو کی تو ڈر کے مارے جان نکل گئی اور کہنے لگا یا امیر بھاگو نہیں
تو گرفتار ہو جاؤ گے آئندہ تمھیں اختیار ہی لو میں تو جاتا ہوں اور اس ملعون نے ہمکو دور ہی سے پہچان لیا
امیر نے عمرو کو گھورکا اور کہا ڈرتا کیوں ہی گھبرا نہیں وہ گیدی کیا کر سکتا ہی سلیمان نے کہا یا امیر با توقیر
آپ نے دیکھا امیر نے فرمایا یہ کوئی شیطان ہی جو بندگان خدا کو بہکاتا ہی یکایک کوتوال لوگوں کو لیکر
آیا اور امیر کو پکڑنے کا ارادہ کیا امیر نے تلوار کھینچی اور سلیمان نے بھی تلوار کھینچی لڑائی ہونے لگی جو عقب سے
آتا تھا عمرو اسکو خنجر سے مارتا تھا ایسی تلوار چلی کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے دریا خون کا بہنے لگا مگر امیر نے
دیکھا کہ میں قتل کرتا جاتا ہوں اور آدمی کم نہیں ہوتے ہیں چار طرف سے نرغہ ہی اسوقت امیر چبوترے
سے نیچے کودے اور صدہا کفار کو قتل کیا لیکن ایک مقام پر سلیمان جو گھر گیا اسکو پکڑ لیا اور امیر پر بھی
ہر طرف سے حلقہائے کمند کفار پھینکنے لگے امیر با توقیر بھی گرفتار ہو گئے عمرو جست کر کے نکل گیا کفار
کوس بھر تک تعاقب کر کے خواجہ عمرو کا گئے مگر نہ پایا سب کے سب پلٹ آئے اور امیر و سلیمان
کو باندھ کر سامنے مینار نشین کے لائے خداوند مینار نشین نے کہا ای الکہ زنگی تین روز تک ان دونوں کو
قید رکھو اور سمجھاؤ کہ خداوند مینار نشین کو سجدہ کرو نہیں تو قتل کیے جاؤ گے غرض امیر با توقیر اور سلیمان
کو الکہ زنگی اپنے ساتھ لایا اور بہت منت سماجت کر کے کہا کہ کیوں اپنی جان شیرین دیتے ہو اور ذائقہ
تلخی مرگ چکھتے ہو خداوند کو سجدہ کرو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا امیر با توقیر نے فرمایا ای الکہ زنگی تو کیوں
شیطان کے بہکانے سے اپنے خدا کو بھول گیا ہی یہ کوئی شیطان ہی اسپر لعنت کر اور پروردگار کی وحدانیت
کا اقرار کر دوزخ سے پھر کر بہشت کا رخ کر اس میں دونوں جہان کی بہتری ہی الکہ زنگی نے کہا اچھا آپ کھانا
کھائیے امیر نے کہا اب تو میں قید ہوں جو کچھ تو کہیگا کرونگا ورنہ کھانا نہ کھانا الکہ زنگی نے امیر با توقیر
اور سلیمان کو بہت تحفہ کھانا کھلایا سلیمان نے کہا ای امیر میں نے اسی واسطے آپ سے شرط کی تھی
اب تو جان جاتی ہی بہتر یہ ہی کہ سجدہ کیجیے جہالت سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ای سلیمان کچھ پروا نہیں اجل
آئے جان جائے صبر کر دیکھ تو پروردگار عالم کیا کرتا ہی مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد + اسطرف
خواجہ عمرو جو نکل گیا تھا پھر بیتاب ہو کے امیر کی محبت میں آیا کہا کہ چل کے دیکھ تو سہی کہ امیر کس طرح
سے ہیں یہاں آکے جو دیکھا تو امیر اچھی طرح سے ہیں عمرو کی خاطر جمع ہوئی اب عمرو اس چبوترے پر آیا اور
وہاں مینار نشین کا یہ حکم ہی کہ رات کو یہاں کوئی نہ رہے اور اس مینار میں ایک سوراخ ہی تمام خلائق حسب
اپنے مقدور کے روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اس میں ڈالدیتی ہی گویا کہ خداوند مینار نشین کی یہ نیاز
ہی اسی طرح بہت کچھ چڑھاوا چڑھتا ہی عمرو یہ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ مال جو چڑھاتے ہیں اس

سوراخ مین سے مینار کے اندر ہی اندر کہان غائب ہو جاتا ہی یہ سنکر عمرو اب چبوترے کے اوپر چڑھا کچھ دہشت سی
معلوم ہوئی روئین بدن کے کھڑے ہو گئے عمرو نے دل سے کہا ای خواجہ دن کو وہ کیفیت رات کو یہ حال اس
شیطان نے مشہور کیا ہی جو رات کو چبوترے پر آئیگا وہ فوراً اندھا ہو جائیگا یہ سوچ کر ایک دغدغہ دل کو پیدا
ہوا مگر خدا پر نظر کرکے اور دل کو مضبوط کرکے چبوترے پر آیا بالکل سناٹا تھا پہلے تو چار طرف پھرا جب کہین
راہ نہ پائی تو عمرو نے کیلین داؤدی زنبیل سے نکالین اور ایک کیل اُس مینار پر گاڑی اُسپر پانوں رکھا
دوسری کیل گاڑی دوسرا پانوں رکھا تیسری کیل گاڑ کے پہلی اور دوسری کیل کو اُکھاڑ لیا اسی طرح کیلین گاڑتا
ہوا اور اُکھاڑتا ہوا پانوں رکھ رکھ کے چڑھا تین سو ساٹھ گز کی بلندی یونہین طی کی اور اُسی سوراخ مین سے
پانوں ڈال کے اندر مینار کے اُتر گیا وہان جا کے جو دیکھا عجب سامان دلفریب ہی اور ایک طرف فرش پر تکلف پر
گنگا جمنی پلنگ سجا ہوا بچھا ہی آگے اُس پلنگ کے مسند جواہر نگار آراستہ ہی اور ایک سورج لگی ہی اسپر پردہ
زرین پڑا ہی جسوقت آفتاب نکلتا ہی تو مینار نشین پردہ اُٹھا دیتا ہی اُسکی چمک سے سب کی آنکھین جھپک کر
چکا چوندھ کرتی ہین غرض رات تو کم تھی عمرو ڈر کے مارے ایک ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا اور کمند کے حلقے اس
دریچے سے ملا کر بچھا دیے اور سرا کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا یکایک عمرو نے دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر معلق چلا آتا
ہی اُسپر ایک شخص بصورت مقدس سفید داڑھی منھ پر بیٹھا ہی وہ تخت برابر اُس دریچے کے آکر لگا اور پیر
مقدس اُس تخت سے اُترا اور اُس دریچے مین گردن ڈال کے آنے لگا جیسے ہی اُس پیر نے سر اپنا اُس دریچے
مین ڈالا عمرو نے جھٹکا مارا حلقہ کمند آصفائے باصفا کا گلے مین اُسکے پیوست ہو گیا عمرو نے فوراً اُسکو
باندھکر نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسکی جگہ پر بیٹھکر تماشا میلے کا دیکھنے لگا دیکھا کہ الکہ زنگی امیر
با توقیر اور سلیمان کو ارابے پر ڈال کر لاتا ہی عمرو نے یہ دیکھکر اُس پردے کو اُٹھایا سب کافر سجدے کو
جھکے اور مینار نشین امیر سے پہلے کہہ چکا تھا کہ تو میرا بندۂ خاص ہی ای حمزۂ صاحبقران مین نے تجکو کعبہ سے
بلا کر اس مرتبہ کو پہونچایا کہ نوشیروان تیرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی پھر عمرو نے سفید مہرہ بجا کے
امیر کو کچھ سُنایا مگر مہرے کی آواز سنکر لوگ حیران ہوے اور کہنے لگے اُسوقت خداوند کی آواز ہیبتناک گئی
ہی مثل رعد کے خداوند گرجتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ امیر پر غصہ کر رہے ہین پھر عمرو نے آواز دی ای الکہ زنگی
حمزہ راضی ہوا یا نہین الکہ زنگی نے کہا ای خداوند مین نے کس کس طرح سے سمجھایا مگر امیر نہین مانتے ہین
عمرو نے کہا کہ بلاؤ جلاد کو یہ سنتے ہی اسی وقت جلاد حاضر ہوا سلیمان امیر سے کہنے لگا یا امیر اہل اسلام
مین تو تقیہ بھی درست ہی آپ تقیہ کر لیجیے بیفائدہ یہ جہالت ہی امیر نے فرمایا ای سلیمان یہ مقام تقیہ کا
نہین ہی پھر عمرو نے ایک پرچہ کاغذ بخط جلی لکھکر کمند آصفا مین باندھا اور امیر کی طرف اُڑا دیا وہ پرچہ
کاغذ اُڑتا ہوا سیدھا امیر کی گود مین آ کر گرا امیر نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار یا امیر مین نے کفار کے
خداوند مینار نشین کو پکڑ لیا اور اُسکی جگہ پر مین بیٹھا ہون اب چاہون تو تجکو قتل کردون اور چاہون
چھوڑ دون بہتر یہ ہی کہ آدمی تریاکوہ کی مجکو لکھدو اور یہ چال اس مین باندھ دو امیر اُس پرچہ کاغذ کو پڑھکر
بہت خوش ہوے سلیمان نے پوچھا یا امیر کاغذ کیسا ہی کیا آپ کو کچھ خداوند نے لکھا ہی امیر نے فرمایا
معاذ اللہ ای سلیمان کیا کلمۂ کفر منھ سے نکالتے ہو دیکھا تمنے آخر جو مین کہتا تھا وہی ہوا مینار نشین

شیطان مجسم تھا اور یہ میرا عیار عمرو ہی مینار نشین کو اسنے پکڑ کر قید کر لیا عمرو مجکو لکھتا ہی کہ آمدنی یہان کی میرے نام
لکھدو مین اُسکے جواب مین لکھتا ہون ای خواجہ مجکو مطلق خوف جان نہین اور یہ مال تو غازیون کا ہی تجکو کیونکر
دیدونگا جو کہ تمکو دھیلی ملتی ہی وہی ملیگی غرضکہ امیر نے جواب لکھا اور عمرو کے پاس بھیجا عمرو نے پڑھا الکہ
سے کہا کہ حمزہ کو قتل کر جیسے جلاد آیا امیر کو زیر دار بٹھایا عمرو نے آواز دی کہ جب مین تین حکم دون تو امیر کو قتل کرنا
الکہ نے امیر سے کہا کہ تیرے خداوند مینار نشین کی بڑی عنایت ہی کہ کاغذ لکھکر تمھارے پاس بھیجا امیر نے کہا ای الکہ
تو مجکو کیا نمایش خلاف کرتا ہی تو پہچانتا ہی کہ یہ کون بول رہا ہی ارے نادان وہ شیطان تیرا دفع ہوا یہ عمرو ہی
الکہ نے کہا لو خداوند کو امیر اپنا عیار بتاتا ہی عمرو نے پھر کاغذ لکھا کہ او عرب بیمروت بھول گیا وہ بی بی زبیدہ
کی مرغیون کے انڈے جو مین نے تجکو کھلائے تھے وہ اب نہین یاد ہین تو اپنی جان بچکے یہان آئے ہین اور اس مردک
کو پکڑا ہی دیکھ اب بھی لکھدے نہین تو قتل کرونگا وہ کاغذ پھر امیر کے پاس آیا تمام خلقت دیکھتی ہی کہ کاغذ آپ سے
آپ آتا ہی اور جاتا ہی خداوند سے اور امیر سے نامہ و پیام ہو رہا ہی اس امر عجیب سے سب کا اعتقاد اور زیادہ ہوتا جاتا ہی کہ
سلیمان نے امیر سے کہا کہ جو در اصل یہ عمرو ہی تو آپ آمدنی کوہ ثریا کیون نہین لکھدیتے ہین امیر نے کہا ای سلیمان مین کیونکر
لکھدون عدالت کے خلاف ہی اور یہ در اصل عمرو ہی امیر نے وہی جواب لکھکر بھیجا کہ مین ہرگز نہ دونگا جب عمرو نے پڑھا
غصہ ہوکر الکہ سے کہا امیر پر بانس مار دو اور یہ بھی ساتھ ہی حکم دیا کہ جب مین تین حکم دون تو قتل کرنا یہ لکھکر پھر امیر کو لکھا
کہ ای امیر جہان تیرے پاس صدہا شہر ہین یہ ایک مجکو دیدے جبکہ یہ کلمہ امیر نے لکھا دیکھا سلیمان و الکہ نے امیر سے
بمنت و سماجت چوتھائی آمدنی لکھوا دی عمرو یہ جواب پڑھکر خفا ہوا اور حکم دیا او الکہ اس سے جلد سجدہ کروا نہین تو
قتل کر مین نے دو حکمون کا ایک حکم دیا اس اثنا مین امیر نے سلیمان کے کہنے سے ناچار ہوکر نصف آمدنی کوہ ثریا کی لکھدی
اب عمرو نے بھی جانا کہ امیر اس سے زیادہ نہ دیگا یہ سوچکر الکہ سے کہا کہ مجھسے اور خدا نادیدہ سے سازش ہوگئی ہی امیر
کو چھوڑ دے بلکہ جو یہ تم سب سے کلمہ پڑھنے کو کہے تو کلمہ بھی پڑھو جسوقت عمرو نے یہ کہا فوراً الکہ نے امیر کو رہا کر دیا اور اپنے
گھر مین لایا اور سامنے امیر کے ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا جب امیر نے الکہ کو کلمہ پڑھایا اُسوقت الکہ متردد ہوا امیر نے
کہا تو کیا تردد کرتا ہی خداوند عمرو ہی الکہ نے کہا مین تو کلمہ نہ پڑھونگا ہان جو عمرو ہی تو کیا مضائقہ یہان عمرو نے پکارکے کہدیا تھا
کہ جو یہان آئیگا وہ ہرگز ہرگز جانبر نہوگا یہ سنکے تمام میلہ مارے ڈر کے چلا گیا جب کوئی نہ رہا تو عمرو دو پہر رات گئے مینار سے
اُترا اور سارا مال نذر زنبیل کیا پھر زنبیل سے بھتنے نکالے اور کمند آصفائے باصفا کو مینار مین باندھکے اُنسے کہا کہ اس
مینار کو ہلاؤ اُن بھتنون نے ایسا ہلایا کہ مینار اپنی جگہ سے اُکھڑ گیا عمرو نے معجزہ طلب کرکے وہ مینار زنبیل مین رکھ لیا اور
وہان سے ایک طوائف کی شکل بنکر الکہ کے یہان آیا دیکھا صحبت عشرت جمع ہی امیر مسند پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی عمرو
بھی اُن طوائفون مین ملکے گانے لگا امیر عمرو کی آواز پہچان گئے عمرو سے کہا ای خواجہ تم اپنی اصلی صورت دکھاؤ عمرو نے
کہا ای امیر اسوقت ساری آمدنی لکھدو تو کیا مضائقہ ہی امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ ہم تمکو قسم دیتے ہین تم اصلی بنو
یہ سنتے ہی عمرو نے اپنی صورت اصلی بنائی کفار حیران ہوئے امیر نے کہا ای الکہ مینار کی تو خبر لو الکہ نے جو جاکر دیکھا مینار
ندارد ہی ایک غار عمیق ہو گیا ہی الکہ متحیر ہوا آکر سب حال امیر سے کہا امیر نے کہا تم لوگ کیون حیرت مین ہو عمرو نے اپنی
زنبیل مین مینار رکھ لیا ہی الکہ نے کہا مجکو یقین نہین ہی امیر نے کہا اگر تم لوگ اُسکو دیکھ لو تو مسلمان ہوگے الکہ
نے کہا جی ہان امیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ تم ان سب کو مینار دکھا دو تو یہ مسلمان ہون خواجہ نے امیر سے کہا اگر سب آمدنی
لکھدیجیے تو دکھا دون امیر نے انکار کیا لیکن سلیمان نے کہا یا امیر میری خاطر سے لکھدیجیے مجبوراً امیر نے لکھدی اُسوقت عمرو نے

میدان مین آکر سب کو وہ مینا زنبیل سے نکالکر دکھایا مگر آخر کار سر اعمرو نے نہ نکالا فوراً زنبیل مین رکھ لیا اُسوقت سارا شہر
مسلمان ہوا اور تین روز امیر وغیرہ وہان اور رہے چوتھے روز الملکہ سے کہا کہ مین لشکر کو جاتا ہون تم اپنے ملک مین رہو وہان
چلتے وقت عمرو دلربا سے وعدہ کر آیا تھا کہ امیر کو ادھر لاؤنگا عمرو نے امیر سے کہا یا امیر اب ملکہ سے چلکر عقد کر لیجیے تو اپنے لشکر کو
جائیے سلیمان نے یہ سنکر عرض کیا یا امیر وہ تو آپ کی لونڈی ہی الغرض امیر عمرو کے کہنے سے شہر فارس مین آئے اور ملکہ
مشکبوے کاکل کشا سے عقد کیا اور خواجہ نے دلربا سے عقد کیا امیر سے ملکہ کے یہان فرخ شہسوار قلندر پیدا ہوے اور خواجہ سے دلربا
کے یہان نسیم بن عمرو پیدا ہوا چلتے وقت امیر نے ایک یکہ ملکہ کو دیا کہ اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر باندھ دینا اور اگر دختر ہو تو کسی شاہ و شہریار
کے ساتھ عقد کر دینا عمرو نے بھی دلربا کو ایک جھنجھی کوڑی دی اُسنے جلکر کہا او عمرو تو نے سارا مال کوہ ثریا کا لیا اور مجکو ایک کوڑی دیتا ہی
عمرو نے کہا یہ میرا شگون نیک ہی غرض امیر نے ملکہ سے رخصت ہو کر کچھ لوگ سلیمان کے اپنے ہمراہ لیکر طرف اصفہان کے کوچ کیا

داستان عمرو کا مینار نشین کو عورت بنا کر نجنک کے ہاتھ بیچنا اُسکا بھاگ جانا اور عمرو کا اُسکے عوض مین دو لکھے لینا

راویان اخبار اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ لشکر نوشیروان مین تیاری مالک اژدر کی جنگ کی ہو رہی تھی کہ پہلے عمرو
آیا قباد سے کہا امیر آتے ہین یہ سنکر سب استقبال کو گئے اور بخوشی امیر کو بارگاہ مین لائے یہ خبر لشکر نوشیروان مین ہوئی کہ امیر
آئے مالک نے سنکر کہا مین اب امیر سے لڑونگا اور یہان عمرو نے خیمہ مین آکر مینار نشین کو زنبیل سے نکالا اور کمند اصفہانی مضبوط
باندھکر ہوش مین لایا اور پوچھا تو کون ہی پہلے تو اُسنے نہ بتایا جبکہ عمرو نے کہا کہ او مردک جلد بتا ورنہ مار ڈالونگا تب اُسنے کہا ای
عمرو مین شیاطین سے ہون اب مجکو چھوڑ دے عمرو نے کہا مین تجکو ہرگز نہ چھوڑونگا تو بندگان خدا کو ورغلاتا ہی شیطان منتین کرنے
لگا عمرو نے کہا تو عورت حسینہ بن جا اور قول دے کہ مین نہ بھاگونگا تو مین نجنک کے ہاتھ تجکو بیچ ڈالون وہان سے تو چلا جانا اُسنے
عمرو سے قول دیا عمرو نے چھوڑ دیا شیطان لوٹ لگا کر عورت حسین بنگیا جیسے ہی صبح ہوئی عمرو در خیمہ نجنک پر آیا اور لوگون سے
کہا کہ ملک جی سے کہدو کہ عمرو کو کچھ تمسے کہنا ہی یہ جو نجنک نے سنا ڈر کے مارے کانپنے لگا گھبرا کر خیمہ سے باہر آیا جھک کر سلام کیا اور کہا
کیا حکم ہی عمرو نے کہا ملک جی گھبراؤ نہین ذرا علحدہ چلو تو کہون نجنک نے کہا اندر چلیے عمرو اندر آیا نجنک نے کہا ارشاد کیجیے
عمرو نے کہا ملک جی ہم ایک عورت خوبصورت نوشیروان کے لیے لائے ہین ای نجنک تو مکوا دے نجنک نے کہا مجکو تو دکھاؤ
عمرو نے جیسے ہی اُس عورت کو نکالا نجنک دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور عمرو سے کہا مین اس نازنین کو بادشاہ کے لیے لیجاؤنگا
عمرو نے کہا ملک جی اگر یہ گم ہو جائیگی تو قیمت اسکی جو مین کہونگا دینا پڑیگی نجنک نے کہا بہت خوب عمرو اُس عورت کو
نجنک کے حوالے کر کے چلا گیا یہ خبر ہرمز او رفرامرز کو ہوئی کہ عمرو ایک عورت پری رو نجنک کو دے گیا ہی ہر دو فرزند فوراً خیمہ
نجنک مین آئے اور دیکھتے ہی اُسکو عاشق ہو گئے اور کہا ملک جی یہ عورت ہم مول لینگے نجنک نے کہا تم کیونکر لوگے یہ نازنین
بادشاہ کے بکا ہو اسپر کوئی نگاہ بھی نہین اُٹھا سکتا جبکہ نجنک نے یہ بہانہ کیا دونون چلے گئے نجنک نے اپنے دل مین کہا کہ عمرو
جو مجھسے طلب کریگا وہ دونگا بلکہ کچھ اضافہ کر کے دیدونگا مگر اسے نہ دونگا القصہ جب نجنک اُس نازنین کو خلوت مین لا کر
مشغول اختلاط ہوا اُسنے بھی وہ غمزے کیے کہ نجنک جان فدا کرنے لگا پھر نجنک نے شراب منگائی اور دونون پیکر مست ہو گئے
اسوقت شیطان نے نجنک سے کہا ای غضبان آؤ اب لطف وصل ہی پھر دونون باہم بوس و کنار کرنے لگے جب نجنک بیتاب
ہو کر آمادہ وصل ہوا شیطان نے کہا ذرا ٹھہرو مین پیشاب کر آؤن نجنک نے اُس بیخودی مین آفتابہ خود لا کر اُسکے پاس رکھ دیا
اُسنے کہا تم ذرا باہر جاؤ نجنک باہر آیا شیطان فوراً آفتابہ لیکر غائب ہو گیا جب دیر ہوئی نجنک آواز دیکر اندر آیا دیکھا مع
آفتابہ وہ عورت غائب ہو گئی ایک آہ کھینچی اور ہاے کر کے زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد دلکو سنبھالا اور کہا عمرو تو نے
ہاتھ بیچ کا ہوا اب جو قیمت لیگے وہ دینا ہوگی غرضکہ علی الصباح عمرو نجنک کے پاس آیا نجنک نے ہاتھ جوڑ کے عمرو سے کہا کہ وہ عورت

بھاگ گئی بلکہ میرا آقا بھی لیگئی آپ جو قیمت فرمائیے وہ دید یجائے عمرو نے کہا مین وہ عورت لونگا بختک نے کہا آپ تو بچ گئے ہین قیمت کے مستحق ہین عمرو غصہ ہوا اور کہا او مردک تیرے ہاتھ وہ عورت بیچی تھی یا بادشاہ کیلیے لایا تھا بختک نے کہا اچھا آپ دربار نوشیروان مین چلیے وہان اسکا فیصلہ ہوجائیگا جب یہ دونون بارگاہ مین آئے عمرو نے نوشیروان کو مجرا کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کل مین نے ملک جی کے ہاتھ ایک عورت پریرو آپکے واسطے بیچی تھی اگر پسند ہو تو اسکی قیمت جو مانگون وہ پاؤن یہ سنتے ہی نوشیروان بختک کا منھ دیکھنے لگا ہر مز اور فرامرز نے گواہی دی کہ حضور عمرو سچ کہتا ہے ہمسے بھی آپکا نام لیا تھا نوشیروان نے غصہ ہو کر بختک سے کہا کہ اُس نازنین کو جلد لا بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور وہ عورت بھاگ گئی بادشاہ نے کہا تو جھوٹا ہے بختک نے ہزارون قسمین کھا کر کہا غلام سچ عرض کرتا ہے بادشاہ کو اسکی قسمون پر یقین آیا عمرو سے کہا اُسکے عوض مین جو تو مانگے وہ بختک سے دلادون یہ سنکر عمرو نے کہا کہ مین ایک آدمی لاتا ہون ملک جی اُسکے برابر جواہر تول دین بختک راضی ہوا عمرو نے عادی سے آکر کہا اے عادی ترحلوہ کھاؤگے اُسنے کہا جی ہان عمرو نے گھی و میوہ و قند سفید کثرت سے ڈالکر ترحلوہ کئی سو من پکوا کر عادی کو کھلایا اُسنے یہانتک کھایا کہ اُٹھ نہ سکا عمرو سے کہا اب مجھسے چلا نہ جائیگا عمرو نے پالکی پر سوار کراکے لشکر نوشیروان مین روانہ کیا اور کہا کہ تمکو وہان ترازو مین تلواؤنگا جب عمرو اور پالکی عادی کی آئی اور میزان میدان مین کھڑی ہوئی عمرو نے پالکی برابر میزان کے رکھوائی اور عادی سے کہا کہ ترازو مین جا کر بیٹھو عادی مشکل سے جا کر پلے مین بیٹھا بختک نے سارا جواہر منگا کر ترازو مین رکھدیا مگر پلہ عادی کا نہ اُٹھا عمرو نے کہا اشرفیان رکھواسے اشرفیونکے توڑے منگا کر رکھے جب پلہ کچھ زمین سے اُٹھنے لگا عمرو نے کہا اب روپیہ رکھو اُسنے سب روپیہ منگا کر رکھوادیا غرض سارا گھر بختک کا عمرو نے لوٹ کر نذر زنبیل کیا اور عادی کو اپنے ساتھ لے آیا لیکن عادی کا ابتر حال تھا امیر نے جو سُنا عمرو کو بلا کر خفا ہوے اور حکم دیا کہ عادی کا جلد علاج کرو اگر مر جائیگا تو خواجہ تمکو بھی اُسی کے ساتھ دفن کردونگا ادھر تو عادی کا علاج ہونے لگا ادھر عمرو یا ادوی کو نکلا ایک صحرا مین گلباد و دکلباد ملے اُنسے اور عمرو سے لڑائی ہونے لگی جب عمرو نے دیکھا کہ کچھ اور عیار چلے آتے ہین عمرو الیا بھاگا کہ پتا بھی نہ لگا جب کئی کوس نکل گیا دیکھا کہ ایک سبیل پانی کی رکھی ہے پیاسا تھا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا گلباد و دکلباد بھی پھرتے پھرتے اُدھر آنکلے عمرو کو بیہوش پا کر مشکین باندھین اور زنبیل عمرو کی جو کھولا تو ایک رومال مین پڑیان تھین اُنکو کھولکر جو سونگھا فوراً بیہوش ہو کر گرے عمرو کو جو ہوش آیا اپنی زنبیل اُٹھا اور ان دونون کی کمند سے مشکین باندھ کر پشتارہ لگا داخل بارگاہ امیر ہوا اور سامنے امیر کے ہوش مین لایا یہان ابوالفتح بادشاہ سے کہہ رہا تھا کہ خواجہ مجھسے کان چھین لائے اور مجکو ایک سوداگر کے ہاتھ غلام بنا کر بیچ لیا عمرو نے جو سُنا کہا یہ جھوٹا ہے مین نے تیری جان بچائی اس سبب سے بیچ کر چلا آیا اُسنے کہا جو ہوا سو ہوا مجکو کسی بدہد لکھدیجیے پھر مین تمسے نہ بولونگا عمرو نے کہا پھر وہی باتین کرتا ہے غرض بادشاہ نے ابوالفتح کو سمجھایا وہ بادشاہ کے کہنے سے چپ ہو رہا عمرو نے ابوالفتح کو خشت طلائی دلوائی اور کہا تو لشکر مین رہا کر پھر گلباد و دکلباد کو قید کیا اور وہان مالک اژدر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر دلندھور کو ہوئی لندھور نے کہا یا امیر مجکو بھی اسکی لڑائی کا بڑا اشتیاق ہے غرض امیر نے بھی نقارہ رزمی بجوایا کہ غل ہوا عمرو دوڑا دیکھا کہ ایک شخص بھاگا جاتا ہے عمرو نے اُسکو پکڑ کر کہا تو کون ہے اُسنے کہا اے خواجہ مرزبان خراسانی سلیمان شاہ کی دختر پر عاشق ہو کر فوج لیکر چڑھ آیا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی بیٹی مجکو دے جبکہ سلیمان شاہ بدحواس ہوا تو اسکی دختر نے کہا امیر و لندھور سے کشتی لڑو اور اُنکو زیر کرو تو مین تمکو قبول کرون مرزبان نے سبک پا اپنے عیار کو بھیجا کہ لندھور کو چرالاؤ تو وہ آکر لندھور کو چرالیگیا مین بھی اُسکے ساتھ تھا نہ نکل سکا عمرو نے اُسکو چھوڑ دیا ادھر خیمہ لندھور مین آیا دیکھا عیال لندھور کے اپنا غیر حال کر رہے ہین یہ خبر امیر کو ہوئی مگر چونکہ فوج میدان مین آچکی تھی امیر نے عمرو مالک کے پاس بھیجا کہ لندھور کو تمھاری جنگ و جدال کا بڑا اشتیاق تھا اُسکو کوئی چرالیگیا اب آٹھ روز کی مجکو مہلت دو کہ لندھور آجائے تو پھر

مقابلہ باطمینان تمام ہو عمرو نے یہ پیام امیر کا آکر مالک سے کہا مالک نے برضا و رغبت ایک مہینے کی مہلت دیکر کہا کہ میری طرف
سے امیر سے کہنا کہ جب آپکے جی مین آئے لڑیے گا عمرو نے اسیطرح امیر سے بیان کیا یہ سنکر فوجین طبل بازگشت بجا اور اپنے اپنے
خیمون مین آئے امیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ تم جاکر لندھور اور مرزبان کو چھڑا لاؤ تو ہم بھی انکی کشتی کا تماشا دیکھین پھر امیر نے
گلباد و کلباد کو بلایا اور کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ وہ دونون راضی ہو کر صدق دل سے مسلمان ہوے اور کہا ای خواجہ ہم بھی تمھارے
ساتھ چلینگے اور سرہنگ مصری اور ابو الفتح نے بھی کہا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ ہین الغرض خواجہ امیر سے رخصت ہو کر یہ چار
عیار طرار اپنے ساتھ لیکر طرف شیراز کے روانہ ہوے گلباد و کلباد نے کہا استاد صورت تو تبدیل کیجیے جب سب عیارون نے
اپنی صورتین بدلین اور شہر شیراز مین داخل ہوے اور ایک کاروانسرا مین آکر اترے عمرو نے سب عیارون سے کہا کہ غیر
ملک مین آکر اپنے پاس سے کھایا تو کیا کمال کیا بہتر یہ ہے کہ اپنی گرہ کا پیسہ کوڑی نہ صرف کرین یہ سنکر گلباد نے کہا کہ پھر آپ کوئی
تدبیر کرین عمرو ایک سوداگر کی صورت بنا اور ان چارون کو اپنا گماشتہ بنایا اور شیراز کی بازار مین آیا وہان ایک نانبائی تھا
کہ وہ استاد بریان بیران تھا عمرو اسکی دکان پر آکے بیٹھا اور کہا کھانا لاؤ اسنے جو انکی صورت دیکھی سمجھا کہ کوئی بڑا سوداگر
ہے فوراً دسترخوان بچھایا اور اسپر ہر رنگ کا کھانا چن دیا ان پانچون نے خوب سیر ہو کر کھایا کہ اس اثنا مین ایک فقیر نے آکر
سوال کیا عمرو نے نانبائی سے کہا اس فقیر کو پانچ روپیہ دیدو اسنے صندوقچہ کھولکر پانچ روپیہ دیدیے عمرو نے کہا ہم کھانا کھائین
تو تمکو روپیہ مع قیمت کھانے کے منگا دین اس عرصہ مین اور فقیر آنے لگے عمرو اسی نانبائی سے روپیہ دلوانے لگا غرضکہ اسقدر فقیر
افراط سے آئے کہ نانبائی نے دوسو روپیہ بانٹ دیے اور عمرو نے پھر کہکر دلوائے جبکہ عمرو چلنے لگا تو اس نانبائی سے کہا کہ تمھارے
صندوقچہ مین اب کتنے روپیہ ہین ذرا گن تو ڈالو اس نانبائی نے جو غلہ کو نکالکر گنا دوسو روپیہ نکلا عمرو نے کہا تمنے اپنے روپیے
گن لیے اسنے کہا ہان مگر وہ جو روپیے آپنے اٹھوائے ہین وہ تو دیجیے عمرو نے کہا ابھی تو گنواکے صندوقچے مین رکھوا دیے اب
کیسے تم روپیے مانگتے ہو یہ سنتے ہی وہ غل مچانے لگا لوگ جمع ہو گئے عمرو نے سب سے کہا صاحبو اس نانبائی سے پوچھو کہ دوسو
روپیے اسنے مجکو دیے تھے وہ مین نے گنواکے ابھی اسکو دیدیے اسنے روپیے اپنے صندوقچہ مین بند کیے یا نہین لوگون نے اس سے
پوچھا اسنے کہا ہان صاحب یہ دوسو روپیے تو میرے ہین وہ مین نے صندوقچے مین بند کر دیے وہ جو انھون نے لیے تھے وہ روپیہ
مانگتا ہون عمرو نے کہا لو صاحب ابھی لے چکا ہے پھر دوبارہ مانگتا ہے اتنے مین سبک پا آیا اسنے جو یہ تقریر سنی تو بریان پز کو
قائل کیا اور عمرو سے کہا آپ جائین غرض کہ عمرو وغیرہ تو سرا مین آئے وہ بریان پز رو پیٹ کر رہگیا سبک پا اپنے گھر چلا گیا یہان
دوسرا دن جو ہوا عیارون سے عمرو نے کہا آج پھر کوئی تدبیر کرو گلباد اسی وقت مردہ بنا اور چارون نے اسکو چارپائی پر
ڈالا اور ایک چادر اوپر اسکے اڑھائی اور کلمہ پڑھتے ہوے چلے آتے آتے سبک پا کے دروازے پر پہونچے سبک پا گھر سے نکلا
پوچھا کیا ہوا انھون نے کہا ایک لاوارث مر گیا ہے اسکو لیے جاتے ہین کہ کسیطرح کچھ مانگ کر دفن کرین سبک پا نے پانچ روپیہ
کسی سے دلوا دیے اس روز پانچون نے سرا مین بھٹیاری سے کھانا پکوا کر کھایا غرضکہ تین روز تک اسیطرح مردہ بن بنکے سبک پا
سے روپیے لیے اور خوب کھانا پکوا کر کھایا پانچوین روز دیکھا کہ عمرو کے درد اٹھا عمرو نے کہا اب مین نہ بچونگا یہ کہتے کہتے ان چارون
عیارون نے دیکھا کہ خواجہ مر گئے سب عیار رونے پیٹنے لگے تب عمرو نے چپکے سے کہا کہ ہماری باری کو باطل کرتے ہو یہ سنکر عیارون
کے جسم مین جان آئی عمرو کو چارپائی پر ڈالکر سبک پا کے دروازے پر آئے اور ہاے واے کر کے شور و غل کیا اور زار زار
رونے لگے سبک پا خفا ہوتا ہوا اپنے مکان سے نکلا کہا تم لوگون نے میرا گھر تاک لیا ہے کہ روز مردہ لیکر موجود ہوتے
ہو کیا یہ مکان میرا مردہ خانہ سمجھا ہے لوگون نے کہا اچھا اس مردے پر سے چادر تو اٹھاؤ ہم ذرا مردے کی
صورت دیکھین ان چارون عیارون نے چادر منہ پر سے ہٹائی دیکھا درحقیقت مردہ ہے چہرے پر بخوبی مردنی

چھائی ہے ناک کا بانسہ بیٹھا ہوا ہے کان کی لوین بھی مڑ گئی ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہین اور نبضین بھی ساقط ہین جسم
سے بو مُردے کی آتی ہے یہ حال دیکھکر سبکیا نے غسال کو بلا کر کہا کہ اسکو غسل میت دیکر اور قبر کھدوا کر دفن کر دو یہ سنکر
غسال اُس مردے کو دریا کے کنارے لایا تھا مین لکڑی تھین اور مُردے کو چارپائی سے اُٹھا کر تختہ پر لٹایا اور تمام کپڑے
اُتار کر نشستگاہ کی لنگی لپیٹی اور نہلانا شروع کیا اُدھر دوسرے آدمی نے غسال کے کفن قطع کر کے سیا جب غسال نہلا چکا اور
کافور سے حنوط بھی کر چکا تو کفنانے لگا عمرو دیکھا یک اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ مین بھوکا ہون جلدی کچھ مجھکو کھلا دے غسال
مارے ڈر کے گر پڑا اور غش آگیا عمرو نے اُسی وقت غسال کو داروے بیہوشی دی کہ وہ بالکل بیہوش ہو گیا عمرو نے اپنی
صورت کا اُس غسال کو بنایا اور اُس غسال کی شکل آپ بنے اور کفن پہنا کر اُسکو چارپائی پر لٹایا اور کلمہ پڑھتے ہوے
شہر کیطرف لیچلے جب اُس مُردہ نقلی کو لیکر قبرستان مین پہونچے وہ غسال ہوشیار ہوا عمرو نے دیکھا کہ اب یہ اٹھا چاہتا ہے مُردہ
اُسکے پاس آیا اور چپکے سے اُسکے کان مین کہا کہ خبردار اُٹھنا نہین جب تک تجھکو قبر مین لٹا کر تختے نہ دین تو نہین سانس روکے
پڑا رہنا نہین تو تیرے گھر بھر کو مار ڈالونگا یہ کہکر عمرو سبکیا کے پاس آیا اور کہا میری مزدوری دو اُسنے پانچ روپیہ عمرو کو دیے
عمرو روپیے لیکر راہی ہوے کیونکہ جب قبر تیار ہو چکی مُردے کو قبر مین اُتارا اور تختے قبر مین دینے لگے تین تختے ابھی قبر مین دیے
تھے کہ قبر مین اندھیرا ہونے لگا غسال گھبرا کر اُٹھ بیٹھا وہ جو گورکن تختے قبر مین دے رہا تھا مُردے کو دیکھتے ہی ڈر گیا اور غش
کھا کر گرا غسال کو جب ہوش آیا دونون مین کشتی ہونے لگی مردہ زندہ لڑنے لگا غسال چاہتا ہے مین پہلے قبر سے نکلون گورکن
چاہتا ہے مین پہلے یہانسے بھاگون غرضکہ مُردہ پہلے اُسیطرح کفن پہنے ہوے قبر سے نکلا پھر گورکن قبر سے نکلکر اپنے گھر کو بھاگا
کھدوائی بھی قبر کی ڈر کے مارے چھوڑ دی اور نہ مانگی غسال کفن پہنے ہوے شہر کیطرف چلا لوگ شہر کے بھاگے اور شور مچایا
کہ مُردہ کفنایا ہوا چلا آتا ہے جسطرف یہ غسال جاتا ہے لوگ ڈر ڈر کے بھاگتے ہین آخرکار اُسنے اپنا کفن نوچکر پھینکدیا اور
پکار کر کہنے لگا یارو مین غسال ہون عمرو نے یہ میرا حال بنایا ہے اور سکھا دیا تھا کہ ایسا کرنا یہ سنکر سب نے جب قریب آکر
غور سے دیکھا تب پہچانا سب کے جان مین جان آئی لوگون نے یہ خبر سبکیا کو پہونچائی کہ وہ مردہ عمرو عیار تھا اور
بھی تمسے پانچ روپیے بھی لیگیا مرزبان نے جو یہ کیفیت سُنی بہت خفا ہوا سبکیا کو جھڑک دیا اور کہا کہ تو لندھور
کو جو پکڑ لایا عمرو نے آکر تجھسے کیا کیا عیاریان کین اور تجھسے کچھ بھی نہو سکا اسی پر تو دعوی عیاری کا کرتا ہے سبکیا نہایت
ذلیل ہوا اور کچھ لوگ ساتھ لیکر سرا مین عمرو کی تلاش کو آیا عمرو اُسوقت عیارون کو لیکر کہین گیا ہوا تھا یہان سبکیا تو عمرو
کو تلاش کرنے لگا اور عمرو لندھور کو ڈھونڈھتا ہوا اُس باغ مین آیا جہان لندھور کو رکھا تھا دن بھر تو عمرو نے مع
عیارون کے وہان خوب سیر کی اور رات کے وقت لندھور کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور لیکر نکل گیا صبح کو مرزبان کو
خبر ہوئی غیظ و غضب سے مُنھ سُرخ ہو گیا اور مرزبان نے سبکیا کو بلا کر بہت سخت سست کہا سبکیا نے عرض کیا اگر آپ
فرمائین تو مین پھر لندھور کو جا کر لے آؤن مرزبان نے نہ مانا اور کہا کہ اے شاہ سلیمان آخر تو مجھکو لندھور سے لڑنا
ہے تم میرے ساتھ چلو مین نوشیروان کے سامنے لڑونگا شاہ سلیمان راضی ہوا اور یہ دونون فوجین اپنی اپنی لیکر
روانہ ہوے عمرو نے ایک صحرا مین لاکر پشتارہ دوش سے اُتارا اور لندھور کو کھولکر ہوش مین لایا اور سارا حال بیان کیا
لندھور نے عمرو کو بہت تحسین و آفرین کی اور ہمراہ عمرو وغیرہ کے لشکر امیر با توقیر کیطرف چلے آتے آتے صحرا مین ایک پہاڑ
ملا اُسکے نیچے سب کے سب اُترے عمرو نے گلبا دے کہا کہ تم جا کر امیر با توقیر کو خبر دو گلبا دو امیر کے پاس آیا اور لندھور
کا سارا حال بیان کیا اُدھر کا حال سُنیے کہ جس پہاڑ کے نیچے لندھور و عمرو وغیرہ فروکش ہوے تھے اُس پہاڑ سے کچھ
عورتین اُتر کر آئین اور کہا کہ آپ اس صحرا مین کیون پڑے ہین ہمارے مکان پر چلیے لندھور یہ سنکر ہمراہ عورتون کے

سب کو ساتھ لیکر یزدان وہ بڑھ گیا دیکھا کہ ایک باغ نہایت پر بہار و آراستہ ہی ایک طرف کو بارہ دری بڑے تکلف کی
پردے پٹا پٹی کے پڑے ہین شیشہ آلات بیش قیمت لگا ہی گلدستے چبوترے پر گرد چنے ہوے ہین اور بارہ دری مین فرش مخمل
زرنگاری کا بچھا ہی اور اُسپر ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہی اور اُس مسند پر ایک عورت حسین نازنین بیٹھی ہی اُسنے لندھور کو دیکھتے ہی
مسند پر اپنے پاس بٹھایا اور استفسار حال کیا لندھور نے اپنا نام بتایا جب تو اُسنے کہا اول بصورتم مجکو قبول کرو لندھور نے
انکار کیا اور کہا کہ جبتک ہم نکاح نہین کرتے مشغول صحبت وصل نہین ہوتے اگر تم دین اسلام قبول کرو تو کیا مضائقہ ہی جب اُس
لکاو نے دیکھا کہ لندھور کسی طرح راضی نہین ہوتا سحر کرکے لندھور و عمرو وغیرہ کو گرفتار کر لیا یہان تو یہ سحر ساحرہ مین سب
گرفتار ہوے وہان امیر باتوقیر منتظر ہین جو سردار کہ پیشوائی کو لندھور کی گئے تھے خالی پھر آئے اور کہا کہ ای امیر باتوقیر لندھور
و عمرو وغیرہ کا کہین پتا نہین یہ سنکر امیر بہت گھبرائے اور اُسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مقبل کو ہمراہ اپنے کرکے چلے اور
گلباد سے کہا کہ تو وہ مقام مجکو بتا دے کہ جہان سے عمرو نے تجکو روانہ کیا تھا گلباد امیر کو ساتھ لیکر آیا اور وہ مقام بتا دیا جب
امیر وہان آئے تو کسی کو وہان نہ پایا آگے جو بڑھے تو اُسی پہاڑ کے نیچے پہونچے بعد تھوڑے عرصہ کے اُسی طرح وہ عورتین آئین امیر کو
بھی ساتھ اپنے وہان لائین امیر دل مین سمجھ گئے کہ لندھور بھی یہین ہوگا جب امیر باغ مین پہونچے دیکھا کہ بارہ دری مین ایک عورت
نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُسنے امیر کو اپنے پاس بٹھا کے سوال وصل کیا راوی لکھتا ہی کہ نام اُس نازنین کا ریحانہ جادو تھا امیر
نے جو خیال کرکے دیکھا تو مُنہ سے اُسکے بو آتی ہی دل مین امیر نے کہا کہ یہ لکاو ساحرہ ہی امیر دل مین سوچکر اسم اعظم پڑھنے
لگے اور اُس سے پوچھا کہ تو جادوگرنی ہی اُسنے کہا کہ تُنے کیونکر جانا امیر نے کہا تیرے مُنہ سے بو آتی ہی یہ سنکر اُسنے امیر پر سحر کیا
امیر پر کچھ کارگر نہوا یہ دیکھکر وہ بدحواس ہوئی اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن امیر نے فوراً اسم اعظم دم کرکے جو تیغ عقرب سلیمانی
کا ہاتھ مارا وہ ساحرہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گری سارا طلسم ٹوٹ کر برباد ہوگیا جتنی خواصین اُسکی تھین سب جلکر خاک سیاہ
ہوگئین جن جنکو پکڑ لائی تھی وہ ہاتھ باندھکر حاضر ہوئین مگر لندھور کی قید کا پتا نہ لگا جب کہ بہت تلاش کیا تو ایک کوٹھری
مین بند پایا اُسی وقت لندھور کو رہا کیا اور سب کو ہمراہ لیکر لشکر ظفر پیکر مین آئے اُدھر مرزبان اور سلیمان شاہ
بارگاہ نوشیروان مین داخل ہوے بادشاہ کو دونون نے مجرا کیا بادشاہ نوشیروان نے دونون کو دنگل بیٹھنے کو
دیے مرزبان دست راست کو بالادست بیٹھا اور مالک اژدر وغیرہ جتنے سردار تھے وہ سب چپکے بیٹھے دکھائی دیے
جب مندویل اصفہانی آنکر اپنے دنگل پر بیٹھا دیکھا کہ مرزبان مجھسے بالادست بیٹھا ہی دل مین بہت تاؤ پیچ
کھایا مگر چپکا بیٹھا رہا ہلیل نے جو دیکھا کہ مندویل رنجیدہ ہی پوچھا ای برادر تم اسوقت پرغم اور متردد کیون ہو مندویل
نے کہا بادشاہ نے اسکو بالادست کیون بٹھایا ہی غرضکہ مندویل سے ضبط نہوسکا مرزبان سے کہا تم اس مقام پر
نہ بیٹھو اور کسی طرف جاکر متمکن ہو مرزبان نے نہ مانا دونون مین تکرار ہونے لگی ہلیل نے کہا اچھا خیر اسوقت تو بیٹھا
رہنے دو ای مرزبان کل آنا تو تم اس مقام پر نہ بیٹھنا مرزبان نے کہا مین تو ہر روز اسی مقام پر بیٹھونگا مندویل نے دست
بقبضہ ہوکر کہا کل کیسا آج ہی مین اسکو یہان نہ بیٹھنے دونگا جب مرزبان نے بھی تلوار کھینچی یہ دیکھکر نوشیروان نے
مندویل کو منع کیا اور کہا کہ کوئی مہمان سے لڑتا ہی یہ تمھارے گھر مین آیا ہی اور مہمان ہی تمکو ترجیح دینا چاہیے اور مدارات کرنا
لازم ہی القصہ نوشیروان نے سمجھا کر رفع شر کر دیا سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے لیکن مندویل و ہلیل دونون
مکدر خاطر رہے جبکہ دربار برخاست ہوا مندویل اپنے مکان پر آیا دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان بادہ خوار زن حمق کے
مانند ہی اور حمزہ قدردان ہی یہ سوچکر بھائی کے پاس آیا اور کہا کہ ای برادر مین اب مرزبان سے کیونکر لڑون اور
نوشیروان سے مجکو بڑا صدمہ پہونچا کہ ہمنے اسکو اپنے شہر مین اُتارا اور اہل و عیال کی تباہی اور بربادی کا کچھ خیال نہ کیا

امیر سے لڑے مقابلے کیے اُسکا عوض یہ ہی کہ اس نامرد نے سرور بارہکو بے حقیقت سمجھا ہی برادر مین امیر کی خدمت
مین جاتا ہون اس بات کو سُنکر جہلیل اور شہنشاہ عراقی بھی رضامند ہوے دوسرے روز جو جو عزیز قریب تھے
اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر امیر کشورگیر کے چلے یہ خبر امیر کو ہوئی جیسے اخبار مرزبان کے سُن چکے تھے اسی سبب
سے امیر کو صاف شہادت ہوا کہ یہ بگڑکر آتے ہین جب تو امیر نے فوراً عبدالجبار و بہرام وغیرہ کو واسطے
استقبال کے بھیجا جب مندویل وغیرہ بازار مین آئے اہل بازار دیکھکر حیران ہوگئے جیسے ہی آگے بڑھ دیکھا سب سردار
امیر با توقیر کے آتے ہین مندویل وغیرہ گھوڑون سے اُترنے لگے سردارون نے منع کیا کہ اُترو نہین جلد چلو
امیر با توقیر تمھاری راہ دیکھ رہے ہین مندویل وجہلیل یہ عنایت امیر کی دیکھکر بہت خوش ہوے اور دروازے
پر بارگاہ کے آکر اُترے اندر جو داخل ہوے تو چار چمن بیخزان نظر پڑے دیکھا سامنے تخت پر قباد اور امیر با توقیر
دنگل شوکت پر اور تمام سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہین مندویل یہ کارخانہ دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان
کیا گیدی ہی یہ دربار تھا بازہی ان دونون نے مجرا کیا اور نذر دی امیر با توقیر نے اُٹھکر انکے ہاتھ پکڑ لیے اور بادشاہ
قباد کو نذر دلوائی پھر دونون از سر صدق مسلمان ہوے امیر نے دنگل عنایت کیے اور خلعت سلیمانی مرحمت ہوے
پھر امیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ انکے واسطے بانات سلیمانی اور تاش تمامی کا خیمہ برپا کرادو عمرو نے اُسی طرح کا خیمہ
آراستہ کردیا دونون بھائی امیر کی مدح و ثنا کرتے ہوے سب کو خیمہ مین لے کر آئے لندھور و عمرو بھی انکے ساتھ
آئے اور بیٹھکر باتین کرنے لگے مندویل وجہلیل کی سات لاکھ فوج آپس مین صلاح کرکے سارا مال و اسباب
لیکر صبح کو مندویل کے پاس آئی اور کہا کہ آپ نے ہمکو اطلاع بھی نہ کی اور ہمکو آپ چھوڑ کے چلے آئے مندویل
نے آکر امیر سے عرض کیا کہ تمام فوج میری آئی ہی امیر نے کہا تم اپنی فوج سے ہوشیار رہنا کس واسطے کہ تم مسلمان ہوگئے
ہو اور وہ سب ابھی عالم کفر مین ہین اب مجھکو تمھارا زیادہ پاس وخیال ہی یہ سنکر مندویل نے کہا ای امیر وہ سب میرے
ملازم ہین اُنسے مجھکو کچھ خطرہ نہین یہ کہکر مندویل بارگاہ کے باہر آیا اور اپنی سات لاکھ فوج کو مسلمان کیا یہ خبر
نوشیروان کو ہوئی وہ نہایت بدظن ہوا اور مرزبان کیطرف دیکھکر کہا کہ سب تیرا فساد ہی اور پرغضب ہوکر کہا کہ کوئی
ایسا ہی کہ عراق مین جاکر سارے شہر کو قتل کرے اور انکے ناموس کو پکڑ لائے مندویل وجہلیل وغیرہ اپنے اہل و عیال
کو عراق مین چھوڑ آئے تھے اور فوج کو لیکر لڑنے کیواسطے اصفہان مین ہمراہ نوشیروان کے آئے تھے الغرض یہ
جو نوشیروان نے حکم دیا مرزبان اور سلیمان شاہ دنگلون سے اُٹھے اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم یہ کام کرلاوین
نوشیروان نے اجازت دی وہ دونون لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر عراق کو روانہ ہوے ہرکارون نے آکر دربار مین
امیر کے سامنے یہ اخبار گذرانا مندویل وجہلیل یہ سنکر گھبرا گئے امیر نے فوراً جام کل عفریت منگواکر دربار مین
رکھا اور بہ آواز بلند کہا کہ ایہا الناس مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی بہادر جائے اور انکو راہ مین روکے
یہ سنتے ہی مندویل وجہلیل نے عرض کی کہ ای امیر با توقیر ہمسے اور اُنسے تنازعہ ہی اگر حکم ہو تو ہم جاکر انکو روکین
اور مقابلہ کرین امیر نے منع کیا اور کہا کہ تم ابھی کسی سے مقابلہ نہ کرو کوئی اور چلا جائیگا لیکن ان دونون نے نہایت
اور بہت اصرار کیا امیر نے مجبور ہوکر فرمایا خیر تمھین اختیار ہی مگر مہمان کو ابھی تکلیف نہ دینا چاہیے اگر تمھاری یہی خوشی ہی
تو بہتر ہی جاؤ یہ سنکے دونون نے امیر و بادشاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ سے باہر آکے مرکبون پر سوار ہوے اور لاکھ سوار
ہمراہ اپنے لیکر طرف عراق کے روانہ ہوے اور جو چھ لاکھ فوج باقی رہی وہ بعد اُنکے روانہ ہوئی کہ انکے بھی سب
ناموس وہین تھے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی ایسا غضبناک ہوا کہ داڑھی کے بال سب اُسکے کھڑے ہوگئے اور

چہار طرف دیکھنے لگا اور کہا ایہا الناس کوئی تم مین سے ایسا نہین ہی جو جا کر اُنکا مقابلہ کرے اور روکے یہ سُنکر
طول شنجر زنگی دنگل پر سے کودا اور چالیس ہزار سوار لیکر چلا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی نہایت متردد ہوے کہ اب اسکو
بھیجون کہ مالک کا مقابلہ ہی یکایک لندھور اپنے دنگل سے کودا اور باہر آکے حکم دیا کہ اسی سوار سے زیادہ میرے ہمراہ
نہ آئین اُسپر بھی دولاکھ ہندی ہمراہ لندھور کے چلے اب جو یہ نوشیروان نے سُنا دونون گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہو گیا
اور مارے غصّے کے کانپنے لگا ہرمز و فرامرز سے کہا کہ تم جاؤ اور جو سردار مدد کو آئے تھے چنانچہ مسلسل شاہ
یزدی نجم کا سنقر و شرف ہزبر جنگی گداگر شاہ و کنند رکوہ کرمانی وغیرہ کو فوج بیشمار دیکر روانہ کیا پھر یہ سب خبر امیر
با توقیر کو ہوئی بادشاہ سے اجازت لیکر امیر بھی طرف عراق کے روانہ ہوے نوشیروان نے جو سُنا کہ امیر بھی گئے ہین
آپ بھی اُٹھ کھڑا ہوا بختک نے جانا کہ محل مین جائیگا مگر بادشاہ نے سواری طلب کی اور آپ بھی مع فوج کے کوچ کیا
قباد کو جو خبر پہونچی کہ نوشیروان بھی روانہ ہوگیا یہ بھی تمام فوج لیکر راہی ملک عراق کو ہوے

دو کلمے داستان مرزبان خراسانی کے بیان ہوتے ہین

شاطران افواج مضامین کیفیت اس داستان رنگین کی یون تحریر کرتے ہین کہ پہلے مرزبان خراسانی اور سلیمان شاہ
عراق مین پہونچے اور اہل عراق کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ مندویل وغیرہ مسلمان ہوے ہین اور نوشیروان نے
غضبناک ہو کر مرزبان خراسانی کو برائے قتل و گرفتاری نامو ہمارے مندویل وغیرہ بھیجا ہی کسی کو اس بات کا
یقین نہ آتا تھا یکایک ستون گرد صحرا سے اُٹھا معلوم ہوا کہ مرزبان فوج لیکر آتا ہی فوراً دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
چہار طرف توپین تیار کرکے لگا دین مرزبان جب قریب قلعہ کے آیا پکار کر کہا کہ حکم بادشاہ نوشیروان کا ہی کہ دروازہ
کھولدو عراقیون نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ نوشیروان کو نہین جانتے کہ کون سا گیدی ہی اور خبردار اگر آگے قدم بڑھاؤ
تو مارے گولون کے اُڑا دینگے سلیمان نے یہ سُنکر کہا کہ پھر چلو مین نے تو تجھے کہا تھا کہ رات کو چلنا تجھے نہ مانا مرزبان نے کہا کہ
یہ سارا فساد تو میرے سبب سے ہوا ہی اگر اب پھر جاؤنگا تو کیا کسی کو منھ دکھاؤنگا غرضکہ ان باتون مین شام ہوگئی رات بھر
تدبیر کیا کیے صبح کو مرزبان نے دھاوا کیا اُدھر سے توپون کی باڑھ چلی ہزار ہا کفار ایک ساعت ہی فیر مین اُڑگئے چار گھڑی توپ اور
تیر کی مار رہی جب توپ اُڑکی تاریکی دھوئین کی کم ہوئی دیکھا کہ مرزبان بیس ہزار سوار سے خندق پر پہونچا مرزبان نے
آواز دی کہ بس اسی مین خیر ہی کہ دروازہ کھولدو اور ہاتھ باندھکر عورتون کو محافے مین سوار کرکے نکل آؤ نہین تو تم سب
کی آبرو مین فرق آئیگا یہ سُنکر اہل قلعہ گھبرا گئے اور درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے اور زار زار رونے لگے دیکھا سبھون نے
کہ ایک گرد صحرا ایکطرف سے اُٹھی مندویل و جہلیل پیدا ہوے اور وہین سے تلوار کھینچ کے جھپٹے فوج مرزبان پر آپڑے تلوار
چلنے لگی مرزبان نے جو پلٹ کر دیکھا بیتاب ہو قلعہ کا چھوڑ دیا گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا مندویل کا مقابلہ کیا اور آتے ہی
تلوار کا ہاتھ مارا سر پر پڑا تا دوابرو تلوار اُتر آئی مندویل نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون بہنے لگا زخم سر رومال
سے باندھکر مرزبان پر تلوار ماری سر پر پڑی چھ انگل تلوار سر مین اُتر گئی زخم گہرا لگا مرزبان نے پھر ہاتھ تلوار کا مارا
مندویل کا زخم چارہ ہوا مندویل نے جو دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا مرزبان کا شانہ نشانہ ہوا مندویل نے پھر
دوسرا رومال سر پر کس کر باندھ لیا اور لڑنا شروع کیا جہلیل و سلیمان سے جو مقابلہ ہوا یہ دونون زخمی ہوے لیکن
سلیمان کا حال غیر ہوگیا اس اثنا مین مرزبان نے تلوار مندویل پر ماری مندویل نے سر چُرایا مرکب کام آیا مندویل
نیچے گرا مگر تمام لاشین پڑی تھین مندویل مین اُٹھنے کی طاقت نہ تھی ایک لاش کی چھاتی پر ہاتھ ٹیک کر مرزبان کے مرکب
کو تلوار ماری پاؤن گھوڑے کا زخمی ہوا کہ لوگ مندویل کے پہونچے بیچ مین مندویل کو کر لیا اور کہا کہ آپ قلعہ مین چلیے

کہ زخم کاری لگا ہے مندویل نے نہ مانا اور خراسانی پسپا ہو رہے تھے کہ شور وغل ہوا مندویل نے پوچھا یہ غل کیسا ہے لوگون
نے کہا کہ طول شنجر زنگی نے آکر سب کو پسپا کر دیا یہ سنکر مندویل نے پھر مرکب طلب کیا اور دیکھا کہ میری فوج پسپا ہو رہی
ہے لوگون نے کہا ای شہریار آپ قلعہ مین چلکر علاج کیجے مندویل سنتے سنتے بدمزاج ہوکر از راہ غیظ و غضب کہنے لگا کہ
صاحبو اگر تمکو جانا ہو چلے جاؤ مین تو یہین شہید ہونگا لیکن تم لوگ میرے مرنے کے شاہد رہنا اور اگر امیر با توقیر
آجائین تو کہدینا کہ آپکا تازہ غلام کام آیا یہ ذکر تھا کہ نعرہ بہرام گرد کا ہوا اور چینیون نے وہ تلوار کی کہ تمام فوج کفار درہم
برہم ہوگئی طول شنجر زنگی سے اور بہرام گرد سے مقابلہ ہوا طول زخمی ہوا لیکن کسی نے طول زنگی کو پیچھے سے آکر ایسا
قبضہ مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا یہ گھوڑے پر جھومنے لگا اور دیکھا ادھر ادھر زخمیون کے ڈھیر کہین لاشون کے انبار ہین مگر مندویل
بھی زخمی کھڑا ہوا غش کے عالم مین جھوم رہا ہے جہلیل کا بھی یہی حال ہے مگر کھیت سے قدم نہین ہٹاتے ہین جب آنکھ
کھولتے ہین لوگ کہتے ہین کہ بہرام نے آکر ایسی شمشیرزنی کی ہے کہ لڑائی اب فتح ہوا چاہتی ہے یکایک پھر گرد اڑی
او سالک اژدر کا نعرہ ہوا اسی ہزار نیزہ دارون سے آکر سیکڑون کو چھید کیا مالک بہرام سے مقابلہ ہوا بہرام بہت
زخمی ہوگیا تھا اور سالک کے اوچھا سا زخم لگا کہ نعرہ لندھور کا بھی ہوا ہندیون سے وہ تلوار چلی کہ مالک کے ہمراہی
بہت سے مارے گئے لندھور فیل میمونہ سے اتر کر دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا اور پوچھا کہ مندویل وجہلیل کدھر ہین
ہمراہیان لندھور نے دریافت کرکے کہا کہ ادھر زخمی کھڑے ہوے اپنے ہمراہیون مین جھوم رہے ہین لندھور مندویل
وجہلیل کے پاس آیا کچھ ہندی بھی ساتھ لندھور کے چلے آئے لندھور خفا ہوکر کہنے لگا تم لڑائی کو چھوڑ کر کیون
میرے ہمراہ آئے تم چلو کفار سے لڑو مین ابھی مندویل وجہلیل کو دیکھ کے آتا ہون غرضکہ لندھور پاس مندویل
وغیرہ کے آئے مندویل کو لوگون نے ہوشیار کیا اور کہا کہ جانشین حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین یہ سنکر
مندویل نے آنکھ کھولی اور لندھور کو سلام کیا لندھور نے کہا ای برادر کیا حال ہے مندویل نے کہا کہ شکر ہے
خداوند جلیل کا کہ شہادت کا زمانہ قریب ہے لندھور نے کہا ای مندویل تم گھبراؤ نہین اچھے ہو جاؤ گے اب تم
قلعہ مین جاکر ٹانکے زخمون مین دلواؤ مندویل نے کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اسوقت لندھور نے مندویل کو تسکین
دین اور انکے ہمراہیون سے کہا کہ جلد انکو میدان سے علحدہ لیجاؤ اور زخمون مین ٹانکے دو یہ سنکے لوگ
مندویل کو میدان کارزار سے جدا کرکے علحدہ لائے اور جراح کو بلوایا جب تک جراح آئے جو جو ہوشیار
سپاہی تھے وہ ٹانکے لگانے لگے ادھر لندھور پھر آکر لڑنے لگا کہ مالک اژدر سے سامنا ہوا مالک کے ہاتھ
سے لندھور کے اوچھا سا زخم لگا اور لندھور کے ہاتھ سے مالک بہت زخمی ہوے لیکن لندھور جو دوسرا
فیل بدلکر لڑا تھا مالک نے جو تلوار لندھور کو ماری لندھور نے اپنے تئین بچایا تلوار فیل پر پڑی سونڈ فیل
کی کٹ گئی لندھور نے فوراً مالک کے گھوڑے کو ڈکیا اب یہ نوبت ہے کہ میدان مین خوب تلوار چل رہی ہے کفار ادھر
سے ادھر بھاگتے پھرتے ہین کہ ہرمز و فرامرز او سلسل شاہ یزدی وغیرہ آئے ان سب کے ہمراہ بہت فوج بھی بڑھ
بڑھ کے ہندیون سے لڑنے لگی ہندی پسپا ہوے یکایک نعرہ امیر با توقیر کا ہوا اور وہین سے تیغہ عقرب سلیمانی
کھینچا اور آتے ہی دریاے کفار مین ڈوب گئے ایسی شمشیرزنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے بختک نے کہا ای
ہرمز و فرامرز جلد طبل بازگشت بجواؤ کہ سب پہلوان مالک کے زخمی ہین اور مرزبان وسلیمان شاہ
کا برا حال ہے ہرمز و فرامرز چاہتے ہین کہ حکم طبل بازگشت کا دین کہ سامنے سے نوشیروان کرد سوار کی
جمعیت سے آیا پھر طبل بازگشت نہ بجا اور زیادہ تلوار چلنے لگی مگر امیر کے ہمراہ کچھ فوج نہ آئی تھی نہ لندھور کے ساتھ

فوج کثیر تھی اب یہ کیفیت ہونے لگی کہ اہل اسلام بھاگ کر قلعہ مین جانے لگے یہ دیکھکر امیر بہ توقیر گھبرا گئے یکایک صدائے طبل سکندری آئی اور قباد مع تمام لشکر اسلام کے آپہونچے بختک قباد کو دیکھکر ناچنے لگا اور صلواۃ پڑھکر کہا کہ مین تو جانتا تھا کہ آج امیر کا فیصلہ ہوا لیکن خدا امیر کا بڑا زبردست ہی اور ہر جگہ پر بچاتا ہی اے بادشاہ بہتر یہ ہی کہ اب رات بھی ہوگئی ہی طبل بازگشت بجوا دیجیے نہین تو حمزہ آج ہی خاتمہ کردیگا بختک نے نوشیروان سے حکم لیکر طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین آئے زخمیون کے ٹانکے لگے لاشونکو اٹھوا کے دفن کرایا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ قیصر رومی و علمشاہ نواسہ کو فوج لیکر کمک کو نوشیروان کی آئے نوشیروان دست تاسف ملکر کہنے لگا اگر یہ تھوڑی دیر پیشتر آتے تو مین طبل بازگشت نہ بجواتا ادھر بارگاہ سلیمانی مین امیر و قباد نے جلوہ فرمایا دوسرے دن جب امیر دربار مین آکر متمکن ہوئے تو ایک لڑکا محل سے نکلکر بارگاہ مین سامنے امیر کے آیا اور وہ لڑکا سلطان سعد ہی بیٹا عمرو بن حمزہ یونانی کا اور سن اسکا دس برس کا ہی آتے ہی اُس لڑکے نے امیر با توقیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ یا امیر پسر قیصر سے میرے باپ کا ذنگل اور گھوڑا آپ دلوا دیجیے امیر اُسکی باتین سنکر ہنسنے لگے اور کہا اے نور نظر اچھا مین دلوا دونگا یہ سنکر وہ صاحبزادہ اندر محل کے خوشی خوشی آیا اور اپنی مان سے کہنے لگا کہ ہم دادا جان کے پاس واسطے ذنگل و مرکب کے گئے تھے حور رخ نے کہا اے فرزند اب علمشاہ آیا ہی تمھارے دادا جان لڑکر دلوا دینگے یہ سنکر وہ صاحبزادہ دل مین بہت شاد و خرم ہوا

دو کلمے داستان حیرت نشان سلطان سعد کا جانا علمشاہ کے پاس لشکر نوشیروان مین باپ کا ذنگل و مرکب لینے کو

شوکت نمایان بہادران روزگار اس داستان حیرت نشان کو یون لکھتے ہین کہ دوسرے روز چار گھڑی رات رہے وہ صاحبزادہ بلند اقبال اٹھا اور سلاح جنگ بدن پر آراستہ کرنے لگا پوشاک پہنکر زرہ جامہ پہنا جوڑی خنجر کی کمر سے لگائی تلوار گلے مین حمائل کی داستانے پہنے نیزہ ہاتھ مین لیا باہر محل کے نکلا شاطر کو بھی خبر نہ کی جو گھوڑا اپنی سواری کا تھا اُسکو خود کسا اور سوار ہوکر لشکر نوشیروان کیطرف روانہ ہوا جب لشکر نوشیروان مین پہونچا خیمہ علمشاہ کا تلاش کرنے لگا چونکہ لشکر نوشیروان کا ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تھا اُس کی افراط بارگاہ و خیام مین لڑکے کو خیمہ علمشاہ کا کیونکر پتا لگتا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے صبح ہوگئی باغات انبہ افراط سے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا ادھر اُدھر حیران حیران دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اُسنے جو سعد کو دیکھا فریفتہ ہوگیا سعد نے پکار کر کہا کہ اے جوان کچھ تجھسے ہمین کہنا ہی یا تو وہ جاتا تھا یا پلٹ آیا اور کہا کیا ہی کہو اس لڑکے نے کہا علمشاہ کا خیمہ کدھر ہی اُسنے پوچھا کہ کیا کام ہی سعد نے کہا میرے باپ کا ذنگل اور گھوڑا اُسکے پاس ہی مین اُس سے لینے کو آیا ہون اُسنے کہا تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام سلطان سعد ہی اور میرے باپ کا نام عمرو بن حمزہ ہی یہ سنکر وہ سوار ہنسا اور سمجھ گیا دل مین کہا اے علمشاہ یہ وہی لڑکا ہی جسکی مین نے چھٹی کی تھی اللہ اکبر اس عمر مین کیا بہادر ہی علمشاہ نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو اُسکو نہین جانتا وہ رستم پیلتن ہی پیدا ہوتے ہی ہاتھی کی سونڈ کھینچ لی کہ ہاتھی چیخ مار کر بھاگا اور تیرے باپ نے بخوشی اپنا ذنگل دیا پھر تیرا اُسکو کیا اختیار ہی بہتر یہ ہی کہ تو پھر جا اور اسکے منھ نہ چڑھ سعد نے کہا کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی بتانا ہو بتا دے نہ بتانا ہو اپنی راہ لے مین اور کسی سے دریافت کر لونگا تب تو علمشاہ نے کہا منم رستم پیلتن علمشاہ نوجوان سعد نے کہا اگر تو ہی علمشاہ ہی تو گھوڑا اور ذنگل میرے باپ کا دیدے مین تجھسے ابھی لونگا علمشاہ نے کہا تو میرا کیا کریگا سعد نے کہا مین تجھسے لڑونگا علمشاہ نے کہا اگر تجھکو دعوی جنگ کا ہی تو لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو سعد نے کہا ہمارے دادا جان کا آئین نہین

علشاہ نے ازراہ ہنسی کے نیزہ سعد کیطرف مارا سعد نے خالی دیکر اور آنکھ کو تاک کر تیر مارا اگر وہ خالی نہ دے تو آنکھ
کے پار ہو علشاہ نے کہا او لڑکے تو نے غضب کیا تھا مجھکو کنڈا کر دیا تھا پھر تو نیزہ چلنے لگا بائیس طعنون مین ایک جگہ
پر وانہ جو علشاہ نے ماری بچہ تھا نیزہ ہاتھ سے نکل گیا سعد نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا علشاہ نے بار بچا کر قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا سعد نے گریبان پکڑ لیا دونون گھوڑون سے نیچے کود کے کشتی ہونے لگی علشاہ نے جھکا دیکر
دونون گھٹنے سعد کے زمین کو آشنا کیے اور بند دست مین پکڑ کے اُٹھا لیا اُسی صورت سے اُسکو لیے ہوے قیصر
کے پاس آیا تمام حال بیان کیا یہ تو تیرہ درون تھا بہت غضبناک ہوا اور لڑکے کو طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے
نوشیروان کے پاس لایا سعد نے سلام علیک کی سب اور زیادہ جل گئے لوگون نے کہا او لڑکے یہ بادشاہ ہفت کشور
ہی تو اس سے نہ ڈرا سعد نے کہا آتش پرست سے کیا ڈرنا یہ وہی شخص ہی کہ عمرو نے اسکی داڑھی پیشاب سے
مونڈی تھی نوشیروان یہ سُن کے غصہ ہوا اور کہا ای قیصر اسکو لیجاؤ قتل کرو قیصر نے کہا آپ کو اختیار ہی بختک
نے کہا اسکا دادا موجود ہی کون اسے قتل کر سکتا ہی اگر قتل کرو تو اسی بارگاہ مین قتل کرو علشاہ دربار مین پہنچا تھا غصہ
ہو کر کھڑا ہو گیا کہا کہ ایک لڑکے کو قتل کرنا کیا ضرور ہی اسنے کونسا ایسا جرم کیا ہی اگر یہان قتل کروگے تو مین
چلا جاتا ہون قیصر نے کہا ای فرزند وہ بادشاہ ہی مالک ہی اُسکو اختیار ہی تم کیون بولتے ہو یہ سُنکر علشاہ خفا
ہو کر اپنے خیمہ مین چلے گئے اور قیصر نے کہا اسکو باہر لیجا کر قتل کرو مالک جی تم جو کہتے ہو کہ اسکو کون قتل کر سکتا ہی
بھلا دیکھیں تو کون اسکو چھڑا لیجاتا ہی غرض لڑکے کو باہر بارگاہ نوشیروان کے لاکر زیر تیغ بٹھایا اور جلاد تیغہ
کھینچکر سر پر آیا دو حکم تو ہو چکے تیسرے حکم کا جلاد امیدوار کھڑا ہی ادھر علشاہ بار بار خبر منگواتا ہی ادھر جلاد نے
کہا او لڑکے جو کچھ کھانا ہو کھالے پینا ہو پی لے جو کہنا ہو بیان کر سعد نے کہا مطلق بھوک پیاس نہین لو اپنا کام کر
جلاد نے کہا لاؤ آنکھون پر پٹی باندھ دون سعد نے کہا کچھ پٹی کی ضرورت نہین ہی تو ہاتھ تیغہ کا لگا ہرگز ہم پٹی
نہ باندھینگے لیکن قبلہ کے رُخ ہمکو ہونا ضرور ہی یہ کہکر وہ لڑکا آپ قبلہ رُخ ہو بیٹھا کہ جلاد کو تیسرا حکم بھی آیا جلاد
نے کہا ای صاحبزادے اگر دو ہو بیٹھو مین تمھارا غلام ہون تمکو لیچلونگا یہ کہکر اُس لڑکے کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر چلا جو
شخص سامنے آیا وہی تیغہ مارا دو ٹکڑے ہو کر گرا کچھ لوگون نے خود طرح دی جو جو صاحب دلاور تھے وہ رو رہے تھے غرض کہ
جلاد اُس لڑکے کو لیکر نکل گیا یہان علشاہ بارگاہ نوشیروان مین جو آیا کہا ای قیصر یہ کیا تو نے کیا اب مین بارگاہ امیر
مین جا کے دونون کو لاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کر علشاہ بارگاہ امیر کیطرف چلا اور وہان محل مین غل ہوا امیر
با توقیر کو بھی خبر ہوئی کہ سعد لشکر نوشیروان مین گیا ہی امیر اور سب سردار گھبرا کر باہر آئے امیر نے اشقر کو طلب
کیا کہ سامنے سے زرد پوش پیدا ہوا اور سعد کو لا کر سامنے امیر کے کاندھے پر سے اُتار دیا پھر امیر با توقیر کو
سلام کیا امیر تو پوتے کی طرف مصروف ہوے طوق و زنجیر کٹوانے لگے وہ زرد پوش غائب ہو گیا امیر نے
سعد کو تو محل مین بھیجا اور آپ بارگاہ کی طرف چلے تھے کہ سامنے سے علشاہ آئے امیر کو سلام کیا اور کہا کہ وہ
جلاد کہان ہی امیر نے کہا مجھکو نہین معلوم کہ وہ کون تھا اور کہان گیا علشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہی مین اسکو
پکڑ لیجاؤنگا علشاہ کو دیکھکر امیر کو محبت پدری آگئی دریاے محبت جوش زن ہوا امیر نے بیٹے کو تھام کر بلطف
فرمایا ای رستم اگر تم آئے ہو تو گھوڑے سے اُتر دمین ابھی سعد کو بلواتا ہون یہ کہکر امیر نے سعد کو بلوایا
اور کہا ای رستم یہ موجود ہی اسکو لیجاؤ علشاہ نے کہا ای حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان اب مجھکو یہ مناسب
نہین کہ تم پوتے کو قید کر کے دو اور مین لیجاؤن اب مین پھرا جاتا ہون امیر نے کہا کہ اچھا ایک دو

گھڑی تو ہمارے پاس بیٹھو غرضکہ علشاہ کو امیر ساتھ لے کر بارگاہ سلیمانی مین آئے لیکن جب امیر نے چاہا کہ
رکاب پر ہاتھ ڈالین ہان ہان کہکے علشاہ کود پڑا امیر نے لا کر اپنے دنگل پر بٹھایا علشاہ نے قباد کو مجرا کیا
اور بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے علشاہ نے امیر سے کہا آپ نے وہ شفقت کی ہو جیسے کوئی
کسی کا بزرگ عزیز اپنے فرزند پر کرتا ہو اور یہ جرات تو کسی مین نہین دیکھی جو آپ نے کی کہ اپنے پوتے کو قید کرکے
دشمن کے حوالے کر دیا اب میری حمیت سے بعید تھا کہ چین مین لیجاتا مگر وہ عیار ملتا تو اُسے نہ چھوڑتا پھر امیر نے جام
شراب لبریز کرکے دیا علشاہ نے مجرا کرکے لیا ناچ گانے سے علشاہ کو بڑا عشق تھا ناچ ہونے لگ علشاہ
بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے ہین اور تمام سرداروں پر نظر ہو خصوصاً لندھور سے بار بار چشمک چلی جاتی ہو
اب دونون رستمون مین آنکھ لڑتی ہو علشاہ نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون ہین امیر نے فرمایا میرا جانشین
لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کا ہو علشاہ نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہو کہ لندھور سے پنجہ کرون امیر
نے منع کیا علشاہ نے نہ مانا بلکہ امیر سے منت کی امیر چپ ہو رہے لندھور نے ہاتھ بڑھایا کہا مین موجود ہون
علشاہ نے بھی ہاتھ بڑھایا پنجہ ہونے لگا لندھور جب زور کرتا ہو علشاہ مع دنگل چلے آتے ہین اور جب
علشاہ زور کرتے ہین لندھور مع دنگل بڑھ آتا ہو جب لندھور کے ماتھے پر پسینا آگیا اور علشاہ کا چہرہ سرخ
ہو گیا امیر نے بیچ مین آ کر اپنے سر کی قسم دونون کو دی اور کہا بس زور ہو چکا دونون کو جدا کیا پھر سب
ناچ رنگ مین معروف ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم بھی کچھ گاؤ عمرو نے کہا کیا آپ نے مجھکو گویا مقرر کیا ہو
امیر نے کہا نہین آپس کی صحبت ہو تمکو ہمارے سر کی قسم گاؤ عمرو گانے لگا ایسا گایا کہ مع علشاہ تمام بارگاہ کو محو
کر دیا علشاہ بار بار تعریف کر رہے ہین کہ مین نے کبھی ایسا گانا نہ بارگاہ نوشیروان مین سنا نہ اور کہین سنا ادھر
یہ خبر قیصر کو ہوئی کہ علشاہ گانا عمرو کا بارگاہ امیر مین بیٹھا سن رہا ہو تجھک تو تا دھفنا تا دھفنا کرکے ناچا اور
کہنے لگا اے قیصر اب علشاہ سے ہاتھ اُٹھاؤ اگر آئینگے بھی تو آدھے مسلمان ہو کر اور ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ جو دم
یہان ہو غنیمت ہو آخر کار قیصر نے گھبرا کر سیارہ رومی کو علشاہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ساتھ ہی اپنے لانا اور دربے
اسی ہزار سوار کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ تم بھی دہنے بائین کو داشتہ آید بکار لگے رہنا شاید تلوار چلے ادھر
سیارہ رومی بارگاہ سلیمانی پر آیا اور بازار جار بلقیس و بازار چوب شمشاد و جارچین بخزان کو دیکھکر بہت
حیران ہوا پھر لوگون سے کہا کہ ذرا میری عرض کر دو لوگون نے جا کر کہا کہ سیارہ رومی علشاہ کے پاس آیا ہو امیر نے
فرمایا علشاہ کو اختیار ہو جسکو چاہے بلائے غرضکہ سیارہ رومی علشاہ کے پاس آیا بادشاہ قباد اور امیر کو مجرا
کیا اور کان مین رستم کے کچھ کہا یہ سُنتے ہی علشاہ گھبرا گئے اور امیر سے کہا کہ جانے کو تو جی نہین چاہتا ہو مگر مجھکو
اجازت جانے کی دیجیے پھر حاضر ہونگا قیصر نے بلایا ہو نہین معلوم کیا کار ضروری ہو امیر نے کہا آج شبکو
یہین رہجاؤ کل صبح کو چلے جانا علشاہ نے کہا مین ضرور آپ کی خدمت باسعادت مین حاضر ہونگا اور اب
جو آؤنگا تو رہونگا امیر نے فرمایا اچھا بہتر تمہین اختیار ہو علشاہ نے کہا اگر مین عمرو کو بلاؤن تو آپ
بھیجدینگے امیر نے کہا جب بلاؤگے مین عمرو کو بھیجدونگا یہ سُنکے علشاہ رخصت ہوے اور قباد بادشاہ
کو اور امیر کو مجرا کرکے چلے امیر دربارگاہ تک ساتھ آئے پیچھے پیچھے اور سردار بھی آئے علشاہ نے کہا
کہ آپ تشریف لیجائیے امیر نے کہا تم سوار ہو علشاہ نے کہا جب تک حضور اندر نہ تشریف لیجائینگے مین
ہرگز نہ سوار ہونگا بس اتنی بندہ نوازی کیا کم ہو جو حضور نے اس خاکسار پر کی امیر نے قسمین دیکر گھوڑے

پر سوار کیا اب علمشاہ دل مین ایسا خوش ہوا اور کہا کہ یہ خلق و مروت مین نے کسی مین نہین دیکھا غرضکہ علمشاہ
تو سوار ہو کر بارگاہ نوشیروان مین آئے اُدھر محل مین سلطان سعد کا عجب حال رنج و الم سے ہوا دل مین کہا کہ دادا
نے اپنا دنگل علمشاہ کے بیٹھنے کو دیا اور یہ خاطر و مدارات کی تم اپنا دنگل و گھوڑا مانگتے تھے یہ دوسرا حملہ پیدا ہوا یہ
دل مین سوچکر چپ ہو رہا اُدھر علمشاہ جو بارگاہ نوشیروان مین آیا مجرا کر کے بیٹھا سب سردار چشمک کرنے لگے دل
مین علمشاہ نے کہا کہ یہ سب کہتے ہونگے کہ علمشاہ کہان گیا تھا کچھ اس سے نہو سکا بختک نے کہا ماشاء اللہ علمشاہ
نے کہا ہان مین سمجھا مجھکو معلوم ہی لیکن سب سے زیادہ تو بد ذات ہی مگر ای بادشاہ جو مین کہون اُسکا جواب سب
دین کہ کوئی شخص ایسا ہوگا جو اپنے پوتے کو میرے پہونچتے ہی قید کر کے دیدے اور وہ عیار بھاگ گیا جو اُس لڑکے کو
لے گیا تھا دوسرے یہ کہ جو شخص ایسا صاحبقران ہو میری کیا حقیقت ہی مجھ ایسے اُسکی بارگاہ مین بہت سے ہین
وہ رکابداری کر کے مجھکو اتارنے لگے مجھکو چاہیے تھا کہ مین بیٹھ جاتا پھر اپنا دنگل مجھکو بیٹھنے کو دیا بختک نے کہا کہ ہمتو
پہلے ہی جان گئے تھے کہ تم آدھے مسلمان ہو چکے ہو علمشاہ نے کہا تو بڑا بانی فساد ہی یہ سُنکر کسی کو جواب دیتے نہ بن پڑا
سب ہان سچ ہی کہکر چپ ہو رہے اس عرصے مین دربار برخاست ہوا اور قیصر نے جب سُنا تھا کہ علمشاہ دربار
امیر مین گانا سُن رہے ہین ایک خیمہ تاش تمامی بادلے کا تیار کر کے استاد کرایا تھا کہ جب علمشاہ آئے تو اسمین
بیٹھے ایسا نہو کہ بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر آئے اور یہان اُسکا دل نہ لگے اور ایک تاج بھی کئی سال کا خراج ملک روم
صرف کر کے تیار کرایا تھا اور کشتی مین لگا کر رکھا تھا کہ علمشاہ آئیگا تو مین یہ تاج اُسکو پہناؤنگا اب جو علمشاہ نے وہ
تاج و خیمہ دیکھا بہت خوش ہوا اور تاج سر پر رکھا اور گرد کشتیان جواہر کی رکھین اور لوگ بادلہ پوش ہو کر بیٹھے
بختک بھی ساتھ علمشاہ کے خیمے مین آیا اور طائفے واسطے ناچنے کے قیصر نے امیر کی لاگ پر بھیجے کہ علمشاہ کا
دل بہلے غرضکہ ناچ ہونے لگا علمشاہ نے بختک سے کہا کہ دو چیزون کی کمی ہی ایک شفقت امیر یا تو تیر بھلا وہ تو
کہان دوسرے عمرو کا گانا بختک نے کہا ان لوگون کے سامنے عمرو کی کیا حقیقت ہی علمشاہ نے کہا مین امیر سے
کہہ آیا ہون دیکھو عمرو کو کر کیا گاتا ہی بختک نے کہا ایسا کام نہ کیجیے گا خدا نہ کرے جو اُسکا قدم آئے تمام محفل خاک
ہو جائے اول تو وہ خدا پرست ہی علمشاہ نے کہا ہمکو اُسکے مذہب سے کیا کام ہی اپنا اپنا دین علحدہ ہی بقول شخصے
عیسی بدین خود موسی بدین خود یہ کہکر سیارہ کو بلایا اور کہا کہ تو لشکر امیر مین جا اور میری طرف سے امیر کو مجرا کہنا اور
کہنا کہ عمرو کو بلایا ہی سیارہ دربارگاہ سلیمانی پر آیا اور خبر امیر کو ہوئی امیر نے سیارہ کو اندر بارگاہ کے بلایا سیارہ
نے آکر امیر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ نے عمرو کو بلایا ہی امیر نے کہا خواجہ جاؤ عمرو نے کہا اب تو مین گویا ہو گیا
امیر نے پانچہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا کہ جاؤ مین علمشاہ سے وعدہ کر چکا ہون غرض پہر رات گئے عمرو گیا
اور پہونچکر علمشاہ کو سلام کیا عمرو کی رستم نے بہت خاطر و مدارات کی مگر بختک کا تو دم فنا ہو گیا اور چاہا کہ
چلا جاؤن علمشاہ نے روکا عمرو نے دیکھا کہ سارا خیمہ جگر جگر کر رہا ہی اور عجب محفل آراستہ ہی علمشاہ نے کہا ای
خواجہ گاؤ عمرو نے کہا مین کچھ گویا ہون اُسوقت خاطر سے آپ کی اور امیر کے کہنے سے گایا تھا علمشاہ نے کہا
یہ کون کہتا ہی تم تو شوقین ہو عمرو نے کہا نہ میرے ساتھ ساز ہی نہ بجانے والے ہین اپنے یہان کے سازندون کو
حکم کیجیے کہ یہ ساز بجائین یہ سنکے اُنکی تیوری پر بل پڑا کہ یہ کوئی ہمسے بھی زیادہ گانے والا ہی بھلا یہ کیا گا سکیگا
لیکن بموجب حکم ساز بجانے لگے اور عمرو گانے لگا اور انکو بے تالا بتانے لگا تب تو گویون نے عمرو کو سارا رنگ قسم
دی کہ آپکے ہاتھ ہماری عزت ہی پھر تو عمرو ایسا گایا کہ سب اہل محفل محو ہو گئے علمشاہ نے کشتیان جواہر کی خواجہ

کو دین عمرو نے نہ لین علمشاہ نے بہت کہا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مجھکو امیر نے منع کیا ہی مین ہرگز نہ لونگا
عمرو نے پھر کہا مین ناچتا بھی ہون بون بھی اور گھنگھرو بھی باندھ کے ناچتا ہون بلکہ ناچنے مین شراب بھی پلاتا جاتا
ہون اور شراب گرنے نہین پاتی اگر چاہون تو ناچنے مین ایک گھنگرو آواز دے اور چاہون سب آواز دین علمشاہ
نے عمرو کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اچھا شراب بھی پلاتے جاؤ اور ناچتے بھی جاؤ عمرو یہ سنکر اٹھا اور گلابیان
اور جام ہاتھ مین لے کر فوراً انکو سب کی بچا کر بیہوشی شراب مین ملائی اور سب کو پلانا شروع کیا اور ناچنے بھی لگا
نجتک کو عمرو نے جو جام شراب دیا اُسنے کہا حضور میرا تو جلاپہ ہی مجھکو حکیم صاحب نے شراب پینے کو منع کیا ہی خواجہ
نے قسمین دیکر جبراً اسکو بھی پلائی جب سب بیہوش ہوے تاج علمشاہ کا اور سب کشتیان جواہر کی لین لیکن سجے
کپڑے نہ لیے اور وہان سے چل کھڑا ہوا صبح کو امیر نے پوچھا خواجہ تم گئے تھے کیا ہوا عمرو نے کہا ای امیر کچھ نہین
فضل الٰہی ہی مجھکو کشتیان جواہر کی دیتے تھے مین نے آپ ڈر کے مارے نہ لین لوگون نے مجھسے کہا کہ یہ رات کو
دیتا ہی صبح کو چھین لیتا ہی امیر تو یہ سنکر چپ ہو رہے وہان جو علمشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا تاج نہین ہی اور کشتیان
بھی جواہر کی غائب ہین اور چچا کو بھتیجے نے خوب ذلیل کیا ہی آپسین جوتا چلا نجتک نے کہا مین نہ کہتا تھا کہ
عمرو کو نہ بلائیے علمشاہ کو بہت غصہ آیا دل مین کہا ای علمشاہ اب تو نوشیروان اور قیصر کو کیا منہ دکھائیگا
بہتر یہ ہو کہ بارگاہ امیر مین جا کر عمرو کو سزاے معقول دے علمشاہ یہ دل مین سوچ کے تنہا سوار ہوے اور بارگاہ امیر
باتوقیر مین آئے امیر نے جو خبر پائی کہ علمشاہ غصے مین بھرے ہوے آتے ہین حیران ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے
علمشاہ نے امیر کو سلام نہ کیا امیر نے خود سلام علیک کہا جب تو علمشاہ خجل ہوے اور کہا کہ مجھکو غصے کے سبب سے
کچھ نہ معلوم ہوا مین نے آپ کو نہ پہچانا تھا معاف کیجیے گا امیر نے فرمایا گھوڑے سے اُترو علمشاہ نے کہا اس اب
کچھ نہ فرمائیے گا عمرو کہان ہی فوراً بلوائیے امیر نے کہا وہ موجود ہی آپ بارگاہ کے اندر چلین وہ بھی حاضر
ہوگا جب امیر نے بہت اصرار کیا اور قسمین دین علمشاہ بارگاہ مین آئے امیر نے اپنے دنگل پر بٹھایا علمشاہ
نے کہا مجھکو عمرو نے بہت ذلیل کیا اب سواے مرجانے کے کوئی علاج نہین امیر نے فرمایا کچھ حال تو بیان
کرو علمشاہ نے کہا کہ مین کشتیان جواہر کی اسکو دیتا تھا اُسنے نہ لین اور مجھکو اور سب محفل کو بیہوش کر کے وہی
کشتیان اور تاج میرا اُچک لایا علمشاہ یہ کہہ رہے تھے کہ عمرو بھی سامنے آیا اور عرض کیا کہ مین حاضر ہون مین نے آپ ہی
امیر باتوقیر سے کہدیا تھا کہ مین نے سنا ہی کہ علمشاہ جو کچھ کسی کو دیتا ہی وہ بعد تھوڑی دیر کے واپس کر لیتا ہی اور
آپ تو نشے مین تھے جب مین گیا تو آپنے مجھکو دیا مجھکو تو معلوم تھا کہ حضور صبح کو لیلینگے اس سبب سے مین اسی
وقت اُٹھ کے چلا آیا علمشاہ نے کہا کون کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ہی کے لوگ کہتے تھے جب تو مین آپ سے
نہ لیتا تھا اب یہ تاج حاضر ہی علمشاہ نے کہا اب مین نہ لونگا امیر باتوقیر نے اپنا خود جو تبرکات آثار صاحبقرانی
مین سے تھا علمشاہ کے سر پر رکھدیا علمشاہ نے جو دیکھا تعجب نہ خوش ہوے دل مین کہا کہ تاج تو ایسے ایسے
بہت بن سکتے ہین یہ خود صاحبقرانی کہان دستیاب ہو سکتا ہی غرضکہ امیر نے پھر صحبت عیش برپا کی اور ناچ
ہونے لگا وہان نجتک نے قیصر سے سب حال بیان کیا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا قیصر نے کچھ فوج اور سپارہ کو بھیجا یہان امیر
باتوقیر نے بڑی خاطر و مدارات اور دعوت و ضیافت علمشاہ کی کی اور فرمایا آج مین تمکو شب کو یہین رکھونگا
جانے نہ دونگا علمشاہ نے کہا حضور میرا بھی یہی جی چاہتا ہی کہ خدمت بابرکت صاحبقران مین شب کو رہون
امیر نے کہا ای رستم خدا وہ خدا ہی کہ جسنے زمین آسمان کو پیدا کیا انسان جن وانس و حور و ملائک پری دیو وغیرہ کو خلق کیا

علمشاہ نے کہا وہ لوگ کہتے ہیں کہ لات و منات نے اسکو پیدا کیا امیر نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
ذرا تمھیں عقل سے سوچو وہ کیا چیز ہیں انکو بھی خدا نے پیدا کیا ہے امیر باتوقیر دلائل قواعد ایمان و دین اسلام تعلیم کر رہے
ہیں کہ سیارہ بھی آیا اور علمشاہ سے کہا کہ فوج بھی آئی ہے اور قیصر بھی آتا ہے علمشاہ نے امیر سے کہا کہ اب مجھکو اجازت
دیجیے مجھکو جانا ضرور ہے یہ کہکر امیر سے رخصت ہوئے اور بارگاہ نوشیروان میں آئے سارا حال بیان کیا اور وہ
خود دکھایا ہرمز نے بڑی تعریف کی کہا یہ خود تمھارے سر پر بہت مزین ہے علمشاہ نے اُتار کے وہ خود ہرمز کو نذر دیا
ہرمز نے خود چھین لیا یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے کہا مجھکو اس سے کیا مطلب میں نے تو علمشاہ کو دیدیا وہ جسکو چاہے
دیدے سلطان سعد نے بھی سُنا کہ دادا جان نے خود اپنا رستم کو دیدیا اُسنے ہرمز کو دیا سعد نے کسی سے نہ کہا اور
چار گھڑی رات رہے گھوڑے پر سوار ہوکے لشکر نوشیروان میں صبح ہوتے ہوتے پہونچا خیمہ ہرمز کو دریافت
کرکے مع گھوڑے خیمہ میں چلے دربانوں نے جو دیکھا روکا اور غل مچانے لگے سعد نے کسی کو قبضہ مارا کسی کو ڈانٹا اور
اندر خیمہ کے آئے اُسوقت ہرمز بیٹھا ہوا اُسخود دیکھ رہا تھا دونوں طرف اُسکے ملازم کھڑے تھے سعد قریب ہرمز کے
آیا اور خود سر سے اُتار لیا لوگ دونوں طرف سے تلواریں کھینچ کر دوڑے سعد گھوڑے کو چھیڑ کر نکل گئے اور آپس
میں ایک کی تلوار ایک پر پڑی بہت سے آدمی باہم لڑکر زخمی ہوئے سلطان سعد باہر خیمے کے آئے اب جو
سامنے آیا بڑھکر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوئے سعد خود لیکر نکل گیا یہ سب خبر علمشاہ کو ہوئی غصہ ہو کر
چلا اور کہا کہ اب بارگاہ میں گھسکر لے آؤنگا اور عقب سے نوشیروان اور قیصر تمام فوج لیکر کمک کو چلے
خیال کیا کہ اب ضرور تلوار چلے گی اور وہاں امیر نے بھی خبر پائی کہ آج پھر سلطان سعد چلے گئے امیر بھی
تمام سرداروں کو لیکر نکلے لیکن علمشاہ جو چلا دیکھا کہ سعد سامنے چلا جاتا ہے علمشاہ نے للکارا باش او سعد
میں آ پہونچا سعد یہ صدا علمشاہ کی سنکر ٹھہر گیا علمشاہ نے قریب آکر کہا کہ تو خود ہرمز کے سر سے اُتار لایا سعد
نے کہا جب تو نے خود ہرمز کو دیدیا تو میں اُتار لایا علمشاہ نے کہا مجھکو تیرے دادا نے دیا تھا سعد نے کہا
اگر تو خود پہنتا تو میں نہ لیتا تجھکو کچھ قدر نہوئی اور کافر کو تو نے دیا علمشاہ نے کہا اب کیا تو بچا سکتا ہے سعد
نے کہا دیکھ میں لیے جاتا ہوں جب جانوں کہ تو لے علمشاہ نے کہا تلوار کھینچ سعد نے کہا یہ ہمارا طریقہ
نہیں ہے یہاں یہ گفتگو تھی کہ قیصر فوج لیکر آ پہونچا سعد نے کہا کہ تو اسکے بھروسے پر رستمی کرتا ہے وہ قیصر
حامی تیرا آیا علمشاہ نے جو پھر کے دیکھا دل میں بہت خفیف ہوا کہا اے قیصر تو کیوں آیا اب جو دیکھا
تو نوشیروان بھی آیا علمشاہ نے سب کو منع کیا اور نہایت شرمندہ ہوا اُدھر سامنے سے لندھور پیدا ہوا
یہ سب سے پہلے چلا تھا لندھور کو جو دیکھا تو نو لاکھ کا پرا بندھا ہوا پشت پر ہے اور دونوں بھانجے عادل شیر دل
اور فاضل شیر دل بھی ہمراہ ہیں علمشاہ کا رنگ سُرخ ہو گیا اور کہا کہ خوب ہوا تیرے حامی بھی آگئے اب کیا
حیلہ باقی ہے دیکھ تو اب تجھسے خود لیے لیتا ہوں سعد نے لندھور کو جو آتے ہوئے دیکھا بہت خوش ہوا کہا کہ دادا جان
نے ہماری خبر لی پھر جو دیکھا امیر باتوقیر بھی تشریف لائے لیکن ایک طرف کو کھڑے ہو رہے یکایک پیچھے صدائے
طبل اسکندری آئی قباد بھی مع لشکر کے آکر موجود ہو گئے اب امیر کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ علمشاہ اور
سعد آمادہ پیکار ہیں امیر نے بادشاہ سے کہا کہ کیا مشکل کا مقام ہے کہ سعد کی صغرسنی اور وہ علمشاہ جوان اگر
بلا لیتا ہوں تو صاحبقرانی میں فرق آتا ہے اگر نہیں بلاتا ہوں تو بچہ ایک جوان کے ہاتھ سے تلف ہوتا ہے لندھور
نے کہا میری رائے میں آتا ہے کہ بلا لیجیے کہاں وہ اور کہاں یہ امیر نے کہا یہ تو ہوگا یہ دیکھکر عمرو دعا مانگنے لگا کہ پروردگار

تو اس بچے کو اس جوان پر ظفریاب کرنا یہان علمشاہ سے اور سعد سے تکرار ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی دو
نقابدار ایک سفید پوش اور ایک سبز پوش پیدا ہوے سفید پوش بڑھکر علمشاہ کے پاس آیا اور کہا تیرا کیا نام
ہی علمشاہ نے کہا تجھے میرے نام سے کیا کام ہی اُسنے کہا کچھ مجھے کہنا ہی علمشاہ نے اپنا نام بتایا نقابدار نے کہا
ذرا الگ تو چل اور دو تین باتین تو سن لے علمشاہ نے کہا یہ وقت بات سُننے کا نہین ہی اُسنے کہا بہت
ضروری امر ہی سعد نے کہا کیا مضائقہ جا کے سن آؤ کہ نقابدار کیا کہتا ہی مین اسی مقام پر کھڑا ہوا ہون ہم لوگون
مین دغا نہین ہی کہ دشمن کو دغا سے مارین غرض علمشاہ نے مرکب کو نقاب دار کی طرف بڑھایا اور کہا کہ کیا کہتا ہی
نقابدار نے اپنے پائچے کو پاؤن پر سے ہٹایا دیکھا پاؤن مین نقابدار کے بیڑیان پڑی ہین نقابدار نے کہا مجھکو
تو نے پہچانا مین شیوہ جنگ نواز ای رستم تمھاری مان رابعہ اطلس پوش اور نانا تمھارا قدس رومی ہی ان سب کو
قیصر نے قید کیا ہی اور ہمکو بھی قتل کرتا تھا اُسکی جورو نے اپنا بیٹا کر کے پالا اور مان سے تمھاری دودھ پلوایا بعد اُسکو
بھی قید کیا اور مین عمرو کی جورو ہون سیارہ میرا بیٹا ہی امیر یا توقیر تمھارے باپ ہین اور یہ لڑکا سعد تمھارا بھتیجا ہی
ای نادان کس سے تو لڑتا ہی لازم ہی کہ پہلے مان کو اور نانا کو قید سے چھڑاؤ یہ سُنتے ہی علمشاہ گھوڑا اُٹھا کر قیصر کے
پاس آیا اور یہ کلام سلطان سعد بھی سُن رہا تھا دل مین کہا کہ یہ تو تیرا چچا ہی وہ بھی پیچھے چلا نجتک نے صلوٰۃ پڑھی
اور قیصر سے کہا اب ہنسنے تم سے صبر کیا ایک نشد دو شد قیصر نے کہا ای رستم یہ کیا اپنی رستمی مین دھبا لگایا کہ حریف کے
سامنے سے ہٹ آیا علمشاہ نے کہا او کیدی تو نے مجھکو لات پرست بنایا اور میرے باپ سے چھڑایا اور اب لڑواتا
ہی قیصر نے کہا لوگون سے کہ اسکو پکڑ لو لوگ آ پڑے علمشاہ نے تلوار کھینچی جسکو ایک ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا اور سعد
نے بھی تلوار کھینچکر مارنا شروع کیا اور کہا عمو جان ہوشیار وہ نامرد پیچھے سے آتا ہی علمشاہ نے سعد سے کہا ای جان عم ای
فرزند تم اپنے دادا جان کے پاس جاؤ سعد نے کہا اب مین آپ کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا قیصر نے جو یہ حال دیکھا تلوار
کھینچکر علمشاہ پر آیا اور بڑھکر تلوار ماری علمشاہ نے تلوار کو روک کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا قیصر کے سر پر پڑا جگرگاہ تک
اُتر گیا قیصر دو ٹکڑے ہو کر گرا آدمیون نے جو دیکھا چار طرف سے ٹوٹ پڑے ادھر امیر اور لندھور اور بہرام وغیرہ
تلوارین پکڑے بسم اللہ کے نعرے کرتے ہوے آ پڑے اور لہراسپ گرد تو عمرو بن حمزہ کو یاد کر کے سعد کے پیچھے مثل
پروانے کے پھرتا تھا جو آیا اُسے قتل کیا اُدھر سے ساسانی اور کندز کوہ کرمانی وغیرہ مع مالک اژدر لڑنے لگے
اور اسی ہزار نیزہ دار جو مالک کے ہمراہ تھے برابر سے سب نے نیزے مارے اسی ہزار آدمی ایک مرتبہ نیزون
مین چھید لیے اُدھر مقبل وفادار کے تیراندازون نے جو تیر کی بوچھار کی کشتون کے پشتے لگا دیے لاشون کا
انبار ہوا بازار موت گرم تھا لہو کا دریا بہا تمام بہادر بحر بلاے خنجر و تیغ مین شناوری کرنے لگے زورق ہوش حواس
کافرون کی طوفان مین آئی آتش شیر کی طغیانی ہوئی لندھور نے جسکو گرز مارا وہ پیوند زمین ہو گیا حمزہ صاحبقران
لڑتے ہوے قریب نوشیروان کے پہونچ گئے اور امیر نے علم نوشیروان کو مع علمدار کے چار ٹکڑے کیا
نوشیروان نے گستہم کے بیٹون سے کہا کہ امیر کو اشقر سے گھسیٹ لو اُن دونون نے قریب آکر چاہا کہ امیر
کو اشقر سے الٹ دین جبتک نہین دونون نے پاؤن پر ہاتھ ڈالا امیر نے ایک کے قبضہ شمشیر اور دوسرے کے
گھونسا مارا دونون بیہوش ہو کر گرے اُدھر رومیون نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ قیصر تو مارا گیا علمشاہ اب آپ بادشاہ
روم کے ہین ہمکو پناہ دیجیے یہ دیکھکر نجتک نے طبل بازگشت بجوا دیا یہ لوگ ایسے معروف کارزار تھے کہ طبل پر تلوار ماری
طبل بھی کٹ کے دو ٹکڑے ہوا نجتک نے طبل کو الگ لیجا کر بجوانا شروع کیا جب صداے طبل بازگشت سب کے

گوش زد ہوئی سب نے ہاتھ روک لیے اور دونون لشکر جدا ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ سعد کی خبر لاؤ دیکھو کسطرف
ہی عمرو ادھی انبوہ فوج مین سب کو چیرتا پھاڑتا اسطرح چلا کبھی کسی کے ہاتھی کے نیچے سے نکل گیا کبھی گھوڑون کو
اچک گیا ادھر اُدھر بہت تلاش کیا نہ علمشاہ نہ سعد نہ لہراسپ تینون آدمیون کا پتا کہین نہین ہی عمرو سب
جگہہ تلاش کرکے امیر کے پاس آیا اور کہا یا امیر کہین سعد کا پتا نہین مگر اتنا بختک کی زبانی سُنا ہی کہ وہ نوشیروان
سے کھڑا ہوا کہ رہا تھا ای بادشاہ دیکھا تونے وہ لڑکا تو عمرو کہتا تھا اور علمشاہ جان عمر کی صدا دیتے تھے اور اُس
لڑکے سے بار بار کہتے تھے ای فرزند تم دادا کے پاس جاؤ اُسنے نہ مانا کہا مین آپ کو چھوڑ کے اب کہان جاؤنگا معلوم
ہوتا ہی کہ وہ سب روم کو گئے الغرض نوشیروان مع فوج اُدھر پھرا اور امیر سب سردارون کو لیکر داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے دونون طرف کے زخمیون کا علاج ہوا امیر نے ہرکارون کو براے تلاش سعد و علمشاہ روانہ کیا
اُدھر نوشیروان نے جاسوسون کو خبر کے واسطے اُن دونون کی بھیجا بعد کئی روز کے مرزبان خراسانی نے
نوشیروان سے کہا ای بادشاہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے

دو کلمے داستان مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر چند پہلوانان نیزہ دار اپنے ہمراہ لیکر لشکر امیر مین آیا اور اژدوے لشکر
صاحبقران مین آکر مرکب کو جولان کیا اور نیزہ جو مارا از سر تا پا زمین مین در آیا فقط سنان و بنان باقی رہگئی اور
کچھ لوگ اپنے اُس نیزے پر مقرر کیے اور وہان سے چلا آیا لیکن اُن لوگون سے کہدیا کہ جو کوئی اس نیزے کو
اُکھاڑے تو اُس سے کہنا مالک کا مقابلہ کرنا پڑیگا یہ خبر امیر کو ہوئی اُٹھ کھڑے ہوے اور سب سردارون کو ہمراہ لیکر
اژدوے معلی مین آئے دیکھا تو تمام لشکر کا ہجوم ہی عمرو نے سب کو ہٹایا امیر نے آکر نیزہ ایک دم مین زمین سے نکال لیا
اور عمرو کو ساتھ لیکر دروازۂ بارگاہ نوشیروان پر آکے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی وہ دل مین ڈرا کہا دیکھیے خیر ہو آج
امیر کیون آتے ہین غرضکہ امیر با توقیر نے آکر وہی نیزہ زمین پر مار کر سنان و بنان تک زمین مین غرق ہوگئی امیر
وہان سے چلے گئے یہ خبر مالک کو ہوئی نوشیروان بختک و مہر فرو قرافزر کو ہمراہ لیکر مع سردارون کے تماشے
کے لیے آیا اور حکم کیا کہ زمین کو کھودو گرفت نیزے کی ہو جب دو گز کھدوایا اُسوقت نیزہ پکڑ کے زور کیا چلے ندا
مین قد آدم کھینچا غرضکہ تین بزور مین نیزہ زمین سے نکالا بختک نے کہا ہمکو معلوم ہوگیا کہ تم مین اور امیر مین اتنا
فرق ہی مالک نے خفیف ہو کر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب امیر کو خبر ہوئی اُدھر بھی کوس حربی پر چوب پڑی
رات بھر سامان جنگ مین دونون طرف کے لشکر مصروف رہے صبح کو جانبین کے لشکر مسلح و مکمل ہو کر میدان رزمگاہ
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر نے اپنی فوج سے نکلکر
عرصہ کارزار مین آکر امیر با توقیر کو آواز دی ادھر سے ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مرکب کو جنبش دیکر مقابلے کو
نکلے میدان مین آئے پہلے نگاوزنی ہوئی سات قدم مرکب مالک کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم پر امیر با توقیر کا گھوڑا پیچھے
ہو کر ٹھہرا اُسوقت مالک اژدر نے اور امیر نے گھوڑون کو رانون مین مسل کر بڑھایا مالک نے جھنجھلا کر نیزہ مارا امیر نے
سنان نیزہ اپنے نیزے پر روکی نیزہ بازی ہونے لگی سنانون سے سنانین بنانون سے بنانین لڑنے لگین گویا دو اژدہا
جنگ آزما گتھے ہوے زبانین نکالکر قلاب آتشین چھوٹتے تھے فولادی سنانون سے شرارے نکلکر آسمان کیطرف
اُڑکے جاتے تھے جو پرند اُڑتا ہوا آتا تھا سیخ آتش سنان پر کباب ہوتا تھا یا تنگ کرتا نہین بنانین نیزون کی کرکر خراب
ہو گئین بڑی دیر کے بعد امیر با توقیر نے نیزہ مالک اژدر کا ہوائی کیا مالک کو اور زیادہ غصہ آیا گرز گران سر اُٹھا کر مارا امیر نے

گرز سام پر روکا آواز تڑاقے کی آئی پھر امیر نے گرز اٹھا کر مارا مالک نے گرز آتے دیکھکر سر جھکایا مرکب پر گرز پڑا گھوڑا
مالک کا مر گیا مالک نے چاہا کہ اشقر کو پکڑے امیر باتوقیر کود پڑے مالک دوڑ کر امیر سے دست و گریبان ہو کر لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی تین دن کامل کشتی رہی زور ہوا کیے چوتھے دن مالک نے چھاتی مین سر ڈالکر امیر کو دوڑایا دس قدم پر آکر
ایک جھٹکا مارا دونون گھٹنے امیر کے زمین سے آشنا ہوے مالک نے کمر بند امیر کا پکڑ کر اٹھا لے امیر مثل برق جھٹ دے کے
تڑپ کر نکل گئے اب امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان مالک اژدر کو دوڑا کر لیچلے بیس قدم پر امیر نے لیجا کر جھٹکا
مارا کہ دونون گھٹنے مالک کے زمین سے لگ گئے امیر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ تکبیر کہہ کے اٹھا لیا پہلے زمین
کمر تک لائے دوسرے زور مین سینہ تک اٹھایا تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور کہا ای مالک حالا
ورشنا خفتن وحدانیت پروردگار عالم چہ میگوئی مالک نے کچھ جواب نہ دیا امیر نے چاہا کہ زمین پر ماریں عمرو نے کہا
یا امیر مالک بیہوش ہے آپ اسکو باندھکر لے چلیے پھر اسکو سمجھایا جائیگا یہ جو عمرو نے کہا امیر نے مالک کو زمین پر
رکھدیا عمرو نے مالک کو باندھ لیا تمام لشکر دیکھا کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ مالک کو چھڑائے نوشیروان تو ملول ہوکے
اپنی بارگاہ مین پھر گیا امیر باتوقیر اپنی بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اور مالک کو طلب کیا اور چند کلمہ حمد و وحدانیت
خداوند جلیل پروردگار عالم و عالمیان مالک کو تعلیم کرنے لگے مالک نے کسی طرح نہ مانا امیر نے کہا ای عمرو مالک کو
کھولدے اگر مسلمان بھی ہوگا تو قتل نکرونگا جسکی مین تعریف کر چکا ہون اسکو قتل نہین کرتا ہون پھر لندھور سے کہا کہ تم
مالک کو علیحدہ لیجا کر سمجھاؤ اور مالک نے کہا میری قید کو نہ کھلواؤ غرض مالک کو ہمراہ لیکر لندھور اپنی بارگاہ
مین آیا اور سمجھانے لگا اور کہا کہ کھانا تو کھالو مالک نے مارے صدمے کے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا کہا ای لندھور لوگ مجھے
کیا کہینگے کہ مالک مسلمان ہو گیا اور زیر بھی ہوا اس جینے سے مرنا بہتر ہے لندھور نے کہا کہ کون ایسا ہوگا جو یہ کہیگا
کیا تم کسی سے کم ہو اور اگر زیر بھی ہوے تو اس سے کہ جو ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہے اور انھین سے ہم بھی بلا تامل
سردار زیر ہوے ہین اور جتنے سردار امیر کے ہین کسی سے تم کم نہین ہو اور مجھسے امیر نے فرمایا تھا کہ اگر مالک مسلمان ہوگا تو مین
اسکو چھوڑ دونگا کہ وہ اپنے ملک کو چلا جاے جب مالک نے یہ سنا اور لندھور نے بھی قسم کھائی مالک نے کہا اب امیر
سے میرا قصور معاف کرا دو لندھور اپنے ساتھ لیکر مالک کو امیر کے پاس آیا اور مالک کو قدم امیر باتوقیر پر گرا دیا
امیر باتوقیر نے گلے سے لگا لیا اور کلمہ توحید تعلیم کیا مالک از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے دنگل عنایت کیا فرمایا جہان
چاہو بیٹھو لندھور نے پہلے دن اپنے پاس بٹھایا دوسرے روز مالک نے امیر سے پوچھکے دنگل آہنی اپنا سامنے لندھور
کے دست چپ کیطرف بچھوایا غرض مالک اژدر دست چپ کے مالک ہوے امیر بہت خوش ہوے
اور اسی ہزار نیزہ دار جو ہمراہ مالک کے تھے وہ بھی پاس مالک کے چلے آئے یہ خبر نوشیروان کو
ہوئی اسکو بڑا صدمہ ہوا سب کے جی چھوٹ گئے نوشیروان نے کہا اب مین امیر سے نہ لڑونگا مرزبان خراسانی نے
کہا میرے نام طبل جنگ بجوائیے اور ابھی یہ سلسل شاہ باقی ہین کیا اپنے دین کو برباد کرینگے یہ کہکر مرزبان نے
طبل جنگ بجوایا امیر کو بھی خبر ہوئی یہان نقارہ رزمی بجا رات بھر سامان جنگ ہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آگئے
مرزبان نکلا اور پکارا ای خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے کو آئے یہ سنکر ادھر سے
طوفان بن ہیبن نکلا بعد نگاوردی ورمحنی نیزہ بازی ہوئی جب دانے نیزون کی ٹوٹ گئین مرزبان نے تلوار کھینچکر ماری
طوفان کی سپر کو کاٹ کے کاسہ سر مین صدمہ آئی طوفان نے دستانہ مار تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آئی شانے آکر
باگ گھوڑے کی پکڑ لی اور ہٹا کر لشکر مین لیگیا بہرام شیر خوار نکلا وہ بھی زخمی ہوا مرزبان شام کے وقت طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا

دوسرے روز پھر میدان مین آیا اور دل مین سوچا کہ ای مرزبان اگر شاید تو کسی سوار امیر سے زیر ہوا تو تیرا نام مٹ جائیگا
اب تو امیر سے مبارز طلب ہوا اگر امیر کو زیر کیا تو بڑا نام ہوگا اور اگر مارا گیا تو غازی کہلائیگا یہ سوچکر امیر کو
پکارا کہ ای حمزہ آؤ میرے مقابلے کو یہ سنکر امیر نکلے اور ہتکا در ہوے چھ قدم مرزبان کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا اور
تین قدم امیر کا مرکب پسپا ہوا مرزبان نے امیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا ای مرزبان مین تیرے اوصاف مسند ول
سے سن چکا ہون خدا کرے کہ تو بھی مسلمان ہو جاے اور لات کو لعنت کرے مرزبان نے کہا ای امیر اب کچھ نہ کہیے گا
اگر آپ مجھکو زیر کرین تو مضائقہ نہین غرضکہ مرزبان نے نیزہ امیر کو مارا صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ
ہوا کیا مرزبان نے خفیف ہوکر تلوار ماری امیر نے سپر پر گانٹھ کر جو تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مرزبان
نے سپر پر روکا اور سر کو بھی بچایا مگر تیغہ سپر کو کاٹ کے گردن مرکب پر پڑا سر گھوڑے کا قلم ہوا مرزبان زمین پر گرا سنبھل کر
جا ہا کہ اشقر کو زیر کرے امیر ہان ہان کرکے کود پڑے مرزبان نے امیر پر تلوار ماری امیر نے تیرا بدل کے خالی دی
اور قبضہ مین ہاتھ ڈال کے تلوار مرزبان کی چھین لی مرزبان دوڑ کر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی بعد دو دروز کے امیر نے
زیر کرکے اٹھا لیا خراسانی تلوارین پکڑ کے چلے ادھر سے لندھور و الکے بہرام اپنے ہمراہیونکو لیکر فوج پر آ گئے
تلوار چلنے لگی امیر نے مرزبان کو تو باندھکر عمرو کو دیا اور آپ بھی تلوار تولے ہوئے فوج مین در آئے مارے تلوار کے
گھمسان کر دیا کشتون کے پشتے لگا دیے دریا خون کا بہنے لگا امیر کا اور تخم کا سہ فروش کا سامنا ہوا اسنے امیر کو تلوار
ماری امیر نے خالی دی اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور بجاے سپر کے اسکو لیکر مشغول کارزار ہوے نوشیروان
نے طبل بازگشت بجوایا امیر پھرے اور بارگاہ سلیمانی مین آ کے مرزبان کو دلائل آئین دین اسلام تعلیم کیے مرزبان نے
نہ مانا کہ مسند ول سے تو چھٹ گئی اب وہ تو موجود ہے بھلا تیرا کیا مرتبہ ہوگا امیر نے کہا اگر مرزبان مسلمان ہوے تو اسکو
وزیر کر دون مالک وغیرہ نے مرزبان کو سمجھایا آخر کار مرزبان بھی مسلمان ہوا اور مرزبان کے کہنے سے تخم کا سہ فروش بھی مسلمان
ہوا یہ خبر خراسانیون کو ہوئی رات کو لشکر نوشیروان پر شبخون مار کے چلے آئے بختک یہ سنکے ناچار اور صلواۃ پڑھنے لگا اب
نوشیروان حیران ہے کہ اور کوئی مددگار نے تو مقابلا امیر کا ہوے اور امیر کے یہاں جشن ہو رہا ہے کہ خبر تنگ رواحل سے
آئی کہ دو بھائی آب دیپن اور تاب دیپن ہین کئی شہر امیر کے انھون نے لے لیے ہین اور اب تنگ رواحل پر دو لاکھ
سوار لیکر چڑھ آئے ہین یہ خبر عادی نے سنی امیر سے کہا مجھکو رخصت کیجیے امیر نے منع کیا کہ اور کسی کو بھیجدونگا تم نہ جاؤ
لیکن عادی نے نہ مانا امیر سے رخصت لیکر اپنے غازیون کے ہمراہ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ قلعہ والے
تو دعائین کر رہے ہین اور یہ دونون نیچے قلعے کے پہونچ گئے ہین کہ عادی مع غازیون کے تلوار کھینچکر جا پڑے اور تلوار چلنے
لگی یہانتک پہلوان عادی لڑتا کر زخمی ہو گیا آخر کار تاب جنگ نہ لا سکا لوگ عادی کو لیکر جنگل مین آئے دامان مادر تھکے
استقامت کی قلعہ والون نے دروازہ تو نہ کھولا لیکن باہر عمل آب دیپن کا ہو گیا اور یہ ارادہ ہے کہ قلعہ کو لے لین یہان امیر نے
خواب دیکھا کہ عادی کے لشکر کا پتا نہین ہے لوگون سے دریافت کیا اور عمرو عادی کو تلاش کرتا ہوا پہونچا حال پوچھا عادی
نے سب بیان کیا عمرو نے کہا ایک تدبیر ہم بتائین لیکن ہمارا نام امیر سے نہ لینا عادی نے کہا نہین کسی سے نہ کہینگے عمرو نے
کہا مین جاکر دونون کو بیہوش کرکے قتل کرتا ہون تم تھوڑی دیر کے بعد شبخون مارنا لوگ جانینگے کہ یہ شبخون مین مارے گئے
عادی یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ تمام اہل وعیال قلعہ مین قتل ہوتے ہین غرضکہ رات کو عمرو خیمہ مین انکے قنات چاک کرکے آیا
دیکھا دونون سوتے ہین عمرو نے تاب دیپن کو بیہوش کیا دوسرے کو بیہوش کرنے چلا تھا کہ عادی نے شبخون مارا اور غل ہوا عمرو نے
کہا کہ عادی نے جلدی کی عمرو نے یہ شور و غل سنکر تاب دیپن کا سر کاٹ لیا اور خنجر بھول کے نکل گیا آب دیپن اٹھا دیکھا کہ بھائی کو

کسی نے مار ڈالا باہر جو نکلا دیکھا ہزارہا لوگ مارے گئے غرض آبدین لاش تابدین کی اور وہ خنجر لیکر بھاگا قلعہ اپنا عادی
نے لیلیا اور عمرو عادی سے رخصت ہوکر امیر کے پاس آیا سارا حال عادی کے زخمی ہونے کا اور شبخون مارنے کا امیر سے
بیان کیا کہ اب اُنکو بھگا کر آیا ہون امیر یہ سُنکے چپ ہو رہے اور آبدین تابدین کا تابوت لیکر نوشیروان کے پاس
آتا تھا لیکن یہ چاہا تھا کہ ملک فتح کرکے جاینگے جب یہ پہونچا خبر بختک کو ہوئی نوشیروان سے اُسنے آکر کہا نوشیروان
نے جواب دیا کہ وہ تو عادی سے بھاگ کر آیا ہو سرداران امیر سے کیا مقابلہ کریگا بختک تو ایک ہی بدذات ہو سوچا کہ یہ
تابوت لانا کچھ بھید سے خالی نہین ہو نوشیروان سے کہا تو عادل زمان ہو اُسکو بلاکر حال تو پوچھ نوشیروان نے بلوایا
حال دریافت کیا اُسنے ساری کیفیت بیان کی اور خنجر دکھایا کہ شبخون عادی نے مارا لیکن کوئی عیار بیہوش کرکے میرے بھائی
کو قتل کر گیا خنجر جو بختک نے دیکھا پہچانا کہ عمرو کا ہو ایک خنجر عمرو کے پاس اور دوسرا امیر کے پاس رہتا ہو بختک نے کہا
تو تابوت اپنے بھائی کا اور زنانے کپڑے امیر کے پاس لیجا تابدین تابوت اپنے برادر کا اور پوشاک زنانی لیکر امیر کے
پاس آیا اور کہا یا امیر آپ عیار کے بھروسے پر صاحبقرانی کرتے ہین یہ سُنکے امیر کو غصہ آیا عمرو سے پوچھا عمرو نے جھوٹی
قسمین کھائین اُسنے خنجر دکھایا اب امیر کو بالکل یقین آیا کہ عمرو نے مارا امیر نے کہا ای عمرو تو میرے سر پر ہاتھ تو دھر
عمرو اُٹھا اور کہا یہ فقرہ اور کسی کو دیجیے مین تمھارے پاس آیون تم ایک کافر کے لیے مجھکو پکڑ کے حوالے کردو مین نے
عادی کی جان بچائی کہ تمھارا دودھ شریک بھائی ہو اسکا تم احسان نہین مانتے ہو اب امیر تو کہتے ہین کہ تو ادھر آ عمرو بھاگا
امیر نے کہا لینا عمرو نے کہا کیا مجال یہ کہکر عمرو نکل گیا کئی کوس گیا تھا کہ بارہ سو عیار عمرو کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے
صاحبقران تو آپ ہین ادھر امیر نے اُس سے کہا کہ یہ کپڑے اُس نامرد نوشیروان کو جاکر پہنا دے تو نے دیکھا کہ وہ
بھاگ گیا اگر وہ ہاتھ آئیگا تو پکڑ کے بھیجدونگا یہان عمرو اپنے سب عیارون کو ساتھ لیکر برج زہرمار مین اپنی بہن کے
پاس آیا اور محفل عیارون کی جمع کی صحبت آراستہ کی اور اپنا خطاب شاہ جہان اور شہریار جہان رکھا اور
سب عیارون کو خطاب خان کا دیا یعنی ابو الفتح خان اور گلباد خان اور سرہنگ خان وغیرہ سب سے
کہا جو جسکا عیار ہو وہ اُسکو چرا لاوے کہ مین امیر سے لڑونگا اور مین امیر کو چرا لاؤنگا سب عیار قلعہ سے نکل کر چلے امیر
بانوقہ نے سُنا کہ سب عیار عمرو کے پاس برج زہرمار مین گئے امیر نے مقبل وفادار کو حکم دیا کہ جس عیار کو دیکھنا پکڑ لانا
ادھر سردارون نے مع لندھور یہ مشورہ کیا اور کہا کہ امیر ناحق عمرو پر خفا ہوتے ہین کیا فکر کرین جو عمرو پھر امیر کے پاس
آوے غرضکہ یہ تدبیر ٹھہری کہ قباد و شہریار سے اگر سب نے کہا آپ کل صبح کو امیر سے عمرو کا قصور معاف کرادین اور آپ کا
کہنا امیر نہ رد کرینگے پہلے تو قباد نے انکار کیا کہ شاید امیر نہ مانین وہ عمرو سے بہت خفا ہین پھر کہا کہ تم سب کے کہنے سے
اور خاطر سے کہونگا لیکن تم سب لوگ بھی میرے کلام کی تائید کرنا یہ صلاح کرکے سب اپنے اپنے خیمہ مین آگئے صبح کو
جو امیر بارگاہ سلیمانی مین آئے بیٹھا گھڑی دن آیا تھا کہ مقبل آئے اور چھوٹے چھوٹے سردار آئے نہ تو ابھی بادشاہ آئے
اور نہ سرداران جلیل القدر آئے امیر حیران بیٹھے ہین کہ غل ہوا سلطان سر برہنہ اور تیشق پوانے اور سیر فرخاری
خیمہ سے چوری گئے یہ خبر امیر سُن رہے تھے کہ ہندی روتے ہوئے آئے اور کہا یا امیر بادشاہ تو لندھور مع عادی و فاضل
اور طول زنگی اور طال زنگی کے اور بہت سے ہندی پہلوان لشکر سے غائب ہوگئے بعد اُسکے خبر آئی کہ [illegible]
مالک کو لے گیا بیٹھے پیتر اُسکا پچھاتا پھر محل مین ملکہ مہر نگار کے رونے کا غل ہوا کہ فیروزہ بن عمرو و قباد کو لے گیا
غرضکہ بہرام وغیرہ کو بھی ایک ہی شب مین عیار چرا لیگئے اب سوائے امیر کے کوئی نہین رہا اور وہان عمرو
نے حکم دیا کہ سب کو طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے قید کر دیکن قباد کو سونے کا طوق اور زنجیر پہنا دو غرضکہ

ان سب کو قید کیا پھر عمرو کو خیال آیا لندھور کے پاس آیا اور سر پر تاج رکھے ہوئے لندھور کو سلام کیا
اور کہا مین تمھارا بڑا احسانمند ہون تمکو نہ قید کرونگا لیکن میری اطاعت کرو اور امیر کو چھوڑ دو لندھور نے کہا
اے عمرو واسطے خدا کے مجھکو بھی قید مین رکھو مین امیر کو کیا منہ دکھاؤنگا عمرو نے بہت کچھ سمجھایا لندھور نے
نہ مانا اور کہا تم نہ کہو مین آپ زنجیر پہنونگا اسوقت عمرو ناچار ہو کے چلا گیا لوگون سے اپنے کہ گیا کہ جس طرح
لندھور کہے وہی کرنا الغرض لندھور بھی قید ہوے سب سردارون سے کہا کہ میری اطاعت کرو تو چھوڑ دون سب نے
کہا اگر امیر بھی گرفتار ہون تو کیا مضائقہ ہے دوسرے روز عمرو نے عیارون سے کہا کہ نوشیروان کو مع سب سردارون
کے چرا لاؤ عیار گئے اور سب کو چرا لائے ان سب کو عمرو نے بڑی قید شدید مین رکھا اور آبدین کو صبح اور شام کوڑے
مارتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سب فساد تو نے برپا کیا بختک کے کہے سے مین نے تجھکو قتل نہ کیا اب مار ڈالونگا اور لشکر
نوشیروان مین رسالدار وغیرہ کو کہلا بھیجا کہ تم چلے آؤ تمھارے دم سے کچھ کام نہین جسطرح نوشیروان کے نوکر ہو
اسی طرح ہمارے نوکر اُن لوگون نے آپسمین مشورہ کیا یہ سب عیار ہین چلکر سب کو قتل کر دو اور پکڑ لو نوشیروان کو
چھڑا لو چلے تو نہ راضی ہوئے انکار کیا پھر کہلا بھیجا کہ ہم سب تابعدار ہین حاضر ہوتے ہین عمرو سوچا کہ پہلے تو ان
گیدیون نے انکار کیا اور اب ایسے جلد راضی ہو گئے ایسا نہو کہ یہ سب ملکر دغا کرین اور ہم سب کو پکڑ لین لشکر تو تیرے پاس ہے
نہین جو انسے لڑیگا یہ سوچ کے انھین کہلا بھیجا کہ تم وہین رہو یہان نہ آؤ انھون نے کہا اب ہم ضرور آئینگے عمرو نے خفا ہو کر
کہلا بھیجا کہ خبردار یہان نہ آنا ان سبھون نے کہا عمرو کو بکنے دو چلو ہم لڑکے سب کو چھین لین یہ کہکر وہ سب چلے ادھر عمرو کو
یہ خبر ہوئی عمرو نے حکم کیا کہ نوشیروان کو مع پسران و بختک و بختیارک وغیرہ کے سب کو زیر دار کھنچا دو غرضکہ عیارون نے
انکو زیر دار کھنچایا ادھر وہ سب لڑنے کو جو آئے زیر دار سب کو کھنچا دیکھکر پھر گئے عمرو نے اور لوگ چار طرف کے نوکر رکھنا شروع کیے
لیے اور سب سے کہدیا کہ تمھارے مذہب سے ہمین کچھ کام نہین تم نوکری کرو الغرض عمرو رات کو لشکر امیر مین آیا کہ امیر کو بھی
چرا لاؤن اسوقت امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے اور سامنے شمعین روشن تھین عمرو بھی فراش کی صورت بنکر آیا امیر نے
پرچھائین دیکھی سمجھے کہ سوائے اُس فدوی باریک گردن کے کوئی نہین یہان آسکتا امیر نے مقبل کو آواز دی کہ لینا دیو
اور خود بھی اُٹھے عمرو جست کرکے بھاگا اور پکارا او عرب سوسمار خوار بے مروت وہ دن بھول گیا کہ مین نے نوشیروان
سے اٹھارہ برس تیرے ناموس کو بچایا تو بھی میرا نام عمرو کہ تیری نیند اور کھانا پینا بند کر دون یہ کہکر نکل گیا مقبل
وفادار بھاگے امیر نے کہا عمرو آیا تھا اے مقبل تم ہمارے پلنگ کے پاس رہو اور یا دروازہ بارگاہ پر تیر و کمان
لیے ہوئے لیس بیٹھے رہو جسوقت عمرو آئے فوراً تیر سے نشانہ کرنا مین حکم دیتا ہون خبردار چوکنا نہین اور اگر تم جاگ سکو
تو مین اندر محل مین جا کر سوؤن مقبل نے کہا آپ شوق سے باہر آرام کیجیے مین رات بھر جاگونگا امیر نے کہا تا امکان
مین بھی نہ سوؤنگا امیر نے مقبل کو پتا بتایا کہ یہ نشان سب سے کہدینا جب ہم داہنا ہاتھ کا انگوٹھا کھجلائین تم بایان
انگوٹھا کھجلانا جب ہم داہنا کان پکڑین تم بایان کان پکڑنا اب امیر نے تو یہ بندوبست کیا اور عمرو جو عیارون کے پاس
آیا صبح کو تاج سر پر رکھے تخت حکومت پر بیٹھا اور رات کا حال امیر کا بیان کیا عیار سنکر چپ ہو رہے عمرو نے کہا
مین تمھارے دل کی بات جانتا ہون کہ تم سب کہتے ہوگے کہ ہمپر تو یہ تاکید کی کہ آج ہی سب کو جا کے چرا لاؤ
اور اپنے سے کچھ نہ ہوسکا اے عیارو امیر کو مثل ان سب کے نہ سمجھنا وہ استاد عیاران ہر بری شکل پر کوئی اُسکو
گرفتار کرے اور پھر لاؤنگا تو مین ہی لاؤنگا اور اگر نہ یقین ہو تو جس صاحب کا دل چاہے جا کر دیکھین عیارون نے کہا
حضور سچ ہے جیسا آپ انکو جانتے ہین ہم کیا جانین غرضکہ دوسرے دن رات کو عمرو پھر آیا دیکھا کہ مقبل تیر و کمان لیے ہوئے

دروازے پر بیٹھا ہی عمرو حیران ہو کہ کسی وقت یہ نہیں سوتا ای عمرو اب کیا کرون غرضکہ عمرو سامنے مقبل کے کہ ایک
ڈھبا مٹی کا تھا اُسکے نیچے چھپا اور سر کو اُسمین سے نکالا اور مقبل نے بھی پرچھائین دیکھی سنبھل کر بیٹھے جب دیکھا کہ کسی نے
سر نکالا مقبل نے تیر مارا سینہ پر پڑا تیر دو سار ہو گیا مقبل نے لوگون کو پکار کر کہا مین نے عمرو کو مار لیا لوگون نے آکر اُس
ڈھبے پر تلوارین مارنا شروع کین مقبل نے کہا مر تو چکا ہو اب کیون تلوارین مارتے ہو اسے اُٹھا لاؤ لوگون نے اُسکو اُٹھانے
کا قصد کیا اب جو دیکھا ایک پتلا ہی عمرو نے اُسکے ایک کانٹا لگایا تھا اُسمین کمند باندھے ہوے ہلاتا تھا اور نچاتا
تھا مقبل وغیرہ تو اس شغل مین رہے کہ پتلے کو دیکھتے اور سب کو دکھاتے تھے اور ہنستے تھے کہ عمرو کی چالاکی دیکھو کیا پتلا بنایا
اُسکو آگے دھر دیا آپ بچکر چلا گیا وہان عمرو اندر بارگاہ امیر کے آیا دیکھا کہ امیر پلنگ پر سوتے ہین عمرو آہستہ آہستہ
قریب پلنگ کے آیا لیکن امیر جاگ رہے تھے چپکے پڑے ہوے دیکھتے تھے اُدھر مقبل بھی اندر بارگاہ کے آیا سوچا کہ
ایسا نہو عمرو اندر آگیا ہو جیسے ہی عمرو نے مقبل کو آتے دیکھا سمجھا کہ مقبل بیشک تیر ماریگا وہ جو شمعین جل رہی تھین
اُنکو بجھا دیا امیر اُٹھ بیٹھے مقبل سے کہا عمرو کو لینا عمرو فوراً قنات چاک کر کے نکل گیا امیر نے کہا ای مقبل جو عمرو نے
کہا تھا وہی کیا کھانا اور سونا حرام کر دیا اور یہان عمرو نے صبح کو ساری حقیقت عیارون سے بلکہ قباد اور لندھور
سے کہی لندھور نے کہا ای عمرو تم میری خاطر سے اپنا قصور امیر سے معاف کرا لو غرض بصلاح لندھور قباد
کی طرف سے امیر کو ایک نامہ لکھا کہ یا امیر یہ نامہ ہی قباد کیطرف سے بلکہ سب سردارون کیطرف سے کہ ہم سب پر
رحم کیجیے اور عمرو کا قصور معاف کر دیجیے کہ ہم سب اس بلا سے نجات پائین یہ نامہ لکھکر امیر با توقیر کے پاس بھیجا
امیر نے پڑھکر یہ جواب لکھا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا تم سب خدا سے کہو اگر یونہین تم سب کی قضا آئی ہو تو کیا
چارا اور مین تو عمرو کا قصور نہ معاف کرونگا بلکہ اُس ساربان زادے کا بند بند جدا کرونگا عمرو یہ نامہ پڑھکر چپ رہا
اور سب کو وہ نامہ امیر کا دکھایا سب سُنکے خاموش ہو رہے عمرو رات کو پھر لشکر امیر مین آیا اور ایک چوبدار کی شکل
بنکے سامنے مقبل کے گیا اور آپ ہی آپ پکار کر حاضر یہ کہکر بارگاہ کے اندر چلا گیا دیکھا امیر پلنگ پر لیٹے ہین دبے
امیر کے آیا اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر چاہتا ہو کہ بیہوش کرے امیر تو جاگ رہے تھے پاس کھسکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا
روغن خوشبو تمام بدن مین عمرو کے لگا ہوا تھا عمرو نے ہاتھ کھینچا فوراً پھسل کر چھوٹ گیا عمرو بھاگا امیر بھی پیچھے
دوڑے عمرو کا پاؤن جو فرش مین اُلجھا گر پڑا امیر بھی برابر پہونچ گئے عمرو چاہتا تھا کہ جست کر کے بھاگے امیر کے ہاتھ
مین پاؤن عمرو کا آگیا عمرو نے کہا ہاے یا امیر پاؤن مین پھوڑا ہی امیر نے پاؤن عمرو کا جلدی سے چھوڑ دیا
عمرو بھاگ کر نکل گیا امیر کو بڑی ندامت ہوئی مقبل جو آیا امیر نے کہا مین نے عمرو کو پکڑ کے چھوڑ دیا اب مین
دل مین کہتا ہون کہ اُسنے کہا کہ میرے پھوڑا ہی مین چوک گیا پھوڑے کو پھوڑ کیون نہ دیا مقبل یہ سُنکے ہنسنے لگے
عمرو کی چالاکی پر بہت متحیر ہوے غرضکہ عمرو پہر رات رہے آیا دیکھا کہ مقبل جاگ رہا ہی صورت اپنی بدل کے
رونے لگا اور دُہائی دینے لگا مقبل نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا مین رنگریز ہون وہ جو غلام امیر کا ہی میری
دکان پر بیٹھا ہی کہتا ہی کہ اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دے وہ پائجامہ رنگوانے کو لایا تھا میری بیٹی نے جو ہاتھ نکالکر لیا
عاشق ہو گیا اب دونا مٹھائی کا لایا ہی اور جہیز بردستی کرتا ہی کہ میرے ساتھ نکاح کر دے ای مقبل صاحب یہان بڑا
اندھیر ہی جبتک خواجہ رہے کسی پر ظلم نہوا آپ ذرا چل کر اُسکو سمجھا دین وہ سامنے تو میری دکان ہی مقبل اُٹھے اور کہا
اُس نمک حرام کا نام نہ لے کیا مقدور اُس غلام کا جو تمکو ستائے یہ کہکر مقبل اُسکے ساتھ چلے عمرو لگا کر تھوڑی دور لایا اور
ایک رومال زمین پر ڈال دیا اور کہا ای مقبل کیا آپ کا رومال گر پڑا یہ کہکر عمرو نے اُٹھا لیا مقبل نے کہا میرا تو نہین

ہے مگر اسمین کیا ہے عمرو نے کہا ایک بٹوا بھاری سا ہے مقبل نے کہا اسے کھولو عمرو نے کہا میری مجال ہے بڑے آدمی کی
چیز مین کھولون اس بٹوے کو آپ ہی کھولیے مقبل نے جو کھولنے کا قصد کیا نہ کھل سکا غرض سینے سے لگا کر جو زور کیا
وہ بٹوا کھل گیا اور ایک بقعہ دھوئین کے مانند بیہوشی کا نکلا مقبل بیہوش ہوکے گرا عمرو نے کپڑے مقبل کے اتار لیے
وہان ایک رتھ گبیون کی کھڑی ہوئی تھی اُسکے نیچے مقبل کو ڈالدیا اور آپ مقبل کی شکل بنکر ٹہلتا ہوا بارگاہ
امیر کے دروازے پر آیا اور لوگون سے کہا کہ وہ غلام میری آواز سنکر بھاگ گیا اور یہان امیر نے پانی مانگا آبدار
پانی لیکر گلاس مین امیر کے پلانے کو چلا آپ اُسکے ساتھ بشکل مقبل آیا اور اُسکے ہاتھ سے پانی لے لیا اور پلانے کو چلا
اُسمین بیہوشی ملاکر امیر کے آگے گلاس حاضر کیا امیر نے اشارہ کرکے بایان تھما پکڑ لیا عمرو حیران ہوا دیکھا امیر سنبھل
بیٹھے اور کہا آگے لا پھر امیر نے کہا شاید بھول گیا ہوا یکی مرتبہ امیر نے کان پکڑا اب عمرو کی عقل حیران ہے بہت کچھ
عقل کو لڑایا آخر آپ بھی کان پکڑا امیر نے پہچانا اور کہا تو آگے نہین آتا عمرو اور پیچھے ہٹا جاتا ہے اور کہتا ہے مجھکو نیند
ہے امیر نے کہا ہان مین جانتا ہون اگر نشہ ہے تو کیا مضائقہ تو آگے آکر پانی پلا مین کچھ نہ کہونگا عمرو نے کہا مین نے بھی پہچانا
جب تو امیر غصہ ہوکر اُٹھنے لگے عمرو نے وہی گلاس مُنھ پر امیر کے کھینچ مارا اور بھاگ گیا اب جو صبح ہوئی مقبل کو ہوش آیا
اپنے تئین اس حال خراب سے دیکھا بہت برہم ہوا مگر کیا کرے ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر چلا کسبی کے جو
جو آدمیون نے دیکھا کہ ایک ننگا دھڑنگا کھڑا تھا اب جاتا ہے ایک آدمی نے دوڑکر ایک سونٹا مقبل کے مارا کہا کہ کل تو ہی
چار لوٹا لے گیا تھا اب تو سب لوگ کسبی کے اُٹھکر لپٹ گئے اور لات مکی پڑنے لگی جب تو مقبل نے اس عورت سے کہا
ارے مین مقبل ہون اُسوقت دو ایک آدمیون نے پہچانا وہین سب لوگ ہاتھ باندھنے لگے کہ ہمسے خطا ہوئی مقبل نے
کسبی سے کہا کہ ذرا دوپٹہ اپنا دیکہ مین سامنے امیر کے ننگا کیونکر چلا جاؤن اُس کسبی نے اپنا دوپٹہ دیا مقبل دوپٹہ باندھکر
گھر مین آئے اور پوشاک بدلی پھر امیر کے دربار مین آئے اور سارا حال امیر سے بیان کیا امیر بہت حیران ہوئے کہ کیا تدبیر کی جائے
دوسرے روز عمرو پھر رات گئے پھر آیا اور ایک فراش کی صورت بنکر بارگاہ کے اندر داخل ہوا دیکھا امیر سوتے ہین عمرو نے
چاہا کہ امیر کو بیہوش کرے امیر کی آنکھ کھل گئی عمرو پھر بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا سب چہار طرف سے دوڑے عمرو
نکل سکا چوب بارگاہ کی پکڑکے چڑھ گیا اور مثل چھپکلی کے بارگاہ کی چھت مین چپٹ رہا لیکن عمرو کا دل دھڑکتا ہے
کہ ایسا نہو مقبل تیر مارے لوگون نے مقبل سے کہا ہمنے کسی کو نکلتے نہین دیکھا مقبل اندر بارگاہ کے آیا امیر
اُٹھکر بیٹھے اور پوچھا اے مقبل کتنی رات باقی ہے مقبل نے کہا پہر رات اور باقی ہے امیر نے کہا تو بھی شک گیا اور
کچھ نہو سکا بلا مجھے تو وہ نکل گیا تونے تیر بھی مارا مگر کیا کرے وہ تیلا تھا اب تو رات نہین ہے کل سے ملا ۔ ہم بیٹھے
پھر مقبل سے کہا جا کر باہر ہوشیاری سے بیٹھنا اور آپ شمع کے سامنے کتاب کھول کے پڑھنے لگے عمرو فکر عیاری مین
غوطہ زن رہا پھر ایک مطلب ہاتھ لگا سو چکر زنبیل سے روئی نکالی اور اُسمین بیہوشی ملاکر پروانے بنائے اور کمند
آصفا کو نکالا اور معجزہ اُس سے طلب کیا کہا اے کمند بال سے باریک ہوجا تا کسی کی نظر مین نہ سمانا اور اُسمین پروانے
باندھکر شمع پر مارا وہ پھر سے جل گیا امیر دیکھکر رہگئے جانا کہ پروانہ تھا جل گیا عمرو نے پھر اسی طرح ساٹھ ستر پروانے
شمع پر مارے اور وہ بھر بھر ہوکر جلے اور عمرو نے اپنی ناک مین پہلے سے کھینچی روئی کی دے لی تھی اب تو تمام
بارگاہ مین بیہوشی پھیل گئی امیر کتاب پڑھتے پڑھتے شمع کے نزدیک بیہوش ہوگئے عمرو نیچے اترا پشتارہ امیر کا
کرکے زنبیل مین رکھ لیا اور آپ صورت امیر کی بنکے پلنگ پر سو رہا صبح کو اُٹھا اور مقبل کو بلا کر سارا حال رات
کا دہرایا بعد اُسکے اشقر کو طلب کیا اور بہ اطمینان تمام سوار ہوکے برج زہرمار مین چلا آیا اور جاتے ہی پکارا

ادمقبل منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مین امیر کو لیے جاتا ہون غرضکہ قلعہ مین آکر امیر کو زنبیل سے نکالا اور
طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے قید کیا اور سرسنگ خان کو حکم کیا کہ کل جلاد و ٹکٹکی اور بانس اور آتش سے معرضین
حاضر ہون اور ابو الفتح خان کو پالکی مین سوار کرکے لشکر امیر مین بھیجا ابو الفتح نے آکر رسالدارون اور کمیدانون
کو بلا کر کہا کہ عمرو نے کہلا بھیجا ہی کہ تم آکر ہماری نوکری کرو اور اگر نہ منظور ہو تو جواب صاف دو سبھون نے آپس
مین مشورہ کیا کہ جب امیر پکڑے گئے تو ہماری کیا حقیقت ہی غرض بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی لیکر عمرو کے
پاس حاضر ہوے عمرو نے ملکہ مہر نگار کو کہلا بھیجا کہ تمکو کیا غم ہی تم بیٹھی رہو اور مجھکو دعائین دیا کرو پیٹ بھر کے
روٹی تن بھر کا کپڑا سرکار شاہ شاہان شہریار جہان سے تمکو ملا کریگا ملکہ نے کہا کہ اس سے کہنا او نمک حرام خدا تجھکو غارت کرے
امیر تو قید ہون اور تو مجھکو اسطرح سے کہے یہ اور کسی کو جا کر دے مین فقیرنی نہین ہون مین بادشاہ ہفت اقلیم کی اور
زوجہ ثانی سلیمان کی ہون غرضکہ ابو الفتح تو سب کو لیکر حاضر ہوا اور صبح کو ملکہ مہر نگار کل ناموسان صاحبقران
کو ہمراہ لیکر آئی کہا جہان میرا وارث اور میرا فرزند قید ہی وہین مین بھی رہونگی غرض ملکہ مہر نگار وغیرہ بھی برج
زہرہ مار مین مقیم ہوئین اور یہان عمرو نے حکم جلادون کو دیدیا تھا صبح کو سامان جلاد لیکر حاضر ہوے اور میدان
خونی تیار ہوا عمرو نے سرخ کپڑے پہنے اور تاج شاہی سر پر رکھا تخت پر ننگی تلوار لیکر بیٹھا سب قیدیون کو طلب کیا
ایک طرف نوشیروان وغیرہ کو ایک سمت امیر کو مع سردارون کے بٹھایا عمرو نے کہا او عرب سوسمار خوار دیکھا تو نے
یہ کیا سامان خدا نے کر دیا اس دن کی بھی تجھکو خبر تھی اب میری اطاعت کر نہین تو قتل کر دونگا امیر نے کہا او ساربان زادے
یہ بھی قدرت خدا ہی کہ تجھ غلام کو مین نے اس مرتبہ کو پہونچایا اگر زندگی ہی اور مین قید سے چھوٹا تو بند بند تیرا جدا کر دونگا
عمرو نے حکم کیا کہ کوڑی بھر بانس امیر کی پیٹھ پر توڑ دو یہ کہنا تھا کہ لوگ بانس لیکر امیر کے سر پر آئے عمرو نے تو اشارہ سے
منع کیا اور زبان سے کہا کہ بانس کیون نہین مارتے یکایک ان سب کے ہاتھ خشک ہو کر رہگئے لندھور اٹھا چلے تو عمرو
کی منت کی پھر کہا بس اب زیادہ نالائقی کو کام نہ فرمائیے حکومت ہو چکی اب خطا اپنی امیر سے معاف کرانا چاہیے اور اگر
ایک ذرا بھی بانس امیر کے بدن پر چھو گیا تو ہم قید توڑ کر تجھکو مار ڈالینگے اور اب مطلق پاس لحاظ نہ کرینگے اب ہماری
آنکھون مین خون اتر آیا ہی عمرو نے کہا ای لندھور مجھکو تو دھمکاتا ہی اگر اب مین بانس نہ لگواؤن تو میرے حکم مین فرق آتا
ہی یہ کہکر اٹھکے اندر چلا گیا اور اشارہ طرف آدمین کے کیا لوگون نے بانس آدمین پر مارے اور کچھ بانس بختک پر
بھی پڑ گئے آدمین زمین پر لوٹنے لگا بختک دہائی دینے لگا پھر عمرو نے کہا ان سب کو قید خانے مین لیجا کر رکھو
سب کے سب قید خانے مین بند کیے گئے شب کو عمرو نے خواب مین دیکھا ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای عمرو امیر کے
قدمون پر تو گر اور قصور اپنا معاف کرالے کہ وہ تیرا خداوند نعمت ہی ادھر امیر نے اور تمام سردارون نے بھی خواب دیکھا کہ
عمرو آئیگا اور قدم پر گریگا ای امیر اب تو عمرو سے ملجا ایک کافر کو مارا تو کیا مضائقہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا غرض صبح کو
امیر نے خواب سب سے بیان کیا سردارون نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا ہی اگر عمرو آئے تو یہ خواب صادق ہی ابھی یہ
ذکر ہو رہا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تاج شہنشاہی سر پر رکھے ہوے پوشاک فاخرہ زیب جسم کیے آیا اور آکر
قید خانے کو کھلوایا قریب امیر کے پہونچ کر قدمون پر امیر با توقیر کے گر پڑا اور کہنے لگا ای امیر میرا قصور معاف
کیجیے یہ کہکر رونے لگا قباد و نے اور امیر سے کہا اب آپ عمرو کو گلے سے لگا لیجیے غرض امیر بھی یہی چاہتے تھے
عمرو کو گلے سے لگا لیا عمرو نے کہا یا امیر تم شکر کرو کہ تمھارا یہ مرتبہ خدا نے کیا ہی کہ ایک ساربان زادہ تمھاری سرکار
دولت مدار کا یہ طاقت رکھتا ہی پھر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آہنگرون کو حکم کیا کہ جلد ان سب کی قید کاٹو

یہان جب تک آہنگر آئین امیر اور لندھور وغیرہ نے قید اپنی توڑ ڈالی اور سب سرداران امیر کا اور
عمرو سب کو ہمراہ لے کر آیا قباد کو تخت پر بٹھایا اور امیر دنگل ناد عنبر پر بٹھایا اور سرداران دست راستی
و دست چپی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور حکم دیا کہ نوشیروان و بختک کو لاؤ بختک نے نوشیروان کو چ
پڑھائی جب سامنے وہ سب آئے امیر نے کہا کہ میری اطاعت قبول کر اور مسلمان ہو نوشیروان نے کہا کہ
آپ مجکو گرفتار کیجیے تو کیا مضائقہ ہی اب تو عمرو کی قید مین ہون عمرو نے کہا امیر یہ بختک مردود کی بدذاتی
ہی غرض امیر نے نوشیروان کو چھوڑ دیا سب کو نوشیروان اپنے ہمراہ لیکر پھر عراق مین آیا امیر بھی سب کو
لے کر چلے جہان پہلے بارگاہ تھی وہین آکر پھر بارگاہ سلیمانی اور خیمے استادہ کرائے اور بعد عیش و عشرت وہان فروکش
ہوئے نوشیروان امیر سے ایک ہفتہ کی مہلت لے کر گیا تھا امیر کے لشکر مین جشن ہوا کیا کہ سلمان شاہ
بھی آیا اور مسلمان ہوا امیر نے کہا مرزبان نے سمجھایا ہوگا امیر کو بڑی خوشی ہوئی لیکن عمرو سے صفائی قلب
نہین ہوئی ہی امیر تو دل مین نادم ہین کہ عمرو نے تمام عمر تیرے ساتھ بھلائی کی اور جان نثار رہا ایک حرکت
نالائق یہ ہوگئی تو ایسا نہو کہ دل مین عمرو کے کچھ دغا ہو اور ادھر عمرو بھی امیر سے دور دور رہتا ہی اور دل
مین پس و پیش کرتا ہی کہ ای عمرو تو نے وہ حرکت بیجا امیر سے کی ہی کیا عجب ہی کہ امیر حکم قتل کرنے کا
دین امیر نے جو عمرو کا یہ حال دیکھا الگ لیجاکر کہا کہ ای برادر مین تو کچھ مجھ سے رکا ہوا معلوم ہوتا ہی اور مکدر خاطر
ہی عمرو نے کہا یا امیر مجھکو ابھی خوف ہی کہ آپ شاید اسکا عوض لین اور مین کیونکر نہ ڈرون کہ آپ کے حکم مین محکوم
ہون امیر نے یہ سنکر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا تو ہرگز مجھ سے خوف نہ کر ای عمرو میرے دل مین تیری طرف سے
بالکل کشیدگی نہین ہی اور خیال بد نہین ہی دل میرا مثل آئینہ صاف و شفاف ہی ای عمرو بخدا تو مجھکو زہر بھی
دے دے تو بھی مین تجھ سے خفا نہون عمرو یہ سنکر قدمون پر گر پڑا اور کہا ای حمزہ خدا خوب جانتا ہی کہ مین بچپنے
سے تیرا عاشق زار ہون خدا اس دن کو مجھے نہ رکھے جو تجھکو مین بری طرح دیکھون اسی طرح پھر وہ دونون عاشق و
معشوق ہوگئے اور وہان نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو نے مجکو اس حالت کو پہونچایا مین تو اپنے شہر
مدائن مین عہد کر کے جا بیٹھا تھا تو مجکو ورغلا کے اصفہان مین لایا آخر یہ نوبت تو پہونچی اب یہ
بتا کہ مین اب کیا کرون اور تو نے کہا تھا کہ کتاب ہندی مین دیکھا ہی کہ اصفہان مین خونریزی امیر کی
ہوگی بختک نے کہا پھر کیا کرون جو مین نے کہا تھا وہ تو ہوا لیکن آپ کی تقدیر سے مین ناچار ہون کہ مالک
پہلوان جا کر امیر سے مل گیا اور مسلمان ہوا اور قیصر سے بڑی طاقت تھی کہ ایک سب کو قتل کریگا وہ فرزند امیر کا نکلا غرض
نوشیروان بہت بختک پر خفا ہوا بختک نے کہا قیل ہندی اور ذیل ہندی بھی آنے کو ہین نوشیروان نے کہا آیا کوئی میرا
تو یار نہین رہا اب مین مدائن کو چلا جاؤنگا تو مجکو امیر سے توقع ہی کہ وہ پھر میرا پاس کرینگے اور مجھ سے
نہ لڑینگے ساسانی تو بختک سے ملے ہوئے تھے انھون نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر اورون نے یعنی غیرہ و چار آدمیون نے
کہا کہ آپ سچ کہتے ہین ہم مارے خوف کے کچھ نہ کہہ سکتے تھے ناحق ہزارہا آدمی کا خون ہوا اور ہوگا اسکا آپ کو ضرور
خیال کرنا چاہیے اور پاس و لحاظ دین کا کرنا واجب و لازم ہی اور بہت سوچ سمجھ کے کام ہونا اچھا ہوتا ہی

دو کلمے داستان نوشیروان و بختک و ذیل ہندی کے لکھے جاتے ہین

منکشفان روداد استمدادی بموجب دفتر قدیم زبان اردو بفصاحت و بلاغت یون تحریر کرتے ہین کہ جب
نوشیروان روٹھ کر مدائن کو چلا اور بختک سے کہا کہ تیرے سبب تو نے لڑائی کا نام لیا تو تجھکو قتل کرونگا بختک مارے ڈر کے

جب ہورہا نوشیروان نے کوچ کیا بعد چلے جانے نوشیروان کے مسلسل شاہ اور کندر کرمانی اور لندہم شاہ
وغیرہ اور جو جو شاہ و شہریار مدد کو نوشیروان کی آئے تھے سب صلاح کرکے امیر کی خدمت مین آئے اور کہا یا امیر
اب ہم نے جانا آپ کا دین برحق ہی ہرچند کہ لات پرستی قدیم سے ہی مگر کچھ اصل اسکی معلوم نہین ہوتی اور ہم جسکی مدد
کو آئے تھے وہ چلا گیا ناحق ہم نے اپنی اوقات ضائع کی ہم نے سنا ہی کہ بختک نے بہت کہا کہ قویل ہندی اور
دویل ہندی آتے ہین اب نہ جانا چاہیے مگر بادشاہ نے نہ مانا وہ چلا گیا یا امیر نوشیروان کا کچھ قصور نہین ہی
وہی بختیا بدذاتیان کرتا ہی اور اسکو ادہر سے اُدہر تباہ دربدر بہکاتا پھرتا ہی بختک بھی شیطان سے کم نہین ہی
ای امیر اب ہمکو کلمہ پڑھائیے ہم سب مسلمان ہوتے ہین امیر نے سب کو کلمہ توحید تعلیم کیا سب از صدق کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوے امیر کو نہایت خوشی ہوئی اور سب سرداروں سے کہا اب تو مہلت ہی چلو چلکے شکار کھیلین
یہان اب کون ہی جس سے لڑینگے ہرکارون نے خبر دی کہ نوشیروان نے کوچ کیا اور مدائن کو گیا یہ سنکر اور خاطر جمع
ہوئی سب کے سب شکار مین مصروف ہوے یہان امیر تو ہر روز شکار کھیلا کرتے ہین اُدہر نوشیروان چلا جاتا
ہی کہ راہ مین بختک نے سب فوج سے کہا کہ تمھاری روزی گئی جب بادشاہ مدائن مین پہونچیگا تم سب کو
برطرف کردیگا کیونکہ لڑائی تو موقوف ہوئی سب نے کہا کہ ملک جی پھر کسی طرح تم بادشاہ کو آمادہ جنگ کرو
بختک نے کہا مین کہونگا مگر تم بھی ایک زبان ہوجانا صبح کو بختک نے پھر کہنا شروع کیا ای بادشاہ آخر وہی
ہوا ہمکو تو کچھ نہین لیکن آپ کی سلطنت جا چکی سب ملک حمزہ نے چھین لیے ایک مجاور زادہ اسکو یہ قدرت
و طاقت تجکو کیا لوگ کہینگے کہ بادشاہ ہفت اقلیم اسطرح بھاگتا پھرتا ہی اور حمزہ سے کسی طرح سر نہین ہوسکتا اور
جو کچھ روپی کا ٹھکانا رہ گیا ہی وہ بھی حمزہ چھین لیگا ایسا ایسا جو سب نے سنا ہر ایک نے بختک کے کلام کی تائید کی
بادشاہ نے کہا پھر مین کیا کرون بختک نے کہا ای بادشاہ تو دیکھ مین قویل ہندی کو لکھتا ہون وہ مثل دیو کے
ہی وہ لندھور سے لڑنے آتا ہی ستائیس سو من کا گرز باندھتا ہی آخر تو وہ لندھور اور امیر سے لڑیگا تو بھی اسکی
شرائت کر تماشا دیکھ کر کیا ہوتا ہی اور مین نے کتاب ہندی مین دیکھا ہی اور سب نجومی بھی یہی کہتے ہین کہ قویل ہندی کے
ہاتھ سے سب زیر ہونگے اور کوئی اسکی ضرب نہ روک سکیگا اسمین کیا عجب ہی کہ لشکر امیر پر قران صعب ہی یہ کہکر بادشاہ کی
طرف سے نامہ بختک نے قویل ہندی کو لکھا کہ بادشاہ نوشیروان کو حمزہ نے بہت عاجز کیا ہی بادشاہ ہر ملک مین بھاگتا
پھرتا ہی حمزہ کبھی پیچھا نہین چھوڑتا یہ جو نامہ قویل ہندی نے پڑھا اسی وقت وہان سے کوچ کیا اور یہان نوشیروان
کو بختک نے ایک مقام پر ٹھہرایا اُدہر امیر یا تو قیر شکارگاہ مین تھے کہ ایک روز صحرا مین ایک شخص آیا اور امیر کو
مجرا کیا ایک کاغذ دے کر چلا گیا امیر نے جو کاغذ کو کھولکر پڑھا تو لکھا تھا خواجہ بزرجمہر کی طرف سے امیر کو
معلوم ہو کہ تمھارے لشکر پر قران صعب ہی ایک مہینا جو اور سرزمین اصفہان پر رہوگے تو کوئی نہ بچیگا نوشیروان
قویل ہندی کو ساتھ لے کر لڑنے کو تم سے آئیگا تم اور سردار تمھارے بیماری مین مبتلا ہونگے اب بصلاح خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری بسمت شمال دور جاکر استقامت کرو خبردار اصفہان مین نہ رہنا اور بعد تمام ہوجانے اس قدر
ایام نحس کے پھر تم کو اختیار ہی امیر جو شکار سے آئے نام تو بزرجمہر کا نہ لیا کہا ہمارے ایک شفیق نے کچھ کلمات
نصیحت آمیز لکھے ہین نام اسکا تو نہ کہونگا کیونکہ دیوار ودر کان رکھتے ہین اور وہ کلمے یہ ہین یہ کہکر وہ نامہ سب
کو سنا دیا امیر کو بزرجمہر کی بات کا بڑا اعتقاد تھا گو کہ نجومیون کو کافر جانتے تھے اور دروغ گو سمجھتے تھے
عمرو نے کہا یا امیر مین سمجھ گیا برائے خدا جلد یہان سے نکل چلو امیر نے کہا کہ مین خوف بلائے ناگہانی اور

جان کے ڈر سے بھاگوں مگر لوگ یہی کہینگے کہ امیر قوبیل کے ڈر سے بھاگ گئے ابھی تو مین نہین جاتا ہون امیر نے
چند روز تامل کیا اب سردار بھی بیمار ہونے لگے اور اس قدر بخار کی فصل پھیلی کہ سارا لشکر امیر حمزہ صاحبقران
بعارضۂ بخار بیمار ہو گیا اور تپ شدید نے ایسا زور باندھا کہ بیہوشی طاری ہو گئی آٹھ آٹھ پہر بخار کی شدت
سے آنکھ نہ کھولی عمرو نے ملکہ مہر نگار سے کہا کہ اب سب کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اور امیر یہان سے نہین جاتے
جب کہتا ہون چلیے منع کرتے ہین مہر نگار نے کہا بھیا امیر کو کہنے دو جیسا مناسب ہو اب وہ کرو چلے تمام
لشکر کو اسی وقت روانہ کر دو کہ نحوست اس صحرا کی بر طرف ہو غرض کہ عمرو نے لشکر کو تو روانہ کیا اور
امیر کو بیہوش کر کے پالکی مین ڈالا اور ناموسان امیر کو ہمراہ لے کر شمال کی طرف روانہ ہوا ادھر یہان بادشاہ نوشیروان
کے پاس قوبیل ہندی اور دوبیل ہندی آئے سارا حال نوشیروان سے سنکر امیر کے لشکر کی طرف راہی ہوے
جب اصفہان مین پہونچے دیکھا کچھ رعایا جنگلے قلعہ مین گھر بار ہین وہ تو ہین امیر کے لشکر کا پتہ نہین لوگون سے
پوچھا کہ لشکر امیر کا کدھر گیا انھون نے کہا یہ تو ہمین نہین معلوم مگر یہ سنا ہے کہ سمت شمال امیر کے لشکر نے کوچ
کیا بختک نے دریافت کر کے کہا کہ اس طرف کوہ قضا و قدر اور شہر عدن ہے یہ بھی ادھر کو روانہ ہوے
آگے تو عمرو دعائین کرتا چلا جاتا ہے اور پیچھے یہ سب بھی دو منزلہ کرتے ہین یہ اگر اصفہان کو نہ کتے اور
اسی طرف سے امیر کے پیچھے چلتے تو بڑا غضب ہوتا کسواسطے کہ ایک قباد تو بخار سے بچے ہوے تھے لیکن درد سر
ہر روز انکو بھی رہتا تھا اب جو اصفہان سے چلے ہین تو کچھ بیماری دفع ہوتی جاتی ہے اور امیر و مالک
ولندھور کو تو چار چار پہر ہوش نہین آتا اور عمرو نے سب سے کہدیا ہے کہ امیر سے کوچ کی خبر نہ کرنا عمرو ان سب کو
لیے ساتھ اپنے چلا جاتا ہے کہ کہین بیٹھنے کا سہارا ملے الغرض بائیس روز کے بعد ایک سحر اُجاڑ دیکھا اسمین ایک
قلعہ پتھر کا ہے اور دروازہ اسکا کھلا ہے عمرو قلعہ مین آیا اب جو دیکھا صدہا مکان پختہ در و دیوار بھوے ہین عمرو حیران
حیران چارطرف دیکھتا ہے اور پھرتا چلا جاتا ہے کہ ایک طرف پھنکار کی آواز آئی عمرو نے دیکھا کہ بہت بڑا سانپ
کالا سر اٹھائے پھن کو پھیلائے جھوم رہا ہے عمرو دیکھتے ہی بھاگا اور طرف جو گیا دیکھا ہزارہا کروڑہا چھوٹے بڑے
ہر قسم کے سانپ بچھو بیٹھے ہین عمرو وہان سے بھی جان بچا کر بھاگا اور دل مین کہا اے عمرو معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب
سے یہان کوئی نہین رہتا ان موذیون کے مارے سب شہر چھوڑ کر چلے گئے عمرو نے باہر قلعہ کے
کئی کوس پر آکر بارگاہ و خیمے برپا کرائے اور امیر کو اسمین اتارا اور سب لشکر کو حکم اترنے کا دیا اور آپ
جنگل کی طرف بار لکڑیون کے جمع کرنے لگا اور قلعہ مین اس مقام پر سرنگ لگائی اور کپیان باروت کی
برابر سے جا مین اور لکڑیان سرنگ مین بھر کے آگ دے دی سرنگ جو اڑی لکڑیون مین آگ لگ گئی
تمام سانپ بچھو جل گئے اور مر کے فی النار ہو گئے قلعہ مین ہر مقام پاک و صاف ہو گیا عمرو کئی روز کے بعد امیر
کو لے کر قلعہ مین آیا اور سب فوج کو بھی بلا لیا اور سردارون کو مقامات رہنے کے بتا دیے اور چہار طرف توپین
لگا کر ساتھ بندوبست موافق اپنی مرضی کے قلعہ کو آراستہ کیا کئی روز کے بعد وہان پر نوشیروان بھی آیا
یہان آکر سنا کہ امیر اور تمام سردار بخار کی شدت سے بیہوش ہین قوبیل ہندی نے کہا اب کیا لطف لڑائی کا
ہے کہ امیر تو بیمار ہین بختک نے کہا شکر کرو ہماری خاطر سے طبل جنگ بجواؤ اور سب کا کام تمام کرو دشمن کو
جس طرح ہو سکے مار ڈالے نوشیروان نے بھی یہی کہا جب تو چھوٹے بھائی یعنی دوبیل ہندی نے کہا
ہمین تو بادشاہ کے حکم سے کام ہے جو کہے گا وہ کرینگے الغرض طبل جنگ بجوایا امیر کو جو ہوش آیا عمرو نے

کہا یا امیر ہم تکو اصفہان سے لے کر چلے آئے خدا نے یہ قلعہ دیا ہی اور دوویل ہندی کو نوشیروان لے کر آیا ہی اور طبل بھی اُسنے آتے ہی بجوا دیا امیر نے سجدہ شکر کیا لیکن یہ کہا ای عمرو تو نے مجکو بدنام کیا کہ امیر بھاگ گئے عمرو نے کہا کہ آپ کو تو مین بیہوش کر کے لایا امیر نے فرمایا ہمکو فیلبند دروازے پر تکیہ لگا کر بٹھا دو ہم لڑائی کا تماشہ دیکھینگے کچھ طبیعت بہلے گی عمرو نے کہا بہت خوب آپ دیکھیے گا انشاء اللہ دہ تو پین مار دنگا سب کو بھگا دونگا امیر نے کہا ای عمرو خبردار توپین مارنا اب عمرو دعائین مانگتا ہی اور سامان جنگ کر رہا ہی رات بھر تو تیاری قلعہ مین رہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے لوگون سے کہا کہ جب وہ حملہ کرین خبردار توپین ضرور مارنا امیر کو مین جواب دے لونگا اتنے عرصہ مین صبح نمودار ہوئی خواجہ عمرو باہر محل کے آیا اور امیر با توقیر کو پلنگ پر بٹھا کر لایا اور فیلبند دروازے پر لٹایا اور لندھور و مالک بہرام و مندویل وغیرہ سب پاس کھڑے ہین مگر بخار مین سب ہلملا رہے ہین زرہ اور جوشن تو پہن نہین سکتے مگر تلوارین سب لے سامنے رکھی ہین اور امیر کی آنکھین تپ کی وجہ سے بند ہین اور عمرو دوربین لگائے ہوئے اور توپ کے دیکھ رہا ہی کہ سامنے سے نوشیروان گرد سوار کو لشکر لے کر آیا کہ تیرہ گرد کا بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب نہین نکلا بعد اسکے آیا قوبل ہندی اور دوویل ہندی کی ہمراہی سات لاکھ فوج لے کر وہ بڑی بڑا سے کارزار آئے نوشیروان کو مجرا کیا بختک نے کہا کیا ارادہ ہی ان دونون نے کہا ہمارا جی تو یہ چاہتا ہی کہ امیر سے لڑین اور مع لندھور سب کو قتل کرین بختک نے نوشیروان کو اشارہ کیا کہ جلدی انکو میدان کارزار مین بھیج کہ امیر پر قران صاحب بیمار ہین غرض نوشیروان نے کہا ای دوویل ہندی ہماری تو یہ خوشی ہی کہ قلعہ پر حملہ کرو غرض اجازت میدان بادشاہ نوشیروان سے لے کر چلا ہمراہیون سے کہا اول تو مجکو یقین ہی کہ توپین نہ مارینگے اور اگر شاید ایسا کرین کہ سب سامان آلات حرب و ضرب قلعہ مین موجود ہی اور عمرو حکم دیوے کہ توپین مارو تو تم لوگ کیون اپنی جان دفع گولے کی زد پر سے ہٹ کے ٹھہر جاو اور دور سے لڑائی دیکھو کہ کیا ہوتا ہی ان لوگون نے کہا کہ ہم لوگ کس روز کے واسطے ہین جب وقت پر ہم نہ کام آئے تو کس کام کے غرض سبنے مل کر دھاوا کیا اور یہ دونون بھائی بھی گرز لیکر چلے جب زد پر پہونچے عمرو نے حکم کیا کہ فیر مارو توپین مار کر اڑا دو ان کافرون کو بحکم خواجہ عمرو توپون پر بتی پڑی کہی سو توپ کی آواز ایک سر تھی ہوائی زمین ہل گئی پانی دریا کا اچھلنے لگا تو امیر کو جب گڑ گڑاہٹ چونکاتے تھے اور ہوش نہ آتا تھا توپون کے چلتے ہی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے عمرو کو اپنے سر کی قسم دی کہ توپین نہ مارنا اب عمرو ناچار ہوا اور ہاتھ کو روکا جنگی قضا آئی تھی صدہا ایک فیر مین توپون سے اڑ گئے اب جو دیکھا برابر دور تک لاشین پڑی ہین اور باقی بھاگ گئے لیکن دوویل ہندی اور قوبل ہندی گرز لیے ہوے خندق پر کھڑے ہین اور کہہ رہے ہین او عمرو ساربان زادے دروازہ کھول دے یہان امیر نے اشتر طلب کیا کہ جسطرح ہوگا مین مقابلہ کرونگا عمرو امیر کو سمجھانے لگا اور سب نے قباد سے کہا کہ آپ دعا کرین اور ہم سب آمین کہین کہ خدا اس مشکل کو آسان کرے اور کافرون سے جان بچائے قباد و شہریار نے دعا کی اور سب نے آمین کہی کہ دیکھا سب نے کہ زیرہ بیابان گرد سے رفاعت

دو کلمے داستان شجاعت بیان آنا علم شاہ کا نقابدار یا قوت پوش بنکے اور مع فیل شاہ کے مارنا خندق مین دوویل ہندی اور قوبیل ہندی کو

یکہ تازان عرصہ شجاعت و جرأت نمایان میدان شوکت و ہمت عرصہ کارزار دفتر داستان مین بزبان شمشیر تیز قلم یون معرکہ آرائی دکھاتے ہین کہ جب اسنے گرد بیابان لق و دق نگاہ ہوا دیکھا کہ مین نقابدار گھوڑے پر اٹھائے ہوے مع دس ہزار سوار اسکے

چلے آتے ہین نقابدار نارنجی پوش آگے آگے پیچھے اسکے نقابدار یاقوت پوش اور اُسکے پیچھے نقابدار سفید پوش
یہ تینون نقابدار مع سواران جرار ایک طرف کو ٹھہرے اور دس ہزار سوارون نے پرا اپنا جمایا کر نقابدار یاقوت پوش
بڑھکر پکارا باش او نامردازلی یہ کیا کرتا ہے بے ادبی کے کلام زبان پر لاتا ہے مین آ پہونچا یہ سنکے دویل ہندی بپرا اور
ہاتھی پر سوار ہوکر اور گرز کو پکڑکے آگے بڑھا اور کہنے لگا او نقابدار اجل رسیدہ یہ برقع بیحیائی کا منھ پر ڈال کے آیا ہے تو
نہین دیکھتا کہ صاحبقران تو میرے خوف سے قلعہ مین چھپا بیٹھا ہے اور عمرو نے قلعہ کے اوپر سے اس قدر تو بین مارین
اور کچھ نہ ہوسکا بھلا تو کیا میرا مقابلہ کرسکتا ہے نقابدار یاقوت پوش نے للکار کر کہا او گیدی کیا جھک مارتا ہے
بس زبان کو سنبھالے ہوئے نہین تو ابھی گدی سے تیری زبان کھینچ لونگا یہ سنکے تاؤ پیچ کھا کے دویل ہندی نے گرز گران
مارا نقابدار نے سر کو جھکایا مگر ذراسی گرز کی ضرب جو لگی گھوڑا نقابدار کا مرگیا گرز زمین پر گرا آتش گرد اٹھا نقابدار
اُس غبار مین چھپ گیا دویل ہندی نے آواز دی کہ زدم و پست کردم یہ دیکھکر عیار نقابدار درمیان گرد کے آیا اور چھینٹا
پانی کا دیا اور عرض کیا کہ حریف لاف زنی کرتا ہے نقابدار یاقوت پوش اُس گرد و غبار سے نکل کر باہر آیا لیکن
پیادہ تھا دویل ہندی نے دیکھا کہ نقابدار میری ضرب سے بچ گیا گرز اٹھاکر پھر چلا ادھر نقابدار جھپٹ کر اُسکے
ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پہونچ گیا اب دونون لشکر بغور دیدۂ دل سے نگران ہین اور امیر باتوقیر کا کلیجہ منھ کو چلا آتا
ہے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے محبت دل مین نقابدار کی پیدا ہوئی ہے جسوقت کہ دویل ہندی نے گرز مارا
تھا امیر نقابدار کے واسطے دعا کرنے لگے تھے غرض کہ دویل ہندی تو گرز کو تانے ہے اور نقابدار نیچے ہاتھی
کے آچکا ہے تھا کہ نقابدار نے پیٹ مین ہاتھی کے ہاتھ دیکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے بزور و قوت دست غیب مع ہاتھی
دویل ہندی کو اٹھا لیا بختک تو اُچک اُچک کر ناچنے لگا اور نوشیروان کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر صلوات
پڑھنے لگا نوشیروان نے بختک کو ڈانٹا کہ او بدتمیز تو آپے سے کیون باہر ہوگیا اور پر چڑھا بیٹھتا ہے بختک نے
کہا کہ حضور کو دنیا کا نشیب و فراز دکھاکر ہوشیار کرتا ہون وہان امیر کا بخار چڑھا ہوا اُتر گیا تب بھی جسم
سے ڈرکر بھاگی کہ ایسا نہو مین بھی گرفتار ہو جاؤن امیر نے سردارون سے فرمایا کیون صاحبو کبھی ایسے زور بھی
دیکھے ہین یہ نقابدار یاقوت پوش آدمی ہے یا جانہ بشریت مین کوئی زبردست دیو ہے دویل ہندی نے جو
دیکھا کہ اس نقابدار نے مجکو مع ہاتھی اٹھا لیا پہلے تو ڈر کے مارے جان نکل گئی لیکن وہ بیحیا کہنے لگا کہ ایسا لگ
مارون کہ تو بھی یاد کرے اور اے نقابدار تیرے ہاتھ سے چھوٹ جاؤن تو اُٹھ نہ سکون نقابدار نے کہا او نامرد
مع ہاتھی تجکو اس خندق مین نہ ڈالا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکے دویل ہندی کو مع فیل ایک ہاتھ سے اٹھائے ہوے
خندق کی طرف چلا اور چالیس قدم لیجاکر اُسی خندق مین دویل ہندی کو مع فیل کے ڈالا اوپر ہاتھی ہوا اور نیچے
وہ کافر تھا اُس خندق مین دویل ہندی کا کہین پتہ نہ لگا اب نقاب دار یاقوت پوش میدان جنگ مین
آکر ٹھہرا اور عیار سے اپنے گھوڑا طلب کیا عیار جھپٹ کر گھوڑا ساز و یراق سے درست لایا نقابدار گھوڑے پر سوار
ہوکر قویل ہندی کی طرف چلا قویل ہندی نے بڑھکر تلوار ماری پھر گھوڑا نقابدار کا کام آیا نقابدار گھوڑے
سے کود کر پیدل ہو گیا اور اللہ اکبر کہکے اُسکو مع گھوڑے اٹھا لیا اور اُسی خندق مین اُسکے بھائی کے پاس اُسے
بھی ڈالدیا کہ قویل ہندی کا بھی پتہ نہ لگا یہ دیکھکر فوج ہندیون کی تلوارین کھینچکر نقابدار پر آپڑی ادھر نقابدار
سفید پوش وغیرہ بھی تلوار پکڑکے کفار پر گرے مشغول جنگ ہوے تلوار چلنے لگی لاش پر لاش کافرون
کی گرادی ادھر امیر کو صحت ہوئی اور قران صعب بھی اُتر گیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر سب سردار

تلوارین کھینچے ہوے نکل پڑے اور لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہوئی نوشیروان نے بختک سے کہا کیون او بدذات یہ
کیا ہوا بختک نے کہا پھر آپ کا کیا ضرر ہوا جسکی جان گئی گئی جو ارادہ آپ کا جب تھا اب کیجیے اور بھاگ چلیے
مدائن کا راستہ لیجیے یہ بھی ایک تماشا تھا جو دیکھ لیا غرض نوشیروان بدحواس و پریشان ہوکر بھاگا ہندی ہزارون
قتل ہوے اور نقابدار یاقوت پوش نوشیروان کے تعاقب مین چلا پڑا اوپر نوشیروان کے آپڑا اسپ جیسے
اور بارگاہ لوٹ لیے نوشیروان ایسا بھاگا کر پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے مقبل
اور عمرو کو بھیجا کر جاکر نقابدار کو بلا لاؤ عمرو کو آتے دیکھکر نقابدار سفید پوش نے کہا خواجہ عمرو آتے ہین
خواجہ عمرو نے وہان پہونچ کر سب کو منع کیا کہا کہ حکم امیر با توقیر کا ہے اب آگے نہ جاؤ یہ سنکر نقابدار پھرا
خواجہ عمرو نے سلام کیا اور کہا ماشاء اللہ جزاکم اللہ خیراً امیر با توقیر بعد نے سلام کہا کہ اے نقابدار تمنے بڑی
بہادری کی ہماری جان بچائی اور ہم پر احسان کیا برائے خدا ہے ہم سے ملاقات کیے بغیر جانا نقابدار نے کہا
میری طرف سے آداب تسلیمات کہنا اور یہ عرض کرنا کہ غلام نے کیا کیا اور آپ پر کون احسان کرسکتا ہے یہ
باتین ہو رہی تھین کہ مقبل وفادار بھی آگیا اور سلام کرکے کہا کہ امیر با توقیر نے فرمایا ہے کہ ہمارے سر کی
قسم ہمارے پاس آؤ اور جو نہ آؤ گے تو مین خود آؤنگا نقابدار نے کہا وہ کیون تکلیف کرین مین خود حاضر ہوتا ہون مین نے
چاہا تھا کہ اس آتش پرست کو پکڑکے نذر دون یہ سنکے عمرو وہان سے چلا آیا اور امیر سے کہا کہ نقابدار آتا ہے امیر
اشتیاق مین بیٹھے تھے کہ نقابدار آیا جب تھوڑی دور رہ گیا نقابدار گھوڑے سے اترکر پیدل ہوا اور سامنے امیر
کے آیا امیر دیکھتے ہی دنگل سے اٹھے اور ہاتھ پکڑکر دنگل پر بٹھایا اور بہت شفقت سے گلے لگایا اور بعد اسکے
نقابدار سفید پوش کو گلے سے لگایا اور امیر با توقیر نے فرمایا کہ ان نقابدارون سے بوے محبت آتی ہے اور دل
کو مین ملتا ہے قرار و آرام ہوتا ہے نقابدار یہ باتین سنکر بہت محظوظ ہوے امیر نے فرمایا اے نقابدارو اگر تمنے اسقدر
احسان کیا ہے اور سرفراز فرمایا ہے تو اپنی اپنی صورتین بھی دکھاؤ کر دل اور زیادہ خوش ہو یہ سنکے نقابدار یاقوت پوش
چپ ہو رہا اور نقاب سے آنسو بہنے لگے امیر نے یہ دیکھ کے بند نقاب کھول ڈالا اب جو دیکھین تو پسر قیصر ہے حیران ہوکے کہا
اللہ اکبر یہ تیرے زور اور یہ تیری قوت پھر دوسرے کے بھی بند نقاب کو کھولا وہ جو سفید پوش تھا لہراسپ ہے اسنے کہا یا
امیر با توقیر تیسرا نقابدار آپ کا نبیرہ ہے امیر نے اسکے بند نقاب کو جو کھولا دیکھا کہ شہزادہ سلطان سعد ہے جب تو امیر نے کہا
کہ یہ کیا ماجرا ہے تم کہان گئے تھے اور کہان سے آتے ہو لہراسپ نے کہا یا امیر وہان جو وہ نقابدار آیا تھا وہ شیوہ تھی عمرو
کی زوجہ اسکا بیٹا گیارہ ہے اور ملکہ رابعہ اطلس پوش سے یہ لڑکا ہوا کہ جسکا نام علمشاہ رومی ہے انکے نانا اور مان
کو قیصر رومی نے قید کیا اسی وقت شیوہ نے آکر کہا کہ تم اپنے نانا اور اپنی مان کو نہین قید سے چھڑاتے ہو اور باپ
سے لڑتے ہو یہ سنکے قیصر کو جاکے اسنے قتل کیا سلطان سعد تو مقابلہ مین کھڑا تھا یہ بھی پیچھے چلا انھون نے کہا کہ تم
کیون آتے ہو اپنے دادا کے پاس رہو میرے ساتھ نہ آؤ پلٹ جاؤ انھون نے کہا اے عمو جان اب مین آپ کو نہ چھوڑونگا
آپ کے ہمراہ رکاب رہونگا غرض کہ یہ کہتے ہوے روم کو چلے گئے غلام ساتھ گیا تھا وہان جاکر مان کو اور نانا کو قید
سے چھڑایا اور قہرمان رومی اور قارن بن قہرمان اور سب رومیون کو مسلمان کیا تمام ملک روم کو مسلمان کرکے
یہان آئے ہین یہ سنکے امیر با توقیر بہت خوش ہوے بعد چند روز کے سب سردارون نے ملکے علمشاہ کی
دعوت کی لیکن لندھور بن سعدان کی بارگاہ مین سواے حمزہ صاحبقران وقباد شہریار کے مع خواجہ عمرو
سب موجود تھے مین بلیج ہو رہا ہے دورہ شراب ہے جام زرنگار گردش مین آیا ہوا ہے جب سب نشہ سبکو ہوا چلے

علمشاہ بولے کہ امیر کو چاہیے کہ بانہ صاحبقرانی مجکو دین اور آپ خانہ کعبہ مین جاکر عبادت پروردگار عالم زمین
مین مستحکم ہون اور ایسے پہلوان کو مین نے مع فیل کے اٹھا لیا کہ لندھور سے بھی زیادہ تھا جب تو لندھور نے
کہا کہ مجکو بھی امیر نے زیر نہین کیا ہی ادھر مندویل اور جلیل بولے کہ ہم بخوشی دل اپنے مسلمان ہوے اور جو جو
سردار نہین زیر ہوے تھے اُنھون نے بھی یہی کہا اور عالم نشہ مین بہت کچھ لاف و گذاف کی اور جو جو سردار زیر ہو چکے
تھے وہ اُن سب کو منع کرتے تھے کہ عالم نشہ مین کیا بیہودہ بک رہے ہو کچھ تم کو خوف امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا نہین
ہی غرض کہ صبح کو یہ سب اخبار دربار مین امیر کے سامنے گذرے امیر دل مین لیے رہے سُنکے خاموشی اختیار کی اور خواجہ عمرو
سے بھی ذکر اسکا نہ کیا جب بعد چند روز کے امیر سب طرح سے اچھے ہوگئے اور غسل صحت خندق پر ٹھہرا اور خندق کے گرد
قناتین کھڑی ہوئین اور پہلوان عادی بھی نہانے لگے یکایک آندھی ایسی چلی کہ آب خندق مین طوفان ظاہر ہوا امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران اور پہلوان عادی بہ گئے یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی خواجہ عمرو نے ہر طرف ڈھونڈھا
تلاش کیا دونون کا کہین پتہ نہ لگا ادھر صاحبقران بہتے بہتے ایک کنارے پر پہونچے بڑی دیر تک دم لیا بعد اسکے
پانی سے نکلکر کنارے پر آئے کھڑے ہوے حیران پریشان چہار طرف دیکھ رہے تھے ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا
تھا امیر نے اُسکو آواز دی ای سوار ادھر آ کچھ مجکو تجھ سے پوچھنا ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا جانا کوئی سودائی ہی ننگ
دھڑنگا کھڑا ہی گھوڑا آگے بڑھایا امیر نے پکار کر کہا ای شخص تجکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی ایک بات میری سُن لے
اُسنے کہا او نالائق تو بکتا کیا ہی جب تو امیر کو غصہ آگیا اور کہا او بیحیا نالائق تو اور تیرا باپ بلکہ تیری ہفتاد پشت
یہ سُنکے وہ برہم ہوا اور تلوار کھینچ کر جھپٹا آتے ہی امیر کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا امیر با توقیر نے ہاتھ بچا کر ہاتھ قبضہ
شمشیر پر ڈالا اور تلوار اُسکی چھین لی اُسوقت امیر غصہ مین تھے وہی تلوار تول کر ایک ہاتھ اُسکو مارا وہ شخص دو ٹکڑے
ہو کر گرا یہ دیکھکر امیر کو اُسکے حال پر افسوس آیا اور اُسکو مار کے پچتائے کہا خدا خیر کرے ناحق یہ قتل ہوا مگر
کچھ رمقے جان باقی تھی کہ اُس سے امیر نے کہا ای شخص مین نے تجھے کس طرح بلایا اور تو نے یہ سخت جواب دیا اور
پاس میرے نہ آیا اگرچہ مین فقط اتنا تجھ سے پوچھتا کہ یہ کون سا شہر ہی اور تو کون ہی لیکن تو نے جہالت کی اور اس حال
مین آکر ناحق اپنی جان دی یہ سُنکے وہ شخص اپنے حال پر رونے لگا اور کہا کہ یہ شہر عدن ہی اور ایک سوداگر خواجہ
خورشید بازرگان ایک محلہ مین رہتا ہی اُسکا مین غلام ہون اتنی بات کر کے وہ مر گیا امیر نے اُسکے کپڑے اور سب
ہتھیار لے لیے اور آپ اُسکے کپڑے پہنے اور اُسکے ہتھیار لگائے اور اُسی کے گھوڑے پر سوار ہو کے شہر عدن مین آئے
اور کاروانسرا تلاش کرنے لگے خواجہ خورشید کے لوگون نے جو دیکھا کہ گھوڑا اور ہتھیار غلام خواجہ خورشید کا ہی جانا
اور آکے امیر کو گھیرا اور کہا تو نے غلام کو کیا کیا معلوم ہوتا ہی کہ تو قزاق ہی اُسکو مار کے یہ ہتھیار اور گھوڑا چھین لیا ایک
شخص نے یہ خبر خواجہ خورشید کو جاکر پہونچائی وہ سُنتے ہی آیا امیر حمزہ صاحبقران کو پہچانا کہ اُسنے امیر کے
ہاتھ ملک اصفہان مین کچھ اسباب بیچا تھا خواجہ خورشید نے کہا کہ ای امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اُسنے آپکا
کیا قصور کیا تھا امیر نے کہا تو میرے پاس نہ آتا نہین تو تجکو بھی قتل کرونگا خواجہ خورشید نے کہا آپ میرے گھر مین
تشریف لے چلیے مین آپکو پہچانتا ہون یا امیر آپ داماد شہنشاہ نوشیروان کے حمزہ صاحبقران زمان ہین
امیر نے کہا تو سچ کہتا ہی خواجہ خورشید نے کہا پھر چلیے آپ تامل کیون کرتے ہین امیر با توقیر خواجہ خورشید کے
گھر مین اُسکے آئے اور پوچھا یہان کا کون بادشاہ ہی خواجہ خورشید نے کہا قارن عدنی یہان کا بادشاہ ہی اور مجھ سے
بہت ملاقات ہی امیر نے کہا ہماری بھی ملاقات اُس سے کرا دو خواجہ خورشید نے کہا آپ کی ملاقات ضرور اُس سے

کرادونگا امیر نے کہا ای خواجہ میرا ارادہ ہی کہ مین دیوانہ بنون اور ایک نقب کھدوادو جو روپیہ تمہارا صرف ہوگا
اُس سے المضاعف تم کو دونگا یہ بھی ایک قسم کی سوداگری ہی خواجہ خورشید نے کہا کچھ کھدی ہوئی بھی نقب ہی باقی اور
تیار کرلونگا غرضکہ خواجہ خورشید نے اپنے مکان کے اندر سے صحرا تک نقب تیار کروادی اور امیر با توقیر دو گھڑی رات
رہے اُس نقب مین آکر بیٹھے اور یہ نعرہ کیا بلالوم بلالوم اُس نعرے کی آواز جو سات کوس تک گئی سارا شہر دہل گیا یہ خبر
قارن کو ہوئی وہ بھی آیا اور تمام شہر آیا تین روز تک میلا لگا رہا امیر نے خواجہ خورشید کو اشارہ کیا اور کہا بلالوم جب تو
خواجہ خورشید پاس آیا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ قارن شاہ سے کہو کہ ہمارا نام دیوانہ کرکنگ عدنی ہی
لات اعلیٰ اور منات معلی نے بھیجا ہی کہ تو جاکر نوشیروان کے ملک کو جو امیر حمزہ صاحبقران نے چھین لیے ہین وہ
دلوادے اور سب کو زیر کر ای قارن تو بادشاہ نوشیروان کو اپنے شہر مین بلا تو سب بندوبست ہو خواجہ خورشید
نے قارن شاہ سے کہا قارن شاہ نے عرضی شہنشاہ نوشیروان کو بھیجی بختک نے وہ عرضی بادشاہ نوشیروان
عادل زمان کو دکھلائی اور آمادہ کیا ناچار نوشیروان نے کوچ کیا بعد چند روز کے نوشیروان شہر عدن مین پہونچا جب
قارن سے ملاقات ہوئی سارا حال بیان کیا پھر ساتھ اپنے لاکر نوشیروان کو کرکنگ عدنی کو دکھایا اُسنے
بھی آواز بلالوم سُنی بختک حیران ہوا عقل چکر مین آگئی سب فیلسوفی بھول گیا دیوانے نے خواجہ خورشید سے کہا کہ
نوشیروان سے کہو کہ امیر حمزہ صاحبقران کو بلائے بادشاہ نوشیروان نے کہا اچھا اور اُسی وقت نامہ امیر با توقیر کو
لکھا امیر کشورگیر تو لشکر مین نہ تھے بجائے امیر علمشاہ زنگی پر بیٹھا ہی کہ نامہ آیا قباد شہریار نے کہا کہ اسی وقت کوچ کرو
غرض یہ بھی شہر عدن مین پہونچے یہ خبر قارن کو ہوئی اور بختک نے دریافت کیا کہ امیر ڈوب گئے اور لشکر مین نہین ہین تب اُس نے
کہا ای بختک کہین یہ تو امیر حمزہ صاحبقران نہین پھر کہتا ہی کہ وہ کاہے کو اپنا لشکر قتل کرے گا غرض کہ دیوانے کے
حکم سے طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین آئے اور راہ دیکھ رہے ہین کہ دیوانہ آئے جب پہر دن آگیا اُسوقت
طوفان عدنی رخصت لے کر میدان مین آیا چاہتا ہی کسی کو پکارے دیکھا کہ گرد اُڑی اور دیوانہ پیدا ہوا اور طوفان عدنی
پر آکر ایک چوب ماری کہ طوفان عدنی گرد برد ہوگیا بختک صلواۃ پڑھنے لگا اور قارن عدنی کا عجب حال ہوا کہ
اس دیوانے نے پہلے میری ہی طرف کے سردار کو مار ڈالا قارن نے خواجہ خورشید کو بلاکر کہا کہ جاؤ پوچھو اُس سے یہ تو نے
کیا کیا کہ طوفان کو قتل کیا خواجہ خورشید نے آکر امیر سے کہا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ ہم تو آتے تھے یہ کیون میدان مین آیا
اگرچہ غصہ ہوا تھا کیا مضائقہ تھا اسواسطے یہ مارا گیا منکے سب مارے ڈر کے چپ ہو رہے اور امیر میدان مین آکر للکارا
بلالوم یہ سنکے سلطان سر برہنہ نکلا امیر نے کہا بلالوم سلطان سر برہنہ نے کہا کیا بلالوم لاحول ضرب بہادری جو کچھ
پاس کھتا ہو امیر نے دہنے چوب ماری اُسنے سر کو چرایا وہ چوب گھوڑے پر پڑی گھوڑا مر گیا سلطان سر برہنہ نیچے گرا
امیر حمزہ صاحبقران بھی گھوڑے سے کودے اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اور باندھ کے لشکر قارن شاہ
مین دے دیا اب تیشی دیوانہ نکلا اُسکو بھی باندھ کے قارن کے لوگون کے حوالے کیا طوفان بن بہمن نکلا اُسکو بھی
باندھ لیا اسی طرح قریب شام تک سات پہلوانون کو باندھ کے لشکر قارن مین بھیجا اور طبل بازگشت بجا دیا
دیوانہ تو اپنے مقام پر چلا گیا نوشیروان بارگاہ مین آیا بختک نے جو یہ حال دیکھا اُسنے کہا ای شہنشاہ جہان پناہ
نوشیروان عادل یہ دیوانہ مجکو حمزہ معلوم ہوتا ہی نہین معلوم اس مین کیا مصلحت سمجھا ہی نوشیروان
نے کہا او گیدی تو ہمیشہ عقل کے گھوڑے دوڑایا کرتا ہی بختک نے کہا ای شہنشاہ زمان بھلا آمین سے ایک کو
قتل تو کیجیے ابھی حال کھل جائے گا خواجہ خورشید نے کہا مین دیوانہ سے پوچھ تو آؤن خواجہ خورشید

سے آکر امیر سے کہا حمزہ صاحبقران نے کہا جب سب کو زیر کر لونگا اور لات و منات کا جو حکم ہوگا وہ کیا جائیگا خواجہ خورشید نے آکر قارن سے کہا اور پھر یہ کہا کہ مجکو حکم دیوانے کا ہوا ہی کہ قیدیون کو اپنے پاس رکھو قارن عدلی نے کہا بہتر ہی خواجہ خورشید سب سردارون کو لیکر اپنے مکان پر آیا اور اچھی طرح سے بعیش تمام اُن سب کو رکھا غرض کہ اسی طرح سے نومید اندریان ہومین سب سردارون کو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے قید کر لیا پھر جو طبل بجا سلطان سعد نکلے علمشاہ نے منع کیا مگر نہ مانا میدان مین آئے اور امیر سے مقابلہ کیا امیر کشورگیر نے جو ماری گھوڑا سلطان سعد کا کام آیا سلطان سعد نے چاہا گھوڑے کو دیوانے کے پکڑین امیر گھوڑے سے کود پڑے سلطان سعد دوڑ کر لپٹ گیا اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی کشتی ہونے لگی دوپہر امیر نے سلطان سعد کو لڑایا بچون کی طرح سے زور دلایا بعد دوپہر کے زیر کر کے لے گئے صبح کو بختک نے کہا بھلا سلطان سعد کو تو قتل کرو امیر اجھوٹ سچ کھل جائیگا خواجہ خورشید نے کہا اے بختک تو چاہتا ہی کہ بنا ہوا کام بگڑ جائے یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ غل ہوا دیوانہ آتا ہی اتنے مین دیوانہ مع گھوڑے بارگاہ بادشاہ نوشیروان مین چلا آیا سب مارے ڈر کے اٹھ کھڑے ہوئے سبھون نے تعظیم کی نوشیروان نے کہا اے دیوانۂ قدرت لات اعلی و منات معلی آؤ اور دنگل شہنشاہ نوشیروان نے عنایت کیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران ہکدیکے دنگل پر بیٹھے چار دن جولین دنگل کی ہل گئین اور کہا بلالوم نوشیروان و قارن عدلی وغیرہ کا مارے ڈر کے پیشاب خطا ہوگیا خواجہ خورشید نے کہا اے دیوانہ بلالوم وزیر اعظم کہتے ہین کہ سلطان سعد کو قتل کر دے جو خواجہ خورشید نے کہا بختک اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ میری کیا مجال جو مین مرشدزادے کے قتل کو کہون پھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے خواجہ خورشید کی طرف دیکھ کے بلالوم کہا جب خواجہ خورشید حمزہ صاحبقران پاس آیا امیر کشورگیر نے کاغذ پر لکھا کہ ہم کل لات اعلے کے پاس جائینگے اور دریافت کرینگے اگر انکا حکم ہوگا تو ہم آکر تمھارے ہاتھ سے اُسکو قتل کرائینگے یہ لکھکر امیر اُٹھے گھوڑے پر سوار ہوکے جب بازار مین پہونچے لشکر مین غل ہوا کہ ایک دیوانہ اور آتا ہی دیکھا کہ ایک دیوانہ دبلا پتلا سا ایک ڈگے گھوڑے پر سوار سامنے آیا امیر نے للکارا بلالوم عمرو نے جو برابر پہونچ کے نعرہ بلالوم کا سُنا آپ بھی پکارا جلالوم امیر با توقیر نے نیزہ مارا عمرو نے سنان نیزہ سپر پر لی اور جلالوم کا نعرہ کر کے کہا ایہا الناس میرا نام دیوانہ گویا ہی اور لات اعلی نے مجکو بھیجا ہی اور اس دیوانے کو تغیر کیا ہی اور مجکو بحال کیا ہی اور کہا ہی کہ دیوانہ بلالوم کو باندھ لا امیر حمزہ صاحبقران سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی غرضکہ نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ دونون نیزون کی ڈنڈین ٹوٹ گئین امیر با توقیر کو غصہ آیا اور بلالوم کہکے چوب ماری عمرو نے جست کر کے خالی دی اور تلوار کھینچ کے ماری امیر نے تلوار رد کی بڑی دیر تک رد و بدل ہوئی جب عمرو تلوار مارتا ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بفنون سپہگری رد کرتے ہین اور جب امیر با توقیر چوب مارتے ہین عمرو جست کر کے خالی دیجاتا ہی آخر ناچار ہو کر عمرو بھاگا امیر پیچھے دوڑے انکو بارگاہ سلیمانی مین لگا کر لایا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مع مرکب بارگاہ مین چلے آئے قباد شہریار تخت پر بیٹھے تھے یہ گھوڑے سے اُتر کر اپنے دنگل پر بیٹھ گئے اور پاؤن قباد شہریار کی طرف پھیلا دیے لوگون نے چاہا دیوانے کو کمند مار کے پکڑ لین بادشاہ نے منع کیا کہا ہرگز یہ امر نہ کرنا پھر امیر اُٹھا چلے علمشاہ اور لندھور دیوانے کا حال سُنکے آئے اور بارگاہ مین دیوانے کا اور اُنکا سامنا ہوا قباد شہریار نے اپنے سر کی قسم دی کہ یہان اس سے ہرگز نہ بولنا علمشاہ اور لندھور یہ سُنکر چپ ہو رہے اور دیوانہ چلا گیا اور جا کر پھر طبل بجوایا دوسرے دن دونون لشکر میدان مین آئے لندھور بن سعدان نے چاہا کہ مین میدان مین جا کر مقابلہ کرون

قباد نے منع کیا لندھور حیران ہے کہ جب مین کارزار کو نکلتا ہون قباد شہریار منع کرتے ہین علمشاہ چاہتے ہین کہ
نکلین اور دیوانے سے سامنا کرین کہ گرد اٹھی اور وہی دیوانہ یعنی عمرو آیا امیر کشورگیر نے کہا بلالوم عمرو نے کہا جلالوم
امیر نے چوب اٹھائی عمرو نے چپکے سے ہاتھ باندھ کے کہا کہ یا امیر کشورگیر مین نے آپ کو پہچانا یہ کس پر خفگی ہے کیون آپ نے
اپنے سردارون کا یہ حال کیا عمرو تو یہ کہتا ہے امیر بلالوم کہتے ہین عمرو نے کہا تو یہ سر حاضر ہے کاٹ لو امیر نے چوب
ماری عمرو گر پڑا امیر نے گھوڑے سے کود کے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا کر لے گئے اور رات کو عمرو کو بلایا خواجہ
خورشید عمرو کو لے کر آئے عمرو آتے ہی قدمون پر امیر حمزہ صاحبقران کے گر پڑا اور کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ سارے لشکر کا
خاتمہ کر دیا امیر کشورگیر نے کہا اے عمرو کسی سے اس راز کو ظاہر نہ کرنا اے عمرو وہ بات یاد ہے کہ علمشاہ نے کہا تھا کہ امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران خانہ کعبہ کو جائین اور مین صاحبقران ہون اور لندھور بن سعدان نے بھی کہا تھا کہ ہم بھی
نہین زیر ہوے ہین تو مین نے یہ آزمایش کی ہے اگر خدا نے مجھکو صاحبقران کیا ہے تو حال معلوم ہو جائیگا اور ان
لوگون کا مجھپر احسان نہ رہیگا اے عمرو مین تجھکو نوکر اپنے رکھونگا صبح کو خواجہ خورشید سے کہا کہ قارن شاہ عدلی سے
کہو جو یہ دیوانہ گویا ہے جسکی صدا جلالوم کی ہے اسکو ہم نے پسند کیا ہے اور اپنا ملازم بنائینگے خواجہ خورشید نے نوشیروان
سے بارگاہ مین جاکے کہا قارن شاہ عدلی نے تو کہا اُنکو اختیار ہے اگر ہم سے کہے تو ہم اُسکی خدمت کرین بجے نصیب
ہمارے جو وہ ہم سے خدمت لے اور اپنے کاروبار مین رکھے بختک یہ سُنکے خوب تلملا اور صلوات پڑھنے لگا الغرض امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران نے عمرو کو اپنا شاطر بنایا اور طبل جنگ بجوایا اور یہان قباد شہریار اور ملکہ مہر نگار کا عجب
حال ہے فتنہ سے کہتی ہے کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران تو یون گئے اب اس فرزند کی مجھکو آس ہے ایسا نہ ہو یہ بھی جاتا
ہے جسوقت دونون لشکر میدان مین آئے دیکھا وہی دیوانہ اور ساتھ اُسکے ایک شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہے اور آتے ہی
دیوانے نے پکارا بلالوم خواجہ خورشید نے کہا اے خداپرستو یہ دیوانہ مبارز طلب کرتا ہے کوئی اس سے مقابلے کو آئے یہ
سُنتے ہی لندھور بن سعدان کا ارادہ ہوا کہ مقابلے کو نکلے قباد شہریار نے منع کیا لندھور بن سعدان نے کہا اے قباد
شہریار آپ مجھکو شرمندہ کرتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران کے پوتے اور بیٹے تو لڑنے کو جائین اور لندھور نہ جائے
قباد شہریار نے جب اپنے سر کی قسم دی لندھور رک گیا اور علمشاہ رخصت لیکر میدان مین آئے پہلے ہنگامہ درہوے
پھر قدم پر یہ تو مرکب علمشاہ کا پیچھے ہٹا اور تین قدم پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا مرکب ہٹ گئے کھڑا ہوا امیر
باتوقیر کشورگیر نے کہا بلالوم علمشاہ نے کہا کوئی دم مین حال بلالوم کا کھلا جاتا ہے جیسے کہ بارگاہ مین آکر تو نے
بے ادبی کی کیا کہون جو قباد شہریار قسم نہ دیتے تو وہین کیفیت تجھکو معلوم ہوتی پھر امیر مالک گیر نے کہا بلالوم عمرو جو شاطر
بنا کھڑا تھا اُسنے کہا دیوانہ کہتا ہے کہ اس تقریر سے کیا فائدہ لا ضرب بہادری جو کچھ تو اپنے پاس رکھتا ہو علمشاہ نے کہا یہ
ہمارا طریقہ نہین ہے اُسوقت حمزہ صاحبقران نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر روکا پھر خوب نیزہ بازی
ہوئی بعد پھر کے حمزہ صاحبقران نے علمشاہ کا نیزہ ہوائی کیا علمشاہ غیرت کے مارے کٹ گیا اور کہا او
دیوانے یہ نیزہ تو نے نہین نکالا یہ میرا بڑا بول مجھ پر پڑا کہ جو مین نے دعوی صاحبقرانی کا اپنے باپ پر کیا تھا اب
اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے علمشاہ نے یہ کہکر گرز مارا امیر نے چوب بست پر وہ گرز روکا امیر کے بدن سے پسینا
جاری ہوا اور گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی غرق زمین ہو گیا ایک تق گرد بلند ہوا امیر اسمین چھپ گئے لیکن ہاتھ دونون
امیر کشورگیر کے مثل ستون کے باہر رہے علمشاہ نے آواز دی زدم و بستم کردم جب گرد و غبار فرو ہوا اور باقی امیر
حمزہ کا امیر باتوقیر پیدل تو ہوگئے تھے آڑے ہوکر گرد سے نکلے اور بلالم بلالوم کہتے ہوے علمشاہ کے سامنے آئے علمشاہ

کو گستاتا آگیا امیر نے چوب دست ماری علمشاہ نے خالی دی گھوڑا علمشاہ کا کام آیا کود کر زمین پر آئے
اور حمزہ صاحبقران کو تلوار ماری امیر با توقیر نے ہاتھ بڑھا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مار کر تلوار
چھین کے دور پھینک دی علمشاہ نے غصہ ہو کر گریبان میں ہاتھ ڈال دیا امیر کشور گیر بھی لپٹ گئے کشتی
ہونے لگی حمزہ صاحبقران دل میں اپنے دعا مانگنے لگے ای پروردگار عالم یہ جوان ہی اور زورآور ہی میں کمزور اور ضعیف
مثل مور ناتوان بندہ عاجز ہوں تو ہی میرا حامی و مددگار ہی اگر مجھکو تو نے صاحبقران اپنے فضل و کرم سے کیا ہی تو
اسپر مجھکو فتحیاب بھی کر غرضکہ تین روز تک کشتی ہوا کی تیسرے دن امیر دونوں شانے پکڑ کے ریلتے ہوئے چلے آٹھ قدم پر جاکر
جھٹکا دیا اور لنگر علمشاہ کا اکھاڑ کر زمین پر مارا دونوں گھٹنے علمشاہ کے آشنا بزمین ہوئے علمشاہ نے پھر لنگر مارا امیر
با توقیر نے کمر بند پکڑا علمشاہ نے چاہا کہ زور کرون تو ڑا ٹوٹ جائے لاکھ طرح سے تڑپے اور لنگر بھی مارا مگر امیر کشور گیر نے
ہلہ دے کے اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا مگر امیر نے یہ سب زور بائیں ہاتھ سے کیے تھے اور داہنے
ہاتھ سے اٹھایا بھی تھا اسی سبب سے علمشاہ دست بچی ہوئے غرضکہ امیر با توقیر نے باندھکر عمرو کے حوالے کیا اور
طبل بازگشت بجوا کر پھر گئے نوشیروان اور قارن شاہ عدنی خوشی کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے امیر نے کہا
جہان سب قید ہیں وہیں انکو بھی رکھو اب کئی روز طبل جنگ نہ بجوایا قباد شہریار کو وہ صدمہ ہوا کہ کھانا چھوڑ دیا
ہے اور ادھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو بھی فکر و تامل ہے کہ اب سامنا لندھور کا ہے خدا اسکی ضرب سے بچائے عمرو سے کہا
کہ ای خواجہ کوئی تدبیر بتاؤ عمرو بھی حیران ہے امیر نے فرمایا ای عمرو تو میرا اشقر دیوزاد مجھے لا دے اور خواجہ خورشید بازرگان
کے ہاتھ بیچ ڈال خواجہ عمرو نے کہا ای امیر با توقیر حمزہ صاحبقران قباد شہریار نہ بیچیگا اگر کہو تو اس سے کہدوں امیر
نے کہا خبردار ایسا نہ کرنا سارا کھیل بنا ہوا بگڑ جائے گا عمرو نے کہا بہت خوب پھر رات کو عمرو لشکر میں آیا اور قباد شہریار
کے پاس آکر کہا ای شہریار آپ نے غلام کو بھی پہچانا قباد شہریار سمجھے کہ شاید تیری قضا یوں ہی آئی ہے کہ یہ فرشتہ
ملک الموت ہے خواجہ عمرو نے صورت اپنی دکھائی اور کہا ای قباد شہریار اتنا آپ سے کہنے آیا ہوں کہ آپ
خاطر جمع رکھیے گا انشاء اللہ تعالی دو چار روز میں پھر آپ کا عمل ہو جائے گا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
خیریت سے ہیں یہ کہکر خواجہ عمرو تو غائب ہو گئے اور گلیم اوڑھ کر اشقر دیوزاد کے پاس آئے اور زبان جنی میں
کہا کہ تیرے آقا نے مجھکو بلایا ہے یہ سنکے اشقر دیوزاد نے سر اپنا ہلایا عمرو اشقر دیوزاد کو کھول لے گیا اور اپنی صورت بدل کر
اشقر دیوزاد کو خواجہ خورشید کے ہاتھ بیچا خواجہ خورشید نے نوشیروان اور قارن شاہ عدنی سے کہا کہ میں نے
آج ایک گھوڑا حبشی مول لیا ہے قارن شاہ عدنی نے کہا ہم دیکھیں خواجہ خورشید نے اشقر دیوزاد کو طلب
کیا قارن تو اس گھوڑے کو دیکھکر عاشق ہو گیا نوشیروان سے کہا ای بادشاہ میں نے کچھ نہیں مانگا یہ گھوڑا خواجہ
خورشید سے مجھکو دلوا دے پھر قارن نے خواجہ خورشید سے کہا جو کچھ تو کہے گا وہ میں تجھکو دونگا یہ گھوڑا مجھکو دیدے
خواجہ خورشید نے کہا کہ میں دیوانے سے بھی اس گھوڑے کا ذکر کر چکا ہوں اگر وہ نہ لے گا تو آپ اس گھوڑے کو
لے لیجیے گا یہ سنکے قارن چپ ہو رہا اب قارن شاہ کی کیا مجال جو کچھ کہہ سکے غرضکہ اشقر دیوزاد کو خواجہ
خورشید نے لا کر امیر حمزہ صاحبقران کو دیا امیر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان آئے دیکھا کہ
دیوانہ اشقر دیوزاد پر سوار اور شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہے دفعتہ میدان میں حمزہ صاحبقران ٹھہرے
اور آواز بالا لم کی دی شاطر نے کہا ای خدا پرستو دیوانہ مبارز طلب کرتا ہے یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا
دوسرا طلب کیا فیل میمونہ سے اتر کر اس فیل پر سوار ہوا پھر قباد شہریار کو مجرا کیا اور کہا آج تک آنچ نہ جانے دیا خیریت سے

دیکھیے قباد شہریار کی دلجمعی تو خواجہ عمرو کے کہنے سے ہو چلی تھی کہا جاؤ سپرد خدا کیا لندھور بن سعدان نے
مجرا کیا اور جام لبالب پی کر فیل کو اپنے نکالا اور ہولتا ہوا برابر دیوانے کے آیا دیوانے نے صدا دی بلا لوم
لندھور نے کہا او بے ادب بادشاہ نے مجکو روکا نہیں تو بارگاہ میں آکر تجکو سزائے معقول دیتا دیوانے نے پھر
بلا لوم کی آواز دی شاطر نے کہا دیوانہ تیرا نام پوچھتا ہے لندھور نے کہا منم لندھور بن سعدان جانشین
حمزہ صاحبقران او دیوانے لا ضرب بہادری کی دیوانے نے بڑھکر چوب دست ماری لندھور نے گرز پر روکی
ایک آواز تڑاقے کی بلند ہوئی ایک شعلہ آگ کا ہودے میں گرا لندھور کا تعجب حال ہوا کہا کہ یہ دیوانہ بلائے بے درمان
آفت جہان ہے پھر لندھور نے گرز مارا دیوانے نے چوبدست پر روکا مگر دیوانہ تیورا گیا غش طاری ہوا گرد و غبار بے انتہا
اڑکر بلند ہوا اشقر دیوزاد اوس گرد میں چھپ گیا لندھور بن سعدان پکارا زدم و بست کردم یہ آواز دیوانے کے
کان میں گئی امیر نے اشقر دیوزاد کو گرد و غبار سے نکالا اور بڑھکر پھر چوب دست لندھور بن سعدان پر ماری لندھور
نے خالی دی وہ چوب فیل کے سر پر پڑی سنگر ہاتھی کا پاش پاش ہو گیا وہ فیل مع لندھور زمین پر گرا پھر اُٹھکر لندھور نے چاہا
کہ اشقر دیوزاد کو لے کر دن دیوانہ بھی مرکب سے کود پڑا لندھور بن سعدان دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تمام دن
اور تمام رات کشتی ہوئی دوسرا دن بھی یونہیں گذرا تیسرے دن امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران نے لندھور کا زور توڑا
اور سینہ میں ہاتھ دے کے ریل لے چلے کئی قدم پر جاکے لندھور کو ہرایا دونوں گھٹنے لندھور کے زمین پر آکے ٹکے امیر نے
بند دست میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور کمر تک لائے تھے کہ زور ٹوٹ گیا لندھور زمین پر گرا صاحبقران نے اپنا زور
کمر میں لندھور کے باندھا اور زور کیا پہلے زور میں کمر تک اٹھا کے لائے دوسرے زور میں سینہ تک لائے تیسرے زور
میں سر سے بلند کر لیا اور داہنے شانے کی طرف سے زمین پر مارا لندھور چاروں شانے چت گرا حمزۂ صاحبقران نے
باندھ کر خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور جہاں سب قید تھے وہیں انکو بھی قید کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر آگئے خواجہ
خورشید نے کہا کہ دوسرا دن ہے کہ علشاہ نے کھانا نہیں کھایا امیر نے خواجہ عمرو کو بھیجا عمرو نے بہت سا سمجھایا مگر کسی نے
کھانا نہ کھایا عمرو نے آکر امیر سے کہا کہ میرا کہنا کچھ اثر نہیں کرتا کوئی کھانا نہیں کھاتا امیر بانوقیر ایک عمامہ گیردار
باندھکر عبا دوش پر رکھکے وہاں آئے جہاں سب قید تھے لندھور بن سعدان نے علشاہ سے کہا دیکھا تم نے میں نے
امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران کو پہچانا یا امیر بانوقیر ہیں سب خوش ہوئے بعد اسکے خواجہ عمرو بھی آئے اور کہا چلو
امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران تمکو بلاتے ہیں سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے امیر کے آکے دیکھا امیر تخت
میں سبھوں نے مجرا کیا اور کہا ہمکو دیوانے نے زیر کیا ہے ہم اپنی جانیں دیدینگے جب تو امیر کشورگیر نے کہا کیا دیوانہ ہوں تم میں
دیوانہ بنا تھا تم نے جو کہا تھا ہیں اب صاحبقران ہوں میں نے بھی آزمائش کی اگر تم صاحبقران ہوتے تو میں کیونکر چلا جاتا
علشاہ رونے لگے اور قدم پر گرے اور کہا کہ جب آپ چاہتے مجکو زیر کر لیتے لندھور بن سعدان نے کہا میں نے کیا کہا تھا جو
آپ نے مجکو پھینکا یا امیر نے کہا تم نے بھی تو کہا تھا کہ تجکو امیر نے زیر نہیں کیا اگر اب بھی تم زیر نہوتے تو یہ احسان مجپر ہے
اور خواجہ خورشید سے کہا صبح کو تم نوشیروان کے پاس جانا اور کہنا کہ ان سب کو بلا کے قتل کرو اور خواجہ عمرو سے کہا کہ تم
قباد شہریار سے جاکر کہدینا کہ تم صبح کو نوشیروان کی بارگاہ میں سب فوج لے کر آنا غرضکہ خواجہ خورشید نے نوشیروان
سے آکر کہا دیوانہ کہتا ہے کہ ان سب کو قتل کرو یہاں یہ ذکر تھا کہ امیر بھی سجکے ارابے لیکر مع مرکب بارگاہ میں نوشیروان
کی آئے اور راب گویا ہوئے کہ اے بادشاہ جو لات و منات کو سجدہ کرے اسکو اپنے پاس بٹھاؤ اور یہ جو نہ قبول کرے اسکو
قتل کر تجنک تو کلمہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا ایک سردار یہاں کا اور دوسرا سردار امیر کے ادھر ادھر مشغلین بیچ میں

ہمارا سردار ہو قارن شاہ عدلی نے کہا تو بڑا بدذات ہو امیر حمزہ صاحبقران نے بھی کہا یہ بانی فساد ہو
غرض نوشیروان نے بختک سے کہا تو جا کر سب کو سمجھا بختک نے آ کر کہا بادشاہ نوشیروان کہتا ہو اگر لات ومنات کو سجدہ کرو
تم سب کی جان بچی ہو ورنہ سب کو قتل کرونگا سب سرداران حمزہ صاحبقران نے کہا کہ ہم لات ومنات پر
لاکھ لاکھ لعنت کرتے ہین بختک نے آ کر بادشاہ نوشیروان سے کہا وہ سب انکار کرتے ہین اونہیں مانتے ہین امیر
صاحبقران نے کہا پھر کہو پھر کہو غرض تیسری مرتبہ مین سب راضی ہوے کہ لات ومنات سچے ہین اُن کفار نے
بت لا کر رکھے اور کہا کہ سجدہ کرو سب نے اُنگلیون کی محراب بنا کر سجدہ کیا جب بادشاہ نوشیروان نے سب کو اپنے
پاس بٹھایا اتنے مین غل ہوا کہ قباد شہریار فوج لے کر آ پہونچا ادھر امیر کشورگیر اور سب سردارون نے نعرے کیے
نوشیروان تو ڈر کے مارے اُچک کے تخت پر سوار ہوا اور بھاگا قارن شاہ عدلی بھی سوار ہوا پھر تلوار
چلنے لگی کفار کے تن و سر کٹ کٹ کے گرنے لگے یکایک سامنا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے قارن شاہ عدلی
کا ہوا قارن نے تلوار ماری امیر با توقیر نے سپر پر روک کے جو ایک ہاتھ جنیو کا مارا قارن شاہ عدلی دو ٹکڑے
ہو کے زمین پر گرا اب فوج قارن کی لڑنے لگی کہ شمار مین سات لاکھ آدمی تھے اودھر حمزہ صاحبقران علمشاہ و
لندھور بن سعدان و مالک نے ایسی شمشیرزنی کی کہ کفار کے چھکے چھڑوا دیے ادھر قباد شہریار نے ایسی تلوارین ماری
کہ لشکر کفار مین تہلکہ ڈال دیا نوشیروان تو ساسانیون کو لے کر بھاگا عدنیون کو اپنی جان کی ایسی پڑی کہ الامان
الامان کا ہر طرف شور بلند ہوا امیر کشورگیر نے سب کو پناہ دی اور سب کلمہ پڑھکے مسلمان ہوے مسجدون کی بنا ہوئی
اور بتخانے منہدم کر دیے شیوالے مٹھ کھدوا ڈالے حمزہ صاحبقران بارگاہ قارن شاہ عدلی مین آئے اور قباد
شہریار کو تخت پر بٹھایا اور آپ تخت نادعنبر پر متمکن ہوے اور کرسی ہر ہر پر خواجہ عمرو اور سب سردار اپنے اپنے ٹھکانون
پر بیٹھے خواجہ خورشید کا بڑا مرتبہ امیر نے کیا اور سات گنج قارن شاہ کے امیر نے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے اور خواجہ
خورشید بازرگان کو جتنا کہا تھا اُس سے المضاعف دیا اور کہا ایک شہر کی حکومت دونگا امیر نے پوچھا قارن شاہ
کا کوئی عزیز بھی ہو لوگون نے کہا اُسکا بیٹا موجود ہو فرامرز بن قارن شاہ عدلی نام ہو امیر نے کہا اُسکو لاؤ لوگ جو
گئے اُسکی ماں نے کہا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران آگ مین وہ سمجھی تھی کہ شاید امیر مجھکو پسند کرینگے اسواسطے امیر
با توقیر کو بلایا لوگون نے آ کر امیر سے کہا امیر با توقیر نے فرمایا اُسے یہین لے آؤ اور کہنا میں آؤنگا یہ سنکے اُسنے بیٹے کو
بھیجدیا جب فرامرز بن قارن شاہ عدلی امیر کے سامنے آیا صورت اُسکی دیکھکے امیر با توقیر کا دل بھر آیا خواجہ
عمرو سے کہا ای خواجہ عمرو نہین معلوم اُسکے ہاتھ سے مجھکو کیا صدمہ پہونچیگا کہ اسکو دیکھکر میرا دل بھر آیا خواجہ عمرو نے کہا آپ اسکو بھی
قتل کیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہو ابھی بے خطا ہو کوئی قصور اس سے نہین ہوا غرضکہ امیر
با توقیر نے اُسکو خلعت دیا اور بہ کراہت اُسکا ملک اُسکو دے دیا اور اُسکو بھی مسلمان کیا اتالیق اُسکے واسطے اپنی
طرف سے معین کیے کہ اسکو مذہب اسلام کے قواعد تعلیم کرین اب خواجہ عمرو سے صاحبقران نے کہا کہ خبر نوشیروان
کی لاؤ تو کوچ کرین خواجہ عمرو نے کہا در گذر کیجیے جانے دیجیے نوشیروان تو مدائن کو گیا ہوگا اب اسکا پیچھا نہ کیجیے
حمزہ صاحبقران نے کہا جبتک وہ دین اسلام نہ قبول کریگا اُس وقت تک بغیر مارے نہ چھوڑونگا پھر حمزہ صاحبقران نے
خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ عمرو پہلوان عادی کا پتا نہ ملا خواجہ عمرو نے کہا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران یہ نہین
معلوم کیا ہوا پہلوان عادی کدھر گیا یہ کہکے عمرو دبالا دوی کو نکلا اور امیر کشورگیر دربار مین جلوہ افروز رہے

داستان پہلوان عادی کا پہونچنا اندلس مین اور عادیہ بانو کو زیر کرکے عقد کرنا اور کرب کا حملہ ہونا

مشاطہ گان الفاظ و معانی و حجلہ نشینان نکتہ دانی اس داستان عشرت بیان کو یون جلوہ آرا کرتے ہین کہ جب
پہلوان عادی ہمراہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے غسل صحت کا آب شفاف و صاف مین کرنے کو آئے اور
کپڑے اتار کے اُس آب روان مین اترے امیر و عادی دونون بسبب امواج بحر طوفانی کے بہ گئے بہتے بہتے ملکان
مین نکلے جسکا بیان ہوچکا ہے اور پہلوان عادی بہتے بہتے غوطے لگاتے آب روان کو طے کرکے کئی روز کے بعد ایک
کنارے پر جا لگے اب جو باہر نکلے دیکھا سامنے کچھ آبادی ہے معلوم ہوا کہ یہان کوئی شہر بستا ہے خستگی منزل آب روان سے
اور بھوک کے باعث سے نہایت مضمحل ہوگئے تھے پس آہستہ آہستہ وہان سے بازار مین آئے دیکھا چار طرف برابر دکانین
ہر قسم کی آراستہ ہین بھوکے تو کئی روز کے تھے بیتاب ہوکے ایک حلوائی کی دکان پر کھڑے ہوکر مٹھائی وغیرہ بغیر پیسے
کھانا شروع کی وہ انکو ننگا دھڑنگا دیکھکے ڈر کے مارے الگ ہٹ گیا اور وہین سے غل مچایا کیا یہ سب کچھ کھایا کیے کسی
طرف کو آنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھا یونہین کھڑے کھڑے ساری دکان حلوائی کی کھا گئے آگے بڑھکے دیکھا بنیے کی
دکان جمی جمائی اناج سے ہے وہین دکان پر کھڑے ہوکے اناج پھانکنا شروع کیا وہ بنیا بھی دکان چھوڑ کے بھاگا بازار مین
ایک شور و غل ہوا کہ یہ دیو ننگا منگا کہان سے آیا ہے غرض کہ بیچ چوک مین آئے وہان بھی اُسی طرح سے جو چیز پائی کھا گئے
لوگ دوڑے اور جا کر کوتوال سے فریاد کی وہان سے کوتوال چبوترے کے سپاہی آئے اور چاہا کہ پکڑ لین پہلوان عادی
نے ایک تھونی کسی دکان کی اکھاڑ لی وہ دکان گر پڑی جو لوگ اُس دکان کے نیچے بیٹھے تھے دب گئے اور عادی
نے تھونی پکڑ کے مارنا شروع کیا بائیس آدمی مار ڈالے ہرکارون نے بادشاہ کو پرچہ اخبار کا گذرانا بادشاہ نے حکم کیا
اسے ہمارے پاس لے آؤ چند سپاہی بادشاہ کے آئے اور کہا کہ تمکو ہمارا بادشاہ بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم یہان آؤ اور
رعایا پر ظلم و جور نہ کرو ہم تمکو بہت خوش کرینگے اور اپنی فوج کا سپہ سالار کرینگے غرض لوگ سمجھا بجھا کے پہلوان عادی
کو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے پہلوان عادی نے کہا میرا نام و دودھ شریک حمزۂ صاحبقران
ہے مین بادشاہ قلعۂ تنگ و حل کا ہون اور اس شہر کا کیا نام ہے اور آپ کا اسم مبارک کیا ہے بادشاہ نے کہا اس شہر کو
اندلس کہتے ہین اور نام میرا معروف شاہ ہے اگر ایک شرط میری پوری کردو تو مین مسلمان ہون پہلوان عادی نے
کہا وہ شرط کیا ہے معروف شاہ نے کہا کہ ایک نقابدار یہان ہے اگر تم اُسکو زیر کردو تو ہم سب مسلمان ہوجائین یہ سنتے ہی
پہلوان عادی نے کہا بہتر ہے الغرض بادشاہ نے پہلوان عادی کو پوشاک فاخرہ پہنائی اور ہتھیار اور گھوڑا دیا صبح کو
عادیہ بانو بیٹی معروف شاہ کی نقابدار یاقوت پوش بنکے آئی اور پہلوان عادی کا مقابلہ کیا پہلوان عادی
نے کہا او نقابدار یاقوت پوش جو کچھ ضرب بہادری رکھتا ہو لا نقابدار یاقوت پوش نے نیزہ مارا پہلوان
عادی نے نیزہ روکا چند طعنون کے بعد نقابدار یاقوت پوش کا نیزہ پہلوان عادی نے ہوائی کیا نقابدار
یاقوت پوش نے تلوار ماری پہلوان عادی نے سپر اپنا چرایا گھوڑے کی گردن پر تلوار پڑی سر مرکب کا کٹ گیا
پہلوان عادی زمین پر گرا چاہا کہ نقابدار یاقوت پوش کے گھوڑے کو زد کرے کہ نقابدار یاقوت پوش کودکے زمین پر
آیا اور پہلوان عادی سے دست بہ گریبان ہوا پہلوان عادی بھی ہاتھ گردن مین ڈال کے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تین پہر
بعد پہلوان عادی نے لنگر نقابدار کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈال کے نقابدار کو اٹھا لیا لوگون نے کہا بس بس اب رکھدو
پہلوان عادی نے نقابدار کو چھوڑ دیا نقابدار یاقوت پوش گھوڑے پر سوار ہوکے چلا گیا پہلوان عادی معروف شاہ
کے پاس آیا اور کہا اب مسلمان ہو معروف شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور سب کو دین اسلام مین لایا بتخانے
کھدوائے اور مسجدین نئی بنا ڈالین دربارگاہ مین آکر بیٹھا پہلوان عادی کو دنگل پر بٹھایا اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کیواسطے

بارگاہ زرین استادہ ہو بموجب حکم معروف شاہ اسی وقت بارگاہ برپا ہوئی اور کل سامان مہیا ہوگیا
پہلوان عادی اپنی بارگاہ میں آیا اور بادشاہ محل میں داخل ہوا بیٹی سے جاکر پہلوان عادی کی بڑی تعریف کی اور کہا
یہ بڑا مرد مردانہ جوان رعنا اور رودار و نمودار اور خاندان عالی سے ہے اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا
دودھ شریک بھائی ہے عادیہ بانو دل میں رضامند ہو کر چپ ہو رہی معروف شاہ سمجھ گیا کہ عادیہ بانو راضی
ہے بقول شخصے الخموشی نیم رضا بادشاہ باہر محل کے آیا اور پہلوان عادی کو بلوایا کہ میری بیٹی ملکہ عادیہ بانو ہے
اسکو تو قبول کر پہلوان عادی دل میں بہت خوش ہوا اور راضی ہو کر کہا کہ آپ کو اختیار ہے غرض کہ اسی روز بادشاہ
نے بڑے دھوم سے مانجھے کا سامان کیا اور پہلوان عادی کو مانجھا بٹھایا یکایک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی
پوچھتا دریافت کرتا آیا اور شہر اندلس میں داخل ہوا اور ایک سوداگر کی شکل بنکے بازار کی سیر کرتا ہوا چلا ایک چوبدار
معروف شاہ کا تھا کہ اسکا نام مصری تھا اسکو خواجہ عمرو نے پانچ روپے دیے اور اسکے ساتھ بارگاہ معروف شاہ
میں پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے سوداگر جانکر کرسی بیٹھنے کو دی اور حال پوچھا سوداگر نے کہا اے بادشاہ
ایک غلام میرا ایک صندوقچہ چرا کر بھاگ کے تیرے شہر میں آیا ہے معروف شاہ نے کچھ لوگ اپنے خواجہ عمرو کے
ہمراہ کر دیے کہ جاکر تلاش کر کے اسکا غلام اسکے حوالے کرو عمرو بصورت سوداگر ملازمان شاہی کے ساتھ آیا بارگاہ
پہلوان عادی میں دیکھا کہ ہام و سام دونوں بیٹے معروف شاہ کے اور سالے پہلوان عادی کے بیٹھے ہیں اور تمام وزرا
بھی معروف شاہ کے حاضر ہیں دربار پہلوان عادی کا جمع ہے اور معروف شاہ محل میں شادی کی تیاری کر رہا ہے
خواجہ عمرو نے پہلوان عادی کو دیکھکر کہا او غلام اب تو کاہے کو مجھ سے آنکھ ملائے گا تو میرا صندوقچہ چرا کر بھاگ کر
اور یہاں آیا اب بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ اپنی شادی کرتا ہے یہ تو نے کیا کیا خیر مجھے اس سے کیا تو میرا صندوقچہ جواہر کا
مجکو دیدے اور تو جان اور تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے پہلوان عادی نے گھبرا کر پہلے تو ادھر ادھر دیکھا پھر کہا او مسخرے
ہے شرط کہ ابھی تجکو تو گردن سے اڑوا دون یہ سنتے ہی سارا دربار خواجہ عمرو کے مارنے پر آمادہ ہوا قریب تھا کہ لوگ خواجہ
عمرو کو ماریں یہ دیکھکر خواجہ عمرو گھبرا گئے دل میں کہا مفت میں اب پٹ گئے فوراً پہلوان عادی کے قریب آئے
پہلوان عادی کو خواجہ عمرو نے اپنی بائیں آنکھ کا تل دکھایا پہلوان عادی نے پہچانا کہ خواجہ عمرو ہیں اٹھکر بھائی
بھائی کہکر گلے لگے اور ہنسکر کہا او دزد باریک گردن یہ کیا دل لگی تھی کہ تو نے مجکو ذلیل کیا اور وہاں لوگوں نے جاکر بادشاہ کو
خبر دی کہ وہ جو سوداگر آیا ہے پہلوان عادی کو اپنا غلام بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا صندوقچہ جواہر کا لیکر بھاگ آیا ہے معروف شاہ
کو سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا خوب ہوا کہ میں نے اب بھی سن لیا کہ پہلوان عادی غلام سوداگر کا ہے ابھی خیر ہے کہ شادی میری بیٹی
ملکہ عادیہ بانو کی اسکے ساتھ ہونے نہ پائی تھی اب معلوم ہوا کہ غلام [illegible] اور پہلوان عادی نے سب سے کہا کہ یہ عمرو ہے
مجھ سے بموجب دل لگی کے یہ کلمہ کہا تھا مگر کسی کو یقین نہ آتا تھا جب خواجہ عمرو نے عادی سے پانچ ہزار روپے لیے
اسوقت عمرو نے اپنی اصلی صورت دکھائی اور سارا ماجرا بیان کیا جب معروف شاہ نے اچھی طرح سے دریافت اور
تحقیقات کر لی تو ملکہ عادیہ بانو کی شادی پہلوان عادی کے ساتھ کی جس دن پہلوان عادی ملکہ عادیہ بانو کو
بیاہ کر لایا اور شب زفاف ہوئی گوہر آرزو صدف بے بہا کو ملا یعنی اسی روز ملکہ عادیہ بانو کو کرب غازی کا حمل رہا
اب عمرو حیران ہے اور تعجب میں ہے کہ پہلوان عادی نے ملکہ عادیہ بانو کو مجھ سے چھپایا خواجہ عمرو کے دل میں ہے کہ
کسی طرح اسکی صحبت میں پہونچا چاہیے ایک روز رات کو محل میں آیا پہلے تو ناچنے والیوں کی پیشواز مقراض نکال کے
کاٹ لی اور دو ایک کی چوٹیاں مقراض سے کاٹ لیں ملکہ عادیہ بانو کی جو نگاہ پڑی خوب ہنسی بلکہ تمام صحبت ہنسنے لگی

پہلوان عادی بھی مسکرا دیا اُسوقت عمرو ایک درخت پر سے کود ا عورتین ادہر ادہر کو بھاگین اور سامنے ملکہ کے آکر
گرین کہا یہ بنی انس کہان سے آیا ہو پہلوان عادی سمجھ گیا کہ یہ عمرو ہو ملکہ عادیہ بانو سے کہا کہ یہ وہی عمرو ہو جو بصورت
سوداگر آیا تھا اور مجکو کہتا تھا کہ غلام ہو اور صندوقچہ جواہر کا میرا چرا لایا ہو ملکہ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو بلوایا عمرو آکر
صحبت عیش و نشاط مین بیٹھا اور سمن رخ وزیرزادی ملکہ عادیہ بانو کی تھی اُسپر عمرو عاشق ہوا مگر پہلے ملکہ عادیہ بانو کی
تعریف کے عوض مین مذمت کی ملکہ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو کچھ دیا اور کہا خواجہ عمرو آج کچھ گاؤ اور مجکو اپنا گانا
سناؤ خواجہ عمرو نے گانا شروع کیا اور سمن رخ کو ذلیل اُس محفل مین کرتا جاتا ہو اور گاتا جاتا ہو ہر بار کہتا ہو سمن رخ
میری بلائین لیتی ہو اور کہتی ہو کہ مجکو بھی گانا سکھا دے سمن رخ نے شرمندہ ہو کر ملکہ عادیہ بانو سے کہا اے ملکہ میرا
ستیاناس جائے اور تمھارے ہی سر کی قسم جو مین نے کچھ بھی کہا ہو پہلوان عادی نے کہا انکا یہی حال ہو جب کسی پر
یہ عاشق ہوتے ہین پہلے اُسکو ذلیل کرتے ہین اور اُسکی مذمت بیان کرتے ہین انکی یہی حرکتین ہین اب انکو خفی
کرو کہ یہ بھی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بڑے رفیق قدیم ہین اگر ایسا ہو تو پھر ہم تم ایک جگہ رہین چین کرین
ملکہ عادیہ بانو نے سمن رخ کو بہت سی قسمین دے کر راضی کیا اور خواجہ عمرو کا نکاح سمن رخ کے ساتھ کر دیا اسی شب
کو سمن رخ بھی حاملہ ہوئی اور اسا اندلس تیز رفتار کا حمل رہا خواجہ عمرو نے اور پہلوان عادی نے چند روز خوب جشن
کیا اور عیش و عشرت مین بسر کی پھر پہلوان عادی سے کہا اب لشکر مین چلو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا حال
نہین معلوم کہ اُن پر کیا گذری پہلوان عادی نے معروف شاہ سے کہا کہ اب مجکو اجازت خدمت امیر حمزہ صاحبقران
مین جانے کی دیجیے مجکو حال حمزہ صاحبقران کا نہین معلوم کہ کہان ہین اور کیسے ہین معروف شاہ نے کہا جو
خوشی تمھاری اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لیتے جاؤ پہلوان عادی نے کہا وہان پہونچ کر انشاء اللہ بلا لونگا اس عرصہ مین
خواجہ عمرو تو چلے گئے کہ پہلوان عادی تھوڑے عرصہ مین ہمراہ فوج معروف شاہ کے کوچ بکوچ آیگا مین دو روز مین
پہونچونگا غرض کہ خواجہ عمرو ملک عدن مین جسوقت پہونچے معلوم ہوا کہ شہنشاہ نوشیروان کوہ ششدر کیطرف
ہو وہان دو بھائی ہین کہ نام انکا جمشید ششدری اور خورشید ششدری ہو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بھی
نوشیروان کے تعاقب مین اُسی کوہ ششدر پر کوچ کر گئے ہین خواجہ عمرو سنتے ہی اُسیوقت کوہ ششدر
کی طرف روانہ ہوگئے راہ مین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے ملاقات ہوئی کہ وہان سے پانچ منزل کوہ ششدر
سے فاصلہ تھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سارا حال پہلوان عادی کا بیان کیا حمزہ صاحبقران سنکے
بہت خوش ہوے وہان جمشید ششدری نے نوشیروان سے کہا اے بادشاہ کیا آپ کا حال ہو کہ ایک حمزہ سے
آپ بھاگتے پھرتے ہین اپنے سارے ملک چھنوا دیے یہ کیا غضب کیا اب آپ یہان رہیے کیا مجال جو حمزہ یہان آکر
دست درازی کرے دیکھیے تو مین اُسکا کیا حال کرتا ہون بختک نے کہا اے جمشید اُسکی بڑی کہانی ہو مین تجھ سے کسی وقت
کہونگا جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کوہ ششدر کے قریب پہونچے خبر نوشیروان کو ہوئی کہ امیر مع لشکر یہان
سے پانچ منزل پر ہین اُسوقت نوشیروان شراب پی رہا تھا ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا اس طرح ہاتھ کانپے کہ جام
شراب ہاتھ سے گر گیا جمشید نے کہا اے بادشاہ تو بڑا حمزہ سے خائف ہو رہا ہو کہ نام حمزہ سنتے ہی جسم مین تھرتھری پڑی
بختک نے کہا کہ ہم ایسے بدبخت و کم نصیب ہین کہ جس شہر مین جاتے ہین وہ تباہ و برباد اور تاراج ہو جاتا ہو تم بھی
یا تو قتل ہوگے یا مسلمان ہو جاؤگے فقط حمزہ کے آنے کی دیر ہو جمشید و خورشید ہنسنے لگے اودھر امیر چلے آتے تھے
اور لوگ پہلوان عادی کے ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے تھے کہ راہ مین ایک تالاب ملا اُسپر بارگاہ سلیمانی برپا کر دی کہ وہ

مقام نہایت پُر فضا اور دلچسپ تھا امیر نے اُس مقام کو بہت پسند کیا تھا بلکہ کہا تھا کہ ہم یہین رہینگے اس سبب سے کہ وہ بھی اُدھر سے کئی کوس پر چڑھ آئے گا اور ہم بھی بڑھکر میدا نداری کرینگے لیکن بارگاہ یہین رہیگی اب امیر تو عیش و عشرت مین مشغول ہین کہ ایک خط کعبہ سے آیا کہ ازہر زنگی نے بارہ سو ہاتھیون سے قلعہ کو گھیرا ہو کہتا ہی کہ کعبہ کو ہاتھیون سے گردا دونگا ای امیر جس طرح سے ہو جلد آؤ اور ہماری کمک کرو امیر حمزہ صاحبقران نے قباد و شہریار سے کہا آپ تو یہین رہین اگر وہ مقابلے کو آئے تو علمشاہ و لندھور و مالک سمجھ لینگے اب آپ آگے جانے کا قصد نہ کیجیے گا جب تک کہ مین نہ آؤن کوئی امر نو ایجاد لشکر مین ہماری طرف سے نہو مین فقط خواجہ عمرو کو ساتھ اپنے لیے جاتا ہون قباد و شہریار نے کہا کہ مناسب تو یہ ہی کہ قدرے فوج اپنے ساتھ لے لیجیے صاحبقران نے انکار کیا قباد و شہریار بہت مصر ہوے شہریار کے کہنے سے کچھ لوگ مقبل کے اور کچھ لوگ بہرام کے ہمراہ لے کر کعبہ کی طرف روانہ ہوے ہرکارون نے خبر نوشیروان کو پہونچائی کہ امیر با توقیر اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع چند بہادرون کے کعبہ کو گئے نامہ آیا تھا کہ ازہر زنگی کعبہ پر چڑھ آیا ہی بختک بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہی وقت ہی ان سب کا خاتمہ کرو جمشید شہشد رنے کہا جبتک حمزہ صاحبقران نہ آئینگے مین جنگ نہ کرونگا مگر تو حمزہ سے لڑنے کی خوشی ہی بختک نے کہا ای جمشید شکر کرو کہ عمرو و امیر دونون لشکر اسلام مین نہین ہین اگر تم لڑوگے تو بیشک ظفریاب ہوگے جمشید و خورشید نے بختک کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ٹال دیا ایک روز نوشیروان کے دورہ تھا اور خلاف معمول محل مین گیا اور ملکہ مہر نگار جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے پاس آئی تھی اور امید ملکہ مہر نگار بالکل قطع ہوگئی تھی نوشیروان نے ملکہ زر انگیز خاتون سے کہا تھا کہ اگر اب تیرے یہان کوئی بیٹی شاید پیدا ہو تو خبردار اسکو مار ڈالنا زندہ نہ رکھنا جب ملکہ زر انگیز خاتون کو حمل رہا اور ملکہ مہر گوہر تاجدار پیدا ہوئی تو ملکہ زر انگیز خاتون نے فیروزہ تاجدار کو پوشیدہ کر ڈالا اور نوشیروان سے کہدیا کہ بیٹی پیدا ہوئی تھی اُسکو تیرے حکم کے بموجب قتل کر ڈالا وہ مری جھگڑا چکا قصہ پاک ہوا مین نے تیری خوشی کی تو ناخوش نہ ہونا

دوسری داستان عاشق ہونا نوشیروان کا اپنی بیٹی ملکہ مہر گوہر تاجدار پر اور کچھ حال علمشاہ کا

مخبران اخبار عشق انگیز اس داستان محبت آمیز کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب بادشاہ نوشیروان بسبب درد کے بہت بیچین ہوا غیر معمول وقت محل مین آیا وہی ملکہ مہر گوہر تاجدار کہ جسکو ملکہ زر انگیز خاتون نے چھپایا تھا محل مین سامنے ٹہل رہی تھی نوشیروان کو جو آتے دیکھا بھاگی پازیب پاؤن سے نکل کر رہ گئی نوشیروان نے جو پازیب کو دیکھا ملکہ زر انگیز خاتون سے پوچھا کہ یہ پازیب کسکی ہی ملکہ نے کہا میرے پاس اکثر شہزادیان وزیرزادیان آیا کرتی ہین کسی کے پاؤن سے نکل کر رہ گئی ہوگی نوشیروان نے پازیب اُٹھائی اور ہاتھ مین لے کر باہر آیا اور بختک کو پازیب دکھا کر حال بیان کیا اور کہا کسیطرح ممکن ہو تو اُسکو دیکھون جسکی یہ پازیب ہی بختک نے کہا حضور کچھ مشکل نہین ہی پھر ایک روز غیر معمول محل مین جائیے اور اُس پری کی تاک رکھیے بلکہ تاک انگور مین چھپ کر کھڑے ہو رہیے اور اسطرح دیکھ لیجیے نوشیروان ایک روز بائل دے کے غیر معمول پھر محل مین آیا اور تاک انگور مین چھپ کر بیٹھ رہا اُس ماہ لقا کی تاک جھانک مین تھا کہ اپنے معمول سے ملکہ مہر گوہر تاجدار اپنی مان ملکہ زر انگیز خاتون کے پاس آئی تھی نوشیروان نے یکا یک دیکھا کہ بارہ دری کا پردہ اُٹھا اور مشعلین اور فانوسین جلتی ہوئی ساتھ روشنی زمین سے فلک تک گویا محل مین آگ لگی تھی اور بہت سی خواصین دُر در گوش مرصع پوش اُس ماہرو کے گرد بیچ مین آپ مثل آفتاب درخشان کے چلی آتی ہی جب تو فقط پازیب دیکھکر عاشق ہوگیا تھا اب جو قریب سے اس ابرو کمان رشک ماہ تابان کو دیکھا تیر عشق کلیجے کے پار ہوگیا اور بے اختیار ہو کر دوڑا

ملکہ مہر گہر تاجدار نے چاہا کر بھاگ جاؤن نوشیروان تو برابر ہو بچ گیا تھا ہاے جان جہان کہکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا
یہ تو شرم کے مارے واسطے مجرے کے جھکی اور عرض کیا کہ ای پدر نامدار مین تیری دختر ہون ملکہ زرانگیز خاتون
نے جو یہ حال دیکھا کہا ہان ہان ای بادشاہ کیا غضب کرتا ہی یہ تیری دختر ماہ پیکر ملکہ مہر گہر تاجدار ہی مین نے
بسبب اسکی محبت کے تجھ پوشیدہ کر کے اس دختر ماہ لقا کو تجھ سے پوشیدہ پالا ہی اور تیرے خوف سے تجھ سے
اسوقت تک نہین ظاہر کیا ہی نوشیروان نے ملکہ زرانگیز خاتون کو جھڑک کر کہا کیا بکتی ہی تجکو تو سوت کی
جھل ہوگی اور میری اسیر جان جاتی ہی یہ کہکے نوشیروان نے ملکہ مہر گہر تاجدار سے لپٹنے کا ارادہ کیا ملکہ
مہر گہر تاجدار نے چیخ مار کر کہا ای امان جان بچائیے جب تو ملکہ زرانگیز خاتون نے خنجر نکالا اور پکاری کہ
تجکو اور اپنے تئین ابھی ہلاک کرونگی اور خواصون کو حکم کیا کہ تم کیا کھڑی ہوئی دیکھتی ہو اس بوبک کو مار دو اسکو
تو بس لگا ہی خواصین مارنے کو دوڑین یہ جو معرکہ نوشیروان نے دیکھا بد حواس ہو گیا مادہ زن تو ہمیشہ سے ہو ڈر کے مارے
ملکہ مہر گہر تاجدار کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بھاگ کر باہر محل کے نکل آیا بختک پہچان گیا کہ یہ اس نازنین پر محو عاشق
ہوا ہی بختک نے پوچھا ای بادشاہ کیا ہوا نوشیروان نے کہا ای بختک کچھ نہ پوچھ اب مین زندہ نہ بچونگا مین محل مین ایک
عورت نازنین مہ جبین پر عاشق و فریفتہ ہوا ہون ملکہ زرانگیز خاتون کہتی ہی کہ یہ تیری بیٹی ہی اسکی کوئی تدبیر کر اسنے
کہا جو مین کہون وہ کیجیے آپ کو کوئی کیا کہہ سکتا ہی کس کی کیا مجال اور کیا طاقت آپ خاطر جمع رکھیے اس بات پر مین
سب کی مہرین کروائے دیتا ہون نوشیروان سنکے خوش ہوا جب صبح کو نوشیروان دربار مین آیا اور بختک بھی آکے
اپنے مقام پر بیٹھا اہل دربار سے کہا کیون صاحبو جو کوئی بیج بوئے اور وہ درخت بار لائے پہلے صاحب باغ نہ کھائے یا اور کسی
کو دے سب لوگ بالاتفاق بول اٹھے کہ پہلے صاحب باغ نہ کھائے بعد اسکے اورون کو تقسیم کرے بختک نے کہا تو تم لوگ اس
محضر پر مہر ثبت کرو سب نے بے تامل مہرین کردین بزرجمہر سے بھی حکم کیا کہ تم بھی اس کاغذ پر مہر کرو بزرجمہر نے کہا کہ مین ایک
عبارت لکھ کے مہر کرونگا بختک نے کہا وہ عبارت کیا ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا اول یہ کہ وہ خو نہین نہ اگر خون دے حرام ہی بختک نے
کہا یہ تم سے کس نے پوچھا تھا جو یہ تقریر لگائی ایک تم اکیلے اگر مہر نہ کروگے تو نہ کرو تمھارے نہ مہر کرنے سے کوئی حرج نہین
واقع ہوگا نوشیروان نے کہا استاد کی مہر نہ ہوئی بختک نے کہا قاضی جی نے تو مہر کردی انکی مہر کی کیا احتیاج ہی
غرض اسنے تیاری نکاح کی کرنا شروع کی اور جوڑا شہانا پہنا اب ملکہ زرانگیز خاتون کا عجب حال ہی بیٹی سے یہ سب
حال بیان کر کے کہا کہ پہلے تجھے مارونگی بعد کو مین مرجاؤنگی پھر ملکہ زرانگیز خاتون نے خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہا کہ تم
بادشاہ کو سمجھاؤ خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سواے بختک کے کہا کسی کا نہین مانتا لیکن ایک تدبیر ہی امیر بالتوقیر
حمزہ صاحبقران تو لشکر مین نہین ہین مگر تمھارا نواسا قباد بادشاہ لشکر مین ہی اس سے کہلا بھیجو ملکہ زرانگیز خاتون
نے ایک نامہ قباد شہریار کو لکھا اور سارا احوال تحریر کر دیا اور ایک شخص کے ہاتھ خدمت قباد شہریار مین
بھیجا یہان قباد شہریار بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہین اور علمشاہ و لندھور بن سعدان و مالک اور
سعد یہ سب بھی موجود ہین کہ نامہ ملکہ زرانگیز خاتون کا آیا قباد شہریار نے پڑھا لکھا تھا ای قباد شہریار
ای فرزند جگر بند ملکہ مہر نگار و حمزہ کی نامدار اپنی خالہ ملکہ مہر گہر تاجدار کی آبرو اپنے نانا نوشیروان سے بچاؤ کہ
وہ کسی طرح نہین مانتا اور ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ عقد کرتا ہی قباد شہریار پڑھتے ہی اس نامہ کے سناٹے مین
آیا علمشاہ نے جو یہ حال قباد شہریار کا دیکھا ہاتھ بڑھا کے وہ نامہ پکڑ لیا اور کہا مین بھی دیکھون اس نامہ مین کیا لکھا ہی
حضور آپ کو کیا ایسی تشویش ہی قباد شہریار نے ہاتھ سے وہ کاغذ چھوڑ دیا اور علمشاہ نے اس کاغذ کو لیکر پڑھا اور کہا

ہو گئے کہا اگر حکم ہو تو اُسکو جا کر سزا دون قباد شہریار علمشاہ سے بہت خوش ہوے علمشاہ باہر نکلے اور گھوڑے
پر سوار ہو کر لوگون کو منع کیا کہ کوئی میرے ہمراہ نہ آئے غرض سیارہ تک کو ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا لشکر نوشیروان
مین آئے بعد اُنکے سعد بھی چلے علمشاہ جو دروازہ بارگاہ نوشیروان پر پہونچے گھوڑے کو کوڑا جو کیا الف ہو گیا
علمشاہ نے ایڑ جو کی تو اندر بارگاہ کے گھوڑا داخل ہوا چوبدار دوڑے اُنھون نے کسی کی بھی نہ سُنی اور بارگاہ کے
اندر پہونچ کے گھوڑے سے اُترے دیکھا نوشیروان زرد کپڑے انجھ کے پہنے بیٹھا ہی علمشاہ رومی تخت پر برابر
نوشیروان کے بیٹھ گئے اور داڑھی پکڑ کے سر بارگاہ اُٹھا بیٹھی کرائی جمشید و خورشید ششدر و حیران ہو کے
رہ گئے لوگون نے تلوارین کھینچین اور چاہا کہ علمشاہ کو مارین علمشاہ نے کہا ان سب کو منع کر ورنہ تجھکو تو مار ہی
ڈالونگا نوشیروان و بختک نے سب کو منع کیا ادھر سعد بھی مع گھوڑے بارگاہ نوشیروان مین آ پہونچے
علمشاہ سے سعد نے کہا عمو جان مین بھی آ پہونچا جو کچھ حکم کیجیے بجا لاؤن پھر علمشاہ نے کہا کہ خبردار سعد سے بھی
کوئی نہ بولے بختک نے کہا حضور کیا مجال کسی کی جو کوئی بولے غرض تین مرتبہ نوشیروان کو اُٹھایا بٹھایا اور کہا
او آتش پرست اس داڑھی پر یہ حرکت او نالائق خبردار اس ارادے سے باز آ نہین تو ابھی تجکو قتل کرون گا خواجہ بزرجمہر
نے کہا ای رستم زمان بس بس ای بہادر دوران ای علمشاہ رومی اب بادشاہ اپنی سزا کو پہونچا علمشاہ نے کہا کیا کہون
آپ نے بھی اس گیدی کو نہ سمجھایا کہ ای نا معقول یہ تو کیا حرکت بیجا کرتا ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے کہنے کو عمل مین
نہ لایا غرض بزرجمہر کے کہنے سے علمشاہ نے نوشیروان کو چھوڑ دیا اور ایوان مین آئے سعد نے کہا اب آپ سوار
ہون تشریف لے چلیے دونون بہادر سوار ہو کے چلے لیکن آپسمین یہ سب لوگ کھسر پسر کر رہے تھے علمشاہ نے جو دیکھا
پکارے ابھی مین موجود ہون تم لوگ یہ نہ کہنا کہ چلے گئے جسکا جی چاہے مجھ سے سمجھ لے نوشیروان نے منع کیا سب چپ رہے
بختک نے کہا آپ تشریف لیجائین علمشاہ جب باہر نکل کے آئے بختک نے ایک ایک سے کہا واہ رے نامردو کسی سے
کچھ نہ ہو سکا سب کھڑے دیکھا کیے ارے اب بھی نہ جانے دو علمشاہ اور سعد جب قریب بازار کے پہونچے نائی نے
آئینہ دکھایا اور کہا ای شہریار حمام تیار ہی علمشاہ نے سعد سے کہا اُو حمام کر لو تو پھر چلین لوگ جو جمشید و خورشید کے
پیچھے پیچھے چلے آتے تھے ایک نے ایک سے کہا چلو آگے بڑھکے ٹوکین غرض سب آگے بڑھ آئے اور ایک ایک نے
کہا او پسر مجادر تو نے بادشاہ نوشیروان کو سر دربار ذلیل کیا ہی شرط یہ تجکو سزا دین علمشاہ نے کہا او گیدی بودہ
تمھارا بادشاہ جمشید آئے تو مین اُس سے گفتگو کرون وہان بھی تو کھڑا رہا اُس سے کچھ نہ ہو سکا یہ سُنتے ہی اُن
لوگون نے چاہا کہ علمشاہ کا پاؤن پکڑ کے گھوڑے سے کھینچ لین کہ علمشاہ نے دو ایک کو قبضہ تلوار کا مارا سر اُنکے
پھٹ گئے اب تو سب تلوارین پکڑ کے لڑنے لگے پھر تو علمشاہ نے تلوار کھینچی جانبین مین لڑائی ہونے لگی علمشاہ
اور سعد نے ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اب جو دیکھا تو ہزارہا نامرد چلے آتے ہین یہ خبر
نوشیروان کو ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اسمین تیری بدنامی ہوگی کہ بارگاہ مین تو کچھ نہ ہو سکا
باہر جب نکلے تو بلوہ کر کے گھیرا اور قتل کروا ڈالا نوشیروان نے حکم دیا کہ جا کے منع کر دو اُسی وقت لوگ دوڑے
آئے اور سب کو لڑنے سے منع کیا بموجب حکم نوشیروان لوگ لڑنے سے باز آئے علمشاہ اور سعد اپنی بارگاہ
مین آئے اور قباد شہریار سے ساری کیفیت نوشیروان کی بیان کی کہ سر بارگاہ دربار عام مین بادشاہ
نوشیروان کے کان پکڑ کے تین مرتبہ اُٹھایا اور بٹھایا اور منع کر دیا کہ خیر اب اس حرکت بیجا سے باز آ سعد نے
بھی بڑی بہادری کی سعد نے کہا عمو جان مین نے کیا کیا آپ نے تو اُس آتش پرست کو خوب ذلیل کیا

جسوقت علمشاہ دربار قباد شہریار مین پہونچے تھے تو اُسوقت قباد شہریار ایک نامہ پڑھ رہے تھے قباد نے یہ ذکر سُنکے وہ پرچہ کاغذ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا ای علمشاہ بس ہوچکا سوائے اس ذکر کے اور کوئی بات نہین ہو اگر ایسی ہی غیرت ہو دیکھو تو یہ نامہ ابھی آیا ہو کپیتان فرنگی نے نانا کو تمھارے قتل کیا اور تمھارے ماموں اور تمھاری ماں کو گرفتار کیا ہو اور تمھاری ماں پر عاشق بھی ہوا ہو اگر ایسی غیرت رکھتے ہو تو اُسکو خبر لا دیو جو قباد شہریار نے کہا علمشاہ غصہ کے مارے تھر تھر کانپنے لگے آنکھون مین پروے غیظ و غضب کے پڑگئے ایک طمانچہ قباد کے مارا کر قباد غش کھا کے تخت سے گرے اور بیہوش ہوگئے سب سردار تلوارین پکڑ کے اُٹھے و لندھور بن سعدان سامنے علمشاہ کے آیا اور کہا او رومی یہ کیا تونے بادشاہ سے بے ادبی کی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے ناچار ہون ورنہ تجکو اسکی سزا دیتا علمشاہ نے لندھور کو بھی تلوار ماری لندھور نے خالی دی مگر غفلت مین ذرا سا بیلا تلوار کا لگا ہلکا چرکا کھایا لندھور نے کہا ای علمشاہ تو کیا چاہتا ہو علمشاہ نے کہا غیرت کا خواہان ہون لندھور نے کہا تو بہتر یہ ہو کہ اَب تو یہان سے نکل جا ورنہ فساد عظیم ہوگا اور تیری آبرو مین فرق آئے گا تو خفت اُٹھائے گا

دو کلمے داستان جانا علمشاہ کا طرف روم کے قباد شہریار سے بگڑکے اور مارنا کپیتان فرنگی کو

برہم کنندگان صحبت عیش و نشاط اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جب علمشاہ رومی فساد برپا کرکے غصہ مین باہر بارگاہ کے نکلے سوار ہوکر گھوڑے پر مع فوج کے روم کی طرف چلے اور سعد بھی پیچھے پیچھے ہمراہ علمشاہ کے ہوے دیکھا علمشاہ نے کہ سلطان سعد بھی چلا آتا ہو علمشاہ نے کہا ای فرزند تم کیون آتے ہو مین تو اپنی زندگی سے بیزار ہون اور حقیقت مین مجھ سے حرکت بیجا ہوئی جب میری ماں کی عاشقی کا نام سر بارگاہ لیا اُسوقت غصہ سے مجکو کچھ نہ سوجھا اَب مین یہ شکل امیر کو کیا دکھاؤنگا سلطان سعد نے کہا ای عمو جان مجکو آپ بود او مکرر جانتے ہین مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور اگر زیادہ مصر ہوجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا اتنے مین لہراسپ بھی آکر موجود ہوا علمشاہ رومی نے کہا او لہراسپ تو کیون آیا لہراسپ نے کہا یہ نشانی عمرو بن حمزہ یونانی کی ہو جہان سلطان سعد وہان مین پھر دیکھا کہ زنگاوہ بھی چلا آتا ہو کہا ای زنگاوہ تو کیون آیا اُسنے کہا مین بھی تو غلام اُس شہریار کا ہون غرض کہ مع سیارہ کے پانچون آدمی روم کو چلے اور یہان قباد کو ہوش آیا مارے شرم کے کسی سے آنکھ نہ چار کی محل مین ملکہ مہر نگار کے پاس آئے اور سب سردار لندھور بن سعدان کو بُرا کہنے لگے کہ تمنے اسکو جانے دیا لازم تھا کہ اُسکو قتل کرتے یا قید کرتے لندھور نے کہا وہ بھی تو بیٹا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا تھا ہم کو اُسوقت پاس حمزہ صاحبقران کا آگیا قباد بادشاہ نے کہا تو علمشاہ کیا فرزندی حمزہ صاحبقران سے نکل جائے گا یہان تو آپس مین یہ ہیچ کے تذکرے ہین اور وہان ملکہ مہر نگار نے قباد شہریار کو دیکھکر کہا علمشاہ نے تم سے کیا بے ادبی کی قباد شہریار نے کہا اس ذکر کو جانے دیجیے دور کیجیے قصور مجھی سے چلے ہوا تھا ملکہ مہر نگار نے کہا ایک تو تو نبیرہ نوشیروان ہو دوسرے فرزند حمزہ صاحبقران ہو اور وہ رومی بچہ ہو اگر کوئی مرد کمینہ و کم ظرف عورت کو گھر مین ڈال لے اور اُس سے اولاد ہو تو وہ شہزادون کی برابری کیونکر کریگا خدا اُسکو غارت کرے اور اُسکے ہاتھ ٹوٹین کہ میرے شہزادے کے ساتھ یہ بے ادبی کی کم بخت یہ سب سردار بیٹھے ہوے دیکھا کیے اور کسی سے کچھ نہ ہوسکا آگ لگاؤن ایسے تخت سلطنت کو کہ میرے پارۂ جگر نور نظر کو سر دربار ذلت ہو تو سہی میرا نام ملکہ مہر نگار جو اُس موے ہردے کی متیا کے جھونٹے پکڑ کے نہ کھچواؤن فتنہ نے کہا بی بی چپ رہو خواجہ عمرو اور امیر با توقیر کی بات بھول گئین کہین ایسا نہ ہو کہ امیر پھر ناراض ہوون غرضکہ ملکہ مہر نگار خاموش ہو رہین قباد شہریار فکر اور سوچ مین آٹھ پہر ہیچ ڈال مین رہتے ہین اُدھر علمشاہ رومی شہر کامیاب مین پہونچے اور کپیتان فرنگی مرزوق فرنگی کا بیٹا خبر دو لائے فرنگی کی سُنکر

آیا تھا اور سارے شہر کو اسلام آباد دیکھکر قتل و غارت کرکے آصف والیاس کو زخمی کیا اور علاوہ اُن دونون کے چارسو آدمیون کو قید کرکے لے گیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش کی تلاش کرکے حکم دیا کر ملکہ جہان ملے فوراً اسی وقت بلا تامل گرفتار کرکے لاؤ تاخیر نہ کرو تاکید مزید جانو اور کپتان فرنگی مع نو لاکھ فوج کے پہاڑی کے اُس طرف پڑاؤ ڈالا بارگاہ و خرگاہ ایستادہ کرایا علمشاہ نے جا کر دیکھا تمام شہر کے مکان و کوٹھیان نہایت عمدہ عمدہ و باغات و چمنستان و جابجا کے درخت سب مسمار ہین اور چاہ و تالاب سے پہچانا کہ یہ شہر وہی ہی اور یہ فلان مقام تھا اور چارون طرف نہرین لہو کی بہ رہی ہین اور صدہا سر مانند گیند کے اُن نہرون مین تیر رہے ہین اور صدہا بہاؤ پر بہتے چلے جاتے ہین اور جو کہ جانور اوپر سے اُڑ کر اُن سرون پر اپنی چونچ مارتے ہین تو وہ سر ڈوب جاتے ہین مگر پھر اچھل کر تیرنے لگتے ہین اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی کسان نے اپنی باڑی کے سب تربوز توڑ کر بہا دیے ہین اور زمین پر ہزارہا لاشین سردار اور بے سر کی مجتمع ہین اور گدھ اُن لاشون کے اوپر اور بعض ادھر اُدھر باطمینان تمام آسودگی کے ساتھ کھا رہے ہین علمشاہ کو یہ حادثۂ جانکاہ دیکھکر بہت بڑا صدمہ ہوا قریب شام تو وہان پہونچے تھے اپنے نانا کی لاش کو اُس انبار مین تلاش کرتے ہوے ایک تکیے پر گذر ہوا دیکھا کہ اُسی تکیے پر کچھ روشنی ہی تیسرے دن ہامان وزیر اپنی جان پر کھیل کر قدوس رومی کی لاش اُس تکیے پر دفن کرنے کو لایا تھا اب جو ہامان نے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سُنی مارے خوف کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہوگیا ہوش و حواس جاتے رہے ایکبارگی ذہن مین آیا کہ کپتان فرنگی کے لوگ آگئے قدوس کی لاش ویسے ہی وہین چھوڑ کر بھاگا جب نیچے اُس تکیے کے ٹیکرے سے اُترا علمشاہ کو دیکھکر پہچانا ہامان دوڑ کر علمشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا اور کہا کہ آپ کے نانا کی لاش کو دفن کرنے آیا تھا علم شاہ اور ہامان پھر پلٹ کے تکیے پر آئے اور علم شاہ نے اپنے نانا کے لاشے سے لپٹ کر دونون آنکھون سے دو دریا بہا دیے اور بہت آہ و زاری و فریاد و فغان کرکے دفن کیا جب کسی قدر بعد تجہیز و تکفین لاشے کے حواس خمسہ علمشاہ کے بجا ہوے اُس وقت علم شاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کا حال ہامان سے پوچھا اُسنے عرض کیا ای شہریار مجھے کچھ خلاصہ حال نہین معلوم ہی کیونکہ مین تو بھاگ گیا تھا لیکن اتنا جانتا ہون کہ وہ غائب ہوگئین اگر وہ ملتین تو کپتان فرنگی چلا جاتا انھین کی تلاش مین وہ دریا پار پڑاؤ ڈال کر پڑا ہی اور لشکری اُسکے مسلح و مکمل مستعد جنگ ہین اور آپ کے ماموں مع چارسو آدمیون کے قید ہین یہ سُنکر علمشاہ نے چلنے کا ارادہ کیا ہامان نے کہا کہ وہ تو لاکھ سوارون سے مقیم ہی آپ تنہا وہان جا کر کیا کیجیے گا علمشاہ نے کہا کہ ای ہامان اسکی مجکو پروا نہین ہی خدا ے بزرگ ست اور کہا ای بھائی ہامان مجکو تو مرجانا منظور ہی غرض کہ ہامان رخصت ہوکر علمشاہ سے ایک طرف کو چلا گیا اور علمشاہ دریا کی طرف واسطے مقابلہ کپتان کے چلے سیارہ نے ہاتھ باندھکے عرض کی ای شہریار جو مین کہون اگر قبول کیجیے تو بہتر ہی علمشاہ نے کہا کہ سیارہ نے کہا مین ایک عیاری کرتا ہون مگر اس شرط پر کہ آپ قسم کھایے علمشاہ نے اُسکے کہنے کو قبول کرکے قسم کھائی اس وقت سیارہ نے کہا کہ مین ایک نقارہ لاتا ہون آپ چل کر کپتان کی فوج پر شبخون ماریں مین نقارہ بجاؤن اور آپ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا نعرہ کرین اور سلطان سعد لندھور بن سعدان کا نعرہ کرین لہراسپ مالک کا نعرہ کرین علم شاہ کو یہ راے پسند آئی سیارہ اُسی وقت علم شاہ کو کوہ پر

شہر اکر لشکر کیستان مین آیا اور نقارخانے مین ایک سوداگر بچے کی صورت بن کر آیا اور کم سن اور حسین و نازک بدن گلفام گل اندام اپنے تئین بنایا اُس نقارخانہ مین ایک نقارچی بڑا حسن پرست تھا وہ اُس جوان خوشرو خوبرو یعنی سیارہ کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور سیارہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا ای لڑکے نوجوان تو کون ہی اُسنے کہا مین سوداگر بچہ ہون باپ میرا مارا گیا مین تباہ و برباد حیران و پریشان مارا مارا پھرتا ہون اگر کوئی شخص ایسا ہوتا کہ مجکو اپنی کسی خدمت مین قبول کرتا تو اُسکا اپنی عمر بھر ممنون و مرہون رہتا نقارچی نے کہا تو میرے پاس اگر رہنا منظور کر تو بہتر ہی اُسنے کہا اچھا پھر نقارچی سے کہا کر لاؤ تمھارا نقارہ سینک لاؤن غرض کہ نقارچی کو بہوش کیا اور نقارہ لے کر راہی ہوا وہان جب سیارہ کو عرصہ ہوا علمشاہ گھبرائے سلطان سعد سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ سیارہ مجکو فقرہ دیکر چلا گیا مین تو جاتا ہون زنگاوہ نے کہا ای شہریار ابھی تھوڑی دیر اور اُسکا انتظار کیجیے سیارہ آتا ہوگا اور آپ اکیلے جاکر کیا کیجیے گا کہین اکیلا چنا بھاڑ پھوڑتا ہی آپ جلدی ناحق کرتے ہین علمشاہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ مانا اور چل کھڑے ہوے راہ مین تپش آفتاب سے شدت پیاس کی طاری ہوئی جستجوے آب مین علمشاہ بیقرار ہوے افتان و خیزان چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا ایک ٹیکرا داہنی طرف ہی اور اُس ٹیکرے پر کچھ درخت سایہ دار اسقدر بلند اور شاخون اور ٹہنیون سے گرانبار ہین کہ جنکا سایہ اُس ٹیکرے کے نیچے سڑک سر راہ پر دور تک رہتا ہی اور ایک چاہ پختہ لب سڑک نہایت خوشنما بنا ہوا ہی اُسی کنوئین پر رسّی نہایت عمدہ اور ڈول نہایت گول رکھا ہوا ہی چند آبخورے شالبات سے منڈھے ہوے منقش کی جھاڑ ٹنگی ہوئی بطور سبیل کے اُس کنوئین کی جگت پر لنگی سرخ کپڑے کی بچھی تھی اور ساگ سبز لہلہاتا ہوا طرح طرح کا اُس لنگی پر بچھا ہوا ہی اور وہ آبخورے آب شفاف سے بھرے ہوے اُسکی جگت پر رکھے ہین یہ تو از حد پیاسے تھے ہی سجدۂ شکر ادا کرکے اُس سبیل کے قریب پہونچے اور چاہا کہ آبخورہ اُٹھا کر پانی پئین کہ دفعتہً آواز علمشاہ کے کان مین آئی کہ ای بابا اللہ بھلا کرے آپ ابھی دھوپ مین چلے آتے ہین اِس ٹیکرے پر تشریف لائیے اور آرام کیجیے بعد ایک ساعت کے پانی نوش فرمائیے گا یہ سنتے ہی اُس ٹیکرے پر چڑھ گئے اور وہان جاکر دیکھا کہ ایک فقیر ضعیف العمر باریش سفید ایک ہاتھ مین حقہ اور دوسرے ہاتھ مین پنکھا لیے بیٹھا ہی اُسنے کہا بسم اللہ آئیے فقیر کی گدڑی حاضر ہی علمشاہ اُس فقیر کی گفتگو سُنکر اپنے دل مین نہایت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ یہ کوئی میرا بہت مربی ہی اور اسکو مجھ سے نہایت اُلفت ہی یہ سوچ کر بیٹھ گئے جب تو اس فقیر نے انکے آگے حقہ اور پنکھا رکھ دیا اور کہا کہ حقہ نوش کیجیے اور پنکھا جھلیے تاکہ پسینہ راہ کا خشک ہوجاوے اور آپ کے ہوش و حواس بجا ہون تکلف راہ کثافت منزل دور ہو تو ٹھنڈے وقت سدھاریے گا یہ کہکر وہ فقیر پنجرے جانورون کے بستیان کھول کر دانہ پانی اُن جانورون کو دے کر پنجرون کو سائے مین لٹکانے لگا علمشاہ نے پوچھا کہ اب اگر حکم ہو تو پانی پیون اُس پیر نے کہا بسم اللہ اب کچھ مضائقہ نہین نوش کیجیے علمشاہ یہ سُنکر اور خوش ہوے کہ فقیر میرے ہم مشرب ہی کچھ دغدغہ نہین ہی اچھی طرح آرام کرین ٹھنڈے وقت چلین گے یہ خیال کرکے علمشاہ نے پانی پیا اور اُسکے بستر پر آ گئے اور آرام فرمایا ادھر فقیر اُن پنجرون کے جانورون کو دانہ پانی دے کر اور پنجرے لٹکا کر فراغت کرکے ایک پیالی شیشے کی نہایت عمدہ و نفیس لایا اور ایک ڈبیا نقرئی کہ جسمین افیون رکھی تھی ڈبیا کھول کر افیون اُس پیالی مین گھولنے لگا اور حقہ بھر کر اپنے آگے رکھ لیا اور ایک لغرہ کیا بعد لغرہ کرنے کے دم دن خاموش رہا اور علمشاہ سے کہا کہ میان مسافر آپ کسی طرح گھبرائیں نہین یہان کوئی خطرہ نہین ہی جو جو امورات پیش نظر آئین انکو لیٹے ہوے دیکھیے گا وہ سب آپ کے مفید مطلب ہونگے پھر بعد تھوڑی دیر کے دوسرا

نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آواز گھوڑون کے ٹاپون کی آنے لگی علشاہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ چند سوار گھوڑون پر آتے معلوم ہوتے ہین دیکھیے خداوند کیا کرتا ہی کہ دفعۃً چار سوار نقاب پوش نمودار ہوے اور آتے ہی اُترکر گھوڑون کو درختون سے باندھ دیا اور زین پوش اپنے اپنے گھوڑون کے اُتارکر زیر درخت قریب چاہ بچھا کر بیٹھے اور کہا کہ شاہ صاحب لائیے اُس پیر مرد نے وہی پیالی افیون کی اور حقہ بھرا ہوا پیش کیا ان چارون سوارون نے پیالی فقیر سے لے کر دو دو گھونٹ بطور چسکی کے پیے اور حقہ بھرا ہوا سامنے اپنے رکھکر شاہ صاحب سے پوچھا کہ ای شاہ صاحب جو کچھ آپکا کام ہوئے مجھ سے جلد بیان کیجیے شاہ صاحب نے کہا کہ یہ جو مسافر لیٹا ہی لشکر اسلام سے ہی اور کپتان فرنگی کے مقابلہ کو تنہا جاتا ہی مگر راہ بھول کر میری طرف آنکلا ہی اور رہ اسطرف کی خطرناک ہی اور اُسکا وہان تک پہونچنا دشوار ہی اس لیے بہ نظر برادر اسلامی آپ کو تکلیف دی ہی کہ اگر آپ لوگ چاہین تو اس مسافر کو وہان کا پہونچنا آسان ہوگا یہ گفتگوے فقیر مرد بزرگ کی سنکر اُن چارون سوارون نے علشاہ سے کہا کہ ہم کو شاہ صاحب کا فرمانا بسر و چشم منظور ہی ای بھائی مسافر تشریف لے چلیے یہ کہکر اُن چارون سوارون مین سے ایک سوار نے اپنے گھوڑے پر سوار کرکے کہا کہ اب تم اپنی آنکھین بند کرلو علشاہ نے اپنی آنکھین بند کرلین وہ سوار ایک چشم زدن مین اُس راہ پُرخطر سے بچ کر ایک اور راہ پر پہونچے اور کہا ای بھائی مسافر اب تم اپنی آنکھین کھول دو علشاہ نے فوراً اپنی آنکھین کھول دین دور سے دیکھا کہ سیارہ نقارہ لیے ہوے آتا ہی بس علشاہ نے وہین اُنکے گھوڑے پر سے اُتر کے اُنکے احسان کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب آپ لوگ تکلیف نہ فرمائیں مین اب راستہ پا گیا جب تو وہ لوگ بدرجہ مجبوری علشاہ سے رخصت ہوے اور چھپ کر نظر سے پوشیدہ ہوگئے اُدھر سیارہ نے پکارا کہ کون ہی علشاہ نے پہچانا اور کہا ای سیارہ تونے بڑی دیر لگائی اُسنے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا تھا کہ آپ یونہین تنہا چلے تھے غلام تو آتا تھا خیر چلیے بسم اللہ نصر من اللہ فتح قریب یہ کہکر ہمراہ علشاہ کے لشکر کپتان فرنگی مین آئے چلے تو ایک علم کو قلم کرکے زمین پر گرایا اور طنابین خیمون کی کاٹ ڈالین اُدھر سیارہ نے نقارہ بجایا سلطان سعد نے لن یصل کا نعرہ کیا پھر بہراسپ نے مالک کا نعرہ کیا جو لوگ سوتے تھے بیدار ہوگئے اور کرچین کھینچ کر غول کے غول چلے اور ایک دوسرے کو لشکر امیر سمجھ کے کرچین مارنے لگے بہت سے فرنگی مثل چڑیون کے طنابون مین پھنس کے مرگئے اب سیارہ نقارہ بجاتا ہی اور یہ نعرہ کرکے تلوارین مارتے ہوے چلے آتے ہین کہ کپتان فرنگی کو خبر ہوئی وہ بھی خیمے سے نکل کر جلدی سوار ہوا اور آکر میدان مصاف مین للکارا اور حمزہ کیا ڈکیتاپن کرتا ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے میدان مین مقابلہ کرے جو صدا کپتان فرنگی کی علشاہ نے سُنی تلوارین غصہ مین مارتے ہوے غول مین دھنسے اور اپنے تئین اُس تک پہونچایا اور کہا کیا بکتا ہی میرا تو برا تجھ ہی ارے نامرد عاقل منم رستم فیلتن دہ پیلکن کشندہ دو دیل ہندی دتو پل ہندی کپتان فرنگی نے یہ صداے غیظ و غضب سنکر جوش مین آکر سات سو من کا تیغہ مارا فوراً علشاہ نے اُلٹا دستانہ مارا تیغہ مٹ ہوگیا ہاتھ قبضے پر ڈال کر تیغہ اُسکا چھین لیا اور وہی تیغہ جو تان کر مارا کپتان کے دو ٹکڑے ہوے وہ جو گورے اُنکے ساتھ تھے اُنسے اب تلوار چلنے لگی علشاہ نے لاش پر لاش ڈھیر کردین آخر تاب نہ لاسکے کپتان فرنگی کے مرنے سے سب کے حواس باختہ ہوگئے جنگلی جانورون کی طرح سے تیز تیز بھاگے ایک مقام پر آصف و الیاس مع چار سو آدمیون کے قید تھے اُنکو رہا کیا علشاہ نے اُنکو سلام کیا اور کہا کہ پہلے والدہ صاحبہ کا کچھ حال زبان مبارک سے فرمائیے کیونکہ مجکو زمانہ دراز سے

والدہ صاحبہ سے نہ تو قدمبوسی حاصل ہوئی اور نہ اُنکے حالات مفصلہ سے آگاہ ہوا یہ گفتگو ے پاس علشاہ کی سنکر
آصف الیاس انکو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین آئے اُسمین ایک تہخانہ تھا اُنھون نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو
مع خواصون کے اسمین پوشیدہ کر دیا تھا اور اوپر سے بہت سے درخت کاٹ کر تہخانے پر ڈال دیے تھے علشاہ
نے درختون کو ہٹا دیا کر جو نہین کھٹکا ہوا خواصون نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ شاہ کیپتان کے لوگ یہان بھی
سراغ لگاتے لگاتے آپہونچے ملکہ نے انگوٹھی ہیرے کی اپنے ہاتھ سے اُتاری اور ہاتھ مُنھ کے پاس لائی اور
اپنے ہلاک کرنے کا قصد کیا اب جو دروازہ کھلا اُنھون نے دیکھا خوش ہوکے پکارین ای ملکہ مبارک ہو رستم آئے
ملکہ یہ سنتے ہی دوڑی اُدھر علشاہ آگے بڑھے ملکہ نے اپنے لخت جگر نور نظر علشاہ کو گلے سے لگایا اور رونے لگی
اس قدر ملکہ روئی کہ زمین مین سیلاب ہوگیا خون محبت نے جوش مارا تو ایکبارگی گھگی بندھکر ملکہ کو غش آگیا اب
سب خواصین گھبرائین کسی نے کیوڑا چھڑکا کسی نے ہنڈول مٹی پہ کیوڑا ڈال کر ملکہ کو سنگھایا کوئی پنکھا جھلنے لگی
کوئی گلاب خالص لاکر ملکہ کو پلانے لگی غرض کہ جب ہوش آیا اُس وقت علم شاہ اپنی والدہ ماجدہ کو تشفی و
دلاسا دے کے باہر آئے جو لوگ کہ قدوس کے زندہ بچ کر بھاگ گئے تھے مع ہامان وزیر سب حاضر ہوئے
لہراسپ بھی لہو مین ڈوبا ہوا آیا اُسوقت علشاہ کو سعد کا خیال آیا پوچھا کہ سلطان سعد کہان ہے
لہراسپ نے کہا مجھے کیا معلوم مین بھی آپ کے ہمراہ ایک طرف کو لڑ رہا تھا اب علشاہ کا یہ حال ہوا کہ
ساری خوشی فتح کی فراموش ہوگئی سیارہ سے کہا جلد جا سیارہ آکر لاشون مین ڈھونڈھنے لگا ایک مقام
پر دیکھا کہ ایک فرنگی گھائل پڑا ہے اور پانون اُسکے کٹے ہوے ہین مگر جیتا ہے اُس فرنگی نے کہا ای شخص کیا
ڈھونڈھتا ہے سیارہ نے کہا اپنے شہریار کو تلاش کرتا ہون اُس فرنگی نے کہا اور تو کچھ مجھے نہین معلوم مگر ایک شخص
قد دار آیا تھا پکارا اسے چار آدمیون سے کیون بھاگے جاتے ہو جب بہت اُسنے کہا وہ ٹھہرے کہا تو کون ہے اُسنے کہا مین
اُنھین چارون مین سے ہون اگر کشندۂ کیپتان کو مین پکڑ دون تو اپنے بادشاہ سے مجکو وزارت دلوا دیگا اُسنے کہا
تو مجکو دھوکا دیتا ہے بھلا کوئی بھی اپنے آقا کو قید کروائے گا مجکو یقین نہین آتا ہے اُسنے کہا مین نے منع کیا تھا کہ تم
چار آدمی ہو کیون لاکھون سے مقابلہ کو جاتے ہو اب اُنکی فتح ہوئی کیونکر بارگاہ امیر مین میری چار آنکھین ہونگی
کہینگے یہ وہی ہے جو علشاہ کو منع کرتا تھا اپنا بودا پن ہم لوگون کو دکھاتا ہے اُسنے جو یہ کہا اُنکو یقین آیا پھر اُنکو وہین
ٹھہرا کر ایک نوجوان کے پاس آیا اُسنے عالم زنہاری مین پانی پینے کو مانگا نہین معلوم اسنے پانی مین ملا کر کیا اُس
جوان کو پلایا کہ وہ پانی پیتے ہی بیہوش ہوگیا اُسکو باندھکر اُسنے فرنگیون کے حوالے کیا وہ سب اُسکی قید اور
کیپتان کی لاش لے کر جہاز پر سوار ہوگئے اور مرزوق کے پاس گئے وہ گورا باتین کرتا جاتا تھا اور کرچ
کھینچتا جاتا تھا یکایک سیارہ کو ایک ہاتھ مارا اگر سیارہ جست کر کے اُڑ نہ جائے تو دونون پانون
قلم ہو جائین سیارہ نے تلوار کھینچ کر کہا او سور مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جو تو نے مجکو تلوار ماری کہ میرے
پانون کٹنے سے رہ گئے اُس گورے نے کہا کہ مین نے چاہا تھا کہ تجکو بھی اپنے پاس واسطے باتون کے
رکھون سیارہ نے کہا کہ ہے اب شرط کہ تجکو مارون اور سر کاٹ کر پھینک دون تو نے ایسی [illegible]
کی پھر سیارہ نے اُس کے مُنھ پر تھوک دیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا اور وہان سے علم شاہ کے پاس آیا
اور سارا حال سلطان سعد وغیرہ کا علم شاہ سے بیان کیا یہ سنتے ہی علم شاہ نے سیارہ سے کہا کہ تو تو
عرضی میری لکھ امیر با توقیر کے پاس جا کہ پھر مین بارگاہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین مُنھ دکھانے کے

قابل نہین ہون یہ لکھے عرضی علمشاہ رومی نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو لکھی سارا حال اُسمین عاشق
نوشیروان کا اور جو کچھ بارگاہ مین واقعہ گذرا تھا اور جو کچھ قباد شہریار نے ان کے بارے مین کہا تھا
وہ سب کیفیت عرضی مین لکھی اور سیارہ کو عرضی دے کر رخصت کیا اور آپ مع لہراسپ طرف
ملک فرنگ کے جہاز پر بیٹھکر روانہ ہوے اور وہان جب کبھی ریحان اور زنگاوہ قرشیہ مین پہونچے
تو اُسی وقت ریحان نے عرضی مرزوق کو لکھی کہ لاش کپتان فرنگی کی لایا ہون اور اُسکے کشندہ کو
کو بھی ہمراہ لے کر آیا ہون یہ جو مرزوق فرنگی نے سُنا ایسا رنج و غم ہوا اور اس قدر صدمہ پہونچا کہ تمام
شہر کو مرزوق فرنگی نے سیہ پوشی کا حکم دیا اور سب نے ایک کالا کپڑا بازوون پر باندھ لیا غرض جب
لاش لے کر مرزوق فرنگی کے پاس آئے تو مرزوق فرنگی سب سردارون کو لے کر یعنی الاگرد فرنگی اور
مالاگرد فرنگی سپہ سالار اور اسلم وزیر اور بطریق اسلم خوب روئے اور مرزوق فرنگی نے کہا کہ لاش
اسکی خداوند لقیائے زرین تن کے پاس بھجوا دو وہ جلا دیگے پھر زنگاوہ کو ذرا بیٹھنے کو دیا اُسنے سلام کیا
لیکن سب بُرا کہنے لگے کہ یہ نامرد ہی اپنے آقا کو پکڑوا دیا اور بسبب احسان کے اسکی نذر قبول کی اور
خلعت دیا اور علمشاہ رومی کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ آپ سلطان سعد کو بُلا کر دیکھ لین ایک ہی صورت
دونون کی ہی غرض سلطان سعد کا ارابہ طلب کیا جب سلطان سعد سامنے مرزوق فرنگی کے آئے
زنگاوہ کو دیکھکر سلام علیک کی مرزوق فرنگی بہت خفا ہوا اور کہا او لڑکے تو کچھ نہ ڈرا تیرے دل مین کچھ
خوف نہین سلطان سعد نے کہا کہ کافر اور نامرد سے کیا ڈرنا اگر مرد ہی تو ہاتھ میرے کھلوا دے اور پھر لڑے
تو مین جانون کہ تم لوگ مرد ہو مرزوق نے کہا اس زبان دراز کو قتل کرو زنگاوہ بولا کہ اسکو قتل نہ کرو
بلکہ قید شدید مین رکھو تا کہ اسکی خبر سُنکے علمشاہ رومی آئے اور جو علمشاہ رومی نے سُنا کہ سلطان سعد
قتل ہو گیا تو پھر علمشاہ رومی نہ آئے گا جب وہ آ جائے گا تو اُسکو بھی گرفتار کر کے دونون کو قتل
کرنا غرض کہ مرزوق فرنگی کو اسکی رائے پسند آئی اور اشقش قیلانی کے حوالے کیا کہا کہ تو اسکی
قید خداوند لقیائے زرین تن کے پاس لے جا وہ جیسا حکم کرے وہ کرنا اشقش قیلانی سلطان سعد
کو لے کر خداوند لقیائے زرین تن کے پاس آیا وہان ایک باغ تھا کہ وہ مقام روئین حصار
مشہور تھا اُسمین ایک بارہ دری بہت عمدہ نہایت تیاری کے ساتھ بنی تھی تمام جواہر بیش قیمت اُسمین
نصب ہین اسمین مسند زرین پر خداوند لقیائے زرین تن بیٹھا ہی اور گرد صدہا بت جواہر نگار رکھے
ہین سبھون نے آکر سجدہ کیا سلطان سعد کھڑے رہے خداوند لقیائے زرین تن دیکھکر بہت خفا ہوا
لوگون نے سلطان سعد سے کہا او لڑکے تو سجدہ نہین کرتا تجکو اپنی جوانی پر رحم نہین آتا کیون اپنا خون
ناحق کرتا ہی کہنا مان اب بھی سجدہ کر شاید خداوند لقیائے زرین تن تجھ سے خوش ہون اور چھوڑ دین
سلطان سعد نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تم لوگ کیا بکتے ہو یہ کوئی شیطان
یا شیطان کا بچہ ہی جو اسمین سمایا ہی مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون ایسے خرس کو سجدہ کرواتے
ہو لاحول کا نام جو خداوند لقیائے زرین تن نے سُنا بے چین ہو گیا جب تو جھنجھلا کے
بولا او سلطان سعد تینے تیرے دادا کو قاف مین بھیجا اور ملکہ آسمان پری سے شادی
کرا دی اور وہان سے بُلا کر نوشیروان کے ملک فتح کروائے اور تجکو اور علمشاہ رومی کو

چار آدمیون سے نو لاکھ پر فتح دی سلطان سعد نے کہا او مردک کیا بکتا ہی خداوند لقیاے زرین تن نے
غصہ ہوکر کہا اُسکو جہنم مین ڈال دو لوگون نے کہا ای خداوند اسکا ابھی جہنم مین ڈال دینا بہتر نہین کیونکہ ابھی
اسکا چچا آتا ہوگا یہ سُنکے لقیا نے کہا اسکو قید کرد اچھا دونون کو ساتھ ہی سزا ملیگی یہ سُنکر اشقنش نے قیدخانہ
قدرت مین قید کیا کہ وہ قیدخانہ بہت بڑا ہی وہان زنگادہ نے مرزوق فرنگی سے کہا کہ سلطان سعد
کی تصویر بھجواکے اپنی عملداری بھر مین بھجوا دو کہ جہان اس شکل کا آدمی ملے پکڑکے ہمارے پاس بھیجدو مرزوق
فرنگی یہ سُنکے بہت خوش ہوا کہا تو بڑا عقیل ہی اور قابل وزارت کے ہی یہ کہکے زنگادہ کو اپنا وزیر کیا سلطنت
وزارت سے زنگادہ کو مخلع کیا اور تصویر سلطان سعد کی بھجوا کے ہر ملک مین بھجوا دین وہان علمشاہ رومی
طوفان دریا سے بہ کے ایک جگہ کنارے پر پہونچے جہاز سے اُتر کر گھوڑون پر سوار ہو کے صحرا بصحرا چلے
اور وہ صحرا ملتے جاتے ہین کہ منزلون کہین بستی کا نشان بھی نہین برابر دانے پانی کا نام نہین جہان بھوک کی خواہش
ہوئی بناس پتی کھالی ایک مقام پر جو گھوڑون نے گھاس کھائی گھوڑون کا پیٹ پھول گیا اور گھوڑے مرگئے
انھون نے بھی مارے ڈر کے بناس پتی کھانا چھوڑ دی اب کئی روز تک پانی جو نہ ملا لہراسپ کا پیاس کے
مارے عجیب حال ہوگیا لہراسپ نے کہا ای شہریار اب تو میرا پیاس کے مارے دم نکلا جاتا ہی علمشاہ رومی
پانی کی تلاش مین چلے ایک مقام پر ٹیکرا تھا اُسپر ایک شخص ملا علمشاہ رومی نے منت سے کہا ای شخص اگر
کہین پانی ہو تو ہم کو دے وہ گیا اور پانی لایا اور کہا پیو انھون نے کہا میرا بھائی پیاس کے مارے مرتا ہی
اُسنے کہا تم بھی پیو اور اُنکو بھی پلاؤ یہ کہکر وہ علمشاہ رومی کے ساتھ آیا اور لہراسپ کو پانی پلایا علمشاہ رومی
کے بھی جب حواس درست ہوے پوچھا ای شخص تو کون ہی اور یہان کوئی شہر بھی قریب ہی اُسنے کہا کہ تم راہ
بھول گئے ہو یہان شہر کیسا یہ مقام طلسم ہی فولادحصار اسکا نام ہی جاؤ مجکو تم پر رحم آیا نہین تو اس طلسم
مین تباہ و برباد ہو جاتے علمشاہ رومی اُسکو دعا دے کر آگے بڑھے لیکن علمشاہ رومی نے کہا اگر دو گھوڑے
ملکن ہون تو ہم مول لین اُس شخص نے دو گھوڑے بھی انکو دیے یہ دونون سوار ہوکر آگے چلے کئی دن تک
پھر پانی انکو نہ ملا پھر مارے پیاس کے انکا غیر حال ہوا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا نمودار ہوا لہراسپ
نے کہا ای شہریار باغ مین پانی ہوگا باغ مین چلیے تھوڑی دیر دم لین ہوا کھائین اگر ممکن ہو تو پانی پی لین
پھر آگے بڑھینگے علمشاہ رومی یہ سُنکر اُس باغ مین آئے جب سامنے بارہ دری کے پہونچے ایک پیر مرد کو
دیکھا بیٹھا ہی علمشاہ رومی نے پیر مرد سمجھ کے سلام کیا اُسنے کہا ای شخص تو نے غضب کیا مع گھوڑے باغ
مین چلا آیا علمشاہ رومی نے کہا ہمارا پیاس کے مارے غیر حال ہی پہلے تھوڑا پانی پلا دے تو ہم کلام ہوتے
اُسنے دونون کو پانی پلایا علمشاہ رومی نے کہا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام شیخ لدھا ہی اور یہ باغ
ملکہ سمینہ بانو کا ہی اور وہ بیٹی آلاگرد کی ہی مین سب باغبانون کا داروغہ ہون بلکہ مین نے ملکہ سمینہ بانو
کو گود مین کھلایا ہی علمشاہ رومی نے کہا میان لدھا ذراسی شراب ہو تو ہم کو دو اُسنے اُٹھ کے الماری
کھول دیکھا کہ صدہا گلابیان شراب ناب کی اور جام ہاے زرنگار رکھے ہین لدھا نے اُسمین سے ایک
گلابی اور ایک جام زرین نگار لاکے دیا علمشاہ رومی نے جام شراب بھر کر پہلے لہراسپ کو دیا
لہراسپ نے کہا کہ پہلے یہ شراب اسکو پلاؤ تو پیون علمشاہ رومی نے کہا سچ کہتے ہو یہ کہکر جام بھر کے شیخ لدھا
کو دیا اُسنے کہا مین نے تمام عمر اپنی شراب نہین پی انھون نے کہا تو ہم بھی نہ پئین گے جب تو نا چار

ہوسکے شیخ لدھا نے ذراسی شراب چکھی مزاجو لگا زبان ذائقہ شراب سے آشنا ہوئی اور بانگ کے پی بعد اسکے
اُنھون نے پی اب جو نشہ شراب کا ہوا میان لدھا آپ سے باہر ہو گئے اُنگلیان مٹکانے لگے آخر کو
ہنستے ہنستے اُٹھکر ناچنے لگے علمشاہ رومی نے کہا میان لدھا تمھاری کوئی اولاد بھی ہی اُسنے کہا مین نے
شادی ہی نہین کی علمشاہ رومی نے کہا ہم تمھاری شادی کرینگے یہ جو لدھا نے سُنا تالیان بجاکر اُچکنے
لگا اور ایک گیت اس طرح کا اُسی وقت بناکر گانے لگا اب تو ہماری شادی ہوگی ✢ بے شادی بن کر
باغ مین رہینگے شادی کی نوبت بجے گی علمشاہ اور لہراسپ لدھا کی باتون پر ہنس رہے ہین
اور وہ ناچ رہا ہی اور دور شراب چل رہا ہی دروازہ باغ کا بند ہی لدھا نے انکے گھوڑے اور ایک مکان
مین چھپا دیے ہین اسواسطے کہ شاید ملکہ سمینہ بانو آجائے تو ان دونون کو بھی چھپا دون گا یکایک
آواز آئی او لدھا دروازہ کھول لدھا نے نشہ شراب مین نہ سُنا علمشاہ نے سُنکے کہا میان لدھا کوئی
دروازے پر پکار رہا ہی یہ سُنتے ہی لدھا کا نشہ شراب کا ہرن ہو گیا علمشاہ اور لہراسپ کو ایک
مکان مین چھپا کر دروازہ کھولدیا دیکھا کہ ملکہ سمینہ بانو گھوڑے پر سوار اور گلعذار وزیرزادی مع سب
خواصون کے گھوڑون پر سوار باغ مین آئین ملکہ نے کہا او نگوڑے بڈھے قبر کے مردے آج کیا تھا کہ جو
دروازہ کھولنے مین اتنی دیر کی غرض کہ لدھا آگے آگے ملکہ کے ناچتا چلتا تھا اور تالیان بجا بجا کر گاتا ہوا
کہتا تھا ای ملکہ اب تو ہماری شادی ہوگی ہم بے شادی بنکر باغ مین رہینگے ملکہ خوب ہنسی اور گلعذار
وزیرزادی وغیرہ سب ہنس رہی ہین کہتی ہین کہ آج کم بخت لدھا کو سودا ہو گیا ہی یہ کہتی ہوئی سب ملکہ
بادشاہزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئین اور مسند زرتار مرصع نگار پر ملکہ سمینہ بانو بیٹھی لدھا نے
تالیان بجا کر ہنس کر کہا ای ملکہ آج ہمارے باغ مین دو جوان خوش رو خورشید طلعت آئے ہین وہ ہماری
شادی کرینگے ملکہ نے فرمایا ای لدھا وہ جوان کہان ہین ذرا ہم بھی اُنکو دیکھینگے لدھا نے بتا دیا ملکہ نے اُسیوقت
گلعذار وزیرزادی سے کہا کہ تو جاکر اُنکو لے آ گلعذار وزیرزادی گئی اور اپنے ہمراہ اُن دونون جوانون کو
لائی راہ مین کہتی آتی تھی کہ چلو میان ملکہ ہماری تمکو بلاتی ہین افسوس صد افسوس یہ جوانیان تمھاری
مفت اپنی جان گنوائی تم کو یہ خیال نہ آیا کہ ایک تو اسکو مرد کے نام سے نفرت ہی اور دوسرے اس باغ مین
پرندہ پر بھی نہین مار سکتا اور تم چلے آئے اس موے غارت گئے نگوڑ مارے لدھا نے تم کو بلا کے باغ مین کہا
اور پھر ملکہ سے کہہ بھی دیا ضبط بھی نہ کیا علمشاہ تو یہ گفتگو گلعذار وزیرزادی کی سُنکے چپ رہے مگر لہراسپ
نے کہا کیا ہوا جو آئے کچھ گناہ کیا تیری ملکہ ہمارا کیا کرے گی تو جا ہم نہین جاتے کیا ہم اُسکے نوکر ہین
علمشاہ ہزار جان سے نام ہی ملکہ سمینہ بانو کا سُنکے عاشق ہو چکے تھے جی چاہتا تھا کہ کسی طرح جلد
سامنا ہو لہراسپ کو منع کیا اور کہا ہم چلتے ہین مصرع ع . بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ✢ الغرض
دونون جوان گلفام و گل اندام ساتھ گلعذار وزیرزادی کے آئے جیسے دونون کی نگاہین چار ہوئین
برچھیان عشق کی دو دلون کے پار ہوئین علمشاہ تو تیر مژگان کا نشانہ ہوگئے ملکہ سمینہ بانو بھی سنان
نگہ سے گھائل ہوئی آفت کھکے کلیجے کو تھام لیا قریب تھا کہ دونون غش آجائے علمشاہ کو تو لہراسپ
نے سنبھالا اور ملکہ سمینہ بانو کو گلعذار وزیرزادی نے تھاما اور ملکہ سمینہ بانو کی کیفیت یہ ہی کہ اسپر
اشعر کوتوال شہر عاشق ہی اور ملکہ اُسکو قبول نہین کرتی جب سے تصویر علم شاہ کی اُسکے ہاتھ لگی تھی

پیشتر ہی سے عاشق و شیدا ہوگئی تھی اب جو تصویر سے مشابہ اپنے دلدار علمشاہ کو پایا خنجر عشق سے بسمل ہوکر
جان نثار کرنے لگی گلعذار نے ان دونون سے کہا یہ ملکہ ہی اسکو سلام کرو کہ یہ بادشاہزادی ہی یہ بھلا کب
سلام کرتے ہین اور نگاہین محبت کی ڈالتے ہین آخر بیان تک سلام کو کہا کہ گلعذار آپ سلام کرنے لگی
اور اشارے سے بتانے لگی کہ اس طرح سلام کرتے ہین اسواسطے گلعذار یہ باتین کرتی تھی کہ شاید
دونون کی جان بخشی ہو اور ملکہ سمینہ بانو کو ان جوانون پر ترس آجائے علمشاہ رومی گلعذار کا سلام
لیتے جاتے اور ہنستے جاتے ہین سمن رُخ نے کہا ای گلعذار تو کچھ دیوانی ہوگئی ہی اس لدھا مونڈی کا
کا ستیاناس جائے کہ ایسے جوانون کو قتل کروایا بعضی کہنے لگی کہ اری نگوڑی ذرا دیکھ تو سہی کہ ملکہ
کا کیا حال ہی وہ آپ ہی کشتۂ خنجر عشق ہو رہی ہی آخر ملکہ سمینہ بانو نے جھنجھلا کے کہا جو تمھین
کیا پڑی ہی نہین سلام کرتے نہ کرین تم کس واسطے پیچھے پڑی ہو اُن سے کہو آئیے بیٹھیے معلوم ہوا
کہ یہ اس شہر کا رہنے والا نہین ہی یہی سمجھ کر تو مین نے بلایا ہی سمن رخ نے کہا لو میان مبارک ابھی
جان سے سلامت رہو اب حکم بیٹھنے کا مل گیا بیٹھو جین کر و سمن رخ کے کہتے ہی علم شاہ
مسند پر آکر برابر ملکہ سمینہ بانو کے بیٹھ گئے خواصین ہان ہان کرکے بڑھین اور کہا یہ بے ادبی
سب نے چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دین جب تو ملکہ نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا میری شان و شوکت
گھٹ جائے گی کیا یہ بندہ بقیاے زرین تن کا نہین ہی خواصین خاموش ہوکر رُک گئین
ملکہ نے علم شاہ سے پوچھا کہ تم باغ مین کیون آئے تھے علم شاہ نے آہستہ سے کہا
کہ ہمارا پیاس کے مارے غیر حال تھا ہم اس باغ مین پانی پینے آئے تھے تمھارے
ملازم لدھا نے پانی پلایا لدھا یہ سُنکے خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور ناچنے لگا اور کہا ملکہ
اب تو ہماری شادی ہوتی ہی ملکہ نے کہا ارے صاحب یہ تو بتاؤ تم نے اس سے کیا کہدیا جو یہ
بک رہا ہی علمشاہ نے کہا سچ کہتا ہی مین نے لدھا سے کہدیا تھا کہ ہم تیری شادی کر دینگے
گلعذار نے کہا کہ یہ تمھارے باپ کی جگہ ہی اس سے تم دل لگی کرتے ہو علمشاہ نے بجواب کہا
کہ تیرا باپ ہوگا تیری اسکی آٹھ پہر باغ مین صحبت رہتی ہی ملکہ سمینہ بانو ہنسنے لگی گلعذار کو منع کیا
اور علم شاہ سے بہ منت پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی علم شاہ نے کہا میرے نام سے تم کو کیا کام ہی تم میرا
نام نہ پوچھو سب پر ظاہر نہ کرو پردہ رہنے دو ہم کو کھانا پینا تمھارے یہان کا حرام ہو جائیگا
سمن رخ نے ہنسکر کہا واہ میان وہی مثل ہی مثل مان نہ مان مین تیرا مہمان ای صاحب ذرا اپنا
منھ بنواؤ بقول شخصے منھ چومتے ہی گال کاٹنا ابھی بات کرنے مین چل نکلے یہ تم نے غنیمت نہ جانا
کہ ملکہ کی تم پر نہایت عنایت و مہربانی ہوئی نہین تو قتل کیے جاتے ملکہ نے غصہ ہوکر سمن رخ سے کہا
چپ رہ مردار کیون ستاتی ہی وہ تو کچھ جواب تیری بات کا نہین دیتے تو ٹائین ٹائین کیے جاتی ہی
پھر ملکہ سمینہ بانو علم شاہ کی طرف مخاطب ہوئی کہا ای صاحب تم کو میرے سر کی قسم نام اپنا بتاؤ
علم شاہ قسم دینے سے مجبور ہوے اور کہا میرا نام رستم پیلتن ملکین پسر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
ہی تب تو ملکہ نے بعد غور کرنے کے کہا کشندۂ گیتاان فرنگی تمھین ہو علم شاہ
نے کہا ہان مین ہی نے اُس کو قتل کیا ہی یہ سُنکے ملکہ کو اور سب خواصون کو ایک

سنا تھا ہوا ملکہ سیمینہ بانو نے گلعذار سے کہا کیا مشکل ہے یہ کمبخت دل بھی آیا تو کسپر آیا جسکی تلاش ہے کہ ہاتھ آئے تو
گرفتار ہوا اگر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل پھر سب اصون سے ملکہ نے کہا کہ خبردار یہ کلمہ کوئی زبان سے نہ نکالے اگر کسی نے اس باغ
کے باہر ذکر کیا تو مین بری طرح سے پیش آؤنگی پھر علمشاہ سے کہا انکو علیحدہ بٹھاؤ علمشاہ نے لہراسپ سے کہا
کہ بھائی تم ذرا ہٹ جاؤ الگ جا بیٹھو لہراسپ اٹھکے علیحدہ بیٹھا اور یہان ملکہ نے شراب منگائی اور سیمین رخ
سے اشارہ کرکے جام شراب سے لبریز کروایا سیمین رخ نے ساغر بادۂ ناب کا بھر کر علمشاہ کے آگے پیش کیا
علمشاہ نے انکار کیا کہا مین نہ پیونگا ملکہ نے کہا کیون نہ پیوگے یہ کیا علمشاہ نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ نام
نہ پوچھو تم جانتی ہو کہ ہم خدا پرست ہین اگر تم کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ سیمین رخ نے ہنس کے کہا لو یک نشد دو شد
میان ذرا ہوش مین آؤ ایسی باتین نہ کرو کہ بقیاے زرین تن کو غصہ آجائے ایسا نہو کہ یہ بارہ دری کی چھت
گر پڑے علمشاہ نے کہا اُس گیدی کی کیا اصل و حقیقت ہے وہ شیطان ہے اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون ملکہ سنکے
چپ ہو رہی اور لہراسپ کو پھر شراب بھیجی لہراسپ نے بھی یہی جواب دیا لیکن جو خواص کہ شراب لیکر
گئی اُسپر نگاہ لہراسپ کی پڑی اُسنے بھی بہ نگاہ معشوقانہ لہراسپ کو دیکھا اور لگاوٹ کی باتین کرنے لگی
بہ منت و سماجت کہا کہ لو ہمارے سر کی قسم یہ جام شراب پی لو اب اُدھر وہ خواص لہراسپ سے بجد ہے اس طرف
ملکہ علمشاہ سے مصر ہے کہ شراب پیجیے اور عیش و عشرت کیجیے علمشاہ یہی کہتے ہین اگر تم کو منظور ہے کہ مین تمہارے
یہان کا کھاؤن پیون تو کلمہ پڑھو غرض ملکہ راضی ہوئی اور کلمہ پڑھا مع خواصان خاص بصدق دل مسلمان
ہوئی علمشاہ نے پھر شراب پی اور ملکہ کو بھی پلائی لہراسپ نے بھی پی صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا
جام شراب گردش مین برابر رہا جب نشہ شراب کا چڑھا اور پردۂ حجاب برطرف ہوا علمشاہ نے گلے مین ہاتھ ڈالکر
بوسہ لینے کا ارادہ کیا وہ ناز و ادا سے پیچھے ہٹ گئی غرض اختلاط اور بوس و کنار ہونے لگا ادھر لدھا کا جو
نشہ اُترا ملکہ کو دیکھکر کہا کہ واہ بی ملکہ صاحب انھون نے تو خوب ہماری شادی کی بس اب شادی رہ گئی بھائی
شادی نہ ہونے پائی کہ پہلے اپنی شادی کر لی علمشاہ نے لدھا کو بھی پھر مسلمان کیا اور کہا کہ ہم تمہاری شادی
کر دینگے اور یہ تو اب عیش و عشرت مین مشغول ہوے

دو کلمے داستان سلطان سعد کے بیان ہوتے ہین کہ عاشق ہونا سعد کا دختر مرزوق فرنگی یعنی ملکہ ماہ گوہر بند پر قلعہ قلاب مین

مخبران دفتر داستان عشق نشان اب اس فسانۂ نایاب کو یون قلم بند کرتے ہین کہ سلطان سعد قلعہ قلاب
مین قید ہین اور ملکہ ماہ گوہر بند دختر مرزوق فرنگی نے بھی بھائی کے غم مین سیاہ پوشاک پہنی ہے اور
آٹھ پہر رویا کرتی ہے یہان تک ابر غم و الم دل پر چھایا کہ مجنون ہو گئی تنکے چننے لگی دلربا اور ہوش ربا
اور انجمن آرا نے مشورہ کیا کہ ملکہ کے واسطے فکر کرنا چاہیے ہے نہین تو اسی طرح ہلاک ہو جائینگی مرزوق فرنگی
سے جاکر یہ سب کیفیت ملکہ کی بیان کی اور اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو چند روز ملکہ کو صحرا کی ہوا کھلائین
ادھر اُدھر کی سیر کرائین کہ خفقان اور جنون ملکہ کا برطرف اور خیال غم برادر فراموش ہو دل بہل جائے
مرزوق فرنگی نے اجازت دی کہا اچھا بہتر تو ہے کسی طرح ملکہ کو بہلاؤ مگر خداوند سے بھی دریافت
کر لیا جاے خداوند نے سنکے اجازت دی مگر ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور سب خواصون کو ساتھ لیکر بھی
بقیاے زرین تن کے پاس آئی جو خداوند انکا مشہور تھا ملکہ نے خداوند کو دیکھکر سجدہ کیا اور اپنا حال

بیان کیا القصہ ملکہ ماہ گوہر بند نقیابے زرین تن سے اجازت لے کر برائے تفریح مع خواصون کے طرف
صحرا کے چلی اور پھرتے پھرتے اور سیر کرتے کرتے قلعہ قلاب مین آئی خبر اشقفش قلابی کو ہوئی حیران ہو کر
پوچھنے لگا کہ اے ملکہ آپ یہان کہان تشریف لائین ملکہ نے کہا رنج وغم برادر سے مین بہت پریشان تھی گھبرا کر سیر
کرنے کو نکل آئی اشقفش تجکو جو نگاہ حسرت سے دیکھا کرتا ہے مجکو بھی کچھ خیال تیرا آگیا ادھر چلی آئی دل سے
دل کو راہ ہوتی ہے یہ جو ملکہ نے کہا اشقفش تو مرگیا جان فدا کرنے لگا دل مین کہا خداوند نقیابے زرین تن
نے تجھپر بڑی مہربانی کی اور ملکہ سے کہا غلام کو آپ نے سرفراز کیا جہان آپ کا جی چاہے وہان اتریے غرض
باغ مین بارہ دری تھی وہ خالی کروا دی ملکہ اسمین فروکش ہوئی اشقفش سے کہا جب ہم تم کو بلائینگے اسوقت
آنا اشقفش نے آکر اپنے لوگون سے کہا کہ ملکہ نے جو جو حرکت آج مجھ سے کی ہے میری عقل حیران ہے کہان مین اور
کہان وہ لوگون نے کہا آپ بھی تو خوبصورت اور طرحدار جوان ہین اور ماسوا اسکے دل پر کیا اجارہ ہے اور یہان
بموجب آئین انگریزی کے ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور خواصون کو ہمراہ لے کر ہوا کھانے دو گھڑی چڑھے
نکلی اشقفش سے بھی خبر نہ کی پھرتے پھرتے دروازہ قید خانہ پر آئی دروازہ قید خانہ پر ایک گورا سیاہ وردی
پہنے ہوئے پہرا دے رہا تھا ملکہ نے کہا یہ کسکا مکان ہے گورے نے کہا یہ قید خانہ ہے ملکہ نے کہا اسمین کون قید
ہے گورے نے کہا بھتیجا کشندہ کپتان فرنگی کا قید ہے ملکہ نے کہا دروازہ کھول دے مین دیکھونگی گورے نے
پہلے تو منع کیا جب ملکہ خفا ہوئی گورے نے قفل قید خانے کا کھول دیا ملکہ اندر قید خانے کے آئی جیسے
سلطان سعد پر ملکہ کی نگاہ پڑی تیر عشق کا جگر دوز ہو گیا مثل تصویر حیرت ہو کر بت بن گئی دلربا نے کہا او
قیدی سلام کر سعد نے کہا ہم تو خریدار ہین جو جنس چاہین ملکہ ہمین ہم ابھی مول لیتے ہین ملکہ نے کہا تو نے
کپتان کو مارا سعد نے کہا ہان ملکہ نے تلوار کھینچ کر اسکو مار ڈالونگی یہ کشندہ میرے بھائی کا ہے سعد نے
سر جھکا دیا اور کہا تجکو بھی قسم ہے جو تلوار نہ مارے جلد سر کاٹ لے اور عاشقانہ شعر پڑھنے لگا اشعار کشتہ ہون
تیغ ابروے خمدار یار کا + سر کاٹنا ضرور ہے مجھ دل فگار کا + ہے آج گل بہار پہ ہے جوبن جوبار کا + عالم عجیب ہو گیا
گل کے سنگار کا + دلربا و ہوش ربا دونون نے کہا ہان ہان ملکہ عالم جانے دیجیے ملکہ نے کہا مین تو
مار ہی ڈالونگی اب کب چھوڑتی ہون اور سعد ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے اور نگاہ ملکہ کی بھی شہزادہ والا قدر
پر گڑ گئی ہے یہ خبر اشقفش کو بھی ہوئی آکر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ میرا ٹھکانا نہ لگے گا اور اے ملکہ عالم
یہ قاتل کپتان فرنگی کا نہین ہے یہ قیدی جھوٹ کہتا ہے اسکے چچا نے مارا ہے اگر اسکو مار ڈالوگی تو وہ
ہاتھ نہ آئیگا ملکہ نے کہا خیر تیری خاطر سے مین چھوڑے دیتی ہون اور رونے لگی ظاہر مین تو بھائی کو روتی تھی
اور باطن مین فرقت دلدار مین جان کھوتی تھی خنجر عشق سعد نے دل کو ملکہ کے ایسا گھائل کیا تھا کہ
آب اشک چشمۂ دل سے منھ دھوتی تھی دل مین کہتی تھی کہ کیونکر اسکو لے جاؤن اور وصل سے اپنا
دل شاد کرون اسی فکر مین چار گھڑی قید خانے مین کھڑی رہی اور چہرۂ بے نظیر سلطان سعد
رشک ماہ منیر کو دیکھا کی آخر ناچار ہو کر باغ مین گئی اور پلنگ پر پڑی کھانا پینا ترک کر دیا سب خواصون
نے سمجھایا کسی کا کہنا نہین مانتی ہے اور کچھ حال دل مضطر اپنا نہین بیان کرتی ہے تین روز تک کھانا
نہ کھایا دلربا نے کہا بی بی تم کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤ پر رنج وغم مین اپنے کو ہلاک نہ کرو کچھ مجھسے اپنے
دل کا حال تو کہو جب بہت دلربا مصر ہوئی ملکہ نے عشق سلطان سعد کا اظہار کیا اور کہا

جب سے سلطان سعد کو دیکھا ہی دل بیچین ہی اور جان پر بنی ہی یقین ہو کہ اُسکی فرقت مین مر جاؤنگی جبتک
وہ نہ آئے گا زندگی نہ ہوگی دلربا نے کہا بس اتنی سی بات کا رنج و ملال ہی آپ کھانا کھائیے اُٹھیے چلیے
پھریے دل بہلائیے مین اُسکو لا دیتی ہون یہ کہکے دلربا نے قسمین دین ملکہ کو اُٹھایا ملکہ نے ہاتھ منھ دھو کے
کچھ کھایا لیکن جو نوالا منھ مین رکھا حلق سے بمشکل تمام اُترا اچھو ہو ہو گیا پانی کے گھونٹون سے نوالے اُتارے
غرض کہ دلربا نے ملکہ کو کھلا پلا کے سمجھایا دن بھر بہلایا کی رات کو کھانا بہت عمدہ پکوایا اور اُسمین زہر ملا کے
خوان مین رکھا چند عورتین ساتھ لے کر دروازہ قید خانہ پر آئی اور نگہبانون سے کہا یہ اشرفیان لو اور کھانا قیدی
کو کھلا دو کسواسطے کہ جب سے ملکہ گئی ہی کھانا پینا چھوڑ دیا ہی شاید اس قیدی کی نذر ہوگئی ہی نگہبانون نے
کہا یہ ہماری مجال نہین ہم ایسا نہین کر سکتے جو کھانا قیدی کو کھلا دین اُسنے کہا پھر تمین یہ کھانا کھا لو اور یہ
اشرفیان بھی لے لو اب خوان پھیر کے کہان جاؤن مین ملکہ سے کہدونگی کہ قیدی کو کھانا کھلا آئی یہ سب خوش
ہوے اور اُسی وقت بیٹھ کے کھانا سب نے کھا لیا اور اپنے اطفال کے لیے باندھ رکھا بعد چار گھڑی کے
وہ سب تڑپنے لگے آخر کو مر گئے شعلہ رو اندر قید خانے کے آئی سعد کو کھانا بیہوشی کا کھلایا جب سعد بیہوش
ہوا پشتارہ باندھ کے ملکہ کے پاس لائی ملکہ نے کہا ہوش مین لا شعلہ رو نے دفع بیہوشی دے کر ہوشیار
کیا جب سعد کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ ہی اور بہت سی ماہ پیکر بیٹھی ہین دلربا نے کہا یہ ملکہ ہی
سلام کرو کہ تمھاری جان بخشی ملکہ عالم نے کی سعد نے کہا تو بخشی کیا ہی ملکہ نے دلربا کو منع کیا اور سعد کو
اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور گلابیان شراب کی منگائی خواصین کشتیان شراب و کباب کی لائین
ملکہ نے جام شراب بھر کر سعد کو دیا سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہمارے تمھارے
صحبت عیش قرار پائے اور ہم شراب پئین اور تم بھی پیو ہم خدا پرست ہین کافر کے ہاتھ کا کھانا ہم پر حرام ہی
یہ سنکے ملکہ ماہ گوہر بند مع خواصون کے از سر صدق مسلمان ہوئی صحبت نشاط پھر برپا کی ناچ ہونے لگا
جام شراب گردش مین آیا اشقفش نے سُنا کہ قیدی کا پتہ نہین اور نگہبان سب مردہ پڑے ہین
اُسنے تمام شہر مین تلاش کروایا کہین پتہ نہ لگا بعد کئی دن کے ایک ملکہ کی خواص نے اشقفش سے
سارا حال کہدیا کہ ملکہ قیدی کو لیے عیش کر رہی ہی اشقفش پوشیدہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر بیٹھا اور
سارا تماشا دیکھا کہ چبوترے پر مسند آراستہ ہی اور ملکہ اور سعد زانو سے زانو دبائے بیٹھے ہین یہ دیکھکر
اسکی آنکھون مین خون اُتر آیا تلوار کھینچ کر وہین کوٹھے پر سے کودا خواصون نے جو آتے دیکھا جھپٹ کر
ملکہ سے کہا کہ مارے ہول اور گھبراہٹ کے بات پوری زبان سے نہین نکلتی کوئی کہتی ہی ای ملکہ اشقفش
اور کوئی کہتی ہی قلابی غرض ایک خواص نے دونون ہاتون سے دل تھام کے کہا ای ملکہ عالم اشقفش
قلابی تلوار کھینچے آتا ہی ملکہ یہ سُنتے ہی گھبرا کر اُٹھی اور بد حواس ہوگئی سلطان سعد نے ہنس کے
ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور باطمینان تمام کہا ای جان جہان تم بیٹھو اُس مردک کو آنے دو ملکہ بیٹھ گئی سعد
نے آنچل ملکہ کے دوپٹے کا اپنے زانو کے نیچے دبا لیا ملکہ دوپٹہ بھی چھوڑ کے بھاگی اور اشقفش ملکہ کو
بھاگتے دیکھکے دوڑا اور للکارا او ملکہ کہان بھاگ کے جاتی ہی ادھر آ نہین تو وہین آکر تجھکو قتل کرونگا
سعد نے کہا او اشقفش اُدھر کہان دوڑا جاتا ہی عورت کو کمزور سمجھ کے غصہ کرتا ہی کیا مجال تیری
جو ملکہ کو نگاہ اُٹھا کر دیکھے ادھر آ کے مردون سے سامنا کر تو حال معلوم ہو اشقفش یہ سنکے

پلٹا اور آتے ہی سلطان سعد کو تلوار ماری سلطان سعد نے تکیہ اُٹھا کر تلوار کو گانٹھا اور قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کر تلوار ہاتھ سے اشقفش قلابی کے نکل گئی سلطان سعد نے تلوار اشقفش
کی چھین لی اور بند دست پکڑ کے ایک ہکہ دیا کر اشقفش منھ کے بھل آرہا سعد اُٹھکر اشقفش کی چھاتی
پر چڑھ بیٹھے اور اُسی کا خنجر کمر سے کھینچ کر گلو پر اشقفش کی رکھدیا اور فرمایا کہ حالا در شناختن وحدانیت
پروردگار عالم چہ می گوئی اشقفش نے کہا بیشک اب مین نے جانا کہ تو مرد مردانہ ہے اور دین تیرا برحق ہے
اشقفش کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا اے شہریار شعلہ رو خواص کو ملکہ ماہ گوہر بند سے
دلوا دیجیے اور ملکہ آج سے میری مان کے برابر ہے اب سلطان سعد نے ملکہ کو بُلایا اور شعلہ رو کو
اشقفش کے تئین دلوا دیا بلکہ عقد کر دیا اشقفش نے کہا اے شہریار اگر مرزوق فرنگی کو خبر ہوگی
تو ملکہ ماہ گوہر بند کو سزائے سخت دے گا اور مجکو بھی قتل کرے گا سلطان سعد نے کہا دیکھا جائیگا
یہ سُنکے ملکہ نے صحبت عیش برپا کی جام شراب گردش مین آیا ناچ گانا ہونے لگا اب انکو تو یہان
صحبت عیش و نشاط مین چھوڑ دیے

دو کلمے داستان شجاعت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

بہادران معرکۂ شجاعت و غازیان عرصۂ کارزار و جرأت و ہمت اس داستان شوکت نشان کو یون
بیان کرتے ہین کہ جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان و خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار
و مقبل وفادار طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے اور جلد تر بڑی قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے
قریب قلعہ مکہ معظمہ کے پہونچے وہان ابو عمرو دھاوا کر کے اس پار خندق کے دروازہ قلعہ پر پہونچا
اور للکارا اے اہل قلعہ جلد دروازہ کھول دو نہین تو پھاٹک توڑ کے تمام قلعہ کو مسمار کر دونگا اور سب کو
قتل کر دونگا وہان قلعہ مین سب بدحواس ہوگئے اور سبھون نے دعا بدرگاہ خداوند کریم کی کہ اے
پروردگار عالم تو ہی ہم سب لوگون کا حامی و مددگار ہے تیرا ہی ہم سب کو بھروسا ہے اس دشمن کے
ہاتھ سے نجات دے اور شر و فساد سے اسکے محفوظ رکھ ابھی دعا ناتمام تھی کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی
اور نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا تمام لشکر ابو عمرو و سواران ہرزہ کار و دشمنان پروردگار گھوڑون پر سوار ہو اُٹھکر
چار جانب دیکھنے لگے یکایک دامن گرد چاک ہوا اور دوسرا نعرہ بلند ہوا نعرہ امیر غضنفر روزگار
منم صف شکن خسرو نامدار ✣ ز تیغم بہ میدان جنگ آوران ✣ بہر سو شود الاامان الاامان ✣ لوگون نے
دیکھا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان مع اہالیان گھوڑے اُڑاتے تلوارین کھینچے ہوئے چلے آتے
ہین یہان آتے ہی امیر با توقیر وغیرہ تلوارین پکڑ کر فوج پر گرے مارے تلوارون کے ستھراؤ کر دیا
تمام فوج درہم برہم ہوگئی یہ دیکھکر ابو عمرو پلٹا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا
مقابلہ کیا ابو عمرو نے جھپٹ کر تلوار ماری امیر با توقیر نے خالی دے کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈال دیا
اور تلوار ابو عمرو کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر تھام کر ابو عمرو کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین
پر مارا اور مشکین باندھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے حوالے کیا اور فوج ابو عمرو پر تلوار پکڑ کر
جا پڑے اور لڑنے لگے اُدھر مقبل وفادار مع سرداران نامدار دشمنون کو نشانہ تیر کرنے لگے
جس کے تیر مارا جگر توڑ کر سینے کے پار نکل گیا وہ گر کر تڑپنے لگا عمرو کا یہ حال ہے کہ عقب مین

امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے خنجر کھینچے ہوے لڑ رہا ہی جو پشت پر امیر کی آیا عمرو نے خنجر سے اُسکا
کام تمام کیا غرض کر چشم زدن مین کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے جو کچھ کفار
باقی رہے وہ بھاگے تھوڑی دور تک تو مقبل وفادار کے لوگون نے تعاقب کیا بعد اُس کے پھر
آئے وہ سب لوگ بھاگ کر گھاٹیون مین پہاڑ کی پوشیدہ ہوے خواجہ عمرو نے اور مقبل کے لوگون نے
پڑاؤ پر آکر تمام مال واسباب خیمہ وخرگاہ وغیرہ لوٹ لیا امیر باتوقیر قلعہ مین آئے خواجہ عبدالمطلب
کو سلام کیا سب سے ملے اور سب کو تسلی اور دلاسا دیا خواجہ عمرو سے کہا ابو عمرو کو میرے سامنے لاؤ
ابو عمرو کو ردبرد امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے لائے امیر نے کہا ابو عمرو دین اسلام قبول کر اسی
مین تجکو نجات ہی اس مردود نے دین اسلام قبول کرنا منظور نہ کیا امیر نے غضبناک ہوکر کہا اسکو قید
سخت مین رکھو بعد دو تین روز کے امیر باتوقیر خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لے کر کوہ **ابو قبیس** پر آئے اور
ابو عمرو کو بلایا اور کہا کہ بتا تیرا زر وجواہر کہان ہی اُسنے کہا میرے پاس کچھ نہین ہی امیر نے کہا کہ اس
مردک نابکار کو کوڑے لگاؤ عمرو کوڑا لے کر آیا اور ابو عمرو کو مارنا شروع کیا ابو عمرو فریاد وزاری کرنے لگا
اور دُہائی دینے لگا آخر کو ابو عمرو نے بتایا کہ چار صندوق زر وجواہر کے اس مقام پر ہین خواجہ عمرو
نے اُس مقام کو کھدوایا چار صندوق بھرے زر وجواہر کے نکلے عمرو اُس غار مین گیا کہ شاید
اور مال ہو کہ اتنے مین چند آدمی اور اُس غار مین آئے عمرو سے پوچھا کہ تجکو کس نے بند کیا
ہی ابو عمرو نے کہا کہ چورون نے مجکو اور اسکو بند کیا ہی اُن آدمیون کو ان دونون پر رحم آیا کہا
جاؤ ہم تم کو رہا کرتے ہین ابو عمرو چلے اوپر غار کے آیا عمرو بعد تھوڑی دیر کے جو آیا ابو عمرو کو اُس
مقام پر باہر غار کے نہ پایا ہر چند لوگون سے پوچھا کہ ابو عمرو کہان ہی اور صندوق زر وجواہر کے کیا ہوے
سب نے کہا ہم نہین آگاہ عمرو شور وغل کرنے لگا اور کوڑا لے کر ادھر اُدھر جھپٹا اور بہت تلاش کرنے لگا
غصے مین یہ کہتا جاتا ہی کہ ابو عمرو جہان مل جائے گا مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑ دون گا او مکار دغاباز
تو مجھ سے بھاگ کر کہان جائے گا مین وہ جہانیان جہان گشت ہون کہ تجکو ایک دم مین ڈھونڈھکر
تہ خاک سے نکال لونگا اور مزہ اس مفروری کا چکھا دونگا کہ تو اپنی زندگی بھر نہ بھولے گا اور کبھی
ایسے عیار کی قید سے نہ بھاگے گا مگر کہین نشان تک بھی ابو عمرو کا خواجہ عمرو کو نہ ملا اب عمرو اور
بھی زیادہ تر پریشان اور بدحواس ہوا گھبرا کر کہتا تھا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے کیا
کہونگا اور کیونکر منہ دکھاؤنگا امیر جو پوچھینگے کہ مال جو کچھ نکلا تھا وہ کیا ہوا اور ابو عمرو کو کہان
غائب کر دیا غرض ہر چند چار جانب دوڑا اور تلاش کیا مگر کسی جگہ اثر بھی ابو عمرو کا نہ پایا ناچار
ومجبور ہوکر عمرو پھرا یہان امیر باتوقیر پھر اُن کفار کو مارتے ہوے فوج ابو عمرو کو بھگاتے ہوے
کعبہ مین داخل ہوے اب فوج ابو عمرو جو کچھ ہونے سے باقی رہ گئی وہ بھاگ کر اپنی جان بچا کر کوسون
اور منزلون نکل گئی کہ کہین فوج کفار کا پتا تک نہین امیر باتوقیر بفتح وفیروزی جو داخل مکہ معظمہ ہوئے
اپنے والد ماجد خواجہ عبدالمطلب کی قدم بوسی حاصل کی اور بھائیون سے ملے سب کو بڑی خوشی
ہوئی ہر گلی کوچے سے صدا خوشی اور خرمی کی آنے لگی اور تمام باشندے خانۂ کعبہ کے جو تشریف
لانے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی شکر نہایت خوش وخرم ہوے اس اثنا مین عمرو بھی آیا اور

کہا ای شہریار ذی وقار ابو عمرو بھاگ گیا اور جو مال و خزانہ مین نے جستجو کرکے دستیاب کیا تھا وہ بھی ابو عمرو لے گیا امیر بہت ہنسے اور کہا ای وزد باریک گردن مین سمجھ گیا تو نے ابو عمرو سے کچھ رشوت کھائی اور اُسکو رہا کر دیا عمرو نے کہا ای عرب تو کہتا ہی کہ مجھے کر ابو عمرو کو رہا کیا اُسنے تو مجکو کئی خزانے دیے کہ مین مالا مال ہو گیا غرض بعد مضحکے کے جو کچھ سچ سچ تھا وہ سب بیان کیا امیر نے کہا چلو مین چلتا ہون شاید کہ ابو عمرو فوج جمع کرکے پھر آئے غرض مقبل کو کعبہ مین چھوڑ کے ہمراہ خواجہ عمرو کے اُس جگہ آئے جہان پردہ غار نمایان ہوا تھا اور وہ مقام ابو عمرو کا تھا اور اُسی جگہ سے ابو عمرو بھاگا تھا ادھر کا حال سُنیے کہ جب تلاش کرکے ابو عمرو کی خواجہ عمرو و کعبہ کو چلے گئے بعد تین روز کے ابو عمرو بھاگتا ہوا تباہ و برباد ہوتا ہوا اپنی جان پر کھیل کے بھوکا پیاسا اپنے مقام پر آیا الکنہ کو دیکھا کہ سامان کتخدائی کرتا ہی اور نوبت شادیانے بج رہے ہین اور ڈھول اور تاشے گرجتے ہین جب ابو عمرو اندر آیا عجب سامان نظر پڑا کہ الکنہ ادھر اُدھر دوڑ رہا ہی اور ایک خیمہ مین دولھا دلھن باہم بیٹھے ہوے شراب پیتے ہین اور ایک نازنین مہ جبین گل پیرہن غنچہ دہن بصد ناز و ادائے معشوقانہ یہ غزل عاشقانہ بھاؤ بتا بتا کر گا رہی ہی

غزل

دل مرا قیدی ہوا زلف بت بے پیر کا
جا بسینگے اب ہم ارادہ ہو گیا کشمیر کا
خاک کوے خوبرویان کر نہ سیر مو مجھے
آہ مٹ سکتا نہین لکھا مری تقدیر کا
رند ہون روز ازل سے مے پرستی کا ہی شوق
نقش ہی دل پر ہمارے یار کی تصویر کا
بزم مین اُس شمع رو کے بوسے لیتے ہین رقیب
دیر و کعبہ مین ہی جلوہ یار کی تنویر کا
اُنکے کوچہ مین ہمیشہ ہی رقیبون کا گذر
ای جفا جو کچھ تو باعث کر بیان تشہیر کا
دل ہی یا پہلو مین یا ہی جان یا میرا جگر
مین بھی قائل ہو گیا اُس شوخ کی تقریر کا
لاتے ہو صورت دکھا کر دام مین ہر ایک کے
مدح خوان ہون جان و دل سے شبیر و شبر کا

اندنون ہی شوق میرے پانون کو زنجیر کا
گر لکھون اُس بت کو نامہ کاغذ کشمیر کا
ای ہوس نام بھولے سے نہ لون اکسیر کا
مصحف رخسار جانان کے تصور مین مدام
واعظا کسواسطے فتوی لکھا تکفیر کا
لب نہ ہلنے پائے قاتل کے مرے ہنگام ذبح
پوچھیے پروانہ کے دل سے ستم گلگیر کا
مل گیا میرے گلے سے آکے وہ بت دیکھ کر
مین اگر جاؤن تو مجکو حکم ہو تعزیر کا
کرکے دل عاشق کا وہ بت کشتۂ تیر نظر
ای ستمگر کون ہی جو رانین تیرے تیر کا
قتل کر دے کیا اُس رشک گو نے جسے
کیون نہ شہرہ ہو تمھارے حسن عالمگیر کا

تنگ آکر بیوفائی سے بتان ہند کی
شہر دن شہرون پھر تو شہرہ ہو مری تحریر کا
کیا کرون وحشت عالی بھی نکیرین کھس گئین
کرتا ہون نظارہ مین قرآن کی تفسیر کا
مانی و بہزاد کا احسان اُٹھائین کس لیے
مر گیا مین جب خیال آیا اُسے تکبیر کا
بے سبب پھرتے نہین ہو اُسکے شیخ و برہمن
یہ اثر شاید ہی میرے نالۂ شبگیر کا
لاشۂ بے سر کو عاشق کے پھرایا ہر طرف
پھر یہ کہتا ہی مجھے دھوکا ہوا نخچیر کا
گفتگو پر اُنکی مائل ہی ہر اک پیر و جوان
کھل گیا اُس جوہری پر جوہر اُس شمشیر کا
ہون ثناگو ہر دم اصحاب نبی کا ای ظفر

ابو عمرو اس حال پریشان سے تھا کہ کسی نے اسکو نہ پہچانا مگر ابو عمرو نے بھی جہان طعام ہائے لذیذ واسطے دولھا دلھن کے رکھے تھے پہلے وہان پہنچکر خوب تنکے کھانا کھایا وہ سب آدمی ابو عمرو کو دیکھکر حیران ہوے اور سب کے ہاتھ پانون مین تھرتھری پڑ گئی بعد سیر و سیراب ہونے آب و طعام سے ابو عمرو کے حواس درست ہوے اور رنج و غلیہ مین آکر دولھا کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور اسکو بکڑ کے مشکین باندھین اور آپ پہلوے عروس مین بیٹھکر بوس و کنار مین مشغول ہوا اور شراب پی کر طالب وصل ہوا عروس نے انکار کیا ابو عمرو نے کہا تم ڈرو نہین الکنہ اور لوگ الکنہ کے کیا کر سکتے ہین ادھر سب لوگ چپ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا سانحہ ہی یکایک امیر با توقیر اور خواجہ عمرو بھی پہونچے آب دی

الکنہ کے غل مچا کر دوڑے اور عمرو کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ یہ بن مانس کہان سے آیا ہے کچھ لوگ ابو عمرو پر جھپٹے
کہ اُس غول صحرائی کو عروس کے پاس سے جلد مارو اور ہٹاؤ یہان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری اندر خیمہ کے آئے ابو عمرو نے جو امیر اور عمرو کو دیکھا گھبرا گیا ایسا بدحواس ہوا کہ اور
جو کچھ نہ ہوسکا صراحی شراب کی سامنے رکھی تھی اُٹھا کر کھینچ ماری وہ صراحی چوب خیمہ پر پڑی پاش پاش
ہوگئی امیر نے بڑھکر ابو عمرو کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا اور چھاتی پر چڑھکر اُسکی مشکین باندھین
اور خواجہ عمرو کے سپرد کیا اور کہا ای خواجہ عمرو اب اسکو نہ چھوڑ دینا کہ یہ مردک بھاگ جائے اور الکنہ سے
امیر با توقیر بہت خفا ہوئے الکنہ دست بستہ امیر سے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور تشریف فرما ہون غرض
امیر و عمرو کو بٹھایا اور شراب و کباب لا کر حاضر کیے عمرو کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر ابو عمرو بھاگ جائے خواجہ
اُٹھے اور حلقہائے کمند سے ابو عمرو کو درخت چنار مین جکڑ دیا اور اُسکے آس پاس سنگریزے بڑے بڑے چُن کر
جمع کیے بعد اُسکے پھر عمرو امیر کے پاس آیا اور شغل شراب کباب مین مشغول ہوا اور ناچ ہو رہا تھا بیٹھکر ناچ
دیکھنے لگا وہان ابو عمرو بندھا ہوا سو گیا خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص پتھرون سے مارتا ہی اور ایک آدمی
نے گلے مین پھانسی لگائی اور کھینچتا ہوا لے گیا اور مالک جہنم کے حوالہ کیا یہان عمرو نے امیر سے کہا کہ ابو عمرو
پھر بھاگا جاتا ہی یہ کہکر عمرو باہر آیا دیکھا ابو عمرو اُسی حال خراب مین ہی اب عمرو ابو عمرو کو لیے کر
امیر با توقیر کے پاس آیا ابو عمرو نے امیر سے سارا حال اپنے خواب بیان کیا امیر نے کہا کہ دیکھ تجکو
پروردگار عالم نے کیفیت عقبے دُنیا مین دکھادی اگر تو مسلمان ہو جاتا اور عالم کفر مین نہ رہتا تو یہ خواب
کبھی نہ دیکھتا اب بھی خیر ہی کہ کلمہ پڑھ اور وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اور دین اسلام قبول کر جہنم سے
بری ہو جائیگا ابو عمرو نے امیر کے فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا اور دین اسلام سے انکار کیا دوسرے روز امیر نے
ابو عمرو کو قتل کیا اور سر اُسکا لے کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور وہان آکر دروازہ مکہ معظمہ پر سر اُس کافر کا
لٹکایا اور چند روز امیر با توقیر مکہ معظمہ مین مقیم ہوے عمرو بہ تلاش زر و جواہر نکل کر کوہ ابوقبیس کی طرف
گیا راہ مین ابو عمرو کے لوگون سے ملاقات ہوئی اُنکے ساتھ کوہ ابوقبیس پر عمرو آیا اور اُن سب کو
بیہوش کر کے باندھ لیا اور پھر سب کو فتیلۂ رفع بیہوشی دے کر ہوش مین لایا اور کوڑا پکڑ کے کھڑا ہوا کہ بتاؤ
مال ابو عمرو کا کہان ہی دو چار کو دو ایک کوڑے مارے بھی آخر سب نے جان کے خوف سے خواجہ عمرو
کو جو کچھ مال و اسباب ابو عمرو کا تھا بتا دیا عمرو نے وہ سب مال و اسباب لیکر نذر زنبیل کیا اور خدمت
امیر با توقیر مین آیا ایک شب امیر نے خواب پریشان دیکھا کہ تمام لشکر سیاہ پوش ہی اور علمشاہ اور
سلطان سعد دریائے خون مین ڈوب رہے ہین ہاتھ پاؤن مارتے ہین مگر نکل نہین سکتے ہین امیر یہ خواب
پریشان دیکھکر بیدار ہوے اور اُسی وقت عمرو کو بلا کر خواب بیان کیا عمرو نے کہا ای امیر مین نے بھی یہی
خواب دیکھا اب آپ تشریف لے چلین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران صبح کو خواجہ عبدالمطلب وغیرہ
سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے دوست آشنا ساکنان کعبہ پہنچنے کے شناسا دور تک امیر
کے ساتھ آئے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے سب کو تسلی و دلاسا دے کر رخصت کیا اور خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار کو ہمراہ لے کر چلے جلد جلد راہ طے کرتے ہوے لشکر مین اپنے پہونچے رات کا
وقت تھا چپکے چپکے آئے جب دربارگاہ پر پہونچے سردارون کو خبر ہوئی امیر کو سب نے پہچانا مجرا کیا

امیر محل مین داخل ہوے ملکہ مہر نگار سے ملے بیٹون کو گلے سے لگایا صبح کو بارگاہ سلیمانی مین اگر جلوہ افروز
ہوے امیر نے دیکھا کہ دربار مین سب سردار اپنے اپنے مقام پر دنگلون کی زیب ہین مگر رستم و سعد اور
لندھور نہین ہین امیر باتوقیر نے فرمایا ای عمرو اُس خواب پریشان کی یہی تعبیر ہے کہ رستم و سعد و لندھور
کہان ہین معدیکرب نے کہا یا امیر خرسنہ روم سے ایک نامہ آیا تھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ پسر فرزوق شاہ
فرنگی یعنے کیپتان فرنگی آیا اور اُسنے خرسنہ روم کو تباہ و برباد کیا اور قدوس رومی کو قتل کیا اور سب
زن و مرد کو قید کر لیا قباد شہریار نے نامہ پڑھ کے علشاہ سے کہا بڑی بہادری کا دم بھرتے ہو جاؤ جا کر اپنی
مان کو رہا کراؤ قید فرنگ سے چھڑاؤ رستم کو یہ بات سُنکے نہایت ناگوار ہوا رستم نے قباد شہریار کے
طمانچہ مارا کہ بادشاہ بیہوش ہوگئے سب سردار بگڑ گئے لندھور اور سرداران لندھور بہت برہم ہوے
لندھور نے دو وجہ سے طرح دی اول تو آپ کا خیال تھا دوسرے عالم زخمداری مین تھے خاموش ہو رہے
مگر رستم اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوے اور مع اپنی فوج کے طرف خرسنہ روم کے روانہ ہوے عقب سے
سلطان سعد اور لہراسپ اور زنگادہ ساتھ رستم کے چلے معدیکرب نے یہ حال بیان کیا اور تمام روداد نوشیروان
کے عاشق ہونے کی ملکہ مہر گہر تاجدار پر اور جانا علشاہ کا براے گوشمالی نوشیروان بیان کیا امیر یہ مضمون
بے عنوانی سُنکے قباد شہریار پر بہت برہم ہوے اور غضبناک ہو کر قباد کو بہ نگاہ غیظ دیکھا اور کہا ای قباد جس
جو تمکو بادشاہ اپنے لشکر کا کر دیا اس سبب سے تو مغرور ہوگیا علشاہ کسی طرح سے کمتر نہین ہے بلکہ اسکی دلیری و بہادری
کے مقابلے مین تم نہین ہو وہ کہان نہین غائبانہ میرا سینہ سپر رہا اور جو کام کہ اُس سے ظہور مین آیا تم سے ہرگز
نہ ہو سکے گا اور اگر تم اپنے دل مین سمجھتے ہو کہ مین نواسہ نوشیروان کا ہون تو علشاہ بھی بادشاہ قدوس رومی کا
نواسہ ہے بلکہ نوشیروان اسوقت تک بت پرست ہے اور علشاہ کا نانا مسلمان ہو چکا ہے امیر اُسوقت قباد شہریار پر
ایسا خفا ہوے کہ سردارون کو مطلق یارائے سعی و سفارش براے قباد نہوا کوئی کلام نہ کر سکا سب چپ بیٹھے رہے یہ خبر محل
مین پہونچی ملکہ مہر نگار اور سب ناموس امیر گریان ہوے کہ امیر نے قباد شہریار کو ایسے کلمے سختی کے کہے قباد بہت شرمندہ
ہوے یہان امیر غصہ مین تھے کہ سیارہ بن عمرو وہ نامہ رستم کا لے کر آ پہونچا جو علشاہ نے بروقت روانگی ملک فرنگ
خرسنہ روم سے کیفیت اپنی اور نانا کی لکھی تھی سیارہ نے امیر کو مجرا کیا اور وہ نامہ رستم کا امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فوراً
لفافہ چاک کر کے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ مین نے والدہ ماجدہ کو رہا کیا اور نانا صاحب یعنی قدوس رومی کی لاش کو دفن کیا لعین
کیپتان فرنگی قتل کر چکا تھا اور شہر کو آباد کر دیا ہے کیپتان فرنگی سے مقابلہ کر کے اسکو قتل کیا اور لشکر فرنگ کو مارے
تلوارون کے بھگا دیا مگر زنگادہ غوری نے ناتگریزون سے مل کر بڑا غضب کیا کہ سلطان سعد کو گرفتار کروا دیا اب غلام
ملک فرنگ پر سعد کو رہا کرنے جاتا ہے اور لہراسپ میرے ہمراہ ہے دیگر یہ کہ والدہ صاحبہ میری قید نہ تھین ماموں صاحب
آصف شاہ نے زیر زمین بطور عہد مخفی کر دیا تھا اور اُنکے ساتھ سب عورتین خواصین وغیرہ بھی تھین کہ کسی طرح
سے اُنکی حرمت مین فرق نہ آئے مین نے اُن سب کو نکالا اور پھر محل مین داخل کر کے بعد احترام بٹھا دیا اور شہر
روم کا بند و بست کر کے اپنے ماموں آصف شاہ کو بادشاہ کیا ہے جسنے کہ وہ نامہ مجکو لکھا تھا کہ والدہ صاحبہ
کے قید ہونے کا اُسمین ذکر کیا تھا اُس کاتب کی غلطی سے تھا بلکہ وہ فقرہ طعنہ کا تھا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نے بخوبی مضمون نامے کا پڑھکر قباد سے کہا کیون تم نے مضمون نامہ رستم کا سُنا دیکھو کیا لکھتے ہین اُسکے بعد
سیارہ نے بھی دست بستہ خدمت امیر مین عرض کیا کہ حضور عبارت رستم بہت درست و صحیح

یو نہین ہی مین نے بچشم خود دیکھا ایک سر مو فرق نہین ہو امیر نے فرمایا کہ افسوس صد افسوس یہ بیچارے بیکس
و تنہا در پئے فرنگ کو گئے ہین اگر خدا نخواستہ کچھ انکی جانون پر آبنی تو کیا ہوگا مین کیا کرونگا یہ کہکے تھوڑی دیر امیر
نے سکوت کیا اور بعد اسکے دل مین کچھ سوچ کے عمرو کو حکم دیا کہ لشکر مین منادی کرو کہ ہمارا کوچ ملک فرنگ کیطرف
ہوگا تین روز کی مہلت دیجاتی ہی کہ سب اپنا اپنا سامان جنگ درست کرکے روانہ ہون یہ سُنکے قباد شہریار مجرا کرکے
امیر کو محل مین سے آئے اور مادر مہربان ملکہ مہرنگار سے ساری حقیقت بیان کی ملکہ مہرنگار کو بہت ناگوار ہوا
قباد ایک گوشہ مین آکر چھپکر بیٹھ رہے امیر نے کئی بار بارگاہ مین بلوایا قباد نہ آئے جب تو امیر بغیظ و غضب
محل مین آئے اور فرمایا قباد شہریار کہان ہی کیون نہین بارگاہ مین آتا ملکہ مہرنگار نے کہا آپ نے سر دربار
اُسکو سبک کیا اور فرماتے ہین کہ دربار مین کیون نہین آتا اسی شرمندگی سے وہ بارگاہ مین نہین گیا اُسکو یہ مناسب
نہ تھا کہ بارگاہ مین سب کے سامنے ایسے کلمے اُسکو کہتے امیر یہ سُنکے ملکہ مہرنگار پر خفا ہوے اور کہا کہ کیا
علمشاہ میرا بیٹا نہین ہی جو قباد نے سر دربار اُس سے کلمۂ طعن کہا کہ جاؤ اپنی مان کو قید فرنگیان سے
چھڑاؤ قباد نے نہایت نالائق حرکت کی کوئی اپنے حقیقی بھائی کو ایسا کلمۂ ذلت کا سر دربار کہتا ہی ملکہ مہرنگار
نے جو دیکھا کہ امیر زیادہ برہم ہین خاموش ہو رہی یہ خبر بھی قباد سے ایک خواص ملکہ نے جا کہی
قباد شہریار نے یہ سُنکے دل مین کہا کہ انشاء اللہ مین چند روز کیواسطے نکل جاؤنگا اور کارنمایان جان پر
کھیل کر کرونگا کہ امیر کو معلوم ہو کہ قباد نے بھی کچھ کام کیا اور رستم سے کم نہین ہی غرض کہ دوسرے روز
بھی قباد شہریار دربار مین نہ آئے امیر نے بھی نہ بلایا بعد تین دن کے امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران نے
سرحد عدن سے طرف ملک روم کے کوچ کیا اور تمام لشکر ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا خواجہ عمرو بھی
ساتھ ہوے قطع منازل اور طے مراحل کرکے خرسنہ روم مین پہونچے دیکھا کہ تمام خرسنہ ویران و تباہ ہی
امیر پریشان ہوے مگر اُترے لشکر نے قیام کیا رابعہ بانو خبر سُنکر واسطے استقبال ملکہ مہرنگار کے آئی
اور شرف حضوری مہرنگار حاصل کیا اور قباد کا گلہ کیا کہ کوئی اپنے برادر حقیقی کو ایسا کہتا ہی مہرنگار نے
کہا کہ باپ نے اُسکے یعنی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے قباد کو دربار مین تنبیہ کی ہی اول تو علمشاہ نے
قباد سے گستاخی کی کہ سر دربار اُسکی حقیقی خالہ کا حال بیان کیا اُسنے بھی جواب مین اُس کے یہ کلمہ منہ
سے نکالا غرض کہ امیر حمزہ کنارے دریاے روم کے فروکش ہوے اور بارگاہ سلیمانی استادہ کرواکے
دربار کیا اور پروانے تمام ملکون مین لکھوا کر روانہ کیے کہ ہر دیار کے بادشاہ و شہریار یہان آکر حاضر ہون فوراً
پہونچتے ہی نامۂ امیر کے سب اطراف و جوانب کے شاہ و شہریار جو متعلقہ روم کے تھے آئے امیر کا دربار
گرم ہوا پھر سب سے امیر نے فرمایا کہ اس شہر کو پھر آباد کرو جیسا پہلے تھا اُسی طرح سے ہو اور تیس ہزار
آدمی یہان محافظت کے واسطے رہین کہ پھر مین آکر ملک فرنگ سے خرسنہ روم کو دوبارہ آباد کرون
بہتر یہ ہی کہ جیسا پیشتر تھا اُسیطرح اب بھی یہ شہر آباد ہو اور آصف شاہ کو بادشاہ کیا کہ وہ بڑا بیٹا قدوس
رومی کا تھا اور اُسکو سب فہمایش کرکے سپرد کیا بعد اُسکے امیر با توقیر نے حکم کیا کہ ہمارے لشکر کا کوچ ملک
فرنگ کیطرف ہو اور کشتیون کو مہیا کرو لیکن قباد شہریار نے دیکھا کہ امیر با توقیر میری طرف مطلق ملتفت
نہین ہین نہ مجھکو دربار مین بلاتے ہین اور نہ کچھ صلاح و مشورہ مجھسے ہی دل سے کہا اے قباد اب تیرا رہنا اس
لشکر مین اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اب یہان سے نکل اور تنہا ملکون کی سیر کر یہ سوچ کر دوپہر رات گئے اُٹھے

اور بارگاہ سلیمانی سے باہر آئے دیکھا سب اندرست باہر تاب لشکر مین سوتے ہین دریا کے کنارے پر آئے
اور ایک کشتی تلاش کی اور توکل بخدا کرکے اُس کشتی مین بیٹھے اور کہا اے قباد چل یا تو اس دریا مین غرق
ہوا یا کوئی کار نمایان کیا کہ امیر جو بہ نظر حقارت دیکھتے ہین اُنکو بھی معلوم ہو کہ قباد بھی فرزند شجاع و
بہادر ہی یہ کہکر کشتی کو ایک جانب روانہ کیا

دوسرے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

مخبران روایت دفتر داستان اب یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر مع لشکر ظفر اثر کشتیون پر سوار
ہونے لگے دیکھا کہ چند کشتیان ملک فرنگ کی طرف سے آتی ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ ان کشتیون کو ٹھہراؤ
تو کچھ حال رستم کا ان لوگون سے دریافت کرین عمرو نے بڑھ کے ملاحون کو آواز دی کہ کشتیون کو روک
لو غرض کہ کشتیان سب کنارے پر دریا کے آکر لگین عمرو نے پوچھا کہ ان کشتیون مین کون لوگ
ہین سب نے کہا کہ سوداگر ہین عمرو اُن سوداگرون کے پاس گیا اور اُنکو اپنے ہمراہ لیکر امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کے پاس آیا صاحبقران نے فرمایا کہ تم کو کچھ خبر رستم و سعد کی معلوم ہی سوداگرون
نے بیان کیا کہ یا امیر وہ کار نمایان رستم نے کیا ہی کہ دیدہ نہ شنید اگر آج کے دن رستم دستان اور سام بن
نریمان ہوتے تو داد شجاعت و مردانگی کی دیتے بعد اُسکے تمام کیفیت اُس نقابدار پلنگینہ پوش کی بھی
بیان کی کہ خوب سعد و رستم کی مدد کی امیر و عمرو حیران ہوے کہ وہ نقابدار کون ہی جسنے کہ مدد
آکر رستم و سعد کی ناظرین پر واضح ہو کہ اس نقابدار کو بعضون نے نقابدار پلنگینہ پوش لکھا ہی اور
بعضون نے نقابدار سبز پوش بھی تحریر کیا ہی اُن سوداگرون نے کہا کہ اُن دنون مین ہم قروشیہ مین تھے
اور یہ خبر سنی تھی کہ مالاگرد فرنگی جو سپہ سالار مرزوق شاہ ہی اُسکو مرزوق شاہ نے بھیجا تھا واسطے
مقابلۂ رستم کے وہ کافر ہاتھ سے رستم کے زخمی ہوا تھا اور مرکب اُسکا رستم نے چھین لیا تھا کہ نام اُس
مرکب کا استر مالا کبود ہی مرزوق شاہ یہ سُنکر بہت خفا ہوا اور غصہ ہو کر کہا کہ فوج جائے اور رستم کو
قتل کرے امیر باتوقیر سنتے ہی اس خبر فرحت اثر کے بہت شاد ہوے اور سوداگرون کو خلعت دیا اور
عمرو سے کہا کہ اب ہم کو جلد وہان پہونچنا چاہیے غرضکہ سوداگر تو رخصت ہوے اور امیر باتوقیر مع
لشکر کشتیون پر روانہ ہوے سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ اب امیر کے آگے عذر و معذرت
کرکے خطا قباد شہریار کی معاف کرانا چاہیے سب سردار وغیرہ مل کے امیر کے پاس آئے اور کہا اے امیر
باتوقیر یہ بحث قباد شہریار اور علمشاہ کی برائے تسخیر ملک فرنگ تھی کہ اس حیلہ سے حق تعالے ملک
فرنگ کو فتح کرائیگا اب ایک غرض ہم غلامون کی اور قبول ہو امیر نے فرمایا کہو سردارون نے کہا اے
امیر ہم چاہتے ہین کہ اب قباد شہریار کی بھی خطا معاف کیجائے اور ہم قباد شہریار کو بلاتے ہین آپ اُنکو
گلے سے لگا لیجیے اور تقصیر اُنکی عفو کیجیے کہ وہ بھی بہادر و شجاع فرزند ارجمند ہین اُدھر ملکہ مہر نگار نے خواجہ
عمرو کو زر و جواہر دیکر کہا کہ اے بھائی خواجہ کسی طرح امیر سے قباد کی خطا معاف کرادو عمرو نے بھی امیر سے کہا کہ
اے امیر سب اب غصے کو برطرف کرو فرزند جگربند کی چشم نمائی اتنی بہت ہو میری خاطر سے اب قباد کو بلوا کر گلے سے
لگا لو اور خطا معاف کرو امیر باتوقیر راضی ہوے اور محبت پدری نے جوش مارا فرمایا بلواؤ قباد شہریار کو حقیقت
مین اگر بہ نظر انصاف دیکھو تو قباد نے بہت بڑی خطا کی ہی لیکن تم لوگون کے کہنے سے مین درگذر کرتا ہون

اور قباد کی خطا معاف کی عمرو دوڑا ہوا محل مین ملکہ مہرنگار کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے امیر کو راضی کیا ہے
قباد کہان ہے میرے ساتھ کر دو تو مین امیر سے ملوا دون مہرنگار نے کہا بھیا قباد تو رات سے باہر ہے محل مین نہین آیا
دیکھو کہین باہر تلاش کرو کسی سردار کے خیمے مین ہو گا عمرو فوراً باہر محل سے آیا اور ہر ایک سردار کے خیمہ مین تلاش
کیا مگر کہین پتہ نہ پایا اور جابجا ڈھونڈھا قباد نہ ملا آخر کو تلاش کر کے عمرو امیر کے پاس آیا اور کہا اے امیر رات سے
قباد کا پتا نہین ہے کیا جانیے کہان چلا گیا امیر گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوے اور محل مین آئے ملکہ مہرنگار سے پوچھا
قباد کہان ہے مہرنگار نے کہا مجکو نہین معلوم وہ رات سے باہر ہے گئے پھر نہین آئے امیر باہر خیمہ کے آئے
لوگون سے دریافت کیا سبھون نے کہا ہمین خبر نہین کہ قباد کہان ہین امیر دریا کے کنارے آئے کہ شاید قباد
عالم پریشانی مین سیر کرنے دریا کی آیا ہو اُس جگہ بھی کچھ نشان قباد کا نہ پایا تمام لشکر مین شور و غوغا بلند ہوا
اور قباد کے گم ہو جانے کا سب کو ملال گذرا امیر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور صدمۂ عظیم امیر کے دل پر ہوا
محل مین خبر ہوئی کہ امیر نے بہت تلاش کیا مگر قباد کا کہین پتا نہ لگا امیر رو رہے ہین اور تمام سردار محزون و
نالان ہین یہ سنکے مہرنگار سر پیٹنے لگی اور تمام عورات محل شور و فغان و آہ کرنے لگین امیر نے عیارون کو
چارون طرف دوڑایا کہ جلد قباد کو تلاش کرو اور لشکر مین حکم ناطق مشتہر کیا اور عمرو سے کہدیا کہ خبردار
جب تک قباد شہریار نہ آئے کوئی لشکر مین جلسۂ عیش و نشاط برپا نہ کرے اور شراب نہ پیے اور ناچ
نہ دیکھے عمرو نے تمام لشکر مین منادی کر دی اور حکم امیر باتوقیر جاری کر دیا پھر عمرو محل مین ملکہ مہرنگار کے
پاس آیا دیکھا کہ ملکہ نے دانہ پانی ترک کر دیا اور چیخین مار مار کر روتی ہے عمرو نے مہرنگار کو تسلی و دلاسا دیا
اور کہا اے ملکہ رو نہین خدا کو یاد کرو پروردگار عالم پھر جلد قباد کو لائیگا اور پھر تمھارا فرزند تُم سے آکر ملیگا دیکھو
علمشاہ کو کہ وہ یکہ و تنہا ملک فرنگ کو گیا ہے قباد بھی بہادری اور شجاعت مین اُس سے کم نہین ہے کیونکہ
امیر باتوقیر کے بیٹون مین ایک دوسرے سے کم نہین ہے ادھر امیر باتوقیر رویا کرتے ہین ہر وقت قباد شہریار
کی یاد ہے پھر ملازمان قباد کو امیر نے بلایا اور بہت خفا ہوے اور بعضون پر مار پیٹ بھی کی کہا کہ تم کیسی ملازمت
اپنے آقا کی کرتے ہو کہ خبر نہین رکھتے اُسکو تنہا چھوڑ دیا کہ وہ پوشیدہ ہو کر کسی طرف کو نکل گیا دو ایک کا بدلا
قباد کو ایسا ہوا کہ وہ جان سے مر گئے غرض کہ دو تین روز اسی طور سے گذرے کہ کسی نے شراب نہین پی
اور خوشی ترک کی مگر بغیر شراب بیچین ہین ایک شب کو عمرو و ارشیون پرنزاد و فرہاد خان یکطرفی وغیرہ
نے آپس مین صلاح کی کہ کسی ترکیب سے شغل شراب و کباب ہونا چاہیے مگر امیر کو خبر نہو ایک خیمہ بارگاہ
سلیمانی سے دور استادہ کیا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اور عمرو و ارشیون وغیرہ وہان بیٹھے شراب
پینے لگے اور چند آدمی اپنے ارشیون نے دروازے پر خیمہ کے معین کر دیے کہ کوئی یہان نہ آنے پائے
اگر کوئی یہان دوسرا آئیگا اور شغل شراب مین شریک ہو گا مبادا امیر کو نہ خبر ہو جائے کہ امیر خفا
ہون لیکن جنلاح دیوانہ قدوس کا بیٹا جو تھا وہ تمام رات لشکر امیر باتوقیر کی گشت اور چوکسی کرتا
تھا اور ہر ایک کی خبرگیری کرتا تھا چوبدست ہاتھ مین لیے ہوے المست پھرتا تھا اتفاقاً اس روز
اسی در خیمہ پر پہونچا قصد اندر جانے کا کیا دربانون نے منع کیا جب اُسنے خیمے مین آنے کا ارادہ
کیا اور پہرے والون نے روکا تو دیوانے نے دو چار کو طمانچہ مارا کہ وہ گر کر تڑپنے لگے دیوانہ اندر خیمہ
کے آیا دیکھا کہ عمرو و ارشیون و فرہاد خان وغیرہ شراب پی رہے ہین دیوانے نے کہا کہ جلسہ

تو اب الگ ہی الگ آپ ہی آپ ہی ہمکو خبر ہی نہین ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آؤ بیٹھو تم بھی ہو مگر امیر کو اطلاع
ہو غل و شور نہ مچاؤ اُسنے کہا کہ دیوانہ تو ہون مین مگر ایسا دیوانہ نہ سمجھنا کہ کسی کا راز افشا کرون اور مالک
سے کہدون یہ سنکے ارشیون نے اُسکو بھی جام شراب دیا اُسنے پے در پے کئی پیالے شراب کے چڑھائے جب
دیوانہ کو خوب نشہ ہوا اُٹھا کہ باہر جاؤن ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آج رات کو یہین مہمان رہو دیوانے
نے کہا مین جاؤنگا مہمانی نہ منظور کرونگا ہر چند سب نے کہا اُس دیوانے نے نہ قبول کیا عمرو نے کہا یہ
تو بُرا ہوا اگر یہ دیوانہ باہر جائیگا ضرور ہر ایک سے کہیگا ہم سب کو رسوا کریگا ارشیون نے کہا
کہ خواجہ تم اس دیوانے کو ایک گھوڑے پر سوار کرو اسکے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر آپ بیٹھو اور لشکر سے
باہر لیجا کر دو منزل کے فاصلے پر اُسکو چھوڑ آؤ عمرو اُٹھا اور دیوانے سے کہا کہ آؤ ہم تم سیر کرنے چلین لو
اس گھوڑے پر سوار ہو دیوانہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسکے پیچھے پٹھے پر گھوڑے کے عمرو بیٹھا اور
گھوڑے کو دوڑاتا ہوا باہر لشکر کے دور نکل گیا وہان عمرو گھوڑے سے کود کے بھاگا اور اُس دیوانے کو
وہین چھوڑ دیا رات بھر دیوانہ نشہ مین صحرا نوردی کرتا رہا جب صبح کو وہ ہوشیار ہوا اور بخوبی ہوش مین آیا
دیکھا کہ مین گھوڑے پر سوار تنہا جنگل مین ہون حیران ہوا اور وہان سے پھر کر اُسی خیمہ مین آیا ارشیون نے
کہا اے دیوانے آ کہ مین تجھکو تیرے باپ کے گھر مین پہونچا دون یہ کہکر اُسکو پھر گھوڑے پر سوار کیا اور آپ
اُسکے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر بیٹھا اور گھوڑا اُڑاتا ہوا ایک فرسنگ آیا ایک دریا ملا اُس دیوانے کو
وہان چھوڑ دیا دیوانہ مست تو تھا بالکل نشہ فرو نہوا تھا راست و چپ پھرا ادھر اُدھر گیا ایک کوہ نظر پڑا
دیوانہ اُس کوہ پر آیا دیکھا کہ چند گھر برنگ سیاہ ہین اور آگ اُن گھرون مین دہک رہی ہے اور وہ گھر سرخاب
گلہ بان کا تھا کہ ہمیشہ دو تین فرسنگ لشکر سے علیحدہ رہتا تھا اور دو تین ہزار گلہ بانون کا وہ افسر تھا اور
گوسفندان امیر با فراط تھے اُنکو وہ رکھا کرتا تھا اور اُن گوسفندون کو چراتا تھا اور کھلاتا پلاتا تھا اور
دودھ اور گوشت اور گھی اور کھال امیر کے یہان پہونچایا کرتا تھا اور تمام لشکر کو دیتا تھا وہ دیوانہ وہان آیا اور
نعرہ کیا کہ یہان کون رہتا ہے سرخاب گلہ بان باہر مکان کے آیا اور دیوانے کو پہچانا اپنے ساتھ گھر مین لیکر
آیا سرخاب گلہ بان کی ایک دختر نہایت حسین و خوبصورت تھی اور نام اسکا مہربانو تھا اور مردمان صحرائی
کا دستور ہے کہ وہ اپنی عورتون کو کسی سے پوشیدہ نہین کرتے دیوانہ جو گھر مین سرخاب کے آیا دیکھتے ہی
مہربانو پر عاشق ہو گیا اور سرخاب سے کہا کہ مین اس عورت کو اپنی زوجہ بناؤنگا سرخاب نے کہا
کہ یہ میری دختر ہے دیوانے نے کہا کہ کسی کی یہ دختر ہو مجکو اس سے کیا کام اب تو میری یہ زوجہ ہو
گلہ بانون نے دیکھا کہ یہ شخص دیوانہ کچھ اُلٹی سیدھی سمجھتا نہین ہے ایسا نہو کہ ایک ایک کو مارنے لگے تو
کیا ہوگا سرخاب نے کہا اے دیوانے آؤ یہان بیٹھو تمکو شراب پلاؤنگا اور اس دختر کو آراستہ کرکے تمکو دونگا
دیوانے کو ایسا فقرہ دیا کہ وہ خوش ہو گیا اور راضی ہوکر بیٹھ گیا اور شراب پینے مین مشغول ہوا دختر سرخاب
بھی دیکھتے ہی اُس دیوانے کو فریفتہ ہو گئی کیونکہ دیوانہ بھی حسین اور طرحدار جوان رعنا تھا القصہ سرخاب
گلہ بان نے شراب بیہوشی آمیز اُس دیوانے کو پلائی دیوانہ پیتے ہی شراب کے بیہوش ہوا سرخاب نے
اُسکو ایک صندوق مین بند کرکے وہ صندوق دریا مین پھینکدیا اور سرخاب نے اپنے لوگون سے کہا کہ
خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہو اور امیر کو خبر نہ پہونچے کہ ہمکو ذلیل و خوار کرین اور سزا دین دوسرے روز

سرخاب نے کہا کہ گو سفندون کو باہر نکالو کہ چرائی کو جائین مگر مہربانو کا جو دل دام عشق دیوانہ مین اسیر تھا
بہت مضطر و بیقرار تھی کبھی آہ دل پر درد سے کھینچتی تھی کبھی چشمۂ چشم سے اشک حسرت بہاتی تھی اسی عالم
بیقراری مین مہربانو لب دریا پر آئی اور ملاح سے کشتی طلب کی جب کشتی قریب آئی مہربانو ناو پر بیٹھی اور راہ
دریا پر روانہ ہوئی مگر دل سے کہتی تھی اے مہربانو یا تو اس دیوانے کو پایا یا غرق محیط عشق ہوئی اُدھر وہ
صندوق دیوانے کا پانی مین بہتا ہوا کنارے ایک جزیرے کے پہونچا کہ وہان کچھ زنگیون کے مکان تھے اُن
زنگیونکا ایک سردار تھا کہ نام اُسکا دیو سیماے زنگی تھا اور چالیس زنگی اُسکی خدمت مین تھے ایک روز
وہ زنگی جلسۂ زنگیان مین بیٹھا ہوا شرابخواری کر رہا تھا ناگاہ دیکھا سامنے سے ایک صندوق دریا مین بہا ہوا
چلا آتا ہے اُس دیو سیماے زنگی نے زنگیون سے کہا کہ اس صندوق کو لینا جانے نپائے زنگی دریا مین کود
اور اُس صندوق کو نکال لائے دیو سیماے زنگی نے حکم کیا کہ اس صندوق کو کھولو لوگون نے صندوق کو
کھولا اُسمین دیو دیوانہ بشکل انسان نکلا مگر بیہوش تھا لوگون نے صندوق سے باہر نکالا جب دیوانہ ہوش
مین آیا گریہ وزاری کرنے لگا کہ وہ میری زوجہ حور وش کہان ہے زنگی سب حیران ہوے اور کہا تیری زوجہ
کون ہے دیوانہ رویا اور حال مہربانو کا بیان کیا اب زنگیونکو معلوم ہوا کہ یہ دیوانہ کسی پر عاشق ہے زنگیون
نے کہا رو نہین شراب تو پی صبر کر دل کو اپنے سنبھال وہ معشوقہ بھی تجکو ملجائیگی دیوانہ بیٹھا اور شرابخواری
کرنے لگا ناگاہ دور سے دریا مین ایک کشتی نمودار ہوئی جب وہ کشتی قریب آئی اور دیوانے نے مہربانو کو دیکھا
پہچانا بیساختہ زنگیون کو للکارا اور مارنے کو اُٹھا کہا کہ اس جگہ سے تم سب چلے جاؤ کہ میری معشوقہ آ پہونچی
یہ کہکر کنارے پر آیا اور کشتی کو پکڑ کر کھینچا مہربانو نے جو دیوانے کو دیکھا بہت خوش ہوئی اور کشتی سے باہر آئی
زنگیونکو دیکھکر ڈری جب دیو سیماے زنگی کی نگاہ اُس حور وش عاشق کش پر پڑی ہزار جان سے عاشق
ہو گیا اور بیساختہ بولا کہ لو یہ تو میری پری پیکر ہے مین اس مہ لقا پر ہمیشہ سے جان دیتا تھا اور یہ میری قدیم
معشوقہ ہے دیوانے نے یہ سُنکے ایک چیخ ماری اور للکار کر کہا او بچیا سیاہ رو یہ معشوقہ میری ہے تو کیا بکتا ہے دیو
سیماے زنگی نے کہا تو کیا بکتا ہے چپ رہ یہ میری معشوقہ قدیم ہے دیوانہ تو بادۂ عشق سے سرشار تھا
صراحیان شراب کی زنگیون کو اُٹھا اُٹھا کے مارنا شروع کین سب زنگی نے رنگ کر کے اُس دیوانے پر ٹوٹ پڑے
اور دیوانے کو پکڑ لیا اور مشکین باندھ کے ڈالدیا دیوانہ زنگیون کو بُرا بھلا کہنے لگا لوگ ہنسنے لگے کہ یہ عجیب
قسم کا دیوانہ ہے بعضون نے ارادہ قتل کرنے کا کیا دیو سیماے زنگی نے کہا کہ اسکو قتل نہ کرو اگر دیوانہ ہے تو
اسکو قید مین رکھو مہربانو رونے لگی اور دیوانے کیطرف دیکھ کے کہتی تھی کہ تجسے مین دور ہوئی تیرے وصل سے
محروم ہوئی ایک دیو سیاہ کے دام مین پھنسی مہربانو بہت مجبور و ناچار تھی دیو زنگی نے اپنے پہلو مین
لیکر مہربانو کو بٹھایا اور بوس و کنار کرنے لگا مہربانو نے دیوانے کو دیکھکر کہا اے بادشاہ حسن و خوبی مثل
تیرے صورت و سیرت مین کسی کو نہین دیکھتی ہون یہ دل چاہتا تھا کہ رات دن تیری بغل مین رہون مگر
کیا کرون فلک نے نہ چاہا دیوانے نے کہا او فاحشہ پہلوے زنگی مین بیٹھی ہے اور مجھپر طعنہ زنی کرتی ہے آ
میرے پہلو مین بیٹھ کہ تجھے تو مزہ زندگانی کا اُٹھے کبھی رو رو کر اس زنگی کو کہتا تھا اے تیرہ درون تو نے
مجکو باندھ کے مجبور کیا اگر مین کھلا ہوا ہوتا تو اسوقت اس زن فاحشہ کو اور تجکو تباہ دیتا ادھر مہربانو نے
ایک گلابی شراب کی اُٹھا اور اُس مین بیہوشی ملا اور جام لبالب کر کے زنگی کے ہاتھ اُس دیوانے کو

بھیجا کہ اس دیوانے کو بھی شراب پلا دو دیوانے نے کہا ای مہربانو تو بالکل اندھی ہو گئی ہی مجکو زنگی بے
شراب پلواتی ہی کیا ہوا اگرچہ میرے ہاتھ بندھے ہین پیالہ شراب کا لا اور میرے منھ سے لگا کہ دل خوش ہو یہ سنکے مہربانو نے
اور بعکس دیوانے کے کیا کہ جام شراب ناب لبریز کرکے منھ سے زنگی کے ملایا اور دیو سیاہ زنگی کو سامنے دیوانے کے
پے در پے کئی جام پلائے اور سب زنگیون کو اپنے ہاتھ سے شراب پلائی تھوڑی دیر مین نشہ شراب کا زنگیونکو ہوا ایسے
بدمست ہوے کہ آخرکار سب بیہوش ہو گئے کسی کو اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا مہربانو اٹھی اور دیوانے کو کھولا اور
ایک خنجر نکال کے دیوانے کو دیا کہا کہ ان سب زنگیون کے سر تن سے جدا کر دیوانے نے اسی وقت سب زنگیون کے
سر کاٹ کے ڈالدیے اور کشتی پر سوار ہو کر لشکر امیر باتوقیر کیطرف روانہ ہوا دیوانہ بہت شادمانی آغوش مین اس
معشوقہ کو لیکر بیٹھا کشتی تو رو مین چلی جاتی ہی اور دیوانہ مہربانو سے بوس و کنار کر رہا ہی یکایک وہ کشتی بیچ دھارے
مین پہونچی موج دریا نے طمانچہ طوفان کا مارا کشتی اس جگہ سے اچھلکر علیحدہ دھارے سے دور جا کر گری وہان
پہاڑ کے بڑے بڑے ٹھیکرے پانی مین تھے کشتی اسپر گرتے ہی پاش پاش ہو گئی اور پیندا کشتی کا پھٹ گیا پانی کشتی
مین بھرا کشتی کے سب تختے الگ ہوے دیوانہ پانی مین گرکر غوطے کھانے لگا پہاڑ کا ٹکڑا جو ہاتھ کے نیچے آیا
اس پتھر کو تھام کر پہاڑ پر آ ٹھہرا ہوا دیکھا کہ مہربانو ایک بڑے پرناؤ کے بیٹھی ہوئی بہی جاتی ہی مگر زار زار روتی
ہی اور بہت نالان و ہراسان مجبور و ناچار ہی دیوانہ دیکھ رہا ہی کہ مجھ سے اور معشوقہ سے ہزار ہا کوس کا فاصلہ
ہی کبھی روتا ہی کبھی دیوانہ وار ہنستا ہی کبھی کہتا ہی کہ ہائے افسوس مین نے اپنی معشوقہ کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا دیکھیے
اسپر کیا گذرتی ہی دیوانہ تو یہ کہتا رہگیا اور تختہ مہربانو کا بہتا ہوا بعد دو روز کے ایک مقام پر پہونچا مہربانو نے
دیکھا کہ کشتیان سوداگرون کی آتی ہین غرضکہ تختہ قریب کشتی سوداگر کے آیا سوداگر نے جو ایک مہ جبین
مہروش حسین حور لقا کو اس طوفان مین دیکھا کہ ایک پارہ تختہ پر بہی آتی ہی جلدی سے جھک کر اس نازنین کا ہاتھ
پکڑ لیا اور اٹھا کر اپنی کشتی مین بٹھا لیا جب اس نازنین کے حواس درست ہوے حال پوچھا اس نازنین نے کہا
کہ مین کنیز ایک سوداگر کی ہون کشتی طمانچہ طوفان دریا سے ٹوٹ گئی آقا میرا مع مال و اسباب سوداگری غرق محیط قضا
ہوا مین ایک تختے پر بہکر یہان پہونچی سوداگر نے اس سے وصل کی خواہش کی اس نازنین نے کہا ای سوداگر تو مجھپر ظلم و
ستم نکر میری حرمت کا احترام کر حرام کرنے سے دست بردار ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی اس سے بہتر یہ ہی تو مجکو کسی
کے ہاتھ بیچ لے کہ پیشہ سوداگری مین اسکا کچھ مضائقہ نہین ہی سوداگر اس نازنین کے انکار محض سے مجبور رہا اور
کشتیون کو اپنی ملک فرنگ کی طرف روانہ کیا ہمراہ اس نازنین کو بھی لیا بعد چند روز کے وہ کشتیان سوداگرونکی
کنارے دریا کے زیر قلعہ قدرت پہونچین رستم نے سنا کہ چند سوداگرون کی کشتیان زیر قلعہ ٹھہری ہین اور ایران
کیطرف سے یہ سوداگر آتے ہین رستم دل مین خوش ہوا اور کہا کہ انسے کچھ حال امیر کا ضرور دریافت ہوگا ان سوداگرون
کو ضرور بلانا چاہیے ہی یہ سوچ کے رستم نے اپنے عیار کو بھیجا اور کہا کہ سوداگر کو بلا لا عیار گیا اور سوداگر کو اپنے
ساتھ بلا لایا سوداگر نے علمشاہ کو مجرا کیا رستم نے کہا ای سوداگر تیرا کہان سے آنا ہوتا ہی اس نے کہا
ایران کی طرف سے آتا ہون رستم نے کہا مجکو کچھ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہی سوداگر
نے کہا مین کنارے دریا کے اترا ہوا تھا اور امیر باتوقیر بھی مع لشکر وہین جلوہ آرا تھے سنا مین نے کہ امیر قباد پر
بہت خفا ہوے اور مہرنگار نے جو سعی کی انسے بھی آزردہ ہوے قباد کو بہت ناگوار ہوا اور وہ پہر رات گئے
قباد شہریار غائب ہو گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا مگر کہین پتا قباد کا نہ لگا امیر بہت محزون و

غمگین

نالان ہین اور محل مین گریہ وزاری کا شور ہی ملکہ مہرنگار نے مفارقت مین اپنے پارۂ جگر قباد شہریار کی غیر
حال کیا ہی علمشاہ سُنکے چپ ہو رہے اور سوداگر سے پوچھا کہ کچھ تحفہ جات اُس طرف کے لایا ہی سوداگر نے عرض
کیا بہت کچھ اسباب عمدہ عمدہ لایا ہون اور منجملہ اُن اشیاے سوداگری کے ایک کنیز بہت حسین وخوبصورت مثل آفتاب
درخشان کے لایا ہون رستم نے کہا مین اُس کنیز کو دیکھون واسطے مہرانگیز کے مین خریدکرونگا سوداگر نے اُسیوقت
مہربانو کو بلواکر رستم کو دکھایا جیسے ہی رستم نے مہربانو کو دیکھا اور مہربانو نے علمشاہ پر نگاہ کی دونون نے
پہچانا کس واسطے کہ رستم نے مہربانو کو لشکر امیر باتوقیر مین بہت دیکھا تھا مہربانو رستم کو دیکھ کے دعائین
دینے لگی اور کہا ای شہریار مین کنیز کسی کی نہین ہون مین دختر سرخاب گلہ بان امیر باتوقیر ہون میرا نام
مہربانو ہی پھر مہربانو نے تمام سرگذشت اول سے آخر تک دیوانے کا حال اور اُسکا عاشق ہونا اور اپنا بھی
مائل ہونا اور کیفیت دیو سیماے زنگی وغیرہ کی سب بیان کی رستم یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ وہ دیوانہ میرا
بہت بڑا دوست ہی کیا ہوگیا مہربانو نے کہا وہ دریا مین رہ گیا نہین معلوم کہ زندہ ہی یا غرق دریا ہوا علمشاہ
نے کہا تو گھبرا نہین شاد وخرم ملکہ مہرانگیز کی خدمت مین رہ جبتک امیر آئین شاید کہ دیوانہ اُنکے ہمراہ آئے ای
مہربانو اگر دیوانہ زندہ ہی تو ضرور تجھسے آکر ملیگا اور اگر مرگیا تو صبر کر اب خدا پر توکل کرکے ملکہ مہرانگیز کے پاس
عیش وعشرت مین مشغول ہو پھر علمشاہ نے سوداگر سے کہا کہ یہ نازنین کسی کی کنیز نہین ہی بلکہ کنیز یہ ہماری
ہی سوداگر بہت شرمندہ ہوا اور اُسکے عوض مین کنیزین اس سوداگر کو دیدین اور مہربانو کو داخل حرم محترم
یعنی ملکہ مہرانگیز کی خدمت مین بھیجدیا اور آپ منتظر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان رہا اور مدام
دل سے یہی دعا ہی کہ پروردگارا جلد امیر باتوقیر کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کر اور جلوۂ نور صاحبقرانی
آنکھون سے دکھا کہ پھر وہی جلسۂ عیش وعشرت مہیا ہو اُدھر وہ سوداگر خوش وخرم اُن کنیزون کو لیکر
علمشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آکر رستم کی تعریف وتوصیف از حد کرنے لگا اور کہا کہ حقیقت مین نسل
امیر باتوقیر یہ جوان بےنظیر ہی یہ خلق اور یہ مروت اور چہرے سے شان شجاعت وبہادری اور ہمت ومردانگی
کسی فرد بشر مین نہین دیکھی اگر ایسا صاحب ہمت وشوکت وصولت نہوتا تو تنہا ملک فرنگ پر کیونکر تاخت کرتا
اُس سوداگر نے علمشاہ رومی کی بڑی تعریف کی تمام متعلقین سوداگر حال علمشاہ سُنکر وجد کرنے لگے

دو کلمے داستان مسافت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

محزونگان دل پُر ملال اس داستان الم نشان کو اسطرح لکھتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران زمان کو رنج
وملال گم ہوجانے سے قباد شہریار کے تھا کہ چند دن مین چہرہ اُتر گیا اور غذا وغیرہ کبھی ترک ہوگئی اور کوئی بات
خوش نہ آتی تھی یہ سبب اسی رنج والم کے ایک مہینا کامل لب دریا فروکش رہے اور یہ بھی خیال دل پُر ملال
کو تھا کہ شاید قباد شہریار آجائے اور برابر ہر روز عیارون کو چہار طرف براے تلاش قباد شہریار بھیجا کرتے
تھے مگر کہین پتا ونشان اُس گم کردۂ راہ غم وآلام کا نہ ملا پریشانی امیر باتوقیر سے تمامی لشکر اور سردارانِ
نامور کو صدمۂ عظیم تھا اور طریقۂ شادمانی برطرف تھا غرض کہ ایک روز جو امیر باتوقیر نے شب کو بستر خواب
پر استراحت فرمائی عالم رویا مین ملاحظہ فرمایا کہ ایک مقام پر نہایت فرحت افزا مکان خوشنما ہی اور گرد
اُسکے چمن بندی ہی نہرین لبریز پانی خوشگوار لہرین مارتا ہی گلدستے چارون کونون پر گلہاے رنگارنگ
کے رکھے ہین اشجار باردار جھوم رہے ہین میوے کوناگون لگے ہین بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان

کھل کھل کر جابجا مہک رہی ہین اور طیور بھی زمزمہ سنج ہین سرو گلستان استادہ ہین کہین کوکو کا شور کہین یاہو
کی صدا بلند ہی ایک مرد بزرگ پوشاک سبز پہنے اور عمامہ سبز سر مبارک پر رکھے جریب بادام تلخ کی مثل عصاے
موسی عمران دست حق پرست مین ہی امیر باتوقیر نے اُس صاحب شان و شوکت کو دیکھکر سلام کیا اُن بزرگوار
نے بلطف و مدارا امیر سے فرمایا ای حمزہ اسقدر کیون محزون اور نالان ہی رنج و ملال کو دل سے دور کر راہ خدا مین
کارنمایان پر مستعد رہ پاے مردی سے کوتاہی نہ کرنا چاہیے کہ پروردگار عالم و عالمیان جامع المتفرقین ہی بچھڑون کو
ملاتا ہی غمزدون کو شاد کرتا ہی برباد شدگان کو آباد کرتا ہی تو قباد شہریار اپنے فرزند دلبند کیواسطے کیون ہراسان ہی
وہ بھی جرأت و ہمت تجھے دکھائیگا اور کفار کو قتل کریگا اسلام کو رواج دیگا تیرا نام بلند ہوگا ضرور ایک روز تجھے
ملیگا تیرا دل مسرور و شاد کام کریگا اب تجکو لازم ہی کہ یہانسے کوچ کر ملک فرنگ کی طرف روانہ ہو کہ انشاء اللہ
تعالے قباد شہریار سے وہین ملاقات ہوگی غرضکہ امیر باتوقیر یہ خواب دیکھ کے بیدار ہوے اور عمرو و لندھور
اور مالک کو بلایا اور حال شب کے خواب کا بیان کیا اور فرمایا ای خواجہ لشکر مین منادی کرو کہ ہم ملک فرنگ
کیطرف کوچ کیا چاہتے ہین سب مستعد ہون اور اپنا اپنا سامان درست کرین کاروبار سفر مین ہوشیار رہین یہ
سنکے خواجہ عمرو نے جا کر لشکر مین منادی کوچ کی کردی تمام سردار و لشکریان مسلح و مکمل ہو کر درست ہوے یہان
عمرو سے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کشتیان تیار کراؤ اور اسباب و خیمہ و بارگاہ بار کراؤ عمرو نے سب کشتیان وغیرہ
درست کرا کے اسباب بارگاہ وغیرہ لدوائے سب کشتیون پر سوار ہونے لگے عمرو کا ڈر کے مارے عجب حال ہوا
پانی کا شور دھارے کا زور موجون کی لہرین دیکھکر دم پر بنی کہا یا امیر آپ جائیے مین نہ جاؤنگا سردارون وغیرہ
نے روپیے کا لالچ دیا اور کہا کہ فرنگ مین بہت زر و جواہر ہی اگر تم چلوگے تو یہ سب تمھین دستیاب ہوگا عمرو نے
کہا ایسا مال جہنم واصل ہو جب اپنی جان نہوگی تو وہ مال کون لیگا آخرکار امیر نے کچھ روپیہ عمرو کو دیا اور طمع زر
و جواہر امیر نے اور سردارون نے ملک فرنگ کی بہت کچھ دی عمرو راضی ہوا اسباب عمرو کا بھی کشتی پر بار کیا
اور ساعت نیک دیکھکر کشتیون کو روانہ کیا لیکن امیر نے پہر چلتے وقت پیر فرخار کو تاکید مزید تعمیر عمارت
خرسنہ کی بہت کی کہ وہ کارندہ خرسنہ روم تھا اُس سے کہا ای پیر خبردار کسی سے ڈرنا نہین مرد مردانہ
رہنا جو کوئی حریف و دشمن اسطرف کا رخ کرے مجکو فوراً اطلاع دینا اور جو کچھ خبر ملک ایران سے آئے
ہر روز مجکو لکھتے رہنا کہ مین اُسکی تدبیر سے غافل نہون اور وہین سے بندوبست یہان کا کرتا رہون الغرض امیر
باتوقیر اُس پیر کو سمجھا بجھا کر کشتی پر آئے اور بادبان کشتیون کے دریاے قہار مین چھوڑ دیے جب کشتیان
روانہ ہوئین امیر نے مُنھ طرف آسمان کے بلند کیا اور کہا ای پروردگار توہی ہر حال مین حافظ و نگہبان ہی تو
ان سب بیچارون کی ہر وقت چارہ سازی کیجیو اور بخیر و عافیت کنارہ بحر امید پر پہونچائیو اُسکے بعد یہ
شعر دمبدم ورد زبان کیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ؛ دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسہا ؛ اب کشتیان راہ پانی کی طے کرتی ہوئی ہوا پر چلی جاتی ہین کہین گرداب بلا
نظر آتے ہین کہین موجین اپنی لہرین دکھاتی ہین دھارے کا توڑ دیکھکے دل دہلنے لگتا ہی پانی کا شور دیکھ
حواس منتشر ہین امیر باتوقیر یا خالق بے نظیر کہتے ہوے چلے جاتے ہین غرضکہ راہ منازل آب قہار طے کرکے بعد
ایک ہفتے کے کشتیان اُس کوہ کے قریب پہونچین کہ جہان دیوانہ جناح بن قدوس بیٹھا تھا کئی روز گذرے تھے
کہ تشنہ و گرسنہ تھا آب و طعام سے مطلق آشنا نہوا تھا عجب عالم مایوسی جان سے بے ہراس دلگیر مضطر و نالان

حیران وپریشان چارطرف دیکھتا تھا مگر ہر سمت سوائے پانی کے یا وہ پہاڑ کہ جسپر بیٹھا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا دل مین کہتا تھا کہ ای پروردگار عالم تو نے مجھے کس بلا مین پھنسایا اب تو مجھپر رحم کر اور مجکو اس قید سخت سے رہائی دے کئی روز گذرے کہ مین تشنہ وگرسنہ ہون اب تو اپنی صفت رزاقی کی دکھا کہ اب تاب ضبط اس تیرے بندہ گنہگار عاجز ومجبور کو نہین ہی ابھی وہ دیوانہ یہ دعا کر رہا تھا کہ سامنے سے کشتیان نمودار ہوئین جیسے ہی اُس دیوانے نے کشتیون کو دیکھا شور وغل کرنے لگا اور دہائی خدا اور رسول کی دینے لگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ دیکھنا یہ سامنے پہاڑ پر کون غل مچاتا ہی ذرا پکار کر اس سے دریافت کرو عمرو نے ہاتھ اُٹھا کر آواز دی اور حال اور نام ونشان پوچھا دیوانے نے جواب تو دیا مگر پانی کے شور وغل سے اُسکی بات سمجھ مین نہ آئی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کشتی اُس طرف لیچلو جب کشتی قریب اُس پہاڑ کے آئی امیر اور عمرو نے جناح بن قندوس دیوانہ کو پہچانا اور اُسنے بھی سب کو پہچانا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کے اُسکا کھینچ کے چاہا کہ کشتی پر بٹھالین مگر نہ آسکا دیوانے نے امیر کو مجرا کیا صاحبقران نے دیوانے سے فرمایا کہ تو یہان کیونکر آیا اور اس مصیبت مین کس طرح پھنسا وہ گریہ وزاری کرنے لگا اور کہا کہ مین اپنا حال بیان کرونگا امیر نے کہا کہ خواجہ کسی طرح سے اُسکو لینا چاہیے عمرو نے بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی نہ بن پڑی امیر نے فرمایا کہ کشتیون کو لنگر کرا دو اور کشتیون کو قطار باندھکے دو رویہ استادہ کرو اور پردے باندھ دو دیوانے سے کہو کہ جست کرکے کشتی مین کود پڑے عمرو نے کہا امیر مجھسے یہ جھگڑا نہ ہوسکیگا مجکو پانی سے ڈر معلوم ہوتا ہی امیر نے کہا ای عمرو مین تجکو تین اشرفیان دونگا عمرو نے کہا لا دے امیر نے تین اشرفیان عمرو کو دین اور کہا کہ جلد اسکو کشتی پر لاؤ عمرو نے تدبیر اسی طرح کی اور پردے سب کشتیون کے باندھدیے لندھور نے آواز دی ای دیوانے جست کرکے کشتی مین آ دیوانے نے لندھور کو بُرا بھلا کہا اور یہ کہا کہ تو چاہتا ہی مین پانی مین گر کر ڈوب جاؤن یا ہاتھ پاؤن میرے کشتی مین گر کے ٹوٹ جائین مین مرجاؤن تو معشوقہ کو میری لے لے یہ سُنکے حمزہ صاحبقران وعمرو وغیرہ حیران ہوئے کہ یہ دیوانہ کیا کہتا ہی عمرو نے کہا ای حمزہ معلوم ہوتا ہی کہ دیوانہ کسی پر عاشق ہی پھر عمرو نے سب سے کہا کہ تم لوگ سب اس سے کہو اگر تو یہان آئیگا تو تیری معشوقہ ملجائیگی سب نے ایک زبان ہوکر پکار کر کہا ای دیوانے اگر تو کشتی مین پھاندیگا تو تیری معشوقہ سے تجھسے ملاقات ہوجائیگی نہین تو ہم کشتیون کو لیے جاتے ہین تو یہین تڑپ تڑپ کر مرجائیگا ناچار ہوکر دیوانے نے دل سے کہا اگر تو نہین جاتا ہی یہ لوگ سب چلے جائینگے نہین معلوم پھر تجھپر کیا گذرے الغرض دیوانے نے اپنی آنکھین بند کرلین اور جست کرکے کشتی مین آیا عمرو اُسکو امیر کے پاس لایا دیوانے نے امیر کو مجرا کیا امیر نے حال اُس سے پوچھا دیوانے نے ادل سے ساری حقیقت اپنی بیان کی اور کہا کہ جب مین نے زنگیون کو قتل کیا اور معشوقہ کو لیکر کشتی مین بیٹھا کشتی میری بیچ مین آکر ٹوٹ گئی معشوقہ میری ایک تختے پر بہتی ہوئی معلوم نہین کہان گئی اور مین اس کوہ پر رہ گیا یہ کہکر لندھور کی طرف پھر کے کہا کہ تم کہتے تھے اور اقرار کیا تھا کہ مین تیری معشوقہ کو دونگا لا کہان ہی لندھور دیوانے کی باتین سُنکر ہنسنے لگا دیوانے نے بڑھ کے لندھور کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کہ مین تجھسے اپنی معشوقہ کو لونگا لندھور نے کہا ای دیوانے تیری معشوقہ میرے پاس نہین ہی مجکو چھوڑ دے دیوانہ گریبان کسی طرح نہ چھوڑتا تھا اور کہتا تھا تو میری معشوقہ کو دے یا مجکو پھر اسی کوہ پر پہونچا دے جب معشوقہ میری مجھسے ملجائیگی تو مین اُسکے ساتھ آؤنگا غرضکہ دیوانہ یہی کہتا ہی اور نالہ وزاری کرتا ہی تمام سردار وعیار

اُسکی دیوانگی پر ہنستے ہین عمرو نے کہا ای دیوانے رو نہین شور و غل نہ کر صبر کرنا چاہیے معشوقہ کو تیری تجھسے خدا
ملادیگا تو منتظر رہ غرضکہ عمرو وغیرہ نے دیوانے کو سمجھا کر مطمئن کیا اب کشتیون کے لنگر اُٹھے اور سب کشتیان روانہ
ہوئین بعد چند روز کے ایک طوفان عظیم آیا صدہا جہاز و کشتیان غرق دریاے اجل ہوئین جہاز مثل برگ
خزان دیدہ ہواے تیز و تند مین اُڑ گئے مگر کشتیان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی مثل گرداب چکر مین
اِدھر اُدھر پھر رہی ہین راہ پر نہین آتی ہین پانی بانسون اُچھل اُچھل کر کشتیون کو تباہ کرتا ہی آگے بڑھنے
نہین دیتا ہی اسی حال پر ملال مین چار مہینے اُسی مقام دریا مین گذرے تمام لشکر امیر و سردار وغیرہ حیران و
پریشان ہین اور زندگی سے سب کو ہراس ہی سب آٹھون پہر دعائین کرتے ہین جب امیر کشور گیر نے دیکھا کہ
طوفان کسی طرح برطرف نہین ہوتا اور کشتیان سب تباہی مین پڑی ہین ایک مقام سے دوسرے پر پہنچتی نہین ہین
بہت حیران ہوئے اور بیقرار ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور دل رجوع کرکے بدرگاہ قاضی الحاجات مین
مناجات کرنے لگے ای پروردگار عالم ای نوح غریبان اس تلاطم دریاے قہار سے ان کشتیون کو نجات دے
اور اپنی رحمت کاملہ نازل کرکے ساحل مقصد پر پہونچا دے فوراً بآستدعاے امیر با توقیر وہ طوفان بعد چار مہینے
کے دور ہوا ملاحون نے آکر مژدۂ رحمت پروردگار سُنایا کہ حق تعالیٰ نے اس بلاے طوفان سے نجات دی اور
سفر بھی تمامی پر ہی یقین ہی کہ ایک دو روز مین ساحل مراد پر پہونچین امیر نے یہ سُنکے سجدہ کیا اور بہت خوش ہوئے
اور منھ اُن ملاحون کا موتیون سے بھر دیا اور سب سردار وغیرہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور امیر با توقیر کو
سب نے نذرین دین گویا وہ دن روز عید تھا کہ پروردگار عالم نے رحم کیا اور جانین سبکی بچائین غرضکہ پانچ روز
اور راہ دریا کی طی کی چھٹے روز کشتیون کا لنگر کنارے پر ہوا سب لشکر امیر کا اُترا خیمے بارگاہ برپا ہوے سب سردار
اپنے اپنے خیمون مین آئے اور امیر با توقیر بارگاہ مین داخل ہوئے عیارون نے آکر کہا یہ مقام دربند ریحانیہ
ہی اور لشکر علمشاہ بھی اسی مقام پر ہی یہ سُنکے امیر با توقیر اور زیادہ خوش ہوئے اور بعیش تمام وہان رہنے لگے
مگر اب فکر قباد شہریار کی ہی کہ کسی طرح قباد کا پتا لگے اور نشان معلوم ہو ہر ایک عیار طرار سے کہا کہ جو کوئی
قباد کا حال اور خبر نیک کہیگا مین اُسکو بہت کچھ انعام دونگا اور خوش کرونگا اس قصے کو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب دو کلمے داستان شوکت نشان قباد شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

رہروان راہ قلزم زخار طبیعت اس داستان شوکت نشان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ قباد شہریار
دو پہر رات گئے لشکر امیر با توقیر سے پوشیدہ ہو کر کنارے دریا کے آئے اور ایک کشتی تلاش کرکے اُسپر سوار
ہوئے اور شکر پروردگار عالم کرتے ہوئے چلے تین شبانہ روز کشتی پانی مین روان رہی تین دن تک
نہ کھانا نہ پانی تشنہ و گرسنہ غیر حال یاد خدا مین چلے جاتے ہین چوتھے روز سامنے ایک شہر دکھائی دیا دلمین
قباد بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اس مقام پر چلکے اُتریے کہ کچھ آرام ہو تھوڑی دیر استراحت کیجیے یہ سوچ کر
قباد کشتی کو پھیر کر برابر جزیرے کے لائے اور کشتی سے اُترے اور کشتی کو باندھ دیا اور جزیرے مین داخل ہوکے
اِدھر اُدھر سیر کرنے مین مشغول ہوئے جب جزیرے کے اندر آئے دیکھا کہ عمدہ و نایاب عمارت آراستہ و پیراستہ
ہی کہ کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی اور اسباب اُسمین نہایت تحفہ تحفہ ہی لیکن کوئی اُس جزیرے مین آدمی
نہین ہی قباد حیران ہوئے مگر بھوکے جو بہت تھے طعام کی تلاش مین چار طرف پھرے جاتے جاتے ایک
دروازہ باغ کا دکھائی دیا اُس باغ مین قباد شہریار آئے دیکھا وہ نہایت شگفتہ و شاداب ہی اُس مین

بارہ دری بہت عمدہ ہی اُس بارہ دری مین جو آئے فرش وغیرہ آراستہ پایا مسند زرین بچھی ہوئی اور ایک
مقام پر خوان کسے ہوئے مُہر کیے ہوئے طعامہاے لذیذ کے رکھے ہین قباد نے خوانون کی سب مُہرین توڑ ڈالین
اور بیٹھکر بسم اللہ کرکے کھانا کھانے لگے جب طعام لذیذ کھا کر سیر ہوئے شکر خدا کیا ہاتھ مُنھ دھوکر اب مشغول
سیر ہوئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی دیکھا کہ دروازے پر اُس باغ کے غوغا بلند ہوا قباد شہریار باہر
باغ کے آئے دیکھا کہ ایک جوان رعنا قوی ہیکل لباس انگریزی پہنے مسلح و مکمل اور چالیس جوان اسی صورت
کے ہمراہ اُسکے ہین وہ للکار رہا ہی کہ کون ہمارے گھر مین بغیر ہماری اجازت داخل ہوا ہی اور دیکھا
کہ اُسکے ہمراہ تین جہاز بھرے ہوئے زر و جواہر کے ہین اور اسباب بیشمار ہی قباد کو وہ دیکھکر پکارا کہ
تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی قباد نے کہا مین مرد غریب مسافر ہون کشتی میری اس مقام پر آکر ٹوٹ گئی
مین یہان آکر ٹھہر گیا اُس جوان کو غصہ آیا اور کرچ کھینچکر قباد کو ایک ہاتھ مارا اور کہا کہ بے اجازت تو مکان
غیر مین کیون آیا قباد نے خالی دیکر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور جھٹکا مار کر کرچ اُسکی چھین لی اور بند و بست کو
تھام کر مرکب سے اُٹھا لیا وہ چالیس آدمی جو اُسکے ہمراہ تھے قباد پر تلوارین کھینچکے ٹوٹ پڑے قباد نے
اُس جوان کو بجاے سپر ہاتھ مین لیا اور لڑنا شروع کیا جو قریب آیا اُسکو بضرب شمشیر قتل کیا جب نصف آدمی
اُسکے مارے گئے اُس جوان نے کہا اے بہادر اب مین تجھسے زیر ہوا مجکو چھوڑ دے اور اپنا نام بتا مین نام خدا پر
ایمان لاچکا ہون مجھسے ایک بزرگ نے کہا تھا کہ اس سال مین اپنا نام و ایمان نہ ظاہر کرنا اے بہادر حال میرا
کوئی نہین جانتا ہی تجھسے اپنا حال فقط ظاہر کیا ہی قباد نے اُسکو چھوڑ دیا اُسنے کہا نام میرا فیروز زہر خوار
ہی اور یہ نام مین نے اسواسطے رکھا ہی کہ مین ہمیشہ تین مثقال زہر کھایا کرتا ہون اے جوان شن مین ایک
امراے مرزوق شاہ فرنگی سے ہون ایک روز مجھسے اور مالاگرد فرنگی سے تکرار ہوئی اور مالاگرد فرنگی جو
سپہ سالار مرزوق شاہ ہی اُسنے اُسکی طرفداری کی اور مجھپر غصہ ہوا مگر مجھسے اور مالاگرد سے نزاع قلبی ہوگئی مرزوق شاہ
نے جو دیکھا کہ یہ مالاگرد فرنگی کا دشمن ہی سال بھر تک مجکو مرزوق شاہ نے قید مین رکھا میرے عزیز و اقربا
نے بہت چاہا کہ مجکو رہا کرین مرزوق شاہ نے میرا گناہ نہ بخشا اور رہا نہ کیا لیکن مجھسے اور مالاگرد سے جو
نزاع تھی بعد سال بھر کے مرزوق شاہ نے مجکو قید سے رہا کیا اور مجھسے کہا کہ تو فوج لیکر فرنگ کو چک
پر جا اور خدمت ارشی تاجدار و قرشی تاجدار مین رہ کسواسطے کہ یہان سے فرنگ کوچک تین مہینے کی
راہ کا فاصلہ ہی اور وہان ایک کوہ واقع ہی کہ اسکو جبال الحراق کہتے ہین وہان کے یہی ارشی و قرشی
حاکم ہین اور بادشاہت کرتے ہین مگر شاہ صفاترک کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہی ملک ماچین و فرنگ و
حبش اُسکے قبضے مین ہین ہر سال واسطے لڑنے کے لشکر لیکر ارشی و قرشی پر جاتا ہی اور مار کر تباہ و برباد
کرتا ہی تو اُسکو نہ آنے دینا اور مار کر ہٹا دینا مین فوج لیکر مرزوق شاہ سے فرنگ کوچک پر آیا اور ارشی و
قرشی کی خدمت مین بصد اعزاز و اکرام رہا جب شاہ صفاترک لشکرکشی کرکے آیا ارشی و قرشی بھی فوج کو
صف بہ آراستہ کرکے میدان نبرد مین پہونچا اور لڑائی ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ ترک فلک نے پناہ مانگی کشتون
کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے قریب تھا کہ شاہ صفاترک کو شکست دون کہ اسلم فرنگی سے مقابلہ
ہوا اُسنے کرچ کا وار کیا مین نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا اسپ مرکب دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مین نے
للکار کر کہا او کفار رو کہان آج رستم اور اسفندیار ہین کہ میرا مقابلہ کرین ناگاہ رزمیا بان گروہ برجاستہ

دیکھا کہ جبال الحراق کی طرف سے پانچ ہزار سوار شاہ صفا ترک لیکر آگیا مین نے وہ شمشیر زنی کی کہ اُنکے
دانت کھٹے ہوگئے ہزارون کا خون بہ گیا مین نے اُنکو بھیڑون کی طرح سے کاٹ کر ڈالدیا مگر نوشتۂ تقدیر
سے مجبور ہو گیا مجھ سے شاہ صفا ترک کا سامنا ہوا اور بعد بہت دیر نیزہ بازی کے اُسکے ہاتھ سے زخمی
ہوا ای جوان رعنا یہ چالیس آدمی میرے بھائی ہین اور میرے محرم راز ہین آخر مین شاہ صفا ترک سے
شکست کھا کر بھاگا اور مع چالیس برادرون کے اس جزیرے مین مقیم ہوا پانچ برس مجکو یہان رہتے ہوے
گذرے ہین مین اب پیشہ قزاقی کا کرنے لگا ہون جو قافلہ کہ ادھر سے آتا ہی اُس کو لوٹ لیتا ہون اور سکو
مار کر دریا مین ڈال دیتا ہون مگر جو قافلہ کہ مسلمان کا آتا ہی اُس سے نہین بولتا اور کافرون پر بدعت و
ظلم کر کے مال و اسباب چھین لیتا ہون ہرچند لوگون نے مجکو تلاش کیا مگر نہ پایا البتہ تو نے مجکو بہ ضرب دست زیر کیا
اب تو اپنا نام اصلی بتا قباد نے کہا منم قباد شہریار پسر حمزۂ صاحبقران عالی وقار اور حال اپنا سب
بیان کیا اُس جوان نے کہا الحمد للہ اب تو مجکو اپنی خدمت مین رکھ قباد نے کہا مین خود تیری ہمراہی مین
رہونگا اور تیری ہمراہی مجکو اولی تر ہی کہ تو نے مجکو اپنے جزیرے مین رہنے کی جگہ دی غرض کہ قباد شہریار
وہان رہنے لگے تین دن کے بعد اُس جوان سے قباد نے کہا کہ مین اب پھر فرنگ کوچک کو جاتا ہون اور
کافرون کو درہم برہم کر کے ملک کو مسخر کرتا ہون اگر خدائے عز وجل توفیق کریگا تو لشکر لیکر آؤنگا آخر الامر
قباد شہریار کنارے دریا کے آئے اور لوگون سے فرنگ کوچک کی راہ دریافت کی لوگون نے کہا کہ
دامن کوہ کو تھامے ہوئے چلے جاؤ یہی راستہ سیدھا ہی فرنگ کوچک مین پہونچ جاؤگے یہ سُنکے قباد
کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تین شبانہ روز برابر چلے کہ اُسی پہاڑ کے برابر درۂ جبال الحراق اور
ایک صحرائے لق ودق نمودار ہوا اب قباد شہریار اُس صحرائے لق ودق مین پہونچے اور جبال الحراق کے
نیچے نیچے چلے جاتے ہین یکایک اس کوہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش پیدا ہوا دیکھا کہ مرکب ابلق پر
سوار مسلح و مکمل مردانہ وار ایک جوان ہی آکر نعرہ کیا کہ تو کون ہی قباد شہریار نے بھی للکارا کہ او زن باکرہ
نقابدار مجلے کہان آئی اور نام بہادران اولوالعزم کا کیا پوچھتی ہی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ تو
اپنے کو بہادر اور شجاع جانتا ہی قباد نے کہا بیشک مین بہادر ہون کہ بیٹا شجاع اور دلیر کا ہون نقابدار
نے کہا ہشیار اور خبردار ہو یہ کہکر نیزہ مارا قباد نے نیزے کو سپر پر روکا اسقدر طعنین چلین کہ دونو نیزے
ٹکڑے ہو کر گر پڑے قباد نے تلوار کھینچی نقابدار ہنسا قباد نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے خالی دیکر
قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون مگر نہ ممکن ہوا بند و بست قباد شہریار کو تھام کر مرکب سے اُٹھالیا
قباد کو صدمۂ عظیم ہوا اور تکان سے بیہوش ہوگئے نقابدار نے زمین پر رکھدیا جب ہوش آیا درگاہ خدا
مین دعا کی ای رب پاکذات و ای پروردگار عالم تجھسے عزت و حرمت کا ملتجی ہون اور اب تو مجھکو بھی بقدر
طاقت و قوت عطا کر کہ برابر سرداران امیر کے ہون اور دشمن پر غالب رہون کیونکہ والد نامدار حمزۂ
صاحبقران عالیوقار سے روگردان ہو کر آیا ہون اب جو پھر کے جاؤنگا تو اُنکے سامنے شرمندہ و نادم
ہون یہ دعا کر کے قباد اپنے مرکب پر سوار ہو کر چلا ناگاہ قباد نے دیکھا کہ کوہ سے ایک بزرگ نورانی
صورت پیدا ہوے شان خدائے جلیل چہرے سے ہویدا اور سبز پوشاک زیب جسم انور عمامہ نورانی سر مبارک
پر اور لکہ ہاے نور چار طرف سے احاطہ کیے ہوئے اور گرد اُنکے چند بزرگوار سبز پوش ہمراہ قریب

قباد کے آگے آکر کھڑے ہوئے ایک سبز پوش نے اُن سے کہا کہ یہ پسر حمزہ ہی اور مراد اپنی کہتا اور دعا کرتا ہی
کہ جلد میری مراد بر آئے یہ کہکر اُس بزرگ سبز پوش نے کیا کام کیا کہ کمربند قباد کی کمر سے کھولا اور اُن سبز پوش
کے ہاتھ مین دیا اُنھون نے کمر مین پھر باندھ دیا اور پشت اور سر پر بشفقت تمام ہاتھ پھیرا قباد شہریار کا مرکب
وہین کھڑا ہوا تھا کمر مین قباد کی ہاتھ ڈال کر مرکب پر سوار کیا اور فرمایا کہ ای قباد تو کچھ غم و الم نہ کر تیرا
پروردگار حامی و مددگار ہی جا اپنے لشکر مین اور باپ سے اپنی خطا کو بخشوا کہ وہ از جانب خداوند جلیل
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران ہی اور وہ فراش راہ محمدی ہی اب کوئی تجکو مرکب سے جدا نہین کر سکتا اور
کوئی تجھپر عنیر کف غالب نہین آسکتا پس تیرا جو مطلب تھا وہ بر آیا اور کچھ باقی ہی اور چند کار جنگ تجھ سے
نمایان ہونگے ایک سبز پوش اُن سب سبز پوشون مین سے بڑھا اور مبارکباد قباد شہریار کو دی قباد
شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ یہ بزرگ سبز پوش کون ہین اُنھون نے کہا ارے تو انکو نہین جانتا یہ حضرت
آدم صفی اللہ علیہ السلام ہین قباد آگے بڑھا اور پابوس ہوا اور ہاتھ اُنکے آنکھون سے لگائے اور چومے
یکایک قباد کو ہوش آگیا اب جو آنکھ کھول کے دیکھا اپنے تئین پشت مرکب پر پایا اور قباد از سر تا پا
عرق جسم مین غرق تھا اور اپنے مین قوت اور طاقت اور شان و شوکت دہ چند سے بھی زیادہ پائی کہ
یہ طاقت اپنے جسم اور دست و پا مین کبھی نہ دیکھی تھی قباد بہت خوش ہوا اور گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت
نماز شکر کی بجا لایا اور سجدۂ شکر مین جا کر الحاح و زاری درگاہ جناب باری مین یون کرنے لگا ای پروردگار عالم
و عالمیان مین ایک بندۂ ناچیز مور ضعیف ہون تو نے یہ الطاف و کرم فرمایا اگر ہر بن موے تن زبان ہو جائے
تو بھی تیرے ان احسانون کا شکر ادا نہ ہو سکے تجھی سے ہر وقت مدد کا طلبگار ہون تو ہی میری ہر جگہ حمایت
و اعانت کرنا یہ کہکر سر سجدۂ شکر سے اُٹھایا اور کہا کہ اب وہ سوار کہان ہی آئے میرے سامنے کہ پوست
استخوان سے اُسکا جدا کرون یہ کہکر اُس جنگل مین گھوڑا دوڑایا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا جنگل مین ایک درخت
چنار کے نیچے وہی نقابدار قالین بچھائے ہوئے بیٹھا ہی اور نقاب چہرے سے اُلٹے ہوئے ہی اور بارہ ہزار
نقابدار سبز پوش گرد اُسکے کھڑے ہین اور کچھ لوگ سوتے ہین اور کچھ جوان اُسکے پاس بیٹھے ہین جیسے ہی
اُس نقابدار پلنگینہ پوش نے دور سے دیکھا فوراً نقاب چہرے پر ڈالی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور نعرہ کیا
کہ او طفل تو شیرون کے مقابلے پر یون دلیرانہ آیا قباد نے کہا اب مین تجکو کب چھوڑتا ہون نقابدار
نے کہا کہ مین جانتا تھا کہ تو مر گیا ہوگا مگر زندہ رہا تو وہ وقت بھول گیا اور وہ صدمہ تجکو نہین یاد رہا یہ کہکر
نقابدار نے پہلوے مرکب قباد پر نیزہ مارا مرکب قباد مر گیا قباد پیادہ آیا اور چوٹی مرکب نقابدار
کی پکڑ کے جھٹکا دیا کہ مرکب نقابدار منھ کے بل گرا نقابدار کود کے جدا ہوا قباد نے ایک گھونسا مرکب کے
سر پر مارا کہ مغز مرکب کا پھٹ گیا اور دوڑ کے نقابدار سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی نقابدار نے کہا
او طفل وہ طاقت تجھ مین اور تھی اور اب قوت تجھ مین اور ہی یہ قوت کہان سے تجکو دستیاب ہوئی قباد
نے کہا کہ خدا نے مجکو عطا کی اب تو مجکو اپنا نام بتا اور صورت دکھا نقابدار نے کہا تجکو میرے نام سے
کیا کام ہی تو اپنا نام بتا قباد نے اپنا نام بتایا نقابدار نے گلے سے لگایا اور کہا ای قباد شہریار تو یہان
کیونکر آیا قباد نے ساری کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا اب کیا ارادہ ہی قباد نے کہا کہ امیر ملک
فرنگ کو فتح کرنے آتے ہین مین چاہتا ہون کہ پہلے مین فرنگ کو چک کو فتح کرون اور لشکر امیر مین جاؤن

دوسرے داستان عرضی لکھنا لندھور کا اور جانا امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران کا طرف خرسنہ روم کے بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان شجاعت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہان امیر نے بھی فرنگ سے کوچ کیا تمام ملک سب کو تقسیم کیے مسروق آلاگرد مالاگرد کو دیے اور ضمیران شاہ اشقش اور تمغ کو دیے اور آپ ارادہ ایران کا کیا غرض خرسنہ روم کی طرف سے چلے اور سرزمین خرسنہ روم مین آئے شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہین غرض ایک دن ایک آہو پر گھوڑا ڈالا یکہ وتنہا ایک صحرا مین اُسکو صید کیا اور گھوڑے سے اُتر کر ذبح کیا اب امیر راہ اور سب لشکر کی دیکھ رہے ہین کہ سامنے سے ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑے پر سوار آیا اور کہا تو نے میرے صید کو کیون شکار کیا امیر نے کہا مجھے نہ معلوم تھا اپنا شکار لیجاؤ اُسنے کہا تمکو قتل کرونگا امیر نے کہا اسی مُنھ پر تو قتل کریگا ایک آہو تو مارا نہ گیا اور امیر نے آواز سے پہچانا کہ عورت ہی جب تو کہا جو ارادہ ہو وہ کرین موجود ہون نقابدار نے کہا یا امیر ہم آپ مُردہ ہین کسکو مارین تب تو امیر گھبرائے کہا تو میرا نام کیا جانے جب تو نقابدار نے کہا اگر آپ نے وعدہ خلافی کی اور نہ پہچانا مگر ہم تو اپنے قول کے سچے ہین امیر نے کہا تو ای شخص آگاہ کر مین نہین جانتا اُسنے کہا وہ سامنے باغ ہی چار گھڑی مین آنا مین خاطر جمع سے کہونگا امیر نے کہا ابھی چلو یا اپنی صورت دکھاؤ اُسنے کہا بس کہدیا آنا یہ کہکر چلا گیا امیر کو تاب نہ آئی بڑی مشکل سے چار گھڑی کیا بلکہ تین گھڑی کے بعد چلے اور باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ ایک حبشن آئی امیر کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے امیر گھبرا کے دیکھنے لگے اُسنے کہا آپ خوف نہ کرین یہ جگہ دشمن کی نہین امیر نے کہا اگر دشمن ہوگا تو میرا کیا کریگا مین تو سوچتا ہون کہ گھوڑا کہان باندھون اُسنے کہا کہ آپ بہ شوق اس درخت مین باندھین الغرض امیر اشقر کو باندھکے اُسکے ساتھ باغ مین آئے دیکھا کہ دو عورتین امیر کو دیکھکر بھاگین اور ملکہ سے کہا کہ حبشن ایک مرد لیے آتی ہی ملکہ نے کہا آنے دو یہ تو نہین جانتی تھین حیران ہوکر چپ ہو رہین اور امیر چبوترے پر آئے مسند پر ملکہ کو دیکھا اور دیکھا کہ سامنے حوض مین لال سبز مچھلیان تیر رہی ہین اور فوارے چل رہے ہین ڈالیان پھولون کی نیچے کیلون کے پتے اُسپر جو پانی گرتا ہی تو مثل مروارید سفید کے بوندین معلوم ہوتی ہین ملکہ اُٹھی امیر نے پہچانا کہ صورت آشنا ہی ملکہ نے کہا آپ نے مجکو پہچانا میرا نام ہمائے قیصری ہی آپ وعدہ کر گئے تھے آخر کو مین نے ڈھونڈھ نکالا اور مین نے جو حال آپکے آنے کا سُنا فرنگ مین اُسی روز سے مین نے بھی شکار اختیار کیا کہ کہین تو سامنا ہوگا غرض امیر تو عاشق تھے اتنے مین عمرو بھی آیا بعد اُسکے قباد اور کل لشکر بھی پہونچا اور امیر نے ملکہ سے نکاح کیا اُسکے پیٹ سے شیرویہ اور شیر افگن پیدا ہوتے ہین بعد کئی دن کے عرضی لندھور اور علمشاہ کی پہونچی مضمون عرضی کا یہ تھا کہ مارا جانا جنید کا اور قید ہوکے جانا سعد کا ہیکلان کے پاس طرف سومنات مغرب کے امیر سُنکے بیچین ہوئے کہا کوئی سے پہلے جاکے سعد کی اور شہر کی خبر لاوے اور جواب لکھا کہ ای علمشاہ تم چلے آؤ تو ہم تم ملکے مغرب کو چلین اور وہ جواب عرضی کا علمشاہ اور لندھور کو پہونچا اور دونون نے حلب سے کوچ کیا

دوسرے داستان کرب غازی کا بارہ برس کے سن مین زیر کرنا نقابدار نگینہ پوش کو بیان کیے جاتے ہین

مخبران شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عمادی نے جو معروف شاہ اندروسی
کی دختر سے عقد کیا تھا تو کرب پیدا ہوا پرورش پانے لگا نانا اور مان بہت فریفتہ ہین جب بارہ برس کا
سن ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا لیکن دیوانہ پن ہر بات مین بھورے بھورے بال ٹوپی کے آگے
پریشان ایک دن نانا اور مان سے کہا اگر ہمکو رخصت دو تو ہم بھی امیر کے پاس جائین اور باپ سے
ملین یہ سُنکر مان نے کہا بیٹا جو خدا اس قابل کریگا تو جانا غرض ایک دن بارگاہ مین اپنے نانا کی کرب
بیٹھے تھے کہ سامنے سے ایک سوداگر روتا پیٹتا آیا اور معروف شاہ سے فریاد کی کہ آپ کے زیر قنات
یہان سے چار منزل پر لوٹا گیا کوئی پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار قزاق کے اُس کوہ پر رہتا ہی اور اُسنے
مجکو لوٹ لیا معروف شاہ نے سُنکے کہا کہ مین کیا کرون تیرا مال اور رسد لوٹ لیتا ہی مین اُسکا کچھ نہین
کرسکتا یہ سُنکر سوداگر زیادہ رونے لگا کرب نے نانا سے کہا کہ نانا جان آپ نے اُسکو صاف جواب دیا
اور اُسکی مدد نہ کی معروف شاہ نے کہا اب تم مجکو مدد کرو کرب نے کہا اچھا اور اُٹھ کھڑا ہوا معروف شاہ
نے پھر ہنسی سے دیوانہ سمجھکر کہا کہ اب تو یہ مدد کریگا بھلا ہم بھی دیکھین اور کرب نے سوداگر کا ہاتھ پکڑ کر باہر
لاکر کہا چل بتا ہم تیرا مال چھین دین سوداگر کی جان نکل گئی کہا ای صاحبزادے مین مال سے باز آیا اب تو
جان بھی جائیگی جو مین تمکو لے جاؤنگا کرب نے کہا تجکو کیا اگر تو نہ چلیگا تو تجکو مار ڈالونگا یہ سُنکر کرب کے دونون
ماموں ہام اور سام اندر سے باہر آئے اور بھانجے کی تقریر سُنی سمجھایا کہ ای ماموں کی جان بیٹا کرب بس
جانے دو اپنا سن تو دیکھو کرب نے کہا ماموں صاحب آپ بخدا اس مقدمہ مین نہ بولیے ضرور جاؤنگا یہ کہکر
چل کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہوکر سوداگر کو آگے رکھ لیا دونون ماموں بھی بہ محبت اُسکے ساتھ چلے
یہ خبر عادیہ بانو کو ہوئی وہ رونے لگی اور معروف شاہ سے کہلا بھیجا کہ جسطرح سے ہو میرے فرزند کو میرے
پاس بھیجدو نہین تو مین باہر نکلونگی معروف شاہ یہ سُنکر گھبرا گیا کہ ارے یہ تو چلا گیا دس ہزار سوار روانہ
کیے کہ جس طرح سے ہو کرب کو لے آؤ غرض وہ بھی آئے اور سب منزل پر پہونچے رات ہوگئی دونون ماموں
اور باقی رفیقون اور یارون نے بڑی رات تک کرب غازی کو سمجھایا کرب نے کہا اچھا مین نہ جاؤنگا اور
یہ خبر سُنکے اندروس تیز رفتار بیٹا امیر کا بھی چلا کہ کرب کو کیا مُنھ دکھائے گا اور یہان جب سب سو رہے
تو کرب اُٹھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اور آتے آتے قریب اُس کوہ کے پہونچا قلعہ پر سے دیدبانون نے
دیکھا کہ ایک چڑیا سونے کی چلی آتی ہی جاکر فتاح سے کہا اُسنے چار شخص بھیجے کہ جاکر اُسکا گھوڑا اور کپڑے
لیلو مگر جان سے نہ مارنا وہ چارون کوہ پر سے اُترے اور اُسکے پاس آئے یہ تو حیران کھڑے تھے کہ کیونکر
اُس تک پہونچون غرض اُنھون نے کہا ای لڑکے تجکو کچھ خوف نہ آیا یہ وہ جگہ ہی کہ ہیکلان اور سکندر مغربی
کا مال چھینا جاتا ہی ہمارے سردار کو تجھپر رحم آیا تو بس اب اپنا گھوڑا دیدے اور چلا جا کرب نے کہا کہ اگر تمھارا
سردار آئے تو کیا مضائقہ ہی وہ مجھ سے ملیگے اُنھون نے ایک قہقہہ مارا کہا تو دیوانہ ہی بھلا وہ تیرے واسطے
آئیگا کوئی ایسا نہین کہ اُس سے جاکر کہے ایک نے کہا خیر تجکو ٹٹو دین جب تو گھوڑا دیگا کرب نے کہا تمکو خبر ہی
بھلا گھوڑا دے کے کوئی بھی ٹٹو لیگا اُنھون نے کہا پھر تو کیا کریگا کرب نے کہا مین لڑونگا اُنھون نے کہا ہم
سے لڑ کرب نے کہا جب تم ضرب کروگے مین سمجھ لونگا ایک نے بچہ جان کے نیزے کی انی سے ڈرایا کرب
نے چھین کے وہی نیزہ مارا کہ پشت کے پار نکل گیا جب تو دوسرے نے تلوار ماری آخر کو کرب نے تینون کو

مار ڈالا جو تھا بھاگ گیا اور جاکر فتاح پلنگینہ پوش سے کہا وہ دس ہزار سوار لیکے گھاٹی سے اُترا کرب
نے جو فوج کو آتے دیکھا دعا کی اور دل مین کہا کہ اب فتاح آ پہونچا فتاح نے کہا او لڑکے غضب کیا تو نے
کہان جائیگا اور لوگون سے کہا پکڑ لو لوگون نے چار طرف سے حملہ کیا کرب نے کہا او فتاح بہادری تیری نہین
لوگون پر ہی یہ جو سُنا غیرت آئی کہ سچ ہی تو بدنام ہوگا لوگون کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آئے اور کرب سے کہا
لے اب تیرا کیا ارادہ ہی کرب نے کہا تو ضرب کر ہمارا یہ دستور نہین ہی یہ سُنکے اُسنے پہلے نیزہ ہلکے سے مارا کرب
نے بر فن سپہ گری رد کا غرض یہ تو حریفانہ لڑتے ہین اور وہ کودک جانکر کرب سے حریفانہ نہین لڑتا غرض ایک جگہ
نیزہ اُسکا ہوائی کیا تب تو رنگ زرد ہوگیا جھنجھلا کر ایک تلوار ماری کرب نے رد کی اور ایک تلوار آپ ماری
اُسنے سر کو چرایا گھوڑا کام آیا وہ نیچے گرا کرب نے اپنا گھوڑا دوڑا کر بہ جلدی تمام ہاتھ تھام لیا اور کہا اور
گھوڑا منگا یہ سُنکے کرب بھی کودے یہ حرکتین جو اُسنے دیکھین اپنے دل مین عش عش کرنے لگا اور کہنے لگا واہ واہ
تم خوب بہادر بے بدل ہو بیشک اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہو ہم تو کودک سمجھے تھے مگر تم خوب فن سپہ گری مین
بہرہ رکھتے ہو تم نے خوب محنت کرکے یاد کیا ہی مین ایسا نہ جانتا تھا کہ تم کو اس سن مین یہ جرأت ہی بیشک بہادر
ایسے ہی ہوتے ہین کرب نے جواب دیا جی یہ سب آپ ہی کا فیضان صحبت ہی اور جرأت تو میری ابھی کیا دیکھی
کہ اتنے مین فتاح نے دوڑکے بند دست انکا پکڑا اُنھون نے بھی بند دست پکڑا کشتی ہونے لگی پہر پہر کشتی
ہوئی تھی کہ سامنے سے عیار کرب کا پہونچا اب اُسنے جھٹکا مارا دونون گھٹنے کرب کے زمین پر آشنا
ہوئے اور اُسنے زور کیا کہ اُٹھالون کرب مثل برق کے نکل گیا اور پشت پر آکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھایا لیکن چرخ نہ دیسکے کیونکہ قد تو اُسکا بڑا ہی اور یہ کودک سر اُٹھا پیر زمین مین لگ گئے غرض چھاتی تک
اُسکو اُٹھا لائے اُسوقت وہ پکارا کہ امان کرب نے جلدی سے رکھدیا اور کہا سوداگر کو بلاؤ جب سوداگر آیا
کرب نے کہا مال اُسکا دے اور کلمہ پڑھ تب وہ گھبرایا لوگ اسکے بدمزہ ہوئے اُسنے منع کیا اور کرب سے کہا ای
شہریار میری ایک شرط ہی کہ مین ہیکلان کی بیٹی پر عاشق ہون اور مین اُسکا سپہ سالار ہون اور ملکہ بھی مجھسے
بہت مانوس تھی بلکہ گاہ گاہ صحبت اُس سے ہوتی تھی ایک دن یہ خبر اُسکے باپ اور بھائی کو ہوئی ای شہریار
سکندر ایسا بہادر ہی مین اُسکے ڈر سے بھاگ کر یہان آکے رہا ہون اور جب سے قزاقی اختیار کی اگر آپ کا
دین برحق ہی تو ملکہ کو مجکو دلوا دو تو مین مسلمان ہوتا ہون کرب نے کہا اچھا ہم دلوا دینگے جب تو فتاح نے کہا کوہ پر
چلیے اور کرب کو لیکر کوہ پر آیا کہا ای شہریار کلمہ بتائیے مجکو یقین ہی کہ میرا محبوب مجکو ملے گا کرب نے کلمہ بتایا وہ از سر
صدق مع چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا غرض اندس کو بھیجا کہ سوداگر اور دونون ماموون کو لے آؤ
وہ آکر سبکو لیگیا جب ہام اور سام پہونچے فتاح کا یہ حال دیکھکر حیران ہوئے اُسوقت سوداگر سے کہا کہ جو
جو تیرا مال ہو وہ لیلے زیادہ نہ لینا غرض مال سوداگر کا دیا اور کرب نے کہا ای فتاح مغرب کو چلو لیکن
تنہا اور اگر جمعیت ہوگی تو مطلب جاتا رہیگا کرب مع فتاح اور سبکو ہمراہ لیکر پہلے شہر اندروس مین
آیا نانا سے ملا نانا نے گلے سے لگا لیا کرب نے کہا دیکھا آپ نے ہمنے مال دلوا دیا جب تو نانا نے کہا ای بیٹا
مین نے ہنسی سے کہا تھا اور یہان کا انکی عجب حال تھا مان کے پاس آئے مان نے کہا ای فرزند یہ کیا کیا
تھا اُنھون نے کہا امان ہمکو نانا نے جو غیرت دلوائی تو ہمنے جاکر اُسکا مال دلوا دیا اور فتاح کو مع
چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان کیا اور تم جو کہتی تھین کہ اس قابل ہو لو اب تو ہم اس قابل ہوئے پھر مان نے

کہامین اب بھی نہین جانتی کرب نے کہا دیکھو ہم نے اسطرح سے فتاح کو زیر کیا یہ کہکر ایک لونڈی کھڑی تھی اُسکو
دے مارا سب اسکے دیوانے پن پر ہنسنے لگے اور کرب نے کہا امان جان ہم نے فتاح سے اقرار کیا ہی کہ اسکی
محبوبہ کو جو بیٹی ہیکلان کی ہی دلوا دینگے ہم مغرب کو جاتے ہین مان نے کہا ای فرزند وہ سات لاکھ سوار و پیدل
رکھتا ہی اور ہم بھی اُسکو خراج دیتے ہین مین تو ہرگز نہ جانے دونگی کرب نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا اور اکیلا جاؤنگا جب تو مان ناچار ہوئی

دو کلمہ داستان جانا کرب کا شہر سومنات مغرب مین واسطے لینے معشوقہ فتاح پلنگینہ پوش کے

کرب نے باہر آکے فتاح اور اندیس کو ہمراہ لیا تینون شخص طرف سومنات کے چلے اور وہان سے سومنات
تین چار منزل تھا آخر شہر مین پہونچے اور سرا مین اُترے لیکن فتاح کی صورت اندیس سے کہکر بدلوا دی
کہ وُسکو سب پہچانتے ہین ایسا نہو کہ حال کھل جاے غرض سرا مین بیٹھے تھے کہ غل ہوا دیکھا کہ سب لوگ
بھاگے جاتے ہین کرب نے پوچھا کیا ہی لوگون نے کہا قیدی آتے ہین ایک تو پوتا امیر کا ہی دوسرا رفیق ہی یہ جو
کرب نے سُنا فتاح سے کہا چلو ہم بھی چلین غرض کرب فتاح اور اندیس کو لیکر باہر آئے دیکھا کہ ارابے پر
سوار قیدی چلے آتے ہین اور بہت سے سوار گرد ارابے کے ہین اور تمام گلی کوچون مین اژدہام ہی یہانتک کہ
ایک سوار کے دیکھنے سے ایک تماش بین گر پڑا اسعد نے کہا کہ اس بندہ خدا نے تیرا کیا کیا تھا کہ جو تو نے
اسکو گرا دیا یہ جو سعد نے کہا اُسکے ہاتھ مین ایک سونٹا تھا سعد پر تانا اور کہا او شخص تجکو کیا قید تو چلا جاتا ہی امیر
تیرا یہ حال ہی اُسنے جواب دیا کہ کیا تم یہ سمجھے کہ رسّی جل جاتی ہی تو کیا رسّی کا بل بھی جل جاتا ہی نہین بلکہ رسّی
جلتی ہی اور اُسکا بل نہین جلتا ہی پھر سعد نے کہا او گیدی کیا کرون ناچار ہون یہ کہکر لنگر مارا کہ پہیے ارابے کے
زمین مین دھنس گئے اب لاکھ لاکھ زور کیا جاتا ہی بیلون پر قمچیان پڑتی ہین لیکن ایک قدم پیر اُٹھا نہین سکتے
پیر فرخاری نے کہا ای سعد اس سے کیا فائدہ ہی اب وہان تک تو چلو کہ جسکے پاس تمہین بھیجا ہی غرض پیر
کے کہنے سے لنگر اُٹھا لیا اور ارابہ ہیکلان کے دروازے پر پہونچا لوگ سعد اور پیر فرخاری کو اُتار کے
اندر لے چلے کرب نے کہا بھئی فتاح ہم بھی اندر چلین کہین ایسا نہ ہو کہ وہان تلوار چلے اور امیر کے پوتے کا
ہم ساتھ نہ دین فتاح نے منع کیا کرب نے نہ مانا اور اُسی ہجوم مین یہ بھی بارگاہ مین پہونچے دیکھا تخت پر ہیکلان
اور دنگل پر سکندر ابن ہیکلان بیٹھا ہی سعد نے کہا سلام علیکم یہ جو ہیکلان نے سُنا چین بہ جبین ہوا
کہا او نبیرہ حمزہ تجکو خوف نہ آیا اب بہتر یہ ہی کہ سومنات کو سجدہ کر مین تجکو چھوڑ دون اور اپنا سپہ سالار
بناؤن سعد نے کہا لاکھ لعنت ہی اسپر یہ جو کہا ہیکلان خفا ہوا اور فوج کو حکم کرنے لگا کہ سب فوج
تیار ہو اُسکے مقابلے کے واسطے اُسنے جواب دیا کہ ایک متنفس کے لیے اتنی فوج کو حکم دیتا ہی
جب یہ سُنا تو کہا کہ جاؤ اسکی گردن مارو جب تو جلاد سر پر سعد کے آیا کرب نے فتاح سے کہا
کہ اب مین تلوار میان سے لیتا ہون فتاح نے روکا اور کہا ذرا تامل کیجیے کہ ہیکلان کے خلف و
فیروز دو سپہ سالار تھے اُنھون نے کہا کہ انکو خداوند کے پاس بھیجو ایسا نہ ہو کہ وہ خفا ہو کہ میرے
پاس نہ بھیجا ہیکلان نے کہا تمنے خوب کہا اور لوگون سے کہا کہ اسکو خداوند کے پاس لیجاؤ اور
کہنا یہ پوتا امیر کا ہی آپ کو اختیار ہی اور لیکر سعد کو چلے کرب بھی فتاح کو لیکر چلا جہان اُسکا
باغ تھا اُس مین سعد کو لائے اُس باغ مین اسقدر ہجوم تھا ایک تو وہان کے نگہبان دوسرے
تماش بین اس سبب سے کرب اور فتاح نہ جا سکے اور دروازہ پر رہ گئے القصہ سعد جو آئے

دیکھا کہ تین درجے کا مکان ہی اور تمام جواہر نصب ہی اور بڑی تیاری ہی اور لوگ پرستش کر رہے ہین
اپنے اپنے موافق نذرین چڑھا رہے ہین اور ہزار ہا بت سونے اور چاندی کے ہین اُنپر جواہر نصب ہی
اور ایک بہت بڑا بت بیچ مین رکھا ہی اور ہار اور پھول اور سہرے موتیون کے اُسکے اوپر پڑے ہین
اور سامنے میوہ مٹھائی اور کھانا رکھا ہی لوگون نے کہا ای خداوند یہ پوتا امیر کا ہی اور ہیکلان نے تیرے
پاس بھیجا ہی کہ سومنات نے آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ تونے مجکو سجدہ نہ کیا کہ مین نے حمزہ کو یہ شوکت
اور یہ زور و طاقت دی کہ دیوؤن کو قاف مین مارا اور یہان تمام مُلک نوشیروان کے چھنوا دیے اور تجکو
اور علمشاہ کو کس کس طرح فرنگ مین بچایا بہتر یہ ہی کہ مجکو سجدہ کر سعد نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ او
گیدی لاکھ لاکھ لعنت تجھپر تو کوئی شیطان ہی کہ لوگون کو بہکاتا ہی یہ جو سعد نے کہا اُسنے خفا ہو کر کہا کہ اسکو بھی
قتل کرو اور وہ جو سامنے دو شخص کھڑے ہین اُنکو بھی پکڑ لو ایک ابوالفتح دوسرا گلباد ہی واسطے جاسوسی
کے حمزہ نے بھیجا ہی یہ جو کہا لوگ دوڑے جب تو گلباد اور ابوالفتح نے خنجر کھینچا دس آدمی مارے آخر کو
پکڑے گئے اُسنے حکم کیا کہ صبح کو سبکو قتل کرو لوگ لائے اور قیدخانہ مین بند کیا کرب نے جو یہ سُنا لوگون
سے پوچھا کہ یہ قیدی کہان قتل ہونگے ایک نے کہا وہ سامنے میدان مین دارین نصب ہین وہان قتل
کیے جاوینگے القصہ کرب اور فتاح اور اندلیس سرا مین افسوس کرتے پھرے فتاح نے کہا ای شہریار
کھانا تیار ہی کرب نے کہا بھائی بھوکھ کسکو ہی اب ہم بھی راہ صبح کی دیکھ رہے ہین اور تمکو کیا مین بے لڑے
نہ رہونگا فتاح نے کہا مین آپ کو اکیلا نہ جانے دونگا اس مین دو پہر رات آگئی کرب نے کہا فتاح
چلو تمھاری معشوقہ کو ہم دلوا دین آخر تو کل مرنا ہی فتاح نے دل مین کہا ای فتاح اس سن مین کیا یاد ہی
جب تو فتاح نے کہا ای شہریار کیونکر چلیے گا کرب نے کہا تم چلو تو خدا سے ما بزرگ است اور لباس
شب روی پہنکر تینون چلے کہ دیکھا چوکی پہرے ہین دورباش کی آواز بلند ہے نرسنگے پھونک رہے ہین
آخر سب پہرون سے بچتے ہوئے گلچہرہ کے مکان کے عقب پہونچے تو ایک گڑھا دیکھی گھاس بہت بڑی
لگی ہی اور ایک چوکیدار اُس پار زیر دیوار بیٹھا ہی جب کوئی آتا ہی آواز دورباش کی دیتا ہی اور یہان
تینون آدمی اُس مین اُترے اور غوطے مارتے ہوئے چلے جب اُس پار پہونچے گھاس مین چھپے عیار نے
کہا کہ آپ ٹھہرین مین آتا ہون اور رکتے کی چال چلا اور کبھی مثل مار کے چھاتی کے بل چلا اور برابر اُسکے پہونچا
اُسنے کہا تو کون ہی یہ کہتا تھا کہ اندلیس نے ایک خنجر مارا پشت کو توڑ کے ہاتھ پار نکل گیا آواز تک اُسکی
نہ نکلی اور یہ دیکھکر کرب اور فتاح پہونچے اور کہا سبحان اللہ عیار نے کہا جو کام ہمارا تھا وہ ہم نے
کیا کرب نے کہا بھائی اندلیس کمند بھی ہی اُسنے کہا موجود ہی اور کمند پھینک کے پہلے تو اندلیس
چڑھ گیا کرب نے کہا بس اب تم اُتر آؤ اور یہان بیٹھو جہان چوکیدار بیٹھا تھا اور آواز اُسی طرح کی
دیے جانا یہ کہکر فتاح کو لیکر اوپر چڑھے اور اندلیس نیچے بیٹھا کرب نے دیکھا ایک مکان بہت عمدہ ہی
پردے چھوٹے ہوئے ہین فتاح کو تو پردے کے پاس کھڑا کیا اور آپ اندر آئے دیکھا کہ ایک ماہ پارہ
پلنگ پر سوتی ہی اور خواصین نیچے سوتی ہین کرب نے آکر ملکہ کا پاؤن پکڑ کر ہلایا ملکہ کی آنکھ جو کھلی
دہل کر رہ گئی غل نہ مچا سکی دل مین سوچی کہ سوائے ملائک یا جن کے اسوقت کون آسکے گا جب تو ملکہ
اُٹھکر پائنتی بیٹھی اور یہ سرہانے بیٹھ گئے اور کہا ای گل چہرہ خوف نہ کر مین تیرے عاشق کو تیرے پاس لایا ہون

جب تو اُسنے دل کو مضبوط کرکے کہا آپ کون ہین اور عاشق کون ہی کرب نے کہا میرا نام کرب ہی
اور فتاح پلنگینہ پوش میرا ملازم ہی اُسکو مین نے مسلمان کیا ہی اُس سے مین نے وعدہ کیا تھا کہ تجکو
تیرے معشوق سے ملا دونگا ملکہ نے کہا وہ کہان ہی کرب نے کہا وہ باہر کھڑا ہی عاشق تو یہ بھی تھی سُنکے
جان آگئی کرب نے کہا تو بھی کلمہ پڑھ اُسنے بھی کلمہ پڑھا اُسوقت فتاح کو کرب نے اشارہ سے
کہا کہ آؤ فتاح بھی اندر آیا خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی نہایت قوی ہیکل مہیب شکل سیاہ پوش
ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے چلے آتے ہین سب خواصین آہ وزاری کرتی ہوئی بھاگین اور چھپ رہین
کرب نے ملکہ گلچہرہ سے کہا ای ملکہ اب تُنے ہمکو اور اسکو پہچانا ملکہ نے کہا ای بہادر سچ تو یہ ہی کہ اسوقت
تک نہ تو میرے ہوش درست ہین اور نہ مین نے آپ دونون صاحبون کو پہچانا جب تو کرب نے
کہا ای ملکہ ڈرو نہین مین کرب بن پہلوان عادی سپہ سالار حمزہ صاحبقران کا ہون اور
یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہی پہلے یہ تمھارے باپ کے پاس ملازم تھا ایک مرتبہ تمھین اُسنے دیکھا تھا
فریفتہ ہوکر اُسنے سکندر تمھارے بھائی سے اپنے ساتھ تمھارے عقد ہونے کی خواہش کی لیکن سکندر نے
منظور نہ کیا یہ بیچارہ تمھاری محبت مین جاکر صحرا نشین ہوا مین نے اسکو زیر کرکے مسلمان کیا اُسنے شرط
کی تھی کہ از سر صدق مسلمان مین اُسوقت ہونگا جب میری محبوبہ و مطلوبہ مجکو ملیگی اگر اسکو قبول کرو تو
فبہا ورنہ قتل کرونگا ملکہ یہ سُنکر بیساختہ ہنسی اور کہا ای بہادر دوران عرصہ چھ ماہ کا ہوتا ہی کہ حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام میرے خواب مین آئے اور مجھے مسلمان کرکے اس شخص کے
ساتھ منسوب کیا بعد اُسکے نوشیروان کے بیٹے کے ساتھ میری نسبت ٹھہری مین نے قبول نہ کیا
یہ سُنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوئے ملکہ نے اپنی خواصون کو پکارا جو جہان چھپی تھی وہ وہان
سے بے تحاشا دوڑی گلچہرہ سب پر خفا ہوئی کہ مین نے ان دونون جوانون کو برای امتحان بُلایا تھا کہ
تم لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے چھوڑکر چلی جاتین خیر اب کبھی ایسی حرکت
نہ کرنا جاؤ بہت جلد سامان عیش و عشرت مہیا کرو وہ سب شراب وکباب وطعام کی فکر مین گئین ابھی
تھوڑی رات باقی رہی تھی بلکہ صبح قریب تھی کہ کرب نے سُنا منادی ندا کررہا ہی کل صبح کو سعد نبیرۂ
حمزہ دبیر فرخاری مع کئی ہزار فوج کے جو گرفتار ہوکر آئے تھے دار پر کھینچے جائینگے کرب نے
گھبراکے پوچھا فتاح سُننا تو یہ کیا ڈھنڈورا پٹ رہا ہی ملکہ نے کہا آج صبح سے تمام شہر مین یہی شور ہی
کہ کل نبیرۂ حمزہ وغیرہ دار پر کھینچے جائینگے خدا جانے نبیرۂ حمزہ کون شخص ہی مگر اتنا جانتی ہون کہ مسلمان
ہی خدا اُس بیچارے کی جان بچائے کرب نے کہا میرا آقازادہ ہی ابھی مین نے نہین کہا تھا کہ میرا باپ
سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہی اور حمزہ وہ شہریار ہی کہ جسنے قاف مین جاکر بہت دیوزادون کو تہ تیغ کیا
اور صدہا کو زیر کرکے ملکہ آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا اور ای فتاح اب تم یہان رہو عیش و عشرت
کرو جو کہ مین نے تمسے وعدہ کیا تھا وہ وفا ہوا اب مین اُس شہزادے کی مدد کو جاتا ہون خدا نے چاہا
تو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی بہت سمجھایا کہ ای شہریار اکیلا سورما
چنا بھاڑ نہین پھوڑتا کرب نے کہا ہزار جانین میری سلطان سعد کے ایک ناخن پا پر نثار ہین یہ کہکر
کرب چلا فتاح بھی ہمراہ ہوا وہان پہونچکر دیکھا کہ میدان کارزار مین تمام عالم جمع ہی اور دارین برپا ہین

اور مریخ عاد پچاس ہزار فوج سے انتظام کر رہا ہی کوئی کہتا تھا کہ خدا ان نوجوانون پر رحم کرے اور انکی جانین بچین کوئی کہتا تھا کہ ایسے شخصون کا مرجانا ہی بہتر ہی غرض سواے دشمن کے کوئی وہان پر دوست نظر نہ آتا تھا اُسوقت مریخ عاد نے جلادون کو حکم دیا کہ بادشاہ ہیکلان مین حکمون کا ایک حکم دیچکا ہی کہ ان قیدیون کو فوراً قتل کرو جیسے ہی جلادون نے عزم قتل کیا فوراً کرب غصہ مین آکر بیتاب ہوکر تیغہ آبدار کھینچکر مع فتاح جاپڑا اور تلوار چلنے لگی اُسوقت لشکریان ہیکلان اور تمام تماش بین جوکہ مجمع عام مین وہان پر موجود تھے حیران اور پریشان ہوئے کہ یہ دو شخص کون ہین جو ایسے بڑے میدان کارزار مین اس قدر فوج سے لڑتے ہین مفت اپنی جانین رائگان کرتے ہین اور ادھر سلطان سعد اور پیر فرخاری بہ درگاہ خداوند تعالے مصروف دعا تھے کہ ای رب العالمین پروردگار عالم وای قاضی الحاجات رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ؛ وز دامن شب صبح نمایندہ توئی ؛ کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ؛ بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی ؛ یہ دست مناجات بدرگاہ رب ذوالجلال تھے کہ کرب کے نعرہ کی آواز آئی جرأت نے خانہ آرزو مین آکر چرخ مارا کہ قید آہن کو ان دونون جوانون نے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور جلادون کے ہاتھ سے تلوارین چھینکر مثل سیل فنا کے اس لشکر ظلم شعار پر آپڑے اور کرب نے دو سوارون کو قتل کرکے دو گھوڑے اُن دونون کو یعنی سلطان سعد اور پیر فرخاری کو لاکر دیے اور کہا کہ آپ دونون صاحب ان گھوڑون پر سوار ہوکر لڑیے اب لشکر سکندر عاد کا میدان مین آیا اور یہ چارون بہادر لڑتے لڑتے گھر گئے پھر بھر تلوار چلتے ہوچکا تھا کہ اُسوقت پیر فرخاری نے فلک کی جانب دیکھا اور یہ مناجات زبان پر لایا مناجات

ای شہنشاہ عرب میرا امام عالی جناب
ہی یہی ورد زبان مجکو بعین اضطراب

تا مجھے دنیا مین کھینچون مین عذاب بیحساب
یا علی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب

مصطفےٰ کیواسطے میری مدد کیجے شتاب
حل ہو مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ مناجات ورد زبان تھی ہی کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد سے برخاست بعد گرد فرو ہونے کے دامن دشت کوہ اور رنگ تو تیار نگ سے ایک نقابدار سفید پوش مع چار سو نقابدار کے پیدا ہوا جب وہ نقابدار سفید پوش قریب لشکر کفار پہونچا نعرہ کیا اور تیغ آتشبار کھینچکر مع اپنے ہمراہیان نقابدار کے لشکر کفار کو جلانے لگا کفار نہایت مضطر و پریشان تھے اُسی عالم مین ایک آندھی سیاہ رنگ پیدا ہوئی کرب نے عرض کیا کہ ایک طرف سے مارتے ہوئے لشکر کفار کو تہ تیغ کرتے ہوئے نکل چلیے یہ بہادران جرار لشکر کفار کو تہ تیغ کرتے ہوئے کئی ہزار کفار کو قتل کرکے ایک صحرا مین آئے جب وہ آندھی برطرف ہوئی کفار اپنے اپنے سر کو پیٹ کر فریاد و فغان کرتے ہوئے حاضر دربار بادشاہ ہیکلان ہوئے اور سعد اور پیر فرخاری وغیرہ کے رہا ہوجانے کا کل حال مفصل بیان کیا ہیکلان یہ معرکہ عظیم سنکر صدمہ مین ماتم زدہ ہوکر بیٹھتا ہی اور یہان اب حال کرب اور سلطان سعد کا بیان ہوتا ہی کہ کرب سلطان سعد کو اپنے ہمراہ لیکر قریب لشکر امیر نامدار کے پہونچا اور سلطان سعد سے رخصت ہونے لگا سلطان سعد نے کہا ای بہادر امیر سے ملاقات کر لیجے کرب نے کہا کہ مین انشاء اللہ تعالے بہت جلد خدمت امیر مین حاضر ہونگا ابھی موقع نہین ہی یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین کرب نے نقابدار سفید پوش سے کہا کہ ای نقابدار اب تم اپنا چہرۂ نقاب اُلٹکر مجھے جلد دکھاؤ

نقابدار نے نقاب جو اپنے منھ پر سے اُٹھائی دیکھا کہ ملکہ گلچہرہ ہی اور بموجب حکم ملکہ اُن نقابداروں نے اپنے اپنے منھ پر سے نقابین اُٹھین وہ سب ملکہ کی خواصین تھین قریب ملکہ کو اور ملکہ کی خواصون جانبازون کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعہ آہن حصار کے راہ طی کرتے ہوئے چلے

اب دو کلمے داستان داخل ہونا سلطان سعد کا مع پیر فرخاری کے لشکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مین بیان کیے جاتے ہین

راویان خوش بیان اس داستان مسرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت سلطان سعد کنارے دریاے بصرہ کے پہونچے اور خبر امیر کو ہوئی امیر نے جملہ سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار سلطان سعد کو بارگاہ مین لائے سعد نے مجراگاہ پر سے بادشاہ کو مجرا کیا پاے تخت کو بوسہ دیا امیر کی خدمت مین تسلیم بجا لائے اور اپنے دنگل پر بیٹھے اور پیر فرخاری نے بھی ہمراہ سعد حاضر ہوکر بہ قواعد شاہانہ پہلے بادشاہ کو مجرا کیا اور پھر امیر کو بھی آداب بجا لایا اور علے قدر مراتب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا امیر نے سعد سے حال پوچھا سعد نے تمام کیفیت ہیکلان اور سکندر بن ہیکلان اور ثمرات سخنگو کی بیان کی اور گرفتار ہونا عیارون کا اور اپنی رہائی عرض کی اور کہا کہ ایک جوان رستم شکوہ نے آکر مجھے رہا کیا امیر نے فرمایا کہ تم کیون اُسکو چھوڑ آئے اپنے ہمراہ کیون نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ یا امیر ہرچند مین نے اُس جوان سے کہا لیکن وہ کسی صورت سے نہ آیا اور نام بھی اپنا نہ بتلایا اور یہ کہا کہ انشاء اللہ تعالی اگر زندگی ہے تو بہت جلد خدمت امیر مین حاضر ہوتا ہون لیکن عمرو نے جو حال ثمرات سخنگو زرین تن کا سنا کہ کئی سو من کا وہ پتلا طلائی ہی اور جواہر اُس مین نصب ہین عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور کہا کہ ای خداوند عالم اگر یہ پتلہ مجھے ملجاتا تو مین اپنے قرض سے ادا ہو جاتا اور اپنی زنبیل مین احتیاط سے رکھتا کوئی ٹکڑا بھی جواہر کا رائگان نہ ہوتا سعد نے کہا کہ سکندر بن ہیکلان پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے مدد نوشیروان کو آیا ہی جس روز کہ مین وہان تھا نامہ نوشیروان کا اُسنے پہونچا تھا کہ اسی اثنا مین خبر آئی کہ زخم جمہور جہانسوز کا اچھا ہوگیا اور طبل جنگ بجا ہی امیر نے بھی فرمایا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے یہان تو نقارہ بج رہا ہی دیکھیے صبح کو کون کون بہادر میدان جنگ مین نام حاصل کرتا ہی

اب دو کلمے داستان علمشاہ کا شکار کو جانا اور ہرن پر گھوڑا ڈالنا ہرن کا غائب ہونا سوار کا نمودار ہونا اور علمشاہ سے مقابلہ کرنا علمشاہ کا اُسکے ساتھ ضمیران شاہ کے پاس جانا اور مقابلہ کرکے اُسکو زیر کرنا پھر ضمیران شاہ کو مسلمان کرنا بیان کیے جاتے ہین

کاتبان شیرین زبان اس داستان صید نشان کو اس طور پر بیان کرتے ہین کہ جسوقت علمشاہ مع لہراسپ اور مع اپنی فوج کے واسطے شکار کے روانہ ہوئے ناگاہ راستے مین سامنے سے ایک ہرن نمودار ہوا علمشاہ اور لہراسپ نے ہرن پر گھوڑا ڈالا یہان تک اُس ہرن کا پیچھا کیا کہ رات ہوگئی اور ہرن غائب ہوگیا لشکر ساتھ سے چھٹ گیا غرض اُن دونون نے ایک درخت پر

رات بسر کی جب صبح ہوئی گھوڑون پر سوار ہوئے اور راہ طی کرتے ہوے چلے یکایک ایک گورخر ملا اُسپر
گھوڑا اُٹھایا تمام دن چلے گئے پہر دن رہے وہ گورخر غائب ہو گیا اور ایک مسافر دکھائی دیا علمشاہ
نے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی اسنے کہا یہ سامنے شہر ہی اسکا یہ نام ہی یہ کہکر وہ تو چلا گیا علمشاہ نے لہراسپ
سے کہا کہ چلو اس شہر مین سرا کو تلاش کرین اور شب بھر وہان بسر کرین لہراسپ نے کہا اے شہریار
کیا ضرور جو شہر مین جائین کچھ آفت نہ پیش آئے علمشاہ نے کہا کیا پرواہ ہی لہراسپ تو چپ ہو رہا یہ شہر
کے اندر آئے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی سرا کی تلاش مین چلے جاتے تھے کہ ایک حمام ملا حمامی نے اس
جوان کی صورت دیکھی آئینہ دکھایا اور کہا حمام تیار ہی حضور نہالین علمشاہ اور لہراسپ حمام مین
گئے اور نہانے لگے گھوڑے حمامی نے باندھ دیے ایک حمامی ان دونون جوانون کو نہلانے لگا وہان ایک
تصویر علمشاہ کی لگی تھی اور ایک تصویر ضمیران شاہ کے دروازے پر لگی تھی جو یہان کا بادشاہ
ہی حمامی نے نہلاتے نہلاتے جو تصویر کو علمشاہ کی صورت سے مشابہ پایا فوراً ایک حجام کو بلایا اور
کہا کہ فولاد زنگی جو یہان کا کوتوال ہی اُس سے جا کر عرض کرو کہ کشندہ کیتیان فرنگی کا آیا ہی
حجام نے بموجب حکم حمامی کے فولاد زنگی سے جا کر عرض کیا فولاد نے اُسی وقت پیادے بھیجے کہ جا کر
پکڑ لاؤ اور آپ بھی بہت سے لوگ ساتھ لیکر چلا جب وہ لوگ برابر حمام کے پہونچے حمامی نے جو گھوڑون کی
ٹاپون کی آواز سُنی کہا کوتوال آتا ہی علمشاہ سمجھے کہ واسطے نہانے کے آیا ہوگا علمشاہ اور لہراسپ
نے جلدی جامے خانے مین جا کر کپڑے پہنے اور زرہ و ہتھیار لگا کر باہر آئے کہ وہ پیادے آ پہونچے اور
کہا اے جوان چل تجھے کوتوال بلاتا ہی علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہی میرے سامنے سے دور ہو کیا مین کوتوال کا
نوکر ہون پیادون نے کہا تو کشندہ کیتیان گنہگار ہی جب تو لہراسپ نے کہا اے شہریار آپ نے
میرا کہنا نہ مانا علمشاہ نے کہا اے لہراسپ خدا کو یاد کرو شعر سر نے پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہرچہ آید
بر سر من یا نصیب ؛ یہ کہکے تلوار میان سے کھینچی اور ستر آدمی علمشاہ نے مارے اور چالیس
پیادے لہراسپ نے قتل کیے اتنے مین فولاد زنگی بھی آ پہونچا دیکھا کہ اسقدر پیادے مارے گئے
اور اب کوئی آگے قدم نہین دھرتا دور سے کہتے ہین مار لو مار لو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی ضمیران شاہ
بادشاہ نے فولاد زنگی سے کہلا بھیجا کہ جسطرح ہو سکے اُن دونون جوانون کو ہمارے پاس لے آؤ
یہ سُنکے فولاد زنگی نے پیادون کو ہٹایا اور ہاتھ باندھ کے علمشاہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور
اگر مناسب جانین تو بادشاہ سلامت نے آپ کو یاد کیا ہی تشریف لے چلیے علمشاہ نے فرمایا اچھا
مین چلتا ہون یہ کہکر علمشاہ اور لہراسپ فولاد زنگی کو ہمراہ لیکر گھوڑون پر سوار ہو کر بارگاہ
ضمیران شاہ مین آئے دیکھا کہ قریب چار سو کے کرسی اور دنگل نشین بیٹھے ہین علمشاہ نے
بطور خدا پرستون کے سلام علیک کی ضمیران شاہ نے غصہ ہو کر لوگون کو اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لو
جانے نہ پائے بموجب حکم بادشاہ لوگون نے چاہا تھا کہ اسیر حلقۂ کمند کرین علمشاہ اور لہراسپ نے
تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا لوگون کا ہر طرف سے ہجوم تھا اور یہ دونون شمشیر بکف تھے جو سامنے
آیا دو ٹکڑے ہوا یہان تک کہ ہزارہا آدمی باڑھ پر آ کر کٹ گئے اب یہ کیفیت ہی کہ علمشاہ
اور لہراسپ کے سامنے کوئی نہین آتا علمشاہ قریب تخت بادشاہ کے پہونچے ضمیران شاہ

تلوار ماری علمشاہ نے تلوار کو دیکھکر دستانہ مارا کہ تیغ پٹ پڑی ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور کلائی مروڑکر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور بجاے سپر اسکو لیا اسنے جو دیکھا کہ اب جان بچتی نہین معلوم ہوتی امان مانگی علمشاہ نے کہا امان بشرط ایمان یہ حرامزادہ ترس جان سے مسلمان ہوا اور بظاہر سارے شہر کو مسلمان کیا انکو تخت پر بٹھایا بعد کئی روز کے کھانے مین بیہوشی ملاکر انکو مع لہراسپ کے بیہوش کیا اور بلاکر آہنگرون کو اسیر طوق و زنجیر کرایا اور حکم کیا کہ انھین ہوش مین لاؤ عیار نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا علمشاہ اور لہراسپ کو ہوش آیا اپنے تئین اسیر پایا اور ضمیران شاہ کو تخت پر متمکن دیکھا سمجھے کہ دغا کی ضمیران شاہ نے کہا کہ انکو قتل کرو کہ ان دونون نے خداوند کو برا کہا ہی جلاد آیا اور چبوترہ ریگ کا بناکر تیار کیا اور ان دونون کو بٹھایا اور خط انکی گردن پر لگایا اور تلوار کھینچکر سر پر کھڑا ہوا اور کہا جو کھانا ہو کھالو جو کہنا ہو کہہ لو کہ ایک حکم آچکا ہی دو حکمون کی دیر ہی علمشاہ نے جواب دیا کہ ہمارا مالک و مختار پروردگار ہی تو تلوار مار اگر زندگی ہماری ہی تو کچھ نہ ہوگا اتنے مین ایک نے کہا کہ ای ضمیران شاہ ایسا نہ ہو کہ مرزوق خفا ہو جائے اور کہے کہ میرے پاس کیون نہ بھیجا ضمیران شاہ بولا کہ تو سچ کہتا ہی اور حکم کیا کہ قتل نہ کرو اور تیاری چلنے کی طرف مرزوق کے کی لیکن یہ بھی اسکو خبر معلوم تھی کہ آلاگرد کی بیٹی سمینہ بانو اسپر عاشق ہی اور اشعر مع تمام قلعہ کے مسلمان ہی اور کچی زلزال نے باپ کو اپنے قتل کروایا دو لاکھ سوار سے وہ بھی مسلمان ہوا ہی فولاد سے کہا کہ کوئی ایسا ہی کہ سمینہ بانو کو پکڑ لائے اور وہ قلعہ بھی لے لے فولاد نے کہا کہ یہ میرا کام ہی اسنے کہا قلعہ تو بہت مستحکم ہی لیکن کوئی تدبیر ہو ورنہ کچھ نہ ہوسکے گا فولاد نے کہا کہ میرے پاس علمشاہ کی مہر ہی مین نے اُسکے ہاتھ سے اُتار لی ہی اُسکی مہر سے نامے لکھکر اور صندوقون مین آدمیون کو بند کرکے لیجاؤنگا کہ سمینہ بانو کے واسطے علمشاہ نے مال بھیجا ہی اس بہانے سے جاکر قلعہ سے لے آؤنگا ضمیران شاہ نے کہا اچھا مین تو اسکی قید لیکر چلتا ہون تو قلعہ قیلاسب مین سمینہ بانو کو پکڑکر لے آنا بادشاہ تو علمشاہ کی قید لیکر روانہ ہوا اور فولاد زنگی نے تیاری قلعہ پر چلنے کی کی صندوقون مین دو دو آدمی بٹھائے کہ جو پہلوانان زبردست سے تھے اور کوچ کرکے قلعہ آہن حصار پر روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر اشعر کو توال کو ہوئی اشعر نے پوچھا تو کون ہی کہان سے آیا ہی فولاد زنگی نے نامہ مہری بنا ہوا شہزادہ رومی علمشاہ کی طرف سے بھیجا ہوا ملکہ کو پہونچایا ملکہ نے پڑھا تو سارا احال شکار و حمام اور پھر مسلمان ہونا ضمیران شاہ کا لکھا تھا اور آخر مین یہ مضمون تھا کہ یہ مال ہم نے تم کو بجاے تحفہ کے بھیجا ہی اس مین جواہر نایاب ہی تم اپنا گہنا بنوانا اور مین قریب آیا چاہتا ہون ملکہ نامے کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی کہ پہلے بھی تحفہ آچکا ہی اشعر سے کہا بھیا تم اُسکو قلعہ کے اندر بلوالو اشعر نے کہا ملکہ اس مقام پر تمھارا کہنا نہ مانونگا یہ مقدمہ ناموس کا ہی اور اگر ایسا تھا تو لہراسپ کو کیون نہ بھیجا اسکا اعتبار نہین ملکہ نے کہا کچھ ہمکو بلا یا ہی کہ جو لہراسپ آتا مال تھا جسکے ہاتھ چاہا بھیجدیا اور لہراسپ کو کسی اور مہم پر بھیجا ہوگا اشعر نے ملکہ کے اصرار سے مجبور ہوکر کہلا بھیجا کہ تم مال بھیجدو اور تمھارے آنے کی اجازت نہین ہی کیونکہ یہان علمشاہ کا ناموس ہی جب علمشاہ آئینگے تم بھی اندر قلعہ کے آجانا فولاد تو ایک مکار ہی اُسنے کہا بہتر ہی جو حکم آپ کا ہو

ہیرے وہان آنے کا کام بھی نہین آپ صندوق منگوا لیجیے مین بھی آ رہونگا ورنہ صندوق مزدورون کو
لدوا کر بھیجے اشعر نے ایوان مین رکھوا لیے مگر اُن صندوقون مین اُسنے ایسی ترکیبین رکھی تھین کہ جو اُسکے
اندر بند ہو وہی کھول سکتا تھا بس یکایک سب پہلوان اور بہادر اندر سے نکل نکل کر مسلح و مکمل تو تھے ہی
قلعہ کے لوگون پر گرے قتل کرنا شروع کیا اشعر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بھی ہم سے چوک ہوئی کہ پہلے ایک
صندوق منگوا کر نہ دیکھ لیا مصرع ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ؎ اور تلوار کھینچکر یہ بھی اُن پہلوانون پر
گرا لڑنے لگا لیکن اشعر گھبرایا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ پاؤن اشعر کا ایک سوار کہ قتل ہوا تھا اور اُسکی
لاش پڑی تھی اُسکی زرہ مین اُلجھا اشعر گرا لوگ اوپر سے آپڑے اور اشعر کو پکڑ لیا اور دروازہ قلعہ کا
کھولدیا اب فولاد زنگی مع لشکر اندر گھس آیا اور قتل کرنا شروع کیا آخر لوگون نے امان مانگی فولاد زنگی
حرامزادہ اندر محل کے گھس گیا سمینہ بانو اُسکو دیکھکر بھاگی لیکن اُس بجیانے دوڑکر پکڑ لیا اب
حال اُسی طرف کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جب ماہ گوہر بند کو عرصہ زیادہ ہوا مرزوق نے آلاگرد
اور مالاگرد سے کہا کہ ماہ گوہر بند آٹھ روز کا وعدہ کرکے گئی تھی اور اتنا عرصہ ہوا اب تو اُسکی
خبر منگوانا لازم ہی یہ کہکر مہتر جاسوس شاگرد برق فرنگی سے کہا کہ تو جا کر قلعہ قیلاب سے خبر
لادے اور آلاگرد نے کہا کہ ای جاسوس قلعہ آہن حصار سے سمینہ کی خبر بھی لیتے آنا غرض
مہتر جاسوس پہلے قلعۂ قیلاب پر آیا خبر اشقنش کو ہوئی اُسنے آکر ملکہ سے کہا ملکہ کی یہ سنتے ہی
جان بدن مین باقی نہ رہی سعد سے کہا کہ ایک دم کے واسطے طوق و زنجیر پہن لو سعد نے نہ مانا
ملکہ نے جام شراب مین بیہوشی ملا کر سعد کو بیہوش کیا اور اسیر طوق و زنجیر کرکے جاسوس کو بلوایا
اُسنے آکر ملکہ کو مجرا کیا اور خوب غور سے ملکہ کو دیکھا تو کچھ اور ہی نقشہ پایا اور وہ کنوارپن اور چہرے کی
رنگت نہین پائی حیران ہوا سمجھا کہ کچھ دال مین کالا ہی بعد تھوڑی دیر کے سعد کا حال پوچھا اشقنش
نے جاسوس کو قیدخانے مین لاکر دکھادیا اُسنے دیکھا کہ سعد پڑا سوتا ہی اور چہرے پر اُس کے
بشاشت ہی قیدیون کی سی حالت چہرے پر طاری نہین ہی چپ ہو رہا ملکہ نے اسکو خلعت دیکر رخصت کیا
ملکہ کے سامنے سے تو یہ چلا گیا لیکن باہر جا کر ایک گٹھا لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر اپنی شکل ایک مزدور
کی بنائی اسکا ایک دوست اس قلعہ مین رہتا ہی اُسکے گھر مین اُترا اور رہنے لگا لیکن اُسنے بھی کچھ حال
ملکہ کا اس سے نہ کہا ایک دن جاسوس پہر رات رہے سے اُٹھا اور کمند ڈال کے محل مین آیا اور
صورت ایک خواص کی بنکر کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ سعد اور ماہ گوہر بند دونون مسند پر
بیٹھے ہین جام شراب کا چل رہا ہی اور بوس و کنار ہو رہا ہی اور سعد علمشاہ کا حال بیان کر رہا ہی جاسوس
نے اپنے دل مین کہا کہ اگر تو اسوقت سامنا کرتا ہی تو اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سب ماجرا دیکھکر اور
سنکر قلعہ سے نکل گیا اور اب قلعۂ آہن حصار مین پہونچا لیکن یہ اُس زمانے مین آیا تھا کہ علمشاہ قلعہ
مین موجود تھے ابھی ریحانیہ پر نہین گئے تھے غرض اشعر کوتوال نے علمشاہ اور لہراسپ کو پوشیدہ
کیا اور جاسوس کو بلا لیا ملکہ سمینہ بانو کو اُسنے مجرا کیا اور آلاگرد کا پیغام پہونچایا اور چلا گیا بعد
دو روز کے صورت اپنی بدل کے محل مین سمینہ بانو کے پاس آیا اور علمشاہ اور سمینہ کو ایک جگہ
بیٹھے دیکھا اُسوقت علمشاہ قصہ کپتیان کے مارے جانے کا اور نو لاکھ سوارون کو بھگانے کا

بیان کر رہا ہی اور عورتین اوہی اوہی کر رہی ہین غرض یہان کا بھی حال دیکھ کے جاسوس اپنے گھر مین آیا
اور سوچا کہ ای جاسوس اگر مرزوق کے سامنے گوہر بند کا حال کہا تو وہ مروا ڈالیگا اور آلاگرد بھی بہادر بے نظیر
ہی اور بہادر کے لیے غیرت بھی ضرور ہی یہ سوچکر بہتر برق فرنگی کہ اُستاد اُسکا تھا اُس سے بیان کیا برق
اور جاسوس آلاگرد کے پاس آئے اور ملکہ ماہ گوہر بند اور سعد کا حال بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ اُسکے
حامی رہین تو مرزوق سے اُسکا حال بیان کیا جائے آلاگرد نے کہا جسوقت مین بارگاہ مین ہون اُسوقت
کہنا جب صبح ہوئی مرزوق آکر تخت پر بیٹھا اور سردار جمع ہوے کہ جاسوس آیا مرزوق نے کہا کہ حال
ملکہ کا بیان کر اُسنے بہت اچھی طرح سے کان مین مرزوق کے سمینہ بانو کا عشق علمشاہ سے اور اشعر کا
مسلمان ہونا سب بیان کیا یہ سُنکے مرزوق نے آلاگرد کی طرف دیکھا اور کہا تمکو سمینہ کی بھی خبر معلوم
ہوئی کہ وہ شوخ دیدہ علمشاہ پر عاشق ہوئی اور اشعر کو تو ال مسلمان ہوا آلاگرد نے کہا بجا ہی مجکو تو
یہ معلوم ہی کہ قلعۂ قیلاب کو سلطان سعد نے مع اشقتش اور ملکہ ماہ گوہر بند کے مسلمان کیا یہان تک
کہنے پایا تھا کہ مرزوق نے کہا یہ کیا مین کچھ کہتا ہون تو کچھ سمجھتا ہی ارے اشعر آلاگرد نے کہا جی ہان
اشقتش کو مرزوق نے کہا تیری بیٹی سمینہ اُسنے کہا ملکہ ماہ گوہر بند حضور کی دختر کو سلطان سعد نے
مسلمان کیا یہ سُنکے مرزوق خفا ہوا اور چاہا کہ حکم قتل دے کہ برق فرنگی نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا
کہ حضور آلاگرد بھی سچ کہتا ہی حضور یہ دونون سانحے ہوے ہین اور جاسوس بچشم خود دیکھ آیا ہی
آپ کے خوف سے خدمت حضور مین عرض نہ کیا آلاگرد سے آپکا حال اور آپ سے اُسکا حال
بیان کیا یہ سُنکے مرزوق دم بخود ہو گیا گردن نیچی کرلی اور پھر آلاگرد کی طرف دیکھکر کہا کہ تم قلعۂ آہن حصار
پر جاؤ اور علمشاہ اور سمینہ بانو دونون کو پکڑ لاؤ اور آلاگرد سے کہا کہ تم قلعۂ قیلاب پر جاؤ اور
سلطان سعد کو پکڑ لاؤ یا سر اسکا لاؤ بلکہ اُس گیسو بریدہ کو بھی قتل کرنا یہ دونون بارگاہ سے
باہر آئے اور اپنی اپنی فوج لیکر کوچ کیا لیکن یہ معرکہ گزر چکا تھا کہ علمشاہ شکار کو نکلے تھے اور کیپی ازلال
کو مار کر کیپی زلزال کو مع لشکر مسلمان کیا تھا اور پھر دو لاکھ فوج لیکر مع کیپی زلزال شکار کھیلنے
چلے اور راہ بھول کر مع لہراسپ شہر ریحانیہ مین پہونچے اور قید ہوئے اور ضمیران شاہ قید
انکی لیکر مرزوق کے پاس قلعۂ قیلاب کی طرف ہوتا ہوا چلا اُن کو تو اسی راہ مین چھوڑ دیجیے

اب دو کلمے داستان فولاد زنگی اور سلطان سعد کے بیان کیے جاتے ہین

محرران خوش بیان اس داستان نادر بیان کو یون رقم کرتے ہین کہ ضمیران شاہ نے فولاد زنگی جو
جو قلعۂ آہن حصار پر بھیجا تھا وہ اشعر اور سمینہ کو گرفتار کرکے قریب قلعۂ قیلاب کے آیا اور اشقتش
کو لکھا کہ مین سمینہ کو پکڑ کے لایا ہون تو بھی سعد کی قید لیکر آکہ اُسکے چچا کو ضمیران شاہ قید کرکے
لیے آتا ہی یہ جو اشقتش نے دیکھا سعد بارگاہ مین تھے اُسنے وہ کاغذ پیش کیا سعد نے کہا کہ مین ابھی
جاکر سمینہ بانو کو چھڑا دونگا وہ میری چچی ہی اشقتش نے کہا آپ اندر تو تشریف لیجائیے مین ملکہ سے
تو خبر کیجیے سعد نے کہا وہ عورت ہین نہ جانے دینگی رونا پیٹنا مچا مینگی غرض دس ہزار سوار لیکر
مع اشقتش کشتیون پر سوار ہو کر دریا پار اُترے اور وہان سے جو گھوڑے اُٹھائے پہر رات رہے
فولاد زنگی کے لشکر پر پہونچے اور وہ اپنے خیمہ مین خواب مرگ مین تھا کہ سعد نے لشکر پر شبخون

مارا اور قتل کرنا شروع کیا ہزارہا آدمی مار ڈالے کہ اس غلغلہ مین فولاد زنگی کی آنکھ کھل گئی خیمہ سے
باہر نکلا پوچھا کہ کیا معرکہ ہی لوگون نے کہا ایک نقابدار شبخون گرا ہی لوگون کو قتل کر رہا ہی بس یہ سنکر
فولاد زنگی مرکب پر بیٹھکر چلا کہ اسنے آواز نعرہ سعد کی سُنی مگر سعد نقابدار بنے ہوئے قتل کر رہے تھے
کہ عین گرمی جنگ مین سعد اور فولاد کا سامنا ہوا فولاد نے کہا او لڑکے کیون تیری شامت آئی ہی
کہ میرے لشکر پر شبخون گرا معلوم ہوتا ہی کہ پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی یہ کہکے تلوار سعد پر ماری سعد
نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگون نے سردار کے
مرتے ہی امان مانگی اور سب مسلمان ہوئے سعد نے اشعر کو توال اور اُسکے ملازمون کو چھڑایا وہ
قدمون سے لپٹا کہ ای شہریار آپ نے میری جان بچائی جب امن ہوئی تو سعد نے اشعر سے کہا
کہ میری طرف سے سمینہ بانو کو مجرا عرض کرنا کہ آپ چچی جان میری بجائے مان کے ہین جیسے مین
علمشاہ کا ملازم ویسے آپ کا ملکہ سمینہ بانو محافہ مین قید رو رہی تھی کہ اشعر نے قریب جاکر ملکہ کو
مجرا کیا اور کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ہم سب کو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو مارا اور آپ کو تسلیم
کہلا بھیجی ہی سمینہ یہ سنکے بہت خوش ہوئی اور کہا کہ سعد سے کہو کہ اگر تم مجکو چچی جانتے ہو تو میرے سامنے
کیون نہین آتے کوئی اپنے عزیزون سے بھی چھپتا ہی غرض سعد نیچی نگاہ کیے سامنے محافے کے آئے
اور ملکہ سمینہ بانو کو سلام کیا سمینہ نے دعائین دین اور بلائین لین سعد نے اشعر اور اشقش کو
ہمراہ سمینہ کے کرکے قلعۂ قیلاب کی طرف روانہ کیا اور کہدیا کہ آپ ملکہ گوہر بند کے پاس رہین
مین عمو جان کو چھڑانے جاتا ہون دوسرے دن اشقش راہ سے پلٹ گیا اور اشعر سمینہ کو لیکر قلعۂ
قیلاب کی طرف راہی ہوا لیکن جب اشقش راہ سے پلٹ کر سعد کے پاس پہونچا عرض کیا کہ ای شہریار
میرا دل گھبرایا دمبدم آپ کا خیال آتا تھا مین راہ سے پلٹ آیا اشعر ساتھ گیا ہی سعد نے کہا مرحبا کہ
رفیق اور محبت دار ایسے ہی ہوتے ہین اشقش نے کہا ای شہریار ایک بات کا مجھے نہایت کھٹکا ہی
اس سے اور مین گھبرا کر چلا آیا کہ ضمیران شاہ دو لاکھ فوج سے قید آپ کے عمو جان کی لیے آتا ہی
اگر آپ قیدی ہو کر چلینگے تو کام بن پڑیگا نہین تو رسائی علمشاہ تک مشکل ہوگی اور میرا حال ابھی
ضمیران شاہ کو معلوم نہین ہی کہ یہ مسلمان ہو گیا ہی کیونکہ اُسنے مجکو طلب بھی کیا ہی کہ سعد کی قید لیکر آ
جب آپ اُسکے سامنے پہونچین اُسکو مار کر علمشاہ کو چھڑالین سعد نے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا کہ مین قیدی بنکر
اُسکے سامنے جاؤن مین بزور شمشیر علمشاہ کو چھڑاؤنگا اگر دو لاکھ ہین تو کیا کرینگے اشقش نے عرض کیا
کہ ای شہریار سپہگری کے چھتیس فن ہین جیسا موقع ہو ویسا کرنا چاہیے اگر اُنھون نے آپ کو آگے بڑھکر
روکا اور کچھ لوگ قید علمشاہ کی لیکر راہی ہوئے تو آپ کا مطلب فوت ہو جائیگا مین نے مانا کہ آپ
سبکو قتل کرینگے مگر علمشاہ کو نہ پائینگے سلطان سعد نے کہا سچ کہتے ہو جب یہ لوگ لشکر ضمیران شاہ
کے قریب پہونچے اشقش سعد کو ہلکی سی قید پہنا کے اور پانچ ہزار سوار گرد اراپے کے کرکے اور
پانچ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے چلا لیکن اُدھر لشکر ضمیران شاہ کا اُترا ہوا تھا ضمیران شاہ بیٹھا
ہوا تھا کہ لوگ فولاد زنگی کے لاشہ فولاد کا لیے ہوئے آئے اور کہا کہ ایک نقابدار نے فولاد کو مارا بعد
اُسکے یہ خبر آئی کہ اشقش قید سعد کی لیے آتا ہی کہ سہراب کا بیٹا ہی ضمیران شاہ کا نہایت مرد جری ہی

اور حرامزادہ بھی ہی باپ سے اور مشیر دن سے کونسل کی کہ کیا سبب تھا کہ نقاب ڈال کے سعد کا نعرہ کرکے
فولاد کو مارا یا کوئی خداوند لقیاے زرین تن کا ماننے والا سعینہ پر عاشق ہوا ہی کہ الزام سعد کے سر رکھکر
فولاد کو قتل کیا سعد کو کسکی چوری تھی جو قید ہوکے آتا اور حکم دیا کہ آنے دو اور آپ خیمہ سے باہر
نکل کر ٹہلنے لگا کہ سامنے سے ارابہ سعد کا اور اشقش آیا سعد نے سلام علیک کی ضمیران شاہ خفا
ہوا اشقش نے کہا اسکا یہی معمول ہی جبسے قید ہوا ہی اپنے خداوند کا نام ہر وقت لیا کرتا ہی ضمیران شاہ
نے کہا ای اشقش تونے نہ سمجھایا اشقش نے کہا جب اُسنے مرزوق کے سامنے سلام علیک کی اُس سے
نہ ڈرا تو تم کیا ہو اور لقیاے زرین تن تک کو بُرا کہا ضمیران شاہ نے کہا کیا یہ خداوند سے بھی نہین
ڈرتا اشقش نے کہا بلکہ لعنت کرتا ہی ضمیران شاہ نے کہا تو بھی کہتا ہی اُسنے کہا یہ مثل تونے نہین سُنی
نقل کفر کفر نباشد یہ کہکر سعد کو ارابے پر سے اُتارا اور ہاتھ سعد کا کھینچا کہ مین تو اسطرح پر لایا ہون
بس یہ دیکھکر سعد نے قید توڑی اور تلوار میان سے لی پھر تو پانچ ہزار سوار مرنے والے برابر ارابے کے
تھے مع اشقش ضمیران شاہ پر جا پڑے اور پانچ ہزار سوار جو باقی تھے اُنھون نے لشکر کو رد کا غل ہوا کہ
سعد آیا علمشاہ خیمے مین مقید تھے یہ سمجھے کہ سعد مارا گیا ایک مرتبہ غصہ مین آکر بیتاب ہوکر زور کرکے
قید کو توڑا اور باہر نکل آئے اور اس ارابے کو کہ جسپر قید تھی اُٹھا کر سر پر چرخ دیکر جو مارا اُس بھینس کا
خاتمہ ہو گیا ہڈیان پسلیان چور ہو گئین یہ زور علمشاہ کا دیکھکر لوگون نے دل ہار دیے ہوش جاتے رہے
چھکے چھوٹ گئے ہمتین پست ہو گئین مگر ادھر اُدھر لہراسپ نے دیکھا کہ علمشاہ نے قید توڑی دل اُسکا
نہایت مسرور ہوا اور سعد کے آنے کی بھی اسکو از حد خوشی ہوئی کہ ایک بار شادان و فرحان ہوکر
زور جو کیا قید لہراسپ کی بھی ٹوٹ گئی اور قید خانے کے دروازے پر نکل کر تلوار ایک آدمی
کی بزور چھین کر لڑنا شروع کیا ادھر علمشاہ نے آواز دی کہ بیٹا سعد تم کدھر ہو سعد نے کہا عمو جان مین
بفضل ایزدی اسطرف لڑ رہا ہون حاضر ہوتا ہون کہ سامنے علمشاہ کے کبی سہراب آیا اور پکارا کہ قید
تونے توڑ ڈالی تو بڑا ہیکڑ معلوم ہوتا ہی اور تلوار ماری علمشاہ نے ارابے پر روک کر ہاتھ بند دست پر
ڈالدیا اور ہاتھ کو مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیا اور کہا جالا در
شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی کبی سہراب نے کچھ جواب نہ دیا علمشاہ نے اُسے برروے ہوا
اُچھالدیا کہ مثل گنجشک کے معلوم ہونے لگا دم تو اسکا راستے ہی مین نکل گیا تھا لیکن جب گرنے لگا
علمشاہ نے اُسی کی تلوار سے چو رنگ ہوائی کاٹا بس اسکا مارا جانا تھا کہ ضمیران شاہ کی
آنکھون مین خون اُتر آیا پکارا کہ اور دی غضب کیا تونے کہ بیٹے کو میرے مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے
بچ کر کہان جائیگا یہ کہکر قریب علمشاہ کے پہونچ کر تلوار ماری علمشاہ نے خالی دیکر تلوار چھین لی اور کمر بند
مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا ضمیران شاہ نے دیکھا کہ اب جان بچتی نہین معلوم
ہوتی بیٹے کے غم کو بھی بھول گیا اور سمجھا کہ تو بھی چو رنگ ہوا پکارا امان علمشاہ نے کہا بشرط ایمان
اُسنے منظور کیا علمشاہ نے بہت آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ گو تو ایک مرتبہ دغا کر چکا ہی
لیکن ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ جو نام اسلام کا لے اور دین اسلام قبول کرے ہم اُسے قتل کرین ضمیران شاہ
قدمون پر گرا اور کہا کہ ای شہریار اب ایسی خطا نہوگی معلوم ہوتا ہی کہ اقبال آپ کا یاور ہی آپ پر کوئی

فتح یاب ہوگا اور ای شہریار دین آپ کا برحق ہی اگر بقیاے زرین تن خداوند برحق ہوتا تو میرے بیٹے کو زندہ کردیتا اور اب از سر صدق وصفا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ نے کہا کہ اگر تیرا اعتقاد اُسپر ہو تو بقیاے زرین تن سے اپنے بیٹے کو طلب کر اُسنے کہا ای شہریار مین نے لعنت کی جیسی مین نے آپ سے دعا کی ویسا ہی میرا بیٹا مارا گیا غرض سب کو امان دی اور ضمیران شاہ دو لاکھ سوار سے مسلمان ہوا اور علمشاہ کی دعوت نہایت اہتمام سے کی دوسرے دن علمشاہ نے کہا کہ ای ضمیران شاہ مین مرزوق فرنگی پر جاؤنگا ضمیران شاہ نے کہا ای شہریار ابھی مناسب نہین ہی کیونکہ وہ ساٹھ لاکھ فوج رکھتا ہی بہت ہوگا آپ تین چار لاکھ سے مقابلہ کرینگے اب اسوقت مین بہتر یہ ہی کہ آپ میرے ساتھ شہر ریحانیہ کو پلٹ چلیے اور شہر کو اسلام آباد کرلیجیے اور کپی زلزال کو بھی بلائیے اور امیر بھی آجائین تو پھر البتہ مرزوق سے مقابلہ پورا ہوگا اُدھر سعد نے لہراسپ سے کہا کہ میری طرف سے عمو جان کی خدمت مین عرض کرو کہ مین بھی قلعۂ قیلاب کو چند روز کے واسطے جاتا ہون کچھ لوگ باقی ہین اُنکو بھی مسلمان کرکے حاضر ہونگا لہراسپ نے علمشاہ سے عرض کیا علمشاہ نے کہا کہ سعد کو بلالو لہراسپ نے جاکر کہا کہ علمشاہ آپکو بلاتے ہین سعد نہایت شرمگین سامنے آئے کیونکہ دھیان انکا ملکہ ماہ گوہر بند مین لگا ہوا تھا علمشاہ نے کہا کہ کیون بیٹا سلطان سعد تم ہمارا ساتھ چھوڑتے ہو سعد نے کہا جسوقت تک جسم مین جان باقی ہی اُسوقت تک تو خدا چاہیگا تو قدم سے آپ کے جدا نہونگا مین نے صرف اس سے عرض کیا کہ حضور ابھی تو ریحانیہ کو تشریف لیے جاتے ہین مین بھی قلعۂ قیلاب پر ہوکر وہین حاضر ہوتا ہون علمشاہ نے کہا اچھا جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا یہ رخصت ہوکر چلے لہراسپ نے کہا کہ مجکو بھی ساتھ لیے چلیے سعد نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہین ہی عمو جان اپنے دل مین خیال کرینگے کہ اُسنے اپنا پرایا کیا کہ اپنے ساتھ اپنے سردارون کو بھی لیتا گیا یہ کہکر لہراسپ کو وہین چھوڑا اور اشقش کو ہمراہ لیکر قلعۂ قیلاب کی طرف چلے اور یہان سعد ملکہ ماہ گوہر بند سے کہ گئے تھے کہ جسوقت سمینہ بانو آئین تو تم سلام کرنا اور استقبال کرنا نذر دینا اپنا بزرگ سمجھنا کیونکہ وہ میری چچی ہین اور کبھی یہ خیال نکرنا کہ مین شہزادی ہون اور یہ وزیرزادی ہین اب یہ تمھاری بزرگ ہین ماہ گوہر بند نے ویسا ہی کیا جب سُنا کہ سمینہ بانو آئی ہین دروازے تک گئی استقبال کرکے لائی مسند پر بٹھایا نذر دی اتنے مین سُنا کہ سعد آئے ہین اور سعد اندر محل کے داخل ہوئے سمینہ بانو کو مجرا کیا سامنے آکر ادب سے بیٹھے سمینہ نے حال علمشاہ کا پوچھا سعد نے جاکر چھڑانا علمشاہ کو اور علمشاہ کا جانا طرف ریحانیہ کے بیان کیا سمینہ نے بلائین سعد کی لین اور کہا کہ واری تمنے بڑا کام کیا مگر اب مجکو رخصت کرو سعد نے کہا کہ کیا کام ہی آپ کے وہان جانے کا یہ قلعہ بہت مستحکم ہی یہین رہیے تو مناسب ہی سمینہ نے نہ مانا سعد نے مجبور ہوکر کہا کہ آپ کو اختیار ہی اور سمینہ کو رخصت کیا اور اشقر سے کہا کہ ذرا ہوشیاری سے جانا غرض اشقر عماری مین سمینہ بانو کو سوار کرکے قلعۂ آہن حصار کی جانب روانہ ہوا لیکن اب حال شہزادہ علمشاہ رومی کا سُنیے کہ جب علمشاہ ضمیران شاہ کے ساتھ طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے اور شہر مین آکر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے کھُدوائے مسجدون کی بنا ڈلوائی اور ایک نامہ بنام کپی زلزال کے یہان روانہ کیا کہ بہت جلد اپنے تئین پہونچاؤ تو مرزوق پر چلین اور لڑین عیار نامہ لے کر

روانہ ہوا اُدھر کیی زلزال بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کچھ خبر شاہزادہ علمشاہ رومی کی
نہ معلوم ہوئی کہ اتنے مین عیار پہونچا اور نامہ شاہزادے کا پیش کیا اُسنے اُسکے نامہ کی تعظیم دی اور جواہر
نثار کرکے آنکھون پر رکھا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی بس اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو سب
لشکر تیار ہو گیا وہ اُسی وقت چل کھڑا ہوا اب حال ضمیران شاہ کی عرضی کا سُنیے جو کہ اُسنے مرزوق کو
لکھی تھی وہ اب پہونچی کہ علمشاہ اور لہراسپ کو قید کرکے لاتا ہون اسوقت مرزوق نے آلاگرد اور مالاگرد
کو لکھا تھا کہ اب تم آگے کوچ نہ کرنا جو ہم پھر لکھینگے اُسپر عمل کرنا وہ چار پانچ مہینے ٹھہرے رہے کہ پھر مرزوق کو
دوسری خبر پہونچی کہ ضمیران شاہ تیرے شہر کے قریب پہونچ چکا تھا کہ سعد نے اُسپر شبخون مارا اشتقش نے
فریب کیا کہ ہتکڑی قید پہنا کر سامنے ضمیران شاہ کے لایا اور سعد نے قید توڑ کر علمشاہ کو چھڑایا اور بیٹا ضمیران شاہ
کا کیی سہراب بھی مارا گیا اور فولاد زنگی بھی کشتہ ہوا اور اب ضمیران شاہ بصدق دل مسلمان ہوا اور علمشاہ
کو لیکر ریحانیہ کو واپس گیا یہ سُنکر اُسی وقت نامہ مالاگرد کو لکھا کہ تو جا کر علمشاہ کو پکڑ لا یا سر اُسکا لا اور آلاگرد
کو لکھا کہ تو سعد کو گرفتار کر لا غرض یہ نامے آلاگرد و مالاگرد کو پہونچے اور دونون کوچ کرکے روانہ ہوئے مگر
مالاگرد قریب ریحانیہ کے پہونچا خبر علمشاہ کو ہوئی ضمیران شاہ نے عرض کیا کہ اے شہریار مالاگرد پہلوان
زبردست ہے فرنگستان مین اُسکا مثل و نظیر نہین ہے اگر ارشاد ہو تو قلعہ بند ہوکے لڑین علمشاہ یہ سُنکر برہم ہوا
اور کہا کہ خبردار اب کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور علمشاہ نے لہراسپ اور ضمیران شاہ کو مع دو تین لاکھ
فوج کے لیکر قلعہ کو پشت پر رکھ کے باہر خیمہ برپا کیا یہ خبر مالاگرد کو ہوئی اُسنے طبل جنگ بجوایا ادھر علمشاہ نے بھی خبر
طبل جنگ کی سُنکر اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوایا غرض چار پہر رات تیاری جنگ و جدل مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے صف بندیان ہونے لگین تبرداروں نے زمین کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا غرض
بعد بند و بست کے میدان مین مالاگرد فرنگی نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور نقیب نے میدان مین آکر پہلے
سراپا میدان کا دکھایا اُدھر مالاگرد نے بہادری کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہو گیا اور گھوڑا بھی
پسینے پسینے ہو گیا اُسوقت مرکب کو روک کر پکارا کہ او ضمیران تو نے پہلے تو نمک حرامی اپنے مالک کی کہ مرزوق
سے پھر گیا اور اب میرا سامنا کرتا ہے خیر اب جسپر تیرا بھروسہ ہو اُسکو میرے مقابلے کو بھیج بس یہ سُننا تھا کہ شہزادہ
علمشاہ نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور قریب مالاگرد کے پہونچکر نگادرزن ہوا اور مرکب کو روک لیا
اور مالاگرد کو سلام کیا مالاگرد نے کہا یہ کیا علمشاہ نے کہا ہم لوگون کا آئین یہی ہے مالاگرد نے کہا تو نے ایسے
قصور کیے کہ کوئی حیلہ باقی نہین ہے کہ تیری جان بخشی ہو علمشاہ نے کہا مین جان بخشی نہین چاہتا ہون بلکہ
مین نے تو اپنا بزرگ آپ کو سمجھا اور چچا خسر جان کر سلام کیا بس یہ کہہ رہے تھے کہ مالاگرد نے غیظ مین آکر
نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ سنانین اڑ گئین اور رُبانین بیکار
ہو گئین جھڑ پر جھڑ پڑنے لگی دونون نے نیزون کو ہاتھون سے پھینک کر تلوارین کھینچ لین مالاگرد نے تلوار
علمشاہ پر ماری علمشاہ نے خالی دیکر تلوار ماری مالاگرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار سپر پر پوری
بیٹھی کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب تلوار علمشاہ کے خود پر مالاگرد کی پہونچی اُسنے بھی خود کو کاٹا مالاگرد
نے جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اُتر گئی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکار نکل گئی اور چادر خون کی سر سے باہر
آئی علمشاہ نے اُسی حالت زخمداری مین ہاتھ تلوار کا مارا مالاگرد نے بفنون سپہگری خالی دیا لیکن اب

علمشاہ کو غش آگیا اور گھوڑا اُنکو میدان مصاف سے لے نکلا بس یہ دیکھنا تھا کہ لہراسپ کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور تلوار کھینچکر دوڑ پڑا ادھر ضمیران شاہ نے دل مین یہ خیال کیا کہ ایسا نہو لہراسپ مالاگرد کے ہاتھ سے مارا جائے تو مین علمشاہ کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اسلیے کہ جب علمشاہ زخمی ہوا تو لہراسپ کی کیا حقیقت ہی بس یہ بھی مع فوج مالاگرد پر آپڑا ہر چند لہراسپ نے منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا یہ دیکھکر اُدھر سے مالاگرد کے لوگ بھی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی تین پہر کامل تلوار چلی ہزارہا آدمی کٹ گئے آخر کو ضمیران شاہ قریب شام طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن علمشاہ کی ہرچند تلاش کی کہین نشان نہ ملا تین روز تک برابر دوڑا کیے لیکن پتا نہ لگا مالاگرد نے تیسرے روز طبل جنگ بجوایا یہ خبر ضمیران کو ہوئی اُسنے لہراسپ سے کہا کہ رات کو نکل چلو قلعہ بند ہو کر لڑو اسنے نہ مانا اور کہا کہ کل مین خود بھی مقابلہ کرلون تو پھر تمھین اختیار ہی اور نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے غرض رات بھر دونون طرف نقارے گڑگڑائے اور تیاری جنگ رہی صبح کو ادھر سے لہراسپ مرکب پر سوار لشکر کو لیے ہوئے میدان مین آیا اُدھر سے مالاگرد فرنگی اپنے لشکر سمیت میدان مین آیا اور صف باندھکر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو مالاگرد مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے لہراسپ اپنے مرکب کو دوڑا کر مقابل مالاگرد آیا اور نگاور زن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مالاگرد نے کہا کہ لا اپنا حربہ جو کچھ رکھتا ہو کہ ہوس تیرے دل مین نہ رہ جائے لہراسپ نے غصہ مین تلوار تو کھینچ لی لیکن جواب دیا کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین کہ پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے جدا ہوجائیگا تو ہم بھی وار کرینگے بس یہ سُننا تھا کہ مالاگرد نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہوچکا ہی اور ہوشیار و خبردار کہکر تلوار ماری لہراسپ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر یہ وار ہی مالاگرد سے پہلوان زبردست کا اُسکی سپر سے کہین رکتا ہی صاف سپر کٹ گئی اور تلوار تا دو ابرو اُتر گئی لہراسپ نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹنا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی اور لہراسپ کو غش آگیا ضمیران شاہ نے جو دیکھا کہ یہ بھی زخمی ہوا بس فوج کو اشارہ کیا کہ مار لو جانے نہ پائے تمام فوج اُسکی دوڑ پڑی اُدھر سے مالاگرد کے لوگ بھی آگئے تلوار چلنے لگی آخر کو قریب تھا کہ ضمیران شاہ کی فوج شکست کھا کر بھاگے اور یہ دعا کر رہا تھا کہ ای پروردگار بچا نا ہم سبکو کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور پردۂ بیابان سے گرد و غبار بلند ہوا جب گرد قریب آکر شق ہوئی اور غبار فرو ہوا دیکھا کہ کیبی زلزال مع لشکر آپہونچا اور ضمیران شاہ کا شریک ہوا اب پھر ذرا قدم جمے آخر کو شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اپنے اپنے خیمون مین آئے ضمیران شاہ نے بارگاہ مین آکر زخم مین لہراسپ کے ٹانکے دلوائے اور کیبی زلزال سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے شاہزادہ علمشاہ مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اسکو گھوڑا لیکر نکل گیا کہین پتا نہین لگتا لہذا جبتک شاہزادہ نہ آئے اُسوقت تک اس سے قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیے اور اس زمانے مین لہراسپ کا بھی زخم اچھا ہو جائیگا کیبی زلزال نے کہا کہ کل مین مقابلہ کرلون تو تمھین اختیار ہی ضمیران نے قسم سر علمشاہ کی دی کہ جبتک شاہزادہ نہ آئے تم نہ لڑو اگر تم بھی زخمی ہوئے تو پھر قلعہ بند ہو کر لڑنا بھی مشکل ہو جائیگا اور آجکل ستارہ گردش مین ہی کیبی زلزال مجبور ہوا اور ساتھ ضمیران شاہ کے قلعہ مین آیا یہ خبر صبح کو مالاگرد کو ہوئی کہا کچھ پرواہ نہین ہی اور مع فوج آکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور خیمہ برپا کیا اور مشورہ کرکے طبل جنگ بجوایا اور کہا کہ صبح کو یہ قلعہ لے لونگا اُسکے لوگون نے آپس مین کہا کہ مالاگرد جو

کہتا ہے وہی کرتا ہے بیشک یہ قلعہ خالی کرالیگا اور یہ خبر ضمیران شاہ کو ہوئی کہ مالاگرد نے طبل جنگ بجوایا ہے اور
کہا ہے کہ صبح کو میں یہ قلعہ کو لونگا ضمیران شاہ اور اسکے لوگوں کا تو دم نکل گیا کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ مالاگرد
جو کہتا ہے وہی کرتا ہے الغرض ضمیران لہراسپ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا لہراسپ نے کہا خدا کو
یاد کرو اور اسکو آنے دو جب آئیگا تو دیکھا جائیگا تم مجکو فیلبند دروازے پر بٹھا دو میں سمجھ لونگا ای ضمیران معلوم
ہوا کہ ستارہ ہمارا گردش میں تھا کہ علمشاہ سا اژدہاے دمان ہاتھ سے اسکے زخمی ہوا اور میں سنے
جانا تھا کہ مالاگرد سے لڑکر اسے پکڑ لاؤن میں بھی زخمی ہوا آخر اب سمجھا جائیگا ضمیران نے کہا ای لہراسپ
کیا کہنا بہادر ایسے ہی ہوتے ہیں اور میرے یہ سب لوگ ہیں تو مسلمان لیکن دل ہارے دیئے ہیں الغرض
رات بھر طبل جنگ بجا صبح ہوئی لہراسپ فیلبند دروازے پر آبیٹھا اور سب کو سمجھا کے خاطر جمع کی اُدھر مالاگرد
نے یورش کی جب سامنے آیا یہاں سے توپ چلی لہراسپ نے ضمیران کو منع کیا کہ کیوں توپیں مار کر مجکو بدنام
کرتے ہو خدا پر شاکر رہو مالاگرد کو یہاں تک آنے دو ضمیران نے نہ مانا اور ہزار ہا آدمی مالاگرد کے اڑ گئے لیکن
مالاگرد گولوں کو رد کرتا ہوا گرز گران ہاتھ میں لیے ہوئے لب خندق آپہونچا اُدھر گولندازوں نے اب جو ہاتھ
روکا اور دھواں برطرف ہوا دیکھا تو مالاگرد لب خندق کھڑا ہے اور پکار رہا ہے کہ او ضمیران اب بھی دروازہ
قلعہ کا کھولکر چلا آ تو جانتا ہے کہ جو میں کہتا ہوں وہی کرتا ہوں تیرا قصور ہم زودق سے معاف کرا دونگا بس سنتے ہی
ضمیران کی جان نکل گئی اور آپسمین کونسل کی کہ مالاگرد کے کہنے پر رہو گے تو اچھا ہے جب تو لہراسپ نے
کہا ای ضمیران ہراس کو راہ نہ دو وہ کیا واہی مسخرہ ہے دعا کرو باقی تم اُسے دروازے تک تو آنے دو ہم
اسی حالت زخمداری میں لڑینگے غرض سب نے ہاتھ اُٹھا دیے سر کھولدیے دعا مانگنا شروع کیا کہ ای معبود حقیقی
وای رب تحقیقی ای کس بیکسان و ای یاور غریبان اسوقت میں سوا تیرے ہمارا کون مددگار ہے بس ان سب کا
بلبلا کر دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اب جو وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار
پلنگینہ پوش پیدا ہوا اور مانند شیر غضبناک کے للکارا کہ باش باش او گبر کیا کرتا ہے پہلے مجھسے مقابلہ کر لے تو پھر
قلعہ پر جانا مالاگرد اُس طرف متوجہ ہوا کہ یہ نقابدار کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اتنے میں نقابدار نے قریب
پہونچکر تنگا در ماری کہ مرکب مالاگرد کا چھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا نقابدار کا دو قدم پیچھے ہٹا مالاگرد پکارا کہ او
نقابدار بیحیا برقع پوش کیا تیری قضا دامنگیر ہوئی ہے نقابدار نے کہا دور ہو او نامرد تو بیحیا ہے یا میں ہوں
جو اپنے سے نہ لڑے اُس سے لڑنا کیسا مالاگرد نے کہا میں نے تو اس لوہے کے دریا کو پیر کر اپنے کو لب خندق
پہونچایا اور تو مجکو اس جرأت پر نامرد بیحیا کہتا ہے دیکھوں تو کیسا بہادر ہے لا جو حربہ بہادری رکھتا ہو نقابدار
نے کہا یہ ہمارا دستور نہیں کہ پیشدستی کریں ہم خدا پرست ہیں تجکو بھی لازم ہے کہ لقاے زرین تن پر
لعنت کر بس یہ سننا تھا کہ مالاگرد نے غیظ و غضب میں آکر تلوار ماری نقابدار نے خالی دی اور اپنا وار
کیا مالاگرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تلوار جو پڑی اُسکے سپر کو کاٹا خود اور سر کے دو ٹکڑے کرکے
تا دو ابرو اُتر آئی مالاگرد نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر خون جو سر سے جاری ہوا ضعف
طاری ہوا لوگ اسکے لشکر کے یہ ماجرا دیکھکر نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بھی تیغ آبدار کھینچکر مشغول
جنگ ہوا لہراسپ نے ضمیران سے کہا کہ جلد نقابدار کی مدد کرو ضمیران فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلا اور

فوج پر مالا گرد کی جا کر گرا تلوار چلنے لگی فوج بے سردار کہین ٹھہرتی ہی آخر کو لوگ مالا گرد کے اسکو لیکر نکل گئے لہراسپ نے آکر نقابدار کو مجرا کیا اور کہا آپ توقف کرین تو مین کچھ عرض کرون نقابدار نے کہا کونسی ایسی بات مین نے کی ہی اور رحم کیا کہو گے یہ کہکر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف واپس گیا یہ نقابدار عمرو بن حمزۂ یونانی تھے لہراسپ اور ضمیران بفتح و فیروزی قلعہ مین داخل ہوئے لیکن لوگ مالا گرد کے جو اُسے لیکر بھاگے تھے چار پانچ کوس پر جا کر ایک دامنۂ کوہ مین قرار پکڑا اور زخم مین اپنے سردار کے ٹانکے لگوائے علاج اسکا ہونے لگا کہ مالا گرد اچھا ہولے تو پھر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ علمشاہ کے زیر کرنا مسروق فرنگی برادر مرزوق فرنگی کو بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان فتح نشان کو اس طور پر تحریر کرتے ہین کہ جب علمشاہ کو میدان مصاف سے گھوڑا لیکر نکل گیا تھا ایک بیشہ مین پہونچکر کچھ گھاس چرنے لگا بعد اسکے ایک تالاب کے قریب گیا اُس مین سے پانی پیا مگر پھریری جو لی تو علمشاہ نیچے اُسکے گرے لیکن بیہوش تھے اتفاقاً ایک زمیندار کا اُس طرف سے گذر ہوا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب کنارے تالاب کے لب بام ہی یعنی ایک جوان نہایت حسین مہجبین زخمی کنارے تالاب کے پڑا ہوا ہی بس وہ آیا اور علمشاہ کو اُٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور گھوڑے کو بھی لیجا کر باندھ دیا اور جراح کو بلوا کر زخم مین ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی بندھوائی جب علمشاہ کو ہوش آیا اُس زمیندار نے پوچھا کہ آپ کون ہین انھون نے کہا کہ مین سوداگر ہون قزاق مال و اسباب میرا سب لوٹ لیگئے اور مجھکو زخمی کرکے ڈال گئے گھوڑا مجھکو اس تالاب تک لے آیا اور نام اپنا پوشیدہ کیا کچھ زید عمرو بکر بتا دیا غرض چند روز مین زخم اچھا ہوا کبھی کبھی سیر کو بھی علمشاہ جانے لگے ایک روز ایک صحرا مین پہونچے کہ وہان ایک باغ انارون کا تھا اور تمام انار سُرخ سُرخ لگے ہوئے تھے کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ پھلا ہوا ہو ایک عجب فضا تھی علمشاہ کھڑے سیر دیکھ رہے تھے کہ آواز زنجیر کی کان مین آئی ادھر اُدھر دیکھا پُشت کی طرف جو پھرے دیکھا کہ ایک دیوانہ چوبدست گران سر ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا ہی بس قریب علمشاہ کے پہونچکر پکارا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اب مین تجھے ضرور مار ڈالونگا مین روز ایک نہ ایک آدمی پر اپنی چوبدست آزماتا ہون علمشاہ نے کہا آخر میری خطا کیا ہی مین نے تیرا کچھ لیا ہی دجہ کیا دیوانے نے کہا کہ اگر مین نہ آتا تو تو ضرور انارون کو توڑ کر کھا جاتا اور لیجاتا معلوم ہوتا ہی کہ تو چور ہی علمشاہ نے کہا او گیدی دیوانے کیا بکتا ہی یہ کہنا تھا کہ اُس دیوانے نے وہی چوبدست ماری علمشاہ نے خالی دی اُسنے دوسری چوبدست ماری اُنھون نے دستہ پکڑ لیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر چھین لے دیوانہ چوبدست چھوڑ کر علمشاہ سے لپٹ گیا علمشاہ نے بھی چوبدست کا دستہ ہاتھ سے چھوڑا اور آمادۂ تلاش ہوا کشتی کلہ بکلہ دہنہ بدہنہ ہونے لگی مگر جب علمشاہ اُسکو پکڑلاتے ہین وہ چکیت مارتا ہی یہ گھونسا مارتے ہین غرض ایک مقام پر زہ کرکے اُسے ریل سے چلے اور جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ درشناختن پروردگار عالم چہ میگوئی دیوانے نے کہا پہلے تم اپنا نام بتاؤ اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو علمشاہ نے اپنا نام بتایا اور حسب و نسب بیان کیا اور رگ ہاشمی دیوانے نے دیکھی کہا کہ بیشک مذہب آپ کا برحق ہی اور مجکو قبول و منظور ہی علمشاہ نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ قدمون سے

لپٹا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ نام میرا مسروق دیوانہ ہی ای شہریار مین بھائی مرزوق فرنگی کا ہون مجکو خواب مین ایک بزرگ نے آپ کا نام بتایا کہ تو اُس سے زیر ہوگا اور اُسکا دین قبول کر لینا اُس روز سے مین نے یہ پیشہ اختیار کیا اور میرے پاس تیس ہزار دیوانے ہین بعد اُسکے علمشاہ سے کہا کہ اب دعوت میری قبول کیجیے اور میرے گھر چلیے علمشاہ اُسکے ساتھ ہوئے جب وہ اپنے بیشہ مین پہونچا دیوانون نے دیکھا کہ یہ نیا شخص کون مسروق کے ساتھ چلا آتا ہی سب کے سب تماشا سمجھ کے شور و غل مچاتے ہوئے دوڑے اور آکے گھیر لیا ہر ایک قصد کرتا ہی کہ علمشاہ پر چوبدست مارے لیکن مسروق منع کرتا ہی آخر کو مسروق نے سب کو مسلمان کیا اور علمشاہ کی دعوت نہایت تکلف کے ساتھ کی بعد فراغت دعوت کے علمشاہ نے مسروق سے کہا کہ مین اب ریحانیہ کو جاؤنگا دیوانے نے کہا کہ مین ہمراہ رکاب ہون غرض علمشاہ مع مسروق اور تیس ہزار دیوانون کے طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے کہ چلکر لہراسپ وغیرہ کی خبر لینا چاہیے کہ مالاگرد سے کیا گذری انکو راستہ مین چھوڑیے کہ بر وقت انکا حال بیان کیا جائیگا

اب دو کلمے داستان سلطان سعد کا شبخون مارنا لشکر مالاگرد پر اور گرفتار ہو جانا سلطان سعد کا بیان کیے جاتے ہین

کاتبان خوش بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ سعد قلعۂ قیلاب مین ملکہ ماہ گوہر بند کے ساتھ عیش و عشرت مین بسر کر رہے تھے کہ ایک روز خبر سلطان سعد کو پہونچی کہ شاہزادۂ علمشاہ مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہو کر غائب ہو گئے اور لہراسپ بھی زخمی ہوا اب ضمیران شاہ مع لہراسپ قلعہ بند ہی یہ سنکر سعد نے اشقش سے کہا کہ تم یہین رہو مین جاکر شبخون مارونگا کہ یہ فرنگی بھی کچھ دنون تو یاد کریگا ہرچند اشقش نے کہا کہ ملکہ سے تو رخصت ہو لیجیے سعد نے نہ مانا اور پانچ ہزار سوار لیکر ملک ریحانیہ پر روانہ ہوا آتے آتے قریب لشکر مالاگرد کے ایک دامنہ کوہ کی آڑ مین قیام کیا جب رات ہوئی تو چلنے کی تیاری کی اور پہر رات رہے اپنے سوارون کو لیکر لشکر مالاگرد پر شبخون گرا قتل کرنا شروع کیا کشتون کے پشتے باندھ دیے فوج کو پامال کر ڈالا مالاگرد کچھ اچھا بھی ہو چکا ہی اسکو خبر ہوئی کہ سعد شبخون گرا ہی جلدی سے سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مرکب پر بیٹھکر چلا کہ سعد سے مقابلہ کرے اب کوئی دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ سعد نے کہا اگر صبح ہو گئی تو بڑا غضب ہوا نکل چلنا چاہیے اور کچھ لوگ انکے بھی مارے گئے اب ارادہ نکلنے کا کیا مگر فوج مالاگرد کی چار لاکھ ہی یہانتک کہ صبح ہو گئی اب لوگون نے دیکھا کہ سعد ایک طرف گھوڑا دبلائے چلا جاتا ہی قصد یہ ہی کہ اب نکل چلیے لوگ مالاگرد کے چالاک ہین زمین مین جابجا کمندین بچھا دین اور کچھ آدمی درختون پر چڑھ گئے اب سعد لڑتا ہوا اُس طرف پہونچا لوگون نے حلقے کمند کے مارے یہ اُلجھکر گرے سب ٹوٹ پڑے اور سعد کو پکڑ لیا یہ دیکھکر اُنکے لوگ بھاگے مالاگرد سعد کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا لوگون نے کہا کہ بس اب اسکو مرزوق کے پاس لے چلیے ضمیران تو قلعہ بند ہی اور علمشاہ کا اسوقت تک کہین پتا نہین لگا اور آپ کا زخم ابھی اچھا بھی نہین ہوا بعد صحت آکر پھر سامنا کیجیے گا مالاگرد نے اس صلاح کو بہت پسند کیا اور حکم کیا بلاؤ آہنگرون کو بموجب حکم اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور سعد کو اسیر غل و زنجیر کیا اور ارابے پر ڈالکر اُسی وقت دہان سے کوچ کیا لوگون نے کہا بس ڈر ہی تو اُس نقابدار کا ہی جلد چلیے چلیے اور بہت ہوشیاری رکھیے گا غرض رات بھر مالاگرد جاگا کرتا ہی

یہانتک کہ کوچ بہ کوچ منزل بہ منزل کئی روز کے بعد شہر افروقیہ مین پہونچے خبر مالک افروقیہ کو ہوئی کہ مالاگرد
فرنگی قید سلطان سعد کی لیے ہوئے آتا ہی بس جلدی سے مع رفقا اُٹھکر کھڑا ہوا اور شہر سے باہر آیا استقبال
کرکے لیگیا دعوت کی جب مطمئن ہو کے بیٹھے مالاگرد نے سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ علمشاہ زخمی
ہو کے غائب ہو گیا مین نے قلعہ پر یورش کی تھی لب خندق جا پہونچا تھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش آیا اور اُسنے
مجھے زخمی کیا مجھے اُس نقابدار کا بڑا اندیشہ ہی مالک افروقیہ نے کہا کہ میری تو یہ صلاح ہی کہ قید سعد کی یہان
چھوڑ جائیے مین حفاظت سے رکھونگا اور آپ جا کر مرزوق سے اطلاع دیجیے یا وہ فوج زیادہ بھیجکر بلوا لیگا یا
یہین سے اسکا سر کاٹ کے لیجائیے گا جیسا وہ حکم کریگا ویسا کیجیے گا ورنہ بیشک نقابدار قیدی کو چھڑا لیجائیگا
غرض مالاگرد کو نقابدار کا نہایت خوف تھا اور رعب نقابدار کا اُسپر چھایا ہوا تھا قید سعد کی وہین چھوڑ دی
اور آپ روانہ ہوا یہ خبر مرزوق کو ہوئی کہ مالاگرد آتا ہی اور سعد کو بھی اُسنے اسیر کیا علمشاہ زخمی ہو کر نکل گیا
سب سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا وہ آئے اور مالاگرد کو استقبال کرکے لے گئے مرزوق نے
پوچھا ای مالاگرد قید سعد کی کہان ہی مالاگرد نے کہا ای شہریار نقابدار پلنگینہ پوش کے خوف سے قید سعد کی
مین نے افروقیہ مین چھوڑ دی ہی کیونکہ نقابدار نے مجھے ایک مرتبہ زخمی کیا تھا نقابدار زبردست روزگار ہی
اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا کہ اب جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے میرے نزدیک سعد کا
یہان تک لانا مناسب نہین تھا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ نقابدار ضرور چھڑا لیجائیگا مرزوق نے کہا کہ
اب تم آرام لو مین اور شخص کو بھیجے دیتا ہون وہ سر سعد کا لے آئیگا اور زنگاوہ غوری کی طرف دیکھکر
کہا کہ تم فوج اپنی لیکر افروقیہ جاؤ اور سر سلطان سعد کا لاؤ زنگاوہ یہ حکم سُنکر کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا
لیکن اُسطرف آلاگرد فرنگی جو قلعہ قیلاب پر چلا تھا اُسکے آنے کی خبر اشقش کو ہوئی اشقش نے ملکہ
ماہ گوہر بند سے کہا کہ ملکہ بڑا غضب ہوا آپ کے باپ نے آلاگرد کو آپ کی اسیری کے واسطے بھیجا ہی
عورت کی عقل تو اُلٹی ہوتی ہی سُنتے ہی گھبرا گئی اور کہا کہ مین بھی قلعہ آہن حصار مین سمینہ بانو کے پاس
چلونگی ہم وہ ایک جگہ رہینگے جو گذریگی دونون پر ساتھ ہی گذریگی اشقش نے ہر چند سمجھایا کہ خدا نہ کرے
اگر راستے مین اُسنے آکر گھیر لیا تو بڑا غضب ہوگا یہ قلعہ مستحکم ہی ملکہ نے کسی طرح نہ مانا اُسوقت اشقش ناچار
ہو کر ساٹھ ہزار سوار مسلح و مکمل ہمراہ لیکر دوسرے دروازے سے قلعہ کے ملکہ کو لیکر راہی ہوا یہان
زنگاوہ غوری چند روز مین قریب شہر افروقیہ کے پہونچا خبر مالک افروقیہ کو ہوئی بسبب اسکے
کہ یہ وزیر مرزوق کا ہی استقبال کو آیا اور لاکر بارگاہ مین بٹھایا حال پوچھا زنگاوہ نے کہا مین بحکم
مرزوق کا واسطے قتل سعد کے لایا ہون مالک تو سُنکر چپ ہو رہا اور سب لوگ اپنے دل مین
زنگاوہ کو گالیان دینے لگے کہ یہ نمک حرام ہی اور سعد کی جوانی پر افسوس کیا غرض مالک افروقیہ نے کہا
جو حکم مرزوق کا ہو کیا چارہ ہی مثل حکم حاکم مرگ مفاجات ؂ اور ایک باغ مالک نے خالی کرا دیا
اُس مین زنگاوہ پچاس ہزار فوج سے اُترا وہ تو اُدھر گیا ادھر مالک نے آکر سعد سے کہا کہ زنگاوہ حکم
مرزوق کا تیرے قتل کے واسطے لایا ہی سعد نے کہا جو مرضی پروردگار عالم کی غرض دوسرے روز یہ ٹھہری کہ سعد
کو قتل کرو اور شہر سے باہر ایک کوہ ہی اُسپر لیکے چلے اور تمام شہر تماشا دیکھنے کے لیے زیر کوہ جمع ہوا
زنگاوہ غوری ایک ہاتھی پر سوار ہوا اور پچاس ہزار سوار ہمراہ لیکر بیچ مین ارابہ سعد کا اور مالک

افرو قیہ دو لاکھ سوار سے ایک طرف اُسی طرح کوہ پر پہونچے جلاد سعد کو لیکر بالاے کوہ آیا اور زیر کوہ یہ
فوج کثیر پرا باندھ کر راستہ روک کے کھڑی ہوئی اور جلاد نے سعد کو زیر دار بٹھایا جو صاحب اولاد تھے وہ
سعد کی جوانی پر رو رہے تھے اور زنگاوہ کو برا کہہ رہے تھے کہ زنگاوہ نے ایک حکم دیا جلاد نے خط
گردن پر کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے اور جو کھانا ہو کھا لے کہ پھر زندہ نہ ہو سکیگا سعد نے کچھ جواب نہ دیا
اور منھ قبلہ کی طرف کر لیا اور جلاد کو پٹی آنکھون پر نہ باندھنے دی کہ اس مین زنگاوہ نے دوسرا حکم نہ دیا
اور کہلا بھیجا کہ ای سعد اگر اب بھی لقیاے زرین تن کو سجدہ کرو تو تمھارا قصور معاف کرا دونگا سعد نے
کہا اُس سے کہنا کہ او جلبی نمکحرام تجھپر اور لقیا دونون پر لاکھ لاکھ لعنت ہی بس یہ جو زنگاوہ نے سنتا
ہاتھی سے اُتر کے تلوار کھینچ کر سامنے سعد کے آیا اور کہا او سعد مین تجکو سمجھانے آیا ہون دیکھ مرزوق نے مجکو
وزیر کیا تو بھی چل تیرا بھی بڑا مرتبہ کرا دونگا اور ذمہ اپنا کرتا ہون سعد نے کہا او گیدی نمکحرام کیا بیہودہ بکتا ہی
یہ سُنکے زنگاوہ نہایت برہم ہوا اور تلوار مین کھینچ کر سعد پر آیا کہ مین تجکو قتل کرونگا اور ایک تلوار سعد پر ماری
سعد نے ہتکڑی سامنے کر دی اور خدا کو یاد کیا غصہ تو بہت بُری چیز ہی زور جو کیا قید توڑ ڈالی اور زنجیری
پکڑ کر زنگاوہ پر دوڑے کہ او حرامزادے مجھے قتل کر زنگاوہ کا یہ معرکہ دیکھکر دم نکل گیا اور دل مین کہا
کہ غضب ہوا ایک تلوار اور ماری سعد نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر تلوار چھین لی یہ بھاگا
سعد پیچھے دوڑے زنگاوہ مارے خوف کے اُلجھکر گرا سعد نے کمر بند پکڑ کر اُٹھا لیا اور زیر کوہ پھینکدیا
غرض سر تلے ٹانگین اوپر یہ گرا سر اسکا پھٹ گیا ایک ہاتھ بھی اُکھڑ گیا وہ لوگ پچاس ہزار جو اسکے نیچے صفین
باندھے کھڑے تھے سعد پر دوڑے سعد کے ہاتھ مین تلوار زنگاوہ کی تھی جسنے اوپر پہاڑ کے آنے کا ارادہ
کیا سعد نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے غرض اب تلوار چلنے لگی اور سعد یکہ و تنہا لڑ رہا ہی ہر طرف
ایک شور ہی کہ قیدی چھوٹ گیا ہی جانے نہ پائے سعد اکیلے اور اُدھر اتنون کی یورش ہاتھ بھی تھک گیا دل مین
دعا کر رہا ہی کہ خداوندا بچانا اس غدر کفار سے کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار
پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار سوار کے پشت پر پیدا ہوا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر تلوار پکڑ کر کفار پر
گرا اور قتل کرنا شروع کیا اب سعد کا بھی دل بڑھا کہ نقابدار ہماری مدد کو آیا ہی کیونکہ نعرۂ اللہ اکبر سے
یہ پایا جاتا ہی کہ مسلمان ہی یہ بھی جگر لڑنے لگا کہ نقابدار قریب سعد کے پہونچا سعد نے کہا ای نقابدار بہادر
تو کون ہی نقابدار نے کہا مین تیرے باپ کا دوست ہون مجھسے اور تیرے باپ سے بڑی ملاقات ہی
مین تیرا یہ حال سُنکے آیا ہون تو نہ گھبرانا یہ کفار تیرا کیا کر سکتے ہین سعد نے کہا تو آپ میرے بزرگ ہین
اور آپ نے مجھپر کمال احسان کیا لیکن یہ کیا کلمہ کہا کہ نہ گھبرانا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجکو کہین پر بھی
ہراس تھا نقابدار نے کہا تم ایسے ہی بہادر ہو اور نقابدار مثل پروانے کے سعد کے گرد لڑ رہا تھا مرنے سے
کچھ پروا نہین لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے لگا دیے مالک نے دیکھا کہ نقابدار زبردست روزگار
معلوم ہوتا ہی اس سے لڑنا چاہیے بس گھوڑے کو چمکا کے سامنے نقابدار کے آیا اور پکارا او مفلوک روزگار
تو نے تہلکہ ڈالدیا تراکی گذارم یہ کہکر تلوار نقابدار پر ماری یہ تو بڑے آزمودہ کار ہین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور پکڑ کر کمر زنجیر کا بند نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر مالک کو مرکب زین سے
اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا اور کہا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی مالک نے امان

باگی نقابدار نے چھوڑ دیا اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین زبان مبارک سے ارشاد کیے اُسنے اپنے
لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اور زنگاوہ کے لوگ اُسے اُٹھا کر لے بھاگے مالک نے نقابدار سے کہا کہ
اب میرے شہر مین چلیے نقابدار نے کہا کیا مضائقہ ہی غرض مالک سعد اور نقابدار پلنگینہ پوش کو لیے ہوئے
شہر مین آیا اور سارے شہر کو مسلمان کیا بتخانے توڑ ڈالے گئے مسجدون کی بنا پڑی سعد نے ہاتھ باندھکر
نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے کو ظاہر کیجیے اور دوڑ کر سعد اُس نقابدار کے گلے سے چمٹ گیا دیکھا سب نے کہ
نقابدار کے آنسو جاری ہین محبت پدری سے دل اُمنڈ آیا نقابدار نے کہا ابھی مصلحت نہین ہی چند روز مین
تمپر ظاہر ہو جائیگا سعد نے کہا اب جدائی آپکی شاق ہی نقابدار نے کہا مین آیا کرونگا اور مالک کی طرف دیکھکر
کہا کہ خبردار اگر سعد کو کوئی ایذا پہونچی اور مین نے سُن پایا کہ تونے کوئی امر بیجا کیا تو اتنا سمجھے رہنا کہ تیری
نسل مین سے ایک کو باقی نہ رکھونگا یہ جو نقابدار نے کہا مالک لرزگیا کیونکہ پہلے اسکے دل مین یہ تھا کہ نقابدار
جائے تو سعد کو بیہوش کر کے قید کر لے اور پاس مرزوق کے بھیجدے اب کچھ نہ بن پڑا دوڑ کے قدمون پر نقابدار
کے گرا اور کہا کہ کیا مجال غلام کی اور از سر صدق مسلمان ہوا غرض نقابدار تو سعد سے رخصت ہو کر چلا گیا
مالک نے سعد سے کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے کیونکہ آپ زیب اورنگ شاہی زینت کج کلاہی ہین مین آپ کے
سامنے تخت پر نہ بیٹھونگا سعد نے کہا کہ تخت تمھارا تمکو مبارک رہے مجکو ہوس شاہی کی نہین ہی ہماری جگہ
دنگل ہی ہم اُسی پر بیٹھے ہین غرض یہ تو عیش و عشرت مین مصروف ہوئے ایک روز ایک پرچہ اخبار کا مالک
نے سعد کو دکھایا اُس مین یہ لکھا تھا کہ ملکہ ماہ گوہر بند خبر آلاگرد کے آنے کی سُنکر خوف کے مارے قلعۂ قیلاب
سے نکل کر قلعۂ آہن حصار کو جاتی تھی راہ مین آلاگرد نے گھیرا ہی بس یہ دیکھنا تھا کہ سعد گھبرا گیا مالک سے
کہا کہ ابھی ایک گھوڑا جو نہایت چست و چالاک ہو دو مالک نے کہا اے شہریار کیا کیجیےگا آپ کا تو سارا شہر ہی
سعد نے کہا اے مالک وہ میرا ناموس ہی ضرور مین اُسکے بچانے کو جاؤنگا مالک نے کہا چار لاکھ فوج آلاگرد
کے ہمراہ ہی اور آپ یکہ و تنہا مین کیا کرینگے اور وہ بھی دونون بھائی اس اقلیم مین یکتاے روزگار ہین
کہ انکی تلوار کی پناہ نہین ہی سعد نے کہا پھر ہمین کیا پروا ہی مالک نے کہا اچھا مین بھی چلتا ہون اور
حکم دیا کہ سب فوج ہماری تیار ہو اُسی وقت دو لاکھ سوار اسلحے مسلح و مکمل ہوگئے غرض سعد اور مالک
دو لاکھ فوج سے روانہ ہوئے اب حال سُنیے اُس طرف کا جب اشقتش ملکۂ ماہ گوہر بند کو لیکر قلعہ سے نکلا مارے
خوف کے دو روز تک کہین مقام نہ کیا تیسرے دن ایک دامنۂ کوہ مین اُترے کمرین کھولین کچھ کھانا پکایا
خیمے مین ملکہ کو اُتارا یہ خبر آلاگرد کو ہوئی کہ اشقتش ملکہ کو لیکر قلعۂ قیلاب سے نکل گیا یہ سنتے ہی اُسنے
بھی پیچھا کیا غرض آتے آتے یہ بھی قریب لشکر اشقتش کے پہونچ گیا اور دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ برپا کیا ہی اب
ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آلاگرد آ پہونچا اشقتش نے ملکہ کو اطلاع دی کہ آلاگرد آ پہونچا اور دو کوس پر
خیمہ برپا کیا ہی ملکہ کا تو یہ خبر سُنکے عجب حال ہو گیا اشقتش سے کہا بھیا کسی طرح راتون رات یہان سے
بھاگ چلو اشقتش نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو اتنا گھبراتی کیون ہو پہلے تو تم نے نہ مانا اور قلعہ سے نکل پڑین اب
اگر بھاگینگے تو وہ چھوڑ دیگا اس سے ہم بھی جمکر لڑینگے جو خدا چاہیگا وہ ہوگا ملکہ نے کہا اچھا مجکو زہر کا
پیالہ بنا دو کیونکہ اُسپر تمھارا فتحیاب ہونا یہ تو خدا کے اختیار مین ہی لیکن جب وہ میرے پکڑنے کو
آئیگا اور مین دیکھونگی کہ اب وہ خیمہ مین گھس آیا تو مین زہر کا جام پی لونگی اسواسطے کہ خدا اب مرزوق کی

صورت نہ دکھائے غرض یہ سب تو مصروف گریہ وزاری ہوئے اور ملکہ دعائین مانگنے لگی کہ خداوندا بچائیو
اس ظالم کے پھندے سے کہ یہ پہلوان زبردست ہی اشقش اسپر کیونکر فتحیاب ہوسکتا ہی اُدھر اشقش باہر
آیا افسران فوج سے بلاکر کہا کہ بھائیو آبرو تمھارے ہاتھ ہی یہ ناموس ہی تمھارے شہریار کا اُسکے بچانے مین
کوشش ضرور ہی اور یہی دن ہی ؎ شعر ؎ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ؎ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ؎
سامنا زبردست سے ہی یہی دن نام کا ہی سب نے عرض کیا کہ آپ کے کہنے کی بات ہی یہ مقدمہ دین کا ہی
ادھر تو یہ تدبیرین ہو رہی ہین اور اُدھر جاسوسون نے ملکہ کی خبر آلاگرد کو پہونچائی بمجرد سننے اس خبر کے
آلاگرد نے کہا کہ ابھی جاکر گھیر لو اگر کوئی بھی نکلنے کا ارادہ کرے فوراً گرفتار کرنا ہرگز نہ ڈرنا یہان اشقش نے
مع سپاہ کے تمام رات نگہبانی کی بہت جانفشانی کی کہ مبادا آلاگرد شبخون مارے ہم سبکو مار اتارے صبح کو
آلاگرد نے دولائی فرنگی سے کہا کہ تو اشقش کے پاس جا اور تمام نشیب و فراز دکھا ملکہ میری جانب سے
اُسے ہیبت دلانا بہت ڈرانا دھمکانا اور کہنا کہ ملکہ کو میرے حوالے کردے ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا
تیری بوٹیان چیل کوون کو کھلاؤنگا اور ای نالائق تجھے خوف مرزوق کا بھی نہین ہی جو تو مسلمان ہوگیا
لیکایک بے ایمان ہوگیا دولا یہ پیغام لیکر اشقش کے پاس آیا اور جو جو آلاگرد نے کہا تھا حرف بحرف کہہ سنایا
اشقش نے جواب دیا کہ میری طرف سے آلاگرد کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مین تو ملکہ کا تابعدار ہون
مین نے اسکی مرضی کے خلاف نہین کیا اب آپ نے ایسا ارشاد فرمایا ہی بہت بہتر ہی مجھے ایک دن کی مہلت
ملے کہ مین ملکہ کو سمجھا کر خدمت عالی مین لے آؤن اسواسطے کہ اگر جبر کرونگا تو وہ اپنے تئین ضایع کرےگی دولا نے
اسکی گفتگو موبمو آلاگرد سے بیان کی آلاگرد نے کہا خیر ایک دن کی مہلت بھی سہی پھر کیا عذر کرینگے ادھر اشقش نے
در خیمہ پر دو انگریز پہرا دینے کو مقرر کیے اور اُنسے کہدیا کہ خبردار جسوقت مین مارا جاؤن فوراً ملکہ کو بھی قتل
کر ڈالنا یہ کہکر چلا ہی تھا کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ چلے آتے ہین غرضکہ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ
اشقر کوتوال سمینہ بانو کو لیے ہوئے مع بیس ہزار سوار کے آیا ہی کسواسطے کہ جب مالاگرد کو یقین ہوگیا
کہ زنگا وہ سعد کا سر لینے گیا ہی سوچا کہ تو چل کے سمینہ کا کام تمام کردے یہ خیال کرکے چار لاکھ سوار اپنے
ہمراہ لیے اور قلعۂ آہن حصار کی طرف چلا یہ خبر سمینہ کو بھی پہونچ گئی یہ بھی اشقر کو ہمراہ لیکر قلعۂ قیلاب
کی طرف چلی راہ مین سنا کہ وہ تو آپ بھاگے آتے ہین آلاگرد نے انھین بہت تنگ کیا ہی یہ خبر سنکر
سمینہ بانو ملکہ ماہ گوہر بند کے پاس آئی اور سارا حال تمام وکمال کہا اشقش نے خوش ہوکر اشقر سے
کہا کہ چلو اب ہم تم شریک ہوکر رہینگے ؎ شعر ؎ ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ؎ اگر خارے بود گلدستہ گردد ؎
انشاء اللہ اگر ہمت نہ ہاردی تو فتحیاب ہونگے کیونکہ ہم تم دو ہین ؎ شعر ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را ؎
پراگندگی آرد انبوہ را ؎ غرض ملکہ نے اشقش کو بلاکر پوچھا کہ اب کیا ہوگا اسنے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو
الحاصل ایک عجب امید وبیم کا عالم تھا جیتے جی اپنا اپنا ماتم تھا کوئی مبتلاے ہراس تھا کوئی بد حواس
تھا ان لوگون کی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ لاسکا دن آخر ہوگیا اور راتین شب سیاہ پوش ہوکر شریک
مجلس اندوہ والم ہوئی ہر ایک دست نیاز کو جانب درگاہ بے نیاز بلند کیے ہوئے مصروف دعا ہی
شور قیامت برپا ہی جب ملکہ زیادہ مبتلاے آلام ہوئی شب بھی صدمے مین تمام ہوئی اور مہ ایک ایک درد کو
ہلاک ہوگیا غرض گریبان سحر بھی انکے غم سے چاک ہوگیا صبح قیامت نمودار ہوئی ملکہ بہت بیقرار ہوئی گھبرا گھبرا کر

ہر ایک کا منہ تکتی تھی لیکن عالم اضطراب مین کچھ کہہ نہ سکتی تھی اشقش کو بلایا اور کہا کہ اب کوئی شعبدہ بھی ہوگا
کوئی امید بر آتی جسکی نہ اپنے مطلب نہ اسی چرخ کہن سے نکلے نہ آج یا تو جان دین یا ایمان دین اشقش نے
تسلی دی کہ ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا بہت بڑا مسبب الاسباب ہی کوئی سبب نکلا ہی چاہتا ہی کہ اتنے مین دولا
فوراً آکر موجود ہوا اور اشقش کو بلا کر کہا کہ آلاگرد نے پیام دیا ہی تمھین خوب گوش ہوش سے سنو وہ پیغام
یہ ہی کہ ای اشقش ہم نے سنا ہی سمینہ بانو بھی آئی ہی چونکہ آج دن وعدے کا ہی لہذا ساتھ ملکہ کے اُسے بھی
لیتے آنا اشقش نے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ رات کو مجھے بہ سبب سمینہ بانو کے
موقع نہ ملا جو ملکہ کو سمجھاتا ایک دن کی مہلت مجھے اور ملے تو دونون کو راضی کرکے لے آؤن دولا نے
جاکر یہی کہدیا آلاگرد نے قسم کھائی کہ اگر کل نہ لایا تو خاک سیاہ کردونگا سب کو تباہ کردونگا خیر ایکدن اور سہی
غرضکہ وہ دن شب وصل سے کم نہ تھا چشم زدن مین نظر سے غائب ہو گیا پھر وہی مونس رنج والم بال کھولکر
زندون کے ماتم مین بصد تعب آئی یعنی دن گذرا شب آئی کہ صحرا کی طرف ایک روشنی نظر آئی آتے آتے
جب قریب خیمہ کے پہونچی تو دیکھا کہ ایک انگریزی فوج کے ساتھ مشعلین روشن ہین اور ایک یون بلاس سبزی
گھوڑے پر سوار سب کے آگے ہی لوگون نے پہچانا کہ شہزادہ سعد نوجوان ہی اشقش کو خبر دی وہ دوڑا آکر
قدمبوس ہوا دیکھا کہ سعد دلاور کے ہمراہ مالک افرومتیہ مع دو لاکھ فوج کے ہی خیمہ مین بھی سعد کے آنے کی خبر
ہوئی سمینہ نے اندر بلایا سعد جری نے سمینہ کو مجرا کیا صبح کو یہ خبر آلاگرد کو پہونچی ہوش گم ہوگئے اور کہا کہ بڑا
صاحب اقبال ہی اُدھر مالاگرد نے قلعہ آہن حصار مین سنا کہ سمینہ قیلاب کو چلی گئی یہ بھی تعاقب مین
چلا اور تیسرے دن آلاگرد کے لشکر مین پہونچا کیفیت یہان کی دریافت کرکے بھائی پر خفا ہوا کہ مہلت کیون
دی اُسی وقت کام تمام کرنا تھا اب سعد بھی مع فوج کے آگیا یہ کہکر طبل جنگ بجوادیا رات بھر طرفین مین
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے میمنہ و میسرہ ساقہ و کمینگاہ درست کرکے دونون لشکر
صف آرا ہوئے مالاگرد نے آلاگرد سے کہا کہ اشقش سے تم لڑو اور اشعر سے مین لڑون یہ کہکر خود جانب
وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوا ابھی آدھی دور تک آیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد نمودار ہوئی جب دامنِ گرد
کا چاک ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار دیوانے زنجیر اور ہتھکڑی ہلاتے ہوئے چلے آتے ہین بیچ مین علمشاہ ہین
اور مسروق دیوانہ ہی سعد علمشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور علمشاہ نے جو میدان مین مالاگرد کو دیکھا
خود بھی میدان مین آیا اور سلام کرکے کہا کہ تم میرے خسر ہو مین تمھین اپنا بزرگ جانتا ہون تمھین بھی
چاہیے کہ بقیاے زرین تن پر لعنت کرو اور مسلمان ہو جاؤ مالاگرد نے برہم ہوکر تلوار ماری علمشاہ
نے اپنے تئین تو بچایا لیکن گھوڑے کا سر کٹ گیا یہ پیدل ہوا اور مالاگرد سے کہا بڑے حیف کی بات ہی
کہ مین پیدل لڑون اور تم سوار ہوکر لڑو وہ بھی زمین پر کود پڑا چونکہ یہ مرکب علمشاہ کو پسند ہی اور
اقلیم فرنگ مین اسکا ثانی نہین ہی علمشاہ جست کرکے گھوڑے پر سوار ہولیا اور فوراً گھوڑے پر سوار
ہوکر علمشاہ نے سلام کیا اور کہا کہ جب بزرگ سے کوئی شئے ملتی ہی تو خرد سلام کرکے لیتے ہین مالاگرد
غصہ ہوا اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل ہوا شہزادے نے اسکے گھوڑے کو پکڑ لیا اور خود بھی
جست کرکے زمین پر آیا کہ مبادا یہ عوض نہ کرے غرض کشتی ہونے لگی تمام دن گاؤزوری ہوا کی شام کو
جب تک روشنی آئے شہزادے نے موقع پاکر جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے آشنا بہ زمین ہو گئے

مالاگرد نے چاہا کہ مین روم جاؤن علمشاہ نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے دونون ہاتھون پر علم کیا اور کہا حالا در شناختن
پروردگار چہ میگوئی مالاگرد نے جواب نہ دیا علمشاہ نے باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا مالاگرد کی فوج
نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا کہ چھین لین آلاگرد نے روکا اور کہا رات کی رات صبر کرو صبح کو سمجھ لینگے غرض
آلاگرد طبل بازگشت بجواکر واپس گیا ادھر لشکر اسلام مین نقارے فتح کے بجنے لگے علمشاہ بھی شادان
و فرحان اپنے لشکر مین آئے رات عیش و عشرت مین بسر کی صبح کو بارگاہ مین مالاگرد کو طلب کیا کرسی پر
بٹھایا اور کہا کہ کلمہ پڑھو اور اپنے دل مین سوچو کہ لقیا کیا مردک ہے جسے تم اپنا معبود جانتے ہو اسنے
علمشاہ کے کہنے پر مطلق اعتنا نہ کی ادھر تو یہ اسکو سمجھا رہے ہین اُدھر مسروق دیوانہ ملکہ ماہ گوہر بند اور
سمینہ کے خیمے مین بے کہے سنے چلا گیا سمینہ نے تو اُٹھکے مجرا کیا اور گوہر بند چھپ گئی یہ خبر سنکر علمشاہ
غازی اور سعد نوجوان دوڑے جب خیمے مین پہونچے علمشاہ نے مسروق سے کہا یہ کیا حرکت تھی مسروق
نے جواب دیا کہ وہ میری بھتیجی ہے غرضکہ گوہر بند بھی سامنے آئی علمشاہ اور مسروق کو سلام کیا مسروق
نے علمشاہ سے کہا کہ ای شہزادے گوہر بند کو مین نے تجھے دیدیا تو اسکے مرزوق سے کچھ خوف نہ کر بخوشی
مین نے بخشا علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہے وہ تو میری بیٹی ہے اور تجھسے کسنے مانگا تھا یہ دیوانہ ہے تیرا مین ابھی
گوشمالی کرکے برطرف کیے دیتا ہون سعد دلاور نے کہا آپ دیوانے سے کیون بحثتے ہین علمشاہ نے کہا
ای مسروق باہر جا خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا مسروق باہر جو آیا مالاگرد پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ ای شخص مین
تجھسے کہتا ہون کلمہ پڑھو اور تو نہین پڑھتا بہتری اسی مین ہے کہ کلمہ پڑھ اور لقیا پر لعنت کر ادھر سمینہ نے
اپنے باپ کی گرفتاری کی کیفیت سنی اندر بلوایا گوہر بند کو ہٹا دیا اور خود آکر کے قدمون پر گر پڑی اور کہا ای پدر
والاگہر سوا کلمہ پڑھنے کے اور کوئی گنہ مجھسے نہین ہوا امیدوار ہون کہ آپ بھی کلمہ پڑھیے مالاگرد نے بیٹی کا
یہ کلمہ سنکے سر جھکا لیا لیکن کلمہ پڑھنے پر راضی نہوا علمشاہ نے اسکے جسم سے قید کو برطرف کیا اور کہا جہان جی چاہے
چلے جاؤ مین تمھارے قتل کے درپے نہونگا جسے اچھا کہا اُسے بُرا نہ کہونگا مالاگرد اسکی اس حرکت سے بہت
خوش ہوکر کلمہ پڑھنے پر راضی ہوگیا غرضکہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا اب مین اپنے لشکر مین جاکر آلاگرد
کو بھی مسلمان کرکے لاتا ہون یہ کہکر علمشاہ سے رخصت ہوا اپنے لشکر مین آیا آلاگرد سے کہا کہ بھائی اگر
ارادہ علمشاہ سے لڑنے کا ہے تو مجھسے لڑلو مین تو مسلمان ہوا اور تمھین مسلمان کرنے آیا ہون آلاگرد نے
مصلحتاً کلمہ پڑھ لیا اور شراب مین بیہوشی دیکر مالاگرد کو قید کرکے اپنے سردارون سے کہا کہ مین علمشاہ سے
سے لڑونگا اگر مین نے زیر کرلیا تو خیر نہین تو مالاگرد کو لیکر مرزوق کے پاس چلونگا یہ خبر علمشاہ کو پہونچی
بمجرد سننے اس خبر کے اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی مالاگرد کو چھڑائے لاتا ہون آتقش نے منع کیا اور کہا توقف کیجیے
سر میدان آلاگرد کو گرفتار کیجیے گا مالاگرد کو رہا کیجیے گا لیکن اسنے نہ مانا جب تو سعد نے ہاتھ باندھ کر کہا
پہلے مجھی کو حکم ہو کہ جاؤن کیونکہ آلاگرد مجھسے لڑنے آیا تھا علمشاہ یہ سنکر چپ ہورہا لیکن بیتاب ہے
کہ کیونکر جاؤن اور مالاگرد کو چھڑا لاؤن کہ اتنے مین آلاگرد نے طبل جنگ بجوایا علمشاہ کو سنکر نہایت خوشی ہوئی

اب دو کلمے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے احوال مین تحریر کیے جاتے ہین

شعر ز راویان سخن سنج اینچنین مرویست ۔ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ۔ امیر طرف خانہ کعبہ
کے روانہ ہوچکے ہین اور ابو عمرو زنگی کعبۂ مطہر پر یورش کر رہا ہے بارہ ہزار ہاتھی ساتھ ہین اُدھر سے مجاوران کعبہ

جان بچ کر توپین مارنے لگے جب توپین ٹھہرین ہزار ہا لاشین دیکھین لیکن ابوعمرو لب خندق آیا گرز
کاندھے پر لیے کھڑا جھوم رہا ہی اور ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ تنہا گھس کر سبکو ہلاک کر ڈالون اُدھر خواجہ عبدالمطلب
دعا مانگ رہے ہین کہ ای کس بیکسان وای دادرس درماندگان اس مرتد کے ہاتھ سے ہمارے معبد کو بچا
ابھی یہ دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب قریب آکر دامن گرد کا چاک ہوا
دیکھا کہ حمزہ صاحبقران بلباس عزبت چلے آتے ہین بس وہین سے نہیب دی کہ باش او مردود تیرے واسطے
عزرائیل کی صورت مین آ پہونچا ابوعمرو امیر کی جانب جھپٹا جب قریب پہونچا وہی گرز جو کاندھے پر تھا سر پر مارا
امیر با توقیر نے کلہ گرز کا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ عمود اس مردود کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسنے تلوار ماری امیر نے وہ بھی
چھین لی جب تو لپٹ گیا امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نظر کی صورت اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے ڈھیلے کے
مانند زمین پر مارا یہ کیفیت دیکھکر اسکی فوج نے نرغہ کیا حمزہ صاحبقران نے بعجلت تمام ابوعمرو کو باندھکر
عمرو کے حوالے کیا اور آپ فوج پر جاگرے دوسری طرف سے مقبل مع بارہ ہزار تیر اندازکے آگرا پھر کون
ٹھہر سکتا تھا سب بھاگ کھڑے ہوئے امیر نے آکر خواجہ عبدالمطلب کو مجرا کیا وہ امیر کو لیکر کعبہ مین آئے سامان
دعوت مہیا کیا اُدھر عمرو نے ابوعمرو زنگی کو لاکر ایک صحرا مین کسی درخت سے باندھا اور تازیانہ لیکر سر پر چڑھا
کہ جلد بتا تیرا مال واسباب کہان ہی اُسنے بتا دیا کہ فلان جگہ جنگل مین ایک نقب ہی اُسکے اندر سات
صندوق پُراز زر وجواہر ہین عمرو اسے توہین بندھا چھوڑکر آپ تلاش نقب مین چلا غرض نقب تو ملی
لیکن صندوق نہ تھے جھلا کر چلا کہ ابھی مار ڈالونگا ادھر ابوعمرو نے کسی راہگیر سے خوشامد کرکے اپنے تئین
کھلوا لیا عمرو جو آیا ابوعمرو کو نہ پایا بہت گھبرایا اور سب واقعہ آکر امیر سے بیان کیا امیر نے کہا ای عمرو
تمنے بڑا غضب کیا کہ اُسے چھوڑ دیا عمرو نے کہا آپ کو ایسی ہی پڑی ہی میرا تو گھر لٹ گیا تمام محنت
برباد ہو گئی غرض امیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عمرو کو ساتھ لیکر اسکی تلاش مین چلے ابوعمرو زنگی جو یہان سے
چھوٹا ایک گانون مین پہونچا وہان برات تھی دُلہا دُلہن آرسی مصحف دیکھ رہے تھے ابوعمرو زنگی دُلہن پر
عاشق ہوگیا اور دُلہن کو محفل سے اُٹھا کے الگ ایک خیمے مین لایا تمام براتی اسکی منتین کرنے لگے کہ آپ
بادشاہ ہین رعایا پر اتنا ظلم نہ چاہیے یہ کس کی سنتا ہی اُس ماہرو کو آغوش تمنا مین لیکر مشغول بوس وکنار
ہوگیا گویا قمر در عقرب آشکار ہوگیا کہ اتنے مین امیر بھی پہونچے ایک مجمع کو جزع وفزع کرتے دیکھا پوچھا
کہ یہ کیا واقعہ ہی انھون نے تمام کیفیت زنگی کی بیان کی امیر فوراً اُس خیمے مین گھس گئے جہان ابوعمرو زنگی
اُس شعلہ رو کے ہمراہ مشغول بوس وکنار تھا غرض امیر کی صورت دیکھتے ہی مصرع رنگ چہرے سے
ہوگیا کافور لیکن امیر پر جھپٹکر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر تلوار چھین لی اور اسے مثل پہلی مرتبہ کے
اُٹھا لیا اور باندھکر پھر عمرو کے حوالے کرکے بہت تاکید کی کہ ابکی نہ غفلت کرنا عمرو تو اسے لیکر
صحرا مین پہونچے ادھر تمام براتی امیر کے قدمون پر گرے اور دعوت کی اُدھر عمرو نے زمین مین
کمند آصفانے باصفا بچھائی اور کمند کے اوپر زنگی کو کھڑا کیا پھر درخت سے باندھا کہ اگر ذرا جنبش کرے
کمند آصفا بھی ہو جائے اور تازیانہ لیکر کھڑا ہوا کہ بتا مال کہان ہی زنگی نے قسمین شدید کھائین کہ مین
بھول گیا تھا فلان جگہ ہی تم جاکر لے لو عمرو نے دو پتھر پیرون کے نیچے رکھدیے اور آپ تلاش
مال مین چلے ادھر اسنے قصد کیا کہ زور کرکے بند توڑ ڈالون کہ وہ پتھر پیرون کے نیچے سے نکل گئے

کمند اُچھلا کر گلوگیر ہوئی اور دم گھنگر شل دود آہ کے بھر سینہ سے نکل گیا ادھر عمرو نے اُس جگہ بھی مال نہ پایا
تو ارادہ مصمم کر لیا کہ ابھی ضرور مار ڈالونگا غرض آکر جو دیکھا تو وہ بے مارے مر گیا تھا یہان امیر نے خواب مین
دیکھا کہ علمشاہ پر وقت سخت و صعب ہے اور رابعہ اطلس پوش دریاے خون مین غوطے کھا رہی ہین یہ دیکھ
چونک پڑے عمرو کو طلب فرمایا اس عرصے مین عمرو بھی اپنے خیمہ مین آچکا تھا حاضر ہوا امیر نے خواب بیان کیا
عمرو نے نیک تعبیر دی اور زنگی کی کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خیر اب کوچ کرو بہت جلد چلو میری طبیعت گھبراتی ہے
نیند نہین آتی ہے غرض چل کھڑے ہوئے راہ مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اُسنے عرضی رستم کی دی اور زبانی
بیان کیا کہ سعد کو زنگاوہ قید کر کے مرزوق کے پاس لے گیا ہے امیر نے فرمایا مفصل بیان کر اُسنے نوشیروان
کا اپنی بیٹی مہرنگار تاجدار پر عاشق ہونا اور علمشاہ کا نوشیروان کو سر دربار کان پکڑ کر اُٹھانا بٹھانا پھر آخر
بارگاہ مین یہ کیفیت بیان کرنا قباد کا اُسکے جواب مین رابعہ کو کلمۂ سخت کہنا علمشاہ کا قباد پر ہاتھ اُٹھانا
تاج کا کج ہو جانا لندھور کا کہنا کہ اگر آبرو چاہتا ہے تو چلا جا اسکا تکیے پر آنا اور لاش قدوس کی دفن کرنا پھر
نولاکو پر مخاطب ہونا کیتیان کا مارا جانا سب بیان کیا امیر سنکے غصہ مین آکر خفا ہوئے کہ علمشاہ نے اگر
آتش پرست کے ساتھ یہ حرکت کی تو اچھا کیا قباد نے بہت بُرا کیا کیونکہ قدوس تو مسلمان تھا جیسے اُسکی مان
ویسے قباد کی مان کیا یہ خیال کیا کہ مین بادشاہ ہون اور نوشیروان کا نواسا ہون عمرو نے عرض کی کہ اے
شہریار یہ بچہ ہے اور علمشاہ کا جنبہ کرتا ہے محض یہ جھوٹا ہے امیر نے عرضی جو پڑھی تو اُس مین بھی یہ لکھا تھا امیر یہ حالات
دریافت کر کے اپنے لشکر مین آئے جو کہ سفینہ کوہ پر چڑھا ہے اور بارگاہ مین بیٹھے بادشاہ کو مجرا تو کیا لیکن بچے
ہوئے غور جو کیا تو دنگل رستم و سعد پر غاشیہ پڑا دیکھا لندھور و بہرام سے حال پوچھا سب نے بیان تو کیا
مگر قباد کی طرفداری کی امیر نے فرمایا صاحبو اُسکے سن کو دیکھو اور اس جرأت کو خیال کرو اگر یہ حرکت کی تو
آتش پرست سے کی اُسکا نانا اور مان مسلمان تھی اور خیر یہ بھی جانے دو میرا بھی پاس نہ سہی تو اسکی مان اور انکی
مان کیا جدا تھین جو یہ کہا گیا کہ اپنے مان کی تو خبر لے اُسپر کیتیان فرنگی عاشق ہوا اور جھونٹے پکڑ کے لے گیا
یہ کہکر خیمے مین تشریف لائے مہرنگار نے کہا آپ تو خوب سانڈ پال کے چھوڑ گئے تھے جسکو آپ نے اپنے لشکر اور
سرداروں کا بادشاہ کیا اُسے ایسا طمانچہ مارا کہ کئی ساعت تک بیہوش رہا اور وہان کیونکر اس سے ایسی حرکت
ہوتی رومی بچہ ہے اگر تم تمام دنیا مین رنڈیان کرتے پھروگے تو کیا وہ سب میرے برابر ہو جائینگی امیر نے یہ سنکر
ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ مہرنگار یہ نہ خیال کرنا کہ مین نوشیروان کی بیٹی ہون جیسے رابعہ میرے نزدیک ویسی ہی
تم قباد نے اسکی مان کا نام سر دربار اس ذلت کے ساتھ لیا خوب کیا جو اسنے طمانچہ مارا یہ سنکر مہرنگار رونے لگین
امیر باہر تشریف لائے شب کو بارگاہ سلیمانی مین آرام فرمایا اُدھر جو مہرنگار کے پاس بادشاہ اسلام آئے
سُنا کہ امیر علمشاہ کی تیغ کرتے ہین تین روز تک قباد باہر نہ نکلے اور عذر کیا کہ طبیعت علیل ہے امیر نے بھی
مطلق اعتنا نہ کی قباد کو ایک صدمہ تو تھا ہی امیر کے عیادت نہ کرنے کا دوسرا غم ہوا پہر رات باقی ہوگی کہ
چوری سے گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی راہ لی کئی کوس کے بعد دریا ملا ایک کشتی کنارے پر بندھی دیکھی بادشاہ
نے پہلے گھوڑے کو اُسپر چڑھا دیا پھر آپ کشتی پر بیٹھے اور قصد کر لیا کہ یا تو اپنی جان دیدو یا علمشاہ کو سزاے معقول
دو انکو تو یونہین رہنے دیجیے اب حال ملکہ مہرنگار کا سُنیے کہ جب صبح کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا کہین بادشاہ کا
پتا نہ پایا امیر کو اطلاع کی انھون نے بھی صدمہ کیا اور ہرکارے چار سو دوڑائے کہ ڈھونڈھ لائین لیکن کسی کو

پتا نہ ملا مہرنگار نے خواجہ زادون کو بلوایا اُنسے پوچھا اُنھون نے موافق مشورۂ عمرو کے کہدیا کہ شہزادہ قباد
نیک نہاد بہت بڑی شان سے تشریف لائینگے یہ سُنکر کچھ تسلی ہوئی اُسپر امیر سے کہلا بھیجا کہ تم کو کیا پڑی ہے جو
تلاش کروگے مگر مجھے اجازت دو کہ جاکر مین خود ڈھونڈھ لاؤن اور تمام محل کو ماتم سرا کردیا چھوٹے بڑے تک سب
سیاہ پوش ہوئے اُدھر امیر نے بھی شراب چھوڑدی اور تمام اہل دربار کو سیاہ پوشی کا حکم فرمایا یہ سُنکر مہرنگار کو
اور بھی تقویت ہوئی کہ امیر کو بھی قباد کا صدمہ ہے اب دربار مین کوئی سردار شراب نہین پیتا ہے ایک دن لندھور نے
اپنے خیمے مین مع دیوانہ بن قندس کے شراب پی دیوانہ شراب پیکر باہر آیا وہان ابوالمحاسن اور ابو عامر وغیرہ
موجود تھے اُسے پکڑکر ایک صحرا مین لیجاکر چھوڑدیا کہ مبادا امیر کو خبر ہو تو وہ خیال کرینگے کہ سب شراب پیتے ہونگے یہان
بختک نے نوشیروان کو ورغلایا کہ آپ فرنگ مین چلیے وہان مرزوق شاہ فرنگی جو ستّر لاکھ فوج رکھتا ہے خوب امیر
اور علمشاہ سے لڑیگا حسب دلخواہ معرکہ پڑیگا آپ بھی دیکھیے گا نوشیروان نے بختک کے کہنے سے جانب فرنگ
کوچ کیا دوسرے دن خورشید و جمشید شمشیرزری امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ معلوم ہوا نوشیروان
کا دین ہیچ ہے اور آپ کا دین برحق ہے اگر ہم جانتے کہ یہ ایسا ہے تو ضرور اسے گرفتار کرلیتے اب ہم از سر صدق مسلمان
ہوتے ہین غرضکہ امیر نے ان دونون کو مسلمان کیا اور بہت خوش ہوئے خلعت سلیمانی سے انھین مخلع کیا دلکل عنایت
کیے اب امیر کو تشویش بہیچ ہے کہ اگر مین فرنگ کو جاتا ہون تو مہرنگار کہینگی کہ علمشاہ کی مدد کو گئے اور میرے بیٹے کی
تلاش نہ کی غرض خواجہ بزرگ امید سے فرمایا کہ آپ ملکہ سے کہدین جو شخص جانب فرنگ جائیگا وہی قباد کا
پتا پا جائیگا اُنھون نے اسیطرح جاکر ملکہ سے کہا ملکہ نے امیر سے کہلا بھیجا ہے کہ اب تو نوشیروان بھی فرنگ مین گیا ہے
آپ کو کس کا انتظار ہے جو نہین جاتے یہ سُنکر امیر نے بخوشی تمام تیاری فرنگ کے سفر کی فرمائی سامان سفر مہیا کیا

اب دوسرے داستان عاشق ہونا دیوانہ بن قندس کا نگزک دختر سرخاب پر اور سرخاب کا دیوانے کو دریا مین پھینکنا بیان کیے جاتے ہین

شعر بساط آرائے بازار معانی ٭ چنین آرد متاع نکتہ دانی ٭ کہ جب دیوانہ بن قندس کا نشہ ہرن ہوا
اپنے تئین ایک صحرا مین پایا ایک طرف روانہ ہوا کنارے دریا کے پہونچا لب دریا محل عالیشان نظر آیا دریچے مین
ایک حور بچی پری پیکر رشک قمر کو دیکھا شعر برس پندرہ ایک کا سن و سال ٭ نہایت حسین اور صاحب جمال ٭ اُدھر
نازنین سرجبین مہر تمکین کی نظر بھی دیوانے پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو نیک خو ہے سولہ سترہ برس کا سن
ہے اسنے اپنی محرم راز ہوشربا کو بھیجا کہ اس جوان کو بلالے ہوشربا نے جاکے دیوانے سے کہا کہ ہماری ملکہ آپ کو
بلاتی ہین دیوانہ نگزک کو دیکھکر دوڑا داخل محل ہوا جب قریب نگزک کے پہونچا پہلو دبا کے مسند پر بیٹھ گیا
اور دست گستاخ کو دراز کیا راز و نیاز آغاز کیا نگزک شرمائی آنکھ چرائی ملکہ تمام جسم چرایا حظ دنیا جو پایا آنکھون مین
ڈورے لال ہوئے دل مین اور ہی خیال ہوئے یہ خبر سرخاب کو ہوئی سنگ حوادث کی صورت سے آپڑا
اور کہا اے دیوانے یہ کیا حرکت ہے اسنے جواب دیا کہ تجھے کیا سرخاب نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے دیوانے نے کہا مین
تیرا داماد ہون سرخاب مصلحتاً خاموش ہو رہا اور جیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی دیوانے کی آنکھ بچاکر شراب مین
بیہوشی ملائی نگزک نے یہ حرکت اپنے باپ کی دیکھ پائی لیکن خوف کے مارے زبان پر نہ لائی غرض وہی شراب
بیہوشی آلود دیوانے کو پلائی پیتے ہی بیہوش ہوا پیمانۂ غفلت کا جرعہ نوش ہوا پہلے تو سرخاب نے خیال کیا کہ صاحبقران
کے پاس لیجاؤن پھر سوچا کہ خود ہی کیون نہ مار ڈالون دل کا بخار نکالون یہ تصور کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور

دریا مین ڈال دیا اپنی بیٹی کو بہت سخت وسست کہکر چلا گیا اُدھر تو سرخاب گیا ادھر نکزک نے بقیہ بیہوشی کی
پڑیا جو اسکے باپ نے شراب مین ملائی تھی اُٹھا کر اپنے دوپٹے کے آنچل مین باندھ لی اور خیال کیا کہ جہان میرے
یار جانی کی جان گئی ہی مین بھی جاکر ہلاک کردون یہ تصور رکھکے ہوشربا کو بھی نہ خبر کی چپکے سے چھپکر نکل گئی کنارے
دریا کے ایک کشتی کہ واسطے سیر دریا کے ہر وقت بندھی رہتی تھی اُسی پر سوار ہوئی اور لنگر اُٹھا دیے اب یہ تو بہتی
ہوئی دریا مین چلی اُدھر کا حال سُنیے کہ دیوانے کا صندوق بہتا ہوا ایک صحرا مین کنارے دریا کے ٹھہرا اس جنگل مین
گیارہ زنگی مردم خوار بادشاہ رہتے اہرمن اُن سب کا سردار مشہور بہ ترانجور زنگی تھے سب نے اس صندوق کو نکالکر
کھولا دیوانے کو دیکھکر سب کے سب بغلین بجانے لگے خوشی منانے لگے اور کہا کہ بنج لات و مناۃ نے ایک لقمۂ
تر و تازہ بھیجا ہی اب ہم اسکے کباب کھائینگے دیوانے کی آنکھ جو کھلی ڈر گیا جیتے جی مر گیا لگا دعائین مانگنے کہ اتنے مین
نکزک کی کشتی نمودار ہوئی دیکھتے ہی پکارا ہاے نکزک اہرمن نے دوڑکر نکزک کو کشتی پر سے اُتارا فوراً نیت
مین فتور آیا چاہا کہ ہمبستری کرے اور جو گیارہ حبشی تھے آپس مین وہ سب بھی ایسے ہی مشورے کرنے لگے اہرمن
نے کہا ہم سب بمنزلہ بارہ برج کے ہین لہذا اس مہ سیما کو باری باری آغوش تمنا مین لو پہلے میری باری ہی یہ
کہکر چاہا کہ دست ہوس بڑھائے نکزک نے کہا ای شخص تو بالکل جانور ہی آداب ہمکناری سے محض بیخبر ہی ارے
اول مینوشی بعدہٗ ہم آغوشی یہ سُنکر اہرمن نے کہا کہ اچھا شراب پی لے اسنے جام و صراحی ہاتھ مین لی اور وہی
پڑیا بیہوشی کی جو آنچل مین بندھی تھی کھولکر سب کی نظر سے پوشیدہ کرکے صراحی مین ڈال دی اور جام مین
شراب اُنڈیلی پہلے اہرمن کو پلائی پھر اور گیارہ جو تھے اُن سبکو بھی دی سب نے زہر مار کی پیتے ہی سب
بیہوش ہوگئے آغوش اجل مین سو گئے دیوانے کو زنگیون نے درخت سے باندھا تھا نکزک نے اُسے کھولا اور
اشارہ کیا کہ ان سب کے سر کاٹ لے اُسنے ایسا ہی کیا جب یہ سب جہنم واصل ہوے دیوانہ مع نکزک کے کشتی پر
سوار ہوا کشتی بہتی ہوئی چلی جب وسط دریا مین پہونچی طوفان عظیم نمایان ہوا کشتی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی تھی
کہ وہ طوفان تمام دریا پر محیط ہوگیا دیوانہ پہاڑ پر کودا اور نکزک کو بھی آواز دی کہ ای نکزک تو بھی کود جبتک
وہ کودے کشتی دور پہونچی یہ یہان چیختا رہا وہ اُدھر روتی رہی کشتی طوفانی ہوکر بہلی جب طوفان فرو ہوا تو نکزک کو
ایک جہاز ملا مالک جہاز نے ہنسوئی بھیج کے اُسے بلوایا حال پوچھا اُسنے کہا کہ سرخاب جو حمزہ صاحبقران کا
کلہ بان ہی اُسکی مین بیٹی ہون اور دیوانہ بن قندس کی محبت مین دیوانی ہوکر اس نوبت کو پہونچی ہون
اُسنے بہت خاطر کی اور کہا تو میری بیٹی ہی خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تیرا مطلب بر آئیگا اور وہ دیوانہ کہان ہی
جس کے ہجر اُلفت مین تو آشنا ہی اُسنے ساری کیفیت مفصل بیان کی غرض وہ اسکو اپنے ہمراہ لیکر چلا

اب دو گھڑی داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران والاشان کے بیان کیے جاتے ہین

محرران داستان خوش بیان شیرین کلام راست زبان اس داستان شجاعت نشان کو اس پیرایہ مین
بیان کرتے ہین کہ امیر نے کئی سو جہاز تیار کرائے اور تمام لشکر سمیت سوار ہوکر چلے عمرو بسبب خوف دریا کے
جہاز کے تہخانے مین چھپا راہ مین ایک پہاڑ پر دیوانہ بن قندس کو دیکھا کہ رو رہا ہی اور نکزک نکزک پکارتا ہی
چونکہ امیر کو اسکی بہت تلاش تھی کشتیان دوڑائین کہ اسے لے آئین جب کشتیان قریب پہونچین لوگون نے
کہا کہ دیوانے چل تجھے امیر بلاتے ہین اُسنے جواب بھی نہ دیا اور نکزک نکزک پکارا کیا سب نے کہا کہ ہم نکزک
کے حکم سے تجھے لینے آئے ہین جب یہ سُنا دھم سے کود پڑا اور اپنی جان کا مطلق خیال نہ کیا جب سامنے

امیر کے آباد ہی نکزک کے نعرے بلند کیے امیر نے فرمایا کہ غالباً یہ ہمارے گلہ بان کی بیٹی پر عاشق ہوا ایسا نہو کہ اپنے تئین دریا مین گرا دے اسے قید کرو غرض وہ قید ہوا بعد چند روز کے سب جہاز کنارے دربند کامیاب کے پہونچے امیر نے لوگون سے دریافت کیا کہ شہر یہان سے کتنی دور ہے معلوم ہوا کہ دس کوس ہے امیر کو اشتیاق ہوا کہ کیونکر ملکہ رابعہ اطلس پوش کو دیکھون لوگون سے ممانعت کی ہرگز ہرگز کوئی مہرنگار تک یہ خبر نہ پہونچائے کہ ہم دربند کامیاب ہے اور دل مین خیال کیا کہ کیونکہ رابعہ تک پہونچون اگر مہرنگار سنیگی اپنی جان دیدیگی کہ ہمارے لڑکے کی خبر نہین لیتے اور رابعہ کے یہان چلے گئے غرض رات کو عمرو چھپکر رابعہ کے پاس پہونچا رابعہ نے بہت شکایت کی عمرو نے جوابات صالح وصائب دیکر تمام کیفیت قباد اور علمشاہ کی بیان کی اور کہا کہ امیر اسوجہ سے نہین آسکتے ہین غرض رابعہ نے عمرو کو کچھ دیا جب تو عمرو نے ایک فطرت رابعہ کو تسلیم کی کہ اس صورت سے امیر مل سکتے ہین یہ کہکر چلدیا صبح کو ملکہ رابعہ بانو مع تمام انیسون جلیسون اور بارہ ہزار سوار کے سیاہ پوش ہوکر مہرنگار کے خیمے کے دروازے پر آکر موجود ہوئی مہرنگار نے جو سنا سخت گھبرائی فتنہ سے کہا کہ دیکھ تو یہ کیون آئی ہین فتنہ نے آکر دیکھا سب کو سیاہ پوش پایا جاکر ملکہ سے کہا اب آپکو چاہیے ہے کہ استقبال کر کے لائیے اور حال پوچھیے آنے کی حقیقت دریافت کیجیے سیاہ پوشی کی علت پوچھ لیجیے مہرنگار نے کہا تو جان جیسا مناسب ہو ویسا کر یہ سنتے ہی فتنہ مع چند انیسان ملکہ کے آئی اور استقبال کر کے بجا لاکر تی ہوئی سامنے ملکہ کے لے گئی رابعہ نے ملکہ کو مجرا کیا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی ملکہ نے کہا بیٹھو بی بی تم کیون مغموم ہو رابعہ نے جواب دیا کہ حضور جسکا شہزادہ گم ہو جائے وہ ملول نہو تو کیا شاد ہو اس رستم نونڈی کاٹنے جوا نامرگ کو گہری گور مین گاڑون اسکی صورت کو مُردے شو لیجائین اسکے وہ ہاتھ کاٹے جائین جو اُسنے اپنے ولی نعمت پر اُٹھائے یہ نہ سمجھا کہ کہان آقا اور کہان غلام مہرنگار نے جو یہ گفتگو سُنی سمجھی کہ اسکے دل مین بھی قباد کی اُلفت ہے اور بہت زیادہ ہے جب تو یہ اس طرح سے اپنے فرزند کو سمجھتی ہے گھبرا کے مہرنگار نے کہا بی بی میرے سامنے تو نہ کہو سو میرے نزدیک دونون برابر ہین دونون بھائی بھائی ہین رستم محض بے قصور ہے خطا قباد کی ہے خیر جو ہوا سو ہوا اب کوسو کا لو نہین یہ کہکر گلے سے رابعہ کو لگا لیا اور بہت لطف کے ساتھ پیش آئی سامان شاہانہ اسکے واسطے بھی مہیا کروا دیا رابعہ نے کہا حضور اسکی کیا ضرورت تھی جہان اور کنیزین سرکار کی ہین وہان ایک مین بھی ہون ادھر عمرو دریچے کے پاس کھڑے سب کیفیت دیکھ رہے ہین اور امیر سے لمحہ بہ لمحہ جاکر بیان کرتے ہین جب دونون مین میل ہو گیا عمرو نے امیر کو جاکر مبارکباد دی امیر نے پانچ ہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا تیری ذات سے دونون گھر بنے رہے ورنہ غضب ہی ہوا تھا مگر جب قباد آئینگے اُسوقت ایک خلعت مع پانچ ہزار روپیے کے اور بھی دونگا ابھی امیر یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ ایک سوداگر آیا کچھ چیزین عجیب وغریب پیش کین اور سعد و علمشاہ کا کل حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ یہ سانحہ گذرا اور آپ سات لاکھ فوج ہمراہ لے کر مرزوق سے لڑنے کو گئے ہین امیر نے یہ سنکر سوداگر کو بہت کچھ دیا اور بڑی خوشی کی آصف الیاس جو اپنی بہن کے ہمراہ آئے تھے انھین انکے مقام پر بھیجدیا کہ دربند کامیاب کو پہلے سے بھی زیادہ آباد کرو اور خود جہازون کے لنگر اُٹھوا کر روانہ ہوئے اب اُدھر کا حال سُنیے کہ آلالگرد رات کو طبل جنگ بجوا چکا ہے اور ایک عرضی بھی مرزوق کو مالا گرد نے

سال کی روانہ کی ہی مرزوق نے جواب مین کہلا بھیجا ہی کہ بہت جلد مالا گرد کو لیکر میری خدمت مین حاضر ہو
آلا گرد رات ہی کو بھائی کی قید لیکر بھاگا آپ تو راستہ مین ٹھہرا مالا گرد کو مرزوق کے پاس بھیجدیا خبر علمشاہ
کو ہوئی رستم نے کہا کہ اسوقت بفضل ایزدی میرے پاس سات لاکھ جوان ہین کیسا مالا گرد مرزوق سے
چلکر لڑونگا یہ کہکر فوراً کوچ کیا راہ مین جمشید بازرگان ملا اسنے نگرزک کو خدمت علمشاہ مین پیش کیا
علمشاہ نے پوچھا ای نازنین تو کون ہی اور کہان کی رہنے والی ہی نگرزک نے اپنی کیفیت راست راست
عرض کی کہ مین دیوانہ بن قندس کے ناموس سے ہون علمشاہ نے اسے سمینہ کی خدمت مین رکھا اور
کہا کہ تم ملکہ کے پاس رہو یہ کہکر آپ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادۂ قباد نیک نہاد کے بیان کیے جاتے ہین

کاتبان شیرین زبان وراویان راست بیان اس داستان راستی نشان کو قلم جواہر رقم سے صدف قرطاس
مین یون دُرافشانی کرتے ہین کہ انکی کشتی بہتے بہتے بعد چند روز کے کنارے دریا کے پہونچی کشتی سے اُترکر
پیدل چلے کئی دن کے بھوکے تھے غش کی نوبت تھی یہان گرے وہان گرے یہ حالت تھی کہ صحرا مین
ایک چار دیواری دیکھی لیکن اُسکا دروازہ کہین پر نہ تھا مگر دیوارین نیچی تھین دیوار کو پھاندکر اندر آکے
دیکھا کہ ایک میدان ہی اُس مین بہت سے گھوڑے بندھنے کے نشان ہین میخین گڑی ہین تھان بنے ہین
مگر گھوڑا کوئی نہین ایک جانب کو دروازہ لگا ہی اندر اسکے باغ پُرفضا ہی اور در باغ صورت چشم انتظار
وا ہی شہزادے نے پہلے دروازے پر جاکر کئی آوازین دین جب کچھ جواب اندر سے نہ آیا تو قدم اندر رکھا
دیکھا گلزار پر بہار ہی ایک بارہ دری نفیس بنی ہوئی ہی مسند لگی ہی خوان خاصے کا سربمہر رکھا ہی کوری صراحیون
مین آب سرد بھرا ہی شہزادے نے سجدۂ شکر بدرگاہ رزاق حقیقی کیا اور خوان کی مہر توڑکر کھانا نوش جان
کیا پانی پیا بیسن سے ہاتھ دھوئے گلوری کھائی عطردان سے عطر نکالکر اپنے جسم مین ملا ڈوپٹا تانکر مسہری پر
آرام کیا سہ پہر کو آنکھ کھلی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی شہزادے نے اُٹھکر مُنہ دھویا کہ اتنے مین
ایک شخص قوی ہیکل کو آتے دیکھا قباد نے سلام کیا اُسنے کہا او بے ادب تو کون ہی شہزادے نے جواب دیا
کہ بھائی مسافر ہون آج تیسرے فاقے کھانا کھایا اسکی جو مزاج مین آئے سزا دو اُسنے کہا اچھا باہر چل
شہزادۂ قباد باہر تشریف لائے دیکھا کہ بہت سے آدمی دیو پیکر بیٹھے ہین کہ اُس شخص نے کہا لا کیا خبر
رکھتا ہی تیرے دل مین بھی کوئی آرزو نہ رہ جائے کہ مین بے لبی اور بیکسی مین مارا گیا شہزادے نے کہا
کہ بھائی میرے پاس یہان کیا ہی جو حربہ مجھسے طلب کرتے ہو اسنے شہزادے کو نیزہ دیا غرض لگا ورزنی
ہونے لگی تھوڑی دیر مین شہزادے نے اسکا نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھلاکر تلوار ماری شہزادۂ قباد نیک نہاد
نے تلوار بھی اسکے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا پھر باآہستگی تمام زمین پر رکھدیا اُسنے پوچھا
آپ کون ہین اب نام نامی واسم گرامی ضرور ارشاد فرمایئے شہزادے نے تمام حقیقت اپنی بیان کی وہ کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوا اور جو لوگ کہ وہان موجود تھے وہ سب بھی مسلمان ہوئے اب اُسنے اپنی کیفیت بیان کی کہ
میرا نام فیروزۂ زہر خوار ہی جس طرح آلا گرد و مالا گرد دو کپتان اقلیم فرنگ مین پہلوانان نامی ہین اسطرح
ایک مین بھی ہون چنانچہ مجھ سمیت چار تھے ایک دن میری نظر ملکہ ماہ گوہر بند پر پڑی اور طبیعت بھی اسپر
آگئی مین نے اپنے رفیقون مین یہ ذکر کیا کہ مین اسے چاہتا ہون لیکن اُسے میرے نام سے نفرت ہی یہ خبر

مرزوق کو ہوئی وہ نہایت برہم ہوا کہ مین اسکے خوف سے بھاگ کر اس صحرا مین آیا اور اب پیشہ قزاقی کا
کرتا ہون یہ سب میرے زیر کردہ اور فرمانبردار ہین یہ کہکر سامان دعوت مہیا کیا اور ایک گھوڑا شہزادے کو
دیا کئی روز کے بعد شہزادے کو خیال آیا کہ ای قباد تو نے ذراسی بات پر سلطنت کو ترک کیا اب یہان کیا سمجھ کے
پڑا ہی ایک دن فیروزہ کمرخوار سے رخصت کا سوال کیا اسنے کہا مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون
یہ چپ ہو رہے رات کو جب سب غافل ہوگئے اور یقین ہوا کہ سوگئے شہزادہ گھوڑے پر سوار ہو کر چل کھڑا ہوا
پھر ایک جنگل مین گذر ہوا کہ تین روز تک کچھ قسم غذا سے نہ چکھن ہوا بھوک کی شدت سے عجب کیفیت ہوئی دور
سے ایک محل عالیشان نظر آیا قریب پہونچے دروازے پر دستک دی صدا لبیک برنخاست جب تو بسم اللہ کہکر
اندر قدم رکھا دیکھا کہ مکان نہایت پاکیزہ بنا ہی صحن مین ایک چمن ہی بارہ دری شیشہ آلات سے سجی ہی ہر قسم طعام و غیرہ
اور دیگر اشیاے راحت مہیا ہین شہزادے نے بھوک کی شدت مین آغاز و انجام پر نظر نہ کرکے خوب سیر ہو کر کھانا
تناول کیا اور پلنگ پر استراحت فرمائی بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار پلنگینہ پوش نمودار ہوا شہزادے نے
اٹھکر سلام کیا اسنے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی شہزادے نے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر نقابدار نے کہا
او بے ادب اسی منہ پر رستم سے جری کا سامنا کریگا ابھی تجھے اسکی سزا دیتا ہون کہ بار دیگر ایسا خیال لغو تو
اپنے دل مین نہ لاتا یہ سنکر شہزادے کو بھی غصہ آیا اور کہا کہ اچھا پھر دیر کیا ہی بسم اللہ جو کچھ دل مین ہی پوری
کرنے مین تو عذر خواہ ہون کہ بعوض کھانا کھانے کے جو چاہے سزا دے لیکن اگر تو رستم کا طرفدار ہی تو آ یہ کہکر
شہزادے نے میدان لیا نقابدار نے بھی بھالا سنبھالا لگا ور زنی شروع ہوئی بعد بہت عرصے کے ایک مقام پر
موقع پاکر نقابدار نے بند کو گانٹھ کے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری کہ نیزہ شہزادے کے ہاتھ سے چھوٹا بلکہ خود بھی
جھونک مین گھوڑے پر نہ سنبھل سکے رکابون سے پیر باہر ہوگئے لاکھ لاکھ اپنے تئین روکا گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے
زمین پر تشریف لائے اٹھنے نہ پائے تھے کہ نقابدار نے فوراً سینے پر نیزہ رکھدیا اور کہا ہی شرط مار ڈالون لیکن
کیا مارون مین بھی مسلمان ہون مگر اب کبھی کشندۂ فوئیل ہندی و کپتیان فرنگی کے مقابلے کا خیال
دل مین نہ لانا دیکھ تو اسنے کیا نام پیدا کیا اور کتنے شہر فتح کیے اب فوج جرار مہیا کرکے مرزوق سے لڑنے
کو گیا ہی خبردار پھر کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر نقابدار تو چلا گیا شہزادۂ قباد جھاڑ پونچھ کے اٹھ کھڑے
ہوئے آنکھون مین آنسو بھر کر دل مین خیال کیا کہ ای قباد لعنت ہی تمھاری زندگی پر نقابدار نے بہت سچ
کہا ہی سوا جان دینے کے کوئی چارہ نہین دنیا مین کوئی مجھ سا بیچارہ نہین یہ سوچ کر راہ صحرا کی لی ایک
سیب کا درخت ملا اسمین پھانسی لٹکائی اور اپنے گلے مین پہنکر لٹک گئے طائر روح پر فتوح قفس عنصری مین
شکل بسمل پھڑکنے لگا قریب تھا کہ شہزادہ جان بحق تسلیم ہو جائے یکایک داہنی طرف سے ایک سوار نقابدار
نمودار ہوا اور آتے ہی تلوار سے پھانسی کو کاٹ دیا اور کہا ای شخص تو کیون حرام موت مرتا ہی شہزادے نے
آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک نقابدار کو اپنے اوپر بہت مہربان پایا کیفیت اول سے آخر تک بیان کی نقابدار
نے شہزادے کی کمر سے پھندا کھولا اور اپنے ہاتھ سے پھر کمر باندھی اپنا نظر کردہ کرکے کہا کہ جا اب تیری پیٹھ کسی سے
آشنا بر زمین نہ ہوگی جب تو شہزادے نے رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ ای برگزیدۂ
بارگاہ باری اپنا نام نامی و اسم گرامی مجھے تعلیم کر سوار نے جواب دیا کہ میرا نام آدم صفی اللہ ہی شہزادے نے
چاہا کہ کچھ اور پوچھون پلک جھپکی سوار نظر سے غائب ہوگیا شہزادے نے دل مین کہا کہ امتحان تو کرون کہا یاد بھی

مین نظر کردہ حضرت آدم صفی اللہ کا ہو گیا ہون یا خواب و خیال ہی غرض جس درخت مین پھانسی باندھی تھی
اسکے تنے کو کولے مین لیکر زور جو کیا تو جڑ سے اُکھڑ آیا شہزادہ مارے خوشی کے جامے مین پھولا نہ سمایا پھر
اُسی باغ مین آیا اور نقابدار پلنگینہ پوش کو للکارا کہ ای نقابدار تو نے مجھے کیا کہا تھا اُسنے جواب دیا کہ
شاید تیری قضا دامنگیر ہی اور تو بڑا بے غیرت ہی کہ دوبارہ سامنے آیا خیر لا کیا حربہ رکھتا ہی شہزادے نے کہا کہ
ہمارا دستور پیشدستی نہین تو ہی حربہ کر نقابدار نے باکراہ تمام شہزادے کی زنجیر کمر کو تھام کر زور کیا کہ سر سے
بلند کرلون شہزادے نے لنگر مارا جنبش بھی نہ ہوئی جب نقابدار عرق مین غرق ہو گیا تو شہزادے نے اسکے کمربند کو
پکڑ کر نعرہ کیا شعر قباد دلاور شہ عالمم * نظر کردہ حضرت آدمم * اور پکہ مار کر سر سے بلند کیا پھر باہستگی زمین پر رکھدیا
اور کہا ای نقابدار بار دگر کسی بہادر سے ایسی گفتگو نہ کرنا اور تمام کیفیت اپنے نظر کردہ ہونے کی بیان کی نقابدار
پلنگینہ پوش نے کہا کہ ہان اب البتہ تم رستم سے مقابلے کے لائق ہوئے بہادرون مین فائق ہوئے
بسم اللہ کرو جاؤ شہزادہ باغ سے نکل کر روبراہ ہوا تھوڑی دور پہونچ کر دیکھا کہ ایک میدان مین دو لشکر
صف آرا ہین ایک طرف لاکھ سوار و پیادے ہین اور دوسری طرف نو لاکھ کی جمعیت ہی جس طرف فوج کم ہی
اُدھر کا سپہ سالار کیشنہ فرنگی نام زخمی ہو چکا ہی اور مالک اس فوج کا ارشی تاجدار و قرشی تاجدار بیٹے ہین
مرزوق شاہ کے انکا شہر قرشیہ چھیننے کے ارادے سے شاہ صفا ترک نے نو لاکھ کا لشکر بھیجا ہی چنانچہ
موت اعظم نامی پہلوان دیو پیکر صفا ترک کے لشکر سے نکلکر میدان مین آیا ہی اور نہیب دے رہا ہی کہ جسکو
آرزوے مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے قرشی کی طرف سے ابھی تک کوئی پہلوان نہین نکلا موت اعظم لاف و گزاف
کا دم بھر رہا ہی اور بڑھتا ہی چلا آتا ہی شہزادے کو قرشی کے حال پر رحم آیا اور میدان مین آکر موت اعظم
کو للکارا کہ ای پہلوان یہ شرط دلاوری نہین ہی جو مغلوب ہو اُسپر اسقدر یورش محض نامردی ہی موت اعظم
نے کہا او گیدی کیا بکتا ہی اگر تجھے کچھ جرأت ہی تو سامنے آ شہزادے نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہی موت اعظم نے
نیزہ مارا شہزادے نے بند گاتھ کے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری کہ نیزہ اُس کا ہوائی ہو گیا جھنجھلا کر موت اعظم نے
تلوار ماری شہزادے نے بدن چرا کر پشت شمشیر سے ہتھکٹی کا ہاتھ جو سیدھا کیا تو کلائی موت کی بیکار ہو کر
تلوار دور گری جب تو وہ گھوڑے پر سے کودا شہزادہ بھی ساتھ ہی زمین پر تشریف لایا جبتک شہزادہ
موت نے فوراً پیاپے تین اُکھیڑین لگائین لیکن شہزادے نے جنبش بھی نہ کی جب وہ ہانپنے لگا مارے
غصے کے کانپنے لگا شہزادے نے پھر کر اُسکا سر بغل مین لیا اور ایک ہاتھ سے اُسکا پنجہ جبرا ادھر تو ہاتھ
اُسکے ڈھیلے ہوئے ادھر شہزادے نے ٹانگ پر پھر کر مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر آیا شہزادے
نے ٹھوکر ماری اور فرمایا ای پہلوان سنبھل وہ مانند مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اور پھر جھپٹ کر لپٹا
شہزادے نے لنگوٹ مین آگے ہی سے ہاتھ ڈالکر نال کی صورت سر سے بلند کر لیا اسکی فوج نے جو یہ کیفیت دیکھی
دھاوا کر دیا قرشی نے جب یہ کیفیت مشاہدہ کی اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان جاؤ اور اس جوان کو بچاؤ غرض تلوار
چلنے لگی شہزادے نے موت اعظم کو تو باندھکر عیاران لشکر قرشی کے حوالے کیا اور آپ تلوار کھینچکر لشکر
مخالف مین در آیا گویا بکریون مین شیر نر آیا چند ساعت مین ہزارون کو کاٹ کے ڈالدیا بقیۃ السیف
تاب مقاومت نہ لا سکے بھاگے کہ جاکر شاہ صفا ترک کو خبر کرین یہان ارشی و قرشی قباد سے گلے مل کر
پھر نقارے فتح کے بجاتے ہوئے اپنی فرودگاہ کی جانب آئے شہزادے سے پوچھا کہ سر دست کس غیبی

اپنے نام نامی سے ہمین اطلاع دے کہ ہم ابھی تک تیرے مرتبے سے نہین آگاہ ہین شہزادے نے کہا سوداگر بچہ ہون شہاب نوجوان میرا نام ہی ارشی و قرشی شہزادے کو بہت خاطر و مدارات کے ساتھ شہر مین لائے اور اپنی مجلس اُنکے پاس باغ مین رکھا چند آدمی واسطے خدمت کے مقرر کیے شہزادے نے کہا کہ شکر ہی پانون ٹکانے کا ٹھکانا تو ہوا اب یہ قاعدہ ہی کہ شبکو شہزادے باغ مین آرام کرتے ہین صبح کو گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کو تشریف لیجاتے ہین وہان سے واپس ہو کر دربار مین شہزادہ قباد رونق افزا ہوتے ہین

اب دوسرے داستان عاشق ہونا شہزادہ قباد والا نژاد کا ملکہ ماہ سیما قمر عذار دختر ارشی تاجدار پر بیان کیے جاتے ہین

غزل ای بردہ گوی حسن ز خوبان روزگار
موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار
عشقت چو در سراچہ دل خانہ گیر شد
عقل طویل را نہ بود ہیچ اعتبار

قدت براستی چو سہی سرو جویبار
دادیم دل بدست خط و زلف و خال تو
زین در اگر بدر شوم آیم باضطرار
منصوبہ ہوای تو حافظ کنون چہ باخت

الحق وجود و نقش و نشان دہان تو
از دست ہر سہ تا چہ کشید این دل فگار
گر سرو پیش قد تو سر میکشد مرنج
در ششدر غمت دلش افتاد مہرہ وار

مے پرستان خمخانہ محبت و ساقیان میکدہ مودت شیشہائے شراب بیان کو صفحہ زمین میخانہ پر یون چھلکتے ہین کہ ایک روز حسب دستور شہزادہ قباد نیک نہاد اسپ باد رفتار پر بہ نظر سیر سوار ہوا اسپ سریع السیر حیان جہان روان ہی کہ سامنے سے ایک گھی نمودار ہوئی جب قریب شہزادے کے پہونچی تو دیکھا کہ عجب گاڑی ہی باوجود عینک مہر و ماہ کے کبھی چشم فلک سے نہ گذری ہوگی اگر اُسکی تعریف لکھی جائے تو ایک دفتر نیا ترتیب پائے اسوجہ سے اسکا جواب عنقا تصور کیا شیشون کی جگہ پر الماس کے آئینے ترشے ہوئے نصب تھے اُن آئینون پر نظر جو پڑی تو دیکھا کہ ایک آئینہ رو عنبرین مو گلبدن گل پیکر گلبو گلعذار غنچہ دہن سیب ذقن نار پستان نازک میان چشم فتان جلوہ گر ہی اور پہلو مین ایک ضعیفہ کوزہ پشت خمیدہ کمر ہی اُس نازنین مہ جبین نے شہزادے کو اور شہزادے نے اُسکو دیکھا شعر جب نظر سے نظر دوچار ہوئی ٭ ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ٭ لیکن بیکس وہ بے بس شہزادہ مبتلائے غم ہوا قلب کا عجب عالم ہوا شعر دلیہ کرنے لگا طپیدن نازؔ ٭ رنگ چہرے سے کرگیا پرواز ٭ پھر تو طرفین سے شعر ہوگئے تیز خنجر آہون کے ٭ تیر چلنے لگے نگاہون کے ٭ گھی کے پیچھے شہزادے نے گھوڑا ڈالا گاڑی کے اندر سے کوزہ پشت دلالہ شیطان کی خالہ عجوزہ فرہاد کش پکاری کہ اے شخص کدھر آتا ہی یہ سواری کسی بازاری کی نہین ہی ہماری خوزادی اس شہر کی شہزادی اس مین سوار ہی تجھے اپنی جان کا بھی خوف نہین ہی چل اپنا رستہ لے نہین تو اس بے ادبی کی سزا قرار واقعی پائیگا چھٹی کا دودھ زبان پر ذائقہ دیجائیگا ملکہ نے کہا ای دادا کیون منع کرتی ہو اُسنے ملکہ کو بھی جھڑک دیا شہزادے کو کچھ شرم ایسی مانع ہوئی کہ گھوڑے کی باگ روک لی گاڑی چشم زدن مین نظر سے غائب ہوئی آخر شہزادہ دربار مین آیا لیکن گھبرایا ہوا تھوڑی دیر کے بعد اُٹھکے اپنی فرودگاہ مین آکر تصور ملکہ سے باتین کرنے لگا ادھر تو یہ مجبور ہی اُدھر شہزادی مجبور ہی دلکو مسوس رہی ہی دادا کو کوس رہی ہی کہ اس کٹا تہ نے کیا کیا کلمات نادرست اُس شکل ارکیا حسن و خوبی کی شان مین زبان لغویت توامان سے نکالے وہ اپنے دل مین مجھی کو برا کہتا ہوگا کہ مین نے اُسنے منع نہ کیا مگر شاید اُسے بھی مجھسے اُلفت پیدا ہوگئی ہی طبیعت اُسکی بھی شیدا ہوگئی ہی جب تو گھی کے ساتھ آتا تھا برا تو نہ کہتا ہوگا کبھی کہتی ہی کہ ای ماہ سیما صورت تو بھولی بھولی ہی

سات پانچ نہین جانتا ہی اگر تجھے اُسے اُلفت ہو گئی تو بہت گھبراتا ہوگا کیا کرون کوئی تدبیرین نہین
پڑتی سخت حیرت مین مبتلا ہون جب دل گھبراتا ہوگا تو کون اسے سمجھاتا ہوگا کسی سے کہنے کی بات نہین ہی
دل ہی دل مین رنج کریگا ایسا نہو نصیب دشمنان بخار ہو آئے اور نزاکت کے سبب سے وہ تاب نہ لائے
تو مدعیون کے اور بھی لینے کے دینے پڑ جائینگے اگر طبیعت بحال رہی تو یقین ہی کل پھر اسی وقت دیکھنے آئیگا
اور اگر خدا نہ کرے شیطان کے کان بہرے اُسکے دشمن نہ آئے تو ضرور کوئی پیچ پڑا خدا اس ددا کو غارت کرے
جسنے اُسے بُرا بھلا کہا شاید ان باتون سے ددا کی ناراض ہو گیا تو بھی کل نہ آئیگا غرض ایسی ہی بہکی بہکی باتین
دل سے کر رہی تھی کہ اتنے مین کھانے کا وقت آیا ایک خواص نے آکر عرض کی سرکار کی عمر دراز ہو دسترخوان
بچھا ہی خاصہ چن دیا گیا ہی سب تیار ہی بڑی حضور کو آپ ہی کا انتظار ہی ناچار مان کے خوف سے اُٹھی دسترخوان
پر جا بیٹھی مگر عذر کیا کہ اگر باجی امان کی مرضی ہی تو مین کھانا کھاتی ہون لیکن آج کچھ پیٹ مین گرانی ہی نبض بھی
درست نہین باقی ہون سر مین درد کمال ہی طبیعت پر اضمحلال ہی اسکی مان نے کہا نا صاحب مین نہین کہتی
کیا مین تمھاری دشمن ہون اسوقت خاصہ بھی تم نوش کرو صبح کو طبیعت صاف ہو جائیگی اور مین ابھی حکیم صاحب
کو بلاتی ہون اُسنے کہا جی نہین باجی امان حکیم صاحب کی کوئی ضرورت نہین ہی فقط اسوقت خلاف عادت
تھوڑا سا میوہ جو کھا لیا تو وہی ابھی تک ہضم نہین ہوا کچھ کھٹی ڈکارین بھی آتی ہین جرجو بڑھیان معز زوہان
بیٹھی تھین سب کی سب بولین اوہی دور پار دشمنون کو کھٹی ڈکارین آئین لڑکی کیا کیا فال بد زبان سے نکالتی ہی
نام خدا جون جون بڑھتی جاتی ہین نئی نئی باتین سیکھتی جاتی ہین مین اپنی ایڑی دیکھون اب تو پندرھوان سال
شروع ہی ابھی تک وہی بچپنے کی باتین ہین یہ نہین سمجھتی ہین ہم کیا زبان سے کہتے ہین اچھی بُری بات مین آجتک تمیز
نہین سمجھتی وہ کون سا دن ہوگا کہ اُنھین عقل آئیگی غرض وہ سب بکتی ہی رہین یہ اُٹھکر اپنی خوابگاہ مین آئی
پھر وہی خیالات دل مین جاگزین ہوئے ادھر شاہزادے کا بھی یہ عالم ہی کہ کھانا پینا بجز غم و اشک و حسرت
و الم کے کچھ نہین اور ملکہ سے بھی ایک درجہ بڑھکے خیالات دل مین سمائے غرض اسی صورت سے دونون نے شب
بسر کی رو رو کر سحر کی جلدی سے شہزادے نے اُٹھکر فریضۂ سحری سے فراغت کی لباس مکلف زیب جسم کیا گھوڑے پر
سوار ہو کر سر راہ آکر انتظار کرنے لگا کہ وہی بگھی اُسی صورت سے نمودار ہوئی شہزادے نے موافق روز ادل کے
گھوڑا ڈالا پھر اس سیہ رو تیرہ درون شب فرقت کی شریک نے غل مچانا شہزادے کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا ملکہ
نے کہا میری ددا مین تیرے صدقے مین تیرے قربان آنے بھی دے تجھ مین کیا لگا ہی جو تو ٹر لیجائیگا آدمی کو آدمی
دیکھتا ہی ہی یہ کہکر شہزادے کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ چلے آؤ شہزادے نے گھوڑے کو مہیز کرکے بالکل بگھی سے ملا دیا اب
بخوبی تمام عاشق نے معشوق کو اور معشوق نے عاشق کو دیکھا یہ حالت دیکھکر پھر ددا چیخنے لگی کہ ارے او نا شدنی تو کیا
کسی اور شہر کا رہنے والا ہی جو یہان کے آئین سے نہین واقف ہی یہان کا طریقہ یہ ہی کہ عورتین سوار ہوتی ہین تو کوس کوس
بھر گرد و نواح مین کوئی مرد نہین چلتا چل اپنا رستہ لے نہین تو اسکی سزا دلواؤنگی شہزادے نے کہا ادل کا تہ آپ ہی تو
بلاتی ہی اور پھر آپ ہی ڈراتی ہی ددا نے کہا لو اور غضب دیکھو ارے مجھ بڑھیا پر تہمت ستیا ناس جائے میرا جو مین نے
بلایا بھی ہو ہی کہ بی بی میرے تو ہوش جاتے رہے اور اس ٹانگ برابر چھوکرے کو دیکھو ارے اس فتنے کو دیکھو مجھے
بنیا چندرا تا ہی کہ تمھین نے بلایا ہی ملکہ نے کہا چلو ہوگا چپ رہو بلایا یا نہین بلایا آدمی کے پاس آدمی آتا ہی حیوان کے
پاس نہین جاتا ہی اس دنیا زادے نے ملکہ کو بہت سخت کہا اور چیخنے لگی کہ آج ہی تیرے باپ سے کہدونگی تو مجھ بوڑھی

ڈھاڑھو کو دم دیتی ہی جوانی مین مین نے بھی ایسے بہت کھیل کھیلے ہین آج ضرور تیرے باپ سے کہونگی ملکہ ڈر کے
سہم گئی شہزادہ بھی ٹھٹھکا گاڑی روانہ ہوئی شعر حسرت پہ اُس مسافر بیکس کے روئیے ٭ جو تھک گیا ہو بیٹھ کے
منزل کے سامنے ٭ شہزادے نے پکار کے کہا شعر اُڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا ٭ مجھے رکاب مین ای شہسوار لیتا جا
غرض شہزادی جہانتک سیر کو جاتی تھی وہان تک بھی نہ گئی راہ سے گھبی کو پھروا دیا محل مین داخل ہوئی اس کٹا تہ نے
اپنی حکمت عملی سے ملکہ کا سوار ہونا بھی موقوف کرا دیا اور یہی ملکہ کی حالت ردی ہوئی ادھر شہزادے واپس ہوکر
دربار مین آئے لیکن دل نہ لگا بجیلہ اُٹھکر باغ مین چلے گئے دوسرے روز پھر بامید دیدار گھوڑے پر سوار ہوکر پہونچے
بہت عرصے تک انتظار کیا گاڑی نہ آئی جب تو طبیعت گھبرائی اور دل مین کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون
یقینی اب ہماری موت کا زمانہ آگیا اُس بڑھیا نے کوئی فتنہ ایسا برپا کیا کہ آج وہ آرام جان حزین ناظورہ
زہرہ جبین سوار نہو سکی مجبور واپس ہوکر دربار مین آئے اور ناسازی طبیعت کا بہانہ کرکے جانب باغ راہی ہوئے
پھر تو وقتاً فوقتاً ناتوانی زور کرنے لگی شعر بستر غم پہ گر پڑا وہ زار ٭ درد کا گھر بنا دل بیمار ٭ لمحہ بلحہ کیفیت دگرگون ہوئی
آخر الامر نوبت بجنون پہونچی شعر گھٹنے طاقت لگی جو روز بروز ٭ آتش ہجر ہوگئی دل سوز ٭ اُدھر ملکہ کی بھی یہی کیفیت
ہوئی شعر نہ رہا دل مین ضبط کا یارا ٭ سر جہان پایا دھڑسے دے مارا ٭ آدمیون سے نفرت ہوئی عزلت گزینی
اختیار کی کھانا پینا ترک کردیا بستر ناتوانی پر گری اشعار عاشقانہ دل مین پڑھنے لگی جس باغ مین شہزادہ
فروکش ہی اُسکی دیوار کے پاس پائین باغ محل شاہی ہی اور ایک نہر بنی ہوئی ہی کہ نصف اس طرف ہی اور
نصف پائین باغ مین ہی دیوار مین جالیان پتھر کی لگی ہین کہ ادھر کا پانی اُدھر اور اُدھر سے ادھر آتا ہی ایک دن
ملکہ کا جی چاہا کہ اُس بحر حسن کی یاد مین دل ہر وقت پانی پانی ہوا جاتا ہی چلکر نہر مین نہاؤن دل کو بہلاؤن کہانتک
غم کھاؤن شعر غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی ٭ کیا غم ہی مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی ٭ غرض اُٹھکر خواصون
سے کہا چلو آج نہر مین نہائین سب کی سب اُٹھ کھڑی ہوئین اسدن کی تو امید وار ہی تھین کہ ملکہ کی طبیعت
بحال ہو تفریح کا خیال ہو غرض ملکہ چند خواصون کے ساتھ نہر مین آکر نہانے لگی ادھر شاہزادے کا دل بھی اُس
بحر حسن خوبی کی یاد مین بیتاب ہوا نہر کے کنارے آبیٹھا اور یہ شعر یاد دلدار مین پڑھنے لگا شعر گمان ہوا مجھے
پستان و ناف جانان کا ٭ جب اک بھنور کے مقابل مین دو حباب آئے ٭ اور کبھی کہتا تھا شعر اُس یم حسن بغیر
اشک بھی کرتے ہین کمی ٭ متحیر ہون لگی دل کی بجھاؤن کیونکر ٭ یکایک نظر شہزادے کی جالیون پر پڑی دیکھا کہ دیوار
کے اُسطرف پریون کا ہجوم ہی لنگوٹیان باندھے نہر مین غوطے لگا رہی ہین چھینٹا لڑ رہی ہین اور ان پریون مین
وہ بلقیس وش بھی ہی جسکے فراق مین اس سلیمان مرتبت کا یہ حال ہوا ہی جینا وبال ہوا ہی دیکھتے ہی رعب حسن
سے دل سینہ مین پانی پانی ہوا پکارنے کی جرأت نہوئی پاس پہونچنے کی صورت نہوئی لیکن وہ آب روان کی
کرتی دیکھکر دل بیتاب ہوگیا دست ہوس کو مل کر رہگیا المختصر وہ سب نہا کر اپنے اپنے مقام پر گئین یہ ادھر
آکر بستر الم پر گرا ادھر شہزادی بھی تاب ضبط نہ لا سکی اپنی دونون محرم راز خواصون کو بلایا ایک کا نام نو بہار
دوسری گل بہار غرض تخلیے مین بلا کر انسے کہا کہ ہم تو نشانہ خدنگ عشق ہوگئے ہین لیکن اس دد اکو خدا غارت
کرے کہ جسنے میرے عیش کو تلخ کیا اب چاہے تم بھی مجھے بُرا کہو یا بھلا جسنے موت عظیم کو گرفتار کیا ہی اُسی جرا دہ طبیعت
آئی ہی اُسی کی صورت بھائی ہی اُن دونون نے جواب دیا کہ ملکہ عالم کچھ آپ نے دنیا سے انوکھی تو بات کی نہین
سلف سے ہوتا آیا ہی بہت سی شہزادیون نے ایسا کیا ہی مہر نگار کو خیال کیجیے کہ کتنے بڑے بادشاہ کی بیٹی ہین

اور بہت سی گذر گئین آپ کو یہ خبر ہی کہ وہ شخص آپ کے پس دیوار ہی ہر وقت ممکن وصل دلدار ہی اب ہم آپ کو ترکیب بتاتے ہین اس لکاتہ کو خوب شراب پلایئے کہ یہ زندہ درگور ہو جائے اور آپ کمند کے ذریعہ سے وصل دلدار کا حظ اٹھایئے ملکہ یہ سنتے ہی باغ باغ ہو گئی مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائی غرض اپنی خوابگاہ مین آئی دیکھا کہ وہ ضعیفہ سیہ رو سر کے بال سفید جیسے شب فرقت کی چاندنی بیٹھی ہوئی پنلکٹی مین پان کوٹ رہی ہی گویا خون عاشق مین ہاتھ بھر رہی ہی شہزادی نے آکر گلے مین باہین ڈالدین اور کہا میری اچھی ددا آج تم ہمارے ہاتھ سے شراب پیو ہم آج سے روز شب کو شراب اپنے ہاتھ سے پلایا کرینگے اسنے کہا اچھا تو چمٹی کیون جاتی ہو چھوڑ دو تو سہی میرا گلا گھٹتا ہی اُدہی لڑکی کتنی چمٹنے کی عادت ہی دور بار رکھو اس مین چمٹنے کی کیا ضرورت تھی الغرض شام ہوئی شہزادی نے جام و صراحی ہاتھ مین لیکر ساقی گری شروع کی اس ترکیب سے دورہ کیا کہ اگر کسی کو دو جام دیے تو ددا کو چھ ساغر دیے تھوڑی دیر مین ددا کو تین ترلوک دکھائی دینے لگے گی واہی تباہی بکنے شہزادی نے کہا ددا تمکو نشہ زیادہ ہی تم لیٹ رہو غرض لیٹتے ہی بیہوش ہو گئی گویا خواب مرگ مین سو گئی شہزادی نے گل بہار سے کہا کہ پھر کیا دیر ہی شعر

آمدم کہ دل بعشق دہی خوش دمے بود ٭ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭

اُسنے کہا کہ بسم اللہ کیجیے غرض کمند پھینککر ملکہ کوٹھے پر مع دونون اپنی محرمون کے آئی وہان سے شہزادے کی طرف باغ مین اُتری گل بہار اور نوبہار نے کہا آپ ٹھہریے ہم اندر جاکے دیکھ آئین کہ وہ کس شغل مین ہی الحاصل یہ دونون پردہ اُٹھاکر اندر آگئین دیکھا کہ سر بزانو ایک شخص بیٹھا ہی کہا ذرا آنکھ اونچی کیجیے ہماری ملکہ نے کہا ہی کہ آپ ہماری گلی کے برابر کیون گھوڑا لائے تھے ملکہ کا نام سنتے ہی شہزادے نے سر اُٹھاکر دیکھا تو دو عورتون کو دیکھا کہ ابھی کمسن ہین ہنسی مذاق کے دن ہین کہا کہ ہماری طرف سے اتنا عرض کرو کہ خطا ہوئی معاف کیجیے یہ سُنکر دونون ہنسین اور کہا ٭ شعر بہت میٹھے میٹھے باتین نہ بنایئے ہماری ملکہ خود سزا دینے کو تشریف لائی ہین باستماع اس خبر کے چہرے پر سُرخی آگئی اور شہزادہ قباد اُٹھکر ہمراہ اُن خواصون کے چلے ہی تھے کہ سامنے سے ملکہ کو آتے دیکھا دوڑکر پروانہ وار گرد اُس شمع بزم رعنائی کے پھرے ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا شعر

نیچی نظرون سے دیکھ بھال لیا ٭ سر پر آنچل اُلٹ کے ڈال لیا ٭

شہزادے نے ہاتھ پکڑ لیا ملکہ فرط حیا سے عرق عرق ہوئی غرض شہزادے نے لاکر مسند پر بٹھایا مدعائے دلی پایا ملکہ نے گل بہار کو اشارہ کیا کہ شراب پلاوہ اُٹھی طاق پر سے شیشہ و جام بے دغدغۂ انجام اُتار لائی پہلے ساغر لبریز کرکے شہزادے کے روبرو پیشکش کیا شہزادے نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین شراب تمھارے ہاتھ سے نہ پیونگا جب تک تم مسلمان نہو گی ملکہ نے پوچھا کہ سچ بتاؤ تم کون ہو کیا نام ہی شہزادے نے کہا **نوشیروان** کا نواسہ **حمزۂ صاحبقران** کا بیٹا ملکہ مہرنگار کے بطن سے ہون ملکہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اور کلمہ پڑھکر مع خواصون کے از سر صدق مسلمان ہوئی اُسوقت گل بہار نے ایک جام بھر کر ملکہ کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ آپ ہی اپنے ہاتھ سے اُنھین شراب پلایئے ملکہ نے جام لیکر سر جھکاکے ہاتھ طرف شہزادے کے بڑھایا اور دبی زبان مین کہا شعر

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید ٭ کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا ٭

شہزادے نے فرمایا شعر

گر یار می پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ٭ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ٭

اور جام وہ نیک فرجام پی گیا پھر اپنے ہاتھ سے ساغر بھر کر ملکہ کو دیا اُسنے بھی بے عذر پی لیا دو چار جام کی نوبت آئی تھی کہ ڈورے آنکھون مین لال ہوئے وصل کے دلون مین خیال ہوئے پردہ حجاب جو درمیان مین تھا صورت رقیب اُٹھ گیا قباد نے دست اشتیاق کو گستاخ کیا گلے مین ہاتھ ڈالکر

اپنی طرف کو کھینچا اور چاہا کہ بوسہ لب نازنین کا لین دل کا مزہ نکالین ملکہ نے اپنے دست نگارین شہزادے کے عارض رنگین پر رکھکر ہٹا دیا اور کہا صاحب آنکھین کھولو ہوشیار ہو اسقدر بے اختیار ہو مہمان کی یونہین خاطر کرتے ہین غرض اسی قسم سے راز و نیاز کی باتین رہین کہ فلک کجرفتار کو رشک آیا یہ جلسہ نہ دیکھا گیا تو چشمۂ ماہ کو آنکھ پر سے اُتار لیا اور شیشۂ آفتاب کو آنکھ پر چڑھانے لگا موذن نے بانگ اللہ اکبر سُنائی مرغ نے بھی ککڑون کون مچائی شہزادے نے گھبرا کر فرمایا شعر مرگئے ہم وصل کی شب سُنکے زاہد کی صدا ٭ یان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہوگیا ٭ ملکہ نے کہا شعر زاہد بھی دوسرا ہی شب وصل مین حریف ٭ کہنے کو گو جہان مین صبح و خروس ہی ٭ غرض ملکہ شہزادے سے رخصت بصد دقت ہوئی شام کا وعدہ کیا کہ پھر آئینگے دل غمدیدہ کو دن بھر بہلائینگے الحاصل اُس روز سے یہ معمول ہوا کہ رات کو شہزادی مع خواصان خاص کے آتی صبح کو چلی جاتی لیکن اب فلک کجرفتار کی نیرنگی کا بھی حال سُنیے یعنے اُسی دد انے ایک روز شراب نہ پی اور شام سے دردسر کا بہانہ کرکے مُنھ کو لپیٹ کر لیٹ رہی اتفاق سے صورت بخت سو گئی ملکہ بھی شعبدہ بازی چرخ سے غافل ہوگئی دیکھا دد ا تو خواب خرگوش مین ہی حسب دستور شہزادۂ مہجور کے پاس آئی وہی صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی اُدھر وہ لکاتہ بیدار ہوئی شہزادی کا پلنگ خالی دیکھا بارہ دری بھی خواصون سے خالی پائی اُٹھکر چھچھوندر کی طرح ہر گوشے مین تلاش کیا سیڑھی لگا کر کوٹھے پر چڑھی دیکھا کہ دوسرے باغ مین کمند پڑی ہی اُسی پر سے اُتر کر مجلس عشرت کی طرف متوجہ ہوئی دور سے دیکھا کہ ملکہ اُسی جوان کے ساتھ نشے کے عالم مین گرم صحبت ہی ٹانگون مین ٹانگین گردنون مین ہاتھ پڑے ہین ڈوپٹہ گاؤ پر رکھا ہی کرتی ہشت مشت مین چڑھ گئی ہی کاجل آنکھون کا پھیلکر عارض گلرنگ پر آیا ہی شفق حسن مین جابجا لکۂ ابر سیہ دکھائی دیتے ہین جوڑا کھل گیا ہی کچھ بال رُخ روشن پر آگئے ہین شعر گیسوے مشکین رُخ محبوب تک آنے لگے ٭ چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے ٭ یا شہزادہ سورۂ والیل و والضحیٰ کی تلاوت مین مصروف ہی یا سانپ نے من کو حلقے مین لیا ہی یا دود آہ عاشق مین شرر ہی یا نیچے رانون تک چڑھے ہین ساقہاے سیمین ضو دیتی ہین یہان ہر قسم کی باتین تو ہو ہی رہی تھین اُس روز حسب اتفاق حسب و نسب کا ذکر ہو رہا تھا دد انے کل کیفیت شہزادے کی کھڑے کھڑے سُنی اور اُلٹے پاؤن پھر کر چلی گئی اور جاکر ملکہ کے چچا قرشی تاجدار کو بلا لائی کوٹھے پر سے سب کیفیت دکھائی دیکھتے ہی اُسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ جاکر شہزادے کو قتل کرے دد انے روکا کہ ای شہریار یہ جوان بہت زبردست ہی موت اعظم ایسے پہلوان کو زیر کیا آپ اسکے مقابلے کے قابل نہین ہین اسکی بھی سمجھ مین آگیا اور جاکر اپنے بھائی ارشی تاجدار سے کہا چلکر اپنی دختر نیک اختر کی صحبت کی اسوقت سیر کیجیے وہ بھی ہمراہ اپنے بھائی کے آیا اور غیظ و غضب مین بھرا یا کہا بھائی تُنے مجھے کیون یہ کیفیت دکھائی پہلے ہی کیون نہ قتل کیا خیر پھر اب مین جاتا ہون اور دونون کو اس امر قبیح کی سزا دیتا ہون قرشی نے کہا ہرگز ایسا قصد نہ فرمائیے گا ورنہ بہت پچتائیے گا کیونکہ ہم اور آپ دونون اس سے جانبر نہین ہو سکتے جوان زبردست ہی اسے بہ مکائد قتل کیا چاہیے غرض دونون یہ صلاح کرکے چلے آئے علی الصباح کلیشم کو بلایا اور اُسکو تمام حال کہہ سُنایا اسنے کہا کہ ای شہریار اگر اسے یون قتل کیجیے گا احسان فراموشی ہی اسنے کہا ای کلیشم یہ بھی مین نے دد ا کی زبانی سُنا ہی کہ یہ بیٹا ہی حمزہ کا اور مرزوق شاہ کا حکم ہی کہ اگر ذریات حمزہ مین سے کسی کی لاش بھی ملے تو میرے پاس بھیجدو یہ حیلہ خوب ہی مجھے یہی ترکیب مرغوب ہی غرض بالاتفاق سب نے اس راے کو پسند کیا اور اپنے عیار سے

کہا جا کر اُسے گرفتار کر لا اُسنے کہا کہ ملکہ کو خفیہ بلا کر آپ قید کرین مین بصورت ملکہ جا کر اُسے گرفتار کرتا ہوں
ارشی نے اپنی بیٹی کو بلا بھیجا جب وہ آئی اُس سے کہا کہ مجھے کچھ امر ضروری تخلیہ مین تجھسے کہنا ہے اور اُسکو ایک
تہخانے مین لا کر مسلسل و مطوق کیا عیار بھی سب کی نظر بچا کر وہین پہونچا اور کہا اے شہریار ابھی باہر تشریف
نہ لیجائیے گا مین بیٹی ملکہ کی صورت بن لون غرض بہت جلد عیار نے اپنی صورت بہ شکل ملکہ تبدیل کی
اور ساتھ ارشی کے باہر آیا ہمراہ خواصون کے ملکہ کے باغ مین جا کر دوا سے سب حال ملکہ کے جانے کا
پوچھا اسنے جسقدر معلوم تھا بیان کیا غرض اُسی روز شب کو ہمراہ خواصون کے ملکہ علی شہزادے کے
پاس آئی اور شراب بیہوشی آلودے شہزادے کو مع کل خواصون کے بیہوش کیا تھا نہ اندوہ کا جرعہ نوش
کیا اور سب کو تو وہین رہنے دیا شہزادہ کا پشتارہ باندھ کر سامنے ارشی کے لایا اُسنے اُسی حالت بیہوشی مین
شہزادے کو پابند سلاسل کیا اور کہا کہ اسے کیشہ کے حوالے کر دو غرض کیشہ بداندیش نے اپنے قبضے مین کیا
عیار نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا شہزادے نے آنکھ کھولی اپنے تئین قید سخت و صعب مین پایا یاد ملکہ مین کلیجا
منھ کو آیا ارشی نے کہا اے کیشہ موت اعظم کی اور اس مسلمان بے ایمان کی قید لیکر مرزوق شاہ کی خدمت
مین جا ادھر ملکہ کو بلا کر بہت سخت و سست کہکر چھوڑ دیا اور کہا کہ اب کبھی اُس جوان کا نام نہ لینا ہمنے اُسے
قید کر کے مرزوق کے پاس بھیجا ہے ملکہ یہ سنکے چلی آئی اور مع چار سو خواصون کے سیاہ پوش ہو کر کیشہ کے
تعاقب مین چلی دربانون نے روکا شہزادی نے جھڑک دیا وہ سب دوڑے ہوئے قرشی و ارشی کے پاس
آئے اور سب واقعہ ملکہ کے سیاہ پوش ہو کر مع چار سو خواصون کے تعاقب مین کیشہ کے جانے کا بیان کیا
یہ دونون بہت غصہ ہوئے اور تلوار لیکر مع تھوڑی فوج کے تعاقب ملکہ مین چلے ادھر ملکہ پہنچ ہی ہوئی تھی
کیشہ بداندیشہ کی فوج پر جا گری کسی نے تلوار ماری کسی نے چماق مارا کسی نے تیر لگایا غرض غدر مچ گیا
کیشہ نے کہا ہان ان سب کو مار کر ملکہ کو پکڑ لو ملکہ نے اپنے تئین بعد خرابی سامنے شہزادے کے پہونچایا
اور کہا اے شہریار ذی وقار میرے گلے سے لگ جاؤ ورنہ شہزادے نے جو ملکہ کی ایسی مردی و مردانگی دیکھی تو ہاتھ
مروڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ تمام قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی شہزادے نے جھپٹ کر ایک سوار کی گردن پکڑ کر
گھوڑے پر سے کھینچ کے زمین پر دے مارا اور اُسی کی تلوار لیکر فوج کفار پر حملہ کیا موت اعظم نے جو یہ حالت دیکھی
اُسنے بھی جھٹکا مار کر اپنی قید کو توڑ ڈالا اور پکارا کہ اے شہریار مین مسلمان ہوا یہ کہکر کسی سوار کی تلوار چھینکر
قلع و قمع مین مصروف ہوا پھر تو اُن دونون شیران بیشۂ جرأت نے کشتون کے پشتے لگا دیے شہزادے نے
ملکہ کو تو پشت پر رکھ لیا اور کفار کے استیصال مین محو ہو گئے کہ اتنے مین ارشی و قرشی بھی مع چند سوارون کے
پشت پر سے آ گرے موت اعظم نے جو پلٹ کر دیکھا جھپٹ کر قرشی کو بجائے سپر ہاتھ پر اُٹھا لیا اور پکارا اے شہریار
خبردار پشت پر ارشی آیا شہزادے نے بھی سپر کو ہاتھ سے پھینک کر ارشی کو سپر بنایا ارشی اور قرشی نے امان
مانگی تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی شہزادے نے کہا امان بشرط ایمان دونون نے قبول کیا اور از سر صدق مسلمان
ہوئے کلمہ پڑھا موت اعظم نے بھی کلمہ پڑھا کیشہ جفا پیشہ یہ حالت دیکھکر شہزادے کے پاس ہاتھ باندھکر آیا اور
باز روئے دغا مسلمان ہو گیا غرض ارشی تاجدار اور قرشی تاجدار شہزادے کو لیکر شہر مین آئے بتکدے
ڈھانے لگے مسجدون کی بنا ہونے لگی کیشہ دغا پیشہ نے از راہ کینہ شہزادے سے کہا اے شہریار با وقار
اب ہم سب تو مسلمان ہو ہی چکے اور آپ کو اپنا آقا تصور کرتے ہین لہذا جو مہم ہوگی آپ ہی سے عرض کرنا

فرض ہوگا جنپر میرا خاص مسلمان ہونا مشروط ہی کیونکہ مین زیر نہین ہوا محض اپنی خوشی سے مسلمان ہوا ہون
وہ شرط یہ ہی کہ یہان سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہی اُس مین اژدہے نے مسکن اختیار کیا ہی اگر آپ اِس دابۃ الارض
کو قتل کرین تو مین زیر ہون اور از سر صدق مسلمان ہو جاؤنگا مین نے واجب جانکر عرض کیا اب اختیار ہی حضور کو
خواہ کمر ہمت باندھین یا نہ باندھین جبر تو ہی نہین شہزادے نے فرمایا کہ بسر و چشم مین اِس مہم کے فتح کرنے کو
موجود ہون پتا دو یا چلکر بتا دو موت اعظم نے عرض کیا کہ ای شہریار کیشہ بد اندیشہ ہی اسکی گفتگو سے دغا کا
اظہار ہی آیندہ حضور کو اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی شہزادے نے فرمایا ای شفیق صادق تو بہت سچ کہتا ہی
لیکن میرے خاندان سے یہ امر خلاف ہی کہ کسی مہم سے روگردانی کرون اگر وہ اژدہا خونخوار ہی تو کیا فکر خدا تو
یار ہی ادھر ملکہ نے یہ خبر سُنی کہلا بھیجا کہ ای شہزادے کیون میرے دشمنون کو بے وارث کیا چاہتے ہو آخر تمہین
اژدہے کے مارنے سے کیا علاقہ شہزادے نے جواب دیا کہ بعوض نصیحت میرے حق مین دعا کرو اور
کیشہ سے کہا چلو اب دیر نہ کرو چلکر پتا بتا دو کیشہ ہمراہ ہوا شہزادہ روبراہ ہوا چونکہ وہان سے قریب تھا
کیشہ نے پہاڑ دور سے دکھا دیا اور کہا اسی مین رہتا ہی شہزادہ روانہ ہوا کیشہ پھر کر شہر مین آیا انکو
تو یہین رہنے دیجیے اب حال نوشیروان کا سُنیے کہ یہ جو مرزوق شاہ کے پاس پہونچا تمام کیفیت
اول سے آخر تک بیان کی بختک مردک بولا کہ ابھی تو دو ہین ایک سعد دوسرا علمشاہ انھون نے
تو یہ قیامت برپا کی ہی جسوقت امیر آجائینگے تو کیا ہوگا کہ اُنکے ساتھ پانچ سو دلاور ہین ایک سے ایک
بہتر اور برتر ہی میری صلاح یہ ہی کہ جتنے بندر آپ کے قلمرو مین ہین سبکو شقّے روانہ کیجیے کہ کوئی جہاز یہان
نہ آنے پائے سوداگرون کی بھی ممانعت کر دیجیے مرزوق نے ایسا ہی کیا کہ تمام بنادر قلمرو مین شقّے
لکھے سب طرح سے اپنی خاطر جمع کر لی اب مالا گرد کی کیفیت سُنیے کہ راہ مین اسے ہوش جو آیا جھٹکا مار کر
اپنی قید کو توڑ ڈالا اور تلوار لیکر آلا گرد پر دوڑا وہ بھاگا اسنے اپنی فوج کو اپنے قبضے مین کیا اور سب کو
لیکر علمشاہ عالیوقار کی خدمت فیض منزلت مین آیا

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامدار عالی تبار کے بیان کیے جاتے ہین

شعر نگارندۂ داستان عجیب ؛ یہ لکھتا ہی پھر ماجراے غریب ؛ کہ جسوقت امیر نامدار مع فوج و ناموس
کے جہازون پر سوار ہو کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے دیکھا کہ اُس پہاڑ کے عقب شہر کورانیہ آباد ہی
مالک وہان کا گیرنگ شاہ ہی اور اس پہاڑ پر قلعہ ہی توپین چڑھی ہین غرض گیرنگ کو خبر ہوئی کہ کوئی
سوداگر جلیل القدر جاتا ہی اور کئی جہاز اُسکے ہمراہ ہین اُسنے کشتیون پر آدمیون کو روانہ کیا کہ اسے پھیر دو
غرض لوگ آئے امیر سے کہا کہ ہمارے مالک کا حکم ہی جدھر سے آئے ہو اُسی طرف واپس جاؤ امیر نے فرمایا
بھائی ہم سوداگر ہین ہمیشہ اسی طرف سے جاتے آتے ہین روکنے کی کیا وجہ اُن لوگون نے جواب دیا کہ
ہمارے شاہ کے پاس مرزوق شاہ کا شقہ آیا ہی اُس مین قطعًا ممانعت ہی خواہ سوداگر ہو خواہ مسافر
کسی کے جانے کا حکم نہین ہی امیر نے فرمایا کہ ہمارے پاس آذوقہ ہو گیا ہی اگر کچھ غلہ ہمین دیدو تو پلٹ
جائین ان لوگون نے یہ پیغام گیرنگ کو بھیجا اُسنے جواب دیا کہ ہم غلہ نہ دینگے جب تو امیر بہت ہی پریشان
ہوئے اور تھوڑی اشرفیان لیکر تہخانہ مین عمرو کے پاس آئے اشرفیان پیش کین کہ یہ آپ کا

نذرانہ ہو اب یہ مصیبت دور کیجیے سب واقعہ بیان کیا خواجہ عمرو لباس فاخرہ پہنکر باہر آئے اور کہا کہ بھائیو
ہماری ذات سے تم سب کو بڑی زحمت ہوئی ایک تکلیف اور کرو چونکہ یہ پیٹ کا مقدمہ ہے اور آدمی کی
زندگی اسی پر موقوف ہے لہذا اسقدر صندوق پُر از مال و جواہر میرے پاس موجود ہیں ایک مرتبہ یہ کہلا بھیجو کہ
یہ سب صندوق آپ لیں اور انکے برابر غلہ ہمیں تول دیں اُن لوگوں نے یہ بھی کہلا بھیجا باستماع اس پیام کے
گیر نگ کے مُنھ میں پانی بھر آیا اور کہا کہ خیر اُسنے کہتا سب صندوق بار کرکے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ
لاکر غلہ لیجائیں عمرو نے یہ سنتے ہی چارسو چالیس صندوق کلدار تختانے سے نکالے ہر ایک میں ایک دلاور
مثل امیر نامدار و لندھور و بہرام و حارث و عبدالجبار و عبدالقہار و منقال شاہ مغربی و خائل زنگی
کے بند کردیے وہ صندوق ایسے ہیں کہ اوپر سے نہ کھل سکیں اور اندر سے جب چاہیں بآسانی تمام کھول لیں
قفل بند رہے اور کہدیا کہ جب میں نہیب دوں تم سب نکل آنا غرض وہ سب صندوق کشتیوں پر لادے گئے
بہت سے عیار مزدوروں کی صورت بنکر ہمراہ ہوئے جب کنارے پر صندوق پہونچے عمرو جو سوداگر بنے ہوئے
تھے کشتی سے اُترے گیر نگ بھی منتظر تھا عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ہم سب کی جانیں آپ نے بچائیں ورنہ
تڑپ تڑپ کر بھوک کے صدمے سے مرجاتے گیر نگ نے کہا اگر ہم غلہ نہ دیں اور صندوق تمہارے چھین لیں
تو کیا کرو عمرو نے کہا بدعہد سمجھیں اور تو کیا کرسکتے ہیں گیر نگ لفظ بدعہد پر آگ ہوگیا اور کہا بارود جمع کرکے
یہ سب صندوق اُڑادو ہم بدعہد نہیں خود ہی نہ بچیگے غرض بارود کا انبار ہونے لگا اب خواجہ گھبرائے اور
کہا اے شہریار میری خطا معاف کراسنے کہا اب تیری خطا معاف ہو سکی جاتی ہے جان بخشی کی ورنہ تجھے بھی
جلادیتا جب تو عمرو نے جھنجھلا کر نہیب دی کہ او ملعون تو کیا ہماری جان بخشیگا خبردار میں تیری جان کیواسطے
عزرائیل ہوں اتنا کہنا تھا کہ کھٹا کھٹ سب صندوقوں کے تختے کھل گئے اور اُن میں سے نہنگان بحر
شجاعت تلواریں ننگی لیے ہوئے باہر آئے جو فوج کہ قلعہ میں موجود تھی اسنے سامنا کیا گیر نگ نے کہا ہاں ارے
اس سوداگر مکار کو تو گرفتار کرلو یہ نہ جانے پائے اُسنے بڑی دغا کی امیر اور لندھور وغیرہ کے نعرے ہونے لگے
عیاذاً باللہ ہل چل مچ گئی اور لوگوں نے خواجہ کو گھیرا تو یہ بھاگے گیر نگ بھی تعاقب عمرو میں چلا خواجہ
گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جو آتا ہے یہ فلاخن میں پتھر رکھکر مارتے ہیں کہ اُسکا سر پھٹ جاتا ہے بیہوش ہوکر
گر پڑتا ہے گیر نگ نے کہا کہ ایک آدمی کے واسطے اتنی فوج جمع ہے اسے سب کے سب ایکبار حملہ کردو ورنہ
جانبری مشکل ہے یہ بڑا مکار ہے جب تو خواجہ گھبرائے دیکھا کہ سب سے پہلے ایک حبشی قوی ہیکل پہاڑ پر آیا
آتے ہی خواجہ کو سلام کیا اور کہا مجھسے نہ ڈریے میں آپ کا غلام ہوں عمرو نے دیکھا کہ یہ حبشی قوی القوے ہے
بنرہ سات سو من کا کاندھے پر رکھے ہے خواجہ نے جواب سلام دیا وہ بنرہ پکڑکر گیر نگ کی فوج پر جا پڑا
صدہا کو جہنم واصل کردیا لیکن کہاں تک پھر تنہا ہے عمرو نے دست دعا بلند کیے ابھی دعا انکی ختم نہ ہوئی تھی کہ
بیابان کی طرف سے گرد اٹھی اور مثل چتر کے آناً فاناً میں قریب اُس پہاڑ کے پہونچ گئی دیکھا خواجہ نے گرد میں
گرد کا چاک ہوتے ہی ایک نقابدار پلنگینہ پوش مع بیس ہزار سوار کے ظاہر ہوا اور گیر نگ کی فوج پر گرا
صدہا کو کاٹ کے ڈالدیا جو بچے وہ رو بفرار ہوئے گیر نگ تن تنہا نقابدار پر جھپٹا اور تلوار ماری نقابدار نے
خالی دیکر مثل طفل خردسال کے ہاتھ پر علم کرلیا ادھر امیر اور لندھور وغیرہ نے تمام فوج کو کاٹ کے ڈالدیا جو
سب خواہان امان ہوئے امیر نے سب کو امان دی جو لوگ گرفتار ہوئے تھے اُنسے عمرو نے یہ پوچھا اُنھوں نے

بیان کیا کہ اس طرف وہ بھاگے تھے امیر مع سرداروں کے اُس طرف چلے دور سے لندھور نے دیکھا کہ ایک نقابدار گرگیر نگ کو ہاتھ سے اُٹھائے ہوا لیکر اُسے شکل کلوخ اُسنے اُچھال دیا اور ہوائی جو رنگ کیا عمرو نے دوڑ کر رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا اور پوچھا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہین اور وہ ہین کہ جسکا کوئی پوچھنے والا نہین مصیبت ہر وقت ساتھ رہتی ہی اسی صحرا مین مسکن ہی عمرو نے کہا مین آپ کو ہرگز نہ چھوڑونگا جب تک آپ اپنا نام نہ بتاسینگے اتنے مین شاطر نے آکر شانہ عمرو کا پکڑا اور تنگ گھسیٹ کر لیگیا اور ڈھکیل دیا کہ عمرو زمین پر گرکے کوسنے لگے اُسنے کہا جب آتا ہی بک بک کرتا ہی اتنے عرصے مین نقابدار مع اپنی فوج کے چلا گیا امیر بھی اس عرصے مین آگئے عمرو نے سارا حال بیان کیا کہ یا امیر اگر تم نہ آتے تو ہم جانتے کہ نقاب ڈالکر تمھین آئے تھے سارا انداز تمھارا ہی تھا امیر نے فرمایا ای عمرو کہین قباد نہو غرض داخل شہر ہوکر امیر نے تمام شہر کو مسلمان کیا بارگاہ استادہ ہوئی امیر آکر بیٹھے عمرو نے کہا ای امیر پہلا جان بخش میرا ایک حبشی ہی کیا بہادر شخص ہی سبحان اللہ پہلے آکر اُسی نے سلام کیا اور گرگیر نگ کی فوج سے لڑا امیر نے فرمایا وہ کہان گیا عمرو نے کہا ابھی تک تو موجود تھا یہ کہکر خواجہ اُٹھے بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ بغدہ لیے ہوئے دروازے پر بیٹھا ہی عمرو کو دیکھتے ہی سلام کیا عمرو نے کہا ای نوجوان تو نے میری جان بچائی تو میرا جان بخش ہی چل تجھے امیر بلاتے ہین غرض وہ ساتھ عمرو کے بارگاہ مین آیا امیر کو مجرا کیا اور اپنا حال یون بیان کرنے لگا کہ میرا نام قران حبشی ہی سعد کو جو زرد پوش لایا تھا وہ غلام ہی تھا لیکن اس نظر سے چلا گیا تھا کہ کوئی شی واسطے نذر کے لے آؤن تو حاضر ہون چنانچہ آج مین نے اپنی جان نذر کی تھی لیکن خدا نے اور میرے مولا نے بچایا ورنہ مر جانے مین باقی کیا تھا کہ اس فوج مین مین تنہا تھا میرا باپ حبش کا بادشاہ تھا اور مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا چونکہ ہم اور وہ ہم مکتب تھے تو ہر وقت راز و نیاز کی باتین رہتی تھین چنانچہ والد نے انتقال کیا اور بہ سبب ہماری صغر سنی کے چچا حکومت پر بیٹھے اپنی بیٹی کی منگنی میرے ساتھ کردی چونکہ پردہ نہ تھا اور مین اُس سے مالوف بہت تھا ہر وقت اُسکے پاس بیٹھا رہتا تھا یہ خبر چچا کو ملی اُنھون نے ناخوش ہوکر مجھے نکالدیا مین نے ایک صحرا مین آکر اپنے گلے مین پھانسی لگالی کہ ایسی زندگی سے مرنا بہتر ہی جب مین قریب مرگ ہوا تو تمام صحرا مین ایک شور پھیل گیا اور ایک بزرگ نورانی صورت نے آکر پھانسی گلے سے کاٹ دی مین نے جو دیکھا تو چار جانب فرشتے نورانی صف بستہ کھڑے ہین اور ایک شخص نقاب منھ پر ڈالے میرے برابر تشریف فرما ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ کیون اپنی جان دیتا ہی جا ہمنے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور پٹکہ اپنے دست مبارک سے میری کمر مین باندھکر فرمایا کہ آج سے ہیبت تیری کسی زبردست و زیردست سے آشنا بزمین نہوگی مین نے پوچھا کہ آقا نام نامی و اسم گرامی سے مطلع فرمائیے تو فرمایا نام میرا شاہ مردان ہی جا تو عمرو کا شاگرد ہو اور مسلمان ہو لات کو لات مار اب تو گرفتار کبھی نہ ہوگا اور اگر تو قید ہوجائے تو یہ جاننا کہ اب قضا آگئی ہے اسکے تیری گرفتاری محال ہی اور ایک تعویذ مرحمت فرماکر تعلیم فرمایا کہ جا اپنے چچا کے سامنے وہ شادی تیری اپنی بیٹی کے ساتھ کردیگا اور تخت تیرا تجھے دیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ شادی بھی کرنے پر چچا راضی ہوگیا اور سلطنت بھی میری مجھے دیدی مگر مین آپ کے اشتیاق مین چلا آیا تخت کو آپ کی فرقت مین تختہ تابوت تصور کیا یہ سنکر عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اُسنے کہا اب آپ بھی اپنی زبان مبارک سے کلمہ تعلیم فرمائین اگرچہ مین مسلمان ہوچکا ہون لیکن میری یہی خواہش ہی کہ میرا رتبہ اور زیادہ ہو جائے امیر نے کلمہ پڑھایا خلعت عنایت کیا خطاب دیا خشت طلا

پر بیٹھنے کا حکم فرمایا قران نے تمام حال سعد خوش مآل اور علمشاہ با اقبال کا بیان کیا اور کہا فی الحال قلعۂ آہن حصار مین مقیم ہین امیر نے قباد کا حال پوچھا اور فرمایا کہ یہ نقابدار کون جرار ہی قران نے اس بارے مین اپنی لاعلمی ظاہر کی یہ خبر ملکہ مہرنگار کو ہوئی کہ اس طرح ایک نقابدار آیا تھا سوچی کہ میرا فرزند قباد ارجمند ہو خواجہ زادون کو بلوایا اُنسے پوچھا اُنھون نے کہا قریب ہی تر اس سرزمین پر ملاقات ہوا چاہتی ہی یہ سنکر بہت خوش ہوئی امیر نے عمرو کو علمشاہ اور سعد کے پاس روانہ کیا اور فرما دیا کہ ہماری طرف سے کہنا کہ بابا ہم تو اتنی دور سے تمھارے واسطے آئے اور تمھین خبر نہین عمرو تو بموجب حکم امیر کے قلعۂ آہن حصار مین بعجلت تمام پہونچا دیکھا کئی لاکھ فوج ہر دروازے پر چوبدار اپنے عہدے پر موجود ہین عمرو نے چوبدار سے کہا بھائی ہمین جانے دو کہ ہم رستم کے باپ کے پاس سے آئے ہین اُنھون نے کہا کہ بے اجازت ہماری مجال نہین جو آپ کو جانے دین اُنھون نے کہا جا کر کہدو علمشاہ سے کہ تمھارے پاس امیر نے عمرو کو بھیجا ہی غرض خبر ہوئی حکم دیا بلالو جب خواجہ سامنے پہونچے سعد نے مجرا کیا علمشاہ نے کرسی عنایت کی جب خواجہ بیٹھنے لگے علمشاہ نے سروقد تعظیم کی اور کہا عمو جان تشریف رکھیے جب بیٹھے علمشاہ نے مزاج پرسی کی عمرو نے کہا مین تجھ سے ڈرتا ہون اسواسطے کہ تیرے ایک طمانچے مین سلطنت خاک مین ملتی ہی یہ جو یاد دلایا علمشاہ نے کہا عمو جان فی الحقیقت مجھسے بڑا قصور ہوا اور مجھے بڑا صدمہ اپنی اس گستاخی کا ہی آپ ہی اس ملال کو امیر کے دل سے دور کرین تو ہو عمرو نے کہا خالی تو ممکن نہین کیونکہ اتنے ملک فتح کیے لیکن میری قرضداری کا اسوقت تک خیال نہین علمشاہ نے کئی صندوقچے جواہر کے عمرو کو دیے عمرو بہت خوش ہوئے اور تمام کیفیت عرضی کے جانے کی بیان کی اور امیر کا پیام دیا علمشاہ نے خوش ہوکر کہا کہ اگر امیر نے غلام کو یاد فرمایا ہی تو حاضر ہونے مین کیا عذر ہی ایک ہفتے مین حاضر ہوتا ہون غرض عمرو وہان سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آئے اور سب کیفیت بیان کی پھر کہا ایک ہفتے مین وہ آتا ہی امیر نہایت متردد ہوے اور فرمایا کہ ای عمرو اگر علمشاہ آئیگا تو مہرنگار اپنی جان دیدیگی لیکن اگر تم کچھ کوشش کرو تو ہوسکتا ہی کہ ملال ملکہ کے دل سے دور ہوجائے عمرو چپ ہو رہا جب سات دن گذر گئے اور علمشاہ نہ آئے تو امیر کو ایک تازہ فکر پیدا ہوگئی عمرو سے فرمایا کیا وجہ ہوئی جو علمشاہ نہ آیا نہین معلوم کیا پیچ پڑا اُدھر کی یہ کیفیت ہی کہ جب علمشاہ سوار ہوکر جانب امیر روانہ ہوئے اثناء راہ مین ایک دوراہہ ملا لوگون نے کہا یہ دونون راستے منزل مقصود کے ہین لیکن جو قریب ہی وہ مخدوش ہی اسواسطے کہ دیوانہ ننگ ایک صحرا مین رہتا ہی مرزوق شاہ نے بہت کوشش کی کہ اسے ہلاک کرے فوجین بھیجین مگر کسی سے وہ نہ ہلاک ہوا آخر عاجز ہوکر اس راہ کو مفقود سمجھ لیا اب کوئی ادھر سے نہین گذرتا اور اگر کوئی جرأت کرتا ہی تو اپنی جان سے گذرتا ہی لہذا مصرع رہ راست برو اگرچہ دور است ٭ علمشاہ نے کہا مین ادھر ہی سے جاؤنگا دیوانے کو مارونگا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کرکے اُسی طرف کی راہ لی جب تو سعد نے بھی علمشاہ کے تعاقب مین گھوڑے کو تیز کیا یہ کیفیت دیکھکر تمام لشکر بھی ہمراہ روانہ ہوا جب اُس بیشہ مین علمشاہ مع لشکر کے پہونچے تو دیکھا بہت سے سوار و پیادے متلاشی شکار ہین علمشاہ نے ایک سے پوچھا تم لوگ کون ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سب دیوانے کے نوکر ہین وہ آج اس دشت مین شکار کھیلتا ہی تم یہان کیون آئے ہو جلد واپس جاؤ اور اگر تم نہ جاؤگے تو تمھاری جان جائیگی علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہی جا اپنے مالک سے خبر کردے کہ تیرا سر کو بہ آ پہونچا اُسنے جاکر دیوانے سے یہ حال بیان کیا اُسنے کہا آنے دے وہ نہین آیا ہی اُسکی قضا لائی ہی غرض

شہزادے مع اپنے ہمراہیون کے قریب دیوانے کے پہونچے دیوانے نے مالا گرد کو دیکھا کہا کہ تو مرزوق کا
بھائی ہی تجھے چھوڑ دونگا اور سب کو سزا دونگا مالا گرد نے کہا کیا بکتا ہی نہین جانتا کہ رستم کا اس دشت مین
آج گذر ہوا ہی اور وہ میرا آقا ہی اسنے کہا کون شخص ان سب مین سے رستم ہی علمشاہ نے مرکب کو بڑھا کر
فرمایا میں رستم ہون ای دیوانے کلمہ پڑھ دیوانے نے کہا کہ کیا لقیا سے بھی کوئی زیادہ ہی جسکا کلمہ پڑھون علمشاہ نے
فرمایا ہزار ہزار لعنت ہی لقیا پر دیوانہ یہ سنتے ہی غیظ مین آکر دیوانہ ہوگیا اور نیزہ علمشاہ پر مارا علمشاہ نے
بند کو کاٹکر نیزے کو نیزے سے رد کیا غرض نگاور زنی شروع ہوئی چند طعن مین علمشاہ نے نیزہ دیوانے کا
ہوائی کیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری انھون نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا دیوانہ گینڈے پر سے کو دپڑا یہ بھی
مرکب سے زمین پر تشریف لائے کُلی کشتی ہونے تین شبانہ روز کشتی رہی آخر دیوانے جھنجھلا کے ایک چلیت لگائی
کہ اگر زرہ نہو تو شانے کا بوٹا اُتار لے علمشاہ نے ایک ہلہ مارا اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے
زمین سے اُٹھا لیا پہلے زور مین کمر تک دوسرے زور مین سینے تک لاکر سینے کا ہلہ دیا اور سر سے بلند کرلیا
قریب تھا کہ زمین پر دے مارین دیوانہ امان امان پکارنے لگا شہزادے نے باہستگی اُسے زمین پر رکھدیا
اور فرمایا کہ کلمہ پڑھ وہ از سر صدق مسلمان ہوکر علمشاہ کے ہمراہ ہوا غرض چند روز مین لشکر علمشاہ کا
قریب لشکر امیر کے پہونچا امیر کو خبر ہوئی سرداران دست چپ کو حکم دیا کہ جاؤ اور سبکو استقبال کرکے لے آؤ
غرض سب گئے اور علمشاہ کو مع سعد کے استقبال کرکے لائے علمشاہ نے مجرا کیا امیر نے گلے سے لگا لیا پھر
سعد کو دیکھا نہایت مسرور ہوئے غرض جتنے آئے تھے سب جانب دست چپ بیٹھے امیر نے قندس کو
طلب کیا وہ جو آیا بڑے نگزک کے نعرے کرنے لگا علمشاہ نے امیر کی خدمت مین عرض کی کہ نگزک حضور
کے گلہ بان کی بیٹی ہی اسکو مین نے راہ مین ایک تاجر سے خریدا ہی امیر نے قندس سے فرمایا کہ تم نے انکو
نہ سلام کیا انکے پاس نگزک ہی اسنے کہا کہ نگزک سامنے آئے تو مین انھین سلام کرون اور یہ تو میرے
آقازادے ہین جب تو امیر نے قندس کو قید سے رہائی دی اور نگزک کے ساتھ عقد کردیا یہ خبر فتنہ نے
مہر نگار کو دی کہ علمشاہ باین حشم و خدم آیا ہی رابعہ نے کہا ای بی فتنہ بانو تم نے بھی کس شوم کا نام لیا
مہر نگار نے کہا کہ واہ یہ تو نہ کہو بی تم شوق سے خوشی کرو رابعہ نے کہا مین جب خوشی کرونگی جب میرا شہزادہ
قباد تشریف لائیگا ادھر یہ باتین ہورہی ہین اُدھر حسب الامر امیر با توقیر علمشاہ ہاتھ باندھکر آئے اور
مہر نگار کے قدمون پر گرکے رونے لگے کہ مجھسے بہت بڑا قصور ہوا معاف کیجیے مہر نگار نے گلے لگایا اور کہا
بیٹا کوئی خطا قصور نہین تم دونون بھائی ہو اس مین ہمین دخل نہین اسنے کہا مین تو غلام ہون یہ فقط
حضور کی عزت افزائی ہی کہ خادم کو یہ مرتبہ مرحمت ہوتا ہی مہر نگار نے رابعہ کے گلے سے علمشاہ کو لگایا
غرض اندر باہر جشن ہونے لگا اب امیر نے پوچھا کہ آگے کون شہر ہی لوگون نے کہا آگے شہر اسلم وزیر کا ہی
اُسکا ایک بیٹا ہی اُسے پیکر بن اسلم کہتے ہین اور تمام کاروبار سلطنت مرزوق کا وہی کرتا ہی امیر یہ سنکر فوراً
مستعد ہوئے کہ چلکر اب شہر اسلم مین قیام کرینگے غرض خیمہ و خرگاہ بار ہوا اور امیر اُس طرف کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان شہزادہ قباد کے بیان کیے جاتے ہین

راویان جادو بیان اس داستان سحر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب شہزادے لیشہ نامعقول سے
جدا ہوکر اژدہے کی تلاش مین روانہ ہوئے کیشہ شہر مین آیا موت اعظم نے کہا ای کیشہ اگر میرے آقا کا

ایک رونگٹا بھی سیلا ہو تو یاد رکھنا کہ تیری بوٹیاں کاٹ کر چیل کوون کو دونگا غرض شہزادۂ قباد اس
مقام پر پہونچے جہان سے اژدہے کے رہنے کا مقام دس کوس تھا دیکھا کہ تمام گھانس زمین کی جل گئی ہی جب
اور آگے بڑھے تو شعلہ ہاے آتش دکھائی دینے لگے اور قریب جاکر دیکھا کہ ایک اژدہا ستر سو گز کا ہی جب دم
کھینچتا ہی تو تمام کنکر پتھر اسکے مُنھ مین چلے آتے ہین اور جب دم چھوڑتا ہی تو تین تین چار چار کوس پر جاکر گرتے
ہین چونکہ یہ امیر کی زبانی کیفیت بیشہ فیض رسان مین اژدہے کے مارنے کی سُن چکے تھے اُسی طرح پیترا بدل کر
تیر اُسپر مارا تیر پڑتے ہی اژدہے نے دم جو کھینچا تو شہزادے اُسکے مُنھ مین چلے جب ایک تیر کے فاصلے پر پہونچے
دوسرا تیر لگایا کہ وہ داہنی آنکھ پر پڑا اژدہے نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا لرز گیا اور مُنھ بھی اُسکا بہ سبب
تکلیف کے دوسری طرف پھر گیا پھر اُسی حالت ہیجان مین اُسنے مُنھ ادھر کیا شہزادے نے تیسرا تیر مارا کہ وہ بائین
آنکھ مین لگا اژدہے نے پھر تو اپنا سر ٹیک پٹک کر جان دیدی ادھر اژدہے کے چیخنے کی آواز شہر مین آئی کیشہ
بد اندیشہ سمجھا کہ اژدہا مارا گیا سب سے پوشیدہ اُسی صحرا کی طرف چلا شہزادے نے نشانی کے واسطے کئی دانت
اُسکے اُکھاڑ لیے اور واپس ہو کر شہر کی طرف چلے تھوڑی دور چلکر بسبب کسل راہ کے مضمحل ہو کر ایک درخت کے سائے
مین زمین پر زمین پوش بچھا کر لیٹ رہے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ مرغزار صحرائی مین جاکر چرنے لگا کیشہ بھی پہونچا
پہلے تو گھوڑے کو قتل کیا کہ مبادا ہوشیار ہو جائے اور میرا پیچھا کرے اب وہی تلوار خون آلود لیکر شہزادے کی جانب
چلا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای قباد ہوشیار ہو کیشہ جفا پیشہ تلوار مارتا ہی کیشہ نے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پھر
تلوار پکڑ کر چلا پھر یہی آواز آئی ابکی بار یہ ناشدنی بالکل سر بالین پہونچ چکا ہی چاہتا ہی کہ تلوار مارے اتنے مین
پھر وہی آواز بہت زور و شور سے آئی ابکی بار شہزادۂ قباد چونک پڑا یہ کیدی بھاگا قباد نے اُٹھکر گھوڑے کو
مقتول پایا کچھ بن نہ آیا دیکھا کہ سامنے سے نقابدار پلنگینہ پوش آتا ہی آتے ہی گھوڑے سے اُترکے کہا ای شخص
بے غفلت اور یہ دعوی کہ مین رستم سے لڑونگا لے میرا گھوڑا اور جاکر اس نالائق کو مار شہزادے نے فرمایا کہ یہ کیسے
ہوگا آپ میرے محسن ہین مین سوار ہون اور آپ پیدل رہین نقابدار نے کہا میرے ساتھ اور بھی گھوڑے
ہین جب تو شہزادے گھوڑے پر سوار ہو کر کیشہ کے تعاقب مین چلے اور وہ بھاگا یقین اسکو ہو گیا کہ اب
جان نہین بچتی غرض بھاگتے بھاگتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکا
لشکر ہی معلوم ہوا کہ شاہ صفا ترک کی فوج ہی جلدی سے جاکر شاہ صفا ترک کو سلام کیا اور کہا
ای بادشاہ میرے تعاقب مین وہ شخص آتا ہی جس نے موت اعظم کو زیر کیا ہی میری جان بچائیے
اسنے کہا نہ گھبرا ادھر جب نقابدار کے ہمراہی آئے اسنے گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر شہر مین آیا موت اعظم
سے سارا واقعہ کیشہ و قباد کا بیان کر کے چلا گیا موت اعظم مع قرشی وارشی کے بہت جلد مع چند
سوارون کے روانہ ہوا اب شہزادے بھی فوج مین داخل ہو گئے اور کیشہ کو ڈھونڈھتے ہوئے خیمہ
کے اندر در آئے شاہ صفا ترک کے لوگون نے ہر چند روکا مگر یہ کسکی سنتے ہین غرض جاکر صفا ترک
کے برابر تلوار برہنہ کیے ہوئے پہونچے اور پوچھا کیشہ کہان ہی کیشہ پہلے ہی انکو دیکھکر ستون خیمہ کی
آڑ مین کھڑا ہو رہا تھا صفا ترک نے بہت الحاح کے ساتھ عرض کی ای شہریار آپ تشریف رکھین
وہ حاضر ہی اور میرا بھی سر حاضر ہی اتنے مین موت اعظم اور قرشی وارشی بھی آ پہونچے اور شہزادے
کی طرح خیمہ کے اندر پہونچ گئے غرض بعد بہت گفت و شنید کے شہزادے دنگل پر متمکن ہوئے اور ان

تینون بہادرون کو بھی بیٹھنے کا حکم دیا یہ بھی بیٹھے اسوقت شاہ صفا ترک کیشہ کا ہاتھ پکڑ کے سامنے
شہزادے کے لایا اور عرض کیا کہ اُسکی ایک یہ بھی خطا معاف فرمائیے اور پھر سے کلمہ پڑھائیے مین نے
سنا کہ دو مرتبہ یہ کلمہ پڑھکے دغا کر چکا ہی بلکہ ابکی بار مین بھی مسلمان ہوتا ہون مگر ایک شرط ہے وہ شرط یہ ہی کہ
یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی اُسپر ایک طلسم بنا ہی اُسکی خبر لائیے شہزادے نے فرمایا کہ ابھی چلکر بتا دے
غرض کہ شاہ صفا ترک شہزادے کو لیکر جانب طلسم چلا ہر چند موت اعظم نے منع کیا اور بہت سمجھایا لیکن شہزادے نے نہ مانا

اب دو کلمے داستان احوال امیر و عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

امیر نے جب کورانیہ سے کوچ کیا لوگون سے پوچھا کہ اسکے آگے کون سا شہر ہی لوگون نے کہا کہ اسکے آگے
شہر انوریہ ہی انور بادشاہ ہی اور پیکر بن اسلم رہتا ہی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ تم جاکر شہر مرزوق
کی تو خبر لاؤ الحاصل عمرو مع سیارہ کے روانہ ہوئے اور شہر مرزوق شاہ مین پہونچے اسکے شہر کو خوب چھانا
دریافت ہوا کہ اسکے اصطبل مین ایک مرکب اور شتر خانے مین دو شتر نایاب ہین سیارہ کو کچھ تعلیم کرکے
بوقت شب جانب اصطبل روانہ کیا اور خود شتر خانے کی طرف چلے اتفاق سے جیسے ہی سیارہ دروازہ اصطبل
پر پہونچا ایک سائیس کو باہر آتے دیکھا صاحب سلامت کرکے پوچھا بھئی کہان جاتے ہو اسنے کہا صاحب
گھر جاتے ہین کھانا کھانے اسنے کہا کب آؤگے اُسنے جواب دیا دو گھنٹے مین آئینگے غرض باتین کرتا ہوا ہمراہ
ہو لیا راہ مین اس سے ایسی باتین کین کہ وہ سیارہ سے ناخوش ہوا اور کہا تو کون ہی جو ہمارے ساتھ آتا ہی
جا اپنا راستہ لے سیارہ نے سنا تا یا کر ایک طمانچہ سائیس کو مارا چونکہ کھائیون مین حبا بہاے بیہوشی
دبے ہوئے تھے وہ بیچارہ چرخ کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا اسے تو وہین ایک گھری مین دبا دیا اور آپ
اسکی صورت بنکر بعد تین گھنٹے کے آیا اور سائیسون نے پوچھا کہ بھائی دیر کیون لگائی کہا آج بھیا کی سسرال
سے عورتین آئی تھین اُنسے باتین کرنے مین دیر ہوگئی اے لو یہ مٹھائی ساتھ لائی تھین ایک ڈلی چکھ لو
یہ کہکر انگوچھے سے کھول کر کچھ مٹھائی ایک ایک دو دو ڈلیان جتنے جاگتے تھے سب کو دین ان سبھون نے
منھ مین رکھ لی کھاتے ہی ہر شخص کو پیاس لگی ایک اُنمین سے اُٹھا کہ پانی پیے اُٹھتے ہی گرا اور بیہوش
ہوگیا جتنے بیٹھے تھے اُنھون نے دیکھا اور سب کے سب ایکبار اسکے اُٹھانے کو اُٹھے وہ سب بھی اسی
نوبت کو پہونچے سیارہ نے اپنی صورت مرزوق کی بنائی اور اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر چل دیا جہان
خواجہ نے پتا دیا تھا وہان جاکر خواجہ کا انتظار کرنے لگا ادھر خواجہ جو شتر خانے کے دروازے پر پہونچے
وہان نہایت درجہ حفاظت پائی جست کرکے ایک دیوار پر گئے اُسکے نیچے ایک ساربان سو رہا تھا
نے مین بیہوشی رکھکر اسکے دماغ مین پھونکی جب وہ بیہوش ہوا چارون طرف دیکھا سب کو سوتا پایا اُترکر
اسکی شکل بنکر اسے تو کہین چھپا دیا اور آپ نے تمام ساربانون کو بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا دونون سانڈنیان
کسکر مہار دونون کی ہاتھ مین لی اور دروازے سے نکلے نگہبان جو دروازے پر تھے اُنھون نے
پوچھا کہ اسوقت خلاف معمول سانڈنیان کہان جائینگی ساربان وضعی نے جواب دیا کہ آج ہمین
دن سے حکم مل چکا تھا کہ دونون سانڈنیان پہر رات گئے در دولت پر آئین آج بادشاہ اور وزیر
دونون تنہا جاکر کوئی حمزہ آیا ہی اُسکا سر کاٹ لائینگے خبردار کسی سے نہ کہنا نہین تو غضب ہو جائیگا
وہ لوگ دم بخود ہو رہے یہ سانڈنیان لیکر چل دیے اور سیارہ کے پاس پہونچکر اُسی وقت سوداگرون کی

بصورت بنکر دونون جانب لشکر امیر روانہ ہوئے صبح کو لشکر میں بہو نچا گھوڑا علمشاہ کے ہاتھ بچا اور سالار طغیان لندھور نے خبر دین بعد کئی روز کے حال کہلا بھیجا کہ وہ لال سود اگر خواجہ عمرو تھے ادھر کی سنیے کہ جب ساتین اور سالار بانون کو ہوش آیا سب نے غل مچایا مرزوق شاہ نے سنا کہا ابھی تلاش کرو یہ کون تھا بختک نے کہا یہ کام خواجہ عمرو کا ہی اُسنے اپنے عیار برق فرنگی سے کہا کہ جلد جاکر اُسے گرفتار کر لا مین نے سنا ہی کہ اسی مکار کی نظر لون سے لشکر امیر قریب آگیا ہی غرض اُسی وقت برق اپنے ہمراہیون سمیت بجانب لشکر امیر روانہ ہوا آکر بصورت اصلی نامہ مرزوق کا امیر کو دیا اُس مین لکھا تھا کہ ہمارا مرکب اور شتر آپ کا عیار چُرا کرلے گیا ہی عنایت فرمایئے امیر نے علمشاہ اور لندھور سے فرمایا کہ کیا ارادہ ہی انھون نے عرض کیا کہ حاضر ہین مگر ہمارا روپیہ عمرو سے دلوا دیجیے گا امیر نے عمرو سے روپیہ طلب کیا خواجہ نے جواب دیا کہ مین نے قرضدارون کو دیدیا اب میرے پاس کہان آپ کا بھی قرضدار رہا یا تو روپیہ دونگا یا گھوڑا لا دونگا لندھور کو شتر دونگا غرض امیر نے برق کو مرکب اور اشتر دلوا دیے وہ لیکر مرزوق کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی چونکہ اسنے واسطے مدد کے چار جانب نامے لکھے تھے چنانچہ دو سردار بہت سی فوج لیکر آگئے ہین ایک کا نام سر آہن خوار دوسرے کا نام فریر آہن خوار یہ دونون دربار مین موجود ہین جب برق نے کیفیت بیان کی آلاگرد نے عرض کی کہ مجھے حکم ہو تو جاکر امیر کو پکڑ لاؤن یہ دونون سردار بھی مستعد ہوئے کہ ہمین بھی اجازت ملے ہم ذمہ کرتے ہین کہ ضرور پکڑ لا وینگے برق نے بھی بیڑا اُٹھایا کہ مین ضرور چرا لاؤنگا پیکر بن اسلم بھی جانے پر آمادہ ہوگیا غرض یہ سب مع بارہ لاکھ فوج کے انوریہ مین آئے امیر کو بھی خبر ہوئی لندھور سے فرمایا کہ جاؤ قلعۂ انوریہ کو چھین لو لندھور عادی و فاضل کو ہمراہ لیکر انوریہ مین آیا اور چار کوس کے فاصلے سے خیمہ برپا کیا رات کو طبل جنگ لندھور نے بجوایا آلاگرد کو خبر ہوئی کہ لندھور واسطے مقابلے کے آیا ہی اور اُسنے نقارۂ رزمی بجوایا ہی اُسنے بھی حکم دیا کہ ہان ہمارے لشکر مین بھی بجے کوس حربی غرض صبح تک دونون طرف تیاریان رہین علے الصباح آلاگرد نے میدان مین آکر لندھور کو نہیب دی لندھور نکلا آنگا در زنی ہوئی نیزہ چلا بعد دوپہر کے سنانین بنانین بیکار ہوگئین اُسوقت آلاگرد نے گرز گران سر لندھور پر مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا تھوڑی دیر تک گرز بازی رہی اس مین بھی دونون برابر رہے آلاگرد تلوار کھینچکر مرکب سے کود پڑا لندھور بھی زمین پر آیا آلاگرد نے تلوار ماری لندھور نے خالی دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا آلاگرد نے گریبان لندھور کا پکڑا کشتی ہونے لگی وہ دن تمام ہوا رات ہوئی رات بھر کشتی رہی دوسرے دن بھی تین پہر گذر گئے دونون برابر رہے کہ سامنے سے امیر اشقر پر سوار مع سرداران نامدار کے نمودار ہوئے میدان مین آکر فرمایا کہ ای رستم ہند بس اب چھوڑ دو کل پھر لڑنا لندھور نے محجوب ہوکر چھوڑ دیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے رات کو آلاگرد نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ پر چوب پڑی صبح کو آلاگرد میدان مین آیا امیر کو پکارا امیر میدان مین آئے پہلے تو امیر نے سمجھایا کہ تو میرا سعدی ہوجا اپنے بھائی کے پاس آ مسلمان ہو اسنے کہا کیسا بھائی یہ مذہب کا مقدمہ ہی جب تو امیر نے فرمایا کہ لا کیا ضرب رکھتا ہی اسنے تلوار ماری امیر نے خالی دی اور کلائی پر ہاتھ ڈال کر اسکی تلوار کو اپنے قبضے مین کیا دونون دست و گریبان ہوا امیر بھی اشقر سے کود ے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز امیر نے اسکو اُٹھا لیا اور باندھکر عیارون کے حوالے کیا اسکی فوج مع انور شاہ کے بھاگ کر قلعہ بند ہوئی امیر نقارۂ

فتح وظفر بجاتے ہوئے اپنے لشکر مین تشریف لائے

اب دو کلمے داستان آنا ارشیون پریزاد کا اور فتح کرنا قلعہ انوریہ کو پھر مسلمان ہونا انورشاہ کا اور اپنی بیٹی دینا لندھور کو اور پیدا ہونا الماس کا اور نامہ لیکر جانا ارشیون کا مرزوق کے پاس بیان ہوتے ہین

محرران شیرین سخن وکاتبان نورتن اس داستان ظفر نشان کو یون صفحۂ قرطاس پر نمودار کرتے ہین کہ امیر نے آلاگرد کو مسلمان کیا اور قلعہ پر حملہ آور ہوئے لندھور کو زبسکہ بہت صدمہ تھا یہ اجازت لیکر چلا کہ جو ہو سو ہو آنسو تو پوچھ جائین جسطرح ہو اس قلعہ کو مین ہی فتح کرون آلاگرد کو نہ زیر کر سکنے کا صدمہ کچھ تو برطرف ہوجائے اس خیال مین یہ تو سینہ سپر کیے ہوئے چلا جاتا ہے کہ صحرا کی طرف سے ایک نقابدار مع چالیس ہزار سوار کے نمودار ہوا آتے ہی قلعہ کی جانب متوجہ ہوا قریب خندق پہونچ کر گرز کو خندق کے اُس پار پھینکا اور خود پھر اکر خندق کے پار ہوا در قلعہ کو دو ضرب گرز مین توڑا یہ کیفیت دیکھکر امیر بھی مع سردارون کے ہمراہ نقابدار کے قلعہ مین درآئے تلوار چلنے لگی امیر کا اور انورشاہ کا سامنا ہوا امیر نے جھپٹکر انورشاہ کو اُٹھا لیا اُدھر سے طبل بازگشت بجا انورشاہ کو لیکر امیر بہت خوشی خوشی فرودگاہ مین تشریف لائے نقابدار نے آکر چہرے سے نقاب اُلٹکر امیر کو مجرا کیا دیکھا تو ارشیون بیٹا ہے لندھور کا امیر نے بہت تعریف کی اور انورشاہ کو بلاکر فرمایا کلمہ پڑھو وہ بے عذر از سر صدق مسلمان ہوا لندھور اپنے فرزند ارجمند کو دیکھکر بہت مسرور ہوا ملال دل دور ہوا انورشاہ امیر کو لیکر شہر مین آیا تمام شہر مسلمان ہوا پھر انورشاہ نے اپنی بیٹی کی شادی لندھور کے ساتھ کردی اس سے الماس پیدا ہوگا اور فریرآہن خوار و سرپرآہن خوار نے جو قلعہ سے نکلے میدان مین آکر طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سرپرآہن خوار میدان مین نکلا اور پکارا کہ گر آرزوے مرگ باشد بیا یہ ادھر سے علمشاہ نکلے پہلے ہمنگاور ہوئے سات قدم وہ اور تین قدم علمشاہ ہٹے پھر اُسنے تلوار ماری انھون نے بدن چُراکر خالی دیکر ایک ہاتھ کرتک کا ایسا لگایا کہ برابر سے دو پرکالے کردیے آدھا دھڑ الگ اور آدھا الگ لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا علمشاہ شادان اور فرحان اپنے لشکر مین آئے پھر شب کو دونون طرف نقارۂ رزمی پر چوبین پڑین صبح کو فریر میدان مین آیا اور پکارا جسے عروس مرگ کی محبت ہو وہ آئے ادھر سے لندھور نکلا جاتے ہی ہمنگاور ہوا دونون برابر رہے فریر نے گرز مارا لندھور نے خالی دیکر جو گرز کا وار کیا استخوان اسکے سرمہ ہوگئے اسکی فوج نے رو بفرار کیا اُسوقت امیر سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے آگے روانہ ہوئے جب شہر مرزوق کا تین کوس کے فاصلے سے رہا امیر نے منشی سیف ذوالیدین سے فرمایا کہ ایک نامہ صولت شمامہ تیار کرو اور بارگاہ مین ایک جام اور بیڑا رکھکر فرمایا اسوقت یہان صدہا پہلوان لشکر شکن موجود ہین آیا ہے کوئی ایسا جو ہمارے نامے کا جواب مرزوق سے لائے لیکن نامے کی منزلت بجا نے پائے اس عرصہ مین منشی نے نامہ لاکر حاضر خدمت کیا فوراً ارشیون پریزاد اُٹھا اور جام پیکر بیڑا اٹھا لیا لندھور کو سخت صدمہ ہوا کہ ابھی قلعہ مین گھس پڑا خدا نے بچا لیا اور پھر اب جو ستر لاکھ فوج پر جاتا ہے القصہ ارشیون مع اپنی چالیس ہزار فوج کے روانہ ہوا ادھر مرزوق کو لمحہ بہ لمحہ خبر پہونچتی ہے چنانچہ یہ خبر بھی پہونچی کہ ارشیون جسنے قلعہ کو فتح کیا ہے وہی بصیغۂ نامہ بری آتا ہے اسنے شمشیر جنگ آزما کو بہر استقبال

روانہ کیا راہ مین ارشیون اور شمشیر سے ملاقات ہوئی جب دونون قریب بارگاہ کے پہونچے ارشیون نے
اپنی فوج کو دور چھوڑا اور خود مرکب کو چھیڑ کر دروازہ بارگاہ پر آیا گھوڑے سے کود کر اندر بارگاہ کے چلا شمشیر نے
اسکی جرأت کی بہت تعریف کی اسنے جواب دیا کہ یہین تمام تعریف کو نہ تمام کیجیے کچھ بارگاہ کے واسطے بھی رہنے دیجیے
غرض سامنے مرزوق کے آیا اور باآواز بلند پکارا السلام علیکم اسپر امیر اسلام ہی جو خدا کو واحد جانے اور اُسکے
نبی کو مانے یہ سنکر تمام قلعہ مین محفل چین بجبین ہوئی ارشیون شمشیر جنگ آزما کا دنگل خالی دیکھکر بے تکلف بیٹھ گیا
شمشیر نے کہا کیا خوب ہے آپ کی تعریف جو کی تھی یہ آپنے اُسکا عوض کیا اسنے خیال بھی نہ کیا کہ کیا کہتا ہی
مرزوق نے نامہ طلب کیا ارشیون نے کہا کشتیان جواہر کی منگا یہ سمجھا کہ شاید اپنے واسطے کہتا ہی غرض
مرزوق نے ساٹھ کشتیان جواہر کی منگائین ارشیون نے چالیس کشتیان نامے پر سے اور بیس اپنے اوپر سے
تصدق کرکے لٹا دین چونکہ حسب الامر امیر کے عمرو بھی اسکے تعاقب مین آئے ہین اُسوقت بشکل فراش دربار مین
موجود ہین جلدی سے جال الیاسی نکالکر ان کشتیون کو غنیمت سمجھکے نذر زنبیل کیا ارشیون نے مرزوق کو اس
شرط سے نامہ دیا کہ اُسمین بہت کچھ سخت وسست لکھا ہی خبردار دم نہ مارنا مرزوق نے نامہ بختک کو دیا
اس مین بعد حمد خدا و نعت رسول کے لکھا تھا کہ ای مرزوق لقیا پر لعنت کر اور لات پر لات مار مسلمان ہو جا
نوشیروان کو گرفتار کرکے بھیجدے بختک نے اور دس باتین اپنی طرف سے ملاکر پڑھنا شروع کیا مرزوق
کو سنکر غصہ آیا اور ریشت نامہ پر جنگنامہ تحریر کیا اور ارشیون کو دیا وہ نامہ لیکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا ادھر
بختک نے کہ اسلم سے تو بھی بدلی ہی اور بھائی کہتا ہی کہا کہ ای اسلم مرزوق سے کہو کہ برق فرنگی سے فرمائین کہ
جاکر سبکو چرا لائے اور یہ تو مین جانتا ہون کہ امیر سے کوئی لڑ نہین سکتا ہی اسلم نے مرزوق سے کہا کہ بختک
اس طرح کہتا ہی اُسنے برق کو بلاکر کہا وہ راضی ہوکر سردارون کو چرانے کی فکر مین تدبیرین سوچنے لگا ادھر
عمرو کو بھی خبر ہوئی کہ برق سے سامنا ہی یہ ادھر اپنے لشکر کی صیانت اور حفاظت مین مصروف ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادہ قباد نیک نہاد سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب شہزادہ قباد طلسم ضحاکیہ کے برابر پہونچے دیکھا ایک درہ کوہ ہی لیکن تمام وحشیان دار ہو رہا ہی اتفاقاً
ایک جوان کو درے کے اندر بھیجا ابھی وہ اندر نہین پہونچنے پایا تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور ایک پنجہ
لگکر اُسے اُٹھا لیگیا قباد نے مثل امیر کے سجادہ بچھاکر عبادت کرنا شروع کی اور دعا مانگنے لگا اسی کیفیت مین
آنکھ جھپک گئی خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہی ای قباد ہرگز اس درے مین نہ جانا داہنی طرف ایک غار ہی
اُدھر جا تھوڑی دور پر ایک کنوان ملیگا اُسکے اندر کودنا ایک دروازہ ملیگا اسکے اندر ایک گنبد بنا ہوگا اسمین
سیڑھیان بنی ہونگی ایک ایک سیڑھی چھوڑکر چڑھ جانا اگر دوسری سیڑھی پر پانون پڑا تو جل جاؤگے غرض
شہزادے کی آنکھ کھل گئی پھر آرام کیا صبح کو سب سے رخصت ہوکر اُسی طرف چلے جب کنوین پر پہونچے کمند کے
ذریعہ سے کنوین مین گئے اور دروازے سے گنبد مین آئے ایک ایک سیڑھی چھوڑتے تمام زینے طے کیے تو دیکھا
کہ ایک چبوترہ بنا ہی اور ایک گھوڑا نہایت خوبصورت پھر رہا ہی شہزادے اُسپر سوار ہوئے وہ لیکر ہوا پر اُڑا
اور کئی منزل چلا گیا ایک قلعہ کے دروازے پر اُتار کر غائب ہو گیا شہزادے حیران کھڑے تھے کہ ایک نقابدار
یاقوت پوش مع چالیس ہزار سوارون کے نمودار ہوا اور شہزادے کو سلام کیا پھر ایک نقابدار
فیروزہ پوش چالیس ہزار سواران فیروزہ پوش سے آیا اور مجرا کیا پھر ایک نقابدار سبز پوش نے اسی صورت

سے آکر مجرا کیا پھر نقابدار سفید پوش اسی طرح آیا جب چار دن ایک جا جمع ہوئے شہزادے سے کہا کہ ہم آپ
کو یہا نکی بادشاہت کی مبارکباد دیتے ہین کیونکہ یہان کا بادشاہ مرگیا ہی کئی دن مین یہان میلہ ہوگا ہم آپکے
سر پر تاج رکھینگے اگر آپ نے تاج پہنکر تمام حاضرین میلہ کا سلام لیا اور بادشاہ اول کی ایک بیٹی ہی خورشید جہان
اسکا نام ہی اُسکے ساتھ اپنی شادی کی تو ہم سب آپ کے تابعدار ہین ورنہ اس تاج مین سے ایک شعلۂ آتش نکلکر
آپ کو جلا دیگا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمین سب منظور ہی غرض وہ سب شہزادے کو قلعہ مین لائے اندر واسطے
خدمت کے لوگ مقرر کیے دوسرے دن شہزادے کا دم جو گھبرایا سیر کو نکلے سامنے ایک پہاڑ دکھائی دیا اُسپر
چڑھ گئے ایک مکان نہایت طیاری کا نظر آیا بے تکلف اُسکے اندر آئے دیکھا کہ مسند پر تکلف پر ایک نازنین
بیٹھی ہی خواصین گرد و پیش جمع ہین قیافے سے معلوم کیا کہ ملکہ خورشید جہان یہی ہی ادھر ملکہ نے شہزادے کو
جو دیکھا عاشق ہوگئی ایک خواص خاص کے ذریعے سے شہزادے کو طلب کیا شہزادے جاکر مسند پر ملکہ کے
برابر بیٹھ گئے ایک خواص پکاری او قیدی طلسم کہان بیٹھا ہی چونکہ یہ بھی ملکہ پر فریفتہ ہو چلے ہین اُس خواص کو
سُناکر یہ شعر پڑھا شعر خاک ہی اپنی اُٹھے تو اس مکان سے اُٹھ سکے ٭ ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے
اُٹھ سکے ٭ ملکہ نے خواص کو جھڑک دیا کہ کیا بکتی ہی غرض ایک صحنچی مین جو شہزادے کی نظر پڑی دیکھا کہ دو عورتین
جادوگر نیان بیٹھی ہین واضح ہو کہ یہ دو نون خواصین ملکہ کی ساحرۂ زبردست ہین اور ملکہ اُنھین بہت عزیز
رکھتی ہی ایک سمن جادو دوسری یاسمن جادو ہی ملکہ نے شہزادے سے حال پوچھا انھون نے تمام کیفیت اپنے
آنے کی اور نقابداروں کے ملنے کی بیان کی ملکہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا خیر شہزادے
شراب پیو انھون نے شراب پی جب خوب نشہ ہوا ایک خواص نے کہا شہزادے ہم سب حاضر ہین جسکو تم پسند
کرو وہ تمھاری خدمت مین شب بھر حاضر رہے قباد نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا ملکہ رونے لگی قباد حیران ہوئے مگر
مارے خوف کے ملکہ کچھ کہہ نہ سکی سبب یہ ہی کہ بادشاہ اس طلسم کا فیروز شاہ تھا جسکی یہ بیٹی ہی جب سے وہ مرگیا
کوئی بادشاہ نہین ہوا اسی طرح جو کوئی طلسم مین آتا ہی اُسکے سر پر تاج رکھکر تخت پر بٹھاتے ہین بعد
ایک ساعت کے ضحاک جادو وزیر فیروز شاہ کا دیو بنکے ہاتھ مین تیر کمان لیکر آتا ہی اور ایک تیر مارکر
ہلاک کر ڈالتا ہی کبھی اسکا تیر خطا نہین کرتا غرض وہ رات تو عیش مین بسر ہوئی صبح کو لوگ آئے شہزادے
سے کہا چلیے غرض بجبر شہزادے اُدھر گئے ملکہ ادھر روئی کھانا بھی نہ کھایا دو پہر اسی کیفیت مین گذر گئے
اُسوقت یاسمن جادو نے عرض کیا کہ ای شہزادی خاصہ نوش فرمایئے تو ملکہ خورشید جہان نے سمن و
یاسمن کو الگ لیجاکر کہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالو جس مین شہزادے کی جان بچے نہین تو جان نہ بچیگی
یاسمن نے کہا آپ خاصہ نوش فرمائین ہم شہزادے کو بچا لینگے غرض ملکہ نے کھانا کھایا جبکہ تیسرا
دن آیا میدان مین میلہ جمع ہوا سامنے گنبد لاجورد کے شہزادے کے سر پر تاج رکھا کہ ایک آندھی
اُٹھی سامنے سے ایک دیو مہیب بہ شکل عجیب پیدا ہوا ایک آنکھ سے کانا کشیطان کا نانا تیر اور
کمان ہاتھ مین ادھر ملکہ چلمن مین مع سمن و یاسمن کے بیٹھی ہی کہ اس عفریت نے تیر کو کمان مین
جوڑ کر شست و مشت سے درست کرکے شہزادے پر مارا یہان سمن و یاسمن نے سحر کیا کہ وہ تیر آدھی دور
آکر پلٹ گیا اور اسی دیو کے حلق پر پڑا کہ وہ جہنم واصل ہوا تمام طلسم تیرہ و تار ہوا اور آواز آئی کشتی مرا
کہ نام ضحاک جادو بود سب نقابدار دوڑکر شاہزادے کے قدمون سے لپٹے نذرین گذرنے لگین شادی ملکہ

خورشید جہان کی شہزادے کے ساتھ کرکے تخت پر بٹھایا شہزادے نے فرمایا کہ طلسم تو ٹوٹا سب نے عرض
کی طلسم اب درہم برہم کرنے سے کیا حاصل ہم سب آپ کے مطیع ہین شہزادے نے فرمایا کہ مسلمان ہو کلمہ پڑھو
سب نے کلمہ پڑھا لیکن سحر سے توبہ نہ کی اور کہا کہ شاید آپ سے اور کسی ساحر سے مقابلہ پڑے غرض شہزادے
کے حکم سے دروازۂ طلسمی کھلا اور حسب الطلب شہزادے کے قرشی دارشی و شاہ صفاترک و موت اعظم
وغیرہ طلسم مین داخل ہوئے شہزادۂ قباد کو مجرا کیا شاہ صفاترک اور کیشہ اب از سر صدق مسلمان ہوئے
شہزادے نے ملکہ خورشید جہان کو وہین چھوڑا اور فرمایا کہ تمھین بلا لونگا اور خود سوا لاکھ فوج لیکر کوچ کیا
ارشی نے کہا کہ ماہ سیما کا غیر حال ہی قریب ترمر جائیگی شہزادے نے فرمایا کہ پہلے وہین چلونگا غرض پہلے شہر
قرشیہ مین آکر ماہ سیما سے ملے اور سُنا کہ امیر کا لشکر بھی آگیا ہی الحاصل بعد چند روز کے اپنی فوج اور پوست
اژدہا و مال طلسمی اپنے ہمراہ لیکر لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے راہ مین شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہین ایکروز
شب کو کسی صحرا مین قیام فرمایا صبح کو جب بیدار ہوئے سنا کہ نقابدار طلکینہ پوش آکر علے الصباح فوج پر گرا
اور بہت سے سوار اور پیادے ہلاک کیے اور مال طلسمی سب لے گیا قباد کو غیظ آیا اور فرمایا کہ تلاش کرو
وہ کدھر گیا مین اُسے اس بے ادبی کی سزاے معقول دونگا بے اسکے چین نہ لونگا غرض بہت تلاش کیا کہین
پتا نہ پایا مجبور آگے کو روانہ ہوئے اتفاق سے ایک روز شکارگاہ مین شہزادۂ قباد نے نقابدار کو دیکھا
فوراً للکارا کہ ای نقابدار خبردار ہو چونکہ غصہ تو آیا ہی تھا جاتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ گھوڑا نقابدار کا
کام آیا نقابدار نے بھی چاہا کہ انکے گھوڑے کو زخمی کرے یہ بھی کود کر زمین پر آئے لگی کشتی ہونے تین شبانہ روز
زور آزمائیان رہین آخر نقابدار بھی شل ہو گیا اور کہا ای قباد اب البتہ تو رستم کے مقابلے کے لائق
ہوا جا بسم اللہ کر اور اپنا مال جو مین لے گیا تھا مجھسے لے مین فقط امتحان کرتا تھا جب تو قباد بھی گلے سے
چمٹ گیا اور کہا یہ سب آپ ہی کا تصدق ہی نہ آپ تشنیع دیتے نہ مین نظر کردہ ہوکر اس مرتبہ کو پہونچتا غرض
بہت شکریہ نقابدار کا ادا کیا اور کہا امیدوار ہون کہ ایک مرتبہ اپنے روے انور کو بے نقاب دکھلا دیجیے
اور یہ بھی فرمائیے کہ اسم مبارک آپ کا کیا ہی الحاصل بعد بہت اصرار کے نقابدار نے الگ ایک مقام پر
لیجاکر چہرے سے نقاب اُلٹی اب جو دیکھا تو عمرو بن حمزہ یونانی کو پایا دونون خوب گلے ملکر روئے
عمرو نے قباد سے قسم لی کہ اس راز کو افشا نہ کرنا اور رخصت ہوکر روانہ ہوا قباد نے اپنی فوج کو
چار جوق پر تقسیم کیا ایک گروہ کا افسر موت اعظم کو کیا دوسرے غول کی سپہ سالاری کیشہ کو دی
اسی طرح تیسرے غول کا مالک شاہ صفاترک کو کیا چوتھے کا سردار فیروزہ زہر خوار کو کیا اور
اپنے چہرے پر نقاب فیروزہ ڈال کے چالیس ہزار سوار کو نقابدار فیروزہ پوش بناکے قرشی دارشی
کو بادشاہ بناکر تخت پر سوار کیا اس صورت سے لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان فطرت توامان عیاری کرنا برق فرنگی کا اور پکڑ لیجانا تمام سردارانِ لشکر امیر کو

جسوقت ارضیون واپس آیا اور تمام حال مرزوق کے دربار کا بیان کیا امیر بہت مسرور ہوئے
اور حکم دیا کہ ہان لشکر تیار ہو یہان تو یہ سامان ہی اُدھر برق مع اپنے عیارون کے بارادہ گرفتاری
سرداران اسلام روانہ ہوا ایک صحراے خوفناک مین پہونچکر اپنے عیارون کو کچھ سکھایا اور کہا کہ تم سب

ہماری تعلیم پر کاربند ہوے کہکر ایک پوست سگ نکالا جس مین چوراسی گھنڈیان لگی ہوئی تھین اور کوئی
اُن گھنڈیون کو سوا برق کے نہین کھول سکتا تھا غرض اپنے جسم پر پوست کو چست کیا گھنڈیان لگاکر لشکر
امیر کی طرف روانہ ہوا قریب بارگاہ پہونچکر ہر طرف ٹہلنے لگا جسنے دیکھا کہا کیا خوبصورت کتا ہی اور پکڑنے
دوڑا اُسنے ایکسد بہبکی دی کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ اسے پکڑے یہ پھرتے پھرتے عیارون مین آیا عمرو
نے ابوالفتح اور ابو طاہر سے کہا کہ اس کتے کو پکڑ لاؤ یہ دونون دوڑے بعد بہت کوشش کے ابو طاہر
نے اس سگ وحشی کو پکڑا اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے اسکے گلے مین پٹہ ڈالکر اپنے پلنگ کے پائے مین
باندھ دیا اور اپنے عیارون سے کہا کہ اب تم مین سے کوئی حفاظت نہ کرے یہ کتا ہی کافی ہو غرض سب
غافل ہو گئے بعد کئی روز کے شب کے وقت برق نے سبکو غافل پاکے گھنڈیان کھولین اور کھال سے باہر
آکر عمرو کو سوتے مین بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اُسی صحرا مین پہونچا اپنے عیارون کے سپرد کرکے پھر
کتے کی شکل جہان بندھا تھا وہین آکر بندھ گیا صبح کو لشکر مین غل ہوا کہ عمرو غائب ہو گیا دوسرے دن
علمشاہ اور سلطان سعد کو لے گیا اب تو امیر کو تشویش ہوئی عیارون سے فرمایا کہ خبر لو کیا بیٹھے ہو
دیکھو کون آتا ہی اور سردارون کو لیجاتا ہی لاکھ تجسس و تفحص کیا مگر کسی کا پتا نہ پایا تیسرے روز
عادی کو لیگیا غرض یونہین دفعہ دفعہ بہرام و مالک و مندویل و تہلیل وغیرہ کو چرا لیگیا اب
لشکر مین چند سردار مثل لندھور وغیرہ کے رہ گئے ہین برق نے تمام اسیرون کو مرزوق کے پاس
بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہرگز ابھی قتل نہ کیجیے گا جب تک امیر کو گرفتار نہ کرلون اسنے قلعہ آہن حصار
مین سب کو بھیجدیا مالک وہان کا مملوک کوتوال ہی اور وہین خزانہ بھی رہتا ہی وہان سب قید ہوئے
اب عمرو کو بھی ہوش آیا علمشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہی عمرو نے کہا میری سمجھ مین نہین آتا ہان
اتنا جانتا ہون کہ برق فرنگی کو مرزوق نے بھیجا تھا یہ شاید اُسی کی نیرنگی ہو غرض سوچتے سوچتے
عمرو نے سب سے کہا کہ مین عیاری کرتا ہون تم سب شور کرکے رو‌ؤ یہ کہکر اپنے تئین مردہ بنایا اب جو
لوگون نے دیکھا تو ناک کا بانسا ٹیڑھا ہو گیا ہی اور جسم سے مردے کی بو آتی ہی سب کے سب چیخ چیخ کر
رونے لگے محافظان محبس نے آکر حال پوچھا سب نے کہا کہ ایک عیار مر گیا لوگ مصنوعی نعش کو سامنے
مملوک کے لے گئے اُسنے کہا کہ اسے پھینکدو وہ لوگ اسے ایک جنگل مین لائے اور کمند مین باندھ کر
کنوین مین لٹکا دیا عمرو نے پانی مین پہونچکر اپنے تئین کمند سے رہا کیا اور ایک پتھر باندھ دیا وہ لوگ
پتھر لیے ہوئے مملوک کے پاس آئے اور تمام کیفیت بیان کی اسنے کہا کہ معلوم ہوا خدا پرست مرکے
پتھر ہو جاتے ہین اور مرزوق کو اس حال کا پرچہ لکھا بختک نے سنتے ہی صلوۃ پڑھی اور کہا
کہ عمرو چھوٹ گیا اب وہ سب کو چھڑا لیجائیگا ادھر عمرو جو کنوین سے نکلے سیدھے اپنے لشکر کی
طرف بھاگے اُسی جنگل مین پہونچے جہان برق کے عیار ہین چونکہ صحرائے ہولخیز ہی درندون
کے خوف سے دریا کے کنارے کمند بچھاکر مٹی مین چھپا دی اور آپ ایک جھنڈی مین پوشیدہ ہو گئے
رات تو ہو گئی تھی بعد دو پہر کے دیکھا کہ ایک کتا پشتارہ لگائے چلا آتا ہی اور ایک عیار ہمراہ ہی
عمرو نے یہ دیکھکر دبکی لگائی یہانتک کہ انھون نے دریا کے کنارے آکر پشتارہ اتار کر پانی پیا اور
آپس مین باتین کرنے لگے کہ امیر بہت ہوشیار ہین جب تک وہ نہین گرفتار ہوتے سردارون کا

قتل کرنا صلاح نہین ہی اسوقت عمرو نے پہچانا کہ یہ وہی کتا ہی جسکو مین نے باندھا تھا برق پشتارہ
اُٹھاکر چلا ہی تھا کہ عمرو نے کمند کا سرا پکڑکر جھٹکا مارا برق اور دوسرا عیار دونون گرے حلقے کمند کے
گلے مین پہنچ گئے عمرو نے کمینگاہ سے نکلکر ان دونون کو بھی باندھا اور لاکر حضرت امیر مین پشتارہ رکھدیا
کھولکر جو دیکھا تو لندھور بیہوش پشتارے مین بندھے تھے اب تازیانہ لیکر کتے کو مارنا شروع کیا اور
کہا ای برق اپنی صورت اصلی پر آ ورنہ مار ڈالونگا غرض بعد کئی تازیانے کھانے کے برق کلہ و زبان
کھولکر کھال سے باہر آیا امیر نے فرمایا ای برق تو بڑا زبردست عیار ہی تجھے چاہیے کہ مسلمان ہوجا امیر کے
اس کلام فصاحت التیام نے اسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا لیکن عمرو نے
اسے قید کرلیا اور امیر سے کہا جبتک سب سردارون کو رہا نہ کرلونگا اسے رہا نہ کرونگا غرض کہ خواجہ
عمرو برق کی صورت بنکے مملوک کے پاس آئے اور ایک وضعی شقہ اُسے دیا کہ جس پر مرزوق کی
مہر تھی اور مضمون اسکا یہ تھا کہ ہمنے برق کو تمام اسیرون کا اختیار دیا جو یہ چاہے وہ کرے کوئی
تعرض نہ کرے مملوک نے کہا جائیے آپ کو اختیار ملا ہی اسنے کہا کہ تم جاکر قیدیون کو بقیا پرستی کی ترغیب
دو تو مین مرزوق شاہ سے سفارش کرکے ان سب کو بچالون اسنے جاکر قیدیون سے کہا کہ بقیا پرست
ہوجاؤ تو جان بچتی ہی سب متفق اللفظ بولے بقیا پر اور اسکے ماننے والے پر لعنت یہ خبر وضعی برق کو
ہوئی اسنے کہا کہ خیر ایک مرتبہ مین خود بھی جاکر تفہیم و تعلیم کر آؤن تو کل پھر سب کو قتل کردونگا یہ کہکر
مصنوعی برق محبس مین آیا اور پکارا کہ ای قیدیو بقیا کو سجدہ کرو خدائے نادیدہ سے پھرو اور
چپکے سے کہا گھبرانا نہین مین ہون عمرو بس اب چلو جلدی مملوک کا کام تمام کرکے خزانہ لوٹ لو سب کی
قید کاٹ دی اور محبس سے باہر لایا دربانون نے بھی بخوف شقے کے کچھ نہ کہا غرض باہر لاکر سبکو تلوارین
دین اور کہا کہ ہان کفار کا استیصال کرو سب تلوارین پکڑکے بلائے بے درمان اور آفت ناگہانی
کی صورت آپڑے مملوک کو خبر ہوئی کہ قیدی رہا ہوئے اور تمام قلعہ مین غدر مچا دیا ہی مملوک پتلون
سنبھالتا ہوا کرچ کھینچ کر کوٹھی سے نکلا علمشاہ نے جو اسے آتے دیکھا جھپٹ کر ایک ہی ہاتھ مین دو کیا
پھر وہ کیفیت ہوئی کہ چار چیزین ہے ان چار کے بیکار ہین تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر لشکر بے امیر
ایسی حالت مین فوج کے قدم کب ٹکتے ہین سب بھاگے کچھ مسلمان ہوئے عمرو نے تمام خزانہ بار کیا اور
قلعہ مین کسی کو بٹھاکر آپ مع سردارون کے اردوے امیر کی طرف چلے ادھر مرزوق نے عمرو کی رہائی کا
حال سنکر مملوک کو لکھا کہ سب اسیرون کو قتل کرڈال ادھر سے نامہ بر آتا ہی اُدھر سے فوج فراری جاتی
ہی راہ مین ملاقات ہوئی نامہ بر سے سب کیفیت بیان کی وہ ہمراہ فوج کے واپس ہو گیا مرزوق سے
جاکر بیان کیا اسنے زانو پر ہاتھ مارا اتنے مین خبر آئی کہ برق بھی مسلمان ہوگیا اور بھی ملال ہوا غصے کے
سبب سے عجیب حال ہوا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کو لیکر مع نوشیروان کے اپنے شہر سے نکلا ایک منزل
لشکر امیر سے ہٹ کر خیمہ بر پا کیا فوج اپنے اپنے ٹھکانے پر اُتری اسی شب کو طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی
ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے اُدھر سے امیر ادھر سے
مرزوق و نوشیروان بھی اپنے اپنے لشکر مین آکر موجود ہوئے کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی جیب دامن
گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار فیروزہ پوش مع چالیس ہزار نقابدارون کے آتا ہی تخت پر

ارشی اور قرشی سوار ہین نوشیروان نے پوچھا یہ کون ہین مرزوق نے کہا کہ یہ دونون میرے فرزند ارشی تاجدار و قرشی تاجدار ہین غالبًا میری مدد کو آئے ہین انکے عقب مین جو دیکھا چار غول چار چار لاکھ فوج کے اور آئے شاہ صفا ترک اور موت اعظم دکیشہ و فیروزہ زہر خوار یہ چارون اُنکے افسر ہین غرض آکر ایک طرف اُنھون نے بھی پرا جما دیا مرزوق کی طرف سے آفرین پہلوان میدان مین آیا اور نہیب دی ادھر سے نقابدار فیروزہ پوش میدان مین گیا آفرین سے ہمنگاور ہوا دس قدم نقابدار اسے لے گیا اور چار قدم خود ہٹا آفرین نے نیزہ مارا نقابدار نے ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اُنھون نے چھین لی جب تو وہ کود کر چمٹ گیا چار گھڑی کی کشتی مین نقابدار نے اسے زیر کیا اور باندھکر شاطر کے حوالے کیا اسکے بعد زرین بال نکلا نقابدار نے اسے بھی بآسانی باندھ لیا اتنے مین شام ہو گئی مرزوق طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا نقابدار ان دونون اسیرون کو لیکر اپنی فرودگاہ مین آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ جاؤ اس نقابدار کی خبر لاؤ کہ کون ہی یہ خواص کی صورت سے نقابدار کے خیمے مین داخل ہوئے ادھر مرزوق نے ارشی و قرشی کو نامہ لکھا کہ تم ہماری مدد کو آئے اور ہمارے پہلوان نقابدار سے زیر کرائے نامہ لیکر اسلم و زنگادہ وزیر لشکر قرشی مین آئے دربارگاہ پر پہونچکر خبر کرائی اندر طلب ہوئے جاکر نامہ قرشی کے ہاتھ مین دیا نقابدار اور قرشی و ارشی وغیرہ سب دربار مین موجود ہین نقابدار نے قرشی سے پوچھا یہ کون ہی قرشی نے عرض کیا کہ یہ وزیر اعظم ہی اور نام اسکا اسلم ہی پھر زنگادہ کو پوچھا اسلم نے کہا یہ اب وزیر ہوا ہی پہلے یہ سعد کا ملازم تھا مسلمان سے کافر ہو گیا اور کل کیفیت اسکی بیان کی نقابدار نے کہا اسکے کپڑے اُتار کر آدھا مُنھ کالا اور آدھا مُنھ لال کرکے گدھے پر سوار کرکے ہنڈواؤ اور اسلم کو بھی نکالدو غرض ایسا ہی ہوا چلتے وقت قرشی نے کہا کہ ہماری طرف سے مرزوق کو پیام دینا کہ ہم نقابدار کے تابعدار ہین اگر تو بھی مسلمان ہو تو شرف ملازمت سے ممتاز ہو اسلم نے جاکر کیفیت بیان کی مرزوق کو بڑا صدمہ ہوا یہان آفرین اور زرین بال خوف جان سے مسلمان ہوئے ایک مرتبہ شب کو موقع پاکر آفرین تلوار کھینچ کر نقابدار کے بالین آیا لیکن اُسکی آنکھ کھل گئی یہ بھاگا نقابدار دوڑا آفرین لشکر مرزوق مین پہونچا اور پھر کر نقابدار سے مقابل ہوا عمرو نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ بھی پیچھے پیچھے سیر دیکھنے چلے گئے غرض کہ آفرین نے نقابدار پر تلوار ماری اُس نے خالی دیکر جو کرتک کا ہاتھ ایک لگایا آفرین کے دو پر کاٹے ہوئے پیکر بن اسلم طلایہ پھر رہا تھا جھپٹ کر نقابدار پر آیا آتے ہی برس پڑا نقابدار نے خالی دیتے دیتے ایک ہاتھ مانگ کا لگایا کہ تلوار چار اُنگل سر مین در آئی یہ گرا نقابدار نے کہا گرے کو کیا مارون یہ کہکر آفرین کا سر کاٹ کے اپنے خیمے مین آیا لوگ پیکر کے پیکر مجروح کو اُٹھا لے گئے مرہم پٹی مین مصروف ہوئے پیکر اپنے دل مین نقابدار کی تعریفین کرنے لگا عمرو امیر کی خدمت مین آیا اور سارا حال کہہ سنایا لیکن نام سے وقفیت نہونے کا سبب بیان کیا کہ وہ بڑا صاحب اقبال ہی مین ڈر گیا کہ مبادا مجھے جاسوس تصور کرکے مار نہ ڈالے اس خوف سے مین بھاگ آیا یہ باتین سُن سُنکر امیر حیران ہین کہ یا الٰہی یہ کون شخص ہی اور الفت پدری بھی جوش کرتی ہی وہان مرزوق نے پیکر کا زخمی ہونا اور آفرین کا سر کٹنا سُنا بہت افسوس کیا اور کئی روز تک طبل جنگ نہ بجایا جب تو نقابدار نے طبل جنگ بجوایا مرزوق نے اور امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو نقابدار نے میدان مین آکر نہیب دی کہ ای مرزوق جسے تمنائے مرگ ہو اُسے میرے مقابلے کو بھیج

یہ سنکر ہلال بن خونخوار فرنگی نے اجازت لیکر میدان مین آکر ہیب دی اور نقابدار کو نیزہ مارا اسنے خالی کیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری اسنے سپر کو چہرے کی اوٹ کی اور زیر سپر تلوار لگائی کہ حریف زبردست ہے غرض تلوار نے سپر کو کاٹ کر دم شمشیر پر دم لیا نقابدار نے جو ہاتھ مارا اُسنے بھی سپر چہرے کی پناہ کی نقابدار کی تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کر کے حریف کی کمر مین قیام کیا یعنی کام تمام کیا دوسرا فرنگی ماہیار نکلا اسکو بھی مانند خیار تر کے دو کیا پیکر نے نکلنے کا قصد کیا مرزوق نے کہا آج ساعت اچھی نہین ہے تم نہ جاؤ دوسرے تم ابھی زخمی ہو اسنے کہا مین اب اچھا ہون مرزوق نے نہ مانا اور طبل بازگشت بجوا دیا تینون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے مرزوق نے ایک عرصے تک پھر طبل جنگ نہ بجوایا آخر پھر نقابدار نے طبل رزمی بجوایا مجبوری مرزوق نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی صبح کو تینون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے نقابدار نے ہیب دی کہ اے مرزوق کسی کو بھیج وہ چپ ہو رہا اور جواب نہ دیا جب نقابدار نے امیر کی طرف خطاب کیا کہ یا امیر آج سے آپ کی باری ہے بھیجیے کسی بہادر کو یہ سنکر عادی امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد رد و بدل کے نقابدار نے ایک ہاتھ تلوار کا کمر بچا کر سر پر مارا کہ اسکے تا دو ابرو اتر آئی شاطر لیگیا پھر نقابدار نے آواز دی کہ اور کسی کو بھیجیے بہرام آیا وہ بھی زخمی ہوا مندویل و تہلیل کو نقابدار نے پکڑ لیا غرض کہ اسی طرح دو مہینے کے عرصے مین تین سو اکیاس سردار گرفتار ہوئے شہزادہ سعید کا بھی کولا اکھڑ گیا جب تو نقابدار نے سر میدان کہا یا امیر کہانتک ان تیل ماشون کو بھروائیے گا اب رستم کو بھیجیے دیکھون وہ کون ہے اور کیسا ہے یہ کلمہ سنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور اجازت لیکر میدان مین آیا اور آتے ہی ہنگامہ ہوا دونون برابر رہے علمشاہ نے گرز مارا نقابدار نے گرز پر گرز کو روکا ایک تڑاقا ہوا تق گرد کا اُٹھا نقابدار غبار مین پوشیدہ ہو گیا علمشاہ پکارا زدم و پست کردم شاطر نے آکر چھینٹا دیا خاک کو گردش ہوئی پاس جاکر پکارا اے بہادر حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ آواز سنکر نقابدار نے آنکھ کھولی اپنے تئین عرق مین غرق پایا مرکب کی کمر ٹوٹی دیکھی جھنجھلا کر تلوار کھینچ کے دوڑا یہ کیفیت دیکھکر علمشاہ بھی کودا نقابدار نے تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور دست و گریبان ہو گیا کشتی ہونے لگی تین پہر کامل رد و بدل رہی نہ اسے ظفر نہ اُسے ظفر انجام کار گھونسا چلنے لگا علمشاہ نے ایک گھونسا نقابدار کی گردن پر مارا کہ گردن اُسکی کج ہو گئی اسنے طمانچہ مارا کہ علمشاہ کا مُنھ پھر گیا پھر علمشاہ نے گھونسا مارا اسنے در جواب اسکے پھر طمانچہ مارا غرض بہت سے طمانچے نقابدار نے مارے جب تو امیر نے کہا یہ نئی جنگ ہے اب یہ دونون یونہین ہلاک ہو جاینگے خود میدان مین تشریف لائے نقابدار کی نقاب کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ نقاب کے سب بند ٹوٹ گئے دیکھا تو شہزادہ قباد نیک نہاد ہین امیر نے مجرا کر کے گلے سے لگایا علمشاہ سے فرمایا کہ تم بھی مجرا کرو غرض علمشاہ نے مجرا کیا امیر نے دونون کو گلے ملوایا دونون کو لیکر لشکر کیجانب چلے علمشاہ کو بڑا صدمہ ہوا کہ ایک طمانچے کے عوض قباد نے اتنے طمانچے مارے کاشکے مین بھی طمانچہ مارتا تو برابر رہتا امیر دونون کو لیکر محل مین آئے ملکہ مہر نگار کو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے تمام محل مین تہنیت کی دھوم ہو گئی بارگاہ مین تخت پر سے غاشیہ اُٹھا شہزادے آکر تخت حکمرانی پر جلوہ گر ہوئے اُدھر مرزوق نے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے پیکر بن اسلم مرزوق کے لشکر سے نکلا ابھی لشکر اسلام سے کوئی

نہین نکلنے پایا تھا کہ بیابان سے ایک مرتبہ نقابدار پلنگینہ پوش نمودار ہوا آتے ہی پیکر سے مقابل ہوا اُسنے
جھپٹکر تلوار ماری نقابدار نے خالی دیکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور مثل سپر کے اُٹھاکر جدھر سے آیا تھا اُسی
طرف چلا گیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جاؤ اُس نقابدار کی خبر لاؤ خواجہ بھی اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئے
تھوڑی دور پہونچکر دیکھا کہ کئی ہزار سوار پیکر کے چھین لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا
نہین ہو سکتا جو ہم اپنے مالک کو گرفتار ہونے دین جسوقت تو اس سے مقابل ہوا تھا اُسی وقت ہم ادھر
روانہ ہوئے تھے کہ مبادا تو پیکر کو قتل کرکے چلا جائے تو ہم راہ مین تجھے قتل کرین یہ کہکر سب ایکبار ٹوٹ پڑے
نقابدار نے پیکر کو سپر بنایا اور تلوار کشی کرنے لگا یہانتک کہ آدھے سے زیادہ سوار راہی دار البوار ہوئے
باقی کے پاؤن اُٹھ گئے تاب استقامت نہ لائے نقابدار پیکر کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا لوگون نے پوچھا
حضور تو شکار کو تشریف لے گئے تھے یہ شکار زبون کہان ہاتھ لگا نقابدار نے کہا جنگل مین سب ہی قسم کے حیوان
ہوتے ہین منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہی عمرو جو اُنکے لشکر مین پہونچے تو اب حیران ہوئے کہ کیونکر تفتیش کرون غرض
ایک کبابی کی دُکان پر آکر پوچھا کیون بھائی یہ نقابدار کون ہی کہان سے آیا ہی اسنے جواب دیا کہ شاید تو جاسوس ہی
سودا لینا ہی تو لے ورنہ اپنا راستہ لے عمرو کو تو اُسنے باتون مین لگایا اور اِدھر اُدھر کچھ اشارہ کیا تھوڑی دیر مین
عیاران نقابدار نے آکر پس پشت سے عمرو پر کمند ماری اور گرفتار کرکے نقابدار کے پاس لائے اسنے
دیکھا کہ ایک مجہول الاحوال آدمی ہی پوچھا تو کون ہی اور تجھے کیون گرفتار کیا ہی اسنے جواب دیا مین ایک مرد
مسافر ہون بہ تلاش روزگار یہان آیا ہون محض بے خطا مجھے گرفتار کیا ہی نقابدار نے کہا تو جاسوس معلوم
ہوتا ہی ارے ہماری تلوار لے آؤ ایک خادم نے لاکر تلوار دی نیام سے کھینچ کر تلوار کو خوب تولا اور بولا
سچ بتا تو کون ہی ورنہ ابھی چورنگ کرتا ہون یہ سنتے ہی عمرو زمین پر لیٹ گیا اب جو لوگون نے دیکھا تو نبضین
ساقط ہین مُردنی چھائی ہی کانون کی لوین پھر گئین بانسہ ناک کا ٹیڑھا ہی سب نے کہا کہ یہ تو مر گیا نقابدار نے کہا
جب مر ہی گیا ہی تو چورنگ سے کیون باز رہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ لگائے اتنے مین عمرو کلمہ پڑھتا ہوا اُٹھ بیٹھا
اور پکارا منم شاہ عیاران نقابدار نے دوڑ کر گلے سے لپٹا لیا اور کئی کشتیان زر و جواہر کی دین عمرو نے
کہا ای بہادر برائے خدا اپنی صورت دکھا دے نقابدار نے جواب دیا خواجہ مین وہ ہون جسکا کوئی پرسان
نہین میری صورت دیکھنے سے کیا حاصل عمرو نے بہت اصرار کیا نقابدار نے اقرار لیا کہ میرے پاس سے
نہ جانا اور میرا راز افشا نہ کرنا عمرو راضی ہوا نقابدار نے بند نقاب کھول کر صورت زیبا دکھائی عمرو نے
دیکھا کہ عمرو بن حمزہ یونانی ہی اُٹھکر عمرو بلاگردان ہوا اسنے پھر نقاب مُنھ پر ڈال لی عمرو نے قصد کیا کہ اب چلدون
نقابدار نے نظر بند کیا کہ مبادا جاکر افشائے راز کرے پھر پیکر کو طلب کیا اور کہا مسلمان ہو وہ بخوف جان
مسلمان ہوا اور وقت و موقع کا منتظر رہا ایک شب سب کو سوتا پاکر تلوار لیکے چلا کہ نقابدار کو قتل کرے
گھبراہٹ کے سبب سے طناب خیمہ مین اُلجھکر گرا نقابدار کی آنکھ کھل گئی پیکر بھاگا نقابدار تعاقب مین
چلا لوگون نے روکا کہ اب جانے دیجیے صبح کو سمجھ لیا جائیگا الغرض جو ہوا خواجہ عمرو موقع پاکر باہر نکل گئے اور
لشکر امیر مین پہونچکر تمام کیفیت عمرو بن حمزہ کی بیان کی امیر اُسیوقت مع سردارون کے روانہ ہوئے
اور نقابدار کے لشکر مین پہونچے یہ خبر عمرو بن حمزہ کو ہوئی اُسوقت بمجبوری استقبال کیا امیر دوڑ کر
چمٹ گئے اور فرمایا بیٹا تیرے ہجر مین ہم اس حال کو پہونچے اسنے جواب دیا کہ آپ نے آجتک میری خبر نلی

غرضکہ امیر نے تمام فوج عمرو کی اپنے ہمراہ لی اور عمرو پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے عمرو
نے قباد کو مجرا کیا قباد نیم قد کھڑے ہوگئے دنگل پر بٹھایا پھر امیر محل مین گئے عمرو نے پہلے مہر نگار کو نذر دی
پھر رابعہ بانو وغیرہ کو اور اپنی مان کو نذر دی گلشن آرا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے فرزند کو گلے لگایا
نذرین دلوائین کو نذرے کیے رات بھر محل مین جشن رہا صبح کو شہزادہ عمرو بارگاہ مین آئے اُدھر مرزوق
نے کہا کہ اب مین کیا تدبیر کرون بختک نے کہا کہ تیرا عہدہ برآ ہونا محال و ممتنع ہی اتنے مین پیکر جو عمرو کے
سینے سے بھاگا تھا اور یہان آکر پناہ لی تھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار سپاہی کے چھتیس فن مین اُس روز
وہ مجھے دھوکے مین اُٹھا لیگیا تھا مین آج پھر لڑونگا بختک نے کہا کہ جو رائے میری ہی اگر اسکے پابند ہوگے
ضرور فتحیاب ہوگے نہین تو پچھتاؤگے پیکر نے کہا بتاؤ اُسنے کہا آج تم اپنے نام طبل جنگ اس شرط پر بجواؤ
کہ اگر فرزند حمزہ بہادر ہی تو مجھسے اس طرح لڑے نہ مین اسکا حربہ روکون نہ وہ میری ضرب روکے زرہ و بکتر وغیرہ
بھی نہ پہنے اس مین یہ منشا ہی کہ پیشدستی وہ لوگ کرتے نہین پہلے وار تیرا ہی ہوگا تو خنجر مارنا اگر نوک خنجر بھی
سینے پر پڑی کام تمام کر دیگی اسنے اسی طرح طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین سب کو سکتا ہوگیا شہزادہ عمرو نے
عرض کی یا امیر آپ سکوت نہ فرمائین میرے نام طبل جنگ بجوائین یہ فتنہ پردازی بختک کی ہی غرض
اسکی یہ ہی کہ اہل اسلام پیشدستی تو کرتے نہین ضرور قتل ہونگے یہان کیا فکر ہی خدا یاور ہی پیکر کیا ناکار
ہی الحاصل یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا رات بھر لشکر اسلام عجب بیم و ہراس مین رہا صبح کو پیکر لباس
بزم پہنکر میدان رزم مین آیا لیکن مسلح ادھر سے شہزادہ عمرو بھی آئے پیکر نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہی شہزادے
نے کہا تو جانتا ہی کہ ہمارا دستور پیشدستی نہین تو حربہ کر اگر فضل خدا ہمارے شامل حال ہی تو ہم بھی حربہ کرینگے
اسنے خنجر مارا شہزادے نے سینہ تان دیا اور نظر خنجر پر رہی جب خنجر قریب سینے کے پہونچا اس پھرتی سے بدن چرایا
کہ کسی کو ثبوت نہوا اور خنجر اُسکا شہزادے کے پہلو سے نکل گیا بلکہ پیکر بھی جھونک مین اوندھا ہوگیا
شہزادے نے اُسپر ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پیکر برابر دو پیکر ہوگیا بختک ناچ کر صلواۃ پڑھنے لگا مرزوق
نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان گھیر کر مارلو اس عرب بچے کو جانے نہ دو پھر تو چھیاسٹھ لاکھ فوج مرزوق اور
کرور سوار نوشیروان کے ٹوٹ پڑے شہزادے نے پینترا بدلا ادھر امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی مع اپنے
سردارون اور فوج کے خود بھی جا پڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہادران لشکر اسلام نے کشتون کے پشتے
اور لاشون کے انبار لگا دیے تین پہر کامل خونریزی رہی آخر فوج کفار پسپا ہوئی بختک نے جلدی سے
طبل بازگشت بجوایا امیر بفتح و فیروزی اپنے لشکر کی طرف پھرے اہل اسلام کی لاشین تلاش کر کے
دفنائین زخمیون کے ٹانکے دلوائے ادھر بختک نے مرزوق سے پوچھا کہ آیا یہان کوئی مامن
ایسا بھی ہی جہان تھوڑے عرصے تک پناہ لین اسنے کہا ہان خداوند لقیا کا باغ ایک قلعہ مین ہی
اور وہ قلعہ نہایت مستحکم ہی غرض رات کو مرزوق مع نوشیروان کے بھاگ کر اُسی قلعہ مین آیا صبح
کو امیر نے یہ خبر سُنی کہ مرزوق قلعہ بند ہوگیا چند سردارون کو واسطے فتح کرنے قلعہ کے روانہ کیا اُنھے
مین علمشاہ و سعد وغیرہ بھی آئے اب جو آکر دور سے قلعہ کو دیکھا ہوش جاتے رہے کہ یہ قلعہ کس
صورت سے فتح ہو سکتا ہی تین درجے ہین اور ہر درجے مین توپین چڑھی ہین چیونٹی کی طرح ہم لوگ
دور ہی سے بھُن جائینگے نہایت تشویش پیدا ہوئی یہان امیر کو بھی استحکام قلعہ کی خبر پہونچی

جلدی سے عمرو کو روانہ کیا اور پیام دیا کہ جب تک ہم نہ آئین ہرگز کوئی قلعہ پر حملہ نہ کرے ہمنے اس قلعہ کی کیفیت
سُنی ہی غرض خواجہ آئے اور امیر کا پیغام دیا یہان سبکو یہ گمان ہوا کہ امیر نے بطور طعن کے یہ پیام دیا ہی عملشاہ
نے کہا اچھا عمرو جان اب آپ کل جائیےگا آج رات کو یہین تشریف رکھیے مین قسم کھا چکا ہون کہ کل ضرور اس قلعہ کو
فتح کراونگا عمرو نے کہا جہالت اور شی ہی تدبیر اور چیز ہی یہ قلعہ بے تدبیر کے فتح نہوگا اگر روپیہ خرچ کرو تو مین تدبیر
کرون سب روپیہ صرف کرنے پر راضی ہوئے خواجہ نے ایک صحرا مین لوہے کا رن گھر بنایا بلندی مین اُسی
قلعہ کے برابر تھا اور اس مین پہیے لگائے اسی طرح درجون مین توپین لگائین اندھیری رات مین فوج کو
حکم دیا کہ اسے ریل کر لیچلو اور قلعے کے برابر قائم کرو غرض وہ رن گھر متصل خندق کے قائم ہوا صبح کو مرزوق
نے جو دیکھا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب توپ کی لڑائی بھی نہ رہی سکیے اب کیا کرین سوچتے سوچتے ذہن مین آیا
کہ ایک ساحر اسلم کی بیٹی پر عاشق ہی اگر اُسکی معشوقہ اسے دلوادون تو وہ ضرور آکر ایسے وقت مین مدد
کریگا اہل اسلام سحر کیا جانتے نہین یہ خیال کرکے اسلم کو راضی کیا اور وہ ساحر جو بلقیا کے باغ مین رہتا ہی اُسے
بلوایا اسلم کی بیٹی اُسکے حوالے کی اور کہا کہ اسکے عوض مین تم ہماری مدد کرو اُسنے کہا اچھا اب تم سب خاطر جمع
رکھو ادھر سُنیے کہ عمرو کو عرصہ جو گذرا تو امیر مع بادشاہ اسلام کے اپنی فوج سمیت تشریف لے آئے اور
عمرو کی صناعی کی بہت تعریف کی اور وہان اس ساحر نے بزور سحر چند پتلیان بناکر دیوار ہاے قلعہ پر بٹھائین
اور ہر ایک کے ہاتھ مین مشعل سحر دی تاثیر ان مشعلون کی یہ ہی کہ جو شخص غیر ساحر اسکی روشنی مین آئے بیہوش
ہوجائے ادھر سے عیاران لشکر اسلام تدبیر فتح قلعہ مین گئے جو روشنی مین ان مشعلون کی گیا تاثیر سحر نے بیہوش
کردیا صبح کو اُسنے آکر سب کو گرفتار کرلیا خواجہ عمرو نہایت پریشان ہین کہ بار الٰہا یہ کیا معاملہ ہی جو عیار
جاتا ہی پھر کر نہین آتا ایک روز علی الصباح برق فرنگی دوڑا ہوا عمرو کے پاس آیا اور کہا یا اُستاد مجھے
آج خدا نے بچایا مین رات کو ہمراہ عیاران لشکر اسلام کے گیا تھا جیسے روشنی مین پہونچا بیہوش ہوگیا
قلعے کی دیوارون پر مشعلین روشن این انکی تاثیر سے ہلوگ بیہوش ہوجاتے ہین چنانچہ صبح تک اُسی عالم بیخودی
مین ہمراہ سب عیارون کے پڑا رہا بہت سویرے ایک شخص آیا اور سب کو گرفتار کرکے لیگیا مگر مجھپر
اُسکی نظر نہ پڑی جب آفتاب بلند ہوا اور وہ مشعلین خاموش ہوگئین مجھے ہوش آگیا مین بھاگا لیکن
عجب قسم کی بیہوشی تھی مین سب کو دیکھتا تھا اور سب کی بات سمجھتا تھا مگر حس و حرکت دست و پا مین
اور گویائی زبان مین نہ تھی خواجہ نے کہا خیر آج معلوم ہوا کہ کوئی ساحر ہی اس قلعہ مین اُسی نے یہ تدبیر کی ہی
اور دام تزویر بچھایا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے انشاء اللہ قریب تر جہنم واصل کرتا ہون یہ کہکر امیر کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر آپ اسم اعظم کا حصار گرد قلعے کے کردین مین جاکر عیاری کرتا ہون
یہ کہکر قلعہ کی پشت پر آیا ادھر دروازہ باغ بلقیا کا ہی اور ہر وقت وہ در کھلا رہتا ہی عمرو نے اپنی صورت
ایک بڈھے کی بنائی پلکین تک سفید روئین تمام جسم کے نقرئی پیٹھ پر اسقدر گرد جمی ہی کہ گھاس اُگ آئی ہی گھٹنون
مین اور سینے پر سیاہ داغ پڑے ہین پیکرما کرتا ہوا دروازہ باغ کی طرف چلا دربانون نے پوچھا کہ تو کتنے دنون
سے راستہ چل رہا ہی عمرو نے جواب دیا آٹھ مہینے ہوئے مجھے گھر کو چھوڑے ہوئے ایک منت مین نے مانی تھی
کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو مین پیکرما کرتا ہوا باغ بلقیا تک جاؤنگا اور رات بھر بلقیا کی پرستش
کرونگا دربانون نے کہا دیکھیے ایسے ایسے بھی صاحب اعتقاد بندے ہین انھین کون روکے جانے بھی

دو غرض اس صورت سے خواجہ داخل باغ ہوئے اتنے مین شام ہو گئی دیکھا کہ تمام باغ مین روشنی ہوئی اور ایک بت سونے کا سوا سو گز کا جسپر انواع و اقسام کے جواہر نصب ہین اور گرد و پیش صدہا سونے چاندی کے چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہین بڑے بت کا نام بقیا ہے اور وہ باتین بھی کرتا ہے سننے مین بھوگ کھاتا ہے نہین معلوم بول و براز اُسکا کیا ہوتا ہے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہین کرتا ہے اتنے مین نگہبانون اور مراد مندون کو نکالکر باغ مین تخلیہ ہوا مگر خواجہ کو کور دکر تصور کرکے رہنے دیا کہ یہ کیا دیکھے گا اور اتنی دور سے آیا ہے دوسرے تمام رات پرستش کی مراد مانی ہے اسے رہنے دو الغرض فقط خواجہ مراد والون مین رہے اور دربان سب نکالدیے گئے اب عمرو نے دیکھا تو چالیس عورتین دُر در گوش مرصع پوش نظر آئین اور اُنکے بیچ مین زہرہ بانو اسلم کی بیٹی اور زہرہ کی بڑی بہن مہ جبین نے آکر بقیا کو سجدہ کیا اور زہرہ نے دعا مانگی کہ ای بقیاے زرین تن اگر تو خداے برحق و معبود مطلق ہے تو ہماری آبرو اُس جادوگر سے بچا اور اسکو غارت کردے کہ ہمارا دل اس سے رجوع نہین ہے مرزوق نے بجبر ہمین اسکے حوالے کیا ہے یہ کہکر چتر بلائین لین اور مع کنیزون کے دوسرے دروازے سے نکلکر دونون بہنین چلین خواجہ بھی گلیم اوڑھ کر ساتھ ہوئے باہر قلعہ سے نکلکر دیکھا کہ ایک دریاے زخار موجزن ہے ابھی دیر نہوئی تھی کہ ایک مورپنکھی نمودار ہوئی اُسپر کوئی نظر نہ آیا خود بخود آکر کنارے پر ٹھہری ملکہ زہرہ بانو مع اپنی بہن اور انیسون کے سوار ہوئی چونکہ خواجہ دریا سے خائف بہت ہوتے ہین یہ بھی آنکھین بند کرکے کشتی مین آئے وہ مورپنکھی اُڑتی ہوئی چشم زدن مین بشکل نظر دوسرے کنارے پر پہونچی سب عورتین اُسپر سے اُترین خواجہ بھی ہمزاد کی صورت ہمراہ ہین اب یہ سب ایک اور باغ مین پہونچین کہ اسکو غیور جادو نے بزور سحر بناکر طلسم بند کردیا تھا اور خود اس باغ مین رہتا تھا غرض یہ سب سامنے غیور جادو کے پہونچین ملکہ نے کہا ای غیور ہم ہر صورت تیرے فرمانبردار ہین ہمین کوئی عذر نہین لیکن ناز معشوقانہ ہماری خو ہے اسکو برا نسمجھ پہلے امیر کو غارت کر پھر ہمسے مدعاے دل حاصل کر اسنے کہا یہ محال ہے چونکہ مین ایک عرصے سے بیتاب و دل کباب ہون اور طرہ یہ کہ جیسے تو میرے قبضے مین آئی ہے لیت و لعل مین ایام گذاری کر رہی ہے جب تک تیرا شربت وصل نہ پیونگا امیر کو غارت نہ کرونگا یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے ملکہ کو دیا اُسنے اپنی خواص کو دیدیا یہ حرکت ملکہ کی غیور کو سخت ناگوار گذری مہ جبین سے کہا اسی مین خیر ہے کہ مین جاکر بارہ دری مین لیٹتا ہون تم اسے راضی کرکے میرے پاس بھیجدو یہ تو ادھر اُٹھکر گیا اُدھر زہرہ بانو ایک درجے مین پلنگ بچھا تھا اُسپر آکر لیٹ رہی مہ جبین نے آکر سمجھانا شروع کیا جب اُسنے نہ مانا تو مہ جبین اُٹھکر غیور کے پاس آئی اور کہا ای غیور ابھی وہ کنواری بالی ہے نوش وصل و نیش فصل کے مزے سے دل اُسکا خالی ہے کسی طرح راضی نہین ہوتی دو تین دن کی مہلت دے تو مین اُسے راضی کرون غیور نے اور زیادہ برہم ہوکر کہا کہ ای مہ جبین مین نہ مانونگا جسطرح ممکن ہو اُسے راضی کرکے آج ہی لاؤ اُسنے کہا اچھا پھر جاتی ہون اور سمجھاتی ہون یہ کہکر چلی ادھر خواجہ نے میدان خالی پاکر گلیم اُتاری اور سرو شمشاد وزیرزادی کی صورت بنکر ملکہ کے پاس آکر کہا کیون نصیب دشمنان مزاج کیسا ہے اُسنے کہا ای شمشاد پیاسی ہون خواجہ نے گلاس پانی سے بھرا اور بیہوشی ملاکر اُسے پلایا پیتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسے زنبیل مین رکھا اور خود اُسکی صورت بنکر لیٹ رہے اتنے مین مہ جبین بھی آکر پہونچی اور پھر سمجھانا شروع کیا کہ اری احمق دنیا

ہمنے کیونکہ ایسی عورت ہی جسکو مرد کی خواہش نہین اور یہ وقت ایسا تیرے باپ پر پڑا ہی کہ بقیا دشمن پر بھی
نہ ڈالے اپنا مطلب نکال لے پھر چاہے چھوڑ دینا اسوقت جاکر اسکے پہلو مین لیٹ جانا موا بڈھا تو ہی تیرے
قابل وہ کب ہی اب میرا منہ کھلواتی ہی اری وہ اپنی ہوس پوری کریگا زہرہ مصنوعی نے کہا باجی ہمین تو
ڈر لگتا ہی یہ جو کچھ تمنے کہا سچ ہی لیکن تمھارا اور میرا دونون کا یہ اُستاد ہوا ہی نہ تم واقف ہو اس لذت سے
نہ مین آگاہ ہون خیر اس جھوٹوس سے اتنا کہدو کہ آہستگی سے جو ہوتا ہو وہ کرے مہرجبین نے کہا مین پہلے ہی
یہ سب سمجھا آئی ہون خاطر جمع رکھو غرض زہرہ وضعی اُٹھکر اس منحوس کی خوابگاہ مین آئی دیکھتے ہی دوڑا
اور آغوش تمنا مین لیکر دو چار بوسے لب لعلین کے لیے گویا رقاصہ چرخ زندان برج عقرب مین محبوس
ہوئی یعنی ہمقران غیور منحوس ہوئی الحاصل غیور نے لاکر چھپر کھٹ پر لٹایا مصروف بوس و کنار ہوا کہ زہرہ
نے کہا ای غیور عجب بے لطف تیری صحبت ہی مجھے ایسی طبیعت سے نفرت ہی نہ شراب نہ کباب فقط
ایک بار ٹالتا ہی یہ سنتے ہی وہ اُٹھا گلابی شراب کی بھر کر اور بہر گزک قاب کباب کی لیکر آیا اس عرصہ
مین زہرہ مصنوعی نے جیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی اُسنے گلابی لاکر آگے ملکہ کے رکھدی اُسنے اسکی
نظر سے پوشیدہ شراب مین بیہوشی ملائی اور پڑیا کبابون مین رکھدی جام بھر کر اُس نافرجام کو دیا جیسے ہی
اُسنے ساغر ہاتھ مین لیا پیرون نے خبر دی کہ یہ عمرو ہی اور شراب بیہوشی آلودہ ہی ہرگز نہ پینا اُسنے فوراً
سحر کیا کہ دست و پا عمرو کے بیکار و بے حس ہوگئے غیور پکارا او دزد مکار باش بڑا غضب ہوا تھا تو
مجھے مار ہی چکا تھا جلد بتا ملکہ کو کیا کیا عمرو نے کہا مین بھوکا تھا کھا گیا اُسنے کہا خیر مین تجھے کھاتا ہون
تیری خبر خداوند نے سامری نامے مین دی تھی مین تیرے ہی خوف سے یہان آکے طلسم بناکے پڑا تھا
لیکن تو یہان بھی آیا یہ کہکر کوٹے دہکاسے خنجر نکالکر ایک بوٹی عمرو کی کاٹی نمک مرچ کی تلاش مین چلا کہ
کبابون کی قاب جو خود لایا تھا اُس مین ایک پڑیا رکھی دیکھی سمجھا کہ نمک مرچ ہی اُسے اُٹھا لایا اور اُس
بوٹی کو پڑیا مین خوب آلودہ کرکے آگ پر رکھا دھوان اُٹھا اور اُسکے دماغ مین جاکر موثر ہوا چھینک آئی
بیہوش ہوگیا عمرو حیران بیٹھے ہین کہ اب اسے کیونکر قتل کرون ہاتھ پانون بزور سحر پہلے ہی وہ بیکار کرچکا
ہی اسی فکر مین تھے کہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام و قوی ہیکل دکھائی دیا خواجہ جیتے جی مرگئے اور کہا ای عمرو
اب نہین بچوگے یہ آکر اسے ہوشیار کریگا پھر کب زندگی ہوگی ابکی بار وہ تمام جسم کی بوٹیان کا فکر رکھ لیگا جب
کباب بھونیگا یہ تو اس خیال مین تھے اُس ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا یا اُستاد منم جہتر قران عمرو نے یہ
آواز سنکے گویا جان تازہ پائی اور کہا بیٹا جلد اس ملعون کو جہنم واصل کر اُسنے غیور کی زبان مین پہلے سوزن
دیا پھر خنجر مارا اُسے روئین تن پایا نکالکر بغدہ اب جو سر پر مارتا ہی سر اُس خود سر کا پریشان ہوا کاسہ سر پاش پاش
ہوگیا آندھی آئی بیرون نے غل مچایا کشتی مرا کہ نام من غیور جادو بود قران نے کہا یا اُستاد مین سب عورتونکو بیہوش
کر آیا ہون عمرو نے آکر ملکہ مہرجبین کو بھی داخل زنبیل کیا اور کہا ای جان بخش میرے اب جلد یہان سے جا ورنہ کوئی
آفت تازہ آجائیگی غرض عمرو ایک طرف اور قران ایک جانب روانہ ہوئے ادھر جو پتلیان اسکی بنائی ہوئی تھین
قلعہ پر سے گرین علمشاہ نے دیکھا اور کہا شاید خواجہ نے ساحر کو مارا پھر اب توکیون تاخیر کرے یہ خیال کرکے تلوار کھینچ لی
اور مع اپنی سپاہ کے قلعہ مین در آیا چونکہ دروازہ قلعہ کا غیور نے کھلوا دیا تھا کہ جو کوئی آئیگا وہ دشتی مین بیہوش
ہوجائیگا غرض علمشاہ نے نعرہ کیا نو لاکھ تلوار برابر کھنچ گئی پھر تو امیر بھی مع قباد و سعد و لندھور وغیرہ کے قلعہ مین

گھس پڑے اور سب کے نعرے بلند ہوئے یہ خبر نوشیروان اور مرزوق کو پہونچی بختک نے اشارہ کیا
نوشیروان تخت پر سوار ہوا مرزوق بھی جلدی سے اپنے تخت پر سوار ہو کے مقابلے مین امیر کے آیا نوشیروان
دوسرے دروازے سے نکلکر روبفرار لایا علمشاہ نے جو دیکھا کہ مرزوق سامنے تخت پر سوار اپنی فوج کو
للکار رہا ہی جھپٹکر برابر آیا مرزوق نے تلوار ماری علمشاہ نے خالی دیکر تخت کے نیچے ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا
اور کہا ای مرزوق اب مین تخت شاہی کو تیرے مبدل بہ تختہ تابوت کرتا ہون یہ کہکر خندق مین پھینکدیا نیچے
مرزوق اور تخت اُستخوان ریزہ ریزہ ہو گئے اتنے مین خواجہ عمرو بھی آ پہونچے اور پکارے ارے صاحبو عمرو
مین فتاح اس قلعہ کا ہون مجھے تو آنے دو نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی غرض کہ لاکھون جان
سے مارے گئے اور کتنے ہی زخمی ہوئے بقیۃ السیف نے امان مانگی ان سبکو امان دی خواجہ نے کہا کہ یہ قلعہ
مین نے فتح کیا ہی بقیا اور تمام بت جو اسکے گرد رکھے ہین مجھے دیجیے امیر باغ بقیا مین تشریف لائے اور فرمایا
او بقیا کیا کہتا ہی اُسنے کہا مجھے سجدہ کر امیر نے فرمایا کہ ای رستم ہند ایک گرز اسکو مارو کہ یہ اپنی سزا کو پہونچے
جیسے ہی لندھور نے گرز اُٹھایا سب نے دیکھا کہ بقیا کا منھ کھلا دود غلیظ منھ سے نکلکر آسمان کی طرف
بلند ہوا پھر وہ یک بیک مجسم ہو کر پکارا ای امیر مین دیو بقیا تیرے ڈر سے تو مین نے قاف کو چھوڑا اور
یہان مسکن بنایا لیکن تو یہان بھی آیا خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے تجھے بے مارے کب چین لیتا ہون
یہ کہکر چلا گیا لندھور کا گرز جو اُس صنم طلائی پر پڑا ریزہ ریزہ ہو گیا عمرو نے تمام ٹکڑے اُسکے چن چن کر
نذر زنبیل کیے اور جو چھوٹے چھوٹے بت رکھے تھے وہ بھی زنبیل مین رکھ لیے امیر نے جن لوگون کو پناہ
دی تھی وہ بلکہ تمام ملک فرنگ کے باشندے مسلمان ہو لیے خزانہ امیر کے ہاتھ آیا مسجدین تعمیر ہونے لگین
بتکدے منہدم ہوئے امیر نے فرمایا کہ جب تک خبر نوشیروان کی آئے قباد اور سلطان سعد اور علمشاہ
کی شادی مین مصروف رہونگا عمرو نے ملکہ زہرہ بانو اور مہرجبین کو بھی زنبیل سے نکالکر مسلمان کیا اتنے مین
ہرکارون نے آکر دست ادب بستہ مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بعد دعا و ثنا کے عرض کی مرتاد شاہ مع دو لاکھ
سوار کے واسطے ملازمت سرکار ذوی الاقتدار کے آتا ہی امیر نے چند سردارون کو واسطے استقبال کے
روانہ کیا وہ سب استقبال کرکے لائے دربار مین داخل ہو کر امیر کو مجرا کیا امیر نیم قد واسطے تعظیم کے
اُٹھے مرتاد دوڑکر قدمون پر گرا امیر نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اُسنے نذر دی امیر نے اسکا ہاتھ پکڑکر
سامنے قباد کے بڑھایا اور کہا نذر قبول ہو قباد نے نذر معاف کی دنگل واسطے بیٹھنے کے عنایت ہوا
جب وہ بیٹھا امیر نے ایک تحریر سیاہ اسکے گلے مین دیکھی اُس سے پوچھا کہ اس تحریر سیاہ کی کیا علت ہی
اُسنے عرض کی ای شہریار میرے اولاد نہوتی تھی بعد مدت کے ایک بیٹا ہوا تو مین اسے نہایت عزیز رکھنے لگا
اور اُسے شکار کا شوق بہت تھا ایک روز صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ہرن چوٹ کھا کر بھاگا یہ بھی اُسکے
تعاقب مین چلا میرے شہر سے نو منزل پر ایک مرغزار سراپا بہار ہی لیکن ہمہ تن خار ہی اُس مین طلسم ہی کہ
اُسکا نام طلسم نادر فرنگ ہی غرض اس صحرا مین پہونچ گیا مجھے جو خبر ہوئی بیتابانہ مین پہونچا کہ ابھی بچہ ہی
مبادا طلسم مین چلا جائے اُس طلسم مین سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیتا ہی جسمین تین درجے ہین پہلا
لوہے کا اور دوسرا چاندی کا تیسرا سونے کا اور اُس درجے مین صدہا بنگلے ہین بیچ مین ایک بنگلہ نہایت
وسیع ہی ہر بنگلے پر ایک طاؤس بیٹھا ہی بڑے بنگلے پر بڑا طاؤس ہی اور ایک چاند الماس تراش امیر بنا ہوا

ہی جسکی روشنی بارہ منزل تک محیط ہی نظر اُسے دیکھنے مین خیرگی کرتی ہی اور سامنے ایک صفہ باصفا مع چبوترہ
سمیت بلور کا ہی اُسکے آگے خندق مثل دریا کے ہی اُس مین ایک میل طویل نصب ہی اور کچھ اُسپر کندہ
کیا ہوا ہی اُس میل تک ہر شخص جاتا ہی غرض میرا فرزند قریب اُس میل کے پہونچا اُسکی عبارت پڑھی
لکھا تھا کہ یہ طلسم نادر فرنگ ہی اس مین انواع و اقسام کے عجائبات اور خزانے ہین جو اسے فتح کرے
وہ لے اتنا پڑھتے ہی بہ عجلت تمام طلسم کے اندر چلا مین چیختا ہی رہا اُسنے سماعت نہ کی یا امیر اس چبوترے
کے گرد ہزارون گورے بندوقین لیے کمپنی جمائے کھڑے ہین کرتیان سُرخ بانات کی اُنپر کلابتون کا کام
کیا ہوا گلے مین ہین اور جو تین درجے ہین اُنمین درجۂ آہن ناچ گھر ہی نقرئی درجے مین صدہا ارگن باجے رکھے
ہین درجہ طلائی مین کرسی پر ایک فرنگن بیٹھی ہی دو عورتین مصروف مگسرانی ہین اور ایک عورت آگے
کھڑی ہی اور سوا اسکے جو لاکھون درہین سب مین ایک ایک دو دو گھوڑے کھڑے ہین غرضکہ جب میرا
فرزند چبوترے کی پہلی سیڑھی پر چڑھا سب گورون نے بندوقین اپنے اپنے کاندھے پر رکھ لین جب دوسری
سیڑھی پر پاؤن رکھا سب قواعد کرنے لگے یوہین جب چبوترے کے اوپر پہونچ گیا ارگن باجے بجنے لگے
اور طاؤس ناچنے لگے ہر مور کے دم سے آتشبازی چھوٹنے لگی مُنہ سے لڑی موتیون کی پانی مین گرنے لگی
جو طاؤس سب سے بڑا تھا اُسکے مُنہ سے انڈے کے برابر موتی گرنے لگے جو گورے درجون مین کھڑے تھے
سب نے سر باہر نکالکر ٹوپیان اُتارین اور سلام کیا جو طاؤس سب سے بڑا تھا اسکے مُنہ سے ایک
موتی برابر بیضۂ فیل مرغ کے پانی مین گرا اور گرتے ہی ایک کشتی کی صورت ہو گیا اُسپر ایک زن حسینہ
بیٹھی تھی جب وہ کشتی کنارے آئی نازنین اُسپر سے اُتری اور کچھ فرش اپنے ہمراہ لائی تھی چبوترے پر
آکر بچھونا کیا مسند تکیے گاؤ وغیرہ سے آراستہ کرکے میرے فرزند سے کہا آؤ بیٹھو وہ جاکر مسند پر بیٹھا نازنین بھی
برابر بیٹھی اور گلابیان شراب کی جو ہمراہ لائی تھی اُن مین سے شراب پیالے مین بھری اور اُسکو دی ایک
جام خود پیا پھر ایک گیند بلوری اپنے پاس سے نکالا اُسکو اُچھالنے لگی اور کہا ای شہریار دو گھنٹے اس صحبت
کا معمول ہی جب دو گھنٹے گذرے وہ گیند پھٹا اُس مین سے دود غلیظ پیدا ہوکر تمام طلسم مین پھیل گیا تاریکی
چھا گئی اور صدا غل و شور کی ایسی بلند ہوئی کہ مجھے تو خوف طاری ہوا بعد دو گھنٹے کے وہ تاریکی دور
ہوئی نہ وہ عورت معلوم ہوئی نہ فرش کا نشان ملا جو کچھ اول تھا وہی سامان پھر نظر آیا اور ای شہریار اپنے
فرزند کا پتا نہ پایا مین خاک اُڑاتا اپنے شہر مین واپس آیا اور سیہ پوشی اختیار کی ایک روز کسی سوداگر سے
حضور کے اوصاف سُنکر دیوانہ وار یہان تک پہونچا کہ اگر میرے طالع کی رسائی ہو گی تو آپ ضرور امداد فرمائینگے
اور میرے فرزند کو مجھسے ملائینگے امیر نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مین انشاء اللہ تمھارے فرزند کو تم سے ملاؤنگا
ضرور طلسم مین جاؤنگا پھر قریشی وارثی اور حالا گرد و مسروق سے فرمایا کہ بھئی تم سب ہمارے سمدھی ہو
جو اسوقت مین کہ ہم کمال عدیم الفرصت ہین سامان شادی مہیا کرنا ہمین بار ہی لہذا موافق شرع شریف
کے اپنی دخترون کو ہمارے فرزندون سے منعقد کردو سب نے عرض کیا زہے نصیب ہمارے غرض بہ عجلت
تمام قباد شہریار اور سلطان سعد وغیرہ کی شادی سے فراغت حاصل کی سوا مشعلی نہ اسلیمانی کے اور
سب سامان مہیا تھا بعد الفراغ کد خدائیون کے امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ آپ سب کو
لیکر ایران کی طرف نہضت فرمائین قریب تر انشاء اللہ مین بھی آتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین

ہمراہ چلونگا غرض امیر مع قباد شہریار اور دیگر سرداروں کے مرتاد کو ہمراہ لیکر طلسم نادر فرنگ کی جانب
روانہ ہوئے جب مرتاد شاہ اپنے شہر مین پہونچا بہت دھوم سے امیر کی دعوت کی بعد اُسکے امیر کو ایک روز کا
وقفہ نہایت دشوار ہوا وہان سے طلسم تو منزل تھا ہمراہ مرتاد شاہ کے اُس مرغزار مین تشریف لائے اور مرتاد
سے رخصت ہو کر طلسم مین چلے کہ عمرو دوڑ کر امیر سے لپٹ گیا اور کہنے لگا اے شہریار آپ سے بعید ہی کہ بے سمجھے
بوجھے طلسم مین قدم رکھتے ہین امیر با توقیر نے یہ سنکر ایک رات وہان قیام کیا دوسرے دن علے الصباح ایک کاغذ
گردن زدنی سے فرمایا کہ جا اُس چبوترے پر بیٹھ مین نے تیرا خون بحل کیا وہ خوشی خوشی گیا اور مثل فرزند مرتاد
کے غائب ہو گیا امیر نے چلنے کا ارادہ کیا پھر عمرو نے روکا قباد شہریار نے فرمایا امیر اگر اس طلسم کی فتح آپ
کے نام ہی تو بشارت ہو گی جب القا ہوئے تب آپ تشریف لیجائین امیر نے قبول کیا وہ دن بھی وہین بسر
ہوا شب کو سجادہ بچھا کر امیر مصروف عبادت ہوئے صبح ہونے نہ پائی تھی کہ آنکھین امیر کی بند ہو گئین
دیکھا ایک تخت آسمان کی جانب سے زمین پر آیا اُسپر ایک بزرگ نورانی صورت متمکن تھے امیر نے
سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیا اور پوچھا کیا ارادہ ہی امیر نے عرض کی طلسم نادر فرنگ کو فتح کرنے کا
قصد ہی آپ فرمائین کہ میرے نام اسکی فتح ہی یا نہین اُنھون نے فرمایا البتہ تمھارے نام فتح ہی کیونکہ جو شرطین
فاتح طلسم کے واسطے ہونا چاہئین وہ سب صفتین تم مین ہین مگر لوح تمھارے پاس نہین ہی اس طلسم کی
فتح کرنے والے کے لیے شہ زور ہونا واجب ہی بہادر ہونا ضرور ہی کسی پیغمبر کے خاندان سے بھی ہو لوح
بھی پاس رکھتا ہو اور سب اوصاف تو تم مین ہین لیکن لوح کا نہونا غضب ہی امیر نے عرض کیا آپ کوئی
سبیل نکالین ان بزرگ نے ایک مکتوب نکالکر دیا اور فرمایا کہ اگر لاکھ آدمی اس راہ سے جائینگے تو بھی
یہی حال ہوگا جو تم نے دیکھا مگر یہ مکتوب کو لو اور اپنے پاس رکھو تم دست راست کی جانب جانا بعد کئی
کوس راہ طے کرنے کے ایک ٹیکرا ملیگا اُسپر ہاتھ رکھکر اس مکتوب کا پہلا اسم تین سو مرتبہ پڑھنا یک بیک
وہ ٹیلا اُڑ جائیگا وہان پر ایک غار ہو جائیگا تم غار مین جانا ایک صحرا ملیگا اُس مین تالاب ہوگا اور ایک
منارہ تالاب پر ہوگا پانی کے اندر خرس و شیر و مگر و میمون کنارے پر تالاب کے مُنھ کھولے بیٹھے ہونگے تم
اپنے تئین اُنکے مُنھ سے بچا کر ایسی جست کرنا کہ وسط مین تالاب کے پہونچ جانا اگر دامن بھی تمھارا اُن
جانورون سے چھو گیا تو قیامت تک رہائی محال ہی امیر نے عرض کیا آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے بھی
مطلع فرمائین اُن بزرگ نے جواب دیا کہ نام ہمارا عیسے روح اللہ ہی اتنا فرما کر وہ غائب ہوئے امیر کی
آنکھ کھل گئی زیر بالین وہی مکتوب عطیہ حضرت عیسے علے نبینا و علیہ السلام ملا مکتوب لیکر باہر تشریف لائے
سب سے خواب کی کیفیت بیان کی اور مکتوب دکھایا سب کو خوشی حاصل ہوئی امیر نے فرمایا کہ
خدا حافظ اب مین نہین ٹھہر سکتا

اب دو کلمے داستان بشارت پا کر تشریف لیجانا امیر کا طلسم نادر فرنگ مین بیان کیے جاتے ہین

راویان خوش بیان نادر کلام شیرین مقال داستان فرحت نشان بشاشت آثار کو یون رقم کرتے ہین
کہ امیر کشور گیر نے مرکب طلب فرمایا جب اشقر سامنے آیا حکم دیا کہ یہ نہین کوئی اور گھوڑا لاؤ لوگون نے
دوسرا گھوڑا حاضر کیا امیر با توقیر اُسپر سوار ہو کر جانب دست راست روانہ ہوئے جب اُس ٹیکرے
کے قریب پہونچے اُسکو اسم پڑھکر معدوم کیا غار نمودار ہوا بسم اللہ کہکر اُس قعر بلا مین در آئے

صحرا مین پہونچے تالاب و میل دیکھا حسب تہدید حضرت عیسیٰ کے تالاب مین کود ے بعد کئی ساعت کے
پانؤن تہ کو لگا اب جو آنکھ کھلی دیکھا نہ وہ تالاب ہی نہ منارہ زچار طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے ایک
صحراے لق و دق پایا اُس مکتوب کو کھول کر دیکھا لکھا تھا کہ جب طلسم کشا سب آفتون سے بچکر تالاب مین کودے
اور جانورون سے تالاب کے بھی کوئی ضرر اُسکو نہ پہونچے تو ایک صحرا مین پہونچیگا اُس جنگل مین ایک طرف
چلا جائے اسکو سواری ملیگی بس امیر حیران ہوئے کہ یہ کیسی خبر ہی نہ تو یہ بتایا کہ سواری پر سوار ہونا اور نہ یہی
خبر ہی کہ احتراز کرنا غرض پھر مکتوب کو کھولا اُتنا ہی لکھا پایا حیران ہو کر بند کر دیا اور بڑی دیر تک ساکت رہے
پھر سہ بارہ کاغذ کو کھولا تو ایک حرف بھی نہ پایا گھبرا کر آب دیدہ ہوئے اور توبہ کر کے کہا کہ بار دیگر ایسے
امر مین جرأت نہ کرونگا مکتوب کو رکھا اور ایک طرف کو روانہ ہوئے دیکھا سامنے سے پانچ سو گورے
گھوڑون پر سوار بندوقین کاندھون پر رکھے چلے آتے ہین امیر اُنھین دیکھکر ایک جانب راستہ چھوڑ کر
ہٹ گئے وہ سب امیر کے سامنے سے نکلے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے چار سوار اور آتے ہوئے نظر آئے لباس انگریزی
پہنے ہوئے ایک ان سب کے آگے اور تین اسکے پیچھے جب قریب امیر کے پہونچے تو سبھونے گھوڑون سے اُتر اُتر کے
صف باندھکر پرے جما کر بندوقین ہاتھ مین لیکر قواعد کر کے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا جو سب سے
آگے تھا اُسنے دست بستہ خدمت امیر با توقیر مین عرض کی کہ ہمارے بادشاہ انتشار شاہ نے آپ کو بلایا
ہی اور وہی مالک ہی اس طلسم کا مین وزیر اعظم ہون شعلہ میرا نام ہی اور یہ تینون بھی وزیر ہین سواری آتی ہی
تشریف لے چلیے ابھی یہ سخن ناتمام تھا کہ ایک تخت سامنے سے پیدا ہوا لیکن منڈا جب نزدیک آیا شعلہ
نے کہا سوار ہو جیے امیر اس منڈے تخت پر سوار ہوئے چارون وزیرون نے پائے تھانبے اور وہ جو سوار
پانچ سو پہلے گئے تھے وہ بھی آکر ہمراہ ہوئے غرض بڑی شان و شوکت سے امیر کو شہر مین لائے جب
سواری دروازۂ بارگاہ انتشار شاہ پر پہونچی سواران ہمراہی باہر ٹھہر گئے چارون وزیر امیر کو مع
تخت اندر لائے دیکھا کہ سامنے تخت پر انتشار شاہ بیٹھا ہی اور چار سو کرسی نشین بارہ دری مین
درجہ بدرجہ بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر نہ بادشاہ اُٹھا نہ کسی سردار نے تعظیم کی تخت امیر کا جب مثل تخت شاہی
کے لگا دیا گیا تو بادشاہ نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا بیٹھیے امیر نے انکار کیا انتشار نے عرض کیا کہ تخت لینے کے
ارادے سے تو آپ تشریف لائے ہین اور تخت پر بیٹھنے سے پرہیز ہی آئیے آئیے زیادہ انکار نہ فرمائیے غرض
بعد بہت انکار و اصرار کے امیر با توقیر تخت پر برابر انتشار شاہ کے متمکن ہوئے بادشاہ نے کہا کہ مین آپ کو
خوب جانتا ہون نام آپ کا حمزہ صاحبقران ہی اگر آپ طلسم کشائی سے باز آئین تو ہم آپ کے مطیع ہوتے
ہین دعوت نوش فرمائیے جو شی مرغوب ہو اپنے ہمراہ لیجائیے امیر نے جواب دیا کہ گفتگو تمھاری کچھ ہماری
سمجھ مین نہین آتی ہم طلسم کشائی کے ارادے سے آئے ہین اب کب باز آتے ہین انتشار ہنسا اور شعلہ
سے کہا کہ امیر کو یہان کی کیفیت سنا دے شعلہ نے کہا یا امیر یہ طلسم نادر فرنگ ہی جب یہ تیار ہو چکا اُسوقت
کاہنون نے کہا کہ یہان طلسم کشا کا آنا پر ضرور ہی اور جو راہ کہ اس طلسم کی ہی اُدھر سے اگر لاکھ جانین رکھتا ہوگا
تو ایک بھی سلامت نہ لیجائیگا جب تو سب متردد ہوئے اور بعد ایک مدت کے یہ راہ بنائی جدھر سے آپ
تشریف لائے جس تالاب مین آپ کودے تھے اُس مین جانور ہین کہ وہ دراصل چارون ساحر زبردست
ہین اُنکو اسی واسطے وہان مقرر کیا کہ طلسم کشا کو قید کرلین چونکہ آپ با اقبال ہین قید تو نہوئے مگر آپکا

اسم اعظم اُنھون نے بند کر لیا اور عقرب سلیمانی بھی بیکار ہی اُنھین دو چیزون کا آپ کو بھروسا تھا اب یاد کیجیے دیکھیے اسم اعظم یاد آتا ہی امیر نے غور جو کیا تو مطلق اسم اعظم نسیاً منسیا ہو گیا تھا جب تو امیر بہت گھبرائے شعلہ نے کہا کہ جب تک وہ ساحر نہ مرینگے اور مرحلہ نہ ٹوٹیگا اسم اعظم آپ کا نہ کھلیگا یہ سنکر امیر کو سکتا سا آگیا انتشار نے کہا آپ انتشار کو دل مین راہ نہ دین مین آپ کا فرمانبردار ہون تو لاکھ ساحر میرے تحت حکومت ہین مین آپ دعوت کھائیے جب تک مزاج عالی قبول کرے تشریف رکھیے جو شی پسند ہو اپنے ہمراہ لیجائیے اب تو دعوت قبول کیجیے امیر نے بمجبوری دعوت قبول کی انتشار نے شعلہ سے کہا آپ کو لیجا کر دعوت کھلا غرض وہ امیر کو لیکر ایک مکان مین آیا اُس مین دو گورے ننگی کرچین ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے تھے اور ایک پلٹن مسلح کھڑی تھی بارگاہ ہشامی برپا تھی امیر کو خیال ہوا کہ شاید میری بارگاہ منگوائی اس بارگاہ مین امیر کو شعلہ لایا چھپر کھٹ لگا تھا مسند بچھی تھی امیر اسپر رونق افروز ہوئے چالیس عورتین دُر در گوش خوش پوش حاضر ہو کر ناچنے لگین شعلہ نے کہا یا امیر پہلے کھانا نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے امیر دسترخوان پر تشریف لائے لیکن اُن عورتون مین سے ایک پر امیر کی طبیعت مائل ہو گئی تھی شعلہ سے پوچھا کہ اگر تم کہو تو مین فلان عورت کو اپنے ہمراہ کھانا کھلاؤن اُسنے کہا آپ کو اختیار ہی جسے چاہیے اپنی خدمت مین لائیے امیر نے خوش ہو کر اُسے شریک طعام کیا بعد فراغ طعام کے شعلہ نے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون پھر حاضر ہونگا بادشاہ کے پاس ہو آؤن یہ کہکر انتشار کے پاس آیا اُسنے پوچھا کیونکر قید کیا اسنے کہا جسطرح شاہ و شہریار قید ہوتے ہین اس صورت سے محبوس ہین بارگاہ شاہی برپا ہی چالیس عورتین ناچنے گانے کے واسطے ہین ایک دل بہلانے کو ہمرنہ شکار کے واسطے ہی انھین کبھی یہ خیال بھی نہوگا کہ مین قید ہون بلکہ وہان سے جانے کو جی نہ چاہیگا انتشار نے خوش ہو کر شعلہ کو خلعت دیا غرض امیر تو قید ہوئے اس طلسم مین بعد سال بھر کے ایک میلہ ہوتا ہی جب وہ زمانہ آیا سامان میلے کا ہونے لگا انتشار نے امیر کو بلوا بھیجا کہ آپ بھی آکر اس میلے کی سیر کرین کبھی ایسا تماشا آپ کی نظر سے نہ گزرا ہوگا شعلہ امیر کے پاس آیا اور پیام انتشار کا دیا امیر نے فرمایا کہ مین نے قاف کے عجائبات دیکھے ہین اُنسے بہتر یہان کے غرائب نہونگے مین آسائش سے بیٹھا ہون کہدینا کہ مین نہین آؤنگا اُسنے آکر انتشار سے کہا وہ چپ ہو رہا جب تمام میلہ جمع ہو چکا ایک ابر آیا اُس مین سے تخت پیدا ہوا اُسپر ایک شخص ضعیف باریش سفید بیٹھا تھا کتاب اُسکی بغل مین نام اُسکا انجم کتابخوان ہی غیور شاہ جسکو سب باشندگان طلسم سجدہ کرتے ہین یہ اسکی طرف سے میلے مین وعظ کہتا ہی آکر ایک گنبد بلورین مین تخت اُسکا اُترا اسنے کہا ای انتشار حمزہ کو تمنے نہین بلایا اسنے جواب دیا کہ وہ نہین آتے ہین مین نے پہلے ہی بلوایا تھا انجم نے کہا کہ میرے نام سے بلوا و غرضکہ پھر شعلہ گیا اور کہا یا امیر آپ کو انجم کتابخوان بُلاتا ہی اُسوقت کچھ امیر کا بھی جی چاہا اُسکے ساتھ چلے آکے دیکھا تو انواع و اقسام کے عجائب و غرائب میلے مین مہیا ہین اور گنبد بلورین مین ایک مرد ضعیف کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہی امیر کو دیکھکر پکارا یا صاحبقران میرے پاس آئیے امیر نے کہا اچھا اچھا کا مُنھ سے نکلنا تھا کہ اُسکے ہمراہی جو تھے تخت امیر کا اُٹھا کر انجم کے پاس لے گئے اب سحر شعلہ کا برطرف ہوا انجم نے کہا کہ یہان کا دستور ہی جو کوئی طلسم کشائی کے دعوے سے آتا ہی اسکے سر پر ایک تاج مخصوص ہی وہ رکھتے ہین اگر ٹھیک ہوا تو البتہ وہ طلسم کشا ہی اُسے

سبار کباد دیتے ہین ورنہ اپنی سزا کو پہونچتا ہی لہذا وہی تاج آپ کے سر پر بھی رکھا جائیگا امیر نے فرمایا مجھے قبول ہی انجم نے انتشار سے کہا کہ مین تاج و تخت منگاتا ہون اسنے کہا منگائیے اور دل مین خیال کیا کہ تاج سر پر رکھتے ہی امیر مر جائینگے یہ تو دستور ہی غرض بحکم انجم تاج اور تخت الماسی و بارگاہ زربفتی آئی برج بلورین مین بارگاہ نصب کی گئی تخت بچھایا امیر کو اُسپر بٹھایا تاج سر پر رکھا ٹھیک ہوا انجم نے کہا یا امیر طلسم کشائی مبارک ہو یہ بارگاہ لیجیے اور باغ کرامت مین جائیے کہ اس مین سحر اثر نہین کرتا پھر کتاب کھولکر وعظ کہنا شروع کیا کہ ای صاحبان طلسم جو اس عرب کی اطاعت کریگا وہ تو بچیگا اور جو ذرا بھی اسکے حکم سے گردن تابی کریگا اپنی سزا کو پہونچیگا یہ سنکر انتشار نے کہا مجھے مرنا قبول ہی لیکن اسکی اطاعت نہین منظور ہی امیر کو اپنے پہیوا اور رخش وغیرہ ہمراہ کرکے باغ کرامت مین بھیجدیا تخت امیر کا وہ سب لیے چلے آتے ہین کہ ایک بارہ دری زمردی کے برابر تخت پہونچا اُس مین ایک نازنین نے کہ سن اُسکا قریب پندرہ برس کے ہی اور انتشار کی دختر ہی دیکھا طرفین سے حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی لیکن تخت روا روی مین چلا گیا باغ کرامت مین پہونچا جب بالکل اثر سحر شعلہ کا امیر پر سے دور ہوا اُسوقت خیال آیا کہ ای حمزہ تم اس باغ مین نہایت مسرور تھے شاید سحر شعلہ مین مسحور تھے اب آپ مین آئے تو اس نازنین کی یاد مین دل بیقرار ہوا رات دن اشعار عاشقانہ ورد زبان ہوئے بلکہ صدمۂ فرقت سے چند دن مین نیم جان ہوئے اُدھر وہ مہ جبین بھی بستر غم پر گری آب و طعام سے نفرت ہوئی اور دل پر نقاہت ہوئی طاقت سنے جواب دیا ناتوانی نے بیعت کی دو دن رخسار زرد ہو گئے ہونٹ خشک چشم مین تری حواس مین ابتری آدمیون سے نفرت تنہائی سے رغبت ہوئی گانا سننے کا از حد شوق تھا اب اسکو بھی جی نہین چاہتا باغ کی سیر سے خار الم دل مین چبھتا ہی غرض کہ نہایت حالت ردی ہوئی خواصون نے آکر لاکھ لاکھ دم دلاسے سے پوچھا ملکہ نے ہر ایک سے ناسازی طبیعت کا بہانہ کیا اور کچھ نہ کہا یہ خبر انتشار کو پہونچی اُسے بڑا انتشار ہوا بیتابانہ دوڑا ہوا آیا اور ملکہ کو گلے سے لگاکر خوب پیار کیا اور کہا ای نور نظر تو جانتی ہی مجھے کس مرتبہ تجھ سے اُلفت ہی تین لاکھ ساحر اور ساحر بچیان تیری خدمت کے واسطے مقرر کی ہین سچ بتا تجھے کیا صدمہ پہونچا کیا ملال ہی کس بات کا ملال ہی اگر طلسم کشا کے خوف سے یہ حالت ہی تو محض تمھارا جین ہی عین حماقت ہی اس مجہول الاحوال کی کیا طاقت ہی جو طلسم کو فتح کرے اسنے اپنے مزاج کی نادرستی کا اظہار کیا انتشار نے اطبائے حاذق طلب کیے اُنکی تشخیص مین کوئی مرض نہ آیا سب نے کہا نبض سے ضعف پیدا ہی اور سب طرح فضل خدا ہی آپ شہزادی کو اپنے سامنے عرق بید پلوائین آملہ اور ورق کھلائین عطریات کا زیادہ صرف رہے باغ کی سیر کرین یہ کہکر حکیمون نے رخصتی مجرا کیا انتشار نے انیسان ملکہ کو تاکید اکید کی کہ ہرگز کوئی دقیقہ دوا دوش مین فرو گذاشت نہونے پائے یہ کہکر چلا گیا ملکہ اُٹھکر گوشۂ تنہائی مین آئی بہت جزع و فزع کی اور کہا ای خدا اے طلسم کشا اگر تو برحق ہی تو میرے باپ کو طلسم کشا کا مطیع کردے غرض تین دن بے آب و دانہ اس محو خیال محبوب کو گذرے اسکی ایک دایہ ہی فتانہ نام نہایت مسن اسکو بھی اس حال کی خبر ہوئی بیتابانہ دوڑی آکر کہا ای ملکہ خیر تو ہی یہ کیا حالت تمھاری ہو گئی مین تو چار روز کے واسطے گئی تھی دائی بندی کا کیا حال ہو گیا مجھ سے تو کچھ بیان کر تیرے چہرے سے آثار عشق کے پیدا ہین اگر ایسا ہی تو کیا قباحت ہی شہزادیون کے واسطے کوئی عیب نہین ہی مگر واری جاؤن

مصرع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے ٭ اب جو صحیح احوال ہو بتاؤ دائی سے پیٹ نہ چھپاؤ پیٹ سے تمام
ہوائی مین صدا اپنے سر سے جھیلے ہین بارہا ایسے کھیل کھیلے ہین اور میرتین اپنی جان نثار کرونگی بجان و
دل تلاش دلدار کرونگی جب تو ملکہ نے کہا دائی اماں میری ہی اُلفت کی قسم کھاؤ کہ جو تو کہیگی اُس سے
انکار نہ کرونگی اُسنے کہا چھوکری تو بھی بڑی احمق ہے اری جسکے پیٹ سے تو نکلی ہے اُسکو بھی وہ محبت نہوگی جو مجھے
تجھسے اُلفت ہے تو شوق سے بیان کر ملکہ نے کہا نہین قسم کھاؤ اُسنے کہا اسے لے تیری ہی مرگی قسم جو تو کہیگی مین
اُسے قبول کرونگی ملکہ نے آبدیدہ ہوکر کہا شعر سینہ مالا مال درد است ای دریغا مرہمے ٭ دل ز تنہائی
بجان آمد خدا را ہمدمے ٭ ای دائی اماں اصل تو یہ ہے کہ میری شامت آئی ہے طلسم کشا پر طبیعت آئی ہے دایہ
سنکر بہت گھبرائی کہا ای ملکہ جو شخص کہ اپنے دین و آئین کا دشمن ہے اُسپر تو ریجھی ہے ملکہ نے رو کر کہا بس
دائی اماں دیکھ لیا کہ اگر مین اپنی سگی سیلے سے بیان کرتی تو وہ کاہیکو دین و مذہب کا خیال کرتی ہاے اپنے
اور غیر مین یہ فرق ہے اتنا کہکر زار زار مثل ابر بہار رونے لگی یہانتک روئی کہ ہچکی بندھ گئی جب تو دایہ نے
سر سے پاتک بلائین لین اور کہا چھوکری تو بھی کتنی بے وقوف ہے اتنی سی بات اتنی بُری معلوم ہوئی کہ
اپنے اور پرائے کی گنت کے رکھدے اری تو کہے تو ابھی اُسے یہان لے آؤن یا تجھے اُسکے پاس لیجاؤن اُسنے
جواب دیا مجھے یہ نہین منظور ہے کہ ایک نظر دیکھ لون بلکہ میری تو خواہش یہ ہے کہ تمام عمر اُس سے جدائی نہو
دایہ نے کہا اس بارے مین جو تو کہے وہ مین کرون ملکہ نے کہا ای دائی اماں انجم کتابخوان نے ابھی
وعظ مین تمام سیلے کو سُنا دیا کہ یہ طلسم کشا ہی ضرور سب مرحلون کو درہم برہم کریگا جو اسکی اطاعت کریگا وہ تو
بچیگا در صورت عدول حکمی زندگی وبال ہوگی پھر ہم کیون نہ اسکی مدد کرین بہتر یہ ہے کہ تم جاکر لوح لے آؤ اسکے
دل مین ابھی سے گھر بناؤ بعد طلسم ٹوٹنے کے تمھاری بڑی توقیر ہوگی دایہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح لیکر
ابھی پھر آتی ہون تم میرے سامنے دو چار نوالے کھاؤ تو مجھے قرار ہو اور بخاطر جمعی جاکر حصول لوح مین کوشش کرون
غرضکہ ملکہ نے چند نوالے پانی کے گھونٹون کے سہارے حلق سے اُتارے دایہ رخصت ہو کر چلی بزور سحر پر پرواز
پیدا کرکے ہوا ہو گئی اور کئی منزل تک اُڑی چلی گئی ایک صحرا مین پہنچکر زمین پر اُتری وہان درخت کے سائے
مین ٹھہر کر چارون طرف غور سے خوب دیکھا جب بالکل سناٹا پایا تو سحر خوانی شروع کی تاثیر سحر سے ایک طبقہ زمین کا
اُڑ گیا اور غار ہو گیا دایہ اُسمین اُتری دیکھا کہ ایک چار دیواری ہے دروازہ بھڑا ہوا ہے یہ دروازہ کھولکر اندر آئی
ایک دالان اور اُسکے پہلو مین دروازہ تھا اُس دروازے پر ایک انگریز مہیب بشکل عجیب کرچ کھینچے کھڑا تھا پہلے
تو یہ جھجکی پھر کچھ سوچ کر اُسکے پاس گئی اُسے مٹی کا بنا ہوا پایا غرض دروازے کے اندر آئی وہان انواع و اقسام
کے جواہر کے انبار پائے اور ایک صندوقچہ دیکھا اُسپر کئی غلاف چڑھے تھے اُن غلافون کو اُتارا صندوقچہ بند پایا
کھولنے کا قصد کیا کسی طرف نشان کلید نہ پایا متحیر ہوئی کہ مفت بدنام ہوئی اور مطلب بھی نہ حاصل ہوا اب یہان سے
پھر جاکر بادشاہ کو خبر دینگے جبھی خجالت ہوگی خفت کے سبب سے کیا حالت ہوگی یہ خیال کرکے کئی دوہتڑ اپنے منھ پر
مارے اور ایک ہاتھ اُس صندوقچے پر مارا فوراً پیڑا اُسکا کھل گیا یہ ترکیب اسے بھی نہ معلوم تھی منجانب اللہ کلید قدرت
سے کھلا اُسمین بھی جواہر بے بہا رکھے تھے منجملہ اُنکے لوح بھی ایک خانے مین رکھی تھی اسنے لوح کو ہاتھ مین اُٹھا لیا
اور دروازے سے نکلکر دوسرے دروازے پر آئی وہان سے غار کے اوپر آئی سحر پڑھکر غار کو ہموار کر دیا لوح کو
گلے مین ڈالا اور اُسی صورت سے اُڑ کر ملکہ کے پاس پہونچی ملکہ پلنگ پر پڑی جاگ رہی تھی فتانہ نے آواز دی کہ بی بی

آرام کرتی ہو ملکہ اُسکی آواز سنکر بیتابانہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا دائی امان خدا اے طلسم کشا تمھین لایا مین نے تو دل مین عہد کیا تھا کہ اگر تم کامیاب واپس آؤگی تو مین اُسی وقت سے مسلمان ہو جاؤنگی اب تم حال بیان کرو فتانہ نے کہا واری مین نے صندوقچہ لوح تک حاصل کر لیا تھا مگر اُسکی کنجی نہ ملی اتنا کہنا تھا کہ ملکہ آہ کا نعرہ مارکر پلنگ سے گر پڑی اور بیہوش ہو گئی جب تو دایہ نے دوڑکر کیوڑے سے مُنھ دھلایا بازو پر رومال کھینچکر باندھا کان مین کہا دائی قربان لوح حاضر ہی اگر لوح نہ ملتی تو دائی بندی کی زندگی دشوار تھی یہ سنکر ملکہ نے آنکھین کھول دین فتانہ نے لوح گلے سے اُتار کر ملکہ کے آگے رکھدی اُسنے کہا دائی امان یہ میرے کس کام کی ہی فتانہ بولی پھر ناحق مجھے اس آفت مین ڈالا ملکہ نے اُسکی بلائین لین اور کہا میری دائی امان مین تمھارے صدقے یہ لوح طلسم کشا تک پہونچا دو فتانہ نے کہا مین نگوڑی تمھاری بلا لیکے مرجاؤن تم میری بلائین کیون لیتی ہو یہ تو بیان کرو کہ تمھین اُسکے پاس لیچلون یا اُسے لے آؤن اُسنے کہا یہ نہین فقط تمھین جاؤ اور لوح دے کر چلی آؤ فتانہ نے جواب دیا کہ بیٹی باغ کرامت کے گرد تمھارے باپ کے لوگ پہرا دیتے ہین وہ دیکھ پائینگے تو بڑی آفت ڈھائینگے اُسنے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور پھر چٹر چٹر بلائین لیکر کہا ہمارا مُردہ دیکھے جو یہ کام ہمارا نہ کرے فتانہ نے کہا ہی چھوکری کیا فال زبان مُنھ سے نکالتی ہی چل ہٹ میرے پاس سے یہ باتین مجھے نہین اچھی لگتی ہین خبردار اب میرے ساتھ کبھی اسطرح کی باتین نہ کرنا نہین تو صورت نہ دکھاؤنگی اے مجھے چھوڑ مین جاتی ہون یہ کہا اور بزور سحر با زبلند ہنکر اُڑی چشم زدن مین باغ کرامت کی دیوار پر جا پہونچی دیکھا صدہا دیو پری باغ مین پھر رہے ہین اور قلب باغ مین چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہی اُسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہوا یہ غزل عاشقانہ پڑھ رہا ہی

غزل

نوائے بلبلت ای گل کجا پسند افتد
جزین قدر کہ رقیبان تندخو داری
زمانہ گر بہ مشک ختن دہد برباد
تراسزد کہ غلامان ماہرو داری
دعا گفتم و خندان بزیر لب میگفت
توان بدست تو دادن گرش نکو داری
زکنج مدرسہ حافظ مجوے گوہر عشق

صبا تو نکہت آن زلف مشکبو داری
کہ گوش ہوش بہ مرغان ہرزہ گو داری
قبائے حسن فروشی ترا نزیبد و بس
فدائے تو کہ خط و خال مشکبو داری
بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز
کہ بیستی تو و با ماچہ گفتگو داری
زجرعۂ تو سرم مست گشت نوشت باد
قدم برون نہ اگر میل جستجو داری

بہ یادگار بمانی کہ بوے او داری
دران شمائل مطبوع ہیچ نتوان گفت
کہ ہچو گل ہمہ آئین رنگ و بو داری
دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن
کہ گر بادو رسی از شرم سر فرو داری
دلم کہ گوہر اسرار حسن و عشق در وست
تو دا زکدام خمست اینکہ در سبو داری

اور اُس چوکی کے آگے ایک حوض صاف و شفاف پانی سے لبریز ہی اُسمین کبھی مُنھ دھوتا ہی اور کبھی ہاتھ مین پانی لیکر اُچھالتا ہی اُسکے قطرات کو دیکھکر کہتا ہی یہ دُرہاے دریاے فراق مین ایسے دندان یار بھی ستھے مگر معلوم نہین وہ کہان ہی جس کو ایک نظر دیکھنے سے دل بے قابو ہو گیا اور اُس تغافل شعار نے خبر نہ لی اسی صورت سے کبھی وہ جوان بارہ دری مین جاتا ہی گاہ پھر آکر اُسی چوکی پر بیٹھتا ہی دایہ کو اپنا وقت یاد آیا اور کہا کیون ای فتانہ کبھی ایسا زمانہ تمھارے عاشقون کے واسطے بھی ہو گیا ہی غرض امیر بارہ دری مین آکر چھپر کھٹ پر چپت لیٹ رہے فتانہ بھی اندر آئی چپکے سے لوح امیر کے سینے پر رکھکر آپ چھپ گئی امیر نے جو دیکھا تو لوح دل کے قریب لوح طلسم کو پایا دل مین کہا کہ نگارندۂ الواح آفرینش نے یہ لوح بھیجی اور اُٹھکر گویا ہوئے جس شخص نے لوح میرے سینے پر رکھدی وہ محسن ہی میرا مین امیدوار ہون کہ اپنی صورت بھی دکھا دے کہ مین شکریہ

حسب دلخواہ ادا کرون فتانہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ لوح تو دے چکی اب پوشیدہ ہونے سے کیا نتیجہ
غرض اپنی صورت اصلی سے سامنے امیر کے آئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زن کوزہ پشت نہایت مسن ہی
پوچھا ای نیک بخت تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ مین انتشار کی ملازم ہون اُسکی بیٹی ملکہ ماہ سیما کی دایہ ہون
اُسکی خاطر سے یہ لوح مین نے تم تک پہونچائی امیر نے کہا آج سے تم میری مان ہو مین اب دم بھر بیٹھ جاؤ تو
کچھ باتین کرون فتانہ نے کہا داری اسوقت میرا قیام یہان نامناسب ہی مبادا کوئی فتنہ برپا ہو مجھے جانے دو
یہ خیال رکھنا کہ اگر کوئی میری صورت سے تمھارے پاس آئے تو بے لوح دیکھے اُسکی جانب ملتفت نہ ہونا یہ کہکر
چلی صحن باغ مین پہونچکر بزور سحر شاہین بنکر اُڑی اور آناً فاناً مین ملکہ کے پاس پہونچی یہان امیر نے
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا جو تو باغ کرامت مین پہونچنا تو وہان تنہا داہنی طرف جانا وہان
وقتاً فوقتاً لوح کو دیکھتے رہنا صاحبقران یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور جو جو دیو جن وہان پرستاری کے واسطے
موجود تھے انکو یہ مژدہ دیا سب نے متفق اللفظ مبارکباد دی امیر با توقیر سب سے رخصت ہوکر حسب ہدایت
لوح روانہ ہوئے ایک دشت مین پہونچے عرصۂ قیامت کا نمونہ بلکہ اُس سے دونا تھا دہشت سے ہر ذی روح کا
زہرہ آب تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب تھا تمازت سے مغز کا لاوا ہوتا تھا سر پٹک کر جان کھوتا تھا ہواے تند
چلنے لگی چونکہ ریگستان تھا جابجا ریت کے ٹیلے بن گئے امیر کے زرہ جوشن گرمی سے مثل آگ کے جلنے لگی گھبرا کر
ایک ٹیلے کے پاس آئے کہ شاید اُسکی آڑ مین سایہ ہو یکایک زمین مین غرق ہونے لگے جتنا زور کیا اُتنے ہی غرق
ہوتے چلے گئے جب سینے تک زمین مین سما گئے اُسوقت لوح یاد آئی جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای
طلسم کشا اگر بیابان ریگ مین گذر ہو تو بہت ہوشیار رہنا وہ ریت نہین ہی بلکہ چھوٹی چھوٹی مچھلیان ہین
اور اگر غرق ہو گئے تو ایک بہت بڑی مچھلی پر ایک مچھلی سوار آئیگی تمھارے سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگی پھر سب
مچھلیان تمھارے جسم کو غربال کر دینگی پس چاہیے کہ تیر پر یہ اسم پڑھکر جو مچھلی بڑی مچھلی پر سوار ہو اُسکو مارنا کہ نام
اُسکا حوت جادو ہی اب جو صاحبقران نے بغور دیکھا تو دراصل وہ ریگ نہین ہی چھوٹی چھوٹی مچھلیان ہین
اور حوت جادو مچھلی کی صورت ایک مچھلی پر سوار سامنے سے چلی آتی ہی امیر نے بعجلت تمام وہ اسم لوح سے یاد کرکے
تیر اسم پر دم کرکے حوت پر مارا کہ اُلٹکر مچھلی پر سے گری ایک تاریکی چھا گئی آندھی آئی بیرون نے غل مچایا کشتی مرا
کہ نامم حوت جادو بود بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی امیر کے پہلو سے سلام کی آواز آئی پھر جو صاحبقران
نے دیکھا تو اپنے مطیع دیوؤن مین سے ایک دیو کو پایا اُسنے کہا یا امیر ایک مرحلہ آپ نے فتح کیا مبارک ہو بارگاہ
زربفتی حاضر ہی تشریف لے چلیے استراحت فرمائیے امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ نیا طلسم ہی بارگاہ وغیرہ اسمین
ساتھ ہی رہتی ہی غرض اُسکے ہمراہ تشریف لائے دیکھا کہ بارگاہ استادہ ہی باغ کرامت کی تمام پریان وغیرہ
جمع ہین امیر جاکر مسند پر متمکن ہوئے رات بھر ناچ دیکھا صبح کو فریضۂ سحری ادا کرکے لوح کو دیکھا اُس مین
لکھا تھا کہ بعد فتح ہونے مرحلۂ اول کے بائین جانب جانا القصہ صاحبقران حسب ہدایت لوح روانہ ہوئے
ابھی ایک دشت مین گذر رہا ہوا ہواے سرد چلنے لگی ابر اُٹھا ترشح شروع ہوا ژالہ باری ہونے لگی امیر نے سپر کو
سر کی پناہ کیا حسب اتفاق اُسی ہاتھ مین لوح بھی تھی جس مین سپر تھی لوح جو بلند ہوئی تمام ابر مثل روئی
کے شق ہو گیا بارش موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر بالاے ہوا قائم ہی اور سحر کر رہا ہی صاحبقران نے
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ نام اُسکا تگرگ جادو ہی یہ اسم پڑھکر تیر مارنا چاہیے غرض امیر نے تیر مارا کہ

وہ مثل شکار زبون کے زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا آندھی آئی پانی برسا صداے گیر و دار بلند ہوئی پھر ایک
آواز آئی کشتی مرا کہ نام من تکرگ جادو بود بعد تھوڑی دیر کے آسمان صاف ہوا ایک پری نے آکر امیر کو
سلام کیا اور کہا بارگاہ تیار ہے امیر بارگاہ مین تشریف لائے ایک پریزادے نے آکر خبر دی کہ ایک ضعیفہ کوزہ پشت
آپ کی خدمت مین باریاب ہوا چاہتی ہے امیر نے فرمایا آنے دو جب وہ آئی تو پوچھا تاکہ فتانہ ہے پہلے اسنے سلام کیا پھر
بلائین لین امیر نے قصد کیا کہ لوح دیکھین پھر اسکے احسان پر خیال کرکے خاموش ہو رہے فتانہ نے کہا واری
جاؤن پھر آپ نے غلطی کی کہ لوح کو نہ دیکھا یہ طلسم ہے مین تو کیا اگر فرشتہ بھی آئے تو بے حکم لوح کے اُسکی جانب
التفات نہ کیجیے اور حوت جادو کی ارتقی سامنے انتشار کے گئی ہے اُسنے بہت صدمہ کیا اور حکم دیا ہے کہ طلسم کشا
کے دشمن کو بہت جلد ہلاک کرو لوگ حضور کی ایذا رسانی کے واسطے چل چکے ہین ملکہ نے مجھے اطلاع دینے
کو آپ کی خدمت مین بھیجا ہے یا امیر بے لوح ملاحظہ کیے کسی سے مخاطب نہ ہو جیے گا یہ کہکر فوراً چلی گئی امیر نے
رات عشرت مین بسر کی صبح کو بعد نماز کے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا دیکھا کہ اگلی مرتبہ مرحلہ ترخان بن خونخوار
کا ہے یہان سپاہی بھی ہین ساحر بھی ہین بے لوح دیکھے ہرگز کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت
ہو کر روانہ ہوئے بعد دوپہر کے دو باغ ملے دیکھا ایک داہنی دوسرا بائین طرف ہے اور دروازون پر ایک ایک درخت
ہے ایک پر عقاب دوسرے پر سرخاب یہ دونون جانور بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین سرخاب نے کہا اگر طلسم کشا
میرے درخت کے نیچے سے جائیگا طلسم بآسانی فتح ہوگا اور اگر لوح دیکھیگا اُس مین لکھا ہوگا کہ سڑک سڑک
جا اگر موافق لوح کی ہدایت کے جائیگا ہلاک ہوگا امیر نے اسکے کہنے پر نہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لکھا
تھا کہ یہ دونون جانور جادوگر ہین ایک کا نام کاؤس جادو ہے اور دوسرے کا نام ققنون جادو ہے انکے مکر
مین نہ آنا بلکہ ہو سکے تو ایک تیر بسم اللہ کہکر دونون کو لگانا ادھر تو انھون نے لوح کو دیکھا اُدھر وہ دونون
جانور اُڑ گئے اور جاکر ترخان کو خبر دی کہ طلسم کشا آپہونچا ہمارے جال مین نہ پھنسا ترخان مع کئی ہزار ساحران
جرار کے مقابلے کو آیا راہ مین امیر سے دوچار ہوا تلوار چلنے لگی اگرچہ امیر نے کشتون کے پشتے لگا دیے لیکن اُنمین کچھ
کمی نہوئی جب تو گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب تک ترخان نہ مارا جائیگا ساحر نہ بھاگینگے نہ کم ہونگے اور
وہ اُنھین سب مین ہے بلندی پر کھڑا ہے امیر نے چارون طرف نظر کی ایک ساحر مہیب کو ٹیلے پر کھڑے دیکھا کہ
مصروف سحر خوانی ہے صاحبقران نے فوج پر حملہ کیا چھیڑ ہوگئی جھپٹ کر اُس ساحر کے پاس پہونچے اُسنے حربہ
کیا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ جنیلو کا ایسا لگایا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے ہنگامہ قیامت برپا ہوا آواز
آئی کشتی مرا کہ نام من ترخان بن خونخوار جادو بود بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی ایک دیو نے
آکر عرض کی کہ بارگاہ حاضر ہے امیر نے جاکر بارگاہ مین قیام کیا ناچ ہونے لگا رات ناچ رنگ مین بسر ہوئی
صبح کو لوح دیکھی لکھا تھا کہ آگے باغ نیرنگ جادو کا ہے اور اسی باغ سے راہ طلسم کی ہے ایک دن توقف کر
دوسرے دن یہان سے جانا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا غرض امیر دوسرے دن روانہ ہوئے دور سے باغ
دکھائی دیا اُسمین بہت سی عورتین حسین نازنین پچکاریان ہاتھون مین مع نیرنگ کے رنگ پاشی مین مصروف تھین
امیر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ اسکو اسطرح مارو کہ یہ رنگ تمپر نہ ڈالنے پائے ورنہ ہمہ تن پتھر ہو جاؤگے لوح بھی کام نہ دیگی
اور جب یہ مر جائیگی تو اسکی ساتھ والیان سب غائب ہو جائینگی کوئی تمسے متعرض نہوگی امیر سوچتے ہوئے چلے کہ کس حربے
سے اسے مارون جو ایک قطرہ رنگ کا مجھپر نہ پڑے اگر پڑا تو پتھر ہو جاؤنگا یہ سوچتے ہوئے باغ کے اندر پہونچ گئے ایک عورت نے

نیرنگ سے کہا دیکھیے تو یہ کون مرد وارد ہے جو ہم عورتون مین گھس آیا اُسنے پھر کر دیکھا اور دل مین خیال کیا کہ شاید
یہی طلسم کشا ہے اسی کے قتل کا بیڑا انتشار کے دربار سے اُٹھا کر آئی ہون اور پچکاری لیکر امیر پر دوڑی قریب
آکر کہا اے شخص تو یہان کیون آیا ہے امیر نے کہا کہ دل کے ہاتھون یہانتک پہونچا ہون اُسنے کہا تو طلسم کشا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ طلسم کشائی کا باعث تو ہی ہے تیرے حسن کی شہرت سنکر یہان آیا ہون زندگی سے ہاتھ
دھو چکا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر یا شربت وصل سے کامیاب کر جب تو
اُسنے دل مین کہا کہ مار ڈالنا اسکا اپنے اختیار مین ہے ایسے جوان سے اپنے دل کا مزہ تو نکال لے اور کہا سچ
کہو تجھے میری کیا چیز پسند ہے امیر نے فرمایا کس کس چیز کی تعریف کرون تیرے ایک ایک روئین پر میری
ہزار ہزار جانین نثار ہین یہ سنکر اُسنے اور سینے کو تانا امیر نے بڑھکر وہی ہاتھ پکڑ لیا جسمین پچکاری تھی اُسنے کہا
اے طلسم کشا یہ ہاتھ میرا چھوڑ دے ایسا نہو کہ کوئی بوند رنگ کی تجھپر پڑ جائے تو ہیزم خشک کی صورت جل جائیگا
مگر امیر نے کچھ خیال نہ کیا اور اسکو پانوئین لگا کر ایک طرف لیچلے جب دیکھا کہ بالکل محو ہے ایک جھٹکا اُسکے ہاتھ کو
اسطرح دیا کہ پچکاری چھوٹ کر زمین پر گری لیکن اپنے تئین امیر نے بچایا اور اُسپر بھی نہ ثابت ہوا کہ امیر نے
پچکاری گرا دی اور پچکاری مین سے ایک قطرہ رنگ کا نہ گرا نیرنگ جھکی کہ زمین سے پچکاری اُٹھائے امیر نے
پشت پر خنجر مارا کہ وہ آہ کا نعرہ مار کر گری وہی تاریکی جو ساحر کے مرنے سے پیدا ہوتی ہے چھا گئی دار و گیر کی
صدا بلند ہوئی پھر آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا نیرنگ جادو تھا بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی
دیو آکر امیر کو بارگاہ مین لیگئے حسب دستور رات عشرت مین بسر کی صبح پھر روانہ ہوئے کئی منزل چل کر
دریاے آتش ملا کہ ہر شعلہ تا چرخ چنبری پہونچتا تھا امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اس دعا کو
پڑھکر آتش مین کود پڑ امیر نے ایسا ہی کیا بعد کئی ساعت کے پانون زمین پر ٹکے دیکھا میدان ہے اور اُسمین
ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہے مگر پانوئین بہت موٹی زنجیر آہنی پڑی ہے صاحبقران نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ
جب آگ مین کود کر میدان مین پہونچوگے تو وہان ایک مست ہاتھی بندھا ہوا نظر آئیگا حقیقت مین ہاتھی نہین
ہے اور نہ بندھا ہے محض دھوکا دینے کو پانوئین زنجیر ڈالے ہے وہ ایک ساحر ہے کہ نام اُسکا فیلان جادو ہے وہ جب
پیچھے دوڑے تو سیدھے نہ بھاگنا اسواسطے کہ اُسکی سونڈ سے نہ بچوگے اور اگر اُسکی زنجیر یا کوئی عضو تم سے مس
ہوگیا تو فوراً جلکر خاک سیاہ ہو جاؤ گے لہذا بچالاکی تمام بسم اللہ کہکر تلوار اُسکے کسی عضو مین چھوا دینا وہ مثل
آتشبازی چھوٹ جائیگا اور وہ جہان کھڑا ہے وہان ایک غار ہے جب اُسکے مرنے سے تاریکی ہو تو اپنے تئین اُسمین
گرا دینا جیسے ہی امیر نے لوح کو جیب مین رکھا وہ ہاتھی زنجیر تڑا کر دوڑا صاحبقران نے موافق ہدایت لوح کے
اُسکے جسم سے تلوار چھوا دی وہ تو آتشبازی کیطرح چھٹنے لگا آواز آئی کشتی مرا کہ نام مین فیلان جادو تھا وہان اُس
طلسم کشا کو پکڑ لو جانے نپائے مار لو اسکو گھیر لو اور ایک تاریکی چھا گئی امیر نے اپنے تئین اُس غار مین گرا دیا پھر
بعد پانون زمین پر لگے دیکھا کہ ایک دشت جنگل بن کے نمونے مین کھڑا ہون صدہا ہاتھی چلے آتے ہین امیر نے لوح کو
دیکھا لکھا پایا کہ یہ فیل سفید جو سب سے بڑا ہے تیر پر یہ دعا دم کرکے اُسکی مستک پر لگا امیر نے فیل سفید کو تیر مارا
وہ گر کر مر گیا سب ہاتھی غائب ہو گئے امیر آگے بڑھے ایک باغ ملا نہایت دلچسپ اندر آئے اور مصروف گلگشت
ہوے اُدھر کی کیفیت سنیے کہ جب متواتر ساحران نامی کی ارتھیان سامنے انتشار شاہ کے پہونچنے لگین اُسنے
اپنے جلسے مین جھنجھلا کر کہا مجھے سخت حیرت ہے کہ جب مین نے لوح صندوق مین رکھی تھی تو چار آدمیونکے سوا یا کجہان موجود

نہ تھا کسنے لوح اسکو پہونچائی حیف کی جا ہی کہ میرے ملازم اُسکے دوست ہین جو شخص لوح اس سے چھین لائے اپنا
دستور اعظم اُسے کرون یہ سُنکر تندویر جادو اُٹھا اور کہا اے شہریار یہ کام میرا ہی بادشاہ نے خلعت رخصت دیا یہ طرف
باغ امیر کے روانہ ہوا اب سُنیے جس باغ مین امیر موجود ہین یہ باغ اُسی ملعون کا ہی غرضکہ امیر ٹہلتے ہوئے قلب باغ
مین پہونچے دیکھا ایک حوض پر چونکی بچھی ہی اور ایک شخص بشکل نورانی بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا ہی امیر کو دیکھکر کتاب
بند کی اور کہا آو حمزہ یہ سُنکر امیر نے فرمایا السلام علیک اُسنے کہا علیکم السلام اے حمزہ مین انجم کتابدار کا بھائی ہون
اسکے حکم سے یہان آکر آپکا انتظار کر رہا تھا اسواسطے کہ امانت آپکی میرے پاس ہی وہ لیجیے یہ کہکر مکتوب نکالا اور
کہا چار مرحلے آپ نے فتح کیے یہ پانچوان مرحلہ ہی اسلیے میرے بھائی نے یہ مکتوب آپکو دیا ہی کہ یہانسے لوح بیکار ہوگی
اب آپ اس مکتوب کے ذریعے سے مرحلے توڑیے گا امیر نے فرمایا کہ انجم کے احسانات میرے اوپر بہت ہین اُسنے کہا
کہ آپ غسل کرکے یہ مکتوب مجھ سے لین تاکہ مین سبکبار ہون امیر نے تاج اُتارکر رکھدیا اُسنے اشارہ کیا خواصین
پانی لیکر آئین امیر نے سب لباس اُتارا اور نہانے لگے اُس مردک نے جیب سے لوح نکالکر جست کی سامنے امیر کے
آکر نعرہ کیا منم تندویر جادو اسی منہ پر دعوی طلسم کشائی کا تھا امیر کے ہوش جاتے رہے جلدی سے تاج
اُٹھاکر سر پر رکھ لیا اور تلوار کھینچکر اُسکے پیچھے دوڑے وہ ہوا ہوگیا آخر مایوس پھرے آکر لباس پہنا اتنے مین
دیو آئے بارگاہ مین بیٹھے امیر نے لوح چھین جانے کی حقیقت بیان کی سب نے افسوس کیا اور کہا یا امیر
غنیمت سمجھیے کہ تاج اُسنے نہ لیا ورنہ آپ کی زندگی محال تھی اُدھر وہ مردک لوح لیکر انتشار کے پاس
پہونچا اُسنے خوش ہوکر گلے سے لگایا اور کہا کیون ایہا الناس طلسم کشا کیا کرسکتا ہی پھر لوح کو ماش کے آٹے
مین رکھکر سوزن جادو کی کھوپڑی بزور سحر تراش کے لوح کو اُسکے اندر رکھا پھر سحر پڑھنے لگا کہ کھوپڑی
جیسی تھی اُسی صورت سے ہوگئی بعد اسکے ایک سحر ایسا کیا کہ زمین شق ہوئی اس مین سوزن سما گیا جب تو
انتشار نے کہا دیکھون اب کون طلسم کشا کا دوست لوح کو اُس تک پہونچاتا ہی افسوس یہ ہی کہ بارگاہ
زرنقی مین رہتا ہی تاج طلسمی سر پر ہی باغ کرامت مسکن ہی نہین تو ابتک مین اسے ضرور مار ڈالتا
ارجل جادو نے کہا یہ کام میرے سپرد کیجیے مین اُسے مارے ڈالتا ہون انتشار نے کہا اچھا جا اور
جو ضرورت ہو ہم سے لے اُسنے چار لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیے اور آکر برابر باغ کرامت کے خیمہ زن ہوا لوگون
سے کہلوا بھیجا کہ امیر اگر لوح کے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے آیا ہی تو کوئی کمال نہین کیا اور بارگاہ و باغ کرامت
کے ذریعے سے لڑتا ہی تو بہادر نہین اگر جوانمرد ہی تو ہم سے آکر لڑے یہ سُنتے ہی امیر کو غیظ آیا فرمایا کہ ہمارا
خیمہ باغ کرامت کے باہر برپا ہو بزادون نے منع کیا امیر نے نہ مانا غرض خیمہ امیر کا باغ کے باہر
استادہ ہوا رات کو طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو امیر میدان مین آئے ارجل آکر مقابل ہوا امیر پر کئی
تیر سحر مارے مگر تاج کی برکت سے سب خالی گئے جب تو امیر نے عقرب سلیمانی کو نیام انتقام سے
کھینچکر ایک ہاتھ سر پر اُس خود سر کے لگایا کہ خود و سر و سینہ و کمر کو کاٹ کر مع فرس اس بوالہوس کو
دو کیا تمام ساحر ترسول اور میسول لیکر دوڑے امیر نے بھی غدر مچا دیا ایک ایک ہاتھ مین چار چار کو
چورنگ کیا ارجل کی لاش بیرون نے لیجاکر انتشار کے سامنے رکھدی اُسنے بڑا صدمہ کیا اور
جادوگر جو اسکے ہمراہ گئے تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگے امیر پھر باغ مین تشریف لائے یہان انتشار
نے تندویر سے کہا کہ تو نے لوح تو لے لی مگر تاج نہ لیا کہ جسکے ذریعے سے وہ ابتک ہر ایک پر زبردست پڑتا ہی

ارجل کا بھائی مرجل دربار مین بیٹھا تھا بولا ای شہریار ارجل تو احمق تھا مین اُسے جاکر پکڑے لاتا ہون
یہ کہکر اُٹھا اور کئی سو ور اُس سور نے منگوائے سبکا خون ایک حوض مین بھر کر سحر پڑھنا شروع کیا جب سحر
تیار ہوا حوض مین کود اب جو نکلا تو روئین تن ہو گیا اور بھی کئی ساحرون کو اُس مین نہلوا کر روئین تن بنایا
اب بارہ ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اُسنے بھی باغ کرامت کے سامنے خیمہ اپنا استادہ کیا یہان ملکہ ماہ سیما کو
خبر ہوئی کہ بادشاہ نے طلسم کشا سے لوح چھنوا کر زمین مین دفن کر دی یہ سنکر بڑا صدمہ ہوا کھانا پینا چھوڑ دیا
یہ حال جب انتشار کو معلوم ہوا اپنی بیٹی کے پاس آکر بہت دلاسا دیا کہ ای نور نظر مین جانتا ہون جو صدمہ
تجکو ہو فقط طلسم کشا کے خوف سے تمھاری یہ حالت ہو تو بیٹیا جو زیادہ خوف کی چیز تھی وہ تو مین نے منگوالی یعنے
لوح اب تاج اور بارگاہ زرلفتی و باغ کرامت باقی ہو قریب تر یہ بھی چھینے لیتا ہون تم کھانا کھاؤ پانی پیو
خاطر جمع رکھو کیا طاقت طلسم کشا کی جو اب کسیطرح سے باشندگان طلسم کو ایذا پہونچا سکے اپنے نزدیک بہت
بڑی تسلی کر کے یہ تو چلا گیا مگر ملکہ کا اور بھی حال غیر ہوا کہ تاج بھی چھین لینے کا قصد ہو مارے رنج کے پانچ روز
تک سے آب و غذا رہی لوگون نے بہت سمجھایا کہ ملکۂ اعظم کھانا کھا لیے پانی پیجیے کسی کو جواب نہ دیا اور فتانہ
اپنی بیٹی کے پاس گئی ہوئی تھی چھٹے روز آئی ملکہ کی حالت سُنکی بیتابانہ صورت پروانہ اس شمع بزم وفا کے
پاس آئی اور پوچھا واری خیر تو ہو اُسنے سب کو ہٹا کر تخلیہ مین کہا دائی امان غضب ہوا لوح طلسم کشا سے چھن گئی
اور بابا جان نے زمین مین دفن کی ہو اب ساحرون کی چڑھائی طلسم کشا پر ہو رہی ہو میری دائی امان تم نے
جسطرح سے ایک مرتبہ لوح لا دی اس مرتبہ بھی کوشش کر کے لوح لا دو فتانہ نے کہا واری اب لوح کا ملنا
محال ہو کیونکہ جناب تمھارے باپ نہ قبل ہونگے لوح نہ ملیگی تو مجھ سے یہ حرکت کبھی نہوگی ملکہ نے کہا تم ایکی کئی
روز کے بعد کیون آئین اُسنے جواب دیا کہ بی بی مین نے ایک تلوار بنائی ہو وہ اگر روئین تن پر پڑے تو شل خیار
دو کر دے یہ سنکر ملکہ نے فتانہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا ای میری دائی امان یہ تلوار طلسم کشا کو دے آؤ
اگر زندہ رہیگا تو لوح ملنے کی توقع رہیگی دائی نے کہا بیٹی اب تم یہ چاہتی ہو کہ راز افشا ہو تم بھی بدنام ہو میری
بھی جان جائے ملکہ نے کہا کہ پھر کوئی تو تدبیر نکالو ادھر پردے کے باہر خواص ملکہ کی گوہر جادو یہ سب گفتگو کھڑی
سُن رہی تھی اور بھی خواصین اس حال سے کسی قدر ماہر ہو چکین تھین گوہر جادو ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ کے
آئی اور کہا ملکۂ عالم اگر مجھے حکم ہو تو جاکر تلوار اُس جرار تک پہونچا دون ملکہ نے خوش ہو کر کہا کہ اچھا جا فتانہ
سے کہا دائی امان وہ تلوار گوہر کو دے دو یہ پہونچا دیگی دایہ نے جاکر سب سے پوشیدہ تلوار لاکے گوہر کے
حوالے کی یہ تلوار لیکر طرف باغ کرامت کے چلی وہان مرجل نے باغ کے پاس پہونچکر طبل جنگ بجوایا امیر نے
بھی باہر اپنے خیمے برپا کرا کے نقارۂ رزمی بجوایا صبح کو میدان مین امیر کے مقابلے مین آیا کئی تیر امیر پر مارے لیکن
بسبب تاج کے کوئی تیر قریب تر نہ آیا اُسنے ماش کے دانے سحر پڑھکے مارے وہ بھی بلا گردان ہو کر پھرے امیر نے
جھنجھلا کر تلوار ماری اُسنے سر جھکا دیا اور کہا دیکھو زور طلسم کشا کی تلوار کا مگر تلوار اُسپر پڑکر اچٹ گئی اور ایک
جھنکار ہوئی دو تین ہاتھ امیر نے متواتر اُسکے سر پر لگائے جیسے گھن پر سے ضرب اچٹ جاتی ہو یہ صورت
ہوئی امیر نے دل مین کہا اب بیشک موت آئی اتنے مین پہلو سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اُسمین تلوار تھی امیر نے
قصد کیا کہ لیلون وہ ہاتھ خود امیر کیطرف بڑھا غرض امیر نے تلوار لیلی مرجل تو سر جھکانے کھڑا الافذی کر رہا تھا
امیر نے اُسی تلوار کا ایک وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جب تو امیر نے کہا یہ حرکت بھی کسی دوست کی تھی غرضکہ گئی

روئین تن اُس تلوار سے جہنم واصل کیے لاشین سبکی ہوا مین اُڑ اُڑکر غائب ہوگئین باقی بھاگے پریزادون نے آکر ہاتھ
امیر کے چوم لیے اور بلیغ وفیروز کی باغ کرامت مین لائے جب لاش مرجل کی سامنے انتشار کے گئی اُسنے کہا
مجھے بڑا قلق تو یہ ہو کہ جسطرح طلسم کشا ان ساحرون کو مارتا ہو کسی روز رات کو آکر میرا کام تمام کرکے پھر باغ مین
جا بیٹھے تو مین اسکا کیا کر سکتا ہون کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ جیسے مین نے اسم اعظم بند کیا ہو اُسی طرح کوئی اُسے
باغ کرامت مین قید کردے یہ سُنکر دو ساحر اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا یہ ہمارا ذمہ ہو کہ وہ باغ کرامت
سے نہ نکلنے پائے وہین قید رہے یہ دونون یعنی خونخوار جادو اور خونریز جادو اپنے مکان پر آئے
اور آٹھ روز مین سحر تیار کرکے باغ کرامت سے باغ کو بس ہشکر سحر جو کیا تو ایک قلعہ گرد باغ کے بنگیا اور
دیوارین اُسکی باغ کی دیوار سے بدرجہا بلند ہوگئین یہ خبر جا محل مین بھی ہوا کہ خونخوار اور خونریز نے یہ
سامان کیا ہو ملکہ کو سُنکر بڑا قلق ہوا اور دوا سے کہا میری اچھی دائی امان ایک مرتبہ جاکر طلسم کشا سے اتنا
کہدو کہ اس تلوار کو لوح سے زیادہ عزیز رکھنا کہ میرا باپ یعنی انتشار شاہ کسی حربے سے مر نہین سکتا سوا
اس تلوار کے فتانہ شب کو باز بنکر اُڑی جب قلعے کی دیوار پر پہونچی تو دیکھکر سخت تردد ہوا کہ بہت بڑا سحر کیا ہی
غرض دیوار باغ کرامت پر جاکے بیٹھی امیر کنارے حوض کے بیٹھے ہوے تھے فتانہ اصلی صورت سے
کمال مضمحل سامنے امیر کے آئی امیر نے فرمایا اے دائی امان اب لوح کہان ہو جو دیکھون بعد اسکے ملکہ کا حال
پوچھا فتانہ نے کہا اپنی زندگی سے بیزار ہین جب کوئی تازہ خبر وحشت خیز سنتی ہین کھانا پانی ترک کردیتی ہین
اب کہلا بھیجا ہو کہ مثل لوح کے تلوار بھی نہ کھو بیٹھنا کیونکہ انتشار کی قضا اسی تلوار سے ہو بہت ہوشیار
رہنا خبردار اب دھوکھا نہ کھانا اور خدا حافظ یہ کہکر رخصت ہوئی قلعے کا حال مصلحتاً نہ کہا یہان پریزادون نے
امیر کو آکر قلعہ کی خبر دی اُنھون نے سقف باغ پر جو دیکھا تو متردد ہوے شب بھر عبادت کی اور خوب گریہ و
زاری کی قریب صبح آنکھ جھپک گئی عالم رویا مین حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام پھر تشریف لائے اور فرمایا
کہ اے طلسم کشا لوح چھنوا دی کہو اب کیونکر اس طلسم کو توڑو گے امیر رونے لگے جب تو حضرت عیسیٰ نے ایک مکتوب
عنایت کیا اور فرمایا کہ اب بجاے لوح اس سے کام لینا اتنا ارشاد کرکے تشریف لیگئے امیر کی آنکھ کھل گئی خواب
کی کیفیت پریزادون سے بیان کی وہ سب نہایت خوش ہوے امیر نے مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکے
اژدہے کے منھ مین کود پڑو امیر نے باغ کرامت سے نکلکر وہی اسم پڑھا اور اژدہے کے منھ مین کود پڑے تھوڑی
دیر کے بعد پانون زمین مین لگے دیکھا کہ اژدہا تو اُسی صورت سے ہو مگر مین قلعے کے باہر کھڑا ہون اب جو دیکھا
تو آگے ایک خندق ہو جسمین بجاے آب خونناب بہ رہا ہو مکتوب کو پھر دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ خونریز جادو فلان
درخت کے نیچے گلیم اوڑھے لیٹا ہو اُسے مارلو تو یہ خندق غائب ہو جائے امیر اُس درخت کے قریب گئے خونریز جادو
پانون کی چاپ سنے اُٹھا اور اُنکو دیکھکر حملہ ہاے سحر کرنے لگا مکتوب و تاج کی برکت سے کوئی حملہ موثر
نہوا یہ حیران ہوا سحر پڑھکر چاہتا تھا کہ پرواز پیدا کرکے اُڑ جاؤن کہ امیر نے دوڑکر تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے
ہوے زمین کو زلزلہ ہوا آسمان چکر مین آیا تاریکی چھا گئی شور دار و گیر بلند ہوا اور آواز آئی کُشتی مرا نام مین
خونریز جادو بود یہ آفت جو برپا ہوئی خونخوار بیٹھا ہوا رسوئی مین روٹی کھا رہا تھا گھبراکر باہر نکل آیا امیر
کو دیکھکر حیران ہوا اور اُسنے بھی بہت سے حملے سحر کے کیے مگر بیکار ہوے امیر نے مکتوب کو معائنہ کیا
اُس مین لکھا تھا کہ یہ اسم تیر پر دم کرکے اسپر مارو اگر یہ زندہ بچا اور انتشار تک پہونچ گیا تو بڑا مخمصہ

پڑجائیگا اتنی دیر مین اُسنے پر پیدا کر لیے اور اُڑ کر چلا امیر نے اسم پڑھکر تیر مارا اُسکے سینے پر پڑا دو سار ہو گیا وہ
مرکر گرا زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا بیر جلائے کشتی مرا نام خونخوار جادو بود اب جو بغور دیکھا تو قلعے کو بھی نہ پایا
خندق تو پہلے ہی خونریز کے مرنے سے غائب ہو گئی تھی اتنے مین پریزادون نے لا کر بارگاہ برپا کی امیر نے مکتوب
کو دیکھا لکھا تھا کہ بارگاہ مین ہرگز نہ جانا بائین طرف کو جاؤ امیر نے باغ کرامت کو چھوڑ کر بائین جانب کا
راستہ لیا تھوڑی دور گئے تھے کہ دریاے آتش ملا پھر مکتوب کو دیکھا لکھا تھا یہ اسم پڑھکے اسمین کود پڑو امیر نے
اسم پڑھا اور مکتوب کو منھ پر رکھ لیا آنکھین بند کر کے آگ مین کود پڑے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھولی تو ایک
باغ دیکھا اسمین کئی دیو بیٹھے تھے امیر نے مکتوب کو دیکھا اس مین لکھا تھا کہ یہ سب ساحر ہین بزور سحر دیو
بنگئے ہین اُن مین جو سیاہ فام ہے اُسکا نام سوزن جادو ہے اُسی کے کاسۂ سر مین لوح غلولے مین ہوئی
رکھی ہے اسے اس طرح مارنا کہ زخمی ہو کر ہلاک ہو لوح تک آسیب نہ پہونچے اُنھون نے مکتوب کو گرداناکہ اُن
دیوون کی نظر امیر پر پڑی وار شمشاد اور سنگدستی لیکر دوڑے امیر تو سمندون سے لڑ چکے ہین ان سب وار
خالی دیے اور جھپٹ جھپٹ کے حلے کرنے لگے کتنے زخمی ہوے اور کتنے مارے گئے آخر کو دھوکھا دیکر ایک
ہاتھ سوزن کے سر پر ایسا اوچھا سا لگایا کہ کاسۂ سر اُسکا تراشکر زمین پر گرا اور غلولہ لوح کا اچھلکر دور گرا امیر نے
دوڑ کر اسے تو اُٹھا لیا باقی دیوون سے لڑنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سب گھائل ہوے کتنے جہنم واصل
ہو گئے کئی بسمل رہے ایک اُنمین سے گرتا پڑتا بھاگا امیر باغ سے باہر آئے پریزاد بارگاہ لیے موجود تھے امیر اندر
بارگاہ کے تشریف لیگئے سبکو لوح ملنے کا مژدہ دیا اُنھون نے مبارکباد دی اب امیر حیران ہین کہ اس غلولے سے
لوح کو کیونکر نکالون غرض مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غلولے کو تراشو مگر لوح نہ کٹنے پائے اور غلولے کے ٹکڑے
بھی بہت حفاظت سے رکھنا وقت پر بہت کام آئینگے جسکو دیدوگے اُسپر سحر نہ اثر کریگا امیر نے اسطرح لوح کو نکالا
وہان انتشار کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا کو لوح ملی سوزن مارا گیا اُسنے زانو پر ہاتھ مارا اور پشت دست چبانے لگا
محل مین بھی خبر پہونچی ملکہ نے شاد ہو کے دایہ کو بلا کر کہا دائی اماں طلسم کشا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے
مبارکباد دو فتانہ فوراً خوشی خوشی عقاب بنکر شب کو پہونچی امیر کو مجرا کیا امیر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑا اور کہا دائی اماں
مزاج کیسا ہے اُسنے کہا واری میرا ہاتھ چھوڑ دو مین بلائین تو لے لون امیر نے فرمایا کہ قسم کھاؤ جو مین کہون
اسمین کوشش کرنا اسنے قسم کھائی امیر نے فرمایا ہان اب بیٹھو اور ملکہ کے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اُسنے کہا
بہت اچھی ہین تمھین مبارکباد دی ہے امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے اتنا پیام دینا کہ اب خدا نے بھی میرے حال
پر رحم فرمایا ہے لوح ملگئی ابھی پانچ در بند فتح کرنے ہین کیا امید زندگی کی اگر مر گئے تو حسرت ہی رہجائیگی اس سے بہتر
یہ ہے کہ ایکمرتبہ ہم اور تم یکجا ہون تو کچھ ارمان نکلجائین قبر مین تو باحسرت نجائین فتانہ نے کہا واری ابھی جاتی ہون
اور اسکا جواب لاتی ہون غرض فتانہ اُسیوقت وہانسے روانہ ہوئی آکر ملکہ سے بیان کیا اُسنے کہا دائی اماں
وہ سچ کہتے ہین پھر تمھین جا ہو گی تو ایسا ہوگا فتانہ نے کہا جو تم کہو وہ مین کرون ملکہ نے جوابدیا کہ تم جانتی ہو
مین جا نہین سکتی انھین کو لاؤ فتانہ نے کہا مین ابھی لائی تم یہان سامان راحت مہیا کرو اور اُڑکر امیر کے پاس
پہونچی کہا چلیے آپکو بلایا ہے امیر نے اپنے تئین لباس پر تکلف سے آراستہ کیا عطر لگایا فتانہ نے تخت سحر تیار
کیا امیر کو اُسپر بٹھا کے لے اُڑی چشم زدن مین ملکہ کے پاس پہونچا دیا یہان ملکہ نے باغ مین ایسی روشنی کی تھی کہ
چھوٹی سوار کو ہیبت مجموعی دکھائی دیتی تھی تخت امیر کا آکر باغ مین اُترا فتانہ نے جا کر ملکہ کو خبر کی ملکہ نے سنکر

خاموش ہو رہی جب تو قتانہ نے کہا چھوکری تو بھی کتنی کج خلق ہے آپ ہی تو بلایا اور جب وہ آئے تو چپکی بیٹھی ہے مجھے
بھی شرمندہ کرانے کا قصد ہے یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور تخت کے پاس لائی یہان بھی آکر ملکہ چپکی کھڑی ہو رہی
خواصون نے کان مین کہا کہ حضور ہاتھ پکڑ لیجیے اُسنے جواب دیا مجھے ہمین شرم آتی ہے دور ہو ہمارے پاس سے ہمین
تعلیم نکرو جب تو ایک خواص گستاخ نے زبردستی ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر امیر کے ہاتھ پر رکھدیا امیر خوش ہو کر اُٹھے اور
ساتھ ملکہ کے آکر مسند پر بیٹھے خوشی کے مارے پھولے نہین سماتے ہین دل بیتاب ہے بقول شاعر شعر وعدۂ
وصل چون شود نزدیک ؛ آتش شوق تیز تر گردد ؛ مگر ملکہ ڈری ہوئی چپکی بیٹھی ہے بعد تھوڑی دیر کے اُٹھی
امیر سمجھے کہ رفع حاجت کو جاتی ہے اور یہ چپکے سے بارہ دری مین جا کر چھپر کھٹ پر لیٹ رہی جب کئی گھڑی کا
عرصہ گذرا تو امیر نے قتانہ سے پوچھا ملکہ کہان گئین اُسنے کہا مجھے نہین معلوم جاکر ڈھونڈھتی ہون غرض
آکر دیکھا تو چھپر کھٹ پر لیٹا پایا کہا ای لڑکی تجھے یہ کیا ہوا کہ اُس بیچارے کو بلا کر بٹھا دیا اور آپ آکر لیٹ رہی اسنے
کہا دائی امان ہمین تو حجاب آتا ہے بات کیونکر کرین قتانہ نے کہا چلکر اُسکے پاس تو بیٹھو اُسنے کچھ جواب نہ دیا
قتانہ چپکی چلی آئی امیر سے کہا ملکہ آپ سے کچھ خفا ہو گئین آپ ہی چلکر منائین امیر اُٹھے قتانہ اپنے ساتھ
ملکہ کے پاس لائی اور خود باہر جاکر دروازے بند کر لیے امیر جو چھپر کھٹ پر بیٹھے ملکہ کے اندام مین دہشت
سے رعشہ پڑ گیا اور دل مین کہا ای ماہ سیما تو نے کیا حرکت کی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اور اُٹھکر
دوسرے پلنگ پر جا بیٹھی امیر بھی ساتھ ہی ہو لیے جب تو گھبرائی اپنے تئین اکیلا دیکھکر کھڑی ہو گئی
امیر نے پوچھا مجھ سے کیا خطا ہوئی جو تم ناراض ہو کر چلی آئین اُسنے کہا کچھ نہین اچھا چلو بیٹھین یہ کہکر باہر
چلی امیر بھی ہمراہ باہر آئے قتانہ نے کشتیان شراب کی آگے رکھدین امیر نے فرمایا ای قتانہ تنہا مین شراب
نہ پیونگا اور بغیر مسلمان کیے تم لوگون کو اپنا ہم مشرب نکرونگا یہ سنتے ہی ملکہ نے کہا پھر ہمین تو نہین معلوم کہ مسلمان
کیونکر ہوتے ہین ہمین تعلیم دو اسلام تعلیم کرو امیر نے ملکہ کو کلمہ پڑھایا وہ از سر صدق مسلمان ہوئی بعد ملکہ کے
اور سب خواصین مع قتانہ کے مسلمان ہوئین ملکہ نے اپنی ساتھ کھیلیون کو طلب کر کے مسلمان ہونے کی
ترغیب دی وہ سب بھی انکو یقین از سر صدق سبکی سب مسلمان ہوئین اب تو امیر مارے خوشی کے پھولے
نہین سماتے ہین غرض رات بھر جلسۂ عیش و عشرت مین امیر رونق افزا رہے صبح کو بعد فریضۂ سحری کے گلگشت
چمن مین دل بہلایا الحاصل اسیطرح تین روز تک امیر نے داد عیش دی چوتھی شب قتانہ نے کہا ای ملکہ اب میری
راے تو یہ ہے کہ آج امیر کو رخصت کرو کیونکہ ابھی تک تمھارے باپ کو خبر نہین ہوئی ہے مین نے یہ ترکیب کی تھی کہ
جو کوئی خبر کیواسطے آیا باہر ہی سے پہرے والون نے سمجھا کر اُسے رخصت کر دیا ایسا نہو کہ اُسے خبر ہو جائے تو بڑا
غضب ہو ملکہ نے کہا ای میری رفیق دل بیتاب نہین مانتا کیا کرون اچھا آج کی شب اور رہنے دے کل بہو بچا دینا
دوسری شب پھر وہی سامان عشرت وہی محفل کی صحبت برپا ہوئی یہ دیکھکر گردون دون کو رشک آیا نیا شعبدہ
دکھایا یعنی انتشار کو بیٹھے بیٹھے اپنی بیٹی کا خیال آیا سرخاب جادو کو حکم دیا کہ جاکر ملکہ کی خبر لا مزاج کیسا ہے
آج کل شغل کیا ہے سرخاب جو آیا دربانون نے در باغ پر اُسے روکا اور اپنی طرف سے کہدیا کہ خیر و عافیت ہے
مزاج ملکہ کا بہت اچھا ہے سرخاب اپنے دل مین سوچا کہ کیا وجہ ہے جو مجھے اندر نہ آنے دیا یہ جو خیال آگیا
فوراً بزور سحر پرواز پیدا کر کے بالاے ہوا صحن باغ تک آیا دیکھا کہ عجب صحبت برپا ہے یعنی ملکہ طلسم کشا کے
ساتھ مصروف اختلاط ہے قتانہ طنبورہ چھیڑ کر گا رہی ہے دور مے لالہ فام بے آلام چل رہا ہے کسیئے باکون

ہوا اور جاکر انتشار سے بیان کیا اُسنے سُنتے ہی مارے دم بریدہ کیطرح پیچ وتاب کھاکر شعلہ وزیر سے کہا تو جاکر
مع ملکہ سب کو قتل کرین نے خون بحل کیا شعلہ مثل شعلۂ جوالہ کے روانہ ہوا آتے ہی بالاے ہوا قائم ہوا اور سحر
پڑھ پڑھکر ماش کے دانے اُس بدمعاش نے تمام باغ مین پھینکنا شروع کیے جسپر ایک دانہ پڑا وہ فوراً پتھر
کا ہوگیا یہانتک کہ قتانہ بھی پتھر کی ہوگئی جب تو امیر حیران ہوے کہ یہ کیا تماشا ہے اتنے مین ملکہ بھی سنگ سبز
کی پتلی ہوگئی امیر نے سر جو اُٹھایا تو شعلہ کو بالاے ہوا سحر کرتے دیکھا چاہا کہ تیر مارین وہ غائب ہوگیا اور
چلتے وقت ایسا سحر کیا کہ تمام باغ مین آگ لگ گئی جہان امیر بیٹھے تھے فقط اتنی جگہ باقی رہگئی اور تمام باغ
مین آگ اور سیاہی دھوئین کی دکھائی دیتی تھی اُسی صورت سے چار پہر امیر حیران بیٹھے رہے آخر اُٹھکر جابجا
ٹٹولتے ہوے چلے زینہ باغ کا ملا کوٹھے پر آئے دیکھا کو سون تک صحرا آگ سے بھرا ہے لیکن بسبب
بلندی کے کوٹھے پر کچھ کچھ روشنی تھی امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ سحر شعلہ کا ہے تو اس اسم کو پڑھکر
کنکریون پر دم کرکے آگ کیطرف پھینکدے ایک دروازہ نمودار ہوگا تو نکل جانا ورنہ تاوقتیکہ شعلہ نہ مارا جائیگا
کوئی آدمی نہ جئیگا امیر نے وہ اسم پڑھکر سنگریزون پر دم کیا اور آگ کیطرف پھینکدیے فوراً دروازہ دکھائی دیا
امیر اُس دروازے سے نکلکر باہر آئے پھر کر جو دیکھا تو باغ مین وہی آگ اور دھوان ہے اتنے مین باغ کرامات
کے پریزاد آکر حاضر ہوے اور عرض کیا بارگاہ مین تشریف لیچلیے امیر بارگاہ مین آئے شب بھر آرام کیا صبح کو
لوح دیکھی لکھا تھا زیادہ صدمہ طلسم کشا کو زیبا نہین کیونکہ عقل زائل ہوتی ہے اب جس طرف جی چاہے جاؤ
مگر وقتاً فوقتاً لوح دیکھتے رہنا غرضکہ داہنی جانب امیر روانہ ہوے ایک صحرا مین پہونچکر چار دیواری
نظر آئی دروازہ اسکا کھلا ہوا تھا اندر آئے تو باغ دیکھا آراستہ و پیراستہ اسباب مثل میز کرسی وغیرہ کے
اپنی اپنی جگہ قرینے سے رکھا ہے اور ایک میز جواہر نگار رکھی ہے اُسکے پاس تخت مرصع بچھا ہے اُسکے پہلو مین
کرسی پر ایک پادری کتاب کھولے ہوے پڑھ رہا ہے اور ایک انگریز کھڑا سُن رہا ہے یہ دیکھتے ہی امیر نے
فرمایا او نالائق کیا بک رہا ہے میری تعظیم کر پادری نے سر اُٹھاکے جو دیکھا تو طلسم کشا کو اپنے قریب پایا جلدی
سے کتاب بند کردی تمام باغ مین تاریکی چھاگئی امیر کا دم گھٹنے لگا دل مین کہا اے حمزہ کیا غضب کیا کہ لوح
کو نہ دیکھ لیا اب تو حرف بھی نہ معلوم ہوگئے اتنے مین کسی نے آکر ہاتھ لوح پر ڈالا امیر نے لوح کو بہت مضبوط
پکڑلیا اور تاج کو بھی دوسرے ہاتھ سے سنبھالا بلکہ مارے خوف کے تاج کو اُتار کر ہاتھ مین لے لیا اُسمین
گوہر شبچراغ لگا تھا اُسکی روشنی مین لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جہان تک ممکن ہو پادری کو قتل کرو اور
یہ اگر ممکن نہو میز جواہر نگار اور تخت اُلٹ دو اُسکے نیچے ایک نقب ہے اندر نقب کے چلے جاؤ پھر
لوح سے مشورہ لینا غرضکہ لعل کی روشنی مین امیر تخت کے پاس آئے اور بزور میز و تخت کو اُٹھاکر
پھینکدیا ایک دروازہ دکھائی دیا اُسمین سیڑھیان بنی ہوئی تھین زینے سے اُترکر ایک اور باغ مین
پہونچے دیکھا کہ ایک مکان تین درجے بنا ہوا ہے اور صدہا بگھیان کھڑی ہین اُنپر انگریز اور انگریزنین سوار
جھک جھک کر اُس مکان کو دیکھ رہے ہین امیر نے چاہا کہ اُنسے کچھ پوچھین پھر خیال آیا کہ لوح کو دیکھ لون لوح جو
دیکھی لکھا تھا کہ اُن انگریزون سے بات نہ کرنا ورنہ مشکل ہوگی بہتر یہ ہے کہ دوسرے درجے پر چلے جاؤ امیر
دوسرے درجے پر آئے دیکھا کہ بڑی تیاری ہے صدہا صندوق رکھے ہین گھڑیال لٹک رہا ہے موگری سونے
کی رکھی ہے اور ایک صندوقچہ رکھا تھا یک بیک پٹ اُسکا کھل گیا اور ایک جانور مثل لال کے

اسمین سے نکلا تین مرتبہ افسوس صد ہزار افسوس پکارا اُسکی آواز پر گھڑیال بھی تین مرتبہ بجا پھر جانور صندوقچے
مین چلا گیا اور پٹرا بند ہوگیا امیر حیران ہوے اور سوچے کہ شاید یہ سب اسی جانور کا تماشا دیکھ رہے ہین
اسی سوچ مین ایک گھنٹہ گذر گیا کہ وہ جانور پھر نکلا اور اُسی طرح بولا گھڑیال بھی بجا پھر جانور صندوقچے
مین چلا گیا اب امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اگر یہ تین مرتبہ چلا گیا تو کام بہت دشوار
ہو جائیگا تمھین چاہیے کہ یہ اسم پڑھکر تیر اُسکی منقار پر مارو کہ اتنے مین پھر وہ جانور نکلا پہلی ہی صدا پر امیر
نے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار گذر گیا چشم زدن مین وہ باغ و مکان غائب ہوگیا دیکھا ایک صحرا سنسان ہو کا
مکان ہے امیر آگے بڑھے ایک فقیر ملا اُنھون نے سلام کیا اُسنے سلام لیکر اشارے سے کہا کہ بیٹھ جاؤ مین کچھ کہونگا
لیکن اب جو اُنھون نے بغور دیکھا تو وہی پاوڑی گنگس جادو ہے جو باغ مین کتاب پڑھ رہا تھا امیر نے نہیب دی
کہ او ملعون تو نے باغ مین غضب کیا تھا میرے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا اب بتا کہان جائیگا
کی گذارم کہ از دست من بدر روی اُسنے چاہا کہ سحر کرکے اُڑ جاؤن امیر نے جھپٹ کر تلوار ماری کمر پر پڑی دو
ٹکڑے ہوگئے تاریکی چھا گئی آواز آئی کشتی مرا کہ نامم پاوڑی گنگس جادو بود جب بعد تھوڑی دیر کے
روشنی ہوئی پریزاد حاضر ہوے امیر کو بارگاہ زربفتی مین لائے شب کو امیر نے بارگاہ مین بسر کی صبح کو پھر
ایک طرف روانہ ہوے دیکھا ایک فقیر زیر درخت بیٹھا عبادت مین مصروف ہے اور تسبیح ہزار دانونکی پڑھ رہا ہے
دل مین خیال کیا کہ اے حمزہ یہ بڑا عابد معلوم ہوتا ہے اور بڑھکر اُسے سلام کیا اُسنے کچھ خیال نہ کیا کہ کون ہے
اور کیسے سلام کرتا ہے اُنکا اعتقاد اور زیادہ ہوا پھر سوچے کہ لوح مین بھی دیکھ لون اسمین بھی کوئی دھوکھا
ہو غرض لوح مین نکلا کہ یہ تدویر جادو ہے جسنے لوح چھین لی تھی یہ اسم پڑھکر تیر مارو وہ تو سر نیچا کیے
عبادت کر رہا تھا اُدھر سے تیر امیر کا چلا تالو پر پڑا وہ گھبرا کر اوندھا لیٹ گیا مقام مبرز سے تیر نکل گیا
وہی غل و شور برپا ہوا جو ساحر کے مرنے سے ہوتا ہے پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نامم تدویر جادو بود جب
روشنی ہوئی تو دیکھا امیر نے کہ آگے آگے ایک جوان خوشرو اور اُسکے پیچھے کئی آدمی چلے آتے ہین جوان
نے امیر کو سلام کیا اور کہا خدا طلسم کشا کا بھلا کرے جسنے تدویر کو مار کر مجھے اُس کی قید سے رہائی دی
آپ کون شخص ہین اور کہان جاتے ہین آیا طلسم کشا سے واقفیت رکھتے ہین یا نہین امیر نے فرمایا کہ تدویر
کو مین ہی نے مارا ہے اور مین مرتاد شاہ کا فرستادہ یہان آیا ہون وہ جوان دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا مین
مرتاد شاہ کا بیٹا ہون ملکزادہ میرا نام ہے اتنے مین پریزاد بارگاہ لائے امیر مع ملکزادہ وغیرہ بارگاہ مین تشریف
لائے اور کلمہ پڑھا کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا رات بھر صحبت عیش برپا رہی صبح کو امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ ہرگز تم باغ کرامت کیجانب ابھی قصد نہ کرنا تا وقتیکہ مراحل فتح نہ کرلو امیر نے پریزادون سے کہا کہ ان سب کو
باغ کرامت مین لیجاؤ یہ کہکر آپ ایک جانب کو روانہ ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک پہاڑ سامنے دکھائی
دیا اُسکے اوپر جا کر دیکھا تو کئی لٹھے ستونے کے پڑے تھے اُنمین ایک شخص بندھا تھا امیر کو دیکھکر پکارا کہ واسطے خدا
کے مجھے کھول دو مین طلسم مین پھنس گیا ہون گوشموکھون کا بادشاہ ہون امیر نے قصد کیا کہ لوح کو دیکھین اُسنے
بیتاب ہو کر پھر واسطہ خدا کا دیا جب تو امیر نے دوڑ کر اُسکے بند کاٹ دیے وہ جست کرکے سامنے امیر کے آیا
اور کہا مین قیقس جادو ہون اور ایک ہاتھ امیر پر مارا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا لگایا اُسکے دو ٹکڑے
ہوگئے دونون ٹکڑے لوٹ کر دو قیقس بنگئے امیر نے دونونکو قتل کیا دو کے چار ہوگئے غرض کہ اسیطرح ہزارون پر

نوبت پہونچی جب تو اُنھون نے اُسی عالم جنگ مین بسرعت تمام لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ یہ سب قنتس کے سر ہین
جہانتک قتل کروگے زیادہ ہوتے جائینگے اور قنتس بالائے ہوا ابر مین پوشیدہ سحر کر رہا ہی تم لوح کو اونچا کردو
جب ابر شق ہوا اور تخت قنتس کا دکھائی دے تو تم تیر پر یہ اسم دم کرکے اُس ملعون پر مارنا امیر نے ایسا ہی کیا
جب لوح کے عکس سے سحاب مانند پنبۂ واخیدہ کے منتشر ہوا قنتس کا تخت نمودار ہوا اُنھون نے تیر مارا
وہ زمین پر گر کر جہنم واصل ہوگیا ایک شور برپا ہوا کہ کشتی مرا نامم قنتس جادو بود بعد تھوڑے عرصے کے
روشنی ہوئی پھر بدستور بارگاہ آکر موجود ہوئی رات امیر نے بارگاہ مین بسر کی صبح کو پھر ایک جانب روانہ ہوے
صحرائے آتشبار زمین گذر ہوا جہان کی نسیم سحری باد سموم تھی زرہ امیر کی مثل آگ کے جلنے لگی امیر بہت
گھبرائے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ آگے چلے جاؤ یہ اور آگے بڑھے دیکھا کہ درخت ہی اُسمین دو جگنو
گاہ چمکتے ہین گاہ غائب ہو جاتے ہین اور اُسی مین سے شعلے بلند ہو کر تمام دشت مین گرتے ہین کہ وہ دشت
کرۂ نار ہو رہا ہی اُنھون نے پھر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ یہ درخت نہین ہی شعلہ جادو وزیر ہی
جسنے ملکہ کو خواصون سمیت پتھر کا بنا دیا ہی اور یہ تمھاری تلوار سے نہین مریگا جو تلوار اُسکے پاس ہی اُسی
سے اسکی قضا بھی ہی جب تو امیر نے فرمایا کہ او مردود ازلی مین تیرا عزرائیل آپہونچا شعلہ جادو یا تو مثل
درخت کے تھا یا مجسم ہو کر دوڑا اور امیر پر تلوار ماری اُنھون نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اُسکی تلوار اُنکے
قبضے آئی وہ ملعون بھاگا اور تھوڑی دور جاکر سحر پڑھنے لگا کہ پر پیدا کرکے اُڑ جاؤن مگر یہ کب اُسکو مہلت دیتے
ہین دوڑ کر اُسکے تلوار کا ہاتھ لگایا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگیا وہی تاریکی چھائی جیسی پہلے بیان
ہوئی آواز آئی کشتی مرا نامم شعلہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جب اسکا
مرحلہ بھی فتح کر چکے شب کو پھر بارگاہ مین قیام کیا اب صبح کو آٹھوین مرحلے کی فکر مین روانہ ہوے تھوڑی
دور گئے تھے کہ صحرا مین گذر ہوا دیکھا کہ جابجا تالاب بھرے ہین اور جنگل مین ایک شخص الاؤ لگائے
بیٹھا ہوا آٹا گوندھ رہا ہی اُنھون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ یہ اسم پڑھکر سنگریزون پر دم کردو اور
ہر تالاب مین پھینکو اُنھون نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد سب تالاب غائب ہوگئے مگر ایک
تالاب باقی رہگیا کہ اُس مین ایک منارۂ بلند بنا ہوا تھا اور جو شخص کہ آٹا گوندھتا تھا امیر کی جانب
دوڑا جب قریب آیا امیر نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تلوار سے اِسے قتل کرو امیر نے تلوار
نیام سے لی اُسنے بھاگنے کا ارادہ کیا اُنھون نے ایک وار مین دو کردیے تاریکی ہوگئی آواز آئی کشتی
مرا کہ نامم بحران جادو بود جب روشنی ہوئی اور بارگاہ نہ آئی تو اُنھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس
تالاب کے قریب داہنی طرف جاؤ لیکن بہت آہستہ قدم رکھو ایک شخص فرنگی میل کے پاس صور منھ سے
لگائے بیٹھا کتاب دیکھتا ہوگا پیچھے سے جاکر کتاب اُٹھا لینا وہ اندھا ہو جائیگا تم قتل کرنا اور اگر سامنے
سے جاؤگے وہ صور پھونک دیگا تمام صحرا مین آگ لگ جائیگی لوح بھی کام نہ دیگی غرض امیر نے جاکر دیکھا تو
موافق حکم لوح کے پایا پیچھے سے جاکر کتاب آکر اُٹھا لی وہ ہاتھ بڑھا کر چار جانب ٹٹولنے لگا امیر نے ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہ گردن اُسکی کٹ گئی غل و شور دار و گیر کا برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا کہ نامم ہلاہل جادو بود بعد
تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی حسب دستور بارگاہ آکر موجود ہوئی امیر بارگاہ مین تشریف لائے لوح کو دیکھا اُسمین
لکھا تھا کہ جو مرحلے اس طلسم مین تھے سب تمنے فتح کیے یعنی حوت جادو کو قتل کیا اخگر جادو کو واصل جہنم کیا

ترخان بن خوار کو مارا نیرنگ جادو کا مرحلہ توڑا کنتس جادو کا دربند فتح کیا قنتس جادو کو قتل کیا
شعلہ جادو کو جہنم مین پہونچایا بجران جادو کو ہلاک کیا ہلاہل جادو کا بکھیڑا پاک کیا وہ بھی تمھارے ہاتھ
سے غارت ہوا اب تم باغ کرامت مین جاؤ یہ دیکھکر امیر باغ کرامت مین تشریف لائے ملکزادہ سے ملے
اور تمام کیفیت بیان کی وہ بہت خوش ہوا امیر نے جشن کا حکم دیا کہ اتنے مین قتانہ نے آکر سلام کیا امیر
نے پوچھا دائی امان ملکہ کی خیر و عافیت کہو اُسنے پہلے امیر کی بلائین لین پھر کہا سب اپنی اصلی صورت پر
آگئے اور ملکہ بہت اچھی طرح سے ہین آپ کی خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہی امیر نے فرمایا تم جاکر میری
طرف سے کہدو کہ اے ملکہ اب تمھارا وہان رہنا اچھا نہین کیونکہ ضرور انتشار شاہ آزار پہونچائیگا ملکہ
تم جاکر ابھی لے آؤ قتانہ ملکہ کے پاس آئی اور پیغام امیر کا دیا وہ اُسیوقت چلنے پر مستعد ہوگئی تین لاکھ
ساحر بچیان جو مسلمان ہوئی تھین اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوگئی قتانہ نے آکر امیر کو اطلاع دی کہ
ملکہ آتی ہین امیر بہر استقبال اُٹھے اتنے مین محافہ ملکہ کا آگیا سواری سے اُترتے ہی امیر کے قدمون پر
گرنے لگی امیر نے گلے لگایا اور لاکر مسند پر بٹھایا پیالہ مئے ارغوانی کا گردش مین آیا اُدھر انتشار شاہ کو
مرگ شعلہ کی خبر پہونچی سُنتے ہی تمام اندام مین رعشہ پڑگیا اتنے مین سُنا کہ بجران اور ہلاہل بھی عازم جہنم ہوئے
اسنے معذوبیٹ لیا اور کہا کوئی جاکر اُس گیسو بریدہ ماہ سیما کو پکڑ لائے اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا بلکہ
جلادونگا تجھ تو میرا دل ٹھنڈا ہوگا کہ اُسی نے طلسم کو درہم و برہم کرایا اتنے مین ایک ساحر آیا اور کہا
ملکہ مع تین لاکھ ساحرنیون کے مسلمان ہوکر باغ کرامت مین طلسم کشا کے پاس چلی گئی پھر تو انتشار
نے اپنے تئین زمین پر دے دے پٹکا اور کہا کہ ہمارے ملازم سب نمکحرام ہین اُنھون نے غفلت کرکے ہمین
اس نوبت کو پہونچایا خیراب یا تو ہم اپنی جان ہی دینگے اور یا طلسم کشا کو قتل ہی کرین گے

اب دو کلمے داستان احوال خیر مآل لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

راویان اخبار و ناقلان آثار لکھتے ہین کہ امیر قباد نیک نہاد سے چالیس روز کا وعدہ کرکے طلسم مین تشریف
لائے تھے جب اکتالیسوان دن ہوا اسپر کو انتشار پیدا ہوا علمشاہ نے قباد سے کہا اے شہریار ابکی امیدوار
ہون کہ رخصت ملے تو جاکر امیر کی خبر لاؤن قباد نے خلعت رخصت عنایت کیا یہ تو اُسی راہ سے چلے جدھر سے
محبوسان طلسم گئے ہین دوسرے روز عمرو سوچا کہ کبھی مین امیر سے جدا نہین ہوا حیف کا مقام ہی کہ علمشاہ
تو تلاش امیر مین جائے اور مین نہ جاؤن یہ خیال کرکے خواجہ نے بادشاہ اسلام سے رخصت لی اور اُسی
راہ سے یہ بھی چلے پہلے علمشاہ جیو ترے پر گئے وہی عورت آئی جسکا ذکر ہوچکا ہی اور اسی طرح اندھیر
ہوا ایک پنجہ پیدا ہوکر علمشاہ کو اُٹھائے گیا وہ پنجہ میمون جادو کا تھا اُسنے اُنھین لیجاکر انتشار کے
سامنے حاضر کیا اور کہا اے شہریار یہ امیر کا بیٹا ہی طلسم مین قید ہوا تھا مین حضور کی خدمت مین لے آیا
یہ بہت خوش ہوا کہ اب حمزہ مجھے کیا ایذا دے سکتا ہی اگر میری ایذا رسانی کا قصد کریگا تو مین اُسے قتل
کرونگا یہ کہکر اپنے سامنے قید کیا دوسرے روز پھر میمون آیا آداب بجالایا اور عمرو کو مقید بقید سحر
حاضر کیا انتشار خواجہ کو دیکھکر اور بھی خوش ہوا اور کہا او ساربان زادے تیری شکایت جمشید و
سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اب تجھے مین عذاب الیم مین مبتلا کرکے مارونگا اور سحر پڑھنا شروع کیا

بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی اُسنے کہا ای علمشاہ چلا جا یہ کہنا تھا کہ علمشاہ خود بخود زمین مین غرق ہو گئے
پھر زمین ہموار ہو گئی انتشار نے خوب چیخکر تین مرتبہ کہا یا جداہ اس سے خبردار رہیگا اور بہت احتیاط
سے اسے رکھیگا عمرو نے جو یہ دیکھا روح نکل گئی ہاتھ جوڑنے لگا کہ ای شہریار میرے بارے مین یہ جو
آپ نے فرمایا محض لوگون کا افترا ہی مین بالکل احمق ہون اول درجے کا گمنامی ہون دلیل یہ رکھتا ہون
کہ جیسے کہیے اُسے سجدہ کرون انتشار نے کہا کیون مجھے دم دیتا ہی خیر سمجھا جائیگا اب پوچھونگا کہ مین نے
تیری سرایندگی کی بہت تعریف سنی ہی عمرو نے کہا دکھو مین راگ مجھے نہین یاد ہی تھوڑی دیر مین تو
قتل ہو جاؤنگا گاؤن کس دل سے میمون نے عمرو کو ترسول دکھایا کہ گانا شروع کر نہین تو اس سے
پیٹ پھاڑ ڈالونگا جب تو خواجہ صاحب ڈر کے مارے گانے لگے ایسا گائے کہ تمام حاضرین محفل
مست و لایعقل ہو گئے عمرو نے کہا کہ اگر میرا ایک ہاتھ کھل جاتا تو مین نی بجاتا اور نئے نئے راگ سناتا بلکہ
راگ لاتا انتشار نے کہا راگ لانا کیا معنی خواجہ نے جواب دیا کہ وہ راگ گاتا جو دنیا مین نہین ہین میرے
ہی بنائے ہوے ہین اُسنے میمون سے حکم کیا کہ ایک ہاتھ اسکا کھول دو غرض ایک ہاتھ انکا جب کھلا
تو بانسری نکالکر خواجہ نے خوب بجائی جب تمام محفل وجد مین آئی تو عمرو نے زنبیل سے روئی رفع بیہوشی
کی نکالکر اپنے دونون نتھنون مین دے لی اور عطر بیہوشی نکالکر تمام جسم مین ایک ہاتھ سے ملا اُسکی
خوشبو سے تمام حاضرین جلسہ جھومنے لگے اور کئی منٹ مین بیہوش ہو گئے خواجہ نے کمند آصفاے باصفا
زنبیل سے نکالکر میمون پر پھینکی اور جھٹکا مارکر اپنے پاس گھسیٹ لیا پھر زنبیل سے خنجر نکالکر اُس خود سر کا
سر کاٹ ڈالا تاریکی چھا گئی دار و گیر کا غل ہوا بعد تھوڑی دیر کے بیرون نے آواز دی کشتی مرا کنامم میمون
جادو بود جب کئی ساعت کے بعد روشنی ہوئی تو خواجہ نے اپنے تئین رہا پایا اور تمام محفل کو بیہوش پایا
جلدی سے استرہ نکالکر انتشار کی داڑھی مونڈی مگر کئی بال باقی رہنے دیے ایک رقعہ لکھکر ان بالون مین
باندھا کہ منم شاہ عیاران کیون ای انتشار دیکھا تو نے ہمارے خدا کو کیسا ہجو رہا کیا ہمارا نام [illegible]
کافران بھی ہی اگر تجھے داڑھی کا شوق ہو تو ہر سال خراج ریش ہمین بھیجا کرنا اور جو جو بیہوش پڑے تھے اُنکو بھی [illegible]
نوبت کو پہونچا دیا کہ سب کے منہ نصف سیاہ اور نصف سرخ رنگے بعد اسکے خواجہ عمرو تلاش امیر کشور گیر مین روانہ ہوے
لیکن تمام اسباب بارگاہ انتشار کا نذر زنبیل کر گئے اب حال علمشاہ کا سنیے کہ یہ جو زمین مین غرق ہوے تو ایک
باغ مین پہونچے نہایت پر تکلف گلشن تھا اُسمین ایک عورت سیاہ فام نام خدا چار سو برس کا سن [illegible]
کے دن بارہ دری مین گاؤ تکیے سے لگی بیٹھی ہی اور اُسکے پہلو مین ایک نازنین مہ جبین متمکن ہی علمشاہ اُس ماہ [illegible]
عاشق ہوے اور وہ اُنھین دیکھکر فریفتہ ہوئی بڑھیا نے جو علمشاہ کو دیکھا ایک قفس بزور سحر تیار کرکے انکو اُسمین
قید کیا اور ایک ساحرہ بچی کو دیکر کہا کہ بڑے محبس مین لیجا وہ قفس لیکر مکان مین آئی اور چھت مین لٹکا دیا اب جو
علمشاہ نے دیکھا تو چھت مین بہت سے پنجرے لٹکے ہین ایک پنجرے مین ایک پیرمرد بھی قید ہی علمشاہ نے اُس سے
مخاطب ہوکر حال پوچھا اُسنے کہا کہ پہلے آپ اپنی حقیقت اور گرفتار ہونے کی علت بیان کرین تو مین بھی اپنا ماجرا
کہونگا اُنھون نے تمام کیفیت امیر کے آنے کی بیان کرکے کہا کہ مین اُنکا بیٹا ہون اُنھین کی تلاش مین آکر گرفتار ہوا ہون
پیرمرد نے کہا اب میری کیفیت سنیے کہ نام میرا شہریار شاہ ہی مین اس طلسم کا بادشاہ تھا اور انتشار میرا وزیر تھا
میری نسل مین اسلاف کرام سے ایک مہرہ سیاہ چلا آتا ہی کہ وہ مہرہ جسکے پاس ہو وہی اس طلسم پر حکمرانی کرے

یہ لکانہ جسنے آپ کو قفس مین بند کرکے یہان بھیجا ہو یہ انتشار کی نانی ہو محل مین بہت معزز تھی موقع پاکر مہرہ
لیگئی چنانچہ انتشار اُسی مہرہ کی برکت سے بادشاہ ہوگیا اور تمام میرے لواحق کو قتل کرڈالا ایک لڑکی
میری کہ نام اُسکا ملکہ گلفام سہی قامت ہو وہ نہایت کمسن ہو اور ماہر جادو نانی انتشار کی اُس سے مالوف
بھی تھی اسکو تو ماہر نے پال لیا اور کوئی میری نسل سے نہ بچا مجکو یہان قید کیا اب آپ مجھ سے فرمائین کہ جب
امیر طلسم کو فتح کرین تو سلطنت میری مجکو ملے علمشاہ نے اقرار کیا وہ وہین مسلمان ہوا علمشاہ نے پوچھا
کہ وہ مہرہ کہان ہو شہریار نے کہا کہ چھت مین اُسے لٹکایا ہو اسکے نیچے پلنگ بچھایا ہو اُس پلنگ پر خود سوتی
ہو یہان گلفام کا یاد علمشاہ مین بہت غیر حال ہوا خواب و خور حرام ہوگیا ماہر نے کہا شاید قیدی کو دیکھکر
میری بچی ڈر گئی جو جو علاج ہوتا ہو حالت اسکی ردی ہوتی جاتی ہو یہ خبر زلالہ جادو کو پہونچی زلالہ ملکہ کی پھوپی
بھی ہو اور دایہ کی بیٹی بھی ہو یہ دیکھنے کو آئی اور الگ لیجاکر کہا ای ملکہ مین تمھاری جان نثار قدیم ہون اگر کوئی راز
ہو تو مجھ سے نہ چھپانا جب ملکہ نے اُسے اپنے اوپر مہربان پایا تو کہا ای زلالہ ایک اسیر طلسم پر دل آیا ہو گویا دل
ہاتھ سے گیا اسکی ایسی صورت ہو کہ شعر مین تو کیا ہون خود اگر دیکھے اُسے حسن آفرین ؛ اپنی حسن‌نمائی پہ حیران
خود وہ صورت گر رہے ؛ شاہی اُسکے روے انور سے نمایان ہو امی جان کی زبانی سُنا ہو کہ وہ علمشاہ بن
حمزہ ہو اگر اُس سے ملنے کی تو نے کوئی تدبیر بتائی تو البتہ زندگی ہوگی ورنہ جینا محال ہو اتنا تو کر کہ محبس کلان مین
جاکر اُسکی خیر و عافیت مجھے لادے اور اُسکو بھی میرا حال سُنادے اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہو ابھی جاتی ہون
غرض زلالہ گئی اور محافظان محبس کو بزور سحر بیہوش کیا اندر آکر عقلیہ علمشاہ کو دریافت کرکے مزاج پرسی
ملکہ کی جانب سے کی پھر ملکہ کی کیفیت سنادی علمشاہ نے کہا کہ میری طرف سے کہنا ای ملکہ میری خواہش ہو
تو مہرۂ سیاہ جس طرح بنے ماہر سے لیکر مجھے پہونچادے زلالہ یہ سُنکر گلفام کے پاس آئی اور علمشاہ کا پیام
دیا اسنے کہا کہ یہی وقت ہو امی جان سو رہی ہین جاکر نکال لائین غرض یہ دونون لرزان و ترسان بارہ دری
مین آئین دیکھا کہ ماہر کے سینے پر مہرہ آویزان ہو زلالہ نے خنجر کو ایک چوب دستی مین باندھکر ڈورا کاٹا
گلفام نے دوپٹے کو پھیلا کر روکا کہ اُس شب فرقت کی خالہ کے اوپر نہ گرنے پائے جب مہرہ حاصل ہوگیا
تو زلالہ کو دیا کہ جا دے آ وہ اُسی طرح پھر پہونچی جیسے ہی مہرہ علمشاہ کو دیا قفس کی تیلیان ایک ایک
کرکے مثل شاخہاے خزان رسیدہ کے گر گئین علمشاہ رہا ہوگئے شہریار شاہ نے کہا ای شہریار مجھے نہ
فراموش کیجیے گا علمشاہ نے کہا قول مردان جان دارد گھبراتے کیون ہو اب یہ تو کہو کہ تمھاری رہائی کی
کیا سبیل ہو اُسنے کہا جبتک وہ لکانہ نہ مریگی رہائی میری محال و ممتنع ہو کیونکہ اُسنے طلسم بند کردیا ہو علمشاہ
اُسکی بخوبی خاطر جمع کرکے ہمراہ زلالہ ملکہ کے پاس آئے زلالہ نے پہلے آکر ملکہ کو خبر دی کہ وہ آتے ہین ملکہ کا شکل
دہشت سے یہ حال ہوا کہ اپنی جگہ سے جنبش کرنا محال ہوا زلالہ کو کچھ جواب نہ دیا اُسنے آکر علمشاہ سے کہا کہ
ملکہ آپ سے کسی بات پر خفا ہوگئی ہین یا تو بیتابی تھی یا خبر آمد سُنکر خاموش ہو رہین علمشاہ خود ملکہ کے پاس
آئے اور کہا ای جان جان و ای آرام دل پر ارمان میری کیا خطا ہو اسکا بھی جواب نہ دیا جب تو علمشاہ نے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمھین قسم ہو اپنے حسن خداداد کی کچھ منھ سے بولو جب تو دبی زبان کہا کہ بیٹھو علمشاہ
پہلو مین بیٹھ گئے زلالہ کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوئی علمشاہ نے ملکہ و زلالہ کو مسلمان کیا دور جام مئے
لالہ فام بے دغدغۂ انجام ساتھ گلفام کے چلنے لگا جب چار گھڑی رات باقی رہی تو زلالہ نے کہا ای شہریار

اب رات کم ہی چلکر ماہر کا کام تمام کر دیجیے پھر عیش کیجیے یہ سُنکر علمشاہ اُٹھ کھڑے ہوے زلالہ نے ایک
تلوار دی اور کہا آپ قسم کھائیے کہ مین سوتے مین ماہر کو مارونگا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمارا یہ آئین نہین
ہی ملکہ نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ ہم سب کی جانین اس مہرے کی بدولت جائینگی اُنھون نے کہا اچھا جیسا تم کہوگی
ویسا ہی ہوگا غرض تلوار لیکر آگے یہ اور پیچھے پیچھے ملکہ و زلالہ چلین یہ دونون تو پس پردہ کھڑی رہین
علمشاہ بارہ دری مین آگئے اور پیر مین اُس لکاتہ کے نوک تلوار کی چبھو دی اُسنے آنکھین کھول دین پہچانا کہ
یہ تو وہی قیدی پسر حمزہ ہی کہا ارے تو یہان کہان کسکی مجال تھی جو میری زندگی مین تجھے رہا کر دیتا معلوم ہوا
کہ تو ہمزادی خوب ہوا کہ تو آگیا مین تیرا بیر بناؤنگی تو بہادر بھی بہت تھا تجھ سے بہت کام نکلینگے علمشاہ نے
کہا او لکاتہ اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی مین تیرے واسطے ملک الموت بنکر آیا ہون اُسنے گھبرا کر چھت
کیطرف جو نظر کی مہرے کا صندوقچہ نہ پایا جان نکل گئی سمجھی پیچ پڑا بزور سحر اُسنے ایک دیوار آہنی درمیان مین
حائل کر دی زلالہ اور ملکہ یہ دیکھکر بہت گھبرائین کہ غضب ہوگیا اتنے مین علمشاہ نے مہرہ سیاہ کو دیوار سے
چھوا دیا فوراً وہ دیوار غائب ہوگئی جب تو وہ روباہ خصال شیرنی بنکر دوڑی علمشاہ نے مہرہ سامنے کیا اب
جو غور سے دیکھا تو ایک بڑھیا چارون ہاتھ پاؤن سے چلی آتی ہی علمشاہ نے جھپٹ کر تلوار ماری سر کٹکر دور
گرا شور دار و گیر بلند ہوا آندھی آئی تاریکی ہوگئی پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ماہر جادو بود بعد
تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی لاش اُس لکاتہ کی پڑی دیکھکر زلالہ اور ملکہ دونون بہت خوش ہوئین ملکہ علمشاہ
کو لیکر اپنی بارہ دری مین آئی زلالہ نے کہا ای شہریار ابھی دغدغہ باقی ہی کہ گرد و نواح کے ساحر آکر یورش
کرینگے علمشاہ نے کہا خدای ما بزرگ است غرض پھر وہی صحبت عیش برپا ہوئی ساغر شراب کا گردش مین
آیا اتنے مین شہریار شاہ نے آکر دروازے پر دستک دی زلالہ نے کہا ای شہریار غضب ہوا شہریار شاہ اپنے
ہمراہ فوج لیکر شاید آیا ہی علمشاہ نے کہا ڈرو نہین وہ میرا دوست ہی اندر بلالو زلالہ اُسے اندر لائی آکر
اُسنے علمشاہ کو مجرا کیا اُنھون نے مسند سے اُٹھکر تعظیم کی اور ملکہ سے کہا کہ یہی تمھارے باپ ہین اُنسے ملو وہ
اُٹھکر گلے سے چمٹ گئی شہریار شاہ نے کہا آپ نے مجھے عمر دوبارہ بخشی سلطنت دلوائیے سوا اس دختر کے اب
کوئی میرا نہین ہی اور آپ اب یہان توقف نہ فرمائیے کیونکہ انتشار جب سنیگا نو لاکھ ساحرون سے آئیگا
اگرچہ ایک لاکھ ساحر اسوقت میرے بھی مطیع ہین مگر پھر بھی ابھی اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہون لیکن
انشاء اللہ تو سہی کہ اس نمکحرام کو قرار واقعی سزا نہ دی تو کچھ کام نہ کیا آپ فی الحال خدمت امیر مین تشریف
لیچلین علمشاہ راضی ہوے اُسنے بزور سحر ایک گھوڑا تیار کیا اُسپر علمشاہ سوار ہوے محافے مین ملکہ کو بٹھایا
شیر پر خود سوار ہوا زلالہ اور بہت سی ساحرنیان ماہر کی مطیع اسلام ہو گئی تھین سب ہمراہ ہولین اور سب کے
سب روانہ ہوے ادھر انتشار کی آنکھ جو کھلی تو اپنے تئین زمین پر پڑا دیکھکر حیران ہوا آنکھین پھاڑ پھاڑکر
چارون طرف دیکھنے لگا اتنے مین حاضرین جلسہ ہوش مین آئے کسی نے کہا ای شہریار آئینے مین اپنی صورت تو ملاحظہ
فرمائیے اُسنے سر ہلایا چھن چھن آواز آئی گھبرا کر آئینہ مانگا اب صورت دیکھی تو بہت ہنسا چار ابرو کا صفایا داڑھی
مین چند بال ہین اُنمین گھنگھرو بندھے ہین اور ایک رقعہ بھی بندھا ہی منھ کالا ہی تمام بارگاہ لٹی پڑی ہی اور سب
حاضرین محفل لوٹ رہے ہوے ہین رقعہ کھولکر پڑھا چارون طرف دیکھا عمرو کو نہ پایا بہت غصہ کیا اور حکم دیا کہ
تمام طلسم مین تلاش کرکے اُس ساربان زادے کو لاؤ لوگ تلاش عمرو مین چلے اور خواجہ جو چلے تھوڑی دور پر

جاکر ایک بارگاہ زربفتی نظر آئی خواص کی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ مسند پر امیر بیٹھے ہین اور
پہلو مین ایک نازنین مہر تمکین جلوہ گر ہی عمرو نے کہا یہ عرب بھی بڑا خوش نصیب ہی جہان جاتا ہی ایک نہ ایک
معشوق سے گرم صحبت ہوتا ہی اتنے مین ایک دیو نے آکر خبر دی کہ رستم فیلتن طلسم مین آئے انتشار نے زیر زمین
اُنھین قید کیا بعد اسکے خواجہ آئے وہ بھی قید ہوے مگر تمام محفل کو بیہوش کرکے نکل گئے امیر بیتاب ہو کر اٹھ کھڑے
ہوے کہ جاکر علمشاہ کو چھڑا لاؤن قتانہ نے کہا ای شہریار پہلے لوح سے مشورہ کیجیے پھر کمین جانیکا قصد کیجیے
غرض امیر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ قریب تر ملاقات ہوا چاہتی ہی خانہ حیات برقرار ہی امیر یہ دیکھکر خاموش ہو رہے
عمرو نے گلیم اوڑھ کر آواز دی او عرب دیکھی تیری مروت امیر نے آواز پہچانی اور کہا ای خواجہ اگر آئے ہو تو
سامنے آؤ عمرو اپنی صورت اصلی سے سامنے امیر کے آئے سب خواصین ملکہ کی چیخکر بھاگین اور کہا یا امیر انتشار
نے شاید بن مانس کو بھیجا ہی ہمین اُسکی صورت سے خوف آتا ہی امیر نے کہا ڈرو نہین یہ آدمی ہی عمرو نے کہا ای امیر
یہی شرط محبت تھی کہ بیٹے کی گرفتاری کا حال سُنکر بیتاب نہ دوڑے اور ہماری خبر بھی نہ لی امیر نے کہا ای خواجہ تمہاری
خبر رہائی کی بھی تو سُن لی تھی عمرو نے کہا خیر یہ تو سب ہوا اب مجھے یہ تو بتاؤ کہ ایسی بدصورت عورت کو اپنے پہلو مین کیون
بٹھایا گول چہرہ کالا رنگ آنکھو نہین موتیابن سر مین بالخورہ قتانہ نے کہا او غول بیابانی اپنی صورت تو دیکھ میری ملکہ
کو کیا کہتا ہی جسکا آج عالم مین نظیر نہین امیر نے قتانہ کو اشارے سے منع کیا اور ملکہ سے کہا تم برا نہ ماننا اسکی ہنسنے کی
خو ہی دوسرے یہ مرد طماع ہی اسے کچھ دو ملکہ نے کئی صندوقچے زر و جواہر کے عمرو کو دیے جب تو خواجہ نے کہا اصل
تو یہ ہی کہ لعل پتھر سے ٹوٹ گیا ہی ای امیر کہان تو مجاور زادہ اور کہان یہ شہزادی میرے نزدیک تو چاند مین گہن
لگ گیا سب حاضرین جلسہ ہنسنے لگے اتنے مین ہرکارے نے آکر امیر کی خدمت مین عرض کیا کہ لشکر ساحران آتا ہی
شاید انتشار نے عزم مصاف کیا ہی یہ سُنتے ہی خواجہ باہر نکل آئے دیکھا تو لشکر ساحرون کا چلا آتا ہی آگے علمشاہ
گھوڑے پر سوار اُسکے پیچھے ایک شخص شیر پر سوار ہی اور باقی ساحر بازلط قرقرے وغیرہ پر سوار ہین ترسول نسول ہاتھون
مین شعلے منھ سے نکلتے ہین اور ایک محافہ بھی سبکے بیچ مین ہی خواجہ عمرو دوڑے امیر سے آکر کہا مبارک ہو علمشاہ
آتے ہین یہ سُنکر امیر بیتاب ہو گئے اور بارگاہ کے باہر تشریف لائے علمشاہ امیر کو دیکھکر گھوڑے سے کود کر امیر کے
قدمون پر گرے امیر نے سر اُنکا سینے سے لگایا اور شہریار شاہ نے آکر نذر دی امیر نے نذر اُسکی قبول علمشاہ کو
لیکر بارگاہ مین آئے قتانہ سے کہا تم سواری اُتروا لو اور ملکہ سے کہنا کہ یہ میری بہو ہی اپنے برابر مسند پر بٹھانا بہت
خاطر کرنا غرض قتانہ نے سواری اُتروائی اور جاکے ملکہ سے کہا ماہ سیما گلفام کو استقبال کرکے لیگئی گلفام
نے سلام کیا ماہ سیما نے لیجاکر مسند پر بٹھایا یہان علمشاہ نے تمام کیفیت شہریار کی امیر کے سامنے بیان کی کہ
یہ بادشاہ طلسم ہی انتشار اسکا ملازم تھا بسبب نمک حرامی کے بادشاہ بن بیٹھا امیر نے فرمایا کہ ای شہریار تم خاطر جمع
رکھو انشاء اللہ المستعان اس شیطان کو اس گستاخی کی سزا بہت جلد دیتا ہون اور تمھین تخت پر بٹھائے دیتا ہون
غرض ناچ رنگ کی صحبت مین کئی ساعت امیر بیٹھے رہے بعد کو اُٹھکر محل مین تشریف لیگئے علمشاہ نے گلفام
کو مہرہ دیکر کہا کہ تم بھی معززان طلسم سے ہو اسے اپنے پاس رکھو عمرو نے جاکر یہ خبر امیر کو دی کہ علمشاہ نے ایسی
نادر چیز ضایع کر دی امیر نے بھی تاج یاقوتی ماہ سیما کو دیا اور فرمایا کہ اب تم پر بھی کوئی سحر نہ کریگا عمرو کو بڑا صدمہ
ہوا کہ جو بیٹا کرتا ہی وہی باپ بھی کرتا ہی خواجہ کے چہرے سے آثار ملال جو ظاہر ہوئے امیر نے بفراست دریافت
کرکے وہ ٹکڑا جسمین تختی لوح نکلی تھی عمرو کو دیا کہ او خواجہ یہ تم اپنے پاس رکھو تاج اور مہرے سے یہ کسی طرح

کم نہین ہی خواجہ نے بسبب مالیت ہونے کے اُسے نہ لیا اُدھر انتشار شاہ کو ماہر جادو کے مرنے کی خبر ہوئی اور
یہ بھی سُنا کہ علمشاہ شہریار کو رہا کرکے خدمت امیر مین لے گیا فوراً اُسنے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو غرض جب
لشکر اُسکا سب مسلح و مکمل ہو چکا تو یہ طرف باغ کرامت کے روانہ ہوا یہان ہرکارون نے آکر یہ خبر امیر کو پہونچائی
کہ انتشار نے لشکر کشی کی ہے قریب تر بارادہ جدال و قتال آیا چاہتا ہے امیر نے بھی باہر باغ کے بارگاہ برپا ہونے کا
حکم دیا انتشار کا خیمہ و خرگاہ آگیا اور میدان مصاف صاف ہونے لگا جب دونون لشکرون کے میدانمین خیمے برپا
ہو چکے شب کو طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی کے انتشار کیطرف سے
صورت نگار میدان مین آیا اُدھر سے شہریار شاہ امیر سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا صورت نگار نے
ایک نارنج مارا شہریار نے سحر کیا نارنج مثل ثمر خزان رسیدہ کے زمین پر گر پڑا اور خود سحر پڑھکر ایک ترنج صورت نگار
پر مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اور ایک ساحر اُسکی طرف سے آیا اُسکا بھی ایک ترنج مین کام تمام کیا غرض
شہریار نے کئی ساحر مارے انتشار کو انتشار پیدا ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دوسرے روز خود میدانمین
آیا اُدھر سے امیر تشریف لیگئے جو تلوار فتانہ نے دی تھی فقط وہی ہاتھ مین تھی انتشار نے بزور سحر اژدہا امیر کی
جانب بھیجا جب قریب آیا تلوار کی برکت سے نیلا سوت دکھائی دیا امیر نے جھپٹ کر ایک ہاتھ جو مارا تو انتشار
کے مع مرکب چار پارکالے ہو گئے فوج نے جو یہ دیکھا تو یکبارگی سب نے حملہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی اُدھر سے امیر کی
فوج بھی ٹوٹ پڑی خوب گھمسان کی لڑائی دو پہر تک رہی آخر انتشار کی فوج نے شکست کھائی امان مانگی امیر نے
سبکو امان دی اور مسلمان کر کے شہریار کا مطیع کیا سب نے کہا کہ ہمارا بادشاہ تو یہی ہے خوب ہوا کہ وہ بدکام مارا گیا
شہریار کو تخت پر بٹھایا اور پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا اے حمزہ تمام دربند فتح ہو گئے اب طلسم کو بانی دوسرا تمہارا
فرزند فتح کریگا تم اپنی مراد کو پہونچ گئے فرزند مرتاد کو بھی رہا کر لیا اب تم چلے جاؤ دربند جو ٹوٹ گئے تو راہ بھی کھل گئی
یہ دیکھکر امیر نے اپنی شادی ماہ سیما کے ساتھ اور علمشاہ کی گلفام کے ساتھ کر کے شہریار سے رخصت چاہی اُسنے
بعد کئی روز دعوت کرنے کے امیر کو رخصت کیا امیر مع علمشاہ و خواجہ عمرو و ماہ سیما و گلفام و ملکزادہ
وغیرہ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے اور جس راہ سے جا کر یہ سب قید ہوئے تھے وہ راستہ کھل گیا تھا اُدھر سے
کئی روز مین داخل لشکر ہوئے قباد سے ملے مرتاد شاہ سے ملکزادہ کو ملایا بعد اُسکے ملکہ مہرنگار کے پاس
گئے تمام لشکر مین تہنیت کی دھوم ہوئی امیر نے جشن نوروزی کیا اور مصروف عیش ہوئے

اب دو کلمے داستان آنا شتر سوار کا حلب سے اور جانا علمشاہ و سعد و لندھور کا جانب حلب

شعر زراویان سخن سنج این چنین مرویست ٭ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ٭ راوی عجائب نگار لکھتا ہے کہ
ایک روز امیر بارگاہ مین تشریف فرما ہین کہ ایک شتر سوار نامہ لیکر آیا سیف ذوالیدین نے پڑھا وہ نامہ
عبدالجبار حلبی کیطرف سے اِس مضمون کا تھا کہ ہیکلان عاد مغربی نے ایک پہلوان جنید نام اُسکو جو چودہ سو
من کا حربہ باندھتا ہے اسواسطے بھیجا ہے کہ یا تو آکر ثمرات کو سجدہ کرو اور یا لڑو یا امیر ہین اُس سے لڑنیکی طاقت
نہین ہے کسی بہادر کو بھیجیے کہ وہ آکر ہماری جان اور ایمان بچائے بمجرد سُننے اس مضمون کے امیر نے جام بھر کر
رکھا کہ کوئی بہادران مین سے جائے علمشاہ نے اُٹھکر جام پی لیا اور دو لاکھ فوج اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوئے دوسرے روز پھر امیر نے جام بھر کر رکھا کہ اور بھی کوئی جائے سلطان سعد نے جام پی لیا اور دو لاکھ
فوج لیکر یہ بھی روانہ ہوئے تیسرے روز پھر امیر نے جام بھر کر رکھا کہ ایک دلاور اور جائے لندھور جام پی گیا

دو لاکھ فوج سے چلا یہان ہیکلان نے جنید کو تقید کر دی تھی کہ جاتے ہی قلعے کا محاصرہ کر لینا غرض اُسنے
آتے ہی قلعے کو گھیر لیا اور نہیب دی کہ کوئی تم مین سے اگر مرگ کا خواہان ہو تو مجھ سے مقابلہ کرے ورنہ کل
قلعہ لیلونگا اور نہین تو ثمرات سخنگو کو سجدہ کرو عبد القہار و عبد الجبار نے سُنکر کچھ جواب نہ دیا اور یہی کہا کہ
جو مرضی خدا کی غرض رات کو جنید نے ایک شخص کو اپنی طرف سے بھیجا کہ جو تو جا کر سمجھا میری طرف سے کہنا
کہ کیون اپنی جان دینے پر آمادہ ہو مجھ سے لڑنا گویا ملک الموت سے پنجہ کرنا غرض وہ ایلچی قلعے مین آیا اور سب
مراتب تعلیم کیے عبد الجبار نے کہا ثمرات سخنگو پر لعنت اور اُسکے پرستارون پر لعنت ہو کہنا کہ اے
جنید خداے ما بزرگ است ایلچی بے نیل مرام واپس آیا صبح کو جنید نے تین لاکھ فوج سے قلعے پر حملہ کیا
لیکن قلعہ بہت مستحکم تھا کوئی قریب قلعے کے بھی نہ پہونچا خندق کے اسیطرف سب رہے جب تو جنید نے سبکو منع
کیا اور کہا کہ تم سب ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون یہ کہکر گرز سنبھالا اور خندق کے کنارے پہونچکر پکارا اے عبد الجبار
اب یہ قلعہ میرا ہو چکا نکل باہر کسی نے جواب نہ دیا جنید جست کرکے اُس پار پہونچا اور گرز اُٹھایا کہ دروازے کو
توڑے جب تو تمام زن و مرد رونے پیٹنے لگے عبد الجبار نے بھی دعا مانگنا شروع کیا کہ بیابان کی جانب سے
گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ آگے علمشاہ ہین اور اُنکے پیچھے بہت فوج ہے یہ دیکھکر عبد الجبار
نے سجدۂ شکر بدرگاہ بے نیاز کیا اور کہا کہ ہان نقارۂ شادمانی بجاؤ نقارے کی آواز جو جنید نے سُنی کہا او
عبد الجبار اپنی مرگ کی خوشی کرتا ہے عبد الجبار نے کہا کہ اب تیری مرگ کی شادی ہے اتنے مین علمشاہ
نے قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او نامرد کہان جاتا ہے جنید نے پھر کر کہا تو نے کیونکر مجھے نامرد جانا دیکھ اس
خندق کو کس سہولت سے مین نے عبور کیا ہے اور تو کون ہے علمشاہ نے کہا منم رستم پیلتن و خیلکن کشندہ قویل
ہندی و کپیتان فرنگی او گیدی لا کیا ضرب رکھتا ہے اتنے مین علمشاہ بھی خندق کو عبور کرکے پاس پہونچ گئے
جنید نے خفا ہو کر ایک تلوار ماری علمشاہ نے سپر چہرے کی پناہ کی تلوار سپر کو کاٹتا دو ابروؤن تک آئی خون کی چادر
آنکھون پر آئی اُنھون نے رومال سے چہرے کا خون پاک کرکے ایک ہاتھ مارا مگر بسبب زخم سر کے ہاتھ اوچھا
پڑا اُسنے شمشیر کو سپر پر لیا تھا تلوار نے سپر و خود کو کاٹا خفیف سا زخم سر پر بھی آیا اتنے مین فوج جنید کی آ گئی اور
اپنی علمشاہ کو گھیر لیا انکی فوج نے جو یہ دیکھا وہ بھی ٹوٹ پڑی اُدھر قلعے مین سے عبد الجبار و پیر قرخاری وغیرہ
بھی اپنی فوج لیکر نکلے دھاوا ہو گیا تین پہر تلوار چلی کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار ہو گئے جنید کی فوج
پسپا ہونے کو تھی کہ وہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے مین پھر گیا علمشاہ قلعے مین آئے زخم مین ٹانکے دلوائے
اُدھر اُسنے بھی اپنے زخمیون کے ٹانکے دلوائے دو پہر رات گذری تھی کہ سعد کا نعرہ ہوا اور آکر جنید کی فوج پر
مع فوج کے گرے تلوار چلنے لگی یہ خبر عبد الجبار کو پہونچی وہ بھی اپنی فوج لیکر نکلا پیر قرخاری نے بھی تلوار کھینچ لی
یہان علمشاہ بسبب تکلیف زخم کے غش مین تھے انھین خبر نہین ہوئی غرض دو پہر دن اور دو پہر رات تلوار
چلی کہ سلطان سعد و پیر قرخاری پر حلقہاے کمند پڑ گئے اور لیجا کر انھین قید کیا عبد الجبار پھر قلعہ بند ہوا جب
علمشاہ کو ہوش آیا سعد کے قید ہونیکی کیفیت سُنی کمال ملال ہوا اور قصد کیا کہ ابھی جا کر چھڑا لاؤن عبد الجبار
نے بمنت روکا کہ آپ کا حال بہت سقیم ہے ایک عرضی امیر کو لکھیے اُسوقت تک آپ کو بھی صحت ہو جائیگی اُدھر جنید
نے سعد کو اپنے سامنے طلب کرکے کہا کہ اگر تو ثمرات کو سجدہ کرے تو تجھے چھوڑ دون سعد نے لعنت کی اُسنے
کہا یہ واجب القتل ہے اسے قتل کرو اور پانچ سو سوار بھی قید ہو گئے تھے انھین بھی قتل کرنے کا حکم دیا

پیر فرخاری اور سعد نوجوان مع پانچ سو سوارون کے زیر تیغ بٹھلائے گئے کہ ہلال عاد وانصار عاد نے کہا ان سبکو ہیکلان کے
پاس بھیجدو ایسا نہو کہ وہ خفا ہو غرض ان سبکو قید کرکے ہلال عاد کو مع تین سو سوارون کے ہمراہ کرکے ہیکلان کے پاس
روانہ کیا اور دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا جب قلعے سے کوئی نہ نکلا تو خندق پر آکر نہیب دی کہ اب تو کوئی
حاجت نہیں ہے چلو تم سب بھی ہیکلان کی خدمت مین کہ اتنے مین پشت پر سے آواز آئی باش اور نامرد اُسنے پھر کر
دیکھا تو ایک شخص کو ہاتھی پر سوار پایا پوچھا کیا نام رکھتا ہے اُسنے کہا منم لندھور بن سعدان رستم ہندوستان لا کیا حربہ
رکھتا ہے شعر بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ جنید نے گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا
لیکن ہاتھ لندھور کا مثل ستون کے قائم رہا پھر گرز لندھور نے جو مارا اُسنے بھی گرز کو پناہ سر کیا گرز پر گرز پڑا دونون گرز سر مین
در آئے اور سر دھڑ مین دھڑ گینڈے کی پیٹھ مین گینڈا زمین مین دھنس گیا ایک تھلتھلا خون کا زمین مین بن گیا فوج نے
زغہ کر دیا لندھور کی فوج بھی آپڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی عبد الجبار و عبد القہار بھی فوج لیکر نکلے خوب تلوار چلی ایک لکھ
اٹھارہ ہزار فوج جنید کی رہگئی وہ بھاگی اور جہان خیمے تھے وہان پہونچ کر چاہا کہ اپنے خیمے لیکر بھاگین مگر لندھور
کب دار لینے دیتا ہے ہزارہا کو وہان بھی قتل کیا غرض جو باقی رہے وہ بھاگے اور جاکر ہیکلان کو خبر کی اُسنے شہر
شہر ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ کل پوتا حمزہ کا گردن مارا جائیگا جسے دیکھنا ہو آئے یہ صدا کرب غازی کے کان
مین بھی پہونچی وہ اسوقت فتاح و ملکہ گلچہرہ کی صحبت مین بیٹھا تھا یہ خبر سنکر بولا ای فتاح اب تم اپنی معشوقہ کے
پاس بیٹھو مین جاتا ہون کیونکہ خدا نے وہ دن دکھایا کہ عاشق و معشوق اکٹھا ہوئے ہین اُسنے کہا بھلا مجھسے یہ ہو سکتا
ہے کہ آپ جائین لڑنے کو اور مین عیش کرون کرب نے قسم دی کہ تم بیٹھو اور آپ باہر نکل آئے مگر وہ بھی انکے پیچھے پیچھے
چلا آیا غرض کرب فتاح و اندلس کو لیکر قتلگاہ مین آئے دیکھا کہ تماشائیون کا انبوہ ہے زیر دار سلطان سعد
و پیر فرخاری اور اُسکے دونون بیٹے اور پانچ سو سوار یہ سب بیٹھے ہین جلاد پھر رہے ہین انصار عاد جوان کی
قید لایا تھا اسی کا اہتمام ہے کرب لوگون کو ہٹاتا ہوا قریب دار کے پہونچا کہ دو چار نے روکا مگر اُسنے کسی کا کہنا
نہ سنا ایک شخص نے تلوار ماری اُسنے خالی دے کر ایک ہاتھ جو مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تماشائی تو بھاگنے لگے
تلوار چلنے لگی فتاح نے دوڑ کر ایک ہاتھ انصار پر مارا وہ زخمی ہو کر گرا اندلس نے ایک جلاد کو جہنم واصل کیا کرب
نے سامنے سعد کے پہونچ کر آواز دی کہ ای شہریار غلام آپکا آپہونچا اسکو دیکھکر سعد نے جھٹکا مارا کہ قید مثل تار عنکبوت کے
ٹوٹ گئی اور دوڑ کر ایک سوار کی تلوار چھین کے ایک سوار پر ہاتھ مارا وہ گرا اُسکے گھوڑے پر سوار ہو کر سعد بھی لڑنے
لگے اندلس نے دوڑ کر پیر فرخاری کی قید کاٹ دی ابو الفتح نے گلباد کو رہا کیا اسی طرح ایک نے دوسرے کو قید سے
رہائی دی تلوار چلنے لگی اُدھر ہیکلان کو خبر ہوئی اُسنے انقال کو کئی ہزار سوار دے کر بھیجا وہ آیا اور لڑنے لگا اتنے
مین ایک نقابدار اسی ہزار سوار لیکر آیا اور کرب کی طرف سے لڑنے لگا غرض شام ہو گئی اور فوج ہیکلان کی پسپا ہوئی
کرب و سعد صحرا کی طرف روانہ ہوئے سعد آگے بڑھ گئے تھے ایک مقام پر ٹھہرے اور کرب کا انتظار کرنے لگے
کہ اس لڑکے نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے ایسا نہو کہ دو فوج آکر اُسے گھیرے جب دیر ہوئی گلباد کو بھیجا کہ جا کر
ڈھونڈھ لا ادھر کرب سے فتاح نے کہا کہ ذرا توقف کیجیے وہ سامنے تالاب معلوم ہوتا ہے چلکر منھ ہاتھ دھوئیے
غرض یہ بیٹھے ہوئے منھ دھو رہے تھے کہ گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی فتاح نے کہا شاید
ہیکلان نے اور فوج بھیجی ہے ہوشیار ہو جیے یہ سب جلدی جلدی گھوڑون پر سوار ہوئے اب جو دیکھا
تو وہی نقابدار ہے جو آکر لڑا تھا لیکن زخمی بہت ہو گیا ہے کرب نے کہا ای بہادر تو نے ہمپر احسان کیا

اپنا نام بتا اُسنے کہا مین وہی گلچہرہ آپ کی لونڈی ہون یہ کہکر بند نقاب کھولدیے کرب نے فتاح کو بلایا
اور کہا لو بھئی تمھاری معشوقہ بھی آگئی وہ بہت خوش ہوا اتنے مین گلباد نے آکر کہا آپ کو سلطان سعد یاد
کرتے ہین کرب مع اپنے ہمراہیون کے گلباد کے ساتھ سلطان سعد کی خدمت مین آیا سعد نے نقابدار کا
حال پوچھا کرب نے بیان کیا پھر سعد نے کہا کہ نقابدار کے ساتھ تمھارا نام بھی دریافت ہو گیا مگر اپنے جد و آبا کا
نام بھی بتاؤ کرب نے کہا مین شہر اندلس کا رہنے والا ہون اور مسلمان ہون آپکو کبھی میرا حال معلوم ہو جائیگا
بلکہ میرے والد حمزہ صاحبقران کے ملازم ہین سعد نے بہت اصرار کیا مگر کرب نے نہ بتایا غرض سعد تو
امیر کے لشکر کی طرف چلے کرب اپنے شہر کیجانب روانہ ہوا یہان ہیکلان کو خبر گذری کہ انقال کا بھی انتقال
ہوگیا اور سب قیدی رہا ہوگئے مگر کرب اور فتاح کا حال نہ کھلا اب یہ سب حیران ہین کہ کون چھڑا لیگیا۔

اب دو کلمے داستان نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب نوشیروان فرنگ سے بھاگا سید حامدائن مین آیا اور عہد کیا کہ اب امیر سے نہ لڑونگا اور بختک سے
کہا خبردار کبھی حمزہ کی طرف سے کوئی بات ایسی نہ کہنا کہ جس سے پرخاش کا اظہار ہو یہ سب ذلتین تیری ہی ذات
سے ہوئین یہ خبر امیر کو بھی پہونچی وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب ہم کو لڑنا منظور نہین ہی لیکن بختک کے پیٹ
مین چوہے چھوٹ گئے کہ حمزہ نے ملک بھی لیے اور صلح بھی ہوئی ادھر نوشیروان نے امیر کو کچھ تحفے بھیجے امیر نے
نوشیروان کو ہدیے روانہ کیے اب امیر با تو قیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ صلح ہو گئی۔

اب دو کلمے داستان عرضی لکھنا بختک کا جمہور کو نوشیروان کی طرف سے طلب مدد مین اور آنا اُسکا مع فوج کے

راوی شیرین تقریر نے تحریر کیا ہے کہ سوچتے سوچتے بختک کے ذہن مین ایک فطرت آئی اُسنے سنا کہ شہر طوسیہ مین
جمہور جانسوز طوس بہادر شہنشاہ تبرزن ایسا پہلوان ہی کہ تین سو ساٹھ من کا تبر باندھتا ہی فورًا ایک عرضی
نوشیروان کی طرف سے اس مضمون کی لکھی کہ حمزہ نے میرے سب شہر چھین لیے ہین اگر آپ مدد کر کے
دلوا دیجیے تو آپ کا بڑا نام ہو اُسنے جواب مین لکھا کہ آجتک شہنشاہ نے مجھے اطلاع نہ کی اب مین حاضر ہوتا ہون
جب یہ جواب آیا بختک نے نوشیروان کو دکھایا اُسنے کہا کہ پھر تو نے وہی باتین نکالین اُسنے جواب دیا کہ وہ
بڑا جری و بہادر ہی عجب نہین کہ حمزہ کو زیر کرے اور آجکل از روے رمل بھی حمزہ کے ستارے نحس ہین اسکے
اشارے سے اور ساسانیون نے بھی کہا ای شہریار مردون کے واسطے لڑنا نام ناموری ہی وہ تو موم کی ناک تھا ہی پھر گیا
اور کہا کہ اچھا آنے دو اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ جمہور کا لشکر آگیا اب یہان سے دو چار کوس پر ہی نوشیروان
نے بختک کو بہر استقبال بھیجا اُسے لا کر نوشیروان سے ملازمت حاصل کرادی امیر اب بصرہ پر تھے نوشیروان
اسکو لیکر مع فوج و سپاہ آب بصرہ کی طرف روانہ ہوا یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ نوشیروان ایک پہلوان کو لیکر بہر مقابلہ
آتا ہی امیر کو یقین نہ آیا اور عمرو سے کہا خواجہ تم جاؤ اس واقعے کی خبر لاؤ خواجہ عمرو روانہ ہوئے تیس کوس
پر آکر دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اُترا ہوا ہی یہ دیکھکر خدمت امیر مین آکر عرض کیا یا امیر اتنی فوج ہی اور ایسے ایسے
جوان ہین کہ نہ دیکھنے نہ سنے جب تو امیر کو بھی یقین آیا غرض نوشیروان نے آکر پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر
امیر سے اپنا خیمہ برپا کیا طوس لشکر امیر کو دیکھکر حیران ہوا اور یہان سب بہادر طوس

کیطرف متوجہ تھے کہ کیا جوان ہو رات کو لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجا ادھر بھی نقارۂ زرین پر چوب پڑی رات بھر
دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو طرفین سے فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین بعد صفوف آرائی کے جمہور
میدان مین آیا اور پکار کر کہا آیا تم مین سے کس کو آرزوے مرگ ہو اگر زندگی کسی کو دو بھر ہو تو آئے کہ چھٹی کا دودھ
زبان پر ذائقہ دیجائے یہ صدا سنکر آلاگرد نے امیر سے رخصت چاہی امیر نے فرمایا کہ جا خدا کے سپرد کیا آلاگرد میدان
مین آکر ہمنگا ور ہوا بارہ قدم آلاگرد اور دو قدم جمہور پسپا ہوے پھر آلاگرد نے بھالا سنبھالا جمہور نے بھی نیزہ ہاتھ
مین لیا پہلی ہی ضرب مین جمہور نے آلاگرد کے شانے کو نشانہ کیا جب یہ زخمی ہوا عیار میدان سے لیگیا بعد
اسکے مالاگرد و استقش اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے یہ دیکھکر علمشاہ کو تاب نہ رہی امیر سے رخصت لیکر میدان مین
آئے پہلے جمہور سے ہمنگا ور ہوے پانچ قدم وہ ہٹا اور تین قدم پر علمشاہ قائم ہوئے جمہور نے تلوار کھینچ کے
کہا لاؤ کیا حربہ رکھتا ہی علمشاہ نے جواب دیا یہ ہمارا آئین نہین ہی پہلے تو حربہ کر اُسنے تلوار ماری انھون نے سپر کو بنیاد سر کیا
تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار اُنگل سر مین اُتر آئی علمشاہ کے منھ پر چادر خون کی آگئی رومال سے خون پاک کرکے ایک ہاتھ
ایسا اُس منحوس پر مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا مگر کم اتنے مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ
پر آئے شب بھر ہر شخص درستی اسلحہ مین مصروف رہا صبح کو غل ہوا کہ عمرو بن حمزہ خیمے سے غائب ہوگئے اور دوسری
روایت مین ہی کہ میدان جنگ سے ریچھ اُٹھا لیگیا بہر نوع امیر کو بڑا صدمہ ہوا تمام لشکر نوشیروان مین
تلاش کیا اور دس دس کوس سوار ہو آئے لیکن پتا نہ لگا جب تو امیر نے حکیم زادون کو طلب کرکے پوچھا کہ زائچہ
کرکے حال عمرو کا کیا بیان کیجیے اُنھون نے زائچہ کرکے عرض کیا یا امیر خانۂ حیات تو برقرار ہی لیکن عذاب الیم
مین مبتلا ہین اگر پانچ روز کی مدت مین پتا لگا تو خیر ورنہ زندگی محال ہی امیر نے فرمایا کہ نامعلوم کی تلاش کیونکر
ہوسکتی ہی بزرگ امید نے عرض کیا کہ دست راست گئی منزل کے بعد زمین زرد ہی اور وہان بو بساھندی
اور چراھندی آتی ہی جیسے مردے سڑتے اور جلتے ہین اُس صحرا مین ایک پہاڑ ہی اسی پہاڑ کے عقب مین پتا لگتا ہے
امیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مین جاتا ہون لڑائی ابھی کئی روز موقوف رہیگی کیونکہ جمہور بھی زخمی ہی یہ کہکر اشقر
پر سوار ہوے عمرو کو ہمراہ لیا اور بہت تیز و تند اشقر کو دوڑایا دن بھر مین کئی سو کوس نکل گئے شام کو
ایک مقام پر اُترکر نماز پڑھی اشقر کو چھوڑ دیا اور خود کچھ انجیر نوش کرکے آرام کیا عمرو پانون دبانے لگا جب
زیادہ رات آئی عمرو بھی سو رہا اتنے مین ایک غول صحرائی دار شمشاد بکف آیا اشقر نے اسکو دیکھکر ہمہمہ کیا امیر
بیدار ہوگئے غول کو دیکھکر نہیب دی کہ او گیدی باش کے میگزارم کہ از دستم زندہ میروی غول نے
جھپٹکر دار شمشاد کا وار کیا امیر جست کرکے اُسکے پہلو مین آئے اور عقرب سلیمانی کھینچ کر چاہا کہ وار کرین وہ
بھاگا امیر بھی اشقر پر سوار ہوکر اسکے تعاقب مین روانہ ہوئے عمرو بھی اُٹھکر ساتھ ہوا غرض باقی رات
اور تمام دن اُسکے تعاقب مین رہے شام کو وہ غائب ہوگیا دو دن گذر گئے تین دن میعاد مین اور باقی
رہے جب رات کو امیر نے آرام فرمایا اور عمرو بھی سوگیا پھر وہی غول آیا امیر کی آنکھ کھلی پھر وہ بھاگا اور امیر
نے اُسکا پیچھا کیا دو دن تک وہ بھاگا غرض چار دن گذر گئے جب وہ غول پھر غائب ہوا امیر نے حساب کیا
اور نا امید ہوئے کہ چار دن گذر گئے ایک دن باقی ہی اور آگے چلے تو زمین مائل بہ زردی پائی عمرو سے فرمایا
کہ خواجہ دیکھو یہان کی زمین زرد ہی اور آگے بڑھکر بالکل زرد زمین تھی جب تو کچھ امید ہوئی تھوڑی دور اور
چلے تو دیکھا کہ تمام صحرا کے درخت جلے ہوئے ہین اور اُن مین سے بو سے بد آتی ہے سامنے ایک پہاڑ ہی

دوڑکر امیر و عمرو پہاڑ کے گرد تلاش کرنے لگے کہ عمرو کے کان مین آواز آئی جیسے کوئی کہتا ہو افسوس صد افسوس کس بے بسی و بیکسی مین موت آئی ہے امیر نے بھی خبر نہ لی کہ دم واپسین ایک مرتبہ جمال باکمال سے آنکھین روشن ہوجائین یہ آواز سنکر عمرو نے چارون طرف دیکھا کہ ایک غار سے یہ آواز آتی ہو اور اُس غار پر ایک سنگ گران رکھا ہو خواجہ نے لاکھ لاکھ زور کیا مگر پتھر نے جنبش نہ کی جب تو خواجہ نے سفید مہرہ نکالکر بجایا امیر بیتاب ہوکر دوڑے جب قریب پہونچے عمرو نے کہا یا امیر اس غار مین عمرو بن حمزہ ہین امیر نے پتھر کو ہٹایا دیکھا ایک تہ عمیق ہو عمرو کی مشکین بندھی ہین اور چت لیٹا ہو سینے پر ایک بھاری پتھر رکھا ہو عمرو کمند لٹکاکر غار مین اُترا پتھر پر بہت زور کیا جب وہ نہ اُٹھ سکا تو کمند اُٹھا نکالکر اُس سنگ پر ماری اور جھٹکا دیا پتھر ہٹا عمرو بن حمزہ کا دم رک رہا تھا اب آنکھین کھل گیئن خواجہ نے کمند کے وسیلے سے بالا سے تعر پہونچایا امیر نے حال پوچھا عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ خداوند بقیاے زرین تن جو فرنگ سے بھاگا تھا اُسنے یہان اپنا مسکن بنایا ہو اور رہی مجھے سوتے مین اُٹھا لایا یہان قید کرکے کہا جب تک حمزہ کو نہ مار لونگا چین نہ لون گا۔

اب دوگلے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جانا بقیاے زرین تن کا پھر جانا امیر کا شہر اردبیل مین اور عاشق ہونا ملکہ گردیہ بانو پر

راوی شیرین تقریر کہتا ہو کہ یہ سنکر امیر مع عمرو بن حمزہ و خواجہ اسکی تلاش مین روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ وہ سورہا ہو امیر نے دوڑکر نوک تلوار کی اُسکے تلوے مین چبھودی اُسنے آنکھ کھولکر کہا ای حمزہ تو نہ مانیگا یہ کہکر اُٹھا اور وار تمشاد امیر پر ماری امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا جو اُسکی کمر پر لگایا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ایک گھوڑا کہین سے لاؤ کیونکہ فقط اشقر ساتھ ہو اور فرزند میرا پیادہ ہو عمرو ایک طرف چلا دریا کے کنارے گھوڑے کسی سوداگر کے نہلائے جاتے تھے سائیسون کے پاس پہونچکر عمرو نے کہا کہ بھائی مین بھی گھوڑون کی تجارت کرچکا ہون گھوڑا رکھنے مین کما حقہ دخل رکھتا ہون سائیس نے کہا کہ ایک گھوڑا نہلاؤ تو ہم اپنے مالک کے پاس تمھین لیجاکر نوکر رکھوا دینگے عمرو نے ایک بچھیرا تا کا اور اُسی کو نہلانا شروع کیا بعد نہلانے کے کاٹھی کھینچی سائیس نے تعریف کی کہ سچ سچ تمھین خوب دخل ہو کل تم بوڑھے ہوگئے ہو جیسے گھوڑے تمھے دیکھنگے خواجہ نے کہا دیکھو مین اسے پھیرتا ہون یہ کہکر پشت پر پہونچے اور ایڑ لگاکر جانب امیر راہی ہوئے سائیس سر پیٹتے رہے خواجہ نے امیر کے پاس پہونچکر کہا کہ دس ہزار روپیے کو یہ گھوڑا ٹھہرا ہی امیر نے فرمایا کہ یہان روپیہ کہان خواجہ نے کہا رقعہ لکھدیجیے مین نے اُسے روپیے دیدیے ہین لشکر مین پہونچکر آپ سے لیلونگا امیر نے رقعہ لکھدیا اور گھوڑا عمرو بن حمزہ کو دیا آپ اشقر پر سوار ہوئے اور ایک جانب کو روانہ ہوئے دور سے سواد شہر نظر آیا جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ گھسیارے گھاس چھیل رہے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ان گھسیارون سے شہر کا نام پوچھو عمرو جو قریب اُن کا کشون کے پہونچا وہ سب بھاگے اور سمجھے کہ جنگل سے بن مانس نکل آیا عمرو اُنکے پیچھے دوڑا اور پکارا کہ ارے ٹھہرو تو اُنھون نے عمرو کی ایک نہ سنی غرض جب دوڑتے دوڑتے تھک گئے تو گٹھے گھاس کے زمین پر دیے مارنے لگے اور ہش ہش کا شور مچایا جب تو عمرو نے کہا ارے کیا تم سبھون کی شامت آئی ہو ارے مین آدمی ہون اور اپنے دل مین خوب ہنسا کہ میری بھی کیا صورت ہو جو دیکھتا ہو بھاگتا ہو غرض جب بہت عمرو نے کہا تو وہ سب خاموش ہوئے خواجہ نے پوچھا کہ اس

شہر کا کیا نام ہی اُنھون نے کہا اس شہر کو اردبیل کہتے ہین بہرام شاہ آردبیلی یہانکا بادشاہ ہی چوبین چوب گردان
اُسکے بیٹے کا نام ہی عمرو نے آکر امیر سے سب حال بیان کیا امیر داخل شہر ہوے شہر کو بہت آباد رعایا کو دلشاد پایا خواجہ نے
فرمایا کہ یہان کوئی مکان بکرایہ ٹھہرے تو کچھ دنون قیام کرین اس فکر مین تھے کہ ایک حلوائی کی دُکان کے قریب پہونچے
وہ حلوائی امیر کو دیکھکر دوڑا اور آکر مجرا کیا امیر نے پوچھا کہ بھائی یہان کوئی مکان واسطے سکونت کے بکرایہ ممکن ہی حلوائی
نے کہا آپ نے مجھے نہین پہچانا مین آپ کا غلام ہون مکہ معظمہ مین میری دُکان حضور کے والد ماجد کے دروازے کے
برابر تھی شمس میرا نام ہی مکان غلام کا حاضر ہی تشریف لیچلیے یہ کہکر ایک تھال مٹھائی کا امیر کو نذر دیا امیر نے دیکھا کہ مٹھائی
کے نیچے سوا سو اشرفیان بھی ہین امیر نے انکار کیا خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا اور کہا یا امیر نذر اسکی قبول کیجے کیونکہ اسکی
دلشکنی کا خیال ہی اُسنے عمرو کو بھی پہچانا اور سلام کیا لیکن عمرو بن حمزہ کو نہ پہچانا کیونکہ جب مکہ سے امیر آچکے ہین تو
یہ پیدا ہوئے تھے عمرو سے پوچھا خواجہ صاحب مزاج تو اچھا ہی کچھ خانہ کعبہ کا حال کہیے عمرو نے کہا کہ بھائی کچھ ہمارے
واسطے بھی رکھا ہی اُسنے کہا جی ہان آپ کی بھی خدمت کرونگا اور مونڈھے گھر سے لاکر دُکان کے سامنے بچھا دیے
امیر کو بٹھایا اشقر کو باندھ دیا عمرو و عمرو بن حمزہ و صاحبقران سب بیٹھے اتنے مین ایک سانڈنی سوار سامنے
سے نمودار ہوا اور اپنی سانڈنی کو اُڑاتا ہوا چلا گیا اسکے بعد کچھ سوار و پیادے عصا بردار وغیرہ جوق جوق گروہ
گروہ چلے گئے شمس نے دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ آپ ایک لمحے کے واسطے دُکان مین تشریف لیچلین امیر
اُٹھکر دُکان مین آئے اور پوچھا کہ کیا سبب یہان بٹھانے کا ہی اُسنے عرض کی کہ بیٹی بہرام شاہ کی ملکہ گردیہ بانو
اپنے باپ کے پاس جاتی ہی غرض کہ دیکھا امیر نے ایک نقابدار اسپ باورفتار پر سوار ہی اور گرد لوگ اہتمام کرتے ہوئے
چلے آتے ہین جب گھوڑا برابر دُکان کے پہونچا فرس نے ٹھوکر لی نقابدار نے اپنے تئین سنبھالا مگر بند نقاب کے
ٹوٹ گئے امیر نے صورت جو دیکھی عاشق ہو گئے ملکہ تو بند نقاب کے باندھ کے روانہ ہوئی لیکن امیر کو یارائے ضبط
نہ رہا یہ بھی پیچھے پیچھے گئے عمرو نے سمجھایا کہ یا امیر یہ کیا حرکت ہی عمرو بن حمزہ اپنے دل مین کیا کہیگا امیر نے اسے
کچھ جواب نہ دیا دل ہی بے قابو تھا شعر ناصحا سود نصیحت کا نہین عاشق کو ؛ مین نہ مجنون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے
خلاصہ یہ کہ امیر ملکہ کی تعاقب مین چلے یہانتک کہ بارگاہ بہرام پر پہونچے ملکہ گھوڑے سے اُترکر داخل بارگاہ ہوئی
یہ بھی پیچھے پیچھے بارگاہ مین پہونچے انکے عقب مین عمرو بھی پہونچا دیکھا کہ تخت پر بہرام شاہ بیٹھا ہی اور پہلو
مین دنگل پر اسکا بیٹا متمکن ہی دوسرے دنگل پر نقابدار جاکر بیٹھ گیا اتنے مین ایک شخص نے نامہ لاکر بہرام
کے ہاتھ مین دیا پڑھتے ہی اسکا رنگ زرد ہو گیا ملکہ گردیہ بانو نے جو یہ کیفیت دیکھی رگ شجاعت نے حرکت
کی ہاتھ بڑھا کر نامہ اپنے باپ کے ہاتھ سے لیا اور پڑھا وہ تحریر آذر چین تبریزی کی طرف سے ملکہ
کی خواستگاری مین تھی بعد تعریف لات و منات کے لکھا تھا ای بہرام شاہ آجتک تو تم ہمارے خراج گزار
تھے مگر اب ہم تمھین اپنا عزیز بنایا چاہتے ہین خراج بھی معاف کیا اپنی بیٹی ہمین دو اسی واسطے ہمنے کسی غیر کو
نہین بھیجا شمس تبریز کو روانہ کیا کہ یہ بہادر بھی ہی اور ہمارا عزیز بھی ہی بس تم اسی کے ساتھ کر دو یہ جو ملکہ
نے پڑھا بہت غصہ ہوئی اور نامہ کو پھاڑ ڈالا شمس نے ملکہ کو ناسزا کہا اُسنے اپنے دنگل سے اُٹھکر
ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سر دھڑ سے اُڑ گیا اُسکے ہمراہی سہم گئے اور لاش شمس کی لیکر روتے
پیٹتے اپنے ملک کو چلے امیر و عمرو یہ قوت و جرأت دیکھکر دنگ ہو گئے اور ملکہ چین بجبین مرکب پر سوار
ہو کر اپنے باغ کو چلی بہرام نے کہا بیٹا تم نے غضب کیا ایسا غصہ کوئی کرتا ہی ملکہ نے کہا اُسکی

سزا یہی تھی غرض ملکہ تو باغ مین داخل ہوئی اور امیر بیرون باغ سر پکڑ کے زیر درخت بیٹھ گئے جب تو عمرو نے کہا یا امیر آپ
یہین بیٹھین مین جاکر کوئی فطرت کرتا ہون

اب دو کلمے داستان عمرو کا کلانوت بنکر ملکہ گردیہ بانو کے باغ مین جانا اور عیاری کرکے امیر عمرو بن حمزہ کو کلانوت بچہ بنا کر لیجانا بیان کیے جاتی ہین

ذی نوازان مجلس اندوہ و ملال و تفتہ جگران دل خون و آشفتہ حال صفحۂ عرصۂ فراق پر قلم مژگان مجوہر دمرکب سودائے
چشم عاشق مجبور سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب عمرو نے امیر کی حالت سقیم دیکھی تو اقرار کیا کہ اگر مین زندہ ہون تو
ضرور وصل ہوگا یہ کہکر ایک گویے کی صورت بنکر باغ کے رمنے کے سامنے ایک بدررو کے حوض پر بیٹھکر ذی نوازی کرنے
لگا یہ صدا ملکہ کے کان مین پہونچی ملکہ نے زلف آرا جلشن سے کہا جاکر دیکھو یہ کون گا رہا ہی اُسے بلا لاوہ جو دروازے
کے پاس آئی کہا ای بڈھے میان تمھین ہماری ملکہ نے بلایا ہی خواجہ نے جواب نہ دیا اُسنے کہا او گویے ارے نگوڑے
کیا تو بہرا ہی جب تو عمرو نے سر اُٹھاکر دیکھا اور کہا کیا کہتی ہو اُسنے جواب دیا کہ او بہرے کیا ابھی تو نے نہین سُنا کہ
ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا صاحب بھلا مجھے ملکہ کیون بلاتی ہونگی مین بیچارہ بڈھا کس کام کا کسی جوان کو بلایا ہوگا اُسنے
کہا او بڑھاپے پیٹے تو ہماری ملکہ کو کیا کہتا ہی عمرو نے کہا کہ کیا مین تیری ملکہ کا نوکر ہون وہ جلکر ملکہ کے پاس آئی اور کہا
حضور وہ نہین آتا ای ملکہ خدا اُس بڑھاپے پیٹے کو غارت کرے کہ جیسے کلمے اُسنے آپ کے حق مین کہے ہین مجھ
نگوڑی کے منھ سے نکلا کہ ہماری ملکہ بلاتی ہین اُسنے نہین معلوم کیا کیا کہا ملکہ نے کہا کیا بہت بوڑھا ہی اُسنے کہا
حضور فلک پیر کا اُستاد ہی پھر ملکہ نے پوچھا کہ آخر اُسنے کیا کہا تو کہتی کیون نہین ہم اجازت دیتے ہین اُسنے
عرض کیا کہ حضور کہنے لگا کسی جوان کو بلایا ہوگا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور اسکے کہنے کا یقین نہ کرکے دل شاد و دلنواز
و مہر افروز کو باری باری بھیجا جب عمرو نہ آیا اُنھون نے بھی آکر کہا داری زلف آرا سچی ہی وہ نگوڑا کسی طرح نہین
آتا ملکہ گانا سنکر بیتاب تو ہو چکی تھی خود اُٹھ کھڑی ہوئی کہ مین آپ جاکر اُسے لاتی ہون جب سامنے عمرو کے پہنچی
خواجہ صاحب کی عجب کیفیت ہوئی قریب تھا کہ غش آجائے مگر اپنے تئین سنبھالا اور دلمین کہا ای عمرو کس کس
بات کی تعریف کی جائے غرض اگر اسکا سراپا لکھون تو ایک دفتر سراپا اُسکے صفحۂ عارض کی صفت مین ختم ہوجائے
الحاصل عمرو پھر سر نیچا کرکے گانے لگا جب ملکہ قریب پہونچی تو ایک خواص نے کہا او بڑھاپے پیٹے ہماری ملکہ
تشریف لائی ہین عمرو جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور مجرا کرکے بلائین لین ملکہ نے کہا ارے کیون رے سیدھے
چار مرتبہ تجھے بلوایا اور تو نہ آیا عمرو نے کہا بلاؤن مجھے کب بلایا مین تو تمھارا دھیلے کا منگتا ہون زلف آرا بھی
اور کہا او مونڈی کاٹے مین نہین آئی تھی عمرو نے کہا ہان ملکہ صاحب یہ آئی تھی لیکن ایک نوجوان گھوڑے پر
سوار ادھر سے گذرا یہ اُسکے ساتھ چلی گئی پھر مجھے نہین معلوم کیا ہوا جو کچھ اُسنے کہا مجھے خبر نہین زلف آرا نے کہا ملکہ
میرا ستیاناس جائے جو یہ بات ہوئی ہو اور خواصون کو بھی ایک نیا فقرہ بنا کر کہا وہ سب کوسنے لگین اور ملکہ نے
کہا ہان مین خوب جانتی ہون یہ سب ستانیان ہین مرد تو ملتا نہین گری پڑتی ہین خیر بڈھے تو میرے ساتھ
چل جب عمرو باغ مین ملکہ کے ساتھ پہونچا تو خوب گایا ملکہ نہایت محظوظ ہوئی اور دس ہزار روپے عمرو کو دیے
اُسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا آپ نے تو مجکو دیے لیکن بیٹے میرے چھین لینگے اور وہ مجکو باپ نہین جانتے ملکہ نے
کہا او بڈھے کیا تیرے بیٹے بھی ہین عمرو نے کہا بے اُنکے تو میرا گانا آدھا ہی ملکہ نے کہا کیا مجال جو تجھے باپ جانین
جا اور بہت جلد اُنکو میرے پاس لے آ عمرو وہان سے نکلکر ایک پیادے کی صورت بنا اور

امیر کے پاس آکر للکار کے کہا ای شخص تو کون ہی جو یہان بیٹھا ہی اور یہ لڑکا تیرا کون ہی نہین جانتا کہ یہ محل شاہی ہی امیر نے
فرمایا کہ بھائی مین تمھارا کیا لیتا ہون چلا جاؤنگا خواجہ نے کہا اُٹھتا ہی تو اُٹھ ورنہ تجھے سزا دیتا ہون یہ کہکر دست بقبضہ
ہوا اور امیر پہ دوڑا امیر نے اُٹھکر ایک ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے چاہا طمانچہ مارین عمرو نے خال چشم دکھایا
امیر نے ہاتھ چھوڑ کر کہا خواجہ صاحب معاف فرمائیے گا مین بیٹھا ہون اور کیون نہون میرا تو عجب حال ہی کیجیے کچھ نتیجہ بھی
اس محنت کا نکلا عمرو نے کہا یا امیر کچھ نہ پوچھیے ہم تو بالکل لٹ گئے زنبیل بھی چھن گئی اور بیٹے بھی اگر اسکی کوئی سبیل نکالیے تو ایک راہ
نکالی ہی اُسمین کوشش کیجائے امیر نے فرمایا ای خواجہ تین لاکھ روپیہ دونگا اور لاؤ مین سر کیے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ آپ
کیجیے گا مین نے بیہوشی مین سر کر دی غرض امیر نے قسمین شدید کھائین کہ ای خواجہ ہرگز مجھسے یہ نہوگا جو تم کہتے ہو جب تو عمرو نے
کہا خیر جو مین کہون وہ قبول کرو امیر راضی ہوئے تو خواجہ عمرو نے زنبیل سے ایک طنبورہ اور دائرہ نکالا اور تین جوڑے
کپڑون کے نکالے جیسے گویے پہنتے ہین امیر سے کہا ایک جوڑا تم پہنو اور ایک اس چھوکرے کو پہناؤ پہلے تو امیر جھجکے پھر بفرمائش
حضرت عشق جوڑا پہنا بمجبوری عمرو بن حمزہ نے بھی وہ لباس پہنا طنبورہ امیر کو دیا کہا اسے کندھے سے لگاؤ اور دائرہ
عمرو بن حمزہ کو دیا غرض امیر نے اُلٹا طنبورے کو کندھے پر رکھا عمرو نے کہا او عرب تو بھی بڑا بدسلیقہ ہی ارے تونبا نیچے
اور ڈانڈا اوپر کرلے امیر نے اُسی طرح طنبورے کو لیا الحاصل اس صورت سے عمرو ان دونون کو لیکر چلا مگر اپنا لباس
وہی رکھا جو پہلے تھا اور جب ملکہ نے انکا نام دریافت کیا تھا انھون نے اپنا نام نامی و اسم گرامی میمونہ یکرنگی بتایا تھا
اور جب اپنے بیٹون کے ملکہ سے شاکی ہوئے تھے تو ایک کا نام دائرہ جنگی اور دوسرے کا نام اُستاد بجبرنگی بتایا تھا
القصہ خواجہ صاحب مع امیر و عمرو بن حمزہ کے دروازۂ باغ پر پہونچے محلدار نے کہا او بڈھے یہی تیرے بیٹے ہین عمرو نے
کہا اجی ہان محلدار نے کہا اچھا تو اندر جا جب انھین ملکہ یاد فرمائینگی تو مین بھیج دونگی کاہے سے کہ یہ جوان ہین خواجہ
اندر آئے ملکہ تو منتظر ہی تھی انھین تنہا جو آتے دیکھا کہا کیون میمونہ یکرنگی تم اکیلے آئے اُسنے کہا خدا سلامت رکھے رسول اللہ
کا سایہ رہے ہین تو پہلے ہی عرض کرچکا تھا کہ وہ بڑے بدذات ہین بڑی مشکل سے یہان لایا محلدار نے روکا وہ بگڑ گئے ہین
اپنی جان بچاکر چلا آیا یہ سُنکر ملکہ کو غصہ آیا اور حکم کیا کہ کوئی جاکر جلد اُن دونون لڑکون کو جو باہر دروازے کے ہین لے
آؤ اور اُس محلدار کو بھی پکڑ لاؤ غرض کئی خواصین دوڑین اور دونون لڑکون اور محلدار کو اپنے ساتھ لاکے
حاضر کیا سامنے ملکہ کے چلمن پڑ گئی سب نے کہا ملکہ کو مجرا کرو امیر نے جواب نہ دیا اور نہ سلام کیا جب تو خواصین
خفا ہوئین کہ تم ملکہ کو بھی سلام نہین کرتے بڑے خودسر معلوم ہوتے ہو غرض خواجہ چلمن کے اندر ہین اتنے مین ملکہ محلدار
کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا کہ اگر تو نے مجھے گود مین نہ کھلایا ہوتا تو آج تجھے مار ڈالتی پھر کہا کہ کیون اُستاد بجبرنگی تم بوڑھے
باپ سے شرملتے ہو امیر نے فرمایا کہ وہ مردک باپ کسکا ہی ٹکے کا نفرہ ہی عمرو نے کہا بلا سے مین نہ کہتا تھا مگر اس گفتگو مین ملکہ
بھی امیر پر فریفتہ ہوگئی اور دل مین کہا ای گردیہ بانو حیف کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ کے ایلچی کو مار ڈالا اور ایک گویے
پر دل آیا افسوس مفت جان گئی اور کہا ای میمونہ کچھ انسے گواؤ عمرو نے کہا ملکہ فرماتی ہین کچھ گاؤ امیر نے فرمایا کہ بجا باہر آؤ تو ہم
گائین اور تمھین گھنگھرو کا ناچ نچائین عمرو نے کہا ملکۂ عالم جب تک آپ انکی ہڈیان نرم نہ کرینگی یہ نہ مانینگے ملکہ نے کہا خیر تمھین کچھ
گاؤ اور حکم کیا کہ ہمارا پنجہ و کمان لے آؤ بہت سی حبشنین گئین ایک درخت لائین اُس مین بجائے ثمر ایک پنجہ لٹک رہا تھا
پھر جاکر کمان فولادی لائین کہ جسکی شہرت شہر شہر تھی ملکہ نے کہا تم دونون کمان و پنجہ موجود ہی اس پر زور کرو اگر پنجہ پھیر دیا
اور کمان کو چڑھا دیا تو خیر ورنہ اپنے باپ میمونہ کو آج سے باپ کہنا امیر اُٹھے اور کمان کو یہان تک چڑھایا کہ چلّہ چٹاخ
سے دو ٹکڑے ہوگئی عمرو بن حمزہ نے اُٹھکر پنجے کی پانچون انگلیان توڑ ڈالین تمام خواصین دنگ ہوگئین اور

ملکہ کو بھی حیرت ہوئی کہا اچھا ہم تم سے کشتی لڑینگے دو پلنگ بچھوا دیے اور کہا آج رات کو تم ہمارے مہمان ہو کل دیکھا جائیگا
اور حکم دیا کہ صبح کو اکھاڑا تیار ہو امیر کو رات بھر خیال ملکہ مین نیند نہ آئی ادھر ملکہ کو رات بھر فکر رہی کہ دیکھیے اس محبت کا کیا انجام
ہوتا ہی غرض صبح ہوئی ملکہ چٹ لنگوٹ سے درست ہوئی اور امیر کے واسطے بھی لنگوٹ بھیجا امیر نے پھیر دیا کہ ہمارے پاس
ہی غرض امیر و ملکہ اکھاڑے مین آئے امیر نے ملکہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ملکہ پیچ کیجیے ملکہ نے کہا تو کیا مین نے ہاتھ
دیدیا تھا اس سے تم لیگئین ہاتھ اپنا ہٹا لے امیر نے دوسرا ہاتھ دوسرے کاندھے پر رکھا اور کہا آپ زور کرین ای ملکہ
یہ تو ہاتھ ہین مین سر دینے کو موجود ہون اُسنے خفا ہوکر جواب دیا کہ شامت تو نہین آئی ہی یہ کونسی ناسزا گفتگو ہی امیر چپ
ہو رہے جب تو ملکہ نے دستی امیر پر زبردستی کی امیر نے اُسکی روک کے لیے ہاتھ سینۂ ملکہ پر پہونچایا ملکہ شرما کے پیچھے ہٹی الٹے
کے برابر آئی اور ہاتھ اونچا کرکے چاہا امیر کے کاندھے پر رکھے امیر وہین سے بغلی ڈوب کر پشت پر آئے اور دونون ہاتھ کمر مین
دیے ملکہ سیدھی کھڑی ہوئی جب دیر ہوئی ملکہ نے کہا کیا سوچ ہو اگر کوئی پیچ نہ یاد ہو تو کھنی گرہ کریے امیر نے ہاتھ اپنے ڈھیلے
کرکے اکھیڑ لگائی دونون ہاتھ پھسلتے ہوے ملکہ کے سینے پر آگئے اور پنجہ بھی امیر نے کھولدیا ملکہ دہین سے جھونک دے کر بیٹھی
امیر کف افسوس ملتے رہ گئے اور وہ اسکی پشت پر آگئی امیر نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ سر ملکہ کا اگر دستیاب ہو تو دھوبی پاٹ
کرون ملکہ نے کمر چھوڑ کے امیر کا ہاتھ باندھکر ٹانگ کی امیر نے عمداً اپنے تئین ٹانگ پر بھرنے دیا غرضکہ جب ملکہ نے ٹانگ
پر بھر کر مارا امیر اُترتے چلے آئے ملکہ جھپکی دے کر الگ ہوئی پھر سامنے سے زور ہونے لگا امیر نے ملکہ کی بغلونسے ہاتھ ڈالکر
پیشانی بند کیا اب سر ملکہ کا پشت کیجانب جھکا امیر اور چسپ ہوئے گویا آغوش تمنا مین لیلیا سینے سے سینہ دبنے لگا ملکہ نے اپنی گردن
ڈھیلی کردی امیر نے بھی ہاتھ ڈھیلے کردیے وہ وہین سے پٹون پر بیٹھی امیر جست کرکے الگ ہوئے غرض اسی طرح تین شبانہ
روز کشتی رہی سبب یہ تھا کہ امیر کو ہر بند پر ایک حظ اُٹھتا تھا اگر یہ نہوتا تو شاید پہلے یا دوسرے ہی زور مین زیر کر لیتے
الحاصل تیسرے روز ملکہ نے ہکا مارا ایک زانو امیر کا آشنائے زمین ہوا ملکہ نے کئی زور کیے لنگر امیر کا نہ اکھڑا جب تک جی چاہا
جسم سے جسم کو مس کیا جب چاہا کھڑے ہوگئے اور خود ہکا مارا کہ دونون گھٹنے ملکہ کے زمین بوس ہوے امیر نے زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا پہلے زور مین تا کمر لائے دوسرے مین سینے تک تیسرے زور مین سینے کا بکہ دے کر سر سے بلند کر لیا اور آہستگی
زمین پر رکھدیا ملکہ اُٹھکر اندر چلی گئی اور خواصون سے کہدیا ابھی کوئی اندر نہ آئے جاکر کمند کی پھانسی چھت مین لٹکا کر کرسی پر
کھڑی ہوئی اور گلے مین پھندا دے کر کرسی کو لات ماری پھانسی گلے مین کچی ہوگئی آنکھین نکل آئین یہان امیر کو خیال
ہوا کہ کہین ایسا تو نہو کہ ملکہ غیرت مین آکر اپنی جان دیدے بیتابانہ اندر چلے آئے ہر چند خواصون نے روکا مگر کسی کی نہ
سنی آکر جو دیکھا تو آفتاب لب بام ہی ملکہ دم توڑ رہی ہی امیر نے تلوار سے کمند کو کاٹ دیا اور سر ملکہ کا زانو پر لیکر بیٹھے اتنے
مین خواصین اور عمرو بھی آگئے سب پرستارین گھبرائین کوئی کیوڑے سے منھ دُھلانے لگی کوئی کیوڑہ حلق مین ٹپکانے
لگی کسی نے مٹی پر کیوڑا چھڑک کر سنگھایا کسی نے بید مشک پلایا ملکہ نے آنکھین کھولدین اپنا سر بجبرنگی کے زانو پر پایا
جھیپ کر سر سرکایا امیر نے فرمایا ای ملکہ تم ناحق منفعل ہوتی ہو منم امیر حمزہ صاحبقران اور یہ عمرو میرا عیار ہی اتنے
خواجہ نے اپنی اصلی صورت بنائی خواصین ڈر کے بھاگین عمرو نے ملکہ سے کہا ای ملکہ فی الحقیقت یہ میرا مالک ہی اور مین
عمرو اسکا نمک پروردہ ہون ملکہ نے کہا میرے یہان امیر اور عمرو کی تصویرین ہین ارے کوئی لے آئے خواصون
نے لاکر حاضر کین اب جو ملایا تو سر مو فرق نہ پایا ملکہ اُٹھ بیٹھی اور جلسۂ عیش منعقد ہوا شراب کی کشتیان چنی گئین ملکہ
نے جام شراب امیر کو دیا اُنھون نے عذر کیا اور فرمایا ای ملکہ پہلے تم مسلمان ہو پھر مجھے شراب پلاؤ غرض
ملکہ مع خواصون کے مسلمان ہوئی اور جام چلنے لگا عمرو مصروف سرائندگی ہوا لیکن

پریچہرہ پر خواجہ کا دل آیا گانے گاتے کہنے لگے کیون زنڈی تو میری بلائین لیتی ہی ملکہ نے کہا خواجہ کیا ہی اسنے جواب دیا ای
حضور یہ عورت کمبخت میری بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی مجھے بھی گانا بتاؤ پریچہرہ یہ سنکر کوسنے لگی امیر نے ملکہ سے کہا ہاے خواجہ
صاحب کا یہ طریقہ ہی کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسے یونہین ذلیل کرتے ہین بہتر یہ ہی کہ تم پریچہرہ کو راضی کرو ملکہ نے پریچہرہ
کو بمشکل راضی کیا جب تو خواجہ کی بھی خاطر جمع ہوگئی پھر تو عیش ہونے لگا قریب ایک مہینے کے گذرا ہوگا کہ ایک روز پریچہرہ دوڑتی
ہوئی آئی اور ملکہ کے کان مین کچھ کہا ملکہ سنکر چپ ہو رہی امیر نے پوچھا ملکہ کیا ہی ملکہ نے کہا کچھ نہین جب بہت مصر ہوے تو کہا
ہلال تبریزی و مہلال تبریزی آذرچین تبریزی کی طرف سے لاکھ سوار لیکر آئے ہین اور تمام شہر کو قتل کر ڈالا اب
اباجان اور بھیا کو قتل کیا چاہتے ہین امیر بھی سنکر چپ ہوے اور بہانے سے اُٹھکر سلح خانے مین آئے ہتھیار لگائے عمرو بن
حمزہ بھی پہونچکر ساتھ امیر کے ہتھیار لگانے لگا یہان ملکہ نے پوچھا کہان ہین کسی نے کہدیا ہتھیار لگا رہے ہین ملکہ دوڑی اور
لاکھ لاکھ امیر کو روکا مگر یہ نہ رُکے عمرو و عمرو بن حمزہ کو ساتھ لیکر چلے اسوقت پر پہونچے کہ ہلال و مہلال دربار مین
در آئے ہین بہرام و چوبین اور چار سو رفیقون کو قید کر لیا امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر نعرہ کیا عمرو بن حمزہ نے بھی
تلوار کھینچی غرض یہان تو تلوار چلنے لگی اور عمرو نے تمام قیدیون کو رہا کر دیا وہ بھی سب آکر شریک امیر ہوے کہ ہلال سے
اور امیر سے آکر مقابلہ پڑا اُسنے تلوار ماری امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا لگایا برابر سے دو پر کالے
ہو گئے عمرو نے دوڑکر اسکا سر کاٹ لیا اور نیزے پر بلند کیا اس کیفیت کو دیکھکر تمام فوج کے پیر اُکھڑ گئے مہلال بھی
بھاگا امیر اُسے دور تک بھگا آئے بہرام نے امیر کو گلے سے لگایا اور تمام لاشین پھکوا دین جشن فتح ترتیب دیا امیر نے
فرمایا کہ ای بہرام مسلمان ہو جاؤ وہ خوف جان سے مسلمان ہوا غرض تمام شہر مسلمان ہوا امیر نے عمرو سے کہا کہ اب
تم بہرام سے ملکہ کی خواستگاری کرو عمرو نے بہرام کو الگ بلا کر کہا کہ اب ایسی ترکیب کیجیے کہ بار دگر کوئی غنیم سر
اُٹھانے نہ پائے کہا تمھین بتاؤ خواجہ نے کہا کہ تم اپنی بیٹی حمزہ کو دیدو پھر کسی کی جرأت نہ پڑیگی کہ آپ کے ملک کا خیال
بھی کرے اور یہ لڑائی خاص امیر کے سر رہیگی اُسنے کہا میری عین خوشی ہی یہان آکر عمرو نے کہا لیجیے مبارک ہو مین نے
راضی کر لیا اب جاتا ہون ملکہ کو تسکین دے آؤن یہان بہرام نے تمام شراب مین بیہوشی ملائی اور عمرو کا راستہ
دیکھنے لگا کہ وہ بھی آئے تو شراب کا دور چلے عمرو یہان ملکہ کے پاس آیا سب کیفیت فتح ہونے کی بیان کر کے کہا
سب کو مسلمان کیا تمھارے باپ سے تمھاری خواستگاری کی ہی وہ راضی ہو گئے ہین ملکہ نے کہا تم جاکر امیر کو بلا لاؤ
خواجہ نے چلے ہین آکر پوشیدہ امیر سے کہا کہ ملکہ نے بلایا ہی جلد چلیے امیر کئی جام پی چکے تھے اُٹھتے ہی بیہوشی نے
طمانچہ مارا گر کر بیہوش ہو گئے بہرام نے انکو باندھکر اپنے بیٹے کے حوالے کیا کہ تو انھین مہلال کے پاس لیجا
کہنا کہ یہ خطاوار ہین جو چاہے انھین سزا دے اور عرضی بھی لکھی غرضکہ چوبین چوب گردان اپنے ہمراہ بیس
ہزار سوار لیکر مہلال کے پاس پہونچا دست بستہ جاکر مجرا کیا اور عرضی بہرام پیش کی لکھا تھا کہ ای مہلال بہادر
مین بالکل بیخطا ہون یہ حرکت اُس گیسو بریدہ کی تھی کہ پہلے نامہ چاک کر ڈالا مین اسکے دفعیہ کی فکر مین تھا کہ اتنے مین
وہ طمانچہ مار بیٹھی جب آپ اور ہلال تشریف لائے تو حمزہ نے آکر غدر مچا دیا مجھکو بھی بدعت کی مین ترس جان سے
مسلمان ہو گیا لیکن موقع پاکر ان تینون سرکشون کو قید کیا اب آپ کی خدمت مین حاضر ہین آپ انھین قتل
کرین یا پیش شاہ بھجائین عرضی پڑھکر مہلال بہت خوش ہوا یہان ملکہ کو انتظار امیر مین جب رات ہو گئی تو بہت
گھبرائی پریچہرہ سے کہا کیا باعث ہی کہ نہ خواجہ پھرے نہ امیر آئے اُسنے کہا ابھی تک تو نہین تشریف لائے غرض
ملکہ کو بستر غم پر نیند نہ آئی جب رات گذری صبح ہوئی بلکہ دو پہر دن گذر گیا تو ملکہ نے پریچہرہ سے کہا کہ ذرا خبر تو لے

خداجانے کیا پیچ پڑا وہ باہر آئی کچھ لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام نے بڑا غضب کیا جس شخص نے ہم سب کی جان بچائی
اُسکو بیہوشی دی اور قید کرکے مہلال کے پاس بھیجدیا اور اُنکے دونون ہمراہی بھی قید ہوگئے یہ سنتے ہی پریچہرہ
کی روح قالب سے پرواز کرگئی اور ملکہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہہ سنائی ملکہ کی یہ سُنتے ہی عجب حالت ہوئی
اب دوکلمے داستان ملکہ گردیہ بانو کے نقابدار یاقوت پوش بنکر مع فوج جانا اور امیر کو رہا کرنا بیان کیے جاتے ہین
گرفتاران زندان فرقت عالم یاس مین یون غل و شور کرتے ہین کہ جسوقت ملکہ نے یہ خبر وحشت آثر سُنی اپنے باپ پر بہت
بہت لعنت کی اور اپنی نو سو خواصون کو نقابدار بناکر اور خود بھی نقاب دار یاقوت پوش بنکر اور دس ہزار سوار جو کہ جوکی پہرے
کے تھے ہمراہ لیکر چلی سہ منزلہ کرکے شب کو قریب لشکر مہلال کے پہونچی پریچہرہ نے کہا میری ایک راے ہو ملکہ نے کہا کہو اُسنے
کہا کہ تین حصے اپنی فوج کے کیجیے ایک ایک غول تین طرف سے آئے ایک جانب سے لندھور کا نعرہ ہو دوسری طرف سے
مالک کا نعرہ ہو تیسری طرف سے علمشاہ کے نہیب کی صدا بلند ہو ملکہ نے یہ راے بہت پسند کی کہ سامنے چاندنی کی روشنی
مین دیکھا کہ کئی ہزار آدمی مہلال کی طرف چلے جاتے ہین ملکہ نے پریچہرہ کو بھیجا کہ جاکر خبر لاے کون لوگ ہین وہ گئی اور بیان
کیا کہ یہ سب اہل شہر ہین واسطے رہائی امیر کے جاتے ہین یہان ملکہ نے اپنی فوج کے تین گروہ کیے ایک کا سردار پریچہرہ کو بنایا
دوسرے غول کا مالک سمن برکو اور تیسرے جوق کو آپ لیا اتنے مین آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا خوب تاریکی ہوئی پریچہرہ نے
کہا حضور یہی وقت ہو چلیے غرض جاتے ہی تینون غول نعرے کرکے گرے تلوار چلی اندھیرے مین مہلال کی فوج آپس
مین کٹنے لگی اور علمشاہ و لندھور و مالک کے نعرے کی آواز لشکریون نے جو سُنی جیتے جی مرگئے کہ ان بہادرون کے
جھنڈے گڑے ہوئے ہین اُنسے کون لڑسکتا ہو قریب تھا کہ رو بفرار لائین کہ مہلال گینڈے پر سوار ہوکر پہونچا اور سب
کو آواز دی ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید اور شہرت پہلوان سے کہا کہ تو جاکر حمزہ وغیرہ کو قتل کرڈال کہ جھگڑا
مٹ جاے وہ زندان مین آیا اور تلوار کھینچکر امیر کی طرف چلا عمرو بن حمزہ نے کہا او سگ ناپاک کہان جاتا ہو پہلے ادھر آ اُسنے
جھپٹکر عمرو بن حمزہ پر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے بیڑی پر روکی بیڑی کٹگئی امیر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا غیظ
مین آکر جھٹکا مارا قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی شہرت نے جو دیکھا تو وہ پھر امیر یا توقیر کی طرف دوڑا ادھر عمرو بن حمزہ
نے جھٹکا مارا بیڑی تو کٹگئی ہتھکڑی و زنجیر توڑکر بیڑی شہرت کے سر پر ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور زمین پر گرکر جہنم واصل ہوا
عمرو بن حمزہ نے اُسی کی تلوار لیکر خواجہ عمرو کی قید کاٹ دی خواجہ نے دوڑکے جہان امیر یا توقیر حمزہ صاحبقران
کی عقرب سلیمان رکھی تھی وہان سے لاکر صاحبقران کو دی پھر تو دو نعرے اُدھر سے بھی بلند ہوے وہان مہلال فرہاد
نے مارے تلوارون کے اندھیر کردیا تھا اور غدر مچا دیا تھا لیکن سب اپنے ہی ملازمون کو قتل کرتا ہو دو چار آدمی ملکہ کی
طرف کے بھی قتل ہوتے ہین اتنے مین صبح بھی قریب ہوئی روشنی ہوگئی امیر زندان سے باہر آئے دیکھا کہ ایک نقابدار
لڑ رہا ہو اور مہلال اُسپر جایا چاہتا ہو امیر نے للکارا کہ او مہلال ادھر آ کہان جاتا ہو وہ مثل باد کے صاحبقران
پر آیا اور برس پڑا کئی وار روک کر ایک ہاتھ جنیو کا جو امیر نے لگایا کر سے نکلگیا اُدھر فرہاد نقابدار پر جا پڑا امیر دیکھ
رہے ہین کہ نقابدار نے خالی دیکر ایک ہاتھ لڑک کا مارا کہ فرہاد بھی واصل جہنم ہوا پھر تو اُسکی فوج پر میر و نقابدار
ٹوٹ پڑے دو ساعت مین امان کا شور بلند ہوا امیر نے سب کو امان دی نقابدار ایک طرف نکلکر چلا امیر نے کہا
خواجہ اس نقابدار کی خبر لاؤ خواجہ اُدھر روانہ ہوے یہان چوبین چوب گردان ہاتھ باندھکر سامنے
امیر نامدار کے آیا اور کہا کہ یا امیر مین بالکل بیخطا ہون والد کے حکم کی تعمیل مین مین نے یہ قصور کیا ہو معاف
فرمایئے گا ادھر پریچہرہ نے عمرو کو آتے دیکھا ملکہ سے کہا وہ ٹھہر گئی خواجہ نے قریب پہونچکر کہا ای

نقابدار بہادر ہمارے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے تمھین بلایا ہی یا اپنا نام بتادو پریچہرہ نے کہا او نالایق تو ہمین
نہین پہچانتا جب عمرو نے آواز اُس نقابدار کی پہچانی اور کہا بائین ملکہ آپ نے یہ کیا غضب کیا او داس لکاتہ کی
تو مین ناک چوٹی کاٹ لونگا پریچہرہ نے کہا دور ہو تیرے منھ کو جھلسا عمرو نے کہا چپ رہ کیا بکتی ہو ملکہ بولی ای
خواجہ مجھسے کب ہوسکتا کہ اپنے سامنے شوہر کو قتل ہونے دیتی عمرو نے کہا حضور وہ عرب بڑا بیمروت ہو وہ اسی لائق تھا
آپ سے نہایت ناراض ہوگا اور اگر کچھ خرچ کیجیے تو مین تدبیر کرکے اُسے راضی کرون غرض ملکہ نے دس ہزار
روپیہ دینے کا اقرار کیا عمرو نے کہا اب آپ باغ مین چلین مین راضی کرونگا یہ کہکر امیر نامدار کے پاس آیا انھون نے
پوچھا کیون خواجہ وہ نقابدار کون تھا عمرو نے کہا جسکے دلکو لگی تھی وہی تھا تمھاری جورو تھی اور کون تھا امیر نے کہا
بڑا غضب کیا لوگ کہینگے کہ انکی جورو بھی لڑتی ہو عمرو نے کہا مین نے پہلے نہ کہا تھا کہ یہ مرد مار عورت ہی اُسوقت
یہ نہ خیال آیا جب تو یہ کہا بیٹا بہادر پیدا ہوگا خیر اب جو کچھ ہوا وہ ہوا مین نے سمجھا دیا ہی بار دگر ایسا نہوگا غرض چوبین
چوب گردان حمزہ صاحبقران و خواجہ عمرو و عمرو بن حمزہ کو لیکر باپ کے پاس آیا وہ دوڑ کر قدمون پر گرا
اور کہا کہ مین لوگون کے بہکانے مین آگیا کئی شخص متفق ہوکر یہی کہنے لگے کہ جب امیر کشور گیر چلے جائینگے تو آذرچین
نولاکھ فوج سے آکر تمام ملک کو تاراج کردیگا امیر نے جواب دیا کہ جب مین جاتا تو یہانکا بندوبست نہ کرتا جاتا اُسنے کہا
کہ مین البتہ خطاوار ہون جو مزاج مین آئے سزا دیجیے امیر باتوقیر نے تقصیر معاف کیا وہ از سر صدق انکی مرتبہ
مسلمان ہوا اور شادی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی ملکہ گردیہ بانو کے ساتھ کردی امیر نامدار نے خواجہ عمرو
کا عقد پریچہرہ کے ساتھ پڑھ دیا عیش مین بسر ہونے لگی پریچہرہ سے امیہ بن عمرو پیدا ہوگا اور ملکہ گردیہ بانو
سے بدیع الزمان کی ولادت وقت پر بیان ہوگی ایک مہینے تک امیر نامدار یہان رہے بعد مہینے کے ایک روز عمرو نے
کہا کہ وہان علمشاہ بہت زخمی تھا اور جمہور کے کم زخم لگے تھے ایسا نہو کہ جمہور اچھا ہوکر طبل جنگ بجوائے تو وہان کوئی
لڑنے والا نہین ہی چلنا چاہیے ملکہ نے سنکر کہا کہ مجھے کسپر چھوڑے جاتے ہو امیر نامدار نے کہا مین جاکر تمھین بلا لونگا
اور جب آذرچین ادھر آنے کا ارادہ کرے فوراً مجھے اطلاع دینا مجھے یہین پاؤگی بہرام نے بھی بہت روکا لیکن امیر نہ
ٹھہرے اور چلتے وقت ایک بازوبند ملکہ کو دیا کہ تم حاملہ ہو اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر باندھنا اور جو بیٹی ہو تو تمھین اختیار ہی
یہ دیکھکر خواجہ صاحب نے بھی زنبیل سے نکالکر ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ایک ہلدی کی گرہ پریچہرہ کے آگے
پھینکدی کہ اگر بیٹا ہوگا تو یہ اسکے بازو پر باندھ دینا اور بیٹی ہو تو اسکے گلے مین ڈال لینا دودھ زیادہ ہو جائیگا اُسنے کہا
نگوڑے آخر اپنی اوقات پر آگیا نا عمرو نے کہا یہ تبرکات ہین کم نہ جان ارے اسکی برکت سے تیرے دلدر جاتے
رہینگے یہ کہکر چٹ چٹ بلائین لین اور کہا تو میرے صدقے اسکو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر رکھ لے کہ تجھ
نہ خیال کر جب تیری آنکھین ہو جائینگی تو اسکی حقیقت تجھپر کھلجائیگی اُسنے کہا چل دور ہو جواب جوتیان کھانے
کو جی چاہتا ہی یا امیر کشور گیر اس مرچڑے کو منع کیجیے نہین تو مجھلی کے سے کھنڈے بیداکرونگی
یا تو ملکہ رو رہی تھین یا بیساختہ ہنسی آگئی اور کہا خواجہ تمھاری حرکتین ہر وقت پیش نظر رہینگی عمرو نے
کہا کہ حضور مین بھی ہر وقت پیش نظر ہونگا چند دن کی فرقت ہو وہان پہونچ کر مین آپ ہی تو لینے آؤنگا غرض امیر کشور گیر رخصت ہوکے

مراجعت فرمانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا شہر آردبیل سے اور راہ مین عاشق ہونا عمرو کا ایک دختر زمیندار پر پھر عقد ہونا عمرو کا اسکے ساتھ

راوی شیرین تقریر نے روایت کی ہی کہ جب امیر ملکہ سے رخصت ہوکر باہر آئے بہرام و چوبین سے ملے

اور وہان سے بھی رخصت ہو کر مع چند آدمیون کے روانہ ہوئے ایک دیہ مین گذر ہوا دور سے ہجوم آدمیون کا
نظر آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ دریافت کرو کہ یہ سب لوگ کیون جمع ہین عمرو دوڑ کر گانوَن کے اندر
آیا دیکھا کہ کنوئین پر ایک نازنین کھڑی ہو گرد اُسکے مجمع ہو اُس نے ایک شخص سے دریافت کیا وہ بولا اسکا باپ
زمیندار ہو اُس نے دار استادہ کر کے سات کٹوریان نصب کی ہین اور شرط کی ہو کہ جو کوئی تیر سے یہ کٹوریان
گرادے اُسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کردون گا ورنہ مار ڈالون گا عمرو نے پوچھا کہ زمیندار غریب ہو اُس
شخص نے کہا کہ بڑا مالدار ہو جب تو خواجہ کے منھ پانی بھر آیا اور نازنین پر عاشق ہو گئے اور زمیندار
کے پاس آکر کہا کہ مین تیر لگاتا ہون پہلے تو زمیندار اسکی صورت دیکھکر حیران ہوا پھر کہا کہ لگائیے
آپ بھی اپنا ارمان نکال لین مگر شرط بھی سُن لی ہو اُس نے کہا جی سب سُنی ہو تمھارے مال پر دانت ہو یہ کہکر اُسنے
تیر مارا ایک کٹوری گری دوسرے تیر مین دو گرین لوگون نے دوڑ کر عمرو کو پکڑ لیا اُس نے کہا ہان ہان ابھی
ٹھہرو تو سہی تم لوگ میرے اوپر رعایت نہ کرو مین کٹوریان گرانے مین کسی طرح عاجز نہین ہون سب نے کہا کہ
قضا سے تو عاجز ہو اب تمھین قتل کرینگے جب تو عمرو لگا چیخنے کہ ارے صاحبو غضب ہو داماد کو قتل کرتے ہو تم لوگون
کی وہی مثل ہو مثل کیون نہ برسین فلک سے انگارے ٭ بیٹی دیکر داماد کو مارے ٭ عمرو کے غل کی آواز امیر کے
کان مین آئی بیتاب ہو کر دوڑے وہ سب سمجھے کہ کوئی بادشاہ ہین غرض سب نے مع زمیندار ادب مجرا کیا امیر
نے پوچھا اسے کیون تم ایذا دینے کی فکر مین ہو جب زمیندار نے تمام حقیقت بیان کی اور عرض کیا کہ خداوند نعمت شرط
یہ ہو کہ ایک تیر مین ایک کٹوری گری دوسری کو نہ خبر ہوئی اسنے ایک تیر مین دو گرادین امیر نے فرمایا کہ اگر ہم تمھاری
شرط پوری کرین تو اسے چھوڑ دوگے زمیندار نے عرض کی کہ اگر امر عالی ہو تو مین اسے یونہین چھوڑ دون لیکن عدل
یہی چاہتا ہو کہ شرط پوری ہو امیر نے فرمایا کہ تم اسے قتل کر دینا مگر مجھے شرط نہ پوری ہو تو ضرور مجھے قتل کروا لینا
یہ کہکر تیر لگانا شروع کیے ہر تیر مین ایک کٹوری اُڑی احسنت و آفرین کی صدا چار جانب سے بلند ہوئی
غرض جب شرط پوری ہوئی تو زمیندار نے اپنی بیٹی کو امیر کے سپرد کیا اور عمرو کو رہا کر دیا امیر نے عقد اُسکا
عمرو کے ساتھ پڑھ دیا اور ایک ماہ بخاطر عمرو وہان قیام کیا اس عرصے مین وہ عورت حاملہ ہوئی اور چالاک
اُس سے پیدا ہوگا بعد ایک ماہ کے یہان سے بھی امیر نے مع عمرو کوچ کیا تھوڑے عرصے مین اردوے معلی
مین پہونچے سب سردار واسطے استقبال کے آئے اور امیر بارگاہ مین تشریف لائے یہان زخم رستم کا
اچھا ہو چکا تھا اُدھر جمہور نے بھی غسل صحت کیا تھا

اب چند کلمے داستان ملکہ آسمان پری و گردیہ بانو کے بیان کیے جاتے ہین

آسمان پری نے چند دیو اس کام پر مقرر کیے ہین کہ روے زمین پر شہر بہ شہر امیر پھرتے ہین لہذا وقتاً فوقتاً
انکی خبر ہمین پہونچاتے رہو چنانچہ جب امیر بانو قیر نے ملکہ گردیہ بانو سے عقد کیا تو دیوون نے جاکر یہی
کیفیت بیان کی مگر اسوقت مین جاکر کہا ہو کہ ملکہ حاملہ ہو اور نوان مہینا بھی ختم ہو غرض یہ خبر سُنکے آسمان پری
بہت غصہ ہوئی کہ اس عرب کو ٹڈ بھس لگا ہو جب سنو یہی سنو فلان کے ساتھ شادی کی کئی بار قریشہ کے
طفیل مین چپ ہو رہی مگر ابکی بار نہ مانونگی اُن دیوون سے کہا جاؤ اُس عورت کو اُٹھا لاؤ وہ دیو یہ سُنکر
چلے جاکے جھپٹ ملکہ کا اُٹھا لیا اور بجنسہٖ لے کر چلے چونکہ یہ عورت بڑی بہادر ہو ان دیوون سے پوچھا تم کون

ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم ملکہ آسمان پری کے ملازم ہین آپ کو اُنھون نے طلب کیا ہو اُنھین کے حکم سے آپ کو
لیے جاتے ہین اثناے راہ مین ملکہ گردیہ بانو مبتلاے دردزہ ہوئی کہا کہ ای ملازمان ملکہ آسمان پری
مجھے ایک لمحہ کے واسطے زمین پر اُتار کر تم ہٹ جاؤ دردزہ کے سبب مین بےچین ہون غرضکہ وہ دیو یہ کلام ملکہ
کا سُنکے زمین کی طرف متوجہ ہوے اور ایک پہاڑ کی گھاٹی مین چھپرکھٹ ملکہ کا رکھکر ہٹ گئے ملکہ گردیہ بانو
کے یہان اُسی وقت لڑکا پیدا ہوا بعینہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا نمونہ تھا حسن مین مہر و ماہ
سے دونا تھا ملکہ نے اپنی پیشواز زربفتی کا دامن پھاڑا اور اُس دامن مین لڑکے کو لپیٹا پھر بازوبند عطیہ امیر
باتوقیر اُس لڑکے کے بازو پر باندھا اور بلائین لے کر کہا بیٹا ہم اب تمسے رخصت ہوتے ہین تمھین خدا کے
حوالے کیا کیا معلوم آسمان پری ہمسے کسطرح پیش آئے اگر ہم زندہ رہے اور تم بھی جی بچے تو کبھی ملجائینگے
یہ کہکر سات بار گرد پھری اور پھر اپنے چھپرکھٹ پر آکر دیوون کو آواز دی کہ آؤ وہ دیو قریب ملکہ گردیہ
بانو کے آئے اور پھر ملکہ کو لے کر روانہ ہوے اور فوراً سامنے ملکہ آسمان پری کے پہونچا دیا آسمان پری
نے ملکہ گردیہ بانو سے نام پوچھا ملکہ نے جواب دیا مجھے گردیہ بانو کہتے ہین آسمان پری نے کہا ای گردیہ بانو
کیا تو نہین جانتی تھی کہ حمزہ میرا شوہر ہو اُسکے ساتھ اپنا عقد کر لیا گردیہ بانو نے کہا تیرا شوہر ہرجائی
ہو ملکہ اُسنے خود مجھے اپنے دام تزویر مین پھنسا کر اپنا عقد میرے ساتھ کیا آسمان پری نے اپنے
دیوون سے کہا کہ ہان اسے کھا لو گردیہ بانو نے دوڑکے آسمان پری کے آگے سے تلوار اُٹھائی اور
پینترا بدل کر کھڑی ہو گئی دیو دوڑے ملکہ گردیہ بانو نے دو چار ہاتھ چھوٹ کے بڑھ بڑھ کے مارے
دیو زخمی ہوے اتنے عرصے مین قریشیہ سلطان نے دیوون کو سخت دست کہکر ہٹایا پھر اپنی والدۂ
ماجدہ سے ماجرا دریافت کیا ملکہ آسمان پری نے سب بیان کیا قریشیہ نے کہا ای مادر مہربان یہ بیچاری
محض بےخطا ہین آپ صاحبقران کو رد کیجیے اور بہت سی گردیہ بانو کی شفاعت کی کہ اُنھین میرے
سپرد کیجیے غرضکہ قریشیہ سلطان گردیہ بانو کو لے کر اپنے باغ مین آئی اور کہا ای اماجان حمزۂ صاحبقران
کا مزاج کیسا ہو ملکہ نے کہا ای بیٹی مین نے نو مہینے سے دیکھا تو نہین ہو مگر سُنتی ہون کہ اچھے ہین پھر قریشیہ
نے کہا آپ کا چہرہ کیون اُترا ہوا ہو گردیہ بانو نے رو رو کے تمام کیفیت لڑکا پیدا ہونے کی بیان کی
اُسنے اپنے دیوون کو پتا دے کر بھیجا اور لڑکے کو اُٹھوا منگایا مگر اپنی مان کے خوف سے اپنے پاس نہ
رکھ سکی ایک صندوقچہ مرصع کار مین بہت سا زر و جواہر رکھا اور پھر اُس لڑکے کو صندوقچے مین لٹایا
بعد اُسکے صندوقچہ بند کر کے اپنے ملازمون کو دیا اور کہا کہ اردبیل کے دریا مین ڈالدو اور یہ دیکھتے
رہنا کون اس صندوقچے کو نکالتا ہو غرضکہ ملازمان قریشیہ نے وہ صندوقچہ لیجا کر دریا مین ڈالدیا اتفاقاً
رفیع گازر کنارے پر دریا کے کپڑے دھو رہا تھا اور اُسی روز اُسکا لڑکا مر گیا تھا وہ صندوقچہ اُسنے
پایا اپنے گھر مین لاکر جورو کو دیا اُسنے جو وہ صندوقچہ کھولا تو ایک لڑکا اُسمین سے نکلا اُسے از حد خوشی
ہوئی بلکہ مرگ فرزند دل سے فراموش ہو گئی اپنا بیٹا مشہور کیا نام بدیع الزمان رکھا اُدھر قریشیہ
نے ایک ماہ تک ملکہ گردیہ بانو کو اپنے یہان رکھا بعد اُسکے ملکہ آسمان پری سے رخصت کرا کے
اردبیل مین بھجوا دیا ملکہ نے یہان آکر اپنی ہمنشینون سے یہ سب کیفیت بیان کی پھر ایک نامہ امیر باتوقیر
کو لکھا اور اُسمین یہ سب کیفیت درج کی اور لڑکے کی بھی کیفیت لکھی جب حمزۂ صاحبقران کے پاس

وہ نامہ پہونچا اور اُسے کھولکر اول سے آخر تک پڑھا لڑکے کا حال سُنکر بہت رنج گذرا پھر فرمایا اگر وہ لڑکا زندہ رہیگا تو ایک روز جامع المتفرقین ملا دیگا

اب حال نوشیروان کا معرض تحریر مین آتا ہی

ایک روز نوشیروان نے بختک سے کہا ای مردک تو نے مفسدی کر کے پھر مجھے امیر سے لڑوایا فقط میری طرف جمہور باقی ہی تو وہ بھی زخمی ہوگیا تھا فی الحال اچھا ہوا ہی فوج میرے پاس اسقدر نہین ہی کہ امیر سے مقابلہ کرون اب بتا کہ کیا تدبیر کرون بختک نے جواب دیا کہ ایک پروانہ اپنی جانب سے ہیکلان عاد مغربی کو لکھیے اُسے اور اُسکے بیٹے سکندر بن ہیکلان دونون کو طلب کیجیے غرضکہ فوراً نامہ لکھا گیا بعد تعریف لات ومنات کے نوشیروان کی طرف سے لکھا تھا کہ ای ہیکلان عاد بہادر و نیک نہاد مجھے آجکل ایک مہم درپیش ہی لہذا یا تو تم آؤ یا بیٹا تمھارا اسکندر فوج جرار لے کر آئے یہ لکھکر نامہ جانب مغرب روانہ کیا

اب کچھ حال شہر اندلس کا بیان ہوتا ہے

راوی شیرین کلام نے روایت کی ہی کہ جس وقت پہلوان عادی کا گذر شہر اندلس مین ہوا تھا اور کسی تقریب سے دختر معروف شاہ مالک اندلس کے ساتھ منعقد ہوا تھا نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہی پہلوان عادی اُسے حاملہ چھوڑکر خدمت امیر مین چلا آیا تھا چنانچہ بعد نو مہینے کے عادیہ بانو کے بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا بالکل اپنے باپ کی صورت ہوا نام بھی اُسکا باپ کے نام پر کرب غازی رکھا جب کرب سن تمیز کو پہونچے لکھ پڑھ کر فنون سپاہگری حاصل کرنے لگے جبکہ اسمین بھی کمال حاصل ہوا تو ایک روز اپنی مان سے کہا میرا جی چاہتا ہی لشکر امیر مین جا کر والد بزرگوار سے ملون اُسنے کہا بیٹا تم ابھی اس قابل کہان ہوکہ لشکر امیر با توقیر مین جاؤ وہان ہر ایک شیر بیشۂ شجاعت ہی تمھارے باپ کو خفت ہوگی کرب نے کہا مین امتحان کریون تو جانا تم فلان صحرا مین جاؤ ایک نقابدار آئیگا اگر تم اُسکو زیر کر لوگے تو پھر مین تمھین نہ روکون گی کرب راضی ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُسی صحرا مین پہونچا دیکھا کہ سامنے سے ایک نقابدار نخل شعلۂ جوالہ کے آیا اور کہا ای لڑکے تو نہین جانتا ہی کہ یہ صحرا بہادرون کی شکارگاہ ہی یہان تو نے کیون قیام کیا کرب نے کہا مین تیری گوشمالی کو آیا ہون نقابدار قریب آیا کرب نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے پر نیزہ گانٹھ کر بہ آہستگی تمام کمر زنجیر مین نیزہ بند کر کے قاش زین سے کرب کو اُٹھا لیا اور پھر زمین پر چھوڑ کر اپنی راہ لی کرب نہایت منفعل ہو کر چلا آیا اپنی مان سے آ کر کہا کہ مین اُس سے کم نہ رہا اور نہ وہ زیر ہوا عادیہ بانو نے کہا بیٹا جب تم نقابدار کو زیر کر لوگے تو مین جانے دونگی غرضکہ پھر سال بھر تک کرب نے خوب ورزش کر کے مان سے خواستگاری کی کہ اب نقابدار کے مثل پچاس بہادر ہونگے تو زیر کر لونگا اب مجھے جانے دو عادیہ بانو نے کہا اچھا آج پھر جا کر اُس نقابدار سے مقابلہ کرو کرب پھر صحرا مین گیا وہی نقابدار آیا پھر کرب مقابل ہوا بطرز اول اُسنے نیزے پر اُٹھا لیا اور چھوڑ کر چلا گیا کرب نے گریہ وزاری کرنا شروع کی کہ ای کریم و رحیم میری آبرو رکھلے مان سے سرخرو کردے مین نے تو ارادہ یہ کیا ہی کہ تیری راہ مین لڑون اور کافرون کو مسلمان کرون ایسی قوت مجھے عطا فرما

کہ اس نقابدار کو زیر کرون روتے روتے اُسکو غفلت سی آگئی دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک نور ساطع ہوا اور ایک بزرگ بشکل نورانی تشریف لائے اور فرمایا کہ ای لڑکے نہ گھبرا کیونکہ تیرے ہاتھ سے بہت سے کار نمایان سرزد ہونگے بعد اسکے سب ہتھیار کھول کر اپنے دست حق پرست سے کرب کے جسم پر آراستہ کیے بعد اسکے اپنے دست مبارک سے تلوار باندھی اور گھوڑے پر بٹھایا اور کچھ فنون سپاہگری تعلیم فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ اب تو کسی سے زیر نہو گا کرب نے کہا اگر کوئی آپ کا نام پوچھے تو کیا کہون فرمایا کہدینا شاہ ولایت اسداللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب کہ اتنے عرصے مین یہ ہوشیار ہوگیا اور اپنی مان کے پاس آیا عادیہ بانو نے پوچھا کہو بیٹا کیا ہوا کرب نے کہا آج تو برابر رہا مگر کل زیر کرونگا اور اگر کل بھی زیر نہوا تو پھر کبھی والد ماجد کے پاس جانے کا قصد نہ کرونگا عادیہ بانو نے کہا کل بھی جانا یہ بھی حسرت پوری کر آنا غرضکہ دوسرے روز پھر کرب روانہ ہوے وہی نقابدار آیا کرب سے مقابلہ ہوا نقابدار نے نیزہ مارا کرب نے چھین کر پھینکدیا نقابدار نے تلوار ماری کرب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار بھی لے لی نقابدار کرب سے پست پڑا کرب نے بسہولت تمام کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکے نقابدار کو سر سے بلند کرلیا اور بلند نقاب توڑ ڈالے اب جو دیکھا تو عادیہ بانو ہر مان کو دیکھکر بہت منفعل ہوا اور کہا ای مادر مہربان یہ کیا حرکت تھی عادیہ نے کہا بیٹا مین تجھے آزماتی تھی کہ تو کسی لائق ہر یا نہین اب سچ بتا کہ اسمین کیا اسرار ہر کل تو تو مجھسے زیر ہوگیا اور آج ہاتھ نہ لگانے دیا اور مجھے اُٹھا لیا اُس نے کہا مین نظر کردۂ شاہ ولایت غالب کل غالب علی ابن ابی طلب علیہ السلام کا ہوا ہون اور ساری کیفیت اپنی گریہ وزاری کی بیان کی عادیہ بانو اپنے ساتھ شہر مین لائی دوسرے روز کرب جاکے دربار معروف شاہ مین بیٹھا ہر کہ ایک گروہ سوداگرون کا سر و پا برہنہ استغاثہ کنان آیا اور سب نے کہا ای بادشاہ ہماری فریاد کو پہونچیے ہم لوگ تاجر ہین فلان صحرا مین ایک قزاق نے ہمین لوٹ لیا بادشاہ نے کہا وہ فتاح پلنگینہ پوش ہر اُس سے لڑنے کی طاقت عالم مین کوئی نہین رکھتا بارہا مین نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا بہت سی فوج بھیجی مگر سب کو اُسنے پسپا کردیا یہ سُنکر کرب کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور اپنے نانا سے کہا کہ آپ ایسا کلمہ فرمائین تو تعجب کا مقام ہر کہ اُسکا مقابل عالم مین نہین ہر معروف شاہ نے کہا بابا اُسکے مقابل ہو تو تم ہو یہ سنتے ہی کرب اُٹھ کھڑا ہوا اور سوداگرون سے کہا چلکر اُسکا نشان تم ہمین بتادو معروف شاہ نے کرب کو بہت سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا جب تو معروف شاہ بہت ہی پریشان ہوا کہ اگر یہ دیوانہ فتاح کے ہاتھ سے مارا گیا اول تو اسکی مان جان دیدیگی دوسرے معدیکرب آکر تمام سلطنت میری تاخت و تاراج کریگا اور کہیگا کہ مین اسی واسطے اپنی زوجہ کو آپ کی تولیت مین چھوڑ گیا تھا کہ آپ میرے بیٹے کو لڑائی مین قتل کرادین اور نہ روکین غرض شامل وشمیل دونون اپنے بیٹون کو مع پانچہزار فوج کے عقب کرب مین روانہ کیا کہ تم اُسکی محافظت کرنا کرب جو قلعۂ فتاح کے قریب پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہوا ہر اتنے مین سامنے سے کچھ لوگ آتے ہوے دیکھے اور سب کے آگے ایک شخص جسکا قد قریب تیس آرنچ کے تھا آیا اور کہا ای گرفتاران محبس دنیا اگر زندگی کے خواہان ہو تو سب مال اپنا یہین رکھدو اور چپکے چلے جاؤ ورنہ تم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہ کیفیت دیکھکر کرب کو تاب نہ رہی گھوڑے کو چھیڑ کر اُسکے سامنے آیا اور کہا ای شخص تیرا کیا نام ہر تو بہت نامرد

معلوم ہوتا ہی زیر دستون پر ظلم کرتا ہو اُسنے کہا نام میرا فتاح پلنگینہ پوش ہی تیرا کیا نام ہی جو تو اپنی حسن وجوانی پر
رحم نہ کرکے بہادرون سے ایسی نا سزا گفتگو کرتا ہی کرب نے کہا اگر تو بہادر ہی تو مجھسے مقابلہ کر یہ سنکر فتاح
نے یہ اکراد تمام نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزے کا بند کھول کے نیزہ اسکا ہوائی کیا اس عرصے مین شامل وشمیل
بھی پہونچے مگر ابھی دور ہین فتاح نے جھنجھلا کر تلوار ماری کرب نے تلوار چھین کر پھینکدی اور گریبان مین ہاتھ
ڈالدیا اُسنے جھٹکا مارا کرب نے دوسرا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈال کر اُسے نال کی صورت سر سے بلند کرلیا کیفیت
دیکھکر اُسکے ہمراہی کرب پر ٹوٹ پڑے کرب نے بجاے سپر بائین ہاتھ مین فتاح کو لیا اور دہنے
ہاتھ مین تلوار لے کر لڑنا شروع کیا صدہا کو داخل جہنم کیا اور بہت سے زخم فتاح نے سپر بنکر کھاے
اتنے عرصے مین شامل وشمیل بھی آگر گرے اُسوقت فتاح نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ خبردار اب کوئی
ہاتھ نہ اُٹھائے سب ٹھہر گئے فتاح نے کہا ای بہادر اب مجھے چھوڑ دے اور اپنے نام نامی سے اطلاع
دے کرب نے اُسے بہ آہستگی زمین پر چھوڑ کر اپنا نام بتایا اور کہا مسلمان ہو اُسنے جواب دیا اے
بہادر میرا ایک مطلب ہی اگر وہ پورا ہو تو مسلمان ہو جاؤن کرب نے کہا بیان کر اُسنے کہا سکندر بن
ہیکلان کی بیٹی پر مین عاشق ہون صورت اُسکی یہ ہی کہ مین ملازم سکندر کا تھا ایک روز اُسکی بیٹی ملکہ
گلچہرہ حمام مین گئی مین نے اسکو بے پردہ وحجاب دیکھ لیا دل مبتلاے الفت ہوگیا بعد کئی ماہ کے جب
حالت اپنی تغیر دیکھی تو لوگون کے ذریعہ سے اُسکی خواستگاری کی اُسنے نہ منظور کیا مین نے اُسکی ملازمت
ترک کرکے مع تیس ہزار آدمیون کے قلعہ آہن حصار مین رہنا اختیار کیا اور واسطے بسر اوقات
کے پیشہ رہزنی کرنے لگا یہ سنکر کرب نے کہا اگرچہ وہ بادشاہ جلیل القدر ہی لیکن میری توخدا
پر نظر ہی اگر مدد ایزدی ہوگی تو انشاء اللہ یہ کام بھی مجھسے سرزد ہوگا یہ کہا اور روانہ ہوئے یارا دکہ

دوسرے داستان جانا کرب کا مغرب مین اور لانا معشوقہ فتاح یعنی گلچہرہ کو اس اثنا مین مدد کرکے چھڑانا سلطان سعد و پیر فرخاری کو جسکا ذکر اول ہوا ہے

پس ہرچند کرب کو شامل وشمیل نے روکا مگر کرب نے نہ مانا اور فتاح کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا
شامل وشمیل نے آکر تمام کیفیت معروف شاہ سے بیان کی پہلے تو خوش ہوا پھر بہت ملول ہوا
کہ اب شیر کے منھ مین شکار گیا ہی سکندر مغربی سے کون لڑ سکتا ہی اور اگر اس چھوکرے نے وہان
جاکر دیوانگی کی باتین کین ضرور وہ قتل کریگا عادیہ بانو کو خبر ہوئی وہ بھی سنکر بہت مضطر ہوئی
غرضکہ کرب مع فتاح عاد مغرب مین پہونچا بہ لباس شبروی فتاح کو لیکر خوابگاہ ملکہ گلچہرہ
مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہی پرستارین مصروف مروحہ جنبانی ہین یہ دونون تیغ بکف
بارہ دری مین در آئے خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی نہایت قوی ہیکل سیاہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ
مین چلے آتے ہین سب کی سب آہے اوہی کرکے بھاگین اور چھپ رہین کرب نے ملکہ کو ہوشیار
کیا وہ بھی دیکھکر گھبرائی کرب نے کہا ای ملکہ ڈرو نہین مین کرب بن عادی سپہ سالار حمزہ
صاحبقران ہون اور یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہی پہلے یہ تمھارے باپ کے پاس ملازم

ایک مرتبہ بھین اسنے دیکھا فریفتہ ہو کر سکندر سے تمھاری خواہش کی اُسنے نہ منظور کیا یہ بیچارہ تمھاری
محبت مین جاکر صحرا نشین ہوا مین نے اسے مسلمان کیا اُسنے شرط کی کہ صدق دل سے مسلمان مین اُسوقت
ہونگا جب میری محبوبہ مطلوبہ ملیگی اگر اسکو قبول کرو تو بہادر نہ قتل کرونگا ملکہ یہ سنکر بہت ہنسی اور کہا
ای بہادر دوران عرصہ چھ ماہ کا ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام میرے خواب مین
تشریف لاے مجھے مسلمان کر کے اس شخص کے ساتھ منسوب کیا بعد اسکے نوشیروان کے بیٹے کے
ساتھ میری نسبت ٹھہری مین نے قبول نہ کیا یہ سنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوے ملکہ نے اپنی
خواصون کو پکارا جو چھپی تھین دہان سے دوڑ ین گلچہرہ سب پر خفا ہوئی کہ مین نے ان دونون جوانون
کو براے امتحان بلایا تھا کہ تم لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے تنہا چھوڑ کر
چلی جاتین جاؤ جلدی سامان عیش و عشرت مہیا کرو وہ سب تو شراب و کباب و طعام کی فکر مین گئین
ابھی تھوڑی رات ائی تھی کہ کرب نے سنا منادی ندا کر رہا ہی کل صبح کو سعد نبیرہ حمزہ پیر فرخاری مع
اور کئی ہزار فوج کے جو کہ گرفتار ہو کر آئے تھے سب دار پر کھینچے جائینگے کرب نے گھبرا کر پوچھا فتاح
سُن تو یہ کیا ڈھنڈھورا پٹ رہا ہی ملکہ نے کہا آج صبح سے یہی تمام شہر مین شور ہی کہ کل نبیرہ حمزہ دار
پر کھینچا جائیگا خدا جانے نبیرہ حمزہ کون شخص ہی مگر اتنا جانتی ہون کہ مسلمان ہی خدا اُس بیچارے کی جان
بچائے کرب نے کہا میرا آقا زادہ ہی ابھی مین نے نہین کہا تھا کہ میرا باپ سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہی اور
حمزہ وہ شہریار ہی کہ جنے قاف مین جاکر بہت سے دیوزادون کو تہ تیغ کیا اور صدہا کو زیر کر کے ملکہ
آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا اور ای فتاح اب تم تو یہان عیش کرو مین اُس شہزادے کی مدد کو
جاتا ہون خدانے چاہا تو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی سمجھایا ای شہریار
اکیلا جیا بھاڑ نہین پھوڑتا کرب نے کہا ہزار جانین میری سلطان سعد کے ایک ناخن پا پر نثار ہین یہ کہکر چلا

اب دو کلمے داستان پہونچنا کرب کا قلعہ آہن حصار مین مع فتاح و گلچہرہ کے بیان ہوتے ہین۔

چونکہ یہ داستان بیان ہو چکی ہی مگر یہان بہ نظر یاد دہی مجملاً لکھی جاتی ہی یہ کیفیت سب تحریر ہو چکی ہی کہ کید نکر
سلطان سعد کو رہا کیا وہان تک ذکر ہوا ہی کہ کنارے آبجو کے ملکہ نقابدار بنی ہوئی پہونچی اور کرب سے ملی
سعد نے لاکھ لاکھ نام و نشان پوچھا کرب نے خلاصہ اپنا پتا نہ دیا اور رخصت ہوا سعد نے لشکر اسلام مین پہونچ
کرب کی بہت تعریف کی کہ ایک جوان ایسا جری تھا اُسنے میری مدد کی مگر اپنا پتا نہ دیا امیر نے فرمایا کہ تم نے
ہمراہ اسے کیون نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ وہ نہ آیا اور کہا انشاء اللہ قریب تر مین لشکر امیر مین حاضر
ہوتا ہون امیر خاموش ہو رہے کرب مع فتاح و گلچہرہ قلعہ آہن حصار مین پہونچا جو لوگ فتاح کے وہان
مقیم تھے سب کو مسلمان کر کے اپنے ہمراہ لیا اور شہر اندلس مین آیا معروف شاہ سے ملازمت حاصل کی تمام
کیفیت جو گذری تھی بیان کی معروف شاہ نہایت مسرور ہوا عادیہ بانو نے سُنا اُسکے دل سے بھی غم فرقت کرب
دور ہوا فتاح نے بھی اندلس مین سکونت اختیار کی اور بہ آسائش و آرام رہنے لگے

ذکر داستان دلستان معروف شاہ اندلسی اور کرب کا اکر حال بیان کرنا اور واسطے شکار کے اپنے ماموں شاہل اور شمیل دونون کو لیکر شکار کو جانا اور طلسم کا فتح کرنا

راوی شیرین کلام نے اس داستان کو یون تحریر کیا ہی کہ ایک روز کرب شاہل و شمیل کے ہمراہ صحرا مین شکار

کھیل رہا تھا کہ ایک قلعہ دیکھا کرب نے شامل سے کہا اس قلعے مین چل کر شکار کھیلنا چاہیے اُسنے جواب دیا کہ یہ طلسم کرنبوس عادی ہے اسمین جو گیا دنیا سے گیا کرب نے پوچھا کہ اسکی کچھ کیفیت اگر معلوم ہو تو بیان کرو شامل نے کہا اتنا سنا ہے کہ اسمین ایک سو بیس برج ہین سر بفلک کشیدہ اور ہر برج پر ایک غول نفیر منھ سے لگائے کھڑا ہے اور ایک منارہ ہے اُس پر ایک دیو مہیب بشکل عجیب گرز گران بدوش کھڑا ہے جو شخص اس طلسم مین جاتا ہے ایک تیر آکر اُٹھا لیجاتا ہے غول نفیرین بجانے لگتے ہین کہ جسکی آواز سے کوہ و بیابان مین لرزہ پڑ جاتا ہے کرب نے کہا قسم ہے اُسی خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا اس طلسم کو بغیر توڑے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا شامل نے کہا طلسم کشائی کے بیعا جوانی درکار ہے اُسنے کہا کہ آج شب کو یہان قیام کرو کل جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض جا بجا خیمے برپا ہوے کرب اُسی وقت سے اپنے خیمے مین آیا اور سجادہ نشین ہو کر دعا مانگنا شروع کی یہانتک کہ نصف شب گذری تھی کہ غفلت سی آگئی دیکھا کہ ایک مرد ضعیف سامنے سے نمودار ہوا بعد سلام علیک کے کرب سے کہا اے نظر کردۂ شیر خدا تیرا ارادہ طلسم فتح کرنے کا ہے لہذا آگاہ ہو کہ میرا نام کرنبوس عادی ہے جسوقت مین دنیا مین تھا تو صدہا پہلوانون اور گردن کشون کو مارا اور زیر کیا اُنکے آلات اور اکثر عجائب دستیاب ہوئے یہ طلسم تیار کیا مگر اب میرے نزدیک ان چیزون کے لائق تو اور تیرے لائق وہ عجائبات ہین جا مین نے یہ طلسم تجھے بخشا کرب نے کہا کسطرح طلسم فتح ہو سکتا ہے لوح کا نشان تو بتایئے پیر نے کہا بابا تو جانب دست راست کو جانا بائین طرف قلعے کو چھوڑنا ایک عجیب شجر ملیگا جسکی ہر شاخ سے اور ہر برگ و بار سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوگی اُسکے نیچے جاکر دو رکعت نماز ادا کرنا پھر آگے چلنا بعد پانچ سو قدم کے ایک سنگ سیاہ زمین پر پڑا دیکھیگا اُسے اُٹھانا ایک کنوان اُسکے نیچے ہوگا اور زینہ بنا ہوگا تو بخیال طلسم کشائی کی چاہ مین اُس کنوئین مین اُترنا ایک دروازہ بند ملیگا اُسپر آیۂ پاک منقوش ہے آیت کو پڑھنا دروازہ کھلجائیگا اندر جاکر دیکھنا بارہ دری پر صندوقچۂ فولادی رکھا ہوگا اُسے کھولنا لوح فولادی اُسمین سے ملیگی پھر جو لوح حکم کرے عمل مین لانا اتنا سنکر کرب ہوشیار ہوا فتاح اور دیگر اپنے ہمراہیونکو بلا کر کہا کہ یہ طلسم جسکا ہے اُسنے مجھے دیدیا ہے صبح بھی ہو گئی تھی کہا بہت جلد میرا گھوڑا لاؤ فتاح نے گھوڑا منگایا کرب سوار ہو کر حسب ہدایت پیر روانہ ہوا اور لوح حاصل کی دیکھا اُسمین بخط جلی لکھا ہے جو شخص اس لوح کو پائے صلاح تو یہ ہے کہ طلسم کشائی کا خیال دل مین نہ لائے کیونکہ فتاحی اس طلسم کی ممتنع ہے چالیس حکیمون کی رائے جب متفق ہوئی تو یہ طلسم تیار ہوا اور اگر جرأت کرے کہ ہم اس طلسم کو توڑین تو دست چپ اس مقام سے ایک دروازہ ہے اُسے کھولے باغ دلچسپ ملیگا اُسمین حوض پُر از آب ہے حوض مین وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے ایک جانور بشکل فیلمرغ آسمان کی طرف سے آئیگا اُسپر سوار ہو جائے پھر جب ضرورت ہو لوح سے مشورہ کرے غرض کرب نے جا کر اُسی طرح نماز ادا کی جانور آیا یہ اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ لے کر بروے ہوا ایسا بلند ہوا کہ زمین نظرون سے غائب ہو گئی پھر چشم زدن مین ایک درخت پر لیجا کر اُتار دیا کہ شاخین اُسکی ایک فرسخ تک محیط تھین اور بلندی صدہا فرسخ تھی کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا جو اسم پیشانی لوح پر کندہ ہے تو پڑھ اس درخت سے ایک دیو پیدا ہو کر تجھے نیب دیگا تو اُسکی جانب مطلق اعتنا نہ کرنا اور نہ جواب دینا وہ درخت پر چڑھیگا تو فوراً جست کرکے اُسکی گردن پر سوار ہونا اور اگر ہیبت اُسکی تیرے دل پر طاری ہو گئی تو وہ تجھے کھا جائیگا کرب نے وہی اسم پڑھا دیو نکلا اور للکار کر درخت پر چڑھنے لگا کرب جست کرکے اُسکی گردن پر سوار ہوا وہ لے کر بالائے ہوا بلند ہوا بعد کئی ساعت کے کنارے ایک دریائے عجیب کے اُتار کر غائب ہو گیا طرح طرح کی آوازین مہیب اس دریا سے پیدا ہوتی تھین باوجود

اُس دلیری کے قریب تھا کہ زہرہ کرب کا آب ہو جائے اور دریا کی ایک طرف کو جنگل دیکھا کہ اُس صحرا سے
صدہا جانوران موذی کرب کی طرف چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ ان جانورون مین ایک شیر ہے
اُسپر سوار ہوکے بجائے عنان دونون کان اُسکے تھام لے بس کرب نے دلیرانہ اُن درندون مین در آکر شیر کو تلاش کیا
اگر کسی جانور نے ایذا نہ دی دیکھا کہ فی الحقیقت شیر سامنے سے چلا آتا ہے کرب پر حملہ کیا اُسنے جست کرکے خالی دی جبتک
شیر پلٹے یہ دوسری جست کرکے اُسکی پیٹھ پر سوار ہولیا اور دونون کان پکڑ لیے شیر برق جہندہ کی صورت چلا تو موج
ہوا سے کرب کی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا بعد کئی ساعت کے شیر زمین پر گر کر بے حس و حرکت ہوا کرب نے آنکھ
کھولکر دیکھا تو اپنے تئین ایک عمارت رفیع مین پایا اور شیر کو مردہ دیکھا جب قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا خس و خاشاک سے
ایک جسد شیر کا بنایا ہے سخت حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے غرض اُس مکان مین چار جانب کسی کو نہ پایا ایک دروازہ
ملا اُسکو کھولا اُسمین بھی نہایت وسیع و رفیع عمارت دیکھی اسی طرح کئی مکانون مین گیا لیکن ہر مکان مین ایک شیر کو مسلسل
دیکھا کہ منھ مین ہر ایک شیر کے کوئی عضو آدمی یا غول یا دیو کا تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے ایک دیو نے نعرہ کیا
و داد مزا و خیرہ سر و تیرہ روزگاہ باش کہ ترا بخورم کرب دست بقبضہ ہوکر ٹھہر گیا دیو نے آتے ہی وار شمشاد کا
وار کیا کرب نے خالی دے کر ہاتھ وار شمشاد پر ڈالدیا اور جھٹکا دے کر اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور غور جو کیا تو مقوے
کی دار شمشاد بنی ہوئی تھی اتنے مین وہ دیو دھوان ہوکر تمام مکان مین پھیل گیا کرب سر بزانو ہوکر بیٹھ گیا بعد چند
ساعت کے تاریکی دور ہوئی دیکھا نہ مکان ہے نہ دیو ہے مگر ایک ریگستان ہو کا مکان ہے کئی فرسنگ راہ طے کی تھی کہ ایک بت
بڑا پھاٹک دیکھا قریب پہونچے تو اُسمین بہت سے خیمے استادہ پائے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اپنے اپنے کام مین مشغول
تھے دور ہی سے کرب نے سلام علیک کی کسی نے جواب نہ دیا قریب جا کر کہا بھائی تم لوگ بہرے ہو جو جواب نہ
دیا سب آپس مین ہنسنے لگے کوئی انکا منھ چڑھاتا تھا کوئی ہاتھ چمکاتا تھا جب تو کرب کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر
دوڑا آنکھ جو جھپکی نہ وہ دروازہ تھا نہ کوئی آدمی تھا اور زیادہ حیرت ہوئی بار الٰہا اسمین کیا اسرار ہے ہر شے یہان عجیب
و غریب ہے اور آگے چلا ایک کنوان دیکھا کمند کے وسیلے سے اُسمین اُتر گیا دیکھا ایک نقب ہے اُسمین بہت بڑا ظرف چینی
کا روغن نفط سے بھرا ہوا رکھا ہے اور دو فتیلے پوست شیر کے اُسمین روشن ہین تھوڑی دور جا کر ایک دروازہ ملا اُسے
کھولکر اندر آیا دیکھا دو گائین لڑ رہی ہین دونون کے سینگ گتھے ہوئے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اپنی
قوت بازو سے ان دونون کو جدا کردو کرب نے دامن گردانے آستین چڑھا کر زور کیا دونون الگ ہوگئین اب
جو دیکھا تو وہ گائین مقوے کی بنی ہوئی ہین کرب نے دل مین کہا کہ حکما بھی عجب صاحب مذاق ہوتے ہین جو
چیز اُنھون نے بنائی نہایت تعجب خیز ہے اور آگے چلے دو مینڈھے اسی طرح آپسمین لڑ رہے تھے بحکم لوح اُنھین بھی جدا کیا
اب جو دیکھا تو مینڈھے بھی موم اور اون کے بنے ہوئے تھے اور آگے بڑھکر ایک باغ مین گذر ہوا سامنے سے غول زنگیونکا
نمودار ہوا گویا بہ ارادۂ قتل کرب غازی چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غول زنگیان مین ایک غول
ہے گرز اُسکے سینے پر مار کرب نے بہ مردی و مردانگی ڈھونڈھ کر غول کو بحکم لوح گرز مارا وہ گرا ساتھ اُسکے سب حبشی گر
اور فوراً غائب ہوگئے اب جو دیکھا تو پھر صحراے لق و دق ہے بعد چند قدم کے دو دروازے برابر نظر آئے ایک بند اور دوسرا
کھلا تھا بحکم لوح بند دروازے کو کھول دیا اور کھلے دروازے کو بند کیا اُسمین دو قالین رکھے ہوئے تھے ایک تہ کیا ہوا رکھا
تھا اور دوسرا بچھا تھا یہ دیکھکر کرب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا جو قالین تہ کیا ہوا ہے اُسے بچھا دے اور جو بچھا ہے اُسے تہ
کردے کرب غازی نے ایسا ہی کیا دروازہ باغ کا نمودار ہوا کرب باغ کے اندر آیا ہزارہا درخت سرسبز و

شاداب نظر آئے اور ایک کنوان زیر درخت سیب چرخی لگی ہوئی اُسکے پہلو مین ایک حوض خالی ہی اور ایک دیو کنوین
سے پانی کھینچکر حوض مین بھر رہا ہی اور لب حوض ایک بڑھیا چرخہ کات رہی ہی سامنے ایک صفۂ پاکیزہ سنگ رخام سے
بنا تھا اُسپر ایک پیر مرد کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہی دیو آبکش نے کرب کو دیکھکر فریاد کی کہ ای کرب جلد آ
اور مجھے اس مصیبت سے نجات دے کرب نے پوچھا کہ کیونکر تجھے رہائی دونون اُسنے کہا مین کیا جانون کرب
نے ایک ساعت توقف کیا لوح کو دیکھا اتنے مین پھر اُس دیو نے وہی صدا دی کرب نے بحکم لوح تیر اُسکے
منھ پر مارا تالو کو توڑ کر گدی سے گذر گیا ایک دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب دھوان برطرف ہوا
بڑھیا کے پاس جاکر بحکم لوح چرخہ اُسکے سر پر مارا پھر ایک دھوان پیدا ہوا جب وہ دھوان بھی برطرف ہوگیا
کرب اُس پیر مرد کے پاس آئے اور سلام کیا اُسنے جواب نہ دیا اسنے کہا آپ کا کیا سن ہی پھر جواب نہ دیا
اتنے مین نظر کرب کی کتاب پر پڑی لکھا تھا کہ اس کتاب کو پانی مین ڈالدے کرب نے کتاب کو اُٹھا کر حوض
مین ڈالدیا پھر وہی دھوان پیدا ہوا یہان فتاح پلنگینہ پوش و شاہل و شمیل جو بیرون طلسم تھے اُنھون
نے دیکھا وہ غول جو گنبدون پر کھڑے تھے اُچھل اُچھل کر در طلسم پر گرے سب شاد و مسرور ہوے کہ الحمد للہ
آثار فتح طلسم کے ظاہر ہوے مگر وہ دیو جو منارۂ طلسمی پر کھڑا تھا وہ اُسی صورت سے استادہ رہا یہان کرب
نے طلسم مین منارۂ بلند دیکھا اور اُسپر ایک دیو استادہ پایا زنجیر آہنی لٹک رہی ہی کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ زنجیر کے وسیلے سے منارے پر چڑھ جا کرب منارے پر آیا ایک دروازہ دیکھا اُس دروازے کو کھولکر اندر آیا دیکھا
سو سیڑھیان بنی ہوئی ہین زینے سے نیچے اُترا ایک نازنین کو بالاے تخت مسلسل بہ زنجیر دیکھا اور زیر تخت
ایک دیو کو سوتے پایا کرب نے نازنین سے پوچھا کیا باعث تیری گرفتاری کا ہی اُسنے اشارے سے کہا
ارے واپس جا نہین تو یہ دیو اُٹھکر ہلاک کر ڈالیگا کرب نے نعرہ کیا دیو خبردار ہو کر دوڑا کرب نے بحکم
لوح دونون سینگ اُسکے پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سر دھڑ سے جدا ہوا بطور قدیم دھوان محیط ہوگیا فتاح وغیرہ نے
بیرون طلسم سے دیکھا کہ وہ دیو بھی گرا یہان کرب نے اپنے تئین قلعے مین دیکھا کہ چالیس مکان اُسمین بنے ہوے
ہین اور ہر دروازے مین قفل بند ہی کرب نے قفل کھولنا شروع کیے کسی مین ہیرا بھرا تھا کسی مین یاقوت
کسی مین الماس ایک مکان مین پانچہزار نقرئین زرین رکھی تھین ایک مکان مین چالیس ہزار صندوق
بھرا زیراق زرین ایک مکان مین ایک ہی صندوق تھا لیکن برابر ایک حویلی کے اُس مین یراق کرنبوس
رکھا تھا کرب بہت خوش ہوا اور کرنبوس عاد کی روح کو فاتحہ پڑھکر بخشا پھر یراق کرنبوس کو زیب
جسم کیا گویا اسی کے جسم کے واسطے یہ سب قطع ہوا تھا غرض کرب غازی وہی یراق پہنکر بیرون طلسم
آیا سب کو دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوئی بعد اُسکے بہت سے آدمی ہمراہ لیے اور جاکر تمام مال طلسمی بار کیا
اور لے کر خدمت معروف شاہ مین آیا اُسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ میرے فرزند نے اسقدر بڑا طلسم فتح کیا

اب دو کلمے داستان سکندر عاد کے بیان ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جب نامہ نوشیروان کا سکندر کو پہونچا اُسنے پڑھکر فوراً تیاری کر دی اور فوج گران
اپنے ہمراہ لی ایک نامہ معروف شاہ کو بھی لکھا کہ اپنی فوج لیکر فوراً اسطرف کو روانہ ہو کہ مین واسطے غارت کرنے
خدا پرستون کے جاتا ہون میرے ہمراہ چل اور نامہ کمیل عاد مغربی کو دیا کہ یہ بہت بڑا بہادر و سردار ہی

کمیل نامہ لیکر معروف شاہ کی بارگاہ مین بغیر پروانگی چلا آیا اور نامے کو چوم کر معروف شاہ کو دیا اُسنے بھی
نامے کو بوسہ دیا اور پڑھا اتنے مین کمیل صندلی کرب پر بیٹھ گیا اور کرب شکار پر گیا تھا اس ثنا مین وہ بھی واپس
ہوکر آیا دیکھا کہ میری صندلی پر ایک دیو بیٹھا ہی اور معروف شاہ نہایت انتشار کے عالم مین نامہ کو دیکھ رہا ہے
کرب نے کمیل سے کہا ای شخص تو کون ہی کہ بہادرون کی صندلی پر بیخوف بیٹھا ہی وہ دیکھکر ہنسا اور کہا ای لڑکے
ابھی تیرے منھ سے دودھ کی بو آتی ہی بلکہ تیرے سخن مین دودھ کا اثر ہی ایسی سخت کلامی دلیران روزگار سے کرتا ہی
اگر مرنے سے نہین ڈرتا ہی خبردار بار دگر ایسا کلام ناسزا اپنی زبان سے نہ نکالنا ورنہ سزا کو پہونچیگا یہ گفتگو اُسکی کرب
کو ناگوار ہوئی اور جواب دیا کہ ای شخص یہ خطا تیری بہ لحاظ بادشاہ والا پایگاہ یعنے معروف شاہ معاف کی
نہین تو اسکا مزہ چکھا دیتا چھٹی کے دودھ کا مزہ تیری زبان پر آتا خیر اُٹھ میری صندلی پر سے اور ملازمان
خدمت گزار کی صورت دست ادب باندھکر کھڑا ہو ورنہ ہاتھ پکڑ کے اُٹھا دونگا کمیل غضبناک ہوکر اُٹھا اور چاہا کہ
طمانچہ مارے کرب نے دوڑ کر ایک طمانچہ مار دیا کہ منھ اُسکا گدی کی طرف ہوگیا اور گردن پکڑ کے دھڑ سے اکھاڑ لی
اور سر کو دھڑ سے زمین پر دے پٹکا جو لوگ اُسکے ہمراہ آئے تھے سب بھاگے اور جاکر سکندر سے کہا کرب نواسا
معروف شاہ کا بڑا زور آور ہی اُسنے طلسم کرنبوس کو فتح کرکے بہت سا مال دستیاب کیا اور فتاح جو آپکا
سپہ سالار تھا اُسے بھی زیر کیا اور اُسی نے کمیل کا سر اکھیڑ کر پھینکدیا یہ سنتے ہی سکندر آگ ہوگیا اور کہا کہ مین
جاکر ابھی اندلس کو غارت کرکے تمام اسباب طلسمی اپنے قبضے مین کرتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جب قریب
اندلس کے پہونچا تو معروف شاہ کو خبر ہوئی کہ سکندر بافوج گران آپہونچا اُسنے کرب سے کہا بیٹا مصلحت
وقت یہ ہی کہ تم بحیلہ شکار چند روز کے واسطے چلے جاؤ کیونکہ سکندر بہت منغض ہوکر آیا ہی اُس سے مقابلہ ممکن
نہین کرب نے نہ مانا آخر کو معروف شاہ نے بہت منت کی بلکہ ہاتھ بھی جوڑے کہ بیٹا میری خوشی یہی ہی
جب تو کرب مجبور ہوا اور شکار کو چلا گیا یہان معروف بحیلہ استقبال اُردوے سکندر مین آیا سکندر کو خبر
ہوئی اپنے سامنے بلایا اور کہا او مردک تو نے ہمارے سردار کو قتل ہونے دیا اور کوئی تدارک نہ کیا اُس نے
جواب دیا ای شہریار مین آپکا خراج گذار ہون کیونکر ہوسکتا تھا کہ کوئی دقیقہ مین اُٹھا رکھتا مگر مجبوری اسبات
کی ہی کہ یکبیک ایک واقعہ ظہور مین آیا مین زبان بھی نہ ہلا سکا سکندر نے کہا اچھا تو اُس چھوکرے کو ابھی
میرے سامنے حاضر کر کہ مین قتل کرون اور جو اسباب طلسمی وہ لایا ہی وہ میرے حوالے کر معروف شاہ نے
عرض کی ای شہریار بادقار وہ لڑکا میرا نواسا تو ضرور ہی لیکن جسروز اُسنے کمیل دلاور کو مارا اُسی روز بخوف
حضور مع تمام مال اپنی مان کو ہمراہ لے کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا اور باپ اُسکا لشکر حمزہ کا سپہ سالار ہی یہ کیفیت
معدی کرب کے آنے کی اور عادیہ بانو سے منسوب ہونے کی بیان کی اُسنے کہا کہ تو نے کیون جانے دیا گرفتار کرکے
میرے پاس کیون نہ بھیجا اُسنے جواب دیا کہ مین اُسکا مقابل نہ تھا سکندر نے کہا خیر میرے ہاتھ سے کب زندہ رہیگا
لشکر حمزہ مین جاکر قتل کرونگا اور تو میرے ساتھ چل اُسے کچھ عذر نہ بنا مجبور مع فوج ساتھ ہوا اور خفیہ
ایک نامہ کرب کو لکھا کہ فرزند مین بناچاری سکندر کے ساتھ جاتا ہون تو اپنی حفاظت کرتا رہنا جب یہ
تحریر کرب کو پہونچی سخت پریشان ہوا اور اندلس مین آکر تیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور جانب
اُردوے امیر کشورگیر روانہ ہوا چلتے وقت ارکین سلطنت سے کہگیا کہ میرے جانے کے دو روز بعد
سب اسباب طلسمی بار ہوکر اُردوے صاحبقران کی طرف روانہ ہوجائے

اب دو کلمے داستان لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

راوی شیرین کلام اس داستان کو یون تحریر کرتا ہی کہ صاحبقران اپنے لشکر مین پہونچ گئے علم شاہ جمہور غسل صحت کر چکے ایک شب کو جمہور نے لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان مین پکارا کہ ہی کوئی حمزہ کے لشکر مین ایسا بہادر کہ میرے مقابلے مین آئے ادھر سے ارجب یونانی امیر سے اجازت لے کر میدان مین گیا دوپہر تک جمہور سے رد و بدل ہوئی بعد دوپہر کے جمہور نے زخمی کیا بعد اُسکے صدف گوش گیا وہ بھی زخمی ہوا بدف گوش بھی زخمی ہوا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے رات کو پھر جمہور نے طبل رزم بجوایا صبح کو پھر میدان مین آیا اور کہا ای حمزہ کیا خوب ہو تا کہ آج تو میرے مقابلے کو آتا بمجرد سُننے اس سخن کے صاحبقران اشقر کو اُڑا کر میدان مین آئے جمہور نے جھپٹکر نیزہ مارا امیر نے بفن سپہ گری نیزہ اُسکا ہوائی کیا آخر دوڑ کر تلوار ماری صاحبقران نے تلوار بھی چھین لی جب تو جمہور گھوڑے سے کودا امیر بھی زمین پر تشریف لائے کشتی ہونے لگی تا شام کشتی رہی آخر کار امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے سر سے بلند کیا اور نوشیروان کو نیب دی کہ ای کافر اکفر تجھے جسپر بڑا ناز تھا دیکھ مین اُسے بھی لیے جاتا ہون اب اور کسی کو مدد کے لیے بُلا نوشیروان کو یہ دیکھکر بڑا صدمہ ہوا اور امیر اُسے لیے ہوے اپنے لشکر مین چلے آئے بارگاہ سلیمانی مین لاکر اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای بہادر دین دلیران اختیار کردہ از سر صدق بے عذر مسلمان ہوا امیر جشن مین مصروف ہوے وہان نوشیروان کے پاس مغرب سے نامہ وار آیا اور سکندر کا نامہ لاکر نوشیروان کو دیا لکھا تھا کہ اے نوشیروان ہم آپہونچے حمزہ سے ہرگز خوف نہ کرنا یہ دیکھکر نوشیروان بہت خوش ہوا اتنے مین ملازمان جمہور نے لشکر نوشیروان پر شبخون مارا صدہا کو زخمی ہزارون کو واصل جہنم کرکے اُردوے امیر مین چلے آئے یہ خبر امیر کو پہونچی کہ سکندر واسطے مدد نوشیروان کے آتا ہی اور ملازمان جمہور نے شبخون مار کر لشکر نوشیروان کو خوب تاراج کیا اور اُردوے حضور مین چلے آئے امیر نے سب کی بڑی خاطر کی اور مسلمان کیا اب حال کرب غازی کا سُنیے کہ یہ جو شہر اندلس سے روانہ ہوے بعد کئی روز کے قریب لشکر سکندر پہونچے اور بوقت نصف شب کے لشکر سکندر پر شبخون مارا اور نعرے امیر وسعد وقباد وعلمشاہ ولندھور وغیرہ کے بلند کیے قریب دو لاکھ آدمیون کے جہنم داصل ہوے اور پانچ ہزار نفر طلسمی بچتی ہوئی کرب غازی کے ہمراہ تھین سکندر نے جو یہ ماجرا سُنا دل مین کہا مین نے تو یہ سُنا تھا کہ حمزہ مرد جری وبہادر ہی مگر غلط تھا اگر دلیر ہوتا تو بہادرون پر کبھی شبخون نہ مارتا صبح کو جو سکندر نے لشکر مین آکر دیکھا تو تمام کشتے اپنی فوج کے ہین کسی غیر کی ایک لاش بھی نہین سخت تعجب ہوا کہ حریف کی طرف کا کوئی نہ زخمی ہوا اسمین کیا بعید ہی غرض دن کو اور آگے بڑھا کرب غازی نے بھی آگے بڑھکر کمینگاہ سے شب کو نکل کر پھر شبخون مارا پھر سات ہزار سوار سکندر مغربی کی طرف کے مارے گئے کرب غازی کی طرف والون مین سے ایک کی بھی نکسیر نہ پھوٹی یہ ماجرا دیکھکر سکندر نے گلیم گوش عیار کو براے خبرگیری روانہ کیا اتفاقاً اُس روز کرب ایک درخت کے سائے مین محو خواب تھا اور ہمراہی اُسکے اپنے لباس و یراق کو دھوپ دے رہے تھے گلیم گوش عیار نے آکر یہ ماجرا دیکھا اور سکندر کو یہ خبر دی کہ مین ابھی دیکھ آیا ہون فلان مقام پر سب غافل پڑے سو رہے ہین سکندر نے موافق راے وزیر بد تدبیر کے اُس صحرا مین آگ لگا دی جب کرب غازی کی آنکھ کھلی اور یہ کیفیت ملاحظہ کی مع اپنے ہمراہیون کے اُس آگ مین کود پڑا اور بسم اللہ کہتا ہوا دریاے آتش کو

عبور کر گیا کفیل عاد محاصرہ کیے ہوے تھا اور آگ کو چارون طرف سے گھیرے ہوے تھا کرب نے
آگ سے نکل کر اندھیر برپا کر دیا اور کفیل کو مع چند ہمراہیون کے قتل کیا یہ بھی خبر سکندر کو پہونچی سخت
متعجب ہوا کہ حمزہ بلاے مبرم ہی آگ مین سے بھی صحیح و سالم نکل آیا آدمی نہین جن معلوم ہوتا ہی اور ایک
نامہ اپنے باپ ہیکلان کو اس مضمون کا لکھا ای پدر والا گہر جبسے یہ غلام قدوم میمنت لزوم سے جدا ہوا آجتک
ایک لحظہ راحت نہ ملی حمزہ کئی شبخون اسوقت تک مار چکا ہی لہذا امیدوار اس امر کا ہون کہ خداوند ثمرات سخن گو
کا تخت زرین ایک ارابے پر باندھکر مع تھوڑی فوج کے میرے پاس روانہ فرمایئے کہ خداوند کے قدمون کی برکت
سے مین زار و زبون نہ ہونگا یہ نامہ اپنے فرزند سکندر کا ہیکلان نے پڑھکر کہا کہ بڑے تعجب کا مقام ہی کہ حمزہ
ساحری و بہادر شبخون مارے پھر خداوند ثمرات سخن گو کو بلا کر تمام کیفیت بیان کی اُسنے کہا البتہ اگر تو مجھے
اُس طرف روانہ کرے تو مین سکندر کے حال نیک و بد کا نگران رہون غرضکہ ہیکلان نے ثمرات سخن گو
کا تخت زرین ارابے پر رکھا لشکر و خزانہ فوج بیکران ہمراہ کیے اور دو سردار مجمل عاد مغربی و اجمال عاد مغربی
کو بھی ہمراہ کرکے روانہ کیا یہان کرب غازی نے پھر بعد نصف شب کے شبخون مارا اور معروف شاہ کے
خیمے مین در آیا مع تمام اسباب و شمائل و تجمل کے معروف شاہ کو لیکر نکل گیا جب یہ خبر سکندر کو پہونچی
کہ حمزہ آجکے شبخون مین مع خیمہ و خرگاہ معروف شاہ کو لیگیا اُسنے محلول عاد کو مع پانچہزار سوار دین
کے حکم دیا کہ جاکر پکڑ لا یہ سنکر وہ فوراً روانہ ہوا ابھی کرب غازی نصف فرسخ پہونچا تھا کہ عقب سے نعرہ ہوا بس
ای حمزہ منم محلول عاد مغربی کے گذارم ترا کہ از دست من جان بہ سلامت بروی کرب یہ سنکر ٹھہر گیا اور تنہا
لشکریان محلول پر جا پڑا چشم زدن مین آدھے سے زیادہ جہنم واصل ہوے تھے کہ محلول مقابلے مین آیا
اور دوڑ کر کرب پر گرز مارا اُس بہادر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا لگایا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے
اُس کافر کے ہوگئے فوج بھاگی کرب اپنی فوج مین چلا آیا اور اپنی فرودگاہ مین پہونچکر معروف شاہ
سے کہا اب آپ اندلس کی طرف تشریف لیجائین اور اسباب طلسمی لے کر خدمت امیر مین آیئے گا اُسنے
کہا ای فرزند میرا جی چاہتا ہی کہ پہلے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کردن پھر جاؤن کرب نے کہا
مصلحت وقت یہی ہی جو مین نے عرض کیا آپ ضرور تشریف لیجائین غرض معروف شاہ اندلس کی جانب
روانہ ہوا راہ مین مجمل و اجمال سے ملاقات ہوئی کہ یہ دونون ہمراہ ثمرات سخن گو آتے ہین معروف
شاہ سے پوچھا ای معروف شاہ خیر تو ہی تم کیون واپس آئے معروف شاہ نے کہا کہ آج تک بائیس تکیس
شبخون حمزہ نے لشکر سکندر پر مارے اور خزانہ وغیرہ بھی لوٹ لیا مین اندلس جاتا ہون کہ اور خزانہ
لاؤن غرض وہ رخصت ہوکر ادھر آئے معروف شاہ اندلس کی طرف چلا یہان ایک روز اندلس تیز رفتار
عیار کرب دربار سکندر مین موجود تھا کہ گلیم گوش عیار سکندر نے اُسے جاسوس خیال کرکے گرفتار کیا اور سکندر کے
پاس لایا اُسنے پوچھا تو کون ہی اندلس نے جواب دیا کہ جاسوس حمزہ ہون سکندر نے کہا تو ہین جلکر حمزہ کا نشان
دے تو اپنی فوج کی سپہ سالاری تجھے دون اور مال و زر سے تجھے نہال کردون اُسنے اقرار کیا اور کہا
کہ اگر مین اپنے عہد سے پھرون تو خداوند ثمرات سخن گو مجھے غارت کردے شب کو اندلس نے کہا
جتنی فوج جرار ہی سب کو اپنے ہمراہ لیجیے گا اسواسطے کہ حمزہ کے ساتھ ہر ایک بہادر رستم وقت سہراب عصر
ہی سکندر نے چیدہ چیدہ سردار اپنے ہمراہ لیے اور ساتھ اندلس کے روانہ ہوا وہ لیکر ایسے صحرا مین پہونچا

جہان بانی کو سون منزلون نایاب تھا یہان کرب نے کہ سنا کہ اندلس سکندر کو لیکر کسی طرف بحیلہ نکل گیا
کرب نے پھر شبخون مارا اور تمام خزانہ سکندر کا لے کر اپنی فرودگاہ پر آیا ایک درۂ کوہ مین وہ مال دفن
کیا وہان اندلس ان سب کو لیکر جب بہت دور نکل گیا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی کہ ای سکندر حمزہ
یہان کہان ہی وہ اگر ہو تو تیرے لشکر مین ہو یہان نہین ہی اور مین تجھے محض ذلت و تکلیف دینے
کی نظر سے لایا اب اگر تو بہادر ہی تو مجھ ایک ادنی غلام حمزہ سے مقابلہ کر سکندر یہ سنکر غیظ مین آیا اور
کہا کہ ہان اسے پکڑ لو جانے نہ پائے لوگ پہاڑ پر چڑھنے لگے جو اُسکے قریب پہونچا اُسنے ایک سنگ گران
اوپر سے پھینک دیا کہ استخوان اُسکے سرمۂ چشم کافران ہوگئے اور حقہ ہاے نفت بھی مارنا شروع کیے کہ
جو لوگ دامنہ کوہ مین تھے آنکی جرأت نہ پڑی جو اُسکے مقابلہ کو جاتے آخرکار اندلس دوسری راہ سے
خدمت کرب مین پہونچا اور سب کیفیت بیان کی ادھر سکندر جو پلٹ کر اپنے لشکر مین آیا سنا کہ حمزہ
شبخون مارکر سب خزانہ و مال لوٹ لیگیا اور صدہا بہادر اُن لشکر کو تہ تیغ بیدریغ کیا بہت سے زخمی پڑے
ہین اُسنے بڑا افسوس کیا غرض کرب غازی تو مصروف شبخون زنی ہین اُدھر سے ثمرات سخن گو مع دو نون
سردارون اور خزانے کے چلا آتا ہی ایک شب کو خیمہ اُسکا اُسی صحرا مین استادہ ہوا جہان کرب غازی
استقامت گزین تھے مشعلون کی روشنی جو کرب غازی نے دیکھی ایک جاسوس کو روانہ کیا کہ جاکر خبر لاؤ
کہ یہ کون آتا ہی وہ فوراً روانہ ہوا اور آکر خبر دی کہ ثمرات سخن گو مع خزانہ و مال و لشکر کے براے مدد سکندر
آتا ہی فوراً کرب جاکر مع اپنے ہمراہیون گرا اور بہت سے کافرون کو تہ تیغ کرکے خزانہ اُسکا بھی اپنے قبضے
مین کیا مجمل و اجمال نے آکر ثمرات کے روبرو استغاثہ کیا اُسنے کہا من خود این تقدیر کردہ بودم خاموش
باش و در تقدیر من دخل مدہ مگر ان دونون کو تاب نہ رہی تھوڑی فوج ساتھ لیکر کرب غازی کے
متعاقب ہوے جب قریب پہونچے دونون نے نعرہ کیا باش او قزاق و راہزن ہم آپہونچے اب ہمارے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کرب غازی نے جو دونون کے نعرے سُنے پھر کر تلوار مارنا شروع کی داہنی
جانب سے اجمال اور بائین طرف سے مجمل حملہ آور ہوے کرب غازی نے بسرعت تمام چالاک کا ہاتھ مارا
کہ سران دونون خیرہ سرون کے کٹکر خاک پر گر پڑے ہمراہی انکے بھاگے جاکر ثمرات سے فریاد کی
اُسنے کہا کہ آن مغضوبان درگاہ نے میری تقدیر مین دخل دیا اسکی سزا مین نے اُنکے واسطے یہی تجویز
کی تم لوگ اُنکا غم نہ کرو غرض ثمرات جب سکندر کے اُردو کے قریب پہونچا اُسے بھی خبر ہوئی اسنے
سردارون کو ہمراہ لیکر استقبال کیا اور لیجاکر ایک خیمۂ زربفتی مین اُسکا تخت بچھوایا اور سجدہ کرکے مستغیث
ہوا کہ حمزہ نے مجھے بہت پریشان کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ تو نے میری بے اجازت سفر کیا بلکہ میری تقدیر کے
خلاف کیا اُسکا ثمرہ مین نے یہ دیا اب مین آیا ہون اب ہرگز حمزہ تجھپر فتحیاب نہوگا کہ اتنے مین پھر
نعرون کی صدائین بلند ہوئین اور تلوار چلنے لگی ثمرات نے کہا جا دیکھ گھوڑے لڑ رہے ہین سکندر نے
جاکر دیکھا تو تلوارون کی بجلیان چمک رہی ہین اتنے مین صبح ہوئی اب جو سکندر نے دیکھا تو اسکی فوج کے
گھوڑون کی پشتون پر مقوے کے بنے ہوے آدمی سوار ہین اور ہماری فوج آپس مین لڑکے کٹ گئی جب
بہت پریشان ہوا اور آکر ثمرات سے بیان کیا اُسنے کہا دم مدار مین نے یہی تقدیر کی تھی اور یہ سب جھگڑا محض تیری
فتحیابی کی نظر سے پیش کیا ہی تو کچھ خیال نکر اور بیدل نہو اُسنے پھر سجدہ کیا دوسرے روز پھر شبخون پڑا جب تو آسنے تاب

نہ رہی اور کہا کہ جاکر دیکھو یہ لوگ کدھر سے آئے ہین اور کہان جاتے ہین عیار نے کہا مشرق سے آتے ہین اور جنوب کی
جانب چلے جاتے ہین سکندر بھی مع فوج کے جانب جنوب بخیال تعاقب حمزہ روانہ ہوا یہان کرب اپنی فرودگاہ پر پہونچ
چکا تھا جاسوسون نے آکر اس کیفیت سے اطلاع دی کرب پھر آکر موجود ہوا اور سکو زخمی کرکے چلا گیا جب سکندر بے خبل مرام
پھرا یہان آکر پھر شبخون کی کیفیت سُنی ثمرات سے کہا اُسنے منغص ہوکر جواب دیا کہ تو سخت نادان ہو تیری یہی سزا ہو جتنے کہدیا کہ جو
کچھ گذرے دم مدار یہ چپ ہو رہا اور پھر یہان سے جانب نوشیروان کوچ کیا اب وہان پہونچا کہ جہان سے حد اندلس ختم
ہوئی اور ڈانڈ الممالک نوشیروان کا شروع ہوا کرب نے کہا کہ ایک شبخون آخری بھی ضرور ہو یہ کہکر بعد نصف شب کے پھر
شبخون مارا اور یہ اُنیسوان شبخون ہوا اسمین آکر سامنا کرب وسکندر کا ہوا سکندر نے تلوار ماری کرب نے پشت تلوار پر روک
کر ایک ہاتھ مارا اُسنے سپر سر کے اوپر کی تلوار نے سپر کو کاٹا اور ایک انگل سر مین درائی اتنے مین صبح قریب ہوئی کرب اپنی کمینگاہ
مین چلا آیا یہان نوشیروان کو سکندر کے آنے کی خبر پہونچی اُسنے بزرجمہر وبختک وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ کیا عمرو
بھی یہ خبر سُنکر بشکل مبدل بارگاہ سکندر مین آکر موجود ہوا سکندر نے خواجہ بزرجمہر وبختک کی تعظیم کی اور تمام کیفیت شبخون
کی بیان کرکے کہا اے خواجہ مین نے سُنا تھا حمزہ بڑا بہادر ہو مگر یہ کونسی دلیری تھی کہ اندلس سے یہان تک اُسنے اُنیس
شبخون میری فوج پر مارے بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ ہر روز عیاران نوشیروان بارگاہ حمزہ مین موجود رہتے ہین کسی وقت حمزہ
اپنے لشکر سے نہین گئے یہ تو امر قیاس مین نہین آتا کیا ہمزاد حمزہ نے آپ کے لشکر مین شبخون مارے اُسنے کہا اے خواجہ جتنے میرے
اہل لشکر مین سب مجروح اُسی کے ہاتھ سے ہوے اور آخری شبخون مین میرے سر پر بھی زخم آیا اُن لوگون کو خیال گذرا کہ شاید
عمرو نے سردارون کو بشکل حمزہ صاحبقران بناکر دربار مین بٹھا دیا ہو اور امیر نے جاکر شبخون مارے ہون اتنے مین بختک
کی نظر عمرو پر پڑی پہچانا اور کہا اے بادشاہ دیکھیے عمرو بھی اِسی بارگاہ مین موجود ہو اور یہ بڑا مفسد ہو یہ کہنا تھا کہ خواجہ عمرو نے
جست کی اور وہ تاج کہ نوشیروان نے واسطے سکندر کے بطور ہدیہ بھیجا تھا اُسکے سر سے لیکر اپنا راستہ لیا ہر چند عادیون نے
خواجہ کا تعاقب کیا مگر یہ کسکے ہاتھ لگتے ہین غرضکہ آکر روبرو امیر کے سب حقیقت بیان کی صاحبقران کو حیرت ہوئی
کہ وہ کون شخص تھا جس نے میرے نام سے شبخون مارے وہان بختک وغیرہ سکندر کا استقبال کرکے بارگاہ
نوشیروان مین لائے اُسنے بھی سکندر کی بہت خاطر کی اور سامان دعوت وراحت مہیّا کیا اُدھر خواجہ عمرو ایک
روز بالادوی کو کسی صحرا مین نکل گئے دور سے تھوڑی فوج ایک پہاڑ کی گھاٹی مین دیکھی خواجہ بہت خوش ہوے
اور دل مین کہا اے عمرو چلکر دو چار کوڑی کا روزگار کرو ناظرین پر واضح ہو کہ یہ فوج کرب غازی کی
ہو اور اب معروف شاہ بھی اسباب طلسمی لیکر کرب کے پاس پہونچ چکا ہو غرض خواجہ صاحب لشکر کرب
مین پہونچے کسی سے پوچھا بھائی یہ لشکر کس کا ہو اُسنے اُنکو پکڑ کر غل مچایا کہ مین نے چور کو پکڑا لوگ دوڑے ایک
شخص عجیب الخلقت کو دیکھا سب نے کہا ارے اسے چھوڑ دے کوئی بلا ہو آدمی کبھی اس صورت کا ہوا ہو
لیکن جسنے اُنھین گرفتار کیا تھا اُسنے نہ مانا اور کہا ہمارے مالک کا حکم ہو کہ جو ہمارا نام پوچھے اُسے گرفتار
کرلو غرض خواجہ اسیر ہوے لوگ سامنے کرب غازی کے لے گئے دیکھا خواجہ نے کہ ایک جوان رشک
دہ کنعان بارگاہ مین بیٹھا ہو اور ایک پیر دیرینہ یعنے معروف شاہ برابر اُسکے متمکن ہو خواجہ نے معروف
شاہ کو بھی نہ پہچانا اور نہ معروف شاہ نے انھین جانا کہ کون ہو کرب نے انکی صورت جو دیکھی کہا اے شخص
تجھے قسم ہو اُس خدائے عز وجل کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین روح عالم ہو سچ بتا کہ تیرا کیا نام ہو خواجہ نے
اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ بھی مسلمان ہو کیون اپنا نام اس سے پوشیدہ کرو کہا مین ایک غریب وناچار مفلس

دقر ضدار عمرو بن اُمیہ ضمری حمزہ کا عیار ہون یہ سُنتے ہی کرب اُٹھ کھڑا ہوا اور دست خواجہ کو بوسہ دیکر اپنے
پاس بٹھایا خلعت فاخرہ سے مخلع کرکے جو کچھ انکا حصہ مال طلسمی سے تھا دیا اور خزینہاے سکندر سے بھی انکا حصہ جدا
کیا اور آگے خواجہ کے رکھدیا پھر اپنی تمام کیفیت مع نام پدر و مادر بیان کی مگر شجون جو بابے تھے اُسکا ذکر نہ کیا جب
خواجہ نے اُسکے باپ کا نام سُنا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر کردۂ علی مرتضےٰ علیہ السلام ہی کہا ای کرب غازی آج
سے تو میرا فرزند ہی اب مین تیری عزت افزائی چاہتا ہون امیر کو تیرے استقبال کے واسطے لاتا ہون یہ سُنکر
کرب نہایت مسرور ہوا خواجہ نے کہا ای کرب غازی بابت اس مال کے ایک تمسک مجھے لکھدے کیون کہ
ابھی مین نہ لیجاؤنگا اس مین مجھے کچھ بہتری مدنظر ہی اور تمسک لکھوانے کا یہ سبب ہی کہ شاید تو نے مجھے لالچ دیا ہو پھر بعد
کو کر جائے تو مین تیرا کیا بناؤنگا کرب نے کہا ای پدر بزرگوار اگر میرا ایسا خیال ہوتا تو مین آپ کو دل ہی نہ دیتا خواجہ
نے کہا بابا اس زمانے کے لڑکون کی طبیعت ایک رنگ پر نہین رہتی شاید تجھے بعد کو لالچ آئے اور مجھے نہ دے اُسنے کہا تمام
سرداران اہل اسلام کے واسطے تحفہ طلسمی رکھا ہی خواجہ نے کہا میری تسکین بے تمسک ممکن نہین کرب نے تمسک لکھدیا
خواجہ لشکر امیر مین آئے اور کہا ای عادی مرحلے تجھے مبارک ہو کہ میرا بیٹا جو تیرے نطفے سے زبردستی بھورے سے
پیدا ہو گیا تھا وہ آیا ہی اور اُسنے نظر کردہ شیر خدا ہوکر طلسم کرنوس عاد کو باطل کیا مگر مجھے بڑا افسوس یہ ہی کہ جو
مین کہتا ہون امیر قبول نہین کرتے نہین ایک بات کہتا امیر نے یہ سُنکر فرمایا کیون ای زرد مکار کونسی بات تو نے
مجھسے کہی جو مین نے منظور نہ کی خواجہ نے کہا کہ تمھارے تمام لشکر کی زیارت کو ایک بہادر نظر کردۂ غالب کل
غالب علیؑ ابن ابی طالب آیا ہی اُسکے استقبال کو محض میری خاطر سے مع اپنے سردارون کے چلو اُسیوقت
صاحبقران نے بہ آواز بلند فرمایا کہ جو کوئی سوائے قباد شہریار کے میرے ہمراہ کرب کے استقبال کو نہ جائیگا
اُسکو اپنا دشمن سمجھونگا کیونکہ میرے سپہ سالار کا فرزند آیا ہی اور وہ سپہ سالار جو ایک زمانے سے میرا جان نثار ہی سب
راضی ہوئے مگر رستم پیلتن دخیلکن یعنی علمشاہ کو سخت ناگوار گزرا مگر دم نہین مار سکے بہ مجبوری ہمراہ امیر کے یہ بھی
استقبال کرنے پر آمادہ ہوئے اور کہا خواجہ تمھین اُسنے کچھ دیا ہی خواجہ نے کہا ای علمشاہ فی الحقیقت بڑا سخی ہی مثل
تیرے دنی نہین ہی بلکہ تیرے واسطے بھی کچھ تحفے لایا ہی رستم نے کہا کہ مجھے اُسکے تحفون کی ضرورت نہین خواجہ نے
کہا بیٹا ایک تمسک لکھکر اپنا حصہ میرے نام ہبہ کردو علمشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور ہمراہ امیر کے بہر استقبال روانہ
ہوا خواجہ نے بڑھکر کرب کو اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران تمھارے استقبال کو مع تمام سرداران اسلام کے
آتے ہین وہ نہایت خوش ہوکر اپنی فوج اور معروف شاہ کو ہمراہ لیکر خیمے سے چلا دور سے امیر کو آتے دیکھا فوراً
گھوڑے سے کود کر جانب امیر چلا جب بالکل قریب صاحبقران کے پہونچا راہ مین ایک قعر نہایت عمیق و طویل
ملا اُسنے اپنے دل مین کہا کہ یہان سے پھرنا محض نامردی ہی یہ خیال کرکے جست کی اور اُس طرف اُس غار کے
پہونچکر دوڑا امیر کے قدمون پر گرا صاحبقران نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اُسنے نذر دی امیر نے قبول کی فرداً
فرداً سب سردارون سے ملا جب علمشاہ سے ملنے کی نوبت آئی اُنھون نے رکاب سے پانون نکال کر اُسکی طرف
بڑھا دیا اُسنے پائے علمشاہ کو بوسہ دیا مگر دل مین نہایت منغص ہوا لیکن چپ ہو رہا بعد اسکے تبرکات طلسمی
اُسنے پیش کیے سب نے بخوشی لے لیے مگر رستم نے باکراہ لیکر اپنے عیار کے حوالے کیے بعد اسکے معروف شاہ
نے امیر کی قدمبوسی حاصل کی صاحبقران اُسکے خیمے مین تشریف لائے اور سب خیمہ و خرگاہ بار کرا کر اپنے
ساتھ ساتھ اُردوے معلی مین تشریف لائے کرب دوڑکر قباد کے قدمون پر گرا اُنھون نے بھی سر اُسکا

اپنے سینے سے لگایا پھر اُسنے نذر دی وہ بھی قبول کی صاحبقران اس سے بہت خوش ہین مگر رستم اس سے کیا خواجہ
ناراض ہی کہ جسنے اُنھین کچھ دیدیا اُسکی توقیر اسقدر زیادہ اسکے سبب سے ہوتی ہی کہ قریب مرتبہ صاحبقران کے
پہونچ جاتا ہی کہان ایک ادنی نوکر یعنی سپہ سالار کا لڑکا اور کہان ہم لوگون کا استقبال غرض امیر بارگاہ سلیمانی
مین بیٹھے اور اسکے واسطے بھی دنگل اپنے پہلو مین بچھوایا یہ اور بھی سب کو شاق گذرا مگر کچھ نہ کہا بعد اسکے ایک نامہ
صاحبقران نے سکندر کے نام تحریر کرکے آواز دی آیا ان بہادرون مین سے ہی کوئی کہ اس نامے کو سکندر کے
ہاتھ مین جاکر دے اور نامے کی وقعت مین حرف نہ آنے پائے کرب نے فوراً اُٹھکر مجرا کیا اور کہا یہ خدمت غلام
کے سپرد کیجائے سب سردار ہنسنے لگے اور امیر نے بھی اعتنا نہ کی پھر یہی آواز صاحبقران نے دی پھر یہ کھڑا ہوگیا
غرض تیسری آواز پر جب یہ بولا تو علمشاہ نے جلکر جواب دیا کہ بے جام کلۂ عفریت پیے یہ نامہ کوئی نہین
لیجا سکتا اُسنے جواب دیا کہ پھر اسین کسے عذر ہو امیر نے جام منگایا اُسنے اُٹھا کر پی لیا صاحبقران نے نامہ دیکر کہا
ای بہادر عادی بڑے مفسد ہین فوج تھوڑی ضرور اپنے ہمراہ لیے جا اُسنے جواب دیا کہ اقبال حضور کافی ہی فوج
کی ضرورت نہین پھر صندوق عطیہ امیر منگا کر زرہ پہنی اور تالی بجائی پھر خود سر پر رکھکر تالی بجائی جب تلوار کمر سے
لگائی جب بھی تالی بجائی یہ حرکت بھی علمشاہ کو دخوش آئی بلکہ صاحبقران نے بھی بنظر استعجاب پوچھا ای بہادر
یہ بے موقع تالی بجانے کا کون موقع ہی اُسنے عرض کی کہ میری فوج کا دستور ہی جب مین ایک تالی بجاؤن تو پانچہزار
جوان لباس سے آراستہ ہون دوسری دستک مین مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہون تیسری تالی مین دربارگاہ پر موجود
ہون حضور بیرون بارگاہ ملاحظہ فرمائین کہ ہین یا نہین صاحبقران نے پردہ بارگاہ کا اُٹھوا کر دیکھا تو فی الحقیقت
پانچ ہزار سوار مسلح دربارگاہ پر موجود تھے صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای کرب ان سبکو ہماری خاطر سے
اپنے ہمراہ لیجاؤ اُسنے منظور کیا اور نامہ لیکر باہر بارگاہ کے آیا وہ سب ہمراہ ہوئے عمرو پہلے ہی سے بصورت مبدل بارگاہ
سکندر مین پہونچ گئے جب نیم فرسنگ گرد سے سکندر کا فاصلہ رہا کرب نے اپنے ہمراہیون کو وہین چھوڑا اور کہا
کہ جب میرے نعرے کی آواز سُنا تو تم سب آ جانا اور تنہا روانہ ہوا قریب بارگاہ طلوع عاد طلایہ دار نے روکا اور کہا کون ہی
اُسنے جواب دیا کہ منم نامہ دار امیر کشورگیر اُسنے کہا ٹھہر جا مین خبر کرون جب ہمارا مالک طلب کریگا تب جانا اُسنے
کہا تیرا یا تیرے مالک کا نوکر نہین ہون جو ٹھہرون اُسنے غصہ ہوکر جواب دیا کیا تو نہین جانتا منم طلوع عاد طلایہ دار
کرب نے کہا شاید تو مجکو نہین پہچانتا منم کرب دیوانہ کشندہ کفار طلوع نے کہا مین سر سے بھوت اُتار دیتا ہون
کرب نے جواب دیا مین بہت جلد کافر کو مار لیتا ہون طلوع نے جھنجھلا کر ایک تلوار کرب کے سر پر ماری اُسنے سر
بچا کر ایک ہاتھ کمر پر جو تیغہ کر بنوس کا مارا دو کر دیا ہمراہی اُسکے بھاگے اور جاکر سکندر کو خبر کی کہ نامہ دار حمزہ آتا ہی
طلوع عاد کو اُسنے مار ڈالا سکندر نے کہا کہ حمزہ نے بیکار مجھے نامہ لکھا ہی قسم ہی ثمرات سخن گو کی کہ جب تک حمزہ
کو باندھکر کشان کشان شہر عاد مغرب تک نہ لیجاؤنگا قرار نہ آئیگا بختک نے کہا ای شہریار اس عرب کا قاعدہ
ہی کہ جب کوئی بہادر ادھر آتا ہی نامہ لکھکر اُسے ہیبت دلاتا ہی اور پرستش خداے نادیدہ کی ترغیب دیتا ہی
سکندر نے جواب دیا کہ ثمرات سخن گو وہ خداوند ہی کہ جسوقت کوئی مہم ہو لی اپنے پاس بلا لیا یا ہر وقت اپنے ساتھ
رکھا خداے نادیدہ ایسا کون بہادر ہی جسکی مین پرستش کرون اور یہ بھی خداپرستون مین مشہور ہی نہ ہاتھ رکھتا
ہی نہ پیر ہین نہ ناک ہی نہ آنکھین پھر ایسے خدا کو ماننا عین حماقت ہی یا نہین کیونکہ زبان نہین جو حکم کرے آنکھ نہین
کہ کسی کے حال نیک و بد کا نگران ہو بختک نے کہا ای شہنشاہ ایسی تدبیر کیجیے کہ نامہ دار حمزہ کو یہان ذلت ہو

اور اُسکے دلپر طاری آپ کی ہیبت ہو سکندر نے کہا کہ جتنی صندلیان دربار مین بچھی ہین باستثنائے صندلی طال طویل گرہ پیشانی سب اُٹھا ڈالی جائین طال طویل ہمارا سپہ سالار لشکر ہی اور بہادر بھی ہی اسکا کوئی کیا بنا سکتا ہی اتنے مین کرب غازی بغیر بے واثگی بارگاہ مین داخل ہوا بیٹھنے کی کہین جگہ نہ دیکھی مگر دیکھا ایک صندلی پہلوے تخت سکندر مین بچھی ہی اُسپر ایک دیو پیکر پہلوان بیٹھا ہی جسکا قد انسی انچ کا ہی کرب نے جاتے ہی نہیب دی کہ ای سگ قصاب برخیز تا بجایت نشینم و نامہ پیش کنم اُسنے کہا ای لڑکے تجھے کس بے ادب نے تعلیم کیا ہی کہ بہادرون کے مرتبے سے واقفیت اجتک نہین تجھے نہین معلوم کہ میری ضرب سے پہاڑ کا جگر شق ہوتا ہی روح رستم کو گوشۂ تربت مین قلق ہوتا ہی یہ کہکر نیم قد اُٹھا اور چاہا کہ تھوڑی مین ہاتھ دیکر جھٹکے جیسے ہی ہاتھ اُس لعین کا قریب چہرے کے پہونچا کرب نے ہاتھ باندھ کر جو مارا معلوم ہوا کہ پہاڑ نے زمین پر غلطک ماری اور ایک مکا کرب نے اُسکے سر پر مارا کہ مغز ناک کی راہ سے نکل گیا تمام اہل دربار کو ہیبت طاری ہوئی سکندر کو حیرت ہوئی کہ یہ آدمی ہی یا جن ہی کہ جسنے اتنے بڑے پہلوان کو اس آسانی سے مار لیا اور کہا ای شخص بے ادب تو کون ہی جو میرے دربار مین ایسی گستاخی کی اُسنے جواب دیا کہ کیا تو مجھے نہین پہچانتا ہی مین وہ ہون جسنے اندلس سے یہانتک تجھپر عافیت تنگ کی اور کوئی ایسا تیرے لشکر مین نہین جسکو مین نے زخمی نہین کیا حتی کہ تو خود آخری شبخون مین گھائل ہوا عمرو چونکہ بصورت مبدل یہان موجود ہی یہ سنکر نہایت مسرور ہوا اور اسکی جرأت پر آفرین کی سکندر نے کہا ای شخص میرے لشکر پر تو ہی نے شبخون مارے اُسنے جواب دیا کہ ہان مین ہی نے شبخون مارے تو شاید صاحبقران کو سمجھا تھا اُنکے نزدیک تو بچۂ سگ ہندی سے بھی جرأت و ہمت مین کمتر ہی وہ تجھپر شبخون کیا مارتے یہ کہکر طال کی صندلی پر بیٹھ گیا اور کہا دو زانو بیٹھ اور زر نثار کرکے دونون ہاتھون سے نامہ لیکر بوسہ دے نہین تو ابھی تجھے بھی مثل طال کے واصل جہنم کرتا ہون غرض کہ سکندر نے نامہ لیکر بختک کو دیا اور کہا بہ آواز بلند پڑھ اُسنے انکار کیا سکندر نے خواجہ بزرجمہر کو دیا کہ آپ پڑھین خواجہ نے نامہ بہ آواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای سکندر تو بادشاہ جلیل ہی مگر بسبب اپنے کفر کے خوار و ذلیل ہی چاہیے کہ بہادرون کا دین اختیار کر معبود حقیقی سے ڈرتا ہی نامہ پڑھا تھا کہ بختک مردک بولا دیکھیے ای شہریار جیسا مین نے بیان کیا تھا لفظاً لفظاً نامے مین وہی مضمون ہی سکندر نے کہا بس خواجہ صاحب اب نہ پڑھیے مجھے اُلجھن ہوتی ہی ناظرین پر واضح ہو کہ اسکا ایک بھائی دیوانہ ہی اور نام اُسکا آک مردم در ہی زنجیرون مین ہر وقت مسلسل رہتا ہی جب کوئی شخص سکندر کا گناہ کرتا ہی تو اُس دیوانے کو کھولکر کہتے ہین کہ اسنے سکندر کو گالی دی وہ دیوانہ مجرم کو پھاڑ ڈالتا ہی سکندر نے لوگون کو اشارہ کیا کہ آک کو اس طرح لاکر رہا کرو کہ اسپر ظاہر نہونے پائے لوگ دیوانے کو لیکر آئے جب پشت کرب پر پہونچے زنجیرین اُسکی کاٹ دین اور طرف کرب کے اشارہ کیا عمرو نے لاکھ طرح سے چاہا کہ کرب کو مطلع کرے مگر ممکن نہوا اتنے مین کرب نے خواجہ بزرجمہر کیطرف دیکھا خواجہ نے اشارے سے بتایا کہ ای بہادر کیا بیخبر بیٹھا ہی سر پر تیرے دشمن آگیا کرب نے پھر کر دیکھا تو ہاتھ آک کا قریب گردن کرب کے پہونچ چکا تھا کرب نے سر کو چرا کر گردش جو کی آک آگے اگر اوندھا گرا کرب پھر کر کھڑا ہو گیا وہ پھر دوڑا جیسے قریب کرب کے آیا ایک ہاتھ اس بہادر نے تلوار کا ایسا لگایا کہ سر اُس خیرہ سر کا مثل گوے عرصۂ ضلالت کے دور گرا سکندر نے حکم دیا کہ دہان یہ بے ادب ظالم جانے نہ پائے مار لو گروہ عادیان نے آکر اُس بہادر کو گھیر لیا کرب نے دلیرانہ لڑنا شروع کیا پانچ ہزار عادی اسکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے اتنے مین لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا پانچ ہزار سوار جنکو یہ کمینگاہ مین چھوڑ آیا تھا مثل بلاے بیدرمان کے آکر گرے اور خوب کشت و خون ہوا آخر فوج سکندر کی بھاگی کرب اس عرصے مین اُردوے امیر کی جانب روانہ ہو چکا تھا جب لوگ

آئے اور کرب کو واپس جاتے دیکھکر غنیمت تصور کیا کہ جان تو بچی کسی نے نہ روکا خواجہ عمرو نے آکر دربار امیر مین کرب
کی شجاعت و دلیری بیان کی اور بہت تعریف کی رستم کو بہت ناگوار گذرا اور کہا خواجہ اتنی تعریف ایک سپہ سالار زادے
کی نہ چاہیے عمرو نے کہا ای شہزادے لشکر حمزہ مین کوئی میرے نزدیک اُسکا مقابل نہین اُسنے اکیس شبخون سپاہ
سکندر پر مارے اور کس دلیری سے طال واک وغیرہ کو میرے سامنے تہ تیغ کیا صاحبقران کو بہت خوشی حاصل
ہوئی اس عرصے مین کرب بھی داخل بارگاہ ہوا امیر کو مجرا کیا اور تمام کیفیت دربار سکندر کی خدمت امیر مین
عرض کی صاحبقران نے فرمایا ای بہادر لشکر سکندر پر شبخون مارے اور ہمسے اُسکا اظہار بھی نہ کیا اُسنے عرض کیا
ای شہریار عالی مقدار وہ کام بھی ایسا تھا کہ روبروے بندگان عالی کے بیان ہوتا امیر اس کلام جرأت التیام
سے نہایت محظوظ ہوئے اور داروغگی بارگاہ کی کرب کے نام کردی بلکہ صفوف آرائی لشکر بھی مرحمت کی علمشاہ
کو سخت ناگوار گذرا کہ عمرو نے جس سے کچھ پایا اسکی وقعت امیر سے کہکر وہ چند کرادی یہان رات ہی کو سکندر نے
طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا
ہوئے ابھی کوئی مبارز طرفین سے میدان مین نہ آیا تھا کہ بیابان کی جانب سے گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا
چاک ہوا تیس علم نشان تیس ہزار فوج کا نمایان ہوئے دونون لشکر اُدھر متوجہ ہوئے جب علم نزدیک پہونچے
دیکھا کہ دو نقابدار سرخ پوش مرکبہاے آہوتگ پر سوار ہین اُنکے عقب مین تیس ہزار سوار ہین غرضکہ اُنھون نے
بھی آکر ایک طرف اپنے خیمے برپا کیے طرفین سے عیار خبر کے واسطے روانہ ہوئے جس سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہین
اور کہان سے آئے ہین کیا ارادہ ہے اُسنے نام ونشان تو نہ بتایا مگر اتنا کہا کہ قیصر روم کے خون کا انتقام لینے آئے ہین
عمرو نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ نام ونشان اُنکا معلوم ہو مگر ممکن نہ ہوا آخر آکر امیر سے عرض کیا کہ یا امیر نام تو نہین
معلوم ہوا مگر یہ دریافت ہو گیا کہ انتقام خون قیصر لینے آئے ہین صاحبقران خاموش ہو رہے اتنے مین لشکر سکندر سے
کرپاس عادی میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ابھی ادھر سے کوئی نہ جانے پایا تھا کہ ایک نقابدار میدان مین آیا اور مثل
طفل کے اُسے پشت مرکب سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا کہ استخوان اُسکے توتیاے چشم قرات ہو گئے بعد اُسکے شمرلطیہ عاد
میدان مین آیا اسکو بھی مانند کرپاس کے قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر مارا یہ بھی واصل جہنم ہوا غرض اسی طرح پچیس پہلوان
اسکے ہاتھ سے راہی وادی برہوت ہوئے جب سکندر کی طرف سے کوئی نہ آیا تو نقابدار لشکر امیر کے جانب مخاطب ہوا
اور کہا ای حمزہ صاحبقران اب آپ میرے مقابلے کو آئیے مگر آج شام ہو گئی ہے اگر لشکر سکندر سے کل کوئی مقابلے
کو میرے نہ آئیگا تو آپ سے کل ضرور میدانداری جنگ کی تیاری ہے یہ کہکر اپنے خیمے مین واپس گیا رات کو پھر
سکندر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون تینون لشکر میدان مین آئے سکندر کی طرف سے حارث عادی میدان مین
آیا مبارز طلب کیا دوسرے نقابدار نے جا کر مثل نقابدار اول کے حارث کو اُٹھا کر زمین پر مارا مجہول عاد آیا
اُسے بھی شہر خموشان مین پہونچایا غرض اسکے ہاتھ سے بھی پچیس پہلوان مارے گئے شام ہو گئی سکندر نے طبل بازگشت
بجوا دیا تینون لشکر پھر گئے رات کو فیروزہ عاد پسر سکندر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور یہ بہت زبردست جوان
ہے صبح کو تینون لشکر پھر میدان مین آئے ابھی دونون نقابدار میدان مین نہ آنے پائے تھے کہ فیروزۂ عاد نے
اپنے لشکر سے نکلکر نعرہ کیا منم فیروزہ عاد مغربی بن سکندر عاد بن ہیکلان عاد مغربی آیا کوئی لشکر حمزہ مین
ہے ایسا کہ میرے مقابلے کو آئے سعد نوجوان امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا فیروزہ نے آتے ہی سعد پر نیزہ
مارا اُسنے ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے خالی دی اُسنے گرز مارا سعد نوجوان نے سر کو جدا کر کلائی

پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا گرزدور گرا دہ گھوڑے سے کود کر دست وگریبان ہوا سعد بھی کود کر کشتی مین مصروف
ہوا کئی ساعت کے بعد شہزادۂ سعد نے اسکی زنجیر کمر پکڑ کے سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا ہڈیان اُسکی چور ہوگئین سکندر
کی آنکھون مین جہان سیاہ ہوگیا اور کہا یلغار کرکے اسے مار لو تمام فوج سکندر نے سعد پر نرغہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے
لگی ادھر سے بھی امیر ولندھور وعلمشاہ اور کل سردار مع فوج جرار کے ٹوٹ پڑے خوب تلوار چلی اور عادلون نے
سعد نوجوان کو حلقے مین لے لیا کئی ہزار کافرون کو سعد نے تہ تیغ بیدریغ کیا آخر چہار جانب سے کمندین چڑھ گئین سعد
کو گرفتار کر لیا مگر بسبب جنگ مغلوبہ کے ایک کی دوسرے کو خبر نہوئی امیر وعلمشاہ ولندھور وغیرہ نے تمام فوج
سکندریہ کو پامال کر ڈالا قریب تھا کہ فراری ہون کہ سکندر نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر واپس ہوئے
اب امیر نے تلاش کیا تو سعد کا نشان نہ ملا نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو جاکر تلاش کرو لوگ گئے مگر کہیں
سعد ملا اُسے لاکر خدمت امیر مین کیا صاحبقران کو اور سب کو قلق ہوا اور حاضرین بارگاہ کا رنگ رو فق ہوا
امیر نے فرمایا کہ جاؤ اُسکی لاش کو تلاش کرکے لاؤ لوگ گئے تمام لاشین الٹ ڈالین کہین سعد کی نعش کا نشان
نہ ملا یہی سب نے آکر بقسم بیان کیا کہ یا امیر بخدائے عزوجل کشتون مین سعد نوجوان نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ کفار
نے گرفتار کر لیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ اب یہ کام تمھارا ہی یہان سعد کو مسلسل ومطوق کرکے روبروے
سکندر حاضر کیا اُسنے کہا کہ لاشہ فیروزہ کا اور اسکی قید ہیکلان عاد کی خدمت مین روانہ کرو کہ وہ اپنے پوتے
کا عوض جو لائق وسزاوار ہو کرے اور نشواد پہلوان کو بلاکر مع پانچ ہزار فوج کے سعد کی قید اور لاش اُس حبشی کی
طرف مغرب کے روانہ کی اور کہدیا کہ راہ مین جہان جھنڈا اندلس کا شروع ہی خداوند کی بارگاہ وہین استادہ ہی فولاد علم
مع کئی ہزار پہلوانون کے وہان متمکن ہی میری طرف سے خداوند ثمرات کی خدمت مین عرض کرنا کہ بہت جلد تشریف
لایئے خدا پرستون نے زندگی تلخ کردی ہی غرض نشواد بدنیاد ثمرات کے پاس پہونچا اور سارا ماجرا بیان کرکے
پیام سکندر کا دیا اُسنے فولاد کو حکم دیا کہ تقدیر کردم بندگان من کوچ کنید غرض اُسی وقت خیمہ وخرگاہ بار کرکے فولاد
روانہ ہوا ادھر نشواد نے لیجا کر سعد کو قلعے مین قید کیا یہان فولاد نے ایک قاصد کو روانہ کیا اُسنے آکر سکندر کو خبر دی
کہ خداوند یہان سے اب دو منزل پر ہین سکندر مع نوشیروان اور بختک کے استقبال کو گیا دیکھا کہ فوج گران
سامنے سے نمودار ہوئی قلب فوج مین چار ہاتھیون پر ایک تخت بار ہی اُسپر وہ مرتد یعنے ثمرات سوار ہی سب کافرون
نے سجدہ کیا یہان سے عمرو واسطے تلاش سعد کے روانہ ہوچکا ہی یہ بھی ساتھ انھین لوگون کے وہان پہونچا ثمرات کا جسم
طلائی دیکھکر حیران ہوا کہ بارخدایا اس سونے کی تصویر مین کیا شی سمائی ہی جو اُسین گویائی ہی اتنے مین ثمرات نے
آواز دی ای بندگان من شمارا آمرزیدم سب نے پھر سجدہ کیا ثمرات نے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد سوار ہوکر اپنے
اردو مین مجھے لیچلو کہ پھر تم کبھی پسپا نہوگے اور خدا پرستون پر تم فتحیاب ہوگے سب نے سہ بارہ سجدہ کیا اور سوار
ہوکر روانہ ہوے برابر بارگاہ نوشیروان کے خیمۂ ثمرات برپا ہوا سب گبر آکر حاضر ہوئے عمرو بھی بصورت
مبدل دربار مین داخل ہوا ثمرات نے آواز دی کہ پیادہ سبزپوش جو فلان گوشے مین کھڑا ہی اسے اسیر کرو یہ
عمرو ہی لوگ دوڑے عمرو بھاگا دوبارہ کسی اور صورت سے دربار مین گیا پھر اُسنے آواز دی لیکن عمرو پھر بھاگا
غرض کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا جب تو عمرو حیران ہوکر خدمت صاحبقران مین آیا اور تمام کیفیت عرض کی امیر مع
سب سردارون کے حیران ہوئے کہ اتنے مین نقابدارون نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی لشکر امیر مین نقارۂ
زری پر چوب پڑی رات بھر طرفین سے تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایک نقابدار نے

جنگاہ مین آکر آواز دی کہ صاحبقران جس بہادر کا لقب ہو اُس سے مقابلہ کرونگا دوسرے سے نہ لڑونگا یہ سُنکر
صاحبقران اشقر پر سوار ہوکر نقابدار کے مقابلے مین تشریف لائے پہلے فنون سپہ گری کا امتحان ہوا بعد اُسکے
نقابدار دست وگریبان ہوا صاحبقران نے بھی اشقر کو چھوڑ دیا نقابدار بھی گھوڑے سے کودا بعضے ایک شبانہ روز
اور بعضے تین شبانہ روز کا عرصہ کشتی کو لکھتے ہین بعد اسکے امیر نے نقابدار کی کمر مین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کرلیا قریب تھا
خرچ دے کر زمین پر مارین کہ لشکر نقابدار سے دو سوار کہ بعہدۂ وزارت مامور تھے دوڑے اور پکار کر کہا اے صاحبقران
خبردار زمین پر اس جوان کو نہ پٹکیے گا کہ یہ آپکا بیٹا ہے اور دوسرا نقابدار بھی آپ کا فرزند دلبند ہے یہ دونون ملکہ گلگیوتن
قیصر کے بطن سے توام پیدا ہوئے ہین صاحبقران نے بسہولت تمام نقابدار کو زمین پر چھوڑ دیا وہ دوڑکر قدمون پر
گرا اتنے مین دوسرا نقابدار بھی آکر قدمبوس ہوا صاحبقران نے دونون کے سر اپنے سینے سے لگائے پھر یہ سبب نقاب
کے نام پوچھا نقابدارون نے عرض کیا کہ ہم مین سے ایک شیرویہ اور دوسرا شیر افگن ہے سبب نقابدار بنے کا یہ ہے کہ
ہمنے حضور کی شجاعت و دلیری کی تعریف سنی تھی تو بطور امتحان نقابدار بنکر حاضر ہوئے امیدوار ہین کہ یہ گستاخی
معفو فرمائی جائے صاحبقران نہایت مسرور ہوے اور فرمایا کہ بیٹا یہ تمہاری عین دلاوری ہے اُسکو گستاخی نہ سمجھو غرض
صاحبقران ان دونون کو لیکر دربار مین تشریف لائے سب سردارون سے ملایا بادشاہ کو نذر دلوائی اور صندلیان ان
دونون کے لیے جانب دست چپ بچھوادین اور جشن مین مصروف ہوے اُدھر ثمرات سخن گو نے سکندر کو بلاکر حکم
دیا کہ آج شب کو طبل جنگ بجے مین نے تقدیر کردی کہ کل فتح تمہارے نام ہے سکندر نے طبل بجوایا صاحبقران کو بھی
خبر ہوئی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض لشکر اسلام مین بھی طبل بجا تمام شب دونون لشکرون مین تیاری
جنگ رہی صبح کو میدان مین طرفین سے صف آرائی ہونے لگی نقیب نقابت کرکے نکل گئے لشکر سکندر سے پرتاش عاد
نجا نجا سکندر کا وعدہ گاہ مصاف مین آکر مبارز طلب ہوا ثمرات سخن گو کا تخت درمیان تخت سکندر و نوشیروان
کے چار ہاتھیون پر بندھا ہوا ہے کرب دلاور صاحبقران سے مرخص ہوکر میدان مین آیا پرتاش نے نہیب دی
کہ اے جوان اپنا نام بتا کہ میرے ہاتھ سے بے نشان نہ مارا جائے کرب نے جواب دیا کہ بہادرون کا نام ظہر من الشمس
ہے تیرے بتلانے کی ہمین ضرورت نہین اور تو کیا سگ ناپاک ہے جو شیر تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے یہ سنکر اُسکو غیظ آیا اور
دوڑ کر کرب کے نیزہ مارا کرب نے نیزے کو نیزے پر روک کے ایک اوچھڑ برچھی کی ڈانڈے دی قریب تھا کہ
اوندھے منھ گھوڑے سے گرے کہ یان تھام کر تھم گیا مگر گھوڑا اُسکا بھاگا ہر چند اُسنے باگ کو جھٹکے دیے مگر وہ نہ رُکا اور
جاکر زیر تخت ثمرات ٹھہرا یہان لشکر اسلام مین ایک قہقہہ پڑا پرتاش نہایت خجل ہوا اور کہا یا خداوند یہ کون سی
تقدیر تھی ثمرات نے جواب دیا کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے اُسوقت تو اس دلیری کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ بے ساختہ مجھے
پیار آیا مین نے تقدیر الٹ دی کہ تو تھوڑی دیر میرے تخت کے نیچے آکر ٹھہرے پرتاس نے جواب دیا یا خداوند یہ کون سا
پیار ہے کہ مین سر میدان ذلیل ہوا ثمرات نے کہا ہین خموش باش دم مدار در تقدیر من اعتراض مکنی یہ چپ ہو رہا
بعد تھوڑی دیر کے پرتاش نے کہا اے خداوند اب مجھے اجازت ہو کہ جاکر مقابلہ حریف سے کرون اُسنے جواب دیا ابھی
تقدیر سیدھی نہین ہوئی ادھر کرب غازی نعرے کر رہا ہے دمبدم مبارز طلب کر رہا ہے ثمرات اُسے رخصت نہین دیتا
بعد کئی ساعت کے کہا کہ اچھا جا مقابلہ حریف مین پرتاش نے گھوڑے کو مہمیز کی وہ ایسا خائف ہوا تھا کہ تھوڑی دور تو آیا
جب سامنا کرب غازی کا ہوا پھر اُسے لیکر بھاگا اُنے مارے جھٹکون کے اپنے گھوڑے کے کلے پھاڑ ڈالے مگر وہ نہ ٹھہرا
اور پھر جاکر اُسی مقام پر قیام کیا پھر اُسی طرح لشکر اسلام مین قہقہہ پڑا اور پرتاش ایسا شرمندہ ہوا کہ قریب

تھا اپنے پیٹ مین خنجر مارے ثمرات نے آواز دی کہ ای پرتاش تو تو میرا بندۂ خاص ہی کیون کبیدہ خاطر ہوتا ہی یہ عین
محبت ہی کہ مین نے تجھے دوبارہ بلایا خیر ایکی سجدہ کرکے دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کہ یہ مرکب کونتی ہو گیا ہی نقطہ کونتی پر خواجہ
بزرجمہر کو بہت ہنسی آئی مگر بخوف سکندر خموش رہے غرض دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان مین آیا جھلایا ہوا
اور کھسیانا تو تھا ہی آتے ہی برس پڑا کرب غازی نے اُسکے وار روتے روکتے ایک ہاتھ خنجر کا جو مارا کمر تک اُترا سکندر نے
یہ دیکھکر جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تمام عادی دوڑ پڑے ادھر سے بھی بہادران اسلام نعرے کرکے شیر صفت آن روباہون
مین در آئے ہزارہا دن کافرون کو قعر جہنم مین پہونچایا بحکم ثمرات سکندر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی
آرامگاہ مین آئے سکندر نے پیش ثمرات بہت جزع فزع کی اور کہا کہ جس روز سے مین نے اندلس کو چھوڑا
تا اندیدم راحت نہ پائی ثمرات نے جواب دیا دم مدار ببین کہ برائے مسلمانان چگونہ تقدیر ہا سازیم سکندر نے پھر
سجدہ کیا بعضے اُستادون کے نزدیک پرتاش جہنم واصل ابھی نہین ہوا فقط ایک زخم کاری شانے پر کھایا سکندر
نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تھا خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا آمدیم بر سر مطلب کہ بعد طبل بازگشت بجنے کے علی الصباح عمرو بن
حمزہ یونانی شکار کو گیا کچھ لوگ ہمراہ تھے کہ ایک آہو زخمی ہو کر بھاگا عمرو بن حمزہ متعاقب ہوا ہمراہی پیچھے رہ گئے ہرن
ایک صحرا مین پہونچ کر کسی قعر مین گر گیا غرضکہ عمرو بن حمزہ کو نہ ملا اُسوقت اُسے تشنگی کی شدت ہوئی اور پانی بھی اس
مقام پر نایاب تھا کہ دور سے ایک منڈھی دکھلائی دی جب قریب آیا تو ایک فقیر کو اُس منڈھی مین بیٹھا دیکھا اُسنے کہا ای درویش
یہان کہین کنوان ہی اُسنے جوابدیا بابا کنوان کہان اگر تجھے پانی کی اس جنگل مین خواہش ہی تو شبانہ روز کنوین جھانکتا رہیگا مگر
پانی نہ پائیگا لیکن تشنگی فرو ہونے کی ایک سبیل ہی اگر تو انکار نہ کرے تو بیان کرون اُسنے کہا للہ بیان کیجیے وہ کیا ہی اُسنے
ایک حب نبات اپنی جھولی سے نکال کر دی کہ اسے کھالے پیاس جائیگی تو نہین مگر اتنا ضرور ہو گا کہ تین حصے پیاس جاتی
رہیگی ایک حصہ باقی رہیگی عمرو بن حمزہ نے بے عذر وہ حب کھالی فی الحقیقت تین حصے کیسے سات حصے پیاس جاتی رہی ایک
حصہ باقی رہی اُسنے کہا ای درویش مجھے اسوقت نیند کا غلبہ ہی لہذا دو ساعت مین سوتا ہون بعد اسکے مجھے بیدار کرنا مین
تجھے خدمت صاحبقران مین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا زر و مال بیقیاس دلواؤنگا یہ کہکر ایک پتھر کی چٹان پر عمرو بن حمزہ دراز
ہوا اور سو گیا وہ فقیر عیار گلیم گوش تھا بعجلت تمام اُسنے اُٹھکر اُسے بیہوش کیا اور گلیم عیاری مین باندھا اپنے اُردو کی
طرف متوجہ ہوا اُسوقت پشتارہ لیکر پہونچا کہ عمرو بھی بہ تبدیل شکل دربار سکندر مین موجود تھا اُسنے جو گلیم گوش کو پشتارہ
بدوش دیکھا ہوش جلتے رہے اور کہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ ملعون کسکی سردار کو
پکڑ کر لایا ہی کہ اُسنے سکندر کو مجرا کرکے پشتارہ اُسکے سامنے کھولا اور کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی کو لایا ہون اسکے
بارے مین کیا حکم ہوتا ہی اُسنے جواب دیا کہ اسے مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کر اُسنے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا عمرو بن
حمزہ نے آنکھ کھولی اپنے تئین گرفتار دربار نوشیروان مین پایا بہ آواز بلند کہا کہ سلام بران کس بادکہ خدا را واحد داند
و خود را بندہ اش گرداند خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا سکندر نے کہا کہ سرداران حمزہ بڑے زبردست اور بہادر ہین
کہ اپنی جان کا مطلق خوف نہین کرتے مرنے سے نہین ڈرتے بختک نے کہا ای شہریار یہ پسر حمزہ ہی اور بڑا منچلا ہی
اُسنے بڑے بڑے کام ہاے نمایان کیے ہین سکندر نے کہا ای عرب زادے ثمرات سخن گو کو سجدہ کر عمرو بن حمزہ نے
جواب دیا کہ ثمرات پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت سکندر نے کہا اب سامنے خداوند کے لیجاؤ اُسکے جمال باکمال کو دیکھکر
ضرور یہ سجدہ کریگا بختک نے کہا ای شہریار یہ سخت گمراہ ہی ہرگز سجدہ نہ کریگا میرے نزدیک یہ قابل گردن زدنی ہی ابھی
اسے قتل کرنا چاہیے سکندر نے کہا ای بختک معلوم ہوا تو بھی مرتد ہی جمال خداوندی کا قائل نہین یہ چپ ہو رہا لوگ عمرو بن حمزہ کو

سامنے ثمرات کے لیگئے اُسنے دیکھتے ہی آواز دی ای بیٹے حمزہ کے ای عمرو مجھے جلد سجدہ کر ابھی مین تجھے خلعت
صاحبقرانی عنایت کرون عمرو بن حمزہ نے کہا لعنت ہو تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالے پر اُسنے بہ غیظ و غضب تمام
قطعی حکم لگا دیا کہ ابھی میرے سامنے اسکی گردن مار خواجہ صاحب یعنے خواجہ عمرو کے حواس مثل طوطے کے اُڑ گئے اور
اُردوے امیر کیجانب بھاگے چند ہی قدم گئے تھے کہ علشاہ سے ملاقات ہوئی رستم نے پوچھا ای خواجہ خیر باشد عمرو نے کہا
خیر کہان نری شر ہی شر ہی جلد چلیے نہین تو عمرو بن حمزہ یونانی قتل ہوا چاہتا ہی پھر علشاہ نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کہان
ہی اور کون قتل کرتا ہی گھوڑا اُڑاتے ہوے سیدھا ثمرات کی بارگاہ مین آیا دیکھا کہ نطع تیار کرکے عمرو کو بٹھا دیا ہی خط گردن
پر جلاد دوے کر تلوار تول رہا ہی اگر ایک ساعت اور یہ نہ پہونچتے تو قتل ہی ہو جاتے بغیر پروانگی جلنے ہی جلاد کو للکارا کہ او
خیرہ سر کیا کرتا ہی وہ ادھر پھرا ہی تھا کہ رستم نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر اس خود سر کا لنگر سامنے ثمرات کے گرا ایک ہنگامہ
بارگاہ ثمرات مین برپا ہو گیا عذرع کیا عمرو بن حمزہ نے جو رستم کو دیکھا غیرت آگئی جھٹکا مارا قید مثل ریسمان خام کے ٹوٹ گئی جلاد
مردہ کی تلوار ہاتھ مین اُٹھا کر کافرون کو مارنا شروع کیا کتنے ہی سرداران تہ تیغ بیدریغ کیے اور صاف دونون بہادر نکلے
ہوئے چلے آئے کسی کی جرأت نہوئی کہ ان شیرون کو روکتا راہ مین ٹوکتا عمرو پہلے ہی اُردوے حمزہ مین آکر سب
کیفیت بہادری ان دونون کی بیان کر چکا تھا صاحبقران نہایت خوش ہوئے تھے کہ یہ دونون دلاور بھی داخل
بارگاہ امیر ہوئے سبکو نہایت خوشی حاصل ہوئی سب کیفیت از اول تا آخر عمرو بن حمزہ نے بیان کی صاحبقران نے صحبت
جشن ترتیب دی یہان تو جشن ہو رہا ہو وہان بڑا بیٹا سکندر کا خلف عاد جو شکار پر گیا تھا اُسی روز واپس آیا جسدن
رستم جاکر عمرو بن حمزہ یونانی کو چھڑا لائے تھے سب کیفیت سُنی اور کہا مجھے افسوس یہ ہو کہ مین اُسوقت لشکر مین کیون
نہوا کہ ان دونون کو مزہ بہادری کا چکھا دیتا دودھ چھٹی کا یاد دلا دیتا اور اپنے باپ سے کہا کہ ابھی میرے نام طبل جنگ
بجے دیکھون تو حمزہ کے لشکر مین کون سا بہادر ہی جو میرے مقابلے کو آتا ہی اور جان سلامت لیجاتا ہی سکندر نے طبل جنگ بجوایا
لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی گرگرایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سقون نے چھڑکاو کیا سپہ سالارون نے
صفین درست کین نقیب لشکر سے نکل کر پکارے ای بہادرو تمھارے لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین نام کرنے کے یہی سن ہین
خوب لڑو رستم کا کام کرو عالم مین نام کرو ایک دن مرنا ضرور ہی قضا سے ہر بشر مجبور ہی کہان رستم کہان ہی دارا کہان ہی
اسفندیار روئین تن کہان ہی سہراب و برزو و گیو و بہمن بہادرون کو پہلوان قضا نے پچھاڑا تمھین چاہیے
وہ کام کرو جس سے باپ دادا کا نام روشن ہو معرف تمھارا ہر مرد و زن ہو یہ ضرور خیال رہے کہ ایک روز ایسا بھی
آئیگا جس دن کوئی نہ بچائیگا عزرائیل تمھارے طائر روح کو قفس تن سے رہا کر دینگے اعزہ کے دل غم و الم سے بھر دینگے
کوئی نرہا ہی نہ رہیگا دولت کا خیال دل سے دور کرو اگر تمھین یہان دولت میسر بھی آئی تو بساط کی چاندنی ہی جسکو
ثبات نہین سحاب قضا جو وقت تمھارے ماہ روح کو اپنے دامن مین لیگا روپیہ پیسہ کام نہ دیگا ؎ آنحال سکندر ہی جسکے
ساتھ دولت کسی انسان کے آئی نہ گئی ؛ اور موافق اسی مضمون کے کسی اور شاعر کا قول ہی ؎ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی
و مالی تھے ؛ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ؛ البتہ نام رہجاتا ہی ؎ اب نہ رستم نہ سام باقی ہی ؛
فقط اک نام ہی نام باقی ہی ؛ ای بہادرو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو تاکہ بعد مرگ دنیا مین نام نیک رہے منچلا بن کر لو سپر بن [illegible]
سے بھر تو یہ صدائین جو بہادرون کے کانون مین گئین نشۂ جرأت و شجاعت سے جھومنے لگے قبضہاے شمشیر کو چومنے لگے
خلف عاد بن سکندر عاد اپنے لشکر سے نکلکر وعدہ گاہ مصاف مین آیا اور کلمات لاطائل زبان پر لایا کہ مین وہ بہادر ہون
جسکا مثل و نظیر خداوند ثمرات نے دنیا پر پیدا نہین کیا کون مجھسے مقابلہ کر سکتا ہی اس قسم سے یاوہ گوئی کرنے لگا کہ رستم پیلتن کو لشکر نامہ

شاہی اور امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے بہت کچھ سمجھایا کہ ای بہادر دین شجاعان اختیار کر دیکہ یہ وہ مذہب ہو جسکا
کوئی ناسخ نہ ہوا ہی نہو گا جب اُسنے اسکے جوابات سخت دیے تو علمشاہ نے کہا او گبر سیاہ قلب کور باطن ہ۔ بیار انچہ داری زمردی
نشان ؛ کمان کیانی وگرز گران ؛ خلف عاد ناخلف نے گرز مارا علمشاہ نے گھوڑے کو رانون مین ملکر ضرب خالی دی وہ مردود گرز
کی جھونک مین مرکب پر سے اوندھا زمین پر گرا دونون لشکرون مین قہقہہ پڑا کھسیانا ہوکر وہ ناخلف پھر اُٹھا اور گردن
پر سوار ہوا رستم نے برابر آکر نیب دی کہ ہوشیار وخبردار ہو سہ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فرو
کن ؛ یہ کہکر اب جو گرز مارا عیاذاً باللہ آجتک تو کاسہ سر کے گوشت کی کرچین نہین ملین باوجودیکہ شیاطین ملاعین روز
اُس صحرا مین جاکر مشعل چشم غول کی روشنی مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسم ناپاک اسکا مع گینڈے کے زمین مین دفن
ہوگیا یا شاید پامالی کے خوف سے اُس لعین نے اپنی لاش کو چھپایا یہ دیکھکر سکندر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ وتار
ہوگیا یا مرگ خلف ناخلف اُسکے سر پر سوار ہوگیا لگا نہ یان کہنے غرض کہ حکم دیا کہ ہان جتنی فوج ہماری ہو سب
ملکر اسے مارلین خلف کے قاتل کا سر تن سے اُتارلین فوج یہ سُنکر دوڑی علمشاہ مردانہ جنگ رستمانہ کرنے لگا امیر نے جو
یہ حالت دیکھی مع اپنے سردارون کے ٹوٹ پڑے اور کافرون کو مثل گوسفندون کے ان شیرون نے پھاڑنا شروع
کیا ایک کو دو دو کو چار چار کو آٹھ پانچ سو کو ہزار بنا یا بڑا رن پڑا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے آخر سکندر
نے فیل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سکندر مع اپنی سپاہ کے سیہ پوش خیمہ ؛ الم کا
جرعہ نوش ہوا نوشیروان وبختک نے بھی بخاطر سکندر سیہ پوشی اختیار کی سب تخل ماتم بنگئے ادھر صاحبقران
نے صحبت جشن ترتیب دی سکندر نے بے مغز لاش اپنے خلف ناخلف کی منگا کر عاد عاد پہلوان سے کہا کہ قلعہ
جلیلک مین لیجا کیونکہ وہان سعد پوتا حمزہ کا قید ہو مین نے اپنے باپ کی خدمت مین اُسے بھیجا تھا نشواد کو ہمراہ کیا
تھا مگر بہ مصلحت وہ وہین قید ہو اب تو اپنے ہمراہ اسکو لیکر خدمت ہیکلان عاد بد نہاد مین جا اور سب کیفیت یہان
کی بیان کرکے کہنا بہت جلد مدد بھیجیے ورنہ میری بھی یہی نوبت پہونچیگی غرض کہ دہ ہزار جوان لاش خلف کی
لیکر روانہ ہوئے یہان امیر نے جشن جو کیا اثنائے شرابخواری مین سعد نوجوان کا ذکر آگیا سب سردار رونے
لگے عمرو نے کہا آپ سب صاحب عیش وعشرت مین بسر کرین مین جاتا ہون اُس بہادر کو رہا کرکے لاتا ہون
یہ کہکر خواجہ صاحب روانہ ہوئے اور دربارگاہ نوشیروان پر بہ شکل دربان کھڑے ہوئے کہ بختک کسی
ضرورت سے باہر آیا عمرو نے پکارا ای بختک کہان جاتے ہو دیکھتے ہی اُسکی تو عقل گم ہوگئی گھبرا کر کہا خواجہ صاحب
خیر تو ہی عمرو نے کہا میرے ساتھ چل بختک نے گڑگڑا کر پوچھا یہ تو فرمایئے کہ میری جان کی خیر ہی یا نہین عمرو نے
کہا اگر بے عذر چلیے تو خیر ورنہ شر ہی بختک چپکا کان دبائے عمرو کے ساتھ ہوا ایک گوشہ تنہائی دیکھکر خواجہ عمرو
نے خنجر کھینچا اور کہا بختک سچ بتا سلطان سعد کو کیا کیا اُسنے کہا خواجہ وہ قلعہ جلیلک کوہ مین قید ہی عمرو
نے کہا ای بختک اگر تو نے مجھسے جھوٹھ کہا تو یقین ہی کہ پھر تیرے استخوان بھی کسیکو نہ ملینگے ایسے مقام پر تجھے لیجا کر
قتل کرونگا بختک نے جواب دیا کہ ای خواجہ قسم ہی اُسی خوف کی کہ جو آپکی طرف سے میرے دل مین سمایا ہی جو مین نے
عرض کیا اسمین سر مو فرق نہین بلکہ ابھی عاد عاد بھی قلعہ جلیلک کوہ مین لاش خلف کی لیکر گیا ہی اُسوقت خواجہ
نے قلمدوات اور کاغذ زنبیل سے نکال کر بختک کے آگے رکھدیا اور کہا لے جلد تمسک لکھ بختک نے بخوف جان
قلم ہاتھ مین لیا اور کہا فرمایئے کیا لکھون عمرو نے کہا لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم غرض ازین سطور آنکہ منکہ وزارت
پناہ کاتب الحروف خواجہ بختک بن مرحمت پناہ ابلقش ام مبلغ پانصد تومان از مفلس بیچارہ عمرو بن اُمیہ

ضمری قرض گرفتہ در تحت و تصرف خود آوردہ اقرار میکنم و نوشتہ میدہم کہ عند المطالبہ ادا نمایم و لعذر موقوف ندارم
تحریر تاریخ بست و پنجم شہر جمادی الاول سنہ عام الفیل اور حاشیہ پر گواہ شد کے نیچے لفظ خدا لکھدے العبد کے نیچے اپنا نام
لکھو اُسنے یہ مجبوری سب لکھا خواجہ نے اُس تحریر کو زنبیل مین داخل کیا اور اُسے چھوڑ دیا بعدہ خود بھی بارگاہ امیر مین
آیا اور کہا اے امیر سعد نوجوان قلعۂ جلیک کوہ مین قید ہے اور فوج بیکران اُسکی حفاظت کے واسطے مقرر ہے صاحبقران
کو بہت مسرت حاصل ہوئی کہ زندہ تو ہے اور فرمایا کہ ایک بہادر جاکر اُسے رہا کرلائے کرب مجرا کرکے اٹھا اور عرض کیا کہ
یہ کام غلام سے متعلق ہے امیر نے رخصت کیا لیکن علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا کہ یہ ایک ادنی آدمی کا لڑکا ہے اور ہم لوگون
پر سبقت لیے جاتا ہے آئے تو اُسکو ایسی سزا دون کہ تمام عمر یاد رہے یہ سوچ کر اُٹھا اور اپنے خیمے مین آیا ادھر کرب
غازی مع تیس ہزار سوارون کے قلعۂ جلیک کی طرف روانہ ہوا اور پردۂ شب مین تنہا چلا علمشاہ بھی اُسکا
متعاقب ہوا لیکن بسبب نابلدی کے علمشاہ تو راہ گم کرکے کسی اور طرف چلا گیا اور کرب دو منزلہ کرتا ہوا
ارعاد عاد کے قریب پہونچ گیا اُسکے ہمراہیون نے کہا اے پہلوان تمہارے تعاقب مین فوج آتی ہے آثار تو لشکریان
حمزہ کے سے پائے جاتے ہین وہ ٹھہر گیا اتنے مین کرب نے مقابل پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او گبر کے میگذارم
کہ از دست من سلامت روے اُسنے کہا کہ یہ وہ وقت نہین کہ مثل دزدون کے اُنیس بار لشکر سکندر پر
شبخون مارا اب بالمشافہ بہادرون سے سامنا ہے یہ کہکر دوڑا جب قریب پہونچا گرز گران سنگ مارا کرب نے
خنجر کھینچکر اُسکی کلائی کی طرف بلند کیا اور اپنے منھ کو چُرا کر پہلو مین آیا گرز اُسکا خالی گیا مگر پنجہ سے گرز اور پنجہ
اُسکا کلائی سے جدا ہوکر زمین پر گرا اُسنے بائین ہاتھ سے تلوار کرب پر ماری اُسنے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغۂ
کرنبوس کا جو مارا مع گھوڑے کے چار پرکالے ارعاد کے ہوگئے جو لوگ اسکے ہمراہی تھے لشکریان کرب
نے سبکو مثل ردیا ہون کے پامال کرڈالا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور کرب پھر آگے روانہ ہوا جب قلعہ جلیک
کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ نشواد بدنہاد نے قلعے کا انتظام بخوبی کرلیا ہے خندق کو بھی پر آب کیا ہے کرب نے
چاہا کہ قلعے پر یلغار کردے مگر ممکن نہوا کیونکہ قلعہ نہایت مستحکم تھا کرب نے اپنے ہمراہیون کو سخت تاکید کی
کہ ہوشیار رہنا مبادا نشواد رات کو پوشیدہ قید سے سعد کو لیکر نکل جائے تو بڑی قباحت ہوگی اول تو
محنت تمام رائگان ہوگی دوسرے پھر اُسکے بعد تجسس مین بڑی کوشش کرنا پڑیگی یہ تو اسی فکر مین ہین ادھر
رستم راستہ بھول کر ایک صحراے ہول خیز و وحشت انگیز مین پہونچ گیا اور رات بھی ہوگئی بہت پریشان ہوا اور
دست نیاز بدرگاہ بے نیاز بلند کرکے بالحاح وزاری دعا مانگنے لگا کہ اے کس بے کسان دیاری دہ راہ گم کردگان
مجھے راہ سے لگا جب دعا ختم ہوئی چارون طرف دیکھنے لگا سامنے سے ایک سیاہی دکھائی دی دلمین کہا خدا
خیر کرے یہ کونسی آفت ہے شاید آندھی آئی ہے مگر جب وہ تیرگی وہین قائم رہی تو علمشاہ نے کہا کہ یہ کوئی پہاڑ
ہے خدا ایسا کرے قلعۂ جلیک یہی ہو مین سعد کو رہا کرکے چلا جاؤن جب وہ عادی بچہ آئے نادم و خجل ہو
غرض صبح تک جاگا کیا جب آفتاب عالمتاب نے دریچۂ مغرب سے سر نکالا تو وہ سیاہی ثابت ہوئی اب دیکھا
کہ ایک پشتہ ہے رستم اُسکے اوپر چڑھگیا دیکھا کہ ایک لشکر گران پشتے کے نیچے اُترا ہوا ہے علمشاہ نے جاکر کسی سے
پوچھا یہ فوج دریا موج کسکی یہان اُتری ہے اُسنے جواب دیا کہ یہ لشکر حلب سے جانب بصرہ بمدد نوشیروان
جاتا ہے مالک اسکا طومان حلبی ہے فوراً رستم در خیمۂ طومان پر آیا اور اندر جانا چاہا لوگون نے پوچھا اے بہادر
تو کون ہے کہ بغیر پروانگی اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے رستم نے جواب دیا کہ مین نوشیروان کے پاس سے

آتا ہون اور ایسی ضرورت ہی کہ پروانگی کا انتظار نہین کرسکتا یہ کہکر خیمے کے اندر درآیا دیکھا کہ ایک پہلوان مسند پر بیٹھا
ہی بہ آواز علمشاہ نے کہا سلام میرا اُسپر ہی جو خدا کو واحد جانے طومان نے کہا او بے ادب تو کون ہی جو بے حکم
ہمارے خیمے مین چلا آیا اور کلمات خلاف قیاس زبان سے نکالتا ہی کیسا خداے واحد یہ کہکر تلوار جو آگے رکھی
تھی اُٹھا کے رستم پر دوڑا جیسے ہی قریب آیا علمشاہ نے مع تلوار کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
تلوار چھین لی وہ دیو کی صورت جھٹ گیا رستم نے بدقت اُسے اپنے سے جدا کیا اور دونون بغلون مین ہاتھ
ڈالکر مثل طفل سہ سالہ کے سر سے بلند کیا اور کہا بگو خدا واحد ست ورنہ بر زمین میزنمت کہ استخوانہاے تو ریزہ ریزہ
میشوند اُسنے کہا اے بہادر مین مسلمان ہوا علمشاہ نے بسہولیت اُسے چھوڑ دیا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ آپ
اپنے نام نامی سے بھی اطلاع دیجیے رستم نے کہا میرا نام علمشاہ بن حمزہ ہی وہ نہایت خوش ہوا کہ مین اگر زیر ہوا تو
ایسے بہادر سے کہ جسکی شہرت چار سو ہی اور سامان دعوت مہیا کیا کئی دن تک اُسی صحرا مین خیمہ رہا پھر رستم سے
پوچھا کہ اب کدھر تشریف لیجایے گا رستم نے کہا قلعۂ جلیک کا قصد ہی تم جاؤ لشکر صاحبقران مین بلکہ میرے حال سے
بھی سبکو مطلع کردینا کہ شکارگاہ مین مجھسے ملاقات ہوئی تھی اُسنے جواب دیا اے شہریار آپ کے قدمون سے جدا نہونگا
جب آپ قلعۂ جلیک سے مراجعت فرماینگے مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا یہ کہکر قلعۂ جلیک کو کوچ کردیا سات منزل
راہ طی کی تھی کہ سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا جب قریب اُس قلعے کے لشکر طومان کا پہونچا دیکھا کہ در قلعہ پر چار درخت
ہین اور ایک نخل مین کمند لٹکی ہی اُسمین ایک ہرن کا گلا پھنسا ہوا ہی یہ دیکھکر طومان بیچین ہوگیا اور کہا اے شہریار
اگر امر عالی ہو تو اس آہو کو کمند قضا سے رہا کرون رستم نے کہا بسم اللہ کرو یہ تو کار خیر ہی غرض اجازت لیکر طومان
قریب اُس درخت کے آیا گھوڑے سے اُتر کر چاہا کہ ہرن کو رہا کرے یکبار اُس آہو نے جست کی اور زمین پر لوٹ
کے دیو مہیب کی صورت بنکر دوڑا اگر طومان جلبی کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اوٹھا کر کے قلعے مین پھینک دیا رستم
یہ تماشا دیکھکر حیران ہوا اب جو دیکھا تو پھر وہ ہرن بدستور لٹک رہا ہی علمشاہ نے اپنے دلمین خیال کیا کہ یہ کوئی
طلسم ہی اُسی جگہ خیمہ زن ہوا اور سجادہ بچھا کر مصروف عبادت ہوا بعد نصف شب کے غفلت آگئی دیکھا کہ در بہا
فلک کھل کر ایک تخت مرصع نمودار ہوا اُسپر ایک شخص ضعیف نورانی صورت متمکن ہی جب تخت زمین پر آکر
قائم ہوا تو علمشاہ نے پہچانا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام ہین اُٹھکر سلام کیا اور گرد پھرا اُنھون نے
فرمایا اے فرزند کیا قصد ہی رستم نے عرض کی کہ یہ طلسم کسکا ترتیب دیا ہوا ہی فرمایا حکیم فیلقوس نے اُسکو بنایا تھا
اور چار ہزار صندوق اُسمین رکھے ہین اگر ارادہ اُسکے فتح کرنے کا ہی تو صبح کو دست راست اس قلعے سے جانا ہر
درخت ایک پارۂ سنگ موسیٰ زمین مین نصب ہی اور کمندون مین اُسے باندھکر درخت کی شاخون مین سے
کمندون کے اُلجھا دیے ہین چاہیے کہ بالاے نخل جاکر بقوت تمام کمند پکڑکر پتھر کو زمین سے اٹھانا اُسکے نیچے ایک
نقب ہوگی بے وسوسہ نقب کے اندر جانا ایک قصر وسیع ملیگا اُسمین صندوق آہنی رکھا پاؤگے صندوق کو کھولکر لوح
دستیاب کرنا پھر موافق حکم لوح کے عمل مین لانا علمشاہ نے عرض کیا کہ فتاحی اس طلسم کے کیا میرے نام نہین ہی
جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ارادہ اُسکے فتح کرنے کا ہی تو ایسا کوئی اور بھی اُسکا فتاح ہی اُن بزرگ نے فرمایا یہ امر نہین
ہی بلکہ تم اور ہی ارادے سے جاتے ہو اور اپنی خواہش بھی تمنے یہ نہ ظاہر کی کہ مین فتح کرونگا اُسکو اسوجسے مین نے
یہ کہا ورنہ سواے تمھارے اُسکا شکنندہ کوئی نہین جب تو علمشاہ کو ایسی مسرت حاصل ہوئی کہ مارے خوشی کے
جامے مین پھولے نہ سماتا تھا اتنے مین آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ وقت نماز قریب ہی پھر اُٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز شکر ادا کرکے

نماز صبح پڑھی باہر آکر طومان کے سپہ سالار کو بلایا جب وہ آیا تو کہا کہ بھائی تمھارا مالک اور ہمارا دوست اس طلسم مین قید ہی
لہذا اب ہم اسکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین ہمارے آنے تک تم یہان سے نہ جانا اُسنے عرض کیا ای شہریار عالی وقار
جبتک وہ جیتا تھا ہم لوگ اُسکے تابعدار تھے اور جس روز سے وہ طلسم مین جاکر مردہ ہوگیا آپ کے مطیع ہوئے اگرچہ
قبل بھی آپ کے تابعدار تھے مگر اب پورے طور سے مسلمان بھی ہوئے اور آپ کا حلقۂ غلامی کان مین ڈالا غرض
رستم رخصت ہوا اور حسب ہدایت پیر مرد کے جاکر لوح حاصل کی دیکھا تو لکھا تھا کہ طلسم کشا جو اسم کہ پیشانی لوح پر لکھا
ہو اُسے پڑھ پھر لوح کو دیکھنا علمشاہ نے اُس اسم کو پڑھا ہوا ئے تند ایسی چلی کہ قریب تھا رستم مثل کاغذ بادی کے بالائے
ہوا بلند ہو جائے بعد کئی ساعت کے علمشاہ نے اپنے تئین ایک صحرا مین پایا اور ہوا بھی موقوف ہوگئی دیکھا تو چار
جانور مہیب بہ شکل عجیب آکر سامنے رستم کے بیٹھ گئے جنکے سر ہاتھی کے اور دھڑ اونٹ کے پانون شیر کے تھے اور ایک جانور
کے پیر مین زنجیر طلائی پڑی ہی مگر چارون کے شانون پر پر بھی ہین لوح کو دیکھا لکھا تھا ای شخص زنجیر کو ہاتھ سے خوب
مستحکم تھام کے نعرہ کر اُسنے ایسا ہی کیا وہ چارون جانور اُڑے اور جاکر کسی صحرائے سبز و خرم مین زمین پر اُترے
علمشاہ نے زنجیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا چارون اُڑ گئے اب جو دیکھا تو دور سواد شہر نمایان ہی علمشاہ جاکر شہر مین پہونچا
چارون طرف سیر کرنے لگا جب ایک بازار مین گذر ہوا کہ وہ تمام شہر سے زیادہ خوش و آباد تھا تو دیکھا کہ ایک
قصر مین طومان حلبی ساتھ ایک نازنین مہ جبین کے مصروف مباشرت ہی علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا اور تلوار پکڑ کر
اُس مکان مین گھس گیا کسی نے نہ روکا مگر طومان نے رستم کو دیکھا مع اُس نازنین کے اپنے تئین سڑک پر گرادیا
یہ بھی ساتھ ہی کودا تمام مردان بازار ہر چہار جانب سے دوڑے اور رستم کو گھیر لیا اُسنے تلوار کھینچ کر لڑنا شروع کیا
جاننک وہ لوگ قتل ہوتے تھے زیادہ ہی ہوتے جاتے تھے جب تو علمشاہ نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس شہر مین
جو تیر آشنا سا ہی اُسکی داہنی آنکھ پر تیر مار پھر لوح کو دیکھ علمشاہ نے چارون طرف ڈھونڈھنا شروع کیا اور لڑتا بھی
جاتا ہی دیکھا کہ بیچ راہ مین طومان اُس نازنین سے جماع کر رہا ہی رستم نے تیر کمان مین پیوستہ کیا اور آواز سے کہا
او بے ادب یہ کیا بیحیائی ہی جیسے ہی اُسنے سر اُٹھا کر رستم کی طرف دیکھا تیر کمان سے رہا ہو کر چشم راست
طومان مین ترازو ہوا پھر وہی ہوا چلی اور بعد تھوڑی دیر کے اپنے تئین ایک باغ شاداب مین پایا مگر وہان
بھی طومان کسی ماہر و سے مصروف بوس و کنار تھا رستم تلوار کھینچکر دوڑا طومان بھاگا کئی ہزار حبشی چارون طرف
سے آکر جمع ہوگئے اور علمشاہ پر حملے کرنے لگے اُسنے بھی قتل کرنا شروع کیا بطور اول زیادتی ہوتی جاتی تھی علمشاہ
نے لوح کو پھر دیکھا لکھا پایا کہ جو شخص شناسا اس باغ مین ملے اُسے قتل کر اور اگر یہ نہو سکیگا تو ضرور حبشیون مین
گھر جائیگا اُسوقت یہ چاہیے کہ ان سب مین ایک زنگی مہیب ہو اور اُسکی پیشانی پر خال سفید ہو تاک کر تیر اُس
تل پر مار پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ بس علمشاہ نے لڑتے لڑتے اپنے تئین بالکل دیوار سے ملا دیا اور پشت
بدیوار ہو کر اُسنے زنگی ابیض خال کی پیشانی پر تیر مارا آندھی آئی تاریکی چھا گئی دار و گیر کا شور بلند ہوا اور آواز
آئی کشتی مرا کہ نام من عرصر جادو بود و من کوتوال طلسم بودم جب تاریکی دور ہوئی رستم نے اپنے تئین دربارگاہ پر
استادہ پایا لوح کو معائنہ کیا لکھا تھا کہ اندر بارگاہ کے جا اور بادشاہ جو مسند پر بیٹھا ہو پہلے اُسے مار پھر ایک حبشی اُسکی لاش
کی تلاش مین آئیگا اُسکو بھی تہ تیغ کر علمشاہ بارگاہ کے اندر آیا ایک شخص کو دیکھا کہ تخت مرصع نگار پر مسند پر زر بچھی ہی
ایک گاؤ رکھا ہی اور وہ شخص گاؤ سے تکیہ لگائے بیٹھا ہو بسرعت تمام رستم جست کر کے برابر تخت کے پہونچا جب تک وہ
کچھ پوچھے اُسنے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا لنگر فرش پر گرا اُسکے پہلو سے ایک حبشی نکلا اور جھککر لاش کو اُٹھانے لگا علمشاہ نے

ایک ہاتھ اُسکی کمر پر بھی مارا کہ وہ سیہ روشل خیار تر کے دو ہو گیا اندھیرا ہوا شور وغل مچا جب تاریکی دور ہوئی تو پہلوے
لاش بادشاہ مین ایک نقب نمایان ہوئی علمشاہ بحسب حکم لوح نقب مین در آیا پھر اپنے تئین ایک باغ مین دیکھا نہرین
اور حوض لبریز درختون مین پھل بشکل سر آدمی لٹکتے تھے اور زیر درخت جانور شیر صورت بیٹھے تھے اُسے دیکھکر سب جانور
چیخنے لگے اور پانی اُبلنے لگا سامنے سے ایک نازنین نمایان ہوئی کہ صدہا غول صحرائی گرد حلقہ کیے ہوئے تھے علمشاہ نے
دوڑ کر دو غولون کے سر تیس مین ٹکرا دیے سب جانور اور غول ہمراہی نازنین حملہ آور ہوئے پانی بھی طغیانی پر آیا علمشاہ نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جس طرح ممکن ہو اپنے تئین چالیس قدم سمت دست راست پہونچا دے علمشاہ نے
اپنے تئین بہزار خرابی چالیس قدم دست راست کی طرف پہونچایا دیکھا ایک کنوان ہو کہ دھوان اسمین سے نکل رہا ہو پھر لوح
کو دیکھا اور حسب ہدایت لوح اپنے تئین اُس چاہ مین گرا دیا بعد کئی ساعت کے پانون زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک شخص
بشکل عجیب بیٹھا ہو اور اُسکی پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین جو بوند گرتی ہو ایک دیا ہی بنکر بیرون چاہ جست
کرتا ہو جب وہ ہنس دیتا ہو بجلیان چمکنے لگتی ہین اور جب وہ سانس لیتا ہو تو دھوان نتھنون سے نکلتا ہو جب اُسنے لوح کو
دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اسے قتل کر ڈال علمشاہ نے دوڑ کر تلوار ماری کہ اُس خیرہ سر کا کٹ گیا صداے شور وغوغا بلند
ہوئی رستم سر بزانو ایک طرف بیٹھ رہا جب صداے دار و گیر موقوف ہوئی علمشاہ نے سر اُٹھایا اپنے تئین مع جلوس کے
ایک قلعے مین پایا کہ جسمین صدہا مکان رفیع الشان بنے تھے اور جواہرات سے بھرے تھے کچھ لوگ بیرون قلعہ تھے
وہ بھی آئے اور تمام اسباب مکانون سے نکال کر سامنے علمشاہ کے لائے جب رستم کو تحقیق ہوا کہ طلسم باطل ہوا بہت
خوش ہو کر حصے عمرو و امیر و بادشاہ اسلام اور دیگر سردارون کے الگ کیے باقی اپنی فوج پر تقسیم کر کے طومان کو تلاش
کیا وہ طلسم باطل ہوتے ہی فوج مین داخل ہو گیا تھا مگر بسبب کثافت لباس کے صورت تبدیل ہو گئی تھی کسی نے
نہ پہچانا تھا طومان نے آکر علمشاہ کو مجرا کیا اور تمام صعوبتین طلسم کی بیان کین غرض بعد اطمینان کے بھر علمشاہ عازم قلعۂ
جلیک کوہ ہوئے اب حال کرب کا بیان ہوتا ہو کہ دو مہینے تک کرب غازی قلعے کو محصور کیے رہا لیکن فتح نہ
کر سکا جب تو سخت متردد و پریشان ہوا کہ بار آلہا کیا تدبیر کرون کہ قلعہ فتح ہو اگر یونہین واپس جاؤن تو امیر
اور دیگر سردارون کو کیا منہ دکھلاؤنگا یہان جس روز علمشاہ شب کو غائب ہوئے تھے امیر نے قیاس کیا کہ مقابلہ
کرب کی غرض سے گیا ہو گھبرا کر فرمایا کہ کوئی بہادر جائے اور دونون کو لڑنے سے باز رکھے عمرو بن حمزۂ
یونانی یہ سنکر اُٹھا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ یہ کام غلام سے متعلق ہو امیر نے مع بارہ ہزار سوار کے رخصت دی اور بر
عمرو پہلے ہی سے چلدیا جا کر قلعۂ جلیک پر پہونچا اور کرب سے احوال رستم کا پوچھا اُسنے محض لاعلمی ظاہر کی عمرو نے
کہا کہ خوب ہوا جو سامنا نہوا کرب نے کہا اے شاہ عیاران مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ میرے اور
اُسکے مقابلہ ہو جائے وہان مین بلحاظ امیر کے طرح دیتا ہون عمرو نے کہا بیٹا اب کب تک یہان پڑے رہوگے
کرب نے کہا اے پدر بزرگوار کیا کرون عجب مستحکم قلعہ ہو جسکے فتح کرنے کی کوئی سبیل ذہن مین نہین آتی عمرو نے
دیکھا کہ دو پہاڑ برابر ہین اُنکے درمیان مین قلعہ تعمیر ہو فوراً ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا ایک صحراے لق و دق کہ
اور وہی راستہ قلعے کا ہو آکر کرب سے بیان کیا اُسنے بھی ساتھ عمرو کے جا کر وہ راہ دیکھ کر عمرو سے کہا کہ مین کودتا
ہون ہر چند عمرو مانع ہوا مگر کرب نے نہ مانا اور کہا اے خواجہ اگر راہ صحرا سے قصد کرین تو کئی مہینے کے بعد قلعہ تک
پہونچون اس سے بہتر یہ ہو کہ یہین سے کودون یہ کہکر جست کی عمرو کانپ گیا اور کہا کہ یہ دیوانہ اپنی جان کا مطلق
خوف نہین کرتا یقین تو ہو کہ تموج ہوا سے راہ مین روح جسم سے پرواز کر جائے اور اگر ایسا نہوا تو زمین پر گر کر ہڈیان

ریزہ ریزہ ہو جائینگی مگر چونکہ فضل الٰہی شامل تھا جس مقام پر کرب غازی کو دا ہو وہان پر سرگین اسپان قلعہ کا انبار تھا
کسی عضو بدن کو مطلق آسیب نہ پہونچا جب تو عمرو نے بھی پھر جست کرکے اپنے تئین برابر کرب کے پہونچایا اور کہا کہ بیٹا ہم تم
دو آدمی ہین اور قلعہ مین تیس ہزار سے کم نہین آیا ہو سکتا ہو کہ دو آدمی تیس ہزار پر فتحمند ہون کرب نے کہا آپ فقط اتنا
دریافت فرمائین کہ نشواد کہان ہو اور سعد بہادر کس مقام پر قید ہو عمرو کرب کو لیکر حمام قلعہ مین آیا وہان کسی کو نہ پایا عمرو
حمام مین پہونچا دیکھا کہ ایک بڈھا بھٹی روشن کر رہا ہو عمرو نے کہا ای بڈھے فرودگاہ نشواد کہان ہو بتا دے بلکہ ساتھ
چلکر بتا دے تاکہ اُسے مار کر تجھے اس قلعہ کا حاکم کرو دون بڈھے نے کہا تو کون ہو اُسنے کہا منم عمرو بن امیہ ضمری اور
یہ جوان حمزہ ہو بڈھے نے کہا ای خواجہ اگر حمزہ اقرار اس امر کا کرے کہ ہم تمھین حکومت اس قلعے کی دینگے تو مین چلتا ہون
کرب نے بعوض امیر کے اقرار کیا وہ گلخن افروز حمامی ہمراہ عمرو و کرب کے آیا اور نشواد کا مقام سکونت بتایا دیکھا
کہ دروازہ بند ہو کرب در کو اُکھاڑ کر اندر آیا تو وہ ملعون حرام خور کھانا زہر مار کر رہا تھا کرب نے قریب پہونچکر نعرہ کیا
کہ او گندہ خو خبردار باش اُسنے قاب طعام کرب دلاور پر کھینچ ماری اور اپنے پرستارون سے کہا ارے ہان اسے مارو یہ
بے ادب بغیر پروانگی اندر چلا آیا اتنے مین کرب نے ایک ہاتھ اسکے سر پر مارا کہ کاسہ سر چور ہو گیا اور مغز حریرہ بنگیا
جو لوگ اسکی خدمت مین اُسوقت موجود تھے اُنھین پکڑ لیا عمرو نے سعد کا حال پوچھا اُنھون نے بتانے مین مکث کیا اُسوقت
عمرو نے حلقہائے کمند اُنکے گلون مین ڈال کے کھینچنا شروع کیا کہ دم اُن سب کے تقس کرنے لگے آخر خوف جان سے
بتایا کہ فلان مقام پر ایک غار ہو اُسکے اندر سعد کو مسلسل و مطوق کرکے محبوس کیا ہو عمرو نے جاکر دیکھا تو غار کے منھ پر
ایک سنگ گران رکھا ہو کرب نے پتھر ہٹایا عمرو غار کے اندر آیا دیکھا کہ سعد سر بزانو مصروف مناجات ہو خواجہ
نے کہا ای سعد ہوشیار ہو اُسنے سر اُٹھا کر عمرو کو دیکھا غیرت مین آکر جھٹکا مارا قید ٹوٹ گئی عمرو نے زنبیل سے نکالکر
تلوار سعد کو دی وہ لیکر ہمراہ عمرو غار سے باہر آیا کرب کو لب غار مسلح استادہ پایا بہت خوش ہوا اتنے مین خبر مرگ
نشواد تمام قلعہ مین مشتہر ہو گئی تیس ہزار فوج جو قلعہ بند تھی مسلح ہو کر کرب و سعد پر آپڑی تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو نے
دوڑ کر دروازہ قلعے کا کھولدیا جو فوج ہمراہ کرب آئی تھی پانچ ہزار نفر کرنبو سی کو دم دیکر قلعہ مین در آئی آناً فاناً کین
کا زنہ تیغ ہوئے بقیتہ السیف نے اسلام قبول کیا تمام مال قلعہ کا عمرو اپنے تصرف مین لایا پھر گلخن تاب کو حاکم
قلعہ بنایا پھر پیر دن قلعہ اگر استقامت کی یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ کرب نے جاکر نشواد کو مارا اور سعد کو رہا کرکے
لاتا ہو اُسنے اُسی وقت ارشاد عاد کو بھائی نشواد کا تھا اور بہت بڑا قدر رکھتا تھا اسی ہزار سوار سے روانہ کیا کہ دونون
کو قتل کر یا گرفتار کر لاوہ مثل باد صرصر کے سہ منزلہ کرتا ہوا رات کو پہونچا جاتے ہی شبخون مارا کرب کی فوج بالکل
بے خبر تھی رات بھر خوب قتل ہوئی علی الصباح قریب تھا کہ لشکر کرب فراری ہو اتنے مین رستم مع بتیس ہزار
فوج کے پہونچا دلیر کہا یہی وقت ہو کرب کو خجل کرکے باندھ لون اور مع تمام فوج کے آگرا لگی تلوار چلنے کرب
کے ہمراہیون کی جان مین جان آگئی اور کمر ہمت کو چست کرکے لڑنے لگے مگر ارشاد کے بیس ہزار سوار نہایت بہادری
و ثابت قدمی سے لڑنے لگے اور پھر لشکر اسلام قریب پسپا ہونے کے پہونچا کرب نے نعرہ کیا ای مردان کوشید
تا جامہ زنان نپوشید اتنے مین عمرو بن حمزہ مع بارہ ہزار سوار کے آگر گرا اور آتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا سر
ارشاد پر مارا کہ گھوڑے سمیت چار ٹکڑے ہو گئے فوج بے حاکم کب لڑ سکتی ہو غرض سب بھاگے اور جاکر
سکندر کو اطلاع دی اُسنے زانو پر ہاتھ مار لیا اور کہا جس روز سے ہم عازم اسطرف کے ہوئے آجتک سوا
ذلت و رسوائی کے کوئی دن ایسا نہوا کہ کوئی صورت بہبودی کی نظر آئی اودھر کرب نے چاہا کہ علمشاہ کی ملازمت

حاصل کرے مگر اسکی جبین پر بل پڑگئے عمرو بن حمزہ یونانی نے آکر کہا بھائی صاحب آپ کو قسم ہو سر امیر با توقیر کی کرب
ولاور سے بصفائی قلب ملیے غرض علمشاہ اسوقت بجوشی تمام کرب سے ملا اور بلطف پیش آیا پھر تمام کیفیت اپنے سفر کی
اور فتح کرنا طلسم فیلقوس کا بیان کیا اور عمرو کا حصہ دیدیا غرض عمرو اپنا حصہ لیکر بھاگا اور لشکر امیر مین پہونچکر تمام
حقیقت رہائی سعد کی بیان کی اور علمشاہ کا طلسم فتح کرنا بھی بیان کیا تمام اہل اسلام شاد و بند غم سے آزاد ہوئے اتنے مین
عمرو بن حمزہ یونانی و سعد و کرب مع لشکر کے داخل بارگاہ ہوئے سب سے لمے طومان قدم شاہ پر گرا بادشاہ نے خلعت سے
سرفراز کیا جشن ہونے لگا ادھر سکندر نے جاکر ثمرات کی بارگاہ مین بہت جزع و فزع کی کہ اے خداوند جس روز سے
مین یہان آیا ہون ایک لمحہ رنج و غم سے فرصت نہ ملی ثمرات نے کہا کہ تو نے ہمارے بے مصلحت وہانسے کوچ کیا ہمنے غیظ
مین آکر یہ تقدیرین کین اور تبدیل تقدیر قانون خداوندی کے خلاف ہو ورنہ مین ضرور بدل دیتا مگر اب تھوڑی تکلیف
و مشقت اور باقی ہو گھبرا نہین سب دفع ہو جائیگی خواجہ صاحب یعنے عمرو نامدار بھی اُسکی بارگاہ مین بہ تبدیل لباس
و صورت یہ کیفیت دیکھ رہے تھے اتنے مین اُسنے کہا اے میرے بندو تم سب مین جو شخص بلباس زر در کا بدار کی صورت
ہو وہ دزد مکار عمرو عیار ہو اسے گرفتار کیون نہین کر لیتے لوگ یہ سُنکر دوڑے عمرو نے گریز کی خواجہ اکاون
مرتبہ صورت بدل کر بارگاہ مین آیا اور ہر مرتبہ ثمرات نے غل مچایا خواجہ ہر مرتبہ گریزان ہوئے آخر مجبور ہو کر مطبخ
ثمرات مین آئے باورچی جو ثمرات کے زہر مار کرنے کو کھانا پکایا کرتا ہو وہ رفع ضرورت کو بیت الخلا مین گیا خواجہ
نے جاتے ہی جاب بیہوشی ماردیا اُسنے چاہا کہ غل مچاؤن مگر بیہوشی قاتل نے اتنی مہلت نہ دی منھ کھولکر رہ گیا اور بیہوش
ہو کر موری مین گر پڑا خواجہ نے اُسی حالت برہنگی سے اُسے ایک موری مین دبا دیا اور سینے پر ایک پتھر رکھدیا
خود آکر اُسکے مقام پر کام کرنے لگے تین سو ستاون دیگین کھچڑی کی اور سات سو دیگین پلاؤ کی پکتی تھین نمک بیہوشی اُن
سب مین ملایا اور وہ بیہوشی صرف کی کہ اگر ایک دن دریا مین ڈالدی جائے تو تمام مچھلیان بیہوش ہو جائین
غرض کہ وہ سب دیگین اُٹھکر بارگاہ ثمرات مین گئین دروازہ بارگاہ کا بند ہو گیا خواجہ عمرو بھی دیگون کے
ہمراہ اندر گئے اور گلیم اوڑھکے گوشے مین بیٹھ رہے دیکھا کہ ایک دیو اُس پیکر طلائی سے نکلکر تمام دیگین زہر مار کر گیا
اور فوراً اُس پیکر خالی مین چلا گیا اُس روز شربت بھی نہ پیا سات سو من قند کا شربت روز بنتا تھا وہ یونہین رکھا رہا
جب خواجہ کو یقین ہوا کہ اب بیہوش ہو گیا گلیم اُتار کر سامنے آیا اُسنے کچھ آواز نہ دی فوراً کمند آصفی پا صفا زنبیل سے
نکال کر اُس تصویر طلا کو اسیر کیا اور اپنے دوش پر رکھکر اُڑ دوے امیر کی راہ لی محافظان دربار نے دیکھا کہ خداوند
ایک آدم ضعیف پر سوار ہو اور وہ شخص مثل برق لامع کے چلا جاتا ہو خیال کیا کہ کجا پیکر خداوند اور کہان یہ بشر ضعیف
معلوم ہوا کہ یہ کوئی فرشتۂ قدرت ہو اور خداوند خدا پرستون کو غارت کرنے جاتے ہین ان لوگون نے آکر سکندر سے بیان
کیا کہ خداوند ایک فرشتۂ قدرت کی پشت پر سوار ہو کر لشکر حمزہ کو غارت کرنے گئے ہین بختک بھی بیٹھا تھا اُسنے
کہا کہ اب خداوند سے ہاتھ دھو بیٹھو لشکر حمزہ کو وہ غارت کرنے نہین گئے ہین بلکہ خود وہان جاکر غارت ہو جائینگے
اور وہ فرشتۂ قدرت نہین ہو جسپر وہ سوار ہین بلکہ اُنکے حق مین وقت پر وہی ملک الموت ہو جائیگا سکندر
نے کہا او اس مرتد کو خداوند کی شان مین کیا کیا کلمات ناسزا کہ رہا ہو بختک نے کہا مجھے مارنا تو بہت آسان ہو اور
ہر وقت مین ممکن ہو مگر اب بہت جلد خداوند کی خبر لینا چاہیے عمرو انھین لے گیا ہو جب تو سکندر نے گلیم گوش عیار
سے کہا کہ جاکر دیکھ کیا معاملہ ہو وہ روانہ ہوا اور اُکر اُڑدوے امیر مین پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا یہان عمرو نے
لاکر اُس ملعون کو پیش امیر با توقیر رکھدیا اور کہا یا امیر یہ وہی مرتد ہو جو اپنے تئین خدا کہلواتا ہے یہ کہکر

القصہ رفع بیہوشی دیا وہ ہوش مین آیا اور چلایا ای حمزہ جلد اُٹھ اور مجھے سجدہ کر نہین تیرے سامنے لشکر ابھی غارت کرد ونگا
امیر نے فرمایا ای لندھور دلاور ایک ضرب گرز اُس لعنت زدہ کو لگاؤ لندھور اُٹھا چاہتا ہی تھا کہ گرز مارے کہ اُس پیکر
طلا کے منھ سے دھوان نکلنا شروع ہوا اور پھر وہ ایک جا مجتمع ہو کر دیو مہیب کی صورت ہو گیا جب امیر نے پہچانا کہ یہ
ثمرات دیو ہی جو قاف سے بھاگا تھا یکبار اُسنے آواز دی ای حمزہ تیرے ہاتھ سے مین کہان کہان جا کر چھپتا ہون
مگر تو میری جان نہین چھوڑتا متحیر ہون کہ تیرے واسطے کیا تدارک کرون کہ تو پھر میرا تعاقب نہ کرے بلکہ مجھسے ڈرے
یہ کہکر چلا گیا خواجہ نے وہ پیکر طلا جو خالی رہگیا تھا وزن اُسکا نو سو من تھا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا گلیم پوش نے یہ سب
واقعہ اگر سکندر سے بیان کیا اُسنے لکھکر ہیکلان کو بھیجا اُسنے تمام شہر مین مشتہر کیا عادیون نے کہا کہ اگر توسی ان خدا پرستون
کے سر پر بلاے تازہ ہر وقت نہ کی تاوقتیکہ انھین غارت نہ کرینگے قرار نہ لینگے کیونکہ ہمارے خداوند کو ایسا زچ کیا کہ وہ
دیو بنکر اپنے پیکر کو خالی کر گئے یہان سکندر نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ ندمی بجا صبح کو دونون لشکر میدان
مین صف آرا ہوئے لشکر کفار سے معیار عاد نکلا مبارز طلب ہوا ادھر سے عمرو بن حمزہ یونانی میدان مین آیا معیار نے
دوڑکر نیزہ مارا عمرو نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے تلوار بھی چھین لی اُسنے دوڑکر گرز
مارا عمرو بن حمزہ نے وہ بھی چھین کر پھینک دیا جب تو بہت کھسیانا ہوا اور مرکب سے کود کر دست و گریبان ہو گیا
عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے کود کر اُسے بسہولت تمام زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور کہا اگر جان کو عزیز رکھتا ہی
تو خداے واحد کو سجدہ کرنا قبول کر ورنہ زندگی تیری محال ہی اُسنے کہا ای عرب یہ دین ہمنے آجتک سنا ہی نہین اگر کوئی
ایسی چیز خداے واحد ہوتا کہ جو پیکر رکھتا تو ہم ضرور سجدہ کر لیتے آخر عمرو بن حمزہ نے اُس مرتد کو زمین پر مارا کہ ہڈیان
چورا ہو گیئن الحاصل اُس روز بارہ دن پہلوان عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے قریب تھا کہ سکندر فرط غم سے دیوانہ
ہو جائے بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا اُسیوقت سکندر نے اپنے باپ ہیکلان کو دوبارہ طلب مدد نامہ تحریر
کیا اُسنے نامے کو پڑھا اور اسی مضمون کے بہت سے نامے لکھکر اطراف مغرب مین بھیجے کہ علی قدر مقدرت سب مدد
سکندر بن ہیکلان کو دین منجملہ ایک نامہ گنبد گویان مغربی کو لکھا کہ اُسکے یہان دو پہلوان ہین ایک کا نام جوپان خان
ششش گزی ہی اور دوسرے کا الکوش یہ دونون برادر حقیقی بھی ہین یہان سکندر نے پھر طبل جنگ بجوایا صبحکو شعود عاد
میدان مین آیا ادھر سے کرب غازی نکلا اور جاکر بہ فنون سپہ گری اُسے جہنم واصل کیا اسی طرح پچاس پہلوان
تہ تیغ بیدریغ کیے تمام فوج نے یکبار کرب پر حملہ کیا تیس ہزار سوار ہمراہیان کرب بھی جاکر حملہ آور ہوئے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی قریب شام لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ مین آئے امیر نے کرب غازی
کو مخلع بہ خلعت کیا اور فوج کرب کو بھی بہت سرفراز فرمایا اُدھر ہیکلان عاد نے اپنے سپہ سالار شتران عاد کو مع بیس ہزار
سوار کے مدد سکندر کے واسطے روانہ کیا اُسنے آتے ہی طبل جنگ بجوایا علی الصباح میدان مین آکر مبارز طلب کیا ادھر
سے لندھور نیل میمونہ کو بڑھا کر سامنے امیر کے آیا اجازت طلب کی صاحبقران نے رخصت دی اور فرمایا کہ جا
حافظ حقیقی کے سپرد کیا کیونکہ یہ ملعون بہت بڑا پہلوان ہی لندھور میدان مین آیا گیارہ ضربین گرز کی شتران عاد
نے اُس بہادر پر لگائین لندھور نے سب روکلین اور ایک گرز اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا دھڑ مین اور دھڑ
پشت مرکب مین مرکب زمین مین سما گیا امیر اس ضرب کو دیکھکر وجد کرنے لگے اور فرمایا کہ حقیقت مین یہ
رستم ہند ہی غرض سکندر نے طبل بازگشت بجا دیا دونون لشکر اپنی آرامگاہ مین آئے اس عرصے مین لاشین مقتولین
کی سامنے سکندر کے آئین اور نائرہ ہیکلان بھی ساتھ تھا سکندر نے خیال کیا یہ حرکت کرب کی ہی اور شرارت معروف تھا

کی معلوم ہوتی ہو بہ غیظ و غضب تمام ایک پہلوان اور فتنہ بادیا کو مع پانچ لاکھ سواران جرار کے جانب اندلس روانہ کیا اور حکم دیا کہ جاکر ابھی اندلس کو غارت کردے بعد اُسکے عشاق کرگدن پیشانی کو روانہ کیا کہ تو بھی جاکر تاخت و تاراج شہر اندلس مین مصروف ہو اور الجوب خان کو میری مدد کے واسطے مع بارہ ہزار سوار کے روانہ کر اور ایک نامہ شرارہ اژدہا تن جادو کو اس مضمون کا بھیجا کہ تو بھی جاکر شہر اندلس کو غارت و برباد کر اس واقعہ کی خبر معروف شاہ کو پہونچی اُسنے حیران ہوکر ایک نامہ جانب کرب دلاور اس مضمون کا بھیجا کہ بابا اگر مجکو عزیز رکھتے ہو تو کھانا وہان کھاؤ اور ہاتھ یہان دھوؤ اور تمام کیفیت پرخاش سکندر کی تحریر کی اور ایک جمازہ سوار کے ہاتھ مین دیا کہ بہت جلد جادہ شبانہ روز مین طی کرکے اُردوے صاحبقران مین پہونچا جاکر نامہ کرب کو دیا اُسنے جمازہ سوار سے کہا کہ تو فتاح کے پاس جا اور میری طرف سے کہنا کہ کرب اندلس مین گیا ہی تو بھی بہت جلد اپنے تئین پہونچا اُسنے جاکر فتاح کو خبر دی وہ مع اپنے قزاقون کے اُسطرف روانہ ہوا معروف شاہ نے ایک نامہ ہلال مغربی کو لکھا کہ اسوقت میری مدد کرنا ضرور ہی بہت جلد آؤ اُسنے جواب مین تحریر کیا کہ اے شہریار بلا کود مین ایک نقابدار ہی اُسے زیر کرلون تو مین حاضر ہون یہان عشاق قلعۂ اندلس پر پہونچکر لب خندق صف آرا ہوا اتنے مین کرب دلاور بھی پہونچ گیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر کے کشتی ہونے لگی بعد چار شبانہ روز کے دونون پہلوان اپنے خیمے مین چلے گئے عشاق نے فتنہ بادیا سے کہا کہ تو جاکر کرب کو چرالا وہ بعد نصف شب کے خیمہ کرب مین آیا پرستارون کو پروانہ بیہوشی کے وسیلے سے بیہوش کرکے بالین کرب پر پہونچا اور اُسے بھی بیہوشی سنگھا کر پشتارے مین باندھکر سامنے عشاق کے لایا اُسنے اُسی وقت مسلسل و مطوق کرکے سومنات مغربی کی طرف روانہ کیا دوسرے روز قلعہ پر زغنہ کیا اور چاہا کہ خندق کو طی کرکے قلعہ مین گھس جائے اتنے مین فتاح بھی مع اپنے ہمراہیون کے اندلس مین داخل ہوا دیکھا قریب ہی فوج تلنگہ کو تاراج کیا چاہتی ہی دور ہی سے نعرہ کیا یا شیدا ای خیرہ سر کے میگذارم کہ جان خود از دستم سلامت بروید عشاق یہ آواز سنکر پلٹ پڑا اور تنہا فتاح سے مقابلہ کیا تا شام جنگ نیزہ و تیغ و تیر سے دونون مجروح ہوئے معروف شاہ فتاح کو دیکھکر قلعے سے نکل آیا قریب شام طبل بازگشت بجا عشاق اپنی آرامگاہ مین گیا معروف شاہ فتاح کو لیکر قلعے مین آیا اور مصروف علاج ہوا مگر ایک نامہ بنام حمزہ صاحبقران اس مضمون کا بھیجا کہ یا امیر میرے اوپر بڑا سخت و صعب وقت ہی کیونکہ عشاق نے میرے فرزند کرب غازی کو چرا منگوایا فتاح زخمی ہوا اب کوئی لڑنے والا نہین کسی کو میری مدد کیواسطے بھیجے اور سانڈنی سوار کو دیکر تاکید کی کہ بہت جلد جادہ لیکر روانہ ہوا اب احوال نقابدار کا سُنیے کہ آذر ملک بصورت نقابدار گلگون پوش شہر اندلس کی طرف روانہ ہو چکی ہی راہ مین ایک ہرن کو شکار کرکے اُسکے کباب بھوننے مین مصروف تھی کہ ایک جوان صحرا کی طرف سے نمایان ہوا اور آکر نقابدار گلگون پوش سے طلب جنگ ہوا نقابدار بھی اُٹھ کھڑا ہوا دو دن کشتی رہی مگر کوئی غالب و مغلوب نہوا جب تو اُس جوان نے کہا کہ اے بہادر اب مین تجھسے کشتی کے عوض آشتی چاہتا ہون اور مکان میرا یہان سے قریب ہی چلکر وہان قیام کر تا کہ مین تیری خدمت کرون نقابدار ہمراہ اُسکے باغ مین گیا جوان نے نام پوچھا اُسنے جواب دیا کہ مین ہلال مغربی کی بیٹی ہون اُس جوان نے بھی تمام کیفیت اپنی کہہ سنائی بعد اُسکے دونون مشغول عیش ہوئے یہ خبر شرارہ جادو کو پہونچی اُسنے آکر دونون کو گرفتار کیا اور اپنے مکان مین لیجاکے نقابدار کو مسلسل و مطوق کرکے سکندر کی خدمت مین مع ایک عرضداشت کے روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ اے شہریار مین بھی شہر اندلس کو روانہ ہوتا ہون اپنا معشوق آپکی خدمت مین بھیجتا ہون بحفاظت پیش نظر رکھیے گا یہان شب کو سکندر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آچکے تھے کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا

چالیس ہزار سوار نظر آئے سبکے آگے گھوڑے پر ایک صندوق مستطیل جسکا عرض تین گز اور طول چھ گز کا تھا نظر پڑا کہ نیل
پیک نظر کے چلا آتا تھا یہ دیکھکر سکندر و امیر حیران ہوئے کہ آئی یہ کیا ماجرا ہے جب قریب دونوں لشکروں کے وہ صندوق
پہونچا پڑا کھلا ایک شخص اسمین سے نکلا اور سکندر کو مجرا کیا وہ اُسے تخت و شست کہنے لگا کہ تمام پہلوانان لشکر قتل ہوگئے
مجھسے کیا ہو سکیگا جو یہان آیا ہے وہ اجازت لیکر میدان مین آیا مگر اُسی صورت سے کہ صندوق گھوڑے کے اوپر بندھا ہوا
ایک ہاتھ صندوق سے باہر نکال کر نعرہ کیا کہ ہر کہ لشکر خداپرستان مین کہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے عادی
باجازت صاحبقران میدان مین آیا الجوب خان شش گزی کا گھوڑا گرد عادی کے چرخ مارنے لگا جب
گرد کا تتق ایسا بلند ہوا کہ عادی گرد مین پنہان ہوا الجوب نے صندوق سے نکلکر ایک گرز شانہ عادی پر مارا کہ یہ
بیہوش ہوکر گرا عیاران اسلام اُٹھا کر لیگئے امیر نے دیکھا کہ عادی کے منھ سے خون جاری ہے شفاخانہ سلیمانی مین
صاحبقران نے بھیجدیا اسی طرح سات سردار الجوب نے زخمی کیے اور وہ سب شفاخانہ سلیمانی مین بھیجدیے
گئے غرض سات روز مین اسی طرح الجوب نے تمام سرداران اسلام کو زخمی کیا سوا قباد و امیر و عمرو کے شب کو جو
طبل جنگ بجا یہان امیر نے فرمایا کہ ہمارے نام پر نقارہ رزمی بجے عمرو نے نہ مانا ہر چند امیر نے اصرار کیا لیکن عمرو نے
اپنے ہی نام طبل بجوایا صبح کو الجوب میدان مین آیا امیر نے عمرو کو تلاش کیا کہیں پتا نہ ملا خیال ہوا کہ خوف جان
سے بھاگ گیا اسوقت محض میرا دل رکھنے کے واسطے اپنے نام طبل بجوادیا خیر پھر اب تو جو کچھ ہوا اگرچہ ناموس اسمین ہے کہ
طبل کسکے نام بجا لڑنے کوئی اور جائے مگر باشد مین ہی جاؤنگا اور وہ میدان مین لاف و گزاف مار رہا ہے کہ بیابان کی
طرف سے ایک گھوڑا لاغر نمودار ہوا اُسپر بھی ایک صندوق نو گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا بندھا ہوا ایک ہاتھ اسمین سے
نکلا ہوا ہے آتے ہی مقابلے مین الجوب خان کے قائم ہوا اور نعرہ کیا منم ملک الموت نہ نیم گزی الجوب خان نے گھوڑے
کو کاوے پر لگایا ملک الموت نے بھی اپنے گھوڑے کو اُسی طرح جولان کیا جب تتق گرد کا بلند ہوا الجوب خان صندوق سے
نکلا ملک الموت نے نکلکر ایک تکا اُسکے کاندھے پر مارا کہ وہ گرکر بیہوش ہوگیا عیاران لشکر کفار اُسے اُٹھا کر لیگئے سکندر
نے دیکھا تو خون اُگل رہا ہے اُسکی درمان مین مصروف ہوا اور ملک الموت کا گھوڑا جانب صحرا روانہ ہوا امیر نے عیارون سے
حکم کیا کہ جاکر اُس ملک الموت کی خبر لاؤ کہ یہ کون شخص ہے عیار اُدھر روانہ ہوئے دونوں لشکر بھی میدان سے پھر گئے راوی نکات
کمالات و منات جھوٹھ نہ کرے یہ وہی ظالم ہے اب حال آذر ملک کا سنیے کہ جب آذر ملک کو روانہ کیا اور لوگ آذر ملک
اور اشرار کے شکست خوردہ داخل ہلال مغرب ہوئے اُسنے ایک عرضداشت امیر کو متضمن احوال آذر ملک بہادر
تحریر کی یہان صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین رونق بخش تھے کہ شتر سوار نے حاضر ہوکر عرضداشت ہلال عاد
کی پیش کی امیر اُسے ملاحظہ کر رہے تھے کہ دوسرے نامہ بر نے آکر نامہ معروف شاہ کا حاضر کیا صاحبقران نے
پڑھکر جام کلاعفریت بھر کر رکھا کہ ایک بہادر اسے پی کر اندلس مین جاکر معروف کی مدد کرے مہتر قران حبشی
بجا لاکر جام پیگیا اور طرف اندلس کے روانہ ہوا پھر صاحبقران نے جام بھر کر رکھا فرمایا کہ ایک بہادر اور درکار ہے کہ
آذر ملک کو خلاص کرے فرامرز اپنی جگہ سے اُٹھا اور آداب بجالاکر جام پیگیا امیر نے رخصت کیا قران جو یہان
سے چلا راہ مین دور سے دیکھا ایک عیار اندلس کی طرف سے پشتارہ کسی کا لیے جاتا ہے یہ کئی کوس آگے جاکر کمند زمین
مین پوشیدہ کرکے ایک جھاڑی مین جا بیٹھا ایک سرا کمند کا ہاتھ مین لیے رہا جب وہ عیار قریب پہونچا اُسنے پہچانا کہ
فتنہ باد پا ہے غرض جب وہ کمند کے حلقے مین آگیا قران نے جھٹکا مارا فتنہ اُلجھکر زمین پر گرا مہتر قران نے کمینگاہ
سے نکل خنجر سے اُسے جہنم واصل کیا پشتارہ کھولکر دیکھا تو کرب غازی کو بیہوش پایا اسی طرح بھی باندھکر

پشتارہ بدوش جانب اندلس روانہ ہوا اندلس یہان عشاق کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا جب یہ دیکھا کہ عشاق قلعہ اندلس
پر نظر کر رہا ہے پشتارے کو کسی مقام محفوظ مین رکھدیا اور نعرہ کرکے دوڑا کہ ای کافر و خبردار کہان جاتے ہو ملک الموت
تمہاری روح مین قبض کرنے کو آپہونچا عشاق پلٹ پڑا اور دوڑکر قران پر حملہ آور ہوا کئی وار قران نے روک کر
کمند جو ماری حلقے گلے مین پڑ گئے جھٹکا مارکر گھوڑے سے گرایا اور خنجر کھینچکر پیٹ پھاڑ ڈالا فوج نے چارون
طرف سے گھیر لیا مہتر قران شیرانہ ان روباہون پر حملے کرنے لگا دو پہر مین ہزارہا کو قعر جہنم مین پھینک دیا آخر
سب سوار فرار ہو گئے قران پشتارہ لیکر قلعے مین داخل ہوا معروف شاہ سے ملکر پشتارہ کرب کا آگے رکھدیا اور
کرب کو پشتارے سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا کرب نے آنکھین کھول دین مہتر قران کو سربالین کھڑے دیکھا
اور معروف شاہ کو ایک پہلو مین دوسری طرف فتاح کو پایا اٹھ بیٹھا اور حقیقت گذشتہ سنکر مہتر قران کا بہت شکرگذار
ہوا اور مصروف ضیافت ہوا قران نے کہا ای غازی اب لازم ہے کہ کام اشرار جادو کا بھی تمام کردن نہین تو پھر
بتلاے بلا ہونا پڑیگا یہ کہکر روانہ ہوا ادھر شرار نے ملکہ محبوبہ کو بدست قار عاد کے خدمت سکندر مین روانہ کیا اسنے
قریب پہونچکر ایک عرضی مشتمل بہ احوال ملکہ تحریر کی اسنے جواب لکھا کہ سر اس گیسو بریدہ کا کاٹ کر ہمارے پاس روانہ
کرو کیونکہ سرزمین سومنات مین دو مسلمان کا خون کرانا منع ہے جب یہ تحریر قار عاد کو پہونچی جہان یہ ٹھہرا تھا اسی مقام کو مقتل
قرار دیا اور ملکہ آذر ملک کو زیر دار بٹھا کر جلاد کو حکم دیا کہ سر اسکا جدا کر کہ بیابان سے گرد اٹھی سب اسی طرف کو متوجہ ہوئے
جب دامن گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ فرامرز چالیس ہزار آدمیون کی جمعیت سے آکر ٹوٹ پڑا قار کو قعر جہنم مین پہونچاکر
پہلے ملکہ کو اپنی حراست مین کیا پھر تمام کی فوج کو شکست دی اتنے مین مہتر قران بھی پہونچا اور بہت آفرین کی اور ملکہ کو
مرحبا کارے کردی یہ باتین ہو رہی تھین کہ کرب بھی آگیا پہونچا مہتر قران نے کہا کہ مین اشرار کی تلاش مین جاتا ہون
تم بھی چلو فرامرز نے ملکہ آذر ملک اپنی ہمشیرہ کو ملک مغرب کی طرف روانہ کیا اور خود مع کرب و مہتر قران و معروف
شاہ کے اشرار کی طرف روانہ ہوا اور اسکے شہر مین پہونچا ابھی وہ شہر ہی مین موجود تھا پہلے قران ایلچی بنکر گیا نامہ کرب
کا دیا اسمین کلمات نصیحت آمیز تحریر تھے کہ تو بحق خاطر مذہب اسلام قبول کر اسنے بھی اسکے جواب مین تحریر کیا اگر
مرد میدان ہو تو ہم بھی چوگان ہین گو سے اور حکم دیا کہ ہان طبل جنگ بجے قران نے واپس آکر سب کیفیت بیان کی اور
تحریر اس ملعون کی پیش کی اتنے مین طبل جنگ کی صدا کان مین آئی کرب نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
نوازش مین آئے غرض رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ادھر سے غارت
جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے فتاح مقابلے کو گیا غارت نے دوڑکر ایک تلوار فتاح
پر ماری اسنے خالی دے کر ایک گرز سر غارت پر مارا کہ وہ غارت ہو گیا فناے جادو آیا وہ بھی قتل ہوا
غرض سات ساحر اسنے قتل کیے جب تو اشرار نے داہنے بائین دیکھکر کہا کون اب اسکے مقابلے کو جائے گا
عنصر جادو اٹھکر سامنے آیا اور کہا مین اس خدا پرست کو تہ تیغ کرونگا یا بہزار حیات قید کرونگا اسنے
خوش ہوکر کہا اچھا جا اسنے آتے ہی ایک ترنج فتاح پر مارا وہ منہ کے برابر بیٹھا فتاح گھوڑے سے زمین پر گرا اسنے
کہا کہ ہان نکلجا اسکو اتنا کہنا تھا کہ زمین شق ہو گئی اور فتاح غرق ہو گیا کرب کو بڑا صدمہ ہوا کہا اب کیا تدبیر کیجائے
مہتر قران نے کہا طبل بازگشت بجوا دیجیے کل دیکھا جائیگا غرض طبل آسائش بجا دونون لشکر پھر کر اپنی آرامگاہ مین
آئے قران بشکل خدمتگار دربارگاہ اشرار پر جا کر کھڑا ہوا اتنے مین عنصر بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمے کیطرف چلا
قران نے موقع پاکر ایک بعندہ اسکے سر پر مارا کہ ناگون کی راہ سے نکل گیا ایک شور برپا ہوا مہتر قران بھاگ کر

اپنی فرودگاہ مین آیا اور واقعہ بیان کیا اُس کے مرتے ہی مغا فتاح کو ہوش آیا دیکھا کہ زمین پر بیٹھا ہون اُٹھکر خیمے مین
آیا سب مسلمانون کو ایک شادی ہوئی یہ خبر اشرار کو پہونچی کہ عنصر مارا گیا فتاح رہا ہو گیا اُس نے برہم ہوکر کہا کہ ابھی
ان خداپرستون کا کام تمام کرتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک صحرا مین جاکر سحر تیار کرکے چلا آیا صبح کو کرب غازی اسطے
شکار کے جنگل مین گیا ایک ہرن سامنے سے نمودار ہوا کرب نے تیر مارا وہ زخمی ہوکر بھاگا کرب نے اُسکے تعاقب
مین گھوڑا ڈالا ایک فرسنگ جاکر ہرن نظرون سے غائب ہو گیا کرب نے اپنے تئین قریب ایک باغ کے پایا اندر آکر
دیکھا کہ درختہائے پُرمیوہ جابجا نہرین جاری بڑی تیاری دل مین کہا بیت اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست
ہمین ست و ہمین ست ناگہاں ایک آواز ساز و سرود کی کرب کے کان مین آئی سر اُٹھاکر جو دیکھا تو سطحۂ پُرصفا آگے
بارہ دری کے بنا ہی اُس پر نازنین ناچ گانے مین محو ہین اور ایک گلبدن نارپستان سیب زنخدان نارنج ہاتھ مین
لیے کھڑی ہی کرب اُسپر فریفتہ ہوا اور نارنج طلب کیا اُس نے نارنج کرب کے آگے پھینک دیا وہ دلاور مسحور ہوکر لگا
اپنے گریبان کو تار تار کرنے اور زمین پر بیٹھ گیا ایک شبانہ روز وہین بیٹھا رہا دوسرے روز ایک اژدہا آیا اور اُسے
نگل گیا یہان پہ سبب شب کے صحراے نامعلوم مین گذرنے کے **معروف شاہ و فتاح و فرامرز** تلاش **کرب** دلاور
مین نکلے اُسی باغ کے دروازے پر اُس وقت پہونچے کہ اژدہا **کرب** کو نگل رہا تھا غرض یہ تینون بہادر بھی باغ کے
اندر آئے دیکھا ایک اژدہا کسی آدمی کو نگل رہا ہی ناگاہ اسکی نظران پر پڑی دوڑکر **فتاح و فرامرز** کو بھی نگل لیا
معروف شاہ یہ حال دیکھکر بھاگا اور آکر تمام واقعہ **مہتر قران** سے بیان کیا وہ معروف شاہ کو ساتھ لیکر اسی باغ
مین آیا دیکھا تو بدستور ناچ ہو رہا ہی **قران** نے آنکھین نیچی کرلین مگر **معروف** اُس کی طرف نگران رہا کہ ایکبار حالت معروف
کی ردی ہونے لگی اور اُس نازنین سے ترنج مانگا اس نے اُس کے آگے پھینک دیا یہ تو دیوانہ ہوکر آہ و نالہ کرنے لگا
تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک اژدہا بے دہان پیدا ہوا اور آکر اُسے نگل گیا **قران** یہ دیکھکر بھاگا اور ایک صحرا مین پہونچکر
کسی درخت کے نیچے گریہ و زاری کرنے لگا ایک غفلت سی آگئی دیکھا کہ کوئی کہتا ہی اے **قران اشرار جادو** سے یہ مسئلہ
حل ہوگا اتنا سنکر آنکھ کھل گئی اور ہوش آگیا دل مین کہا بارخدایا اُسی ملعون کا تو یہ سب ساختہ و پرداختہ ہی اُس سے کسطرح
یہ عقدہ کھلیگا غرض اسی فکر مین وہان سے چلا شہر اشرار مین پہونچکر دریافت ہوا کہ اشرار کا معشوق دلنوازلمرد ہی اُسے جاکر بعیاری
قران نے مارا اور خود اُسکی صورت بناکر زیر دیوار باغ اشرار رونے لگا وہ ملعون آواز گریہ سنکر بیرون باغ آیا تو دیکھا
محبوب جان بخش محو گریہ ہی پوچھا اے راحت جان حزین وجہ گریہ مجھسے کیون نہین بیان کرتا دل تنگ ہوا اب یارای ضبط نہین
اُسنے کہا کچھ نہین **اشرار** باصرار پیش آیا جب تو اُسنے کہا ای شخص تیرے باعث تو مین نے سارے زمانے کو ترک کیا ہی پھر کیون
نہ اپنے برگشتہ بخت کو یاد کرکے روؤن اُس نے کہا مجھپر کونسی مصیبت آئی یا مین نے کب تجھے ترک کرنے کا قصد کیا **قران**
نے کہا اے شخص یہان لشکر خداپرستان اُترا ہوا ہی قریب ہی کہ تیرے دشمنون کو ایذا دین **اشرار** نے کہا یہ فقط تیرا تقاضاے سن ہی
ارے احمق مین نے اُنکو ایسی جگہ قید کیا ہی کہ جہان پرند خیال کے بھی پر جلتے ہین معشوق وضعی نے کہا مین نے سنا ہی کہ یہ
مسلمان جہان جاتے ہین اُس سرزمین کو بغیر تاخت و تاراج کیے نہین آتے **اشرار** نے جواب دیا کہ مین نے اُنھین اپنے
بھائی **عقلے جادو** کے طلسم مین قید کیا ہی اُسکو جب کوئی مارے تو وہ رہا ہون معشوق عملی نے کہا آدمی کا مارڈالنا
بھی کوئی امر اہم ہی اشرار نے کہا سبب نہ مرنے کا یہ ہی کہ جس باغ مین وہ رہتا ہی اُسکی دیوار کے نیچے ایک کنوان ہی اُسمین اگر
کوئی جائے ایک دروازہ ملیگا اُسے کھولکر اندر باغ کے پہونچے وسط باغ مین ایک حوض پر درخت چنار دیکھیگا اُسپر ایک
جانور بشکل طاؤس بیٹھا ہی ایک ہی تیر مین اُسے درخت سے گرادے تو البتہ عقلا مر جائیگا اور خداپرست رہا ہونگے

یہ کہکر محبوب فرضی کا ہاتھ پکڑکر گوشے مین لایا اور چاہا لب لعلین کا بوسہ لے قران نے منھ سے بیہوشی پھونکدی چھینک
مارکر وہ ملعون گرا اور بیہوش ہوگیا قران اُسکو ایک صندوق مین بند کر کے نکلا اور جدھر کا پتا اشرار نے دیا تھا چلا جلکہ وہین
پر پہونچکر کو واجب پانون زمین پر لگے دروازہ دیکھا اُسکے اندر آیا باغ سرسبز پایا لب حوض چنار کا درخت تھا اُسکو بغور دیکھنے لگا
کہ دیکھا ایک جانور طاؤس کی صورت اُسپر بیٹھا ہو قران نے تیر سہ پہلو ترکش سے لیکر کمان مین پیوستہ کیا اور شست وشت
سے برابر کرکے رہا کیا ہر چند قضانے سر پر اُس جانور کے خبر دلا پکار اٹھکر کمان چلائی کہ وہ مارا تیر جاکر گردن مین ترازو ہوا
جانور زمین پر گرا غلغلا گیر ودار ہر سو ہوا یہان یہ جانور مرگیا وہان طائر روح عنقاے جادو قفس عنصری سے پرواز
کرگیا سب اسیران سحر رہا ہوئے اپنے لشکر مین آکر قران کے شکر گذار ہوئے اور سب فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب
اُردوے امیر چلنے پر تیار ہوئے یہان کا حال سُنیے کہ عیاران لشکر اسلام نے لاکھ کوشش کی کہ اس ملک الموت کا
کچھ نام ونشان دریافت کرین مگر گرد سُم اسپ کو بھی نہ پہونچے آخر مجبور ہوکر واپس آئے بعد کئی روز کے جب الجوب خان کو
صحت ہوئی پھر طبل جنگ لشکر کفار مین بجا ابکی الجوب گھوڑے پر ہودج کسواکر آیا اور نہیب دی ادھر سے پھر امیر عازم
جنگاہ ہوے تھے کہ بیابان کی طرف سے دوسرا الجوب اُسی صورت گھوڑے پر ہودج کسا ہوا آکر الجوب اول کے
مقابلے مین قائم ہوا اور پوچھا تیرا کیا نام ہو الجوب نے کہا کہ مجھے الجوب خان شش گزی کہتے ہین تیرا کیا
نام ہو اُسنے جواب دیا کہ منم ملجوب خان بست ونہ نیم گزی الجوب نے گھوڑے کو گاودے پر لگایا ملجوب نے
بھی اُسی طرح اپنے گھوڑے کو دوڑایا الجوب نے جست کی اور بالاے ہوا بلند ہوا جب آدھی دور پہونچا ملجوب
نے بھی جست اور راستے مین الجوب کے دونون شانون پر دونون ہاتھون سے مکے مارے کہ اُسکی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا غرض کئی بار ایسا ہی ہوا جب تو الجوب تنگ آکر اپنے لشکر کو پھر گیا اور طبل بازگشت
بجوادیا ملجوب صحرا کی طرف چلا امیر نے کرب کو بھیجا کہ جاکر ملجوب کو پکڑ لاؤ کرب دلاور نے جاکر باگ گھوڑے
کی پکڑی اور گھسیٹتا ہوا اپنے لشکر مین روبروے صاحبقران حاضر کیا اب جو دیکھا تو پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین سبکو
حیرت ہوگئی اور خواجہ پر زر نثار کیا دوسرے روز پھر الجوب میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمرو اُسی صورت
سے مقابلے کو گیا پہلی ہی جست مین عمرو بن امیہ ضمری اُسکی بغل مین آگیا الجوب نے خوب مستحکم عمرو کو پکڑ لیا
ہر چند عمرو نے زور کیا مگر خلاصی کی کوئی صورت نہ نکلی وہ یونہین لیے ہوئے چلا گیا جاکر پیش سکندر حاضر کیا
نوشیروان وغیرہ بہت خوش ہوئے بختک نے کہا کہ عمرو کو اسی وقت قتل کرنا چاہیے ورنہ آج رات کو یہ رہا
ہوجائیگا الجوب نے جواب دیا کہ مین بمرتبۂ اتم حفاظت کرونگا کیا مجال ہو جو میرے ہاتھ سے رہائی پائے غرض عمرو
کو لیکر اپنے خیمے مین آیا اور پوچھا ای عمرو تجھے قسم ہو خداے نادیدہ کی کہ اگر مجھسے لشکر اسلام مقابلہ کرے تو کون فتحیاب
ہو عمرو نے کہا اصل تو یہ ہو کہ امیر اگر تیرے مقابلے مین آئینگے تو تجھے بے زیر کیے واپس نہونگے یہ سنکر الجوب نے عمرو
کو رہا کردیا اور کہا کہ امیر سے جاکر میری طرف سے عرض کرنا کہ سر میدان مجھے آکر زیر کرین تو مین ضرور مسلمان ہون
اور اس کافرزن جلب کو سزاے معقول دون عمرو اپنی رہائی کو غنیمت سمجھکر وہان سے بھاگا اور خدمت امیر مین آکر
تمام واردات بیان کی وہان اُسنے شور کیا کہ عمرو بھاگ گیا کافرزن جلب نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہنا ہمارا نہ مانا ہمکو جھوٹا جانا
آخر خود رائی پیش نہ آئی اُسنے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا اور آواز دی کہ یا حمزۂ صاحبقران
ایک خواہش میری پوری کرنا واجب ہو وہ یہ کہ مجھسے آکر مقابلہ کیجیے صاحبقران یہ سنکر اشقر پر سوار ہوئے اور میدان
مین آئے الجوب نے بدستور جست کر کے ضرب لکد کتفین صاحبقران پر لگائی امیر کو اُسوقت معلوم ہوا

کہ جو لوگ اُسکے مقابلے سے پرہیز کرتے ہین یہی باعث ہی کہ اُسکی ضرب کا تحمل شوار ہی اتنے عرصے مین اُسنے دوبارہ جست
کی جبتک وہ ضرب امیر پر لگائے دوڑکر صاحبقران نے دونون پیر اُسکے پکڑ لیے اور کھینچکر اپنی بغل مین دبا لیا لاکھ اُسنے
زور کیا مگر چنگل باز سے کنجشک کی رہائی نہوئی صاحبقران اشقر پر سے جست کرکے زمین پر آئے اور اُسے سر سے
بلند کرلیا چاہا کہ زمین پر مارین اُسنے کہا یا امیر مین مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا اُسنے کلمہ پڑھا اور آواز دی
کہ اے سکندر بد اختر اگر دعوی مردی ہی تو میرے مقابلے کو آوے غیظ مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان مین آیا
الجوب نے ایک ضرب جست کرکے اُسکے شانون پر دی کہ تیورا گیا جبتک سنبھلے دوسری ضرب لگائی پھر تو آنکھین
بند کرکے گھوڑے کو مہمیز کیا وہ بھاگا اور لشکر مین پہونچ گیا الجوب لشکر امیر مین آیا صاحبقران نے اُسے بہت
سرفراز فرمایا اور صندلی اُسکی متصل ستون بارگاہ کے بچھوادی ادھر سکندر کا علاج شروع ہوا مثل پوست گوسفند کے
اُسکو لپیٹ دیا اسوجہ سے کہ تمام ہڈیان اُسکی دوہی ضربون مین بوسیدہ ہوگئی تھین دو مہینے کے بعد صحت ہوئی طبل جنگ
بجوا کر میدان مین آیا اور آواز دی کہ اے حمزہ آ میرے مقابلے کو امیر یہ سنتے ہی اشقر کو جولان کرکے میدان جنگ
مین تشریف لائے پہلے ہدایت اسلام کی مگر جب بہت امیر نے فرمایا تو اُسنے جواب دیا کہ اے حمزہ اگر مجھکو کوئی خدا پرست
کے ساتھ دیگ مین جوش دے تو میری چربی اُسکی چربی سے مخلوط نہین ہوسکتی تو کس خیال مین ہی صاحبقران
کو یقین ہوا کہ مہر ضلالت مین یہ بڑا ثابت قدم ہی فرمایا لا کیا ضرب رکھتا ہی اُسنے نیزہ مارا صاحبقران نے چھین کر
پھینک دیا اُسنے تلوار ماری امیر نے وہ بھی چھین لی اُسنے گرز مارا صاحبقران نے ہاتھ کی تھپکی دی گرز ہاتھ سے چھوٹکر
دور گرا اُسوقت صاحبقران نے فرمایا او گبر ناہنجار ہوشیار ہو یہ نہ کہنا کہ مجھے غفلت مین مارا دیکھ نیزے پر اُٹھائے
لیتا ہون اُس لعون نے سپر کاندھے سے لی صاحبقران نے نیزہ مارا اُسنے سپر سینے کی پناہ کی نیزے نے پہلے سینۂ سپر کو
توڑا بعدہ سینہ کو بریا امیر نے یونہین اک ہاتھ پر بلند کرلیا ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ ؛ اور امیر نے ایک ہکا مارا کہ وہ
مثل کباب سیخ کے چہد گیا جب قریب دست امیر کے پہونچا نیزے کو نکالکر زمین پر مارا کہ ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ ہوگئین
تمام فوج اُسکی امیر پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی سب بہادر تلوارین کھینچکر دوڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بعد کئی ساعت
کے فوج کفار پسپا ہوئی اور بھاگ کر کنارہ آب ڈیرہ کیا نوشیروان نے جو یہ حالت دیکھی فوراً بھاگ کر دامن بیشہ مین
جاگزین ہوا بارہ گاہ استادہ کراکے بیٹھا اتنے مین گلیم گوش عیار سکندر آیا سلام کیا سب سردار واسطے ماتم پرسی کے
آئے گریان ہوئے بختک نے کہا اے سرہنگ تیرے مالک کو امیر نے مارا چاہیے کہ تو بھی صاحبقران یا اُسکے فرزند قباد کو
قتل کرکے حق نمک سکندر سے ادا ہو جائے اور اگر یہ کام تجھسے سرزد ہوگا تو افسر عیاران نوشیروان کردونگا اُسنے مجرا کیا
اور روانہ ہوا اور اردوے امیر مین پہونچکر دلق فقیری تن پر آراستہ کرکے چارسوق لشکر مین پھرنے لگا ایک روز عمرو نے
پہچانا اور آواز دی کہ اے قران بیٹا اسکو گرفتار کرے یہ گلیم گوش عیار سکندر ہی مہتر قران بندہ تان کر دوڑا
وہ بھاگ نہ سکا کھڑا ہو رہا قران نے کمند کے حلقے گردن مین پہنا دیے اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے پوچھا او حرامزادے
تو یہان کیون آیا اُسنے کہا کہ مالک میرا مارا گیا اب مین مغرب مین کسی کے منہ دکھانے کے قابل نہ رہا اسواسطے یہ امر اختیار کیا
کہ بھیک مانگون یا اگر بہ دو طالع خدمت شاہ عیاران مین رسائی ہو عمرو نے کہا اے حرامزادے اگر بہ مکر یہان آیا ہی تو مین ابھی
تجھے قتل کرتا ہون اور جو نیت تیری خبث وعداوت کی نہین ہی تو مسلمان ہو وہ فوراً بخوف جان مسلمان ہوا عمرو
نے خلعت دیا اور بہت زر و جواہر پیشکش کیا وہ حرامزادہ لشکر صاحبقران مین رہنے لگا تاکہ احوال سب کا دریافت
کرے اور بارہا قصد کیا کہ سوتے مین کسی سردار کا سر کاٹ ڈالے مگر یہی خیال گذرا کہ مبادا جاگ اُٹھا تو حلال ہی کر ڈالیگا

جان بچانا مشکل ہو جائیگی غرض کسی وقت فکر سے خالی نہ تھا ایک روز شہریار قباد والا نژاد نے بارگاہ سلیمانی مین بیٹھ کر امیر سے فرمایا کہ یا صاحبقران حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین آج ہمارا جی چاہتا ہی کہ ساقی گری کرین امیر نے عرض کی کہ خوشا نصیب ہم لوگون کے کہ حضور اپنے دست حق پرست سے شراب پلائین الغرض قباد شہریار جام وصراحی لیکر اٹھے اور مصروف ساقی گری ہوئے تمام اہالیان بارگاہ کو شراب پلائی اور خود بھی خوب پی جب سب مدہوش ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست کیا اب اپنی آرامگاہ مین گئے لیکن بہ سبب زیادتی نشہ کے مزاج بادشاہ مین ربودگی پیدا ہوگئی تھی لہذا وہین تخت حکمرانی پر استراحت فرمائی یہ ملعون اول ہی سے رنگ محفل دیکھکر کمین مین ہو رہا تھا جب شہریار قباد والا نژاد کی نفیر خواب بلند ہوئی گلیم گوش کمینگاہ سے نکلا اور چار طرف بیہوشی اڑادی کہ جو پرستار وہان مصروف خدمت تھے سب بیہوش ہوگئے یہ مردود اونکی تخت پر آیا چلے تو خیال کیا کہ ای گلیم گوش ایسے جوان کا قتل کرنا کب روا ہی یہ خیال کرکے تخت سے زمین پر اتر آیا پھر سوچا کہ اسکے باپ نے تیرے مالک کو مارا ہی قصاص خون سکندر کا اس سے لینا گناہ نہین اور پھر تخت پر آیا خنجر کھینچکر چاہا کہ سر اُس سرور کا جدا کرے مگر ہاتھ مین رعشہ بلکہ تمام اندام مین لرزہ پڑگیا پھر تخت کے نیچے اترا اور کہا ای گلیم گوش تو بڑا نامرد ہی کہ ایک شخص خفتہ کا سر تجھسے نہین کٹ سکتا پھر دلکو مضبوط کرکے تخت پر گیا اور بیہوشی قاتل اُس ظالم نے ناک کے وسیلے سے دماغ مین پہونچائی فوراً قباد کو چھینک آئی اسنے گیسوے مشکین اپنے دست نجس مین پکڑکر خنجر سے سر اُس سردار کا جدا کیا اور رومال مین باندھکر طرف مدائن کے روانہ ہوا راہ مین خیال آیا کہ اگر مغرب مین چلیگا اور ہیکلان عاد کو یہ سر نذر دیگا یقین تو ہو کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کا سر دیکھکے بہت خوش ہو اور تجھے بہت کچھ دے پھر سوچا کہ اگر اُسنے کہا کہ تم لوگ کیسے محافظ تھے جو میرے بیٹے کو نشیب و فراز سے نہ آگاہ کیا لڑکا مرنے دیا ادھر بختک نے بہت کچھ امید دی ہی وہین چلنا اچھا ہی غرض یہی سوچتا چلا یہان ملکہ مہرنگار ہمراہ امیر مست خواب ناز تھی کہ عالم خواب مین دیکھا میرا فرزند قباد دریاے خون مین ہاتھ پاؤن مار رہا ہی اور پکارتا ہی کہ اے مادر مہربان جلد میرا ہاتھ پکڑ لیجیے مہرنگار نے دوڑکر چاہا کہ ہاتھ قباد شہریار کا تھام لے مگر ممکن نہوا اور شہزادہ غرق ہوگیا ملکہ یہ واقعہ دیکھکر عالم واقعہ مین ایسی گھبرائی کہ بیدار ہوگئی اور تنہا بارگاہ سلیمانی مین پہونچی دیکھا کہ سناٹا پڑا ہوا ہی شمعین گل ہین فوراً ماتھا ٹھنکا پاؤن ہر ایک کئی من کا ہوگیا دروازہ بارگاہ پر آئی ایک شمع وہان روشن پائی دربانون کو محو خواب پایا زیادہ دل گھبرایا شمع ہاتھ مین لیکر قریب تخت قباد کے آئی قسمت نے بیٹے کی لاش مان کو دکھائی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی تو قباد کو بے سر پایا لاشہ خون مین نہایا دیکھکر آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتابانہ ماں نے اپنے تئین لاش پسر پر گرایا نعرہ آہ کرکے غش کرگئی جیتے جی مرگئی اسکی آواز سے عقب بارگاہ جو لوگ سوتے تھے چونک پڑے دوڑے مگر ملکہ کو تخت قباد پر دیکھکر چلے گئے محل مین خبر گئی عورات محل دوڑین آکر جو دیکھا تو بادشاہ کو مقتول پایا سب نے شور مچایا صداے وادیلا سے ملکہ کو ہوش آیا پھر ایک نعرہ آہ کا مار کر بیہوش ہوگئی پھر تو شور قیامت برپا ہوا چہار جانب سے سرداران اسلام و شاہزادگان ذی کرام دوڑے امیر کی بھی آنکھ کھلی ملکہ کو پہلو مین نہ پایا اتنے مین شور گریہ گوشزد ہوا پوچھا ارے یہ کیا غل ہی اور ملکہ کہان گئین وہان کون تھا جو جواب دیتا جب تو صاحبقران گھبراکر بارگاہ کی طرف سے دوڑے آکر جو دیکھا تو عیاذاً باللہ قریب تھا کہ کلیجا منھ کی راہ سے نکل آئے ہاے کرکے امیر بھی گرے اور بیہوش ہوگئے تمام سردار دست راست و دست چپ کے آکر جمع ہوگئے کہرام پڑگیا عمرو نے جو آکے قباد کو نہ پایا سب سے زیادہ رویا پیٹا چلایا کیونکہ سب سے زیادہ یہ بادشاہ کو عزیز رکھتا تھا چار جانب لوگ قاتل قباد کی تلاش مین روانہ ہونے لگ پتا نہ لگا لیکن گلیم گوش کو لشکر مین نہ پایا یقین ہوا کہ اسی ملعون نے یہ حرکت کی ہی عمرو کو بڑا قلق ہوا

ادھر گلیم گوش سر شہریار کا رومال مین باندھکر داخل بارگاہ نوشیروان ہوا بختک نے پوچھا کہ ای سرہنگ کیا لندھور
کا سر لایا اُسنے کہا اُس سے زیادہ مرتبے والے کا سر ہی اُسنے کہا علمشاہ کا اُسنے جواب دیا اُس سے بھی زیادہ بختک نے کہا
امیر کا سر ہی اُسنے کہا اُس سے بھی زیادہ جب تو نوشیروان نے کہا دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی کہ اُسنے رومال کو کھولکر
سامنے نوشیروان کے رکھدیا دیکھتے ہی اُسنے زانو پر ہاتھ مارا اور چلایا ای مردود یہ کیا غضب کیا ارے یہ تو میرا جگر
گوشہ ہی جسکو بیجان کر دیا اور کہا ارے پکڑو اس ملعون کو لوگون نے فوراً گلیم گوش کو باندھ لیا نوشیروان اپنے تئین
مع اہل دربار و تمام فوج کے سیاہ پوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے نزدیک قاتل قباد شہریار کو لیکر خدمت امیر
مین حاضر ہونا چاہیے نوشیروان نے ویسا ہی کیا صاحبقران کو اطلاع ہوئی کہ نوشیروان سر قباد مع اُسکے قاتل
کے لاتا ہی امیر نے فرمایا آنے دو غرض بارگاہ مین نوشیروان آکر پہونچا امیر نے لاکر بٹھایا سر کو جسم بے سر سے ملایا اور
گلیم گوش سے پوچھا کہ او مردک تیری صرصر عناد سے شمع دودمان شاہنشاہی گل ہوئی اسکے عوض مین تجھے سزا ایسی
دونگا کہ نہ تو زندون مین رہے نہ مرے ہمیشہ سسکا کرے مگر کرب و علمشاہ وغیرہ کو تاب نہ رہی تلوارین کھینچکر دوڑے
کہ اسے مار ڈالین صاحبقران نے منع فرمایا کہ اسے نہ مارو کیونکہ اسکے مارنے سے بادشاہ زندہ نہو جائینگے بلا سے چھوڑ دو
ہر چند لوگون نے چاہا کہ اسے بھی قتل کرین مگر امیر نے نہ مانا اور رہا کر دیا وہ جو وارستہ ہو کر بھاگا تو سیدھا مغرب کی جانب چلا
امیر نے صندل کا تابوت بنوا کر لاش قباد کی اُسمین رکھی اور جانب مکہ معظمہ روانہ کی سارا لشکر صاحبقران کا بھی مع سردارون
کے سیاہ پوش ہوا جب تابوت سامنے عبدالمطلب کے پہونچا تمام شہر مین سیاہ پوشی ہوگئی اور غوغا سے وادیلا وامصیبتا
ہر طرف ہونے لگا عمرو نے یہ جو دیکھا کہ امیر نے گلیم گوش کو چھوڑ دیا بہت ناگوار گذرا کہ ایسے ملعون کو کب چھوڑنا تھا
خیر انھون نے رہا کیا تو مین کب چھوڑتا ہون اُسی وقت اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا کئی منزل پر جاکر دیکھا کہ بھاگا چلا
جاتا ہی عمرو نے نعرہ کیا او خیرہ سر ٹھہر جا کہان جاتا ہی آواز سنتے ہی اُسکی جان نکل گئی اور ٹھہر گیا عمرو نے جاکر اسے کمند
مین گرفتار کیا اور پھر سامنے امیر کے لاکر کہا ای صاحبقران اسے مین زندہ ہرگز نہ چھوڑونگا امیر نے افراط الم کے باعث
مطلق اعتنا نہ کی اور نہ کچھ جواب دیا اتنے مین مقبل جو لاش شاہنشاہ کے ساتھ گیا تھا واپس آیا اور بیان کیا کہ
اعیان مکہ سیاہ پوش ہوئے مبتلاے شیون و جوش و خروش ہوئے بعد دفن کے سامان روشنی وغیرہ مقرر کیا خواجہ
عبدالمطلب کا حال بہت غیر ہی امیر یہ سنکر چپ ہو رہے نوشیروان ایک سال تک اردوے صاحبقران
مین رہا وہ جو نزاع تھی برطرف ہوگئی اور ماتم برپا رہا بعد سال بھر کے بہزار جد و جہد لباس سیاہ امیر نے اُتارا مگر ملکہ
مہرنگار نے لباس ماتم اپنے جسم سے نہین دور کیا اور نوشیروان رخصت ہوکر مدائن مین آیا سال بھر تک امیر و
نوشیروان مین اسطرح کی ملت رہی کہ کبھی صاحبقران اُسکی بارگاہ مین جاتے تھے اور کبھی وہ انکے یہان آتا تھا لشکر
صاحبقران مین تین برس تک کسی نے شراب کا نام بھی منھ سے نہ لیا الا سب مبتلاے جوش و خروش خمخانہ الم کے
جرعہ نوش رہے ایک روز سب سردارون نے متفق ہوکر مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنا چاہیے کہ صحبت شراب و کباب
مین امیر شریک ہون یا ایک مرتبہ خود نوش کرین تو ہم لوگون کے واسطے بھی شراب پینا جائز ہو جائے آخر یہ صلاح قرار
پائی کہ عمرو کو بلا کر سمجھائین اگر وہ چاہیگا تو ضرور امیر کو شراب پلائیگا غرض عمرو کو بلایا اور کہا ای خواجہ اگرچہ قباد شہریار کے
انتقال کرنے سے لطف زندگی نہ رہا مگر تاکے اب کوئی سبیل ایسی نکالنا چاہیے کہ امیر شراب پئین اور ہم لوگ بھی شراب پئین یہ
کہکر دو ہزار تومان عمرو کے آگے رکھدیے کہ ای خواجہ یہ تمہارا حق ہی صاحبقران کو یہ نہ ثابت ہونے پائے کہ ہم لوگون
کی خواہش ہی عمرو نے کہا ای بے مروتو تمھین غیرت نہین آتی کہ تمہارا ولینعمت زادہ انتقال کرے اور تم شراب پیو کیا مین

طامع ہون کہ دو ہزار تومان دے کر مجھے راضی کرتے ہو مین جا کر یہ تومان سامنے صاحبقران کے رکھدونگا اور تمھارا
پیام دونگا جب تو سب گھبرائے کہ یہ قباد کو بہت دوست رکھتا تھا شاید اسوجہ سے اسکے خلاف گذرا سب سرداعمرو
کے قدمون پر گرے اور بارہ ہزار تومان دیے جب تو عمرو ہنسا اور کہا کہ یہ کام کوئی مشکل نہین ہی مین امیر کو شراب پلوائے
دیتا ہون یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اچھا بھلا ہو کر اپنے تئین بیمار بنایا اور ایسی صورت بنائی کہ چہرے پر مردنی چھائی یہ
خبر تمام سرداران لشکر کو پہونچی سب دیکھنے آئے صاحبقران نے بھی سُنا کہ عمرو قریب ہلاکت پہونچا ہی دیدار
آخری سے محروم رہا جاتا ہی جلد چلیے بیتابانہ صاحبقران دوڑے جب سرہانے عمرو پہونچے تو دیکھا کہ کسیکو
پہچانتا نہین گھبرا کر فرمایا کہ ارے آج کل نوشیروان کے ہمراہ خواجہ بزرجمہر ہمارے لشکر مین موجود
ہین کوئی جا کر جلد انھین لائے غرض خواجہ آئے امیر نے فرمایا کہ اسکے احوال سے تو یہ ثابت ہی کہ قریب تر مرجائے
مگر آپ نبض ملاحظہ کیجیے اور رمل کی روسے بھی خانہ حیات کی کیفیت بیان کیجیے خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا کہ
سوا اسکے کوئی علاج نہین جو مین عرض کرتا ہون یعنے اسکو شراب گرم کرکے پلائیے صاحبقران نے فرمایا کہ برائے
درمان مضائقہ نہین شراب لاؤ غرض دو صراحیان شراب کی لوگون نے لا کر حاضر کین امیر اپنے ہاتھ سے شراب
گرم کر کے سامنے عمرو کے لائے لوگون نے چیخکر کہا خواجہ تمھین صاحبقران شراب بطور دوا کے پلاتے ہین انھین
کھولو عمرو نے آنکھ کھولکر دیکھا کہا یا امیر مین ہرگز شراب نہ پیونگا کیونکہ میرا دکینعت زادہ قبر مین آرام کرے مین شراب
پیون صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ برائے علاج مضائقہ کیا ہی اسنے عرض کی یا امیر مین نے تو جب ہی عہد کیا تھا
کہ اول صاحبقران کو شراب پلاؤنگا بعدہ مین پیونگا لہذا ممکن نہین آپ تو شراب نہ پیین اور مین پی لون لوگون
نے عرض کی ہمارے نزدیک تو یہ آپ کا غلام قدیم ہی اگر شراب نہ پلائیے گا مرجائیگا اور آپ کے پینے مین بھی چندان
قباحت نہین کیونکہ اگر بنظر عشرت پیجیے تو البتہ مقام غور ہی کہ بادشاہ انتقال کرے اور لوگ مصروف عشرت ہون
مجبوراً امیر نے خود بھی شراب پی اور سب سردارون کو بھی پلائی عمرو کو چندان شراب گرم کے پینے سے تسکین معلوم
ہوئی پھر تو صاحبقران نے متواتر عمرو کو شراب پلائی پھر فرمایا کہ اگر یہ خبر مہرنگار تک پہونچی تو یقین ہی کہ ضرور
اپنی جان دیدیگی ای مقبل تم جا کر ملکہ کی خبر تو لاؤ کہ کس شغل مین ہے مقبل گئے ملکہ نے پوچھا امیر کہان اور کس رنگ مین ہین کہا خیمہ
عمرو مین تشریف رکھتے ہین کہ وہ بہت علیل ہی مہرنگار کو مقبل کی طرز گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ یہ شراب پیے ہی قریب بلا باشہ سے بولی
ملکہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون ای مقبل قباد مرجائے اور تم شراب پیو افسوس صد ہزار افسوس مقبل چپکا چلا آیا اور امیر سے بیان کیا
صاحبقران کو نہایت شرمندگی ہوئی کہ مقبل میرے ہی پاس سے گیا تھا ضرور ہی کہ میرے شراب پینے کا بھی اُسے یقین ہو گیا ہوگا اسی
خفت کے سبب سے اُس روز صاحبقران محل مین نہ تشریف لیگئے مہرنگار نے کہا ہمارے پرستار سب حاضر
و مہیا رہین اور سامان سفر درست ہو کل ہم ضرور جائینگے تربت فرزند پر سکونت اختیار کرینگے یہ سنکر صاحبقران
محل مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ای ملکہ خیر تو ہی مہرنگار نے کہا او عرب بے مروت یہی شرط الفت ہی کہ بیٹا مرجائے
باپ خوشی منائے شراب پیے فرمایا کہ بسبب غم کے تمھارا مزاج بالکل خراب ہو گیا ہی کیون ہر ایک پر تہمت لیتی ہو
بھلا ممکن ہی کہ قباد کے غم مین صحبت عیش برپا کرون مہرنگار نے کہا ہرگز مین یہان نہین رہونگی اب اپنے فرزند کی
قبر پر چند روز بسر کرونگی جب کچھ غم فرو ہو جائیگا چلی آؤنگی مجبور ہو کر امیر نے فرمایا کہ خیر جو تمھاری خوشی
ہو وہی ہماری رضا ہی تھوڑے غلام ہمراہ کر کے مقبل سے فرمایا کہ تم بھی ساتھ چلے جاؤ غرض ملکہ
مہرنگار مع مقبل و چند غلامان مسلح کے روانہ ہوئی کئی منزل راہ طی کی تھی کہ تردمین ملکہ کی خبر سنکر

اپنی فوج سمیت آگیا کہ امیر کی بی بی کو چھین لیجاؤن مقبل نے اس حال کا نامہ جانب امیر روانہ کیا اور خود مصروف کارزار ہوا زوبین میدان مین آیا مقبل کی طرف سے مظہر نجدی گیا اُسنے ایک ضرب گرز مین کام اُسکا تمام کیا بعد مظہر نجدی وغیرہ کے کئی آدمی اُسنے مارے اور زخمی کیے آخر مجبور ہوکر مقبل وفادار خود میدان مین آیا یہ بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مہر نگار نے جو خبر زخمی ہونے مقبل کی سُنی کہا حیف ہو کہ صاحبقران کی بی بی اور نوشیروان کی بیٹی ہوکر گرفتار ہو جاؤن یہ کہکر انگشتری الماس کی انگلی سے اُتار کر چابلی اور زوبین بھی خیمے کے پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ پردہ اُٹھا کر اندر خیمے کے جلائے کہ پشت پر سے امیر کا نعرہ ہوا اُسنے جو صداے صاحبقران سُنی پھر پڑا اور آکر مقابلہ کیا چونکہ عالم غیظ و غضب مین امیر آئے تھے جیسے ہی اُسنے گرز مارا صاحبقران نے خالی دیکر عقرب سلیمانی کا ایک وار جو کیا مع اسپ چار ٹکڑے اُس دیو پیکر کے ہوگئے عمرو نے حملے نفط سے تمام اُسکی فوج کو مثل ہیزم خشک کے پھونک دیا صاحبقران خیمے مین تشریف لائے تو شور گریہ خادمان بلند پایا بہت گھبرائے پاس ملکہ کے آئے تو دم واپسین تھا عمرو نے بھی سُنا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر حال پوچھا اُنھون نے دیکھکر کہا کہ زہر قاتل تن ملکہ مین تاثیر کر چکا ہو اب زندگی محال ہو اتنے مین ملکہ نے آنکھ کھولی اپنا سر زانوے صاحبقران پر پایا کہا الحمد للہ کہ کسی غیر کا ہاتھ ابھی تک میرے جسم مین نہین لگا اور کہا یا امیر جب کسی نازنین سرکلین سے اپنا عقد کرنا اور صحبت عیش برپا ہو تو میرے حال کو یاد کر کے فاتحہ خیر ضرور پڑھدینا اتنا کہا اور سانس اُکھڑ گئی پوین کانون کی بھون گئین منکا ڈھل گیا صاحبقران گریان ہوئے مہر نگار جان بحق تسلیم ہوگئی امیر نے فرمایا ؎ ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ در دہد ٭ یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد ٭ حیف ہو کہ طالع واژون اور زمانہ بوقلمون کے ہاتھ سے کوئی دم آسائش سے نہ گذرا خیر جو مرضی پروردگار ؏ پیش آئی ہو رہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہو ٭ ایک تابوت تیار کرا کر اُسمین لاش ملکہ کی رکھی اور مکہ کی طرف کے روانہ ہوئے پہلوے قباد مین قبر ملکہ مہر نگار کی بنوائی درمیان دونون قبرون کے ایک سائبان بنوا کر بدلق فقیری خود بیٹھے اور لندھور کو بلا کر فرمایا کہ اے خسرو بارہ ہزار سوار تیرے متعلق کرتا ہون جزیرے کی خبرگیری تیرے سپرد ہے اور بہرام کو بغداد وزیر باد ہندی چو ترہ مالک کو دیا پھر ملکشاہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ علم اژدہا پیکر و سنج کیومرثی و طبل سکندری مین تمھارے متعلق کرتا ہون اور روم کا انتظام بھی تم کرو پھر سعد بن قباد کو گلے لگایا اور آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ بابا بارگاہ سلیمانی مع بارہ ہزار جفت نقارۂ زرین اور نقار خانۂ سلیمانی تمھارے حوالہ ہو اور اصفہان و زابل کا نظم و نسق تمھارے سپرد ہو مصر مقبل کے حوالے کیا پھر عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ اگر تمھارا جی چاہے تو میرے پاس رہو ورنہ جہان جی چاہے چلے جاؤ عمرو نے عرض کیا یا امیر بیرا گذر کہان ہو سکتا ہو کیونکہ کوئی شہر و مقام ایسا نہین ہو کہ تیرے اور میرے ہاتھ سے تباہ و برباد نہین ہوا جہان جاؤنگا وہان کے در و دیوار میرے دشمن ہو جاینگے مگر واسطے چندے کے ضرور جاؤنگا خبر ہی بہر تھوڑا سا لاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا صاحبقران نے کرب کو مہر نوش کے پاس بھیجدیا اور آپ مقبرۂ ابراہیمؑ مین دونون قبرون کے مجاور بنکر بیٹھے کئی سو عالم مقرر کیے کہ وہ صحیفۂ ابراہیمی کی تلاوت قبرون پر کیا کرین

اب ایک کیفیت گذشتہ بیان ہوتی ہے

کہ جب صاحبقران نے ہفت گنج عدن اپنے قبضے مین کیے تھے تو فرامرز بن قارن عدنی کو عنایت کیے تھے اور فرامرز نو ترس جان مسلمان ہوا تھا اتفاقاً اُسنے تعریف ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان کی زبانی لوگون کے سُنی اور نادیدہ فریفتہ ہو گیا غرض کہ نوشیروان سے خواہش اپنی ظاہر کی اُسنے بصلاح بختک ہفت گنج عدنی طلب کیے وہ مردود گیا اور ہفت گنج حاجب عدنی کے ہمراہ جانب مداین نوشیروان کے پاس روانہ کیے یہ خبر

عمرو نے سنی فوراً آکر صاحبقران سے بیان کی کہ یا امیر ہفت گنج جو آپ نے فرامرز بن قارن کو عنایت فرمائے تھے وہ نوشیروان کے پاس آتے ہین بختک نے اپنی حکمت عملی سے منگوا لیے صاحبقران نے ایک نامہ عادی کے نام لکھا کہ تم جا کر چھین لو فوراً عادی نے دائل سے آکر حاجب عدنی کو مارا اور سب مال و خزائن لے لیے اور لا کر سامنے صاحبقران کے حوالہ عمرو کر کے چلا گیا قارن نے جب یہ سنا فوراً لشکر لیکر امیر کے قتل پر مستعد ہوا اور طرف وادی العروش کے روانہ ہوا یہان صاحبقران نے خبر آمد فرامرز کی سنی جازہ بک رو پر سوار ہو کر اسکے استقبال کو روانہ ہوئے جب سامنے اُس ملعون کے پہونچے وہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر دوڑا جب قریب امیر کے آیا صاحبقران نے گردن اُس لعین کی پکڑ کر مرکب سے اٹھا لیا اور یونہین لیے ہوئے وادی العروش مین چلے گئے اور فرمایا کہ ای سگ ناپاک مین نے تیرے باپ کو قتل کر کے اُسکا مرتبہ تجھے دیا جب تک مین لشکر مین رہا تو نے سر نہ اٹھایا جب مین نے فقیری اختیار کی تو تو نے سرکشی پر کمر باندھی ہی شرط کہ تن ناپاک سے سر کو اکھاڑ کر پھینک دون اُسنے کہا ای شہریار مین دختر نوشیروان پر عاشق ہوا اُسنے مجھسے خزانے طلب کیے مین نے بھیجدیے امیر نے فرمایا کہ خزانہ واسطے بادشاہون کے ہوتا ہی تو اُسکے سزاوار نہین وہ پھر از راہ مکر مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا وہ ناہنجار اپنے ملک مین گیا اور کمنگ عیار مکار کو بلوا کر اُسکے سامنے بہت گریہ وزاری کی اُسنے کہا ای شہریار کیفیت تو بیان فرمائے کہ کیا واقعہ آپ پر گذرا غرض اُسنے تمام حقیقت بیان کی کمنگ نے کہا ای بادشاہ والا پایگاہ مین جاتا ہون اور ابھی صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر وہ سگ مردار خوار وادی العروش مین آیا اور بہ شکل اُمیہ ساربان خدمت امیر مین حاضر ہوا طبق خرمون کا سامنے رکھدیا کہ خواجہ عبد المطلب نے بھیجا ہی اسے نوش فرمائے صاحبقران تو اُمیہ کو پہچانتے تھے بے تکلف تین چار خرمے نوش فرمائے حلق سے اُترتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہو گئے چونکہ اُسوقت اتفاق سے بالکل تخلیہ تھا کمنگ امیر کو گلیم عیاری مین باندھ کر مکہ کی راہ لی اور سامنے فرامرز بن قارن کے پہونچکر پشتارہ امیر کا رکھدیا اُسنے صاحبقران کو مسلسل و مطوق کر کے چار سو چوب دست لگائین پھر چرم گوسفند مین لپیٹ کر ایک تخت پر لٹایا اور اُس تخت کو زنجیرون مین کسکر عقابین پر کھینچ دیا کہ شب بھر شبنم انیس رہتی تھی دن کو دھوپ ہمنشین ہوتی تھی اور کئی آدمی اس کام پر مامور کیے کہ روز صاحبقران کو عقابین پر سے اُتار کر چوبکاری کیا کرین یہان خواجہ عبد المطلب کو خبر ہوئی کہ امیر مقبرۂ ابراہیمی سے غائب ہو گئے اُنھون نے نامہ بجانب عمرو اس مضمون کا روانہ کیا کہ امیر کو بہت جلد تلاش کر وا ایسا تو نہین کہ فرط الم سے کہین جا کر اپنی جان دیدین اُمیہ ساربان نامہ لیکر جانب مصر روانہ ہوا کئی روز کے بعد پہونچا تو دیکھا کہ خواجہ صاحب جوہری کی دکان کرکے بیٹھے ہین جیسے ہی یہ نامہ پہونچا فوراً خیال مین گذرا کہ فرامرز نے تو نہین چرا منگایا اُسی وقت دکان چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ دکان مین نے حمزہ کے نام پر لٹا دی جسکا جی چاہے لوٹ لے اور خود اُدھر ہی سے جانب آب مکہ روانہ ہوا وہان آکر حال معلوم ہوا تو ایک پجاری کی صورت بنکر بارگاہ فرامرز بن قارن مین آیا لوگون نے پانون چومے ہاتھون کو بوسہ دیا فرامرز نے پوچھا آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا مین لات و منات کا فرستادہ ہون اُنھون نے تمھین پیام دیا ہی کہ صاحبقران جو مشہور ہی میرا بندہ خاص ہی اُسکو مینے اپنے کارہاے اہم و دشوار کے واسطے پیدا کیا تھا تم نے اُسے عقابین پر کھینچ دیا ہم تم سے بہت ناخوش ہوئے خیر اگر تمھاری کچھ خطا اُسنے کی ہو تو اُسکے عوض چندے قید رکھو مگر تکلیف اسقدر اُسے نہ دو غذائین لطیف کھلاؤ اُسنے کہا کہ مین اُسے روز مار کھلواتا ہون دن کی دھوپ اور رات کی اوس ہین عقابین پر کھنچا رہتا ہی عمرو نے کہا یہی امر تو لات

اعلیٰ و منات معلے کے خلاف گذرا ہی کہ مین نے تو اُسے اسواسطے پیدا کیا تھا کہ مین اُس سے اپنے بندگان نا فرمان
کو سزا دلواؤن اور تو نے یہ حالت کی ہان اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے دیوان قاف کو اُسکے ہاتھ سے زیر کرایا ہو
اب وہ لوگ اُسکے مطیع ہین ایسا نہو کہ اگر اُسے رہا کر لیجایئن اور تجھے بھی آزار پہونچایئن چونکہ تجھے بھی مین بہ سبب
ثابت قدمی کے دوست رکھتا ہون کیونکہ حمزہ سے امتحاناً کئی بار تجھے زیر کرایا اور طرف دین اسلام کے رغبت دلوائی
کہ وہ دین فرضی ہو مگر تو نے بخوف جان اُسوقت قبول کیا مگر دل سے اپنے دین پر قائم رہا اگر یہ امر نہوتا تو ابھی مین تجھے غارت
کر دیتا یہی لات کا بھی قول ہو اور منات کا بھی پس تجھے چاہیے کہ ایک سائبان اسکے سر پر تیار کرا دے کہ دیو نہ دیکھین
اور کھانے عمدہ اُسکے واسطے بھیجا کر یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا چلتے چلتے یہ کہدیا کہ اُسے بہت جلد سزا دے کر ہلاک کرنا اور نہ دو کوب
سے اب نہ پیش آنا ورنہ لات اعلیٰ و منات معلی رہا کر دینگے اور تم پر بھی غضب نازل کرینگے یہ کہکر بشکل فراش خیمۂ کہنک مین
آیا اتفاقاً اُسوقت کہنک مع دو سو عیارون کے بالا دوی کو گیا تھا اور چار سو عیار واسطے محافظت صاحبقران
کے مقرر کر گیا تھا عمرو نے کسی تقریب سے اُن سب کو نقل کھلا کر بیہوش کیا اور خنجر کھینچکر سبکے سر کاٹ ڈالے پھر اغذیہ
لطیف و شربت لیکر عقابین پر امیر کے پاس آیا اور دے کر خلاصی کی فکر مین سوچنے لگا اتنے مین کہنک دو سو عیارون
سمیت آیا چار سو عیار جو یہان موجود تھے سبکو کشتہ پایا بہت گھبرایا چارون طرف دیکھنے لگا کہ عمرو کو ایک چوب سے
چمٹا ہوا دیکھا عیارون سے کہا کہ اسے گرفتار کرو وہ سب دوڑے یہ دوندۂ بید رنگ جست کر کے بھاگا کہنک
نے فرامرز کو یہ خبر دی کہ عمرو نے تمارعدنی کو مع چار سو عیارون کے قتل کیا اُسنے بختک کو طلب کیا اور کہا کہ
دربارۂ حمزہ جو کچھ آپ کی راے مین آئے وہ کیا جائے اُسنے کہا حفاظت حمزہ کی بہت ہوشیاری کے ساتھ
کیجائے اُسنے جاہل عدنی کو پانچ ہزار آدمیون سے حفاظت حمزہ کے لیے مقرر کیا عمرو صراحیان شراب کی لیکر جاہل کے
پاس پہونچا اور نعرہ کیا کہ منم مدہوش شراب فروش فرامرز نے تیرے واسطے یہ شراب بھیجی ہو اور کہا ہو کہ کسی دوسرے
کے ہاتھ سے کوئی شے لیکر ہرگز اپنے صرف مین نہ لانا اُسنے وہ شراب لیکر آپ پی اور اپنے ہمراہیون کو پلائی سب بیہوش
ہوئے عمرو نے اُن سب کے بھی سر کاٹ ڈالے اور پھر اغذیہ لیکر عقابین پر امیر کے پاس پہونچا اتنے مین بختک
واسطے کسی ضرورت کے اُدھر سے نکلا عمرو کو عقابین پر دیکھ کہنک کو خبر دی وہ دوڑا اور چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے
یہ پھر جست کر کے بھاگا اور مکۂ معظمہ مین خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا وہ امیر کے غم مین روتے روتے کور ہوگئے
تھے وہان سے کوفے مین خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اُنھین بھی روتا پایا پوچھا ای خواجہ بزرجمہر آپ امیر کے بارہ مین
از روے رمل ملاحظہ فرمائین کہ رہائی اُنکی اب ہو یا نہین اُنھون نے قرعہ پھینک کر بیان کیا کہ ای عمرو چار مہینے
اور دس روز امیر اس بند سے خلاص نہین ہوسکتے عمرو نے کہا آیا بعد اس میعاد کے رہائی امیر کی کسکے ہاتھ سے
ہوگی بزرجمہر نے جواب دیا کہ ای عمرو جتنے دوست صاحبقران کے ہین اُن مین سے ایک بھی نہوگا تو امیر خلاص
نہونگے یہ سُنکر عمرو پھر خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا اور سارا حال کہہ سُنایا اُنھون نے پانچ سو پچاس نامے
ایک مضمون کے تحریر کیے یعنے ای بہادر و ای مجاہد و ای حمزہ کے دوستو بہت جلد اپنے تئین حمزہ کے پاس پہونچاؤ
کنارۂ آب نکہ فرامرز بن قارن نے حمزہ کو عقابین پر کھینچا ہی اور ہفت گنج طلب کرتا ہو آنا ہی لکھکر سب نامے عمرو کو
دیے اُسنے پہلے نامہ عادی کو پہونچایا کہ وہ تنگ رو حل مین تھا غرض اسی طرح سب نامے اُسنے شام تک دوستداران
حمزہ کو پہونچائے دو گھڑی رات گذری تھی کہ مکے مین پاس خواجہ عبد المطلب کے پہونچا خواجہ نے کیفیت پوچھی
عمرو نے کہا کہ سب نامے مین نے پہونچا دیے مگر تلوے عمرو کے فگار ہوگئے تھے خواجہ عبد المطلب نے

ایک ذرا سی خاک جو اُنکے پاس رکھی ہوئی تھی اُسکے تلووں مین لگادی فوراً جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے شب کو حضرت
ابراہیم خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ای عمرو عبد المطلب کو بادشاہ لشکر بناکر لیجا صبح کو عمرو نے عالم رویا
مین جو واقعہ دیکھا تھا بیان کیا **خواجہ عبد المطلب** راضی ہوئے اور فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر مع عمرو روانہ ہوئے
جب کنارۂ آب ملکہ پہونچے خیمہ زن ہوئے رات کو عمرو زیر پاے عقابین پہونچا دیکھا کہ چار ہزار سوار جرار واسطے حفاظت
کے مسلح مین عمرو نے ہوا کے رخ ٹھہر کر بیہوشی اُڑانا شروع کی یہان تک کہ سب بیہوش ہوئے دیکھا کہ مہتر قران حبشی
بھی عقابین پر جانے کا عازم ہی عمرو نے پہچانا اور کہا ای قران جلد چل **صاحبقران** سے ملاقات کرلے نہین تو فوج
آتی ہی ہوگی غرض یہ دونون عقابین پر چڑھ گئے امیر نے دیکھکر فرمایا او بیمروت اب بھی آیا تو بڑا کام کیا عمرو نے عرض کی یا امیر
جانم قربان برناخن پایت بادہفت اقلیم کی خبر لیکر آیا ہون اور آپ کیے عمرو نے یہان تک کہا تھا کہ کہنگ عیار مع کئی
ہزار سوار کے واسطے خبر گیری کے آیا محافظون کو کشتہ پایا بہت گھبرایا عمرو و قران اسے دیکھتے ہی جست کرکرکے بھاگے
اُسنے تعاقب کیا یہ دونون لشکر مین داخل ہوگئے **کہنگ** کوئی صورت بدلکر لشکر مین داخل ہوا اور تمام کیفیت **خواجہ
عبد المطلب** کے آنے کی دریافت کرکے فرامرز کے پاس آیا اُسنے پوچھا خیر باشد اُسنے تمام حقیقت بیان کی اُسنے
بختک کو طلب کرکے کہا کہ ای خواجہ کیا رائے ہی **عبد المطلب** واسطے رہائی حمزہ کے لشکر کشی کرکے آئے ہین اُسنے
کہا تم بھی لڑو وہ ملعون بھی اُسیوقت مع اپنی فوج کے چل کھڑا ہوا اور برابر اُردوے **خواجہ عبد المطلب** کے خیمہ زن ہوا
عمرو نے یہ خبر **خواجہ عبد المطلب** کو دی وہ بزرگ بہت گھبرائے کہ خواجہ اب کیا کرون عمرو نے کہا آپ گھبرائیں نہین
صبح کو دیکھا جائیگا کہ اتنے مین صداے طبل جنگ **فرامرز** کے لشکر سے بلند ہوئی یہان بھی بادشاہ عیاران عمرو نے
طبل رزمی بجایا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے **کرات عدنی** میدان مین آیا ادھر سے **حارث عرب**
اُسکے مقابلے کو گیا ایک ضرب شمشیر مین **کرات** نے اُسے راہی خلد برین کیا **خواجہ عبد المطلب** نے فرمایا کہ ای عمرو مفت
خون حارث مین مبتلا ہوا بس اب لڑائی موقوف کرو عمرو نے ہنس کر کہا آپ ایسی فکر نہ فرمائین خون شہیدان
کا مواخذہ میرے سر ہی بعد اسکے عاص میدان مین آیا اُسے بھی **کرات** نے تہ تیغ کیا اسی طرح آٹھ عرب اُس مردود کے
ہاتھ سے شہید ہوئے اب **خواجہ عبد المطلب** نہایت پریشان استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھ رہے
ہین کہ میدان کیطرف سے گرد نمایان ہوئی اور بارہ ہزار فوج سے **عادی** آکر موجود ہوا عمرو نے کہا ای پہلوان وہ سامنے عقابین
پر امیر ہی اُسنے سلام کیا پھر آکر **خواجہ عبد المطلب** کی قدمبوسی حاصل کرکے فوراً میدان مین آیا سامنا ہوتے ہی ایک
ضرب شمشیر مین **کرات** کو مع اسپ چار پارے کالے کیے بعد اسکے **ہاروت عدنی و قیس عدنی** آئے وہ بھی جہنم واصل
ہوئے تا غروب آفتاب ستّاون عدنی اسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
بختک نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو **الماس** تیرانداز فرامرز کی طرف سے مقابلہ مین پہلوان **عادی** کے آیا
دو تیر اُسنے لگائے ایک سے زانوے راست دوسرے سے بایان شانہ **عادی** کا مجروح ہوا عمرو و **عادی** کو میدان سے لیگیا
اور تین عرب بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اتنے مین پھر گرد اُٹھی اور **مقبل وفادار** بارہ ہزار سوار لیکر پہونچا چلے عقابین پر امیر کو
دیکھکر گریان ہوا پھر **خواجہ عبد المطلب** سے ملکر میدان مین آیا **الماس** نے نو تیر متواتر مارے **مقبل** نے سب روکے اور ایک
تیر جھنجھلا کر خود بھی مارا کہ سینۂ **الماس** کا توڑ کر نکل گیا جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو **بختک** نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون
لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے **فرامرز** نے پوچھا ای **بختک** یہی خداپرست ہین اُسنے کہا یہ تو دو کروڑ حصون کا ایک حصہ ہی
اسکا عشر عشیر بھی ابھی لشکر نہین آیا ہی اور یہ سب جو لڑ رہے ہین کوئی افسر اور بہادر نامی نہین ہی لشکر حمزہ مور و ملخ کی فوج

سے بھی زیادہ ہو ایک ایک بہادر اژدہدو کش ہی مصلحت یہ ہی کہ نرغہ کرکے ان سبکو مار لو ورنہ دو ہی ایک روز مین سب پہونچا
چاہتے ہین فرامرز نے اسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو خود فرامرز میدان مین آیا ادھر سے علوی مقابلے کو گیا اُسکے
ہاتھ سے زخمی ہوا مقبل گیا وہ بھی مجروح ہوا اتنے مین پھر صحرا کی طرف سے گرد اٹھی خسرو نیستانی بارہ ہزار سوار
سمیت آکر پہونچا بختک نے کہا یہ خسرو نیستانی ہے اسے راہ مین روک لے مردانہ وار ٹوک لے جیسے ہی یہ آواز
فرامرز کے گوش زد ہوئی سر راہ خسرو آکر کھڑا ہوا اور وہین سے للکار کر حربہ کیا خسرو نے ایک ضرب تیغ اسکی ہوکی
فورًا اُسنے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر خسرو کا مجروح ہوا عمرو نے پہونچکر اُسے سنبھالا اور اپنے لشکر مین لایا ابھی یہ باطمینان
بیٹھنے نہ پایا تھا کہ پھر گرد اٹھی اور سعد بن آغوش بارہ ہزار سوار سے آپہونچا یہ بھی راہ مین تھا کہ مقبل خشت انداز
بارہ ہزار سوار سمیت آپہونچا اتنے مین رات ہوگئی عمرو نے طبل بازگشت بجوایا اور ان تینون بہادرون کو خواجہ عبد المطلب
کے پاس لایا اتنے مین آواز طبل جنگ کی لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا صبح کو فرامرز پھر
میدان مین آیا یہان سے فضل کرستانی مقابل ہوکر زخمی ہوا مقبل خشت انداز آیا وہ بھی مجروح ہوا فرامرز نے کہا تم
سب نے جنگ مردانہ بہادرون کی دیکھی اب اگر جان عزیز رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو ورنہ سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے
اہل اسلام نے جواب سخت دیا فرامرز حرامزادہ لشکر اسلام مین تلوار پکڑکر در آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ اتنے مین پھر گرد
اٹھی اور منظر شاہ یمنی و سعد منظر و طوق حران گرد و سلطان بخت مغربی و بختیار شاہ کردی و دیگر بہادران مغرب
ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچے یہان طبل بازگشت بجا دونون لشکر فرودگاہون مین آئے پھر صبح کو فرامرز میدان مین
آیا بہت سے بہادران مغرب اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے فرامرز نے آواز دی کہ قسم ہے اپنے خدا کی کہ آج تم سبکو قتل
کرونگا یہ کہکر تیغ بکف چلا لشکر اسلام بہت ہراسان ہوا قریب تھا کہ رو بفرار لائے کہ اتنے مین گرد اٹھی اور ساٹھ ہزار
سوار نمایان ہوئے عمرو نے نعرہ کیا کہ ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید دیکھو وہ سامنے سے فوج تمہاری مدد کو
آتی ہی لشکر اسلام نے جان تازہ پائی عمرو واسطے خبر کے دوڑ کہ دیکھون یہ کون بہادر ہے جاکر جو دیکھا تو قباد بن رستم ہے عمرو
کو دیکھتے ہی سب تلوارین لیکر عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے بھی خنجر کھینچکر حملہ کیا چونکہ اسکے خنجر کی شہرت ہے سب بھاگے
عمرو رونے لگا اور دعا کی کہ بار خدایا کیا انجام ہونا ہے ابھی دعا اسکی ختم نہوئی تھی کہ پھر گرد غلیظ صحرا کیطرف سے اٹھی جب دامن
گرد کا شق ہوا لشکر عظیم نمودار ہوا عمرو نے جانا کہ یہ بھی کافر ہین اور خنجر کھینچکر سر راہ جا بیٹھا جب وہ لشکر قریب پہونچا تو عمرو نے
دیکھا شہنشاہ عراقی و کشتوات عراقی و خسرو انصاری و مرد افگن کاشانی و کنگر شاہ کرمانی و قہر شاہ درخشانی و شاہ
عراقی آتے ہین شاہ عراقی نے عمرو کو جو بدول و مضمحل دیکھا پوچھا ای خواجہ کیا تمہاری حالت ہے اُسنے عقابین کی طرف اشارہ
کرکے کہا کہ دیکھو وہ امیر تشریف رکھتے ہین شاہ عراقی نے جو عقابین پر امیر کو دیکھا فورًا پیادہ ہوا اور تمام لشکر پیادہ ہوا شاہ عراقی
نے کہا کہ تمام لشکر اپنے حال پر رہے مین رہائی امیر کی فکر مین جاتا ہون عمرو نے یہ کیفیت جاکر خواجہ عبد المطلب سے بیان کی
وہ بہت خوش ہوئے اتنے مین رات ہوگئی عراقیون نے آکر خواجہ عبد المطلب کی قدمبوسی حاصل کی کہ آواز
طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو فرامرز بن قارن میدان مین آیا ادھر سے کئی
بادشاہ خراسان و کاشان مع پچیس ہزار بہادرون کے جا جا کر زخمی ہوئے کہ شب ہوئی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر پھر گئے عمرو بمشکل تمام گلگون عدلی کو مع چار ہزار آدمیون کے قتل کرکے بالاے عقابین پہونچا قران کو امیر کے
پاس دیکھا جو کچھ طعام و شراب اپنے ساتھ لیگیا تھا سامنے صاحبقران کے رکھدیا اور چاہتا تھا کہ کچھ باتین کرے اتنے
مین پھر کنگ کو خبر ہوئی وہ آپہونچا قران و عمرو کود کود کر بھاگے صبح کو فرامرز نے سنا حکم دیا کہ حمزہ کو ہمارے سامنے لاکر

حاضر کردو گ جاکر صاحبقران کو لے آئے آتے ہی امیر نے فرمایا سلام بران باد کہ خدا را بوحدانیت شناسد فرامرز نے کہا کہ
چوب عقابین چھوٹی کردو کہ حمزہ تماشاے میدانداری ملاحظہ کرے پھر فرامرز نے چاہا کہ صاحبقران کو قتل کرے بختک
مانع ہوا اور کہا ابھی امیر کا قتل کرنا روا نہین جبتک لشکر امیر پر فتحمندی نہ حاصل ہو جائے اُسنے پھر عقابین پر بھیجدیا صبح
کو طبل جنگ آزما لشکر اسلام سے میدان مین آیا فرامرز نے جا کر زخمی کیا مندیل عراقی میدان مین آیا وہ بھی زخمی
ہوا غرض بہت سے عراقی مجروح ہوئے کہ اتنے مین گرد پیدا ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین مع فوج گران کے آیا خواجہ
عبد المطلب سے ملا اب جو میدان کی طرف نظر کی تو دیکھا ایک دیو مہیب آسمان کی جانب سے آکر میدان مین
اُترا اور کہا کہ منم خفیف بن خفیف بن عفیف مین اہل اسلام کے حق مین ملک الموت ہون اتنا جو سُنا مسلمان بہت
گھبرائے کہ بلاے ہوا ایک تخت نمودار ہوا وہ بھی آکر میدان مین اُترا اسپر قریشیہ سوار تھی چار دیو تخت کو کاندھے
پر لیے تھے آتے ہی قریشیہ نے ایک تلوار کمر خفیف پر ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا تبر جو اسکے ہاتھ سے گرا پیشانی قریشیہ
کی مجروح ہوئی دیو تخت پر بٹھا کر لیگئے مرہم سلیمانی لگایا یہان پھر گرد پیدا ہوئی دیکھا کہ لشکر حبشیان بے حد و انتہا
لیکر عمران والو عمرو بن شداد حبشی آیا ہو مگر عمر کی ایک بیٹی میگونہ نہایت بہادر ہو کہ وہ بھی مسلح ہو کر مرکب پر سوار
آگے آگے آکر پہونچی اور داخل اُردوے فرامرز ہوئی جاتے ہی اُس سے کہا کہ ای فرامرز حمزہ کو بلاؤ اُسنے بلوایا جب
سامنے صاحبقران آئے اُسنے کہا کہ ای حمزہ دو صورتین تیری خلاصی کی ہین ایک تو یہ کہ میرے خدا کو سجدہ کر دوسرے یہ کہ
میرے تئین اپنے عقد مین لا امیر نے اُسپر لعنت کی اُسنے حکم قتل دیا مگر بختک نے ہیبت دلا کر قتل سے باز رکھا اور پھر عقابین
پر بھیجدیا اتنے مین پھر گرد اُٹھی اور سلمان شاہ فارسی اور مرزبان خراسانی و سپہ سالار چین با فوج گران آکر پہونچے
پہلے عقابین کی طرف دیکھکر گریان ہوئے پھر داخل اُردوے اسلام ہوکر خواجہ عبد المطلب سے ملے شب کو
دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو میگونہ میدان مین آکر مبارز طلب ہوئی ادھر سے گلگون لاری مقابلے
کو گیا میگونہ نے کہا ای شخص لا ضرب اُسنے جواب دیا کہ ہمارے دین مین یہ آئین نہین کہ حریف پر پیشدستی
کرین میگونہ نے کہا کہ حسرت دل کی تیرے دل ہی مین رہجائیگی بہتر یہ ہو کہ ایک ہی حربہ کرے گلگون نے جوابدیا
ای میگونہ کیا بکتی ہو لا کیا ضرب رکھتی ہو اُسنے ساطور مارا گلگون نے سپر سر کی پناہ کی مگر ساطور نے سپر کو کاٹا اور چار
انگل کا زخم سر پر بھی آیا عیاران اسلام اُسے آکر میدان سے لیگئے میگونہ نے پھر مبارز طلب کیا فنگول عراقی آیا وہ بھی
بعد گفتگو کے زخمی ہوا غرض چالیس پہلوان اُس روز میگونہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین پھر گئے فرامرز نے بہت تعریف کی میگونہ نے کہا ای فرامرز تو نہ گھبرا مین تیرے ساتھ شادی
کرونگی بختک نے کہا ایک شرط ہو کہ اگر تو یہ عہد کرے کہ مین خدا پرستون کو زندہ نہ چھوڑونگی تو تو وصل فرامرز سے
کامیاب ہوگی ورنہ ممکن نہین عمرو صحبت فرامرز مین بہ شکل پیادہ موجود تھا کہ ایک جازہ سوار آکر حاضر ہوا اور نامہ
فرامرز کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھا اور ہنسا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس دیکھو ہم بھی کیا خوش قسمت
و اقبالمند ہین کہ بادشاہ ہفت کشور نے ارمغان انواع و اقسام مع زر و جواہر روانہ کیے یہ جو عمرو نے سُنا دلین
کہا ای خواجہ یہ تمھارے ہی واسطے ہو اور بارگاہ سے نکل کر مع اپنے عیارون کے متعاقب جازہ سوار کے پہونچا سبکو
بصورت مبدل جاکر سب محافظان تحائف کو بیہوش کیا دیکھا کہ یہ صد ہا صندوق پُر از مال و جواہر و اشیاے نادر کے
ہین سب کو خالی کرکے کسی مین کنکر پتھر کسی مین ہڈیان جو لوگ بیہوش تھے اُن سبکو اُلٹا کر دیا اور چاہا سبکو دریا مین
ڈبو دے اور مثل اسکے عجائبات اُن صندوقون مین بھر کر اپنا راستہ لیا دوسرے خیمون مین جو لوگ تھے صبحکو اُٹھکر خیمہ و مال

مین آئے وہان کسی کو نہ پایا سمجھے کہ خوف لشکر اسلام سے گریز کر گئے خیر جانے دو کیا فکر ہے اور سب صندوقون کو بار کر کے
جو سردار ساتھ آئے تھے فرامرز کے پاس آئے اور سامنے رکھدیے اُسنے اپنے سردارون سے کہا کہ ایک ایک صندوق
ان مین سے پسند کر لو نجنگ نے صندوق آہن پسند کیا میگونہ نے صندوق چوبی کہ اسپر چرم سیاہ منڈھا ہوا
تھا لے لیا اسی طرح ایک ایک سب نے لے لیا پہلے سب سے فرامرز نے اپنا صندوق کھولا اسمین جل شتر و شانہ
گوسفند وغیرہ تھے میگونہ نے جو اپنا صندوق وا کیا اسمین سے قضیبہائے سطبر و دراز نکلے وہ تو شرما کے پیچھے ہٹی اسی صورت
سے سبکے صندوقون مین اشیاے مکروہ و مضحک نکلے ایک صندوق مین رقعہ لکھا رکھا تھا مضمون یہ تھا کہ ای زن جلب
ہم عمرو بن اُمیہ نامدار یہ سمجھے کہ جسوقت قصد کرونگا سبکے سر کاٹ کے پھینک دونگا مگر بخوف امیر کے ایسا نہین
کرتا ہون کہ وہ جب تشریف لائینگے تو اُنکے خلاف گذریگا بس اتنا سننا تھا کہ فرامرز نے مثل مار دم بریدہ کے
پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ اگر قارن کا نطفہ ہون تو خدا پرستون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اے ہان بجے
طبل جنگ غرض طرفین سے طبل رزم نوازش مین آیا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عجز
نے لشکر کفار سے نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی خیرہ سر کہ میرے مقابلے کو آئے یہان عمرو نے آواز دی ای بہادر یہ ہنگام جنگ کا ہے
یہی موقع نام و ننگ کا ہے صاحبقران اسوقت بے بس و بیکس ہین جسوقت خداوند عالم اُنھین مع الخیر لائیگا اور سنینگے کہ فلان
ہمارے دوست نے ہماری یاد مین اپنی جان نثار کی کیسا خوش ہونگے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو میدان مین جائے شہید ہو اور اگر شہید
بھی ہو جائے تو عند اللہ ماجور ہوگا دنیا ایک کارگاہ بے ثبات ہے اسمین کوئی نہ رہا ہے نہ رہیگا دیکھو اور خوب غور کرو کہ بادشاہ
اسلام شہریار ذوی الاقتدار قباد بن حمزہ نامدار کیسا بہادر اور دلاور تھا مگر کس بیکسی کے عالم مین قتل ہوا دنیا مین رہکر
وہ کام کرنا چاہیے کہ جس سے بعد مرگ نام نیک رہے یہ آواز نقابت ساز جو بہادرون کے گوش حق نیوش مین پہونچی خون
شجاعت جوش مین آیا شہید بن مشہد عربی خواجہ عبد المطلب سے اجازت لیکر عجز کے مقابلے مین آیا اور کہا او کافر خوار تو
خدا کو بوحدانیت کیون نہین پہچانتا اُسنے جواب دیا کہ ؎ زبان درکش و تیغ کش از غلاف ؛ کہ جاے سخن نیست دشت مصاف
شہید نے کہا او سگ ناپاک مین نے لاکھ چاہا کہ تجھے سگ اصحاب کہف کے مرتبے کو پہونچاؤن مگر تو نے نہ مانا خیر ؎
بیار انچہ داری ز مردی نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران ؛ عجز نے جواب دیا کہ او طفل نا آزمودہ کار ایک ضرب تیغ یا گرز
تو لگا کہ حسرت نہ رہجائے پھر تو مین تجھے قتل کر ہی ڈالونگا شہید بولا کہ ہمارے دین و آئین سے پیشدستی بعید ہے لا تو
اپنا حربہ اگر زندہ رہا تو میری ضرب بھی چکھنا عجز نے کہا اچھا تو خبردار یہ کہکر تلوار ماری شہید نے پشت شمشیر پر روکی
اور نعرہ کیا ؎ تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی اندل فراموش کن ؛ اور وہی تلوار کہ جس سے وار آنکا روکا
تھا کھینچ کر سر پر ماری اُسنے سر چرایا مرکب بے سر ہوا عجز زمین پر آیا اور چاہا کہ شہید دلاور کے گھوڑے کو ڈکرے شہید نے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا عجز شکم مرکب کے نیچے ہو کر دوسری طرف ہو نکلگیا شہید کا ہاتھ چھوٹا پڑ گیا اور جھونک مین قریب تھا کہ
رکابین پاؤن سے نکل جائین مگر سنبھلا اتنے عرصے مین عجز نے دست چپ کی طرف سے تلوار ماری کہ شہید دلاور شہید ہو گیا غلغلہ
تحسین لشکر کفار بہ آئین سے بلند ہوا بھائی شہید کا مقتول بن قاتل تاب نہ لا سکا اور بے اجازت میدان مین آکر عجز سے
مقابل ہوا اور کہا ای مالک جہنم تو نے میرے بھائی کو شہید کیا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون عجز نے کہا تو کیا ہے اور
تیرا بھائی کیا تھا ایک لحہ نہ گذریگا کہ تو بھی اپنے بھائی کے پاس پہنچ جائیگا لا کیا ضرب رکھتا ہے مقتول نے جواب دیا کہ کیا تو نے
میرے بھائی کی زبانی نہین سنا کہ ہمارے مذہب مین پیشدستی ناجائز ہے عجز نے ہوشیار ہوشیار کہکر گرز سر مقتول پر
مارا مقتول نے مرکب سے جست کی اور اسکی کلائی پکڑ کر لٹک گیا عجز نے سپر کی آڑ دی مقتول کے ہاتھ چھوٹ گئے

گرتے گرتے پھر جست کی اور اپنے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا جب تو عجزہ بھی گھبرایا اور تلوار ماری وہ پھر جست کر کے
گھوڑے سے کئی قدم دور جا کھڑا ہوا وہان سے ایک تیر عجزہ پر مارا کہ اگر سپر نہ روکے تو سینے کو توڑ کر پار گذر جائے
اور پھر اپنے گھوڑے پر آکر قائم ہوا عجزہ نے پھر تلوار ماری اُسنے بھی سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا اور جناؤ گل کا
زخم سر پر بھی آیا مقتول نے مجروح ہو کر گھوڑے کو اپنے پیچھے ہٹایا زخم سر کو باندھ کر پھر سامنے آیا اور ایک تلوار اُسکے سر پر
ماری اُسنے بھی سپر پر روکی مگر بہ سبب زخم سر کے ہاتھ اُسکا اوچھا پڑا تاہم سپر کو کاٹکر خود کو کاٹا ہلکا سا زخم سر پر بھی آیا جبتک
کہ یہ تلوار کو سنبھال کر دوسرا وار کرے عجزہ نے قریب پہونچکر خنجر مارا کہ مقتول بھی مقتول ہوا پھر اُسنے نعرہ کیا کہ اور کسی
کی اگر قضا آئی ہو تو میرے سامنے آئے مجروح بن حارج لشکر اسلام سے نکلا اور مقابل عجزہ نے اس سے کچھ کلام نہ
کیا اور تیر مارا مجروح نے سپر پر روکا اور خود بھی تیر مارا اُسنے گھوڑے کو کاوے پر لگایا تیر خالی گیا آخر دونون ملکر لڑنے
لگے خوب تلوار چلی کئی ساعت کے بعد مجروح بھی مجروح ہوا عیاران اسلام میدان سے لیگئے کہ شام ہوگئی اہل اسلام
نوازش مین آیا دونون لشکر پھر کر اپنی آرامگاہ مین گئے رات کو پھر طبل بجا صبح کو عجزہ میدان مین آیا اور کہا کہ ای
خدا پرستو اگر اب تم مین جرأت میری ہمسری کی نہین ہے بیش بیس آدمی آکر مجھسے مقابل ہون کسی نے جواب نہ
دیا عمرو یہ کیفیت دیکھکر دست بدعا ہوا کہ ای کس بیکسان وای چارہ ساز درماندگان ارحم ابھی دعا ختم نہوئی تھی
کہ بیابان سے گرد بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا تو دیکھا کہ اسفندیار خان ایک لاکھ چالیس ہزار سوارون
سے آتا ہے اُسکے عقب مین اور گرد نمایان ہوئی دیکھا چالیس ہزار جوان بلند و بالا سب کے آگے عمرو قند عاری و فیلا و
غوری و فرہاد غوری و استاد غوری و صداد غوری و رمش غوری و شترمش غوری اُنکے پیچھے ان سبکے فرزند
اُسکے بعد اور ایک گرد اُٹھی اُسمین سے بہرام شترخوار مع پچاس ہزار سوار کے ظاہر ہوا جب یہ لوگ لشکر مین پہونچ چکے پھر
گرد اُٹھی اور زر رفذال زابلی اور مرو بال کابلی اور رئیسان کابلی تیس ہزار فوج سے پہونچے بعد انکے بہمن مع اپنے
فرزندان صف شکن کے ساٹھ ہزار سوار سے آیا پھر گرد اُٹھی بادشاہ یونان با لشکر گران آکر پہونچا اسکے بعد پھر گرد اُٹھی گرد ہ
شیران بیشۂ شجاعت نمایان ہوا سپاہی جو آشفتہ شیران مست ؛ ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست ؛ پہلے چتر شاہی
دکھائی دیا پھر فوج دریا موج نظر آئی تخت روان پر سلطان سعد بارگاہ سلیمانی ہمراہ عمرو نے پہچانا اور دوڑا جا کر مجرا
کیا عقابین کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ سامنے صاحبقران ہین سعد بن قباد دیکھکر گریان ہوا پہلے زیر عقابین
پہونچکر جبہ سائی کی اور رویا کیا عمرو نے کہا ای شہریار اب لشکر مین چلیے خواجہ عبد المطلب کو بحکم حضرت
ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام بادشاہ کیا ہے سعد نے آکر خواجہ عبد المطلب کو سلام کیا اُنھون نے گلے سے لگایا
عمرو نے کہا ای شہزادے لشکر کفار مین ایک عورت بہت خوب و بہادر ہے صدہا اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے مارے گئے
چونکہ آمد مین ان لشکرون کی شام ہوگئی تھی عجزہ اپنی فرودگاہ مین گیا اور اُسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو
میگونہ دختر عجزہ میدان مین آئی اور مرد مبارز طلب کیا ادھر سے سلطان سعد مرکب کو چھیڑ کر میدان مین
اُسکے مقابلے کو گیا میگونہ نے کہا تو کون ہے اپنے نام سے آگاہ کر کہ بے نام و نشان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے
سعد نے کہا او زن بازاری تو میرا کیا کریگی کب تک لاف و گزاف کا دم بھریگی لا کیا حربہ رکھتی ہے اُسنے ساطور
بارہ سو من کا سر سعد پر مارا سعد نوجوان نے مرکب کو بڑھا کر جھلٹی دور سے ماری کہ ساطور اُسکے ہاتھ
سے نکل گیا جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے چھین کر پھینکدی اُسنے کہا ای نوجوان مین تیرے زور و قوت کی
کی معرف ہوتی ہون سرکشی سے باز آ میرے خدا کو سجدہ کر اسیر کو بھی رہا کر دونگی مگر تجھکو مجھے اپنے عقد

مین لاتا ہو گا سعد نے کہا کیون باتین بناتی ہو گوہ کھاتی ہو اُسنے جواب دیا کہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی سعد جھنجھلا کر
کہا کہ اگر کوئی حسرت باقی ہو تو نکال لے ورنہ قتل کرتا ہون اُسنے گھوڑے پر سے جست کی اور زمین پر آکر نعرہ کیا کہ یون تو نہ
مانیگا آ مجھسے کشتی لڑ کہ تجھے پکڑ لیجاؤن اور مثل حمزہ کے مبتلاے عقوبت کرون سلطان سعد بھی مرکب سے کود پڑے کشتی
ہونے لگی دو ہی تین بندون مین سعد نے اُسے سر سے بلند کر لیا اور کہا کیا کہتی ہی خداے وحدہ لاشریک لہ کے سجدہ
کرنے مین اُسنے کہا خاموش اب ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا جو تجھسے ہو سکے میرے حق مین اُٹھا نہ رکھ جو میرا خدا ہی وہی
مجھے بچا لیگا سلطان سعد نے چرخ دے کر زمین پر مارا کہ ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ ہو گئین عمرو نے جو یہ واقعہ دیکھا آنکھون
مین اُس تیرہ بخت کی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا فرامرز نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا ادھر سے بھی سب بہادر نعرے کر کے
مصروف جنگ ہوئے شام تک لڑائی رہی آخر سنجنک نے طبل آسائش بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین
گئے بعد نصف شب کے پھر طبل جنگ طرفین سے بجا صبح کو فرامرز خود میدان مین آیا ادھر سے سعد نوجوان اُسکے مقابلے کو
گیا بعد رد و بدل کے ایک تلوار فرامرز نے سعد کے سر پر ماری شہزادے نے سپر کو سر پر لیا تلوار مثل برق چمککر سپر کو
کاٹ کر سر پر آئی اور چار اُنگل کا زخم سر پر آیا فرامرز گھوڑے سے کودا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے چادر خون کی جو آنکھون
پر آئی سعد کو تیوراگیا قریب تھا کہ پانون دونون رکابون سے نکل جائین کہ پشت پر سے کمند مار کر عمرو میدان سے
لیگیا اور مصروف درمان ہوا فرامرز نے نعرہ کیا کہ اور کوئی بہادر ہی کہ میری تلوار کے مُنھ پر چڑھے عمرو نے گوشۂ چشم سے
سب سردارون کو دیکھا سلطان سعد کے زخمی ہونے سے سبکو بیدل پایا کوئی میدان کی طرف نظر دلیری نہین دیکھتا
عمرو بہت ہراسان ہوا اتنے مین فرامرز نے آواز دی کہ ای عمرو اب کسی کو کیون نہین بھیجتا جس پر تجھے بڑا اعتماد تھا وہ بھی
میرے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ سُنکر عمرو رونے لگا اور کہا حیف کا مقام ہی کوئی ایسا نہین جو اسکے مقابلے کو جائے سرداران
اسلام جو موجود ہین اول تو کوئی ایسا نہین جو مجروح نہو دوسرے کسیکی جرأت نہین پڑتی کہ بعد زخمی ہونے سعد کے
جا کر مقابلہ اس دیو کا کرے اور فی الحقیقت یہ ایک عفریت روئین تن ہی کہ کسی کے ہاتھ سے مارا جانا تو درکنار زخمی بھی نہین
ہوتا اور کیسے کیسے دلاوران لشکر شکن و بہادران شیر افگن اسکے ہاتھ سے مجروح ہوئے اور مارے گئے اتنے مین کچھ سوچکر
فرامرز اپنے لشکر کو پھر گیا اور طبل آسائش بجوا دیا شب کو پھر طبل رزم بجوا دیا صبح کو عمرو نے زیر عقابین جا کر دیکھا چار ہزار
آدمیون کو کشتہ پایا سمجھا کہ یہ قران کا کام ہی عقابین پر پہونچا قران کو صاحبقران کے پاس بیٹھا دیکھا عمرو نے سلام
کیا امیر نے جواب نہ دیا عمرو نے کہا ای عرب اگر جواب نہ دیگا تو اپنے خنجر مار لونگا صاحبقران نے اشارے سے
کہا کہ حلق بالکل خشک ہی کیونکر بات کرون عمرو یہ سُنکر رو دیا اور شراب و شربت و کباب مرغ سامنے رکھدیے صاحبقران
نے نوش فرمائے مگر یہ بھی ایک معجزہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا ہی کہ جو کچھ صاحبقران نوش کرتے تھے فضلہ وغیرہ
اُسکا رفع نہوتا تھا عمرو نے چاہا کہ بند امیر کے کاٹ دے صاحبقران نے منع کیا کہ ای عمرو کل خواب مین میرے
جد بزرگوار تشریف لائے تھے اُنھون نے فرمایا کہ ابھی تھوڑے عرصے تک تجھے اور اس عقوبت مین مبتلا رہنا ہی یہ باتین
تھین کہ کنگ عیار پہونچا عمرو و قران دونون جست کر کے بھاگے فرامرز کو اس حال کی خبر ہوئی سنجنک نے کہا
کہ ایک خندق گرد عقابین کے کھدوا دی جائے اور ایک آدمی عقابین پر سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھا رہے اور ہم کلام
رہے تو کوئی عیار وہان جانے کی جرأت نہ کریگا فرامرز کا چچازاد بھائی مہلال عدنی دربار مین موجود تھا اُسنے دلیری سے
عہد کیا کہ اگر یہ خدمت میرے سپرد ہو جائے تو مین مسلمان ہو جاؤن اتفاقاً فرامرز نے اُسی سے کہا کہ ای مہلال تم عقابین
پر جاؤ سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھے رہو ہم نے تمھین اس خدمت پر مامور کیا اور حکم دیا کہ دو ساعت کے عرصے مین خندق

تیار ہو جائے غرض خندق کا کم از کم اسی گز ہو غرض خندق بہت جلد تیار ہو گئی اور مہلال جا کر عقابین پر متمکن ہوا امیر کو
مجرا کیا اور کہا آپ خاطر مبارک جمع رکھیں مین بھی ایک ادنی غلام آپکا ہون اور مختلف طور سے اغذیۂ انواع واقسام کی
صاحبقران کے واسطے منگوانا شروع کیا چونکہ فضلہ دفع نہوتا تھا کسی پر ظاہر نہوا کہ صاحبقران کچھ کھاتے ہین یا نہین
اگر کبھی کسی نے پوچھا کہ اے مہلال حمزہ نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے بے آب و خورش جیتا ہے مہلال یہی کہتا تھا کہ حضرت
ابراہیم و حضرت خضر برگ درختان بہشت لاکر روز حمزہ کو کھلا جاتے ہین غرض طبل جنگ نوازش مین آ ہی چکا
تھا صبح کو فرامرز پھر میدان مین آیا اور پھر لاف وگزاف کا دم بھرنے لگا کہ اے اہل اسلام اب مین نے وہ حفاظت کی ہے
کہ حمزہ کے ہمزاد تک کسی کی رسائی نہوگی یہ سمجھ لو کہ آج کوئی تم مین سے زندہ نہ رہیگا میری تلوار آج تم سب کا خون
چاٹیگی ایک کا سر کاٹیگی عمرو زار زار رویا کہ اتنے مین بیابان کیطرف سے گرد غلیظ پیدا ہوئی عمرو خبر کیواسطے دوڑا
دیکھا کہ کئی لاکھ ساسانیون کو لیکر نوشیروان آیا ہے جیتے جی مر گیا جب وہ لشکر کفار مین داخل ہوا تو پھر گرد اٹھی اسکی عمرو
کی نظر کردہ شاہ ولایت یعنے کرب غازی پر پڑی کہ فوج ظفر موج لیے ہوئے مثل برق لامع کے چلا آتا ہے دیکھتے
ہی عمرو ایسا شاد ہوا کہ گویا دار پر سے کسی نے اُتار لیا جاتے ہی کرب سے ملا عقابین کو دیکھکر کرب خوب رویا پھر خواجہ
عبد المطلب کی ملازمت حاصل کی اتنے مین فرامرز کی صدا اسکے کان مین آئی کہ وہ لاف زنی کر رہا تھا کرب مثل شیر
غضبناک کے میدان مین آیا اور کہا اور روباہ شیرون کے سامنے لاف وگزاف مارتا ہے اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ اے طفل پستان
سپہ گری تیرے لشکر سے کیسے کیسے اژدر در اور دیو پیکر پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے یا زخمی ہوئے مگر مجھے اسوقت تک
کسی نے زخمی نہین کیا تو کیا سمجھکر مجھے روباہ کہتا ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے کرب نے کہا عورت پر پیش دستی ناروا ہے اے زن
جلب پہلے تو حربہ کر مجھے تیری بھولی بھولی صورت پر پیار آتا ہے فرامرز یہ سنکر بہت جھیپا کہ یہ لڑکا مجھے عورت بناتا ہے
جھنجھلا کر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی سپر کٹ گئی اور ایک اوچھا سا زخم ابروے راست پر لگا کرب نے ہاتھ سے خون
پاک کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا اُسکے سر پر مارا ہر چند اُسنے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار سپر و خود کو کاٹ کر چار انگل اُسکے سر مین
در آئی اُسوقت گیدی نے رخ گھوڑے کا اپنے لشکر کی طرف پھیر دیا کرب نے دوسرا ہاتھ مارا وہ رہوار کو مہمیز کر چکا تھا
اوچھا سا زخم بائین شانے سے کمر تک آیا اُسکی فوج نے جنگ مغلوبہ کر دی کرب کی فوج اور دیگر بادشاہان اسلام کے
لشکر بھی مصروف تیغ زنی ہوئے تا شام خونریزی رہی آخر طبل آسائش بجا عمرو کرب پر زر نثار کرتا اپنے لشکر مین لایا
اور کہا بیٹا شراب پیو کہ کسل راہ و انحلال ستیز برطرف ہو اُسنے جواب دیا کیونکر ہو سکتا ہے کہ امیر تمازت آفتاب مین
بسر کرین اور مین جام آفتاب زہر مار کرون بلکہ تا رہائی صاحبقران آب و طعام بھی مجھپر حرام ہے خواجہ عبد المطلب نے بہت
سمجھایا کہ بابا ہمارا وہ فرزند ہے ہم کھاتے پیتے ہین اگر ایسے احتراز کروگے تو لڑنے کی قوت بھی سلب ہو جائیگی جب تو مجبوری کر کے
دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے گلا گھونٹ گھونٹ کر اُتارے عمرو واسطے بالادوی کے کسی جانب نکل گیا اُس شب
طبل جنگ بھی نہین بجا مطمئن ہو کر دور نکل گیا کہ گذر اسکا شہر آردبیل مین ہوا دیکھا کہ ایک نوجوان ہے کہ ابھی سبزہ اچھی طرح
آغاز نہین اور خال سبز رنگ ہاشمی نمایان ہے ایک دیوانے سے کشتی لڑ رہا ہے کئی ساعت کے بعد نوجوان نے دیوانے کو اٹھا کر
سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا گردن اُسکی سینے مین آ گئی عمرو نے پوچھا اے شخص تو کون ہے اُسنے جواب دیا کہ رفیع گازر کا بیٹا
پہلوان نام میرا بدیع الزمان ہے یہ دیوانہ ایک ضعیف پہلوان سے لڑا اور اسکو زیر کیا مین نے اسکو یہ سزا دی عمرو نے پوچھا اب کیا ارادہ ہے اُسنے
جواب دیا کہ تبریز مین شہریار شاہ کے دو بیٹے ہین آذر برزین و آذر ملک ان دونون سے لڑونگا کہ وہ بھی بڑے زور آور مشہور ہین غرض عمرو تو
چلا گیا اور بدیع نے جا کر آذر برزین کو کئی مرتبہ زیر کیا شہریار نے بدیع الزمان کو بلایا اور بشفقت پیش آیا ایک روز جمازہ سوار آکر نامہ لایا شہریار نے

پڑھا شہریار نے کہا کہ مین بدیع الزمان کو بھیجونگا بدیع الزمان نے کہا کہ ایک شرط ہی اگر میرے نام نامہ آئے تو البتہ جاؤنگا انکو تو رہنے دیجیے

دو کلمے داستان ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے بیان کیے جاتے ہین ٭

پلا ساقیا آج جلدی شراب
مرا آتش غم سے دل ہی کباب

گریبان مراد کہو چاک چاک
پڑی ہی مرے سر کے باو پہ خاک

ابھی جاؤن لیکر مین فوج کثیر
سوے دشمنان شہ بے نظیر

بہت غم ہوا ساقی خوش نہاد
سنا جب سے ہی حال قتل قباد

عطا گر کرے تو مجھے مے کا جام
تو لون خون غصہ کا ابھی انتقام

راوی خوش مقال یہ داستان پر ملال اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے جاسوسی سے سُنا کہ بادشاہ لشکر اسلام نبیرۂ نوشیروان یعنے بادشاہ قباد کو گلیم گوش بد نہاد نے باغواے ہیکلان قتل کیا ہو اُسوقت اسقدر رنج و غم ہوا کہ دل صدمہ و رنج سے سینے مین بیتاب ہوا اور کثرت گریہ و بکا سے بجاے اشک آنکھون سے عیان خوناب ہوا تیغ ہلال سے مجروح جگر ہوا اور سارا جہان تیرہ و تاریک پیش نظر ہوا آنسو آنکھون سے روان ہوے آثار حزن و ملال چہرون سے عیان ہوے صدمہ و غم نے دلکو گھیر لیا خوشی و شادمانی نے منھ کو پھیر لیا خوشی و خرمی مبدل برنج و ملال ہوئی بیتابی و بیقراری بدرجۂ کمال ہوئی صف ماتم بچھوا کر قباد نوجوان کا خوب ماتم کیا لشکر مین بھی ہر صغیر و کبیر نے نالہ بلند کیا شور فریاد و فغان تا آسمان پہونچا بعد گریہ و زاری بسیار ہلال شاہ مغربی و فرامرز عاد مغربی نے باہم مشورہ کیا کہ اب ہیکلان بد نہاد پر لشکر کشی کرنا چاہیے کیونکہ اسی کے کہنے سے گلیم گوش نے بادشاہ لشکر اسلام قباد عالی مقام کو قتل کیا ہی غرض بعد کرنے مشورہ کے دونون نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ اسیوقت سب لشکری مسلح ہون سامان جنگ بیدرنگ کرین اور اس جگہ سے جانب مسکن ہیکلان ہمراہ ہمارے کوچ کرین چنانچہ بموجب حکم فی الفور جملہ لشکری جنکے چہرون سے آثار تہور و سفدری ہویدا و آشکار تھے مسلح و مکمل ہوے اٹالا خیمہ و خرگاہ کا لادا گیا فوج مین باجے جنگی بجنے لگے افسران فوج صفین آراستہ کرکے منتظر روانگی اپنے اپنے عہدے اور مرتبے کے موافق کھڑے ہوے رسالہ دار اپنے رسالون کے ہمراہ موافق قاعدہ گھوڑون پر سوار ہوکر مستعد ہوے جب تمام لشکر مسلح ہو چکا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بھی بارگاہ سے برآمد ہوے سردارون وغیرہ نے مودب ہوکر سرواسطے تسلیم اور مجرے کے جھکائے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز نے اشارۂ چشم و ابرو سے ہر ایک افسر فوج وغیرہ کا سلام لیا پھر سوار ہوے نقیبون نے صداے بسم اللہ اور نصر من اللہ و فتح قریب بلند کی لشکر ظفر اثر حکم پاکر مثل دریا رواں ہوا بعد قطع راہ منازل جب فوج دریا موج قریب مسکن ہیکلان پہونچکر ایک میدان وسیع مین فروکش ہوئی اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افروز ہوے اُسوقت ہیکلان بد نہاد کو یہ خبر پہونچی کہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی مع فوج کثیر آکر مقیم ہوے ہین اور ارادۂ جنگ رکھتے ہین ہیکلان یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا حواس خمسہ خوف سے بجا نرہے آخر الامر بعد فکر بسیار کچھ تجویز کرکے مسکرایا اور اپنے تابعین سے مخاطب ہوکر حکم کیا کہ اسیدم سب آراستہ سلاح سے ہون جب حکم جملہ مردان تیار ہوے ہیکلان سبکو ہمراہ لیکر بعد کرو فر براے استقبال ہلال شاہ مغربی و فرامرز عاد مغربی بصد عجلت روانہ ہوا جب قریب لشکر ظفر اثر پہونچا ہلال شاہ اور فرامرز کو خبر ہوئی کہ ہیکلان ہمارے استقبال کے واسطے آتا ہی جب ہیکلان متصل بارگاہ پہونچا مرکب سے اترا اور اجازت بارگاہ مین جانیکی حاصل کرکے اندر بارگاہ کے گیا اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کو مجرا کیا ہلال شاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا ہیکلان ایک کرسی زرنگار پر قریب فرامرز عاد مغربی بیٹھ گیا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے بعد تھوڑی دیر کے ہیکلان سے چین بجبین ہوکے پوچھا کہ اے ہیکلان افسوس ہزار افسوس تھین باعث

قتل بادشاہ لشکر اسلام یعنی قباد عالی مقام ہوے ہمنے یہی سُنا ہی کہ تمھین نے گلیم گوش کو اغوا کیا اور اُسنے بموجب تمھاری
راے کے قباد شہریار کو قتل کیا یہ حرکت تمنے نہایت نامعقول کی کچھ تمنے اپنے انجام کا خیال نہ کیا خیر اب تمسے انتقام قباد
نوجوان بخوبی لیا جائیگا اسوقت تو تم ہماری بارگاہ مین آئے ہو مناسب نہین ہی کہ ابھی تمسے خون ناحق بادشاہ لشکر
اسلام کا انتقام لیا جائے **ہلال شاہ مغربی** اور **فرامرز عاد مغربی** یہ گفتگو کرکے خاموش ہوے اور غم قباد
نوجوان مین اشک آنکھون مین بھر لائے **ہیکلان** تقریر **ہلال شاہ و فرامرز عاد مغربی** سنکے خدا کی قسم کھاکے
کہنے لگا کہ مین مسلمان ہون ہرگز مین نے قتل **قباد** نوجوان کیواسطے **گلیم گوش** کو اغوا نہین کیا آپ صاحبون نے
یہ خبر میری نسبت غلط سُنی ہی اگر مین نے قتل **قباد** کی **گلیم گوش** کو راے دی ہوتی اور مین مسلمان نہوتا تو بخوف و خطر
آپ صاحبون کے استقبال کیواسطے کیون آتا یہ کہکر کلمہ پڑھا **ہلال شاہ مغربی** اور **فرامرز عاد مغربی** گفتگو سے
ہیکلان سنکے حیران ہوے اور خیال کیا کہ **ہیکلان** مسلمان ہی اُسنے **گلیم گوش** کو قتل قباد پر آمادہ نہ کیا ہوگا یہ خیال
کرکے ہیکلان سے بخلق و مروت پیش آئے غصہ برطرف ہوا **ہیکلان** نے شگفتہ خاطر دیکھکر عرض کیا کہ اب آپ
یہان سے فقیر خانہ پر تشریف لیچلین چند روز نان و نمک نوش فرماکر اس کمترین کو خوشنود کرین تو باعث میرے
افتخار کا ہوگا چونکہ انکار کرنا دعوت سے ممنوع ہی اسوجہ سے **ہلال شاہ مغربی** اور **فرامرز عاد مغربی** نے اُسکی التماس
قبول کی اقرار کیا کہ ہمین تمھارے مکان پر چلنے سے اور طعام دعوت کھانے سے انکار نہین ہی کیونکہ اسوقت تمھاری
تقریر سے معلوم ہوا کہ تم مسلمان ہو اور تمنے **گلیم گوش** کو قتل بادشاہ لشکر اسلام پر آمادہ بھی نہین کیا **ہیکلان** یہ سخن
ہلال شاہ و فرامرز سنکے نہایت مسرور ہوا اور اُسیوقت بصد تکریم و تعظیم **ہلال شاہ** اور **فرامرز** کو اپنے مکان پر لایا اور
بارہ دری مین فروکش کیا ہنگام شام نہایت تکلف سے دعوت کی اور آپ بھی بموجب کہنے **ہلال شاہ** کے شریک
خوان طعام ہوا بعد کھانا کھانے کے بزم نشاط آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو بحکم **ہیکلان** روبروے **ہلال شاہ مغربی** و
فرامرز عاد مغربی رقص و نغمہ کیا کین بعد نصف شب بزم طرب موقوف ہوئی نازنینان پری رخ ناچ اور
گاکر انعام کثیر لیکر رخصت ہوئین **ہلال شاہ مغربی** اور **فرامرز عاد مغربی** بستر خواب پر استراحت پذیر ہوے
ہیکلان بھی رخصت ہوکر اپنے مکان مین سو رہا ہنگام سحر **ہلال شاہ** اور **فرامرز** بیدار ہوے خدام نے آب براے
وضو حاضر کیا دونون نے بعد وضو نماز فجر بصد خضوع و خشوع پڑھی ابھی تعقیبات سے فراغت نہوئی تھی کہ **ہیکلان**
بھی بیدار ہوکر جلد تر خدمت **ہلال شاہ** مین پہونچا اور شرائط عبودیت و فرمانبرداری بجالایا بعد اُسکے اپنے
ملازمون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد تر اغذیۂ لطیف اور فواکہ لطیف و نفیس کی درستی کرو ہرگز تاخیر نہ کرو یہ کہکر
بارہ دری سے باہر گیا اور انھین ملازمون سے کچھ آہستہ کہا اُنھون نے دست بستہ عرض کیا بہت خوب جسطرح
حضور نے ارشاد فرمایا ہی بہ نحو اسیطرح عمل مین لائینگے یہ کہکر وہ ملازم براے درستی طعام چلے گئے **ہیکلان** نے
حکم دیا جلد ارباب نشاط حاضر ہون موافق حکم مغنی ساز و سامان لیکر حاضر ہوے اور چند نازنینان گل پیرہن
و گلبدن بھی حاضر ہوئین **ہلال شاہ مغربی** بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات کے بیٹھے تھے کہ نازنینان مذکور روبرو حاضر ہوکر
بصد ناز و ادا رقص کرنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین **ہلال شاہ** اور **فرامرز** نغمۂ انکا سنکے خوش ہونے
لگے اور حاضرین بزم نشاط بھی مسرور ہونے لگے تھوڑی دیر تک مہ جبینان خوش گلو نے رقص و نغمہ کیا جب انواع
و اقسام کا طعام لذیذ تیار ہو چکا گانا موقوف ہوا ملازمان **ہیکلان** نے روبروے **ہلال شاہ مغربی و فرامرز**
عاد مغربی دسترخوان بچھاکر طرح طرح کا کھانا اور انواع و اقسام کی غذائین قابون پلٹیون مین نکالکر بصد

تکلف دسترخوان پر رکھین ایک خادم ابریق و طشت لایا ہیکلان نے دست بستہ عرض کیا حضور یہ نان خشک موجود ہی بسم اللہ نوش فرمایئے یہ کہکر ہلال شاہ اور پسر ہلال شاہ کے خود ہاتھ دُھلائے ہلال شاہ مغربی نے کہا ای ہیکلان تم بھی ہمارے ہمراہ کھانا کھاؤ ہیکلان نے عرض کیا میرے پیٹ مین درد ہی رات سے اسوقت تک کئی دست آچکے ہین کھٹی ڈکارین آتی ہین شبکی غذا ہضم نہین ہوئی سوہضمی اسیوجہ سے ہوئی دیکھیے نفخ شکم کسقدر ہی ریاح پیٹ مین بھرے ہین بہت درد ہوتا ہی حضور مع اپنے صاحبزادے کے نوش فرمائین اسوقت مجھے معاف رکھین ہلال شاہ مغربی تقریر ہیکلان سنکے خاموش رہا اصرار نہ کیا پھر دسترخوان پر تشریف لاکر طعام لذیذ خوش ذائقہ کھانا شروع کیا جب ہلال شاہ اور فرامرز اغذیۂ لطیف کھاچکے اور دسترخوان ملازم اُٹھا لیگئے پھر مغنیان خوش آواز آکر گانے لگے ہیکلان نے اپنے ملازمون کو حکمدیا کہ اب جملہ لشکریان ہلال شاہ کے واسطے طعام لیجاؤ اور علے قدر مراتب ہر ایک کو کھانا کھلاؤ ملازم بموجب حکم گئے اور سب کو کھانا کھلایا ادھر ہیکلان نے بعد ایک لحہ کے مغنیان خوش آواز کو رخصت کیا کیونکہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے چہرون پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے تھے ہیکلان نے اپنے ملازمون سے آہستہ کہا تھا کہ جملہ اغذیہ مین سفوف بیہوشی ملا دینا انھون نے بموجب کہنے ہیکلان کے بیہوشی شامل طعام کردی تھی چنانچہ تھوڑی دیر مین ادھر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی وہی طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوے اُدھر جملہ صغیر و کبیر لشکر کثیر بیہوش ہوے ہیکلان نے سب کو بیہوش دیکھکر نعرہ کیا منم ہیکلان ای ملازمو دیکھو مین نے اپنے دشمنون کو بمکر و کید بیہوش کیا جلد ان سب کو قید کرو ملازمون نے سب کو مع ہلال شاہ اور فرامرز قید کیا ہر ایک کو طوق سلاسل مین گرفتار کیا جب سب قید ہوچکے ہیکلان نہایت مسرور ہوا ملازم اُسکی عقل و دانائی کی تعریف کرنے لگے جو ملازم ذی رتبہ تھے اُنھون نے عرض کیا حضور ہم تو حیران تھے کہ آپ کلمہ پڑھکر دفعۃً بے سبب کیون مسلمان ہوگئے اب ثابت ہوا کہ برائے گرفتاری اہل اسلام حضور نے یہ کار نمایان کیا ہیکلان نے ہنسکر کہا کہ اگر بمکر و کید کلمہ زبان پر جاری نہ کرتا اور یہ دام تزویر نہ پھیلاتا تو یہ لوگ نہایت دانا ہین ہرگز میرے قابو مین نہ آتے لڑائی ہوتی نہایت کشت و خون ہوتا یہ کہکر حکم کیا کہ سب ملازم ہمارے مسلح ہون بموجب حکم سب بیدین مسلح ہوے ہیکلان فقط تھوڑے آدمی حفاظت قیدیون کے لیے چھوڑکر اور کل لشکر لیکر جانب آب عکہ روانہ ہوا اسکا احوال اور ان قیدیون کا حال تو بمقام مناسب پر آئندہ تحریر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے

اب چند کلمے داستان شیرازنگ ژولیدہ مو و فرامرز بن قارن کے بیان کیے جاتے ہین

ایک روز بمقابلۂ لشکر اسلام فرامرز بن قارن نے طبل جنگ بجوایا تھا اور میدان نبرد مین مع فوج آکر چاہتا تھا کہ صف لشکر سے نکل کے مبارز طلب کرے ناگاہ ایک جانب سے گرد عظیم پیدا ہوئی قارن اور اہل اسلام متحیر ہوکر سوے گرد دیکھنے لگے جب ہوا سے وہ غبار برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ ایک سردار مع سپاہ آتا ہی دونون لشکرون کے مردم دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ سردار ایک جانب بمقابلۂ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اور صفین اپنی سپاہ کی آراستہ کرکے خود برائے مبارز طلبی اپنے لشکر سے نکلا جب اُسنے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک دلیر نے مرکب اپنا نکالا اور مقابل اُسکے آکر پوچھا ای بہادر آ مجھسے مقابلہ کر اور اپنے نام سے اطلاع دے اُسنے درجواب کہا نام میرا شیرازنگ ژولیدہ مو ہی اپنے وقت کا رستم ہون ہزارون دلیرون کو مین نے قتل کیا ہی میری تلوار کی پناہ نہین ہی دیکھ اسی شمشیر آبدار سے ہزارہا مسلمانون کو مین نے قتل کیا ہی مین مسلمانون کا دشمن جان ہون آج تجھکو اور تیرے

ہمراہیون کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حملہ آور ہوا باہم نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر مین شرارنگ ژولیدہ مونے اُس
بہادر کو ہلاک کیا بعد قتل کرنے کے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے اور ایک دلیر اُسکے مقابلے کیواسطے گیا اُسکو بھی
اُسنے بضرب نیزہ ہلاک کیا اسیطرح تا شام بہت جوانان لشکر اسلام اُسنے قتل کیے ہنگام شام طبل بازگشت بجواکر اپنے
لشکر مین چلا گیا ادھر اہل اسلام مغموم و ناکام میدان سے جانب فرودگاہ پھرے ادھر فرامرز بن قارن جنگ
شرارنگ ژولیدہ مو دیکھکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا وقت شب ژولیدہ مونے طبل جنگ بجوایا جب
صدائے طبل جنگی اہل اسلام نے سُنی اسطرف بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا رات بھر دونون جانب تیاری جنگ ہوئی
صبح کو شرارنگ ژولیدہ مو مع اپنی سپاہ کے میدان مین آکر صف آرائی کرنے لگا ابھی صف آرا نہ ہوا تھا کہ فرامرز
بن قارن بھی مع لشکر آکر ایک جانب ٹھہرا اور اُدھر سے لشکر میدان مین آیا بعد صف آرائی جانبین کے شرارنگ اپنی
سپاہ سے نکلا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام اہل اسلام سے ایک بہادر نکلا اور دلیرانہ اُس سے ہم نبرد ہوا
تھوڑی دیر مین بہادر مذکور نے جام شہادت نوش کیا اسیطرح کئی روز تک شرارنگ نے میدان مین آکر ایک
جماعت اہل اسلام کو زخمی اور قتل کرتا شام کو طبل بازگشت بجواکر چلا جاتا آخرکار ایک روز ہنگام سحر شرارنگ نے
حسب معمول میدان مین نکل کر مبارز طلب کیا کرب برائے مقابلہ نکلا جب عنقریب اُسکے گیا اُسنے خبردار خبردار
کہکے نیزہ سینۂ کرب پر مارا کرب بفنون سپہ گری ضرب نیزہ سے بچا شرارنگ نے برہم ہوکر دوبارہ بقہر و غضب
نیزہ مارا کرب نے نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بوجہ لڑنے سنانون کے چنگاریان ہویدا ہوئین کرب نے دوبارہ
اُسکے نیزے سے بچکر خود بھی نعرہ کرکے نیزہ اُسکے پہلو پر مارا اُسنے نیزہ خالی دیا اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی آخرکار کرب نے
نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا شرارنگ کو نیزہ ہاتھ سے نکل جانے سے کمال ملال اور غصہ ہوا اُسی عالم غیظ مین قبضۂ تیغ پر
ہاتھ ڈالا اور پکارا ای جوان معلوم ہوا کہ اب تیری قضا ہی آئی ہے یہ کہکر تیغ کھینچکر کرب پر حملہ کیا ادھر کرب نے
سپر فراخ دامن اُٹھائی جب تیغ قریب سر آئی کرب نے دلیرانہ وہ ضرب تیغ سپر پر روکی پھر کرب نے شمشیر آبدار اُس
بدکردار پر لگائی اُسنے بھی وار شمشیر کا سپر پر روکا اسیطرح تا دیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار کرب نے بضرب شمشیر آبدار
اُس بدکردار کو قتل کیا مردمان سپاہ شرارنگ ژولیدہ مو یہ حال دیکھکر نہایت ملول ہوے آخر تاب ضبط نہ
لاکر باہم قسم کھائی کہ اس جوان کو جسنے شرارنگ ہمارے سردار کو قتل کیا ہے ضرور ہلاک کرینگے اور لشکر اہل اسلام مین سے
حتی الامکان کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے غرض باہم قسم کھاکر تلوارین اور نیزے اور گرز گران سر ہاتھون مین لیکر سب
نے یکبارگی کرب پر حملہ کیا اُدھر برائے مدد کرب لشکر اسلام بڑھا جب دونون لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے
لگی جوانان لشکر جانبین قتل ہونے لگے تگاپوے سمندان سے میدان رزم مین ایسا غبار اُٹھا کہ دونون لشکر اُس
غبار مین نہان ہوگئے کثرت گرد و غبار سے کسی کو اچھی طرح اپنا اور غیر معلوم نہ ہوتا تھا جو جسکے روبرو آتا تھا وہ اُسکو
تہ تیغ کرتا تھا دلاوران لشکر اسلام دمبدم نعرۂ شیرانہ کرتے تھے ہر سمت صدائین بزن بزن دبگیر بلند تھین زخمی زمین
پر پڑے کراہتے تھے اکثر مجروح اُس جنگ مغلوبہ مین پامال سم اسپان ہوتے تھے زخمی سوارون کے کوتل گھوڑے
دوڑتے تھے چقاچاق خنجر کی دور تک جاتی تھی جھنکار تلوارون کی تا بفلک پہونچتی تھی کمانین بار بار کڑکتی تھین
بارش تیر ہوتی تھی قیامت کے آثار میدان رزم مین ہویدا تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنے اپنے حال مین
سب مبتلا تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ لڑائی تا شام ہوئی ہزارہا کفار فی النار ہوئے اور صدہا اہل اسلام درجہ
شہادت پر فائز ہوے اور بہت سے اہل اسلام مجروح ہوے کرب نے صدہا بیدینون کو قتل کیا ہنگام شام مردمان سپاہ

شمرانگ نے شکست کھاکر میدان مصاف مین قیام نہ کیا راہ فرار اختیار کی اہل اسلام مظفر و منصور ہوئے اور بصد خوشی و خرمی جانب قیام گاہ لشکر پھرے فرامرز بن قارن یہ جنگ دیکھکر حیران ہوا اور اپنے فرودگاہ لشکر کی جانب فوج چلا گیا اس جنگ مین خواجہ عمرو نے بھی صدہا کفار کو خنجر و سنگ سے ہلاک کیا اور بہت کچھ نقد جنس بھی خواجہ کے ہاتھ آیا جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچا حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر ان مسلمانون سے مین لڑونگا ہر ایک خدا پرست کو خاک و خون مین بھر دونگا بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکاران فوج اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ فی الفور سرداران لشکر کو پہونچائی لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صداے نقارۂ جنگی تا فلک پہونچی ہر چند کہ جملہ اہل اسلام خستہ و شکستہ تھے لیکن توکل بخدا پر کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے تلوارون پر صیقل کرنے لگے علاوہ اسکے اور آلات حرب و ضرب کی درستی بھی بخوبی کرنے لگے قصہ کوتاہ دونون لشکرون مین رات بھر تیاری لڑائی کی ہوئی ہنگام سحر فرامرز بن قارن مع سپاہ میدان جنگ مین آیا اور درستی صفوف لشکر مین مصروف ہوا ابھی صفین آراستہ نکر چکا تھا کہ آمد لشکر اسلام کے آثار ہویدا ہوئے یعنی تتق گرد بلند ہوا جب ہوا سے وہ گرد بر طرف ہوئی فرامرز بن قارن نے دیکھا کہ عجب انداز دلیرانہ سے لشکر اسلام آتا ہی بموجب اشعار

شکل نوشہ سجے ہوئے وہ جوان
دلمین خوش عروس مرگ نہان

سبزہ آغاز جو بنوبہ شباب
سمن اندام عارض آتش ناب

زیب جسم انکے زیور آہن
زرہ و خود و بکتر و جوشن

پلٹنین وہی بجائی ہوئین
سب دم جنگ آزمائی ہوئین

حسن و صورت مین ایک ایک کا
غازۂ جنگون مین قہر کے سرکش

صفدر روزگار ضیغم وقت
رشک اسفندیار رستم وقت

فرامرز بن قارن آمد لشکر اہل اسلام دیکھکر حیران ہوا اور دلمین خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت دلیر ہین مرنے سے مطلق نہین ڈرتے ہین آج امین سے جو میرے مقابلہ مین آئیگا ایک ہی ضرب تیغ سے ہلاک کرونگا ایسی لڑائی لڑونگا کہ یہ سب بھی متحیر ہون فرامرز بن قارن یہ خیال ہی کر رہا تھا ناگاہ لشکر اسلام باشتیاق تمام میدان جنگ مین آیا بعد درستی صفوف لشکر جانبین نقیب اور کڑکیت دونون جانب سے نکلے اور باواز بلند کہنے لگے اشعار

قبل اسکے جو تھے نشان جہان
نام کو بھی نہین ہی انکا نشان

تمکو بھی ایک روز مرنا ہی
کوچ دار فنا سے کرنا ہی

دشمنون سے لڑو بہ تیغ و سنان
باقی رکھو نہ تم عدو کا نشان

یہ جہان ایک سراے فانی ہی
سب کو مرنا ہی جان جانی ہی

کیسے کیسے جری قوی بازو
مرگئے آہ ہوکے بے قابو

آج ہی کیون نہ لڑکے مرجاؤ
نام دار فنا مین کرجاؤ

جب کڑکیت و نقیب یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر نے بے ثباتی عالم پر نظر کرکے اور میدان جنگ مین مرنے کو حیات سے بہتر تصور کرکے خود سوسے اُتار زرہ جسم سے اتاری ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بغیر خود زرہ و جوشن حملہ کیجیے اور ضرب تیغ ابدار سے اعدا کو قتل کیجیے روبرو ان سب دلاورون کے منھ پر تلوارین کھائیے خون مین نہاکر سرخرو ہوکر سوے جنان جائیے اس عالم بے ثبات کو چھوڑیے عمر دو روزہ سے منھ کو موڑیے ادھر تو اکثر اہل اسلام یہ ارادہ کر رہے تھے اور ستادہ وار جوش شجاعت سے جھوم رہے تھے ادھر کافران نابکار بھی بصد شوق آمادہ پیکار تھے باجے جنگی دونون لشکرون مین بج رہے تھے پھریرے علمون کے کھلے ہوے تھے ناگاہ فرامرز بن قارن نے صف لشکر سے اپنا مرکب نکالا اور میدان مین دلیرانہ آکر پکارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمناے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے دیر نہ لگائے جسوقت فرامرز بن قارن نے میدان مین آکر نعرہ کیا ایک جوان قوی ہیکل سردارون سے رخصت ہوکر براے مقابلہ نکلا بعد نکلاورزنی کے فرامرز نے تیغہ کو ابدار خبردار خبردار کہکر فرق پر لگایا ہر چند جوان قوی ہیکل نے چاہا

کو تیغ کو سپر پر روکون لیکن تیغ آبدار سپر پر پڑتے ہی سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین در آیا جوان مذکور مر گیا اگرچہ جان بچ
تسلی کی بعد قتل ہونے جوان مذکور کے پھر فرامرز نے نعرہ کیا کہ اب اور کوئی میرے مقابلے کے لیے آئے چنانچہ دو تین
دلاور اُسکے بعد دیگرے لشکر اسلام سے نکلے اور ہاتھ سے فرامرز کے قتل اور زخمی ہوئے بعد اُسکے پھر فرامرز بن قارن
نے گھوڑے کو جولان کر کے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان آج تمھاری دلاوری کہان گئی اگر مرد ہو تو میدان مین آکر
مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ بہرام اپنے گھوڑے کو چھیڑ کر میدان مین آیا بعد تگاور زنی کے بہرام نے کہا ای
فرامرز کیا دیکھتا ہے وار کر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغ خون آلود سر پر لگایا بہرام نے تیغ سپر پر روکا پھر بہرام
نے بھی شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اُسنے بقوت بازو سپر پر روکی اسیطرح تا دیر لڑائی ہوا کی انجام کار فرامرز نے ہوشیار
باش اور خبردار باش کہکے بقوت تمام تیغ گرانبار سر بہرام زر نگار پر لگایا اُسوقت اتفاقاً بہرام کے گھوڑے نے سکندری
کھائی جب تک بہرام گھوڑے کو سنبھالے تیغ سر پر پڑ گیا بہرام نے دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون
کی اسطرح سر سے نکلی کہ بہرام لہو مین نہا گیا یہ احوال دیکھکے کرب نے صف سے گھوڑا نکالا اور میدان مصاف
مین پہونچکر بہرام کو لشکر مین بھیجدیا یہان تو بہرام کے زخم سر کا علاج ہونے لگا اُدھر کرب نے فرامرز سے مقابلہ
کیا تا دیر لڑائی ہوئی آخر الامر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغ خون چکان سر کرب پر مارا اتفاقاً اسیوقت پاے
سمند کرب موش خانے مین جا تا رہا ہر چند کرب نے سپر اُٹھائی اور گھوڑے کو سنبھالنا چاہا لیکن پاے اسپ موش خانے
سے نہ نکلا اور تیغ سپر پر نہ رُکا سر پر جو پڑا تا دو ابرو اُتر آیا کرب نے دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گیا چادر خون زخم سے
نمود ہوئی چونکہ اسوقت آفتاب غروب ہوتا تھا فرامرز نے لڑنا مناسب نہ جانکر ہنگام شام طبل بازگشت بجوایا کرب
غازی کو ملال ہوا اور دل مین خیال کیا کہ اس نابکار نے اب تو طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ اسی زخمداری مین اسے قتل
کرتا کرب غازی ابھی یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ فرامرز بن قارن مع اپنے لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ روانہ
ہوا یہان اہل اسلام بیتابانہ دوڑ کر کرب غازی کو لشکر مین لائے بعد ازان بحکم بادشاہ لشکر اسلام یعنے خواجہ
عبد المطلب عالی مقام جانب قیام گاہ لشکر روانہ ہوئے بعد پہونچنے کے بحکم خواجہ عبد المطلب بادشاہ لشکر
اسلام زخم سر کرب کا علاج ہونے لگا جراح نے زخم سر مین ٹانکے لگا کر بالاے زخم پھاہا مرہم کا رکھا پھر پٹی باندھدی
الغرض یہان تو کرب غازی کے زخم سر کا علاج ہو رہا ہے اور بہرام گرد وغیرہ کے بھی زخم سر کا تجنبی چارہ ہوتا ہے
مردان لشکر نے جنگاہ سے آکر کمرین کھولی ہین آلات حرب و ضرب جسم سے دور کیے ہین زرہ جسم سے اُتاری ہے اکثر ذکر
جنگ کر رہے ہین بعضے بوجہ خستگی کے اپنے بستر پر پڑے ہوئے ہین ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور اب حال
فرامرز بن قارن کا سنیے جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خدمت نوشیروان مین گیا لوازم
پرستندگی اور شرائط عبودیت بجا لا کر دربار مین بیٹھا بختک نے دلیری فرامرز کی تعریف کی نوشیروان بھی بہرام کرب
وغیرہ کے زخمی ہونے سے فرامرز سے خوش ہوا پھر بحکم نوشیروان ہنگام برخاست دربار بنام فرامرز بن قارن
طبل جنگی کفار نے بجایا صداے طبل بلند ہوئی جسوقت خبر نواخت طبل جنگی خواجہ عبد المطلب نے سنی حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم نقارہ زنی پر اہل اسلام نے
چوب لگائی دلاوران لشکر صداے نقارۂ جنگی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح پھر میدان مصاف ہی ہنگامۂ جدال و قتال
برپا ہوگا بازار اجل گرم ہوگا ہر چند کہ سب اہل لشکر شکستہ خاطر تھے لیکن مدد و اعانت پروردگار پر نظر کر کے تیاری
جنگ مین مصروف ہوئے اکثر اپنی تیغ آبدار پر اس خیال سے صیقل کرنے لگے کہ تلوار بھاری اور تیز و آبدار ہو جائے

دشمن کے سر و تن مین ہنگام جنگ جلد تر جدائی کرے بعضے تیر انداز اپنے تیرون کو ترکش سے نکالکر درست کرنے
لگے کمانین جو ناقص تھین اُنھین آگ پر سینکسا کر درست کرنے لگے اکثر اہل اسلام بحکم بادشاہ لشکر خواجہ عبد المطلب
مامور طلایہ لشکر کیواسطے نکلے اور گرد بر ... سے حفاظت پھرنے لگے غرضکہ شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ
اور حفاظت خوب ہوئی جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے مع فوج انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور
مشرق سے نکلکر فروغ بخش تخت جہان ہوا فرامرز بن قارن باجمعیت سپاہ اسیطرح نبرد گاہ مین آیا اور صفوف
لشکر آراستہ کرکے انتظار آمد لشکر اسلام کرنے لگا اسطرف اہل اسلام بھی نماز سحر اور تعقیبات سے فرصت و فراغت پاکر
بحکم بادشاہ لشکر اسلام اسلحہ زیب تن کرکے گھوڑون پر سوار ہوئے خواجہ عبد المطلب بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ
سرداران لشکر نے بصد ادب برائے تعظیم سر جھکائے بادشاہ لشکر اسلام یعنے خواجہ عبد المطلب علیہ السلام نے سبکا سلام
لیکر فرمایا جلد جانب میدان نبرد روانہ ہو جب خواجہ عبد المطلب مرکب پر سوار ہو چکے بموجب حکم لشکر اسلام سمت
مصاف روانہ ہوا جسوقت لشکر اسلام نبردگاہ مین پہونچا بیلدارون نے لشکر سے نکلکر جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک وغیرہ
میدان نبرد سے دور کیے پست و بلند زمین کو ہموار کیا جب درستی رزمگاہ ہو چکی اور صف آرائی بھی ہو چکی اسوقت
نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون جانب سے نکلکر اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگے نظم

جوانون یہ ہی عرصہ دار و گیرا ۔ لڑو اپنے دشمن سے باتیغ و تیرا
کرو آج میدان مین ایسی تیزا ۔ ہن آئے عدو کو نہ کچھ جز گریزا

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھا چکے اور جنگ پر آمادہ کر چکے میدان مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکرون
مین جو بہادر تھے تقریر نقیبان خوش آواز اور کڑکیتون کی گفتگو سنکے نشۂ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے دم بدم قبضۂ
شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا لشکر سے نکلکر حریفون کو قتل کیجیے نام و نشان دشمنون کا مٹا دیجیے ابھی دونون لشکرون سے
کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن نے اپنا مرکب صف لشکر سے نکالا اور میدان مصاف مین آکر پکارا اے مسلمانو
آج تم سب مین کون کون جانب ملک عدم جائیگا کون سر میدان میری تیغ کا پھل کھاکر خون مین نہائیگا
کسکو تم سب مین تمنائے عروس مرگ ہی کون شخص اپنی زندگی سے بیزار ہی کسکو سر اپنا اپنے دوش پر بار ہی آج
مجھسے کون مقابلہ کریگا جسکو تمنائے قضا ہو وہ اجل رسیدہ جلد آئے اور مجھسے مقابلہ کرے جو ہر تیغ دکھائے زخم کھائے
لہو مین نہائے کف افسوس ملکر دنیا سے جائے جسوقت یہ کلمات مہمل اور واہیات فرامرز نے اپنی زبان پر جاری
کیے فی الفور ایک جوان خوبرو قوی بازو بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے اجازت لیکر بمقابلہ فرامرز گیا اور
کہنے لگا او بیدین مین تجھسے مقابلہ کرونگا اگر چاہا خدا نے تو ایک ضرب تیغ سے تجکو دو نیم کرونگا سارا کبر و غرور
تیرا خاک مین ملا دونگا فرامرز تقریر جوان کی سنکے غضبناک ہوا اور اُسی حالت غیظ مین تیغہ گرانبار نیام سے کھینچ
پکارا کہ ای خدا پرست ہوشیار ہو جا یہ کہکر تیغہ سر جوان پر بعد غضب لگایا ہر چند جوان نے چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکے لیکن
ضرب تیغہ گرانبار سے بچ نہ سکا لیکن بمقتضائے آیہ وافی اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کسی طرح نہ روک
سکا تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور اس زور سے پڑا کہ کاسۂ سر کو کاٹتا ہوا صراحی گردن تک اُتر آیا جوان مذکور گھوڑے
سے گر کر تھوڑی دیر مین تڑپکر راہی سوئے جنان ہوا بعد قتل ہونے جوان خوبرو کے فرامرز نے پھر آواز دی کہ اے
فرقۂ خدا پرستان اب جلد اور کسی کو برائے مقابلہ بھیجو اگر کوئی تم مین سے میرے مقابلے کو نہ آئیگا تو مین خود
حملہ کرکے تہ تیغ کرونگا آج تم مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہر چند کہ یہ گفتگو سے فرامرز جملہ اہل اسلام نے سنی
لیکن کسی نے مقابلہ فرامرز سے نہ کیا کوئی لشکر اسلام سے بخوف قتل نہ نکلا باوجودیکہ خواجہ عبد المطلب

جانب راست وچپ دیکھا اور عمرو نے جوانان لشکر سے کہا کہ تم سب کلام فرامرز سنتے ہو اور مقابلے کے واسطے تم مین
سے کوئی نہین جاتا ہو لیکن کسی نے ارادہ مقابلہ نہ کیا مانع ہو کہ لشکر اسلام مین جتنے سردار نامی اور قوی تھے وہ سب
تو ایسے زخمی تھے کہ بستر سے اٹھ نہ سکتے تھے بیہوش پڑے تھے مثل بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ کے کون فرامرز
سے مقابلہ کرتا سواران لشکر مین اتنی قوت وجسارت نہ تھی کہ فرامرز سے فرداً فرداً مقابلہ کرین اسیوجہ سے لشکر
اسلام سے کوئی دلیر بہر مقابلہ فرامرز نہ نکلا ان خواجہ عبد المطلب جو بالفعل بادشاہ لشکر اسلام تھے اور جو شجاعان
عرب سے لشکر مین موجود تھے وہ بھی بروایتے زخمی نہایت تھے لائق مقابلہ دشمن نہ تھے غرضکہ جب کوئی برائے
مقابلہ فرامرز لشکر سے نہ نکلا اسوقت خواجہ عبد المطلب اور عمرو نے بیتاب وبیقرار ہو کے درگاہ خدا مین دعا
کی فی الفور تیر دعاے خواجہ عبد المطلب ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعا قبول ہوئی جانب صحرا غبار عظیم بلند
ہوا مردان مع خواجہ عبد المطلب وعمرو وفرامرز جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا عمرو
نے دیکھا کہ آگے لشکر کے علم لنگ پیکر دست کلدار مین ہو اور راست وچپ الیاس ہندی ودارا ب ہندی
وغیرہ سرداران نامی ہین اور سات لاکھ ہندی جنکا شجاعت وجوانمردی مین مثل ونظیر نہین ہو ہمرکاب ہین
چہرون سے انکے آثار تہور آشکار ہین شیر کا زہرہ انکے سامنے آب ہوتا ہو شربتی کے انگرکھے زیب تن ہین ٹوپیان
بانکی سرون پر ہین گھوڑون پر سوار ہین تلوارین باندھے ہین سپرین بالاے پشت ہین دلیرانہ سرپٹ گھوڑے دوڑاتے
ہوے اسی طرف کرتے ہین اگر کوئی درخت انھین راہ مین ایسا ملتا ہو کہ جسکی وجہ سے روانگی لشکر مین دیر ہوتی ہو اسے
تلوار سے ایک ضرب مین قلم کر دیتے ہین ہر ایک جوان تہتین جرأت مین بے مثل ونظیر ہو بموجب ابیات

زرہ ودست ایکسا اک کاندھے شانے
نئے جرأت کے نشے مین ہین چور

بانکپن کے بندھے ہوئے بانے
الٹ مین جنگ زرگری مین مشہور

چشم وابرو کا قہر تیکھا پن ہو
برچھے ہاتھون مین سینون ڈالو مین

تہور آفت بلا کی وہ چتون
بدر رخ ماہ نور کا بون مین

افسر انکے انسے زیادہ بہادر وجرار بار لشکر مین علمہاے لشکر ہوا سے جنبان ہوتے ہین پھریرے علمون کے کھلے ہوے ہین
باجے لشکر مین بجتے ہین ہزار ہا فیلان کوہ پیکر ہمراہ لشکر ہین فیل بیمونہ پر تخت مرصع کسا ہوا ہو اسی تخت پر لندھور بن سعدان
بادشاہ ہندوستان سات کنگرے کا تاج سر پر رکھے ہوے قباے شاہی زیب تن کیے ہوئے مالے موتی ومروارید
کے گلے مین ڈالے ہوے گویا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے بیٹھا ہو علم لنگ پیکر کا سر پر سایہ ہو سیر صحرا کرتا ہوا
آتا ہو عمرو لندھور کو ایسے وقت مین آتے دیکھکر خوش ہوا اور کچھ سوارون کو ہمراہ اپنے لیکر بتعجیل تمام براے استقبال
بمعیت عبد المطلب خوش خصال روانہ ہوا انسے راہ مین ملاقات ہوئی لندھور نے احوال پوچھا خواجہ نے تمام
حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا لندھور بن سعدان کل حقیقت جنگ سنکے حیران ہوا اور خواجہ سے مستفسر
ہوا کہ فرامرز کیا بہرام وکرب سے شجاع زیادہ ہو کہ انکو اسنے ہنگام جنگ مجروح کیا ہو عمرو نے کہا میری دانست
مین تو بہرام گرد وکرب غازی اور دیگر سرداران سے فرامرز قوت وشجاعت مین کمتر ہو چونکہ اقبال نوشیروان
کا اوج پر ہو اور ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہو اسیوجہ سے حمزہ صاحبقران عقابین پر قفس آہنی مین مقید
ہین اور سرداران لشکر اپنے کم قوت وکم جرأت ہم نبردون سے زخمی ہوے ہین بادشاہ لشکر اسلام قباد عالی مقام
کو گلیم گوش نے باغواے ہیکلان قتل کر ڈالا ہو بالفعل خواجہ عبد المطلب والد ماجد حمزہ صاحبقران کو بعوض
بادشاہ لشکر اسلام بنایا ہو غرضکہ اہل اسلام پر فی زمانہ ادبار ہو انسان مشیت الہی سے بیخبر ہو اور بلاے آسمانی سے
مجبور وناچار ہو اس امر مین تمھین حیرت بیکار ہو آج کل دن اہل اسلام کے ناقص ہین اور ستارہ

اہل اسلام کا بُرا ہی جو کچھ ہو تعجب ہی یہ کہکر خواجہ آبدیدہ ہوے لندھور بھی حال امیر اور سرداران لشکر کا سنکر اشک
آنکھون مین بھر لایا اور پوچھا ای خواجہ عقابین جسپر حمزہ صاحبقران قید ہین کہان ہی عمرو نے کہا دیکھو وہ
عقابین ہی اور وہ قفس آہنی مین امیر با توقیر ہین وہ سامنے گرد عقابین فوج نوشیروان براے حفاظت
قید امیر اُتری ہوئی ہی دیکھو وہ سامنے عقابین کے خندق گرد عمیق ہی اور وہ بارگاہ نوشیروان ہی افسوس ہزار افسوس
ہم سامنے امیر کو عقابین پر قید دیکھتے ہین اور وہان تک براے رہائی امیر با توقیر کسی طرح پہونچ نہین سکتے علاوہ
خندق کے فرامرز بن قارن سد راہ ہی اکثر وہ براے مقابلۂ فرقۂ خداپرستان میدان جنگ مین آتا ہی چنانچہ اسوقت بھی
میدان مین مبارز طلب کر رہا ہی اور کوئی اُسکے مقابلے کے واسطے لشکر اسلام سے نہین نکلتا ہی لندھور جانب عقابین دیکھکر
گریان ہوا بعد ازان خواجہ سے کہا مین نے گرفتاری امیر کی خبر سنی تھی اسیوجہ سے میرا یہان آنا ہوا اب مین آیا ہون
اگر خدا نے چاہا تو فرامرز وغیرہ کو تہ تیغ کرکے امیر کو چھڑاؤنگا عمرو کو گفتگو سے لندھور سے فی الجملہ تسکین ہوئی الغرض
خواجہ عمرو استقبال کرکے لندھور کو لشکر اسلام مین لائے لندھور نے لشکر مین داخل ہوکر اول سامنے عقابین کے
جاکر رسم تسلیم روبروے امیر با توقیر سر اپنا بصد ادب خاک پر جھکایا امیر نے قفس آہنی سے لندھور کو دیکھا
جب لندھور امیر کو تسلیم بصد تعظیم دور سے کرچکا پھر لشکر مین آکر خدمت بادشاہ فوج اسلام یعنے خواجہ عبد المطلب
عالی مقام مین آیا اور شرائط آداب بجالایا خواجہ عبد المطلب لندھور کے آنے سے بہت خوش ہوے بعد قدمبوسی
بادشاہ لشکر اسلام لندھور نے خواجہ عبد المطلب سے اجازت حرب لی اور ارادہ میدان مین جانیکا کیا
بختک نابکار نے جو دیکھا کہ لندھور بن سعدان آیا ہی اور اب براے مقابلہ فرامرز بن قارن
میدان مین نکلا چاہتا ہی اپنے دلمین خیال کرنے لگا کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزہ
صاحبقران از حد قوی دجری ہی فرامرز بن قارن ہنگام جنگ لندھور کے ہاتھ سے ہلاک
ہوجائیگا یہ خیال کرکے خدمت نوشیروان مین جاکر عرض کرنے لگا اسوقت لندھور بن سعدان بجمعیت
سپاہ کثیر آیا ہی اور براے مقابلہ فرامرز بن قارن میدان مین نکلا چاہتا ہی یقین ہی کہ وقت رزم فرامرز
قتل ہوجائیگا کیونکہ لندھور نہایت زبردست ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ طبل بازگشت بجوا دیجیے
لندھور لشکر سے میدان مین نہ آیا تھا کہ نوشیروان نے بموجب راے بختک کے طبل بازگشت بجوا دیا فرامرز
صداے طبل بازگشت سنکے اپنے دلمین خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر لندھور بن سعد سے اور مجھسے
مقابلہ ہوتا مین ضرور ہلاک ہوجاتا لندھور کے ہاتھ سے کسی طرح جانبر نہ ہوتا یہ خیال کرکے ادھر فرامرز مع
فوج فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر جملہ اہل اسلام ہمراہ خواجہ عبد المطلب سمت لشکرگاہ روانہ ہوئے
لندھور بھی ہمراہ رکاب خواجہ عبد المطلب جانب فرودگاہ لشکر یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ افسوس طبل بازگشت
نوشیروان نے بجوا دیا ورنہ فرامرز بن قارن اور دیگر سرداران لشکر نوشیروان کو اپنے گرز گرانسر
اور تیغ گرانبار سے ہلاک کرتا آج ہی لڑتا ہوا عقابین تک جاتا امیر با توقیر کو عقابین سے اُتارتا ہنگام جنگ
ہزارون سوارون کو پیوند خاک کر دیتا غرض یہ خیال کرتا ہوا فرودگاہ لشکر تک پہونچا بارگاہ فلک اشتباہ
استادہ کراکے اُسی بارگاہ مین فروکش ہوا تمام مردمان لشکر اسلام بھی گھوڑون سے اُتر اُتر کر سلاح جسم سے
اتار کر اپنے اپنے خیمون مین گئے اور فرش خواب پر راحت گزین ہوئے۔

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن کا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سے آخر کار اسیر ہوکر رہا ہونا اسکا مع حال دیگر

دے مجھے ساقیا مے گلرنگ ｜ نشے مین ہو بھماوا ایک ڈھنگ ｜ تاک انگور سے شراب کھینچے ｜ نشۂ جنگ حباب کھینچے
پھول سی گر شراب پاؤن مین ｜ گل مضمون بیان لاؤن مین ｜ خامہ افسون طراز میرا ہی ｜ کار اعجاز صد مسیحا ہو

نامداران عرصۂ سخن اس داستان دلستان کہن کو اس طرح تازہ کرکے بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان بموجب
کہنے بختک نابکار کے طبل بازگشت بجواکر فرامرز بن قارن کو ہمراہ اُس جنگ گاہ سے لیگیا اور داخل بارگاہ ہوا
حکم کیا کہ ساقیان گلعذار جلد حاضر ہوکر جام شراب گلگون پلائین بموجب حکم ساقیان سیمین کشتیان شراب ناب کی
لیکر دربار نوشیروان مین گئے پہلے ایک ساقی مہ رخ نے جام آفتاب بصد ادب نوشیروان کو دیا نوشیروان نے
شراب پیکر ساقیان گل اندام کو حکم دیا کہ ہمارے دربار مین اسوقت جسقدر سرداران لشکر بیٹھے ہین سب کو شراب پلاؤ
خصوصاً فرامرز بن قارن کو متواتر ساغر دو ساقیون نے بموجب حکم ہر ایک سردار کو جام شراب مملو کرکے دیا
از انجملہ فرامرز بن قارن کو بھی کئی جام دیے جب دماغ فرامرز کا مے ناب سے گرم ہوا اپنے دلمین خیال کرنے لگا
کہ ای فرامرز جبتک تو جملہ سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرکے نہین قتل نہ کرے گا اور فوج امیر کو تمام
کو تباہ و برباد نہ کریگا ممالک نوشیروان کے قبضے مین نہ آئینگے اور نوشیروان اپنی دختر ملکہ مہر تاجدار سے تیری
شادی نہ کریگا مدعاے دل تیرا بر نہ آئیگا لندھور سے جبتک تو خائف ہو طبل جنگ بجواکر اُس سے مقابلہ کر یہ خیال
کرکے فرامرز نے نوشیروان سے سر دربار عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ نے بے محل طبل بازگشت کیون بجوادیا نوشیروان
نے جواب دیا ای فرامرز بختک نے مابدولت سے کہا کہ لندھور میدان جنگ مین آیا چاہتا ہی اور وہ نہایت قوی ہیکل ہی
مقابلہ فرامرز اسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیگا پس مناسب ہی کہ طبل بازگشت بجوادیجیے چونکہ مجکو تمہارا ہلاک ہونا منظور نہ تھا
راے بختک کی مین نے پسند کرکے طبل بازگشت بجوادیا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ای شہنشاہ فلک جاہ مین
لندھور سے کسیطرح قوت و زور مین کمتر نہین ہون آپ بیخوف و خطر آج میرے نام طبل جنگ بجوالیجے کل ہنگام
سحر مین لندھور سے مقابلہ کرونگا اور باقبال حضور اُسکو قتل کرونگا نوشیروان خوش ہوکر بنام فرامرز بن قارن
طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے آواز طبل جنگ سنکے فی الفور خدمت بادشاہ
اسلام یعنے خواجہ عبد المطلب عالی مقام مین جاکر اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر عرض کرنے لگے نظم تا خامۂ خیال
کہ نقاش معنویست ؛ مدح تو بر صحیفۂ ہستی کند رقم ؛ حضرت کہ ہست صورت عصیان ہمیشہ باد ؛ گریان دبیقرار کو نکو نسار
چون قلم ؛ ای ظل اللہ دین پناہ اسوقت نوشیروان بیدین نے بنام فرامرز بن قارن طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی
کہ فردا ہنگام سحر میدان رزم مین آکر فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہی جسوقت خواجہ عبد المطلب نے زبانی ہرکاروں کے
خبر نواخت طبل جنگ سنی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعد ایزدی و ثناے صمدانی نقارۂ جنگی بجایا جائے چنانچہ بموجب
حکم خواجہ عبد المطلب نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ حربی بلند ہوئی زمین صداے نقارہ سے تھرانے لگی
اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے جب وہ دن گذرکے شام ہوئی اور شب بسر
ہوکے وہ وقت آیا کہ وردی سحر کی بجی اور بادہ و کوکب پنہان ہوئے سفیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا مرغان سحر نغمہ سرائی حمد الٰہی
اپنی زبان مین کرنے لگے ہواے سرد سحری چلنے لگی موذن نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا مردان لشکر اسلام براے عبادت خالق خاص
و عام اپنے اپنے بستر ونسے اُٹھے اور وضو کرکے جانمازون پر فریضہ سحری بصد خضوع و خشوع ادا کرنے لگے خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام
خواجہ عبد المطلب نیکنام و لندھور بن سعدان و خواجہ عمرو نماز سحر برجوع قلب پڑھنے لگے جب نماز اور تعقیبات سے فرصت حاصل
ہوئی خواجہ عبد المطلب نے دعاے فتح و ظفر خالق بحر و بر سے مانگی بعد دعا کرنیکے حکم دیا مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم ہر ایک

سردار و افسر اور سوار و پیدل علاوہ زخمیوں کے سلح ہوے جب خواجہ عبد المطلب جانانے اُٹھکر سوار ہوے عمرو تو جملہ سرداران لشکر وغیرہ ہاتھیوں اور گھوڑون پر سوار ہوے نقارے پر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجے علم لشکر ظفر آثار کے بعد لشکر اسلام مانند دریاے زخار روان ہوا اسطرف سے اہل اسلام اُدھر سے نوشیروان مع فوج بد انجام میدان مصاف مین پہونچکر قیام پذیر ہوے اُسوقت دونون لشکرون سے چند در چند بیلدار پھاوڑے ہاتھون مین لیکر نکلے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جھاڑی جھنڈی کو میدان نبرد سے دور کرنے لگے جب میدان رزم مانند آئینہ صاف و ہموار ہوگیا اُسوقت سقے مشکین روش پر لیکر لشکرون سے نکلے پانی چھڑکنے لگے جو گرد و غبار اُٹھا تھا اُسے برطرف کردیا بعد درستی میدان جنگ کے نقیبان خوش گلو دونون جانب سے نکلے اور آواز بلند اہل لشکر سے مخاطب ہوکر یون کہنے لگے **نظم**

دلیرو یہ ہی عرصۂ گیر و دار	کرو اپنی جرأت کو تم آشکار
لڑو دشمنون سے بشمشیر و تیر	نہ منہ موڑنا تم دم دار و گیر

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر کو آمادہ حرب و پیکار کر کے میدان سے علیحدہ ہوئے فرامرز بن قارن نوشیروان سے اجازت حرب لیکر صف لشکر سے نکل کر میدان مصاف مین آیا اور پکارا اے فرقۂ خدا پرستان آج جسکو تم مین سے تمنائے مرگ ہو وہ مجھسے مقابلہ کرنے کو آئے یہ کلام فرامرز بن قارن کے سردار لشکر لندھور سے ایک سردار تہور شعار نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کیا لندھور نے اُس سردار کو روک کر خود اجازت جنگ خواجہ عبد المطلب سے چاہی خواجہ عبد المطلب نے اجازت حرب دیکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا اے لندھور آگاہ ہو کہ اسی نابکار نے میرے فرزند دلبند کو عقابین پر کھنچوا کے میرے دل کو داغ دکھایا ہی بسم اللہ جاؤ اس نابکار کو ہلاک کرو یا اسیر کر کے میرے سامنے لاؤ لندھور نے گذارش کیا بہت خوب جسطرح آپنے ارشاد فرمایا ہی انشاء اللہ اسی طرح عمل مین لاؤنگا یہ کہکر لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا اور اشارہ فیلبان سے ہاتھی بڑھانے کے واسطے کیا فیلبان نے کج بانک مستک پر فیل کے لگائی فیل میمونہ نے آگے قدم بڑھایا جسوقت لندھور برابر مقابل فرامرز بن قارن لشکر سے نکلنے لگا علماے لشکر جلوہ گری پر ہوے باجے جنگی بجے غرض جب لندھور بمقابلہ فرامرز پہونچا فرامرز نے لندھور کو ہاتھی پر سوار دیکھکر کہا اے لندھور یہ تو فن سپہ گری کے خلاف ہی کہ تم ہاتھی پر سوار ہوکے مجھسے مقابلہ کرو اگر مرد میدان نبرد ہو تو ہاتھی سے اُترکر گھوڑے پر سوار ہوکر مجھسے لڑو فنون سپہ گری دکھاؤ اور میری شمشیر بے نظیر کا پھل کھاؤ لندھور کلمات فرامرز کے ہاتھی سے کود اور فی الفور سرداران لشکر لندھور ایک مرکب پیری پیکر باساز و براق لشکر سے لیکر آئے اس گھوڑے کے اوصاف مین یہ اشعار لکھنا لازم ہین نظم زاشقر و یوزاد کا ہمسرا بلکہ خوبی مین اس سے بھی بہتر اور یہ کب کسی کے وصف مین ہی اشعر اُستاد اُسکے وصف مین ہی

زہے مرکب چو برق یا بادے	طرفہ دیوانہ و پریزادے

جب لندھور بن سعدان مرکب مذکور پر سوار ہوا اور سرداران لشکر لندھور میدان سے لشکر مین چلے گئے فرامرز بن قارن نے اپنے گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ سینۂ لندھور پر مارا لندھور نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزہ کی سنان پر بفن سپہ گری رد کیا اسی طرح فرامرز نے بھی نیزہ لندھور کو رد کیا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے لندھور نے خبردار و ہوشیار کرکے ایک پیندا ایسا باندھا کہ نیزہ دست فرامرز بن قارن سے نکل گیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا فرامرز اور نوشیروان اور بختک کو صدمۂ عظیم ہوا اُسوقت بختک نے آگے بڑھ کے کہا اے فرامرز نیزہ ہاتھ سے اگر نکل گیا تو کچھ غم نہ کھا تلوار کھینچکر کام حریف کا تمام کر فرامرز نے بموجب کہنے بختک کے تیغۂ گرانبار میان سے کھینچا اور غضبناک ہوکر خبردار خبردار کہکر تیغہ سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغے کو سپر فراخ دامن پر رد کیا پھر لندھور نے شمشیر آبدار کھینچکر فرامرز کے سر پر لگائی فرامرز نے چاہا ضرب شمشیر سے بچون یہ تصور کرکے سر جھکایا تلوار سر پر تو نہ پڑی لیکن مرکب پر جو پڑی گھوڑے کو کاٹ کر زمین مین در آئی یہ حال دیکھکر فرامرز زمین پر آیا گھوڑا دو ٹکڑے ہوکر فرش خاک پر گرا فرامرز گھوڑے کے ہلاک ہونے سے زیادہ

غضبناک ہوا اور اسی حالت مین چاہا کہ تیغہ آبدار سے سمند لندھور کو ذبح کر دے ہنوز تیغہ مرکب پر لگانے نہ پایا تھا کہ لندھور
دامن گردان کے کودا اور تیغہ دست فرامرز سے بقوت بازو چھین لیا فرامرز نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالدیا مائل کشتی ہوا
لندھور نے بھی اسکی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اسکا اُٹھانا چاہا تھوڑی دیر مین اکھاڑے کی درستی ہوگئی پھر دونون باہم اکھاڑ
مین زور کرنے لگے اور پیچ باندھنے لگے کشتی بڑے زور و شور سے ہونے لگی اسی طرف جا اہل اسلام ادھر تمامی مردان لشکر نوشیروان
تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب لندھور فرامرز کو نیچے لاکر ارادہ چت کرنے کا کرتا تھا نوشیروان بیقرار ہو جاتا تھا اور جب فرامرز
کوئی بند لندھور پر باندھتا تھا یعنے پیچ کرتا تھا نوشیروان اور بختک خوش ہوتے تھے اہل اسلام خالق خاص دعا سے براے
نصرت لندھور بار بار دعا کرتے تھے راوی کہتا ہے کہ فرامرز لندھور سے چار پہر تک بخوبی کشتی لڑا آخر کار تھک گیا اُسوقت
لندھور نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کر کے زمین سے اُٹھالیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر ٹپک دیا فرامرز
بن قارن کی پشت زمین سے آشنا ہوئی فورًا لندھور سینۂ فرامرز پر بیٹھا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا
اُسوقت خواجہ عمرو اور نعمان ہزارہ عیار لندھور دونون زنجیر و طوق وغیرہ لیکر گئے اور فرامرز کو اسیر کر کے میدان
نبرد سے لشکر اسلام مین لے آئے لندھور بھی شادان و فرحان میدان سے چلا تھا کہ سرداران نامی حکم بادشاہ لشکر
اسلام سے گئے اور زر و جواہر لندھور پر نثار کرتے ہوئے لشکر مین لے آئے باجے فتح و ظفر کے لشکر مین بجنے لگے اہل اسلام
نہایت شادمان ہوے اور نوشیروان وغیرہ کو سخت ملال ہوا اُسی حالت ملال مین نوشیروان نے چاہا کہ جنگ مغلوبہ
کر کے فرامرز کو رہا کرون لیکن بوجہ ہوجانے شام کے اس ارادے سے باز رہا آخر نالان و بیقرار جانب فرودگاہ لشکر
فوج سیاہ چلا گیا ادھر خواجہ عبدالمطلب بھی بخوشی و خرمی سر لندھور پر زر نثار کرتے ہوے اپنی قیامگاہ لشکر کیطرف روانہ
ہوے جب قیامگاہ لشکر پر پہونچے حکم دیا کہ فرامرز کو قید کرو بموجب حکم خواجہ عبدالمطلب ایک خیمے مین فرامرز کو اور
زیادہ سلاسل مین گرفتار کر کے قید کیا نعمان ہزارہ اور خواجہ عمرو وغیرہ عیاران لشکر اسلام براے حفاظت قید فرامرز متعین
کیے گئے اہل اسلام تو بوجہ گرفتار ہونے فرامرز کے خوش و خرم ہین لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہے کہ جب اپنے
فرودگاہ لشکر پر پہونچا بارگاہ مین داخل ہوا بختک اور دیگر سرداران لشکر دربار مین گئے جب دربار آراستہ ہوا نوشیروان
نے ایک آہ سرد کر کے تاج اپنا فرق پر سے اُتار کر ڈالدیا اور غم گرفتاری فرامرز مین اشک آنکھون مین بھر لایا بختک
بدکار نے یہ حال دیکھکر عرض کیا حضور مطلق رنج و غم نکرین مین فرامرز کو ایک تدبیر سے لشکر اسلام سے بلوا لونگا نوشیروان
نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہے بختک نے عرض کیا خداوند نعمت وہ تدبیر یہ ہے کہ حضور ایک نامہ اس مضمون کا خواجہ عبدالمطلب
کو تحریر فرمائین کہ اگر آپ ہمراہ دو سوارون کے فرامرز بن قارن کو اپنی طرف سے روانہ کیجیے تو ہم بھی اس جانب سے آپکے
فرزند حمزہ صاحبقران کو عقابین سے اُتار کر اور گردن پر سوار کر کے ہمراہ دو سوارون کے ہنگام سحر آپ کے پاس بھیجدین
نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کا رہا کرنا مجھے منظور نہین بختک نے عرض کیا جو کچھ مین نے عرض کیا ہے حضور میرے
کہنے پر عمل تو کرین آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ حمزہ صاحبقران پھر آپکے قبضے مین رہینگے اور فرامرز بھی قید سے رہا ہو کر آپکے
پاس چلا آئیگا یہ کہکر کچھ آہستہ گوش نوشیروان مین کہا نوشیروان نے خوش ہو کر منشی کو بلا کر اُسی مضمون کا نامہ لکھوایا
جو بختک نے مضمون بتایا تھا جب نامہ تیار ہو چکا ایک عیار کو بلا کر وہ نامہ دیا اور نوشیروان نے کہا جلد یہ نامہ خواجہ
عبدالمطلب کے پاس لیجا اور جواب اسکا لے آ عیار نامہ لیکر روانہ ہوا جب قریب لشکرگاہ پہونچا چونکہ بعض سرداران لشکر طلایہ
دے رہے تھے انھون نے شخص غیر کو آتے ہوے دیکھکر روکا عیار نے کہا مین نامہ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت خواجہ
عبدالمطلب مین جا کر یہ نامہ انھین دون سرداران مذکور عیار کو اپنے ہمراہ لیکر پاس بارگاہ فلک فرساے بادشاہ لشکر اسلام لیجنے

خواجہ عبدالمطلب عالی مقام کے پاس پہونچے اور عوض بیگی کو بلاکر اُس سے کہا کہ جلد جاکر عرض کر کہ اسوقت ایک عیار نامہ
نوشیروان کا لیکر آیا ہی امیدوار حضوری ہی عوض بیگی نے بموجب کہنے سرداران مسطور کے بارگاہ مین جاکر مجرا گاہ پر کھڑے
ہوکر بعد دعا و ثناے شاہی کے جو کچھ سرداروں نے کہا تھا عرض کیا اُسوقت بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین لندھور بن
سعدان و دیگر سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے ذگل پر موافق مرتبے کے بیٹھے تھے اور خواجہ عمرو بھی حاضر دربار تھے غرض
خواجہ عبدالمطلب نے عرض عوض بیگی کی سنکے حکم کیا نامہ دار کو ہمارے سامنے لاؤ بموجب حکم نامہ دار کو عوض بیگی ہمراہ اپنے
لیگیا نامہ دار نے بارگاہ مین داخل ہوکر بعد بجا لانے آداب شاہانہ نامۂ نوشیروان پیشکش کیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ نامہ منشی کو بلوا کر بآواز بلند
پڑھوایا خواجہ عبدالمطلب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور وغیرہ سے باہم مشورہ کرکے چاہا تھا کہ موافق تحریر نوشیروان ہنگام
سحر فرامرز کو قید سے رہا کرکے نوشیروان کے پاس بھیجدین لیکن خواجہ عمرو نے اس تجویز کو ناپسند کرکے عرض کیا کہ خبردار آپ ہرگز
فرامرز کو رہا نہ کیجیے گا نوشیروان کبھی حمزۂ صاحبقران کو آپکے پاس نہ بھیجے گا مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ بختک نابکار کوئی مکر و فریب کریگا
فرامرز کو قید سے رہا کرائیگا اور حمزۂ صاحبقران کو یہان نہ بھیجیگا جب عمرو نے یہ تقریر کی خواجہ عبدالمطلب نے اُس نامہ دار سے
فرمایا کہ تم جاکر میری طرف سے نوشیروان سے کہدینا کہ فرامرز کا رہا کرکے آپکے پاس بھیجدینا ہمین منظور نہین ہی نامہ دار
گفتگوے خواجہ عمرو و ارشاد خواجہ عبدالمطلب سنکے بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا جب دربار نوشیروان
مین پہونچا جو کچھ سنا تھا سو بعرض کیا نوشیروان نے بختک سے کہا تیری تدبیر تو کچھ بکار آمد نہ ہوئی بختک نے عرض
کیا ابھی حضور نے عیار سے سنا کہ خواجہ عبدالمطلب تو راضی ہو چلے تھے لیکن ہمارے پیر و مرشد خواجہ عمرو وہان
موجود تھے اُنھون نے تمام تدبیر میری خاک مین ملا دی اور جو کچھ کہ میرے دل مین تھا وہ سمجھ گئے اگر وہ نہوتے تو تدبیر میری
ضرور نتیجہ نیک پیدا کرتی خیر اب پھر ایک تدبیر کرونگا مگر وہ تدبیر صبح کو کرونگا یہ کہکر بختک خاموش ہوا جب دربار کے برخاست
ہونیکا وقت آیا بختک اور جملہ سرداران لشکر بارگاہ نوشیروان سے نکلکر اپنے اپنے خیام مین گئے نوشیروان بھی فرش
خواب پر لیٹا مگر صدمۂ فرامرز مین نیند نہ آئی تمام شب صدمہ گرفتاری فرامرز مین بیدار رہا آخر وہ وقت آیا کہ مرغان صبح
کے نغمون کی آواز آنے لگی صبح کی وردی بجی نوشیروان فرش خواب سے اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے سرداران لشکر در بارگاہ پر آئے
اور اجازت حاصل کرکے بارگاہ مین بیٹھے بختک نابکار بھی دربار مین آیا نوشیروان تو دربار مین بیٹھا ہی گرد سرداران لشکر ذگلون
پر تمکن ہین بختک بعہدۂ وزارت حاضر دربار ہی لیکن اب حال لشکر اسلام کا سنیے کیا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور بارگاہ خواجہ عبدالمطلب
مین لندھور وغیرہ سرداران نامی آآکر بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے خواجہ عمرو کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ فرامرز بن قارن کو ابھی ہمارے
روبرو لاؤ خواجہ عمرو فرامرز کو اُسیطرح طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے روبرو خواجہ عبدالمطلب لیگئے خواجہ عبدالمطلب نے
فرامرز کو ہدایت کی اور مسلمان ہوجانیکو کہا فرامرز نے جواب دیا مین ہرگز مسلمان نہونگا مین ہزار جان سے فداے خداوندان لات
و منات ہون علاوہ اسکے سخنان ناشایستہ نسبت اہل اسلام زبان پر جاری کیے اُسوقت لندھور کو غصہ آیا خواجہ عبدالمطلب بھی برہم
ہوے خواجہ عمرو منغض ہوے پھر بحکم بادشاہ اسلام خواجہ عمرو اور لندھور نے چل چوب ہاے سخت سے اسقدر فرامرز کو مارا
کہ تمام جسم اُسکا گویا ایک آبلہ ہوگیا جابجا پوست جسم سے اُتر گیا خون جاری ہوا آخر تاب اذیت نہ لاکر زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا
لندھور نے فرامرز کو قفس آہنی مین بند کرکے ایک بلند بلّے پر وہ قفس لٹکا دیا جب یہ خبر نوشیروان کو پہونچی اور زیادہ بیتاب و بیقرار
ہوا اور بختک سے مخاطب ہوکر کہنے لگا تو نے شب کو کہا تھا کہ صبح کو رہائی فرامرز کی تدبیر کرونگا اُسوقت تک تو نے کوئی تدبیر نہین کی
اہل اسلام نے اُسے زد و کوب کرکے قفس مین لٹکا دیا ہی مجھکو یقین ہی کہ اہل اسلام اُسکو دو چار روز مین ایسی ہی اذیتین کرکے ہلاک کر ڈالینگے
اور تو کوئی تدبیر رہائی نہ کریگا بختک نے عرض کیا حضور مع سپاہ میدان مصاف مین تشریف لیچلین پھر کوئی تدبیر معقول کیجائیگی نوشیروان

بموجب بختک کے تخت پر سوار ہوا اور جملہ فوج کو ہمراہ لیکر حسب دستور میدان مین پہونچا یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو بھی ہوئی کہ
نوشیروان بغیر طبل جنگ بجائے میدان مصاف مین آیا ہو نہین معلوم اُسکا کیا مدعا ہو غرض یہ حال سُنکے خواجہ عبد المطلب
بھی موافق دستور جمعیت سپاہ کثیر بصد شان و شوکت میدان نبرد مین پہونچے اور صف آرائی کر کے بمقابلہ نوشیروان قیام پذیر
رہے جب لشکر اسلام عرصہ رزم مین آچکا نوشیروان نے بختک سے کہا وہ تدبیر رہائی فرامرز کیا ہو جلد بیان کر
بختک نے گوش نوشیروان مین کچھ کہا نوشیروان نے فوراً ایک نامہ میر منشی سے لکھوایا اور اپنی مُہر اُس نامے پر کر کے ایک
قاصد کو دیا کہ یہ نامہ خواجہ عبد المطلب کو جا کر دیدے قاصد نے نامہ لیکر پگڑی مین رکھا اور شتر پر سوار ہو کر جانب لشکر
اسلام چلا اور عنقریب لشکر اسلام پہونچکر کہنے لگا کہ اے فرقہ خدا پرستان مین نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ تمہارے
بادشاہ لشکر کی خدمت مین جاؤن جب خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ قاصد نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہو فوراً قاصد کو اپنے
پاس بُلایا اور نامہ اُس سے لیکر میر منشی سے پڑھوایا مضمون اُس نامۂ نوشیروان کا یہ تھا کہ اے خواجہ عبد المطلب
بہتر اور مناسب یہی ہو کہ فرامرز کو گھوڑے پر سوار کر کے ہمراہ دو سوارون کے ہمارے پاس بھیجدو اور ہم بھی ادھر سے
حمزۂ صاحبقران کو کرگدن پر سوار کر کے تمہارے پاس روانہ کردین اسی مضمون کا ایک نامہ شب گذشتہ بھی تمھین
لکھا تھا اور اب بھی لکھا ہو تمھین لازم ہو کہ عمرو کے کہنے پر عمل نکرو اور ہماری جانب سے اُس سے کہو کہ اگر فرامرز کو ہمارے
پاس روانہ کرنے مین خلل انداز نہوگا تو ہم ہزار تمن زر تجکو دینگے خواجہ عبد المطلب نے مضمون نامے سے آگاہ ہو کر
لندھور سے پوچھا خواجہ عمرو کہان ہو عمرو نے پس پشت خواجہ عبد المطلب آواز دی غلام حاضر ہو عبد المطلب نے
ارشاد فرمایا اے خواجہ عمرو ہزار تومان نوشیروان دیتا ہو اور حمزۂ صاحبقران کو بھی ہمارے پاس روانہ کرتا ہو تم
فرامرز کو کیون نہین رہا کر کے اُسکے پاس بھیجدیتے خواجہ عمرو نے عرض کیا ہزار تومان میرے سامنے آئین
اُسوقت جو میری راے ہوگی گذارش کرونگا خواجہ عبد المطلب نے نامہ دار سے یہی کہدیا نامہ دار رخصت
ہو کر پاس نوشیروان کے گیا اور تمام حال جو گذرا تھا عرض کیا نوشیروان نے فوراً ہزار تومان اُسی نامہ دار کے
ہمراہ کر کے پھر اُسے روانہ کیا جب وہ نامہ دار لشکر اسلام مین پہونچا اور تومان پیش خواجہ عمرو رکھے گئے خواجہ
عمرو کو لالچ آیا اور حرص دامنگیر ہوئی اُسوقت عمرو نے خواجہ عبد المطلب سے عرض کیا کہ اگر آپ کے نزدیک
مناسب ہو تو موافق اقرار نوشیروان عمل کیجیے اور اب مین بھی راضی ہون خواجہ عبد المطلب نے فرمایا
یہی مجھے بھی منظور ہو غرضکہ اُسیوقت خواجہ عمرو بحکم خواجہ عبد المطلب فرودگاہ لشکر پر گئے اور فرامرز کو جس
خیمے مین قید کیا تھا اُس خیمہ سے نکالکر اور ایک مرکب پر بدشواری بٹھا کر لشکر مین لیکر آئے اور نامہ دار سے
کہا جا کر نوشیروان سے کہدو کہ آپ اُس طرف سے حمزۂ صاحبقران کو ادھر بھیجیے اس طرف سے ہم فرامرز
کو روانہ کرتے ہین نامہ دار نے نوشیروان سے جا کر تقریر خواجہ عمرو بیان کی نوشیروان نے بختک
کی طرف دیکھا بختک نے عرض کیا خداوند نعمت حمزۂ صاحبقران کو عقابین سے اُتروا کر اُنکے والد کے پاس
بموجب اقرار بھیجدیجیے اگر حکم فرمایئے تو یہ جان نثار ہی اسکا انصرام کرے نوشیروان نے کہا جا تو ہی حمزۂ
کو عقابین سے اُتروا کر ہمارے پاس لے آ بختک گیا اور عقابین سے امیر با توقیر کو اُتروا کر قفس آہنی سے
نکالا اور ایک مادہ کرگدن کی پشت پر حمزۂ صاحبقران کو مانند مردہ کے ڈالکر رسن سے خوب شکم و پشت
مادہ کرگدن مین دست و پاے امیر باندھ دیے کیونکہ فرامرز اور نوشیروان نے ایسی اذیت جسم نازک
امیر کو دی تھی کہ دست و پاے امیر با توقیر قابو مین نہ تھے اور یہ بھی صاحب دفتر نے لکھا ہو کہ بعد ایذا دینے

تن نازک امیر کو پوست گاؤ سر اپاے امیر پر چڑھوا دیا تھا وہ کھال گائیکی بالکل گوشت اور اعضاے امیر سے
لپٹ گئی تھی کسی طرح تن حمزہ صاحبقران سے جدا نہوتی تھی صرف دو آنکھین امیر کی پوست گاؤ سے محفوظ تھین الغرض
بختک نابکار مادہ کرگدن کی پشت پر حمزہ صاحبقران کو ڈالکر لشکر مین لیکر آیا جس مادہ کرگدن کی پشت پر امیر کو
بختک نے سوار کیا تھا اُسکا ایک بچہ بھی لشکر نوشیروان مین تھا بختک اُس بچے کو بھی ہمراہ لایا جب نوشیروان
نے ہمراہ دو سواروں کے حمزہ صاحبقران کو مادہ کرگدن پر ڈالکر اپنے لشکر سے جانب لشکر اسلام روانہ کیا اُدھر
سے عمرو نے بھی تومان مذکور نذر زنبیل کرکے ہمراہ دو سواروں کے فرامرز بن قارن کو پشت مرکب پر سوار
کرکے بحکم خواجہ عبد المطلب اور بمشورہ لندھور بن سعدان روانہ کیا جسوقت فرامرز بن قارن کو سواران
لشکر نوشیروان کے قریب تر لائے اور مادہ کرگدن مذکور نصف میدان طی کرکے قریب لشکر اسلام پہونچی سرداران
لشکر اسلام کثرت اشتیاق قدمبوسی امیر با توقیر سے ارادہ استقبال امیر کا کرکے لشکر سے نکلا ہی چاہتے
تھے کہ ناگاہ بختک نابکار نے بچہ مادہ کرگدن کو صف اول لشکر مین لاکر اس طرح کان کو اُسکے اذیت دی کہ وہ بچہ
چلانے لگا مادہ کرگدن نے جو اپنے بچے کی آواز سُنی فی الفور جوش الفت سے لشکر اسلام کی جانب سے منھ موڑ کر فوج
نوشیروان مین بصد عجلت چلی آئی کسیطرح سواروں کے روکے سے نہ رکی اور اپنے بچے کے قریب آکر کھڑی ہوگئی
نوشیروان نے کچھ سواران لشکر کو اُسوقت حکم دیا کہ جلد تر آگے بڑھکر مرکب سے فرامرز بن قارن کو اُتار کر فرودگاہ لشکر پر
لیجاؤ سواروں نے ایسا ہی کیا پھر نوشیروان نے بختک سے کہا جلد تر پشت مادہ کرگدن سے حمزہ صاحبقران
کو جدا کرکے قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر لٹکا دو بختک نابکار نے بھی بموجب حکم نوشیروان ایسا ہی
کیا جسوقت یہ واقعہ لندھور بن سعدان نے دیکھا نہایت غضبناک ہوا فوراً فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا اُسنے
ہاتھی بڑھایا لندھور نے گرز گران سر ہاتھ مین لیکر ارادہ کیا کہ یا تو امیر با توقیر کو عقابین پر سے کفار کو قتل کرکے لے آؤن
یا فرامرز بن قارن کو پھر گرفتار کرون ہنوز لندھور عنقریب صف اول لشکر نوشیروان پہونچا تھا کہ نوشیروان نے
جملہ فوج سے کہا کہ لندھور کو روکو آگے نہ بڑھنے دو اور جہانتک ممکن ہو اُسے قتل کر ڈالو مردمان فوج حکم پاکر آگے
بڑھے لندھور نے بھی قصد آگے بڑھنے کا کیا اُسوقت جملہ مردمان لشکر نوشیروان نے لندھور کو چار جانب سے
گھیر لیا اور نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے لندھور بھی عالم قہر و غضب مین لڑنے لگا جب بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دیکھا
کہ لندھور نرغۂ اعدا مین گھِر گیا ہے تلوار چل رہی ہے اُسوقت بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ عبد المطلب عالی مقام
نے تمام فوج کو حکم دیا کہ براے مدد لندھور جلد تر جائے چنانچہ بمجرد حکم اسطرف سے بھی لشکر ظفر اثر بڑھا جسوقت
دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار بڑے زور و شور سے چلنے لگی لشکری جانبین کے قتل ہونے لگے جوانمرد
نعرۂ شیرانہ کرکے اپنے اپنے حریف پر حملہ کرنے لگے زخمی زمین پر گرکے کراہنے لگے صداے گیر و دار میدان کارزار مین
بلند ہوئی کسی جری نے ٹوک کر اپنے دشمن کو ضرب تیغ آبدار سے دو نیم کیا کسی بہادر نے اپنے حریف کو نیزے
سے ہلاک کیا کسی دلیر نے تیر جان ستان سے اپنے عدو کو خاک و خون مین بھرا کسی سرکش نے ضرب گرز گران سے
سر دشمن کو پاش پاش کیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ لڑائی کئی کوس کے احاطہ مین ہو رہی تھی سر جوانان لشکر کے ضرب
تیغ سے جدا ہو کر زمین پر گرتے تھے لاشے مانند مرغ نیم بسمل زمین پر تڑپتے تھے دریاے خون کشتگان موجزن تھا سر
کشتگان اُس جوے خون مین حباب آسا معلوم ہوتے تھے اور تن بیسر مانند نہنگ کے بصورت کشتی نظر آتے
تھے گرد و غبار اُسوقت تگاپوے سمندان سے اسقدر بلند اور محیط عالم ہوا تھا کہ روے فلک نظر نہ آتا تھا چنانچہ

روز روشن تھا لیکن مثل شب اندھیرا تھا آفتاب کثرت گرد و غبار سے پنہان تھا کسی کو اچھی طرح کچھ نظر نہ آتا تھا بھائی
کو بھائی قتل کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ مین اگر فرزند و پدر سے مقابلہ ہو جاتا تھا اور فرزند نعرہ کوہ شگاف کرکے تیغ علم کرتا تھا
باپ اسکا اپنے فرزند کی آواز پہچان کر کہتا تھا کہ اے فرزند مین تیرا باپ ہون ہرگز مجھپر تلوار نہ لگانا فرزند اسکا خیال کرتا
تھا کہ یہ حریف مکار ہی مجھے دشنام دیتا ہے اسے ضرور قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے باآواز بلند کہتا تھا کہ او نابکار تو مکر و کید
چاہتا ہی کہ میرے ہاتھ سے جانبر ہو مین ہرگز تجھے زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر تلوار بصد غضب لگاتا تھا کام اپنے پدر کا تمام
کرتا تھا اکثر کفار اس طرح باہم لڑکر ہلاک ہوتے تھے سواران ہند دلیرانہ کفار سے لڑتے تھے لندھور بن سعدان ایک
ایک ضرب مین دس دس بیس بیس کافرون کو ہلاک کرتا تھا جب سرہاے کفار پر وہ گرز گرانبار پڑتا تھا کفار پیوند
خاک بلکہ سرمہ سا ہو جاتے تھے شور دار و گیر چہار جانب بلند تھا بار کثرت فوج و لشکر از تگاپوے سمندان سے گاو زمین
کے قدم تھراتے تھے زمین دمبدم کانپتی تھی آفتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر تھرتھراتا تھا فلک تماشاے جنگ دیکھکر متحیر تھا
جابجا میدان کارزار مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار لگے ہوے تھے لڑائی خوب ہو رہی تھی ہر طرف سے
کرو کاوش جنگ مین تھی کفار پسپا ہونے لگے تھے لندھور لب خندق تک جنگ رستمانہ کرتا ہوا پہونچ گیا تھا
ناگاہ پس پشت لشکر اسلام غبار عظیم بلند ہوا کفار نے اُس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی سردار مع فوج
جرار بہر مدد مسلمانان آتا ہے یہ خیال کرکے سب نے قصد فرار کیا تھا کہ اُسی غبار سے ہیکلان نابکار جمعیت سپاہ
ہفت صد ہزار ظاہر ہوا ہیکلان نے جو دیکھا کہ ادھر فوج اسلام ہے اور اُدھر لشکر نوشیروان ہے جنگ مغلوبہ
خوب ہو رہی ہے مسلمان قتل کرتے ہوے آگے بڑھتے چلے جاتے ہین لشکریان نوشیروان پیچھے ہٹے جاتے ہین جہانتک
نظر کام کرتی ہے سواے فوج اور لاشون کے اور کچھ نظر نہین آتا ہے تلوار چلتی ہے برق شمشیر ہر جگہ چمک رہی ہے
دلاورون کے سر و گردن مین جدائی ہو رہی ہے بحر خون کشتگان موجزن ہے کشتی حیات لشکریان نوشیروان
طوفانی ہے چنگاریان تلوارون کی اور چقا چاق خنجر بلند ہے جنگ عظیم دیکھکر ہیکلان نے اپنے لشکریون کو حکم دیا کہ ان
مسلمانون پر یکبارگی حملہ کرو سبکو تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو انکے قتل سے منھ نہ موڑو پس بموجب حکم ہیکلان
بدانجام سپاہ نے حملہ کیا چونکہ مردان فوج ہیکلان تازہ دم تھے تلوار و خنجر وغیرہ آلات حرب و ضرب ہاتھون مین لیکر
اسما اپنے خداوندون کے ورد زبان کرکے ایسا سخت حملہ کیا کہ جو لشکر اسلام آگے بڑھتا جاتا تھا اب رکا اور فوج نوشیروان
بھی ہیکلان کے آنے سے خوش ہوکر جم کر لڑنے لگی لشکر اسلام بیچ مین ہو گیا کفار نے گھیر لیا اہل اسلام کو قتل کرنا شروع
کیا ہر چند کہ ہندیان تہور شعار و دیگر جوانان اہل اسلام پر نرغہ کفار چہار جانب سے تھا لیکن مردانہ وار موت کو زندگی سے
بہتر جانکر لڑ رہے تھے بڑھ بڑھ کے تیر و شمشیر سینے پر روکتے تھے زخم کھاکر صورت گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے جب
کثرت زخم ہاے کاری سے مرکبون سے بروے خاک گرتے تھے سجدہ شکر کرتے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جنگ مغلوبہ
صبح سے تا شام ہوئی ہزارون اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوے اور لاکھون کفار قتل ہوکر راہی جانب دارالبوار
ہوے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب یہ جنگ عظیم دیکھکر لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر نظر مردم سے پنہان
ہوا اور ماہتاب مع کواکب فلک پر عیان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا صداے طبل بازگشت بلند ہوئی اُس وقت
ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا جو اہل اسلام تیغ آبدار حلق کافر نابکار پر رکھے تھا اُسنے تلوار گلوے کافر پر سے اُٹھائی اور اُسے
چھوڑ دیا غرض کہ جب طبل بازگشت بجا کفار اہل اسلام سے جدا ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے ہیکلان بدانجام
بھی مع اپنی سپاہ کے جانب بارگاہ نوشیروان چلا گیا ادھر جملہ اہل اسلام مع لندھور بن سعدان بے نیل مرام ہمراہ بادشاہ

لشکر اسلام جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوئے لندھور بن سعدان وغیرہ نے افسوس کیا کہ نہ تو حمزہ صاحبقران کو عقابین
سے اُتار کر لائے نہ فرامرز بن قارن کو دوبارہ اسیر کیا الحاصل اہل اسلام افسوس کنان لشکرگاہ پر پہونچے آلات حرب وضرب
سے تن جدا کرکے زرہین اُتارین خواجہ عبدالمطلب ولندھور بن سعدان داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو بھی روبروے
بادشاہ اسلام حاضر ہوئے لشکری براے استراحت اپنے اپنے بستر پر گئے زخمیون کے باب مین بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ
جلد انکا علاج کیا جائے چنانچہ بموجب حکم زخمیون کا علاج ہونے لگا سرداران لشکر اسلام مع لندھور بن سعدان دربار خواجہ
عبدالمطلب مین گئے اور اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے اُسوقت خواجہ عبدالمطلب نے لندھور سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ نوشیروان
اور بختک نے آج ایسا فریب کیا ہی کہ ہمکو اس فریب کرنیکا مطلق خیال بھی نہ تھا خواجہ عمرو نے عرض کیا مین نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا
کہ نوشیروان حمزہ صاحبقران کو کسیطرح رہا نہ کریگا یہ محض بختک نابکار کا ایک فریب ہی آپنے میری عرض قبول نہ کی دیکھیے جو مین کہتا
تھا وہی ہوا خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا اے عمرو بیشک تم سچ کہتے تھے مجھے نوشیروان سے ایسے مکروکید کرنیکی امید نہ تھی یہان تو بارگاہ مین
درمیان خواجہ عمرو و بادشاہ لشکر اسلام گفتگو ہو رہی ہی لندھور بار بار افسوس کرتا ہی سرداران فوج اسلام خاموش بیٹھے ہین انھین
تو بیٹھا رہنے دیجیے لیکن احوال نوشیروان کا سنیے جب نوشیروان اور بختک اور ہیکلان مع فوج اپنی فرودگاہ پر پہونچے سوارون
سے اُتر کر بالاے زمین آئے نوشیروان بارگاہ مین داخل ہوا ہیکلان ودیگر سرداران لشکر و بختک نابکار وغیرہ بھی بارگاہ نوشیروان مین گئے
اور موافق اپنے اپنے رتبے اور مرتبے کے بیٹھے بختک اپنے عہدے پر مصروف ہوا اُسدم نوشیروان نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر اپنے وزیر
بختک کی عقل ودانائی کی تعریف کی اور کہا فرامرز بن قارن اسی کی تدبیر سے رہا ہوا پھر نوشیروان نے فرامرز بن قارن کو روبرو
اپنے بلواکر احوال اُسکا دیکھا چونکہ تمام جسم اُسکا کثرت زدوکوب سے بیشک مجروح تھا نوشیروان نے حکم کیا جلد فرامرز کو یہان سے لیجاؤ اور بخوبی علاج کرو
ملازمان نوشیروان فوراً اُسے لیگئے اور علاج اُسکا کرنے لگے بعد جانے فرامرز کے نوشیروان ہیکلان ملک سومنات سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ
آج تم وقت پر یہان پہونچے اہل اسلام حمزہ صاحبقران کی رہائی کے واسطے آج اسطرح میدان مین لڑ رہے تھے اگر تم وقت جنگ مغلوبہ
نہ آتے تو ضرور حمزہ صاحبقران کو اہل اسلام رہا کرکے لیجاتے اور میرے لشکر کو شکست ہوتی ہیکلان نے بصد ادب عرض کیا اے
شہنشاہ مین تو حضور کا فرمانبردار ہون اور اہل اسلام کا عدوے جان ہون مین نے سنا تھا کہ اہل اسلام حضور سے مقابلہ کر رہے
ہین تاب ضبط باقی نہ رہی بصد عجلت لشکر ہمراہ لیکر براے سرزنش اور بہر مقابلہ فرقہ خدا پرستان حاضر خدمت ہوا اب میری راے
یہ ہی کہ وہ تدبیر حضور کرین کہ یہ جنگ جدال بالکل موقوف ہو جائے نوشیروان نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی بیان کرو ہیکلان ملک سومنات
نے عرض کیا حضور حمزہ صاحبقران کو ابھی اپنے دربار مین بلائین تو مین اُنکو فہمایش کرون اگر انھون نے میرے کہنے پر عمل کیا تو بھی
مطلب حاصل ہو جائیگا اور اگر انھون نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو اُنکو قتل کرونگا سرداران حمزہ صاحبقران خبر قتل حمزہ سنکے متفرق
اور مایوس ہو جائینگے حضور سے مقابلہ نکرینگے بلکہ اطاعت شہنشاہ اختیار کرینگے اور اگر فرمانبرداری حضور سے انحراف کرینگے
تو مین اُنکو قتل یا اسیر کرونگا دو باغیون کو تو مع اُنکی فوج کے قبل حاضر ہونے کے مین نے اپنے ملک مین اسیر کیا ہی اُنکے مانند
اور سرکشون کو بھی اسیر کرونگا نوشیروان نے پوچھا کسے گرفتار کیا ہی ہیکلان نے عرض کیا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد
مغربی کو اسیر کیا ہی نوشیروان یہ خبر سنکے خوش ہوا پھر بموجب کہنے ہیکلان کے حمزہ صاحبقران کو دربار مین بلوایا جب
ملازمان نوشیروان امیر باتوقیر کو عقابین سے اُتار کر دربار مین لائے ہیکلان بدانجام نے امیر باتوقیر سے کہا کہ اے حمزہ
صاحبقران اگر تم اپنی رہائی اور زندگی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو ہم ابھی تمکو رہا کردین شہنشاہ تمسے
نہایت خوش ہون تمھاری قدر و منزلت زیادہ کرین اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو سر تمھارا تمھارے تن سے جدا کیا جائیگا
صاحبقران نے گفتگوے ہیکلان بدکردار سنکے بصد غضب جذبشار سے جواب دیا اور بدانجام خاموش رہ گیا واہیات کلمات

زبان پر جاری کرتا ہو مین تجھپر اور تیرے خداوندون پر لعنت کرتا ہون ہرگز تیرے خداوندون کو سجدہ نکرونگا مجکو قتل ہونا اپنا
منظور ہی کافر ہونے سے ای ناپاک وبیدین لائق سجدہ وہ معبود ہی جسنے زمین وآسمان شمس وقمر شجر وحجر جن وانس وملک کو وحوش وطیور و
جنات ونباتات وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی تیرے خداوند لائق سجدہ کرنے کے نہیں ہین اگر تجکو کچھ عقل ہی تو بجاے خود سمجھ لے کہ
اُنھین پتھرون سے سنگ تراشون نے تراش کر بنایا ہی جیس وبیحرکت پڑے رہتے ہین انمین قدرت کسی طرح کی نہین ہی تجکو لازم ہی کہ
خالق کون ومکان کو سجدہ کر اور اپنے خداوندون پر میری طرح لعنت کر دین اسلام اختیار کر تاریکی کفر سے نکل نور ایمان واسلام سے اپنے دلکو
روشن کر جسوقت اسطرح کے کلمات هیکلان بدصفات نے حمزۂ صاحبقران سے سنے کثرت غیظ وغضب سے کانپنے لگا نوشیروان بھی امیر
باتوقیر کی تقریر سے ناراض ہوا هیکلان نے اُسی حالت قہر وغضب مین نوشیروان سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ حمزۂ صاحبقران
کو ابھی قتل کروا دیجئے آپ کے اور آپکے سب خداوندون پر یہ لعنت کرتے ہین نوشیروان گفتگوے هیکلان سنکے خاموش رہا
هیکلان نے خاموشی نوشیروان سے اپنے دل مین خیال کیا کہ نوشیروان کو قتل حمزۂ صاحبقران منظور ہی مشہور ہی الخاموشی
نیم رضا یہ خیال کرکے جلاد کو طلب کیا یہان جلاد آیا اور حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ سے لیکر بیرون بارگاہ گیا وہان بارگاہ
خواجہ عبدالمطلب مین عمرو کا دل گھبرایا فوراً عمرو بارگاہ سے نکلا اور خیال کرنے لگا اسوقت یقیناً کوئی نہ کوئی صدمہ حمزۂ
صاحبقران کو ہوا ہی جلد جاکر اُنکی خبر لینا چاہیے یہ خیال کرکے بصد عجلت جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا جب قریب
بارگاہ پہونچا دیکھا ایک خدمتگار نوشیروان کا ایک جگہ بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہی عمرو نے فوراً حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا
خدمتگار بیہوش ہوا عمرو نے جلد تر ایک گوشے مین جاکر رنگ وروغن زنبیل سے نکالکر اپنی شکل مثل اُسکی صورت کے بنائی پھر
اُسکے کپڑے اُتار کر پہنے اور اُسے اُسی گوشے مین ڈالکر کچھ خس وخاشاک سے پوشیدہ کر دیا الغرض عمرو بشکل خدمتگار مذکور بارگاہ
نوشیروان تک پہونچا وہان دیکھا کہ جلاد نے امیر کو ریگ کے چبوترے پر بٹھایا ہی امیر سر جھکائے بیٹھے ہین جلاد تیغہ علم
کیے ہوئے سر امیر پر کھڑا ہی نوشیروان وهیکلان وبختک اور جملہ لشکر نوشیروان بیرون بارگاہ بیٹھے ہین بعض راوی
نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ عمرو اندر بارگاہ نوشیروان کے گیا وہان دیکھا کہ جلاد سر امیر باتوقیر پر تیغہ کھینچے ہوئے منتظر حکم قتل
کھڑا ہوا ہی غرض بہر طور عمرو یہ حال دیکھکر بیتاب وبیقرار ہوگیا اور خیال کیا جبتک لشکر اسلام مین اس حال پر ملال کی خبر
دینے کو جاؤنگا اور جبتک سرداران لشکر اسلام یہان تک آئینگے امیر باتوقیر اُسوقت تک ضرور قتل ہوجائینگے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو قریب بختک کے آئے اور اپنی آنکھ کا تل اُسے دکھایا اور اشارے سے کہا اگر حمزۂ صاحبقران قتل ہوجائینگے
تو ای بختک مین سمجھے آج ہی شب کو ہلاک کرونگا جلد کوئی ایسی تدبیر کر کہ حمزۂ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہین بختک
خواجہ کو دیکھکر اور تقریر خواجہ باایما واشارہ سمجھکر اپنی جان کے خوف سے کانپنے لگا رنگ رخ زرد ہوگیا مردنی منہ پر چھاگئی
دلمین خیال کرنے لگا یہ ذات پاک اسوقت بارگاہ مین تشریف فرما ہین اگر انکے کہنے پر عمل نہ کرونگا تو بلاشک مجکو مار ڈالینگے
کسیطرح نچھوڑینگے یہ خیال کرکے بختک نے هیکلان ملک سومنات مغرب سے کہا کہ ای هیکلان یہ تم کیا غضب کرتے ہو کیون
حمزۂ صاحبقران کو قتل کرواتے ہو ناحق اپنی زندگی کے پیچھے پڑے ہو بیکار اپنی حیات سے بیزار ہو بہتر ومناسب یہی ہی کہ
امیر باتوقیر کو قتل نہ کرواؤ اگر حمزۂ صاحبقران کو تمنے قتل کروایا تو یہ سمجھ لو کہ خواجہ عمرو اور سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران تمکو کسی
طرح زندہ نچھوڑینگے بڑا فساد برپا کرینگے سرداران لشکر امیر اور فرزندان حمزۂ صاحبقران آفت عظیم برپا کرینگے خون امیر کا بخوبی انتقام
لینگے علاوہ سرداران لشکر اور فرزندان امیر کے اگر خواجہ عمرو چاہینگے تو گلیم اوڑھکر تمکو اور تمہارے لشکر کو جلد قتل کر ڈالینگے یہ اتنا
بھی تمپر عافیت نہ گذریگی روے سحر بھی نہ دیکھوگے تمکو کس بات پر گھمنڈ ہی اتنی جسارت نہ کرو قتل حمزۂ صاحبقران ایک امر عظیم ہی
اسکو سہل جانتے ہو کیا ہے اور جملہ فرمانبرداران شہنشاہ سے تم عقیل وفہیم زیادہ ہو دیکھو شہنشاہ فلک بارگاہ کی خرابی اور

برباد کی کے درپے نہو فتنہ و فساد زیادہ تر برپا نہ کرو زندگی غنیمت سمجھو میرا کہنا مانو جلاد کو حکم دو کہ چلا جائے قتل کرنا کیسا امیر کے تن
نازک پر ہاتھ بھی نہ لگائے ورنہ ابھی اسی بارگاہ مین رنگ دگرگون ہو جائیگا اہل بارگاہ سے کوئی زندہ نہ رہیگا قتل کرنیوالا بھی
نظر بھی نہ آئیگا عجب نہیں کہ ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شہنشاہ عیاران
فرمانروائے مکاران شیخ الاصحاب معلے القاب فطرت مآب عالی جناب خواجہ عمرو بن امیۃ ضمری نامدار فتنہ روزگار خنجر آبدار
لیے ہوئے یہان موجود ہون وہ ابھی تمکو قتل کرین بارگاہ مین ہر ایک کو خاک و خون مین بھر دین یا بیہوش کرکے نذر زنبیل کرین
عیسٹا کے حوالے کردین وہان مٹی ٹوکری مین عمر بھر کر سر پر اٹھانا پڑے پشتہ بنانا پڑے مزدوری صبح سے تا شام کرنا پڑے
ہرچند کہ خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر قتل نہیں کرتے ہین انکو حکم نہیں ہے لیکن اگر صدمہ حمزہ صاحبقران مین وہ ایسا کرین تو کچھ عجب
نہیں بس اے ہیکلان خواجہ عمرو اور سرداران حمزہ صاحبقران سے بےخوف نہو امیر کو قتل نہ کروا انجام اسکا بد ہے شہنشاہ سے اس
قسم کی دوستی کرنا سراسر دشمنی کرنا ہے اس امر مین زوال دولت شہنشاہی کا خوف ہے اور تمھاری جان کا خطرہ ہے آگے تمھین اختیار ہے
ہیکلان ملک سومنات مغرب تقریر بختک سنکے دنگ ہو گیا تھوڑی دیر تک دریائے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد فکر بختک سے کہنے لگا اے
وزیر شہنشاہ تم مجکو خواجہ عمرو اور سرداران لشکر اسلام سے نہ ڈراؤ میرے لشکر کے سردار ایسے بہادر و جرار ہین کہ رستم وقت اور اسفندیار
زمان ہین سرداران حمزہ کی کیا مجال جو انسے مقابلہ کر سکین اگر میری فوج کے سرداران پہاڑ پر گرز لگائین کوہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
سرمہ ہو جائے نیزہ انکا کثرت قوت سے کوہ مین در آتا ہے انکی تلوار کی پناہ نہیں ہے جسنے ذرا بھی انکی تلوار کا پھل ہنگام جنگ جدل کھایا ہے
بے تامل سوئے عدم گیا ہے جس اجل رسیدہ نے انسے مقابلہ کیا ہے قتل ہوا ہے جس حریف پر ہنگام مصاف انھون نے تیر لگایا وہ حریف نشانہ تیر اجل ہوا
علاوہ اپنے سردارون مذکور کے مین بھی قوت و شجاعت مین بےنظیر ہون اسیوجہ سے مجکو گھمنڈ اور غرور ہے اور اسی سبب سے سرداران لشکر
اسلام کی کچھ اصل و حقیقت نہیں سمجھتا ہون اور لندھور وغیرہ سے نہیں ڈرتا ہون اے بختک کیا مجال کسی خداپرست کی جو میرے سوار دلیر
ہنگام جنگ غالب آئے تم دیکھ لینا میرے لشکر کے سردار ہنگام کارزار کیسے کیسے کارہائے نمایان کرتے ہین بس تم مجکو قتل حمزہ سے مانع نہو اور
سرداران لشکر اسلام سے نہ ڈراؤ بختک نے جواب دیا اے ہیکلان اول تو مجکو یقین نہیں کہ سردار تمھارے لشکر کے ایسے قوی و بہادر ہین
جیسی تمنے انکی تعریف کی ہے اور بالفرض جری و بہادر بھی ہین تو مثل سرداران لشکر اسلام کے جری و بہادر نہونگے اور اگر تمھارے
نزدیک تمھارے سردار چیدہ روزگار ہین تو پہلے جملہ سرداران لشکر و فرزندان حمزہ صاحبقران کو قتل کرلو تو پھر حمزہ صاحبقران
کو تہ تیغ کرنا حمزہ صاحبقران کہین چلے نہیں جاتے ہین قید ہین جسوقت چاہنا قتل کرنا اسوقت قتل کرنا کسی طرح مناسب
نہیں ہے اور یہ تو بتاؤ کہ بڑے بڑے لشکر کے سردار جنکی قوت و شجاعت پر تمھین ناز ہے انکے کیا نام ہین اور کہان ہین ہیکلان نے کہا
میرے لشکر کے اول تو جملہ سردار ہمثیل روزگار ہین لیکن بڑے نامی سردار اکوان عاد اور سمراق عاد اور جلاق عاد اور قلاق عاد
ہین پھر اشارے سے بتایا کہ دیکھو وہ میرے لشکر کے سردار اس دربار مین شیرانہ اور نہنگانہ ڈٹکر بیٹھے ہین بختک نے جواب دیا اب
تمھین لازم ہے کہ اپنے نام یا اپنے کسی سردار کے نام طبل جنگ بجواؤ سرداران فوج امیر سے مقابلہ کرو تمھین اپنے سردارون کی جرأت
دکھلاؤ حمزہ صاحبقران کو فی الحال قتل نکرو ہیکلان نے کچھ سوچکر کہا اے وزیر شہنشاہ خیر تمھارے کہنے سے مین حمزہ صاحبقران کو
اسوقت قتل نہیں کرتا ہون انکو لیجا کر عقابین پر قید کرو اب امیر کو اسوقت قتل کرونگا جب جملہ سرداران لشکر امیر اور فرزندان امیر
کو ہلاک کرونگا یہ کہکر ہیکلان خاموش ہوا بختک نے جلاد کو جھڑک کر حمزہ صاحبقران کے قریب سے جدا کیا پھر بختک نے امیر کو قفس آہنی
مین بند کرکے عقابین پر کھنچوا دیا اور باشارہ دست بستہ خواجہ عمرو سے کہا کہ مین نے بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران کو قتل ہونے نہیں
دیا اب آپ بھی مجھے قتل نہ کیجیے گا ہمیشہ مجکو اپنا خادم تصور کیجیے گا خواجہ عمرو نے بایما و اشارہ پوچھا کہ ہیکلان نابکار کو کچھ سزا اور ذلت
دون سر دربار اسکو ذلیل کرون بختک نے باشارہ چشم و ابرو منع کیا اور باشارہ کہا کہ اب آپ تشریف یہان سے لیجائیے کوئی فتنہ و فساد

دربار مین برپا نہ کیجیے گا مدعاے دلی آپکا برآچکا ہو اب ٹھہرنا آپکا یہان بیکار ہی خواجہ عمرو نے دلمین اپنے خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہی اب یہان توقف کرنا بے سود ہی یہ خیال کرکے عمرو شکل خدمتگار بارگاہ سے نکلا اور سیر کنان لشکر حمزہ صاحبقران مین آیا یہان بارگاہ مین سرداران لشکر روبروے خواجہ عبد المطلب بیٹھے تھے خواجہ نے تمام حال بارگاہ نوشیروان کا روبروے خواجہ عبد المطلب بیان کیا خواجہ عبد المطلب نے زندہ رہنے اپنے فرزند کی حقیقت سنکے شکر کیا پھر جملہ سرداران لشکر نے تعریف عیاری خواجہ کرکے حمد قدرت خدا کی اور قتل نہونے حمزہ صاحبقران سے مسرور ہوے یہان تو جملہ سردار لشکر بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین بیٹھے ہوے تھے اور شکر و سپاس مسبب الاسباب کر رہے تھے ناگاہ صداے طبل جنگی سنائی دی ہرکارے خبر نواخت طبل جنگی لیکر جلد تر خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بہزار ادب مجرا کرکے دعا و ثناے شاہی بجا لاکر اس طرح عرض کرنے لگے کہ اسوقت ہیکلان ملک سومنات مع اپنے نام اور اپنے سردارون کے نام نوشیروان سے اجازت لیکر طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی خواجہ عبد المطلب نے تمام حال ہرکارون سے سنکے ارشاد فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بہ دایر دی نقارۂ حربی پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارۂ زرمی پر چوب لگائی گئی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی مردان لشکر اسلام آواز نقارۂ جنگی سنکے ہوشیار ہوے جلد اپنے اپنے بستر سے اٹھے تیاری جنگ مین مصروف ہوے اسیوقت خواجہ عبد المطلب نے بھی دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنی بارگاہ اور خیمے مین گیا اور تیاری رزم مین مصروف ہوا

داستان متواتر جنگ کرنا الوان عاد وغیرہ دلیران لشکر نوشیروان کا سرداران فوج امیر سے اور قتل ہونا بہادران جانبین کا اور ذکر عیاری خواجہ عمرو مع احوال صابر نمدپوش و دیگر عیاران فوج کفار

پلا ساقیا اب مے لالہ رنگ | لکھوں عالم نشہ مین حال جنگ
لکھوں وہ دلیرونکا جوش و خروش | کہ رستم کے سنکے بھی اڑ جائین ہوش
بادہ ہو لکھوں وہ حال نبرد | جسے سنکے بزدل بھی ہو جائے مرد
لکھوں ایسی کیفیت کارزار | کہ ہو غیرت جنگ اسفندیار

راویان شیرین زبان و ناقلان رطب اللسان اس داستان دلچسپ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ تمام شب دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب دور ہوئی اور روشنی سحر سے سراے دہر پرنور ہوئی اہل اسلام بشوق تمام اپنے اپنے بسترون سے اٹھے اور وضو کرکے جانمازون پر قیام کرکے نماز سحری ادا کرنے لگے خصوصًا خواجہ عبد المطلب بعد خضوع و خشوع فریضۂ صبح ادا کرنے لگے بعد اتمام نماز و تعقیبات خواجہ عبد المطلب نے دست دعا بلند کرکے قاضی الحاجات سے اسطرح مناجات کرنی شروع کی مناجات

ای خطاپوش ای محیط عطا | ای غفور ای سحاب لطف و سخا
مین ہون بیچارہ چارہ ساز ہی تو | مین گدا ہون گدا نواز ہی تو
گو کہ ای منشی قضا و تقدیر | رازق رزق کارساز و قدیر
مگر ای چارہ ساز مجبوران | ای امید وصال مہجوران
نام آمرزگار ہی تیرا | عفو کرنا شعار ہی تیرا
گر بھلا ہون دیا برا ہون مین | بندہ ای رب مگر ترا ہون مین
یہ عقیدت مری سرشت مین ہی | وہی ہوگا جو سرنوشت مین ہی
اپنی قدرت سے مجکو قوت دے | جنگ مین کافرون پہ نصرت دے

خواجہ عبد المطلب ذی وقار نے مناجات بدرگاہ پروردگار کرکے سرداران فوج وغیرہ سے فرمایا کہ مسلح ہوکر جانب میدان کارزار جلد چلو چنانچہ بموجب حکم جملہ سردار و لشکری مسلح و مکمل ہوے خواجہ عبد المطلب نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے سوار ہوے پھر تو جملہ سرداران وغیرہ جلد جلد فیل و مرکب پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب لگائی گئی علم لشکر نصرت اثر کا شقہ کھلا لشکر موافق قاعدے کے مانند دریاے ناپیدا کنار سمت میدان مصاف روان ہوا اسطرف سے لشکر اسلام بشوکت تمام ادھر سے ہیکلان بد بنیاد بانی فساد ہمراہ رکاب نوشیروان مع اپنی فوج اور سرداران لشکر کے وارد عرصہ نبرد ہوا اول بیلدار و کلنگ بردار دونون لشکرون سے نکلے انھون نے میدان رزم کو بخوبی درست کیا پھر سقون نے آکر پانی چھڑکا گرد و غبار میدان کارزار سے بالکل دفع کیا جسوقت بخوبی تمام عرصہ مصاف کی درستی ہوچکی نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر میدان رزم مین آئے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر یہ اشعار

زبان پر لائے اشعار
نہ ہٹے پیچھے آگے بڑھکے قدم
کام اعدا کا بس تمام کرو

ای دلیرو یہ ہی مقام جدل
لڑو اعدا سے ہو لہو مین تر

دیکھو عزت مین یان آئے خلل
روکو شمشیر و تیر سینے پر

تمکو شمشیر اور سپر کی قسم
تم بہادر ہو زمین نام کرو

جسدم کہ گیت اور نقیبان خوش بیان جوانان سپاہ جانبین کو مستعد پیکار کرچکے میدان رزم
سے علیحدہ جاکر کھڑے ہوے جوانان صف شکن تیغ زن تقریر نقیبان خوش بیان سنکے کثرت نشہ مئے مین جرأت سے جھومنے
لگے دلیرانہ قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بے زرہ وجوشن وبکتر حملہ کیجیے جوہر شمشیر دکھایئے شجاعت
وجوانمردی اپنی ظاہر کیجیے ابھی بہادران لشکر اسلام سے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ لشکر نوشیروان وسپاہ ہیکلان ملک سومنات
مغرب سے اکوان عاد ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر بصد کبر وغرور میدان مصاف مین آیا راوی نقل کرتا ہی
کہ اکوان عاد نہایت زبردست پہلوان تھا دست وپا اسکے گویا بصورت شاخہاے بزرگ تھے قد اسکا مانند شجر بلند اونچا
تھا صورت نہایت مہیب تھی خود آہنی مانند تنور کلان کے سر پر رکھے تھا زرہ ایسی بھاری پہنے تھا کہ پہننا تو کیسا اگر رستم ہوتا تو
اس سے بھی اٹھ نہ سکتی اسیطرح کے جوشن وبکتر اور چار آئینہ گرانبار اپنے جسم پر لگائے تھا اور آراستہ کیے تھا گرانبار اسقدر تھا
کہ گھوڑے کے قدم اسکے بوجھ سے زمین مین ہر قدم دھنسے جاتے تھے قوی ایسا تھا کہ کوہ کو کاہ سمجھتا تھا وہ گرز گرانبار کہ جس سے
ارواح سام ورستم پناہ مانگے مثل گل کے ہاتھ مین لیے ہوے تیغہ گرانبار کمر سے باندھے ہوے سپر فراخ دامن پشت پر لگائے
ہوے دہری زنجیرون سے کمر بندھی ہوئی نیزہ ترچھا گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوے تھا شکل ایسی ہیبت ناک تھی کہ دیکھو اگر
آسیب اور خبیث اسکو دیکھ لیتے خوف سے غش کھا کر گر پڑتے یا فی الفور بھاگ جاتے آنکھیں دونون اسکی وہ طاس خون کے تھے
نشہ بادہ شجاعت سے دمبدم گھوڑے پر مستانہ وار جھومتا تھا الحاصل جب پہلوان اکوان عاد میدان مین آیا لشکریان اہل اسلام
اسکی صورت دیکھکر متحیر ہوے کسی نے کسی سے کہا دیکھو یہ پہلوان اسطرح گھوڑے پر نظر آتا ہی گویا پہاڑی پر دیو سیاہ بیٹھا ہی کسی نے
کہا یہ بلاے عظیم ہی خدا اسکے شر وفساد سے محفوظ رکھے کسی نے کہا شاید یہ دجال ہی لیکن سواری مین فرق ہی اگر گدھے پر سوار
ہوتا تو شک باقی نہ تھا غرضکہ اکوان عاد نے میدان نبرد مین کھڑے ہوکر اسطرح نعرہ کیا کہ نامردون کے جگر تھرا گئے
زمین کانپنے لگی میدان مصاف گونج گیا گھوڑے لشکر کے بھڑکے فیلان مست اسکی صدا سنکے خائف ہوے اور ڈر کر چنگھاڑے
اکثر مرکب سوارونکو بالاے خاک پٹک کر بے اختیار لشکر سے مارے خوف کے نکل گئے بعد نعرہ کرنیکے اکوان عاد اہل اسلام سے
مخاطب ہوکر پکارا کہ ای فرقہ خداپرستان تم مین سے جسکو تمناے مرگ ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے لندھور بن سعدان نے نعرہ
اکوان عاد سنکے بادشاہ لشکر اسلام یعنے عبد المطلب عالی مقام سے اجازت جنگ لی اور فیل میمونہ پر سوار ہوکر فیلبان سے
اشارہ کیا کہ ہاتھی بڑھاے جسوقت فیلبان نے فیل میمونہ کو لشکر سے نکالا باجے جنگی بجے علم نہنگ پیکر کا شقہ کھلا اہل اسلام نے دعا
فتح ونصرت خدا سے مانگی جب لندھور سامنے اکوان عاد کے پہونچا اکوان عاد نے بصد غیظ وغضب کہا ای دلاور تجکو شرم نہین
آتی ہی کہ ہاتھی پر سوار ہوکر مجھسے مقابلہ کرنیکو آیا ہی اگر کچھ دعوے بہادری ہی تو مرکب پر سوار ہوکر مجھسے مقابلہ کر لندھور نے فوراً فیل
میمونہ سے اتر کر مرکب قوی ہیکل وپری پیکر طلب کیا اکثر سرداران لشکر بصد عجلت سمند بے نظیر لیکر خدمت لندھور مین پہونچے لندھور
بسم اللہ کہکر سمند پر سوار ہوا اکوان عاد نے بقصد تگاور گھوڑا اپنا مہمیز کرکے بڑھایا ادھر سے لندھور نے مرکب اپنا بڑھایا جسوقت باہم نگاہ
زنی ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ گھوڑا اکوان عاد کا قریب پانچ قدم کے پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ایک قدم پسپا ہوا اکوان عاد
گھوڑے کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا ای بہادر یہ جانور ہی پیچھے ہٹ گیا میری دلاوری مین اور قوت مین کسی طرح
کمی نہین ہی لندھور نے ہنس کر جواب دیا اچھا اب وار کرکے سپہ گری دکھلا اکوان عاد نے نیزہ اٹھا کر اور خوب اپنے دست قوی
مین سنبھال کر خبردار خبردار کہکر سینہ پے کینہ لندھور پر مارا لندھور نے اسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر دکا کر اسطرح

تیزہ لندھور کو بھی اُسنے روکا تا دیر اسیصورت اور اسیطرح لڑائی ہوئی بعد انتی طعن ہائے نیزہ کے لندھور نے خبردار خبردار کہکر
اور ایک بند نادر باندھکر نیزہ اُس دیو خصال کے ہاتھ سے نکال دیا نیزہ مثل تیر شہاب چمکتا ہوا دور جا کر گرا از سر نو لشکر اسلام مین ہر ایک
نعرہ وبشر کی زبان پر کلمۂ تحسین وآفرین جاری ہوا ادھر اکوان عاد ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہوگیا کلائی مین درد ہونے لگا حواس
خمسہ بجا نرہے ایک سکتے کا سا عالم ہوگیا آخر بعد ایک لمحہ کے اکوان عاد نے گرز گران اُٹھایا اور للکار کر کہنے لگا کہ ای لندھور روک میرے
اس گرز گران کی ضرب کو اور ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ وہ گرز گرانبار ہو اور میرا بازو پر قوت ہو کہ اگر ادنی ضرب کوہ پر پڑ جائے تو یقین ہو
کہ پہاڑ سرمہ ہوجائے تیری تو کیا حقیقت ہو پیوند زمین ہوجائیگا گوشت واستخوان کا تیرے نشان بھی نہ معلوم ہوگا لندھور نے مسکرا کر جواب دیا
مین بخوبی ہوشیار ہون تو قصور کوتاہی کسیطرح گرز لگانے مین نہ کرنا خدا میرا حافظ ونگہبان ہو اکوان عاد نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام
سر لندھور پر لگایا لندھور نے اُسکے سر گرز کو اپنے گرز پر دلیرانہ روکا اُسوقت ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو پہاڑ آپسمین ٹکرائے یا دو فیل مست باہم
ٹکرائے گرد وغبار مین لندھور پنہان ہوگیا اکوان عاد نے خوش ہوکر نعرہ کیا وہ مارا مین نے اپنے حریف کو اہل اسلام نعرۂ اکوان عاد سنکے متفکر ہوئے
جب وہ غبار ہوا سے برطرف ہوا دیکھا کہ لندھور تو بہمہ وجوہ ضرب گرز سے محفوظ ہی لیکن مرکب کے پاؤن گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے
ہین اہل اسلام لندھور کو زندہ دیکھکر خوش ہوئے ادھر اکوان عاد لندھور کو صحیح وسالم دیکھکر متحیر ہوا اُسوقت بختک نے ہیکلان سے کہا کہ ای
ہیکلان اب اکوان عاد کی زندگی سے مایوس ہو بلکہ ابھی سے اسے مردون مین شمار کرین تو اکوان عاد کو ابھی سے مردہ تصور کرتا ہون اب میدان
مصاف سے یہ زندہ پھر کر لشکر مین نہ آئیگا ضرب گرز گرانبار لندھور سے پیوند خاک ہوجائیگا ہیکلان نے بختک سے کہا ای دستور شہنشاہ تم عاقل ہو
یہ نہ کہو کہ اکوان ہلاک ہوجائیگا بلکہ یقین کرو کہ اگر ایکی مرتبہ اکوان لندھور پر گرز لگائیگا تو لندھور ہرگز زندہ نرہیگا بختک نے جواب دیا یہ خیال
تمہارا خام ہو اکوان کا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہو کوئی دم مین سوے عدم جایا چاہتا ہو ابھی بختک ہیکلان سے باتین کر رہا تھا کہ لندھور نے اپنے گھوڑے کو
پاشنہ مارکر زمین سے نکالا اور اکوان سے مخاطب ہوکر کہا بیت تو ضربت گرز من نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ یہ کہکر گرز گران
سر کو گردش دیکر سر اکوان عاد پر مارا اکوان نے اپنے گرز پر گرز کو روکنا چاہا لیکن گرز گرانبار گرز پر نہ رُکا سر اکوان پر پڑا فوراً سر اُسکا فرق پا
گرز سے سینے مین سماگیا گھوڑا بھی تا سینہ زمین مین غرق ہوکر ہلاک ہوگیا غبار عظیم بلند ہوا جب غبار دفع ہوا مردمان لشکر نے دیکھا کہ اکوان عاد
گھوڑے کی پشت سے مانند ایک پہاڑ کے زمین پر گرا اہل اسلام یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوئے باجے فتح کے لشکر مین بجنے لگے ہیکلان
یہ حال پر ملال دیکھکر غم اکوان عاد مین اشک آنکھونمین بھر لایا بختک نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا ای ہیکلان کیون دیکھا تمنے جو مین نے
کہا تھا وہی ہوا ہیکلان نے صدمۂ اکوان مین کچھ جواب نہ دیا اور اپنے سرداران لشکر کیطرف منہ کرکے دیکھا سمراق عاد کہ اکوان عاد سے
زیادہ قوی تھا اور بدصورت بدانجام تھا اُسنے فی الفور گھوڑے کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور ہیکلان سے اجازت حرب لیکر سامنے
لندھور کے مثل اکوان کے آیا اور تیغہ گرانبار میان سے لیکر کہنے لگا کہ ای لندھور روک اس تیغۂ گران کو یہ کہکر تیغہ سر لندھور پر مارا
لندھور نے تیغہ کو سپر پر روکا اور نعرہ کوہ شگاف کرکے اور صدائے تکبیر بلند کرکے شمشیر آبدار فرق پر اُس ناہنجار کے لگائی ہرچند سمراق
عاد نے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر مثل قضا کے سر پر آئی اور سر وگردن کو کاٹتی ہوئی صندوق سینہ مین پہونچی اور ذرا دم
لیکر شکم وکمر کاٹکر گھوڑے کی پشت پر پہونچی اور اُسے بھی دو نیم کرکے زمین مین غرق ہوئی سمراق عاد دو ٹکڑے ہوکر اسطرح زمین پر گرا
گویا پہاڑ دو ٹکڑے ہوکر بالاے زمین گرا میدان مصاف سمراق عاد کے گرنے سے ہلگیا کفار کے جگر تھرا گئے ہیکلان کی آنکھ سے اسکے الم
مین آنسو نکل آئے اہل اسلام پھر خوش ہوئے اور باجے خوشی کے لشکر اسلام مین بجائے گئے بعد قتل ہونے سمراق عاد کے جلاق عادی
وقلاق عادی کہ دونون اکوان عادی اور سمراق عادی سے ہرطرح قوت وجرأت مین زیادہ تر تھے اور شکلین بھی زیادہ تر
مہیب تھین یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور لندھور کے ہاتھ سے قتل ہوئے ان پہلوانون کا سراپا اور انکی آمد بخیال طول تحریر نہین
کی غرض بعد قتل ہونے جلاق اور قلاق سرداران لشکر ہیکلان کے اور متواتر پہلوان اور بہادر نکل کر لڑے لیکن لندھور کے ہاتھ سے

بے

انجام کار قتل ہوئے راوی بیان کرتا ہے لندھور بن سعدان نے شام تک چالیس سردار اور بہادر لشکر ہیکلان کے قتل کیے ہنگام
شام طبل بازگشت بجا کر ہیکلان نالان و گریان ہمراہ نوشیروان فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر لندھور بن سعدان خرم
و شادان ہمراہ رکاب خواجہ عبدالمطلب مع تمامی فوج سمت فرودگاہ سپاہ میدان رزم سے چلا اسطرف نوشیروان اپنی بارگاہ
مین داخل ہوا ادھر فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خواجہ عبدالمطلب بارگاہ فلک اشتباہ مین داخل ہوے لندھور و سرداران دیگر
بھی بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین جاکر علیٰ قدر مراتب بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے شجاعت لندھور کی تعریف کی لندھور نے عرض
کیا یہ آپکے اقبال اور برکت دعا کا باعث تھا کہ چالیس نامدارون کو مین نے یکے بعد دیگرے قتل کیا یہان تو بارگاہ فلک جاہ مین خواجہ
عبدالمطلب مع سرداران لشکر کے بیٹھے ہین لیکن اب احوال بارگاہ نوشیروان کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب نوشیروان بارگاہ
مین گیا ہیکلان بھی وقت دربار بارگاہ مین گیا اور غم سرداران لشکر مین غمگین و ملول بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے جملہ سرداران لشکر یکے
بعد دیگرے بارگاہ نوشیروان مین آئے اور اپنے اپنے ڈنگل پر نوشیروان کو تسلیم و مجرا کرکے بیٹھے جب دربار بخوبی سرداران لشکر سے
معمور ہو چکا اسوقت نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمین تن کشتیان شراب کی مع گزک لیکر جلد آئین چنانچہ بموجب حکم ساقیان
گلعذار کشتیان مے ناب کی اور گزک لیکر بارگاہ مین حاضر ہوئے اور بعد ادب مجرا کرکے قصد شراب پلانے کا کیا اول ایک ساقی مہوش نے
جام بلورین مین مے ناب شیشے سے انڈیل کر اور خوب مملو کرکے وہ جام مے روبروے نوشیروان لیگیا نوشیروان نے جام مے
لیکر پیا پھر بحکم نوشیروان جملہ سرداران لشکر کو اور ہیکلان بدانجام کو ساغر ساقیون نے دیے سب نے شراب پی گزک کھائی جب
دماغ سبکا بادۂ تند سے گرم ہوا اسوقت ہیکلان نے ایک آہ سرد کرکے نوشیروان سے کہا خداوند نعمت آج مجکو ایسا صدمہ ہوا ہے کہ کبھی
نہ ہوا تھا لندھور نے چالیس نامی و نامور سردار میرے لشکر کے قتل کیے ہین اہل اسلام کو ایسا بہادر نہ جانتا تھا بختک نے مسکراکر کہا اے
ملک سومنات مغرب آپ اپنے سردارون کے بھروسے پر کل حمزۂ صاحبقران کو قتل کرتے تھے اور بودون کی تعریف بارگاہ شہنشاہ
مین کرتے تھے جنھین ایک لندھور نے قتل کرڈالا خوب ہوا کہ تمنے میرے کہنے پر عمل کیا اور امیر کو قتل نہ کیا ورنہ بڑا غضب تھا ہیکلان
نے آبدیدہ ہوکر جواب دیا اے بختک اگر میرے لشکر کے سردار لندھور پر غالب ہوے تو کوئی سردار سرداران لشکر حمزہ سے لڑ نہ سکیگا فرامرز
بہت بڑا سردار ہے اور نوشیروان اسکو بہت عزیز رکھتا ہے اور نہایت زبردست سردار ہے یہ کلام ہیکلان سنکے بے اختیار عالم نشہ
مین اپنے ڈنگل سے کودا اور ہیکلان سے کہنے لگا کہ اے ملک سومنات مغرب یہ تمنے کیا کہا کہ اب کوئی بہادر سرداران لشکر حمزہ سے
مقابلہ نہین کرسکتا تمنے ابھی دلیرون کو نہین دیکھا ہے ایک مین ہون کہ سرداران لشکر حمزہ کی کوئی حقیقت نہین سمجھتا سب کو
ناتوانی مین مانند مور و ملخ کے جانتا ہون ہنگام سحر تم میری کارزار دیکھنا جسطرح لندھور نے تمھارے لشکر کے سردار قتل کیے ہین اسیطرح
فردا فردا سرداران لشکر اسلام کو قتل کرونگا اگر لندھور بھی براے مقابلہ آئیگا اسکو بھی ایک ضرب تیغ سے دو نیم کرونگا اگر جنگ مغلوبہ ہوگی
تو کل لشکر اسلام کو تنہا تہ تیغ کرونگا تمھارے لشکر کے سردار کیا تھے جنکے غم مین تم روتے ہو اور جنکی تعریف کرتے ہو ہمارے شہنشاہ کے
لشکر مین ایسے ایسے بہادر موجود ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین ہے یہ کہکر فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے عرض کیا اے شہنشاہ اسوقت
میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے وقت سحر مین اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا شجاعت و جرأت اپنی ہیکلان کو دکھاؤنگا انکو بُری طرح قتل کرونگا
نوشیروان نے فرامرز سے خوش ہوکر عالم نشہ ہی مین حکم دیا کہ بنام فرامرز بن قارن دلاور طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے
طبل جنگ بجایا آواز طبل رزمی بلند ہوئی ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بصد عجلت روبروے بادشاہ لشکر
اسلام آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بعد بجا آوری لوازم بندگی دعا و ثناے شاہی اسطرح زبان پر جاری کرکے عرض کرنے لگے (نظم) تا فلک را بود
شب و ماہ ❊ روز شب راہبر دراندازد ❊ زرد خصم تو شب لباسش باد ❊ نہ لباسیکہ از بر اندازد ❊ مدام دوستون پر سایہ پروردگار رہے دشمن
بد اندیش ہمیشہ ذلیل و خوار رہے اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا ہے قصد فرامرز کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان

مصاف مین اگر کچھ فتنہ وفساد برپا کرے باقی خیریت ہی ہر کارے تو یہ کہکر چلے گئے خواجہ عبد المطلب نے خبر نواخت طبل رزمی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے جو کچھ کاتب تقدیر نے لکھا ہو وہی پیش آئیگا بقول شخصے بیت ہر بشر شام وسحر کیون فکر وحیرانی مین ہو ✽ پیش آئیگا وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہو ✽ یہ فرماکر بادشاہ لشکر اسلام خاموش ہوے اُسوقت بمجرد حکم ملازمون نے طبل جنگ اور نقارہ جنگی بجایا صداے نقارہ عالمگیر ہوئی اہل اسلام صداے نقارہ جنگی سنکے سامان جنگ کرنے لگے خواجہ عبد المطلب نے بعد بجنے نقارہ رزمی کے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بارگاہ سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے اور تیاری جنگ مین بدل مصروف ہوئے چنانچہ شب بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر جنگ وجدال سنکے نہان ہوا اور شاہ خاور بانیزہ ضیا جانب مشرق سے عیان ہوا اہل اسلام نماز سحر تو پڑھ چکے تھے جلد مسلح ہوکر دربارگاہ پر صف بستہ کھڑے ہوے اور انتظار تشریف آوری خواجہ عبد المطلب کرنے لگے بعد ایک لمحہ کے پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ لشکر اسلام نظر آئے جملہ سرداران لشکر نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے خواجہ عبد المطلب نے سبکا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا جلد تخت لاؤ ملازم تخت لیکر فی الفور حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے تخت پر قدم رکھا نقیبون نے صداے بسم اللہ بلند کی جب خواجہ عبد المطلب تخت پر بیٹھ چلے اسوقت بحکم بادشاہ لشکر اسلام جملہ اہل اسلام اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب پڑی علماے لشکر کے پھریرے کھلے نقیبان خوش گلو نے صداے نصر من اللہ وفتح قریب بلند کی لشکر مانند سیل روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جنگ گاہ مین پہونچا اُدھر سے نوشیروان بھی بعد کروفر ہمراہ فوج ولشکر میدان کارزار مین آیا بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے نقیبان خوش مقال اور کڑکیت بد خصال دونون لشکرون سے بیچ میدان مین آئے اور سردارون اور لشکریون سے مخاطب ہوکر بآواز بلند یون کہنے لگے **نظم**

دلیرو بس اب کھینچ لو تیغ تیز ✽ کرو اپنے دشمن سے بڑھکر ستیز
نہ باز آؤ لڑنے سے وقت مصاف ✽ دلیری ومردی سے یہ ہی خلاف
لڑو آج میدان مین کھینچ حسام ✽ تمھارے بزرگون کا روشن ہو نام
لڑوگے اگر ہوگی عزت نصیب ✽ جو بھاگوگے تو ہوگی ذلت نصیب

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھاکر اور لڑنے پر آمادہ کرکے علیٰحدہ میدان ہزد سے چلے گئے دونون جانب جو جو دلیر بہادر تھے اُنھین شوق جنگ ہوا اور کثرت شجاعت سے اعدا کیطرف دیکھکر غیظ سے سرخ رنگ ہوے قدر اندازون نے نیزے دیکھ بھالکے ہاتھون مین سنبھالے صف شکنون نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے کمانداروں نے کمانین دوش سے آتارین ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین جوڑا لڑنے پر لیس ہوکر کھڑے رہے پہلوانون نے گرزہاے گران ہاتھون مین علم کیے سواران لشکر نے تیغ وسپر کو دونون ہاتھون مین مستحکم لیا پیادون نے اپنے اپنے آلات حرب وضرب کی جانب بقصد ستیز دیکھا باجے جنگی دونون لشکرون مین بجے ہنوز کوئی کسیطرف سے میدان جنگ مین نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن اپنے مرکب کو بڑھاکر روبروے نوشیروان گیا اور اجازت حرب حاصل کرکے ہنگامہ صف لشکر سے نکلکر حرب گاہ مین آیا اور پکارا ای لندھور گھوڑے پر سوار ہوکر آج میرے مقابلے کے واسطے میدان مین آؤ یہ صداے قارن سنکے لندھور ہاتھی سے اُترکر خدمت خواجہ عبد المطلب مین گیا اور اجازت جنگ لیکر بادپا پر سوار ہوکر شیرانہ صف لشکر سے باہر آیا پھر باہم نگاورزن ہوے گھوڑا فرامرز بن قارن کا چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ڈیڑھ قدم پیچھے سرکا فرامرز بن قارن نے برہم ہوکر گھوڑے کو مہمیز کیا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے بصد غیظ لندھور پر لگایا ادھر لندھور نے پشت سے سپر فراخ ہاتھ مین لی تھی اور چاہتا تھا کہ تیغہ قارن کو سپر پر روکون اتفاقاً اُسیوقت مرکب لندھور نے سکندری کھائی لندھور گھوڑے کے سنبھالنے مین مصروف ہوا کچھ ہاتھ بھی نیچا ہوگیا تیغہ فرامرز بن قارن سر پر پڑا اور تا دوابرو اُتر آیا اتنے زمانہ قلیل مین لندھور نے زخم کھاکر اور گھوڑے کو سنبھالکر دستانہ ہلا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن لندھور خون مین نہا گیا اُسی عالم زخمداری مین لندھور نے بصد عجلت تلوار کھینچکر اُسکے سر پر لگائی فرامرز بن قارن کے کسی قدر سر پر پڑی اوچھا سا زخم آیا کیونکہ فرامرز نے بفنون سپہ گری پیچھے

ہشکر سر کو ضرب تیغ سے بچایا تھا ورنہ فرامرز مع مرکب دو نیم ہوتا پایا فرامرز کے سر پر زخم کاری لگتا جب لندھور بسبب زخم کاری کے گھوڑے پر نہ بیٹھ سکا اُسوقت چند سرداران لشکر اسلام نے آکر لندھور کو میدان سے لشکر مین لیجانیکا قصد کیا فرامرز نے اُنکو آتے دیکھکر اُنپر حملہ کیا سردارون کو قتل کرنا شروع کیا جب کچھ سردار قتل ہوے اُسوقت اہل اسلام نے بھی لڑنا شروع کیا **فرامرز** چار جانب سے گھر گیا یہ حال دیکھکر نوشیروان از حد گھبرایا اور تمام فوج سے کہا کہ جلد تر اہل اسلام کے اوپر حملہ کرو اور فرامرز کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ اگر یہ قتل ہو جائیگا تو مجکو صدمۂ عظیم ہوگا مین فرامرز کو مثل جان کے عزیز رکھتا ہون فوج نوشیروان حکم پاکر مانند مور و ملخ کے اپنی جگہ سے چلی اور قریب تر لشکر کے جاکر مسلمانون پر یکبارگی حملہ آور ہوئی اور فرامرز بن قارن کو اہل اسلام کے حرب و ضرب سے بچانے لگی اودھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اسلام کل لشکر بڑھا دونون فوجین باہم ملگئین لڑائی ہونے لگی سرہاے جوانان لشکر جانبین تنون سے کٹ کٹکر زمین پر گرنے لگے تن بہ بسیر خاک پر گرے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے زمین خون کشتگان سے گلرنگ ہونے لگی کمانین باربار کڑکنے لگین تیرونکا مینہ جوانون پر برسنے لگا نجوبی جنگ مغلوبہ ہونے لگی عین جنگ مغلوبہ مین خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ لاشے کفار کے زمین پر تڑپ رہے ہین تلوارین اور سپرین جابجا کشتون کی بکثرت پڑی ہین کچھ خود اور نیزہ و تیر ثابت اور شکستہ زمین پر پڑے ہین یہ دیکھکر حرص دامنگیر ہوئی خیال کیا ای عمرو مال کفار بیکار پڑا ہواے لینا چاہیے یہ بھی کبھی کام آئیگا اسکو بیچکر کچھ روپیہ جمع کرکے قرضدارون کو دیدونگا بہرطور نفع سے خالی نہین ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے تیر و شمشیر اور خود و زرہ جوانان لشکر نوشیروان کے اُٹھا اُٹھا کر بعجلت نذر زنبیل کرنا شروع کیے تمامے کفار سے زرہین اور بکتر اور چار آئینے اُتارنا شروع کیے لیکن کسی کو برہنہ نہین کیا ایک پرانا لنگی کا ٹکڑا باندھ دیا اور ہر ایک کی کمر ٹٹول کر زر سرخ و سفید اور جواہر بیش بہا دیکھنے لگے جس سردار یا لشکری کی کمر سے زر سرخ و سفید یا جواہر آبدار ملا خوش ہوکر کہنے لگے یہ جوان اچھا تھا اسقدر اپنی کمر مین روپیہ رکھتا تھا اور جسکی کمر سے کچھ نہ ملا عمرو نے منھ بناکر کہا یہ نابکار مفلس و نادار تھا خداوند عالم اسے ہمیشہ جہنم مین رکھے ایک ٹکا ایک پیسا بھی اسکی کمر سے نہ نکلا جب کوئی جوان لشکر نوشیروان کا خواجہ کو دیکھ لیتا اور کہتا ارے تو کون ہی کیون ہمارے بیڑے کے جوان کی زرہ اُتارتا ہی خواجہ غضبناک ہوکر لپٹ کر خنجر اُسکے پہلو پر مارتے تھے کام اُسکا تمام کرتے تھے اور اُسکے تمام آلات حرب و ضرب اور زرہ وغیرہ اُتار کر نذر زنبیل کرتے تھے اور باربار کہتے جاتے ای دادا آدم اس میرے مال و اسباب کو نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے رکھیے گا دیکھیے ضائع نہ کیجیے گا ورنہ میرا بڑا نقصان ہو جائیگا ابھی خواجہ عمرو لوٹ رہے تھے اور جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی بہادر نعرے کر رہے تھے یکایک جانب پشت لشکر اسلام ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہوگیا خواجہ اُس غبار کو دیکھکر متوحش ہوے اور خیال کرنے لگے معلوم نہین کون فوج کثیر لیکر ادھر آتا ہی دشمن ہی یا دوست ہی ہر چند دل تو خواجہ کا نہ چاہتا تھا کہ لوٹنے سے ہاتھ اُٹھائین لیکن غبار کو دیکھکر اشیاے افتادہ پر بحسرت نظر کرکے بجبر دلکو اپنے حرص و ہوا سے مانع ہوے اور پھر تسکین فرمانے لگے کہ حال غبار اور آمد فوج دریافت کرکے پھر آکر یہ سب چیزین اُٹھا کر نذر زنبیل کرونگا غرض فوج سے نکلکر بشکل مبدل جانب غبار روانہ ہوے جب تھوڑی راہ طے کی اور غبار بھی برطرف ہوا دیکھا ایک سردار ہی نہایت مہیب شکل قوی ہیکل داڑھی مونچھین مونڈاے ہوے سر کو سے اُسترے لیے گھٹلے بصد کبر و نخوت گینڈے پر سوار ہی ایک لاکھ بیس ہزار مردان لشکر اُسکے ہمراہ ہین خواجہ نے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا بھائی یہ لشکر کسکا ہی نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہی کسکی مدد کے واسطے جاتا ہی سوار نے جواب دیا ای شخص آگاہ ہوکہ اس لشکر جرار کے سردار کا نام مفتوح روئین تن ہی دیکھو وہ ہمارے اس لشکر کے سردار ہین جنکی مونچھین اور داڑھی نہین ہی اور سر مونڈا ہوا ہی بڑے بہادر ہین براے اعانت نوشیروان جاتے ہین سنا ہی اُنھون نے کہ کچھ اہل اسلام نوشیروان سے

بر سر پیکار ہین آنکے قتل کرنیکو جاتے ہین یقین ہی کہ سبکو ایک حملے مین ہلاک کر ڈالینگے کسی مسلمان کو زندہ نچھوڑینگے کیونکہ یہ مسلمان تو دشمن جان ہین سوا اسکے یہ کہکر خاموش ہوا عمرو نے چاہا کہ اثنائے راہ مین مفتوح روئین تن پر کچھ عیاری کرے پھر خیال آیا کہ وہان جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی اس نابکار سے پھر سمجھ لیا جائیگا اب آیا ہی تو کہان جائیگا ضرور ایک نہ ایکدن ہمارے دام مکر مین گرفتار ہوگا بہتر اور مناسب یہی ہی کہ لشکر مین جاکر ہر ایک سردار کی خبر لیجیے ایسے وقت مین لشکر کو چھوڑکر اور کوئی کام کرنا نہ چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ بصد عجلت لشکر مین آئے اور اکثر سرداران لشکر اسلام سے کہا ہوشیار ہو جاؤ مفتوح روئین تن بجمعیت سپاہ کثیر برائے مدد نوشیروان دیکھو وہ آتا ہی سرداران لشکر ہوشیار ہوے یکایک مفتوح روئین تن بھی آپہونچا جنگ مغلوبہ دیکھکر حیران ہوا پھر لشکر اسلام اور فوج نوشیروان کا نشان دریافت کرکے لشکر اسلام پر مع فوج حملہ آور ہوا دو جانب سے فوج کفار نے لشکر اسلام کو گھیر لیا ہر چند بیچ مین فوج اسلام گھر گئی لیکن مردمان فوج اسلام نے دلیرانہ لڑنا شروع کیا جابجا کفار اسقدر قتل کیے کہ انبار لاشونکا ہو گیا اور خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوے اب راوی بیان کرتا ہی کہ تا شام بخوبی تلوار چلی ہزارہا کفار مارے گئے سیکڑون اہل اسلام قتل اور زخمی ہوے غرض ہنگام شام نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا اُسطرف نوشیروان مع مفتوح روئین تن اور فرامرز بن قارن اور ہیکلان ملک سومنات مغرب وغیرہ کو ہمراہ لیکر سمت فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر قیامگاہ لشکر کی طرف تشریف لیچلے بعد قطع راہ لشکرگاہ پر پہونچے اور زخمیون کے علاج کیواسطے جراح طلب کیے جراح حاضر ہوکر زخمیونکا علاج کرنے لگے جب خواجہ عبد المطلب بارگاہ مین رونق افروز ہوے سرداران لشکر بارگاہ مین جاکر بعد ادائے آداب و تسلیم اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے خواجہ عمرو نے حاضر ہوکر احوال مفتوح روئین تن کا بیان کیا اور عرض کیا یہ نابکار نہایت زبردستان روزگار سے ہی خدا اسکے شر و فساد سے محفوظ رکھے خواجہ عبد المطلب نے فرمایا جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اگر مفتوح آیا ہی تو کیا خوف کا مقام ہی حق تعالی حامی و ناصر ہے ایسے ایسے بہت سے آئے اور قتل کیے گئے یہان تو بارگاہ مین خواجہ عبد المطلب مع عمرو و سرداران لشکر تشریف فرما ہین لیکن اب احوال نوشیروان کا شروع کیا جاتا ہی کہ جب نوشیروان میدان نبرد سے اپنی بارگاہ مین پہونچا بعد دربار آراستہ ہونیکے فرامرز بن قارن کو بلوایا جراحون سے اسکے زخم سر کا علاج کرایا پھر ساقیان سیمین تن کو طلب کیا ساقیون نے موافق دستور بعد نوشیروان و فرامرز بن قارن وغیرہ کے جو دربار مین بیٹھے تھے سبکو شراب پلائی از انجملہ مفتوح روئین تن کو بھی شراب دی جب دماغ مفتوح روئین تن کا حرارت مے ناب سے گرم ہوا فی الفور اپنے دنگل سے کودکر دست بستہ نوشیروان سے عرض کرنے لگا اے شہنشاہ اب یہ غلام دلکوار سرکار حاضر ہوا ہے امید وار ہی کہ حضور اس کمترین کے نام پر طبل جنگ اسیوقت بجوائین صبح کو یہ خاکسار اہل اسلام سے مجادلہ کریگا دشمنان حضور کو تہ تیغ کریگا حق غلامی ادا کریگا نوشیروان نے اُس سے خوش ہوکر اسیوقت طبل رزمی اُسکے نام پر بجوایا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خبر نواخت طبل رزمی لیکر فوراً بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین گئے اور زمین کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر اسطرح عرض کرنے لگے۔ اشعار

لبریز باد جام حیات موافقت	تا ہست گرم دورۂ این نُہ گونہ فلک	ہیچو نشہ باد گشت مراد مخالفت	چندانکہ دانہ ازد دستو درو دہان آس

اسوقت نوشیروان نے بنام مفتوح روئین تن طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ مفتوح بدانجام کا یہ ہی کہ ہنگام صبح میدان کارزار مین آتش کینہ و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہی جب عیار یہ عرض کرکے چلے گئے حکم خواجہ عبد المطلب سے لشکر اسلام مین نقارہ حربی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ جنگی کی بلند ہوئی بعد بجنے طبل جنگی کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سرداران بارگاہ سے اُٹھکر اپنے خیام و بارگاہ مین گئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکر مین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر نوشیروان مع سپاہ مفتوح روئین تن

ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آیا بعد صفین آراستہ کرنیکے انتظار لشکر اسلام کرنے لگا اس جانب سے خواجہ عبد المطلب بھی
موافق دستور ہمراہ لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار چلے بعد قطع راہ جب عرصۂ مصاف مین پہونچے دیکھا نوشیروان میدان
نبرد مین موجود ہی خواجہ عبد المطلب نے فوراً حکم صفوف آرائی لشکر دیا جسوقت صف آرائی ہو چکی اور میدان بخوبی درست ہو چکا
اور نقیبان خوش آواز اور کڑکیت مردمان لشکر کو آمادۂ مصاف کر چکے مفتوح روئین تن نوشیروان سے اجازت جنگ
لیکر حربگاہ مین آیا اور مبارز طلب کیا فوراً لشکر اسلام سے ایک دلیر بادشاہ لشکر سے اجازت رزم لیکر گھوڑے پر سوار
ہوکر سامنے مفتوح کے گیا مفتوح نے تیغۂ گرانبار کا وار کیا دلیر مذکور نے ہر چند تیغہ سپر پر روکنا چاہا لیکن تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر
پڑا اور تا گلو اُتر آیا دلیر گھوڑے سے گرا فوراً زمین پر تڑپ کے ہلاک ہو گیا مفتوح نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک جری لشکر
سے نکلکر بمقابلہ گیا اُسے بھی مفتوح نے ہنگام جدال قتل کیا اسی طرح تا شام مفتوح روئین تن نے چند غیر نامی اہل اسلام قتل
کیے وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجواکر اپنی بارگاہ مین گیا جب دربار سردارون سے مملو ہوا نوشیروان نے مفتوح
کی تعریف کی مفتوح نے عرض کیا اسوقت حضور پھر طبل جنگ بجوائین صبح کو پھر اہل اسلام کو باقبال شہنشاہ اسیطرح قتل
کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر طبل جنگ بجوایا ادھر خواجہ عبد المطلب رزمگاہ سے جاکر بارگاہ مین بیٹھے تھے سرداران
لشکر دربار مین حاضر تھے ناگاہ چند عیار حاضر ہوے اور شرائط عبودیت بجا لاکر بصد اداب اسطرح عرض کرنے لگے
کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اسوقت نوشیروان نے بنام مفتوح روئین تن پھر طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہی خواجہ
عبد المطلب نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے طبل رزمی اور نقارۂ حربی کے بجانیکا حکم دیا فی الفور ملازمون نے طبل جنگ بجایا جب
صدائے طبل و نقارۂ رزمی بلند ہوئی اہل لشکر ہوشیار ہوے تیاری جنگ مین ہمہ تن مصروف ہوے بعد تھوڑی دیر کے
خواجہ عبد المطلب نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین جاکر تیاری مصاف مین مشغول
ہوے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان میدان نبرد مین مع لشکر آیا اُدھر سے بدستور قدیم بادشاہ لشکر اسلام فوج ظفر موج
لیکر نبردگاہ پر پہونچے بعد صفوف آرائی اور درستی میدان کارزار اور نصائح نقیبان خوش آواز کے مفتوح روئین تن اجازت
نوشیروان سے لیکر درمیان میدان مصاف کے آیا اور مرکب کو روک کر پکارا ای فرقۂ خدا پرستان آج تم مین سے کون مشتاق
اجل ہی جسے تمنائے مرگ ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے راوی بیان کرتا ہی کہ آٹھ دلیر یکے بعد دیگرے مفتوح سے لڑے
مفتوح روئین تن نے سبکو قتل کیا ہنگام غروب آفتاب نوشیروان طبل بازگشت بجواکر میدان سے چلا گیا خواجہ
عبد المطلب بھی نبردگاہ سے آکر بارگاہ مین داخل ہوے وقت دربار جملہ سردار بارگاہ مین جاکر روبروے خواجہ
عبد المطلب بیٹھے ادھر نوشیروان خرم و شادان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جب دربار مین جملہ سردار آچکے اُسوقت
نوشیروان نے مفتوح روئین تن سے خوش ہوکر اُسکی تعریف کی مفتوح نے دست بستہ عرض کیا حضور آج پھر سرے
شام پر طبل جنگ بجوائیے ہنگام صبح اہل اسلام کے نامی سردارون کو ہلاک کرونگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے
صدائے طبل رزمی سنکر بصد ادب روبروے خواجہ عبد المطلب گئے اور خبر نواخت طبل جنگ بیان کی خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حربی بجایا جاے پس بموجب حکم نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی دربار برخاست
ہوا سردار بارگاہ سے نکلکر اپنے اپنے خیام مین گئے تیاری جنگ مین سردار اور غیر سردار مصروف ہوے خواجہ عمرو
بارگاہ خواجہ عبد المطلب سے نکلکر جانب عقابین چلے بعد طے کرنے راہ کے جب زیر عقابین بشکل مبدل پہونچے
پہلے سر اپنا عقابین پر رکھکر گریان ہوے پھر تاریکی شب مین عقابین پر چڑھکر آہستہ امیر با توقیر کو سلام کیا اور
شربت انار زنبیل سے نکالکے دہن حمزۂ صاحبقران مین ٹپکایا کیونکہ سواے شربت کے امیر با توقیر کوئی چیز

کھا نہ سکتے تھے پہلے فرامرز بن قارن نے آہنی تارون سے دہن امیر وا بایا تھا اب دہن امیر کھلا ہی مگر ضعف ہی اسی وجہ سے
عمرو شربت انار دہن مین ٹپکا جاتا تھا اور ناظرین پر واضح رہے کہ جب سے امیر باتوقیر عقابین پر قید ہین ہر روز عمرو ہنگام
شب جاتا ہی اور امیر کو شربت انار پلا دیتا ہی اس خاکسار مترجم بے وقار نے بخیال طول بیجا قبل اسکے شاید نہین لکھا ہی اور نہ حال
شربت پلانیکا تحریر کیا جائیگا الحاصل جب خواجہ دہن امیر مین شربت انار ٹپکا چکے عقابین سے نیچے اُترے کسی نے خواجہ کو عقابین
پر چڑھتے اور اُترتے نہین دیکھا جب خواجہ خندقون کو طی کرکے قریب خیام سرداران لشکر نوشیروان پہونچے ایک سوار سے خیمہ
مفتوح روئین تن کا دریافت کیا اُسنے بتا دیا خواجہ نے اُسوقت اپنے دلمین خیال کیا کہ مفتوح پر اگر پنجہ قابض ہوجاتا اس نابکار
کو بیہوش کرکے لیتے چلو اُسنے اکثر اہل لشکر اسلام کو دو تین روز کی مدت مین قتل کیا ہی اسے بھی کچھ سزا دو یہ خیال کرکے خواجہ نگہبان
خیمہ مفتوح کو بیہوش کرکے اندر خیمہ مفتوح کے داخل ہوے دیکھا مفتوح پڑا ہوا بیخبر سو رہا ہی خواجہ نے فوراً ایک اور تھوڑی بیہوشی
زنبیل سے نکالی پھرنے مین بیہوشی رکھکر قریب مفتوح کے گئے اور نے کو سوراخ بینی سے ملا کر چاہا کہ بیہوشی دماغ مفتوح مین
دون ابھی خواجہ بیہوش کرنیکی فکر مین تھے ناگاہ مفتوح روئین تن بیدار ہوا آنکھین کھولکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا ہرچند خواجہ
نے ارادہ کیا کہ پلنگ کے نیچے چھپ رہون لیکن مفتوح نے خواجہ کو دیکھ لیا گھبرا کر اُٹھا پھر پوچھا ارے تو کون ہی کیون میرے خیمے
مین آیا ہی خواجہ نے جواب دیا مین نصیر بن کثیر فرشتہ خداوندلات ہون حکم لات و منات سے اُنکے بندون کو سلاتا ہون
آج مجکو خداوندلات نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندۂ خاص مفتوح روئین تن کے پاس جاؤ اور اُسے بآرام تمام سلاؤ چنانچہ بموجب
حکم خداوندلات مین تجھین سُلانے آیا ہون خداوندلات تُسے بہت خوش ہین مجھسے کہتے تھے ہمارے بندۂ خاص مفتوح نے
نی الحال اہل اسلام قتل کیے ہین اسیوجہ سے خوش ہوکر مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی مفتوح یہ تقریر سُنکے خوش ہوا اور کہنے لگا خداوند
لات نے اپنی بندہ نوازی کی یہ کہکر خواجہ سے کہنے لگا ای فرشتہ خداوندلات مجکو تو خواب اسوقت نہین آتا ہی تم کسی طرح مجکو
سلاؤ دیر نہ لگاؤ خواجہ نے کہا لیٹ جاؤ آنکھین بند کرلو مین ابھی تمھین سُلائے دیتا ہون مفتوح فوراً لیٹ گیا آنکھین بند
کرلین خواجہ نے نے سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پھونک دی فوراً مفتوح کو چھینک آئی بعد چھینکنے کے مفتوح بیہوش
ہوگیا خواجہ نے جلد تر اُسکو چادر عیاری مین باندھا اور پشت خیمہ کیطرف جاکر خنجر سے قنات چاک کی پھر پشتارہ دوش
پر رکھکر خواجہ لشکر اسلام کی طرف بصد عجلت چلے اتفاقاً اُسوقت قارن طلایہ لشکر کے واسطے اُٹھا تھا خواجہ کو دیکھا کہ
پشتارہ دوش پر رکھے بھاگے چلے جاتے ہین یہ تو نہ پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین مگر یہ خیال کیا کہ کوئی دزد ہی یا عیار ہی غرض
قارن آگے بڑھ کے پکارا کون جاتا ہی ٹھہر چلے ورنہ گرفتار ہوکر قتل کیا جائیگا جب یہ کلام سُنکے خواجہ نہ ٹھہرے قارن
دوڑا ملازمان قارن بھی ہمراہ قارن دوڑے جب قارن قریب تر پہونچا خواجہ نے پشتارہ خاک پر ڈالکر بصد تعجیل لشکر
اسلام کی راہ لی ہرچند کچھ ہمراہیان قارن عقب خواجہ دوڑے مگر خواجہ جست و خیز کرکے اپنے لشکر مین گئے کسی نے خواجہ
کو گرفتار نہ کیا غرض جب خواجہ عمرو گرفتار نہوے قارن نے پشتارہ مفتوح روئین تن کا کھولا دیکھا مفتوح بیہوش ہی
قارن نے چھینٹے پانی کے رُخ مفتوح پر دیے اور دیگر علاج دفع بیہوشی کیے مفتوح نے ہوشیار ہوکر دیکھا قارن
وغیرہ بالاے سر کھڑے ہین مفتوح نے برہم ہوکر کہا ای نالائقو کیون تمنے مجکو بیدار کیا مین تو خواب خوش مین تھا
بآرام تمام سو رہا تھا فرشتہ فرستادۂ خداوندلات مجکو سُلا گیا تھا قارن نے جواب دیا ذرا حواس مین آؤ کلمات بیہودہ زبان
پر نہ لاؤ تمکو ایک شخص اس چادر مین باندھے ہوے پشتارہ تمھارا دوش پر اپنے اُٹھائے ہوے لیے جاتا تھا مین نے
جو اُسکو روکا وہ خوف سے بھاگ گیا پشتارہ تمھارا یہین چھوڑ گیا جب مین نے تمکو چادر سے کھولا بیہوش پایا آخر
بدقت تمکو ہوشیار کیا تمھاری جان بچائی ورنہ وہ شخص تمکو لیجا کر مار ڈالتا مین تمھارا محسن ہون تم مجھسے سخت کلامی کرتے ہو

بس بہتر اور مناسب یہی ہو کہ خاموش رہو گفتگوے سخت نکرو ورنہ مین تمھین تیغ زبان سے جواب دونگا مفتوح روئین تن نے
کہا تیری کیا مجال ہو کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین تجھکو مثل ایک مور ناتوان کے جانتا ہون اور جو کچھ تونے ابھی بیان کیا سب غلط ہی مجکو
ہرگز اعتبار تیری گفتار کا نہین ہو میرے حواس بجا ہین تجکو لازم ہو کہ اپنی خطا پر نادم ہو زیادہ گفتگو مجھسے نکر نہین تو ابھی زبان
تیری تیرے دہن سے کھینچ لونگا قارن نے غضبناک ہوکر جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہو دلیرون سے ایسی بدزبانی کرتا ہی تجکو کچھ خوف اپنی
جان کا نہین ہو عوض احسان ماننے کے ناراض ہوکر سخت کلامی کرتا ہو مجھے بھی تونے کیا کوئی بزدل تصور کیا ہو اگر ایک مرتبہ تونے کوئی
کلمہ بد زبان پر جاری کیا تو خنجر آبدار سے تیرا سینہ و جگر چاک کرونگا ایسی جگہ تجکو پیوند خاک کرونگا کہ تیرا نشان باقی نہ رہیگا مفتوح یہ
تقریر قارن کی سنکے اُٹھا اور جانب قارن بصد غیظ بڑھا قارن نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا ہمراہیان قارن ادھر قارن کو اُدھر مفتوح
کو روکنے لگے غل و شور جو ہوا بختک اپنے خیمے مین سو رہا تھا بیدار ہوا اور جلد تر جانب شور و غل بیتابانہ دوڑا جب قریب پہونچا
دیکھا قارن اور مفتوح دونون باہم آمادہ جنگ ہین بختک نے اول احوال قارن سے پوچھا قارن نے تمام و کمال کیفیت بیان
کی پھر مفتوح سے پوچھا اُسنے بھی جملہ احوال نصیرین کثیر زرشتے کے آنیکا اور سلانیکا بیان کیا بختک تقریر مفتوح کی سنکر بہت
ہنسا اور کہا اے مفتوح روئین تن جسے تم فرشتہ خواب فرستادہ خداوند لات سمجھے ہوے ہو وہ وہ ذی رتبہ فرشتہ ہین کبھی نظر آتے
ہین گاہ نظر نہین آتے ہین ایک لمحہ مین ہزار صورتین طرح طرح کی پیدا کرتے ہین کبھی عورت اور گاہ طفل دوازدہ سالہ کبھی جوان گاہے
پیر بن جاتے ہین اور خاصیت ملک الموت کی رکھتے ہین جسپر غضبناک ہوتے ہین ایک چشم زدن مین مار ڈالتے ہین اصل نام اُنکا
خواجہ عمرو ہو عیار بلاے روزگار ہین خداوندان لات و منات کا شکر کرو کہ تمھاری جان بچ گئی ورنہ وہ تمھین بیکار کرکے قتل کر ڈالتے
مجکو یقین کامل ہو وہی تشریف لائے ہونگے اور تمھین اُنھون نے سلایا ہوگا بیہوشی زمین رکھکر تمھارے سوراخ ہاے بینی کی راہ سے
تمھارے دماغ مین پہونچا دی ہوگی تمھاری زندگی ابھی باقی تھی کہ وہ پشتارہ تمھارا پھینک کر چلے گئے قارن نے تمھین ہوشیار کیا
ورنہ تم ایسا سوتے کہ قیامت کے روز بیدار ہوتے عمرو تمکو قتل کرڈالتا اور اب بھی خواجہ عمرو تمھین زندہ نہ چھوڑینگے کیونکہ جسکو
وہ تاک لیتے ہین اُسکی زندگی پھر دشوار ہو قارن تمھارا محسن ہو اس سے بیکار تکرار کرتے ہو اور آمادہ پیکار ہو جاؤ اپنے خیمے
مین بیٹھو صبح عنقریب ہو اب نہ سونا ورنہ پھر خواجہ اگر تمکو بیہوش کرکے لیجاینگے جب یہ کلمات مفتوح نے بختک سے سنے
عیاری خواجہ پر حواس خمسہ منتشر ہوگئے خیال کرکے جو دیکھا تو اپنے تئین خیمے سے کسی قدر دور میدان مین کھڑا پایا اُسوقت مفتوح
محجوب اور شرمندہ ہوا قارن سے عذر کرنے لگا پھر بختک سے کہا اے وزیر شہنشاہ اگر عمرو اسیطرح کی عیاریان کریگا تو مجھے
ایک نہ ایک روز ہلاک کر ڈالیگا بختک نے جواب دیا اسمین کیا شک ہو ہزارون لاکھون کو اُنھون نے مار ڈالا تمھاری کیا حقیقت
ہو تمھین بھی قابو پا کر وہ مار ڈالینگے اگر کچھ روز اپنی زندگی چاہتے ہو تو اپنے خیمے مین کسی کو آنے نہ دینا بیدار رہنا کسی کے ہاتھ سے
بے سمجھے بوجھے کوئی چیز لیکر نہ کھانا اے مفتوح روئین تن مین تمھین کو فقط نہین ڈراتا ہون مین بھی خواجہ عمرو کے مکر و فریب
سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہون جب وہ تشریف لاتے ہین اور جس کام کیواسطے مجھسے تاکید کرتے ہین بسر و چشم بجا لاتا ہون اگر کبھی کچھ
نافرمانی کرتا ہون مجھے تعزیر دیتے ہین دیکھو میری چندیا کو کیسی صاف و شفاف ہو اکثر اُنھون نے جو مجھے جوتیان لگائی ہین
چندیا کا یہ حال ہوگیا ہو مفتوح روئین تن تقریر بختک کی استماع کرکے از حد خواجہ سے خائف ہوا اور وہان سے ہمراہی
بختک اپنے خیمے مین گیا دیکھا کہ فرش وغیرہ بھی نہین ہو مفتوح نے پوچھا جو کچھ چیزین میرے خیمے مین رکھی تھین کیا ہوئین
بختک نے مسکرا کر کہا خواجہ عمرو لیگئے اُنکا یہ قاعدہ ہو جہان جس کسی کو بیہوش کرتے ہین جو کچھ وہان ہوتا ہو لے لیتے ہین یہ کہکر
بختک تو چلا گیا مفتوح باقی ماندہ شب اپنے خیمے مین اور فرش بچھوا کر بیٹھا رہا ہر چند غلبۂ خواب ہوا مگر خوف سے خواجہ عمرو کے نہ سویا
جب وہ وقت آیا کہ روے ماہ درخشان خیال آمد خورشید تابان سے متغیر ہوا تارے بے نور ہوے سفیدی سحر جانب مشرق نمایان

ہوئی مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے ہوائے سحر چلنے لگی غنچے گل ہونے لگے مسجدون مین موذنون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا خواجہ عبد المطلب وجملہ سرداران لشکر وغیرہ بیدار ہوئے پھر بعد فراغ امور ضروریہ وضو کرکے ہر ایک نے فریضہ سحر ادا کیا خصوصاً خواجہ عبد المطلب نے نماز بخضوع وخشوع پڑھی بعد فراغ نماز وتلاوت صحیفۂ ابراہیم کے ہاتھ سوے فلک بلند کرکے براے نصرت وظفر خالق بحر وبر سے اس طرح دعا کی اشعار

آب رحمت سے دھو دل ابتر
گر اب ہی تباہ حال مرا

گرد عصیان سے پاک دامن کر
رد نہ کر رد نہ کر سوال مرا

یا الٰہی بحق ہفت نجوم
یہ تو کیونکر کہون مجال نہین
فتح دے دشمنون پہ مجکو الٰہ

بہ طفیل خلیل ای قیوم
کہ تجھے کچھ مرا خیال نہین
کہ بہت اب مرا ہی حال تباہ

خواجہ عبد المطلب دعا پروردگار سے مانگ کر تخت پر سوار ہوئے کہارون نے تخت اُٹھایا سرداران لشکر بھی گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی نشان لشکر آگے بڑھا باجے جنگی بجنے لگے لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار بصد کر وفر روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ جو سرداران نامی علاوہ لندھور کے قبل ازین زخمی ہوئے تھے وہ اب روبصحت ہوئے ہین خصوصاً بہرام گرد اور کرب غازی چنانچہ آج ہمراہ لشکر بہرام اور کرب بھی چلے ہین الحاصل اسطرف سے خواجہ عبد المطلب آئے ادھر سے نوشیروان مع مقتوح بجمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار مین آیا بعد درستی میدان جنگ دونون بادشاہ صف آرا ہوئے یکایک نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور لشکریون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے نظم

جوانو سُنو یہ ہی دار فنا
یونہین ایکدن تم بھی مرجاؤگے
جہان جمع ہوتے ہین کچھ تیغ زن
اگر جاتے ہو کہ بعد فنا

نہین ہی کسی کو بقا جز خدا
کفن ہال دنیا سے بس پاؤگے
یہ کہتے ہین رستم تھا کیا صف شکن
ہو مانند رستم تمھاری ثنا

کرو تو خیال اپنے اجداد کا
نہین گرچہ رستم میان جہان
ہزارون سے کرتا تھا تنہا دغا
تو اسوقت میدان مین چار سو

گئے وہ جہان سے بملک بقا
مگر نام اُسکا ہی ورد زبان
دلیر اُس سے ڈرتے تھے صبح ومسا
بہادو زمین پر عدو کا لہو

جب نقیب اور کڑکیت جوانان سپاہ کو مستعد پیکار کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اُسدم مقتوح روئین تن تخت مرکب سے اُترکر نوشیروان کی خدمت مین جاکر اجازت جنگ لی پھر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور اہل اسلام سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای فرقۂ خدا پرستان آج تم مین سے کون کون جوہر میری تیغ آبدار کے دیکھیگا کس کس کو اپنی زندگی دشوار ہی کون میدان مین نکلکر مجھسے مقابلہ کریگا جلد آئے وہ شخص جسکو اپنے دوش پر سر بار ہی یہ کہکر مقتوح روئین تن خاموش ہوا فی الفور لشکر اسلام سے ایک دلیر خواجہ عبد المطلب سے رخصت حرب حاصل کرکے میدان مین نکلا جب قریب مقتوح کے آیا مقتوح نے تیغ آبدار کھینچکر اس دلیر کے سر پر لگایا دلیر مذکور نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑا اور کاٹتا ہوا جگرگاہ تک پہونچا دلیر مسطور فرس سے گر کر مرگیا بعد قتل ہونے دلیر مذکور کے مقتوح روئین تن نے نعرہ کرکے کہا ای فرقۂ خدا پرستان کسی ایسے بہادر کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو کہ تھوڑی دیر تک تو لڑے کچھ فنون سپہ گری ظاہر کرے میرے تیغۂ گران کی ضرب کو روکے جو تت یہ کلمات کرب غازی نے سُنے ہر چند کہ زخم بخوبی اچھا نہوا تھا لیکن تقریر مقتوح سے برہم ہوکر فرس تیز قدم کو بڑھاکر خدمت خواجہ عبد المطلب مین جاکر اجازت معرکہ لی پھر کرب غازی دلیرانہ اُسکے مقابلے کے واسطے لشکر سے نکلے جب قریب اسکے پہونچے اول باہم نگاورزن ہوئے گھوڑا مقتوح روئین تن کا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور باد پاے کرب غازی دو قدم پیچھے سرکا مقتوح نے غضبناک ہوکر آگے بڑھکر تیغہ سر پر لگایا کرب نے تیغہ اُسکا سپر پر روکا پھر کرب نے شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی مقتوح نے بڑھکر سر اپنا آگے بڑھایا تلوار کو سر پر روکا چونکہ مقتوح روئین تن تھا تلوار کرب غازی کی اُسکے سر پر بخوبی پڑی لیکن اُچٹ گئی ذرا بھی زخم اُسکے سر پر نہ آیا مقتوح نے ہنسکر کہا ای بہادر تو نے ہاتھ تلوار کا بھی ٹھیک نہین لگایا ابکی مرتبہ تلوار بقوت تمام تر لگانا یہ کہکر مقتوح نے تیغہ پہلوے کرب پر لگایا کرب نے تیغہ کو خالی دیکر اور نہایت غضبناک ہوکر دونون ہاتھون سے قبضہ شمشیر مستحکم پکڑکر

تلوار مفتوح کے سر پر لگائی مفتوح نے بجائے سپر تلوار پھر اپنے سر پر روکی ہر چند کہ جھنکار تلوار کی بخوبی ہوئی لیکن سر مفتوح سر مو بھی
زخمی نہوا ایکی مرتبہ زیادہ تر کرب کو غصہ آیا رنگ رخ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا مفتوح نے ہنسکر کہا ای دلیر برہم نہو اگر ہزار
مرتبہ تو تلوار اسی طرح لگائے گا تو بھی سر میرا زخمی نہوگا مین روئین تن ہون کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کریگا یہ کلمات زبان پر جاری
کرکے پھر تیغہ مفتوح نے خبردار کیکے سر کرب پر لگایا کرب غازی نے اس طرح تیغہ سپر پر رد کا کہ تیغہ پٹ پڑا اسوقت
بصد چالاکی بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنے ہاتھ سے مفتوح کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تیغہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا مفتوح
نے بھی برہم ہوکر زنجیر کمر کرب مین ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا گھوڑے کثرت زور سے سینے کے بل زمین پر بیٹھ گئے اسوقت
عیاران ہر دو لشکر صف لشکر سے نکلے اور قریب دونون دلاورون کے آکر کہنے لگے ای بہادرو اگر تم مائل کشتی ہو تو مرکبون سے
اترکر بالاے زمین تقدیر آزمائی کرو گھوڑے بیچارے تمھارے زور و قوت کے متحمل ہو نہیں سکتے ہین دیکھو قریب ہلاک ہوے
جاتے ہین زور اور لنگر تمھارا اگر زمین سنبھالیگی گھوڑے ہلاک ہوجاینگے جسوقت یہ کلمات بہادرون نے سُنے فی الفور دامن
گردانکر دونون مرکبون سے کود پڑے اکھاڑا مدت چشم زدن مین بیلدارون نے تیار کردیا بعد درستی زمین کے یعنے بعد تیار
ہونے اکھاڑے کے دونون دلیر باہم کشتی لڑنے لگے ادھر نوشیروان بالاے زمین فرش بچھواکر تخت پر بیٹھا سرداران لشکر
کرسیونپر بیٹھے بارگاہین اور خیام استادہ ہوے اُدھر خواجہ عبدالمطلب بھی مانند نوشیروان کے مع اپنے سرداران
لشکر کے بیٹھے سواران لشکر جانبین زین پوش بالاے زمین بچھا بچھا کر بیٹھے غرض جملہ صغیر و کبیر اعلیٰ و ادنا تماشاے
کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی مفتوح روئین تن کو پیچ کرکے نیچے لاتا تھا جملہ اہل اسلام خوش ہوتے تھے اور
جب مفتوح روئین تن اُس پیچ کا توڑ کرکے نکل جاتا تھا کفار شادمان ہوتے تھے جب مفتوح اکھیڑ لگاتا تھا کرب
اسکے داؤن سے بچتے تھے گاہ کرب بغلی ڈوب کرا اُسکی پس پشت جاکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا اکھیڑتا تھا مفتوح لنگر
اپنا زمین پر قایم کرتا تھا اور زمین سے نہ اُٹھتا تھا غرض باہم شیرانہ اور نہنگانہ کشتی لڑتے تھے ماہران فن کشتی کبھی کرب کی ثنا کرتے
تھے گاہ مفتوح روئین تن کی تعریف کرتے تھے اکثر نظرین باہم یون لگاتے تھے کہ ثابت ہوتا تھا دو فیل مست لڑرہے ہین
راوی بیان کرتا ہے کہ شام تک باہم خوب کشتی ہوئی آخر کار جب مفتوح روئین تن تھک گیا دم اُسکا آگیا ہانپنے لگا قوت
مین بھی کمی ہوئی پسینے مین سراپا تر ہوگیا کرب غازی نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے لنگر اُسکا زمین سے
اکھیڑا اور در اول مین تا بزانو زور دوم مین تا بسینہ زور سوم مین اپنے سر سے بلند کیا اور بولے ای مفتوح حالا در
شناختن پروردگار چہ میگوئی مفتوح بدانجام نے جواب دیا مین فدائے خداوند لات و منات وغیرہ ہون اور انھین کو اپنا
خداوند جانتا ہون سواے انکے کسی کی پرستش نکرونگا جان دونگا مگر مسلمان نہونگا کرب غازی نے گفتگوے
مفتوح روئین تن سنکے اور غضبناک ہوکے بالاے زمین اسطرح سے پٹکا کہ اُس بددین کی پشت آشناے زمین
ہوئی مردمان لشکر اسلام مین شور مرحبا بلند ہوا نوشیروان وغیرہ ملول ہوے اور چاہا کہ مفتوح کو دست کرب سے بچائین
فی الفور خواجہ عمرو قریب کرب گئے اور باواز بلند کہا ای فرزند جلد اس نابکار کو ہلاک کر دیر نہ لگا ایسا وقت پھر
دستیاب نہوگا حریف کو مہلت نہ دے کرب غازی خواجہ عمرو کی آواز سُنکے جلد تر اُسکے سینہ پر سوار ہوا پھر ایک قدم
اپنا اُسکے مابین سینہ و کمر پر رکھکر ایک پانون اُسکا اپنے دونون ہاتھون سے پکڑکر ایسا زور کیا کہ باوجودیکہ مفتوح
بیدین روئین تن تھا لیکن زیر کمر سے تا سینہ و گلو چیر ڈالا لاشہ مفتوح کا زمین پر تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے مفتوح
روئین تن تڑپکر ہلاک ہوگیا مردمان لشکر اسلام نے صداے تحسین و آفرین بلند کی ہر ایک اہل اسلام خوش ہوا نوشیروان
کو اسکے ہلاک ہونے کا از حد صدمہ ہوا اشک آنکھونمین بھر لایا چہرہ کثرت ملال سے متغیر ہوگیا سرداران لشکر نوشیروان

بھی ملول ہوے ازانجملہ ہیکلان ملک سومنات مغرب کو بھی کمال غم ہوا چونکہ آفتاب غروب ہو چکا تھا نوشیروان بعد دیکھنے چار
پہر تک تماشاے کشتی کے ہنگام شام محزون و ملول اپنی بارگاہ کی جانب مع اپنے سرداران لشکر وغیرہ کے چلا گیا ادھر خواجہ عبدالمطلب
کرب غازی کو ہمراہ لیکر مع تمامی فوج اسلام اپنی بارگاہ کیطرف خرم و شادان چلے بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے
جملہ سرداران لشکر و مردان سپاہ بھی اپنے اپنے مرکبون سے اتر اتر کر بارگاہ و خیام مین داخل ہوے جب دربار کا وقت آیا جملہ
سرداران لشکر بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین بعد اداے آداب تسلیم علی قدر مراتب اپنے اپنے دنگلون پر رونق افزا ہوے کرب
غازی بھی آکر اپنے دنگل پر بیٹھا خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے دلیری کرب غازی کی بہت تعریف کی سرداران
لشکر نے بھی قوت و شجاعت کرب کی تعریف کی جب وقت دربار برخاست کرنیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ
سردار اپنے اپنے خیام و بارگاہ مین گئے بعض سردار واسطے طلایہ لشکر کے مستعد ہوے اور نگہبانی لشکر کرنے لگے یہان تو عبدالمطلب نے
دربار برخاست کیا ادھر نوشیروان نالہ کنان جب اپنی بارگاہ مین پہونچا دربار مین جملہ سرداران لشکر کو بلایا جب سب حاضر ہو کر علی قدر مراتب
اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے نوشیروان نے مفتوح روئین تن کو یاد کرکے اک آہ سرد کی اور اشک آنکھون مین بھر لایا بعد ایک لمحہ
کے وزرا و امرا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا عمرو بہایت ظالم ہوا اور بلاے روزگار ہے اسکے کہنے سے کرب نے مفتوح روئین تن کو چیر ڈالا
ورنہ کرب اُسکو ہلاک نکرتے ماہدولت مع کل لشکر حملہ کرکے مفتوح کو پنجہ کرب سے رہا کر لیتے افسوس عمرو نے مجکو غم مفتوح مین ملول کیا
بختک نے جلد عرض کیا شب گذشتہ ہی خواجہ عمرو مفتوح روئین تن کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر لیچلے تھے اگر قارن
دیکھ نہ لیتا تو شب گذشتہ ہی خواجہ مفتوح کو قتل کر ڈالتے کل مفتوح روئین تن قتل ہونے سے بچ گیا تھا آج خواجہ نے دست
کرب سے اُسے ہلاک کر ڈالا نوشیروان نے بختک کی گفتگو سنکے حکم دیا کہ عیاران نامی ہمارے لشکر کے جلد ہمارے روبرو حاضر
ہون جب عیاران مذکور حاضر ہوے نوشیروان نے اُنسے مخاطب ہو کر کہا ای نمک حرامو اتنے دنون سے تم ماہدولت کے
ملازم ہو اور نمکخوار سرکار ہو لیکن کوئی کار نمایان تم سے ظہور مین نہ آیا عمرو نے کل یہان آکر عیاری کی مفتوح روئین تن کو بیہوش
کیا اپشتارہ لیکر چلا تھا کہ قارن نے دیکھ لیا سو جسے مفتوح کل خواجہ کے ہاتھ سے بچ گیا آج خواجہ نے مفتوح کو قتل کروا ڈالا
عمرو کارہاے نمایان کرتا ہی تم سے اتنا بھی نہین ہو سکتا کہ اُسے گرفتار کرکے کسی طرح ہمارے پاس لے آؤ تا ہم اُسکو قتل کرین
صابر نمد پوش و کتارہ کابلی و انیس جاسوس وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا ای شہنشاہ حضور نے ہم غلامون سے
گرفتاری عمرو کے مقدمہ مین کب تاکید کی اب شہنشاہ نے فرمایا ہی باقبال شہنشاہ صبح کو ہم عمرو کو گرفتار کر لائینگے عمرو ہمارے
دام مکر مین اگرچہ دانا ہو لیکن پھنس جائیگا نوشیروان نے کہا کل عمرو کو تم گرفتار کرکے نہ لاؤگے تو عتاب شہنشاہی مین مبتلا ہوگے
عیارون نے عرض کیا اگر ہم کل عمرو کو گرفتار کرکے شہنشاہ کے روبرو نہ لائینگے تو ہمیشہ عیاری چھوڑ دینگے اور معتوب حضور ہونگے
یہ عرض کرکے عیاران لشکر نوشیروان کی بارگاہ سے باہر آئے ہنگام شب دس عیارون نے باہم مِلکر مشورہ کیا کہ اب کیسا
عیاری کیجائے کہ جس سے عمرو ہمارے دام مکر مین گرفتار ہو ہر ایک عیار نے اپنی اپنی راے ظاہر کی آخر بعد فکر بسیار ایک
عیاری بجویز کی گئی صابر نمد پوش نے ہر ایک عیار سے جو منظور تھا کہدیا سب نے کہا ہم بموجب تمہارے کہنے کے ضرور عمل
مین لائینگے جب مشورہ ہو چکا اور عیاری تجویز ہو چکی تمام عیار اپنے اپنے خیمے مین جا کر راحت پذیر ہوے ہنگام سحر صابر نمد پوش نو
عیار انکو ہمراہ لیکر بشکل مبدل براے فکر عیاری چلا عیاران لشکر نوشیروان تو براے گرفتاری خواجہ عمرو جاتے ہین لیکن اب حال
خواجہ عمرو کا تحریر ہوتا ہی کہ جب صبح ہوئی اہل اسلام بیدار ہوے اور بعد اداے فریضہ سحر کے ہنگام دربار جملہ سردار مع خواجہ عمرو بارگاہ
فلک جاہ خواجہ عبدالمطلب مین گئے اور شرائط تسلیم بجا لاکر بصد ادب اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے جب بخوبی دربار آراستہ ہو چکا
خواجہ عبدالمطلب نے سرداران لشکر و خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ شب کو نوشیروان نے طبل جنگ نہین

نہین معلوم کیا باعث ہی بعض سردارون نے عرض کیا مفتوح ردمین تن کل ہلاک ہوا ہی نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا صدمہ
ہوگا علاوہ اُسکے احتمال ہی کہ کسی سردار کے آنیکا اُسکو انتظار ہوگا یا اور کوئی باعث ہوگا اسی قسم کی تا دیر گفتگو رہی جب وقت
دربار برخاست ہونیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار اپنی اپنی بارگاہ مین گئے خواجہ عمرو خیمے مین آکر کرسی
پر جلوہ گر ہوے خواجہ کرسی پر بیٹھے ہی تھے ناگاہ دیکھا ایک عورت چادر سفید سر سے پاتک اوڑھے ہوے ہی منہ تھوڑا سا کھلا ہی
رنگ رخ گندمی ہی مسی اور کاجل لگائے ہی نہ جوان ہی نہ مسن ہی عصا ہاتھ مین ہی دوسرے ہاتھ مین ایک نامہ ہی قریب
خیمہ کھڑی ہی اشارے سے بلاتی ہی نامہ دکھاتی ہی خواجہ عمرو نے اسوقت خیال کیا یہ کوئی زن بیوہ ہی مفلس و نادار ہی مجھسے
کچھ طلب کرتی ہی یا اور کوئی حاجت لیکر میرے پاس آئی ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے پوچھا ای عورت یہان کیون کھڑی ہی کسواسطے
آئی ہی مجکو اشارے سے کیون بلاتی ہی اگر کچھ خواہش زر ہی تو میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہی اور اگر باطنی خواہش و
حاجت ہی اس امر سے بھی مجھے معاف رکھ کیونکہ آجکل غم حمزہ صاحبقران مین مبتلا ہون طلبگار عیش و راحت نہین ہون بس
تیری حاجت روائی مجھسے آجکل نہو سکیگی زن مذکور نے گفتگوے خواجہ سنکے ہاتھ بڑھا کر نامہ دکھایا اور اشارے سے اپنے
پاس بلایا خواجہ سمجھے یہ اور کسی ضرورت کے واسطے آئی ہی اسکو بلا کر اصل حال دریافت کرنا چاہیے یہ تصور کرکے اُس عورت
کو اپنے خیمے مین بلایا جب وہ عورت خیمے مین گئی خواجہ نے پوچھا کیا کہتی ہی بیان کر اُسنے آہستہ کہا مین ملکہ زرانگیز خاتون
کی ملازم ہون اُنھون نے مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی کچھ زبانی کہا ہی کچھ امور پوشیدہ اس نامے مین لکھے ہین اور وہ بھی ہمراہ
چند عورتون کے فلان مقام پر تشریف فرما ہین آپ کو بلاتی ہین کچھ آپسے کہینگی خواجہ نے پوچھا ملکہ نے زبانی کیا کہا ہی اُس نے
کہا اصل احوال یہ ہی کہ شب گذشتہ کو نوشیروان نے ہماری ملکہ زرانگیز خاتون سے کہا کہ فرامرز بن قارن مرد دلاور ہی
اُسنے اقرار کیا ہی کہ مین جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو ہلاک کرونگا لشکر کو اُسکے تباہ و برباد کردونگا پھر حمزہ کو قتل
کرونگا مین نے اس کار نمایان کے عوض مین اُس سے عہد کیا ہی کہ اپنی دختر ملکہ مہرنگار تاجدار کے ساتھ تیری شادی کردونگا
چنانچہ ای ملکہ اُسنے اکثر سردار قتل اور زخمی کیے ہین مین تمسے کہے دیتا ہون کہ ضرور اپنی لڑکی کی شادی فرامرز بن
قارن کے ساتھ کردونگا ملکہ زرانگیز نے تقریر شہنشاہ سنکے اور ناخوش ہوکے جواب دیا کہ مین تو اپنی پیاری دختر ملکہ مہرنگار
تاجدار کی شادی فرامرز کے ساتھ ہرگز نکرونگی اور نہ شہنشاہ کو کرنے دونگی وہ ہمارا ہمسر نہین ہی کوئی شاہ جلیل القدر عالی
خاندان اگر اس دختر کی خواہش کریگا تو البتہ اُسکے ساتھ بیاہ دونگی ای خواجہ یہ گفتگو ملکہ نے کی شہنشاہ نے کہا ای ملکہ اگر
مین ایفاے وعدہ نکرونگا تو میری ذلت ہوگی ہر شہر و دیار مین اخبار نویس یہ خبر اخبار مین درج کرینگے کہ نوشیروان
عہد شکن ہی فرامرز سے جو وعدہ کیا اُسے ایفا نہ کیا ملکہ نے جواب دیا صاحب خواہ تمھاری ذلت ہو خواہ رسوائی ہو خواہ تم
جھوٹے دغاباز مکار مشہور ہو تو ہو مین تو ہرگز ہرگز شادی اپنی بیٹی کی فرامرز بن قارن کے ساتھ نکرونگی عوض مین اپنی
دختر کے ملک و مال دیدونگی اگر وہ راضی نہوگا تو میرے کو ایسی سخت سزا دونگی کہ وہ بھی یاد کریگا جسوقت شہنشاہ نے یہ کلمات
ملکہ سے سنے تو غضبناک ہوکر کئی طمانچے ہماری ملکہ کے رخسار پر لگائے اور کہا او بدزبان اگر مین چاہون تو بغیر ایفاے عہد
اپنی دختر کی شادی اُسکے ساتھ کردون ہر چند تو روئے پیٹے ہرگز ہرگز تیرا کہنا نمانون اور تو زیادہ اصرار کیے جائیگی تو چند ہی
روز مین کرونگا ای خواجہ ہماری ملکہ طمانچے کھاکر آنسو بہاکر اسوقت تو چپکی ہو رہین لیکن قریب صبح ہمراہ چند عورتون کے
روتی ہوئی پاپیادہ اپنی بارگاہ سے نکلین اور ویرانے کی راہ لی اب تھوڑی دیر ہوئی فلان ویرانے مین بیٹھین وہان توقف
کرکے یہ نامہ آپکو لکھا ہی اور بلایا ہی دیکھیے اس نامے مین کیا لکھا ہی خواجہ نے جلدتر اس عورت کے ہاتھ سے لیا دیکھا سرنامہ
پر مہر ملکہ کی ثبت ہی خواجہ نے لفافہ چاک کیا اور نامہ نکالکر پڑھا خلاصہ مضمون اُس نامے کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو جو واقعہ گذرا ہی

اُسے تو ہماری خواص نے بیان کیا ہوگا اب میرا دل یہ چاہتا ہو کہ تم جلد کوئی ایسی تدبیر کرو کہ حمزۂ صاحبقران قید سے رہا ہون مین فی الفور ملکہ مہر نگار تاجدار کی شادی حمزۂ صاحبقران کے ساتھ کر دون اگر اسوقت تم میرے پاس آؤ تو اور بھی کچھ تمسے کہون اور جسطور اعانت تم مجھسے چاہو مین بسر و چشم اعانت کرون اسوقت تمھارا آنا میرے پاس انسب ہو تنہائی مین مشورہ رہائی حمزۂ صاحبقران کا بخوبی ہو جائیگا فقط زیادہ کیا لکھا جاے خواجہ نامے کو پڑھکر اور نہایت خوش ہو کر ہمراہ اُس عورت کے خیمے سے نکلکر چلے اسوقت کسی عیار لشکر اسلام نے خواجہ کو جاتے نہین دیکھا غرض وہ عورت خواجہ کو جانب ویرانہ لیکر چلی جب خواجہ ویرانہ مین پہونچے دیکھا چند درختون کے نیچے ملکہ زرانگیز خاتون لباس نفیس زیب کیے ہوے بیٹھی ہی لیکن چہرے پر آثار رنج و ملال ظاہر ہین اور نیل طمانچون کا رخسارے پر موجود ہین گرد چند خواصین کھڑی ہین خواجہ ابھی دیکھ ہی رہے تھے کہ خواصون نے دست بستہ ملکہ زرانگیز سے عرض کیا ای ملکہ عالم ملاحظہ فرمایئے وہ خواجہ عمرو ہمراہ گلرخسار آتے ہین جب خواجہ قریب تر پہونچے ملکہ زرانگیز اُٹھی ہمراہ ملکہ خواصین چلین خواجہ نے براے تسلیم سر جھکایا ملکہ زرانگیز نقلی اور خواصون نے فوراً ایکبارگی حلقہ ہاے کمند خواجہ عمرو کی گردن مین ڈالدیے اور جھٹکا دیا خواجہ اُس کمندون کے حلقہ مین پھنس گئے کچھ حلقہ ہاے کمند گردن مین اور کچھ کمر مین تھے ہر چند خواجہ نے چاہا کہ رہا ہون لیکن رہا نہو سکے اُسوقت صابر نمد پوش و کتارۂ کابلی و انیس جاسوس وغیرہ نے نعرہ کرکے خواجہ کو بخوبی تمام طوق و سلاسل مین گرفتار کیا بعد گرفتار کرنیکے راہ دشت سے خواجہ کو بارگاہ نوشیروان مین لیگئے اور بعد ادب عیارون نے تسلیم اور مجرا کرکے دست بستہ نوشیروان سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ بموجب حکم یہ نمکخوار خواجہ عمرو کو گرفتار کر لائے ہین اب جو حق مین خواجہ عمرو کے مناسب ہو حضور عمل مین لائین نوشیروان عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا عیارون کو انعام دیا ہیکلان نے عرض کیا ای شہنشاہ عمرو کو قید نہ کیجیے ابھی قتل کروا ڈالیے اسکی ذات سے فتنہ و فساد برپا ہوتے ہین شہنشاہ کو اسی نے صدمہ دیا ہو کرب غازی سے مفتوح رو مین تن کو ہلاک کرایا ہو اگر یہ قتل ہو جائیگا لشکر اسلام مین پھر ایسا کوئی عیار بلاے روزگار باقی نہین ہو جب یہ قتل ہو جائیگا زور لشکر اسلام کا نصف رہ جائیگا بلکہ لشکر پراگندہ ہو جائیگا حمزۂ صاحبقران بھی اسکے غم مین بغیر قتل کیے ہلاک ہو جائینگے کل فساد دفع ہو جائیگا نوشیروان نے تقریر ہیکلان کی سنکے بخاطر ہیکلان اور خود بھی قتل عمرو منظور تھا اسوجہ سے اسیوقت نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جلاد ہیبت ناک تیغہ کھینچے ہوئے گلے مین ہار ناک اور کانون کے پہنے ہوے حاضر ہوا اور باادب مجرا کرکے عرض کرنے لگا ای شہنشاہ فلک بارگاہ کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہو کون شخص لائق کشتنی ہو کہ مسپر عتاب شہنشاہی ہوا ہی تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ہین رحم مطلق میرے دلمین نہین ہو کسی کی فریاد و زاری پر رحم نہین کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہو جلانا کشتے کا دشوار ہو بلکہ ناممکن ہو سواے خداوندون کے کوئی مقتولون کو زندہ کر نہین سکتا اور ہمارے خداوندونکی ایسی عادت نہین ہو جو قتل ہو جاتا ہی باوجود قدرت کے اسے نہین جلاتے ہین حضور کچھ پوچھ کر حکم قتل دیجیے گا نوشیروان نے کہا ای جلاد جلد خواجہ عمرو کو سامنے عقابین کے لیجا اور قتل کر جلاد نے حکم قتل پاکر خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور بارگاہ سے سامنے عقابین کے خواجہ کو لیگیا پہلے چبوترہ ریگ کا بنایا پھر بوریہ ہلاکت کا چبوترے پر بچھایا جب درستی چبوترے کی کر چکا خواجہ کو اُس چبوترے پر بٹھایا کولیکا خط گردن پر کھینچکر تیغہ میان سے لیکر بالاے سر خواجہ عمرو کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ عمرو جو چیز کھانا ہو کھا لو پیاسے ہو تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے دیکھ لو جو جو ہوس و آرزو ہو اسوقت بیان کرو تھوڑی دیر مین تمھارا رشتۂ حیات قطع ہو جائیگا سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی ہوس دلکی دل ہی مین رہ جائیگی خواجہ عمرو نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا ای جلاد مجھے کسی چیز کی خواہش نہین ہو کثرت غم سے پیٹ بھرا ہی بجاے آب خون دل پی رہا ہون دیکھنا حمزۂ صاحبقران کا ایسے

وقت آخر مین منظور تھا وہ سامنے عقابین پر ہین مین انکو بخوبی دیکھ رہا ہون وہ بھی مجھے دیکھ رہے ہین تو اپنے کام مین مشغول ہو جلد ہاتھ تیغ کا لگا کہ سر میرا تن سے جدا ہو جائے یہ کہکر خواجہ نے گردن اپنی زیر تیغ جھکائی اتنی دیر مین حکم نوشیروان ہوا کہ ای جلاد عمرو کو قتل کر اسیطرح جب وہ حکم نوشیروان براے قتل عمرو جلاد کو دے چکا ہنوز قبیرا حکم نوشیروان دینے نہین پایا تھا کہ خواجہ نے سر اپنا سوے فلک بلند کیا اور زار زار گریان ہوکر درگاہ خدا مین اسطرح مناجات کی اشعار

ای کریم و معین مظلومان	ای خبر گیر حال مجبوران	رو سیہ ہون گناہ گار ہون مین	جرم بیحد سے شرمسار ہون مین
شرم عصیان سے آب آب ہون مین	غرق دریاے اضطراب ہون مین	دو جہان جھکے در پہ سائل ہون	جس سے مقصد ہر اک کے حاصل ہون
سائل اسکا کسی کے در پہ جاے	ہاتھ غیرون کے سامنے پھیلاے	گو سراپا گناہگار ہون مین	پر یہ تجھسے امیدوار ہون مین
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس	یا کہ باقی رہے شمار نفس	تیری الفت کا دل مین داغ رہے	روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے
دل رہے تجھ مین تو رہے دل مین	ہو تری یاد آب اور گل مین	دے وہ اب دیدۂ حقیقت بین	ہمہ تن ہون نہین چشم وحدت مین
بحر وحدت سے آشنائی دے	اس دوئی سے مجھے رہائی دے	دلکو لبریز معرفت کر دے	نور عرفان سے جسم و جان بھر دے
رنج و غم سے مجھے فراغ رہے	دل افسردہ باغ باغ رہے	بے تیرے طبق غیر نہ ہون	چھوڑ کر کعبہ محو دیر نہ ہون
اس محیط جہان مین ای داور	آبرو سے رہون برنگ گہر	روح قالب سے جب روان ہووے	نام تیرا ہی بر زبان ہووے
قبر کی ہو نہت کڑی منزل	سہل کر دیجیو مری مشکل	مجکو رسوا نہ حشر مین کیجو	پردہ ای پردہ پوش رکھ لیجو
یان بھی ای کارساز و بندہ نواز	قتل ہونے سے رکھ مجھے تو باز	قید سے بھی مجھے رہا کر دے	مین ہون نادار خلعت زر دے

جسوقت بگریہ وزاری و بنالہ و بیقراری عمرو نے درگاہ جناب باری مین دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے کسیقدر غبار بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا ایک نقابدار سرخ نقاب منھ پر ڈالے ہوئے ہو اور ایک فرمان اپنے ہاتھ مین لیے ہو گھوڑے پر سوار ہو بصد عجلت آتا ہو خواجہ ابھی دیکھ رہے تھے یکایک وہ نقابدار دربارگاہ پر آیا گھوڑے سے اترکر اندر بارگاہ کے جانے لگا خدام نے روکا نقابدار نے کہا مین اپنے حاکم کا نامہ لیکر آیا ہون اور کچھ زبانی بھی مجھے گوش شہنشاہ مین کہنا منظور ہو وہ ایک مژدہ ہو مجھے زود کو اندر بارگاہ کے جانے دو دربانون نے حکم لیکر اجازت دی نقابدار بارگاہ کے اندر گیا نقابدار کو تو راہ طی کرنے مین چھوڑیے لیکن اب حال خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ خواجہ عمرو بعد مناجات کر چکے حمزۂ صاحبقران کی طرف دیکھکر اور گریان ہوکر کہنے لگے کہ ای حمزۂ صاحبقران براے خدا و رسول میری خطا و تصور عفو فرمایئے گا اگر اس قید سے رہا ہوجیے گا تو کبھی کبھی میرے مرقد پر آکر سورۂ فاتحہ پڑھیے گا روح کو میری ہدیۂ ثواب سورہ حمد پہونچایئے گا بھول جائیے گا افسوس دل مین تو یہ حسرت تھی کہ آپ اس قید سے رہا ہون کفار سے مقابلہ کرین مین ہمراہ رکاب رہون لیکن قضا سر پر آگئی اب کوئی دم مین قتل ہوتا ہون تمناے دلی بر آئی شکر ہو خدا کا کہ قبل آپکے مین اس دار فنا سے سوے عدم جاتا ہون حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اور خواجہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھکر نہایت ہی غمگین و ملول ہوے پکارے ای یار وفادار برادر غمخوار بعد تیرے خاک ہو اس دنیاے فانی پر مین تیرے غم مین ہلاک ہو جاؤنگا ادھر ہنوز حمزۂ صاحبقران صدمۂ خواجہ عمرو سے بیتاب و بیقرار تھے خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہوے زار زار رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خداوندا مجھے اور تجھسے تو کوہ سراندیپ پر وعدہ ہوا تھا کہ جبتک تین مرتبہ تو موت کی خواہش نکریگا اسوقت تک تو نہ مریگا مین نے تو ابھی ایک مرتبہ بھی موت کی خواہش نہین کی ہو اور سامان میرے قتل ہونیکے نظر آتے ہین جاے تعجب ہو ادھر نقابدار مذکور صحن بارگاہ کو طی کرکے قریب نوشیروان گیا پہلے سلام کیا پھر تخت کے زینون کو طی کرکے پاس نوشیروان کے پہونچا نوشیروان نے واسطے نامہ لینے کے ہاتھ بڑھایا نقابدار عوض نامہ دینے کے بعد غضب سینۂ پر کینہ نوشیروان پر سوار ہوا اور خنجر اپنا کمر سے کھینچکر پہلوے نوشیروان پر رکھدیا اور پھر نعرہ کیا نعرہ وہ [illegible]

سریع السیر ہون باد بہاری | جہان سہنگ در خنجر گذاری
بمیدان اندر د آتش نشانم | اسم مہتر قران شیر ژیانم

اسوقت جسقدر سرداران لشکر نوشیروان وامرا اور وزرا حاضر دربار تھے یہ حال دیکھکر اول تو متحیر ہوے پھر سب اپنی اپنی جگہ سے بیتاب و بیقرار ہوکر اُٹھے اور قصد نقابدار کے ہلاک کرنے کا کیا نقابدار نے نوشیروان سے کہا کہ جلد اپنے ملازمون کو میرے ہلاک کرنے سے منع کر ورنہ مین پہلے اس خنجر سے تجھے ہلاک کر ڈالونگا پھر خود مارا جاؤنگا نوشیروان نے سبکو منع کیا کہ اس نقابدار کو قتل نکرو اگر تم اسے قتل کر دوگے یہ پہلے مجھے ہلاک کر ڈالیگا سبنے یہ تقریر نوشیروان سنکے قتل تو نہ کیا لیکن نقابدار سے پوچھا ای نقابدار بیان کر تیرا کیا مطلب ہی کیون سینہ شہنشاہ پر سوار ہو نقابدار نے جواب دیا کہ اگر خواجہ عمرو قتل سے امان قید سے رہا کر دیے جائین تو مجکو کچھ تمہارے شہنشاہ سے کینہ باقی نرہے ابھی سینے سے اُتر کر چلا جاؤن نوشیروان کو قتل نکرون نوشیروان نے گفتگوے مہتر قران سنکے خیال اپنی جانکا کرکے اُن سردارون سے کہا کہ جلد جاکر جلاد کو ہمارا حکم پہونچاؤ کہ خواجہ کو قتل نکرے اور قید سے بھی عمرو کو رہا کر دے قران نے کہا ای شہنشاہ اتنے پر اکتفا نہ کیجیے عمرو کو خلعت فاخرہ اور زر کثیر بھی دلوائیے ورنہ مین آپکو قتل کر دونگا نوشیروان نے بحالت مجبوری بخوف جان یہ بھی منظور کیا اور وزرا سے کہا کہ عمرو کو رہا کرکے ہمارے سامنے لاؤ اور خلعت فاخرہ اور زر کثیر ہمارے خزانے سے اسکو دو غرض سرداران لشکر اور وزرا بیتابانہ دوڑتے ہوے قریب جلاد پہونچے اور کہا ای جلاد بڑا غضب ہوا شہنشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین نقابدار یعنے مہتر قران سینۂ شہنشاہ پر خنجر بکف بیٹھا ہی اب تجکو حکم ہی کہ عمرو کو قتل نکر قید سے رہا کر دے جلاد نے یہ حکم نوشیروان پاکر تیغہ میان مین رکھا پھر جلاد آئے بیڑیان خواجہ کے دست و پاے کاٹ ڈالین خواجہ از حد خوش ہوے جانتے تھے کہ قید سے رہا ہوکر جا گین لیکن وزرا وغیرہ نے کہا ای عمرو ابھی بھاگنے کا قصد نکرو روبروے شہنشاہ چلو خلعت فاخرہ اور زر کثیر لو پھر اپنے لشکر مین چلے جانا خواجہ یہ مژدہ سنکے زیادہ تر خوش ہوے حمزہ صاحبقران کی بلاے عقابین یہ حال دیکھکر شادان ہوے خواجہ ہمراہ وزرا و سرداران لشکر بارگاہ مین آئے دیکھا قران خنجر بکف سینہ نوشیروان پر سوار ہی ناگاہ وزرا نے خلعت فاخرہ اور زر کثیر حکم نوشیروان سے خواجہ کو دیا پھر نقابدار سے کہا اب تو سینہ شہنشاہ سے اُٹھ جو کچھ تونے کہا تھا وہ تو ہم سب عمل مین لا چکے قران نے کہا جب خواجہ بارگاہ سے نکلکر چلے جائینگے اسوقت مین سینے سے اُترونگا ابھی مجکو خیال ہی کہ تم خواجہ کو پھر گرفتار کر لوگے غرض حکم نوشیروان سے عمرو تو خواجہ بیرون بارگاہ جاکر خرم و شادان جانب لشکر اسلام روانہ ہوے خلعت و زر زنبیل مین رکھ لیا ادھر نقابدار سینۂ نوشیروان سے اُترکر قنات بارگاہ کی خنجر سے جلد تر چاک کرکے جست و خیز کرتا ہوا سمت لشکر اسلام روانہ ہوا یہان تو نوشیروان اُٹھکر تخت پر بیٹھا جملہ امرا وزرا وغیرہ نے تاج نوشیروان کا لیکر نذرین اس خوشی کی نوشیروان کو دین کہ شہنشاہ کی جان بچ گئی بلائے ناگہانی آئی تھی ٹل گئی وہان نقابدار نے بارگاہ سے نکلکر آگے بڑھکر خواجہ عمرو سے ملاقات کی اور بعد سلام کہا استاد نقابدار مین ہی تھا مین نے جو سنا کہ آپ قتل ہوتے ہین فوراً نقابدار بنکے آیا اور آپکو رہا کرایا عمرو نے مہتر قران کو بصد محبت سینے سے لگایا پھر باہم لشکر اسلام مین داخل ہوے خواجہ نے تمام حال جو گذرا تھا سبسے کہا سب خوش ہوے

داستان طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا بنام طول مست بربری اور قتل ہونا لشکر اہل اسلام کا ہاتھ سے طول مست بربری کے اور آنا علمشاہ کا مع ہفت شاہان بجمعیت سپاہ کثیر اور لڑنا سرداران لشکر نوشیروان سے

ساقیا جلد اب قدح بھر دے | کہ گلگونہ کا مجکو ساغر دے
جام بھر بھر کے کر سبو خالی | ہو سے ستو لگو رکھ نہ تو خالی
پھول سی گر شراب یاقوت ہین | گل مضمون بیان شاد ہین
لکھون مین داستان سحر طراز | ہو زبان سے بیان سحر طراز
میرا جادو نگار خامہ ہی | جنگ سے اب دو چار خامہ ہی

راویان خوش مقال حالات جنگ و جدال وغیرہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عیاری مہتر قران سے خواجہ عمرو رہا ہوئے نوشیروان نے برہم ہوکر ہنگام شب طبل جنگی بنام طول مست بربری

بجایا عیاران لشکر اسلام صداے طبل جنگ سنکے اور خبر نواخت طبل رزمی لیکے بعزار عجلت بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین آئے
اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح دعا کرکے ملتمس ہوے کہ نظم تا کند گردش عیان راز نہان آسمان ∴ بادا بزیب جہان
حسن عیان آفتاب ∴ وقف دولت باد سرای زوال آفتاب ∴ نور حشمت باد حسن جاودان آفتاب ∴ بر سر شہ سایہ افگن چون شہ بال ہما ∴
چون پر خفاش گردد سایہ بان آفتاب ∴ تیغ آبدار بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اعداے بدصفات کا کام تمام ہوا اسوقت نوشیروان نے
بنام طول مست بربری طبل جنگی بجایا ہی عزم ارادہ اسکا ہی کہ صبح میدان کارزار مین آگ آتش کینہ وبغض کو شعلہ ور کرکے ظاہر کرے
باقی خیریت ہی عیاران مذکور تو التماس کرکے چلے گئے خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی
نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے چنانچہ بموجب حکم خواجہ عمرو نقارخانے مین گئے اور غاشیہ اٹھاکر نقارہ رزمی پر چوب لگائی
پھر تو نقارہ نوازون نے نقارہ حربی بجانا شروع کیا صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی اہل اسلام آگاہ ہوکر تیاری کارزار مین مصروف
ہوئے تمام رات دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب شب قدری اور ستارہ سحری فلک پر چمکا ہواے سرد سحری
چلنے لگی مساجد مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا جملہ مردان لشکر اسلام بیدار ہوے بعد حوائج ضروری وضو کرکے فریضہ سحری ادا
کرنے لگے بخشوع وخضوع رکوع وسجود کرنے لگے علی الخصوص خواجہ عبد المطلب نے بصد رجوع قلب فریضہ سحری ادا
کیا جب نماز سے فراغت پائی بعدہ سجدہ شکر کرکے بیرون بارگاہ تشریف لائے جملہ سرداران لشکر نے براے تسلیم بصد تعظیم سر جھکائے
خواجہ عبد المطلب ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر تخت پر سوار ہوے کہارون نے وہ تخت کاندھون پر اٹھایا
پھر جملہ سردار اور لشکری گھوڑون پر سوار ہوے نقارون پر چوب لگائی گئی تیغ علم کے کھلے نقیبون نے صداے دورباش اور آواز
بسم اللہ بسم اللہ بلند کی سواری روان ہوئی لشکر بڑھا جب بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار مین پہونچے ادھر سے نوشیروان
بھی بجمعیت سپاہ بسیار میدان نبرد مین آیا بعد درستی میدان مصاف وصف آرائی لشکر جانبین کے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون
جانب سے نکلے اور جوانان لشکر سے باواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادرو یہ دنیا ایک سراے فانی ہی اور مقام عبرت ہی دیکھو کیسے کیسے
حسین وخوش گلو بہادر اور قوی بازو جنکا مثل ونظیر نہ تھا اس دنیا سے گذر کر سوے عدم گئے قبرون کا بھی اُنکے نام ونشان باقی
نہین ہی ہان وہ لوگ جنھون نے کارہاے نمایان کیے ہین ابتک اُنکے اوصاف اہل جہان کی زبان پر جاری ہین گو وہ مر گئے ہین مگر
اس وجہ سے گویا وہ زندہ ہین پس اے دلیرو تم بھی آج اپنے دشمنون سے ایسی جنگ کرو کہ بعد مرنے کے تمھارا بھی نام صفحہ ہستی پر تا قیام قیامت
باقی رہے نقیب اور کڑکیت جب یہ کہکر ہٹ گئے طول مست بربری گینڈے پر سوار ہوکر نوشیروان سے اجازت حرب لیکر
لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور پکارا اے گروہ مسلمانان ہیچ کسی جری کو کب مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ تقریر طول مست بربری نے
کی فی الفور ایک دلیر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے باہر نکلا اور قریب اُسکے آکر کہنے لگا او بیدین حملہ
دار کر طول مست بربری نے گرز گران اپنا اٹھاکر اور گردش دیکر سر دلیر پر مارا ہر چند دلیر مذکور نے چاہا کہ اپنے گرز پر اُسکے گرز کو روکے
لیکن گرز آسمان آسا اُسکے گرز پر نہ رک سکا سر پر جو پڑا کاسہ سر چور چور ہو گیا دلیر مسطور فی الفور مرکب سے گر کر جانب گلشن جنان راہی ہوا
طول مست بربری نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک صف شکن براے مقابلہ نکلا اُسکو بھی ضرب تیغ سے اُسنے ہلاک کیا اسیطرح
تا شام طول مست بربری نے بیس جوانون کو ہلاک کیا کسی کو گرز سے کسی کو تیغ سے کسی کو نیزے سے قتل کیا ہر ایک جوان
لشکر اسلام کی لڑائی بخیال طول تحریر نہین کی گئی الحاصل جب آفتاب غروب ہوگیا نوشیروان طول مست بربری کو ہمراہ
لیکر مع کل اپنی فوج کے میدان نبرد سے چلا گیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب بھی ہمراہ جملہ سرداران لشکر اسلام
وغیرہ عرصہ مصاف سے تشریف لیجا کر بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افزا ہوے سرداران لشکر حاضر ہوکر بصد ادب نگاہ
ادھر نوشیروان نے بھی بنام طول مست بربری طبل جنگی بجایا ہرکارے جو امر جاسوسی پر متعین تھے خبر طبل جنگ

لیکر فوراً بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بعد ادب تسلیم کرکے اسطرح دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کرنے لگے نظم

نہ فلک محصور باد از حصار دولتت
تیغ و شمشیر کنیت دستگاہ و افت ...

ز غلط گفتم چو فضائے لامکان محصور باد
سایۂ شاہ و رایت چشمہ سار نور باد

شاہ ما کش کہ بو دبخت بلند ...
اعلام گردون شکن از خوشی منصور باد

ہر کارے تو خبر نواخت طبل جنگی دیگر چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے
حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ حربی بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی مردان لشکر کو اطلاع ہوئی
اُسیوقت بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار بارگاہ سے اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیام و بارگاہ مین گئے اور تیاری جنگ مین
مصروف ہوئے جب صبح ہوئی اسطرف سے خواجہ عبدالمطلب مع سپاہ کثیر اُدھر سے نوشیروان بجمعیت فوج فراوان میدان مصاف
مین آکر صف آرا ہوئے طبل مست بربری پھر نوشیروان سے سامان جنگ لیکر میدان مین نکلا چاہتا تھا کہ ناگاہ
جانب صحرا ایسا غبار بلند ہوا کہ ؎ از جانب دشت کوہ از رنگ ٭ گردے برخاست تو تیار رنگ ٭ نہین نہین وہ گرد و غبار
ایسا بلند ہوا اور محیط عالم ہوا کہ روشنی روز روشن کی مبدل بہ تاریکی شب ہوگئی آفتاب عالمتاب کثرت غبار سے نہان
ہوگیا مؤذنون نے اندھی سیاہ کے آنیکا خیال کرکے جابجا مساجد مین اذان دی صدائے اللہ اکبر ہر طرف بلند ہوئی
طیور خائف ہوکر اُڑے چوپائے ڈر کر دم دبا کر بھاگے اکثر مردان لشکر نوشیروان خیال کرنے لگے کہ ابر سیاہ اُٹھا ہے
اور محیط عالم ہوگیا ہے یقین ہے کہ بارش خوب ہوگی جو عشاق لشکر اسلام مین تھے اُنھون نے جو وہ تاریکی دیکھی ظلمت
شب فراق محبوب کا خیال آگیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کیا مین برائے دریافت حال جاتا
ہون اور چند سرداران نامی کو اپنے ہمراہ لیے جاتا ہون یقین ہے کہ کوئی اہل اسلام سے بجمعیت سپاہ بیکران اسطرف آتا ہے
خواجہ عبدالمطلب نے اجازت دی جب خواجہ عمرو سردارون کو مع کچھ فوج ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوئے
نوشیروان نے بھی اس خیال سے کہ میرے فرمانبردارون سے کوئی سردار یا بادشاہ لشکر کثیر لیکر آتا ہے اکثر سرداران نامی کو
بہر استقبال روانہ کیا جملہ مردمان لشکر جانبین جانب گرد و غبار نگران تھے کہ خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر دیکھا کہ علمشاہ زیر
سایہ علم اژدہا پیکر سلاح و یراق امیر با توقیر زیب تن کیے ہوئے اشقر دیوزاد پر سوار ہے بادشاہان روم یعنی سیاست
بادشاہان جلیل ہمرکاب ہین سرداران نامی راس و چپ شیرانہ مرکبون پر سوار ہین از انجملہ نہنگ بچہ دریائی اور لالا گرد فرنگی اور
مالا گرد فرنگی و کپتان فرنگی وغیرہ بصد ادب ہمراہ ہین لشکر بیشمار ہمراہ ہے جملہ سواران تہور شعار مرکبہائے ابلق و سرنگ و مشکی پر
سوار ہین نقارۂ سکندری پر بار بار چوب پڑتی ہے زمین کانپتی ہے آسمان لرزتا ہے طیور کی کیا حقیقت ہے شیران دشت صدائے نقارۂ سکندری
سنکے خوف سے بھاگے جاتے ہین کثرت فوج اسقدر ہے کہ گاؤ زمین کے پاؤن تھراتے ہین اور دیکھنے والون کے ہوش اُڑے
جاتے ہین ہر ایک جوان نہایت حسین و جرار ہے شجاعت و سرعت رخ سے آشکار ہے سلاح زیب تن ہین فرس رشک برق
تہ ران ہین صفین باندھے ہوئے باگین گھوڑونکی اُٹھائے ہوئے چلے آتے ہین ہر سوار غیرت رستم و اسفندیار معلوم ہوتا ہے نقیبان
خوش آوازی زبان پر صدائے دور باش بلند ہے غرض کہ اسطرح سواری علمشاہ ذیجاہ آتی ہے بمقتضائے ابیات
اسطرح سے سواری آتی تھی

ساتھ باد بہاری آتی تھی
غنطے کے غنطے تھے رسے سوار کے
اسلحہ بھی کس آب و تاب کے ساتھ
آنکی تلوار کی پناہ نہ تھی
نصرت کردگار بازو پر
زہرہ و مشتری کا تھا وہ وقت

صبح کا وقت تھا سواری کا
تیز رفتار وہ فرس تھے راہ ان
بسکہ خلقت مین ہے فساد آنکی
چوبدار ونکی تھی صدا ہر دم
طرقو گو تھا رو بروا قبال

حوصلہ بلکہ جان نثاری کا
ساتھ جنگے بیوبیج سے نگمان
خانہ جنگی بھانہ زاد آن کی
تمر دولت بڑھے قدم بقدم
باادب تھا جلو مین جاہ و جلال

پیچھے پیچھے پرے سوار و پیچ
فتح و نصرت سدار کابے ساتھ
دیکھنے ہی کی وہ سپاہ نہ تھی
دست بستہ جلو مین فتح و ظفر
ساعت نیک صبح کا وہ وقت

خواجہ عمرو علمشاہ کو بعد گرد فرات دیکھکر از حد خوش ہوئے سرداران نامی کو ہمراہ لیکر

اور آگے بڑھے اتنی دیر مین سواری علمشاہ قریب آئی خواجہ استقبال کرکے علمشاہ کو لشکر مین لائے تمام حالات گذشتہ بیان کیے علمشاہ وغیرہ نے سامنے عقابین کے جاکر بعد انکساری سر برائے تسلیم جھکائے حمزۂ صاحبقران عقابین پر سے علمشاہ اور جملہ سرداران لشکر علمشاہ کو دیکھکر مسرور ہوے بعد تسلیم کرنیکے پھر علمشاہ لشکر اسلام مین آئے جب نوشیروان کو معلوم ہوا علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران بجمعیت سرداران نامی دبکثرت سپاہ آیا ہو اور نہایت جرار و بہادر ہو اُسوقت بختک کی راے سے طول مست بربری کو میدان مین نہ جانے دیا اور طبل بازگشت بجواکر اپنی بارگاہ کیجانب چلا گیا ادھر علمشاہ نے لشکر مین داخل ہوکر خواجہ عبد المطلب کو بصد ادب تسلیم کی خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر دعاے خیر دی پھر جملہ سردارونکو اور علمشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے اور بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے علمشاہ بھی اپنی بارگاہ مین جو بصد عجلت استادہ کی گئی تھی فرو کش ہوے جملہ سرداران نامی وغیرہ بھی مرکبون سے اُتر اُتر کر اپنے اپنے خیام مین جاکر راحت گزین ہوئے نوشیروان بھی میدان نبرد سے جاکر اپنی بارگاہ مین پہونچا فرامرز گھوڑے سے اُترکر اپنی بارگاہ مین جب داخل ہونے لگا بختک سے کہا اے وزیر شہنشاہ اسوقت ہماری بارگاہ مین آکر تھوڑی دیر تک بیٹھو ہم تمسے کچھ مشورہ کرینگے بختک نے کہا بہتر ہے یہ کہکر بختک بھی اپنے خچر سے اُترکر بارگاہ فرامرز مین گیا جب بختک فرامرز کی بارگاہ مین جاکر بیٹھا فرامرز نے کہا اے دانائے دستور شہنشاہ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران جو آج آیا ہے نہایت بہادر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسکے چہرے سے آثار تہور و شجاعت عیان ہے تم بھی اُسکی بہادری اور جرأت سے آگاہ ہو بختک نے جواب دیا مین خوب واقف ہون یہ وہ بہادر ہے کہ جسنے تخت مرزوق اُلٹ دیا بڑے بڑے نامی دلیرونکو زیر کیا شاہان روم کو اپنا مطیع کیا سرکشونکو تہ تیغ کیا اپنے وقت کا یہ رستم ہے بلکہ رستم کی بھی اُسکے آگے کوئی حقیقت نہین اگر رستم ہوتا یہ بہادر اُسکو ناتوانی مین زال تصور کرتا مثل اسکے لشکر حمزہ مین کوئی شجاع اور بہادر نہین ہے اگر یہ کسی طرح قتل ہوجاے تو لشکر اسلام کی گویا کمر ٹوٹ جائے حمزۂ صاحبقران بغیر قتل کے اسکے غم مین ہلاک ہوجائین فرامرز نے کہا اے ملک جی مین چاہتا ہون کہ ایسے بہادر کو اپنی بارگاہ مین بلاؤن اور اُسکی ملاقات کرون تم واقف ہو کہ مین جری ہون اسیوجہ سے بہادرونکی صحبت اور ملاقات کا شائق ہون اگر تمھاری راے ہو تو مین ایک عریضہ شاہزادہ علمشاہ کی خدمت مین روانہ کرون اگر وہ آئین تو اُنکی مہمانی اور خاطر بخوبی کرون تھوڑی دیر بیٹھکر باہم باتین کرون بختک نے کچھ سوچ کے کہا کہ اگر علمشاہ کو بلاتے ہو تو شراب مین بیہوشی ملاکر اُسے جام شراب دینا جب وہ بیہوش ہوجائین تو قید کر لینا اس تدبیر سے یہ بہادر گرفتار ہوجائیگا ورنہ ہرگز تمسے گرفتار نہوسکیگا اور نہ تم اُسکو قتل کرسکوگے اور جب تک سرداران حمزہ اور پسر حمزہ اور جملہ مردمان لشکر اسلام کو ہلاک اور برباد و تباہ نکروگے اُسوقت تک تمھاری شادی ملکہ مہر نگار تاجدار کے ساتھ نوشیروان نکریگا پس تمکو لازم ہے کہ کسی سردار کو میدان مین گرفتار کرو کسی کو بمکر و کید گرفتار کرو جلد تر خاتمہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا کرو اگر ایسا نہ کروگے تو پچھتاؤگے یا تو ایک روز کسی سردار نامی کے ہاتھ سے قتل ہوگے کوئی دلیر تمھین اسیر کرکے لیجائیگا اور بالفرض تم قتل اور اسیر کسی کے ہاتھ سے نہوے تو کب تک سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران سے لڑوگے تمنے سنا ہو یا نہین لشکر حمزہ مین نامی و گرامی پانچ ہزار پانچسو پچپن صف شکن اور تیغزن ہین علاوہ اسکے مردمان لشکر نسل مودود لڑکے ہین بہت سے سردار یہان آچکے ہین لشکر اسلام مین داخل ہوچکے ہین تھوڑے سے اور سردار باقی ہین وہ بھی ضرور ہی آئینگے تم کس کس سے لڑوگے زمانہ زیادہ گذر جائیگا بڈھے ہوجاؤگے ملکہ مہر نگار تاجدار بھی ضعیف ہوجائینگی بال سر کے سفید ہوجائینگے پھر شادی کا لطف باقی نہ رہیگا آیندہ تمکو اختیار ہے مصرعہ بر رسولان بلاغ باشد و بس بختک یہ تقریر کرکے چپ ہوا فرامرز نے خیال کیا بختک سچ کہتا ہے یہ خیال کرکے فرامرز بن قاران نے پوچھا اے وزیر شہنشاہ اب یہ

بتاؤ کہ مین کس مضمون کا رقعہ یا عریضہ علشاہ کو لکھون کہ وہ میری بارگاہ مین ضرور ہی آئین کوئی عذر نکرین بختک نے
جواب دیا تم لکھو مین بتاتا جاتا ہون یا کہو تو مین ہی لکھون فرامرز نے کہا مضمون تو بتاتے جاؤ بختک نے مضمون بتایا
فرامرز نے لکھا جب نامہ یا رقعہ تیار ہو چکا بختک بارگاہ فرامرز بن قارن سے نکلکر اپنے خیمے مین چلا گیا فرامرز
بن قارن بعد واپس آنے دربار نوشیروان سے شب کو اپنی بارگاہ مین سو رہا ہنگام سحر فرامرز بن قارن نے
نامہ مذکور اپنے عیار کو دیا اور کہا جلد اس نامے کو علشاہ کو جا کر دے اور جواب اسکا لے آ عیار نامہ لیکر روانہ ہوا
بعد طے کرنے راہ کے عیار مذکور اُسوقت لشکر اسلام مین پہونچا کہ علشاہ اپنی بارگاہ فلک جاہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھے ہوے تھے خواجہ
عمرو بھی موجود تھے عیار فرامرز بن قارن نے موافق قاعدہ وہ نامہ علشاہ کو دیا علشاہ نے نامہ لیکر پڑھوایا خلاصہ مضمون اسکا
یہ تھا بعد القاب و آداب کے لکھا تھا کہ آرزو رکھتا ہون مین مجھسے اور آپ سے تھوڑی دیر تک ایک جگہ ملاقات ہو چونکہ مین بہادر ہون
اور آپ بھی جرار ہین اسوجہ سے چاہتا ہون کہ باہم ملاقات ہو بہادر کو بہادر سے الفت ہوتی ہے مجکو آپسے الفت ہے جب آپکو دیکھا ہے
دل بیتاب مشتاق ملاقات ہے مین تو اکثر وجوہ سے آپ کے پاس آ نہین سکتا اگر آپ کچھ خوف و خطر نہ کیجیے تو اسیوقت تشریف لائیے
بعید از جوانمردی و مروت نہوگا جب علشاہ کو مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ارادہ کیا کہ جا کر فرامرز بن قارن سے ملاقات
کرین خواجہ عمرو نے آہستہ فہمائش کی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ وہان جانا آپکا تنہا اچھا نہین ہے بختک نابکار نہایت مکار ہے
علاوہ اسکے یہ سب کفار ہم سب اہل اسلام کے دشمن جان ہین پردۂ دوستی مین فرامرز بن قارن ضرور دشمنی کریگا مین
میری راے نہین ہے کہ آپ وہان جائیے مناسب یہ ہے کہ اُسی کو یہان بلوائیے علشاہ نے جواب دیا اگر مین نجاؤنگا
تو فرامرز بن قارن خیال کریگا کہ علشاہ ڈر کر یہان نہین آیا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر نامہ دار سے کہا جا کر فرامرز سے
کہدو کہ ہم بموجب تمھارے طلب کرنیکے آتے ہین نامہ بر سلام کر کے روانہ ہوا اور جو کچھ علشاہ نے کہا تھا فرامرز
بن قارن سے کہدیا فرامرز بن قارن نے بختک کو بلوایا بختک فی الفور آیا پھر فرامرز نے سامان میکشی درست
کروایا اور دیگر تکلفات کا سامان کیا اور ساقی کو بلا کر آہستہ کچھ اُس سے کہدیا جب یہان بخوبی سامان لایق شاہ
اور شہریار ہونیکے ہو چکا فرامرز بن قارن انتظار علشاہ کرنے لگا ادھر علشاہ یکہ و تنہا مرکب پر سوار ہوے اور جانب
بارگاہ فرامرز بن قارن چلے بعض راویونکا یہ بھی قول ہے کہ اپنے عیار سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لے لیا جب خواجہ
عمرو نے دیکھا علشاہ چلے گئے خواجہ کو تردد ہوا فوراً خواجہ بھی اپنی صورت بدلکر جانب بارگاہ فرامرز بن قارن
چلے اتفاقاً اثناے راہ مین ایک خدمتگار فرامرز کا ملا خواجہ نے پوچھا تم کہان جاتے ہو اُسنے کہا مین خدمتگار
فرامرز بن قارن کا ہون آج اُسکے پاس شاہزادہ علشاہ تشریف لائینگے مین ایک کام کیواسطے جاتا ہون خواجہ نے
اُسے ایک گوشے مین لیجا کر کہا کہ بھائی میرے پاس عطر نہایت تحفہ ہے اپنے مالک کے پاس لیجاؤ بکواؤ مین تمکو بھی کچھ
دونگا یہ کہکر ایک شیشی کمر سے نکالکر دکھائی پھر تھوڑا سا عطر لیکر اُسکی ناک مین مل دیا خدمتگار کو فوراً چھینک آئی جیسے وہ
بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے بعجلت اُسکو تو اسی جگہ کچھ مٹی اور خس و خاشاک سے چھپا دیا اور اُسکی صورت بنکر اور لباس اُسکا
اُتار لیا تھا زیب جسم کر کے آگے بڑھے فرامرز بن قارن کو جب خبر ہوئی کہ علشاہ آتے ہین مع اپنے سرداران لشکر کے
واسطے استقبال کے چلا اور استقبال کر کے علشاہ کو اپنی بارگاہ مین لیگیا شاہزادے نے بارگاہ مین داخل ہو کر سلام کیا کسی نے
جواب نہ دیا پھر فرامرز نے مقام صدر پر بعد عزت بٹھایا اور نہایت خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے ساقیان سیمین تن کو طلب کیا
جب ساقیان گل رخسار و شیشے شراب مع ساغرہاے بلورین کشتی مین بتکلف رکھکر لائے اور ارادہ انھون نے شراب پلانیکا
کیا شاہزادہ علشاہ نے میکشی سے انکار کیا فرامرز بن قارن نے باعث انکار پوچھا علشاہ نے کہا ہم مسلمان

نہین ہوا اسوجہ سے مین شراب کے پینے سے انکار کرتا ہون اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ابھی بلا تامل میکشی کرون
فرامرز بن قارن نے کہا میرا مسلمان ہونا دو شرطون پر منحصر ہو شرط اول یہ ہو کہ مین نے سُنا ہو کہ آپ شراب زیادہ پیتے
ہین اگر آج میرے ساتھ بادہ خواری کیجیے اور مین نشے کا متحمل نہو کر گر پڑون تو شرط آپ جیتے اور اگر آپ تاب نشۂ شراب
نلا کر گر پڑے تو آپ میرا دین اختیار کیجیے دوسری شرط یہ ہو کہ ہنگام جنگ اگر آپ مجھپر غالب ہون تو مین مسلمان ہو جاؤن
اور اگر مین آپکو زیر کرون تو آپ میرا دین قبول کرین اور یہ جو آپنے فرمایا کہ مین کافر کے ہاتھ سے شراب نہین پیتا ہون
اسکا جواب یہ ہو کہ یہ ساقی جو شیشہ و ساغر لیے ہوے کھڑا ہو یہ مسلمان ہو اور یہ شراب بھی اِسی کے گھر کی ہو اور یہ جو ساقی
دوسرا ہو یہ مسلمان نہین ہو آپ اِسکے ہاتھ سے شراب نہ پیجیے مسلمان کے ہاتھ سے میکشی کیجیے مین نے پہلے ہی مسلمان
ساقی تجویز کر رکھا تھا غرضکہ علمشاہ نے شرائط مندرجہ فرامرز بن قارن منظور کرکے فرمایا کہ اچھا میکشی کو ایک ساقی نے
اول ساغر علمشاہ کو دیا شاہزادے نے شراب پی پھر دوسرے ساقی نے دوسرے شیشے سے شراب جام بلورین مین
آنڈیل کر فرامرز کو دیا فرامرز نے بھی شراب پی اتنی دیر مین خواجہ بھی بشکل خدمتگار مذکور بارگاہ مین داخل ہوے اور
پس پشت فرامرز کھڑے ہو کر رنگ محفل دیکھنے لگے سیارہ بن عمرو بھی عقب علمشاہ کھڑا تھا کیفیت بزم دیکھ رہا تھا جب
دو تین جام علمشاہ نے پیے اور دو تین جام فرامرز بن قارن نے پیے اُسوقت فرامرز بن قارن بے اختیار بیہوش
ہو کر بالاے فرش گر پڑا انجمک نے برہم ہو کر ساقی سے پوچھا ارے سچ بتا یہ کیسی شراب تھی کہ فرامرز بن قارن دو تین جام
پیکر بیہوش ہو گیا ساقی نے کہا اے ملک جی سچ تو یہ ہو کہ فرامرز نے ہمسے کہا تھا کہ ایک شیشۂ مے مین بیہوشی بکثرت ملانا اُسی
شیشے کی شراب شاہزادے علمشاہ کو پلانا اور ایک شیشے کی شراب مین بیہوشی نہ ملانا وہ شراب مجھکو پلانا پس بباعث
بلندی اقبال شاہزادے علمشاہ ذیجاہ مین شیشۂ شراب بیہوشی آمیز اُس شیشے کو سمجھا اور اس شیشے کی شراب کو شراب ناب
تصور کرکے پلانے لگا اب معلوم ہوا کہ اُس شیشے کی شراب خالص ہو اور اس شیشے کی شراب بیہوشی آمیز ہو اسیوجہ سے فرامرز
بیہوش ہو گئے بعض راوی سنے اِس مقام پر یہ بیان کیا ہو کہ علمشاہ نے ساقی سے پوچھا اور ساقی نے راز نہان عیان کیا غرض
بہر طور شاہزادے علمشاہ نے فرمایا جلد فرامرز کو ہوشیار کرو جب فرامرز بن قارن کو ہوش آیا علمشاہ نے اُس سے فرمایا
کہ اے فرامرز تم اپنے مہمان سے بدسلوکی کرتے ہو یہ کہکر تمام کیفیت شراب بیہوشی آمیز کی جو ساقی کے شیشے مین تھی بیان کی فرامرز
بن قارن محجوب ہوا بعد اسکے علمشاہ نے فرمایا ایک شرط تو ہم جیتے دیکھ لو تمنے کہ ہم بیٹھے رہے اور تم گر پڑے مثل مشہور ہو کہ ظرف
اور اسی شراب مین مملو ہو کر ابل پڑتا ہو اسمین تم یا اسوقت امتحان ہو گیا باقی رہی ایک شرط جب تمھارا دل چاہے طبل جنگ بجوا کر مجھسے
مقابلہ کرنا اگر خدا چاہیگا تو شرط دیگر بھی جیتونگا یہ کہکر علمشاہ اُٹھے فرامرز بن قارن نے کہا اے شاہزادے ذیجاہ اگر آپ
میرے کہنے پر عمل کیجیے میرا دین اختیار کیجیے تو ممالک روم وغیرہ جو بعقد ملکہ مہر تاجدار نوشیروان اپنی دختر کے جہیز مین مجھکو دیگا
مین وہ سب ممالک آپکو دیدونگا علمشاہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ اگر تم اسوقت مسلمان ہو جاؤ تو جسقدر اہل اسلام تمنے لشکر اسلام کے
ہنگام جدال قتل کیے ہین کسی کے خون کا تمسے انتقام نہ لون فرامرز بن قارن نے کچھ جواب نہ دیا علمشاہ بارگاہ سے نکلکر پشت زین
پر جھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا سیارہ بن عمرو بھی ہمراہ رکاب چلا گیا خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام چلے بارے
خدمتگار فرامرز بن قارن کو ہوش آیا جلد خاشاک و مٹی کو ہٹا کر نکلا فقط ایک ٹکڑا پرانی لنگی کا بندھا تھا اُسی صورت سے بارگاہ
فرامرز مین گیا اور کہنے لگا اے خداوند نعمت اسوقت مجھپر عجب واقعہ گذرا ہو حواس میرے بجا نہین ہین مین معلوم نہین زندہ ہون یا مردہ ہون
بات کرتا ہون اسوجہ سے تو جانتا ہون کہ زندہ ہون اور قبر سے نکلکر جو آیا ہون اس سبب تصور کرتا ہون کہ مردہ ہون فرامرز بن قارن
اور انجمک نے کہا او نالائق صاف صاف بیان کر کہ تجھپر کیا واقعہ گذرا اُسنے عرض کیا مین بضرورت جاتا تھا ناگاہ ایک شخص راہ مین ملا مجھکو

ایک ویرانے مین لیگیا اور عطر سنگھایا پھر مجھکو نہین معلوم وہ کہان چلاگیا مجھسے کہتا تھا کہ میرے پاس عطر ہو بکواد و اسوقت مجھکو ہوش
آیا دیکھا تو اُسی گوشہ ویرانے مین زیر خاک خون بھرا ہوا ہون گھبرا کر دہانے نکلکر بھاگا دیکھیے میرے کپڑے بھی میرے جسم پر نہین ہین نہین
معلوم کیا ہوا ہی بختک نے ہنسکر کہا وہ عطر فروش یقیناً جناب فطرت آب خواجہ عمرو ہونگے اُنھون نے تجکو بیہوش کیا ہوگا تیری
شکل کا ایک شخص اِس بارگاہ مین قبل اسکے کھڑا تھا ثابت ہوا وہ خواجہ عمرو تھے خیر اب جا کر خدا وندونکو سجدہ کر جان تیری
بچگئی وہ جناب اکثر مار بھی ڈالتے ہین خدمتگار اپنے تئین زندہ جان کر چلا گیا بعد سجدہ کرنے خداوندون کے پھر اور کپڑے
اُس سے قیمتی پہنے یہان بختک نے فرامرز سے کہا کہ ای فرامرز بن قارن واہ واہ کیا خوب تمنے گرفتار کیا اگر علمشاہ چاہتا تو
تمھین کو اسیر کرکے لیجاتا فرامرز بن قارن نے کہا میری اسمین کیا خطا ہو ساقی نابکار نے سارا کھیل بگاڑ دیا شرط ہروا دی شرمندہ
بھی کیا لیکن ابھی ایک شرط اور باقی ہو یقین ہو کہ وہ شرط مین جیتونگا ہنگام مقابلہ علمشاہ پر غالب آؤنگا آج شبکو شہنشاہ
سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤنگا بختک تو چلا گیا فرامرز بن قارن نے اُس ساقی کو بلا کر بخوبی زد و کوب کرکے اپنی
بارگاہ سے نکالدیا اور علمشاہ مع سیارہ اور خواجہ عمرو لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ نے علمشاہ سے کہا کیون مین نے
تمسے پہلے ہی کہا تھا کہ فرامرز بن قارن گرفتار کریگا آخر وہی ہوا جو مین نے کہا تھا علمشاہ نے کہا بیشک جو آپ نے کہا
تھا وہی ہوا لیکن خدا نے مجھکو اُسکے شر سے محفوظ رکھا جب دو دن گذرے شام ہوئی وقت دربار فرامرز بن قارن
بارگاہ نوشیروان مین گیا اور سلام کرکے قریب تخت نوشیروان اپنے دنگل پر بیٹھا جب دربار بخوبی آراستہ
ہوا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ای شہنشاہ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران فے الحال آیا ہو مین نے سُنا ہو کہ
وہ نہایت جری و قوی ہو لہذا چاہتا ہون کہ اُس سے مقابلہ کرکے اُسکی دلیری و قوت کا امتحان کرون اور
باقبال شہنشاہ اُسکو اسیر کرکے لے آؤن آج آپ پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے نوشیروان نے طبل جنگ
بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگ لیکر فوراً بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین اسوقت پہونچے کہ
دربار آراستہ تھا علمشاہ اور لندھور بن سعدان اور بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ سرداران نامی
بیٹھے ہوے تھے ہرکارون نے بعد بجالانے دعا و ثناے شاہی کے عرض کیا کہ اِسوقت نوشیروان نے بنام
فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا ہو عزم اُسکا ہو کہ صبح کو میدان مین آکر صف آرا ہو اور کچھ فساد برپا کرے باقی
خیر و عافیت ہو خواجہ عبد المطلب نے ارشاد کیا کہدو ہمارے لشکر مین بھی تبائید ایزدی طبل جنگی بجایا جائے چنانچہ
بموجب ارشاد نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی زمین تھرائی گنبد فلک ہلگیا مردمان نوشیروان ڈر گئے دل اُنکے
صداے نقارۂ سکندری سے دہل گئے اہل اسلام صداے نقارۂ سکندری سُنکے خبردار ہوے بعد بجنے نقارۂ حربی
کے دربار خواجہ عبد المطلب نے برخاست کیا علمشاہ اور جملہ سرداران لشکر اسلام بارگاہ سے اُٹھکر اپنی بارگاہ
اور خیام مین آئے دو ایک سردار براے طلائیہ لشکر بیدار رہے اور حفاظت لشکر کیا کیے باقی سردار تیاری جنگ مین
مصروف ہوے جب وہ وقت آیا کہ حکم خالق لیل و نہار سے تاریکی شب دور ہوئی اور روے نورانی سحر سے تمام
دنیا روشن و پر نور ہوئی مرغان خوش الحان سحر حمد الٰہی سے چہچہے کرنے لگے نسیم چلنے لگی غنچے شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام
بہر عبادت خالق خاص و عام اپنے اپنے بستر ونسے اُٹھے اور بعد فراغ امور ضروری وضو کرکے فریضہ سحری ادا کرنے لگے
علی الخصوص خواجہ عبد المطلب بادشاہ لشکر اسلام و علمشاہ و لندھور بن سعدان وغیرہ نامی نے برجوع قلب نماز
پڑھی اور ہر ایک نے براے فتح و نصرت پروردگار سے دعا کی جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سردارون نے براے
آداب و تسلیم سر جھکائے بادشاہ لشکر اسلام نے ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب دیکر حکم کیا کہ لشکر ظفر اثر جانب میدان مصاف روانہ ہو

بموجب حکم بعد سوار ہونے خواجہ عبد المطلب کے جملہ صغیر و کبیر مرکبون اور فیل پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی باجے جنگی بجے شقے علمونکے کھلے نشان لشکر آگے بڑھا فوج مثل مور و ملخ یا مانند موج دریا بڑھی بعد راہ طی کرنیکے خواجہ عبد المطلب نبردگاہ مین بصد کروفر پہونچے اُدھر سے نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا بعد درست ہونے میدان جنگ و صفوف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب و ورکیت دونون لشکرونسے نکلکر بیچ میدان مین آئے اور باواز بلند جوانان لشکر سے اسطرح کہنے لگے **نظم**

کہ مشہور دنیا مین ہو جاؤ مرد
بساط اِنکی کیا یہ ہین نا مرد خفیف
کرو تیغ بران سے اِنکو دو نیم
نہ باز آؤ لڑنے سے اکدم بھی آج
نہین فوج دشمن کا مطلق وقار
خجل تمسے ہو روح رستم بھی آج
ہر اک صف ہی باجو مونکی قطار
دلیرو کرو آج ایسی نبرد
صف آرا ہو میدان مین جو حریف
لڑو اِنسے اسوقت بیخوف و بیم

جب نقیب اور کڑکیت جوانونکو مستعد و آمادۂ جنگ کر چکے جنگاہ سے علیحدہ جاکر ٹھہرے اُسوقت جتنے بہادر اور دلیر تھے اُنھون نے شوق جنگ مین قبضونپر تلوارونکے ہاتھ ڈالے فرط شجاعت و غیظ سے چہرے گلرنگ ہو گئے اپنے اپنے حریف کو تاکنے لگے ہنوز کچھ دیر نہوئی تھی کہ فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے اجازت جنگ لی اور مرکب پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور فرس کو روک کر پکارا کہ ای شاہزادے علمشاہ آؤ مجھسے مقابلہ کرو فی الفور علمشاہ خواجہ عبد المطلب سے اذن حرب لیکر اور اشقر پر سوار ہوکر روبرو ے فرامرز بن قارن آئے فرامرز بن قارن نے کہا ای شاہزادے علمشاہ آپ بالاے اشقر دیوزاد سوار ہین میری تہ ران مثل اشقر مرکب نہین ہے پس لطف نبرد اُسوقت ہے کہ مانند میرے گھوڑے کے آپ بھی ایک اور سمند پر سوار ہو جیسے علمشاہ نے منظور کیا فوراً سیارہ بن عمرو اور ایک مرکب بری پیکر لشکر سے لیکر آیا علمشاہ اشقر سے اُترکر اُس گھوڑے پر سوار ہوے سیارہ اشقر دیوزاد کو لشکر مین لیگیا غرض جب علمشاہ مرکب دیگر پر سوار ہوے اُسوقت باہم نبرد ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ گھوڑا فرامرز کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور فرس علمشاہ قریب ایک قدم پس پا ہوا فرامرز نے برہم ہوکر مرکب ران مین دباکر آگے بڑھایا اور نیزہ اُٹھاکر سینۂ علمشاہ کو تاک کر مارا اِدھر علمشاہ نے بفن سپاہ گری نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اُسوقت دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ دو افعی زبانین نکالے ہوے بالاے ہوا باہم لپٹے ہین اور دونونکے مُنھ سے شرارے نکلتے ہین علمشاہ نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا فرامرز بن قارن نے نیزے کو خالی دیکر دوبارہ نیزہ مارا علمشاہ بھی ضرب نیزہ سے بچے اسیطرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر بعد سوا سو طعن ہاے نیزہ کے علمشاہ نے ایک بند نادر باندھکر کہا ای فرامرز بن قارن ہوشیار ہو جا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے چھٹ جائیگا فرامرز بن قارن نے ہنسکر جواب دیا نیزہ میرے ہاتھ سے ہرگز نہ نکلیگا آپ اپنے نیزے کو سنبھالیے ابھی فرامرز یہ کہہ رہا تھا یکایک علمشاہ نے برہم ہوکر بند نیزہ تو باندھ ہی چکے تھے گھوڑا آگے بڑھایا ہر چند فرامرز نے روکا مگر نیزہ نہ رُک سکا آخرکار نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اور بہت دور جاکر وہ نیزہ گرا اُسوقت ہر ایک اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا خصوصاً عمرو عیار نے وہ شور و غل بلند کیا کہ آوازین اُنکی گنبد دوار سے بھی گذر گئین خواجہ عمرو نے سفید مہرہ خوش ہوکر بجایا ناظرین پر واضح ہو کہ آواز سفید مہرہ کی جو نسٹھ کوس تک جاتی ہے اور دیو اُسکی آواز سُنکے ناچنے لگتا ہے جب آواز سفید مہرے کی بلند ہوئی گھوڑے لشکر نوشیروان سے خائف ہوکر سوارون کو اپنی پشت سے گراکر بے اختیار سوے صحرا بھاگے ہرگز سوار اُنکے روکے سے نہ رُکے خصوصاً مرکب فرامرز بن قارن کا کثرت خوف سے الف ہو گیا اور چاہا اُسنے کہ فرامرز کو زمین پر پٹک کر نبردگاہ سے نکلجاؤن اور جان اپنی ایسی بلاے عظیم سے کہ جسکی آواز ایسی ہیبت ناک ہے بچاؤن لیکن فرامرز نے بہزار مشکل گھوڑے کو سنبھالا اول تو نیزہ ہاتھ سے جو نکل گیا تھا برہم تھا اب اور بھی غضبناک ہوا فوراً تیغہ آبدار میان سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو مہمیز کرکے آگے بڑھایا اور تیغہ سر علمشاہ پر بقوت تمام لگایا علمشاہ نے

ضرب تیغہ گران سے سر کو بچایا لیکن تیغ ایال فرس علمشاہ پر گرا گردن اُسکی قلم ہوئی ہنوز گھوڑا ہلاک ہوکر زمین پر نہین گرا تھا
کہ علمشاہ بصد عجالت برہم ہوکر پشت فرس سے کود ے اتنی دیر مین گھوڑا زمین پر گرا چونکہ گھوڑون کی گردش
سے میدان کارزار مین گرد و غبار بلند تھا فرامرز نے خیال کیا کہ مین نے علمشاہ کو قتل کیا یہ خیال کرکے فرامرز
نے بہ آواز بلند کہا کہ اے شہنشاہ آپ کے اقبال سے مارا مین نے علمشاہ کو نوشیروان وغیرہ صداے فرامرز
بن قارن سُنکے نہایت خوش ہوے اور صداے تحسین و آفرین جملہ اہل لشکر نے بلند کی علمشاہ نے اُسی عالم شور
و غل اور کثرت گرد و غبار مین زیر فرس فرامرز بن قارن جاکر فرس فرامرز کو مع فرامرز بن قارن زمین سے اٹھاکر
بالاے سر بلند کیا اور یہ نعرہ کیا نعرہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ؛ کہ بر تخت برزوق افگندہ شور ؛ فرامرز بن قارن
اپنے تئین زمین سے بلند دیکھکر اور نعرۂ علمشاہ سُنکر نہایت گھبرایا فوراً مرکب سے کود کر بالاے زمین آیا
علمشاہ نے اُسکے مرکب کو اسطرح بالاے زمین پٹکا کہ وہ پیوند زمین ہو گیا استخوان فرس چور چور ہوگئے پہلے اہل
اسلام کو تردد ہوا تھا اب صداے نعرۂ علمشاہ سُنکر اور فرس فرامرز بن قارن کو پیوند زمین دیکھکر سب خوش
ہوے اور پھر یکبارگی ہر ایک نے لشکر اہل سلام مین شور مرحبا بلند کیا اُدھر نوشیروان وغیرہ کو تردد ہوا اور خیال
کیا کہ علمشاہ زندہ ہی فرامرز پر کوئی آفت آئی ہی غرض علمشاہ نے اپنے گھوڑے کے قتل کرنیکا انتقام فرامرز
بن قارن سے بخوبی لیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ دفتر مین مصنف دفتر نے لکھا ہی کہ علمشاہ اشقر دیوزاد پر
سوار ہوکر میدان مین آئے ہنگام مقابلہ فرامرز بن قارن نے اشقر کو زخمی کیا بعد ازان علمشاہ نے مرکب
فرامرز بن قارن کو ہلاک کیا جیسا کہ لکھا گیا ہی لیکن اس مقام پر شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوے
بےعدیل کہتے ہین کہ اشقر دیوزاد کا یہان زخمی ہونا اچھا نہین ہی اُن دست ایرج سے زخمی ہوتا ہی دو دانت بھی
ٹوٹ جاتے ہین پس بموجب کہنے شیخ صاحب موصوف کے اس مترجم نے بھی یہان اشقر دیوزاد کو زخمی نہین کرایا
اور دوسرے گھوڑے کو ہنگام جدال دست فرامرز بن قارن سے قتل کروا ڈالا الحاصل جب علمشاہ نے
فرامرز کے مرکب کو ہلاک کیا اُسوقت فرامرز نے از حد غضبناک ہوکر علمشاہ پر تیغہ خون آلود کا وار کیا
علمشاہ نے بازحہ تیغہ گرانباری دیکھکر بفن سپاہ گری بند دست فرامرز پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیکر تیغہ ہاتھ سے
چھین لیا اہل اسلام یہ حال دیکھکر بہت خرم و شاد ہوے نوشیروان رنجیدہ و ملول ہوا بعد چھن جانے تیغ
کے فرامرز بن قارن نے بصد قہر و غضب زنجیر علمشاہ مین ہاتھ اپنا ڈالدیا علمشاہ نے بھی فرامرز کو مائل کشتی
دیکھکر زنجیر کمر مین پنجۂ قوی ڈالکر زور کرنا شروع کیا جب نوشیروان اور خواجہ عبدالمطلب کو معلوم ہوا کہ یہ دونون
دلیر صحراے شجاعت کے شیر مائل کشتی ہین فی الفور دونون جانب سے بلیدار اور کلنگ بردار حکم پاکر نکلے اُنھون نے
ایک چشم زدن مین اکھاڑا نہایت تحفہ بنا دیا بعد جانے بلیدارون کے پھر دونون دلیر دامن کمر دا نکرا کھاڑے
مین شیرانہ اور نہنگانہ کشتی لڑنے لگے اُدھر نوشیروان نے بالاے زمین فرش نفیس بچھواکر نگیرہ معقول استادہ
کرکے تخت اپنا بالاے فرش رکھوایا پھر اُسی فرش پر صدہا کرسیان جواہر نگار قطار در قطار رکھوائین اُن
کرسیون پر سرداران لشکر آکر بیٹھے بختک بعہدۂ وزارت کھڑا رہا لشکر اور پیادے بھی اُسی میدان وسیع مین
زین پوش بچھاکر گھوڑونکو سائیسونکے حوالہ کرکے برغبت تمام کشتی دیکھنے لگے اُسطرح خواجہ عبدالمطلب نے بھی اپنے
لشکر مین سامان کرنیکا حکم دیا جب بخوبی سامان ہوچکا خواجہ عبدالمطلب اور جملہ سرداران نامی اور جوانان لشکر اسلام تخت اور
کرسیون اور فرش زرنگار پر بیٹھکر تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب علمشاہ فرامرز بن قارن کو بقوت بازو ملکر پیچھے لیجاتا تھا

اور ارادہ زیر کرنیکا کرتا تھا اہل اسلام خوش ہوئے تھے اور جب فرامرز بن قارن لنگر اپنا قائم کرکے دو ایک قدم علمشاہ کو ریگر
ہٹا دیتا تھا نوشیروان اور سرداران نوشیروان خوش ہوتے تھے دمبدم دونون داؤن پیچ کرتے تھے قصد دستی زبردستی
کرنیکا کرتے تھے کبھی علمشاہ اُکھیڑ لگاتے تھے فرامرز بن قارن اُکھیڑ سے بچتا تھا گاہ فرامرز بن قارن گدھا لوٹن کا داؤن
کرتا تھا علمشاہ ہنسکر اُس احمق کے پیچ سے بچتے تھے غرض دونون دلیر شیرانہ لڑ رہے تھے کشتی پھرتی کے ساتھ ہو رہی تھی
فرامرز بن قارن کو پسینا آگیا تھا کسیقدر دم بھی آگیا تھا مردمان لشکر جابجا نہین بغور کشتی دیکھ رہے تھے لشکر دونی بازارین
آراستہ تھین تماشائی بھی صدہا علاوہ اہل لشکر کے جمع تھے وہ بھی بیٹھے ہوئے سیر کشتی کر رہے تھے اکثر افیونی بھی دریان
بچھا کر بیٹھے ہوئے نیشکر ولایتی چاقو سے نہایت خوبی کے ساتھ چھیلے جاتے تھے اور کشتی بھی دیکھتے جاتے تھے دمبدم دل
رہے تھے افیون چینی کے پیالونمین گھل رہی تھی گنڈیریان اڑے وہال مین کا ٹکر جمع کر رہے تھے ناگاہ از جانب گرد برخاست
گرد ے تیرہ تیرہ سر گرد با سمان رسیدہ مردمان لشکر جابجا نہین یا تو کشتی دیکھ رہے تھے یا سوے گرد و غبار دیکھنے لگے اُسوقت
نوشیروان نے متردد ہوکر اپنے چند سردارون سے کہا کہ جلد جاؤ اور دیکھو کہ جمعیت سپاہ فراوان اِسطرف کون آتا ہے سرداران
مذکور بموجب حکم روانہ ہوئے لشکر اسلام سے فقط خواجہ عمرو بصد عجلت جانب غبار چلے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا خواجہ
نے اثناء راہ مین دیکھا ایک سردار نہایت زبردست گینڈے پر سوار ہے پس پشت اُسکے ایک لاکھ چالیس ہزار جوانان تیغزن
ہین اور ایک سو چالیس علم ہمراہ لشکر ہین سردار لشکر بڑے کبر و نخوت سے گینڈے پر بیٹھا ہوا ہے ابرو پر شکن ہے آنکھین قہر آلود
ہین دست و بازو بردست ہین خواجہ عمرو نے اُسکو نہ پہچانکر فی الفور ایک مسافر کی شکل بنکر آگے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا اے برادر
یہ لشکر کہانسے آتا ہے کہان جائیگا اور تمھارے سردار لشکر کا کیا نام ہے اُس سوار نے کہا آگاہ ہو کہ ہمارے سردار لشکر کا نام دیوخان
ہے بیٹے صلصال کے ہین اور صلصال فرزند دال کا ہے اور دال بیٹا دیو کا ہے اور دیو بیٹا شمامہ جادو کا ہے باعث یہان آنیکا یہ ہے کہ
ایک وزرا اُنکے باپ کے دربار مین امرا و وزرا وغیرہ نے ذکر کیا کہ ایک شخص حمزہ صاحبقران خانہ کعبہ کی سرزمین پر پیدا ہوا ہے اُسکی
ذات سے ہزارون بلکہ لاکھون اشخاص مسلمان ہوئے ہین اُسنے دین خداپرستی پھیلایا ہے اور اب نوشیروان بادشاہ سے اُسکے سرداران
لڑ رہے ہین صلصال نے پوچھا کیا ہمارے دین کے علاوہ اُسنے اپنا دین علیحدہ مروج کیا ہے وزرا نے عرض کیا ہان خداوند نعمت
یہ سنکے صلصال کو کمال غصہ آیا چونکہ صلصال کی سوا سو بیٹیان اور ساڑھے چار سو فرزند ہین اور جملہ فرزند دربار مین
آکر بیٹھتے ہین پس پدر دیوخان نے اپنے فرزندون کیطرف دیکھکر کہا تم مین سے کون ایسا جری ہے کہ اسیوقت فوج جرار لیکر
جائے اور نوشیروان کی مدد کرے اور جملہ مسلمانونکو قتل کرے اور خانۂ کعبہ کو منہدم کرے پس اے مسافر اور تو کسی نے
جواب نہ دیا لیکن ہمارے سردار دیوخان اُٹھ کھڑے ہوئے اور بادب کہنے لگے کہ مین جاکر حکم آپکا بجا لاؤنگا چنانچہ
بموجب حکم پدر یہ آئے ہین نوشیروان کی جانب سے مسلمانونسے لڑینگے ایکدن مین جملہ لشکر اسلام کو قتل کر ڈالینگے پھر خانۂ کعبہ
کیطرف جائینگے وہانکے رہنے والونکو قتل کرکے خانۂ کعبہ کو گرا دینگے یہ کہکر سوار تو ہمراہ لشکر آگے بڑھا خواجہ نے اپنے دلمین کہا
خداوند کریم دیوخان کے مطالب دلی بر نہ لائے جس راہ سے آیا ہے یہ ارادہ اُسکا پورا نہو یہ دلمین کہکر وہانسے بصد عجلت لشکر اسلام
مین آئے اور خدمت بادشاہ اسلام مین جاکر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا عرض کیا پھر اکثر سردارونسے احوال دیوخان کا بیان کیا
ہر ایکنے کہا خدا اُسکے شر سے محفوظ رکھے ابھی خواجہ سے سردار لشکر اسلام باتین کر رہے تھے یکایک سرداران لشکر
نوشیروان دیوخان کو ہمراہ لیکر لشکر مین داخل ہوئے دیوخان نے نوشیروان کو بوجہ اُسکے محسن ہونیکے سلام کیا
لیکن بکمال بیبہت پھر پوچھا کہ لشکر اسلام کسطرف ہے نوشیروان نے اشارے سے بتایا اِسطرف ہے دیوخان نے یہ بھی خیال
کیا کہ اکھاڑے مین دو دلیر لڑ رہے ہین لاکھون آدمی کشتی دیکھ رہے ہین فوراً اپنا گینڈا آگے بڑھایا اور اپنے سرداران لشکر سے

کہا جلد ہے کل فوج ان مسلمانون پر یکبارگی حملہ کرو حتی الامکان کسی کو زندہ نہ چھوڑیں بمجرد حکم دیوخان سرداران لشکر دیوخان نے
کل لشکر ہمراہ لیکر اہل اسلام پر حملہ کیا جملہ اہل اسلام مرکبون سے اُتر اُتر کر بیٹھے ہوئے کشتی دیکھ رہے تھے جنگ ٹھکر مرکبون پر سوار
ہون دیوخان کے لشکر نے کئی سو مردمان لشکر اسلام قتل کر ڈالے تھوڑی دیر مین بعد عجلت جملہ سرداران لشکر اسلام مرکبون پر
سوار ہوئے لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا لشکری بھی بصد مشکل گھوڑون پر بیٹھے اور تیغین کھینچکر لشکر دیوخان سے لڑنے لگے
ادھر نوشیروان نے بھی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا لشکر نوشیروان بھی بڑھا تینون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسی جنگ مغلوبہ مین فرامرز بن
قارن علمشاہ کے پنجۂ قوی سے نکل گیا اہل لشکر درمیان مین آگئے علمشاہ نے بھی تیغہ کھینچکر لڑنا شروع کیا اسی جنگ مین
ایک سوار کو قتل کرکے اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر جنگ رستمانہ شروع کی فرامرز بن قارن بھی اہل اسلام سے لڑنے لگا نعرے
دمبدم دلیران لشکر کرنے لگے باجے جنگی لشکرون مین بجنے لگے نقیبان خوش آواز باواز بلند جوانونکے دل بڑھانے لگے
اہل اسلام مرگ کو زندگی سے بہتر جانکر بخوف و خطر شیرانہ لڑنے لگے لاشے مردمان ہر دو لشکر کے زمین پر گرنے لگے برق شمشیر
چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اُٹھی بارش خون کشتگان ابر تیغ سے ہونے لگی بہادران لشکر عدا ساغرے کرنے لگے سر جوانون
مثل آنسوؤنکے کٹ کٹکر گرنے لگے سیل خون کشتگان کا میدان رزم مین ظہور ہوا کھاڑے مین خون کشتگان اسقدر جمع ہوا کہ
مانند تالاب نظر آنے لگا سر اور خود کشتونکے جو اُس لہو کے تالاب مین پڑے تھے مانند حباب نظر آتے تھے اور جو ہاتھ جوانونکے
شانون سے قلم ہوئے تھے وہ اُس تالاب مین مانند ماہیان سرخ رنگ نظر آتے تھے ہر طرف برق جہندہ شمشیر سے قصر ہاے تن گر رہے
تھے زخمیونکے زخمون سے مانند پرنالونکے خون جاری تھا بار بار مینہ تیرونکا برستا تھا اُس جنگ مغلوبہ مین سامان فصل بارش پایا جاتا تھا
راوی بیان کرتا ہے کہ عنقریب شام علمشاہ عالی مقام جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب دیوخان کے پہونچگئے تھے کچھ سواران لشکر
دیوخان درمیان مین تھے علمشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ ان سوارونکو قتل کرکے دیوخان کو تہ تیغ کرونگا ہنوز علمشاہ قریب تر
دیوخان کے نہ پہونچے تھے کہ بختک نے نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ جلد طبل بازگشت بجوائیے دیکھیے وہ علمشاہ قریب
دیوخان لڑتا ہوا پہونچا ہے اگر تھوڑی دیر اور طبل جنگ نہ بجوائیے گا تو یقیناً دیوخان علمشاہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا
نوشیروان نے بموجب کہنے بختک نابکار کے قبل شام طبل بازگشت بجوا دیا جب صداے طبل بازگشت بلند ہوئی اہل اسلام
نے جنگ کرنے سے ہاتھ روکا دیوخان اپنے لشکر کو لیکر پہلے میدان جنگ سے الگ جاکر کھڑا ہوا پھر لشکر نوشیروان لشکر اسلام سے
علحدہ ہوکر ہمراہ نوشیروان چلا دیوخان بھی مع اپنی جملہ سپاہ کے ہمراہ نوشیروان میدان مصاف سے روانہ ہوا اس لڑائی
مین ہزارہا مردمان لشکر کام آئے ہزارہا زخمی ہوئے غرض بعد جانے نوشیروان و دیوخان کے خواجہ عبدالمطلب
بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مع جملہ سردارونکے جانب فرودگاہ لشکر چلے اُدھر نوشیروان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ادھر بادشاہ
لشکر اسلام زخمیون کے علاج کرنیکا حکم دیکر فرودگاہ لشکر مین پہونچکر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے جب وہ شب بسر ہوئی
ہنگام سحر نوشیروان بالاے تخت بارگاہ مین آکر بیٹھا سرداران لشکر حاضر دربار ہوئے دیوخان بھی دربار مین جاکر
نوشیروان کو سلام کرکے بیٹھا یہان لشکر اسلام مین خواجہ عمرو کا دل گھبرایا فی الفور جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوئے
اثناے راہ مین ایک خدمتگار کو بیہوش کرکے مثل اُسکی شکل کے اپنی صورت رنگ و روغن بناکر خدمتگار نوشیروان کو
ایک گوشے مین مخفی کرکے جلد تر چلے اور داخل دربار نوشیروان ہوے خواجہ عمرو بارگاہ مین بشکل خدمتگار کھڑے تھے
کہ دیوخان نے نوشیروان سے کہا کل آپ نے قبل شام طبل بازگشت بیکار بجوا دیا مین شام تک نصف لشکر اسلام کو
قتل کر ڈالتا حمزۂ صاحبقران کو اسیر کرلیتا کیونکہ میرے والد نامدار نے مجھسے یہی فرمایا ہے کہ حمزہ کو اسیر کرکے جلد ہمارے پاس
ہمراہ لشکر قلیل ترکان روانہ کردینا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر اسوقت آپ حمزۂ صاحبقران کا کچھ نشان بتائیے تاکہ

مین ابھی جاکر حمزہ کو گرفتار کر لاؤن نوشیروان نے جواب دیا حمزہ صاحبقران کو تو ہمنے قید کر لیا ہے دیکھو وہ عقابین پر
حمزہ قید ہین دیو خان نے کہا آپ حمزہ کو بلائیے مین بھی دیکھون کہ وہ کیسی شکل وصورت کے ہین نوشیروان نے حمزہ
کو بلایا ملازمین قفس امیر با توقیر عقابین سے اُتار کر بارگاہ مین لائے حمزہ صاحبقران نے برسم ملت اسلام اہل دربار
نوشیروان کو سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سوائے خواجہ عمرو کے پھر خواجہ نے بزبان حبشی یا بزبان عربی عرض کیا قربان
ہون مین یا امیر متحیر ہین اس دربار مین موجود ہون کوئی اہل دربار سے تقریر عمرو نہ سمجھا پھر دیو خان نے حمزہ کو دیکھکر اپنے
ایک سردار لشکر سے مخاطب ہوکر کہا جلد قفس امیر کو اپنے ہمراہ لیجا اور خدمت والدین پہونچا کر چلا آ وہ سردار اُٹھا اُسوقت
فرامرز بن قارن اور بختک نابکار نے مضطرب ہوکر کہا اے دیو خان حمزہ صاحبقران کو یہین رہنے دو تم اپنے والد کی
خدمت مین انھین نہ بھیجو ورنہ غضب ہوگا سرداران لشکر حمزہ فساد عظیم برپا کرینگے فی الحال کہ ہر وقت حمزہ کو وہ دور سے
دیکھتے ہین اسپر تو جنگ وجدل سے باز نہین آتے اور جب حمزہ اُنکی نظر سے مخفی ہو گئے تو زیادہ غضبناک ہوکر قیامت برپا کرینگے
لشکر شہنشاہ مین چندان نامور نہین ہین کہ اُنکو روکینگے اور اُنسے بخوبی لڑینگے دیو خان نے کہنا پذیرا نہ کیا اور اپنے
سردار لشکر سے کہا تو اِس قفس کو لیجا سردار مذکور جانب قفس بڑھا خواجہ عمرو نے بختک کو اپنی آنکھ کا تل دکھایا اور اشارے
سے کہا امیر با توقیر کو یہان سے اِس سردار کو نہ لیجانے دے ورنہ مین ابھی تجھکو مار ڈالونگا بختک خواجہ عمرو کو پہچان کر گفتگو
خواجہ باشارہ سمجھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا یہ ذات پاک یہان تشریف فرما ہین انکا حکم بجا لانا چاہیے وگرنہ مجھے ضرور ہلاک
کر ڈالینگے یہ تصور کرکے دوبارہ بختک نے کہا اے دیو خان ہم سرداران لشکر امیر سے خائف ہین ہمین منظور نہین کہ قید
حمزہ کی یہانسے تمھارے والد کے پاس جائے دیو خان نے برہم ہوکر کہا مین تو کسی سرداران حمزہ سے ڈرتا نہین جسکو کہو
ابھی لشکر اسلام سے جاکر پکڑ لاؤن بختک نے مسکرا کر کہا اکثر سرداران لشکر حمزہ تو انتہا قوی و دلیر ہین اگر تم کرب غازی
کو گرفتار کر لاؤ تو ہم جانین کہ تم بڑے بہادر ہو دیو خان یہ سُنکے غضبناک ہوا اور کہا حمزہ کو تو لیجاؤ عقابین پر قید کر دو مین
ابھی جاکر کرب کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر شعلہ بنے عیار اور چند سردارونکو ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان سے چلا خواجہ
جلد بارگاہ سے نکلکر راہ طے کرکے لشکر اسلام مین پہونچے اور کرب سے کہا اے فرزند ہوشیار ہو جاؤ دیو خان تمھین گرفتار کرنے
آتا ہے کرب نے مسکرا کر کہا اگر آتا ہے تو آئے کیا مجال اسکی کہ مجھکو گرفتار کرکے لیجائے ابھی درمیان خواجہ اور کرب گفتگو ہو رہی تھی
کہ یکایک دیو خان اکیلا کرب کے قریب آیا اور شعلہ وغیرہ کو اثنائے راہ مین چھوڑ آیا ناگاہ قیاس خان سے پوچھا کرب
کہان ہین قیاس خان نے برہم ہوکر جواب دیا اے شخص نام کرب غازی کا بے ادبی سے زبان پر جاری کرو ورنہ سزائے
معقول دیجائیگی دیکھو وہ خیمۂ فلک رفعت انکا ہے دیو خان اُس خیمے مین گیا کرب نے اُسکو اپنا مہمان تصور کرکے اپنے
برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور بخلق ومروت پیش آیا دیو خان نے کرسی پر بیٹھکر پھر پوچھا کرب کہان ہے کرب غازی نے
آزردہ ہوکر کہا اے دیو خان تمنے یقیناً نالائقونکی صحبت مین اتنی عمر بسر کی ہے زبان تمھاری اسی وجہ سے بُری ہے کلمات بیہودہ
زبان پر جاری کرتے ہو انجام اسکا بد ہے خیر کہو کرب سے تمھین کیا کام ہے کرب مین ہی ہون دیو خان نے کہا مین تو سمجھا تھا
کہ تو میرے یہان آنیکی خبر سُنکے بھاگ گیا لیکن تو یہان بیٹھا ہے شاید تجھکو میرے آنیکی خبر نہوئی خیر اب جلد اپنا ہاتھ بڑھا مین
تجھکو اسیر کرکے نوشیروان کے پاس لیجاؤن کرب نے برہم ہوکر جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے اگر آیا ہے تو بیہودہ باتین نکر دیو خان نے
جسارت کرکے ہاتھ بڑھایا تا دست کرب غازی پکڑ کر گرفتار کرے اُسوقت کرب غازی نے غضبناک ہوکر ایک تھپڑ اس
زور سے اُسکے رخسار پر مارا کہ دیو خان کرسی سے غش کھا کر گرا کرب نے فوراً اُسکو اسیر کرکے چوب خیمہ سے باندھ دیا جب دیو خان
کو ہوش آیا اپنے تئین بندھا پایا گھبرا کر منت عجز کہنے لگا کہ اے بہادر مین تجھے ایسا دلیر نہ جانتا تھا مجھ سے خطا ہوئی اب

مجھے چھوڑ دے کسی روز طبل جنگ بجوا کر میدان مین تجھسے مقابلہ کرونگا کرب نے اُسکے عجز کرنے پر خیال کرکے اسیوقت اُسکو
رہا کردیا دیوخان رہا ہوکر جس جگہ اُسکے سرداران لشکر مع شعلہ عیار ٹھہرے ہوے تھے پہونچا سردارونسے کہا تم بارگاہ
نوشیروان مین جاؤ نوشیروان سے کہدینا کہ دیوخان ہمارے سردار برے شکار سمت صحراے سبزہ زار گئے ہین بعد
فراغ شکار کرب غازی کو گرفتار کرکے آپکے پاس آئینگے سردار تو یہ سُنکے چلے گئے فقط شعلہ عیار رہگیا دیوخان نے
تنہائی مین اپنے عیار شعلہ سے تمام حال گذشتہ بیان کرکے پوچھا تجھ سے ہوسکتا ہی کہ کسی تدبیر سے کرب غازی کو گرفتار کرکے
میرے پاس لے آئے اب مین بارگاہ نوشیروان مین بغیر گرفتار کرنے کرب کے جا نہین سکتا شرم دامنگیر ہی شعلہ نے دست بستہ
عرض کیا حضور جانب صحرا میرے ساتھ تشریف لیچلین بعد تھوڑی دیر کے مین کرب کو گرفتار کرکے آپکے حوالے کردونگا دیوخان
شعلہ سے خوش ہوکر جانب دشت چلا جب صحرا مین پہونچا شعلہ نے کہا اس درخت کے سائے مین تشریف رکھیے مین برے
گرفتاری کرب جاتا ہون یہ کہکر شعلہ لپکتا ہوا چلا اثناے راہ مین شعلہ ایک رخت سرسبز و شاداب کے نیچے ٹھہرا اور اپنی کسوت
عیاری سے گلدستے زنگار رنگ بیہوشی آمیز نکالکر اُسی درخت کی شاخون مین چہار طرف لٹکا دیے پھر وہانسے روانہ ہوکر لشکر اسلام
مین آیا ایک سوار سے خیمہ کرب کا نشان پوچھکر خیمہ کرب مین گیا اتفاقاً اُسوقت کرب غازی تنہا اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کوئی
پاس نہ تھا غرض شعلہ نے کرب کو سلام کیا دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ہمارے مالک آقا دیوخان صحراے
سبزہ زار مین شکار کھیل رہے ہین آپکو بُلایا ہی اور کہا ہی کہ اب مین آپ سے دشمنی نہ کرونگا ہرگز مجھسے نہ ڈرے گا میرے پاس
چلے آئیے گا کرب نے تقریر شعلہ سُنکے خیال کیا اگر مین دیوخان کے پاس نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ کرب غازی مجھسے ڈر گیا
اسیوجہ سے نہ آیا یہ خیال کرکے کرب غازی ہمراہ شعلہ عیار کے چلا بعد قطع راہ جب شعلہ اُس درخت کے نیچے پہونچا جس
درخت کی شاخون مین گلدستے بیہوشی لٹکائے تھے کہنے لگا حضور اس درخت کے سائے مین توقف کرین مین اپنے مالک سے
حال آپکی تشریف آوری کا عرض کرون اُنھین یہان بُلالاؤن کرب نے کہا اچھا جاؤ مین یہان کھڑا ہون شعلہ تو وہان سے
آگے بڑھکر ایک جھاڑی مین پنہان ہوکر جانب کرب دیکھنے لگا مگر کرب غازی نے جو ابھی طرح اُس درخت کے پھولون پر نظر کی
متحیر ہوکر خیال کیا کہ اس درخت مین کئی رنگ کے پھول کھلے ہین اور نہایت خوشبودار ہین یہ درخت عجائبات جہانسے ہی اسکے
کچھ پھول توڑکر سونگھنا چاہیے اور لشکر اسلام مین بھی لیجانا چاہیے ہر ایک سردار کو شاخین اسکی دکھاؤنگا سب سرداران
لشکر متحیر ہونگے یہ خیال کرکے کچھ شاخین توڑین اور چند پھول توڑکر سونگھے پھول کا سونگھنا تھا کہ چھینک آئی کرب غازی
دھکڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا شعلہ عیار نے جھاڑی سے نکلکر نعرہ کیا منم شعلہ عیار دیوخان یون عیاری کرتے ہین
غرض نعرہ کرکے اور اُس درخت کے نیچے آکر جلد چادر عیاری مین کرب غازی کو باندھکر پشتارہ دوش پر اُٹھا قطع
راہ کرکے دیوخان کے پاس پہونچا دیوخان پشتارہ کرب دیکھکر خوش ہوا پھر کرب کو عالم بیہوشی مین چھوڑکر شعلہ نے
اپنی کسوت سے ہتھکڑی اور بیڑی وغیرہ نکالکر طوق و سلاسل مین بخوبی گرفتار کرکے ہوشیار کیا دیوخان نے کہا ای
کرب مین تجھکو سامنے نوشیروان کے لیے چلتا ہون خبردار یہی کہنا کہ دیوخان نے مجھکو بقوت و جرأت گرفتار کیا ہی
کرب نے اسکا تو کچھ نہ جواب دیا لیکن کہا کہ ای دیوخان تو نے مجھسے مکر و فریب کیا خیر دیکھا جائیگا دیوخان نے کہا
اب تم کیا کرسکتے ہو یہ کہکر کرب غازی کو کشان کشان بارگاہ نوشیروان مین لیگیا اور نوشیروان سے کہا دیکھیے
مین کرب کو گرفتار کرکے لے آیا بختک نے جواب دیا بقوت بازو گرفتار کیا ہوگا دیوخان نے کہا کہ تم کرب سے دریافت
کرلو بختک نے کرب سے پوچھا تمھین دیوخان نے کیونکر اسیر کیا ہی کرب نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا دیوخان نے
برہم ہوکر تیغ کھینچکر وار کیا کرب نے ہتھکڑی پر تیغ کو جو روکا ہتھکڑی کٹگئی اُسیوقت کرب نے بڑھکر ہتھکڑی اُسکے سر

ماری اور تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کر نعرہ کرکے اُسکی کمر پر لگایا دیوخان مانند خیارہ دو ٹکڑے ہوکر فرش پر گرا دربار مین تہلکہ پڑ گیا پھر کرب نے طوق و سلاسل وغیرہ کو اپنے جسم سے مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور تیغہ پکڑ کر کہا جسے روکنا ہو روکے مجھے یہانسے نہ جانے دے بختک نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے آپ کو کوئی نہ روکیگا کرب غازی یہ سنکے بارگاہ سے نکلا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا کہ کرب نے ایک سائیس کو تیغہ سے قتل کیا اور جو وہ مرکب با زین و لجام آراستہ لیے ہوے کھڑا تھا اُسی مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی راہ لی لشکر اسلام مین گرفتاری کرب غازی کی جو جمع ہوئی بارہ ہزار سواران جرار ہمراہیان کرب نے فوراً بوق بجائے گھوڑون پر سوار ہوکے ارادہ روانگی جانب لشکر نوشیروان کیا یکایک کرب لشکر اسلام مین داخل ہوا اور تمام حال جو گذرا تھا بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے بیان کیا بارگاہ نوشیروان مین جو دیوخان قتل ہوا سرداران نامی یہ خبر سنکے آئے اور کہنے لگے افسوس ہم اُسوقت موجود نہ تھے ورنہ کرب کو بارگاہ سے جانے نہ دیتے ضرور قتل کرڈالتے غرض جب دیوخان قتل ہوگیا نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا سرداران لشکر

دیوخان لاشہ دیوخان کا اُٹھا کر نالان و گریان مع سپاہ جانب صلصال روانہ ہوے

داستان بادشاہ لشکر اسلام ہونا سلطان سعد کا اور لڑنا خواجہ عمرو کا کنگ عیار سے اور آنا فرہاد یکضربی پسر لندھور کا اور لڑنا اُسکا اہل اسلام سے اور جانا خواجہ عبد المطلب کا ہمراہ لندھور جانب مکہ اور آنا مکہ مین جمشید بن حنظلہ اور فرہاد یکضربی اور قلندر نقابدار کا اور لڑنا

ساقیا ساغر شراب پلا
ذکر سلطان سعد گاہ کرون
حال جنگ بہادران جہان
طبع عالی خدانے دی ہو مجھے

نشہ مین سخن سے سارا پھر قصا
کچھ بیان حال عز و جاہ کرون
گاہ اچھی طرح کرون نہ بیان
خوب قوت بیان کی ہو مجھے

داستان وہ تجھے سناؤن مین
کبھی احوال جنگ خواجہ عمرو
کیونکہ ہر رنگ پر ہون مین قادر
مئے گلگون کا جام گر پاؤن

ابھی حیرت مین تجھکو لاؤن مین
کہون ای ساقی خجستہ سیر
رزم اور بزم سے بھی ہون ماہر
طبع کا رنگ اپنی دکھلاؤن

تاجداران اقلیم خوش بیانی و فرمانروایان کشور معانی حال تخت نشینی سلطان سعد و دیگر حالات اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد قتل ہونے دیوخان کے ایک روز وقت دربار خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب شاہان جلیل القدر مانند لندھور وغیرہ کے لشکر اسلام مین آچکے ہین قبل تمنے بضرورت مجھکو بادشاہ لشکر اسلام کردیا تھا فی الحال تجویز کرکے اور کسی کو تخت پر بٹھاؤ خواجہ نے عرض کیا بعد مشورہ تعمیل حکم کرونگا جب دربار برخاست ہوا خواجہ نے سرداران نامی کو جمع کرکے کہا کہ فی الحال بادشاہ لشکر اسلام تخت نشینی سے باز آگئے ہین ایکسی کو بادشاہ لشکر اسلام کرنا اب لازم ہے لہٰذا مین تم سب سے پوچھتا ہون کہ کس شخص کو بالائے تخت بٹھایا جائے اکثر سرداران لشکر نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ علمشاہ کو بادشاہ لشکر اسلام کا کیجیے عمرو نے منظور نکیا جب اُس محفل سے جملہ سرداران لشکر چلے گئے فقط سلطان سعد اور خواجہ عمرو باقی رہگئے اُسوقت سلطان سعد نے خواجہ سے کہا ای خواجہ مین آپکو تین ہزار تومان دونگا اگر آپ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام کا کردیجیے خواجہ ذکر تین ہزار تومان کا سنکر دل مین خوش ہوے حرص دامنگیر ہوئی لیکن جوابدیا ای سلطان سعد اسکا جواب تمھکو دیا جائیگا سلطان سعد یہ تقریر خواجہ کی سنکے خاموش رہے جب شام ہوئی خواجہ بالائے عقابین خدمت صاحبقران مین گئے اور عرض کیا کہ آپکے والد اب بادشاہی لشکر اسلام سے انکار کرتے ہین اگر آپ فرمائین تو سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کردیے جائین امیر نے ارشاد فرمایا بہتر اور مناسب ہے کہ سلطان سعد تخت نشین کیے جائین خواجہ عمرو اجازت تخت نشینی سلطان سعد لیکر عقابین سے اُتر رہے تھے ناگاہ عیاران لشکر نوشیروان نے عمرو کو دیکھا شور و غل کرکے واسطے گرفتاری خواجہ عمرو جست و خیز کرکے لشکر اسلام مین آئے کسی عیار وغیرہ نے گرفتار نہ کیا جب وہ

شب بسر ہوئی صبح کو خواجہ نے سلطان سعد سے تین ہزار تومان لیکر نذر زنبیل کیے اور جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا
کہ حمزہ صاحبقران نے شب گذشتہ سلطان سعد کی تخت نشینی کے بارے مین حکم دیا ہی تم کیا کہتے ہو سبنے کہا جب حمزہ
صاحبقران نے انھین بادشاہ لشکر اسلام کرنیکا حکم دیا ہی تو ہمین بھی اُنکا بادشاہ ہونا منظور ہی چنانچہ خواجہ عمرو نے سلطان
سعد کو بالاے تخت اُسیوقت بٹھادیا سبکے پہلے علمشاہ نے سلطان سعد کو نذر دی پھر جملہ سرداران لشکر اسلام نے خوش
ہوکر نذرین دین اور ہر ایک نے پاے تخت پر بصد ادب سر جھکایا اور تخت کا بوسہ لیا نقارچی حکم پاکر نقارے بجانے لگے شہنانواز
مبارکباد گانے لگے ہر طرف لشکر اسلام مین شور تہنیت و مبارکباد بلند ہوا جشن تخت نشینی سلطان بخوبی ہوا اگر سامان جشن مفصل
تحریر ہوتا تو نہایت طول ہوتا اسوجہ سے جشن مفصل تحریر نہین کیا گیا جب خبر جشن نوشیروان کو پہونچی نوشیروان نے سردارو
اور عیارونسے پوچھا آج لشکر اسلام مین کیسی خوشی ہی باعث شادمانی کیا ہی عیارون نے عرض کیا اے شہنشاہ آج سلطان سعد
لشکر اسلام کے بادشاہ ہوے ہین انھین کے بادشاہ ہونیکی یہ خوشی و مسرت ہی نوشیروان یہ خبر سنکے نہایت ملول و محزون
ہوا اور تادیر غمگین رہا دربار مین جملہ سردار بھی سر جھکائے بیٹھے رہے اُسیوقت مہتر کہنگ عیار دربار مین آیا اور نوشیروان کو
بصد ادب سلام کرکے فرامرز بن قارن اپنے مالک مخدوم سے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جنگ سواران لشکر تو ہو
ہوئی اب مین امیدوار ہون کہ لڑائی پیادوں کی ہو تمنائے دلی ہی کہ خواجہ عمرو سے مقابلہ کرون ادھر سے مین جملہ عیارون کو
اپنے ساتھ لیجاؤن اُدھر سے خواجہ عمرو جملہ عیاران لشکر اسلام کو ساتھ لیکر میدان نبرد مین آئین مجھسے مقابلہ کرین آپ
شہنشاہ سے اس بارے مین اجازت لے لین اور خود بھی مجھے جنگ کرنیکی اجازت دین اور ہر امر مین میری اعانت کرین
خصوصاً روپے سے میری امداد کرین تا مین سامان جنگ بخوبی کرون فرامرز بن قارن نے اپنے عیار کی التماس کو قبول کرکے
نوشیروان سے بھی اجازت اس جنگ کی لی لیکن کچھ سوچکر فرامرز نے کہا اے کہنگ مجھے یقین ہی کہ خواجہ عمرو تجھسے مقابلہ
نہ کرینگے لڑنے سے انکار کرینگے اور تجھکو لازم کہ ایک رقعہ اپنی طرف سے خواجہ کو اسی مضمون کا لکھ دیکھ تو وہ کیا جواب
دیتے ہین اگر وہ اقرار لڑنے کا کرین تو پھر سامان جنگ کر کہنگ عیار نے بموجب کہنے فرامرز بن قارن کے اُسیوقت
خواجہ عمرو کو ایک رقعہ لکھا مضمون اُس رقعہ کا یہ تھا کہ اے خواجہ عمرو اگر تم شاہ عیاران ہو تو ہمراہی جملہ عیاران
لشکر کل ہنگام سحر میدان مین مجھسے مقابلہ کرو فنون عیاری دکھاؤ اور اگر مجھسے خائف ہوکر لڑنے سے انکار کرو تو شاہ
عیاران اپنے تئین مشہور نہ کرو اور لکھدو کہ مین شاہ عیاران نہین ہون جب رقعہ لکھکر تمام کیا مہتر کہنگ عیار نے ایک
عیار سراپا مکار کو بلاکر وہ رقعہ بطور نامہ دیا اور کہا جلد لشکر اسلام مین جاکر یہ رقعہ خواجہ کو دیدینا اور جواب اسکا لیکر
جلد آنا عیار مذکور رقعہ لیکر روانہ ہوا اتفاقاً اُسوقت پہونچا کہ دربار آراستہ تھا جملہ سرداران لشکر دربار مین حاضر تھے
سلطان سعد بالاے تخت رونق افروز تھے خواجہ عمرو بالاے کرسی جلوہ فرما تھے عیار مذکور الصدر نے داخل بارگاہ
ہوکر بادشاہ اور خواجہ کو سلام کرکے وہ رقعہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے رقعہ بخوبی پڑھا سلطان سعد اور جملہ سردارون نے
پوچھا اے خواجہ یہ رقعہ تمھارے پاس کسنے بھیجا ہی اور مضمون رقعہ کیا ہی خواجہ نے کہا یہ رقعہ کہنگ عیار نے بھیجا ہی اور
لکھا ہی کہ کل وقت صبح مجھسے مقابلہ کرو نہین تو شاہ عیاران اپنے تئین مشہور نکرو بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران عالی مقام
نے پوچھا پھر تمھارا کیا ارادہ ہی عمرو نے بیان کیا مین اس رقعہ کے جواب مین یہ لکھے دیتا ہون کہ تجھسے نہ لڑونگا بادشاہ
لشکر اسلام نے فرمایا آخر اے خواجہ کیون نہین لڑتے عمرو نے عرض کیا میرے پاس روپیہ نہین ہی جملہ سرداران لشکر اسلام میری
افلاس و ناداری سے آگاہ ہین آپ بھی واقف ہین ظاہر ہی کہ مین چار روپیہ ماہواری کا پیادہ ہون بسر اوقات بھی بجہد مشکل
ہوتی ہی اسقدر روپیہ کہانسے لاؤنگا جو لڑونگا اور لڑائی مین روپیہ زیادہ صرف ہوتا ہی بغیر روپے کے کوئی کام نہین نکلتا ہی

روپیہ مشکل کشاے جہان ہی کسی اُستاد نے کیا خوب یہ شعر کہا ہی شعر ای زر تو خدا نہ ولیکن بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی روپے
سے انسان کی عزت ہوتی ہی روپے سے دلکو قوت ہوتی ہی زر سے ہر امر دشوار آسان ہو جاتا ہی روپے سے بشر غم و رنج سے نجات
پاتا ہی ہاے روپیہ عجب شی ہی اسکے دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہی آنکھو نکو اسکی چاندی اور چمک اچھی معلوم ہوتی ہی کانو نکو اسکی
آواز بھلی معلوم ہوتی ہی زردار کو زیادہ اشتہاے طعام نہین ہوتی ہی اہل زر کو ایک قسم کا نشہ ہر وقت رہا کرتا ہی محتاج و مفلس
مثل میرے ہمیشہ فقر و فاقہ کشی مین بسر کرتا ہی اگر کوئی اسکو کلمات سخت اور درشت کہتا ہی بسبب ناداری کے سنکے چپ ہو رہتا
ہی پس مین بھی بوجہ ناداری کے مہتر کہنگ عیار سے لڑ نہین سکتا جو کچھ اُسنے کلمات سخت لکھے ہین مین نے پڑھکر خون جگر پی کر
صبر کیا ہی یہ کہکر خواجہ خیال زر مین آبدیدہ ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ای خواجہ تم کہنگ عیار سے لڑو روپیہ
ہم دینگے یہ فرما کر سلطان سعد نے حکم دیا کہ پچاس توڑے روپے کے لاکر خواجہ کو دیدو بموجب حکم ملازمون نے خزانے
سے زر مذکور لاکر خواجہ کے سامنے رکھدیا خواجہ نے روپے کیطرف نظر کر کے سر جھکا لیا سرداران لشکر اسلام سمجھے کہ ابھی خواجہ کو
اور روپے کی خواہش ہی یہ سمجھکر ہر ایک سردار نے موافق اپنی لیاقت کے حکم بادشاہ لیکر خواجہ کے روبرو روپیہ رکھا جب روپے کا
انبار ہو گیا خواجہ نے خوش ہو کر سر اُٹھایا اور اُسی رقعہ کی پشت پر لکھا کہ ای کہنگ کل مین تجھسے ضرور مقابلہ کرونگا لکھکر رقعہ
عیار مذکور کو دیا عیار جواب رقعہ لیکر مہتر کہنگ عیار کے پاس گیا اور رقعہ دیا مہتر کہنگ رقعہ دیکھکر خوش ہوا اور فرامرز بن
قارن سے عرض کیا خواجہ عمرو نے اقرار جنگ کر لیا ہی فرامرز بن قارن نے بھی یہ سنکے زر کثیر اپنے عیار کو دیا کہنگ عیار
سامان جنگ مین مصروف ہوا اور جو تدبیر گرفتاری عمرو کی تجویز کی تھی اُسکا انصرام کرنے لگا اور جملہ عیاران لشکر نوشیروان کو اور اپنے
شاگردونکو جمع کر کے تیاری جنگ کا حکم دیا عیاران بلاے روزگار سامان جنگ مین مصروف ہوے ادھر خواجہ عمرو نے بھی
وہ انبار زر لیکر جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلا کر کہا کہ جلد سامان مصاف کرو کل ہنگام سحر مین مہتر کہنگ عیار سے مقابلہ کرونگا سبھون
نے دست بستہ عرض کیا بہت بہتر یہ کہکر عیاران لشکر اسلام چلے گئے اور موافق حکم خواجہ عمرو تیاری جنگ مین بدل مصروف
ہوے رات بھر خوب سامان جنگ دونون جانب ہوا جب صبح ہوئی فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے جاکر
عرض کیا کہ حضور بھی بدستور میدان جنگ مین تشریف لے چلین لڑائی عیارونکی دیکھین دل شہنشاہ یقینا جنگ
عیاران دیکھکر خوش ہوگا کیونکہ یہ عجیب و غریب لڑائی ہوگی نوشیروان نے کہا اچھا ما بدولت بھی تماشاے جنگ
عیاران ملاحظہ فرمائینگے یہ کہکر حکم دیا کہ جملہ فوج ہماری مسلح ہو بموجب حکم مردمان لشکر مسلح ہوے نوشیروان تخت پر سوار
ہوا فرامرز بن قارن نے ایک لاکھ پیادے کہنگ اپنے عیار کے ساتھ کیے پھر آپ بھی ہمراہ نوشیروان میدان جنگ
مین آیا نوشیروان نے خیام و بارگاہین استادہ کرائین کرسیان جواہر نگار خیام و بارگاہ مین بچھوائین پھر خود بارگاہ مین
بالاے تخت آکر بیٹھا سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے جملہ سواران لشکر بھی زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے کہنگ عیار مع لاکھ
پیادونکے صف آرا ہوا ادھر سے سلطان سعد بھی خبر نوشیروان کے آنیکی سُنکے مع فوج بقصد کروفر میدان نبرد مین پہونچے
اور مثل نوشیروان بارگاہین اور خیمے استادہ کرا کے فرش پاکیزہ بچھوا کے بالاے تخت بارگاہ مین بیٹھے اور جملہ سرداران لشکر
کرسیون پر راست و چپ رونق افروز ہوے لشکر بھی براے سیر جنگ عیاران مرکبونسے اُترکر زین پوش بچھا بچھا کر بالاے زمین
بیٹھے کہنگ عیار خواجہ عمرو کے آنیکا انتظار کر رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک خواجہ میدان کارزار مین نہین
آئے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ مجھسے ڈر کر مخفی ہوے ابھی کہنگ عیار یہ تصور کر ہی رہا تھا ناگاہ ازجانب صحرا گرد برخاست
مہتر کہنگ عیار نے گھبرا کے سوے دشت نظر کی دیکھا کہ چار ہزار سقے پانی کی مشکین دوش و پشت پر رکھے ہوے
سرخ گھاروے کی لنگیان باندھے ہوے چھڑکاو بالاے زمین اصلح کرتے ہوے آتے ہین کہ بر ہماری اُنکے چھڑکاؤ کو دیکھکر

مخمل ہوتا ہے دمبدم سقے بالاے زمین یون پانی چھڑکتے ہین کہ آبرو ریزی ابر بہاری کرتے ہین جب وہ سقے میدان مصاف تک بخوبی تمام پانی چھڑک گئے اور گرد و غبار کو بٹھا گئے دوبارہ جانب دشت سے چار سو ساربان قطار اونٹو نکی لیے ہوے فرش نفیس بالاے زمین کرتے ہوے تا نبردگاہ آے پھر بمقام مناسب بارگاہ اور خیام استادہ کیے صدہا صندلیاں بچھائین ہنوز خیام و بارگاہ استادہ نہوے تھے کہ ناگاہ جانب دشت پھر غبار بلند ہوا کہنگ عیار نے متحیر ہوکر دیکھا اور خیال کیا کہ اب کون آتا ہے جب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ ستر ہزار پیادے جو دریاے جواہر مین سراپا غرق ہین کسوت عیاری مین ہاتھون مین چرخ لیے ہین آگے آگے صدہا مرکب کوتل ہین وہ سب بھی بازین و لجام مرصع ہین ہر عیار نہایت چالاک و چست ہمہ تن عقل و دانائی ہے لباس عیارانہ زیب تن ہے جملہ عیار صفین باندھے ہوے ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر قران وغیرہ جتنے مہتر ہین بعدہ مہتری ہمراہ پیادونکے شیرانہ آتے ہین قلب سپاہ مین خواجہ عمرو ہین کہ بالاے تخت سوار ہین تاج سر پر ہے قباے مقلکار زیب تن ہے موتیون کے ہار گلے مین نفیرین و سبدم بجتی ہین خواجہ عمرو جب سفید مہرہ بجاتے ہین جتنے پیادے ہمراہ ہین سب یکبارگی ٹھہر جاتے ہین پھر خواجہ سفید مہرے مین ایسا کوئی کلمہ کہتے ہین کہ سب اُٹھ کھڑے ہوتے ہین مگر قدم آگے نہین بڑھاتے ہین گاہ خواجہ عمرو سفید مہرے مین کچھ کہتے ہین عیار بیچارہ اپنے سمت کے بائین سمت چلے جاتے ہین اور بائین سمت کے داہنی جانب چلے آتے ہین کبھی سفید مہرہ بجاکر خواجہ کچھ حکم کرتے ہین عیار صداے سفید مہرہ سنکے نصف نصف علحدہ ہوکر باہم مقابلہ میں صف آرا ہوتے ہین اور قصد جدال کرتے ہین گاہ صداے مہرہ سفید سنکے باہم ملکر ہمراہ رکاب خواجہ چلتے ہین غرض خواجہ قواعد لیتے ہوے شوکت و شان دکھاتے ہوے بصد کر و فر آتے ہین کچھ چوبدار مرد ہے سواری کے آگے آگے عصاے نقرئی و طلائی لیے ہوے ہین بار بار کہتے ہین بیت رہے خواجہ پہ لطف حق ہر دم ٭ عمر و دولت بڑھے قدم بقدم ٭ اسوقت

نظم

خواجہ عمرو اسطرح آتے تھے
مورچھل دو طرف ہلاتے تھے
ساتھ باد بہاری آتی تھی

تاج جو سر پہ تھا زراہ شکوہ
شوکت و شان عجب دکھاتا تھا

عرش کا عش گرد فوج کا انبوہ
موچھون پر تاؤ دیتا جاتا تھا

ساتھ سب اپنے پیشرو کے تھے
اسطرح سے سواری جاتی تھی

الحاصل خواجہ عمرو بصد کر و فر میدان کارزار مین آئے کہنگ عیار کے حواس اُڑ گئے دل مین کہنے لگا خواجہ عمرو بڑے کر و فر سے میدان مین آتے ہین مجھکو اسطرح اُنکے آنیکا گمان بھی نہ تھا ابھی مہتر کہنگ عیار یہ خیال کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا عیارون نے فی الفور صف آرائی کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمین گاہ آراستہ کیا نوشیروان اور فرامرز بن قارن وغیرہ بھی خواجہ کی آمد و انتظام دیکھکر دنگ ہوے بعد صف آرائی کے نقیبان خوش گلو دونو طرف سے نکلے اور بیچ میدان مین آکر پکارے نظم

پیچھے ہٹنا کبھی نہ وقت ستیز
ہو خبردار یہ ہے عرصہ جنگ
دشمنون کو کرو اسیر کمند

کام ہے بزدلونکا خیز و گریز
گو پھنو نمین رکھو تم اپنے سنگ
ہو جہانمین تمھارا نام بلند

اے پیادو یہ ہے مقام مصاف
تم ہو عیار چست اور چالاک
کھائیو نہین دیا لو جلد جواب

ہم کہے دیتے ہین ہے صاف صاف
کامل العقل و صاحب ادراک
کرو بیہوش دشمنو نکو شتاب

جب نقیبان خوش آواز عیارونکو آمادہ حرب کرچکے میدان کارزار سے علحدہ جاکر ٹھہرے مہتر کہنگ عیار نوشیروان اور فرامرز بن قارن سے اذن حرب لیکر میدان مین آیا اور پکارا اے خواجہ عمرو جلد میرے مقابلے کیواسطے آؤ دیر نہ لگاؤ فنون عیاری دکھاؤ خواجہ عمرو نے جو سنا کہ مہتر کہنگ عیار مجھے طلب کرتا ہے فوراً تخت سے اُترکر تاج اور قباے مقلکار زندرنبیل کرکے اور دیگر کلاہ اور پوشاک پہنکر سلطان سعد بادشاہ لشکر سے اجازت حرب لیکر میدان مین آئے مہتر کہنگ عیار نے گوپھن مین سنگ گران وزن رکھکر گردش دیکر سر خواجہ عمرو پر ۞ یا خواجہ نے بھی جلد تر گوپھن مین سنگ تراشیدہ گرانبار رکھکر تاک کر اُسکے سنگ کو مارا کہ دونون پتھر درمیان مین اسطرح لڑے کہ تڑاخے کی آواز آئی اور پتھر ریزہ ریزہ ہوکر زمین پر گرے مہتر کہنگ نے

برہم ہوکر حلقہ ہاے کمند سوے خواجہ عمرو پھینکے خواجہ حلقہ ہاے کمند سے یون نکلگئے جیسے گل سے بو یا دام سے آہو
یا چشم سے نظر یا کمان سے تیر مردمان ہر دو لشکر خواجہ کی چالاکی پر متحیر ہوے خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے بچکر کہنک عیار
سے کہا دیکھ مین تیر لگاتا ہون اگر تجھکو کچھ فن تیراندازی مین دخل ہے تو میرے تیر پر اسطرح تیر لگا کہ تیرا تیر میرے تیر مین بالاے ہوا
جاکر پیوست ہوجاے اور اگر تجھکو اس فن سے آگاہی نہین ہے تو ایک تیر تو سوے فلک لگا پھر میری قدراندازی کا تماشا دیکھ مہتر
کہنک عیار نے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکر سوے آسمان لگایا ہنوز بالاے زمین نہ گرنے پایا تھا کہ خواجہ نے اس تیر کو
تاک کر اسطرح تیر لگایا کہ اُسکے تیر مین خواجہ کا تیر پیوست ہوگیا پھر دونون تیر باہم ملکر زمین پر گرے اہل اسلام نے خواجہ کی
تعریف کی بعد اسکے خواجہ نے ایک کبوتر گرہ باز اڑایا جب وہ بلند ہوا ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین رکھا سینہ کبوتر کا تاک کر تیر
لگایا تیر جاکر سینہ کبوتر پر پڑا کبوتر تیر مین چھدکر جانب زمین گرنے لگا خواجہ نے دوسرا تیر لگایا وہ تیر تیر اول مین جاکر پیوست ہوا
پھر تیسرا تیر لگایا وہ دوسرے تیر مین جاکر پیوست ہوا اسیطرح پندرہ تیر خواجہ نے لگائے ہر ایک تیر تیر مین جاکر پیوستہ
ہوا آخر پندرہ تیر مع کبوتر باہم ایک دوسرے مین چھدے ہوے زمین پر گرے مہتر کہنک عیار یہ قدراندازی مشاہدہ
کرکے دنگ ہوا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا کہنک عیار کو پسینہ آگیا آخر برہم ہوکر نیمچہ کمر سے کھینچکر
نعرہ کرکے خواجہ پر حملہ آور ہوا خواجہ نے بھی دوش پر سے سپر لی اور نیمچہ میان سے کھینچا جب نیمچہ کہنک عیار کا قریب
خواجہ آیا اُسیوقت عمرو نے اپنی سپر پر روک کر خود بھی نیمچہ لگایا مہتر کہنک نے بھی خواجہ کے نیمچے کو اپنی سپر پر روکا اسیطرح
تا دیر لڑائی ہوا کی کوئی زخمی نہ ہوا آخرکار مہتر کہنک عیار پیچھے ہٹنے لگا خواجہ آگے بڑھنے لگے ایک مقام پر خواجہ نے
بالشت کا ہاتھ مارا مہتر کہنک عیار جست کرکے نکلگیا خواجہ نے اُسکے تعاقب مین قدم آگے بڑھایا یکایک خواجہ زمین مین
سماگئے کہنک عیار خوش ہوکر کہنے لگا وہ مارا مین نے عمرو کو اب خواجہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے مین نے ایک چاہ
کھودا تھا اور خس پوش کردیا تھا اوسیوجہ سے پیچھے ہٹتا ہوا خواجہ کو اس مقام پر لایا اور کنوئین مین گرایا یہ کہکر مہتر کہنک
بالاے چاہ آیا اور جھانک کر خواجہ کو دیکھنے لگا اہل اسلام پریشان خاطر ہوے عیاران لشکر اسلام بھی یہ واقعہ دیکھکر
ملول ہوے ابھی کہنک عیار اُس چاہ مین خواجہ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ خواجہ عمرو نے کنوئین مین سے ایک تیر چلہ کمان
مین رکھکر اور چلہ اُسکی آنکھ کی تاک کر اس خوبی سے لگایا کہ تیر کہنک عیار کی آنکھ پر پڑا اور کسیقدر آنکھ مین در آیا
کہنک عیار آہ کرکے کنوئین سے ہٹا خواجہ جست کرکے اُس چاہ سے نکلکر بالاے چاہ آئے اہل اسلام خوش ہوے
اور نوشیروان اور فرامرز بن قارن کہنک عیار کی آنکھ دیکھکر رنجیدہ ہوے اُسوقت کہنک نے جسارت کرکے تیر
اپنی آنکھ سے نکالا ہر چند آنکھ مین درد بشدت تھا لیکن برہم ہوکر خنجر کمر سے کھینچکر بقصد ہلاکی خواجہ آگے بڑھا خواجہ
عمرو نے بھی خنجر آبدار کھینچکر اُسکے خنجر کی ضرب سے بچکر وار کیا کہنک عیار پیچھے ہٹا فرامرز بن قارن اور نوشیروان
نے جو دیکھا کہ اب کہنک عیار خواجہ عمرو کے ہاتھ سے ہلاک ہوا چاہتا ہے کیونکہ ایک آنکھ کہنک کی زخمی ہوچکی ہے یہ
دیکھکر نوشیروان اور فرامرز نے ارادہ کیا تھا کہ تمام فوج ہمراہ لیکر خواجہ پر حملہ کرین اور کہنک عیار کو بچائین
ادھر سلطان سعد مع سرداران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے کہ جب نوشیروان براے مدد کہنک عیار فوج
لیکر بڑھیگا ہم بھی براے اعانت خواجہ عمرو یکبارگی جائینگے خواجہ کو شر اعدا سے بچائینگے ابھی نوشیروان اور
فرامرز سپاہ لیکر آگے نہ بڑھے تھے کہ عیاران نابکار ہمراہیان مہتر کہنک عیار پیچھے اور خنجر اور کمندین لیکر خواجہ عمرو
پر یکبار حملہ آور ہوے اور چاہا کہ دست خواجہ سے مہتر کہنک کو بچائین اور عمرو کو قتل کرین جسوقت عیاران مذکور براے
قتل خواجہ بڑھے ادھر سے مہتر قران اور مہتر برق وغیرہ جملہ عیاران لشکر اسلام بارادۂ دغا آگے بڑھے

آخر دونون لشکر لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی اکثر عیار خنجر آبدار کھینچکر لڑنے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی عیاران جانبین زخمی ہونے
لگے بعضون نے حلقہ ہاے کمند مین بعض پیادونکو اسیر کیا اُنھون نے خنجر سے حلقہ ہاے کمند کاٹ کر رہا ہوکر حباب بیہوشی مارے
اُنھون نے فی الفور دارو دفع بیہوشی کھائی بیہوش ہونے سے محفوظ رہے کسی عیار نے گوپھن مین پتھر رکھکر کسی عیار کے سر پر
مارا اُسنے یہ چالاکی خود بھی ایسا تیر لگایا کہ دونون تیر باہم لڑکر شکستہ ہوے کسی نے حلقہ ہاے آتشبازی ستوا اپنے حریف پر مارے
خواجہ عمرو نے اُس جنگ مین بیٹھ بیٹھکر خنجر سے صدہا پیادونکے پانون قلم کیے غرض بخوبی جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی زخمی بالاے زمین
پڑے تھے شور گیرو دار بلند تھا یہ جنگ عیارونمین چل رہا تھا اُدھر نوشیروان اور فرامرز بن قارن اِدھر سلطان سعد اور جملہ لشکر اسلام
دیکھ رہے تھے نعرے دمبدم عیار کر رہے تھے دلیرانہ لڑ رہے تھے ناگاہ جانب صحرا غبار بلند عظیم ہوا جب وہ غبار ہوا سے
دفع ہوا سب نے دیکھا فوج کثیر چلی آتی ہی ہمراہ فوج فیلان کوہ پیکر ہزارہا ہین سات لاکھ فوج ہی سردار فوج ایک جوان
قوی ہیکل ہی ہاتھی پر سوار ہی گرز گران سر اُسکے ہاتھ مین ہی ہر شقہ لشکر علم کے اوپر مختصر حمد خدا اور ثناے ابراہیم خلیل اللہ
بخط جلی مرقوم ہی اس سے ثابت ہوا کہ سردار لشکر مسلمان ہی ابھی سب دیکھ رہے تھے جنگ مغلوبہ عیارونمین بخوبی تمام ہو رہی تھی
کہ وہ سردار قریب فوج نوشیروان آکر ٹھہرا عیارونکی لڑائی دیکھکر برہم ہوا اپنے سرداران لشکر سے کہنے لگا اِن عیارون سے
کہو کہ باہم جنگ نکرین سرداران لشکر نے ہرچند منع کیا لیکن خواجہ عمرو وغیرہ نے کہنا اُنکا نہ مانا اُسوقت اُس سردار لشکر نے
اپنی فوج کے تیراندازونکو حکم دیا کہ اِن سب عیارون پر بارش تیر کرو عیارونکو ہلاک کرو پس بموجب حکم تیراندازون نے تیر لگانا
شروع کیے عیاران لشکر جانبین یہ حال دیکھکر جنگ کرنے سے باز رہے لڑائی موقوف ہوئی عیاران لشکر اسلام عیاران
لشکر نوشیروان سے علیحدہ ہوے خواجہ عمرو نے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اُس سردار اور اُسکے لشکر کثیر کو دیکھکر اسی لشکر
کے ایک سوار سے پوچھا کہ نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہی سوار نے کہا ہمارے اس لشکر کے افسر کا نام فرہاد دیکضری ہی
لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان کا یہ بیٹا ہی تمام فوج یہ ہندوستان کی ہی خواجہ نے یہ حال سُنکے بادشاہ لشکر
اسلام سے بیان کیا ابھی خواجہ عمرو حال فرہاد دیکضری بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہے تھے ناگاہ فرہاد دیکضری نے
ایک نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم کو دیا وہ ملازم نامہ لیکر لشکر اسلام مین آیا اور سلطان سعد کو موافق قاعدہ سلام کرکے
وہ نامہ دیا بادشاہ لشکر اسلام نے اُس نامے کو پڑھوایا بعد حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ اُس نامے مین یہ لکھا تھا کہ اے
بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو سمجھایے کہ حمزۂ صاحبقران پسر خواجہ عبد المطلب مجاور خانۂ کعبہ کی اطاعت نکرین اور
حلقۂ اطاعت اُنکا اپنے گوش سے دور کرین اُنکو شرم نہین آتی ہی کہ بادشاہ ہندوستان ہوکر ایک مجاور خانۂ کعبہ کی اطاعت
کرتے ہین یہ امر مجکو نہایت دشوار اور گران ہی اور باعث میری ذلت کا ہی آپ اُنکو میرے پاس بھیجدیجیے اور اگر وہ حلقہ اطاعت
صاحبقران اپنے گوش سے جدا نکرین تو مجھسے مقابلہ کرین مین بزور قوت بازو اُنکو اطاعت حمزہ سے باز رکھونگا جب عبارت
نامہ لندھور بن سعدان نے سُنی برہم ہوکر کہا اے نامہ دار کہدینا کہ مین ہرگز حلقۂ فرمانبرداری حمزۂ صاحبقران اپنے
گوش سے جدا نکرونگا کہنا تیرا ہرگز قبول نکرونگا نامہ دار یہ سُنکے رخصت ہوا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا کہدیا فرہاد دیکضری یہ
سُنکر غضبناک ہوا ہاتھی پر تو سوار تھا ہی فوراً میدان مین آکر یون پکارا کہ اے پدر اگر میرا کہنا قبول نہین کرتے تو کسی کو برائے
مقابلہ بھیجو یا خود آکر مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام فرہاد دیکضری کا سُنکے لندھور نے قصد لشکر سے نکلنے کا کیا ارشیون پسر لندھور
نے اپنے باپ سے عرض کیا آپ توقف فرمائین مین براے مقابلہ برادر جاتا ہون یہ کہکر ارشیون بادشاہ لشکر اسلام اور
اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان نبرد مین آیا مردان لشکر اسلام بحکم سلطان سعد اُسیوقت گھوڑون پر سوار ہوے
صف آرائی ہوگئی جب ارشیون بمقابلہ فرہاد دیکضری فیل پر سوار ہوکر پہونچا پہلے ارشیون نے اپنے بھائی سے

کہا کہ اے برادر ہم اور تم دونون مسلمان ہین اور ہمارے تمھارے والد بھی مسلمان ہین بسا تعجب ہے کہ تم ہمسے لڑتے ہو مقدر ہمارا
تمھارے سے لازم ہے مین بھائی تمھارا ہون مجھپر تلوار علم کروگے خلق خدا تمکو کیا کہیگی فرہاد بکیضربی نے جواب دیا اے ارشیون جو کچھ
تمنے کہا سچ ہے اگر یہ نہین چاہتے کہ مین تمسے لڑون تو جاؤ اپنے باپ کو سمجھاؤ کہو اطاعت و فرمانبرداری حمزہ صاحبقران
کی چھوڑدین اور ہندوستان کی جانب میرے ہمراہ چلین ارشیون نے جوابدیا حمزہ صاحبقران عم محمد مصطفیٰ ہین انکی
اطاعت کرنا باعث نجات اُخروی ہے تم بھی اُنکی فرمانبرداری کرو عاقبت کو بخیر کرو فرہاد بکیضربی نے جوابدیا کہ جد ہمارے
حضرت شیث پیغمبر ہین ہمکو یہ وسیلہ نجات کافی و وافی ہے اسیطرح تھوڑی دیر تک باہم گفتگو ہوئی آخرکار نوبت لڑائی کی پہونچی
فرہاد بکیضربی نے نیزہ ارشیون کے سینے پر لگایا ارشیون نے اپنے نیزے پر نیزہ فرہاد بکیضربی کو روکا نیزہ ارشیون کا
ٹوٹ گیا پھر فرہاد بکیضربی نے گرز سات سومن کا اُٹھاکر خبردار خبردار کہکر بالاے سر ارشیون لگایا ارشیون نے
اپنے گرز دو صد من پر اس گرز کو روکنا چاہا اور کسیقدر پیچھے ہٹکر سر اپنا ضرب گرز سے بچانے کا ارادہ کیا لیکن گرز فرہاد
بکیضربی بخوبی گرز ارشیون پر پڑا سر تو ارشیون کا بچ گیا لیکن سر فیل پر وہ گرز پڑا دماغ فیل کا پاش پاش ہوگیا
ہاتھی بالاے زمین گرا ارشیون بھی بالاے زمین آیا فرہاد بکیضربی نے فوراً حلقہ ہاے کمند مین اُسے اسیر کیا اور
میدان رزم سے سر شام جاکر ارشیون کو قید کیا اور نوشیروان فرہاد بکیضربی کو میدان رزم سے اپنے ساتھ لے گیا
جب بارگاہ مین پہونچا کہنگ عیار کی آنکھ کا علاج ہونے لگا بادشاہ لشکر اسلام بھی مع جملہ لشکر اسلام نبردگاہ سے
سوے فرودگاہ لشکر چلے اور راہ طی کرکے قیام گاہ لشکر پر پہونچے بعد ازان داخل بارگاہ ہوے وقت دربار جملہ سرداران
صغار و کبار دربار مین حاضر ہوے لندھور بھی آکر دربار مین بیٹھا گریلول خواجہ عمرو نے لندھور کو محزون دیکھکر کہا
مین براے خبر ارشیون جاتا ہون یہ کہکر خواجہ سمت لشکرگاہ نوشیروان روانہ ہوے وہان جاکر دیکھا کہ لشکر فرہاد
بکیضربی کا علیحدہ فوج نوشیروان سے اُترا ہے فرہاد بکیضربی اپنی بارگاہ مین بصد شان و شوکت بیٹھا ہوا ہے سرداران لشکر بھی
حاضر ہین خواجہ عمرو بشکل مبدل بارگاہ مین کھڑے تھے یکایک فرہاد بکیضربی نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لاؤ
ملازمین فوراً گئے ارشیون کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیے ہوے روبرو لاے فرہاد بکیضربی نے کہا اے ارشیون اب
بھی خیر ہے اطاعت حمزہ صاحبقران ترک کر میرے کہنے پر عمل کر مین ابھی تجھکو قید سے رہا کردون ارشیون نے قبول نکیا
فرہاد بکیضربی نے برہم ہوکر ارشیون کو تعزیر دی اور پھر قید خانے مین اُسکو بھیجدیا خواجہ عمرو حال ارشیون دیکھکر
لشکر اسلام مین چلے آئے جب وہ دن گذرکر شام ہوئی فرہاد بکیضربی نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام نے خبر نواخت
طبل جنگ سُنکے نقارہ رزمی کے بجنے کا حکم دیا فوراً بموجب حکم نقارہ جنگی بجایا گیا اہل اسلام سامان جنگ کرنے لگے
تمام رات دونون لشکرونمین تیاری جنگ ہوئی وقت سحر فرہاد بکیضربی سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا نوشیروان
بھی فوج لیکر برابر فرہاد بکیضربی کے صف آرا ہوا اور کہنے لگا اے بہادر تو دلیران لشکر اسلام سے مقابلہ کر وقت ضرورت مین
مدد کرونگا فرہاد نے کہا مجھے آپکی مدد کی ضرورت نہین ہے فقط آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھیے پروردگار میرا میری مدد کریگا یہ
کہکر میدان مین صف آرا ہوا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام مع فوج دریا موج بصد کر و فر میدان کارزار مین تشریف لائے بعد
صف آرائی کے درستی میدان نبرد ہوئی پھر نقیبان خوش گلو دونو طرف سے نکلے اور جوانان لشکر کیطرف دیکھکر باواز بلند کہنے لگے

دلیرو یہ دنیا گذرگاہ ہے	وہ عاقل ہے جو اس سے آگاہ ہے	کسی کو نہین اس جہان مین بقا	فنا ہے ہر اک کو بجز کبریا
جو تھے قبل دنیا مین نامی جوان	نہین آج انکی قبرونکا بھی کچھ نشان	جو تھے مالک ملک و طبل و علم	گئے حکم حق سے وہ سوے عدم
ہوئے گو کہ سہراب و رستم فنا	مگر انکو حاصل ہوا ابتک بقا	جو ہین اس زمانے مین نامی جوان	وہ کرکے گئے ہین جراءت کا انکی بیان

تمھیں خواہش نام ہو وے اگر	لڑو آج میدان میں بے خطر
کرو قتل اسکو بوقت وغا	دلیرونکے نزدیک ہے یہ روا
لڑے گرچہ تجھسے تمھارا پدر	لڑو اس سے تم بھی بصد کر و فر

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادہ حرب کر چکے میدان رزم سے دور جا کر کھڑے ہوئے اُسدم فرہاد دیکضربی ہاتھی اپنا بڑھا کر بیچ میدان مین آیا اور پکارا جسکو تمنا سے مرگ ہو وہ میدان مین آکر مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ کلام لندھور بن سعدان نے سُنا فی الفور بادشاہ شکوہ سلام سے اجازت جنگ لیکر فیل میمونہ پر سوار ہو کر میدان مصاف مین آیا اور مقابل اپنے فرزند کے فیل میمونہ کو ٹھہرایا فرہاد دیکضربی نے بعد سلام لندھور سے کہا کہ ای والد بزرگوار ابھی مین آپ سے کہتا ہون اطاعت حمزہ صاحبقران ترک کر دیجیے وہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند ہین آپ بادشاہ ہندوستان ہین برعکس آپ اُنکی فرمان برداری کرتے ہین آپ کو یہ امر کسی طرح شایان نہین ہے سراسر آبروریزی کا باعث ہے مین اسی وجہ سے برسر جنگ ہون کیونکہ یہ امر میری طبع کے نہایت خلاف ہے لندھور نے جواب دیا ہے ای فرزند جبتک مین زندہ ہون بغیر کسی وجہ کے ہرگز اطاعت حمزہ صاحبقران ترک نکرونگا اور ای فرزند تو انکو حقیر اور ذلیل تصور نکر اُنکا مرتبہ نہایت جلیل ہے فرزند خواجہ عبد المطلب کے ہین عم محمد مصطفےٰ ہین اُنکی فرمانبرداری باعث فخر اور موجب حصول سعادت کونین ہے اور باعث نجات آخرت ہے ای فرزند تجھکو لازم ہے کہ مثل میرے تو بھی اُنکی فرمانبرداری اختیار کر اور جنگ وجدل سے موقوف کر فرہاد دیکضربی نے برہم ہو کر جواب دیا مین تو اُنکی اطاعت نہ کرونگا عزت اپنی ضایع و برباد نہ کرونگا یہ کہکر غیظ مین آکر فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا فیلبان نے انکس ہاتھی کی مستک پر ماری ہاتھی آگے بڑھا اُدھر سے لندھور نے فیلبان سے اشارہ کیا فیلبان نے فیل میمونہ کو آگے بڑھایا جب دونون ہاتھی آگے بڑھکر باہم ٹکرائے صدا اُنکی اسقدر ہوئی کہ جوانان لشکر کے دل ہل گئے جگر تھرا گئے غبار بلند ہوا فیل میمونہ نے اپنی سونڈ اُس ہاتھی کی سونڈ مین لپیٹی دانت اپنے اُس فیل کے دانتون پر رکھے اور زور کرنا شروع کیا فرہاد دیکضربی کا ہاتھی پانچ قدم تاب نہ لاکر ہٹ گیا اور بیتاب ہو کر چنگھاڑنے لگا فرہاد دیکضربی یہ حال دیکھکر غضبناک ہوا اور اپنے ہاتھی کو بصد مشکل فیلبان سے کہکر فیل میمونہ سے چھڑایا پھر نیزہ لیکر لندھور کے سینے پر لگایا لندھور نے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا پھر لندھور نے نیزہ مارا فرہاد دیکضربی نے بھی نیزہ نیزے پر روکا اُسی طرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر لندھور نے بعد سو اسو طعن ہاے نیزہ کے ایک بند نادر باندھکر فیل میمونہ کو آگے بڑھایا اور کہا ای فرزند ہوشیار ہو کہ اب نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلتا ہے فرہاد دیکضربی یہ سُنکر ہنسا اور کہنے لگا نیزہ میرے ہاتھ سے نکالنا امر دشوار ہے ابھی لندھور سے فرہاد دیکضربی یہ کہ رہا تھا ناگاہ ایسا صدمہ مرفق پر صدمہ پہونچا کہ نیزہ ہاتھ سے نکلگیا اور مثل تیر شہاب ثاقب سنان نیزہ چمکتی ہوئی مع نیزہ دور جا کر گری فرہاد دیکضربی کو نیزہ ہاتھ سے نکل جانیکا ازحد صدمہ ہوا پھر اُسی عالم صدمہ و رنج مین غضبناک ہو کر گرز ساتسو من کا اُٹھایا اور گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور کو تاک کر مارا لندھور نے اپنے گرز گران سر پر اُس گرز کو روک تو لیا لیکن پسینہ آگیا آنکھین بند ہو گئین شانہ کثرت بار گرز سے اُتر گیا ہاتھی دونون حوق مین تر ہو گئے فرہاد دیکضربی کا ہاتھی گھٹنون کے بل بیٹھ گیا فیل میمونہ کے پانون کچھ زمین مین در آئے غبار عظیم بلند ہوا دونون دلاور غبار مین نہان ہو گئے گرز بہ گرز جو پڑا ایسا اثر ا ہوا کہ زمین ہلگئی بہادرونکے جگر تھرا گئے چیرہ فلک کا رنگ سرخ متغیر ہو گیا گھوڑے سوارونکے خائف ہو کر بیٹھ گئے فرہاد دیکضربی نے گرز لگا کر بے اختیار نعرہ کیا کہ وہ مارا ایسی ضرب مین کاسہ سر ریزہ ریزہ کر دیا پھر افسوس کر کے کہنے لگا وا دریغا ہے ہے والد نے جان دی اور کہنا میرا قبول نکیا عمرو نے جو دیکھا کہ غبار بلند ہے لندھور غبار مین نہان ہے کچھ صدمے لندھور نہین آئی ہے یہ دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہو کر چھاگل پانی کی لیکر اُس غبار مین گیا پانی چھڑک کر غبار کو دفع کیا دیکھا گرز تو لندھور کے ہاتھ مین ہے ہاتھ کو خمیدگی مطلق نہین ہے لیکن آنکھین لندھور کی

بندہین پیشانی پر پسینہ ہی خواجہ عمرو نے پانی کے چھینٹے منھ پر دیکر پکارا اے بادشاہ ہندوستان اے لندھور بن سعدان
کیسا مزاج ہے لندھور نے اشارہ سے کہا اے خواجہ میرا ایک ہاتھ بیکار ہوگیا ہے یعنی شانہ اُتر گیا ہے باقی خیریت ہے کچھ درد
نکرو مین اچھا ہون اودھر طیفور عیار فرہاد دیکضربی سے فرہاد کی خدمت مین آکر مزاج پرسی کی فرہاد نے کہا اے طیفور
ہزار افسوس والد نامدار شاید میری ضرب گرز سے ہلاک ہوگئے افسوس اُنھون نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا ابھی فرہاد طیفور سے
یہ کہہ رہا تھا کہ لندھور کو بالائے فیل میمونہ زندہ دیکھا اور خواجہ عمرو کو اپنے باپ سے کچھ باتین کرتے دیکھا اُسوقت
فرہاد دل مین خوش ہوا تھا کہ باپ میرے زندہ ہین فرہاد اپنے پدر ذیجاہ کو دیکھ رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے فرہاد دیکضربی سے
مخاطب ہوکر کہا اے بہادر میرے نزدیک مناسب ہے کہ اِسوقت لڑائی موقوف رکھو ہنگام سحر لندھور کچھ تمسے کہینگے عجب
نہین کہ تمھاری بارگاہ مین جاکر تمسے ملاقات کرین اور مین بھی اقرار کرتا ہون کہ صبح کو مین تمھاری بارگاہ مین آؤنگا
جہانتک ہوسکیگا اس جنگ و جدال کے دفع کرنے مین کوشش کرونگا کیونکہ اگر تم اپنے باپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوے
تو لندھور جبتک زندہ رہینگے تمھارے غم مین اشکبار رہینگے اور اگر خدانخواستہ تمھارے ہاتھ سے تمھارے والد قتل ہوے
تو مجھے یقین ہے کہ تمکو بھی صدمہ بیحد ہوگا اور باپ کو اپنے ہلاک کرکے پچھتاؤگے فرہاد دیکضربی نے کہا اے خواجہ آپ والد کو
سمجھا کر کل میرے پاس لائیے گا مین آپکا ممنون احسان ہونگا یہ کہکر فرہاد دیکضربی طبل بازگشت بجاکر خواجہ کی تقریر کو
سچ جانکر میدان کارزار سے چلا گیا خواجہ لندھور کو لشکر مین لائے بادشاہ لشکر اسلام بھی لندھور وغیرہ کو ہمراہ لیکر
فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے جب سلطان سعد قطع راہ کرکے داخل بارگاہ ہوے اور دربار مین آکر جملہ سردار بیٹھے
اور لندھور بھی آکر دربار مین بیٹھا بادشاہ لشکر اسلام نے مزاج پرسی کی لندھور نے حال دست بستہ بیان کیا بادشاہ لشکر
اسلام نے چارہ ساز طلب کرکے فرمایا ابھی لندھور کے شانے کو درست کرو چنانچہ بموجب حکم چارہ ساز علاج کرنے لگے
درستی شانہ کی تدبیر کرنے لگے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ عمرو بارگاہ فرہاد دیکضربی مین گئے فرہاد دیکضربی نے
خواجہ کو با احترام کرسی پر بٹھایا اور پوچھا ہمارے والد کو آپ اپنے ہمراہ کیون نہین لائے خواجہ نے کہا آج تو ہمراہ اپنے انکو
نہین لایا ایکی مرتبہ جو آؤنگا تو لندھور کو بخوبی سمجھا کر ہمراہ لے آؤنگا فرہاد دیکضربی نے خوش ہوکر خواجہ عمرو کو کئی
کشتیان زر و جواہر کی دین خواجہ نے لیکر نذر زنبیل کین فرہاد نے کہا اے خواجہ آپکا احسان ہوگا آپ میرے والد کو
سمجھائیے گا کہیے گا حمزۂ صاحبقران ایک شخص غیر نامور کی اطاعت نکرین وہ کچھ ایسے جری بھی نہین ہین خواجہ عمرو
نے جواب دیا اے فرہاد حمزۂ صاحبقران ذیقدر و ذیوقار ہین والد انکے سردار قریش ہین برگزیدۂ پروردگار ہین حمزہ بھی
بندگان خاص پروردگار سے ہین نہایت نامور ہین ایسے شجاع و بہادر ہین کہ دیوار جنگ و ردِ دشمن ہین ہزار دیو
اور عفریت کو اُنھون نے قتل کیا ہے ہزارہا دیو انکو ہلاک کیا ہے پردۂ قاف مین دیوان کفار و بدسرشت کو ہلاک کیا ہے
علاوہ اسکے پردۂ دنیا پر بڑے بڑے گردن کشونکو زیر کیا ہے جسنے اُنکا حلقۂ اطاعت اپنے کان مین ڈالا اُسنے تو قتل سے
امان پائی ورنہ دست حمزۂ صاحبقران سے ہلاک ہوا تمھارے باپ بھی بعد سات روز کی کشتی و کارزار کے
مطیع و فرمان بردار حمزۂ صاحبقران ہوے ہین تم بھی ایکروز اُنکے ہاتھ سے زیر ہوگے ابھی تو حمزۂ صاحبقران عقابین
پر قید ہین مہتر کہنگ عیار نے بموجب حکم فرامرز بن قارن کے بہ مکر و کید اُنھین بیہوش کرکے گرفتار کیا ہے غرض حمزۂ
صاحبقران شرافت و نجابت اور دلیری و شجاعت مین بیمثل و بے نظیر ہین اُنکو حقیر نہ سمجھو فرہاد دیکضربی یہ سنکے نہایت
غضبناک ہوا حکم کیا خواجہ کو گرفتار کرو مین اُنکو بدزبانی اور یاوہ گوئی کی سزا دونگا سرداران لشکر فرہاد
دیکضربی برائے اسیری خواجہ عمرو اُٹھے خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر جست و خیز کرکے لشکر اسلام مین آئے

اور بادشاہ اسلام اور لندھور وغیرہ سے جو کچھ واقعہ گذرا تھا بیان کیا ابھی خواجہ حال فرہاد ریکضربی کہہ رہے تھے
کہ ناگاہ فرہاد ریکضربی نے برہم ہو کر اسیوقت طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارون نے آکر بادشاہ لشکر اسلام
سے عرض کیا کہ فرہاد ریکضربی نے طبل جنگ بجوایا ہے اور سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا ہی چاہتا ہے سلطان سعد نے
بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور فرمایا لشکر مسلح ہو کر جانب میدان نبرد چلے بموجب حکم نقارۂ رزمی بجایا گیا جملہ سرداران لشکری
مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر سوار ہوے لشکر ہمراہ رکاب ہوا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام نبردگاہ مین پہونچے
اُدھر سے فرہاد ریکضربی مع سپاہ جنگ گاہ مین آیا بعد درستی میدان مصاف اور صف لشکرہاے جانبین سے نقیبون نے
نکلکر جوانان لشکر کو آمادہ کارزار کیا اور الگ جاکر میدان نبرد سے ٹھہرے ابھی کوئی دلیر لشکر جانبین سے نہ نکلا تھا نامی
سرداران لشکر اسلام باہم کہہ رہے تھے کہ عجب مقام مشکل ہے اگر ہم لشکر سے نکلکر فرہاد ریکضربی سے مقابلہ کرتے ہین اور اُسکو
تہ تیغ کرتے ہین تو ہمیشہ لندھور بن سعدان سے محجوب و شرمندہ رہینگے اور لندھور کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا
صدمۂ جانکاہ ہوگا اور یہ بھی نہین دل چاہتا کہ لندھور حالت شکستگی دست مین اُس سے مقابلہ کرے اور لندھور
فیل میمونہ پر سوار ہو کر جو ہمراہ لشکر اسلام فرودگاہ لشکر سے میدان نبرد مین آیا تھا اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ جب فرزند
میرا اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین آئیگا تو مین اور کسی سردار کو براے مقابلہ جانے نہ دونگا خود اپنے پسر سے مقابلہ کرونگا ابھی لندھور
یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ جانب صحرا غبار عظیم بلند ہوا فرہاد ریکضربی اور سردار لشکر اسلام جانب غبار دیکھنے لگے خواجہ سمت
غبار لشکر سے نکلکر براے خبر روانہ ہوے آگے بڑھکر خواجہ نے دیکھا ایک لاکھ سواسی علم ہین نشان ایک لاکھ اسی ہزار
سپاہ کا ہے ہر علم پر حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہے آگے آگے علم شیر پیکر زیر سایہ علم مالک مرکب پر سوار ہے
ایک تیغ کمر پر پٹی بندھی ہوئی ہے دمبدم فوج مین نقارے پر چوب پڑتی ہے باجے جنگی بجتے ہین لشکر بصد کر و فر ہمراہ رکاب مالک
آتا ہے خواجہ مالک کو دیکھکر خوش ہوے اور آگے بڑھے اور قریب فرس مالک گئے مالک نے فرس کو روک کر حال لشکر
پوچھا خواجہ نے کہا حمزہ بالاے عقابین قید ہین فرامرز بن قارن کے حکم سے اُسکے عیار رکھنا گنے حمزۂ صاحبقران کو
گرفتار کیا ہے فرامرز نے بیہوش کر کے بالاے عقابین قید کیا ہے کئی دن سے فرہاد ریکضربی پسر لندھور آیا ہے کہتا ہے کہ لندھور کو
اطاعت حمزۂ صاحبقران نکرنی لندھور کو یہ منظور نہین ہے دو روز سے لڑ رہا ہے ارشیون اپنے بھائی کو گرفتار کر لیگیا
ہے لندھور کا اُسکے مقابلے مین شانہ اُتر گیا ہے آج پھر اسوقت میدان مین صف آرا ہے مالک اژدر نے کہا اگر تم کہو تو
مین اُس سے مقابلہ کرون خواجہ نے کہا اچھا چلکر مقابلہ کیجیے مالک یہ سنکے آگے بڑھا اور سامنے عقابین کے گھوڑے سے
اُترا اور براے تسلیم حمزۂ صاحبقران سر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے مالک کو دیکھا بعد تسلیم بجا لانیکے مالک اژدر
مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام مین آیا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین گیا اور بصد ادب پاے تخت کا بوسہ لیا اور شرائط
آداب بجا لایا پھر جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملاقات کر کے صف آرا ہوا اُدھر فرہاد ریکضربی فیل پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے
نکلا اور میدان مین ٹھہر کر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے مالک اژدر بادشاہ اسلام سے اجازت
جنگ لیکر ایک مرکب عربی پر سوار ہو کر اور اپنے مرکب خاص کو شاطر کے حوالے کر کے لشکر اسلام سے نکلا اور
سامنے فرہاد ریکضربی کے جاکر مرکب کو روک کر ٹھہر گیا اور تو باہم ہونے لیکن فرہاد ریکضربی نے نیزہ اٹھا کر مالک کے
سینے پر مارا مالک نے نیزے کو روکا پھر مالک نے نیزہ مارا فرہاد ریکضربی نے بھی روکا ہنوز ان دونون بہادرون مین
نیزہ بازی ہو رہی تھی جملہ مردمان لشکر جانبین دیکھ رہے تھے کہ نوشیروان بھی مع فوج آکر مقابلہ اہل اسلام صف آرا ہوا
مالک اژدر نے ایکسو چالیس طعن ہاے نیزہ کیے نیزہ دست فرہاد ریکضربی سے نکالدیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین

بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے بالائے عقابین سے جنگ مالک اژدر ملاحظہ کی جب نیزہ دست فرہاد سے نکل گیا اسوقت فرہاد نے برہم ہو کر گرز اٹھایا اور غضبناک ہو کر بالائے سر مالک اژدر گردش دیکر مارا مالک نے فی الفور دونوں کا بوٹین قدم اپنے خوب رکھکر کھڑے ہو کر اپنے گرز پر گرز فرہاد دیکضربی کو روکا لیکن گرز جو فرہاد دیکضربی کا گرز مالک پر پڑے نیچے آیا مالک کے گھوڑے پر گرا مرکب مالک کا ہلاک ہو کر بالائے زمین گرنے لگا مالک فرس سے کود کر زمین پر آیا غضبناک ہو کر تیغہ گران کھینچکر فرہاد دیکضربی کے فیل کے پانوں قلم کیے جب ہاتھی گرنے لگا فرہاد دیکضربی بھی بالائے زمین کودا ہر چند کہ مالک نے جسارت کر کے پائے فیل فرہاد قلم کیے لیکن جو حال لندھور کا ہوا تھا وہی حال مالک کا بھی ہوا یعنے شانہ تو نہ اترا مگر سینہ آگیا چونکہ اسوقت غبار میدان کارزار مین بلند تھا دونوں دلاور غبار مین نہان ہوئے خواجہ عمرو گھبرا کر درمیان غبار گئے مالک کو زندہ پاکر خوش ہوئے پھر خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر کہا برائے سواری مالک مرکب بھیجا چنانچہ شاطر مرکب خاص مالک کا پاس لیگیا مالک مرکب پر سوار ہوا اودھر طیفور ہاتھی لیکر آیا فرہاد ہاتھی پر سوار ہوا اور پھر باہم لڑنے کا ارادہ کیا یکایک جانب دشت غبار بلند ہوا فرہاد دیکضربی جانب غبار دیکھنے لگا جب غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک قلندر شنگرفی لباس زیب تن کیے ہوئے بالائے رخ نقاب ڈالے ہوئے بجمعیت چالیس ہزار سواران جرار کہ وہ سب بھی قلندرانہ لباس پہنے ہوئے تھے آتا ہے ابھی فرہاد سوئے قلندر نقابدار دیکھ رہا تھا کہ قلندر مذکور مع اپنی سپاہ کے پشت لشکر فرہاد دیکضربی پر گرا اور مردمان لشکر فرہاد کو قتل کرنا شروع کیا فرہاد دیکضربی نے یہ حال دیکھکر جنگ مالک سے ہاتھ اٹھا کر رخ سوئے قلندر کیا اور چاہا کہ قلندر کو ضرب گرز سے ہلاک کرون چونکہ قلندر نہایت بہادر و ہوشیار تھا ہزارہا مردمان لشکر فرہاد کو قتل کر کے بصد عجلت مع اپنی فوج کے جانب صحرا چلا گیا فرہاد دیکضربی افسوس کر کے رہگیا فرہاد دیکضربی نے اپنے عیار طیفور سے کہا کہ جلد جاؤ نقابدار قلندر کو دیکھو کہ وہ کہاں گیا ہے طیفور روانہ ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی فرہاد دیکضربی طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ کیطرف چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام بھی لشکر اسلام کو اور مالک اژدر کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آکر داخل بارگاہ ہوئے جملہ سوار و سردار بھی مرکبوں سے اتر اتر کر داخل بارگاہ و خیام ہوئے اودھر فرہاد دیکضربی اپنی بارگاہ مین گیا نوشیروان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا طیفور عیار جو بموجب حکم فرہاد دیکضربی روانہ ہوا تھا جب دور تک گیا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار مین قلندر نقابدار مع سپاہ اترا ہے طیفور یہ دیکھکر ادھر بارگاہ فرہاد دیکضربی مین آیا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا فرہاد دیکضربی سنکے خاموش رہا ادھر قلندر نے اپنے عیار نخچیر سے کہا کہ جلد جا کر لشکر نوشیروان کی خبر لا نخچیر صورت بدلکر روانہ ہوا لشکر نوشیروان مین پہونچا دیکھا نور رنگ عادی مع چالیس ہزار سواروں کے بارگاہ نوشیروان اور بارگاہ ہیکلان و جملہ سرداران لشکر کے گرد پھر رہا ہے طلایہ دے رہا ہے نخچیر یہ حال دیکھکر صحرا مین آیا اور قلندر نقابدار سے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا قلندر نے کچھ سوچکر حکم دیا کہ مردمان لشکر مسلح ہون بموجب حکم جملہ قلندر مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے قلندر نقابدار اپنی فوج کو لیکر وقت نصف شب لشکر نوشیروان مین گیا نور رنگ کہ طلایہ دے رہا تھا سد راہ ہوا قلندر نے اسکو ضرب گرز سے نعرہ فرہاد دیکضربی کا کر کے ہلاک کیا پھر اسکے ہمراہیوں اور لشکریان ہیکلان کو کہ پڑے ہوئے سو رہے تھے تہ تیغ کیا جب کچھ سردار جاگے اور ہیکلان بیدار ہوا قلندر نعرہ فرہاد دیکضربی کا کر کے وہانسے جانب صحرا مع لشکر روانہ ہوا ہیکلان بیدار ہو کر نعرہ فرہاد دیکضربی کا سنکر غضبناک ہوا اور مراحل عاد کو بجمعیت بائیس ہزار سوار اسیوقت روانہ کیا کہ جہان فرہاد دیکضربی مقیم ہو اسکو جا کے قتل کر مراحل عاد بموجب حکم لشکر لیکر روانہ ہوا۔

جب فرودگاہ فرہاد دیکھضری پر پہونچا دیکھا کہ ایک میدان وسیع مین لشکر اُترا ہوا ہے سب عالم غفلت مین ہین ایک سردار کچھ سوار ہمراہ لیے ہوے طلایہ لشکر دے رہا ہے مراحل عاد یکبارگی لشکر فرہاد پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا اور نعرہ کیا تم مراحل عاد ہون چونکہ جملہ سرداران فرہاد سو رہے تھے اور فرہاد بھی سو رہا تھا مراحل عاد نے چند سردار اور ہزارون لشکری قتل کیے جب فرہاد بیدار ہوکر اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مراحل عاد سے لڑنے لگا مراحل عاد نے خائف ہوکر بھاگنے کا ارادہ کیا فرہاد نے اُسکو قتل کیا لشکر اُسکا بھاگ گیا پھر فرہاد دیکھضری نے قسم کھائی کہ ایک ایک کو لشکر نوشیروان سے اسطرح قتل کرونگا کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے اور بعد قتل کرنے جملہ مردمان لشکر نوشیروان کے اہل سلام سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر فرہاد نے آخر شب طبل جنگی بجوایا ہیکلان اور نوشیروان کو یہ خبر ہوئی کہ فرہاد نے مراحل عاد کو قتل کر ڈالا اور اب طبل جنگ بجوایا ہے ہیکلان نے نوشیروان کو اغوا کرکے طبل جنگ بجانے پر آمادہ کیا چنانچہ نوشیروان نے بھی بموجب کہنے ہیکلان کے نقارۂ رزمی بجوایا جب صبح ہوئی نوشیروان مع ہیکلان جملہ سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا فرہاد دیکھضری بھی بمقابلہ نوشیروان صفوف آرا ہوا جب رستی میدان کارزار ہوچکی تو نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادۂ حرب کرکے علیحدہ جاکر ٹھہرے لشکر نوشیروان سے لیغامے عادی گینڈے پر سوار ہوکر نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور پکارا ای فرہاد آ میرے مقابلے کو تونے بڑا غضب کیا شہنشاہ کے اہل لشکر کو قتل کیا ہے مراحل عاد نامی جوان کو ہلاک کیا ہے اُن سب کا انتقام مین تجھسے لونگا اُسوقت تجھکو قتل کرونگا فرہاد دیکھضری یہ سُنکے اپنے لشکر سے فیل پر سوار ہوکر نکلا اور شیر و دشنام دیکر کہنے لگا کہ اُسنے میرے ساتھ بدی کی ہے اُسکو اور اُسکے لشکر کو تہ تیغ کرونگا اور تجھکو تو یون ہلاک کرونگا کہ تو پیوند خاک ہوجائیگا لیغامے عادی نے یہ کلمات سُنکے گرز گران اُٹھا کر گینڈے پر کھڑے ہوکر گرز کو گردش دیکر بقوت تمام سر فرہاد دیکھضری پر مارا فرہاد نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور پھر اُسکے سر پر گرز مارا لیغامے عاد نے ہر چند چاہا کہ گرز فرہاد کو اپنے گرز پر روکے مگر وہ گرز گرانبار نہ رک سکا سر پر جو پڑا کاسہ سر چور چور ہوگیا گینڈا بھی ہلاک ہوا فرہاد نے لیغامے عاد کو قتل کرکے مبارز طلب کیا فوراً ایک جوان نامی اہرمن نام سرداران لشکر ہیکلان سے نکلا فرہاد نے اُسکو بھی ضرب گرز سے پیوند خاک کیا بعد اسکے ایک دلیر نہایت قوی ہیکل مسلح بہ رما لشکر ہیکلان سے میدان مین آیا فرہاد نے اُسکو بھی ہلاک کیا اسیطرح تا شام فرہاد دیکھضری نے چوبیس نامی و نامور عادیون کو ہلاک کیا ہنگام شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر میدان کارزار سے چلا گیا اور فرہاد دیکھضری میدان نبرد سے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف گیا جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین پہونچا اور دربار آراستہ ہوا وزرا کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ فرہاد دیکھضری ایک دشمن تازہ پیدا ہوا ہے دیکھیے یہ کس کس جری و بہادر کو قتل کرتا ہے آج تو چوبیس بہادران یکتاے روزگار کو اسنے ہلاک کیا ہے نہین معلوم میرا دشمن کیون ہوگیا ہے مین نے تو اُس سے کوئی دشمنی نہین کی ہے بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ اگر آپ چاہتے ہین کہ اس دشمن تازہ سے آپ کے لشکریون کی جان بچے تو اسیوقت چند کشتیون مین تحایف رکھوا کر کشتیان میرے ہمراہ کیجیے مین فرہاد کے پاس جاؤن تحفے اُسکو دیکر دشمنی سے باز رکھون نوشیروان نے فوراً کشتیان تحایف کی بختک کو دیکر روانہ کیا بختک کشتیان تحائف کی لیکر بارگاہ فرہاد مین گیا اور بصد ادب سلام کرکے کہنے لگا کہ شہنشاہ نے یہ تحائف آپکو دیے ہین اور فرمایا ہے کہ تم مجھ سے کیون لڑتے ہو ہم نے تمھارے ساتھ کیا دشمنی کی ہے اگر تم یہ کہو کہ مراحل عاد نے ہنگام شب تمھارے لشکریون کو قتل کیا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید قلندر رفقا بدار نے ہمارے لشکر کو یا اکثر سوارون کو اور نور تنگ عاد کو ہنگام شب گذشتہ آکر قتل کیا ہے اور تمھارا نعرہ کیا ہے ہیکلان ملک سومنات مغرب نے بغیر سمجھے ہوے مراحل عاد کو روانہ کیا تھا وہ تمھارے ہاتھ سے ہنگام جنگ ہلاک ہوا آج تمنے چوبیس عادی قتل کیے اور کچھ دریافت نہ کیا کہ یہ کیا واقعہ گذرا لہذا اب ہمنے تمام احوال گذشتہ سے تمکو خبر

دی ہو بتحقیق لازم ہو کہ اب جنگ وجدال موقوف کرو فرہاد بکیضربی نے یہ حال سُنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر بسیار بختک کو
موافق اُسکے مرتبے کے اپنے دربار مین بٹھایا اور کہا او بختک میری طرف سے کہدینا کہ دل میرا آپ سے صاف ہو گیا کدورت
جاتی رہی قلندر کی چالاکی اور مکاری سے آگاہی ہوئی اب جنگ وجدال آپ سے نہ کرونگا بختک یہ سنکر بارگاہ فرہاد سے
اُٹھکر روانہ ہوا جب دربار نوشیروان مین پہونچا سارا حال بیان کیا نوشیروان خوش ہوا جب وہ شب بسر ہوئی ہنگام
سحر فرہاد بکیضربی نے ایک نامہ لکھا اور قاصد کو دیکر کہا کہ اس نامے کو بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا اور جواب لیکر چلا آنا قاصد
نامہ لیکر لشکر اسلام مین آیا بادشاہ لشکر اسلام کو قاصد کے آنیکی خبر ہوئی سلطان سعد نے قاصد کو اپنے روبرو بلوایا جب
قاصد بادشاہ لشکر اسلام کے سامنے گیا شرائط بندگی و عبودیت بجالاکر نامہ پیشکش کیا سلطان سعد نے نامہ پڑھوایا مضمون
نامہ یہ تھا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو میرے پاس بھیجدیجیے اور اُنسے فرمائیے کہ اطاعت حمزہ صاحبقران کی
کرین ورنہ مجھکو اپنا دشمن تصور کرین مجھ سے اور نوشیروان سے صفائی ہوگئی ہو اب مین اُنسے نہ لڑونگا پس اگر
آپ اپنی اور اپنے لشکر کی بہتری چاہتے ہین تو میرے والد کو میرے پاس بھیجدیجیے دیر نکیجیے لندھور نے نامہ سُنکے کہا مین ہرگز
اُسکے پاس نجاونگا اور نہ اُسکے کہنے پر عمل کرونگا یہ سُنکے سلطان سعد نے قاصد سے کہا کہ تم جاکر فرہاد سے کہدینا کہ اگر تجکو اپنے
زور بازو پر ناز ہو تو نقارہ جنگی بجواو ہم تمسے مقابلہ کرینگے سردار ہمارے لشکر کے تمسے لڑینگے لندھور کو ہم ہرگز تمھارے پاس
نہ روانہ کرینگے قاصد یہ سُنکر بارگاہ سے نکلکر فرہاد کے پاس گیا اور جو کچھ سُنا تھا عرض کیا فرہاد بکیضربی نے برہم ہوکر طبل جنگ
بجوایا سلطان سعد نے بھی خبر نواخت طبل جنگی سُنکے نقارہ حربی بجوایا روز دیگر اُس طرف سے فرہاد سپاہ لیکر میدان مین آیا ادھر سے
بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد صفوف آرائی لشکر ہاے جانبین نقیبان خوش آواز دونو طرف سے نکلے
اور جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ پیکار کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز کسی جانب سے کوئی بہادر میدان مین برائے مقابلہ
لشکر سے نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا ہر ایک نے دیکھا کہ قلندر
نقابدار مع چہل ہزار سواران جرار آتا ہے ہنوز مردمان لشکر دیکھ رہے تھے کہ قلندر بمقابلہ فرہاد بکیضربی آکر صف آرا ہوا
فرہاد بکیضربی قلندر کو دیکھکر از حد برہم ہوا اور کہنے لگا اگر تو مرد ہو تو جنگ سے گریز نکر قلندر نے جواب دیا مین شیر بیشۂ شجاعت
ہون حریف کے سامنے سے بھاگتا نہین اور تجھسے کیا بھاگونگا تو میرے نزدیک مانند ایک مور ضعیف کے ہو فرہاد بکیضربی
نے یہ سُنکے ہاتھی اپنا صف لشکر سے نکالا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے قلندر اگر تو بہادر ہو تو لشکر سے نکلکر میدان کارزار مین
آکر مجھسے مقابلہ کر آج مین تیرے خون سے زمین میدان رزم رنگین کرونگا قلندر یہ سُنکے میدان مین مرکب پر سوار ہوکر آیا
پہلے تو باہم نیزہ بازی ہوئی آخر قلندر نے بعد سوا سو طعن ہاے نیزہ کے نیزہ دست فرہاد سے نکالدیا فرہاد کو از حد ملال
ہوا جھنجھلاکر کہنے لگا کہ اب اہل اسلام سے جنگ نیزہ بازی کبھی نکرونگا یہ کہکر عمود گرانبار اُٹھاکر حملہ آور ہوا قلندر نے گرز پر
روکا لیکن گرز ٹکراکر سر مرکب پر گرا گھوڑا ہلاک ہوا قلندر گھوڑے سے کود کر زمین پر آیا فرہاد نے فی الفور تیغہ گرانبار سر پر مارا اسنے
قلندر کسیقدر زخمی ہوا فوج قلندر یہ حال دیکھکر براے اعانت قلندر بڑھی اُدھر سے لشکر فرہاد چڑھا دونون لشکر مل گئے
تلوار چلنے لگی اُسی جنگ مغلوبہ مین قلندر ایک مرکب پر سوار ہوکر جنگ مستانہ کرنے لگا حمزہ عقابین سے لڑائی دیکھ رہے تھے سر جدا
ہوکر تنونسے بار بار گرنے لگے نعرے دمبدم دلیر کرنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی تا شام تلوار اچھی طرح چلی صدہا دلیر زخمی ہوے اکثر قتل
ہوے ہنگام شام فرہاد طبل بازگشت بجواکر میدان کارزار سے چلا گیا قلندر بھی سوے دشت اپنی فوج لیکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر
اسلام بھی مع جملہ لشکر فرودگاہ سپاہ پر تشریف لاکر داخل بارگاہ ہوے پھر جملہ سواران لشکر اسلام مرکبونسے اُترکر خیام مین راحت پذیر ہوے
فرہاد نے اپنی بارگاہ مین جاکر اپنے عیار طیفور سے کہا کہ مین کبتک سرداران لشکر بادشاہ اسلام اور قلندر سے مقابلہ کرونگا جسواسطے

یہان آیا ہون اُس کام کی فکر منظور ہی بس ای طیفور اگر ممکن ہو تو آج کی شب تو جا کر میرے والد کو کسیطرح بیہوش کرکے میرے پاس
لے آ مین اُنھین لیکر ہندوستان کیطرف روانہ ہون طیفور یہ سُنکے عرض کرنے لگا مین ابھی جاتا ہون ور لندھور کو بیہوش کرکے لاتا ہون
یہ کہکر طیفور شکل اپنی بدلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا ایک شخص ایک شیشی ہاتھ مین لیے ہوے لشکر اسلام کو
چلا جاتا ہی طیفور نے اُس سے پوچھا ای برادر کہان جاتے ہو یہ کیسی شیشی ہی اسمین کیا ہی اُسنے کہا اس شیشی مین روغن ہی مین کمنگر ہون
برای علاج دست لندھور جاتا ہون طیفور نے جواب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کیا اور اُسکی شکل بنکر لباس اُسکا پہنکر اُسکو ایک
گوشے مین ڈالکر وہ شیشی لیکر جانب بارگاہ لندھور گیا دیکھا بارگاہ مین کوئی نہین ہے فقط تنہا لندھور بستر پر لیٹا ہی شانے
کے درد سے بیچین ہی کمنگر نقلی نے بصد ادب سلام کیا اور عرض کیا حضور کیواسطے آج ایسی دوا مین تیار کرکے لایا ہون کہ
جلد صحت ہو جائیگی لندھور نے خوش ہوکر پوچھا آج تو نے کونسی دوائین بنائی ہین کمنگر مذکور نے عرض کیا خداوند نعمت
ایک تو روغن برای مالش تیار کیا ہی اور ایک سفوف بنایا ہی اول حضور سفوف ہمراہ آب تازہ نوش فرمائین بعد مین اس روغن کی
مالش کرونگا یہ کہکر ایک پڑیا کمنگر نقلی نے اپنی کمر سے نکالی تھوڑا سا سفوف اُسمین سے لیکر لندھور کو دیا لندھور نے ہمراہ
آب تازہ اُسے پی لیا ہی کمنگر روغن بالای شانہ ملنے لگا تھوڑی دیر مین لندھور بیہوش ہوگیا کمنگر نقلی نے فی الفور لندھور کو
چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر رکھا اور بارگاہ قنات خنجر سے چاک کرکے بصد چالاکی جانب بارگاہ فرہاد روانہ ہوا اتفاقاً
کسی نے لشکر اسلام سے اُسے جاتے ہوے نہ دیکھا طیفور قطع راہ کرکے خدمت فرہاد مین گیا اور پشتارہ لندھور کا روبرو
رکھدیا فرہاد نے خوش ہوکر حکم کیا کہ عالم بیہوشی مین میرے والد کو طوق سلاسل مین گرفتار کرو چنانچہ بموجب حکم طیفور نے طوق
وسلاسل مین گرفتار کیا جب لندھور گرفتار ہوچکا فرہاد دیکضربی نے کہا ای طیفور اب میرے والد کو ہوشیار کر طیفور نے فوراً
لندھور کو ہوشیار کیا فرہاد نے کہا ای والد اب ہمراہ میرے ہندوستان کیجانب چلیے حمزۂ صاحبقران کی فرمانبرداری ترک کیجیے
لندھور نے کچھ جواب نہ دیا فرہاد نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لے آؤ ملازم فوراً گئے اور ارشیون کو لے آئے فرہاد نے
کہا ای ارشیون تم اپنے والد کو سمجھاؤ کہ حمزۂ صاحبقران کی اطاعت نکرین اور تم بھی حلقۂ فرمانبرداری حمزۂ صاحبقران
اپنے کان سے اُتارو ارشیون اور لندھور نے برہم ہوکر جواب دیا ہم تو ہرگز فرمانبرداری صاحبقران ترک نہ کرینگے
اُسوقت فرہاد نے خیال کیا مین نے تو چاہا تھا کہ پدر و برادر کو سمجھا کر اطاعت حمزۂ صاحبقران سے باز رکھکر اُنھین ہمراہ
اپنے ہندوستان مین لیجاؤن لیکن یہ کسیطرح نہین مانتے ہین اب اِنکو قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جلاد کو طلب کیا وہ
فی الفور حاضر ہوا فرہاد نے کہا جلد میرے برادر و پدر کو یہان سے لیجا کر قتل کر جلاد بموجب حکم ارشیون ور لندھور کو بہر
قتل لیکر ایک جانب چلا اور کنارہ لشکر لیجا کر زیر تیغ بٹھایا ارشیون اور لندھور نے اپنی خلاصی کے واسطے خدا سے دعا
کی یہان تو ارشیون اور لندھور زیر تیغ بیٹھے ہوے دعا کر رہے ہین اِنکو تو مشغول دعا رکھیے لیکن احوال لشکر اسلام
اور قلندر نقابدار کا سُنیے کہ جب بارگاہ لندھور مین نعمان ہزارہ عیار لندھور اور خواجہ عمرو آئے دیکھا لندھور
بارگاہ مین نہین ہی بستر اطیفور عیار کا زمین پر پڑا پایا جاتا ہی اُسوقت نعمان ہزارہ اور خواجہ عمرو نے بیتاب ہوکر بادشاہ
لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر سے یہ احوال بیان کیا سب کو رنج ہوا اور آمادہ رہائی لندھور اور ارشیون
ہوے خواجہ عمرو نے سب کو روک کر کہا مین چند عیارون کو لیکر برای رہائی لندھور و ارشیون جاتا ہون جبتک
مین یہان نہ آؤن آپ سب صاحب قدم آگے نہ بڑھائیے گا یہ کہکر خواجہ اور نعمان ہزارہ وغیرہ عیاران لشکر
اسلام جانب لشکرگاہ فرہاد دیکضربی روانہ ہوے ابھی عیاران مذکور راہ مین تھے کہ قلندر نقابدار مع چہل ہزار
سواران جرار خبر گرفتاری لندھور سُنکے بصد عجلت آیا اور اپنی فوج کے تین حصے کرکے ایک حصہ فوج کا

ایک سردار کے ہمراہ کیے کہا کہ جس جگہ فیلان لشکر فرہاد یکضربی ہین تو اُسطرف جا ان ہاتھیونکو لیکر جانب صحرا جانا ہوا
مذکور فوراً حملہ آور ہوا اکثر جوانان لشکر فرہاد کو قتل کرکے کئی ہزار فیلونکو لشکر فرہاد یکضربی سے لیکر سوے دشت روانہ
ہوا جب شور و غل لشکر فرہاد مین ہوا کہ فوج دشمن فیلان لشکر کو لیے جاتی ہو فرہاد یکضربی یہ غوغا سنکے غیظ مین آکر سوار ہوا اور
کل فوج کو ہمراہ لیکر سوے دشت چلا ادھر قلندر نے کمین گاہ سے نکلکر دو حصے فوج کے ہمراہ لیکر بازار لشکر فرہاد کو غارت کیا
اور جلاد کو قتل کرکے ارشیون اور لندھور کو رہا کیا اور لشکر اسلام مین پہونچا دیا خواجہ عمرو و نعمان ہزارہ وغیرہ یہ
حال دیکھکر اپنے لشکر مین آئے ادھر فرہاد یکضربی نے اُسکے سردار کے قریب جاکر نعرہ کیا سردار لشکر قلندر ہاتھیون کو
چھوڑکر سوے دشت چلا گیا فرہاد یکضربی ہاتھیون کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آیا یہان آکر معلوم ہوا کہ قلندر لندھور
اور ارشیون کو رہا کرکے لیگیا فرہاد نے پوچھا قلندر کدھر گیا مردمان بازاری لشکر نے عرض کیا پہلے تو سوے لشکر اسلام گیا
پھر جانب صحرا چلا گیا اُسکو گئے ہوے دیر ہوئی فرہاد یہ سنکے خاموش رہا ادھر لشکر اسلام مین لندھور و ارشیون کے آنے سے بادشاہ اسلام نے جشن کیا

داستان آنا قاصد کا اور جانا خواجہ عبد المطلب کا مع لندھور جانب مکہ و دیگر حالات بیان کیے جاتے ہین

راوی خوش مقال اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب لندھور اور ارشیون باعانت قلندر نقابدار قتل سے محفوظ
رہکر لشکر اسلام مین آچکے اُسی شب کو ایک قاصد مکہ سے خدمت خواجہ عبد المطلب مین آیا اور عریضہ اُسنے پیشکش کیا
خواجہ عبد المطلب نے پڑھا شرفاے مکہ نے خواجہ عبد المطلب کو بعد آداب تسلیمات لکھا تھا کہ فی الحال جمشید بن حنظلہ
خیبری بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ ہم سب کو قتل کرے اور خانہ کعبہ سے بے ادبی کرے ہمنے منت آٹھ روز کی اُس سے
مہلت طلب کی ہے اور یہ عریضہ آپکو لکھا ہے لہذا جسوقت یہ عریضہ خدمت عالی مین پہونچے اُسیوقت روانہ اسطرف ہوجیے گا
ہرگز توقف نہ فرمایے گا اور جلد تر یہان تشریف لاکر جمشید بن حنظلہ خیبری سے ہمین بچائیے گا اور خانہ کعبہ کو اُسکی بے ادبی
کرنے سے محفوظ رکھیے گا خواجہ عبد المطلب نے مضمون عریضہ شرفاے مکہ سے آگاہ ہوکر سلطان سعد اپنے پوتے کے پاس
جاکر تمام احوال عریضہ مذکور بیان کیا اور رخصت چاہی سلطان سعد نے کہا کہ چند سرداران لشکر کو مع فوج مین آپکے ہمراہ کردیتا
لیکن تردد یہ ہے کہ نوشیروان اور فرہاد یکضربی دونون آمادہ جنگ و فساد ہین اسوجہ سے متردد ہون لندھور نے عرض کیا آپ
مجھکو ہمراہ رکاب خواجہ عبد المطلب روانہ کیجیے فی الحال میرا شانہ اُتر گیا ہے جنگ کرنے سے معذور ہون سرداران لشکر
فرہاد یکضربی اور نوشیروان سے مقابلہ کرینگے مین خواجہ عبد المطلب کو مکہ مین پہونچا کر چلا آؤنگا سلطان سعد نے اجازت
دی خواجہ عبد المطلب جملہ سرداران لشکر اسلام اور خواجہ عمرو سے رخصت ہوے سامان سفر مہیا ہوا لندھور بارہ ہزار
سواران ہند کو ساتھ لیکر ہمراہ خواجہ عبد المطلب جانب مکہ چلا صبح کو فرہاد یکضربی نے جو سُنا کہ میرے والد سوے مکہ گئے ہین
یہ بھی مع لشکر جانب مکہ روانہ ہوا غرض بعد قطع منازل اُس روز خواجہ عبد المطلب قریب مکہ پہونچے جسروز جمشید بن حنظلہ
شرفاے مکہ کو قتل کیا چاہتا تھا جب یہ خبر جمشید بن حنظلہ کو ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب رئیس سردار شرفاے مکہ مع فوج آئے
ہین فوراً برہم ہوکر فوج کثیر ہمراہ لیکر مقابل خواجہ عبد المطلب آکر صفوف آراے لشکر ہوا اور میدان مین نکلکر مبارز طلب کیا
ہرچند کہ لندھور کا ایک ہاتھ بیکار تھا لیکن تاب ضبط نہ لاکر جمشید سے مقابلہ کیا جمشید بن حنظلہ خیبری نے تیغہ گرانبار کا وار کیا
بوجہ اسکے کہ بایان ہاتھ لندھور کا بیکار تھا سپر پر تیغہ نہ رُک سکا سر پر لندھور کے پڑا اسیقدر سر زخمی ہوا جمشید بن حنظلہ نے
اپنے کل لشکر کو ہمراہ لیکر حملہ کیا اور اپنے مردمان لشکر سے کہا کہ لندھور و خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرو مین انکو خیبر مین لیجاکر قتل
کرونگا چنانچہ بموجب حکم مردمان لشکر نے ہنگام حملہ حلقہ ہاے کمند مارکر لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو اسیر کیا ہرچند خواجہ عبد المطلب
نے بہت نصیحت کی اور اپنے عصا سے انکو مار کر ہٹایا لیکن آخرکار اسیر ہوگئے شرفاے مکہ یہ خبر سنکر گریان ہوے اور دست دعا بدرگاہ خالق بلند کیے

ناگاہ اسیوقت جانب صحرا غبار بلند ہوا جمشید بن حنظلہ لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرکے شرفائے مکہ کیطرف
چلا ہی تھا غبار جو سوے دشت بلند ہوا تحیر ہو کر دیکھنے لگا جب وہ غبار ہوا سے رفع ہوا دیکھا کہ ایک قلندر نقابدار کلاہ مرصع سر پر
رکھے ہوے چالیس ہزار سوارونکی جمعیت سے آتا ہے ابھی جمشید نابکار دیکھ ہی رہا تھا کہ قلندر نقابدار آپہونچا پکارا او نابکار غضب کیا تو نے کہ
لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو اسیر کر لیا لشکر لندھور کو قتل کیا اب مین تجھکو اس جرم کے عوض مین تہ تیغ کرونگا جمشید بن حنظلہ خیبری
یہ سنکے غضبناک ہوا اور کل اپنی فوج کو ہمراہ لیکر قلندر نقابدار پر حملہ کیا نقابدار بھی مع اپنی فوج کے آمادہ نبرد ہوا جب دونون لشکر ملگئے
تلوار چلنے لگی کفار قتل ہو کر زمین پر گرنے لگے زمین خون کفار سے رنگین ہونے لگی قریب شام قلندر نقابدار لڑتا ہوا جمشید بن حنظلہ
کے روبرو پہونچا جمشید نے تلوار لگائی قلندر نقابدار نے تلوار سپر پر روک کر خود بھی ایسی تلوار اس نابکار کی کمر پر لگائی کہ جمشید
بن حنظلہ خیبری دو ٹکڑے ہو کر اپنے گینڈے سے گرا فوج جمشید یہ حال دیکھکر برہم ہو کر سخت حملہ آور ہوئی راوی بیان کرتا ہے کہ تا شام
خوب لڑائی ہوئی آخر فوج جمشید بن حنظلہ تاب جنگ قلندر نقابدار نہ لا کر گریزان ہوئی قلندر نقابدار نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ جمشید
بن حنظلہ کا لوٹ لیا پھر لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو قید سے رہا کیا ابھی قلندر اپنے مرکب سے نہ اترا تھا کہ فرہاد مکیضربی
آیا اور بمقابلہ قلندر نقابدار اترکر ایک نامہ قلندر کو لکھا اور قاصد کو نامہ دیکر روانہ کیا قاصد نے نامہ قلندر نقابدار
کو جا کر دیا قلندر نقابدار نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے قلندر نقابدار بہتر اور مناسب یہ ہے کہ تو ابھی میرے
والد کو میرے پاس بھیجدے اور اپنے نام سے اطلاع دے تا معلوم ہو کہ تو نسل بنی آدم سے ہے یا قوم جنات سے ہے تو نے
مجھکو بہت پریشان کیا ہے عجب طرح کی مجھ سے لڑائی لڑتا ہے ایک جگہ جمکر مقابلہ نہین کرتا ہے قلندر نقابدار نے یہ جواب نامہ لکھا کہ
اے فرہاد مکیضربی لندھور بن سعدان کو مین ہرگز تیرے پاس نہ بھیجونگا لیکن کل ہنگام سحر تجھسے مقابلہ کرونگا اور ابھی نام اپنا نہ بتلاؤنگا
یہ لکھکر قاصد کو دیا قاصد جواب نامہ لیکر گیا اور فرہاد مکیضربی کو جا کر جواب نامہ دیدیا فرہاد مکیضربی نے خیال کیا کہ صبح کو قلندر
مجھسے مقابلہ کریگا ہنگام سحر اسکو قتل کرکے اپنے والد کو ہمراہ لیکر ہندوستان کیطرف چلا جاؤنگا یہ خیال کرکے باطمینان تمام
اپنی بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا ادھر قلندر نقابدار نے مرکب سے اتر کر لندھور سے کہا کہ اب آپ سوے لشکر اسلام
جائیے یہان توقف نفرمائیے لندھور نے کہا اچھا مین آپکا حکم بجا لاؤنگا مگر یہ تو ارشاد کیجیے کہ آپکا نام کیا ہے آپنے متواتر مجھپر
احسان کیے ہین قلندر نے ہنسکر کہا اے لندھور مین نے تو کچھ بھی احسان نہین کیا ہان تمھارے قتل ہونیکی خبر سنکر قبل اسکے مین
وہان آیا تھا قدرت خدا سے آپ قتل نہوے پھر تمھارے لیے مین جانیکی خبر سنکر اور جمشید کا حال سنکے الحمد للہ مین ایسے وقت پر یہان
آیا کہ آپکو زندہ پایا اور اظہار نام کے بارے مین جو آپنے کہا ابھی محل و موقع اظہار نام کا نہین ہے انشاء اللہ جلد آپکو میرے نام اور میری
کیفیت سے اطلاع ہو جائیگی یہ کہکر تھوڑے سوار اپنے لشکر کے لندھور کے ہمراہ کرکے لندھور کو جانب لشکر اسلام روانہ
کر دیا پھر خواجہ عبد المطلب کیخدمت مین آیا اور خواجہ کو سپاہ کے بیچ اسیوقت بھیجدیا جب نصف شب سے زیادہ گذر گئی قلندر نقابدار
نے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر فوج فرہاد پر یکبارگی حملہ کیا اور ہزارون لشکریونکو قتل کرکے قریب ظہور صبح وہان سے سوے دشت روانہ ہوا
فرہاد شور و غل سنکے بیدار ہوا اور فیل پر سوار ہو کر آگے بڑھا بعد دریافت معلوم ہوا کہ قلندر نقابدار شبخون مار کر چلا گیا فرہاد نہایت
برہم ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ قلندر نقابدار بڑا مکار ہے پھر اپنے والد کی جستجو کی لندھور کو بھی نہ پایا حیران ہوا آخر خیمے مین جا کر خواجہ عبد المطلب
سے حال لندھور پوچھا عبد المطلب نے فرمایا لندھور لشکر اسلام مین گیا ہے فرہاد جانب عقب مین روانہ ہوا حال اسکا آیندہ لکھا جائیگا

داستان غائب ہو جانا چند عیاران لشکر اسلام کا اور دریافت کرنا خواجہ عمرو کا نجبک سے بعد ازان جانا خواجہ
کا بارگاہ فرمان شاہ مین اور عاشق ہونا اسکی دختر پر پھر گرفتار ہو کر رہا ہونا مع حال دیگر بیان کیا جاتا ہے

ساقیا بدمزاج ہو نہ ذرا | بادہ ہے عشق کا ہمین تو مزا | شاہون کو یہ فقیر کرتا ہے | یہ گدا کو امیر کرتا ہے

نقش اسکا جگر پہ آفت ہے | دو دلون کے لیے قیامت ہے
تاج شاہون کا ہے ٹپک دیتا | ملک دل ہے خراج مین لیتا
رنگ اسکا سفید ہوتا ہے | دل بہت ناامید ہوتا ہے
تیغ ابرو سے بس اسے ہے کام | رستمون کو بناتا ہے یہ غلام
بھاتا تھا جسکے دلکو چنگ و رباب | دل جلا کر کیا ہے انکا کباب
سرخ غصے مین رہتے تھے جو سدا | عشق مین پھیکا رنگ انکا ہوا
شب گیسو تو رات ہے اسکی | کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی
بدقماشونسے بازی کھلوا کر | ہمکو دیتا ہے گردشین در در
ہمتو بیکلو بس اپنے ہین غم مین | نذر سر صفت میر کو کیون دین
اسکی ہاتھون نے دلکو دہلایا | مجھکو دریاے غم مین نہلایا
چھوٹے جاتے ہین بس اسے چھکے | حضرت عشق مین بہت پکے
کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے | یہ فسون عجب ماہتاب کا ہے
کیا وہ میری اور کیا تری سمجھے | بات اس عشق کی گری سمجھے
پانچ اور سات کیا کرین دل مین | آٹھ اور چار کو بھرین دل مین
دولت عشق سے ہین مالا مال | سب کو دیتے ہین ہم ہو دستغلال
ٹیپ لیتا ہون عشق کی جیب مین | پنج سہتا ہون لڑی پر سب مین
کاٹ دیتا ہے یہ وزن دل کا | سامنے دل ہے اسکے اک چھلکا
کیا زبردست سے بھلا چارہ | زیر دستونکا دل ہے آوارہ
چکمہ کھاتا ہے ہر گھڑی منھ پر | ضرب لگتی ہے یہ بڑی منھ پر
عشق کا حکم عشق کی ہے بات | چور ہم ہین کہین نہین ہے نجات
ہمتو نادار اور ہے وہ شاہ | ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ
ہاے کمبخت عشق خانہ خراب | دل جلاتا ہے سبکا مثل کباب
ابتر اب ہم ہوے نہین ہے شعور | اپنے دل مین ہے عشق ہی کا وفور
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے | ورق دل خراب جاتا ہے
خیر جو ہونی ہو وہ ہے بجا | عشق کا ذکر بس نکر تو دلا
بس کمیت قلم کی باگ کو موڑ | گنجفے کے تلازمے کو چھوڑ
ذکر خواجہ عمرو کا کر تو عیان | حال لشکر کا کر کہیان یہ بیان

راویان خوش تقریر ایں داستان دل پذیر کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندھور قریب مکے سے روانہ ہوکر بعد قطع راہ داخل لشکر اسلام ہوا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین گیا بعد بجا آوری شرائط عبودیت ولوازم بندگی حال راہ مع کیفیت جمشید بن حنظلہ و ذکر قلندر نقابدار مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اسلام جمشید کے قتل ہونے سے اور لندھور کے آنے سے اور خواجہ عبدالمطلب کے رہا ہونے سے خوش ہوے پھر لندھور نے ہر ایک سردار لشکر سے ملکر تمام کیفیت بیان کی اور مردمان لشکر نے قلندر نقابدار کو رخصت کیا ابھی لندھور سرداران لشکر اسلام سے باتین کر رہا تھا ہر ایک سردار گفتگوے لندھور سن رہا تھا یکایک گلباد وغیرہ چند عیار گھبرائے ہوے آئے اور خواجہ عمرو سے بعد ادب کہنے لگے کہ رات سے خجستہ ادا و شہباز خرقہ پوش وغیرہ چند عیار لشکر مین نہین ہین معلوم ہوتا ہے کوئی انکو بیہوش کرکے لیگیا ہے خواجہ یہ خبر سنکے نہایت متردد ہوے آخر بعد فکر بسیار خیال کیا کہ حال عیاران گم شدہ کا بختک سے دریافت ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ ہنگام شب جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوے جب قریب بارگاہ پہونچے دیکھا بڈھا مشعلچی بختک کا پڑا ہوا سو رہا ہے مشعل اور کپی اسکے پہلو مین رکھی ہے خواجہ عمرو نے جلدی سے بیہوش کرکے اسکو تو کہین مخفی کیا اور آپ اسکی شکل بنکر وہین بیٹھے جب دربار برخاست ہوا بختک بارگاہ نوشیروان سے نکلکر خچر پر سوار ہوا خدمتگارون نے پکارا او پیرو مشعلچی جلد مشعل روشن کرو وزیر شہنشاہ سوار ہو چکے ہین اپنی بارگاہ مین آپ جاتے ہین مشعلچی نقلی نے بہ آواز بلند کہا حاضر ہوتا ہون مشعل روشن کرتا ہون یہ کہکر مشعل روشن کی اور کپی اور مشعل لیکر آگے بڑھا جب بختک کے قریب پہونچا بختک نے خچر اپنا آگے بڑھایا بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے مشعلچی مشعل قریب تر چہرہ بختک کے لیگیا خدمتگارون نے برہم ہوکر کہا ارے پیرو یہ کیا کرتا ہے کیا اندھا ہے دیکھتا نہین مشعلچی نے جواب دیا تم اندھے ہو اور تمہارے باپ اندھے ہین مین تو بینا ہون یہ کہکر تیل اپنی آنکھ کا بختک کو دکھایا بختک سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو ہین بعد سمجھنے کے اپنے خدمتگارون پر خفا ہوا کہ تم کیون بدزبانی کرتے ہو جانتے نہین کہ یہ مرد بزرگ ہین مین انکو اپنے باپ دادا سے زیادہ جانتا ہون

انکا رنجیدہ ہونا مجھے گوارہ نہین یہ کہکر پیرو مشعلچی نقلی سے مخاطب ہوکر کہا آپنے اسوقت کیون تکلیف گوارا کی مین حجرے پر سوار
ہون آپ پیادہ پا ہین خواجہ نے اشارہ سے کہا خاموش رہ زیادہ بیہودہ نہ بک اسوقت تجھسے کچھ پوچھنا ہے بختک مُزر کر
خاموش ہوا جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا حجرے سے اُترکر کہا میان پیرو آپ میرے ساتھ آئیے اور خدمتگارون سے کہا
خبردار تم بغیر ہمارے طلب کرنیکے ہمارے خیمے مین نہ آنا خدمتگارون نے دست بستہ عرض کیا آج خلاف قاعدہ آپ پیرو کو
اپنے ساتھ خیمے مین کیون لیے جاتے ہین بختک نے برہم ہوکر جوابدیا تمھارا امین کیا اجارہ ہے جاؤ بیٹھو استفسار نکرو خدمتگار چپ
ہورہے مشعلچی نقلی ہمراہ بختک خیمے مین گیا بختک نے مقام صدر پر بٹھاکر پوچھا اب فرمائیے آپ کیون تشریف لائے ہین خواجہ نے
کہا ہمارے لشکر کے کئی عیار گم ہوگئے ہین تمکو احوال انکا ضرور معلوم ہوگا بس تم بتاؤ کہ اُن عیارون کو کون لیگیا ہے بختک نے ہاتھ
جوڑکر او قسم کھاکر کہا مین واقف نہین ہون یہ کہکر خواجہ کو کچھ زر و جواہر دیا خواجہ خیمۂ بختک سے نکلکر عقابین کے نیچے گئے
اور بالاے عقابین جاکر امیر کی مزاج پرسی کی اور اکل و شرب سے سیر و سیراب کرکے پھر زیر عقابین اُترنے کا ارادہ کیا ناگاہ
ملازمان نوشیروان نے دیکھ لیا اور شور و غل کرکے براے گرفتاری خواجہ آگے بڑھے خواجہ عقابین سے کود جست کرکے
نکل گئے ملازمان نوشیروان متحیر ہوکر رہگئے جب خواجہ لشکر نوشیروان سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا
سیہ پوش ایک بھاری پشتارہ اپنے دوش پر رکھے ہوے لشکر اسلام کی سمت سے آتا ہے خواجہ نے اُسے دور سے دیکھکر
کہا کہ اے شخص ٹھہر جا اس پشتارے مین کیا ہے اُسنے کچھ نہ سُنا اور ایک بلندی پر چڑھگیا جبتک خواجہ اُس بلندی پر گئے وہ
جوان سیہ پوش اُس بلندی سے اُترکر سوے صحرا جاکر غائب ہوگیا عمرو بھی سوے صحرا اُس جوان کی جستجو کرتا ہوا چلا ناگاہ
عمرو نے دیکھا ایک لشکر صحرا مین پڑا ہوا ہے بارگاہین و خیام استادہ ہین خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے
اُسنے جوابدیا اے شخص یہ لشکر بادشاہ ترکستان فرمان شاہ کا ہے ہمراہ شاہ دختر مسماۃ فتنہ نام بھی آئی ہے فن عیاری مین
بہمثل و بعدیل ہے چارسو عیار اور بارہ مہتر نامی و نامور اُسکے فرمانبردار ہین حسن و جمال مین غیرت حور و رشک پری ہے ہر چند
کہ نازنین و نازک بدن ہے لیکن ازحد چالاک و پرقوت ہے جو کوئی اُسکو دیکھتا ہے ہزار جان سے عاشق ہوجاتا ہے خواجہ تمام
حال اُسکے خیال کرنے لگے کہ فتنہ کو کسی صورت دیکھا چاہیے یہ خیال کرکے عمرو نے ایک شخص کو کہ بارگاہ سے اُٹھکر باہر آیا تھا اُسے
بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ فرمان شاہ بالاے تخت بیٹھا ہے اور قریب اُسکے فتنہ عجب نازو انداز سے
بیٹھی ہوئی ہے یعنی زلف مشکین رخ پر ہے چہرہ مانند آفتاب روشن ہے آنکھین نرگسی ہین دہن رشک غنچہ ہے رخسار رشک گل ہین ابرو
مانند کمان خمیدہ ہین یا بصورت خنجر آبدار عیان ہین مژگان تیر دلدوزی عاشق پر بس ہین گردن گویا صراحی نور یا شمع کافوری ہے سینے
پر آثار ظہور شباب کچھ کچھ عیان ہین کمر نہایت نازک ہے آگے قلم قاصر ہے اُسکی تحریر وصف مین شگاف خامہ کو حیرانی ہے بوجہ پرنور پر لام الف لا ثانی ہے
ساق پا نہایت خوب ہین عشاق کو سر دست مرغوب ہین دست و پا رنگ حنا سے سرخ ہین غرض سراپا وہ فتنہ فتنۂ جہان ہے بمقتضاے ابیات

چہرہ پر نور اسکا ہے اسطرح
لب رنگین سے پھول جھڑتے ہین
وہ پر افشان جبین نور آگین
کاجل آنکھونمین بھی وہ نور کا تھا
لعل لب پر مسی کا وہ جوبن
دزد بکف چراغ دزد حنا
تھی وہ اس جامہ زیب کی پوشاک

ماہ کامل کی ہے جھلک جسطرح
عکس انکے زمین پہ پڑتے ہین
جیسے سیپارے صبح پر پروین
صاف دود چراغ طور کا تھا
جسطرح پھولتی ہے شاخ سمن
تھا تین نقد دل کے صبح و مسا
گرد تھی جس سے اطلس افلاک

زلفین بل کھا رہی ہین چہرے پر
ہے الفت سے آنکھین ہین لبریز
نور مین شام زلف پر افشان
جا ٹھکر سنگ سرمہ تیغ نظر
شوخ کیا رنگ دست رنگین کا
رنگ لایا ہے لب پہ کیا غازہ
وہ دوپٹہ تھا دوش پر زرتار

ہے گہن چاند پر لگا یکسر
بہر عشاق جام زہر آمیز
شب انجم سے بھی سوا تابان
قتل عشاق پر تھا بستہ کمر
آب یاقوت مین گندھی تھی حنا
شفق شام زلف تھا غازہ
جسکا تار شعاع تھا ہر تار

کرتی انگیا کی ہو وہ تیاری
نارجنت پہ بہر حفظ نظر
پائجامہ وہ پر زر اطلس کا
سر کا چھپکا تھا یا کہ سایۂ گگن
بالیان کب تھیں گوش زیبا مین
عطر گل مین بسی ہوئی وہ نگار
چست انگیا کی سینے کا وہ ابھار

کسقدر وہ کٹوریان بھاری
تھیلیان مین جڑی ہوئی پر زر
اطلس طور سے چمک مین سوا
سنبلستان مین موتیے کا چمن
عقد پروین تھا گوش زہرا مین
اور بھونوں کے گھنے کی وہ بہار
دس خداداد حسن پر یہ نکھار

جلوہ اُسکا جو دیکھے حور جنان
نازکی اُسکی کیا بیان مین آئے
کیا رقم اب ثنائے زیور ہو
ٹیکا مانند کوکب تابان
بجلیان کانون مین وہ تابندہ
وہ نخوت وہ تمکنت وہ شباب

ظن غالب ہے ہو اُسے یہ گمان
جو کہ دست خیال سے ملجائے
کہیے کان جواہر اُس گل کو
زیب صبح جبین پر افشان
برق تابان ہو جنسے شرمندہ
وہ نزاکت وہ بانکپن وہ حجاب

خواجہ عمرو دیکھتے ہی فتنہ کو عاشق ہو گئے دل بیتاب ہو گیا آرزوے بوس و کنار ہوئی لیکن ضبط کیے ہوے بجبر بیٹھے رہے یکایک فرمان نوشیروان آیا فرمان شاہ فرمان نوشیروان کو دیکھکر اپنی دختر سے رخصت ہونے لگا فتنہ نے کہا مجھے بھی یہان سے جلد اپنے پاس بلوائیے گا بھول نجائیے گا فرمان شاہ نے قرار کیا پھر فرمان شاہ تخت پر سوار ہو کر کچھ فوج چھوڑ کر باقی لشکر لیکر جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا بعد جانے فرمان شاہ کے فتنہ بھی نقاب رخ پر ڈالکر خود سر پر رکھکر مردانہ دلیرانہ لباس زیب تن کرکے مرکب پر سوار ہو کر اپنی بارگاہ کیطرف چلی خواجہ عمرو نے فوراً اپنی صورت ایک قلندر کی بنائی اور ہمراہ سواری فتنہ روانہ ہوے اثنائے راہ مین خواجہ نے دعا زیادتی حسن و جمال و دولت و اقبال دیکر کہا کہ ایک نظر لطف و کرم ادھر بھی کرنا لازم ہے سائل سے منھ موڑ نا مناسب نہین ہے فتنہ نے مرکب کو روک کر پوچھا تو کہان رہتا ہے کہانسے آیا ہے نام تیرا کیا ہے خواجہ نے جواب دیا وطن میرا یمن ہے خاص و عام مجھکو فواد قلندر کہتے ہین کئی برس تک لشکر حمزہ صاحبقران مین رہا ہون اب قصد اپنے وطن جانیکا ہے زاد راہ کچھ پاس نہین ہے فتنہ نے یہ سنکے اپنے ملازمون سے کہا اس قلندر کو اپنے ہمراہ لیتے آؤ ملازمون نے کہا اے قلندر ہمارے ساتھ چلا آ قلندر نقلی ہمراہ ہولیا جب دختر فرمان شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچی حکم کیا کہ اُس قلندر کو بلاؤ جلد ہمارے روبرو لاؤ ملازمان ملکہ قلندر کو بارگاہ مین لے گئے فتنہ نے کہا اے قلندر بیٹھ جا خواجہ ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گئے دختر فرمان شاہ نے حکم دیا کہ اس قلندر کو بارہ تومان زر دیدو ملازمون نے فوراً تومان زر لاکر قلندر مذکور کو دیدیے قلندر نے اپنی کمر مین رکھ لیے فتنہ یہ دیکھکر حیران ہوئی پھر پوچھنے لگی اے قلندر کچھ اشیاے مسکر کا بھی شوق ہے قلندر نے جواب دیا ہان مے کشی کا ذوق ہے فتنہ نے فوراً شراب منگواکر قلندر کو پلوائی جب دو تین جام شراب قلندر نے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت فتنہ نے پوچھا آجکل لشکر حمزہ مین کوئی واقعہ تازہ بھی ہوا ہے یا نہین اور تو نے خواجہ عمرو کو دیکھا ہے یا نہین قلند رسطور نے جواب دیا آجکل لشکر حمزہ مین کئی عیار گم ہو گئے ہین خواجہ عمرو کو تردد ہے مین نے خواجہ کو ہزار ہا مرتبہ دیکھا وہ عیار بےمثل ہے بھائی حمزہ کا مشہور ہے اُسکا احترام بادشاہ اولوالعزم کرتے ہین فتنہ یہ حال سنکر مسکرائی اور پوچھا کہ یہ بھی عمرو کو معلوم ہوا کہ عیارونکو کون لیگیا کسنے اُنھین گرفتار کیا قلندر نقلی نے بظاہر تو یہ کہا کہ ابھی تک اُسکو معلوم نہین لیکن بباطن قلندر سمجھ گیا کہ اسی ملکہ نے اُنھین گرفتار کیا ہے بعد اسکے فتنہ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے وطن تمھارا کہان ہے خواجہ نے عالم نشہ کا اور جوش الفت مین جو پہلے بتایا تھا بھول گئے کہنے لگے وطن میرا بلخ ہے اور نام میرا نامراد ہے فتنہ چونکہ نہایت ہوشیار تھی اور از حد دانا تھی اسیوجہ سے مکرر اُسنے نام اور وطن پوچھا تھا اب جو قلندر نے خلاف اظہار قبل بیان کیا فوراً سمجھ گئی کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی عیار ہے یہ سمجھکر اپنے ملازمین سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ملازمون نے کہ عقب خواجہ کو کھڑے تھے فوراً حلقہ ہاے کمند مین قلندر نقلی کو اسیر کیا ہرچند خواجہ نے کہا بابا فقیر کو کیون گرفتار کرتے ہو اس درویش نے تمھارا کیا کیا ہے لیکن کسی نے خواجہ کی فریاد نہ سُنی جب خواجہ گرفتار ہو گئے اُسوقت فتنہ نے برہم ہو کر پوچھا

ای قلندر سچ بتا تو کون ہی نام تیرا کیا ہی خواجہ نے کہا وہی میرا نام ہی جو پہلے کہا تھا جب خواجہ نے نام اصلی اپنا نہ بتایا
فتنہ نے غضبناک ہوکر جلاد کو بلایا جلاد حاضر ہوا فتنہ نے کہا ای جلاد اس شخص کو لیجاکر قتل کر یہ نام اصلی اپنا نہیں بتاتا ہی
مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمرو عیار ہی جسوقت بحکم ملکہ جلاد نے خواجہ کا ہاتھ پکڑا عمرو نے کہا ای ملکہ فی الواقع تمنے مجھکو پہچان
لیا میرا ہی نام عمرو ہی کیون مجھکو قتل کرواتی ہو لو اب مین نے اپنا نام بتادیا فتنہ نے کہا ای عمرو دیکھا تو نے کسطرح تجھکو
گرفتار کیا عمرو نے جواب دیا ای ملکہ ہان تمنے مجھے گرفتار تو کیا مگر کچھ کمال نہ کیا کیونکہ اپنے اسیر کمند گیسو اور کشتہ
تیغ ابرو کا قید کرلینا موجب فخر نہین ہی مین تو خود تمھارے دام گیسو مین قبل اسکے گرفتار ہوچکا تھا علاوہ اسکے مین
تمھارے گھر مین آیا ہون تمھارے قبضے مین ہون دل اپنا تمکو دیدیا ہی نشہ شراب کا ہی ایسے وقت مین تمنے مجھے گرفتار
کیا ہی اسپر ناز نہ کرو ہان اگر اور کسی روز تم مجھکو گرفتار کروگی تو البتہ مین تمھاری عیاری کا قائل ہونگا دختر فرمان شاہ
تقریر خواجہ سُنکے سمجھ گئی کہ عمرو مجھپر عاشق ہوگیا ہی یہ سمجھکر برہم ہوکر ملازمون سے کہنے لگی خواجہ عمرو کو مار دو کلمات بیہودہ
زبان پر جاری کرتا ہی خواجہ نے کہا ای ملکہ اگر ملازم تمھارے مجھکو مارینگے تو چوٹ لگے گی اور اگر تم اپنے ہاتھ سے مارو گی
تو تمھارے دست نازک سے چوٹ نہ لگے گی بلکہ جب تمھارا دست نازک میرے جسم سے مس ہوگا روح کو راحت دلکو چین
از حد حاصل ہوگا عشاق اسی آرزو مین ہمیشہ رہتے ہین خوشا تقدیر اُس عاشق کی کہ جسے معشوق اُسکا اپنے دست نگین
و نازک سے تعزیر دے فتنہ نے خواجہ کی گفتگو سُنکے حکم کیا اسے ہماری بارگاہ سے نکالدو اور کہدو کہ ہمنے تجھے چھوڑ دیا ہی
اب ہوشیار رہنا پھر تجھکو گرفتار کرینگے تاکہ تو ہماری عیاری کا قائل ہو بمجرد حکم ملازمون نے خواجہ کو بارگاہ سے نکالنے
کا قصد کیا خواجہ نے کہا ای ملکہ مجھے اپنی بارگاہ سے نہ نکالو ایسی بے مروتی اور جفائے سخت نکرو مین تمسے جدا ہوکر ہلاک
ہوجاؤنگا ہرچند کہ دل خواجہ کا یہ نہ چاہتا تھا کہ اِس بارگاہ سے نکلیے لیکن ملازمان ملکہ نے بمجرد خواجہ کو بارگاہ سے
نکالدیا خواجہ بیرون بارگاہ آئے وہان لشکر نوشیروان مین فرمان شاہ پہونچا اور حال اپنی دختر کے ہمراہ آنیکا بیان کیا
نوشیروان نے کہا اُسے ہمارے لشکر مین بلالو فرمان شاہ نے فوراً چند سوار سوے دشت روانہ کیے جب سوار صحرا مین پہونچے
انھون نے عرض کیا ہی ملکہ عالم چلیے آپکے والد نے آپکو بلایا ہی ملکہ بنگام سحر بلباس مردانہ نقاب رخ پر ڈالکر مرکب پر سوار ہوئی
جملہ سوار و عیار ہمراہ رکاب ہوے فتنہ تو صحرا سے جاکر داخل لشکر نوشیروان ہوئی خواجہ عمرو دشت سے لشکر اسلام مین آئے
دیکھا یک صدائے نقارہ و طبل لشکر نوشیروان مین بلند ہوئی خواجہ نے بھی آواز نقارہ و طبل سُنی اسی اثنا مین ہرکارے خبر لیکر
لشکر اسلام مین آئے اور روبرو بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے کہ اوظل اللہ جہان پناہ اسوقت دختر
فرمان شاہ داخل لشکر نوشیروان ہوئی ہی اُسکے آنے سے نوشیروان نے نقارۂ خوشی بجوائے ہین اور بزم عیش مرتب
ہوئی ہی وہ دختر بھی بلباس مردانہ رخ پر نقاب ڈالے ہوے محفل سرود مین بیٹھی ہی ہر ایک سردار بھی بزم عشرت مین بیٹھی دربار
نوشیروان مین بیٹھا ہی میکشی کا سامان ہو رہا ہی ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے خواجہ عمرو بیتاب ہوکر بارگاہ نوشیروان
کیطرف ایک ساقی بچے کی شکل بنکر چلے اور جلد راہ طے کرکے بارگاہ نوشیروان مین پہونچے پھر ساقی بچون مین شامل ہوکر شراب
پلانے لگے ہنوز خواجہ نے بیہوشی شراب مین نہ ملائی تھی کہ بختک نے دختر فرمان شاہ سے کہا مین نے سُنا ہی کہ تمنے عمرو کو گرفتار
کرکے چھوڑ دیا فتنہ نے جواب دیا ای ملک جی اُس لگوڑے کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی جب ارادہ کرونگی پھر لونگی بختک نے
کہا ای ملکہ خواجہ کو لگوڑا نہ کہیے وہ اِس دربار مین اِسوقت ضرور ہونگے عجب نہین کہ ساقی بنکر یہان آگئے ہون اور
شراب پلاتے ہون فتنہ نے یہ سُنکر ہر ایک ساقی بچے کیطرف دیکھا جب خواجہ کیطرف نظر کی خواجہ نے کہا ای ملکہ مین
یہان موجود ہون تمھین شراب پلانے آیا ہون اکثر ملازمان نوشیروان یہ سُنکے براے گرفتاری بڑھے مگر فتنہ نے

سب کو منع کیا اور خواجہ سے کہا فلان روز فلان مقام پر جہان درخت چنار ہے مین تمسے مقابلہ کرونگی اور یہ شرط ہے کہ جو جسکو عیاری مین زیر کرے خواہ قتل کرے خواہ گرفتار رکھے خواجہ عمرو نے منظور کیا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا عمرو لشکر اسلام مین آئے

داستان نامہ لکھنا ہیکلان عاد کا اپنے برادران خفتان عاد اور رشکبوس عاد کو اور آنا ملکہ آذر ملک خواہر فرامرز مغربی کا برائے رہائی ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی اور گرفتار کرنا رشکبوس کو اور قتل ہونا خفتان کا اور رہا ہونا سب کا

محرران بعید بل اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ ایکروز ہیکلان ملک سومنات مغربی نے اپنے برادران رشکبوس عاد اور خفتان عاد کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای برادران آگاہ ہو کہ مین قبل اسکے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو چاہ مین قید کر آیا ہون اور اُسکے لشکر کے سردار اور جملہ مردمان فوج کو زندان مین مین نے قید کیا ہے تمھین لازم ہے کہ ہلال شاہ اور فرامرز سے بہت ہوشیار رہنا سوائے ایک گردۂ نان اور کوزہ آب کے اور کچھ اُنھین نہ دینا جہانتک ممکن ہو اذیت دینا اور ہر طرح سے ہوشیار رہنا ایسا نہو کوئی سردار یا عیار لشکر اسلام کا اُنھین رہا کر لیجائے مین اُنکی قید کو تمھاری حفاظت مین چھوڑ آیا ہون جب یہ نامہ تیار ہو چکا ہیکلان نے صابر نمدپوش کو بلا کر دیا اور کہا تم میرے بھائیونکو جا کر دیدینا صابر نمدپوش کہ عیار ہے نامہ لیکر روانہ ہوا اسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑ دیجیے لیکن اب حال ملکہ آذر ملک کا سُنیئے کہ ایک روز ملکہ آذر ملک نے کسی سے سُنا کہ میرے برادر و پدر کو ہیکلان ملک سومنات مغرب نے بکر قید کیا ہے یہ حال سُنکے ملول ہوئی فوراً اپنے کوکا کو کہ نام اُسکا پروین تھا اور عیار تھا طلب کیا جب وہ آیا ملکہ آذر ملک نے تمام حال اپنے پدر و برادر کا کہا پھر پوچھا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اُسنے کہا جو مناسب ہو کیجیے ملکہ نے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ لشکر لیکر جاؤن اور اپنے برادر و پدر کو قید سے چھڑاؤن پروین نے عرض کیا یہ امر تو نہایت بہتر ہے غرض بعد مشورہ پروین ملکہ آذر نے لشکر فراہم کرکے پروین عیار کو ہمراہ لیکے اپنے ملک سے کوچ کیا بعد قطع راہ عنقریب ملک رشکبوس ایک صحرائے سبزہ زار مین ہوئکر مقیم ہوئی یہ خبر خفتان عاد اور رشکبوس عاد کو ہوئی کہ ملکہ آذر ملک دختر ہلال شاہ بجمعیت سپاہ برائے رہائی پدر و برادر عنقریب شہر آکر فروکش ہوئی یہ خبر وحشت اثر سُنکے رشکبوس اپنے بھائی کو شہر مین چھوڑ کر دس ہزار فوج ہمراہ لیکر برائے مقابلۂ ملکہ آذر ملک شہر سے باہر نکلا و صحرا مین آکر بمقابلۂ ملکہ آذر ملک اُترا ہنگام شب رشکبوس نے طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ملکہ آذر نے خبر پاکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم ادھر بھی طبل رزمی پر چوب لگائی گئی رات بھر دونون لشکر و نمین تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی رشکبوس نے فوج لیکر میدان مصاف مین صفوف آرا ہوا ادھر ملکہ آذر ملک لباس مردانہ زیب تن کرکے زرہ وغیرہ پہنکے مُنھ پر نقاب ڈالکے مرکب پر سوار ہوئی پھر جملہ فوج مسلح ہوکر ہمراہ رکاب ہوئی ملکہ آذر ملک بھی بمقابلۂ رشکبوس عاد میدان رزم مین آکر صف آرا ہوئی جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر ہائے جانبین کے دلونکو آمادۂ کارزار کرکے میدان سے چلے گئے اول رشکبوس اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین بڑھکر پکارا ای ملکہ آذر مین نے سُنا ہے کہ تمکو دعوی شجاعت ہے اور فن سپہ گری پر ناز ہے لیس ای ملکہ تمھین میدان مین آکر مجھ سے مقابلہ کرو یہ سُنکے ملکہ آذر نے مرکب بڑھایا سرداران لشکر نے دست بستہ عرض کیا حضور تشریف نہ لیجائین ہم جان نثارون سے ایک نکلو ارجاتا ہے اور سر اس بد اندیش کا تن سے جدا کرکے ابھی لاتا ہے ملکہ آذر ملک نے جواب دیا اول تو یہ خلاف شجاعت ہے کہ حریف برائے مقابلہ طلب کرے اور اس سے مقابلہ جا کر نہ کرے دوسرے مین نے اپنے والد و برادر سے یہ سُنا ہے کہ لشکر حمزۂ صاحبقران مین یہ قاعدہ ہے کہ جو ہم نبرد جسکو برائے جنگ طلب کرے وہی اُس سے مقابلہ کرے لہذا تم مجھے نہ روکو سرداران لشکر مجبور ہوئے

ملکہ آذر ملک نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اول نگاہ ورزن ہوئی مرکب زرشکبوس عاد کا تین قدم پیچھے ہٹ گیا
اور گھوڑا ملکہ کا ایک قدم پسپا ہوا پھر زرشکبوس نے نیزہ اُٹھا کر مارا ملکہ نے نیزے کو نیزے پر روکا بعد چالیس طعن یا
نیزہ کے نیزہ زرشکبوس کے ہاتھ سے نکال دیا زرشکبوس نے غضبناک ہو کر تیغہ کھینچا اور نعرہ کرکے تیغہ سر ملکہ پر لگایا ملکہ نے ہیچ
تیغ کو سپر پر روکا کہ تیغہ سپر پر پٹ پڑا پھر بجالائی تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھینکر زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر پشت مرکب سے اُٹھا لیا اور
سر سے بلند کرکے زمین پر پٹکا پروین نے فوراً اُسکو طوق و سلاسل میں گرفتار کیا لشکریان زرشکبوس نے یہ احوال دیکھکر
حملہ کیا اودھر سے بھی جوانان لشکر بڑھے جب دونوں لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملکہ آذر ملک نے قلب لشکر زرشکبوس
پر گھسکے صدہا سوار تہ تیغ کیے آخر لشکریان زرشکبوس تاب جنگ نہ لاکر میدان جنگ سے گریزان ہو کر شہر میں داخل
ہوئے اور خفتان عاد سے تمام احوال جنگ بیان کیا خفتان عاد نے فوراً در شہر بند کیا اور بجائے زرشکبوس عاد
تخت حکومت پر بیٹھا اور اپنے بھائی کے گرفتار ہونے سے رنجیدہ ہوا اودھر ملکہ آذر ملک نے لشکر کو شکست دیکر شہر پر
حملہ کیا مگر داخل شہر نہ ہو سکی آخر مجبور ہو کر فرودگاہ لشکر پر چلی گئی بعد کئی روز متواتر حملہ کرنے کے اور شہر میں داخل نہو سکنے کے
ایکروز ملکہ آذر نے پروین اپنے لوکا سے کہا کہ ہم کسیطرح شہر میں داخل نہیں ہو سکتے اگر تو خواجہ عمرو کے پاس جائے اور
وہ یہاں آئیں اور ہماری اعانت کریں تو البتہ ہم شہر میں داخل ہو جائیں کیونکہ وہ قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہیں پروین نے
عرض کیا میں خود ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ شہر میں داخل ہو جائیے گا عمرو کے پاس التجا لیجانا بیکار ہے یہ کہکر ہنگام شب
پروین ہمراہ ملکہ آذر سوئے شہر چلا تاکوئی تدبیر شہر میں داخل ہونیکی کروں جب عنقریب دیوار قلعۂ شہر پہونچا ملکہ نے دیکھا
ایک پیادہ بجد عجلت چلا آتا ہے ملکہ نے اُسے روک کر پوچھا تو کہاں سے آتا ہے پیادے نے جواب دیا میں لشکر نوشیروان سے
آتا ہوں پروین نے عرض کیا یہ عیار ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اس سے مقابلہ کروں پیادہ ہنسا اور کہنے لگا تو ایک
طفل ہے بھلا تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا بڑے بڑے عیار تو مجھسے ڈرتے ہیں میں صابر نمد پوش ہوں کچھ دنوں میری
شاگردی اختیار کر پھر کچھ عیاری تجھکو بھی آجائیگی پروین یہ سُنکے برہم ہوا اور صابر نمد پوش سے لڑنے لگا آخر صابر نمد پوش
کو حلقہ ہائے کمند میں گرفتار کیا اور ہمراہ ملکہ آذر ملک کے لشکرگاہ پر آیا ملکہ نے کہا اسکے پاس دیکھو کوئی نامہ تو نہیں ہے
صابر نمد پوش نے عرض کیا میں نامہ دار نہیں ہوں ملکہ نے پوچھا احوال حمزۂ صاحبقران اور حال لشکر اسلام
بیان کر صابر نمد پوش نے کہا حمزۂ عقابین پر قید تھے آج قتل ہو گئے اور کرب غازی بھی قتل ہوا چاہتا ہے لشکر
اسلام میں شور گریہ و زاری بلند ہے نوشیروان کے لشکر میں نقارہ و طبل خوشی دمبدم بجتے ہیں میں یہی خبر لیکر
خفتان عاد کے پاس جاتا ہوں ملکہ نے پروین سے کہا نامہ اسکے پاس ضرور ہوگا دیکھو نامہ میں کیا لکھا ہے
پروین نے اُسکی دستار سے نامہ پایا اُسمیں ہیکلان کیجانب سے تحریر تھا کہ ای برادران زرشکبوس عاد و خفتان عاد
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی سے بہت ہوشیار رہنا غفلت نکرنا ایسا نہو کوئی اُنکو چاہ تاریک سے آکر رہا کر لیجائے جب
مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ملکہ آذر ملک نے برہم ہو کر حکم کیا یہ عیار نہایت مکار ہے مجسے اپنے نامہ کو چھپایا
جھوٹ بولا اسکو قتل کرو پروین نے بموجب حکم جلاد کو بلایا جلاد نے تین حکم پاکر تیغہ لگایا اتفاقاً ہتھکڑی اور بیڑی کٹ
پڑا صابر نمد پوش رہا ہو کر سوئے شہر بھاگ گیا اور خفتان سے جاکر تمام حال بیان کیا خفتان نے برہم ہو کر حکم دیا کہ
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکالکر قتل کرو میں اپنے بھائی ہیکلان سے اسکے باب میں گفتگو کرلونگا
ادھر تو ملازمان خفتان عاد جانب چاہ تاریک چلے ادھر ملکہ آذر نے سُنا کہ صابر نمد پوش رہا ہو کر بھاگ گیا
اُسوقت ملکہ نے متردد ہو کر کہا اے پروین صابر نمد پوش خفتان عاد کے پاس گیا ہوگا اور تمام حال اُسنے بیان کیا ہوگا عجب

نہین کہ وہ غضبناک ہوکر میرے برادر و پدر کو قتل کرے پروین نے عرض کیا خفتان عاد اگر آپکے برادر و پدر کو زیر تیغ
بٹھائیگا ہم بھی ادھر رشکیوس کے بھائی کو قتل کرینگے بلکہ میرے نزدیک مناسب ہو کہ ہنگام سحر رشکیوس کو قتل کرڈالیے
جب یہ خبر ہرکارون سے خفتان کو پہونچی ہنگام سحر فوج لیکر شہر سے باہر نکلا اور قتل کرنا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی
کا موقوف رکھا ملازمون سے کہا اُنکو لیجا کر وہین قید کرو غرض جب برائے رہائی رشکیوس خفتان عاد شہر سے باہر
آیا ادھر ملکہ آذر ملک نے رشکیوس کو زندان سے طلب کیا اور جلاد کے حوالے کیا جب رشکیوس نے دیکھا کہ جلاد
سر پر تیغ کھینچے ہوے کھڑا ہو کوئی دم مین قتل ہو جاؤنگا اُسوقت خیال کرنے لگا کہ ملکہ آذر ملک کی اطاعت قبول کرنا
چاہیے تاکہ قتل سے امان پاؤن اور دولت دین سے کامیاب ہون یہ خیال کرکے جلاد سے کہا کہ مجھکو کچھ ملکہ آذر ملک سے
عرض کرنا ہو جلاد نے ایک شخص کو خدمت ملکہ مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ رشکیوس عاد کچھ حضور سے عرض کرنا چاہتا ہی
ملکہ نے رشکیوس کو اپنے روبرو طلب کیا اور پوچھا کیا کہتا ہو اُسنے کہا مین مسلمان ہوتا ہون اور آپکی اطاعت اختیار کرتا ہون
ملکہ نے یہ سنکے خوش ہوکر قتل سے اُسکو امان دی اور قید سے رہا کیا رشکیوس عاد کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان ہوا
اتنی دیر مین خفتان عاد فوج لیکر قریب آیا ادھر بھی لشکر مسلح ہوا رشکیوس عاد اجازت جنگ ملکہ سے لیکر اپنے برادر
خفتان کے مقابلے کے واسطے گیا باہم جنگ ہوئی آخر جنگ مغلوبہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے خفتان شکست کھاکر
شہر مین داخل ہوا اور قلعہ بند کرلیا پل تختہ اُٹھوالیا ہرچند رشکیوس وغیرہ نے چاہا کہ داخل شہر ہون مگر شہر میں نجا سکے
آخر مجبور ہوکر فرودگاہ لشکر پر پھر آئے ادھر خفتان عاد نے دوبارہ اپنے ملازمون سے کہا کہ جاؤ ہلال شاہ اور
فرامرز کو چاہ سے نکالکر لاؤ مین ابھی قتل کرڈالون ملازم گئے دیکھا چاہ مین کوئی نہین ہو ملازم حیران ہوکر خفتان عاد
کے پاس گئے اور کہا کنوئین مین ہلال شاہ اور فرامرز نہین ہین معلوم ہوتا ہو کوئی اُنکو چاہ سے نکالکر لیگیا خفتان عاد
یہ حال سنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور حکم کیا دریافت کرو کون اُنکو چاہ سے لیگیا ہو مردمان ہر طرف روانہ ہوے
ناظرین پر واضح ہو کہ ملک خفتان عاد مین ایک مرد نامی تھا کہ خاص و عام اُسکو سردار عاد کہتے ہین اُسکی ایک دختر
تھی عیاری مین مہارت کامل رکھتی تھی جسروز خبر قتل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی مشہور ہوئی اُسنے یہ سمجھکر کہ ہلال شاہ
اور فرامرز قتل نہ ہوے اُسی روز قدرت خدا سے اُسکے دل مین آیا کہ ہلال شاہ اور فرامرز کو قتل ہونے سے بچائیے
قید سے رہا کیجیے چونکہ ایک عیار اُسکا مطیع ہو اور خود بھی عیارہ ہو پس اُس عیار کو بلاکر عقب چاہ رات کو جاکر ایک گوشے
مین بیٹھکر زمین کھودنا شروع کیا تمام شب اسی مین گذری قریب صبح دہنہ نقب کا چاہ تاریک مین جاکر وا کیا اور ہلال شاہ
اور فرامرز مغربی کو کنوئین سے نکالکر راہ نقب سے باہر آکر اپنے مکان مین لائی اور بہ راحت و آرام اپنے گھر مین رکھا
چونکہ فرامرز علیل تھا اُسکا علاج کرنا شروع کیا اور ایک نامہ لکھکر تیر مین باندھکر سوے لشکر ملکہ آذر لگایا جب وہ تیر
لشکر ملکہ مین جاکر گرا اہل لشکر نے ملکہ سے جاکر عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ایک تیر آکر لشکر مین گرا ہو نامہ اُسمین
بندھا ہو ملکہ نے کہا وہ نامہ مع تیر لے آؤ ملازم نامہ مع تیر لے گئے ملکہ آذر ملک نے اُس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا اُسمین
لکھا تھا کہ اے ملکہ آذر ملک آپکو معلوم ہو کہ نام میرا شیوہ ہو مین بیٹی سردار عادی کی ہون مین نے تمھارے برادر و
پدر کی خبر قتل جو سُنی مجھکو رحم آیا اور بفن عیاری مین نے تمھارے برادر و پدر کو قید سے رہا کیا ہو اب وہ میرے مکان مین ہین
اگر آپکو شہر مین آنا منظور ہو تو ہنگام سحر مع فوج در قلعہ پر آیئے جب ملکہ آذر ملک نے نامہ پڑھا صبح تو ہو گئی تھی فوراً
لشکر کو ہمراہ لیکر در قلعہ پر آئی خفتان عاد آمادہ کارزار ہوا لشکر مسلح ہونے لگا شیوہ نے ہلال شاہ اور فرامرز
سے کہا اگر تم دلاور ہو تو اسوقت خفتان عاد سے مقابلہ کرو فرامرز مغربی اور ہلال شاہ اُس سے تیغ و سپر لیکے

سکان سے نکلے دمعر شیوہ نے اپنے عیاران اور دیگر مردمان فرمانبردار سے کہا کہ جلد جا کر در قلعہ کھولدو اُنھون نے
بموجب حکم جا کر در قلعہ کھولدیا ملکہ آذر ملک اور رشکبوس عاد اور جملہ سواران لشکر خندق کو طے کر کے داخل شہر ہوئے
خفتان یہ خبر سُنکر گھبرا یا فوج لیکر برائے مقابلہ آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی فرامرز مغربی نے اُسی جنگ مغلوبہ
مین سامنے خفتان عاد کے جا کر نعرہ کیا اُسنے تیغ آبدار سر پر لگائی فرامرز نے تیغ کو سپر پر روک کر ایسی تلوار کمر پر لگائی کہ
خفتان دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا فوج خفتان اپنے سردار کا یہ حال دیکھکر طالب امان ہوئی ہلال شاہ اور فرامرز و ملکہ
آذر نے امان دی لڑائی موقوف ہوئی امرا وزرا نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی پھر حکم ہلال شاہ سے جملہ مردمان فوج اور
تمامی ساکنان شہر گنبد گویان مسلمان ہوئے ہلال شاہ نے در خزانہ ہیکلان کھلوا کر زر کثیر فقرا اور مساکین کو دیا تمام
رعایائے شہر خوش ہوئی پھر ہلال شاہ نے شیوہ دختر سردار عاد کو طلب کر کے اُسے اور اُسکے عیار کو انعام زر کثیر دیا اور
کہا تمنے ہم پر احسان کیا کہ ہمین قید سے رہا کیا بعد اسکے جملہ اپنے سرداران لشکر اور مردمان فوج کو قید سے رہا کیا بعد کئی روز
کے ہلال شاہ نے اپنی دختر ملکہ آذر کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اور اُسے اپنے ملک کیطرف مع پروین عیار اور لشکر جرار
روانہ کیا اور رشکبوس عاد کو تخت حکومت پر بٹھا دیا رشکبوس عاد نہایت شاد ہوا صابر نمدپوش کہ ابھی تک یہین
تھا یہ تمام حالات دیکھکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی نے بعد چندروز کے حکم کیا
کہ لشکر تیار و مسلح ہو بموجب حکم لشکر مسلح ہوا ہلال شاہ تخت پر سوار ہوا فرامرز مغربی مرکب پر سوار ہوا قصد روانگی جانب
لشکر اسلام کیا رشکبوس عاد بھی مع فوج ہمراہ رکاب ہوا ہلال شاہ نے فرمایا اے رشکبوس عاد تم یہین رہو ہمراہ
ہمارے نہ چلو کیونکہ ابھی یہ شہر تازہ اسلام آباد ہوا ہے رشکبوس عاد نے عرض کیا تھوڑی دور تک تو مین ضرور
ہمراہ رکاب جاؤنگا سعادت کونین حاصل کرونگا ہلال شاہ اصرار رشکبوس عاد سے مجبور ہوا غرض لشکر روانہ ہوا
سواری ہلال شاہ جانب عقابین امیر روانہ ہوئی انکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب حال صابر نمدپوش اور ملکہ آذر ملک
کا سُنیے کہ جب صابر نمدپوش لشکر نوشیروان مین داخل ہوا ہیکلان ملک سومنات مغرب کی خدمت مین جا کر عرض
کرنے لگا کہ مین بموجب حکم نامہ لیکر گیا تھا وہان عجب واقعہ گذرا ہیکلان عاد نے پوچھا کیا واقعہ گذرا صابر نمدپوش نے
تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا ہیکلان تمام حالات سُنکے مغموم ہوا اور ملکہ آذر جو روانہ ہوئی تھی چندروز مین اپنے ملک مین داخل ہوئی

داستان طبل جنگ بجوانا فتنہ کا اور زیر درخت چنار گرفتار کرنا خواجہ عمرو کو اور رہا ہونا خواجہ کا بعیاری قرآن بیان کیا جاتا ہے

راویان عالی طبع اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ دختر فرمان شاہ نے جو خواجہ عمرو سے زیر درخت چنار مقابلہ کرنے کا
وعدہ کیا تھا بموجب اس عہد و پیمان کے ایکروز فتنہ نے نوشیروان سے عرض کر کے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہرکارے
جو بہ امر جاسوسی مقرر تھے فوراً خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے اور بارگاہ بادشاہ لشکر مین جا کر بعد ادائے آداب مجراگاہ
شاہی کے اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ عالم پناہ اسوقت فتنہ دختر فرمان شاہ کہ وہ عیارہ ہے نوشیروان سے
اجازت لیکر اسنے اپنے نام پر طبل مقابلہ بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ ہنگام سحر زیر درخت چنار خواجہ عمرو شاہ عیاران سے
آکر مقابلہ کرے فن عیاری ظاہر کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ عرض کر کے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت
طبل جنگ سُنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صدائے
نقارہ بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خصوصاً خواجہ عمرو آگاہ ہوئے کہ صبح کو فتنہ مجھسے مقابلہ کریگی عیاران لشکر اسلام
تو الگ تیاری جنگ مین مصروف ہوئے لیکن خواجہ عمرو زیر درخت چنار جا کر حلقہ ہائے کمند زمین پر بچھا کر خاک و خس سے
حلقہ ہائے کمند کو چھپا آئے جب صبح ہوئی اِدھر سے نوشیروان فوج گران لیکر اُس میدان وسیع مین آیا جس میدان مین

درخت چنار تھا اور فتنہ بھی نقاب مُنھ پر ڈالکر مرکب پر سوار ہوکر ہمراہ لشکر نوشیروان آئی اور علحدہ ایک خیمہ استادہ کرکے مع
اپنے عیاروں کے اُس خیمے مین داخل ہوئی اُدھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج و عیار ہمراہ لیکر اسی میدان مین جاکر
بارگاہ و خیام استادہ کرکے داخل بارگاہ ہوکے بالاے تخت رونق بخش ہوے سرداران لشکر کرسیون پر اور دنگلون پر
جلوہ گر ہوے خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے جملہ سوار بھی زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے نوشیروان بھی مثل بادشاہ لشکر اسلام
بارگاہ استادہ کراکے تخت پر بیٹھا سرداران لشکر گرد کرسیون پر بیٹھے سواران لشکر بھی مرکبوں سے اُتر اُتر کر براے مقابلۂ فتنہ و
خواجہ زین پوش پر بالاے زمین بیٹھے ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خیمے سے نکلا اور جانب درخت چنار چلا
عمرو بھی کرسی سے اُٹھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر جلد تر جاکر زیر درخت چنار کھڑے ہوے جب وہ سیاہ پوش نیچے درخت
کے آیا خواجہ عمرو نے وہی حلقہ ہاے کمند اسطرح کھینچے کہ پانوں اس سیاہ پوش کے حلقہ ہاے کمند مین پھنس گئے خواجہ نے
دوبارہ جھٹکا دیکر جو حلقہ ہاے کمند کھینچے سیاہ پوش ڈگمگا کر زمین پر گرا جملہ اہل اسلام خوش ہوے خصوصاً عیاران لشکر
اسلام بدرجۂ کمال خوش ہوے خواجہ عمرو نے بھی خوش ہوکر بخیال بوسۂ سینۂ سیاہ پوش پر سوار ہوکر مُنھ اپنا جانب چہرہ
سیاہ پوش جھکایا اور خیال کیا اے خواجہ بخوبی تو تمناے دل اسوقت بر نہ آئیگی لیکن کچھ تو حظ نفس حاصل ہو جائیگا یہ فتنہ تمھاری
معشوقہ ہے اسکے گل رخسار کے متواتر بوسے لو ادھر تو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے سر جھکایا اور چاہا نقاب لٹ کر اسکے عارض کا بوسہ لین
اودھر فتنہ زیر نقاب ڈالکے اُس خیمے سے مثل برق جہندہ نکلی اور جلد تر خواجہ کے پاس پہونچکر حلقہ ہاے کمند خواجہ کی گردن مین
ڈالکر جھٹکا دیا حلقے گردن خواجہ مین پیوستہ ہوے پھر فتنہ نے خواجہ کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور اپنے خیمے مین لیگئی یہ حال
دیکھکر جملہ کفار خوش ہوے اور اہل اسلام ملول ہوے سیاہ پوش مذکور اُٹھکر فتنہ کے پاس چلا گیا عیاروں نے وقت گرفتاری
خواجہ چاہا تھا کہ زیر درخت چنار جاکر خواجہ کو رہا کرین لیکن چونکہ خواجہ اور فتنہ سے شرط ہو گئی تھی کہ وقت گرفتاری کوئی عیار
نہ ہمکو تمھارے پنجے سے چھڑانے اور نہ تمکو ہمارے ہاتھ سے رہا کرے اسوجہ سے تمام عیار کھڑے ہوے دیکھا کیے جب خواجہ
گرفتار ہو چکے عیاروں نے اپنے دل مین کہا شب کو جاکر خواجہ کو رہا کر لائینگے ہر وقت کی شرط نہین ہے فقط وقت گرفتاری کی شرط ہے
غرض بعد گرفتار ہونے عمرو کے فتنہ خرم و شادان ہمراہ نوشیروان اُس میدان سے فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوئی جب
اپنی بارگاہ مین پہونچی خواجہ کو زندان مین بھیجدیا اور عیاروں سے کہا کہ زندان کے قریب کسی کو نہ آنے دینا خبردار غافل
نہونا ایسا نہو کہ کوئی عیار خواجہ کو رہا کرکے لیجاے مین صبح کو عمرو کو قتل کرونگی عیاروں نے کہا کیا مجال کسی عیار کی
جو زندان تک قدم رکھ سکے خداوند ہم خوب ہوشیار رہینگے یہ کہکر عیار چلے گئے اور زندان کے گرد پھرنے لگے بادشاہ لشکر
اسلام وغیرہ سب مغموم و ملول لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوے اور راہ طے کرکے فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ لشکر اسلام داخل
بارگاہ ہوے سرداران نامی بھی اپنی اپنی بارگاہ مین گئے سواران لشکر بھی گھوڑوں سے اُتر کر خیام مین داخل ہوے جملہ عیار
بھی اپنے اپنے خیمے مین گئے جب شام ہوئی اور تاریکی شب محیط عالم ہوئی صدہا عیار شکلین بدل بدلکر لشکر نوشیروان مین گئے
لیکن اُن عیاروں کو ہوشیار اور خبردار دیکھکر زندان تک نہ جا سکے یہان تو عیاران اسلام فکر رہائی عمرو مین ہر سمت پھر رہے ہین
خواجہ قید خانے مین ہین عیاران لشکر نوشیروان وغیرہ گرد زندان پھر رہے ہین کسی کو قریب زندان ٹھہرنے اور آنے نہین دیتے
ہین لیکن اب حال فتنہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب فتنہ نے خواجہ عمرو سے مقابلہ کرنیکا اقرار کیا تھا اُسی روز سے اپنی حفاظت کی
ایک تدبیر کر لی تھی چنانچہ خواجہ عمرو کو زندان مین بھیجکر اپنے خیمے مین چلی گئی اور مقام محفوظ پر پہونچکر بہ آرام تمام سو رہی ایک عیار
کو بھی براے حفاظت اپنے خیمے کے در پر نہ رکھا اسکا احوال بعد اسکے لکھا جائیگا غرض جب نصف شب گذری خواجہ عمرو نے
خیال کیا کہ فتنہ بموجب اقرار صبح کو مجھے قتل کر ڈالیگی سر گردن سے جدا ہو جائیگا مجھکو تو فتنہ کے وصل کی آرزو تھی

لیکن اب اپنا کام وقت سحر تمام ہوجائیگا یہ خیال کرکے عمرو نے دست دعا سوے فلک بلند کیے اور آبدیدہ ہوکر اسطرح مناجات کی مناجات

یا خدا روح قیس کا صدقہ — دل مجروح قیس کا صدقہ
رحم کر مجھپہ ای مرے معبود — تو ہی ہر ایک جا پہ ہی موجود
بہر درد دل شکستہ دلان — پے سوز دروں خستہ دلان
مجھکو اس قید سے رہا کر دے — گوہر مطلب سے دامن اب بھر دے

خواجہ ابھی مناجات کر رہے تھے یکایک ایک جا پر زمین زندان کسیقدر شق ہوئی خواجہ نے متحیر ہوکر دیکھا قران زمین سے نکلا خواجہ مہتر قران کو دیکھکر خوش ہوے پھر اُسی دہنۂ نقب سے مہتر قران خواجہ کو لیکر بیرون نقب آیا اور طوق وسلاسل جسم خواجہ سے دور کرکے کہا ای اُستاد اب لشکر مین چلیے خواجہ نے کہا اسوقت فتنہ غافل سو رہی ہوگی اُسکے خیمے مین چلنا چاہیے اگر ممکن ہو تو اُسے گرفتار کرین پھر لشکر اسلام مین چلین قران نے کہا اچھا اُستاد چلیے مین بھی آپکے ہمراہ چلتا ہون یہ کہکر قران ہمراہ ہوا خواجہ چلے جب قریب خیمہ فتنہ کے پہونچے جلد قدم بڑھا کر آگے بڑھے ناگاہ زیر قدم زمین دھنسگئی خواجہ اور مہتر قران دونون سماگئے اور پانی مین گرے خواجہ نے گھبرا کر کہا ای مہتر قران مجھے جلد اپنی پشت پر اُٹھالے ورنہ مین ڈوب جاونگا قران نے خواجہ کو اپنی پشت پر لاد لیا اور پیرنا شروع کیا واضح ہو کہ فتنہ نے یہی تدبیر اپنی حفاظت کیواسطے کی تھی چارجانب اپنے خیمے کے خندق عریض وعمیق کھدوائی تھی اور پانی اُسمین اسقدر تھا کہ غواص تھاہ اُسکی نہ لاسکتا تھا اور بالاے خندق ایسی نرم وباریک پتری لکڑی کی بچھائی تھی کہ اگر طفل بھی اُسپر قدم رکھے تو بھی بار سے اُس طفل کے وہ تختے ٹوٹ جائین فتنہ جانتی تھی کہ خواجہ یا عیاران لشکر اسلام مجھے گرفتار کرنے ضرور آئینگے بس کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ مجھ تک کوئی نہ پہونچ سکے چنانچہ وہی ہوا جو فتنہ نے خیال کیا تھا کہ خواجہ اور مہتر قران براے گرفتاری فتنہ قریب خیمہ جاکر خندق مین گرے راوی کہتا ہے کہ تادیر قران آب خندق مین پیرا کیا وہان اندھیرا اسقدر تھا کہ ظلمت چشمۂ حیوان بھی اُس اندھیرے سے خجل تھی جب زیادہ دیر ہوئی مہتر قران اور خواجہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی کئی عیاران لشکر اسلام اُس جگہ آئے کہ زمین دھنسی ہوئی تھی تختے ٹوٹے ہوے تھے ایک عیار نے دوسرے سے کہا دیکھ یہان پر گڑھا ہے ذرا دیکھکر آنا مہتر قران نے آواز پہچانی اُسی خندق سے آواز دی کہ ای برق خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ خندق ہے یہان مین ہون اور تمھارے اُستاد ہین ہم دونون گر پڑے ہین کسیطرح ہماری دستگیری کرو ہمین یہان سے نکالو برق نے آواز قران کی پہچانکر حلقہ ہاے کمند خندق مین ڈالے اول خواجہ عمرو حلقہ ہاے کمند پکڑکر اُس خندق سے نکلے پھر مہتر قران بھی اسیطرح اُس خندق سے باہر آئے خواجہ نے پھر خیمۂ فتنہ مین جانیکا ارادہ کیا عیارون نے منع کیا آخر خواجہ عمرو بموجب کہنے مہتر قران اور برق وغیرہ کے خیمۂ فتنہ مین نہ گئے اور لشکر نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے جملہ سردار اور غیر سردار خواجہ کے رہا ہونے سے خوش ہوے جب صبح ہوئی عیاران لشکر نوشیروان نے دیکھا کہ خواجہ زندان مین نہین ہین متحیر ہوکر باہم کہنے لگے کہ تمام رات ہم ہوشیار رہے گرد زندان پھرا کیے بسا تعجب ہے کہ عمرو کو کوئی عیار آکر لیگیا نشان نقب موجود ہے یہ گفتگو کرکے خیمۂ فتنہ کے قریب گئے اور پکار کر کہا ای دختر فرمان شاہ ای ملکہ غضب ہوا کوئی عیار نقب لگا کر خواجہ عمرو کو لیگیا فتنہ نے صداے عیاران سنکر کہا تمنے غفلت کی خیر جاؤ مین پھر خواجہ کو گرفتار کرونگی عیار یہ سنکے چلے گئے جب وقت دربار آیا فتنہ نقاب ڈالکر مردانہ لباس زیب تن کرکے بارگاہ نوشیروان مین گئی اور اپنے باپ کے پاس جاکر بیٹھی بختک نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ خواجہ عمرو کو کوئی عیار رہا کرکے لیگیا افسوس تمنے عمرو کو قید کیون کیا جسوقت گرفتار کیا تھا اُسیوقت قتل کیا ہوتا فتنہ نے جواب دیا اب کی مرتبہ سر میدان اُس سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگی اور جو تمھاری راے ہوگی وہی کرونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی

داستان مقابلہ کرنا فولاد حاکم کہستان مغرب کا زشکبوس بادشاہ شہر گنبد گویان مغرب سے اور اسیر ہونا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کا اور آنا ملکہ آذر ملک کا اور قتل کرنا فولاد کو بیان کیا جاتا ہے

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب رشکبوس عاد مسلمان ہوا اور خفتان عاد قتل ہوگیا
ناہید دختر خفتان عاد اپنے باپ کے غم مین نہایت گریان ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ اے ناہید تیرے باپ کو گویا تیرے
چچا نے قتل کیا اگر یہ مسلمان ہوکر شریک ملکہ آذر نہوتا تو تیرا پدر قتل نہ ہوتا یہ خیال کرکے نالان و گریان اپنے محل سے مع عورتون کے
نکلکر جانب سروستان مغرب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جسوقت سروستان مغرب مین پہونچی فولاد کو خبر ہوئی ناہید کو
بلاکر حال پوچھا ناہید نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کرکے کہا مین اسواسطے تمھارے پاس آئی ہون کہ تم میری اعانت
کرو میرے باپ کے قاتلونکو ہلاک کرو میرے باپ کے ملک کو اپنے قبضے مین لاؤ فولاد کو حال خفتان عاد سُنکے رنج ہوا اور
ناہید سے کہا تم اشکباری موقوف کرو مین تمھارے ہمراہ چلتا ہون تمھارے باپ کے قاتلونکو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حکم دیا
سامان سفر تیار ہو بموجب حکم وزرا نے سامان کیا بعد دو روز کے فولاد حاکم شہر سروستان مغرب اسّی ہزار سواران جرار
لیکر مع امرا و وزرا و ناہید دختر خفتان عاد اپنے ملک سے روانہ ہوا اور جلد تر منازل طے کرکے شہر گنبد گویان مغرب
مین آیا یہان آکر فولاد نے سُنا کہ رشکبوس عاد ہمراہ رکاب ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی جانب عقابین گیا ہے
فولاد بلا توقف جانب عقابین روانہ ہوا اثنائے راہ مین فولاد نے دیکھا کہ رشکبوس عاد ہمراہ ہلال شاہ مغربی و
فرامرز مغربی جاتا ہے ادھر رشکبوس نے فولاد کو دیکھکر فرامرز مغربی سے کہا اے شاہزادۂ ذیجاہ ملاحظہ فرمائیے یہ فولاد
حاکم سروستان مغرب نہایت زبردست ہے قوت و شجاعت مین مشہور جہان ہے فرامرز نے دیکھا اور فرمایا اے رشکبوس
نہین معلوم یہ کیون آیا ہے رشکبوس عاد نے عرض کیا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برائے جنگ آیا ہے فرامرز یہ سُنکے خاموش رہا چونکہ
اُسوقت آفتاب غروب ہوگیا تھا ہلال شاہ مغربی نے اُسی جگہ قیام کیا فولاد بھی بمقابلہ ہلال شاہ مغربی اُترا اور ایک
نامہ لکھکر قاصد کو دیا اور کہا اس نامے کو جاکر رشکبوس عاد کو دینا اور جواب نامہ لیکر جلد آنا قاصد نے بموجب حکم نامہ رشکبوس
کو جاکر دیا رشکبوس نے نامہ پڑھا مضمون نامے کا یہ تھا کہ اے رشکبوس جو کچھ تمنے افعال ناشایستہ کیے خیر وہ تو کیے مگر اب تمکو
لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے میرے پاس چلے آؤ لات و منات کو سجدہ کرو دین خداپرستی ترک کرو میرے شریک ہوکر
ہلال شاہ مغربی اور فرامرز سے لڑو اُنھین قتل کرو رشکبوس عاد اس مضمون نامے سے آگاہ ہوکر برہم ہوا اور نامہ بعد غیظ و
غضب چاک کرڈالا اور نامہ بر سے کہا کہدینا فولاد نابکار سے کہ اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو طبل جنگ بجوا کر مجھسے مقابلہ کر
قاصد یہ سُنکر خدمت فولاد مین گیا اور جو کچھ رشکبوس نے کہا تھا عرض کیا فولاد نے غضبناک ہوکر اُسیوقت طبل جنگ
بجوایا ہلال شاہ نے خبر نواخت طبل رزمی سُنکے اپنے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجوایا شب بھر دونون لشکرونمین تیاری جنگ
ہوئی یہ خبر ملکہ آذر ملک کو پہونچی فوراً اپنے ملک سے بجمعیت سپاہ کثیر برائے مدد رشکبوس عاد روانہ ہوئی یہان جب
صبح ہوئی دونون لشکر میدان نبرد مین صفوف آرا ہوئے جب نقیب مردمان لشکر کو آمادۂ کارزار کرکے میدان
کارزار سے چلے گئے اُسوقت فولاد حاکم سروستان مغرب مرکب پر سوار ہوکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا
اور مبارز طلب کیا رشکبوس عاد نے ہلال شاہ سے اذن جنگ لیکر مرکب اپنا سوے میدان نبرد بڑھایا اور بمقابلہ
فولاد پہونچکر مرکب کو روکا فولاد نے برہم ہوکر نیزہ مارا رشکبوس نے نیزہ نیزے پر روکا اسیطرح تادیر نیزہ بازی ہوئی
آخر دونون کے نیزے ٹوٹ گئے پھر فولاد نے سر رشکبوس پر تیغہ مارا رشکبوس نے سپر پر روکا اور خود بھی تلوار کمر
فولاد پر لگائی فولاد نے بارش تلوار کی دیکھکر بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنا ہاتھ دست رشکبوس پر ڈالا ارادہ
کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھین لے رشکبوس نے زور کیا اُدھر فولاد نے اپنی طرف کھینچا آخر بعد تھوڑی دیر کے فولاد نے
رشکبوس کو مرکب سے اُٹھاکر گرفتار کیا لشکر رشکبوس و ہلال شاہ نے ارادہ بڑھنے کا کیا لیکن رشکبوس نے فوج کو منع کیا فولاد

طبل بازگشت بجواکر چلا گیا ہلال شاہ مغربی بھی لشکر لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف چلا گیا جب فولاد اپنی بارگاہ مین پہونچا
حکم کیا کہ رشکبوس کو لاؤ ملازمان فولاد رشکبوس کو لے آئے رشکبوس نے موافق ملت اسلام اہل دربار فولاد کو سلام
کیا کسی نے جواب نہ دیا فولاد نے برہم ہو کر حکم دیا کہ رشکبوس عاد کو مارو ملازمان نے چار سو چوب سخت سے خوب
رشکبوس کو مارا تمام بدن رشکبوس کا نیلگون ہو گیا اور اکثر اعضا پر اسقدر ضرب لگی کہ پوست شق ہوا اور خون جاری ہوا
بعد اسکے حکم فولاد سے رشکبوس عاد کو قید کیا فولاد نے اپنے وزرا سے مخاطب ہو کر کہا آج جسطرح مین نے رشکبوس کو
گرفتار کیا ہے اسیطرح کل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو بھی اسیر کرونگا اخیار وزیر نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ
نیجاہ مین نے سنا ہے کہ فرامرز مغربی نہایت پرقوت ہے اسکا اسیر ہونا اور قتل ہونا بظاہر بہت مشکل ہے میرے نزدیک حضور اسکے
مقابلہ نکرین مین نے یہ امر ازراہ خیرخواہی عرض کیا ہے آگے جو مناسب ہو فولاد نے پوچھا پھر کیا کیا جائے اخیار وزیر اعظم
نے عرض کیا فرامرز کو پکڑ کر گرفتار کیجیے یا عیار کو روانہ کیجیے کہ وہ کسیطرح اُسے اور ہلال شاہ کو بیہوش کر کے حضور کے پاس لے
آئے فولاد نے راے اپنے وزیر اعظم کی پسند کی اور اُسیوقت حکم دیا کہ ہمارے عیار ہمن کو جلد بلاؤ جب ہمن عیار آیا فولاد
نے کہا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز کو بعیاری بیہوش کر کے جلد میرے پاس لے آ ہمن عیار بموجب حکم بانے عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کر کے ایک شاگرد کو اپنے ہمراہ لیکر فی الفور روانہ ہوا جب بارگاہ ہلال شاہ کے قریب پہونچا دیکھا
ایک ساقی بچہ گھبرایا ہوا بارگاہ سے نکلا ہمن عیار نے اُس سے پوچھا اسوقت تم کیون گھبرائے ہوئے ہو اُسنے کہا ہلال نے
شراب کہنگی کی طلب کی ہے مین وہی شراب لینے جاتا ہون ہمن عیار یہ سُنکے اُسکے ہمراہ چلا اثنائے راہ مین کہ وہان تنہائی تھی
اور کوئی نتھا حباب بیہوشی مارکر اُس ساقی کو بیہوش کیا اور صحرا مین لیجا اُسے مخفی کر کے اُسکی شکل بنکر شیشہ شراب لیکر داخل بارگاہ
ہوا اور ساغر بلورین شراب بیہوشی آمیز بھر کر روبروے ہلال شاہ لیگیا پھر فرامرز اور دیگر سرداران لشکر کو شراب پلائی بعد تھوڑی
دیر کے سب بیہوش ہوئے ہمن نے فرامرز مغربی کو چادر عیاری مین باندھا اور اپنے شاگرد کو بلا کر کہا ہلال شاہ کو جلد چادر
عیاری مین باندھے شاگرد ہمن نے بموجب حکم اُستاد ہلال شاہ کو چادر عیاری مین باندھا غرض شاگرد اور اُستاد
پشتارے پشت پر رکھکر عقب بارگاہ جاکر خنجرون سے قنات چاک کر کے سوے صحرا روانہ ہوئے مردمان لشکر
ہلال شاہ کو اس امر کی ذرا بھی خبر نہوئی غرض ہمن راہ دیگر سے مع اپنے شاگرد کے بارگاہ فولاد مین آیا اور پشتارہ دونون سامنے
رکھکر کہنے لگا باقبال حضور ہلال شاہ اور فرامرز کو بیہوش کر کے لے آیا ہون فولاد خوش ہوا اور کہا اب انکو طوق
وزنجیر مین گرفتار کر ہمن نے بخوبی دونو نکو طوق وزنجیر وغیرہ مین گرفتار کیا فولاد نے کہا اب انکو لیجا کر اپنے خیمے مین رکھ
اور انکی حفاظت کر ہنگام سحر مین انکو قتل کرونگا ہمن عیار ہلال شاہ اور فرامرز کو اُٹھا کر اپنے خیمے مین لیگیا جب صبح ہوئی
فولاد نے رشکبوس اور ہلال شاہ اور فرامرز کو طلب کیا ہمن عیار سب کو گرفتار کیے ہوئے لایا فولاد نے رشکبوس
اور ہلال شاہ اور فرامرز مغربی سے کہا اگر تم خداوند لات ومنات کو سجدہ کرو تو مین تمکو رہا کردون ہلال شاہ اور
فرامرز اور رشکبوس عاد نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ ہم تیرے خداوندون پر لعنت کرتے ہین ہرگز انکو سجدہ نکرینگے
لایق سجدہ وہ پروردگار ہے جسنے زمین وآسمان وغیرہ اشیاے موجودہ کو خلق کیا ہے غرض فولاد کثرت آتش قہر وغضب
سے سرخ ہو گیا کہنے لگا مین تمکو قتل کرونگا اس بے ادبی کی سزا دونگا یہ کہکر جلادون کو طلب کیا جب جلاد آیا
فولاد نے کہا اے جلادو ان خداپرستون کو لیجا کر قتل کرو جلاد حکم پاکر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی اور
رشکبوس عاد کا ہاتھ پکڑ کر براے قتل لے چلے اور صحرا مین ایک جگہ ٹھہر کر تین چبوترے ریگ کے بنائے
اُسپر بورے بچھائے پھر ہر ایک بورے پر ایک ایک کو بٹھایا گردن پر کوڑے کا خط دیا اور کہا جو کچھ کھانا ہو کھالو

جسکو دیکھنا ہو دیکھ لو اگر پیاسے ہو پانی پی لو پھر ہر ایک بات کی تمنا رہجائیگی کیونکہ ایک دم مین رشتۂ حیات تم سب کا
قطع ہو جائیگا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی اور رشکبوس عاد نے جواب دیا او جلادان خونخوار ہکو کسی شئ
کی حاجت اور خواہش نہین ہے لخت دل اور خون جگر سے سیر و سیراب ہین تم اپنے کام مین مشغول ہو جلادون نے
تیغے کھینچکر زیر تیغ ہر ایک کو بٹھایا اتنی دیر مین فولاد نے حکم اول دیا کہ ای جلادو ما بدولت کے مجرمون کو قتل
کرو بعد تھوڑی دیر کے پھر فولاد نے حکم دیگر برائے قتل دیا ہنوز تیسرا حکم قتل نہین دیا تھا کہ ناگاہ صحرا کی جانب سے
غبار عظیم بلند ہوا اور علاوہ اِسکے دو سرداران لشکر ہلال شاہ جو دربار مین شراب بیہوشی آمیز پی کے بیہوش ہوے
تھے ہوشیار ہوے اُنھون نے ہلال شاہ اور فرامرز کو بارگاہ مین نہ پاکر باہم کہا کہ بادشاہ اور شاہزادہ ذیجاہ کہان
ہین دریافت کرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ کے باہر آئے مردمان لشکر سے پوچھا اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان ہین
آخر دریافت ہوا کہ سمن اُنکو بعیاری بیہوش کرکے شب کو لیگیا ہے اسوقت وہ قتل ہو رہے ہین یہ خبر پاکر شور گریہ و
فغان سردارون وغیرہ نے بلند کیا پھر سب برائے رہائی ہلال شاہ و فرامرز و رشکبوس عاد جلد جلد مسلح ہونے لگے
اور بہ آواز بلند جملہ صغیر و کبیر رونے لگے فولاد عاد نے اول تو شور نالہ و فغان سُنا دوسرے غبار کو دیکھکر متردد ہوا
چاہتا تھا کہ تیسرا حکم قتل دے کہ وہ غبار ہوا سے برطرف ہوا اور ملکہ آذر ملک مع سپاہ کثیر قریب تر آپہونچی ملکہ نے
جو صدائے فریاد و فغان سُنی پروین عیار سے کہا دریافت تو کر اِس لشکر مین سب کیون روتے ہین پروین نے جلد
دریافت کرکے جاکر کہا ای ملکہ غضب ہوا یہ آپکے والد و برادر کا لشکر ہے سمن عیار شب کو بعیاری آپکے والد و برادر کو بیہوش
کرکے لیگیا تھا اسوقت وہ قتل ہوتے ہین سرداران لشکر مع فوج مسلح ہو چکے ہین ارادہ سب کا ہے کہ لشکر دشمن پر گرکے حریفونکو
قتل کرکے آپکے والد و برادر کو رہا کرین قتل ہونے سے بچائین ملکہ آذر ملک نے یہ خبر وحشت اثر سُنکے ایک آہ سرد
کھینچی اور عنقریب فوج فولاد جاکر نعرہ کیا ہلال شاہ اور فرامرز و رشکبوس زیر تیغ بیٹھے ہوے دعاے رہائی کرتے
تھے نعرۂ ملکہ آذر کی آواز سُنکے جوش شجاعت آگیا فوراً طوق و زنجیر کو مثل تار عنکبوت توڑکر پھینکدیا ناظرین پر واضح ہو
کہ جبتک وقت رہائی نہین آتا ہے سرداران لشکر اسلام قید مین بیٹھے رہتے ہین اور جسوقت وقت رہائی آجاتا ہے طوق و
سلاسل کو توڑکر پھینکدیتے ہین غرض آمدیم برسر مطلب ہلال شاہ اور فرامرز اور رشکبوس نے زنجیر وغیرہ کو توڑکر وہی
زنجیرین بقہر و غضب جلادون پر مارین جلادان بدانجام ہلاک ہوکر زمین پر گرے تیغے اُنکے ہاتھ سے گرے ہر ایک نے
ایک ایک تیغہ اُٹھالیا اور نعرہ کرکے لشکر فولاد پر گرے فولاد جلد مسلح ہوکر مع فوج آگے بڑھا ادھر ملکہ آذر ملک نعرہ
کرکے لشکر فولاد پر گری اُدھر لشکر ہلال شاہ بھی فولاد کی فوج پر گرا تلوار چلنے لگی لاشین کافرونکی زمین پر تڑپنے لگین
شور دار و گیر بلند ہوا برق شمشیر صحرا مین ہر طرف چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اُٹھی دلاور مانند رعد نعرے کرنے
لگے زمین گھوڑونکے دوڑنے سے لرزنے لگی زخمی زمین پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے ہلال شاہ اور فرامرز اور
رشکبوس عاد مین گرمی جنگ مین تین سرداران لشکر فولاد کو قتل کرکے اُنکے مرکبونپر بیٹھے اور لڑنے لگے ملکہ
آذر ملک جنگ رستمانہ کرتی ہوئی سامنے فولاد کے پہونچی فولاد نے برہم ہوکر تیغہ مارا ملکہ آذر ملک نے اُسکے تیغے کو سپر
پر روک کر تلوار ایسی کمر پر لگائی کہ فولاد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مردمان لشکر یہ حال دیکھکر طالب امان ہوے ہلال شاہ
اور فرامرز شاہ اور ملکہ آذر ملک نے اُنھین پناہ دی ہزارہا مردمان لشکر فولاد تو مسلمان ہوے اور کچھ نابکار
امان پاکر گریزان ہوے ہلال شاہ اپنی دختر کو دیکھکر خوش ہوا پھر جنگ گاہ سے پلٹکر اپنی بارگاہ مین گیا دختر کو
بہت پیار کیا اور پوچھا تمھارا آنا کیونکر ہوا ملکہ نے کہا مین نے سُنا تھا کہ فولاد حاکم سرو ستان مغرب نے رشکبوس

کے ملک پر چڑھائی کی ہو اور اُسکو اسیر کیا ہو اور آپ سے برسر جنگ ہو اسوجہ سے مین بعجلت وہان سے یہان آئی الحمد للہ
کہ عین وقت پر یہان پہونچی ہلال شاہ نے کہا اے دختر نیک اختر اب تمکو لازم ہو کہ شہر سروستان مغرب مین جاؤ اور
وہان سب کو مسلمان کرکے وہان کا انتظام کرو یہ کہکر ملکہ کو جانب سروستان مغرب مع فوج روانہ کیا اور زشکبوس کو گنبد گویان
مغرب کیطرف روانہ کیا اور خود مع سپاہ اُسی روز جانب عقابین روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ ملکہ آذر بعد چند روز کے
شہر سروستان مین پہونچی اور رعایا کو وہان کی مسلمان کیا اور زشکبوس عاد بھی اپنی ملک مین پہونچا ہلال شاہ و
فرامرز کوچ و مقام کرتے ہوئے اکثر صحرائے سبزہ زار مغرب مین طائرون اور چوپاؤن کا شکار کرتے ہوئے سمت لشکر اسلام
چلے جاتے تھے لشکر فراوان ہمراہ تھا سرداران تہور شعار فولاد تن ہمراہ رکاب موجود تھے

داستان جنگ کرنا پشنگ عاد حاکم سواد مغرب کا زشکبوس عاد سے اور بٹھانا تخت پر اپنے برادر مجنون کو پھر جانا جانب عقابین اور قتل کرنا فرامرز کا مجنون عاد کو اور لڑنا پشنگ عاد سے اور اُٹھا لیجانا تنبیہ کا پسر ہلال شاہ مغربی کو

راویان رطب اللسان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب فرامرز مغربی بعد قتل ہونے فولاد کے سوے
عقابین چلا اور زشکبوس اپنے ملک مین جاکر حکمرانی کرنے لگا اُسی زمانے مین پشنگ عاد حاکم سواد مغرب نے کہ
فنون کشتی و تیغ زنی مین مشہور تھا ہزارہا اُسکے شاگرد تھے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہان کوئی پہلوان ایسا نہین ہو کہ
جس سے لڑون اور کچھ لطف دل کو حاصل ہو پس بہتر یہ ہو کہ لشکر نوشیروان کیطرف جاؤن قبل اسکے اخبار سے معلوم بھی
ہوا ہو کہ وہان نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کو بالائے عقابین قید کیا ہو سرداران لشکر حمزہ کہ بڑے بڑے پہلوان
اور قوی ہین نوشیروان سے لڑ رہے ہین وہان پہونچکر ہر ایک پہلوان سے لڑونگا سبکو زیر کرونگا خصوصاً پہلوان
عادی کو زیر کرکے اپنا مطیع کرونگا اور جو پہلوان میرا مطیع نہ ہوگا اُسے قتل کرونگا یہ تصور کرکے مع چالیس ہزار
سواران جرار کہ وہ سب بھی کشتی گیر تھے اور اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو ہمراہ لیکر اپنے ملک سے سوے لشکر
نوشیروان روانہ ہوا اثنائے راہ مین ملک زشکبوس عاد کا جو ملا پشنگ کو معلوم ہوا کہ زشکبوس مسلمان
ہوگیا ہو لات پرستی اسنے ترک کردی ہو یہ حال سُنکے نہایت برہم ہوا چونکہ پشنگ لات پرست ہو مسلمانون سے
عداوت قلبی رکھتا ہو اسوجہ سے ملک زشکبوس عاد پر حملہ آور ہوا زشکبوس نے شہر سے نکلکر اُس سے مقابلہ کیا
خوب لڑائی ہوئی آخر زشکبوس شکست کھاکر سوے عقابین گریزان ہوا تا جاکر فرامرز سے یہ حال بیان کرے زشکبوس
عاد تو اُدھر روانہ ہوا اِدھر پشنگ عاد نے شہر گنبد گویان مین داخل ہوکر بعد لوٹنے اور قتل کرنے صدہا مردمان کے
اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو اُس ملک کا بادشاہ کیا اور تخت حکومت پر اُسکو بٹھاکر مع فوج جانب لشکر
نوشیروان روانہ ہوا زشکبوس عاد جو بصد عجلت سمت عقابین چلا تھا بعد قطع منازل ایک روز ایک صحرا مین
پہونچا دیکھا لشکر اُترا ہو فرامرز صحرائے سبزہ زار مین شکار کھیل رہا ہو زشکبوس عاد فرامرز مغربی کو دیکھکر خوش ہوا
اور دوڑکر قدم پر گرا فرامرز مغربی نے سبب آنیکا پوچھا زشکبوس نے احوال پشنگ تمام و کمال بیان کیا اور
عرض کیا آپ میری اعانت کیجیے اسیواسطے مین حاضر ہوا ہون فرامرز مغربی یہ واقعہ سُنکر غضبناک ہوا اور
اُسیوقت تمام فوج ہمراہ لیکر زشکبوس عاد کے ہمراہ جانب شہر گنبد گویان روانہ ہوا جب قریب شہر پہونچا
مجنون عاد فرامرز مغربی کے آنے کی خبر سُنکے برائے جنگ لشکر لیکر شہر سے باہر نکلا اور طبل جنگ بجواکر
فرامرز مغربی سے مقابلہ کیا فرامرز نے ہنگام جنگ مجنون عاد کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا لشکر اُسکا تاب مقابلہ

نہ لاکر گریزان ہوا فرامرز مغربی نے شہر مین داخل ہوکر پھر زنگبوس کو تخت پر بٹھایا اور اہل شہر سے دریافت کیا کہ
پشنگ عاد کسطرف گیا ہے مردمان شہر نے عرض کیا کہ جانب لشکر نوشیروان گیا ہے فرامرز مغربی عزم لشکے مع فوج سمت
لشکر نوشیروان روانہ ہوا انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے اور اب حال پشنگ کا سنیئے کہ یہ جو شہر گنبد گویان سے
روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ ایک صحرا مین جاکر پہونچا دیکھا اُسنے کہ ایک لشکر اور بھی اُترا ہے پشنگ اُس لشکر سے کچھ
متعرض نہ ہوا اور علیحدہ اُس لشکر سے ایک جگہہ اُترا بارگاہ اور خیام برپا کرنے کا حکم دیا جب ملازمون نے بارگاہ
وخیام استادہ کیے پشنگ داخل بارگاہ ہوا سواران لشکر مرکبون سے اُترکر خیام مین داخل ہوے جب وہ دن
گذرکے رات ہوئی اور وہ رات بھی بسر ہوئی ہنگام سحر پشنگ نے حکم دیا اکھاڑا تیار کرو بموجب حکم ملازمون نے
اکھاڑا تیار کیا نال اور مگدر اور نیزم اکھاڑے پر لالاکر رکھدیے پشنگ لباس اُتارکر اکھاڑے مین اُترا اور بیالات
اعلیٰ سنات اعلیٰ کہکر مٹی اکھاڑے کی اُٹھاکر اپنے بازو پر ملی اور خم مارکر گیارہ ڈنڈ کرکے اپنے شاگردون سے کہنے لگا
آؤ زور کرو دس شاگرد کپڑے اُتارکر مانند فیل ہاے مست اکھاڑے مین اُترے اور سب یکبارگی پشنگ کے لپٹے
پشنگ نے ہر ایک کو پیچ کرکے زمین پر پٹکا پھر شاگرد اُٹھکر لپٹے پھر پشنگ نے اُنھین بقوت بازو مثل طفلان
ناتوان کے زمین پر پٹکا اسیطرح جملہ اپنے شاگردون کو لڑانے لگا قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ پشنگ عاد نے دیکھا تھا ایک
لشکر قبل سے اُسی صحرا مین اُترا ہوا ہے وہ لشکر بادشاہ تبریز کا تھا اور شاہزادہ تبریز اور بادشاہ کو فن کشتی سے
ازحد شوق تھا نامی پہلوان دور دور سے بلاکر ملازم کیے تھے اُسی لشکر مین پہلوان بدیع جو پسر رفیع گاذر مشہور
تھا وہ بھی تھا اور رفیع گاذر بھی ہمراہ لشکر تھا جب پشنگ کشتی لڑنے لگا بادشاہ تبریز باشتیاق تمام پہلوان
بدیع اور دیگر پہلوانون کو ہمراہ لیکر واسطے کشتی دیکھنے کے اکھاڑے پر آیا پشنگ نے بعزت و احترام جواہرنگار
کرسی پر بادشاہ تبریز کو اور شاہزادہ تبریز کو بٹھایا اور پہلوانون کو موافق اُنکے مرتبے کے بٹھایا جب سب
بیٹھ چکے پشنگ دوبارہ پھر لڑنے لگا اور کمال اپنا دکھانے لگا پیچ نادر کرنے لگا بادشاہ تبریز دیکھنے لگا بعد کشتی
لڑنے کے پشنگ نے نال اُٹھائے اور بڑے بڑے ایک گران وزن اُٹھائے شاگرد اُسکے مگدر ہلانے لگے بعضے
نال اُٹھانے لگے اکثر باہم کشتی لڑنے لگے پشنگ نے نال اُٹھاکر سوے پہلوان بدیع دیکھکر خیال کیا کہ یہ جوان
کیا اچھا ہے دست و پا اسکے نہایت قوی معلوم ہوتے ہین کیونکر پشنگ پہلوان بدیع کو اچھا نہ سمجھتا کہ بدیع
گیسوان خلیلی رکھتا تھا اور خال سبز رخسار حیان تھا اور رگ ہاشمی ظاہر تھی چہرہ مثل آفتاب روشن تھا
رعب ایسا تھا کہ پشنگ بھی بغور جانب بدیع دیکھ نہ سکتا تھا غرض پشنگ نے پہلوان بدیع کو دیکھکر کہا
ای جوان اگر تیرا دل چاہے تو مجھسے مقابلہ کر اکھاڑے مین اُترکر کشتی لڑ مجھسے خائف نہو مین بنرمی تجھسے کشتی
لڑونگا اگر تو میرا شاگرد ہوجائیگا تو جملہ اپنے شاگردون کو تیرے حوالے کردونگا اپنا قائم مقام تجھکو کرونگا جملہ
شاگرد میرے تجھکو خلیفہ کہینگے پہلوان بدیع نے یہ کلمات جو سنے نہایت غصہ آیا ارادہ کیا کہ اکھاڑے مین اُترکر
دس نابکار کو مثل کرباس چیرکر پھینکدیجیے اس بدزبانی کی سزا دیجیے ابھی پہلوان بدیع پسر رفیع گاذر اکھاڑے مین
نہ اُترا تھا کہ ایک جانب غبار عظیم بلند ہوا پشنگ اور بادشاہ تبریز اور پہلوان بدیع و جملہ صغیر و کبیر سوے غبار دیکھنے لگے
پشنگ نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے کہا جلد جا اور خبر لا یہ غبار کیسا بلند ہے سوار فوراً روانہ ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد
آکر عرض کرنے لگا ای بادشاہ فلک جاہ فرامرز و بلال شاہ کہ دونون خداپرست ہین مع فوج کثیر اسطرف آتے ہین اُدھر
فرامرز نے دو لشکر صحرا مین اُترے ہوے دیکھکر اپنے عیار کو براے خبر روانہ کیا عیار گیا اور جلد آکر عرض کرنے لگا ای شاہزادہ

ذیجاہ وہ جو لشکر ہی وہ تو بادشاہ بہمن تبریز کا ہی اور یہ لشکر پشنگ عاد کا ہی پشنگ سو وقت کشتی اکھاڑے مین اُنکو نالان دم
دے اُٹھا رہا ہی ادھر تو پشنگ مسلمانون کا نام سنکر برافروختہ ہوا اور حکم دیا کہ مردمان فوج مسلح ہون اور خود بھی جامہ سلاح زیب
ہو واسطے کہ مسلمانونکو قتل کرون ادھر فرامرز نام پشنگ سُنکر برہم ہوا کیونکہ اسی نے زنگبوس کو شکست دی تھی اور اسی کے
تعاقب مین فرامرز مغربی چلا تھا الحاصل جب فرامرز قریب آیا نعرہ کیا کہ او پشنگ نابکار ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب
آگئی ہرگز تجھکو زندہ نچھوڑونگا تونے مجھکو صدمہ دیا ہی زنگبوس عاد میرے مطیع کو تو نے شکست دی ہی جسطرح مین نے تیرے
بھائی مجنون عاد کو مارا ہی اسیطرح تجھکو بھی ہلاک کرونگا پہلوان عاد وغیرہ فرامرز کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کہ یہ جوان نہایت
اچھا ہی آثار دلیری و جوانمردی اسکے رخ سے عیان ہین دست و بازو پر قوت ہین لیکن پشنگ عاد صداے نعرہ فرامرز سُنکے غضبناک ہوا
اور خیال کرنے لگا کہ اسکی زبانی مجھکو معلوم ہوا یہ میرے بھائی کا قاتل ہی اسکو زندہ نہ چھوڑون اپنے بھائی کا انتقام لون یہ
خیال کرکے مسلح تو ہو چکا تھا گینڈے پر سوار ہوا اور آگے بڑھکر ہاتھ مین نیزہ اُٹھا کر قریب فرامرز کے جا کر سینے پر فرامرز کے نیزہ مارا
فرامرز نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا پھر خود نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ اپنے نیزے پر روکا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے فرامرز نے
خبردار خبردار کہکر ایک بند نادر نیزے کا باندھکر نیزہ دست پشنگ سے نکالدیا بادشاہ تبریز اور پہلوان بدیع اور دیگر پہلوان علمدار
بادشاہ تبریز یہ حال دیکھکر فرامرز کی تعریف کرنے لگے پشنگ عاد کو صدمہ ہوا اور اُسی عالم صدمہ مین غضبناک ہوکر تیغہ کھینچکر
سر فرامرز پر لگایا فرامرز نے تیغے کو سپر پر روک کر ایسی تلوار لگائی کہ اگر پشنگ پیچھے ہٹ نجاتے تو مثل خیار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرتے
پشنگ تو پیچھے ہٹنے سے بچگیا لیکن تلوار جو گینڈے پر پڑی گینڈا دو نیم ہوکر بالاے خاک گرنے لگا پشنگ گینڈے سے کود کر زمین پر آیا اور
برہم ہوکر ایسی شمشیر لگائی کہ پاے مرکب فرامرز قلم ہوے فرامرز بھی گھوڑے سے کودا اور ارادہ کیا کہ پشنگ کو آب شمشیر آبدار سے قتل
کیجیے ناگاہ ایک پنجہ مثل برق جہندہ جانب فلک سے گرا اور فرامرز کو اُٹھا کر سوے فلک لیگیا اس واقعہ سے ہر ایک شخص متحیر ہوا ہلال شاہ
کو رنج عظیم ہوا پشنگ اپنے لشکر مین چلا گیا اور خیال کرنے لگا خوب ہوا کہ فرامرز کو پنجہ اُٹھا کر لیگیا ورنہ وہ مجھکو ضرور ہلاک کرتا
شاہ تبریز وغیرہ یہ جنگ اور یہ واقعہ دیکھکر اپنے لشکر مین گئے ہلال شاہ بھی غم فرزند مین مغموم و محزون جنگگاہ سے جا کر اُسی صحرا
مین ایک جگہ مقیم ہوا جب رات ہوئی ہلال شاہ نے خیال کیا کہ مین پشنگ سے مقابلہ نکر سکونگا یہ خیال کرکے اُسی تاریکی
شب مین لشکریان پشنگ کو غافل دیکھکر مع لشکر وہانسے جانب عقابین روانہ ہوا جب صبح ہوئی پشنگ نے ہلال شاہ
کو نہ پایا اب پشنگ تو ایک طرف اُسی صحرا مین مقیم ہی اور بادشاہ تبریز علیحدہ اُسی صحرا مین فروکش ہی ہلال شاہ سوے عقابین
روانہ ہوا ہی فرامرز مغربی کو پنجہ اُٹھائے گیا ہی انشاء اللہ ان سب کا احوال مقامات مناسب پر آیندہ تحریر کیا جائے گا

داستان آنا فرہاد یکضربی کا اور گرفتار کرنا قلندر نقابدار کو بعد ازان مطیع حمزہ صاحبقران ہوکر داخل لشکر امیر با توقیر ہونا اور مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن عدنی وغیرہ سے

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب فرہاد یکضربی قریب لشکر حمزہ صاحبقران کے ایک
صحراے سبزہ زار مین مقیم ہوا اپنے عیار طیفور کو بلا کر کہنے لگا اے طیفور جلد جا اور خبر لشکر صاحبقران جا بلا طیفور
بموجب حکم جلد تر روانہ ہوا اور شکل اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر اسلام ہوا اور مردمان لشکر سے احوال دریافت
کرکے اور کچھ کیفیت اپنی آنکھون سے دیکھکر بعجلت لشکر سے نکلکر چلا جب فرہاد کی خدمت مین پہونچا عرض کرنے لگا
کہ اے شاہزادہ ذیجاہ مین بموجب حکم لشکر حمزہ صاحبقران مین گیا تھا مین نے دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ علمشاہ
اور بہرام گرد بن خاقان چین اور مالک اژدر اور کرب غازی اور دیگر سرداران نامی و نامور بادشاہ لشکر
اسلام سے اجازت لیکر واسطے شکار کے گئے ہین کیونکہ آجکل نوشیروان نے طبل جنگ نہین بجوایا ہی لڑائی موقوف ہی

سرداران مذکور کا دل گھبرایا تھا اسیوجہ سے واسطے شکار کے کسیطرف گئے ہین فقط آپکے والد سرداران نامی سے لشکر مین ہین وہ اسوجہ سے برائے شکار نہین گئے کہ شانہ اُنکا ابتک درست نہین ہوا ہے اور سر برزخم شمشیر جمشید بن حنظلہ بھی موجود وہ بھی ابھی تک اچھا نہین ہوا ہے سوائے آپکے والد کے اور کوئی سردار نامی لشکر مین نہین ہے چھوٹے چھوٹے سرداران لشکر البتہ لشکر مین موجود ہین اور قلندر نقابدار کو خود مین نے دیکھا ہے کہ وہ ہمراہ چند سوارونکے لشکر اسلام مین آیا ہے اور آپکے والد کی بارگاہ مین قریب آپکے والد نامدار کے بیٹھا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قلندر نقابدار واسطے عیادت کے آپکے والد ماجد کی خدمت مین آیا ہے فرہاد یکضربی احوال قلندر نقابدار سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا یہ قلندر نقابدار بلائے روزگار ہے اسنے مجکو نہایت پریشان کیا ہے آج اسکو ضرور مار ڈالونگا یہ کہکر حکم دیا کہ مردمان لشکر جلد مسلح ہون بموجب حکم مردمان سپاہ مسلح ہوئے فرہاد یکضربی فیل پر سوار ہوکر فوج ہمراہ لیکر چلا یہان قلندر نقابدار لندھور بن سعدان کی عیادت کرکے اور رخصت ہوکے چلا تھا کہ فرہاد آ پہونچا اور قلندر نقابدار کو دیکھکر نعرہ کیا کہ اے نقابدار اگر تو مرد ہے تو گرز کر دلیرانہ مجھسے مقابلہ کر قلندر نقابدار نے یہ سنکے مرکب کو روکا فرہاد یکضربی نے فیل بڑھاکر گرز گران سر قلندر نقابدار پر مارا قلندر نقابدار نے ضرب گرز فرہاد کو تو اپنے گرز پر روکا لیکن صدمہ بار گرز سے پشت مرکب ٹوٹ گئی قلندر نقابدار پشت فرس سے کودنے لگا اتفاقاً پاؤن قلندر نقابدار کا رکاب مین الجھ گیا ہمراہ گھوڑے کے زمین پر گرا فرہاد یکضربی نے فوراً کمند مارکر حلقہ ہائے کمند مین نقابدار کو پیچا پھر طوق وسلاسل مین گرفتار کیا یہ احوال دیکھکر لندھور بن سعدان نے عالم زخمداری اور خستگی شانہ مین ارادہ مقابلہ کرنیکا کیا تھا لیکن فرہاد یکضربی قلندر نقابدار کو گرفتار کرکے وہانسے چلا گیا اور ایک میدان وسیع مین جاکر بارگاہ وخیام برپا کرا کر مقیم ہوا اور اسیوقت روبرو اپنے قلندر نقابدار کو بلایا اور کہا اے قلندر نقابدار اب کہہ کیا تجھکو سزا دون تو نے بارہا مجکو پریشان کیا ہے قلندر نے دلیرانہ جوابدیا تو نے مجکو عالم مجبوری مین گرفتار کیا ہے جسطرح تیرا دل چاہے مجھے ہلاک کر فرہاد یکضربی نے یہ سنکے پوچھا تیرے کان مین یہ حلقہ کیسا پڑا ہے قلندر نے جوابدیا یہ حلقہ اطاعت حمزۂ صاحبقران ہے تجھکو بھی لازم ہے کہ میری طرح تو بھی حلقۂ اطاعت حمزۂ صاحبقران اپنے کان مین ڈال کیونکہ فی زمانا مانند انکے کوئی شجاع اور بہادر نہین ہے بڑے بڑے سرکشان جہان کو اُنھون نے زیر کیا ہے پردۂ قاف مین ہزارہا دیوونکو قتل کیا ہے انسان کی تو کیا حقیقت ہے دیو اور جن انکے خوف سے تھراتے ہین فرہاد یکضربی تقریر قلندر نقابدار سنکے برہم ہوا اور جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد سر اسکا تن سے جدا کر جلاد نقابدار کو برائے قتل لیگیا اور ریگ کا چبوترہ بناکر بوریہ ہلاکت کا اُسپر بچھا کر گردن پر کوڑے کا خط دیکر زیر تیغ بٹھایا اور قلندر نقابدار سے کہنے لگا کہ اے قلندر اب تیرا رشتۂ حیات کوئی دم مین قطع ہو جائیگا جو تمنائے دلی ہو بیان کر گرسنہ ہو تو کھانا کھالے پیاسا ہو تو پانی پی لے جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو کرلے پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئیگا قلندر نقابدار نے برہم ہوکر جوابدیا کیون فضول باتین کرتا ہے اپنے کام مین مشغول ہو جلد تیغ آبدار سے کام میرا تمام کر جلاد یہ سنکے خاموش ہو رہا فرہاد یکضربی نے حکم دیا اے جلاد قلندر نقابدار کو قتل کرا بھی فرہاد یکضربی نے حکم اول جلاد کو برائے قتل قلندر نقابدار دیا تھا اور قلندر خدا سے دعا کر رہا تھا جلاد سر پر تیغہ علم کیے ہوئے کھڑا تھا لندھور و دیگر اہل اسلام کو قتل قلندر سے آگاہی نہ تھی علمشاہ اور کرب غازی اور بہرام گرد بن خاقان چین ورمالک ترد وغیرہ سرداران نامی شکار گاہ سے آکر داخل لشکر اسلام ہوئے لندھور نے سب سے کہا تھوڑی دیر ہوئی کہ قلندر نقابدار میرا محسن میری عیادت کو آیا تھا فرزند میرا فرہاد یکضربی اُسے گرفتار کرکے لیگیا ہے مجکو یقین ہے کہ وہ قلندر نقابدار کو قتل کرڈالیگا مین نے اس حال مین ارادہ مقابلہ کرنیکا کیا تھا لیکن فرہاد یکضربی قلندر نقابدار کو اسیر کرکے لیگیا مجھسے مقابلہ اُسنے نہ کیا بہرام گرد و کرب غازی نے تمام حال سنکے کہا ہم ابھی جاتے ہین اور قلندر نقابدار کو رہا کرکے لیے آتے ہین یہ کہکر بہرام گرد

بن خاقان چین اور کرب غازی مرکبون پر سوار ہوکر چند خادم و خدمتگار اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ فرہاد دیکضری کیطرف
چلے جب قریب بارگاہ پہونچے فرہاد دیکضری کو خبر ہوئی کہ بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی مع چند خدمتگار کے
آتے ہین فرہاد دیکضری نے یہ سنکے بارگاہ سے نکلکر استقبال اُنکا کیا اور بارگاہ مین لاکر مقام صدر پر اُنھین بٹھایا بعد
مزاج پرسی فرہاد دیکضری نے بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی سے پوچھا کہ آپکے کانون مین یہ حلقے کیسے
ہین اور کیون آپ نے کان مین ڈالے ہین بہرام گرد اور کرب نے متفق اللفظ کہا ای بہادر ای فرہاد دیکضری آگاہ ہو کہ یہ
حلقہ فرمانبرداری حمزۂ صاحبقران ہم پہنے انکی اطاعت اختیار کی اور علامت طاعت و فرمانبرداری کا یہی حلقہ ہو جو تم ہمارے
کان مین دیکھتے ہو حمزۂ صاحبقران نے ہمین بقوت بازو زیر کیا ہو اور تمھارے پدر عالیوقار کو بھی مثل ہمارے زیر کیا ہو اسوجہ سے
وہ اُنکے مطیع ہین تم بیکار اپنے والد سے لڑتے ہو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران سے اُنھین باز رکھنا چاہتے ہو فرہاد نے
گفتگوے بہرام گرد اور کرب غازی سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار خیال کیا کہ کچھ تو ایسا باعث ہو کہ ایسے بہادرون نے اطاعت
حمزہ قبول کی ہو ای فرہاد تو بھی انکی اطاعت اختیار کر اجتک تو راہ خطا پر تھا ناحق تو نے اپنے والد اور دیگر سرداران لشکر حمزہ سے
مقابلہ کیا تجکو مناسب نہ تھا یہ خیال کرکے حکم دیا کہ جلاد و قلندر نقابدار کو قتل نکرے بلکہ قید سے بھی قلندر کو رہا کرکے ہمارے پاس
لے آئے بموجب حکم ملازمون نے جلاد سے جاکر کہا جلاد نے تیغ میان مین رکھا پھر قلندر کو جلاد اور دیگر اشخاص نے قید سے رہا کیا
بعدہ قلندر کو بارگاہ فرہاد مین لائے فرہاد نے تعظیم کرکے قلندر کو بعزت و احترام مقام صدر پر بٹھایا اور عذر کیا کہ ای قلندر
میری تقصیر معاف کرو پہلے مین راہ کجی پر تھا اب راہ راست پایا مین نے بھی مثل آپ سبکا جو تمنے حلقہ اطاعت حمزۂ صاحبقران برغبت
دل اپنے کانمین ڈالا جب یہ کلمات قلندر نقابدار اور بہرام اور کرب نے سنے فوراً فرہاد سے خوش ہوکر معانقہ کیا پھر فرہاد
ہمراہ بہرام اور کرب غازی اور قلندر نقابدار مع اپنے سرداران فوج اور جملہ مردمان لشکر کے جانب لشکر حمزہ چلا ادھر بادشاہ لشکر
اسلام کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ فرہاد راہ راست پر آکر ہمارے لشکر مین آتا ہو یہ خبر پاکر نامی سرداران لشکر سے فرمایا جلد جاؤ
اور استقبال فرہاد کا کرکے بعزت تمام لشکر مین لاؤ سرداران نامی بموجب حکم استقبال کرکے فرہاد کو لشکر اسلام مین لیگئے فرہاد نے
اول روبروے بادشاہ لشکر اسلام جاکر بصد ادب بجا لایا پھر پایۂ تخت کا سر جھکاکر بوسہ لیا بادشاہ لشکر اسلام نے خوش ہوکر
الطاف و مرحمت شاہی سے اُسے سرفراز کیا خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بارگاہ سلیمانی مین جو قریب لندھور بن سعدان
کے دنگل بچھوا کر فرمایا کہ اس دنگل پر بیٹھو فرہاد آداب بجا لاکر دنگل پر بیٹھا پھر اپنے پدر ذیوقار کے قدمون پر گرا اور دست بستہ کہنے لگا
آپ میری خطا عفو فرمائین لندھور نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور خوش ہوا پھر فرہاد جملہ سرداران لشکر سے ملا اور قلندر
رخصت ہوکر سوے صحرا چلا گیا اُسیوقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے نقارہ نوازون نے نقارے بجائے اور شہنا نوازون نے
شہنا کو بجایا جب صداے نقارہ و شہنا بلند ہوئی نوشیروان نے متحیر ہوکر اپنے وزرا سے پوچھا آج لشکر اسلام مین صداے نقارۂ شہنا
کیسی بلند ہو وزرا نے عرض کیا ہم خادمونکو سبب اسکا معلوم نہین حضور ہرکارونکو روانہ فرمائین باعث نقارہ بجانیکا معلوم
ہوجائیگا نوشیروان نے اُسیوقت چند ہرکارونکو روانہ کیا ہرکارے لشکر اسلام مین آکر کل حال خوشی و مسرت دریافت کرکے روبروے
نوشیروان گئے اور عرض کرنے لگے ای شہنشاہ اسوقت فرہاد دیکضری مطیع حمزۂ صاحبقران ہوکر داخل لشکر ہوا ہو اسلیے داخل لشکر ہونیکی
یہ خوشی ہو کہ نقارہاے شادمانی بجتے ہین نوشیروان یہ خبر سنکر ملول ہوا اور کہنے لگا اب مجکو لازم ہو کہ بعوض اس خوشی کے اہل اسلام کو غم
فرہاد مین رلاؤن تم مین سے کون سردار صف شکن دہ جرار فرہاد سے مقابلہ کرکے اُسکا سرتن سے جدا کریگا جب نوشیروان نے دربار مین
کل سردارون سے مخاطب ہوکر اسطرح کہا اور تو کسی سردار نے ارادہ مقابلہ نکیا لیکن فرامرز بن قارن نے عرض کی ای شہنشاہ یہ خدمت
مین بجا لاؤنگا اقبال شہنشاہ سے فرہاد کو تہ تیغ کرونگا اہل سلام کو اُسکے غم مین رلاؤنگا حضور میرے نام طبل جنگ بجوائین نوشیروان

نے خوش ہوکر شام فرامرز بن قارن عدنی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بذریعہ ہرکارو نکے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی بادشاہ لشکر اسلام نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی جملہ مردان لشکر اسلام
آگاہ ہوے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی نوشیروان فوج بیکران ہمراہ لیکر مع فرامرز میدان
جنگ مین آیا اودھر سے بادشاہ لشکر اسلام کل فوج ہمراہ رکاب لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد درستی میدان مصاف دونو
جانب صف آرائی ہوئی پھر نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکرونسے نکلے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر پکارے
اے بہادرو یہ وقت مصاف ہے لازم ہے کہ میدان مین بڑھکر حریفونسے حق نمکخواری بادشاہ ادا کرو دلاوران جہان مین نام پیدا کرو جب
نقیب و کڑکیت مردان لشکر کو آمادہ کارزار کرچکے میدان مصاف سے دور جا کھڑے ہوے اسوقت اول لشکر نوشیروان سے فرامرز
بن قارن عدنی مرکب پر سوار ہوکر بعد کبر و غرور نکلا اور بیچ میدان مین آکر فرس کو روک کر پکارا اے فرقہ خدا پرستان اسوقت
تم مین سے کون مجھ سے مقابلہ کریگا جسکو تمنائے اجل ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے ابھی فرامرز بن قارن یہ کہہ رہا تھا کہ فرہاد یکضربی نے
بادشاہ لشکر اسلام سے بڑھکر اجازت جنگ لی اور اپنے والد اور دیگر سرداران لشکر اسلام سے رخصت ہوکر فیل پر سوار ہوکر میدان رزم
مین آیا اور سامنے فرامرز بن قارن کے آکر ہاتھی کو روک کر ٹھہرا فرامرز بن قارن نے رکاب پر پانون دیکے سوار کیسہ اور کھڑے ہوکر
گرز گرانبار سر فرہاد بن بلند صور پر لگایا فرہاد نے گرز فرامرز کا اپنے گرز پر روکا پھر فرہاد نے خبردار خبردار کہکر سات سو من کا گرز گھماکر
گردش دیکر سر فرامرز بن قارن پر مارا فرامرز گرز کو تو اپنے گرز پر بمشکل تمام روکا لیکن چھٹی کا دودھ یاد آگیا بدن تن سینے مین تر ہو گیا
گیند کی کمر ٹوٹ گئی فرامرز گیند سے کودا اور تیغ گرانبار کھینچکر فیل فرہاد کے ایک ضرب مین پانون قلم کیے ہاتھی زمین پر گرنے لگا
فرہاد بھی ہاتھی پر سے کودا اور فرامرز کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر ارادہ کیا کہ اٹھاکر سطح زمین پر ٹپکون کہ سو نا تھا کہ ہوسکا لیکن لنگر
فرامرز بن قارن کا زمین سے نہ اٹھ سکا فرامرز بھی زنجیر کمر فرہاد مین ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا اسوقت فی الفور اکھاڑا درست ہوا دونون
بہادر اکھاڑے مین دامن گردا لکر شیرانہ کشتی لڑنے لگے دونوطرف سے داؤن پیچ ہونے لگے ادھر نوشیروان مع سرداران لشکر بارگاہ مین
بیٹھکر تماشائے کشتی دیکھنے لگا ادھر بادشاہ لشکر اسلام مثل نوشیروان کے بارگاہ مین تخت پر رونق افروز ہوکر تماشائے کشتی دیکھنے لگے
راوی بیان کرتا ہے شام تک باہم خوب کشتی ہوئی ہنگام شام فرامرز دل مین سوچا کہ تیرا دم آگیا ہے اور فرہاد کو ابھی پسینہ بھی نہین آیا ہے اگر
اب تو کشتی لڑیگا تو جلد فرہاد تجھکو زیر کر لیگا پس مناسب یہ ہے کہ کوئی مکر کر یہ خیال کرکے فرامرز نے کہا اے بہادر دن واسطے محنت و مشقت
کے ہے اور رات واسطے راحت و آرام کے ہے لہذا اسوقت کشتی موقوف رکھ ہنگام سحر مجھسے کشتی لڑنا فرہاد نے جواب دیا کہ اگر تو وقت سحر کشتی
نہ لڑیگا تو مین میدان مین آکر طبل یورش بجواکر لشکر نوشیروان پر حملہ کرکے تجھکو قتل کرونگا فرامرز نے اقرار کیا کہ اگر مین ہنگام صبح کشتی نہ لڑون
تو تم طبل یورش بجواکر مردان لشکر نوشیروان کو اور مجھے قتل کرنا فرہاد نے اقرار لیکر فرامرز کو چھوڑ دیا فرامرز اکھاڑے سے لشکر نوشیروان
مین گیا نوشیروان فرامرز کو ہمراہ لیکر جنگگاہ سے اپنی بارگاہ مین گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام فرہاد کو ساتھ لیکر میدان رزم سے
چلے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے جملہ سردار و سوار مرکبونسے اُتر اُتر کر بارگاہ و خیام مین گئے اسلحے تنونسے دور کیے پھر ہر ایک
بستر خواب پر راحت گزین ہوا جب وہ شب گذری اور صبح ہوئی بموجب قرار فرہاد ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام بجمعیت سپاہ کثیر
میدان نبرد مین گیا لیکن ادھر سے فرامرز بن قارن نہ آیا ہرچند نوشیروان نے کہا لیکن فرامرز کشتی لڑنے پر راضی نہوا اور کہنے لگا کہ
شہنشاہ مین تین آدمیونسے مقابلہ کسی فن مین نکرونگا نوشیروان نے پوچھا انکے نام بیان کرو فرامرز نے کہا علمشاہ اور کرب غازی اور
فرہاد خان یکضربی سوائے انکے اور جو کوئی مجھسے لڑیگا مین اس سے لڑونگا نوشیروان یہ سنکے ناچار ہوا ادھر دیر ہوئی بموجب عہد فرہاد
نے طبل یورش بجوا کر ارادہ کیا کہ فوج نوشیروان پر گرکے ہزارون کافرونکو ہلاک کرے اور فرامرز کو گرفتار کرکے قتل کرے جب نوشیروان نے
دیکھا کہ فرہاد نے اپنا ہاتھی بڑھایا اور فوج اُسکے ہمراہ آتی ہے تو تی انغوس گھبراکر فوج کو لیکر آگے بڑھا اور فرہاد کو روکا اسوقت ایک دلیر

سمی میگونہ لشکر نوشیروان سے گینڈے پر سوار ہو کر میدان نبرد میں نکلا اور گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر
روکا میگونہ نے پھر گرز کو گردش دیکر سر فرہاد پر مارا فرہاد نے پھر اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اسطرح تین گرز میگونہ نے متواتر سر فرہاد
پر لگائے اور فرہاد نے اُسکے گرز اپنے گرز پر روکے بعد ازان فرہاد نے سر میگونہ پر یون گرز مارا کہ میگونہ مع گینڈا گویا پیوند خاک
ہو گیا اسوقت خواجہ عمرو نے میدان میں آکر بآواز بلند کہا ای فرہاد ماشاء اللہ کیا گرز لگایا ہے کہ نشۂ شراب میگونہ اُتر گیا
مع گینڈا پیوند خاک ہو گیا جسوقت میگونہ ہلاک ہوا لشکر نوشیروان میں ایک تہلکہ پڑ گیا فوج بیدل ہوئی نوشیروان
متردد ہوا ناگاہ ایک جوان سیاہ پوش جانب مغرب سے نمایان ہوا اور لشکر نوشیروان میں آکر کہنے لگا ای شہنشاہ طبل
بازگشت بجوا دیجئے دیر نہ کیجیے میں ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ خوش ہو جائینگے اور مراد دلی آپ کی بر آئیگی نوشیروان نے بموجب
کہنے سیاہ پوش کے طبل بازگشت بجوایا فرہاد میدان کارزار سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ چلا گیا نوشیروان بھی
فوج کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا ادھر بادشاہ لشکر اسلام فرودگاہ لشکر پر پہونچکر داخل بارگاہ ہوے اور لشکر کے
سردار وغیرہ رکوب سے اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام میں گئے فرہاد بھی فیل سے اُتر کر اپنی بارگاہ میں گیا ادھر نوشیروان
اپنی بارگاہ میں پہونچا سیاہ پوش نے عرض کیا غلام جاتا ہے اور کوئی کار نمایان کرکے حاضر ہوتا ہے نوشیروان نے رخصت کیا
سیاہ پوش شکل و لباس بدلکر روانہ ہوا فرہاد یکضربی وقت شام اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص ضعیف سامنے آیا اور
فرہاد کو جھککر سلام کیا پھر ایک رقعہ جیب سے نکالکر دیا فرہاد نے پڑھا اُسمین لکھا تھا ای صاحب ہم تمھارے اشتیاق
ملاقات میں اپنے والدین اور دیگر اعزا سے چھپکر یہان آئے ہین اگر فرصت ہو تو ایکدم کیواسطے ہمارے پاس چلے آؤ
جب تم یہان آؤگے ہم اپنے نام و نسب سے بھی تمھین اطلاع دینگے فرہاد رقعہ کے مضمون سے واقف ہو کر خیال کرنے لگا
کہ کوئی عورت شاید مجھپر عاشق ہوگئی ہے وہی بیتاب ہو کر اپنے گھر سے نکل آئی ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شاہزادی ہے
افشاے راز کے خیال سے نام و نسب اپنا اسنے نہین لکھا ہے یہ خیال کرکے عالم شباب میں شایق بوس و کنار ہوا اپنی بارگاہ سے
نکلکر اس شخص کے ہمراہ سوے دشت چلا لندھور بن سعدان نے جو دیکھا کہ فرہاد کو ایک شخص اپنے ہمراہ لیے جاتا ہے اپنے
پسر ارشیون سے کہا ای جان پدر تم اپنے بھائی کے عقب میں جاؤ دیکھو تو کہ فرہاد کو وہ شخص کہان لیے جاتا ہے جب ارشیون
عقب فرہاد روانہ ہوا اُس شخص نے چند گلوریان پان کی نہایت پاکیزہ و نفیس ایک خاصدان میں رکھکر فرہاد سے کہا یہ پان کی
گلوریان ہماری ملکہ نے حضور کے واسطے بھیجی ہین حضور کوئی گلوری نوش فرمائین فرہاد نے ایک گلوری خاصدان سے لیکر خوش
ہو کر کھائی بعد ایک لمحے کے فرہاد کے سر مین درد ہونے لگا آخر لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اُس مرد ضعیف نے نعرہ کیا
ہم صابر نمد پوش عقب کیا تو نے کہ میگونہ کو ہلاک کیا اب اُسکے عوض مین تجھے ابھی لیجا کر قتل کرونگا شہنشاہ سے انعام
کثیر لونگا غرض صابر نمد پوش نعرہ کرکے فرہاد یکضربی کو جلد جلد عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر اٹھا کر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے
لیکن ارشیون بموجب ارشاد پدر بصد شتابی اسی جانب روانہ ہوا اور اسوقت قریب صابر نمد پوش کے پہونچا کہ وہ پشتارہ فرہاد
یکضربی کا دوش پر رکھکر ارادہ آگے جانیکا کرتا تھا ارشیون نے یہ حال دیکھکر نعرہ کیا کہ او مکار خبردار آگے نہ جانا مین آپہونچا
صابر نمد پوش نے پشتارہ زمین پر رکھکر جلد تر گوپھن مین سنگ گران رکھکر گردش دیکر سینہ ارشیون پر مارا وہ سنگ گران جگرگاہ
ارشیون پر اس زور سے پڑا کہ ارشیون آہ کرکے بیٹھ گیا صابر نمد پوش پشتارہ لیکر بھاگا ارشیون وہین پڑا رہ گیا شدت درد
سے اُٹھ نہ سکا صابر نمد پوش نے اثناء راہ مین خیال کیا کہ راہ صحرا سے فرہاد یکضربی کو لشکر نوشیروان مین لیجانا
بہتر ہے مبادا اور کوئی سردار یا عیار دیکھ لے تو اچھا نہ ہوگا یہ خیال کرکے سوے دشت پر خار دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا
پھر وہانسے رخ سوے لشکر نوشیروان کیا ناگاہ ایک جھاڑی سے ایک شیر کے نعرے کی آواز آئی صابر نمد پوش ٹھہرا

اور جھاڑی کیطرف نظر کی جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہتر قران بغدا ہاتھ مین لیے ہوے اُس جھاڑی سے نکلے اور دوبارہ
نعرہ کیا کہ او نابکار کہان چستارہ لیے جاتا ہے ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچا صابر نمد پوش نے فی الفور چستارہ خاک پر رکھکر
تیغہ کھینچکر مہتر قران کے سر پر مارا مہتر قران نے تیغے کو بغدے پر روکا اور غضبناک ہوکر اسطرح بغدا اسکے سر پر لگایا کہ کاسہ سر
اُسکا چور چور ہو گیا صابر نمد پوش ہلاک ہوکر زمین پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا چلا چستارے کو کھولکر فرہاد کو
ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا فرہاد یکضربی مہتر قران سے از حد خوش ہوا اور ہمراہ مہتر قران اپنی بارگاہ کیطرف چلا
اثنائے راہ مین ارخیون کو دیکھا کہ بالائے خاک لیٹا ہے کلیجہ پکڑے ہوے دمبدم آہ کرتا ہے فرہاد نے بیتاب ہوکر احوال پوچھا
ارخیون نے تمام واقعہ بیان کیا بعدازان مہتر قران اور فرہاد یکضربی ارخیون کو لشکر اسلام مین لائے اور جملہ سرداران لشکر
سے جو واقعہ گذرا تھا بیان کیا لشکر اسلام مین ہر ایک کو فرہاد کے رہا ہونیکی خوشی ہوئی اور سب نے مہتر قران کی تعریف کی یہ خبر
نوشیروان کو پہونچی نوشیروان کو صابر نمد پوش کے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا اور اُسی عالم صدمہ مین نوشیروان نے حکم دیا
کہ طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم طبل رزمی ملازمون نے بجایا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو طبل جنگ بجنے کی خبر دی
بادشاہ لشکر اسلام نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر دونون لشکرونمین تیاری جنگ ہوئی صبح کو اُدھر سے نوشیروان سپاہ
بیکران ہمراہ لیکر میدان کارزار مین آیا اُدھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج لیکر عرصۂ مصاف مین گئے بعد درستی میدان
رزم اور آراستگی صفوف لشکر جانبین کے نقیب میدان مین نکلے اور جوانونکو آمادہ رزم کرنے لگے جب نقیبان خوش آواز
جوانون کو مستعد کارزار کر چکے میدان مصاف سے ہٹ کر ایک جا کھڑے ہوے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر وبہادر
برائے جنگ میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا سے غبار بلند ہوا مردان لشکر جانبین سمت گرد وغبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے
رفع ہوا سب نے دیکھا کہ چالیس علم مین نشان چہل ہزار سواران جنگجو کا ہے اور ایک شاہزادہ کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوے قلب
لشکر مین زیر سایۂ علم مرکب پر سوار ہے اور سوے جنگاہ آتا ہے خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اُسی لشکر کے ایکسوار سے پوچھا تمھارے
سردار لشکر کا کیا نام ہے اُسنے جواب دیا تہمتن خان بن صلصال خبر قتل دیوخان سُنکر صلصال کو کمال صدمہ ہوا اب
اُسنے اپنے دوسرے فرزند نامدار تہمتن نامدار کو برائے سرکوبی اہل اسلام روانہ کیا ہے خواجہ عمرو یہ سُنکے لشکر مین آئے نوشیروان نے
برائے استقبال تہمتن خان چند سردار روانہ کیے سرداران مذکور تہمتن خان کو لشکر مین لیکر آئے تہمتن خان نے
نوشیروان کو سلام کیا اور پوچھا اسوقت کون میدان مین معرکہ آرائے نبرد تھا نوشیروان نے جواب دیا آج تو کوئی بھی
تک لشکر سے نکلکر میدان مین نہین گیا ہے تہمتن خان نے کہا اگر آپ اجازت دین تو مین جاکر اہل اسلام سے مقابلہ کرون
نوشیروان نے اجازت دی تہمتن خان مرکب سے اُترکر گینڈے پر سوار ہوا اور بیچ میدان مین جاکر پکارا کہ اے مسلمانو آگاہ
ہو کہ مین برادر دیوخان ہون اپنے بھائی کے خون کا انتقام تمسے لینے کو آیا ہون اسوقت تم مین سے کون مجھسے مقابلہ کریگا
وہی مجھسے مقابلہ کرنے کو آئے جو اپنی زندگی سے بیزار ہو فرہاد خان یکضربی تہمتن خان کی گفتگو سُنکے برہم ہوا فوراً بادشاہ
لشکر اسلام اور لندھور اپنے باپ سے اجازت لیکر فیل پر سوار ہوکر روبرو تہمتن خان کے گیا اور کہا وار کر تہمتن خان
نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام تر سر فرہاد یکضربی پر لگایا فرہاد نے گرز کو اپنے گرز پر روک کر اسطرح گرز
اُسکے سر پر مارا کہ اُس سے گرز پر گرز نہ روکا نہ گیا ہاتھ نے لغزش کی سر پر جو گرز پڑا کاسہ سر اور مغز سر کا پتہ نہ معلوم
ہوا کہ کیا ہو گیا تہمتن خان بن صلصال مع گینڈے ہلاک ہوکے زمین پر گرا فوج تہمتن خان یہ حال دیکھکر
برہم ہوکر فرہاد خان پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی لشکر اسلام بڑھا لڑائی ہونے لگی نوشیروان نے بھی حکم کیا کہ
فرہاد خان یکضربی کو آج قتل کر ڈالو زندہ نہ رکھو بموجب حکم تمام فوج یکبارگی بڑھی تینون لشکر باہم مل گئے

تلوار چلنے لگی لاش پر لاش جوانوں کی گرنے لگی فرہاد یکضربی نے صدہا سوار ضرب گرز گران سے ہلاک کیے جس کا فرپر گرز مارا پیوند خاک کردیا علاوہ فرہاد خان کے سرداران لشکر اسلام نے بھی ہزارہا بیدین قتل کیے تا شام خوب لڑائی ہوئی جب آفتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف سے تھراتا ہوا سوے مغرب جاکر پنہان ہوا اور تاریکی محیط عالم ہوئی اُسوقت نوشیروان طبل بازگشت بجواکر فوج کو ہمراہ لیکر جنگاہ سے مغموم ہوکر چلا گیا اور راہ طے کرکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اسیطرح بادشاہ لشکر اسلام فرہاد خان یکضربی و جملہ سرداران نامی و سواران لشکر کو ہمراہ لیکر قیام گاہ لشکر کی سمت بصد خوشی روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے نوشیروان نے بارگاہ مین داخل ہوکر حکم دیا کہ جملہ سرداران نامی دربار مین آئیں جب دربار سرداران نامی سے مملو ہوا نوشیروان نے آہ سرد کھینچی اور کہا افسوس تہمتن خان مارا گیا فرہاد خان زخمی بھی نہوا یہ کہکر خاموش ہوا سرداران نامی نے عرض کیا حضور طبل جنگ بجوائیں ہنگام سحر ہم سب اُس سے لڑینگے حضور کے اقبال سے اُسے قتل یا زخمی کرینگے نوشیروان نے یہ سُنکے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے جو سُنا کہ نوشیروان نے پھر طبل جنگ بجوایا ہو ارشاد کیا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا جاے بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی اہل اسلام تیاری جدال و قتال مین مصروف ہوے اُدھر لشکریان تہمتن خان لاشہ تہمتن خان کا میدان کارزار سے اُٹھاکر جانب ملک مسلصال گریہ کنان روانہ ہوے جب صبح ہوئی نوشیروان حسب دستور میدان نبرد مین آیا اُدھر سے بادشاہ لشکر اسلام بھی بکر و فر لشکر لیکر بعرصۂ جنگ مین گئے بعد صف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکر دنسے نکلے اور مردمان سپاہ کو لڑنے پر آمادہ کرکے میدان قتال سے چلے گئے ناگاہ اُسی دم ایک سوار لباس چرمی پہنے ہوے نقاب رُخ پر ڈالے ہوے صحرا کیطرف سے ظاہر ہوا جسنے اُس سوار کو دیکھا حیرت ہوئی جب وہ سوار لشکر نوشیروان مین آیا نوشیروان کو سلام کرکے اجازت حرب لیکر میدان کارزار مین گیا اور مبارز طلب کیا فرہاد خان یکضربی نے اُس سے مقابلہ کیا آخر بعد جنگ بسیار اُس سوار نے فیل کے پاؤن قلم کیے جب فرہاد یکضربی ہاتھی سے کود افی الفور فرہاد یکضربی کو اُسنے اسیر کیا اور حوالے مردمان لشکر نوشیروان کے کیا اسیطرح تا شام اکیس دلیرو نکو زخمی اور گرفتار کیا جب شام ہوئی نوشیروان جنگاہ سے چلا گیا اور سوار چرمی لباس بھی طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ اسلام بھی لشکر لیکر اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوے لیکن نہایت محزون و ملول جب بارگاہ مین داخل ہوے اور دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ عجیب سوار نقابدار آیا تھا کہ جسنے اکثر سرداروں کو اسیر کیا ہے یہان تو یہ گفتگو ہورہی تھی وہان فرامرز بن قارن عدنی نے گرفتاری فرہاد یکضربی و دیگر سرداران نامی کے اسیر ہونے سے خوش ہوکر نوشیروان سے کہا کہ ای شہنشاہ اب میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے فرہاد خان یکضربی نے تو عمود سے میگونہ اور تہمتن خان وغیرہ کو ہلاک کیا ہے کل مین گرز سے مسلمانون کو پیوند خاک کرونگا ایک ایک کو چُن چُن کے مارونگا نوشیروان تقریر فرامرز سے شاد ہوا

داستان متواتر طبل رزمی بجوانا نوشیروان کا اور زخمی کرنا فرامرز بن قارن عدنی کا اکثر سرداران لشکر اسلام کو اور آنا شیرویہ اور جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن کا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہے

مورخان بے نظیر اس داستان بیعدیل کو اسطرح لکھتے ہین کہ نوشیروان نے بموجب کہنے فرامرز بن قارن عدنی کے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی سلطان سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام صداے نقارۂ رزمی سُنکے آگاہ ہوے تیاری مصاف مین مشغول ہوے جب وہ رات گذر کر سحر ہوئی اس جانب سے نوشیروان فوج لیکر میدان مصاف مین آیا اسطرف سے بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد علی مقام جمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار مین

تشریف لے گئے بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی کے جب نقیبان خوش گلو اور کرکیت دونون لشکرونسے نکلے
اور جوانون کو آمادہ کارزار کرکے ہٹ گئے فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان سے رخصت ہوکر گینڈے پر سوار ہوکر
میدان مین آیا اور پکارا جسکو خواہش اجل ہو مجھسے مقابلہ کرے مالاگرو یہ کلمہ سُنکے سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر
سامنے فرامرز بن قارن عدنی کے آیا فرامرز بن قارن عدنی نے عمود گران کو گردش دیکر سر مالاگرو پر مارا ہرچند
مالاگرو نے چاہا کہ ضرب گرز سے بچون لیکن نہ بچ سکا زخمی ہوا سر سے خون جاری ہوا مالاگرو زخمی ہوکر لشکر مین چلا گیا پھر
کیپی زلزال و اشہر کوتوال و پلنگ پوش یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور دست فرامرز بن قارن عدنی سے
زخمی ہوے راوی بیان کرتا ہے کہ فرامرز بن قارن عدنی نے شام تک چار سرداران لشکر اسلام مذکور کو زخمی کیا اور
پانچ دیو کو قتل کیا جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اور سر فرامرز بن قارن عدنی پر نذر و جواہر نثار
کرتا ہوا میدان جنگ سے چلا گیا جب اپنی بارگاہ مین پہونچا فرامرز بن قارن عدنی سے کہنے لگا اے بہادر تیرے سبب سے
دل میرا قوی ہے اور ہراس مجکو نہین ہے تیرا مثل و نظیر دلاور روے زمین نہین ہے فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان کے تعریف
کرنے سے خوش ہوا ادھر سلطان سعد سرداران لشکر کے قتل اور زخمی ہونے سے محزون ہوے اور رزمگاہ سے جانب فرودگاہ
لشکر روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے عمرو ہنگام شب گریہ کنان لشکر سے نکلکر زیر عقابین پہونچا
اور سر عقابین پر رکھکر رویا باوجود اسکے کہ فتنہ پر عاشق تھا لیکن غم سرداران مقتول مین کچھ فتنہ کا بھی خیال نہ تھا
عمرو رو رہا تھا کہ ملازمان نوشیروان نے دیکھا اور برائے گرفتاری خواجہ چلے عمرو گریزان ہوا اور اپنے لشکر مین آیا
یکایک نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے نقارۂ رزمی بجایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو نوشیروان مع
سپاہ میدان کارزار مین آیا سلطان سعد بھی مع سپاہ میدان نبرد مین پہونچے بعد درستی صفوف ہر دو لشکر نقیبان اور
کرکیت نکلکر جوانان لشکر جانبین کو آمادۂ جنگ کرکے علیحدہ ہوے ہنوز دونون لشکرونسے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ جانب
صحرا غبار بلند ہوا سب سوے دشت دیکھنے لگے خواجہ عمرو برائے خبر روانہ ہوے جب غبار ہوا سے دور ہوا خواجہ اور
جملہ مردمان لشکر نے دیکھا کہ ایک جوان خوبرو کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوے مرکب پر سوار ہے زیر سایۂ علم جمعیت سپاہ آتا ہے بادشاہ
لشکر اسلام نے پہچانا اور چند سردارونکو برائے استقبال روانہ کیا اور خواجہ عمرو نے بھی جوان مذکور کو پہچانکر گریہ کنان آگے بڑھکر
کہا اے شیرویہ دیکھو وہ عقابین ہے تمھارے والد نامدار بالائے عقابین قید ہین اور تمام حال لشکر کا بیان کیا شیرویہ
نے سامنے عقابین کے جاکر مرکب سے اُترکر سر واسطے تسلیم کے جھکایا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا
اپنے فرزند کو دیکھکر خوش ہوے شیرویہ بعد تسلیم کرنے کے مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا کہ سرداران لشکر اسلام پہونچے
اور استقبال کرکے لشکر مین لائے چونکہ شیرویہ کو خواجہ عمرو سے احوال سلطان سعد کے بادشاہ ہونے کا
معلوم ہو چکا تھا اس وجہ سے شیرویہ نے اول سلطان سعد کو بعد ادب تسلیم کی اور پایۂ تخت کا بوسہ لیا پھر ہر ایک
سردار لشکر اسلام سے ملا اسی اثنا مین فرامرز بن قارن عدنی گینڈے پر سوار ہوکر صف لشکر سے نکلا اور میدان مین
آکر مبارز طلب کیا شیرویہ نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب بڑھا لشکر سے نکلا حمزہ صاحبقران نے عقابین
پر سے دیکھا کہ فرزند میرا برائے مقابلہ فرامرز بن قارن عدنی لشکر سے نکلا ہے حمزہ صاحبقران دیکھ رہے تھے کہ جہلال جادو
نے کہا اے حمزہ کیا دیکھتے ہو امیر با توقیر نے جوابدیا اسوقت فرزند میرا بہر جنگ لشکر سے نکلا ہے خداوند عالم اسکو چشم بد سے محفوظ
رکھے جہلال نے جوابدیا اگر تمکو اپنا اور اپنے فرزند کا خیال ہے تو خداوندان لات و منات کو سجدہ کرو حمزہ صاحبقران نے

جواب دیا او نابکار خیرہ سر خاموش رہ بیہودہ نہ بک غرض عقابین سے تو حمزۂ صاحبقران دیکھ ہی رہے تھے کہ شیرویہ سامنے
فرامرز بن قارن عدنی کے جاکر گھوڑے کو روک کر ٹھہرا فرامرز بن قارن نے شمشیر کھینچی شیرویہ نے پوچھا اول نیزے کا
وار کیون نہ کیا فرامرز نے جواب دیا مین نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانون سے جنگ نیزہ نکرونگا یہ کہکر شمشیر آبدار سر شیرویہ پر لگائی
شیرویہ نے شیرانہ تلوار سپر پر روکی پھر شیرویہ نے تلوار بالاے سر فرامرز بن قارن لگائی اُس نے بھی تلوار سپر پر روکی
اسی طرح قریب شام تک باہم تیغ زنی ہوئی ہنگام غروب آفتاب فرامرز بن قارن نے غضبناک ہوکر شمشیر آبدار
کا سر پر وار کیا شیرویہ نے سپر اُٹھائی یکایک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی جبتک شیرویہ فرس
کو سنبھالے تلوار سر پر پڑ گئی اور تا دو ابرو اُتر آئی شیرویہ نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی لیکن خون سر سے
جاری ہوا چونکہ شام ہو گئی تھی اُدھر نوشیروان جنگاہ سے سوے فرودگاہ چلا اِدھر سلطان سعد شیرویہ کو
ہمراہ لیکر مع تمامی سپاہ قیامگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے شیرویہ کے زخم سر کا
علاج ہونے لگا اُدھر نوشیروان بخوشی و شادمانی اپنی بارگاہ مین پہونچا راوی کہتا ہے کہ جب زخم شیرویہ علمشاہ
نے دیکھا برہم ہوکر کہا کہ بعوض اس زخم سر کے چار زخم شمشیر سر فرامرز بن قارن عدنی پر لگاؤنگا ابھی علمشاہ یہ
کہ رہے تھے کہ اُدھر نوشیروان نے طبل رزمی بجوایا سلطان سعد نے خبر پاکر اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا
شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے نقیب دلاورونکو لڑنے پر آمادہ
کرکے علیحدہ ہوے تھے کہ جانب دشت گرد و غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر نے غبار کیطرف نظر کی عمرو براے خبر
لشکر سے نکلکر روانہ ہوے جب آگے بڑھا دیکھا چالیس علم ہین اور چالیس ہزار فوج ہے ہر علم کے شقے پر حمد خدا اور
تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہے فیلان کوہ پیکر بہت سے ہمراہ لشکر ہین اور ملک زادہ ازجلان طرطوس بہادر
جمہور تبرزن دلیرانہ مرکب پر سوار ہے علاوہ تبر کے گرز چار سو من کا ہاتھ پر علم کیے ہے نہایت کر و فر اور شوکت و شان سے
آتا ہے خواجہ نے پاس جاکر احوال لشکر بیان کیا اور حالی حمزۂ صاحبقران ظاہر کیا اُسوقت جمہور جہانسوز طرطوس
تبرزن نے سامنے عقابین کے گھوڑے سے اُتر کے براے تسلیم سر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا بعد تسلیم کرنیکے
شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا سرداران لشکر اسلام نے بموجب حکم سلطان سعد طرطوس تبرزن کا استقبال کیا آخر
طرطوس تبرزن ہمراہ سرداران لشکر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سلطان سعد کو بصد ادب تسلیم کرکے پاے تخت
کو چوما بادشاہ لشکر اسلام طرطوس تبرزن کے آنے سے خوش ہوے اور سرداران لشکر اسلام بھی شاد ہوے جب
شاہزادہ جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن داخل لشکر اسلام ہوا بختک نے فرامرز بن قارن عدنی سے کہا
یہ جو شاہزادہ آیا ہے نہایت جری اور بہادر ہے خبردار اس سے مقابلہ نکرنا ورنہ ہنگام جنگ تجھکو قتل کر ڈالیگا فرامرز نے
جواب دیا کہ ملک جی مین ضرور اس سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہا خداوندان لات و منات نے تو مثل سرداران لشکر اسلام
کے اسکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر صف لشکر سے نکلا اور بیچ میدان مین جاکر مبارز طلب کیا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن
بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت حرب لیکر میدان مین آیا فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا اے دلیر سچ کہہ کہ تیرا کیا نام ہے
شاہزادے نے جواب دیا خاص و عام مجھکو جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن کہتے ہین فرامرز بن قارن نے کہا افسوس
باین حسن و شباب تم میرے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے اگر خداوندان لات و منات کو سجدہ کرو تو نہایت بہتر ہے تمکو قتل نکرون
شاہزادہ یہ کلمات سنکے برہم ہوا اور اُسکے خداوندوں کو بُرا کہنے لگا فرامرز بن قارن عدنی کو یہ امر ناگوار ہوا غیظ مین
آکر شمشیر بدار سر پر ماری شاہزادے نے تلوار سپر پر روکی اور خود بھی وار کیا فرامرز بن قارن عدنی بھی ضرب سے بچا

اسیطرح باہم لڑائی ہوئی آخرکار جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن نے نعرہ کرکے اور خبردار خبردار کہکر تبر سر فرامرز پر بالا سے
تبر اٹھائی سپر کو کاٹکر کاسۂ سر مین در آیا فرامرز بن قارن عدنی نے سر کھینچا پیچھے ہٹا تبر سر فرامرز بن قارن کو زخمی کرکے
گینڈے کے سر پر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی فرامرز بن قارن گینڈے سے کودا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن
بہادر نے پھر تبر لگانیکا ارادہ کیا تھا کہ ناگاہ نوشیروان نے فرامرز بن قارن کو زخمی دیکھکر کل فوج ہمراہ لیکر جمہور
مذکور پر حملہ کیا ادھر سے بھی جملہ لشکر اسلام چڑھا دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سر جوانان لشکر جانبین سے
تنونسے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے زمین رزمگاہ خون کشتگان سے رنگین ہونے لگی دلاور شیرانہ عرصۂ مصاف مین نعرے
کرنے لگے زخمی بالاے خاک مرکبونسے گرکر تڑپنے لگے گھوڑونکے دوڑنے سے میدان کارزار مین غبار بلند ہوا زمین باربار
لرزنے لگی اہل اسلام کافرونکو قتل کرنے لگے خصوصاً جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن اور سرداران صف شکن نے صدہا
کافرونکو قتل کیا ہزارونکو زخمی کیا حمزۂ صاحبقران نے عقابین سے یہ معرکۂ عظیم ملاحظہ فرمایا جب معشوق شام نے گیسوے سیاہ
اپنے عالم دلیران مین کھولے اور زمانہ صدمۂ بہادران مقتول مین تیرہ وتاریک ہوا تو نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا
اہل اسلام لشکر کفار سے علیحدہ ہوے نوشیروان فرامرز بن قارن وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان نبرد سے جاکر فرودگاہ لشکر پر
پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا اسوقت حکم نوشیروان سے جراح حاضر ہوے علاج زخم سر فرامرز ہونے لگا اسطرف سلطان
سعد جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن بہادر وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان مصاف سے روانہ ہوکر بارگاہ فلک اشتباہ مین
پہونچے راوی بیان کرتا ہے کہ اس لڑائی مین دس ہزار کافر اہل اسلام نے قتل کیے اور ایک ہزار سرداران لشکر
اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوے سلطان سعد نے لاشے اہل اسلام کے مقتل سے اٹھوائے اور سب کو غسل و
کفن دیکر دفن کیا اسیطرح نوشیروان نے اپنے لشکر کے جوانون کو جو قتل ہوے تھے موافق اپنے مذہب وملت کے
آگ مین جلا دیا اور دیگر کو دفن کیا چونکہ ہیکلان ملک سومنات مغرب کے سردار لشکر قبل اسکے اہل اسلام نے قتل کیے تھے
اور ہیکلان کو انکے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم تھا اسوجہ سے اسنے نوشیروان سے عرض کیا اے شہنشاہ فرامرز بن قارن
زخمی ہوا ہے لایق مقابلہ نہین ہو مین چاہتا ہون آج آپ میرے سردار مسمی القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوائین اور
شجاعت اسکی ہنگام جنگ ملاحظہ فرمائین یہ سردار میرے لشکر کا ازحد زبردست ہو کوہ کو کاہ سمجھتا ہو فیل کو پشہ جانتا ہو اکثر
تنہا ہزارونسے لڑا ہو نوشیروان نے بموجب التماس ہیکلان القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوایا سلطان سعد کو خبر
طبل جنگ ہرکارونسے جو معلوم ہوئی فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جاے چنانچہ بموجب
حکم بادشاہ لشکر اسلام نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی دونون لشکرونمین تمام شب خوب تیاری جنگ ہوئی جب
صدمۂ بہادران مقتول مین گریبان سحر چاک ہوا دونون لشکر حسب معمول عرصۂ مصاف مین آئے اور درستی میدان
جنگ ہوئی بعد صف آرائی کے نقیبون نے لشکرونسے نکلکر میدان مین جاکر جوانان لشکر کو آمادہ حرب کیا جب نقیب میدان
رزم سے چلے گئے القاب عاد نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور پکارا اے جمہور جہانسوز
طرطوس تبرزن آ اور مجھ سے مقابلہ کر طرطوس تبرزن سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا
القاب عاد نے تیغہ گرانبار سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے تیغ کو سپر پر روکا اور خبردار ہوشیار کہکر تبر کو گردش دیکے سر
القاب عاد پر لگایا القاب عاد نے گھوڑا پیچھے ہٹایا تبر سر القاب عاد پر تو نہ پڑا لیکن سر مرکب القاب عاد پر گرا مرکب دو نیم ہوکر زمین
پر گرنے لگا القاب عاد فوراً زمین پر کودا ہیکلان نے دوسرا گھوڑا القاب عاد کے پاس بھیجا القاب عاد نے اتنی مہلت نپائی کہ
فرس پر سوار ہوتا شاہزادے نے دوبارہ چاہا تھا کہ تبر سے کام القاب عاد کا تمام کرے ہیکلان فوج لیکر چڑھا اور القاب عاد

کو دست شاہزادے سے بچا کر لشکر میں لیگیا ادھر سے بھی فوج جرّی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوا دیا جنگ مغلوبہ
ہوئی جب پہلوان لقاب عاد کو میدان کارزار سے لشکر میں لیگیا اُسیوقت دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ اور قیام گاہ
کیطرف روانہ ہوے اور قیام گاہ پر پہونچکر آسودہ اور راحت پذیر ہوے نوشیروان نے بارگاہ میں جاکر طبل جنگ
بجوایا لشکر اسلام میں بھی حکم سلطان سعد سے ملازموں نے نقارۂ رزمی بجایا شب بھر حسب دستور تیاری جنگ ہوئی
صبح کو موافق قاعدہ پھر دو دریاے لشکر سوے میدان مصاف رواں ہوے اور رزمگاہ میں پہونچکر صف آرا ہوے ہنوز
دونوں لشکروں سے کوئی دلیر میدان میں نہ نکلا تھا کہ سوار جرّی لباس نقاب مُنھ پر ڈالے ہوے سمت صحرا سے عیان
ہوا اور لشکر نوشیروان میں جاکر نوشیروان کے پایۂ تخت کو چوما بعد اسکے میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا لندھور نے
سوار جرّی لباس کو دیکھکر فریاد و فغان کی اور کہا اسی سوار نابکار نے میرے پارۂ جگر کو اسیر کیا ہے نہیں معلوم یہ کون جن ہے
لندھور تو مشغول آہ و بکا رہا لیکن جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن نے سلطان سعد سے اجازت لیکر اس سوار
جرّی لباس سے مقابلہ کیا باہم تیغ زنی مسقدہ ہوئی کہ وہ دن گذر گیا آفتاب غروب ہونے لگا اسوقت سوار جرّی لباس
نے نعرہ کر کے گرز گران سہارا شاہزادے نے اپنے گرز پر اسکے گرز کو روکا لیکن گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی شاہزادہ گھوڑے پر سے
کود کر زمین پر آیا اُس سوار نے آگے بڑھکر ایک ہاتھ سے تو کلہ گرز شاہزادے کو پکڑا اور دوسرا ہاتھ زنجیر شاہزادہ میں
ڈالکر زمین سے مثل گل اُٹھالیا اور گرفتار کر کے نوشیروان کے حوالے کیا نوشیروان نے طرطوس تبرزن کو منقلاے عاد
کے حوالے کیا اُسنے جس جگہ فرہاد دیلضری قید تھا وہیں طرطوس تبرزن کو بھی قید کیا طرطوس فرہاد دیلضری سے ملا
اور حال پوچھا فرہاد نے کیفیت گرفتار ہونیکی بیان کی پھر فرہاد نے حال اُسکی پوچھا جمہور تبرزن نے جو حال گذرا تھا بیان کیا
انکو تو ابھی قید میں رکھیے لیکن احوال دیگر سنیے جب سوار جرّی لباس طرطوس تبرزن کو اسیر کر چکا جسطرف سے آیا تھا
اُسیطرف وقت شام روانہ ہوگیا دونوں لشکر بھی میدان کارزار سے جانب فرودگاہ چلے گئے سلطان سعد کو ملال ہوا نوشیروان
خوش ہوا حمزہ صاحبقران نے بھی طرطوس تبرزن کو گرفتار ہوتے دیکھا غرض نوشیروان بعد گذرنے رات کے موافق معمول
قدیم سپاہ کثیر لیکر وقت سحر رزمگاہ میں آیا اور انتظار سوار جرّی لباس کا کرنے لگا ناگاہ سوار جرّی لباس بھی آیا اور سلطان سعد
حسب دستور قدیم جنگاہ میں آئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر کے سوار جرّی لباس لشکر نوشیروان سے نکلکر میدان میں آیا اور مبارز
طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی جرّی برائے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا مردمان
لشکر نے دیکھا کہ قلندر نقابدار مع چالیس ہزار سواران جرار کے چلا آتا ہے قلندر نقابدار نے لشکر اسلام میں آکر بادشاہ لشکر
اسلام سے اجازت مصاف لیکر اُس سوار جرّی لباس سے مقابلہ کیا تا دیر شمشیر زنی ہوئی آخر کار عنقریب شام سوار جرّی لباس نے
قلندر نقابدار کو مانند فرہاد دیلضری اور طرطوس تبرزن کے اسیر کیا اور حوالے نوشیروان کیا نوشیروان نے
منقلاے عاد کے سپرد کیا اُسنے اُسی زندان میں قلندر نقابدار کو بھی گرفتار کیا جس جگہ فرہاد خان دیلضری اور
طرطوس تبرزن قید تھے اسی طرح چند روز میں سوار جرّی لباس نے بہمن و بہرام وغیرہ اسّی سرداران لشکر اسلام
کو مقابلہ کر کے گرفتار کیا بوجہ خیال طول کے مفصل ہر ایک سردار کی لڑائی تحریر نہیں کی گئی جب سوار نقابدار جرّی لباس
نے اسّی سرداروں کو اسیر کیا سرداران لشکر اسلام از حد پریشان خاطر ہوے اور باہم کہنے لگے اس سوار نے ان
دلیروں کو مقابلہ کر کے ہنگام جنگ اسیر کیا ہو کہ جو یکتاے روزگار ہیں علاوہ سرداران لشکر اور سلطان سعد کے
خواجہ بھی نہایت پریشان خاطر ہوے آخر تاب ضبط نہ لاکر غم گرفتاری سرداران میں زار زار مثل ابر نوبہار روے بعد یکگھڑی
کے عمرو لشکر اسلام سے نکلکر ایک روز جانب لشکر نوشیروان چلے اور اثناء راہ میں شکل اپنی تبدیل کر کے خیمہ فتنہ دختر

فرمان شاہ کے قریب گئے دیکھا ایک عیار در خیمہ پر بیٹھا ہے خواجہ نے اُس سے کہا اے برادر ملکہ سے جاکر کہو کہ ایک شخص
داغ بدل مغموم و حزین آشفتہ خاطر پریشان حواس آیا ہے چاہتا ہے کہ حال دل بیتاب عرض کرے اُس عیار نے خواجہ کو
نہ پہچانا اور ایک کنیز سے حال خواجہ عمرو کہلا بھیجا کنیز نے جاکر دختر فرمان شاہ سے یہ گذارش کیا کہ اے ملکہ عالم ایک شخص
درحضور پر حاضر ہوا اور کچھ عرض کرنا چاہتا ہے دختر فرمان شاہ سمجھ گئی کہ عمرو آیا ہے فوراً رخ پر نقاب ڈالکر لباس مردانہ زیب تن کیے حکم دیا
کہ اُس شخص کو بلاؤ کنیز نے آکر کہا ملکہ تجکو طلب کرتی ہے جلد چل مراد تیری بر آئیگی جو کچھ نقد و جنس سے طلب کریگا ملکہ ہماری تجھے
عطا کرینگی فقیری تیری مبدل بہ امیری ہو جائیگی عمرو نے پوچھا جس شی کی مین خواہش کرونگا ملکہ تمھاری اس سے انکار نہ کریگی
کنیز کچھ سمجھ کے کہنے لگی اے شخص کیا بیہودہ بکتا ہے خاموش رہ اپنے مرتبے سے زیادہ کلام نکر اگر ملکہ سن لینگی تو سخت تجھکو سزا دینگی غرض
خواجہ اندر خیمے کے گئے فتنہ نے دیکھتے ہی خواجہ کو پہچان لیا اور کہا اے خواجہ عمرو آج کیون آئے کیا سبب تھا ہوا یہ کہکر
خواجہ کو بٹھایا خواجہ نے پہلے تو کہا اے ملکہ تمھارے اشتیاق دید مین میرا یہ ناک تک ناہموا پھر اشک آنکھو نمین بھرکر بیان کیا اے ملکہ
مین آجکل از حد پریشان ہون کچھ میری سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ سوار حریری لباس کون ہے نہین معلوم کوئی بلا ہے یا آسیب ہے اتنے
سرداران نامی و نامدار سے اپنے مقابلہ کرکے اُنھین اسیر کیا ہے اگر کچھ تمکو اسکا احوال معلوم ہو تو بیان کرو فتنہ نے جواب دیا
مجھکو احوال سوار حریری پیرہن سے مطلق آگاہی نہین ہے اگر مجھکو اسکا احوال معلوم ہوتا تو بیان کردیتی ہرگز نہ چھپاتی خواجہ
عمرو یہ تقریر فتنہ کی سُنکے خاموش ہوئے فتنہ نے مسکرا کر کہا تم تو شاہ عیاران مشہور ہو آج تک احوال تمنے سوار حریری لباس کا
دریافت نہین کیا اور کوئی عیاری اسیر نہین کی خواجہ نے جواب دیا اے ملکہ کیا عیاری کرون حواس میرے درست نہین ہین
غم اسیری سرداران لشکر مین مبتلا ہون دختر فرمان شاہ نے کہا اگر تدبیر بن پڑی تو مین احوال سوار حریری لباس کا دریافت
کرونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی خواجہ عمرو تھوڑی دیر تک مغموم بیٹھے رہے بعد ازان خیمہ فتنہ سے نکلکر آگے بڑھے
اور قطع راہ کرکے لشکر اسلام مین گئے جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہر کارے جو امر جاسوسی پر مقرر
تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین گئے اور بعد لوازم دعا و ثنا کے شہریار اسلام سے عرض کرنے لگے
کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ وہ
ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجایا جائے بموجب حکم سلطان سعد ملازمون نے نقارہ رزمی بجایا شب بھر تیاری
جنگ ہوئی صبح دو طرف سے نوشیروان سپاہ وافر لیکر میدان مین آیا اُسطرف سے سلطان سعد کل لشکر کو ہمراہ لیکر میدان کارزار
مین گئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر ابھی کوئی دلیر کسی جانب سے میدان مین نہ نکلا تھا کہ سوار حریری پوشاک جانب دشت سے آیا
اور نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا علمشاہ نے سلطان سعد
سے اجازت جنگ لیکر اُس سے مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار سوار حریری لباس نے خبردار کہکر ہنگام شام چلو لب پنے ہاکر
سر پر تلوار لگائی علمشاہ نے سپر اُٹھائی گھوڑے نے سکندری کھائی علمشاہ جب تک فرس کو سنبھالے تلوار سپر پر جو
پڑی کاسہ سر مین جدا آئی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر خون سر سے جاری ہوا علمشاہ نے زخمی
عالم خودداری مین تلوار اُسکے سر پر بھی لگائی مگر قوت دست و پا زائل ہوگئی سوار حریری لباس نے بالا دست تلوار کی دیکھکر
بند دست پر ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا آخر پشت زین سے علمشاہ کو اُٹھاکر اور گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے
کیا نوشیروان نے خوش ہوکر طبل باز گشت بجوایا اہل اسلام مغموم و ناکام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام میدان نبرد سے جانب
فرودگاہ لشکر چلے گئے سوار حریری لباس بھی نوشیروان سے رخصت ہوکر سوے دشت چلا نوشیروان اپنی بارگاہ کی
جانب بہزار خوشی روانہ ہوا حمزہ صاحبقران علمشاہ کو قید دیکھکر گریان ہوے اُسیوقت ایک سوار نقابدار

لشکر نوشیروان سے نکلکر سوار چرمی لباس کے پیچھے پیچھے چلا جب سوار چرمی لباس صحرا مین پہونچا گھوڑونکے سمونکی
آواز سنکر پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگا اور اُس سوار سے کہا کہ او اجل رسیدہ کیون میرے ساتھ آتا ہو جا چلا جا ورنہ تجھکو قتل کرونگا
اُس سوار نے کہنا اُسکا نہ مانا جب سوار چرمی لباس آگے بڑھا یہ سوار بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا سوار چرمی لباس برہم ہوکر
تیغہ کھینچکر حملہ آور ہوا اُس سوار نے سپر اُٹھا کر عمداً خود اپنے سر سے گرا دیا اور بند نقاب توڑ ڈالے گیسوے مشکین پریشان
ہوے چہرہ بے نقاب ہوا سوار چرمی لباس ہاتھ روک کر کہنے لگا او نازنین مہجبین غضب ہوتا اگر تو میرے ہاتھ سے قتل ہو جاتی
مجھکو نہ معلوم تھا کہ تو عورت ہو ورنہ مین تلوار تجھپر کبھی نہ اُٹھاتا خیر اب میری خطا کو عفو کر مجھکو اپنا فرمانبردار اور جان نثار تصور کر
میرا مقام قیام یہان سے نزدیک ہو وہان چلکر شراب و کباب کا شغل کر آرزوے دلی میری بر لا مجھکو اپنا عاشق صادق سمجھ غرض ایسے
کلمات کہکر سوار چرمی لباس زن مذکورہ کو سحر مین گرفتار کرکے اپنے مقام خیام پر لیگیا زن خوبروے مسطور نے دیکھا کہ ایک
خیمہ صحرا مین استادہ ہو کچھ اسباب ضروری بھی موجود ہو اور چند شخص سیاہ فام کریہ منظر ملازم سوار چرمی لباس کے بھی موجود ہین
سوار چرمی لباس نے اپنے ملازمونکو بیرون خیمہ کرکے اس زن خوش جمال کو مقام صدر پر بٹھایا اور کہا اب تو مجھکو اپنا فرمانبردار
خیال کر مین نے سوا تیرے کسی سے خوشامد نہین کی ہو مین بڑے بڑے دلیرون و شجاعون سے نہین ڈرتا میرا نام افسوس جادو
ہو بیٹا وردہ کا ہون فن سحر و ساحری مین کامل ہون اہل اسلام سے عناد قلبی رکھتا ہون تو نے سُنا ہوگا کہ مین نے بزور سحر
سرداران لشکر حمزہ کو اور بیٹون حمزہ کو ہنگام مقابلہ اسیر کیا ہو مین جسکو چاہون بزور سحر گرفتار کرلون کوہ کو کاہ بنا دون
فیل کو قوت مین مثل مور ناتوان یا مانند پشہ کر دون بس تو میرے کہنے کو سچ جانکر جو کہون اُسپر عمل کر یعنی وصل میرا قبول کر
مراد دلی میری بر لا اور اپنے نام و نسب سے آگاہ کر اس زن خوبرو نے گریان ہوکر کہا ای افسوس جادو نام میرا فتنہ
ہو مین بیٹی فرمان شاہ کی ہون واسطے شکار کے سوے صحرا جاتی تھی تم مجھکو اپنے ہمراہ یہان لے آئے تمھارے سحر کو انکار
کرنے سے مین تمھارے ساتھ چلی آئی اب مجھکو جانے دو خواہان میری آبرو لینے کے نہو یہ امر نہایت دشوار ہو اگر تمھارا کہنا
نہ مانونگی میرے والد نہایت صاحب غیرت ہین یہ حال سُنکے مجھسے ناخوش ہونگے یقین ہو کہ مجھکو مار ڈالینگے یہ کہکر فتنہ
اور زیادہ رونے لگی اور قصد اُٹھنے کا کیا لیکن اُٹھا نہ گیا کہ سحر مین مبتلا تھی دست و پا بیکار تھے افسوس جادو نے کہا او ملکہ مین
تمسے ابھی کہہ چکا ہون کہ مین ساحر زبردست ہون تم میرے وصل سے بیکار انکار کرتی ہو اگر مین ایک اسم سحر پڑھون تو تم مجھپر
عاشق ہو جاؤ بے اختیار ہوکر مجھسے لپٹ جاؤ خود اپنی زبان سے آرزوے وصل بیان کرو لیکن مین بجبر و ظلم و زور سحر تمسے ہمبستری
نہین چاہتا ملکہ نے جواب دیا تم مجھے اسوقت جانے دو مین اپنے باپ سے تمھارا حال کہونگی اگر وہ منظور کرینگے تو مین تمھارے پاس
چلی آؤنگی اسوقت تمنے مجھپر سحر کیا ہو دست و پا میرے بیحس و حرکت ہین سحر اپنا مجھپر سے اُتار لو مجھے جانے دو افسوس جادو نے کہا
ای دلربا تم کیون جاؤ تکلیف گوارا کرو مین خود ابھی جاتا ہون اور تمھارے باپ سے تمھارے بارے مین کہکر اجازت لیے آتا ہون بلکہ
اقرار نامہ مُہری اُنکا لاتا ہون تمھین دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ ملکہ سے ہوشیار رہنا خبردار اُسکے پاس
نجانا اُلکو تمسے کچھ کہے ہرگز پذیرا نہ کرنا یہ کہکر ملکہ کو خیمے مین چھوڑ کر مرکب پر سوار ہوا اور اثناے راہ مین مضمون سوچکر ایک جگہ
ٹھہر کر ایک رقعہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای فرمان شاہ آگاہ ہو کہ مین تمھاری دختر پر عاشق ہو گیا ہون اور اپنے خیمے
مین اُسے لے گیا ہون تم ایک اقرار نامہ مُہری اپنا اس مضمون کا لکھدو کہ مین نے اپنی دختر برضا و رغبت افسوس جادو
کے حوالے کی اُسکو اختیار ہو جو چاہے کرے جب رقعہ لکھ چکا مرکب پر سوار ہوکر سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوا یہان
خواجہ عمرو کو کچھ اسکی خبر نہ تھی کہ فتنہ براے دریافت حال عقب سوار چرمی لباس گئی ہو اور سحر مین اُسکے گرفتار
ہو خیمے مین اسکے بیحس و حرکت بیٹھی ہو خواجہ عمرو گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا اپنے خیمے مین محزون و ملول

بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ صداے طبل ونقارہ دہل لشکر نوشیروان مین بلند ہوئی خواجہ نے آواز نقارہ و دہل سُنکے خیال کیا
کہ اسوقت لشکر نوشیروان مین شاید کوئی پہلوان یا بادشاہ جلیل آیا ہو اُسکے آنیکی خوشی مین یہ نقارے وغیرہ بجتے ہین ذرا
چلکر دیکھنا چاہیے کہ کون آیا ہو کیا واقعہ ہی یہ خیال کرکے شکل اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر نوشیروان چلے اور بہ عجلت
قطع راہ کرکے لشکر نوشیروان مین گئے دیکھا ایک شخص مسن کہ ریش اُسکی درازہی بالاے تخت فیل پہ بیٹھا ہی اور بہت سے
آدمی اُسکے ہمراہ ہین خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہی نام اِسکا کیا ہی اُسنے بیان کیا یہ بندۂ مقبول خداوند
لات و منات ہین نام انکا وجدان ریاضت کش ہی صاحب اختیار ہین انھین کے تشریف لانے سے نقارہ ہاے
خوشی بجتے ہین ابھی وہ شخص خواجہ عمرو سے بیان کر ہی رہا تھا کہ پاس وجدان ریاضت کش کے بڑے بڑے
سردار نامی آکر کہنے لگے حضور فیل سے اُترکر بارگاہ شہنشاہ مین تشریف لیچلین شہنشاہ آپکی ملاقات کے ازحد
مشتاق ہین وجدان ریاضت کش فیل سے اُترکر بارگاہ مین گیا سب سردار اور امراو غیرہ براے تعظیم اُٹھے
نوشیروان بھی کسی قدر براے تعظیم اُٹھا وجدان ریاضت کش قریب تر نوشیروان کے بیٹھا خواجہ عمرو بھی بشکل
خدمتگار داخل بارگاہ ہوئے اور ایک جانب کھڑے ہو رہے وجدان ریاضت کش نے بعد تھوڑی دیر کے
نوشیروان اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اسوقت تم مین سے جو کوئی جو قسم میوہ سے کہے مین ابھی منگادون
ثمر ریاضت اپنا دکھادون نوشیروان نے کہا اسوقت میرا دل چاہتا ہی کہ سیب کھاؤن ہیکلان عاد نے کہا مین
انار کھاؤن گا منگوا دیجیے فرامرز بن قارن نے کہا میرا دل چاہتا ہو کہ خربزہ کھاؤن اسیطرح ہر ایک شخص نے جدا جدا
ایک ایک میوہ و ثمر طلب کیا وجدان ریاضت کش نے ہر ایک کو بموجب اُسکی خواہش کے اپنے زیر دامن سے ہر ایک
چیز نکالکر دی نوشیروان کو سیب تازہ دیا نوشیروان نے سیب کو نوش کیا اسیطرح ہر ایک شخص کو قسم میوہ وغیرہ سے
دیا اور سب نے کھایا ہر ایک شخص نے اُسکے کمال کی تعریف کی نوشیروان نے بھی اُسکی مدح کی خواجہ عمرو جو بصورت
خدمتگار کھڑے تھے یہ کیفیت دیکھکر اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ وجدان ریاضت کش یا تو ساحر ہی یا اُسکے
قبضے مین کوئی مؤکل ہو کہ بذریعہ اُسکے اشیاے مطلوب ہر ایک شخص کو یہ منگا دیتا ہو بہر نوع مکار ہی خواجہ ابھی یہ خیال
کر رہے تھے کہ وجدان ریاضت کش نے خواجہ عمرو کیطرف دیکھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا دیکھو یہ خدمتگار
جو کھڑا ہی یہ عمرو ہی اسے گرفتار کرو اہل دربار بہ اسکے گرفتاری خواجہ اُٹھے اور شور و غل کرکے جانب خواجہ بڑھے خواجہ
بصد چالاکی بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام جست و خیز کرکے روانہ ہوئے اور لشکر مین پہونچے اسی اثنا مین سوار
چرمی لباس پیدا ہوا ہیکلان عاد نے سوار مذکور کو دیکھکر وجدان ریاضت کش سے کہا دیکھیے سوار قدرت
لات و منات یہی ہی اسی نے فرہاد اور طرطوس تبر زن اور بہرام بہمن اور علمشاہ وغیرہ سرداران لشکر اسلام
اور سپلان حمزہ کو وقت مقابلہ اسیر و گرفتار کیا ہی وہ سب لشکر شہنشاہ مین قید ہین وجدان ریاضت کش نے
داڑھی پر ہاتھ پھیرکر اور مسکراکر کہا یہ افسوس جادو ہی اسکے باپ کا نام وردہ ہی سوار قدرت لات و منات
نہین ہی ابھی وجدان ریاضت کش یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سوار چرمی لباس مرکب سے اُترکر بارگاہ مین آیا اور نوشیروان
اور وجدان ریاضت کش کو سلام کرکے وہ رقعہ جو لکھا تھا وجدان ریاضت کش کو دیا اُسنے رقعہ کی عبارت
پڑھی اور مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر اہل دربار سے پوچھنے لگا فرمان شاہ کس کا نام ہی چونکہ فرمان شاہ دربار مین
موجود تھا بولا فرمان شاہ میرا نام ہی وجدان ریاضت کش نے کہا تیری دختر پر افسوس جادو فریفتہ ہوا ہی
اور اُسکو اپنے خیمے مین لے گیا ہی اب افسوس جادو چاہتا ہی کہ تم ایک کاغذ بطور اقرار نامے کے اِس

مضمون کا لکھدو کہ مین نے بخوشی اپنی دختر افسوس جادو کو زوجیت مین دیدی اور اُس کاغذ پر مُہر کردو اور میرے نزدیک
یہ امر اچھا ہی افسوس جادو نے کارہاے نمایان کیے ہین اِسکی خوشی کرو یہ تمسے نیکی کریگا اور اہل اسلام کا خاتمہ کردیگا
سب کو گرفتار کرکے شہنشاہ نوشیروان کے حوالے کردیگا اپنے عزیزون کے خون کا انتقام اہل اسلام سے لیگا کیونکہ
حمزہ صاحبقران نے اُسکے عزیزونکو قتل کیا ہو فرمان شاہ نے کہا مجھکو آپکے فرمانے سے انکار نہین ہو آپکی خوشی مجھے
منظور ہی یہ کہکر اُسی مضمون کا ایک اقرارنامہ لکھکر اُسپر اپنی مہر کردی اور بوجدان ریاضت کش کو وہ کاغذ دیدیا
بوجدان ریاضت کش نے وہ اقرارنامہ افسوس جادو کو دیا اُسنے کہا اہل دربار اسپر اپنی گواہی کرین اور اپنی
مہر یا دستخط کرین چنانچہ اکثر اہل دربار نے اُس اقرارنامے پر گواہی کی اور مہر کردی بعد ازان سوار حریری لباس وہ کاغذ
لیکر نوشیروان اور بوجدان ریاضت کش سے رخصت ہوکر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہوا اور جانب صحرا
چلا چونکہ دربار نوشیروان مین شیر جنگ عیار بھی بشکل مبدل کھڑا تھا اُسنے تمام احوال سُنا جب سوار حریری لباس
بارگاہ سے نکلکر چلا یہ بھی بارگاہ نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا تو خواجہ عمرو سے
یہ تمام حال بیان کیا خواجہ اول تو گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا تھے دوسرے یہ احوال جو سُنا از حد ملال
ہوا اور اُسی وقت اپنے خیمے سے نکلکر اس خیال سے سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوے کہ اگر سوار حریری لباس ملجاے
تو اُسکو کسی نہ کسی عیاری سے ہلاک کرون غرض خواجہ عمرو قریب نصف شب لشکر نوشیروان مین پہونچے وہان
جاکر معلوم ہوا کہ نوشیروان نے طبل جنگ بجاکر دربار برخاست کیا اور سوار حریری لباس چلا گیا عمرو کو سوار
مذکور کے نہ ملنے سے بدرجہ کمال صدمہ ہوا آخر خواجہ بشکل مبدل در خیمہ فتنہ پہنچے اور دایہ فتنہ کو بلاکر اُس سے
تمام احوال بیان کیا وہ یہ احوال سنکر اشکبار ہوئی خواجہ نے کہا اے دایہ آگاہ ہو کہ مین عمرو ہون آج تو سوار حریری لباس
چلا گیا اگر کل آئیگا تو مین اُسے ہلاک کرونگا اور اپنی محبوبہ کو اُسکے شر سے بچاؤنگا یہ کہکر خواجہ اُسوقت لشکر اسلام مین آگئے
کہ نقارہ رزمی حکم سلطان سعد سے بجایا جاتا تھا ادھر سوار حریری لباس اپنے خیمے مین پہونچا ملکہ فتنہ سے کہنے لگا
لو دیکھو یہ کاغذ تمھارے باپ نے لکھدیا ہی اور مہر اپنی کردی ہی اب تم اپنے باپ کے خوف کا بہانہ نکرو ملکہ نے وہ
کاغذ دیکھکر جواب دیا اے افسوس جادو اگرچہ میرے باپ نے یہ کاغذ لکھدیا ہی مگر مجھکو تمھارا وصل منظور نہین
ہی اگر اور کسیطرح کا قصد کروگے تو اپنے تئین مین ہلاک کرونگی تمکو لازم ہی کہ چندے صبر کرو مجھپر جبر نکرو افسوس نے
گفتگوے فتنہ سنکے خیال کیا کہ اے افسوس جادو جلدی اس امر مین نکرو مبادا ملکہ کسی طرح اپنے تئین ہلاک
کرڈالے تو اچھا نہوگا اب یہ تیرے قبضے مین ہی کہان جائیگی دو چار روز مین راضی ہی ہو جائیگی یہ خیال کرکے
افسوس جادو نے ملکہ پر جبر نہ کیا اور علٰحدہ جاکر سو رہا ہنگام سحر ملکہ کو اکل و شرب سے سیر و سیراب کرکے
اور پھر اپنے سحر مین مبتلا کرکے چند ملازمونکو بہر حفاظت چھوڑکر اور ایک ملازم کو اپنے ہمراہ لیکر مرکب پر سوار
ہوا اور راہ طی کرکے اُسوقت میدان کارزار مین آیا کہ ایک طرف لشکر اسلام صف آرا تھا اور دوسری جانب
لشکر نوشیروان صف آرا تھا اور نوشیروان سوے صحرا دمبدم دیکھ رہا تھا جب سوار حریری پیرہن لشکر نوشیروان
مین داخل ہوا نوشیروان اُسکے آنے سے خوش ہوا اہل اسلام سوار حریری لباس کو دیکھکر باہم کہنے لگے دیکھو یہ سوار
نابکار آج پھر آیا دیکھیے آج کسکو گرفتار کرکے لیجاتا ہی ابھی اہل اسلام باہم یہ کلام کر رہے تھے کہ سوار حریری پوشاک نوشیروان
سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا کرب غازی نے سلطان سعد سے اجازت حرب
لیکر ایک عربی مرکب پر سوار ہوکر اُس سے مقابلہ کیا باہم تیغ زنی خوب ہوئی پہر دن باقی تھا کہ سوار حریری لباس

نے غضبناک ہوکر پائے فرس کرب پر تلوار لگائی پاؤن گھوڑے کے قلم ہوے کرب گھوڑے پر سے کود کر پا لائے زمین
ہوا چاہتا تھا کہ اُسکے بھی گھوڑے کو ضرب شمشیر سے ہلاک کرے ناگاہ سوار حریری لباس نے لب ہلاکے کوئی افسون
پڑھا دست و پائے کرب کے بیکار ہوے قوت زائل ہو گئی سوار حریری لباس نے نعرہ کرکے زنجیر کمر کرب غازی مین ہاتھ
ڈالکر زمین سے اُٹھا لیا اور طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کیا نوشیروان ازحد خوش ہوا اہل
اسلام کو غم ہوا حمزۂ صاحبقران نے عقابین پر سے کرب کو بھی گرفتار ہوتے دیکھا غرض جب کرب غازی گرفتار
ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام محزون و غمگین جنگاہ سے لشکر لیکر سوے فرودگاہ سپاہ
روانہ ہوے اور رہ طے کرکے داخل بارگاہ ہوے سرداران لشکر اور سواران فوج بھی مرکبون سے اُتر اُتر کر بارگاہ و
خیام مین گئے اِدھر نوشیروان نے منقلاے عاد کو بلایا اور کرب کو اُسکے حوالے کیا اسنے جہان سب سرداران
لشکر قید تھے کرب کو لیجاکر وہین قید کیا پھر نوشیروان رزمگاہ سے اپنی بارگاہ مین گیا سوار حریری لباس وقت
غروب آفتاب نوشیروان سے رخصت ہوکر سوے صحرا چلا خواجہ نے جو دیکھا کہ سوار حریری لباس جاتا ہے خواجہ
شکل بدلکر پیچھے پیچھے اسکے اس خیال سے روانہ ہوے کہ اثناے راہ مین کوئی عیاری کرکے اُسکو ہلاک کرون گا
لیکن برعکس خیال خواجہ واقعہ گذرا یعنی سوار حریری لباس نے پیچھے مڑکر خواجہ سے پوچھا تو کیون میرے ساتھ آتا ہے
کیا تو عمرو عیار ہے خواجہ نے جواب دیا مین تو عمرو عیار نہین ہون ایک مرد دہقانی ہون اپنے گانو مین محنت و مشقت
سے بسر کرتا ہون ہرچند خواجہ نے اپنا نام نہ بتایا لیکن افسوس جادو کو جو شبہہ ہوا فوراً خواجہ پر سحر کیا عمرو کے دست و
پا بیکار ہوگئے حس و حرکت باقی نرہی علاوہ اسکے بوجہ سحر کے خواجہ نے بے اختیار ہوکر کہا اے افسوس جادو مین ہی
عمرو ہون سوار حریری لباس نے برہم ہوکر اُس شخص سے کہ جس کو اپنے ہمراہ لایا تھا اور نام اُسکا گلہر عیار تھا کہا کہ اے
گلہر عیار خواجہ عمرو کو بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا اُٹھاکر لشکر نوشیروان مین لیجا اور وجدان ریاضت کش
اور بختک کے حوالے کرکے جلد چلا آ مین آگے چلتا ہون گلہر عیار نے فوراً حباب بیہوشی مارکر خواجہ کو بیہوش کیا
سوار حریری لباس سحر اپنا خواجہ پر سے اُتار کر اپنے مقام قیام کیطرف روانہ ہوا ادھر گلہر عیار چادر عیاری مین
خواجہ کو باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر جانب لشکر نوشیروان چلا ابھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے ایک جوان
قوی ہیکل سیاہ فام پیدا ہوا اُسنے گلہر عیار کے قریب آکر پوچھا اے برادر سچ کہو اس پشتارے مین کیا ہے اُسنے کہا پہلے تم یہ
بتاؤ کہ لات پرست ہو یا مسلمان ہو جوان سیاہ فام نے جواب دیا جو تمھارا دین ہے وہی اپنا بھی مذہب ہے گلہر عیار نے خوش
ہوکر کہا اب تم سے چھپانا بیکار ہے کیونکہ تم ہمارے ہم مذہب ہو اور دوست ہو اس پشتارے مین مین نے خواجہ عمرو
کو بیہوش کرکے بحکم افسوس جادو باندھا ہے اور اب خواجہ عمرو کو لشکر نوشیروان مین لیے جاتا ہون بختک کے
حوالے کرکے اپنے مالک افسوس جادو کے پاس چلا جاؤنگا جوان سیاہ فام مذکور نے یہ سنکر اور خوش ہوکر کہا اے
برادر کیا خبر خوش تم نے سنائی ہے کہ دل میرا ازحد شاد ہوا خوب ہوا کہ عمرو کو تم نے گرفتار کیا آؤ ذرا گلے تو مل لو کہ اسوقت
نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے اور ذرا اپنے ہاتھ آگے بڑھاؤ کہ مین تمھارے ہاتھ چومون یہ کہکر جوان سیاہ فام آگے
بڑھا گلہر نے خیال کیا کہ یہ میرے ہاتھ چومے گا اور معانقہ کریگا لیکن جوان سیاہ فام نے لپٹ کر زور سے اُس کا گلا
دبایا اور زمین پر پٹک کر اُسکے سینے پر سوار ہوا ہرچند وہ کہا کیا کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو تم تو ہم مذہب ہو کیون مجھکو
قتل کرتے ہو لیکن جوان سیاہ فام نے یہ نعرہ کرکے کہ منم مہتر قران خنجر سے سر اُسکا کاٹ لیا پھر پشتارہ کھولکر خواجہ عمرو کو
ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ خوش ہوئے بعد ہوشیار ہونے عمرو کے مہتر قران نے کہا اُستاد

اب آپ لشکر اسلام مین جائیے مین افسوس جادو کی فکر مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو سر اُسکا اسی خنجر سے
کاٹ کر لاتا ہون عمرو نے کہا اچھا جاؤ مہتر قران جانب صحرا روانہ ہوا خواجہ عمرو نے گلہر عیار کی کسوت عیاری اور
کپڑے اُسکے اُتار کر نذر زنبیل کیے اور ایک پرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھ دی بعد اُسکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے
اور راہ طے کر کے لشکر مین پہونچے خواجہ تو اپنے خیمے مین جا کر بیٹھے لیکن اب حال سوار چرمی لباس کا لکھا جاتا ہی کہ
جب وہ نابکار اپنے خیمے مین پہونچا تو بعد تناول طعام چند جام شراب ناب پی کر ملکہ فتنہ کے قریب گیا اور کہنے لگا کہ
اے دلربا آج تو میری تمناے دلی بر لا میری آغوش مین آ یارا ے صبر نہین ہی پہلو مین دل بیقرار ہی اب انکار کرنا دل
سے بیکار ہی تمھارے باپ نے تمھین مجھے بخوشی دیدیا ہی ملکہ نے جواب دیا اے افسوس جادو دیکھو مجھے ہاتھ نہ لگانا
ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرونگی جاؤ اپنے تخت پر سو رہو افسوس جادو گفتگوے ملکہ سُنکے خیال کرنے لگا کہ
اپنے معشوق کو رنجیدہ کرنا اچھا نہین ہی یہ خیال کر کے تخت پر جا کر بیٹھا اور دو تین جام شراب اور پیے جب
خوب نشہ ہوا جھومنے لگا اور پھر عالم نشے مین طالب وصل ہوا ملکہ فتنہ نے پھر انکار کیا افسوس جادو ملکہ فتنہ
سے باتین کر رہا تھا کہ مہتر قران نے قریب خیمہ پہونچکر تمام باتین سُنین اُسوقت مہتر قران نے پس پشت خیمہ جا کر
ایک گوشے مین بیٹھکر نقب لگانی شروع کی یہانتک کہ زیر تخت افسوس جادو پہونچکر نقب سے نکلکر زیر تخت
قیام گزین ہوا اُسدم ملکہ فتنہ واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہی تھی کہ ناگاہ فتنہ نے مہتر قران کو زیر تخت دیکھکر
خوش ہو کر کہا اے دلیر جلد سر جدا کر مجھکو رہا کر افسوس جادو نے پوچھا اے ملکہ تم کس سے باتین کرتی ہو کون آیا ہی
ملکہ نے جواب دیا کوئی بھی نہین آیا ہی مین تجھسے کہتی ہون کہ میرے سر کو تن سے جدا کر دو مجھے قید غم سے رہا کرو افسوس جادو
یہ سُنکے کہنے لگا مین تیرا فریفتہ ہون بھلا مین تمھین قتل کرونگا یہ مجھسے ہرگز نہوگا یہ کہکر تخت پر لیٹا شراب جو زیادہ پی
تھی کثرت نشے سے آنکھین بند ہو گئین مہتر قران نے خیال کیا کب تک زیر تخت نہان رہوگے مناسب یہی ہی
کہ اب کام اس نابکار کا تمام کرو یہ خیال کر کے زیر تخت سے نکلکر فوراً سینہ افسوس جادو پر سوار ہوا ایک ہاتھ
سے گلا زور سے دبایا تاکہ سحر نہ کر سکے اور دوسرے ہاتھ سے خنجر چہار دہ من کا کمر سے کھینچا افسوس جادو نے
اُسوقت آنکھ کھولی دیکھا سینے پر مہتر قران سوار ہی اور سر پر قضا ہی یہ حال دیکھکر افسوس جادو نے آہ سرد کھینچ کے
افسوس کیا ادھر مہتر قران نے اُسی خنجر سے سر اُسکا تن سے جدا کیا خیمے مین باوجود روشنی کے تاریکی ہو گئی پیر مُغ اُسکے
سحر کے فریاد و فغان کرنے لگے آندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردم
و جان دادم و مطلب خود نرسیدم حیف مارا مجھکو اور قتل کیا مجھکو کہ نام میرا افسوس جادو تھا جسوقت مہتر
قران نے افسوس جادو کو قتل کیا ملازم اُسکے ہوشیار ہوے اور پردے قتل مہتر قران اور بہر دریافت حال
خیمۂ افسوس جادو کیطرف چلے اُسوقت مہتر قران نے ملکہ فتنہ سے کہا کہ میرے ہمراہ اس نقب کی راہ سے
نکل چلو فتنہ کے دست و پا قابو مین تو آ گئے تھے افسوس جادو کے قتل ہونے سے سحر اُسکا اتر گیا تھا اور اُراہ نقب
سے ہمراہ مہتر قران کے پس پشت خیمہ جا کر پہونچی اور نقب سے نکلکر ہمراہ قران کے سوے لشکر نوشیروان روانہ
ہوئی وہان ملازمان افسوس جادو خیمے مین جو گئے دیکھا لاشہ افسوس جادو کا پڑا ہی تن پر سر بھی نہین ہی ملازم
یہ حال دیکھکر رونے لگے اور باہم کہنے لگے نہین معلوم کسنے ہمارے مالک کو قتل کیا ہمنے اُسے جاتے بھی نہین دیکھا
ہاے افسوس کوئی افسوس جادو کا سر تن سے کاٹ کر لیگیا ملازمان افسوس جادو کو تو مشغول آہ و بکا
و گریہ و زاری مین چھوڑیے مگر اب حال مہتر قران اور ملکہ فتنہ کا سُنیے کہ جب خیمۂ افسوس جادو سے

ملکہ فتنہ نے نکلکر ہمراہ مہترقران رہ نوردی اختیار کی اثنائے راہ مین ملکہ فتنہ نے کہا اے مہترقران تمنے مجھپر احسان
کیا افسوس جادو کے پنجے سے مجھے چھڑایا مہترقران نے کہا اے اُستانی یہ کیا کہتی ہو مین نے کیا ایسا کام کیا ہے جسکے
شکریہ مین تم ایسے کلمات زبان پر جاری کرتی ہو ہمنے تو تمہاری کوئی خدمت ابھی تک اچھی طرح سے نہین کی ہے تمہارا ہمپر
حق ہے کیونکہ ہمارے اُستاد کی مطلوبہ اور محبوبہ ہو خدا وہ دن دکھائے کہ تم ہمارے اُستاد کی زوجہ مشہور ہو ملکہ
فتنہ نے کہا ایسی واہیات باتین نہ کرو مین تمہارے اُستاد کی نہ تو محبوبہ ہون نہ جورو ہون مجھے اُنسے کچھ طلب
نہین غرض اسیطرح کی باہم باتین کرتے ہوے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے انشاء اللہ آئندہ حال اُنکا لکھا جائیگا

داستان رہا ہونا فرامرز مغربی کا اور قتل ہونا زرقہر جادو دختر فولاد مغربی کا بیان کیا جاتا ہے

راویان سحر بیان اس داستان کو یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب فولاد مغربی مارا گیا تھا اُسکی دختر
زرقہر جادو نے یہ حال سُنا تھا نہایت مغموم ہوئی تھی چونکہ اُسنے ساحرون سے سحر یاد کیے تھے اور ہمیشہ ایک
باغ مین جو درمیان ایک صحرا کے واقع تھا رہتی تھی اور سحر و ساحری مین مشغول و مصروف رہتی تھی ایک روز
اُسنے بزور سحر دریافت کیا کہ فرامرز مغربی پشنگ عاد سے صحرا مین مقابلہ کر رہا ہے یہ دریافت کرکے فوراً اپنے
باغ مین ایک جگہ بیٹھکر تھوڑی زمین خون خوک سے لیپ کر اگیاری گوگل وغیرہ آگ پر ڈالا تھا اور سحر پڑھنا
شروع کیا تھا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی تھی اور ایک ایسا شخص کریہ منظر کہ جسکی صورت دیکھکر خبیث
ڈرکر بھاگ جائین ظاہر ہوا تھا اور پکارا تھا کہ اے زرقہر جادو بیان کرو اسوقت تمنے مجھے کیون طلب کیا ہے
زرقہر نے کہا اے خونریز خوک پیکر فرامرز مغربی اور اُسکی خواہر ملکہ آذر ملک نے میرے پدر کو قتل کیا ہے آذر ملک
سے تو میرا انتقام ہو نگی لیکن اسوقت تم جاکر فرامرز مغربی کو میرے پاس لے آؤ وہ فلان صحرا مین پشنگ عاد
سے لڑ رہا ہے خونریز خوک پیکر یہ سُنکے غائب ہوگیا تھا اور اُس صحرا مین جاکر تخیہ بنکر گرا تھا اور فرامرز مغربی کو اٹھا لیگیا
تھا اور زرقہر جادو کے حوالے کرکے چلا گیا تھا زرقہر نے بعد قہر فرامرز کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے قید کیا تھا
ایک روز زرقہر نے اپنے ملازمون سے کہا کہ فرامرز کو میرے پاس لے آؤ مین اُسے قتل کرون جب ملازم اُسکے
فرامرز کو لائے زرقہر فرامرز کے حسن وجمال پر نظر کرکے فرامرز پر عاشق ہوگئی اور قتل کرنے سے باز رہی لیکن
رہا نہ کیا اور کہا اے فرامرز اگر تو مجھسے ہم بستر ہو تو مین تجھکو رہا کرون فرامرز نے دشنام دیکر جواب دیا کہ تو ساحرہ ہے
اور بیدین ہے جبتک ہمارے دین کو اختیار نہ کریگی اُسوقت تک تیری آرزو بر نہ آئیگی زرقہر یہ سُنکے برہم ہوئی
قتل تو نہ کیا لیکن اپنے ملازمون سے کہا اُسکو لیجاؤ اُس چاہ تاریک مین قید کرو ملازمون نے بموجب حکم قید کیا بعد دو
روز کے زرقہر جادو نے پھر فرامرز کو چاہ سے نکلوا کر کہا کہ اے فرامرز مغربی تجھے ایسی نازنین کے وصل سے کیون انکار
کرتا ہے فرامرز نے پھر وہی جواب دیا کہ تو ساحرہ ہے ابھی زرقہر اور فرامرز مین باہم گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک سوداگر
مسمے خواجہ محراب اُس دشت سے گذرا اُسنے جو سُنا کہ اس باغ مین دختر فولاد رہتی ہے بخیال فروخت اسباب در باغ
پر آیا اور دربانون سے کہا ملکہ سے کہدو کہ ایک تاجر آیا ہے مال و اسباب تحفہ و نادر لایا ہے چاہتا ہے کہ حضور اسباب
ہر قسم کا ملاحظہ فرمائین ملازمون نے سوداگر مذکور کے آنے سے زرقہر کو اطلاع دی زرقہر نے سوداگر کو باغ مین بلوالیا
جب خواجہ محراب سامنے گیا جُھک کر سلام کیا اور کشتیون مین اسباب نادر ہر قسم کا رکھکر کشتیان روبرو زرقہر کے رکھین
زرقہر نے خواجہ محراب سے کہا بیٹھ جاؤ خواجہ محراب ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گیا اُسوقت زرقہر نے اپنے ملازمون سے کہا
فرامرز کو میرے سامنے سے لیجاؤ گوشۂ باغ مین بٹھاؤ ملازم حسب الحکم فرامرز کو لیگئے اور گوشۂ باغ مین بٹھایا بعد جانے

فرامرز کے زرقمر نے خواجہ محراب سے کہا ای خواجہ جو تمنے کشتیون مین اسباب پیش کیا ہی مین نے دیکھا اور مجھے پسند
آیا لیکن آجکل مین فرامرز کے عشق مین مبتلا ہون اور وہ میرا وصل قبول نہین کرتا ہی اگر تم اُسکو سمجھا کر میرے وصل پر
راضی کردو تو جو اس سب اسباب کی قیمت ہی اُس سے کئی حصے قیمت اسباب زیادہ دون اور تمھاری ممنون احسان ہون
خواجہ محراب نے کہا اگر آپ مجھکو اجازت دین تو مین فرامرز کے پاس جاؤن اور اُسے سمجھاؤن زرقمر نے خوش ہو کر
اجازت دی خواجہ محراب گوشۂ باغ مین گیا اور فرامرز کے قریب بیٹھکر کہنے لگا ای شاہزادۂ ذیجاہ آپ ملکہ کے کہنے پر کیون
عمل نہین کرتے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اُسکی تمنائے دلی بر لائیے قید سے رہا ہو جائیے فرامرز نے جواب دیا ای خواجہ
محراب مین اس جادوگرنی سے ہرگز ہمبستر نہونگا اس مقدمے مین تم کچھ دخل نہ دو اور اتنا احسان مجھپر کرو کہ یہان
سے سروستان مغرب مین جاؤ وہان کی حکمران میری ہمشیرہ ہی اُس سے میرا احوال کہدینا کہ تمھارا بھائی زرقمر
جادوگرنی کی قید مین مبتلا ہی یقین ہی کہ وہ میری رہائی کیواسطے یہان آئیگی یہ کہکر خواجہ محراب کو رخصت کیا خواجہ
محراب زرقمر جادو کے پاس آکر کہنے لگا خداوند نعمت فرامرز کو مین نے سمجھایا مگر وہ راضی نہین ہوتا زرقمر جادو
نے یہ سنکے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ای خواجہ محراب اب تم یہ کشتیان اسباب کی لیجاؤ مین نہ لونگی خواجہ محراب
کشتیان اسباب کی اُٹھوا کر باغ سے نکلا اور جانب سروستان مغرب کہ اُسیطرف جانا اُسکو منظور تھا روانہ ہوا
بعد قطع منازل سروستان مغرب مین پہونچا ملکہ آذر ملک کو خبر ہوئی کہ ایک سوداگر آیا ہی اسباب نفیس و نادر
لایا ہی ملکہ نے حکم دیا اس سوداگر کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمان ملکہ خواجہ محراب کو اپنے ہمراہ لیگئے خواجہ محراب نے
روبرو ملکہ آذر ملک کے جاکر خم ہو کر سلام کیا اور جو کشتیان اسباب کی ہمراہ لیگیا تھا پیش کین ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا خواجہ محراب تسلیم بجالاکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ نے اسباب دیکھا اور قیمت دریافت کرکے کل اسباب اُن
کشتیون کا خرید کیا قیمت اسباب دلوادی خواجہ محراب نے زر قیمت اسباب لیکر کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کیا
ای ملکۂ عالم آپ کے برادر فرامرز مغربی باغ زرقمر مین قید ہین اُسنے بزور سحر اسیر کیا ہی میرا اُسطرف جانا ہوا تھا
آپ کے برادر نے مجھسے فرمایا تھا کہ ہمارا حال ہماری بہن سے کہدینا لہذا بموجب اُنکے ارشاد کے مین نے حضور
عرض کیا یہ کہکر خواجہ محراب رخصت ہوا ملکہ آذر ملک کو یہ خبر سُنکے نہایت صدمہ ہوا آخر بعد فکر بسیار ملکہ
آذر ملک بصورت جواہر فروشان پروین عیار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور قریب باغ زرقمر پہنچی
اُسی جگہ خیام برپا کرکے مقیم ہوئی ہنگام سحر چند درج گوہر اور جواہر بیش بہا لیکر در باغ پر گئی ملکہ زرقمر نے اُسکو
اُسوقت اپنے روبرو بلایا جب فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکلوا کر سمجھا رہی تھی اپنے وصل پر اُسکو ترغیب دیرہی
تھی ملکہ آذر ملک نے روبروے زرقمر جادو جاکر اول سلام کیا بعدہ جواہر پیش کیا اُسنے کہا بیٹھ جاؤ ملکہ
آذر ملک بیٹھ گئی زرقمر جادو جواہر دیکھنے لگی ملکہ آذر ملک نے اپنے بھائی کو دیکھکر ضبط ملال نہ کرکے
خنجر کمر سے کھینچکر قصد ہلاکی زرقمر جادو کیا اُس نابکار نے ارادے سے اُسکے آگاہ ہو کر اسم سحر پڑھا دست و پاے
ملکہ آذر ملک بیکار ہوگئے بحس وحرکت ہوگئی اُسوقت زرقمر جادو نے ملکہ آذر ملک کو بھی گرفتار کیا پروین
نے یہ خبر سُنکے نہایت رنج کیا اور ہنگام شب دیوار باغ پر کمند مار کر ارادہ کیا کہ اندر باغ کے جاکر زرقمر جادو کو
ہلاک کرون ملکہ اور فرامرز کو رہا کرون جب پروین بذریعۂ کمند باغ مین دیوار سے اُترنے لگا زرقمر جادو نے
ناگاہ اُسکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ دست و پا اُسکے بھی بحس وحرکت ہوگئے کمند ہاتھ سے چھوٹ گئی باغ مین گرا زرقمر نے
اُسے بھی قید کیا فرامرز کو اپنی بہن اور پروین عیار کے گرفتار ہونے کا صدمہ ہوا دوسرے روز زرقمر جادو نے

پھر فرامرز کو بلوا کر حال بیتابی دل بیان کیا اور کہا ای فرامرز اگر آج تو میرے وصل پر راضی نہوا تو تجھکو بھی قتل
کرونگی اور تیری بہن اور پروین عیار کو بھی ہلاک کرونگی ہنوز فرامرز نے کچھ جواب نہ دیا تھا اور سوے فلک دیکھکر دعاے
رہائی کی تھی ناگاہ زرد قہر نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک دیو پرواز کرتا ہوا نہایت گھبرایا ہوا نظر آیا اور اُسکے
تعاقب مین ایک پریزاد تیغ بکف دکھائی دیا دیو بار بار کہتا تھا کہ مین تیرے خوف سے پردۂ قاف ترک کرکے
یہان آیا یہان بھی تو میرے تعاقب مین آیا یہ کہتا ہوا وہ دیو باغ زرد قہر مین آیا اُس پریزاد نے باغ مین آکر
دیو کی کمر پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پریزاد نے نعرہ کیا منم ملکزادہ قمرزاد نبیرۂ صاحبقران
زرد قہر ملکزادہ قمرزاد کو دیکھتے ہی اُسیر عاشق ہوگئی فرامرز کی محبت دل سے دور ہوئی اور بیقرار ہوکر کرسی سے
اُٹھی اور کہنے لگی ای جوان خوبرو اگر میرے باغ مین آیا ہے تو چندے قیام کر مجھکو اپنی جان نثار سمجھ پہلو مین میرے
بیٹھ لذت بوس وکنار سے مجھکو شادکام کر اور خود بھی میرے وصل سے محظوظ ہو ملکزادہ قمرزاد نے جواب دیا
مین یہان قیام کر نہین سکتا کیونکہ پردۂ قاف مین ہمند دیو خرپا میرا دشمن ہے اُس سے بارہا جنگ ہوئی ہے
وہ قوی ایسا ہے کہ میل تین ہزار من کا ہنگام جنگ اُٹھا کر لڑتا ہے اُسی کے لشکر کا یہ ایک دیو تھا کہ جسکو مین نے
تمھارے سامنے قتل کیا لیکن تمھارے کہنے سے بالکل انکار نہین ہے اسوقت تمسے ہمبستر ضرور ہونگا پس جیدو
بہانے سے ملکزادہ قمرزاد آگے بڑھا اور زرد قہر کے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا وہ سمجھی کہ شاید یہ بھی کوئی طریقہ پیار کرنیکا
ہے ملکزادہ قمرزاد نے اُسکے گلے کو ایسا دبایا کہ آمد و شد نفس کی بند ہوئی آنکھین حلقۂ چشم سے نکل آئین آخر
گھبرا کر دم اُسکا مقام براز سے نکل گیا اُسوقت زرد قہر کے سحر کے ہمزاد نالہ و فریاد کرنے لگے ہواے تند چلنے لگی کسی قدر
تاریکی بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ شور وغل موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی اور آواز آئی قتل کیا مجھکو نام
میرا زرد قہر جادو تھا بعد مرنے زرد قہر کے فرامرز مغربی اور ملکہ آذر ملک اور پروین عیار پر سے سحر اُتر گیا
فرامرز نے طوق و زنجیر وغیرہ کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور دوڑ کر ملکزادہ قمرزاد سے ملا اور کہنے لگا
مین آپ کے والد ماجد کا ایک فرمانبردار ہون نام میرا فرامرز مغربی ہے میرے باپ کا نام ہلال شاہ ہے مین نے
سُنا تھا کہ نوشیروان نے آپ کے والد کو عقابین پر قید کیا ہے سرداران لشکر اسلام نوشیروان سے لڑ رہے ہین
پس مین بھی ہمراہ پدر فوج لیکر نوشیروان کے مقابلے کیواسطے چلا تھا شبکے راہ مین پشنگ سے لڑ رہا تھا
اِس جادوگرنی نے مجھکو بزور سحر وہان سے اُٹھوا کر یہان قید کیا تھا روز طالب وصل ہوتی تھی آپنے آکر مجھکو رہا
کیا نہایت مجھپر احسان کیا ملکزادہ قمرزاد نے تمام حال سُنکے فرامرز کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا اب مین تمکو اپنے
ہمراہ جانب عقابین چلونگا یہ کہکر آمادہ چلنے پر ہوا فرامرز نے اپنی بہن اور پروین کو رہا کرکے جانب شہر روانہ
کیا اور آپ ہمراہ ملکزادہ قمرزاد باغ سے نکلکر سوے عقابین روانہ ہوا ملازمان زرد قہر نے اُن کو نہ روکا

داستان داخل ہونا مہتر قران اور ملکہ فتنہ کا لشکر اسلام مین اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا اور درمیان کفار اور اہل اسلام کے جنگ عظیم ہونا بیان کیا جاتا ہے

محرران چالاک دست اِس داستان کو اِسطرح کہتے ہین کہ جب مہتر قران نے افسوس جادو کو قتل کیا اور ملکہ
فتنہ کو رہا کرکے باہم باتین کرتے ہوے سوے لشکر چلے تھے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوے ہمراہ تھے
اور باتین دونون کی سُنتے تھے اور مسکراتے تھے جب قریب لشکر اسلام پہونچے جلد تر آگے بڑھکر قبل مہتر
قران کے لشکر مین داخل ہوکر اپنے خیمے مین گئے اور گلیم اُتار کر کرسی پر بیٹھے بعد ایک لمحے کے مہتر قران

ملکہ فتنہ کو لیکر داخل لشکر ہوے اور خواجہ عمرو کے پاس جاکر سر افسوس جادو زمین پر ڈالدیا اور تمام حال
بیان کیا خواجہ خوش ہوے اور ملکہ فتنہ کو مسلمان کرکے لشکر اسلام مین مقیم کیا جب حال قتل سوار چرخی لباس یعنی
افسوس جادو بادشاہ لشکر اسلام اور سرداران لشکر نے سُنا اور سر افسوس جادو کا دیکھا سب خوش ہوے جب صبح
ہوئی خواجہ بشکل طفل کلاونت جانب دربار روان ہوے اور قریب وجدان پہونچے چونکہ وجدان ریاضت کش نہایت
درجہ حسن پرست طفلان تھا اور ہر وقت اطفال حسین اور جوانان پاکیزہ رو اُسکی بزم مین شب و روز رہتے تھے اور وُہ
اُنسے اپنی صحبت مین چوسر و گنجفہ کھیلا کرتا تھا اُنھین اطفال خوبرو سے ایک لڑکا واسطے نہانے کے دریا پر گیا تھا چند خادم
و خدمتگار اسکے ہمراہ تھے جب خواجہ کنارہ دریا پر پہونچے اِس طفل حسین کو دیکھکر ایک خدمتگار سے پوچھا یہ لڑکا
کون ہی اُسنے تمام حال بیان کیا خواجہ اُسکے روبرو گانے لگے وہ طفل جب نہا چکا خواجہ عمرو سے خوش ہوکر کہنے لگا
تم خوب گاتے ہو اگر ہمارے ساتھ بارگاہ وجدان ریاضت کش مین چلو اور وہان اپنا کمال ظاہر کرو تو
وجدان تمکو زر و جواہر بہت دیگا طفل کلاونت یعنے خواجہ نے کہا اچھا مجھے لے چلو جو کچھ مجھکو اُستاد نے بتایا ہی
وہ ہنر ظاہر کرونگا تمھاری عنایت سے اگر میرا گانا اُنھین پسند آیا تو انعام کثیر پاؤنگا خواجہ یہ کہکر خاموش ہوے
جب وہ طفل خوبرو دریا سے چلا خواجہ اُسکے ہمراہ ہوے اثنائے راہ مین مہتر قران ملا خواجہ نے کچھ آہستہ اُس سے
کہا اُسنے کہا بہت بہتر یہ کہکر مہتر قران چلا گیا خواجہ عمرو ہمراہ اُس طفل حسین کے بارگاہ وجدان مین داخل ہوے
وجدان کو سلام کیا چونکہ قبل اسکے خواجہ نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا تھا کہ داداجان اسوقت میری صورت
ایک طفل کلاونت کی ہوجائے اور بعد ایک چشم زدن کے ویسی ہی صورت خواجہ کی ہوگئی تھی اسوجہ سے وجدان
نے خواجہ کو نہ پہچانا اور اُس طفل سے پوچھا یہ کون ہی طفل نے کہا یہ کلاونت ہی کیا خوب گاتا ہی اگر آپ اسکا گانا
سُنیے گا نہایت خوش ہوجیے گا وجدان ریاضت کش نے کہا اے کلاونت بچے ایک غزل عاشقانہ ایسی گا
کہ ہر شعر اُسکا عاشقانہ ہو کلاونت بچے نے فوراً یہ غزل شروع کی اور گانے لگا غزل

ہوکے دیوانے اُس پریرو کے
ایک ہی وار مین تمام کیا
ہاتھ طولانی ہی مجھے حیرت
افسون ساز چشم سے تیری

سخت پچتائے ہم بہت چوکے
نیچے وہ غضب تھے ابرو کے
دیکھکر آئنے وہ زانو کے
سیکھین ساحر طریق جادو کے

نہ ابھی جاؤ سیر ہونے دو
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہو
اوج پر ہو ستارہ اے اختر

آپکے حُسن کے ہین ہم بھوکے
ہم ہین سودائی زلف کی بو کے
خون آنکھی ہمیشہ وہ تھوکے
رہتے ہو ساتھ یار مہرو کے

جسوقت خواجہ یہ غزل اختر کی گا چکے وجدان وجد کرنے لگا بار بار خوش ہوکر تعریف کرنے لگا اُس بزم مین جتنے
جوان و طفل بیٹھے تھے وہ بھی خوش ہوکر ثنا کلاونت کی کرنے لگے اُسیوقت وجدان نے کشتی شراب کی طلب کی
ساقیان گلرخسار کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوے وجدان نے کلاونت بچے سے پوچھا کیون لڑکے تو بھی شراب پیتا ہی یا
نہین کلاونت نے کہا شراب بھی پیتا ہون اور ساقی گری بھی خوب کرتا ہون اگر حکم ہو تو اسوقت حضور کو شراب پلاؤن وجدان نے
کہا اچھا شراب پلا کلاونت بچے نے شیشہ شراب و ساغر بلورین کشتی سے اُٹھا کر آنکھ بچا کر سفوف بیہوشی اُسمین ملاکر شیشے
سے ساغر مین شراب اُنڈیلی اور اشعار عاشقانہ پڑھکر ساغر کو سر پر رکھکر بہ کمال شائستگی وجدان کے پاس گیا
وجدان یہ کمال اُسکا دیکھکر خوش ہوا اور ساغر لیکر شراب پی پھر کلاونت بچے نے اہل بزم کو شراب پلائی بعد شراب
پلانیکے پھر گانے لگا اور نَے نکالکر بجانے لگا تھوڑی دیر مین وجدان اور جملہ اہل بزم بیہوش ہوے خواجہ عمرو
نے دیکھ بھالکر اول وجدان کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر تمام اسباب اُس بارگاہ کا اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا

اور کہا وا دا آدم اس مال و اسباب کو ذرا اچھی طرح رکھیے گا بعد اسکے خواجہ نے رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت مثل
شکل وجدان ریاضت کش کے بنائی اور اہل بزم کو ہوشیار کرکے کہا خداوندلات و منات نے سبکی جان بچائی
وہ کلا تو نت بچہ نہ تھا خواجہ عمرو تھا تمام مال و اسباب بارگاہ کا لیگیا خیر مال و اسباب لیگیا کچھ غم نہین جان میری
اور تمھاری اسکے ہاتھ سے بچگئی یہ کہکر سب کو رخصت کیا اور سراپا سرخ پوشاک پہنکر بارگاہ سے نکلکر بارگاہ نوشیروان
مین گیا جملہ سرداران لشکر برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے وجدان ریاضت کش نقلی قریب تر نوشیروان کے
تخت کے بیٹھے ابھی کچھ دیر نہوئی تھی کہ بارگاہ مین ایک شخص برق وار چمک کر آیا اور نعرہ کیا منم فرشتۂ فرستادۂ
خداوندلات اس وقت پلکین جھلملا گئین اہل دربار کی اس چمک سے آنکھین جھپک گئین سبکو حیرت
ہوئی فرشتۂ خداوندلات کی عجیب و غریب شکل دیکھی بختک نابکار بھی متحیر ہوا فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات
نے ایک فرمان وجدان ریاضت کش کو دیا اور کہا لیجیے یہ فرمان خداوندلات نے آپ کو بھیجا ہی جو کچھ
اسمین لکھا ہی اسپر عمل کیجیے وجدان ریاضت کش نقلی نے فرمان پڑھا اور نوشیروان وغیرہ سے
مخاطب ہوکر کہا اس فرمان مین خداوندلات نے مجھے تحریر کیا ہی کہ جو سرداران لشکر اسلام افسوس جادو
نے گرفتار کیے ہین انکو بلاکر سمجھاؤ اور انسے کہو کہ دین خداپرستی ترک کرین نوشیروان نے یہ سنکر کہا جو
حکم آپ کو خداوندلات کا ہوا اسے بجا لائیے دیر نہ لگائیے وجدان ریاضت کش نقلی نے اسیوقت حکم
دیا کہ زندان سے کرب غازی کو لے آؤ بموجب حکم ملازم گئے اور کرب غازی کو قید خانے سے لے آئے
جب کرب غازی روبرو وجدان ریاضت کش آیا وجدان ریاضت کش نے کرب غازی
سے آنکھ ملاکر اور تل اپنی آنکھ کا دکھاکر کہا کہ اے کرب غازی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو خداوندلات کو سجدہ
کر کرب غازی نے خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا کہ جو دین آپ کا ہی وہی دین مین نے اپنا قبول کیا وجدان نقلی
نے خوش ہوکر کرب غازی کو قید سے رہا کیا اور اسلحہ دیکر برابر اپنے ڈنگل پر بٹھایا اور خلعت فاخرہ دلوایا
بعد اسکے علمشاہ کو زندان سے بلوایا اور وجدان ریاضت کش نے مثل کرب علمشاہ سے بھی
کہا علمشاہ نے بھی خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا او وجدان ریاضت کش مین نے آپکا دین قبول کیا وجدان
ریاضت کش نے علمشاہ کو بالادست فرامرز بن قارن عدلی کے رہا کرکے اور اسلحہ اور اسپ
دلواکر بٹھایا اسیطرح جسقدر سرداران لشکر قید تھے وجدان ریاضت کش نے سب کو رہا کرکے
مرکب و اسلحہ دلوایا اور بارگاہ نوشیروان مین ڈنگلون پر بٹھایا بختک یہ حال دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ وجدان
ریاضت کش خواجہ عمرو ہین یہ سمجھکر بختک نے کہا اے وجدان ریاضت کش آپ کے فضل و کمال کی
کیا تعریف کیجائے عقل کو حیرانی ہی تقریر آپ کی معجز نما ہی آپنے تو ان سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو اپنا
مطیع کیا ہی کہ جو سوائے حمزہ صاحبقران کے کسی کی تابعداری اور فرمانبرداری نہین کرتے اب مین آپ سے
بخوبی واقف ہوگیا وجدان ریاضت کش نقلی نے بختک کی گفتگو سنکے بہ نظر تند اس کی طرف دیکھا
بختک ڈرکر خاموش ہوا پھر وجدان ریاضت کش نقلی نے ایک رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر
فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات کو دیا اور کہا یہ رقعہ دیدینا اور احوال جو گذرا ہی کہدینا فرشتۂ
مذکور رقعہ لے کر اسی طرح مثل برق چمک کر بارگاہ سے نکلکر غائب ہوگیا ناظرین پر واضح ہو کہ فرشتۂ
فرستادۂ خداوندلات مسترقران تھا اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے جو کہ دیا تھا کہ

اس طرح بارگاہ نوشیروان میں آتا ہیں بموجب ارشاد خواجہ بہتر قران آیا تھا اور یہ بھی خواجہ نے کہدیا تھا
کہ جو رقعہ میں تمکو دونگا وہ رقعہ بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا چنانچہ بہتر قران نے رقعہ خواجہ عمرو کا لشکر اسلام
میں جاکر سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ رقعہ پڑھوایا لکھا تھا اے ظل اللہ میں نے
عیاری کرکے وجدان ریاضت کش کو گرفتار کرلیا اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو جو گرفتار تھے
انکو رہا کرلیا ہے ہر ایک کو مرکب اور اسلحہ دلوادیا ہے سب سرداران لشکر اسلام بارگاہ میں قریب نوشیروان
دنگلوں پر بیٹھے ہیں اور میں بصورت وجدان ریاضت کش قریب نوشیروان بیٹھا ہوں اسوقت
میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ کل فوج لیکر تشریف لائیے اگر ممکن ہو تو حمزہ صاحبقران کو رہا کرلیں
ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا سلطان سعد نے اس مضمون سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو ہر ایک
شخص مسلح ہو چنانچہ حسب الحکم کل مردمان فوج و سرداران لشکر مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام راہ دشت سے
جانب عقابین لشکر لیکر چلے ادھر بختک نابکار نے ایک پرچہ کاغذ پر یہ عبارت لکھی کہ اے شہنشاہ یہ وجدان
ریاضت کش نہیں ہے خواجہ عمرو ہے آپ کسی طرح بارگاہ سے تشریف لیجائیے ورنہ گرفتار ہوجائیے گا تھوڑی
دیر میں بارگاہ میں تلوار چلیگی یہ عبارت لکھکر پرچہ قرطاس نوشیروان کو دیا نوشیروان پڑھکر گھبرایا
اور اسی وقت بے اختیار بارگاہ سے اٹھکر باہر آیا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب مسلح ہوں اور کل فوج ہماری
مسلح ہو بموجب حکم سب مسلح ہوے نوشیروان نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو قتل
کرو بموجب حکم ہیکلان عاد نابکار اور فرامرز بن قارن عدنی اور القاے عاد وغیرہ براے گرفتاری
خواجہ و بہر قتل سرداران لشکر اسلام بڑھے خواجہ عمرو وغیرہ لڑنے لگے اس اثنا میں سلطان سعد فوج لیکر
آگئے اور کفار گھیرے لڑائی ہونے لگی تلوار خوب چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی زخمی مرکبوں سے گرنے لگے زمین پر
مثل مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون کشتگان سے سراسر رنگین ہوگیا بلکہ جوے خون کشتگان میدان جنگ
میں جاری ہوئی اہل اسلام شیرانہ نعرے کرنے لگے بڑھ بڑھکر اعدا کو ہلاک کرنے لگے لشکر نوشیروان پیچھے ہٹنے لگا
کرب غازی اور علمشاہ اور شیرویہ اور جمہور جہانسوز طوس تبرزن فرہاد خان یکضربی وغیرہ
سرداران لشکر اسلام نے ہزارہا سواران لشکر نوشیروان کو تہ تیغ کیا اور ایسی جنگ رستانہ کی کہ نوشیروان
متردد ہوا چونکہ گرد عقابین چار خندقیں تھیں اہل اسلام لڑتے ہوے اور آگے بڑھتے ہوے ایک خندق
سے گذر گئے تھے کہ ناگاہ غبار ایک سمت بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا شنگ عاد مغربی
جس نے فرامرز مغربی سے صحرا میں مقابلہ کیا تھا اور اکھاڑے میں اپنے شاگردوں سے کشتی لڑا تھا بیس ہزار
سواروں کی جمعیت سے ظاہر ہوا اور نوشیروان پر اہل اسلام کا نرغہ دیکھکر برہم ہوکر اہل اسلام سے لڑنے
لگا اور دوسری خندق طے کرنیکا مانع ہوا اہل اسلام نے اس بدانجام سے بھی مقابلہ کیا اکثر سرداران لشکر اسلام
اسکے ہاتھ سے قتل ہونے لگے ابھی اہل اسلام لڑ رہے تھے کہ ایک جانب پھر غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار
دفع ہوا ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی کہ انکو صلصال بن دال بن دیو بن کشمامہ جادو نے
لکھا تھا کہ تم براے مدد نوشیروان جاؤ چنانچہ نامبردہ بالا سات لاکھ سواروں کی جمعیت سے ظاہر ہوے
اور یہ جنگ عظیم دیکھکر شریک جنگ ہوے اہل اسلام کو ضرب شمشیر و گرز سے ہلاک کرنے لگے لیکن اہل اسلام
نے قدم معرکہ سے پیچھے نہ ہٹایا دلیرانہ مصروف جنگ و جدال رہے مگر حمزہ صاحبقران زمان تک

پہونچ نہ سکے چونکہ زمانہ قید حمزۂ صاحبقران کا منقضی ہوا تھا سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران کیطرح امیر با توقیر کو قید سے رہا کرتے ہر فرد و بشر تقدیر سے مجبور و ناچار ہو تدبیر و زور شجاعت سے بدی مقدر دفع نہین ہوتی ہر جو تقدیر مین ہوتا ہر وہی پیش آتا ہر راوی بیان کرتا ہر کہ تا شام اہل اسلام خوب قیمہ میدان مین کشتون کے پشتے لگا دیے شیرانہ حملے کیے ہنگام شام نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ و جدال کرنے سے ہاتھ روکا کشتگان لشکر جانبین کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار مردان لشکر نوشیروان قتل ہوے اور دو ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے سلطان سعد نے لاشے مسلمانون کے اُٹھوا کر غسل و کفن دلوا کر دفن کیا بعد ازان جملہ اپنے لشکر کو لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے اور قطع راہ کرکے بے نیل مرام داخل بارگاہ ہوے جملہ سردار و سوار بھی مرکبون سے اُترا پنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گئے خواجہ عمرو بھی اپنے خیمے مین آئے اِدھر نوشیروان بھی مع لشکر سمت بارگاہ چلا اثنائے راہ مین پشنگ عاد مغربی اور ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی نے بصد ادب آداب اور مجرا کیا نوشیروان انھین دیکھا اور اُنکے آنے سے خوش ہوا ہیکلان عاد نے نوشیروان سے پشنگ عاد کی تعریف کی اور کہا ای شہنشاہ پشنگ عاد مغربی نہایت جری و قوی ہر نوشیروان نے کہا کل پشنگ عاد مغربی کو اپنے ہمراہ دربار مین لانا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین گیا پشنگ عاد مغربی اور ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی بارگاہین برپا کرکے بارگاہ مین گئے لشکر ہر ایک کا جدا جدا اُترا یہ معرکہ بھی حمزۂ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن عدنی کا پشنگ عاد سے اور جسطرح مغلوب ہونا اور آنا طول کرخی کا اور لڑنا پشنگ عاد مغربی سے اور قتل ہونا طول کرخی کا مع سرداران لشکر کے بیان کیجاتی ہر

راوی شیرین زبان اس داستان کو اسطور سے بیان کرتا ہر کہ جب وہ شب بسر ہوئی نمایان سحر ہوئی آفتاب عیان ہوا ضیاے مہر سے پر نور جہان ہوا نوشیروان بیدار ہو کر حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر برآمد ہوا دربار مین تخت پر آکر بیٹھا اور حکم کیا ایک دنگل زبردست فرامرز بن قارن عدنی کے لیے بچھایا جاے ملازمون نے بموجب حکم دنگل بچھا دیا ناگاہ ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی دربار مین آکر نوشیروان کو سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھے نوشیروان نے اُنسے پوچھا یہان تمھارا آنا کیونکر ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ جب لاشہ تہمتن خان کا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ کے پاس پہونچا اُسکو نہایت صدمہ ہوا اُسی عالم رنج و ملال مین ایک فرمان ہکو اس مضمون کا بھیجا کہ تم جا کر شریک نوشیروان ہوا اور اہل اسلام کو قتل کرو کہ اُنھون نے میرے دو فرزندون کو قتل کیا ہر پس بموجب حکم صلصال ہم آپکے پاس حاضر ہوے اور شریک جنگ ہوے ابھی نوشیروان ہوشنگ بلخی کی طرف متوجہ تھا ناگاہ کچھ مردم لاشہ بسیر افسوس جادو کا لیے ہوے آئے دربارگاہ پر جو شور گریہ ہوا نوشیروان نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ افسوس جادو مارا گیا نوشیروان کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا پھر حکم نوشیروان سے وہ مردم لاشہ افسوس جادو کا لیے گئے اُسوقت نوشیروان یہ خیال کر رہا تھا کہ افسوس جادو تو مارا گیا وجدان ریاضت کش کو نہین معلوم خواجہ عمرو نے

ہلاک کیا یا زنبیل مین رکھ لیا تاگاہ ہیکلان عاد ملک سومنات مغرب پشنگ عاد کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین
آیا ہیکلان عاد اور پشنگ عاد نے نوشیروان کو سلام کیا پشنگ عاد مغربی سلام کرکے فرامرز
بن قارن عدنی کے دنگل پر بیٹھنے لگا بختک نے کہا ای پشنگ عاد مغربی اِس دنگل پر نہ بیٹھو یہ اس
شخص کا ہی جو اپنے وقت کا صاحبقران ہی اور داماد شہنشاہ نوشیروان ہر چند کہ شہنشاہ نے ابھی شادی
اپنی دختر کی اُسکے ساتھ نہین کی ہی لیکن اقرار شادی کرنے کا کیا ہی شہنشاہ اُسکو نہایت عزیز رکھتے ہین اس
دنگل کے بعد جو دنگل ہی اُسپر بیٹھیے پشنگ عاد مغربی نے کہا فرامرز کون ہی اُسکی بھی یہ لیاقت ہی کہ وہ بالادست
بیٹھے گا مین تو ہرگز اُسکے زیر دست نہ بیٹھونگا یہ کہکر فرامرز کے دنگل پر بیٹھنے لگا اُسی اثنا مین فرامرز بن
قارن عدنی بھی آگیا نوشیروان کو سلام کیا اپنے دنگل کے پاس گیا دیکھا پشنگ عاد مغربی میرے
دنگل پر بیٹھا ہی چاہتا ہی فرامرز بن قارن عدنی کو یہ امر ناگوار جو ہوا برہم ہوکر کہا ای پشنگ عاد
مغربی خبردار اِس دنگل پر نہ بیٹھنا ورنہ تجھکو تہ تیغ کردونگا یہ دنگل میرا ہی پشنگ عاد نے یہ سنکر غضبناک ہوکر تیغہ
گرانبار کھینچا اور قصد ہلاکی فرامرز بن قارن عدنی کیا اسوقت نوشیروان اور بختک و ہیکلان عاد و جملہ
اہل دربار نے پشنگ عاد مغربی سے کہا آپس مین نہ لڑو زبردست فرامرز بن قارن عدنی بیٹھو
پشنگ عاد نے کہنا کسی کا نہ مانا فرامرز بن قارن عدنی کو بھی غصہ آگیا کہنے لگا ای پشنگ عاد کیا
مین تجھسے کم قوت ہون جو تو مجھے دباتا ہی اور میرے دنگل پر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہی پشنگ عاد مغربی نے
جواب دیا تیری کیا حقیقت ہی تجھسے اچھے میرے شاگرد ہین جب نوشیروان نے دیکھا کہ دونون دلیر آمادۂ جنگ
ہین تلوار باہم چلا ہی چاہتی ہی یہ دیکھکر گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ تلوار اگر چلیگی دونون مین سے ایک قتل
ہو جائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ دونون کو کشتی لڑواؤن نوشیروان یہ خیال کرکے فرامرز بن قارن عدنی
اور پشنگ عاد مغربی سے کہنے لگا ای دلیرو باہم تیغزنی نہ کرو اگر اپنی قوت و دلیری تمھین ظاہر کرنا منظور ہی
تو باہم کشتی لڑو پشنگ عاد نے جواب دیا ای شہنشاہ مجھکو منظور ہی فرامرز بن قارن نے بھی کہا ای مالک
ہفت کشور مین اِس سے کشتی لڑونگا نوشیروان نے دونون کی تقریر سنکے اُسیوقت حکم دیا جلد اکھاڑا تیار
ہو بموجب حکم فوراً ملازمون نے اکھاڑا درست کیا گرد اکھاڑے کے صد ہا کرسیان رکھدین خیمہ اکھاڑے
پر استادہ کیا اور ایک تخت جواہر نگار برائے نوشیروان اکھاڑے پر لاکر رکھا جب کل سامان ہوگیا نوشیروان
وغیرہ بارگاہ سے باہر جاکر بالائے تخت و کرسی بیٹھے فرامرز اور پشنگ عاد مانند فیلان مست اکھاڑے مین آئے
اور دامن گردانکر خم بارکر باہم کشتی لڑنے لگے داؤن پیچ ہونے لگے جملہ صغیر و کبیر دیکھنے لگے صاحبقران بھی
تماشا مین پردے کشتی دیکھنے لگے جب پشنگ عاد بقوت بازو فرامرز کی گردن زیر بغل دباکر زیر کرنے کا ارادہ
کرتا تھا فرامرز برہم ہوکر اُسکے سینے پر مشت مارتا تھا اور زیر بغل سے نکلجاتا تھا پشنگ بھی برہم ہوکر اُسکی گردن
اور کلے پر مشت مارتا تھا کبھی پشنگ بن آریخ اُکھیڑ لگاتا تھا فرامرز اُکھیڑ سے بچتا تھا گاہ فرامرز دستی زبردستی کرنیکا
ارادہ کرتا تھا پشنگ ہنستا تھا فرامرز کو غصہ آتا تھا راوی بیان کرتا ہی کہ قریب شام تک بخوبی کشتی ہوئی آخر
فرامرز کا دم اُکھڑ گیا پسینے مین تر ہوگیا اُسوقت پشنگ نے اُسکو نیچے لاکے لنبا گھسا دیا فرامرز نے دھڑ مارا پشنگ
نے فوراً الٹ دیا پیٹھ فرامرز کی زمین سے آشنا ہوئی پشنگ نے فرامرز کو زیر کرکے چھوڑ دیا اور خوش ہوکر نقارہ
مارا نوشیروان یہ حال دیکھکر رنجیدہ ہوا فرامرز نے زیر ہوکر نوشیروان سے کہا ای شہنشاہ پشنگ عاد مغربی

کشتی گیر ہو فن کشتی مین اسکو کمال حاصل ہی اور مین اس فن سے چندان ماہر نہین ہون مین تو تیغ و گرز سے لڑنا جانتا ہون پشنگ مجھسے میدان جنگ مین شمشیر و گرز لیکر مقابلہ کرے اور زیر کرے تو البتہ مین اسکی شجاعت کا قائل ہون پشنگ عاد نے جواب دیا مین تجھسے بہ شمشیر و گرز بھی مقابلہ کرونگا نوشیروان نے کہا ہنگام سحر مقابلہ کرنا یہ کہکر نوشیروان اٹھکر اپنی بارگاہ مین گیا ہر ایک سردار اور سوار بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گیا جب صبح ہوئی نوشیروان برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اہل دربار نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے اس اثنا مین فرامرز اور پشنگ بھی بارگاہ مین آئے تسلیم و مجرا کرکے کہنے لگے حضور بارگاہ سے میدان نبرد مین تشریف لے چلین ہماری جنگ ملاحظہ فرمائین نوشیروان یہ سنکے تخت سے اٹھا اور بارگاہ سے نکلکر تخت پر سوار ہوکر مع امرا و وزرا سرداران لشکر قریب عقاب مین میدان مین جاکر ٹھہرا فرامرز اور پشنگ بن آریخ دونون میدان مین آئے فرامرز نے نیزہ سینہ پشنگ پر مارا پشنگ نے نیزہ اپنے نیزے پر روکا پھر پشنگ نے نیزہ مارا فرامرز نے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر پشنگ نے فرامرز کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا فرامرز نے برہم ہوکر گرز گرانبار اٹھاکر چرخ دیکر سر پشنگ پر مارا پشنگ نے آگے بڑھکر فرامرز کی کلائی پر ہاتھ ڈالکر گرز چھین لیا چونکہ گرز فرامرز زمین پر پڑا تھا پشنگ کو گرز سے صدمہ نہ پہونچا جب پشنگ نے بقوت بازو گرز بچاکر چھین لیا اسوقت فرامرز کو نہایت صدمہ ہوا آخر تیغہ گرانبار کھینچکر پشنگ کے سر پر مارا پشنگ نے بازو تیغہ کی بچاکر کسیقدر داہنی جانب فرامرز کے جاکر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالا اور اسقدر زور کیا کہ تیغہ فرامرز کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسوقت پشنگ نے نعرہ کیا اور کہا او طفل اگر اور کچھ ہوس جنگ دل مین ہو تو نکال لے ورنہ اب کبھی دعوی برابری اور برتری نکرنا اگر مجھکو شہنشاہ کے ملال کا خیال نہوتا تو ابھی تجھکو قتل کرتا راوی بیان کرتا ہی کہ فرامرز بن قارن نے یہ کلمات پشنگ کے سنکر اور جنگ گرز و نیزہ و تیغ مین مغلوب ہوکر کثرت رنج و ملال سے چاہا تھا کہ خنجر سے اپنے تئین ہلاک کرے لیکن نوشیروان نے چہرۂ فرامرز پر نظر کرکے پشنگ کو اپنے پاس بلایا اور آہستہ سے کہا اے پشنگ درحقیقت تمھارا مثل و نظیر نہین ہی تمھاری دلیری اور فرامرز کی کم قوتی ظاہر ہوگئی اب ہمارے کہنے سے فرامرز سے گلے ملجاؤ اُسکے دنگل کا خیال نکرو مشہور ہی کہ صاحب عزت و توقیر جس جگہ متعین ہی وہی مقام صدر ہی اسیطرح بختک نے بھی پشنگ کو سمجھایا پشنگ نے کہا اے شہنشاہ آپکے فرمانے سے پیام مین قبول کرتا ہون ورنہ ہرگز منظور نہ کرتا یہ کہکر خاموش ہوا نوشیروان نے فرامرز کو بلایا اور پشنگ سے کہا فرامرز سے ملجاؤ دل مین کدورت نہ رکھو پشنگ فرامرز سے گلے ملا لیکن فرامرز کا دل پشنگ سے صاف نہوا ابھی نوشیروان وہان بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ سرخاب عیار آیا اور بعد بجالانے شرائط تسلیم کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ کل وقت سحر برجین شاہ تبریزی اور بیٹا اسکا شمس حسین تبریزی بجمعیت لشکر کثیر اور پہلوانان بے نظیر کے یہان داخل ہونگے سرخاب عیار یہ خبر سناکر چلا گیا نوشیروان اس جگہ سے اٹھکر مع سرداران لشکر بارگاہ کیطرف چلا جب دربارگاہ پر پہونچا سبکو رخصت کرکے داخل بارگاہ ہوا پشنگ اپنی بارگاہ مین گیا اور فرامرز بن قارن عدنی اپنی بارگاہ مین جاکر راحت پذیر ہوا یہ خبر بادشاہ لشکر اسلام اور سرداران لشکر اسلام کو بھی ہوئی کہ پشنگ عاد مغربی نے فرامرز بن قارن عدنی کو کشتی اور جنگ تیغ و گرز مین مغلوب کیا

داستان آنا برجین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی کا اور لڑنا بدیع کا پشنگ عاد مغربی اور کرب سے بعد ازان ہمراہ شاہ تبریز روانہ ہونا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہی

راویان ذیوقار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہ شب گذر کر سحر ہوئی نوشیروان محلسرا سے برآمد ہوا امرا و

وغیرہ نے جو حاضر تھے برائے تسلیم سر جھکائے نوشیروان ہر ایک کا سلام باشارۂ چشم و ابرو لیکر بارگاہ مین آکر
بالاے تخت بیٹھا سرداران لشکر اور امرا دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ناگاہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہرکارے
لشکر نوشیروان کے برائے خبر روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے روبروے نوشیروان آکر عرض کرنے لگے اے شہنشاہ
برجین شاہ مع سپاہ کثیر آتا ہے نوشیروان تو سرخاب عیار سے پہلے ہی سُن چکا تھا وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
کہ اگر برجین شاہ آتا ہے تو آئے ما بدولت کو اس سے کیا غرض ہے کہ اسکے استقبال کے واسطے سرداران لشکر روانہ
کیے جائین وزرا نے عرض کیا شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا ابھی وزرا نوشیروان سے عرض ہی کر رہے تھے کہ
برجین شاہ تبریزی آیا اور علٰحدہ لشکر نوشیروان سے میدان مین بارگاہین اور خیام استادہ کرا کے فروکش ہوا
چونکہ پشنگ عاد مغربی نے قبل اسکے صحراے سبزہ زار مین بدیع سے کشتی لڑنے کو کہا تھا اور شہرۂ جہان پہلوان
دوران بدیع کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا تھا یکایک فرامرز آگیا تھا اُس سے پشنگ لڑنے لگا تھا اور فرامرز کو بچہ
اُٹھا لیگیا تھا اُسی روز سے بدیع پہلوان کو خیال تھا کہ پشنگ نے تو کہا ہے اس سے کشتی لڑکر اسکو سزاے
معقول دیجیے اسی وجہ سے بدیع پہلوان کو برجین شاہ جانب نوشیروان لایا اور نہ بدیع کا ارادہ تھا کہ اہل اسلام
سے ہر طرح لڑونگا اگر وہ نہ لڑینگے تو پھر بادشاہ لشکر اسلام سے فرمان پر کرا لونگا غرض بعد فروکش ہونیکے برجین شاہ بدیع
پہلوان وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان مین گیا نوشیروان نے موافق اُسکے رتبے کے اُسکو بارگاہ مین
بٹھایا اور پہلوانون کو موافق اُنکے مرتبے کے دنگلون پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے برجین شاہ تبریزی نے ایک کاغذ
نکالکر بدیع کو دیا اور کہا یہ کاغذ نوشیروان کو دیدو بدیع نے وہ کاغذ دنگل سے اُٹھکر نوشیروان کو دیا نوشیروان نے
اُسکو پڑھوایا مضمون اُس کاغذ پر برجین شاہ کیطرف سے یہ مندرج تھا کہ علاوہ لشکر گران کے صدہا پہلوانان رستم
میرے ہمراہ رکاب ہین خصوصاً ایک پہلوان کہ جسکا نام بدیع ہے مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا ہے اکثر ممالک مین یہ گیا ہے
اور پہلوانان نامی کو اسنے زیر کیا ہے اور اگر کوئی پہلوان بعض اقلیم مین اس سے نہین لڑا ہے تو وہان کے بادشاہ نے اس
کاغذ پر لکھدیا ہے کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا دلیر نہین ہے کہ جو اس سے مقابلہ کر سکے پس اگر آپ کے لشکر مین کوئی دلیر ہو
تو اُس سے مقابلہ کرے ورنہ مثل اور بادشاہون کے آپ بھی اس کاغذ پر مہر کر دیجیے یا لکھدیجیے کہ ہماری عملداری
مین کوئی بہادر ایسا نہین ہے جو بدیع سے لڑ سکے جب نوشیروان مضمون مذکور سے آگاہ ہوا اپنی بارگاہ مین داہنی
اور بائین جانب سرداروں اور پہلوانون کو دیکھنے لگا اُسوقت پشنگ اپنے دنگل سے کودا اور نوشیروان
سے کہنے لگا اے شہنشاہ مین اس نوجوان سے لڑونگا پہلے بھی مین نے چاہا تھا کہ اس سے لڑون مگر اتفاق لڑنے
کا نہ ہوا نوشیروان نے تقریر پشنگ کی سُنکر حکم دیا کہ سامان مقابلہ ہر دو دلیر مذکور کیا جائے اور کل ہنگام سحر
مقابلہ ہو وزرا نے بموجب حکم اُسیوقت سے سامان کیا برجین شاہ تبریزی بدیع پہلوان وغیرہ کو ہمراہ لیکر
بارگاہ نوشیروان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا بعد جانے برجین شاہ اور بدیع پہلوان کے ہیکلان عاد
اور فرامرز بن قارن عدنی اور بختک وغیرہ کہنے لگے کہ کیا خوب بدیع پہلوان ہے سچ تو یہ ہے کہ نادر زمانہ ہے
قوت دست و پا اور شکل و صورت اور حسن و جمال مین بیمثال معلوم ہوتا ہے بارگاہ مین تو بختک اور فرامرز
وغیرہ باہم بدیع کی تعریف کرتے تھے اور بیرون بارگاہ صاحبقران نے جو بدیع کے سراپا پر نظر کی بے اختیار
دل مین محبت پیدا ہوئی دل نے چاہا کہ اگر بدیع یہان تک آئے تو سینے سے لگا کے فرزند جانکر پیار کیجیے اور
پوچھیے اس نوجوان سے کہ تو گل کس گلستان کا ہے اور سرو کس بوستان کا ہے لیکن بوجہ قید ہونے کے

حمزہ مجبور تھے نہ تو اس سے کچھ پوچھ سکے نہ اپنے پاس بلا سکے لیکن نظر الفت سے بار بار دیکھا کیے بدیع
نے بھی بارگاہ نوشیروان سے نکل کر سوے عقابین بہ نظر حسرت دیکھا اور ملازمان نوشیروان سے پوچھا
بالاے عقابین کون قیدی ہے اُنھون نے کہا صاحبقران قید ہین بدیع یہ سُنکر خاموش رہا لیکن اسکے دل مین
بھی کچھ الفت پیدا ہوئی جب وہ دن گذر کر رات ہوئی اور شب بھی بسر ہو کر سحر ہوئی ایکطرف سے نوشیروان
پشننگ کو مع فوج لیکر زیر عقابین میدان مین جا کر ٹھہرا دوسری جانب سے برجین شاہ تبریزی بدیع پہلوانکو
ہمراہ لیکر مع سپاہ کثیر پیش عقابین میدان مین آیا اور اکھاڑے پر تخت رکھوا کر بیٹھا اور جملہ پہلوان اور سرداران
اور رفیع گاذر وخیرہ علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت نوشیروان کی جانب سے پشننگ عاد مغربی یا خداوند لات
اعلی اور منات معلی کہکر چیت اور لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اُترا اور تھوڑی مٹی اکھاڑے کی اُٹھا کر اپنے
بازوون پر ملکر خم مار کر مثل فیل مست اکھاڑے مین کھڑے ہو کر چنگھاڑا کہ اے بدیع پہلوان آ کشتی لڑ و
مجھسے ہرگز نہ ڈرو مین تمکو سہولیت سے زیر کرونگا دست و پاے نازک تمھارے نہ توڑونگا ہرچند کہ تمسے کشتی لڑنا
باعث میری آبروریزی کا ہے کیونکہ تم ابھی بچے ہو ابھی طرح سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ہے لیکن تمنے دعوے یکتائی
کیا ہے اسوجہ سے براے تنبیہ تمسے لڑتا ہون دیکھ لینا ایک آن مین تمکو زیر کرونگا بدیع پہلوان کلمات مندرجہ
پشننگ عاد مغربی سُنکر برہم ہوا اور فوراً دامن گردانکر اکھاڑے مین اُترا اور کہا اے پشننگ عاد مغربی
زیادہ گوئی اور بدزبانی نہ کرو دلیرون کو تاب کلمات سخت سُننے کی نہین ہے اب تم مجھسے کشتی لڑو جو کچھ انجام ہوگا
دیکھ لینا اور جسقدر یہان صغیر و کبیر بیٹھے ہین سب سیر دیکھینگے یہ کہکر ٹھا ٹھہ بدل کر خم مارا ادھر سے پشننگ بڑھا
اور بدیع سے لپٹ کر دور کرنے لگا جو لوگ وہان موجود تھے کشتی دیکھنے لگے حمزہ بھی عقابین پر سے کشتی
ملاحظہ فرمانے لگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسوقت اکثر سرداران لشکر حمزہ بھی براے سیر کشتی آئے
تھے اور اکھاڑے پر بصد عزت بیٹھے ہوے سیر کشتی دیکھ رہے تھے بسبیل اختصار تحریر کیا جاتا ہے کہ بدیع
پہلوان نے بعد تین پہر کے پشننگ کو اپنے نیچے لا کر اور اسکی زنجیر کمر اور لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُس کا
زمین سے اکھیڑا زور اول مین تا بہ زانو اور زور دوم مین تا بہ سینہ اور زور سوم مین اُسکو سر سے بلند کر کے
اور چرخ دیکر اسطرح اکھاڑے مین پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرما ساہو گئے
مرغ روح اُسکا قفس تن سے نکلکر سوے سقر روانہ ہوا اُسوقت چہرہ نوشیروان کا یہ حال دیکھکر متغیر ہو گیا سرداران
لشکر نوشیروان دنگ ہو گئے سکتے کا سا عالم ہو گیا برجین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی اور سرداران
لشکر حمزہ بے اختیار تعریف و ثناے بدیع پہلوان کرنے لگے شور تحسین و آفرین بلند ہوا حمزہ زور بدیع دیکھکر
وجد کرنے لگے اور نہایت خوش ہوے اور دل مین اپنے بدیع پہلوان کی تعریف کرنے لگے ہرچند کہ بادشاہ
برجین تبریزی نے منع کر دیا تھا لیکن رفیع گاذر یہ حال دیکھکر بے اختیار ہو کر اُٹھا اور پگڑی اپنے سر سے
اُتار کر اُچھالدی اور بہ آواز بلند اپنی زبان مین کہنے لگا واہ رے مورے شیر کا جور کیا ہیے کہ پشننگ کو بدیم
کر دیا اسیطرح سو ڈیڑھ سو دھوبی جو رفیع گاذر کے ہمراہ تھے اُچھلنے کودنے لگے اور ایسی ہی تعریف کرنے لگے
برجین شاہ نے رفیع گاذر اور جملہ دھوبیون کو شور و غل کرنے سے منع کیا اور نوشیروان سے کہا اب اور
کوئی پہلوان آپکے لشکر کا ہمارے اس پہلوان سے لڑیگا یا نہین نوشیروان نے کہا اب کوئی تمھارے پہلوان
سے لڑکر اپنی جان نہ دیگا برجین شاہ نے کہا اگر کوئی پہلوان لائق مقابلہ اس پہلوان کے نہین ہے تو آپ اس

فرمان پر مُہر کر دیجیے نوشیروان نے یہ سُنکے بختک کیطرف دیکھا اُسنے عرض کیا البتہ اے شہنشاہ مُہر کر بھی دیجیے پس
بلائے ناگہانی کو ٹالیے اپنے لشکر کے پہلوانون کو اِس پہلوان کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ یہ پہلوان آپکے لشکر کے جملہ
بہادرون کو اور تمام پہلوانون کو اسیطرح ہلاک کر ڈالے گا آپ کو مسلمانونسے مقابلہ کرنا ہو نوشیروان نے تقریر
بختک سُنکے خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہو یہ خیال کر کے اِس فرمان پر مُہر کر دی برچین شاہ پہلوان بدیع کو اور
جملہ اپنے لشکر کے سردارون وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر وہانسے چلا اور راہ طے کر کے اپنی بارگاہ مین بخوشی گیا نوشیروان
نے پیشنگ کو اکھاڑے سے اُٹھوایا اور جملہ اپنے امرا و وزرا کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ مین گیا سرداران لشکر اسلام
اپنے لشکر مین گئے اور تمام حال کشتی کا بادشاہ اسلام سے بیان کیا بظاہر قول راوی مذکور کا عقلاً صحیح معلوم
نہین ہوتا کہ سرداران لشکر حمزہ زیر عقابین خندقون کو طے کر کے گئے اور پاس صاحبقران کے پہونچے اور امیر
با توقیر کو رہا نکر سکے بلکہ اپنے لشکر مین چلے گئے اور نوشیروان نے اُنھین زیر عقابین آنے دیا پس یہ امر خلاف
عقل و فہم ہو الحاصل جب برچین اپنی بارگاہ مین گیا بدیع نے برچین شاہ سے کہا اب اہل اسلام سے مقابلہ کرنیکا
سوال کیا جائے اگر اُنمین سے کوئی دلیر مقابلہ کرے تو خیر ورنہ اِس فرمان پر بادشاہ لشکر اسلام سے مہر کرا کے
یہان سے تشریف لے چلیے برچین شاہ نے جوابدیا ہنگام سحر یہ قرطاس لیکر تم جانا اور بادشاہ لشکر اسلام سے
جواب لیکر ہمارے پاس آنا یہ کہکر برچین شاہ خاموش ہوا جب وہ شب گذری بدیع وہ فرمان لیکر مرکب پر
سوار ہو کر مع چند خادم و خدمتگار جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین
جا کر بعد ادائے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کیا اے ظل اللہ اِسوقت بدیع پہلوان فرمان لیے ہوے واسطے مُہر
کرانیکے خدمت حضور مین آتا ہو باقی خیریت ہو بادشاہ اسلام نے چند سردارون کو برائے استقبال روانہ کیا سردار
گئے اور استقبال کر کے بدیع پہلوان کو لشکر اسلام مین لے آئے بدیع نے بادشاہ لشکر اسلام کو جھک کر سلام کیا اور
وہ فرمان مذکور دیا سلطان سعد نے بارگاہ سلیمانی مین جانب دست راست ایک صندلی پر بعزت تمام بٹھایا اور نہایت
خلق سے پیش آئے اور وجہ زیادہ تر عنایت و مہربانی کرنیکی یہ تھی کہ دیکھتے ہی بدیع کو سلطان سعد کے دل مین ایسی محبت
و الفت پیدا ہوئی کہ کچھ خیال غیر مذہب ہونیکا بھی نہ کیا علاوہ بادشاہ کے علمشاہ اور شیرویہ اور لندھور وغیرہ
سردارون کو بدیع سے ایسی الفت دیکھتے ہی ہوگئی کہ ہر ایک کا دل یہی چاہتا تھا کہ اب یہ بارگاہ سے اُٹھکر بجائے دل
اِس سے معانقہ کرین اور بدیع بھی سوے سلطان سعد اور جانب علمشاہ اور شیرویہ و دیگر سرداران لشکر اسلام
کیطرف بار بار بہ نظر الفت دیکھتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اِس لشکر مین اور اِس بارگاہ مین ایسے ایسے جری و بہادر نظر
آتے ہین کہ مین نے کہین نہین دیکھے اور یہ سب نہایت حسین ہین بدیع اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ سلطان سعد نے
وہ فرمان پڑھوایا اور اُسکے مضمون سے مطلع ہو کر ارشاد کیا کہ اے بدیع تمنے سُنا ہوگا اور دیکھا ہوگا حمزہ فی زماننا عقابین
بہ قید ہین اِس لشکر مین وہ نہین ہین اگر وہ موجود ہوتے تو تُمسے مقابلہ کرتے لطف کشتی اور تیغزنی تمکو اُنسے حاصل ہوتا
انشاء اللہ جب وہ قید سے رہا ہونگے اور تم یہان آؤ گے تو اُنسے مقابلہ کرنا بالفعل مقابلہ موقوف رکھو بدیع نے
یہ سُنکے جوابدیا بسا تعجب ہو کہ اتنے جری و بہادر اِس بارگاہ مین بیٹھے ہین اور کوئی ایسا دلیر نہین ہو کہ مجھسے کشتی
لڑے کیا یہ سب دیکھنے ہی کے سرداران لشکر ہین جسوقت بدیع نے یہ کلمات کہے کرب کو غصہ آیا اور اپنے دنگل
سے اُٹھکر جوابدیا کہ اے بدیع اِس بارگاہ مین بڑے بڑے بہادر ہین اُنسے تو تم کیا مقابلہ کرو گے مجھسے لڑو دیکھو تو مین
ہنگام کشتی کیسی دلیری کرتا ہون بدیع نے کہا اے بہادر اگر تم لڑو گے تو مین ضرور تم سے لڑونگا اسیواسطے تو مین یہان

آیا ہون یہ کہکر بدیع سلطان سعد سے رخصت ہوا اور ہنگام رخصت کہا کل ہنگام سحر اس بہادر سے کشتی لڑونگا یہ
کہکر وہ فرمان لیکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر کب پر سوار ہوا اور جانب لشکر برچین شاہ چلا جب لشکر مین پہونچا برچین سے
تمام حال بیان کیا اور کہا کل مین اس جوان سے مقابلہ کرونگا برچین شاہ نے کہا اے بدیع پہلوان تم بیشک غالب
آؤگے یہ کہکر خاموش ہوا جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی اور رات بھی گذر کر صبح ہوئی برچین شاہ بدیع پہلوان کو اپنے
ہمراہ لیکر مع تمامی فوج جانب لشکر اسلام آیا یہان آکر دیکھا اکھاڑا درست ہے گرد اکھاڑے کے صدہا کرسیان جواہر نگار
رکھی اکھاڑے پر خیمہ بہت بڑا اور نہایت نادر استادہ ہے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر رونق افروز ہین جملہ سرداران لشکر
کرسیون پر بیٹھے ہین بہت سی کرسیان خالی ہین لشکری ہزارہا زین پوش وغیرہ بچھائے ہوئے بیٹھے ہین برچین شاہ و پہلوان
بدیع یہ سامان دیکھکر حیران ہوے جب برچین شاہ اکھاڑے پر آیا بعض بعض سردار براے تعظیم اٹھے برچین شاہ
تخت اپنا اکھاڑے پر رکھوا کر بیٹھا پہلوان اور سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے بعد ازان ادھر سے بدیع ادھر سے
کرب غازی دامن گردانکر اکھاڑے مین آئے پھر خم مارکر اور ہاتھ ملاکر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے چت پٹ دونون
داؤنون پیچ کرنے لگے پیچ پر پیچ اور توڑ پر توڑ ہونے لگے دیکھنے والے داد دینے لگے کبھی تعریف کرب غازی کی گاہ ثنا
پہلوان بدیع کی کرنے لگے حمزہ بھی حیرت مین ہے یہ کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی بصد قوت زور بدیع کو اپنے نیچے
لاتا تھا بدیع بلا توقف مثل برق تڑپ کر نکل جاتا تھا اور سامنے آکر پھر مقابلہ کرتا تھا اور جب بدیع بہزار مشکل کرب کو اپنے
نیچے لاتا تھا کرب فی الفور نکل جاتا تھا اور سامنے آکر پھر لپٹ کر زور کرتا تھا بدیع متحیر ہوتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ شام تک
کشتی ہوئی وقت شام بدیع نے کرب غازی سے کہا اے بہادر اب شام ہو گئی اگر مناسب ہو تو صبح کو پھر کشتی لڑنا اور یہ
اپنے دلمین خیال نکرنا کہ بدیع تھک گیا ہے تم دیکھو ابھی مجھے پسینہ بھی نہین آیا ہے کرب نے جواب دیا ہم اہل اسلام ہین ہمارا یہ دستور
نہین کہ جس سے دنکو لڑین شام کو اس سے نہ لڑین بغیر زیر کیے ہم لوگ حریف کو نہین چھوڑتے ہین علاوہ اس امر کے
بادشاہون کے نزدیک شب کو روشنی کی کثرت سے روز روشن کردینا کوئی امر مشکل نہین ہے ابھی روشنی ہو جائیگی تاریکی
شب ایسے افراط روشنی سے دور ہو جائیگی بدیع نے یہ سنکے کہا اگر ایسا سامان ہو جائے تو بہتر ہے ابھی بدیع یہ کہہ رہا تھا
کہ حکم سلطان سعد سے ہزارہا لالٹینین گرد اکھاڑے کے موافق قاعدہ روشن کیگئین ما سوا اسکے صدہا فانوسین
اور کنول جنمین شمعین مومی اور کافوری تھین روشن کیگئین ادھر برچین شاہ نے بھی اسیقدر سامان روشنی کا کیا اسوقت کثرت
روشنی سے اکھاڑا پر نور ہو گیا فلک پیر اکھاڑے کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگا اور متحیر ہوا کہ اس اکھاڑے پر اتنی فانوسین
اور کنول اور جھاڑ اور لالٹینین وغیرہ روشن ہین کہ ستارون سے زیادہ ہین غرض بعد روشنی ہونے کے برچین شاہ
نے کئی کاسہ دودھ کے روبرو بدیع کے بھیجے بدیع نے ہر ایک کاسہ اٹھا کر دہن سے لگا کر شیر پی لیا اسیطرح بادشاہ
لشکر اسلام نے کاسہ ہاے شیر شکر آمیز براے کرب ارسال کیے کرب نے بھی ہر کاسہ شیر منھ سے لگا کر مثل آب شیر
پی لیا ملازم خالی کاسے اٹھا کر لیگئے جب دونون دلیر سیر و سیراب ہوچکے پھر باہم کلہ بکلہ مشت بمشت کشتی لڑنے لگے
باہم زور بخوبی کرنے لگے جلد جلد پیچ پر پیچ ہونے لگے منصف بہ آواز بلند ہر ایک کے کمال کی داد دینے لگے اسیطرح
وہ شب بھر کشتی ہوئی اور پھر دن بھر برابر کشتی ہوئی شب کو پھر یہی سامان روشنی کا ہوا اور وقت اشتہا ہر ایک نے اپنے
کاسہ ہاے شیر نوش کیے لیکن دونون مین سے کوئی دلیر کمزور نہوا اور کسی کی پشت آشناے زمین نہ ہوئی جب
زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ عمرو دونکو کشتی لڑنے مین چھوڑ کر کتے کی کھال بدن پر آراستہ کیے بطور کتے کے جانب
عقابین چلے جب قریب لشکر نوشیروان پہونچے خوب دیکھ بھالکر مردمان لشکر نوشیروان سے چھپکر خندق کو طے کرکے

متواتر جست کرکے زیر عقابین پہونچے اور بالاے عقابین جاکر کھال کتے کی اپنے جسم سے اُتار کر امیر با توقیر سے کہا کہ میرا
فرزند یعنی کرب غازی بدیع پہلوان سے کشتی لڑ رہا ہے دو دن اور دو شبین اتنی رات کم گذر چکے ہین لیکن ابھی تک کوئی زیر
نہین ہوا ہے حمزہ نے یہ سُنکے عمرو سے کہا اے عمرو تمنے بدیع سے کرب کو لڑوایا ہے وہ نظر کردہ امیر عرب ہے بدیع تو کیا ہے اور کسی سوار
لشکر سے بھی اسکی پشت زمین آشنا ہوگی یہ اچھی بات نہین ہے مجھکو اس امر سے گونہ ملال ہوا بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ابھی
جاکر کشتی موقوف کرادو مجھکو یہ منظور نہین ہے کہ بدیع کرب نظر کردہ امیر عرب سے زیر ہوجاے اور اے خواجہ ہماری جانب
سے بدیع سے کہدینا کہ بابا ابھی ہم قید ہین جب زمانہ قید کا منقضی ہوجائیگا اور پروردگار ہمکو قید سے رہا کریگا تو اُسوقت تم ہم سے
کشتی لڑنا ہر طرح مقابلہ کرنا عمرو یہ سُنکے زیر عقابین آئے اور کتے کی کھال پہنکر چاہتے تھے کہ آگے قدم بڑھائین ناگاہ القاے
عاد کہ طلایہ دے رہا تھا لشکر کے گرد پھر رہا تھا اُسنے دیکھ لیا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ زیر عقابین کون ہے ایک سوار نے
کہا کتا ہے اور کوئی نہین ہے بعض سوارون نے یہ سُنکے کہا ہمین ثابت ہوتا ہے کہ یہ عمرو ہین بصورت سگ آئے ہین لہذا انکو
یہانسے نہ جانے دینا چاہیے اور انکو گرفتار کرکے قید کرنا مناسب ہے وقت سحر شہنشاہ نوشیروان کے روبرو انکو
لیجائینگے وہ جو چاہینگے انکے حق مین کرینگے القاے عاد یہ سُنکے جملہ سوارونکو جو اُسوقت اُسکے ہمراہ تھے ساتھ لیکر
جانب عقابین براے گرفتاری عمرو روانہ ہوا سوارون نے شور و غل کیا کہ عمرو کتا بنکر آیا ہے اُسکو لکڑیونسے مار دیا جلاؤ کو
بلاؤ کہ وہ اسپر لٹھ مارے کام اس کتے کا تمام کرے جب یہ شور و غل خواجہ نے سُنا اور دیکھا کہ القاے عاد مع سوارونکے
آتا ہے خواجہ نے برہم ہوکر وہانسے جست کی ایک خندق طے کرکے آگے بڑھے سوار گھوڑے انکو دوڑا کر قریب تر آئے خواجہ نے
دوبارہ جست کی دوسری خندق طے کی القاے عاد نے کہا یارو کیا غضب ہے کہ تم سب شیر بیشۂ جرأت ہو اور ایک کتا تم سے
گرفتار نہین ہو سکتا اُنھون نے جواب دیا یہ کتا پردار ہے دیکھتے ہو کسطرح اُڑکر خندق کو طے کرجاتا ہے القاے عاد نے کہا یہ تو سچ کہتے
ہو پھر کتا کتا ہی ہے اور شیر شیر ہی ہے جسطرح ہوسکے اسکو حلقہ ہاے کمند مین اسیر کرو سوار کمندین لیکر گھوڑے انکو دوڑا کر
جسوقت قریب عمرو پہونچے اور چاہا کہ کمندون مین اسیر کرین عمرو نے پھر جست کی تیسری خندق بھی طے کی سوارون نے
بھی گھوڑے اپنے خندق سے پھندائے اور قریب اس کتے کے پہونچے خواجہ نے پھر جست کی چوتھی خندق بھی طے کی بعد ازان
خواجہ عمرو بعجلت راہ طے کرکے لشکر اسلام مین آئے وہ کتے کی کھال اپنے جسم سے اُتاری ادھر القاے عاد اور سوار حیران
ہوکر پھر گئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ کتا تھا یا کوئی بلا تھی کسی طرح ہاتھ نہ آیا خیر خوب ہوا بقول شخصے مصرعہ رسیدہ بود
بلاے ولے بخیر گذشت ۔ یہ کہکر حفاظت لشکر کی کرنے لگے اُدھر خواجہ نے اکھاڑے مین آکر کرب غازی سے
کہا اے بیٹا کرب غازی بدیع پہلوان کو چھوڑ دے کرب غازی نے کہا کچھ فرمایئے تو کیون چھوڑ دون خواجہ نے
کہا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ہے کہ کشتی موقوف رکھو جب ہم قید سے رہا ہونگے اُسوقت بدیع پہلوان سے کشتی لڑینگے
کرب غازی نے یہ سُنکے بدیع پہلوان کو چھوڑ دیا بدیع کشتی موقوف ہونے سے خوش ہوا کیونکہ پہلوان بدیع
خیال کرتا تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے یہ جوان کسیطرح زیر نہین ہوتا ہے غرض جب کشتی موقوف ہوئی رات گذر چکی تھی
آثار سحر فلک پر عیان تھے اُسوقت ادھر تو کرب غازی اکھاڑے سے نکلا ادھر بدیع پہلوان دونون اپنے اپنے لشکر
مین گئے اہل اسلام اکھاڑے سے اُٹھے اور اپنی اپنی بارگاہون اور خیام مین جاکر ہر ایک نے وضو کرکے نماز پڑھی جب
صبح ہوئی اور آفتاب نکلا بدیع براے رخصت بارگاہ بادشاہ اسلام مین گیا بادشاہ نے اُسیطرح بعزت و توقیر بٹھایا
اور چند کشتیان زر و جواہر اور تحائف کی دین اور رخصت کیا بدیع پہلوان بارگاہ سلیمانی سے برچین شاہ تبریزی
کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا برچین شاہ نے اُسیوقت وہان سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ سوے

صحرا غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا شنکاوہ بن شنگول بدست دریا باری بائیس ہزار سواروں کی جمعیت سے پیدا ہوا اور مردمان اہل اسلام پر گرا اور اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام نے اُسوقت جلد جلد سلاح زیب تن کر کے مرکبوں پر سوار ہو کر شنکاوہ بن شنگول سے لڑنا شروع کیا اُدھر بدیع پہلوان نے جو دیکھا کہ شنکاوہ بن شنگول اہل اسلام کو قتل کر رہا ہے تاب ضبط نہ لا کر بدیع مع فوج حملہ آور ہوا اور شنکاوہ کے لشکریوں کو قتل کرنے لگا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان براے مدد شنکاوہ تمام اپنی فوج لیکر آیا اور شریک جنگ ہوا چار لشکر ل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے شام تک خوب لڑائی ہوئی وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر شنکاوہ کو مع فوج و لشکر اپنے ہمراہ لیگیا سلطان سعد نے اِدھر بدیع پہلوان اور برجین شاہ کی تعریف کی بدیع سلطان سعد وغیرہ سے پھر رخصت ہو کر ہمراہ برجین شاہ تبریزی کے جانب ترکستان روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ شنکاوہ جو لشکر اسلام پر گرا تھا اور مردمان لشکر اسلام غافل تھے اسوجہ سے اِس لڑائی میں آٹھ ہزار اہل اسلام شہید ہوے اور پانچ ہزار کفار مارے گئے جب نوشیروان اپنی بارگاہ میں جا کر تخت پر بیٹھا اور شنکاوہ بھی ایک دنگل پر بیٹھا اور جب دربار آراستہ ہوا اُسوقت شنکاوہ نے کہا اے شہنشاہ میرا دل چاہتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو دیکھوں میں نے اُنکی شجاعت و دلیری کی تعریف سُنی ہے بختک وغیرہ نے اُس سے کہا اے شنکاوہ امیر کو کیا دیکھوگے آجکل وہ عقابین پر قید ہیں کثرت آلام سے پوست و استخوان ہمہ تن ہیں شنکاوہ نے کہا میں تو حمزہ کو ضرور دیکھونگا آخر بلازم حکم نوشیروان سے امیر کو بارگاہ میں لائے امیر نے بآواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اُس شخص پر ہے کہ جو خدا کو یکتا جانتا ہو اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانتا ہو کسی نے جواب سلام نہ دیا شنکاوہ نے پوچھا امیر کو عقابین پر کیوں قید کیا ہے بختک وغیرہ نے کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ عیار حمزہ خواجہ عمرو ہے وہ نہایت کامل عیار ہے اُسکے خوف سے امیر کو اس حفاظت سے قید کیا ہے اور اگر اسطرح امیر کو قید نہ کرتے تو ابتک عمرو حمزہ کو رہا کر کے لے جاتا علاوہ اِسکے سرداران لشکر حمزہ غیرت رستم اور رشک اسفندیار ہیں اگر امیر عقابین پر قید نہ ہوتے تو وہ امیر کو ابتک رہا کر کے لیجاتے شنکاوہ نے تمام حال سُنکے کہا امیر کو بارگاہ سے لیجاؤ ملازم نوشیروان لے گئے اور عقابین پر قید کیا پھر شنکاوہ نے اپنے عیار زنگار سے کہا تو ابھی جا اور عیار حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آ زنگار نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا میرے نزدیک سہل ہے اسکی کیا لیاقت ہے کہ میرے دام مکر سے نکلجائے اتفاقاً اُسوقت خواجہ عمرو بھی دربار نوشیروان میں بشکل خدمتگار موجود تھے زنگار کی گفتگو سُنکے برہم ہوے اور دل میں کہنے لگے کہ یہ نالائق میرے گرفتار کرنے پر آمادہ ہے اسکی گوشمالی کرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام چلے اور اثناے راہ میں اپنی صورت مثل ایک عیار کے بنائی اور ایک جگہ ٹھہرے بارگاہ نوشیروان سے زنگار براے گرفتاری خواجہ عمرو چلا جب قریب عمرو پہونچا عمرو نے اُسے سلام کیا اُسنے پوچھا تو کون ہے عمرو نے جواب دیا نام میرا ترید عیار ہے فرمانبردار عمرو کا ہوں اسوقت چند سوداگر ترکستان سے آئے ہیں اُنسے ایک کنیز خوبرو میں نے خریدی تھی عمرو نے تعریف حسن و جمال کنیز مذکور جو سُنی ہے مجھسے طلب کرتا ہے میں نے ہر چند اُس سے کہا ہے کہ اِس کنیز سے میں نے عقد کر لیا ہے لیکن خواجہ عمرو بلاے روزگار ہے کہتا ہے کہ تجھو جتا ہے اسوقت چالیس ہزار تومان دیکر عمرو نے وہ کنیز مجھسے بجبر و ظلم لے لی ہے مجھکو اسوقت رنج عظیم ہے اب تم ہانکو کہاں جلتے ہو زنگار نے یہ خیال کر کے کہ یہ دشمن عمرو وہ ہے کہا میں براے گرفتاری عمرو جاتا ہوں ترید عیار نقلی نے کہا کہ اگر تم عمرو کو گرفتار کر کے کنیز مذکور کو میرے حوالے کردو تو میں لات پرست ہو جاؤں اور شاگرد تو اسی وقت سے

تھا نا ہو گیا زنگار نے جواب دیا یہ کیسی شاگردی جبتک تم عمرو کا تن سر سے جدا کرکے روبرو نہ لاؤگے اور ہم تمکو اپنے
ہاتھ سے مٹھائی نہ کھلائینگے اُسوقت تک تم ہمارے شاگرد نہین ہو سکتے ترید عیار نے فی الفور اپنی کسوت عیاری سے مٹھائی
نکالی اور زنگار کو دی اُسنے کچھ مٹھائی اُٹھا کر کہا ای ترید منھ کھولو اور میرے ہاتھ سے مٹھائی کھاؤ ترید نے کہا پہلے آپ
کھائیے پھر مجھے کھلائیے آخر بعد حجت پہلے زنگار نے مٹھائی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوکر زمین پر گرا ترید نے نعرہ کیا تم
خواجہ عمرو بعد ازان رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت زنگار کی شکل کے مانند بنائی اور اُسکی شکل اپنی صورت کے
مثل بنائی پھر اُسکو گرفتار کرکے پشتارہ اُسکا اُٹھا کر بارگاہ نوشیروان مین گئے اور شنگاوہ کے آگے پشتارہ رکھکر
کہا اسمین عمرو کو گرفتار کرکے لایا شنگاوہ نے خوش ہوکر بختک و نوشیروان وغیرہ سے کہا اسیوقت عمرو اور
حمزہ صاحبقران کو قتل کرڈالو خواجہ عمرو نے جو یہ کلام سُنا نہایت غصہ آیا اُسی عالم غیظ مین ایک دھول لگا کر شنگاوہ
سے تاج لیکر نعرہ کرکے بارگاہ نوشیروان سے نکلے اور سوے لشکر اسلام روانہ ہوے ادھر شنگاوہ نے برہم ہوکر نوشیروان
سے کہا ای شہنشاہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خواجہ عمرو نے مجھے سر دربار ذلیل کیا ہی اسکو اور سرداران لشکر حمزہ کو قتل
کرونگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر تھے روبروے بادشاہ لشکر اسلام جلد تر حاضر
ہوے اور عرض کرنے لگے ای جہان پناہ اسوقت شنگاوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر
اسلام نے بھی نقارہ جنگی بجوایا دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی شنگاوہ نے اُس پشتارے کو کھولکر زنگار کو نکالا
جب وہ ہوشیار ہوا شنگاوہ نے کہا واہ واہ تم خوب عمرو کو گرفتار کرکے لائے عمرو ہی تمکو گرفتار کرکے یہان لے آیا
یہی بہتر ہوا اگر وہ تمکو قتل کرڈالتا تو مفت تمھاری جان جاتی زنگار شرمندہ ہوا غرض بعد بجنے طبل جنگ نوشیروان
نے دربار برخاست کیا شنگاوہ وغیرہ سرداران لشکر اور امرا و وزرا اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے جب صبح ہوئی
نوشیروان شنگاوہ کو اپنے ہمراہ لیکر مع جملہ فوج میدان کارزار مین آیا سلطان سعد بھی جملہ سرداران اور کل فوج
کو ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے بعد درستی میدان مصاف اور صف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون
سے نکلے اور جوانون کو آمادہ کارزار کرکے ہٹ گئے ابھی دونون لشکرون سے کوئی دلیر باہر نہ نکلا تھا کہ سوے
صحرا غبار خفیف بلند ہوا اور ایک سوار سیاہ پوش نقابدار ظاہر ہوا ہمراہ اُسکے ایک پیادہ تھا اُسنے سامنے
تھا مین کے آکر امیر کو بصد ادب سلام کیا بعد ازان جانب نبردگاہ آیا لشکر نوشیروان سے شنگاوہ نکلا اور بیچ
میدان مین آکر ہم مبارز طلب کیا نقابدار سیاہ پوش مذکور نے آگے بڑھکر دلیرانہ اُس سے مقابلہ کیا شنگاوہ نے نیزہ
مارا نقابدار نے وار روک کر بند نیزہ ایسا باندھا کہ نیزے کو اُسکے ہاتھ سے نکال لیا اہل اسلام خوش ہوے شنگاوہ نے
برہم ہوکر تیغہ چہل من کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پر لگایا نقابدار نے وار تیغ کا خالی دیکر ایسی تلوار اُسکی کمر پر لگائی
کہ دو ٹکڑے ہوکر گینڈے سے بروے خاک گرا نوشیروان نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور میدان کارزار سے
چلا گیا نقابدار سیاہ پوش نے اہل اسلام سے مخاطب ہوکر باواز بلند کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام و ای سرداران لشکر
اسلام مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ تم جانین اپنی عزیز رکھتے ہو اور حمزہ کو قید سے رہا نہین کرتے ہو یہ کہکر سوے صحرا چلا گیا ہرچند
عمرو نے اور دیگر سردارون نے پکارا کہ ای نقابدار ذرا ٹھہر جا لیکن سوار نقابدار نے توقف نہ کیا اور سوے صحرا جاکر نظر سے
غائب ہوا بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار سے فرودگاہ لشکر پر آئے داخل بارگاہ ہوے جب وقت شب دربار آراستہ ہوا
سلطان سعد نے فرمایا نہین معلوم یہ نقابدار کون تھا سردارون نے عرض کیا بظاہر اور یقیناً معلوم ہوتا ہی کہ ہم سب اہل اسلام کا
خیرخواہ اور دوست تھا یہان تو دربار مین سرداران لشکر سلطان سے باتین کر رہے تھے ناگاہ ادھر نوشیروان نے بنام قرامرز بن قارن

طبل جنگ بجوایا سلطان سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے
بموجب حکم ملازمون نے نقارۂ حربی بجایا خواجہ عمرو نے بعد نقارۂ حربی بجنے کے خیال کیا کہ امیر کی خدمت مین چلنا چاہیے یہ
خیال کرکے لشکر سے نکلکر ایک زن خوبرو کی شکل بنکر عطر بیہوشی سراپا اپنے لباس پرتکلف و رنگین پر لگایا اور اپنی ناک مین زہر بیہوشی
کی روئی رکھکر پھر ایک تھال مین تھوڑا میٹھا رکھا اور چوبک اس تھال مین روشن کی بعد ازین تھال کو اپنے ہاتھ پر رکھکر جانب
لشکر نوشیروان روانہ ہوے قریب نصف شب کے لشکر نوشیروان مین پہونچے دیکھا چارسو ملازم نوشیروان گرد عقابین
پھر رہے ہین حفاظت لشکر نوشیروان اور حمزۂ صاحبقران کی کر رہے ہین اُنھون نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین لباس
رنگین اور زیور طلا و نقرہ سراپا پہنے ہوے تھال ہاتھ پر رکھے ہوے چلی آتی ہو صداے خلخال پاے نازنین سُنکر اور روے
زیباے زن مذکور دیکھکر وہ سب بیتاب ہوے ایک نے اُنمین سے کسی نے کہا او بھائی ہماری تو مراد آئی آج کی رات بعد
عیش بسر ہوگی اُسنے جواب دیا حلوا خوردن را روے باید بعلا تم کیا عیش کروگے ہمارے واسطے خدا و ندلات نے بھیجے
بھیجا ہو اسیطرح باہم سب جوان مشتاق و طلبگار نازنین مذکور ہوے جب وہ نازنین اُنکے درمیان مین پہونچی بناز و ادا بولی کہ
میرا شوہر آج سفر سے آیا ہو مین نے مراد مانی تھی کہ جب خاوند میرا پردیس سے آئیگا قیدی کو مٹھائی کھلاؤنگی بس تم یہ میٹھا
اُس قیدی کو جو بالاے عقابین قید ہو کھلادو جوانون نے ہنسکر کہا اگر ہم تمھارے کہنے کے بموجب اِس قیدیکو یہ میٹھا کھلادین
تو کچھ ہمسے بھی سلوک کروگی نازنین نے جوابدیا یہ باتین اور کسی زن بازاری سے کرو مین صاحب عصمت ہون یہ کہکر تھال رکھدیا اور
قصد کیا کہ میٹھا نکالکر تھال سے رکھدے اور چلی جائے لیکن جوانون نے چارجانب سے گھیر لیا خوشبوے عطر بیہوشی جو اُنکے
دماغ مین پہونچی سب کو دفعتہً چھینکین آئین اور بیہوش ہوکر زمین پر گرے خواجہ نے تھال اور میٹھا نذر زنبیل کیا اور خیمۂ
مہلال عادی کی طرف روانہ ہوے اِسوقت مہلال عاد لشکر نوشیروان کے گرد پھرتے پھرتے تھک کر اپنے خیمے مین
گیا تھا اور بالاے فرش خواب لیٹ کے سوگیا تھا یکایک عالم خواب مین اُسنے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف
لائے اور کہا اے مہلال تو مسلمان ہوجا اپنے دین کو ترک کر خالق کون و مکان کو سجدہ کر سعادت کونین حاصل کر مہلال نے
عالم خواب مین کہا یا حضرت پھر آپ ہی مجھکو مسلمان کیجیے حضرت ابراہیم نے کلمہ پڑھاکر اُسے مسلمان کیا اور فرمایا خواجہ عمرو
آتا ہوگا جو کچھ وہ کہے منظور کرنا یہ فرماکر حضرت ابراہیم تو نظر مہلال سے پنہان ہوے مہلال بیدار ہوا اور خیال کرنے لگا
آج کی شب تیرا طالع یہ تھا اور تو سو رہا اور عالم خواب مین مسلمان ہوا اگر یہ خبر نوشیروان کو ہوگی کہ مہلال عاد نے حفاظت
لشکر اور محافظت حمزۂ صاحبقران نہین کی اور اپنے خیمے مین جاکر سو رہا تو وہ مجھے بڑی سزاے سخت دیگا یہ خیال کرکے
چاہتا تھا کہ اُٹھے اور بہر حفاظت لشکر خیمے سے نکلکر جائے ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک زن خوبرو خیمے مین آئی مہلال نے
اُسے دیکھکر آنکھین بند کرلین اور خیال کیا کہ اگر بموجب ارشاد حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ خواجہ عمرو ہین تو زر و مال جو
اِس خیمے مین ہو لوٹ لین گے اور اگر خواجہ نہین ہین فی الحقیقت کوئی عورت ہی ہو تو مال و اسباب نہ اُٹھائیگی مہلال بھی
یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ زن خوبرو بالین مہلال آکر ٹھہری اور نے نکالکر اُسمین بیہوشی رکھکر صور اخہاے بینی مہلال کے قریب تھی کہ
مہلال جاگتا تو تھا ہی فوراً دست نازنین پر ہاتھ ڈالا اور اسکا ہاتھ پکڑکر فرش خواب سے اُٹھکر پوچھنے لگا سچ بتا تو کون ہو اگر
عمرو ہو تو چھوڑ دونگا کیونکہ ابھی عالم خواب مین حضرت ابراہیمؑ نے مجھے مسلمان کیا ہو اور اگر تو اور کوئی ہو تو ابھی قتل کرونگا
زن خوبرو نے کہا اے مہلال سچ تو یہ ہو کہ مین عمرو ہون چاہتا ہون کہ تمھاری شکل بنکر حمزہ کے پاس جاؤن اور کچھ اُنسے باتین
کرون مہلال نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اور مجھے اپنا فرمانبردار جانیے مین مسلمان ہوچکا ہون یہ سنکر عمرو نے اُسے گلے لگایا
اور فوراً اپنی صورت بشکل مہلال بنائی مہلال تو اپنے پلنگ کے نیچے مخفی ہوا خواجہ خیمے سے نکلکر زیر عقابین گئے

اور اُن چارسو آدمیونکو ہوشیار کیا اور کہا تم کیون سورہے اُنھون نے کہا بیشک ہمسے خطا ہوئی مہلال نقلی نے کہا جاؤ
لشکر کی حفاظت کرو مین حمزہ کو دیکھنے جاتا ہون کہ وہ عقابین پر ہین یا نہین وہ تو اُدھر روانہ ہوے مہلال نقلی عقابین
پر گیا حمزہ کو ہوشیار کیا اور کہا مین عمرو ہون پھر شربت حیات زنبیل سے نکالا اور حمزہ کو پلایا یہ شربت حیات خواجہ بزرجمہر
نے تیار کرکے اسواسطے عمرو کو دیا ہے کہ وہ حمزہ کو پلادیا کرے تاکہ اس شربت سے حمزہ کو قوت ہو اور حیات باقی رہے
اور بول و براز بھی نہو ہرچند کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ حال شربت پلانے کا مندرج نہ کیا جائیگا لیکن بضرورت جابجا
لکھا گیا اور اس جگہ بھی تحریر ہوا ہے بعد شربت پلانے کے حال مہلال جادو کے مسلمان ہونیکا اور احوال نقابدار سیاہ پوش
کا بیان کیا حمزہ حال مہلال سنکر خوش ہوے اور نقابدار سیاہ پوش کے بارے مین فرمایا اے خواجہ عمرو مین نے دیکھا
ہے کہ بڑی دلیری سے اُسنے تشنگاوہ کو مارا ہے مین تو اُسکی جرأت پر وجد کرنے لگا خواجہ امیر سے باتین کرکے عقابین پرسے
جنگ کرنے لگے امیر با توقیر سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین آپکو زنبیل مین ڈالکر لشکر اسلام مین لیچلون امیر نے فرمایا مجھکو
زنبیل مین جاکر رہا ہونا منظور نہین ہے جب خدا چاہیگا رہا ہو جاؤنگا خواجہ عمرو یہ سنکر عقابین پر سے اُترے اور مہلال کے
خیمے مین گئے اور اُس سے رخصت ہوکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے مہلال قریب صبح اپنے خیمے
سے نکلا اُن چارسو جوانون نے باہم کہا کہ ایک مہلال پہلے حمزہ کے پاس گیا پھر ابھی سوے لشکر اسلام روانہ ہوا یہ دوسرا
مہلال اب خیمے سے نکلا ہے اسمین کچھ بھید ہے اور کوئی فتور ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے یہ تقریر باہم کرکے مہلال کو گرفتار کیا
جب نوشیروان محلسرا سے برآمد ہوا وزرا امرا وغیرہ نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوا کل مردان لشکر
مسلح ہوے ابھی تو وہ جانب جنگگاہ روانہ نہوا تھا کہ وہ چارسو جوان مہلال کو گرفتار کیے ہوے روبروے
نوشیروان آے اور تمام حال شب گذشتہ کا بیان کیا مہلال نے کہا اے شہنشاہ یہ سب دروغ گو ہین محض عداوت سے
اُنھون نے مجھے گرفتار کیا ہے اگر آپ انصاف نکیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا نوشیروان نے اُن جوانونکو سخت و
سست کہکر مہلال کو رہا کردیا اور خلعت و انعام دیکر کہا مین جانتا ہون تو میرا خیرخواہ ہے ہمیشہ تو حمزہ کی حفاظت کیا کر یہ
کہکر سمت عرصۂ مصاف روانہ ہوا اور میدان جنگ مین جاکر صف آرا ہوا سلطان سعد بھی لشکر لیکر میدان جنگ مین آے
بعد درستی عرصۂ نبرد صف آرا ہوے پھر نقیب و کرکیت دونون لشکر وںسے نکلے اور جوانان ہر دو لشکر کو لڑنے پر آمادہ کرکے
میدان جنگ سے ہٹ گئے فرامرز بن قارن نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور بآواز بلند مبارز طلب
کیا لشکر اسلام سے مالک اژدر سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر میدان مین نکلا فرامرز نے مالک کو دیکھکر کہا اے کانے اپنی دوسری
آنکھ نہین دکھاتا پٹی آنکھ پر کیون باندھے ہے مالک نے زرتار پٹی اپنی آنکھ سے کھولکر کہا او کور چشم دیکھ یہ کہکر اُسکے گھوڑے کو
دیکھا اور گھوڑے نے جو فرامرز کے مالک کی آنکھ پر نظر کی بیقرار ہوکر میدان جنگ سے بھاگا تاب نہ لاسکا ہرچند
فرامرز نے مرکب کو روکا مگر بوجہ خوف کے نہ رُکا اُسوقت فرامرز نے کہا اے مالک مین نے تمھاری آنکھ کا ادنی اثر دیکھا
اب تمکو اپنے خدا کی قسم پٹی آنکھ پر باندھ لو مالک نے بوجہ قسم دینے کے پھر پٹی باندھ لی فرامرز بہزار خرابی اپنے
مرکب کو میدان مین لایا اور تیغہ کھینچکر سر مالک پر لگایا مالک نے سپر اُٹھائی ناگاہ مالک کے مرکب نے
سکندری کھائی اور خود بھی سر مالک سے سرک گیا جبتک مالک فرس کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا
مالک نے دستانہ مار تیغہ سر سے نکلگیا مگر خون جاری ہوا اسوقت فرامرز نے ارادہ کیا کہ مالک کا سر کاٹ لون مگر بہرام گرد
بن خاقان چین صف لشکر سے جلد نکلکر میدان مین آیا مالک کو لشکر مین بھیجدیا اور خود فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے
سر بہرام پر بھی تیغہ مارا بہرام گرد نے تیغہ سپر پر روکا پھر بہرام گرد نے شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اُسنے بھی تلوار بہرام

کی سپر پر روکی اسیطرح شام تک باہم جنگ ہوئی وقت غروب آفتاب فرامرز نے بصد غضب تیغہ سر بہرام پر لگا بہرام نے
سپر اوٹھاکر چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکون ستارہ جو اہل اسلام کا بدی پر تھا پاے مرکب بہرام موشخانے مین جا تا رہا گھوڑا
بہرام کا مائل بہ پستی ہوا تیغہ سر پر پڑگیا سر بہرام پر زخم کاری لگا بہرام نے اُسیوقت دستانہ مارا تیغہ نکل گیا لہو
زخم سے بہنے لگا چونکہ اسوقت شام ہوگئی تھی نوشیروان طبل بازگشت بجواکر فرامرز کو ہمراہ لیے ہوے بخوشی
وخرمی اپنی بارگاہ کیطرف گیا ادہر بادشاہ لشکر اسلام محزون وغمناک اپنی بارگاہ کیطرف چلے جب اپنی بارگاہ
مین پہونچے اور جملہ سردار بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اُسوقت بادشاہ لشکر اسلام نے خواجہ بزرجمہر کیطرف مخاطب ہوکر
فرمایا ای خواجہ بزرجمہر سنا آپ نے اور دیکھا آپنے کہ فرامرز نابکار نے آج مالک وبہرام کو زخمی کیا اُسکی تو یہ لیاقت
نہین ہو کہ ایسے بہادرونکو ہنگام جنگ زخمی کرے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ آجکل اہل اسلام کا ستارہ برا ہو اور دن
اچھے نہین ہین کہ ادنیٰ اعلیٰ پر غالب ہوتا ہو خواجہ بزرجمہر نے بعد فکر کچھ شمار کرکے جوابدیا ای بادشاہ لشکر اسلام مجکو
علم رمل اور گردش سیارگان سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ پیشتر اسیطرح فرامرز سرداران لشکر اسلام کو زخمی کریگا جو اس سے
لڑیگا زخمی ہوگا کیونکہ فی زمانناآپ تمام جون کا ستارہ ناقص ہو اور نوشیروان اور فرامرز کا ستارہ اچھا ہو جبتک
پیر فرخاری نہ آئیگا یہی حال رہیگا اور صاحبقران نہ آوینگے یہان خواجہ بزرجمہر تو یہ کہتے ہین اور نوشیروان وہان اپنی بارگاہ مین گیا

داستان متواتر طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا اور دیودرگا آنا سرداران لشکر اسلام اور مطیعان نوشیروان کا اور زخمی ہونا سرداران لشکر اسلام کا دست فرامرز بن قارن عادی سے مع حال دیگر بیان کی جاتی ہو

چلا ساقیا مجھکو اب وہ شراب
ترے میکدے مین جو ہو لاجواب
مرادل ہو اسدم نہایت ملول
پلا دو تو ہوئے مسرت حصول
کرونگا رقم خوب حال جدال
جو تو مجھکو دیگا مے بیمثال
مرا دل ہو اسوقت بیحد بیقرار
خبر ہے کہ آیا ہو وقت خمار
پلا جلد تر بادہ لالہ رنگ
لکھونگا مین اب نشے مین حال جنگ

راویان عالی طبیعت اس داستان نادر کو اسطرح بیان
کرتے ہین کہ جب نوشیروان میدان رزم سے جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور دربار آراستہ ہوا جملہ سرداران لشکر
دربار مین آکر علی قدر مراتب بیٹھے اسدم نوشیروان نے فرامرز کی تعریف کی اور کہا سرداران لشکر اسلام کو آج کمال
رنج ہوا ہوگا کیونکہ مالک اور بہرام نامی سردار بخوبی زخمی ہوے ہین فرامرز نے عرض کیا ای شہنشاہ آج پھر آپ میرے
نام پر طبل جنگ بجوائیے کل ہنگام سحر جوہر میری تیغ تیز کے دیکھیے اگر اقبال شہنشاہ شامل حال ہوا تو کل آفت برپا کرونگا
جو مجھسے لڑیگا اُسے قتل یا زخمی کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر حکم دیا کہ اسیوقت طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم
نقارۂ رزمی پر ملازمون نے چوب لگائی صداے نقارۂ حربی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بصد عجلت خبر دیتے ہوے
طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام آئے اور بجاداب اسطرح عرض کرنے لگے نظم ایکہ از اندیشہ عدل علاءالدین توحبز
بر نفس بندرہ غازی اسرار گل ۔ از دماغ باغ سیمیمش رود صد سیل خون ۔ گرد آب چشمہ تیغت شود نہدار گل ۔ گر زراہ کوے
خصمت رو بگلزار آ اورد ۔ گردد از فیض نسیم صبحدم بیزار گل ۔ در بپا ورود اعداے تو گل بر سر زنند ۔ رنگ نیلوفر برآرد ہم
سر دستار گل ۔ ظل اللہ کا فزون تر اقبال ہو سر بد اندیش ہمیشہ پامال ہو اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز بن
قارن طبل جنگ بجوایا ہو ارادہ اُسکا ہو کہ ہنگام سحر میدان نبرد مین آکر آتش کینہ وعناد کو مشتعل کرے باقی
خیر وعافیت ہو بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے جو منظور خدا ہوگا ہنگام
سحر اُسکا ظہور ہوگا ہرکارے یہ سنکے بیرون بارگاہ آئے اور حکم بادشاہ سے قلاب چینی اور کباب چینی کو
آگاہ کیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی آئے غرض نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام آگاہ ہوے تیاری

جنگ مین مصروف ہوے بعد طبل جنگ بجنے کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر وغیرہ
بارگاہ سے باہر آئے اور اپنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گئے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان مع سپاہ کثیر میدان
نبرد مین آیا اُس جانب سے سلطان سعد مع لشکر فراوان میدان رزم مین پہونچے بعد صف آرائی جانبین
نقیبان خوش گلو نے میدان مین آکر جوانان لشکر جانبین کو آمادہ جنگ و جدال کیا جب نقیب میدان نبرد سے
چلے گئے فرامرز بن قارن صف لشکر سے نکلکر میدان جدال مین آیا اور مبارز طلب کیا مرزبان برائے مقابلہ
نکلا جب قریب آیا فرامرز نے تیغ کھینچکر اُسکے سر پر لگایا ہر چند مرزبان نے سپر اُٹھائی مگر تیغ الماس سپر پر پڑ کر
سر پر جو پڑتا دو ابرو اُتر آیا مرزبان نے دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکلگیا مگر مرزبان لہو مین نہاگیا جمہور
جہانسوز طرطوس تبرزن یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر فوراً بمقابلہ فرامرز گیا
مرزبان لشکر اسلام مین زخمی ہوکر چلا آیا فرامرز نے سر شاہزادہ طرطوس تبرزن پر بھی تیغ خون آلودہ کا وار کیا
شاہزادہ مذکور نے سپر اُٹھائی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو اُسی عالم مین لغزش ہوئی جبتک شاہزادہ
فرس کو سنبھالے تیغ سر پر پڑگیا اور دو انگل سر مین در آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا فرامرز نے
پھر ارادہ تیغ لگانے کا کیا فرہاد دیلم نے برائے مقابلہ نکلا فرامرز نے فرہاد دیلم کو مثل شاہزادہ طرطوس تبرزن
زخمی کیا اگر احوال جنگ سرداران لشکر اسلام مفصل تحریر کیا جائے تو از حد طول ہو لہذا بموجب ارشاد بسبیل اختصار
لکھا جاتا ہے کہ اسی طور سے ایک نہ ایک صورت سے سات روز کی مدت مین اکتالیس سرداران لشکر اسلام کو فرامرز
نے زخمی کیا آٹھوین روز جب فرامرز بن قارن نے میدان مین آکر مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی
دلیر برائے مقابلہ فرامرز نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر اور فرامرز بن قارن و جملہ
لشکری جانب غبار دیکھنے لگے عمرو برائے دریافت خبر لشکر سے نکلکر روانہ ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا خواجہ
عمرو و جملہ مردمان لشکر نے دیکھا کہ اول آٹھ بہادر و جرار و تہور شعار گھوڑون پر سوار نظر آئے بعدہ دیکھا ایک بہت
بڑا صندوق ہے اُسمین بطور بگھی کے چھ گھوڑے یکے بعد دیگرے با ساز نادر و نفیس جتے ہوے ہین اس صندوق کو
کھینچے ہوے لاتے ہین صندوق مین ایک شخص سر منڈا صندوق سے سر لگائے ہوے بیٹھا ہے پس پشت اسکے فوج
کثیر ہے اور صورت اس صاحب صندوق کی وحشیانہ ہے عمرو نے اسکو دیکھکر پہچانا اور اُسکے قریب جاکر کہا اے اجوب خان
ششش گزی آگاہ ہو کہ وہ امیر بالاے عقاب مین قید ہین یہ لشکر نوشیروان ہے اور اسطرف لشکر اسلام ہے اور یہ شخص جو
درمیان میدان کھڑا ہے نام اُسکا فرامرز ہے بیٹا قارن کا ہے اسنے سات روز کی مدت مین اکتالیس سرداران نامی
زخمی کیے ہین آج پھر آمادہ جنگ ہے اجوب خان ششش گزی نے زیر عقاب مین پہونچکر پہلے امیر کو سلام کیا پھر لشکر اسلام
مین آیا اول بادشاہ اسلام کی خدمت مین جاکر شرائط تسلیم بجا لایا اور پاے تخت کا بعد ادب بوسہ لیا بعد ازان ہر دار
سے ملکر اُسی صندوق مین بیٹھکر بگھی کو آگے بڑھاکر میدان مین گیا اور سامنے فرامرز کے اُس بگھی کو روک کر کھڑا ہوا
فرامرز بن قارن اُسکی شکل و صورت پر نظر کرکے بے اختیار ہنسا اور بختک سے مخاطب ہوکر کہنے لگا یہ شخص مسخرا ہے
عجیب و غریب اسکی صورت ہے اور نئے طرز سے مقابلہ کرنے آیا ہے بختک نے جواب دیا اے فرامرز بن قارن آگاہ ہو
کہ یہ وہ سردار لشکر حمزہ صاحبقران ہے کہ جسنے قبل مسلمان ہونے کے جملہ سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا تھا اور
خود حمزہ کو بھی زخمی کیا تھا خواجہ عمرو نے اُسی قسم کی ایک بگھی بناکر اور صندوق مین بیٹھکر اس سے مقابلہ کیا تھا
آخرکار اسکو گرفتار کیا تھا اور یہ مسلمان ہوا تھا اسکو مسخرہ تصور نہ کر یہ بڑا بہادر ہے مین اسکو خوب جانتا ہون

نام اسکا اجوب خان شش گرزی ہی اور اسکے طریقہ جنگ سے بھی ماہر ہون یہ ہنگام جنگ حریف کے گرد مرکبون کو
گردش دیتا ہی مرکب کل کے زور سے گھومتے ہین وقت گردش دینے مرکبون کے غبار بلند ہوتا ہی پھر ایک آئینہ حریف
کے چہرے کے مقابل دفعتہً آجاتا ہی تمازت آفتاب جو اُس آئینہ پر پڑتی ہی اور وہ آئینہ مقابل روے دشمن ہوتا ہی
اسوجہ سے آنکھین حریف کی تاب نہ لاکر بند ہو جاتی ہین اُسیوقت یہ بہادر صندوق سے جست کرکے پاشنے کنپٹیون
پر حریف کے مارتا ہی حریف کی کنپٹیان ایسی زخمی ہوتی ہین کہ بالاے زمین گرکر ہلاک ہو جاتا ہی اگر زخم کاری نہین
لگتا ہی تو ہلاک نہین ہوتا ہی بس ذرا اجوب خان شش گرزی سے بہ ہوشیاری مقابلہ کرنا آئینہ کے عکس سے
اور اسکی پاشنہ لگانے سے بچنا فرامرز بن قارن نے یہ تقریر بختک کی سُنکے تیر جلد کمان مین رکھکر تاک کر گلو سے
اجوب خان پر لگایا اجوب خان نے سر اپنا صندوق مین نہان کیا پھر اصندوق کا برابر آگیا تیر نے خطا کی
پھر اجوب خان نے کل موڑی گھوڑے گرد فرامرز بن قارن کے گردش کرنے لگے غبار بلند ہوا ناگاہ آئینہ عیان
ہوا فرامرز نے آنکھین اپنی فوراً بند کرلین اس اثنا مین اجوب خان نے جست کرکے پاشنہ ماری چونکہ قبل اسکے
بختک نے فرامرز کو آگاہ کردیا تھا فرامرز نے سر اپنا جھکایا پاشنے پڑے تو مگر زخم کاری و مہلک نہ لگا بعد پاشنہ مارنے کے
اجوب خان پھر صندوق مین گیا اور بعد تھوڑی دیر کے اسیطرح پھر صندوق سے جست کرکے نکلا چاہتا تھا کہ پاشنہ مارے
فرامرز نے برہم ہوکر دونون ہاتھ بلند کرکے دونون پانون اجوب خان کے پکڑکے بقوت تمام تر کھینچ لیا جب اجوب خان
زمین پر گرا فرامرز نے گرفتار کرکے ارادہ قتل کرنیکا کیا خواجہ عمرو نے بیتاب ہوکر میدان مین جاکر باواز بلند کہا اے فرامرز اگر
تونے اجوب خان کو قتل کیا تو سمجھ لینا کہ تجھکو اور نوشیروان کو آج ہی کسی نہ کسی طرح مار ڈالونگا بڑا فتور و فساد برپا
کرونگا نوشیروان اور بختک نے تقریر خواجہ عمرو جو سنی خائف ہوکر بیتابانہ کہا اے فرامرز خبردار اجوب خان کو قتل
نہ کرنا ورنہ عمرو تمھین ضرور مار ڈالیگا اور قیامت برپا کریگا فرامرز بن قارن نے تلوار اُٹھائی تھی مگر نوشیروان کے
کہنے سے ہاتھ روکا نوشیروان نے حکم دیا کہ اجوب خان کو ایک قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر برابر صاحبقران
کے لٹکادو ملازمون نے بموجب حکم ایسا ہی کیا چونکہ قارن کسیقدر زخمی تھا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل
اسلام محزون و ملول ہمراہ سلطان سعد جانب فرودگاہ گئے اور نوشیروان اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا جب اپنی
بارگاہ مین پہونچا ہنگام شب پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سُنکے نقارہ حربی بجوایا
رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر پھر دونون لشکر میدان مین آئے اور صف آرا ہوے نقیب اور کڑکیت
جوانان لشکر کو آمادہ حرب کرکے چلے گئے ہنوز دونون لشکرونسے کوئی دلیر جوانمرد نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے نقابدار
سیاہ پوش لشکر اسلام کیطرف آیا لشکر نوشیروان سے فرامرز بن قارن پٹی باندھے ہوے زخم پر باہر نکلا اور مبارز طلب
کیا نقابدار سیاہ پوش نے اُس سے مقابلہ کیا تا شام باہم جنگ ہوئی وقت شام نقابدار سیاہ پوش بھی فرامرز کے ہاتھ سے
زخمی ہوا اور سوے صحرا چلا گیا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جانب فرودگاہ اور قیامگاہ لشکر روانہ
ہوے ہنگام شب نوشیروان نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ سکندری پر بحکم سلطان سعد ملازمون
نے چوب لگائی تیاری لڑائی کی ہونے لگی جب سحر ہوئی پھر دو دریاے لشکر میدان مصاف مین موجزن ہوے پھر دو
جانب صف آرائی ہوئی جسوقت نقیب اور کڑکیت لشکریون کو آمادہ جدال و قتال کرکے میدان سے ہٹ گئے
فرامرز بن قارن لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور پکارا اے گروہ لشکر اسلام آج تم مین سے کون کون شخص میرے
تیغ آبدار کے جوہر دیکھے گا کون بہادر مجھ سے مقابلہ کرے گا ابھی فرامرز بن قارن عدنی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ بہمن نے

سلطان سعد سے اجازت جنگ لی اور لشکر سے نکلکر فرامرز کے سامنے گیا فرامرز نے نعرہ کرکے تیغہ آبدار سر
بہمن پر لگایا بہمن نے سپر فراخ دامن اُٹھا کر ضرب تیغ سے سر کو تو بچایا لیکن تیغہ جو گردن پر فرس کی گرا گردن مرکب کی
قلم ہوئی بہمن گھوڑے سے کودا اسیوقت بعجلت فرامرز نے سر بہمن پر تیغہ مارا سر بہمن کا زخمی ہوا بہمن نے دستانہ مارا
تیغہ سر سے نکل گیا مگر خون سر سے جاری ہوا یہ حال دیکھکر بہرام شترخوار سلطان سعد سے اجازت لیکر میدان مین
گیا اور بہمن کو لشکر مین روانہ کرکے فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے تیغہ مارا بہرام شترخوار نے دلیرانہ سپر پر روکا بعدہٗ
بہرام مذکور نے شمشیر آبدار سر فرامرز بن قارن پر لگائی فرامرز نے بھی تلوار بہرام کی سپر پر روکی اسی طرح تا دیر
جنگ ہوئی آخر فرامرز نے غضبناک ہوکر تیغہ سر بہرام شترخوار پر لگایا بہرام نے سپر اُٹھائی تھی کہ ناگاہ گھوڑے نے
سکندری کھائی بہرام گھوڑے کے سنبھالنے مین مصروف ہوا تیغہ سر پر پڑ گیا اور تا دوابرو اُتر آیا بہرام شترخوار نے
دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا بعد زخمی ہونے کے بہرام شترخوار میدان سے لشکر اسلام مین چلا گیا اور مقابلہ نکیا کیونکہ بوجہ
زخم کاری کے طاقت مقابلہ نہ تھی غرض بعد زخمی ہونے بہرام شترخوار کے فرامرز نے پھر مبارز طلب کیا اسوقت لشکر اسلام
سے ہنوز کوئی نہ نکلا تھا کہ سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا تجنگ اور فرامرز وغیرہ سوے غبار دیکھنے لگے خواجہ برائے
دریافت خبر روانہ ہوئے جب غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت خوبرو اور قوی ہیکل بالاے فرس
سوار ہے اور ایک بادشاہ مسن بھی ایک تخت پر سوار ہے پانچ لاکھ سوار ہمراہ رکاب ہین اہل اسلام نے اس جوان اور
بادشاہ کو دیکھکر بیچانا کہ ہلال شاہ اور شاہزادہ فرامرز لشکر کثیر لیے آتے ہین واضح ہو کہ اثناے راہ مین فرامرز اپنے پدر
کے ہمراہ ہوکر اب یہان آیا ہے غرض ادھر عمرو نے برابر ہلال شاہ کے پہونچکر حال حمزہ اور کیفیت لشکر بیان کی ہلال شاہ
اور فرامرز نے تخت اور مرکب سے اُترکر سامنے عقابین کے برائے تسلیم سر جھکائے صاحبقران نے عقابین پر سے ملاحظہ
کیا بعد آداب و تسلیم بجالانے کے ہلال شاہ اور فرامرز سوار ہوکر لشکر اسلام مین آئے اور سلطان سعد کے
روبرو جاکر لوازم بندگی بجا لائے بعد ازان سرداران لشکر اسلام سے ملے پھر فرامرز مغربی نے سلطان سعد سے
اجازت کارزار لیکر میدان مین جاکر فرامرز بن قارن سے مقابلہ کیا ہرچند کہ فرامرز نے قسم کھائی تھی کہ اہل اسلام
سے جنگ نیزہ نہ کرونگا مگر اسوقت فرامرز کے دل مین آیا کہ اس جوان کو نیزے سے ہلاک کرون یہ تجویز کرکے نیزہ
اُٹھا کر گردش دیکر سینہ فرامرز پر لگایا فرامرز نے بفنون سپہ گری فوراً ہاتھ بڑھا کر گھوڑے کو مہمیز کرکے درمیان
نیزے پر ہاتھ ڈالا ادھر فرامرز بن قارن عدنی نے زور کیا ادھر فرامرز مغربی نے زور کیا آخر فرامرز مغربی نے
نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا فرامرز بن قارن عدنی نے غضبناک ہوکر گرز گرانبار اُٹھا کر دونون رکابون پر
قدم جاکر اور کھڑے ہوکر گرز کو گردش دیکر سر فرامرز مغربی پر لگایا فرامرز مغربی نے دست راست کو بڑھایا اور
کلہ گرز پر ہاتھ ڈالکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر فرامرز بن قارن چھوڑ نہ دے تو گھوڑے سے منہ کے بھل
زمین پر گرے اور شانہ اُتر جاے جسوقت فرامرز مغربی نے گرز بھی چھین لیا فرامرز بن قارن عدنی کو نہایت
غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا مثل صاحب تپ غصے سے کانپنے لگا آخر اُسی عالم غیظ مین تیغہ گرانبار
و خون آلود کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر فرامرز پر لگایا فرامرز مغربی نے بازوے تیغے کی دیکھکر کسی قدر گھوڑے کو
بڑھا کر بند دست فرامرز بن قارن عدنی پر ہاتھ ڈالدیا اور بزور قوت بازو تیغہ بھی اُسکے ہاتھ سے چھین کر
زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کرکے پشت فرس سے اُسکو اُٹھا لیا یہ حال جو نوشیروان نے دیکھا بیتاب
ہوکر کل فوج لیکر بڑھا اور حکم کیا فرامرز مغربی کو قتل کرو اور فرامرز بن قارن کو اُسکے ہاتھ سے بچاؤ مردمان لشکر

گرز و تیغ و خنجر لے لیکر یکبارگی بڑھے اور فرامرز مغربی کو گھیر لیا اور تلوارین اور تبر و گرز لگانے لگے ادھر سے بھی لشکر
اسلام برائے مدد فرامرز مغربی بڑھا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی مردمان لشکر جانبین قتل ہونے لگے دلیرون
نے شیرانہ نعرے کرنا شروع کیے راوی بیان کرتا ہے کہ جب کوئی سردار یا سوار فرامرز مغربی پر تیغ یا گرز لگاتا تھا تو
فرامرز مغربی بجائے سپر فرامرز بن قارن پر روکنا چاہتا تھا وہ سردار یا سوار ہاتھ روک لیتا تھا اور خیال کرتا تھا
کہ اگر تیغ لگاؤنگا تو فرامرز بن قارن دو ٹکڑے ہو جائیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ تلوار اور گرز نہ لگاؤ اور فرامرز
تیغ تیز سے جو سامنے آجاتا تھا اُسے قتل کرتا تھا عین جنگ مغلوبہ مین ایک پہلوان نے گرز اٹھا کر چاہا کہ سر فرامرز پر
لگاؤن فرامرز مغربی نے بجائے سپر اور گرز فرامرز بن قارن پر اُسکے گرز کو روکنا چاہا یکایک اُس پہلوان نے
ہاتھ روکا اور توڑا زنجیر کمر فرامرز بن قارن کا ٹوٹ گیا فرامرز بن قارن دست فرامرز مغربی سے چھوٹ کر
زمین پر گرا فوراً مردمان لشکر نوشیروان نے ہجوم کرکے فرامرز بن قارن کو گھوڑے پر سوار کیا خود قتل ہوئے
مگر فرامرز بن قارن کو بچایا فرامرز بن قارن مرکب پر سوار ہو کر تیغہ ایک سوار سے لیکر آگے بڑھا فرامرز مغربی
تو لشکریان نوشیروان سے لڑ رہا تھا انکی طرف متوجہ تھا لیکن فرامرز بن قارن نے ایسے وقت مین نعرہ کرکے
تیغہ سر فرامرز مغربی پر لگایا کہ جبتک فرامرز مغربی سر اُٹھائے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور چار اُنگل سر مین در آیا فرامرز
مغربی نے اُسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا فرامرز مغربی نے زخم سر اُسی عالم مین باندھکر پھر لڑنا
شروع کیا جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی کہ سوئے صحرا غبار بلند ہوا جب غبار ہوا سے
دفع ہوا دیکھا عفریت خان بن صلصال بن دیو بن شمامہ جادو بجمعیت بست و دو ہزار سواران نابکاران تا ہر
جب عفریت خان قریب تر آیا حال دریافت کرکے لشکر اسلام پر گرا اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اہل اسلام بھی
اُس سے لڑنے لگے اور اُسکے لشکر کو بضرب تیغ و گرز وغیرہ آلات حرب و ضرب سے ہلاک کرنے لگے لڑائی ہو رہی تھی کہ
پھر سوئے صحرا غبار عظیم بلند ہوا بعض مردمان لشکر سمت غبار دیکھنے لگے جب وہ بھی غبار باد تند سے دور ہوا چار
لاکھ سوار اور آٹھ بادشاہان اطراف و جوانب خراسان ظاہر ہوئے جب قریب میدان جنگ کے آئے تو داخل
لشکر اسلام ہو کر شریک جنگ ہوئے پھر گرد و غبار سوئے دشت پر خار نمایان ہوا جب غبار ہوا سے دور ہوا
عسس و تجین و یشلین گاو بانی بجمعیت لشکر کثیر آئے اور شریک نوشیروان ہو کر اہل اسلام سے لڑنے لگے
یکایک پھر ایک طرف غبار بلند ہوا اور نقابدار سبز پوش چار لاکھ سوارون کی جمعیت سے ظاہر ہوا اور جلد
قریب رزمگاہ آکر جنگ مغلوبہ دیکھکر اہل اسلام کیطرف سے جنگ کرنے لگا اور نوشیروان کی فوج کو تہ تیغ
کرنے لگا بختک یہ حال دیکھکر گھبرایا ناگاہ پھر ایک جانب غبار نمایان ہوا بعد دفع ہونے غبار کے لشکر سنگساران
بائیس ہزار سنگساران کی جمعیت سے عیان ہوا اور جانب نوشیروان سے فوج نقابدار سبز پوش سے
لڑنے لگا دفعتہً ایکطرف پھر غبار عیان ہوا بعد تھوڑی دیر کے عبد العزیز شاہ اور نشواط حاکمان زیرباد مع
ہمراہ فوج کثیر دکھائی دیے یہ عبد العزیز اور نشواط وہ ہین کہ جو لندھور سے شکست کھا کر جانب ملک
سنگساران گریزان ہوئے تھے اب فوج کثیر جمع کرکے برائے مدد نوشیروان آئے ہین غرض بادشاہان
زیرباد مند نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے تلوار کئی کوس کے حلقے مین چل رہی ہے اہل اسلام شیرانہ لڑ رہے
ہین نعرے دمبدم کر رہے ہین یہ حال دیکھکر مع تمامی فوج اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اور خنجر تیغ و تبر و
تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب لے لیکر یا خداوندان لات اعلیٰ اور منات معلی کہہ کہکر لڑنے لگے اہل اسلام

کو زخمی اور قتل کرنے لگے اسی اثنا مین سوے دشت گرد و غبار عظیم بلند ہوا روے آفتاب کثرت غبار سے نہان ہوا
بعد تھوڑی دیر کے کنگر شاہ و مندر شاہ و کندہ کہ کرمانی کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے عنقریب عرصہ نبرد آے
اور جنگ عظیم دیکھکر بے اختیار تلوارین نیامون سے کھینچکر یا غالب یا ناصر یا معین کہکر مع آٹھ لاکھ سوارون کے
لشکر عبد العزیز اور فتشو اطلی پر گرپڑے اور لشکریونکو قتل کرنا شروع کیا راوی کہتا ہی کہ اسوقت ایسی تلوار چل رہی تھی
کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہی اگر فرشتے بھی دیکھتے تو وہ بھی متحیر ہوتے کیونکہ بکثرت غبار بلند تھا چقا چاق خنجر تا بہ فلک
جاتی تھی تلوارون کی جھنکار فلک سے گذرتی تھی ہر جگہ میدان مصاف مین سر و گردن مین جدائی ہو رہی تھی ہزارہا
لاشے زمین پر پڑے تھے کوتل گھوڑے دوڑ رہے تھے زمین کراہتی تھی بجز خون کشتگان چارسو جاری تھا زمین
عرصہ نبرد لرزان تھی گاؤ زمین کثرت بار مردمان لشکر جانبین سے بیچین اور بیقرار تھی پیر فلک بنظر حیرت نگران تھا
آفتاب یہ جنگ دیکھ دیکھ بار بار تھراتا تھا آخر تاب دید کارزار نہ لاکر جانب مغرب جاکر پنہان ہوا نوشیروان
نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا نوشیروان جملہ اپنے مددگارون اور سرداران لشکر وغیرہ
کو ہمراہ لیکر جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام بھی جملہ سرداران وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جنگگاہ سے جانب
لشکرگاہ روانہ ہوے لیکن ایک سردار لشکر اور کچھ سوارونکو جنگ گاہ مین چھوڑ گئے اور فرما گئے کہ جملہ مقتولون کو
جو اہل اسلام ہین اور آج کی لڑائی مین کام آئے ہین اُنکو غسل و کفن دیکر دفن کرو چنانچہ بموجب حکم اُس سردار کے
اہل اسلام نے اہل اسلام کی لاشونکو موافق شریعت دفن کیا بعد دفن کرنے کے سردار مذکور و دیگر اہل اسلام
سمت لشکر اسلام روانہ ہوے راوی بیان کرتا ہی کہ اس لڑائی مین سات لاکھ مردمان لشکر نوشیروان اور
مردمان سپاہ مددگاران نوشیروان قتل اور زخمی ہوے اور دو لاکھ اہل اسلام شہید اور زخمی ہوے جب سلطان سعد
اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین پہونچے حکم دیا کہ جو سردار اور سوار زخمی ہین جلد اُنکا علاج کیا جائے بموجب حکم
جراح حاضر ہوے اُنھون نے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ کے زخمون پر پھاہے مرہم کے رکھکر پٹیان باندھین جب
دربار آراستہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی مین جملہ سرداران لشکر جاکر حسب دستور بیٹھے خواجہ عمرو بھی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے اور دفتر اسماے سرداران لشکر طلب کیا جب ملازم بادشاہ لشکر اسلام دفتر مذکور لیکر آئے
خواجہ عمرو نے جو سرداران لشکر آگئے تھے اُنھین شمار کیا بعد شمار کرنے کے معلوم ہوا کہ ابھی اکثر سرداران
لشکر اسلام نہین آئے ہین اور بیر فرخاری بھی نہین آیا ہی ہر چند کہ خواجہ نے چند روز کی مدت مین قبل ازین
جملہ سرداران لشکر اسلام کو بادشاہ لشکر اسلام کی جانب سے نامے براے طلب پہونچا دیے تھے لیکن ابتک
بیر فرخاری وغیرہ سرداران لشکر نہین آگئے تھے الحاصل خواجہ نے دفتر اسماے سرداران لشکر اسلام اُنھین
ملازمان بادشاہ لشکر اسلام کو جو دفتر مذکور دیگئے تھے پھیر بلاکر دیدیا بارگاہ سلیمانی مین تو سلطان سعد تخت پر
رونق افزا تھے جملہ سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے لیکن اب احوال نوشیروان کا لکھا جاتا ہی کہ
جب نوشیروان میدان رزم سے اپنی بارگاہ مین گیا اور دربار آراستہ ہوا اُسوقت نوشیروان نے جراحون کو
طلب کرکے حکم دیا کہ جلد زخم سر فرامرز بن قارن عادی وغیرہ کا علاج کرین حسب الحکم جراحون نے اول فرامرز بن
قارن عادی کے پاس جاکر جو زخم کنپٹیون پر تھے اُنھین شراب سے دھویا پھر پھاہے مرہم کے زخمون پر
لگاے اور پٹی باندھدی اسیطرح اور جو سردار اور سوار زخمی تھے اُنکے زخمون پر پھاہے رکھے اور پٹیان
باندھین جب کل زخمیون کے زخمون پہ پھاہے مرہم کے رکھدیے گئے اُسوقت نوشیروان نے حکم کیا

جو ہمارے لشکر کے سوار اور سردار قتل ہوے ہین چند سردار جائین اور اُنھین موافق ہمارے مذہب کے آگ مین جلائین
فوراً سرداران لشکر گئے اور حکم نوشیروان بجا لانے مین مصروف ہوے نوشیروان اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا مع جملہ
سرداران لشکر بارگاہ مین موجود تھے ناگاہ آٹھ لاکھ فوج کی جمعیت سے کاوہ مرزدکی آیا لشکر تو اُسکا میدان مین اُترا لیکن
کاوہ مرزدکی گینڈے لیے آکر بارگاہ مین آیا نوشیروان کو سلام کر کے قریب تخت نوشیروان دنگل پر بیٹھا نوشیروان
کو اُسکے آنے سے خوشی حاصل ہوئی کیونکہ نوشیروان اسکے آنے کا منتظر تھا جب کاوہ مرزدکی دنگل پر بیٹھ چکا
نوشیروان سے پوچھنے لگا اے شہنشاہ مین نے سُنا ہو کہ حضور سے اور اہل اسلام سے ایک مدت سے متواتر
لڑائیان ہو رہی ہین آپکے سرداران لشکر کیسے جری و بہادر ہین کہ اہل اسلام کو شکست نہین دیتے اور سب کو تہ تیغ
نہین کرتے خصوصاً فرامرز بن قارن عدنی موجود ہو اور اہل اسلام کا کام تمام نہین کرتا اگر مین اب تک یہان ہوتا تو
نام و نشان بھی اہل اسلام کا صفحہ ہستی پر نہ رکھتا فرامرز بن قارن عدنی گفتگوے کاوہ مرزدکی سُنکے برہم ہو کر کہنے لگا
اے کاوہ مرزدکی اگر تم یہان ہوتے تو ہمسے کچھ بھی نہو سکتا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی بھی نہ کر سکتے شہنشاہ سے
دریافت کرو مین نے صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہو اکثر سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا ہو آج انجوب خان شش گزی کو
گرفتار کیا ہو یہ کہکر کہا انجوب خان شش گزی کو لے آؤ ملازم نوشیروان سے اجازت لیکر انجوب خان شش گزی
کو عقابین سے اُتار کر لے آئے جب انجوب خان شش گزی بارگاہ نوشیروان مین آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے
جواب نہ دیا فرامرز بن قارن نے کہا دیکھو مین نے ایسے جری کو قتل کرتا ہون کہ جسنے قبل ازین صدہا کو قتل کیا ہو اور
بڑے بڑے نامدارونکو زخمی کیا ہو یہ کہکر اُن ملازمون سے کہا انجوب خان کو لیجاؤ اور زیر عقابین قید کرو بموجب حکم
ملازمون نے انجوب خان شش گزی کو زیر عقابین قید کیا کاوہ مرزدکی نے گفتگوے فرامرز بن قارن سُنکے
اور مسکرا کر جواب دیا جو کچھ تمنے کہا مین نے سُنا اس تمھاری یاوہ گوئی کو ہرگز مین باور نکرونگا جبتک کہ تمھاری جرأت
و بہادری دیکھ نہ لون اور میری بہادری سے تو سب واقف ہین اگر ایک تم مجھے بہادر و صف شکن نہین سمجھتے تو اس
تمھارے نہ سمجھنے سے کیا ہوتا ہو فرامرز بن قارن نے غضبناک ہو کر کہا اچھا ہنگام سحر تم میری بہادری دیکھ لینا یہ کہکر
نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ اسوقت بھی آپ میرے نام طبل جنگ بجوا دیجیے ہر چند کہ مین زخمی ہون مگر اپنی دلیری
کاوہ مرزدکی کو دکھاؤنگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو لشکر اسلام کے بامر جاسوسی مقرر تھے خبر نواخت
طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور پایۂ تخت کو بصد ادب چوم کر اور دعا و ثناے بادشاہی ادا کر کے
یون عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہو ارادہ اُسکا یہ ہو کہ
ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر کچھ فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہو ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد
نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے چنانچہ
حسب الحکم نقارۂ سکندری پر ملازمون نے چوب لگائی زمین تھرائی اہل اسلام صداے نقارۂ سکندری سُن کے
آگاہ ہوے تیاری جنگ مین مصروف ہوے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا صبح ہوئی اسطرف سے
نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر میدان مین آیا اُس جانب سے سلطان سعد کل سرداران لشکر اور جملہ فوج کو ہمراہ
لیکر میدان مصاف مین گئے بعد درستی صفوف ہر دو لشکر نقیب اور کڑکیت دونون لشکرونسے نکلکر میدان مین آئے
ورجوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و جدال کر کے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی بہادر
ودلیر براے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا مردان ہر دو لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ

غبار باد تند سے دفع ہو گیا اہل اسلام نے دیکھا کہ سلطان سر برہنہ طیلشی مع اپنے سرداران لشکر کے پانچ لاکھ فوج
کی جمعیت سے بصد کر و فر آتا ہے خواجہ عمرو سلطان سر برہنہ کو دیکھکر لشکر سے نکلکر مع چند سرداروں کے روانہ ہوے
جب قریب سلطان سر برہنہ کے پہونچے اُسنے خواجہ سے احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام احوال بیان کیا سلطان سر برہنہ
نے تخت سے اُترکر سامنے عقابین کے جاکر امیر با توقیر کو بصد ادب سلام کیا اور حال صاحبقران پر اشکبار ہوا حمزہ
صاحبقران نے سلطان سر برہنہ کو دیکھا بعد ازین پھر تخت پر سوار ہوکر لشکر اسلام میں آیا پہلے سلطان سعد کی
خدمت میں گیا اور شرائط تسلیم بجا لایا بعدہ جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملا اسی اثنا میں فرامرز نوشیروان سے
اجازت جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مصاف میں آیا اور مبارز طلب کیا سلطان سر برہنہ نے
سلطان سعد سے اجازت جنگ طلب کی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ای سلطان سر برہنہ فی زماننا ستارہ
ہم سب اہل اسلام کا اچھا نہین ہے ہر ایک سردار اس فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہے تم اس سے مقابلہ نکرو سلطان
سر برہنہ نے کہا مجھے نہ روکیے اجازت جنگ دیجیے مین اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا سلطان سعد نے مجبور ہو
اجازت مصاف دی سلطان سر برہنہ مرکب پر سوار ہوکر سامنے فرامرز کے گیا فرامرز نے پوچھا نام تیرا کیا ہے سلطان
سر برہنہ نے نام اپنا بتایا فرامرز نے کہا باوجود اسکے کہ تو سلطان ہے لیکن تجھکو بعوض تاج ٹوپی بھی میسر نہین ہے سلطان
سر برہنہ نے جواب دیا مجھکو حکم شیر خدا علی مرتضی علیہ السلام اسیطرح ہے ناظرین نکتہ بین اس مقام پر یہ اعتراض نکرین کہ
جناب امیر علی ابن ابیطالب علیہ السلام ابھی پیدا نہین ہوے ہین اسکو حکم کیونکر سر برہنہ رہنے کا دیا جواب اسکا
یہ ہے کہ نور نبی و علی خداوند عالم نے کل مخلوقات سے پیشتر خلق کیا ہے اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام مظہر العجائب و مشکل کشا
ہاین قبل ولادت بارہا بحکم خدا سے ہر ایک خاص و عام کے ہنگام مشکل کام آئے ہین سلمان کو شیر سے بچایا ہے اپنی والدہ
بنت اسد کو بھی شیر کے شر سے محفوظ رکھا ہے اسیطرح اکثر بحکم پروردگار سے ہر ایک نبی و ولی کے کام آئے ہین اگر سلطان
سر برہنہ سے بھی عالم خواب یا عالم بیداری مین سر برہنہ رہنے کو فرمایا ہو تو کچھ جاے تامل و اعتراض نہین ہے
غرض آمدیم بر سر مطلب فرامرز نے گفتگو سے سلطان سر برہنہ کے گرز گرانبار اُٹھا کر سر سلطان سر برہنہ پر لگایا
سلطان سر برہنہ نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر خود بھی گرز لگایا فرامرز نے اپنے سر کو ضرب گرز سے تو بچایا لیکن مرکب
فرامرز کا ہلاک ہوا سلطان سر برہنہ نے اُسیوقت چاہا تھا کہ دوسرا گرز لگاکر فرامرز کو بھی ہلاک کیجیے ناگاہ حکم نوشیروان سے
ہمہ سواروں نے آگے بڑھکر فرامرز کو بچایا اور گھوڑے پر سوار کیا فرامرز نے مرکب پر سوار ہوکر تیغہ کھینچکر سر سلطان سر برہنہ
پر لگایا سلطان مذکور نے سپر اُٹھائی تھی کہ ناگاہ پاؤن مرکب کا موشخانے مین جا تار ہا گھوڑا گرنے لگا سلطان سر برہنہ
جبتک پاؤن گھوڑے کا موشخانے سے نکالے تیغہ فرامرز سر پر پڑ ہی گیا سلطان سر برہنہ نے فوراً دستانہ مارا تیغہ تو
سر سے نکل گیا مگر دو انگل سر مین زخم آ گیا تھا خون سر سے جاری ہوا سلطان سر برہنہ زخمی ہوکر لشکر اسلام مین چلا گیا
فرامرز نے پھر مبارز طلب کیا ناگاہ جانب صحرا پھر غبار نمایان ہوا بعد ایک لمحہ کے اہل اسلام نے دیکھا کہ سوار پلنگینہ پوش
ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور دونی جمعیت سے پیدا ہوا عمرو نے آگے بڑھکر سوار پلنگینہ پوش سے ملاقات کی اور تمام احوال
ابتدا سے تا انتہا بیان کیا سوار پلنگینہ پوش چشم پرنم ہوکر مرکب سے اُترکر سامنے عقابین کے گیا اور حمزہ کو سلام کیا امیر نے
عقابین پر سے دیکھا تسلیم کرنیکے بعد پلنگینہ پوش مع لشکر داخل لشکر اسلام ہوا سلطان سعد کی خدمت مین جاکر لوازم و شرائط
بندگی بجا لایا پھر سرداران لشکر اسلام سے معانقہ و مصافحہ کیا بعد اُسکے سعد سے اجازت حرب لیکر فرامرز کے روبرو گیا اور کہا
او نابکار جوہر تیغ دکھا فرامرز نے تیغہ خون آلود سر پر لگایا پلنگینہ پوش نے سپر اُٹھائی تھی یکایک اسم کیبنے سکندری

کھائی تیغہ سر پر پڑا پلنگینہ پوش نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا اگرچہ زخم کاری لگنے کے قوت جنگ باقی نرہی سرداران
لشکر اسلام پلنگینہ پوش کو میدان نبرد سے لشکر مین لے گئے ناگاہ سمت دشت سے ایک نقابدار سفید پوش دو لاکھ
سوارونکی جمعیت سے ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اُسکی مزاج پرسی کی اُسنے احوال پوچھا خواجہ نے کل حال
بیان کیا اُسنے بھی مثل اور سرداران لشکر کے حمزہ کو بصد ادب تسلیم کی اور مانند اور بہادرونکے سلطان سعد کو جاکر مجرا کیا
پھر سردارونسے ملکر اپنے لشکر صف آرائی کی ناگاہ فرامرز نے مبارز طلب کیا نقابدار سفید پوش نے اُس سے جاکر مقابلہ
کیا تا دیر لڑائی ہوئی آخر نقابدار بھی مثل اور سردارونکے زخمی ہوا پھر نقابدار سیاہ پوش آیا وہ بھی دست فرامرز سے زخمی
ہوا بعد اسکے نقابدار سبز پوش تین لاکھ سوارونکی جمعیت سے آیا وہ بھی انجام کار زخمی ہوا تقسیم دیوانہ جمعیت کثیر آیا وہ
بھی ہنگام مقابلہ دست فرامرز سے زخمی ہوا اسیطرح سواے پیر فرخاری کے جو سرداران لشکر نہین آئے تھے وہ سب
آئے اور سب فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوے احوال اُن سبکا بوجہ خیال طول تحریر نہین کیا کیونکہ ابھی داستانین بہت
باقی ہین اور منظور یہ ہے کہ چند اجزا مین یہ دفتر تمام کردیا جاوے عبارت زیادہ بڑھانیکی مطبع سے اجازت نہین ہے پس
بمجبوری بسبیل اختصار تحریر کیا گیا الحاصل جب آفتاب نہان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر میدان نبرد سے
چلے گئے خواجہ عمرو شکل تبدیل کرکے ہمراہ لشکر نوشیروان چلے جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھا امرا و وزرا
سرداران لشکر بارگاہ مین آئے اور بدستور قدیم اپنے اپنے دنگل و کرسیون پر بیٹھے اور وزرا اپنے عہدونکے موافق دربار مین
حاضر رہے خواجہ بھی داخل بارگاہ ہوے جب دربار بخوبی آراستہ ہو چکا فرامرز نے کاوہ فرودی سے کہا آج تمنے میری
دلیری اور شجاعت دیکھی کاوہ فرودی نے شرمندہ ہوکر کچھ جواب نہ دیا ہنوز نوشیروان بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا تھا
دربار آراستہ ہوا تھا کہ ہیکلان اور عبدالعزیز شاہ زیرباد ہندی اور نشواط حاکم زیرباد ہند اور سمک سرون
وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ فی الحال جملہ سرداران لشکر اسلام آگئے ہین اہل اسلام مثل مور و
ملخ جمع ہوگئے ہین خوف ہے کہ حمزہ کو رہا نہ کرلین پس ہماری راے یہ ہے کہ اسیوقت حمزہ کو قتل کرڈالیے نوشیروان نے جواب دیا ہر چند
کہ جملہ سرداران لشکر بقول تمھارے داخل لشکر اسلام ہو چکے ہین لیکن سب زخمی ہین اُنہین اتنی قوت کہان ہے کہ حمزہ کو رہا
کرین اگر وہ ارادہ رہا کرنیکا کرینگے تو اُسوقت کوئی تدبیر معقول کیجائیگی بالفعل قتل کرنا حمزہ کا اِس خیال سے اچھا نہین ہے
نوشیروان یہ کہکر خاموش ہوا خواجہ عمرو تمام گفتگو سُنکے بارگاہ سے نکلکر بصد مشکل زیر عقابین گئے اور خوب روے
بعد ازان وہانسے روانہ ہوکر لشکر اسلام مین اُسوقت آئے کہ سلطان سعد بالاے تخت بیٹھے تھے جملہ سردار بھی بارگاہ
سلیمانی مین موجود تھے سرداران زخمی کے زخمون پر جراحون نے بجاے مرہم سلیمانی کے رکھکر پٹیان باندھدی تھین ایک
سردار سر جھکاے بیٹھا تھا اُسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے جو کچھ بارگاہ نوشیروان مین جاکر سُنا تھا عرض
کیا اور کہا ابھی تک پیر فرخاری نہین آیا نہین معلوم وہ کہان ہے اور کس بلا مین مبتلا ہے یہان سرداران لشکر کا یہ حال ہے کہ
ہر ایک سردار زخمی ہے کفار نوشیروان کو حمزہ کے قتل پر آمادہ کرتے ہین اور رہائی امیر باتوقیر کی بموجب حکم لگانے بزرجمہر کے
پیر فرخاری کے آنے پر موقوف ہے دیکھیے دو چار روز کی مدت مین کیا ہوتا ہے اگر کوئی سردار لشکر اسلام کا صحیح نہین ہے سب
زخمی ہین اگر وہ دو تین روز نہ آیا اور نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا تو فرامرز سے کون مقابلہ کریگا ہر چند کہ جملہ سرداران
لشکر اسلام نہایت شجاع و بہادر ہین اس عالم زخمداری مین اس سے مقابلہ کرینگے مگر انجام اس مقابلہ کرنیکا اچھا نہوگا
بظاہر اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجانیکا خوف ہے سلطان سعد نے فرمایا اگر آپ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا اور پیر فرخاری
نہ آیا تو مین فرامرز بن قارن سے مقابلہ کرونگا کسی سردار کو بہ مقابلہ جانے نہ دونگا ابھی سلطان سعد خواجہ عمرو سے

یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے حاضر ہوکر بصد ادب پایۂ تخت کو چوم کر عرض کیا
ای ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ صبحکو میدان کارزار مین آکر
فساد عظیم برپا کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جائے ہنگام سحر جو خالق کون و مکان کو منظور ہوگا وہی ہوگا بموجب حکم
ملازمون نے نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جب صدائے نقارہ بلند ہوئی سرداران لشکر و جملہ اہل اسلام نے باہم اتفاق
و مشورہ کرکے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا کہ اسوقت ہمارے قلوب یہ چاہتے ہین کہ صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام کی اسواسطے
قسم کھائین کہ ہنگام سحر حمزۂ صاحبقران کو حتی الامکان رہا کرینگے جہانتک ممکن ہوگا زیر عقابین اپنے تئین پہونچا دینگے
اور اگر عقابین تک نہ پہونچ سکین گے تو لشکریان نوشیروان سے لڑکر مرجائین گے جبتک نوشیروان کو شکست
نہ دینگے میدان نبرد سے نہ پھرینگے سلطان سعد نے یہ گفتگو سُنکے ارشاد فرمایا مین بھی تمھاری رائے سے اتفاق کرتا ہون
مجھے بھی یہی منظور ہی کہ یا تو حمزۂ صاحبقران تک وقت سحر پہونچون یا میدان مصاف مین قتل ہوجاؤن کیونکہ زندہ
رہنا میر العبیر رہائی امیر کے باعث بدنامی و شرم ہی یہ فرماکر صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام کو منگوا کر درمیان مین اہل اسلام کے رکھا
بادشاہ اور جملہ اہل اسلام نے یہ قسم کھائی کہ ہنگام سحر یا تو ہم دشمنون سے لڑکر مرجائینگے یا زیر عقابین پہونچکر حمزہ کو رہا کرنے
مین کوشش سعی کرینگے اور حریفون کے سامنے سے قدم پیچھے نہ ہٹائین گے بعد قسم کھانے کے باہم اہل اسلام ایک
دوسرے سے رخصت ہونے لگے اور کہنے لگے ہنگام سحر وقت جنگ نہین معلوم زندہ رہین یا نہ رہین آپس مین جو کچھ ہمنے
خطا و قصور کیا ہو عفو کرو چنانچہ ہر ایک نے ہر ایک سے خطا اپنی معاف کرائی بیٹا باپ سے باپ پسر سے بھائی بھائی سے
ملکر شب آخر حیات سمجھکر رویا اکثر لشکریون نے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کی بعضون نے بجائے لباس کفن پہنے جسکی
امانت جسکے پاس تھی اُسنے اُسے دیدی اکثر نے وضو کرکے بعد نماز برائے فتح و ظفر بگریہ و زاری خدا سے دعا کی غرض اہل اسلام
عبادت مین مصروف رہے لاکھون سواران لشکر نے تیاری جنگ کی اکثر تیغ زنون نے اپنی تیغ تیز کو برائے قتل عدو آبدار کیا
تیر اندازون نے ترکش سے تیر نکالکر دیکھ بھالکر ترکش مین رکھے کمانین جو ناقص تھین اُنھین آگ پر سینک کر درست کیا اسیطرح
ہر ایک بہادر صف شکن اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول تھا یہ جو خبر جاسوس سے نوشیروان کو پہونچی
نہایت متردد ہوکر امرا و وزرا اور سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے ہنگام سحر اہل اسلام کو
کیونکر روکنا چاہیے مجھکو خوف ہی کہ اہل اسلام زیر عقابین آکر حمزہ کو رہا نہ کرلین سبنے عرض کیا ای شہنشاہ جسطرح کہ اہل اسلام
نے قسم کھائی ہی ہم سب کو بھی لازم ہی کہ اپنے خداوندون کی قسم کھاکر قدم جنگ گاہ سے نہ ہٹائین اہل اسلام کو آگے نہ بڑھنے
دین علاوہ اسکے شہنشاہ کو لازم ہی کہ خندقون مین پانی اور بھروا دین زیر عقابین چند شیر صحرائی کٹہرون مین بند کروا دین
جسوقت مسلمان قریب تر عقابین کے آئین شیران صحرا کو کٹہرون سے باہر نکلوا دین تاکہ وہ اہل اسلام پر حملہ آور ہون
اور عقابین تک نہ آنے دین اور اکثر جلادان خونخوار حضور مقرر کرین کہ جب اہل اسلام قریب عقابین آئین حکم اول
حضور مین حمزہ کو عقابین سے اُتار کر قتل کر ڈالین حکم ثانی و ثالث کا انتظار نہ کرین اور ہر ایک خندق پر ایک دو سردار
بہ فوج کثیر مسلح کھڑے رہین مسلمانون کو خندق سے نہ گذرنے دین نوشیروان نے رائے وزرا وغیرہ کی پسند کی اور
تصویرین خداوندان لات و منات وغیرہ کی جملہ سردارون و سوارون کے درمیان رکھین سبنے اُن تصویرون کی قسم کھائی
کہ حتی الامکان ہم مسلمانونکو آگے نہ بڑھنے دینگے اور قدم میدان مصاف سے نہ ہٹائینگے دلیران اہل اسلام سے لڑینگے جسوقت
جملہ صغیر و کبیر قسمین کھا چکے نوشیروان کو اطمینان ہوا اُسوقت چار شیران صحرا انکو لاکر زیر عقابین کٹہرون مین بند کروائے چالیس

جلادان بے رحم بلا کر اُنسے کہا کہ ہنگام صبح تم زیر عقابین تیغ بکف کھڑے رہنا جسوقت ہم حکم دین حمزہ کو عقابین سے اُتار کر قتل کر ڈالنا ہمارے حکم ثانی و ثالث کا انتظار نکرنا جلادون نے عرض کیا اے شہنشاہ ہم بموجب ارشاد حکم حضور بجا لائینگے یہ کہکر جلاد چلے گئے پھر نوشیروان نے خندقون کو پر آب کرا دیا اور دربار برخاست کیا لشکری سامان جنگ مین مصروف رہے جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب حکم خالق لیل و نہار سے دفع ہوئی اور نور سحر فلک پر ظاہر ہوا نوشیروان نے بیدار ہوکر محل سے باہر آکر چالیس جلادان بدنہاد کو زیر عقابین برائے قتل حمزہ مقرر کیا جلاد تیغے کھینچکر حکم قتل امیر کے منتظر کھڑے ہوے بعد اسکے نوشیروان نے ہر خندق پر لاکھ سوار مع دو ایک افسرونکے مقرر کیے بعضے راوی تو یہ بیان کرتے ہین کہ چارون خندقون پر چار صفین لاکھ لاکھ سوارونکی آراستہ کین اور اکثر راوی کہتے ہین کہ سات صفین سات لاکھ سواران جنگجو کی مرتب کین اور چند اشخاص شیرونکے کٹہرون پر اسواسطے معین کیے کہ اگر اہل اسلام عنقریب عقابین آجائین تو ایک ایک شیر کٹہرونسے نکالنا بعد صف آرائی لشکر کے آپ قلب فوج مین ٹھہرا ادہر سے بادشاہ لشکر اسلام بعد فراغ نماز و دعا جملہ سرداران لشکر اور سواران فوج کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر میدان کارزار مین تشریف لائے چونکہ فوج اہل اسلام مانند مور و ملخ یا مانند اعداد ستارہ ہاے افلاک تھی گاو زمین بار کثرت مردم سے سخت بیقرار تھی غرض بعد درستی میدان کارزار اسطرح صف آرائی کیگئی نظم

جو جری جنگ آزمودہ تھے	تھے صف جنگ مین جو خوب لڑے	انکو رکھا یمین اور یسار	کہدیا اُنسے رہو تم ہشیار
منچلے جسقدر تھے اس رن مین	تھے وہ سب قید و کمین گہ مین	تھے جو نامی جوان ہراول تھے	شیر کیطرح تھے وہ سب آگے
قلب لشکر مین تھے جری طرار	اور ہراول تھے غازی جرار	فوج مین جو کہ تھے قدر انداز	رکھین انکا تھا اک عجب انداز
لیے تیر و کمان تھے آمادہ	تھے نشانے کے زد پہ استادہ	قصد تھا جبکہ وہ کرین تلوار	تیز ہون غرق تا لب سوفار
برق انداز جو کہ تھے غازی	انکو تھا شغل برق اندازی	گوے کی زد پہ بیٹھے تاکتے تھے	دیکھکر بزدل انکو بھاگتے تھے
تیغ زن تہتے تھے تلوار زن	کہ جو نزدیک ہون کٹین ہارین	اسقدر تھا غرور تیغ زنی	ایک حملے مین تھے صف شکنی

بعد صف آرائی نقیب ورکگیت دونون لشکرون سے نکلے اور میدان مصاف مین آکر جوانان لشکر سے کہنے لگے نظم

ای دلیرو یہ ہو وغا کا مقام	کھینچو تیغونکو توڑ ڈالو نیام	تم ہو ہمثل صفدر و غازی	آج دکھلا دو اپنی جانبازی
دشمنونسے لڑو بہ گرز و حسام	کرو اعدا کا جلد کام تمام	آج مرنے مین ہوگا لطف حیات	رہے میدان مین قدم کو ثبات

جب نقیب ورکگیت جوانان سپاہ جانبین کو آمادہ ستیز کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اُسوقت دلاور و جرار از افراط نشۂ بادۂ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے تلوارین نیامونسے کھینچکر قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہزارہا بہادران لشکر اسلام نے یہ خیال کیا کہ نقیب سچ کہتے ہین آج کا مرنا باعث حیات ابدی ہی تاقیام زمین و آسمان بہادرونکی زبان پر ذکر شجاعت ہوگا مجمع دلیران جہان مین ذکر بہادری و دلاوری ہوگا بس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ آج دشمنونسے دلیرانہ جنگ کرکے مرجائین اور اگر خداوند عالم زیر عقابین زندہ اور سلامت پہونچا دے تو حمزہ کو رہا کرکے آئین ہنوز دلیران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے اور دونون لشکرونسے کوئی جری و دلاور برائے مصاف میدان مین نہ نکلا تھا اور بادشاہ لشکر اسلام کا ارادہ تھا کہ آج فرامرز سے مین مقابلہ کرونگا کہ سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے خواجہ عمرو اُسوقت نہایت بیقرار تھے یہی کہتے تھے کہ بیر فرخاری نہین معلوم کہان ہی باوجود نامہ پہونچنے کے ابھی تک نہین آیا گاہ کہتے تھے کہ دیکھیے آج کی لڑائی مین کیا ہوتا ہی جسوقت غبار مذکور بلند ہوا خواجہ لشکر سے نکلکر جانب غبار روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طی کرنیکے عمرو نے دیکھا کہ بیر فرخاری چھلے زمین ہاتھ مین لیے ہوے بجمعیت سپاہ کثیر مع اپنے فرزندونکے آتا ہی خواجہ نے آگے بڑھکر نہایت برہم ہوکر کوڑا نکالکر کئی کوڑے پشت بیر فرخاری پر لگائے اُسنے حیران ہوکر پوچھا اے خواجہ مین نے کیا خطا کی جسکے عوض مین تمنے مجھیر کوڑے مارے خواجہ نے

جواب دیا یہان لشکر اسلام مین جملہ سرداران لشکر زخمی ہین اور حمزہ بالاے عقابین قید ہین لشکر نوشیروان سے متواتر جنگ ہوتی ہی
کل سرداران لشکر اسلام مین اگر داخل ہوچکے ہین فقط تمہارا ہی انتظار تھا کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے موافق قواعد علم رمل ونجوم کے
حکم لگایا ہی کہ جبتک پیر فرخاری لشکر اسلام مین داخل نہوگا اسوقت تک حمزہ عقابین پر رہینگے اور تم اب آے اسیوجہ سے مین نے
تیر کوڑے لگاۓ پیر فرخاری نے کہا اے خواجہ مجھکو نامہ براے طلب اسوقت پہونچا تھا کہ مین کنارۂ دریا شکار ماہی کھیل رہا تھا نامہ
مین نے کنارۂ دریا رکھدیا تھا شاید تری آب سے لفظ آب علکہ بگڑکر آب مکہ نکلیا تھا مین بعد شکار ماہی کے پتہ اور نشان
آب مکہ دیکھکر سوے مکہ روانہ ہوا تھا وہان جاکر یہ معلوم ہوا کہ لشکر اسلام یہان فروکش نہین ہی اور آب علکہ پر لشکر اسلام
بمقابلۂ نوشیروان مقیم ہی یہ احوال جب معلوم ہوا مین وہانسے فوراً اُس جانب روانہ ہوا اثناے راہ مین اتفاقاً راہ آب علکہ
مین نے فراموش کی اور راستہ بھولکر ایک صحراے پُرخار و وحشتناک کیطرف چلا گیا اُس وادی پر ہول مین متواتر تھوڑے
زمانے تک ہر طرف پھرا کیا کسی جانب سواے صحراے آبادی نظر نہ آئی اور دشت گردی مین نہایت تکلیف اُٹھائی
اکثر جوانان لشکر اور مرکب اُسی بیابان بے پایان مین ہلاک ہوگئے آخر ایک روز صحرا کیطرفسے ایک قافلہ گذرا اہل قافلہ سے مین نے
پتہ اور نشان آب علکہ کا پوچھا اُنھون نے مجھکو بتایا بموجب اُنکے بتانیکے آج مین یہانتک پہونچا اگر انصاف کرو تو میری کچھ
تقصیر نہین ہی اور بموجب خواجہ بزرجمہر اگر رہائی حمزہ کی میرے ہی آنے پر موقوف تھی تو اب مین آیا ہون انشاء اللہ حمزہ
رہا ہونگے مین اُنکے رہا کرنے مین حتی الامکان کوشش وسعی کرونگا یہ کہکر سوے عقابین قدم بڑھاکر بصد ادب حمزہ کو
تسلیم کی پسران پیر فرخاری نے بھی بہزار ادب امیر با توقیر کو تسلیم کی بعد تسلیم کرنیکے پیر فرخاری حمزہ کو بالاے عقابین
دیکھکر گریان ہوا حمزہ نے پیر فرخاری کو دیکھا اور جواب سلام دیا لیکن بوجہ کثرت دوری کے پیر فرخاری نے نہ سُنا خواجہ
عمرو پیر فرخاری وغیرہ کو ہمراہ اپنے لشکر مین لاۓ پیر فرخاری اول روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور شرائط ادب
بجالایا بعد ازان جملہ سرداران لشکر سے ملا ابھی پیر فرخاری سرداران لشکر اسلام سے باتین کر رہا تھا کہ فرامرز بن قارن
نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا سلطان سعد نے ارادہ لشکر سے نکلنے کا
کیا تھا کہ پیر فرخاری نے بڑھکر سلطان سعد سے اجازت جنگ کی بعدہ عصاے نومن ہاتھ مین لیکر پیادہ پا لشکر سے
نکلکر سوے فرامرز چلا فرامرز نے پیر فرخاری کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ بڈھا یقیناً براے گفتگوے صلح آتا ہی نہ بہر جنگ فرامرز
یہ خیال کر رہا تھا کہ پیر فرخاری سامنے اُسکے پہونچا فرامرز نے کہا اے پیر خمیدہ قد تو بیکار آیا ہی اگر براے صلح کچھ گفتگو کریگا
مین ہرگز منظور نکرونگا اور نہ شہنشاہ نوشیروان کو صلح کرنے دونگا آج میرا ارادہ ہی کہ جملہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کرون کسی کو
زندہ نرکھون از انجملہ تجھکو بھی قتل کرونگا ہرگز بڈھا سمجھکر تجھکو زندہ نچھوڑونگا بعد قتل کرنے جملہ لشکریان اہل اسلام کے حمزہ
کو اس تیغ تیز سے قتل کرونگا پھر بموجب قرار نوشیروان کی دختر سے اپنی شادی کرونگا پیر فرخاری نے گفتگوے فرامرز سنکے جواب دیا
او نابکار کیا بکتا ہی زبان اپنی روک ورنہ ایک ضرب عصا مین تجھکو پیوند خاک کردونگا فرامرز نے برہم ہوکر تیغہ نیام سے کھینچکر پیر فرخاری پر
لگایا پیر فرخاری نے تیغے کو عصا پر روکا پھر عصا دونون ہاتھون سے پکڑکر گردش دیکر اسطرح شانۂ فرامرز پر مارا کہ سپر ٹوٹ کر
شانہ پر پڑا کہ شانہ فرامرز کا اُتر گیا اور مرکب فرامرز کا مر گیا فرامرز گھوڑے سے گرا پیر فرخاری نے دوسرا عصا مارا گردن
فرامرز سے خون جاری ہوا پھر بصد عجلت فرامرز کو گرفتار کرکے اپنے فرزندون کے حوالے کیا نوشیروان نے یہ حال
دیکھکر مردان لشکر سے کہا کہ اِس بڈھے کو بڑھکر قتل کرو فرامرز کو رہا کرو مردان لشکر بموجب حکم بڑھے ادھر سے بھی جملہ
اہل لشکر لڑنے اور جان دینے پر آمادہ کھڑے تھے اور صحیفۂ ابراہیم کی قسم کھاچکے تھے تلوارین کھینچکر نیامونکو توڑکر نصر من اللہ
فتح قریب کہکر قشون قشون جوق جوق گروہ گروہ آگے بڑھے علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے علمدار علم لیکر آگے بڑھے بلیجے

جنگی ہر غول مین بجے لشکر مانند دریاے قمار بڑھا جب مردمان لشکر اسلام صف اول کے قریب پہونچے دیکھا کہ مردان لشکر نوشیروان
پیر فرخاری کو چار جانب سے گھیرے ہوے ہین تیر و تبر و شمشیر لگا رہے ہین پیر فرخاری دلیرانہ لڑ رہا ہے عصا پر تلوارین اور
گرز روکتا ہے اور عصا بالاے سر اعدا مارتا ہے جو فرزند بھی اُسکے لڑ رہے ہین یہ دیکھکر جملہ اہل اسلام حریفون پر اسطرح گرے
کہ جیسے شیران گرسنہ گلۂ بز پر گرتے ہین یا گروہ غزالان پر شیران دشت حملہ کرتے ہین جسوقت اہل اسلام اور کفار ملگئے تلوار
چلنے لگی دلاور بڑھ بڑھکر نعرے کرنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا ڈھالون کی اُٹھی تگاپوے اسپان سے غبار عظیم بلند ہوا
طبقے کانو زمین کے تھرانے لگے پیر فلک یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر حیران ہوا خوف سے کانپنے لگا کثرت گرد و غبار سے زمانہ تیرہ و تار
ہوا پرندے اشجار سے گھبرا کر اُڑے چوپاے مانند شیر و گرگ وغیرہ آثار قیامت دیکھکر بے اختیار صحرا مین دور تک بھاگتے ہوے
چلے گئے میدان مصاف مین تلوارونکی جھنکار خنجرونکی چقاچاق اس درجہ بلند ہوئی کہ فرشتگان آسمان نے سُنی کسی جانب
کمانین بار بار کڑکتی تھین تیر سینۂ اعدا کو توڑ کر نکلجاتے تھے کسیطرف برق شمشیر چمک کر گرتی تھی خرمن جسم و جان عدا کو ضایع
کرتی تھی سر و گردن مین جدائی ہو رہی تھی سرداران لشکر اسلام زخمون پر بجاے مرہم سلیمانی کے رکھے ہوے پٹیان زخمون پر باندھے
ہوے مثل رستم و اسفندیار گھوڑون پر سوار تیغ و گرز نیزہ و تبر وغیرہ آلات حرب ضرب سے دشمنونکو قتل کرتے تھے سر دم نعرہ
شیر آسا کرتے تھے کفار بوجہ خندق پر آب کے پیچھے قدم نہ ہٹا سکتے تھے بمجبوری لڑتے تھے اہل اسلام کو قتل کرتے تھے اور خود بھی
قتل ہوتے تھے جب اُنکے سر و دست کٹ کٹکر آب خندق مین گرتے تھے سر تو حباب آسا نظر آتے تھے اور دست بُریدہ مانند
ماہیان سرخ رنگ دکھائی دیتے تھے آب خندق خون عدو سے سُرخ ہو گیا تھا پانی کو انقلاب ہو گیا آب ہواے زمانہ اسوقت بھی
نہ تھی خندق لاشون سے پٹ رہی تھی اعداے دین غرق بحر فنا ہو رہے تھے زخمی آب خندق مین مانند مچھلیونکے تڑپ رہے تھے راوی
بیان کرتا ہے کہ دلیران لشکر اسلام نے ہزارہا مردمان لشکر نوشیروان کو قتل کرکے خندق کو لاشون سے پاٹ دیا آخر صف اول کو توڑ کر
اول پیر فرخاری جست کرکے خندق سے گذر کر صف دوم پر حملہ آور ہوا بعد پیر فرخاری کے جملہ سرداران لشکر اور سواران سپاہ
خندق کو پھاند پھاند کر دلیرانہ صف ثانی اعدا کے قریب پہونچے ہیکلان ملک سومنات مغرب اور عبد العزیز بادشاہ زیرباد ہند
اور نشواط حاکم زیرباد ہند کہ یہ تینون مردمان صف ثانی کے افسر تھے اہل اسلام کو آتے دیکھکر ایک لاکھ سوارونکی جمعیت سے آگے
بڑھے اور اہل اسلام پر حملہ آور ہوے جسوقت دونون باہم لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی نخل تن سے اعضا مانند برگ خزان دیدہ
جدا ہو کر گرنے لگے ہواے گرم شمشیر میدان دار و گیر مین بصد تیزی چلنے لگی شجر ہاے قامت مردمان ہر دو لشکر تیغ و تبر سے کٹنے لگے گلزار
حیات پر خزان آنے لگی باغبان قضا نے ریاض وغا مین گلہاے حیات مردمان کیطرف ہاتھ بڑھایا روئین اجسام سے اہل اسلام کے
مانند بوے گل نکلنے لگین کثرت شوق شہادت مین صدہا و بیدار اعدا کو قتل کرکے پھل تلوارونکے کھا کر باغ جہان سے سوے جنان
جانے لگے مردمان لشکر نوشیروان بھی قتل ہونے لگے زخمی مانند بلبل نالان نالہ کرنے لگے اکثر جوانونکا خون جسم مین خیال برگ غنچہ خشک
ہوگیا اجسام اُنکے صورت اشجار خشک سوکھ گئے غنچہ ہاے دل پژمردہ ہو گئے آب امان کے ملنے سے یاس ہوگئی رنگ سرخ مثل رنگ
برگ خزان دیدہ زرد ہو گیا راوی کہتا ہے کہ عین گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان جنگ رستمانہ کرتا ہوا اُسجگہ پہونچا
جس مقام پر ہیکلان ملک سومنات مغرب بہمراہی لشکر عادیان اہل اسلام سے لڑ رہا تھا ہیکلان عاد نے لندھور کو
دیکھکر گرز گران اُٹھا کر مارا لندھور نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا پھر خود بھی اسیطرح گرز بصد غضب اُسکے سر پر مارا کہ ہیکلان سے
نہ رُک سکا آخر ہیکلان مع فیل ضرب گرز لندھور سے پیوند خاک ہوگیا عادیان نابکار یہ حال دیکھکر شکستہ خاطر ہو کر پیچھے
ہٹنے نشواط حاکم زیرباد ہند نے عادیان نابکار سے پکار کر کہا کہ اے نامردو کہان جاؤگے پیچھے ہٹکر آب خندق مین ڈوبجاؤگے
بہتر یہ ہے کہ بڑھکر لڑو اہل اسلام کو تہ تیغ کرو آج ہزارون مسلمانونکو قتل کرکے مرجاؤ قسم خداوندونکی کھا چکے ہو قدم میدان

جنگ سے پیچھے نہ ہٹاؤ یہ کہکر اپنی فوج لیکر آگے بڑھا عادیان نابکار بھی بجبوری آگے بڑھے ابھی نشنواط سواران لشکر اسلام کو
قتل کر رہا تھا کہ علمشاہ نعرہ کرکے قریب اُسکے پہونچا نشنواط نے تیغہ گرانبار سر پر مارا علمشاہ نے تیغے کو سپر پر روک کر تیغہ کیبان
فرنگی اسطرح اُسکی کمر پر لگایا کہ نشنواط دو ٹکڑے ہوکر مرکب سے بالائے زمین گرا فوج نشنواط کی یہ حال دیکھکر بھاگنے لگی اہل اسلام
نے بھاگنے نہ دیا اُن سب کو تہ تیغ کیا عبدالعزیز بادشاہ زیر باد ہند نشنواط کے قتل ہونے سے ملول ہوا پھر برہم ہوکر
سپاہ اپنی اپنے ہمراہ لیکر بصد قہر بادشاہ لشکر اسلام کی طرف بڑھا جب قریب پہونچا تیغ آبدار سر سلطان سعد پر
لگائی سلطان سعد نے تلوار اُسکی روک کر شمشیر بران سے اُسے قتل کیا جب عبدالعزیز بھی قتل ہوکر سوے عدم
گیا مردمان سپاہ شکست کھاکر بھاگے ہزارہا وقت بھاگنے کے قتل ہوے سیکڑون خوف اہل اسلام سے آب خندق مین
گرے اکثر خندق سے گذر کر صف ثالث مین جاکر شریک ہوے جب صف ثانی بھی دلیران فوج اسلام نے درہم و برہم
کی پیر فرخاری جست کرکے صف ثالث کیجانب چلا بعد اُسکے علمشاہ اور کرب اور شیرویہ اور لندھور اور
مالک اژدر وغیرہ سرداران لشکر اسلام و سلطان سعد و جملہ مردمان لشکر اسلام خندق سے گذر کر نعرے کرتے
ہوے صف ثالث پر پہونچے نوشیروان یہ حال دیکھکر گھبرایا افسران صف ثالث وغیرہ سے پکار کر کہنے لگا ای بہادرو
اہل اسلام کو رد کو دلیرانہ لڑو مسلمانون کو قدم آگے نہ بڑھانے دو افسران صف ثالث وغیرہ صداے نوشیروان سنکے
بصد غضب تلوارین نیامون سے کھینچکر اہل اسلام سے لڑنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا ڈھالون کی اُٹھی بہادران لشکر
جانبین رعدآسا نعرے کرنے لگے سرہاے مردمان لشکر مثل اولون کے کٹ کٹکر گرنے لگے زمین پر بارش خون ہونے لگی
قصرہاے تن دمبدم گرنے لگے سیل خون کی طغیانی ہوئی آب خندق مین خون کشتگان جو ملگیا تمام پانی سُرخ ہوگیا
دریاے خون نظر آنے لگا گھوڑے سوارونکے خون کشتگان مین تا بہ سینہ غرق ہوگئے صدہا لاشے سیل خون مین بہگئے
اکثر غرق دریاے خون ہوے زخمی اُس جوے خون مین گرکر مانند ماہیان سرخ رنگ تڑپنے لگے اُسوقت لڑائی اسطرح
ہورہی تھی اور اسطور سے خونریزی ہورہی تھی کہ طریقہ فصل بارش کا پایا جاتا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ بجاے آب خون برستا
تھا زمین پر حوض آب لہو جاری تھا مردمان لشکر نوشیروان اور مردمان فوج اسلام دونون خوب لڑ رہے تھے لاش پر لاش
گر رہی تھی ہر ایک بہادر کی تلوار مثل برق چمک چمک کر اعدا پر گر رہی تھی سگ سران نابکار جابجا کتون کیطرح مرے ہوے
پڑے تھے زبانین اُنکی مُنہ سے باہر تھین زخمون سے خون جاری تھا عین گرمی جنگ مین کرب نے سگ سرون
پر حملہ کیا افغان سگ سرون ناپاک نے مقابلہ کیا تلوار کرب کے سر پر لگائی کرب نے تلوار روک کر ایسی شمشیر اُس ناپاک کے
سر پر لگائی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا سگ سرون یہ حال دیکھکر مانند کتون کے باواز بلند چلانے لگے آہ و فغان
کرنے لگے اہل اسلام اُنکو قتل کرنے لگے پیر فرخاری اُنکو ضرب عصا سے ہلاک کرنے لگا آخر سگ سران تاب مقابلہ نہ لاکر
پیچھے ہٹے یہ حال دیکھکر کاؤس بن آردشیر درہم برہم ہوکر جانب کرب تیغ بکف بڑھا مالک اژدر نے بڑھکر اُس سے مقابلہ
کیا کاؤس نے تیغہ سر مالک پر مارا مالک نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر دو انگل سر مین درآیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا کاؤس مالک کو زخمی کرکے جانب کرب چلا تھا کہ مالک نے اُسی عالم زخمداری مین نیزہ سینہ کاؤس پر مارا اور زنجیر کمر
مین ہاتھ ڈالکر پشت زین سے اُسکو اُٹھالیا اور حوالے مردمان فوج اسلام کیا نوشیروان یہ احوال دیکھکر بے اختیار چاہتا تھا
کہ تاج اپنا اپنے سر سے اُتار کر زمین پر پٹک دے اور نالہ و بکا کرے لیکن بختک وغیرہ نے سمجھایا دل نوشیروان کو جو گونہ تسلی
ہوئی جانب صف ثالث دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوشیروان نے دیکھا کہ مردمان لشکر اسلام نے ہزارہا مردمان صف
ثالث کو قتل کیا ہے صدہا کو زخمی کیا ہے خندق کو لاشون سے بھر دیا ہے پیر فرخاری خندق کو پھاندکر آتا ہے پیچھے اُس کے

جملہ سرداران لشکر اسلام اور سلطان سعد وغیرہ خندق کو طے کرکے آتے ہین یہ احوال دیکھکر نوشیروان بازحد گھبرایا نہایت بیتاب و بیقرار ہوا ارادہ کیا کہ راہ گریز اختیار کرے لیکن عسس اور عفریت بن صلصال و ہوشنگ بلخی و گوشنگ بلخی وغیرہ سرداران لشکر مانع ہوے اور عرض کرنے لگے ای شہنشاہ ابھی ہم سب زندہ ہین جسوقت ہم قتل ہو جاینگے پھر آپکو اختیار ہو ابھی راہ فرار اختیار نہ کیجیے یہ کہکر جملہ سرداران سپاہ و فوجکو ہمراہ لیکر آگے بڑھکر پیر فرخاری وغیرہ سے بہ تیغ و گرز و غیرہ لڑنے لگے باجے جنگی دونون لشکرونمین بجنے لگے علمدار علمہاے لشکر لیکر آگے بڑہے دونون لشکر لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سرداران لشکر بڑھ بڑھکر شیرانہ نعرے کرکے حریفونکو قتل کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے مردمان لشکر ہدف تیر ہونے لگے ایک جانب جھنکار تلوارونکی بلند تھی کسی جانب عیاران لشکر اسلام و خواجہ عمرو لشکر عدو پر سنگباری کرتے تھے جب پتھر ہین سے نکلکر جس کسی کے سینے پر پڑتا تھا وہ آہ کرکے بیٹھ جاتا تھا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے گھبرا کر نکلجاتا تھا حمزہ عقابین پر سے یہ جنگ مغلوبہ دیکھ رہے تھے سرداران لشکر کی ہمت و جرأت پر تحسین و آفرین کر رہے تھے غبار میدان کارزار مین بلند تھا گھوڑے دوڑنے لگے دوڑنے سے طبق زمین لرزان تھا منہدم سر تن سے جدائی ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی نعرے بہادر کر رہے تھے زمین پر زخمی تڑپے ہوے ایڑیان رگڑ رہے تھے کوئی انکی نالہ و فریاد نہ سنتا تھا مرکب اکثر زخمیونکو پامال کرتے تھے یہ حال تھا ابیات

ہر طرف ہو رہی تھی وان زد و کشت — کسیکا خود تھا اور کسیکی پشت
تیر جسکا چلا دو سار ہوا — زخمی مرکب فنا سوار ہوا
کوئی سینے پہ ہاتھ مین خنجر — کسی کی تیغ اور کسی کا سر
کوئی زخمون سے سخت عاری تھا — کسی کو وقت دم شماری تھا
سارے جانباز خون مین سرشار — بدھیان زخمونکی گلے کے ہار

ہر طرف دار و گیر کا غل تھا — شاطرون کی نفیر کا غل تھا
سر پہ تلوار جبکہ چلتی تھی — تفنگ کے نیچے سے نکلتی تھی
کسی جا نیزہ تھا کسی جا تیر — موت تھی جنگ مین گریبان گیر
ایک خنجر اٹھائے بیٹھا تھا — ایک شمشیر کھائے بیٹھا تھا
کوئی تلوار پہ کھاتا جاتا تھا — کوئی لڑنے سے جی چراتا تھا

اسی جنگ و حرب مین عسس بد انجام نے گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا پھر فرہاد نے گرز گران اپنا اٹھا کر بقوت تمام سر عسس پر مارا ہر چند عسس نے چاہا کہ گرز کو گرز پر روکون لیکن گرز فرہاد رکا نہ اسکا سر چور چور ہوا اسکا سر جور جور مرکب بھی پیوند خاک ہو گیا لشکری عسس کور کے یہ حال دیکھکر بیدل ہوکر پیچھے ہٹنے لگے اسوقت فرامرز مغربی جنگ رستمانہ کرتا ہوا سامنے عفریت خان کے پہونچا عفریت نے تیغہ سر پر لگایا فرامرز نے تیغے کی باڑھ کو دیکھکر گھوڑے کو آگے بڑھا کر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تیغہ بقوت بازو چھین لیا عفریت نے برہم ہوکر چاہا تھا کہ گرز گران اٹھا کر سر فرامرز پر لگائے یکایک فرامرز نے شمشیر آبدار اسکی کمر پر اسطرح لگائی کہ مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر گھوڑے سے بروے خاک گرا اسیطرح اکثر سرداران لشکر اسلام نے بہت سے سرداران نوشیروان کو تہ تیغ آبدار کیا فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹنے لگی دلیران لشکر اسلام آگے بڑھنے لگے اسیطرح موافق بیان بعض بعض داستان گویون کے اہل اسلام نے ساتون خندقونکو طے کرکے ساتون صفین توڑکر ہزارہا مردمان لشکر نوشیروان کو قتل کرکے عنقریب زیر عقابین پہونچے اسوقت نوشیروان نے نہایت پریشان خاطر ہوکر حکم دیا کہ ایک شیر کو کٹہرے سے نکالو بموجب حکم ملازمان نے کٹہرے سے شیر کو نکالا شیر صحرا نکلکر جو مردم کہ سامنے تھے انپر نعرہ کرکے حملہ آور ہوا چونکہ پیر فرخاری سب کے آگے تھا شیر کو آتے دیکھکر دلیرانہ نعرہ کیا شیر پیر فرخاری کیطرف آیا پیر فرخاری نے عصا اپنا سر شیر پر اسطرح مارا کہ سر شیر کا پاش پاش ہو گیا تیورا کر زمین پر گرا پیر فرخاری شیر کو ہلاک کرکے زیر عقابین لڑتا ہوا پہونچا اور پھر اپنا عقابین پر رکھکر اسقدر رویا کہ غش کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا نوشیروان نے پھر حکم دیا دوسرے شیر کو کٹہرے سے نکالو ملازمان نوشیروان نے شیر کو کٹہرے سے نکالا شیر کٹہرے سے نکلکر سوے فوج اسلام نعرہ کرکے چلا کرب غازی نے نعرہ کیا نعرہ کرب کرب شہسوار دم پل نامدار نظر کردہ شیر پروردگار شیر صحرا نعرہ کرب سنکر جانب کرب غضبناک ہوکر چلا کرب نے آگے بڑھکر ایسی تیغ کمر پر لگائی کہ شیر دو ٹکڑے ہوکر بالاے زمین گرا لشکریان نوشیروان

یہ حال دیکھکر حیران ہوے نوشیروان بھی متحیر ہوا کرب اڑتا ہوا آگے بڑھا نوشیروان نے برہم ہوکر حکم دیا تیسرے شیر کو کٹہرے سے
نکالو ملازمون نے حسب الحکم تیسرے شیر کو کٹہرے سے نکالا شیر جانب لشکر اسلام چلا علمشاہ نے نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شورہ شیر صحرا نعرہ علمشاہ سنکے نہایت برہم ہوکر سمت علمشاہ چلا جب قریب آیا چاہتا تھا کہ جست کرکے
علمشاہ کو زخمی کرے لیکن علمشاہ نے اسکو جست کرنیکی مہلت نہ دی تیغہ بڑھکر اسکی گردن پر مارا گردن شیر کی قلم ہوئی بعد قتل
ہونے اسد صحرائی کے علمشاہ مردمان لشکر کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا مثل شاہین کرنج زیر عقابین پہونچکر اکثر جلادان بیرحم کو تہ تیغ کیا
جلادان خونخوار بھاگ گئے کرب نے بھی زیر عقابین جاکر سر اپنا عقابین پر رکھا اور اس درجہ رویا کہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا بعد
کرب کے علمشاہ نے بھی سر اپنا عقابین پر رکھا اور حال امیر پر اسقدر گریہ کیا کہ غش آگیا چونکہ نوشیروان اسوقت گھبرایا ہوا
تھا زیر عقابین اسنے نہ دیکھا اور نہ ان سرداران لشکر اسلام کو جو کثرت نالہ و بکا سے بیہوش پڑے تھے قتل کرتا الحاصل جب تیسرا
شیر بھی ہلاک ہوچکا نوشیروان نے کٹہرے سے جو چوتھا شیر نکلوایا وہ شیر بھی لشکر اسلام کیجانب چلا گھوڑے سواران لشکر اسلام شیر کو دیکھکر
مثل سیماب بیقرار ہوے سواروں نے بعضے مشکل انھین روکا مالک اژدر نے شیر کو دیکھکر نعرہ کوہ شگاف کیا شیر ادھر سے پلٹکر جانب
مالک آیا مالک نے فی الفور گرز گران سے شیر کو ہلاک کیا بعد ازان مردم لشکر نوشیروان پر حملہ کیا لشکری خائف ہوکر پیچھے ہٹے مالک
زیر عقابین پہونچا کسی نے بوجہ خوف کے اسکو نہ روکا جسوقت مالک نیچے عقابین کے گیا مثل علمشاہ کے سر عقابین پر رکھکر حال
امیر پر اسقدر اشکبار رہا کہ روتے روتے بیہوش ہوکر زمین پر گرا نوشیروان نے مالک اور علمشاہ اور کرب و پسر فرخاری
کو زیر عقابین بیہوش بالاے خاک دیکھکر جلادان بیرحم سے کہا کہ دیکھو یہ نامرد کھڑے ہوے دیکھتے ہو جلد جاکر ان چاروں بیہوش سردارونکو
اور حمزہ کو عقابین سے اتار کر جلد قتل کرڈالو اس بات حکم کو میرے برابر ہزار حکم کے تصور کرو جلادان خونخوار مع ہزارہا سواران جرار
جانب عقابین براے قتل امیر و سرداران مذکور چلے یہ احوال دیکھکر عمرو بن حمزہ یونانی اور لندھور اور فرامرز اور فرہاد اور
شیرویہ و طرطوس وغیرہ سرداران لشکر اسلام نے مثل سیماب بیقرار ہوکر ان جلادان بیرحم اور سواران خونخوار پر یکبارگی حملہ کیا وہ سوار
اور جلاد بھی لڑنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی سرداران لشکر اسلام نے ان جلادوں اور سوارونکو بڑھ بڑھکر تہ تیغ کیا پھر جانب
نوشیروان رخ کیا نوشیروان نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر میری طرف آتے ہین نہایت مضطرب و پریشان خاطر ہوکر بختک وغیرہ
سے پوچھنے لگا کہ اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر ان سردارونسے جان بچاؤن اگر بھاگتا ہون تو موجب بدنامی ہے اور اگر ثابت قدم
رہتا ہون تو یقین ہے کہ ایکدم مین قتل ہوجاؤنگا یہ سب سرداران لشکر اسلام ہرگز مجھکو زندہ نچھوڑینگے بختک نے عرض کیا اے
شہنشاہ بدنامی کا خیال نہ کیجیے جان اپنی ان بہادرونسے بچائیے جلدی یہانسے بھاگیے اگر زندہ رہیےگا تو پھر اہل اسلام سے
جنگ کیجیےگا بختک وغیرہ نوشیروان سے یہ کہ رہے تھے کہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی بھی اہل اسلام کے خوف سے
پیچھے ہٹتے ہوے پاس نوشیروان کے آئے نوشیروان نے انسے پوچھا کہ اب مین کیا کرون انھون نے بھی یہی راے دی کہ ہمارے
ساتھ یہانسے بھاگیے توقف نہ کیجیے دیکھیے آپکا لشکر قلیل رہگیا ہے وہ بھی تاب مقابلہ اہل اسلام نہ لاکر پیچھے ہٹتا آتا ہے یقین ہے تھوڑی
دیر مین کل ملازم آپکے میدان جنگ سے بھاگ جائینگے حضور کو اہل اسلام گرفتار کرکے قتل کرینگے نوشیروان بقول راے انکی
سنکے ہمراہ انکے جانب ترکستان گریزان ہوا اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ نوشیروان بھاگے احوال نوشیروان کا انشاء اللہ
آیندہ لکھا جائیگا بعد بھاگنے نوشیروان کے فوج باقی ماندہ یہ حال دیکھکر بے اختیار بھاگنے لگی اہل اسلام نے انھین گھیر کر قتل
کرنا شروع کیا ہزارہا کو قتل کیا صدہا بھاگ کر ہمراہ نوشیروان جانب ترکستان گریزان ہوے جب کوئی ملازم نوشیروان
میدان جنگ مین زندہ باقی نرہا سواران لشکر اسلام نے خزانہ و مال اسباب نوشیروان کا لوٹنا شروع کیا خصوصاً عمرو
نے یہ جانا کہ آج مال و زر سے زنبیل اپنی بھرلون یہ تصور کرکے لوٹنا شروع کیا جو کچھ نقد و جنس سے ہاتھ آیا اندر زنبیل کیا

لیا تاک کہ تلوارین اور سپرین اور دیگر آلات حرب و ضرب اور لباس مردمان لشکر نوشیروان کا سمیٹ سمیٹ کر اور جال الیاسی
مار مار کر نذر زنبیل کیا اکثر کشتگان لشکر نوشیروان کے کپڑے اُتار لیے فقط ایک ایک لنگی ہر ایک کے باندھ دی ادھر تو خواجہ
اور سواران لشکر لوٹنے مین مشغول و مصروف ہوے اُدھر سرداران لشکر مع سلطان سعد شکر خدا کرکے مظفر و منصور ہوکر
جانب عقابین چلے اول عمرو بن حمزہ یونانی نے زیر عقابین جاکر حال امیر پر گریان ہوکر اُس ٹیلے پر جسپر قفس مین صاحبقران
قید تھے زور کرنا شروع کیا اور چاہا کہ اس ٹیلے کو زمین سے نکالکر فرودگاہ لشکر پر لے چلین وہان لیجا کر حمزہ صاحبقران
کو رہا کرین جب عمرو بن حمزہ یونانی نے زور کیا وہ ٹیلا سوا گز زمین سے نکل آیا بعد اُسکے لندھور نے زور کرکے دو گرہ کم
سوا گز اور اُس ٹیلے کو زمین سے نکالا پھر فرامرز مغربی نے اُس ٹیلے پر زور کیا اور کسیقدر کم لندھور سے زمین سے ٹیلے
کو نکالا بعد ازین کرب نے ہوشیار ہوکر اُس ٹیلے پر زور کیا اور زیادہ ایک گز سے زمین سے اُسے کھینچا بعد ازان
علمشاہ نے ہوشیار ہوکر اُس ٹیلے پر زور کیا اور تین گرہ ایک گز اُس ٹیلے کو زمین سے نکالا پھر مالک اژدر نے
زور کیا جسقدر لندھور نے وہ ٹیلا زمین سے کھینچا تھا اس سے آدھ گرہ کم مالک اژدر نے اُس ٹیلے کو زمین سے
نکالا پھر بیر فرخاری نے ہوشیار ہوکر اُس ٹیلے پر زور کیا اور قریب ایک گز اُس ٹیلے کو زمین سے کھینچا بعد بیر فرخاری
کے پھر عمرو بن حمزہ یونانی نے اُس ٹیلے پر زور کرکے زمین سے نکال لیا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ وہ ٹیلا جسپر حمزہ
صاحبقران قفس مین قید تھے جسقدر اوپر تھا اُس سے زیادہ زمین مین نہایت استحکام سے گاڑا تھا اور وہ دبیز
اسقدر تھا کہ آغوش مین اچھی طرح نہ آتا تھا اور گران اس درجہ تھا کہ ایسے ایسے بہادرون سے سوا سوا گز یا کم اُس
سے زمین سے باہر نہ نکلا غرض جب عمرو بن حمزہ یونانی زور آخر مین ٹیلے کو نکال چکے سات قدم لیکر چلے تھے کہ خواجہ
عمرو آئے اور عمرو بن حمزہ یونانی سے کہنے لگے کہ اگر اسیطرح اس ٹیلے کو فرودگاہ لشکر اسلام تک لیجاؤ گے تو بڑی تکان
سے حمزہ صاحبقران کو صدمہ ہو چکیگا میرے نزدیک مناسب یہی ہے کہ اسی جگہ کسی تدبیر سے قفس اُتار کر حمزہ
صاحبقران کو قفس سے نکالو عمرو بن حمزہ یونانی نے رائے خواجہ کی پسند کی اُسوقت خواجہ عمرو اُس ٹیلے پر چڑھ گئے
مگر حمزہ صاحبقران اور قفس کو نہ پایا خواجہ گریان کنان ٹیلے سے اُترے اور عمرو بن حمزہ یونانی وغیرہ سے کہا
دیکھو قفس اس ٹیلے پر نہین ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے مغموم ہوکر وہ ٹیلا ہاتھ سے اپنے چھوڑ دیا وہ زمین پر مثل پہاڑ کے گرا
اور ایک صاحب دفتر لکھتے ہین کہ عمرو بن حمزہ یونانی اُس ٹیلے کو اُٹھائے ہوے فرودگاہ لشکر اسلام تک گئے وہان
جاکر جو ٹیلے پر نظر کی قفس کو نہ دیکھا غرض بہرطور جب حمزہ صاحبقران مع قفس نظر نہ آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے
نہایت مغموم و ملول ہوکر وہ ٹیلا ہاتھ سے چھوڑ دیا بالاے زمین جو ٹیلا گرا زمین تھرائی اسوقت جملہ اہل اسلام
خیال حمزہ صاحبقران مین گریان ہوے جسقدر خوشی حصول فتح کی ہوئی تھی اُس سے زیادہ ملال ہوا آخر بعد
گریہ و زاری باہم کہنے لگے کہ صاحبقران کو کون لے گیا کسی نے کہا کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہوگی کسی نے کہا
خداوند عالم کو اس احوال سے آگاہی ہے کچھ بیان کر نہین سکتے اسی طرح ہر ایک نے موافق اپنی عقل و فہم کے بیان
کیا آخر تجویز یہ ٹھہری کہ یہان سے آگے بڑھکر حمزہ کی تلاش کرین شاید کہین کچھ پتا ملے یہ تجویز کرکے بصد بیتابی
و بیقراری اور بہزار گریہ و زاری آگے بڑھے صحرا مین سردار و سوار چار چار جانب جستجو کرنے لگے خواجہ عمرو
بھی ہمراہ سب کے جستجوے امیر با توقیر کر رہے تھے ناگاہ زمین سے خواجہ بلند ہوے یہ حال دیکھکر خواجہ چلانے
اور کہنے لگے ارے ظالم کیون مجھکو لیے جاتا ہے مین نے تیری کیا خطا کی ہے مجھ محتاج کے پاس کیا ہے کچھ تجھکو مجھ سے
حاصل نہوگا زنبیل مین میری کچھ نہین ہے مجھکو صاحب زر خیال نکرین تو چار روپیہ کا پیادہ ہون فاقہ کشی سے صدمے

اُٹھاتا ہون اور اگر تو آدمخوار ہے تو دیکھ لے مین ہمہ تن پوست و استخوان ہون گوشت مطلق نہین ہے مجھکو چھوڑ دے
اور کسی موٹے تازہ آدمی کو لیجا جب خواجہ عمرو نے اسطرح کہا اُس لیجانے والے نے اپنی زبان مین خواجہ سے کہا
خاموش رہ مین تیرا دشمن نہین ہون یہ کہکر زیادہ بلند ہوکر خواجہ عمرو کو لیگیا اہل اسلام ہر چند دوڑے لیکن خواجہ عمرو
کا کچھ نشان نہ ملا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر کو بھی کسی نے زمین سے اُٹھایا سرداران لشکر تیغ و تیر لیکر دوڑے
خواجہ بزرجمہر نے ہر ایک سے کہا تم مجھکو جانے دو کچھ اندیشہ نکرو مجھکو معلوم ہے جو مجھے لیے جاتا ہے اور یہ بھی مین جانتا ہون
کہ جہان یہ مجھکو لے جائیگا سردارون نے پوچھا مفصل فرمائیے کون آپکو لیے جاتا ہے آپ کہان جاتے ہین خواجہ بزرجمہر
کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ لیجانے والا خواجہ بزرجمہر کو چشم زدن مین لیگیا جملہ اہل اسلام افسوس کرکے رہ گئے پھر بعد تلاش
بسیار سرداران ذیوقار وغیرہ حال امیر با توقیر پر گریان ہوکر فرودگاہ لشکر پر آئے سلطان سعد نے کشتگان اہل اسلام
کو دفن کردیا وقت شمار معلوم ہوا کہ کچھ کم سات لاکھ مردمان لشکر نوشیروان قتل ہوئے اور تین لاکھ اہل اسلام
شہید ہوئے اور بیس ہزار اہل اسلام زخمی ہوئے زخمیون کا سلطان سعد کے حکم سے علاج ہونے لگا جب دربار
آراستہ ہوا سلطان سعد اور سرداران لشکر اسلام نے خواجہ دریا دل اور خواجہ والا گہر پسران خواجہ بزرجمہر سے
پوچھا کہ حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور آپکے والد کو کون لیگیا ہے کبتک آئینگے یا نہ آئینگے پسران خواجہ بزرجمہر
نے زائچہ کرکے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور ہمارے والد ماجد دو تین روز کی مدت مین
یہان تشریف لائینگے یا اور ہی سرزمین پر تشریف لائینگے کچھ تردد نفرمائیے انجام اس جانے کا اچھا ہوگا یہ سنکر
سلطان سعد وغیرہ کو اطمینان ہوا

داستان صحت پاکر تشریف لانا حمزۂ صاحبقران کا مع عمرو و خواجہ بزرجمہر ملک آذربیل مین بعد ازان داخل لشکر اسلام ہونا ان سب صاحبون کا مع حالات دیگر بیان کیجاتی ہے

محرران خوش رقم اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جس روز نوشیروان شکست کھاکر ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار
بلخی وغیرہ کے سوئے ترکستان گریزان ہوا تھا اُسی روز ملکہ آسمان پری نے خواب سے بیدار ہوکر عبدالرحمان جنی
کو طلب کیا تھا جب عبدالرحمان جنی آئے تھے ملکہ نے سلام کرکے کہا اے عمو جان مین نے آپکو اسواسطے بلایا ہے کہ چند روز
سے برابر خواب ہائے پریشان دیکھتی ہون نہین معلوم ہے کہ قرشیہ سلطان کس بلا مین مبتلا ہوئے ہین ذرا آپ تکلیف فرما کر
اپنے علم کے ذریعے سے احوال والد سلطان قرشیہ سے مجھے اطلاع دیجیے عبدالرحمان جنی نے بقاعدۂ علم رمل و نجوم
بخوبی غور و فکر کرکے جواب دیا تھا کہ حمزۂ صاحبقران بالائے عقابین قید ہین سرداران لشکر صاحبقران نوشیروان
سے اسوقت خوب لڑ رہے ہین احوال حمزۂ صاحبقران بھی نہایت ابتر ہے ملکہ آسمان پری نے یہ حال پرملال سنکر
بلا توقف دیو تندک کو بلاکر کہا تھا کہ جلد جا اور حمزۂ صاحبقران کو عقابین پر سے آ دیو ندکور بعد گریزان ہونے نوشیروان
کے آیا تھا اور حمزۂ صاحبقران کو عقابین پر سے لے گیا تھا جب دیو مسطور خدمت ملکہ آسمان پری مین گیا اور ملکہ نے
حمزۂ صاحبقران کے سراپا پر نظر کی گھبراکر دیو تندک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو لے آ وہ یہان آکر کچھ تدبیر صحت امیر با توقیر
کرینگے دیو خواجہ عمرو کو بھی لیگیا تھا جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا جب عمرو ملکہ آسمان پری کے سامنے پہونچے آسمان
پری نے گریان ہوکر کہا تھا اے خواجہ میرے شوہر کا یہ کیا حال ہوگیا ہے برائے خدا ایسی کوئی تدبیر کرو کہ یہ اچھے ہوجائین
خواجہ عمرو نے جواب دیا تھا کہ اے ملکہ جبتک خواجہ بزرجمہر یہان نہ آئینگے اُسوقت تک حمزۂ صاحبقران کا علاج
اچھی طرح نہ ہوگا دست و پا انکے قابو مین نہ آئینگے یہ کھال جو انکے تمام جسم پر نظر آتی ہے ہرگز انکے تن سے

ہ اثر کی ملکہ آسمان پری نے فی الفور دیو کو روانہ کر کے خواجہ بزرجمہر کو بھی بلوا یا تھا جب خواجہ بزرجمہر سامنے
ملکہ آسمان پری کے پہونچے اول ملکہ نے سلام کیا بعد ازان کہا آپ کو مین نے اسواسطے بلایا ہی کہ میرے خاوند کا
علاج کیجیے یہ کھال اُنکے جسم سے دور کر دیجیے خواجہ بزرجمہر نے عبد الرحمن جنی سے مشورہ کر کے چند اقسام کے برگ درختان
قاف منگواکر ایک پُر آب حوض مین رکھے اور کہا نیچے اِس حوض کے آگ روشن کیجائے بموجب حکم پریزاد اور دیوون نے
زیر حوض آتش کثیر روشن کی تھوڑی دیر مین آب حوض مین اُن برگ درختان قاف نے بخوبی جوش کھایا پانی اِس حوض کا
مانند آب حوض حمام گرم ہو گیا اُسوقت خواجہ بزرجمہر نے حمزۂ صاحبقران کو اُسی حوض مین بٹھایا گرمی آب اور تاثیر
برگ درختان سے وہ کھال جو بالاے جسم امیر باتوقیر تھی کسیقدر نرم ہوئی خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا آپ آہستہ آہستہ
یہ چرم تن امیر سے جدا کرو خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد بزرجمہر وہ پوست جسم حمزۂ صاحبقران سے جدا کرنا شروع کیا
اسوقت حمزۂ صاحبقران نے از حد بیچین ہو کر اور تڑپ کر عمرو سے کہا اے خواجہ جب دیو ارژنگ کی شاخ سر بالاے چشمہ
ماہیان میرے بازو مین در آئی تھی ایسی تکلیف اُس شاخ کے نکالنے مین بھی مجھے نہوئی تھی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران
کثرت اذیت سے بیہوش ہو گئے خواجہ عمرو نے بہزار مشکل اُس پوست کو سراپاے امیر باتوقیر سے جدا کیا تن حمزۂ
صاحبقران جا بجا سے شق ہو گیا ملکہ آسمان پری حال اپنے شوہر کا دیکھکر بے اختیار رونے لگی ملکہ قریشیہ سلطان
بھی گریان ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا اشکباری نہ کرو حمزۂ صاحبقران صحیح ہو جائینگے انکی غیب سے اعانت
ہوئی ہی مرتبہ ذکا بڑا ہی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران کو آب حوض سے نکلوا کر روغن بادام وغیرہ تن پر ملکر لبادہ پائے
اور شاہی کپڑے اوپر ڈالدیے ملکہ آسمان پری وغیرہ بالین پر بیٹھین حمزۂ صاحبقران نے اُسی عالم بیہوشی مین دیکھا
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لاے اور قریب جھککر بصد شفقت ارشاد فرمایا اے فرزند افسوس صد افسوس
تو نے غم قباد شہریار اور صدمۂ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان مین فقیری اختیار کی تھی اور انکی قبر پر بیٹھا تھا
اور جہاد کفار کو ترک کر دیا تھا اسیوجہ سے قید ہو کر اس صدمہ مین مبتلا ہوا خبردار اب جہاد کفار سے ہاتھ
نہ اُٹھانا نوشیروان وغیرہ سے مقابلہ ضرور کرنا یہ کہکر بصد مہربانی تمامی تن امیر باتوقیر پر ہاتھ پھیر دست دعا سے
امیر باتوقیر مین قوت آئی اور تمام تن اچھا ہو گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے حمزۂ صاحبقران ہوشیار
ہو کر اُٹھے ملکہ آسمان پری وغیرہ سب خوش ہوئین حال پوچھا حمزۂ صاحبقران نے تشریف لانا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا اور جو کچھ اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا بیان کیا ملکہ آسمان پری نے حمزۂ صاحبقران کے
صحیح ہونے سے از حد خوش ہو کر حکم جشن دیا فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پردۂ قاف بزم عیش مین گا
تہنیت اور مبارکبادی دینے لگین بعد مبارکبادی کے اکثر غزلین گائین اہل بزم خوش ہوے ملکہ آسمان پری نے
اُسروز بنا کر زیور و لباس ایسا پہنا کہ جیسے شب عروسی مین پہنا تھا جب شب ہوئی صاحبقران بزم عشرت سے اُٹھکر
خوابگاہ ملکہ آسمان پری مین گئے اور وصل آسمان پری سے شادکام ہوے لیکن آسمان پری حاملہ نہوئی اُسی شبکو
آسمان پری نے خلوت مین حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ تم مجھ ایسی رشک حور کو چھوڑ کر پردۂ قاف سے چلے گئے تھے
اب نہ جانا اگر تمھارا دل گھبرائیگا تو اپنے سرداران لشکر وغیرہ کو یہین بلوا لینا دیو اور پریزاد سب کو جا کر لے آوینگے
مجھسے زیادہ زنان بنی آدم سے تمھین لطف حیات حاصل نہوگا علاوہ اسکے جو عجائب غرائب یہان ہین پردۂ دنیا پر
نہونگے سیر و تماشے مین اپنے دل کو بہلانا دیکھو اب مجھے چھوڑ کر نہ چلے جانا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا اے ملکہ دل
تو میرا بھی چاہتا ہی کہ تمھین چھوڑ کر نہ جاؤن لیکن مجبور ہون یہان رہ نہین سکتا مین قبل اسکے تم سے کہہ چکا ہون کہ میرے

عالم بیہوشی مین حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے علاوہ دست شفقت پھیرنے کے اور مجھے تندرست کرنے کے
فرماگئے ہین کہ جہاد کفار سے ہاتھ نہ اُٹھانا پس ممکن نہین کہ فرمانا اُن جناب کا نہ بجالاؤن اور یہان عیش و عشرت
مین مصروف ہون ملکہ آسمان پری نے بہ ناز و ادا کہا تمھاری انھین باتون سے اٹھارہ برس تک مین نے تمھین نہین
جانے دیا تھا پھر اب تم وہی باتین کرتے ہو مجھکو تمھارا یہانسے جانا ناگوار ہے امیر باتوقیر نے جواب دیا مین بمجبوری
ہنگام سحر یہان سے جاؤنگا ورنہ کبھی نہ جاتا اسی گفتگو مین سحر ہوئی زن و مرد خوابگاہ سے اُٹھکر جدا جدا حمام مین
گئے بعد غسل و طہارت ملکہ آسمان پری اور حمزہ صاحبقران ہر ایک حمام سے باہر آکر جامے خانے مین آکر
پوشاک پہنکر بزم مین آئے بعد تھوڑی دیر کے حمزہ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا اے ملکہ اب ہمین
اجازت جانے کی دو ملکہ آسمان پری نے بعد گفتگوے بسیار دیوون کو طلب کیا اور تخت منگوائے جب دیو تخت
لائے ایک تخت پر امیر باتوقیر بیٹھے اور دوسرے تخت پر خواجہ بزرجمہر اور عمرو بیٹھے آسمان پری آبدیدہ ہوئی
حمزہ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو جلد یہان آؤنگا پھر قریشیہ سلطان کو
گلے سے لگا کر پیار کیا بعد ازان بحکم حمزہ صاحبقران دیوون نے دوش پر تخت اُٹھائے اور جانب
بردۂ دنیا روانہ ہوئے اثنائے راہ مین حمزہ صاحبقران نے ایک شہر نہایت آباد دیکھا خواجہ عمرو سے
پوچھا یہ کون شہر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ شہر آردبیل ہے امیر باتوقیر نے دیوون سے فرمایا تخت یہین اُتار دو
دیوون نے در محلسرے ملکہ گردیہ بانو پر تخت رکھدیے یہ خبر بدر ملکہ گردیہ بانو کو ہوئی وہ براے استقبال
آیا حمزہ صاحبقران کو استقبال کرکے زر و جواہر حمزہ صاحبقران پر نثار کرتا ہوا لے گیا پھر حکم سامان دعوت
و ضیافت کا دیا گردیہ بانو یہ خبر سنکر خوش ہوئی اور پری چہرہ بھی حال خواجہ عمرو سنکے شاد ہوئی غرض
بعد طعام دعوت نوش کرنیکے ہنگام شب امیر باتوقیر ملکہ گردیہ بانو کے پاس گئے اور خواجہ عمرو پری چہرہ
کے نزدیک گئے بقدرت خدا گردیہ بانو اور پری چہرہ دونون حاملہ ہوئین بطن ملکہ گردیہ بانو سے تو ملکہ
زبیدہ شیر دل پیدا ہوگی اور شکم پری چہرہ سے آمنیہ بن عمرو تولد ہوگا حال انکا انشاء اللہ بمقام مناسب
لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے حمام مین جاکر غسل کیا بعد ازان
جامے خانے مین آکر پوشاک پہنی پھر بدر ملکہ گردیہ بانو کے پاس جاکر رخصت طلب کی ہرچند بدر ملکہ گردیہ بانو
نے کہا دو چار روز توقف کیجیے لیکن حمزہ صاحبقران نے پذیرانہ کیا آخر امیر باتوقیر ملکہ گردیہ بانو وغیرہ سے
رخصت ہوے اور تخت پر بیٹھے خواجہ بزرجمہر اور خواجہ عمرو بھی تخت پر بیٹھے دیوون نے تخت اُٹھائے اور
سوے عقابین روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے حکم امیر سے دیوون نے تخت بالاے زمین
رکھدیے حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو ہر دو تخت سے اُترے دیو امیر سے رخصت ہوکر
جانب بردۂ قاف گئے سرداران لشکر اسلام حمزہ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوکر براے استقبال
روانہ ہوے اور امیر کا استقبال کرکے حمزہ صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی مین لائے نقارے خوشی وغیرہ و
مبارکبادی لشکر مین بجائے گئے امیر دنگل پر بیٹھے سلطان سعد اور جملہ سردارون نے احوال مزاج پوچھے
حمزہ صاحبقران نے فرمایا بعنایت الٰہی مین اچھا ہون پھر احوال بردۂ قاف مین جانے کا مفصل بیان کیا
جب امیر باتوقیر خاموش ہوے سلطان سعد نے تخت سے اُترکر تاج سر سے اُتار کر کہا اب آپ اور کسی کو
بادشاہ لشکر اسلام مقرر کیجیے جب آپ بالاے عقابین تشریف رکھتے تھے مجھکو سرداران لشکر اسلام نے بادشاہ

لشکر پناہا بقا اب آپ تشریف لائے ہین جسکو مناسب جانیے تخت پر بٹھائیے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا میرے
ہی کہنے کے بموجب خواجہ عمرو وغیرہ نے تمکو تخت پر بٹھایا تھا اب سوائے تمھارے کوئی شخص لائق تخت نشینی نہین ہی
اگر کوئی فرزند قباد شہریار کا ہوتا تو البتہ بعد پدر اس تخت پر بیٹھتا یہ فرماکر سلطان سعد کے سر پر تاج رکھا
اور تخت پر بٹھا دیا اول امیر نے بوجہ بادشاہ ہونے کے سلطان سعد اپنے پوتے کو شمشیر آبدار نذر دی پھر جملہ
سرداران لشکر نے علی قدر مراتب بصد ادب اشرفیان اور لعل و جواہر وغیرہ ہاتھون پر رکھکر نذر دی دوبارہ
سلطان سعد کے بادشاہ ہونیکی خوشی ہوئی نقارے نقارہ نواز بجانے لگے شہنا نواز بھی مبارکبادی گانے لگے ہر صغیر
کبیر خوش و خرم ہوا بعد تخت نشینی سلطان سعد کے حمزۂ صاحبقران نے فرامرز بن قارن عدنی و بعض سرداران
لشکر نوشیروان کو جنکو ہنگام جنگ سردارون نے گرفتار کیا تھا طلب کیا جب وہ آئے امیر با توقیر نے اول فرامرز
بن قارن عدنی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای فرامرز بن قارن کہ اب کیا کہتا ہی اگر دین اسلام قبول کر تو خیر ہی ورنہ
قسم کھاتا ہون خداوند عالم کی تجھکو بھی قتل کرونگا تو نے مجھکو نہایت اذیت دی ہی اور بڑا کشت و خون تیری ذات سے
ہوا ہی فرامرز نے گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے خیال کیا کہ مین اگر دین اسلام قبول کرنے سے انکار کرتا ہون تو یقیناً ابھی
قتل ہو جاؤنگا پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ اپنی جان بچانیکے واسطے بظاہر مسلمان ہو جا بعد رہائی دیکھا جائیگا یہ خیال
کرکے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر با توقیر آپ مجھے مسلمان کیجیے حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر اُسے
کلمہ تلقین کیا فرامرز بن قارن نے کلمہ زبان پر جاری کیا لیکن صدق دل سے مسلمان نہوا عمرو نے پیشانی فرامرز
کی دیکھکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا ای امیر با توقیر یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہی دیکھیے پیشانی اسکی روشن نہین ہی
نور دین اسلام اسکی جبین سے آشکارا نہین ہی یقیناً یہ بمکر و کید مسلمان ہوا ہی فقط زبان پر اسنے کلمہ جاری کیا ہی دل
اسکا تاریکی کفر سے سیاہ ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا ای خواجہ عمرو ہمین اسکے حال دل سے کیونکر اطلاع ہوئی
شریعت اسلام مین کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہی اسنے بھی کلمہ پڑھا ہی مسلمان ہوگیا اب اس سے کچھ اندیشہ و
خوف نکرو یہ فرماکر قید سے اُسے رہا کیا خلعت دیکر سرداران لشکر مین شامل کیا بارگاہ سلیمانی مین دنگل بیٹھنے کو حکم
فرمایا فرامرز بن قارن تسلیم کرکے دنگل پر بیٹھا اسیطرح بعض سرداران نوشیروان کو جو گرفتار کیے گئے تھے مسلمان
کیا ہر ایک کو خلعت دیا بعد اسکے امیر با توقیر نے فرامرز بن قارن سے پوچھا تمھاری ہمشیرہ اب کہان ہی پہلے تو لشکر
نوشیروان مین تھی اور مین نے اُسکو عقابین پر سے دیکھا تھا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ہمشیرہ میری مجھسے نہایت
انس رکھتی ہی جب نوشیروان بھاگ گیا اور مین گرفتار ہوا بہن میری میرے سبب سے ہمراہ لشکر حضور رہی اب بھی لشکر حضور
مین ہی امیر با توقیر نے فرمایا مین چاہتا ہون تم عقد اپنی ہمشیرہ کا میرے ساتھ کردو مین اُسپر مائل ہون فرامرز نے گو دلسے
بظاہر تو یہ کہا کہ حضور کو مجھسے کہنے کی کیا ضرورت ہی وہ آپ کی ایک خادمہ ہی اور مین ایک خادم ہون حضور جب
چاہین اُسے اپنی خدمت مین لائین لیکن دل مین ناخوش ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ امر اچھا نہین ہی مسلمان کے ساتھ مین
اپنی بہن کی شادی و عقد نکرونگا سوائے اپنی قوم اور اپنے مذہب کے شادی اسکی نکرونگا صاحبقران ظاہری تقریر فرامرز
کی سنکے خاموش ہو رہے جب دربار برخاست ہوا فرامرز بن قارن بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنی بہن کے خیمے مین گیا اور تمام
حال بیان کرکے کہا کہ تو ہرگز صاحبقران سے عقد نکرنا اور کسی طرح مسلمان نہونا فرامرز بن قارن اپنی بہن سے
یہ باتین کر رہا تھا ناگاہ گلباد عراقی اسطرف سے آتا تھا اُسنے تمام گفتگو سنی اور خدمت امیر مین حاضر ہوکر کل تقریر
فرامرز کی بیان کی امیر نے فرامرز بن قارن کو طلب کرکے پوچھا آج تو نے اپنی بہن سے بابت عقد یہ کہا تھا کہ خبردار

حمزۂ صاحبقران سے عقد نکرتا فرامرز بن قارن نے عرض کیا مین نے تو اپنی ہمشیرہ سے کچھ بھی نہین کہا بلکہ مین اُسکے
خیمے مین بھی نہین گیا حمزۂ صاحبقران نے اُسے راست گو جانکر پھر کچھ نفرمایا فرامرز بن قارن عدنی اپنے خیمے مین چلا گیا
جب صبح ہوئی امیر نے چند ہرکارون کو طلب کرکے فرمایا جلد جاکر خبر لاؤ کہ نوشیروان بھاگ کر کسطرف گیا ہے ہرکارے
بموجب حکم روانہ ہوے امیر باتوقیر نے ہمشیرہ فرامرز بن قارن کو کہ نام اُسکا بلقیس تھا طلب فرماکر خوب
ہدایت کی وہ بموجب ہدایت کرنے امیر کے مسلمان ہوئی امیر باتوقیر نے اُس سے اپنا عقد کیا فرامرز بن قارن کو
یہ امر نہایت ناگوار ہوا ہنگام شب امیر باتوقیر اُس سے ہم بستر ہوے وقت سحر امیر حمام مین تشریف لیگئے بعد غسل و طہارت
پوشاک زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے جملہ سرداران لشکر اُٹھے سلطان سعد براے تعظیم نیم قد تخت سے اُٹھے
حمزۂ صاحبقران دنگل پر بعد تھوڑی دیر کے مہلال عادی کو طلب کیا جب وہ آیا بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام اور
امیر باتوقیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا ای مہلال عادی اول تو تنے دین اسلام قبول کیا ہے دوسرے بالاے عقابین
تنے ہماری خدمت کی ہے اسکے عوض مین ہمنے تجھے بادشاہ عدن کیا اسیوقت یہان سے روانہ ہوکر جانب عدن جاؤ
اور وہانکی بادشاہت کرو مہلال عادی نے یہ سنکے دوبارہ واسطے تسلیم کے سر جھکایا امیر نے خوش ہوکر خلعت دیکے مع تھوڑی
سپاہ کے اُسے سمت عدن روانہ کیا چونکہ فرامرز بن قارن حاکم عدن تھا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا مگر خاموش
اپنے دنگل پر بیٹھا رہا اسی اثنا مین ہرکارے گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین غرق بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجرا گاہ پر
کھڑے ہوکر بعد اداے شرائط بندگی یون عرض کرنے لگے کہ ای امیر ہمنے بموجب حکم دور تک جاکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ
نوشیروان جانب ترکستان گیا ہے اثناے راہ مین ایک شہر ہے اُسنے اُسمین جانا چاہا اصلح والی ملک نے اُسے اپنے ملک مین آنے
نہین دیا اب نوشیروان سمت بلخ گیا ہے ہرکارے یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے بموجب ارشاد صاحبقران پہلوان
عادی کو طلب کیا جب وہ آیا فرمایا پیش خیمہ لیکر سوے بلخ روانہ ہو پہلوان عادی بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ شاہی شتر پر بار
کیے اور دیگر خیمہ و خرگاہ ہمراہ لیکر مع اپنی فوج کے اُسیوقت روانہ ہوا بعد جانے پہلوان عادی کے صاحبقران بھی ہمراہ بادشاہ
لشکر اسلام و جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج آمادۂ سفر ہوے یکایک نقارۂ سفری پر چوب لگائی گئی بادشاہ لشکر اسلام تخت
پر سوار ہوے جملہ سرداران لشکر بھی گھوڑون پر بیٹھے فرامرز بن قارن بھی مرکب پر سوار ہوا جملہ سواران لشکر بھی جلد جلد
مرکبون پر بیٹھے ڈنکے پر چوب لگائی گئی سواری بادشاہ بڑھی نقیبون نے صداے بسم اللہ نصر من اللہ بلند کی لشکر ظفر اثر
مسلح ہوکر مانند دریاے ناپیدا کنار رواں ہوا عنقریب شام ایک صحرا مین پہونچکر لشکر مقیم ہوا ہنگام سحر پھر روانہ ہوا اسیطرح
کوچ اور مقام کرتے ہوے حمزۂ صاحبقران چلے جاتے تھے اثناے راہ مین جو ملک اور شہر ملتے تھے وہانکے بادشاہ بادشاہ
لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت اختیار کرتے تھے اور دین اسلام قبول کرتے تھے جب صاحبقران
زمان عنقریب گیلان پہونچے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی برادران حقیقی حاکم گیلان خبر تشریف آوری
حمزۂ صاحبقران سنکر نہایت متردد ہوے بعد مشورہ یہ راے قرار پائی کہ ہم آمادۂ جنگ نہون کیونکہ صاحبقران
نہایت شجاع اور بہادر ہین اور فوج ہمراہ اُنکے زیادہ ہے مقابلہ اُنسے کر نہین سکتے ہین بہتر یہ ہے کہ انکو بصد اعزاز و
احترام استقبال کرکے اپنے شہر مین لائین دعوت و ضیافت کرین یہ تجویز کرکے دونون برادر مع جملہ فوج اپنے
شہر سے براے استقبال امیر نکلے اور دو فرسخ جاکر استقبال امیر کا کرکے امیر باتوقیر وغیرہ کو اپنے شہر مین لائے امیر
نے شہر مین داخل ہوکر دیکھا کہ ملک آباد ہے رعایا دلشاد ہے عمارات عالی بکثرت ہین بازارین اچھی ہین ہر کوچہ صاف و
پاک ہے شرفا شہر مین بکثرت ہین دوکاندار دو جانب دوکانون پر ہر قسم کی اجناس و اسباب لیے بیٹھے ہین خریدارون

کے باغ ہر قسم کی چیز بیچ رہے ہین امیر سیر کرتے ہوئے ہمراہ والاجاہ و عالیجاہ دار الامارت شاہی تک ہو پہنچے چونکہ قبل ہی سے دار الامارت شاہی کی ہر طرح سے آراستگی ہو چکی ہو والاجاہ گیلانی و عالیجاہ گیلانی سے انھین عمارات بلند و مرتفع مین حمزۂ صاحبقران و سلطان سعد و جملہ سرداران لشکر کو علی قدر مرتبہ مقیم کیا اور لشکر ظفر اثر کو علیحدہ مقام رہنے اور قیام کرنے کو دیا والاجاہ گیلانی اور عالیجاہ گیلانی بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران صدق دل سے جملہ مردمان مسلمان ہوئے پھر شاہانہ سامان دعوت و ضیافت کیا چند روز تک بخوبی تمام دعوت کی ایک روز حمزۂ صاحبقران نے عالیجاہ سے پوچھا تمہارے حوالی شہر مین کوئی شکارگاہ بھی ہو عالیجاہ نے عرض کیا اس ملک کی حوالی مین ایک صحراے سبزہ زار ہو ہر قسم کا شکار کھیلنے کا وہان لطف حاصل ہوتا ہو پرندے بھی ہزارہا ہین چوپایے مانند ہرن وغیرہ بکثرت ہین حضور تشریف لے چلین شکار کھیلین حمزۂ صاحبقران زمان خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لے کر سوے صحراے سبزہ زار وقت فجر روانہ ہوئے جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا نظم

اسکو خوش چشم چر رہے ہین ہر سو
غیرت مار زلف پُر افشان
موج زن مثل چشمۂ سیماب
ہر ثمر شکل سیب عارض حور
نغمہ آموز عندلیب جنان

زعفران کا کہین ہو تختہ زرد
بیل بوٹے پہ ہو نیا جوبن
لیے آب اسکی نہر سے رضوان
اک طرف چشم نرگس کہسار
نظر آئی جو دشت کی یہ فضا

آ رہی ہو کہین ہواے سرد
دامن دشت پر کڑھی ہو چکن
سینچتا ہو ریاض باغ جنان
دیدۂ مست کیطرح سرشار
دلمین شوق شکار حد سے ہوا

ہر ترو تازہ سبزہ زار کا حال
کون پائیگا وصف کیا ہون بیان
چند چشمے ہین صاف وہ پر آب
نخل ہر ایک نخل غیرت طور
وہ درختو پہ مرغ خوش الحان

حمزۂ صاحبقران بعد سیر سبزہ زار مصروف شکار ہوئے اکثر طائران حلال شکار کیے بعد ازان قصد شکار آہوان خوش چشم کیا چند قدم آگے بڑھے تھے ناگاہ چند آہوے سرخ چشم سبزہ چرتے ہوئے نظر آئے حمزۂ صاحبقران نے اُن آہوون کو دیکھکر بقصد شکار گھوڑا بڑھایا اور تیر حلقۂ کمان مین رکھکر ایک آہو کو تاک کر لگایا تیر آہو کے سینے پر لگا آہو تیر کھاکر بھاگا امیر با توقیر نے اُسکا تعاقب کیا آہو تو صحرا مین ایک سمت جاکر نظر سے غائب ہوا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اُسی سبزہ زار مین دیکھا کہ بیس تیس نازنینان خوبرو نوجوان رنگین لباس زیب تن کیے ہوئے سراپا زیور طلا و نقرہ پہنے ہوئے باہم ہنس رہی ہین سیر سبزہ زار کر رہی ہین مانند کبک دری خرام کرتی ہین دل عشاق صورت سبزہ پامال کر رہی ہین درمیان اُن نازنینون کے ایک حور تمثال عدیم المثال اس طرح سے جیسے کواکب مین ماہ درخشان وہ حور لقا بھی بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے ہم جولیون کے سیر سبزہ زار کر رہی ہو چند کنیزین پس پشت دست بستہ کھڑی ہین اور قریب ان نازنینان خوش جمال کے ایک بارگاہ استادہ ہو حمزۂ صاحبقران نے اُس حور لقا کو دیکھکر بے اختیار آہ کی خواجہ عمرو کہ ہمراہ رکاب تھے متحیر ہوکر اسطرح مستفسر ہوئے کہ اے حمزۂ صاحبقران اسوقت آہ سرد کرنیکا کیا باعث ہو امیر با توقیر نے جواب دیا اے خواجہ ہمتو بڑے شکار آہو اس صحرا مین آئے تھے لیکن اس صیاد غزال چشم کبک رفتار نے میرے طائر دل کو اپنے تیر مژہ سے شکار کیا عمرو نے عرض کیا آہ سرد نہ کیجیے آپ اپنے محبوب کے پاس چلیے ابھی خواجہ عمرو یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ اس نازنین گل اندام نے بھی رخ زیباے حمزۂ صاحبقران پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی اور تاب نظارہ نہ لاکر فوراً غش کھاکر بروے خاک گری اسوقت اسکی وزیرزادی کہ نام اسکا گلرخسار تھا اُسے مع چند نازنینو کے متحیر و بیقرار ہو کے بالاے زمین سے اُٹھاکر بارگاہ کیجانب لے چلین کنیزین وغیرہ گریہ و زاری کرنے لگین

اس اثنا مین حمزۂ صاحبقران بھی خواجہ عمرو کے کہنے سے اس حور لقا کیطرف چلے قریب در بارگاہ کے اسوقت
پہونچے جب اس رشک پری کو بارگاہ مین پہونچکر غش سے افاقہ ہوچکا تھا وزیرزادی حال مزاج پوچھ رہی تھی
وہ اپنے عاشق ہونے کے حال سے آگاہ کر رہی تھی یکایک حمزۂ صاحبقران کو عنقریب در بارگاہ دیکھکر اس وزیرزادی
سے کہنے لگی کہ اے گلرخسار جلد اس سوار غارتگر ہوش کو کسی تدبیر سے اس بارگاہ مین بلالے اور نام دریافت کر
گلرخسار نے در بارگاہ پر آکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا اگر خلاف طبع نہو تو اس بارگاہ مین تشریف لائیے
اذیت تمازت آفتاب نہ اُٹھائیے ملکہ ہماری مسافر نواز و رحم دل ہین اکثر غربا پروری کرتی ہین فقرا کو زر و جواہر
دیتی ہین مسافرون کو زاد راہ عنایت کرتی ہین اگر آپ بھی مسافر ہین تو آپسے بھی حسب دستور پیش آئینگی
یہ کہکر گلرخسار نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور عاشق ہوکر پوچھا آپ کے ہمراہ کیا یہ کوئی بدمعاش ہے کیونکہ عجیب الخلقت
ہے شکل اسکی عجیب و غریب ہے مجھکو اسکی صورت دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے یقیناً ایسے شخص کو دیکھکر ہماری ملکہ کو
بھی خوف سے غش آگیا تھا بس تنہا آپ بارگاہ مین تشریف لائیے اسے ہمراہ نہ لائیے خواجہ عمرو بھی گلرخسار کو
دیکھکر عاشق ہوئے اور سنکر کہا اے نازنین مین تو انکے ہمراہ ضرور آؤنگا کیونکہ مجھکو تجھسے جدا رہنا منظور نہین علاوہ
اسکے آپ کا بارگاہ مین تشریف لانا بغیر میری ہمراہی کے ممکن نہین گلرخسار کچھ سمجھکر کہنے لگی اے شخص تیرا جدا رہنا
ہی بہتر ہے لاکھ تو پاس بیٹھنے کی آرزو کرے مگر کوئی تجھے اپنے پاس نہ بٹھائیگا یہ کہکر گلرخسار خاموش ہوئی
حمزۂ صاحبقران مع خواجہ اس بارگاہ مین داخل ہوئے ملکہ نے بھاگنے کے بہانے سے اٹھکر صاحبقران
کی تعظیم کی امیر با توقیر پہلوے ملکہ مین بیٹھے خواجہ قریب آکر گلرخسار کے بیٹھے ملکہ نے بہ ناز و ادا اور بکثرت
شرم و حیا منھ کو چھپایا گلرخسار نے عرض کیا اے ملکۂ عالم آپکے رحم و الطاف سے بعید ہے دیکھیے یہ تشریف لائے
ہین خاطر شکنی نہ کیجیے منھ نہ چھپائیے کچھ باتین کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے حجاب دور کیا اشارے سے
کشتی شراب طلب کی کنیزین کشتی شراب لیکر حاضر ہوئین گلرخسار نے عرض کیا اے ملکۂ عالم آپ اپنے ہاتھ سے
انھین جام شراب دیجیے شرم و حجاب نہ کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے اپنے دست نازک سے شراب شیشے
سے جام مین اُنڈیلی پھر جام بلوری ہاتھ مین لیکر حمزۂ صاحبقران کو منھ پھیر کر دینے لگی صاحبقران نے پوچھا اے ملکہ
یہ تو بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہے اور مذہب تمھارا کیا ہے ملکہ نے بصد شرم و اصرار جواب دیا نام میرا لیلی ثانی ہے عالیجاہ گیلانی
بادشاہ گیلان کی بیٹی ہون قبل اسکے تو لات و منات پرست تھی لیکن چند روز ہوے کہ میرے والد اور چچا کو حمزۂ
صاحبقران نے مسلمان کیا ہے مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ہون آپ اپنے نام و ملت سے آگاہ کیجیے حمزۂ
صاحبقران نے مسکراکر جواب دیا اے ملکہ میرا ہی نام حمزہ ہے مین نے ہی تمھارے والد وغیرہ کو اس شہر مین
آکر مسلمان کیا ہے ابھی حمزۂ صاحبقران یہ فرما رہے تھے جام شراب ملکہ کے ہاتھ مین تھا یکایک والد لیلی ثانی نے
براے طلب دختر خود چند سوار بھیجے تھے وہ بارگاہ پر آئے اور کنیزون کو بلاکر کہنے لگے ملکہ سے عرض کرو کہ ابھی آپکو
آپکی والدہ نے بلایا ہے جلد تشریف لیچلیے دیر نہ کیجیے کنیزون نے ملکہ سے جاکر عرض کیا ملکہ کو سوار ہونا نہایت ناگوار
ہوا آخر مجبوری اُسیوقت سوار ہوئی اور چند نسین جلیسین بھی سوار ہوئین وہ صحبت درہم برہم ہوئی میکشی نہوئی
جب ملکہ لیلی ثانی اس صحراے سبزہ زار سے چلی حمزۂ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوکر جانب شہر روانہ ہوے
بعد تھوڑی دیر کے مقام فرودگاہ پر پہونچے لیلی ثانی بھی اپنی ماں کی خدمت مین پہونچی عالیجاہ گیلانی کو عشق دختر سے
آگاہی ہوئی بعد فکر و غور عالیجاہ گیلانی خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور کہنے لگا اسوقت تو مجھکو

کچھ تخلیے مین عرض کرنا منظور ہی حمزۂ صاحبقران نے اپنے پاس سے ہر ایک کو ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا عالیجاہ نے عرض کیا مجھکو کل حال آپکا اور اپنی دختر کا معلوم ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اُسے اپنی کنیزون مین شامل فرمائیے باعث میرے افتخار کا ہوگا حمزۂ صاحبقران نے منظور کیا عالیجاہ گیلانی نے اُسی روز وقت شب بسامان شاہان جلیل القدر عقد اپنی دختر کا حمزۂ صاحبقران سے کر دیا اور خواجہ عمرو سے گلرخسار کا نکاح کر دیا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اُسی شب کو اپنی اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوے بقدرت پروردگار لیلی ثانی اور گلرخسار دونون حاملہ ہوئین لیلی ثانی کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے ایک فرزند پیدا ہوا اور گلرخسار کے شکم سے بھی ایک طفل تولد ہوا احوال ان دونون لڑکونکا بمقام مناسب لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے حمام مین جاکر غسل کیا پھر تبدیل پوشاک کی بعدہ حمزۂ صاحبقران لیلی ثانی اور عالیجاہ گیلانی سے رخصت ہوکر مع جملہ سرداران لشکر اور کل مردمان سپاہ گیلان سے آگے روانہ ہوے قریب شام زیر کوہ ایک صحراے سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے وہ پہاڑ اور سبزہ زار عجب پُربہار تھا بمقتضاے اشعار

دیکھا چھوٹا سا اک جنگل کوہ	جانور ہر طرف گروہ گروہ	لالہ پھولا ہوا ہی نافرمان	اُسکی خوشبو کی تابع فرمان
آبشارین بہی تہین وان ہر سو	فاختہ کا ہی نالۂ کوکو	ایکجانب ہی سبزہ زار چمن	اُسکو خوش چشم چر رہے ہین ہرن
کہین رفتار کبک جلوہ کنان	کہین خنیاگری طاؤسان	آرہی ہی کہین سے صوت ہزار	کہین پھولی ہوئی گلونکی بہار
زعفران کا کہین ہی تختہ زرد	آرہی ہی کہین ہواے سرد	تہِ اُس کوہ کے ہین کیا شفاف	سینہ صاف دل کیطرح ہین صاف

حمزۂ صاحبقران نے کیفیت سبزہ زار دیکھکر اُسجگہ مقام کیا ہنگام شب براے حفاظت صاحبقران علمشاہ و فرامرز دربارگاہ پر آئے کیونکہ اُس شب کو انھین کی باری تھی علمشاہ اور فرامرز دربارگاہ پر موجود تھے حمزۂ صاحبقران درون بارگاہ سو رہے تھے فرامرز اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ آج علمشاہ تھوڑی دیر کے واسطے کسی ضرورت کے لیے چلے جائین تو جو تلوار مین نے زہر مین بجھائی تھی اسی شمشیر سے حمزۂ صاحبقران کو قتل کرکے اس لشکر سے نکلجاؤن کیونکہ زمانہ چند روز سے زیادہ گذرا ہی نوشیروان کا کچھ احوال معلوم نہین ہوا ہی نہین معلوم سوے ترکستان گیا ہی یا بلخ مین پہونچا ہی پس یہانسے جاکر مردم سے حال نوشیروان کا دریافت کرکے اُسکے پاس جاؤن ابھی فرامرز یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ علمشاہ نے فرامرز سے کہا اے بہادر تم بخوبی خبردار رہنا مین اپنی بارگاہ مین براے ضرورت جاتا ہون تھوڑی دیر مین آتا ہون فرامرز نے عرض کیا آپ تشریف لیجائین مین تو یہان موجود ہون علمشاہ یہ سُنکے واسطے کسی ضرورت کے اپنی بارگاہ مین گئے ناگاہ ذوالخمار عیار فرامرز بن قارن کا آیا اور فرامرز سے کہنے لگا بارہ ہزار سوار آپ کے لشکر کے ہنگام جنگ شکست کھاکر بھاگے تھے یہانسے قریب ایک دریا ہی اُسی دریا کے کنارے وہ فروکش ہین پہلے یہان آپکی خبر سُنکے انھون نے مجھے بھیجا ہی اور یہ کہا ہی کہ اگر آپ فی الحقیقت مسلمان ہوگئے ہین تو خیر اور اگر ابھی تک آپ اپنے آبا و اجداد کے دین پر ثابت قدم ہین تو لشکر اسلام سے نکلکر چلے آئیے ہم سب آپکے تابعدار اور فرمانبردار براے جان نثاری موجود ہین فرامرز بن قارن نے آہستہ ذوالخمار اپنے عیار سے کہا کہ اے ذوالخمار جیسے کسنگ عیار تیر خواجہ عمرو سے زخمی ہوکر مرگیا ہی مین تجھکو برابر اسی کے جانتا ہون اور تجھسے کوئی بات پوشیدہ نہین کرتا ہون اصل حال تو یہ ہی کہ مین نے بخوف قتل کلمہ پڑھ دیا تھا صدق دل سے مسلمان نہین ہوا تھا اسوقت یہی خیال کر رہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو قتل کرکے اس لشکر سے نکلجاؤن کیونکہ اہل اسلام مین رہون خوب ہوا کہ تمنے یہ خبر سُنائی اب تم جاؤ اور ہمارے لشکر کے سوارونسے ہماری سرگذشت بیان کرکے کہدو کہ مین بہت

جلد تمھارے پاس آتا ہون ذوالخمار عیار یہ سنکے جانب دریا روانہ ہوا یہان فرامرز بن قارن تیغہ زہر آلود کھینچکر
پردہ بارگاہ کو اُٹھاکر درون بارگاہ گیا دیکھا حمزہ صاحبقران غافل سورہے ہین فرامرز نے خوش ہوکے چاہا
تھا کہ تیغہ سر حمزہ صاحبقران پر لگائے ناگاہ اُسیوقت عالم خواب مین حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ
تشریف لائے اور فرمانے لگے ای حمزہ صاحبقران کیا سورہا ہی جلد بیدار ہو دشمن تیرا تیرے سرپر آپہونچا ہی
ارادہ اسنے تیرے قتل کرنے کا کیا ہی حمزہ صاحبقران یہ ارشاد مرد بزرگ مذکور سنکے فی الفور بیدار ہوئے فرامرز
بن قارن نے تیغہ مارا حمزہ صاحبقران نے جلد تر سرہانے سے تکیہ نکالکر اُسی تکیے پر تیغہ رد کا اور فرمایا او فرامرز
بن قارن مین نے تجھکو پہچانا مجھکو تجھسے یہ امید نہ تھی یہ فرماکے حمزہ صاحبقران اُٹھے فرامرز بن قارن بارگاہ سے
نکلکر بھاگا حمزہ صاحبقران بھی اُسکے تعاقب مین بارگاہ سے باہر نکلکر آئے اتنی دیر مین علمشاہ بھی اپنی بارگاہ
سے نکلکر باہر آئے اور دیگر سرداران لشکر بیدار ہوکر خدمت امیر مین آئے ہر ایک نے احوال مزاج پوچھا حمزہ
صاحبقران نے فرمایا فرامرز بن قارن نے مجھپر تلوار لگائی خدا نے اُسکے ہاتھ سے میری جان بچائی مین ہوشیار
ہوا وہ بھی بارگاہ سے نکلکر اسیطرف بھاگا ہوا گیا ہی یہ احوال سُنکے علمشاہ نے عرض کیا مین ابھی برائے ضرورت
اپنی بارگاہ مین گیا تھا یہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ نابکار آپ پر تلوار لگائیگا یہ کہکر آکر سرداران اور سواران کے ہمراہ
برائے جستجوے فرامرز اُسی جانب روانہ ہوے لیکن کہین اُسکا نشان نہ ملا آخر سب مجبور ہوکر وقت ظہور صبح
پھر آئے حمزہ صاحبقران نے بعد ادائے فریضہ سحری بارگاہ سلیمانی مین جاکر دنگل پر بیٹھکر درمیان جملہ سرداران
لشکر کے جام شربت رکھواکر فرمایا تم سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام شربت کو پیے اور سر فرامرز
بن قارن کاٹ لائے علمشاہ یہ سنکر فوراً اُٹھے اور شربت قدرے جام سے پیکر عرض کرنے لگے مین جاتا ہون
اور سر فرامرز نابکار کا لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے مرکب پر سوار ہوے اُسوقت سرداران
لشکر علمشاہ مانند کپی زال اور کپی زلزال اور نہنگ بچہ دریائی وغیرہ بھی ہمراہ چلنے پر موجود ہوے
علمشاہ نے سب سے کہا تم لشکر ہی مین رہو میرے ہمراہ نہ چلو سب بحکم علمشاہ سے مجبور رہے
علمشاہ مرکب پر سوار ہوکر جسطرف فرامرز بن قارن گیا تھا اُسی جانب روانہ ہوے بعد جانے
علمشاہ کے پھر حمزہ صاحبقران نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر فرمایا اب تم مین سے کون ایسا دلاور ہی
کہ برائے اعانت علمشاہ جائے کرب غازی یہ سنکر اپنے دنگل سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا یہ حقیر جائیگا صاحبقران
نے اجازت جانیکی دی کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بوق بجایا چالیس ہزار سوار فوراً مسلح ہوے
پھر کرب غازی وغیرہ نے بوق بجائی گھوڑے جو صحرا مین متفرق تھے اور گھانس کھا رہے تھے فوراً بوق
کی آواز سُنکے جانب قیام گاہ لشکر روانہ ہوے بار سوم بوق بجایا سوارون نے گھوڑون کو زین ولجام سے جلد
جلد آراستہ کیا اور فی الفور گھوڑون پر سوار ہوے فتاح پلنگینہ پوش کہ سردار لشکر ہی وہ بھی مسلح ہوکر فرس پر
سوار ہوا کرب غازی لشکر مذکور کو ہمراہ لیکر جسطرف علمشاہ گئے تھے اُسی سمت روانہ ہوا بعد جانے کرب
غازی کے خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر آپنے میرے فرزند کرب غازی کو نا حق روانہ کیا
ہوتا مجھکو خوف ہی کہ وہ علمشاہ کے ہاتھ سے زخمی یا ہلاک ہو جائیگا کیونکہ ہمیشہ علمشاہ کرب غازی کو دربان زادہ
کہتا ہی اور کرب کو یہ کلمہ ناگوار ہوتا ہی یہ باعث باہم کاوش وکدورت کا ہی حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ
تم سچ کہتے ہو مجھے کچھ خیال اس امر کا نہوا ورنہ مین کرب کو کبھی نہ روانہ کرتا یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی سے

نکلکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے اُسوقت جملہ سرداران لشکر نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم بھی
ہمراہ رکاب چلین حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا تم سب یہین رہو میرے ہمراہ نہ آؤ جملہ سرداران لشکر حکم امیر
سے مجبور ہوئے حمزۂ صاحبقران فقط خواجہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے انھین تو اثنائے راہ مین چھوڑیے لیکن
اب اول احوال فرامرز بن قارن کا سُنیے کہ جب فرامرز بن قارن عنقریب صبح بارگاہ امیر سے نکلکر بھاگا تو
اثنائے راہ مین اُسنے دیکھا کہ سیلس اعرابی مرکب سیہ قیطاس کو واسطے نہلانے کے جانب دریا لیے جاتا ہے فرامرز
بن قارن نے سیلس اعرابی سے کہا یہ مرکب تو مجھے دیدے آج حمزۂ صاحبقران نے یہ مرکب مجھے دیدیا ہے سیلس
اعرابی نے جوابدیا حمزۂ صاحبقران اس مرکب کو بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام کو دیچکے ہین ہرگز تجھے
نہ دیا ہوگا تو سراسر جھوٹ کہتا ہے تیری بات کا مجھے اعتبار نہین ہے تو وہی ہے کہ قبل اسکے تو نے حمزۂ صاحبقران کو بالائے
عقابین قید کیا تھا فرامرز بن قارن نے یہ سُنکے نہایت برہم ہوکر سیلس اعرابی کے سر پر تلوار لگائی ہرچند سیلس اعرابی
نے چاہا کہ تلوار روک کر خود بھی شمشیر آبدار سر فرامرز نابکار پر لگاؤن لیکن قضا نے اتنی مہلت نہ دی تلوار جو سر پر
پڑی تا جگرگاہ اُتر آئی سیلس اعرابی زمین پر گرکے فوراً تڑپ کر مرگیا فرامرز بن قارن مرکب سیہ قیطاس کو
لیکر جلد تر آگے روانہ ہوا جب کنارۂ دریا پہونچا دیکھا ذوالخمار عیار اور جملہ سواران لشکر منتظر ہین مجرد پہونچنے
فرامرز کے سب نابکار خوش ہوئے فرامرز نے اُن سب سے کہا جلد تر یہانسے چلو اور اُس کنارۂ دریا پر
چلکر قیام پذیر ہو کیونکہ سرداران لشکر حمزہ میرے تعاقب مین آتے ہونگے جملہ سواران لشکر بموجب حکم پل پر سے
گذرکر اُس کنارہ پر جاکر مقیم ہوئے فرامرز بن قارن نے دریا سے گذرکر حکم دیا کہ اس پُل کو جلد توڑ ڈالو تاکہ پل
پر سے کوئی سردار لشکر حمزہ یہان تک نہ آسکے ملازمان فرامرز بن قارن نے حسب الحکم جلد تر اُس پُل
کو پھاوڑوں سے کھود ڈالا بعد اسکے فرامرز ہنگام دوپہر بارگاہ مین جاکر سو رہا ہنوز فرامرز سوتا تھا کہ
علمشاہ کنارہ دریا کے پہونچے دیکھا لشکر اُسکا دوسرے کنارہ دریا پر اُترا ہوا ہے اور دریا نہایت زور شور سے
بہتا ہے بڑے بڑے پتھر مانند خس و خاشاک دریا مین بہے ہین چونکہ مرکب علمشاہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا علمشاہ
نے خیال کیا کہ اگر فی الحال اپنے گھوڑے کو دریا مین ڈالدونگا تو یقیناً مرکب کے دست و پا بیکار ہوجائینگے
ذرا پسینہ مرکب کا خشک ہوجائے تو اس دریا سے عبور کرون یہ خیال کرکے گھوڑے سے اُترکر کنارہ دریا
ٹہلنے لگے یکایک علمشاہ نے دیکھا کہ کرب غازی مع اپنے چالیس ہزار سوارون کے بصد عجلت
آتا ہے جب کرب غازی قریب تر آیا علمشاہ نے کرب سے پوچھا تم کیون آئے کرب نے دست بستہ
عرض کیا کہ بعد آپکے ادھر آنے کے حمزۂ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ایک سردار لشکر میرے فرزند
کی خدمت مین جائے اور اعانت میرے فرزند کی کرے کیونکہ فرزند میرا تنہا ہے پس بموجب حکم امیر با توقیر یہ
خاکسار حاضر ہوا ہے علمشاہ نے برہم ہوکر پوچھا کیا مین کم قوت ہون جو تم میری مدد کرنے کے واسطے آئے ہو
کرب نے جوابدیا آپ تنہا آئے ہین اسوجہ سے امیر با توقیر نے مجھے بھی روانہ کیا ہے چونکہ علمشاہ شعلہ خو
آتش مزاج ہین کرب غازی کی گفتگو سُنکے کہنے لگے تمھارا یہان آنا بیکار ہی ہوا کیونکہ تم فرامرز بن قارن
سے مقابلہ کر نہ سکوگے اور اس دریائے پر شور سے گذر نہ سکوگے کرب غازی نے عرض کیا
اے شاہزادۂ ذیوقار اگر حکم ہو تو یہ خاکسار جائے اور سر فرامرز تن سے جدا کرکے لے آئے علمشاہ نے
جوابدیا سر فرامرز لانا دشوار ہے کرب غازی نے یہ سُنکے گھوڑا اپنا دریا مین ڈالدیا پھر فتاح پلنگینہ پوش درجلد

سواروں نے گھوڑے اپنے دریا مین ڈالدیے گھوڑے پیرتے ہوے دریاسے گذر کر کنارہ پر پہونچے سواران لشکر فرامرز
بن قارن نے جو دیکھا کہ فوج اہل اسلام آگئی باہم گھبراکر شور و غل کرنے لگے اور سلاح تن پر جلد جلد آراستہ
کرنے لگے فرامرز بن قارن سورہا تھا شور و غل سے بیدار ہوکر بیتابانہ بارگاہ سے نکلا کرب غازی کو مع
فوج دیکھکر گھبراگیا ہرچند اُسنے عالم اضطراب مین اپنے ملازمون سے کہا کہ مرکب سیہ قیطاس کو زین ولجام سے
آراستہ کرکے لے آو مگر کسی ملازم نے اُس شور و غل مین نہ سُنا آخر فرامرز بن قارن ناچار ہوکر جلد تر
سلاح جنگ اپنے تن پر آراستہ کرکے قریب مرکب سیہ قیطاس گیا سائیس سے کہا جلد زین و لجام سے
اس فرس کو آراستہ کر اُسنے بموجب حکم مرکب مذکور کو زین ولجام سے آراستہ کیا اگاڑی گھوڑے کی کھولدی
پچھاڑی کھولنا بھول گیا فرامرز بن قارن گھبرایا ہوا تھا فوراً مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو جانب کرب
غازی بڑھایا میخ اُکھڑکر زیر پشت فرامرز پر پڑی جو تڑون مین درد ہونے لگا گھبراکر پیچھے مڑکر دیکھنے لگا اور
سائیس سے کہنے لگا او نابکار نمک حرام تونے گھوڑے کی پچھاڑی نہین کھولی میرے سرین پر میخ زور سے
لگی سائیس نے عرض کیا بیشک یہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمائیے اسوقت مجھپر عتاب نہ فرمائیے حریف نزدیک تر
آگیا ہو حضور اُس سے مقابلہ کرین فرامرز بن قارن نے سائیس کیجانب سے منھ پھیرکر اپنے اہل لشکر سے کہا اے
بہادرو جلد زرہ پہن پہن کر ہتھیار لگاؤ بعجلت گھوڑون پر سوار ہو سواران لشکر یہ سُنکے مسلح ہونے لگے
گھبراہٹ مین اُلٹی زرہ پہننے لگے کمر مین بجاے تیغ ترکش رکھنے لگے سر پر بجاے خود سپر اُٹھاکر رکھنے لگے غرض
ایک تہلکہ عظیم فوج مین پڑگیا جو سوار قبل سے مسلح ہوچکے تھے وہ ہمراہ فرامرز بن قارن آگے بڑھے فرامرز نے
قریب کرب غازی کے جاکر نعرہ کرکے تیغ آبدار سر پر لگائی کرب نے تیغ سپر پر روک کرکے تیغ تیز کھینچکر
حملہ کیا فرامرز نے اُسوقت چاہا کہ بھاگ کر اس جگہ سے نکلجاؤن لیکن موت دامنگیر ہوئی اُس جگہ سے بھاگ
نہ سکا سپر پشت سے لیکر چاہتا تھا کہ تیغ کو بالاے سپر روکون لیکن تیغ جو کمر پر پڑی فرامرز مثل خیار تر دو ٹکڑے
ہوکر فرس سے بالاے خاک گرا لشکریان فرامرز یہ حال دیکھکر نہایت مغموم ہوے اور یکبارگی کرب
غازی پر حملہ آور ہوے اودھر سے بھی لشکریان کرب غازی دلیرانہ تیغین کھینچ کھینچکر بڑھے جب دونون
لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین صدہا مردمان لشکر فرامرز قتل ہوے باقی ماندہ تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے
سواران لشکر کرب غازی نے اُنھین چار جانب سے گھیرکر تہ تیغ کیا معدودے چند بھاگ کر جانبر ہوے جب کچھ
سوار بھاگ گئے اور جملہ سواران نابکار قتل ہوچکے اُسوقت کرب غازی نے فتحیاب ہوکر گھوڑے سے اُترکر سر
فرامرز بن قارن کا تیغ تیز سے تن سے جدا کیا بعدہ سر اُسکا مع اسپ سیاہ قیطاس لیکر مع اپنی فوج کے دریاسے
گذر کر خدمت علمشاہ مین آیا اور سر فرامرز بن قارن کا قدم علمشاہ پر ڈالدیا اُسوقت علمشاہ نے یہ خیال کیا کہ
مین تو براے قتل فرامرز بن قارن یہان آیا تھا یہان یہ واقعہ گذرا کہ مرکب میرا سینہ مین تر تھا گرایا ہوا تھا اسوجہ سے
مین نے تامل کیا تھا ناگاہ کرب آگیا اور سر فرامرز کا جدا کرکے لے آیا اب یہ بارگاہ سلیمانی مین جاکر حمزہ صاحبقران
میرے والد نامدار سے تمام احوال کہیگا اپنی شجاعت و دلاوری کا تذکرہ کریگا مین محجوب ہونگا یہ خیال کرکے نہایت غصہ
آیا اُسی عالم غیظ مین علمشاہ نے کہا او دربان زادے تونے اپنی جرأت مجھے دکھائی مین براے قتل فرامرز آیا تھا تو نے
اُسے قتل کیا اب مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو کہ تو کیسا شجاع ہے یہ کہکر شمشیر آبدار کھینچی کرب غازی نے کہا آپکو اُس نابکار کے
قتل کرنے مین گونہ تکلیف ہوتی اسوجہ سے مین نے اس بد انجام کو تہ تیغ کیا میری کیا مجال ہے کہ آپ ایسے بہادر سے مقابلہ کرون

آپ پر تلوار کھینچون علمشاہ نوجوان نے برہم ہوکر جواب دیا او دربان زادے تو نہین تلوار کھینچتا میرا کہنا نہین مانتا بہتر یہی ہے
کہ جلد تلوار کھینچکر مجھسے مقابلہ کر شجاعت اپنی مجھے دکھا جب اسیطرح کئی مرتبہ علمشاہ نے کرب غازی سے کہا اور کرب نے
تلوار نہ کھینچی اُسوقت علمشاہ نے غضبناک ہوکر اپنی تلوار سر کرب غازی پر لگاکر کہا او نالائق مین کہتا ہون اور تو تیغ
نہین کھینچتا جسوقت اپنی تلوار سر کرب غازی پر پڑی سر پھٹ گیا خون سر سے نکلنے لگا اُسوقت فتاح پلنگینہ پوش نے
کرب غازی سے آہستہ کہا آپ کیون عجز کرتے ہین کیا کچھ آپ انسے قدرے زور و قوت مین کم ہین بس دب ہوچکا اب
تلوار کھینچکر انکے سر پر لگائیے جسطرح انھون نے آپکے سر کو زخمی کیا ہی اسیطرح آپ بھی انھین زخمی کیجیے کرب غازی نے
فتاح پلنگینہ پوش کے کہنے سے ارادہ تلوار کھینچنے کا کیا تھا کہ یکایک حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو ظاہر ہوے چونکہ
کرب غازی ہم سردار و ہم عیار تھے امیر باتوقیر کو دیکھکر تلوار کھینچنے سے باز رہکر خون سر کا رومال سے پوچھنے لگے
خواجہ عمرو نے کرب غازی کو زخمی دیکھکر حمزۂ صاحبقران سے بیتاب ہوکر کہا ای امیر باتوقیر دیکھیے غضب ہوگیا میرے
فرزند کو علمشاہ نے زخمی کیا اگر تھوڑی دیر اور آپ یہان تشریف نہ لاتے تو علمشاہ میرے فرزند کو مار ڈالتا حمزۂ
صاحبقران نے گفتگوے خواجہ سُنکے جانب کرب غازی جو نظر کی دیکھا سر کرب سے خون جاری ہی روبروے
علمشاہ کرب سر جھکائے کھڑا ہی علمشاہ کے ہاتھ مین تلوار علم ہی یہ احوال دیکھکر حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا جب
قریب تر علمشاہ کے پہونچے فرمایا او نامرد تو نے کرب غازی کو کیون زخمی کیا کرب نے تمام احوال بیان کیا
علمشاہ نے جواب دیا کہ آپ مجکو ایک دربان زادے کی طرفداری کرکے نامرد کہتے ہین مجبور ہون کہ آپ میرے والد ہین
اگر اور کوئی شخص یہ کلمہ کہتا تو اپنی نامردی اور مردی اُسپر ظاہر کردیتا یا لڑکر مرجاتا یا اُسے مار ڈالتا جسوقت امیر باتوقیر نے یہ
تقریر سُنی برہم ہوکر کوڑا بازوے علمشاہ پر مارا کوڑا گوشت مین در آیا لہو جاری ہوا شاہزادۂ علمشاہ غیظ سے کانپنے لگا
اور غصے کو ضبط کرکے آبدیدہ ہوا حمزۂ صاحبقران نے پھر کوڑا اُٹھایا کرب غازی اور خواجہ اور فتاح پلنگینہ پوش درمیان مین
آگئے اور عرض کرنے لگے ای امیر باتوقیر بس اب کوڑا نہ ماریے یہ کہکر امیر کو اُس جگہ سے ہٹاکر تھوڑی دور لیگئے اودھر علمشاہ
نے اپنے خون بازو سے ایک پرچہ قرطاس پر اپنے بھتیجے سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کو بعد القاب و آداب یہ لکھا
کہ اب مین تنہا سوے صحرا جاتا ہون مجھے نہایت ذلت حاصل ہوئی ہی جبتک منظور خدا ہوگا اُسوقت تک نہ آؤنگا
صحرا نوردی کرونگا اب جہان خدا لیجائیگا وہان جاؤنگا اسیطور سے چند سطور لکھکر زرہ اور اسلحہ اُتار کر کنارہ دریا رکھکر
گھوڑے پر سوار ہوکر ایک جانب سوے خارستان روانہ ہوے اور چلتے وقت خواجہ سے پکار کر کہدیا کہ خواجہ یہ اسلحہ
اور یہ رقعہ سلطان سعد کو ضرور دیدینا بعض داستان گو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ گھوڑا بھی چھوڑکر پیادہ پا علمشاہ سوے
خارستان چلے گئے اور جھاڑی جھنڈ یو مین جاکر نظر مردم سے نہان ہوگئے امیر باتوقیر نے علمشاہ کو نہ دیکھکر خواجہ
عمرو وغیرہ سے پوچھا علمشاہ کہان گیا ہی دکھائی نہین دیتا ہی بعض سوارون نے عرض کیا حضور علمشاہ سوے
خارستان چلے گئے ہین اور یہ اسلحہ اور یہ رقعہ یہان رکھ گئے ہین ہماری اتنی مجال نہ تھی کہ ہم اُنکو روکتے جانے ندیتے
امیر نے اُس رقعہ کو اُٹھاکر پڑھا بے اختیار الفت پدری سے ایک آہ سرد کی اور اشک آنکھو نمین بھر لائے پھر
خواجہ عمرو وغیرہ سے فرمایا فرزند میرا مجھسے ناراض ہوکر چلا گیا ہی جلد اُسے ڈھونڈھکر میرے پاس
لے آؤ خواجہ عمرو وغیرہ ارشاد حمزۂ صاحبقران سے براے جستجوے علمشاہ سوے خارستان گئے تو
لیکن بسبب اسکے کہ علمشاہ نے کرب غازی کو زخمی کیا تھا اچھی طرح نہ ڈھونڈھا بعد تھوڑی دیر کے
سب خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہمنے بخوبی ڈھونڈھا لیکن شاہزادۂ علمشاہ

نہ ملے نہیں معلوم خارستان مین جاکر کدھر چلے گئے حمزۂ صاحبقران یہ سُنکے نہایت مغموم ہوے چونکہ کنارۂ دریا میں
اعرابی کی لاش پڑی تھی حمزہ نے لاش سیس اعرابی کو دیکھکر حکم دیا کہ اسے دفن کرو خواجہ عمرو وغیرہ نے سنے الغور
دریا سے اُسی جگہہ دفن کیا بعد دفن ہونے لاش سیس اعرابی کے حمزۂ صاحبقران کنارۂ دریا سے محزون و ملول
جانب لشکرگاہ پھرے خواجہ عمرو اسلحہ علمشاہ اور مرکب سیاہ قیطاس اور وہ رقعہ لیکر ہمراہ رکاب امیر چلے
کرب غازی وغیرہ بھی ہمراہ رکاب ہوے جب امیر باتوقیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خواجہ عمرو نے اسلحہ
علمشاہ اور وہ رقعہ سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے عبارت رقعہ پڑھکر چشم پر آب ہوکر حمزۂ صاحبقران
سے کہا کہ اب آپ اور کسی شخص کو بادشاہ لشکر اسلام کیجیے مین تلاش عمرو ذیوقار مین صحرا صحرا دشت دشت پھرونگا
حتی الامکان اُنکی جستجو کرونگا آپ خوب واقف ہین کہ مجکو اُنسے اُنس قلبی ہو اکثر اُنکے ہمراہ رہا ہون وہ بھی مجکو
بجاے پسر تصور کرتے ہین پس بغیر اُنکے یہ بادشاہی لشکر اسلام فقیری سے بدتر ہو حمزۂ صاحبقران نے
اشک ریزان ہوکر جوابدیا فی الحقیقت مین نے عالم غیظ مین علمشاہ کو کوڑا مارا تھا مین یہ نجانتا تھا کہ وہ
رنجیدہ ہوکر سوے صحرا چلا جائیگا مجکو بھی اُسکے چلے جانیکا صدمہ عظیم ہو تم بادشاہت لشکری دست بردار ہو اگر
خداوند عالم چاہیگا تو بعد چندے پھر اُس سے ملاقات ہوئی یہ فرماکر خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہوکر فرمایا
جناب والا ذرا آپ بقاعدۂ علم رمل دریافت تو کیجیے کہ علمشاہ سے کب تک ملاقات ہوگی خواجہ بزرجمہر نے
موافق قاعدۂ رمل زایچہ کہے اور خوب فکر و غور کرکے کہا معلوم ہوتا ہو کہ بعد چالیس برس کے ترکستان
مین علمشاہ سے ملاقات ہوگی بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام یہ سُنکے نہایت مغموم ہوے
اور حمزۂ صاحبقران وغیرہ بھی ملول ہوے بعدازان حمزۂ صاحبقران نے سلطان سعد کو سمجھا کر ترک
کرنے بادشاہت لشکر اسلام سے باز رکھا اور اُسیوقت اُس جگہ سے مع جملہ لشکر کوچ کیا ہنگام شام ایک
صحراے سبزہ زار مین پہونچکر قیام کیا چونکہ اُس سبزہ زار مین غزال و طائر بکثرت تھے شب بسر کرکے صبح کو
امیر باتوقیر مع اکثر سرداران لشکر وغیرہ کے براے شکار روانہ ہوے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک آہوے
شوخ چشم نظر آیا حمزۂ صاحبقران نے اُس آہو کو دیکھکر تیر و کمان لیکر آہو کو تاک کر تیر لگایا تیر آہو کی
ران پر لگا آہو زخمی ہوکر بھاگا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا ہرچند کہ خواجہ
عمرو اور اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے تھے لیکن امیر سب سے آگے بڑھ گئے اور دور تک
اُس آہو کے تعاقب مین چلے گئے وہ غزال تو نظر سے غائب ہوگیا حمزۂ صاحبقران تنہا اُس صحراے
سبزہ زار مین گھوڑے کو روک کر زیر شجر سایہ دار کھڑے ہوے ہواے سرد سے دل کو فرحت حاصل
ہونے لگی پسینہ خشک ہونے لگا ہنوز امیر باتوقیر زیر نخل سایہ دار کھڑے تھے ناگاہ صداے دردناک
سنی امیر متوجہ اُس آواز کیطرف ہوے سُنا کہ کوئی باواز نحیف و ضعیف نالہ و بکا کر رہا ہو امیر کے
دل مین رحم آیا اشقر دیوزاد کو جانب صداے دردناک بڑھایا بعد تھوڑی راہ طے کرنیکے آخر امیر نے دیکھا
کہ ایک ضعیفہ باحال پریشان زیر شجر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو و مبدم نالہ و آہ کر رہی ہو امیر نے اُسکے پاس
جاکر بصد مہربانی فرمایا اے ضعیفہ تجھپر کیا مصیبت پڑی ہو کیون اس صحرا مین نالہ و بکا کر رہی ہو اپنے حال
سے آگاہ کر ضعیفہ نے آواز امیر سُنکے سر اُٹھاکر حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اور اپنے حال پر مہربان پاکر
دیا اے شخص تجھپر کوہ الم دفعۃً گر پڑا ہو مبتلاے صدمہ و محن ہوگئی ہون سواے رونے کے کچھ چارہ

ہو نہین سکتا ہو اصل حال میری گریہ وزاری کا یہ ہو کہ آٹھ فرزند میرے جوان تھے اور شوہر میرا تھا اسی صحرا مین
قزاقون نے اُنھین قتل کیا ہو اسکو زمانہ ایک ماہ سے زیادہ گذرا ہو جو کچھ مال و متاع تھا قزاق لوٹکر لیگئے مجھ
ضعیفہ کو رحم کھاکر قتل نہین کیا مین اسی وجہ سے روتی ہون حیات جو باقی تھی اس سبب سے موت نہین آئی
برگ درختان اور ثمر اشجار صحرا ہنگام گرسنگی کھاتی ہون پانی یہ جو جابجا چشمہ ہین اُنھین چشمون سے لے کر
پی لیتی ہون خیال فرزندون اور صدمہ خاوند مین روز و شب رویا کرتی ہون حمزۂ صاحبقران نے جو حوال
اُس پیرزال کا سُنا دل بھر آیا آنکھون سے آنسو اُسکی مصیبت پر جاری ہوسے بعد گریہ امیر نے اُس سے
پوچھا ای ضعیفہ یہ بھی تجھے معلوم ہو کہ وہ قزاق کہان رہتے ہین مین اُنکو قتل کرون تیرے شوہر اور فرزندون کا
اُنسے قصاص لون ضعیفہ نے جواب دیا تم اکیلے ہو وہ قزاق بہت ہین مین یہ نہین چاہتی کہ تم اُنکے ہاتھ سے
ہلاک ہو جاؤ بس تمنے میرا احوال سُنا اب چلے جاؤ ارادہ اُنکے قتل کرنیکا نکرو تمسے وہ قزاق قتل نہو سکینگے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ای ضعیفہ اُنکے مسکن سے مجھے آگاہ تو کر اگر خدا چاہیگا تو اُن سب کو تہ تیغ کرونگا ضعیفہ
یہ سُنکے خوش ہوئی اور زیر درخت سے اُٹھکر کہنے لگی ای شخص اگر مسکن قزاقان پوچھتا ہو تو میرے ساتھ چل آمین تجھے
بتا دون امیر اُسکے ہمراہ چلے بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے ضعیفہ نے حمزۂ صاحبقران سے کہا دیکھو یہ چاہ ہو اسمین
زینے بہت ہین اسی مین وہ قزاق رہتے ہین اکثر میرے سامنے اس چاہ سے باہر آتے ہین اور پھر چاہ مین چلے
جاتے ہین حمزۂ صاحبقران نے دیکھا فی الحقیقت ایک چاہ ہو گرد اُسکے بہت سے درخت ہین کنوان پختہ بنا ہوا ہو
امیر با توقیر کنوئین کو دیکھکر اشقر دیو نژاد سے اُترے اور چاہ مذکور کے قریب جاکر اول اُس کنوئین کو کھولی دیکھا پھر
اُس کنوئین مین اُترے ہنوز دو تین زینے طے کیے تھے کہ اُس کنوئین سے دھوان بکثرت نکلنے لگا شور و غوغا بلند
ہوا صدائے بگیر و بکش آنے لگی حمزۂ صاحبقران چونکہ ناواقف تھے اسم اعظم نہ پڑھا آنکھین امیر کی بند ہوگئین
تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھین کھلین دیکھا نہ تو وہ چاہ ہو نہ وہ تاریکی ہو نہ وہ صحرا ہو نہ وہ ضعیفہ ہو مین ایک
زندان مین طوق سلاسل مین گرفتار بیٹھا ہوا ہون کچھ ساحر در زندان پر موجود ہین امیر یہ واقعہ دیکھکر نہایت متحیر ہوسے
پھر خیال کیا کہ یہ ساحرون کا مقام ہو تم سحر مین گرفتار ہوگئے یہ خیال کرکے امیر نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم
یاد نہ آیا آخر مجبور و ناچار ہوکر قید خانہ مین بیٹھے رہے امیر تو یہان زندان مین بیٹھے ہین انکا حال آیندہ لکھا
جائیگا مگر اب احوال خواجہ عمرو اور اُن سرداران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہو کہ جو ہمراہ امیر با توقیر تعاقب آہو مین
چلے تھے اور اثنائے راہ مین امیر سے پیچھے رہگئے تھے جسوقت وہ سب سردار اُس جگہ آئے جس مقام پر اشقر دیو نژاد
کھڑا تھا امیر با توقیر کو نہ دیکھکر نہایت متردد ہوسے ہر چند چاہا کہ کسی سے احوال امیر دریافت کرین مگر کوئی نہ ملا کہ
اُس سے حال امیر پوچھتے آخر مجبور ہوکر چہار جانب اُس صحرا مین جستجو کی مگر امیر کو نپایا ناچار اس حال پر ملال سے
بادشاہ لشکر اسلام کو خواجہ عمرو نے جاکر اطلاع دی بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سردار و لشکری اُس جگہ سے
روانہ ہوکر اُس مقام پر آئے جس جگہ اشقر دیو نژاد کھڑا تھا وہان آکر ہر ایک نے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ہو نہ
چاہ ہو نہ کوئی انسان ہو غرض جملہ خاص و عام اُسی جگہ مقیم ہوسے خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا نہین
معلوم حمزۂ صاحبقران پر کیا واقعہ گذرا سلطان سعد نے فرمایا ای خواجہ حمزۂ صاحبقران کی جستجو کرو
حتی الامکان اُنکی تلاش کرو اگر تمھاری کوشش و جستجو سے حمزۂ صاحبقران کا احوال دریافت ہوگا تو زر کثیر
بعوض اس امر کے دیا جائیگا خواجہ عمرو نے سلطان سعد سے کہا مین برائے تلاش امیر جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو

اُنکا احوال دریافت کرکے جلد آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو اور مہتر قران ایک جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین مہتر
قران علحدہ ہوگیا خواجہ تنہا ایک سمت چلے تھوڑی راہ طے کی تھی ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک آہوے خوش چشم
جسکے سر کی شاخین طلائی ہین گردن مین اُسکی دانے مروارید کے پڑے ہوئے ہین سبزہ زار مین سبزہ نودمیدہ چر رہا ہے
خواجہ نے اُس آہو کو دیکھکر خیال کیا اس آہو کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے خالی نفع سے نہین ہے یہ خیال کرکے
اُس آہو کیطرف چلے آہو خواجہ کو دیکھکر ایک طرف بھاگا یہ پیچھے اُسکے دوڑے بعد تھوڑی دیر کے ایک جدول
آب اثنائے راہ مین واقع ہوئی آہو جست کرکے اُس جدول آب سے نکلگیا خواجہ نے بھی جست کی جسوقت اُس
جدول آب کو پھاند کر اسطرف گئے آہو نظر سے غائب ہوگیا خواجہ نے اُس طرف سے ارادہ پھرنیکا کیا پس جانب پشت
جو نظر کی دیکھا دریائے ناپیدا کنار موجزن ہے خواجہ نے متحیر ہوکر داہنی جانب ارادہ چلنے کا کیا اُس جانب بھی
دیکھا کہ بحر مواج ہے غرض اسطرح چار جانب دریا کو محیط دیکھکر خواجہ گھبرائے اور نہایت پریشان خاطر ہوئے چار
جانب بنظر یاس و حسرت دیکھنے لگے اُسوقت داہنی جانب عمرو نے دیکھا کہ دریا کنارے مہتر قران بشکل اہلی کھڑا ہوا ہے
خواجہ نے مہتر قران کو دیکھکر پکار کر کہا ای مہتر قران جلد آؤ مجکو یہانسے اپنی پشت پر سوار کرکے لیچلو تم جانتے ہو کہ
مین دریا سے نہایت ڈرتا ہون دیکھو چار جانب میرے دریائے مواج ہے بیچ مین تھوڑی جگہ خشک ہے اب یقین ہے کہ
تھوڑی دیر مین مجھ تک بھی آب دریا آجائیگا مین آب دریا مین ڈوب کر مرجاؤنگا مہتر قران نے جو اپنے اُستاد
کو اس بلا مین مبتلا دیکھا با آواز بلند پکار کر کہا ای اُستاد آپ نہ گھبرائیے گا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر مثل ماہی بیقرار
ہوکر چاہا تھا کہ دریا مین قدم ڈالے یکایک آواز پس پشت سے اسطرح آئی کہ ای مہتر قران خبردار دریا مین قدم
نہ ڈالنا ورنہ مثل اپنے اُستاد خواجہ عمرو کے قید سحر مین مبتلا ہو جاؤگے مہتر قران نے یہ صدا سُنکے دریا مین
قدم نہ ڈالا اور پس پشت مڑکر دیکھا کسی کو نہ پایا ہنوز مہتر قران کنارہ دریا متحیر کھڑا تھا ناگاہ بالائے چرخ ایک جانب
ابر سیاہ کا ٹکڑا نمایان ہوا اُس ابر مین برق کی چمک تھی آواز رعد دمبدم اُس ابر سے آتی تھی وہ ابر ایک لمحہ مین سر مہتر قران
پر آکر ٹھہرا قران ابر کو دیکھکر ہوشیار ہوا تھا ناگاہ درمیان ابر مین ایک برق چمکی اور تڑاقا ہوا ابر درمیان سے دو ٹکڑے
ہوا تخت پر ایک ساحر کریہ منظر مہیب شکل نظر آیا قران اُس ساحر کو دیکھکر مشوش ہوا اور فکر کرنے لگا کہ اب اس ساحر سے
کیونکر بچون کیا عیاری کرون ہنوز مہتر قران فکر و تردد مین تھا ناگاہ اُس ساحر کریہ منظر نے با آواز بلند پکار کر کہا کہ او حبشی
اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا جسطرح تیرے اُستاد کو قید سحر مین مبتلا کیا ہے اسیطرح تجکو بھی اسیر کرتا ہون یہ
کہکر سوے زمین ابر سے تخت اپنا اُتارنے لگا مہتر قران گفتگوے ساحر مذکور سُنکے زیادہ متفکر ہوا آخر ایک چھوٹی
سی مشک کسوت عیاری سے نکالکر قریب ایک غار کے رکھدی اور آپ اُسی غار مین پنہان ہوگیا جب ساحر مذکور
تخت اپنا قریب زمین لایا مہتر قران کو غار مین نہان ہوتے دیکھکر تخت کو بالائے ہوا قایم رکھکر قریب غار تخت پر
سے کودا اتفاقاً اسی مشک پر پانون اُسکے پڑے مشک شق ہوگئی درمیان سے اُسکے بیہوشی بکثرت اُڑی جب
کچھ سفوف بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچا فوراً اُسے چھینک آئی بے اختیار زمین پر گرکے بیہوش ہوا مہتر قران نے
غار سے نکلکر فی الفور بعد اُسکے سر پر مارا کاسہ سر اُسکا چور چور ہوگیا تھوڑی دیر مین تڑپ کر مرگیا جسوقت
وہ ساحر ہلاک ہوا آندھی سیاہ آئی پیر اُسکے سحر کے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی
اور تاریکی موقوف ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو نام میرا فرتوت جادو تھا بعد مرنے فرتوت جادو
کے وہ دریا جو خواجہ عمرو کے گرد تھا بالکل معدوم ہوگیا زمین پر تری بھی نظر نہ آئی خواجہ عمرو شکر خدا

کرکے وہان سے مہتر قران کے پاس آئے قران کو بہ محبت سینے سے لگایا لاشہ فرلوبت جادو کا اُسیوقت
غبار مین بلند ہوکر ایک سمت گیا خواجہ مہتر قران سے باتین کرتے ہوے ایک سمت چلے اثناے راہ مین
خواجہ عمرو نے مہتر قران سے کہا تم لشکر مین جاؤ مین حمزۂ صاحبقران کی جستجو مین جاتا ہون مہتر قران تو
بموجب کہنے عمرو کے لشکر اسلام کیطرف چلا لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بصد عجلت روانہ ہوے راوی کہتا
ہے کہ خواجہ دو روز قطع راہ کرکے تیسرے روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے چونکہ اُس وقت تمازت
آفتاب زیادہ تھی خواجہ کو تشنگی معلوم ہوئی پانی کی جستجو کی مگر پانی نظر نہ آیا اُسوقت خواجہ نے چاہا تھا کہ زنبیل
سے شکیزہ نکالکر پانی پیوین ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک بڈھا بہت سی گوسفندونکو سبزہ چرا رہا ہے خواجہ نے
اُس سے پوچھا یہان کہین پانی بھی ہے مین بہت پیاسا ہون اُسنے جوابدیا پانی تو یہان نہین ہے مگر پیاس تھوڑی
دفع ہو جائیگی یہ کہکر اپنی بغل سے ایک پیالہ چوبی نکال کر خواجہ کو دیا اور کہا جاؤ شیران گوسپندون کا دودھ
پی لو خواجہ بموجب اُسکے کہنے کے قریب ایک مادہ گوسپند کے گئے اور دودھ دوہنے لگے اُس بڈھے نے
خواجہ کو غافل دیکھکر پس پشت خواجہ آکر ایک چھڑی ببولون کی کچھ افسون پڑھکر تن عمرو پر لگائی اور
کہا جلد آہو ہو جا خواجہ نے الفور بشکل آہو ہو گئے اُس بڈھے نے نعرہ کیا تم [illegible] جادو وا ونا عیار اگر مین
یہ تدبیر نکرتا تو تو کبھی گرفتار ہوتا یہ کہکر آہو یعنے خواجہ عمرو اور جملہ گوسفندونکو لیکر اُس صحراے سبزہ زار سے چلا
تھوڑی دور جاکر ایک شاہانہ باغ مین درخت سرو سے خواجہ کو رسی سے مضبوط باندھ دیا اور جملہ گوسپندونکو
علیحدہ ایک حجرے مین بند کردیا پھر کسی کام کے واسطے چلا گیا جب شام ہوئی خواجہ کے کانمین آواز گانے کی
آنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ایک نوجوان عورت آہستہ گاتی ہوئی اُس جگہ آئی جہان خواجہ بشکل آہو کھڑے
تھے خواجہ اُس زن نوجوان کو دیکھکر گانا اُسکا سنکر کھر بار بار زمین پر مارنے لگے گردن ہلا ہلا کر جھومنے لگے
گاہ رقص کرتے تھے کبھی اپنے کھر زمین پر مارکر تال دیتے تھے وہ زن نوجوان آہو کو اپنے گانے پر رقص کرتے
دیکھکر حیران از حد ہوئی آخر وہان سے جلد جاکر ماہ جادو دختر خضران شاہ سے اُسنے دست بستہ
عرض کیا اے ملکۂ عالم اسوقت مین نے ایک تماشا عجیب و غریب دیکھا ہے مجکو نہایت حیرت ہے ملکہ ماہ جادو نے
پوچھا اے نوبہار سچ کہہ تو نے کیا تماشا دیکھا ہے اُسنے عرض کیا خداوند نعمت ابھی مین گاتی ہوئی باغ مین
گئی تھی ایک آہو درخت سے بندھا تھا وہ میرے گانے پر ناچنے لگا کھر اپنے زمین پر مارنے لگا گردن
بار بار ہلا کر جھومنے لگا یہ کیفیت دیکھکر مین ابھی آتی ہون ملکہ ماہ جادو نے حکم دیا اے نوبہار جلد اُس آہو کو
ہمارے روبرو لاؤ نوبہار وغیرہ جملہ کنیزین باغ مین آئین آہو کو درخت سے کھول کر روبرو ملکہ لیگئین
ملکہ ماہ جادو نے آہو کو دیکھکر اپنی کنیزون وغیرہ سے کہا ارے یہ آہو نہین ہے ہمارے اُستاد
سخیف جادو نے کسی آدم زاد کو اپنے سحر سے بنایا ہے کنیزون نے عرض کیا اے ملکۂ عالم ہمارا دل چاہتا
ہے کہ اس آہو کو بشکل انسان بنائیے آرزو دلی ہماری برلائیے ملکہ نے اپنی وزیرزادی سے کہ نام اُسکا
گل اندام جادو تھا کہا کہ اس شخص پر سے سحر کو دفع کرو تمکو تو اُستاد نے صدہا سحر بتائے ہین مین تو ابھی
دو روز سے شاگرد ہوئی ہون پورا ایک سحر بھی ابھی تک مجھے یاد نہین ہوا ہے اگر مجکو سحر اُتارنے مین مداخلت
ہوتی تو مین ہی سحر اُتار لیتی تجھسے نہ کہتی گل اندام جادو نے بموجب حکم چند ماش کے دانون پر سحر
پڑھکر وہ دانے ماش کے آہو پر مارے پھر تھوڑے پانی پر کچھ پڑھکر اُس پانی کے چھینٹے آہو پر دیئے تھوڑا دین

پر لوٹ کر صورت اصلی پر آگیا خواجہ عمرو نے بشکل اصلی ہوکر ملکہ ماہ جادو سے کہا اے ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا قبل اسکے آہو تھا تمنے بشکل انسان بنوایا ملکہ نے کہا اگر تمھین کچھ گانے مین دخل ہو تو گاؤ خواجہ عمرو نے فوراً زنبیل سے ڈھول نکالکر یہ غزل گائی

غزل

ڈالکر ہاتھ گلے مین مرے وہ پوچھتے ہین
دل ترا آج تو ہو سنبل پیچان نکلا
عاشقو نین ہوا غل یار نے اٹھی جو نقاب
دل بھی پہلو مین مری جان کا خواہان نکلا
خوش ہو آزادی عشاق کا فرمان نکلا
مدعائے دل پرحسرت وارمان نکلا
شکوہ افشان جو تجلی یار نے بالائے جبین
لو گہن سے رخ مہتاب درخشان نکلا
یاد مین زلف کی رویا جو مین دلسوز کبھی
لے دلا اب تو خط عارض جانان نکلا
ہو گیا گیسوے جانان سے تجلی گلشن مین
بہر نظارہ ہر اک کوکب تابان نکلا
کھینچکر سامنے قاتل کے لیے جاتا ہے
دود دل آہ کے ہمراہ پریشان نکلا

خواجہ عمرو نے چند اشعار مندرجہ گا کر ڈھول رکھدی ملکہ ماہ جادو تو خواجہ کی آواز پر عاشق ہوگئی خیال کرنے لگی ایسا خوش گلو دنیا مین کوئی نہو گا کنیزین وغیرہ بھی خواجہ کے گانے سے خوش ہوکر باہم چپکے چپکے کہنے لگین صورت تو یہ ہے کہ زرد سی آنکھین کلچہ سے گال تاگا سی گردن ڈبلا پتلا تین گز کا دھڑ نیچے کا اور چار گز کا دھڑ اوپر کا مگر کس خوبی سے گاتا ہے کہ دل اسکے گانے سے بیچین ہوا جاتا ہے یہ باتین کرکے کنیزین خاموش ہوئین خواجہ رخ ملکہ ماہ جادو بنظر غور دیکھنے لگے اور حسن و جمال اُس کا دیکھکر خیال کرنے لگے کہ یہ جادوگرنی ہے یہ سن وسال اور یہ حسن و جمال اسنے بزور سحر بنایا ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ نے ملکہ ماہ جادو سے پوچھا اس سرزمین کا حاکم کون ہے اور تمھارا سن کیا ہے ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خواجہ حاکم اس سرزمین کا نضران شاہ باپ میرا ہے اور نحیف جادو جنھون نے تمھین گرفتار کیا تھا وہ میرے استاد ہین یہ بارہ دری اور باغ میرا ہے یہین استاد بھی میرے رہتے ہین ایک دو روز سے سحر مجھے سکھاتے ہین مگر مجکو الفاظ سحر یاد نہین رہتے سن میرا نہایت کم ہے چودھوان سال شروع ہے اکثر تو یہین رہتی ہون دو تین روز کے بعد والد کے روبرو جاتی ہون فقط سلام کرکے اور تھوڑی دیر بیٹھکر پھر یہین چلی آتی ہون اس وقت نوبہار نے آکر تمھارے کچھ احوال سے مجھے اطلاع دی تھی مین نے اپنی وزیرزادی سے کہکر تمھین بشکل اصلی بنوایا سحر تم پر سے اُتروایا تمنے گاکر مرے دل کو خوش کیا اب مین تمھین کیا قید کرون دل تو یہ نہین چاہتا کہ تم میرے سامنے سے جاؤ لیکن اُستاد اب آتے ہونگے تم یہان سے چلے جاؤ مین تمھارے باب مین کچھ جھوٹ سچ کہدونگی خواجہ عمرو بزم ملکہ ماہ جادو سے اُٹھکر باغ مین آئے تھے ناگاہ نحیف جادو بھی آگیا خواجہ کو اُسنے دیکھکر چہار جانب باغ و بارہ دری کے سحر کردیا پھر جانب خواجہ برائے گرفتاری چلا خواجہ نے فوراً گلیم نکالکر اوڑھ لی نحیف جادو متحیر ہوکر آنکھین ملکر دیکھنے لگا اور کہنے لگا ابھی تو عمرو سامنے کھڑا تھا ابھی غائب ہوگیا یہ کہکر تمام باغ مین ڈھونڈھنے لگا خواجہ در باغ پر گئے دیکھا دریا موج زن ہے راستہ جانے کا نہین ہے خواجہ دوسرے دروازہ باغ پر گئے وہان دیکھا دریائے آتش سد راہ ہے خواجہ تیسرے دروازہ باغ کے پاس گئے اور چاہا کہ باغ سے نکل جاؤن مگر خوف سے جا نہ سکے کیونکہ در باغ پر ایک شیر جو طول مین چالیس گز تھا موجود تھا خواجہ عمرو در چہارم باغ پر گئے دیکھا ایک اژدہا بیٹھا ہے شعلے اُس کے دہن سے نکل رہے ہین خواجہ عمرو چارون دروازہ ہائے باغ پر جاکر اور راہ نہ پاکر مجبور رہے آخر پھر درمیان باغ آکر دیکھا کہ نحیف جادو میری جستجو کر رہا ہے جب نحیف جادو تمام باغ مین تلاش کرچکا ملکہ

ماہ جادو کے پاس گیا اور کہا ای ملکہ خواجہ عمرو پر سے کس نے سحر اُتارا ملکہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ
کہکر ملکہ ماہ جادو تخت پر بیٹھکر وزیر زادی کو ہمراہ لیکر سوے خضران شاہ روانہ ہوئی نحیف جادو
نے خیال کیا گل اندام جادو نے عمرو پر سے سحر اُتارا ہوگا سواے اُسکے اور کوئی ایسا نہین کہ جو میرے
سحر کو برطرف کرے خیر اگر عمرو رہا ہو تو اس باغ سے نکل کر نہ جاسکے گا اور اگر وہ بھی ساحر زبردست ہو تو میرے
سحر کو دفع کرکے نکل گیا ہوگا تا دیر یہی خیال کرتا رہا آخر دفعۃً خواجہ کے پوشیدہ ہوجانے سے اُسکو یقین ہوا کہ
عمرو بھی ساحر تھا مجھکو دیکھکر باغ سے چلا گیا نحیف جادو یہ خیال کرکے عمرو سے بیخوف ہوکر خوابگاہ مین جاکر
سو رہا خواجہ عمرو بھی اُسی جگہ آئے جہان وہ سو رہا تھا گلیم اُتاری پھر نعرہ کیا او نحیف جادو ہوشیار ہوجا کہ
تیری قضا تیرے سر پر آگئی نحیف جادو گھبراکر بیدار ہوا اور سحر کرنے نہ پایا تھا کہ خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسے
قتل کیا اُسکے مرتے ہی صداے گیرودار بلند ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی پیر اُسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر
آسمان سے برسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی دریغا قتل کیا مجھکو کہ نام میرا نحیف جادو
تھا بعد اس آواز آنے کے چند پنجے آسمان سے گرے اور لاش نحیف جادو کی اُٹھاکر روبروے خضران شاہ
لے گئے ملکہ ماہ جادو بھی پدر کے قریب بیٹھی تھی خضران شاہ کے پاس لاشہ فرتوت جادو کا پہونچ چکا تھا
کہ لاشہ نحیف جادو کا بھی پہونچا خضران شاہ کو نحیف جادو کے قتل ہونے کا زیادہ صدمہ ہوا بذریعہ
سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے قتل کیا ہے اُسوقت خضران شاہ نے چاہا تھا کہ تختہ سحر روانہ
کرکے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بلواکے قید کرے ملکہ ماہ جادو کہ خواجہ کا گانا سُنکے عمرو پر عاشق ہوچکی تھی
کہنے لگی ای والد نامدار ایک عیار کو کیا گرفتار کیجیے گا وہ تدبیر کیجیے کہ جملہ مردمان لشکر اسلام اندھے ہوجائین اس
سرزمین سے کہین جانہ سکین پھر اُنکو قتل کر ڈالیے خضران شاہ نے راے اپنی دختر کی پسند کی اور ایک شیشہ پر خاک
طلب کرکے اُسپر کچھ سحر پڑھنے لگا اِدھر خواجہ عمرو باغ سے نکل کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے کیونکہ بعد مرنے
نحیف جادو کے سحر اُسکا برطرف ہوچکا تھا پیر وغیرہ دربانی پر باقی نہ رہے تھے جب خواجہ لشکر اسلام مین پہونچے
روبروے سلطان سعد گئے اور تمام احوال جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا اس سرزمین کا مالک خضران شاہ
ہے وہ نہایت سحر و افسون مین دستگاہ رکھتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اُسی کے حکم سے کسی اُسکے ملازم نے حمزہ
صاحبقران کو سحر مین گرفتار کرکے کسی جگہ قید کیا ہے سلطان سعد نے گفتگوے خواجہ سُنکے ایک نامہ خضران
شاہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ای خضران شاہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ حمزہ صاحبقران کو رہا کرکے ہمارے
پاس بھیجدو اور تم ہماری اطاعت کرو ورنہ انجام تمہارا اچھا نہوگا جب نامہ تیار ہوچکا سلطان سعد
نے اپنی مہر کی پھر سلطان سعد نے ارشاد کیا کون ایسا بہادر ہے کہ یہ نامہ خضران شاہ کے پاس لیجاکے
اور جواب اس نامہ کا لاے خواجہ نے فوراً کہا نامہ مجھے دیجیے مین نامہ لیجاؤنگا سلطان سعد نے نامہ
خواجہ کو دیا خواجہ نامہ لیکر ایک جانب روانہ ہوے اثناے راہ مین ہر دم سے مقام و مسکن خضران شاہ
دریافت کرکے جلد تر قطع راہ کرکے در دولت خضران شاہ پر پہونچے خضران شاہ کو ساحرون نے یہ
خبر دی کہ ایک نامہ دار در دولت پر آیا ہے چاہتا ہے کہ خدمت حضور مین حاضر ہوکر نامہ پیش کرے خضران شاہ
نے دربار مین نامہ دار کو طلب کیا ساحران نابکار خواجہ کو دربار مین لے گئے خواجہ نے دربار مین جاکر
دیکھا کہ خضران شاہ بالاے تخت بیٹھا ہے صدہا ساحران نابکار کرسیہ منظر دربار مین حاضر ہین خواجہ نے

خضران شاہ کو سلام کرکے موافق قاعدہ نامہ دیا خضران شاہ نے نامہ پڑھوایا اور مضمون نامہ سے مطلع ہو کر
نہایت برہم ہوکر جواب نامہ جنگ و جدال دیکر خواجہ کو رخصت کیا ہنوز خواجہ دربار سے دو قدم بھی نہ چلے تھے
کہ خضران شاہ نے وہ شیشہ پر خاک جسپر سحر پڑھا تھا اشرف جادو کو دیکر کہا اے اشرف جادو یہ شیشہ لیجا کر
لشکر اسلام پر مار دیکھنا ایک دم میں سب اندھے ہو جائینگے پھر میں بعد تین روز کے سب کو قتل کرونگا خواجہ
عمرو نے تمام گفتگو خضران شاہ کی سنی اشرف جادو وہ شیشہ لیکر تخت پر سوار ہوکر سوے لشکر اسلام چلا
خواجہ عمرو نے دار الامارہ خضران شاہ سے نکلکر خیال کیا کہ اشرف جادو کو کسیطرح مارنا چاہیے یہ تصور
کرکے جلد تر ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑتے دوڑتے ہوے چلے گئے جب قریب تخت اشرف جادو پہونچے
پکار کر کہا اے برادر اشرف جادو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں سے زمین تخت اتار خضران شاہ ہمارے بادشاہ نے جو
پیام تعیین دیا ہے وہ سن لو پھر جاکر لشکر اسلام پر شیشہ مارو اشرف جادو نے غور کرکے دیکھا اور تخت زمین پر لاکر پوچھا
شہنشاہ نے کیا فرمایا ہے ساحر نقلی نے قریب جاکر حباب بیہوشی مارا اشرف جادو کو چھینک آئی فوراً بیہوش
ہوکر زمین پر گرنے لگا خواجہ نے اسیوقت خنجر مارا اشرف جادو زمین پر گرکر ہلاک ہوگیا خواجہ نے وہ شیشہ
اسکے تخت پر سے اٹھاکر زنبیل میں رکھ لیا جسوقت وہ ساحر مرگیا علامت اسکے مرنے کی ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا اشرف جادو تھا
خواجہ نے اسوقت خیال کیا کہ اگر ممکن ہو اسیطرح خضران شاہ کو قتل کرون حمزہ صاحبقران کو قید سے
چھڑاؤن یہ تجویز کرکے پھر دار الامارہ خضران شاہ کیطرف چلے بعد قطع راہ دربار میں گئے چونکہ خواجہ گلیم اوڑھے ہوے
ہاین کسی نے خواجہ عمرو کو نہ دیکھا خواجہ عمرو دربار خضران شاہ میں موجود تھے کہ لاشہ اشرف جادو کا بلندی سے
گرا پیرون نے اسکے نالہ و فریاد کی خضران شاہ لاشہ اشرف جادو دیکھکر حیران ہوا اور دلمیں کہنے لگا ابھی تو
اشرف جادو یہاں سے گیا تھا نہیں معلوم کسنے اسکو قتل کیا واقعہ اسپر گذرا بعد تحیر ہونیکے اوراق جمشیدی میں
فقط یہ نیت کرکے دیکھا کہ اشرف جادو کو کسنے قتل کیا اوراق مذکور سے ثابت ہوا کہ اسکو خواجہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران نے ہلاک کیا جب خضران شاہ اوراق جمشیدی دیکھ چکا حکم دیا لاشہ اشرف جادو کا اٹھاکر لیجاؤ
ساحر وغیرہ لاشہ اٹھا لیگئے بعد اسکے خضران شاہ نے برہم ہوکر سر دربار کہا کہ آج تو آفتاب غروب ہوچکا ہے
کل ہنگام سحر میں خود سحر کرکے خواجہ عمرو اور جملہ اسلام کو ہلاک کرونگا یہ کہکر بعد تھوڑی دیر کے دربار برخاست
کرکے محل سرا میں گیا اور بعد اکل و شرب سو رہا خواجہ عمرو بھی خوابگاہ خضران شاہ تک بصد مشکل پہونچے پھر
گلیم اتار کر خنجر کھینچکر جملہ عورتون کو بیہوش کرکے چاہا تھا کہ نعرہ کرکے خنجر سے سر جدا کیجیے یکایک ایک تیلہ کہ بازو سے
خضران شاہ پر بندھا ہوا تھا فوراً بازو سے جدا ہوکر مثل برق چمکا اور مانند رعد آواز بلند پکارا کہ ہوشیار
ہوجائیے عمرو آتا ہے خضران نے سحر کیا خواجہ کو زندہ پکڑ لیا خضران شاہ نے خوابگاہ سے اٹھکر خواجہ کو
ستون سے باندھا اور گرد خواجہ عمرو سحر کردیا بعد اسکے خضران شاہ نے کہا ہنگام سحر عمرو کو قتل کرونگا
یہ کہکر پھر خوابگاہ کیجانب جاکر ہر ایک کو بعد تدبیر ہوشیار کرکے آرام پذیر ہوا ادھر خواجہ عمرو نے بعد
گریہ دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے ملکہ ماہ جادو سو رہی تھی عالم خواب میں اسنے دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ سراپا نورانی ایک تخت پر سوار ہیں جب وہ تخت قریب تر آیا مرد بزرگ نے بشفقت فرمایا
اے ملکہ ماہ جادو سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش سے باز آ اس خالق کون و مکان کی پرستش کر جسنے

یہ زمین و آسمان و جملہ موجودات کو خلق کیا ہو بہتر دین اسلام سے کوئی ملت نہین تجکو لازم ہو کہ اپنے مذہب آبائی کو
ترک کرکے مسلمان ہو کلمہ زبان پر جاری کر تا انجام تیرا بخیر ہو ملکہ ماہ جادو نے عالم خواب مین پوچھا آپ کا
اسم شریف کیا ہو فرمایا مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل کا ہون خاص و عام مجکو ابراہیم کہتے ہین لقب میرا خلیل ہو
ملکہ ماہ جادو نے عرض کیا آپ مجکو مسلمان کیجیے آنجناب نے خوش ہوکر کلمہ پڑھایا ملکہ ماہ جادو کلمہ پڑھکر
عالم خواب مین مسلمان ہوئی ملکہ مذکور سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے ملکہ اب جلد بیدار ہوکر اپنے
باپ کی خوابگاہ کی جانب جا وہان خواجہ عمرو ستون مین بندھا ہو تیرے باپ نے اُسے قید سحر مین مبتلا کیا ہو
اُسے رہا کر یہ فرماکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر ملکہ سے نہان ہوے ملکہ ماہ جادو بیدار ہوئی اُسی وقت اپنی
وزیرزادی گل اندام کو اپنے ہمراہ لے کر جانب خوابگاہ پدر چلی جب قریب پدر پہونچی اپنی وزیرزادی سے کہنے لگی
اے گل اندام اُسوقت میرے اوپر احسان کر خواجہ عمرو کو قید سحر سے رہا کر گل اندام سحر اُتارنے کی تدبیر کرنے لگی
ناگاہ خضران شاہ بیدار ہوا اور پوچھنے لگا کون کھڑا ہو جلد نام اپنا بتا ورنہ ابھی آتش سحر سے جلا دونگا ملکہ
ماہ جادو نے کہا مین آپکی دختر ہون اور میری وزیرزادی گل اندام ہو خضران شاہ نے کہا اسوقت تو یہان
کسواسطے آئی ملکہ نے عرض کیا سچ تو یہ ہو کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسی شب عالم خواب مین مسلمان کیا ہو
برائے رہائی خواجہ عمرو آئی ہون خضران شاہ نے برہم ہوکر پوچھا او نالائق تو کیون مسلمان ہوئی خداوندان
سامری و جمشید وغیرہ سے تو نے کیون انحراف کیا خدائے نادیدہ کی پرستش کیون تو نے اختیار کی ملکہ نے
تا دیر وحدت خدا اور دین اسلام کی خوبی مین گفتگو کی بعدہ خضران شاہ سے کہا اے والد نامدار اب آپ کو
لازم یہی ہو کہ دین اسلام اختیار کیجیے سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش نہ کیجیے کیونکہ یہ بھی مثل ہمارے بندگان
خدا تھے ہمسے اور آپ سے زیادہ سحر مین دستگاہ رکھتے تھے پس بندون کی پرستش کرنا کفر ہو آیندہ آپ کو اختیار ہو
خضران شاہ نے تقریر اپنی دختر کی سنکے تھوڑی دیر فکر کی بعد فکر کہا اے دختر نایاب اختر مین ایک شرط سے
مسلمان ہوتا ہون وہ شرط یہ ہو کہ اگر میرے بھی خواب مین حضرت ابراہیم تشریف لائین اور مجھے ہدایت کرین
ملکہ ماہ جادو نے جواب دیا کہ اے والد ذیوقار اگر آپ اس شرط سے مسلمان ہونے پر راضی ہین تو ابھی حمزۂ
صاحبقران کو زندان سے بلوائیے ہرچند کہ وقت شب تھا مگر خضران شاہ نے اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ ابھی
صاحبقران کو قیدخانہ سے لے آؤ ساحران غدار اُسیوقت حمزۂ صاحبقران کو زندان سے جا کر لے آئے
ملکہ ماہ جادو نے حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کرکے عرض کیا مین تو مسلمان ہو چکی ہون لیکن والد میرے اس
شرط پر مسلمان ہونے پر راضی ہوے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مجکو عالم خواب مین ہدایت کرکے مسلمان کرین
لہذا آپ مع اپنے عیار کے دعا کیجیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے والد کو عالم خواب مین مسلمان کرین حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اور ملکہ ماہ جادو نے برجوع قلب درگاہ خدا مین دعا کی فوراً دعا مقبول ہوئی خضران شاہ
دفعتاً سو گیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم حکم خدا سے تشریف لائے اور خضران شاہ کو ہدایت کی جب خضران
شاہ عالم خواب مین کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اُسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے پوشیدہ
ہوگئے خضران شاہ نے بیدار ہوکر حمزۂ صاحبقران کو قید سحر سے رہا کرکے سر اپنا قدم امیر پر رکھا اور
عذرخواہ ہوا امیر با توقیر نے خطا اس کی عفو کرکے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بعد اسکے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا اے خضران شاہ خواجہ عمرو کو بھی رہا کرو خضران شاہ نے خود سحر نہ اُتارا کیونکہ بوجہ مسلمان

ہونے کے سحر بھول گیا تھا لیکن اُنھین ساحرونسے کہا جنھون نے حمزہؑ صاحبقران پر سے سحر اُتار ا تھا خواجہ عمرو
کو بھی قید سحر سے رہا کر دو اُن ساحرون نے سحر اُتار ا خواجہ کے دست و پا قابو مین آئے جب صبح ہوئی خضران
شاہ نے دربار مین بالاے تخت بیٹھکر جملہ ساحران خاص و عام کو طلب کیا جب سب حاضر دربار ہوے خضران
شاہ نے سب سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کر کے حمزہؑ صاحبقران کی فرمانبرداری قبول کی ہے
تم مین سے جس جس کو مسلمان ہونا اور میرے ساتھ رہنا منظور ہو تو ابھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہو وے ورنہ انکار
کرے اُسوقت تھوڑے ساحرون نے تو کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا اور بہت سے ساحران نابکار نے
برہم ہو کر جواب دیا کہ ای بادشاہ تو نے خداوندان سامری و جمشید کی پرستش ترک کر دی مسلمان ہو گیا
خداوندون کو ناراض کیا ہم ہرگز تیری اطاعت نہ کرینگے حاشا تیرا کہنا نہ مانینگے یہ کہکر دربار سے چلے گئے اور ایک جگہ
وہ سب جمع ہوے باہم یہ کہنے لگے کہ آج تو سحر تیار کرو کل ہنگام سحر خضران شاہ وغیرہ جو یہان مسلمان ہین اُنھین
سحر مین گرفتار کر کے مار ڈالو یہ تجویز کر کے جملہ ساحران بدکردار سحر خوانی مین مصروف ہوے یہ خبر خضران شاہ کو
پہونچی خضران شاہ نے وقت نصف شب حمزہؑ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور تازہ مسلمانون کو ہمراہ لیکر سب کو
سلاح جنگ دے کر اُن ساحران نابکار پر حملہ کیا ساحران نابکار ہوشیار ہو گئے اور سحر کرنے لگے جملہ اہل
اسلام مبتلاے سحر ہونے لگے حمزہؑ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ پڑھکر پانی پر دم کیا اور ہر ایک کے اوپر
وہ پانی چھڑکا سحر برطرف ہوا اہل اسلام ساحرون کو تیغ و تیر سے قتل کرنے لگے خصوصاً حمزہؑ صاحبقران نے
صدہا بانی شر ساحر تہ تیغ کیے تا صبح لڑائی رہی ہنگام سحر کوئی ساحر زندہ نظر نہ آیا سب ہلاک ہو گئے خضران
شاہ فتحیاب ہو کر حمزہؑ صاحبقران وغیرہ کو لیکر اپنے دولت سرا کیجانب روانہ ہوا جب مقام دربار پر پہونچا
صاحبقران سے عرض کرنے لگا اب آپ تخت پر بیٹھیے مین روبرو آپ کے حاضر رہونگا حمزہؑ صاحبقران نے
جواب دیا ای خضران شاہ تخت و تاج ملک و مال تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نشینی نہین ہے یہ فرماکر
خضران شاہ کو تخت پر بٹھا دیا خضران شاہ خوش ہوا چونکہ گل اندام وزیرزادی ملکہ ماہ جادو کی بھی
مسلمان ہوئی تھی اُسنے خضران شاہ سے کہا تھا کہ ملکہ ماہ جادو آپ کی دختر کو خواجہ عمرو سے عشق و الفت
ہے بس بموجب دریافت ہونے احوال کے خضران شاہ نے اپنی دختر کا سامان عقد مانند شاہان جلیل القدر
کر دیا خواجہ ہنگام شب ملکہ ماہ جادو دختر خضران شاہ سے ہم بستر ہوے بقدرت خالق انس و جان اُسی
شب کو ملکہ کو حمل رہا واضح ہو کہ اسی ملکہ کے بطن سے سمک یلطاقی پیدا ہوتا ہے احوال اسکے پیدا ہونیکا
بمقام مناسب لکھا جائیگا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو نے بیدار ہو کر خوابگاہ سے باہر جا کر غسل کیا پھر خدمت
امیر میں حاضر ہوے امیر با توقیر نے اُسی روز وہانسے مع خضران جادو و ہومان جادو و میت بن مرزوق
جادو وغیرہ کوچ کیا جب قریب لشکر اسلام پہونچے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر تشریف آوری حمزہؑ صاحبقران
سُن کے مع جملہ سرداران لشکر و تمامی مردان سپاہ امیر با توقیر کا استقبال کیا جب امیر فرودگاہ لشکر پر
آکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اور چند روز اُسی جگہ مقام کیا قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ دختر فرمان شاہ
مسلمان ہو کر داخل لشکر اسلام ہوئی ہے خواجہ عمرو نے اُسی جگہ اُس سے عقد کیا اور ہمبستر ہوے اُسکے بطن
سے بقول بعض چالاک پیدا ہوا واضح ہو کہ بعض داستان گو یہ بیان کرتے ہین کہ پدر ملکہ فتنہ یعنے
فرمان شاہ بھی مسلمان ہوا تھا اور ہمراہ لشکر اسلام تھا اُسنے برضا و رغبت عقد اپنی دختر کا خواجہ عمرو سے

کردیا غرض بہرطور ملکہ فتنہ سے خواجہ عمرو نے عقد کیا جیسا کہ لکھا گیا اور اس مترجم کے نزدیک بطن ملکہ فتنہ سے چالاک بن عمرو پیدا نہین ہوا ہے چالاک قبل اسکے پیدا ہو چکا ہے غرض بعد عقد خواجہ عمرو حمزۂ صاحبقران نے پیر فرخاری کو مع اُسکے دونون فرزندون کے طہماس یونانی اور سلاطان شاہ وطوغان بن بہمن وغیرہ اور سرداران لشکر اسلام کو اُسی مقام سے رخصت کیا پیر فرخاری وغیرہ اپنے اپنے ملک و شہر کیجانب بافوج و سپاہ روانہ ہوے بعد رخصت کرنے اکثر سرداران لشکر اسلام کے حمزۂ صاحبقران اُسی جگہ سے مع کل لشکر کوچ کر کے جانب بلخ بہ تعاقب نوشیروان روانہ ہوے

حال شاہزادۂ علمشاہ نوجوان و ذکر نوشیروان و حال حمزۂ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے

کہان ہے تو اے ساقی مہ لقا
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہے تجھے شیشہ و جام کی
تجھے اپنے جام و سبو کی قسم
ترے ہجر کا اب تحمل نہین
ارادہ ہے لکھون مین وہ داستان

مرے روبرو جلد آ جلد آ
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجکو مجھ رند ناکام کی
بس اب تجکو میرے لہو کی قسم
مجھے دیر سے نشہ کل نہین
جسے پڑھکے حیران ہون پیر و جوان

مرے قلب مضطر کی تجکو قسم
تجھے حق بنت العنب کی قسم
تجھے اپنے اس میکدہ کی قسم
ذرا دیکھ تو آکے صورت مری
پلا ساغر بادۂ مشکبو

مرے دیدۂ تر کی تجکو قسم
تجھے میرے رنج و تعب کی قسم
کہ مجھ پہ فی الحال ظلم و ستم
ہے بے لطف از حد طبیعت مری
نہ کر دیر اے ساقی خوبرو

داستان گویان جنیال اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ علمشاہ جو کنارہ دریاے جشم پرآب سوے خارستان روانہ ہوے تھے تین روز تک اُس صحراے بے آب و گیاہ مین سرگردان رہے تشنگی و گرسنگی سے بدرجہ کمال اذیت اُٹھائی تیسرے روز قریب شام سامنے ایک کوہ مختصر کے پہونچے دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہے اُن سوداگرون مین ایک خواجہ سیاح تھا اُسنے حوالی روم مین علمشاہ کو بجاہ و حشم دیکھا تھا اس صحراے مذکور مین جو اُسنے علمشاہ کو باحال پریشان دیکھا دوڑکر خدمت علمشاہ مین گیا اور بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا اے شاہزادۂ ذیوقار آپ کا اسطرف تشریف لانا اس حال خراب سے کسو جہ سے ہوا علمشاہ نے تمام حال گذشتہ جو کنارہ دریاے طور مین آیا تھا بیان کیا خواجہ سیاح نے نہایت افسوس کرکے عرض کیا حضور تشریف لیچلین چند روز میرے قافلہ مین تشریف رکھین علمشاہ اُسکی تقریر سُنکے خاموش رہے خواجہ سیاح علمشاہ کو قافلہ مین لیگیا خدمتگزاری مین مصروف ہوا آب و طعام سامنے لایا علمشاہ نے کھانا کھایا آب سرد پیا حواس درست ہوے شکر خدا کیا اسیطرح چند روز تک خواجہ سیاح نے موافق اپنی لیاقت کے علمشاہ کی دعوت و مہمانی کی ایک روز علمشاہ اُس سے رخصت ہونے لگے خواجہ سیاح نے دست بستہ عرض کیا دو روز حضور اور نہ تشریف لیجائین پھر آپ کو اختیار ہے علمشاہ نے عرض اُسکی قبول کی خواجہ سیاح دعوت و ضیافت و مہمانی مین مصروف ہوا علمشاہ تو خواجہ سیاح کے قافلہ مین ہین لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہے کہ جب نوشیروان عقابین سے گریزان ہوکر ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ داخل شہر بلخ ہوا ہوشیار بلخی نے نوشیروان کو اپنے شہر مین براحت و آرام مقیم کیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا بعد دو روز کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے ایک عرضی لکھکر قاصد کو دیکر کہا یہ عرضی ہماری خدمت مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامۂ جادو مین لیجاؤ قاصد مذکور عرضی مسطور لیکر روانہ ہوا بعد روانہ کرنے قاصد کے ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے سعد سنجر بلخی اور سعید بلخی کو

کہ عیاران نامی تھے اور قلعہ ہندوان بلخ مین رہتے تھے شاگرد اُنکے بہت تھے بالا ہندوان بلخ مین جسقدر مردم تھے
سب عیار پیشہ تھے طلب کیا جب وہ حاضر خدمت ہوے ہوشیار بلخی نے کہا تم ایک زمانہ سے ہمارا نمک کھاتے ہو
اور ہماری عنایات سے سرفراز ہو لیکن کوئی کار نمایان آجتک تمنے نہین کیا فی زمانہ شہنشاہ نوشیروان ہمارے
ملک مین آئے ہین اُنکے تعاقب مین سُنا ہے کہ حمزۂ صاحبقران مع لشکر فراوان آتے ہین پس یا تو تم جاؤ یا کسی اور عیار کو
روانہ کرو کہ حمزۂ صاحبقران یا فرزندان حمزہ سے کسی فرزند کو بعیاری گرفتار کرکے لے آئے دونون عیارون نے
عرض کیا ہم اپنے ایک شاگرد رشید کو کہ نام اُسکا طوغان ہے روانہ کرتے ہین وہ جاکر حمزہ یا کسی پسر حمزہ کو ضرور
بیہوش کرکے لے آئیگا یہ کہکر بارگاہ ہوشیار بلخی سے نکلکر طوغان کو بُلایا اور کہا جلد اُس جانب جا حمزۂ صاحبقران
یا پسران حمزہ سے کسی کو گرفتار کرکے لا طوغان باسباب عیاری اپنے تن پر آراستہ کرکے اُسی جانب روانہ ہوا
بعد ایک روز کے صحرا مین جاکر راہ اُسنے گم کی ہر جانب صحرا مین پھرنے لگا دوسرے روز قریب شام بشکل مسافر
ایک صحرا مین گیا دیکھا ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہے طوغان اس قافلہ مین گیا اور کہا مین مسافر ہون راہ
بھول گیا ہون کئی روز سے سوائے برگ درختان کے قسم غلہ سے کچھ نہین کھایا ہے آپ سب حضرت میرے
حال پر مہربانی کرکے کچھ قسم طعام سے مجھے دیجیے اور رستہ مجھے بتائیے ایک شب یہان بسر کرکے پھر چلا جاؤنگا
خواجہ سیاح کہ رحم دل تھا اُسنے کہا اے مسافر تو میرا مہمان ہے جو کچھ ماحضر ہے نوش کر یہ کہکر اُسنے آب و طعام دیا
طوغان نے کھانا کھایا آب سرد پیا بعد اکل و شرب کے علمشاہ کو دیکھکر خواجہ سیاح سے پوچھا یہ کون صاحب ہین کچھ
انکے حالات سے اطلاع دیجیے انکے چہرے سے شان امیری و سرداری عیان ہے اور شجاعت و جوانمردی آشکار ہے خواجہ
سیاح نے جواب دیا اے مسافر آگاہ ہو کہ یہ شاہزادۂ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران ہین مسافر نقلی یہ حال سُنکر خوش ہوا
دل مین کہنے لگا کہ اب برائے حمزۂ صاحبقران جانا بیکار ہے علمشاہ کو بیہوش کرکے لیچلیے یہ تجویز کرکے خاموش
رہا جب ہنگام شب اہل قافلہ بسترون پر آرام پذیر ہوے مسافر مذکور بھی ایک جا لیٹ رہا جسوقت علمشاہ وغیرہ
سو رہے مسافر نقلی اپنے بستر سے اُٹھا اور قریب علمشاہ جاکر نَے مین بیہوشی رکھکر سوراخ نَے کو سوراخہاے بینی
علمشاہ کے پاس لیگیا پھر بیہوشی پھونکدی جب بیہوشی دماغ علمشاہ مین پہونچی چھینک آئی علمشاہ بیہوش ہوے
طوغان عیار نے فوراً علمشاہ کو چادر عیاری مین باندھا بعدہ پشتارہ اُٹھاکر بالاے دوش رکھکر خیمے سے نکلکر بلخ
روانہ ہوا جب صبح ہوئی ادھر خواجہ سیاح نے علمشاہ کو خیمہ مین نہ پایا اور وہ مسافر نظر نہ آیا خواجہ سیاح نے
خیال کیا کہ وہ مکار مسافر نہ تھا بلکہ کوئی عیار تھا علمشاہ کو بیہوش کرکے لیگیا یہ خیال کرکے مجبوری صبر کیا اور
طوغان عیار وقت سحر کنارۂ دریا پر پہونچا اور ایک صندوق بہم پہونچا کر اُس صندوق مین علمشاہ کو رکھکر
ملاح سے کہا کہ جلد تر مجکو کشتی پر سوار کرکے شہر بلخ مین پہونچا دے کیونکہ اس صندوق مین اسباب گران بہا ہے
بحکم ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مین نے خرید کیا ہے ملاح نے گفتگوے طوغان سُنکے وہ صندوق کشتی پر رکھا اور
طوغان کو کشتی پر بٹھا کر کشتی جانب شہر بلخ لیچلا تھوڑی دور کشتی گئی تھی ناگاہ آسمان پر ابر آیا ہواے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ملاح طوفان کو دیکھکر گھبرایا ہر چند اُسنے تدبیر کی مگر کشتی تلاطم امواج سے کسی طرح نہ ٹھہری ایک
کوہ سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی ملاح غرق آب دریا ہوا ایک تختہ پر وہ صندوق بہتا ہوا چلا دوسرے تختہ پر طوغان
[illegible] ہوا تھا وہ تختہ بھی بہتا ہوا چلا کہ جس تختہ پر طوغان بیٹھا تھا وہ تختہ بعد دو روز کے کنارہ دریا پر پہونچا
تختہ سے اُترکر سوے باغ روانہ ہوا بعد قطع راہ بلخ مین پہونچا اور سعد سحر بلخی اور ہوشیار بلخی سے جو

واقعہ گذرا تھا بیان کیا اور جس تختہ پر صندوق رکھا تھا وہ تختہ دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا تھا اثناے راہ مین علمشاہ کو ہوش آیا بیہوشی کا اثر برطرف ہوا آنکھین کھول کر علمشاہ نے دیکھا کہ مین ایک صندوق مین بند ہون علمشاہ نے ایک مشت مار کر صندوق کو توڑا دیکھا کہ صندوق ایک تختہ پر رکھا ہوا ہی تختہ دریا مین بہا چلا جاتا ہی چونکہ دو روز گذر چکے تھے علمشاہ کو خواہش طعام ازحد تھی حالت گرسنگی اور حال تلاطم آب دریا مین برجوع قلب خدا سے دعا کی دعا قبول ہوئی وہ تختہ کنارہ دریا پر پہونچا علمشاہ نے تختہ سے اُترکر برگ درختان وثمر اشجار بے اختیار کھائے گو نہ گرسنگی زائل ہوئی پھر ایک جانب روانہ ہوے قریب شام ایک در باغ پر پہونچے دیکھا در باغ کھلا ہی باغ مین طائران خوش الحان اشجار پر بیٹھے ہوے نغمہ سرا ہین علمشاہ بے اختیار اُس باغ مین گئے باغ کو چہار جانب دیکھا غنچۂ دل صورت گل شگفتہ ہوا کیونکہ وہ باغ رشک باغ ارم تھا بمقتضاے ابیات

بارہ دری کے گرد مین تھا باغ ۔ دیکھے رضوان تو کھائے سینہ پہ داغ
مشک خالص کی تھی زمین بھی ۔ اور کرنگی تھی اسپہ گھاس بھی

تھے خزف کی جگہ پڑے یاقوت ۔ روح حورونکی جنسے پائے قوت
تھی طلائی کٹہری جو وہ دیوار ۔ اسپہ تھا سب بڑا و مینا کار

اسمین انواع قسم کے تھے درخت ۔ ایستادہ تھے سرو ہوکے کرخت
تھے جواہر نگار وہ جو شجر ۔ بلبلین بیٹھتی تھین جا جا کر

چہچہاتی تھین بلبلین خوش ہو ۔ آنکھو نسے لڑاتی تھی شبو
اشرفی جا بجا جڑی ہر سنگار ۔ تھی ہر اک طرح کی ہر اک پہ بہار

کہین گیندے لگے ہوے تھے زرد ۔ یار کے رخ کے عکس سے پُرزرد
سیوتی کی بہار ایک طرف ۔ کیتکی کی قطار ایک طرف

تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو ۔ کیا بیان آب و تاب اُسکی
نسترن رائے بیل اور نسرین ۔ باغ مین اُنکا تھا جدا آئین

کہین نرگس کہین پہ داؤدی ۔ اور جھومی ہوئی گھٹا اودی
بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا ۔ صحن گلشن سپہر سا تھا

نخل وان وہ تمام الماسی ۔ صاف ترشے ہوے اناسی
یون نہالونکی انمین جلوہ گری ۔ جسطرح سے نگینہ شجری

بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر ۔ وہ تمامی کی تھیلیو نمین ثمر
دست ہر شاخ تھا کف موسا ۔ پھول پھل صورت ید بیضا

نخل انگور تھے وہ نور آگین ۔ خوشہ خوشہ تھا خوشۂ پروین
تھی لبالب گلاب سے ہر نہر ۔ جوش سے پانی مارتا تھا لہر

نہر کو دیکھکر یہ لہرائے ۔ منھ مین کوثر کے پانی بھر آئے
ہر حباب اُسکا رشک غنچۂ گل ۔ گیسو موج طرۂ سنبل

تھا بڑا اسمین قصر مینا کار ۔ تھی جواہر سے سب بنی دیوار
طاق کسریٰ سے حسن مین چند ۔ قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند

چار سو اک چبوترہ پُر نور ۔ صاف مانند لوح سینۂ حور
سائبان وہ ہر ایک زردوزی ۔ غیرت افزاے ابر نوروزی

شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام ۔ صحن جنت بھی جنسے نور کے وام
آئنے سنگ کوہ طور کے تھے ۔ جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ جوبن تھا ۔ نور زار ایک جا بجا روشن تھا
کیا کہون تھا جو نور فرش کا آب و ۔ چاندنی لگتی تھی سیلی تھی دھوپ

صدر مین ایک مسند پر زر ۔ مہر جیسے بساط گردون پر
پردے زربفت کے بہت بھاری ۔ شیر ماہی کی وہ چقین ساری

علمشاہ نے چہار جانب جاکر خوب باغ و بارہ دری کی سیر کی بعد سیر مسند زرین پر بیٹھے دلمین خیال کرنے لگے یہ باغ کسی شاہ ذیوقار کا ہی ورنہ ایسا سامان اور کسی کو ممکن کہان ہی ہنوز علمشاہ مسند پر بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک پیر بلیچہ طلائی دستہ اُسکا نقرئی ہاتھ مین لیے ہوے خس و خاشاک ہر ایک چمن سے دور کرتا ہوا پیڑ پودونکو درست کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آیا دیکھا اُسنے کہ ایک جوان خوبرو بالاے مسند بیٹھا ہی اُس بڈھے نے آگے بڑھکر پوچھا تم کون ہو کہانسے آئے ہو یہان کیون بیٹھے ہو اس باغ مین کسی کے آنیکا حکم نہین ہی تم کیون چلے آئے علمشاہ نے جواب دیا او بڈھے مین ایک مرد غریب ہون راہ بھول کر اس باغ مین چلا آیا ہون باغ کی سیر کرکے یہان بیٹھا ہون تھوڑی دیر مین چلا جاؤنگا بڈھے نے مہربان ہوکر کہا کہ اے نوجوان میرے کہنے کا برا نہ ماننا مین اس باغ کے باغبانون کا

خسر ہون نام میرا شیخ لدھا ہے اسوقت تمھین دیکھکر مجھے اپنا فرزند نوجوان یاد آگیا افسوس وہ پورا جوان بھی نہونے
پایا تھا کہ اس گلشن عالم سے سوے عدم گیا اگر تم میرے گھر مین رہو تو مین تمکو بجاے فرزند پرورش کرون اور ہر وقت تمکو
دیکھکر صورت گل شگفتہ خاطر رہون علمشاہ نے جواب دیا کہ ای مرد پیر تم مجھکو بجاے پسر تصور کرو مین چندے تمھارے
مکان مین رہونگا تمھاری خاطر شکنی نہ کرونگا مجھے تمھارے حال پر رحم آیا ہے شیخ لدھا یہ تقریر علمشاہ سنکر خوش ہوا
فوراً ایک طبق مین انار و سیب و انگور اسی باغ سے لیکر روبروے علمشاہ رکھدیے علمشاہ نے چند دانہ انگور
کھائے اور کہا انگور ذائقہ شراب رکھتا ہے اسوقت اسکے کھانے سے شراب انگور کا ذائقہ یاد آگیا شیخ لدھا نے پوچھا
کہ ای فرزند کیا تمھین میکشی کا بھی شوق ہے علمشاہ نے کہا البتہ شیخ لدھا یہ سنکے چلا گیا اور شیشہ و ساغر لیکر آیا اور سامنے
علمشاہ کے رکھکر کہنے لگا یہ شراب موجود ہے جسقدر دل چاہے پیو علمشاہ نے کہا تم بھی ہمارے ساتھ میکشی کرو اسنے
انکار کیا آخر بعد اصرار شیخ لدھا بھی شریک میکشی ہوا ہنوز ایک ایک جام شراب پیا تھا ناگاہ در باغ پر شور و غل
ہوا شیخ لدھا نے گھبراکر علمشاہ کیطرف دیکھا علمشاہ نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے اسنے کہا ای فرزند آگاہ ہو
کہ یہ شہر خاور ہے حاکم اس ملک کا خسرو خاوری ہے اسکے چار فرزند ہین اور ایک دختر ہے فرزندونکے نام یہ ہین ایک
کا نام قیاس خان ہے دوسرے فرزند کا نام تہمتن خان ہے تیسرے لڑکے کا نام الماس خان ہے چوتھے پسر کا
اسم سلیتن خان ہے اور دختر کا نام خورشید خاوری ہے یہ باغ اسی دختر کا ہے اور سیرگاہ ہے اکثر براے تفریح طبع
اس باغ مین آتی ہے چنانچہ اسوقت ملکہ خورشید خاوری آئی ہے ہمراہ سواری اکثر ہجولیان اسکی ہین اور سواران
لشکر ہین تم ذرا اس گوشہ باغ مین جاکر ٹھہرو اب ملکہ خورشید خاوری یہان سواری سے اترکر آئیگی اگر تمھین
یہان دیکھیگی مجھپر غضبناک ہوگی علمشاہ یہ سنکے گوشہ باغ کیجانب چلے گئے اور جاکر ایک کرسی پر گوشہ باغ مین
بیٹھے اتنی دیر مین ملکہ خورشید خاوری سواری سے اترکر باغ مین آئی پیر نے جھک کر سلام کیا ملکہ بارہ دری
مین آکر مسند زرنگار پر بیٹھی اتفاق سے اس روز ملکہ تنہا باغ مین آئی تھی کوئی ہجولی اسکے ساتھ نہ تھی فقط چند
کنیزین ہمراہ تھین بعد تھوڑی دیر کے ملکہ براے سیر باغ مسند سے اٹھکر جانب چمن نرگس چلی چونکہ علمشاہ قریب
چمن نرگس بیٹھے تھے ملکہ خورشید خاوری رخ زیباے علمشاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی علمشاہ بھی اسکے حسن و
جمال پر نظر کرکے بے اختیار ہنسے ملکہ بناز و ادا وہان سے بھاگ کر بارہ دری مین جاکر بالاے مسند بیٹھی اور شیخ
لدھا سے کہنے لگی ای بڈھے آج تو نے کس جوان کو باغ مین بٹھایا ہے سچ بیان کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کراؤنگی
لدھا نے دست بستہ عرض کیا ای ملکۂ عالم اصل حال یہ ہے کہ فرزند میرا براے ملازمت جانب ایران چلا گیا تھا آج
آیا ہے وہی باغ مین بیٹھا ہے ملکہ نے کہا اگر تیرا فرزند ہے تو اسے میرے پاس لے آ باغبان مذکور گیا اور علمشاہ کو
ہمراہ لیکر خدمت ملکہ مین آیا اب علمشاہ نے ملکہ خورشید خاوری کو بخوبی دیکھا نہایت حسین و صاحب جمال پایا
اگر یہ مترجم سراپاے ملکہ خورشید خاوری کی توصیف کرے تو محض طول ہوگا اسوجہ سے توصیف خوبی سراپاے
ملکہ رقم نہین کی گئی المدعا جب علمشاہ روبرو آئے ملکہ نے علمشاہ سے کہا بیٹھ جاؤ علمشاہ پہلوے ملکہ مین
بالاے مسند بیٹھ گئے اسوقت ملکہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر یہ جوان پسر باغبان ہوتا تو ایسی جسارت
نہ کرتا ہرگز میرے پہلو مین نہ بیٹھ جاتا یہ خیال کرکے ملکہ نے علمشاہ سے پوچھا سچ کہو تمھارا نام کیا ہے کسکے تم
فرزند ہو میرے باغ مین تمھارا آنا کسطرح ہوا علمشاہ نے جوابدیا ای ملکہ نام میرا علمشاہ ہے حمزہ صاحبقران کا
فرزند ہون بعد اسکے تمام احوال اپنا بیان کیا چونکہ شیخ لدھا علمشاہ اور ملکہ سے دور کھڑا تھا اسوجہ سے اسنے گفتگو

ملکہ اور علمشاہ کی نہین سُنی ہنوز علمشاہ پہلوے ملکہ مین بیٹھے تھے اپنے احوال سے ملکہ کو آگاہ کر چلے تھے ارادہ ملکہ یہ تھا کہ کشتی شراب طلب کرے میکشی کرے ناگاہ در باغ پر کچھ سوار فرستادہ خسرو خاوری آئے انھون نے کنیزان ملکہ کو بُلاکر کہا جلد جاکر ملکۂ عالم سے کہدو کہ ابھی آپ کے برادر قیماس خان داخل خاور ہوے ہین حضور کے دیکھنے کے لیے باغ مین آتے ہین کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا ملکہ گھبراکر پہلوے علمشاہ سے اُٹھی علمشاہ نے پوچھا ای ملکہ خیر تو ہی کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا ہان خیر ہو تم اس باغ مین رہنا مین وقت شب آؤنگی یہ کہکر ملکہ سوار ہوکر اپنے باپ کی خدمت مین گئی قیماس خان اپنے بھائی کو دیکھکر خوش ہوئی اور پوچھا ای برادر یہ توکہو کہ صلصال بن دیو بن شمامہ جادو کی خدمت سے اسقدر جلدی کیون چلے آئے قیماس خان نے کہا ای ہمشیر اول تو دل میرا گھبرایا دوسرے صلصال نے چاہا تھا کہ اپنے پسر تمتاج خان کو واسطے تعلیم کرانے ہنرہاے پہلوانی و سپہ گری کے میرے حوالے کرے اسے مین نے منظور نہ کیا اور اُس سے رخصت ہوکر یہان چلا آیا ملکہ تقریر اپنے برادر کی سُنکے خاموش ہو رہی ہنگام شب مع اپنی ہمرازون کے سوار ہوکر پھر باغ مین آئی پہلوے علم شاہ مین بیٹھی اور شیخ لدھا کو بلاکر بتاکید کہا کہ تم اپنے فرزند کو براحت آرام اس باغ مین رکھنا جس چیز کی ضرورت ہو ہمسے طلب کرنا کسی طرح کی اپنے فرزند کو تکلیف نہ دینا ورنہ تمکو سزاے سخت دونگی اور ہنگام سحر اپنے فرزند کو دربار مین میرے والد کے لانا خبردار بھول نہ جانا شیخ لدھا نے عرض کیا یہ نمک خوار حکم سرکار ضرور بجا لائیگا ملکہ تھوڑی دیر بیٹھکر علم شاہ سے رخصت ہوکر پھر سوار ہوکر چلی گئی وقت سحر شیخ لدھا علمشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر دربار خسرو خاوری مین گیا بعد ادائے لوازم تسلیم دست بستہ روبرو کھڑا ہوا قیماس خان اسوقت قریب اپنے پدر خسرو خاوری کے بیٹھا تھا اُسنے شیخ لدھا سے پوچھا کہ ای لدھا آج یہ نوجوان تمھارے ہمراہ کون ہی ہمنے اُسکو کبھی نہین دیکھا ہی لدھا نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ میرا فرزند ہی زمانہ زیادہ ہوا یہ برلے ملازمت ایران مین گیا تھا اب نوکری چھوڑکر چلا آیا ہی آج مین اسے دربار مین لے آیا ہون چونکہ اُسنے فن سپاہگری بخوبی حاصل کیا دست و پا مین قوت ہی علاوہ اسکے جاہل ہی اسوجہ سے کسی کے آگے سر نہین جھکاتا ہی بندگی سلام نہین کرتا ہی اب یہ یہان آیا ہی مین اسکو آداب و قواعد دربار شاہی سکھاؤنگا قیماس خان نے رُخ علمشاہ پر نظر کرکے خیال کیا کہ چہرہ سے اُس جوان کے آثار شجاعت و دلیری عیان ہین اُسکو اپنے پاس رکھنا چاہیے یہ خیال کرکے کہا ای شیخ لدھا تم اپنے فرزند سے کہو کہ ہر روز ہماری خدمت مین حاضر رہا کرے شیخ لدھا نے علمشاہ سے کہا علمشاہ نے قبول کیا اور اُسیوقت پس پشت قیماس خان جاکر کھڑے ہوے قیماس خان شیخ لدھا سے گفتگو کرکے خاموش ہوا تھا ناگاہ دربارگاہ پر شور و غل ہوا قیماس خان نے ملازمون سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی بعض بعض ملازمون نے حال دریافت کرکے عرض کیا کہ اسوقت قاصد ترک توسن ملیطاقی کا ترکستان سے آیا ہی نام قاصد کا فولاد زنگی ہی نہایت قوی ہی اُسی کے آنے کیوجہ سے یہ شور و غل ہی قیماس خان تو یہ سُنکے خاموش ہوا لیکن خسرو خاوری نے خبر اسکے آنیکی سُنکے حکم دیا کہ اُسے ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور فولاد زنگی کو دربار مین لے آئے فولاد زنگی نے موافق دستور خسرو خاوری کو سلام کیا اور نامہ حوالے کیا خسرو خاوری نے حکم دیا بیٹھ جاؤ فولاد زنگی ایک کرسی پر بیٹھ گیا خسرو خاوری نے نامہ تمام و کمال پڑھکر وہ نامہ قیماس خان کو دیا قیماس خان نے بھی عبارت اُس نامہ کی پڑھی خلاصہ مضمون نامہ یہ تھا کہ ای خسرو خاوری ہمنے ہمراہ فولاد زنگی محافہ بھی بھیجا ہی تمھین لازم ہی کہ اپنی دختر ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مذکور مین سوار کرکے ہمارے

پاس بھیجدو تاکیہ جانو اور یہ امر موجب تمھاری عزت افزائی کا ہی علمشاہ نے بھی عبارت نامہ کی پڑھی غرض بعد پڑھنے عبارت نامہ کے قیماس خان نے فولاد زنگی سے کہا آجتک تو کبھی شاہان ترکستان نے بادشاہ خاوری کی دختر طلب نہین کی تھی اور کبھی بیاہنے بادشاہون نے بیٹی اپنی نہین دی ہی اب ترک توسن ملطاقی یہ امر ایجاد کرتا ہی فولاد زنگی نے جواب دیا بہتر یہی ہی کہ ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کردیجیے ورنہ میرے ہمراہ فوج آئی ہی اور علمشاہ بھی مجھے یو نہین ہی کہ اگر خسرو خاوری یا برادران ملکہ خورشید خاوری خلاف ہمارے حکم کے عمل مین لائین تو بزور شمشیر ملکہ کو لیکر ہمارے پاس چلے آنا جسوقت یہ تقریر علمشاہ نے سُنی فولاد زنگی سے کہا او سیدرو کیا بکتا ہے خاموش رہ ہم ہرگز ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کرکے نہ روانہ کرینگے فولاد زنگی نے غضبناک ہوکر جواب دیا او دنے ملازم خسرو خاوری کے تجکو امور سلاطین مین کیا دخل ہی تو کیون اس امر مین گفتگو بیجا کرتا ہی یہ کہکر ایک مشت اوپر سینۂ علمشاہ کے لگا کر چاہتا تھا کہ قیماس خان سے کچھ کلام کرے کہ علمشاہ نے بھی برہم ہوکر ایک طمانچہ اُسکے رخسارہ پر اس زور سے مارا کہ سر اسکا چنبر گردن سے بالاے دوش گرا منکا اُسکا ڈھل گیا روح اُسکی جسم سے فی الفور نکل گئی فولاد زنگی کرسی سے روبروے خاک گرا ہمراہیان فولاد زنگی لاشہ فولاد زنگی کا اُٹھاکر نالان و گریان سوے ترکستان روانہ ہوے یہان خسرو خاوری اور قیماس خان نے علمشاہ سے کہا کہ ای جوان تو نے غضب کیا فولاد زنگی کو مارڈالا جب لاشہ فولاد زنگی کا ترک توسن ملطاقی دیکھیگا تو یقیناً غضبناک ہوکے ہمپر لشکر کشی کریگا اُسکے پاس فوج زیادہ ہی ہمارے پاس فوج کم ہی ہم اُس سے مقابلہ کر نہین سکتے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی علمشاہ نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نہ کیجیے جسوقت ترک توسن ملطاقی مع فوج یہان آئیگا مین اُس سے مقابلہ کرونگا جسطرح سے فولاد زنگی کو ہلاک کیا ہی اُسی طرح ہنگام جنگ اُسے بھی تہ تیغ کرونگا قیماس خان یہ قوت و زور دیکھکر اور گفتگوے علمشاہ سُنکر متحیر ہوا ابھی قیماس خان غرق دریاے تفکر مین تھا یکایک دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا قیماس خان نے پوچھا اب یہ شور و غل در بارگاہ پر کیون ہوتا ہی کچھ ملازم گئے اور جلد دریافت کرکے حاضر ہوے اور دست بستہ عرض کرنے لگے ای شاہزادۂ عالیوقار ایک ناقہ سوار نامہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو لے کر آیا ہی چاہتا ہی کہ حاضر دربار ہو خسرو خاوری نے حکم دیا کہ اُسے دربار مین لے آؤ ملازمون نے اُسے دربار مین بُلایا نامہ وار نے قیماس خان کو موافق قاعدہ مجرا کرکے نامہ دیا قیماس خان نے بتعظیم نامہ لیا بعدہ عبارت نامہ ملاحظہ کی صلصال نے قیماس خان کو لکھا تھا کہ نوشیروان بلخ مین آکر ہو بیٹھا ہی عرضی ہوشیار بلخی سے معلوم ہوا ہی اور خود حمزۂ صاحبقران مع فوج کے آئے ہین لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ تم بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع فوج جلد آؤ مجکو نوشیروان کی مدد کرنا ضرور ہی کیونکہ اول تو وہ ہمارے قلمرو مین بھاگ کر آیا دوسرے حمزۂ صاحبقران کے سرداران لشکر نے میرے تین فرزندون کو قتل کیا ہی اسوقت دو فرزندون کے لاشے یکے بعد دیگرے میرے پاس آئے ہین میری آنکھون مین کثرت غم سے جہان تاریک ہی مجکو اہل اسلام سے اپنے فرزندون کا انتقام نے لینا واجب و لازم ہی پس جلد تر ہم تک اپنے تئین پہونچاؤ قیماس خان نے نامہ پڑھکر اُسی وقت ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین تو بالفعل حاضر خدمت حضور نہین ہو سکتا کیونکہ فی الحال ترک توسن ملطاقی مع لشکر براے جنگ اسطرف آنے والا ہی مین اُس سے لڑونگا جہانتک ممکن ہوگا اُسے شکست دونگا لیکن اختر ابر خاوری کو خدمت والا مین روانہ کرتا ہون بعد فراغ جنگ مذکور مین بھی حاضر خدمت ہونگا غرض اس مضمون مندرجہ کی عرضی لکھکر اختر ابر خاوری کو

وہ عرضی دیکر مع تھوڑی سپاہ روانہ کیا جب وقت دربار برخاست ہونے کا آیا اور خسرو خاوری نے دربار برخاست
کیا قیماس خان اور خسرو خاوری داخل محلسرا ہوئے علم شاہ باغ مین آئے بوقت شب ملکہ خورشید خاوری
اپنے باپ اور بھائیون سے پوشیدہ ہو کر سوار ہوئی باغ مین آئی پہلوے علم شاہ مین بیٹھی علمشاہ نے حال فولاد زنگی
کا بیان کیا ملکہ خوش ہوئی تھوڑی دیر کے بعد ملکہ باغ سے چلی گئی اسیطرح ملکہ ہر شب باغ مین آتی اور علم شاہ کے
پہلو مین بیٹھتی اب علمشاہ کو باغ مین رہنے دیجیے احوال انکا انشاء اللہ بعد ازین لکھا جائیگا لیکن اب احوال حمزہ صاحبقران
کا لکھا جاتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کوچ اور مقام کرتے ہوئے جانب بلخ چلے جاتے تھے ایک روز سر شام
ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اُسی جگہ مقام کیا وہان سے تین منزل شہر بلخ تھا شب بسر کرکے وقت سحر
حمزہ صاحبقران نے ایک نامہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو اس مضمون کا لکھا کہ اب تمکو لازم یہی ہے کہ
دین اسلام قبول کرو نوشیروان کی اعانت نہ کرو جسوقت نامہ تمام وکمال تحریر ہو چکا سر نامہ پر مہر کرکے امیر نے
فرمایا کہ کون دلاور اس نامہ کو لیجائیگا اور جواب اُسکا ہوشیار بلخی سے لائیگا ہنوز کوئی دلاور کچھ کہنے نہ پایا تھا
کہ خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر اس نامہ کو مین لیکر جاؤنگا امیر با توقیر نے نامہ خواجہ عمرو کو دیا خواجہ نامہ
لیکر سوے بلخ روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب دروازہ شہر بلخ پر پہونچے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو خواجہ کے
آنے سے آگاہی ہوئی دونون نے حکم دیا کہ نامہ دار کو آنے دو خواجہ سیر شہر کی کرتے ہوئے روبرو ہوشیار بلخی اور
گوشیار بلخی کے پہونچے بدستور قدیم خواجہ نے نامہ دیا ہوشیار بلخی نے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ بالاے کرسی
بیٹھ گئے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر خواجہ سے کہا کہدینا کہ ہم ہرگز تمہاری اطاعت نکرینگے
حتی الامکان آپ سے لڑینگے یہ کہکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو دربار سے اُٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے بعد روانگی
خواجہ کے وہ نامہ دار جسکو ہوشیار بلخی نے خدمت صلصال مین روانہ کیا تھا آیا اور در جواب عرضی ایک نامہ
اس مضمون کا لایا کہ اے ہوشیار و گوشیار بلخی عرضی تمہاری ہمین پہونچی شہنشاہ نوشیروان کو آرام تمام رکھنا
ہمنے جملہ شاہان ممالک کو جو ہمارے فرمانبردار اور مطیع ہین نامے لکھے ہین سب مع فوج و لشکر میری اور تمہاری مدد
اور کمک کو جلد آئینگے ہوشیار و گوشیار بلخی عبارت نامہ پڑھکر خوش ہوئے اور شہر کا بخوبی انتظام کرکے سامان
جنگ مین مصروف ہوئے چندے شاہان بلخ کو تو سامان جنگ مین مصروف رہنے دیجیے اور خواجہ عمرو کو اثناے راہ
مین چھوڑیے لیکن اب احوال حمزہ صاحبقران کا سُنیے کہ حمزہ صاحبقران نے بعد روانہ کرنے خواجہ عمرو کے
لشکر کو اُسی جگہ چھوڑ کر قصد شکار کیا اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر جانب صحرا تنہا روانہ ہوئے بعد تھوڑی راہ طے
کرنیکے ایک آہو نظر آیا امیر نے اُسے تیر سے زخمی کیا آہو زخمی ہو کر بھاگا امیر نے اسکا تعاقب کیا آخر آہو ایک جگہ گرا
امیر نے مرکب سے اُترکر اُسے ذبح کیا اور زیر شجر اُس آہو کو لیجا کر گوشت اُسکا پوست سے جدا کیا اور ارادہ کیا کہ کباب
گوشت آہو کے تیار کیجیے اور اسی صحرا مین کھائیے امیر تو تیاری کباب مین مصروف ہوئے لیکن ادھر ہوشیار
بلخی نے سعید بلخی عیار کو بلاکر کہا کہ جلد جا حمزہ صاحبقران یا خواجہ عمرو کو کسی طرح بیہوش کرکے لے آ
سعید بلخی فوراً بصد عجلت روانہ ہوا یہان صحراے سبزہ زار مین امیر زیر شجر بیٹھے ہوئے تیاری کباب مین
مشغول تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درویش سامنے سے نمایان ہوا اور قریب حمزہ صاحبقران کے آکر کہنے لگا
بابا داتا بھلا کرے سدا بول بالا رہے سرداری و امیری کی مرتبہ پر ہمیشہ خدا برقرار رکھے اقبال دمبدم فزون ہو
دشمن سدا ذلیل و خوار رہے معبود ہر آفت و بلا سے بچائے حمزہ صاحبقران نے کہا اے شاہ جی معلوم ہوتا ہے

کہ تم صاحب کشف وکرامات ہو مجھے تم پہچان گئے کہ مین حمزۂ صاحبقران ہون یہ کہکر چند اشرفیان جیب سے
نکال کر درویش کو دین فقیر نے دعا دے کر اور خوش ہو کر کہا ہان بابا مرشد کی خدمت سے یہ شرف حاصل
ہو گیا ہو فقیر روشنضمیر ہو یہ کہکر درویش نے کہا بابا تم ہٹ جاؤ آگ کے پاس نہ بیٹھو دھوین سے تکلیف نہ اُٹھاؤ
اس فقیر کو کباب تیار کرنے مین مداخلت ہو قبل اسکے مجکو شوق شکار تھا صاحب زر تھا اب فقیر ہو گیا ہون یہ تقریر
کرکے درویش بیٹھ گیا اور کچھ لکڑیان اور خس وخاشاک جمع کرکے آگ ایسی تدبیر سے روشن کی کہ دھوان
حمزۂ صاحبقران کی طرف جائے جسوقت دھوان حمزۂ صاحبقران کیطرف گیا اور دماغ امیر مین پہونچا
امیر کو چھینک آئی فوراً امیر بیہوش ہوے درویش نے نعرہ کیا تم سعید سحر بلخی واضح ہو کہ سعید سحر بلخی نے اُس
آتش پر سفوف بیہوشی بکثرت ڈالا تھا اُسکے دھوین سے امیر بیہوش ہوے تھے غرض عیار مذکور امیر کو چادر
عیاری مین باندھکر فیتارہ دوش پر اُٹھاکر سوے بلخ روانہ ہوا اشقر دیوزاد یہین قرار رہا سعید سحر بلخی بلخ مین
پہونچا ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے خوش ہو کر کہا کہ امیر کو طوق وزنجیر مین گرفتار کرکے زندان مین قید کرو
سعید بلخی بعد تعمیل حکم کے کسی ضرورت کے واسطے چلا گیا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران
لشکر انتظار کرکے متردد ہوے آخر اکثر سردار براے تلاش امیر سوے صحرا روانہ ہوے صحرا مین اشقر دیوزاد کو پایا اور
آہو کو ذبح کیا ہوا بالاے زمین پڑا دیکھا اور کچھ آگ افسردہ بھی وہان دیکھی سرداران لشکر نے خیال کیا کوئی عیار بلخ سے
آکر امیر کو بیہوش کرکے لیگیا ہو غرض سرداران مذکور اشقر کو لیکر لشکر مین آئے اور خدمت سلطان سعد مین جاکر
عرض کرنے لگے بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ بلخ سے کوئی عیار آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے لیگیا ہو ابھی
سرداران لشکر اسلام سلطان سعد سے عرض کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو آئے اور سلطان سعد کی خدمت
مین جاکر جو کچھ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے کہا تھا عرض کیا سلطان سعد نے فرمایا اے خواجہ بعد تمھارے
جانے کے امیر باتوقیر صحرا مین براے شکار گئے تھے ابھی سرداران لشکر اشقر دیوزاد کو لائے ہین امیر کا کچھ پتہ
اور نشان نہین ہو کہ وہ کہان گئے کون اُنھین لے گیا بس اب تمھین جاکر امیر کی جستجو کرو خواجہ اُسیوقت
جانب بلخ بشکل مبدل روانہ ہوے وقت شب قریب تر بارگاہ ہوشیار بلخی کے پہونچے خواجہ نے سُنا کہ آج
ہوشیار اور گوشیار بلخی نے بزم عشرت آراستہ کی ہو خواجہ یہ سُنکے سوے بارگاہ چلے اتفاقاً ایک ساقی بچہ بارگاہ
سے واسطے کسی ضرورت کے باہر آیا خواجہ نے اُسے بیہوش کرکے ایک گوشے مین ڈالدیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر
کہا یا دادا آدم صفی اللہ اس وقت میری صورت اور قد میرا مثل اس ساقی بچہ کے ہو جائے فی الفور ایک
لمحہ مین ویسی ہی شکل ہو گئی خواجہ اندر بارگاہ کے گئے دیکھا نوشیروان بالاے تخت بیٹھا ہو بختک بعہدۂ
وزارت حاضر ہو ایک جانب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وغیرہ بیٹھے ہین ساقی بچے کشتیان
شراب ناب کی لائے ہین ارادہ شراب پلانے کا ہو خواجہ نے اُن ساقی بچون سے شیشہ شراب لیکر دیکھ
بھال کر بیہوشی بجالا کی کل شیشون مین ملائی پھر شیشہ سے شراب جام مین اُنڈیل کر ہوشیار بلخی کے سامنے
جام مو لیکر گئے اُسنے اشارہ سے کہا پہلے نوشیروان کو شراب پلاؤ خواجہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے
ناز وادا ندازسے قدم اُٹھاتے ہوے ہر ایک سے بچشم وابرو اشارہ کرتے ہوے مُسکراتے ہوے نوشیروان
کے سامنے گئے اور کہا بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند ٭
نوشیروان نے جام لے کر شراب پی پھر خواجہ نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور اُسکے جملہ سرداران

لشکر کو جو اُس بزم مین موجود تھے سب کو شراب پلائی بعدہ جام شراب سے بھر کر سامنے بختک کے لیگئے ہرچند خواجہ نے
سجزۂ زنبیل سے طلب کیا تھا رنگ و روغن سے شکل اپنی تبدیل نہین کی تھی مگر چونکہ بختک حرکات عمرو سے
واقف تھا سمجھ گیا یہ ساقی خواجہ عمرو ہین یہ انداز اُنھین کے شراب پلا نیکا ہی یہ سمجھ کر آہستہ دست بستہ کہنے لگا
مجھے تو یہ شراب نہ پلائیے میرے حال پر رحم کیجیے خواجہ نے اشارہ سے کہا اے بختک فتنہ و فساد برپا کروگے ہماری
عیاری مین خلل انداز ہوگے بہتر یہ ہی کہ یہ شراب پیلو اگر یہ شراب نہ پیوگے تو خنجر سے تمھین ہلاک کرونگا بختک خواجہ کی
تقریر سے مطلع ہو کر نہایت خائف ہو کر آہستہ کہنے لگا اچھا آپ خفا نہون مین شراب پیونگا آپکے حکم کو بجا لاونگا یہ کہکر
جام لیکر شراب بمجبوری پی گیا تھوڑی دیر مین سرداران لشکر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ کو جو نشہ ہوا اور بیہوشی نے
کچھ تاثیر کی ایک سردار نے دوسرے سردار سے کہا بھئی اسوقت تمھاری مونچھ پر بہاڑی کوا بیٹھا ہوا کچھ تمکو خبر بھی ہین
ہو بڑے بیخبر ہو یہ کہکر اُسکی مونچھون پر ہاتھ مار کر مونچھین نوچ لین اور کہا دیکھو یہ کوا پکڑ لیا جسکی مونچھین نوچین تھین
اُسے غصہ آیا اور کہا تمھاری ٹھڈی مین جمگادڑ لٹکتا ہی تمکو بھی تو اس احوال سے اطلاع نہین ہی یہ کہکر
اُسکی داڑھی پر ہاتھ ڈال کر ریش اُسکی نوچ لی اُسے بھی غصہ آیا پہلے اُسنے طمانچہ مارا اُسنے اُسے گھونسا مارا آخر
دونون کھڑے ہوگئے اور تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے یہ احوال دیکھکر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور نوشیروان
وغیرہ برائے رفع فساد جو اُٹھے بیہوشی نے اثر تو بخوبی کیا تھا لڑکھڑا کر ہر ایک بالاے فرش و تخت گر کر بیہوش ہوگیا
جب سب بیہوش ہوچکے اُسوقت خواجہ نے رنگ و روغن نکالکر ہوشیار بلخی کو بصورت زن خوبرو بنایا
اور پہلوے نوشیروان مین لٹایا اور گوشیار کیطرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے شہنشاہ یہ نازنین آپکی
خدمت مین حاضر کی گئی ہی اس سے کام دل حاصل کیجیے رقعہ لکھکر نازنین کے شانے پر ڈوری سے باندھکر گوندھنے
لگا دیا اور اسی طرح بختک کو عورت کی شکل بنا کر پہلوے گوشیار بلخی مین لٹا دیا مگر رقعہ نہ لکھا غرض اسی صورت
سے خواجہ نے کسی کو عورت بنایا کسی کی داڑھی مونڈی کسی نوجوان کو تھین لونڈی کی شکل بنا کر کسی کے پہلو
مین لٹا دیا اکثر سردارون کے ہاتھ زیر گردن معشوق نقلی کے رکھدیے بعد اسکے خواجہ نے کل مال و اسباب بارگاہ
کا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور بارگاہ سے نکلکر حمزہ صاحبقران کی جستجو کی مگر کہین نشان نپایا تمام شب تلاش مین
بسر ہوئی وقت سحر خواجہ بشکل خدمتگار بنکر پھر بارگاہ ہوشیار بلخی مین گئے دیکھا ہر ایک کو ہوش آیا ہی بعضے
اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر شرمندہ ہین بعضے اپنی داڑھی مونچھ کے نہونے سے اور ننگے ہونے سے سرنگون ہین
بعضون کو اپنے حال پر تاسف ہی اکثر اشخاص غصہ مین بیٹھے ہوے ہین ہوشیار بلخی نے پوشاک و لباس سبکے
واسطے منگوائے تھے ہر ایک شخص لنگی تھی لنگی جو خواجہ نے باندھی تھی اُسے کھول کر لباس پہن رہا ہی خواجہ کھڑے
ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ سعد سنجر بلخی آیا ہوشیار اور گوشیار بلخی نے اُس سے کہا دیکھو ہم سبکا یہ حال
عمرو نے کیا ہی سب کو ننگا کرکے چلا گیا ہی مال و اسباب لوٹ لیگیا ہی اب تجکو لازم ہی کہ تو بھی کوئی عیاری کر عمرو
کو پکڑ لا تاکہ مین اُسکو سزا دون سعد سنجر بلخی چاہتا تھا کہ براے گرفتاری خواجہ روانہ ہو کہ بختک نے اشارہ سے
اُس سے کہا دیکھو وہ جو خدمتگار کھڑا ہی یہی خواجہ عمرو ہی سعد سنجر بلخی جانب خدمتگار بڑھا اور پکارا اے
خواجہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے خواجہ نے فوراً قنات خنجر سے چاک کی اور بیرون بارگاہ آئے
سعد بھی بارگاہ سے باہر آیا اور خنجر کھینچکر دوڑا خواجہ لڑتے ہوے پیچھے ہٹتے اور ایک کوچہ مین جا کر
غائب ہوگئے سعد سنجر بلخی تو ادھر خواجہ کی جستجو کرنے لگا اُدھر خواجہ بشکل سعد سنجر بلخی بن کر ہوشیار اور

گوشیار بلخی کے پاس آئے کہا عمرو تو بھاگ گیا اب حضور حمزہ صاحبقران کو ابھی بلوا کر میرے حوالے کر دیجیے مجکو
یہ خوف ہی کہ عمرو حمزہ صاحبقران کو رہا کر کے نہ لیجائے ہوشیار بلخی نے فوراً اپنے ملازمونکو بھیجا کہ حمزہ صاحبقران
کو زندان سے لے آؤ ملازم گئے اور حمزہ صاحبقران کو طوق زنجیر وغیرہ مین گرفتار کیے ہوے لے آئے سعد سنجر بلخی
نقلی سر زنجیر ہاتھ مین لیے تھا ناگاہ سعد سنجر بلخی اصلی عمرو کو تلاش کر کے عاجز ہو کے قریب بارگاہ آیا سب نے دیکھا
کہ ایک سعد سنجر بلخی اور چلا آتا ہی نہین معلوم ان دونون مین اصلی سعد سنجر بلخی کون ہی اور نقلی کون ہی سعد سنجر بلخی
خواجہ کو اپنی شکل دیکھکر خنجر کھینچکر دوڑا ایکارا او عمرو ارے غضب کیا تو نے حمزہ صاحبقران کو لے ہی چلا تھا
اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا تو ستم ہوتا تو حمزہ کو لیجاتا جب سعد سنجر بلخی خنجر بکف دوڑا خواجہ نے سر زنجیر ہاتھ سے
چھوڑ کر جست کی ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچے سعد نے بھی جست کی جب سعد اُس بام پر پہونچا خواجہ دوسرے
مکان کے کوٹھے پر جست کر کے پہونچے اسی طرح جست وخیز کرتے ہوے ایک میدان مین پہنچے سعد سنجر بلخی وہان
پہونچا خواجہ نے بھی خنجر کشی کی تا دو پہر دونون مین خوب لڑائی ہوئی کوئی زخمی نہین ہوا بعد دوپہر کے خواجہ
وہان سے جست وخیز کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے سعد سنجر بلخی گرد قدم خواجہ کو بھی نہ پا سکا صورت
آئینہ حیران ہو کر رہ گیا آخر ناچار ہو کر بارگاہ ہوشیار بلخی کیطرف چلا وہان ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے
اپنے ملازمون سے کہا جلد امیر کو زندان مین لیجاؤ ملازمون نے پھر امیر کو زندان مین لیجا کر قید کیا خواجہ عمرو
قطع راہ کر کے لشکر اسلام کے قریب پہونچے

داستان جانا فرامرز پسر نوشیروان کا شہر طیب مین اور اطاعت کرنا حاکم طیب کا پھر ممالک مفتوحہ امیر یا توقیر پر لشکر کشی کرنا اور سپہ خاوری وغیرہ سے لڑنا اور احوال کرب غازی وغیرہ

راویان عالی طبیعت اس داستان کو یون ظاہر کرتے ہین کہ جب شہر عدن سے نوشیروان ہنگام جنگ بھاگا تھا
اور فرامرز پسر نوشیروان بھی بعد گریزان ہونے نوشیروان کے میدان جنگ سے مع تھوڑی فوج کے گریزان ہوا تھا
اثنائے راہ مین فرامرز بن نوشیروان نے اپنے دل مین خیال کیا تھا کہ میرے باپ کو اہل اسلام نے ہنگام جنگ
قتل کر ڈالا ہو گا ہرگز زندہ نہ رکھا ہو گا یہ خیال کر کے فرامرز نے چاہا تھا کہ بعد قتل ہونے پدر کے زندہ رہنا
اچھا نہین ہی جان اپنی بھی دیدینا چاہیے یہ سمجھکر چاہ مارو چہ پر پہونچکر چاہا کہ کنوئین مین اپنے تئین گرا دون جلد
ہلاک ہو جاؤن مگر چونکہ حیات اُسکی باقی تھی دفعتہً یہ دلمین اُسکے آیا کہ خود اپنے تئین ہلاک کرنا خلاف عقل ہی
جو کچھ ہونے والا تھا وہ تو ہوا اب جو تقدیر مین ہو گا اُسکا ظہور ہو گا یہ دل مین تجویز کی چاہ مارو چہ سے
آگے روانہ ہوا اثنائے راہ مین نہایت تکلیف اُٹھاتا ہوا بعد خرابی عنقریب دریائے شہر طیب پہونچا اور
چاہا کہ دریا سے عبور کرے یہ خبر حاکمان شہر طیب کو پہونچی کہ پسر نوشیروان بحال خراب عدن سے بھاگ کر
کنارہ دریائے شہر طیب آیا ہی بس دونون حاکمان شہر طیب برائے استقبال فرامرز مع فوج کنارہ دریائے
شہر طیب پر آئے اور فرامرز کا استقبال کر کے اُسکو اپنے شہر مین لیگئے ایک مکان مکانات شاہی مین سے
واسطے اُسکے رہنے کے خالی کر کے اُسے مقیم کیا احوال پوچھا فرامرز نے تمام احوال بیان کیا حاکمان شہر طیب نے
اُس سے کہا تم اطمینان رکھو یہان چندے رہو ہم دونون مع فوج ہمراہ تمھارے چلینگے اور ممالک
مفتوحہ امیر پر لشکر کشی کر کے وہان کے حاکمون کو قتل کر کے تمھین وہانکا بادشاہ کر دینگے فرامرز نے یہ گفتگو

اُسنے سُنکر جواب دیا اسی واسطے مین تمھارے پاس آیا ہون غرض چند روز حاکمان شہر طیب نے فرامرز
کی دعوت وضیافت کی بعد چندروز کے حاکمان شہر طیب نے عتیمان دیو کو کہ شہر طیب مین یہ پہلوان نہایت
زبردست رستم وسام تھا اور جملہ اپنی فوج کو ہمراہ لیکر جانب شہر کشمیر کوچ کیا فرامرز کو ہمراہ لیا جب حاکمان شہر
طیب عنقریب کشمیر پہونچے شاطلان شاہ والی کشمیر کو جاسوس سے معلوم ہوا کہ حاکمان شہر طیب بہمراہی
فرامرز دو لاکھ سواران جرار سے بارادۂ جنگ آیا ہی اور ایک پہلوان مسمی عتیمان دیو کہ مثل دیو کے قد وقامت رکھتا
ہی اُسکے ہمراہ ہی یہ خبر سُنکے شاطلان شاہ اسی ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکل کر برائے مقابلہ آیا اور
بمقابلہ حاکمان شہر طیب ایک میدان مین فروکش ہوا ہنگام شب حاکمان شہر طیب نے طبل جنگ بجوایا شاطلان شاہ
نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجوایا شب بھر دونون لشکرونمین لڑنے کا سامان ہوا
ہنگام صبح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب نقیبان کرکیت جوانان لشکر کو آمادہ مصاف کرکے میدان
سے ہٹ گئے عتیمان دیو گینڈے پر سوار ہوکے حاکمان شہر طیب سے اجازت جنگ لے کے لشکر سے نکلا میدان
مین جاکر گینڈے کو روک کر پکارا ای شاطلان شاہ کسی جوان کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجو یا تم خود مقابلہ کرو
شاطلان شاہ نے یہ سُنکے جانب یمین دیکھا کہ ایک پہلوان قوی ہیکل صف لشکر سے نکلا اور شاطلان شاہ
سے اذن حرب لیکر سامنے عتیمان دیو کے گیا اُسنے اس پہلوان کو دیکھکر ناتوان اُسکو خیال کرکے ہنسا اور گرز
گران سر اُٹھاکر گینڈے کو آگے بڑھاکر گرز کو گردش دیکر سر پر اُسکے مارا اُس پہلوان نے اپنے گرز پر ہر چند چاہا کہ
گرز عتیمان دیو کو رد کرون مگر ہاتھ نے لغزش کی ضرب گرز گرانبار رُک نہ سکی گرز سر مرکب پر جو گرا مرکب اُس
پہلوان کا ہلاک ہوا وہ پہلوان گھوڑے پرسے بالاے زمین آیا عتیمان دیو نے چاہا کہ دوبارہ گرز لگاکر
حریف کو ہلاک کرون یہ حال دیکھکر کچھ سوار ایک مرکب کو لیکر لشکر سے نکلے تھے ابھی اُس پہلوان قوی ہیکل تک
نہ پہونچے تھے کہ بحکم حاکمان شہر طیب جملہ سواران لشکر برائے مدد عتیمان دیو یکبارگی بڑھے شاطلان
شاہ بھی مع جملہ سواران اہل اسلام بڑھا جوانون نے تیغین کھینچین جسوقت دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی
وہ پہلوان قوی ہیکل بھی گھوڑے پر سوار ہوکر لڑنے لگا سواران لشکر جانبین قتل ہونے لگے مرکبونکی پشت
سے دلاور قتل ہوکر بالاے خاک گرنے لگے زمین خون کشتگان سے رنگین ہونے لگی عتیمان دیو نے ضرب
گرز گران سے صد ہا اہل اسلام کو ہلاک کیا میمنہ میسرہ لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا جدھر گیا بہت سے
اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے تا دوپہر لڑائی ہوئی آخر فوج شاطلان شاہ تاب مقابلہ نہ لاکر
بھاگی شاطلان شاہ بھی بمجبوری ہمراہ فوج شکست کھاکر شہر مین داخل ہوکر قلعہ بند ہوا پل دخشتہ
اٹھوا لیا در قلعہ بند کروادیا خندق مین اور زیادہ پانی بھروادیا حاکمان شہر طیب نے قلعہ پر مع فوج حملہ
کیا ملازمان شاطلان شاہ نے اسقدر گولے مارے کہ سواران لشکر حاکمان شہر طیب در قلعہ تک
پہونچ نہ سکے جب شام ہوئی حاکمان شہر طیب طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر پر چلے گئے عتیمان دیو نے
کہا ای بادشاہان ملک طیب میرے نام پر طبل یورش بجوائیے مین وقت سحر اس قلعے کو لے لونگا حاکمان شہر
طیب نے اُسکے نام پر طبل یورش بجوایا شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو عتیمان دیو گینڈے پر سوار ہوا
جملہ سواران فوج مسلح ہوے عتیمان دیو گرز گران ایک ہاتھ مین اور سپر فراخ دامن دوسرے ہاتھ
مین لے کر جانب در قلعہ چلا عقب اُسکے جملہ سواران لشکر چلے ادھر سواران شاطلان شاہ نے

گولہ اندازون کو حکم دیا کہ آج بھی اسی طرح گولہ اندازی کرو کہ دشمنان نابکار و قلعہ تک نہ آسکین گولہ اندازون
نے بموجب حکم گولہ مارنا شروع کیا عتیمان دیو گولون کو سپر پر روکتا ہوا دریاے آتش کو طے کرتا ہوا عنقریب
خندق پہونچا گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کرکے باروت کی ہنڈیان وغیرہ قلعہ پر سے ہر چند پھینکین
لیکن عتیمان دیو نہ مڑا کا خندق کو طے کرکے در قلعہ پر پہونچا اور گرز گران سر سے در قلعہ کو توڑ کر داخل
قلعہ ہوا ہمراہ اسکے جملہ سوار بھی داخل قلعہ ہوے شاطلان شاہ پھر لڑا مگر ہنگام جنگ گرفتار ہوا حاکمان
شہر طلیب نے کشمیر مین اپنی طرف سے ایک شخص کو بادشاہ کیا دوسرے روز جانب کتور مع فوج روانہ ہوے
جب قریب کتور پہونچے طوغان بن بہمن والی کتور نے شہر سے مع فوج باہر نکل کر جنگ کی ہنگام جنگ
عتیمان دیو کے ہاتھ سے زخمی ہوا آخر جنگ مغلوبہ ہوئی لڑائی تا شام رہی آخر طبل بازگشت بجایا گیا
طوغان بن بہمن پھر تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ بند ہوا ہنگام سحر عتیمان دیو نے مثل قلعہ کشمیر کے قلعہ کتور بھی
فتح کیا طوغان بن بہمن گریزان سوے کابل ہوا حاکمان طلیب جانب کابل روانہ ہوے کہان تک
تحریر کیا جائے اسی طرح چند ملک حاکمان طلیب نے فتح کیے وہان کے حاکمون نے بھاگ کر ایک عرضی
خدمت پیر فرخاری مین روانہ کی مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ فرامرز پسر نوشیروان ہمراہ حاکمان شہر
طلیب آیا ہی اُسنے نہایت پریشان کیا ہی ممالک ہمارے اپنے قبضے مین کر لیے ہین ہم اب صحراے وحشت ناک مین
مقیم ہین امید کہ بمجرد پہونچنے عرضی کے ہماری مدد کے واسطے آئے یا ہماری سرگذشت بادشاہ لشکر اسلام کو
تحریر کیجیے اور آپ بھی غافل نہ رہیے کیونکہ آپ کے بھی ملک پر حاکمان طلیب لشکر کشی کرینگے اور اب ہم سب
چند روز کی مدت مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین جب عرضی لکھ چکے قاصد کو عرضی دیکر روانہ کیا اور
خود بھی صحرا سے خدمت پیر فرخاری مین چلے اول قاصد پہونچا عرضی شاہان مذکور کی پیر فرخاری کو دی
پیر فرخاری نے عرضی دیکھکر خوب مضمون عبارت عرضی سے آگاہ ہوکر خود بھی ایک عرضی اسی مضمون کی لکھی اور
قاصد کو دیکے کہا جلد اس عرضی کو خدمت سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام مین لیجا قاصد عرضی لیکر جلد تر
جانب بلخ روانہ ہوا بعد قطع منازل بلخ سے تین منزل آگے بڑھکر لشکر اسلام مین پہونچا اور سلطان سعد کی خدمت
مین جاکر وہ عرضی پیش کی سلطان سعد نے عرضی پڑھوا کر سنی بعد عبارت سننے کے نہایت متردد ہوکر
جام شربت درمیان جملہ سرداران لشکر اسلام رکھوایا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ براے مدد پیر فرخاری
یہان سے جائے اول فرامرز حاد مغربی اپنے دنگل سے اُٹھا اور دست بستہ عرض کیا براے مدد
پیر فرخاری جاؤنگا سلطان سعد نے اجازت دی فرامرز حاد مغربی مع فوج اُسیوقت روانہ ہوا پھر
بادشاہ نے فرمایا اب کون بہادر براے اعانت پیر فرخاری جائیگا ساقط شاہ نے عرض کیا مین جاؤنگا
بادشاہ لشکر اسلام نے اُسے رخصت کیا پھر بادشاہ نے کہا اب کون دلاور پیر فرخاری کی کمک کیواسطے
جائیگا نہنگ بچہ دریائی اُٹھا اور مع فوج روانہ ہوا غرضکہ اسیطرح ایک سو سرداران لشکر مع فوج روانہ ہوے
ان سرداران لشکر اسلام اور پیر فرخار کا احوال آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال شہر ترمذ کا لکھا جاتا ہی شہر
ترمذ کا جو بادشاہ تھا نام اُسکا قاسم ترمذی تھا اُسکے شہر کے حوالی مین ایک اژدہا از حد عریض اور
طویل ظاہر ہوا تھا اکثر اُسکی وجہ سے انسان و حیوان کو ضرر پہونچتا تھا ہر چند اُسکے دفع کرنے کی تدبیر
کرتا تھا مگر وہ اژدہا کسی طرح دفع نہ ہوتا تھا بلکہ جو اُسکے سامنے جاتا تھا ہلاک ہوتا تھا جب قاسم ترمذی

از حد عاجز ہوا ایک روز اپنے وزرا اور امرا اعیان دولت و اراکین سلطنت کو جمع کرکے اُنسے کہنے لگا اب مین
اس اژدہے سے نہایت عاجز ہوا ہون اگر چندے یہ اژدہا اسیطرح اس شہر مین رہا تو یہ شہر ویران ہو جائیگا
رعایاے شہر جو اژدہے سے بچین گی جاگ جائینگی کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ یہ اژدہا ہلاک ہو جائے سبھون نے
ایک زبان ہوکر عرض کیا ای شاہ ذیوقار ہمنے سُنا ہی کہ اہل اسلام نہایت بہادر و جرار ہین خصوصاً حمزۂ
صاحبقران شجاعت و جوانمردی مین یکتاے روزگار ہین اُنھون نے پردۂ قاف مین صدہا دیوون
کو ہلاک کیا ہی پردۂ دنیا پر بڑے بڑے سرکشون کو زیر کیا ہی اُنکے خدانے اُنکو ایسی قوت دی ہی کہ کوئی اُنسے
مقابلہ کر نہین سکتا ہی شیر صحرا اُنکے آگے روباہ ہی بس یہ اژدہا بھی اُنکے نزدیک ایک ذرا سا کیڑا ہی اگر وہ یہان کسیطرح
تشریف لائین تو ایک تیر سے اُسے ہلاک کر ڈالین مگر اُنکا آنا مشکل ہی کیونکہ وہ مسلمان ہین حضور اور ہم سب
لات پرست ہین ہمارے اُنکے رسم و راہ بھی نہین ہی بالفعل اخبار سے معلوم ہوا ہی کہ لشکر اُنکا قریب بلخ اترا
ہی قاسم ترمذی نے حال غنیمت حمزۂ صاحبقران سُنکے اپنے عیار سہراب خنجرزن کو بلایا جب وہ حاضر
ہوا اُس سے کہا کہ جلد سوے بلخ جا قریب بلخ لشکر حمزۂ صاحبقران اُترا ہی لشکر مین داخل ہو کر کوئی عیاری
کرکے حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آ اگر وہ شاید نہ ملین تو اور کسی بہادر کو بیہوش کرکے
لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا سہراب خنجرزن بموجب حکم روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر اسلام مین بشکل مبدل
داخل ہوا اکثر مردم سے اُسنے دریافت کیا حمزۂ صاحبقران کون ہین مردم بازی نے کہا آجکل حمزۂ صاحبقران
لشکر مین نہین ہین سہراب خنجرزن نے جملہ سرداران لشکر اسلام کو دیکھا ازانجملہ کرب غازی کو بھی دیکھا
کرب غازی کو دیکھتے ہی خیال کرنے لگا یہ جوان نہایت بہادر و جرار معلوم ہوتا ہی اسی کو کسی تدبیر سے بیہوش
کرکے لیجانا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر مین مقیم ہوا ہنگام شب نقب لگا کر خیمہ مین گیا اور سوراخ نے سے بیہوشی دوا
بینی کرب مین پھونکدی جب بیہوشی دماغ مین ہوئی کرب کو چھینک آئی پھر بیہوش ہو گیا سہراب خنجرزن
نے چادر عیاری سے کرب غازی کو باندھا اور پشت خیمہ کیطرف جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے پشتارہ
دوش پر رکھکر جانب شہر ترمذ روانہ ہوا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام کو خبر ہوئی کوئی عیار کرب غازی
کو بیہوش کرکے لے گیا ہر چند عیارون اور سردارون نے جستجو کی لیکن کچھ نشان کرب غازی کا نہ ملا سہراب
خنجرزن بعد قطع منازل شہر ترمذ مین پہونچا اور روبروے قاسم ترمذی جاکر پشتارہ کرب غازی کا رکھدیا
قاسم ترمذی نے خوش ہوکر انعام کثیر دیکر کہا آفرین ہوشیار کرو عیار نے کرب غازی کو نقیلہ رفع بیہوشی
سونگھایا کرب غازی کو ہوش آیا قاسم ترمذی نے تخت سے اُٹھکر بصد ادب تسلیم کرکے کہا مین نے
آپکو واسطے ایک کام کے عیار بھیجکر بلایا ہی مین آپ کا دوست ہون دشمن نہین ہون اگر مین یون
آپکو بلاتا تو آپ کبھی نہ تشریف لاتے اسوجہ سے مین نے عیار کو بھیجا وہ آپکو بیہوش کرکے لے آیا یہ گستاخی
معاف فرمائیے کرب غازی نے پوچھا تمہارا کیا کام ہی بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا مین عرض کرونگا
آپ بالاے تخت تشریف لائیے یا جہان مناسب ہو بیٹھیے پھر مین بیان کرونگا کرب غازی قریب
تخت ایک دنگل بیٹھے قاسم ترمذی نے حکم دیا کشتی شراب جلد لاؤ کرب غازی نے کہا مین شراب
ابھی نہ پیونگا تم اپنا مطلب بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا میرے شہر کے حوالی مین ایک اژدہا نے
وہان ظاہر ہوا ہی چاہتا ہون کہ آپ اُسے قتل کر ڈالیے اگر آپ اژدہے کو مار ڈالیے تو مین اقرار کرتا ہون

کہ آپ کا دین اختیار کرونگا مسلمان ہو جاؤنگا کرب غازی نے اسیوقت اُٹھکر کہا مجھے کوئی مسکن اژدہے کا بتا دے مین اُسے بقوت الٰہی ہلاک کرونگا قاسم ترمذی نے ہر چند کہا ابھی آپ دو چار دن توقف فرمایے بعد ازان اژدہے کو ماریے گا مگر کرب غازی نے کہنا نہ مانا اور کہا مین ابھی اُسے جا کر مارونگا ناچار ہو کر قاسم ترمذی مع اپنے وزرا اور امرا وغیرہ سے مقام ظہور جی چلا کرب غازی ہمراہ اُسکے چلے قاسم ترمذی نے دور سے بتا دیا وہ اژدہا بیٹھا ہے کرب غازی اژدہے کو دیکھکر پہلے تو نہایت حیران ہوے کیونکہ کبھی ایسا طویل اژدہا نہ دیکھا تھا نہ سُنا تھا بعدہ اعانت خدا پر نظر کرکے اژدہے کیطرف تیر و کمان لیکر چلے جب قریب اژدہے کے پہونچے اژدہے نے سر اُٹھا کر دیکھا مُنھ سے شعلہ ہاے آتش دمبدم نکالے پھر سانس اس زور سے کھینچی کہ پتھر اور کنکر اور کرب غازی اُسکے دہن مین بے اختیار کھنچکر چلے گئے قاسم ترمذی نے یہ حال دیکھکر نہایت افسوس کیا اشک آنکھوں مین بھر لایا غم کرب غازی مین اشکبار ہوا آخر روتا ہوا اپنی دار الامارت کیطرف چلا گیا اب احوال کرب غازی کا لکھا جاتا ہے کہ جب کرب غازی اُسکے شکم مین داخل ہوا بعد دو گھڑی کے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار نظر آیا کرب نے کبھی ویسا باغ نہ دیکھا تھا سیر باغ کرکے کرب غازی نے خیال کیا یہ باغ شاید باغ بہشت سے ہے کیونکہ تم دہن اژدر مین سما گئے تھے یقین ہے کہ مر گئے ہوگے بعد مرنے کے بہشت مین داخل ہوے ہو پھر اپنے دست و پا اور لباس اپنا دیکھکر دل مین کہا مین زندہ ہون مر نہین گیا تھا غرض کرب غازی حیرت مین تھا کبھی تصور کرتا تھا کہ بعد مرگ بہشت مین داخل ہوا ہون کبھی برعکس اسکے خیال کرتا تھا ناگاہ کرب غازی نے دیکھا چبوترہ پر جو تخت جواہر نگار رکھا ہے اُسپر ایک زن خوبرو ایسی خوبصورت بیٹھی ہے کہ اگر اُسے پری کہیے تو بجا ہے اور اگر حور کہیے تو بھی درست ہے بلکہ غیرت حور اور رشک پری اُسے کہنا زیبا ہے اور مناسب ہے کرب غازی اُس نازنین کو دیکھتے ہی عاشق ہوے رونمائی مین دل دے دیا وہ زن خوبرو کرب غازی کو دیکھکر فریفتہ ہو کر تخت سے اُٹھی اور ہاتھ کرب غازی کا پکڑ کر اپنے پہلو مین بٹھا لیا پھر اُس نازنین نے کشتی شراب طلب کی چند کنیزین خوبصورت کشتی شراب لیکر آئین اُس نازنین تخت نشین نے اپنے ہاتھ سے شیشہ اُٹھا کر جام بلورین مین شراب اُنڈیلی پھر جام لے کر کرب غازی کو دینے لگی اور کہنے لگی کہ اے جوان تجھکو میرے سر کی قسم یہ جام شراب لے پی جب اُس نازنین نے یہ گفتگو کی مُنھ سے بوے بد آئی کرب غازی بیتاب و بیقرار ہو کر تاب ضبط نہ لا کر اُسکے پہلو سے اُٹھے اُس نازنین نے کہا اے جوان افسوس ہزار افسوس تو مجھ ایسی نازنین کے پہلو سے اُٹھکر جاتا ہے شاہان جہان میرے پہلو مین بیٹھنے کی آرزو رکھتے ہین مگر مین قبول نہین کرتی چونکہ مین تجھپر عاشق ہو گئی تھی اس وجہ سے تجھے مین نے اپنے پہلو مین مثل دل جگہ دی تھی تو نے بیوفائی کی مجھ میری قدر نہ کی یہ امر اچھا نہ کیا کوئی دنیا مین مجھ ایسی عورت تجھکو نہ ملے گی نام میرا سوسن جادو ہے میری تقریر سے بلبلان گلشن خجل ہین میری نزاکت و رنگ و رخ سے گلہاے چمن شرمندہ و منفعل ہین کرب غازی نے جواب دیا تو جادوگرنی ہے جبتک کلمہ پڑھکر مسلمان نہوگی اُسوقت تک تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور ہمبستر تجھسے نہ ہونگا یہ گفتگو سے کرب غازی سنکے اُس نازنین نے برہم ہو کر سحر پڑھا دست و پاے کرب غازی بحس و حرکت ہوے پھر چند چوبہاے سخت سے کرب غازی کو مارا بعدہ طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ اُسے زندان مین لیجا کر قید کرو ملازم اُسکے کرب غازی کو زندان مین لے گئے صبح کو پھر اُس نازنین نے کرب غازی

کو زندان مین بلوا کر کہا ای کرب غازی میرا وصل قبول کر تیرے حق مین بہتر ہوگا روے زمین کا تجھے بادشاہ
کر دونگی کوئی تجھ سے مقابلہ کر نہ سکیگا جس دلیر اور بہادر پر دو ماش سحر کے پڑھکر مارونگی دست و پا اُسکے بیحس
ہو جائینگے تو اُسکو قتل کر ڈالنا اسی طرح ہر ایک بادشاہ کو ہلاک کرنا مشرق سے مغرب تک اور جنوب
سے شمال تک جملہ ممالک روے زمین فتح کر لینا کرب غازی نے جواب دیا مجکو روے زمین کی بادشاہت
منظور نہین ہے مین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا سوسن جادو نے پھر کرب غازی کو چوبہاے سخت سے ایذا دیکر
پھر زندان مین بھجوا دیا اسی طرح سے چند روز تک سوسن جادو نے کرب غازی سے کہا کرب غازی نے
اُسکے وصل سے انکار کیا ایک روز زندان مین کرب غازی نے خیال کیا ای کرب تم فرزند خواجہ عمرو کے مشہور
ہو اتنے روز ہوے کوئی عیاری بھی نہین کی یہان سپہ گری سے رہائی ہوگی جبتک کوئی عیاری نہ کروگے
کرب غازی یہ باتین دل مین کر رہا تھا ناگاہ ملازمان سوسن جادو آئے اور کرب غازی کو زندان سے
لے گئے جب کرب غازی سامنے سوسن جادو کے پہونچا اُسنے پھر کہا ای کرب غازی اب بھی میرے کہنے پر
عمل کر میرا وصل قبول کر کرب غازی نے کہا اچھا مین اب تمھارے کہنے پر عمل کرونگا سوسن جادو نے خوش ہوکر
قید آہن سے رہا کرایا اپنے پہلو مین بٹھایا کرب کو سینے سے لگا کر پیار کرنے لگی کرب بھی اُس سے اختلاط کرنے لگا
اُسی حالت اختلاط مین کرب غازی نے اُسکے گلو پر ہاتھ رکھکر اس زور سے دبایا کہ آنکھین اُسکی
حلقۂ چشم سے باہر نکل آئین آمد و شد نفس کی بند ہوئی آخر روح اُسکی گھبرا کر نکل گئی سوسن جادو کے مرتے
ہی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو اور مارا
کہ نام میرا سوسن جادو تھا ابھی عمر میری پوری دو ہزار برس کی بھی نہ تھی بعد اس آواز آنیکے کرب غازی نے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ نہایت لاغر و نحیف اور کریہ منظر ہمہ تن پوست و استخوان بالاے خاک پڑی ہے اُس باغ پر بہار کا
کہین نام و نشان بھی نہین ہے نہ وہ کنیزین ہین نہ جادوگر ہین ایک صحراے خارستان کرب غازی نے اُسے
ہلاک کرکے شکر خدا کیا اور اُس جگہ سے روانہ ہوا قاسم ترمذی کو اژدہے کے غائب ہونیکی اور کرب غازی
کے آنیکی خبر ہوئی نہایت متحیر اور خوش ہوکر مع امرا و وزرا برائے استقبال آیا کرب غازی کو بعد تعظیم و تکریم لیگیا بہزار
عزت و حرمت قریب تر اپنے تخت دنگل پر بٹھایا احوال پوچھا کرب غازی نے تمام کیفیت جادوگری کی بیان کی قاسم
ترمذی بموجب وعدہ کلمہ پڑھکر مع اپنے اعیان دولت و اراکین سلطنت کے مسلمان ہوا پھر حکم کیا تمام اہل شہر چھوٹے
اور بڑے مسلمان ہون بموجب حکم بادشاہ کچھ نابکار تو مسلمان نہین ہوے اور سب صغیر و کبیر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے
پھر قاسم ترمذی نے کرب غازی سے کہا اب آپ بالاے تخت بیٹھیے یہ تخت و تاج آپکے لائق ہے کرب غازی نے
جواب دیا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نہین ہے قاسم ترمذی یہ سُنکے خوش ہوا بزم عیش آراستہ
کی دو تین روز تک جلسۂ نشاط آراستہ رہا بعد موقوف ہونے بزم طرب کے کرب غازی قاسم ترمذی سے رخصت
ہوا بعض داستان گو بیان کرتے ہین کہ قاسم ترمذی بھی اپنے فرزند کو تخت پر بٹھا کر ہمراہ کرب غازی مع فوج چلا
کرب سوے لشکر اسلام جاتا تھا اثناے راہ مین خبر سُنی کہ فرامرز پسر نوشیروان نے بہمراہی و اعانت عثمان دیو
و حاکمان شہر طیب کشمیر و کتور و کابل وغیرہ ممالک کو لوٹ لیا ہے طہماس یونانی قلعہ بند ہوا ہے طوغان رخ حبش
وغیرہ بھاگ کر سوے زرطاشیہ گئے ہین بعض داستانگو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ طہماس یونانی قلعہ بند نہین ہوا
بلکہ آمادہ جنگ ہوا غرض یہ خبر سُنکر کرب غازی لشکر اسلام کیطرف نہ گیا اور سوے زرطاشیہ روانہ ہوا غرض

عثیمان دیو اور فرامرز پسر نوشیروان اور حاکم شہر طیب اور زلزال بن حسام نے حملہ طہماس یونانی پر کیا لڑائی ہوئی
آخر عثیمان دیو گرزگران سر لیکر جانب در قلعہ پہونچا چاہتا تھا کہ در قلعہ کو توڑکر داخل قلعہ ہو کہ بیر فرخاری برائے مدد
طہماس یونانی پہونچا اُسوقت جنگ مغلوبہ خوب ہوئی ہنگام جنگ بیر فرخاری دست عثیمان دیو سے زخمی ہوا دونون
پسر اُسکے اسیر ہوے فوج اہل اسلام شکست کھا کے پیچھے ہٹنے لگی اکثر سواران لشکر بھاگ گئے بیر فرخاری ایک بلندی
پر سے تیر اندازی کرنے لگا فوج عدو نے بیر فرخاری وغیرہ کو چار طرف سے گھیر لیا قریب تھا کہ بیر فرخاری قتل ہو
ناگاہ فرامرز مغربی جو لشکر اسلام سے اول روانہ ہوا تھا مع لشکر پہونچا بیر فرخاری اُسے دیکھکر خوش ہوا فرامرز
پسر نوشیروان اور عثیمان دیو نے فرامرز مغربی کو دیکھکر بیر فرخاری کے قتل کرنے سے باز رہکر فرامرز مغربی کو
روکا آخر کار جنگ عظیم ہوئی ہنگام جنگ فرامرز عاد مغربی دست عثیمان دیو سے زخمی ہوا جب وقت شب ہوا
طبل بازگشت بجواکر حاکمان شہر طیب فرودگاہ لشکر پر گئے فرامرز عاد مغربی اور بیر فرخاری وغیرہ علحدہ مقیم ہوے ہنگام
شب حاکمان شہر طیب نے طبل جنگ بجوایا اہل اسلام کے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجایا گیا اب پھر دونون جانب تیاری
جنگ ہوئی صبح کو حاکمان شہر طیب نے میدان مین آکر صف آرائی لشکر کی بیر فرخاری اور فرامرز نے بھی اپنے لشکر کی
صف آرائی کی جب نقیب جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے طہماس یونانی بھی قلعہ سے
نکلکر شریک اسلام ہو چکا اُسوقت عثیمان دیو نے اپنے گینڈے کو صف لشکر سے نکالا اور میدان مین آکر پکارا اے فرقۂ
اہل اسلام آج تم مین سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرا مقابلہ کرے ہنوز کوئی جوان لشکر سے نہ نکلا تھا بیر فرخاری دعا
کر رہا تھا کہ نہنگ بچہ دریائی مع فوج نمایان ہوا بیر فرخاری خوش ہوا بعد نہنگ بچہ دریائی کے سرداران زندی
اور ساقط شاہ یکے بعد دیگرے مع فوج و لشکر آنے لگے میدان جنگ کثرت سپاہ سے بھر گیا عثیمان دیو و حاکمان
شہر طیب و فرامرز پسر نوشیروان یہ احوال دیکھکر حیران ہوے بعدہ کثرت لشکر اسلام کا کچھ خیال نہ کرکے باطمینان
تمام دیکھنے لگے کہ کون برائے مقابلہ آتا ہے اول نہنگ بچہ دریائی لشکر اسلام سے نکلا عثیمان دیو نے اُسے زخمی
کیا پھر ساقط شاہ نے مقابلہ کیا وہ بھی دست عثیمان دیو سے زخمی ہوا اسیطرح جملہ سرداران لشکر اسلام جو برابر
مد آئے تھے سب دست عثیمان دیو سے زخمی ہوے کئی روز تک لڑائی رہی آخر ایک روز ہنگام سحر حاکمان شہر طیب نے
طبل یورش بجواکر اہل اسلام پر حملہ کیا طہماس یونانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو زخمی تھے بیر فرخاری نے رجوع قلب دعا
کی دعا مقبول ہوئی ہنگام جنگ مغلوبہ کرب غازی اور مقبول سقفی مع قاسم ترمذی ظاہر ہوا اور عقب انکے قلاح
پلنگینہ پوش کہ برائے جستجوے کرب غازی مع لشکر نکلا تھا تلاش کرتا ہوا پہونچا کرب غازی جنگ مغلوبہ دیکھکر
شریک اہل اسلام ہوا بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا مردان لشکر جانبین قتل ہوے عین ہنگام جنگ مغلوبہ مین عثیمان
دیو لڑتا ہوا سامنے کرب کے آیا اور نعرہ کرکے تیغہ گرانبار سر کرب غازی پر مارا کرب غازی نے تیغہ کو
سپر پر روک کر نعرہ کرکے ایسی تلوار کمر عثیمان دیو پر لگائی کہ عثیمان دیو مثل خیار دو ٹکڑے ہو کر بالائے خاک
گینڈے سے گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا اہل اسلام عثیمان دیو کے قتل ہونے سے خوش ہوے اعدا کو رنج ہوا اب
اہل اسلام نے فوج اعدا پر یکبارگی حملہ کیا زلزال بن حسام اہل اسلام کو روکنے لگا سواران لشکر کو قتل کرنے لگا کرب نے
اُسے بھی قتل کیا اب فوج عدو بیدل ہو کر شکست کھا کر بھاگی اہل اسلام نے ہزاروں کو قتل کیا خیمہ و خرگاہ مال اسباب خزانہ
لوٹ لیا جب حاکمان شہر طیب قتل ہوگئے فرامرز پسر نوشیروان جانب بلخ گریزان ہوا اہل اسلام فتحیاب ہوے کرب
غازی نے اُسی جگہ مقام کیا تین روز تک اُسی جگہ رہے زخمیون کا علاج ہونے لگا جو اہل اسلام شہید ہوے تھے

تکفین دفن کیا تیسرے روز فرمان سلطان سعد برائے طلب سرداران لشکر آیا کرب غازی نے طہماس یمنی ثانی اور طوغان
بن بہمن اور پیر فرخاری کو مع اُنکے فرزندون کے کہ قید اعدا سے رہا کیے گئے ہین اور دیگر حاکمونکو رخصت کیا ہر ایک
اپنے اپنے ملک و شہر کیطرف مع فوج گیا اور جو حاکم وہانکا شاہان شہر طیب کی جانب سے تھا اُسے قتل کرکے تخت پر بیٹھا
بعد روانہ کرنے حاکمان مذکور کے کرب غازی ہمراہ نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ و فرامرز عاد مغربی وغیرہ کے سوے
لشکر اسلام روانہ ہوا قاسم ترمذی بقول بعض ہمرہ رکاب کرب غازی رہا ان سبکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیئے
مگر اب احوال دیگر تحریر کیا جاتا ہے ملاحظہ کیجیے جب خواجہ عیاری کرکے اور سعد سحر بلخی سے لڑکر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوئے سعد سحر بلخی نے ہوشیار و گوشیار بلخی سے عرض کیا حمزہ صاحبقران کا یہان قید رکھنا اچھا نہین ہے ایک دن
عمرو امیر کو رہا کرکے لیجائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کیجیے مین قلعہ ہندوان
بلخ مین اُنھین لیجاکر قید کرون اور بخوبی حفاظت کرون ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے اپنے عیارون کی راے
پسند کرکے امیر کو اُسکے حوالے کیا سعد سحر بلخی اور سعید سحر بلخی نے امیر کو لیجاکر قلعہ ہندوان مین قید کیا اور
بخوبی بندوبست کیا تاکہ عمرو امیر کو رہا کرکے نہ لیجائے وہان تو عیاران مذکور نے امیر کو قلعہ مین قید کیا یہان لشکر
اسلام مین خواجہ آئے تمام احوال جو گذرا تھا سلطان سعد سے کہا اس اثنا مین خواجہ نے سُنا کہ سعد سحر بلخی
اور سعید سحر بلخی نے امیر کو قلعہ ہندوان بلخ مین قید کیا ہے خواجہ فوراً جانب قلعہ مذکور روانہ ہوئے اثنائے راہ
مین شکل اپنی تبدیل کی جب قلعہ ہندوان بلخ مین داخل ہوئے بصورت نان فروش بازار مین بیٹھے تھے ناگاہ
سعد سحر بلخی مع عیارون کے بازار شہر مین آیا نان فروش کو دیکھکر عیارونسے کہنے لگا کہ اس نان فروش کو ہمارے
پاس لے آؤ ثابت ہوتا ہے یہ نان فروش نہین ہے بلکہ کوئی عیار ہے عجب نہین کہ عمرو ہو جب عیاران مذکور روبروے
عمرو گئے اور کہا او نان فروش جلد چل ہمارے اُستاد سعد سحر بلخی نے تجھے بُلایا ہے خواجہ نے یہ سُنتے ہی خنجر کھینچا اور
اُن عیارونسے لڑنے لگے بازار شہر مین اژدہام مردمان ہوا دکاندار گھبرائے سعد سحر بلخی یہ حال دیکھکر سمجھا کہ
یہ نان فروش عمرو ہے یہ تصور کرکے آگے بڑھا اور خنجر کھینچکر خواجہ کیطرف دوڑا خواجہ درمیان عیاران سے نکلکر
صحرا کیطرف روانہ ہوے ہر چند شاگردان سعد سحر بلخی نے خواجہ کا تعاقب کیا لیکن خواجہ کو نہ پایا سب عیار تو
عاجز ہوکر ٹھہر گئے لیکن ایک عیار کہ نام اُسکا سر غنہ تھا اُسنے عمرو کا تعاقب کیا شہر مین جسوقت شاگردان سعد سحر بلخی
آئے اور سعید بلخی بھی یہ ہنگامہ دیکھکر سعد سحر بلخی کے پاس آیا اُسوقت شاگردون نے کہا اُستاد آپ ناحق حمزہ صاحبقران
کو یہان لائے عمرو سے جان بچانی اب مشکل ہوگی آپ حمزہ کو نہین لائے ہین بلکہ اپنے اور ہمارے واسطے ایک بلائے عظیم
لائے ہین دیکھیے انجام اُسکا کیا ہوتا ہے سعد بلخی نے جواب دیا عمرو سے ہم نہین ڈرتے ہین اگر اب وہ براے رہائی حمزہ صاحبقران
یہان آئیگا تو ہم اُسے گرفتار کرینگے شاگردان سعید سحر بلخی یہ سُنکے خاموش رہے قبل اسکے لکھا تھا کہ سر غنہ عیار تعاقب عمرو
مین گیا تھا خواجہ عمرو نے جو پھر کر اُسے دیکھا برہم ہوکر خنجر کھینچ کر کھڑے ہوے جب سر غنہ عیار قریب آیا خواجہ نے کہا
او نا عیار اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا میرے ہمراہ نہ آ اُسنے جواب دیا مین تجھکو گرفتار کرکے لیجاونگا خواجہ کو غصہ آیا دونو
مین خوب لڑائی ہوئی آخر خواجہ نے اُسے زیر کیا اور مسلمان ہونیکو کہا اُسنے انکار کیا خواجہ نے اُسکا سر تن سے جدا کیا پھر
رنگ و روغن نکالکر اُسکے سر کی شکل مثل اپنی صورت کے بنائی اور اپنی صورت مثل اُسکی صورت کے تبدیل کی بعدہ سر اُسکا
اُٹھاکر جانب بلخ روانہ ہوے جب بلخ مین پہنچے سعد سحر بلخی و سعید سحر بلخی اور دیگر عیارونکے پاس جاکر وہ سر رکھا
اور کہا مین نے بڑی مشکل سے سر عمرو کا جدا کیا سعید سحر بلخی اور سعد سحر بلخی سر عمرو کا دیکھکر نہایت خوش ہوے سر غنہ عیار

کی تعریف کی پھر سر عمرو نقلی کا روبروے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی لے گئے وہ از حد خوش ہوے اور سرغنہ عیار نقلی کو
خلعت و انعام دیا عیارون نے قلعہ ہندوان مین عمرو کے قتل ہونے سے خوش ہوکے بزم عشرت آراستہ کی دو پہر رات تک
بزم عشرت آراستہ رہی وقت نصف شب جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک عیار فرش خواب پر باطمینان تمام سو رہا جس دم
سب عیار سو رہے خواجہ عمرو کہ بصورت سرغنہ عیار بنے تھے اُٹھے اور جس جگہ حمزۂ صاحبقران قید تھے اُس طرف چلے قریب
حمزۂ صاحبقران پہونچ چکے تھے کہ سعد سنجر بلخی اور سعید سنجر بلخی خواب سے بیدار ہوے سرغنہ عیار کو نہ دیکھکر متردد
ہوکر جانب زندان مع اپنے شاگردونکے روانہ ہوے خواجہ قریب امیر پہونچے تھے چاہتے تھے کہ امیر کو رہا کرین ناگاہ
سعید سنجر بلخی وغیرہ نے نعرہ کرکے کہا او عمرو کہان جاتا ہے ہوشیار ہو جا کہ ہم آ پہونچے ہمین پہلے بھی تیرا سودیکھکر کچھ خیال ہوا تھا
اب تجھ پر معلوم ہوگیا کہ تو عمرو ہے خواجہ گروہ عیاران کو دیکھکر بھاگے سعد سنجر بلخی و سعید سنجر بلخی خنجر بکف دوڑے خواجہ جست
کرکے ایک مکان کے کوٹھے پر گئے سعید سنجر بلخی اور دیگر عیار بھی یکے بعد دیگر جست کرکے اس مکان کے بام پر گئے خواجہ وہان سے
دوسرے مکان کی بام پر جست کرکے پہونچے یہ سب عیار بھی اُسی کوٹھے پر پہونچے اسیطرح خواجہ جست کرتے ہوے بہت سے
کوٹھون پر گئے اور ہمراہ خواجہ سعید سنجر بلخی اور سعد سنجر بلخی مع اپنے شاگردونکے پہونچے آخرکار خواجہ عمرو ایک مکان کے کوٹھے پر
جست کرکے گئے صحن مکان مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبرو لباس رنگین و نفیس زیب تن کیے ہوے چار طرف اس طرح
دیکھ رہی ہے گویا کسی کی منتظر ہے اور کسی کی جستجو کر رہی ہے خواجہ اس مکان کے بام سے صحن مین آئے اُس نازنین نے دوڑکر
خواجہ کے پاس جاکر پوچھا اے شخص تو کون ہے خواجہ نے جواب دیا کہ مین ایک بندۂ خدا ہون اُس زن خوبرو نے کہا معلوم ہوتا ہے تو
عمرو ہے خواجہ نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ مین عمرو ہون اُس نازنین نے جواب دیا مین سو رہی تھی عالم خواب مین حضرت ابراہیم نے
تشریف لاکر مجھے مسلمان کیا اور فرمایا جلد بیدار ہو خواجہ عمرو تیرے مکان مین آتا ہوگا اُس سے بہ نیکی پیش آنا پس اے خواجہ اسیوجہ سے
مین نے تمھین پہچانا اب کچھ تم اندیشہ نکرو ہرچند کہ مین زوجہ سعد سنجر بلخی ہون مگر چونکہ مسلمان ہو چکی ہون تمسے نیکی کرونگی خواجہ نے کہا
تمھارا شوہر سعد سنجر بلخی مع اپنے شاگردونکے میری گرفتاری کے لیے آتا ہے کہین مجکو پوشیدہ کر اُسنے کہا کہ یہ خم کلان جو رکھا ہے
اسمین پوشیدہ ہو جاؤ خواجہ خم مین جاکر بیٹھے اُس عورت نے بالاے خم ایک کپڑا ڈالدیا ہنوز خواجہ خم مین بیٹھے تھے کہ
سعد سنجر بلخی اپنے مکان کے کوٹھے پر آیا اور زینہ سے صحن مین آکر اپنی زوجہ سے پوچھنے لگا یہان عمرو تو نہین آیا اُسکی زوجہ
نے کہا ہان آیا ہے اُس خم مین جسپر کپڑا پڑا ہوا ہے بیٹھا ہے سعد سنجر بلخی جانب خم چلا خواجہ نے درمیان خم کہا افسوس اس
عورت نے بیوفائی کی تمھین گرفتار کرادیا اب سعد سنجر بلخی گرفتار کریگا یہانسے بھاگ کر کہان جاؤگے اُس عورت نے
نہایت فریب کیا اور تم بھی اسکے فریب مین آگئے خواجہ درمیان خم افسوس کر رہے تھے ناگاہ وہ عورت خندہ زن
ہوئی اور سعد سنجر بلخی سے کہا صاحب تم بھی بڑے احمق ہو مین نے جو کہا کہ عمرو خم مین بیٹھا ہے تمھین یقین ہوا کہ سچ سچ
عمرو خم مین نہان ہے یہ خیال نہ کیا کہ وہ شاہ عیاران ہے مثل و نظیر اُسکا پردۂ دنیا پر نہین ہے وہ تمھارے گھر مین خم مین آکر
چھپے گا سعد سنجر بلخی قریب پہونچ چکا تھا یہ گفتگو اپنی زوجہ کی سُنکے شرمندہ ہوکر پلٹکر اپنی زوجہ کے پہلو مین بیٹھ گیا زوجہ نے
اُسکو سمجھایا کہ تم خواجہ عمرو سے دشمنی نہ کرو انجام اسکا برا ہے ایسا نہو کہ اُسکے ہاتھ سے تمھین کچھ ضرر پہونچے میرے
نزدیک مناسب ہے کہ عمرو کی اطاعت کرو دین اسلام کہ بہترین دین ہے اختیار کرو اسیطرح کچھ دیر تک سمجھایا سعد سنجر بلخی نے
بعد فکر و تامل خیال کیا زوجہ میری سچ کہتی ہے یہ خیال کرکے سعد سنجر بلخی نے کہا اگر عمرو یہان آئے تو مین اُسکی اطاعت
کرون اور دین اسلام بھی اختیار کرون وہ زن خوبرو یہ سُنکے پہلو سعد سنجر بلخی سے اُٹھی اور قریب خم جاکر خواجہ سے کہا کہ
خواجہ عمرو خم سے اب باہر آؤ تردد و اندیشہ کچھ نکرو خواجہ عمرو تو تمام گفتگوے زن و شوہر سُن چکے تھے خم سے باہر نکلے

سعد سخر بلخی قدم خواجہ پر گرا اور کہنے لگا اب مین آپکی اطاعت کرتا ہون اور دین اسلام بھی اختیار کرتا ہون جو کچھ مجھ سے خطا ہوئی ہو معاف فرمایئے خواجہ نے سر اُسکا اپنے پانون سے اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا پھر کلمہ اُسے پڑھایا سعد سخر بلخی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ کو جاے صدر پر لا کر بٹھایا اتنی دیر مین سعید بلخی وغیرہ بھی جستجوے خواجہ عمرو کرتے ہوے بالاے مکان سعد سخر بلخی آئے سعد سخر بلخی اور خواجہ عمرو کو ایک جا بیٹھے ہوے دیکھکر حیران ہوے پھر سعید سخر بلخی مع اپنے شاگردونکے سعد سخر بلخی کے پاس آیا سعد سخر بلخی نے کہا اے برادر مین نے تو خواجہ عمرو کی اطاعت اختیار کی ہے اور دین اپنا ترک کرکے مسلمان ہوا ہون تمھین بھی لازم ہے کہ فرمانبرداری خواجہ عمرو کی کرو اور دولت دین اسلام کی خواجہ سے خواہش کرو سعید سخر بلخی نے سعد سخر بلخی کے سمجھانے سے فی الفور قدم خواجہ پر سر اپنا رکھا خواجہ نے اُسکے سر کو بھی اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ اُسے پڑھایا سعید سخر بلخی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر سعد سخر بلخی اور سعید سخر بلخی نے اپنے گھر سے نکلکر اپنے جملہ شاگردونکو مسلمان کیا اور حمزۂ صاحبقران کو قید سے رہا کیا پھر جملہ عیاران قلعہ ہندوان بلخ نے سر اپنا قدم امیر پر جھکا دیا امیر باتوقیر نے ہر ایک پر مہربانی و نوازش کی پھر امیر نے خواجہ سے ملاقات کی اور احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام حالات جو گذرے تھے بیان کیے حمزۂ صاحبقران قلعہ ہندوان بلخ سے مع خواجہ عمرو و جملہ عیاران مذکور کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب لشکر پہونچے سلطان سعد و جملہ سرداران لشکر اسلام نے امیر کا استقبال کیا جب امیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سعد سخر بلخی نے دست بستہ حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین روبروے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی جاؤن اور اُنھین سمجھا کر آپکا مطیع و فرمانبردار کرون امیر باتوقیر نے اجازت دی سعد سخر بلخی خدمت شاہان بلخ مین گیا اور تنہائی مین اُنکو اُنھین سمجھایا شاہان بلخ سعد سخر بلخی کے سمجھانے سے اطاعت حمزۂ صاحبقران پر راضی ہوے سعد سخر بلخی اُنھین ہمراہ لیکر لشکر اسلام کیطرف لیچلا امیر نے خبر پاکر براے استقبال چند سردار اُنکو روانہ کیا سرداران مذکور نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کا استقبال کیا پھر اُنھین ہمراہ اپنے لشکر اسلام مین لائے شاہان بلخ نے سر اپنے قدم امیر پر جھکائے امیر نے سر اُنکے اپنے سینے سے لگائے اور نہایت اُنپر مہربانی کی اُنھون نے عرض کیا اب ہمین دولت دین اسلام مرحمت فرمایئے امیر نے اُنھین کلمہ پڑھایا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کلمہ زبان پر جاری کرکے صدق دل سے مسلمان ہوے امیر نے بارگاہ سلیمانی مین موافق اُنکی عزت و لیاقت کے اُنھین بٹھایا جملہ اہل اسلام شاہان بلخ کے مسلمان ہونے سے خوش ہوے نوشیروان ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کے مسلمان ہونے کی خبر سُنکے مع بختک و دیگر کافران نابکار کے بلخ سے بھاگا اور جانب فاریاب روانہ ہوا ہوشیار بلخی نے بلخ مین جاکر جملہ صغیر و کبیر کو مسلمان کیا مساجد کے بنانے کا حکم دیا مسجدین جابجا اہل اسلام اُسیوقت سے بنوانے لگے ہوشیار بلخی نوشیروان کے گریزان ہونے کی خبر سُنکے خدمت صاحبقران مین آیا اور حال نوشیروان کا بیان کیا پھر عرض کیا شہر مین تشریف لے چلیے چند روز بلخ مین تشریف رکھیے حمزۂ صاحبقران ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مع جملہ فوج کے داخل شہر بلخ ہوے شاہان بلخ نے چند روز تک بخوبی تمام حمزۂ صاحبقران اور کل سرداران لشکر کی دعوت و ضیافت کی اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی اسی اثنا مین کرب غازی و تہمتن بچہ دریائی و ساقط شاہ دربندی وغیرہ سرداران لشکر اسلام داخل بلخ ہوے کرب غازی نے تمام احوال بیان کیا قاسم ترمذی نے قدم امیر پر سر جھکایا امیر نے سر اُسکا قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا

داستان روانہ ہونا حمزۂ صاحبقران کا سوے فاریاب حال نوشیروان مکار کی ظفر فاریابی بیان کیجاتی ہے

محرران بعید ذیل اس داستان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی دعوت وضیافت حمزہ صاحبقران کر چکے اُسوقت امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو بُلاکر بارگاہ سلیمانی حوالے کرکے جانب فاریاب روانہ کیا بعدازان خود بھی جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج بلخ سے سمت فاریاب روانہ ہوے اثناے راہ مین دو دو چار چار روز مقام کرتے ہوے شکار صحرا مین کھیلتے ہوے بہ تعاقب نوشیروان چلے جاتے تھے لیکن نوشیروان جو بلخ سے بھاگا تھا بصد اضطراب فاریاب مین پہونچا مظفر فاریابی نے اُسکا استقبال کرکے کہا آپ میرے قلعہ مین تشریف رکھیے نوشیروان نے کہا مین ہرگز یہان توقف نکرونگا کیونکہ حمزہ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہونگے یہان اُنکے ہاتھ سے میری جان نہ بچیگی تمھارے پاس اتنی فوج نہین ہو کہ تم اُنسے مقابلہ کرسکو اب جانب ترکستان جاؤنگا صلصال بن دال سے ملاقات کرونگا اپنا احوال اُس سے بیان کرونگا وہ بخوبی میری اعانت کریگا یہ کہکر نوشیروان وہانسے روانہ ہوا بعد جانے نوشیروان کے پہلوان عادی اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ لیے ہوے مع اپنے بھائیون اور سواران لشکر کے فاریاب کنیجانب پہونچا مظفر فاریابی پہلوان عادی کے آنے کی خبر سُنکے متردد ہوا آخر کچھ تجویز کرکے چند تحائف ہمراہ لے کر مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلکر روانہ ہوا اثناے راہ مین پہلوان عادی کا استقبال کرکے وہ تحائف دیکر قدمبوس ہوا بعدہ کہنے لگا مین حمزہ صاحبقران کا فرمانبردار ہون کیا مجال جو سرکشی کرون قبل تو لات پرست تھا اب مسلمان ہون اسیوجہ سے مین نے نوشیروان کو اپنے قلعے مین ٹھہرنے نہین دیا آپ قلعے مین تشریف لے چلیے جو کچھ مجھ سے خدمت ہوسکے گی کرونگا پہلوان عادی نے گفتگوے مظفر فاریابی سُنکے نہایت خوش ہوکر ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اے امیر باتوقیر مظفر فاریابی حاکم قلعہ فاریاب نے آپ کی اطاعت قبول کی بہ غرض عرضی لکھکر ایک سوار کو کہا خدمت حمزہ صاحبقران مین جلد جا اور یہ عرضی اُنھین پہونچا سوار مذکور وہ عرضی لیکر روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز سوار نے دیکھا کہ امیر ایک صحراے سبزہ زار مین مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین سوار نے خدمت امیر مین جاکر وہ عرضی پہلوان عادی کی پیشکش کی امیر باتوقیر عبارت عرضی کی پڑھکر خوش ہوے پہلوان عادی ہمراہ مظفر فاریابی قلعہ مین آیا مظفر فاریابی نے سامان دعوت وضیافت کا کیا بزم عشرت آراستہ کی جب طعام ہاے لذیذ و خوش ذائقہ تیار ہوچکے اُس وقت مظفر فاریابی نے دسترخوان بچھواکر بصد تکلف ظروف نادر و نفیس مین طعام ہاے لذیذ منگواکر دسترخوان پر رکھواے پہلوان عادی سے دست بستہ کہا کہ امیدوار ہون کچھ نوش فرمایئے پہلوان عادی نے ہاتھ دھوکر ظروف اُٹھا اُٹھا کر طعام ظروف اپنے حلق مین ڈالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین جملہ طعام کھا لیا مظفر فاریابی نے بموجب خواہش پہلوان عادی اور طعام منگوایا عادی وہ طعام بھی جلد تر کھا گیا آخر مظفر فاریابی نے بہت سی دیگین پر از طعام منگوائین عادی دیگون کو دیکھکر خوش ہوا اور ہر ایک دیگ کو اُٹھا اُٹھا کر طعام اپنے دہن مین ڈالنے لگا اور مظفر فاریابی کی بار بار توصیف کرنے لگا تھوڑی دیر مین کل دیگین طعام سے خالی کردین مگر پیٹ نہ بھرا جتنبو کھانا تھا کھا گیا جب مطلق طعام باقی نہ رہا پہلوان عادی نے مجبور و ناچار ہوکر آب سرد پی کر پانی سے ہاتھ دھویا برادران پہلوان عادی نے بھی اکل و شرب سے فرصت حاصل کی دسترخوان اُٹھایا گیا مظفر فاریابی پہلوان عادی کے سیر نہونے سے نہایت حیران ہوا بعد حیرت بسیار وہان سے اُٹھکر باہر گیا شیشہ ہاے شراب اور مینا ہاے مے بینے بکثرت

بیہوشی ملواکر روبروے پہلوان عادی آیا اور عرض کرنے لگا آپ بزم عشرت مین تشریف لیچلیے پہلوان عادی
اور برادران عادی ہمراہ مظفر فاریابی بزم عشرت مین جاکر بیٹھے اُسوقت حاکم قلعہ فاریاب نے حکم دیا ساقیان گلرخسار
کشتیان شراب کی مع گزک جلد لائین بموجب حکم ساقیان گلرخسار شراب بیہوشی آمیز لیکر بزم مین آئے اور جام
بلورین مین شراب بھر بھر کر پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو پلانے لگے پہلوان عادی نے
کہا اے مظفر فاریابی تم بھی شراب پیو اُسنے کہا اسوقت مجھے معاف فرمائیے پھر ہمراہ آپکے میکشی کرونگا پہلوان
عادی نے پھر اُسکے اصرار نہ کیا جب ساقیان مہ جبین وہ انگبین پلا چکے اشیاے گزک سے ہر ایک نے ذائقہ دہن
تبدیل کیا پھر حکم مظفر فاریابی سے ساقیان خوش گلو بزم مین مع ساز ندونکے حاضر ہوے بناز و ادا ناچنے اور گانے
لگے بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کے سر مین درد ہونے لگا بیہوشی نے اپنا اثر
دکھایا پہلوان عادی نے پوچھا یہ کیسی شراب تھی کہ جسکے پینے سے میرے سر کو گردش ہو مظفر فاریابی نے کہا یہ شراب
دو آتشہ تھی جو آپ نے پی ہو اُسنے نشہ زیادہ کیا ہو اسیوجہ سے آپ کے سر کو گردش ہو اگر مناسب ہو تو آپ براے
تفریح طبع مع اپنے بھائیون کے باغ مین تشریف لے چلیے سیر باغ کیجیے پہلوان عادی نے کہا اچھا باغ مین
چلو تاکہ ہوا لگنے سے میری طبیعت شگفتہ و درد سر موقوف ہو یہ کہکر پہلوان عادی اُٹھا برادران
پہلوان عادی بھی اُٹھے چونکہ بیہوشی بخوبی اثر اپنا کر چکی تھی ہر ایک شخص لڑکھڑا کے بالاے فرش گرا گرتے ہی
بیہوش ہو گیا مظفر فاریابی نے خوش ہوکر اپنے ملازمون کو طلب کرکے کہا جلد ان سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کرو بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کرو لشکریان پہلوان عادی کو گھیر کے تہ تیغ کرو ملازمان مظفر فاریابی نے
اول تو پہلوان عادی اور برادران عادی کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیا زندان مین لیجاکر قید کیا پھر لشکریان
حاکم قلعہ فاریاب نے مردان فوج عادی پر حملہ کیا کچھ سواران سپاہ قتل ہوے باقی تاب مقابلہ نہ لاکر گریزان ہوکے
حمزہ صاحبقران ایک صحرا مین فروکش تھے کہ لشکریان پہلوان عادی مضطر و پریشان خاطر خدمت امیر
مین پہونچے امیر نے احوال پوچھا سب نے عرض کیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو مظفر
فاریابی نے قید کر لیا ہو بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کر لی ہو براے اطلاع ہم حاضر ہوے ہین امیر با توقیر نے
احوال پہلوان عادی وغیرہ سے آگاہ ہوکر جام کلہ عفریت مین شربت منگواکر درمیان مین جملہ سرداران لشکر
اسلام کے رکھا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہو کہ یہ شربت پیے اور مظفر فاریابی کو جاکر گرفتار کرے اور پہلوان
عادی کو قید سے رہا کرائے کرب غازی نے فوراً اُٹھکر قدرے شربت پیکر عرض کیا یہ حکم مین بجا لاؤنگا امیر با توقیر
نے فرمایا جلد جاؤ کرب غازی اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لیکر سوے فاریاب بصد عجلت چلا جب قریب قلعہ پہونچا
مظفر فاریابی خبر آمد کرب غازی سن کے چالیس ہزار سوار ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا اس اثنا مین کرب
غازی عنقریب قلعہ پہونچا مظفر فاریابی نے کرب غازی کو روک کر کہا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا
ورنہ اپنی تیغ تیز سے سر تیرا جدا کرونگا کرب غازی نے کہا او نابکار کیا بکتا ہو مین تجھکو قتل کرکے قلعے کو فتح کرونگا
اپنے باپ کو قید سے چھڑاؤنگا مظفر فاریابی نے یہ سُن کے غضبناک ہوکر نیزہ سینہ کرب غازی پر
مارا کرب غازی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر کرب غازی نے نیزہ مارا اُسنے بھی اپنے نیزہ
پر نیزہ کرب غازی کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر باہم گر جنگ نیزہ ہوئی آخر کرب غازی نے ایک
بند نادر باندھکر نیزہ دست مظفر فاریابی سے نکال دیا جسوقت نیزہ ہاتھ سے نکل گیا مظفر فاریابی

نے خیال کیا حریف زبردست ہو ایسے سے لڑنا نہ چاہیے اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے مظفر فاریابی نے
کہا ای بہادر بیشک تیرا شجاعت و قوت مین مثل و نظیر نہین ہی کیا خوب بند نیزہ کا باندھکر میرے ہاتھ سے
نیزہ نکال دیا آج تک میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہ نکالا تھا مین نے عہد کیا تھا جو کوئی دلاور میرے ہاتھ
سے نیزہ نکال دیگا مین اُسکی اطاعت کرونگا اور جو دین اُسکا ہوگا وہی مذہب اختیار کرونگا پس
او بہادر اب مجھ کو اپنے دین مین لا مین نے تیری اطاعت اور حمزہ صاحبقران کی فرمانبرداری اختیار کی
کرب غازی نے لڑنے سے ہاتھ روک کر نہایت خوش ہوکے اُسے کلمہ پڑھایا مظفر فاریابی نے بڑھکر
سر اپنا قدم کرب غازی پر جھکایا کرب غازی نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا مظفر فاریابی نے کہا
اب میرے قلعہ مین چلو مجکو اپنا خادم سمجھو کرب غازی مع فتاح پلنگینہ پوش ہمراہ اُسکے قلعہ مین گئے
مظفر فاریابی نے کہا اب تخت پر بیٹھو یہان کی بادشاہت کرو کرب غازی نے جوابدیا تمھارا تخت و
تاج تمکو مبارک ہو مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ کہکر مظفر فاریابی کو تخت پر بٹھایا اور آپ قریب تخت ایک نگل
پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا مظفر فاریابی نے حکم دیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی
کو قید سے رہا کرو ملازمون نے فی الفور جاکر سب کو قید سے رہا کیا مظفر فاریابی نے اُنھین بلاکر اپنے دربار
مین بعزت و حرمت بٹھایا پھر بارگاہ سلیمانی منگواکر کرب غازی کے حوالہ کی کرب غازی نے بارگاہ
سلیمانی کو اپنے لشکریون کے سپرد کی اور اُسی وقت ایک عرضی مثل عرضی پہلوان عادی تحریر کرکے
حمزہ صاحبقران کو روانہ کی حاکم قلعہ فاریاب نے سامان دعوت کیا نہایت تکلف سے کرب غازی
کی دعوت کی طعام دعوت مین بیہوشی آمیز کرائی وہان جاکر سوار نے عرضی کرب غازی کی حمزہ کو
صاحبقران کو دی امیر باتوقیر عرضی ملاحظہ فرماکر خوش ہوے یہان کرب غازی و پہلوان عادی و
برادران عادی طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوے مظفر فاریابی نے سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کرکے زندان مین قید کیا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر باتوقیر حال گرفتاری کرب غازی وغیرہ جواسیس
سے سنکے بہت برہم ہوے جام کلۂ عفریت مین شربت منگواکر بیچ مین جملہ سرداران لشکر اسلام رکھا اور
فرمایا کون ایسا جری ہی کہ مظفر فاریابی کو اس مکاری کی جاکر سزا دے اور کرب غازی کو قید
سے چھڑا دے لندھور بن سعدان نے اُٹھکر کسی قدر شربت پی کر عرض کیا مین جاتا ہون جو کچھ آپ نے
حکم دیا ہی بجا لاتا ہون یہ کہکر مع سات لاکھ سواران ہندی کے روانہ ہوا مظفر فاریابی کو یہ خبر ہوئی
کہ لندھور بن سعدان سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے آتا ہی مظفر فاریابی نے پریشان خاطر
ہوکر در قلعہ بند کرایا پل و تختہ اُٹھوا لیا خندق مین آگ روشن کرائی قلعہ پر چڑھا توپین لگائین گولا اور
باروت بکثرت گولہ اندازون کو دے کر اُن سے کہا جس وقت لندھور بن سعدان سامنے قلعہ کے آئے
اسقدر گولے مارنا کہ قدم آگے بڑھا نہ سکے بلکہ ہلاک ہوجائے گولہ اندازون نے عرض کیا حتی الامکان
ہم ایسا ہی کرینگے یہ کہکے گولہ اندازون نے توپین بھر بھر مہتابین روشن کین اسی اثنا مین لندھور
بن سعدان بھی سامنے قلعہ کے پہونچا مظفر فاریابی نے گولہ اندازون سے کہا دیکھو حریف آپہونچا
اپنے کام مین مشغول ہو اب اُسکو در قلعہ تک نہ آنے دو گولہ اندازون نے جلد جلد گولے مارنا شروع
کیے لندھور بن سعدان ایک ہاتھ مین گرز گران اور دوسرے ہاتھ مین سپر فراخ دامن لیکر جانب

در قلعہ چلا جب گولہ سامنے آتا تھا لندھور بن سعدان ضرب گرز سے اُسے دفع کرتا تھا اور سپر سے
بھی اعضا کو گولون سے بچاتا تھا اسی طرح سواران ہندی بھی عقب لندھور بن سعدان جانب
در قلعہ جاتے تھے لیکن گولون سے اکثر سوار ہلاک ہوتے تھے گولے مثل دولون کے قلعہ سے گر رہے تھے
توپون کی صدا سے اطباق زمین لرزتے تھے دھوان اسقدر تھا کہ زیر آسمان ایک دھوئین کا آسمان
گویا نظر آتا تھا گولہ انداز ہرچند دمبدم گولہ اندازی کرتے تھے مگر لندھور بن سعدان گولون کو دفع کر کے
آگے بڑھتا جاتا تھا لشکری کچھ ہلاک ہوتے تھے جب لندھور بن سعدان خندق پر پہونچا گولہ اندازون نے
گولے مارنا موقوف کیے قلعہ پر سے باروت کی ہانڈیان لندھور بن سعدان پر پھینکین لندھور بن سعدان
نے سپر پر روک کر اپنے مرکب کو خندق پر پھندایا مظفر فاریابی اُسوقت نہایت گھبرایا کرب غازی کو زندان
سے بلوا کر اُسکے قدمون پر گرا اور بصد منت کہنے لگا ای برادر مجھ سے خطا ہوئی عفو کر اب مین صدق دل سے
مسلمان ہوا یہ کہکر کلمہ پڑھا کرب غازی نے پوچھا کیون قدم پر گرتا ہو اسقدر منت و عاجزی کس وجہ
سے کرتا ہو اُسنے کہا لندھور بن سعدان در قلعہ تک آ گئے ہین گرز سے در قلعہ توڑا ہی چاہتے ہین برائے خدا
آپ اُنھین منع کیجیے اور کہیے کہ مظفر فاریابی اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہو کرب غازی نے اُسے
راست گو جان کر لندھور بن سعدان سے بآواز بلند کہا ای بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان
در قلعہ نہ توڑیے گا مظفر فاریابی کہتا ہو کہ اب مین صدق دل سے مسلمان ہوا اب مکر و فریب نکرونگا لندھور
بن سعدان نے در قلعہ نہ توڑا مظفر فاریابی در قلعہ کھول کر لندھور بن سعدان کو بہزار عزت و حرمت قلعہ
مین لایا لشکر لندھور بن سعدان بیرون قلعہ رہا لندھور بن سعدان نے سیر قلعہ کی پھر تخت کے قریب
دنگل پر بیٹھا کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو مظفر فاریابی نے رہا کیا ہر ایک سے عذر کیا اپنی
خطا کا مقر ہوا پھر مانند قبل لندھور بن سعدان کی دعوت کی لندھور بن سعدان وغیرہ طعام
بیہوشی آمیز کھا کر بیہوش ہوے مظفر فاریابی نے اپنے ملازمون سے کہا ان سب کو طوق و زنجیر مین
گرفتار کر کے زندان مین لیجاؤ اگر مین یہ فریب نہ کرتا یہ سب مسلمان کبھی گرفتار نہ ہوتے ملازم موجب حکم
حاکم کرب غازی اور لندھور بن سعدان وغیرہ کو سلاسل مین گرفتار کر کے زندان مین لے گئے بعد
گرفتار کرنے سرداران لشکر اسلام کے مظفر فاریابی نے در قلعہ بند کر لیا پل و تختہ اُٹھوا لیا قلعہ پر زیادہ
زیادہ توپین لگانے کا حکم دیا سواران ہند خبر گرفتاری لندھور بن سعدان و کرب غازی سن کے
جانب امیر با توقیر روانہ ہوے امیر با توقیر سوے قلعہ فاریاب مع لشکر چلے آتے تھے اثناے راہ مین سواران
ہند و ہمراہیان کرب غازی و لشکریان پہلوان عادی نے امیر با توقیر سے کل حال مکاری مظفر
فاریابی عرض کیا امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا خود مع لشکر ظفر اثر جانب قلعہ فاریاب روانہ ہوے
بعد قطع راہ جب سامنے قلعہ کے پہونچے مظفر فاریابی کو حال آمد حمزۂ صاحبقران سے آگاہی ہوئی فوراً
لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زندان سے طلب کیا بالاے قلعہ لیگئے
جلادون کو طلب کیا جلاد حاضر ہوے ہر ایک سردار کو زیر تیغ بٹھایا ادھر حمزۂ صاحبقران نے در قلعہ
کی طرف قدم بڑھایا مظفر فاریابی نے بالاے قلعہ سے بآواز بلند کہا ای حمزۂ صاحبقران اگر آپ
براے فتح قلعہ آگے قدم بڑھائیے گا تو مین آپ کے ان سرداران لشکر کو ابھی قتل کرونگا حمزہ نے

صاحبقران لندھور بن سعدان وغیرہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھکر اور گفتگوے مظفر فاریابی سُن کے
خیال کرنے لگے کہ سوے قلعہ جانا فی الحال بہتر نہین ہو مظفر فاریابی لندھور بن سعدان و کرب غازی
کو قتل کرڈالیگا یہ سمجھکر امیر باتوقیر آگے نہ بڑھے اُسی جگہ مقیم ہوے مظفر فاریابی نے لندھور بن سعدان
اور سب کو زندان مین بھیجدیا امیر باتوقیر نے خواجہ سے کہا ای خواجہ تم قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہو اگر یہ قلعہ
کسی تدبیر سے لے لوگے تو مین تمکو کل مال و زر اُس قلعہ کا دیدونگا خواجہ عمرو نے اقرار کیا کہ مین اس قلعہ
کو لے لونگا مظفر فاریابی کے گرفتار کرنے کی بھی تدبیر کرونگا غرض جب تاریکی شب محیط عالم ہوئی نصف شب
کو خواجہ عمرو امیر باتوقیر کو ہمراہ لیکر زیر دیوار قلعہ گئے اور دیوار قلعہ پر کمند پھینکی پھر بذریعہ دیوار قلعہ پر جاکر
بذریعہ کمند زیر دیوار اُترے حمزۂ صاحبقران بھی ہمراہ خواجہ داخل قلعہ فاریاب ہوے خواجہ عمرو نے
دیکھا مردمان قلعہ تو سو رہے ہین لیکن ایک ضعیفہ ایک حجرے مین بیٹھی ہو خواجہ عمرو نے اُس سے پوچھا
ای ضعیفہ اسوقت مظفر فاریابی کس جگہ ہو اگر تجھے معلوم ہو تو بیان کر ضعیفہ نے کہا اسوقت مظفر فاریابی
اپنے باغ مین ہو بزم عشرت مین بیٹھا ہو دیکھو وہ سامنے باغ ہو خواجہ عمرو نے گفتگوے ضعیفہ سُن کے
وہان سے آگے قدم بڑھایا امیر باتوقیر نے در قلعہ پر جاکر در قلعہ کھولدیا جملہ سرداران لشکر اسلام و تمامی مردمان
فوج داخل قلعہ ہوے عمرو و امیر باتوقیر برائے قتل مظفر فاریابی جانب باغ چلے قلعہ مین مردم بیدار ہوکر شور
و غل کرنے لگے مظفر فاریابی نے شور و غل سُنکے پوچھا یہ شور و غل کیون ہوتا ہو ملازمون نے دریافت
کرکے عرض کیا خداوندنعمت حمزۂ صاحبقران مع لشکر داخل قلعہ ہوکر اسطرف آتے ہین مظفر فاریابی یہ
سُنکے نہایت گھبرایا شراب کا نشہ اُتر گیا فوراً لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو
زندان سے بلواکر بارگاہ سلیمانی اور خزانہ اور دیگر اسباب و مال لیکر براہ نقب سے مع اپنی فوج کے روانہ
ہوا لندھور بن سعدان وغیرہ کو ادا بہ پر بٹھایا بعد قطع راہ نقب ایک صحراے سبزہ زار مین نکل کر
سوے ترکستان چلا یہان حمزۂ صاحبقران باغ مین پہونچے دیکھا مظفر فاریابی نہین ہو امیر باتوقیر
نے باغبانون سے پوچھا مظفر فاریابی کہان ہو اُنھون نے کہا وہ آپ کے خوف سے اس قلعہ سے
نکل گیا ہو نہین معلوم کہان گیا امیر باتوقیر قلعہ فاریاب مین مقیم ہوے اہل قلعہ نے اطاعت حمزۂ
صاحبقران اختیار کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے

اب حال بمثال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مظفر فاریابی بیان کیا جاتا ہو

بعد گریزان ہونے حاکم قلعہ فاریاب کے عمرو بن امیہ ضمری نے حمزۂ صاحبقران سے کہا ایفاے وعدہ فرمائیے
خزانہ اور جواہرات اس قلعے کا بندہ کو دلوائیے مین نے قلعے لیا ہو حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا مظفر
فاریابی خزانہ اور مال و اسباب لیکر گریزان ہوا ہو اس سے جاکر لے لو اگر اسنے خزانہ و اسباب نہین لیا یہان ہوتا
تو البتہ مین تمکو دیدیتا خواجہ قائل ہوکر زیادہ اس امر مین گفتگو نہ کر سکے اور بخیال حصول زر بھی قلعہ فاریاب سے
نکل کر سوے صحرا روانہ ہوے خواجہ کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہو اور اب حوال امیر و مظفر فاریابی لکھا
جاتا ہو امیر نے بعد جانے خواجہ کے ایک سردار بزرگ فاریابی کو تخت حکومت فاریاب پر بٹھاکر وہان سے کوچ کیا اور مظفر
فاریابی نقب سے جو نکل کر صحرا نوردی کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک روز قریب ایک کوہ کے پہونچا دل مین خیال
کرنے لگا حمزۂ صاحبقران نے میرے ملک پر اپنا قبضہ کیا مجکو آوارہ دشت کیا ہو اُنکے لشکر کے سردار

میرے ہمراہ قید ہین دشت نوردی مین اُنھین ہمراہ اپنے رکھنا اچھا نہین ہو مناسب یہ ہو کہ اُنھین قتل کرون
کچھ اپنے دل غمگین کو شاد کرون یہ خیال کرکے زیر کوہ قیام کیا جلادونکو طلب کیا جلادان بیرحم تیغ بکف حاضر ہوے
مظفر فاریابی نے کہا ای جلادان بیرحم جلد لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو ارابون سے
اُتار کر قتل کرو جلادون نے سرداران مذکور کو ارابون سے اُتار کر زیر تیغ بٹھایا تھا کوئلہ کا گردنون پہ خط دیا
تھا آب وطعام کیواسطے سردارون سے کہا تھا سب نے جواب دیا تھا کہ ہم اپنی زندگی سے سیر ہین خون جگر
پی چکے ہین کسی امر کی ہمین آرزو نہین ہو سواے ملاقات حمزۂ صاحبقران کے کوئی حسرت نہین ہی
جلادون نے جواب دیا تھا کہ اب تمسے اور حمزۂ صاحبقران سے روز جزا ملاقات ہوگی اس آرزو کو باغ دنیا
سے دل ہی مین لیجاؤگے اتنی دیر مین دو حکم مظفر فاریابی براے قتل سرداران لشکر امیر جلادون کو
دے چکا تھا تیسرا حکم نہین دیا تھا سرداران مذکور زیر تیغ گردنین جھکائے بیٹھے تھے واسطے اپنی
رہائی کے خدا سے دعا کر رہے تھے پہلوان عادی کا عجب حال تھا چہرہ کثرت غم سے متغیر ہوگیا تھا
تھوڑی دیر مین افراط الم سے لاغر ہوگیا تھا پیٹ جو مانند دل کے کلان تھا خیال مرگ سے ایسا پچک گیا
تھا کہ سینہ وشکم ہموار ہوگیا تھا زار زار روتا تھا اپنی رہائی کے لیے درگاہ قادر وقیوم مین برجوع قلب دعا
کرتا تھا کبھی جلادون سے کہتا تھا ای بیرحمو قتل تو کرتے ہو مجھے اتنا کھانا تو کھلا دو کہ میرا پیٹ بھر جائے
اور اسقدر پانی پلادو کہ سیراب ہو جاؤن جلاد جواب دیتے تھے کہ ہمکو تمھارے اکل وشرب کا احوال
معلوم ہو چکا ہو بہت سی دیگین تمنے طعام کی خالی کردی ہین کئی مٹکے پانی کے پی گئے ہو لیکن سیراب
نہین ہوے ہو اسقدر یہان آب وطعام کہان ہو کہ ہم تمکو کھلا کر سیر وسیراب کرین اگر دس ہزار
آدمیون کے کھانے کا غلہ بھی تم کھا جاؤگے اور بکثرت پانی پیوگے تو بھی تم سیر وسیراب نہوگے بھوکھے
اور پیاسے رہوگے بس اب امید اکل وشرب منقطع کرو پھل تیغ کا کھاؤ آب شمشیر سے اپنے حلق کو تر کرو
تھوڑی دیر مین رشتۂ حیات تمھارا قطع ہو جائیگا سر تمھارا تیغ تیز سے جدا ہو جائیگا تیسرا حکم ہمین تمھارے
قتل کا ملا ہی چاہتا ہو پہلوان عادی تقریر جلادان بیرحم سنکے سوے فلک دیکھنے لگا خدا سے دعا کرنے لگا
تھا سرداران دیگر بھی برجوع قلب دعا کرنے لگے تھے ناگاہ تیر دعا ہر ایک کا ہدف مراد پر پہونچا یعنے
سوے صحرا غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے وہ غبار ہوا سے دفع ہوا لندھور اور کرب غازی نے
دیکھا نقابدار قلندر چالیس ہزار قلندرون کی جمعیت سے نمایان ہو کر بصد عجلت زیر کوہ آیا جب قلندر
نے لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھا مظفر فاریابی سے بڑھکر
کہا او نابکار انھین کیون قتل کرتا ہو مظفر نے جواب دیا او درویش تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہے
یہ میرے گنہگار ہین مین انکو قتل کرواتا ہون اگر تو کچھ انکی حمایت کریگا تو ابھی تجھکو بھی قتل کرون گا
نقابدار قلندر نے جواب دیا او نابکار کیا مجال تیری کہ لندھور اور کرب غازی سرداران لشکر
حمزہ کو قتل کر سکے مظفر فاریابی یہ سُنکے غضبناک ہوا فی الفور مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوا اُسکے حکم سے
مردمان فوج بھی مسلح ہونے لگے اور لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی وبرادران پہلوان
عادی نے طوق وزنجیر وغیرہ کو مانند تار عنکبوت توڑ توڑ کر پھینکدیا واضح ہو کہ جبتک وقت رہائی نہین
آتا ہو سرداران لشکر اسلام قید رہتے ہین اور جب وقت رہائی آجاتا ہو طوق وزنجیر کو اپنے تن سے

جدا کر ڈالتے ہین غرض لندھور اور کرب غازی نے بعد توڑکر پھینکنے طوق و زنجیر کے ایک ایک ٹکڑے سے زنجیر کے
اُن جلادان بیرحم کو ہلاک کیا ادھر مظفر فاریابی نے بعد جنگ نیزہ و گرز تیغہ سر نقابدار قلندر پر لگایا نقابدار نے بارِ
تیغہ کی دیکھکر بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر جلد لیکر انتظار کیا جب تیغہ قریب سر آیا فوراً اُسکی بند دست پر ہاتھ ڈالکر زور و قوت
بازو تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت زین سے اُٹھا لیا اور زمین پر
اسطرح پٹکا کہ ہلاک ہوجائے اسوقت عیار نقابدار قلندر نے جلد تر مظفر فاریابی کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا
یہ احوال دیکھکر مردمان لشکر مظفر فاریابی نے یکبارگی نقابدار قلندر پر حملہ کیا لشکر نقابدار بھی بڑھا ایک جانب
سے کرب غازی نے سوار کو مشت مار کر تیغ اُسکی لیکر اُسی کے مرکب پر سوار ہوکر لشکر کفار پر حملہ کیا لندھور نے بھی
اسیطرح پشت لشکر عدو پر حملہ کیا پہلوان عادی نے مع اپنے بھائیونکے اسیطور سے سوارونکو ہلاک کرکے اُنکی تلوارین
لیکر اُنکے گھوڑونپر سوار ہوکر قلب لشکر فوج عدو پر حملہ کیا ادھر مردمان نقابدار قلندر نے تلوارین کھینچکر سپرین تھامکر حملہ
کیا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین صدہا کفار قتل ہوئے آخر بہادران لشکر اسلام سے مقابلہ نکر سکے
بارادہ گریز پیچھے ہٹنے لگے بہادران لشکر اسلام نے تھوڑی دیر مین جملہ کفار کو تہ تیغ کیا کوئی تو لشکر مظفر فاریابی
سے زندہ نرہا جسوقت جملہ اعدائے نابکار قتل ہو چکے نقابدار قلندر نے خزانہ و اسباب مظفر فاریابی کا اپنے قبضہ مین
کیا بارگاہ سلیمانی اور سرداران لشکر اسلام کو ہمراہ لیکر سوے قلعہ فاریاب روانہ ہوا اثنائے راہ مین خواجہ عمرو سے
ملاقات ہوئی خواجہ نے کہا اے نقابدار قلندر جو خزانہ و اسباب مظفر فاریابی کا ہے وہ میرا ہے کیونکہ حمزۂ صاحبقران
نے مجھسے یہ وعدہ کیا تھا کہ اے عمرو تمھاری تدبیر سے اگر یہ قلعہ فتح ہوگا تو خزانہ و مال و اسباب مظفر فاریابی کا
مین تمھین دونگا مین نے اس قلعہ کو اپنی تدبیر سے فتح کیا ہے بس جو خزانہ مال و اسباب تمنے لوٹا ہے اور تمھارے پاس
ہے میرے حوالہ کرو نقابدار قلندر نے یہ سنکر جواب دیا کہ یہ خزانہ و مال حق غازیونکا ہے عیارونکا اسمین حصہ نہین ہے غرض اسیطرح
کی باتین کرتا ہوا نقابدار سوے قلعہ جاتا تھا ناگاہ اثنائے راہ مین دیکھا کہ امیر باتوقیر مع لشکر تشریف لاتے ہین نقابدار
نے امیر کو بصد ادب تسلیم کی پھر بارگاہ سلیمانی دی اور تمام حال بیان کیا بعد ازان مظفر فاریابی کو حوالے امیر کرکے
جانے لگا امیر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے نقابدار قلندر نے عرض کیا نام اپنا سمرقند مین بتاؤنگا یہ کہکر نقابدار
قلندر چلا خواجہ نے کہا اے نقابدار کیا تو خزانہ و مال لے ہی جائیگا مجھے نہ دیگا فقرا کو تو لازم ہے کہ قناعت کرین مال و
زر کی خواہش نکرین تو کیسا فقیر ہے کہ روپیہ سے محبت رکھتا ہے میرا حق چھینے لیتا ہے نقابدار نے مسکراکر کل مال و خزانہ
مظفر فاریابی کا خواجہ کو دیدیا خواجہ نے خوش ہوکر کہا جیسا فقیر و سخی مین نے تجھے سخی دیکھا ایسا کسی فقیر کو سخی نہین
دیکھا نقابدار قلندر تو سوے صحرا مع اپنی فوج کے چلا گیا خواجہ نے تمام مال و زر بند زنبیل کیا امیر نے اسی جگہ مقام کرکے
مظفر فاریابی کو بُلایا جب وہ قریب آیا امیر باتوقیر نے اُس سے فرمایا اے مظفر تو نے اپنی مکاری کا نتیجہ دیکھا اب بھی خیر ہے
کہ اگر صدق دل سے مسلمان ہو تو مین تجھے رہا کردوں مظفر فاریابی نے کہا اے امیر باتوقیر جو کچھ میری تقدیر مین تھا وہ
ہوا مگر اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہون اب کوئی مکر و فریب نکرونگا یہ کہکر روبروے امیر کلمہ شہادت اپنی زبان پر
جاری کیا حمزۂ صاحبقران نے فوراً اُسے رہا کردیا مظفر فاریابی قدم امیر پر گرا امیر نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینے سے
لگایا الطاف و مہربانی سے سرفراز کیا بارگاہ سلیمانی مین اُسے جگہ بیٹھنے کو دی مظفر فاریابی نے چند روز مین اسقدر
فرمانبرداری و اطاعت امیر باتوقیر کی کہ امیر مشقال شاہ کے مانند اُسے سمجھنے لگے جسطرح مشقال شاہ شرف مصاحبت
امیر سے سرفراز تھا اسیطرح مظفر فاریابی عہدۂ مصاحبت امیر سے ممتاز ہوا اکثر خدمت امیر مین شب و روز حاضر رہنے لگا

ایک روز ہنگام شب امیر نے مظفر فاریابی سے فرمایا اے مظفر آج تم اپنے خیمے مین نجاؤ ہماری ہی بارگاہ مین سو رہو مظفر نے عرض کیا بہت بہتر مین اپنے خیمے مین نجاؤنگا یہ کہکر مظفر امیر سے باتین کیا کیا جب نصف شب گذری امیر مائل بخواب ہوے آخر امیر نے مسہری پر آرام کیا مظفر فاریابی بھی اُسی بارگاہ مین علحدہ لیٹا مظفر فاریابی کو یقین ہوا کہ امیر سوتے ہین آہستہ اُٹھکر تلوار کھینچکر چاہتا تھا کہ امیر پر تلوار لگائے ناگاہ امیر بیدار ہوے مظفر فاریابی تلوار سے قنات چاک کرکے بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا مقبل وفادار حاضر ہوا امیر نے تمام حال بیان کیا مقبل و سرداران لشکر عقب مظفر فاریابی روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے مظفر راہ مین ملا مقبل نے اُسے دیکھکر نعرہ کرکے اُسکے سر پر تلوار لگائی مظفر فاریابی نے ہاتھ اپنا بجاے سپر اُٹھایا تلوار جو ہاتھ پر پڑی ہاتھ کٹکر زمین پر گرا مظفر فاریابی زخمی ہوکر وہانسے اسطرح بھاگا کہ مقبل وغیرہ کے ہاتھ نہ آیا احوال اسکا پھر لکھا جائیگا

ذکر حالات شاہزادہ علمشاہ و ذکر قیماس خان خاوری بیان کیا جاتا ہے

محرران بیمثال اس داستان نادر کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ ایک روز علمشاہ چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیکر بہرے شکار صحراے سبزہ زار مین گئے بعد شکار کرنے طائرون اور چوپاؤن کے علمشاہ نے دیکھا صحراے سبزہ زار مین ایک بارگاہ ایستادہ ہے کچھ سوار اور پیادے اُترے ہوے ہین علمشاہ نے ایک سوار سے پوچھا یہ بارگاہ کس کی ہے سوار نے جوابدیا یہ بارگاہ وزیر ترک توسن ملیطاقی کی ہے نام اسکا احرم ملیطاقی ہے ایک نامہ ترک توسن ملیطاقی و نامہ دیگر صلصال بن دال کا لیکر آیا ہے اور ایک امر کیواسطے اور بھی آیا ہے علمشاہ نے پوچھا وہ امر کیا ہے سوار نے کہا واسطے لینے ملکہ خورشید خاوری کے آیا ہے کل ہنگام سحر روبروے خسرو خاوری جائیگا علمشاہ تمام احوال سُنکے صحراے سبزہ زار سے باغ مین آئے ہنگام شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری باغ مین آکر پہلوے علمشاہ مین بیٹھی بعد تھوڑی دیر ملکہ نے کشتی شراب کی طلب کی کنیزین کشتی شراب لے آئین ملکہ نے شیشہ اُٹھاکر جام بلورین مین شراب بھری پھر وہ جام شراب علمشاہ کو دینے لگی علمشاہ نے کہا اے ملکہ اگر تم ہمسے الفت رکھتی ہو تو ہمارا مذہب بھی اختیار کرو ملکہ نے پوچھا تمھارا دین کیا ہے علمشاہ نے جوابدیا ہمارا دین اسلام ہے ملکہ نے بوجہ الفت و محبت کے کہا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو مجھے مسلمان کرو علمشاہ نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی علمشاہ نے جام ہی ملکہ کے ہاتھ سے لیکر شراب پی پھر شراب شیشے سے جام مین انڈیل کر جام ہی ملکہ کو دیا ملکہ نے بھی بعد غور بسیار شراب پی اسیطرح چند جام شراب باہم پیے جب علمشاہ کو نشہ ہوا ملکہ سے کہا اے ملکہ آج مین براے شکار صحرا مین گیا تھا وہان مین نے دیکھا ایک بارگاہ ایستادہ ہے تھوڑی فوج اُتری ہے ایک سوار سے جو پوچھا معلوم ہوا کہ احرم ملیطاقی وزیر ترک توسن ملیطاقی کا دو نامے لیکر آیا ہے ایک نامہ صلصال کا اور دوسرا نامہ ترک توسن ملیطاقی کا ہے اور آنا اسکا محض اسواسطے ہے کہ تمھین ترک توسن ملیطاقی کے پاس لیجائے تو مین ابھی سے تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر تمھارے والد یا تمھارے بھائیون نے تمھین اس وزیر نابکار کے ہمراہ روانہ کر دیا تو مجھے نہایت صدمہ ہوگا اور مین وزیر مذکور کو مار ڈالونگا ملکہ خورشید خاوری نے ہنسکر جوابدیا کہ اگر احرم ملیطاقی آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے میرے والد اور میرے بھائی ہرگز مجھکو اُس وزیر کے ہمراہ روانہ نکرینگے تم ہنگام صبح میرے والد کے دربار مین ضرور جانا جو مین کہتی ہون اپنی آنکھونسے دیکھ لینا علمشاہ یہ سُنکے خاموش رہے ملکہ خورشید خاوری بعد تھوڑی دیر کے علمشاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی علمشاہ نے وہ شب بفکر و تردد سحر کی ہنگام سحر علمشاہ ہمراہ شیخ لدھا کے دربار خسرو خاوری مین گئے اور بعد تسلیم و آداب قیماس خان کے قریب جاکر ٹھہرے ناگاہ وہ بارگاہ خسرو خاوری پر

شور و غل ہوا قیماس خان نے اپنے ملازمونسے کہا جاکر دریافت کرو یہ شور و غل کیسا ہے ملازم گئے اور جلد تر آکر عرض کرنے لگے احرم یلطاقی وزیر ترک توسن یلطاقی دربارگاہ پر مع فوج قلیل آیا ہے ایک محافہ بھی اُسکے ہمراہ ہے امیدوار ملازمت ہے خسرو خاوری نے حکم دیا جلد احرم یلطاقی کو ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور اُسے لے آئے وزیر ترک توسن یلطاقی نے موافق قاعدہ خسرو خاوری کو تسلیم کی بعدہ وہ دونوں نامے پیش کیے گئے خسرو خاوری نے موافق اُسکی عزت کے اُسے بٹھایا بعدہ اُن نامونکو پڑھوایا مضمون ہر دو نامہ مذکور کا یہ تھا کہ ای خسرو خاوری تمنے پہلے فولاد زنگی کو ہلاک کرایا بلکہ خورشید خاوری کو سوار کرکے نہ بھیجا اب ہمنے وزیر احرم یلطاقی کو روانہ کیا ہے تمکو لازم ہے کہ اپنی دختر کو فوراً محافہ مین سوار کرکے بعجلت و تاکید جانو یہی تمھارے حق مین اچھا ہے جسوقت قیماس خان نے عبارت نامہ سُنی نہایت غصہ آیا وزیر مذکور سے مخاطب ہوکر کہا ترک توسن یلطاقی بار بار کیون نامہ بھیجتا ہے ہم ہرگز اُسکا کہنا نہ مانینگے احرم یلطاقی نے کچھ بیہودہ تقریر کی قیماس خان نے اُسے بخوبی زدوکوب کرکے دربار سے نکلوا دیا وزیر مذکور خاور سے خدمت ترک توسن یلطاقی مین چلا علمشاہ یہ احوال دیکھکر خوش ہوئے بعد تھوڑی دیر کے چند مردم دربارگاہ خسرو خاوری پر حاضر ہوئے اور دربانونسے کہنے لگے ہماری جانب سے یہ عرض کرو کہ چند کس امیدوار ہین کہ دربار حضور مین حاضر ہوکر کچھ عرض کرین دربانون نے عرض بیگی سے کہا اُسنے خسرو خاوری سے عرض کیا خسرو خاوری نے حکم دیا اُنھین بلالو ملازمان خسرو خاوری نے اُن اشخاص کو دربار مین بلایا جب وہ دربار مین آئے سب نے بصد ادب برائے تسلیم سر جھکائے خسرو خاوری نے موافق اُنکے رتبہ و مرتبہ کے اُنھین اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اشخاص بیٹھ گئے خسرو خاوری نے اُنسے پوچھا تم کیون آئے ہو اُنھون نے عرض کیا ہم ایک کمان لیکر آئے ہین یہ کمان تمغاج خان ترک خطائی کی ہے کسی سے کھنچ نہین سکتی ہے قیماس خان کے پاس بدست ہمارے روانہ کی ہے اور کہا ہے قیماس خان کو بھی دعوی دلیری کا ہے بس اس کمان کو کھینچین یہ کہکر وہ اشخاص خاموش ہوئے تھے کہ قیماس خان نے ارادہ کمان طلب کرنے کا کیا ناگاہ علمشاہ نے اُن اشخاص سے کہا وہ کمان کہان ہے ذرا دکھیین انھون نے کمان مذکور علمشاہ کو دی علمشاہ نے جو اس کمان کو کھینچا کمان کے کئی ٹکڑے ہوگئے وہ اشخاص اور قیماس خان اور جملہ اہل دربار یہ قوت و زور دیکھکر نہایت متحیر ہوئے بعد حیرت بسیار قیماس خان نے خوش ہوکر علمشاہ کو خلعت فاخرہ دیا اور شیخ لدھا کو بھی موافق اُسکے رتبہ کے انعام دیا پھر قیماس خان نے کہا ای مہران بخت تمنے یہ سخت کمان توڑ ڈالی علمشاہ نے کہ نام اُنکا یہان مہران بخت ہے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ تو کمان کچھ سخت نہ تھی نہایت نرم اور بودی تھی آپنے ملاحظہ کیا کہ ذرا سے کھینچنے مین اس کمان کے کئی ٹکڑے ہوگئے قیماس خان نے بعد خلعت دینے کے مہران بخت کو کرسی بیٹھنے کو دی علمشاہ بالائے کرسی زرنگار بیٹھے وہ اشخاص ٹکڑے کمان کے اُٹھاکر دربار سے اُٹھکر سوے تمغاج خان روانہ ہوئے بعد جانے اشخاص مندرجہ کے یزک خطائی کہ یہ عیار نہایت ہوشیار اور فن عیاری مین کامل ہے اکمل ہے نامہ صلصال بن ال لایا خسرو خاوری کو اُسکے آنیکی اطلاع ہوئی خسرو خاوری نے اپنے روبرو اُسے بلایا اُسنے باادب سلام کرکے نامہ صلصال قیماس خان خاوری کو دیا قیماس خان نے کہا بیٹھ جاؤ یزک خطائی ایک کرسی چوبی پر بیٹھ گیا قیماس خان نے نامہ پڑھوایا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای قیماس خان عرضی تمھاری احمار خاوری لیکر یہان آیا ہے اُسکے آنے سے کچھ فائدہ متصور نہین ہے فی زمانہ بادشاہ نوشیروان حمزہ صاحبقران سے شکست کھاکر بلخ مین آئے تھے ہمنے سنا ہے کہ شاہان بلخ بھی مسلمان ہوگئے شہنشاہ قلعہ فاریاب کی راہ طے کرکے ہمارے قلمرو مین آگئے ہین قریب ہے کہ وہ ہم تک پہونچین پس تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع لشکر روانہ ہوکر ہمارے پاس آؤ حمزہ صاحبقران لشکر لیے چلے آتے ہین انھین روکو ترکستان مین نہ آنے دو اس تھوڑے لکھے ہوئے کو بہت جانو قیماس خان نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حکم دیا جلد ہمارے لشکر کے جوان مسلح ہون حسب الحکم لشکری بلد مسلح ہوئے قیماس خان نے مرکب رہوار کا طلب کیا جب مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کرکے ملازم لائے قیماس خان نے

ہیں وبسیار اپنے ملازمون کیطرف باین خیال دیکھا کہ اب مجھے مرکب پر سوار کرین ناظرین پر واضح ہو کہ قیاس خان ہر وقت نشۂ شراب مین رہتا ہو شراب بکثرت پیتا ہو اور اسقدر تن و توش اور قد و قامت رکھتا ہو کہ سو آدمی قوی ہیکل بمشکل اسکو مرکب پر سوار کرتے ہین الغرض سو آدمی واسطے سوار کرنے قیاس خان کے اُٹھے اور ہر ایک نے بقوت تمام زور کرکے شانہ و بازو قیاس خان کا پکڑ کر چاہا کہ قیاس خان کو اُٹھا کر پشت فرس پر بٹھائین لیکن قیاس خان اپنی طرح اپنی جگہ سے نہ اُٹھا جملہ مردمان کو پسینہ آگیا ہانپنے لگے مہران بخت یعنی علمشاہ نے جو یہ حال دیکھا اُن سو آدمیو نسے کہا تم ہٹجاؤ مین شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کردونگا ہر ایک شخص گفتگوے مہران بخت سُنکے متبسم ہوا اور دل مین خیال کرنے لگا ہم سو آدمیون سے تو قیاس خان اپنی جگہ سے اچھی طرح اُٹھ نہین سکتا ہو یہ ایسے شجاع ہین کہ تنہا قیاس خان کو اُٹھا کر مرکب پر سوار کردینگے یہ خیال کرکے ہر ایک نے کہا اے مہران بخت کیا کہتے ہو کیا اسوقت نشۂ شراب زیادہ ہو مہران بخت نے جواب دیا مین سچ کہتا ہون تنہا بسہولیت شاہزادے کو مرکب پر سوار کردونگا مجکو نشۂ شراب نہین ہو یہ سُنکے وہ سو آدمی جدا ہوے مہران بخت نے قیاس خان کو بصورت طفل ناتوان اُٹھا کر ایک لمحہ مین پشت فرس پر بٹھا دیا وہ سو آدمی یہ زور و قوت مہران بخت کی دیکھکر بدرجہ کمال حیران ہوے خصوصاً قیاس خان از حد متحیر ہوا تا دیر مہران بخت کو دیکھا کیا آخر اپنے پدر خسرو خاوری سے کہنے لگا مین تو خدمت صلصال مین جاتا ہون مہران بخت کو آپ کے حوالے کیے جاتا ہون اس جوان کو بعزت و حرمت اور بآرام تمام رکھیے گا یہ کہکر قیاس خان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا ترک خطائی بھی خسرو خاوری سے رخصت ہوکر تسلیم کرکے بعد عجلت جانب ترکستان روانہ ہوا اور قبل پہونچنے قیاس خان خاوری کے خدمت صلصال مین پہونچکر عرض کرنے لگا کہ قیاس خان خاوری بموجب حکم حضور خاور سے روانہ ہوے ہین اثناے راہ مین ہین مین عیار تیز رو ہون اس وجہ سے قبل اُنکے حاضر خدمت ہوا ہون صلصال بن دال عرض ترک خطائی سُن کے خاموش ہو رہا

داخل ہونا نوشیروان کا سمرقند مین اور نامہ روانہ کرنا صلصال کا طول مست آبلہ روے حاکم سمرقند کو اور ذکر طہماسپ ترک تجندی اور جنگ کرنا پہلوان عادی و فرامرز مغربی کا طہماسپ تجندی سے اور حال حمزۂ صاحبقران وغیرہ کا

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان صعوبات راہ اُٹھا کر نواحی سمرقند مین پہونچا والی سمرقند یعنے طول مست آبلہ روے براے استقبال نوشیروان مع فوج شہر سے باہر نکلا اور دو فرسخ راہ طے کرکے استقبال نوشیروان کا کرکے عرض کرنے لگا خوشا قسمت میرے اور زہے مقدر میرے کہ آپ میرے ملک مین تشریف لائے افسوس تمام ممالک پر آپکے حمزۂ صاحبقران نے قبضہ اپنا کر لیا اور اب بھی وہ آپکے تعاقب مین آتے ہین خیر اگر آتے ہین تو مین اُنسے حتی الامکان مقابلہ کرونگا آپ میرے ملک مین تشریف لائے ہین تو چندے قیام فرمایے میری جانبازی و سرفروشی کا تماشا دیکھیے نوشیروان نے ایک آہ سرد بھر کے جواب دیا میرا یہان ٹھہرنا میرے نزدیک اچھا نہین ہو کیونکہ حمزۂ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہین بڑے بڑے نامی سرداران لشکر اُنکے ہمراہ ہین علاوہ سردارونکے لشکر عظیم اُنکے ساتھ ہو تم اُنسے کیا مقابلہ کر سکوگے اب مین سوے ترکستان جاونگا صلصال بن دال سے ملاقات کرونگا تمام سرگذشت اپنی اُس سے بیان کرونگا ابھی نوشیروان یہ باتین کر رہا تھا اور طول مست آبلہ روے سُن رہا تھا ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا نوشیروان اور بختک وغیرہ جانب غبار دیکھنے لگے جب غبار ہوا سے مرتفع ہوا سب نے دیکھا کہ طہماسپ ترک تجندی بجمعیت چہل ہزار سواران جرار آتا ہے چہرے

اسکے آثار شجاعت عیان ہین واضح ہو کہ مطیعان صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو فرزند صلصال و
سرداران لشکر صلصال مین ہر چند کہ سب علی قدر مراتب جری و بہادر ہین مگر چار شاہ و شاہزادے مطیعان
صلصال سے نہایت شجاع ہین صلصال بن دال انھین نہایت عزت و حرمت سے اپنے دربار مین بٹھاتا
ہے یعنے اپنے تخت کے برابر انھین دنگلون پر بٹھاتا ہے اول اُن چارون مین سے قیماس خان خاوری
ہے دوسرا جری اُنھین سے تمغاج خان ترک خطائی ہے تیسرا بہادر اُنھین سے ترک توسن یلطاقی ہے اور
چوتھا اُنھین سے طہماسپ ترک خجندی ہے جسکا قبل اسکے ذکر کیا ہے اور اب بھی حال اُسکا لکھا جاتا ہے غرض
جب طہماسپ ترک خجندی قریب نوشیروان آیا گھوڑے سے اُترکر بصد ادب برائے تسلیم اُسنے سر جھکایا نوشیروان
نے سلام اُسکا لیکر طول مست آبلہ رو سے کہا اب مین جانب ترکستان جاتا ہون مجکو حمزہ سے خوف ہے ایسا نہو
کہ وہ آجائے طہماسپ ترک خجندی نے عرض کیا ای شہنشاہ آپ پریشان خاطر نہون مین تو حاضر خدمت ہون
کیا مجال کسی کی جو بغیر اجازت حضور یہان آسکے ہنوز طہماسپ ترک خجندی نوشیروان سے عرض کر رہا تھا
کہ یکایک سامنے سے یزک خطائی ظاہر ہوا اُسنے قریب آکر نوشیروان اور طول مست آبلہ رو کو تسلیم کی اور
نامہ صلصال بن دال کا طول مست آبلہ رو کو دیا طول مست نے نامہ صلصال بصد تکریم و تعظیم لیا
بعد ازان عبارت نامہ پڑھی مضمون نامہ یہ تھا کہ ای طول مست آبلہ رو تمھین اور جملہ ہمارے مطیعون کو
واجب و لازم ہے کہ شہنشاہ نوشیروان کی حتی الامکان مدد و اعانت کرین اور بخوبی تمام اس امر مین کوشش
وسعی کرین اور نوشیروان کو بآرام تمام رکھین جسوقت حمزہ صاحبقران ہمارے قلمرو مین قدم رکھین اُنکو اور
جملہ اُنکے ہمراہیونکو تہ تیغ کرین بعد ازان نوشیروان کو اُنکے ممالک پر از سر نو قابض و متصرف کرا دین چونکہ ہمنے سنا ہے
کہ حمزہ صاحبقران اسطرف آتے ہین لہذا تمھین لکھا جاتا ہے کہ جسر جیحون پر سے حمزہ صاحبقران کو گذرنے ندینا
دلیرانہ اُنھین روکنا اگروہ لڑین خون اُنکا آب جیحون مین گرانا خبردار اس امر مین غفلت نہ کرنا جب اس مضمون
نامہ سے نوشیروان آگاہ ہوا دل مین خوش ہوا طول مست آبلہ رو اور طہماسپ ترک خجندی نے
عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب تو آپکو یہان سے جانا کسی طرح مناسب نہین ہے عبارت نامہ شہنشاہ صلصال آپنے
سُنی آپ کے بارے مین ہمین کسقدر تاکید لکھی ہے نوشیروان نے کہا اچھا صلصال نے میرے بارے مین تمھین خوب
لکھا ہے موافق حکم صلصال تم عمل کرو مین یہان قیام کرتا ہون یہ کہکر نوشیروان ہمراہ طول مست آبلہ رو
شہر سمرقند کیطرف چلا یزک خطائی نامہ دیگر سوے ترکستان گیا اور جلد راہ طی کرکے خدمت صلصال
مین پہونچا اور تمام حال نوشیروان وغیرہ کا جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا طول مست تو نوشیروان کو سمرقند
مین لایا اور دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا لیکن طہماسپ خجندی نے طول مست آبلہ رو سے
مشورہ کرکے کہا بالفعل مین جاکر جیحون کے پل کا بندوبست کرتا ہون راستہ روکتا ہون پھر بروقت تم
بھی شریک ہونا یہ کہکر طہماسپ ترک خجندی مع اپنے لشکر کے جسر جیحون پر گیا کنارۂ دریا بارگاہ ایستادہ کی
خیام برپا ہوے طہماسپ ترک خجندی راستہ روک کر وہان مقیم ہوا اسے تو کنارۂ دریا پر چھوڑا جاتا ہے
اور اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے کہ جب مظفر فاریابی ہنگام شب بارگاہ امیر سے نکل کر
بھاگا اور مقبل وفادار نے اُسکا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹا مظفر فاریابی تو بھاگ کر سوے صحرا گیا لیکن
مقبل وغیرہ فرمانبرداران امیر خدمت حمزۂ صاحبقران مین آئے اور تمام حال مظفر فاریابی کا

عرض کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حمزۂ صاحبقران نے جواسیس سے سُنا کہ جسر جیحون پر طہماسپ ترک تجندی مع لشکر مقیم ہو راستہ اُسنے روکا ہو یہ خبر سُنکے امیر نے پہلوان عادی کو اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا حوالے کر کے جانب جسر جیحون روانہ کیا جب اتنی دیر ہوئی کہ دو تین فرسخ پہلوان عادی چلا گیا اُسوقت امیر نے خیال کیا کسی سردار کو برائے مدد پہلوان عادی روانہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طہماسپ ترک تجندی پہلوان عادی سے لڑکر بارگاہ سلیمانی چھین لے یہ خیال کر کے امیر باتوقیر نے کاسۂ عفریت مین شربت منگوا کر درمیان مین جملہ سرداران لشکر کے رکھا اور فرمایا سب مین کون ایسا بہادر ہو کہ اس جام شربت کو پیے اور برائے مدد پہلوان عادی یہانسے روانہ ہو ہنوز حمزۂ صاحبقران یہ فرماکر خاموش ہوئے تھے کہ فرامرز عاد مغربی اور ہلال شاہ عاد مغربی نے اُٹھکر عرض کیا کہ ہم جائینگے اور حکم آپ کا بجا لائینگے امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا جاؤ فرامرز عاد مغربی نے تھوڑا سا شربت پیکر حکم دیا کہ جلد تر ہمارے ملازم مسلح ہون بموجب حکم جملہ سواران فوج ہلال شاہ مغربی مسلح ہوئے ہلال شاہ بالائے تخت بیٹھا فرامرز عاد مغربی مرکب پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجائے گئے علم ہائے لشکر جلوہ گر ہوئے نشان لشکر آگے بڑھا سواری شاہ و شاہزادہ مذکور جانب جسر جیحون روانہ ہوئی دو لاکھ سواران جرار ہمراہ رکاب ہوئے بعد جانے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے حمزۂ صاحبقران بھی مع کل لشکر سمت جسر جیحون روانہ ہوئے ان سبکو اثنائے راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہو مگر اب حوال پہلوان عادی کا تحریر کیا جاتا ہو کہ پہلوان عادی جو اپنے بھائیوں اور اپنے لشکر کے ہمراہ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر روانہ ہوا تھا بعد طے کرنے راہ کے قریب جسر جیحون پہونچا طول مست آبلہ رو یہ خبر سُنکے دو لاکھ سواروں کی جمعیت سے مع نوشیروان و بختک جسر جیحون پر آیا طہماسپ ترک تجندی اُسے دیکھکر خوش ہوا پھر دونون نے اپنے اپنے لشکر کی جسر جیحون پر صف آرائی کی اتنی دیر مین پہلوان عادی کنارے جیحون کے پہونچا طہماسپ ترک تجندی سد راہ ہوا پہلوان عادی نے کہا ہٹجاؤ مجھے نہ روکو ورنہ مین تمھین قتل کرونگا طہماسپ ترک تجندی نے جواب دیا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا حکم شہنشاہ صلصال نہین ہو پہلوان عادی نے برہم ہوکر جواب دیا مین صلصال بن دال کو نہین جانتا اُسکا حکم نہین مانتا وہ کون نابکار ہو جسکے حکم سے تم مجھے روکتے ہو جانتے ہو مجھے کہ مین کون ہون اگر نہین جانتے تو سُنو مین برادر حمزۂ صاحبقران ہون مقدمۃ الجیش ہون ہمراہ میرے بارگاہ سلیمانی ہو مین ضرور اسی راہ سے سوئے ترکستان جاؤنگا تمھارے روکے سے کبھی نہ رکونگا جب یہ گفتگو پہلوان عادی نے کی طہماسپ ترک تجندی کو غصہ آیا مرکب اپنا آگے بڑھا کر تیغۂ گرانبار کھینچکر نعرہ کر کے تیغہ سر عادی پر لگایا پہلوان عادی نے جلد سپر پشت سے لیکر سر کو تو سپر سے بچایا پیٹ کو ہر چند بچایا مگر نہ بچا تیغہ گوشۂ سپر کاٹ کر شکم پر پڑا پیٹ پہلوان عادی کا پھٹ گیا آنتین نکل آئین خون شکم سے نکلنے لگا برادران پہلوان عادی یہ حال دیکھکر برائے مدد برادر آگے بڑھے تھے ناگاہ فرامرز عاد مغربی ہمراہ اپنے پدر ہلال شاہ مغربی کے دو لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے ظاہر ہوا دور سے پہلوان عادی کو زخمی دیکھکر جلد تر مرکب کو بڑھا کر جسر جیحون کے قریب پہونچا طہماسپ ترک تجندی نے ارادہ کیا تھا کہ سر پہلوان عادی کا تن سے جدا کرے یکایک فرامرز عاد مغربی نے جسر جیحون پر پہونچکر نعرہ کیا او نابکار خبردار سر پہلوان عادی تیغ سے جدا نکرنا مین آ پہونچا مجھسے مقابلہ کر طہماسپ ترک تجندی جانب فرامرز عاد مغربی متوجہ ہوا تھا کہ سوئے صحرا گرد عظیم بلند ہوئی طہماسپ ترک تجندی سوئے غبار دیکھنے لگا جب

وہ غبار ہوا سے دفع ہوا دیکھا اُسنے لشکر گران مثل دریاے ناپیدا کنار بڑھتا ہوا چلا آتا ہے لشکر مین ہر ایک سردار رشک رستم
و اسفندیار ہے جب وہ لشکر حمزہ کنارہ دریا صف آرا ہو چکا اور برادران پہلوان عادی کو اُٹھا کر لیگئے طہماسپ
ترک خجندی نے گرز گرانبار جس سے روح سام بھی پناہ مانگے اور اُسکی ضرب سے جگر کوہ تھرا جائے اُٹھا کر گردش
دیکر رکابون پر قدم جا کر بقوت تمام تر سر فرامرز عاد مغربی پر مارا فرامرز نے گرز پر اُسکے گرز کو روکا گھوڑون کے
قدم زمین مین دھنس گئے غبار بلند ہوا چونکہ جسر جیحون پر لڑائی ہو رہی تھی پل جیحون کا تھرا گیا بعد گرز لگانے کے
طہماسپ ترک خجندی نے بے اختیار کہا وہ مارا مین نے اپنے عدو کو جب غبار دفع ہوا طہماسپ ترک
خجندی نے دیکھا کہ فرامرز عاد مغربی زندہ ہے بالاے مرکب بیٹھا ہے ہاتھ مین گرز ہے فرامرز کو دیکھکر طہماسپ
حیران ہوا اپنے دل مین خیال کرنے لگا اگر یہ گرز اپنا مین پہاڑ پر مارتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا اس جوان کا
کام ہی تمام نہ ہوا طہماسپ یہ خیال کر رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی نے کہا بیت تو ضربے زدی ضرب
من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ یہ کہکر فرامرز عاد مغربی نے بس رکابون پر قدم خوب
جما کر گرز کو دونون ہاتھون مین تھام کر گردش دیکر نعرہ کر کے سر طہماسپ مذکور پر لگایا طہماسپ نے بھی دلیرانہ
گرز کو اپنے گرز پر روکا ایسا ایک تڑاکا ہوا گویا دو پہاڑ باہم ٹکرائے اُسوقت جسر جیحون اس درجہ تھرایا گویا
زلزلہ آیا طہماسپ نے ہر چند گرز کو روکا مگر وہ سینہ وشانے پر آگیا ساعد و بازو مین درد ہونے لگا ہمہ تن
غبار مین نہان ہو گیا حمزہ صاحبقران دونون دلیرون کی لڑائی دیکھ رہے تھے اور دونون کی تعریف
کرتے تھے سرداران اسلام و سواران لشکر و مردمان لشکر حریف سب جانب ہر دو جوان متوجہ تھے
دیکھ رہے تھے بعض اہل اسلام براے نصرت فرامرز عاد مغربی دعا کرتے تھے اکثر مردمان حریف واسطے
طہماسپ کے اپنے خداوندون سے طالب ظفر تھے الحاصل جب غبار دفع ہوا کسی قدر حواس درست
ہوے طہماسپ نے غضبناک ہو کر گرز کو مانند فیل سر فرامرز پر لگایا فرامرز نے دلیرانہ پھر اپنے گرز
پر اُسکے گرز کو روکا اب کی مرتبہ جسر جیحون کو اسقدر صدمہ پہونچا کہ کچھ مٹی اور کچھ اینٹین جسر کی پانی مین
گرین اور ہنگام ضرب گرز کی ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو فیل باہم ٹکرائے بزدلون کے جگر تھرائے پھر فرامرز
بن ہلال شاہ مغربی نے از حد برہم ہو کر اچھی طرح رکابون پر قدم استوار رکھکر گرز گرانبار کو گردش
دے کر بتمامی قوت سر طہماسپ پر لگایا طہماسپ ترک خجندی نے اپنے گرز پر گرز فرامرز عاد
مغربی کو روکا راوی کہتا ہے کہ اُس وقت جسر جیحون کو ایسا صدمہ پہونچا اور اسقدر تھرایا کہ ٹوٹ کر
آب جیحون مین گرا چونکہ ہر دو دلیر بالاے جسر جیحون لڑ رہے تھے بوجہ گرنے اور ٹوٹ جانے جسر جیحون
کے یہ بھی آب جیحون مین گرے طول مست آبلہ رو وغیرہ تو طہماسپ ترک خجندی کے گرنے سے
مضطر و گریان ہوے اور حمزہ صاحبقران اور دیگر سرداران لشکر اسلام وغیرہ فرامرز عاد مغربی کو
آب جیحون مین گرتے ہوے دیکھکر پریشان خاطر ہوے آخر تاب ضبط نہ لا کر امیر با توقیر واسطے نکالنے
فرامرز عاد مغربی جامہ ترڑ سے اور تنگ کھول کر اشقر دیوزاد کو آب جیحون مین ڈالدیا اسوقت لندھور
نے بھی اسی طرح اپنا مرکب دریا مین ڈالا اُسوقت لندھور فیل پر سوار نہ تھا پھر مرکب کرب غازی نے
بھی تنگ کھول کر آب جیحون مین ڈالا پھر امیر وغیرہ جستجوے فرامرز عاد مغربی کرنے لگے جو اسوقت
آفتاب نہان ہو گیا تھا تاریکی تھی ادھر طول مست آبلہ رو نے اور سرداران لشکر اسلام نے جلد

سامان روشنی کا کرکے کنارے دریا آئے اور روشنی مین طہماسپ ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی کو دیکھنے
لگے چونکہ آب جیحون ازحد بہتا تھا فرامرز عاد مغربی اور طہماسپ ترک خجندی اور امیر بالوقیر وغیرہ آب
دریا مین بہہ نکلکر دور تک بہگئے تھے کرب غازی اور طہماسپ دونون غوطے کھاتے تھے اور بہتے تھے کیونکہ دونون
کے مرکب زیر ران سے نکل گئے تھے زور شور آب سے دریا مین بہہ گئے تھے اور ہرچند لوگون نے روشنی مین دیکھا
اور جال ڈالے گئے مگر کچھ فائدہ نہوا کوئی شخص نظر نہ آیا احوال ان سب کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان راز عشق افشا ہونا ملکہ خورشید خاوری کا اور زخمی کرنا برادران قیماس خان کا علمشاہ کو اور آنا خاور مین ترک توسن یلطاقی کا برائے جنگ اور زخمی ہوکر دست علمشاہ سے بھاگنا پھر خسرو خاوری وغیرہ کا مسلمان ہونا اور عقد کرنا ملکہ خورشید خاوری کا علمشاہ سے

راوی شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتا ہو کہ ایک شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری اپنے باغ مین آکر
پہلوے علمشاہ مین بیٹھی بعد شغل بادہ کشی اختلاط باہم ہونے لگا باغ مین تو ملکہ خورشید خاوری پہلوے
علمشاہ مین بیٹھی ہو اسے بیٹھا رہنے دیجیے مگر حال گلعذار دایہ خورشید خاوری کا سنیئے کہ اسکو کنیزان
ملکہ سے حال عشق ملکہ خورشید خاوری جو معلوم ہوا بیتاب ہوکر اسی شب کو خدمت مادر ملکہ مین گئی اور
بعد تسلیم دست بستہ عرض کرنے لگی اسوقت مجکو تخلیہ مین کچھ کہنا منظور ہو مادر ملکہ خورشید خاوری نے اسے
تخلیہ مین بلاکر پوچھا کیا کہتی ہو بیان کر دایہ مذکور نے عرض کیا مین نے سنا ہو کہ حضور کی صاحبزادی ہر شب
اپنے باغ مین جاتی ہین اور جہران بخت پسر شیخ لدھا کے پہلو مین بیٹھتی ہین باغبان بچہ پر عاشق ہوئی ہین
اسوقت بھی باغ مین ضرور ہی اُسکے پہلو مین بیٹھی ہونگی پس مین نے حضور کو اطلاع دیدی ہو حضور کچھ اسکا
تدارک کرین مادر ملکہ نے کہا اے گلعذار تو ٹھہر جا ابھی بجانا دایہ ٹھہر رہی خسرو خاوری دربار برخاست کرکے
محل مین آچکا تھا مادر ملکہ خورشید خاوری نے خسرو خاوری سے تمام احوال جو دایہ سے سنا تھا بیان کیا
اور کہا اگر چندے اس امر مین غفلت کیجائیگی تو بدنامی دور تک پہونچیگی ابھی سے ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ آبرو مین خلل
نہ آئے ذلت و رسوائی نہو خسرو خاوری یہ حال سنکے نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت خسرو خاوری نے دایہ
گلعذار کو ہلاک کرکے اپنے فرزندونکو طلب کیا جب تینون فرزند حاضر خدمت ہوے خسرو خاوری نے کہا اے
فرزندو تمھارے بھائی قیماس خان خاوری تو سوے ترکستان گئے ہین اُنکے ملازم جہران بخت نے
نہایت نمک حرامی پر کمر باندھی ہی تمھاری ہمشیرہ سے اُسنے آشنائی کی ہو لہذا تمکو لازم ہو کہ اسیوقت اپنی ہمشیرہ
کے باغ مین جاؤ جہران بخت کو قتل کرو اور جملہ کنیزان خورشید خاوری کو تہ تیغ کرو تاکہ یہ بات مشہور نہونے پاوے
برادران ملکہ خورشید خاوری یہ احوال سُنکے کثرت غیظ سے کانپنے لگے اور اُسیوقت جانب باغ روانہ ہوے
جب باغ مین گئے دیکھا جہران بخت نشہ شراب مین بیہوش پہلوے خورشید خاوری مین بیٹھا ہو برادران
ملکہ عقب سے آکر تلوارین کھینچ کر جہران بخت پر لگانے لگے ملکہ خورشید خاوری یہ حال دیکھکر زار زار
رونے لگی پھر خوف سے بھائیون کے گوشہ باغ مین جاکر مخفی ہوئی اپنے بھائیون کو سخت سست کہنے لگی
کنیزین چلانے لگین تھوڑی دیر مین برادران ملکہ نے جہران بخت کو سراپا زخمی کیا اور ایک تلوار گردن پر
ایسی لگائی کہ فقط شہرگ باقی رہگئی باقی تمام گردن کٹ گئی علمشاہ کثرت جراحت سے گرا برادران ملکہ کو
یقین ہوا کہ جہران بخت ہلاک ہوگیا اُسوقت ہر سہ برادران ملکہ خورشید خاوری نے اُن کنیزونکو جو باغ

مین موجود تھین سبکو قتل کیا کنیزونکو تو گوشۂ باغ مین ڈالدیا مگر مہران بخت یعنے علمشاہ کو ایک چادر مین باندھکر
باغ سے نکلکر بیرون شہر چلے جب قریب قصبۂ اقمس کندی کے پہونچے ایک غار مین مع چادر علمشاہ کو ڈالکر پھر
باغ مین آئے شیخ لدھا کو بھی قتل کیا بعدہ اپنی بہن ملکہ خورشید خاوری کو باغ سے سوار کرکے لیگئے جب ملکہ داخل
محل ہوئی پدر و مادر نے ملکہ کو نہایت سخت و سست کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا پھر برادران ملکہ نے اپنے پدر و
مادر سے تخلیہ مین تمام احوال مہران بخت اور کنیزون کا بیان کیا تا محل مین اور باہر یہ امر کسی زن و مرد پر ظاہر
نہو اس روز سے ملکہ خورشید خاوری تنہائی مین خیال علمشاہ مین رویا کرتی تھی چہرہ کثرت رنج سے زرد
ہوگیا تھا غذا اکثر اوقات تناول نہین کرتی تھی رات اور دن رویا کرتی تھی نہایت نحیف و لاغر ہوگئی تھی خواتین
ملازم محل حال ملکہ دیکھکر پریشان تھین ملکہ کو فراق علمشاہ مین چندے رکھا جاتا ہے مگر اب احوال علمشاہ
لکھا جاتا ہے کہ جس شب کو برادران ملکہ خورشید خاوری نے علمشاہ کو مجروح کرکے غار مین جاکر ڈالدیا
تھا اُسی روز فرہاد اقمشی ساکن قصبۂ اقمش کندی براے ضرورت شہر خاور مین آیا تھا ہنگام شب اپنے
مکان کیطرف جاتا تھا جب قریب اپنے مکان کے پہونچا دیکھا اُسنے غار مین ایک پشتارہ خون مین آلودہ
چادر مین لپٹا ہوا پڑا ہے فرہاد نے عنقریب جاکر چادر کو کھولا دیکھا جوان خوبرو سراپا زخمی ہے غور کرکے جو
دیکھا تو ثابت ہوا کہ زندہ ہے فرہاد کو رحم آیا علمشاہ کو اُسی چادر مین پھر باندھکر اپنے گھر لیگیا اور اُسیوقت
جراحونکو بلاکر اُنسے کہا اس جوان کا علاج کرو اگر یہ جوان تمھارے علاج سے اچھا ہوجائیگا تو مین موافق اپنی
لیاقت کے تمھین انعام دونگا جراحون نے علاج کرنا شروع کیا جو زخم شمشیر لائق ٹانکے لگانے کے
تھے اُن زخمون مین ٹانکے لگائے بعد ازان کل زخمون پر پھائے مرہم کے بناکر رکھے غرض بعد چند روز کے
علمشاہ کسی قدر رو بصحت ہوے فرہاد اقمشی خوش ہوا علمشاہ نے اُس سے کہا تمنے مجھپر احسان کیا
اُسنے عرض کیا مین آپکا ایک بندہ فرمانبردار ہون میرے بارے مین اسطرح ارشاد نہ کیجیے کچھ اپنے نام و نسب
سے اطلاع دیجیے علمشاہ نے کہا بعد صحت اگر تم پوچھوگے تو بیان کرونگا غرض جب اچھی طرح علاج ہوا جملہ زخم
بالکل اچھے ہوگئے علمشاہ نے غسل صحت کیا فرہاد نے زیادہ تر خوش ہوکر جراحونکو انعام دیا ایکروز علمشاہ نے
فرہاد اقمشی سے کہا کسی کو شہر مین بھیجکر حال خسرو خاوری دریافت کراؤ چونکہ فرہاد اقمشی لاولد تھا علمشاہ
کو مثل اپنے فرزند کے چاہتا تھا کہنے لگا تمکو خسرو خاوری کے احوال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے علمشاہ
نے جواب دیا ایک مطلب ہے اگر تمھین میری خوشی منظور ہو تو جو مین کہتا ہون میرے کہنے پر عمل کرو فرہاد
نے کہا اچھا مین خود جاتا ہون اور حال خسرو خاوری دریافت کرکے جلد آکر تم سے بیان کرتا ہون یہ
کہکر فرہاد گیا جب شہر خاور مین داخل ہوا اُسوقت مردم سے سُنا کہ ترک توسن یلطاقی مع فوج گران آیا ہے
شہر مین ایک تہلکہ ہے فرہاد اقمشی نے مردمان شہر سے پوچھا باعث بغاوت کیا ہے مردم نے بیان کیا قبل اسکے
ترک توسن یلطاقی نے دختر خسرو خاوری کی خواستگاری کی تھی اور غولاد زنگی کو مع محافہ بھیجا تھا
مہران بخت پسر شیخ لدھا نے اُسے ہلاک کیا تھا لاشہ اُسکا ترک توسن یلطاقی کے پاس پہونچا تھا پھر
ترک توسن یلطاقی نے اپنے وزیر احرم یلطاقی کو نامہ دیکر براے طلب ملکہ خورشید خاوری یہان بھیجا تھا
قیماس خان خاوری نے اُس وزیر کو مارپیٹ کر خاور سے نکلوا دیا تھا جب وہ ترک توسن یلطاقی کی خدمت
مین گیا اور تمام حال اُس سے بیان کیا ترک توسن یلطاقی کو غصہ آیا فی الحال جو ترک توسن نے یہ سنا کہ قیماس خان

سوے ترکستان گیا ہے کوئی روکنے والا نہین ہے اسوجہ سے فوج لیکر چڑھ آیا ہے اب یقین کامل ہے کہ لڑائی ہوگی فرہاد
اقمشی نے پوچھا خسرو خاوری کی کیا صورت ہے مردم نے بیان کیا ظاہرا خسرو خاوری پریشان خاطر ہوگا کیونکہ
حریف زبردست فوج لیکر بارادہ جنگ آیا ہے فرہاد اقمشی احوال دریافت کرکے اپنے مکان کیطرف چلا یہان
خسرو خاوری کو ترک توسن ملیطاقی کے آنیکی خبر ہوئی تہمتن خان وغیرہ پسران خسرو خاوری اسی ہزار
سوار لیکر براے مقابلہ بیرون شہر روانہ ہوے اور مقابلہ ترک توسن ملیطاقی فروکش ہوے ہنگام شب
ترک توسن ملیطاقی نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی پسران خسرو خاوری نے بھی نقارہ رزمی
بجوایا تمام شب دونون لشکرونین تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب
نقباے خوش آواز جوانان لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان رزم سے ہٹگئے ترک توسن ملیطاقی لشکر سے نکلکر میدان
مین آیا مبارز طلب کیا تہمتن خان پسر خسرو خاوری نے اُس سے مقابلہ کیا تادیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار
ترک توسن ملیطاقی نے برہم ہوکر شمشیر آبدار لگائی تہمتن خان خاوری نے سپر اُٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے
نے سکندری کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی تیغ سرپر جو پڑی تادو ابرو اُتر آئی تہمتن خان نے دستانہ مارا تلوار
سر سے نکل گئی اُسوقت ترک توسن ملیطاقی نے ارادہ کیا تھا اور گھوڑا آہستہ بڑھایا تھا کہ سر تہمتن خان
خاوری کا تیغ سے جدا کرے ناگاہ برادران تہمتن خان سوارون کو ہمراہ لیکر براے مدد برادر آگے بڑھے
اُدھر سے بھی تمام لشکر ترک توسن ملیطاقی کا آگے بڑھا جب دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی
مردمان ہر دو لشکر قتل ہونے لگے عین مغلوبہ مین دونون بھائی تہمتن خان کے دست ترک توسن
ملیطاقی سے زخمی ہوے تاشام لڑائی رہی ہنگام شب ترک توسن ملیطاقی نے طبل بازگشت بجوایا
اپنے لشکر کے سوارون کو لیکر فرودگاہ لشکر پر جاکر آرام پذیر ہوا ادھر پسران خسرو خاوری ہنگام شب
میدان جنگ سے روانہ ہوکر داخل قلعہ ہوے خسرو خاوری نے قلعہ کو خوب آلات حرب وضرب
سے آراستہ کیا گولہ اندازون کو گولہ اندازی پر مقرر کیا در قلعہ بند کر لیا پل وتختہ اُٹھوا لیا خندق
مین آگ روشن کرادی غرض بخوبی سامان جنگ کیا اُسی شب کو فرہاد اقمشی اپنے مکان پر پہونچا علمشاہ
نے اُس سے پوچھا کل تم کہان رہگئے تھے اُسنے کہا مین احوال دریافت کرکے چلا تھا اثناے راہ مین دفعتہً علیل
ہوگیا تھا ایک اپنے دوست کے مکان پر ٹھہر گیا تھا آج طبیعت درست ہوئی دوست سے رخصت ہوکر یہان
آیا علمشاہ نے پوچھا تمنے کیا احوال دریافت کیا اُسنے جو کچھ حال دریافت کیا تھا بیان کیا علمشاہ نے کہا
مجھے ایک اسپ تو تا خواہ عربی ہو یا ترکی ہو کہین سے لادو اور شمشیر وسپر بھی لادو اگر روپیہ تمھارے پاس
نہو تو کچھ تردد نکرو اکا میرے بازو کا لیجاؤ اُسے فروخت کرکے اسپ خرید کرو مین ہنگام سحر شہر مین جاؤنگا فرہاد
اقمشی نے کہا اسکا رہنے دو مین اسپ وشمشیر وسپر لادونگا چنانچہ اُسی شب کو فرہاد اقمشی نے اسپ واسلحہ
وشمشیر وسپر خرید کرکے علمشاہ کے حوالے کیے ہنگام سحر علمشاہ مرکب پر سوار ہوکر تیغ وسپر سے زینت کرد
دوش کرکے فرہاد اقمشی سے رخصت ہوکر سوے شہر چلے بعد قطع راہ اُسوقت قریب قلعہ خاور پہونچے
کہ ترک توسن ملیطاقی توپ کے گولون سے بچا ہوا خندق تک پہونچ گیا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ خندق کو
طے کرکے در قلعہ کو گرزگران سے توڑ کر داخل قلعہ ہو علمشاہ نے یہ حال دیکھکر فوج ترک توسن ملیطاقی پر حملہ
کیا تلوار کھینچکر سوارون کو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تلوار لگائی مع مرکب دو ٹکڑے کیے غرض چار سو سوار قتل

کیسے لشکر مین تہلکہ پڑگیا پرے درہم و برہم ہوگئے شور و غل ہوا ترک توسن یلطاقی نے مڑکر دیکھا کہ ایک جوان تیر لشکر سے لڑ رہا ہے لشکری تاب مقابلہ نہ لاکر پیچھے ہٹے آتے ہین اکثر سوار بھاگے جاتے ہین یہ احوال دیکھکر ترک توسن یلطاقی قلعہ کیطرف سے منھ موڑ کر گھوڑے کو دوڑا کر سوے علمشاہ چلا جب سامنے علمشاہ کے پہونچا برہم ہوکر پوچھنے لگا ای جوان تو کیون لڑتا ہے تیرا نام کیا ہے علمشاہ نے جوابدیا تیغ و سپر ہمنے اسواسطے باندھی ہے کہ لڑین برائے آرایش نہین باندھی ہے اور نام جو پوچھتا ہے اس سے تجھے کیا فائدہ ہوگا اگر تو بہادر ہے تو مجھسے مقابلہ کر ترک توسن یلطاقی نے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر نعرہ کرکے سر علمشاہ پر مارا علمشاہ نے تیغ سپر روکا پھر تیغ آبدار علمشاہ نے اُسکے سر پر لگائی اُسنے بھی تلوار اپنی سپر پر روکی تادیر اسیطرح لڑائی رہی آخر علمشاہ نے برہم ہوکر تیغ آبدار اسطرح اُسکے سر پر لگائی کہ سپر اُسکی کاٹکر تا دو ابرو اتر آئی ترک توسن یلطاقی نے دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی ترک توسن یلطاقی کے سر پر زخم کاری آیا علمشاہ نے اس ارادہ سے گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ سر ترک توسن یلطاقی کا تلوار سے کاٹلون ناگاہ سواران لشکر ترک توسن یلطاقی نے یکبارگی علمشاہ پر حملہ کیا کچھ سوار درمیان مین آگئے اپنے بادشاہ کو دست حریف سے بچاکر علحدہ لیگئے علمشاہ سواران فوج سے جنگ کرنے لگا جانب یمین و یسار پشت اعدا پر حملہ کرنے لگا سوارونکو تہ تیغ کرنے لگا ہزارون سوارونکو دو پہر کی مدت مین قتل کیا آخر سواران لشکر تاب جنگ نہ لاکر میدان مصاف سے بھاگے ترک توسن یلطاقی زخمی ہوکر شکست کھاکر سوے قلعہ بال خطا روانہ ہوا خسرو خاوری نے جب دیکھا کہ ایک جوان نے ترک توسن یلطاقی کو مع اُسکے لشکر کے بھگا دیا میدان جنگ مین اعدا سے کوئی دشمن باقی نرہا اُسوقت خوش ہوکر در قلعہ کھولکر بیرون قلعہ آیا علمشاہ سے پوچھنے لگا ای بہادر تیرا کیا نام ہے تونے ہمپر از حد احسان کیا ہے دشمن زبردست سے ہماری جان بچائی ہے ایسے وقت بیکسی و مجبوری مین ہماری مدد کی علمشاہ نے جوابدیا مین وہی پسر شیخ لدھا ہون جسے آپکے فرزندون نے باغ مین تلوارونسے مجروح کرکے باہر شہر کے ڈالدیا تھا اُنھون نے اپنی دانست مین مجھے مردہ سمجھا تھا خدا نے پھر مجھے صحت دی زخم تمام اچھے ہوگئے چونکہ مین نے سُنا تھا کہ دشمن آپکا فوج لیکر آیا ہے تاب ضبط نہ لاکر مین یہان آیا اور آپکے دشمن کو باعانت پروردگار بھگا دیا ناظرین پر واضح ہو کہ خسرو خاوری نے علمشاہ یعنی مہران بخت کو اسوجہ سے نہ پہچانا تھا کہ بوجہ بیمار یا مجروح ہونیکے خون بکثرت جسم سے نکلگیا تھا چہرہ متغیر ہوگیا تھا غرض جب خسرو خاوری کو معلوم ہوا کہ یہ مہران بخت ہے اُسدم خسرو خاوری نے کہا ای مہران بخت تمنے جو ابھی اپنی زبان پر یہ سخن جاری کیا کہ مجکو خدا نے صحت دی بس تمھارے اس سخن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم لات و منات پرست نہین ہو اور پسر شیخ لدھا بھی نہین ہو اب تمکو مین قسم دیتا ہون اُس تمھارے خدا کی جسنے تمھین صحت دی ہے تم اپنے نام اصلی اور حسب سے مجھے اطلاع دو مہران بخت نے کہا سچ تو یہ ہے کہ میرا نام علمشاہ ہے پسر ہون مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کا خسرو خاوری نام و حسب سنکے فوراً قدم علمشاہ پر سر اپنا رکھنے لگا علمشاہ نے کہا آپ بزرگ ہین میرے قدم پر سر نہ رکھیے خسرو خاوری نے علمشاہ کو اپنے ہمراہ لیجاکر قریب اپنے تخت کے دنگل پر بٹھایا اپنے بیٹونکو بلایا جب وہ آئے خسرو خاوری نے علمشاہ سے کہا مجھے کلمہ پڑھاکر مسلمان کرو دین تمھارا اچھا ہے علمشاہ نے خسرو خاوری کو کلمہ پڑھایا خسرو خاوری کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خسرو خاوری کے کہنے سے فرزندان خسرو خاوری اور جملہ

اہل دربار کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے پسران خسرو خاوری نے قدم علمشاہ پر سر رکھکر عذر کیا
اور عفو قصور کے بارے مین التجا کی علمشاہ نے خوش ہوکر سر ہر ایک کا اپنے سینے سے لگایا خطا عفو کی پھر حکم
خسرو خاوری سے تمام ساکنان شہر خاور مسلمان ہوے محلسرا مین بھی جملہ خواتین کو خسرو خاوری نے مسلمان
کیا صدمہ و رنج زائل ہوا بزم نشاط حکم خسرو خاوری سے آراستہ کی گئی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگین
ساقیان گلرخسار جام بادہ گلنار اہل بزم کو پلانے لگے ملکہ خورشید خاوری بھی خبر علمشاہ کے آنیکی سنکے خوش
ہوئی غم فرقت دل سے دور ہوا گریہ و زاری موقوف ہوئی علمشاہ نے بزم عشرت مین آہستہ خسرو خاوری
سے پوچھا آپکی دختر کا مزاج کیسا ہے خسرو خاوری نے آہستہ جواب دیا جبسے باغ سے محل مین آئی ہے طبیعت
اُسکی اچھی نہین ناتوان ہوگئی ہے آج کچھ مزاج اُسکا اچھا ہے غرض بعد چند روز کے خسرو خاوری نے مادر
ملکہ خورشید خاوری سے خلوت مین کہا اے ملکہ تم جانتی ہو کہ بیٹی تمھاری علمشاہ سے محبت رکھتی ہے اور اُسکو
بھی تمھاری دختر سے الفت ہے حسب و نسب جرأت و شجاعت مین بے مثل و بے عدیل ہے میرے نزدیک مناسب
ہے کہ اب عقد اپنی دختر کا علمشاہ سے کردو ایسا داماد ممکن نہوگا ملکہ نے خسرو خاوری سے کہا مجھے بھی یہ
بھی منظور ہے غرض جب صبح ہوئی خسرو خاوری محلسرا سے برآمد ہوکر دربار مین بالاے تخت بیٹھا وزرا
سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد سامان شادی مہیا کرو مجھکو یہ منظور ہے کہ جلد عقد اپنی دختر کا کردون وزرا امرا نے
بموجب حکم سامان سے شادی کرنا شروع کیا در خزانہ وا ہوا جب جملہ سامان شادی ہوچکا خسرو خاوری
نے نجومیون اور رمالون کو طلب کرکے اُنسے پوچھا اس ماہ مین کون دن اور کونسی تاریخ اچھی ہے علاوہ اسکے
یہ بتاؤ کہ علمشاہ سے ملکہ خورشید خاوری کا عقد کرنا اچھا ہے یا بُرا ہے انجام اس عقد کرنیکا کیسا ہوگا جو کچھ
تمھین تمھارے علم سے دریافت ہو جلد بیان کرو نجومیون اور رمالون نے بقاعدہ نجوم و رمل خوب غور و فکر
کرکے نجوم و اشکال زائچہ پر نظر کرکے خسرو خاوری سے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اس مہینے مین
آئندہ کی تاریخ نہایت اچھی ہے دن بھی سعد ہے زہرہ و مشتری ایک برج مین دونون ثابت ہوتے ہین انجام
شادی کا اچھا ہوگا باہم الفت محبت ہوگی خسرو خاوری نے خوش ہوکر اُنھین اُسوقت خلعت و انعام
دیکر رخصت کیا جب وہی روز آیا بصد تکلف بزم آراستہ ہوئی ہرچند قبل سے بزم عشرت آراستہ کیگئی تھی لیکن
اُسروز زیادہ تر تکلف کیا گیا وزرا نے حکم خسرو خاوری سے علمشاہ کیطرف سے سامان کیا علمشاہ کو دولھا
بنایا بزم عشرت مین لاکر بٹھایا خلاصہ یہ کہ خسرو خاوری نے موافق قاعدہ شاہ و شہریار بڑے تزک و تجمل سے
اپنی دختر کا عقد کردیا ہنگام شب علمشاہ محلسرا مین ملکہ خورشید خاوری کے پاس گئے ہمبستر ہوے بقدرت
خدا ملکہ کو حمل رہگیا بعد گذرنے ایام حمل کے اُسی ملکہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوگا المدعا جب صبح ہوئی
علمشاہ محلسرا سے برآمد ہوے اول حمام مین جاکر غسل کرکے جامہ خانے مین آکر پوشاک نفیس پہنکر دربار
خسرو خاوری مین آئے اور اپنے خسر کو سلام کرکے قریب تخت دنگل پر بیٹھے محلسرا مین ملکہ خورشید
خاوری نے غسل کیا علمشاہ دنگل پر بیٹھے تھے کہ فرہاد قمشی یاد آیا علمشاہ نے خسرو خاوری سے
کہا قصبۂ قمش کندی مین ایک شخص رہتا ہے نام اُسکا فرہاد قمشی ہے وہی مجھکو اپنے گھر اُٹھا کر لیگیا تھا
اُسنے میرے زخمون کا علاج کرایا تھا اب مین چاہتا ہون کہ آپ اُسکو طلب کرین مجھے لازم ہے کہ مین بھی اُس سے
سلوک نیک کرون بعوض اُسکے احسان کے زر و جواہر اُسے دون خسرو خاوری نے فرہاد قمشی کو بلوایا

سوار اُسکے بلانے کو گئے جب سوار اُسکے مکان پر پہونچے فرہاد اقمشی اپنے گھر میں تھا سواروں نے اُسے
پکارا فرہاد اقمشی گھر سے باہر آیا سواروں نے کہا چل تجھکو خسرو خاوری نے بلایا ہے فرہاد اقمشی خوف سے متردد
ہوا آخر بحکم حاکم روبروے خسرو خاوری حاضر ہو کر مجراگاہ پر سے مجرا کرکے دست بستہ کھڑا ہوا علمشاہ نے
موافق اُسکی عزت کے اُسے دربار میں بٹھا کر خلعت زر و جواہر دلوایا فرہاد اقمشی نے علمشاہ کو پہچانا پھر
علمشاہ نے اُسے رخصت کیا فرہاد اقمشی نہایت شاد و خرم اپنے مکان پر گیا اب علمشاہ تو ہر روز قریب
تخت دنگل پر بیٹھتے ہیں اور شب کو محلسرا میں داخل ہو کر ملکہ خورشید خاوری کے پاس جاتے ہیں بعیش و راحت شب
و روز بسر کرتے ہیں اُنھیں تو عیش و عشرت میں مصروف رکھا جاتا ہے مگر احوال ترک توسن یلطاقی کا لکھا جاتا ہے
کہ ترک توسن یلطاقی میدان جنگ سے گریزاں ہو کر جو سوے قلعہ بال خطائی روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
قلعہ بال خطا میں پہونچکر تمام احوال اپنا نزرہ خان سے بیان کیا نزرہ خان ترک توسن یلطاقی کو
پیش صلصال لیگیا اور تمام حال خاور کا عرض کیا اس اثنا میں صلصال کو یہ خبر پہونچی کہ خسرو خاوری
نے مسلمان ہو کر عقد اپنی دختر کا علمشاہ پسر حمزہ صاحبقران سے کر دیا ہے صلصال بن دال نے یہ احوال
سُنکے نہایت برہم ہو کر ایک خشت طلب کرکے ایلتاک اقاصی دہ دہ کو دیکر حکم دیا کہ جلد سوے خاور روانہ
ہو یہ خشت خسرو خاوری کو دیکر کہدینا کہ اپنی دختر خورشید خاوری کو ترک توسن یلطاقی کے حوالے کرکے
مذہب اسلام کو ترک کر دے ایلتاک اقاصی بجاے نامہ خشت لیکر مع تھوڑے آدمیوں کے روانہ ہوا ناظرین
نکتہ بین پر واضح ہو کہ صلصال بن دال نے یہ قاعدہ ایجاد کرکے جاری کیا تھا کہ جس حاکم یا بادشاہ کے پاس
جس مطلب کے واسطے بجاے نامہ خشت یا چوب یا سنگ ریزہ کسی کے ہاتھ روانہ کرتا تھا حاکم حکم
تاکیدی جان کر فرمان صلصال بجالاتا تھا اور انکار بجا آوری حکم سے نہ کرتا تھا پس بموجب طریقہ و
قاعدہ مذکور کے ایلتاک اقاصی دہ دہ کو خشت دے کر روانہ کیا ہے جب ایلتاک اقاصی مسطور
قطع راہ کرکے قریب خاور آکر ایک صحراے سبزہ زار میں مقیم ہوا خسرو خاوری کو اُسکے آنے کی
خبر ہوئی اور یہ بھی سُنا کہ خشت لیکر اس واسطے آیا ہے کہ خورشید خاوری کو ہمراہ لیجا کر ترک توسن یلطاقی
کے حوالے کرے خسرو خاوری یہ خبر سُنکے نہایت گھبرایا علمشاہ سے مضطر ہو کر کہنے لگا اب مجھکو
کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی ہے کیا کروں علمشاہ نے جواب دیا کہ آپ پریشان خاطر نہ ہوں جس وقت
ایلتاک اقاصی نابکار آئیگا اول اُس سے بلاملامت گفتگو کیجیے گا کہیے گا کہ میں نے اپنی دختر کا عقد کر دیا ہے
اگر قبل اسکے حکم حضور صادر ہوتا تو فوراً تعمیل حکم کرتا اب مجبوری ہے اگر یہ کلمات وہ سُنکے گفتگوے سخت کریگا
اُسوقت دیکھا جائیگا خسرو خاوری نے راے علمشاہ کی پسند کی ایلتاک اقاصی نے ایک روز
تو انتظار اس امر کا کیا کہ خسرو خاوری میرے استقبال کو آئیگا یا اپنے فرزندوں کو میرے استقبال
کے لیے بھیجے گا جب کوئی یہاں سے نہ گیا دوسرے روز ایلتاک اقاصی خود دربار خسرو میں آیا خسرو
خاوری نے موافق اُسکی عزت کے اُسے بٹھایا ایلتاک نے خشت دیکر حکم صلصال سے آگاہ
کیا خسرو خاوری سے جو کچھ علمشاہ نے کہا تھا وہی اُس سے بیان کیا اور عذر کیا ایلتاک نے
برہم ہو کر کہا میں اس عذر کو ہرگز پذیرا نہ کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو لیجاؤنگا علمشاہ نے جو یہ
تقریر اُسکی سُنی غضبناک ہو کر ملازموں سے حکم کیا ایلتاک اقاصی کی داڑھی اور موچھیں اور

میرے سر مونڈوا کر زدوکوب کرکے نکالدو اور ہمراہیان الیشک کی ناک اور کان کاٹ ڈالو اسی زمان
خسرو خاوری نے بموجب حکم علمشاہ الیشک اقاصی کے موے ریش و سر اور مونچھین مونڈوا کر
بارمیٹ کرکے دربار سے نکالدیا اور اُسکے ہمراہیون کی ناک اور کان کاٹ ڈالے الیشک اقاصی دربار
خسرو خاوری سے ذلیل ہوکر جب باہر گیا نالان و گریان سوے ترکستان روانہ ہوا جب الیشک
اقاصی قلعۂ بال خطا مین پہونچا زرہ خان سے تمام حال بیان کیا اپنے سردار اور مردمان ہمراہی کے
ناک اور کان کٹے ہوے دکھائے زرہ خان نے خیال کیا اگر یہ حال صلصال بن دال سے بیان کرونگا
تو باعث اُسکی ذلت و توہین کا ہوگا پس اس امر کو مخفی رکھنا چاہیے یہ خیال کرکے صلصال سے یہ احوال نہ
بیان کیا ایک روز ترک توسن یلطاقی دربار صلصال مین گیا اور تمام حال الیشک اقاصی و دیگر
مردمان کا بیان کیا ترک توسن یلطاقی کو یہ نہ معلوم تھا کہ زرہ خان نے بخیال توہین صلصال یہ
واقعہ بیان نہین کیا ہے جب صلصال کو الیشک اقاصی وغیرہ کے احوال سے آگاہی ہوئی زرہ خان
کو بلاکر پوچھا تمنے یہ احوال ابتک ہمسے کیون نہین کہا زرہ خان نے عرض کیا مصلحتاً عرض نہین کیا تھا کہ
باعث توہین حضور تھا صلصال کو غصہ آیا ملازمون سے کہا زرہ خان کو مارو ملازم بحکم حاکم زرہ خان
کو مشت و چوب مارنے لگے اس قدر مارا کہ زرہ خان قریب مرگ ہوگیا زمین پر مانند ماہی بے آب
تڑپنے لگا اُس وقت یزک خطائی عیار نے دست بستہ عرض کیا اے شہنشاہ فلک بارگاہ مین امیدوار
ہون کہ اب خطا زرہ خان کی حضور عفو کرین صلصال نے یزک خطائی عیار کی شفاعت سے
جرم اُسکا معاف کیا مردم زرہ خان کو اُٹھا لے گئے علاج اُسکا ہونے لگا بعد خطا معاف کرنے
زرہ خان کی صلصال بن دال نے غضبناک ہوکر آردشیر خان اور ربلب خان و صعصع خان
وغیرہ کو بائیس ہزار سواران جرار دیکر کہا جلد سوے خاور جاؤ اور خسرو خاوری اور علمشاہ کا سر کاٹکر
میرے پاس لے آؤ آردشیر خان وغیرہ لشکر لیکر روانہ ہوے جب قریب خاور کے آئے
خسرو خاوری کو اُنکے آنے کی خبر ہوئی خسرو نہایت پریشان خاطر ہوکر علمشاہ سے کہنے لگا مین
آردشیر خان وغیرہ سے مقابلہ کر نہین سکتا وہ نہایت زبردست ہین اسوجہ سے اب قلعہ بند ہوتا ہون
جان اپنی اُنسے بچاتا ہون علمشاہ نے خسرو خاوری سے کہا آپ ہرگز قلعہ بند نہ ہوجیے لشکر لیکر
قلعے سے نکلیے میدان مصاف مین چلیے مین اُنسے مقابلہ کرونگا پہلے جہانتک ممکن ہوگا اُنسے صلح
چاہونگا اگر وہ نہ مانین گے تو لڑونگا خسرو خاوری نے کہا اے فرزند آردشیر خان وغیرہ سے لڑنا
گویا صلصال سے لڑنا ہے صلصال شہنشاہ ہے وہ ہمسے ہر طرح ملک و مال و فوج و لشکر مین بہت زیادہ
ہے اُسکی شر سے بچنا بہتر ہے اُس سے لڑنا خلاف عقل ہے علمشاہ نے جواب دیا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے لشکر
لیکر قلعے سے چلیے خداوند عالم ہماری آپ کی مدد کریگا بقول شخصے مصرع دشمن اگر قویست نگہبان
قوی ترست ؎ خسرو خاوری علمشاہ کے کہنے سے بیس ہزار سواران جرار لیکر مع علمشاہ قلعے
سے باہر نکلا اور بمقابلۂ آردشیر خان وغیرہ فروکش ہوا علمشاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا
کہ جنگ سے بہتر صلح ہے لازم ہے کہ تم ہمسے نہ لڑو باہم صلح کرو غرض جب نامہ تیار ہوا بطریق حمزۂ
صاحبقران ایلچی کو دیکر روانہ کیا نامہ بر نے نامہ آردشیر خان کو دیا آردشیر خان نے نامے کو

پڑھکر نامہ کی پشت پر لکھدیا ہمین تمسے صلح کرنا منظور نہین ہی حکم صلصال کا یہ ہی کہ باغیون کے سر کاٹ کے
لے آؤ ہم تعمیل حکم کرینگے نامہ بر جواب نامہ لیکر خدمت علمشاہ مین آیا نامہ دیا علمشاہ نے پشت نامے پر
جو عبارت لکھی تھی پڑھی پھر خسرو خاوری سے کہا دیکھیے مین نے یہ نامہ لکھا تھا آردشیر خان نے یہ
جواب دیا ہی اگر وہ آمادہ جنگ ہی تو کچھ اندیشہ نہین ہی بحول و قوت الٰہی مین انکو خاور سے بھگا دونگا ابھی
علمشاہ خسرو خاوری سے یہ کہہ رہے تھے رات ایک پہر سے زیادہ نہ گذری تھی کہ آردشیر خان نے
طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر نواخت طبل جنگی خسرو خاوری سے آکر عرض کی علمشاہ نے خسرو خاوری
سے کہا آپ بھی نقارہ جنگی بجوائیے کچھ تامل نہ کیجیے خسرو خاوری نے نقارہ حربی بجوایا شب بھر دونون لشکرون
مین سامان جنگ ہوا ہنگام صبح آردشیر خان میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان جنگ صف آرا ہوا
اسطرف سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور علمشاہ وغیرہ کے میدان مصاف مین دبار صف آرا ہوا
بعد صف آرائی نقبائے خوش آواز دونون لشکرون سے نکلکر بیچ میدان مین آکر جوانون سے مخاطب
ہوکر کہنے لگے ای بہادرو یہ وقت کارزار ہی لازم ہی کہ دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑو قدم جنگ گاہ سے
نہ اٹھاؤ نقبا یہ کہکر میدان سے ہٹ گئے آردشیر خان صف لشکر سے نکلکر میدان مین آکر مرکب کو
روک کر پکارا ای خسرو خاوری کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کیواسطے جلد بھیجو علمشاہ فوراً خسرو
خاوری سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے گئے آردشیر خان نے واسطے تگاور کے اپنے مرکب کو بڑھایا اُدھر سے
علمشاہ نے اپنے فرس کو بڑھایا جب تگاوری ہوئی سب نے دیکھا سات قدم مرکب اردشیر خان کا پیچھے ہٹا
ایک قدم فرس علمشاہ پسپا ہوا اردشیر خان نے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر خبردار کہکر سر
علمشاہ نوجوان پر لگایا علمشاہ نے تیغے کو اپنی سپر پر روکا شمشیر آبدار سپر حریف پر لگائی ہر چند اُسنے
سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کر سر اردشیر خان مین در آئی تا دو ابرو اُتر آئی تھی کہ آردشیر خان
نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی اردشیر خان خون مین تر ہو گیا زخم سر سے لہو بکثرت نکلنے لگا یہ
احوال دیکھکر صعب خان اور بلب خان وغیرہ کل لشکر کو لیکر علمشاہ پر حملہ آور ہوے کچھ سوار آردشیر
خان کو اوپر سے علمشاہ سے ہٹاکر علحدہ لیگئے ادھر سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور تمامی مردمان
لشکر کے بڑھا جب دونون لشکر ملگئے جوانان ہر دو لشکر تلوارین کھینچکر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی
لاش پر لاش جوانون کی گرنے لگی عین جنگ مغلوبہ مین علمشاہ لڑتے ہوے سامنے صعب خان کے
پہونچے اُسنے سر علمشاہ پر گرز مارا علمشاہ نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر ہاتھ اُسکا مروڑ کر گرز چھین کر
شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی تلوار سر پر پڑی تا دو ابرو آئی تھی کہ صعب خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی
علمشاہ نے پھر چاہا تھا کہ تلوار اُسکی کمر پر لگاکر دو ٹکڑے حریف کے کرین ناگاہ سیکڑون سوار گھوڑے اُٹھاکر
درمیان مین آگئے خود قتل ہوے صعب خان کو قتل ہونے سے بچایا علمشاہ لڑتے ہوے سیکڑون سوارونکو
قتل کرتے ہوے بڑھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ بلب خان سامنے نظر آیا علمشاہ نے اُسکی طرف گھوڑا بڑھایا
بلب خان نے تیغہ مارا علمشاہ نے تیغے کو سپر پر روکا شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی بلب خان نے ہرچند
سپر اُٹھائی مگر تلوار سپر کو کاٹ کر اُسکے سر پر جو گری بقدر چار انگشت سر مین در آئی تھی کہ بلب خان نے دستانہ
مارا تلوار سر سے نکلگئی جب تین سرداران لشکر زخمی ہوے ادھر ہزارہا لشکری قتل ہو چکے اردشیر خان وغیرہ تاب مقابلہ

نہ لا سکے علمشاہ نے بہ فتح و فیروزی مراجعت کی اور صحبت جشن آراستہ فرمائی لیکن اب حال یہانکا یہ ہے کہ اردشیر خان نے اپنے عیار گرپا کو بُلا کر کہا کہ اگر تو علمشاہ کو گرفتار کر لا تو کل مطلب دلی تیرا حاصل ہوجائیگا یہ عیار وہان سے روانہ ہوا دیکھا کہ علمشاہ اپنے سرداروں سے بیٹھے باتین کر رہے ہین شمعہاے مومی و کافوری جابجا کنول اور مردنگ مین روشن ہین گرپا نے پڑدیکی پروانون کے پرون پر خوب بیہوشی ملکر اور چھڑک کر اُنھین اُڑایا پروانے شمعون پر گرے جل کر خاک ہوے دھوان جو اُن پروانون کا دماغ علمشاہ مین اور دیگر سردارون کے دماغ مین پہونچا سب کو چھینک آئی اور ہر ایک بیہوش ہوگیا گرپا نقب سے نکلکر علمشاہ کو چادر عیاری مین باندھکر فیشتارہ اُٹھا کر راہ نقب سے باہر آکر سوے لشکر روانہ ہوا جب سامنے اژدر خان کے پہونچا فیشتارہ دوش سے اُتار کر سامنے اژدر خان کے رکھدیا گرپا نے بموجب حکم اژدر خان کے علمشاہ کو گرفتار کیا اژدر خان نے کہا اب علمشاہ کو حفاظت سے رکھکر صبح کو جو مناسب ہوگا کرونگا گرپا نے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی علمشاہ کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار دیکھا ادھر خسرو خاوری نے صبح کو بارگاہ مین علمشاہ کو نہ پایا بارگاہ مین ہر طرف دیکھنے لگے گوشہ بارگاہ مین دہنہ نقب کا نظر آیا اُسوقت خسرو خاوری کو معلوم ہوا کوئی عیار راہ نقب سے علمشاہ کو بیہوش کر کے لیگیا خسرو خاوری کو سخت رنج بدرجہ کمال ہوا ابھی خسرو بارگاہ علمشاہ مین تھا کہ اژدر خان فوج ہمراہ لیکر لشکر خسرو خاوری پر حملہ آور ہوا اُسوقت خسرو خاوری نے سرداران لشکر اور جملہ لشکریونکو بارگاہ علمشاہ سے نکلکر حکم دیا جلد مسلح ہو سردار و لشکری مسلح ہوکے گھوڑون پر سوار ہوے فرزندان خسرو خاوری بھی مسلح ہوکر مرکبون پر بیٹھے اتنی دیر مین مردمان فوج عدو آکر لشکر خسرو خاوری پر گرے فرزندان خسرو خاوری وغیرہ لڑنے لگے آخر بعد تھوڑی دیر کے خسرو خاوری تاب مقابلہ نہ لا کر اپنے قلعہ مین جا کر قلعہ بند ہوا اژدر خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور علمشاہ نوجوان کو قفس آہنی مین بند کرکے اُس قفس کو ایک ٹیلے پر لٹکا دیا

داستان ہمیتال حمزہ صاحبقران و کرب غازی و طہماسپ ترک نجندی و فرامرز عاد مغربی وغیرہ بیان کیجاتی ہے

راوی خوش مقال اِس داستان ہمیتال کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب طہماسپ ترک نجندی اور فرامرز عاد مغربی بسبب ٹوٹ جانے پل جیحون کے آب جیحون مین گر پڑے تھے اور صاحبقران اور لندھور اور کرب غازی واسطے نکالنے فرامرز عاد مغربی کے جیحون مین اُترے تھے اور زور و شور آب جیحون سے مرکب سواران مذکور کو لیکر بھگے تھے سلطان سعد او ظول مست آبلہ روے نے روغنی کراکے جال دریا مین ڈلوائے تھے تو کوئی بہادران مذکور سے جال مین نہ نکلا تھا یہان سب کنارہ دریا متردد و متفکر تھے لیکن حمزہ صاحبقران اور کرب غازی اور لندھور جو دریا مین اُترے تھے زور آب جیحون سے دور تک بہگئے تھے طہماسپ ترک نجندی اور کرب غازی دونون غوطے کھا رہے تھے حمزہ صاحبقران نے قریب تر انکے جا کر اول طہماسپ ترک نجندی سے کہا اے بہادر نہ گھبرا نا مین آ پہونچا جلد میرے مرکب کی رکاب تھام لے طہماسپ ترک نجندی نے بائین جانب کی رکاب تھام لی پھر امیر با توقیر نے کرب غازی سے کہا اے کرب غازی تم بھی رکاب پکڑو کرب غازی نے بھی داہنے جانب کی رکاب پکڑ لی اُسوقت امیر نے پوچھا تمھارے گھوڑے کیا ہوے کرب غازی و طہماسپ ترک نجندی نے عرض کیا ہمارے مرکب بہگئے نہین معلوم بہکر کہان گئے اسیوجہ سے ہم ڈوبتے تھے کہ آپ تشریف لائے آپکی وجہ سے غرق ہونے سے بچ گئے حمزہ صاحبقران نے یہ سُنکے فرامرز عاد مغربی اور لندھور کی جستجو کی مگر آب جیحون مین اُنھین کہین ڈوبتے ہوے نہ دیکھا امیر کو صدمہ ہوا آخر اشقر دیوزاد سے زبان جنی مین فرمایا اے اشقر اب کنارہ

بہ جیحون پر مجھے لیچل انتقرآب دریا کو طی کرتا ہوا بخوبی تمام پھرتا ہوا بعد چھ پہر کے ہنگام سحر کنارۂ دریا آیا چونکہ امیر باتوقیر
اور کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی چھ پہر دریا مین رہے تھے کثرت گرسنگی سے سب لوگون کو غش آگیا
بعد پہر بھر کے امیر کو غش سے افاقہ ہوا پھر کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی ہوشیار ہوا ہر ایک کا حال کثرت
گرسنگی سے ابتر تھا ضعف کا غلبہ تھا ناگاہ بقدرت رزاق مطلق اس جگہ ایک ماہی گیر آیا جیحون مین اُسنے جال ڈالا کئی مچھلیان
بڑی بڑی اُسکے جال مین آئین حمزۂ صاحبقران نے قیمت دیکر اُس ماہی گیر سے وہ مچھلیان لین پھر کرب غازی نے
صحرا سے کچھ لکڑیان جمع کر کے ماہی گیر سے آگ لیکے لکڑیان جلائین اور مچھلیون کے کباب بنائے جب کباب تیار ہوے امیر نے
طہماسپ ترک خجندی سے کہا اے بہادر یہ کباب ماہی موجود ہین اگر دل چاہے تو کھاؤ طہماسپ ترک خجندی نے
خیال کیا اول تو صاحبقران نے احسان کیا ہے غرق ہونے سے مجھے بچایا ہے دوسرے دین اُسکا اچھا ہے یہ خیال کر کے
طہماسپ ترک خجندی قدم امیر پر گرا اور کہنے لگا اے امیر باتوقیر میری خطا عفو کیجے مین آپکے سردار لشکر فرامرز سے
رہا تھا اب مجھے کلمہ پڑھائیے مسلمان کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہو کر سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا کلمہ پڑھایا خطا اسکی
عفو کی طہماسپ ترک خجندی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر کباب ماہی لیکر ہمراہ امیر اور کرب غازی کے
کھانے لگا جب امیر وغیرہ کباب کھا چکے اور پانی پی چکے اُسی ماہی گیر سے پوچھا یہانسے سمرقند کتنی دور ہے اُسنے کہا بہت دور ہے
امیر نے پھر پوچھا یہان نزدیک کوئی شہر بھی ہے اُسنے کہا یہان آگے بڑھکر ایک شہر قرطاسیہ ہے امیر اُسی شہر کیطرف چلے تھوڑی
راہ چلی کہ سامنے ایک کوہ نظر آیا امیر نے دیکھا کہ فرامرز اُس کوہ پر کھڑا ہے امیر اُسے دیکھکر خوش ہوے اور بہ آواز بلند
کہا اے فرامرز یہان آؤ فرامرز مع دو مرکبون کے کوہ سے اُترا جب قریب آیا امیر نے پوچھا تم کوہ پر کیونکر پہونچے اُسنے
بعد تسلیم عرض کیا اے امیر باتوقیر جب پل جیحون کا پانی مین گرا مین بھی آب جیحون مین گرا تھا مرکب زیر ران تھا اور مرکب کے
پیرتا ہوا جاتا تھا تنگ میرے مرکب اور اُس مرکب کا بقدرت خدا ٹوٹ گیا تھا پہلے مرکب کرب غازی کا دریا سے نکل کر
سوے صحرا جا کر اُس پہاڑ پر گیا بعدہ مین دریا سے نکلکر واسطے ابرش گل اندام سکندری کے کوہ پر گیا تھا امیر تقریر
فرامرز سنکے خاموش رہے کرب غازی اپنے مرکب ابرش گل اندام سکندری کے ملنے سے خوش ہوا پھر کرب غازی نے
حال طہماسپ ترک خجندی بیان کیا فرامرز عاد مغربی کو جب معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہوا ہے دوڑکر اُس سے گلے ملا امیر
بہادران مذکور کو ہمراہ لیکر صحرانورد ہوے راہ صحرا مین نہایت صعوبت اُٹھائی بعد دو روز کے آبادی نظر آئی امیر شہر مین
پہونچکر سرا مین مقیم ہوے بعد اکل و شرب براے سیر شہر ہمراہ کرب غازی وغیرہ چلے شہر نہایت آباد دیکھا بازارین پاکیزہ
نظر آئین دوکانداروں کو دیکھا وہ دکانون پر ہر قسم کی چیزین اور اسباب انواع و اقسام کا لیے بیٹھے ہین خریدار دونکے ہجوم
رہتے ہین جب بازار سے آگے بڑھے دیکھا عمارتین پختہ اور بلند ہین سڑکین صاف اور درست ہین غرض امیر تھوڑی دور
جا کر کچھ سیر شہر کر کے پھر سرا مین آئے شب بھر سو رہے صبح کو بیدار ہوے صاحبقران وغیرہ نے وضو کر کے نماز
سحر پڑھی بعد اداے نماز سحر امیر باتوقیر بیٹھے تھے آفتاب طلوع ہو چکا تھا بازارین شہر مردم سے بھری ہوئی تھین
دوکاندار دوکانون پر بیٹھے تھے ناگاہ شور و غل ہوا امیر نے اہل سرا سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے اُنھون نے کہا کئی
روز ہوے ہین اس شہر مین ایک بادشاہ آیا ہے ہمراہ اُسکے ایک پہلوان ہے اطراف ایران سے آیا ہے اُسکے پاس ایک
کاغذ ہے اُس کاغذ پر کچھ لکھا ہے اور بہت سی مہرین ہین بادشاہ کا نام آذر برجین شاہ تبریزی ہے اور پہلوان کا نام
بدیع ہے مجھے سنا ہے برجین شاہ یہان اسواسطے آیا ہے کہ یا تو بدیع پہلوان سے کوئی پہلوان اس ملک کا کشتی لڑے
نہین تو بادشاہ یہان کا اُسی کاغذ پر مہر کر دے یا یہ لکھدے کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان ایسا بہادر نہین ہے کہ بدیع

پہلوان سے مقابلہ کرے پس وہی پہلوان ہمراہی دیگر پہلوانان قوی ہیکل ہنگام سحر برائے تفریح صبح شہر مین نکلتا ہے
اُسوقت وہی پہلوان راہ سے گذرا اُسکی مردمان بازاری تعریف کر رہے ہین یہی باعث شور و غل کا ہے ہمارے ملک کا جو
بادشاہ ہے اُسنے آذر شاہ پرچین تبریزی اور پہلوان بدیع کو بعزت و حرمت اپنے شہر مین مقیم کیا ہے اور یہ وعدہ کیا
ہے کہ ایک پہلوان سے کشتی ہوگی دیکھیے کب کشتی ہوتی ہے امیر باتو قیر واسطے دیکھنے پہلوان بدیع کے اُٹھے تھے کہ پہلوان
بدیع اس بازار سے کسی اور جانب چلا گیا امیر نے کرب غازی وغیرہ سے کہا جبتک بدیع کی کشتی نہ دیکھ لونگا اس
شہر سے نہ جاؤنگا کرب اور فرامرز مغربی نے عرض کیا ہمین بھی اشتیاق کشتی دیکھنے کا ہے غرض امیر اسی سرا مین مقیم
ہین انشاء اللہ حال امیر باتو قیر وغیرہ کا آیندہ لکھا جائیگا

داستان لڑنا بہرام آب باز کا آب جیحون مین سرداران لشکر اسلام سے اور قتل ہونا اُسکا پھر آنا شاہین
و عفریت خان اژدہا چشم کا عین جنگ مغلوبہ مین اور قلعہ بند ہونا طول مست آبلہ روے وغیرہ کا اور
بیان احوال عیاری قاقولہ و مرغولہ و جمشید و خواجہ عمرو و دیگر عیاران لشکر اسلام کا بیان کیجاتی ہے

راویان عالی طبیعت نے اس داستان کو یون ظاہر کیا ہے کہ جب جسر جیحون ہنگام جنگ ٹوٹ گیا اور پانی مین گر گئے
ہرچند سلطان سعد اور طول مست آبلہ روے نے فرامرز عاد مغربی اور امیر طہماسپ ترک خجندی
وغیرہ کی جستجو کی مگر کوئی بہادر نہ ملا جب طول مست آبلہ روے کو یقین ہوا کہ طہماسپ ترک خجندی آب جیحون
مین ڈوب کر مرگیا جستجوے طہماسپ ترک خجندی سے باز آکر مغموم و محزون کنارہ جیحون مقیم ہوا اور سلطان سعد
نے جستجوے امیر باتو قیر وغیرہ کرکے آبدیدہ ہوکر خواجہ زادگان بزرجمہر سے پوچھا اب امیر باتو قیر اور کرب غازی
اور لندھور وغیرہ سے ملاقات ہوگی یا نہین اور یہ سب زندہ ہین یا آب جیحون مین ڈوب کر ہلاک ہوگئے خواجہ زادون
نے موافق قاعدہ علم رمل زائچہ کرکے خوب غور و فکر کرکے کہا حمزۂ صاحبقران وغیرہ زندہ ہین انشاء اللہ اُنسے ملاقات
ہوگی کچھ رنج و غم نہ کیجیے بادشاہ لشکر اسلام و سرداران لشکر خواجہ زادون کے کہنے سے مطمئن ہوے پھر سلطان سعد
کنارہ جیحون قیام پذیر ہوے اور کئی بارگاہین اور خیام ایستادہ کیے گئے لشکر ظفر اثر اترا بادشاہ لشکر اسلام
نے چند روز تک انتظار حمزۂ صاحبقران کرکے ایک نامہ طول مست آبلہ روے کو اس مضمون کا لکھا
کہ اے طول مست جسر جیحون ٹوٹ گیا ہے ادھر ہمارا لشکر ہے اُدھر تمھاری فوج ہے بیچ مین جیحون حائل ہے مطلب
یہ ہے کہ یا تو تم ہماری اطاعت کرو یا ہمسے لڑو پس لازم ہے کہ یا تم اس دریا کا پل بنواؤ یا ہم اس بحر کا پل بنوائین
اگر اطاعت ہماری کرو اور مسلمان ہو تو بہتر ورنہ ہمسے لڑو کیونکہ ہم اس کنارے پر مقیم رہین جانا ہمین سوے
ترکستان ہے درمیان مین تمھارا ملک دریغ ہے بہرصورت تمسے فیصلہ کرنا ضرور ہے لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے ہمارے
نامے کے جو منظور ہو جواب دو جب نامہ تحریر ہوچکا سلطان سعد نے سرنامہ پر اپنی مہر کرکے سر تیر مین وہ نامہ
رشتہ سے باندھکر چلہ کمان مین رکھکر سوے لشکر طول مست آبلہ روے وہ تیر لگایا تیر مذکور لشکر طول مست
آبلہ روے مین جاگرا مردمان لشکر تیر مین نامہ بندھا ہوا دیکھکر اُس تیر کو اُٹھا کر روبروے طول مست
آبلہ روے لیگئے اور عرض کرنے لگے یہ تیر لشکر اسلام سے یہان آگرا ہے طول مست آبلہ روے نے تیر سے
نامہ کھولکر پڑھا پھر نوشیروان کو وہ نامہ دیا اور پوچھا کیا جواب اس نامہ کا دیا جائے نوشیروان نے اور بختک نے
کہا پل وہ بنوانا کسیطرح اچھا نہین ہے اہل اسلام دلیرانہ اسطرف چلے آئینگے اور ہمین قتل کرڈالینگے طول مست
نے پوچھا پھر لڑائی کیونکر ہوگی ہنوز بختک اور نوشیروان کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ بہرام آب باز نے

اٹھکر عرض کیا مین بغیر درستی جسر جیحون کے اہل اسلام سے لڑونگا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے طول مست
آبلہ روے حاکم سمرقند نے متحیر ہوکر پوچھا ای بہرام آب باز بغیر تیاری جسر کیونکر لڑوگے اُسنے عرض کیا مین تو
کوئی تدبیر کرونگا دریا مین بارہا مین نے جنگ کی ہی اِس امر مین مجھکو کمال حاصل ہی طول مست آبلہ روے
نے کہا میرے ذہن مین مطلق نہین آتا ہی کہ تو کسطرح درمیان دریا اہل اسلام سے مقابلہ کریگا یہ دریا وہ ہی کہ طہماسپ
ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی وغیرہ مع جمہر بہگئے کسی کا کچھ پتا نہ ملا بہرام آب باز نے عرض کیا ای بادشاہ
اِس تدبیر سے مین لڑونگا کہ ایک زنجیر آہنی گران وزن اِس کنارہ سے اُس کنارہ تک بذریعہ غوطہ خورون و پیراکون
کے پہونچا کر دونون جانب زنجیر کو کنارہ ہاے دریا پر پنجہاے آہنی مین بندھوا دونگا اور زنجیر مذکور مین دو چار سو
پیپے اُنمین سیسہ بھروا کر نصب کرا دونگا زنجیر زور آب دریا سے نہ بہیگی اور مین اور حریف بھی بہنے سے محفوظ رہونگا
اگر زور آب جیحون سے مین یا حریف بہونگا بھی تو زنجیر روک لیگی بہنے نہ دیگی طول مست یہ تقریر اپنے سردار لشکر
کی سنکے خوش ہوا اور کہا تو نہایت عقلمند ہی یہ کہکر ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جسر جیحون مجھے بنوانا منظور
نہین ہی اور مین آپکو اجازت بنانے کی نہین دیتا ہون لیکن مین آپ سے لڑونگا جب نامہ تیار ہوا طول مست
نے بھی اسیطرح سر تیر مین نامہ ڈور سے لپیٹ کر چلہ کمان مین رکھکر وہ تیر لشکر اسلام کے ایک خیمے پر مارا تیر خیمہ پر
آکر گرا اہل اسلام اُس تیر کو اُٹھا کر خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین لے گئے سلطان سعد نے نامہ پڑھکر
سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ طول مست آبلہ روے لکھتا ہی بغیر تیار ہونے پل کے مین لڑونگا مجھے حیرت ہی
کیونکر لڑیگا کیا تدبیر کریگا سرداران لشکر نے عرض کیا ہمارے بھی ذہن مین یہ امر نہین آتا ہی سلطان سعد تو
سرداران لشکر اسلام سے ہمکلام تھے ناگاہ اُدھر طول مست آبلہ روے بموجب کہنے بہرام آب باز کے
پیپے اور زنجیر بہم پہونچا کر جسطرح بہرام آب باز نے تدبیر بتائی تھی اُسی طرح اُس کنارہ سے اِس کنارہ تک زنجیر
دریا مین ملازمان طول مست آبلہ روے نے ڈالدی صبح سے شام تک زنجیر کا بندوبست ہوگیا ہنگام شب
طول مست نے بنام بہرام آب باز طبل جنگی بجوایا سلطان نے خبر نواخت طبل جنگی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے نقارۂ سکندری پر چوب
لگائی زمین تھرائی دریا مین جزر و مد زیادہ تر ہوا جانوران آبی صداے نقارۂ سکندری سنکے خائف ہوے
سونس اور گھڑیال اور نگر اور مچھلیان وغیرہ اس جگہ سے سب بھاگ کر دور نکل گئے تمام شب دونون لشکرون مین
جنگ کی تیاری ہوئی ہنگام سحر بہرام آب باز ایک مرکب پر قوت و توانا پر سوار ہوکر درمیان بحر کے بذریعہ
زنجیر آہنی آکر ٹھہرا اُدھر بھی جملہ اہل اسلام مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر صف آرا ہوے تھے کہ بہرام آب باز نے
مرد مبارز طلب کیا جلاب فرنگی ہوا خواہ ملکشاہ نوجوان فوراً صف لشکر سے نکلکر سلطان سعد سے اجازت
حرب لیکر بذریعہ زنجیر مذکور اُسکے روبرو گیا اور گھوڑے کو روک کر ٹھہرا گھوڑا بہنے لگا بہرام آب باز نے نیزہ
کو گردش دیکر اسطرح نیزہ سینۂ جلاب فرنگی پر لگایا کہ سنان نیزہ سینۂ جلاب فرنگی کے پار نکل گئی جلاب فرنگی
مرکب سے آب جیحون مین گرکے غرق دریاے فنا ہوا مرکب اُسکا پیر کر لشکر اسلام مین آیا بہرام نے پھر مبارز طلب
کیا مالک اژدر نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر خدمت سلطان سعد مین جاکر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ
لشکر نے فرمایا ای مالک اژدر تم اِس بکار کے مقابلہ کیواسطے جاؤ اور کوئی بہادر اس سے لڑنے جائیگا مالک نے عرض کیا
مجھی کو جانے دیجیے مین اِس بکار کو قتل کرونگا خون جلاب فرنگی کا عوض لونگا سلطان سعد نے مجبور ہوکر اجازت

جنگ دی مالک نے اپنے مرکب کا تنگ کھولکر مرکب کو دریا مین ڈالا مرکب پیر کر بہرام آب باز کے روبرو پہونچا بہرام
آب باز نے پھر نیزہ کو گردش اور تکان دیکر سینہ مالک اژدر پر لگایا مالک نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر رد کا شرارے
نکلے آب جیحون مین گرے بعد روکنے ضرب نیزہ کے مالک اژدر نے بھی نیزہ اسکے پہلو پر مارا اُسنے بھی نیزہ کو بہ فن
سپہگری روکا اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی اُدھر سے سلطان سعد اور جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ جنگ دیکھ رہے
تھے اور تعریف کر رہے تھے ادھر سے طول مست آبلہ رو وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے جب بہرام آب باز
نیزہ کا وار کرتا تھا طول مست بے اختیار اُچھلکر باواز بلند اُسکی تعریف کرتا تھا تجنک اپنے دلمین کہتا تھا اب
تھوڑی دیر مین عوض اس خوشی کے طول مست آبلہ رو روئیگا بہرام آب باز مالک اژدر کے ہاتھ سے مارا جائیگا
ہرگز جانبر نہوگا تجنک اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر نے ایک بند نادر نیزہ کا باندھکر مرکب کو آگے بڑھایا
بہرام نے ہر چند زور کیا مگر نیزہ ہاتھ سے نکلگیا سنان نیزہ مثل برق چمکتی ہوئی آب جیحون مین گری بہرام آب باز
کے ہاتھ سے جو نیزہ نکل گیا ہمہ تن غرق بحر انفعال ہوا پھر غضبناک ہوکر شمشیر آبدار کھینچکر سر مالک پر لگائی مالک نے
شمشیر سپر پر روک کر خود بھی تلوار اُس نابکار پر لگائی ہر چند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر کاسہ سر مین
در آئی پھر گلو و صدر کمر کو کاٹتی ہوئی زین فرس پر پہونچی وہانسے جو بڑھی زیر تنگ مرکب جا کر خون نجس بہرام کو
آب جیحون مین دھوکر صاف و پاک ہوکر اُٹھی بہرام آب باز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر آب جیحون مین گرا خون
اُس نابکار کا پانی مین ملگیا سونس و مگر گھڑیال وغیرہ جانوران آبی اُس نابکار کے قتل ہوتے ہی دوڑے اور ٹکڑے اسکے
تن نجس کے برغبت تمام کھا گئے اہل اسلام بہرام آب باز کے قتل ہونے سے خوش ہوے طول مست کو صدمہ
ہوا اُسوقت ہمراہیان بہرام یعنے لشکریان بہرام آب باز تنگ مرکبونسے کھولکر زندگی سے تنگ ہوکر یکبارگی
گھوڑے دریا مین ڈالکر قریب مالک اژدر پہونچے اور نیزہ و گرز و شمشیر سے لڑنے لگے یہ حال دیکھکر مردان لشکر مالک نے
بھی فی الفور مرکبونکے تنگ کھولکر فرس بے تامل جیحون مین ڈالدیے اور قریب فوج عدو پہونچکر درمیان جیحون مین
تلوارین کھینچکر اعدا کو قتل کرنے لگے لڑائی ہونے لگی لاش پر لاش جوانونکی دریا مین گرنے لگی جانوران آبی خوش ہوکر
گوشت جوانونکا کھانے لگے شکر رزاق مطلق کرنے لگے اُسوقت جیحون مین ایسی خونریزی ہوئی کہ آب جیحون کثرت خونریزی
سے سرخ ہو گیا سر جوانونکے جیحون مین حباب سا نظر آنے لگے لاشے مانند کشتیونکے بہنے لگے جانوران آبی گوشت جوانان
مقتول کا کھاتے کھاتے سیر ہوگئے درمیان جیحون تو جنگ ہو رہی ہے ادھر سلطان سعد نے صدہا ناؤ اور ڈونگیان
ملاحونسے طلب کرکے آب جیحون مین چاہا کہ پل ناؤونکا باندھکر مع کل لشکر دریا سے عبور کرکے طول مست کو قتل
کیجیے طول مست نے یہ حال دیکھکر اپنے لشکر کے جوانونکو حکم دیا تیر بارو پل ناؤونکا نہ بندھنے دو تیر اندازنے تیرونکا برسانے لگے
اہل اسلام زخمی ہونے لگے درمیان دریا مین مالک اژدر جملہ اعدا کو قتل کرکے اُس کنارہ پر مع اپنے لشکر کے پہونچے نوشیروان
یہ حال دیکھکر گھبرایا تجنک پریشان خاطر ہوا طول مست آبلہ رو تمام اپنی فوج لیکر حملہ آور ہوا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی
سلطان سعد نے وقت فرصت پاکر اس خیال سے ناؤونکا پل درست کروایا کہ تا سانی لشکر گذر جائے یہان ناؤونکا
پل درست ہوا تھا اہل اسلام نے قصد عبور دریا کیا تھا ناگاہ شاہین اور عفریت خان اژدہا چشم وغیرہ کو صلصال
نے برائے مدد طول مست نے بھیجا تھا عین وقت جنگ مغلوبہ پہونچے شریک جنگ ہوے سرداران لشکر اسلام پر حملہ آور ہوے
بازار جنگ گرم ہوا تلوار چلنے لگی یہ احوال دیکھکر سلطان سعد نے حکم کیا جلد تر دریا سے عبور کرکے دشمن کے لشکر
پر حملہ کرو بموجب حکم جملہ سرداران لشکر اور لشکری ہمراہی بادشاہ لشکر اسلام ناؤونکے پل پر سے گذر کر کنارہ دریا پہونچکر تلوار زن

کھینچکر اعدا کو قتل کرنے لگے اگر بہ ترجم مفصل یہ لڑائی لکھے تو از حد طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جنگ مغلوبہ مین دست مالک اژدر
مین وعفریت خان اژدہا حشم زخمی ہوئے صدہا نابکار قتل ہوئے اہل اسلام نے ہزارون عدو کو قتل کیا کنارہ
جیحون ایک دریاے خون جاری ہوا آخر طول مست تاب جنگ نہ لاکر مع نوشیروان و بختک وغیرہ سوے قلعہ بھاگا
جلد داخل قلعہ سمرقند ہوکر پل تختہ اُٹھوا لیا قلعہ بخوبی تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اہل اسلام نے مظفر و منصور
ہوکر بارگاہ مین قیام کرکے دیگر اسباب شاہ سمرقند لوٹ لیا سلطان سعد نے مع جملہ لشکر قلعہ کا محاصرہ کیا
طول مست پریشان خاطر ہوا آخر بمشورہ نوشیروان و بختک اپنے دونون عیارونکو بلایا جب قاقولہ و مرغولہ
عیار ہوشیار حاضر ہوئے طول مست آبلہ رو نے اُنسے کہا تمنے ایک مدت سے ہمارا نمک کھایا مالک نے ہمہ تن ہمت
ستایا ہی بہرام آب باز میرے سردار لشکر کو قتل کیا ہو شاہین وعفریت خان اژدہا حشم کو زخمی کیا ہو تم اُسے جاکر
کسی تدبیر سے بیہوش کرکے لے آؤ عیاران مذکور صورتین بدلکر راہ نقب سے لشکر اسلام مین آئے قریب بارگاہ مالک
پوشیدہ چھپکر ٹھہرے جب شام ہونے لگی دو ملازم واسطے روشنی کرنیکے بارگاہ مالک اژدر کیطرف چلے اثناے راہ مین قاقولہ و
مرغولہ نے اُنھین اپنے قریب بلاکر اسباب بیہوشی مارکر اُنھین تو ایک گوشے مین ڈالدیا اور آپ اُنکی صورت رنگ روغن
سے بناکر داخل بارگاہ مالک اژدر ہوئے کنول و مردنگین وغیرہ صاف کرکے شمعہاے مومی و کافوری روشن کین اور
بہت سے پروانے اُنکے پرونپر بیہوشی ملکر اور چھڑک کر چھوڑ دیے پروانے شمع پر گر گرکے گرتے ہی جلنے لگے دھوان جو اُنکا
دماغ مالک وغیرہ مین پہونچا سبکو چھینکین آئین ہر ایک بیہوش ہوگیا قاقولہ و مرغولہ عیارون نے اور سردارونکو
بیہوش پڑا رہنے دیا فقط مالک اژدر کو چادر عیاری مین باندھا قاقولہ نے پشتارہ اُٹھاکر دوش پر رکھا مرغولہ نے
اسلحہ مالک کا اُٹھا لیا پھر پشت بارگاہ کیطرف جاکر خنجر سے قنات بارگاہ کی چاک کرکے بارگاہ سے نکلکر لشکر اسلام سے چلے
بعد قطع راہ جب دہنۂ نقب پر پہونچے راہ نقب سے داخل ہوئے اور روبروے طول مست جاکر پشتارہ مالک کا
دوش سے رکھکر قاقولہ عرض کرنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ ملاحظہ کر پشتارہ کھولکر دیکھیے ہم مالک اژدر کو موافق حکم
بیہوش کرکے لائے ہین طول مست نے خوش ہوکر کہا اب اسکو طوق و زنجیر مین گرفتار کرو عیارون نے بموجب
حکم سلاسل مین گرفتار کیا بختک نے کہا اے طول مست مالک اژدر کو قتل کر ڈال قید نکر سرداران لشکر طول مست
نے کہا ابھی قتل کرنا مالک اژدر کا اچھا نہین ہے اہل اسلام نے ابھی تو قلعہ کا محاصرہ کیا ہو جب خبر قتل مالک وہ
سنینگے فوراً در قلعہ توڑکر قلعہ مین چلے آئینگے ہم سبکو قتل کر ڈالینگے طول مست نے سردارونسے کہا تم سچ کہتے ہو
یہ کہکر مالک کو زندان مین قید کیا ہنگام صبح جب اُن سردارونکو ہوش آیا جو بارگاہ مالک مین بیہوش ہوئے تھے
اُنھون نے جو مالک کو بارگاہ مین نہ دیکھا بادشاہ لشکر اسلام سے کہا یہ خبر سُنکے جملہ سردار و عیار مشوش ہوئے وہ
دونون آدمی جنھین قاقولہ و مرغولہ نے بیہوش کیا تھا وہ بھی ہوشیار ہوکر لشکر مین آئے کیفیت اپنی بیان کی آخر
عیارنے بارگاہ مین آکر دیکھا نشان پاے عیاران زمین پر پاے قنات کو خنجر سے چاک دیکھا یقین ہوا مالک کو عیار
بیہوش کرکے لیگئے ہین جب سلطان سعد کو یہ احوال معلوم ہوا برہم ہوکر حکم دیا جملہ مردمان لشکر مسلح ہون بموجب
حکم سب مسلح ہوئے سلطان سعد نے طبل یورش بجواکر قلعہ پر حملہ کیا طول مست گھبرایا گولہ اندازونکو حکم دیا
گولے مارو گولہ انداز گولے مارنے لگے اکثر سواران لشکر اسلام توپ کے گولون سے ہلاک ہونے لگے سرداران لشکر
اسلام گولونسے بچتے ہوئے قریب خندق پہونچے چاہا کہ خندق سے گذر کر در قلعہ کو توڑکر داخل قلعہ ہون اُسوقت
طول مست از حد گھبرایا بیتابی و اضطراب مین بے اختیار کہنے لگا یارو اب مین کیا کرون اہل اسلام در قلعہ تک

آگئے کیونکر انکو روکون بختک نے کہا اہل اسلام کے روکنے کی تدبیر یہ ہو جلد مالک کو زندان سے بلاکر بالاے قلعہ
زیر تیغ بٹھاؤ یا دار پر چڑھاؤ اور بہ آواز بلند اہل اسلام سے کہو کہ اگر تم قلعے مین آوگے تو ہم مالک اژدر کو مار ڈالینگے
جسوقت اہل اسلام مالک کو زیر تیغ دیکھین گے اور تمھاری یہ گفتگو سنین گے فی الفور در قلعہ سے ہٹجائینگے طول ست
نے بختک کی راے پر عمل کیا اہل اسلام در قلعہ سے ہٹ گئے سلطان سعد نے فرودگاہ لشکر پر جاکر خواجہ عمرو کو بلایا
کہا اے خواجہ اگر تم اس قلعے کو کسی تدبیر سے فتح کرا دو تو ہم تمکو تمام مال و زر اس قلعے کا دیدینگے خواجہ نے کہا اچھا
اس مضمون کا رقعہ لکھ دیجیے مہربانی کر دیجیے مین اس قلعے کو فتح کرا دونگا سلطان سعد نے رقعہ لکھدیا خواجہ
نے رقعہ کو زنبیل مین رکھکر سعید سخر بلخی اور گلباد وغیرہ آٹھ عیارونکو بلاکر ایک خیمہ مین بیٹھکر باہم مشورہ کیا پھر سب
شکل تبدیل کرکے خیمہ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوے اور قلعے کے گرد پھرنے لگے کسیطرف سے راستہ ایسا نہ پایا
کہ کمند مار کر بذریعہ کمند داخل قلعہ ہون خواجہ وغیرہ تو گرد قلعہ پھر رہے تھے اُنھین تو ابھی زیر قلعہ فکر عیاری مین
چھوڑا جاتا ہے اور حال دیگر لکھا جاتا ہے وہ حال یہ ہے کہ قاقولہ اور مرتخولہ کے دو سو عیار شاگرد تھے ازانجملہ ایک
عیار تھا نام اُسکا جمشید تھا چونکہ نوجوان تھا ایکروز وہ دختر قاقولہ سرو آسا کو دیکھکر عاشق ہو گیا تھا ہر چند
تدبیرین کرتا تھا مگر وصل سرو آسا کا میسر ہوتا تھا اُس زمانہ مین جس روز مالک کو قاقولہ نے بیہوش کیا تھا جمشید
نے عالم خواب مین ایک مرد بزرگوار کو دیکھا تھا اُس مرد بزرگ نے جمشید سے کہا تھا اے جمشید تو شب و روز فراق
محبوب مین روتا ہے وہ تدبیر نہین کرتا ہے جس تدبیر سے تیری مراد بر آئے جمشید نے پوچھا اے مرد بزرگ وہ تدبیر کیا ہے
مرد بزرگ نے فرمایا وہ تدبیر یہ ہے کہ راہ نقب سے نکلکر بیرون قلعہ جا اول تجھسے خواجہ عمرو سے ملاقات ہوگی اسے
مع اُسکے ہمراہیون کے راہ نقب سے قلعہ مین لانا دین اسلام اختیار کرنا خواجہ سے اپنی آرزو بیان کرنا وہ عیار
بمثل روزگار ہے تیری محبوبہ کو تجھ تک پہونچا دیگا مدعا تیرا بر آئیگا پیرمرد تو یون یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئے تھے
جمشید بیدار ہوکر ہنگام سحر قلعہ کی نقب مین داخل ہوا تھا بعد قطع راہ اُسوقت نقب سے باہر نکلا کہ خواجہ عمرو
زیر دیوار قلعہ فکر عیاری مین کھڑے تھے جمشید نے زیر دیوار قلعہ آکر خواجہ کو جھک کے سلام کیا اور پوچھا کیا
تمھین خواجہ عمرو ہو خواجہ نے کہا مین عمرو نہین ہون تمھین عمرو سے کیا کام ہے اُسنے کہا کیونکر کہون کہ تم خواجہ
عمرو نہین ہو مجھسے پیرمرد نے خواب مین کہا تھا کہ اول تجھسے خواجہ سے ملاقات ہوگی اگر تم خواجہ نہین ہو تو میرا
خواب جھوٹا ہے خواجہ نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ مکار نہین ہے کچھ تمسے فریب نکریگا یہ خیال کرکے خواجہ نے
کہا سچ تو یہ ہے کہ مین ہی عمرو ہون جمشید یہ سنکے قدم خواجہ پر گرا اور تمام حال اپنا اور خواب بیان کیا خواجہ نے
اُس سے اقرار کیا مین تیری محبوبہ کو تجھ سے ملا دونگا جمشید یہ سنکے خوش ہوا عمرو نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خواجہ عمرو کو سوے صحرا لیگیا اور دہنہ نقب دکھا کر کہنے لگا اسی راہ نقب سے
قلعہ مین چلیے خواجہ نے اُسی جگہ بیٹھکر اپنی صورت ایک درویش کامل کی بنائی پھر ہر ایک عیار نے اپنی اپنی شکل
فقیرونکی بنائی خواجہ نے کسی کو دست پناہ دیا کسی کو خار پشت کسیکو چھتری اسیطرح ہر ایک عیار کو ایک ایک چیز دی سب
بالکے بنے خواجہ اُنکے مرشد بنے جمشید بھی فقیر کی صورت بنا جب سب عیار شکل اپنی اپنی تبدیل کر چکے گیروے
لباس زیب تن کیے بھبوت تمام جسم پر ملا خواجہ نے اکتارہ ہاتھ مین لیا پھر ہمراہ خواجہ کے سب نقب مین گئے
بعد قطع راہ نقب قلعہ مین جاکر نقب سے نکلکر شہر مین پھرنے لگے خواجہ اکتارہ بجاکر بھجن گانے لگے دیگر عیار جو
بالکے بنے تھے وہ بھی ہمراہ خواجہ بھجن گانے لگے دوکانداران و مردم بازاری نے بھجن سنکے پیسا کوڑی آنا دیا

باجے لگے ہر ایک سے لیکر مرشد کو دینے لگے خواجہ بازار شہر میں بھجن گا رہے تھے مردمان تماشائی کا ہجوم تھا ہر ایک شخص
بھجن سُنکے کہتا تھا یہ فقرا کیا خوب بھجن گاتے ہیں درویش کامل معلوم ہوتے ہیں ناگاہ اُسطرف سے قاقولہ و مرغولہ مع اپنے
چند شاگردوں کے آتے تھے ہجوم مردم دیکھکر کھڑے ہوے بھجن سننے لگے خواجہ اُنھیں دیکھکر زیادہ خوش الحانی سے بھجن گانے
لگے قاقولہ نے بھجن سُنکے خواجہ سے پوچھا داتا کہاں سے آنا ہوا اب کہاں جاؤگے خواجہ نے جواب دیا بابا جہان
سے سب آئے ہیں وہیں سے فقیر بھی آیا ہے جہان سب جائیں گے وہیں یہ فقیر بھی جائیگا یہ دنیا تو ایک سرا سے فانی
ہے بڑے بڑے نامی و نامور اس جہان سے گذر گئے شاہان اولوالعزم زیر خاک نہان ہو گئے ہیں تو ایک درویش
ہوں بشر کو لازم ہے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ بھولے ہر دم اُسکی پرستش کرے قاقولہ و مرغولہ درویش کی گفتگو
سُنکے اور بھجن سُنکے دل میں کہنے لگے یہ فقیر بیشک کامل ہے کچھ اسے دیکر اسکی دعا لینا چاہیے یہ سوچکر پانچ اشرفیاں
قاقولہ نے جیب سے نکالکر خواجہ کو دیں خواجہ نے اشرفیاں لیکر یہ دعا دی بابا عیاری میں کوئی عیار تم سے سبقت
نہ لیجائیگا کبھی کوئی عیار تمھیں گرفتار نہ کریگا فقیر کو تمنے خوش کیا ہے تمھارا بھلا ہوگا اب قاقولہ اور مرغولہ کو اور بھی
یقین ہوا کہ یہ فقیر بیشک و بے شبہہ کامل ہے برگزیدہ لات و منات ہے ہمارے حالات سے اُسے آگاہی ہوگئی ہے یہ
جان گیا کہ ہم عیار ہیں غرض قاقولہ اور مرغولہ ہجوم سے مردم کے نکلکر فقیر کی تعریف کرتے ہوے دربار طول مست
آبلہ رو میں گئے اور سلام کرکے موافق اپنے رُتبے کے بیٹھے بختک نے پوچھا ہے قاقولہ اور مرغولہ اسوقت
کہاں سے آتے ہو کہو آجکل کوئی تازہ امر بھی دیکھا ہے دونوں نے کہا ہم بازار سے آتے تھے درمیان بازار کے چند
فقرا کو دیکھا وہ بھجن گا رہے تھے آوازیں اُنکی اچھی ہیں اور وہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتے ہیں ہمارے احوال
سے اُنھیں اطلاع ہوگئی ہمیں جان گئے کہ ہم عیار پیشہ ہیں سواے اس تازہ حال کے اور تو کوئی امر تازہ
شہر میں نہیں ہوا ہے بختک نے مسکرا کر کہا اگر کوئی واقعہ نہیں گذرا ہے تو اب گذریگا تمھارے قول سے نہایت
شک ہوا ہے کہ فقیر کامل آئے ہیں وہ بیشک اپنے فن میں کامل ہیں اُنکے مرشد ہونے میں کسیطرح کا شک نہیں وہ
ایسے ہی صاحب کمال ہیں صورت دیکھکر حال دل بتا دیتے ہیں جسکو چاہتے ہیں مار ڈالتے ہیں کوئی اُنھیں ہلاک
کر نہیں سکتا ہے خداوندان لات و منات اُنکے ہاتھ سے تمھیں بچائے قاقولہ اور مرغولہ نے کہا اے ملک جی یہ تو
آپنے عجب تقریر کی ہم کچھ نہ سمجھے مفصل فرمائیے بختک نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ وغیرہ چند عیار کسی تدبیر
داخل قلعہ ہوے ہیں اب وہ ملک اژدر کو چھڑا لینگے تمھیں قتل کرینگے شہر میں فتنہ و فساد برپا کرینگے اگر تم اور
اپنے بادشاہ کی بہتری چاہتے ہو تو اُن فقیروں کو لالچ دیکر یہاں لے آؤ میں اُنھیں دیکھکر بتا دونگا اگر فقیر ہونگے
تو اُنکو چھوڑ دینا ورنہ جب میں تمھیں اشارہ کردوں تم سب کو گرفتار کر لینا اور سمجھ جانا کہ یہ عیار ہیں قاقولہ اور
مرغولہ گفتگوے بختک سُنکے فی الفور دربار سے اُٹھکر اُسی بازار میں گئے دیکھا وہ سب فقیر بازار میں بھجن گاتے
ہوے چلے جاتے ہیں قاقولہ اور مرغولہ نے کہا شاہ جی ہمنے آپ کی تعریف اپنے بادشاہ سے جا کی ہے وہ
آپکی زیارت کا مشتاق ہے کئی لاکھ روپیہ اُسنے آپکی نذر کے واسطے خزانہ سے منگوائے ہیں جلد چلیے دیر نہ کیجیے
پہلے تو خواجہ نے خیال کیا یہ عیار ہیں مکر کرتے ہیں اسقدر زر کثیر بیہا نکا بادشاہ کبھی نہ دیگا بلکہ گرفتار کرنے کو
بختک نابکار اُسکے دربار میں موجود ہوگا بس وہاں جانا اچھا نہیں بعد ازاں خواجہ نے یہ بھی تصور کیا
کہ شاید یہ عیار سچ کہتے ہوں روپیہ بادشاہ نے خزانہ سے منگوایا ہو بلا کر ہمیں دیدے اور گرفتار نکرے غرض خواجہ
نے بعد ایک لمحہ کے یہ خیال کرکے بطمع زر اُنسے کہا اچھا بابا فقیروں کو سامنے بادشاہ کے لیچلو قاقولہ اور مرغولہ خواجہ

وغیرہ کو ہمراہ لیکر دربار مین آئے بادشاہ کو دعا دیکر کہنے لگے ای بادشاہ تو نے ہم فقیرونکو کیون بلایا ہی طول مست
آبلہ رو نے پوچھا مجھے کچھ تمسے پوچھنا ہی اول تو یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی خواجہ نے کہا اس فقیر کا نام درویش
مسافر ہی طول مست آبلہ رو نے پھر پوچھا دوسرے یہ بتاؤ کہ تمھارا مسکن کہان ہی خواجہ نے جواب دیا
تکیہ مسکن ہی ہنوز طول مست آبلہ رو خواجہ سے گفتگو کر رہا تھا ناگاہ نجنگ نے خواجہ کو پہچانکر قاقولہ
سے باشارہ کہا یہ عمرو ہی اور اسکے ہمراہ یہ سب عیار ہین ان سب کو گرفتار کرلو قاقولہ اور مرغولہ نے فوراً
حلقہ ہاے کمند خواجہ پر مارے خواجہ نے پیچھے ہٹکر خنجر کھینچا تمام عیاران لشکر اسلام نے بھی خنجر کھینچے اور
قاقولہ اور مرغولہ سے لڑنے لگے جب دربار مین غل و شور ہوا تو دونون شاگرد قاقولہ اور مرغولہ کے وہ
بھی دربار مین گئے اور خواجہ وغیرہ کو چہار جانب سے گھیر لیا خنجر کھینچکر لڑنے لگے بعضے حلقہ ہاے کمند
مارنے لگے اُسوقت خواجہ پریشان تھے عیارون مین گھرے ہوے لڑ رہے تھے ناگاہ آسمان سے ایک
پنجہ مثل برق تڑپ کر گرا اور خواجہ کو عیارون کے درمیان سے اُٹھا لیگیا چند عیارونکو تو قاقولہ و مرغولہ
نے گرفتار کر لیا مگر گلباد عراقی اور جمشید وہان سے بھاگ کر ایک جانب راہی ہوے نجنگ نے قاقولہ
سے کہا ان عیارون کو قتل کر ڈال قید نہ کر اُسنے کہا ای ملک جی ابھی ان عیارونکو قتل نہ کرونگا کیونکہ اول تو
عمرو گرفتار نہین ہوا ہی اور دو عیار بھاگ گئے ہین اُنھین گرفتار کرنا ہی دوسرے یہ کہ ہم برک خطائی
کے شاگرد ہین بغیر اُنسے مشورہ کیے ہوے ان عیارونکو قتل نہ کرینگے نجنگ برہم ہو کر خاموش رہا جواب
کچھ نہ دیا دل مین کہنے لگا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون عیارونکی قضا آئی ہی عیاران لشکر اسلام کی
زندگی ابھی باقی ہی یہ سب رہا ہو جائینگے ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتے ہین قاقولہ و مرغولہ بچنا پائینگے
ضروری سب عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے یا مسلمان ہونگے

داستان بے نظیر بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان و سموات جادو اور خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران وغیرہ کی بیان ہوتی ہی

محرران خوش تحریر اس داستان بے نظیر کو یون لکھتے ہین کہ جب لندھور نے آب جیحون مین مرکب اپنا
ڈالا تھا زور و شور آب جیحون سے مرکب لندھور کا دریا مین بہگیا تھا اور پیرتے پیرتے گھوڑا ہلاک ہوگیا
تھا لندھور آب جیحون مین مرکب سے گرا تھا پانی مین غوطہ کھا رہا تھا ناگاہ ایک پنجہ گرا تھا اور دریا سے
لندھور کو اُٹھا کر لیگیا تھا جب لندھور کو وہ پنجہ اپنی جگہ پر لیگیا تھوڑی دیر کے بعد لندھور نے
آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین ایک باغ پُر بہار مین پایا اور ایک نوجوان حسین عورت کو بالاے تخت
بیٹھا دیکھا لندھور گھبرا کر فرش سے اُٹھا اور خیال کرنے لگا واہ واہ عجب واقعہ گذرا مین وہان جیحون مین
ڈوب رہا تھا اب اپنے تئین باغ مین پاتا ہون شاید خواب دیکھتا ہون یہ خیال کرکے لندھور آنکھین
اپنی ملنے لگا اور متحیر ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا اُس زن خوبرو نے مسکرا کر کہا ای شخص کیون متردد ہی
آگاہ ہو کہ میرا نام سموات جادو ہی قبل تیرے مین ایک نوجوان پر عاشق ہو کر اُسے دریاے فرنگ
سے بزور سحر پنجہ بنا کر اُٹھا لائی تھی ابتک وہ نوجوان یہان موجود ہی لیکن میرے وصل پر کسیطرح راضی
نہین ہوتا ہی مجھ ایسی نازنین سے ہم بستر نہین ہوتا ہی آج مین تخت پر سوار ہو کر براے سیر گئی تھی اثناے
راہ مین تجھے دریا مین ڈوبتے ہوے دیکھا تیرے دست و باقوی ہیکل دیکھکر اور تیرے حسن و جمال

پر نظر کرکے عاشق ہو گئی تجھے دریا سے پنجہ ہنگر نکال لائی ہون اب تو مجھ سے ہم آغوش ہو تجھ سے آرزوے
دلی میری بخوبی بر آئیگی تو اس جوان سے زیادہ موٹا ہو لندھور نے کہا اے نازنین اگر وہ جوان تیرے
وصل پر راضی ہو جائے تو پھر مجھ سے کیون ہم آغوش ہو اُسنے جواب دیا اول تو وہ میرے وصل سے انکار
کرتا ہو دوسرے تجھے دیکھکر اب اس جوان سے دل میرا بیزار ہو گیا ہو اُسکی محبت میرے دل سے جاتی رہی ہو
تجھپر فریفتہ ہو گئی ہون لندھور نے کہا اس جوان کو ذرا یہان بُلاؤ مین تو دیکھون کہ وہ جوان کیسا ہی
سمواتِ جادو نے اپنی کنیزون مین سے ایک کنیز سے کہا اس نوجوان کو جسے مین نے قید کیا ہو جلد جاکرے
آؤ وہ کنیز گئی اور تھوڑی دیر مین اُس جوان کو لے آئی لندھور نے جو غور سے دیکھا اپنے فرزند الماس
کو پایا دل مین کہا یہ نابکار میرے فرزند کو اُٹھا لائی تھی اور اس سے طالب وصل تھی خوب ہوا کہ مجھکو
بھی یہ لے آئی اب کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہیے کہ فرزند میرا اسکی قید سے رہا ہو یہ دل مین تجویز کرکے
لندھور نے سموات جادو سے کہا مین اس نوجوان کو سمجھا کر تیرے وصل پر راضی کر دونگا یہ
کہکر اُس نوجوان کو بلا کر اپنے پہلو مین بٹھایا اور بشفقت و مہربانی اُس سے کہا اس زن خوبرو کی
اطاعت کرو جو یہ کہتی ہو اُسکا کہنا مانو بظاہر تو کہا لیکن باطن مین اور کچھ تجویز کیا وہ جوان شرمگین ہوا
کچھ جواب نہ دیا لندھور نے سموات جادو سے کہا یہ جوان راضی ہو مگر چونکہ مسلمان ہو چاہتا ہو کہ
بغیر نکاح تمسے ہمبستر ہو اسیوجہ سے انکار کرتا ہو اگر تم خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران کو لے آؤ
تو وہ اس جوان کا صیغہ نکاح تمھارے ساتھ پڑھ دین پھر یہ جوان بصد خوشی تمھارے وصل کی تمنا کریگا
سموات جادو نے کہا مین ایک شرط سے خواجہ عمرو کو لاؤنگی اور اس جوان سے ہم بستر ہونگی وہ
شرط یہ ہو کہ تم بھی میرے وصل پر راضی ہو کبھی یہ جوان کبھی تم مجھ سے ہم بستر ہوا کرو اور جو تمنے کہا صیغہ
نکاح خواجہ آکر پڑھ دینگے ذرا یہ بتاؤ کہ صیغہ نکاح کسے کہتے ہین ہم لوگ تو نکاح کو نہین جانتے جب دل
چاہتا ہو ہر ایک سے مدعاے دل حاصل کر لیتے ہین لندھور نے کہا اے سموات جادو تم خواجہ عمرو
کو تو لاؤ پھر تم جو کہوگی مین قبول کرونگا اور حال نکاح جب خواجہ عمرو کو تم لے آؤگی اُس وقت تمھین
خود معلوم ہو جاے گا سموات جادو گفتگوے لندھور سُن کے خوش ہوئی اور چند اوراق
جھولی سے نکال کر اُنھین دیکھنے لگی وہ چند ورق اوراق جمشیدی تھے سموات جادو نے اُن
اوراق مین یہ دیکھا تھا کہ اسوقت خواجہ عمرو کہان ہو اُن اوراق سے اُسے ثابت ہوا کہ قلعہ
سمرقند دربار طول مست آبلہ رو مین عمرو عیارون سے لڑ رہا ہو یہ دیکھکر کچھ افسون پڑھکر
چند دانے ماش کے لندھور اور الماس پر مارے پھر اور کچھ الفاظ سحر زبان پر جاری کرکے دفعۃً
تخت پر سے غائب ہو گئی لندھور نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا بہت پیار کیا اُسنے اپنے پدر کو تسلیم
کی دونون نے اپنا اپنا احوال کہا بعدہ لندھور نے اپنے فرزند سے کہا اب یہان سے نکل چلو دیر
نہ کرو یہ کہکر لندھور اُٹھنے لگا مگر اُٹھا نہ گیا الماس نے چاہا اُٹھون اُس سے بھی اُٹھا نگیا آخر
بمجبوری دونون بیٹھے رہے لندھور نے اپنے فرزند سے کہا معلوم ہوتا ہو کہ یہ جادوگرنی ایسا سحر کر گئی
ہو کہ جیسے او ہم سے اُٹھا نہین جاتا ہو زمین پاؤن پکڑے ہو الماس نے کہا یہ ساحرہ نہایت ہوشیار ہی
چلتے وقت سحر کر گئی ہو تاکہ آپ اور ہم کہین چلے نہ جائین لندھور نے اپنے فرزند سے کہا اے پارۂ جگر مین نے

خواجہ عمرو کو اسواسطے بلوایا ہی کہ وہ یہان آکر کوئی عیاری کرینگے اس ساحرہ کو ہلاک کرینگے اور
تمھین اور مجھے اسکی قید سے رہا کرینگے پس وہ جو کچھ کہین اُسے قبول کرنا انکار نہ کرنا الماس نے کہا
مین انکا حکم بجالاؤنگا ابھی یہ باتین کررہے تھے کہ وہ ساحرہ خواجہ کو لیکر باغ مین آئی خواجہ
پر سحر کرکے بالاے فرش ڈالدیا خود تخت پر بیٹھی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر
لندھور وغیرہ کو دیکھا گھبراکر پوچھا یہ کونسا مقام ہی مجھے یہان کون لایا ہی تم یہان کیونکر آئے
لندھور نے تمام احوال اپنا اور الماس کا بیان کرکے کہا تمھین اسواسطے یہان سموات جادو
لے آئی ہی کہ تم اس جوان کا عقد اسکے ساتھ پڑھدو زبان سے تو یہ کہا لیکن اشارے سے کہا
خواجہ نکاح نہ پڑھنا کچھ الفاظ مہمل زبان پر جاری کردینا اور کسی طرح سے اسے بیہوش کرنا
خواجہ عمرو تقریر لندھور سمجھ گئے سموات جادو سے کہنے لگے ای سموات جادو کیا
سبب ہی مجھ سے اُٹھا نہین جاتا ہی اگر مین اُٹھون تو صیغہ نکاح پڑھون سموات جادو نے پھر
ایسا سحر کیا کہ خواجہ اُٹھکے تو بیٹھے مگر دست و پا سحر سے بیکار کردیے خواجہ نے بیٹھ کے سموات جادو
سے کہا اب تم دولھن بنو تو مین صیغہ نکاح پڑھون سموات جادو نے کہا اچھا مین پوشاک دیگر پہنتی ہون
اپنی آرایش کرتی ہون مسلمان نہ ہونگی محض اس جوان کے کہنے سے صیغہ نکاح تمسے پڑھواتی ہون
مگر تم ایسا صیغہ نکاح پڑھو کہ ایک ہی مرتبہ ان دونون جوانون سے نکاح ہوجاے خواجہ نے
جواب دیا اچھا ایسا ہی نکاح پڑھونگا اس نکاح کے پڑھنے کے عوض مجھے کیا دوگی اُس نے کہا
مین ایک مشت زر و جواہر تمکو دونگی یہ کہکے عجب طریقے سے دولھن بنی کنیزون نے لباس
جشن اُسے بٹھلاکر پہنایا ناریل کا تیل اُسکے موے سر مین لگایا کنگھی کی کاجل گہرا اُسکی آنکھون مین
لگایا اسی طرح سے بیہودہ طور سے آرایش و زیبایش کی سموات جادو گھونگھٹ نکالکر گردن
جھکاکر بیٹھی خواجہ نے کنیزون سے کہا تم اپنی ملکہ سے کہو کہ ایک کشتی مین شربت و نقل منگوا دین
کنیزون نے اُسکی کہا سموات جادو نے منگوا دی اُسوقت خواجہ نے لندھور سے باشارہ کہا
اب مین تمھارے پسر کا سموات جادو سے نکاح اصلی پڑھون یا نقلی پڑھون لندھور نے باشارہ
یہ جواب دیا کہ ای خواجہ براے خدا نکاح اصلی نہ پڑھیے گا کچھ الفاظ مہمل واہیات زبان پر جاری
کردیجیے گا خواجہ نے تقریر لندھور سمجھکر جام شربت مین بجالالی بیہوشی بخوبی آمیز کرکے الفاظ
مہمل مین نکاح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر تک عجب عجب لغت زبان پر جاری کیے وہ لغت ایسے
تھے کہ منتخب و مصطلحات و صراح مین بھی نہ نکلین غرض جب خواجہ نکاح پڑھ چکے خواجہ کے پڑھنے
پر لندھور اور الماس ہنسے خواجہ نے کہا مبارک ہو نکاح ہو چکا یہ کہکے جام شربت اُٹھایا
پسر لندھور سے اشارے سے کہا شربت نہ پینا اور بہ آواز بلند کہا ای جوان ذرا سا شربت
اس جام سے پی لے باقی شربت دولھن کو پلایا جائیگا کیونکہ رسم یہی ہی الماس نے ساغر کو ہونٹون
سے لگاکر کہا مین نے شربت پی لیا خواجہ نے وہ جام شربت سموات جادو کو دیا وہ خوش ہوکر
پی گئی اُسوقت خواجہ نے شربت اُسے دیکے کہا حق نکاح پڑھنے کا دیجیے اور مجھے رخصت کیجیے
سموات جادو نے کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو منگا کر دیا چونکہ خواجہ عمرو نے شربت مین

بیہوشی زیادہ ملائی تھی جلد سموات جادو بیہوش ہونے لگی اُسوقت خواجہ عمرو نے اُس سے کہا اے
سموات جادو اب تو ان جوانون پر سے اور مجھپر سے اپنے سحر کو برطرف کر ان دونون سے تمھارا عقد ہوگیا ہی
اب یہ تمھارے دوست ہوئے اور مین بھی تمھارا خیرخواہ ہون دشمن نہین ہون سموات جادو نے ہر ایک
پر سے سحر برطرف کیا لندھور اُٹھکر اُسکے پہلو مین جاکر بیٹھا اختلاط کرنے لگا دفعۃً وہ بیہوش ہوگئی خواجہ
عمرو نے اشارے سے کہا اب گلا اس ساحرہ کا دبا دو کام اسکا تمام کرو لندھور نے گلا اسکا اسطرح
زور سے دبا دیا کہ روح اُسکی راہ مقام براز سے نکل گئی مرتے ہی سموات جادو کے تاریکی
ہوگئی وہ باغ جلنے لگا کنیزین بھی جلنے لگین ہوائے تند چلنے لگی آگ اور پتھر آسمان سے برسنے لگے
بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو نام میرا سموات جادو تھا ابھی عمر
کم تھی کچھ اوپر دو ہزار برس کا سن و سال تھا اچھی طرح جوان بھی نہ ہوئی تھی بعد اس آواز کے آنے کے
خواجہ عمرو نے دیکھا نہ تو وہ باغ ہی نہ کوئی ساحرہ ہی ایک کوٹھری مین لاش سموات جادو کی پڑی
ہوئی ہی اور اُسی کوٹھری مین چند صندوق رکھے ہوئے ہین سموات جادو کی عجب شکل ہی ہمہ تن پوست
و استخوان ہی بال سر کے مثل روئی کے سفید ہین شکل اُسکی نہایت سیاہ اور خوفناک ہی خواجہ اور لندھور
نے شکر خدا کرکے وہ صندوق اُٹھاکے جو دیکھا اُسمین اشرفیان اور جواہر بھرا ہوا تھا لندھور نے
دونون صندوق اپنے قبضے مین کیے ہرچند خواجہ نے طلب کیے لیکن لندھور نے نہ دیے اور کہا یہ صندوق
حمزہ صاحبقران کو دونگا وہ مختین اسمین سے جو مناسب ہوگا دیدینگے غرض خواجہ اور لندھور
اور الماس پسر لندھور ہرسہ اشخاص وہان سے چلے بعد چند روز کے اتفاقاً اُسی شہر مین
پہونچے جس شہر مین حمزہ صاحبقران اور کرب غازی تھے خواجہ و لندھور و الماس بشکل
سوداگران سرا مین داخل ہوے اور ایک کوٹھری مین مقیم ہوے صاحبقران بھی اُسی سرا مین مقیم تھے
جبتک صاحبقران کے پاس اشرفیان تھین صرف کین جب اشرفیان ہو چکین امیر با توقیر پریشان خاطر
ہوے اتفاقاً امیر با توقیر کی جیب مین ایک لعل بدخشان پڑا ہوا تھا وہ لعل امیر کو جیب سے ملا بھٹیاری سے
کہا ہمین ایک لعل بیچنا منظور ہی اگر کوئی جوہری اس لعل کو ہم سے مول لیتا تو ہم بیچ ڈالتے چندے اس
سرا مین رہتے بھٹیاری نے عرض کیا خداوند آج اسی سرا مین ایک سوداگر آکر اترا ہی آپ لعل بنا اُسکے
ہاتھ بیچ ڈالیے اگر فرمائیے تو مین اُسے بلا لاؤن امیر نے ارشاد کیا اچھا اس سوداگر کو ہمارے پاس بلا لاؤ
بھٹیار آگیا اور خواجہ عمرو کو بلا لایا خواجہ نے آکر دیکھا امیر با توقیر مع کرب غازی اور فرامرز عادیونی
اور طہماسپ ترک خجندی سرا مین بیٹھے ہوے ہین خواجہ سب کو دیکھکر خوش ہوے امیر نے
سوداگر کو اپنے قریب بٹھاکر وہ لعل اُسے دکھایا خواجہ نے وہ لعل خوب دیکھکر بچالاکی اُسے بدل کر اور
ایک مصری کا لعل اُسی رنگ اور قطع کا زنبیل سے نکالکر امیر کو دیا اور کہا ای شخص یہ لعل اچھا نہین ہی
وزن مین بہت ہلکا ہی بنا ہوا معلوم ہوتا ہی تم مجھکو بڑے فریبی معلوم ہوتے ہو سوداگرونکو ٹھگتے ہو تمھارے
ساتھ جو یہ موٹے تازے جوان ہین انکے بھروسے پر کچھ خوف حاکم شہر کا نہین کرتے ہو یہ کام اچھا نہین
کرتے ہو ایک نہ ایک روز گرفتار ہو جاؤگے اس فریب کی سزا پاؤگے صاحبقران نے پوچھا یہ لعل کیا جھوٹا ہی
سوداگر نے کہا بیشک اس امر مین کیا شبہہ ہی چکی سے ملکر دیکھیے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے اُس لعل کو چکی

سے ملا اور دبایا وہ لعل سرمہ سا ہوگیا امیر حیران ہوے فرامرز عاد مغربی پہچان گیا کہ یہ خواجہ عمرو ہین بعد
پہچاننے کے فرامرز نے اُٹھکر کہا ای سوداگر واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب تمنے لعل کو پہچانا تمھارے ہاتھ چومنا چاہیے
یہ کہکر خواجہ کے ہاتھ چومے امیر کو یہ امر ناگوار ہوا فرامرز عاد مغربی نے کہا ای امیر با توقیر یہ خواجہ عمرو ہین
اسوجہ سے مین نے انکے ہاتھ چومے امیر نے خوش ہوکر کہا ای خواجہ لعل میرا مجھے دیدو خواجہ نے جوابدیا
وہ لعل تو نذر زنبیل ہوگیا اُسکا اب نکلنا دشوار ہی امیر نے کہا میرے پاس کچھ صرف کیواسطے نہین ہی مین کیسے
بیچکر اپنے صرف مین لاؤنگا خواجہ نے کہا جب آپکو ضرورت ہوگی دو چار پیسے مجھ سے لیجیے گا پھر دیجیے گا غرض
جب امیر و عمرو سے یہ گفتگو ہوئی تو سب ہنسنے لگے امیر نے خواجہ سے پوچھا تم یہان کسطرح آئے خواجہ نے تمام
حال بیان کیا امیر نے فرمایا لندھور اور الماس کو بلا لاؤ خواجہ دونون کو امیر کے پاس لے آئے لندھور اور
الماس نے امیر کو آداب و تسلیم کی امیر خوش ہوے اور الماس پر نہایت مہربانی کی اور اپنے قریب بٹھایا لندھور
نے وہ صندوق اشرفیون اور جواہر کے پیشکش کیے امیر نے کچھ اشرفیان لیکر بھٹیارے کو دین اور کہا جلد طعام
لذیذ تیار کر بھٹیارہ اشرفیان لیکر گیا اور تیاری طعام مین مصروف ہوا یہان خواجہ نے کہا ای امیر سمٰوات
کو مین نے مارا ہی اگر مین عیاری نہ کرتا وہ ہرگز ہلاک نہوتی پس یہ اشرفیان اور جواہر مجھے دیدیجیے امیر نے
بعد گفتگوے بسیار کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو دیدیا بعد تھوڑی دیر کے آفتاب غروب ہوا امیر با توقیر
و سرداران اسلام نے نماز پڑھی بعد فراغ نماز طعام نوش کیا ہنوز امیر کھانا کھاکر بیٹھے تھے کہ منادی نے
سر بازار آکر ندا دی کہ وقت سحر اس شہر قیطاس مین بادشاہ یہانکا طوغان قیطاسی شاہپور قیطاسی
کو ایک پہلوان سے کہ نام اُسکا بدیع ہی کشتی لڑوائیگا حکم بادشاہ ہی کہ جملہ خاص و عام برے تماشاے کشتی
اکھاڑے پر آئین بخوف و خطر کشتی دیکھین حمزہ صاحبقران نے یہ خبر سُنکے کہا ہم بھی صبحکو واسطے کشتی دیکھنے کے
ضرور جائینگے سردارون نے عرض کیا ہم بھی ہمراہ رکاب چلینگے خواجہ نے کہا ای امیر آپ ہرگز نہ جائیے گا آپکے
وہان جانے سے ضرور کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوگا آپکو اور آپکے سردارونکو سب پہچانتے ہین پس میرے نزدیک
آپکا جانا اچھا نہین ہی امیر نے جوابدیا مین تو ضرور جاؤنگا غرض شبکو یہی گفتگو رہی ہنگام سحر فرامرز وغیرہ ہمراہ
امیر چلنے پر موجود ہوے خواجہ نے کہا ای امیر اگر آپ میرا کہنا نہین مانتے تو اتنا ضرور کیجیے کہ اپنی اور اپنے سردارونکی
شکلین تبدیل کر لیجیے امیر نے کہا اچھا شکلین تبدیل کردو خواجہ نے کہا مجھے کیا دیجیے گا اگر مین شکلین تبدیل کردون
امیر نے یہ سنکر کچھ اشرفیان اور کچھ جواہر دیا خواجہ نے امیر وغیرہ کی شکلین تبدیل کین اور اپنی بھی شکل تبدیل کی
امیر با توقیر سب کو ہمراہ لیکر جس جگہ اکھاڑا تھا پہونچے دیکھا ایک میدان وسیع مین اکھاڑا بنا ہی ہزار ہا کرسیان
گرد اکھاڑے کے بچھی ہین انتظام معقول ہی طوغان قیطاسی ایک جانب بالاے تخت بیٹھا ہی ایک سمت
آذر برحین شاہ تبریزی تخت پر بیٹھا ہی شرفا و امرا کرسیون پر بیٹھے ہین اہل حرفہ کھڑے ہین مجمع خلائق ہی
ہزارون آدمی جمع ہین ہر قسم کے دوکاندار موجود ہین غرض امیر و جملہ ہمراہی کرسیون پر جاکر بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے پہلوان بدیع نے طوغان قیطاسی سے کہا قبل کشتی کے مین چاہتا ہون کچھ اپنا زور آپکو دکھاؤن لہذا
اسوقت ایک شیر کی تازہ کھال منگوا دیجیے طوغان قیطاسی نے جواب دیا میرے شہر مین ایک شیر کٹہرے مین
بند ہی اگر کہو تو اُس شیر کو مع کٹہرا یہان طلب کرون تم اُسکی کھال نکلوا لو بدیع پہلوان نے کہا اچھا آپ
شیر کو منگوا لیجیے طوغان قیطاسی نے حکم دیا اُس شیر کو مع کٹہرا جلد لے آؤ ملازم گئے اور شیر کو مع کٹہرا لے آئے بدیع

کٹہرا اکہاڑے مین رکھوا کر مردم سے کہا شیر کو کٹہرے سے نکالو مردم ڈرے آخر حکم طوغان سے کٹہرا کھولا شیر نعرہ کرکے کٹہرے سے نکلا بدیع پہلوان نے اُسوقت نعرہ کیا شیر بدیع پہلوان کیطرف چلا جب قریب پہونچا چاہتا تھا کہ بدیع کو ہلاک کرے بدیع نے اُسکے ہاتھ پکڑکر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ کمر شیر کی ٹوٹ گئی پھر بدیع نے ایک مشت مارکر سر شیر کو پھاڑا شیر زمین پر گر کر ہلاک ہوا لوگون نے اُس شیر کی کھال کھینچی بدیع پہلوان نے پوست شیر پر ایک خشت طلائی رکھکر خشت پر قدم رکھا اور مردم سے کہا جو شخص اس خشت کو میرے پانون کے نیچے سے نکال لے وہ یہ خشت طلائی لیلے سیکڑون مردمان قوی ہیکل نے زور کیا لیکن زیر قدم سے خشت نہ نکل سکی ہر ایک شخص نے یہ قوت و زور دیکھکر تعریف کی حمزہ صاحبقران نے بھی تعریف کی اسیطرح چند طور سے اپنا زور دکھایا پھر شاپور قیطاسی سے کشتی ہوئی بدیع پہلوان نے بعد پھیر پھیرکے اُسے اُٹھاکر اسطرح ٹپکا کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے شاپور مذکور فوراً ہلاک ہو گیا طوغان قیطاسی یہ حال دیکھکر برہم ہوا اپنے ملازمون سے کہنے لگا اس پہلوان کو مارو اسنے میرے پہلوان کو ہلاک کیا ہی ملازم چوب وغیرہ سے مارنے لگے ہنگامہ ہو گیا آخر تلوارین کھینچکر باہم جنگ ہونے لگی جب بدیع پہلوان پر ہجوم مردم ہوا حمزہ صاحبقران بیتاب و بیقرار ہوکے آگے بڑہے قبضے شمشیر پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے ہرچند منع کیا کہ آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے لیکن حمزہ صاحبقران جوش الفت پدری سے تاب ضبط نہ لاکر بہر مدد پہلوان بدیع پہونچے کرب غازی اور قرامرز عاد مغربی اور لندھور و طہماسپ ترک خجندی بھی لڑنے لگے امیر توقیر نے قریب طوغان قیطاسی پہونچکر نعرہ کیا اُسنے تلوار لگائی امیر نے سپر پر روک کر پھر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھینکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت زین سے اُٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر ٹپک کر اُسے ہلاک کرین طوغان نے کہا مجھے امان دیجیے امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان اُسنے کہا مین ایک شرط سے ایمان و اسلام قبول کرونگا اُسوقت مجھے چھوڑ دیجیے صبحکو تشریف لائیے گا مین عرض کرونگا امیر نے کہا اسیوقت بیان کر اُسنے کہا میرے ملک مین ایک درخت چنار ہی جو کوئی اُس درخت کے نیچے جاتا ہی فوراً ایک زنگی پیدا ہوتا ہی اور اُسے ایک چوب لگاتا ہی وہ شخص بیہوش ہو جاتا ہی زیر شجر ایک غار ہی وہ زنگی پھر اُس شخص کو غار مین لیجاکر غائب ہو جاتا ہی اگر آپ اُس درخت کے نیچے جاکر حال اُسکا دریافت کرکے مجھسے بیان کیجیے تو مین مسلمان ضرور ہونگا امیر نے یہ سُنکے اقرار کیا بعدہ آہستہ اُسے زمین پر رکھدیا طوغان قیطاسی نے بہ آواز بلند کہا یارو اب جنگ نکرو ملازم اُسکے لڑنے سے باز رہے لڑائی موقوف ہوئی پہلوان بدیع نے خدمت امیر مین آکر عرض کیا آپنے مجھپر اسوقت احسان کیا یہ احسان مین آپکا نہ بھولونگا طوغان قیطاسی امیر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیگیا اور بعزت و حرمت مہمان کیا روز دیگر امیر طوغان قیطاسی کے ہمراہ گئے دیکھا درمیان کوہ ایک درخت چنار ہی قریب اُسکے ایک غار ہی امیر نے اُس درخت کو دور سے دیکھکر فرمایا کوئی بہادر نیچے درخت کے جائے طہماسپ ترک خجندی گیا فوراً ایک زنگی غار سے پیدا ہوا اُسنے ایک چوب نرم آہستہ جسم پر طہماسپ ترک خجندی کے لگائی طہماسپ بیہوش ہوکر زمین پر گرا وہ زنگی طہماسپ کو اُٹھاکر لیگیا غار مین جاکر غائب ہو گیا امیر نے یہ حال دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی ساحر ہی یا اس جگہ کوئی طلسم ہی یہ خیال کرکے امیر وہانسے مع طوغان و دیگر اشخاص پھرے بعدہ طوغان قیطاسی بادشاہ شہر قیطاس کے ہمراہ دار الامارہ شاہی مین پہونچے اور مع کرب غازی اور لندھور و عمرو وغیرہ فروکش ہوے احوال اُنکا پھر لکھا جائے گا

آنا ترک توسن یلطاقی کا لشکر اژدر خان میں اور حملہ کرنا قلعۂ خاور پر اور عجز کرنا وزیر نیک راے کا اور روانہ کرنا خسرو خاوری کا ملکہ خورشید خاوری کو جانب قلعۂ ہوشنگیہ پھر جانا اژدر خان وغیرہ کا سوے ہوشنگیہ اور آنا مالک ترک سفید جامہ کا اور لڑنا علمشاہ سے پھر مغلوب ہوکر مسلمان ہونا اُسکا مع اژدر خان وغیرہ کے مع حالات دیگر

محرران رنگین طبیعت اِس داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب اژدر خان نے علمشاہ کو قفس میں بند کرکے بیٹھے پر لٹکایا خسرو خاوری کو بدرجہ کمال رنج ہوا ایک روز اژدر خان نے طبل یورش بجوایا تھا لشکر لیکر سوے قلعۂ خاور چلا تھا ناگاہ جانب صحرا گرد و غبار اُٹھا اژدر خان ٹھہر کر سوے غبار دیکھنے لگا جب غبار ہوا سے دفع ہوا ترک توسن یلطاقی مع ساٹھ ہزار سواروں کے نمایاں ہوا جب ترک توسن قریب اژدر خان کے آیا حال پوچھا غرض اژدر خان نے کہا دیکھو میں نے علمشاہ کو قید کرلیا ہے اسوقت ارادہ قلعے پر حملہ کرنیکا کیا تھا کہ تم آگئے اب ہم تم شریک ہوکر قلعے پر حملہ کریں ترک توسن نے کہا بہتر ہے غرض دونوں نے مع فوج قلعے پر حملہ کیا خسرو خاوری نے گولہ اندازوں سے حکم کیا گولہ انداز گولے بازی کرنے لگے سواران لشکر تو ہلاک ہونے لگے لیکن ترک توسن یلطاقی سپر فراخ دامن سے اپنے سراپا کو بچائے ہوے گرز سے گولوں کو رد کرتا ہوا خندق پر پہونچا اُسوقت خسرو خاوری نہایت گھبرایا وزیر نیک راے نے خسرو سے کہا اسوقت میں ایک مکر کرتا ہوں ترک توسن کو روکتا ہوں آپ میری تدبیر ملاحظہ فرمائیے خسرو نے کہا اے وزیر جلد تدبیر کرو وزیر نے بالاے قلعہ سے باواز بلند کہا اے ترک توسن یلطاقی اگر در قلعہ سے ہٹ جاؤ تو میں تمسے آکر کچھ باتیں کروں ترک توسن نے خیال کیا وزیر خسرو خاوری اگر اب میرا حکم بجا لائیگا ملکہ خورشید خاوری کو میرے پاس لے آئیگا یہ تصور کرکے خوش ہوکر در قلعہ سے پھرا اور اژدر خان وغیرہ سے کہا اب یہاں سے فرودگاہ لشکر پر چلو بموجب کہنے ترک توسن یلطاقی کے جملہ سرداران لشکری فرودگاہ لشکر پر پہونچے وزیر نیک راے قلعے سے نکلکر پاس ترک توسن یلطاقی کے گیا اُسنے وزیر کو بٹھایا اور پوچھا کہ کیا کہنے آئے ہو بیان کرو وزیر نے عرض کیا حضور کیوں لڑتے ہیں صدہا بلکہ ہزارہا آدمیوں کا کشت و خون ہوتا ہے اگر براے ملکہ خورشید خاوری یہ جنگ و جدال ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ چند روز میں اپنے بادشاہ کو سمجھاکر ملکہ خورشید خاوری کو محافے میں سوار کرکے آپکی خدمت میں لے آؤنگا جبتک میں حاضر نہوں آپ قلعے پر حملہ نکیجیے گا ترک توسن یلطاقی نے خوش ہوکر کہا یہ لڑائی براے ملکہ خورشید خاوری ہوئی تھی اگر تم ملکہ کو لے آؤگے تو میں تمسے نہایت خوش ہونگا وزیر نیک راے رخصت ہونے لگا ترک توسن یلطاقی نے اُسے خلعت دیا وزیر خلعت پہنکر داخل قلعہ ہوا اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی سب مفصل عرض کرکے کہنے لگا اب میری راے یہ ہے کہ حضور ملکہ کو قلعہ ہوشنگ میں بھیجدیں یہاں نہ رکھیں وہ قلعہ نہایت مستحکم ہے درمیان دریا واقع ہے سامان جنگ بھی وہاں زیادہ ہے خسرو خاوری نے وزیر نیک راے کی راے پسند کرکے ملکہ خورشید خاوری کو مع چند خواتین محل وزیر نیک راے کے ہمراہ جانب قلعہ ہوشنگ روانہ کیا جب ملکہ خورشید خاوری قلعۂ ہوشنگیہ میں داخل ہوئی تو بعد دو روز کے اُسکے بطن سے ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا نام اُسکا ملک قاسم رکھا گیا یہاں ترک توسن یلطاقی وزیر نیک راے کے آنے کا منتظر تھا ایک روز ترک توسن نے سُنا کہ ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری نے قلعۂ ہوشنگیہ میں بھیجدیا ہے یہ خبر سُنکے ترک توسن نے اژدر خان پیر صلصال سے کہا دیکھو

وزیر نیک اسے نے کیا فریب کیا ہو ملکہ کو قلعۂ ہوشنگیہ مین لیگیا ہو اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اژدرخان نے کہا تم
اس قلعے کو فتح کرو مین جانب قلعۂ ہوشنگیہ جاتا ہون ہرچند کہ وہ قلعہ نسبت اور قلعونکے بہت مستحکم ہو اور اس
قلعے مین داخل ہونا بسا مشکل ہو مگر مین اس قلعے کو فتح کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو گرفتار کرونگا تمھارے پاس
لے آؤنگا ترک توسن بلطاقی نے یہ راے پسند کی اژدرخان مع آردشیر خان وصعب خان علمشاہ وغیرہ کے
لشکر کثیر لیکر جانب قلعۂ ہوشنگ روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار ہوا سے دفع
ہوا مالک ترک سفید جامہ برادر صلصال ایک لاکھ سوارونکی جمعیت سے ظاہر ہوا جب قریب آیا اژدرخان
وغیرہ نے اسے سلام کیا اسنے حال پوچھا اژدرخان نے تمام احوال بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے اسی جگہ
مقام کیا بعد تھوڑی دیر کے اژدرخان سے کہا علمشاہ کو بلاؤ اژدرخان نے ملازمونسے کہا علمشاہ کو لے آؤ
ملازم علمشاہ کو لیگئے علمشاہ نے بارگاہ مین جاکر باواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اسپر جو خدا کو واحد جانتا ہو اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر اپنا مانتا ہو کسی نے جواب ندیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصاً مالک ترک سفید جامہ
غضبناک ہوا علمشاہ سے کہنے لگا باوجود اسکے کہ تمکو اژدرخان میرے بھتیجے نے قید کیا ہو مگر تمھاری بیہودہ باتین
ابتک نہین جاتین خداے نادیدہ کا ہمارے روبرو ذکر کرتے ہو اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو خداوندان لات ومنات
کی تصویرونکو سجدہ کرو علمشاہ نے جوابدیا تمھارا بھتیجا بزدل ہو جوانمردی سے اسنے مجھے گرفتار نہین کیا ہو اگر مین
قید ہوتا تو اسوقت تمھاری بدزبانی کی تمھین سزا دیتا اور مین خداپرست ہون لات ومنات کو کبھی سجدہ نکرونگا
جب وقت رہائی آئیگا رہا ہو جاؤنگا مالک ترک سفید جامہ نے اژدرخان سے پوچھا ای فرزند تمنے علمشاہ کو کیونکر
قید کیا ہو اسنے کہا ای عمو یہ نامدار سچ تو یہ ہو کہ مین نے عیار کو بھیجکر اسے بیہوش کراکر قید کیا ہو جب یہ حال برادر صلصال
نے سنا ملازمونسے حکم کیا علمشاہ کو قید سے رہا کرو مین بقوت بازو اسے گرفتار کرونگا ملازم بڑھے رہائی بڑھتے
تھے کہ علمشاہ نے جوش شجاعت مین آکر طوق سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑکر تن سے جدا کیا مالک ترک
سفید جامہ نے علمشاہ کو مرکب واسلحہ دیکر کہا ای بہادر مجھسے مقابلہ کر علمشاہ نے مرکب پر سوار ہوکر اس سے
مقابلہ کیا پہلے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا پھر گرز اسکے ہاتھ سے چھین لیا آخر اسنے تلوار لگائی علمشاہ نے بارِ ڈھال
تلوار کی دیکھکر اسکے بنددست پر ہاتھ ڈالکر زور کیا اسنے بھی زور کیا آخر علمشاہ نے تلوار اسکے ہاتھ سے
چھین لی اسنے برہم ہوکر زنجیر کمر علمشاہ مین ہاتھ ڈالا علمشاہ نے بھی اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا گھوڑے
سینے کے بھل زمین پر بیٹھ گئے بلبل خان اور صعب خان نے کہا اگر کشتی لڑنے کا ارادہ ہو تو مرکبونسے اترکر
کشتی لڑو فرس ہلاک ہوے جاتے ہین اسوقت دونون دلیر گھوڑونسے اترے اور دامن گردانکر دلیرانہ کشتی
لڑنے لگے پیچ اور توڑ کشتی کے ہونے لگے جوانان لشکر کشتی دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہو کہ علمشاہ نے دوسرے
روز مالک ترک سفید جامہ کو زمین سے اٹھاکر سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر پٹک دے مالک ترک سفید جامہ
نے کہا ای شاہزادے مجھے پناہ امان دیجیے شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان مالک ترک سفید جامہ نے
عرض کیا مجھے مسلمان کیجے علمشاہ نوجوان نے اسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا
علمشاہ نوجوان نے اسے آہستہ زمین پر رکھدیا مالک ترک سفید جامہ قدم علمشاہ نوجوان پر گرا علمشاہ
نوجوان نے سر اسکا اپنے سینے سے لگایا پھر مالک ترک سفید جامہ سب سے باواز بلند کہنے لگا یارو
سب مخاطب ہو اور آگاہ ہو کہ دین اسلام برحق ہو مین تو مسلمان ہوا اور اطاعت اِس شاہزادے کی

مین نے اختیار کی جسے میری ہمراہی اور اپنی عاقبت بخیر کرنا ہو وہ مسلمان ہو اور ہمراہ میرے آئے اُسوقت اژدہا خان پسر صلصال اور آردشیر خان برادر صلصال اور صعب خان اور بلیب خان وغیرہ مع جملہ لشکر مسلمان ہوے اور ہر ایک قدم علمشاہ پر گرا علمشاہ نے علی قدر مراتب ہر ایک پر مہربانی وشفقت کی بعد ایک روز کے علمشاہ اُس جگہ سے جانب خاور روانہ ہوے یہان ترک توسن نے قلعہ پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مار رہے تھے لشکری ترک توسن کے ہلاک ہو رہے تھے دھوان بکثرت بلند تھا زمین گولونکی آواز سے لرز رہی تھی ترک توسن یلطاقی قریب در قلعہ گرز بکف پہونچ چکا تھا اہل قلعہ خدا سے دعا کر رہے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے غبار بلند ہوا ترک توسن یلطاقی غبار کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ شاید قیماس خان خاوری آتا ہے ہنوز ترک توسن یہ خیال کر رہا تھا کہ علمشاہ مع لاکھ سوارونکی جمعیت سے نمایان ہوے ترک توسن یلطاقی کے ہوش اُڑگئے علمشاہ نے اُسے دیکھکر وہین سے نعرہ کیا کہ او ترک توسن یلطاقی کہان جاتا ہے ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا ترک توسن یلطاقی نے اپنی فوج کے سوارون سے کہا کہ اب قلعے سے مُنھ موڑ کر اس حریف سے مقابلہ کرو سواران لشکر اُسطرف بڑھے دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی عین جنگ مین علمشاہ قریب ترک توسن یلطاقی پہونچے اُس نے تلوار لگائی علمشاہ نے تلوار روک کر خود بھی تلوار لگائی ہر چند ترک توسن نے سپر کی پناہ لی لیکن تلوار سپر کو کاٹکر تا دوار برد اُتر آئی ترک توسن نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون سر سے نکلنے لگا یہ احوال دیکھکر سواران نابکار بے اختیار درمیان مین آگئے کچھ تو دست علمشاہ سے قتل ہوے اور کچھ سوار ترک توسن یلطاقی کو علمشاہ کے سامنے سے ہٹا لیگئے آخر ترک توسن یلطاقی تاب مقابلہ نہ لایا میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے ملک مین یعنے یلطاق مین پہونچا خسرو خاوری در قلعہ کھولکر مع امرا و وزرا براے استقبال آیا اور علمشاہ کو قلعے مین لیگیا پھر ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری نے قلعۂ ہوشنگیہ سے بلوایا وزیر نیک راے ملکہ کو لیکر آیا علمشاہ نے وزیر نیک راے کی تدبیر کا ذکر سُنکے اُسے خلعت و انعام دیا اُسنے دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ نیکجاہ مبارک ہو کہ بطن ملکہ سے فرزند پیدا ہوا ہے نام اُسکا شاہزادہ ملک قاسم رکھا گیا ہے علمشاہ اپنے فرزند کے پیدا ہونے کی خبر سُنکے نہایت خوش ہوے فوراً داخل محل سرا ہوگئے آغوش ملکہ خورشید خاوری سے اپنے فرزند کو لیکر خوب سا پیار کیا اور سینے سے لگایا پھر چھٹی نہایت دھوم دھام سے کی گئی اسیطرح ہر تقریب نہایت تکلف سے کی گئی جب شاہزادہ قاسم لایق تربیت ہوا علمشاہ نے مالک ترک سفید جامہ کو واسطے پڑھانے اور لکھوانے ملک قاسم کے معین کیا

اب داستان احوال عیاران لشکر اسلام و فوج کفار و ذکر مالک اژدر عالی وقار و حال جنگ قیماس خان خاوری و احوال سرداران لشکر امیر و پہلوان بدیع و ذکر طوغان قیطاسی و حمزۂ صاحبقران و فتح سمرقند کی بیان کیجاتی ہے

راوی شیرین زبان اس داستان نادر کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کو بخنہ اُٹھا لیگیا تھا اور چند عیار لشکر اسلام کو قاقولہ دمر غولہ نے گرفتار کیا تھا کلباد عراقی اور جمشید مرغولہ اور قاقولہ کے ہاتھ نہ آئے تھے کلباد عراقی جو ہمراہ جمشید کے چلا تھا بعد قطع راہ اُسکے مکان مین گیا دو روز سیر کرکے

ہنگام شب برائے رہائی عیاران مذکور و مالک اژدر بہمراہی جمشید چلا اثنائے راہ مین ایک سیاہ پوش
دور سے نظر آیا گلباد نے جمشید سے کہا یہ بھی کوئی عیار ہے ہوشیار ہوجانا چاہیے یہ کہکر گلباد نے خنجر
کھینچا جب وہ سیاہ پوش قریب آیا گلباد نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا نام میرا حارث عرب ہے برائے
رہائی مالک اژدر آیا ہون گلباد خوش ہوکر ہمراہ اُسکے چلا ہرچند تدبیر کی مگر عیاران لشکر اسلام
مالک اژدر کو رہا نہ کرسکے قاقولہ اور مرغولہ نے بوجہ منع کرنے نجنک کے عیاران لشکر اسلام کو قتل
تو نہ کیا مگر اپنے اُستاد زیرک خطائی کے پاس بھیجدیا گلباد و جمشید و حارث عرب تمام شب
فکر عیاری مین پھر کر قریب صبح جمشید کے مکان مین گئے صبح کو طول مست آبلہ رو دربار مین
بالائے تخت آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اُسوقت ہومان سمرقندی اور بارمان سمرقندی کہ
یہ دونون طول مست آبلہ رو کے دربار مین نامی پہلوان ہین اُنھون نے طول مست سے عرض
کیا اے بادشاہ اسلحہ مالک اژدر کا ہمین مرحمت کردیجیے ہنوز طول مست نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ
نجنک نے اُنسے کہا اسلحہ مالک کا اُس شخص کو دیا جائیگا جو کمان مالک کی کھینچے اُنھون نے کہا ہم کھینچینگے
جب کمان اُنھین دیگئی دونون مین سے ایک سے بھی کھنچ نہ سکی اُسوقت طول مست آبلہ رو نے ہنسکر
کہا یہ کمان میری دختر کھینچ لیگی یہ کہکر وہ کمان محلسرا مین بھیجی جب کمان مالک اژدر کی پاس ملکہ دل فروز
کے پہونچی اُسنے بمشکل چار انگل کھینچی طول مست کو خبر ہوئی کہ آپکی دختر نے کمان کھینچ لی اُسنے خوش ہوکر
تمام اسلحہ مالک اژدر کا اُسے بھجوا دیا دل افروز نے اسلحہ مالک کا دیکھکر اور کمان پر نظر کرکے خیال کیا
کہ جس جوان کا ایسا اسلحہ ہے اور ایسی سخت کمان ہے وہ جوان کیسا قوی ہیکل ہوگا یہ خیال کرکے دل فروز نے
اپنی دایہ سے کہا اے مادر مہربان میرا دل چاہتا ہے کہ جس جوان کا یہ اسلحہ ہے اُسے ایک نظر دیکھون اُسنے
بلائین لیکر کہا واری آج شب کو در زندان پر چلکر اُسے دیکھ لیجیے یہ تو کوئی امر مشکل نہین ہے غرض جب شام
ہوئی دایہ ملکہ کو ہمراہ لیکر در زندان پر گئی نگہبانان زندان سے کہا ذرا ہٹ جاؤ ملکۂ عالم قیدی کو کھانا
کھلائینگی اُنھون نے ایک مراد مانی تھی وہ برآئی ہے نگہبانان زندان ہٹ گئے ملکہ دل فروز قریب
مالک اژدر کے گئی دیکھتے ہی عاشق ہوئی مالک بھی ایسے اُسپر فریفتہ ہوے کہ اشتیاق ہم آغوشی مین اُٹھ
کھڑے ہوے ملکہ نے کہا آج ہمنے تمھاری کمان کھینچی تھی مالک اژدر نے جواب دیا اُسوقت تمنے میرے پہلو سے
میرا دل کھینچ لیا مین تمھارے بار عشق سے مثل کمان خمیدہ قد ہوگیا دل افروز سمجھی یہ بھی مجھپر عاشق ہوگیا
ہے بعد ایک لمحہ کے دل افروز بمجبوری وہانسے ہمراہ دایہ محل مین گئی اور اُسیوقت پرویز اپنے عیار کو بلاکر
اُس سے کہنے لگی اے پرویز مجھے خوب معلوم ہے کہ تو میری وزیرزادی گلچہرہ پر عاشق ہے اگر تو مالک اژدر
کو کسی تدبیر سے میرے پاس لے آئے تو مین اپنی وزیرزادی تجھے دیدون پرویز نے ازحد شاد ہوکر
عرض کیا مین آج ہی حکم آپ کا بجا لاؤنگا یہ کہکر چلا گیا ہنگام شب شکل اپنی تبدیل کرکے ایک گھڑا قند کے
شربت کا بیہوشی آمیز لیکر در زندان پر گیا اور نگہبان زندان سے کہنے لگا بھائیو آؤ شربت پیو نگہبانان
زندان نے پوچھا یہ شربت کیسا ہے پرویز نے کہا میری جورو کے لڑکا ہوتا تھا مین نے مراد مانی تھی کہ جب
لڑکا ہوگا شربت برخداوندان لات اعلی اور منات معلی کی نذر دلواکر ہر ایک کو شربت پلاؤنگا پس مراد
میری برآئی ہے یہ شربت نذر کا ہے اگر دل چاہے تو پیو نگہبانان زندان نے کہا اس شربت کو تو ضرور پینگے کیونکہ

نذر کاہی پرویز نے اُن سب کو خوب شربت پلایا تھوڑی دیر مین وہ سب بیہوش ہوے پرویز نے مالک اژدر کو
زندان سے نکالکر عرض کیا چلیے ملکہ نے آپ کو بلایا ہی مالک اژدر طوق و زنجیر کو توڑکر ہمراہ اُسکے ایک خانہ باغ
مین گئے ملکہ دل افروز وہان موجود تھی مالک کو دیکھکر خوش ہوئی بزم آراستہ ہوئی مالک پہلوے ملکہ مین
بیٹھے ملکہ نے گلچہرہ کو پرویز کے حوالے کیا پھر کشتی شراب کی طلب کی جب کشتی شراب کی آئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے
جام شراب سے مملو کرکے مالک اژدر کو دیا مالک نے جام اُسکے ہاتھ سے لے تو لیا مگر شراب نہ پی دایہ نے
احوال شراب کے نہ پینے کا پوچھا مالک نے کہا مین مسلمان ہون ملکہ لات پرست ہین اگر ملکہ مسلمان ہوجاین
تو بلا عذر شراب پیون ملکہ دل افروز تقریر مالک اژدر سُنکے مع دایہ اور پرویز عیار و جملہ کنیزون اپنی
کے مسلمان ہوئی مالک نے شراب پی پھر مالک نے ملکہ کو ساغر مے دیا ملکہ نے بھی شراب پی یہان تو شوق
بادہ کشی ہو رہا تھا وہان طول مست آبلہ رو کو خبر پہونچی کہ مالک اژدر کو کوئی زندان سے لے گیا
طول مست نے قاقولہ کو بُلا کر کہا اگر تو مالک اژدر کو پھر گرفتار نہ کریگا اور پتہ اُسکا نہ لگا ے گا
تو ضرور تجھکو قتل کرونگا نجنک نے کہا ای قاقولہ ہم جانتے ہین جس جگہ مالک اژدر ہین قاقولہ نے پوچھا
جلد بتایے کہان ہین نجنک نے سرگوشی مین کہا جہان گمان مالک کی گئی تھی وہین مالک ہونگے قاقولہ
یہ سُنکے دربار سے باہر گیا اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر جاکر جو دیکھا تو فی الواقع مالک کو پہلوے ملکہ مین
بیٹھے دیکھا قاقولہ نے نجنک کے پاس آکر اُسکے ہاتھ چومے اور آنکھون سے لگائے پھر کہا ای ملک جی
آپ سچ کہتے ہین مالک اژدر وہین ہین اب مین اُنکی گرفتاری کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر دو شیشے شراب
بیہوشی آمیز لیکر در مجلس ایر گیا اور محلدار کو پکارا جب محلدار آئی قاقولہ نے کہا دایہ ملکہ دل افروز
کو ذرا بھیجدو مجھے اُس سے کچھ کام ہی محلدار اُس مکان مین تو نہ گئی جہان ملکہ دل افروز تھی لیکن پکار کر کہا
ای لالہ رخ جلدی جاؤ تمکو قاقولہ عیار بلاتا ہی دایہ محلدار کی آواز سُنکے دروازے پر گئی قاقولہ نے دایہ
سے کہا ان دونون شیشون مین شراب بیہوشی آمیز ہی ملکہ دل افروز کو جاکر دیدو اور کہو کہ یہ شراب
تمھارے باپ نے تمھارے پینے کے واسطے بھیجی ہی قاقولہ یہ نجانتا تھا کہ دایہ بھی مسلمان ہوچکی ہی ورنہ
یہ راز دایہ سے نہ کہتا غرض دایہ شیشہاے مذکور لیکر ملکہ کے روبرو گئی اور تمام حال کہا ملکہ نے کہ
شاید میرے حال سے میرے پدر کو آگاہی ہو گئی ہی اب یہان رہنا اچھا نہین مالک نے کہا ای ملکہ تم ابھی میرے
ساتھ لشکر اسلام مین چلو یہ کہکر مالک نے اسلحہ ملکہ سے لیکر زیب تن کیا ملکہ کو محافے مین سوار کیا دایہ وغیرہ کو
ہمراہ لیکر اُس مکان سے باہر نکلا دربان سمرقندی نے در قلعہ پر روکا مالک اُسے قتل کرکے در قلعہ کھولکر قلعے
سے نکلا کلیا دعراقی اور حارث عرب و جمشید ہر سہ عیار بھی ہمراہ مالک کے قلعہ سے نکلے طول مست
آبلہ رو فوج لیکر پہونچنے نہ پایا تھا کہ مالک اژدر مع محافہ ملکہ قریب لشکر اسلام پہونچا سلطان سعد نے
خبر مالک کے آنیکی سُنکے شاہان ہفت ملک کو برلے استقبال روانہ کیا شاہان ہفت ملک مالک اژدر
کو لشکر اسلام مین لیگئے مالک نے ملکہ کو لشکر اسلام مین جاکر ایک خیمے مین اُتارا بعد تھوڑی دیر کے قلعہ
سمرقند مین سے صداے نقارہ بلند ہوئی سلطان سعد متحیر ہوے ناگاہ ہرکارے خدمت سلطان سعد
مین آکر بعد اداے دعا و ثناے شاہی اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ اسوقت قیماس خان
خاوری ایک لاکھ سوار و ملی جمعیت سے براے مدد طول مست آبلہ روے خاور سے آیا ہی اُسکے آنیکی دجہ سے

خوش ہوکر طول مست نے نقارہ ہاے خوشی کے بجوائے ہین باقی خیریت ہو قیماس خان نے طول مست سے
تمام احوال سنکے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سُنکے اپنے لشکر مین
نقارۂ رزمی بجوایا باقی ماندہ شب تیاری مین بسر ہوئی ہنگام سحر قیماس خان در قلعہ پر آیا قلعہ کھلوایا اور
طول مست آبلہ رو کو ہمراہ لیکر مع فوج میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان رزم صف آرا ہوا بادشاہ
لشکر اسلام بھی جملہ سرداران لشکر و سپاہ کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد صف آرائی لشکر نقیب
میدان مین سے نکلے جب نقیب جوانون کو آمادہ رزم کرکے چلے گئے قیماس خان خاوری گینڈے پر سوار
ہوکر لشکر سے باہر نکلا اور درمیان میدان جنگ آکے گینڈے کو روک کر پکارا کہ ای فرقۂ اہل اسلام کسی
اجل رسیدہ کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو چونکہ زخم شکم پہلوان عادی اچھا ہوگیا تھا اسوجہ سے
پہلوان عادی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر سامنے قیماس خان کے آیا قیماس خان
نے تیغۂ گرانبار کھینچکر پہلوان عادی کے سر پر لگایا پہلوان عادی نے سپر اُٹھائی تیغہ گوشۂ سپر کو اور
کسی قدر سر کو کاٹتا ہوا شکم پہلوان عادی پر گرا اینٹ پہلوان عادی کا زخمی ہوا اور آنتین
نکل آئین سرداران لشکر اسلام پہلوان عادی کو لشکر مین لے گئے علاج اُسکا ہونے لگا پھر ایک برادر
پہلوان عادی نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح شام تک جملہ برادران پہلوان عادی
زخمی ہوے قیماس خان نے ہنسکر کہا یہ عادی شاید زخمی ہونے کے عادی ہین اسی وجہ سے
سب میرے ہاتھ سے زخمی ہوے ہین یہ کہکر طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا ہنگام شب
پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو حسب دستور دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے قیماس خان نے
شہنشاہ عراقی کو مع جملہ سرداران اُسکے کے زخمی کیا وقت شام پھر طبل بازگشت بجواکر چلا گیا اور فرودگاہ
سپاہ پر جاکر پھر طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین بھی حکم سلطان سعد سے نقارۂ رزمی بجایا گیا شب
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر اُسی طرح صف آرائی ہردو لشکر ہوئی قیماس خان میدان مین آیا
فرہاد خان نے مقابلہ کیا قیماس خان نے گرز گران سر فرہاد خان بلکضری پر مارا فرہاد خان نے گرز کو
تو بالاے گرز روکا مگر کمر گھوڑے کی ٹوٹ گئی فرہاد خان گھوڑے سے گرنے لگا اسی عالم مین قیماس خان نے
شمشیر آبدار سر پر لگائی سر فرہاد خان بلکضری کا زخمی ہوا دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی فرہاد خان زخمی
ہوکر لشکر مین چلا آیا شام ہوگئی تھی جنگ موقوف ہوئی رات کو قیماس خان نے طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین بھی
نقارۂ جنگی بجا دونون لشکر میدان نبرد مین آئے آج سلطان سعد کو بہت غصہ ہو رہا تھا تڑپے ہوے کانپ رہے
ہین بعد صف آرائی قیماس خان نے لشکر سے نکلکر مبارز طلب کیا بہرام بن خاقان نے مقابلہ کیا قیماس خان
نے تیغہ مارا بہرام نے سپر اُٹھائی ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی اُسی عالم مین تیغہ سر پر پڑگیا بہرام کا سر زخمی
ہوا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا بہرام زخمی ہوکر لشکر مین آیا قیماس خان نے مبارز طلب کیا مالک نے
لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا قیماس خان نے کہا ای مالک مین نے سُنا ہے کہ تمھین نیزہ بازی مین کمال حاصل
ہے لہذا مین تمسے نیزے سے لڑونگا یہ کہکر نیزہ لیکر سینۂ مالک پر مارا مالک نے نیزے کو اپنے نیزہ پر روکا پھر
مالک نے نیزہ مارا قیماس نے نیزہ پر نیزہ کو روکا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے مالک نے قیماس کے ہاتھ سے
نیزہ نکالدیا قیماس کو غصہ آیا تیغہ سر پر مالک کے مارا مالک نے سپر اُٹھائی تیغہ سر سے نکلگیا مالک زخمی ہوکر لشکر مین

آیا راوی بیان کرتا ہی کہ چند روز مین جسقدر سرداران لشکر اسلام موجود تھے اُن سبکو قیماس خان خاوری نے زخمی کیا یہانتک کہ کوئی سردار لشکر مین باقی نرہا اُسوقت سلطان سعد نے مقابلہ کیا سلطان سعد بھی دست قیماس خان سے زخمی ہوے جس روز بادشاہ لشکر اسلام زخمی ہوے وقت شام قیماس خان طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اہل اسلام غمگین فرودگاہ پر اپنی مقیم ہوے مگر قیماس خان نے فرودگاہ لشکر پر جاکر پھر طبل جنگی بجوایا اور طول مست آئینہ رو سے کہا کل لشکر اسلام پر حملہ کرکے سبکو تہ تیغ بیدریغ کرو جب صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی سلطان سعد نے بھی نقارۂ جنگی بجوایا اور خواجہ زادونسے پوچھا انجام لڑائی کا کیا ہوگا خواجہ دریادل اور خواجہ والاگہر نے بقاعدۂ رمل زائچہ کرکے عرض کیا انشاء اللہ انجام اسکا اچھا ہوگا آپکے لشکر کو شکست نہوگی سلطان سعد کو اطمینان ہوا دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی یہان تو دونون لشکرونمین تیاری رزم ہو رہی ہی انھین تو تیاری جنگ مین چھوڑا جاتا ہی اور یہانسے احوال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ دوسرے روز امیر با توقیر ہمراہ طوغان قیطاسی و کرب و لندھور و الماس پسر لندھور و پہلوان بدیع و خواجہ عمرو اُسی درخت کے قریب پہونچے امیر نے کہا کون ایسا بہادر ہی کہ زیر درخت جاکر جائے اور زنگی کو ہلاک کرے الماس بن لندھور گیا زنگی غار سے نکلا پھر چوب لما س پر لگائی الماس بن لندھور بیہوش ہوا زنگی اُسی غار مین لیگیا بعد الماس کے لندھور گیا وہ بھی مثل الماس گرفتار بلا ہوا بعد اُسکے کرب غازی گیا وہ بھی مثل لندھور و الماس دست زنگی سے بیہوش ہوا زنگی اُسی غار مین لیگیا بعد جانے کرب غازی کے پہلوان بدیع نے ارادہ جانیکا کیا امیر نے روکا بدیع نے نمانا آخر بدیع کو بھی وہ زنگی بیہوش کرکے غار مین لیگیا اُسوقت طوغان قیطاسی نے اپنے ملازمونسے کہا اب صاحبقران سے بھی یہ زنگی ہلاک نہوگا یہ بھی مثل اور ونکے گرفتار ہو جا ینگے یہ کہکر کچھ امیر کی شان مین کلمات نامناسب کہے امیر کو غصہ آیا طوغان کو اُٹھا کر سر سے بلند کرکے چاہا کہ بالاے خاک پٹکین اُسنے کہا مجھے امان دیجیے مین بغیر دریافت حال زنگی کے مسلمان ہوتا ہون مجھے ہلاک نکیجیے امیر نے اُسے چھوڑ دیا وہ بھکر مسلمان ہوا امیر نے اُس سے کہا اے طوغان اگرچہ تم مسلمان ہوے مگر مین حال زنگی کا تمپر ضرور ظاہر کرونگا یہ فرماکر ہمراہ اُسکے مع خواجہ عمرو چلے طوغان امیر و عمرو کو اپنے مکان پر لایا ہنگام شب اپنے عیار سے علیحدہ بلاکر کہا پہلوان بدیع نے میرے پہلوان شاہور کو ہلاک کیا ہی آج تم امیر کو اور عمرو کو بیہوش کرو صبح کو مین امیر کو قتل کرونگا شاہور کا انتقام لونگا عیار نے امیر و عمرو کو شراب بیہوشی آمیز پلاکر بیہوش کیا طوغان نے دونونکو طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے شب کو توزندان مین قید کیا صبح کو امیر اور خواجہ کو زیر تیغ بٹھایا اُسوقت امیر و عمرو نے خدا سے دعا کی دعا مستجاب ہوئی فوراً ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار دفع ہوا نقابدار قلندر چالیس ہزار قلندرونکی جمعیت سے اُسجگہ آیا جس جگہ امیر و عمرو زیر تیغ بیٹھے تھے نقابدار قلندر نے طوغان پر حملہ کیا امیر نے طوق و زنجیر کو اپنے جسم سے دور کیا پھر امیر نے طوغان کو زیر کیا طوغان نے کہا یا امیر مجھے چھوڑ دیجیے اب مین از سر صدق مسلمان ہوتا ہون امیر نے اُسے چھوڑ دیا طوغان قیطاسی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر اُسنے جملہ صغیر و کبیر کو مسلمان کیا امیر نے قلندر سے کہا اے نقابدار قلندر براے خدا اپنی صورت دکھا اُسنے کہا یا امیر مین نے آپ سے عرض کیا تھا کہ سمرقند مین اپنے حال سے اطلاع دونگا مگر اب آپ نے قسم دی ہی اسوجہ سے یہان اپنے تئین ظاہر کرتا ہون یہ کہکر نقاب چہرے سے اُٹھائی امیر نے دیکھا فرخ شہسوار

ہو امیر نے اُسے سینے سے لگاکر پیار کیا اُسنے بعد سلام قدم امیر پر سر جھکایا امیر نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور پوچھا
ای فرزند تمنے لباس قلندری کیون پہننا اختیار کیا ہی فرخ شہسوار نے عرض کیا مین نے سُنا تھا کہ آپ دست اعدا
سے ہلاک ہوگئے اسوجہ سے آپ کے صدمۂ غم مین مین نے لباس فقیری اختیار کیا تھا امیر نے پھر پوچھا تم اسوقت
یہان کسوجہ سے آئے فرخ نے جواب دیا اس شہر کے قریب ایک شہر ہو نام اسکا اغراے واج ہی بادشاہ اُس شہر کا
کاؤس کج کلاہ ہی مین نے کاؤس پر حملہ کیا تھا وقت جنگ وہ زیر ہوا اُسنے کہا شہر قیطاسیہ مین ایک کوہ ہی
وہان ایک درخت چنار اور ایک غار ہو جب کوئی زیر درخت جاتا ہی ایک زنگی غار سے نکلتا ہی اور اُس شخص کو
چوب لگاکر بیہوش کرکے غار مین لیجاتا ہی اگر تم اُس زنگی کا حال دریافت کرکے یا اُس زنگی کو قتل کرکے اُسکا
سر لاؤ تو مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہون پس اُسی زنگی کے قتل کرنے کیواسطے یہان آیا تھا آپ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا
دیکھا امیر نے فرمایا میرے بھی چند سرداران لشکر اور پہلوانان بدیع کو وہی زنگی بیہوش کرکے غار مین لیگیا
ہی فرخ نے عرض کیا آپ مجھے وہان لیچلیے مین اُسے قتل کرونگا امیر با توقیر فرخ اور خواجہ عمرو اور طوغان
کو ہمراہ لیکر قریب درخت چنار گئے فرخ شہسوار زیر درخت چنار گیا فی الفور وہی زنگی غار سے نکلا فرخ نے قبل
اُسکے چوب لگانے کے اُسپر تلوار لگائی چونکہ وہ زنگی روئین تن تھا تلوار نے کچھ اثر اپنا نہ دکھایا زنگی مطلق زخمی نہوا
پھر اُسنے چوب جسم فرخ پر لگائی فرخ بیہوش ہوکر گرا زنگی فرخ کو غار مین لیگیا امیر نے اُسی جگہ ایک خیمہ استادہ کرکے
تنہا بیٹھکر عبادت کرنا شروع کی اور یہ نیت کی کہ مین حال زنگی سے آگاہ ہو جاؤن اور اپنے سرداران لشکر کو
چھڑاؤن امیر عبادت الٰہی کر رہے تھے ناگاہ غفلت ہوئی حضرت خضر علیہ السلام نے عالم غفلت مین امیر سے کہا ای امیر
ہنگام سحر جانب جنوب ہمراہ عمرو جانا ایک آہو نظر آئیگا اُسے تیر لگانا وہ زخمی ہوکر بھاگیگا تم اُسکے تعاقب مین جانا
جس جگہ وہ ہرن گرے وہین زمین کھودنا ایک چاہ تاریک عیان ہوگا اُس کنوئین مین مع خواجہ عمرو جانا
پھر جو کچھ وہان نظر آئیگا دیکھ لینا یہ کہکر حضرت خضر نظر امیر سے نہان ہوے امیر ہوشیار ہوے دیکھا وقت سحر ہی
امیر نے نماز پڑھکر خواجہ عمرو اور طوغان کو مع فوج ہمراہ لیکر جانب جنوب قدم اُٹھایا راہ صحرا مین آہو نظر آیا امیر نے
تیر لگایا وہ آہو بھاگا امیر نے تعاقب کیا آخر وہ آہو ایک جگہ گرا امیر نے اُسی جگہ کھودا چاہ تاریک نظر آیا امیر نے
خواجہ سے کہا ای خواجہ تم اس چاہ مین میرے ساتھ چلوگے خواجہ نے کہا مجھے اپنی جان عزیز ہی مین نہ جاؤنگا امیر
نے چاہ مین نظر کرکے کہا ای خواجہ دیکھنا بہت بڑا لعل پڑا ہی اُسکی روشنی سے کنوئین مین کتنی روشنی ہی خواجہ نے
لعل کا نام سُنکر لالچ سے کنوئین مین دیکھا امیر نے خواجہ کو کنوئین مین گرا دیا اور خود بھی چاہ مین کودے
طوغان وہین فروکش ہوا بعد تھوڑی دیر کے کنوئین مین جاکر امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین ایک مکان مین
پایا خواجہ عمرو کو اپنے پاس پایا اُسوقت چند آدمی امیر کے پاس آئے کہنے لگے ہمارے بادشاہ نے آپ دونون
آدمیونکو بُلایا ہی امیر نے پوچھا تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی اُنھون نے کہا ہمارے بادشاہ کا نام خرد شاہ ہی
ہر فرقے سے سعد ہزار آدمی اپنے پاس رکھتا ہی مذہب اُسکا یہ ہی کہ ہوا کی پرستش کرتا ہی پس امیر و عمرو اُنکے
ساتھ چلے بعد قطع راہ سامنے بادشاہ کے پہونچے اُسنے امیر کو سلام کیا قریب اپنے تخت کے دنگل پر امیر کو بٹھایا
اور کہا ای امیر با توقیر آپ اس طلسم کے فتح کرنے مین کدوکاوش نہ کیجیے مین آپکو خبر دیتا ہون کہ آپکے فرزند یعنی عالمشاہ
کی زوجہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوا ہی وہ ہمپر احسان کریگا اور یہ طلسم آپکی اولاد سے کوئی فتح کریگا
پس بوجہ اسکے کہ آپکا پوتا مجھپر احسان کریگا مین بھی آپکے ساتھ اتنی نیکی کرتا ہون کہ درطلسم کی سیر دکھائے دیتا ہون

اور جسقدر آپ کے سرداران لشکر اور بدیع اور فرخ قید مین ہین اُنھین رہا کرتا ہون یہ طلسم آپ سے فتح
نہو سکیگا یہ کہکر لوح طلسم اپنے گلے سے اُتار کر امیر کو دی اور کہا چلیے سیر در طلسم دیکھ لیجیے امیر نے کہا خواجہ
کو بھی لیجاؤن خرد شاہ نے منع کیا امیر تنہا بالاے کوہ گئے دیکھا چار جانب چار قلعے ہین اور درمیان اُنکے چار
چاہ ہین اژدہے صد ہا تا کمر بصورت اژدر ہین در طلسم پر طلایہ دیتے ہین پیش دروازہ ایک اژدہاے مہیب نہایت
طویل قد سو رہا ہے دروازہ طلسم مین کئی ہزار پیالہ طلا و نقرہ لٹکے ہوے ہین بر ہزار معلق اُن پیالونکو ہاتھون پر
رکھے ہوے ہین بالاے در طلسم ایک گنبد سبز ہے وہ بیچ ہر ساعت کے تین مرتبہ گردش کرتا ہے اور بیچ ہر دورہ کے
ایک مرغ اوپر اُسکے پر و بال کھولکر پرواز کرتا ہے اور تین مرتبہ صدا دیتا ہے ہیہات ہیہات ہیہات اسی سبب سے اُسکو
طلسم ہیہات کہتے ہین امیر نے اُس گنبد سبز کو دیکھکر ملاحظہ کیا کہ دو برج اور ہین اُنمین غول نفیر ہاتھونمین لیے ہوے
بیٹھے ہین واضح ہو کہ امیر کے پاس لوح طلسم تھی اسوجہ سے محفوظ رہے ورنہ جسوقت اُس مرغ نے تین مرتبہ
ہیہات کہا تھا امیر بیہوش ہو جاتے کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے غرض امیر دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کہ بالاے
در طلسم ابر آیا در طلسم نظر سے نہان ہو گیا امیر نے لوح دیکھی کچھ نظر نہ آیا آخر امیر وہانسے خرد شاہ کے پاس آئے
لوح دیدی خرد شاہ نے بزم آراستہ کی امیر نے دیکھا ہزارہا جن و پری و دیگر اقوام کے مردم موجود ہین شب بھر
امیر بزم عشرت مین رہے صبح کو خرد شاہ نے طہماسپ ترک خجندی اور بدیع کشتی گیر و فرخ و دیگر سرداران
لشکر امیر کو بلا کر امیر کے حوالے کیا اور اُسی چاہ تاریک سے امیر کو صحرا مین پہونچا دیا طوغان امیر کو اور سبکو
دیکھکر خوش ہوا امیر نے اُس سے کہا اے طوغان آگاہ ہو کہ وہ زنگی ان سب کو بیہوش کرکے بادشاہ طلسم
ہیہات کے پاس لیگیا تھا مین نے اُس سے جاکر ملاقات کی اور در طلسم کی سیر کی اگر میرے پاس لوح طلسم
نہوتی تو ہلاک ہوتا اور در طلسم مجھکو نظر نہ آتا طوغان قیطاسی یہ سُنکے خوش ہوا اور امیر کو اپنے ہمراہ لیکر دارالاماں
مین گیا بدیع پہلوان امیر سے کہنے لگا اب مین رخصت ہوتا ہون سوے ترکستان جاتا ہون اگر زندگی باقی ہے تو
وہین آپ سے ملاقات ہوگی یہ کہکر بدیع رخصت ہوا اور آذر برزین شاہ کے پاس جاکر ہمراہ اُسکے بدر سوے
ترکستان روانہ ہوا امیر نے وہانسے کوچ کیا طوغان قیطاسی اپنے پسر کو تخت پر بٹھا کر چالیس ہزار سوارونکی
جمعیت سے ہمراہ ہوا جبکہ امیر قریب سمرقند پہونچے وہی روز تھا کہ قیماس خان نے شب کو طبل جنگ
بجوایا تھا اور طول مست سے کہا تھا کہ صبح کو لشکر امیر کو تہ تیغ کرونگا غرض ہرکارونسے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ
امیر آتے ہین سب سردار براے استقبال امیر گئے اور امیر کو لشکر مین لاے پھر احوال پوچھا امیر نے تمام احوال
اپنا بیان کرکے فرمایا ہمنے سُنا ہے کہ فرزند ہمارا علمشاہ ملک خاور مین ہے دختر شاہ خاور سے اُسنے اپنا عقد کیا
ہے ایک فرزند پیدا ہوا ہے نام اُسکا قاسم رکھا ہے یہ خبر سُنکے سب خوش ہوے خصوصاً سیارہ بن عمرو نہایت
شاد ہوا اور اسیوقت امیر سے رخصت ہوکر جانب خاور روانہ ہوا بعد جانے سیارہ کے قیماس خان
خاوری کہ بمقابل لشکر اسلام صف آرا تھا لشکر سے نکل کر میدان مین آیا گینڈے کو روک کر مرد مبارز
طلب کیا فرخ شہسوار نے اُس سے مقابلہ کیا قیماس خان نے تیغہ گرانبار کھینچکر سر پر لگایا فرخ
یعنی نقابدار قلندر نے سپر اُٹھائی ناگاہ پانون مرکب فرخ کا موش خانے مین جا رہا
گھوڑا گرنے لگا فرخ مرکب کی جانب متوجہ ہوا تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا فرخ شہسوار نے
بھی پانون گھوڑے کا موش خانے سے نکال کر تلوار سر پر لگائی قیماس خان خاوری نے سپر اُٹھا کر

سر اپنا ضرب تیغ سے بچانا چاہا مگر تلوار گوشہ امیر کو کاٹکر کسی قدر سر کو زخمی کرتی ہوئی گینڈے کی گردن پر گری گینڈا ہلاک ہوا قیماس خان بالاے زمین آیا لشکریان قیماس خان یہ حال دیکھکر یکبارگی براے مدد قیماس خان آگے بڑھے ادھر سے لشکر فرخ بڑھا امیر مع لشکر کھڑے رہے جب دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تا شام لڑائی ہوئی اُسی جنگ مغلوبہ مین مرکب فرخ کو لشکر سے لیکر سوے صحرا روانہ ہوا کسی نے نہ دیکھا وقت شام قیماس خان طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا اہل اسلام نے اُسوقت فرخ شہسوار کو نہ دیکھا امیر مغموم ہوے اُسوقت کچھ عیار براے تلاش فرخ امیر نے روانہ کیے لشکریان فرخ بھی براے جستجوے فرخ ایک سمت روانہ ہوے روز دیگر قیماس خان بدستور میدان مین آیا حمزہ صاحبقران نے اُس سے مقابلہ کیا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا قیماس خان کو غصہ آیا زنجیر کمر امیر مین ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا امیر نے بھی اسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کیا اُسوقت مردم نے کہا اگر قصد کشتی لڑنیکا ہو تو بالاے مرکب سے اُترکر کشتی لڑو قیماس اور امیر یہ سُنکے گینڈے اور مرکب سے اُترکر دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ باہم ہونے لگے ہنوز زمانہ دوپہر سے زیادہ نہ گذرا تھا ناگاہ درمیان کشتی ایک ناقہ سوار آیا نامہ اُسنے قیماس خان کو دیا امیر ٹھہر گئے اور منھ اپنا نامہ کی جانب سے پھیر لیا تا عبارت نامہ پر نظر نہ پڑے قیماس خان نے عبارت نامہ پڑھکر ایک آہ سرد کھینچی امیر نے باعث آہ سرد پوچھا قیماس خان نے کہا اس نامہ مین ایسی خبر مندرج ہے جس سے مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہے دست و پا میرے قابو مین نہین ہین بس اسوقت جسطرح دل چاہے مجھے مغلوب کرلیجیے امیر نے فرمایا اسوقت کشتی موقوف رکھو پھر ہمسے کشتی لڑنا یہ کہکر اُسکے بازو کو چھوڑدیا ناظرین پر واضح ہو کہ نامہ مذکور ترک توسن یلطاقی نے قیماس خان کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ اے قیماس خان آگاہ ہو کہ پسر شیخ لدھا نے تمھاری ہمشیرہ ملکہ خورشید خاوری سے عقد کیا ہے اور ایک لڑکا مسمی ملک قاسم تمھاری بہن کے شکم سے پیدا ہوا ہے جب مین نام قاسم زبان پر جاری کرتا ہون خوف سے تپ آجاتی ہے علاوہ عقد مذکور کے تمھارے پدر و برادر اور جملہ مردمان شہر مسلمان ہوے ہین جہان بخت یعنے علمشاہ بعیش و عشرت بسر کرتا ہے تمھین کچھ شرم و حیا اگر ہو تو پسر شیخ لدھا کو قتل کرو اطلاعاً لکھا گیا غرض یہی مضمون نامہ باعث صدمۂ قیماس خان ہوا اور اُسی عالم صدمہ و ملال مین نامہ بر کو قتل کرکے مع اپنی فوج کے اُسیوقت سوے خاور روانہ ہوا یہان لشکر طول مست آئینہ روسے ہومان پہلوان براے نبرد نکلا فرامرز عاد مغربی نے اُسے قتل کیا طول مست کو رنج جو ہوا حکم کیا تمام فوج فرامرز پر حملہ آور ہو بموجب حکم فوج نے حملہ کیا ادھر سے لشکر اسلام بڑھا جنگ مغلوبہ ہونے لگی عین جنگ مین ترک طہماس خجندی نے طول مست آئینہ رو کو پشت زین سے اُٹھالیا مالک اژدر نے نصر بن طول کو پشت فرس سے اُٹھایا طہماسپ ترک خجندی نے طول سے مسلمان ہونیکو کہا اُسنے انکار کیا لیکن نصر بن طول نے دین اسلام قبول کیا نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے بھاگ کر سوے قلعۂ بال خطا گیا امیر مظفر و منصور ہوے جملہ ساسانی و سمرقندی مسلمان ہوے قاقولہ اور مرغولہ بھی مع اپنے شاگردونکے جانب ترکستان گریزان ہوے اس اثنا مین سعید بلخی وغیرہ چند عیار ہمراہ بہت سے عیارونکے آئے عمرو نے اُنسے پوچھا تم کیونکر رہا ہوے اُنھون نے بیان کیا قاقولہ نے ہمین ہمراہ طوغان وغیرہ عیارون کے سمت ترکستان روانہ کیا تھا اثناے راہ مین ایک نقابدار مرصع پوش سترہ سو عیارون کی جمعیت سے آتا تھا سب کو اسیر

دیکھکر طوفان سے کہا ان سب کو چھوڑ دو طوفان نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی پھر طوفان وغیرہ دو سو عیار
مغلوب ہوکر مسلمان ہوے ہم سب رہا ہوے دیکھیے طوفان و دیگر عیار ہمارے ہمراہ آئے ہین طوفان وغیرہ
نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ خوش ہوے جب امیر جنگاہ سے سمرقند مین داخل ہوے اور قصد کیا کہ اثالہ بارگاہ
سلیمانی کا سوے ترکستان روانہ کرین قصر بن طول مست نے عرض کیا بارگاہ سلیمانی ایسے کسی سردار کے ہاتھ
روانہ کیجیے کہ کوئی راہ مین بارگاہ کو چھین نہ لے کیونکہ راہ ترکستان مین ایک دربند ہے حاکم وہانکے جمین خان
اور اویس خان ہین وہ نسل پیران ویسہ سے نہایت ہی شجاع و بہادر ہین فوج بھی رکھتے ہین امیر نے یہ سنکے
مالک اژدر کو اثالہ بارگاہ سلیمانی کا دیا کرب غازی کو یہ امر ناگوار ہوا امیر سے کہنے لگا اس خدمت کو میرے
والد اور مجھسے متعلق کیجیے امیر نے جواب نہ دیا کرب نے اشک آنکھوں مین بھر لایا قرامرز نے باعث گریہ پوچھا کرب نے امیر کی
شکایت کی غرض ایک طرف مالک اژدر اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر مع ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دارونکے روانہ
ہوے اور ایک جانب کرب غازی امیر سے ناراض ہوکر مع اپنی فوج کے چلا گیا بعد دو روز کے امیر نے نصیر کو
تخت پر بٹھاکر سمرقند سے سوے ترکستان کوچ کیا

دو کلمے داستان ذکر حال فرخ شہسوار و احوال علمشاہ و قیماز خان خاوری و کرب غازی و مالک اژدر کے بیان ہوتے ہین

نغمہ پردازان گلشن تقریر اس داستان کو یون معرض تحریر مین لاتے ہین کہ جب فرخ بن حمزہ کو گھوڑا جنگاہ سے
لیکر ایک جانب روانہ ہوا چونکہ فرخ کثرت درد اور زخم کاری سے بیہوش تھا گھوڑے کو نہ روک سکا مرکب ایک
صحرا مین قریب ایک چشمے کے گیا ٹھہر کر پانی پیا پھر ہری چولی فرخ پشت زین سے بروے زمین گرا گھوڑا وہین
کھڑا رہا اتفاقاً ایک آسیابان اسطرف سے گذرا شہر کو جاتا تھا فرخ کو دیکھکر رحم کھاکر مرکب پر فرخ کو ڈالکر اپنے گھر
مین لیگیا اور فرس فرخ کو بادشاہ کے ہاتھ بیچکر علاج کرنا شروع کیا تھوڑے زمانے مین جراحون نے زخم اچھا کیا ایک
روز فرخ نے اس سے پوچھا تو نے ہمپر احسان تو کیا لیکن ہمارا مرکب کیا کیا اسنے عرض کیا آپکے گھوڑیکو بیچکر علاج
آپکا کیا فرخ کو مرکب کا رنج ہوا غرض بعد صحت کلی فرخ نے آسیابان کو بعوض خدمت کچھ زر و جواہر دیکر وہانسے کوچ
کیا اثناے راہ مین پیادہ پائی سے بہت تکلیف اٹھائی خار صحرا تلووں مین در آئے آبلے کف پا مین پڑ گئے فرخ نے یہ
مصائب اٹھاکر پھر لباس فقیری اختیار کیا اور دل سے کہا فقیری بہتر از شاہی ہے غرض بعد قطع راہ ایک قبرستان
پر پہونچے دیکھا ایک مرشد کے گرد سیکڑون چیلے بیٹھے ہوے ہین فرخ نے اس مرشد سے پوچھا تمھارا کیا نام ہے اسنے
کہا خاص و عام مجھکو فرید بابا کہتے ہین فرخ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہو تو مین بھی تمھارے پاس اس قبرستان مین رہکر
یاد معبود کیا کرون فرید بابا نے کہا بچا ابھی تم تو جوان ہو فقیری اختیار نکرو فرخ نے کہنا انکا نہ مانا فرید بابا چار
ناچار ہوکر بولا اچھا بچا آ ہم سب مین شامل ہو جا فرخ مجمع فقرا مین بیٹھے بعد چند روز کے چیلے فرید کے باہم کہنے لگے یہ
نوجوان فقیر بیٹھا رہتا ہے بھیک نہیں مانگتا ہے کیا ہم اسکے تابعدار ہین کہ اسکے واسطے گدائی کرین اور یہ بیٹھا ہوا ہر ایک
چیز کھائے فرید نے یہ تقریر سنکر کہا ای قلندر تم بھی ان فقرا کے ساتھ شہر مین جایا کرو فرخ نے قبول کیا ایک روز
فرخ بن حمزہ صاحبقران بھی ہمراہ ان فقرا کے شہر خشب مین گئے وہ سب فقیر دوکاندارون اور مردم بازاری سے
سوال کرنے لگے فرخ نے ہر چند سوال نکیا مگر ہر ایک شخص نے فرخ ہی کو روپیہ پیسا دیا ہنوز فقرا بازار مین تھے
ناگاہ فرخ نے دیکھا ایک محافہ کے ہمراہ صدہا سوار و پیادے ہین اور بہت سی کہاریان ساتھ ہین اتفاقاً

ہوا سے پردہ محافہ کا جو اُڑا فرخ نے محافہ نشین کو دیکھا اور ایک آہ کی اُدھر اُسنے بھی فرخ کو دیکھا اور عاشق ہوئی
پھر فرخ نے مردم سے پوچھا یہ سواری کسکی ہی مردم نے کہا یہ سواری دختر بادشاہ نخشب کی ہی فرخ تو یہ سنکے خاموش ہو رہا
لیکن جب دختر شاہ نخشب داخل محل ہوئی عشق فرخ سے بیتاب ہوکر دایہ سے تمام حال بیان کیا پہلے تو اُسنے نصیحت
کی پھر کہا واری اسکی یہ تدبیر ہی کہ مین تمھارے باپ سے جاکر یہ کہتی ہون کہ ملکہ نے ایک خواب پریشان دیکھا ہی اگر
اجازت ہو تو فقرا کو بُلا کر اُنھین کھانا کھلایا جاوے تاکہ وہ سب دعا کرین ملکہ سرو قامت نے کہا ای دایہ جلد
جا یہی تدبیر خوب ہی جب فقرا آئینگے یقین ہی وہ نوجوان فقیر بھی آئیگا میرا مطلب نکل جائیگا دایہ روبروے شاہ گئی
حال خواب ملکہ بیان کیا اور فقرا کے کھانا کھلانیکے لیے اجازت لی دوسرے روز حکم بادشاہ سے جملہ فقرائے شہر
در ملکہ سرو قامت پر آئے ازانجملہ فرید بابا بھی مع اپنے بالکون کے آیا فرخ شہسوار بھی اُسکے ساتھ آئے
چونکہ ملکہ سرو قامت ایک کمرے مین بیٹھی تھی چلمن کا پردہ پڑا تھا فقرا کو دیکھ رہی تھی ملازمونسے فقرا کو کھانا
کھلانے کی تاکید کر رہی تھی ملازم فقرا کو طعام لذیذ دے رہے تھے فقرا کھانا کھا رہے تھے ملکہ کو دعائین پڑھ رہے تھے
ناگاہ ملکہ نے فرخ شہسوار کو دیکھا دایہ سے کہا ای مادر مہربان دیکھو وہ جوان فقیر جو کھڑا ہی اُسی پر میرا دل آیا ہی
اسکو کسی تدبیر سے بُلا لاؤ یہ کہکر ملکہ نے کچھ سوچکر ایک رقعہ اشتیاقیہ لکھا اور دایہ سے کہا اس جوان کو یہ کاغذ دیدو
اگر پڑھا ہوا ہوگا تو پڑھ لیگا ورنہ اور کوئی تم تدبیر کرنا دایہ وہ رقعہ لیکر پاس فقرا کے گئی اور پوچھنے لگی تم سب مین
کوئی فقیر پڑھا ہوا ہی یا نہین فرید بابا نے کہا ہان ہمارے ساتھ ایک فقیر ہی کہ وہ دن بھر اور شب کو بہت سی
دعائین پڑھا کرتا ہی اور لکھا کرتا ہی دایہ نے پوچھا وہ کون فقیر ہی اُسنے فرخ کیطرف اشارہ کیا دایہ نے وہ رقعہ
فرخ بن حمزۂ صاحبقران کو دیا اور کہا اس رقعے کو پڑھکر اور ذرا چلکر ملکہ کو سنادو فرخ نے وہ رقعہ پڑھا علاوہ
اشتیاق ملاقات کے کچھ اپنا حال تباہی دل مضطر بھی لکھا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ فقط تمھارے ہی بلانے
کیواسطے ہمنے اتنے فقیرون کو جمع کیا ہی جلد ہمارے پاس آؤ فرخ اُس رقعے کو پڑھکر ہمراہ دایہ اندرون محل گئے
ملکہ نے بیرون پردہ فرخ کو بعزت بٹھا کر پوچھا ای نوجوان قسم ہی تجھکو اپنے دین و مذہب کی سچ بیان کر کہ تیرا کیا نام ہی
اور تو کس خاندان سے ہی چہرے سے تیرے شان و شوکت نمایان ہی مگر لباس فقیری سے آفتاب گہن مین نظر آتا ہی
فرخ شہسوار نے ہنسکر کہا ای ملکہ نام میرا فرخ بن حمزۂ صاحبقران ہی مین امیر عالیشان کا پسر ہون پھر تمام حال
اپنا بیان کیا ملکہ سرو قامت نے پردہ اُٹھا کر نہایت شادمان ہوکر فرخ کو اپنے برابر بٹھایا ملکہ و دایہ و جملہ کنیزین
مسلمان ہوئین ملکہ نے تمنائے وصل کی شاہزادے نے جواب دیا ای ملکہ آگاہ ہو جبتک نکاح نہو جائیگا مین ہرگز
تجسے ہمبستر نہونگا ہنوز یہ کلام شاہزادے کا ناتمام تھا کہ شاہ نخشب کو یہ خبر ایک کنیز نے دی کہ ایک نوجوان
فقیر پہلوے ملکہ مین بیٹھا ہی ملکہ اُسپر عاشق ہوگئی ہی شاہ نخشب برہم ہو کر اُس مقام پر آیا جہان سرو قامت
بیٹھی تھی بادشاہ نے پوشیدہ ہوکر جو تمام گفتگوے فرخ بن حمزۂ صاحبقران سُنی خیال کرنے لگا کہ دین اسلام
اچھا دین ہی کہ بغیر نکاح اِس مذہب مین زن و مرد کا ہمبستر ہونا گناہ ہی اور یہ شاہزادہ ہی فقیر نہین ہی میری بیٹی نے
شاہزادے سے عشق کیا ہی فقیر سے محبت نہین کی ہی یہ خیال کرکے شاہ نخشب یعنی الپ خاقان روبروے
دختر آیا سرو قامت خوف سے کانپنے لگی شاہ نے کہا ای دختر مجھسے خائف نہو مین تجھے ایذا نہ دونگا بلکہ اس
شہزادے کی اطاعت اختیار کرونگا یہ کہکر فرخ سے کہنے لگا ای شاہزادۂ ذیوقار آپ مجھے مسلمان کیجیے فرخ نے
اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر تمامی خواتین محل و جملہ خاص و عام کو مسلمان کیا اور

بہ تکلف تمام عقد اپنی دختر کا فرخ شہسوار سے کر دیا جہیز مین وہی گھوڑا فرخ کا جو مول لیا تھا دیدیا ہنگام شب فرخ
سرو قامت سے ہمبستر ہوے ملکہ حاملہ ہوئی اُسکے بطن سے فرزند خجستہ سیر پیدا ہوا بعد عقد ملکہ بادشاہ نخشب نے فقرا
کو زر و جواہر دیکر رخصت کیا فرید بابا نے بادشاہ سے کہا ایک فقیر میرے ساتھ تھا وہ اندرون محل ایک خط پڑھنے گیا
تھا اُسے بلوا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا وہ فقیر خط پڑھکر چلا گیا اب تم یہانسے جاؤ فرید بابا یہ سُنکر قبرستان کیطرف روانہ
ہوا بعد دو روز کے لشکریان فرخ جستجو کرتے ہوے شہر نخشب مین آئے فرخ نے اُنسے ملاقات کی سب خوش ہوے
اب شاہزادہ فرخ کو تو یہان بعیش و عشرت مشغول چھوڑا جاتا ہے اب حال رستم بیلتن و بیلکن یعنی شہزادہ علمشاہ
نوجوان تحریر ہوتا ہے کہ شاہزادہ علمشاہ ملکہ خورشید خاوری سے شب و روز بہ عیش و عشرت بسر کرتا تھا ایکروز
ہنگام شب محل مین شور و غل بلند ہوا علمشاہ نے محل مین آکر خواتین محل سے باعث شور و فغان دریافت کیا
سب نے عرض کیا ابھی ایک پنجہ مثل برق تڑپکر گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا علمشاہ نے جو یہ حال سُنا از حد ملال ہوا اور سامیوقت
ملک قاسم کو خسرو خاوری اور مالک ترک سفید جامہ کے حوالہ کیا اور آپ جستجوے ملکہ مین مغموم و حزین پوشیدہ
ہو کر شہر سے نکلا اور سمت صحرا روانہ ہوا بعد چند روز کے علمشاہ ایک صحراے وحشتناک مین صحرا نوردی کرتے
ہوے پہونچے اُسی زمانے مین سیارہ بن عمرو بھی خاور مین آیا قاسم کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور حال علمشاہ سُنکر
از حد ملول ہوا آخر براے تلاش علمشاہ جلد روانہ ہوا ادھر علمشاہ بادیہ پیمائی کرتے ہوے کوہ صحرا سے گذرتے ہوے
چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا ایک غول زنجیر مین بندھا ہوا زیر درخت کھڑا ہے اُسنے علمشاہ کو دیکھکر بصد منت و عاجزی
اپنی زبان مین کہا مجھکو زنجیر سے کھولدو علمشاہ نے اُسکی عاجزی پر نظر کرکے اُسے زنجیر سے کھولدیا بعد کھلنے کے غول
نے حملہ کیا علمشاہ نے کہا او غول مین نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے تو مجھسے بدی کرتا ہے اُسنے اپنی زبانمین جوابدیا اس شجر
سایہ دار کے نیچے مین بندھا تھا تو نے مجھے کھولدیا بیشک میرے ساتھ نیکی کی لیکن نیکی کا بدلہ بدی ہے کیونکہ مین نے
دیکھا ہے مسافر زیر درخت بیٹھتے ہین درخت اُنپر سایہ کیے رہتا ہے ہواے سرد سے مسافر کو آرام دیتا ہے مسافر چلتے وقت
ایک شاخ شجر بعض اوقات توڑ لیتا ہے بعوض نیکی بدی کرتا ہے اسیطرح مین بھی تجھ سے بدی کرتا ہون علمشاہ کچھ اُسکی
تقریر تو نہ سمجھے لیکن جب اُسنے حملہ کیا اُنھون نے ایک مشت مارکر اور صحیفہ ابراہیم پڑھکر اُسے ہلاک کیا اُسکے ہلاک
ہوتے ہی ایک برق چمکی پھر تخت پر ایک ساحرہ نہایت مہیب شکل نظر آئی جب وہ قریب آئی بنالہ و بکا کہنے لگی ارے
غضب کیا تو نے غول کو ہلاک کر ڈالا اب کون مجھ سے ہمبستر ہوگا مین تو اُسے یہان چھوڑ گئی تھی تو نے ناحق اُسے
مار ڈالا اب اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو مجھ سے ہمبستر ہو ورنہ تجھے ابھی مار ڈالونگی علمشاہ نے جوابدیا او نالائق کیا
ہے تیری ایسی بُری صورت ہے کہ کوئی بشر تجھسے ہمبستر ہوگا اُسنے کہا اے جوان اگر تو زن خوبرو چاہتا ہے تو مین ایک شہزادی
کو اُٹھا لائی ہون اُسے تجھے دیدونگی بشرطیکہ دو چار روز تو مجھ سے پہلے ہمبستر ہو علمشاہ نے کہا پہلے اُس شہزادی کو
لے آ بعدہ تجھکو تیرے سوال کا جواب دیا جائیگا وہ ساحرہ علمشاہ پر سحر کرکے فوراً غائب ہوئی اور اُس شہزادی کو
فی الفور لے آئی علمشاہ نے جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ خورشید خاوری ہے علمشاہ ملکہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے ساحرہ
نے کہا اے شخص تو اس ملکہ کو بھی دیکھ چکا اب تو مراد دلی میری بر لا علمشاہ نے ملکہ خورشید خاوری سے باشارہ پوچھا
کیون اے ملکہ مین اِس ساحرہ سے ہمبستر ہون ملکہ نے بھی باشارہ جوابدیا ہمارے سامنے اس سے فعل بد نہ کرنا
ہمین ملال ہوگا ابھی ملکہ اور علمشاہ مین باہم بایماو اشارہ تقریر ہو رہی تھی ساحرہ طالب وصل تھی ناگاہ
ایک حلوائی تھال مین کچھ مٹھائی اور حلوا رکھے ہوے سامنے سے ظاہر ہوا اور قریب علمشاہ و ساحرہ آکر ٹھہرا

اتنی دیر مین پھر ساحرہ نے کہا ای جوان طبیعت میری بے لطف ہوتی ہے آ مجھ سے لپٹ جا وہ کام کر کہ جس سے میرے
دل کو سرور حاصل ہو حلوائی نے کہا لطف ہمبستری بعد اکل و شرب حاصل ہوتا ہے پہلے یہ حلوا کھا اور اس شخص کو بھی
کھلا بعد ازان ہمبستر ہو ساحرہ نے کہا ای بڈھے حلوائی تو سچ کہتا ہے لا تھوڑا سا حلوا پہلے مجھے کھلا پھر اس شخص کو
دینا حلوائی نے حلوا اُسے دیا اُسنے برغبت تمام کھایا بعد ایک لمحے کے وہ بیہوش ہوئی حلوائی نے نعرہ کیا منم سیارہ بن عمرو
جلد خنجر سے اُس ساحرہ کو ہلاک کیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس
قتل کیا مجھکو نام میرا کیہان جادو تھا بعد قتل ہونے ساحرہ مذکور کے سحر علمشاہ پر سے اُتر گیا سیارہ دوڑ کر
قدم علمشاہ سے لپٹا علمشاہ نے پوچھا ای سیارہ تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا اُسنے تمام احوال عرض کیا علمشاہ
ملکہ کو ہمراہ لیکر اُس صحرا سے چلے قریب آبادی آئے سیارہ محافہ لایا ملکہ کو سوار کیا پھر علمشاہ خاور مین داخل ہوے
خسرو خاوری نے استقبال کیا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا محلسرا مین لیگیا بزم عشرت آراستہ کی علمشاہ تو
بزم عشرت مین بیٹھے ہین انھین تو بزم عشرت مین چھوڑیے اور اب حال قیماس خان خاوری سُنیے کہ جب قیماس
سمرقند سے قریب خاور آیا اثنائے راہ مین یکتاش خان حاکم قلعۂ یکتاش نے قلعے سے نکلکر قیماس خان کا
استقبال کیا قیماس خان نے اُس سے پوچھا کچھ تجھے حال خاور معلوم ہے اُسنے کہا مجھے کچھ آگاہی نہین ہے ہان ایک
قافلہ سوداگرون کا فی الحال خاور سے آیا ہے اُنسے وہانکا حال معلوم ہوگا اُنسے دریافت کیجیے قیماس خان قلعۂ
یکتاش مین گیا سوداگرون کو بلا کر احوال خاور پوچھا اُنھون نے کہا خسرو خاوری مع اپنے اہل و عیال کے
مسلمان ہو گیا ہے علمشاہ کے ساتھ اُسنے اپنی دختر کی شادی کر دی ہے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے تمام شہر کے آدمی مسلمان
ہو گئے ہین قیماس خان نے تمام حال سُنکے خیال کیا یہ سوداگر جس ملک مین جاوینگے حال خاور بیان کرینگے یہ
خیال کرکے سبکو قتل کیا اور وہانسے بلا توقف قریب تر خاور کے آکر مقیم ہوا یہ خبر خسرو خاوری کو ہوئی کہ قیماس
برائے جنگ آیا ہے خسرو خاوری یہ خبر سُنکے خائف ہوا علمشاہ سے کہنے لگا فرزند میرا کثیر الفوج آیا ہے وہ نہایت شجاع
ہے فوج اُسکے ہمراہ ایک لاکھ ہے مین اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا ہون بدرجۂ مجبوری قلعہ بند ہوتا ہون علمشاہ
نے کہا جائے اندیشہ نہین ہے جلد لشکر ہمراہ لیکر اُسکے مقابلے کیواسطے چلیے مین اُس سے لڑونگا خسرو خاوری بموجب
کہنے علمشاہ کے لشکر لیکر مقابلۂ قیماس خان ہمراہ علمشاہ گیا اور فرو کش ہوا ہنگام شب قیماس خان نے
طبل جنگ بجوایا خسرو خاوری نے بھی خبر نواخت طبل جنگی سُنکے اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی بجوایا تمام رات دونون
لشکرونمین سامان جنگ ہوا ہنگام سحر دونون جانب میدان جنگ مین صف آرائی ہوئی جب نقیبا جوانان سپاہ جانبین
کو آمادۂ رزم و پیکار کر کے چلے گئے قیماس خان خاوری نے بعد از جنگ نیزہ و گرز سر علمشاہ پر تیغہ مارا مگر علمشاہ
نے اتفاقاً اسیوقت سکندری کھائی سپر پروار نہ رکا تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکل گیا علمشاہ نے زخمی ہو کر سر قیماس خان پر تلوار لگائی ہر چند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کر
تا دو ابرو اُتر آئی قیماس نے بھی دستانہ مارا شمشیر سر سے نکل گئی اُسوقت علمشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ضرب
تیغ اور لگا کر قیماس خان کو ہلاک کرون یہ تجویز کر کے شہزادہ علمشاہ تیغ بکف بڑھا تھا کہ یکبارگی سرداران لشکر
قیماس خان علمشاہ پر حملہ آور ہوے ادھر سے بھی آردشیر خان اور اژدہا خان و مالک ترک
سفید جامہ وغیرہ لشکر لیکر آگے بڑھے جسوقت دو دریائے لشکر ملگئے خوب لڑائی ہونے لگی لشکریان ہر دو لشکر قتل
ہونے لگے اسی جنگ مغلوبہ مین ایک جانب قیماس خان کو گینڈا لشکر سے نکالکر لیگیا چونکہ قیماس خان بیہوش تھا

گردن مین گینڈے کی ہاتھ ڈالے ہوے تھا اسوجہ سے گینڈے کو نہ روک سکا اسیطرح علمشاہ بھی بیہوش جو ہوے استر مالا کبود علمشاہ کو ایک جانب سے نکال لیگیا ادھر تو مرکب علمشاہ کو لیکر سوے صحرا روانہ ہوا ادھر سرداران لشکر علمشاہ نے اسقدر فوج قیماس خان کو قتل کیا کہ لاشون کے انبار لگا دیے صدہا بلکہ ہزارہا سوار قتل کیے آخر باقی ماندہ تاب جنگ نہ لاکر میدان جنگ سے گریزان ہوے سرداران لشکر علمشاہ نے مظفر و منصور ہوکر خیمہ و بارگاہ وغیرہ لوٹ لیا بعدہ داخل قلعہ خاور ہوے لیکن غمگین کیونکہ علمشاہ کا کچھ احوال اُنھین معلوم نہ تھا سرداران لشکر تو داخل قلعہ ہوے لیکن سیارہ بن عمرو براے جستجوے علمشاہ روانہ ہوا اب حال علمشاہ کا لکھا جاتا ہی کہ ایک صحرا مین استر مالا کبود نے علمشاہ کو اپنی پشت سے گرایا قبل اِس جنگ کے ترک توسن یلطاقی نے بہ عداوت علمشاہ اپنے عیار سمک یلطاقی کو براے گرفتاری علمشاہ روانہ کیا تھا سمک یلطاقی آ سی راہ سے گذرا جہان علمشاہ زخمی پڑے تھے سمک نے ٹُھر علمشاہ کو دیکھکر بہی نہایت خوش ہوکر چادر عیاری مین باندھکر چاہتا تھا کہ پشتارہ اُٹھاے ناگاہ سیارہ بن عمرو ہونچا بعد جنگ و گفتگوے بسیار سمک نے کہا تو پشتارہ اُٹھا مین مرکب کو لیے چلتا ہون سیارہ نے یہ این مصلحت قبول کیا کہ جس جگہ سمک یلطاقی غافل ہوگا عیاری کرونگا غرض سیارہ نے وہ پشتارہ اُٹھایا سمک نے گھوڑے کو ہمراہ لیا دونون سوے یلطاق روانہ ہوے اثناے راہ مین سیارہ نے دعا کی دعا قبول ہوئی فوراً نقابدار مرصع پوش مع سترہ سو عیارون کے پیدا ہوا اُسنے بعد جنگ سمک کو گرفتار کیا سمک نے کہا ای نقابدار مین نے عہد کیا تھا کہ اگر علمشاہ کو گرفتار کرکے لے آؤنگا اور راہ مین گرفتار نہونگا تو جانونگا کہ دین لات پرستی اچھا ہی اور اگر گرفتار ہوجاؤنگا تو مسلمان ہوجاؤنگا دین اسلام اچھا جانونگا یہ کہکر صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ کو ہوشیار کیا علمشاہ نے نقابدار سے کہا اپنا نام بتاؤ صورت دکھاؤ تاکہ معلوم ہو تم کون ہو اُسنے کہا بوقت مناسب نام اپنا بتادونگا ہرچند سیارہ و علمشاہ نے پوچھا اُسنے نام نہ بتایا اور سمت صحرا چلا گیا علمشاہ مع سیارہ اور سمک یلطاقی خاور مین آے سب سردار وغیرہ خوش ہوے بعد چند روز کے زخم سر اچھا ہوگیا علمشاہ نے خسرو خاوری اور اپنے سردارونسے کہا اب مین سمت ترکستان جاتا ہون قلعۂ بال خطا کو فتح کرونگا ہرچند سب نے منع کیا لیکن علمشاہ نے نہ مانا آخر ملک قائم کو مالک ترک سفید جامہ کے حوالے کرکے سیارہ کو چھوڑکر فقط سمک یلطاقی کو ہمراہ لیکر سوے ترکستان روانہ ہوے اور بشکل بنجارہ داخل قلعۂ بال خطا ہوے اسکا احوال پھر لکھا جائیگا اب حال امیر باتوقیر اور کرب غازی اور مالک اژدر تحریر کیا جاتا ہی اول حال کرب غازی مندرج کیا جاتا ہی کہ کرب غازی جو امیر سے ناراض ہوکر روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اُس صحرا مین اویس خان اور ادریس خان براے شکار آئے تھے وہ صحرا اُنھین کی عملداری مین تھا جب اُنھون نے کرب کو مع فوج دیکھا سد راہ ہوکر آمادہ جنگ ہوے کرب غازی نے اُن دونو نکو مغلوب کرکے اُنھین مسلمان کیا اویس خان اور ادریس خان کرب غازی کو اپنے قلعے مین لیگئے بعد دو روز کے قافلہ ادریس خان کیجانب سے مالک اژدر بارگاہ سلیمانی کا اثالہ لیے ہوے گذرا کرب غازی بشکل قزاق نقاب منھ پر ڈالکے فوج ہمراہ لیکر سد راہ ہوا چاہا کہ بارگاہ سلیمانی چھین لے لیکن مالک اژدر نے بارگاہ نہ دی اور آمادہ جنگ ہوا لڑائی ہونے لگی اسی لڑائی مین خواجہ عمرو بھی پہونچے کیونکہ خواجہ واسطے بالا دوی کے لشکر امیر سے نکلکر گئے تھے

یہ جنگ دیکھکر فوراً وہانسے روانہ ہوے اور خدمت امیر مین آکر حال جنگ کہا امیر براے دید جنگ بعجلت
وہان پہونچے دیکھا ایک نقابدار مالک سے کشتی لڑرہا ہے امیر نے نقابدار کی کشتی دیکھکر تعریف کی تین روز
تک برابر کشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب مغلوب نہوا آخر امیر نے مالک اژدر کو کرب غازی سے
جدا کیا اور نقابدار سے کہا اے نقابدار اپنی شکل دکھلا نقابدار نے اپنی نقاب اُٹھائی امیر نے دیکھا کرب
غازی ہے کرب غازی نے رکاب امیر پر بوسہ لیکر عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ ادنی بندگان حضور سے
لڑون یہ گستاخی محض اسواسطے کی تھی کہ آپ نے بارگاہ سلیمانی کو میرے والد اور میرے حوالے نہ کیا تھا امیدوار
ہون خطا معاف فرمایئے امیر نے خطا عفو کی پھر اویس خان ادریس خان نے قدم امیر پر سر جھکاے
امیر نے ان پر مہربانی کی اور اُنکو بدستور اُنکے قلعے کا حاکم کیا اور خلعت دیے اور اثالہ بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ
مالک اژدر و کرب غازی و پہلوان عادی کرکے اُسجگہ سے سوے ترکستان روانہ کیا اویس خان
نے بزم طرب آراستہ کی اس بزم مین بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر اور حمزہ صاحبقران
اور خواجہ عمرو و دیگر عیاران لشکر اسلام فراہم ہوے بعد میکشی جب دماغ بادۂ تند سے ہر ایک کا گرم
ہوا ذکر قلعہ بال خطا و ترکستان اور صلصال کا باہم ہونے لگا اُسوقت عمرو نے صاحبقران سے
عرض کیا اگر حکم ہو تو مین مع عیاران لشکر اسلام سوے ترکستان جاؤن خبر وہانکی لاؤن جو عیاری
بموقع و مقام مناسب کرون امیر نے عمرو کو جانے کی اجازت دی ادریس خان و اویس خان نے
کہا اے خواجہ یہان سے دو رستے ترکستان کے جانے کے ہین ایک راہ نزدیک کی اور ایک راہ دور کی
ہے راہ نزدیک تو صحراہاے رواق حیران اور آق حیران سے ہے اور راہ دور کوہستان سے ہے رواق حیران
اور آق حیران مین بوجہ چشمہاے بسیار خنکی اور سردی زیادہ ہے اور نافہاے آہوے خطا از حد بالاے زمین
صحراہاے مذکور مین پڑے ہین لیکن کسی کی یہ مجال نہین ہے کہ ایک نافہ بھی وہانسے اُٹھالے کیونکہ اُن صحراؤن کا
محافظ جانب صلصال سے مریخ رہزن ہے دو ہزار پیادے ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتے ہین اور چہار جانب
صحرا مین پھرتے ہین آہوؤنکو گرفتار کرکے نافے نکالکر صحرا مین ڈالتے ہین اور اگر کوئی ناواقف وہانسے مشک
اُٹھاتا ہے پیادے اُسے گرفتار کرتے ہین اگر اُسنے نافہ اُٹھانیکا اقرار کیا تو بحکم مریخ رہزن مار ڈالتے ہین اور
اگر اُسنے انکار کیا اور کہا مین نے نافہ نہین اُٹھایا ہے تو پیادے اُسے اسدرجہ مارتے ہین کہ وہ شخص اقرار کرتا ہے کہ
ہان مین نے نافہ مشک اُٹھایا ہے پس اے خواجہ تم اُن صحراؤن سے نہ جانا مبادا کوئی نافہ اُٹھالو تو موجب
ہلاکت ہو خواجہ نے کہا مین تو اسی راہ سے جاؤنگا مریخ رہزن سے مین نہین ڈرتا یہ کہکر خواجہ بزم طرب
سے باہر گئے جملہ عیار روبروے خواجہ آئے خواجہ نے درباب روانگی ترکستان سب سے مشورہ کیا آخر بعد
مشورہ خواجہ روانہ ہوے چہتر قران بھی عقب خواجہ روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام بھی متفرق ہوکر اُسی
جانب روانہ ہوے پہلے حال عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ جب عمرو صحراے اوراق حیران مین پہونچا نافہاے مشک
کو دیکھتا ہوا اور اُٹھاتا ہوا داخل زنبیل کرتا ہوا جاتا تھا ناگاہ ایک پیادے نے خواجہ کو نافہ اُٹھاتے ہوے
دیکھ لیا اُسنے خنجر کھینچکر خواجہ پر حملہ کیا عمرو وہانسے بھاگا پیادے نے اپنے ساتھیونکو پکارا فی الفور سب
پیادے جمع ہوگئے اور سب نے عمرو کو گھیر کر گرفتار کیا ایک درخت مین باندھکر چوب سے مارنا شروع کیا
اور نافے خواجہ کی کمر مین دیکھنے لگے آخر خواجہ کو خوب زدوکوب کرکے سامنے مریخ رہزن کے لیگئے اُسنے

کہا دیکھو اسکے پاس کسی چیز مین نافے ہین یا نہین زنبیل مین جو دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا مریخ رہزن نے کہا ناحق تمنے اسے گرفتار کیا اسے چھوڑ دو پیادون نے چھوڑ دیا بحکم مریخ پیادے برائے حفاظت نافہ ہائے مشک چلے گئے یہ تو بعض کا قول لکھا گیا اس مترجم خاکسار کے نزدیک اسطرح ہی کہ جب پیادون نے خواجہ کو گرفتار کرکے درخت کے تنہ مین باندھکر مارنا شروع کیا تھا اسیوقت مہتر قران اور کئی سو عیاران لشکر اسلام آگئے مریخ رہزن اور جملہ پیادونکو قتل کرکے خواجہ کو درخت سے کھولا خواجہ اُنسے رخصت ہوکر ایک طرف روانہ ہوے ناگاہ خواجہ کو ایک آہو نظر آیا خواجہ نے اُسکا تعاقب کیا آہو خواجہ کو دیکھکر بھاگا خواجہ بھی دوڑے ہر چند ناخن یا ضرب سنگ سے زخمی ہوا لیکن خواجہ پیچھے اُس آہو کے دوڑے چلے گئے ایک جگہ خواجہ نے قریب آہو پہونچکر کمند ماری آہو اسیر کمند نہ ہوا اور جست کرکے سوے صحرا چلا گیا خواجہ ٹھہر گئے ناگاہ اُسی جگہ ایک غار عظیم مانند تہخانہ کے نظر آیا خواجہ اُس غار مین اُترے دیکھا خمہاے زر و جواہر رکھے ہین اور ہر ایک خم پر مہر صلصال بن دال کی ہی خواجہ کو ثابت ہوا کہ یہ خزانہ صاصال ہی خواجہ دیکھکر بہت خوش ہو اور غار سے نکل کے ایک سنگ گران دہن غار پر رکھکر وہانسے آگے روانہ ہوے راہ مین خیال کیا کہ پھر یہان آکر یہ خزانہ لیلونگا غرض بعد قطع راہ داخل قلعہ خطا ہوے دروازے شہر کے چالیس دیکھے اور ہر ایک دروازہ دوسرے دروازے سے فاصلہ ایک نیم فرسخ کا رکھتا تھا ہر کوچہ شہر کا اسقدر وسیع تھا گویا کہ ایک شہر تھا کثرت مردم مانند ریگ بیابان و ستارہ ہاے ہفت آسمان کے تھی عمرو نے بصورت سوداگر آکر بازار شہر کی سیر کی ناگاہ ایک دکان پر اخی سعید سے ملاقات ہوئی وہ عمرو کو پہچانکر لپٹ گیا خواجہ عمرو اُس سے گلے مل رہا تھا ناگاہ عمران خطائی آیا ایک شخص غیر کو دیکھکر برہم ہوا اخی سعید نے کہا اے فرزند یہ خواجہ عمرو تمھارے ماموں ہین عمران خطائی نے تسلیم کرکے خواجہ کے دست و پا چومے حال پوچھا خواجہ نے تمام حال بیان کیا اخی سعید نے خواجہ کی دعوت و مہمانی کی روز دیگر وقت صبح خواجہ بازار شہر مین بشکل سوداگر گئے دیکھا جملہ عیاران لشکر اسلام صورتین اپنی تبدیل کیے ہوے شہر مین پھر رہے ہین خواجہ سب عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر خانۂ اخی سعید پر لے گئے

دو کلمے داستان عاشق ہونا عیاران لشکر اسلام کا فتانہ دختر مہتر زرک خطائی پر اور جانا خواجہ کا مکان زرک خطائی مین و ذکر علمشاہ و پہلوان بدیع دکھال نوشیروان و ذکر صلصال وغیرہ بیان ہوے ہین

زمزمہ سرایان حدیقۂ سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز خواجہ عمرو مع عیارونکے بصورتہا تبدیل شدہ بازار شہر مین گئے سیر شہر کر رہے تھے ناگاہ شور و غل ہوا عمرو نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی مردمان شہر نے بیان کیا دختر زرک خطائی حمام مین آئی تھی اب نہا کر جاتی ہی خواجہ و جملہ عیاران لشکر اسلام کھڑے تھے کہ ہزارہا سوار اور پیادے ظاہر ہوے بعد گذر جانے سوارون اور پیادون کے ایک محافہ نظر آیا اتفاقاً ہوا سے پردہ محافے کا جو اُڑا تمام عیاران لشکر اسلام نے رخ زیبا فتانہ دیکھا سب بے اختیار عاشق ہوے کوئی کلیجہ تھام کر بیٹھ گیا کوئی عیار بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے تجھ سا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا ؛ اسیطرح ہر ایک عیار دختر زرک خطائی پر شیفتہ و فریفتہ ہوکر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور طالب وصل ہوا قران عیارون کی گفتگو سُنکے آزردہ ہوکر کہنے لگا جس

نازنین پر مین عاشق ہون تم سب کو لازم ہی کہ اُسکے طالب بنو عیاران لشکر اسلام نے دل مین کہا قران کی
بیہودہ تقریر ہی یہ جسکی تقدیر مین ہوگی اُسکے پہلو مین بیٹھیگی عمرو نے قران سے پوچھا اگر یہ دختر مین تیرے واسطے
لے آؤن تو مجھے کیا دیگا قران نے کہا خزانہ صلصال دونگا دیگر عیارون سے جو پوچھا اُنھون نے کہا
ای خواجہ جو کچھ مال و زر ہمارے امکان مین ہوگا ہم دینگے خواجہ سب کی تقریر سُنکے سمت مکان یزک خطائی
روانہ ہوے ہنگام شب زیر دیوار مکان یزک خطائی پہونچے فوراً کمند دیوار پر لگائی اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر
جاکر زیر دیوار اُترے زمین پر قدم رکھتے ہی زمین مین سما گئے وجہ اسکی یہ تھی کہ یزک خطائی نے اپنے صحن مکان
مین چہار سمت خندق کھود دی تھی کچھ راہ برائے آمد و رفت رہنے دی تھی اور خندق پر باریک و نازک لکڑی کے
بڑے رکھکر کسیقدر مٹی ڈالدی تھی یزک خطائی جانتا تھا کہ ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو اور جملہ
عیاران لشکر اسلام اس شہر مین آئینگے یقین ہی میرے مکان مین بھی ضرور کوئی عیار آئیگا مجھپر عیاری کریگا
اسوجہ سے یزک خطائی نے یہ تدبیر کی تھی غرض جب خواجہ خندق مین گرے یزک خطائی گھر مین موجود تھا
اپنی دختر و دیگر خواتین سے کہنے لگا اسوقت کوئی خندق مین گرا ہی نکل کے تو کسی طرح جا نہ سکیگا شب بسر کرکے
صبح کو دیکھونگا کہ کون خندق مین گرا ہی خواجہ نے گفتگوے یزک خطائی سُنکے فوراً خندق مین گرکے وہ کھال
کتے کی جو برق فرنگی سے لی تھی زنبیل سے نکالکر اپنے تن پر آراستہ کی صبح کو یزک خطائی نے قریب خندق
آکر جھانکے دیکھا ایک کتا سفید رنگ نظر آیا یزک خطائی نے کتے کو خندق سے نکالا دیکھتے ہی اُس کتے کو
بمحبت اُسپر ہاتھ پھیرنے لگا وہ کتا بھی دُم ہلاکر دوڑنے لگا یزک خطائی سے الفت جتانے لگا یزک خطائی
نے اس سگ سفید سے ازحد خوش ہوکر اسے پیار کیا قریب اپنے اسے بٹھایا ناگاہ قاقولہ و مرغولہ عیاران
طول مست آئینہ رو سمرقند سے بھاگ کر دروازہ یزک خطائی پر آئے یزک خطائی کو آواز دی یزک خطائی
نے اُنھین اپنے گھر مین بلایا اُنھون نے سلام کیا یزک خطائی نے اُنھین بٹھا کر احوال پوچھا قاقولہ و مرغولہ
نے جملہ حال سمرقند بیان کیا پھر کتے پر نظر کرکے کہا ای اُستاد کیا اچھا کتا ہی آپ نے یہ کتا کس سے مول
لیا ہی یزک خطائی نے تمام حال کتے کا بیان کیا اُسوقت خواجہ نے گھنڈیان اُس کھال کی کھولکر
قاقولہ اور مرغولہ سے مخاطب ہوکر کہا کتے تم دونون ہو مین بشر ہون اگر میرے نام سے آگاہ نہین
ہو تو اب آگاہ ہو یہ کہکر عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
تراشندہ ریش کفار ہون
زمانیکا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پاے مری گرد پاپوش کو

یہ نعرہ کرکے خنجر ٹیک کر خواجہ نے جست کی دیوار مکان
پھاندکر بیرون مکان آئے ہر چند یزک خطائی اور قاقولہ اور مرغولہ برائے گرفتاری خواجہ دوڑے مگر خواجہ
ہاتھ نہ آئے آخر یزک خطائی اپنے گھر مین آیا اس عیاری سے نہایت حیران ہوکر کہنے لگا خواجہ عمرو اس شہر مین
داخل ہوگئے اُنکے ہمراہ اور بھی عیار آئے ہونگے اب مین خبردار ہو اسب کو گرفتار کرونگا یزک خطائی کہ عیار
صلصال ہی اپنے گھر مین قاقولہ اور مرغولہ سے ہم سخن ہی اسے تو یہین بالفعل رکھا جاتا ہی مگر اب حال خواجہ
تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ مکان یزک خطائی سے نکلکر مکان اخی سعید مین گئے قران اور دیگر عیارون سے
تمام حال بیان کیا جب وہ دن گذرا ہنگام شب خواجہ بصورت سوداگر ہمراہی دیگر عیاران برائے سیر شہر
گئے اور وضعی لعل و جواہر جوہریون کے ہاتھ بیچنے لگے بعد بیچنے لعل و یاقوت و دیگر اقسام جواہرات کے

سیر کرتے ہوئے ایک نجار کی دوکان پر آئے دیکھا ایک جوان دکان پر بیٹھا ہی نشانیان اولاد ابراہیم کی اُسکے
چہرے سے ظاہر ہین عمرو متحیر ہو کر قریب گیا اور ایک رومال مین کچھ روپیہ باندھکر اُسکے سامنے ڈالدیا اُس جوان نے
کہا ای سوداگر اس رومال کو تو نے میرے سامنے کیون ڈالدیا خواجہ نے کہا اس رومال مین روپے ہین یہ روپیہ
تم لیلو اور اپنی دکان مین مجھے جگہ دو مین تمھاری دکان مین چندے قیام کرونگا اُس جوان نے جواب دیا مین
تجھے ہرگز یہان مقیم نہونے دونگا خواجہ نے کہا مین تو ضرور یہان قیام کرونگا آخر بعد گفتگوے بسیار اُس
جوان کو غصہ آیا واسطے مارنے کے ہاتھ اُٹھایا خواجہ عمرو اُس جوان کی تقریر سُنکے سمجھ گئے تھے کہ یہ
علمشاہ ہی اسوجہ سے اپنی آنکھ کا تل دکھایا جوان مذکور نے ہاتھ روککر پوچھا ای خواجہ عمرو تم یہان کب
آئے خواجہ نے تمام حال اپنے آنیکا بیان کیا علمشاہ خواجہ کو دیکھکر خوش ہوئے اور سمک یلطاقی کو دیکھکر
کہنے لگے یہ عیار ترک توسن یلطاقی ہی کہ ابھی چند روز سے مسلمان ہوا ہی سمک نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ عمرو
سمک کو دیکھکر اور احوال اُسکا مفصل سُنکے خوش ہوئے پھر علمشاہ نے احوال اپنے فرزند قاسم کے پیدا ہونیکا
بیان کیا خواجہ ازحد شاد ہوئے خواجہ نے علمشاہ سے پوچھا بصورت نجار تم یہان کیون آئے ہو علمشاہ
نے کہا چاہتا ہون کہ قلعہ بال خطا کو موقع پاکر فتح کرون ابھی باہم یہ باتین آہستہ آہستہ ہو رہی تھین
کہ مردم بازار شور و غل کرنے لگے خواجہ نے مردم بازاری سے پوچھا تمکو کچھ معلوم ہی کہ یہ شور و غل کیسا ہی
اُنھون نے کہا ایک پہلوان مسمی بدیع ہمراہ ایک بادشاہ کے شہر قیطاسیہ سے آیا ہی وہ پہلوان نہایت
زبردست ہی مردمان شہر اُسے دیکھکر اُسکی تعریف کرتے ہین اور وہ اسوقت اس شہر مین آیا ہی سیر شہر کر رہا
ہی خواجہ عمرو اور علمشاہ مع سمک و دیگر عیاران بارادہ دید پہلوان بدیع اُسیوقت روانہ ہوئے جب
قریب پہلوان بدیع کے پہونچے دیکھا شیربانان صلصال ایک شیر کو زنجیرون مین جکڑے ہوئے کشان
کشان لاتے ہین وہ شیر ایک جگہ برہم ہو کر ٹھہر گیا شیربانون نے اُسے چوب تخت سے مارا اور چاہا کہ وہ آگے
بڑھے شیر نے غضبناک ہو کر زنجیرون کو توڑکر تیز حملہ کیا شیربان کچھ ہلاک ہوئے کچھ بھاگ گئے بازار شہر
مین ایک تہلکہ پڑگیا ہر صغیر و کبیر اُس بازار سے بھاگنے لگا مگر علمشاہ اور پہلوان بدیع اور خواجہ عمرو نہ
بھاگے پہلوان بدیع نے یہ سُنکر نعرہ کیا شیر نے حملہ کرکے مرکب پہلوان بدیع کو ہلاک کیا بدیع گھوڑے سے
زمین پر آگرا ایسا غضبناک ہوا کہ ایک مشت مارکر اُس شیر کو ہلاک کیا شیربانان مذکور نے بدیع کشتی گیر سے
کہا تمنے شیر کو کیون مار ڈالا اب ہم تمکو گرفتار کرکے شہنشاہ صلصال کے سامنے لیجائینگے وہ تمکو
سزاے معقول دیگا یہ کہکر براے گرفتاری آگے بڑھے بدیع کشتی گیر نے کہا تم سب کیون آمادہ فساد ہو عوض
ہلاک ہونے شیر کے ہزار تومان زر تم مجھسے لیکر چلے جاؤ اب زیادہ حجت و تکرار نکرو شیربانون نے قبول نکرکے
سخت کلامی کی اُسوقت بدیع کو ایسا غصہ آیا کہ چند شیربانون کو بضرب مشت ہلاک باقی شیربان بھاگنے پر
آمادہ ہوئے اور نالہ و فریاد کرنے لگے مردمان شہر یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگے اکثر مردم بھاگنے لگے
شہر مین تہلکہ پڑگیا نیزک خطائی اُس ہنگامے سے آگاہ ہو کر مع اپنے شاگردون کے اُسی جگہ آیا
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ نیزک خطائی کلاہ زرین بر سر قباے قلمکار در بر تمام بانے عیاری کے
تن پر آراستہ کیے ہوئے ہمراہ صدہا اپنے شاگردون کے آیا ہی خواجہ اُسکی کلاہ زرین کو بخواہش تمام
دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کیونکہ ایسے بڑے بڑے موتی اُسکی کلاہ مین لگے ہوئے تھے کہ جو دو موتی

حمزۂ صاحبقران برائے خواجہ عمرو پردۂ قاف سے لائے تھے اُنسے بھی بیش قیمت تھے غرض خواجہ نے کلاہ
مذکور کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کلاہ سر بزک خطائی سے ضرور موقع پاکر اُتارونگا خواجہ یہ خیال کر رہے تھے کہ
بزک خطائی نے اول شیربانون سے باعث نالہ وفریاد دریافت کیا اُنھون نے تمام احوال بیان کیا پھر بدیع
کشتی گیر سے احوال دریافت کیا بدیع نے بہ شیرین زبانی وخوش بیانی تمام حال ظاہر کیا بزک خطائی نے بخوبی
آگاہ ہوکر شیربانون کو کلمات سخت ودرشت کہے اور کہا اے نالائقو اگر یہ بہادر شیر کو ہلاک نہ کرتا تو شیر مردمان شہر
کو ہلاک کرتا خوب کیا اس دلاور نے شیر کو مار ڈالا بیکار تم اُس سے آمادۂ فساد ہو شیربان گفتگو بزک خطائی
کی سنکے قہر وعتاب سے اُسکے خائف ہوکر لاشین اپنے ہمراہیون کی اُٹھاکر ایک جانب نالہ کنان روانہ ہوے
یہان بزک خطائی نے بدیع کشتی گیر سے پوچھا تمھارا کیا نام ہے اس ملک مین کیون آئے ہو صاف صاف
بیان کرو اُسنے جواب دیا نام میرا بدیع کشتی گیر ہے ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز کے آیا ہون اکثر ملکون مین
گیا ہون صدہا پہلوانون سے لڑا ہون جس ملک مین کوئی پہلوان نہین لڑا وہان کے حاکم سے اِسس
قرطاس پر یہ عبارت لکھوائی ہے کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان ایسا نہین ہے کہ جو بدیع کشتی گیر سے لڑسکے
پس اس ملک مین بھی اسی واسطے آیا ہون کہ یہانکا بادشاہ کسی پہلوان کو مجھسے لڑوائے تماشا میری شجاعت کا
دیکھے اگر حاکم یہانکا کسی پہلوان کو مجھسے نہ لڑوائیگا تو مثل اور بادشاہونکے اسی قرطاس پر مہر اسکی بھی کراکے
یہ عبارت لکھوالونگا کہ بدیع کشتی گیر بےمثل وبےنظیر پہلوان ہے ہمارے ملک مین کوئی جوانمرد اس سے مقابلہ
نہین کرسکتا بزک خطائی نے کہا اگر تم اس ارادے سے اس شہر مین آئے ہو تو امید تمھاری پوری ہوگی یہانکا
حاکم تمسے کئی پہلوانونکو لڑوائیگا اب تمکو لازم ہے کہ میرے مکان کے قریب قیام پذیر ہو مین مقرب بارگاہ بادشاہ ہون
عیار ذیجاہ ہون نام میرا بزک خطائی ہے کسی روز معین دربار شہنشاہ مین لیجاؤنگا بدیع کشتی گیر نے رضامندی
اپنی ظاہر کی بزک خطائی اُسیوقت بدیع کشتی گیر اور آذر برچین بادشاہ تبریز کو مع اُسکے ہمراہیونکے اپنے
ہمراہ لیگیا اور دیر قدیم مین قریب اپنے مکان کے مقیم کیا سامان دعوت مہیا کیا شہزادہ علمشاہ اور خواجہ عمرو
اور عیاران لشکر اسلام بعد جانے بدیع کشتی گیر کے اُسجگہ سے چلے بعد قطع راہ علمشاہ تو اپنے مقام قیام پر گئے
خواجہ مع عیارون کے خانۂ اخی سعید مین داخل ہوے دوسرے روز وقت ہو خواجہ خانۂ اخی سعید مین
بیٹھے تھے کہ شور وغل ہوا عمرو نے جو باعث شور وغل دریافت کیا معلوم ہوا کہ اسوقت بدیع کشتی گیر کشتی لڑرہا ہے
مردمان تماشائی تعریف کر رہے ہین خواجہ یہ خبر سُنکے اُسیوقت جانب دیر قدیم روانہ ہوے جب دیر مین پہونچے
دیکھا کہ ہزارہا مردمان تماشائی جمع ہین بزک خطائی بھی موجود ہے بدیع اپنے ہمراہی پہلوانون سے کشتی لڑرہا ہے
مردم بہ آواز بلند بےاختیار تعریف کر رہے ہین جب بدیع کشتی لڑچکا بڑے بڑے گران وزن نال اور اُسکے
اُٹھانے لگا بعد اسکے پوست تازہ ایک شیر کی زمین پر ڈالکر اور ایک خشت طلا اُسپر رکھکر بالاے خشت
مذکور اپنا پانون رکھا اور جملہ مردمان تماشائی سے مخاطب ہوکر کہا تم مین ہے کوئی ایسا جری کہ یہ خشت
طلا بزور وقوت بازو میرے زیر قدم سے نکال لے عہد کرتا ہون کہ جو کوئی زور آور یہ اینٹ میرے
قدم کے تلے سے نکال لیگا بلا عذر یہ خشت طلا اُسے دیدونگا چونکہ اُسی وقت ہزارہا مردمان شہر کا مجمع
تھا جو قوی ہیکل تھے اُنھون نے بطمع خشت طلا پر بخوبی زور کیا مگر کوئی زیر قدم بدیع سے وہ خشت طلا
نہ نکال سکا جب وہ سب عاجز ہوے اُس وقت بدیع کشتی گیر نے بہ آواز بلند کہا کہان ہین پہلوانان

یکتاے روزگار سام و زال و رستم و اسفندیار اگر نامبردہ یہ قوت و طاقت میری دیکھ لیتے بعد آرزو
حلقہ میری اطاعت کا اپنے کان مین ڈالتے یہ تقریر بدیع کشتی گیر کی یزک خطائی سُنکے اسقدر برہم ہوا
کہ مجمع مردمان سے نکلکر سوے دربار صلصال روانہ ہوا بعد قطع راہ داخل دربار ہوا یہان خواجہ
عمرو اور عیاران لشکر اسلام جو اُس مجمع مین موجود تھے سب نے زور و قوت بدیع کشتی گیر کی تعریف کی
اُسیوقت اخی سعید عمرو کے پاس آکر کہنے لگا برادر آگاہ ہو کہ نوشیروان اور قرامرز و ہرمز پسران
نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے اہل اسلام سے شکست کھاکر زمانہ ایک ماہ سے اس ملک مین بھاگ کر
آئے ہین کل تک خبر اُنکی کسی نے صلصال تک نہ پہونچائی تھی آج زرہ خان نوشیروان وغیرہ کے آنے
سے آگاہ ہوا ہے یقین ہے کہ اُسیوقت اُن سبکو اپنے ہمراہ دربار صلصال مین لیجائیگا یہ کہکر اخی سعید چلا
گیا یہ وہین کھڑے رہے جب بدیع اپنی قوت دکھا چکا اور وہ مجمع متفرق ہوا عمرو وہانسے ایک جانب چلے تھوڑی
راہ طے کی تھی کہ زرہ خان بائیس ہزار زرہ پوشونکی جمعیت سے نظر آیا ہمراہ اُسکے نوشیروان ہرمز و فرامرز و
بختک وغیرہ تھے اُسوقت عمرو نے خیال کیا اسوقت تم بھی ہمراہ زرہ خان دربار صلصال مین رنگ دربار دیکھو کچھ
تدبیر حصول زر کرو یہ خیال کرکے خواجہ شکل اپنی تبدیل کرکے ہمراہ زرہ خان روانہ ہوے جب دار الامارہ
صلصال پر پہونچے زرہ خان تو نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو دربار صلصال مین لیگیا مگر
خواجہ داخل دربار نہو سکے کیونکہ جب خواجہ نے اندر جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکا آخر خواجہ ٹھہر کر
تدبیر دربار مین جانیکی سوچنے لگے ناگاہ ایک ساقی بچہ ملازم صلصال نظر آیا خواجہ نے اُسے اشارے سے
بلایا جب وہ قریب آیا خواجہ نے اُسکو بہ مکر و فریب ایک ویرانہ مین لیجاکر بیہوش کیا اُسکو تو وہین ایک غار مین
ڈالکر خس و خاشاک سے پوشیدہ کیا اور خود اُسکی شکل بنکر اور لباس اُسکا زیب تن کرکے دولتسراے صلصال پر
آئے دربانون نے ساقی بچے نقلی کو اصلی جانکر اور ملازم صلصال خیال کرکے نہ روکا خواجہ عمرو نے دربار
مین جاکر ایک گوشے مین ٹھہر کر دیکھا کہ ایک ایسا قصر بلند و وسیع ہے کہ ہزار ستون نقرہ و طلا اُسمین ہین فرش
نہایت نفیس بچھا ہے قصر شیشہ آلات و جملہ اشیاے تکلفات سے آراستہ ہے شعر اُسکی تعریف کیا کرون مین بیان
قصر وہ تھا کہ قصر باغ جنان ٭ اُسی قصر وسیع و نادر مین صدہا امرا ہزارہا پہلوانان قوی ہیکل و سرداران
لشکر ندما و کملا کو بیٹھے ہوے دیکھا ہر ایک شخص موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا تھا امرا جواہر نگار کرسیون پر
بیٹھے تھے پہلوان اور سردار دنگلون پر بیٹھے تھے وزرا حاضر تھے ایکطرف زرہ خان بصد عزت بیٹھا تھا
ایک جانب نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے بیٹھا تھا صلصال بالاے تخت تھا یزک خطائی قریب
تخت صلصال ایک تخت کو چاک پر بیٹھا تھا خواجہ سوے دربار دیکھ رہے تھے اور یزک خطائی کے مرتبے
پر نظر کرکے نہایت متحیر تھے کہ مجلس سے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بصد کبر و نخوت برآمد ہوا
جملہ اہل دربار صغار و کبار برے تعظیم اُٹھے ہر ایک نے بصد ادب واسطے مجرا اور تسلیم کے سر جھکایا خواجہ نے
جو سوے صلصال نظر کرکے دیکھا کہ صلصال سات کنگورے کا تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہے قباے نادر
روزگار پہنے ہوے آثار کبر و نخوت چہرے سے عیان ہین ریش تا ناف ہے موے ریش ہفت رنگ ہین بقول
بعضے داستان گوے شیرین بیان تین رنگ کے ہین یعنے موے ریش سرخ و سفید و سیاہ ہین قد اسی ایچ
یا چالیس پیچ کا ہے خواجہ سراپاے صلصال پر نظر کر رہے تھے کہ وہ بہ ہزار غرور دربار مین آکر بالاے تخت

بیٹھا اُسوقت ہرمز اور نوشیروان اور فرامرز نے بطریق شاہ و شہریار صلصال کو سلام کیا صلصال
نے زرہ خان سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ کون ہین اُسنے عرض کیا ای شہنشاہ یہ نوشیروان ہین اور یہ
دونون نوجوان پسران نوشیروان ہین نام اُنکا ہرمز و فرامرز ہی یہ دونون جوان اور نوشیروان
اہل اسلام سے شکست کھاکر بہ امید اعانت حضور قریب ایک ماہ سے اس ملک مین فردکش تھے آج مین
اُنکے حال سے آگاہ ہوکر اُنھین ہمراہ اپنے یہان لے آیا ہون صلصال یہ احوال سُنکے خوش ہوا مُسکراکر
جانب نوشیروان دیکھکر کہنے لگا تم میرے تخت کے زینۂ چہارم پر بیٹھو نوشیروان نے جواب دیا مین اسی جگہ
بیٹھونگا آخر نوشیروان ایک مسند نادر بقریب تخت صلصال بیٹھا صلصال نے احوال مزاج پوچھا
نوشیروان نے کہا شکر کرتا ہون خداوندون کا کہ ابھی تک بقید حیات ہون مگر لطف حیات نہین ہی کیونکہ
حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے بہت صدمات اُٹھائے ہین خلاصہ یہ کہ بھاگ کر یہان آیا ہون صلصال نے
افسوس کرکے کہا اب کچھ صدمہ و رنج اپنی تباہی و بربادی کا نہ کرو مین تمھارے ممالک موروثی پر قابض و متصرف
کردونگا اہل اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کردونگا خصوصاً حمزۂ صاحبقران اور اُنکے سرداران لشکر کو
تہ تیغ کرونگا نوشیروان یہ تقریر سُنکے خوش ہوا بختک مسکرایا صلصال نے بختک کیطرف دیکھکر
زرہ خان سے پوچھا یہ کون بے ادب ہی کہ ما بدولت کی باتون پر ہنستا ہی زرہ خان نے دست بستہ
عرض کیا خداوند نعمت یہ کوتاہ گردن تنگ پیشانی زرد رو زشت خو ثانی شیطان وزیر نوشیروان ہی
نام اسکا بختک ہی یہ شخص مسخرہ ہی حضور اسکے مسکرانے پر برہم نہ ہون جب صلصال بختک کے حال سے
آگاہ ہوا غصہ فرو ہوا خواجہ عمرو گوشے مین کھڑے ہوے رنگ دربار دیکھ رہے تھے تقریر زرہ خان
کی سُن رہے تھے جملہ اہل دربار اُسوقت تک کھڑے تھے خواجہ عمرو حیران تھے کیونکہ جملہ اہل دربار اور
فرزندان صلصال اور برادران صلصال جسوقت سے صلصال برآمد ہوا تھا سب کھڑے تھے
وجہ سب کے کھڑے رہنے کی یہ تھی کہ جبتک حکم صلصال نہ ہوتا تھا کوئی نہ بیٹھتا تھا یہی قاعدہ دربار کا
تھا جب صلصال زرہ خان اور نوشیروان سے گفتگو کرچکا یزک خطائی سے کہنے لگا کہدو اہل دربار
سے بیٹھ جائین یزک خطائی نے اہل دربار سے کہا جملہ صغیر و کبیر علی قدر مراتب بیٹھ گئے جب سب اہل دربار
بیٹھ چکے یزک خطائی نے اُٹھکر اسطرح عرض کیا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ حضور کے ملک مین ایک کشتی گیر
مسمی بدیع ہمراہ آذر برزین بادشاہ تبریز کے آیا ہی قوت و شجاعت مین وحید عصر ہو کلمات کبر و غرور اپنی
زبان پر جاری کرتا ہی مین نے اُسے دیر قدیم مین مقیم کیا ہی وہ کہتا ہی کہ شہنشاہ اپنے ملک کے کسی پہلوان
سے مجھے لڑوائین یا لکھدین کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا پہلوان نہین ہی کہ بدیع کشتی گیر سے لڑسکے اگر
مناسب ہو تو حضور اُسکو مع آذر برزین بادشاہ کے دربار مین طلب فرمائین صلصال نے حکم دیا
ای یزک خطائی ابھی جاکر اُس کشتی گیر اور آذر برزین بادشاہ کو ہمارے روبرو لا یزک خطائی بموجب
حکم گیا اور جلد تر نامبردگان کو ہمراہ اپنے روبروے صلصال کے لایا بدیع اور آذر برزین نے سلام کیا
صلصال نے گوشۂ چشم سے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا بدیع اور آذر برزین بادشاہ اور یزک خطائی
علی قدر مراتب بیٹھے صلصال نے چہرۂ بدیع کشتی گیر پر نظر کیے اور خوش ہوکے یہ حکم دیا کہ ساقیان گلرخسار
و خوش گفتار کشتیان مے گلناری لیکر جلد حاضر ہون ہرگز دیر نہ لگائین ما بدولت اور اہل دربار کو

شراب ناب پلائین موافق حکم ساقیان ماہرو کشتیان مے مشکین کی لیکر دربار مین آئے خواجہ عمرو بھی انھین
ساقیون مین شامل ہوئے ہنوز خواجہ عمرو نے بیہوشی شراب مین نہ ملائی تھی کہ بختک نابکار نے ایک آہ سرد
کھینچی صلصال نے سبب آہ پوچھا بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ باعث آہ سرد کھینچنے کا یہ ہے کہ اسوقت
ساقیان غنچہ دہن گل پیرہن شراب ناب کی کشتیان لیکر دربار مین آئے ہین اب بہ حکم حضور اہل دربار کو
مے گلنار پلائینگے اس دربار دُر بار مین دور ساغر مے ہوگا بس یہ رنگ دربار دیکھکر مجھکو خواجہ
عمرو یاد آئے اگر وہ اس بزم رشک جمشیدی مین موجود ہوتے تو بیہوشی شراب مین ملاکر سب کو
بیہوش کرتے دربار کو لوٹ لیتے اہل دربار کے کپڑے اتار لیتے رنگ و روغن سے اہل دربار کی صورتون
کو تبدیل کرتے کسی جوان کو زن خوبرو بناتے کسی ضعیف کو بصورت طفل امرد بناتے اکثر اشخاص کی داڑھیان
مونڈتے جسکو انکا دل چاہتا مار ڈالتے جسے وہ چاہتے زنبیل مین ڈال لیتے کوئی عیار اور غیر عیار انھین روک
نہ سکتا اے شہنشاہ مین سچ سچ عرض کرتا ہون وہ ایسی ہی صدہا عیاریان کرچکے ہین جوتیان میرے سر پر مار چکے
ہین دیکھ لیجیے چندیا میری کیسی صاف و شفاف ہے انکی جوتیان کھاتے کھاتے چکنی ہوگئی ہے بال سر کے گرگئے ہین
انھین کی جوتیون کے تصدق مین ایسی میری چندیہ صاف اور چکنی ہوگئی ہے گویا بال خورہ ہوگیا جو کچھ انھون نے
رنج و صدمے دیے ہین سب مجھکو یاد آتے ہین ہنگام شب انکے خوف سے نیند نہین آتی ہے جب کسی بزم عیش
مین بیٹھتا ہون اُس بزم کی آراستگی پر نظر کرکے خواجہ اور جو انھون نے صدمے دیے ہین یاد آجاتے ہین دل
بیقرار ہوجاتا ہے اشک آنکھون مین بھر آتے ہین یہی باعث تھا کہ اسوقت مین نے آہ سرد کی اے شاہنشاہ
فلک بارگاہ اس امر کا مین نے امتحان کیا ہے کہ جس انجمن مین جس جگہ خواجہ کا نام زبان پر آتا ہے اور ذکر اُنکا
ہوتا ہے ضرور وہ بھی وہان موجود ہوتے ہین پس عجب نہین کہ اسوقت وہ یہان تشریف رکھتے ہون عیاری کی
تدبیر مین ہون صلصال بن دال پہلے تو بختک کی چندیا دیکھکر اور باتین سُنکے بہت ہنسا اور اسکی ہنسی کے
سبب سے اہل دربار بھی مسکرا دیے پھر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگا اے بختک تم ہمارے دربار مین عمرو سے نہ ڈرو
کیونکہ اول تو وہ دزدوگردن باریک ہمارے رعب و جلال کی وجہ سے ہمارے دربار مین نہ آئیگا دوسرے اگر آئیگا
تو نیزک خطائی اُسے گرفتار کریگا عمرو کی کیا مجال جو میرے عیار سے مقابلہ کرسکے ہرچند سُنا ہے کہ عمرو عیار
بلائے روزگار ہے مگر بادولت کے عیار کے روبرو ایک طفل مکتب ہے اگر عمرو ایک ادنے عیاری نیزک
خطائی کی دیکھے تو بصد رغبت شاگرد ہوکر نیزک خطائی کے دست و پا چومے خواجہ اول تو تقریر
بختک کی سُنکے دل مین خوب ہنسے پھر صلصال کی گفتگو سُنکے ایسا غصہ آیا کہ دربار سے بہ چالاکی تمام
باہر گئے ساقیان مہ جبین نے ساغر بلورین شراب سے مملو کرکے پہلے صلصال کو شراب پلائی پھر اہل دربار
کو جام بادۂ تند دے کر مست و سرشار کیا خصوصاً نوشیروان اور آذر برزین بادشاہ تبریز اور
بدیع گشتی گیر اور فرامرز و ہرمز پسران نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو خوب شراب پلائی ہنوز
ساقیان مہ لقا شراب پلا رہے تھے اکثر اہل دربار مے گلنار پی رہے تھے بعضے کثرت نشہ بادۂ تند سے
مستانہ وار جھوم رہے تھے یکایک بالائے ہوا ایک تڑاقا ہوا شعلے نمود ہوئے اہل دربار نے جو فلک
نظر کی دیکھا زمین سے چند گز بلندی پر ایک ایسا مرد ضعیف سوے زمین آیا ہے کہ جسکی ریش سفید
طول مین برابر ناف کے ہے اور موے ریش ہفت رنگ یا سہ رنگ ہین لباس ایسا زیب تن کیے ہین

کہ دمبدم رنگ بدلتا ہی ہاتھ مین اُسکے پاے خر مرصع بسم جواہر نگار ہو مُنھ سے ہر نفس شعلۂ آتش نکلتے ہین زبان
پر یا خداوند لات و منات جاری ہی جب وہ مرد پیر بلندی سے زمین پر آکر کھڑا ہوا ایکبار ہنگم پابوس بزرگوار
فرستادہ خداوندان لات و منات جسوقت صلصال اور جملہ اہل دربار نے اس ضعیف پر نظر کی
سب بے اختیار اُٹھے یزک خطائی بھی براے تعظیم اُٹھا بختک نے کچھ خیال کرکے صلوٰۃ کو زبان پر
جاری کیا اول صلصال نے اپنے تخت چہل زینہ سے اُترکر بصد ادب پابوس بزرگوار کے قدم چومے
پھر ایک اعلیٰ اور ادنے نے شرف قدمبوسی حاصل کیا یزک خطائی نے بھی برغبت تمام نہایت
ادب سے دست و پا چومے اور آنکھوں سے لگاے بختک دور سے دیکھا کیا اور صلوٰۃ پڑھنے میں مصروف
رہا جب صلصال وغیرہ دست و پاے پابوس بخوبی تمام چوم چکے اُسوقت صلصال نے قریب تر
اپنے تخت کے پابوس بزرگوار کو بٹھا کر خود تخت پر بیٹھکر بصد ادب پوچھا فرمائیے یہ آپکے دوش پر کیا چیز
ہی مرد بزرگ مذکور نے جواب دیا یہ عطیہ خداوندان لات و منات کا ہی ایکروز میری پرستش و پرستندگی سے
خوش ہوکر خداوندنے مجھے عنایت کیا تھا بظاہر تو یہ پانوں گدھے کا ہی لیکن اس پانوں کے اوصاف
بہت ہین مفصل سردست بیان نہین ہوسکتے مختصر صفت اُسکی یہ ہی کہ اگر مین کسی کے تن پر ایک مرتبہ
اسے لگاؤن تو چار ہزار سال کی اُسکی زندگی ہو جاے اسیطرح یہ پاے خر جتنی مرتبہ لگاؤن اُتنی ہی زندگی
بحساب مذکور بڑھ جاے صلصال نے دست بستہ عرض کیا مین چاہتا ہون آپ میری عمر بڑھا دیجیے
پابوس بزرگوار نے عرض اُسکی قبول کرکے اُسے پاے خر سے مارنا شروع کیا صلصال بخیال زیادتی
زندگی جھکا بیٹھا رہا ہر چند کہ اُسکے اعضا کو صدمہ پہونچتا تھا مگر اُف نہ کرتا تھا جب پابوس بزرگوار
موافق خواہش صلصال پاے خر مار چکا اُسوقت اہل دربار نے بھی یہ عرض کیا کہ ای برگزیدۂ لات
و منات یہ پاے خر معجز نما ہمارے بھی تنوں پر لگائیے زندگی ہماری بھی از حد بڑھا دیجیے آپ بیشک بندۂ
خاص خداوندان لات و منات ہین صاحب کمال ہونے مین آپکے کوئی شبہ نہین ہی از راہ عنایت
امید ہماری بھی برلائیے ایسی نعمت عظمیٰ سے ہمین محروم نہ رکھیے پابوس بزرگوار نے خوش ہوکر اپنی
ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر جواب دیا التماس تم سب کی ہمنے قبول کی اب تم سب جھک جاؤ پشت ہماری طرف
کرو جبتک تم سب انکار نہ کروگے ہم زندگی تمھاری بڑھاے جائینگے سبھون نے عرض کیا بہت خوب
یہ کہکر سب جھک گئے پابوس بزرگوار ہر ایک کی پشت اور سرین پر پاے خر مارنے لگا اُس وقت
عجب تماشا تھا ہر ایک شخص بامید زیادتی زندگی ایک دوسرے پر مار کھانے مین سبقت کرتا تھا اور
خوش ہوتا تھا یزک خطائی بھی بصد آرزو بہزار اعتقاد پاے خر کے کوڑے کو بار بار اذیت پاتا تھا مگر
انکار نہ کرتا تھا پابوس بزرگوار بھی برابر بسم خر مارتے تھے جب یزک خطائی تاب ضبط نہ لاسکا کہنے لگا
اب ہاتھ روک لیجیے زیادہ عمر نہ بڑھائیے ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین روح صدمے سے نکلی جاتی ہی یہ کلمات
سنکے پابوس بزرگوار نے ہاتھ روکا اسی طرح جبتک ہر ایک شخص نے یہ نہ کہا کہ اب ہاتھ روکیے بزرگوار
مسطور بسم خر لگاے ہی گئے جب نوشیروان اور جملہ اہل دربار کی زندگی بڑھاچکے بختک سے کہا کہ
تیری بھی زندگی بڑھادون اُسنے ہاتھ جوڑکے عرض کیا مجھے اپنی زندگی بڑھوانا منظور نہین ہی آپ مجھے
معاف فرمائیے پابوس بزرگوار نے برہم ہوکر آنکھیں ملاکر کہا او نالائق تو کہنا ہمارا نہین مانتا ہی جانتا نہین

جانتا کہ ہم کون ہین بہتر یہی ہے کہ ہمارا حکم بجا لاؤ ورنہ ہم تجھکو مار ڈالینگے بجنگ یہ سنکے خائف ہوا قریب آکر
کہنے لگا مین آپ کو خوب جانتا ہون ستم ظریف سے جانتک دل چاہے مجھے مارئیے یہ کہکر سر جھکا کر کھڑا ہوا پابوس
بزرگوار نے چند بار پائے خر اُسکی پشت و سرین پر لگایا تھا کہ بجنگ چلانے لگا اور بآواز دردناک کہنے لگا بس
اب زیادہ عمر نہ بڑھائیے اسلیے کہ زیادہ عمر کے بڑھنے مین سامنا موت کا ہو جائیگا بجنگ بموت مرجائیگا
یہ کہکر دست بستہ کچھ اشارے سے کہا بزرگوار نے ہاتھ روکا الغرض جب سب اہل دربار عمر اپنی بڑھوا چکے
اور پابوس بزرگوار کو سجدہ بھی کرچکے اُسوقت پابوس بزرگوار نے صلصال سے مخاطب ہوکر کہا اے
صلصال آگاہ ہو کہ مین فرستادۂ خداوندان لات و منات ہون خداوندون نے تجھسے یہ فرمایا ہے کہ
نوشیروان ہمارا بندۂ خاص ہے اہل اسلام سے شکست کھا کر بھاگا ہے پاس آیا ہے تمھین لازم ہے کہ اُسکی بخوبی
تمام مدد کرو اور اہل اسلام سے لڑو اُسکی تمنائے دلی بر لاؤ اُسکو اُسکے ملکون پر قابض و متصرف کرادو لشکر حمزہ کو
تباہ اور برباد کردو جملہ اہل اسلام کو تہ تیغ بیدریغ کرو اگر لڑائی مین زر کثیر کی ضرورت ہو تو صحرائے لق حیران
مین قریب کوہ ایک غار ہے اُس غار مین جا کر جو کوئی دیکھیگا اُسے ایک تہ خانہ وسیع نظر آئیگا اس تہخانے
مین صدہا خمہائے زر و جواہر رکھے ہین اُن خمون سے جسقدر دل چاہے زر و جواہر لیکر لڑائی مین صرف
کرو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر چند ہم مین یہ قدرت ہے کہ لشکر حمزۂ صاحبقران کو ایک آن مین نیست و نابود
کردین مگر ہم چاہتے ہین کہ تم ہی لشکر حمزہ کو غارت و برباد کرو و شرف قتل حمزہ وغیرہ تمھین حاصل کرو بڑے
بڑے شاہ و شہریار اور پہلوان یکتائے روزگار اسی آرزو مین مرگئے کہ ہم حمزۂ صاحبقران کو تہ تیغ کرین
زندہ نہ رکھین مگر کسی کی یہ امید نہ بر آئی ہمین منظور ہے کہ تمھارے ہاتھ سے حمزہ اور لشکر حمزہ کو قتل کرائین
یہ کہکر پابوس بزرگوار خاموش ہوا صلصال نے از حد خوش ہوکر عرض کیا آپ خداوندون سے میری
جانب سے عرض کیجیے گا کہ صلصال آپ کا بندۂ ناچیز حکم آپ کا بسرو چشم ضرور بجا لائیگا یہ کہکر ساقیان
سیمین ساق سے کہا مئے ناب پابوس بزرگوار کو بصد ادب پلاؤ ساقیان گلرخسار پابوس بزرگوار و دیگر اہل دربار
کو شراب پلانے لگے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھکر شراب پینے لگا بعد میکشی کے حکم صلصال سے نازنینان خوبرو
و خوش گلو پیش پابوس بزرگوار رقص و نغمہ کرنے لگین جب تھوڑی دیر تک نازنینان مہجبین رقص و نغمہ
کر چکین پابوس بزرگوار رقص دیکھکر کہنے لگا اب ہم رخصت ہوتے ہین صلصال نے عرض کیا تھوڑی دیر
اور توقف فرمائیے یہ کہکر حکم کیا جلد تر کشتیان زر و جواہر کی لے آؤ ملازم فی الفور گئے اور بہت سی کشتیان
پر از زر و جواہر لے آئے ملازمون نے باشارۂ صلصال وہ سب کشتیان پابوس بزرگوار کے پیش کین
کہ پابوس بزرگوار نے کہا اے اہل دربار تم سب اپنی آنکھین بند کرو میرے کمالات دیکھو صلصال اور
جملہ اہل دربار نے آنکھین اپنی بند کرلین پابوس بزرگوار نے فوراً وہ سب کشتیان غائب کردین جب
سب نے آنکھین کھولکر دیکھا وہ کشتیان نظر نہ آئین یہ حال دیکھکر اہل دربار کو اور زیادہ تر اعتقاد ہوا
الغرض پابوس بزرگوار کشتیان اپنے قبضے مین کرکے اپنی جگہ سے اُٹھے اور صلصال سے رخصت ہوکر
چند قدم دربار سے آگے جاکر ایک مقام پر ٹھہر کر مانند سیماب کے اُڑ گئے اہل دربار یہ کیفیت دیکھکر جمیع کمالات
پابوس بزرگوار کی ثنا کرنے لگے لیکن بجنگ نے صلصال سے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی پناہ آپ نے پابوس
بزرگوار کو پہچانا ہے کہ یہ کون ذات پاک جمع کمالات تھے صلصال نے جواب دیا فرستادۂ خداوندان لات و

منات پابوس بزرگوار عالی صفات تھے سنجک نے ہنسکر عرض کیا حضور یہ جو پابوس بزرگوار بنکر آئے تھے
مین اُنسے خوب واقف ہون وہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب معلے القاب بڑے ذات پاک مجمع کمالات
ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران عیار نامدار حمزہ صاحبقران عالیمقدار خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری تھے پابوس بزرگوار بنکر تشریف لائے تھے عیاری کر گئے کمال اپنا دکھا گئے پاسے خر سے
ہر ایک کو سزا دے گئے اور مجھکو بھی سرفراز فرما گئے اگر بادشاہ اقرار زر و جواہر دینے کا نکرتا اس قدر
پاے خر سے مجھے مارتے کہ پوست میرے جسم سے اُتر جاتا افسوس سواے میرے کسی نے اُنھین نہ پہچانا
مفت کشتیان زر و جواہر کی لے گئے داغ دل پر کیا بلکہ چہرون پر دے گئے حضور نے یزک خطائی کی بہت
تعریف کی تھی اُنھون نے بھی اُنھین نہ پہچانا حضور نے تو فرمایا تھا کہ اگر عمرو نے عیاری یزک خطائی کی
دیکھ لیتے تو دست و پاے یزک خطائی چومتے یہان برعکس واقعہ گذرا یعنے یزک خطائی نے دست و پا
بھی چومے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو سجدہ بھی کیا سواے میرے سب نے خصوصاً حضور نے
عمرو کے دست و پا چومے اور سجدہ کیا غرض اس تقریر سے یہ تھی کہ ضرور ہی خواجہ عمرو اپنا کمال
دکھا گئے اور برخلاف ارشاد حضور ظہور مین آیا خیر اسی مار پیٹ پر آفت ٹل گئی جان ہر ایک شخص کی بچگئی
بقول شخصے؎ رسیدہ بود بلائے وے بخیر گذشت ؛ صلصال نے جواب دیا او بداعتقاد تو پابوس
بزرگوار کو خواجہ عمرو کہتا ہی ایسی ہی بداعتقادی تیری اور تیرے بادشاہ کی باعث بربادی ہوئی
ہی ای بیوقوف یہ تو خیال کر کہ اگر عمرو پابوس بزرگوار بنکر آتا تو جانب فلک سے نہ آتا اور مُنھ سے
شعلہ آتش نہ نکلتا اسطرح کی ریش اور لباس اُسکے جسم مین نہ ہوتا علاوہ اسکے بابدولت نے سنا
ہی عمرو ایک ایک کوڑی کو ایک ایک اشرفی جانتا اور از حد طماع ہی پس ایسا شخص صحراے
آق حیران میں خزانے کا نشان نہ بتاتا خود ہی خزانے پر قبضہ اپنا کرتا اور کشتیان زر و جواہر
کی ایک چشم زدن مین غائب نہ کرتا وقت رخصت سوے آسمان بلند ہوکر غائب نہ ہو جاتا سنجک نے
مسکرا کر جواب دیا ای شہنشاہ عمرو عیار بلاے روزگار ہی سوے فلک سے آنا اسکا کچھ عجب نہین ہی
جست کرکے آیا ہوگا اور مُنھ سے شعلہ آتش نکالنا عیارون کے نزدیک کچھ مشکل نہین یہ ادنے سا
شعبدہ ہی اور لباس کے بارے مین جو فرمایا عمرو کے پاس دیو جامہ ہی وہ ایک لمحہ مین صد بار رنگ
بدلتا ہی اور خزانے کا پتہ بتانا اسمین کچھ مصلحت ہوگی اور کشتیان غائب کر دینا کچھ جاے عجب نہین
ہی اُسکے پاس زنبیل ہی اگر چاہے تو جملہ اسباب روے زمین کو زنبیل مین رکھلے کیونکہ زنبیل ایک
معجزے کی شے ہی اور فوراً بلند ہوکر اُسکا غائب ہو جانا یہ بھی قرین قیاس ہی وہ جست
ہمیشہ کرتا ہی مثل شعلے کے بلند ہو جاتا ہی اُسکے یہان آنے مین کسی طرح کا شبہہ نہین مین نے خبر
پہلے ہی سُنی تھی کہ خواجہ عمرو مع عیاران لشکر اسلام آئے ہین ہر چند نادر سنجک نے اسیطرح کی
گفتگو کی مگر صلصال کو خواجہ عمرو کی عیاری کرنے کا یقین نہ ہوا آخر اپنے صداقت قول کے واسطے
اُسی واسطے یزک خطائی کو جانب صحراے آق حیران روانہ کیا یزک خطائی بموجب حکم ایک
مشت زر و جواہر اُسی تہخانے مین سے لے آیا صلصال نے وہ زر و جواہر سنجک کو دکھا کر کہا دیکھ
یہ زر و جواہر اور پابوس بزرگوار کے تشریف لانے کا مقر ہو سنجک نے عرض کیا ای شہنشاہ مین تو

یہی کہونگا کہ خواجہ عمرو پابوس بزرگوار بنکر تشریف لائے تھے ہنوز بختک یہ کہہ رہا تھا کہ وہ ساقی بچہ جسکو خواجہ عمرو نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر بدحواس و پریشان دربار مین آیا اہل دربار نے اُسے دیکھا کہ وہ ایک پُرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھے ہوے اور از سر تا پا عریان ہے گھبرا گھبرا کر چہار طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے ارے کسنے کپڑے میرے اُتار لیے صلصال نے ساقی بچہ کا یہ احوال دیکھکر پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہے اسقدر کیون گھبرایا ہے اُسنے دست بستہ عرض کی خداوند نعمت مین اپنے گھر سے جانب دربار آتا تھا اثناے راہ مین ایک شخص نے مجھے بلایا ہے اور کچھ ایسی باتین کین کہ مین اُسکے ساتھ ایک مقام ویرانہ تک گیا وہان اُسنے کوئی شے ایسی میرے مُنھ اور ناک پر لگائی کہ مین فوراً غش کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا ابھی مجھکو ہوش آیا وہانسے بھاگ کر یہان آیا ہنین معلوم وہ کون شخص تھا ابھی صلصال کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ بختک نے خوب ہنسکر کہا اے شہنشاہ یہ حال سُنا آپ اب بھی عمرو کے یہان آنے کا اور عیاری کرنے کا خیال نہ فرمائیے گا صلصال بظاہر تو قائل نہ ہوا مگر بباطن قائل ہوا واضح ہو کہ درحقیقت خواجہ عمرو پابوس بزرگوار بنکر آئے تھے اور عیاری کرکے چلے گئے تھے صلصال بد مآل عیاری خواجہ عمرو پر متحیر بیٹھا تھا کہ چند جاسوس آلودہ گرد و غبار دربار مین آئے اور شرائط آداب شاہی بجا لاکر دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے اے شہنشاہ فلک بارگاہ ہم غلامون نے بچشم خود دیکھا ہے حمزۂ صاحبقران با سپاہ گران راہ بیابان آق حیران سے چار ہزار شتر بار نافۂ مشک لیکر مقام چمن بیلاق تک آتے ہین اور اُسی جگہ فروکش ہین لشکر مین ہر ایک جوان بہادر ہے سرداران لشکر بسیار زبردست ہین باقی خیریت ہے جاسوس تو یہ کہکر دربار سے باہر گئے صلصال یہ خبر سُنکے ایسا برہم ہوا کہ اُسی وقت سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے بہادران ترکستان کون تم سب مین ایسا جری و دلاور ہے کہ ابھی جاکر حمزۂ صاحبقران کو قتل کرے اور سر اُسکا روبروے مابدولت لے آئے اُسوقت سرداران دست راست سے زال خان پسر کلان صلصال کا اپنے دنگل سے کودا اور اپنے پدر سے کہنے لگا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور سر حمزہ تن سے جدا کرکے لے آؤن ہنوز صلصال نے اجازت نہ دی تھی کہ بختک نے مسکرا کر کہا اے شہزادہ ذیجاہ اتنی قوت آپ مین ہنین ہے کہ حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کیجیے اُنکا سر تو لانا بہت دشوار ہے اُنکے سرداران لشکر کا قتل کرنا مشکل ہے خصوصاً لندھور اور مالک اژدر علمشاہ و دیگر سرداران نامی و نامور کو تو کوئی قتل کر ہی ہنین سکتا پس تمھارا جانا بیکار ہے تم سے کچھ ہنین ہوسکیگا اگر جاؤگے یا تو قتل ہوجاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے زال خان نے برہم ہوکر کہا اے بختک کیا تم مجکو بہادر ہنین جانتے ہو جو ایسے کلمات واہیات اپنی زبان پر جاری کرتے ہو اب تم جس سردار کو بہت شجاع جانتے ہو اُسکا نام بتاؤ تا مین لشکر حمزہ مین گھسکر اُسی کو تہ تیغ کرون اور سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹکے لے آؤن بختک نے قہقہہ مارکر جواب دیا اے شاہزادہ نازک اندام ایسے کلام زبان سے نہ نکالو سرداران حمزۂ صاحبقران سے تم ہرگز مقابلہ نہ کرسکوگے وہ سب نہایت شجاع اور بہادر ہین اُن سب مین ایک ادنیٰ سردار کرب غازی ہے اگر تمھین دعوی بہادری ہے تو اُسی کا سر کاٹ کرکے لے آؤ پھر مین یہ تصور کرونگا کہ تم بھی دلاور ہو زال خان نے کہا مین کرب غازی کو جاکر قتل کرتا ہون اور سر اُسکا لیے آتا ہون یہ کہکر پھر اپنے باپ سے اجازت طلب کی صلصال نے خوش ہوکر مع تیس ہزار سواران جرار کے اُسے روانہ کیا

زال خان راہ طے کرکے جب قریب چمن بیلاق پہونچا ایک جگہ فروکش ہوا اور سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ
تم یہان ٹھہرے رہو مین براے مقابلہ کرب غازی جاتا ہون جبتک مین سر اُسکا نہ لاؤن تم یہان سے کہین
نہ جانا سردارون نے عرض کیا تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہے اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلین
زال خان نے جواب دیا اگر مین تمھین ہمراہ لیجا کر کرب غازی کو قتل کرونگا تو نجنک میری دلاوری
مین شک کریگا اسواسطے مین تنہا جاتا ہون سرداران لشکر یہ سُنکے خاموش ہو رہے زال خان اسجگہ سے
سوے چمن بیلاق مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا اسے تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہان سے
کچھ حال امیر حمزہ صاحبقران زمان اور سرداران لشکر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
مع لشکر بمقام چمن بیلاق فروکش ہوے ایک روز بعد نماز سحر مع لندھور و مالک اژدر اور
فرامرز مغربی و دیگر سرداران لشکر کو ہمراہ اپنے لیکر براے سیر چمن بیلاق روانہ ہوے تھوڑی دور
جاکر ایک ایسے میدان سبزہ زار مین پہونچے کہ ہر جانب اس میدان پر فضا مین گلہاے رنگارنگ
کھلے تھے اور مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے اور اکثر چشمے جاری تھے ہنوز حمزہ
صاحبقران سیر کر رہے تھے فرحت دل کو حاصل ہو رہی تھی فتاح بلنگینہ پوش ہمراہ کرب غازی
ایک خیمے مین میکشی کر رہا تھا اکثر سرداران لشکر ہمراہ امیر باتوقیر سیر کر رہے تھے اور ثناے صانع باغبان
قضا و قدر کر رہے تھے بوے گلہاے رنگارنگ سے دماغ معطر تھے کہ سامنے سے زال خان نمایان
ہوا جب قریب خیمہ آیا گھوڑے کو روک کے فتاح بلنگینہ پوش سے پوچھنے لگا تم سب یہان کہان سے
آے ہو اگر لشکر حمزہ سے ہو تو بتاؤ کہ دربان زادہ جسکا نام کرب غازی ہے وہ کہان ہے مین اُسکا
سر لینے آیا ہون فتاح نے بصد غضب جواب دیا او بیہودہ گو خاموش ہو کلمات واہیات زبان پر جاری
نہ کر ہمارے آقا اور مالک کو بُرا نہ کہہ ورنہ ابھی زبان تیغ سے تجھے جواب دونگا یا زبان تیری تیرے
دہن سے کھینچ لونگا زال خان نے کہا تو بیکار آمادہ پیکار ہے نشان اُس دربان زادے کا مجھے بتادے
تا مین اُس سے مقابلہ کرکے سر اُسکا کاٹ کر اپنے والد کی خدمت مین لے جاؤن دربار شہنشاہ مین
بہادر مشہور ہون نجنک سے خواستگار تحسین و آفرین ہون یہ کہکر خاموش ہوا کرب غازی کہ
میکشی کر رہا تھا یہ کلمات بیہودہ سُنکے نہایت غضبناک ہوا فوراً خیمہ سے نکلکر ابرش گل اندام سمند تازی
پر سوار ہوکر نعرہ کیا او بدزبان آگاہ ہو کہ میرا ہی نام کرب غازی ہے اگر تجھکو مجھ سے آرزوے جنگ
ہے تو مقابلہ کر زال خان یہ سُنکے گھوڑا اُٹھا کر قریب کرب غازی کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینۂ کرب غازی
پر مارا کرب نے اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روک کر کہا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی
از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر بصد قہر و غضب نیزہ مارا اُسنے بھی بفن سپہ گری نیزے کو رد کیا اسیطرح تھوڑی
دیر باہم نیزہ بازی ہوئی حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر دیکھا کیے آخرکار زال خان نے نعرہ
کرکے بقوت تمام سینہ کرب غازی پر نیزہ لگایا جب نیزہ قریب سینہ آیا کرب غازی نے ہاتھ اپنا
بڑھاکر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر زین فرس سے
اُسے اُٹھاکر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کے زمین پر آہستہ ٹپکا اور جلد گھوڑے سے اُتر کے اُسکے سینے پر
سوار ہوکر ارادہ کیا کہ تیغ سے سر اُسکا جدا کرے زال خان طالب امان ہوا کرب غازی نے کہا

تاوقتیکہ تو مسلمان نہوگا امان تجھکو نہ دونگا موت تیرے سر سے نہ ٹلیگی زال خان نے یہ سنکے خوف جان سے مسلمان ہونیکا اقرار کیا کرب غازی نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا صدق دل سے دین اسلام نہ قبول کیا القصہ جب زال خان کلمہ زبان پر جاری کر چکا کرب غازی اُسکے سینے پر سے اُترا زال خان نے زمین سے اُٹھکر قدم کرب غازی پر سر رکھا کرب نے کہا او بہادر دیکھو یہ ہمارے آقا اور مالک امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہین اُنھین تسلیم کر اور شرائط فدویت بجا لا سر میرے قدم سے اُٹھائے زال خان نے بموجب ارشاد کرب غازی عمل کیا امیر باتوقیر نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھاکر موافق اُسکے مرتبے کے اُسپر عنایت و مہربانی کی جبکہ بخوبی تمام سیر اُس میدان کی کر چکے زال خان کو مع کرب غازی وغیرہ کے لشکر مین لائے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوے زال خان کو جانب راست ایک دنگل پر بیٹھنے کا حکم دیا وہ مکار خوش ہوکر آداب بجا لاکر دنگل پر بیٹھا امیر باتوقیر نے نام پوچھا اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا اے امیر کشور گیر مین بڑا بیٹا صلصال کا ہون حمزہ صاحبقران نے جو حالات فوج و لشکر صلصال دریافت کیے اُس بدانجام نے عرض کیا صلصال کے پاس لشکر کثیر ہے صدہا بلکہ ہزارہا بڑے بڑے نامی سردار اور پہلوان اُسکے فرمانبردار ہین اسیطرح تادیر اپنے باپ کے جاہ و حشمت کی ثنا کرتا رہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے جملہ حالات لشکر صلصال سُنکے میر منشی کو طلب کیا جب وہ آیا امیر نے فرمایا ہماری جانب سے ایک نامہ صلصال کو اس مضمون کا لکھو کہ اگر اپنی بہتری منظور ہو تو بمجرد پہونچنے اس نامہ کے نوشیروان کو ہمارے حوالے کردو اور دین اسلام سے مشرف ہو میر منشی نے موافق حکم بعد لکھنے حمد و نعت کے مضمون مندرجہ بالا تحریر کیا جب نامہ لکھکر تمام ہوا سر نامہ پر مہر بادشاہ اسلام کی ثبت کی گئی جسوقت تکمیل نامہ ہو چکی امیر باتوقیر نے کلۂ عفریت مین شربت منگوا کر بارگاہ سلیمانی مین کھروا دیا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہے کہ اس نامے کو صلصال کے پاس لیجائے اور جواب اس نامے کا لائے اسوقت اکثر سرداران دست راست نے ارادہ کیا تھا کہ سب کے پہلے مالک اژدر نے اپنے دنگل سے اُٹھکر قدرے شربت پیا اور حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امید وار ہون کہ اس نامے کو مین لیجاؤ اور جواب لیکر آؤن امیر باتوقیر نے خوش ہوکر اشارہ کیا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تم ہی جاؤ اچھا بسم اللہ نصر من اللہ و فتح قریب نامہ لے کر روانہ ہوا مالک اژدر نامہ لیکر بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوے اپنا فرس بہشتال طلب کیا اور اپنے لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا جملہ اہل لشکر نے فی الفور مسلح و مکمل ہوے مالک اژدر مرکب پر سوار ہوے ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ باز مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوے ادھر تو مالک اژدر نامہ لیکر مع فوج روانہ ہوے اور پہلوان عادی نے جو شربت بصورت کلۂ عفریت مین تھا خوش ہوکر پیا ایک قطرہ بھی ظرف مین باقی نہ رکھا ناظرین پر واضح ہو کہ جب کلۂ عفریت مین شربت رکھا جاتا ہے اور کوئی بہادر حکم بادشاہ لشکر یا ارشاد امیر باتوقیر سے کسی قدر شربت پی کر برائے انصرام کار جاتا ہے تو پہلوان عادی کل شربت پی جاتے ہین اُنکی بھوک اور پیاس سے ناظرین دفتر خوب واقف ہین مکرر بیان کرنا بیفائدہ ہے اب مالک اژدر جو نامے کر روانہ ہوے ہین اُنکو تو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال زال پسر صلصال کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مکار بعد جانے مالک اژدر کے اپنے دل مین خیال

کرنے لگا کہ جب مالک اژدر میرے پدر کے دربار مین جائیگا عجب نہین کہ میرے مسلمان ہونیکا احوال بیان
کرے اور یہ امر میرے حق مین اچھا نہین ہی موجب ذلت و توہین ہی لہذا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ پیش پدر
اور سخجتک مجھے ذلت نہو یہ خیال کرکے وقت کا منتظر رہا ایک روز حمزہ صاحبقران زمان سے اجازت
شکار کھیلنے کی لیکر تنہا وقت سحر جانب صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا اثنائے راہ چمن یلاق مین دیکھا کہ
حارث بن مثقال شاہ سیر گلہائے رنگا رنگ کر رہا ہی اور بصد سرور عالم جوانی مین میکشی کر رہا ہی ایک
چھوٹا سا خیمہ استادہ ہی اُسمین بیٹھا ہوا ہی چند خادم خدمتگار دست بستہ حاضر ہین کثرت نشۂ شراب سے
جھوم رہا ہی زال خان نے حارث بن مثقال شاہ کے پاس جاکر پوچھا ای برادر تم یہان کسوقت آئے
حارث نے جوابدیا تھوڑی دیر ہوئی کہ مین امیر سے اجازت سیر کی لیکر یہان آیا ہون تم بھی آؤ شراب پیو
لطف زندگی اُٹھاؤ بعد مرنے کے یہ بادہ کشی اور سیر کجا نہین معلوم بعد مرگ کیا گذریگی بقول شخصے سہ ابتو
آرام سے گذرتی ہی ؛ عاقبت کی خبر خدا جانے ؛ زال خان کے گفتگوے حارث سنکے دل مین خیال کیا کہ
کب تک تو لشکر حمزہ مین رہیگا اہل اسلام مین اوقات بسر کریگا مناسب یہ ہی کہ اپنے باپ کی خدمت مین چل
یہ جوان حارث بن مثقال شاہ بھی ایک جوان نامی ہی سر اُسکا تیغ سے کاٹ لے اگر سر کرب غازی ہاتھ نہ آیا
تو اسی کا سر کاٹ کر خدمت پدر مین چل کچھ تو دربار پدر مین سرخروئی حاصل کر یہ اپنے دل مین گفتگو کرکے فوراً
تیغ آبدار کھینچی اور حارث بیچارہ پر حملہ کیا حارث کہ نشۂ شراب سے جھوم رہا تھا اور قضا بھی دامنگیر تھی اتنی
مہلت بھی قضا نے نہ دی کہ اُٹھتے اور روار روکے تلوار سر پر جو پڑی تا دو ابرو اُتر آئی اجل نے شکل اپنی دکھائی
حارث بن مثقال شاہ غش کھاکر زمین پر گرا زال خان نے فوراً سر اُسکا تن سے جدا کیا خادم
و خدمتگار جو حارث کے تھے اُنمین اتنی قوت نہ تھی کہ زال خان سے مقابلہ کرتے سوائے گریہ و زاری
اُنسے کچھ نہو سکا زال خان سر حارث لیکر وہان سے اپنے لشکر مین گیا اُدھر خادمان حارث لاشۂ بیسر
حارث اُٹھاکر جانب لشکر اسلام چلے اُدھر زال خان لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جلد راہ طے کرکے اپنے باپ
کے دربار مین پہونچا اور رومال مین سر حارث باندھکر آگے اپنے باپ کے ڈالدیا اور کہا ای پدر ذیجاہ
ملاحظہ ہو کہ مین سر کاٹ کرکے آیا صلصال نے نہایت خوش ہوکر جانب سخجتک دیکھا سخجتک نے متحیر ہوکر
کچھ خیال کرکے کہا ای شہنشاہ آپ شادمان نہون بلکہ نالہ کنان ہون کیونکہ مجھکو یقین نہین ہی کہ یہ سر کرب
کا ہی کرب غازی کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی یہ اور کسی کا سر ہوگا اب آپ اپنی زندگی سے مایوس ہون
بہادران لشکر حمزہ سے اب کوئی بہادر آکر اسے قتل کریگا جس مسلمان کا یہ سر کاٹکر لائے ہین اُسکے خون کا
انتقام لیگا اُنھین قتل کریگا یہان تو صلصال گفتگوے سخجتک سُن رہا تھا وہان خادمان حارث لاشۂ
حارث روبروے بادشاہ لشکر لیگئے اور جو احوال گذرا تھا بیان کیا حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام
کو جو حارث کے قتل ہونے کا ملال ہوا فوراً اکلہ عفریت مین شربت منگواکر رکھوادیا اور کہا کون ایسا جری
ہی کہ شربت کو پیکر قاتل حارث کا سر لائے کرب غازی نے فوراً دنگل سے اُٹھکر کچھ شربت پیا
اور جلد بارگاہ سلیمانی سے باہر جاکر بوق بجایا گھوڑے جو لشکر کرب کے صحرائے سبزہ زار مین چر رہے
تھے آواز بوق سُنکے سب یکبارگی لشکر مین آئے کرب نے دوبارہ بوق ترکی بجایا قزاقون نے گھوڑونکو
زین و لجام سے آراستہ کیا بار سوم کرب غازی نے جو بوق بجایا جملہ قزاق مرکبون پر سوار ہوئے

فتاح پلنگینہ پوش بھی گھوڑے پر سوار ہوا جب کل قزاق سوار ہو چکے کرب غازی بھی ابرش گل اندام
پر سوار ہوا اور جانب دربار صلصال روانہ ہوا سب قزاق ہمراہ رکاب ہوے کرب غازی قبل
پہونچنے مالکاث اژدر کے قریب دار الامارۂ صلصال پہونچا کیونکہ کرب غازی نے بصد عجلت راہ طی
کی اور مالکاث اژدر اثنائے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا آتا ہی حال اُسکا بھی عنقریب لکھا جائیگا الغرض
جب کرب غازی قریب مقام دربار صلصال پہونچا ملازمان صلصال نے شور و غل کیا صلصال
شور و غل سُنکے گھبرایا بختک شور مردم سُنکے بے اختیار اُٹھکر دربار مین مسخرہ پن کرنے لگا ناچ کر کہنے لگا
ای شہنشاہ ہوشیار ہو جائیے قضا حضور کے صاحبزادے کی آگئی یقینی کوئی سردار لشکر اسلام سے آتا ہی
زال خان کو جلد چھپائیے یہان سے اُنکو بھگائیے میرے کہنے پر عمل فرمائیے ورنہ پچھتائیے گا اس اپنے فرزند
کے الم مین روئیے گا ہنوز بختک یہ کہہ رہا تھا اور صلصال بختک کی باتون پر برہم ہو رہا تھا کہ دار الامارۂ
صلصال پر کرب غازی پہونچا دربانون نے بڑھکر روکا کرب غازی نے چند دربانونکو ہلاک کرکے
اپنے لشکر کو باہر چھوڑکر اندر دربار کے قدم رکھا اور مثل شیر غضبناک داخل بارگاہ ہوکر زال خان سے
مخاطب ہوکر کہا او نامرد تو مجھسے زیر ہوکر بظاہر مسلمان ہوا اور موقع پاکر سر حارث کا کاٹکر لے آیا اب تاکہ
تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایسی تلوار لگائی کہ سر زال خان کا تن سے جدا ہوکر زمین پر گرا
لاشہ اُسکا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا یہ واقعہ دیکھکر اہل دربار نے چاہا کہ کرب غازی سے اُٹھکر مقابلہ
کرین لیکن صلصال نے اس امر سے سب کو باز رکھا اور کہا ہر چند کہ زال خان میرا فرزند تھا لیکن اُسنے
بزدلی کی تھی اُسکی سزا یہی تھی خوب ہوا کہ اس بہادر نے اُسے ہلاک کیا مین اس جوان کی دلاوری سے بہت
خوش ہوا خبردار کوئی اس جوان سے آمادۂ پیکار نہو صلصال تو یہ کہکر خاموش ہوا مگر کرب نے سر اُسکا اور
حارث کا اُٹھاکر احتیاطاً بہ آواز بلند کہا کہ ای کافران بدکردار اب مین زال خان کو قتل کرکے جاتا ہون
اس دربار مین جسکا دل چاہے اُٹھکر مجھے روکے اور خون زال خان کا قصاص چاہے بختک نے جواب دیا
حضور بخوف و خطر تشریف لیجائیں یہان کوئی آپ کو نہ روکیگا کسی کو اپنی زندگی دشوار نہین ہی جسے تمناے
مرگ ہو وہ آپ سے آمادۂ رزم و پیکار ہو کرب غازی یہ سُنکے بیرون دربار آیا اور اپنی فوج کو اپنے ہمراہ
لیکر جلد راہ کو طی کرکے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا پہلے سر زال خان کا روبروے امیر ڈالدیا بعدہ
سر حارث بن مشقال شاہ کا دیا امیر کشورگیر نے حکم دیا کہ سر حارث کا تن سے ملاکر غسل و کفن دیکر دفن
کرو ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی یہان تو بعد دفن حارث بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران و دیگر
سرداران لشکر اسلام صدمۂ حارث بن مشقال شاہ مین ہین اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی مگر
اب احوال دربار صلصال اور مالکاث اژدر کا تحریر کیا جاتا ہی جب کرب غازی زال خان کو قتل
کرکے چلا گیا صلصال نے حکم دیا لاشہ زال خان کا اُٹھایا جاوے بموجب حکم ملازمون نے لاشہ
مذکور اُٹھایا اور موافق اپنی ملت کے جملہ سامان کیا ہنوز ملازم حکم صلصال بجالاکر دربار مین آکے بیٹھے تھے کہ
چند جاسوس نہایت پریشان خاطر و بدحواس روبروے صلصال آئے شاہ ترکستان نے پوچھا تم کیون
مضطر و گھبرائے ہوئے آئے ہو کیا خبر لائے ہو جلد بیان کرو اُن کافرون نے اُس کافر خاسر کو ہاتھ اُٹھاکر
زبان اُردو مین اسطرح دعاے بد دی لمؤلفہ؎ ای شہ کافر زشت عمل ؛ ہی تمنا کہ تیری آئے اجل ؛

جائے تو جلد تر جہنم مین بہ شاد و خرم ہون ہم ترے غم مین :: اکثر اہل دربار نے کہ وہ ترکی تھے زبان اُردو مین
سمجھکر کہا کہ تمھارے منہ مین گھی اور شکر جملہ خداوند ایسی ہی تقدیر کرین کیا خوب تھنے ہم سب کو دعا دی ہم
بھی اکثر ایسی ہی دعا کیا کرتے ہین خیر اب بیان کرو کہ کیا خبر وحشت اثر لائے ہو جواسیس نے تب صلصال
سے مخاطب ہوکر عرض کیا اے شہنشاہ واضح ہو کہ مالک اژدر سردار نامی و نامور نامہ بادشاہ لشکر
اسلام کا لیکر بہ جمعیت ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ بازون کے فلان مقام تک آیا ہے تھوڑی دیر مین اِس
دربار مین داخل ہوگا باقی خیریت ہے جواسیس تو یہ خبر دے کر چلے گئے صلصال بدمآل یہ خبر سنکے متردد
ہوا تحجنگ نے صلصال سے کہا اے شہنشاہ مالک اژدر کا یہان آنا اچھا نہین ہے وہ بہت بڑا سردار
لشکر اسلام کا ہے اگر وہ یہان چلا آئیگا آج ہی اہل دربار کا خاتمہ ہوجائیگا اگر اُسے غصہ آجائیگا تو کسی
کو اہل دربار سے زندہ نہ چھوڑیگا سب کو قتل کرے گا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ حضور کسی
اپنے سردار لشکر کو روانہ فرمائین تاکہ وہ نامہ اُس سے لے آئے اگر وہ نامہ نہ دے تو سردار آپ کی
سپاہ کا اُسے قتل کرے صلصال نے راے تحجنگ کی پسند کرکے قلیچ خان اپنے پسر کو مع فوج کثیر
اُسی وقت روانہ کیا جب قلیچ خان روبروے مالک اژدر پہونچا مع لشکر ٹھہر کر نامہ طلب کیا مالک نے
کہا مجکو حکم میرے مالک کا یہی ہے کہ نامہ صلصال کے ہاتھ مین دون ہرگز تمھین ندونگا قلیچ خان رعب
و شان مالک اژدر سے ایسا خائف ہوا کہ مائل جنگ نہوا اور اُسیوقت ایک سوار سے کہا کہ جلد جا
اور جو کچھ تو نے گفتگوے مالک سُنی ہے میرے پدر سے بیان کر اور جو کچھ وہ فرمائین جلد مجھسے آکے
اظہار کر سوار بموجب حکم دربار مین آیا اور صلصال سے دست بستہ کہنے لگا اے شہنشاہ مالک اژدر
سے نامہ طلب کیا تھا وہ نامہ نہین دیتا ہے کہتا ہے کہ یہ نامہ دست شہنشاہ مین دونگا اب جو حکم ہو مین جاکر
شہزادۂ ذیجاہ سے کہدون صلصال یہ احوال سُنکے نہایت برہم ہوا اور اسی حالت غضب مین فیلانخان
اپنے فرزند کیطرف دیکھکر کہا اے پسر تو بھی مع فوج جلد جا اور مالک اژدر سے کہ کہ نامہ دیدے اگر وہ نامہ نہ دے
تو سر اُسکا کاٹ کے لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا فیلان خان یہ حکم پدر سُنکے بجمعیت سپاہ ہمراہ اُس سوار کو لیکر
روانہ ہوا جب سامنے مالک اژدر کے پہونچا کہنے لگا اے مالک اژدر اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو نامہ میرے
حوالے کرو چندے یہان توقف کرو مین نامہ خدمت والا مین ارسال کردونگا اور جو کچھ وہ فرمائینگے اُس حکم
سے تمھین اطلاع دونگا مالک اژدر نے جواب دیا یہ نامہ مین تمھارے باپ کے ہاتھ مین دونگا تمھین ندونگا
اور اگر لڑوگے تو لڑونگا قلیچ خان نے کہا اے مالک اژدر بہتر جنگ سے صلح ہے نامہ دینے مین حجت و تکرار
نکرو مناسب یہ ہے کہ نامہ دیدو ہمارے کہنے پر عمل کرو مالک نے پھر انکار کیا فیلان خان اور قلیچ خان کو
غصہ آیا دونون نے فوراً نیزہ و شمشیر لیکر حملہ کیا مالک اژدر نے غضبناک ہوکر وار انکے روک کر دونون کے
ہاتھون سے نیزہ و شمشیر چھین کر دونون ہاتھ اپنے اُن دونون کی زنجیر مین ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے زین سے
مرکبون کے اُٹھالیا اور سر سے بلند کرکے دونون کو باہم اسطرح ٹکرایا کہ سر دونونکے ٹکراکر پاش پاش ہوگئے جب
وہ مرگئے انکو زمین پر ڈالدیا لشکریان فیلان اور قلیچ خان نے یہ واقعہ جانگداز دیکھکر مالک اژدر پر
یکبارگی حملہ کیا اسطرف سے دلاوران لشکر مالک بھی بڑھے لڑائی ہونے لگی سر و تن مین جدائی ہونے لگی
زمین خون کفار سے گلنار ہونے لگی صداے شمشیر و خنجر تا بہ فلک جانے لگی کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے

نیزے جگر کے پار ہونے لگے مالک اژدر نے ہزارہا کافرون کو قتل اور زخمی کیا بعد تھوڑی دیر کے کفار تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے اور جلد راہ طے کرکے خدمت صلصال مین آئے تمام حال جنگ بیان کیا صلصال کو صدمہ ہوا بختک نے کہا ای شہنشاہ اب مالک اژدر یہان آئیگا آپ اسکو اپنے دربار مین ذلیل اور کرسی پر نہ بٹھایئے گا اُسے کہین بیٹھنے کا حکم نہ دیجیے گا اُسنے آپکے فرزندونکو قتل کیا ہی آپ اُسے اپنے دربار مین ذلیل کیجیے گا ابھی بختک نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر اپنے لشکر کو بیرون دربار چھوڑکر آپ تنہا دربار مین آیا اور بطریق خداپرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مالک نے کچھ انتظار کیا کہ صلصال میرے بیٹھنے کے بارے مین کچھ کہے جب صلصال نے بیٹھنے کو نہ کہا اُسوقت مالک اژدر نے دیکھا کہ گنجم خان پسر خرد صلصال ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھا بس قریب اُسکے جاکر کرسی سے اُسے اُٹھاکر کہا اے طفل اُٹھ تا مین اس کرسی پر بیٹھون اور نامہ دیکر جواب لیکر چلا جاؤن جسوقت یہ تقریر مالک اژدر کی صلصال نے سُنی بے اختیار مسکرایا کیونکہ اسطرح مالک نے کہا تھا کہ صلصال اُسکے تیور دیکھکر مسکرایا اور خوش ہوکر کہا ای بہادر کرسی پر بیٹھ جا مالک اژدر کرسی پر بیٹھا شاہ ترکستان نے اپنے فرزند گنجم خان کو زینہ چہارم تخت پر بٹھا لیا اُسوقت بختک نے باشارہ صلصال سے کہا اسے کچھ سزا دیجیے شاہ ترکستان نے باشارۂ چشم و ابرو جواب دیا یہ نامہ دار ہی اس سے دشمنی کرنا اچھا نہین ہی بختک کو یہ امر گو ناگوار ہوا مگر خاموش بیٹھا رہا جب زر و جواہر نامے پر نثار ہوچکا اور جو قواعد نامہ دینے کے تھے وہ سب تکمیل پاچکے اُسوقت مالک اژدر نے نامہ صلصال کو دیا اُسنے نامہ پڑھواکر سُنا بعد سُننے کے برہم ہوکر جواب مین اُسکے یہ لکھوا دیا کہ ہمین مسلمان ہونا اور نوشیروان کو تمھارے حوالے کرنا منظور نہین ہی ہم تمسے لڑینگے جہانتک ممکن ہوگا تمھین اور تمھارے لشکر کو قتل کرینگے یہ عبارت پشت نامہ پر لکھواکر نامہ مالک اژدر کے حوالے کیا مالک اژدر جواب نامہ لیکر دربار صلصال سے باہر جاکر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع اپنے لشکر کے اُسجگہ سے کوچ کیا بعد قطع راہ جب خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام مین گیا جواب نامہ دیکر تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا امیر اور بادشاہ لشکر اسلام تمام حال سُنکر خوش ہوے اور ارادہ آگے چلنے کا کیا اُدھر صلصال نے سامان جنگ کرنا شروع کیا

داستان ذکر بیتابی و بیقراری عیاران لشکر اسلام کا عشق فتانہ مین اور گرفتار ہوکر رہا ہونا اُنکا مع بیان عیاری خواجہ عمروان

ادھر کو تو اے ساقی نیک بخت
ہے صورت یار پیش نظر
وہ مے جس سے ہے گرم بازار حسن
وہ مے جس سے ہے دل برشتہ کباب

عطا کر مجھے جلد اک جام مے
وہ مے جس سے ہے خشبوے عشق
وہ مے جس سے ہے رونق کار حسن
پلادے جو ایسی مے بے نظیر

وہ مے جسکے پینے سے آئے خوش بہ
وہ مے جس سے گلزار ہو عشق
وہ مے پھول جسکا ہو رشک گلاب
تو لکھے یہ نثر قصہ دلپذیر

عاشقان شاہد رعنائے تحریر و کاتبان داستان ہاے دلپذیر اس داستان کو اسطرح رقم کرتے ہین کہ جس روز سے عیاران لشکر اسلام نے چہرۂ زیبا ے عاشقانہ دختر ترک خطائی کو دیکھا تھا ہر ایک عیار سوائے خواجہ عمرو کے اُس گل پیرہن غنچہ دہن پر عاشق ہوگیا تھا اور بیتاب و بیقرار خواجہ عمرو سے

کہتا تھا کہ اگر آپکی تدبیر سے قتانہ تک ہماری رسائی ہوجائے تو ہمکو جسقدر مال و زر ممکن ہوگا آپکو دینگے قبل
اسکے لکھا گیا ہو کہ خواجہ مکان بزرک خطائی مین گئے تھے اور خندق مین گر پڑے تھے پھر کتے کی کھال پہنکر عیاری
کی تھی فی الحال یہی ہر ایک عیار نے براے مطلوب خواجہ سے کہا عمرو نے خیال کیا کہ اگر برق کیواسطے قتانہ
کو لاتا ہون تو قران اور دیگر عیاران اسلام کو ملال ہوگا اسیطرح جس عیار کے بارے مین اسکے مطلب کی کیواسطے
کوشش کرونگا اور تمنا اُسکی برلاؤنگا اور سب عیارونکو صدمہ عظیم ہوگا یقین ہو کہ فساد و فتنہ براے
قتانہ برپا کرینگے پس بہتر یہ ہو کہ اس امر مین دخل نہ دینا چاہیے چنانچہ خواجہ نے ہر ایک سے کہا تم اس مقدمہ
مین مجھ سے کچھ نہ کہو آپ ہی اپنے حصول مطلب کیواسطے کوشش کرو تم مین سے جو کوئی قتانہ کو لے آوے اور
قتانہ اُس سے راضی ہووے وہی اُسکے وصل سے شاد و کام ہو عیاران لشکر اسلام یہ تقریر خواجہ کی سُنکے
اعانت خواجہ عمرو سے مایوس ہوے شب و روز جدائی قتانہ مین آہ و نالہ کرنے لگے اور مثل ماہی بے آب
اُسکی مفارقت مین تڑپنے لگے آنکھونکو اشک سے پُرنم کرنے لگے آخر ایک روز ہنگام شب تاب صدمہ
جدائی نہ لاکر جملہ عیاران لشکر اسلام زیر قصر قتانہ گئے اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے گاہ غم دوری سے
نالہ و فریاد کرنے لگے بزرک خطائی احوال عیاران لشکر اسلام سے ماہر ہوکر جملہ اپنے شاگردونکو جمع کرکے اُنکی
گرفتاری کے واسطے ایک گوشہ مین بیٹھا اور جابجا اپنے عیارون کو اُنکے گرفتار کرنے کو معین کیا عیاران
لشکر اسلام نے بعد نالہ و بکا ارادہ کیا کہ دیوار قصر قتانہ پر جائین اور ممکن ہو تو قتانہ کو قصر سے نکال
لائین اول شہاب خرقہ پوش گیا ہنوز دیوار قصر سے اندرون قصر اُترا تھا کہ بزرک خطائی اور اُسکے
شاگردون نے اُسے حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کیا بعد اُسکے گلباد عراقی گیا دیوار قصر پر سے روے زیباے
قتانہ دیکھکر آہ سرد کھینچکر بیہوش ہوکر درون قصر گرا اسے بھی بزرک خطائی نے قید کیا اسی طرح جملہ عیاران
لشکر اسلام کو جو ہمراہ خواجہ ترکستان مین آئے تھے بزرک خطائی نے گرفتار کیا فقط مہتر قران اور خواجہ
گرفتار نہوے جب صبح ہوئی بزرک خطائی نے جملہ عیارون کو بازار گندم فروشان مین جو قید خانہ تھا اسی زندان
مین قید کیا اور اپنے شاگردون سے کہا کہ تم سب اس قید خانہ کے گرد رہو بخوبی حفاظت کرو شاگردان
بزرک خطائی عیاران لشکر اسلام کو قید کرکے دربار مین گیا اور تمام حال عیاران لشکر اسلام کا جاکر
صلصال سے بیان کیا بختک نے یہ احوال سُنکے کہا عیارون کو قتل کر ڈالو ورنہ عمرو سب کو قید سے رہا
کرکے لیجائیگا بزرک خطائی نے جواب دیا آج شب کو عمرو براے رہائی عیاران ضرور آئیگا مین اُسکو گرفتار
کرونگا کل وقت سحر جملہ عیاران لشکر اسلام کو مع خواجہ عمرو کے قتل کرونگا یہ کہکر بزرک خطائی دربار سے
چلا گیا عمران خطائی نے مہتر قران سے آکر کہا کچھ تمھین خبر بھی ہو تمھارے ساتھ جتنے عیار یہان آئے تھے
وہ سب گرفتار ہوگئے بزرک خطائی نے اُنھین قید خانہ مین قید کیا ہو قران نے پوچھا وہ قید خانہ کہان ہو
عمران نے نشان زندان بتایا ہنگام شب مہتر قران نے ایک حمام کہنہ مین کہ قریب زندان تھا بیٹھکر
نقب لگانا شروع کی یہانتک کہ دہنہ نقب قید خانہ مین جا کر وا کیا اور جملہ عیارون کو جو قید سے تھے
اُنھین رہا کرکے راہ نقب سے لے آیا اور باقی ماندہ شب خانہ اخی سعید مین مع جملہ عیارون کے
بسر کی وقت سحر بزرک خطائی نے زندان مین عیارون کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوا دل مین کہنے لگا تمام
شب تو مین نے مع اپنے شاگردون کے حفاظت کی قید خانہ کے گرد پہرا دیا کیسے نہین معلوم عمرو کس طرح

عیاروں کو رہا کر کے لے گیا یہ تقریر اپنے دل سے کر کے ہر طرف جستجوے نقب کرنے لگا بعد تلاش بسیار حمام کیطرف نشان
نقب ملا یزک خطائی حمام سے جانب دربار صلصال جاتا تھا اثناے راہ مین ایک پیر نہایت خمیدہ کمر نظر آیا
اُس ضعیف نے دست رعشہ دار اُٹھا کر یزک خطائی کو سلام کیا اور کہا جو عیار تم نے گرفتار کیے تھے
وہ رہا ہو کر ایک مکان مین شب کو رہے تھے اس وقت اُسی مکان مین ہین یزک خطائی نے پوچھا کہ وہ
مکان کہان ہے بڈھے نے کہا تم میرے ساتھ آؤ مین تمھین بتا دون یزک خطائی ہمراہ اُسکے چلا بڈھا بوجہ
ناتوانی اور اپنے مطلب کے خیال سے آہستہ قدم اُٹھانے لگا یزک خطائی کسی قدر آگے بڑھ گیا اُسوقت
پیر مذکور نے بصد چالاکی وہی کلاہ جسمین بڑے بڑے موتی ٹکے ہوئے تھے سر یزک خطائی سے اُتار کر ایک
مکان کے کوٹھے پر جست کی اور نعرہ کیا منم عمرو دیکھیو ن عیاری کرتے ہین یزک خطائی نے پیچھے پلٹ کر
کہا او ظالم غضب کیا تو نے کہ کلاہ میری بہ کر و فریب لے لی ارے یہ کلاہ میری خراج ملک مین کی قیمت رکھتی ہے
بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ٹوپی میری مجھے دیدے ورنہ مین تجھے مار ڈالونگا اگر تو بھاگیگا مین تیرا تعاقب کرونگا
تجھے یہ کلاہ لیکر نہ جانے دونگا خواجہ عمرو نے تمام تقریر اسکی سُنکے یہ جوابدیا ع پنجہ در صید بردہ ضیغم را چہ
تفاوت اگر شغال آید اے ادنی عیار تو کلاہ مجھسے کیا لے لیگا وہ تو داخل زنبیل ہو گئی تو تو کیا ہے تیرے فرشتون کو بھی
نہ ملیگی یہ سنکر یزک خطائی نے نہایت برہم ہو کر خواجہ عمرو کا تعاقب کیا جس کوٹھے پر خواجہ جست کر کے
جاتے تھے اُسی کوٹھے پر یزک خطائی بھی جست کر کے جاتا تھا مگر خواجہ عمرو کو گرفتار نہ کر سکا قصہ کوتاہ صدہا
کوٹھے پھاند کر یزک خطائی کو خوب پریشان کر کے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہو گئے یزک خطائی رنجیدہ اور مغموم
ہو کر دربار صلصال گیا اور تمام احوال جو گذرا تھا وہ بیان کیا بختک نے ہنسکر جوابدیا کہ آج تو ہمارے
پیر و مرشد نے تمھاری کلاہ لے لی ہے اب اور اور اشیا پر ہاتھ مارینگے ذرا تم اپنا سر بچائے رکھنا خوب ہوشیار
رہنا ایسا نہو وہ تم کو ایک طفل مکتب جا کر تمھارے سر پر براے تنبیہ ایک چپت لگائین دیکھو میرے تو سر کو
اُنھون نے خوب چکنا کر دیا ہے اتنی تعزیر دی ہے کہ اب ایک بال بھی سر پر باقی نہین ہے یہ کہکر سر اپنا دکھایا پہلے تو
یہ کلام بختک سنکر یزک خطائی کو غصہ آیا پھر سر اُسکا دیکھکر بے اختیار مسکرایا غصہ فرو ہو گیا ولیکن کہنے لگا یہ شخص
نہایت مسخرہ ہے اسکی باتون پر کچھ خیال نہ کرنا چاہیے یزک خطائی یہ خیال کر رہا تھا کہ صلصال نے برہم ہو کر
حکم دیا کہ ابھی جا کر عمرو کو گرفتار کر کے میرے روبرو لے آ اور اگر تو عمرو کو نہ لائیگا تو آج ہی تجھے قتل کرونگا
یزک خطائی بموجب حکم تلاش عمرو مین دربار سے نکلکر چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک پیر سوداگر وضع نظر آیا
قریب جا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ دست پیر مین عصاے بادام تلخ ہے سر پر دستار بر مین نفیس چکن کرتے پٹکا
بلبل چشم کا لپٹا ہوا ہے مشروع کا پائجامہ ہے نعلین پاؤن مین مخملی ہے دست و پا کثرت ضعف و ناتوانی سے کانپتے
ہین جھریان تن پر عیان ہین ایک خادم سیاہ فام قوی ہیکل ہمراہ ہے ہنوز یزک خطائی سوداگر مذکور کو دیکھ رہا تھا
کہ اُس سوداگر نے بعد سلام کہا اے یزک خطائی تم مجکو بھی جانتے ہو کہ مین کون ہون یہ سنکر یزک خطائی
نے جوابدیا مین تمھارے نام سے آگاہ نہین ہون اُس پیر نے کہا اگر تم نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو خاص و
عام مجکو خواجہ حق بن تق بن نق بن عنوق بن طوق بن طروق بن کبوتر بن شیم بن مائم تاجر بلخی
کہتے ہین یزک خطائی نے ہنس کر کہا یہ نام آپ نے اپنا کیون رکھا اور مجھ سے کیون آپ نے بیان
کیا تاجر نے جوابدیا یہ نام میرا میرے بزرگون نے واسطے میری زیادتی زندگی کے رکھا تھا اور

نام اپنا ظاہر کرنے سے یہ مطلب ہے کہ فی الحال مین نے سُنا ہے کلاہ تمھاری کوئی عیار لےگیا ہے تمھین اس کلاہ کے خیال
مین صدمہ ہے کیونکہ اس کلاہ مین موتی بیش قیمت لگے ہوئے تھے اور جواہر بے بہا سے وہ کلاہ مزین تھی اب تم کو
ویسے ہی موتیون کی جستجو ہے میرے پاس بھی چند دانے گہر ہاے آبدار کے ہین مین چاہتا ہون کہ تمھارے ہاتھ بیچ ڈالون
یہ سنکر یزک خطائی نے کہا وہ موتی مجھے دکھا دیجیے اگر مجھے اچھے معلوم ہونگے تو خرید کر لونگا تاجر نے اپنی کمر سے ایک
ڈبا نہایت نفیس نکالا اُسے کھولکر صد ہا تہ پنبہ اور پارچہ کی دور کرکے وہی دانے گہر کلان کے نکالے اور
یزک خطائی کو دکھائے یزک خطائی اُن موتیون کو دیکھتے ہی حیران ہو گیا کیونکہ ویسے موتی کبھی نہ دیکھے تھے
بعد دیکھنے کے یزک خطائی نے قیمت دریافت کی تاجر نے کہا اسی ہزار روپیہ انکی قیمت ہے یزک خطائی نے بعد
گفتگوے بسیار ساٹھ ہزار روپیہ دیکر وہ موتی مول لیے اور اُسی وقت وہ گوہر آبدار لیکر خدمت مین صلصال
کی گیا اور تمام حال موتیون کے خریدنے کا بیان کیا صلصال نے کہا وہ موتی بابدولت کو دکھا یزک
خطائی نے ڈبا کھولکر جو موتی نکالے تو ہر ایک موتی ٹیڑھا نظر آیا یہ رنگ موتیون کا دیکھکر بہت گھبرایا
صلصال نے باعث اضطراب پوچھا یزک خطائی نے عرض کیا خداوندنعمت یہ موتی مین نے تاجر سے
جب لیے تھے اُسوقت تو نہایت کلان اور گول تھے اسوقت جو دیکھتا ہون تو کچھ چھوٹے اور ٹیڑھے معلوم
ہوتے ہین بختک نے کہا بیشک جو تم کہتے ہو سچ ہے ہمارے پیرومرشد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایسے موتی بناکے
ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کے اکثر شاہون اور جوہریون کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہین یقیناً انھین جناب خلافت مآب نے
نے تمھارے ہاتھ بھی یہ وہی موتی بیچے ہونگے اب زیادہ پریشان خاطر نہ ہو ان موتیون کو پھینک دو کہ یا
مصری یا موم کے بنے ہوے ہونگے افسوس ہزار افسوس تم عیار ہو اور عمرو کے دام فریب مین آگئے
اُنھین گرفتار کرنے گئے تھے خود اُنکے دام مکر مین پھنس گئے صلصال یہ احوال سُن کے اسقدر
برہم ہوا کہ جلاد کو طلب کرکے یزک خطائی کے قتل کرنے کا حکم دیا اُسوقت نوشیروان نے کہا اب اسکی
جان بخشی کیجیے صلصال نوشیروان کے کہنے سے اسکے خون سے درگذرا اور کہا اے یزک خطائی اگر اب کی
مرتبہ عمرو کو گرفتار کرکے نہ لائیگا تو ضرور تجھے قتل کرونگا یزک خطائی یہ سُنکے براے گرفتاری خواجہ عمرو
روانہ ہوا تھوڑی دیر خواجہ کی تلاش کرکے دربار مین آیا اُسوقت ہرمز پسر نوشیروان نے سیر شہر کی
اجازت طلب کی صلصال نے اجازت دیکر یزک خطائی کو اور بختک کو اُسکے ہمراہ کیا ہرمز دربار سے
نکلکر گھوڑے پر سوار ہوا بختک اپنی خچری پر سوار ہوا یزک خطائی مع یلدا عیار کے ہمراہ ہوا ہرمز شہر کی
سیر کرتا ہوا جاتا تھا اثناے راہ مین نشہ ہوا اُتر گیا اتفاقاً دکان شعبان مے فروش کی جانب گذر
ہوا دیکھا اکثر اشخاص اُسکی دکان پر شراب پی رہے ہین ہرمز بھی اُسکی دکان پر گیا اور ایک اشرفی دیکر شراب
طلب کی شعبان مے فروش نے بعزت تمام بٹھا کرکے گلنار اُسے پلائی اس وقت خواجہ عمرو بھی بصورت
تاجر اُسی دکان پر بیٹھے ہوے تھے اور عیاری کی فکر مین تھے کہ بختک نے عمرو کو پہچان کر یزک خطائی
سے اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہے اسے گرفتار کرلے یزک خطائی نے فوراً یلدا سے کہا کہ
صندوقچہ جواہر کا نکال اُسنے ایک صندوقچہ نکالکر یزک خطائی کو دیا اُسے کھولا اور کہا اگر اس
دکان پر کوئی جوہرشناس ہو تو اس جواہر کو دیکھے اور کچھ قیمت جواہر بیش قیمت جواہر سے جدا کرے
عمرو نے کہا مین خوب دیکھتا ہون یہ کہکر قریب آکر سر جھکا کر جواہر دیکھنے لگا اور بچا لاکی جواہر بیش بہا

داخل زنبیل کرنے لگا اور ویسے ہی جواہر اُس جواہر مین ملانے لگا یزک خطائی نے جلد تر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اُنے حلقۂ کمند مین خواجہ کو اسیر کیا ہر چند خواجہ نے فریاد کی کہ مجھے کیون گرفتار کرتے ہو مین نے کیا خطا کی ہو لیکن یزک خطائی نے رہا نہ کیا اور کہا اے عمرو تو نے مجھے نہایت صدمے دیے ہین آج مین نے تجھے گرفتار کیا ہو اب مکاری نہ کر اپنے تئین پوشیدہ نہ کر اس تیرے نالہ و فریاد سے ہرگز تجھپر رحم نہ کرون گا کسی طرح رہا نہ کرونگا یہ کہکر ہمراہ ہرمز و بختک خواجہ عمرو کو لیکر خدمت صلصال مین آیا اور تمام حال گرفتار کرنے کا عرض کیا صلصال نے حکم دیا عمرو کو قتل کرو جلاد کو طلب کرو جب جلاد روبروے عمرو آیا عمرو نے کہا اے شہنشاہ فلک بارگاہ مجھے قتل نہ کرائیے اہل و عیال میرے تباہ و برباد ہو جائین گے بعد میرے اُن کی کوئی خبر نہ لیگا حمزہ ایک عرب بے مروت اور بخیل ہو میرے اہل و عیال کو پرورش نہ کرے گا میری کیا قدر کی جو بعد میرے اطفال و ازواج سے سلوک کرے گا مدام چار روپیہ ماہواری دیتا ہو کبھی اس سے زیادہ نہین دیتا ہو ہر چند مین کارہاے نمایان کرتا ہون لیکن تنخواہ مین ترقی نہین کرتا نہ کبھی انعام دیتا ہو از حد تکلیف و مصیبت مین زندگی بسر کرتا ہون اگر حضور مجھے نوکر رکھ لین تو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو گرفتار کرلاؤن صلصال گفتگو خواجہ کی سُنکے اور قول عمرو کو راست تصور کرکے خوش ہوا خواجہ کو نوکر رکھکر خلعت و انعام دیا بختک نابکار کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اب خواجہ عمرو کو تو ملازمت صلصال مین چھوڑا جاتا ہو اور اس جگہ سے حال مہتر قران صاحب بغدہ گران تحریر کیا جاتا ہو ایک روز مہتر قران ہجر فتانہ مین نہایت غمگین ہوا آخر تاب صبر نہ لاکر ہنگام شب بذریعہ کمند قصر فتانہ پر گیا دیکھا کہ فتانہ سہری پر غافل سو رہی ہو اور یزک خطائی نہین ہو چہرہ پر نور اسکا بمقابلہ ماہ کامل ہو قمر خجالت سے ابر مین مُنہ چھپاتا ہو زلفین چہرے پر پریشان چنی ہو پیر فلک کواکب کو اُسکی افشان پر دمبدم نثار کرتا ہو یہ حسن و جمال اُس شاہد بیمثال کا دیکھکر مہتر قران نے ایک آہ کی آخر تاب ضبط نہ لاکر دیوار سے نیچے اُترا کنیزون کو سوتا دیکھکر قریب اُس گل پیرہن غنچہ دہن کے گیا چاہا ہم آغوش ہوکر مدعاے دلی حاصل کرے لیکن بخیال بیدار ہو جانے اُس نازنین کے اس امر سے باز رہا فوراً سوراخ ز سے بیہوشی اُس کے دماغ مین پہونچا کر اُسے بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر جلد تر وہان سے خانۂ انی سعید مین آیا قریب صبح اس دلربا کو ہوشیار کیا جب فتانہ نے ہوشیار ہوکر چشم نرگسی وا کی ایک جوان سیاہ فام قوی ہیکل کو دیکھا بخیال دیو سیاہ خوف سے کانپنے لگی آخر کثرت خوف سے اُسے غش آگیا مہتر قران نے عرق گلاب اور کیوڑہ چھڑکا اور بھی دیگر تدابیر دفع بیہوشی کرکے اُسے ہوش مین لایا پھر قدم پر گر کے منت کہنے لگا اے دلربا مجھسے خائف نہو مین تیرا دشمن نہین ہون جس روز سے تجھے دیکھا ہو تجھپر عاشق ہون نام میرا مہتر قران ہو براے خدا میرے حال زار پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شادکام کر فتانہ گفتگوے قران سُنکے بہ ناز و عشوہ کہنے لگی پہلے اپنے روے سیاہ کو تو آئینہ مین دیکھ پھر مجھسے طالب وصل ہو مہتر قران نے سر اپنا اُسکے قدم سے اُٹھا کر کہا اے محبوب اب تاب ضبط باقی نہین ہو دل پہلو مین بیتاب ہو بے التفاتی اختیار نکر اسقدر ناز نہ کر اپنے عاشق پر جفا نہ کر فتانہ نے پھر مثل قبل گفتگو کی اسی طرح تا سحر گفتگوے راز و نیاز رہی آخر کار فتانہ وصل مہتر قران پر راضی ہوئی مہتر قران نہایت شاد ہوا اگر اسوقت وصل سے شادکام نہوا ہنگام صبح

مہتر قران فتانہ کو خانہ اخی سعید مین چھوڑکر بہ ضرورت بازار مین گیا عمران خطائی جو احوال فتانہ سے آگاہ ہوا بخیال عتاب صلصال اور بخوف یزک خطائی فتانہ کو ایک دوست ہیزم فروش کے مکان مین لیگیا اور وہین چھوڑکر چلا آیا اور اپنے باپ سے اس امر کو نہ کہا بعد تھوڑی دیر کے مہتر قران جو بازار سے آیا فتانہ کو گھر مین نہ دیکھ کر متحیر ہوا ہرچند عمران خطائی سے پوچھا اُسنے مفصل حال بیان نہ کیا مہتر قران سمجھ گیا کہ عمران ہی فتانہ کو لیگیا ہے یہ خیال کرکے اخی سعید کے پاس گیا اور عمران خطائی کی شکایت کی اخی سعید نے عمران خطائی کو بلاکر چند کوڑے مارے اور کہا جلد بیان کر کہ فتانہ کو کہان تونے چھپایا ہے اور کہان تو لے گیا عمران خطائی نے صاف صاف بیان کردیا مہتر قران جانب مکان ہیزم فروش ہمراہ عمران خطائی روانہ ہوا انھین تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب احوال دیگر سُنیے کہ جب ہنگام سحر یزک خطائی خواب سے بیدار ہوا اپنی دختر کے گھر مین گیا ہاے عیار کے جابجا نشان دیکھ کر مضطربانہ و بیتابانہ دربار مین گیا اور احوال اپنی دختر کا صلصال سے بیان کیا صلصال نے جانب خواجہ عمرو دیکھا عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ بیشک یہ کام کسی عیار کا ہے یقینا کوئی عیار عیاران لشکر اسلام سے فتانہ کو لے گیا ہے تدبیر اسکی یہ ہے کہ یزک خطائی اور سب شاگردان یزک خطائی ہرجگہ شہر مین فتانہ کی جستجو کرین حتے الامکان مین بھی اس امر مین کوشش کرونگا یہ سُنکر صلصال نے اسی وقت جملہ شاگردان یزک خطائی کو حکم دیا کہ ابھی جاکر فتانہ کو تلاش کرو شہر مین جس کسی کے مکان میں ہو بلا تامل اُس کے مکان سے نکال لاؤ اور صاحب مکان کو پکڑ لاؤ بموجب حکم شاہ ترکستان شاگردان یزک خطائی روانہ ہوے شہر مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے ان عیارون کو تو تلاش فتانہ مین سرگردان رہنے دیجیے اور اب احوال بعض بعض عیاران لشکر اسلام کا سُنیے کہ جب شاگردان یزک خطائی شہر مین پھرنے لگے اور ہر ایک مکان مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے یہ خبر گلباد عراقی کو جو معلوم ہوئی فراق فتانہ مین بیقرار ہوکر رویا سمک یلطاقی نے سبب گریہ پوچھا اُسنے تمام احوال جو سنا تھا بیان کیا سمک یلطاقی اُسی وقت صورت اپنی بدلکر ایک جانب روانہ ہوا ہر ایک مکان مین بصورت ترکان پہنچ جاکر تلاش فتانہ کرنے لگا آخر بعد جستجوے بسیار مکان ہیزم فروش مین تنہا فتانہ کو پایا نہایت خوش ہوکر اُس سے کہنے لگا او دلربا تو نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون اُسنے جواب دیا مین نے تو تجھکو نہین پہچانا سمک یلطاقی نے صورت اصلی اپنی دکھاکر کہا آگاہ ہو کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ہون نام میرا سمک یلطاقی ہے جس دن سے تجھے دیکھا ہے اُسی روز سے تجھپر شیفتہ اور فریفتہ ہون اگر تو میرے وصل پر راضی ہو تو مین تجھکو یہان سے لیچلون فتانہ نے کچھ جواب ندیا سمک یلطاقی نے خیال کیا اس کو یہان سے لیچلنا مناسب ہے بعد چند روز کے ضرور ہی یہ میرے وصل پر راضی ہوجائیگی یہ خیال کرکے فی الفور اُسے بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر گھر سے نکلا گلباد عراقی بھی تلاش کنان آتا تھا کہ راہ مین سمک یلطاقی سے ملاقات ہوئی گلباد عراقی کو معلوم ہوگیا کہ سمک یلطاقی نے فتانہ کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھا ہے اور پشتارہ لیے جاتا ہے جب یہ امر معلوم ہوچکا گلباد عراقی پشتارہ سمک یلطاقی سے چھیننے لگا باہم دونون مین تکرار ہونے لگی ہنوز دونون مین تکرار ہو رہی تھی کہ شاگردان یزک خطائی اور مہتر قران اور عمران خطائی آگئے شاگردان یزک خطائی نے قصد گرفتاری

سمک ییلطاقی کیا چہار طرف سے گھیر لیا سمک یہ حال دیکھکر مجبور و ناچار ہوا پشتارہ اُسی جگہ رکھ کر بھاگ گیا
شاگردان یزک خطائی نے پشتارہ اُٹھا لیا اُسوقت ہرچند دختر قران نے چاہا کہ پشتارہ اُس سے چھین لے
مگر ملنے نہوا شاگردان یزک خطائی پشتارہ لیکر چلے یہ خبر یزک خطائی کو پہونچی وہ بھی آیا پھر پشتارہ
اپنے شاگردون سے لیکر اپنے مکان مین گیا دختر کو اپنی ہوشیار کیا اب حال فتانہ کا آیندہ لکھا جائیگا اس جگہ
کچھ احوال یلدا عیار اور علمشاہ کا لکھا جاتا ہو یلدا عیار شاگرد رشید یزک خطائی کا ہو اور خلیفہ شاگردان
یزک خطائی کا ہو نہایت مکار اور چور ہو اکثر شب کو تاجرون کے گھرون سے مال و زر چرا کے لاتا ہو موافق
عادت قدیم ایک شب کو برائے دزدی بخانۂ تاجر سیاح جہانگرد جو گیا دیکھا علمشاہ بیٹھے ہین چند عیاران
لشکر اسلام بھی موجود ہین علمشاہ تاجر مذکور اور عیارون سے کہہ رہے ہین اب کسی روز موقع پاکر
لشکر صلصال پر حملہ کرونگا سرداران لشکر کو تہ تیغ کرونگا قبل تشریف لانے والد نامدار کے
صلصال کو قتل کرونگا عیار عرض کر رہے ہین حضور کے سامنے لشکر شاہ ترکستان کی حقیقت کیا ہو
صلصال کی کیا لیاقت ہو بیشک آپ قبل تشریف لانے حمزہ صاحبقران کے صلصال اور لشکر کو
اُسکے تہ تیغ کیجئے گا یلدا عیار گفتگوے علمشاہ سُنکے مکان سیاح جہانگرد سے نکلا اور بازار مین آکے
ایک دُکاندار سے پوچھا کچھ تم کو معلوم ہو کہ سیاح جہانگرد کے مکان مین کون رہتا ہو اُس نے کہا
اور تو مجھے نہین معلوم اسقدر جانتا ہون کہ ایک جوان تاجر نے آکر یہان پر کرایہ دُکان لی اور پیشہ
تاجری شروع کیا تھا چند روز سے اُسنے دکان پر بیٹھنا ترک کر دیا ہو مکان سیاح جہانگرد مین فروکش
ہوا ہو یلدا یہ احوال سُنکے اپنے گھر مین گیا وقت دربار خدمت صلصال مین گیا اور ارادہ جوان تاجر سے
بیٹھنے حال علمشاہ سے اطلاع دی صلصال نے برہم ہوکر اپنے فرزند قمر تاس خان کو دس ہزار
سواران جرار دے کر کہا جلد جاکر اُس بد اندیش کا سر کاٹ لا جب وہ روانہ ہوا تو صلصال نے
یلدا عیار کو بھی ہمراہ اُسکے کیا قمر تاس خان ہمراہ یلدا مع فوج مکان تاجر سیاح جہانگرد پر آیا مکان
کو چہار طرف سے گھیر لیا سمک ییلطاقی نے علمشاہ کو قمر تاس خان کے آنے سے آگاہ کیا علمشاہ نے مکان
سے برآمد ہوکر ایک مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ کیا اول قمر تاس خان نے تیغہ کو اپنا کھینچکر سر حریف پر
لگایا علمشاہ نے فوراً سپر اُٹھائی تھی کہ پاؤن مرکب کا ایک موشخانہ مین جاتا رہا ہاتھ کو ایسے ہنگام مین
کسی قدر لغزش ہوئی سپر سر سے سرکی تیغہ سر پر پڑ گیا تا دو ابرو اُتر آیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ
سر سے نکل گیا خون سر سے صورت دریا جاری ہوا علمشاہ نے باوجود زخمی ہونے کے پاؤن گھوڑے کا
موشخانہ سے نکال کو تیغ تیز سے قمر تاس خان کو قتل کیا یہ احوال دیکھ کر سوارون نے حملہ کیا
علمشاہ نے ہزارون سوارون کو بھی تہ تیغ بیدریغ کیا آخر بوجہ زخم کاری کے غش آنے لگا سوارون
نے چاہا کہ قاتل قمر تاس خان کو گرفتار کرین اُسوقت علمشاہ نے گھوڑے کی گردن مین ہاتھ
ڈال کر سر اُسپر رکھ کر کہا اے اسپ وفادار مجکو اس گروہ دشمنان سے نکالکر کہین لیجا فی الفور انبوہ
سواران خونخوار سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوا ہرچند سوارون نے تعاقب کیا مگر گرد سمند
علمشاہ بھی ہاتھ نہ آئی آخر مجبور ہوکے چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرکے خدمت صلصال
مین گئے اور تمام احوال جنگ عرض کیا صلصال کو اپنے فرزند کے قتل ہونیکا رنج ہوا سمک ییلطاقی

انہوہ سواران جرارسے نکل نہ سکا اسوجہ سے ہمراہ رکاب علمشاہ نہ جاسکا اب حال علمشاہ بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا صلصال نے صدمہ مین اپنے فرزند کے یہ حکم دیا کہ عیاران لشکر اسلام کو قتل کرو عمرو نے عرض کیا حضور انھین قید کرین شاید یہ بت پرستی اختیار کرین صلصال نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا

دو گلے داستان لیجانا زر افشان جادو کا عمرو بن حمزہ یونانی کو بعدہ آنا نامہ بر کا ملک خاورسے اور جانا امیر کا بمدد خسرو خاوری اور گرفتار کرنا قماس خان کو مع حال ملک قاسم بیان کئے جاتے ہین - ساقی نامہ

پلا ساقیا اب تو جام شراب
غزلخوان ہو مرغ خوش الحان عطیل
کھلے ہین جو گل رنگ پر ہو چمن
قبا سرخ ہر گل کی تھی زیب بر
بھرے ہین مے رنگ سے جام گل
لیے ساغر گل کو پھرتی ہو مست

نمایان ہوا ہو فلک پر سحاب
خوشا فصل گل جوش پر ہو بہار
درختون پہ ہین بلبلین نغمہ زن
پئے سجدۂ شکر پروردگار
زبان عنادل پہ ہو نام گل
یہی میکشی کا تو ہنگام ہو

مہیا ہو ہر سمت سامان عیش
چمن سرخ صحرا زمرد نگار
وفور طرب سے ہین رقصان شجر
ہراک شاخ گل جھکتی ہو بار بار
نسیم سحر صورت مو پرست
ہنر دیر سے طالب جام ہو

راویان سحر بیان وداستان گویان شیرین زبان اس داستان منیظر کو یون بیان کرتے ہین کہ لشکر زادلی قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا بمقام بیلاق اُترا ہوا تھا دورتک بارگاہین اور خیام برپا تھے ایک روز وقت شب حمزہ صاحبقران زمان واسطے حفاظت لشکر کے اُٹھے تھے ناگاہ ایک برق چمکی بعد ازان ایک پنجہ بارگاہ عمرو بن حمزۂ یونانی مین درآیا اور عمرو بن حمزہ کو اُٹھا لے گیا ہر چند صاحبقران اور سرداران لشکر نے دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا وہ پنجہ شہزادۂ موصوف کو لیجا کے غائب ہوگیا امیر باتوقیر صدمۂ جدائی فرزند مین مغموم وملول بارگاہ سلیمانی مین آئے ہنوز کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک ناقہ سوار آیا اُشتر کو ٹھہرا کر مردمان لشکر سے پوچھنے لگا حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کس بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مین نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت امیر باتوقیر مین جا کر نامہ دون مردمان لشکر اس قاصد کو خدمت امیر مین لیگئے قاصد نے بعد ادائے شرائط تسلیم وتعظیم دستار سے نامہ نکال کے دیا امیر باتوقیر نے اُس نامے کو جو پڑھوایا معلوم ہوا کہ یہ نامہ خسرو خاورمی نے لکھا ہو کہ قماس خان نے سخت عاجز کیا ہو قلعہ کا محاصرہ کیا ہو برائے اعانت آپسے مجھے طلب کیا ہو حمزہ صاحبقران مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اُسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر لشکر بادشاہ اسلام کے سپرد کرکے جانب خاور ہمراہ نامہ بر روانہ ہوئے بعد قطع منازل اُسوقت عنقریب قلعۂ خاور پہونچے کہ جب قماس خان نے طبل یورش بجوا کے قلعہ پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مارتے تھے دھوان بلند تھا توپون کی آواز سے زمین دہلتی تھی لشکری گولون سے ہلاک ہوتے تھے مگر قماس خان گولون کو سپر فراخ دامن سے اور گرز گران سر سے روکتا ہوا اپنے تئین بچاتا ہوا خندق سے گزر کر در قلعہ پر پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ ضرب گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اُسوقت اہل قلعہ مضطربانہ ہاتھ فلک کی جانب بلند کرکے اس طرح خالق بحر وبر سے دعا کر رہے تھے کہ اے خالق کون ومکان واے مددگار انس وجان واسطہ تجکو اپنے نبی ابراہیم خلیل اللہ کا اس دشمن سخت سے ہماری جان وآبرو بچا امیر کشورگیر نے اہل قلعہ کو

جو حال مندرجہ مین مبتلا دیکھا تاب ضبط باقی نہ رہی وہین سے نعرہ کیا اور بہ آواز بلند کہا او قیماس خان ہوشیار
ہو جا کہ مین آپہونچا خبردار در قلعہ نہ توڑنا قلعہ مین جانیکا ارادہ نہ کرنا قیماس خان نعرہ حمزۂ صاحبقران سُنکے
پیچھے مڑکے دیکھنے لگا اتنی دیر مین امیر قریب اُسکے پہونچے خسرو خاوری و اہل قلعہ امیر باتوقیر کو دیکھکر
نہایت شاد ہوئے نعرۂ امیر سُنکے سمجھ گئے کہ یہی حمزۂ صاحبقران ہین اُسی وقت در قلعہ کھول کر
خسرو خاوری مع اپنی فوج کے خدمت امیر مین آیا شرائط آداب بجالایا قیماس خان نے خشمناک
ہو کر امیر باتوقیر سے مقابلہ کیا اول نیزہ سینے پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر
روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک وار اُسکے روک کر اور روک کے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا پھر باہم جنگ
شمشیر و گرز ہوئی آخر قیماس خان نے عاجز ہو کر زنجیر کمر امیر باتوقیر مین ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اُسکی
زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا باہم زور کرنے لگے فرس اور گینڈا متحمل نہو کر سینہ کے بل زمین پر گرنے لگے
اُسوقت لوگون نے بڑھکر کہا اے بہادران یکتائے روزگار اگر تم مائل کشتی ہو تو گینڈے اور گھوڑے
سے اُترکے کشتی لڑو گینڈا اور گھوڑا دونون بیچارے ہلاک ہوئے جاتے ہین یہ سُنکے قیماس خان اپنے
گینڈے سے زمین پر کودا امیر باتوقیر بھی اپنے فرس بےمثل سے بالائے زمین تشریف لائے اور دامن عبا
گردان کر قیماس خان سے اکھاڑے مین کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ پے در پے ہونے لگے مردمان لشکر مرکبون
سے اُترکر کشتی دیکھنے لگے راوی کہتا ہے کہ تیسرے روز امیر نے قیماس خان کو زمین سے اُٹھا کر
بالائے سر بلند کر کے اور چرخ دیکر زمین پر پٹکا اور جلد سینہ پر بیٹھکر فرمایا او قیماس خان اگر تو دین اسلام
قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون تیرے خون سے زمین رنگین نہ کرون اُسنے مسلمان ہونے سے انکار کیا
پہلے امیر نے چاہا کہ سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کرین پھر خیال کیا کہ یہ جوان نہایت بہادر ہے چندے اسے قید
کرنا چاہئیے شاید یہ بعد چند روز کے دین اسلام قبول کرے یہ خیال کر کے اُسے ایک صندوق آہنی مین بند کیا
اور خسرو خاوری کے ملازمون کے حوالہ کیا خسرو خاوری یہ حال دیکھ کر ازحد خوش ہوا مردمان لشکر
قیماس خان یہ واقعہ دیکھ کر کچھ لڑے آخر تاب مقابلہ نہ لا کر مسلمان ہوئے بعد جنگ کے خسرو خاوری
امیر باتوقیر کو قلعہ مین لے گیا نہایت تکلف سے امیر کی دعوت کی اور جشن کیا ایک روز خسرو خاوری
امیر کو محلسرا مین لیگیا بصد عزت بٹھا کر خورشید خاوری زوجۂ علمشاہ کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی
کہا اے دختر نیک اختر یہ والد ماجد مین تیرے شوہر کے انہین تسلیم کر اور اپنے فرزند کو بلا کر انکی آغوش مین
بٹھا ملکہ خورشید خاوری ارشاد پدر بجا لائی امیر نے نہایت شاد ہو کر دعائے طول عمر دی اور جواہر بیش بہا
مرحمت کیا بعدہ ملک قاسم کی جانب بہ شفقت نظر کر کے اُسے سینے سے لگایا خوب پیار کیا قاسم نے بعد
تسلیم عرض کیا مین نے اپنی والدہ ماجدہ سے آپکا اسم مبارک اور حال صاحبقرانی سنا تھا آج مین نے آپ کو
دیکھا اور جانا کہ آپ ہی صاحبقران ہین چاہتا ہون کہ اب اسباب صاحبقرانی مجھے دیجئے اگر اب نہ دیجئے گا
تو جوان ہو کر مین بقوت بازو آپسے لے لونگا قاسم نے ایسے تیور اور ایسے انداز سے یہ تقریر کی کہ امیر کو
ہنسی آئی اور سمجھے کہ یہ طفل بہادر و جرار شعلہ خو آتش مزاج ہے جوانی مین اس سے زیادہ جری و بہادر ہوگا
یہ سمجھ کر اور قاسم کی باتون پر کچھ خیال نہ کر کے مُسکرا کر فرمایا فرزند ابھی اسباب صاحبقرانی لیکر کیا کروگے جب
اپنی طرح قوی اور جوان ہونا اُسوقت بقوت بازو لے لینا یہ کہکر پھر بصد الفت پیار کیا اور آلۂ جمشیدی

اُسکے بازو پر باندھ کر چند بند نیز نیکے تعلیم کیے اور ہمراہ خسرو خاوری کے محل سے برآمد ہو کے طالب رخصت ہوے خسرو خاوری نے بمجبوری عرض کیا اچھا آپ تشریف لیجائیں امیر با توقیر فرزندان خسرو خاوری اور خسرو وغیرہ سے رخصت ہو کے وہ صندوق آہن جس مین قیماس خان کو بند کیا تھا ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر ظفر اثر روانہ ہوئے بعد قطع راہ لشکر مین داخل ہوے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر خوش ہوے

دوگلے داستان رہا ہونا عیاران لشکر اسلام کا بعیاری عمرو اور جانا اُنکا مع خواجہ عمرو لشکر اسلام مین اور روانہ ہونا امیر کشورگیر کا جانب ترکستان اور لڑنا سرداران لشکر صلصال کا حمزۂ صاحبقران اور دلاوران لشکر اسلام سے مع حال شادی تمغاج خان۔ ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار
پلا مے کہ آئی ہے فصل بہار
لیے ہے ہر اک غنچہ مٹھی مین زر
کرے تا فدا شاہد باغ پر

کسی سمت کو تختۂ لالہ زار
چراغان کی دکھلا رہا ہے بہار
طرب ریز ہے خاطر جز و کل
بنا ہے ہر اک سرو مینای مل

جو دیکھین بہار گل و نسترن
تو دین نقد جان رونمائی مین تن
یہ ہے قابل دید صحرا کی سیر
کرے ہین جو نظارہ کل وحش و طیر

پیون مین جو اسوقت تھوڑی شراب
لکھون حال صلصال خانہ خراب
لکھون پھر مین کچھ حال خواجہ عمرو
یہ ہے قصد اے ساقی نامور

کرون پھر رقم حال صاحبقران
بجالاؤن ارشاد پیر و جوان
لکھون نشۂ مے مین احوال جنگ
دکھاؤن مین اپنی طبیعت کا رنگ

لکھین تھوڑا تھوڑا سا ہر اک کا حال
کرے ہے طول دفتر کا مجھکو خیال
یہ ہے جانتا تو کہ مجبور ہون
ہنر ہون زمانے مین مشہور ہون

غزل ہمسر نہین دنیا مین کوئی یار تمھارا
کھاتا ہے بہت پیچ گرفتار تمھارا
اک بوسہ عنایت کرو انعام سمجھ کر
ہو وصل اگر غیرت گلزار تمھارا
عالم مین نہ کیون ہو تپش حسن کا شہرا
دنیا سے چلا آج وفادار تمھارا
اے شیخ جی میخانہ مین زنہار نہ آؤ
گردن پہ پھرا خنجر خونخوار تمھارا
جنبش مین جدا اسکے ہون سر کرتا ہے تن سے
بیہوش کسی طرح ہو ہشیار تمھارا
پوچھا جو انھون نے کہ کھڑا کون ہے در پہ
جو چاہے سزا دو ہو گنہگار تمھارا

تابان ہے قمر کیطرح رخسار تمھارا
مین ناظرہ خوان خوب کرون اسکی تلاوت
مین بندۂ درگاہ ہون سرکار تمھارا
سو حدے کیے تمنے کہ ہم آئینگے شب کو
بھڑکا ہے بہت شعلۂ رخسار تمھارا
مین اور حسین کا تو کرون ذکر بھلا کیا
عمامہ اُچھل جائیگا بیکار تمھارا
دکھلا دو اگر شکل بت ہوش ربا تم
ابرو ہے صنم صورت تلوار تمھارا
کس باغ کی محفل مین رہے شب کو گل تر
مین بولا کہ حاضر ہے گنہگار تمھارا
گستاخ شب وصل مین سب ہوتے ہین عاشق

کہنا یہ صبا جا کے دل آزار سے میرے
آئے جو نظر مصحف رخسار تمھارا
بلبل کیطرح نغمہ سرا ہون مین خوشی سے
پورا نہ ہوا ایک بھی اقرار تمھارا
اغیار دم نزع مرے بولے یہ اُس سے
یوسف ہی ہوا غاشیہ بردار تمھارا
کیون شکر کا سجدہ نکرے عاشق ابرو
کلمہ پڑھین سب کافر و دیندار تمھارا
تم کھولدو زلف اسے آکے سُنگھا دو
گھبرا گیا جو پھول سا رخسار تمھارا
بوسہ جو لیا رخ کا خطا وکی تھی صاحب
قیصر سے بگڑنا تو ہے بیکار تمھارا

راویان رطب اللسان اس داستان لاجواب کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز صلصال بدخصال نے زیرک خطائی اور خواجہ عمرو سے کہا اسی وقت جا کر عیاران لشکر اسلام کو جنھین قید کیا ہے سمجھاؤ اگر وہ خداوندان لات و منات کی تصویرون کو اپنا خداوند جانکر اُنھین سجدہ کرین تو اُنھین رہا کر کے ہمارے پاس لے آؤ ورنہ اُنھین قتل کرو عیاران مذکور بموجب حکم در زندان پہنچے اور کہا اے عیاران لشکر اسلام

مناسب ہو کہ بحکم شہنشاہ صلصال خداوندان لات و منات کی پرستش کرو جملہ خداوندون کو سجدہ کرو ورنہ قتل
کیے جاؤ گے گلبا و اور سمک وغیرہ نے جواب دیا ہم تو پتھر کی تصویرون کو سجدہ نہ کرینگے مرجانا اپنا گوارہ کرین گے
یزک خطائی یہ گفتگو سنکے برہم ہوا چاہا کہ انھین قتل کرے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے یزک خطائی
ابھی انھین قتل نہ کر بعد تھوڑی دیر کے قتل کرنا شاید اتنی دیر مین یہ سب بت پرستی پر راضی ہو جائین
یزک خطائی نے قبول کیا اور اُسوقت خواجہ عمرو کو اپنے مکان پر لے گیا ایک مقام خلوت مین بٹھلایا
خواجہ عمرو نے شراب طلب کی یزک خطائی شیشہ و ساغر لے آیا عمرو اور یزک باہم باتین کرنے لگے
اور شراب پینے لگے خواجہ نے شیشہ اُٹھا کر جام مین شراب مملو کی اور بچالاکی سفوف بیہوشی جام مین شامل کر کے
کہا اے یزک خطائی ایک جام مو ہمارے ہاتھ سے لیکر پیو یزک خطائی نے بخوف و اندیشہ وہ ساغر عمرو کے
ہاتھ سے لیکر منھ سے لگایا تمام شراب پی گیا خالی جام رکھدیا بعد تھوڑی دیر کے سر مین درد ہونے لگا
غش سا آنے لگا گھبرا کے متردد ہوا چاہتا تھا کہ داروے دفع بیہوشی کھائے اور اُٹھکر خواجہ کو گرفتار
کرے یکایک بیہوش ہو کر بالاے زمین گرا خواجہ نے ایک بوسیدہ لنگی اُسکے باندھ کر تمام کپڑے اس کے
اُتار لیے اور اُسترا زنبیل سے نکال کر موے سر و ریش سراسر مونڈی ایک بال تک ریش یزک مین
نہ چھوڑا بعد ریش تراشی کے اُسکی شکل بنکر اُسکے گھر مین جا کر تمام مال و اسباب جال ایاسی مارکر نذر زنبیل
کیا پھر ایک رقعہ لکھکر ایک ڈورے مین باندھ کر وہ ڈورا یزک خطائی کی گردن مین باندھدیا مضمون
رقعہ یہ تھا کہ اے یزک خطائی تو مثل ایک طفل کے ہے سراسر نادان ہو دعوی عیاری مگر دیکھ عیاری یون
کرتے ہین تجھکو بیہوش کر کے اپنے شاگردون کو زندان سے لیے جاتے ہین غرضکہ خواجہ عمرو رقعہ باندھکر شیشہ
و ساغر بھی نذر زنبیل کر کے بصورت اصلی وہان سے در زندان پر آئے حافظان زندان سے کہا حکم شہنشاہ
یہی ہے کہ انھین رہا کرو انھون نے خواجہ کو ملازم صلصال جانکر عیاران لشکر اسلام کو زندان سے
رہا کیا خواجہ عمرو ان سب کو ہمراہ لیکر اُسی وقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ داخل لشکر
ہوے خدمت امیر با توقیر مین جا کے تمام احوال اپنی عیاری کا اور احوال دربار صلصال بیان کیا امیر
با توقیر خواجہ عمرو کے آنے سے بہت خوش ہوے یہان یزک خطائی کو بعد جانے خواجہ عمرو کے
ہوش آیا پہلے رقعہ دیکھا پھر سراپا پر اپنے نظر کر کے گھبرایا گھر مین جو گیا دیکھا کہ کوئی شے باقی نہین ہے یہ حال دیکھکر
نہایت ملول ہوا اُسی وقت ایک شاگرد اُسکا آیا یزک خطائی نے تمام واقعہ جو گذرا تھا بیان کر کے پوشاک طلب
کی وہ فوراً گیا اور لباس لے آیا یزک اُس لباس کو پہن کر سوے زندان گیا وہان دیکھا کہ قیدخانہ خالی
ہے عیاران لشکر اسلام زندان مین نہین ہین یزک محافظان زندان سے برہم ہو کر کہنے لگا تم نے عیارون
کو کیون رہا کر دیا انھون نے جو حال گذرا تھا بیان کیا یزک خطائی خاموش ہو کر دربار صلصال
مین گیا شکایت عمرو زبان پر لایا مفصل احوال بیان کیا صلصال نے کہا رنج نہ کر اگر عمرو تیرا مال و اسباب
لیگیا ہے تو لیجانے دے ما بدولت ابھی تجھکو مالامال کیے دیتے ہین یہ کہکر اُسی وقت مال و اسباب اور زر و جواہر
موافق اُسکے مرتبے کے اُسے مرحمت کیا بختک نے یزک خطائی کی صورت دیکھکر قہقہہ مار کر کہا ہمارے پیر و
مرشد نے آج تمھین بھی سرفراز کیا ریش تراشی بخوبی تمام کی کورے اُسترے سے مونڈا کمال اپنا دکھایا گھر تمھارا
لوٹ لیا ایک طفل نادان جانکر تمھین چھوڑ دیا شکر کرو کہ جان تمھاری بچ گئی ورنہ وہ جناب اگر چاہتے تو قتل کر ڈالتے

بزرک خطائی نے برہم ہوکر جواب دیا لک جی بس خاموش رہو تنک جراحت پہ نہ چھڑکو کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکالو ورنہ سردربار ذلیل ہوگے بختک نے کہا خفا کیون ہوتے ہو مار پیٹ سے کیون ڈراتے ہو مین اُن میں سے نہین ڈرتا ہمیشہ سے مار پیٹ کا عادی ہون خواجہ عمرو سلامت رہین انھون نے زیادہ تر میرے سر پر آتش کاری کی ہو سر میرا مضبوط ہوگیا ہو بزرک خطائی گفتگوے بختک سنکے سمجھا کر خاموش رہا بزرک خطائی تو بدستور قدیم دربار صلصال مین ہو لیکن اب حال امیر با توقیر کا تحریر کیا جاتا ہو کہ جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران داخل لشکر ہوے اور خواجہ بھی مع عیارون کے لشکر مین آپہنچے امیر نے چمن بیلاق سے مع لشکر آگے کوچ کیا چند منازل طے کر کے ایک میدان وسیع مین قریب آبادی شہر قیام کیا یہ خبر جب صلصال کو پہونچی ہمراہ چند سردارون کے لشکر کثیر براے مقابلہ امیر روانہ کیا سرداران لشکر صلصال مع فوج بمقابلہ لشکر امیر آکے فروکش ہوے تین روز تک بوجہ انتظام جنگ طبل رزمی نہ بجوایا صلصال نے برہم ہوکے پروانہ بنام سرداران لشکر اس مضمون کا بھیجا کہ تمنے ابتک طبل جنگ کیون نہ بجوایا جنگ آغاز کیون نہ کی لازم ہو کہ بمجرد پہونچنے نامہ بلا مہلت کے نقارہ جنگی بجوا کر لڑائی شروع کرو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو تہ تیغ کرو لشکر امیر کو تباہ کرو تاکید جانو سردارون نے بموجب حکم ہنگام شب طبل جنگ بجوایا جب صداے نقارہ حربی بلند ہوئی چند عیاران لشکر اسلام نے روبروے بادشاہ لشکر اسلام آکر بعد آداے مراتب فدویت و سرافگندگی و بعد دعا و ثناے شاہی عرض کیا اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت لشکر حریف مین صداے طبل جنگ بیدرنگ بلند ہوئی ہو قصد سرداران صلصال بد افعال کا یہ ہو کہ وقت سحر میدان کارزار مین اکر آتش فتنہ و فساد مشتعل کرین باقی خیریت ہو بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل رزمی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے جو کچھ پروردگار کو منظور ہوگا وقت سحر اسکا ظہور ہوگا عیارون نے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے خواجہ عمرو اور قلاب چینی اور کباب چینی کو آگاہ کیا خواجہ نقارخانہ مین گئے قلاب چینی اور کباب چینی نے چند اشرفیان خواجہ کو بہ ادب نذر دین خواجہ نے نذر قبول کر کے چوب اٹھا کر نقارہ سکندری پر لگائی پھر قلاب چینی وغیرہ نقارہ رزمی بجانے لگے جب آواز نقارہ سکندری بلند ہوئی زمین تھرائی بزدلون کے دل دہل گئے رنگ چہرہ پیر فلک متغیر ہوگیا دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب آفتاب عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا جانبین کے لشکر میدان جنگ مین آئے بعد درستی عرصہ رزم صف آرا ہوے بعد صف آرائی کڑکیت اور نقیبان خوش آواز دونون جانب سے نکلے اور میدان جنگ مین آکر بہادران لشکر سے مخاطب ہوکر اسطرح انکو آمادہ کارزار کرنے لگے ۔ نظم

بہادر ہو جرار ہو لا کلام	زمین پر بہا کر عدو کا لہو
کرو آج روشن بزرگون کے نام	جوانان نامی مین ہو سرخرو
جوانون یہ ہو عرصہ کارزار	بڑھو کھینچکر تیغ خون چکان
حریفون سے اپنے ذرا ہو شیار	مٹا دو حریفون کا نام و نشان

جب نقبا اور کڑکیت جوانان لشکر ہر دو جانب کو آمادہ جنگ پر کر کے میدان رزم سے ہٹ گئے اسوقت دلاورون کا یہ حال ہوا کہ نشہ بادۂ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے قبضہ شمشیر و مبدم چومنے لگے اول لشکر کفار سے قرالاچین گینڈا بڑھا کر بصد غرور صف لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور بہ آواز بلند وہ بدمست پکارا اے فرقہ خدا پرستان تم مین سے جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مجھسے مقابلہ کرے لشکریان فوج اسلام نے دیکھا کہ قرالاچین نہایت زبردست جوان ہے گویا دیو

سے ہنوز سواران لشکر اسلام اُس کافر بدانجام کو دیکھکر متحیر تھے کہ فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر
حمزہ صاحبقران عالیمقام سے اجازت جنگ لیکر روبرو اُس بد اندیش کے جاکر کہا اے پیادہ رو تیرہ درون دار کر
آرزو جنگ تا دل مین تیرے باقی نہ رہجائے اُس گبر نے مانند دیو کے ہنسکر کہا میری ضرب گرز و تیغ سے کبھی حریف
جانبر نہین ہوا ہے سیدھا سوئے عدم گیا ہے پہلے تو ہی وار کر فرامرز نے قبول نہ کیا اُس مست بادۂ نخوت نے کہا
معلوم ہوتا ہے تیری اجل ہی آئی ہے یہ کہکر گرز گران سر اٹھاکر گردش دیکر دونون پانوّن رکاب پر خوب جما کے نعرہ
کرکے بقوت تمام گرز سر حریف پر لگایا فرامرز نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اسوقت گرز پر گرز پڑنے سے مردمان
لشکر جانبین کو یہ ثابت ہوا کہ دو پہاڑ باہم ٹکرائے یا دو فیل مست مین باہم جنگ ہوئی یہ جنگ دیکھ کر ہر ایک متحیر تھا
چونکہ غبار مین فرامرز تھا قرالاچین بھاگ کر مین نے حریف کو اپنے ہلاک کیا یہ خیال کرکے خوش ہوا بعد تھوڑی
دیر کے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا فرامرز کو زندہ دیکھکر متحیر ہوکر پھر گرز اُسی طرح مارا اب کی مرتبہ فرامرز
نے اُسکے وار کو خالی دیکر نعرہ کرکے اسطرح گرز گران بار اُس کے سر پر لگایا کہ وہ اور اُسکا گینڈا دونون
پیوند خاک ہوے کہ استخوان سرمہ سا ہو گئے لشکر اہل اسلام مین صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی ہر ایک
اعلی و ادنی خوش ہوا کفار کو اسقدر صدمہ ہوا کہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلے گئے ادھر بادشاہ
لشکر اسلام اور امیر با توقیر فرامرز عاد مغربی کو ہمراہ لیکر بخوشی و شادمانی جنگاہ سے بارگاہ لشکر گئے دوسرے
روز پھر وقت سحر دونون لشکر حسب دستور میدان جنگ مین آئے بعد درستی میدان جنگ اور آمادہ جنگ کرنے
نقیب کے آق لاچین اور گوگر لاچین وغیرہ چند پہلوانان نامی و نامور یکے بعد دیگرے میدان مصاف
مین آئے اور ہاتھ سے فرامرز عاد مغربی کے ہلاک ہوے وقت شام مردمان لشکر کفار نے طبل آسایش پر
چوب لگائی دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر گئے جب یہ خبر صلصال نے سنی کہ دس سرداران لشکر جو نامی و
نامور تھے دست فرامرز سے ہلاک ہوے نہایت برہم ہوکے کہنے لگا کہ فرامرز سرداران لشکر حمزہ مین بڑا
جری ہے کہ اُسنے کماج خان اور یوسف خان اور دیلو لاچین اور گوگر لاچین وغیرہ کو قتل کیا
بد دولت کو طول کیا کیونکر یہ خدا پرست قتل ہو کہ مجھے خوشی حاصل ہو یہ کہکر جملہ امراء وزرا کو جمع کیا اور اُنسے
اس باب مین مشورہ کیا سبھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے اور
اُسکی تمناے دل کے برلانے کا اقرار کرکے براے مقابلہ خدا پرستان روانہ فرمائین تو وہ بیشک جاکر فرامرز
وغیرہ سرداران لشکر کو قتل کریگا بلکہ حمزۂ صاحبقران کو بھی ہنگام جنگ تہ تیغ کریگا خاتمہ لشکر اسلام کا
کر دیگا صلصال کو جو یہ راے پسند آئی اُسی وقت حکم دیا تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے ہمارے
روبرو لے آؤ ملازم فوراً حکم بجا لاے صلصال نے نہایت نوازش کرکے خلعت دامادی تمغاج خان کو
دیا ناظرین پر واضح ہو کہ صلصال نے تمغاج خان کو اس وجہ سے قید کیا تھا کہ یہ زلفین دختر صلصال
کو دیکھکر فریفتہ ہوا تھا ایک روز صدمہ ہجر زلفین سے بیتاب ہوکر سر دربار صلصال سے طالب زلفین
ہوا تھا شاہ ترکستان نے برہم ہوکر قید کیا تھا اب اُسے قید سے رہا کرکے خلعت دامادی دیا ہے اور اقرار
کیا ہے کہ جب سر حمزہ وغیرہ کاٹ کر تو لے آئیگا اُسوقت زلفین کو تیرے حوالے کردونگا الحاصل
جب صلصال تمغاج خان کو خلعت دامادی دیکا فوج کثیر اُسے دیکر بمقابلہ صاحبقران روانہ
کیا تمغاج خان نے بمقابلہ لشکر اسلام قیام کرکے طبل جنگ بجوایا جب آواز طبل رزمی بلند ہوئی

ہرکارے جو بامر جاسوسی اور خبر رسانی معین تھے انھون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اسطرح عرض کیا **نظم**

ای شہ فوج و لشکر اسلام — دشمنانت ذلیل و خوار شوند
ای شہ ذی وقار و نیک انجام — زیر افلاک بے وقار شوند
تا فشود مہر بر فلک تابان — تا بود مہ بارض نور افشان

اسوقت **تمغاج خان** نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا ہے
وہ سردار نہایت زبردست ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان مصاف مین آکے دلاوران لشکر اسلام سے مقابلہ کرے
باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سُنکے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی
بجایا جائے ہرکارون نے حکم بادشاہ سے **قلاب چینی** اور **کباب چینی** نقارہ نوازون کو آگاہ کیا اُس وقت
بدستور قدیم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی صدائے نقارۂ رزمی سُنکے دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ مین
مصروف ہوئے تمام شب ہر دو لشکر مین تیاری جنگ ہوئی جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور جانب
مشرق سے نمایان ہو کر تخت **لاجورد فلک** پر رونق افزا ہوا اُدھر سے **تمغاج خان** مسلح ہو کر مرکب
دورکابہ پر سوار ہو کر مع سپاہ کثیر میدان کارزار مین آیا اس جانب سے بادشاہ لشکر اسلام نماز سحر سے
فارغ ہو کر لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیکر عرصۂ مصاف مین آئے بعد درستی میدان نبرد اور صف آرائی کے نقباے خوش گلو
نے جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ جدال و قتال کیا جب نقیب میدان جنگ سے ہٹگئے **تمغاج خان** نے صف
لشکر سے اپنے مرکب کو نکالا اور میدان مین آکر مرکب کو روک کر پکارا ای بادشاہ لشکر اسلام کسی اجل رسیدہ
کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو بادشاہ لشکر اسلام نے سوے دلاوران لشکر اسلام نظر کی اول **اہرمن**
مازندرانی لشکر اسلام اور **حمزۂ صاحبقران** سے اجازت جنگ لیکر روبروے **تمغاج خان** گیا اُسنے ضرب
تیغ گران سے اہرمن کو زخمی کیا اور حلقۂ کمند مار کر گرفتار کیا پھر **طول مست بربری** براے مقابلہ گیا اُسکو
بھی **تمغاج خان** نے اسیطرح زخمی کیا اور گرفتار کیا اسی طور سے چند دلاوران لشکر اسلام کو تا شام زخمی کیا اور
گرفتار کیا ہنگام غروب آفتاب طبل آسائش بجوا کر **تمغاج خان** فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اس طرف بادشاہ
لشکر اسلام و **حمزۂ صاحبقران** مع اپنی فوج قیامگاہ سپاہ پر آئے اُدھر **تمغاج** نے پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ
لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل رزمی سُنکے نقارہ رزمی بجوایا پھر دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہونے لگی
جب صبح ہوئی دونون لشکر اسی طرح میدان مین صف آرا ہوے جب کڑکیت اور نقیب بہادرون کو لڑنے پر
آمادہ کر کے میدان نبرد سے چلے گئے **تمغاج خان** نے اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آکر مبارز طلب کیا
راوی کہتا ہے کہ ایک سردار صف دست چپ سے نکل کر اجازت جنگ بادشاہ سے لیکر برمقابلہ گیا **تمغاج خان**
نے تیغ گران سے اُسے مجروح کیا اسی طرح تا شام **تمغاج خان** نے سات سرداران فرنگ کو زخمی کیا وقت
شام طبل آسایش بجوا کر چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی مع جملہ سردارون اور لشکریون کے فرودگاہ لشکر آکے
داخل بارگاہ ہو کر حکم دیا کہ نامبردہ زخمیون کا علاج کیا جائے بموجب حکم چارہ گر علاج کرنے لگے ہنوز جملہ دلاوران
لشکر اسلام گھوڑون سے اُتر کر سلاح تن سے جدا کر کے بارگاہ و خیام مین بیٹھے تھے کہ پھر **تمغاج خان** نے طبل رزمی
بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر طبل جنگ بجنے کی سُنکے اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا صدائے نقارۂ جنگی سُنکے
جملہ اہل لشکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ ہنگام آیا کہ سفیدۂ سحر فلک پر نمایان ہوا جملہ اہل اسلام نے وضو
کر کے فریضۂ سحری برجوع قلب ادا کیا خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام اور **حمزۂ صاحبقران** نے نماز سحر بعد
خشوع و خضوع ادا کی اور براے فتح و ظفر خدا سے دعا کی بعد دعا اور وظایف کے حکم کمربندی کا دیا اور جملہ سردار

اور سوار مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہوے جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداران ذی وقار نے
باادب تمام سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام سب کو جواب سلام دیتے ہوئے تخت پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے
لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک رسالے مین بجے سواری بادشاہ جانب میدان کارزار روانہ ہوئی جملہ سپاہ
ہمراہ چلی اُسوقت سواری بادشاہ اور روانگی لشکر لایق دیدنی تھی وہ صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ کم کم آفتاب کا
طلوع ہونا وہ صحرا مین سبزے کی لہک وہ گلہاے خودرو کی شگفتگی وہ بلبلون کی نغمہ سرائی وہ نقیبون کا بولنا وہ سواری
بادشاہ کی شوکت وہ دلاورون کی صولت وہ علمون کا بلند ہونا وہ پھریرون کا کھلنا وہ جنگی باجون کا بجنا وہ بہادرون کا
سُن سُنکے جھومنا وہ صف بصف سوارون اور پیدلون کا چلنا عجب لطف دکھاتا تھا جب بادشاہ لشکر میدان جنگ
مین پہونچے دیکھا کہ **تمغاج خان** صف آرا ہے جسدم ادھر بھی صف آرائی ہو چکی و دونون جانب سے کڑکیت اور
نقیبون نے نکل کر بہادران ہر دو لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا جب وہ میدان نبرد سے ہٹ گئے **تمغاج خان** اپنے
لشکر سے نکل کر میدان مین آیا گھوڑے کو روک کر پکارا اے حمزہ صاحبقران مین نے سُنا ہے کہ آپ نہایت شجاع
ہین اور دلاوران عرب مشہور ہین مین چاہتا ہون کہ آج آپ سے مقابلہ کرون تاکہ کچھ لطف جنگ حاصل ہو آپکے
سرداران لشکر سے لڑنے مین کچھ بھی لطف جنگ مجھے نہین ملا ہے حوصلہ دل کا نہین نکلا ہے واضح ہو کہ یہ قاعدہ لشکر
اسلام کا ہے کہ حریف جسکو ہر جنگ طلب کرتا ہے وہ اُس سے مقابلہ کرتا ہے پس بموجب قاعدہ مندرجہ کے امیر
کشورگیر بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہو کر جس وقت بمقابلہ حریف جانے لگے علمہاے لشکر جلوہ گری پر
آئے باجے جنگی ہر ایک رسالے اور پلٹن مین بجے علم اژدہا پیکر سے **یا صاحبقران یا صاحبقران** کی صدا
آنے لگی جب **امیر** سامنے **تمغاج خان** کے پہونچے مرکب کو روک طالب ضرب ہوے **تمغاج خان** رعب
وشان **امیر** پر نظر کرکے اور خوش ہو کے خیال کرنے لگا کہ اسوقت امیر سے لڑنے مین بیشک لطف جنگ
حاصل ہوگا یہ خیال کرکے گرز گران بار دونون ہاتھون سے پکڑ کر رکابون پر قدم جما کر گرز کو گردش دیکر سر
امیر پر لگا امیر نے بسہولت اپنے گرز پر اُسکے گرز کو روکا جب امیر ضرب گرز سے محفوظ رہے **تمغاج خان** نے
گرز کو بالاے خاک پھینک کر نیزہ سینے پر لگایا **حمزہ صاحبقران** نے اُسکے نیزے کو بھی اپنے نیزے پر روکا
بعد نیزہ روکنے کے خود بھی نیزے کا وار کیا **تمغاج خان** نے بھی وار روکا اسی طرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخر
امیر نے ایک بند نادر باندھ کر اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا **تمغاج خان** نیزے کے نکل جانے سے ایسا خجل ہوا کہ ایک
نیزہ آب خجالت مین غرق ہو گیا بعد انفعال برہم ہو کر تیغ گرانبار کھینچکر خبردار کہکر سر امیر باتوقیر پر لگایا
جب تیغ قریب سر آیا امیر نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے بھی زنجیر کمر امیر مین ہاتھ ڈالا دونون جرار
زور کرنے لگے گھوڑے عاجز ہو کر سینے کے بل زمین پر بیٹھنے لگے اُس وقت شاطرون نے لشکر سے نکل کر
کہا اے دلاوران یکتاے روزگار اگر قصد کشتی لڑنے کا ہے تو مرکبون سے اُتر کر زور آزمائی کرو گاو زمین تمھارے
زور اور بار کی متحمل ہوگی بیچارے گھوڑے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ سُنکے امیر نے ہاتھ اُسکا چھوڑ دیا
اُسنے بھی کمر زنجیر کو چھوڑ دیا ادھر امیر ادھر **تمغاج خان** دونون مرکبون سے بالاے زمین آئے اور دامن
گردانکر کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ متواتر ہونے لگے جملہ سردار اور لشکری جانبین کے گھوڑون سے اُتر اُتر کر
علی قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے بادشاہ لشکر اسلام نے بھی اپنا تخت بالاے فرش رکھوا دیا اور
حکم کیا جا بجا بارگاہین اور خیام براے راحت و آرام استادہ ہون ملازم حکم فوری بجا لانے [illegible]

روز گذر کر شام ہوئی تمغاج خان نے امیر باتوقیر سے کہا اب وقت مغرب آیا ہی مناسب ہی کہ شب کو بہ آرام بسر کیجے ہنگام سحر پھر مجھسے کشتی لڑیے گا امیر نے جواب دیا ہمارا یہ قاعدہ نہین ہی تاوقتیکہ ہم حریف کو زیر نہین کرلیتے آرام پذیر نہین ہوتے اگر تمھین عذر شب کا ہی تو ہمارے اور تمھارے نزدیک تاریک شب کو کثرت روشنی سے مثل روز روشن کرنا آسان ہی تمغاج خان نے یہ سُنکے اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا دیا ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی ادھر حکم بادشاہ لشکر اسلام سے اسقدر روشنی ملازمون نے کی کہ وہ شب تار گویا مثل روز روشن روشن ہوگئی بعد پینے کاسہ ہاے شیر کے پھر دونون جرار کشتی لڑنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ بعد تین روز کے چوتھے روز امیر نے تمغاج خان کو زمین سے اُٹھاکر سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر ٹپکین یکایک تمغاج خان نے کہا یا امیر مجھے امان دیجیے فرمایا امان بشرط ایمان تمغاج خان نے کہا مسلمان کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا امیر باتوقیر نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا وہ قدم امیر پر گرا امیر نے اُسے اپنے سینے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین جاکر زیر دست فرامرز عاد مغربی اُسے دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا یہ امر تمغاج خان کے خلاف جو ہوا خواجہ عمرو سے اس امر کی شکایت کی وقت سحر خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر سے یہ کہا کہ تمغاج خان کل آپکی شکایت کرتا تھا کہتا تھا مجھے زبردست فرامرز عاد مغربی امیر نے بٹھایا ہی حالانکہ مین فرامرز سے زور و قوت مین زیادہ ہون امیر نے جواب دیا اے خواجہ عمرو مین عادل ہون نامنصف نہین مین نے خلاف اُسکے مرتبہ کے اسے جگہ نہین دی ہی یہ اُسکا خیال خام ہی کہ مین فرامرز عاد مغربی سے قوی تر ہون مین بخوبی جانتا ہون کہ فرامرز اُس سے زور و قوت مین زیادہ ہی اگر اُسے میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو فرامرز عاد مغربی سے زور آزمائی کرے خواجہ عمرو نے یہی تمغاج خان سے کہا اُسنے کہا مین فرامرز سے لڑونگا ایک روز تمغاج خان فرامرز عاد مغربی سے کشتی لڑنے پر موجود ہوا فرامرز بھی حکم امیر باتوقیر سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا جب دونون مین کشتی ہوئی آخرکار فرامرز تمغاج خان پر غالب آنے لگا اس وقت امیر نے فرمایا اے تمغاج خان ابتو قائل ہوے یا نہین تمغاج خان نے عرض کیا بیشک مین قائل ہوا امیر نے فرامرز سے فرمایا چھوڑدو اب کشتی نہ لڑو اُسنے چھوڑدیا اُس روز سے تمغاج خان زیردست فرامرز بیٹھنے لگا مگر ملول اور رنجیدہ رہتا تھا ایک دن امیر نے اُسے غمگین دیکھکر احوال مزاج پوچھا اُسنے کہا کیا عرض کرون بسبب حجاب کے عرض نہین کرسکتا امیر باتوقیر نے فرمایا اگر تم ہمسے بوجہ حجاب نہین کہتے تو خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے بیان کردینا وہ ہمسے کہدیگا تمغاج خان نے قبول کیا دوسرے روز خواجہ عمرو سے تمام حال اپنا زلفین پر عاشق ہونے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے جو کچھ سنا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے اپنے سردار بہرام گرد بن خاقان چین کی دختر سے عقد اُسکا کردیا اُسکے صاحب سے اور بطن دختر مذکور سے زرین تاج نام ایک پسر پیدا ہوگا بر وقت ضرورت اُسکا ذکر کیا جائیگا جب عقد تمغاج خان کا ہوچکا ایک روز تمغاج خان نے صلصال سے یہ کہلا بھیجا کہ او بادشاہ ظالم و کافر تجکو میرے احوال سے اطلاع ہوئی ہوگی اب تو مجکو اپنا دشمن جان بہت جلد میرے مقابلے کے واسطے کسی کو روانہ کریا خود آکر مجھسے مقابلہ کر ورنہ مین سر دربار آکے تجھے قتل کرونگا صلصال نابکار اول تو پہلے ہی مسلمان ہونے تمغاج خان سے ملول ہوا تھا اب پیام مندرجہ سُنکر زیادہ تر رنجیدہ اور برہم ہوا چند اپنے

بھائیون کو فوج کثیر دیکر براے مقابلہ روانہ کیا جب وہ بمقابلہ لشکر امیر آئے اور اُنھون نے طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا وقت سحر طلب خاقان برادر صلصال اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا حریف کو طلب کیا تمغاج خان آیا ہنگام مقابلہ اُسے قتل کیا پھر ترب خاقان اور گرغا خاقان اور تمور خاقان یکے دفعہ دفعہ لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا تمغاج خان نے یکے بعد دیگر نامبردگان کو تہ تیغ کیا وقت شام باقی ماندہ سرداران لشکر کفار نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوے صلصال اپنے بھائیون کے قتل ہونے کی خبر سُنکے ملول و غمگین ہوا اور اِسی درجہ تمغاج خان پر غضبناک ہوا کہ حکم کیا اسوال وسواکن تمغاج خان لوٹ لو متعلقین کو اُسکے قید کر و ملازم حکم اُس کا بجا لاے

دوسرے داستان آنا حفظ بن داؤد کا اور ذکر عیاری خواجہ عمر و مع حال بدیع کشتی گیر غزل

سکتے ہو باتھ پڑا ہو مرا پورا کیسا
ماہ کی طرح ترا نام ہے چمکا کیسا
حضرت دل ابھی الفت مین وہ یہ کیا جانین
ہم نہین جانتے تسبیح و مصلے کیسا
ہم بھی ہنگامۂ محشر مین دُہائی دینگے
ہمنے موسیٰ یہ بتاؤ اُسے دیکھا کیسا
اختر صبح کا شب کو نہ گمان کیونکر ہو
وہ نکیون مجھسے یہ پوچھین کہ تڑپنا کیسا
اثر عشق پس مرگ جو ہوگا ان کو
مجکو اُستاد نے مجنون ہے پڑھایا کیسا
یہ بھی تو کیجیے کہ سر ہمنے جھکایا کیسا
بگڑا بیٹھا ہو وہ کمسن یہی ضد کرتا ہی
ہجر کہتے ہین کسے وصل ہے ہوتا کیسا
ہجر مین دیدۂ تر سے نہین تھمتے آنسو
دیکھنا تم بھی کہ ہوتا ہو تماشا کیسا
واے تقدیر نہ سینے سے وہ دلدار لگا
اُنکی پیشانی پہ تابندہ ہے ٹیکا کیسا
جبسے اک پردہ نشین سے ہو لگی آنکھ مری
خود چلے آئینگے میت پہ وہ پردا کیسا
وصف رخسار پری رو جو لکھا اللہ نیر
حسن کا تیرے زمانے مین ہو شہرا کیسا
ہمکو دکھلاؤ کہ ہوتا ہو جنازا کیسا
بندۂ عشق ہین بت پوچھتے ہین اے زاہد
موج زن آج ہوا دیکھیے دریا کیسا
تا ہے تم جلوۂ محبوب کی لاے نہ ذرا
ہمنے سمجھایا شب وصل مین کیسا کیسا
رات دن چوکہ رقیبون سے رہے ہمبستر
مین نہین جانتا راتون کو کہ سونا کیسا
عشق بازی کا نہین خاک سبق یاد تجھے
آکے مقطع مین مرے قافیہ چمکا کیسا

راویان خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب حکم صلصال بہالی سے متعلقین تمغاج خان قید ہوے اُسوقت صلصال خوش ہوا روز دیگر دربار مین جب بالاے تخت آ کے بیٹھا اُمرا اور وزراے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا اب کیا تدبیر کرون کس دلیر کو براے مقابلہ امیر روانہ کرون ہنوز اُمرا و وزرا کچھ عرض نہ کرنے پاے تھے کہ چند ہرکارے بتیابانہ دربار مین آئے اور بعد ادا ے دعا و ثناے شاہی اس طرح بصد ادب عرض کرنے لگے کہ حفظ بن داؤد تشریف لاتے ہین داخل ترکستان ہوچکے ہین عجب نہین کہ آج تا شام داخل دربار سرکار ہون صلصال یہ خبر سُنکے نہایت شاد ہوا کہنے لگا اب حفظ بن داؤد آتے ہین مقدمۂ جنگ جدال مین اُنسے مشورہ کرونگا جو وہ کہینگے اُسپر عمل کرونگا یہ کہکر چند اُمراے ذیوقار کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کیا اُمرا بموجب حکم صلصال گئے اور استقبال کر کے حفظ کو دربار مین لاے شاہ ترکستان نے نہایت تعظیم و تکریم اُسکی کی اور قریب اپنا تخت کے بعزت اُسے بٹھایا اُسنے بعد مزاج پرسی حالات دریافت کیے صلصال نے تمام حال جنگ و جدال کا جو گذرا تھا بیان کیا اور پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر امیر با توقیر اور اُن کے سرداران لشکر کو قتل کرون حفظ بن داؤد نے مسکرا کر کہا اے شہنشاہ کچھ تردد نہ کیجیے اب مین آیا ہون ایسی تدبیر کرونگا کہ حمزہ ہلاک ہوجائیگا بعد اُسکے اُسکے سرداران لشکر کا قتل کرنا چندان مشکل نہین ہو اُن سب کے واسطے بھی کوئی تدبیر کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ لکھکر ایک نامہ بر کو دیکر کہا یہ نامہ حمزۂ صاحبقران کو دے آ

اور جواب اسکا لے آنا مہ بر نامہ کو لیکر گیا جب روبروے امیر پہونچا نامہ دستار سے نکالکر پیش کیا امیر نے میر منشی کو طلب کیا اُسنے حاضر ہوکر نامہ کو وا کرکے بہ آواز بلند پڑھا مضمون نامہ حفظہ بن داؤد یہ تھا کہ اے امیر آپ بڑے شجاع و بہادر مشہور ہین اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہین اگر واقعی آپ شجاع اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہین تو آگ مین کسی روز ہمراہ میرے تشریف لیجایئے تاکہ مجھے آپ کے شجاع ہونے اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہونے کا یقین ہو عہد کرتا ہون کہ جب آپ آگ مین جاکے زندہ نکل آیئے گا اُس وقت مین دین اسلام اختیار کرونگا جب امیر کشورگیر کو مضمون مندرجہ نامہ سے آگاہی ہوئی جواب مین اسکے تحریر فرمایا اے حفظہ جو کچھ تونے لکھا ہمنے پڑھوا کر سنا جس روز تھارا دل چاہے انبار ہیزم مین آگ رکھو جب آتش مشتعل ہو ہمراہ میرے آگ مین چلو میری نسل اور میری شجاعت کا امتحان کرلو بعد ازان ایفاے وعدہ کر جب نامہ تیار ہوچکا سر نامہ پر مہر کرکے نامہ بر کے حوالے کیا قاصد جواب نامہ لیکر حفظہ کے پاس گیا اور جواب نامہ حوالے کیا حفظہ جواب نامہ پڑھکر نہایت خوش ہوکر کہنے لگا اے شہنشاہ اگرچہ خداوندان لات و منات وغیرہ نے تو امیر کو مین نے ہلاک کیا اب آپ ایک میدان وسیع مین لکڑیاں بکثرت جمع کرا دیجئے اور جس روز مین حمزہ کو آگ مین لیجاؤن اُسدن آپ بھی وہان تشریف لیچلیے میرے کمال کو ملاحظہ فرمایئے صلصال نے خوش ہوکر منظور کیا اور اُسی وقت حکم کیا بیرون شہر ایک میدان وسیع مین لکڑیاں فراہم کی جائین ملازم تعمیل حکم کرنے لگے جب انبار ہیزم بخوبی تمام ہوچکا ملازمین نے صلصال اور حفظہ سے عرض کیا کہ ہم سب خدام نے لکڑیاں بکثرت میدان مین جمع کردی ہین صلصال نے یہ سنکر انھین کچھ انعام دیا حفظہ نے ایک روز مقرر کرکے اُس روز اور وقت معینہ سے امیر کو آگاہی دی یعنی ایک ملازم حفظہ بحکم حفظہ گیا اور روز مقررہ سے اطلاع دے آیا یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی کہ حفظہ امیر کو آتش مشتعل مین ہمراہ اپنے لیجائیگا خواجہ کو سخت تردد ہوا اُسی وقت بیتابانہ امیر سے عرض کیا آپ ہمراہ اُسکے آگ مین تشریف نہ لیجایئے گا مبادا کچھ ضرر پہونچے تو اچھا نہوگا امیر با توقیر نے جواب دیا اے خواجہ مین نے حفظہ سے وعدہ کرلیا ہے ہمراہ اُسکے آگ مین ضرور جاؤنگا اگر خدا چاہیگا تو جسطرح میرے جد عالی تبار پر حکم پروردگار سے آگ گلزار ہوگئی مجھپر بھی آگ گلزار ہوجائیگی مجھے کسی طرح ضرر نہ پہونچائیگی خواجہ نے عرض کیا آپ کے جد نامدار پیغمبر تھے آپ نبی اور پیغمبر نہین اور آگ کا کام جلا دینا ہے میرے نزدیک مناسب نہین ہے کہ آپ آگ مین تشریف لیجائین راوی کہتا ہے کہ ہرچند خواجہ عمرو نے اس امر مین امیر کو سمجھایا مگر حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا یہی فرمایا کہ اب تو مین اُس سے اقرار کرچکا ہون ضرور آگ مین جاؤنگا جب خواجہ سمجھانے سے عاجز ہوے مجبور ہوکر وہان سے اُٹھکر جانب مسکن حفظہ بن داؤد روانہ ہوے یہان روز مقرر حفظہ بن داؤد نے اپنے ملازم مسمی خورشید سیر سے کہا وہ دونون شیشے روغن کے جو ہمنے تیرے حوالے کیے تھے جاکر لے آ ملازم مذکور شیشے جو لینے گیا ایسی طبیعت کسل مند ہوئی کہ فرش پر لیٹ کر سوگیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے مسلمان کرکے فرمایا اے خورشید سیر جلد بیدار ہو شیشے لیکر جا اثناے راہ مین تجھے اس شکل و صورت کا ایک شخص ملیگا خبردار یہ دونون شیشے روغن کے اُسے دیدینا نام اُسکا عمرو ہوگا یہ فرماکر حضرت ابراہیم اُسکی نظر سے نہان ہوگئے جب وہ بیدار ہوا شیشے لیکر چلا اثناے راہ مین دیکھا ایک مرد ضعیف خمیدہ کمر مسافرون کی سی وضع چلا آتا ہے جب وہ شخص قریب آگیا خورشید سیر نے پوچھا اے شخص کیا تیرا نام خواجہ عمرو ہے مرد پیر نے حیران ہوکر پوچھا تجھے میرے نام سے کیونکر آگاہی ہوئی

اُسنے جواب دیا جبکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کرکے ارشاد کیا تھا کہ راہ مین تجھے جو شخص
اس وضع کا ملے تو اُسے خواجہ عمرو جاننا بموجب ہدایت آن حضرت مین نے تمھین پہچانا خواجہ نے پوچھا ای برادر یہ
بتاؤ کہ یہ دونون شیشون مین کیا ہی اُسنے دست و پاے عمرو چوم کر عرض کیا ای خواجہ آپکو معلوم ہو کہ ایک طائر
قوی الجثہ ہی مردم اُسکو ققنس کہتے ہین عمر اُسکی ہزار سال کی ہوتی ہی ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھتا ہی اُس
طائر کی منقار سوراخدار ہوتی ہی اور دراز ہوتی ہی وقت سانس لینے کے اُسکے سوراخہاے بینی سے صداے دلکش نکلتی ہی
استادان علم موسیقی نے اُسی کی آواز ہاے بینی سے علم موسیقی ایجاد کیا ہی اگر مفصل حالات علم موسیقی مع مقامات بیان کرون
تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ اسی طائر کی آواز سوراخہاے بینی سے جملہ راگ اور راگنیان استادان علم موسیقی نے بنائی
ہین وہ طائر بعد ہزار سال کے اپنے آشیانے مین بیٹھکر ایسا نوحہ کرتا ہی کہ منقار سے اُسکے شعلہ ہاے آتش اُسکے آشیانے پر
گرتے ہین فوراً آشیانہ اُسکا جلنے لگتا ہی وہ طائر بھی اپنے آشیانہ مین جل جاتا ہی مگر بقدرت پروردگار اُسی وقت ایک
بچہ بھی قبل جلنے کے ققنس کا پیدا ہوتا ہی وہ بھی مثل اپنے پدر کے ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھا کرتا ہی
غرض جب ققنس جلجاتا ہی اور لکڑیان جلکر خاک ہو جاتی ہین جو لوگ اُس راکھ کی تاثیر جانتے ہین وہ اُس راکھ کو لے
آتے ہین چنانچہ حفظہ بن داؤد نے بھی وہی راکھ منگواکر روغن اُسکا نکلوایا ہی انھین شیشون مین وہی روغن
ہی خاصیت اس روغن مین یہ ہی کہ جو شخص اس روغن کو اپنے جسم پر ملکر آگ مین چلا جائے ہرگز آگ اُسے ضرر
نہ پہونچائے پس اسی روغن کی وجہ سے حفظہ نے امیر کو نامہ لکھا تھا اگر وہ گبر اپنے تن نجس پر ملکر آگ مین جاتا
تو بھی آگ اُسے جلا نہ سکتی چونکہ جناب ابراہیمؑ نے مجھے مسلمان کرکے حکم دیا تھا کہ یہ دونون شیشے خواجہ عمرو کو
دینا اسوجہ سے مین آپ کو دیتا ہون انھین آپ لے لیجیے خواجہ عمرو نے تمام تقریر اُسکی سُنکے نہایت خوش ہوکے
وہ دونون شیشے اُس سے لے لیے اور ویسے ہی دو شیشے کہ جسمین روغن تھا اُسے دیکر کہا کہ یہ شیشے حفظہ کو دے کر
اُس کے پاس اوقات بسر کر لشکر اسلام مین چلے آنا اُسنے منظور کیا خواجہ تو شیشے لیکر لشکر اسلام مین آئے
خورشید سیر راہ طے کرکے حفظہ کے پاس گیا شیشے اُسے دے کر لشکر امیر مین چلا گیا حفظہ نے ان
شیشون سے روغن نکالکر تمام اپنے اعضا پر لا بعدہ صلصال اور نوشیروان اور بختک اور جملہ
عزیزان صلصال وغیرہ کو ہمراہ اپنے لیکر اُس میدان مین گیا جہان انبار ہیزم تھا اُس جانب سے امیر
باتوقیر بھی مع خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر بکروفر اسی میدان مین تشریف لائے بعد تشریف لانے امیر کے
حفظہ نے انبار ہیزم پر آگ رکھوائی جب شعلے تا بہ فلک جانے لگے حفظہ نے امیر سے کہا آپ میرے ہمراہ آگ
مین تشریف لے چلیے اُسوقت عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر میرے پاس ایسا روغن ہی کہ آگ آپ کو ضرر نہ
پہونچا سکیگی براے زندگی و سلامتی اپنے تن پر مل لیجیے پھر آگ مین تشریف لے جائیے امیر نے جواب دیا روغن کیا
مجھے بچائیگا پروردگار میرا حافظ و مددگار ہی مجھے اُسی کی اعانت و حفاظت پر توکل ہی یہ کہکر حفظہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر
اُس دریاے آتش کے اسم اعظم پڑھتے ہوے تشریف لے گئے ببرکت اسم اعظم اور بقدرت پروردگار آگ نے امیر
کے جسم پر کچھ بھی اثر نہ کیا بلکہ لباس تن بھی نہ جلا چونکہ امیر حفظہ کا ہاتھ پکڑے ہوے تھے وہ بھی شعلہ ہاے آتش سے
محفوظ رہا جب یہ حال خواجہ عمرو نے دیکھا بیتاب ہوکر زبان جنی مین کہنے لگا یا امیر جلد حفظہ کا ہاتھ چھوڑ دیجیے
امیر نے بموجب کہنے خواجہ کے عمل کیا حفظہ فی الفور جلکر خاک ہو گیا دوزخی تھا نار جہنم مین گیا امیر باتوقیر اسم
اعظم پڑھتے ہوے اُس آگ سے باہر نکل آئے بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران لشکر اسلام خوش ہوے اور فرودگاہ

لشکر کیطرف روانہ ہوے اُسوقت خواجہ عمرو نے وہ ہی روغن جو خورشید سیر سے دستیاب ہوا تھا اپنے تمام
تن پر ملکر پہلے آزمائش کے لیے ایک انگلی اپنی آگ پر رکھکر تاثیر روغن دیکھکر جلد بصورت پابوس بزرگوار بن کر
ایسی جانب سے اُس آگ مین گئے کہ کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا جب درمیان آگ کے پہونچے صلصال سے
مخاطب ہوکر کہنے لگے اے صلصال آگاہ ہوکہ منم پابوس بزرگوار دیکھ کہ حفظہ بن داؤد اور یہ خداوندان لات
ومنات وغیرہ پونے دوسو خداوند بیٹھے ہین لیکن تجھے نظر نہ آئینگے سب خداوند فرماتے ہین کہ ہماری جانب سے
صلصال ہمارے بندہ برگزیدہ سے کہو کہ جلد اپنے فرزندون اور برادرون کو ہمراہ پیشکش ایک خم زرین کرکے یکے
بعد دیگرے ہمارے روبرو بھیجدے تاکہ وہ سب ہماری زیارت کرین بعد اُنکے تو بھی ہماری زیارت سے مشرف ہونا
صلصال نے گفتگوے پابوس بزرگوار سنکے اور کچھ پس و پیش کرکے کچھ اگرا اپنے ہر ایک فرزند و برادر کو ایک ایک خم زر
دیکر آگ مین بھیجا جو گیا جلکر خاک ہوگیا خواجہ نے خم زر اُٹھا کر نذر زنبیل کیا راوی کہتا ہے کہ جب سب پسر و برادر
صلصال کے آگ مین جاکر جلگئے اُسوقت خواجہ نے پکارکے کہا اے صلصال اب تجھکو سب خداوند بلاتے ہین صلصال
برغبت تمام چلا تھا کہ بختک نابکار نے دامن پکڑکے کہا اے شہنشاہ آپ ہرگز آگ مین نہ جائیے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت
یہ پابوس بزرگوار نہین ہوے خواجہ عمرو ہین صلصال نے برہم ہوکر جواب دیا او بد اعتقاد عمرو کی یہ مجال ہے کہ
آگ مین کھڑا رہے اور نہ جلے بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ خفا نہو جیے پہلے امتحان پابوس بزرگوار کا کرلیجیے بعد
اُسکے آگ مین تشریف لیجائیے وہ امتحان یہ ہے کہ پابوس بزرگوار سے کہیے کہ ایک میرے فرزند کو واسطے تھوڑی
دیر کے روبرو سے خداوندان کے یہان بھیجدین اگر فرزند آپکا آپکے پاس آگ سے نکلکر چلا آئے تو بلا تامل آپ بھی جائیے
صلصال یہ رائے بھی پسند نہین کرتا تھا لیکن جب بختک نے بہت کہا اسوقت صلصال نے پابوس بزرگوار
سے کہا اے منتخب برگزیدۂ خداوندان جب تک میرے فرزندون یا بھائیون سے کوئی میرے پاس نہ آئیگا اُسوقت
تک مین قدم نہ رکھونگا پابوس بزرگوار نقلی نے صلصال کے آنے سے مایوس ہوکر کہا اے صلصال
آگاہ ہوکہ مین عمرو ہون مین نے جملہ فرزند اور برادر تیرے آگ مین جلادیے سب جلکر خاک ہوگئے کوئی انمین
سے زندہ نہین رہ گئے تیرے پاس بھیجون یہ کہکر آگ سے نکلکر ایک جانب چلا گیا صلصال یہ احوال سنکے از حد
گریہ کنان ہوا بختک نے کہا اے شہنشاہ صبر کیجیے جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اگر مین آپ کو نہ روکتا تو آپ بھی آگ مین
جاکر مثل حفظہ اور اپنے فرزندون اور برادرون کے جلجاتے اب یہان توقف نہ فرمائیے گریہ وزاری موقوف کیجیے
صلصال بختک کے سمجھانے سے اُس جگہ سے روانہ ہوکر دربار مین جاکر غمگین بالاے تخت بیٹھا اُس وقت زرہ خان
اور زیرک خطائی نے بخیال رنج و غم دفع کرنے کے صلصال سے عرض کیا اے شہنشاہ بدیع کشتی گیر
ایک مدت سے ہمراہ آذر برچین بادشاہ چین یہان آیا ہے اکثر دربار شہنشاہ مین بھی حاضر ہوا ہے آج تک جس واسطے
وہ آیا ہے مطلب اُسکا بر نہین آیا ہے پس ہم امیدوار ہین کہ اُسے بلاکر کسی پہلوان زبردست سے لڑوائیے
کشتی دیکھیے صلصال نے انہین خیرخواہ اپنا خیال کرکے اُسیوقت حکم دیا کہ منادی اسی وقت شہر مین جاکر
ندا کرے ہر صغیر و کبیر کو اس امر سے آگاہ کرے کہ فردا وقت سحر گرشش خطائی بدیع پہلوان سے کشتی لڑیگا
جسے کشتی دیکھنا منظور ہو آکر کشتی دیکھے بموجب حکم منادی نے جاکر اہل شہر کو آگاہ کیا ادھر حکم صلصال
سے ایک میدان وسیع مین اکھاڑہ ملازمون نے درست کیا اور گرد اکھاڑے کے تخت اور کرسیان بچھوائین
اور ایک نگرہ نفیس اکھاڑے پر استادہ کیا جب وہ دن گذر کر سحر ہوئی صلصال ہمراہ اپنے

ارا کین سلطنت کے اکھاڑے پر جاکر بالاے تخت بیٹھا امرا کرسیون پر بیٹھے جملہ ساکنان ترکستان اسطے اور
اونی جوق جوق گروہ گروہ آکر گرد اکھاڑے کے علی قدر مراتب بیٹھے جب مجمع کثیر ہو چکا صلصال نے گھرشں
خطائی اور بدیع کشتی گیر کو طلب کیا جسدم وہ دونون اکھاڑے مین آئے اول بدیع کشتی گیر نے
بڑے بڑے اِسکے اور نال گران وزن اٹھاکر زور و قوت اپنی دکھاکر باواز بلند کہا کہان ہین اسوقت رستم و سام
و زال اگر وہ اسدم موجود ہوتے اور میرے اس زور و قوت کو دیکھتے تو حلقہ میری اطاعت کا اپنے کان
مین ڈالتے صلصال یہ گفتگو بدیع کشتی گیر سے سُنکے برہم ہوا گھرشں خطائی کہنے لگا اے بیہادہ تو پہلوانی
مین اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہے جلد اس سے کشتی لڑکے دست و پا اسکے توڑ ڈال بدزبانی کی
اسے سزا دے گھرشں خطائی چٹ لنگوٹ باندھکر یا خداوندا لات زبان پر جاری کرکے مانند فیل مست کے
اکھاڑے مین اُترکر مٹی اکھاڑے کی اپنے بازوون پر ملکر خم مارکر طالب کشتی ہوا پہلوان بدیع بھی دامن
گردان کر مثل شیر غضبناک اسکے روبرو آیا اور خم مارکر کشتی اُس سے لڑنے لگا پیچ اور توڑ پے در پے ہونے لگے
جملہ تماشائی سیر کشتی کی دیکھنے لگے راوی کہتا ہے کہ بدیع پہلوان نے وقت غروب آفتاب اُسی روز اسے زیر کیا
سینے پر سوار ہو کر کچھ ایسی آہستہ باتین کین کہ کسی نے نہ سنین اور گھرشں نے اطاعت بدیع قبول کی ہنوز بدیع
پہلوان سینہ گھرشں خطائی سے اُٹھا چاہتا تھا کہ صلصال نے برہم ہوکر حکم دیا گھرشں اور بدیع کو گرفتار کرکے قید
کرو کیونکہ یہ دونون نابدولت کے بزم مین گھرشں نے تو یہ خطا کی کہ بدیع سے زیر ہوا نابدولت کو مجمع عام مین
سبک کیا اور بدیع نے یہ تقصیر کی ہے کہ مجھ ایسے شہنشاہ کے پہلوان نامی کو اسطرح بخوف و بیم زیر کر لیا غرض بموجب حکم
زرک خطائی اور شاگردان زرک نے جلد حلقہاے کمند مین اُن دونون کو گرفتار کیا ہر چند آذر برچین بادشاہ تبریز اور
ہمراہیان بدیع نے چاہا کہ بدیع کشتی گیر کو گرفتار نہ ہونے دین مگر یہ امر ممکن نہ ہوا جب گھرشں خطائی اور بدیع کشتی گیر دونون
گرفتار ہوے حکم صلصال سے دونون زندان مین قید کیے گئے صلصال اکھاڑے سے اُٹھکر دربار مین آکر تخت پر بیٹھا
اہل دربار بھی حاضر ہوے صلصال نے امرا و وزرا کی جانب مخاطب ہوکر پوچھا اب کس سردار کو براے مقابلہ اہل اسلام
روانہ کیا جاے سب نے دست بستہ عرض کیا اول تو حضور یعقوب شاہ ختن کو نامہ لکھکر طلب کیجیے دوسرے بدیع
کشتی گیر کو زندان سے رہا کرکے خلعت فاخرہ دیکر بمقابلہ حمزہ روانہ کیجیے صلصال نے راے اُسکی پسند کرکے پہلے نامہ
لکھواکر نامہ بر کو دیکر جانب ختن روانہ کیا پھر امرا سے کہا ابھی جاکر بدیع کشتی گیر اور گھرشں سے کہو کہ اگر تم شہنشاہ صلصال
کی اطاعت قبول کرکے اُنکے دشمنون سے مقابلہ کرو تو ابھی قید سے رہا ہو جاؤ گے اُمرا نے فوراً بدیع اور گھرشں خطائی سے
کہا انھون نے منظور کیا امرا نے اُنھین قید سے رہا کرکے دربار صلصال مین لاکر خلعت فاخرہ دلواے صلصال نے
خلعت دیکر دونون کو براے مقابلہ امیر روانہ کیا جب بدیع کشتی گیر مع گھرشں بمقابلہ لشکر امیر پہونچا جاتے ہی ہنگام شب
طبل جنگی بجوایا جسوقت صداے طبل بلند ہوئی بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے اپنے لشکر مین نقارہ رزم
بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی ہنگام صبح دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے جب
کوکبت اور نقیب جوانون کو آمادہ رزم کرکے عرصہ جنگ سے ہٹ گئے بدیع پہلوان نے لشکر سے نکلکر میدان مین آکر
باواز بلند یہ کہا کہ اے امیر یا تو کسی جری کو بھیجیے تاکہ وہ مجھسے کشتی لڑے حمزہ صاحبقران نے ہنوز سوے سرداران
لشکر دیکھا تھا کہ فوراً کرب غازی نے صف لشکر سے نکلکر اجازت طلب کی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام نے
اجازت دی کرب غازی بامید اعانت ایزد تعالی میدان مین گیا ادھر بدیع کشتی گیر ادھر کرب غازی دونون

دلاور مرکبوں سے اُتر کر دامن گردانکر سرگرم کشتی ہوے سپاہ جانبین مین ہر ایک اعلی اور ادنی اپنی اپنی سواری سے
اُتر کر علی قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے مین مصروف ہوے جب بدیع کشتی گیر کوئی پیچ کرتا تھا بادشاہ لشکر اسلام
اور حمزہ وغیرہ بے اختیار باواز بلند تعریف کرتے تھے اور جسدم کرب غازی اُس پیچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی
جملہ اہل اسلام خوش ہوکر ثنا کرتے تھے اسی طرح تا شام کفار اور اہل اسلام دونون نے بہادرون کی کشتی دیکھکر تعریف کی
جب آفتاب غروب ہوا بدیع نے کرب غازی سے کہا اے دلاور اب زمانہ شب آگیا ہے تجھے لازم ہے کہ شب کو براحت و آرام
بسر کر صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب غازی نے جواب دیا لشکر امیر کشور گیر کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک حریف کو زیر نہین کرتے
میدان سے جاکر راحت پذیر نہین ہوتے پس مین بھی بموجب قاعدہ مذکور بجا لاونگا اگر زمانہ شب کا خیال ہے تو روشنی کرنیکا
حکم دیجیے بدیع نے سرداران لشکر صلصال سے واسطے روشنی کے کہا اُنھون نے جلد تر سامان روشنی کا کیا اور بھی
حکم بادشاہ اسلام سے ملازمون نے اسقدر جھاڑ فرشی اور کنول وغیرہ روشن کیے کہ وہ شب تاریک غیرت دہ روز روشن
ہوگئی جب بخوبی روشنی ہوچکی اسدم حکم سے آذر برچین بادشاہ تبریز کے ملازم ایک کاسہ مین شیر گاو لبریز کرکے روبرو
بدیع کشتی گیر لے گئے اُسی طرح حکم بادشاہ لشکر اسلام سے چند ملازم دودھ کاسہ مین روبروے کرب غازی
لاے دونون دلاورون نے کاسہ دہن سے لگا کر شیر کا ڈونک کر پھر باہم کشتی لڑنا شروع کیا ہر چند تمام شب کشتی بصد
زبردستی ہوئی لیکن کوئی دونون مین غالب و مغلوب نہوا راوی بیان کرتا ہے کہ اس طرح تین روز کشتی ہوئی روز
چہارم بدیع کشتی گیر نے برہم ہوکر بازو کرب غازی کے پکڑ کر سر اپنا اُسکے سینے سے لاکر بقوت تمام جو زور دیا
تو کولا کرب غازی کا اُکھڑ گیا ایسا صدمہ پہونچا کہ رنگ رخ زرد ہو گیا بدیع کشتی گیر نے رنگ چہرہ کرب
غازی دیکھکر خیال کیا کہ ضرور اس جوان کا شانہ یا کولا اُکھڑ گیا ہے یہ تصور کرکے کرب غازی سے کہا اے
بہادر مجھے ظاہر ہوگیا کہ تیرے کسی عضو پر صدمہ پہونچا ہے شاید شانہ اُکھڑ گیا ہے بہتر یہ ہے کہ اب جاکر اپنا علاج کر بعد صحت
اگر دل چاہے تو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب نے جواب دیا اے دلاور مین اسی حال مین کشتی لڑونگا بدیع نے کہا اے جوان
خلاف عقل تقریر نہ کر مناسب یہ ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر یہ کہکر ہر دو بازوے کرب کو چھوڑ دیا کرب غازی بدقت
اپنے لشکر مین گیا ادھر تو بدیع میدان جنگ سے وقت شام طبل آسائش بجواکر فرودگاہ کو پھر گیا ادھر بادشاہ
لشکر اسلام مع کل لشکر قیامگاہ لشکر کیجانب روانہ ہوے بعد قطع راہ جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچے حکم دیا کہ چارہ گر
جلد علاج کرب غازی کا کرین بموجب حکم چارہ گر علاج کرنے مین مصروف ہوے یہان تو علاج کرب کا ہو رہا ہے کہ اب
حال بدیع کشتی گیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب بدیع میدان رزم سے اپنی بارگاہ مین گیا گھرشن خطائی کو بلا کر کہنے لگا
میرے نزدیک حمزہ صاحبقران اور سرداران امیر با توقیر سے لڑنا بہتر نہین ہے کیونکہ حمزہ صاحبقران ایک
مرد بزرگ و ذو وقار ہین مجھے اُنسے کچھ عداوت نہین ہے بلکہ انس ہے بس اُنکا رنجیدہ ہونا مجھے ناگوار ہے علاوہ اسکے
صلصال نابکار نے ہمین اور تمھین بجرم دخطا قید کیا تھا اب ہمین بھی یہ لازم ہے کہ اُسکی جانب سے امیر کشور گیر سے
مقابلہ نکرین اور حمزہ صاحبقران پر کچھ احسان کرکے یہانسے کسی طرف چلے جائین گھرشن خطائی نے عرض کیا
مین بھی اس راے کو پسند کرتا ہون یہ کہکر مذمت صلصال کی کرنے لگا جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی بدیع
کشتی گیر گھرشن خطائی کو ہمراہ اپنے لیکر در زندان پر گیا اور جملہ محافظان زندان کو تہ تیغ کرکے سرداران لشکر امیر
اور متعلقین تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے اُنسے کہا جب تم خدمت حمزہ صاحبقران مین جانا یہ کہدینا کہ ہمین
بدیع کشتی گیر نے قید سے رہا کیا ہے اور وہ ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز ترکستان سے ایک جانب گیا ہے سرداران

لشکر امیر سے نہایت ممنون ہو کر کہا جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ہم خدمت امیر مین جا کر عرض کرینگے یہ کہکر سوے لشکر امیر چلے متعلقین تمغاج خان بھی انکے ہمراہ ہوے انھین تو اثناے راہ مین چھوڑ دیے اور اب حال بدیع کشتی گیر کا سنیے کہ جب بدیع پہلوان سردارون وغیرہ کو قید سے رہا کر چکا جلد راہ طے کر کے خدمت بادشاہ تبریز مین آیا ارادہ اپنا بیان کیا اسی وقت مع اپنے لشکر کے ترکستان سے کوچ کیا راہ صحرا اختیار کی اس احوال سے صلصال کو اطلاع ہوئی احوال بدیع کشتی گیر کا تو بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب ذکر سرداران لشکر امیر کیا جاتا ہے جس وقت اہرمن مازندرانی او طوس سست تبریزی وغیرہ قریب صبح نزدیک لشکر امیر پہنچے چند عیاران لشکر اسلام نے اس احوال سے امیر کو بیدار کر کے اطلاع دی امیر نے خوش ہو کر چاہا تھا کہ چند سردارونکو واسطے انکے استقبال کے روانہ کرین ناگاہ وہ سب خدمت امیر مین حاضر ہوے بعد اداے تسلیم و تواعد عبودیت جو کچھ بدیع کشتی گیر نے احسان کیا تھا اور جو کچھ کہا تھا زبان پر لائے امیر نے گفتگو انکی سنکے بدیع کو دعا دیکر فرمایا اُسنے ہمپر احسان کیا تم سبکو قید سے رہا کیا چونکہ اسوقت آثار سحر فلک پر ظاہر ہو چکے تھے امیر نے واسطے وضو کے پانی طلب کیا لازمون نے پانی حاضر کیا حمزہ صاحبقران نے وضو کیا اتنی دیر مین جملہ اہل اسلام بھی براے نماز بیدار ہوے جب انھون نے احوال رہائی سرداران لشکر او متعلقین تمغاج خان کا سنا سب خوش ہوے سرداران لشکر تو اہرمن مازندرانی وغیرہ سردارون سے گلے ملے اور تمغاج خان اپنے متعلقین سے ملکر شاد ہوا پھر ہر ایک نے وضو کر کے نماز سحر ادا کی حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام نے بھی فریضہ سحری ادا کیا اُدہر صلصال نابکار خواب سے بیدار ہو کر وقت سحر دربار مین آ کر بالاے تخت بیٹھا جاہل دربار بھی حاضر ہوے ابھی صلصال تخت پر آ کر بیٹھا تھا کہ ترک خطائی آیا اور بعد بجالانے لوازم عبودیت کے عرض کرنے لگا اے شہنشاہ فلک بارگاہ ہنگام شب کوئی محافظان زندان کو قتل کر کے اُن سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو جنکو تمغاج خان نے گرفتار کیا تھا اور متعلقین تمغاج خان کو جنھین حضور نے قید کیا تھا رہا کر کے لیگیا صلصال یہ خبر سُنکے متحیر ہوا بعد حیرت بسیار کہنے لگا دریافت کرو کون شخص قیدیون کو رہا کر کے لیگیا ہے ترک براے دریافت خبر روانہ ہوا جب لشکر مین گیا بدیع کشتی گیر او گہرش خطائی وغیرہ کو نہ دیکھکر خیال کرنے لگا شاید بدیع پہلوان ہی نے قیدیونکو رہا کیا ہو او عوض اپنے قید ہونیکا اُسنے لیا ہو یہ خیال کر کے روبروے صلصال گیا اور تمام حال بیان کیا صلصال تمام احوال سُن کے خیال کرنے لگا اب کون سردار دلاور بہر مقابلہ امیر روانہ کیا جائے

داستان گرفتار ہو کر آنا علمشاہ کا روبروے صلصال اور عاشق ہونا شاہزادہ ذیجاہ پر زلفین جادو دختر صلصال کا اور مبتلاے سحر کر کے نام دیکر روانہ کرنا علمشاہ کو خدمت امیر مین اور احوال زردھنگ عیار یعقوب شاہ ختنی اور ذکر خواجہ عمرو و ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مجکو شراب	عطا کر مجھے ساغر پر شتاب	وہ روح جو ہے ہمدم جان نثار	وہ وہ جس سے آتا ہو دلکو قرار
وہ وہ قہقہہ زن ہے جس سے سبو	وہ وہ یار کی جس سے آتی ہے بو	وہ وہ جو ہے سرجوش زندگی	وہ وہ جو ہے سرمایۂ زندگی
وہ وہ جو ہے آئینہ روے یار	وہ وہ جسکا میخانہ ہے کوے یار	پلا دے جو ایسی ہی لاجواب	تو کہوں نئی داستان باشتاب

عمران ذی کمال و کاتبان عدیم المثال اس داستان نادرہ کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب ہنگام جنگ مغلوبہ مرکب علمشاہ کو لیکر ایک طرف روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا چونکہ بھوکا اور پیاسا تھا چشمۂ آب اور سبزہ زار دیکھکر ٹھہر گیا پانی جو چشمہ سے پیلیا خیال سیری ہوئی اُس وقت علمشاہ زین فرش سے عالم غشی مین زمین پر گرے گھوڑا وہین کھڑا رہا ہنوز علمشاہ کو ہوش نہ آیا تھا کہ قاقولہ عیار کا اُس جگہ گذر ہوا دیکھا ایک جوان شیر صولت زخم شمشیر سر پر کھائے ہوے بیہوش بالاے زمین پڑا ہے یہ حال دیکھکر قریب تر آیا اور ہاتھین مہر دیکھکر

نام پڑھکر نہایت خوش ہوا دلمین کہنے لگا اے قاقولہ آج تو اچھی ساعت سے واسطے بالا دوی کے اودھر آیا تھا عنایت والطاف
خداوندان لات ومنات سے نہایت دل کو مسرت حاصل ہوئی علمشاہ پسر حمزہ کو عالم غشی مین پایا یہ گفتگو اپنے
دل سے کرکے فی الفور علمشاہ کو سلاسل مین گرفتار کیا پھر مرکب پر علمشاہ کو ڈالکر لجام فرس کو پکڑ کر وہان سے روانہ
ہوا بعد قطع راہ یزک خطائی کے پاس گیا اور تمام حال علمشاہ کے گرفتار کرنیکا بیان کیا اُسنے تقریر اُسکی سنکے نہایت
خوش ہوکے کہا جلد چل دربار صلصال مین وہ تجکو انعام کثیر دیگا یہ کہکر ہمراہ اپنے قاقولہ اور علمشاہ کو لیکر روبروے
صلصال گیا اور کہا اے شہنشاہ نام اس جوان مجروح کا علمشاہ ہے یہ فرزند حمزہ ہے آپکے فرزند کا قاتل ہے قاقولہ میرا
شاگرد اسے ایک صحراے سبزہ زار مین زخمی پڑا ہوا دیکھ کر گرفتار کرکے لے آیا ہے اب جو مناسب ہو اس جوان کے حق مین کیجیے
صلصال نابکار علمشاہ کو دیکھ کر اپنے فرزند مقتول کا خیال کرکے پہلے تو چشم پرنم ہوا پھر حکم دیا ابھی جلاد آئے اور سر اسکا
تیغ آبدار سے جدا کرے بموجب حکم فوراً ایک جلاد بیرحم وزشت خو حاضر ہوا بعد تسلیم عرض کرنے لگا شہنشاہ فلک بارگاہ
نے اس خادم کو کیون طلب کیا ہے عنایت خداوندلات سے مین بازو پرقوت رکھتا ہون تیغہ گرانبار وآبدار اپنے قبضہ مین
رکھتا ہون سفاکی اور سنگدلی مین شہرہ آفاق ہون خاصیت مریخ کی رکھتا ہون کون فی الحال مغضوب درگاہ شہنشاہ ہے
کون معتوب سرکار فلک پناہ ہے کسکا رشتہ حیات قطع ہوا چاہتا ہے کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے صلصال نے کہا اے جلاد اس
جوان مجروح کو دربار سے لیجاکر قتل کر جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوندنعمت میرا کام قتل کرنا ہے زندہ کرنا خداوندونکا
کام ہے ذرا سمجھ بوجھکر حکم قتل دیجیے گا صلصال نے جواب دیا بہت خوب سمجھکر حکم قتل دیا ہے تو اب دیر نکر جلد اسے بیرون
دربار لیجاکر قتل کر جلاد نابکار نے بموجب حکم شاہ ترکستان چاہا تھا کہ علمشاہ کو دربار سے لیجاکر قتل کرے یہ خبر محلسراے
صلصال مین گئی کہ قاتل تمرتاش خان گرفتار ہوکر آیا ہے اب وہ بھی بحکم شہنشاہ قتل ہوتا ہے چونکہ جس روز سے جملہ فرزند
وبرادر صلصال کے خواجہ نے پابوس بزرگوار بنکر آگ مین جلادیے تھے اُس دن سے جملہ ازواج ودختران صلصال
ایکجا فراہم ہوئی تھین اور شب وروز اپنے اپنے فرزند وبھائی کے غم مین نالہ وبکا کرتی تھین زلفین جادو دختر صلصال بھی
براے تعزیت برادران آتی تھی پس خبر گرفتاری وقتل قاتل تمرتاش خان سنکے بے اختیار نالہ کنان زلفین جادو وغیرہ
چند عورتین محلسرا سے سردربار اس خیال سے نکل آئین کہ قاتل تمرتاش خان کو قتل ہوتے ہوے دیکھینگے کچھ دل کو
سرور حاصل ہوگا جب زنان مذکور سردربار چلی آئین اکثر عورتین تو علمشاہ کو کلمات سخت ودرشت کہنے لگین لیکن زلفین
جادو چہرہ زیباے علمشاہ کو دیکھ کر رنج برادران بھول گئی علمشاہ پر عاشق ہوئی جلاد سے مخاطب ہوکر کہنے لگی تو اس
جوان کو نہ لیجا وہ عرض کرنے لگا حکم شہنشاہ سے قتل کرنے کیلیے جاتا ہون زلفین نے برہم ہوکر کہا او نالائق ہم
کہتے ہین کہ تو اس جوان کو بہر قتل نہ لیجا تو نہین مانتا یہ کہکر روبروے صلصال گئی پہلے اپنے پدر کو سلام کیا پھر کہا
اے والد نامدار آپ اس جوان کو کیون قتل کراتے ہین میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ اس جوان کو اپنا مطیع کرکے
براے مقابلہ حمزہ روانہ کیجیے اگر یہ سر حمزہ وسرہاے سرداران لشکر حمزہ کاٹکر لے آئے تو فہوالمراد اور اگر قتل ہوگیا تو بھی کچھ
غم نہوگا اس امر مین بھی اپنا مطلب حاصل ہوگا صلصال نے گفتگو اپنی دختر کی سنکے اُسکی عقل وفہم کی بہت تعریف
کی اور خیال قتل علمشاہ سے درگذرا بیٹی کو اپنے قریب بٹھا کر کہنے لگا اے جلاد اب اس جوان کو قتل نہ کر مین نے
اپنی دختر کی سفارش سے اسے قتل سے امان دی جلاد یہ تقریر شاہ ترکستان کی سُن کے چلا گیا صلصال نے یزک
خطائی سے کہا جلد اس جوان کو کسی تدبیر سے ہوشیار کر اُسنے چند تدبیرین ایسی کین کہ علمشاہ کو ہوش آیا آنکھین جو کھولین
اپنے تئین دربار مین گرفتار دیکھا بعد شکایت مقدور فرش زمین سے اُٹھکر بطریق اہل اسلام اہل دربار سے مخاطب

ہوکر سلام کیا اور کسی نے جواب نہ دیا لیکن زلفین جادو نے علمشاہ کے پاس آہستہ جاکر کہا اے جوان ذرا میری طرف دیکھ اچھی طرح نظارہ میرے حسن وجمال کا کر مقدر تیرا اچھا تھا کہ مجھ ایسی رشک حور تجھپر مائل ہوئی تجھے قتل ہونے سے بچایا اب تو بھی میری تمناے دل بر لا خداوندان لات ومنات وغیرہ کو سجدہ کر اطاعت میری اور میرے پدر کی اختیار کر علمشاہ نے اُسکے حسن وخوبی سراپا پر نظر کرکے خیال کیا عجب خداوند عالم نے اس صنم کو حسن دلفریب دیا ہے زاہد کش عابد فریب ہے حور اور پری حسن اور دلبری مین اسکے ہمسر نہین ناظرین عالی طبع پر واضح ہوکہ تحریر صاحب دفتر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ زلفین نہایت حسین تھی اگر کوئی اُسکے قد بالا اور حسن چہرہ زیبا کی کچھ تعریف کرے تو بھی اُسکی تعریف کو پسند نہ کرے یہ چند اشعار مثنوی ثناے حسن سراپاے زلفین مین پڑھون مثنوی

بگو از قد سرشت دیگر ست این
بجز این کار را ہر روز کردہ است
جنبش را بہ کف زاہد و کلیدے
بپایش سایہ از بالاے شمشاد
ز بویش نسترن در تازہ کارے
سواد خط بہار گلشن روے

پرس از رخ بہشت دیگر ست این
براے دیدن ایزد آفرینش
گشادہ ہر درے نوروز عیدے
لبش در فیض شکر کردہ در عہد
ز رنگش ارغوان در غازہ کارے

ازو صبح این صفا دریوزہ کردہ است
دگر خود را ندید آنکس کہ دیدش
قد در باغ زبان بالاے آزاد
ز حرفش گوش رفتک طبلہ شہد
بیاض گردنش صبح شب موے

القصہ ہرچند کہ حسن زلفین پر نظر کرکے دل علمشاہ بیتاب ہوا لیکن بخیال ملت ومذہب برہم ہوکر جواب دیا او بیہودہ گو بس خاموش ہو اب ایسے کلمات زبان پر جاری نکر مین ہرگز ہرگز تیرے حسن وجمال پر فریفتہ ہوکر تیرے خداوندونکو سجدہ نکرونگا دین اسلام سے منھ نہ موڑونگا زلفین نے برہم ہوکر چند پھولون پر سحر پڑھکر وہ پھول علمشاہ پر ڈالدیے جب خوشبو گلونکی دماغ مین گئی رنگ طبیعت بدل گیا قلب علمشاہ کا الٹ گیا بنظر الفت جانب زلفین دیکھکر کہنے لگے اے ملکہ کیون مجھسے ناراض ہوتی ہو مین تو تجھپر فریفتہ ہون جو حکم کرو بجالاؤن زلفین نے کہا اگر مجھسے الفت رکھتے ہو تو ہمارے خداوندونکی تصویرونکو سجدہ کرو اور اپنے گلے مین ڈالو علاوہ اسکے جو کچھ ہم کہین ہمارے کہنے پر عمل کرو علمشاہ نے کہا جو کچھ اے ملکہ تم کہوگی مین بسر وچشم بجالاؤنگا زلفین نے حکم دیا سلاسل جسم علمشاہ سے جدا کرو ملازم براے تعمیل حکم بڑھے تھے کہ علمشاہ نے خود ہی وہ طوق وزنجیر مثل تار عنکبوت توڑکر پھینکدیا بعد اسکے بموجب حکم معشوقہ چند تصویرین بتونکی اپنی گردن مین ڈالین صلصال یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی شاد ہوے بجتک اپنے دلمین کہنے لگا ان مسلمانونکی زندگی دراز ہے قضا انکی بالین پر آکر ٹل جاتی ہے کوئی نہ کوئی سبب انکے زندہ رہنے کا نکل ہی آتا ہے ہرچند کہ علمشاہ نے بتونکو اپنے گلے مین سحر مین گرفتار ہوکر ڈالا ہے مگر جب سحر اُتر جائیگا ہوش مین آکر صلصال اور لشکر صلصال کو قتل کریگا ابھی بجتک اپنے دلمین اسی قسم کے خیالات کر رہا تھا کہ زلفین نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھوایا یا امیر حمزہ پہونچے اس نامے کے تم بھی مثل اپنے فرزند علمشاہ کے ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو اور اطاعت ہمارے والد کی اختیار کرو اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کروگے تو بہت پچھتاؤگے جب نامہ تیار ہوچکا زلفین نے سرنامہ پر مہر کرکے علمشاہ کو دے کے کہا یہ نامہ اپنے والد کو جاکر دیدینا اور جواب اسکا لکھوا کر لے آنا علمشاہ نے نامہ لیکر زخم سر باندھکر گھوڑے پر سوار ہوکے سوے لشکر امیر رہروی اختیار کی زلفین بھی بعد جانے علمشاہ کے تخت سحر پر بیٹھکر سوے لشکرگاہ امیر روانہ ہوئی اسے تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہے جب علمشاہ بعد قطع راہ عنقریب لشکرگاہ پہونچے عیارون نے حال علمشاہ سے امیر کو اطلاع دی ہنوز عیاران لشکر اسلام خبر تشریف آوری

علمشاہ امیر ذی جاہ سے عرض کر رہے تھے کہ علمشاہ لشکر میں داخل ہوئے گھوڑے سے اُتر کر روبروے امیر
باتوقیر گئے نامہ زلفین امیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھوا کر اُسی نامہ کی پشت پر یہ عبارت لکھوا دی کہ اے زلفین تم
خدا پرست ہو میں ہرگز تیرے خداوندوں کو سجدہ نکرینگے اور تیرے پدر نابکار کی اطاعت اختیار نکرینگے جہانتک
ممکن ہوگا تجھسے اور تیرے پدر سے لڑینگے یہ عبارت امیر نے لکھوا کر نامہ مذکور علمشاہ کو دیکر حال علمشاہ پر نظر کرکے
نہایت افسوس کیا اور بصد الفت فرمایا اے فرزند دلبند تو نے بتونکی تصویروں کو اپنے گلے میں کیوں ڈالا دین حق سے
کیوں منہ موڑا مناسب یہ ہو کہ اصنام کو اپنی گردن سے جدا کر اپنے پروردگار کو سجدہ کر بت پرستی اختیار نکر علمشاہ
نے جواب دیا آپ مجھے ہدایت نہ کیجیے بہتر یہی ہو کہ میری معشوقہ زلفین کے حکم پر عمل کیجیے ورنہ بارگاہ سلیمانی اور
دیگر اسباب صاحبقرانی بقوت بازو چھین کے لیجاؤنگا جو کوئی مجھسے لڑیگا اُسے قتل کرونگا امیر یہ تقریر سنکے متحیر ہوے
اُسوقت سرداران دست چپ نے امیر سے عرض کیا یقین ہو شاہزادہ علمشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ مبتلاے سحر
ہیں اسیوجہ سے بتونکو گلے میں ڈالے ہیں اور ایسے کلمات زبان پر جاری کرتے ہیں اسوقت آپ تھوڑے پانی پر اسم
اعظم پڑھ کر وہی پانی اُنکے چہرہ پر چھڑکیے ابھی سحر برطرف ہو جائیگا انھیں ہوش آجائیگا امیر نے فرمایا تم سچ کہتے ہو فرزند
میرا سحر میں گرفتار ہو یہ فرما کر تھوڑے پانی پر اسم اعظم دم کرکے چہرہ علمشاہ پر اس پانی کا چھینٹا دیا برکت اسم اعظم سے
فوراً سحر برطرف ہو گیا علمشاہ کو ہوش آیا بتون کو اپنے گلے میں دیکھکر نہایت منفعل ہوا اُسوقت علمشاہ نے چاہا
تھا کہ بتونکو اپنے گلے سے جدا کرکے قدم امیر پر سر رکھکے عذر کیجیے ناگاہ زلفین نے آکر بلندی سے یہ احوال دیکھا فوراً
بیتاب ہو کر علمشاہ پر سحر کرکے بزور سحر پنجہ بنکر گری اور علمشاہ کو اُٹھا لے گئی چوب خیمہ سے سر علمشاہ کا بھی زخمی ہوگیا امیر باتوقیر اور سرداران دست
چپ یہ واقعہ دیکھکر نہایت مغموم ہوے بادشاہ لشکر اسلام بھی غمگین ہوے اُسدم ہرچند عیاران لشکر اسلام عقب
زلفین گئے اور اثناء راہ میں بہت تدبیریں کیں مگر علمشاہ کو رہا نکرسکے مجبور ہو کر خدمت حمزۂ صاحبقران
میں آئے عرض کیا ہمنے نہایت کوشش کی مگر شاہزادۂ عالی وقار کو رہا نکر سکے معلوم نہیں کون لیگیا ہو
امیر گفتگوے عیاران لشکر سنکے اور زیادہ مغموم ہوے انھیں تو الم شاہزادۂ علمشاہ میں کڑھا جاتا ہو اور اب
حال زلفین کا لکھا جاتا ہو کہ جب زلفین راہ طے کرکے اپنے پدر کی خدمت میں گئی علمشاہ کو بالاے فرش ڈالکر اپنے
پدر سے کہنے لگی اگر میں اسوقت اس جوان کے ہمراہ نہ جاتی تو یہ جوان قید سحر سے رہا ہو کر پھر میرے ہاتھ
نہ آتا حمزہ نے میرا سحر دفع کر دیا تھا اس جوان کو ہوش آگیا تھا میں بھی ایسی ساحرہ زبردست تھی کہ پنجہ بنکر
گری اور اسے اُٹھا لائی اب اس جوان کی بخوبی ہوشیاری کرونگی حمزہ کے روبرو اکیلا اسے بجانے دونگی
خود بھی ہمراہ اسکے جایا کرونگی صلصال نے خوش ہو کر کہا اے دختر نیک سیرت بیشک تو نے کار نمایاں کیا کہ
لشکر امیر سے اسے لے آئی یہ کہکر سوے علمشاہ مخاطب ہوا نامہ طلب کیا علمشاہ نے نامہ حوالے کیا
صلصال نے مضمون جواب نامہ سے آگاہ ہو کر زلفین کو محل میں بھیجکر اپنے ملازمون سے حکم کیا جلد اس
جوان کے زخم سر کا علاج کیا جائے ملازم علاج کرنے میں مصروف ہوے بعد چند روز کے زخم سر اچھا ہو گیا
صلصال نے علمشاہ کو قریب اپنے تخت کے ایک صندل پر بٹھایا اور سامان جنگ کی فکر کرنے لگا شاہ ترکستان کو تو
چندے سامان و تیاری جنگ میں مشغول رکھا جاتا ہو اور اب حال نامہ بر تحریر کیا جاتا ہو جب وہ نامہ بر جسے صلصال نے
نامہ دیکر سوے ختن روانہ کیا تھا بعد قطع راہ ختن میں پہونچا یعقوب شاہ ختنی کو اُسکے آنے سے آگاہی ہوئی
فوراً اسے اپنے روبرو طلب کیا جسدم وہ نامہ بر سامنے گیا بموجب قاعدہ تسلیم بجا لایا اور نامہ حوالہ کیا شاہ

ختن نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر قاصد کو اپنے دربار مین ایک کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا نامہ بر تسلیم کرکے بالاے
کرسی بیٹھ گیا یعقوب شاہ خیال کرنے لگا جب شہنشاہ صلصال حمزہ صاحبقران سے لڑ نہین سکتے تو مین اُنسے
اور اُنکے سرداران لشکر سے کیا لڑونگا ہان کوئی تدبیر ایسی ہو کہ حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرون پھر یہان سے
جاکر لشکر امیر سے مقابلہ کرون یہ خیال کرکے اپنے عیار زردھنگ کو بلاکر آہستہ اُس سے کہا مجھے خوب معلوم ہی کہ تو
ایک مدت سے میری دختر پری چہرہ پر فریفتہ ہی اور طالب وصل ہو اگر تو بفن عیاری حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے
یا بیہوش کرکے میرے روبرو لے آئے تو مین بلا عذر اپنی دختر تیرے حوالے کردون زردھنگ نے از حد خوش ہوکر
آہستہ عرض کیا مین آج ہی جاتا ہون لشکر حمزہ مین داخل ہوکر حمزہ کو بیہوش کرکے چند روز مین روبروے حضور
لاتا ہون یعقوب شاہ نے خلعت دیکر اُسے جانے کی اجازت دی زردھنگ مہتر صمیم خنجر زن اور مہتر سلیم خنجر
زن وغیرہ چار سو اپنے شاگردونکو اپنے ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا یعقوب نے بجواب ایک عرضی اس
مضمون کی لکھوائی کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ نامہ حضور کا پہونچا باعث سربلندی کا ہوا جو حکم ہوا ہی بسر و چشم بجا لاؤنگا
سامان جنگ درست کرکے جلد خدمت عالی مین آؤنگا جب عرضی میر منشی لکھ چکا یعقوب شاہ نے اسی نامہ بر کو عرضی
دیکر خلعت دیا اور اسے رخصت کیا ادھر تو قاصد راہ طے کرکے خدمت صلصال مین پہونچا اور عرضی یعقوب شاہ
ختنی کی پیشکش کی اُدھر زردھنگ اپنے شاگردون کو اثناے راہ مین ایک درۂ کوہ مین چھوڑکر ہنگام نصف
شب بشکل درویش لشکر امیر مین گیا دیکھا کہ دو رنگ خیام اور بارگاہین استادہ مین لشکر ہشیار اُترا ہی ایک
سردار کئی ہزار سوارون کے ہمراہ حفاظت لشکر کر رہا ہی صداے ہوشیار باش بلند ہی چوکی پہرہ رہتا ہین اور رن جھتا ہین
دمبدم روشن کیجاتی ہین زردھنگ یہ حال دیکھکر حیران ہوا دلمین کہنے لگا بارگاہ امیر کیونکر دریافت کرون امیر تک
کیونکر پہونچون یہان انتظام بخوبی ہی بہتر یہ ہی کہ اسوقت کسی صحرا مین شب بسر کرون صبحکو یہان آکر بارگاہ امیر دریافت
کرون شب کو عیاری کرون یہ خیال کرکے لشکر سے نکلا ایکطرف چلا تھوڑی دور جاکر ایک غار مین اُترکر پنہان ہوا بعد
ایک لمحے کے اُنھین سوارون مین سے جو حفاظت لشکر کر رہے تھے ایک سوار کو ضرورت پیشاب کرنے کی
ہوئی وہ سوار اپنے بیڑے کے سوارون سے جدا ہوکر اُسی جگہ واسطے پیشاب کرنے کے آیا جس جگہ زردھنگ
نہان تھا جب وہ پیشاب کرکے طہارت کرنے لگا زردھنگ نے جا بہ بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا پھر
اُسکی صورت بنکر اور لباس و ہتھیار اُسکے اُتار کر زیب تن کرکے اُس سوار کو تو وہین غار مین پنہان کیا اور خود
اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر اُن سوارون مین شامل ہوکر گرد لشکر کے پھرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک سوار
سے کہنے لگا اسوقت میری عجب کیفیت ہی درد سر مین شدید ہوتا ہی آنکھونسے اچھی طرح نظر نہین آتا ہی نہین معلوم
یہ بارگاہ کسکی ہی اُس سوار نے جواب دیا اے برادر اگر مزاج تمھارا ناساز ہی تو اپنے خیمہ مین جاکر سو رہو حفاظت لشکر ایسے
حال مین نکرو اور یہ بارگاہ جسے تم پوچھتے ہو یہی بارگاہ شاہی ہی امیر باتوقیر آج اسی بارگاہ مین راحت گزین ہین
سوار نقلی یعنی زردھنگ بارگاہ امیر سے آگاہ ہوکر اُس سوار سے رخصت ہوکر ایک جانب چلا کنارہ لشکر پر آکر
گھوڑے سے اُترکر ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانے لگا کچھ رات باقی تھی کہ بارگاہ شاہی مین پہونچا دہنہ نقب کا وا کیا نقب
سے نکالکر دیکھا امیر غافل سوتے ہین شمعدانے مومی و کافوری روشن ہین پہلے زردھنگ نے پروانونکے پرون پر بیہوشی چھڑک کر
انھین چھوڑا وہ شمعون پر گرے چند شمعین بجھاکر خود بھی جلگئے پھر زردھنگ نے نقب سے نکل کے باقی ماندہ شمعونکو گل کرکے
حمزہ صاحبقران کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین باندھا بعد اسکے پشتارہ دوش پر رکھکر راہ نقب سے روانہ ہوا بعد قطع راہ

نقب کنارۂ لشکر پر نکالا وہانسے بصد عجلت سوے ختن رخ کیا اس عیار کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال عمرو کا
سُنیئے کہ خواجہ کا دل جو گھبرایا بیتاب ہوکر بارگاہ امیر مین گئے دیکھا امیر باتوقیر بارگاہ مین نہین ہین خواجہ کو تردد ہوا
بادشاہ لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر بھی اس واقعہ سے مطلع ہوے وہ سوار جسے زردھنک نے بیہوش کیا تھا
وہ بھی ہوشیار ہوکر لشکر مین آیا حال اپنا بیان کیا آخر خواجہ نے بارگاہ مین دہنہ نقب کا دیکھکر اور نشان پاے عیار زمین پر
پاکر خیال کیا کوئی عیار امیر کو بیہوش کرکے لیگیا ہے یہ تصور کرکے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سے کہا مین جاتا
ہون اگر خداوند عالم نے چاہا تو امیر کو رہا کرکے لاتا ہون آپ سب صاحب یہین تشریف رکھین یہ کہکر نقب مین جاکر راہ
نقب سے کنارہ لشکر پر نکلے پھر وہانسے فال دیکھکر عیاری کے بانون سے آراستہ ہوکر ایک طرف مثل باد تند روانہ ہوے
زردھنک جو حمزۂ صاحبقران کا پشتارہ اُٹھا کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز درۂ کوہ تک تو نہ پہونچا اثناے راہ
مین ایک شجر کے نیچے گلیم بچھا کر خستگی راہ سے پشتارہ امیر کا قریب اپنے رکھکر استراحت پذیر ہوا ہنوز جاگتا تھا کہ صداے زنگ
کانون مین آئی بیقرار ہوکر اُٹھا سوے آواز زنگ دیکھنے لگا جب خواجہ قریب اُسکے آے زردھنک نے ایک سنگ تراشیدہ
گوپھن مین رکھکر خواجہ کو تاک کر مارا عمرو نے جست کی پتھر دور جاکر گرا عمرو نے نعرہ کیا او عیار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا
ارے غضب کیا تو نے کہ امیر باتوقیر کو بیہوش کرکے لیچلا حالانکہ گذارم کہ از دست ما زندہ وسلامت روی یہ نعرہ کرکے قریب تر
اُسکے آے چاہا پشتارہ امیر کا اُٹھائین زردھنک نے برہم ہوکے خنجر کھینچا آمادۂ جنگ ہوا خواجہ بھی خنجر کھینچکر متصدی رزم
ہوے آخر کار باہم لڑائی ہونے لگی خواجہ قریب پشتارہ پہونچ چکے تھے زردھنک پس پا ہوا تھا ناگاہ سلیم خنجر زن اور صمیم
خنجر زن مع چار سو عیارون کے آگئے زردھنک نے خوش ہوکر اُنسے کہا چلو اس عیار کو گھیر کر گرفتار کرو شاگردان زردھنک
نے ہجوم کرکے چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرین حلقہ ہاے کمند مین اسیر کرین یہ حال دیکھکر خواجہ نے جست کی اُن عیارون مین سے یون
نکل گئے جیسے ابر سے برق یا گل سے بو یا مجمع صیادان سے آہو زردھنک اور جملہ اُسکے شاگرد یہ جست وخیز عمرو کی دیکھکر
حیران ہوے خیال کرنے لگے یہ عیار شیر تھا یا چھلاوا تھا طرفۃ العین مین نظر سے غائب ہوگیا یہ تصور کرکے سلیم خنجر زن نے
کہا اے اُستاد جب آپ ہم تک تا دیر نہ آے ہمین تردد ہوا آخر وہان سے بصد عجلت ہم سب اُدھر روانہ ہوے یہان آکر
دیکھا کہ آپ عیار سے سرگرم کارزار ہین خوب ہوا کہ ہم سب عین وقت پر یہان آگئے ورنہ نہین معلوم کیا واقعہ گذرتا زردھنک
نے کہا بیشک تمھارے آنے سے بہتری ہوئی اب یہان توقف کرنا چاہیے یقین ہے کہ پھر وہ عیار دونکو ہمراہ لیکر یہان آئیگا
سد راہ ہوگا یہ کہکر وہان سے پشتارہ اُٹھا کر مع اپنے شاگردونکے روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز وقت دوپہر تمازت آفتاب سے
پریشان خاطر ہوکر ایک شجر سایہ دار کے نیچے ٹھہرا ناگاہ ایک قلندر لباس قلندری سے سراپا آراستہ نظر آیا جب وہ قریب آیا
زردھنک سے بعد سلام پوچھنے لگا بچا تو کہانسے آتا ہے کیون اسقدر گھبرایا ہوا ہے یہ پشتارہ کیسا ہے اسمین کیا چیز ہے بعد اسکے
زردھنک نے بعد دست بوسی تمام احوال اپنا مفصل بیان کیا قلندر نے خوش ہوکر کہا بابا حمزۂ صاحبقران جسے بیہوش
کرکے چادر مین باندھا ہے تو مسلمان ہے خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہے پونے دو سو خداوندونکو بُرا کہتا ہے اُنکی پرستش کرنیوالونکو
قتل کرتا ہے اسکا تو قتل کرنا میرے نزدیک واجب ہے ابھی تک تو نے اسے زندہ کیون رکھا اب اس پشتارہ کو میرے حوالہ
کر مین امیر کو تیرے سامنے قتل کرڈالون جملہ خداوند اس فعل سے نہایت خوش ہونگے زردھنک نے جواب دیا داتا حکم
بادشاہ ختن یہی ہے کہ امیر کو زندہ میرے روبرو لاؤ ورنہ مین حمزہ کو قتل کرتا قلندر نے کہا اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ
قلندر جو روبرو ہین راہ مین ملا تھا اُسکے کہنے سے ہمنے امیر کو قتل کرڈالا یہ کہکر پشتارہ کی طرف بڑھا زردھنک نے
روکا اُسنے تکرار کی اسے غصہ آیا انجام کار قلندر نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا **نعرہ** | **عمرو ہون مین عیار صاحبقران**

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

جو افسندہ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

زمانہ کا مکار غدار ہون
نپائے مری گرد پاپوش کو

مرا تیز رفتار گر ہو قدم
یہ نعرہ کرکے دلیرانہ اٹھنے لگا

زردھنگ اور جملہ شاگرد بھی اسلحے تیچہ اور کمندے لیکر مصروف جنگ ہوئے تادیر لڑائی ہوئی ہرچند کئی شاگرد زردھنگ کے دست عمرو سے زخمی ہوئے لیکن پشتارہ خواجہ کے ہاتھ نہ آیا ناچار ہو کر عمرو نے راہ فرار اختیار کی زردھنگ اُس جگہ سے پشتارہ اٹھا کر مع اپنے شاگردونکے خوف عمرو سے ایسا بھاگا کہین راہ مین نہ ٹھہرا بعد قطع راہ روبروے یعقوب شاہ ختنی پہونچا تمام احوال اپنی عیاری اور عمرو کے سدراہ ہونے اور لڑنے کا بیان کیا شاہ ختن نے خوش ہو کر کہا امیر کو طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کر زردھنگ نے تعمیل حکم کی امیر نے ہوشیار ہو کر اہل دربار سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا السلام علیکم سلام ہے اُس شخص پر جو خداوند عالم کو اپنا معبود جانتا ہو اور دین اسلام سے مشرف ہو اسوقت اہل دربار سے کسی نے جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصاً یعقوب شاہ نہایت غضبناک ہو کر کہنے لگا او امیر باوجود اسکے کہ قید ہو مگر خداے نادیدہ کا نام میرے دربار مین زبان پر جاری کرتے ہو اگر زندگی اور بہتری اپنی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او بے ایمان کیا بکتا ہے خاموش ہو مین تیرے خداوندونکو برا جانتا ہون اکثر انین محض ایک پتھر کی تصویرین ہین لائق سجدہ و حمد وہ معبود حقیقی ہے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے شجر و حجر شمس و قمر آسمان و زمین جن و انس و ملک وغیرہ کو پیدا کیا بمقتضاے نظم

وہ ہے باعث رفعت آسمان
وہ رزاق ہے ذات رب قدیر
اسی کے لیے ہے ہمیشہ ثبات
وہی جان و تن کا نگہدار ہے

اسی سے ہین قائم زمین و زمان
کہ قبل ولادت کیا خلق خیر
اسی کے ہے قبضہ مین موت و حیات
وہی ہر بشر کا مددگار ہے

ثنا کے ہے لایق وہ یکتا خدا
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ
وہ ہے باعث فضل و احسان وجود
اسی کے لیے ہے ہمیشہ بقا
مرا بھی نگہبان ہے اب وہ کریم

نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
یہ مصنوع ہین او صانع اکہ
وہی بس ہے معبود رب ودود
سوا اسکے اک دن ہے سبکو فنا
نہین مجھے دشمن سے کچھ خوف و بیم

یعقوب شاہ گفتگوے امیر سے ایسا غضبناک ہوا کہ جلاد کو بلا کر حکم قتل دیا جلاد امیر کو بیرون دربار لیگیا ریت کے چبوترے پر بوریۂ ہلاکت بچھا کر امیر کو اُس بوریہ پر بٹھایا گردن پر کوئلہ کا خط دیا آب و غذا کیواسطے کہا امیر نے فرمایا آب و طعام کی خواہش نہین ہے یہ فرما کر زیر سایۂ تیغ سر جھکا کر بیٹھے جب شاہ ختن نے جلاد کو تیسرا حکم قتل امیر دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنے کا کیا تیغہ گرانبار و آبدار گلوے امیر پر لگانا چاہا ناگاہ ایک سمت سے ایک سنگ تراشیدہ آکر اس طرح اُسکے سر پر پڑا کہ سر اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا فوراً زمین پر گر کے ہلاک ہو گیا یہ خبر شاہ ختن کو ہوئی وہ نہایت متحیر ہوا زردھنگ نے عرض کیا اے بادشاہ یقیناً یہان عمرو آیا ہے اُسی نے سنگ سے جلاد کو ہلاک کیا ہے شاہ ختن نے برہم ہو کر جواب دیا تو عمرو سے ڈرتا ہے اسی وجہ سے یہ خیال کرتا ہے مین اور جلاد کو حکم دیتا ہون وہ ابھی سر حمزہ کاٹ لائیگا یہ کہکر دوسرے جلاد کو حکم دیا وہ تیغہ علم کرکے قریب حمزۂ صاحبقران گیا اُس وقت مردمان تماشائی کا ہجوم تھا بعضے خوش ہوتے تھے اور بعضے افسوس کرتے تھے اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کرتے تھے امیر باتوقیر زیر تیغ بیٹھے ہوے دعا کر رہے تھے جب خواجہ عمرو نے ایک جلاد کو ہلاک کرکے دیکھا کہ دوسرا جلاد آیا ہے یہ حال دیکھ کر خیال کیا اے عمرو تو کہاں تک جلادون کو ہلاک کریگا کوئی تدبیر ایسی کر کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہے یہ تصور کرکے اور ایک تدبیر سوچ کے دلیرانہ دربار شاہ ختن مین گیا اور باواز بلند کہا اے یعقوب شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو ہے بیشمار کفار کو مین نے ہلاک کیا ہے اگر تو نے ایک موے تن امیر کو بھی اذیت دی تو یہ سمجھ لینا کہ تجھے

اور تیرے متعلقین کو ہلاک کرونگا شہر مین آگ لگا دونگا کسی کا ذکر زندہ نہ چھوڑونگا یعقوب شاہ گفتگوے عمرو
سُنکے ایسا خائف ہوا کہ کانپنے لگا آخر بخیال خوف عمرو حکم دیا امیر کو قتل نکرو بمقام مناسب قید کرو ملازم حکم شاہ ختن
بجا لائے زردھنگ بہر گرفتاری خواجہ دوڑا عمرو وہان سے بھاگا دربار سے نکل کر جست کرکے ایک بام بلند پر
گیا زردھنگ بھی جست کرکے اُس کوٹھے پر گیا عمرو دوسرے کوٹھے پر گیا اسیطرح جست وخیز کرکے آبادی سے
نکلکر راہ صحرا اختیار کی زردھنگ بھی تعاقب مین صحرانورد ہوا خواجہ نے جھاڑی جھنڈیون مین نہان ہوکر اور
زردھنگ کو صحرا مین سرگردان چھوڑکر اُسکی شکل بنکر جلد راہ طے کرکے دربار شاہ ختن مین قدم رکھا اور یعقوب
سے کہا اے بادشاہ عمرو بلا کا عیار ہے ہر چند مین نے چاہا کہ اُسے گرفتار کرون مگر وہ ایسا بھاگا کہ میرے ہاتھ نہ آیا اب
حضور کو لازم ہے کہ امیر کو میرے سپرد کیجیے عمرو پھر آئیگا حمزہ کی رہائی مین کوشش کریگا شاہ ختن نے جواب دیا اچھا
امیر کی تو ہی حفاظت کر عمرو دربار سے چلا ہی تھا کہ زردھنگ اصلی سامنے سے ظاہر ہوا اہل دربار دوسرے
زردھنگ کو دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے واہ واہ عجیب واقعہ اور ماجرا ہے کہ دوسرا زردھنگ آیا ہے زردھنگ
نقلی نے جواب دیا یہ عمرو ہے اچھے آئے تو مین گرفتار کرونگا جب وہ قریب تر آیا پکار کر کہنے لگا اے بادشاہ ہم شبیہ میرا عمرو ہے
اسکے دام مکر مین گرفتار نہ ہوجیے گا زردھنگ نقلی نے عرض کیا خداوند یہ جھوٹ کہتا ہے عمرو عیار ہے باتین کر وفریب
کی کرتا ہے چاہتا ہے کہ حمزہ کو یہان آکر رہا کرے آپ اسکی باتون پر عمل نہ کیجیے گا جب درمیان زردھنگ اصلی اور
نقلی مین تکرار ہوئی آخرکار زردھنگ نے عاجز ہوکر شاہ ختن سے کہا اے بادشاہ آپ مجھسے اور میرے ہم شبیہ سے
کچھ احوال گذشتہ سے سوال کرین جو کوئی جواب معقول دے اُسے آپ زردھنگ اصلی تصور کرین یعقوب شاہ
کو یہ راے پسند آئی پہلے زردھنگ نقلی سے پوچھا زمانہ ایک ماہ کا ہوا مین نے تجھے کیا خبر دی تھی زردھنگ نقلی جواب
دینے مین عاجز ہوا شاہ ختن نے دوسرے زردھنگ سے جو دریافت کیا اُسنے کہا حضور نے یاقوت کی انگوٹھی مجھے
عنایت کی تھی زردھنگ نقلی نے کہا او عمرو تو بلا کا عیار ہے ارے مین کچھ کہنے نہ پایا کہ تو بول اُٹھا اے بادشاہ ذیجاہ
اب اور کچھ سوال کیجیے شاہ ختن نے نہایت حیران و پریشان خاطر ہوکر پوچھا تا قبل ازین چند روز مین نے تجھے کیا حکم
دیا تھا زردھنگ نقلی نے عرض کیا حضور کے کان مین آہستہ کہونگا جواب اسکا بخوبی دونگا آواز بلند نہ کہونگا عمرو
سن لیگا شاہ ختن نے اجازت دی زردھنگ نقلی نے دہن اپنا قریب گوش یعقوب شاہ لیجا کر ایک ہاتھ سے
تاج اُتارا دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ روے شاہ ختن پر مارا اور یہ نعرہ کرکے بصد چالاکی دربار سے نکل کر ایک
جانب روانہ ہوا نعرہ ؎ عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ ہر چند اہل دربار اور عیار عقب خواجہ دوڑے مگر گرد قدم خواجہ بھی کسی کے ہاتھ
نہ آئی سب مجبور ہوکے پھر آئے شاہ ختن کو نہایت اس توہین سے صدمہ ہوا وزرا اُمرا نے جلد دوسرا تاج پیشکش
کیا شاہ ختن نے وہ تاج اپنے سر پر رکھا زردھنگ اصلی نے عرض کیا کیون حضور مین نہ کہتا تھا کہ یہ عمرو ہے
وہی ہوا جو مین نے عرض کیا تھا خیر جان بچگئی بموجب مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ اب حضور
حمزۂ صاحبقران کو میرے حوالے کرین ورنہ عمرو امیر کو رہا کرکے لیجائیگا شاہ ختن نے کہا جا امیر کی حفاظت کر
زردھنگ اجازت لیکر دربار سے نکل کر در زندان پر گیا اور امیر کو زندان سے نکالکر ایک قفس مین بند کرکے
ایک بلند لٹھے پر قفس کو لٹکایا گرد اُس لٹھے کے مع اپنے شاگردون کے واسطے حفاظت کے بیٹھا شاگردون سے کہنے
لگا مین نے امیر کو اسوجہ سے قفس مین بند کرکے اس لٹھے پر قید کیا ہے کہ یہان سے عمرو امیر کو نہ لیجا سکیگا اگر امیر کو زندان مین

رہنے دیتا تو عمرو لقب لگا کر امیر کو رہا کر لیتا شاگردون نے کہا اُستاد آپ نہایت عقیل و ہوشیار ہین یہ تدبیر آپنے خوب کی
ہو ایسی ہی باتون مین وہ دن تو بسر ہوا ہنگام نصف شب زردھنگ کو ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی شاگردونکو
اپنے قید امیر کی سپرد کر کے سوے بیت الخلا روانہ ہوا سلیم خنجر زن اور صمیم خنجر زن وغیرہ عیار ہوشیار بیٹھے تھے کہ
عمرو نے قریب اُنکے آکر باواز بلند کہا اے نالائقو بہتر یہ ہو کہ امیر کو میرے حوالے کر دو ورنہ تم سبکو مار ڈالونگا شاگردان
زردھنگ صداے عمرو سُنکے بہر گرفتاری خواجہ دوڑے تھوڑی دور بھاگ کر خواجہ ایک غار مین نہان ہوے
جب شاگردان زردھنگ تلاش عمرو مین جلد آگے بڑھ گئے خواجہ غار مذکور سے نکلکر قریب اُس ٹیلے کے آئے جس جگہ
امیر قید تھے دیکھا وہان کوئی نہین ہو میدان صاف ہو ایسا موقع پا کر اُس ٹیلے پر چڑھ گئے چاہا امیر کو قفس سے نکالین ناگاہ
زردھنگ و رجلہ شاگرد اُسکے آگئے شاگردون نے کہا اُستاد ابھی عمرو آیا تھا ہم سب اُسکے گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ ایسا بھاگا
کہ ہمارے ہاتھ نہ آیا زردھنگ نے برہم ہو کر کہا تم سب بہر گرفتاری عمرو کیون گئے تھے اگر تمھاری عدم موجودگی مین وہ امیر کو
رہا کر کے لیجاتا تو بڑا غضب ہوتا یہ کہکر سوے قفس دیکھنے لگا جب خواجہ بالاے قفس نظر آئے زردھنگ نے خوش ہو کر
کہا اے عمرو اب کہ کیونکر میرے ہاتھ سے بچکر بھاگ جائیگا تو نے مجھے بہت پریشان کیا تھا اب مین تجھے گرفتار کر کے ایسی بلا مین مبتلا
کرونگا کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے خواجہ نے بمصلحت وقت کہا اے زردھنگ بیشک عیاری
مین تمھارا مثل و نظیر نہین ہو اب مین یہانسے بھاگ نہین سکتا قسم ہو تمھارے خداوند کی میرے حال پر رحم کرو مجھے گرفتار نہ کرو
زردھنگ نے جواب دیا او عمرو کیون تمھارا مکر و فریب کرتا ہو ہرگز ہم تجھپر رحم نکرینگے تجھے گرفتار کر کے قتل کرینگے بعد تیرے حمزہ کو
بھی تہ تیغ کرینگے اب قضا تیری تیرے سر سے نٹلیگی خواجہ ذکر اجل سُنکے نہایت برہم ہوے اور کہا او بیحیا اگر تو میرے حال پر
رحم نہین کرتا تو مجھے گرفتار بھی نکر سکیگا یہ کہکر اعانت خدا پر نظر کر کے وہین سے جست جو کی ایک بام بلند پر پہونچے زردھنگ
بھی اُس کوٹھے پر جست کر کے گیا عمرو نے وہانسے بھی جست کی اور ایک گلی مین کودا ایک دروازہ کھلا تھا پٹ کی آڑ مین چھپ گیا
زردھنگ نے کوٹھے سے اُتر کر ہر چند عمرو کو تلاش کیا پتہ نہ لگا ناچار پلٹ آیا اور خوب ہوشیار بیٹھا کہ ابکی عمرو آئے تو مار لو
رات بسر کی دوسرے دن پہر دن باقی ہو گا کہ دیکھا ایک ضعیفہ کوزہ پشت لٹھیا ٹیکتی ہوئی بدن پر جھریان سر ہلتا ہوا بال
سفید نیچے پنجرے کے آئی اور منہ اُٹھا کر کہا کہ خدا کی مار ہو اس موے پر جسنے تجھکو قید کیا ہو ہاے تیرے مان باپ اگر اس
حال مین دیکھین اُنکی کیا کیفیت ہو دن کی دھوپ رات کی اوس عیارون نے کہا اری او قحبہ کیا بکتی ہو عمرو نے کہا او موئن
تمھاری بھی آنکھو مین مثل زردھنگ چربی چھائی ہوئی ہو اُسکو خدا غارت کرے ایک عیار نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ دور ہو
عمرو لوٹ گیا اور کہا ہاے ہاے میرا کولا اُکھڑ گیا اور کوسنے دینے لگا زردھنگ بھی آ پہونچا عمرو نے کہا دہائی ہو
ملکہ چہرہ بانو کی بھلا جوانا مرگو مین ملکہ کے سامنے کہانی کہتی ہون اب ایک ایک کو قتل کرواونگی زردھنگ نے جو نام
ملکہ کا سنا قریب مین آگیا سب سے کہا ہٹو اور آگے ضعیفہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ میری خطا معاف کرو اور ملکہ سے ذکر نکرنا
اور اے ضعیفہ مین تجکو بہت کچھ دونگا کبھی ملکہ میرا بھی ذکر کرتی ہو عمرو نے کہا ہان جب کوئی نام تیرا لیتا ہو بُرا بھلا کہتی ہو
زردھنگ نے اب کچھ پہچانا عیارون سے اشارہ کیا کہ پکڑ لو ور عمرو بھاگا اب نعرہ بھی کیا کہ منم شاہ عیاران
عمرو بن امیہ اب آگے عمرو پیچھے زردھنگ دوڑتے چلے جاتے ہین عمرو ایک سہ راہے پر پہونچا دیکھا دونون
راستون سے بہت عیار آتے ہین اور تیسری راہ سے تو خود آیا تھا اُدھر سے زردھنگ کے آنے کا ڈر تھا جست کر کے
ایک کوٹھے پر گیا زردھنگ بھی آ پہونچا اُسنے بھی جست کی وہ بھی کوٹھے پر آیا عمرو بھاگا جب کوٹھے کے پیچھے پر
پہونچا دیکھا کہ نیچے گڑھا ہو اور اُس پار ایک سوداگر کا مکان ہو عمرو نظر بہ پروردگار کر کے جست کر کے اُس

مکان کے کوٹھے پر آیا زردھنگ نے جست کی یہ بھی وہین پھونچا عمرو تو اتنی دیر مین سنبھل بچا تھا تلوار ماری زردھنگ
جھجکا پاؤن اُسکا پھسل گیا کیونکہ کائی جمی تھی گڑھیا مین گرا عمرو نے کہا گوہ کھائے جو ہمارا سامنا کرے اور اُس گڑھیا مین
تمام شہر کا غلیظا اور جانوران مردہ پڑے تھے زردھنگ کا مارے بو کے عجب حال ہوا تمام غلیظا مین لت پت ہو گیا
اُسکے شاگردون نے پگڑیان پھینکین اور سرے پکڑے رہے زردھنگ سہارا پاکر نکلا لیکن ایک گدھا بہت پھولا ہوا
پڑا تھا اُسپر جو زردھنگ کا ہاتھ لگا پیٹ اُسکا پھٹا ہزارون کیڑے نکلے مُنھ مین اُسکے گھُس گئے زردھنگ بہزار
خرابی باہر نکلا حمام مین گیا وہان عمرو پہلے سے حمامی کی شکل بن کر منتظر بیٹھا تھا کہ زردھنگ اس حالت سے پہونچا
خوب زردھنگ کو نہلایا دھلایا اور ڈاڑھی موچھون مین نورا لگا دیا بعد اسکے حمام سے باہر آیا زردھنگ نے آواز دی
کہ ارے کپڑے لاؤ بس عمرو نے وہی خراب کپڑے اُٹھائے اور سب سے پہلے زردھنگ کے مکان پر پہونچا آواز دی ماما نکلی اُسے
وہ کپڑے دکھا کر دست بقچہ کپڑے نکالیکر بھاگا یہان زردھنگ غل مچا رہا ہے کہ ارے کپڑے لاؤ عیارون نے کہا خواص تو
گیا ہے اُسنے کہا دوسرا اور بھیجو کر جلد لائے دوسرا خواص گیا اور آکر عرض کیا کہ کپڑے تو آپکے پہلا خواص لے آیا اب زردھنگ
سمجھا کہ عمرو ہوگا اور کپڑے عیارون سے منگوائے جب پہنکر باہر نکلا کنگھی کرنے لگا دیکھا تو ڈاڑھی موچھ سب کنگھی کے ساتھ
چلی آتی ہین حامیون پر بہت خفا ہوا اُنھون نے کہا ہم کیا جانین جسنے آپکو نہلایا اُسی سے کہیے کہا آخر تمھین لوگون مین کا
کوئی ہوگا اُنھون نے کہا ہم مین کا کوئی نہ تھا ہمسے اُسنے کہا کہ آج مہتر جی نے مجھے نہلانے کو طلب کیا تھا تو مین پہلے سے
آگیا کہ یکایک نگاہ زردھنگ کی دیوار حمام پر پڑی کاغذ لگا دیکھا جسمین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار کیون ادگیدی ہمنے نہ کہا تھا کہ گوہ کھائے جو پھر ہمارا سامنا کرے زردھنگ اور بھی خفیف ہوا
ہمارا بروکا صفایا آئینہ مین دیکھکر سکتے کے عالم مین ہوا دلمین کہا کہ بادشاہ کے سامنے کس منھ سے جاؤن وہان یہ سب خبر
یعقوب شاہ کو ہوئی زردھنگ کو طلب کیا اُسنے پہلے بہانا کیا کہ مجھے بخار ہے اُٹھا نہین جاتا جب یہ حکم آیا کہ سواری پر
آؤ جسطرح ہو آؤ ناچار سامنے آیا جسنے دیکھا مسکرانے لگا یعقوب شاہ نے کہا بس اسی منھ پر دعوی عیاری کا خبردار جسطرح ہو
جلد عمرو کو پیدا کر غرض پھر آکر عقابین کے نیچے بیٹھا فکر کرنے لگا کہ کیا کرون وہان عمرو جو پھر کر رات کے وقت آیا دل گھبرایا دھیان
آیا کہا ہے عمرو واے تیرے حال پر کہ حمزہ عقابین پر فاقے سے ہو اور تو کھانا کھائے کسیطرح کھانا امیر کو پہونچایہ کافر ایک وقت
کھانا دیتے ہین وہ بھی خراب غرضکہ برلب خندق پہونچا اور ایک پتلہ بناکے خندق پر دکھایا ایک آدھ عیار نے دیکھا
زردھنگ سے کہا دیکھیے وہ عمرو دیکھ رہا ہے زردھنگ نے تیر مارا پتلہ تیر کھا کر خندق مین گرا سب عیار دوڑ پڑے عمرو
بمیدان خالی دیکھکر عقابین پر پہونچا اور لپٹ کر خوب رویا اور کہا اے آقا عمرو کھانا کھائے اور آپ فاقے سے رہین
اب بھی راضی ہو جیے تو زنبیل مین ڈالکر لیچلون امیر نے کہا خواجہ مین نے خوب جانبازی اور عیاری تیری دیکھی مگر اب
جان کیونکر بچیگی عمرو نے کہا مین نکل جاؤنگا وہان زردھنگ نے خندق سے جو عمرو کو نکالا دیکھا تو بانس کا ڈھانچہ پر
کاغذ یہ گیا وہان سے سب پھرے کرڑی وغا کی دیکھا تو عمرو عقابین سے لپٹا ہوا ہے سب نے چار طرف سے گھیر لیا اور
کہا بچہ اب نکلکر کہان جاؤگے عمرو نے زردھنگ کو گالیان دین اُسنے چاہا کہ تیر مارے کہ عیارون نے کہا زینہ لگا کر
پکڑیے جب سیڑھی لگائی عمرو نے لاٹھی مین کملی باندھ کے ہلانا شروع کیا اور سب کو ڈرایا کبھی اِدھر کبھی اُدھر خوب پریشان
کرکے اور دھوکے دیکر کملی کو ایک جانب پھینکدیا وہ سب جا پڑے اور تلوارین مارنا شروع کیا عمرو عقابین سے کودا
اور پشت پر سے زردھنگ کو چپت رسید کی اور روانہ ہوا زردھنگ نے ہرچند تعاقب کیا عمرو کو نہ پایا آخر ذلیل
ہوکر پھرا عیارون سے کہا کہ بادشاہ کو خبر نہ کرنا جب صبح ہوئی پرچہ گذرا بادشاہ نے زردھنگ کو

بلاکر بہت لعنت ملامت کی اور زیادہ عمرو کی جستجو ہونے لگی عمرو بھی صورت بدل بدل کر آتا تھا دوسرے روز جو زردھنگ
دربار سے پھرا گذر قبرستان کی طرف سے ہوا دیکھا کہ ایک فقیر گدڑی اوڑھے مُنھ لپیٹے پڑا ہو بدن مین جذام مکھیان بھن بھنا
رہی ہین زردھنگ کو دیکھا پکارا کہ لات اعلی تمھارا بھلا کرین جو مطلب ہو وہ بر آئے محتاج ہون یا تو
زردھنگ جاتا تھا یا دل مین سوچا کہ تو اتنے بڑے کام کو جاتا ہو کہ عمرو کو پکڑ لاؤن ایسا نہ ہو کہ لاتین کو برا
لگے دعا اس فقیر کی سُن لے بس آکر پانچ روپیہ عمرو کو دیلے اور چلا تھوڑی دور جاکے سوچا کہ او زردھنگ
ابھی عمر پر عیاری بڑی چوک ہوئی شاید یہی عمرو ہو تو نے مُنھ کھول کے نہ دیکھا بس پھرا اور آکر چادر منھ سے ہٹائی دیکھا
تو عمرو ہو اور عمرو تڑپا چاہا کہ نکلجاؤن بیکند پہلے ہی لگا چکا تھا عمرو کو باندھ لیا اور گرفتار کر کے لیچلا عیارون کو
اُس کے خبر ہوئی وہ بھی آئے اور تعریفین کرنے لگے اور عمرو کو برا کہنے لگے اُنمین سے قتل کو کہتے کوئی کہتا تھا یا
استاد ہین دوہم ابھی مار ڈالین زردھنگ نے کہا بادشاہ پاس لیچلونگا اور روانہ ہوا جی مین آیا کہ ملکہ کے باغ کی طرف
سے چل شاید غل سُن کے جھروکے سے جھانکے وہان ملکہ گلچہرہ بھی سارا حال عمرو اور امیر کا سُن چکی تھی زردھنگ کو
کوس رہی ہو سمن رخ سے کہ رہی ہو کیونکر عمرو سے ملاقات ہو اور خدا اُس کو ان بارہ سو بیک بچون سے بچائے
بیچارہ اکیلا ہو کہ ایک غل ہوا کہ عمرو کو پکڑے لاتے ہین ملکہ نے سمن رخ سے کہا کسی طرح عمرو کو مانگ لائین ایک
نظر دیکھ تو لین سمن رخ کوٹھے پر آئی اور پکاری او زردھنگ ذرا دروازے پر آ مجھے کچھ کہنا ہو زردھنگ
دروازے پر آیا سمن رخ نیچے اُتری اور کہا کہ ملکہ نے بھی اسکی صورت کا حال سُنا تھا تو چاہتی ہین کہ عمرو کو
دیکھون تو مجکو دے کہ مین دکھلاؤن زردھنگ نے کہا کہ ملکہ سے میرا آداب کہنا اور کہنا یہ بلا ہو ایسا نہ ہو کہ بھاگ
جائے سمن نے کہا او موئے تو ملکہ کو خفا کرے گا ارے جس روز سے ملکہ نے سنا ہو کہ تیرے ساتھ نکاح ہوگا
روتی تھی اور تجھکو کوستی تھی مین نے سمجھایا کہ بی بی ماں باپ جسکو ہاتھ اُٹھا کے دیدین تمکو عذر کیا ہو اور زردھنگ کا
تو مرتبہ بہت بڑا ہو واری وہ بہت خوبصورت ہو جب ایسے ایسے فقرے دیئے تب ملکہ راضی ہوئی اب جو وہ
سُنے گی کہ عمرو کو نہ دیا تو پھر تمام عمر راضی نہوگی بس اس فریب مین زردھنگ نے عمرو کو دیدیا اور کہا
خبردار رہنا سمن نے کہا مجھسے لینا یہ کہان جائیگا اور عمرو کو اندر لائی ملکہ بھی اشتیاق مین عمرو کے مسند پر
بیٹھی تھی جب سمن عمرو کو لائی ملکہ دوسرے مکان مین چلی گئی دو گھڑی بعد زردھنگ نے پکارا سمن نے آکر کہا ملکہ
کوٹھے پر ہین جب اُتر ینگی اور عمرو کو دیکھ لینگی تو مین لاؤنگی تو ان عیارون کو رخصت کردے پلنگ مچلدار کا بچھا ہو اُسپر
بیٹھ زردھنگ نے ناچار ہو کر عیارون کو رخصت کردیا دس بیس عیار رکھ لیے سمن اندر آئی ملکہ بھی پوشاک بدلکر اندر
آکر بیٹھی عمرو سے کہا خواجہ مین نے ایک خواب دیکھا ہو ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ ایک بزرگ نے خواب مین امیر کو دکھایا اور
کہا کہ تو اسکی قسمت کی ہو اور خواجہ ہمنے تمھارے گانے کی بڑی تعریف سُنی ہو اور کسی طرح امیر کو بھی لاؤ عمرو نے بانسری
بجائی اور خوب گایا بعد اُسکے سمن سے کہا کسطرح زردھنگ کو شراب پلاؤ سمن نے کہا ابھی اور شراب لیکر پاس
زردھنگ کے آئی اور کہا اے موئے مین نے تیرے واسطے بڑا ریاض کیا اور سنا تو نے ملکہ نے مجھسے کہا کہ مین نے عمرو کے
بہانے سے زردھنگ کو بلایا ہو اور میری جان جاتی ہو اے سمن تو رات کو اُسکو لے آنا اور یہ جھوٹی شراب دی ہو اب تو
ان عیارون کو بھی رخصت کردے اور ذرا عطر لگا رات کو مین ملکہ پاس لیچلونگی اور یہ گلوری بھی دی ہو غرض شراب پی
اور گلوری کھائی بیہوش ہوا عمرو نے آکر اُسے زنبیل مین ڈالا اور اُسکی صورت بنکے عقابین کے نیچے آیا کہا پنجرا امیر کا اُتارو
کہ قید امیر کی لیکر باغ مین آیا بے تکلف اندر چلا گیا عیار حیران ہوئے کہ اب ملکہ کو راضی کر لیا کہ مقتر اندر چلے گئے اور وہان سے

پھر عمرو باہر آیا اور عیارون سے کہا صاحبو دیکھا تمنے کہو اگر عمرو اس حال مین بھی چھوٹ جائے تو اُسکا دین قبول
کروگے یا نہین سب نے کہا البتہ عمرو نے کہا منم عمرو عیار اور صورت اپنی دکھائی کلمہ بتایا از رہ صدق بارہ سو پیک پر مسلمان
ہوے اب عمرو اندر آیا امیر کو پنجرے سے باہر نکالا

اب دو کلمے داستان عاشق ہونا امیر کا ملکہ گلچہرہ بانو بیٹی پر یعقوب شاہ کی اور مسلمان ہونا سب کا اور پیدا ہونا کورزاد بن حمزہ کا بیان ہوتے ہین

امیر بھی ملکہ پر عاشق ہوے قید کو توڑ ڈالا عمرو نے حال ملکہ کے خواب کا امیر سے بیان کیا امیر نے آپ کلمہ بتایا سب
ملکہ سمیت مسلمان ہوے اُسوقت عمرو نے کہا اب مین یعقوب شاہ کو بھی لاتا ہون جبکہ دو پہر رات گئی عمرو
بڑے محل مین آیا یعقوب شاہ کو بیہوشی دے کر پشتارہ باندھ کے امیر کے پاس لایا ملکہ تو ہٹ گئی امیر نے کہا اس کو
ہوش مین لاؤ اور امیر نے یعقوب شاہ سے کہا کہ دیکھا قدرت خدا کو اب اگر مسلمان ہو تو تیرا ملک تجکو دیدون
یعقوب شاہ مسلمان ہوا اور کہا میری دختر کو قبول کیجیے امیر ہنسے اور سارا حال ملکہ کا بیان کیا پھر تو ملکہ بھی آئی
باپ کو مجرا کیا اُسنے اُسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تو رہبر ہوئی صبح کو سارے شہر کو مسلمان کیا امیر آکر بارگاہ مین بیٹھے
عمرو نے زردھنگ کو نکالا تلقین دین اسلام کیا یہ ترس جان سے مسلمان ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کسی طرح
امیر کو چرا کے خان اعظم پاس لیجاؤن امیر نے ملکہ سے عقد کیا اور بطن سے اُسکے کورزاد بن حمزہ پیدا ہوا
جب زردھنگ نے دیکھا کہ کوئی قابو نہین چلا تو بھاگ کر خان اعظم کی خدمت مین روانہ ہوا صبح کو خبر امیر کو
ہوئی عمرو نے کہا اسکی پیشانی پر سیاہی موجود تھی بس امیر بھی رخصت ہوے اور رخ ترکستان کا کیا یعقوب
شاہ نے کہا آپ تو جاتے ہین خان اعظم سے ہمین خوف ہے امیر نے کہا مجکو خبر کرنا مین مدد کو آؤنگا دو کلمے لشکر اسلام
کے سُنیے کہ یہان عرصہ ہوا اور بادشاہ کو معلوم ہوا کہ امیر سنقب مین سے غائب ہوگئے آخر ناچار ہو کر میدان مین آئے
دیکھا کہ رستم برابر خان اعظم کے کھڑا ہے اس صورت سے کہ بت گلے مین پہنے ہوے بازو پر بت بندھے ہوے زلفین
جادو بھی گلابی جوڑا پہنے سر سے پانو تک جواہر مین غرق جوڑا بندھا ہوا تخت پر الگ سوار ہے رستم کو دکھا رہی ہے
اور بختک سے کہ رہی ہے کہ مجکو خوف ہے کہ رستم پر زخم نہ آئے بختک نے کہا اس سے خاطر جمع رکھو کوئی رستم پر ہاتھ نہ
اُٹھائیگا اور رستم کسی سے کم بھی نہین ہے اب اشارہ کرو کہ میدان مین جائے سر امیر کا لائے اور یہ حال یہان کسی کو
نہین معلوم کہ امیر چوری گئے ہین غرض زلفین نے اشارہ کیا رستم نوشیروان اور خان اعظم سے اجازت لیکر
میدان مین آیا اور پکارا کہان ہین امیر آئین کہ سر میدان سر کاٹ کر لیجاؤن یہ دیکھکر آصف اور الیاس رستم کے
دونون ماموں خدمت مین بادشاہ کی آئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ہم جاکر سمجھائین ہمین یقین ہے کہ رستم کہنا
ہمارا مان لیگا بادشاہ نے کہا اچھا جاؤ دونون سامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا چین بر جبین ہوا دونون نے سلام کیا
رستم نے کہا مین پہچانتا ہون اندھا نہین ہون تم کیون آئے ہو کیا لڑنے آئے ہو دونون نے کہا کیا مجال وہ ہاتھ
قطع ہون جو تمپر اُٹھین رستم نے کہا پھر کیون آئے ہو نہین تو امیر کو بلاتا ہون دونون نے کہا اے رستم لشکر مین امیر
نہین ہین انکو تمنے پہلے ہی چروا منگوایا اور دیکھو اے رستم امیر نے تمھارے سوال پر کچھ نہ کہا اور کہا کہ بیٹا اگر تو
لات کو سجدہ نہ کرتا مین سر دیدیتا جو کہے وہ آپ تیرے مقابل نہ آئے رستم نے کہا یہ کہو کہ مجھسے روپوش ہوے
ہین بس جاکر انکو بھیجو دونون نے کہا تو مسحور ہے یہ قبہ جو کھڑی ہے اسنے سحر کیا ہے علمشاہ نے نام جو زلفین کا اسطرح
سُنا کہا دور ہوا اور ایک تلوار ماری کہ آصف زخمی ہوا دوسرے ہاتھ مین الیاس کو زخمی کیا الیاس قبضہ پر

ہاتھ ڈالکر پکار اٹھا کیا کرون مجبور ہون اگر تو آپ مین ہوتا تو ایک ہاتھ مین بھی لگاتا رستم نے ایک اور تلوار ماری کہ زخم سر
چو بارہ ہو گیا بادشاہ نے عیارون سے کہا کہ جلد جاکر دونون کو لاؤ غرض انکو تو عیار لے گئے خدمت مین بادشاہ کی
دونون نے بیان کیا کہ دیکھیے وہ کیسا بیہوش ہو رہا ہو نام زلفین کا سنتے ہی ہمارا یہ حال کیا اور رستم پھر پکار اٹھا امیر
نہین آتے کب تک منہ چھپائے بیٹھے رہینگے مین وہین آکر سر کاٹونگا سب چپ ہین آخر سلطان سعد نے تخت اپنا
بڑھایا لوگون نے منع کیا آپنے نہ مانا اور سامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا سلام کیا اور کہا مین جانتا ہون کہ تم بادشاہ
ہو سعد نے کہا عمو جان بجا ہی مین بھی آپکو اپنا بزرگ جانتا ہون اسی واسطے تو آپکے پاس جاکر سمجھاؤن ساری محبت
ہماری فراموش کی رستم نے کہا مین نہین جانتا میری ہی جان نہین بچتی آپ ہی جاکر امیر کا سر کاٹ لاؤ مین سعد نے
کہا اور رستم سر میرا حاضر ہے کاٹ لیجیے اور امیر یہان نہین ہین رستم نے کہا تمھارا سر مین کیا کرونگا سعد نے کہا اچھا
زلفین کو لیجیے گا اسی کو منگا دون علمشاہ کو نام پر زلفین کے غصہ آیا اور کہا تم کیا منگا دوگے کیا وہ میرے پاس نہین ہے
یہ باتین مین خوب جانتا ہون اگر امیر نہین آتے تو اب مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک تلوار ماری سعد نے سر بچایا
وار سپر کا روکا لیکن گردہ سپر کا کٹا دو انگل کا زخم آیا وہان سے جو تلوار گری ایک پایہ تخت کا کاٹا یہ دیکھکر اہل اسلام کو تاب نہ رہی
خصوصاً کرب اور لندھور سب دوڑ پڑے رستم نے انہین بھی لڑنا شروع کیا اب انمین سے کوئی رستم پر ہاتھ نہین اٹھاتا آپ
زخمی ہوتے ہین کرب نے دیکھا کہ یہ تو مشکل ہوئی بس مرکب اٹھا کے چالیس ہزار جوانون سے خان اعظم اور نوشیروان
پر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا پھر تو منم منم کے نعرے کرکے سب آکر لشکر پر خان اعظم کے گرے اور کشتون کے پشتے باندھ دیے یہان
سعد نے کہا کہ خبردار رستم کو چشم زخم نہ پہونچے ہان کمند مارکر اسیر کر لو اب ہر طرف سے کمندین پڑنے لگین رستم کی یہ کیفیت ہے کہ
کمندین توڑ توڑ کر نکلا آتا ہی زلفین نے دیکھا کہ رستم اسیر ہوا چاہتا ہے عقاب پر نکلے سامنے رستم کے آئی اور کہا بس اب نہ لڑو
چلو ادھر بختک نے طبل بازگشت بجوایا سب پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے رستم جو پلٹ کر گیا خان اعظم پر خفا ہوا کہ طبل
بازگشت کیون بجوایا بختک نے کہا ایک تو شام ہو گئی تھی دوسرے وہ سب یہان آگرے ہزارون کو قتل کیا یہ نئی لڑائی
انھون نے نکالی ہے اور تمھارے پکڑنے کی تدبیر کی ہے زلفین نے بچایا خیر کل پھر لڑ لینا امیر ابھی تو نہین آئے اب سب نے
جانا کہ امیر روپوش ہوے غرض جب خیمون مین آئے رستم نے بختک سے کہا ملک جی تمنے کہا تھا کہ ملکہ کے پاس لیچلونگا
بختک نے کہا کہ ہان مین نے راہ نکالی ہے ایک آدھ روز مین لیے چلتا ہون اور وہان زلفین نے بھی بختک کو بلوایا اور کہا
کہو ملک جی رستم کا کیا حال ہے کہا اچھا ہے چاک کیے پھرتا ہے کہ کسطرح مین ملکہ کے پاس جاؤن زلفین نے کہا کیون
ملک جی شامتین آئی ہین پھر تم مجھسے ہنستے ہو یہ چاک کیسا بختک نے کہا خیمہ چاک کرکے چاہتا ہے کہ چلا آؤن زلفین کچھ بھی نہ
لیکن چپ ہو رہی اور کہا پھر رستم کو لاؤ بختک نے اسکو بھی دم دیا اور چلا آیا اور رستم نے پھر طبل بجوایا صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے رستم پھر نکلا اور کئی مرتبہ پکار اٹھا امیر کو جلد بھیجو کیون عرصہ لگاتے ہین میرا غیر حال ہے کسی نے کچھ
جواب نہ دیا اور نہ کوئی نکلا آخر اسوقت مالک نے بادشاہ سے کہا اگر فرمایئے تو مین جاؤن بادشاہ نے کہا جب میرا کہنا نہ
مانا تو تم جاکر کیا کروگے اور خبردار رہو جو مین پھر کہتا ہون رستم پر حملہ نہ کرنا اور رستم نے دیکھا کہ کوئی نہین آتا مرکب اٹھا کر
لشکر پر آگرا اور مارنا شروع کیا کوئی روکتا ہے کوئی بھاگتا ہے رستم قتل کیے چلا آتا ہے آخر فرہاد خان کیصری اور فرامرز نے
مرکب اٹھائے اور خان اعظم پر آگرے پھر تو کرب و لندھور شاہان ہفت اقلیم غرض جو جہان تھا اسی طرف چلا
اور لشکر خان اعظم سے تلوار چلنے لگی یہان پھر علمشاہ کی گرفتاری کی تدبیر ہوئی زلفین پھر عقاب پر نکلکے آئی اور
رستم کو اٹھا لیگئی اپنے باغ مین لائی اور خوب ہم آغوش ہوئی اور یہان بختک نے طبل بازگشت بجوایا

دونون لشکر الگ ہوے خان اعظم بارگاہ مین آیا یہ خبر زلفین کو ہوئی رستم سے کہا تم بھی جاؤ اور اب جب تک امیر
نہ آئین نہ لڑنا رستم خان اعظم پاس آیا خان اعظم نے بختک سے کہا اب کیا کرین حمزہ تو روپوش ہوا اور
ان خدا پرستون نے نئی لڑائی نکالی ہے بختک نے کہا ہرگز امیر روپوش نہین ہوے مین خوب آئین سے ان کے
آگاہ ہون آخر دو چار روز مین خبر آئیگی ابھی لڑائی موقوف رکھو اب یہان تو لڑائی موقوف ہوئی رات کو رستم زلفین
پاس جایا کرتے ہین صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھتے ہین خان اعظم پر بھی حال کھل گیا کہ رستم زلفین پاس جایا کرتا ہے
خان اعظم نے کہا کیا مضائقہ ہے آخر ایک روز عقد ہوگا اور رستم اسیطرح میدان مین آتا ہے جب سامنا گرفتاری کا
ہوتا ہے زلفین نکال لیجاتی ہے کہ ایک روز زردھنگ جو بھاگا خان اعظم پاس پہونچا اور سب حال امیر کا بیان کیا کہ
یعقوب شاہ تمام شہر سے سلمان ہوا اور اپنی دختر کی شادی امیر کے ساتھ کر دی خان اعظم نے کہا یہ کہو امیر یہان
پہونچے بختک نے صلواۃ پڑھی اُدھر امیر آتے آتے چین مین پہونچے بیرم خان بن بہرام نے دعوت کی امیر حمزہ ایک روز رہکر
روانہ ہوے ہر ست اُسنے کہا کچھ دنون تو رہئے امیر نے کہا نہ معلوم لشکر میرا کس حال مین ہوا اور قریب اپنے لشکر کے پہونچے عیار جو
بالا دوی مین تھا انھون نے دیکھا آکر بادشاہ کو خبر دی تمام سردار واسطے استقبال کے گئے دیوانہ بن قندس اشقر لیکر گیا امیر کو
بڑی دھوم سے لیکر آئے امیر نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بادشاہ سے حال رستم کا پوچھا سلطان سعد نے سب حال بیان کیا امیر
کو نہایت ملال ہوا یہ خبر خان اعظم کو ہوئی رستم نے کہا کیا ہے کہا امیر آگئے کہا بس اب مین سر کاٹونگا اور یہان امیر نے وہ رات تو رنج مین
بسر کی صبح کو بارگاہ مین آکر نامہ رستم کو لکھا کہ بیٹا مین نے سارا حال تمھارا سنا یہی چاہیے تھا جو تمنے کیا کہ بادشاہ کو زخمی کیا قسم ہے
پروردگار عالم کی کہ اگر تو بت پرست نہو جاتا تو مین اپنا سر کاٹ کر البتہ دیتا تو نے خانہ کعبہ کو چھوڑا اب تو آکر سجدہ خدا کا بجا لا
ورنہ سر دیتا ہون یا نہین یہ لکھکر فرمایا کوئی لیجائے نزیان بن قنطور اپنے دنگل سے اُٹھا اور نامہ امیر کا لیکر چلا چار سو
سوار ہمراہ ہوے یہ خبر خان اعظم کو ہوئی رستم نے کہا کوئی لینے کو جائے جب دروازے پر آیا رستم نے کہا بلالو نزیان
نے ہمراہیون کو وہین چھوڑا کہ تمھارا کیا کام ہے چار لاکھ ہوتے تو کیا کرتے یہ زک تو آیا ہی تھا کہ چلیے بلایا ہے نزیان اندر آیا
سلام کیا سب نے بل کھائے مگر نزیان پاس رستم کے آیا اور کہا یہ سرفراز نامہ تیرے باپ کا ہے اگر تو نے
استقبال نہ کروایا امیر آ گیا اور اب بھی جو سلوک کریگا اپنے باپ سے کریگا اور نے یہ نامہ ہاتھ مین جب رستم نے
نامہ پڑھا بہت خفا ہو کے پرزے پرزے کر ڈالا نزیان کے بند بند مین لرزہ پیدا ہو گیا اور کہا کیا کرون ناچار
ہون اے رستم بیٹے سے منھ اس کاغذ کے چاک کرنے مین رستمی تھی رستم نے غصے مین آکر تلوار ماری کہ سر نزیان کا
زخمی ہوا نزیان نے بھی تلوار رستم پر ماری ستون بیچ مین تھا وہ کٹا پھر تو غل ہوا خان اعظم اور رستم اُٹھے
تمام ترک بھی اُٹھے کہا مارو نزیان نے بھی خوب تلوار کی وار کی کہ تمام بارگاہ خون سے رنگین ہوئی لیکن آپ بھی
زخمی ہوا اسی طرح لڑتا ہوا باہر آیا مرکب پر سوار ہونے لگا لیکن ایسی تلوارین پڑین کہ مرکب بھی زخمی ہوا اور آپ بھی
چور ہو کے گرا بیہوش ہو گیا وہ چار سو جوان جو ساتھ تھے لڑنے لگے دو سو جان سے مارے گئے باقی دو زخمی ہو کر
لڑتے بھڑتے نکل گئے یہ خبر امیر کو ہوئی اہل دربار نے دیکھا کہ امیر اسقدر غصے مین آئے کہ دنگل تھرتھرانے لگا
اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے اشقر پر سوار ہو کر چلے سب کو منع کیا کہ کوئی نہ آئے عمرو پیچھے پیچھے چلا اور امیر نے
اشقر کو دوڑایا اور وہان بختک نے زلفین سے کہا بڑا غضب ہوا یہ نہ جاننا کہ امیر طرح دینگے کوئی دم مین
دیسا گل ہو لیگا کہ ایک نہ بچیگا کیونکہ وہ مالک باطل السحر ہے ذرا خیال رکھنا کہ اتنے مین خبر آئی کہ امیر آ پہونچے
ابھی جان نکل گئی بختک نے کہا بی زلفین ایک کام کرو جو ہم کہین تم رستم کو لیکر اس گھر سے مین چلی جاؤ طلسم مین

دیکھو رستم کو شراب وکباب کھلاؤ لیکن امیر کو اُسے نہ دکھانا جب حمزہ یہان آئیگا اور تمکو نہ دیکھیگا اسم اعظم نہ پڑھیگا چہار
طرف دیکھین اور رستم کو ڈھونڈھیگا مین باتون مین لگاؤنگا بس تم اپنی کارروائی کرنا ہاتھ پانون اُسکے قابو سے نکلے ہین
ہم قید کروا لینگے بس زلفین اُٹھی رستم کو اشارہ کیا رستم بھی اُٹھا کمرے پردے گئی شراب وکباب کھلانے لگی

اب دو کلمے داستان گرفتار ہونا امیر کا سحر سے اور سر کٹنا سحر سے بیان کیے جاتے ہین

ادھر امیر مع مرکب بارگاہ مین داخل ہوے دروازے پر لوگون نے روکا جسے کوڑا مارا وہ پھڑک کر مر گیا جو گھوڑے کی جھپٹ
مین آیا ہلاک ہوا اُسی طرح اندر بارگاہ کے آئے چہار طرف سے دیکھنے لگے بختک نے اُٹھکر مجرا کیا اور کہا مین غلام ہون
اب امیر آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین کہ رستم کہان ہے کہ ایک زلفین نے سحر کیا کہ ہاتھ پانون مین امیر کے رعشہ
پیدا ہوا اور گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے بختک نے یزک اور گرگ سے کہا گرفتار کر لو ان دونون نے امیر
کو حلقہائے کمند مین اسیر کیا کہ عمرو بھی پہونچا دیکھا تو امیر گرفتار ہین عمرو واشقر کو لیکر بارگاہ سے باہر آیا اور سوار
ہوکے بھاگا خیال کیا کہ اے عمرو اگر تو گرفتار یا قید ہو جائیگا پھر کر بادشاہ کو خبر کر غرضکہ وہان سے خدمت مین بادشاہ کی
آیا تمام حال بیان کیا سب کو سنکر نہایت صدمہ ہوا وہان امیر کو طوق وزنجیر مین گرفتار کیا زلفین اور رستم کمرے
سے باہر نکلے کہا لاؤ امیر کو قتل کرین بختک نے زلفین سے کہا اب ایک کام کرو اگر امیر کو قتل کیا یہ جان لو کہ پھر عمرو
ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا تم ایک پتلہ امیر کی شکل سحر سے تیار کرو اور رستم کو دکھاؤ وہ سر کاٹ ڈالے باپ تمہارا حسب العہد
تمہین رستم کے حوالے کریگا چین کرنا اور امیر کو ایسی جگہ قید کرو کہ کسی کو خبر نہو جب کئی دن گذرین اور یہ سب
خداپرست روپیٹ کر بیٹھ رہین پھر امیر کو بھی قتل کر ڈالنا ادھر خان اعظم سے بختک نے کہا کہ کل صبح کو حمزہ کو قتل کرنا
صلصال خوب ہو رہا اور زلفین امیر کو باغ مین لائی ایک برج تھا اسمین قید کیا اور پتلہ سحر کا بصورت امیر
تیار کیا اور بارگاہ مین لیکر آئی رستم سے کہا لو سر امیر کا کاٹو رستم اُٹھا اور تلوار سے سر کاٹا لاش پھنکوا دی سر
دروازے پر لٹکوا دیا جاسوسان لشکر اسلام روتے پیٹتے آئے اور سارا حال بیان کیا سلطان سعد کا تو یہ حال ہوا کہ
گریبان پھاڑا تاج پر ہاتھ ڈالا کہ اُتار کر پھینکدے کہ عمرو نے روکا بادشاہ تخت سے نیچے اُتر بیٹھے کہ اب تخت سے
کیا کام جسنے صاحب تخت کیا تھا وہی نرہا عمرو نے کہا یہ کیا غضب آپ کرتے ہین جو یہ خبر مشتہر ہوئی سارا لشکر
تباہ ہو جائیگا غرضکہ منتین کرکے تخت پر بٹھایا بادشاہ نے لباس سیاہ پہنا سب سیہ پوش ہوے محل مین کہرام مچ گیا
ہر سردار زمین پر لوٹ رہا تھا جب ہوش آتا تھا یہی کہتے تھے کہ چلکر خان اعظم کو قتل کرین عمرو نے کہا جیسی
مرضی بادشاہ کی ہوگی ویسا کرنا اور وہان خان اعظم نے عقد رستم کا زلفین سے کر دیا یہ مقدمہ امیر کا
سوا بختک اور زلفین کے کوئی نہین جانتا تھا رستم نے شب زلفین کے ساتھ عیش وعشرت مین بسر کی
یہان عمرو حیران ہے کہتا ہے مجکو یقین نہین کہ بختک زندہ ہو اور امیر قتل ہو جائین تو جیتے تھا مین پر تو نہ مارا اب
بختک سے پوچھو تو حال کھلے اور یہان رستم نے سمک یلطاقی کو یاد کیا یزک سے کہا کہ میرا عیار ہے اُسکو کسی طرح
لاؤ یزک جو تلاش مین نکلا دیکھا کہ کلوار کی دوکان پر نشے مین چور پڑا ہے یزک نے گرفتار کیا اور ہوشیار کرکے کہا تیرا آقا بلاتا ہے
چل اور سمک کو سامنے رستم کے لایا رستم نے کہا کیون بھائی تم ہمکو بھول گئے اور ہمین چھوڑ دیا سمک نے کہا او شہریار آپنے
باپ کو چھوڑا مین نے آپکو چھوڑا رستم نے کہا تو بھی بت کو سجدہ کر سمک نے کہا میرا ہاتھ مضبوط تھا مجھے تو کیا مضائقہ ہے
رستم نے خان اعظم سے کہا اُسنے ایک بت یاقوت کا منگوا کر سامنے رکھا سمک نے تین انگلیون کی محراب بنا کے سجدہ
کیا بت کو اُٹھا لیا رستم نے کہا یہ کیا کہا اب مین روز پوجا کیا کرونگا رستم چپ ہو رہا سمک نے کہا او رستم مین یہ سوچ رہا تھا

دیکھو گر عمرو پاس جاؤن اب نہ معقول ہاتھ لگی جاکر عمرو کو دونگا اور تو تو کافر ہوگیا رستم اٹھا سمک بھاگا رستم
بادپا مرکب پر سوار ہوا نجنگ نے روکا رستم نے کہا یہ بارگاہ مین جاینگا مین وہین جا کے مارونگا آپ آگے سمک پیچھے
رستم دوڑتے چلے جاتے ہین سمک نے دیکھا کہ سامنے دریاے مواج ہی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہین جان نکلنی
مگر مجبور ہوکر دریا مین کودا ایک کنارے مین ایک کوہ تھا اُسمین چھپ رہا اب رستم کنارے دریا کے پہونچا وہان نجنگ
نے زلفین سے کہا کہ عیار رستم کا رستم کو لگاے گیا رستم وہان گرفتار ہوجائیگا پھر کس سے خواہش ستاوگی زلفین اسوقت
سحر کرکے اڑی اُدھر رستم نے مرکب کو دریا مین ڈالا تنگ نہ ڈھیلا کیا تھا گھوڑے سے علیحدہ ہوکر غوطے کھانے لگا اُسی وقت پر
زلفین پہونچی اور رستم کو نکالا کنارے پر لائی اور کہا واہ اے رستم ایکدبت کیواسطے چلے تھے رستم نے کہا اے زلفین
مجھے عیار پر غصہ آیا بت کے لیے نہین چلا تھا زلفین نے کہا اچھا اب پھر چلو رستم نے کہا مین بغیر مارے نہ جاؤنگا
یا گرفتار کرونگا یہان تو یہ ردوبدل ہی سمک جھاڑیون کی آڑ پکڑکر نکلگیا اُدھر سے عمرو امیر کی تلاش مین آتا تھا سمک
سے ملاقات ہوئی سمک نے عمرو کو مجرا کیا اور سب حال کہا اور بت نکال کے نذر دیا کہ اسی واسطے نہ آتا تھا کہ خالی ہاتھ کیا
جاؤن اور اب رستم کو زلفین نے دریا سے نکالا ہی لیے جاتی ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ بت کو دیکھکر بت بنگیا پلک پر پلک
نہین مارتا کہ ایسا نہو آنکھون سے چھپ جائے سمک کو گلے سے لگالیا اور کہا بیٹا تو لشکر مین جا مین بھی آتا ہون اور بزرک کی
صورت بنکر سامنے زلفین کے گیا سلام کیا زلفین نے کہا دیکھ اے بزرک رستم کسی طرح نہین مانتا اس کو
سمجھاکر پھر لےچل بزرک نے رستم کو سمجھایا کہ آپ اس ٹیکرے پر بیٹھیے مین سمک کو لاتا ہون اور یا خبر لاتا ہون زلفین خوش
ہوئی اور کہا اچھا جاؤ بزرک علی تھوڑی دور گیا اور شراب کی بوتل اور گزک کا سامان لاکر زلفین کے سامنے رکھدیا اور
کہا اسے آپ نوش کرین مین راہ مین سوچا کہ شاید مجھے دیر ہوجائے آپ جبتک شغل کرین زلفین اور زیادہ خوش
ہوئی اور کہا اے بزرک یہ تونے میرے دل کی بات کی عمرو تو پوشیدہ ہوگیا اور اُن دونون نے شراب پی بیہوش ہوے
عمرو نے جال مین دونون کو باندھا اور لشکر مین آیا سامنے بادشاہ کے رکھدیا کہ یہ رستم و زلفین حاضر ہین
سب نے بہت تعریف کی عمرو نے رستم کو مسلسل کیا اور ہوش مین لایا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے سعد کے اسیر
دیکھا بادشاہ نے پوچھا اے رستم یہی چاہیے تھا کہ تمنے باپ کو قتل کیا اب سچ بتا امیر کو مار ڈالا یا نہین ہر ایک نے چاہا کہ
رستم کو قتل کرے جب امیر نہین پھر کسکا پاس بادشاہ نے منع کیا کہ ٹھہرے رہو اور رستم سے کہا کہ اب بھی توبہ کرو رستم
نے کہا اے سعد یہی بہادری ہی کہ ایک عیار سے پکڑ بلوایا سعد نے کہا کیا تمھاری رستمی یہی تھی کہ ایک تو نامے پر زور
آزمائی کی کہ اُسے چاک کیا دوسرے ایک شقل کے عشق مین امیر کو قتل کیا وہ بھی یون کہ امیر سوتے تھے رستم چپ ہوا
یہان زلفین جادو کے ہیرون نے اُسے ہوشیار کیا یہ چلمن سے روبکاری رستم کی دیکھ رہی تھی اب عمرو نے چاہا کہ
زبان پر زلفین کی سوزن دے اور اُسکی روبکاری کرے کہ اسنے سحر کیا ساری قید شل تاگے کے ٹوٹ گئی اور تڑپکر
پری وار پیدا کیے رستم کو اٹھا کر لے اُڑی مقبل وغیرہ تیر جوڑ کر رہگئے یہ صاف نکل گئی سب کو رنج ہوا یہ سب فکر مین بیٹھے
تھے کہ دیکھا سامنے سے ہنگ بحر عیاری رشیو پیشہ طراری صاحب بغدہ گران نظر کردہ علی عمران یعنی مہتر قران پشتارہ
بدوش آتے ہین مہتر قران نے پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھا دیکھا تو خان اعظم یعنی صلصال ہی سب خوش ہوے
آسمک بلطائف بھی پشتارہ نجنگ کا لیے ہوے آیا بادشاہ نے دونون کو خلعت دیے اور اُن کافرون کو ہوش مین
لاکر پوچھا کہ واقع مین امیر کو قتل کیا یا سحر سے قتل کیا ہی صلصال نے قسمین کھائین کہ مجکو نہین معلوم
نجنگ سے پوچھا اسنے بھی کہا کہ حقیقت مین امیر کو قتل کیا بہت سا دھمکایا مگر نہ بتایا آخر بادشاہ نے کہا

کہ آج کی رات انہیں قید رکھو صبح کو قتل کرینگے غرض ایک خیمے مین قید کیا چوکی پہرہ قائم ہوا مگر یہ خبر رستم اور زلفین کو ہوئی کہ
خان اعظم کو کوئی چرا لیگیا رستم نے کہا مین ابھی جا کر لاتا ہون زلفین نے منع کیا کہ اے رستم تم نہ جاؤ میرا ذمہ جو کوئی
لیجا سکے ابھی لیے آتی ہون یہ تو ادھر اپنی فکر مین مصروف ہوئی وہان صبح کو عمرو جو آیا دیکھا تو خان اعظم نہین ہین نقب
لگی ہوئی ہے بیتاب زرد ڈھنگ عیار کا معلوم ہوتا ہے صبح ہو چکی تھی اس سبب سے بختک کو نہ لیجا سکا عمرو نے بختک کو
نکالا اور کہا کہ سچ بتا اے بختک امیر کو قتل کیا یا زندہ ہین اگر سچ کہا ہمین سے خلعت دے کر رخصت کرونگا
کوئی تجھسے نہ بولیگا اور اگر نہ بتایا تو یہ جان لے کہ یہ خنجر بارہ ہے اور نوک خنجر کی کوکھ مین چبھوئی بختک بلبلا گیا اور کہا
مین ابھی بتائے دیتا ہون مگر قسم کھائیے عمرو نے قسم کھائی کہ تجھے چھوڑ دونگا بختک نے کہا کہ حضور بھلا آپ کی
اور میری سلامتی مین کوئی امیر کو مار سکتا ہے اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ فلان جگہ قید ہین بس عمرو
نے بختک کو خلعت و مرکب دیا اور چھوڑ دیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی کہ خان اعظم تو چوری گیا اور بختک کو عمرو نے
چھوڑ دیا سعد نے کہا لاؤ عمرو کو عمرو سامنے آیا سلطان سعد نہایت برہم ہوئے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ نہایت
غیظ مین ہین مثل امیر کے غصہ ہو چکے ہے کان مین کہا کہ مبارک ہو امیر زندہ ہین بختک سے مین نے اقرار کیا تھا
کہ اگر امیر کو بتا دیگا تو تجھے چھوڑ دونگا اُسنے قسم لے لی تھی اب آپ امیر کو مجھسے لیجیے کہ امیر قید ہین یہ راز افشا نہو
سعد یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جلد جا کر امیر کو رہا کرکے لا عمرو بارگاہ سے باہر آیا عیارون کو جمع
کیا دارا ب گلبرگی کو خواجہ بازرگان بنایا اور آپ گماشتہ بنا اور مہتر قران اور سمک نے غول الگ کیا
تین غول ہوئے اپنی اپنی راہ الگ اختیار کی عمرو ایک طرف گیا وہان بختک جو آیا زلفین سے کہا کہ عمرو نے سب
حال امیر کا پوچھ لیا اب حمزہ چھوٹ جائیگا زلفین نے کہا او گیدی آپ ہی تو امیر کو پوشیدہ کروایا اور آپ ہی بتا دیا
بختک بولا کہ اگر نہ بتاتا تو جان نہ بچتی مثل مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان ہے اے زلفین اب کسی طرح امیر کو بچاؤ سب
عیار آئینگے بس زلفین جادو باغ مین آئی اور کچھ سحر کیا کہ ایک روشنی قلعہ پر پیدا ہو گئی عمرو چلا جاتا تھا رات کا وقت
تھا کہ قران نے آکر عرض کیا آپ کہان جاتے ہین اب آگے نہ بڑھیے گا کہ حصار سحر ہے میرے ساتھ کے کچھ عیار جیسے ہی روشنی
مین پہونچے بیہوش ہو کر گرفتار ہو گئے مین بھاگا بس عمرو نے وہین قیام کیا رات بسر کی صبح کو قافلہ سمیت داخل شہر ہوا سرائے
مین اُترا یہ جو خبر خان اعظم کو ہوئی کہ امیر زندہ ہین یزک کو حکم دیا کہ خبردار رہنا عیار آئینگے سارے شہر مین عیارون
سمیت انتظام کرتا پھرتا ہے جو سوداگر آتا ہے اُسکو دیکھ جاتا ہے مہتر قران بھی داخل شہر ہوا قافلہ کو چھوڑا تنہا نکلا ایک
ضعیفہ کے دروازے پر پہونچا دیکھا کہ چرخا کات رہی ہے سلام کیا اُسنے کہا پوت تو کون ہے قران نے کہا مسافر ہون
میرے کوئی نہین ہے ضعیفہ نے کہا اگر تو خداپرست ہے تو مین بھی مسلمان ہوتی اور قاعدے اسلام کے پوچھتی کلمہ پڑھتی
اور اپنا بیٹا بنا کر سارے گھر کا تجھے مختار کرتی بیٹا مسعد اخون کیے ہین لاشین گھر کے کنوئین مین ڈالدی ہین اب
مجکو خواب ہوا جہنم دیکھ کر بہت ڈری اور اپنے فعل سے توبہ کی قران نے کہا مین بھی خداپرست ہون بس ضعیفہ نے
نے کلمہ پڑھا ہاتھ پکڑ کر گھر مین لائی سب مال و اسباب دکھایا قران نے دیکھا کہ بڑی دولت ہے ہزارون کو اسنے
قتل کیا ہے لیکن پڑوس مین ایک رنگریز رہتا تھا اُسکے یہان کچھ شادی تھی کھانا پک رہا تھا سامنے کوتوالی چبوترہ تھا
اسیر خان اعظم کی طرف سے پیادے اُترے ہوئے تھے قران نے ضعیفہ سے کہا اماں تجھے اور رنگریز سے بھی
ملاقات ہے اُسنے کہا بڑی دوستی ہے وہ میرے ہمسایہ ہے قران نے کہا اگر کہو تو مین شادی کا بندوبست کرون ضعیفہ نے
کہا بہتر ہے اور رنگریز سے بیان کیا اُسنے کہا مفت مین کام کرنے والا ملا قران کے سپرد کھانے کا انتظام کیا

قران نے زنگر زے سے کہا کہ ان پیادون کو بھی کھانا جائیگا اُسنے کہا سب چلے اور یہان سرا مین برزک آیا اور کہا کہ سوداگر کہان ہو داراب بچوبے سے باہر آیا برزک کو سلام کیا اُسنے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہو مگر یہ نہ جانا کہ داراب ہو اپنے شاگردون سے کان مین کہا کہ انھین پکڑلو سب کمندین لے کے کر آئے اور حلقے کمند کے چلنے لگے یہ سب بھی نیچے پڑ گر پڑا کے کودے اور لڑنے لگے دم بھر کے بعد بھاگے جسنے جہان سے راہ پائی رات بھی ہو گئی تھی صاف نکل گیا برزک سب کو بھگاکر پھر آکر چلا کہ ان کا مال لینا چاہیے یہان جو آیا دیکھا کہ ایک لڑکا چار پانچ برس کا بہت خوبصورت بیٹھا ہو برزک کو دیکھکر رونے لگا برزک اُس کی صورت پر عاشق ہو گیا کہا کیون روتا ہو کہا آپ ہی قتل کرتے ہو آپ ہی پوچھتے ہو برزک نے کہا یہ کیا لڑکے نے کہا تم بھی انھین کے ساتھ والے معلوم ہوتے ہو جو ابھی بھاگ گئے یہ قزاق تھے ماں باپ کو میرے قتل کیا سارا مال اسباب لوٹ لائے مجکو ہمراہ لے لیا تھا برزک کو یقین آگیا عیارون نے برزک کی تعریف کی کہ واہ مہتر جی خوب پہچانا برزک نے لڑکے سے کہا بیٹا تو نہ ڈر مین قزاق نہین ہون تو میرا فرزند ہو اور مال بھی تجھے بہت دونگا تو میری جان و مال کا مختار ہو اور یہ خبر زلفین کو ہوئی کہ مہتر برزک نے آج یہ کام کیا زلفین نے بلوایا برزک سامنے آیا پوچھا وہ لڑکا کہان ہو برزک لڑکے کو لیکر سامنے آیا زلفین لڑکے کو دیکھکر بے اختیار ہوئی کہا اے برزک اسکو مجھے دے مین پالونگی برزک نے کہا یہ مجھسے نہ لیجیے یہ میرے کام کا ہو اسکی چتون سے ظاہر ہو کہ عیار بے بدل ہوگا جو جیسا ہوگا وہ دیکھیگا زلفین نے کہا مین اسے بیٹا کرونگی مگر لڑکا برزک کے پیچھے چھپنے لگا اور رونے لگا کہ مین تیرے پاس رہونگا زلفین نے مٹھائی منگوائی میوے لاکر رکھے لڑکا نہ بہلا اب اُسنے کچھ کھلونے جواہر نگار منگوائے تو یہ لڑکا چپ ہوا اور کھیلنے لگا برزک تو چلا گیا زلفین لڑکے کو پیار کرنے لگی اور رستم سے کہا شاید ہمکو لات اسکے سبب سے فرزند دے کہ اس اثنا مین خبر پہونچی ملک بختک آتے ہین سبب یہ تھا کہ روز رات کو بختک ملکہ کے پاس رہتا تھا اور مسخراپن کرتا تھا عمرو نے جو سُنا کہ بختک آتا ہو جان نکل گئی کہ یہ گیدی ضرور پہچان لیگا غرض جب بختک سامنے آیا لڑکا جو گود سے تڑپا نیچے گر پڑا اور ایک چیخ ماری آنکھین بند کرلین اور ایسا رویا کہ دم اُکھڑ گیا ہچکی لگ گئی اب سب بہلاتے ہین مگر چپ نہین ہوتا زلفین نے کہا کیا ہوا لڑکے نے کہا یہ جو آیا ہو اسی کی صورت کا تھا جسنے میرے باپ کو قتل کیا زلفین نے کہا ملک جی تم ہٹ جاؤ اُسنے کہا کیون زلفین نے کہا تمھاری صورت اسکے باپ کے قاتل سے مشابہ ہو اس سبب سے اُسکی جان نکلی جاتی ہو بختک نے صلواۃ پڑھی اور کہا ذرا مجکو تو دکھائیے زلفین نے کہا او حرامزادے تو میرے بچے کی جان لیگا کیا مضائقہ ہو تو باہر رہ بلکہ ملکہ نے جلدی سے ایک قنات بیچ مین رکھوا دی بختک تو ایک حرامزادہ ہو قنات سے جھانکنے لگا اور لڑکا پھر تڑپا کہ وہ دیکھ رہا ہو زلفین اور رستم بختک پر بہت خفا ہوے آخر بختک منگیا لڑکے کو ایک صحنچی مین پلنگ بچھوا کر لٹا دیا اور تھپک تھپک کے سلا دیا جب جاکر لڑکا سو گیا زلفین باہر آئی بختک نے کہا لڑکے نے تو آپ سے ہمین خوب جدا کروایا زلفین نے کہا ملک جی اسمین کیا عجب ہو ایک صورت کے ہزار ہوتے ہین بختک نے کہا دیکھا تمنے اگر برزک نہ پہچانتا تو عیار آ چکے تھے اور مجکو تو اب بھی خوف ہو ذرا لڑکے کو دکھا دو کہا ملک جی دو چار روز مین وہ ہل مل جائیگا دیکھ لینا غرض یہ باتین کرکے اندر آئی اور آپ رستم کو لیکر پلنگ پر لیٹی باہر بختک اپنے پلنگ پر سو رہا جب دو پہر رات گئی سب سوئے عمرو اٹھا اور آکر بختک کو جگایا جب دیکھا بختک نے کہ وہی لڑکا ہو سہم گیا کہ مرشد مین عمرو ہو بائین آنکھ کا تل دکھایا بختک نے کہا صدقے مین آپکے غلام پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ پہچنوانے کی احتیاج نہ تھی عمرو نے کہا بس اب چلکے بتاؤ کہ امیر کہان ہین بختک نے کہا مین نے تو آپکو بتا دیا تھا آپ جانین عمرو نے کہا یہ دم اور کسی کو دو بس چپکے چلے چلو آخر ناچار بختک ہمراہ ہوا اور عمرو کو اس گنبد مین لایا

عمرو نے کہا قفل کھولو بختک نے کہا اگر حکم ہو زلفین کے پاس سے کنجیان لے آؤن عمرو نے کہا او حرامزادے مجھے
دم دیتا ہے کہ کنجی کے بہانہ خبر کر دون بختک نے کہا مرشد حقیقت مین مین یہی سوچا تھا سچ سچ کہدیا عمرو نے کنجیان
نکالین اور قفل کھولا اندر اور مکان ملا اُسکا قفل بختک سے کھلوایا بختک نے تکرار کی عمرو نے خنجر نکالا غرض قفل
کھول کے اندر آئے امیر نے بھی آواز دروازے کی سُنی خاک پر بیٹھے تھے بال بڑھ گئے تھے اندھیر الگھپ عمرو اور بختک نے
سلام کیا امیر نے سمجھے بختک آیا ہے ابھی لیجا کے قتل کریگا اسمین امیر کے پاؤن مین نوک خنجر کی لگی جانا کہ بچھو نے ڈنک
مارا امیر نے پاؤن ہٹایا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور قران نے سر نکالا بختک کو دیکھکر سہم کے نقب سے کر لیا عمرو نے
کہا اے آقائے نامدار آپنے غلام کو نہین پہچانا جیسے ہی عمرو کی آواز امیر نے سُنی خوش ہوئے کہ یار وفادار آپہونچا لو
عمرو نے فیلہ عیاری روشن کیا اُجالا ہوا قران نے بھی آواز استاد کی پہچانی یہ بھی نقب سے باہر آیا عمرو نے سارا حال
اپنے آنے کا بیان کیا قران کی تعریف کی کہ اے جان بخش عمرو تو نے بڑا کام کیا یہ مرتبہ تیرے ہی واسطے ہے قران نے
عرض کیا کہ حضور مین ایک ضعیفہ کے گھر مین رہا اور کھانا سب کو کھلا کے بیہوش کیا اور یہانتک نقب دے کر اپنے کو
پہونچایا الغرض امیر کو باہر لائے قید امیر نے توڑ ڈالی اور چلے عمرو نے کہا کہ اب دروازے کیطرف سے چلو بختک نے
کہا اسی طرف سے چلیے عمرو نے کہا او کیدی اب ہم زلفین کیطرف جائین تاکہ تو اُسے ہوشیار کر دے غرض دروازے
پر آئے دروازہ جو کھلا دیکھا چالیس سر کٹے پڑے ہین اور ایک شخص سیاہ پوش پٹ مین چھپ گیا عمرو نے پہچانا آواز دی
سمک سامنے آیا عمرو نے کہا شاباش تو بھی امیر کو چھڑا لینے آیا تھا جب یہانتک آیا اب کیا باقی رہا تھا عمرو نے بختک
سے کہا دو مرکب منگواؤ بختک نے کہا دوسرا کیا ہوگا عمرو نے کہا تیرے واسطے بختک کی جان نکلگئی منتین کرنے لگا کہ
اب آپ جائین میری جان نہ بچیگی صبح کو خان اعظم مار ڈالیگا عمرو نے کہا بچا صبح کیسی تم ابھی مارے جاؤگے بختک
نے کہا اچھا اور آگے چلیے تو چوبدار کو آواز دون اور تھوڑی دور بڑھکر آواز دی کوئی حاضر ہو ایک چوبدار آیا عرض
کیا فرمائیے کہا جلد جا کر دو مرکب لا اُسنے کہا آپ تو اکیلے ہین دو مرکب کیا کیجیے گا اور اس وقت مرکب کا کیا کام ہے
بختک نے کہا تو اندھا ہے مین اکیلا ہون اگر تجھسے کہون گا تو تو کیا کر سکتا ہے ارے میرے ساتھ ملک الموت
ہین اُسنے کہا یہ تو امیر معلوم ہوتے ہین بختک نے کہا پھر مجھسے کیون پوچھتا ہے جا کے مرکب لا اور عمرو نے کھنکھارا
بختک نے شور کیا کہ جلد مرکب لا وہ جلدی سے دو مرکب لایا ایک پر امیر دوسرے پر بختک کو سوار کیا اب
بختک ڈلکی چلا عمرو نے کہا پھر حرامزدگی کرتا ہے کہ جسمین صبح ہو جائے جلد گھوڑے کو بھگا آخر کار مجبور ہو کر گھوڑے کو
دوڑایا طلایہ گشت پھر رہا تھا روشنی معلوم ہوئی عمرو نے کہا بچا اب ان سب کو منع کرو بختک آگے بڑھا ان سب نے کہا کون ہے
اُسنے کہا بختک اُنھون نے کہا آپ اسوقت کہان چلے اور یہ کسکو لیے جاتے ہین بختک نے کہا تم سب اندھے ہو
ارے حرامزادو یہ راز شاہی ہین جو خواصون نے حکم کیا وہ مین بجا لایا اب صبح کو پھر کر تمسے کہونگا جاؤ اپنی چوکی پہرے پر
وہ وہین پھر گئے بختک پلٹا وہ لوگ پھر پیچھے پیچھے چلے کہ دیکھین کیا ہے عمرو نے کہا کیون تو منع نہین کرتا اور بختک نے
گالیان دین وہ لوگ گالیان سُنکر پلٹے کہ ہمین کیا غرض اسی طرح جو ملا اسے بختک نے ڈانٹا وہ جدھر سے آیا
تھا اُدھر پھر گیا آخر شہر سے دو کوس تک نکل آئے بختک قدم پر امیر کے گر پڑا کہ اب مجکو آزاد کیجیے امیر نے عمرو سے
کہا ہمارے سر کی قسم جانے دو عمرو نے کہا جا اور گنا مرکب کا اُتار لیا تھوڑی دور بختک گیا ہوگا کہ عمرو دوڑا اور کہا
ابھی ٹھہر جا بختک ٹھہر گیا اب کیا ہے جب عمرو قریب پہونچا کہا کپڑے بھی اُتار دے مرکب بھی چھین لیا کسی دھوبی کا گدھا
پھر رہا تھا بختک کو ننگا اُسپر سوار کیا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے کیا کہا چلا جا بختک اسی حالت سے چلا دروازہ شہر پہ

جو آیا صبح ہو چکی تھی لوگون نے بختک جی کو پہچانا سلامی اُٹھی وہ بھی بیٹا بے پروائی نہین زلفین کے باغ مین آیا یہان بھی مجرا
کیا اور سلامی ہوئی اندر رستم و زلفین ابھی سوتے سے جاگے ہین پلنگ سے نیچے تک نہین اُترے ہین کہ دیکھا بختک
چلا آتا ہے اس حال سے کہ برہنہ زلفین نے منھ پھیر لیا کہا ارے حرامزادے یہ کیا کیا بختک نے کہا جو کچھ کیا آپ کے
صاحبزادے نے کیا خوب بیٹا بنایا تھا ارے وہ عمرو تھا امیر کو لیگیا زلفین نے گنبد کا دروازہ کھلا پایا بختک نے
سب حال بیان کیا رستم نے کہا دور ہو زلفین نے کہا جا یہان سے بختک اسیطرح وہان سے خان اعظم
کے پاس آیا نوشیروان بھی بیٹھا ہے خان اعظم حیران ہو کہ یہ کیا سوانگ ہے بختک نے کہا یہ ساری خطا اور بخطا
بزرک کی ہے خوب ڈٹ کے پہچانا بزرگ بھی ذلیل ہوا بختک کو زلفین نے جوتیان لگائین خان اعظم خفا ہوا
نوشیروان تو بہت کھسیانا ہوا کہ تو نے مجکو ذلیل کیا دور ہو ملعون بختک نکل کے حمام مین آیا وہان عیارون نے
امیر کو آتے دیکھا سب دوڑے جا کر بادشاہ کو خبر کی سب سردار آئے استقبال کرکے امیر کو لیگئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
طبل شادمانی بجے اُسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی یہ خبر خان اعظم کو بھی پہونچی کہ امیر اپنے لشکر مین پہونچ گئے
اتنے مین بختک بھی کپڑے بدل کے آگیا اپنی جگہ پر بیٹھا رستم و زلفین سب بیٹھے خان اعظم کو بڑا صدمہ ہوا بختک
کی طرف دیکھکر کہا کہ مجھسے زیادہ نامرد نہین ہون امیر کو نکالدیا بختک نے کہا مین کیا کرتا یہان تو اتنی ہی بات پر خیر
گذری کہ نامرد کہا گیا جوتیان پڑین وہان تو جان نہ بچتی کہ رستم نے کہا مین سر میدان سر کاٹون گا اور اے زلفین
تو نے یہ کیا کیا کہ امیر کو قتل نہ کروایا نہین تو ابتک لاش کا پتا بھی نہ لگتا بختک نے زلفین سے چپکے سے کہا
کہ دیکھو ہم تمھاری نیکی کے لیے کہتے ہین رستم کو سر میدان نہ جانے دینا اب تمھارا مطلب تو ہوئے جاتا ہے اگر یہ
گیا لوگ اسے گرفتار کرلین گے پھر شکل دیکھنے کو ترسو گی زلفین سوچی کہ یہ سچ کہتا ہے غرض دربار برخاست ہوا
زلفین اپنے باغ مین گئی رستم اُٹھ کے اپنے رہنے کے مکان مین آیا

داستان آنا اکوان جادو منگیتر کا زلفین کے پاس اور پنجہ بنکے رستم کو لیجانا

رستم جیسے ہی دروازے پر اپنے مکان کے پہونچا ایک بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا رستم کو
اُٹھا لے گیا ایک شور ہوا کہ کوئی رستم کو لیگیا یہ خبر خان اعظم کو ہوئی بزرک سے کہا جا کر تلاش کرو تمام عیار جا کر
کوسون تک ڈھونڈھ پھرے زلفین سے کہا کہین پتا نہین لگتا یہ سنکر زلفین کو تھے پرانی ماش کے آٹے کا
پتلہ تیار کیا پیشانی کا خون لیکر اُسکے منھ مین دیا اور کہا حال رستم کا بیان کر پتلا اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بیان کیا کہ
اکوان جادو آپکا منگیتر آکر اُٹھا لیگیا اور فلان کوہ پر ہے یہ کہکر پتلہ جلگیا اور زلفین عقاب بنکر طرف کوہ کے
روانہ ہوئی وہان اکوان جادو کہ ظلمات مین تھا جب اسے یہ خبر پہونچی کہ نکاح زلفین کا رستم کے ساتھ ہو گیا
بازبسکہ یہ عاشق تھا زلفین پر کمال رنج ہوا اور اُس سے شمامہ جادو سے کچھ قرابت بھی تھی بلکہ اسی نے یہ شادی بھی
ٹھہرائی تھی غرضکہ اکوان جادو بارہ سو ساحر ساتھ لیکر قریب شہر کے ایک کوہ تھا اُسپر آکر اُترا وہان سے تلاش رستم
مین نکلا اُٹھا لیگیا بالاے کوہ لا کر گرفتار سحر کرکے سامنے رستم کو کھڑا کیا سب ساحر گرد بیٹھے تھے رستم سے پوچھا تیرا
نام رستم ہے رستم نے کہا او گیدی جان بوجھکر پوچھتا ہے اگر تو نے مجکو نہین پہچانا تو کیونکر لایا منم رستم پیلتن
دو پیل کن اکوان نے کہا تو پھر کیا وجہ تھی کہ تو نے میری منگیتر سے عقد کیا اب تجکو قتل کرونگا بلکہ تیرے باپ کو
بھی کہ اُسنے بہت ساحرون کو مارا ہے جب رستم سمجھا کہ یہ زلفین کا منگیتر ہے کہا او گیدی کیا بکتا ہے ایک ہاتھ مارونگا
کہ دو پرکالے ہونگے اوچا ہا دو تو کر حلہ کرون ہاتھ پاؤن قابو مین نہ تھے اکوان ہنسا اور کہنے لگا

کہ زور وظلم عقل کی کوتاہی رسی جل گئی گر بل نہیں گیا رستم نے کہا بہادر ہو تو میرے ہاتھ پاؤں پر سے سحر اتار دیکھ کیا حال کرتا
ہوں اکوان نے کہا اب تیرے کباب لگاتا ہوں ذرا اُس گیسو بریدہ کو بھی لے آؤں کہ اتنی دیر میں زلفین بھی آپہونچی
اور اُسنے رستم کو بندھے دیکھا خون آنکھوں میں اُتر آیا اور صورت اصلی پیدا کرکے بالاے کوہ آئی ایک ساحر نے خبر کی کہ صلصال
کی دختر ملکہ زلفین آئی ہیں اکوان دیکھنے لگا جیسے ہی نگاہ پڑی عاشق تو تھا ہی سارا غصہ فرو ہو گیا اٹھ کھڑا ہوا زلفین
پاس اُسکے آکر کرسی پر بیٹھنے لگی رستم نے زلفین کو دیکھا کہا کہاں جاتی ہو ادھر سے زلفین نے جواب دیا کہ مجھکو تجھسے
کیا کام رستم بگڑا گالیاں دونوں کو دینے لگا زلفین برابر اکوان کے بیٹھی پوچھا کیا ہے اکوان نے کہا اس سے
زیادہ کیا ہوگا کہ تجکو اور تیرے باپ کو میرا ذرا خوف نہ آیا کہ اسکے ساتھ شادی کی زلفین نے کہا تو حقیقت سے
نہیں واقف ہے ارے جب چار سو بیٹے خان اعظم کے مارے گئے اور یہ پسر حمزہ گرفتار ہوا بختک کی صلاح ہوئی
کہ اسکے ہاتھ سے مع حمزہ سب کو قتل کروایئے بعد اُسکے اُسکو بھی قتل کیجیے تا عوض ہو خون کا باپنے میرے مجھسے کہا میں نے
سحر کرکے اسکو دام محبت میں پھنسایا نہیں تو یہ کون میں کون یہ خدا پرست اور تو میرے باپ کو بلوا کر اس سے بھی دریافت
کرلے اکوان خوش ہوا اور کہنے لگا سو جان جہان میں نے اور کچھ سُنا تھا کہا دروغ ہوگا غرض اکوان نے ایوان
جادو کو پاس خان اعظم کے بھیجا کہ جاکر کہنا کہ آپ آیئے اور نوشیروان و بختک وغیرہ جسکا جی چاہے آوے
ایوان تو اُس طرف روانہ ہوا یہاں رستم دونوں کو گالیاں دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ او مردار میرے پاس نہیں آتی
اکوان خفا ہوا اور زلفین سے کہا کہ میں ایک ہاتھ مارتا ہوں کہ سارا غل مچانا یہ ابھی بھول جاتا ہے زلفین نے کہا
ایسا نہ کرنا باپ میرا خفا ہوگا ابھی اس سے بڑے بڑے کام لینا ہیں دیکھو میں سمجھائے دیتی ہوں اور پاس رستم کے آئی
اور چپکے سے کہا کہ تو کیوں خفا ہوتا ہے ارے میں تجھ پر عاشق ہوں اکوان کو دم دیا ہے اگر ایسا نہ کرتی جان تیری کبھی
رستم چپ ہو رہا زلفین سامنے اکوان کے اختلاط کرنے لگی اور وہاں ایوان جادو ایوان میں خان اعظم کے آیا
نقیب نے خبر کی خان اعظم نے سامنے بلایا ایوان سامنے گیا اور پیغام پہونچایا نوشیروان پسران نوشیروان بختک
سب چلے اور ستر ہزار سوار ہمراہ لیے اور نوبت و نقارہ بجتا ہوا بڑی دھوم سے کوہ پر پہونچے دیکھا تو عجب مقام فضا کا ہے
سبزہ قلہ کوہ سے پائین کوہ تک نظر آتا ہے تمام چمن گلہاے رنگا رنگ سے مہک رہے ہیں بوے خوش چلی آتی ہے چادر
آبشار عجب رہی ہے اکوان کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آیا اور خان اعظم کو ہمراہ کرکے لیگیا زلفین نے چاہا
میں بھی جاؤں رستم نے نہ جانے دیا زلفین نے کہا ارے میرا باپ کیا کہیگا کہ اتنے میں خان اعظم پہونچا
داخل بارگاہ ہوا بختک نے زلفین اور رستم کو جو دیکھا کہا واہ بی زلفین اور اے رستم یہی چاہیے ہم سب کا تو
تمہاری تلاش میں عجب حال تھا تم یہاں مزے کر رہے ہو یہاں سے پھر خان اعظم پاس آیا اور کہا کیا خوب ایک کو
سائی دوسرے کو بدھائی اب یہ ہنستا ہوا بیٹھا خان اعظم نے بھی اکوان سے وہی کہا جو زلفین نے کہا تھا
اکوان نے کہا اگر میں یہ جانتا تو نہ آتا بختک نے کہا خوب ہوا آپ آئے اور آپ کیا بڑے بیٹے خان اعظم
کے یعنی بڑے داماد ہیں اکوان نے کہا بڑے داماد کیسے بختک نے کہا یعنی اصلی آپ ہیں اور ایک نقلی بنے ہوئے ہیں
یہ سنکر اکوان بگڑا کہا یہ کون مسخرہ ہے خان اعظم نے حال بختک کا بیان کیا غرض بیان تو جام گردش میں آیا
مگر یہ خبر جاسوسوں سے امیر کشور گیر کو پہونچی

اب چند کلمے داستان مارنا اکوان جادو کو امیر کا اور چھوٹنا رستم کا بیان ہوتے ہیں

جیسے ہی امیر نے سنا کہ خان اعظم اکوان جادو کے پاس گیا ہے کیونکہ وہ رستم کو پکڑ لے گیا تھا اور ارادہ قتل کا

رکھتا ہو مہر پدری نے جوش کیا فرمایا صاحبو میرا بیٹا مجھسے برخلاف ہو مین جو چاہون اُسکے حق مین کرون دوسرا کون ہو
کہ اُسے قتل کرے اور وہ بھی بت پرست میری زندگی مین قتل ہو جائے اور مین مدد نہ کرون اور یہ بھی ظاہر ہو کہ مسحور
ہو اپنے ہوش مین نہین ہو یہ کہکر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی امیر کے پانسو چھپن تلوریے فوراً
اُٹھے امیر اشقر پر سوار ہوئے سب سردار اپنے اپنے گھوڑون پر بیٹھے عمرو نے رکاب تھامی راستہ کوہ کا لیا وہان
بختک کہہ رہا ہو کہ او میان اکوان تم جانتے ہو کہ یہ کون ہو یعنی رستم بن حمزہ ہو یہ یقین جانو کہ اگر اسکے باپ کو خبر
ہوئی وہ جائز نہ رکھیگا کہ کوئی اسے قتل کرے اکوان نے کہا حمزہ میرا کیا کر سکتا ہو ایک پھونک مین تو تمام حال لشکر کا
تباہ کر دونگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اڑی اور بختک کی نگاہ پڑی پہچانا نوشیروان سے کہا کچھ رنگ بدلا چاہتا ہو
اور کبھی اُٹھتا ہو کبھی بیٹھتا ہو کہ دامنہ گرد کا شگاف ہوا دیکھا تو امیر آتے ہین بختک نے خان اعظم اور نوشیروان کو
تو سوار کیا اکوان نے کہا آپ کیون گھبراتے ہین مین ابھی ان سب کو غارت کیے دیتا ہون اور اپنے جادوگرون
سمیت نیچے کوہ کے اُترا عمرو نے دیکھا دوڑ کر امیر کے پاس آیا کہا یا امیر اسم اعظم یاد ہو امیر نے فرمایا ہان یاد ہو کہا جلد
پڑھ کر دم کیجیے امیر باطل السحر پڑھنے لگے اکوان نے سحر کیا جتنے سردار جہان تھے سب وہین رہگئے لیکن دیکھا تو امیر
بڑھتے چلے آتے ہین اب تو اکوان گھبرایا کہ امیر قریب ہو چکے تھے سرسون کے دانے سحر کرکے تین مرتبہ مارے
وہ بلا گردان ہو گئے پھر جھڑ کرکے گر پڑے ترنج مارا وہ بھی سامنے آکر پھٹا اور گر پڑا اب اکوان بھاگا امیر دوڑے
اکوان ٹھوکر کھا کر گرا ہنوز سنبھلا نہ تھا کہ سر پر تیغ چمکتی نظر آئی آن واحد مین صورت بدل گئی ایک کے دو ہو گئے
خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اکوان جادو بود ادھر علشاہ چھوٹا یہان امیر
نے اسکو مارکر نعرہ کیا نعرہ امیر سے امیر عرب ضیغم روزگار ٭ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ٭ یکے تیغ قمقام و صمصام نام ٭
یکے تیغ عقرب یکے ذوالانجام ٭ بدین کافران از جہان پاک کرد ٭ سر سرکشان جملہ در خاک کرد ٭ اکوان کو مار کر اور
جادوگرون پر جا پڑے جو سردار امیر کے سحر اکوان سے رک گئے تھے وہ بھی چھوٹے اب جادوگرون کو قتل کرنا شروع
کیا امیر برابر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا اُدھر سے رستم چلا کہ امیر کا سر کاٹون زلفین عقاب
بنکر رستم کو اُٹھا لیگئی یہان بہت سے جادوگر مارے گئے آخر کو کچھ ساحر لاش اکوان کی لیکر طرف ظلمات کے روانہ ہوئے
الجوب خان ششش گزری جدا لڑ رہا ہو جسکے دولتی ماری پشت کو توڑ کے پار گزری خان اعظم نے کہا یہ کون ہو
بختک نے کہا اگر مین تجکو سوار نہ کرتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا ایک دولتی مین کام تمام کرتا بس اب بھاگو یہ سنکر
نوشیروان اور صلصال دونون بھاگے ترکون نے دیکھا یہ بھی بھاگے میدان صاف ہو گیا امیر فتحیاب ہوئے
عمرو نے کہا یا امیر بس اب چلیے امیر نے کہا رستم کہان ہو عمرو نے کہا اسکو زلفین لیگئی غرض امیر سارا مال لوٹ کے
اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ سے کل کیفیت بیان کی زخمیون کے ٹانکے دلوائے اُدھر خان اعظم بھی بارگاہ مین آیا
بعد اسکے زلفین بھی رستم کو لیے ہوئے پہونچی بختک نے کہا اے زلفین اب تم کمر ہمت باندھو تو سر امیر کا کٹے اسلیے
کہ وہ رستم کو قتل نہ کرینگے پکڑ لیجائینگے لڑائی بھی تمنے دیکھی لیکن اب اسطرح جاؤ کہ کوئی تمکو نہ دیکھے اگر کسی نے دیکھ لیا
تو پھر امیر بارگاہ سلیمانی مین سوئینگے وہان سحر کسی کا اثر نہین کرتا زلفین نے کہا بہتر غرض زلفین اپنے گھر مین آئی اور
لوٹ کر عقاب بنی اور لشکر امیر کی طرف چلی جب لشکر مین پہونچی ہر طرف پھری اور سحر کرتی گئی جو جہان تھا وہ
وہین بیہوش ہو گیا لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام کرتے تھے عمرو نے پہلے ہی سے کچھ سوچ کر بند و بست
کر لیا تھا کہ شاید ساحرہ آئے اور جاسوسون نے بھی آکر خبر دی تھی کہ کچھ زلفین سے اور ملک بختک سے

مشورہ ہوا ہو غرض زلفین سامنے دروازہ بارگاہ کے آئی دیکھا مقبل تیر و کمان لیے ہوے لیس ہو جاگ رہا ہو اور
سایہ ہین دروازے کے بیٹھا ہو اور عمرو نے بھی امیر کے پاس رہنا اختیار کیا ادھر امیر پلنگ پر گئے عمرو نیچے پٹی کے
لیٹ رہا اب عمرو تو اندر ہو اور زلفین نے پرچھائین اپنی دکھائی مقبل ہوشیار ہو گیا زلفین نے سحر کیا
مقبل پر اثر نہوا جب رات کم رہی مارے نیند کے مقبل کو غنودگی آنے لگی برابر دروازے کے آبدارخانہ تھا
پانی سے منہ دھو لیتا تھا نیند برطرف ہو گئی آخر زلفین نہ جا سکی پھر کر چلی گئی اور جا کر سارا حال بختک سے کہا
بختک نے کہا مقبل سے ڈرتی رہنا اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر تمہارا کپڑا بھی چھو گیا بارگاہ مین تو جلکر خاک ہو جاؤ گی
زلفین کو خوف ہوا بختک سے کہا کبھی ایسا نہ کرنا کہ جانا ترک کرو شاید ایک دن لوہار کی بھی ہو سو دن سنار کی
تو ہوتی ہو اور یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ رات کو زلفین آئی تھی عمرو کو سُنکے بڑا خوف ہوا اور لوگون پر تاکید کی کہ رات
کو غافل نہ رہنا غرض مہینہ بھر روز زلفین آئی لیکن مقبل کو کسی روز غافل نہ پایا صورت اصلی بن بن کے
چہرہ دکھاتی ہو جب مقبل تیر و کمان اُٹھاتا ہو بھاگ جاتی ہو آخر ایک روز جو آئی رات بھر پھرا کی جب چار گھڑی رات
رہی مقبل کو غنودگی آنے لگی آبدارخانے مین آیا پانی لیکر منہ پر ڈالا اتنے عرصہ مین زلفین اسطرح مانند ہوا کے
بارگاہ مین آئی کہ دامن تک نہ لگا مقبل پھر اپنی جگہ پر آبیٹھا زلفین جو اندر آئی دیکھا امیر پلنگ پر سوتے ہین اور
عمرو بھی سو رہا ہو زلفین نے خنجر نکالا کہ امیر کا سر کاٹون خوف طاری ہوا کہ یہ مرد ہو اور زلزلۂ قاف اسکا لقب ہو
شاید جاگ اُٹھے اور میرے خنجر سے نہ قتل ہو سکے تو بہتر یہ ہو کہ اسے کسیطرح لیچل یہ سوچ رہی تھی کہ عمرو کی آنکھ کھلی
زلفین کو دیکھکر جان نکل گئی اب حیران ہوا کہ کیا کرون اگر امیر کو آواز دیتا ہون جب تک یہ کام تمام کر چکیگی افسوس
اے عمرو جان امیر کی مفت گئی کہ اتنے مین مقبل نے باہر سے دیکھا کہ پردہ مسہری کا ہل رہا ہو مقبل حیران ہوا کہ ایسی
ہوا اندر بارگاہ کے جاتی ہو جس سے پردہ اسقدر متحرک ہو بس جلدی سے تیر و کمان لیے ہوے اندر آیا اور
پردہ ہٹایا دیکھا کہ زلفین ہو بس اتنی تو آواز دی کہ او چڑیل کیا کرتی ہو اور تیر چلگیا زلفین نے رو بسوے آسمان
کیا کہ بھاگ کر نکلجاؤن کہ تیر جو لگا اسفل کے پار گذر گیا چرخ کھا کر گری اس غل مین امیر کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ
عمرو نے جست کی اور خنجر مارا کہ سر اس بیسوا کا بیاض گردن سے جدا ہو گیا غل ہوا کشتی مرا نام من زلفین جادو
بود امیر اُٹھ بیٹھے دیکھا کہ لاش زلفین کی خون مین غلطان پڑی ہو امیر نے عمرو کو گلے لگایا اور بہت تعریف کی پھر سب کو
خبر ہوئی بادشاہ بھی آئے جو آیا عمرو کی تعریف کی کہ اسمین مقبل بھی گوشے سے باہر آیا عمرو نے کہا برادر تم کہان تھے
اور آج ایسا غافل ہوے مقبل نے سارا حال کہا کہ مین نے تیر مارا امیر نے کہا دیکھو تیر کس جگہ لگا ہو غرض لاش کو
دیکھا تو ایک راہ کی دو راہین نظر آئین پھر تو مقبل کو خلعت ہوا عمرو کو روپیے دیے وہان خان اعظم کی بارگاہ مین
بسبب نہونے زلفین کے رستم دو گھڑی رات رہے سے آیا ہوا بیٹھا تھا کہ یکایک اوندھے منہ دنگل سے نیچے گر پڑا
خان اعظم نے کہا ارے جلد اُٹھاؤ یہ کیا ہوا غرض بعد تھوڑی دیر کے رستم کو ہوش آیا دیکھا کہ نوشیروان خان اعظم
سب کافر بیٹھے ہین نہ بادشاہ اسلام نہ امیر نہ اور بھائی بند کوئی نظر آتا خان اعظم سے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہو مین یہان
کب آیا اور کیونکر آیا صلصال نے بختک کی صورت دیکھی بختک نے کہا خدا خیر کرے کچھ دال مین کالا
معلوم ہوتا ہو کچھ سوچ کر بختک نے رستم سے کہا کہ اے رستم تم یہ کیا کلمہ کہتے ہو تمنے باپ کا سر مہر زلفین مین
لکھا نہین بت باندھے خدا پرستون سے لڑے بت پرستی اختیار کی جب تو اس بارگاہ مین بیٹھے آج تم کو کیا ہوا ابھی
ملکہ آئی ہو گی امیر کا سر لینے گئی ہین بس یہ سنتے ہی بت توڑکر پٹک دیے اور بہ نگاہ غیظ طرف خان اعظم کے

دیکھا اور کہا او گیدی یہ تو نے میرا حال کیا اب مین باپ کو کیا صورت دکھاؤنگا یہ غریو کر کے ایک ہاتھ مارون کہ مع
تخت چار ٹکڑے ہون اور تلوار کھینچ کر اُٹھا بختک نے کہا ای خان اعظم جبتک زلفین کی خبر آئے اسے نہ جانے دو
اور وہان عمرو نے امیر سے کہا کہ رستم کی خبر منگوائیے کہ اُسکو ضرور ہوش آیا ہو گا امیر نے ڈاک بٹھا دی جب
رستم بارگاہ سے باہر آیا لوگون نے حسب معمول مجرا کیا کہ اتنے مین خان اعظم کو خبر قتل زلفین کی پہونچی تاج سر
سے پھینک دیا ترکون سے کہا کہ رستم کو قتل کرو ادھر رستم یہ سوچا کہ اب کیا منہ لے کر سامنے باپ کے جاؤگے
اس سے مرجانا بہتر ہے اور خان اعظم کو سزا دینا چاہیے پھر اندر بارگاہ کے آیا ترکون سے تلوار چلنے لگی بختک خان
اعظم اور نوشیروان کو باہر لایا سوار کیا رستم بھی لڑتا ہوا باہر آیا اندر ہی بارگاہ کے کشتون کے پشتے باندھ دیے تھے
یہان بھی لڑنے لگا اب لشکر نے خان اعظم کے یورش کی اور رستم پر ریلے فوج کے ہونے لگے جو عیار لشکر اسلام
کے واسطے خبر کے آئے ہوئے تھے یہ ماجرا دیکھکر کچھ خبر لیکر روانہ ہوئے اور رستم کو گھوڑا پہونچا یار رستم مرکب پہ
سوار ہو کے ایک دیوار کی آڑ پکڑ کر لڑنے لگا پشت پر دیوار ہے جو سامنے سے آتا ہے اُسے مارتا ہے ادھر امیر خبر ہی
منگا رہے ہین کہ پہلے سمک یلطاقی پہونچا اور اپنے آقا کا شریک ہوا پروانہ وار لڑنے لگا کسی کو طرف رستم کے
جانے نہین دیتا پھر امیر بھی سوار ہو کے چلے اور سردارون نے بھی مرکب اُٹھائے جسنے خبر سُنی چل کھڑا ہوا اور سب کے
بعد سمک یلطاقی کے مالک اژدر بے اذن امیر سے آلاگرد و مالاگرد اور کپی زلزال اور ضیغران شاہ وہیکر
لڑنے لگے بعد اسکے آنے کے نعرہ امیر کا ہوا بختک کی جان نکل گئی صلوات پڑھنے لگا نوشیروان کو اشارہ کیا
کہ بھاگ اب بغیر اسکے جان نہ بچیگی غرض ساتھ امیر کے اور سردار بھی آکر گرے لڑنے لگے لشکر بھی جوق جوق
گروہ گروہ آکر شریک ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ اب دونون لشکر مل گئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ایسی لڑائی ہوئی کہ کبھی
ترکستان مین ایسی تلوار نہ چلی تھی ہر ایک اپنی اپنی لڑائی لڑ رہا ہے امیر نے جوش محبت مین پکارا کہ ای بیٹا رستم
کہان ہے رستم نے جو یہ سُنا اور پوشیدہ ہو گیا بلکہ جس سردار پر یورش زیادہ دیکھی اُسکی مدد رستم نے کی مگر آنکھ
سب سے چرائے جب بجیر چھٹی اور طرف نکل گیا ادھر امیر سے اور قباد بن گستہم سے سامنے ہوا اُسنے تلوار امیر پر
ماری امیر نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر ابوالماجن گرد نے
حملہ کو لشکر کفار کے قلم کیا خان اعظم نے بختک کی طرف دیکھا اُسنے جاتا بھاگنے کو کہتا ہے اسنے نوشیروان کو
بھگایا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین خان اعظم بھی مع ترکون کے بھاگا اور ایسا بھاگا کہ بالا خطا مین گھس گیا اور
دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہر دروازے پر پانچ پانچ ہزار سوار بٹھا دیے امیر کی فتح ہوئی رستم تو اُسی وقت نکل گیا
جی مین سوچا کہ اب امیر کو کیا صورت دکھائےگا ادھر عمرو نے امیر سے کہا کہ دشمن تو بھاگ گئے اب بارگاہ
کو چلیے امیر نے رستم کو پوچھا ہر طرف تلاش ہوئی کہین پتا نہ ملا امیر کو نہایت رنج ہوا بادشاہ سے کہا
دیکھیے ہمارے صاحبزادے کا غصہ ابھی نہین فرو ہوا عمرو نے کہا یا امیر غصہ نہین اسکو ندامت ہے کہ کیا شکل امیر کو
دکھاؤن وہ خاور کو گیا ہوگا امیر نے حکم کیا کہ جلد خبر منگواؤ کہ رستم جو روانہ ہوا خاور کا رخ کیا اور یہان
خان اعظم نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہے دل مین خوف غالب ہے ظاہر مین کہہ رہا ہے کہ میرے جو لوگ زخمی ہین
وہ اچھے ہو لینگے تو لڑونگا اور زیرک سے کہا کہ تو کسی طرح امیر یا عمرو کو پکڑ لا زیرک روز لشکر مین بصورت
بدل آیا کرتا ہے کہ کسی طرح غافل پاؤن تو امیر یا عمرو کو پکڑون وہان خان اعظم کو خبر پہونچی
کہ ترک توسن یلطاقی آتا ہے خان اعظم نے کھڑکی قلعہ کی کھلوا کر اُسے اندر قلعہ کے بلوا لیا ترک توسن نے

آکر سارا ماجرا خاور کا بیان کیا اور اپنا دشمن ہونا نقابدار یعنی بدیع الزمان سے سب کہا اور کہا کہ دیکھیے آپ کی تو وہ پرورش خسرو خان پر کہ اسکے بیٹے کو میر بخش کیا اور وہ خود مسلمان ہو گیا دختر کو رستم کے ساتھ بیاہ دیا اب آپ میری مدد کرین اور خورشید خاوری کو دلوا دین بلکہ اگر کسی صاحبزادے کو میرے ساتھ کرین تو مین بھی قول دے لیتا ہون خان اعظم از بسکہ رستم سے جلا ہوا تھا اژدر خان اور بہرام خان کو دو لاکھ سوار دیکر سوار کیا اور ایک عیار بزک کا شاگرد رشید تھا مسمی بلند نام اسکو بھی ہمراہ کر دیا اور اپنے بیٹون کو بھی خوب سمجھا دیا کہ رستم سے لڑنا غرض یہ بطرف خاور کے چلے ادھر رستم منزلونکو طے کر کے خاور مین پہونچا لیکن پہلے جو خبر خورشید کو ہوئی تھی کہ رستم زلفین پر عاشق ہوا اور اسکے عشق مین بت پرستی اختیار کی یہ سنتے ہی سن ہو گئی تھی دن رات رویا کرتی تھی غرضکہ رستم کے پہونچنے کی خبر سنکر خسرو خان اپنے بیٹون سمیت آیا استقبال کر کے شہر مین لایا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ رستم سے کمند وکر محل مین نہ آئے کہ کافر ہے اور اپنی زلفین پاس جائے رستم نے یہ سنکر سارا حال خسرو خان سے بیان کیا خسرو نے آکر دختر کو سمجھایا کہ وہ سحر مین گرفتار ہو گیا تھا جب زلفین ماری گئی رستم اپنے فعل پر نادم ہوا باپ کا سامنا نکیا یہان چلا آیا یہ سنکر ملکہ کا غصہ فرو ہوا رستم اندر محل کے آیا دونون ملکر بیٹھے جام شراب گردش مین آیا غرضکہ اب ملکشاہ رہنے لگے کہ دو تین روز کے بعد خبر پہونچی کہ ترک توسن اور دو بیٹے خان اعظم کے اس طرف آتے ہین خسرو شاہ سنتے ہی گھبرایا اور کہا کہ اگر مین کچھ کہونگا تو آپ خفا ہونگے میری راے تو یہ ہو کہ یہ مقدمہ ناموس کا ہو ملکہ پورے دونون پیٹ سے ہو لشکر اسکا بہت ہو اگر کہیے تو دروازہ قلعے کا بند کر دین رستم نے چین بجبین ہو کر کہا کہ آپ نے پھر وہی کلمہ کہا جو کہ ہمارے آئین کے خلاف ہو بس میرے باہر نکلوائیے غرضکہ شہر سے دو کوس آگے بڑھ کر خیمے برپا ہوئے اور پڑاؤ پڑا کہ اتنے مین گرد اڑی کہ جہان کو تیرہ و تار کر دیا اور ترک توسن مع فوج کثیر پہونچا سنا کہ رستم آیا ہو دل مین خوش ہوا اور اژدر خان نے کہا یہ خوب ہوا کہ رستم قلعہ سے باہر آیا بس اب مین طبل بجواتا ہون صبح کو آپ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہو اژدر خان نے کہا کیا خوب پھر ہم کس واسطے آئے ہین کل کی میدان داری ہمپر موقوف ہو اور طبل بجوا دیا خبر رستم کو ہوئی یہان بھی نعرہ رہ جا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے بہرام خان تخت پر سوار اژدر خان اور ترک توسن گھوڑون پر میدان مین آکر قائم ہوئے جب نقیب نیب دیگر چلے گئے اژدر خان نے مرکب اپنا دہنی طرف اٹھایا اور دیکھتا چلا گیا پھر بائین طرف قلب کو دیکھا بعد جانگزی کے مرکب کو پھیر کے اپنے لشکر مین آیا اور طبل بازگشت بجوا کے پلٹ گیا رستم بھی پھر گیا لیکن حیران کہ یہ کیا تھا وہان بہرام خان اور ترک توسن نے کہا یہ تو نے کیا کیا اژدر خان نے کہا مین نے دیکھا کہ رستم سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہان اگر رستم نہو تو مین ان سب کا کام تمام کرون ابھی رستم کا علاج معقول کرون اور مسمی بلند کو بلا کر کہا کہ جا کر رستم کو چرا لا وہان سیارہ کو خسرو خان نے واسطے خبر ملکہ کے قلعے مین بھیجدیا تھا یہان بلند عیار فقیر کی صورت بنا ہوا دو پہر رات گئے دروازہ پر پہونچا دیکھا پاسبان ہوشیار ہین اور بیٹھے ہوے نقش کھیل رہے ہین بیچ مین روشنی رکھی ہو اسنے یہان سے پروانے بیہوشی کے شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دھوان اُن کا دماغ مین پہونچا پاسبان بیہوش ہوسے اسنے جا کر سر کاٹے اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ خدمتگار چپ بیٹھا ہو لیکن بیٹھا اونگھ رہا ہو قریب جا کر اسکی ناک لی وہ بھی بیہوش ہوا اسکا بھی سر کاٹا ہاتھ پر کچھ عیاری چڑھایا اور بیہوشی رکھکر سامنے رستم کے لایا جیسے ہی ادہر کی سانس لی چھینک مار کر بیہوش ہوا بلند نے حلقہ سے کنہ سے

باندھ کر پشتارہ پشت پر لگایا اور لیکر روانہ ہوا یہان تک لشکر سے رستم کے بفنون عیاری بچتا ہوا نکل گیا صبح کو بیرم
خان کے پاس پہونچا اژدر خان نے سلوق و سلسل کیا صبح کو غل ہوا کہ رستم کو کوئی چرا لے گیا بس خسروخان
جلدی سے مع لشکر قلعے مین چلے آئے دروازہ بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا ملکہ نے جو سُنا کہ رستم غائب ہوگیا اپنا غیر
حال کیا وہان اژدر خان نے کہا چلو اب خسروخان کو گرفتار کرین کہ خبر پہونچی وہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا
اژدر خان نے ایک سوار کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ او خسروخان رستم کو ہمنے پکڑ لیا اب بہتر یہ ہو کہ دروازہ قلعے کا
کھول دو اور خان اعظم کا حکم ہو کہ ملکہ کو ترک توسن کے حوالے کرو خسرو نے کہا ایک ہفتہ کی مہلت دو یا ملکہ کو
دونگا یا مقابلہ کرونگا کیونکہ ملکہ کو سمجھا تو لون جب وہ راضی ہوگی جب لیجانا اژدر خان سے اُس سوار نے پیغام
دیا کیا مضائقہ ہے مہلت دی ترک توسن نے کہا ہرگز یہ نہوگا اژدر خان نے کہا مین تو خان اعظم پاس
جاتا ہون میرا مطلب تو ہوگیا تم جانو تمھارا کام جانے ترک توسن نے منت کی کہ ابھی دو تین روز بجائیے مین قلعہ
لیے لیتا ہون ادھر خسروخان کا وزیر تھا نعمان خان اُسنے کہا کہ مین انکو دم دیتا ہون آپ وہ جو قلعہ تبرک
یہان سے سات منزل پر ہو وہان نکل چلیے اور نعمان نے دروازہ قلعے کا کھولا پاس اژدر خان کے آیا اور
کہا کہ خسروخان کہتا ہو کہ میرا قصور معاف کیجیے جو آپ فرماتے ہین مجکو بدل و جان قبول ہو بلکہ ملکہ بھی راضی ہو لیکن
میری بی بی روتی ہو اور کہتی ہو کہ جس طرح شادی ہوتی ہو اُس طرح ہو تو کیا مضائقہ ہو تو آپ اتنا کیجیے کہ ترک توسن
کو دولھا بنا کے لائیے اور ملکہ کو بیاہ لیجائیے تاکہ میری عزت ہو ترک توسن تو خوش ہوا اور کہا اچھا نعمان
نے کہا بس تیاری کیجیے ہم بھی تیاری کرتے ہین آج کے دسوین روز آپ آئین یہ کہکر داخل قلعہ ہوا اسی وقت
سے تیاری چلنے کی ظاہر مین دروازہ بھی کھول دیا اور کہا مکان جڑ رہے ہین چتر تیار ہو رہے ہین اور نقب کی
راہ سے نکلکر سب تبرک مین آئے جب وہ دن آیا جسکا وعدہ تھا اژدر خان و بیرم خان ترک توسن کو
دولھا بنا کر برات لیکر قلعے پر آئے کچھ پاسیون کو چھوڑ گئے تھے اُنھون نے دروازہ بند کر لیا ان لوگون نے جانا
واسطے نیگ لینے کے بند کر لیا ہو جب اُنکو کچھ دیا اُنھون نے دروازہ کھولا برات اندر آئی آتشبازی دغی وہ پاسی
بھی سب کے سب بھاگ گئے یہ سب جو اندر آئے دیکھا کہ قلعہ خالی ہو فرش تک نہین ہو ترک توسن کے مُنھ پر ہوائیان
چھوٹنے لگین چہرہ فق ہوگیا وہ لوگ جو بستے تھے رعایا تھے اُن کو پکڑ کر پوچھا جب بہت دھمکایا اُنھون نے
بیان کیا کہ قلعہ تبرک جو بیچ دریا مین واقع ہو وہان سب گئے ہین ترک توسن نے کہا مین جاؤنگا اژدر خان
نے کہا اب تو جا ہم تو خان اعظم پاس جاتے ہین کیونکہ رستم ہاتھ آگیا اور اسی لیے آئے تھے خان اعظم
نے کہدیا تھا کہ عیار سے پکڑوا لینا نہین تو جسکے اتنے بیٹے مارے گئے وہ باقی ماندون کو کیون موت کے
سامنے بھیجتا غرض ترک توسن کو اُسی وقت طرف قلعہ تبرک کے روانہ ہوا اور یہ دونون بھائی بیرم
خان و اژدر خان ترکستان کو چلے چوتھی منزل تھی کہ لوگون نے خبر دی آپ کے استاد مالک ترک سفید
جامہ بھی یہان سے کوس بھر پر اترے ہین اژدر خان نے بلد عیار سے کہا کہ رستم سے کہ اگر خان اعظم یا کوئی اور پوچھے
تو کہنا کہ اِن جما اژدر خان کہتا ہو وہ سچ ہو اگر یہ کہیگا تو ہم تجکو چھوڑ دینگے تیرا مرتبہ زیادہ کرینگے بلکہ تیری حمایت بھی
کرینگے کہ ہماری عزت رہتی ہو رستم نے یہ سنکر کہا کہ اچھا میرا کیا نقصان ہو مگر جو کوئی قسم لیگا تو صاف کہدونگا
غرض رستم کو سکھا پڑھا کر لیگئے اور مالک ترک سفید جامہ کو استقبال کرکے لائے اور پوچھا کہ آپ کہان جاتے
ہین کہا کہ مجکو خان اعظم نے بلوا کر کہا جاؤ رستم سے اور میرے بیٹون سے مقابلہ ہو رہا ہو مدد کرو اژدر خان نے

کہا اُستاد آپ کی جوتیون کے صدقے سے مین نے رستم کو سرمیدان گرفتار کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کس طرح
اژدر خان نے کہا رستم کو سامنے لاؤ بلد سامنے لایا اژدر خان نے کہا کہ جب اسنے تلوار مجکو ماری یا اُستاد مین نے
آپکا بتایا ہوا فلان پیچ کیا بس باڑھ بچا کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر پکڑ کر گھوڑے سے اٹھا کر مشکین باندھ لین یقین ہو
تو آپ پوچھ لین اسلیے مین نے اُسے بلا کر سامنے اُسکے بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کیون رستم سچ ہو رستم
نے کہا اگر تمکو یقین ہو تو سچ ہو تمھارا دل گواہی دیتا ہو مالک نے کہا نہین رستم نے کہا تو پھر ایک ہی ہاتھ میرا کھول دو پھر
اگر ہتھکڑی پہنا دو تو مین جانون مالک نے کہا اچھا اژدر خان نے کہا ایسا کام نہ کرنا دشمن کی بات کا کیا اعتبار
خدا پرست سب جھوٹ بولتے ہین مالک نے کہا مین نہ مانونگا کہا ہم خان اعظم سے کہینگے مالک نے کہا آہنگر کو
لاؤ کہ قید دور کرین یہ سنتے ہی رستم نے قید توڑ ڈالی ہو اتھ پانون سے بجنے لگا مالک ترک جامہ سفید نے کہا مین
اس سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا آپنے کہا کہ ابھی نہین تم اچھے ہو لو رستم نے کہا اسکا مضائقہ نہین مین تو اب بھی موجود
تھا اتنے مین مالک ترک سفید جامہ رستم کی طرف بڑھا رستم بھالا لڑنے آتا ہو رستم نے ہاتھ بڑھایا مالک ترک
سفید جامہ قدمون پر رستم کے گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا مین آپسے کیا لڑونگا اے شہریار اگر مین اور
میرا باپ دونون ملکر زور کرتے تو یہ قید نہ ٹوٹتی پھر مین کیا سمجھ کر آپ سے لڑون کلمہ بتائیے تاکہ دین آپ کا اختیار
کرون علشاہ نے کلمہ بتایا مالک از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اُس کے اژدر خان اور بہرام خان
کو بھی مالک نے مسلمان کروایا سب لشکر بھی مطیع دین اسلام ہوا لیکن بلد عیار نے چپکے سے پوچھا کہ واقع مین
آپ مسلمان ہوے اور اژدر خان نے لات پر لعنت کی بس یہ تو بھاگ کر طرف خان اعظم کے روانہ ہوا کہ
چلکر خبر دون یہان اژدر خان سے ترک توسن کا حال پوچھا اور مالک سے کہا کہ ایک مرکب ہم کو دو مالک نے
کہا جان تک حاضر ہو غرض رستم مرکب پر سوار ہوا اور سب ہمراہ ہوے راستہ قلعہ تبرک کا لیا وہان خسرو خان نے
آکر قلعہ کو آراستہ کیا تا وبرجے سب کنارے سے منگوا کے گرد قلعے کے کر لیے اور تہمتن خان سے کہا کہ جسوقت یہ
ترک اسپار آجائے تم ملکہ کو مار ڈالنا یہ انتظار ہو ہی رہا تھا کہ بیابان سے گرد نمایان ہوئی اور ترک توسن پہونچا
تہمتن تلوار کھینچکر اندر مکان ملکہ کے آیا اس انتظار مین کہ ادھر ترک اس پار آئے اور ملکہ کو مار ڈالین لیکن
ترک توسن نے آتے ہی مع رفقا دریا مین گھوڑے ڈالدیے اور رُخ قلعہ کا کیا ادھر سے گولہ پڑنے لگا وہان
ملکہ کو درد زہ لگے اب تو خواصین گھبرائین کہ کیا کرین عجب بدنصیب لڑکا پیدا ہوا ہو اور ساعت بھی مریخ کی ہو اب
عورتین ٹوٹکے کرنے لگین غرضکہ قاسم پیدا ہوا ایک نے نال کاٹی دوسری نے نہالچے پہلے لیا اور ملکہ دعا کرنے لگی
وہان ترک توسن قریب قلعے کے گولے روکتا ہوا پہونچا ہو خسرو خان گھبرایا دعا مانگنے لگا کہ پردہ بیابان
سے گرد اُڑی اور رستم مع فوج پہونچا ترکون نے جو دیکھا ترک توسن کو آواز دی کہ کہان جاتا ہو رستم سر پر
آپہونچا ترک توسن پھرا دریا سے باہر آیا لشکر رستم سے اور ترکون سے تلوار چلنے لگی خسرو خان نے جو رستم کو
دیکھا محل مین کہلا بھیجا کہ اے تہمتن ملکہ کو قتل نہ کرنا کہ رستم آگیا یہان رستم کا اور ترک توسن کا سامنا ہوا اسنے
تلوار ماری رستم نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا ترک نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل قرص پنیر کے
دو ٹکڑے کیا سر پر بجلی خود کو کاٹتا دوا بروا تر آئی ترک کا سر ہرنے سے الگ گیا لوگ بیچ مین آگئے اور ترک کو لیکر
بھاگے خسرو خان اور سب رفیق اسکے برجون پر سوار ہو ہو کر رستم کو لینے آئے رستم نے خسرو کو سلام کیا
خسرو خان نے قاسم کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی غرض رستم خوش ہوا اور جلدی سے سوار ہو کے محل مین آیا قاسم

گود مین لیا خوب پیار کیا غرض بہت دھوم سے چھٹی ہوئی بعد اُسکے رستم سب کو شہر خاور زمین لایا اور وہان رہنے لگے

داستان اندھا ہونا امیر کا مع سردارون دخمہ جمشیدی مین

جب امیر نے دیکھا کہ خان اعظم قلعہ بند ہوا فرامرز نے امیر سے اجازت شکار کی لی بعد اُسکے جانے امیر کا دل
گھبرایا خود بھی بادشاہ سے اجازت لیکر مع سرداران نامی و عمرو چلے لیکن فرامرز کہ پہلے چلا تھا ایک صحرا مین
پہونچا دور سے پہاڑی معلوم ہوئی وہ لوگ جو وہان رہتے تھے اُنسے پوچھا کہ پہاڑی کیسی ہے اُنھون نے کہا یہ کوہ ہے
اور اسکے سامنے ایک باغ ہے اُسمین دخمہ جمشید ہے فرامرز نے کہا دخمہ کیسا اُنھون نے کہا ہمنے یہی سُنا ہے
حقیقت سے نہین واقف فرامرز کو اشتیاق ہوا اُس باغ مین آیا دیکھا تو چار مینار ہین اُن مین قلابے لگے ہین
اور ایک صندوق زنجیرون مین معلق ہے کہ وزن اُسکا ہزار من کا ہوگا اُسمین بھی قلابے لگے ہین وہ لوگ جو
ساکن اُس باغ کے تھے اُنھون نے منع کیا کہ خبردار اس صندوق کو نہ کھولنا فرامرز نے نہ مانا زور کرکے صندوق
کو کھولا پردے کا ہٹنا تھا کہ ایک دھوان اُسمین نکلا فرامرز کی آنکھون کو نابینا کر دیا جو لوگ ہمراہ تھے وہ بھی
نابینا ہوگئے لوگون سے کہا یہ میرا کیا حال ہوا غرض لوگ فرامرز کو سوار کرکے جہان اُس کا خیمہ تھا وہان
لے گئے فرامرز کو ایسا صدمہ ہوا کہ قریب تھا کہ سر اپنا پھوڑ ڈالے ادھر امیر بھی شکار کھیلتے ہوے اسی باغ
مین پہونچے لوگون نے فرامرز کا حال امیر سے بیان کیا امیر نے عمرو سے کہا تم فرامرز سے جاکر پوچھ آؤ عمرو
تو اس طرف روانہ ہوا امیر نے کہا ہم بھی تو چلکر اس صندوق کو دیکھین سردارون نے منع کیا کہ فرامرز کا یہ
حال ہو چکا ہے امیر نے فرمایا مین صاحب اسم اعظم ہون مجھپر تاثیر نہ کریگا اور اُس صندوق کے پاس آئے گرد
لندھور مالک بہرام جمہور سب سردار تھے کہ امیر نے اُس صندوق کو کھولا اور دھوان اُسمین سے نکلا جسکی
آنکھون مین لگا وہ اندھا ہوگیا پھر تو کیسا قلق امیر کو ہوا کہ گویا جیتے جی مرگئے کہ یکایک عمرو فرامرز پاس ہو کر آیا
دیکھا تو امیر مع سردارون کے نابینا ہوگئے ہین عمرو کی جان نکل گئی زیراسی آنکھون سے بسورنے لگا
اور کہا یا امیر مجکو بھی نہ آنے دیا جان بوجھ کے اپنا یہ حال کیا اب جو خان اعظم اور نوشیروان کو خبر ہوگی
تو کیا ہوگا ایسی بہادری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے غرض سب کو عمرو نے سوار کیا فرامرز کو بھی ساتھ لیا اور لشکر مین آیا
اور عیارون سے کہا یہ خبر مشتہر نہ ہونے پائے ایسا کہ صلصال کو خبر ہوجائے مگر بادشاہ نے جو امیر کا یہ حال
مع سردارون کے دیکھا بڑا صدمہ ہوا امیر نے کہا مجکو مسجد کے پاس مین لے چلو غرض سب اندھے مع امیر اُس مسجد مین
رہنے لگے اور یہ خبر آخر کار نہ چھپ سکی اور خان اعظم کو معلوم کہ امیر اندھے ہوگئے خوش ہوا بختک سے کہا بس
اب کبھی امیر اچھے نہ ہونگے کیونکہ مالک اُس دخمہ جمشید کا الماس جادو ہے شہر صندل مین رہتا ہے میرا
تابعدار ہے غرض اُسی وقت خان اعظم نے مہتر یزک کو بلا کر کہا کہ امیر سے کہو کہ اب تم نابینا ہوے کیا تم سے
لڑون لیکن اب مناسب یہی ہے کہ اثاثہ صاحبقرانی اور اشقر و بارگاہ وغیرہ سب میرے حوالے کرو جان تمھاری
مین نے چھوڑ دی خانہ کعبہ مین جاکر بیٹھو یزک اُسی وقت چلا اور بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر تو یہان نہ تھے
بادشاہ سے یزک نے بیان کیا سلطان سعد نے عمرو کے ہاتھ امیر سے کہلا بھیجا کہ صلصال نے ایسا
کچھ کہا ہے مین بغیر آپ کی رائے کے جواب نہین دے سکتا جب امیر نے یہ سُنا کہلا بھیجا بادشاہ سے کہ مین نے
آپ کو اختیار دیا جو چاہیے وہ جواب دیجیے اور جو مناسب ہو وہ کیجیے اسوقت بادشاہ نے یزک کی طرف دیکھکر اشارہ
کیا کہ خان اعظم سے کہنا او گیدی جھک مارتا ہے کل کی بات ہے کہ تو بھاگ کر قلعہ بند ہوا اب جو امیر کا یہ حال سُنا

تو دروازہ قلعے کا کھولکر لشکر لیکر باہر آیا ہے تو او نامرد اگر امیر کا وہ حال ہوا تو ابھی ہماری آنکھون مین روشنی ہے اور مالک
امیر کے ہم ہین ہان اگر تو مسلمان ہو جائے تو پھر جو کچھ کہیگا وہ ہم کرینگے اور نہین جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نکر ایلچی یہ جواب
لیا خان اعظم پاس آیا اور بیان کیا بختک نے کہا مین پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ بادشاہ کچھ اور بادشاہون کیطرح
مرغ زرین تھوڑی ہے خان اعظم کو برا معلوم ہوا بختک سے کہا یہ ہمکو در پردہ سناتا ہے آیا ہم مرد نہین ہین بس اب
مین آپ لڑونگا اگر سلطان سعد میدان مین آئیگا مین آپ مقابلہ کرونگا لشکر اس کا باہر قلعے کے آ ہی چکا تھا خیمہ
برپا تھا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگ غرض دونون طرف طبل بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال خان اعظم نے نوشیروان سے آنکھ ملائی اور میدان مین آیا
نوشیروان ذلیل ہوا بختک سے کہا دیکھا تو نے کہ خان اعظم نے مجکو ذلیل کیا نامرد جانا بختک نے کہا تم ایسی باتونکا
خیال نکرو نامرد ہوتے تو اتنی بڑی حکومت پر نہوتے اب تماشا دیکھو کہ کیا ہوتا ہے غرض خان اعظم نے مبارز طلب کیا
یہان مظفر شاہ مصری اپنا مرکب بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا زمین ادب کو مرکب سے کودکر بوسہ دیا اجازت
میدان چاہی بادشاہ نے کہا کہ تم کیون نکلے ارادہ تو میرا تھا مظفر نے کہا اگر نام آپ کا وہ لیتا مین نجاتا اور اب بھی
اگر حضور کو پکاریگا مین نجاؤنگا بادشاہ نے کہا بہتر جاؤ خدا نگہبان ہے کہ اتنے مین خان اعظم پھر مبارز طلب ہوا مظفر
مرکب اپنا اڑا کر سامنے آیا ہمگاور رہوا پانچ قدم مرکب مظفر کا تین قدم گھوڑا خان اعظم کا پسپا ہوا
مظفر نے کہا اے خان اعظم آج یہ جرأت کی تو نے کہ میدان مین آیا ابھی کل کی بات ہے کہ تو بھاگ کر قلعہ
بند ہوا تھا اب امیر کے اندھے ہو جانے سے پھر تو نے سرکشی کی صلصال نے کہا اے مظفر مین تجکو بچاتا
ہون مجھسے تو یہ باتین کرتا ہے دشمن کو جس طرح ہو قتل کرے اسپر بھی مین نے کہلا بھیجا تھا کہ اثنائے صاحبقرانی
بیسجد و حمزہ نے کیون نہ منظور کیا جیسا نہ مانا ویسا پچھتائے گا مظفر نے کہا او گیدی بس زبان کو بند کر
لا حربہ بہادری کا خان اعظم نے نیزہ مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین آخر
خان اعظم نے نیزہ مظفر کا ہوائی کیا مظفر نے جھنجلا کے تلوار ماری خان اعظم شل دیو کے ارہ پشت
نہنگ باندھتا تھا اسکی پشت پر روک کر اپنا وار کیا کہ سپر مظفر کی کٹی ارہ سر پر بیٹھا زخم مظفر کے کاری
لگا کہ بیہوش ہو گیا بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ مظفر کو بچاؤ عیار دوڑے ہوے گئے اور مظفر کو لے
آئے صلصال نے پھر مبارز طلب کیا سلطان بخت مغربی میدان مین آیا یہ بھی زخمی ہوا قارن
بخت مغربی آیا کچھ دیر لڑا آخر کار زخمی ہوا شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خان
اعظم اپنے خیمہ مین آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اسنے دو چار جام پیکر پھر طبل
بجوادیا اودھر بادشاہ اسلام زخمیونکو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے ٹانکے زخمون مین دلوائے عمرو امیر پاس گیا سارا حال
لڑائی کا صلصال سے بیان کیا امیر نے کہا خواجہ مین کیا کرون بادشاہ کو اختیار ہے عمرو پھر کر خدمت مین
بادشاہ کی آیا یہان طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی خان اعظم
پھر میدان مین آیا مبارز طلب کیا آج ناصر ملک پہلے نکلا نیزہ بازی ہوئی مطلب نہ نکلا تلوار چلی ناصر ملک زخمی ہوا
نور ملک نکلا یہ بھی زخمی ہوا اور ایک آدھ سردار زخمی ہوا تھا ابھی شام ہونے پائی تھی کہ بختک نے طبل بازگشت
بجوادیا خان اعظم پھر کر بارگاہ مین آیا اور پھر طبل بجوادیا آج جو بادشاہ پلٹ کر میدان سے آئے سب کو منع کیا

کہ کل کوئی نہ نکلے مین آپ جاؤن گا غرض جب صبح ہوئی دونون لشکر میدانمین آئے صفوف جدال آراستہ ہوئین خان
اعظم مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اِدھر بادشاہ نے خنگ سیہ قیطاس کو طلب کیا کہ اگر مبارز طلب ہو تو مین جاؤن
ہنوز سوار نہین ہوے تھے کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ بر آسمان رسیدہ و پاے
گرد در زمین پیچیدہ یہ آئی اور یہ آئی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
چار نقابدار کہ تاج زیب سر اور پشت پر اُنکے چار لاکھ سوار میدان مین پہونچکر پرے جما کر کھڑے ہوے اب دونون
طرف حیرت ہے کہ یہ کون ہین اور کسکے شریک ہین کہ ایک نقابدار جو یاقوت پوش تھا اُسنے مرکب چمکایا اور زمرد پوش
اور سفید پوش اور بنفشہ پوش کھڑے رہے یاقوت پوش خان اعظم سے ہمتگاور ہوا کہ پانچ قدم مرکب صلصال کا
اور تین قدم گھوڑا نقابدار کا پسپا ہوا خان اعظم نے کہا او نقابدار تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور تو
خداپرستون کی طرفداری کیون کرتا ہے نقابدار نے کہا ہم شمالیہ بربر کے رہنے والے ہین حقیقت مین ہمین کیا کام
لیکن ہمنے سُنا کہ امیر اندھے ہوے اور تو انکو دباتا ہے ہم بھی مرد میدان ہین ہمکو بُرا معلوم ہوا کہ کوئی کسی پر ظلم و
بدعت کرے بس زیادہ گفتگو بیکار ہے لاحربہ بہادری کا صلصال نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا
اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ارد پشت نہنگ بصد غیظ و غضب مارا نقابدار نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا اور سر جھکایا ارہ سپر کو کاٹ کر سر مرکب پر گرا کہ گھوڑا نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بھی تیغہ مارا کہ مرکب
صلصال کا بھی کام آیا اور خان اعظم مرکب کے ساتھ غلطان ہوا ترک دوڑ پڑے ادھر سے لشکر نقابدار کا آپڑا
جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی لیکن ترکون نے جانین دین اور خان اعظم کو بیچ مین لے لیا نقابدار نے عیارونکو
اشارہ کیا عیارون نے کمند کے حلقے مارے اور خان اعظم کو پکڑ لیا سلطان سعد نے لشکر کو حکم دیا کہ شرکت کرو
نقابدار کی بس اب جو لشکر امیر کا مثل سمندر کے موج مارتا ہوا چلا بختک کی جان نکلی کہ خان اعظم کو پکڑ لیا بس
آج ہی ترکستان کو لے لینگے جلدی سے طبل بازگشت بجوادیا نقابدارون نے جو دیکھا کہ طبل بازگشت بجا ہے صلصال کو
لیکر جہان خیمہ انکا میدان سے پانچ کوس پر تھا وہان آئے بادشاہ اسلام اپنے خیمے مین آئے عمرو سے کہا خواجہ نقابدارونکی
جلد خبر لاؤ کہ یہ کون ہین اور ہماری طرف سے کہنا کہ تمھاری ملاقات کا نہایت اشتیاق ہے عمرو تو ادھر روانہ ہوا وہان
بختک نے بھی جاسوس بھیجے کہ صلصال کی خبر لاؤ کہ نقابدار کو کہان لیگئے غرض عمرو لشکر مین نقابدارونکے داخل ہوا
حیران تھا کہ کس سے پوچھون دیکھا تو دو شخص آپسمین نقابدارونکا ذکر کر رہے ہین عمرو اُنکے پاس آیا اور نقابدارون کی
تعریفین کرنے لگا اور کہا تم کو معلوم ہے کہ یہ کون ہین اور کہان رہتے ہین اُنھون نے کہا ہم مسافر ہین کیا جانین اور اے
شخص تو کون ہے عمرو نے کہا مین بھی مسافر ہون تلاش روزگار مین آیا ہون کہ اُن دونون شخصون نے عمرو کو باتون مین
لگا کر بند و بست پکڑ لیا عمرو نے کہا ہان ہان یارو کیا مین چور ہون یا کسی کا قصوروار ہون مین نے کیا کیا جو مجھے پکڑتے ہو
اُنھون نے کہا تو جاسوس ہے عمرو نے دیکھا کہ آٹھ آدمی خان اعظم کے بھی لوگ پکڑے ہوے لاتے ہین دو عیار لشکر کے بھی
گرفتار آئے عمرو نے کہا مین صلصال کے لشکر کا نہین ہون اُسپر لعنت کرتا ہون اُنھون نے کہا ہمین اس سے مطلب نہین
جو ہم کو حکم تھا وہ ہمنے کیا اب ہم جا کر نقابدارون سے کہتے ہین اُنکو اختیار ہے عمرو نے لاکھ غل مچایا اُنھون نے ایک
نہ سُنی بلکہ اسیر غل و زنجیر کر کے سامنے نقابدارون کے لیگئے نقابدارون نے پہلے صلصال کے لوگونکی روبکاری کی بہت پوچھا
کہ تم کون ہو اُنھون نے نہ بتایا یہی کہا کیے کہ ہم مسافر ہین حکم ہوا انکو بھی خان اعظم پاس قید رکھو بعد اُسکے
عمرو کو بلایا پوچھا اے شخص تو عمرو ہے عمرو نے کہا مین کیا جانون کہ عمرو کون ہے غرض جب بہت پوچھا اور عمرو نے

نہ بتایا نقابدارون نے کہا خیر ہمکو تو عمرو کی تلاش تھی اگر یہ عمرو نہین ہو اسے بھی قید رکھو غرض عمرو کو زندان خانے
کی طرف لیچلے عیارون نے راہ مین سمجھایا کہ ارے تو نے کیون نہ بتایا کہ مین عمرو ہون اگر تو عمرو ہوتا تیری عزت ہوتی
عمرو نے کہا پھر اب کیا کرینگے اُنھون نے کہا مار پڑیگی عمرو نے کہا پھر اگر اب مین کہون کہ عمرو ہون وہ دروغ گو جانینگے
اُنھون نے کہا ایسا نہوگا اور ایک نے جاکر نقابدارون سے کہا کہ اب وہ کہتا ہے مین عمرو ہون پھر عمرو کو سامنے بلایا
عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہ مین عمرو ہون نقابدار اُٹھے تعظیم کی کرسی پر بٹھایا سات کشتیان جواہر کی نذر کین عمرو
نے کہا اے بہادرو مجکو بادشاہ نے بھیجا تھا کہ جاکر کہنا کہ ہم تمھارے مشتاق ہین اور ممنون احسان ہین نقابدارون
نے کہا خواجہ یہ کیا اُنھون نے فرمایا احسان اُنکا ہے اگر شریک نہوتا کفار اتنے جلد نہ بھاگتے اور
اسی واسطے خواجہ ہم تمھاری تلاش مین تھے کہ تم جاکر کہنا کہ ہم ایک کام کے واسطے جاتے ہین جب وہان سے
پھرینگے آکر قدمبوس بھی ہونگے اور اپنے کو ظاہر بھی کرینگے ابھی ایک مصلحت ہے اور دوسرے یہ کہ اس صلصال
کو ہم کہان لیجائین اسے ہماری طرف سے بادشاہ کو نذر دینا اور خان اعظم کو منگواکر عمرو کو دیا عمرو نے اپنے
دونون عیار بھی چھڑوا لیے نقابدار تو اُسیوقت کوچ کرکے چلے گئے اور وہ آٹھ آدمی جو خان اعظم کے گرفتار
ہوے تھے اُنھین بھی عمرو نے چھوڑ دیا اُسمین سے دو چار بھاگے ہوے خدمت مین نوشیروان کی آئے اور
سارا ماجرا بیان کیا نوشیروان اُسی وقت لشکر لیکر سدراہ ہونے کو عمرو کی چلا ادھر عیارون نے لشکر اسلام مین
خبر دی کہ نوشیروان لشکر لیکر چلا ہے بادشاہ نے اپنے لشکر کو بھی روانہ کیا بعد کو آپ بھی سوار ہوکے چلے
اور عمرو نے خان اعظم کو بیہوش کیا پشتارہ لگاکر چلا کہ جلد لشکر مین پہونچ جاؤن وہ جو دو چار جاسوس
خان اعظم کے باقی رہگئے تھے بعد عمرو کے وہ بھی چلے آئے کہ ایک دو کوس عمرو آیا ہوگا کہ سامنے سے تتق گرد
و غبار بلند ہوا ذوالیقس عجمی اور قارن عجمی دونون بھائی چار لاکھ کی جمعیت سے خان اعظم کی مدد کو
آتے تھے کہ جاسوسون نے خبر دی کہ عمرو پشتارہ بدوش آتا ہے خان اعظم کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہے
اُنھون نے حکم دیا فوج کو کہ لینا عمرو کو جانے نہ پائے چار لاکھ نے عمرو کو گھیرا عمرو بھی تیغچہ پکڑکر لڑنے لگا مگر کس کس سے
لڑے کسے روکے کسے مارے خان اعظم کو بچانے پر رکھ لیا اب لوگ ناچار ہوئے تلوار کا مارنا موقوف کیا
کمندین عمرو پر مارنے لگے اب عمرو گھبرایا اُس گھبراہٹ مین خان اعظم ہاتھ سے چھوٹ گیا لوگ دوڑے عمرو
تو جست کرکے نکل گیا لوگون نے آکر خان اعظم کو اُٹھایا ہوشیار کیا پشتارے سے نکالکر تخت پر سوار کیا اس اثنا
مین نوشیروان اور بزرک بھی پہونچے اُدھر سے لشکر اسلام آیا تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار چلی کہ اب آمد بادشاہ کی
ہوئی بختک نے طبل بازگشت بجوادیا لوگون نے دوڑکر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور اب پھر چلیے لڑائی موقوف رہی
بادشاہ پھرے بارگاہ مین آئے عمرو بھی پہونچا بادشاہ نے کہا واہ خواجہ آپ کی عقل سے بڑا تعجب ہے کہ خان
اعظم کو زنبیل مین نہ ڈال لیا یا نہین نقابدارون سے کہتے وہ یہان پہونچا دیتے عمرو نے کہا حقیقت مین عقل
نے میری قصور کیا اور شہریار مین سمجھا تھا نزدیک ہے جلد پہونچ جاؤن گا یہ نہ جانتا تھا کہ وہ عجمی آئینگے اور مین
کیا جانون کہ پیچھے جاسوس بھی چلے آتے ہین اور زنبیل مین اسلیے نہ ڈالا کہ اگر وہ زنبیل مین ہوتا تو میری جان نہ بچتی

جب اُسے بچائے سپر کیا جب حربون سے بچا

اب دو کلمے داستان خان اعظم کا بزرک خطائی کو بھیجنا واسطے چُرانے عمرو کے اور حیلہ سردارونکے مع امیر بیان ہوتے ہین

غرضکہ جب خان اعظم بہ ہزیمت اُٹھاکر اپنی بارگاہ مین آیا بزرک سے کہا کہ تو جاکر عمرو یا امیر اور جتنے اندھے ہین

اُن مین سے جو ہاتھ لگے لے آیزک رات کو تلاش مین نکلا ادھر عمرو کو خیال آیا کہ آج خان اعظم نے طبل جنگ نہین بجوایا ایسا نہو کہ عیارون کو بھیجکر مجھے یا امیر کو چرو امنگا لے تین پہر رات تو یہ طلایہ پھرا کیا جب پہر رات رہی اپنے خیمے مین آیا ایک صندوق کھولکر اُسمین لیٹ رہا اوپر سے ایک عیار سے قفل دلوا دیا کہ اگر یزک آئے گا پلنگ خالی دیکھ کر پھر جائیگا ادھر یزک بھی تلاش مین نکلا تھا جب کوئی ہاتھ نہ آیا عمرو کے خیمے مین پہونچا دیکھا کہ عمرو نہین ہے پلنگ خالی پڑا ہے ایک صندوق رکھا ہے یزک نے کہا اگر عمرو نہین ملا تو یہی صندوق لیچل ساری کرامات عمرو کی اسی مین ہوگی صندوق سر پر رکھ کر چل نکلا صبح ہوتے خان اعظم کی بارگاہ مین آیا خوشی خوشی صندوق سامنے صلصال کے رکھدیا ادھر عمرو کی بھی آنکھ کھلی جان نکل گئی لیکن دم کو سادھا خان اعظم نے پوچھا اسمین کیا ہے یزک نے کہا کوٹ عیاری اور کیا عجب ہے زنبیل بھی ہو اور ساری جمع جتھا عمرو کی اس مین ہوگی اگر وہ سُن پائیگا جیتے جی مرجائیگا خان اعظم نے کہا کھول اسے یزک نے جو صندوق کا پٹ اُٹھایا عمرو جست کرکے بیچ ایوان مین آیا خان اعظم نے عمرو کو تیر مارا عمرو نے تو جھک کر خالی دیا سامنے زرد ھنگ خطی کھڑا تھا تیر پشت کے پار نکل گیا عمرو نے تو جست کرکے سر لیچے پھاندے اور نکل گیا یہان خان اعظم کو کیسی ندامت اور افسوس ہوا کہا مین کیا کرون اسکی قضا یونہین بدی تھی غرض خان اعظم نے اُسی افسوس اور غیظ مین آکر طبل جنگ بجوایا عمرو نے لشکر مین آکر بادشاہ سے سارا حال بیان کیا بعد اُسکے امیر پاس آیا اُنسے بھی سب کیفیت کہی امیر نے کہا خواجہ ذرا ہوشیار رہنا بھائی اب خدا تمھارے دم کو رکھے غرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال خان اعظم میدان مین آیا مبارز طلب ہوا اس طرف سے بادشاہ اسلام خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکے اُسکے مقابل ہوئے صلصال تگاور زن ہوا کہ تین قدم مرکب بادشاہ کا اور پانچ قدم مرکب خان اعظم کا پیچھے ہٹا نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے نیزہ بھی ہوائی کیا خان اعظم نے کہا اے سعد تو کیون لڑتا ہے آخر مین نے کیا بُری بات کہی تھی کہ یا امیر اب تم خانہ کعبہ مین جا بیٹھو اگر اب بھی تم امیر کو راضی کرو تو مین تم سے نہ لڑون سعد نے کہا او سگ کیا بکتا ہے خان اعظم کو بہت غصہ آیا اور وارہ پشت نہنگ بادشاہ پر مارا سعد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور دھار تلوار کی بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالیا گویا ساری سلطنت ترکستان ہاتھ پر اُٹھالی ترکون نے جو دیکھا دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسلام آپڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی لڑنے لگے ایک مرتبہ کمربند خان اعظم کا ٹوٹا اور بادشاہ کے ہاتھ سے گرا بہت چوٹ آئی ترک دوڑ پڑے بیچ مین آگئے اپنی جانین دین اور خان اعظم کو بچایا خیمہ مین لے گئے بیٹھ خان اعظم کی کشاکش مین چل گئی تھی نجتک نے جو یہ رنگ دیکھا طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر جدا ہوئے بادشاہ ادھر چلے آئے مگر خان اعظم کے ایسی چوٹ آئی کہ طبل بجوانا موقوف کردیا عمرو نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ ذرا مین جاکر خبر لاؤن کہ صلصال کا کیا حال ہے کوئی مدد کو آئے گا اُس کا راستہ دیکھتا ہے یا چوٹ بہت آئی اس سے طبل نہین بجوایا اور دوسرے شاید حال دخمہ کا معلوم ہوجائے یہ کہکر عمرو نے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر مین خان اعظم کے داخل ہوا لیکن جس وقت امیر نابینا ہوئے تھے عمرو نے امیر سے کہا تھا کہ یہ جو کوہ ہے بہت مستحکم ہے اسپر آپ مع ناموس چلکر رہین امیر نے نہ مانا بلکہ کہا تھا کہ اے خواجہ ناموس کو وہان پہونچا دو عمرو نے سب کو اُس کوہ پر پہونچایا مقبل کو دو لاکھ کا لشکر دیکر واسطے حفاظت کے مقرر کیا غرضکہ عمرو بارگاہ مین خان اعظم کی آیا اُسوقت ذکر ہو رہا تھا کہ اب

طبل جنگ نہ بجوانا اسلیے کہ القارزشاہ مدد کے لیے آتا ہی جب وہ آئیگا اُسوقت طبل جنگ بجیگا عمرو منتظر تھا کہ کچھ امیر کے اچھے ہونیکا ذکر آئے وہان اُسکا کچھ تذکرہ نہ ہوا غرضکہ پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا بادشاہ سے سب حال بیان کیا اور وہان خان اعظم نے یزک سے کہا کہ جب تک تو جاکر امیر یا عمرو یا بادشاہ یا کوئی شخص انمین سے ہاتھ لگے تو لے آ یزک اسی تاک مین روز لشکر اسلام مین آیا کرتا ہی جب موقع نہین ملتا چلا جاتا ہی ایک روز بادشاہ کے خیمے مین آیا لوگون نے دیکھ لیا غل ہوا یہ تو بھاگ کر نکل گیا عمرو نے اور زیادہ چوکی پہرہ مقرر کیا غرض دو تین روز بعد وہ لوگ جو امیر کے اندیشے سرداروں کی خدمت مین متعین تھے اُنھون نے دیکھا کہ فرامرز مغربی نہین ہی امیر سے عرض کیا امیر کو بہت صدمہ ہوا عمرو سے بلاکر کہا کہ دریافت تو کرو عمرو نے کہا یا امیر مین اسی واسطے کہتا تھا کہ آپ کوہ پر رہین امیر نے کہا خواجہ مجھے الزام دیتے ہو اپنی خطا کو نہین کہتے یہان یہ باتین تھین کہ جاسوسان لشکر اسلام خان اعظم کی فوج سے پھر کر آئے اور عمرو سے بیان کیا کہ وہان تو فرامرز کا ذکر بھی نہین ہی دوسرے روز عمرو بھی خان اعظم کی بارگاہ مین آیا مگر کچھ ذکر فرامرز کا نہ سنا امیر سے آکر عرض کیا کہ ای شہریار مین خود بھی گیا تھا مگر وہان کچھ فرامرز کا ذکر بھی نہین معلوم نہین کون فرامرز کو لے گیا اور وہان خان اعظم کو بھی خبر ہوئی کہ فرامرز غائب ہی بختک بھی حیران ہوا کہ کون لے گیا یزک کو حکم دیا کہ تو بھی دریافت کر کہ فرامرز کہان ہی

اب چند کلمے داستان طبل جنگ بجوانا خان اعظم کا اور آنا نقابدار زرد پوش کا اور بہت سے ترکون کو مارنا بیان کیے جاتے ہین

لیکن وہ ترک جو رفیق خاص تھے خان اعظم کے اُنھون نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین ہم لڑینگے آخر کس دن کے لیے ہین ترکون نے نقارہ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نیب دے کر چلے گئے تھے کہ سہراب خان ترک میدان مین آکر مبارز طلب ہوا ادھر سے بادشاہ اسلام نے سب کو منع کیا کہ کوئی اسکے مقابلے کو نہ جائے کیونکہ صلصال نے کئی میدانداریان کین اور مین ایک ہی مرتبہ اُسکے مقابلہ کو گیا اب مین لڑونگا جو سردار نکلنے کو تھے اُنھون نے اپنے مرکبون کو روکا بادشاہ نے خنگ سیاہ قیطاس کو طلب فرمایا ملازم گھوڑا لے کر حاضر ہوے ہنوز بادشاہ تخت سے نیچے نہین اُترے تھے کہ پردہ بیابان سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب آیا دیکھا کہ ایک نقابدار زرد پوش ہی نقابدار آکر سہراب سے ہمتگا در ہوا تین قدم نقابدار کا مرکب اور پانچ قدم سہراب کا گھوڑا پیچھے ہٹا سہراب نے کہا او بیحیا تو کہان سے آیا کیا مجکو نہین جانتا کہ مین کس کا رفیق خاص ہون خان اعظم صلصال بن دال بن دیلو بن شمامہ جادو کا رفیق ہون نقابدار بولا او گیدی مین کیا جانون کہ صلصال کون کتا ہی اور تو کون گدھا ہی لا حربہ اپنا کہ یہ میدان جنگ ہی سہراب نے جھنجھلا کر نیزہ مارا نقابدار نے چند طعنون مین نیزہ اُس کا ہوائی کیا سہراب نے گھوڑے کو بڑھا کر تلوار ماری نقابدار نے بفن سپہ گری خالی دی اور ایسی تلوار ماری کہ سر خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دوابرو اُتر گئی نقابدار نے جھٹکا مارا تا جگرگاہ پہونچی سہراب تڑپ کر گھوڑے سے گرا اور واصل جہنم ہوا بختک نے صلوۃ پڑھی صلصال نے پھر کر دیکھا نوشیروان نے ایک کہنی ماری اور کہا مین نہین جانتا جو تو خان اعظم کے ہاتھ سے ذلیل ہو اگر وہ کہیگا مین ہاتھی پر سے گرا دونگا کہ اتنے مین

تمغاج خان نے مرکب اپنا پرے سے نکالا اور خان اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد تگاورزنی کے کہا او
نقابدار غضب کیا تو نے کہ سہراب ایسے بہادر کو مارا بس لاحرم اپنا نقابدار نے کہا مین سمجھا کہ تجکو اسکا بڑا صدمہ ہوا بس مین
تجھکو اسی کے پاس بھیجے دیتا ہون تمغاج خان نے کہا اچھا وار کر نقابدار نے کہا تو دیکھ لے پیشدستی اسے کہتے ہین اور
جنیو کا وار کیا کہ شانے پر تلوار پڑی تھی کوسے سے اتر گئی بجتک بے اختیار بول اٹھا مگر فقط لفظ صلوٰۃ کہکر رہگیا اور
پھر خان اعظم نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کیا تو حرامزادہ ہو کفیل خان ترک سہراب کا بیٹا باپ کے مارے جانے
سے نکلنے کو تھا کہ تمغاج نکلا وہ جو مارا گیا اب یہ اپنا مرکب بے اجازت صلصال بڑھا کر میدان مین آیا اور ایسا
بدحواس آیا کہ نقابدار سے کہا کہ جہان میرے باپ کو مارا وہان مجھے بھی قتل کر نہین مین آپ مرجاؤنگا نقابدار نے کہا آپ
اپنے ہاتھ کو کیون تکلیف دیں کر خنجر گلے پر پھیرین مین باپ سے ملائے دیتا ہون لیکن ہوس دل مین رہجائیگی حوصلہ نکال لے
کفیل نے کہا تجکو قسم ہو اپنے دین و مذہب کی تو ہی پہلے وار کر نقابدار نے اسکو بھی سر بتا کر جوکر کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوے غرضکہ اسی طرح سات ترک مارے قریب شام تھی طبل بازگشت بجا نقابدار جس طرف سے آیا تھا اُدھر گیا
خان اعظم کو سناٹا آگیا یہان بادشاہ کو بھی حیرت ہو کہ یہ کون تھا عمرو سے کہا تم دریافت کرو ادھر خان اعظم نے
ترک سے کہا کہ اسکا پتا لگاؤ کہ کہان گیا اور پھر طبل بجوا دیا ادھر بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
لیکن اب خوف نقابدار کا غالب ہو کہ ایسا نہو پھر آئے بجتک نے کہا نہین معلوم کل کہان سے آگیا تھا آج وہ کہان ہو کہ اتنے
مین ہفتہ خان ترک نے جرأت کی اور میدان مین آیا مبارز طلب نہ کیا تھا کہ پھر ویسی ہی گرد اڑی اور نقابدار پیدا ہوا
آج دونون طرف نقابدار کے آنے کا ایک غل ہوا کہ وہ آیا وہ آیا اُدھر نقابدار ہفتہ خان سے ہمتگاور ہوا بعد اسکے
نیزہ بازی ہوئی یہانتک کہ دونون کے نیزے بیکار ہوگئے بادشاہ اسلام تعریف کر رہے ہین مالک اژدر کو یاد کرکے
افسوس کیا کہ نیزہ بازی اسپر ختم تھی کہ اتنے مین ہفتہ خان نے تلوار ماری نقابدار نے رد کرکے جو تلوار ماری
ہفتہ خان کی سپر کٹی تلوار سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر یہ بیہوش
ہوگیا ترک دوڑے اور اسے اٹھالے گئے غرضکہ آج بھی نقابدار نے سات ترک جان سے مارے اور
بہت سے زخمی کیے اور پھر گیا اسی طرح سات روز میدان داریان کین اور پانچ سات ترک روز مارے آخر کو
پرابند ہوگیا نقابدار چلا گیا صلصال نے مارے خوف کے طبل نہ بجوایا

اب دیکھے داستان آنا القاز شاہ کا واسطے مدد صلصال کے اور حال کھلنا دختر کا اسکی یعنی عشق فرامرز مین نقابدار از زرد پوش بنکے خان اعظم کے لوگون کو قتل کرنا بیان ہوتے ہین

دو تین روز گذرے ہونگے کہ خبر آئی القاز شاہ مدد صلصال کے لیے آپہونچا خان اعظم نے لوگون کو واسطے
استقبال کے بھیجا جب القاز شاہ آیا صلصال نے طبل شادمانی بجوادیا سلطان سعد حیران ہوے کہ یہ
بیوقت طبل کیسا بجا ہو عمرو واسطے خبر کے بارگاہ مین خان اعظم کی آیا کہ القاز نے آکر خان اعظم سے حال امیر کا
پوچھا بجتک نے سارا حال بیان کیا خان اعظم نے کہا وہ قصہ تو بالاے طاق رکھیے اب حال کا ذکر ہو کہ
ایک نقابدار سفاک روزگار آتا ہو آٹھ سات ترک مار کر چلا جاتا ہو آخر طبل بجوانا موقوف کردیا القاز شاہ نے کہا
بجا ہو اسکو مین نے بھیجا تھا پھر اچھا ہوا کہ اسنے اتنے خدا پرست روز مارے مجھے بھی روزانہ خبر دیتا تھا کہ آج مین نے
اتنے خدا پرست مارے خان اعظم نے کہا کچھ ترشہ بھی پیتے ہو مین کہتا ہون کہ میرے لوگون کو قتل کیا
القاز نے کہا اب مین جاؤن تو اس سے پوچھون مین تو یہی جانتا ہون کہ خدا پرست مارے گئے

خان اعظم نے وزیر اور بختک سے کہا کہ اسکو مالیخولیا ہو گیا ہے سودائی بھی ہے یہ میدان مین کیا کریگا کیونکر لڑے گا
القاز اُسی وقت اپنے لشکر مین آیا کہ وہان سے پانچ چار کوس پر خیمہ اسکا برپا تھا عمرو ادھر آیا سارا حال بادشاہ سے
بیان کیا یہان بھی سبکی عقل گم ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر سب خوش ہین قضائے کار وہان بزرگ خطائی جو بالا دوی
کے لیے نکلا القاز کے لشکر مین آیا رات کا وقت تھا پھرتے پھرتے قریب ایک خیمے کے آیا باتین کرنے کی آواز آئی
اسلیے پشت پر سے قنات کو چاک کیا دیکھا کہ فرامرز بیٹھا ہے اور ایک ماہ طلعت بغل مین ہے بوس و کنار ہو رہا ہے یہ
کون ہے القاز شاہ کی دختر ملکہ خورشید سیما یہی نقابدار بنکے جاتی تھی پہلے فرامرز پر عاشق ہو کر اسے سے آئی
مسلمان ہوئی بعد اُسکے روز آکر ترکون کو قتل کیا روز جتنے ترک مارتی تھی باپ سے جاکر کہتی تھی کہ آج مین نے
اتنے خدا پرست مارے اور فرامرز سے آکر کہا کہ مین نے ترکون کو قتل کیا فرامرز نے کہا ملکہ ہمارے یہان عورتون پر سے
جہاد ساقط ہے تم کیون جاتی ہو بس بزرگ نے جو سُنا بھاگا ہوا خدمت مین خان اعظم کی آیا صبح ہو چکی تھی خان اعظم
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ بزرگ پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا القاز شاہ بھی صبح کو دربار مین آیا ہوا تھا خان اعظم نے
طرف القاز شاہ کے دیکھا اور کہا کیون صاحب خوب آپنے لڑکی پالی ہے القاز بہت ذلیل ہوا گردن جھکالی کہا کہ
مین جاکر اس گیسو بریدہ کو پکڑے لاتا ہون آپ جو چاہیے اُسکے حق مین کیجیے قسم ہے لات اعلیٰ و منات معلیٰ کی مجکو
نہین معلوم وہ روز مجھسے یہی کہتی تھی کہ خدا پرستون کو قتل کرتی ہون خان اعظم نے کہا تمھارے جانے کی
کوئی احتیاج نہین ہے مین ابھی بلوائے لیتا ہون اور لوگ بھیجے کہ جاکر دونون کو پکڑ لاؤ جب لوگ خان اعظم
کے لشکر القاز مین داخل ہوے لیکن چلتے وقت القاز نے رقعہ اپنا دیدیا تھا کہ میرے لشکر کے لوگون کو
دکھا دینا کہ آپسمین جنگ نہ ہو وہی رقعہ خان اعظم کے لوگون نے لشکر القاز کے افسرون کو دکھایا اُس مین
لکھا تھا کہ اگر یہ لوگ ملکہ کو اسیر کرکے لائین تم انسے نہ بولنا اُنھون نے کہا ہمین کیا کام ہے جس بات کو مالک منع کرے
ہم اس مین کیون دخل دین غرضکہ لوگ خان اعظم کے ملکہ کے خیمے مین درانہ چلے آئے فرامرز تو نابینا تھا اُسے
گرفتار کر لیا ملکہ نے تلوار کھینچی خوب لڑی ساری بارگاہ خون سے رنگین کردی بیس بائیس ترک مارے آخر
کمند مین پھنس کر گرفتار ہوئی ایک ارابہ پر فرامرز دوسرے پر ملکہ کو بٹھا کر لوگ پھرے فرامرز کا عجب حال ہے کہتا ہے
کہ اگر مر جاؤن تو عزت ہے افسوس میرا ناموس کہلا کے یون جاے غرضکہ ترک دونون کو سامنے خان اعظم
کے لائے صلصال نے ملکہ کا حسن و جمال جو دیکھا عاشق ہو گیا غصہ جاتا رہا بختک سے کہا مین چاہتا ہون
کہ اس سے عقد کرون اسے سمجھاؤ بختک نے کہا اے خان اعظم اس سے بہتر کیا ہے جو پھول مسہری چڑھے بختک نے
القاز شاہ سے بیان کیا اُسنے دختر سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے مجکو خوب ذلیل کیا بس اب عزت
اسیمین رہتی ہے کہ خان اعظم کو قبول کر ملکہ سوچی کہ جان تو گئی ہر طرح کہ یہ فرامرز کو ضرور قتل کرینگے بعد
اُسکے تو جینے کی نہین پھر دین کیون چھوڑ جواب دیا کہ سن اے باپ مین نے کچھ برا نہین کیا آیا یہ بھی شاہزادہ ہے
کوئی چار نہین ہے ہان ایک کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون غرض جب بہت سمجھایا اور ملکہ نے نہ مانا خان اعظم نے کہا
ایک خیمے مین اسکو رکھو آج نہین مانتی کل مانے گی ملکہ کو تو وہان بھیجدیا اور خواجہ سرا اور بختک اور ملکہ کا باپ
سب کو سمجھانے پر مقرر کیا کہ راضی کریگا اسے بہت خوش کرونگا اور فرامرز کے واسطے جلاد بلوایا بختک
نے منع کیا کہ جبتک سب اندھے نہ ہاتھ آلین ایک کو نہ قتل کروائیے دوسرے خوف عمرو کا ہے کہ ان کی قید
رہنا یہان مشکل ہے شہر سے باہر جو قلعہ ہے اُسمین بھجوا دیجے بس اس راز کو سوا خان اعظم اور بختک کے

کوئی نہین جانتا کہ فرامرز کہان ہے اور یہ خبر امیر کو بھی ہوئی امیر عمرو سے گلے لپٹ کر خوب روئے فرمایا اے برادر افسوس
کہ فرامرز میرا پسر خواندہ ہے اُسکا ناموس یون بے حرمت ہو اور ہم جیتے ہون بھائی کسی طرح ملکہ کو لاؤ فرامرز
بھی آجائیگا آبرو تو اُسکی بچے عمرو نے کہا یا امیر میری جان آپ پر نثار مین ابھی جاتا ہون اور فکر مین روانہ ہوا
وہان روز لوگ ملکہ کو سمجھایا کرتے ہین لیکن وہ کسی طرح نہین مانتی آخر خان اعظم خفا ہوا باپ نے بھی ملکہ کے کہا کہ
بس اب اس کو قتل کیجیے خان اعظم نے کہا بس اب کوئی اس کے سمجھانے کو بھی نجائے مین سمجھ لونگا اور اسی
روز عمرو اتفاق سے چلا تھا کہ جس دن کوئی ملکہ کو سمجھانے نہ آیا تھا خیمہ خالی تھا فقط نگہبان بیٹھے تھے عمرو نے سب
کو بیہوشی اُڑا کر بیہوش کیا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ملکہ منھ لپیٹے پڑی ہے اور نیچے پلنگ کے کیچڑ ہے ملکہ اس قدر روئی ہے
کہ پلنگ کے نیچے کیچڑ ہوگئی ہے عمرو نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا ملکہ گھبرا کر اُٹھی اور پھر چھینک مار کر بیہوش ہوئی عمرو
نے پشتارہ باندھا اور لے کر خدمت مین امیر باتوقیر کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غلام حاضر ہے امیر نے کہا
خواجہ کیا خبر ہے عمرو نے کہا یا امیر فرامرز کو بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا امیر نے کہا ملکہ کو نہ لائے عمرو نے
کہا وہ حاضر ہے امیر نے کہا پشتارے سے باہر نکالو غرض عمرو نے ملکہ کو کھولا اور کہا یہ امیر ہین انکین
مجرا کر ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا خواجہ اسے ہمارے ناموس مین پہونچا دو اور اے ملکہ فرامرز بھی آجائیگا گھبرانا
نہین عمرو نے اُسی کوہ پر جہان اور خواتین تھین ملکہ کو بھی پہونچا دیا اور آپ پھر بارگاہ مین خان اعظم کی آیا وہان
صبح کو لوگ دوڑے ہوئے آئے خان اعظم سے کہا کہ ملکہ کو کوئی لیگیا صلصال کی تو جان نکل گئی یزک
خطائی سے کہا کہ بتا کون لیگیا اسنے کہا بیٹا عمرو کا ہے بختک نے کہا تم سب اسی طرح رہوگے مجال نہین کہ
تم اُنکا ایک آدمی بھی قتل کر سکو یہ اُنھین مین قوت ہے کہ جسے چاہا مار ڈالا تم ایک فرامرز کو بھی کہ نابینا ہے نہ قتل
کر سکوگے صلصال کو غصہ آیا کہا دیکھو اب مین سبکو غارت کیے دیتا ہون اور یزک کو قریب بُلا کر کچھ کان مین
چپکے سے کہا یزک مجرا کرکے چلا خان اعظم نے پھر بلایا اور کچھ کہا ایسا ہی تین مرتبہ ہوا اور پکار کر بھی اتنا کہا کہ
دیکھو بہت جلد جواب لانا یزک روانہ ہوا عمرو بھی پیچھے پیچھے چلا کئی کوس شہر سے نکلکر عمرو یزک کے دہنے ہاتھ
کی طرف سے تیر نکل گیا اور یزک سے آگے بڑھ گیا دیکھا کہ ایک گڑریا دنبیان چرا رہا ہے عمرو نے بیضہ مار کر
اُسے بیہوش کیا اور ایک گڑھے مین ڈال دیا آپ اُسکی صورت بنکے کملی کی گھونگی بناکے لاٹھی کاندھے پر رکھکر دودھ
دوہنے لگا اور اُسمین نمک سرکاری ملا دیا کہ اتنے مین یزک پہونچا کئی کوس چل چکا تھا پیاس لگی ہوئی تھی قریب
گڑریے کے آیا اور کہا کچھ دودھ ہے عمرو نے لیا دودھ کی دی یزک نے لیا تو لے لی مگر دل کا پیا نہ پیا عمرو نے
کہا مہترجی کیون تردد کیا ہے کیون نہین پیتے جمع پھر دیر کیجیے گا یزک نے کہا مین ماندا تھا ابھی جلاب سے فراغت
پائی ہے حکیم صاحب نے دودھ کو منع کیا تھا اب مجکو یاد آگیا لیکن ان باتون مین یزک نے جو غور سے دیکھا
عمرو کو پہچانا پکارا او عمرو غضب کیا تھا تو نے مار چکا تھا مجکو اور نیچہ پکڑ کر عمرو پر برس پڑا عمرو نے کملی پھینکی
اور سپر پر روکنے لگا پسپا ہوتا جاتا تیچھے ہٹ کر نیچہ کھینچکر یہ بھی برس پڑا یزک پسپا ہونے لگا اُسی حالت
مین یزک کو عمرو بن امیہ ضمری نے ساتھ تلوار کے بیضہ بیہوشی بھی مارا یزک بیہوش ہوا عمرو بن امیہ
ضمری نے مشکین باندھین اور ہوش مین لایا یزک نے کہا اے عمرو تیرا جواب نہین ہے اب مین
غلام ہون کلمہ پڑھا عمرو نے کہا اگر مسلمان ہوتے ہو تو بتاؤ کہ خان اعظم نے کیا کہا ہے یزک نے کچھ اور
بتایا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا اے یزک مین خوب کافر کے چہرے کی سیاہی پہچانتا ہون

اب چند کلمے داستان مسلمان ہونا یزک کا بہ مکر اور لیجانا عمرو کو شہر صندل مین الماس جادو کے پاس اور باتون باتوین گرفتار کروا کے خان اعظم کے پاس چلے آنا بیان ہوتے ہین

جب یزک نے دیکھا کہ کسیطرح جان نہین بچتی صاف صاف بیان کردیا کہ شہر صندل مین الماس جادو نائب ملکہ شمامہ جادو کا رہتا ہو اُسے خان اعظم نے بلایا ہو مین اسی کے پاس جاتا ہون عمرو نے کہا وہ آکر کیا کریگا کہا کہ خداپرستونکو غارت کریگا اور دخمہ بھی اسی کے اختیار مین ہو عمرو نے کہا مجکو بھی لیچل اُسنے کہا خواجہ سوا میرے دوسرا نہین جاسکتا مجھے خوف ہو کہ دوسرے آدمی کو دیکھکر مجھے بھی نہ کھنگے عمرو نے کہا جسطرح ہو لیچل مین ضرور چلونگا یا لے بار کر حمزہ کو اچھا کیا یا اپنی بھی جان دی یزک تھرایا کہ یہ اتنا بڑا ارادہ رکھتا ہو مگر اسکا کیا کرے گا کہا اچھا مہتر گرزک کی شکل بنیے عمرو نے صورت اپنی گرزک کی بنائی عمرو نے کہا اب تو کیا کہیگا یزک نے کہا مین کہون گا کہ بھائی کو اسلیے ہمراہ کردیا ہو کہ شاید میری طبیعت راہ مین بدمزا ہو تو یہ پیغام پہونچا دے اور اگر وہ ماندہ ہو تو مین خبر دون جسمین کام نہ بند رہے غرض عمرو نے یزک کو کھولا اور دونون ساتھ چلے تھوڑی دور جا کے یزک ٹھرا اور عمرو سے کہا الامر فوق الادب اے اُستاد تم حال ابھی دیکھتے ہو اگر میرے دل مین دغا ہوتی جیسے ہی آپ آگے بڑھے تھے مین چاہتا کمند مارد ینا چاہتا خنجر عمرو نے کہا اے یزک مین نے تجکو جان لیا کہ تو دغا نہ کریگا اور مین تو ہوشیار رہتا یہ بھی ایک جگہ وہی تھی کہ ابھی حال کھلجائے غرض دو دن راہ چلے ایک کوہ پر پہونچے اسمین ایک غار تھا یزک اُسی غار مین اُترا عمرو بھی پیچھے پیچھے ہمراہ ہو باہر درہ کے نکل کر میدان ملا بعد اسکے ایک جنگل ملا بعد اسکے پھر میدان ملا تو پیاس عمرو پر غالب ہوئی عمرو نے یزک سے کہا کہ پیاس کے مارے برا عجب حال ہو یزک نے کہا وہ سامنے سیاہی شہر کی معلوم ہوتی ہو آپ نہ گھبرائین غرض دونون شہر مین پہونچے جو ساحر ملا اُسنے یزک کو سلام کیا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ کون ہو یزک نے کہا میرا بھائی ہو عمرو نے جانا کہ اب یہ دغا کریگا اور یہ بھی سچ کہتا تھا کہ سوا میرے کوئی نہین آتا غرض دروازے پر پہونچے صد ہا چوبدار جادوگر بیٹھے تھے یزک کو دیکھ کے سلام کیا اور اندر جاکر خبر کی کہ یزک کے ساتھ ایک اور شخص بھی آیا ہو الماس جادو نے کہا بلالو غرض یزک اور عمرو سامنے آئے الماس جادو کو سلام کیا اُسی طرح عمرو نے بھی سلام کیا دیکھا تخت جواہر نگار پر الماس جادو تاج سر پہ رکھے بیٹھا ہو اور کئی ہزار جادوگر بیٹھے ہین نام تو الماس لیکن رنگت بالکل سیاہ بقول شخصے کہ بر عکس نہند نام زنگی کافور الماس جادو نے یزک سے پوچھا کہ یہ کون ہو عمرو کا دل تھرایا کہ دیکھیے کیا کہتا ہو یزک نے کہا میرے پیر و مرشد بر حق ہین الماس جادو نے کہا تیرا بڑا بھائی ہو یزک نے کہا جی ہان اور اسواسطے ساتھ آیا ہو کہ شاید مین راہ مین ماندہ پڑ جاؤن یہ کہکر پیغام خان اعظم کا کہا الماس جادو نے کہا کہ تم میری طرف سے کہنا کہ مجبور ہون تخت مین اس غار سے باہر نہین نکل سکتا اور امیر تو اب اچھے نہ ہونگے کیونکہ کوئی بچہ مار نگا نہ امیر اچھے ہونگے رہے اور خدا پرست پھر روز طبل جنگ نہ بجواؤ مین آکر سب کو غارت کرونگا یزک نے کہا انہین ایک شخص ہو کہ ہمکو سب خبرین پہونچتی ہین یہ سب باتین جو خان اعظم نے کہین انکو بھی خبر ہوئی ساتھ ہوے اور سارا ماجرا راہ کا بیان کرکے کہا کہ وہ گرزک نقلی عمرو ہو عمرو نے یزک کو خنجر مارا یزک خالی دے کر الماس کے تخت کے نیچے چھپا الماس جادو نے کہا گیر عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے عمرو مجبور رہا یزک تخت کے نیچے سے باہر آیا اور کیفیتین مفصل عمرو کی بیان کین الماس نے کہا کچھ تیرے کہنے کی احتیاج نہین ہو اسکی کل کیفیت کتاب جمشید مین لکھی ہو یزک نے کہا بس اسکو قتل کیجیے الماس نے کہا بھلا مین اسے چھوڑونگا یزک نے کہا اگر آپ میرے سامنے قتل کر ڈالین تو مین جاکر

خان اعظم سے کہون اور مین زیادہ ٹھہر نہین سکتا الماس نے جلاد کو بُلوایا اور یزک سے کہا کہ تو جا اور یہی مجھ کہیو
قتل ہو گیا خان اعظم سے قسم کھا کر کہدینا کہ عمرو قتل ہو گیا اور خود بھی قسم کھائی کہ مین اسے ضرور قتل کرونگا
تین حکم کا ایک حکم دونگا یزک نے کہا بس سارا خوف اسی کا تھا اب کام تمام کرنا خداپرستون کا آسان ہے یہ کہکر
یزک تو چلا گیا الماس جادو نے عمرو سے کہا کہ بڑا تیرا دل ہے تو کیسلیے آیا تھا عمرو نے کہا امیر کے اچھے ہونے کی
تدبیر مین آیا تھا الماس ہنسا اور کہا میری تو قضا نہین جلانے سے جلتا نہین کاٹے سے کٹتا نہین کیونکر تو مجھے مارتا عمرو
نے کہا تو میری بھی قضا نہین ہے اسیمین اور جادوگرون نے کہا کہ اے شہنشاہ یہی تعریف اسکی جمشید لکھ گئے ہین کہ ایک گیر کے
کہدینے مین یہ ایسا مجبور ہو گیا کہ کچھ نہین کر سکتا ہل نہین سکتا الماس نے کہا یہ نکھوا ہین بڑے بڑے کمال مین
لگتا ایسا ہے کہ جواب نہین جادوگرون نے کہا پھر اس سے گوایئے الماس نے عمرو سے کہا گا عمرو نے کہا خاک گاؤن
اس حال مین خیال میرا اور طرف ہے سر دھن رہا ہون الماس نے کہا اچھا مین تیرا تردد دفع کیے دیتا ہون اور ایک
پنجہ منگوا کر کہا اگر نہ گائیگا تو یہ بھونکا جائیگا عمرو نے کہا اچھا کسی نَے بجانیوالے کو تو بلوایئے اسی وقت نَے نواز حاضر ہوے
سب ساز و سامان موجود ہو گیا عمرو نے ایسا بروگ گایا کہ سب محو ہو گئے الماس جادو رونے لگا عمرو چپ ہوا
الماس نے پنجہ اُٹھایا غرض جب عمرو چپ ہوتا ہے پنجہ دکھاتا ہے عمرو پھر ڈر کے مارے گانے لگتا ہے رات بھر عمرو
گایا اور سب نے سُنا بعد اسکے ایک پنجرے مین بند کر کے بیچ باغ مین ایک درخت بلند تھا اُس مین لٹکوا دیا اور
کہا کہ یہ اگر زندہ بھی رہا تو مردے سے بدتر ہے میرا کیا کر سکتا ہے مگر پھر بھی ایسا خوف تھا کہ اس طرح قید کیا اب روز
گانا سُنا کرتا ہے اور یہان یزک نے آکر خان اعظم سے پہلے پیغام دیا الماس جادو کا بعد اُسکے عمرو کا سب
حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ مین نے یون گرفتار کروایا اور وہ مارا گیا مبارک ہو خان اعظم اور نوشیروان
تو بہت خوش ہوے بختک نے کہا اے خان اعظم مجکو یقین نہین آتا اُسکی تو قضا نہ تھی اور اے یزک تیرے سامنے وہ
مارا گیا یزک نے کہا جلاد آیا تین حکم کا ایک حکم دیا گیا اور الماس نے قسم کھائی کہ مین ضرور قتل کرونگا تو خان اعظم سے
کہدینا کہ عمرو مارا گیا اُسے مردہ ہی جانو پھر تو سر بارگاہ پکار کر کہا کہ عمرو مارا گیا اور خان اعظم
نے جشن کیا نوبتین بجوائین جاسوسان لشکر اسلام روتے پیٹتے آے اور بادشاہ اسلام سے بیان کیا بادشاہ
نے کہا امیر کو خبر نہونے پائے وہان امیر کو بھی پہلے ہی خبر پہونچ گئی تھی سنتے ہی ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے جب
ہوش آیا پکارے ہاے عمرو مجکو تمسے یہ توقع نہ تھی کہ اتنی جلدی دنیا سے رحلت کر جاؤگے تمنے وعدہ خلافی کی اور
اب مجکو بھی جینا منظور نہین ہے موت آئے تو بہتر ہے غرض ایک شور برپا ہوا اب سردار بھی ساتھ امیر کے روتے ہین
سب نے سیہ پوشی اختیار کی اسی حال مین دوسرے روز خبر آئی کہ وہ چارون نقابدار جو مردکوہ آئے تھے دخمہ جمشیدی
مین جا کر اندھے ہوے امیر نے اُنسے کہلا بھیجا کہ تم بھی ہمارے پاس چلے آؤ ایک جگہ رہین تو بہتر ہے

اب چند کلمے داستان شیرویہ بن حمزہ صاحبقران کے بیان کئیے جاتے ہین

کہ اُنکو بھی خبر پہونچی کہ امیر نابینا ہوے بادشاہ اسلام اکیلے ہین اور خان اعظم سے لڑائی ہے بس یہ خبر
سنتے ہی اپنے لشکر سمیت کوچ کر کے طرف ترکستان کے روانہ ہوے اور قریب ایک کوہ کے اُترے اور حاکم اُس کوہ کا
عجم خان کوہی تھا اسکو بھی نامہ صلصال کا آیا تھا کہ خداپرست نہایت زبردست ہین کہ جنکے ہاتھ سے ہم تنگ
آگئے ہین یہ سنکر اسکو اشتیاق پیدا ہوا اسکا عیار تھا کہ نام اُسکا قمری تھا اُس سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین بھی
خداپرستون کو دیکھون کہ وہ کیسے ہین اگر کوئی بیٹا یا سردار امیر کا ہاتھ لگے تو پکڑ لا قمری اسی وقت چلا زیر کوہ

دیکھا کہ کوئی دو کوس پر لشکر اترا ہوا ہے جا کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ شیرویہ بن حمزہ اپنے باپ کی مدد کو جاتا ہے یہ سنکر چپ ہو رہا شب کیوقت اس فکر مین رہا کہ موقع پاؤن تو چرا لیجاؤن جب آدھی رات گئی تمام عالم محو خواب ہوا کچھ پاسبان رہے وہ بھی اونگھ رہے تھے اسنے پشت پر سے قنات چاک کرکے دیکھا خدمتگار چپی کر رہا ہے مگر نیند غالب ہے اسنے دو چار پروانے بیہوشی کے شمع پر مارے دھوان انکا منتشر ہوا خاصبردار چھینک مار کر بیہوش ہوا قمری اندر آیا اور شیرویہ کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر نکل گیا پاس عجم خان کے آیا عجم خان کو ہی نے کہا جلد اسکو کھول دیکھون کالا ہے یا گورا چار ہاتھ ہین یا دو قمری نے کہا یہ سانپ کے سنپولیے ہین قید کرلو جب ہوشیار کرنا مناسب ہے آہنگر آئے اُسیوقت ہتھکڑی بیڑی ڈالی ہوشیار کیا دیکھا کہ عجب حسن و جمال ہے عجم خان نے کہا اے پسر حمزہ مینے دشمنی سے تجکو نہین بلوایا ایک امر ہے تو وہ کرکے چلا جا مین چھوڑ دون شیرویہ نے کہا وہ کیا ہے کہا لات و منات کو اچھا کہ اور سجدہ کر شیرویہ نے کہا لعنت ہے لات پر عجم خان نے کہا یہ تو نے کیا کہا شیرویہ نے کہا مین نے جانا تو خدا پرست ہے کہتا ہے کہ لات پر لعنت کرین تو نے لعنت کی عجم خان بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ اب قتل تیرا واجب ہوا جلاد کو بلوایا شیرویہ نے کہا معلوم ہوا تمھارے یہان جوانمردی اسی کا نام ہے کہ عیار سے بہادر کو چروایا منگوایا اور دست و پا باندھ کے قتل کیا عجم خان کو غیرت آئی کہا اسکو کھول دو مین اسکو بمردی زیر کرکے باندھونگا قمری نے کہا ہرگز ایسا نکرنا جب عجم خان اسکے کہنے سے مجبور ہوا کہا کہ اچھا اب مین اسے قتل بھی نکرونگا قید رکھو کیونکہ اسنے بہت بڑی بات کہی ہے بس شیرویہ کو زندانخانے مین بھجوا دیا دو تین روز گذرے ہونگے کہ ایکدن عجم خان کو خبر آئی کہ ملکہ محروق جادو بھانجی شمامہ جادو کی آتی ہین مکان محروق کا بھی نزدیک اس کوہ سے تھا بارہا آیا جایا کرتی تھی عجم خان یہ خبر سنکر باہر آیا دیکھا کہ صدہا آدمی ہمراہ چوبدار وغیرہ سب سامان شاہنشاہی موجود اور تخت پر ملکہ محروق سوار جوڑا بندھا ہوا جواہر مین غرق پندرہ سولہ برس کا سن نہایت حسین صاحب جمال عجم خان عاشق ہو گیا جھک کے مجرا کیا ملکہ نے سلام لیا سواری چلی عجم خان جو آیا بستر غم پر پڑا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری اسی حال مین دو دن تمام ہوا دوسرے روز خبر آئی کہ کوئی بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہے عجم خان نے کہا کسلیے کہا کہ منشور پر مہر کرانے عجم خان نے بلوایا تعظیم کی دنگل پر بٹھایا بدیع الزمان سے کہا ہمکو زور دکھایئے تاکہ منشور پر مہر کرین بدیع الزمان نے کہا جب کہو غرضکہ ایکدن کشتی کا معین ہوا عجم خان کو بھی بڑا حیلہ ملا محروق سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی آکر تماشا دیکھین کہ یہان فلان روز کشتی ہوگی محروق نے کہا اچھا حاضر ہونگی عجم خان نے بڑی تیاری کی

اب چند کلمے داستان کشتی لڑنا بدیع الزمان کا سامنے عجم خان کے اور لاف زنی کرنا اور قید توڑنا شیرویہ کا اور لڑنا بدیع الزمان سے اور عاشق ہونا محروق جادو کا شیرویہ پر اور سحر سے دریا پیدا کرنا نہنگ سحر کا دونون کو اپنے منہ مین لیجانا باغ مین ملکہ کے بیان ہوتے ہین

غرضکہ جو دن بدا تھا جب وہ روز آیا محروق جادو آئی عجم خان ملکہ کو استقبال کرکے لایا بلندی پر کرسی جواہر نگار بچھوا دی ملکہ اُسپر بیٹھی اور رفیق سب دنگلون پر بیٹھے شیرویہ نے بھی سپاہیون سے حال کشتی کا سنا عجم خان سے کہلا بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو مین ایک جگہ بیٹھکر کشتی دیکھون لوگون نے آکر عجم خان سے کہا کہ وہ قیدی رات دن پڑا چلاتا ہے کہتا ہے کہ مین کشتی دیکھونگا عجم خان نے کہا جان بڑی شے ہے اونٹ جب پہاڑ تلے دبتا ہے تب اسکا بلبلانا جاتا ہے خیر کیا مضائقہ ہے اسکو بھی لے آؤ تماشا دیکھے غرض شیرویہ بھی مسلسل ایک طرف آکر بیٹھے بدیع الزمان اپنے پہلوانون سے لڑنے لگا جب سبکو زور دکھا چکا پہلوان ایک کمال لائے بدیع الزمان

خشت طلا پر کھڑا ہوا سینے کھال کو کھینچا ٹکڑے ٹکڑے ہاتھون مین آگئے مگر خشت نہ کھسکی اُسوقت بدیع الزمان نے
لاف زنی کی کہ کہان ہے رستم کہان ہے سام کہان افراسیاب کہان ہین امیر حمزہ صاحبقران کہ آئین اور حلقہ
غلامی کا کانون مین ڈالین بس یہ سنا تھا کہ شیرویہ کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا قید کو توڑ ڈالا اور عجم خان سے
کہا کہ تم نہ گھبرانا مین اس کشتی گیر کو سرنگ دے لون پھر آپ جھگڑی بیڑی مین لونگا یہ کہکر بدیع الزمان کے پاس آیا
اور کہا خبردار پھر نام امیر کا نہ لینا بدیع الزمان نے کہا تم کو کیا مین تو اُسوقت تک کہونگا کہ جسوقت تک کوئی جھگڑا
نہ کریگا شیرویہ نے خفا ہو کر بند دست پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان سے کشتی ہونے لگی مخروق کی نگاہ جو شیرویہ
پر پڑی عاشق ہو گئی بڑی دیر تک کشتی رہی کہ بعد اُسکے زور شیرویہ کا کم ہونے لگا دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے
بدیع الزمان نے چاہا تھا کہ کمر بند پکڑ کر اُٹھا لون شیرویہ نے لنگر مارا اگر بدیع اوپر چھایا ہوا ہے مخروق نے جو
یہ حال دیکھا دلمین کہا کہ اگر یہ زیر ہو گیا تو مارے غیرت کے مرجاؤنگی بس مخروق نے چپکے چپکے سحر کیا کہ ایک دریا
پیدا ہو گیا اور بارگاہ مین آیا بدیع بھی الگ ہو گیا لوگ بھاگے اور دریا مین سے ایک نہنگ نکلا اور دم کشتی کی کہ
شیرویہ اور بدیع دونون اُسکے منھ مین جا رہے بس نہنگ اور دریا دونون غائب ہو گئے بعد اس شورو
غل کے مخروق بھی اپنے باغ کو چلی گئی اب جو شیرویہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ مین مولسری کے درخت کے
تلے کھڑے پایا دیکھا کہ ایک زن ضعیفہ آئی شیرویہ کی چٹ چٹ بلائین لین اور چلی گئی بعد اُسکے دو عورتین اور آئین
وہ بھی بلائین لیکر چلی گئین بعد اُنکے اور ایک کنیز آئی اور کہا مین صدقے آپکے دشمن کو ہماری ملکہ نے قید کیا یعنی جس
سے تمسے کشتی ہوئی تھی اور تمکو بلایا ہے ہمارے ساتھ بارہ دری مین چلو شیرویہ اُس کے ساتھ ہوا وہ پہلے حمام مین
لے گئی پوشاک بدلوائی کہ اتنے مین اور چند خواصین آپہونچین وہ سب لیکر بارہ دری مین آئین شیرویہ نے
دیکھا ملکہ کھڑی ہے گرد پانچ چارسو خواصین زر در گوش مرصع پوش مثل ستارگان کے بیچ مین ملکہ مانند مہر تابان کے
اس کیفیت سے جو دیکھا شیرویہ بھی عاشق ہوا مخروق نے کہا آئیے مسند پر جلوہ افروز ہوجیے بعد اُسکے کہا کہ اے
شراب پیجیے اور یہ کباب اُس کشتی گیر کے ہین انکو نوش فرمائیے شیرویہ نے کہا ارے کیا اُسے مار ڈالا ملکہ نے
کہا ہان تمہارا دشمن تھا اُسے مین نے قتل کیا شیرویہ نے کہا تو بس مجکو بھی تمسے کوئی کام نہین ارے وہ میرا دشمن
نہ تھا ارے اُسکو ابھی پیدا کرو گی تو مین رہونگا ورنہ ابھی جان دیدونگا یہ سنکر ملکہ گھبرائی اور دل مین کہا بھلے کو اُسے قتل
نہ کیا تھا عرض کیا کہ اُسے قتل تو نہین کیا البتہ قید کیا ہے وہ ابھی حاضر ہوتا ہے تم کو اختیار ہے جو چاہو اُسکے حق مین کرو
اور اُسیوقت بدیع الزمان کو بلوایا شیرویہ نے کہا اے ملکہ اگر بدیع الزمان مارا جاتا تو میری شجاعت مین
فرق آتا اور یہ لڑائی تو ہم لوگون مین ہوا ہی کرتی ہے غرض جب بدیع الزمان سامنے آئے شیرویہ اُٹھ کھڑا ہوا
تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا اور کہا معاف کیجیے کہ حقیقت مین آپ کا جواب نہین ہے اور مین آپ سے نہین لڑ سکتا تھا
بدیع الزمان نے کہا اے بہادر کبھی کسی نے ایسا زور مجھے نہ کیا تھا اور آپ نے کشتی بھی تو نہین کھائی شیرویہ
نے کہا اچھا اب آپ اور ہم ایک جگہ رہین اور کھانا نوش کیجیے بدیع الزمان نے کہا اگر مین یہان رہونگا تو لوگ
میرے ساتھ کے تباہ ہو جائینگے اور نہین معلوم اُنکا کیا حال ہوگا اور کانین کہا البتہ آپ یہان رہین شیرویہ نے
شرما کر کہا کہ آپ جو کچھ ہین ہے کو وہی لیکن یہ ساحرہ ہے مین اسکو قبول نہ کرونگا آپ کو مین پہونچائے دیتا ہون
اور بدیع کو اُسکے لشکر مین پہونچوا دیا بدیع جو آئے اپنے لوگون سے حال بیان کیا اور شیرویہ کی تعریف کی
اور اُسیوقت وہان سے کوچ کیا اور یہان ملکہ نے کہا لو اب شراب پیو شیرویہ نے کہا کلمہ پڑھو ملکہ نے کلمہ پڑھا اور

کہا اتو کچھ عذر نہین ہر شیرویہ نے کہا ایک اور باقی ہو کہ تم ساحرہ ہو اور ہمارے یہان کسی نے ایسا نہین کیا
ہان ایک بات ہو کہ تمنے کلمہ پڑھا ہو اسواسطے مجکو منظور ہو اور میرا دل بھی تمپر مائل ہو لیکن بغیر مان باپ کی رضامندی
کچھ نہین کرسکتا اگر وہ بھی راضی ہون تو مجھے کچھ عذر نہوگا اور امیر کا راضی کرنیوالا عمرو ہو اسکو ڈھونڈھکے لاؤ اس کے
کہنے سے یقین ہو کہ امیر راضی ہو جائین جب تمہارا حال سنین گے کہ شمامہ جادو کی بھانجی ہو اور کلمہ پڑھا ہو ملکہ نے کہا یہ
تم مجکو دم دیتے ہو اگر مین جانون کہ تم دراصل مجکو چاہتے ہو تو پھر مین عمرو کو لاؤن شیرویہ نے قسم کھائی ملکہ نے کہا مین
ابھی عمرو کی تلاش کرتی ہون شیرویہ نے کہا تو پھر مجھے میرے لشکر مین پہونچادو تاکہ مین امیر پاس جاؤن باپ میرے
اندھے ہین جا کر انسے ملون جنگ وجدل ہو رہی ہو مدد کرون تم عمرو کو ڈھونڈھکر انسے التجا کرو تاکہ شادی ہماری تمہارے
ساتھ ہو مخروق نے اسیوقت دستک دی ایک تخت پیدا ہوا شیرویہ کو اسپر سوار کرکے آپ بھی بیٹھی کچھ شراب کی بوتلین
کچھ گزک رکھ لی اور تخت کو اشارہ کیا کہ وہ بلند ہوا راہ مین دور جام کا ہوتا جاتا ہو باہم اختلاط بوس وکنار عجب لطف سے
وہ راہ طے ہوئی اب لشکر شیرویہ کا دو کوس ہوگا کہ تخت ملکہ نے زمین پر اتارا شیرویہ رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا ملکہ تلاش مین
عمرو کی روانہ ہوئی لوگون نے جو شیرویہ کے اسے پیدل آتے دیکھا مرکب لیکر دوڑے سوار کرکے لائے شیرویہ نے
اسیوقت کوچ کر دیا قریب لشکر امیر کے پہونچے تھے کہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی نہایت خوش ہوے کہ ایسے وقت مین بیٹے امیر کے
آئے اسیوقت ماتقی سردارونکو واسطے استقبال کے بھیجا شیرویہ انکے ہمراہ بارگاہ سلیمانی مین آئے وہان سے خدمت
امیر مین حاضر ہوے لوگون نے صاحبقران سے کہا کہ فرزند آپکا آیا ہو امیر نے گلے لگایا بادشاہ اسلام نے طبل شادمانی
بجوائے یہ خبر خان اعظم کو ہوئی بختک نے تو صلوٰۃ پڑھی کہ کیا کیا مدد آتی ہو کیسے بہنے جاتا تھا کہ دس بارہ روز مین
الماس جادو آیگا سب کو غارت کر دیگا اور ادھر خان اعظم تکو عمرو کے مرنیکی خوشی ہو اور مجکو اسکے مرنیکا یقین نہین
خان اعظم نے کہا پہلے بھی مین لڑا تھا اب بھی طبل جنگ بجوا کے مقابلہ کرونگا بختک نے منع کیا کہ الماس نے جو کہا ہو اسپر
عمل کیجیے خان اعظم چپ ہو رہا اور یہان لشکر اسلام مین چارسو نقابدار نابینا ہوکر آئے اور رہنے لگے امیر کا ساتھ دیا

اب دو کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران نے جو عمرو کا حال سنا کہ قتل ہوگیا اسیوقت لشکر سے نکلکیا جنگل جنگل کوہ کوہ پھرا کرتا ہو لیکن نظر راستہ
شہر صندل کا پاؤن غرض ایک روز ایک کوہ پر روتے روتے سو گیا خواب دیکھا گھبرا کر آنکھ کھول دی دیکھا کہ
سرپر ایک سپاہی کھڑا ہو قران نے دلمین شکر کیا کہ خوب آنکھ کھلی نہین تو اسنے کام تمام کیا تھا اسنے سلام کیا
اور کہا آپ نہ گھبرائین آپکا نام مہتر قران ہو قران نے کہا تجکو میرے نام سے کیا کام سپاہی نے کہا ہمارے تاجدار
آپکو بلاتے ہین اور کار ضروری ہو قران نے کہا وہ کہان ہین اور تنہا ہین یا لشکر ہمراہ ہو اسنے کہا وہ سامنے چند
لوگون سے بیٹھے ہین اور آپ کچھ خوف نکرین قران نے کہا مین تو نظر کردہ شاہ مردان ہون شیر سے بھی نہین
ڈرتا چلو اور دلمین کہا اے قران جینا تو مین خود منظور نہین بعد عمرو کے اور راہ مین اُس سپاہی سے کہا اے عزیز
اگر مین ڈرتا تو اس کوہ پر کاہے کو رہتا لیکن وہ مرد ہو یا عورت غرض ایسی باتین راہ مین اُس سے کین کہ
جس سے ثابت ہوا کہ عورت ہو آکر اس درے مین دیکھا کہ ایک جگہ صندل کا ہو کرسی جواہر پر مخروق جادو بیٹھی ہو
اور پیچھے پردہ پڑا ہو ایک مرتبہ ہوا سے پردہ اڑا قران نے دیکھا کہ کچھ خواصین ملکہ کی ہین مگر سب دُر در گوش
مرصع پوش حسین صاحب جمال قران نے ملکہ کا حسن دیکھکر بہت پسند کیا اور سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا
اور کہا آئیے بیٹھیے جب قران بیٹھے ملکہ نے کہا کہ مین نے ایک بڑے محرم راز سے سنا ہو کہ لشکر اسلام مین

عمرو کے شاگرد رشید و جان بخش عمرو مہتر قران ہین اگر آپ قران ہین تو مین اپنا حال بیان کرون قران سوچا کہ اسکی
باتون مین بوے محبت پائی جاتی ہو ای قران اپنے کو ظاہر کردے کہا اے ملکہ مین ہی مہتر قران ہون مجکو دین و دنیا کا
ہوش نہین زندگی سے سیر اور جان سے بیزار ہون کہ عمرو نہ ہوا اور مین جیون اسی واسطے کوہ کوہ پھیرا ہون
کہ کہین شہر صندل کا اور عمرو کا پتا ملے محروق نے کہا بس اسی واسطے مین نے تم کو بلایا ہو کہ تم سے بہتر کوئی نہین
ہو اور سارا سلسلہ شیرویہ کا اول سے بیان کیا اور کہا کہ وہ الماس میری خالہ کا نائب ہو اور مین شہر صندل کو
جایا کرتی ہون وہ مجھسے محبت کرتا ہو لیکن اتنی مجال نہین اُنچسے کسی طرح کا سوال کرے اگر تم چلو تو مین پہونچا دون عمرو
کو چھڑا لو کہ شیرویہ نے کہا ہو کہ بغیر اُسکے مجھائے امیر راضی نہونگے اور مجکو ایک گھڑی فرقت شیرویہ کی شاق ہی
قران یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا جو کچھ انھون نے کہا سچ ہو عمرو کو ایسی ہی طاقت ہو جس بات کا اقرار
کرے جان لینا کہ امیر بھی راضی ہین عمرو راضی ہوے اور یہ سمجھو کہ نکاح تمھارا شیرویہ سے ہو گیا محروق نے
کہا اچھا اب تم کسی خواص کی شکل بنو تو مین شہر صندل مین لیچلون کیونکہ مرد ہے وہ بھڑکیگا اور جلیگا کہ یہ
کسکو اتنی عورتون مین ساتھ لیے پھرتی ہو قران نے کہا کہ اے ملکہ عورت بنتے مجکو غیرت آتی ہو اگر کہو تو خواجہ سرا
بنون محروق نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہو وہ بھی محرم کار بجاے عورت ہوتا ہو قران اُسیوقت رنگ و روغن
عیاری لگا کر صورت ایک خواجہ سرا کی بنکر تیار ہوا کہ سترہ برس کا سن سبزہ رنگ نہایت حسین کہ محروق بھی دیکھکر
غش غش کر گئی تین خواصین جو محرم راز تھین اُنکو ہمراہ لیا تخت پر قران کو بٹھا کے لیچلی وہی کوہ بیابان جدھر
سے برق عمرو کو لیگیا تھا اُسی غار سے ملکہ قران کو لیچلی اور کہا کہ راستہ دیکھتے چلو کیونکہ تم عیار ہو شاید ایسا موقع
ہو کہ تم کو اکیلے آنا پڑے قران نے کہا واہ اے ملکہ کیا کہنا تم بہت ہوشیار ہو میرے بھی دل مین یہی تھا غرض اب شہر
مین پہونچے ہزارہا جادوگر کان بجتے ہوے شعلے منہ سے نکلتے ہوے سبنے ملکہ کو مجرا کیا اور دوڑکر الماس کو خبر کی
الماس جادو خوش ہو کر دوڑا ملکہ کو مجرا کیا بارگاہ مین لایا اور کہا آپنے سرفراز کیا مگر کیونکر ادھر آنا ہوا ملکہ
نے کہا صاحب میرے درد سر تھا اور آج کل رنج و غم مین گرفتار ہون کہ مان میری قریب مرگ ہو دل جو گھبرایا سوچی
کہ کہان جاؤن دل سے دل کو راہ ہوتی ہو جی تمھارے دیکھنے کو چاہا یہین چلی آئی جی تو یہ چاہتا ہو کہ کوئی دم
صحبت ہو تمسے باتین کرون مگر ساتھ ہی یہ خیال آتا ہو کہ جہان کیا لعنت کریگا کہ دیکھو اس دھگڑے بیٹی کو کہ جسکی
مان کا تو وہ حال اسکو ایسے وقت مین سیر سوجھی ہو اور آئی بھی تو مرد کی ملاقات کو لوگ کیا کیا گمان کرینگے مگر
دل سے مجبور ہون الماس تو ان باتون پر مر گیا ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ اگر حضور نے سرفراز کیا ہو تو کچھ دنون رہیے
ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہو اور ساتھ الماس کے بارگاہ مین آئی الماس نے کرسی جواہر نگار بچھوا دی ملکہ بیٹھی اور کہا
آج مجھپر کیا مہربانی تھی کہ یہ کرسی میرے لیے بنوائی گئی الماس نے کہا اسکی کیا حقیقت ہو ایسی ایسی بہت سی
لات کی دی ہوئی پڑی ہین اور یہ سب آپ ہی کا صدقہ ہو غرض ادھر محروق جادو بیٹھی ہو اُدھر الماس جادو
دنگل پر بیٹھا ہو پانچ ہزار جادوگر جانباز گھیرے ہوے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک جو نگاہ الماس کی
خواجہ سرا پر پڑی ساری خوشی بھول گیا دل مثل بید کے لرزنے لگا محروق سے کہا یہ کون ہو محروق نے
کہا میرا قدیم خواجہ سرا ہو کیا تم نہین جانتے الماس نے کہا مین نے تو کبھی آپکے پاس اس کو نہین دیکھا
ملکہ نے کہا ہان البتہ یہ میرے ساتھ نہ آتا تھا خواصون سے پوچھو گھر مین میرے بچپن سے ہو وہ جو ہمراز
تھین انھون نے کہا کیا آپ بھول گئے الماس نے کہا مین بارہا آپکے مکان پر گیا اسکو کبھی نہین دیکھا ملکہ نے کہا

شاید یہ اُسوقت کہین گیا ہوگا تمھارا سامنا نہ ہوا اور اس تکرار سے کیا آیا ہم تمھارے دشمن ہین کہ غیر کو ساتھ لا ینگے اور خیر صاحب مین اسی واسطے تمھارے پاس آئی تھی کہ دشمنون کو گھر بتاؤن اب جاتی ہون میرا رہنا اچھا نہین الماس نے کہا آپ خفا نہون اے جان جہان میری کھال کی جوتیان بناکر پہنو تمجکو گوارا ہو ہان اتنا ہوا کہ اس کو دیکھ کر دل کانپا کیونکہ کئی دن مجھپر ایسے سخت باقی ہین کہ جنہین خوف جان ہو اسواسطے تکرار کی کہ کوئی غیر اس دھوکے سے نہ چلا آئے قران کا ان باتون پر عجب حال ہوا دل مین کہہ رہا ہو کہ خدا بچائے تین لاکھ جادوگرون مین تنہا آئے ہو کہ اتنے مین الماس نے کہا ملکہ صاحبہ اگر آپکے پاس یہ چھپن سے ہو تو سحر بھی ضرور جانتا ہوگا محروق نے کہا تم سحر اسکا دیکھوگے الماس نے کہا البتہ محروق نے کہا میان محبوب کچھ سحر تو کرو قران چپ حیران دلمین کہا کہ اس بی بی نے تمکو میان میان کرکے دھروایا جیسے بزک نے اُستاد کو پھنسایا محروق نے پھر کہا کہ میان محبوب ہمارے سر کی قسم آؤ ذرا سحر تو کرو اور ایک خواص سے کہا پیچ بارگاہ مین چوکا تو دے خواص چوکا دیکر نکلگئی محروق نے کہا لو میان آؤ ذرا ہاتھ تو رکھو قران ناچار آیا بسم اللہ کہکے چوکے مین ہاتھ رکھا محروق نے کہا میان کچھ پڑھو ہمارا مردہ دیکھے جو نہ پڑھے اور اے الماس میرے میان کو لحاظ آتا ہو کہ آپکے سامنے ساحری کریے قران نے دل مین پڑھنا شروع کیا کہ بسم اللہ بچانا یا اللہ خیر کرنا تیرے بندون کی رہائی کو آیا ہون کہ ان کافرونکو قتل کرون قران تو یہ کہا کیا محروق نے چپکے چپکے سحر کیا گھڑی نہوئی تھی کہ طبل سکندری کی آواز بلند ہوئی اور دروازہ بارگاہ پر نعرہ امیر ولندھور و مالک و بہرام و کرب جمہور وغیرہ کی صدا بلند ہوئی طبل کی صدا اور نعرون کی آواز جو الماس اور جملہ جادوگرون نے سنی دل کانپنے لگا اتنے مین جاسوس بھی آئے الماس سے کہا کہ امیر مع بادشاہ اور جملہ سردارونکے آپہونچے بس یہ سنکر الماس کی جان نکلگئی محروق سے کہا بڑا غضب ہوا اسے زلزل قاف یہان کیونکر آئے جب زیادہ سب گھبرائے محروق نے کہا میان بس اب ہاتھ اپنا اُٹھا لو الماس کا بُرا حال ہو قران نے ہاتھ اُٹھالیا صدا طبل کی موقوف ہوئی لوگون نے کہا کہ اب نہ لشکر ہو نہ امیر ہین محروق نے کہا اے الماس تمنے میرے میان کا سحر دیکھا اب الماس کا فلک ٹوٹا جاتا کہ یہ ساحر زبردست ہو اور سبنے کانون پر ہاتھ دھرے کہ ایسا سحر نہ سُنا نہ دیکھا اُسوقت محروق نے کہا بس صاحب اب مین جاؤنگی نہین معلوم یہ دل کیون یہان لایا مین نے چاہا تھا کہ کوئی دن صحبت رات کی یادن کی ہمارے تمھارے یہان ہوگی پھر اگر مین دشمن ہوئی تو میرا رہنا کس کام کا کل مجھسے بھی خوف کروگے اور تمھارا بھی قصور نہین آج کل میرے مقسوم مین آگ لگی ہوئی ہو گھر سے جلتی یہان آئی تھی یہان بھی جلی الماس کی تو جان نکل گئی منتین کرنے لگا کہ اے ملکہ میرے پوست کی جوتیان بناکر پہنو مجکو گوارا ہو یہ اسواسطے تکرار کی تھی کہ مجھپر قران صعب ہو اب وہ شک بھی گیا یقین کامل ہوا محروق نے کہا خیر تمھاری خاطر ہو ایک آدھ روز اور رہجاؤنگی کوئی باغ ہو تو اُسمین رہون الماس کا جو باغ تیار تھا ملکہ اُسمین آئی جب وقت سونے کا آیا قران سے تنہائی مین کہا کہ دیکھا تمنے قران نے تعریف کی اور کہا ایسی عیاری ہمسے بھی نہوتی اور آپ کا سحر زیادہ ہو محروق نے کہا پھر اب تم عمرو کو چھڑاؤ قران نے کہا اے ملکہ بے اسکے قتل ہوئے عمرو نہ چھوٹیگا اور یہ کہتا ہو کہ میری قضا نہین کسی طرح تم باتون مین اس سے پوچھو کہ کیا وجہ جو تیری قضا نہین اور جب قضا کا خطرہ نہین تو پھر کیون ڈرتا ہو محروق نے کہا اچھا لیکن اے قران تم گواہ رہنا یہ جو مین اس سے باتین کرتی ہون صرف دم دیتی ہون نہین اس موے سے مجھے کیا واسطہ قران نے کہا مین جانتا ہون غرض صبح کو محروق جو الماس پاس گئی باتین کرکے

کہا اے الماس ہم تو سحر کر کے اور سیکھ کے بچاپائے کرنا پائدار ہو ہمنے سنا ہو کہ امیر آجکل نابینا ہین اور بجز کوئی اُنکا کام
تمام نہین کر سکتا آخر ایک روز بینا ہو جاینگے الماس نے کہا آپ اس سے خاطر جمع رکھیے میری زندگی مین تو امیر
بینا نہین ہو سکتے اور میری قضا نہین مخروق نے کہا اے الماس یہ بات تمنے عجب طرح کی کہی بھلا کون ایسا ہو جو مریگا
آخر اسکی وجہ تو بیان کرو الماس نے کہا اے ملکہ در و دیوار ہم گوش دارد یہ کہنے کا نہین مخروق خفا ہوکے
اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی خواصون کی طرف دیکھ کر کہا کہ بھلا مردار و گھر چلیے تم سے بھونگی ایک ایک کا سر منڈوا دونگی
تمنے مجکو خراب کیا کیا کیا الماس کیطرف سے کہتی تھین کہ وہ یون تمھین چاہتا ہو سو ہمنے ایک بات بھی نہ دیکھی اتنی
سی بات مین نکل گیا اور آپ ہی ذکر چھیڑا تھا جانتا نہین کہ تریا ہٹ مشہور ہو اُن خواصون نے آکر الماس کو پر
دو تھپڑ مارے اور کہا کہ میان الماس خدا تم کو غارت کرے تمنے ہماری محنت کو خاک مین ملا دیا الماس اُٹھ کر
ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ آپ اتنے کیواسطے خفا ہو جائیگی یہ مین نہ جانتا تھا آپ چل کر بیٹھیے مین بیان کردون ملکہ
نے کہا اب مجکو کچھ کام نہین چاہو کہو چاہو نہ کہو غرض ہاتھ جوڑ کے پانون پڑ کے لاکر بٹھایا اور کہا اے ملکہ وہ جو
دخمہ ہو پہلے کوئی اُس صندوق کو اُٹھائے اس طرح کہ نیچے سے اُٹھے کہ دھوان نہ لگے اور وہ بے اسکے نہ اُٹھیگا کہ
اوپر کوہ کے چار پتھر رکھے ہین ایک پانچ سو من کا دوسرا آٹھ سو من کا تیسرا سات سو من کا چوتھا چالیس سو من کا
اور وہ صندوق ہزار من کا ہو پتھر اُس سے زیادہ ہوے بس اُن زنجیرون مین پتھرون کو باندھے دوسرا سرا
زنجیر کا نیچے جو قلابے صندوق مین لگے ہین اُن مین لگا دے اور وہ پتھر اوپر سے لٹکا دے مثل ترازو کے
جب بوجھ پتھرون کا زیادہ ہوگا نیچے لنگر کھائیگا وہ صندوق اوپر اُٹھکے ستون سے لگ جائیگا نیچے صندوق کے
دخمہ نکلیگا سیڑھیان بنی ہین اُسمین جائے آگے دروازہ مقفل ہو اسکو کھول کے اندر جائے اور طلسم جمشیدی
کو توڑے خنجر الماس وہان سے لائے اُس سے مجکو قتل کرے تو مین مرون بعد اُسکے میرا دل اور گردے لیجائے
اُسکی دھونی دے جب امیر اچھے ہونگے یہ سب کہدیا اُسپر بھی ایک بات باقی تھی اور نہ کہی مخروق نے کہا سچ
اب مین تجھسے سچ کہتی ہون اسی واسطے مین نے پوچھا تھا کہ مین تجکو چاہتی ہون اب میرے دل کو تشفی ہوئی کہ
تیری قضا نہین ہو غرضکہ ملکہ اپنے باغ مین آئی قران سے کہا لو اب بتاؤ قران نے کہا مین جاؤنگا اب کوئی حیلہ
کرکے مجکو رخصت کرو دوسرے روز جو مخروق آئی الماس سے کہا رات کو مین نے اپنی مان کو خواب مین
دیکھا کہ گویا مر گئی اور مخروق رونے لگی چہرہ زرد اور کہا لو اب مین جاتی ہون الماس کی جان نکل گئی رونے لگا
مخروق نے کہا اچھا تو عزم کرو مین پہلے خبر منگوا لے بھیجتی ہون اور قران کو بھیجا اور کہا کہ جب میان آئین
تو کوئی روکے نہین الماس نے سب سے کہدیا اُسپر بھی مخروق نے کہا صاحب مجکو تمھارے لوگون کا
اعتبار نہین دو خواصین ساتھ کر دین کہ تم شہر کے باہر میان کو پہونچا آؤ اور وہین دروازے پر رہنا
جب میان آئین میرے پاس لے آنا

اب چند کلمے داستان جانا قران کا دخمہ پر اور طلسم جمشید کو توڑ کے خنجر لانا مدد نقابدار سے اور مارنا الماس جادو کو اور دل گردے اُسکے لیکر دھونی دیکر امیر اور سب سردارون کو بینا کرنا بیان ہوتے ہین

غرض قران شہر سے نکلا آگے دو راہہ ملا ایک راہ دخمہ کو دوسری راہ لشکر اسلام کو گئی تھی قران نے دل مین
کہا کہ پہلے تو امیر پاس چل اور یہ حال بیان کر وہ دعا کرین تاکہ یہ مشکل آسان ہو قران لشکر مین آیا غل ہوا کہ
مہتر قران آئے لیکن قران سیدھا امیر پاس پہونچا اور سارا حال بیان کیا اور کہا اب جاتا ہون آپ

سب صاحب ملکہ دعا کرین امیر نے بھی سردارون کے ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے اور قران دخمہ پر آیا اُسیطرح پتھر ڈھلکا
صندوق اُٹھا قران نیچے آیا زینہ دیکھا لیکن ایسی بوے بد آتی تھی کہ دماغ قران کا پھٹا جاتا تھا غور سے جو دیکھا تو
لاش ایک ساحر کی پڑی ہر پیٹ پھول گیا ہر یہی کلمہ الماس نے محروق سے نہ کہا تھا کہ اے الماس کوئی بات تو
رکھ اگر کوئی پہونچ گیا اور صندوق کو اُٹھایا اُسکے نیچے ارنا یمس جادو رہتا ہر وہ زندہ چھوڑیگا تو وہ قدرت
خدا سے تین دن پہلے مر گیا تھا اُسی کی لاش سڑ گئی تھی غرض قران اندر اُترا آگے دروازہ ملا اُس کے قفل کو توڑا
اندر جو آیا باغ دیکھا بارہ دری مین ایک تخت جواہر نگار پر ایک کتا بیٹھا تھا اور اُسکے برابر چھت مین ایک پنجرا
لٹکا تھا اُسمین ایک بڈھا تھا قران کو دیکھ کے کتا بھونکا اور بڈھے نے غل مچایا کہ اے باشندہ طلسم دوڑو کہ شکنندۂ
طلسم آیا قران نے دیکھا دو شیر پیدا ہوے ایک سونے کے رنگ کا دوسرا فولادی اور قران پر حملہ کیا کہ ایک
نقابدار زمرد پوش پیدا ہوا شیرون کو للکارا شیر اُس طرف پلٹے قران نے ایک کو بغدا مارا کہ گردن اُس کی قلم ہوئی
دوسرا چلا نقابدار نے لوح شیر کو دکھائی شیر اندھا ہو گیا نقابدار نے تلوار ماری وہ بھی مارا گیا ایک غل و شور
ہوا اور کتا اور بڈھا دونون غائب ہو گئے قران نے نقابدار کو سلام کیا کہ یہ آپ نے جان بخشی کی اب
اپنا نام بتائیے نقابدار نے خنجر الماس نکال کر دیا اور کہا اسے تم لو اور اپنا کام کرو یہ طلسم میرے نام کا
ہو مین فتح کر کے امیر پاس آؤنگا لوح اسکی میرے پاس ہر اور اب جادوگرون کو خبر ہوئی اُنسے لڑائی پڑیگی
اگر تم امیر پاس پہونچنا میرا مجرا کہنا کہ نقابدار زمرد پوش نے یہ کہا ہر کہ مجھے ابھی نام ظاہر کرنا مناسب
نہین غرضکہ قران باہر آیا اور پھر امیر پاس گیا اور کہا کہ آپکی دعا سے خنجر لایا آپ پھر دعا کرین کہ مین جاکر
الماس کو قتل کرون اور قران شہر صندل کو چلا مہتر بلدا بھی آیا ہوا تھا سارا ماجرا سُنا وہ بھی قران
کے آنے سے صحرا مین کمند بچھا کے جھنڈیون مین بیٹھا جب قران وہان آیا دل قران کا کانپا اُسی راہ سے جو
اوپر چڑھ کے گیا دیکھا تو بلدا بیٹھا ہر قران کو دیکھ کر آپڑا پیچ چلنے لگا بلدا اسنے کہا اے قران کیا کہون تیری
قضا تھی یہان آیا تھا کہ مجھسے خنجر الماس لے لون اور جاکر خان اعظم کو دون اگر مین یہ جانتا تو تیرا سامنا
کرنا جاکر صلصال کو خبر کرتا قران نے جو یہ سُنا شکر کیا کہ خوب ہوا کہ دل مین یہ آئی اب اسکا پکڑنا واجب
ہوا ایسا نہو کہ یہ نکلجائے اور خبر کرے دو تین گھڑی بلدا لڑا آخر کو بھاگا قران بھی دوڑا بلدا بیٹھ گیا قران جست کر کے نکلگیا بلدا نے
کمند کے حلقے مارے قران صاف نکلگیا بلدا پھر اُٹھکر لڑنے لگا قران نے بیضۂ بیہوشی اور حلقے کمند کے ایک بار
مارے بلدا اُلجھ کر گرا اور بیہوش ہوا قران مشکین اُسکی باندھ کر لشکر کو چلا راہ مین ابو الفتح ملا اُس کو
دیدیا اور سارا حال کہا کہ امیر سے کہنا کہ حضور جبتک مین نہ آؤن اسے رہا نہ کیجیے گا اسکو خنجر الماس کا حال معلوم
ہو گیا ہر اسنے مجکو بھی دم دیا تھا کہ مین مسلمان ہوتا ہون ابو الفتح بلدا کو لیکر روانہ ہوا قران پھر چلا اور یہان محروق
روز خواصون سے کہتی ہر کہ دیکھیے کیونکر قران کامیاب ہوتا ہر اور طلسم توڑ کر خنجر لاتا ہر آیا تم کو بھی یقین ہر خواصون نے
کہا ملکہ یہ کام بہت مشکل ہر لیکن پروردگار سب آسان کر دیگا انشاء اللہ قران آئیگا اور ملکہ نے الماس کے پاس
جانا بھی ترک کیا اور اپنے کو مان کے غم مین ڈالا جب الماس بہت کہلا بھیجتا ہر دوسرے تیسرے دو گھڑی کو جاتی ہر غرض
ایک روز جو گئی الماس سے اُدھر اُدھر کی باتین کر کے کہا کہ ایک شب ہم تمکو بلائینگے الماس تو شادی مرگ ہو گیا لالا کی
آئی اور وہان ابو الفتح نے مسجد کر پاس مین جاکر امیر سے کہا کہ یہ بلدا حاضر ہر اور مہتر قران کا حال کہا کہ آپ اسکو حبس کی
امیر جبتکمین نہ آؤن اسے نہ چھوڑیے گا کیونکہ اسے خنجر الماس کا حال معلوم ہر بس امیر نے یہ سنکر سجدہ شکر ادا کیا کہ یہ ترقی عنایت

جو بلدا کے دلمین ہو آگئی اور خان اعظم سے نہ کہا بس اپنے پاس بلدا کو نگاہ رکھا اُدھر **قران** نے راہ دخمہ کی چھوڑی بہت نزدیک راستے سے شہر صندل مین پہونچا منزل بھر پھیرے صورت اپنی خواجہ سرا کی بنالی کیونکہ **امیر** پاس بصورت اصلی گیا تھا غرض یہان **محروق** کی دونون جادوگرنیان موجود تھین پس **قران** کو لیکر چلین ساحرون نے کہا لیجائیے ہماری مجال نہین کہ ہم ملکہ کے آدمی کو روکین اور اگر ملکہ کی خواصین نہوتین تو حقیقت مین کوئی **قران** کو پھر نہ آنے دیتا غرض **قران** شہر مین آیا ملکہ کا حال پوچھا کہ کہان ہین اُنھون نے کہا آج کئی دن کے بعد **الماس** کی بارگاہ مین گئی ہین تم بھی چلو **قران** سوچا کہ تمھارے پاس خنجر **الماس** ہو ایسا نہو کہ گیدی تمسے ڈرا ہوا ہو دیکھکر پہچان لے خنجر کو باغمین کسیطرح رکھ آؤ یہ سوچکر کہا اس وقت مجکو بڑی احتیاج ہے بلکہ پیٹ مین درد ہو رہا ہے ایک دم کو باغ مین چلو توپھر مین ملکہ پاس چلون اُنھون نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض **قران** نے اس بہانے سے خنجر اپنے اسباب مین چھپا کر رکھا اور وہان سے بارگاہ **الماس** مین آیا **الماس** اور ملکہ **محروق** کو جرا کیا **الماس** کو تو دیکھتے ہی ایک خوف طاری ہوا کہ پھر آیا ملکہ نے کہا آؤ میان اور بیٹھا یا اور کہا حال میری مان کا بیان کرو کیسی ہین **قران** نے کہا اے ملکہ مجبولات نے بچایا مین بند ہو چکا تھا جسوقت مین پہونچا تو حال احتضار کا تھا لوگ گھیرے ہوے تھے سبکو وصیت نصیحت کر رہی تھین اور آپکو پوچھا کہ میری بچی کہان ہے آپ جانیے کہ لوگ دوست دشمن سبھی ہوتے ہین کسی نے کہدیا کہ وہ تو شہر صندل مین گئی ہوئی ہین ملکہ نے کہا صاحب جو جہان ہون خوش رہین سلامت رہین پھر لوگون نے کہا حضور محبوب بھی آیا ہے بلکہ یہ بھی ملکہ کے ساتھ گیا تھا یہ سنکر تمھاری مان نے شور کیا کہ اس سوئے کو قید کرو مین باہر بھاگا لوگون نے آپکے لحاظ سے مجکو قید نہ کیا بس دروازے تک آیا تھا کہ آواز رونے کی سُنی جانا مین نے کہ ملکہ گذر گئین تو بس اے ملکہ اُنکا کام تمام ہوا **محروق** یہ سنکر رونے لگی اور کہنے لگی کہ کیون میان کیا یہ سچ ہے کہ کام تمام ہوا **قران** نے کہا ہان بالکل ایک ذراسی بھی جھلک نہین ابھی سب کام ہو گیا یعنی دفن بھی ہو گئین جب تو **محروق** نے **الماس** سے کہا کہ لو صاحب اب مین جاتی ہون ناچار ہون **الماس** منھ دیکھنے لگا کہ اے ملکہ میری طاقت نہین جو آپکو روکون **محروق** نے کہا کیا مشکل آپڑی ہے اسدل کا ستیاناس جائے مگر دنیا کے سبب سے جانے کو کہتی ہون کہ لوگ کیا کہینگے نہین تو جی نہین چاہتا **الماس** دلمین خوش ہوا کہنے لگا اے ملکہ مین تو کہ نہین سکتا اگر آپ جائینگی تو وہ پھر زندہ تو ہو نہ جائینگی **محروق** نے کہا یہی مین بھی سوچتی ہون خیر اب تو تیرے واسطے لوگ بدنامی کا سر پر رکھا اب رات کو جسدن مین بلاؤنگی اُسدن آنا کہ ایک صحبت کرکے مین چلی جاؤن یہ کہکر **محروق** **قران** کو لیکر باغ مین آئی حال پوچھا **قران** نے سارا حال **امیر** پاس آنے جانیکا اور نقابدار کی مدد سے خنجر ملنے کا بیان کیا اور کہا ملکہ خدا نے بڑا فضل کیا نہین تو اس گیدی نے ایک بات نہ کہی تھی تو اُسکو مین نے مردہ پایا یعنی **ارنائیس** جادو کو اور کچھ حال **شیرویہ** کا بھی کہا ملکہ خوش ہوئی **قران** نے خنجر **الماس** دکھایا اُسوقت **محروق** کی خاطر جمع ہوئی کہا اب اسے قتل کرو **قران** نے کہا اے ملکہ رات کو صحبت کرو اور **الماس** کو بلاؤ عمرو کو بھی گانا سننے کے بہانے سے طلب کرو تو اُسکے ساتھ چالیس جادوگر اور بھی آئینگے اُنھین بھی بہانے سے باہر رکھنا جب وہ آکر بیٹھین پانی مجھسے طلب کرنا مین بیہوشی ملا کر رکھ جاؤنگا بس تمھارا اتنا کام ہے کہ اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال کے وہ صراحی پلا دینا جبین وہ نہ دیکھے نہین تو بیہوشی پہچان لیگا مین بھی چھپا رہونگا جسوقت وہ بیہوش ہوگا آکر کام تمام کرونگا **محروق** نے کہا اور سب تو مین کرونگی یہ نہوگا کہ اُسکے بدن سے مین بدن لگاؤن اگر یہ خبر **شیرویہ** کو ہوگی وہ خفا ہوگا اور تم گواہ ہو کہ لاکھ باتین مین نے ابتک کہین مگر آنچ تک نہین لگا **قران** نے کہا ملکہ اس سے خاطر جمع رکھو مین **شیرویہ** سے کہدونگا اے ملکہ وہ بھی سُنکے خوش ہوگا کچھ نہ کہیگا کہ **امیر** کی رہائی ہوتی ہے آخر ملکہ راضی ہوئی سوار ہوکے سیر کرنے تالاب پر آئی یہ خبر **الماس** کو ہوئی وہ بھی سوار ہوکے

آیا محروق نے کہا اے الماس آج رات کو پہر بجے ہم تمھین بلاینگے تیار رہنا تاکہ مین جلدی جاؤن بھلا سوم مین تو شرکا ہون ملکہ تو چلی آئی الماس مارے خوشی کے پھولا ہوا ہر لوگون سے کہتا تھا کہ آج کونسا دن ہو کر لات نے یہ سامان کیا اور محروق کو میری ایسی محبت دی آیا مین کچھ خوبصورت ہون اُنھون نے کہا تو چاند ہر جوان اچھا ہو دیکھ کر محروق پھل گئی پھر تو الماس بھی اُنکے کہنے سے پھولا نہ سمایا جانا کہ مین ایسا ہی ہون حمام کرنے لگا اور پوشاک اعلیٰ درجے کی جواہر نگار پہنی اور وہان محروق جو گئی قران نے ملکہ کو بھی خوب بناؤ کروایا سفید پوشاک پہنوائی اور زیور بھی الماس نگار پہنوایا محروق مسند پر آکر بیٹھی اور قران نے سب بندوبست کیا مکان کی بھی تیاری روشنی کا بھی سامان درست کیا شب ماہ بھی تھی آخر جب پہر رات گئی الماس گھبرایا اور تخت پر سوار ہوا چالیسون جادوگر بھی ہمراہ ہوے کہ ہم اکیلا نہ چھوڑین گے وہ دون ابھی قران صعب ہے اور سامنا اُسکا جس سے تو لرزتا ہو یعنی دیری خواجہ سرا الماس نے کہا ملکہ خفا ہوا اُنھون نے نہ مانا کہا ہم باہر رہینگے ملکہ سے کہکے ہمین اندر بلوا لینا اور اگر نہ بلا لینگی تو ہم دروازے پر تو ہونگے غرض الماس دروازے پر ملکہ کے آیا خبر ملکہ کو ہوئی سمن ویا سمن سے کہا کہ جاکر الماس سے کہدو کہ تو بے بلائے کیون آیا مین نے تو کہا تھا جب مین بلاؤن اُسوقت آنا ایسا بے صبر ہر خبردار ابھی نہ آنا باہر بیٹھ الماس کو جو خبر ہوئی جان نکل گئی سمن کی منتین کرنے لگا کہ میری طرف سے کہنا کہ جب پہر بج گیا جب مین آیا آخر دو گھڑی کے بعد محروق نے بلا بھیجا اور کہا خبردار اکیلا آنا جب تو چالیسون جادوگر گھبرائے الماس نے کہا تم خوف نہ کرو ارے میری قضا نہین ہر بھلا طلسم الماس کے توڑنے کو برسون چاہیے ہین یہان دو روز تخت باقی ہین آخر وہ چپ ہو رہے الماس اندر آیا ملکہ نے پہلے تو منھ پھیر لیا تیوری بدل کے کہا مین تجھسے نہین بولتی او مردوے ایسی بھی بے صبری مجھے بُری لگتی ہر خیر بیٹھ جا الماس دست ادب بستہ سامنے مسند کے بیٹھا ملکہ نے کہا آگے آؤ غرض برابر مسند کے بٹھایا اور کہا لو اب اپنے دل کا مطلب کہو الماس نے کہا سوا اطاعت کے کیا کہون ملکہ نے کہا تو مجکو چاہتا ہر الماس نے کہا مین تو آپکی لونڈی تک کو چاہتا ہون ملکہ نے کہا میرے سر کی قسم کس لونڈی کو چاہتا ہر معلوم ہوا یہ دلربا تجکو محبت سے دیکھ رہی ہر کیون او مردار خوب دھگڑا تا کا اُسنے کہا میرا ستیاناس جائے مین تو آگاہ بھی نہین ملکہ نے کہا ارے اس کو نکال دو اور مار و خواصون نے اُسکو الگ کیا اُسنے دہائی دی ملکہ نے کہا خیر چھوڑ دو لیکن ہمارے سامنے نہ آئے بعد اُسکے الماس سے کہا کہو صاحب مین نے سُنا ہر کہ تمھارے ساتھ کچھ لوگ بھی آئے ہین آیا مجھے ایسا خوف ہر پھر اب تم اُنکو لیے بیٹھے رہو مجھے کیا کام الماس نے کہا اے ملکہ مین تو اُنکو منع کرتا رہا وہ زبردستی ساتھ آئے ہین اگر فرمایئے تو اُنکو گھر بھیجدون ملکہ نے کہا نہین صاحب مجکو کیا تم یہان بلا لو میرا کیا حرج ہر تمھارا مطلب دلی نہوگا الماس نے کہا کیا مجال جو وہ اندر آئین غرض باتین کرکے پوچھا کہ مین نے سُنا ہر کہ کوئی ریش اشتر کا قران دسر بریدہ جادوگران تمھارے یہان آیا ہو وہ خوب گاتا ہر اللہ مجکو نہ سنوایا بلواؤ الماس نے اُسی وقت عمرو کو بلوایا پنجرے سے باہر نکالا پوچھا یہی عمرو ہر کہا ہان کہا اچھا گاؤ عمرو نے تامل کیا الماس نے پنجہ دکھایا ناچار عمرو گانے لگا لیکن عمرو حیران ہر کہ یہ اسکی معشوق ہر عمرو آپ محروق پہ عاشق ہوا اور خوب گایا قران بھی روزن سے دیکھ رہے تھے کہ اتنے مین ملکہ نے پانی طلب کیا میان پانی لیکر آئے اور صراحی ادل بدل گئے الماس تو میان سے ڈرا عمرو کی نگاہ جو پڑی اُسکو شک ہوا جانا کہ کوئی عیار ہر جب قران پانی پلا کے پھرا تو ملکہ سے پوچھا کہ ملکہ سربریدہ جادوگران یہی ہر الماس نے کہا ہان اُس وقت عمرو نے بخوبی قران کو پہچانا دل بحال ہو گیا جی مین سوچا کہ ضرور یہ معشوقہ قران کی ہر اسی کے لگا دُسے یہان تک قران

آیا ہوگا عمرو نے دل مین توبہ کی لاحول پڑھا اور کہا یہ بجاے فرزند ہو کر اتنے مین ملکہ نے کہا اے میان محبوب ہلو ہمکو ولا
تمنے بھی یاد نہ دلایا آیا اُن چالیسون جادوگرون نے شراب وکباب کی بھی خبر لی کہ نہین لو یہ کشتیان بھجوادو قران نے
کہا آپ کی عنایت ہو یہ بھی بھیجئے اور مین نے تو سب چیزین بھیجدین ملکہ نے میان کی تعریف کی الماس سے کہا دیکھا
تو نے میرا میان کیسا کارکن ہے یہ ساری تیاری اسی نے کی ہے ظاہر مین تو الماس نے بھی تعریف کی دلمین کہتا ہے
ہاے یہ میان غارت ہو ملکہ بعد دو گھڑی کے خواصون پر خفا ہوئی کہ ادھر امزا دیو مجھکو بات کرنا دشوار ہوا آٹھ پہر سر پر
سوار رہتی ہو دور ہو غرض اسی پیچ سے قران بھی چلا گیا دروازے کے پٹ سے لگ کر کھڑا ہوا دراز سے دیکھنے لگا اب
محروق نے دلمین کہا اے محروق یک نشد دو شد دو گواہ ہوے اب مین کیا کرون غرض جھگ مین ہاتھ توڑ ڈالا
بیٹے الماس کے پکڑے اور کہا میرا حلوا کھائے جو منھ نہ کھولدے مردے تجھے نشہ نہین ہوا ہے یہ کہکر وہ صراحی اُٹھاکر
پہلے اپنے لب سے لگائی بعد کہا نہین تو پی لے تیری جھوٹی مین پیونگی الماس اس کلام پر مر گیا پردے آنکھون مین پڑ گئے پھر
تو منھ کھولدیا البتہ ذرا سہارا سر کے نیچے ہاتھ کا ملکہ نے دیا اور باقی سب طرح اپنے کو الگ رکھا اور ساری صراحی منھ مین انڈیل
دی جب حلق سے نیچے شراب اُتری الماس نے کہا اُف یہ تو جیسے زہر ہلاہل ملا ہوا تھا اور حقیقت مین الماس کی بلا یا
تھا زبان اُسکی لڑکھڑائی الماس نے کہا میرے لوگونکو خبر کر دو ملکہ نے خواص کو پکار کے کہا اُسنے کہا آتے ہین ہمنے کہدیا
آخر الماس خود گھبرا کر اُٹھا کہ مین جادوگرون تک پہونچون گر کر بیہوش ہوا بس قران نے نکلکر جگر کو اُسکے چاک کیا
لیکن عمرو سے اذن لے لیا تھا دل گردے اُسکے نکال لیے عمرو بھی قید سحر سے رہا ہوا قران باہر آیا وہ چالیسون پہلے
سے بیہوش پڑے تھے اُنکو بھی مارا آندھی چلی برفباری آتشباری ہوئی بعد بڑی دیر کے آوازین آئین کشتی مرا نام الماس جادو
بود جو چیزین سحر کی بنی ہوئی تھین سب برطرف ہوئین محروق نے عمرو اور قران کو تخت پر بٹھایا اور کہا جلدی یہان سے
نکل چلو تین لاکھ جادوگر ہین غرض محروق جلدی سے دروازے پر آئی لوگون سے کہا کہ مین اپنی مان کے پرسے کو جاتی ہون
بخوبی تمام صبح ہوئی ہے غار سے باہر آئی یہان آکر عمرو سے کہا اب آپ لشکر کو جائین ایسا نہو کہ جادوگر آئین تو مطلب
رہجائیگا مین اُنسے سمجھ لونگی اور قران سے کہا آپ خواجہ سے میرا حال کہدیجیے گا لیکن تھوڑا سا حال مین بھی کہتی ہون
کہ اے عمرو جان عوض اس احسان کا یہ ہے کہ امیر کو راضی کیجیے کہ شیرویہ پر مین عاشق ہون کلمہ پڑھا ہے سحر سے توبہ نہین
کی کہ شاید ساحرونکا سامنا ہو جائے بعد مین انکار کرونگی عمرو نے کہا انشاء اللہ قران نے کہا بس ملکہ اب سب کام تمہارا
ہو گیا غرض رخصت ہو کر دونون لشکر امیر مین آئے غل ہوا کہ عمرو آیا بادشاہ نے سُنا اشتیاق مین خود سوار ہو کر آئے
عمرو کو گلے لگایا سب ملکر امیر پاس آئے عمرو دوڑ کے امیر کے قدمون پر گرا کہ اے آقاے عمرو پھر غلام آپکا آیا امیر نے گلے لگایا
اور کہا اے عاشق حمزہ بھائی واللہ اپنے اچھے ہونے کی اتنی خوشی نہین جتنی تیرے آنے سے طبیعت خوش ہوئی عمرو نے
کہا یا امیر دونون مطلب خدا کے فضل سے ہوے قران نے بڑا کام کیا اور ایک محسن اور ہے سو اُسکا بھی مطلب چاہیے کہ
پورا کرنا امیر نے کہا پہلے جب عمرو نے کہا کو لے لاؤ امیر نے کہا بھائی یہ ہمت سے بعید ہے چار نفقا بدار ہین اُنکو بھی
بلاؤ وہ سب بھی اپنے خیمون سے آئے آگ روشن ہوئی کہ امیر کو فرامرز یاد آیا کہا خواجہ ابھی آگ بیرون رکھنا
پہلے فرامرز کو لاؤ مین نے اُس کو فرزند کیا ہے وہ کیا کہیگا خلق کیا کہیگی عمرو نے کہا یا امیر اُس کا تو ٹھکانا بھی نہین
معلوم جب تک اُس کا پتا لگے گا ان گردون اور دل کا اثر جاتا رہیگا پھر سب اندھے رہجائینگے کہ اتنے مین
لندھور اور مالک کو جلدی ہوئی کہ کسی طرح ہماری آنکھین روشن ہون امیر نے قسم کھائی کہ تم سب
آنکھین روشن کر لو مین تو بے فرامرز کے نہ مالونگا غرض امیر نے مع بادشاہ کسی کا کہنا نہ مانا

جب تو عمرو ناچار ہوا امیر سے کہا جنفی آپ کی بہت خضب کی ہوئی ہی مین نے عیاروں سے اتنا سنا ہی کہ کوئی قلعہ ائلی شہر سے باہر نہین معلوم کتنی دور ہی خیر جاتا ہون غرض عمرو نکلا اور چلا صحرا کی طرف مگر روتا ہوا کہ کہان جاؤن نہین معلوم وہ قلعہ ائلی ملی کہان ہی کس سے پوچھون اگر نجات جاکر پوچھون وہ بھی ایک حرامزادہ ہی عرصہ ہوگا ڈھائی برس کی اسکی تاثیر ہی اور ابھی ایک رات گذر چکی اور پھر دن چڑھ آیا غرض روتا ہوا ایک باغ مین آیا اور ایک گوشے مین بیٹھا فکر کرنے لگا

اب چند کلمے داستان فرامرز کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ قلعہ ائلی مین ہی مالک اسکا دلیر نامی ہی اسی کے ایک برج مین جادو ہوا تھا اسمین فرامرز کو بند کیا اور پر بڑی سی سل رکھدی ہی ایک وقت آکر کھولتا ہی سوکھی روٹی آبخورا بھر پانی دیجاتا ہی چند روز مین یہ حال ہم پہونچا کہ قریب تھا سل کی بیماری ہوجائے ناچار سنگ آمد سخت آمد لیکن دلیر جو آتا ہی سمجھاتا ہی کہ اے جوان مین تجکو جانتا ہون کہ تو شہزادہ ہی بہارستان مغرب کا پھر کیا تیری شامت آئی کہ دین قدیم کو چھوڑا آخر نابینا ہوا اگر اب بھی توبہ کر تو آنکھین تیری روشن ہوجائین اور نوشیروان سے قصور بھی عفو کرادون فرامرز نے کہا اے دلیر تو نہین جانتا حقیقت اس دین کی یہ تو آنکھین ہین اگر لاکھ جانین ہون تو قربان ہین اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے دلیر نے کہا ہان یہ ایسا ہی دین ہی پھر اگر تیرا دین قبول کرون تو جان اور شہر کیونکر بچے خان اعظم چھوڑیگا فرامرز نے کہا بچانے والا پروردگار ہی پھر بیان کیون رہے امیر پاس نہ جائے یہ سنکر دلیر گیا اور اپنے لوگون سے مشورہ لیا کہ یہ بہکاتا ہی عرضی صلصال کو لکھی مضمون جسکا یہ تھا کہ فرامرز لوگون کو بہکاتا ہی اب اسکا کام جلد تمام کیجیے جسمین عرضی روانہ کی اسی رات کو خواب دیکھا اور صبح کو فرامرز کے پاس آیا کہا غضب ہوا کہ مین نے عرضی صلصال کو بھیجی ہی اور شب کو خواب مین ایک بزرگ نے اس طرح فرمایا کہ تو دین امیر کا قبول کر ورنہ جہنم سے بچیگا اب مین کیا کرون فرامرز نے کہا کچھ نہین بس رات کو یہان سے سوار ہوکے امیر کے پاس چلو امیر بہادر کا جوہری ہی غرض گیارہ آدمی دلیر کے عزیز بھی خواب دیکھکے شریک ہوئے بارھوان آپ تیرھوان فرامرز اسکو مرکب پر باندھا اور رات کو سب نکلے لیکن کلمہ پڑھکر سب از سر صدق مسلمان ہوچکے تھے راہ مین فرامرز امیر کا حال کہتا چلا آتا تھا کہ عمرو نے آواز مرکبون کی سنی عمرو پکارا کون ہی باش باش دلیر کی جان نکل گئی کہ اب راز افشا ہوا اور عمرو نے آواز فرامرز کی پہچانی کہا یہ تو آواز پسر خواندہ امیر کی آتی ہی فرامرز نے کہا کہ مجکو شیخ العجم معلوم ہوتے ہین اور اے خواجہ اگر آپ ہین تو مین نابینا ہون آپ اپنے کو ظاہر کیجیے بس عمرو دوڑ کر رکاب سے فرامرز کے لپٹ گیا فرامرز نے چاہا مرکب سے کود پڑون عمرو نے منع کیا کہا جلد چلو امیر راہ دیکھ رہے ہین اور سارا حال کہا فرامرز نے دلیر سے کہا کہ دیکھا تمنے امیر آقا کیسا ہی غرض راہ مین باتین کرتے چلے فرامرز نے دلیر کا ماجرا سب بیان کیا کہ اتنے مین ابوالفتح بھی آتا تھا اسنے بھی فرامرز کو دیکھا بھاگا ہوا امیر پاس آیا اور کہا کہ فرامرز آتا ہی بعد اسکے گلباد نے خبر دی کہ اتنے مین عمرو پہونچا فرامرز کو راہ مین چھوڑا امیر سے آکر حال کہا امیر نے کہا خواجہ مجکو تمسے پہلے تمہارے بھانجے اور گلباد نے خبر دی عمرو نے دل مین کہا کہ یہ جوانامرگ کہان سے لگے ہوئے تھے کہ فرامرز ہی مسجد مین آیا بارہ آدمی ہمراہ تھے بادشاہ کو پوچھا عمرو نے کہا وہ بیٹھے ہین پہلے بادشاہ کو مجرا کیا لیکن پشت کیطرف غرض عمرو نے ہاتھ پکڑکے بادشاہ اور امیر کو مجرا کرایا جو بینا ہین وہ انکا حال دیکھ دیکھ روتے تھے بس اب امیر نے ایک ایک کو یاد کرکے بلوایا جب عمرو نے کہا سب حاضر ہین امیر نے بادشاہ سے کہا حضور باہر جائین کا ہیکو اسکی چاہند سونگھین پہلے تو بادشاہ نے کہا یا امیر آپکی آنکھین روشن ہون ہم کو سب گوارا ہی لیکن عمرو بادشاہ کو لیکر دروازہ مسجد پر آیا پردے چھوڑدیے کہ ہوا نہ جانے دھوان اندر رہے اسوقت انگارون پر دلی گروے رکھدیے جسکی آنکھون مین دھوان لگا پانی آنکھون سے نکلا

اور آنکھیں روشن ہوگئیں پھر تو ایک نے ایک کو دیکھا لندھور بالکٹ نے امیر کو مجرا کیا امیر سبکو لیکر بارگاہ مین آئے حکم کیا کہ طبل سکندری بجے پھر تو ہر ایک بہادر کے لشکر مین نوبتین بجنے لگین اور ایسا زر نثار ہوا کہ سب محتاج غنی ہوگئے عمرو سے کہا نانا دمان محل کو بھی لاؤ عمرو گیا پہاڑ پر سے سبکو لایا جہان انکے خیمے تھے وہان نصب ہوئے نذرین ہونے لگین امیر آکر زرجنبر پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے دست چپ سب آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا نقابداروں سے امیر نے کہا اب اپنا حال کہو انھون نے عرض کیا کہ ہم چار بادشاہ مین اتنا تو آپسے کہدیا اور باقی جب وقت آئے گا تو اپنے کو ظاہر بھی کرینگے امیر چپ ہو رہے قیروںیہ کو گلے لگایا عمرو نے سارا حال مخروق کا بیان کیا اور کہا اسنے بڑا کام کیا ہی امیر نے فرمایا تو اسکے بعد فتح ترکستان کے مین شادی کردونگا مگر یہ خبر خان اعظم کو ہوئی خان اعظم نجتک کر رہا تھا کہ یہ کیسا طبل امیر کے یہان بج رہا ہی نجتک نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بیٹا امیر کا آیا یہ ذکر تھا کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ خبر پہونچی عمرو اور مہتر قران آئے اور کہتے ہین کہ الماس جادو کو مار کر دل لائے ہین نجتک تو ناچا اور کہنے لگا کہ میان یزک سے پوچھیے خان اعظم نے یزک کو بلا کے پوچھا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو مارا گیا یزک نے کہا مین کیا کرون جو مجھسے الماس نے کہا تھا وہ مین نے آپ سے کہدیا تھا کہ دوسرا جاسوس آیا اور بیان کیا کہ امیر کہتے ہین جبتک فرامرز نہ آئیگا مین بینا نہونگا بس خان اعظم خوش ہوا نجتک نے کہا خیر گو الماس مارا گیا اور عمرو جھوٹ آیا نہ فرامرز آئیگا نہ امیر اچھے ہونگے اور اُسکے اثر کا زمانہ بھی اب پانچ پہر باقی ہی غرض جب صبح ہوئی خان اعظم کو تحقیق خبر آئی کہ فرامرز بھی آیا اور سب اچھے ہوئے بارگاہ مین جشن ہو رہا ہی آج تو نجتک خوب ناچا اور جھکر کہا اے خان اعظم دیکھا تو نے ہم کو دروغ گو جانتا تھا خان اعظم نے کہا ابھی تک مجکو یقین نہین نجتک نے کہا کیا خوب جی جولاہے کا تیر ہی ہم کو کیا یقین ہی چاہے تجھے نہو غرض پھر تو جتنے جاسوس آئے سبنے یہی خبر کہی اور نجتک نے خان اعظم کو اور جلایا صلصال نے نوشیروان سے کہا کہ چار سو بیٹے اس شخص کے مارے گئے ایسا رنج نہوا جو اس نجتک نے دل کو برمایا ہی اور اے نجتک خوب ہوا جو وہ بینا ہوئے یہ بھی لوگ کہتے کہ اگر اندھون کو مارا تو کیا کمال کیا

اب چند کلمے داستان طبل جنگ بجوا کے لڑنا خان اعظم کا شیرویہ سے اور زخمی ہو کے مع نوشیروان بالاخطا مین قلعہ بند ہونا بیان کیے جاتے ہین

اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مین آپ حمزہ سے لڑونگا یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے عمرو سے کہا عمرو خوشی خوشی رند تو ایک چوب لگاتا تھا آج تین چوبین مارین اور کل سردارونکو آج کوئی اندیشہ نہین ہی بلکہ خوش ہین کہ خوب لڑینگے غرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج کئی مہینے کے بعد امیر بعہدۂ صاحبقرانی چالیس قدم لشکر سے آگے کھڑے ہوئے کل سردار دست راست و دست چپ پرے جا کر کھڑے ہوئے نجتک کی جان آدھی ہوئی جاتی ہی کہ اتنے مین خان اعظم میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خداپرستان بیائید میدان کہ شیرویہ بن حمزہ نکلا اجازت مانگی امیر نے کہا اے فرزند تو کیون نکلا مگر خیر جا خدا نگہبان ہی شیرویہ آگر ہمگار رہوا برابر رہا پانچ پانچ قدم مرکب پیچھے ہٹے خان اعظم نے نام پوچھا اور کہا یہ تیرے سبب سے امیر کی آنکھین روشن ہوئین الماس مارا گیا مین کب تجھے چھوڑتا ہون لا ضرب بہادری کی شیرویہ نے کہا او سگ آیا تجھے آئین اہل اسلام کا نہین معلوم پہلے تو حریف صلصال نے نیزہ مارا شیرویہ نے بعد دو گھڑی کے بہ برکت اسلام نیزہ اسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ارد پشت نہنگ مارا شیرویہ نے سپر چہرہ کی پناہ کی پشت تیغ کو پیچھے دیدیا ارہ سپر کو کاٹ کے تیغ پر پڑ کر پھسل گیا شیرویہ نے تلوار ماری اسکی بھی سپر کٹی اور سر پر زخم آیا شیرویہ نے وہانسے جو ہاتھ کو کھینچا خان اعظم نے سر پیچھے ہٹایا تلوار ناک پر

لیکر ڈالتی ہوئی مرکب کے بیچ سر پر زخم دیکر صاف نکل گئی ترک دوڑے ادھر سے لشکر امیر کا چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی
خان اعظم کو لوگون نے لاکر تخت پر بٹھایا زخم رومال سے باندھا کہ ایسا نہو لشکر بیدل ہو جائے پھر تو امیر ایک طرف
لندھور مالک بہرام کرب فرامرز جمہور وغیرہ اپنی اپنی لڑائی خوب لڑے کبھی میمنہ کبھی میسرہ دو پہر کامل لڑائی
رہی علم کفار کا سرنگون کیا قریب خان اعظم کے پہونچے بختک نے گھبرا کے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جدا ہوے
بختک تو نوشیروان اور خان اعظم کو لیکر بھاگا لشکرگاہ مین آیا امیر نے کھڑے ہو کر ایک ایک کو پوچھا یہانتک
کہ شیرویہ آیا پوچھا زخم تو نہین لگا عرض کیا کہ خدا نے بچایا اسوقت امیر بارگاہ سلیمانی مین آئے دنگل پر بیٹھے وہان
بختک نے خان اعظم سے کہا کہ اب کسی طرح چپکے چپکے سب کو قلعے مین روانہ کروا اور خود بھی چلے چلو ایسا نہو کرب
یا فرامرز آکر شبخون ماریں جب اچھے ہو لوگے یا کوئی مدد کو آئیگا گڑ لڑا لینا غرضکہ سب کو قلعے مین لے گیا اور دروازے
پر دو ہزار زرہ پوش بٹھا دیے یہ خبر امیر کو ہوئی عمرو نے کہا یا امیر اب آپ گرد لشکر کے حصار کر دیجیے ایسا نہو کہ یہ گیدی
تومامہ شمامہ کو بلوائے اور راس کو بھی الماس کی خبر ضرور ہوگی وہ عوض لینے آئیگی امیر نے کہا خواجہ کیون ڈرتے
ہو مجکو تو تکیہ خدا پر ہے جب قلعہ لے لونگا حصار بھی کر دونگا اور ہمارا خیمہ وہان بپا کرو جہان صلصال کا خیمہ تھا
عمرو نے کہا یا امیر جب وہ نکلیگا آپ کو ہٹنا پڑیگا امیر نے کہا سمجھ لینگے اب اگر وہ نکلیگا مین قلعہ نہ چھوڑونگا غرض
چار کوس بڑھکے بارگاہ برپا کی رہنے لگے دو تین دن ہوے تھے کہ رات کو فرامرز اور کرب چوری گئے امیر نے عمرو
سے کہا دریافت کرو اب عیار اور عمرو دوڑکر سامنے قلعے کے آئے جب کوئی راہ نہ دیکھی پھر آئے دوسرے دن مہلیل
جنگ عراقی بہرام گرد چوری گئے پھر امیر نے عمرو پر تاکید کی عمرو بھی حیران ہو تیسرے دن جمہور
چوتھے روز ارشیون اور فرہاد خان لندھور کے بیٹے غائب ہوے پھر آج تو امیر اور بادشاہ عمرو پر
بہت ہی خفا ہوے کہ جلد خبر لاؤ اور بادشاہ نے بیس ہزار زر سرخ اور ایک خلعت سلیمانی منگاکر بارگاہ مین رکھا
اور کہا جو خبر لائے وہ لے ابو الفتح نے کہا آیا خواجہ سلامت کے سوا اور بھی کوئی جائے تو سے عمرو نے
ابو الفتح کو گھورا اور کہا او جوانامرگ تو ہر بات مین چالاکی کرتا ہے ابو الفتح نے کہا کچھ آپ کا نام نہین
رکھا تھا اس سے مین نے حضور سے پوچھا عمرو نے کہا حضور اسکو توشیخانے مین رکھوا دین جب مطلب پکا
ہو جائے کوئی لے لیگا اور عمرو باہر آیا چالیس عیار ساتھ ہوے قران تو مجرا کر کے ایک طرف چلا گیا
عمرو نے ان سب سے کہا تم میرے ہمراہ نہ آؤ کیا کروگے انھون نے نہ مانا آخرکار ہمراہ عمرو کے چلے تین دن تک
عمرو اور سب عیار کوشش کیا کیے اور کہین راہ قلعہ باختا مین جانے کی نہ پائی تیسری رات ہے کہ عمرو سب سے
الگ ہوا چہار طرف پھرا ایک کوہ دیکھا کہ دیوار قلعے کی اس سے نزدیک ہے اور وہ دو تین گز بلند بھی ہے فقط وہ
خندق بیچ مین ہے اور سارا قلعہ معلوم ہوتا ہے یعنی اندر کی زمین اور مکان تک عمرو سوچا اگر جست کرکے
کودے تو ہڈی پسلی چور ہو گئی اور نیچے گرے خندق ہے غرق ہو جاؤگے

اب دو کلمے داستان جانا عمرو کا چند عیارون سے قلعہ مین منار منارہ نشین رکھے واسطے خبر لینے سرداران اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

آخر پشت دست کو دیکھا چھتیس سو مکر یاد آئے اور خیال گذرا وہ منار کہ خداوند منارہ نشین کو مار کے لیا تھا زنبیل سے
نکالا اور معجزہ داداے طلب کیا کہ منار کو دیجیے اور زنبیل سے نکالکر مثل پل کے دیوار پر قایم کیا اور با فراغت سے چلے
چالیسون عیار بھی پیچھے پیچھے کہ واہ واہ استاد سبحان اللہ ہمکو بھی لیے چلو عمرو نے دل مین کہا کہ ان جوانامرگون نے ناک مین دم

آخر سب قلعے مین آئے صورتین بدلین جب دن ہوا عمرو بارگاہ خان اعظم مین آیا کھڑا اُسنا کیا اور سب باتین ہوئین
لیکن کچھ ذکر سرداروں کا نہ آیا عمرو باہر نکل آیا غرض تیسرے دن عمرو سوچا کہ یہ جوانمرگ ہر وقت مجھسے مڑک کی لیتے ہین
انکو سرخیاب معقول یہان دیا اور یہ سوچ کر یزک خطائی کے مکان مین آیا کمند ڈالکے اترا وہ زوجہ کے ساتھ سو رہا تھا
اسے بیہوش کیا اور دالان مین ایک صندوق رکھا تھا اُسمین بند کیا اُسکی صورت بنکے آپ پلنگ پر لیٹ رہا جب صبح
ہوئی کمر باندھ کے سب کا سلام مجرا لیکر باہر آیا عیارون سے مجرا کیا بارگاہ خان اعظم مین آئے دروازے پر چوبدارون نے
سلام کیا اندر بارگاہ کے آکر جہان یزک کے بیٹھنے کی جگہ تھی وہان سلام کرکے بیٹھے کہ اتنے مین خان اعظم نے
یزک کی تعریف کی کہا اے بختک کس طرح سردارونکو لایا کہ ثابت نہوا کون لیگیا عمرو نے سُنا یزک علی تو بنے ہوے
تھے خان اعظم سے کہا آپکا اقبال تھا میری کیا اصل وحقیقت ہی اور اگر لات ومنات چاہتے ہین تو سبکو لاتا ہون یہ
کہکر اب جو دیکھا عمرو نے تو چالیسون عیار بھی موجود ہین کوئی فراش کوئی خواص کوئی سقہ بنا کھڑا ہے عمرو نے چپکے سے اُٹھا
کہا اے وزارت واقبال پناہ آیا آپنے بھی پہچانا بختک نے کہا کیا اور گھبرایا کہ کہین آپ ہی مرشد کامل تو نہین بختک نے
کہا اے یزک مین نے نہین پہچانا کہا یہ جو فلان فلان کھڑے ہین یہ عیاران لشکر اسلام سے ہین انکو گرفتار کیجیے بختک نے
چپکے سے خواص کو بلاکر کہا اسنے عیارون سے کہا اور یہ سب بیخبر کھڑے دیکھ رہے ہین کہ استاد یزک نے نہین معلوم
بختک سے کیا کہہ رہے ہین کوئی عیاری سوچ ہونگے اور عیارون نے سبکو پیچھے سے آکر کسی کی کمر تھامی کسی کے
ہنسے گٹھے کسی کو کمند سے باندھا جب تو سب حیران ہوے پھر سوچ کہ شاید یہ بھی کوئی عیاری ہوا تب تو خان اعظم
بھی خوش ہوا یزک علی کو بہت سا انعام دیا اور کہا اے یزک ایسی چالاکی تو تمنے آجتک نہین کی تھی یزک علی نے
کہا اے خان اعظم جب مین نے دیکھا کہ تیرا یہ حال ہوا مین نے بھی ہاتھ پاؤن ہلائے بلکہ کل لشکر کو پکڑ لاؤنگا اور
بلوائیے جلاد کو کہ انکو قتل کرے جب تو ابوالفتح وبرق سب حیران ہوے کہ اس ساربان زادے نے خوب
دھر دبایا اور وہان یزک کو صندوق مین ہوش آیا لگا غل مچانے کہ ارے کس نے مجکو بند کیا ہے خواصون نے نکالا
اور کہا آپ تو بارگاہ کو گئے تھے یہان کسوقت آکر بند ہوے جب تو یزک سوچا کہ یہ کام عمرو کا ہے باہر آیا اور
دروازہ پر خان اعظم کے پہونچا لوگ حیران ہوے کہ دوسرا یزک کہان سے آیا یزک سے پوچھا تو اسنے کہا اس طرح مجکو
عمرو بند کر گیا تھا انھون نے کہا تو جھوٹا ہے تو ہی ساربان زادہ ہے ارے یزک اصلی تو اندر ہے اور آج اتنا بڑا کام کیا ہے
کہ چالیس عیار پکڑوا دیے ہین خلعت شاہی مرتبہ زیادہ ہے یہ سنکر جان یزک کی نکلگئی کہ خوب رنگ عمرو کا جما غرض چوبدارون سے
منتین کین کہ ذرا میری خبر کر دو چوبدار نے آکر چپکے سے بختک کے کان مین کہا اسنے صلوٰۃ بھیجی عمرو پہچان گیا کہ یزک
آیا ہوگا جب تو آپکو بھی ہوش آیا کہا اے عمرو یہ تو نے کیا عیاری کی ارے زنبیل مین نہ ڈال لیا مجھے اس عمر بھر مین بلا خطا
مین دو خطائین ہوئین اب کوئی عیار نہ بچیگا عمرو نے خان اعظم سے کہا کہ آپ میرا ہاتھ پکڑ لین اور کہین کہ عمرو
کو پکڑ لیا دیکھیے وہ ساربان زادہ دروازے پر آیا ہے ایسا نہو کہ سنے یزک اندر ہے بھاگ جائے جب وہ سنیگا کہ عمرو پکڑا گیا
اس دھوکے مین اندر چلا آئیگا اُسوقت مجکو چھوڑ دیجیے گا آپ سے گرفتار کر لیجیے گا خان اعظم نے ہاتھ پکڑا سب نے غل مچایا کہ عمرو
کو پکڑ لیا اور چوبدار نے بھی یزک سے جاکر کہا یزک اندر آیا مجرا کرکے کہا اے خان اعظم بس اسکو نہ چھوڑیے گا مجکو اس طرح
بند کر کے یہ آیا ہے یہ کہنا کیا عیارون نے دوڑ کر اسی کی مشکین باندھین اور جوتیان پڑنے لگین عمرو بھی ہاتھ
چھڑا کے یزک کے پاس آیا آدھر یزک نے خان اعظم سے کہا کہ اس سے پوچھیے کہ ساتون سردار کہان ہین یہ مین بتاؤن
عمرو نے کہا ہان مین بتاؤنگا اور دل مین کہتا ہے کہ بڑی مشکل ہوئی جان نکلی جاتی ہے بختک حرامزادہ جلا ہوا تو تھا ہی

بچکے سے صلصال سے کہا جبتک تحقیق ہو اس یزک کو بھی قید کر لو عمرو کو بھی لوگون نے پکڑا عمرو نے غل مچایا اور
رونے لگا کہ واہ واہ خان اعظم تو نے بختک کے کہنے سے مجھے ذلیل کیا یہ مجھسے خار کھایا کرتا ہے خیر اب تو دونون کو
قتل کیجیے عمرو بھی قتل ہو جائیگا یا مین ہون یا یہ اسمین تیری سلطنت تو قایم ہو جائیگی ایک غلام آپکا مارا گیا تو کیا اور بہت سے
غلام آپکے ایسے ہین یہ جو رو کر کہا صلصال کو ترس آگیا کہا چھوڑ دو بختک لاکھ کہا کیا عمرو چھوٹ گیا غرض پھر
یزک نے بیٹے کو کہا عمرو نے خان اعظم سے کہا مین وہ بتادون کہ جو آپ نے کسی سے نہین کہا اور کان سے منھ لگا کے کہا
منم عمرو عیار اور تاج سر کا لیکر ایوان مین نعرہ کیا صلصال نے کہا لینا عمرو کو جانے نہ پائے عمرو نے جست و جو کی
دروازہ ایوان کا پھاندگیا مگر جہان پر پیر قایم ہوا وہان پر کائی جمی تھی پانون پھسلا لاکھ چاہا کہ ہاتھ ہی ٹیکون ایسی کائی
ساری دیوار پر تھی کہ نیچے گرا لوگ تو کمندلیے کھڑے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کرلیا

اب چند کلمے داستان قید ہونا عمرو کا عیارون سمیت اور چھڑانا مہتر قران کا سبکو مسلمان ہونا یزک خطائی کا اور وزیر صلصال کا اور قلعہ امیر کے ہاتھ آنا اور بھاگنا نوشیروان اور صلصال کا بیان ہوتے ہین

یزک کو خان اعظم نے چھوڑ دیا اور بہت عذر کیا خان اعظم نے کہا بس اب تو میرے سامنے جلاد کو بلوا کے عمرو کو قتل کر
تین حکم کا غصے مین ایک حکم دیا ہے ابوالفتح اور برق سب عمرو سے کہ رہے ہین کہ خوب عیاری کی سردارونکو چھڑایا عمرو
رو رہا ہے کہ دروازے پر غل ہوا چاہا کہ دریافت کرے کہ ایک سپاہی نظر آئی اور نعرہ کیا مہتر قران نے کہا اے صلصال
اور نوشیروان اور بختک اگر استاد کا بال بیکا ہوا تو تمکو مار ڈالونگا خان اعظم نے کہا لینا اسے یہ نہ جانے پائے اسے بھی
گرفتار کرو قران نے بھی بغدہ لے کر مارنا شروع کیا دم بھر مین کشتون کے پشتے لگا دیے اور جست کر کے نکل گیا لوگ پیچھے دوڑے
اس گلی اس کوچے سے نکل کر تنہائی کا گوشہ دیکھ کر صورت بدل کر کہین کھڑا ہو رہا جو آیا اس سے کہا وہ لوگ آگے جاتے ہین
تم بھی جاؤ اور یہان خوف ہوا بختک نے خان اعظم سے کہا اب قتل کی صلاح نہین انھین قید رکھو جب قران بھی
گرفتار ہو جب قتل کرنا خان اعظم نے یزک سے کہا تو ہی نگاہ رکھ یزک اپنے گھر مین لایا مکان کے آگے ایک ایوان تھا ایک
ایک کو بارہ دری کے ستونون سے باندھا اور باہر کے مکان مین کہ تیسرا درجہ تھا چودہ سو عیارون کا پہرہ مقرر کیا بیچ مین عمرو
کو قید کیا اندر مکان کے یزک باہر عیار دف و چکارے بجا رہے ہین غزلین گا رہے ہین شراب چل رہی ہے اور جب
یہ سب عیار نامی بالا خطا مین آکر گرفتار ہوے خان اعظم نے یزک گزک یلدا اب سے کہا کہ جا کر تلاش کرو یہ سب
عیار کس طرف سے آئے اور دروازے والون پر بھی عتاب نازل ہوا انھون نے قسمین کھائین کہ ہماری طرف سے کوئی
نہین آیا غرض یلدا پھرتے پھرتے ادھر آیا جہان وہ مینار مینارہ نشین رکھا ہوا تھا عمرو اسے واسطے قران کے چھوڑ آیا تھا
کہ میرا جان بخش کیونکر آئیگا اور اسکا آنا مقدم ہے کیونکہ شاید مین قید ہو جاؤن تو وہ آکر رہا کر دیگا اور وہی ہوا غرض یلدا
آیا اور خان اعظم سے حال مینار کا بیان کیا اسنے لوگون کو واسطے اٹھانے کے بھیجا بھلا وہ کس سے اٹھ سکتا اور یہان
مہتر قران دو پہر رات گئے یزک کے مکان پر پہونچا اور ایک درخت برابر دیوار کے تھا اسپر چڑھا یہ ارادہ کیا کہ اسی جگہ سے
دیوار دیوار جہان عیار قید ہین وہان جاؤن گا اور نیچے سب عیار گا بجا رہے تھے قران کو چھینک آئی لنگر جو پڑا ڈالا
درخت کا پھٹا قران ڈالی سمیت عیارون پر گرا کسی کا سر کسی کی ناک کسی کا ہاتھ ٹوٹا سب گھبرائے کہ یہ کیا بلا آئی اور
قران اٹھ کے بھاگا عیار پیچھے چلے قران بھاگتے بھاگتے ایک اندھے کنوئین مین جا رہا اندھیری رات تھی اور
عیارون کو بن پڑی انھون نے پاٹنا شروع کیا ایک آن مین زمین برابر کر دی اور اطمینان سے آکر بیٹھے کہ قران
تو زندہ درگور ہوا لیکن قران نے اندر اس کنوئین کے ایک کول دیکھا اندر گھس گیا اور بغدے سے

نقب کھودنا شروع کی ایک اور کنوان تھا اُسمین وہ نقب پھوٹی قران کو آسمان نظر آیا اوپر آیا دیکھا کہ ایک مکان ہی
اور دروازہ اُسکا بند ہی قران چپکا کھڑا تھا کہ آواز کرب و فرامرز کی آئی قران نے کہا اے پسر خوانندہ امیر اگر تم ہو
تو جواب دو اور اُنھون نے بھی آواز قران کی پہچانی خوش ہوے پکارے کہ ہمین ہین قران نے فتیلہ عیاری
روشن کیا اور ساتون سردارونکو دیکھا پوچھا یہان تم کو کسنے رکھا ہی کرب نے کہا یہ مکان یزک کا ہی جب سے لایا ہی یہین
رکھا ہی بس ہر ایک نے قید توڑ دی قران نے اپنا اور عمرو کا ماجرا کہا اور پوچھا کہ یزک کا مکان یہان سے کتنی دور ہی
فرامرز نے کہا ذرا دور ہی لیکن کوٹھون کوٹھون چلیے تو بہتر ہی قران نے کہا اب مین ایک عیاری کرتا ہون جو تم شریک
ہو سب نے کہا بسم اللہ قران نے شکل اپنی خان اعظم کے خواجہ سرا کی بنائی اور چار سردارون کو کہار بنایا ایک کو
مشعلچی دو کو خواص ایک میانہ اس مکان مین یزک کا رکھا تھا اُسمین قران سوار ہوا فرامرز سے پوچھا یہان کچھ تیل ہی
فرامرز نے کہا گھر عیار کا ہی ضرور ہوگا غرض قران نے مشعل بنا کر تیار کی اور میانہ مین سوار ہو کے وہان جہان عیار
گار ہے تھے میانے سے اُترا اُنھون نے مجرا کیا قران نے کہا یزک کہان ہی اُنھون نے کہا محل مین سو رہا ہی قران نے
کہا دروازہ کھولو خان اعظم نے ایک بات یزک سے کہلا بھیجی ہی اُنھون نے دروازہ کھولدیا قران اندر آیا اور
دروازہ بند کر لیا قریب عمرو کے آیا خواجہ نے نہ پہچانا قران نے کہا یا اُستاد مجکو نہ پہچانا غلام آپکا ہون آنکھین پھوٹین
جو اس حال سے آپکو دیکھے اور جلدی سے قید عمرو کی کاٹی اور کہا بس مجکو آپسے کام تھا آپکو رہا کیا عمرو نے کہا بیٹا اِنکو
بھی رہا کرو قران نے اُن سب سے کہا کیون صاحبو تمکو چھوٹنا منظور رہے یا قافنہ کو لوگے اب تو عمرو بھی سمجھا کہ شاید یہ
اُسپر عاشق ہی سب نے مع خواجہ کہا کہ ہماری بیٹی کی جگہ ہی اب قران نے سبکو رہا کیا اور عمرو سے قران نے کہا کہ مین
سردارونکو بھی لیتا آیا ہون لیکن اب یزک کو جا کر کڑون تو کام پورا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب مین سمجھ لونگا اور دروازہ
یزک کے مکان کا کھلوایا کہ جلد کھولو میان منظور آئے ہین یزک بھی گھبرا کے اُٹھا عمرو اور قران گھر مین اُسکے بصورت
اصلی آئے اور عمرو نے یزک سے کہا کہ اب کہو دیکھا تمنے قدرت خدا کو کہ یہی آتنی رات درمیان تھی کل کی تو خان اعظم نے
قسم کھائی تھی کہ صبح کو قتل کرونگا بلکہ بختک نے منع بھی کیا صلصال نے کہا تو قران سے ڈرتا ہی مین اگر ایک ایک
سے ڈراکرون تو حکومت کیونکر کرون اب اگر کوئی حیلہ باقی ہو وہ بھی کہدو یزک نے کہا حقیقت مین تیرا جواب نہین ہی
لیکن اگر مجکو لڑکر زیر کرے تو البتہ مسلمان ہون قران بڑھا تھا کہ عمرو نے روکا کہ تم تماشا دیکھو اب اندر دالان مین تو
یزک کے گھر کی عورتین دیکھ رہی ہین اور یزک سے عمرو سے پنجہ چلنے لگا عمرو نے کئی چوٹین روکین پھر آپ بھی
پنجہ کھینچا تھوڑے عرصے مین عمرو نے کمند کا حلقہ مارا یزک گرفتار ہوا بس کلمہ پڑھ کر از صدق مسلمان ہوا اب
عورتون کو بھی مسلمان کیا اور عمرو سے کہا اب چلیے کہ مین سردارونکو لے آؤن عمرو ہنسا اور کہا اُنکو قران چلے ہی
چھڑا لایا مگر اب جلدی چند مرکب منگواؤ یزک اسی وقت دوسری راہ سے مرکب بھی لایا اور سردارون کو سوار کیا
یزک کی عورتون نے کہا ہمکو بھی لیچلو نہین تو خان اعظم ہمین بندی کریگا غرض دو دو عورتون کو ایک ایک کے پیچھے بٹھلایا
اور سب کو لیکر یزک نکلا اور اُس دروازے کی طرف لے چلا کہ جدھر سیراب اژدر گیر اور فولاد اژدر گیر کی چوکی تھی
جو طلایہ راہ مین ملا یزک اُس سے نکال لیگیا مگر آگے دیکھا تو وزیر خان اعظم کا ذرہ خان ہمراہ پانچ سو سوار سے
چلا آتا ہی یزک کی جان نکل گئی یزک نے کہا اب زندگی نہو گی عمرو نے کہا تمہین کسی طرح ٹالو یزک نے کہا
آپ سبکو لیکر کہین چھپ جائین میرا اسلام اسپر ظاہر نہین ہی مین کوئی حیلہ کرتا ہون یہ کہکر دوڑا ہوا آیا مجرا کیا اور
کہا حضور اسوقت کہان ذرہ خان نے کہا کہ خان اعظم کا حکم ہوا آج تم بھی طلایہ پھرو کہ یہ رات بہت کٹھن ہی

اور ای یزک تو کہان یزک نے کہا مین بھی طلایہ کو آیا ہون وزیر نے کہا تو مجھسے چھپاتا ہی مسلمان ہو کے عمرو اور سب کو
لیے جاتا ہی یزک کا دم نکل گیا کہنے لگا وزیر نے کہا تو ڈر نہین مجکو بھی دو خواب ہوے یہ تو بتا کہ وزیر سے اور
طلایہ سے کون نسبت ہی پہلے خواب کو تو مین نے خیال نہ کیا اب آج پھر ایک بزرگ نے ارشاد کیا کہ اس طرح یزک
جاتا ہی بس تو بھی شریک ہو امیر کا تاکہ تیری نجات ہو یہ سنکر یزک خوش ہوا اور دوڑکر عمرو کو بلا لایا وزیر نے عمرو
سے کلمہ یاد کرکے پڑھا از سر صدق مسلمان ہوا گزک بھی ہمراہ تھا وہ دیکھ رہا ہی کہ یہ ماجرا کیا ہی مگر وزیر نے عمرو سے
کہا کہ یہ جو پانچ آدمی مین لایا ہون یہ اسلیے کہ میرا ساتھ دینگے انکو بھی کلمہ بتاؤن غرض اُسنے کہا وہ سب مسلمان ہوے
الا گزک کہ یہ حال دیکھ کر بھاگا اب وزیر بھی یزک کے ہمراہ ہی سب دروازہ قلعہ کیطرف چلے پہلے یزک پہونچا کہا دروازہ کھولو
خان اعظم کو خبر ہوئی کہ سردار امیر کے چھوٹ کر نکل گئے سنا ہی کہ باہر قلعہ کے کسی گانؤن مین ہین اور پانچ سو سوارون
سے وزیر کو بھی ہمراہ کیا ہی بس اُنھون نے دروازہ کھول دیا سہراب چونکا کہا ارے کیا ہی پیادون نے حال کہا سہراب
نے یزک کو دکھا ادھر سب نے مرکب اُٹھائے مگر جب سہراب نے عورتون کو دیکھا اسوقت گھبرایا اور کہا ای یزک
یہ عورتین کیسی ہین ارے ہان یہ جانے نہ پائین اور جلد دروازہ بند کرو کرب فرامرز بیچ مین آکر کھڑے ہوگئے عورتون
کو تو باہر نکال دیا اور دروازہ نہ بند کرنے دیا ہشت مشت ہونے لگی ایک نے آکر کرب کے پانؤن پکڑے کہ گرا دون
کرب نے قبضہ مار کر بھیجا اُسکا نکل پڑا پھر تو غل ہوا تلوارین کھنچ گئین لاش پر لاش گرنے لگی ادھر گزک یزک کا بھائی جو
زرہ خان کے ساتھ کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا اُسنے خان اعظم کو خبر کی کہ یزک اور آپ کا وزیر دونون مسلمان ہوے
سب ملکر سردارون کو بھی لیے جاتے ہین بلکہ اب تلوار چلنے کی بھی خبر پہونچی خان اعظم ارہ پشت نہنگ پکڑکر اُٹھ کھڑا
ہوا یہ خبر بختک اور نوشیروان کو بھی ہوئی یہ بھی آئے خان اعظم نے کہا کیون ای شاہ مین نہ کہتا تھا کہ انکو قتل کر
بختک نے کہا یہ باتین راہ مین کرنا جلدی چلو غرض کمر بندی ہونے لگی اور خان اعظم و نوشیروان سب چلے اور
یہان کرب و فرامرز نے عمرو اور یزک اور وزیر سے کہا کہ تم عورتون کو لیکر لشکر امیر مین جاؤ اور خبر کرو ہم دروازہ
نہ چھوڑینگے وزیر نے عذر بھی کیا کہ مین جان دینے کو موجود ہون فرامرز نے نہ مانا کیونکہ وزیر صرف قوت عقل رکھتا تھا
پہلوان نہ تھا غرض یہ عورتون کو لیکر لشکر امیر مین آیا اور عمرو مسجد کے پاس مین گیا امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ
باہر سے عمرو نے پکار کر باندھو امیر نے پلٹ کر دیکھا عمرو نے اندر جا کر سب ماجرا امیر سے بیان کیا امیر مسجد سے باہر
آئے غرض اب یہ خبر لشکر مین امیر کے پھیلی لندھور ملک بہرام وغیرہ آنے لگے جو آیا امیر کو مجرا کیا اور قلعہ پر چڑھ دوڑا
امیر نے اتنا تامل کیا کہ زرہ خان کو گلے لگایا اور کہا کہ یہان کی حکومت تم کو دونگا یزک کی بھی تعریف کی بعد اُسکے سوار ہوکر
چلے وہان سردارون نے پہونچ کر لاش پر لاش گرا دی سہراب سے اور کرب سے سامنا ہوا سہراب نے تلوار ماری
کرب نے پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوے اُدھر فرامرز سے اور فولاد سے مقابلہ پڑا
فولاد نے تیر مارا فرامرز نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ گردن اُڑ گئی اب دروازے پر لاشون کا انبار ہو گیا کہ اتنے
مین خان اعظم لشکر مین ترکون کے آیا اور تلوار چلنے لگی ناگاہ نعرہ لندھور کا ہوا اور ہندی کھاجی ترکون سے
لڑنے لگے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ آج عدالت نہین کرتا دادا ان ہندیون کی نہین دیتا کہ کیسے لڑ
رہے ہین نوشیروان خفا ہوا کہ یہ وقت کون ہنسی کا ہی اور داد گیدی جو چاہا تو نے کیا بختک نے کہا مین نے کیا
کیا اپنے لات و منات کو کہو کہ کبھی آکر مدد کی خان اعظم تو یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او بختک ہان جو کچھ ہوا
تیرے سبب سے ہوا یہ فساد تیری ذات سے ہین وہان عمرو بصورت مبدل قلعے کے دوسرے دروازے پر

آیا در بانون سے کہا کہ خان اعظم تو وہان کھڑا ہو تم کیا کرتے ہو چلو خان اعظم نے بلایا ہو وہ سب تو اودھر گئے عمرو نے سفید مہرہ نکالا اور بجایا مالک اودھر لڑتا بھڑتا چلا آتا تھا اُسکو اس دروازے کا مالک کیا پھر تو امیر بھی اسی دروازے سے آئے اور نعرہ کیا نعرہ ؎ امیر عرب ضیغم روزگار ؛ منم صف شکن حمزۂ نامدار ؛ اگر بر کشم تیغ بر فوج کین ؛ فتد لرزہ بر آسمان و زمین ؛ پھر تو منم کے نعرے ہونے لگے امیر نے کرب کو پکارا کرب نے وہان سے نعرہ کر کے آواز اپنی سُنائی کہ مصروف جانفشانی ہون کہ اتنے مین سواری بادشاہ اسلام کی پہونچی طبل سکندری کی صدا بلند ہوئی اور تیسرا دروازہ بھی امیر نے جا کر لے لیا اب تو بختک گھبرایا نوشیروان سے کہا تو تو بھاگ اب ایک دروازہ رہگیا ہو اور صلصال سے کہا کہ جان ہو تو جہان ہو خان اعظم بختک کے ورغلانے سے اور بھی ڈر کر بھاگا جسنے دیکھا وہ ساتھ اسکے نکلا جو ترک رہگئے وہ لڑا کیے مارے گئے اور وہ دروازہ قلعہ اُنکی کیطرف تھا خان اعظم اُسی طرف بھاگا یہان مین پہر کامل تلوار چلی جب ترکون کو یہ معلوم ہوا کہ صلصال بھاگ گیا سبنے امان مانگی ہتھیار پھینکدیے امیر نے تلوار میان مین کی بس سب نے ہاتھ روک لیا امان ہو گئی اب لوٹ پڑی قلعہ لٹنے لگا وزیر نے امیر سے عرض کی کہ قلعہ نہ لٹوائیے امیر نے منع کیا اب بادشاہ کو لیکر جس جگہ بارگاہ صلصال کی تھی وہان آئے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے ناچ ہونے لگا سارا قلعہ مسلمان ہوا نذرین گذرین عمرو نے اپنا پینا ر لیا مال بھی خوب لوٹا امیر ایک ہفتہ وہان رہے بعد اُسکے دو منزل پر بارگاہ برپا کی اور وہان اُترے

اب چند کلمے داستان رستم کے ترک توسن کا پھر خاور پر آنا اور علمشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگنا اور جنگل مین جانا بعد چند روز کے علمشاہ کا شکار کو جانا اور اسی شہر مین پہونچنا بیان ہوتے ہین

ترک توسن زخم کا علاج کر کے پھر خاور پر آیا اور سرکشی کی علمشاہ بھی دو لاکھ سوار لیکر قلعے سے باہر نکلا طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی کے نقیب نسب دیکر نکل گئے ترک توسن میدان مین آیا اور کہا اے رستم آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا رستم نے کہا تیری قضا تجھے لائی ہو اور میدان مین آیا ہتھگا ور ہوا گرد برد کر دیا ترک توسن نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ترک توسن نے خنجر مارا علمشاہ نے تلوار سے خنجر اُسکا کاٹا اور اپنا وار کیا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا تا دو ابرو اُتر گئی ایک خط ناک پر بھی پڑ گیا اُسے غش آیا رستم پکارا کہ لیجاؤ اسے لوگ اُسکے آکر اٹھا لیگئے رستم با فتح و فیروزی قلعے مین آیا مگر بعد چند روز کے دل گھبرایا واسطے شکار کے نکلا اب ایسا شکار کا لپکا پڑا کہ روز شکار کو جایا کرتا ہو ایک روز آہو کے پیچھے مرکب اُٹھایا آہو تو قریب شام کے نکل گیا لوگ پیچھے رہگئے رستم نے راہ گم کی جاتے جاتے تین دن کے بعد شہر چگل مین پہونچے سرا مین اُترے اور ترک توسن بھی بھاگ کر یہین آیا تھا حال اپنا لاہان شاہ اور فضیلان شاہ سے کہا یہ دونون بادشاہ شہر چگل کے تھے یہان ایک روز سرا سے بھٹیارے بھاگے رستم نے پوچھا کیا ہو مہترانی نے کہا کوئی کشتی گر بدیع الزمان آیا ہو کشتی ہو رہی ہو یہ دیکھنے کو گئے ہین رستم نے زرہ اور خود مین منہ اپنا چھپایا اور وہان آئے جہان دنگل تھا ترک توسن کو بھی دیکھا گر جب بدیع الزمان لڑ چکا خشت طلائی پر لات ماری کہ کہان ہو رستم کہان ہو سام کہان ہو حمزہ بس امیر کا نام سُنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور سامنے بدیع الزمان کے آکر کہا کہ اب نام امیر کا نہ لینا

کشتی ہونا بدیع الزمان اور علمشاہ سے اثنائے کشتی مین پہچاننا ترک کا علمشاہ کو اور قید ہونا رستم کا

غرضکہ بعد گفتگوے بسیار بدیع الزمان اور علمشاہ سے کشتی ہونے لگی بہت دیر تک زور ہوا کیے کہ خود علمشاہ کا

سرک گیا ترک توسن نے پہچانا فضلان شاہ سے کہا میرا رقیب رستم یہی ہے اُسے گرفتار کرایئے اسنے چپکے سے لوگون سے کہا لوگون نے کمندین مارکر رستم کو پکڑ لیا ترک توسن نے کہا ابھی جلاد کو بلواؤ اور قتل کرو بدیع الزمان نے فضلان شاہ سے کہا کہ اسکو قتل نکرو لوگ مجھی پر الزام دینگے کیونکہ یہ میری کشتی مین گرفتار کر لیا گیا جب مین چلا جاؤن بعد ایک ہفتے کے کسی اور قصور پر قتل کرنا فضلان اور لاہان شاہ نے کہا ہم کشتی گیر تجھے ہماری حکومت مین کیا دخل ہم جو چاہینگے کرینگے تو کون اور کہا اسے نکالدو بدیع الزمان کو لوگون نے نکال دیا اب شام بھی ہوگئی تھی فضلان شاہ نے ترک توسن سے کہا کہ اب کل قتل کرنا ترک توسن تو کہتا تھا ابھی قتل کیجیے انھون نے نہ مانا اور حکم کیا کہ کل سب جمع ہون رستم کو گردن مارینگے مگر بدیع الزمان نے اپنے پہلوانون سے کہا کہ صاحبو مین کل رستم کو چھڑاؤن گا سب نے منع کیا کہ یہ شہر پرایا ہے جب بدیع الزمان نے نہ مانا سب نے کہا ہم ہمراہ ہین اور صبح کو سب نے غسل کیا اور مسلح و مکمل ہوکر پہونچے وہان جلاد نے رستم کو زیر تیغ بٹھایا ہے تلوار کھینچے حکم کا منتظر ہے ترک توسن کہتا ہے جلد قتل کر جلاد دیتا ہے حکم کا پابند ہے کہ اتنے مین بدیع الزمان مع پہلوانون کے پہونچا اور لڑنے لگا آتے ہی پہلے تلوار جلاد کو ماری کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جو بڑھا اُسے مارا رستم نے بھی قید توڑ ڈالی اور فضلان شاہ پاس پہونچا اُسنے تلوار ماری رستم نے باڑھ بچا کے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ادھر بدیع الزمان قریب لاہان شاہ کے پہونچا اُسنے بھی تلوار ماری بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر زنجیر پکڑ کر اٹھا لیا ترک توسن نے یہ دیکھ کر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے خالی دیکر اُسے بھی اُٹھا لیا اور قتل کرنا شروع کیا کہ فضلان شاہ اور لاہان شاہ اور ترک توسن نے امان مانگی بدیع الزمان نے کہا ہم شہریار یہ امان مانگتے ہین رستم نے کہا بشرط ایمان انھین چھوڑ دو

اب چند کلمے داستان چھڑانا بدیع الزمان کا علمشاہ کو اور خاور مین آکر بیٹا کرنا قاسم کو اور دنگل دینا علمشاہ کا بدیع الزمان کو اور ترک توسن کا پھنسا دینا طلسم افراسیابی مین علمشاہ کو بیان کیے جاتے ہین

غرض دونون بھائی از صدق مسلمان ہوے تمام شہر کو بھی مسلمان کیا ترک توسن نے بھی مکر سے کلمہ پڑھا اور رستم سے کہا بس اب مین نے توبہ کی اور جانا کہ خدا تمھارا برحق ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے لات پر رستم نے ایک ہفتہ وہان رہکر چلنے کی تیاری کی اور بدیع الزمان سے بھی کہا کہ تم ہمارے ہمراہ چلو ترک توسن بھی ساتھ ہوا خاور مین آئے بدیع الزمان نے قاسم کو بہت پیار کیا بلکہ جب تک رہے سوا قاسم کے دین و دنیا کی خبر بدیع الزمان کو نہوئی بعد چند روز کے بدیع الزمان نے کہا اے رستم اب مجھے رخصت کر دیجیے کہ ابھی چند شہر باقی ہین بلکہ ترکستان مین اب جاؤنگا رستم نے کہا اچھا لیکن بارگاہ امیر مین ہمارا دنگل ہے وہ پہنے تم کو دیا جا کر لے لینا کیونکر کوئی چیز پہنے تم کو دی نہین بس دنگل لے لو بدیع الزمان نے کہا خدا آپکے فرزند کو سلامت رکھے مالک یہ ہے رستم نے کہا یہ سچ ہے لیکن ہمارے ہوتے یہ کون بدیع الزمان نے کہا تو پھر لکھدیجیے کہ امیر کو مین نوشتہ دکھا کر لے لون رستم نے سب کی مہرین کردین بلکہ قاسم کی مہر نہ تھی اُسی وقت کھدوائی کاغذ دنگل کا مکمل کر دیا بدیع الزمان تو روانہ ہوا کئی دن کے بعد رستم کا جی گھبرایا واسطے شکار کے چلے ترک توسن کا یہ صحرا دیکھا ہوا تھا آگے آگے شکار کھلواتا ہوا جا بجا بتاتا ہوا چلا جاتا ہے وہان لایا جہان طلسم افراسیاب ہے اب یا تو آگے تھا یا پیچھے ہو گیا رستم سے کہا یہان جو درہ ہے اسکے اندر بہت شکار ہے رستم آگے چلا تھوڑی دور رستم نے بھی

بڑھ کر کہا کہ تو کیون نہین آتا کہا اے شہر یار آپ دیکھتے ہین کہ کیسی گرد ہے اور میری مجال ہے کہ آپکے آگے چلون اب حضور مرکب اُٹھائین مین بھی آتا ہون بس جیسے ہی رستم نے مرکب اُٹھایا سرحد طلسم مین تو پہونچ چلے تھے آندھی چلی بجلی کڑکی اور پنجہ پیدا ہوا رستم کو اُٹھا لے گیا ترک توسن خوش ہوکر پھرا سیارہ اور تہمتن خان الماس خان وغیرہ سب پیچھے تھے اُن کو دیکھ کے رونے لگا کہ رستم کو پنجہ لیگیا یہ سُنکر سارے لشکر مین رستم کے کہرام پڑ گیا ترک توسن تو اپنے خیمے مین آیا اور الماس خان وغیرہ کا خیمہ جدا تھا اسقدر کہ ترک توسن کے خیمے سے دو تین کوس ہٹ کر تھا وہان آکر اترے یہان سب تو ملول ہین مگر ترک توسن خوش ہے سیارہ خاک اُڑاتا پھرتا ہے اُسی حالت ملال مین بصورت مبدل ترک توسن کے لشکر مین جو آیا ترک توسن اپنے لوگون سے کہ رہا تھا کہ مین نے رستم کو طلسم مین پھنسا دیا زندہ درگور ہوا اب نہ آسکیگا یہان سے چلکر اُنپر شبخون مارو اور پکڑ لو یا قتل کرو تاکہ یہ خاورمین نہ جانے پائین مین بے خوف وخطر جاکر خورشید خاوری کو لے لون خسرو خان کو پکڑ لون سیارہ نے باہر سے خیمے کے کھڑے ہوکر یہ سب سُنا روتا ہوا تہمتن خان پاس آیا اور سارا حال بیان کیا کہ ترک توسن کا یہ ارادہ ہے بس جلد نکل چلو تاکہ قلعہ بند ہون یہ کہکر اُسیوقت سیارہ سب کو لیکر روانہ ہوا اور قلعہ مین پہونچا آکر سارا حال بیان کیا اندر باہر رونا پیٹنا پڑ گیا اور کہا اب کیا کرین ترک توسن آتا ہوگا قلعہ لے لیگا سیارہ نے کہا عرضی امیر کو لکھو وہ یا خود آئینگے یا کسی کو برائے مدد روانہ کرینگے خورشید خاوری نے عرضی امیر کو لکھی کہ اس طرح رستم کو ترک توسن غائب کروا آیا اور ہمپر چڑھائی کی ہے جلد مدد کیجیے یہ عرضی خدمت امیر مین روانہ کی وہان ترک توسن کو خبر ہوئی کہ تہمتن خان وغیرہ بھاگ کر قلعہ بند ہوے ہین کہا خیر کہان جائینگے بھاگ کر اب راہ مین تو نہ مین گے پھر مین کیون حیران ہون جاکر قلعہ لے لونگا منزل بمنزل بلکہ دو دو تین تین کوس سیر کرتا شکار کھیلتا چلا دل مین کہتا ہے کہ اب کسکا خوف ہے جسکا ڈر تھا اُسکا کام تمام کیا خسرو خان وغیرہ تو میرے دیکھے ہوے ہین

اب چند کلمے داستان حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ترکستان کو فتح کرکے قلعے سے باہر آئے اور اب یہ فکر ہے کہ خان اعظم بھاگ کر کس طرف گیا ہے عمرو کہتا ہے کہ یا امیر گرد لشکر کے حصار اسم اعظم کا کر دیجیے میرا دل دھڑکتا ہے اور خان اعظم اور نوشیروان جو بھاگے قلعہ اٹکی مین آئے اور کچھ ترک بھاگ کر ختن کو گئے یعقوب شاہ سے کہلا بھیجا کہ دروازہ کھول دو یعقوب شاہ نے کہلا بھیجا کہ اوگیدیو مین خدا پرست ہون یہان سے تم چلے جاؤ اور اگر خان اعظم بھی آئے تو نہ آنے دونگا آخر ناچار وہ پھرے دریافت کیا کہ خان اعظم کہان گیا ہے معلوم ہوا کہ قلعہ اٹکی مین ہے یہ سب قلعے پر پہونچے اور سارا حال یعقوب شاہ کا بیان کیا خان اعظم سُنکر بہت خفا ہوا اور کہا اگر ختن کی اینٹ سے اینٹ نہ بجوائی ہوگی تو نام اپنا صلصال نہ رکھا ہوگا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام بھی سُن رہے تھے امیر کی خدمت مین آکر بیان کیا کہ خان اعظم قلعہ اٹکی مین ہے اور یعقوب شاہ کا حال کہا امیر نے سُنکر بہت تعریف کی یعقوب شاہ کی اور حکم دیا کہ پیش خیمہ روانہ کرو اُسی وقت نامہ بر خورشید خاوری کا پہونچا اور عرضی دی امیر مضمون سے مطلع ہوے بادشاہ سے کہا اب حضور آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرین تا وقتیکہ مین نہ آلون اور مین بھو کی مدد کو جاتا ہون یہ کہکر کئی ہزار سوار بہرام کے اور مقبل کو مع تیراندازون اور عمرو کو ہمراہ لیا اور طرف خاور کے روانہ ہوے انھین تو راہ مین چھوڑیے وہان کا حال سُنیے ترک توسن خاور مین پہونچا اور پہلے ایک سوار بھیجا کہ خسرو خان سے کہنا کہ اب تو قصہ رستم کا پاک ہوا خورشید خاوری کو مجھے دو خسرو خان نے بُرا بھلا کہلا بھیجا اور کہا جو تجھسے

ہو سکے کوتاہی نہ کریں یہ سنکر ترک توسن نے غیظ و غضب مین آکر طبل جنگ بجوا دیا اُسوقت خورشید خاوری کا عجب
حال ہوا قاسم کا سن نو برس کا تھا اسکو کچھ لوگون کے سپرد کیا کہ اسے جانے نہ دینا ایسا نہو توپ کی آواز سنکر قلعے سے
باہر نکل جائے بیٹا کسی بھلے کا ہو خواصون نے کئی دن پیشتر سے قاسم کو بہلانا شروع کیا کہ واری اب تمھاری سالگرہ
ہوگی قاسم نے کہا سالگرہ مین کیا ہوگا اُنھون نے کہا توپین چلینگی مبارکباد ہوگی ناچ ہوگا گرو ہان ترک توسن
طبل جنگ بجوا چکا تھا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کر لیا مرنے پر آمادہ ہوے
صبح کو ترک توسن لشکر لیکر قلعہ کیطرف چلا ملکہ بھی برج مین آکر دیکھنے لگی اب اندر عورتین بال سرون کے کھولے دعا
مانگ رہی ہین ترک توسن نے پھر خسرو سے کہلا بھیجا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہو اور اگر لڑکر قلعہ لونگا تو پھر جان بخشی نہ
کرونگا خسرو خان نے جواب مین کہا کہ کیا جھک مارتا ہو تب تو توسن نے غیظ مین آکر حملہ کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا
کہ زد پر آگیا توپین مارنے لگے ہزارہا کو اُڑا دیا باقی جا لگے مگر ترک توسن نہ رُکا گرز اسکے ہاتھ مین تھا جو گولہ سامنے
آیا اُسپر گرز مارا کبھی خالی دیا اسی طرح بر لب خندق پہونچا قاسم توپونکی آواز سنکر بار بار کہتا ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو کوئی جانے
نہین دیتا آخر کو تاب نہ آئی دامن چھڑا کے چلا برج پر سے ملکہ نے دیکھا کہا واری پہلے مجھے قتل کرتے جاؤ خبردار نہ جانا
قاسم نے کہا یہ آپکی باعث سے مین ابتک رُکا مجکو سبنے دھوکے سے روکا مین ابھی اس حرامزادے کو مارتا ہون اور
باہر نکلا لوگون نے منع کیا کہ آپ کہان جاتے ہین وہان ترک توسن آیا ہو توپین چل رہی ہین ملکہ کو مانگتا ہو بس
یہ سننا تھا کہ قاسم کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا او گیدی تو میری مان کا نام اس بے حرمتی سے لیتا ہو اُسنے کہا میری
کیا مجال ہو مگر ترک یہ کلمہ بار بار کہتا ہو قاسم نے کہا وہ سگ سزا پائیگا اور دروازہ قلعہ پر آیا کہا کھولدو دربان نے
نہ کھولا ایک طمنچہ مارا کہ شانہ اُسکا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ کنڈی پر مارا دروازہ کھل گیا باہر نکلا یہ خبر خسرو خان کو
ہوئی یہ بھی پکارا کہ توپ مارنا موقوف کی کہین اسکے کوئی گولہ نہ لگجائے قاسم نے پل تختہ گرا دیا اور سامنے ترک
توسن کے آکر کہا او گیدی کیا بکتا ہو لا ضرب بہادری کی وہ ہنسنے لگا اور کچھ خیال بھی نہ کیا قاسم خفا ہو رہا ہو اور
کہتا ہو ایسی تلوار مارون کہ تیرے مرکب کے تنگ سے نکلے وہان خورشید خاوری نے بلبلا کے دعا کی باپ سے
اپنے کہلا بھیجا کہ میرے بچے کو جسطرح ہو اندر لے آئیے کہ گرد کا تتق جانب صحرا سے بلند ہوا وہان امیر نے آواز توپ کی
سُنی اشقر کو دوڑایا اور آن واحد مین آ پہونچے سیارون نے پہچانا عمرو بھی چلا آتا ہو پھر تو شادیانے بجنے لگے اور
عمرو دوڑا قاسم پاس آیا کہا تم کون ہو قاسم نے کہا یہ کون آئے ہین عمرو نے کہا امیر ہین قاسم نے کہا تو دادا
جان سے مجرا کہنا مین اسے مار کر آتا ہون اور عمرو سے پوچھا تو کون ہو عمرو نے کہا مین عمرو بن امیہ ضمری قاسم
نے کہا ہان مین نے اپنے باپ سے سنا تھا کہ ایک ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ امیر کے یہان ہو لیکن امیر اُسے برادر
کہتے ہین باپ بھی ہمارے عمو کہتے ہین اس راہ سے بھی تجکو سلام کرتا ہون عمرو نے جھنجھلا کر کہا کچھ ہو رہو گے بیٹے ایسے ہی
کے ہو اور چلو تمھارے دادا منع کرتے ہین کہ ہمارے ہوتے تم نہ لڑو ہم اسے سزا دیے دیتے ہین اور ہاتھ قاسم کا پکڑ کر
الگ لیگیا قاسم عمرو سے کہتا ہو تم مجھے جانے دو کہ اس گیدی کو مین ہی سزا دون عمرو نہین جانے دیتا امیر
اتنے مین سامنے ترک توسن کے آئے اور پکارے کہ این چہ حرکت است تو بڑا نامرد ہو اُسنے کہا مین نے تو مین مردی کی
کسی حریف کو نہین مانا اور بر لب خندق آ پہونچا امیر نے کہا لا ضرب بہادری کی ترک توسن نے تلوار ماری امیر نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمربند پکڑ کر اٹھا لیا لوگ اُسکے امیر پر دوڑ پڑے قلعے پر سے خسرو خان
وغیرہ لشکر لیکر نکلے تھے کہ مقبل کے تیراندازون نے ترک توسن کے لشکر پر ایک ڈھوبڑ ماری ہزارہا

قضا کا نشانہ ہوئے اور جو بچکر امیر کے پاس آ بھی گئے اور تلوار ماری امیر نے ترک توسن کو بجائے سپر کیا وہ جھکا اب جو
تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آخر ترک توسن نے امان مانگی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے چھوڑ دیا ترک توسن نے
اپنے لوگون سے کہا کہ صاحبو مین آزمایش کرتا تھا اب مجھے یقین کامل ہوا کہ دین امیر کا مضبوط ہی تم کیا کہتے ہو سبنے کہا جو
آپکی راہ وہ ہماری راہ اور وہ سب مسلمان ہوئے اب امیر نے گھوڑے سے اُترکر قاسم کو گود مین لیا بہت پیار کیا کہ
اتنے مین خسرو خان وغیرہ سامنے آئے مجرا کیا امیر کو قلعے مین لائے خورشید خاوری نے کہلا بھیجا کہ کنیز کو بھی عزت
بخشیے یہان تشریف لائیے اور کئی پیغام بھیجے امیر نہ جاتے تھے کہ قاسم نے اُٹھکر امیر کی اُنگلی پکڑی اور اپنے ہمراہ اندر
محل کے لایا ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا ملکہ تمھارے بلانے سے ہم آئے بڑی فکر مین لشکر کی اپنے ہو ملکہ نے کہا یا امیر
ترک توسن ایک مرتبہ مسلمان ہوکر دغا کر چکا ہی اب یہ پھر جب موقع پائیگا دغا کریگا اور سارا حال اسکا اول سے
کئی مرتبہ زخمی ہوکے بھاگنا اور شہر جنگل کا حال بعد اُسکے رستم کو طلسم مین پھنسانا سب بیان امیر نے کہا مین اسکو
اپنے ساتھ لیتا جاؤنگا ملکہ نے قاسم کی شکایت کی کہ کہنا نہین مانتا قلعے سے نکل کر لڑنے کو پہونچا تھا کہ آپ آگئے امیر
اسکی جرات کو سُنکر عش عش کر گئے اور پھر بہت پیار کیا اب امیر نے رستم کا ذکر چھیڑا کہ ملکہ رستم نے ہمارا قصور نہ معاف کیا
ملکہ نے قسمین کھائین کہ رستم روز آپکو یاد کرکے رویا کرتا تھا کہ کیونکر میرا قصور عفو ہوگا اب تو صورت دکھانے کے
قابل نہین رہا غرضکہ امیر نے خاصہ کھا کر آرام کیا ایک ہفتہ رہے بعد اُسکے سب سے رخصت ہوکر چلے ترک توسن ہمراہ
ہوا اور ایسے صحرا مین لایا کہ آگے ریگ ملی پانی نایاب امیر کے یہان جسقدر پانی تھا ترک توسن کے لشکر کو بھی دیا اور
اپنے لشکر پر بھی تقسیم کیا آخر کو پانی ہو گیا جب دوسرا دن ہوا گرمی شدت کی تھی اُسمین راستہ چلنا صدہا جانور آدمی
مر گئے زانو زانو تک ریگ مین گھسے جاتے ہین عمرو امیر سے کہتا ہی کہ اسکے چہرہ کی سیاہی ابھی نہین گئی اور یہی یہان لایا ہی
گر ترک توسن نے اپنے لشکر مین ایک ہیوبے کے اندر پانچ ہزار پکھال پانی سے لبریز رکھے اور اوپر سے دری چاندنی بھی
ڈلوا دی اپنے لشکر کو پلاتا ہی امیر کی فوج پیاسون مرتی ہی ایک بوند نہین دیتا عمرو جو پانی کی تلاش مین نکلا تھا پھرتے
پھرتے ترک توسن کے لشکر مین آیا اُسی ہیوبے مین پہونچا مین کچھ خنکی معلوم ہوئی دیکھا کہ پکھالین پانی سے بھری ہوئی
رکھی ہین اور اوپر سے کپڑے پڑے ہین نگاہ عیاری سے دیکھکر بھاگا ہوا امیر کے پاس آیا اور بیان کیا امیر با توقیر نے
ترک توسن سے کہا کیون برادر یہ کیا حرکت ہی ترک توسن پاؤن پر گر پڑا اور کہا بشر کا جامہ رکھتا ہون مین نے سوچا کہ
بے پانی زندگی نہوگی اس سے اتنا پانی اپنے لیے بچا رکھا قصور ہوا اب ایسی خطا نہوگی آپکا خیال نہ رہا لہذا اب تو معاف فرمائیے
امیر نے پانی لشکر کو دیا اور کچھ اسکے واسطے بھی چھوڑ دیا بعد پہر بھر چلنے کے وہ ریت برطرف ہوئی امیر بارگاہ مین
اُترے اب ترک توسن عمرو سے خار کھاتا ہی کہ اسکے باعث سے ایک نہین چلتی نہین تو اسی سرزمین طلسم مین
امیر کو بھی لا چکا تھا یہ عمرو نہ جانے دیگا اب جو امیر صبح کو چلے سیارہ بھی ہمراہ ہوا اس درہ کو پہچان کے کھڑا ہوکے
رونے لگا امیر جو وہان پہونچے سیارہ کو روتے دیکھکر پوچھا کیا ہی کیون روتا ہی عرض کیا رستم اسی جگہ سے غائب
ہوئے امیر نے عمرو سے کہا خواجہ بس یہین اُترو مین اپنے فرزند کی خبر کو جاؤنگا جب ہم غیرون کی مدد کرتے ہین
تو وہ فرزند ہی بلکہ یہ کہکر چلے عمرو نے روکا امیر نے کہا ای عمرو تو مجکو روکتا ہی فرزند کا میرے حال سن چکا ہی عمرو نے
کہا مین اسلیے روکتا ہون کہ پہلے کسی گنہگار کو بھیجے دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہی بعد آپ بھی جائیے گا امیر نے گنہگار کو
بھیجا جسوقت وہ سرحد طلسم مین پہونچا آندھی چلی اور ایک پنجہ اسے لیگیا اسوقت امیر نے عبادتخانہ برپا کرایا
اور آپ اندر عبادتخانے کے گئے عمرو دروازے پر بیٹھا امیر نے رات بھر دعا کی روتے صبح ہوتے خواب ہوا

کہ یہ تمھاری قسمت مین نہین ہو اور نہ رہائی رستم کی تمھارے ہاتھ سے ہو اور دوسری روایت مین یہ ہو کہ حضرت خضر امیر
کے پاس آئے اور کہہ گئے کہ طلسم کی فتاحی آپکے نام نہین ہو امیر باہر آئے عمرو سے خواب بیان کیا عمرو سنکر خوش ہوا
اور کہا یا امیر بس اب جلدی چلو لشکر کی خبر لو امیر رستم کو یاد کرکے بہت روئے اور روانہ ہوے اب پھر راہ سے
بھٹک کر چلے تیسرے دن ایک سیاہی دیکھی جب قریب پہونچے دکھائی ہزار سوار ہین اور ایک نوجوان ہو خود سر پر
فروغ چہرہ پر امیر کو دیکھکے مرکب سے کودا اور جھک کے مجرا کیا امیر نے کہا ہان ہان جلد مرکب پر سوار ہو اُسنے کہا
کیا مجال ہو میری اور حضور میرا خیمہ بھی یہان سے نزدیک ہو آپ چلین تو اپنا حال بیان کرون امیر وہان آئے اُسنے
کہا میرا نام افراسیاب کوچک ہو اور باپ کا نام قدر ارسلان ترک ہو سارے ترکستان کی بادشاہت میرے
باپ کی تھی خان اعظم نوکر تھا شمامہ دمامہ کے سبب سے سلطنت چھین لی اُس حرامزادی نے سحر کیا سب کے
ہاتھ پانون رہگئے خان اعظم نے سب کو مارکے باپ کو میرے پکڑ لیا اور کہا قتل کرو اس وقت باپ نے میرے
کہا کہ میری عرض خان اعظم کے ذرا کرو کہ مجھے کچھ کہنا ہو صلصال نے سامنے بلوایا میرے باپ نے کہا کہ
جبتک مجھے اختیار تھا اور مین صاحب حکومت تھا ہو سکتا تھا کہ اگر مین تجھے قتل کر ڈالتا اب سلطنت تو تو نے لے لی
جان میری کیون لیتا ہو آیا اگر مین کسی طرح کا دعوی کرون تو قتل کر جہان تو کہہ مین وہان جاکر اپنی زندگی بسر کرون
آخر حیات باقی تھی اُسکے دل مین آگئی کہا اچھا جا دشت گنجاب ایک جگہ ہو وہان رہو بس یا امیر جب سے
وہ وہین ہین بارہ برس ہوے ایک خواب دیکھا تھا کہ کسی بزرگ نے کہا تو خاطر جمع رکھ امیر آئینگے تو انکا دین
قبول کرنا وہ تیری سلطنت دلادینگے تو یا امیر یہان سے پانچ منزل پر وہ ہو آپ چلین امیر نے کہا مجکو جلدی ہو کہ لشکر کا
حال نہین معلوم اب جو اُدھر جاؤن تو دس منزل کا چکر ہو مین رقعہ لکھے دیتا ہون جو کلمہ کہ تجھے بتاؤن تو جاکے اپنے باپ
کو مسلمان کرکے ترکستان مین لیکر آ افراسیاب نے کہا کہ مین تو آپ کے قدم اب نہ چھوڑونگا رقعہ کسی اور کے ہاتھ
بھیجدونگا اور اُسی وقت رقعہ اپنے ایک رفیق کے ہاتھ کچھ لوگ ساتھ کرکے بھیجدیا کہ تو میرے باپ کو لیکر ترکستان مین آنا
اور آپ امیر کے ہمراہ ہوا امیر اُسکو ہمراہ لیے ہوے روانہ ہوے

صلصال بن وال کا نامہ لکھنا شمامہ جادو کو اور اُسکا آکر برفباری کرنا لشکر اسلام کی تباہی بعد اُسکے شمامہ کا چلے جانا ایک ساحرہ کو واسطے مدد کے چھوڑکر

صلصال جسوقت شکست فاش اُٹھا کر قلعۂ اٹکی مین آیا سوچا کہ کیا کرون ایک ساحر کو کہ واسطے خبرگیری کے طرف
سے شمامہ کے اسکے پاس رہتا تھا نامہ دیکر روانہ کیا کہ جلد پہونچا ساحر روانہ ہوا بعد دو روز کے خان اعظم
پلنگ پر لیٹا تھا کہ بجلی چمکی آنکھین اسکی جھپک گئین اب جو دیکھا پہلو مین شمامہ جادو کو پایا خان اعظم نے سارا
حال رو رو کر بیان کیا شمامہ نے کہا تو نہ رو مین ایک دم مین سب کو غارت کردونگی خان اعظم نے کہا امیر
یہان نہین ہین شمامہ نے کہا جب آوینگے بھاجا بیگا اور صلصال سے لپٹی اسنے خوب منہ کالا کیا بس اُسی خوشی
مین اسنے کہا کہ دیکھ مین یہ چاہتی ہون کہ میرے آنے کی خبر کسی کو نہ ہو اسی واسطے چپکے سے آئی ہون کہ اگر مین نے
انکو غارت کردیا تو تیرا نام کچھ نہ ہوگا مین چاہتی ہون کہ جیسی تیری ہتک ہوئی ہو ویسا ہی اب ترکون کا نام ہو کہ
ایسے بہادر ہین تو کوچ کرکے جا اور لشکر اسلام کے مقابل خیمہ برپا کر مین سحر سے برف برساتی ہون جب ہاتھ پانون
بے قابو ہون رات کو جاکر شبخون مار بس تیرا کام ہو جائے گا خان اعظم بہت خوش ہوا پلنگ پر گر پڑا
غرض شمامہ رات بھر اُس کو بھایا کی خان اعظم صبح کو نہا کر تخت پر بیٹھا نوشیروان اور بختک سے کہا کہ

یہ راجی چاہتا ہی کہ ان خداپرستون پر شبخون ماروں اور یہ نکروں تو کہا تنگ بھاگون آخر ایک دن مرنا ہی بختک حیران ہوا کہ
آج یہ مرد کیونکر بنا سوچا کہ ضرور اسکی خالہ نے مدد کی ہی پھر اس سے ہین کیا اور خان اعظم نے اُسی وقت کوچ کیا اور
پانچ کوس لشکر اسلام سے ہٹ کر خیمہ برپا کیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی سلطان سعد بھی حیران ہین کہ یہ یہان کیون آیا ہی
مرزبان خراسانی جو وزیر تھا اُس سے کہا آیا تمھارے خیال مین یہ کیا امر ہی مرزبان نے کہا عمرو کہتا تھا کہ یا امیر
حصار کرتے جاؤ معلوم ہوتا ہی کہ شاید شمامہ جادو آئی ہی یہان سب اس تردد مین ہین کہ وہان شمامہ نے سحر کیا ہی پہر
دن چڑھا تھا کہ ایک ابر سیاہ اُٹھا اور دوسری طرف سے سفید ابر آیا دونون آ ملے اور لشکر امیر پر چھا گئے اور برف
پڑنے لگی ہوا سرد چلنے لگی بس یہ کیفیت ہوئی کہ سب کے کلیجے تھرانے لگے شام تک اسقدر برف پڑی کہ سارے
خیمون مین جم گئی اب ہر طرف آگ روشن کی جاتی ہی مگر سردی کم نہین ہوتی بلکہ دروازے خیمون کے ہر طرف سے
بند ہونے لگے بیلداروں سے بھی وہ برف نہ کٹ سکی اب سب بہادر لشکر مین ہین صرف کرب نہین ہی کہ شکار
کو گیا تھا کہ اتنے مین قران آیا اور بادشاہ سے بیان کیا کہ یہ سحر ہی بس بہتر یہ ہی کہ ناموس کو یہان سے
نکال دیجیے سلطان سعد نے کہا اچھا تم سب کو لے کر نکل جاؤ قران اور سب عیار تو ناموس کو لیکر
کسی طرف نکل گئے تمام لشکر رات بھر سردی کھایا کیا دوسرے روز ہاتھ پاؤن اینٹھ گئے یہان یہ حالت ہی وہان خان اعظم
نے ترکون سے کہا کہ جاکر شبخون مارو ترک اور کچھ ساسانی بھی شریک ہو کر لشکر پر آ کر گرے قتل کرنے لگے
اہل اسلام کی یہ کیفیت ہی کہ پہلے ہی سے مردہ ہو رہے ہین ہاتھون مین اتنی قوت نہین کہ قبضہ تلوار کا پکڑین
عجب بیکسی سے قتل ہو رہے ہین آخر کار سردارون کی یہ کیفیت ہوئی کہ پہلے فرامرز اور ہلال زرین تاج
نے چلنے کا سامان کیا مرکبون پر سوار ہوے کچھ مغربی ہمراہ اُسی حال مین لڑتے بھڑتے ایک طرف
نکل گئے پھر لندھور دونون بیٹون سمیت بندی ہمراہ نعرہ کر کے لڑتے ہوے دھاک زبردستی کی باندھتے
ہوے نکل گئے پھر مالک اژدر اپنے نیزہ بازون سمیت ایک جانب روانہ ہوے اسی طرح سب سردارون نے
اپنی اپنی راہ لی اور اُسی حال مین بہت سے زبردست سردار کمزورون مین سے زخمی ہوے کہ ہاتھ پاؤن قابو مین
نہ تھے اسیطرح جسکا جدھر منھ پڑا وہ اُدھر نکل گیا اسپر بھی دس بارہ لاکھ آدمی مارے گئے رات بھر ترکون نے قتل کیا
صبح کو دیکھا تو سارا مال سب بارگاہین پڑی ہین ترکون نے آ کر خان اعظم سے سب حال بیان کیا صلصال
نے طبل شادمانی بجوایا تاج کو کج کر کے بختک سے کہا دیکھا ملک جی تمنے بختک بھی خوش ہوا کہ اتنے مین
قماس خان خاورى بھی صندوق سے نکلا خان اعظم کو مجرا کیا صلصال نے خلعت دیا
بختک سے قماس کی بہت تعریف کی کہ میرا امیر بخشی ایسا بہادر ہی کہ اُسنے لات پرستی نہ چھوڑی اور
قماس خان سے کہا کہ تم جا کر امیر کی بارگاہ اور سب مال و خزانہ لوٹ لاؤ قماس خان نے کہا ابھی
اُسی وقت گیا بارگاہ سلیمانی تو لدی ہوئی کھڑی تھی جیسے امیر گئے تھے باقی بارگاہ ہشتانی اور تمام خیمہ بارگاہین
خزانہ لیکر قماس خان آیا وہ لوگ خداپرست جو بارگاہ کے محافظ تھے ہمراہ چلے آئے قماس خان نے چوکی
پہرہ ترکون کا مقرر کیا کہ بختک نے خان اعظم سے کہا کہ آپ کو ایسی فتح اور اتنی بڑی خوشی حاصل ہوئی آیا
ہم بھی دوست ہین ہمسے آپ نے کچھ حال مفصل نہ کہا کہ کیونکر فتح ہوئی اُسوقت خان اعظم نے شمامہ کا آنا بیان کیا
بختک نے کہا تو میری بھی ملازمت کرا دیجیے بلکہ ہمراہ لیتے چلیے جب طلب ہو دروازے پر سے بلا لیجیے گا غرض
خان اعظم بختک کو لیکر شمامہ پاس آیا آپ اندر گیا بختک کو دروازے پر چھوڑا اور جا کر شمامہ سے کہا کہ آپکے

صدقہ سے فتح نصیب ہوئی اور کہا نوشیروان کا ایک وزیر بختک ہی وہ آنا چاہتا ہی شمامہ نے کہا بلاؤ بختک کو بلایا
اُسنے آکر مجرا کیا دیکھا شمامہ نے کہ بڑا حرامزادہ ہی اور اُسنے سب حال امیر کا اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا ایک
پیادہ بھی اُسکے لشکر مین ہی جسکے پاس چھلی ہوئی تیغ تیار رہتی ہی اُس سے ناک مین دم ہی شمامہ نے کہا یہ تو مجھے ہنستا ہی
بختک نے کہا مین آپسے جھوٹھ نہین کہتا ہون اور سر برندۂ جادوگران بھی اُسکا لقب ہی شمامہ ہنسی اور کہا میرا وہ کیا کریگا اسکا بھی
علاج کر دونگی بختک نے کہا ہان آپ کا کیا کہنا باتین کرتا جاتا ہی اور پیڑو کو اُسکے دیکھتا جاتا ہی شمامہ گھبرائی کہ یہ موا
پیڑو کو میرے کیون دیکھتا ہی بختک دل مین کہ رہا ہی کہ اس پیڑو کی شمع جلانے والے نہین ہین اور شمامہ کبھی پیڑو
کبھی سینہ دوپٹے سے چھپاتی ہی ایک گلی خشک رنڈی ہی حسرت اپنے کو بنا رکھا ہی نہین معلوم کہ سو برس کا سن ہی
غرض بختک نے بہت تعریف کی اور اُٹھ کر چلا آیا اتنے مین ایک جادوگر ظلمات سے آیا مگر کچھ گھبرایا ہوا شمامہ سے
کہا سرامہ جادو دمامہ کی بیٹی قریب مرگ ہی شمامہ یہ سنتے ہی گھبرائی خان اعظم سے کہا اب مین جاتی ہون لیکن
یہ کہ کر جا کر رخصت ہون جس وقت چلنے لگی خان اعظم نے کہا اب تو تم جاتی ہو اگر امیر آئینگے تو کیا کرونگا
شمامہ نے کہا تو نہ گھبرا اور ایک دستک دی دیکھا بجلی چمکی اور ایک نازنین تخت سحر پر سوار سامنے آئی مجرا کیا شمامہ
نے کہا کہ ای اندروس جادو تو اس کے پاس رہ جو یہ کہے وہ کرنا یہ اندروس الماس جادو کی بہن ہی
اور ساحرہ نہایت زبردست ہی غرضکہ شمامہ نے اُسے چھوڑ کر بارہ ہزار ساحر بھی چھوڑے اور آپ پردۂ ظلمات کو
چلی گئی اندروس جادو پر کہ اسکا سن بھی کم ہی اور بہت خوبصورت ہی خان اعظم عاشق ہو گیا کہا ای اندروس
بموجب حکم ملکہ کے جو ہم کہین وہ کروگی اُسنے کہا جو کہیے دل مین سوچی کہ یہ بُری طرح دیکھتا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اسمین
کچھ ہی ایسی صفت ہی کہ شمامہ فریفتہ ہی غرض اُسی وقت سے ہنسی شروع ہوگئی

داستان مصیبت بیان صلصال کا سر کٹوانا اہل اسلام کے اور لاشون کی سڑک بنوانا اور کرب کا یہ حال لشکر شبخون مارنا اندروس جادو کا سحر سے کرب کو پکڑنا بروقت شمامہ کا آکر اندروس کو مارنا قماس خان خاوری کا مسلمان ہوکر بارگاہ امیر لشکر خان اعظم سے لیجانا

خان اعظم نے تباہی لشکر اسلام کی خوشی کا جشن کیا بعد اسکے حکم کیا کہ لاشین اُٹھا لاؤ سر کاٹ کر مینار اور کنگرے
بناؤ اور لاشون کی سڑک اُسی وقت بناؤ اہل اسلام کے مردون پر یہ بدعت ہوئی کہ تین فرسخ تک لاشون کی سڑک
بنی اُسپر سرون کے مینار اور کنگرے بنائے گئے اب ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ سڑک اور مینار تیار ہین
خان اعظم جلوس شاہانہ سے مع نوشیروان تخت پر سوار اُسی سڑک کے بیچ مین سیر کرتا چلا گیا اور پھر
آیا جب رات ہوئی ابو الفتح بلادوی کو نکلا تھا آیا یہ حال دیکھ کر روتا ہوا پھرا صحرا مین ایک طرف روشنی
معلوم ہوئی جیسے سواری آتی ہی ابو الفتح نے دو کوس آگا باندھا دیکھا کرب دلاور بارہ ہزار
قزاقون سے چلا آتا ہی ابو الفتح نے سلام کیا اور کہا آپ کہان جاتے ہین کرب نے کہا برادر مین
اب شکار سے پھرا ہون لشکر کو اپنے جاتا ہون ابو الفتح نے کہا لشکر تباہ ہو گیا اور رو رو کر سب
کیفیت بیان کی اور کہا اب وہان کون ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ بادشاہ کی تلاش کیجیے کرب نے
کہا ای ابو الفتح اُن کا خدا حافظ ہی مین داروغہ بارگاہ کا کہلاتا ہون بغیر بارگاہ لیے نہ رہونگا
امیر کو کیا منہ دکھاؤنگا ابو الفتح نے لاکھ منع کیا نہ مانا پھر تو دوپہر کے عرصے تک اور بھی

قزاق بھاگے ہوے اپنے آقا کی خبر سنکے جمع ہوگئے یہان تک کہ پچیس ہزار قزاق ہوے کرب دو پہر رات سے گئے
لشکر صلصال پر شبخون گرا قتل کرنا شروع کیا غل ہوا پکار مچی کرب نے صبح تک اسی ہزار کافر مارے اور
بوق بجائے کہ اے یاران بدر روید اور نشان پہلے ہی بتادیا تھا کہ فلان جھیل پر جمع ہونا سب نکل گئے صبح کو خبر
خان اعظم کو ہوئی بختک نے صلوۃ پڑھی اور کہا اے خان اعظم اسکا ذکر شمامہ نے نہ کیا تھا اب یہ بہت
پریشان کریگا غرض دن گذرا رات ہوئی پھر کرب نے شبخون مارا ہزارون کو قتل کیا اور نکل گیا دوسرے روز
صلصال نے کہا کیا تدبیر کرون اس دیوانے نے تو اور بھی پریشان کیا ہے بلاکر مہتر گزک کو کہا کہ جا اس
دیوانے کی خبر لا کہ آیا کس طرف سے آتا ہے گزک خطائی مجرا کرکے واسطے تلاش کرب کے چلا ادھر ادھر کئی کوس
تک ڈھونڈھا لیکن کرب کا پتا نہ لگا اور کرب جو پلٹ کر جھیل پر آیا کچھ کھایا پیا بعد اس کے فتاح
سے کہا کہ جب تک بارگاہ نہ لے لونگا روز شبخون مارونگا مین کیا منھ لیکر امیر کے پاس جاؤن اور
دوسرے جسکے ایسے یار دنیا سے اٹھ جائین اس کا جینا مرنے سے بدتر ہے مجھ کو بھی بعد لشکر اسلام کے
زندگی منظور نہین فتاح نے سمجھ لیا کہ اسنے جس طرح سکندر کے لشکر پر شبخون مارے تھے یہان بھی
ویسا ہی کرے گا غرضکہ جب رات ہوئی کرب نے پھر شبخون مارا اور نکل گیا صبح تک ترک
آپسمین لڑا کیے جب روشنی ہوئی اور آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا کشت و خون موقوف ہوا
خان اعظم نے عاجز آکر اندروس جادو کو طلب کیا اور کہا تو کوئی تدبیر کر اندروس نے کہا ہم کو
معلوم ہو کہ اسوقت شبخون آیا تو کچھ علاج کیا جائے یہ خبر کرب کو ہوئی آج کرب پہلے تو لشکر پر شبخون گرا
بعد اسکے جادوگرون پر آپڑا قتل کرنے لگا ترکون نے کرب کا پیچھا کیا کہ آج اسے نہ چھوڑو اور کرب نے
جب بہت سے جادوگر مارے دیکھا کہ اب وہ سحر جگانے لگے ایک آدھ اگیاری روشن نظر آئی بوق بجایا
کہ اے یاران بدر روید اور قزاقون سمیت نکل گیا ترک کہ عقب مین کرب کے آئے تھے جادوگرون نے جانا یہی
شبخون آئے تھے اور ترکون نے جانا کرب کے لوگ ہین آپسمین تلوار چلنے لگی ساحرون نے سحر کیا بہت سے
ترک مارے گئے کسی ساحر نے ناریل مارا کہ صفین توڑتا ہوا نکل گیا صدہا اس مین گر گئے کسی نے گولہ مارا وہ
پھٹا اور برقین چمک چمک کے ترکون پر گرین کہ کام تمام کیا اسی طرح صبح تک ہزارہا ترک مارے گئے
جب آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا یہ خبر اندروس کو ہوئی خان اعظم سے کہا کہ آج تمہارے
ترکون نے میرے جادوگر مارے ترکون نے آکر ساحرون کی شکایت کی یہ کیفیت دیکھ کر بختک تو خوب
تا دھنا ناچا اور کہا واہ اے کرب خوب لڑوا گئے کیا کہنا آج خان اعظم نے پھر گزک پر تاکید کی اور گرکس
ساسانی سابر نمد پوش وغیرہ سب سے کہا کہ خبر کرب کی جلد لاؤ کہ کہان ہے عیار واسطے خبر کے روانہ ہوے
یہان خان اعظم اندروس سے مصروف اختلاط ہوا اور ایک خیمہ مین لایا اندروس نے کہا کیون درمیان
میرے اور اپنے خرابی لایا چاہتا ہے شمامہ سن لیگی تو نہین معلوم کیا کریگی اسنے نہ مانا اور مطلب اپنا نکالا کہ اتنے مین
غل ہوا کہ کرب شبخون گرا ہے قتل کر رہا ہے صلصال نے جلدی سے فراغت حاصل کی اندروس کو ساتھ لیکر
تخت پر بیٹھکر باہر آیا کہ علاج اسکا کرے کرب شبخون مار کر نکل گیا کہ شاید ساحر سحر کرین مگر آج گزک خطائی اس
صحرا مین پہونچا جہانسے کرب شبخون آتا تھا اور جا کر ٹھہرتا تھا دوڑا ہوا آیا اور خان اعظم سے بیان کیا کہ کرب فلان
بیابان مین ہے خان اعظم دیکھنے لگا کہ کیسے بھون فرید شاد بیٹا خان اعظم کا ایک باقی رہگیا تھا اسنے کہا کہ

کہ مین جاتا ہون خان اعظم نے منع بھی کیا کہ تو ایک رہگیا ہو کوئی اور چلا جائیگا اسنے نہ مانا قضا دامنگیر ہوئی اور
اسی ہزار ترک ہمراہ لیکر روانہ ہوا گرزک بھی ہمراہ تھا راستہ بتانے کے لیے اُس خیمے مین لایا جہان کرب مقیم تھا
وہان اندلس بن عمرو نے دیکھا کہ فوج آتی ہو دوڑکر کرب کو خبر کی کرب نے بوق بجائی سب تیار ہوگئے اور
ایک طرف چلے کہ فرید شاہ بھی پہونچا اور پکارا کہ او دیوانے مجہول نامرد بھگوڑے کہان جاتا ہو یہ سُنکر کرب نے
خیال کیا کہ جب مین نے سُنا ہو تو کیا ان سب کے کان بند ہین ضرور سبنے سُنا ہوگا فتاح نے بھی سُنا ہوگا یہ ایسا سخت
کلمہ کہتا ہو ہمراہیون سے کہا تم چلو اور آپ پھرا فرید نے بھی اپنا مرکب روکا کرب نے کہا او گیدی نامرد تو تیرا
باپ ہو کہ ایک عورت کے بھروسے پر لڑتا ہو اور نہین تو بھاگنے کا راستہ نہ ملتا فرید نے یہ کلمہ سُنکر تلوار ماری
کرب نے سپر کرنبوس عادیر رکی اور تیغہ کرنبوس مارا پر اُسکی چہرے تک نہ آنے پائی تھی کہ تیغ سر پر پڑی مع مرکب
چار ٹکڑے کیے یہ تو مارا گیا اور کرب گھوڑا اُڑا کر راہی ہوا ترک آکر اسکی لاش پر رونے لگے فوج بے سردار
ہوئی کرب گو تنہا تھا مگر کسی نے پیچھا نہ کیا غرضکہ ترک اسکی ارتھی بنا کر خان اعظم پاس لائے صلصال بارگاہ
مین بیٹھا تھا بختک کہ رہا تھا کہ آپنے بیٹے کو بھیجا تو ہو چار سو مین سے ایک کم تھا اب پورے ہو جائینگے
خان اعظم نے اسے جوتیان مارین کہ کیا بکتا ہو ایک بیٹا رہگیا ہو تو فال بد منہ سے نکالتا ہو وہ بہت زبردست
ہو کرب اسکا کیا کریگا کہ اتنے مین رونے کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے آکر کہا کہ فرید شاہ کی لاش آتی ہو
کرب کے ہاتھ سے مارا گیا خان اعظم سمجھا کہ کرب مارا گیا کہا کیونکر مارا گیا اور ساتھ والے کیا ہوے کہا
سب بھاگ گئے اور اُسکے دو ٹکڑے ہوئے خان اعظم نے کہا پھر اچھا ہوا فرید کے لیے خلعت بھیجو کہ کرب کو
مارکر آتا ہو اُنھون نے کہا وہ نہین آپ کا فرزند مارا گیا خان اعظم نے نوشیروان کی طرف دیکھا بختک نے
کہا سُنا آپ نے کہ فرید مارا گیا صلصال نے کہا خبردار تو ایسی ہنسی نہ ہنسا کر بختک سمجھا کہ یہ بیٹے کے غم مین
دیوانہ ہوگیا کہ اتنے مین ارتھی فرید شاہ کی پہونچی اب تو صلصال نے تاج سر پر سے دے مارا اور رونے لگا
بختک بھی رونے لگا مگر خان اعظم کے دکھانے کو اور اُس روز خان اعظم نے جشن کی تیاری کی تھی کہ
اندروس جادو سے وعدۂ وصل ہوا تھا اندروس نے کہا تھا کہ آج رات کو مین تیرے پاس رہونگی
سارا جشن کا سامان سامان غم ہوگیا صلصال نے ارتھی اُسکی جلادی اور بختک سے کہا کہ اسکی ماں نہ جیے گی وہ
اس سے بہت محبت رکھتی تھی بختک نے کہا قضا اسکی آچلی تھی وہان نہ مارا جاتا گھر مین مرجاتا خان اعظم کو غصہ آیا
لیکن بختک کے رو رو کے کہنے سے چپ ہو رہا اتنے مین رات ہوئی دو پہر رات گئے پھر غل ہوا کہ دیوانہ شبخون گراہی
کرب نے جب کہ ساحرون کو دیکھ لیا ہو کمتا نہین شبخون مارا اور نکل گیا صبح کو صلصال نے پھر عیارون پر
تاکید کی کہ اسکا پتا لگاو گرزک نے دو تین روز تین پھر پتا لگایا مگر کرب روز شبخون مارتا ہو آج شب کو خان اعظم
نے اندروس سے منہ کالا کیا اور صبح کو بارگاہ مین آیا کہ گرزک خطائی پہونچا اور کہا کہ کرب فلان جنگل
مین ہو خان اعظم مع نوشیروان اندروس جادو کو بارہ ہزار جادوگرون سمیت ہمراہ لیکر چلا مہتر قران
واسطے خبر کے آیا ہوا تھا یہ حال دیکھ کر بھاگا کرب سے جاکر بیان کیا کہ صلصال بارہ ہزار ساحرون سے
تم پر آتا ہو کرب نے بوق بجائی تب قزاق تیار ہوے کہ اتنے مین خان اعظم پہونچا کرب نے دیکھا کہ اب
بھاگ کر بچ نہ سکو گے کیونکہ ساحر ساتھ ہین اس سے ہر طرح مرنا بہتر ہو تلوار کھینچکر ترکون پر آپڑا قتل کرنا
شروع کیا پچیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر گرے قتل کرنے لگے دم بھر مین کشتون کے پشتے

باندھ دیے اب تو خان اعظم گھبرایا اندروس جادو سے کہا کہ کھڑی کیا دیکھتی ہو کوئی تیر ماردیگا تیرا بھی خاتمہ ہو جائیگا
اندروس یہ سنکر آگے بڑھی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دانے ماش کے مارنا شروع کیے جسکے ہوا بھی دانون کی لگ گئی ہاتھ
پاؤن اسکے رہ گئے اندروس جادو نے کہا بس اب چاہو انکے سر کاٹو چاہو قید کرو اور ترک تلوارین لیے چلے کہ
سب کو قتل کرین ہر ایک مسلمان کی یہ کیفیت کہ زندہ مردے سے بدتر ہاتھ پیر بے حس و حرکت دعا مانگنا شروع کیا
ایک مرتبہ ترک قریب کرب کے پہونچا چاہتا ہو کہ تلوار مارے کہ ابر سیاہ پیدا ہوا بجلی چمکی آنکھین اسکی جھپکین مگر وہ
بجلی چمک کر اندروس جادو پر گری کہ مع تخت دو ٹکڑے ہوئے نعرہ ہوا اسم شمامہ جادو وا صلصال
حرامزادے مین نے تو تیری مدد کے لیے اسے چھوڑا تو نے لونڈی کو میری جورو بنایا او بیمروت اب اگر تو
مارا بھی جائیگا تو کبھی نہ آؤن گی اور یہ کہکر ابر غائب ہو گیا ادھر تو وہ ترک تلوار کھینچے سر پر کرب کے کھڑا تھا کہ
کرب کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اُسنے تلوار ماری کرب نے خالی دیا اور تیغہ کرنبوس مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے
اور بوق بجا کر ترکون کو قتل کرتا ہوا ایک طرف نکل گیا خان اعظم رنجیدہ پھرا جادوگرون نے مارے خوف کے
لاش بھی اندروس کی نہ اُٹھائی کہ یہ شمامہ کی مغضوب ہی بختک نے خان اعظم سے کہا کہ یہ کون سی حرکت تھی
آپنے ذرا سے مزے کے لیے ایسے مددگار کو اپنے خفا کر دیا یہ سنکر خان اعظم نے ندامت سے سر جھکا لیا کچھ نہ کہا رات کو
قیماس اپنے پلنگ پر لیٹا تھا کہ اندروس کے واقعہ پر قیماس خان خاوری کو حیرت ہو گئی اور سوچا کہ بیشک دین
امیر کا برحق ہو کس وقت کرب کو خدا نے بچایا اور افسوس ہو کہ امیر مجھسے کس کس طرح کہلیے اور تو مسلمان نہوا
مگر اب بھی اگر امیر پاس تو جائیگا تو تیری بہت عزت ہو گی مگر خالی ہاتھ کیا جانا اگر جل تو واسطے نذر کے بارگاہ
لیجل اور خان اعظم بھی کچھ نہین ہو حد کا بودا ہو یہ سوچ کے خاوریون کو جمع کیا اور سب حالت اپنے دل کی
بیان کی اُنھون نے کہا بیشک سچ ہو کہ دین امیر کا برحق ہو غرض قیماس خان ستر ہزار خاوریون سے جتنی بارگاہین
تھین مع اثاثہ صاحبقرانی لیکر روانہ ہوا صبح کو یہ خبر خان اعظم کو ہوئی کہ قیماس خان خاوری بارگاہین لیکر روانہ
ہو گیا خدمت صاحبقران مین گیا ہو صلصال نے آردشیر اور مردشیر دونون بھائیون کو بھیجا کہ جاکر بارگاہین
چھین لاؤ وہ دونون ساٹھ ساٹھ ہزار سوار لیکر آگے پیچھے روانہ ہوئے یہان بختک نے خان اعظم سے کہا کہ آپ
تو بڑی تعریف کرتے تھے قیماس خان خاوری کی کہ میرا امیر بخشی ایسا ہو اور ایسا ہو خان اعظم نے جواب نہ دیا
وہان کرب جب رات ہوئی شبخون لیکر چلا کر راستے مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی قران نے کہا اے نظر کردہ
شاہ مردان کہان جاتے ہو کرب نے کہا جب تک بارگاہ نہ لے لونگا شبخون مارے جاؤن گا قران نے کہا کہ
بارگاہ تو قیماس خان خاوری لے گیا کرب کو یقین نہ آیا اندلس کو واسطے خبر کے روانہ کیا اندلس بھی بعد کچھ
دیر کے پھر کر آیا اور کہا قران سچ کہتے تھے کرب نے کہا تو پھر مجکو صلصال سے کیا کام مجھے تو بارگاہ سے غرض ہو اور
تلاش مین قیماس خان خاوری کے روانہ ہوا قیماس خاوری بارگاہین لیے ہوئے چلا جاتا ہو کہ
لوگون نے آکر عرض کی کہ اردشیر آپکے عقب مین آ پہونچا قیماس خان خاوری ٹھہر گیا ہو کہ اس سے
فیصل کرکے آگے بڑھونگا کہ گرد اُڑی اور اردشیر مع ساٹھ ہزار سوار پہونچا قیماس خان خاوری
کو سلام کیا اور کہا یہ آپنے کیا حرکت کی خان اعظم نے مجھے بھیجا ہو بہتر یہ ہو کہ بارگاہ لیکر پلٹ چلیے قیماس خان
خاوری نے کہا اے آردشیر مین تمکو بھی سمجھاتا ہون کہ تم بھی میرے ساتھ امیر حمزہ صاحبقران پاس چلو اور
دیکھو کہ کرب کیسا بہادر ہو اکیلے نے کتنے شبخون مارے جب سحر مین گرفتار رہا تو یون مدد ہوئی کہ اپنے ہی

طرف والا دشمن ہو گیا شمامہ جادو واندروس جادو کو مار کر چلی گئی کرب کو گرفتار کرکے بھی نہ دے گئی دیکھو انکا خدا کیسی مدد کرتا ہے یہ سُن کر آردشیر نے کہا کہ مین نمک حرامی نہ کرونگا اور اے قیماس خان خاوری یا تو چل یا بارگاہ میرے حوالے کر قیماس خاوری نے کہا کیا بکتا ہے اگر کچھ اور ارادہ ہو تو مین موجود ہون مین نے تیرے بھلے کو یہ کلمات کہے آردشیر نے کہا لاضرب بہادری کی قیماس خان خاوری نے کہا اب مین نے غلامی امیر کا عہد کیا ہے تو انکا آئین بھی اختیار کیا پشیدستی نہ کرونگا آردشیر نے نیزہ مارا قیماس خان خاوری نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری قیماس خان خاوری نے سپر روکی اور کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے ترکون نے جو دیکھا مارے خوف کے کچھ نہ بولے جب قیماس خان خاوری اُسے مار کر پلٹا تو لاش آردشیر کی لیکر بھاگے یہ پھرے ہوے آتے تھے کہ مردشیر پہونچا اُس سے بھی رو رو کر بیان کیا کہ یہ قیماس خان خاوری کے ہاتھ سے مارا گیا مردشیر سب کو لیکر پھرا یہ خبر قیماس خان خاوری کو ہوئی کہ بھائی اسکا مردشیر آتا ہے قیماس خاوری پھر پلٹا کہ مردشیر پہونچا اور پکارا اے قیماس خان خاوری غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مارا خیر اب بھی خان اعظم پاس چل عذر کر قیماس نے کہا او نامرد کیسا خان اعظم مین نے لعنت کی اُسپر اور لات ومنات پر بھی لعنت کی مردشیر نے اس گفتگو مین تلوار ماری قیماس خان خاوری نے خالی دی اپنے کو تو بچایا مگر گردن کرگدن کی قلم ہوئی وہ تڑپنے لگا قیماس گر پڑا مردشیر نے ایک ہاتھ اور مارا قیماس خان خاوری نے سنبھلکر باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمربند پکڑ کر اُٹھا لیا مردشیر نے امان مانگی قیماس خان خاوری نے کہا بشرط ایمان صاحبقران مردشیر نے قبول کیا قیماس خان خاوری نے چھوڑ دیا مردشیر نے کہا کہ مین اپنے لوگون کو بھی راضی کر دون اور شام بھی ہو گئی تھی قیماس خان خاوری اپنے خیمہ مین گیا وہ اپنے خیمے مین آیا رفیقون سے مشورہ کیا کہ تمھاری کیا صلاح ہے اُنھون نے کہا کہ خان اعظم پاس بھاگ چلیے اور لات پرستی کیونکر ترک کی جائے اسکی بھی مت برگشتہ ہوئی رات ہی کو سب بھاگ گئے صبح کو خبر قیماس خان خاوری کو خبر ہوئی کہا میری بلا سے مجھے کیا ایمان لاتا اُسکی آخرت بنتی یہ کہکر اُسی وقت طرف امیر کے کوچ کیا پہر دن چڑھا ہوگا کہ گرد اُڑی قیماس خان خاوری ٹھہرا جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا کرب دلاور پہونچا گر مستعد بہ جنگ آیا تھا قیماس خان خاوری نے سلام کیا کرب نے جواب سلام دیا اور کہا کہان جاتے ہو قیماس خان خاوری نے کہا اے بہادر یہ سب تیرے سبب سے ہوا میرے دل مین آئی کہ دین خدا پرستی برحق ہے تیری شجاعت پر دل وجد کرتا ہے اگر تلوار باندھے تو تیرا نام لیکر اور ایمان ایسا مضبوط کس وقت مین خدا نے مدد کی کہ جان بچنے کی کوئی صورت نہ تھی جادو گردون سے سامنا تھا تو اب مین بارگاہ مین لیکر خدمت مین امیر کشور کی جاتا ہون کہ نذر دونگا خالی ہاتھ کیا جاؤن کرب نے کہا تمھین جانا ہے تو جاؤ بارگاہ تو نہ جائیگی مالک اسکا مین ہون اور قیماس خان خاوری نے اُن لوگونسے کہدیا تھا کہ جب تک کرب آئے تم بارگاہ لیکر چلو اُنھون نے جو اپنے داروغہ کو دیکھا اور لیس ہو گئے جھگڑون پر کمر کسے تماشا دیکھ رہے ہین کہ قیماس خان خاوری نے کرب سے کہا آپ تو ہمیشہ کے داروغہ ہین اور اب بھی امیر آپ ہی کو دینگے مین اتنا چاہتا ہون کہ جان پر کھیل کر محنت سے لایا ہون تو نذر دون کرب نے کہا یہ ہرگز نہوگا قیماس خان خاوری نے کہا اچھا ایک کام کیجیے نہ آپ بارگاہ اُٹھا کے چلینگے نہ مین جھگڑتے ہین ہم آپ دونون ہمراہ چلین کرب نے کہا بس زیادہ نہ بکو میرا مغز خالی ہوتا ہے تم اکیلے خدمت امیر مین چلے جاؤ اور

بارگاہ تو مین لے لونگا جب تو قیاس خان خاوری کو بھی غصہ آیا اور کہا کیا تجکو تمنے حلوا مقرر کیا ہو مین وہی ہون
کہ تمھارے بادشاہ تک کو زخمی کیا ہو اور میری تلوار نے کسکا لہو نہین چاٹا کرب نے کہا تو پھر مین کیا حلوا ہون
قیاس خان خاوری نے کہا مین نے آپ کو کب کہا بلکہ مین تو آپکی تعریف کرتا ہون اور نہین مانتے تو ہم
دونون سے جب تک ایک نہ رہیگا فیصلہ نہوگا کرب نے کہا تو لا ضرب قیاس خان خاوری نے کہا مین تو
پیشدستی نہ کرونگا اور دوسرے امیر کو کیا جواب دونگا کرب نے کہا تو بہتر مین بھی حملہ نہ کرونگا اور نہ تو مجھسے کیا مقابلہ
کریگا قیاس خان خاوری نے کہا بس زبان کو بند کرو تم کیا ہو تمھارے باپ سے بھی لڑونگا یہ سنکر
رگ دیوانگی حرکت مین آئی نیزہ مار بیٹھا قیاس خان خاوری نے روک لیا اور نیزہ بازی ہونے لگی بڑی دیر تک
نیزہ چلا کیا کہ اتنے مین عمرو آپہونچا اور یہ ماجرا دیکھ کر جا کے امیر سے بیان کیا امیر کو جو خبر ہوئی اشقر دیو سوار
افرا سیاب کو چک ہمراہ مقبل وفادار ساتھ گھوڑون کو دوڑا کر قریب پہونچے امیر نے دونون کو لڑتے
دیکھکر نعرہ کیا ادھر قیاس خان خاوری اُدھر کرب امیر حمزہ صاحبقران کے نعرے کی آواز سنکر کھچے
امیر حمزہ صاحبقران بیچ مین آگئے قیاس خان خاوری نے مجرا کیا امیر حیران ہین کہ قیاس خان
خاوری کہا اور یہ بارگاہ کہان آخر امیر حمزہ صاحبقران نے پوچھا قیاس خان خاوری نے سارا
ماجرا بیان کیا کہ مین بارگاہ آپ کی خدمت مین لاتا تھا راہ مین کرب نے روکا مین نے بہر بہر منتین کین نہ
مانا اور مجھسے مقابلہ کیا امیر حمزہ صاحبقران نے کہا یہ بارگاہین کیونکر تمھین ملین اور تم کیونکر چھوٹے آیا
میرے سردار مع بادشاہ کیا ہوے قیاس خان خاوری نے شمامہ جادو کا حال اول سے آخر تک بیان کیا
عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کیون امیر حمزہ صاحبقران میرا کہنا نہ مانا آخر یہ حال لشکر کا ہوا امیر حمزہ صاحبقران
کو یہ سنکر نہایت صدمہ ہوا قیاس خان خاوری کو گلہ بتایا اور کرب کو قیاس خاوری کے گلے ملوایا عمرو سے
کہا خواجہ تم خبر لاؤ کہ میرے ناموس اور بادشاہ کیا ہوے عمرو بن امیہ ضمری چلا جاتے جاتے راہ مین
لوگون سے معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران کے لوگ بھاگ کر ختن مین گئے ہین عمرو ختن کو چلا اور یہ خبر
خان اعظم کو ہوئی کہ امیر حمزہ صاحبقران کے ناموس ختن مین ہین خان اعظم نے کہا چلو مین اس ختن کی
اینٹ سے اینٹ بجاؤنگا غرض نوشیروان اور طائر جادو سبکو ہمراہ لیکر خان اعظم ختن مین آیا یہ خبر یعقوب شاہ
کو ہوئی اسنے بادشاہ کو خبر نہ کی کہ کہانتک ایسی خبر چھپ سکتی ہے سلطان سعد کو بھی معلوم ہوگیا کہ خان اعظم آیا
ہے سلطان سعد نے چاہا کہ قلعے سے باہر نکلون گو زخمی ہون یعقوب شاہ قدمون پر گر پڑا اور کہا مین امیر
حمزہ صاحبقران کو کیا منہ دکھاؤنگا آپ سیر دیکھین کہ کیسا قلعے کو آراستہ کرتا ہون کہ انکے فرشتے بھی نہ آسکین
بادشاہ اسکی خاطر سے چپ ہو رہے اور خان اعظم نے دوسرے روز سوار یعقوب شاہ پاس بھیجا کہ دروازہ
کھولدے خدا پرستون کو باندھ کے میرے حوالے کر یعقوب شاہ نے خان اعظم کو برا بھلا کہا خان اعظم نے
اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو حملہ کیا ادھر سے توپین چلین ہزارون مارے گئے آخر بھاگے جب تو
خان اعظم نے طائر جادو سے کہا کچھ تدبیر نہین کرتا طائر جادو آگے بڑھا سحر جو کیا توپ بند ہوگئی مہتاب
اور بارود کا یہ حال ہوا کہ جیسے مینون کے پانی مین بھیگی ہوئی ہو اور گولہ اندازون کے ہاتھ پاؤن رہگئے یہ
رنگ دیکھ کر بادشاہ اپنے سردارون کو لیکر قلعے سے باہر آئے اور وہین سے تلوار کھینچکر ترکون پر چلے کہ
عمرو بن امیہ ضمری بھی پہونچا یہ حال دیکھ کے بھاگا اور امیر حمزہ صاحبقران کو خبر کی اور کہا یا امیر

اسم اعظم پڑھتے چلے اور یہان طائر جادو نے پھر سحر کیا انکے بھی ہاتھ پانون رہ گئے خان اعظم سے کہا بس انکے سر
کٹوا ڈالو اور ترک بارادۂ قتل چلے تھے کہ امیر پہونچے اور نعرہ کیا پہلے ساحرون پر گرے قتل کرنا شروع کیا طائر
جادو نے جانا کہ اسے بھی ایک دانہ ماش کا پڑھ کر مارون گا ہاتھ پانون بیکار ہو جائینگے بھلا امیر پر سحر کب اثر کر سکتا
ہو کہ اسم اعظم پڑھ رہے تھے بلائی ہر سون ماش کے دانے بیکار ہو گئے طائر جادو سمجھا کہ مین نے ہاتھ پانون
باندھ دیے اب اسے گرفتار کرلون کیونکہ سرخیل مسلمانان ہے بے کھٹکے قریب امیر کے آیا چاہا کہ امیر حمزہ
صاحبقران کو اسیر کرون مگر امیر حمزہ صاحبقران بھی اسے آتے دیکھ کر چپ کھڑے تھے چاہا کہ ہاتھ
امیر حمزہ صاحبقران کا پکڑون عقرب سلیمانی کا ہاتھ امیر حمزہ صاحبقران نے مارا کہ دو ٹکڑے ہوے
اسکے مرتے ہی آندھی چلی آگ برسی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من طائر جادو بود سبکے ہاتھ
پانون قابو مین ہوے اور ترکون پر چلے جادوگرون نے آپس مین کہا کہ ارے جلد ظلمات کو بھاگو
دیکھو بغیر حکم شمامہ جادو کے لڑنے سے اسکا کیا حال ہوا ساحر تو بھاگے بختک کی جان نکل گئی جلدی سے طبل بازگشت
بجوا دیا امیر پھر کر بادشاہ کے پاس آئے پوچھا کیا دیکھا کہ زخم سر بندھا ہوا ہے بعد اُسکے ہر سردار نامی کو
زخمی دیکھا امیر حمزہ صاحبقران نے شکر کیا کہ خیر جس حال مین ہین زندہ تو ہین غرض سب کو لیکر ختن مین
آئے خان اعظم جو بھاگا پھر قلعہ آتکی مین پہونچا مگر امیر حمزہ صاحبقران جو ختن مین آئے یعقوب شاہ نے
خلعت دیا بادشاہ نے سب حال برفباری کا بیان کیا وہان خان اعظم کی پھر شامت آئی کہا کہ
نوے لاکھ کی فوج ہے مین جا کر امیر حمزہ صاحبقران سے لڑون گا یا تو جان گئی یا ترکستان گیا کہ اتنے مین
ایک پنجہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو لے گیا بختک کا دم فنا ہوا جانا کہ کوئی دشمن لے گیا ہے نوشیروان
سے کہا اب یہانسے بھاگ مگر خان اعظم وہ پنجہ لے گیا تو موج ہوا سے یہ بیہوش ہو گیا تھا جب پنجہ نے زمین
مین اتارا اور بعد کچھ دیر کے اسے ہوش آیا دیکھا کہ ایک کوہ پر مین ہون اور ما میار دیو جس سے بڑی دوستی ہے وہ سامنے
کھڑا ہوا نے سلام کیا اور کہا اچھی طرح ہو بہت روز سے ملاقات نہوئی تھی اسلیے لے آیا ہون یہ سنکر خان اعظم رونے لگا
اور سارا حال تباہی کا ہاتھ سے خدا پرستون کے بیان کیا دیو نے کہا چل مین ایک دم مین سب کو غارت
کردون خان اعظم نے کہا وہ بڑے بڑے دیوون سے لڑ چکے ہین اور نہ امیر تاثیر کرتا ہے
دیو نے کہا مین سامنا انکا تھوڑی کرونگا دور سے پتھر اُنکے لشکر پر برساؤنگا سب مر جائینگے خان اعظم
خوش ہوا کہ یہ تدبیر خوب ہے دیو بولے کہا سات دن کی مہلت مانگتا ہون کہ دیوون کو جمع کرلون خان اعظم نے
کہا اچھا اب دیو نے شراب وکباب سے خاطر کی بعد اُسکے پھر پنجہ نے خان اعظم کو بارگاہ مین پہونچایا بختک نے دیکھا
کہ خان اعظم کچھ بشاش ہے پوچھا اے حضرت عالی کہان تھے ہم کو تو بڑی فکر ہوئی تھی خان اعظم نے کہا کہ قریب آ اور
چپکے سے سارا ماجرا بیان کیا اور چند اہل دربار بھی اس راز سے واقف ہوے سبکو خوشی ہوئی کہ اب امیر کی جان
نہ بچیگی اور وہان دیو نے ساٹھ ہزار دیو جمع کیے کہ تمہاری دعوت ہے اور سبکو کھانے کھلوائے اور پھر اپنا مطلب
بیان کیا دیوون نے پتھر جمع کیے اور خان اعظم پاس چلے کہ اس سے کہکر لشکر صاحبقران کو غارت کرین
مگر ایک آدھ دیو نے کہ قمرزاد اور گہرزاد کا دوستدار تھا جا کر اپنے مالک سے بیان کیا کہ آج فلان دیو نے
بہت سے دیو مہمان کیے ہین کوئی امیر حمزہ صاحبقران ہے اسکے لشکر پر سنگباری کرینگے یہ سنتے ہی دونون بھائی
گھبرائے اور چالیس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہو گئے اور انھون نے بھی سنگریزے اُٹھائے تھے اُس وقت

ہوپنچے کہ دیو ماہیار خان اعظم کے لشکر پر بلاے ہوا چھایا ہوا تھا اور خود بارادۂ اطلاع نیچے اُترنے کو تھا کہ قمر زاد اور گہر زاد کے دیوون نے پتھر مارنا شروع کیے کسی دیو کا سر پھٹا کسی کا شانہ ٹوٹا جب پتھر ہو چکے تو دار تمشاد اور دارہ پشت نہنگ اوپر سے پڑنے لگا دیون کے ہاتھ پاؤن کٹ کٹ کر گرنے لگے اتنی لاشین گرین کہ خان اعظم کا چوتھائی لشکر دبگیا اور غارت ہوا آخر کو دیو بھاگے کہ یہ اوپر سے کونسی بلا نازل ہوئی قمر زاد و گہر زاد پھر سے ایک دیو کو امیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین بھیجدیا کہ ہمارا مجرا کہنا اور سب کیفیت بیان کرنا دیو نے آکر امیر حمزۂ صاحبقران سے سب حالت بیان کی صاحبقران بہت خوش ہوے اور فرمایا حافظ حقیقی یون بچاتا ہو وہان لشکر صلصال کی جو وہ کیفیت ہوئی بختک خوب ناچا اور کہا واہ اے خان اعظم لشکر امیر حمزۂ صاحبقران خوب غارت ہوا دیو آپ کا بڑا دوست تھا خان اعظم بھی حیران ہو کہ یہ کیا ہوا کہ ماہیار نے آکر خان اعظم سے سارا ماجرا بیان کیا دیو تو چلا گیا خان اعظم نے کمر بندی کروائی اور لشکر لیکر طرف بالاخطا کے چلا

اب چند کلمے داستان جانا خان اعظم کا واسطے مقابلہ امیر حمزۂ صاحبقران کے راستے مین قدر ارسلان شاہ بادشاہ سابق ترکستان سے ملاقات ہونا اور گرفتار ہونا صلصال کا بیان کیے جاتے ہین

غرضکہ خان اعظم نے یہ ارادہ کیا کہ مین خود لڑونگا امیر حمزۂ صاحبقران سے یہان امیر حمزۂ صاحبقران نے بھی جو کہ زیادہ زخمی تھے اُنکو خادمان محل کے پاس ختن مین چھوڑا اور خود کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ ہوے مگر خان اعظم کو تیسری منزل تھی کہ جانب صحرا سے تنق گرد و غبار بلند ہوا خان اعظم حیران ہو کر ٹھہرا کہ یہ کون آتا ہو کہ یکایک گرد پھٹی ہری دیکھا کہ قدر ارسلان شاہ ہو اُسنے جو خان اعظم کو دیکھا جان نکل گئی مگر سوچا کہ اس سے بغیر فریب کیے جان نہ بچیگی اور آکر صلصال کو مجرا کیا دو لاکھ سوار اسلحہ جنگ کیے آراستہ و پیراستہ ہمراہ تھے خان اعظم نے کہا اے قدر ارسلان کہان جاتے ہو جواب دیا کہ مین نے سُنا کہ کسی خدا پرست نے آپ کو حیران کر رکھا ہو اور آجکل بڑی تشویش تھی مین بھی واسطے مدد کے آیا ہون خان اعظم یہ سُنکے خوش ہوا بختک متحیر ہو کر دیکھنے لگا خان اعظم نے کہا کہ ارے یہ ہمارے بادشاہ مین ان کا ملازم تھا بسبب حمامہ جادو کے مجکو سلطنت ملی یہ دشت گنجاب کین رہنے لگے قدر ارسلان نے کہا اے خان اعظم یہ کیا کلمہ کہتے ہو مین تمھارا غلام ہون جیا بجا تمنے نامے لکھے مجکو بھی خیال آیا کہ مجھے بھی چلنا ہوگا تیاری کی جب آپ نے نہ طلب کیا مین خود چلا آیا خان اعظم نے کہا آپ نے خوب کیا بختک نے کہا اے خان اعظم ہم اس کا پہلو سمجھ گئے آیا تم بھی سمجھے کہ یہ کلام آخر کو اُسنے کیا کہا کہ مجکو خیال آیا لیعنے سلطنت کا خیال آیا کہ اب چلکر امیر سے کہون وہ ضرور سلطنت دلوادینگے خان اعظم نے کہا کیا حرامزادے تیرا خیال وہی کی طرف جاتا ہو اگر اسے جانا ہوتا تو پہلے ہی امیر کے پاس نہ جاتا اس بیچارے نے تو کبھی دعوی نہین کیا اب تو بڈھا ہو گیا قدر ارسلان نے کہا یہ کون ہو خان اعظم نے کہا کہ بختک اسی کا نام ہو قدر ارسلان نے کہا مین اُس کے اوصاف پہلے ہی سُن چکا تھا آج زیارت بھی ہو گئی غرضکہ خان اعظم نے قدر ارسلان کی بہت خاطر کی اور اپنے خیمے مین لایا پانچ کوس خان اعظم کے لشکر سے ہٹکر قدر ارسلان کا لشکر بھی اُترا جب رات زیادہ گئی قدر ارسلان اپنے خیمے مین آیا صبح کو اُٹھ کے آگے چلا خان اعظم اور قدر ارسلان باہم

چلے جاتے ہین کہ قدر ارسلان نے خان اعظم سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے آپکی دعوت کرون اگر قبول کیجے کیونکہ اسمین
میری عزت افزائی ہوگی اور لوگ جو جانتے ہین باہم رنجش ہے وہ شک رفع ہو جائیگا خان اعظم نے کہا کیا
مضائقہ ہے قدر ارسلان نے کہا تو پھر دو ایک مقام یہان کیجیے سامان میرا تیار ہے یہ سنکر بختک نے کہا اے خان اعظم
یہ جو کہتا ہے مین ہاتھ دھلاؤن کہین جانسے نہ ہاتھ دھونا پڑے پھر خان اعظم خفا ہوا بختک چپ ہو رہا اور ا
قدر ارسلان نے چارطرف کے باورچی بلائے آتشبازی کا بھی سامان کیا اور خان اعظم کو اپنے لشکر مین لایا
جو اسکے لشکر سے پانچ کوس پر تھا نوشیروان بختک سب ہمراہ ہین لشکر کو تو خان اعظم نے وہین چھوڑا اور
پانچ ہزار ترک نچلے ہمراہ لے کر قدر ارسلان کے لشکر مین آیا قدر ارسلان نے استقبال کیا جب دروازۂ
بارگاہ پر خان اعظم پہونچا قدر ارسلان نے نذر دی خان اعظم نے ہنس کر ہاتھ رکھدیا قدر ارسلان نے
کہا میری خوشی جب ہے کہ آپ قبول کرین تاکہ یہ معلوم ہو اب مین منظور نظر ہوا دوسری نذر خان اعظم مسند پر بیٹھا
جب دی خان اعظم بہت خوش ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا ساغر گردش مین آیا سب کو کھانا کھلوایا آتشبازی
دکھلائی جب پہر رات رہی اُس وقت بختک کو چکر آیا خان اعظم سے کہا میرے سر مین درد ہو آیا
آپ کے بھی ہے اور مین تو بسبب اسکے کہ آدھا خدا پرست ہون بچا ہون چوٹ نہین لگتی کوئی مجکو آسمان پر
لے جاتا ہے اور پھینک دیتا ہے اور یہ لوگ جو تیرے ساتھ ہین کس وقت کے لیے لگا رکھے ہین آیا کیا وہ
وقت ابھی نہین آیا انھین جلد حکم دے خان اعظم نے کہا ابے او حرامزادے کیا بکتا ہے بختک
نے کہا بس زبان کو اپنی سنبھالیے مین بھی نشہ مین ہون کبے کا جواب تبے ہے اب جیسے ہو توقف کیجیے خان اعظم
نے کہا کیا پاجی ہے بختک نے کہا آیا یہ سب جو بیٹھے ہین یہ خان اعظم نے کہا اس کا جواب ندو یہ جوتی خوردہ ہے
کہ اتنے مین بختک اُٹھا اور کہا میرا جی چاہتا ہے کہ آج قدر ارسلان کے سامنے ناچون اُٹھا تھا
کہ لڑکھڑا کر گرا لوگ اسکے اُٹھانے کو دوڑے تھے وہ بھی گرے نوشیروان گھبرا کے اُٹھا خان اعظم بھی
اُٹھا چکر آیا ستون پکڑ لیا آخر تا بہ کہ یہ سب بھی بیہوش ہوئے

اب چند کلمے قدر ارسلان کا لیجانا خان اعظم کو خدمت مین امیر بالوقیر کے راہ مین مقابلہ نقابدار سے سرداران امیر کا واسطے مدد قدر ارسلان کے آنا پھر آنا امیر کا اور حال کھلنا نقابدار کا بیان ہوتے ہین

غرض جسوقت سب بیہوش ہوئے اُسوقت قدر ارسلان نے اپنے لوگون کو طلب کیا وہ بیڑیان ہتھکڑیان طوق
زنجیر لائے اور سب کو قید کیا اور اُسی وقت کوچ کر دیا کہ ایسا نہو اسکے لشکر مین خبر ہو جائے دوسرے دن خبر لشکر مین
خان اعظم کے پہونچی لوگ سمجھے کہ قدر ارسلان واسطے شکار کے لیگیا ہوگا آخر کھلا کہ گرفتار کر کے امیر کے پاس لیگیا ہے
پھر توکل لشکر خان اعظم کا عقب مین چلا یہ خبر قدر ارسلان کو ہوئی کہ فوج عقب مین آتی ہے اُسنے ڈرکر عرضی
امیر کو لکھی کہ مدد کیجیے اور جب لشکر خان اعظم کا قریب پہونچا قدر ارسلان نے کہلا بھیجا کہ اگر میرے لشکر مین
تمنے قدم رکھا تو خان اعظم اور نوشیروان وغیرہ سے کسی کو زندہ نہ پاؤگے سب کو مار ڈالون گا یہ سنکر لشکر پر
ایسا ہراس غالب ہوا کہ کوئی عیار بھی واسطے خبر کے نہین آیا مگر جب بختک کو اور سب کو ہوش آیا کہا اے
خان اعظم خوب دعوت مین عداوت ہوئی کہ اسمین دو تین روز کا عرصہ ہوا تھا قدر ارسلان کوچ بکوچ
جاتا تھا کہ ایک گرد اُٹھی جب گرد قریب پہونچکر شق ہوئی دیکھا کہ نقابدار بنفشہ پوش دولاکھ سوار کی جمعیت سے
آیا مقابل مین لشکر قدر ارسلان کے خیمہ برپا کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر تو خدا پرست ہے تو خیر نہین

تو تجھے قتل کرونگا بہتر اسی مین ہو کہ قیدیون کو لیکر دردولت پر حاضر ہو قدر ارسلان نے کہا کہ مین ایک امیر سے
کیا دب گیا کہ ہر ایک تجکو دبانے لگا او مفلوک تو امیر کی برابری کرتا ہو نقابدار نے کہا مین صاحبقران ہون
اور طبل جنگ بجوادیا ادھر قدر ارسلان نے بھی مجبور ہو کر طبل رزمی بجوایا اور دوسری عرضی اسی حال کی امیر کو
لکھی اور صبح کو مقابل لشکر نقابدار کے صف آرا ہوا کئی میداندار یان کین جو منچلے ہمراہ تھے کچھ نقابدار کے ہاتھ سے
زخمی ہوے کچھ لوگون کو نقابدار باندھ لیگیا قدر ارسلان نے خیمون کے تانگے دلوائے اب اسکا یہ ارادہ ہوا کہ
کل مین خود سامنا کرون مگر وہان جو عرضی اسکی امیر کو پہونچی امیر نے افراسیاب کوچک سے حال بیان کیا اسنے کہا
پھر مجکو حکم ہو تو مین جاؤن اپنے باپ کی مدد کرون امیر نے فرمایا ہم بھی چلینگے اسنے اصرار کیا امیر نے کہا اچھا
جاؤ افراسیاب اسی وقت روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے امیر نے فرامرز کو بھیجا کہ افراسیاب سے اور فرامرز
سے دوستی بھی تھی بعد فرامرز کے کرب بھی روانہ ہوا پھر قیماس خان نے عرض کیا کہ مجکو بھی رخصت کیجیے کہ مین
ان ترکون سے خوب واقف ہون وہ بھی روانہ ہوا مگر وہان رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو نقابدار میدان مین آیا ہوا
مبارز طلب کر رہا ہوا ارسلان خود نکلنے کو ہو کہ گرد اڑی اور افراسیاب کوچک پہونچا باپ کو سلام کیا سارا ماجرا
پوچھکر میدان مین آیا ہمکاورہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا تین قدم مرکب نقابدار کا پسپا ہوا افراسیاب نے کہا او
مفلوک تو امیر کی برابری کرتا ہو نقابدار نے کہا تجھے اس سے کیا ضرب اپنی لا افراسیاب نے کہا تو پیشدستی کر آخر نقابدار
نے نیزہ مارا افراسیاب سے نیزہ بازی ہونے لگی آخر نقابدار نے نیزہ ہوائی کیا اور تلوار ماری افراسیاب نے قبضے پر
ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے گریبان پکڑا گھوڑون سے نیچے کودے کشتی ہونے لگی پہر بھر نہ گذرا تھا کہ نقابدار نے لنگر
افراسیاب کا توڑا اور باندھ کے اپنے ترکون کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب ہوا فرامرز نکلا بعد گفتگو کے نیزے چلے
دونون نیزے خلال ہوگئے نقابدار کی تلوار سے فرامرز کا مرکب کام آیا فرامرز نے نقابدار کے مرکب کی ایک ٹانگ
اڑادی نقابدار بھی مرکب سے نیچے آیا اور ایک ہاتھ پالٹ کا مارا فرامرز نے خالی دیا اور بند دست پکڑ لیا اسنے گریبان
مین ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کی کشتی مین نقابدار ایک مقام پر فرامرز کو لیچلا تھا کہ پاؤن فرامرز کا موشخانہ مین
جا رہا کہ گرا اکھڑ گیا یہ دیکھکر نقابدار نے چھوڑ دیا فرامرز نے کہا او بہادر تو زور کر اور لڑ نقابدار نے کہا یہ نہوگا جب اچھے
ہوگے پھر لڑلینا فرامرز نے کہا کہ یہ احسان کیا ہو تو اپنے حال سے بھی آگاہ کر نقابدار نے کہا اگر یہ ارادہ ہو تو ہمراہ میرے چل غرض فرامرز
کو اپنے خیمے مین لایا اور لوگون کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آنا اور افراسیاب کو بھی بلوایا اور اپنے کو ظاہر کیا نقاب
الٹ دی بس فرامرز اور افراسیاب نے مجرا کیا حلقۂ غلامی کان مین ڈالا اور قدر ارسلان کو بھی افراسیاب
نے لکھ بھیجا فرامرز نے قیماس خان خاوری اور کرب کو بلوایا قیماس خان تو چلا آیا اور غلامی اختیار کی قدر ارسلان
بھی سب قیدیون اور اپنے لشکر کو لیکر آیا اور کہا پہلے آپنے کیون اظہار نکیا مگر کرب نہ آیا اور کہا کہ مین سوا امیر کے
اور کسی کو نہین جانتا بلکہ اس سے مقابلہ کرونگا غرضکہ دوسرے دن امیر بھی پہونچے اور یہ حال کرب سے سنکے حیران
ہوے نقابدار نے امیر کو دیکھتے ہی طبل جنگ بجوادیا صبح کو دونون لشکر میدانمین آئے بعد صف آرائی نقابدار میدان مین
آکر للکارا کہ سوا امیر کے کوئی نہ نکلے امیر بادشاہ سے اجازت لیکر میدانمین آئے نقابدار کرب کو دوا اور امیر کو اسقدر جھک کر
مجرا کیا کہ شل کمان کے ہو گیا کہ تیر محبت امیر کے دل دوز ہوا فرمایا او بہادر کیا ارادہ ہو عرض کیا جو آپکی مرضی امیر نے کہا
بھلا میری مرضی تھی کہ قدر ارسلان میرے پاس آتا تھا راہ مین اسکو تمنے روکا اب مین یہ چاہتا ہون کہ کوئی آزمائش ایسی
ہو کہ تلوار نہ چلے کیونکہ تلوار کا کام ضایع کرنا ہو نقابدار نے کہا بہتر امیر بھی مرکب سے اترے اسوقت نقابدار گرد پھرا امیر کے

قدم پر گر پڑا کہ مین غلام ہون میری مجال ہو کہ آپ سے سامنا کرون پس یہ چاہتا تھا کہ میرا بھی نام ہو اور قابل بارگاہ مین بیٹھنے کے ہون امیر نے سر چھاتی سے لگایا اور کہا صورت دکھاؤ نقابدار نے سر جھکا لیا امیر نے بند نقاب کھولے گویا اپنے کو آئینہ مین دیکھا حیران تھے کہ یہ کون ہو کہ عیار نقابدار یعنی گیلک بچہ بن عمرو نے عرض کی کہ عالیجاہ کی دختر کبرے بہادر سے یہ آپ کا فرزند ہو اسفندیار گیلانی اسکا نام ہو یہ سنکر امیر اور زیادہ مسرور ہوے پادشاہ پاس لے گئے نذر دلوائی فرامرز اور قباس سے کہا تمنے بھی نہ کہا انھون نے کہا ہم کو منع کر دیا تھا اور ہمنے جو آپکے فرزند کو دیکھا جیسے آپ ویسے یہ غلامی اختیار کی کرب نے کہا مجھسے کھل سکے نہ کھلا بھیجا غرض امیر اسے لیے ہوے بارگاہ مین آئے دنگل پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے اسوقت قدر ارسلان نے بھی مجرا کیا اور سارا حال بیان کیا اور کہا سب قیدی مع نوشیروان حاضر ہین اور یہان بختک نے خان اعظم سے کہا کہ امیر سے کہنا کہ تو مجکو بہ فریب پکڑ لایا ہان اگر سر میدان زیر ہوتا تو اطاعت کرتا خان اعظم چپ ہو رہا کہ امیر نے قیدیون کو طلب کیا داروغۂ زندان سب کو سامنے لایا امیر نے نوشیروان کو دیکھ کر اُسے مجرا کیا قید توڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مین آپ کا نمکخوار ہون اُسوقت نوشیروان سر نیچا کیے ہوے تھا اور امیر نے خان اعظم سے کہا او گیدی تو نے جو مجکو لشکر مین نہ دیکھا تو برف بر سوائی خیر اب بھی توبہ کر اور دین اسلام قبول کر خان اعظم نے کہا یا امیر آپ نے تو مجکو زیر نہین کیا ہان اگر دو شرطین میری قبول کیجیے تو مین کلمہ پڑھون ایک تو مجکو سر میدان زیر کیجیے خیر وہ تو ہو رہیگا لیکن دوسری بات پہلے ہو وہ یہ ہو کہ یہان سے نو منزل پر ایک چاہ ہو جو اُس مین ڈول ڈالتا ہو ڈول کٹ کے اُس مین رہ جاتا ہو اور اگر جھانکنے کا ارادہ کرتا ہو تو سر قلم ہوتا ہو آپ اگر اُس کی حقیقت دریافت کر دیجیے تو جو کہیے وہ قبول ہو امیر نے بھی قبول کیا اور خان اعظم کو رہا کر دیا اور کہا بتا وہ چاہ کہان ہو خان اعظم نے کہا آج کے تیسرے دن آپ چلین مین جا کے تیاری کرتا ہون نوشیروان نے بھی یہی حیلہ کیا اور اپنے لشکر مین گئے جہان مین جان آئی بختک نے کہا اے خان اعظم حکمت تو خوب کی امیر وہان جائین ہم یہان کل لشکر کا خاتمہ کرین

دو کلمہ داستان کہنے سے خان اعظم کے جانا امیر کا چاہ مین

غرض جب تین روز گذرے امیر خان اعظم و نوشیروان مع کل لشکر اُس چاہ پر آئے دونون لشکر میدان مین اُترے امیر کو عمرو نے منع کیا کہ آپ نہ جائین وہ مکار ہو امیر نے کہا خواجہ اچھا وہ حیلہ شرعی کرتا ہو شاید مسلمان ہو خدا اسے چاہا تو مین خبر لاؤن گا اور ابوالفتح سر ہنگ مصری گلیاد عراقی وغیرہ عیاران لشکر اسلام اور کچھ عیار لشکر خان اعظم کے اُس چاہ پر آئے اور واسطے آزمایش کے ڈول ڈالا جو ڈول گیا اسمین رہ گیا مارے خوف کے جھانک نہ سکے اور آکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا بس امیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور کہا تکو مین نے ہراول لشکر کیا کہ اپنے فوج کو لیکر سامنے لشکر خادمان محل کے ہر وقت تیار رہنا شاید بعد میرے شبخون کا ارادہ کرے تو تمھارے پاس بوقین ہین اُنکو بجانا تاکہ لشکر ہمارا تیار ہو جائے بعد اُسکے فرامرز کو خلعت دیا اور کہا تم کو عہدہ پانی کا دیا اس صحرا مین آب نایاب ہو ایک چاہ ہو تو اسکا یہ حال ہو خان اعظم اسی لیے یہان لشکر کو لایا ہو کہ بے آب و دانہ مر جاینگے تو خبردار لشکر کو پانی اچھی طرح پہونچانا بعد اُسکے بہرام کو خلعت دیگر فرمایا کہ تم رسد اناج کی بھیجنا ایسا نہو رسد بند کر وا دے یہ عہدے سپرد کیے مگر لوگ حیران تھے کہ جو جانشین تھا اسکو خلعت نہ دیا بلکہ لندھور بھی منھ امیر کا دیکھ رہا تھا کہ امیر نے لندھور سے کہا اے جانشین من تم ہمارے ہمراہ چلو غرض وہ دن تو یون گیا

دوسرے دن امیر سوار ہوئے سب سردار مع بادشاہ ہمراہ ہین اور ادہر نوشیروان مع صلصال سبکو لیکر چاہ پر آئے
تب امیر مرکب سے اُترے بادشاہ سے اجازت لی اُسوقت سبکا عجب عالم تھا عمرو چھاڑین کھاتا تھا بادشاہ روتے
تھے خان اعظم نے چاپلوسی کی کہ اب آپ نہ جائین مین آپکو آزماتا تھا امیر نے نہ مانا لندھور کا ہاتھ پکڑ کے برابر
چاہ کے آئے اور چار رسے بہت مستحکم منگوائے اُسمین ایک کھٹولا بندھوایا آپ کھٹولے مین بیٹھے لندھور کے ہاتھ مین
رسا دیا اور کہا اسے لیے بیٹھے رہو جبتک مین نہ آؤن یہانسے نہ ہلنا جسوقت مین رسا ہلاؤن اُسوقت تم کھینچ لینا لندھور
نے کہا بہت خوب اور رسا چھوڑنا فروع کیا رسا جب قریب سو گز کے گیا اُسوقت پاؤن امیر کے زمین سے آشنا
ہوئے یہان جب پہر بھر کا عرصہ ہوا بختک نے خان اعظم اور نوشیروان سے کہا کہ تم چلو امیر غارت ہوئے
نوشیروان اور خان اعظم اپنے لشکر مین آئے یہان عمرو نے بھی ایک ڈاک تو چاہ سے اپنے لشکر تک اور
دوسری لشکر سے تا کرب اور لشکر کرب سے تا لشکر صلصال مقرر کی تاکہ دمبدم کی خبر ملے اور وہان بختک نے
خان اعظم سے کہا کہ دیکھا تمنے یہ تو اور تدبیر کی تھی کہ شبخون مارینگے وہان امیر کیا حکمت کر گئے ہین بس اب ایک
کام کرو کہ لشکر لیکر خداپرستون پر جا پڑو جب اتنا بڑا لشکر آئیگا سب لوگ امیر کے اُدھر لڑنے مین مصروف ہونگے اور
کئی لاکھ خرجیان پتھرون سے بھروا کے چاہ پر بھیجو کہ لندھور پر پتھر مارو وہ لڑنے لگے گا لوگ چاہ کو پاٹ دین اگر امیر
زندہ بھی ہون تو یون کام تمام ہو جائے یہ سنکر خان اعظم نے اُسی وقت تیاری کی لیکن پھر حوصلہ نہ پڑا ایک دن
ایک رات گذر گئی لندھور اسی طرح کنوین پر بیٹھا رہا ہندی کہ رہے ہین کہ اب کچھ کھا پی لو رسا ہمین دیدو اتنے تک
لندھور نے کچھ نہ کھایا نہ پیا آخر جب ہندیون نے بہت کہا تو وہین بیٹھے بیٹھے کچھ کھا لیا اور یہان امیر کے پاؤن
جو زمین پر لگے اسم اعظم عمرو کے کہنے سے پڑھتے جاتے تھے رستا نہ کٹا جس طرف امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا
دیکھا تو اسی دیوار مین دروازہ ہو گیا امیر جو اس دروازے سے باہر نکلے ایک دروازہ باغ کا ملا صاحبقران
اُسمین آئے دیکھا کہ باغ نہایت دلچسپ ہے بارہ دری کے اندر آئے لیکن آدمی کا نام نہین اب جو امیر غور
کرتے ہین تمام باغ مین جتنے سنگریزے ہین جواہر کے ہین اور مکان مین بھی ہر درجہ مین جواہر بھرا ہے امیر کو ایک
حیرت تھی کہ اتنا جواہر کہان سے آیا ناگاہ دیوار جو شق ہوئی ایک اژدہا پیدا ہوا شعلے اُسکے منہ سے نکلتے ہوئے امیر
اگر اسم اعظم نہ پڑھتے ہوتے تو جلکر رہ جاتے بس امیر نے جو اسم اعظم پڑھکر پھونکا ایک آنکھ اُسکی پھوٹ گئی اور اُسنے چیخ ماری
چاہا کہ پرواز کرون کہ تیر امیر کا اُسکے لگا وہ اسی حال سے پرواز کرکے چلا اور پکارا او آدم زاد دیکھ کیسی بلا تجھپر نازل کرتا ہون
اور سامنے دیو زنگار جادو کے پہونچا سارا ماجرا بیان کیا اور مر گیا یہ اُسکا دربان تھا بس اُسنے جو یہ حال اُسکا دیکھا اور نام
آدمی کا سُنا نہایت غیظ و غضب مین چلا یہان امیر بارہ دری سے باہر آئے تھے کہ دیکھا تمام باغ مین زلزلہ پیدا ہے قریب ہے کہ سب
عمارت گر پڑے دیوارین جھک گئین کہ ایک دیو سامنے امیر کے آیا اور پکارا غضب کیا تونے کہ میرے دربان کو مارا اور راہ کو تونے
بند کیا کہ جدھر دیکھو آگ لگی ہے امیر نے کہا او دیو بس بہتر اسی مین ہے کہ لوگونکو نہ ستا اور کلمہ پڑھ اُسنے کہا نام تیرا کیا ہے امیر نے کہا
زلزلۂ قاف جب تو اُسنے کہا ارے تو ہی کشتہ عفریت ہے کب چھوڑتا ہون تجھے بس ماش کے دانے سحر کے مارے امیر نے اسم اعظم پڑھا
تصدق ہو کر گر گئے جب اُسنے دیکھا کہ سحر نے اثر نہ کیا دار شمشاد امیر پر ماری امیر نے بازو سے لپٹ کر دار چھین لی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
یہانتک کہ دو روز کشتی رہی کہان امیر نامور اور کہان یہ دیو خبیث لیکن امیر پیچ کرکے اُسکے نیچے سے نکلجاتے ہین وہ بھی حیران ہے کہ
آدمزاد بلا کا ہے آخر دیو بند پر امیر نے اُسے مارا اور کہا کلمہ پڑھ دیو نے کہا بس مجھکو معلوم ہوا کہ تو ساحر زبردست ہے
امیر کو جو غصہ آیا دونون شاخین اُسکی پکڑکر زور کیا کہ منہ اُسکا پشت کیطرف پھر گیا دوسرے زور مین سر گردن سے

کھینچ کر پھینکدیا اُسکے مرنے سے ایک شور وغل ہوا پیر اُسکے چلائے کہ کشتی مرا نام ہن زنگار جادو و بود جب تاریکی برطرف
ہوئی اور اُجالا ہوا امیر نے سر اُسکا لیا اور وہان بارہ دری مین جتنی چاندنیان تھین اُن مین جواہر بھر کے پوٹ
باندھے اور سوچے کہ چلے ان دونون چیزون کو اور بھیجون اور یہان جب ایک روز گذرا دوسرے دن بختک نے کہا
کہ خان اعظم بس لشکر کو حکم دے کہ اُن پر جا پڑے لشکر خان اعظم و نوشیروان کا کرب پر آپڑا تلوار چلنے لگی
اُنھون نے یقین جو بجا ہین امیر کا بھی کل لشکر تیار ہوگیا اور تلوار چلنے لگی وہ لوگ جو خان اعظم نے لندھور
کی طرف مقرر کیے تھے لندھور پر آپڑے لندھور کے ہندی بھی لڑنے لگے مگر کچھ لوگ قریب لندھور کے جا پہونچے
اور تیر مارنے لگے اب ایک ہاتھ مین لندھور کے رسا ہے دوسرے ہاتھ مین سپر ہے روکتے جاتے ہین اور جو تیر بدن پر لگتا ہے
اُسے کھینچ کے پھینکدیتے ہین ایک آدھ پیشانی پر لگا اُسے بھی نکال کے پھینک دیا اب زخمون سے لہو جاری ہے اسی
حالت مین جو قریب آجاتا ہے اُسے اوجھڑ سپر کی کافی ہوجاتی ہے اور وہ لوگ جو لنگر پتھر لیے ہین کس کس طرح اُنھون نے
چاہا کہ کنوئین تک پہونچین ممکن نہ ہوا ہندیون نے ایسا روکا کہ قریب نہ جانے دیا اب تین جگہ تلوار چل رہی ہے دونون
لشکرون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے آخر کو اسی طرح صبح ہوگئی اور تلوار نہ موقوف ہوئی سبکے آگے خان اعظم
ہے پیچھے اُسکے نوشیروان اب لندھور کا عجب حال ہوا دعا مانگنے لگا کہ رسا متحرک ہوا لندھور
نے کھینچا جب کھٹولا باہر آیا سر دیکھا سب حیران ہوے کہ یہ سر کیسا ہے مگر لندھور نے سر نکال کے پھر رسا
کنوئین مین ڈالا دوبارہ امیر نے جواہر رکھکر رسا ہلا دیا لندھور نے جو کھینچا جواہر دیکھے تیسری مرتبہ امیر آپ بیٹھے
اور رسا ہلایا لندھور نے کھینچا جب امیر قریب پہونچے صدا نعرون کی کان مین آئی سمجھے کہ لڑائی ہو رہی ہے اب امیر بھی
بیتاب ہوے پہلے اسلیے خود نہ نکلے تھے کہ اب کون آکر اس جواہر کو نکالیگا اسے لیے چلو یہ نہ معلوم تھا کہ تلوار چلنے
لگی ہے آخر جب باہر آئے اور لندھور کو بہت زخمی دیکھا پوچھا لندھور نے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے گلے سے لگایا
اور کہا اے جانشین من مین تجکو ایسا ہی جانتا تھا جب تو ایسے کام پر معین کیا اور امیر مرکب پر سوار ہوے
لندھور بھی ہمراہ ہوا اور عین گرمی جنگ مین نعرہ کرکے لشکر کفار پہ آپڑے مگر خان اعظم نے جو صدا نعرہ امیر کی سنی
جان نکل گئی چاہا کہ بھاگ جاؤن کہ امیر اُسکے لوگون کو مارکر قریب پہونچ چکے تھے خان اعظم نے امیر کو تلوار ماری
امیر نے کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر بند پکڑ کر اُٹھا لیا لیکن مرکب امیر کا کام آیا امیر نے خان اعظم کے مرکب کو
بھی مارا خان اعظم پیدل گرا تو کون نے چاہا کہ خان اعظم کو چالین امیر نے کمر بند باندھ کر پھر اُٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ پر
لیا پھر کر قریب نوشیروان کے پہونچا اُسے تخت پر سے اُٹھا لیا اسی طرح بہرام و فرامرز وغیرہ نے بختک اور پسران
نوشیروان سبکو پکڑ لیا بجائے سپر ہاتھون پر لیکر جو لشکر مین در آئے لشکر بے سردار نے شکست کھائی ترک بھاگے امیر کے
لشکر مین فتح کا نقارہ بجا خان اعظم وغیرہ کو قید کرکے طبل ظفر بجاتے ہوے میدان سے پھر بارگاہ سلیمانی مین آئے
امیر نے قیدیون کو طلب کیا نوشیروان سے جو سوال ایمان کیا اُسنے کہا مین نے توبہ کی کہ کبھی مین آپ سے سامنا
نہ کرونگا اور کلمہ بھی پڑھونگا بس امیر اُٹھے اور نوشیروان کو لاکر تخت پر بٹھایا اور اُسکی خاطر سے ہرمز و فرامرز کو
بھی رہا کرکے دنگل دیے اور نوشیروان سے کہا مین وہی تیرا لازم ہون بعد اسکے خان اعظم سے جو امیر نے کہا کہ دین
اسلام قبول کر اُسنے کہا مین اپنا دین کبھی نہ چھوڑونگا یہ سنکر امیر نے بادشاہ کیطرف دیکھا سلطان سعد نے عمرو سے کہا کہ
خان اعظم کو قتل کرو عمرو نے ذوالخمار عادی کو بلا کر اُسکے سپرد کیا اس گفتگو مین رات ہوگئی تھی رات بھر اُسکو دارے
بندھا رکھا اور یہان نوشیروان کی دعوت کی جب صبح ہوئی ایک حکم پہونچا کہ صلصال کو قتل کرو دوسرا حکم پہونچا

تیسرا حکم نہ پہونچنے پایا تھا کہ نیجہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو اُٹھا لے گیا

زیر دار سے نیجہ کا خان اعظم کو اُٹھا لیجانا اور کچھ حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہین

یہ خبر امیر کو ہوئی کہ خان اعظم کو نیجہ لے گیا امیر کو بہت تشویش ہوئی اور نوشیروان کو دو تین دن تک نہ جانے دیا
اور کہا کلمہ پڑھو نوشیروان نے قسم کھائی کہ مین ۔ ائن مین جا کر مسلمان ہونگا امیر چپ ہو رہے نوشیروان رخصت لیکر
اپنے لشکر مین آیا اور وہ لوگ جو خان اعظم کے لازم تھے بعضے تو بھاگ گئے بعضون نے کلمہ پڑھا بعضے نوشیروان پاس
چلے آئے غرض امیر نے وہان سے ایک منزل آگے ہٹ کر ہفتہ بھر خان اعظم کی راہ دیکھی نوشیروان بھی روز
امیر کے پاس آیا کرتا تھا ایک روز امیر نے خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ابھی قضا صلصال کی نہین ہے یہ
شیر مردان نقابدار قدرت کے ہاتھ سے مارا جائیگا تم اپنے بند و بست کار مین کیون ہرج کرتے ہو بس امیر جو صبح کو
اُٹھے ترکستان کو کوچ کیا اور بالاخطا مین مع نوشیروان پہونچے جو لوگ پھر باغی ہو گئے تھے اُن کو مسلمان کیا قدر ارسلان
سے کہا اپنی سلطنت لو اُسنے خوف کیا اور سوچا کہ ابھی خان اعظم زندہ ہے اور شمامہ غار افراسیاب مین لاکھون
ساحرون سے موجود ہے پھر چھین لیگا اور ابکی زندہ نہ چھوڑیگا یہ سمجھکر انکار کیا کہ مین ابھی خدمت مین رہونگا قدمون سے جدا نہونگا
بعد اسکے امیر نے تمغاج خان اور زرہ خاقان ترک سے کہا انھون نے بھی انکار کیا یہانتک کہ امیر نے اپنے
سردارون سے کہا کسی نے قبول نہ کیا بلکہ بعضون نے عرضیان دین کہ ہمین معاف کیجیے اور ترک توسن دیکھ رہا ہے کہ
مجکو امیر نے نہ کہا مگر امیر جب مجبور ہوے تو اُس سے بھی کہا بلکہ تخت پر بٹھا دیا سارے شہر سے نذرین دلوادین کہ شاید
اسکے دل مین دغا ہو تو احسان مانکر اس سے باز رہیگا اور زرہ خاقان سے کہدیا کہ ہم تمھین وزیر اسکا کرتے ہین ہر
قسم کی خبر ہمکو بھیجا کی دیتے رہنا جب یہ سب ہو چکا امیر فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ غل ہوا پوچھا کیا ہے کہا رات کو نوشیروان ایران
نوشیروان بختک بختیارک سب بھاگ گئے رات کو بختک نے ورغلایا تھا اسطرح گئے کہ اپنی فوج بھی نہ لیگئے لوگ روتے
پھرتے ہین امیر کو یہ سُنکر بڑی حیرت ہوئی اور رنج ہوا کہا کوئی بھی ایسا ہے جو خبر لائے غرض عیار گئے دس دس بیس
بیس کوس پھر آئے کہین پتا نہ ملا تب امیر نے کہا کوئی ہے ایسا کہ نوشیروان کو پکڑ لائے یہ سُنکر اسفندیار گیلانی اپنے
جنگل سے کود پڑا اور چالیس ہزار سوار ہمراہ لیکر روانہ ہوا اگر نوشیروان جو بھاگا تھا پیچھے ایک کوہ کے پہونچا وہان قزاق
رہتے تھے انھون نے آکر سبکے کپڑے اُتروا لیے بختک نے کہا بھی کہ ارے یہ شاہ ہے اسے تو برہنہ نہ کرو
انھون نے کہا ہم نے تبرک جانکر اسکے کپڑے لیے ہین غرض وہان سے ننگے بھاگے جب کئی کوس آئے ایک
کوہ پر لشکر دیکھا اور ایک خیمہ مین ایک تختہ فولادی دیکھا اُسپر ایک شخص ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان
پہنے قید مین بیٹھا ہے اور ایک شخص برابر تخت کے بیٹھا ہوا گوسالہ پرستی کر رہا ہے اور ایک تختہ فولادی ہے جب اُسمین میخ
آہنی مارتا ہے تین گز اُس تختہ کو توڑ کر نکل جاتی ہے تین روز مین لوگ تختہ کو برمکر اسی طرح کھینچ لیتا ہے اور دو میل آہنی
بہت بڑے رکھے ہین انھین اٹھا لیتا ہے یہ زور اس کا ہے بس بختک لشکر مین آیا نوشیروان تو مارے شرم کے چھپ
رہا بختک نے آکر لوگون سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ہاتھ تو آگے ہے ایک پیچھے جواب دیا کہ
یہ لشکر فرامرز بن فارقی عدنی کا ہے اور یہ قیدی ہلال عدنی ہے جو امیر سے مل گیا تھا اور اب ارادہ
ہے کہ امیر سے مقابلہ کرے یہ سن کر بختک بہت خوش ہوا اور کہا تم جا کر کہو کہ نوشیروان کا
وزیر آیا ہے پھر تو ایک نے جوتیان لگائین اور بختک بھاگا دور جا کر کہا ارے واہ مین

نہ کہون گا کہ اُنھون نے جوتیان ماری ہین لیکن جو مین کہتا ہون تم کہدو لوگ اُسکو تالی دینے لگے کہ بڑی ہو گر غل جو ہوا
فرامرز نے کہا یہ غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ ایک شخص ننگا کہتا ہی مین نوشیروان کا وزیر ہون فرامرز نے کہا بلوا
بختک جو سامنے آیا سارا حال کہا فرامرز نے نوشیروان کے لیے خلعت بھیجا اور بُلا کر تخت پر بٹھایا اب ماجرا امیر کا سُنا
مگر اسفندیار گیلانی جو تلاش مین چلا تھا خبر ملی کہ نوشیروان فلان مقام پر ہی انکا لشکر بھی سامنے اُترا اور فرامرز
نے نوشیروان سے پوچھکر اسکے لشکر کو بھی بلوایا اب نولاکھ تو فرامرز بن قارن کے لوگ باقی نوشیروان کا لشکر کا اسفندیار
گیلانی نے نامہ فرامرز کو لکھا اور مسعود کوہی کو پانچ ہزار سوار دیکر روانہ کیا مسعود بارگاہ فرامرز مین گیا سلام علیک
کی فرامرز نے کہا او بے ادب یہان کون پلچ ہو جسکو سلام کیا ایلچی نے کہا کیا بکتا ہی بس زیادہ سخن نہ نکالنا فرامرز نے کہا
نامہ لا ایلچی نے کہا زرنثار کر فرامرز نے کہا پھر تو واہیات بکتا ہی ایلچی نے قبضے پر ہاتھ رکھا اور فرامرز بن قارن کو مع
نوشیروان جو چاہا سو کہا کہ بختک نے کہا اچھا نامہ تو دو غرض بعد رسم قدیم کے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ او فرامرز نوشیروان
کو ہاتھ باندھکے مع بختک دہرمزد و فرامرز و بختیارک بارگاہ آسمان جاہ مین بھیجدے تو بہتر ہی نہین تو سزا ایلچی فرامرز
نے نامہ نوشیروان کو دکھایا اور کہا اس عرب کو کیا ہوا ہی بڑا بے ادب ہی ایلچی نے کہا بس زبان کو سنبھال نہین گدی
سے زبان کھینچ لونگا فرامرز نے کہا یہ جانے نہ پائے ایلچی نے تلوار فرامرز کو ماری اُسنے خالی دی اور لوگ بیچ مین آگئے اُنسے تلوار
چلنے لگی آخر ایلچی زخمون سے چور ہوا لیکن بائیس سردارون کو مار کر اور لڑتا ہوا باہر نکلا یہان اُن پانچ ہزار جوانون سے تلوار
چلنے لگی اُسمین سے بھی بہت سے مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسفندیار پاس آئے سب کیفیت بیان کی مگر مسعود کوہی جو زخمی
بہت ہوا غش کھا کر گرا فرامرز نے لوگون کو منع کیا کہ سر اسکا نہ کاٹنا اور اُٹھوا کے خیمے مین لایا زخمون مین ٹانکے دلوائے کہ
جوان بہادر ہی شاید لات کو سجدہ کرے مگر یہ خبر اسفندیار نے جونہی مارے غصے کے کانپنے لگا ارادہ کیا ابھی بارگاہ مین
گھس جاؤن لوگون نے قسمین دیکر روکا مگر غصہ اسقدر تھا کہ نقارہ بجوا دیا یہ خبر فرامرز کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ بجوایا
رات بھر کمر بندھی رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مارے غصہ کے آئین بھی امیر کا نہ یاد رہا طبل جنگی بھی بجوایا وہ تو
میدان مین بھی پہلے آکر فرامرز کو للکارا فرامرز شاہ مدائن سے اجازت لیکر نکلا ٹھٹکا در ہوا چھ قدم مرکب برابر
سے ہٹے اسلیے کہ فرامرز بہت زور و شور سے آیا تھا کہ اتنے مین فرامرز نے اسفندیار سے کہا او لڑکے کیا تو مجھکو نہین جانتا
جو مقابل میرے آیا مین نے تیرے باپ کو لوعقا مین پر چڑھا دیا تھا اور باقی تیرے بھائیون اور سردارون سے لڑا وہ کون تھا
جسے مین نے زخمی نہین کیا بس بہتر یہ ہی کہ پھر جا اسفندیار نے کہا مین نے سب تیری نامردی سنی ہی کہ تو نے فریب سے بابا جان کو
گرفتار کیا بس آج سب حال کھلا جاتا ہی لا ضرب بہادری کی فرامرز نے نیزہ مارا اسفندیار نے نیزہ تو اسکا بہ برکت
اسلام چند طعن مین ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی اسفندیار نے سر اپنا
کھینچکر بچایا مگر مرکب کی گردن قلم ہوئی اُنھون نے بھی فرامرز کے مرکب کے پاؤن اُڑا دیے فرامرز گرا عدنی سمجھے کہ
مارا گیا سب دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسفندیار کا چلا دونون لشکر تلوار چلنے لگی ان دونون نے بھی مرکب سواران
فوج کے اڑاکر چھینے اور سوار ہو کر مصروف تیغ زنی ہوے پھر تو وہ تلوار چلی کہ خدا کی پناہ اسفندیار اُس فوج کثیر سے
یون لڑ رہا ہی جیسے شیر مجمع روباہ پر جاتا ہی کہ نام رستم و اسفندیار مٹا دیا مگر زخمون سے چور ہوگیا اور غش کھا کر گرا فوج
کل چالیس ہزار تھی اُسمین سے بھی پانچ ہزار جانین اپنی بچا کر نکل گئے باقی سب مار کر مرگئے فرامرز بن قارن اسفندیار کو
اُٹھوا کے لشکر مین لایا قید کیا زخمون مین ٹانکے دلوائے مگر اُن لوگون نے جا کر امیر حمزہ صاحبقران سے سارا حال
بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران کو بڑا صدمہ اپنے فرزند کا ہوا

اب دو سگمے داستان جانا عمرو کا بحکم امیر حمزہ صاحبقران واسطے خبر اسفندیار کے لشکر نوشیروان مین اور بختک کی نہاری پکا کے نوشیروان اور اُسکے دونون بیٹون اور فرامرز بن قارن عدنی کو کھلانا بیان کیے جاتے ہین

امیر حمزہ صاحبقران نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ خواجہ تم جاکر خبر نوشیروان اور فرامرز اور میرے فرزند کی لاؤ کہ کس طرح یہ لوگ اُس سے پیش آئے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ابھی اور کہا یا امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اب مین اس بختک کو نہ چھوڑونگا ضرور قتل کرونگا اور قبل بھی عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزہ صاحبقران سے کئی مرتبہ کہ چکا تھا امیر حمزہ صاحبقران سُنکر چپ ہو رہتے تھے آج بھی چپ ہو رہے جانا کہ عمرو یونہین کہا کرتا ہے مگر یہ جو چلا لشکر فرامرز مین آیا ایک باورچی کی شکل بنکر جہان داروغہ باورچی خانہ کا تھا وہان آیا اور سلام کیا اُسنے پوچھا کہا ن سے آنا ہوا نام کیا ہے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مین رہنے والا ختن کا ہون خان اعظم کا نوکر تھا جب اُسپر تباہی آئی مین بھی واسطے روزگار کے نکلا حیران ہون کہ کون ایسا ہوگا جو مثل خان اعظم کے کھانا پکوا کر کھائیگا میرے ہی کھانے کی قوت سے چار سو بیٹے اسکے یہان ہوے اور ہر وقت عورت کی خواہش رہتی تھی ایسی نہاری اور ہریسہ پکاتا ہون اس لاگت کے دینے کا کسی مین حوصلہ نہین دیکھتا اور نام میرا اُستاد چربدست جلد دست خطائی ہے داروغہ اور باورچی سُنکے چپ ہو رہے اور نہایت حیران ہوے مگر داروغہ نے کہا مین بادشاہ سے کہتا ہون وہ پکوائیگا اور تمکو نوکر بھی رکھ لیگا خان اعظم تو کیا تھا یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا دل تو ویسا نہین غرض داروغہ نے جاکر عرض کی کہ ایسا باورچی آیا ہے نوشیروان نے بلوایا بختک اُسوقت نہ تھا عمرو بن امیہ ضمری نے جو داروغہ سے کہا تھا اُس سے زیادہ ہی کہا یہ سُنکر شاہ اور فرامرز اور پسران شاہ سب کو کھانیکا اشتیاق ہوا کہا جو یہ طلب کرے سب جنس دلوادو داروغہ نے کہا جو کہو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحب پانچ سات متصدی کو بلاؤ کہ وہ لکھتے جائین داروغہ نے کہا میان چربدست ایک متصدی تو سارے پرگنہ کا حال لکھتا ہے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا بھلا آپ لکھوائین کو معلوم ہو جائیگا اور بیان کرنا شروع کیا یہانتک کہ کوئی جانور پرندون مین نہ باقی رکھا سوا پتنگ کے اور چارپاؤن مین سوا چارپائی کے کوئی شئے نہ چھوڑی اور تمام جہان کے مصالحے خوشبویات جواہر مع گھر اور علاوہ اسکے ایک لاکھ روپیہ نقد مانگے داروغہ نے فوراً سب کچھ منگوا دیا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ ایک خیمہ علٰیحدہ کھڑا کرو آگے قناتین گھروادو کہ کسی طرف سے سامنا نہ رہے جبکہ خیمہ استادہ ہو چکا اور سب اسباب نقدی سمیت آیا عمرو بن امیہ ضمری نے سب اندر خیمے کے رکھوا لیا دو دیگین اور کئی پتیلے بھی چاندی کے عمرو بن امیہ ضمری نے منگوا لیے تھے اب عمرو بن امیہ ضمری نے اندر خیمے کے جاکر جو کچھ کہ تھا سب کو نذر زنبیل کیا اور ابو الفتح کو ساتھ لیگئے تھے اُس سے بڑا سا چولھا بنوا دیگ کو اوپر چولھے کے رکھوا دیا سب باورچی اشتیاق مین ہین کہ دیکھا چاہیے میان چربدست اسقدر اجناس کو کیونکر پکاتے ہین اور کیا تدبیر کرتے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے سبکو حیرت زدہ دیکھ کر کہا کہ صاحبو تم کو کیا خیال ہے اور کس بات کا تعجب ہے تم یہ جانتے ہو کہ چربدست کیونکر اسقدر اجناس کو کھپائیگا مین کہتا ہون کہ اگر ایک چھلکا پیاز کا بھی خیمے سے باہر نکالون تو گنہگار رہون اور مجکو دغگو جاننا مین اس امر مین مشاق ہون اگر کہو تو اس لڑکے سے دیگ شوربے کے پکوا دون تم سب تو باورچی کہلاتے ہو آجتک تمکو یہ تو معلوم نہین کہ جسوقت چولھا بناتے ہین تو کیا اسم پڑھتے ہین اور جسوقت دیگ کو چولھے پر رکھتے ہین تو کیا کہتے ہین اور ترکاری چھیلتے ہین

کیا کٹتے جاتے ہین گھی اور گوشت کو صاف کرنے مین کیا پڑ ہین اور مصالحہ پیسنے مین کیا کہین اور جیا لکڑیان لگا کر
آگ دہکاتے ہین تو اُسوقت چولہا آگ سے اور آگ چولہے سے کیا کہتی ہو اور دیگ کفگیر سے اور کفگیر دیگ سے کیا
کہتی ہو اور جسوقت دال چانول آپس مین ملتے ہین تو وہ کیا باتین کرتے ہین اور یہ جو آپسمین مغل پٹھان کی لڑائی
ہوتی ہو یہ تو مشہور ہو بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ کیون لڑتے ہین اور سب کو رہنے دو یہ سُنکر باورچیون کو سکتا ہوگیا سات
پانچ بھولے جواب نہ دیا دم بخود رہگئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے پھر کہا کہ تم سب ہمارے خیمے سے باہر
چلے جاؤ کسواسطے کہ جب یہ ہریسہ تیار ہوجائے تو دیکھنا اگر کسی نے ناتیاری مین دیکھ لیا تو ذائقہ بھی بدل جائیگا
اور ماورامزے کے زور اور قوت بھی جاتی رہیگی کہ جس سے چار سو بیٹے خان اعظم کے گھر مین ہوے تھے
مین نے مطلع کردیا ہو مجکو کوئی الزام نہ دے سب لاگت برباد ہوجائیگی مین نہین جانتا ہون پھر مجھسے کچھ نہوگا اور
جسوقت تیار ہوجائیگا بشوق تمام جسکا جی چاہے دیکھے بلکہ مین آپ سبکو بلا کے دکھاؤنگا داروغہ باورچی خانہ نے
سبکو منع کیا کہ خبردار کوئی جھانکے نہین اور سب کو باہر کردیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اپنے کو تنہا پاکر
جسقدر جانور مناسب سمجھے پر زہر بیست مصالحہ ملا کر دیگ مین ڈالدیے اور پکانا شروع کیا اور مابقی کو نذر
زنبیل کیا سوا اُس دیگ کے کہ جو چولہے پر تھی کل ظروف نقرئی اور مسی بھی داخل زنبیل بے عدیل کیے آدھی
رات گئے تک خواجہ نے سب جانورون کو ہریسہ کرکے یخنی نچوڑی پھر ابوالفتح کو چولہے کے قریب بٹھلادیا اور
کہا کہ دھیمی دھیمی آنچ کرتے رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون یہ کہکر باہر آئے اور باورچیون سے کہا کہ دیکھو مین
خالی ہاتھ جاتا ہون واسطے اُس چیز کے کہ سب طاقت و مزہ اُسی سے ہوتا ہو اور تم سب سے چھپایا ہو نام
اُسکا نہین بتایا مگر دیکھا چاہیے کہ کیونکر ملتی ہو مین اپنے لڑکے کو چھوڑے جاتا ہون خبردار خبردار کوئی اندر قنات
کے نہ جائے ورنہ سب لاگت شاہ کی برباد ہوجائیگی آگے مین نہین جانتا باورچیون نے کہا اے اُستاد صاحب
آپ خاطر جمع رکھیے ہم لوگ ایسی حرکت کبھی نکرینگے لیکن اسکے امیدوار ہین کہ یہ نسخہ ہمین بھی بتادیجیے گا عمرو نے
کہا کیا مضائقہ ہو لیکن شرط یہ ہو کہ خدمت کرنا خدمت سے عظمت ہو بتلانا کیسا مین تمھین سے پکواؤنگا یہ کہکر تلاش
بختک مین روانہ ہوے مگر حال بختک کا سنیے کہ آج دن بھر یہ بیقرار رہا نہ بارگاہ شاہ مین گیا نہ گھر مین اسکا دل
لگتا ہو چار چار ہاتھ کلیجہ اُچھل رہا ہو جبکہ شام ہوئی سرشام سے ایسی گھبراہٹ اسکے دل مین ہونے لگی کہ کبھی اندر
سے باہر آتا ہو اور پھر جب باہر دل نہین بہلتا تو اندر چلا جاتا ہو آخر چار گھڑی رات گئے زیادہ بدحواس ہوا اور شدت
خفقان کی ہوئی حبشی کہ غلام اسکے تھے سب پر تاکید کی کہ آج کی رات خبردار خبردار کوئی نہ سوئے سب بیدار رہین
اور نگہبانی میری کرین اور روشنی بھی بہت رہے انتہا کی ہوشیاری کرو کوئی اندر خیمے کے نہ آنے پائے سب
پہرے پر ہوشیار ہوگئے پھر بھی اس کا دل نہ بہلا اور بیقراری زیادہ ہوئی اُسوقت بت سونے اور چاندی کے
نکالے اور برابر برابر تخت جواہر نگار طلائی پر رکھے اور سونے کے چراغون کو روغن گل سے بھر کے بتیان رنگ رنگ
کی اُسمین ڈال کے روشن کین ہار پھول پیڑے بتاشے اشرفیان روپیہ چراغی کے سامنے رکھے اور ڈنڈوت کرکے
ہاتھ بتون کے سامنے باندھ کے کہنے لگا کہ اے خداوند لات منات آپ کی ذات غریب پرور ہو امیدوار ہون
کہ یہ بیقراری میری کھودیجیے اور آج کی رات جان میری بچالیجیے عمر بھر آپکی پرستش کی ہو زندگی اسمین
گذری ہو یہ کوئی بڑی بات نہین اب زندگی غلام کی آپ کے ہاتھ ہو سوا آپکے کس سے فریاد کرون امیدوار
آفت سے بچالینے کا ہون نہین معلوم کہ آج مجکو کیا ہوگیا ہو کہ کلیجہ منہ سے باہر نکلا آتا ہو اپنی خداوندی کیواسطے

فریاد کو میری سُن لیجیے یہ کہکر عود عنبر عود سوزون مین اسقدر جلا دیا کہ سارا خیمہ معطر ہوگیا باہر والے بھی خوشبو سونگھتے ہین کہ خداوندون کے پیرہن کی خوشبو ہے اسپر بھی بختک کو چین نہ آیا زیادہ جب بُری کیفیت ہوئی سب کارخانہ بت پرستی کا یونہین چھوڑا قنات عقب کی چاک کرکے لشکر مین آیا مگر چادرے سے مُنھ لپیٹے ہوے وہ بھی سیاہ رنگ کا کہ اندھیری رات مین کوئی نہ دیکھے پھرتے پھرتے دوپہر رات گئے شترخانے مین پہونچا وہان پالان شتر رکھے ہوے تھے اُسکے اندر چھپ کے بیٹھ رہا قضاے کار ایک روز پیشتر لوٹا تانبے کا ایک شتربان کا چوری گیا تھا وہ تاک مین تھا آج جو شترخانے مین کسی کو اُسنے آتے ہوے دیکھا تو چپکا پڑا رہا جب یہ پالان مین چھپا بس شتربان چپکے سے اُٹھا اور سونٹا الی کا بہت بڑا توڑ رکھا تھا دونون ہاتھون سے پکڑے ہوے پشت کی طرف چھپاے ہوے دبا دبا آیا اور بھرزور بختک کی پیٹھ پر مارا اور کہا کہ ابے چوٹٹے کل تو لوٹا لے گیا آج کیا لینے کو آیا ہے اور کس چیز کو تاکا ہے بس پھر تو موے پر سو درے بختک چلایا کہ ہاے مجکو مار ڈالا اُسنے دوسری ضرب چوتڑون پر دی پھر تو بختک نے دیکھا کہ ہاے اور رواویلا سے کچھ نہوگا بھاگا اور شتربان پیچھے دوڑا کہ ابے مار ہی ڈالونگا کہان جائیگا اور ساربان بھی شور سُنکر دوڑے بختک تو نکل گیا شتربان ڈھونڈھ کر پھر آئے اور سب شترخانے مین جمع ہوے بڑا ساحقہ بھر کر بیچ مین رکھا دو گھٹی چلنے لگی اور اس شتربان کی سب تعریفین کرنے لگے کہ بھئی واہ خوب ہی تاک لگائی اور عوض لوٹے کا کرلیا یہ کہ رہا ہے کہ اگر سر پر پڑتا تو البتہ مزا تھا مگر کئی دن تک بچا سکین گے یہان تو یہ ہو رہا ہے اور وہان بختک جو بھاگا تو بازار مین لشکر کے چوتڑ سہلاتا ہوا آیا دیکھا ایک طوائف اپنے مکان کے دروازے پر کرسی بچھائے بیٹھی ہوئی ہے چراغ جل رہا ہے رات جو زیادہ آئی ہے بیٹھی ہوئی جماہیان لے رہی ہے بختک نے آکر پانچ اشرفیان جیب سے نکال کر اُسکے ہاتھ پر رکھدین یہ بھی کسبی تھی پکڑ کر ہاتھ اسکا اپنے گھر مین لائی گلوری کھلائی پھر بختک کو ساتھ لیکر پلنگ پر آئی اور کیسا کیسا لپٹی مگر یہ مانند مردے کے پڑا رہا جب نہوا پھر تو طوائف نے جھنجھلا کر اسکو پلنگ پر سے ڈھکیل دیا یہ پلنگ کے نیچے گھٹنون کو پیٹ سے لگا کے اوندھا پڑا رہا اب حال خواجہ کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو آئے بختک کی خوابگاہ پر بڑا بندوبست دیکھا کہ کسی طرح اندر جانا ممکن نہین حبشی پہرے پر بہت ہوشیار تھے روشنی بیحد و بے حساب تھی پشت کی طرف سے نقب دے کر اندر خیمے کے آئے دیکھا کہ تخت طلائی مرصع کار پر بچھا ہے بت جواہر نگار بے شمار رکھے ہین چراغ سونے کے جل رہے ہین عمرو بن اُمیہ ضمری نے بختک کو جو نہ پایا سب مال کو مع تخت وغیرہ داخل زنبیل کیا ادھر اُدھر خوب ڈھونڈھا جانا کہ پوجا کرکے باہر گئے ہونگے آپ بھی اسی راستے سے باہر آئے تلاش کرتے ہوے چلے شترخانے مین پہونچے وہان چور کا ذکر ہو رہا تھا اور سونٹے مارنا شتربان کا سب سنا معلوم کیا کہ ملک جی یہان آئے تھے مگر ٹھکانا چھپنے کو یہان نہ پایا اور کسی طرف کو چلے گئے ہین بس اُسی وقت ہرکارے کی وضع بنائی ڈنڈے شاہی کمر مین رکھکر سُرخ پگڑی چنت دار سر پر رکھی زرد چڑھنوا جوتا پہنا کمر مین دھوتر کا دوپٹہ باندھ کے انگرکھے نیچے نینون کی مرزئی بھی تھی پکارنا شروع کیا کہ جواہر بادشاہ کا چور لیکر بھاگا ہے جسکو معلوم ہو چور کو بتلا دے یا جسکے گھر مین چور چھپا ہو آکر نشان دے ورنہ جسوقت تحقیقات ہوگی اور دریافت ہوگا کہ فلان کے گھر سے چور نکلا اُس شخص کا گھر کھد جائیگا اور عمر بھر قید رہیگا اگر کسی عورت کے پھندے مین پھنسا ہوا ملیگا یا کسی عورت نے اپنے گھر مین رکھا ہوگا تو ناک اور چوٹی اُسکی کاٹی جائیگی مال اسباب ضبط ہوگا چاہیے کہ جو جانتا پہچانتا ہو خود بتلا دے ورنہ تباہ و برباد

ہوگا قضاسے کار پکارتے ہوسے وہان پہونچے جہان طوائف کا مکان تھا طوائف کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سمجھی کہین یہ چور نہو اسلیے کہ پانچ اشرفیان تو دین اور مقاربت نہ کی ڈھکیل دینے پر بھی کچھ نہ بولا پلنگ کے نیچے اوندھا پڑا ہے سانس ڈکار نہین لیتا ہی تو ہی چلکر کہدے ورنہ بڑی بات ہی لالچ برا ہوتا ہو مال جان سب کچھ کھوتا ہی بس یہ خیال کرکے چپکے سے دبے پانُون اُٹھکے باہر آئی جبکہ خواجہ سلامت بصورت ہرکارہ قریب آئے اُسنے ہاتھ پکڑ کے کہا اے میان ایک مرد وا میرے گھر مین چار گھڑی سے آیا ہوا ہی مین کیون آپ سے چھپاؤن صاف کہے دیتی ہون کہ پانچ اشرفیان بھی مجکو دی ہین چلکر آپ پہچان لیجیے اگر وہی چور ہو پکڑ لیجائیے مین نے خود آکر کہدیا کہ عتاب شاہی نہ آئے بس خواجہ نے کہا تو نے بڑی عقلمندی کی کہ بتا دیا اب چلکر دکھا دے طوائف لیکر اندر آئی اور پلنگ کی طرف اشارہ کیا دیکھا عمرو سے کہ کوئی نہین ہی کیونکہ نجتک نے طوائف کو جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور ہرکارے کے پکارنے کو بھی سُنا تھا یہ سمجھ کے کہ قضا آ پہونچی اُسی وقت چھپکر نکل گیا تھا عمرو نے پلنگ کے نیچے بھی دیکھا جب نہ پایا تو طوائف پر آنکھین نکالین اور کہنے لگے کہ جلد بتا قحبہ کہ اُسے کہان چھپایا وہ کدھر گیا سرکاری چور ہی تو بھی دھری جائیگی بڑی جلساز ہی کہ اُسے پہلے ہی نکالدیا اور بریت کیواسطے کہہ بھی دیا صبح کو حال معلوم ہوگا طوائف کی جان نکل گئی پانچون اشرفیان پاندان سے نکالکر نذر دین اور ہاتھ جوڑنے لگی کہ میان صاحب خدا آگاہ ہی مین نہین جانتی کہ موا کہان سے آیا تھا اور کدھر گیا اور کب چلا گیا مین آپکو بلانے گئی وہ پیچھے سے پلنگ کے نکلکر بھاگ گیا ہوگا عمرو نے پاندان بھی اُسکا چھین لیا اُسنے دم بھی نہ مارا لیجانے دیا اب خواجہ آگے تلاش مین روانہ ہوئے رات پچھلی رہگئی تھی حیران و پریشان بیرون لشکر پہونچے ایک تکیہ پرانا تھا قبرین اُسمین جو تھین وہ بھی ٹوٹی ہوئی اُس تکیہ مین فکر کرتے ہوسے چلے آئے اور ایک قبر پر بیٹھکر سوچنے لگے کہ اب کہان جاؤن رات گذر گئی اور وہ نہ ملا ناگاہ آواز آئی کہ توبہ توبہ اے لات اعلی منات معلی آجکی رات مجکو بچا لیجیے تو جانون کہ خدائی آپکی برحق ہی تمھاری درگاہ مین توبہ کرتا ہون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُسی طرف کو آئے ایک ٹوٹی قبر مین نجتک کو اوندھا پڑے ہوئے دیکھا بس آواز بلند سے پکارے کہ خوب ہم کو سرگردان و پریشان کیا ساری رات پھرتے اور جستجو کرتے گذر گئی آئیے قبر سے باہر تشریف لائیے توبہ قبول ہو جائیگی ذرا باہر تو آئیے نجتک نے دانت نکالدیے اور گڑگڑانے لگا اور دوڑ کر عمرو بن امیہ ضمری کے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مین تو غلام قدیم ہون اور مجھسے کوئی خطا عمداً اور سہواً نہین ہوئی ہی آپ نے کس لیے کمترین کو سرفراز کیا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہدیا جائیگا پہلے یہ تو کہو کہ توبہ کس بات کی کرتے ہو کیا حرکت تمسے سرزد ہوئی ہی اور کہتے ہو کہ کوئی خطا مین نے نہین کی ادنا ایک خطا دو خطا ہو تو معاف کرون ہزارہا خطائین تو نے کی ہین کہان تک معاف کرون اور توبہ توبہ کرتا ہی توبہ تیری قبول نہوگی یہ کہکر چند دانے خرمے کے کمر سے نکالکر سامنے کیے کہ لیجیے کھائیے تبرک ہی نجتک نے ہاتھ باندھے کہ حضور آپ کے واسطے بہت سا مال و جواہر رکھا ہی بلکہ نکالکر خیمے مین چن آیا ہون حضور جاکر سب لے لین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ جی صاحب جنکو آپ رکھ آئے تھے وہ تو جاکر ہم نے لے لیے اور اس کے سوا جود و احسان ہی نجتک نے کہا جی وہی مال تھا اور فی الحال تو نہین ہی مگر عمر بھر کا دیندار رہونگا آپ تشریف لیجائین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا لو کھالو ہرج ہمارے کام مین نہ کرو اُسنے بہت کہا کہ آپ تو مالک ہین اور ہمیشہ سے شفقت و عنایت کرتے ہین کہ تبرک مرحمت فرماتے ہین مگر غلام کو چند روز سے میوہ اور مٹھائی سے نفرت

نہین ہو ورنہ عذر نہ کرتا کھا لیتا کیا قباحت تھی مجبور ہون کہ بیمار ہوجاتا ہون جب کچھ ایسی چیز بھولے سے بھی کھا
لیتا ہون مہینون چھینا پڑتا ہے یہ سنکر **عمرو بن امیہ ضمری** نے خنجر نکالا اور دکھایا کہ ملک جی جلدی نوش کیجیے
ورنہ خنجر حاضر ہے دیکھ لیجیے **بختک** نے ناچار ہوکر کھا لیے اسقدر بیہوشی ملی ہوئی تھی کہ فوراً چھینک آئی اور
بیہوش ہوا **عمرو بن امیہ ضمری** نے چادر مین پشتارہ باندھا اور لیکر راہی ہوا صبح کے قریب باورچی خانے مین
پہونچا باورچیون کی نظر جو پڑی پکارے آیئے اُستاد چربدست اور کچھ لائے بھی آپنے کہا کہ بھنی لائے تو بیشک
گر دانتون پسینہ آگیا ڈھونڈھتے ڈھانڈھتے جان عاجز ہوگئی جب یہ چیز ملی ہے اللہ نے سرخرو کیا ورنہ سب کام
خراب و برباد ہوتا یہ کہکر اندر قنات کے چلے آئے اور سرپوش ہٹا کے اُسیطرح پوٹ کا پوٹ دیگ مین ڈالدیا
ابوالفتح نے پوچھا کہ ماموں جان آپ نے کیا ڈالدیا ہے کچھ نہ بتلایا کہ لڑکا ہے ایسا نہو کہ ڈر جاے اور مونڈھا بچھا
کے قریب دیگ کے کفچہ ہاتھ مین لیکر بیٹھے اور خوب طرح **بختک** کی نخنی نخوڑی ہڈیون کو خوب کفچے سے دبایا پانی تو
رات بھر کا کھولا ہوا تھا دیر نہوئی کہ ہریسہ تیار ہوگیا چار گھڑی دن چڑھتے چڑھتے آپ نے نمک مصالح برابر کرکے
خوشبو زعفران لونگ الائچی کی زیادہ کرکے تیار کیا پھر تو وہ خوشبو پھیلی کہ باہر تک سارا مکان اور میدان مہکنے لگا
سب باورچی کہنے لگے کہ واہ واہ کیا خوشبو ہے استاد چربدست صاحب آپکے ہاتھون کے صدقے ہوجایئے
یہان خواجہ نے سرپوش وہان دیگ پر رکھکے تھیلی آٹے کی کرکے انگارے سرپوش پر رکھدیے اور دیر
لگا دیا پسینہ پونچھتے ہوئے آکر باہر بیٹھے اور کہنے لگے کہ اب تیار ہے کہ اتنے مین **نوشیروان** نے دربار کیا خرد و
کلان پیر و جوان حاضر ہوئے اُسوقت شاہ نے کہا کہ رات بھر اشتیاق ہریسہ کا رہا ہے جاکر کوئی دیکھے تیار ہوا
یا نہین اگر تیار ہو تو لاؤ اسی وقت لوگ گئے اور باورچیون نے پلاؤ زردہ قلیا قورما نکالنا شروع کیا اور
خواجہ سے کہا کہ آپ بھی ہریسہ نکالیے **عمرو بن امیہ ضمری** نے کہا کہ ہم تو ساری دیگ انگارون پر
لیچلینگے کہ گرما گرم مالک کھائے سرد ہونے مین شاید خداوند نعمت ناراض ہون تو ساری محنت برباد ہو۔ **مصرع**
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی یہ کہکر ایک میانہ منگوالیا دیگ کو اُسی صورت سے بجنسہ اُسپر رکھکر
کہارون سے کہا کہ لیچلو کہار لیکر چلے آپ بھی ساتھ میانہ کے ہولیے جبکہ خاصہ بادشاہ کے پاس روشن چوکی
بجتی ہوئی جا پہونچا اور دسترخوان بچھایا بادشاہ نے کہا آج بجز ہریسہ کے کوئی نعمت نہین مرغوب ہے
چربدست خطائی سے کہو کہ جلد حاضر کرے آپ سامنے آئے اور مجرا کرکے فرش بارگاہ سے علیحدہ بیٹھ گئے
اور دیگ منگوا کے پانچ پیالے غوری کے بڑے بڑے لیکر ہریسہ نکالا اور پانچ عضو سالم ایک ایک کاسہ مین
تقسیم کیے بعد اسکے شوربا نکالا کہ کاسہ لبالب ہوگئے باقی اور بہت سے پیالے بعد کو نکالے اور ہر ایک
سردار کے آگے رکھنا شروع کیے اور وہ پانچون کاسے اس طرح تقسیم کیے کہ ایک تو **نوشیروان** کے روبرو
اور ایک ایک ہرمز فرامرز کے سامنے اور ایک **فرامرز بن قارن عدنی** کے آگے اور پانچوان ملک
بختیارک کے سامنے رکھا اُسوقت ہاتھ دھوکر سب نے مع بادشاہ تافتانین توڑکر بھگودین چمچے
لیکر ہاتھون مین چاہتا تھا بادشاہ لے کر کھائے اتنے مین **بختک** یاد آگیا چمچہ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا
کہ کوئی جاے اور بہت جلد **بختک** کو لے آئے کہ اُسکے بغیر دل نہین لگتا اُستاد چربدست نے ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو نمک خوار کو سواری وزیر اعظم کی ملی تھی مجھ سے کہا کہ ہم حاجت رفع
کرکے آتے ہین شاہ انتظار نفرمائین نوش جان کرین ہمارا حصہ رکھ چھوڑنا تو غلام نے اُنکا حصہ

رکھ چھوڑا ہی جبکہ وہ آئینگے گرم گرم کھلاؤنگا نوشیروان کو بھوک بشدت تھی یہ سنکر چمچہ سے نوالا منھ مین رکھا پھر تو
سب شریک طعام کھانے لگے آدھے آدھے پیٹ بھر چکے تھے کہ نوشیروان نے تعریف کرکے ایک زوج دوشالا
گلنار اور پانچ ہزار روپیہ عنایت کیے اور بہت تعریف کی کہ فی الحقیقت ایسا خوش ذائقہ ہریسہ ہمنے نہین کھایا تھا
اتنے مین شوربا جو کم رہا اعضاے سالم جو تھے وہ نظر آئے انکو جو اُٹھایا تو ہرمز و فرامرز کے ہاتھ مین انثیین آئے
انھون نے انکو کھال مین جو پایا وہ باوہا کے دکھانے لگے اور وہ بیضے کھال مین دوڑنے لگے آپسمین مزاح ہونے لگی
کہ یہ کیا ہے اتنے مین فرامرز بن قارن کے ہاتھ مین اعضاے تناسل آیا اسکے کاسہ مین تھا اُسنے نکالکر دکھادیا کہ
یہ کیا چیز ہے ابھی تک تو ہنسی ہو رہی تھی کہ ملک بختیارک نے جو ڈھونڈھا تو اُنکے پیالے مین ہتھیلی چھنگلیا سمیت
نکلی اور انگوٹھی مع نگین مہر کہ بختک اُسپر کندہ تھا نکلی بس بختیارک نے جو شوربہ چوس کر مہر پہ نگاہ کی ملک
بختک کھدا پایا کہ مہر دستی تھی بس چلایا کہ ہای بابا جان تم کو کسنے مارا اور مجکو یتیم کیا یہ کہکر سر پر ہاتھ مارا اور زمین پر
لوٹنے لگا بادشاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا خود بھی مہر پڑھی اور اُستاد چرب دست سے کہا کہ ای چرب دست سچ کہہ کہ یہ کیا ماجرا ہی
اسوقت آپ نے کہا باش او آتش پرست منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
مارا مین نے بختک نابکار و مکار کو اور یاد رکھنا کہ بہ تصدق سر صاحبقران تو بچا ہوا ہی ورنہ تیرا بھی یہی حال کرونگا
کہ بارہا تو نے اقرار ایمان لانے کا اور دار الاسلام مین آنے کا کیا اور پھر کافر رہا اگر جان تجھکو پیاری ہو تو پھر کبھی کوئی
ایسی بات نکرنا کہ جسمین اب میرے آقا کو رنج پہونچے ورنہ اگر یہی انجام تیرا بھی ہو تو جو چاہنا کہنا سب ساسانی کھڑے ہو گئے
اور چاہا کہ گرفتار کرلین بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہین جست جوکی سراپچون کے پار ہوے وہان سے میدان پکڑا اور شل ہو کے اُڑنے
لگے کافرون نے لینا پکڑنا کا غل کیا مگر یہ صاف نکل گئے سب مجبور و ناچار پھر آئے بختیارک اور سبنے بہ تدبیر استفراغ کیا کہ
تمام آنتین دوہری ہو گئین اور کلیجے منھ کو آگئے اور سب واسطے بختک کے روے مگر بختیارک نے وہ برا حال کیا کہ بیان
سے باہر ہی چار روز تک یہ دربار مین نہین آیا اور گھر مین تڑپا کیا پانچوین روز نوشیروان نے بلا کر خلعت وزارت کا
دیا اور دلجوئی و خاطر بہت کی پھر تو یہ بہت خوش ہوا اور مخلع ہو کر گھر مین آیا مگر عمرو بن امیہ ضمری پھر لشکر نوشیروان
مین بہیئت مصنوعی اُسی شام کو نقب لگا کر اندر زندان کے آئے اور اسفندیار خان گیلانی مسعود کوہی کو گرفتار
کرکے پشتارہ باندھکر نقب کی راہ سے روانہ ہوئے اور آتے آتے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے اور مجراگاہ پر سے
بادشاہ کو مجرا کیا امیر حمزہ صاحبقران کے قدم چومے اور اسفندیار خان گیلانی اور مسعود کوہی کو
سامنے رکھدیا امیر حمزہ صاحبقران نے خلعت عنایت فرمایا اور بہت تعریف خواجہ کی کی پھر اپنے فرزند کو
قید دور کرکے گلے سے لگایا بعد اسکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے احوال ہریسے کا بیان کیا اور کہا کہ
غلام نے بختک کو مار ڈالا امیر حمزہ صاحبقران نے سنکر آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری تم بھی بہت بُرے آدمی ہو غضب کیا کہ مار ہی ڈالا عمرو بولے کہ یا امیر حمزہ صاحبقران
مین تو آپ سے پوچھ ہی گیا تھا اور مطلع کرچکا تھا کہ اب غلام بیشک اُسکو مار ڈالیگا جب آپنے کچھ
نہ ارشاد فرمایا آپ خاموش ہو رہے ہین بے گنہ ہون بادشاہ نے فرمایا کہ آپ ناحق متاسف و ملول
ہوتے ہین خوب ہوا خواجہ نے بہت اچھا کیا خس کم جہان پاک بلا دفع ہوئی وہ اسی قابل تھا
پھر امیر حمزہ صاحبقران ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ کیونکر اور کس طرح اُسکو پکڑا اور وہ کچھ
کہتا بھی تھا عمرو بن امیہ ضمری نے سب کچھ بیان کیا بڑی دیر تک ہنسی رہی غرض کہ بادشاہ نے

عمرو بن امیہ ضمری کو خلعت دیا اب سارے لشکر اسلام مین بختک کے مارے جانے کا ذکر ہے اور سب یہی
باتین کر رہے ہین وہان نوشیروان نے جبکہ بختیارک کو وزیر کیا تو کہا کہ سب صاحب سن لین مین ہرگز
امیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ نہین کرنے کا بلکہ بہزاد طوسی سے بجنسہ کہا کہ تم جاؤ اور امیر حمزہ
صاحبقران سے کہو میری طرف سے کہ یا امیر حمزہ صاحبقران اب مین کبھی تم سے نہ لڑونگا جو مجکو تم سے
لڑواتا تھا وہ نہ رہا اب کبھی ایسا نہوگا اور بھی کچھ چپکے سے کہدیا بہزاد طوسی طرف صاحبقران کے راہی ہوا اگر
بختیارک نے ہرچند چاہا اور ورغلایا کہ نوشیروان کو لڑوا کے عوض خون بختک کا کرے مگر شاہ کسریٰ نے کسی
طور پر منظور نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جسکا جی چاہے وہ لڑے مین یہ ارادہ رکھتا ہون کہ اب مدائن مین جا کر دین بھی انھین کا
اختیار کرون کہ انکو پھر کوئی مناظرہ مجھ سے باقی نہ رہے فرامرز بن قارن عدنی یہ سنکر کہا کہ ای بادشاہ
ہفت کشور آپ کو جو بہتر معلوم ہو وہ کیجیے جبکہ آپ مدائن مین پہونچ جائینگے مین ضرور امیر حمزہ صاحبقران
سے لڑونگا مین جو یہ فوج لیکر چلا تھا اسی واسطے چلا تھا اگر آپ کو اپنے امور مین اختیار ہے لیکن مین تو ضرور
لڑونگا شاہ چپکا ہو رہا وہان بہزاد طوسی پیغامبر نوشیروان کا جو لشکر اسلام مین آیا امیر حمزہ
صاحبقران نے ساتھ آبرو کے بلوا کے کرسی معقول پر بٹھایا شیشہ و ساغر ساقی نے پیش کیے اُس وقت
بہزاد نے امیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ای امیر حمزہ صاحبقران آپسے بادشاہ ہفت کشور
نے یہ کہا کہ جو شخص مجکو تم سے لڑواتا تھا وہ نہ رہا مارا گیا اب آپ کو رنج کسی نوع کا مجھ سے نہوگا بلکہ مین مدائن مین
پہونچکر بعد دو تین روز کے مسلمان بھی ہو جاؤنگا لیکن یہ کہدیا ہے کہ جب مین مدائن مین پہونچون تو دو تین دن کے بعد
آپ کا جی چاہے تو چلے آیے گا یہان جو مین مسلمان نہوا تو اس سبب سے کہ مجکو لوگ کہینگے بادشاہ نے خوف جان
سے اسلام اختیار کیا اور آپ کو ساتھ لیچلنے مین بدنامی ہے کہ لوگ جانینگے شاہ کو امیر حمزہ صاحبقران پکڑ لائے ہین
ورنہ مین آپ کو ساتھ لیچلتا مجکو کسی طرح اب آپسے لڑنا منظور نہین ہے امیر حمزہ صاحبقران نے یہ سنکر بہزاد کو
خلعت دیا اور کہا کہ بہت اچھا شاہ تشریف لیجائین بعد شاہ کے پہونچنے کے انشاء اللہ مین بھی مدائن مین آؤنگا
اور اگر شاہ اسلام اختیار کرے تو میرے بھی کل ملکون کا اُسے اختیار ہے سب ملک اپنے قبضے مین رکھے مجھے عذر
نہوگا بہزاد خوش خوش روانہ ہوا اور جاکر جواب و پیغام امیر حمزہ صاحبقران کا شاہ سے بیان کیا خلعت
امیر حمزہ صاحبقران کا دیا ہوا دکھایا شاہ نے اُسی وقت طرف مدائن کے کوچ کیا اور بعد قطع منازل اور
طے مراحل کے مدائن مین پہونچا مگر راستہ بھر بختیارک نے کیسا کیسا بھڑکایا اور سمجھایا کہ بادشاہ امیر سے لڑیے
اور میرا مدعا حاصل ہو یعنی عوض خون پدر کا لون مگر ہرگز نوشیروان نے نہ مانا بلکہ جس بات سے پہلو لڑائی کا
نکلا شاہ ناراض ہوا اور خفا ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے ہرکارے ساتھ کر دیے جب نوشیروان مدائن
مین پہونچا امیر حمزہ صاحبقران سے آکر ہرکارون نے خبر کی امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو
بلوا کر حکم دیا کہ اٹالہ بارگاہ بار کرا کے طرف شہر مدائن کے چلو ہم بھی آتے ہین عادی پیش خیمہ لیکر طرف مدائن کے
روانہ ہوے بعد صاحبقران بھی مع بادشاہ و جملہ ہوا خواہ روانہ ملک مدائن ہوئے

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ طے مراحل کرتے ہوے جاتے تھے ایک صحرا پر فضا مین مقام کیا بارگاہ برپا کرا کے اترے تھے پردہ بارگاہ
آسمان جاہ کا اُٹھا ہوا تھا سیر صحرا کی کر رہے تھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھے جملہ سردار دورہ باندھے

دنگون پر بیٹھے تھے کہ صحرا سے ایک بگولا نمایان ہوا جب قریب پہونچا دیکھا ایک سوار گرد مین اٹا ہوا ہی سبنے
دیکھا ہر ایک نے بیک فکر کو دوڑایا کہ کون ہی اور کہان سے آتا ہی مگر امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان نے بادشاہ
سے کہا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ فدوی کو یہ قاصد معلوم ہوتا ہی اتنے مین وہ قریب آیا گھوڑے سے اترا ادب لکھڑے
ہوکر آداب بجالایا اور عرض کی کہ ای شہریار غلان بدیع الزمان کشتی گیر کیطرف سے مین آیا ہون کہ وہ یہان سے
کچھ دور ساتھ ساز و سامان کے ایک صحرا مین اُترے ہوے ہین مدعا اُنکا یہ ہی کہ یا تو مجھسے آپ مقابلہ کشتی
مین کیجیے یا منشور پر میرے مہر کر دیجیے مین سب ملکون سے مہرین اپنی یکتائی پر کرا چکا ہون آپکی مہربانی ہی جیسا
ارشاد ہو غلام آج احکام رسانی کریگا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی وہ یہان آئین تو قاصد
روانہ ہوا اور جاکر بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان شاد شاد مع لشکر اور جملہ شاگردون کے
تیاری چلنے کی کرتے ہین اُنھین راہ مین چھوڑیے امیر حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین جلوہ افروز تھے کہ
آواز ڈنکے کی آئی اور اکثر پیر و جوان اشتیاق مین آگے بڑھے کہ دیکھیے کون آتا ہی کہ تتق گرد و غبار صحرا سے
بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو کچھ لشکر بعد اُسکے جلوس سواری کا اور ایک بادشاہ تخت پر نمایان ہوا
امیر حمزۂ صاحبقران نے حسب عادت بادشاہ سے حکم لیکر واسطے پیشوائی کے سردارون کو روانہ
کیا سردار حکم پاکر گئے اور راستے سے لاکر قریب بارگاہ کے پہونچا دیا اُس بادشاہ نے تخت سے اُتر کر
مجرا کیا اور عرض کیا کہ نام غلام کا بہرام شاہ ہی ایک شہر ہی برج وہان کا حاکم ہون اپنی ایک حاجت
لیکر آیا ہون امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بیان کرو اُسنے کہا کہ ای امیر آفاق گیر ایک فرزند ہی غلام کا
کہ اُسے ہردم بردعی کہتے ہین وہ سودائی ہوگیا ہی اور پہلوان زبردست ہی اُسکی بہن ہی مہینہ بانو
اُسے پکڑکر ایک صحرا مین لیگیا ہی کہ وہان لکو پڑا ہی ایک مکان درختون پر بناکر رکھا ہی غلام نے کچھ خواصین
واسطے خدمت کے بھیج دی ہین فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہے کہ عقد ساتھ مہینہ بانو کے
کرون ہردم نے کہا کہ مین بیاہ ہونے دونگا کسیکا سالا نہونگا عمر بھر بیٹھار کھونگا وہ مارے خوف کے مری
جاتی ہی اور وہ دیوانہ ہی کہ حق ناحق نہین سمجھتا جا بیجا جو چاہتا ہی کہتا ہی اور خفا ہوا کرتا ہی غلام امیدوار ہی کہ
اُسکو زیر کرکے مہینہ کو جس کے ساتھ مزاج مین آئے کتخدا کر دیجیے غلام ایمان بھی لائے گا آپ بڑے
وقت مین ہر ایک کے شریک ہوتے ہین مین بھی لطف و کرم کا اُمیدوار ہون امیر حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا بہتر ہی اور علحدہ عمرو بن امیہ ضمری سے چپکے فرمایا کہ جاکر دیکھو تو آؤ کہ جو اُس نے اظہار
کیا ہی مطابق اُس کے ہی یا غلط اور وہ دیوانہ کیسا ہی اور زور و طاقت کا بھی اُس کے حال
دریافت کرکے بیان کرو عمرو بن امیہ ضمری نے پتا نشان لکو پڑ کا بہرام بردعی سے پوچھا اور روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان جانا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا طرف ہردم بردعی دیوانے کے اور دریافت کرکے آنا اور لیجانا امیر حمزۂ صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

غرض کہ جاتے جاتے عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ ایک مقام پر برابر بہت سے درخت لگے ہین اور
بہت بلند بلند درخت ہین کوسون تک گھٹا چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہی عمرو بن اُمیہ ضمری اندر اُس
لکو پڑے کے آیا دیکھتا چلا جاتا ہی کہ دیکھا ایک مکان ستونون پر آہن کے نصب کیا ہوا ہی دروازے
لگے ہوئے ہین اور پردے پڑے ہین نہایت موضوع ہی عمرو بن امیہ ضمری نیچے اُس قصر کے ٹھہرے

اور ہر چہار طرف دیکھنا شروع کیا کہ اتنے مین ایک فراشنی کی نظر اُنپر پڑی اوہ ٹی کہکر بھاگی دوڑکر دوسری کو بلالائی اور کہا دیکھو بوا یہ بن مانس کدھر سے نکل آیا ہی اُسنے اورون کو پکارا پھر تو سب نے آکر دیکھا عمرو بن امیہ ضمری ایک تماشا ہو گئے ایک دم نے مہینہ بانو سے بھی کہا وہ بھی مشتاق ہو کر آئی دیکھتے ہی بے ساختہ ہنس پڑی کہ آواز قہقہہ کی بلند ہوئی اور بولی کہ ارے تو کون ہی آدمی ہی یا کوئی جانور صحرائی ہی یا غول بیابانی ہی مگر عمرو بن اُمیہ ضمری نے جو صورت ملکہ کی دیکھی تعریف کرنے لگے کہ فی الحقیقت صورت اچھی ہی اچھی صاحب اچھی بلکہ بہت اچھی بہت اچھی ملکہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی جواب دیا کہ ای ملکہ تمھارے باپ نے جاکر میرے آقا صاحبقران دوران سے فریاد تمھاری کی ہی اور مدعا تمھاری رستگاری کا دیوانے کے ہاتھ سے ظاہر کیا ہی میرے آقا نے مجکو دریافت و تحقیقات کے لیے بھیجا ہی اب یہ بتاؤ کہ وہ دیوانہ تمھارا بھائی کہان ہی مہینہ بانو نے کہا پہلے اپنا نام تو بیان کرو عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا برادر بجان برابر امیر حمزۂ صاحبقران نامو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ سنکر ملکہ لفظ برادر پر بہت ہنسی اور کہنے لگی خوصون سے کہ ایسی ہی صورت امیر حمزۂ صاحبقران کے بھائی کی چاہیے ہونا مجھے کبھی یقین اس بات کا نہ آئیگا مین تو انسان بھی نہ کہونگی کوئی بلا صحرائی معلوم ہوتے ہین دیکھیے کیا قد و قامت کیا مستحق القتلہ ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای ملکہ میرا آقا جبکہ یہان تشریف لائیگا اور ہر دم کو زیر کرکے تمکو عقد مین اپنے لائیگا اُسوقت میری صورت کو دیکھنا یقین تو یہ ہی کہ کبھی نہ پہچان سکوگی کیونکہ ہتر صورتین بدلنے کا ہر وقت مجکو اختیار ہی جیسی صورت چاہون بنون اور یہ صورت جسپر ہنستی ہو اسی کو شاہزادیان ہر روز دیکھتی ہین حرم صاحبقران کی مجھ سے کوئی پردہ نہین کرتا اور کہنا بیکار ہی تم بھی دیکھ لینا مہینہ نے کہا کہ اچھا جیسا ہوگا دیکھ لینگے لیکن ابتو تم یہان سے چلے جاؤ اور یا کہین چھپ رہو اگر دیوانہ بھائی میرا آجائیگا تو بڑا غضب ہو جائیگا ضرور ایک آدھ کا خون کر ڈالیگا اور تم بھی نہ بچوگے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کب آئیگا کہین جلد آجائے یہی باتین تھین کہ جانور چوپایہ بھاگتے ہوے نظر آئے بعد اُسکے صدا زنجیر کی بلند ہوئی گویا کہ پیل مست جھومتا ہوا چلا آتا تھا لنگر ہر قدم پر صدا دیتا تھا مہینہ بانو تو جلدی سے سٹک گئی مگر نگاہ دیوانے کی اور عورتون پر بھاگتے مین پڑ گئی اور قریب مکان کے آیا تو عمرو بن امیہ ضمری کو بھی کھڑے دیکھا بس غصے سے آنکھین سرخ ہو گئین اور عمرو بن امیہ ضمری پر دوڑا کہ ارے تو کیون یہان آیا ہی اب تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور میل فولادی پکڑے چلا قصر کو بھی دیکھتا جاتا ہی جان عورتون کی نکلی جوتی ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر دیوانے نے آتے ہی میل کو سر پر چرخ دے کر عمرو بن امیہ ضمری پر مارا دیکھا عمرو بن امیہ ضمری نے کہ بیس برس کا سن و سال ہوگا تھان کمخواب کا کمر سے بندھا ہوا ہی گریبان مثل جیب سحر کے چاک ہی طوق گنڈے دار مرصع کار و جواہر نگار گلے مین پڑا ہوا ہی زنجیر فولادی بہت بھاری کمر مین بندھی ہوئی ہی ایک سرا زنجیر کا دور پڑا ہی دوسرا سرا طوق کے گنڈے مین پڑا ہوا ہی وہ سرا سینے پر لگتا جاتا ہی جھن جھن کی آواز آتی ہی چوب فولاد کاندھے پر رکھے ہوئے قریب عمرو بن امیہ ضمری کے ہو جگر حربہ کر بیٹھا عمرو بن امیہ ضمری نے آنکھون کو بند کرکے بہت زور سے جست کی داہنی طرف ہٹکر خالی دیا میل جو زمین پر پڑا نالا سا بن گیا عمرو بن امیہ ضمری پھر جست کرکے سامنے آیا اور دیوانے کو دکھاکر انگوٹھا کیا دیوانے نے میل مارکر آنکھین بند کرلی تھین ہو گی آواز سنکر جلدی سے آنکھین کھولکر دوسری ضرب ماری کی

عمرو بن امیہ ضمری نے بائین کو جست کرکے اپنے تئین بچایا اور اسیطرح پھر سامنے آکر ہو گیا دیوانے کو بہت
غصہ آیا میں کو تو چھوڑ دیا چاہا دوڑ کر پکڑ لون اور گردن مروڑ کر مار ڈالون بس یہ خیال کرکے دوڑا اور عمرو بن
امیہ ضمری بھاگا لیکن دیوانے نے بھی تعاقب کیا اب عمرو بن امیہ ضمری درختون کے گرد بگرد بھاگتے
پھرتا ہی اور دیوانہ بھی ساتھ ہی چکر لگا رہا ہی کہ کسیطرح پکڑ لون ایک جگہ خواجہ کے رو برو آہی گیا اب عمرو
بن امیہ ضمری بدحواس ہوا آنکھین دیوانے کی لال لال ماتھے پر پسینہ ابرو مین بل تیوری چڑھی ہوئی
غصہ ظاہر تو معلوم ہوا کہ آئینہ رو مین جلوہ عروس مرگ ہی بس پچھلے پانون اڑ گئے اور دوڑ کر ایک درخت
پر چڑھ گئے کہ تنہ اسکا بہت تھوڑا تھا اور جب اوپر چڑھ گئے تو پکارے کہ ہو دیوانہ اور زیادہ خشمگین ہوا
اور دوڑ کر جڑ مین اُس درخت کی ہاتھ حمائل کرکے جھٹکا مارا کہ بنیاد اُس درخت کی شادی زمین سے اکھڑ
گیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا خواجہ جلدی سے اُچک کر دوسرے درخت پر پہونچے اور ہردم نے درخت جو
زمین پر مارا شاخین اور برگ سب جدا ہو گئے لیکن اب جو دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری کو نپایا سر جو ادنچا
کیا دوسرے درخت پر عمرو کو دیکھا چیخ ماری کہ او جنگجو تو وہان پہونچا اب اسے بھی اکھڑے لیتا ہون عمرو
بن امیہ ضمری نے دانت نکالکر آواز بدل کے منھ چڑھایا دیوانہ اور جھلایا ترتیب کے دوسرے درخت
کو بھی اُکھیڑ کر زمین پہ مارا عمرو بن امیہ ضمری تیسرے درخت پر جا پہونچا اور وہی حرکت ساتھ ہردم کے کی
حتے کہ چند درختون کو ہردم نے یونہین اُکھیڑا اور عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ نہ آیا اب جو ایک درخت پر
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُچک کر آئے ڈالا تھا کمزور سارے ڈیل کا بھ جو بڑا ڈالا چڑھا کے ٹوٹا اور عمرو
بن امیہ ضمری غلطان و پیچان چلے دیوانے نے یہ دیکھکر ہاتھ اونچے کیے کہ بالائے ہوا روک لون پھر کہان
جائیگا عمرو بن امیہ ضمری نے اُسکی کلائی پر انگوٹھا لگا کر جو جست کی مثل برق کے چمک کر نکل گئے اور دوسرے
گرے دیوانہ چیخ مارکے پھر دوڑا عمرو بن امیہ ضمری نے مجبور ہو کر حقہ سے نفطی اور قارورہ اے آتشبازی
چقماق سے آگ نکالکے داغ کر مارے جب وہ قریب دیوانے کے آکر پھٹے اور دھوان منھ پر چھا گیا
چمک سے حقون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تھم گیا عمرو بن امیہ ضمری نے پھر سامنے کھڑے ہو کر اُسکو پکارا
کہ اے او دیوانے کیون بٹری پن کرتا ہی باز آ ان حرکتون سے ورنہ مارا جائیگا پھر تو ہردم غصہ زیادہ کرکے
دوڑا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھاگے اور پھر حقہ داغ کے تنہ درخت کے نیچے چھپ گئے دیوانہ ٹھٹھکا جب
دھوان برطرف ہوا عمرو بن امیہ ضمری کو نہ دیکھا وہان سے پھرا اور قصر پر آیا بعد اُسکے عمرو بن امیہ ضمری بھی
زیر قصر آیا کہ دیکھون دیوانہ کیا کرتا ہی مگر دیوانہ قصر پر آیا مہینہ بانو کو دیکھکر بولا کہ نگر نک تیرا دل مرد کو چاہتا ہی سچ
بتادے کہ تو ہی نے اُسکو بلایا تھا مہینہ بانو یونہین مارے خوف کے مردہ ہو رہی تھی ہاتھ جوڑ کے بولی کہ ای
بھائی مین تمھارے ڈر سے دروازے پر تو جاتی نہین ہون بھلا کسی کو بلاؤنگی کیا لیکن یہ فراشنی البتہ پہلے
سے جھانک رہی تھی شاید اُسنے بلایا ہو بس اُسنے فراشنی کو پتھر مارا کہ سر اسکا اُڑ گیا گویا طمانچہ ملک الموت
نے مارا عمرو بن امیہ ضمری یہ دیکھکر بھاگا اور سب حال امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا امیر حمزہ
صاحبقران نے بادشاہ سے کہا ای شہریار فدوی تو شہر بر دغ کو جاتا ہی اگر یہان بدیع الزمان کشتی گیر
کرانے والا ہی آجائے تو آپ اُسے ٹھہرا لیجیے گا اور فرما دیجیے گا کہ وہ اگر تمھارے سوال کا جواب دین گے
جو تم کہو گے وہ کرین گے اور اگر جلدی کرین تو جس سے چاہے کشتی لڑین آپ کو اس مین

اختیار ہی یا مگر بہرام شاہ کو ساتھ لیکر طرف بردع کے روانہ ہوے عمرو بن امیہ ضمری بھی ہمراہ رکاب
تھا جب قریب لکھ پیڑے کے پہونچے بہرام شاہ سے کہا تم یہین ٹھہرو تمھارا آگے جانا مناسب نہین ہی کیونکہ
وہ دیوانہ اگر تمھارے ساتھ مجھے دیکھیگا تو کسیوقت مین تمھین آزار دیگا پروردگار کو یاد کرو وہی مراد تمھاری
حاصل کریگا یہ فرماکر عمرو بن امیہ ضمری کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوے اور لکھ پیڑے مین آئے عمرو
بن امیہ ضمری اُسی جگہ لایا جہان ایوان تھا امیر حمزۂ صاحبقران نیچے اُسکے اشتقر سے اُترکے کھڑے ہوے
عمرو بن امیہ ضمری نے زین پوش بچھادیا امیر حمزۂ صاحبقران بیٹھ گئے عمرو بن امیہ ضمری پشت پر کھڑے
ہوکر رومال ہلانے لگا اتنے مین ایک خواص نے دیکھ لیا اور ملکہ مہینہ بانو کو آگاہ کیا کہ ای ملکہ آج وہ لاغر
کسی بہادر و توانا کو ساتھ لیکر آیا ہی نیچے قصر کے بیٹھا ہی مہینہ بانو ساتھ اُسکے آئی دروازہ کھولکر جو دیکھا تو نظر
جمال بیمثال امیر حمزۂ صاحبقران پر پڑی اور دروازہ کھلنے کی آواز سنکر امیر حمزۂ صاحبقران نے بھی نگاہ اوپر
کی تو اُس حور طلعت کو دیکھا نگاہ سے نگاہ لڑگئی دونون طرف برابر دو تیر عشق کلیجون کے پار ہوگئے مجروح تیغ
محبت ہوے مہینہ بانو نے اپنے کو سنبھال کے کمال محبت سے کہا کہ ای عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزۂ صاحبقران
دوران کو کیون لائے کہا نہین دیکھا تھا تمنے کہ وہ دیوانہ کیسا چالاک و تند خو ہی قد و قامت کو بھی اُسکے دیکھ چکے ہو
یا امیر حمزۂ صاحبقران آپ جلد یہان سے چلے جائیے عمرو بن امیہ ضمری کے کہنے پر یہان نہ ٹھہریے وہ جو
آجائیگا تو آج آپ کو دیکھکر مجکو مار ڈالیگا اور آپ سے مقابلہ کریگا بلاے روزگار ہی للہ آپکو بچائیے صاحبقران
نے کہا ای ملکہ مین خود نہین آیا ہون بلکہ تمھارے باپ نے مجھسے فریاد کی ہین اسکی خاطر سے آیا ہون کہ دیوانہ کے
ہاتھ سے تمھین نجات دون اور تمھارے باپ کے سپرد کردون تم خاطر جمع رکھو مہینہ نے کہا یا صاحبقران
آپ کو اختیار ہی مگر مین نے اسلیے کہدیا تھا کہ وہ جلاد ہی اور نہایت زبردست ہی آپ چلے جائین امیر نے فرمایا
خدا کو یاد کرو اور کلمہ پڑھو وہ خلاصی بخشنے والا ہی اور بچانے والا ہی یہی باتین تھین کہ جانور بھاگتے ہوے
نظر آئے مہینہ نے امیر حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ لیجیے وہ آپہونچا اب بھی ہٹجائیے کہ ابھی نگاہ اُسکی آپ پر نہین پڑی ہی
امیر حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا اور کھڑے ہوگئے اتنے مین دیوانہ آپہونچا اور غل زنجیر کا ہوا اور مہینہ کو
اُسنے دیکھ لیا امیر حمزۂ صاحبقران پر بھی نگاہ پڑگئی پکارا کہ ارے دیکھا مین نے اور ای مہینہ دیکھ تو تجھے
کیسا درست کرتا ہون اور امیر حمزۂ صاحبقران کو جو دیکھا پکارا او مرغ کندہ زن تو کون ہی اور یہان تو
کیون آیا ہی معلوم ہوا کہ یہ جنگ جو تجھے عمرو بن امیہ ضمری تجکو لیکر آیا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر دہن سے چوب
فولادی کو چرخ دیتا ہوا اچھلا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ارے او دیوانے بیوقوف تونے جوانی
پن کو بیکار کھایا ہی اس سے کیا فائدہ ہی سب عورتین بیاہی جاتی ہین تجکو لازم ہی کہ اسکی شادی کسی کے ساتھ
کردے کیون دیوانگی کرتا ہی یہ سنکر ہر وم اور غصہ مین آیا اور میل فولادی قریب امیر حمزۂ صاحبقران کے پہونچکر
مارا امیر حمزۂ صاحبقران نے خالی دیا میل جو زمین پر پڑا نالا بن گیا اور امیر حمزۂ صاحبقران نے پھر سامنے
آکر للکارا دیوانے نے جھنجھلا کر پھر میل مارا امیر حمزۂ صاحبقران نے دوسری جانب جست کرکے
پھر خالی دیا اور جلدی سے قریب پہونچکر دستہ پکڑ لیا دیوانے نے جو یہ دیکھا میل کو ہاتھ سے چھوڑ دیا
قصر پر چڑھ گیا اور ساریق فولادی اُٹھا لایا صورت اُس حربے کی یہ ہی کہ میل فولادی مین چار کڑے
ڈالکر زنجیر مین باندھتے ہین ایک مین چھری ایک مین کٹار ایک مین خنجر ایک مین تلوار لگی ہی غرضکہ

دیوانے نے ساریق کو سر پر چرخ دیا جب کہ زنجیرین چرخ کھانے لگین چیخ مارکر امیر پر مارا امیر حمزۂ صاحبقران نے لاکوا سپر کو بچایا زنجیر سے کیونکہ چار زنجیرین میں چار حربے متفرق بندھے ہوے تھے تلوار کے پھل سے پیشانی امیر حمزۂ صاحبقران کی زخمی ہوئی اور لوہو بہنے لگا اُسی حالت مین بجلی چمکی کہ آنکھ سب کی جھپک گئی اور پنجہ پیدا ہوا امیر حمزۂ صاحبقران کو اُٹھا لیگیا ہردم پیچھے پیچھے چلا جبکہ پنجہ غائب ہو گیا اُسوقت ہردم بردگی یاد ہوئی امیر کے جو ہتھیار زمین پر گرا تھا اُنکی تڑکے چومنے لگا بعد اسکے عمرو بن امیہ ضمری پر چلا کہ وہ جنت جو ہی اُسکو لایا تھا عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کو پنجہ لیگیا تو اس دیوانہ کا کیا کرسکیگا بس شقر پر سوار ہوے اور زبان جنی مین بولے کہ ای بچہ اندمائیں تیرے آقا کو ڈھونڈھنے چلتا ہون مجکو لے چل شقر نہ بولا اور سوار کرکے اپنی پشت پر عمرو بن امیہ ضمری کو لے بھاگا ہردم نے پیچھا نہ کیا اور راد پر قصہ کے ہو چکا اور پاس مہینہ بانو کے جا کر ارادہ کیا کہ آج اسے مار ہی ڈالون کہ اسی کے سبب سے یہ فساد پیدا ہوا کرتے ہین مہینہ بانو پہلے سے رو رہی تھی جب سے کہ امیر حمزۂ صاحبقران زخمی ہوے تھے اب یقین ہوا کہ یہ مجھے آج مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مگر مثل ہ جاکو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے ہ بال نہ بیکا کرسکے جو جگ بیری ہوے ہ دیوانے نے جا کر کہا کہ تو تو کہتی تھی کہ مین کسی کو نہین بلاتی اگر تو نہین بلاتی تو دیکھنے کو کیون گئی تھی مہینہ بانو نے کہا کہ مین یہ کیا جانتی تھی کہ کوئی کھڑا ہوا ہے مین تو جنگل کی سیر کو گئی تھی اُس مرد کو دیکھتے ہی پلٹ آئی یہ جو در و مکر کہا خون عزیزی نے جوش مارا غصہ اُتر گیا چپ ہو رہا اور گھور گھور کے رعب بنا جتا کے چلا گیا سر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ہ مگر عمرو بن امیہ ضمری جو اشقر پر سوار ہو کے بھاگا پہلے بہرام سے بیان کیا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کو پنجہ لے گیا چلو لشکر کو تا کہ کچھ تدبیر ہو بہرام ساتھ ہوا اب عمرو بن امیہ ضمری آتے آتے داخل لشکر ظفر اثر ہوا بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوے ہین سردار گرد و نگون کرسیون پر بیٹھے ہین اور بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہوا ہے بادشاہ حال امیر حمزۂ صاحبقران کا طرف بردع کے جانے کا بیان کر رہے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے ہو بجا سلام کیا بادشاہ نے امیر حمزۂ صاحبقران کو پوچھا عمرو بن امیہ ضمری نے کیفیت پنجہ کے لیجانے کی بیان کی سب کو ایک تردد پیدا ہوا مگر پنجہ جو صاحبقران کو لیکے اُڑا تھا متوجہ ہوا سے امیر حمزۂ صاحبقران نے آنکھین بند کر لی تھین اب جو آنکھ کھلی سامنے اپنے ایک دیو کو دیکھا کہ ہاتھ باندھے کھڑا ہے اسنے سلام کیا اور عرض کی کہ ملکہ آسمان پری نے مجکو بھیجا تھا مین ہی آپ کو اُٹھا لایا ہون امیر حمزۂ صاحبقران یہ سُنکر چپ ہو رہے اتنے مین آسمان پری اور قریشہ سلطان مع پریزاد و جنات کے آئین قریشہ نے امیر حمزۂ صاحبقران کو مجرا کیا امیر حمزۂ صاحبقران نے گود مین اُٹھا لیا پیشانی کو چوما اب ساتھ چلے اور آکر گلستان ارم مین داخل ہوے آسمان پری نے زخم صاحبقران کا دیکھکر مرہم سلیمانی منگا کر لگایا کہ اُسی وقت زخم اچھا ہو گیا نشان بھی نہ رہا اتنے مین سب پریزاد حاضر ہوے کہ مشتاق دیدار صاحبقران کے تھے بہت روز سے نہ دیکھا تھا گرد آکر جمع ہوے امیر نے گلہ شکایت بہت کی کہ ای آسمان پری تم نے بڑا غضب کیا کہ مجکو سامنے سے حریف کے اُٹھوا منگایا دیوانہ سے مقابلہ تھا کوئی اگر بلاتا ہے تو پوچھکے اطلاع دے کر یا یہ کہ کسی حال مین ہو دیو گیا اور پنجہ بنکر لے اُڑا یہ کونسا طریقہ ہے آج مجکو اس امر کا بہت صدمہ ہوا آیندہ خیال رہے ایسا امر وقوع مین نہ آئے نہین تو اچھا نہ ہوگا صاحبقرانی مین میری رخنہ پڑیگا روبروے دشمن سے چلے آنا موجب ہتک اور بدنامی کا ہوتا ہے آسمان پری

یہ سُنکر زرد ہو گئی کہ امیر غصہ سے فرما رہے تھے اور محجوب ہو کر بولی کہ ای زلزلۂ قاف ثانی سلیمان قصور تو بیشک
مجھ سے ہوا لیکن واقعہ ایسا ہی تھا جو مین نے آپ کو تکلیف دی وہ یہ کہ گرزیٹ بن قہقہہ سے حقیقی ملکہ
قریشہ سلطان کا خواستگار رہا جبکہ مین نے نہ مانا اور ایلچی کو جھڑک دیا اُسنے لشکر جمع کر کے مجھ سے مقابلہ کیا جبکہ
کئی مرتبہ شکست ہوئی تو بلاتا آپ کا ضرور جانا کیونکہ قریشہ آپ کی دختر ہی امیر سنکر چپ ہو رہے اور بولے کہ اب گرزیٹ
کہان ہی آسمان پری نے جواب دیا چند روز سے ادھر کا رُخ نہین کیا ہی مگر آنے کی خبر لگی ہوئی ہی کسی طرف کو گیا
ہوا ہی امیر نے دو روز انتظار کیا تیسرے دن کہا کہ ای آسمان پری اب تک تو وہ نہین آیا اب مجھے جانے دو
طرف دنیا کے کیونکہ دو روز سے دشمن کے مجھے دیو اُٹھا لایا ہی اسی جگہ مجھے پہونچا دو لیکن اقرار کرتا ہون کہ جب وقت سے
زیر کیا اُسی وقت یہان آؤنگا لشکر مین بھی اپنے بجا دونگا آسمان پری نے دیووں سے کہا وہ تخت لیکر آئے
امیر سوار ہوئے چار دیو تخت کو لے کر اُڑے اور آن واحد مین اُسی لکھ پیڑے مین لاکر اُتارا امیر زیر قصر مہینہ بانو
آ گئے اور دیووں سے کہا کہ تم الگ رہو ایسا نہو کہ آدمزاد تمکو دیکھکر ڈرین جب کہ فیصلہ لڑائی کا ہو جائے تم
تخت لیکر پاس چلے آنا دیو یہ سنکر ہٹ گئے اور پوشیدہ ہو گئے امیر طرف قصر کے دیکھنے لگے اتنے مین
کسی خادمہ نے آکر دیکھا اور مہینہ بانو سے جاکر بیان کیا کہ ای بی بی وہ زخمی تین دن مین اچھا ہو کر پھر آیا بڑا
صاحب کمال ہی کہ اتنی جلدی زخم سرا اچھا کر کے آیا مہینہ بانو یہ سنکر دوڑی ہوئی آئی اور دروازہ کھولکر جو دیکھا
امیر کو کھڑا پایا خادمان ہو کر پکاری کہ یا امیر آپنے پھر لونڈی کو سرفراز کیا مگر یہ تو فرمایئے کہ نہ مہینہ نہ دو مہینے
آپ اتنی جلد اچھے کیونکر ہوئے امیر نے سارا حال آسمان پری کا بلوانا دیو کو بھیجکر اور مرہم سلیمانی سے
اچھے ہونے کا بیان کیا یہان تو باہم نظارہ بازی ہو رہی تھی تیر ناز و ادا کے چل رہے تھے نگاہ سے نگاہ
لڑی ہوئی تھی کہ صدا زنجیر کی بلند ہوئی مہینہ پکاری کہ یا امیر خبردار ہو جیسے کہ ہر دم آتا ہی امیر بھی طرف صحرا کے دیکھنے
لگے اتنے مین ہر دم نے امیر کو دیکھا وہین سے میل فولادی کو چرخ دیتا ہوا پہونچا اور پکارا سرخ کندہ زن تو
پھر آیا اُس روز تو بھاگ گیا اب آج بچکر کہان جائیگا لے اجل آ گئی یہ کہکر میل مار بیٹھا امیر نے پہلو تہی کر کے
میل کو خالی دیا اور بند دست کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہ میل اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیوانہ امیر سے لپٹ پڑا صاحبقران
بھی مصروف تلاش ہوئے پھر دیوانے نے کیسے کیسے پیچ کیے کہ کیسا ہی شہ زور ہوتا مگر دب جاتا لیکن امیر نے
پیچ اُسکے کھولے اور زور روکا یہانتک کہ خود ہی اُسکا دم پھولا اور زور گھٹا اُسوقت دونون شانے پکڑ کر
جھٹکیان جو دین اور ریلا تو دیوانہ سنبھل نہ سکا لنگر اُکھڑ گیا اب پیچھے ہٹا چلا جاتا ہی داہنے پر آکر لنگر مارتا ہی تو امیر
بائین پر جھٹکی دیتے ہین اور دیوانہ بائین پر لنگر مارتا ہی تو داہنے پر جھٹکی دیتے ہین ایک پانون دوسرے
کے پیچھے ہٹتا ہوا چلا جاتا ہی سات قدم اُسکو ریل کر لیگئے وہان اُسنے لنگر مارا امیر نے آگے کی جھٹکی دی کہ دیوانہ
اوندھا زمین پر آ رہا امیر نے کمربند تھاما اور نعرہ کر کے جھٹکا دیا کہ دیوانہ اُٹھ آیا بس ایک ہی زور مین کمر تک
لے آئے تھے کہ دیوانہ تڑپا کمربند ڈھیلا پڑ گیا دیوانہ چھوٹ گیا اور زمین پر گرا صاحبقران دوران پھر
لپٹے اور چاہا تھا کہ پچھاڑ دین کہ ہر دم دیوانے نے چکت ماری شانہ امیر کا زور سے کاٹا صاحبقران نے
گھونسا کلے پر مارا کہ دیوانے نے گھبرا کے مُنھ کھول دیا پھر دیوانے نے چاہا کہ کلائی پر چکت لگاؤن امیر نے
گھونسا تانا دیوانے نے کہا او سرخ کندہ زن تو مجکو مارتا کیون ہی امیر نے کہا کہ تو کاٹتا کیون ہی دیوانہ نے کہا
تو بڑا بیوقوف ہی اتنا بھی نہین جانتا کہ مین شیر ہون اور شیر کا کام کاٹنا ہی اور نوچنا ہی اب تو کاٹنے کو منع

کرتا ہی مین نوچونگا اور پنجہ کھول کے چاہا کہ مُنھ نوچے امیر نے ڈانٹا کہ خبردار پھر مارونگا دیوانہ گھبرایا اور بولا کہ نوچنے کو
بھی منع کرتا ہی پھر کیون لڑتا ہی امیر نے اتنی باتون مین پھر توڑہ فولادی جو کمر مین دیوانے کے پڑا تھا مضبوط پکڑا اور زور
کر کے سینے تک دیوانے کو کھینچا اور وہان سے شانے کا زور شریک کر کے بازوون کا ہتکا دے کے نعرہ اللہ اکبر دل
سے کھینچکر سر سے بلند کیا اور چرخ دیا دیوانہ بدحواس ہوا اور لگا ہاتھ پاؤن ہلانے ناگاہ ہاتھ دیوانے کا خود
مین امیر کے لگ گیا ذرا سا خود سر پاک سے سرک گیا اور پیشانی کھُل گئی خال سبز ابھا ابھی نمودار ہوا دیوانے
نے جو خال کو دیکھا پکارا کہ جلد مجکو چھوڑ دیجیے مین آپ سے نہین لڑتا مین تو غلام ہون غضب کیا آپ نے کہ مجھے
آگاہ نہ کیا ورنہ مجھ سے کبھی یہ خطا سرزد نہوتی کہ مین آپ سے لڑتا اور نام سے آگاہ کیجیے امیر نے یہ سنکر چھوڑ دیا
دیوانہ پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا یہی پتا اور نشان مجکو خواب مین ایک بزرگ نے بتایا تھا جو خال سبز آپ کے
ہی اور کہا تھا کہ تجکو وہ زیر کرینگے تو اُنکی اطاعت اختیار کرنا اور ایمان لانا مہینہ اُنھین کی زوجہ ہی اسیلیے مین نے
یہ مکان بنا کر مہینہ کو لاکر یہان رکھا تھا اور سر کو اپنے درد دیوانگی پر مارا تھا اب اپنے نام مبارک سے آگاہ کیجیے
امیر نے نام نامی اپنا بتایا دیوانہ شاد ہوا اور کہا یہی نام مین نے خواب مین بھی سنا تھا پر مین نے آزمائش کے
لیے پوچھا کہ آپ وہی ہین یا کوئی اور اب کلمہ بتائیے مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا دیوانہ
از سر صدق مسلمان ہوا اور پاؤن کو امیر کے چوما امیر نے گلے لگایا دیوانے نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین ملازمونکو
بھی بلاؤن امیر نے اجازت دی دیوانے نے پکارا اور نعرہ کیا دیکھا تو چہار طرف سے سوار چلے آتے ہین آن واحد
مین کئی ہزار کا لشکر جمع ہو گیا اور دیوانے اور اطاعت مین امیر کی باکر دست ادب بستہ سر جھکا کے کھڑا تھا گھوڑون
سے اُتر کے صف باندھکر سلام کیا دیوانے نے کہا کہ یہی میرا آقا ہی اور صاحبقران زمان کو لیکر قصر پر آیا اور مہینہ
کو پکارا کہ او نگزک یہ صاحبقران جہان ہین مین نے تجکو خود اجازت دی کہ اُنکی فرمانبرداری اور تابعداری کر خبردار
خدمتگذاری مین انکار نہ کرنا ملکہ کا یہ حال ہی کہ جب سے دیوانہ زیر ہو کر مسلمان ہوا ہی سارے قصر مین سجدے
شکر کے کرتی پھرتی ہی اور سب خواصین شاد و خوش ہین خوف دیوانے کا دل سے دور ہوا ہی ہر ایک شاد و مسرور
ہوا ہی اب جو صاحبقران کو دیکھا دولت لازوال پر قبضہ پایا جامے مین نہین سماتی غرضکہ مہینہ بانو کو کلمہ
طیب تو امیر نے اول ہی روز سے پڑھا دیا تھا پھر پڑھایا اور دیوانے سے کہکر بہرام شاہ کو بلوایا اور مسلمان
کیا بہرام شاہ مع سب ساکنان برج کے مسلمان ہوا باپ بیٹے سے ملا پھر صاحبقران نے دیوانے سے
کہا کہ ابھی میرا رہنا تمھارے پاس ناممکن ہی مین تو قاف کو جاتا ہون اے برادر ہرووم تم ملکہ مہینہ بانو کو لشکر اسلام
مین لیجاؤ بعد فتح پانے جنگ دیوان کے کوہ قاف سے آنا ہوگا تمکو چاہیے کہ ذرا خبرداری اور ہوشیاری سے
لشکر اسلام مین پہونچاؤ اور جہان پناہ سے جانا میرا طرف پردۂ قاف کے عرض کرنا یہ فرما کر زبان حبشی مین یودنکو
پکارا وہ تخت یاقوت نگار لیکر حاضر ہوے امیر سلیمان سریر تخت پر سوار ہو کر قاف کو روانہ ہوے یہان دو ایک
روز کے بعد سامان مہیا کر کے بہرام شاہ اور ہرووم بردعی دیوانہ اسی ہزار سوار ہمراہ لیکر محافے مین مہینہ بانو
کو سوار کر کے طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران نامور کے روانہ ہوے

داستان فرامرز بن نوشیروان کا بھیجنا فرامرز بن قارن کو نولاکھ عدد نیو نے واسطے چھین لانے مہینہ بانو کے

مگر حال نوشیروان اور مدائن کا بیان ہوتا ہی کہ تصویرین ملکہ مہینہ بانو کی بہرام شاہ بردعی نے ہر طرف بھیجدی تھین

کہ جو کوئی دیوانے سے مہینہ بانو کی اصل تصویر کو چھین لے وہی اُسکا مالک ہی جب تصویرین اطراف مین پہونچین تو ہر شاہ و شہریار نے دیکھین ہر کسی نے پسند کیا مگر دیوانہ سے لڑنا یہ شرط دیکھکر چپکے رہے کہ زبردست ہی مگر فرامرز بن نوشیروان تصویر اُس رشک مہ منیر کی دیکھکر بدل و جان فریفتہ و شیدا ہو گیا اب جو اُسنے ہر چہ اخبار سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے کو زیر کیا اور مسلمان کیا تیر غم جگر کے دو سار ہو گیا کہ دوسرے اخبار سے معلوم ہوا کہ دیوانہ مہینہ بانو کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہی یہ سنکر تاب ضبط باقی نرہی آہین بھرنے لگا یاس ہو گئی کہ اب ملنا مشکل ہی اسی غم مین بیمار ہو گیا خار جدائی دلمین خلش کرنے لگا اور رشک وصل غیر نے زیادہ بیقرار کیا جبکہ حالت زار ہوئی فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا کہ ای شاہزادہ کیا حال ہی تمھارا فرامرز نے رو رو کر سب کیفیت بیان کی ورد امن پکڑ لیا کہ ای قارن مین دامن نچھوڑونگا جبتک تم اقرار یہ نکروگے کہ مین مہینہ بانو کو لا دونگا تمھارے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ہی اگر فوج عدن کی لیکر جاؤگے چھین لاؤگے ایک دیوانے کی کیا حقیقت ہی فرامرز نے اقرار کر لیا اور غرور مین شہزوری کے لاف زنی کی کہ تم وادو دم مجھسے لینا لیکن غرضکہ تین روز مین سامان سفر مہیا کرکے نو لاکھ عدنی ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان نے بھی یہ حال سنا اور بیٹے کی حالت سنکر فرامرز سے التجا کی ہی کہ ای فرامرز بن قارن کوشش کرکے مہینہ بانو کو لا اُس سے اور زیادہ خیال ہی کہ ہمہ وجوہ جسطرح ہو مہینہ کو لاکر فرامرز کے سپرد کرو یہ تو اسطرف جاتا ہی اور اُدھر سے ہر دم آتا ہی کئی فرسخ کا فاصلہ باہم تھا کہ دونو طرف خبر ہوئی ادھر ہر دم نے مقام کیا اُدھر فرامرز بن قارن نے منزل کی تھین تو یہین چھوڑیے

اب وکلمے داستان لشکر اسلام کے لڑنا بدیع الزمان پہلوان زمان کامرزبان خراسانی وزیر ثانی سے اور بعد دو روز کے شاہزادہ کرب نامور سے عمرو کے کہنے پر پانچ روز تک کشتی ہونا بعد اُسکے بلوانا امیر کا دونون کو پردہ قاف مین بیان کیے جاتے ہین

جسوقت سے کہ عمرو لشکر اسلام مین آیا ہی اور حال امیر کا یعنی پنجہ کا اُٹھا لیجانا بیان کیا ہی تمام لشکر مین ہر ایک کو تردد و تشویش ہی سب کو صدمہ عظیم ہوا ہی اور بدیع الزمان آئے ہوے ہین دونون وقت دربار کرتے ہین انتظار صاحبقران نامدار کا ہی سب سرداروں سے محبت و اتحاد ہو گیا ہی لیکن حال امیر کا زبانی عمرو کی سنکر اُنکو بھی ملال ہی ایک روز بادشاہ اسلام نے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون سے کہا کہ حال امیر کا رمل سے دریافت کیجیے کہ کون لیگیا ہی اور کہان ہین کب تک تشریف لائینگے اُنھون نے عرض کیا کہ بہت خوب اور تخت طلائی پر بیٹھکر قرعون کو تختی پر جو پھینکا اور زائچہ کھینچکر خوب دیکھا وسعت لبتہ عرض کیا کہ خانہ حیات حمزہ صاحبقران دوران کا آباد ہی قریب ہی کہ بخیریت تمام پہونچین خاطر جمع رکھیے اندیشہ کسی بات کا نفرمائیے بادشاہ اسلام سنکر خاموش ہو رہے مگر بدیع الزمان کو یہ خیال ہوا کہ دیکھیے امیر کب تک آتے ہین ایک روز جہان پناہ سے عرض کیا کہ ای شاہ گردون بارگاہ فدوی کو رخصت کر دیجیے امیر تو عرصے مین آئینگے اور یا منشور پر مہر کر دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ مجکو اس امر مین دخل نہین ہی امیر کو اختیار ہی بغیر اُنکے آئے مین مہر نہین کر سکتا کبھی ایسا نہین ہوا ہی ان امور مین اُنھین کو دخل ہی اور اگر ایسی ہی تمکو جلدی ہی تو روبرو ہمارے کسی سے کشتی لڑو ہم بھی دیکھین اس عرصے مین وہ بھی آجائینگے اور تمھارا بھی دل بہلیگا بدیع الزمان نے اقرار کر لیا کہ بہت خوب جس سردار سے فرمایے مین لڑون سب سردارون پر بادشاہ نظر ڈالنے لگے قضاے کار یہ ذہن مین آیا کہ مرزبان خراسانی سے لڑا اور حکم دیا کہ مرزبان بدیع الزمان سے لڑین سبکو معلوم ہوا کہ مرزبان سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی عمرو نے جو یہ حال سنا بادشاہ سے التماس کی کہ ای گیہان خدیو آپ نے مرزبان سے کشتی ٹھرائی ہی مرزبان سے لاکھطرح شاہزادہ کرب غازی بہتر ہی کیونکہ

نظر کردہ بھی ہی اور جوان ہی اور مرزبان ضعیف ہی شاہ نے فرمایا کہ کہتے آپ سچ ہین مگر کرب سے جو کشتی ہوگی تو سب کہینگے کہ کرب نظر کردۂ شاہ مردان ہین اسوجہ سے زیر ہوے جب امیر انکا کچھ نہین کر سکتے ہین تو دوسرے کی کیا حقیقت ہی اسمین بہتری نہین ہی ہان اگر نظر کردہ نہوتے تو کیا مضائقہ تھا خواجہ نے کہا جو ظل اللہ فرماتے ہین وہ بجا ہی مگر اپنی جیت دیکھنا چاہیے فرمایا کہ خیر یونہین سہی مگر بدیع الزمان سے بھی پوچھ لو عمرو نے عرض کیا کہ حضور کے منھ سے نکل گیا ہی تو پہلے مرزبان ہی کو لڑوائیے مگر برابر چھڑوا دیجیے گا کسی پہلو سے یہ راے بادشاہ کو بہت پسند آئی اور عمرو نے کہلا بھیجا بدیع الزمان سے کہ کرب دلاور سے لڑنا ہوگا مرزبان ماندا ہوگیا ہی موافق حکم بادشاہ کے ایک روز اُس سے پہلے لڑ لینا بدیع الزمان نے کہا جب مین دلیر سے لڑنے آیا ہون تو دوسرے سے دریغ کیا جسکا جی چاہے لڑے غرضکہ اکھاڑا تیار ہونے لگا ڈھنڈھورا پٹا کہ بدیع الزمان اور کرب سے کشتی ہوگی ہر طرف دھوم مچگئی سب کو اشتیاق ہوا کہ کشتی خوب ہوگی جبکہ روز مقرر آیا بادشاہ اکھاڑے پر تشریف لائے اور تمام اہالی موالی ساتھ آئے بدیع الزمان بھی شاگردون سمیت خبر شاہ کے آنے کی سنکر آئے دیکھا کہ ہجوم خلائق ہی صغار و کبار جمع ہین بدیع الزمان شاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین اُترے اور پہلے اپنے شاگردونکو زور دلایا بعد اسکے پوست گاؤ بچھائی اور خشت طلائی کو پاؤن کے نیچے رکھکر بدیع الزمان نے خم پر خم مارے اور نعرہ کیا کہ کہان ہی رستم اور کہان ہی سام کہان ہی سہراب کہان ہی اسفندیار اور گیو و افراسیاب و زال کہ آئین اور زور قوت کی داد دین اور کہان ہین حمزۂ صاحبقران کہ مجھ سے مقابلہ کرین شاگردون نے بدیع الزمان کے ہر طرف سے پوست کو چاہا کہ کھینچ لین مگر ممکن نہوا کھال کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑگئے اور اینٹ زمین کی پوست ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ہاتھ مین آگئی یہ دیکھ کے سب نے تعریف کی مگر مرزبان خراسانی نے چٹ لنگوٹ کسا اور بادشاہ سے اجازت لی اور اکھاڑے مین اُترا اور نہیب دی کہ خبردار بلے اوبی نکر صاحبقران یہان کہان ہین جو اُنکا نام لیتے ہو مین تو خدمت گذاری کو موجود ہون جب مجھ سے زیر ہوگے تو اُنھین پکارنا بدیع الزمان نے عذر کیا کہ بہتر صاحبقران سے دوسرا نہین ہی اس سبب سے نام نامی ہمیشہ لیا کرتا ہون آپ بھی آیئے حوصلہ نکال لیجیے سب ملکون سے منشور یکتائی پر مہر ین کرواتا چلا آتا ہون یہان جو کچھ مقدر دکھائیے شعر سرمی پیچم ز شمشیر حبیب • ہر چہ آید بر سرمن یا نصیب • یہ کہکر بدیع الزمان نے ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا دوسرا کلائی پر ڈالا تا دیر زور ہوا کیے پھر داؤن پیچ ہونے لگے جھڑا کا کشتی کا بندھ گیا دن بھر کشتی رہی شام کو عمرو نے چاہا جدا کرین مرزبان نے نہ مانا غرضکہ دو روز کشتی رہی اب دم مرزبان کا بھر آیا شام ہوگئی تھی عمرو نے دونون سے کہا کہ اب بادشاہ کا حکم ہی کہ نلڑو دونون علحدہ ہوے سب نے دونون کی تعریفین کین اب کرب کی کشتی کی دوسری تاریخ معین ہوئی سب پھر پھر کے اپنے خیمون مین آگئے بادشاہ داخل بارگاہ ہوے سردار جمع ہوے مرزبان نے کہا ای شہریار ایسا قوی زور مین نے تو نہین دیکھا واقع مین اسکا مثل نہین سوا امیر کے کسی کی طاقت نہین ہی کہ اسے زیر کر سکے غرضکہ پھر وہ دن آیا جس روز کشتی کرب سے ٹھہری تھی اکھاڑا تیار ہوا خلقت جمع ہونے لگی آج اُس دن سے بھی سوا مجمع ہی بادشاہ بھی تشریف لاے سب سردار جمع ہوے بدیع الزمان بھی آگئے ہر ایک کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ پہلوان زمان وہ نظر کردۂ شاہ مردان ہین غرضکہ بدیع الزمان اکھاڑے مین آئے اپنے پہلوانون کو زور دلا کر خشت طلائی پر کھڑے ہوکر خم مارا کرب غازی بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین کودے اور زور ہونے لگے ایک ہاتھ گردن پر کرب کے بدیع الزمان نے رکھا دوسرا کلائی پر ڈالا کرب نے ہاتھ کو اپنے

بچایا اور اسکا ہاتھ ہٹادیا بدیع الزمان چاہتا ہی کہ ہاتھ کو گرفت مین لاکر پیچ باندھے کرب لاور ہٹادیتا ہی دور دور تک یہی
اور سب بجوررو خواب ہے کوئی نہ ہٹا سب ڈٹے ہوئے دیکھا کیے پھر بعد دو روز کے دانون پیچ شروع ہوئے وہ جوڑ توڑ
ہوئے کہ یہ معلوم ہوتا تھا دو برقین کوندہ رہی ہین کھلنا بندھنا پیچ کا ثابت نہوتا تھا شاہ و شہریار دل کھول صد ہا صدا
تحسین و آفرین کی دے رہے تھے جو پیچ کرب نے باندھا بدیع الزمان نے کھولا جو بدیع الزمان نے باندھا
کرب نے کھولا غرضکہ پانچ روز کشتی رہی کوئی کسی کے پیچ مین نہ آیا نہ کسی کا دم پھولا دہی کیفیت رہی تماشائیون
کی یہ حالت ہی کہ آنکھین سرخ ہوگئی ہین جھوم رہے ہین جبکہ تماشا قاحمون کا ہوتا ہی چونک پڑتے ہین چھاگلین پانی سے
بھری ہوئی آگے رکھی ہین جب نیند کا زیادہ غلبہ ہوتا ہی منھ دھو ڈالتے ہین چھینٹے پانی کے منھ پر دیتے ہین اور
کہتے ہین کہ صاحب سونا تو تمام زندگی ہی یہ کشتی یادگار رہیگی ہر روز تو نہ ہوا کریگی کوئی دقیقہ دیکھنے سے رہ نجائے
وہین بیٹھے ہوئے کھانے منگاکر کھاتے ہین بعضے فواکہات پر بھوک کو ٹالتے ہین مگر ہلتے نہین کہ ہماری جگہ دوسرا نہ
آجائے پہلوانون کیلیے خوان میوون کے اور کاسے دودھ کے آتے ہین وہ نوش کر لیتے ہین وہ دودھ پسینہ بنکر بالو
کی راہ سے بہ جاتا ہی سب کہہ رہے ہین کہ یہ نہ زیر ہونگے ابھی تک تو برابر ہین دونون لڑکے مرجائینگے ایسے یہ دونون
نہین ہین کہ کوئی پچھڑ جائے غرضکہ سبکی رائے اسپر متفق ہوئی کہ دونون کو چھڑا دینا چاہیے کہ ہر ایک کی بات رہ جائے
ایک تو پہلوان دوران ہی دوسرا نظر کردہ شاہ مردان ہی پانچ روز گذر چلے ہین کمی بیشی معلوم نہین ہوتی

اب ذکر دوسری داستان بلالینا امیر کا بدیع الزمان و کرب غیرہ کو پردہ دینا سے بیان ہوتے ہین

وہان امیر حمزہ صاحبقران ہردم بردعی کو زیر کرکے قاف مین پہونچے ملکہ آسمان پری نے امیر کے آنے کا
جشن کیا امیر نے پوچھا کہ ای آسمان پری قہقہہ یا گریٹ بن قہقہہ کوئی بعد میرے جانیکے آیا تھا یا نہین ملکہ نے کہا ابھی
ابھی نہین آیا مگر آمد لگی ہوئی ہی ضرور آئیگا امیر چپ ہوگئے جب کئی روز گذرے اور کچھ خبر نہ آئی امیر نے ملکہ آسمان پری
سے کہا کہ عبدالرحمن جنی سے کہو کہ علم سے دریافت تو کرین کہ لشکر مین ہمارے بدیع الزمان ہی یا چلا گیا
آسمان پری نے عبدالرحمن کو بلایا اور حکم دیا کہ حال لشکر امیر کا دیکھو انھون نے قرعہ پھینک کر دریافت کیا اور
عرض کی کہ بدیع الزمان اور کرب غازی سے کشتی ہو رہی ہی پانچ روز گذرے ہین اور ابھی تک کوئی کسی پر غالب
ہوتے معلوم نہین ہوتا یہ سنکر امیر نے بڑا افسوس کیا کہ ہم نے یہ کشتی کرب سے نہ دیکھی ایسی کشتی کبھی کاہیکو ہوئی ہی
ملکہ نے امیر کو ملول دیکھکر کہا کہ آپ ملال ناحق کرتے ہین اگر فرمایئے تو مین دیوون کو بھیج کر بلوالون آپ یہین
تماشا کشتی کا دیکھیے امیر خوش ہوکر بولے کہ ہی تو خوب بات مگر ساری صحبت کی صحبت آئے کہ جسطرح سب کشتی کا
تماشا دیکھ رہے ہین مع بادشاہ اسلام تو لطف ہی یہ کیا کہ ہم دیکھین اور وہ سب نہ دیکھین یہ سنکر آسمان پری نے حکم دیا
کہ پانچہزار دیوان جائین اور سبکو اٹھالائین پھر مجمع دیوزادون کا طرف بردہ دینا کے روانہ ہوا وہان پانچوین
روز سب نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوئے سب دیکھ رہے تھے کہ ہوا زور شور کی چلی اور مجمع درہم
درہم ہونے لگا وہ آدمی جو دبلے پتلے تھے اڑاڑ کر گرنے لگے ہوا کے وہ سناٹے تھے کہ سب الامان الحفیظ
پکارتے تھے اُسی تہلکہ مین صد ہا پنجے پیدا ہوئے پہلے ایک پنجے نے بادشاہ اسلام سعد نوجوان کو تخت پر سے
اُٹھالیا اور طرف آسمان کے بلند ہوا پھر دوسرے پنجے نے بدیع الزمان کو لیا تیسرے نے کرب غازی کو پھر تو
پنجے لوگ کو لوگ گرگرے اور جتنے دست اسی وحیی تھے مثل لندھور بن سعدان و مالک اژدر و فرام زعلو
مغربی وغیرہ سب کو پنجے لے اُڑے سب لوگ حیران و پریشان پھر کر چلے آئے سارا کشتی کا مزا

سنگیا ہر ایک متاسف تھا کہ کیا لطف کی کشتی تھی بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ تک غائب ہو گئے نہین معلوم کیا سانحہ
ہو مگر دیو سبکو لیکر پردہ قاف مین پہونچے ہرکارے آسمان پری کے یہان کے مہران کاس اور اکوان کاس
دوڑے ہوے آئے اور امیر و ملکہ آسمان پری کو خبر کی کہ غلام آپکے جا کر سب کو لے آئے امیر اسیوقت اُٹھ کھڑے ہوے
اور پیشوائی کو گئے باادب کھڑے ہو رہے راہ مین جبکہ بادشاہ نظر آئے امیر نے مجرا کیا بادشاہ نے جو امیر کو دیکھا خوش
ہو کر بغل گیر ہوے اور سب سردارون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے سب کو مہربانی سے پوچھا اور استفسار حال کیا بعد اسکے
بادشاہ کو لاکر گلستان ارم مین داخل کیا تخت بلقیس پر جگہ دی اور سب سردارونکو دنگل بدست راست و چپ
آباد ہوا بدیع الزمان کو بھی امیر نے بہت دیر تک بغل گیر رکھا اور جبکہ بادشاہ نے بیان کیا کہ اے صاحبقران
بدیع الزمان پانچ روز تک شاہزادہ کرب نوجوان سے لڑے اسیر بھی زیر ہوے امیر نے فرمایا کہ فضل اللہ مجکو
سب خبر ہے علم رمل سے عبد الرحمن نے دریافت کیا جب تو فدوی نے دیوون کو بھیجکر ان سبکو در آپ کو
بلوایا کیا بات ہے انکی کہ نظر کردہ سے لڑے ہین کسی کی طاقت ہے کہ کرب غازی سے لڑے اور زیر نہو یہ بات انہین کے
لیے تھی شاباش و مرحبا فرماکر بدیع الزمان سے مخاطب ہوے کہ اے پہلوان دوران اب دو چار روز آرام
لیلو بعد اسکے ہم تم سے لڑینگے کرب سے تو لڑ چکے ہو اب مثل کرب کے دوسرا سردار ہمارے یہان نہین ہے
بدیع الزمان نے کہا کہ یا امیر ثانی سلیمان مجکو بھی آرزو آپ ہی سے لڑنے کی باقی ہے اسیواسطے مین اتنے روز تک
آپکے لشکر مین پڑا رہا اور کہین نہ گیا حسب الحکم سلطانی کہ جہان مطاع اور عالم مطیع ہے بحکم بادشاہ انجم سپاہ
کے مین کرب سے لڑا مین خوشی اور رضامندی میری یہ ہے کہ حضور سے لڑون اور کمترین اسطرح موجود ہے آج
ہی اکھاڑا تیار ہو جائے اور کشتی شروع ہو جائے امیر نے فرمایا کیا جلدی ہے دو روز تامل کرو آسودہ ہو لو اور جو لوگ
کہ مشتاق ہین وہ بھی سب آج نہین آسکتے ہین یہ فرماکر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو اسیوقت رقاصان ماہ طلعت
حاضر ہوئین مجرے پریزادون کے ہونے لگے اور شیشہ و ساغر لیکر ساقیان سیمین ساق حاضر ہوے ناچ
ہونے لگا جام مے گلرنگ گردش مین آیا باجے پرستان کے بجنے لگے دوپہر تک صحبت بے تکلفانہ رہی بادہ ناب کا دور
رہا بعد اسکے خاصہ طلب ہوا دسترخوان بچھا سب نے ہمراہ امیر کے نوش کیا پھر بارگاہ سے اٹھ اٹھکر اپنی اپنی خوابگاہ
مین گئے سو رہے سہ پہر کو پھر دربار ہوا سب حاضر ہوے ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان نے جو سنا یہی
کہ امیر سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی تو آسمان پری نے امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم بھی آپکی کشتی دیکھنے کے
مشتاق ہین کبھی آپ کو لڑتے نہین دیکھا ایسی جگہ اکھاڑا ہو کہ ہم سب بھی دیکھین امیر نے یہ سنکر حکم دیا کہ اپنے زیر قصر
مہجم ذیل مین ارم کے اکھاڑا کھدے قصر پر عورات و پریزاد بیٹھین نیچے کے مکانون مین بادشاہ اسلام اور
کل سرداران عالیمقام ہون فورا پریزادون اور جناتون نے اکھاڑا تیار کر دیا میلہائے فولادی گاڑکر زنجیرین
باندھدین حد اکھاڑے کی مقرر کر دی گرد بگرد میلون کے دنگل کرسیان صندلیان بچھا دین جگہ بادشاہ کی ایک
جانب خالی رکھی پہر دن نہ چڑھا تھا کہ صدا نقارے کی بلند ہوئی یعنے بروز مقررہ جہان پناہ کے ہمراہ صاحبقران
دوران مع کل گردان جہان و مجمع دیو پری ہمراہ بدیع الزمان ساتھ ساتھ اکھاڑے پر آئے ملکہ آسمان پری اور
ملکہ قریشہ سلطان اور راشدہ پری بنت شہپال بن شاہرخ اور اکوانہ پری صندل پری زعفران پری
جواہر پری اور سلاسل پریزاد و زلازل پریزاد و سلطان ارزق پریزاد کہ یہ تینون افسرین پریزاد و نیز
سب ساتھ ملکہ آسمان پری کے آئے بالائے قصر مجمع پریزادون کا ہوا چلمنین چھوٹ گئین نیچے

قیصر کے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے چونر مورچھل بال ہما کے جواہر دوز سر پر ہونے لگے امیر سلیمان سریر دست راست
شاہ پر متمکن ہوئے اور باقی سب سردار حسب لیاقت دلنگون کرسیون صندلیون پر بیٹھے مگر اکھاڑا یہ معلوم ہوتا ہی
کہ خوشبو کی کان ہی مشام جان معطر ہوتا ہی یعنی مشک و عنبر کی چھی آتی ہی کیوڑے و گلاب سے زمین تر کرکے اکھاڑا
گوڑا گیا ہی علاوہ اُسکے سب سرداروں نے کنٹر خالی کیے ہین باون ورکیڑ دن مین عطر ملا ہوا ہی عطر بھی پرستان کا عجب
ایک کیفیت ہی باغ فردوس کا نمونہ معلوم ہوتا ہی جدھر نگاہ اُٹھتی سب جواہر پوش و زرین پوش ہی نظر آتے دیر تک
نشست و برخاست کی کیفیت رہی بیا نشین کی صحبت رہی پھر بدیع الزمان نے امیر کیجانب نظر کر کے کہا کہ دن بہت
چڑھتا ہی اب دیر نفرمایئے امیر نے فرمایا کہ بہت بہتر ہی جو آپکی رائے تب بدیع الزمان نے جانگیا پہنی چست سی زنجیر
فولادی کمر سے پیچی اور اکھاڑے مین اُترکے ڈنڈ کیے شاگردون نے مٹی اکھاڑے کی چڑھائی اسکو سونگھا تو عبیر
سب شہزورون نے مٹی جو ملی ڈنڈ پھول گئے اُس تیاری کو دیکھکر کہ ایک خوشبوئی کے ساتھ بھی دیو زاد اپنی قوت
بھول گئے رشک کرنے لگے دو ران جانگھ سینہ و کمر گردن مونڈھے سب سانچے مین ڈھلے ہوئے معلوم ہونے تھے
سختی مین فولاد ناب کا قد و قامت معلوم ہوتا تھا واہ واہ ماشاء اللہ کی صدا چار سمت سے بلند تھی تب بدیع الزمان نے
کسرت ہر قسم کی دکھانا شروع کی یعنی مگدر بھی ہلائے نال بھی اٹھائی لیزم بھی ہلائی شاگردون کو زور بھی دلایا جبکہ
پسینے مین تر ہو گئے اُسوقت پھر پوست گاؤ آئی اُسپر خشت طلائی کو رکھکر ایک پاؤن اپنا جما کر خم پر خم مارکے
پکارے کہ کہان ہی رستم کہان ہی سہراب و اسفندیار و زال آئین اور زور کی میرے داد دین اور شاگردون
نے پوست کو حسب دستور کھینچا ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئے ایک ایک ٹکڑا سب کے ہاتھ مین رہگیا مگر پاؤن کے نیچے
سے خشت نہ سرکی اسپر بھی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اُسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے بھی تعریف
کی اور بادشاہ سے اجازت لیکر دنگل سے نیچے اُترے خادمون نے اسباب تلاش حاضر کیا صاحبقران نے
بجلدی تمام یراق کشتی پہن لیا اور اکھاڑے مین داخل ہوئے اور از راہ انکسار بہت کلمات تعریفی بدیع الزمان
کے ارشاد کیے کہ حقیقت مین تمھارے زور کے موافق میرا زور کیا کہ تم جوان اور مین ضعیف مگر خوشی تمھاری کرتا ہون
یہ فرما کر ہاتھ پر ہاتھ ڈالا ایک ہاتھ سے ہاتھ بدیع الزمان کا پکڑا دوسرا ہاتھ گردن پر رکھدیا اور سر سے سر
ملا کر ایک دستی کرنے لگے بڑی دیر تک یہ صورت رہی بعد اسکے بدیع الزمان نے دو دستی کی امیر حمزہ
صاحبقران دوران نے زبردستی بدیع الزمان کو کھینچا پھر تو زبردستیون سے داؤ پیچ ہونے لگے تمام
ساکنان قاف جھکے ہوئے تماشا کشتی دیکھ رہے ہین اور عورات چلمنون سے مشاہدہ کر رہی ہین جو پیچ
بدیع الزمان نے باندھا امیر حمزہ صاحبقران دوران نے کھولدیا جب امیر حمزہ صاحبقران دوران
نے کوئی پیچ کیا بدیع الزمان نے کھولا کسی پر کسی نوع کا پیچ دن بھر نہ پڑا دن بھر آپس مین داؤن پیچ ہوا
کیے جب شام ہوئی اُسوقت روشنی پرستان کی آئی کہ اکھاڑہ روشن ہو گیا دن معلوم ہونے لگا پھر دونون
سرگرم تلاش ہوئے آدھی رات جب ہوئی خوان میوون کے آئے اور کاسے دودھ کے بدیع الزمان
نے میوہ تو نہ کھایا مگر دودھ پیا صاحبقران نے دودھ بھی نہ پیا بدیع الزمان نے ہر چند اصرار کیا
امیر حمزہ صاحبقران دوران نے ارشاد فرمایا کہ میرا قاعدہ یہ ہی کہ جس وقت تک فیصلہ نہین
ہو لیتا ہے مین اکل و شرب نہین کرتا اپنے قاعدے سے مجبور ہون غرض کہ تمام رات
کشتی رہی دونون کے چہرون پر کسی طرح کا حزن و ملال تک نہ آیا اور نہ فیصلہ ہوا تمام حاضرین

مارے نیند کے بیچین ہونے لگے بعضون نے کہا کہین جلد فیصلہ ہو نیند کے مارے بُرا حال ہی بعضے دلجلون نے
جواب دیا کہ کچھ چپکے جاؤ کہا کیونکر چلے جائین یہ تماشا پھر کہان دیکھنے مین آئیگا غرض کہ سات شبانہ روز کشتی رہی
اُسوقت سب نے دیکھا کہ دو بارہ امیر باتوقیر بدیع الزمان کو دونون گھٹنون سے نیچے لائے بدیع الزمان
پیچ کرکے مانند برق کے تڑپ کے نکل گیا اور ایک بار بدیع الزمان امیر حمزہ صاحبقران دوران کو
ایک گھٹنے سے نیچے لائے یہ بھی جسطرح گنج مین سے ہوائی اور سنگ مین سے شرارہ نکل جاتا ہے نکل گئے
اب سب کی راے یہ ہوئی کہ چھڑا دو سات شبانہ روز بے خور و خواب دونون کو گذر چکے ہین باہم
صلاح کرکے کہا کہ یا امیر اور ای بدیع اب کشتی موقوف رکھو پھر سمجھ لینا کوچک سلیمان نے
بدیع الزمان کی بہت تعریف کی اور فرمایا کیا خوب لڑے ہو کیا بات ہی تمھاری سبحان اللہ کوئی دقیقہ
باقی نہین رہا مگر ایک بات البتہ باقی ہی کہ ہم نے قاعدہ رکھا ہی کہ جب عرصہ ہوتا ہی اور فیصلہ کشتی کا نہین ہوتا
تو جنگ عزلی کرتے ہین اور وہ یہ ہی کہ ایک چارزانو بیٹھے اور دوسرا اُٹھائے جو اٹھا لیجائے گویا کہ اُسنے
کشتی مارلی اگر منظور ہو تو یہ طور بھی فیصلہ کا ہی جلد فیصلہ ہو جائے ورنہ مین لڑنے کو یون بھی موجود ہون
اور دوسری کشتی ترکی ہی وہ واہیات گرگون کی لڑائی یعنی گھونسہ گھانسا اور یہ جو سب لوگ لڑتے ہین وہ ہم
لڑے اسے تلاشن بھی کہتے ہین بدیع الزمان نے سنکر مان لیا کہ کہین جلد فیصلہ ہو سات روز سے بے خور و
خواب تھا کسی سے کا ہیکو ایسا لڑنا ہوا تھا کہ سات روز گذر گئے ہون کہا کہ یا امیر واقع مین جنگ عزلی
خوب ہی فدوی کو منظور ہی بس امیر لنگر مارکے بیٹھے اور بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا اور
ہر چند کہ لنگر امیر کا ٹوٹا اور زانون تک کھینچ کے لائے پھر چاہا کہ سینہ تک اونچا کرین کہ امیر نے لنگر مارا
زنجیر کمر ڈھیلی پڑ گئی امیر چھوٹ کر زمین پر آ گئے اب بدیع الزمان چارزانو بیٹھے صاحبقران نے انکسار
بہت فرمایا کہ ای رب بے نیاز و کارساز و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر خداوندا تو قادر و توانا ہی
بندہ عاجز ہی ای مالک اگر تونے مجھے صاحبقرانی کا مرتبہ دیا ہی تو اُمیدوار ہون کہ رخنہ اس نام مین نہ پڑے اور
موجب خندہ زنی کا نہو تو ہی سرخرو کریگا ورنہ مین کیا ہون اور حقیقت میری کیا ہی نہ طاقت بازو نہین رکھتا ہون
نہ زور کلائیون مین پاتا ہون الحکیم الواحد القہار و الحکیم الملک الجبار المدد یا پروردگار یہ کہکر کمر زنجیر مین بدیع الزمان
کی ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ خورشید نما کو مستحکم زنجیر مین کرکے اور خوب مضبوط پکڑ کے جھٹکا جو مارا بقدرت قادر مطلق
بدیع الزمان جو مثل پیل دمان کے تھے ہاتھ پر صاحبقران دوران کے اُٹھ آ گئے اول ہی زور مین تا کمر
کھینچا اور دوسرے زور مین تا سینہ کھینچ لائے تیسرے زور مین ذرا سا توقف کرکے شانون کا جو ہکارا اور
بازوون کا زور شریک کرکے بس سر سے بلند کیا سب نے دیکھا کہ بدیع الزمان کو کوچک سلیمان نے سر سے
اونچا کر لیا پھر تو ہر طرف سے ایک شور واہ واہ کا بلند تھا کہ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی اور بنی جان سلیمان
پرستان کا تو یہ عالم تھا کہ اُٹھ اُٹھ کھڑے ہوے اور دوڑ پڑے پریزاد بالغ پری کی ہوا امیر باتوقیر کو دینے لگے دیوزاد ادھر
اُدھر کودتے پھرتے تھے دیونیان دھمال مارنے لگین سبحان اللہ سبحان اللہ خاص و عام کی زبان پر جاری ہی بادشاہ
اسلام نے حکم دیا کہ طبق ہاے زر و جواہر امیر باتوقیر پر سے نثار کرو اور ملکہ آسمان پری دقیانوسیہ سلطان نے بھی
بہت سا جواہر تصدق کو بھیجا یہان امیر کو بسبب دیر مین زیر کرنے کے غصہ تھا کہ سات شبانہ روز گذر چکے تھے چاہا
تھا کہ سر پر چرخ دیکر زمین پر مارین ناگاہ پیچ جو چرخ دینے مین کھلا اور بال بدیع الزمان ہو اسے ادھر اُدھر اُڑے

اور نگاہ ملکہ قریشیہ سلطان کی پڑی دیکھا بال طلائی ہین بدیع کے سر پر فورًا سلاسل پریزاد کو جو حضرات
اشارہ کیا کہ جلد جا اور باباجان سے کہہ میری طرف سے کہ بدیع الزمان کو مار نہ ڈالیے گا چھوڑ دیجیے سلاسل
دوڑا ہوا آیا اور پیغام ملکہ قریشیہ سلطان کا صاحبقران کو سنایا امیر کشورگیر والی قاف دنیا نے بدیع الزمان
کو آہستہ سے زمین پر رکھدیا مگر بدن امیر کا فرط غضب کے سبب سے کانپنے لگا آنکھین سرخ ہوگئین منھ مین کف بھر آیا تیغ
عقرب سلیمانی کو اُٹھا لیا اور زینہ پر قصر مجم کے چڑھے جبکہ سامنا قریشیہ سلطان کا ہوا ملکہ پکاری کہ
باباجان آپ نے بڑا غضب کیا تھا شاید کہ آپ بدیع الزمان کو قتل کرتے امیر کو کلمہ اسی کا زبانی سلاسل
کی سنکر خیال ہوا تھا کہ شاید قریشیہ بدیع پر عاشق ہوئی ہے اسی وجہ سے تیغہ پکڑ کر قتل کو قریشیہ کے آئے تھے
اس خیال سے کہ مجکو سب مین اس نے بدنام کیا اور اب جو ملکہ قریشیہ سلطان نے خود امیر سے کہا اور امیر نے
بدحواس دیکھا جانا کہ واقعی فریفتہ ہے بس تیغ علم کرکے چلے کہ او شوخ دیدہ ابھی تجکو مزا چکھاتا ہون جیسا تو نے
مجکو سب مین ذلیل کیا تاکہ تجھے بھی معلوم ہو کہ عاشقی کی یہ سزا ہے قریشیہ سلطان یہ سنکر زرد پڑ گئی اور دوڑ کر
قدمون سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ باباجان قصور لونڈی نے کیا کیا ہے جو آپ قتل فرماتے ہین مین نے
جو کہلا بھیجا تھا کہ بدیع کو قتل نہ کیجیے گا اُسکا سبب یہ ہے کہ بدیع میرا بھائی ہے آپ کا فرزند ہے
ملکہ گردیہ بانو کے بطن سے پیدا ہوا ہے ایک دن ملکہ گردیہ بانو کو ہماری والدہ نے جس صورت
سے زہرہ مصری کو شبہے مین مہرنگار کے دیوزاد سے اُٹھوا منگایا تھا اُسی صورت سے حسب
عادت ماشاء اللہ غصہ تو اُنکو بہت ہے ملکہ گردیہ بانو کو دیوزادون سے اُٹھوا منگوایا تھا مین نے
بچا لیا اور دنیا مین بھجوا دیا جسوقت کہ اُنکو دیوزاد لائے تھے راہ مین وضع حمل ہوا تھا اور
لڑکا راہ مین رہگیا تھا مین نے جو دیوزادون سے حال لڑکے کے تولد ہونے کا سنا منگوا لیا
جب وہ لے آئے فرط محبت سے چشمہ سلیمانی مین غسل ولادت دیا تھا اور خاصہ اُس چشمہ کا یہ ہے
کہ جو نہاتا ہے اُسکے بال طلائی ہوجاتے ہین اُنکے بھی بال سونے کے ہوگئے تھے بعد اسکے خواجہ عبدالرحمن
کی صلاح سے اُنکو مین نے صندوق مین بند کیا اور جواہر بہت سا رکھکے ایک سفارش نامہ
بھی لکھکر رکھدیا تھا اور دریاے اخضر مین بہا دیا تھا رقعہ کا یہ مضمون تھا کہ یہ لڑکا رئیس قوم کا ہے
جو پاے اسے اچھی طرح پرورش کرے اب جو مین نے بال بدیع الزمان کے سونے کے دیکھے وہ
صورت و کیفیت مجکو یاد آ گئی جانا مین نے کہ یہ وہی لڑکا ہے اور بھائی میرا ہے آپ اس کو عبدالرحمن سے
دریافت کر لیجیے اگر خلاف لونڈی کے بیان کے نکلے تو بے تامل آپ مجکو قتل کرین بھائی میرا تھا
اگر سعی مین نے کی تو کیا بُرا کیا یون آپ بہرصورت مالک ہین شعر گر کشی در جرم بخشی رو و سر بر آستانم ؎
بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برآنم ؎ غرضکہ یہ سنکر امیر نے تیغہ کو ہاتھ سے رکھدیا اور عبدالرحمن کو
تخلیہ مین بلا کر پوچھا تو مطابق اظہار قریشیہ کے اُنھون نے بھی بیان کیا اُسوقت غصہ امیر کا زائل
ہوا قریشیہ کو گلے سے لگایا پیشانی کا بوسہ دیا اور نیچے قصر کے اُترے سب حضار ہمدیگر آپس مین
تہنیت دیتے تھے اور تمام خرد و کلان پیر و جوان بہ سر نوید تھے کہ بادشاہ اسلام نے امیر سے فرمایا کہ
یا امیر بالتوقیر آپ تلوار لیکر کے کہان گئے تھے خیر تو ہے فرمایا امیر نے کہ اے شہریار زبانی قریشیہ کی یہ
سنا کہ بدیع الزمان میرا بیٹا ہے یہ فرما کے بدیع الزمان کی طرف جو نگاہ کی تو نشانیان

اپنے چہرۂ زیبا کی بائین آجتک بدیع الزمان چہرے پر نقاب رکھتے تھے جبکہ زیر ہوے وہ نقاب ور ہوئی
پس امیر نے دوڑکر بدیع الزمان کو گلے سے لگایا بوسہ ماتھے پر دیا اور کہا ای بہادر رنجیدہ نہو خدا نے اپنا فضل
کیا کہ کسی دوسرے سے زیر نہین ہوے اپنے باپ سے زیر ہونے مین عزت نہین کم ہوجاتی تم ہمارے فرزند ہو
بدیع الزمان یہ کلمات شفقت آمیز سنکر بہت شاد ہوے پہلے قصد کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرین کہ زیر ہونے کے بعد
یکتائی نہین رہتی اب جینا بیفائدہ ہی مگر جبکہ امیر نے پوچھا کہ ای فرزند سچ کہو پرورش تم نے کہان پائی ہی جواب دیا
کہ ہم تو اپنے کو رفیع گاذر کا بیٹا جانتے تھے اسی نے ہم کو پالا بھی ہی اب آپ جو فرماتے ہین یہی ہوگا اور
وہ گاذر قریہ مین شہر اردبیل کے اب بھی ہی امیر نے دیو زادون سے فرمایا کہ جو تم مین سے شہر اردبیل
کو جانتا ہو اور ملکہ گردیہ بانو کو لایا ہو وہ جائے اور رفیع گاذر کو لے آئے ایک دیو کہ وہ قفیبت لقا
تھا روانہ ہوا مگر رفیع گاذر کو جو وجاہت کے منصب پر تھا بادشاہی دھوبی کہلاتا تھا بیٹھا ہوا اور
دھوبیون سے کاروبار لے رہا تھا پیتل کا حقہ خمدار آگے لگا ہوا پگڑی سر پر رکھی ہوئی مرزائی پہنے چوکی
پر بیٹھا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ سناٹا ہوا کا ہوا اور ایک پنجہ کمر مین ہاتھ ڈیکرے اُڑا رفیع گاذر توجہ ہوا سے بیہوش
ہو گیا اور دھوبی بھاگ گئے اور رفیع کے عزیز دار جمع ہوکر رونے پیٹنے لگے یہان وہ دیو رفیع گاذر
کو سامنے امیر کے لایا امیر نے پنکھے جھلواکے گلاب کیوڑا چھڑکواکے رفیع گاذر کو ہوشیار کیا اور سامنے
بدیع الزمان کے بلاکے کہا کہ ای گاذر سچ کہہ کہ یہ تیرے کون ہین گاذر نے جو بدیع الزمان کو دیکھا خوش
ہوکر بولا کہ ای بیٹا تم کہان تھے دیکھنے کو تمھارے آنکھین ترستی تھین آؤ میرے ساتھ چلو اور دوڑکر لپٹ گیا
ہاتھ پکڑ لیا اور امیر سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی ساری برادری میری گواہ ہی کہ اسکی پیدائش مین مین نے بہت روپیہ
صرف کیا تھا بڑی دھوم سے ساری برادری جمع کرکے شادی کی تھی اور کئی روز برادری کو روٹی دی تھی
آپ دریافت فرمائین یہ سنکر صاحبقران حیران ہوے کہ اب کیا کیا جائے یہ تو اور ہی کچھ کہتا ہی عمرو نے جو
امیر کو متفکر دیکھا پاس آکر کہا کہ یا امیر اگر روپیہ صرف کیجیے تو مین ابھی رفع تردد کردون امیر نے زر خطیر دینے کو
کہا اور کہا خواجہ جلد دریافت کرو عمرو نے ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اسے اُٹھاکے طرف آسمان کے لیجا
مگر خبردار کسی نوع کی گزند یا آزار نہ پہونچے نہین تو مارڈالونگا پس دیو نے رفیع گاذر کا بازو تھاما اور بلند
ہوا اور منھ کھولکر کہا کہ تجھے کھائے لیتا ہون اُسوقت یہ چلایا کہ صاحبو مجکو دیو کھائے لیتا ہی میری جان
بچاؤ عمرو نے پکار کے کہا کہ ای دیو اسے لے آ ابھی نہ کھانا دیو گاذر کو لے آیا اُسوقت عمرو نے کہا کہ ای دھوبی سچ
کہہ کہ تو نے اس لڑکے کو کہان سے پایا اور کیونکر یہ تیرے ہاتھ آیا گاذر نے کہا کہ آپ کہتے کیا ہین یہ میرا لڑکا
ہی اور کہان سے مین نے پایا ہی عمرو نے دیو سے کہا کہ اب اسے لیجاکر کھالے دیو پھر گاذر کو لیکر طرف آسمان
کے گیا اور منھ کھولا پھر یہ چلایا کہ مجھے بچاؤ اب مین سچ سچ کہہ دونگا عمرو نے پھر بلا لیا اُس وقت گاذر نے جو
کچھ حال تھا کہا کہ لب دریا مین نے ایک صندوق پایا تھا اُسمین یہ لڑکا بند تھا سب سے چھپا کر اپنے گھر
مین لاکر اپنا فرزند ظاہر کیا تھا اور برادری کو روٹی دی تھی اُسوقت امیر کی خاطر جمع ہوئی اور دیو سے کہا کہ تجھے
حکم ہی کہ اسے جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور گردیہ بانو کو لے آ وہ لشکر اسلام مین ہی اور کچھ زر جواہر
رفیع گاذر کو دیا دیو تو روانہ ہوا عمرو سے جو کچھ اقرار تھا انھون نے بھی لیا اب بدیع الزمان کو اپنے برابر
زنگی جواہر نگار پر جگہ دی تنے مین وہ دیو ملکہ گردیہ بانو کو لے آیا امیر نے اُنکو پردے مین بٹھایا اور بدیع الزمان کو

روبرو بصد خلوص کے کھڑا کیا جیسے ہی نگاہ گردیہ بانو کی بدیع الزمان پر پڑی مہر مادری نے جوش مارا دودھ کی دھار
نکل کر منھ پر بدیع الزمان کے پڑی ادر گردیہ بانو دیکھکر بدیع الزمان کو بیتاب ہو گئی عرق مین لہو نے جوش
کیا یا محبت مادری ظاہر ہو گئی بس پھر تو امیر نے شاہزادے کو اندر بلا لیا اور گردیہ بانو کے پاس بٹھایا سب حال
اُنکی تولد کا بیان کیا گردیہ بانو یاد کرکے اُس حال کو کہ دو لیے آتے تھے اور درد زہ نے غلبہ کیا تھا اور بہت
دیودن سے کہکے دامنہ کوہ مین وضع حمل سے فراغت پا کے لڑکے کو وہین چھوڑا تھا رونے لگی اور بہت سا جواہر
زیور کہ جو پہنے ہوئے تھین اپر نثار کیا عمر دینے مانگ لیا کہ اسکا مستحق مین ہوں اور مین ہی نے حقاق حق کیا ہی ورنہ دھوبی
لیجا تا بچارے ہاتھ نہ آتے پھر تو امیر نے جشن سلیمانی کیا کاربردازان قاصد نے بارگاہ ہوشمند استادگی کے فرش شاہانہ کردیا
اور رنگ صندلیان اور کرسیان جواہر نگار لاکر بچھادین تخت بلقیس کو واسطے بادشاہ کے آراستہ کیا بادشاہ اسلام مع جملہ
سرداران والا مقام رونق افروز سریر ہوئے ارباب نشاط اگر موجود ہوئے سازندے ساز ملانے لگے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی
ناچ شروع ہوا باجے پرستان کے نجنے لگے جام بادۂ گلفام گردش مین آیا سات روز جشن سلیمانی رہا بعد بہت جلسۂ عیش کے
سب سردار اتفاق کرکے صاحبقران سے عرض رسا ہوئے کہ بڑی حسرت ہی ہمین کہ سیر پردہ قاف کی کرین اور شکار
یہان کے مرغزار مین کھیلین امیر نے عرض کو سب کی قبول کیا اور حکم دیا کہ سامان سفر تیار ہو یہ تو اس سامان مین این

اب دیکھے داستان ہردم بردعی و فرامرز بن قارن عدنی کے بیان ہوتے ہین

فرامرز بن قارن جو نو لاکھ سوار سے سد راہ ہردم بردعی کا ہوا تھا اور ہردم مع بہرام شاہ باپ مہینہ بانو
کا اسی ہزار سوار سے راہ مین لشکر اسلام کے تھا جب فرامرز کو ہرکارون نے آگاہ کیا کہ ہردم یہان سے قریب ہی فرامرز
نے بصلاح بہمن سگان و بہمن خزان و زلفین مشرقی کہ اسکے اور رشتہ دار فرامرز بن نوشیروان کے تھے
ایک عدنی کو برسم ایلچی گری بھیجا جب وہ ایلچی آیا خبر ہردم کو ہوئی طلب کیا ایلچی نے آکر نامہ ہاتھ مین ہردم کے
دیا پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ ای ہردم یہ نامہ فرامرز بن قارن کا ہی تجکو لازم ہی کہ اپنی بہن کو سوار کرکے خود لیکر ہمارے
پاس چلا آ یا اسی ایلچی کے ساتھ کردے کہ فرامرز بن نوشیروان خواہان اسکا ہی اگرچہ امیر درجۂ اعلی پر ہون لیکن تجھ نوکر
کے کوئی شاہزادہ نہ کہیگا ورنہ یہ خوب سمجھ لے کہ مین وہی ہون جسنے امیر با توقیر کو نو مہینے عقابین پر قید کر رکھا تھا
اور سب سردار دشمنے ہر روز سر میدان لڑتا تھا تلوار نے میری سبکا خون جاٹا تھا مین وہی ہون اور وہی تلوار باندھے
ہون اسطرح مار ڈالونگا کہ ماہیان دریا دم غان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے والسلام جبکہ نامہ دیوانہ پڑھ چکا بس غصہ
مین نامہ کو تو پھاڑ ڈالا اور دو ڑ کے ناک ایلچی کی دانت سے کاٹ لی اور نکلوا دیا وہ روتا پیٹتا پاس فرامرز کے آیا
اور کہا کہ یہ حال تیرے ہردم نے کیا ہی آپکا فرستادہ تھا غیرت کی جگہ ہی اگر سمجھیے تو بڑے بزدلی ناک کٹ گئی بس فرامرز
نے لہو بیان جو انکو دیکھا لال ہو گیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان ہردم بردعی اندر آیا اور اپنی بہن سے کہنے لگا کہ
ای مہینہ بانو تیری صلاح لینی کیا ہی ایلچی فرامرز بن قارن عدنی کا آیا تھا اور نامہ لایا تھا مطلب اُس نامہ کا یہ تھا
کہ تمکو فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہی اور مانگتا ہی مہینہ بانو نے کہا بھائی جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو جو صلاح تمہاری
وہی رائے میری دوسرے یہ کہ دس انگلیان منھ پر سے ہٹا کے جسکا منھ دیکھا دیکھا اب کسی اور کا منھ دیکھنا اور
کسیکو اپنا چہرہ دکھانا بیکار ہی جو میرے مقدر مین لکھا تھا وہ تو اب ہو چکا اب کچھ ضرور نہین ہی اسمین جو چاہے وہ ہو
بس یہ جو دیوانہ ہردم بردعی نے ملکہ مہینہ بانو سے سنا بہت خوش ہوا اور کہا شاباش و مرحبا

کیا کہتا ہی تیرا ای مہینہ میرا بھی یہی قصد ہی مگر مین تیرا دل دیکھتا تھا مین کب کسی کی اصل حقیقت جانتا ہون ہو اگر بیٹا نوشیروان کا حمزۂ صاحبقران ایسے ہین کہ خود نوشیروان اُنسے بھاگتا پھرتا ہی یہ کہکر مہینہ سے باہر آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ آواز کوس حربی سے میدان لرزا کیے اور من چلے بہادرون نے اسلحہ دیکھ بھال کر علٰحدہ کیا تلوارون کو باڑھ دار کیا چار آئینہ خود و دوشلغے زرہ کو صیقل گرونسے صاف کرایا اچھے اچھے بیکانون کے تیر داخل ترکش کیے جن بیکانونمین زنگ لگا تھا اُنھین چھانٹ ڈالا کیلون کو آگ پر رکھکے لوہے کو اُنکے نرم کیا ساری رات بیدار باشید و ہشیار باشید کا غل رہا جب تھوڑی سی رات رہی اور شمع باد سحر سے جھلملانے لگی اُسوقت نقیب آکر پکارے اشعار زبانی نقیبان۔ جوانو جوانمردو تیار ہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ وگیر رات تھوڑی رہگئی باد نسیم آنے لگی ٭ شمع کا رنگ اُڑ گیا او لو بھی تھرانے لگی ٭ یہ سنکر ہر تہمتن اور بہادر کی آنکھ کھلی جو پشتارے بازو کے علٰحدہ رکھے تھے اُنکو کھولکر اسلحہ پہنے ہاتھون مین دستانے پاؤنمین موزے رانھی رانون مین چڑھاکے زرہ کا دامن کو گلے مین ڈال لیا خود دوبلغہ کو سر پر رکھا کمر کو زنجیر فولاد سے چست باندھکر چار آئینے کو بالاے زرہ چہار طرف جسم کے سنوارا اشعار یلان غرق آہن ز سر تا بپا ٭ چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا ٭ چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭ پھر گھوڑون پر چلے آگے آگے نشان بردار و سالار پیچھے سوارونکے غول گروہ گروہ انبوہ انبوہ پلٹن کی پلٹن سیتے کے دستے رسالے کے رسالے طوق طوق جوق جوق علم علم پرچم پرچم حشم حشم خدم خدم تبرق تبرق سنجق سنجق بھل کے بھل دل کے دل سوار و پیدل میدان کارزار کو روانہ ہوئے ابھی گریبان صبح دامن تک چاک ہونے نپایا تھا کہ میدان کارزار مین فوجون کا ہجوم ہوگیا زرہ پوش جوشن پوش بکتر پوش دوش بدوش چار آئینہ بند سُم سے سُم دُم سے دُم تھوتھنی سے تھوتھنی کنوتی سے کنوتی تبلی سے تبلی ران سے ران شانے سے شانہ ملائے ہوئے تھے صف آرا جو تھے وہ ہر طرف دیکھتے پھرتے تھے جس کسی کا گھوڑا ذرا سا بھی پیچھے ہٹا دیکھا دہانے مین ہاتھ ڈال کے کھینچکر صف کے برابر کر دیا اور جسکا گھوڑا آگے بڑھا ہوا پایا اُسکو چابق مار کے پیچھے ہٹا دیا اب چار گھڑی دن چڑھا تھا کہ ادھر ہرمز بردعی اور بہرام شاہ اور اُدھر کو فرامرز بن قارن عدلی نو لاکھ سوار سے آکر موجود ہوے اگرچہ دلوانے کے ساتھ اسی ہزار سوار جرار دل تھے مگر نو لاکھ سے آنکھ ملاتے تھے اور دکھائے جاتے تھے جبکہ سردار بھی آچکے اُسوقت تبردار بیلدار کلنگ بردار میدان مین نکلے تبردارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ ڈالی اور بیلدارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا بعد اُسکے سقون نے آب پاشی کی گرد بٹھائی نقیبون نے نقابت کی اشعار روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ اندرین بحر غوطہ باید زد ٭ جان بکام نہنگ باید کرد ٭ تا شوی مرد خاصۂ میدان ٭ تنگ بر اسپ تنگ باید کرد ٭ بعد اُسکے کرکیت نکلے یہ سب لانبے جوان لانبی پگڑیان سرخ باندھے ہوے کمرون مین تلوارین لگی ہوئین سرود نوازون سے یون ہم آواز ہوگئے اشعار

ہر سحر طائران خوش الحان ٭ پڑھتے ہین کل من علیہا فان

رستم رہا جہان مین نہ بہرام رہ گیا ٭ مردون کا آسمان تلے نام رہ گیا

موت سے کسکو رستگاری ہی ٭ آج وہ کل ہماری باری ہی

جسوقت کرکیت کر کا کلکر صفون مین چلے آئے مردان عالم کے دل مانند کوہ کے ہوگئے چہرۂ دلیر سرخی اپنی دہشت کے دور ہوے گلابی گلابی آنکھون مین پڑگئے حوصلے بڑھ گئے قبضہ شمشیر چومنے لگے مانند شیران مست کے جھومنے لگے غلغلہ اب میدان کارزار مین سورما ہر لہو کا پیاسا آسمان پر منڈلا رہا ہی دلال اجل برسر خریداری کمر باندھے آچکا ہی پیر نود سالہ اور طفل دہ سالہ کا

ایک بجا دہی رن گھم ملک الموت نے میدان حرب مین گاڑا ہی نرخ نقد جان ارزان دریاے آہن بیکران موجزن
ہی سپرون کی وہ دی اودی گھٹا مین دور تک چھائی ہوئی ہین تلوارون اور سنانون کی بجلیان چمک رہی ہین بس
اُسوقت صف بصف دہل دوف چہار طرف بجنے لگے اور دہل بین مبارز کی صدائین پیدا ہوئین فرامرز بن قارن
عدلی نے اپنے میمن و یسارہ دیکھا اسکے بھائی ہلال عدلی کے گھوڑا پرے سے نکلا تمام علم لشکر عدلی کے
جلوہ گری پر آئے اور ہلال نے فرامرز سے ہاتھ باندھکر اجازت مانگی یہ سلح شوری کرتا ہوا آیا اور بیضہ میدان
مین کھڑے ہوکر پکارا کہ اے لشکر زبردستان وای گروہ خداپرستان ہر کرا آرزو مقابلہ باشد بیاید بمقابلہ ما
یہ سنکر ہردم بردعی نے اپنے باپ سے اجازت لیکر مرکب کو بڑھایا اُدھر سے علم دیپچے جلوہ گری پر آئے
پھر پھرے ہوا پر لہرائے باجے جنگی بجنے لگے کوس و قرنا کی صدا بلند ہوئی پر قین ہوا پر اُڑتی نظر آئین ہردم
بردعی نے گھوڑے کو اپنے بارادہ تیغ مہمیز کیا اور تیز تیز اُڑتا ہوا سامنے اسکے بہ تہیہ نگادر آیا ادھر سے ہلال
بڑھا شعر عنان نگادر بدولت سپرد نمودان قوی دست را دست برد ایسی گرز ندی ہو گئی کہ سرین اسکے زین سے اٹھ گئے
قریب تھا کہ زین سے زمین پر گرے بہزار خرابی سنبھلا مگر شمار جو کیا تو پانچ قدم پر ہلال کا گھوڑا پسپا ہوکر ٹھہرا
اور تین قدم پر دیوانے کا مرکب اُسوقت ہلال نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی جواب دیا کہ ایک تو ہردم بردعی
دوسرا ملک الموت جان کفاران ہو بس ہلال نے جھنکر برچھا مارا اور کہا ہوشیار ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا
دیوانے نے نیزے کو نیزے پر لیا اور ساتوین طعن مین نیزہ ہلال عدلی کا ہوائی کیا اور چوبدست فولادی کو چرخ
دیکر ہلال پر مارا ہلال نے چاہا کہ سپر پر کاٹھون مگر سپر جو ٹوٹی مگر ہاتھ تھرایا اُسنے سر پیچھے کھینچا چوبدست سر زین
پر پڑی کہ سر گھوڑے کا پاش پاش ہو گیا ہلال عدلی نے چاہا کہ کود کر الگ ہون پاؤن رکاب مین پھنسا زور
جو کیا گھٹا اکھڑ گیا کہ اتنے عرصے مین گھوڑا زمین پر گرا زین بھی ہلال کے نیچے زین کے دبگی بزور تمام پاؤن
کو کھینچا کولا اکھڑ گیا عدلی دوڑ پڑے اور اُسکو اُٹھا لیگئے یہ دیکھکر فرامرز بن قارن عدلی کو جوش
غیظ آیا خود مرکب بڑھا کر سامنے آیا اور جلد دستی سے تلوار دیوانے پر ماری دیوانے نے چوب فولاد
پر روکی اور وہی چوب چرخ دیکر اُسپر بھی ماری یہ پیچھے ہٹا گھوڑا اسکا مارا گیا جلدی سے کود کر تلوار
کھینچ کر پاؤن کر گردن ہردم کے قلم کیے دیوانہ بھی پیدل ہوا اور پھر چوبدست فرامرز پر ماری اُسنے خالی
دے کر تلوار ماری دیوانے نے پنجہ علی کو دراز کیا بازو پکڑ کے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی
اور ایک جھٹکا دیا کہ فرامرز اوندھے منھ زمین پر آرہا یہ حال فرامرز کا دیکھکر عدلی کہ نو لاکھ تھے دوڑ پڑے
اور چاہا کہ فرامرز کو اُٹھا لین دیوانے نے بجلدی تمام کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکے کھینچا سنبھلنے نہ دیا کمند سے باندھکر
شاہ کے حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا اور فوج مین دیوانے کی لیجا کر قید کر آیا یہان جنگ مغلوبہ ہوئی کہ سب عدلی
دیوانے پر ٹوٹ پڑے مگر دیوانہ چوب پکڑ کے ایسا لڑا کہ جسے چوبدست ماری پر اُٹھا کر دیا فوج بھی دیوانے کی
آکر شریک ہوئی تلوار چلنے لگی ذوالفقار شاہ شرقی اور بہمن سگان بہمن خزان نے یہ رنگ دیکھکر طبل باز
گشت بجوا دیا کہ اسمین مضرت جان فرامرز کے لیے ہی اگر کسی نوع کا دیوانے کو آزار ہوگا تو وہ اُسے زندہ نہ
چھوڑیگا غرضکہ سب اہل اسلام اور کفار میدان سے پھرے اپنی اپنی آرامگاہ پر گئے کفار نے عرضی نوشیروان کو
لکھی کہ فرامرز قید ہو گیا اور طرف مدائن کے روانہ کی دیوانے نے فرامرز کو اپنے سامنے بلا کے کہا کہ تیرے حق
مین یہی بہتر ہی کہ تو مسلمان ہو اور کلمہ پڑھ امیر یا تو قیر کے پاس تجھے بھیجون ورنہ قتل کرونگا فرامرز نے جواب دیا

کر نہ مجھے ایمان سے تمھارے کیا کام ہے ایمان تو فرامرز بن نوشیروان کا اختیار کرچکا مین تو اُسکا بھیجا ہوا آیا تھا اُس سے کہو وہ جانے اُسکا کام جانے یہ جواب سُنکر دیوانے نے حکم دیا کہ لیجاکر اسے قید مین رکھو لوگون نے لیجاکر ایک خیمہ کو زندان قرار دیا اور فرامرز کو اُس مین قید کیا ہردم بردعی نے بخیال خلاف ہونے امیر با توقیر کے فرامرز بن قارن عدلی کو قید کیا اور نہ قتل کرتا حکم دیدیا کہ جبتک امیر آوین اُسوقت تک اُسے قید رکھو کیونکہ یہ گنہگار تجھین کا ہی مجھے اُسمین دخل نہین

داستان پہونچنا عرضی کا مدائن مین اور مطلع ہونا نوشیروان کا احوال فرامرز سے اور تدبیر کرنا رہائی فرامرز کی ورمد دہر صورت سے کرنا

جبکہ عرضی ذوالفقار شاہ مشرقی کی نوشیروان کو پہونچی مضمون سے ہر کس و ناکس آگاہ ہوا فرامرز بن نوشیروان کو تو اُسے صدمے کے بخار آنے لگا اور حال اپنا اُسنے بہت تباہ کیا ملنے سے مہینہ کے یاس ہوئی نوشیروان نے سمجھایا کہ مین تیری شادی کسی اور اچھی خوبصورت عورت کے ساتھ کردونگا تو صبر کر اور خیال مہینہ بانو کا نہ کر ایک سے ایک بہتر معشوق جہان مین پڑا ہوا ہی کیون مفت اپنی جان دیتا ہی اور رو رو کر اپنے کو ہلاک کرتا ہی فرامرز نے کہا مین کیا کرون دل سے مجبور ہون یہ نہین مانتا اگر مہینہ بانو نہ ملی تو زندہ نہ بچونگا ورنہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ وہ ملجاے نوشیروان نے یہ سُنکے جواب عرضی کا اسطرح ذوالفقار شاہ کو لکھا کہ بہر صورت فرامرز کو چھڑاؤ جو تدبیر ہو سکے وہ کرو اور بعد چھوٹنے فرامرز کے اگر دیوانہ ہاتھ آجائے تو سب کام بنجائین پھر باپ ملکہ کا خود سوار کرکے اُسے بھیجدیگا یہ تدبیر خوب ہی آیندہ جیسا بن پڑے وہ کرو مگر یہ سمجھو اگر مہینہ بانو نہ ہاتھ آئی تو جان فرامرز کی مفت گئی اگر تم لوگون نے اُسے امیدوار کیا ہی تو امید اُسکی بر لاؤ نہین تو اگر کوشش مین کمی کی تو زندگی بھر منھ تم لوگون کا نہین دیکھونگا جسوقت یہ جواب عرضی کا ذوالفقار شاہ کو پہونچا اہل دربار نے بھی سُنا سب متفکر ہوے مگر نعمان سگ دندان کہ عیار قدیم فرامرز بن قارن کا تھا اُسنے کہا مین اپنے آقا کے رہا کرنے کی تدبیر کرتا ہون اور شب آہنگ عیار کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اور لشکر مین دیوانے کے داخل ہوا فقیر بنکر دن بھر پھرا اور راستے دیکھے جب رات ہوئی نعمان اور شب آہنگ دونون مطرب بنے رنگین کپڑے پہنے ایک نے ڈھول گلے مین ڈالا اور دوسرے نے سارنگی کمر مین رکھی اور ساز چھیڑتے ہوے چلے اور کچھ منھ سے بھی الاپتے ہوے وہان پہونچے کہ جہان ہردم بردعی کی خوابگاہ تھی دیوانہ کھانا کھا رہا تھا کہ آواز ساز کی کان مین آئی دل بیچین ہو گیا حکم دیا کہ ان لوگون کو بلا لو ملازم گئے اور بلا لائے جب یہ دونون سامنے حاضر ہوے دیوانے نے گانے بجانے کو کہا ان دونون نے ایسا خوش و محظوظ کیا کہ دیوانے نے اشرفیان بھی دین اور تعریف بھی کی جب یہ اُٹھکر چلنے لگے دیوانے نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ جبکہ یہ ٹھہرے دیوانے نے کہا ہماری جانب سر تو اُٹھاؤ اور ہم سے آنکھ تو ملاؤ جب اُنھون نے دیوانے کو نظر بھر کے دیکھا دیوانے نے سر سے پانون تک دو بار اُنکو گھور گھور کر دیکھا اور کہا ارے ان دونون کو لیجاکر قید کرو مگر تکلیف نہو کھانا پانی پہونچا رہے مجکو انکی نگاہ سے پایا جاتا ہی کہ یہ عیار ہین اور باسوا اسکے جسوقت میرا گانا سُننے کو جی چاہے گا اُنھین بلا بھیجونگا اگر یہ یہانسے چلے جاوینگے تو پھر ہاتھ نہ آوینگے ہر چندان دونون نے بہت سا کہا سنا کہ ہم ہر روز حاضر ہوا کرینگے مگر دیوانے نے نہ مانا اور دونون کو قید کیا یہ خبر لشکر فرامرز مین پہونچی کہ دونون عیار جو رہائی کی تدبیر کو گئے تھے وہ بھی قید ہوے

یہ سنکر سبکو زیادہ تردد ہوا لیکن دیوانہ ہر روز دو خوان طعام لذیذ کے اُنکو بھیجا کرتا تھا یہ کھالیتے تھے اور تدبیر رہائی کی
سوچتے تھے الغرض یہ بن پڑی کہ سپاہیون سے محبت و اتحاد بڑھایا اور کھانا بچا ہوا سپاہیون کو دینے لگے کہ
چار خوان سحر و شام مین آتے تھے وہ بھی نعمات دیکھکر کھالیتے تھے کہ مثل مشہور ہے جھوٹا کھاتے مین میٹھے کی لالچ
سے جبکہ عیارون نے دیکھا کہ پہرے والے کھانا خوش ہو کر کھالیتے ہین بس ایک روز کھانے مین بیہوشی
ملادی آج جو کھانا سب نے کھایا بیہوش ہوے اور گر پڑے رات کا وقت تھا کوئی مطوق و سلسل تو تھے
نہین صاف نکل گئے اور باہر زندان سے آکر صلاح کی کہ نکلے کیسے لیچلین دیوانے کو یا فرامرز بن قارن عدنی
کو غرضکہ فرامرز بن قارن عدنی کو تو نہ چھڑا سکے کہ دربان بہت ہوشیار تھے ناچار دیوانے کی طرف آئے یہان
چندان خوف نہ تھا کہ دیوانہ سو رہا تھا باری دار چپتی کر رہے تھے اُنھون نے خیمے کو چاک کیا اور دونون ہاتھون
پر سفوف بیہوشی رکھکر دونون ہاتھ چاک خیمہ سے اندر کرکے بیہوشی اُڑادی کہ باریدار بیہوش ہوے اُنھون
نے اندر جاکر دیوانے کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ چادر عیاری مین کمر سے کھول کر اُسمین باندھا حلقہ
ہاے کمند سے ہاتھ پانوُن جکڑے اور لیکر اپنے لشکر کو چلے اور قریب صبح پہونچکے بہمن خسزان
اور بہمن سگان اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور انعام دیا اور گلے سے لگا لیا اور کہا جسوقت شاہزادہ
فرامرز کا مطلب برآئیگا اُسوقت تمکو تمغہ اور سپر دلوا دینگے مگر دیوانے کو جو دیکھا ہر چند کہ وہ بیہوش تھا
مگر وہ رعب تھا کہ سب دیکھکر ڈرے گویا کہ ایک شیر پڑا ہوا تھا آہنگرون کو بلا کر دوہری قید مین اسیر کیا
اور زندانخانہ مین بھیجدیا اور مسرت نامہ نوشیروان کو لکھا مگر صبح کو جو بہرام شاہ کے ملازم زندانخانہ کی
طرف سے خبر اُنکے بھاگ جانے کی سنکر پہرے دیوانے کے خیمے کی طرف آئے کہ چلکر بیان کرین یہان بھی
سناٹا پایا غل کیا کہ ارے باریدار و مزاج ہردم بردعی کا کیسا ہے جب کچھ جواب نہ آیا اور باہر کے نگہبان بھی
گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہے سب اندر آئے دیکھا تو تمام باریدار اوندھے سیدھے پڑے ہین کوئی اپنے ہوش مین نہین
ہے ہاتھ پانوُن کھینچ کھینچ کر جگایا اور دیوانے کو چہار طرف ڈھونڈھا کہین نہ پایا ایک شور و غل برپا ہوا ہے
ایک رفیق گریبان پھاڑ کر روتا پیٹتا پاس بہرام شاہ کے آیا اور سب حال بیان کیا بہرام شاہ بردعی کا
یہ حال سنکر متردد ہوا اور سب کو بلا کے صلاح لینے لگا کہ صاحبو بتلاؤ کہ اب کیا کرون سب نے کہا کہ فرزند کو
تو بھول جائیے اور رہنے دیجیے جو ہونا ہوگا وہ ہوگا مگر فرامرز بن قارن عدنی کو
بہت ہوشیاری سے رکھیے ایسا نہو کہ اسکو بھی لیجائین تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی ہردم کی جان جائیگی یا مہینہ بانو
کو دیدینا پڑیگا بہرام شاہ نے سرہنگان لشکر کو جمع کیا اور طلایہ کی گشت پر لشکر کو مقرر کیا سب بندوبست ہوگیا
پھر کئی مرتبہ نعمان آیا اور بے نیل مقصود پھر گیا دسترس نہوا یہان بہرام شاہ نے پھر تجویز کی کہ اگر مہینہ بانو کو
عیار لشکر ظفر اثر مین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے پہونچادین تو بہتر ہے یہان بہرام شاہ اس فکر مین ہے

دو کلمے داستان شہر مداین کے بیان ہوتے ہین

وہان عرضی ذوالفقار شاہ کی جو پہونچی نوشیروان نے پڑھی معلوم کیا کہ دیوانہ قید ہوا سب خوش ہوے
فرامرز بستر غم سے اُٹھ بیٹھا اور مدد واسطے ذوالفقار شاہ کے بھیجی اور روپیہ بھی روانہ کیا کہ تنخواہ فوج کی
بانٹ دو جبکہ فوج اور روپیہ چلا اُسوقت مخبران لشکر اسلام یعنے ابو سعید لنگری ابو شہاب خرقہ پوش

یہان موجود تھے حال دریافت کرکے لشکر اسلام مین آئے اور سلمان شاہ فارسی بیرفخاری شہنشاہ عراقی یہ چند لوگ بڑھے بڈھے رہگئے تھے اور الھائے کی سیر دیکھنے قاف مین نہین گئے تھے اُنسے بیان کیا اُنھون نے واسطے تصدیق کے پھر عیارون کو روانہ کیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہو کہنا ہو آقا کا وہان گھرا ہوا ہی تو بہر کیف مدد کرنا لازم ہی اور یہی وقت سرفروشی اور جانبازی کا ہی یہ کل سامان سفر مہیا کر رہے ہین بروقت انکا بھی ذکر ہوگا اور عیار خبر کی تصدیق کو گئے ہوئے ہین

اب وے کلمے داستان امیر کشور گیر کو جانے سلیمان والی قاف و دنیا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب امیر نے جشن سے فراغت پائی سردارون نے شکار کھیلنے کو عرض کیا اور کہا کہ عجائبات پرستان کے اور مکان حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کا دیکھین کا ہمکو اس سرزمین پر ہمارا مسکن ہوگا یا کیون ادھر آئینگے امیر باتوقیر نے یہ سنکر بائیس سردار اول درجہ کے مثل لندھور مالک و بدیع الزمان و فرامرز عاد مغربی و بہرام وغیرہ کو ساتھ لیا اور شکار کھیلنے کو طرف صحرائے قاف کے روانہ ہوے سیر کرتے چلے جاتے ہین جسطرف دیکھتے ہین گل ہائے رنگارنگ و جانوران مختلف اللون نظر آتے ہین اُنکو دیکھ دیکھ کر عجب فرحت ہوتی ہی ہر گل بوٹا ایسا ہی مرغ عنقا ہی کہ کبھی نظر سے نگذرا تھا ہوائے سرد چل رہی ہی اس کیفیت فرحت اثر کو دیکھکر سردارون نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ آج بازگشت نہ فرمائیے شب کو یہین رہجائیے صبح کو بعد نماز کے واسطے شکار کے چلیے کہ دن بھر صید افگنی ہو بہت روز سے اتفاق شکار کھیلنے کا نہین ہوا ہی خوب جی بھر کے شکار کھیلین امیر باتوقیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور خیمے وہین استادہ کرائے اور جو شکار ہاتھ آیا اُسکو باورچی خانہ مین بھیجا خاصہ کے وقت کباب اُسکے نوش کیے آدھی رات گئے تک سب بیدار رہے بعد اُسکے آرام کیا مگر امیر نے ایک دیو خدمت سلطان سعد نوجوان شاہ ایران مین روانہ کیا کہ بسبب خواہش مند ہونے سرداران لشکر اسلام کے آج حصول حضوری سے قاصر و محروم رہا کل شام تک ضرور حاضر ہونگا دیو نے جاکر عرض کیا بادشاہ نے تاکید سے فرمایا کہ کل ضرور چلے آئین آج کیطرح انتظار نہ کرائین دیو حکم شاہی لیکر آیا صبح کو امیر اور سب سردار گھوڑون پر سوار ہو کر بعد نماز سحر کے سیر بیابان کی کرتے ہوے جستجوے شکار مین چلے بہت شکار نظر آیا صید افگنی شروع ہوگئی اب جسقدر آگے بڑھتے جاتے ہین بیابان پُر فضا ملتا جاتا ہی شکار بہ کثرت نظر آتا ہی بڑھتے چلے جاتے ہین کیسا کیسا فربہ شکار ملا کہ چربی آنکھون مین چھاگئی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی مگر صید کم نہین ہوتے اور حوصلہ بڑھتا جاتا ہی اتنے مین سب سردارون نے دیکھا کہ سامنے ایک کوہ ہی کہ عجب پُر فضا ہی خودبخود دل چاہتا ہی کہ چلکر اس کوہ کی سیر کیجیے حمزہ صاحبقران سے عرض رسا ہوے کہ آج رات تو ہوگئی اور بجاآوری احکام بادشاہ سے بھی کنارہ نہین کرسکتے کیونکہ ترک ادب ہی لیکن یہ کوہ جو سامنے معلوم ہوتا ہی اگر اُسپر بھی ہو آتے اور سیر کرآتے تو خوب تھا گر پھر وقت اتنا نہ رہیگا کہ خدمت مین بادشاہ کی پہونچ سکین اور نہین جاتے ہین تو دل نہین مانتا صاحبقران مطلب سمجھکر یون حرف زن ہوے کہ صاحبو آج پہونچنا ضرور چاہیے ہی لیکن تمھاری خواہش سے مجبور ہون اچھا چلو کوہ کو بھی دیکھو اور وہین سے دیوون پر سوار ہو کر چلینگے کہ جلد خدمت مین پہونچین سب بہت خوش ہوے امیر باتوقیر کو دعائین دینے لگے کہ عرض قبول ہوئی الغرض جب امیر مع جملہ سرداران باتوقیر زیر کوہ پہونچے فرط اشتیاق سے ہر ایک ایسا بیخود ہوا کہ سردار دوڑ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے کچھ پس و پیش کا بھی کسی سردار نے خیال نہ کیا مگر جو جو سردار اوپر پہونچے

دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہو گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین عجب باغ دلفریب ہو کہ ہوا سے جنون خیز سے
طبیعت وحشت انگیز ہوئی جاتی ہو ہر ایک نے بیساختہ یہ کہا کہ ابھی دیکھتے ہو یہ بہار ہو یا گلستان صدا بہار ہو ہم تو
یہان سے کہین نہ جائینگے پھر یہان آنا کیون نصیب ہوگا یہ کہتے ہوے قریب سر کوہ پہونچے تو یہ عالم ہوا کہ
ہر سردار عالیوقار جھومنے لگا اور آنکھین بند ہو گئین اب جو آنکھ کھلی تو ہر ایک نے گریبان پھاڑا اور جسکا جدھر منھ
پھرا وہ اُسطرف مجنونانہ حرکات کرتا ہوا چلا یہ محویت ہوئی کہ ایک دوسرے کی خبر نہین لیتا کہ کہان جاتے ہو
سب ایک رنگ مین تھے مثل وحشیون کے کوئی خاک اُڑاتا ہو کوئی روتا ہو کوئی ہنستا ہو اتنے مین ثانی سلیمان
نے جو اپنے کو سُست دیکھا ہوا یہ عمرو ہمراہ تھے اُنسے فرمایا کہ اے برادر مجکو اسوقت کچھ طور اور معلوم ہوتے ہین جس
طرح کبھی طلسم مین جا پڑتے ہین اور بیخودی طاری ہوتی ہو وہی کیفیت ہو کہین ایسا نہو کہ کوئی اُفتاد پڑے تو
ابھی سیر ہو جائے دیکھو تو سرداران باتمیز کو کہ اسوقت نہ ادب نہ لحاظ ہو یہ کہکر خود بھی گھاٹیون کو طے کرتے
ہوے واسطے معائنہ احوال سرداران اسلام کے چلے جب قریب اُس گلزار کے پہونچے اور سنبل و سوسن
نسرین و نسترن دیکھے صل علی کہا اور سردارونکو دیکھا تو عجب عالم تھا کہ کوئی شخص خاموش متصل سرو کھڑا تھا کوئی
بیہوش پڑا تھا کوئی دوڑتا پھرتا تھا کوئی روتا تھا کوئی ہنستا تھا اگر دو آدمی ایک جگہ بھی ہین تو ایک کو دوسرے
کی خبر نہین ہو ایک ہنس رہا ہو دوسرا رو رہا ہو وہ یہ نہین پوچھتا کہ بھائی روتے کیون ہو کیا صدمہ پہونچا ہو امیر
نے جو یہ حال دیکھا وہین ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ دیکھا اے خواجہ مجکو جو خیال تھا وہی حال نظر آتا ہو اور کہا کہ ذرا
نام لیکر پکارو خواجہ عمرو نے سب کے نام لیکر پکارا کہ ارے صاحبو صاحبقران جہان یاد فرماتے ہین یہان
آؤ کسی نے جواب نہ دیا کہ کون ہو اور کہتے کس سے ہو اُسوقت صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہ ساتھ
تھی پوچھا کہ تم جانتی ہو کہ یہ کونسی جگہ ہو اور کیا معاملہ ہو کہ یہ حال میرے سردارون کا ہوا آسمان پری نے
قسم حضرت سلیمان کی کھا کر کہا کہ مجکو نہین معلوم کہ یہ کیا بات ہو امیر باتوقیر نے دیوون سے کہا کہ سب کو زیر کوہ
لاؤ دیوزاد خیمہ بین بنکر اُٹھا لائے اب امیر نے بادشاہ وغیرہ کو بھی یہین بلوا لیا سب آ گئے خیمے برپا ہوے ہرچند
تدبیرین کرتے ہین مگر وہ اپنے ہوش مین نہین آتے چار روز تک تدبیرین کین جب عاجز آئے اُسوقت صاحبقران
آسمان پری سے ناراض ہوے آسمان پری گھبرائی اور کہا کہ عبد الرحمن جنی سے یہ احوال دریافت ہوگا
اور ایک پریزاد کو بلانے کے لیے روانہ کیا وہ نہ آئے کہ چلے ہین تھے مگر حال سنکر اتنا کہلا بھیجا کہ جبتک اوپر
کوہ کے صاحبقران نہ تشریف لیجائینگے یہ ہوش مین نہ آئینگے امیر نے اُسی وقت عمرو کو ساتھ لیا اور روانہ
ہوے کوہ پر چڑھے عمرو نے کہا کہ اسم اعظم پڑھتے چلیے ایسا نہو کہ سحر کا کرشمہ ہو امیر باتوقیر باطل السحر پڑھتے
ہوئے بالاے کوہ آئے تو ایک باغ جنت نظیر تعمیر دیکھا سامنے دروازۂ باغ کے جو پہونچے تو دیکھا کہ ایک
چبوترہ پتھر کا ہو اُسمین ایک میل نصب ہو اُس میل مین ایک طاق ہو اور طاق مین ایک پیر مرد بیٹھا ہوا ہو
کہ آنکھون مین سُرمہ دنبالہ دار لگا ہوا ہو عمامۂ سفید سر پر لپیٹے ہوے ڈاڑھی کافوری تا بہ سینہ لٹک رہی ہو اُسمین
شانہ کیا ہوا ہو جامہ ستر پاٹ کا بر مین ہو تنبورہ کاندھے پر لگائے ہوے مضراب اُنگلی پر چڑھی ہوئی ہو اور
سامنے اُس طاق کے ایک درخت چنار کا بے برگ و بار خشک لگا ہوا ہو پیر مرد نے جو امیر کو دیکھا پکارا کہ السلام علیک
یا نزاد ارقات کوچک سلیمان امیر نے جواب سلام دیا لیکن عمرو نے چپکے سے کہا کہ یا امیر اسم اعظم کو
ورد رکھیے یہ د رو غیبہ ہو مجکو اسکی آنکھون سے فریب ثابت ہوتا ہو لیکن امیر نے فرمایا

کہ کیون فکر تے ہو اور پیر مرد سے کہا کہ ای عزیز تو کون ہی اور تو نے نام کو ہمارے کیونکر جانا اُسنے کہا کہ مجکو سلیم کوہی
کہتے ہین اور آپکو حال اس شہر کا بھی معلوم ہوا ہوگا کہ سیکڑون ملک آپنے تسخیر کیے ہین اصل اس شہر کی کیا ہی فرد سی کو
ایکسا دیو مع زوجہ یہان اٹھا لایا اس خیال سے یہان لاکر رکھا کہ بچہ پیدا ہو بلکہ اُسے یہ منظور ہی کہ بہت سے جوڑے
یہان لگائے اور بچے ہوے لیکن حسب اتفاق کچھ دنون مین زوجہ میری فوت ہوگئی مین اکیلا رہگیا ایکروز کوئی
بزرگ خواب مین میرے آئے اور فرمایا کہ ایک دن زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران یہان آئینگے
تو ایمان انکا اختیار کرنا تو رہائی تیری انکے ہاتھ سے ہوگی اب جو مینے آپ کو یہان دیکھا اُس بزرگ کا ارشاد مجکو
یاد آیا آپ کلمہ مجکو تلقین کیجیے مین مسلمان ہوتا ہون عمرو نے امیر باتوقیر کو منع کیا کہ یہ آپ کو فریب دیتا ہی یہ بنگیہ
دروغ گو ہی اعتبار اسکی باتون کا نہ کیجیے ہرچند عمرو نے امیر کو منع کیا لیکن امیر نے کہنا عمرو کا نہ مانا کلمۂ طیبہ زبان
الہام بیان سے ارشاد فرمایا اُسنے خوشی خوشی کلمہ پڑھا اور شاد شاد ہوکر ہاتھ باندھکر امیر سے عرض کیا کہ غلام
نوازی اور سرفرازی سے مجکو محروم نہ رکھیے یہان تھوڑی دیر تشریف رکھیے امیر اُسکی خاطر سے قریب اُسکے
بیٹھے ہرچند عمرو نے پھر روکا مگر امیر نے نہ مانا اُسنے طنبورہ اُٹھا کے روبرو امیر کے چھیڑا تھوڑی دیر کے
بعد جب امیر طنبورے کی طرف مخاطب ہوے یعنے بجانا اُسکا ہمہ تن گوش ہوکر سُننے لگے اُسوقت اُس مکار نے
طنبورے کے اندر سے کہ سوراخ اُسکی تونبی مین تھا رائی سرسون کے دانے نکالے اور امیر کو غافل
و محو تماشا دیکھکر اسم سحر پڑھکر اُن دانون پر دم کرکے امیر پر مارا اور اپنے نزدیک جانا کہ مین نے گرفتار
کیا امیر نے بھی اپنے کو سست پایا اور خاموش ہوکے رہگئے جنبش و حس و حرکت موقوف کی مگر دل مین
اسم اعظم باطل السحر کو پڑھا کیے وہ دانے بہ برکت نام خداے تعالے نثار ہوکر رہگئے متوثر نہوے
مگر اُسنے امیر کو بے حس و حرکت دیکھکر آواز دی کہ منم ارباب جادو یا امیر کب چھوڑتا ہون تمکو کہ زندہ
و سلامت یہان سے جاؤ عمرو نے تو گلیم اوڑھلی اور امیر سے کہا کہ دیکھا یا نہین اور میرے کہنے کو نہ مانیے اور
جاکر پاس بیٹھیے مگر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب بھی سُن لیجیے کہ یہ جلنے نہ پائے ورنہ آپ بہت
پریشان و حیران ہونگے اور آفت عظیم مین گرفتار ہونگے یہ کہکر عمرو نے تو سرگوشی کی وہان ارباب نابکار نے
جو امیر کو بے اختیار خاموش دیکھا طنبورے کو توڑ رکھدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑکے قید کرے امیر نے عقرب
سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ رکھا ارباب جادو نے جو دیکھا جانا کہ یہ بھی ساحر ہی سحر نے میرے اثر نہ کیا بس شانون
پر اپنے اسم سحر پڑھکر پھونکا فوراً کلیان پھوٹین اور پر پیدا ہوے جبتو بازو ہلائے امیر نے عقرب سلیمانی کو
کھینچا لیکن ارباب نے بلند ہوکے پکارا کہ یا امیر دیکھ تو کہ کیسی آفت تیرے سر پر لاتا ہون کہ تمام عمر تو یاد
کرے یہ ندا دیکر اُڑ گیا اور ایک طرف چلا گیا امیر نے عمرو کو آواز دی عمرو نے جواب نہ دیا مگر شاطر بے نظیر
امیر باتوقیر کے ہاتھ رکھدیا اور کہا آپ غل کرتے ہین مین تو پاس آپکے کھڑا ہون ایسا نہو کہ ساحر چھپا کھڑا
ہو اور زیادہ تر تو میرا ہی دشمن ہوگا امیر نے کہا کہ وہ چلا گیا عمرو نے کہا اسم اعظم پڑھ اور اپنے اوپر دم کر دیجیے
امیر نے کہا کہ کبھی عرصہ ہوا کہ مین نے حصار کر دیا ہی گھبراؤ نہین اب عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری امیر عمرو کا
ہاتھ پکڑکے داخل باغ ہوے دیکھا امیر نے کہ سارا باغ جواہر کا ہی روش بیڑی مین بندی سر درختی داغ
بیل بلیچہ کاری سب موجود ہی سڑکین تنخجرف کی سرخ ہین بید مشک کا چھڑکاؤ ہی سبزہ گیاہ نقرہ کار ہی آسپر مینا
بنا ہوا ہی اور ثمر ہین طلائی ہین عجب کیفیت ہی جو وقت باد صبا طمانچہ مارتی ہی اُسوقت ایک نغمہ پیدا ہوتا ہی

اور پھر بھری بنتی ہی سارے چمن گلہاے رنگارنگ سے بھرے ہوے مگر ہر چیز جواہر کی ہی نہر بہت بڑی کہ سارے
باغ مین ہی اسمین شیر بھرا ہوا ہی اسقدر صاف کہ سنگریزے اسکی تھاہ کے اوپر معلوم ہوتے ہین بارہ دری کے
سامنے وہ نہر جو واقع ہی تو فوارے ہزارے جواہر کے آب فشان و قطرہ زن ہین مینڈون پر نہر کے ڈالیان پھولون
کی رکھی ہین اور نیچے ڈالیون کے پتے کیلون کے بچھے ہوے ہین قطرے پانی کے جو فوارون سے اُن پتون پر گرتے
ہین بعضے تو ٹپک جاتے ہین اور جو سجاتے ہین وہ مروارید ناسفتہ معلوم ہوتے ہین گویا کہ موتی پتون مین دوختہ ہین
بارہ دری مین وہ تیاری تھی کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی سائبان سبز رنگ مخمل کا تسانی کا جواہر دوز جو بہاے
جواہر نگار و طلا کار سے کھنچا ہوا اور استحکام دیا ہوا ڈوریان مقیش کی سونے کی کیلون مین باندھکر سائبان کو پایدار کیا ہی
چبوترے پر بھی بارہ دری کے فرش مخملی بچھا ہوا ہی سیر فرش زمرد کے چارون کونون پر رکھے ہوے ہین دروازے
طلائی لگے ہوے ہین جواہر انمین نصب عکس آفتاب سے برقین چمکتی ہین نظر خیرگی کرتی ہی بارہ دری اور چار دیوار
سونے کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہی غرضکہ اندر اس بارہ دری کے آئے دیکھا کہ فرش مخملی اور اطلس زر اندود خطائی ہر طرف
تھا اور جس رنگ کا درجہ اُسی رنگ کا فرش اور سقف مین جواہر نصب ہر ایک چھت سپہر برین سے زیادہ تزئین
رکھتی تھی اور مزین تھی درمیان مین بارہ دری کے دو طرف دو چھپر کھٹ سنہرے تھے قریب آنکے مسند جواہر نگار
آراستہ تھی میزون پر جواہر کے گلدستے رکھے تھے اور چنگیر چوگھڑے آگالدان خاصدان طلا کار جواہر نگار رکھے تھے
میز بھی لنب کافوری اور بلوری کی تھی اس باغ مین مرغ تک جواہر کے عشوہ گری مین تھے مونڈھے چمنستان
مین واسطے سیر دیکھنے کے یاقوت احمر کے ترشے ہوے بچھے تھے امیر سلیمان سریر سیر مین مصروف تھے
خواجہ عمرو ہر ایک شے دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ جواہر کا انبار ہی اور کوئی محافظ نہیں ہی جسقدر چاہینگے
امیر کو غافل دیکھکر لے لینگے ہمارا تو ہو ہی چکا ہی بخوف امیر با توقیر اسوقت نہیں لیسکتے نرگس دار ہر شے کو
تکتے ہین اتنے عرصے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر بند مین خواجہ کے ہاتھ ڈالکر لیگیا عمرو نے شور کیا
کہ یا امیر مجکو چھڑائیے اے آقاے نامدار بفریادم برس امیر با توقیر نے تڑاقا بھی سنا تھا اب جو عمرو
نے فریاد کی دیکھا تو پنجہ عمرو کو لیکر بلند ہو چکا ہی جلدی سے کمان مین تیر پیوستہ کیا سیسر چوکر کی پنجہ مثل برق
کے تڑپکر غائب ہوگیا اب آواز بھی عمرو کی نہین آتی ہی امیر کو کمال رنج ہوا کہ ایک صفۂ سنگ پر بیٹھ گئے تھوڑے
ہی عرصے مین ایک جھونکا ہواے سرد کا ایسا آیا کہ آنکھ بند ہونے لگی ناچار سنگ آمد و سخت آمد لیٹ گئے معاً
بیہوش ہوگئے کہ ایک بجلی سے چمکی اور آواز رعد کے گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور گوش اقدس امیر مین پہونچی
آنکھ کھل گئی جو دیکھا تو چار دیوان زبردست جنکی نیلی پتلیان اور نہایت کریہ منظر بیچ مین اُنکے ایک ساحرہ
سیاہ فام نیلے نیلے مسوڑے بڑے بڑے دانت مانند خوک کے منھ سے نکلے ہوے بوے بد اسقدر آتی تھی کہ
سارے باغ کی خوشبو پر چھاگئی معلوم ہوتا تھا کہ سنڈاس کا منھ کھل گیا روبرو امیر کے آکر کہنے لگی کہ کیون حمزہ کہ
اسی منھ پر طلسم کشائی کو آئے تھے چاہون تو ابھی ہلاک کر ڈالون لیکن رحم آتا ہی گذر کرتی ہون لیکن ایک شرط سے
کہ مجکو قبول کرو مجھ سے ہمبستر ہو نہین تو اسطرح مار ڈالونگی کہ لوگ عبرت کرینگے اور اگر وصل قبول کرے گا
تو مرتبۂ عظیم دونگی اور زمانے کو تحافرار بنا دونگی صاحبقران عالیشان نے سخت و سست کہا اور پھر فرمایا
کہ آجتک کسی ساحرہ سے وصل یا عقد نہین کیا مگر جبکہ اُسنے امیر کو ڈرایا اور اپنے زور سحر کا اظہار کیا کہ اے دلو زادو
اس آدمی کو لو صاحبقران غصہ کھاکے اسم اعظم پڑھنے لگے کہ اسکو پکڑ کے مار ڈالون اسم اعظم یاد نہ آیا پاؤن تھرانے لگے اور

طاقت و زور نہ پایا ناچار ہوئے ہر چند باطل السحر کو یاد کیا یاد نہ آیا اُسوقت ساحرہ نے قریب آکر رو رو کر کہا کہ او آدمزاد تجھ مین
ذرا آدمیت نہین صبر میرا اور قہر خدا کا تیری جان پر پڑے کہ تمامی مردان مین تو نے مجکو ذلیل کیا کہ سوال میرا رد کیا خدا کیجھے
سمجھے اور بہت منتین کین مگر امیر نے قبول نہ کیا آخر شرمندہ ہوکر خود تو اڑ گئی مگر دیوون سے کہگئی کہ اُسکو فلان جگہ لیجاؤ دیوون
نے امیر کو ایک تخت سنگ پر بٹھایا اور لے اُڑے اور وہان پہونچایا کہ جس کوہ کے نیچے کیچڑ بہ رہی تھی گویا ایک دریاے غلیظ
جاری تھا بوے بد سے دماغ پھٹا جاتا تھا کوسون ہوا سے بو اُسکی جاتی تھی امیر با توقیر کو دیو اُس کوہ پر چھوڑ کے چلے گئے امیر
نے دیکھا سامنے ایک مکان عالیشان پتھر کا بنا ہوا ہی اور اندر اُسکے زینہ چکردار بنا ہوا ہی دروازہ اُس مکان کا بند ہی حمزہ
صاحبقران تنہائی کی کیفیت مین سُست ہوکر ایک پتھر پر سامنے اُس مکان کے بیٹھے کہ آواز گریہ کرنے کی کان مین امیر کے
آئی اُدھر جو دیکھا تو کچھ فاصلے سے ایک درخت بہت بڑا تھا کہ ہزار آدمی اُسکے سایے مین آرام لین تو سایۂ آفتاب نہ پڑے اُسکے نیچے
ایک دیو کو دیکھا کہ زنجیرون سے جکڑا ہوا کھڑا ہی کہ زنجیرین جسم مین اُسکے گڑی جاتی ہین تمام اعضا بقدر جکڑے ہوے ہین
کہ ہل نہین سکتا اور روتا ہی امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اور خرامان خرامان قریب گئے اور پوچھا کہ کسنے تجھے باندھا ہی اور نام
تیرا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ نام میرا دیو منارہ ہی ملکہ آسمان پری کی طرف سے واسطے دریافت حال سرداران
کے آیا تھا کہ ابھی تک کوہ ستسند پر دیوانے بنے ہوے پھرتے ہین ہاتھ نہین آتے کہ ایک ساحرہ ملی کہ نام اُسکا
انور جادو ہی مجھ سے خواہش مند فعل بد کی ہوئی مین نے انکار کیا اُسنے جھلا کر قید سحر مین مبتلا کر کے بہت سا دھمکایا
ڈرایا مین نے جب بھی انکار کیا اُسنے اپنے دیوون سے مجھے بندھوا دیا آپ چلی گئی امیر نے اُسکو کھول دیا اُسنے
حمزۂ صاحبقران نامدار سے عرض کیا کہ غلام بھی شریک ہی دروازے کو اس مکان کے جو سامنے ہی کھولیے
امیر نے پہلے قفل کو توڑ کر پھینکدیا پھر در کو کھول کے اندر گئے اور اُس چکردار زینے کو طی کر کے بالاے بام پہونچے
دیکھا کہ ایک باغ پُر بہار ہی یہ زینہ اُس باغ مین جانے کے لیے بنا ہوا ہی امیر دیو کو لیے ہوے اُس باغ مین
داخل ہوے دیکھا کہ یہ تو وہی باغ ہی کہ جسمین قید ہوئے تھے اندیشہ پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اسم اعظم تو فراموش
ہی اور وہ ساحرہ جو آئیگی اور رنج دیگی دیو منارہ کھڑا ہوا ادھر اُدھر دیکھ رہا ہی اتنے مین وہی ساحرہ پیدا
ہوئی اور دیو منارہ کو جو آزاد دیکھا کہا کہ ری تو کیونکر کھل گیا اور کسنے تجکو کھولدیا منارہ نے جواب دیا کہ مین نے
خود کھول لیا اور کون مجکو کھولیگا انور جادو نے کہا خیر اب بھی نہین کچھ گیا ہی جو مین کہتی ہون وہ کر یعنے
مجھ سے ہمبستر ہو تو مین ابھی رہا کر دون اور جو کچھ مانگ وہ دون دیو نے کہا کہ ای ساحرہ تو اسطرح کہتی ہی مین
ضرور تیرا کہنا کرتا اب انکار کبھی نہ کرتا مگر مین کیا کرون کہ مجکو شہوت نہین ہوتی مین نامرد ہون انور جادو غصہ
کھا کر آئی اور دیو کو پکڑ کر کوہ پر لیگئی اور حسرت سے پھر اسیر کیا وہان سے پھر کر پھر امیر کے پاس آئی اور سوال وصل کیا امیر
نے پھر انکار کیا اُسنے جہان پہلے امیر کو قید کیا تھا وہین پھر قید کیا اور یہ دستور رکھا تھا کہ بوقت شام ایک آبخورہ پانی
کا اور دو نان خشک بھیجدیتی تھی اور گاہ گاہ آکر عشق اپنا جتاتی تھی جب امیر انکار کرتے تھے اور جھڑک دیتے تھے پھر
چلی جاتی تھی اسی حال مین چند روز بسر ہوے ایک روز امیر بہ ناچاری گریہ کرتے تھے کہ نقابدار زمرد پوش
پیدا ہوا اور امیر کو سلام کر کے لوح گلے مین امیر کے ڈالدی اور بولا کہ آپ طلسم کشائی کیجیے یہ لوح طلسمی ہی امیر نے
شاد ہوکر فرمایا کہ ای نقابدار دلاور یہ تو احسان تمنے کیا جانا کہ محب صادق ہمارے ہو دوستی دل سے رکھتے ہو
جب تو ایسے وقت بیکسی و ناچاری مین یہ احسان تمنے کیا ہی لیکن یہ بھی تمکو لازم ہی کہ القاب نامی و خطاب گرامی سے
بھی ہمکو آگاہ کرو کیونکہ جو کوئی ہمسے پوچھے کہ لوح کیونکر ملی اور کسنے تمکو دی تو آخر اُس سے کیا کہین نقابدار نے

کہا کہ حضور ایسے کلمات نہ ارشاد کریں کہ احسان کیا مین بھی ایک ادنیٰ غلامان حضور سے ہون احسان کیسا غلامونکی
یہ طاقت ہو کہ آقا پر احسان کرین اگر حق خدمت آقا کا اُنسے ادا ہو جائے تو جلے فخر و سعادت اُنکی ہو اور نام بھی
اپنا یہ خادم بتا نہین سکتا کہ مناسب وقت نہین ہو جو کوئی آپسے پوچھے تو آپ مہتر قران سے پوچھکر دریافت
کرکے بتلا دیجیے گا اور اس طور سے مہتر قرآن سے پوچھیے گا کہ دخمۂ جمشیدی مین تمکو خنجر کسنے دیا تھا مین نے اُنکو
خنجر دیا تھا کہ جس سے الماس جادو مارا گیا وہ واقف ہین بس یہ نشان کفایت کرتا ہو یہ کہکے مجرا بجالا کے چلا گیا
امیر باتوقیر خوش ہوکر لوح کو مشاہدہ کرتے ہوے چلے وہان آئے جہان دیو منارہ قید تھا بہ برکت لوح اُسکو رہا
کیا یعنے عکس لوح جو اُسپر ڈالا قید سحر سب دور ہو گئی دیو چھوٹ گیا امیر نے دیو کو ساتھ لے لیا اب جو آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک مکان ہو اُسکا دروازہ کھولا اندر گئے دیکھا کہ خواجہ عمرو بندھے کھڑے ہین عمرو نے امیر کو جو دیکھا شور کیا کہ او عرب
اسکی کیا وجہ کہ تو نے میری خبر تک نہ لی اور تو بھی قید ہوتا ہو تو ہم بیچین ہو جاتے ہین کھانا پانی حرام ہو جاتا ہو ایک
تیرا دل ایک ہمارا دل ہو انصاف کر امیر نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو ہم ایسے ہی فراموش کار ہین لیکن خدا آگاہ ہو اس
امر سے کہ مجکو اختیار نہ تھا کہ تمھارے پاس آتا خود درماندہ و ناچار تھا کبھی چھوٹتا تھا کبھی پھر قید ہو جاتا تھا اب
خدا نے فضل کیا کہ لوح ہاتھ لگی مین اُسی وقت تمھاری تلاش مین چلا اور آپہونچا یہ فرما کے عکس لوح کا جو عمرو پر ڈالا
خود بخود ساری قید جسم پر سے عمرو کے دور ہو گئی عمرو نے بھی رہائی پائی اب امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کو بھی ساتھ لیا
اور باتین نقابدار کی کرنے لگے اثنے مین جاتے جاتے دروازہ ایک باغ کا نظر آیا امیر نے دروازہ کھلا ہوا جو دیکھا
عمرو اور دیو منارہ کو لیے ہوے اندر تشریف لائے اور نہر پر بیٹھے عمرو سے فرمایا کہ ای برادر یہ سب مصیبت ہمپر
اور تمپر ڈالی ہوئی قہقہہ سر جستی کی ہو کیونکہ نقابدار نیک شعار نے بروقت لوح دینے کے کہدیا تھا کہ قہقہہ سر جستی نے
مقصور جادو سے آپکے بارے مین استدعا کی تھی اُسنے آپکے سردارون کو بیخود و بیحواس کر دیا دیکھیے کب
خدا سردارونکو اچھا کرتا ہو یہ فرما رہے ہین اور باغ کو دیکھ رہے ہین کہ حقیقت مین باغ نہایت خوش اسلوب اور
دلچسپ ہو نہرین جاری ہین گل لالہ و نافرمان ہزارہا طرح کے پھول شگفتہ ہین اور ایک بارہ دری بیچ مین باغ کے
سر بفلک کشیدہ بہت تیاری کی بنی ہوئی ہو پردے سب درون مین پڑے ہوئے ہین امیر باتوقیر کو اشتیاق ہوا
کہ یہ پردے کیسے پڑے ہین اندر اُسکے کیا ہو دوڑ کر ایک پردہ اُٹھا دیا اندر گئے دیکھا تو بڑے بڑے آئینے چہار طرف
لگے ہوے ہین اور بہت سی تصویرین بھی رکھی ہوئی ہین کہ قد و قامت رکھتی ہین جسطرح برنجی یا فولادی ڈھلی ہوئی
ہون جنکو دیکھکر انسان کا شبہ ہوتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ مردم کھڑے ہین امیر نے یہ دیکھکر پردے سب طرف کے
اُٹھوا دیئے اب جو دیکھا تو سب سردار اپنے پائے قد و قامت و صورت مین کوئی لندھور کوئی مالک کوئی بدیع الزمان
کوئی بہرام وغیرہ سب ہین ذرا فرق نہین معلوم ہوتا امیر نے یہ دیکھکر ایک نعرہ کیا اور پکارے کہ افسوس
ہزار افسوس خواجہ دیکھو ہمارے سب سردار نامی وگرامی کس مصیبت و آفت مین گرفتار ہین عمرو نے جو آن
سب کو اس حال سے دیکھا انھین بھی صدمہ ہوا امیر کو خیال آیا کہ دیکھو تو کہ آخر زبان انکی کس وجہ سے بند ہو گئی
ہو یہ خیال کر کے قریب جاکر جو غور سے دیکھا تو زبانون مین سوزن پائے بس معلوم ہوا کہ نہ بولنے کا یہی سبب ہو
عمرو نے بھی قریب جاکر یہ حال دیکھا کہ یکایک سناٹا ہوا ہوا زور و شور سے پیدا ہوئی گویا کہ سیاہ آندھی آئی اور تمام باغ
مین ایک شور و غوغا ہوا امیر گھبرا کر بارہ دری سے باہر نکل آئے اور بدحواسی کی حالت مین اِدھر اُدھر جو دیکھا
ایک ساحرہ مہیب نظر آئی کہ تازیانہ مار سیاہ کا ہاتھ مین تھا اور اژدہے پر سوار تھی کہ منھ سے اُسکے شعلے

نکلتے ہوے امیر باتوقیر نے الامان والحفیظ کہا اور لوح کو دیکھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ثانی سلیمان مصوّر جادو دوست قہقہہ کی بیبی ہی خبردار بچ کے نہ جانے پاے جب امیر لوح دیکھ چکے مصوّر جادو نے کہا کہ او آدمزاد خبردار وہوشیار رہ نہ ہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا کی گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی یہ کہکر آردہوے مرطے کے دانے جھولی سے نکال کے اسم سحر دم کرکے امیر پر مارے مگر سب بہ برکت لوح امیر پر سے نثار ہوکر گر پڑے سحر نے تاثیر نہ دکھائی بس امیر نے جو دیکھا کہ یہ حربہ اپنا کرچکی تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا اور کھینچکر سر پر مصوّر جادو کے مارا مصور نے سر پیچھے کو کھینچا انمل بھر کا زخم پھر بھی آیا مگر تیغہ اژدرمے پر گرا کہ سر اُسکا قلم ہوگیا مصور جادو نے دیکھا کہ سحر نے تیرے اسیر تاثیر نہ کی اژدہا مرا اور تو بھی زخمی ہوئی بس پر پرواز پیدا کرکے اڑگئی اور اژدہا تڑپ تڑپ کر مرگیا پیر اُسکے چلانے لگے کہ مردیم وجان دادیم ومطلب خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام من بکراس جادو بود تھوڑی دیر تک تو یہ شوروغل رہا بعد اُسکے امیر کو اُسکے نکلجانے کا بڑا رنج ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ دیکھیے اب جاکر کیا آفت برپا کرتی ہی یہ سوچکر امیر نے پھر لوح کو معائنہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ یا امیر اس اسم کو سب تصویرون پر دم کیجیے اور نہر مین دھوئیے پھر سوزن زبانون سے نکالیے خدا نے چاہا تو سب اچھے ہوجائینگے بس امیر باتوقیر سب تصویرون کو اٹھا کے کنارے نہر کے لائے اور بیٹھ پڑھکر تصویرون کو دھونے لگے اُنھین تو چھوڑیے جب تصویرون سے فرصت ہوگی تب ذکر کیا جائیگا۔ شعر

ازین قصہ یکدم فراموش کن	بجائے دگر داستان گوش کن

داستان ملکہ آسمان پری وقریشیہ سلطان اور سرداران امیر حمزہ صاحبقران کی کہ جو پاس ملکہ موصوفہ کے گنگ بنے ہوے ہین

جسوقت قہقہہ سہ چشمی اور ہربر بن قہقہہ اور گرزیت بن قہقہہ نے یہ سُنا کہ امیر طلسم مین جاکر اسیر ہوے اور مصور جادو نے جیسا کہ چاہیے حق دوستی کا ادا کیا اسوقت یہ دونون بیٹے قہقہہ کے دو لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر ملکہ آسمان پری کیطرف چلے ملکہ قریشیہ سلطان بھی اُنکے آنے کی خبر سُنکر کئی لاکھ دیو اور جن اور پریزاد ہمراہ لیکر واسطے مقابلے کے گلستان ارم کے باہر نکلین اور ملکہ آسمان پری امیر کے سردارون کو لیے ہوے کہ بیحواس وبیخود تھے ایک جانب اُترین مگر ہربر بن قہقہہ قلعہ بلور پر آیا اس خیال سے کہ وہان سلطان ازرق ہے اُسکو لیلون القصہ جبکہ رات ہوئی تو گرزیت بن قہقہہ نے یہ خیال کیا کہ قریشیہ سلطان سامان لڑائی کا ساتھ رکھتی ہی اور دیوان نرپاس ہین اس سے کنارہ کشی کر آسمان پری کہ مع سرداران اسلام علحدہ اُتری ہوئی ہی اُسپر چڑھائی کر اور سرداران امیر کو چھین لا رہے امیر اُنکا وہین طلسم مین علاج ہوجائیگا ملکہ آسمان پری تو غافل تھین جانتی تھین کہ قریشیہ سلطان سے لڑائی ہوگی ادھر کوئی کیون آنے لگا یہ اس خیال مین وہان گرزیت مردود چل چکا تھا لاکھ دیودن سے شبخون گرا کہ غفلت مین ہزارہا دیو وپری بلکہ آسمان پری کی طرف کے مارے گئے آخر فوج اُنکی تاب نہ لاسکی جان اپنی بچا کر سب بھاگ نکلے گرزیت نے سرداران امیر کو مع بادشاہ اسلام پکڑ لیا اور یہ بھی گرزیت کو خبر پہونچی تھی کہ قہقہہ سہ چشمی بھی آتا ہی یہ سب کو قید کرکے اُسی طرف چلا کہ جلد پہونچ جاؤن بلکہ راہ مین ارادہ کیا کہ اُنکو قتل بھی کرڈالون مگر جو سن رسیدہ تھے اُنھون نے منع کیا اور کہا کہ بغیر اجازت قہقہہ کے مارنا اُنکا اچھا نہین آگے اختیار ہی اُنسے پوچھ لو پھر قتل کرنا گرزیت نے راے کو اُنکی پسند کیا اور کہا کہ اگر قتل کرنا صلاح نہین تو اُنکو وہ زہر مہرہ جو طلسم زرینہ

مین طلسم نیدا ہی اُسمین لیجا کے قید رکھو القصہ گزیت تو سب کو لیکر طرف کوہ زہر مہرہ کے روانہ ہوا اور یہان
جبکہ صبح ہوئی آسمان پری نے سارا حال رات کا جاکر قریشیہ سلطان سے بیان کیا بس سنتے ہی اسیوقت قریشیہ
نے گزیت کا پیچھا کیا اور کہا کہ رات تک تو طلسم کے پھاٹک چھوڑونگی مگر قریشیہ تو بعد تین پہر کے ادھر سے چلی ہو اُدھر
گزیت قبل سے راہ کو طی کرتا ہوا سب سرداروں کو لیے ہوئے چلا جاتا ہی کہ اسمین رات ہوگئی تب تو سب
سرداروہ سیاہی شب دیجور کی اور صحراے وحشت خیز کا سناٹا دیکھکر بہت پریشان ہوئے صحراے قاف
اور ساتھ دیوان مہیب کا جسے دیکھا دشمن جان پایا بس اُسی حالت اضطراب مین دست بدرگاہ قاضی الحاجات
براے مناجات بلند کیے اور عرض رسا ہوئے کہ اے مالک یا ہمین اس بلا سے نجات دے یا ہمین فنا کر دے کہ
تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ ہوا پر ایک نقابدار زمرد پوش بصد جوش و خروش اور آٹھ لاکھ دیوان نر کے
ساتھ چلا آتا تھا اُن دیوان نقابدار نے مجمع دیوون کا جو دیکھا کہ بہت سے دیو مین ہوا سے اُتر کے شریک مجمع ہوکے استفسار
حال کیا اور کیفیت دریافت کرکے نقابدار بہادر سے عرض کیا کہ گزیت بن قحقحہ سرداران امیر کو طلسم کوہ زہر مہرہ مین
قید کرنے لیے جاتا ہی اور بادشاہ اسلام تک اسیر ہین نقابدار یا تو جاتا تھا یا پلٹ پڑا اور کہا قتل کر دو انکو یہ سننا
تھا کہ تمام دیو آپڑے پہلے ہی حملے مین ہزارہا دیو مار ڈالے اور نقابدار اپنے دیوون کو لیکر اب الگ ہٹگیا دیوان
گزیت اُس شب تاریک مین باہم لڑنے لگے کالا بھالا زنکالا شکوکوست آرہ پشت نہنگ چقماق چادر دار گولہ
آئین دار شمشاد برق چادر آتش چادر سب حربے دیوون کے چل رہے ہین کسی کو کسی کی صورت نظر نہین آتی
آنکل کی لڑائی ہی باپ نے بیٹے کو مار ڈالا بیٹے نے باپ کو قتل کیا دوست کو دوست بھائی کو بھائی نہین پہچانتا
ایک ایک کو دشمن سمجھتا ہی یہان تو آفت مچی ہوئی ہی اور وہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے تصویرون کو
دھوکے فراغت پائی ہی اور سوزن زبانون سے کھینچے ہین اور مصور جادو جو تلوار سے امیر کی زخمی ہوکے
بھاگی ہر چند اپنے کو بچایا مگر موت سے بچکے کہان جاتی لاکھ زخم کا علاج کیا ہر روز کچھ زخم مین ترقی ہوا کی کوئی
علاج کارگر نہوا کہ اجل آچکی تھی آخر تڑپ تڑپ کر مر گئی اور جہنم داخل ہوئی سحر اُسکا سب سرداروں پر سے
اُتر گیا اب بادشاہ وغیرہ سب ہوشیار ہین اتنے مین گزیت نے جو اپنے لشکر مین شور و غوغا دیر تک دیکھا
دیو افریج اور شنگاہ کو حکم دیا کہ آدمزادون کو کھاؤ یہ دونون بہت سے دیو ہمراہ لیکر واسطے کھانے سرداران
اسلام کے چلے جسوقت قریب پہونچے اوّل اوّل لندھور بن سعدان جانشین امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
نے دیوون کو دیکھکر قید اپنی توڑ ڈالی بعد اُنکے شہزادہ بدیع الزمان اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام گرد بن خاقان
چین مالک اژدر وغیرہ نے قید کو توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان پکڑ کے مارنا شروع کیا ایسی مار ماری کہ
دیو قریب نہ آسکے مگر دیو شنگاہ کو لندھور نے للکارا کہ سامنے آ وہ جھپٹ کر سامنے آیا ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھاؤن
لندھور نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر اس زور سے جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین پر جا لگے پھر تو لندھور نے شانہ اُسکے پکڑ کر دے
مارا اور ایک پانون نیچے اپنے پانون کے دبایا دوسرا پانون ہاتھ سے پکڑ کر سینے تک اُسے چیر ڈالا اور دیو فریج
بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہوکے بھاگا اور بھی بہت سے دیو بہرام و فرامرز و مالک وغیرہ نے مار ڈالے
آخر کو اب مقابلہ نہ لاسکے بیتاب ہوکے بھاگے گزیت نے جو دیکھا لڑائی بگڑ گئی یہ بھی مارے
ڈر کے بھاگا کہ سب تو بھاگے جاتے ہین مین کیا کرونگا القصہ لڑائی بسبب شرکت نقابدار
زمرد پوش کے فتح ہوگئی اُسوقت نقابدار نے اپنے ملازمون کو اشارہ کیا کہ بادشاہ اسلام

کیا کہ بادشاہ اسلام سلطان سعد عالیمقام کو ہمارے تخت پر بٹھا دو دیوؤن نے تعمیل حکم کی اُسوقت نقابدار خود
بھی سامنے بادشاہ عالیجاہ کے دست بستہ حاضر ہوا اور نہایت فروتنی سے مجرا و آداب بجالایا سب سردار کہ چپ
و راست تخت شاہ کے تھے نقابدار کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ اے نقابدار بہادر ہم سب پر تمنے احسان کیا کہ لڑائی
فتح ہوئی خاص تمھاری شرکت سے نقابدار نے یہ سنکر جواب دیا صاحبو احسان کیسا مین غلام تم سب کا ہون
امیر باتوقیر کو بھی مین نے لوح طلسمی پہونچادی ہے یہ کہکر نقابدار نے سوال رخصت کیا بدیع الزمان وغیرہ بلکہ بادشاہ تک
نے قسمین دیکر روکا نہ جانے دیا اتنے مین سب مال و اسباب نقد و جنس خیمہ خرگاہ گرزمیت بن قہقہہ کا دیوزاد لوٹ
کر لائے اُسوقت بادشاہ نے نقابدار کو ساتھ لیا اور وہان سے بڑھے اثنائے راہ مین نقابدار نے بدیع الزمان سے
احوال صاحبقران گیتی ستان کا بیان کیا کہ یقین ہے امیر باتوقیر نے بہ برکت لوح طلسم کو توڑا ہوگا اور وہ ساحرہ
جسنے آپ لوگون کو بیہوش کیا تھا قتل ہوگئی ہوگی اب وہ امیر کا کچھ نہ کر سکیگی یہ سنکر سب نے کہا کہ اے بہادر سب احسان
تو آپ نے کیے اپنے نام نامی سے بھی آگاہ فرمائیے نقابدار نے کہا کہ ایک شرط سے نام بتاتا ہون اگر آپ اقرار
فرمائین کہ ہم ملکہ آسمان پری سے قصور تیرا معاف کرادینگے یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا کہ سب
کامون سے پہلے یہ کام کرینگے بلکہ بادشاہ بھی سفارش کرینگے ہماری کیا حقیقت ہے خاطر جمع رکھو کیونکہ
تمنے ہم سب پر بڑا احسان کیا ہے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان کی بھی جان بچائی ہے پھر کیونکر وہ
تمھارا قصور نہ معاف کرینگی جبکہ یہ اقرار ہوچکے اُسوقت نقابدار عالیمقدار نے کہا کہ نام غلام کا قمرزاد بن حمزہ ہے
ملکہ قمرچہر میری مان ہے امیر کشورگیر میرے والد ہین بس یہی قصور معاف کرادیجے کہ ملکہ آسمان پری
والدہ کو سوت جانتی ہین اور مجھ سے جلتی ہین بلکہ میری تلاش کیا کرتی ہین کیا عجب ہے کہ اگر اُنکے ہاتھ مین آجاؤن
تو مجکو مار ہی ڈالین امیدوار ہون کہ ملکہ آسمان پری مجکو اپنے غلامون مین شامل کرین اور غیر نہ سمجھین یہ باتین
ہوتی تھین اور راہ بھی کٹتی جاتی تھی کہ ناگاہ ملکہ قریشیہ سلطان کہ عقب مین گرزیت کے چلی تھی آپہونچی راہ مین
بادشاہ اسلام کو تخت پر سوار سردارون کو رہا دیکھا اور ہوشیار پایا نہایت مسرور ہوئی اور بادشاہ کو مجرا
کرکے مستفسر حال ہوئی کہ رہائی کیونکر ہوئی بدیع الزمان نے اشارہ طرف نقابدار کے کیا کہ انھین کی وجہ
سے ہم سب چھوٹے ہین تو اب تمکو بھی یہ مناسب ہے کہ اپنی مان سے اس بہادر کی سعی کرو کہ یہ تمھارے
بھائی ہین قریشیہ نے کہا بسر و چشم مین سعی کرونگی یہ تو علاوہ بھائی ہونے کے محسن بھی ہوچکے ہین حق احسان
کا ادا کرنا واجب ہے اسی طرح گلستان ارم مین یہ سب پہونچے ملکہ قریشیہ نے سب سے پہلے جاکے آسمان پری
کو سلام کیا ملکہ آسمان پری نے شاد و مسرور ہوکر قریشیہ کو گلے سے لگایا اور حال لڑائی کا پوچھا قریشیہ سلطان نے
خوشخبری سنائی کہ سب نے اسطرح رہائی پائی آسمان پری سنکر بہت خوش ہوئی اور سردارون کو بلایا سب کو
دیکھکر شکر کا سجدہ کیا کہ بڑا فضل خدا نے کیا کہ میرے گھر مین آکر سردارون کو تکلیف ہوئی تھی خدا نے امیر سے
مجکو سرخرو کیا کیا عجب تھا کہ امیر رنج کی بیخودی مین مجکو مار ڈالتے اگر جان سے نہ مارتے تو نہین معلوم کیا
حال میرا کرتے اور کس درجے کو پہونچاتے بعد تھوڑی دیر کے قریشیہ نے ذکر نقابدار کا چھیڑا اور بادشاہ بدیع الزمان
نے سعی نقابدار کی کی قریشیہ نے سب حال بیان کیا کہ ہمپر نقابدار نے یہ احسان کیا کہ اُسکی وجہ سے سب کی جان
بچی نہین تو کوئی صورت رہائی کی نہ تھی بعد اسکے کہا کہ یہ بھی غلام ہین آپکے اِنکا قصور معاف کیجیے آسمان پری یہ
سنکے متحیر ہوئی اور کہا کہ یہ تو ہمارے محسن ہین اتنا بڑا احسان اُنھون نے کیا جو کچھ وہ کہینگے سب مجھے قبول ہے کسی امر

مین عذر نہ کرونگی ابھی مفصل حال نہ بیان کیا تھا کہ یہ بیٹا امیر کا بطن سے ملکہ قمر چہرے ہو کہ کڑا کا ہوا بجلی چمکی اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا سب نے دیکھا کہ وہ پنجہ طرف آسمان کے لیگیا وہان ایک ابر سیاہ تھا اسمین جاکر غائب ہو گیا یہان تو سب واسطے شہزادۂ بدیع الزمان کے رونے پیٹنے لگے اور وہان امیر باتوقیر تصویرون کو دھو کر جو آگے چلے اُسی باغ مین آئے کہ جہان پہلے گئے تھے اور جواہر کے سنگریزے دیکھے تھے دیو منارہ اور عمرو بھی ہمراہ تھے امیر کئی روز سے سوئے نہ تھے ایک صفحۂ سنگ پر جو لیٹے آنکھ بند ہو گئی دیو منارہ اور عمرو بیدار رہے اور باہم یہ صلاح کی کہ باری باری پہرہ دین ایک جاگے تو ایک سوئے مگر نیند کا یہ غلبہ تھا کہ یہ دونون بھی سو گئے خبر بھی نہ رہی صبح ہو گئی نسیم سُبک خیز چلنے لگی طائران باغ بولنے لگے آنکھ امیر کی حسب عادت نماز صبح کے وقت کھل گئی تو دیکھا کہ ایک غار عظیم گرد ہمارے ہی اور وہ سب آگ سے بھرا ہوا ہی اور وہ صفحۂ سنگ جسپر آرام کیا تھا اُسکو گردش ہی اور چرخ کھا رہا ہی اور ہاتھون کو کسی نے باندھ دیا ہی اور اسقدر شعلے غار سے بلند ہوتے ہین کہ آسمان تک پہونچتے ہین اور جسم اُسکی سوزش سے جلا جاتا ہی اور لوح گلے مین نہین ہی امیر یہ دیکھکر حیران ہوئے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی جبکہ سوئے تھے عمرو اور منارہ دونون تھے اب عمرو تو البتہ ہی کہ پائنتی سو رہا ہی منارہ کا پتا نہین ہی کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر یہان سے چلے جاتے اور مقام نہ کرتے آرام نہ لیتے تو صاحبقرانی مین رخنہ نہ پڑتا اور شوکت مین فرق نہ آتا مگر کیونکر ایسا ہوتا فکر سے نجات جو ملی چین و آرام سوجھا مین جانتا ہون کہ تم تو فربہ ہو اگر آٹھ روز بھی بھوکے رہوگے تو صدمات کی برداشت کر جاؤگے ہم تو زار و ناتوان منحنی سے آدمی ضعیف البنیان مشت استخوان ہین گھڑی بھر مین حال نوع دگر ہو جاتا ہی بموجب شعر

تا شود جسم فربہی لاغر ✤ لاغری مردہ باشد از سختی ✤ امیر نے فرمایا کہ بھائی کیا اختیار ہی گریہ وزاری بیفائدہ ہی بموجب شعر عرفی اگر بہ گریہ میسر شود وصال ✤ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ✤ مگر نظر افضال ایزد متعال پر رکھو سب مشکلین آسان ہو جائینگی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ✤ امیر نے ہر چند سمجھایا مگر عمرو نے جو رونا شروع کیا تو کسی طرح چپ ہی نہین ہوتا تھا اور کہے جاتا ہی کہ یا امیر یہ بھی آپ خوب جانتے ہین کہ مین آگ سے بہت ڈرتا ہون ایسا نہو کہ جلکر رہجاؤن اسواسطے روتا ہون کوئی تدبیر تو ایسی کیجیے کہ مین یہان سے چلا جاؤن استے مین ہوا تند چلنے لگی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ ساحرون کو قتل کر کے صاف نکل چلا تھا منم انور جادو گزارم ترا کہ زندہ و سلامت روی عمرو نے جو یہ آواز سُنی دم نکل گیا اور امیر سے لڑنے لگا کہ اپنے ساتھ مجھکو بھی گرفتار بلا کرایا مین نے کسی کو کب اور کسکو کت مارا ہی مجھ دن کو بھی پنکھے سے ہنکا دیا کہ کوئی مر جائے یہان تو عمرو امیر سے بحث کر رہا ہی

اب داستان شہزادۂ بدیع الزمان بن صاحبقران کی بیان ہوتی ہی

الغرض پنجہ اٹھا کر لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک باغ مین پایا اور دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر بد شکل بڑے بڑے بال سر کے کھلے ہوئے کانون مین مندرے پہنے ہوئے سامنے کھڑی ہی اور کہہ رہی ہی کہ او آدمزاد مین تیری عاشق صادق ہون یہ بات خوب سمجھے کہ میری جان تجھپر جاتی ہی بغیر تیرے وصل کے زیست میری نہوگی اور نام میرا انور جادو ہی اگر تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر تو صورت میری زندگی کی ہو جائے اور مین تیرے لیے دنیا بھر کا سامان مہیا کر دونگی لا تو بھی تجھے کہ قتل کرونگی اب مین آپ ہی قتل ہو گئی اسمین جو چاہے وہ ہو چاہے جان جائے چاہے رہے مگر مین تجکو نہ قتل کرونگی جو چاہے میرے حق مین

ساحران زمانہ کرین مین تیرے عشق سے نہ ہاتھ اُٹھاؤنگی راہ محبت مین جان کھوؤنگی بدیع الزمان نے یہ کلام اُس
فاجرہ کا سُنکر جواب دیا کہ آجتک ہمارے بزرگون نے کبھی ایسا نہین کیا ہی کہ ساحرہ کو بی بی بنایا ہو اور نکاح کسی جادوگرنی
سے کیا ہو مجھ سے اس امر کی اُمید نہ رکھنا کیونکہ مین اپنے بزرگون کی تقلید ضرور کرونگا انور جادو نے یہ سُنکر کلمات سخت
سمجھ کے لیے کہ بدیع الزمان کو ڈراؤن شاید یہ دب کر راضی ہو جائے بدیع الزمان نے غصے مین آکے مُنھ پر
اُسکے تھوک دیا اور چاہا کہ طمانچہ مارون کہ جس دہن نجس سے بُرا کہا ہی وہ بگڑ جائے مگر جو نہین ارادہ بڑھنے
کا کیا اُسنے یہ دیکھکر سحر کیا کہ بدیع الزمان کے پاؤن مثل میل فولاد کے ہو گئے آگے نہ بڑھ سکے اُسنے قہقہہ مارا اور
بولی کہ بس اسی مُنھ پر انکار کرتے ہو اب آکے قتل کرو تو جانون بدیع الزمان نے طیش کھاکر گالیان
دین اُسنے سحر کرکے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا نہایت فربہ جسیم وضخیم وہیبت ناک قوی بازو
انور جادو نے اُس سے کہا کہ اس آدمزاد کو اچھی طرح ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے رکھ کہ کہین یہ جانے
نہ پائے ورنہ مین تجھسے لونگی یہ کہکر وہ تو کسی طرف کو چلی گئی اور اُس زنگی نے ایک درخت کے نیچے بستر
لگایا اور اپنی پیش نگاہ بدیع الزمان کو رکھا دوسرے روز انور جادو بہت حسین جوگن بنکے آئی اور
سامنے بدیع الزمان کے بیٹھکر انگوٹھا دکھانے لگی کہ اے آدمزاد وہ وقت اور زمانہ اور تھا اب اگر تو خود میری خواہش
کرے جب بھی وصل میرا میسر نہ آئے مین نے اپنے دل کو قابو مین کر لیا ہی اور علاوہ اسکے تو ہی کیا پیلا چمڑہ رکھتا ہی
جہان مین لاکھون حسین پڑے ہین مجھ سی جمیلہ کو اگر پائین سر پر بٹھائین تجکو اپنی صورت پر ایسا غرور ہوا
کہ مجکو گالیان دین اب وہ وقت گیا مصرع آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ؛ شعر سدا دور دوران دکھاتا نہین
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ؛ بدیع الزمان نے جو یہ چوچلے اُسکے سُنے اور بناوٹ کی صورت دیکھی بیساختہ
ہنس پڑے اور بولے کہ او حرامزادی تو بکتی کیا ہی اور کہتی کس سے ہی کون تیری طرف دیکھتا ہی جو تو انگوٹھا
دکھا رہی ہی اور غمزے کرتی ہی دور ہو میرے سامنے سے اگر تو حور بھی ہو جائے تو بھی ہم تجکو نہ تھوکین یہ سُنکر
وہ پھر منتین کرنے لگی اور رو کے کہنے لگی ارے مین دل سے مجبور ہون کیا کرون کچھ بن نہین آتی اور یہ بھی خوب
جانتی ہون کہ میری قضا بھی تیرے ہاتھ سے ہی اور تجھسے دل کا لگانا بہت برا ہی مگر نہین معلوم کہ مجکو
کیا ہو گیا ہی یہ کہکر اُٹھکر بارہ دری مین باغ کی چلی گئی وہان ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکو کھولا اور لوح نکالکر
لائی اور بدیع الزمان سے کہا کہ او جوان سنگدل دیکھلے کہ یہی لوح طلسمی ہی ابھی اور آج ہی تیرے
باپ کے گلے سے اُتار لائی ہون اور اسی کے سبب سے منصور جادو اُسکا کچھ نہ کر سکی یہ بھی مین تیرے سپرد
کرتی ہون اگر تو میرے کہنے کو مان لے یہ کہکر پھر لوح کو صندوق مین رکھ آئی اور تختہ اُسکا بند کرکے قفل چڑھا دیا
اور پلنگ پر جاکر سو رہی آدھی رات جبکہ آئی پھر اُٹھی اور باغ مین سناٹا دیکھکر کیسے کیسے پیچ وتاب اُسنے کھائے کہ کمبخت
کسی طرح راضی نہین ہوتا کیا لطف ہوتا اگر یہ تجھسے ہمبستر ہوتا ساری زندگی کا لطف اُٹھ جاتا کچھ دلہین سوچکے پھر
سامنے بدیع الزمان کے آئی اور کہنے لگی کہ او جان لینے والے تو جو مجھ سے وصل قبول نہین کرتا اور انکار رکھتا ہی آخر
کچھ تو کہی کہ کونسا عیب اور بُرائی مجھ مین ہی وجہ تو انکار کی بیان کر بدیع الزمان نے کہا پھر تجکو شیطان نے اُنگلی
دکھائی کیون بک بک کرتی ہو دور ہو ایک عیب تو تجھ مین یہی ایسا ہی کہ تو گندہ دہن ہی منھ سے تیرے عفونت
پیدا ہی یہ سُنکر وہ بولی کہ تجکو میرے منھ سے کیا کام ہی تو اپنا منھ میرے منھ مین نہ لگانا پیارے مجھے نہ کرنا آخر تجھے
تو مجھ سے غرض ہی مین تو بہت صاف وشفاف ہون جیسے آئینہ کہ منھ دیکھ لے بلکہ تشویر فقرہ مجکو کسنا چاہیے

مجھ مین تو بو نہین آتی اگر تجکو اعتبار نہو سونگھ لے یہ کہکر چاہا کہ گردن مین ہاتھ ڈالدے بدیع نے لا حول کہکر منھ اپنا
پھیر لیا اور پھر گالیان دین وہ ناچار ہوکے رونے لگی اور رنجیدہ ہوکر جاکے پلنگ پر لیٹی اور سو گئی بدیع الزمان نے
پچھلی رات کو دیکھا کہ وہ حبشی بھی نظر نہین آتا اور انور جادو غافل پڑی سو رہی ہی نفیر خواب بلند ہی اور آواز خراٹے
کی چلی آتی ہی خیال ہوا کہ ای بدیع الزمان پانوَن تو تمھارے اسوقت قابو مین ہین یعنے اسنے زنگی کے بھروسے پر
اور اس خیال سے کہ منتین بہت کی ہین شاید ایذا نہ دے سحر اپنا آتار لیا تھا لوح صندوق مین تو رکھی ہی چپکے
سے چلکر نکال لے پھر یہ تجبہ تیر اکیا کر سکتی ہی یہ خیال کرکے بہ ارادۂ اخذ لوح دبے پانوَن آہستہ آہستہ بارہ دری
مین آئے اور صندوق تک پہونچے لاکھ لاکھ طرح چاہا کہ صندوق کو کھولین اور لوح کو نکالین کسی طرح وہ صندوق
نہ کھلا ناچار پھر کے چلے آئے اور طرف آسمان کے دیکھکر دعا کرنے لگے اشعار دعائیہ ای صدق تو در سینۂ ہر صاحب
راز ✤ پیوستہ در رحمت تو بر ہمہ باز ✤ ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز ✤ محروم ز درگاہ تو کی گردد باز ✤ قطعہ
ای آنکہ بہ ملک خویش پائندہ توئی ✤ در دامن شب صبح نمایندہ توئی ✤ کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ✤
بکشای خدایا کہ کشایندہ توئی ✤ ہنوز مناجات ختم نہوئی تھی کہ ایک زن شاطرہ لباس سیاہ بر مین بدستیاری
کمند دیوار باغ سے نیچے اُتری اس صورت سے کہ قنطورہ دبیتا بہ وکسوت عیاری سے لیس زنگولے بندھے ہوے
گھنگھرون مین روئی بھری ہوئی کہ آواز نہ دین شہزادہ کو دیکھکر اُنگلی منھ پر رکھی اور اشارہ خاموش رہنے
کا کیا یعنے خبردار منھ سے نہ بولنا چپکے رہنا بعد اُسکے جب قریب پہونچی اشارے سے پوچھا کہ یہ سوتی
ہی یا جاگتی ہی بدیع الزمان نے اشارہ کیا کہ سوتی ہی یہ سُنکر وہ عورت پاس پلنگ کے آئی اور نکفہ مین عنبر بیہوشی
رکھکر دماغ مین اُسکے پھونک دیا کہ فوراً چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوئی جب بدیع الزمان نے دیکھا کہ بیہوش
ہوئی پاس چلے آئے شاطرہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اور کس وجہ سے ہم سے دوستی رکھتی ہو
شاطرہ نے کہا کہ مین بیٹی شاہ عیاران عالم کی ہون جبکہ ہماری ملکہ آسمان پری نے دنیا مین جاکر خود شادی
ملکہ مہرنگار کی امیر سے کی تھی میرے باپ نے بھی ایک پری سے نکاح کیا تھا مین اُسی کے شکم سے پیدا ہون
بدیع الزمان بہت خوش ہوے بعد اسکے دختر عمرو نے خنجر کھینچکر انور جادو کا گلا ریتا ہر چند رگڑے
دیے مگر خنجر کارگر نہوا جھنجلا کے شکم پر خنجر مارا صاف اُچٹ گیا ناچار ہوکر بولی کہ ای شہریار اب آپ اسکو
قتل کرین مگر انور جادو نے جب بدیع الزمان نے کہا اُسکا نہ مانا تھا اسنے دیو منارہ کو زنگی سے
منگاکر سامنے بدیع الزمان کے باندھکر کوڑے مارے تھے کہ جسمین یہ ڈر کر وصل پر راضی ہوجائے وہ
گرفتار سحر تھا بدیع الزمان نے کہا کہ او دختر عمرو اسکا جسم سحر بند ہی یہ کسی سے قتل نہوگی تم کیسی خواجہ
کی بیٹی ہو کچھ تدبیر سوچو کہ یہ قتل ہو اور دیو بھی نجات پائے اُسوقت اُسنے پشت دست کو دیکھا نشل عمرو کے
اور پھانسی کمند کی گلے مین انور جادو کے لگائی اور بقوت تمام اُسکو اُٹھاکے نہر مین باغ کی لاکے ڈال دیا
جبکہ منھ اور نتھنون اور کانون سے پانی شکم مین اُسکے بھر النفس کی آمد و شد موقوف ہوئی دم بھر مین مر گئی
ایک شور و غل ہوا بیرون نے اُسکے بہت کشورش کی نزول آفات و بلیات باغ مین رہا بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جب روشنی تیرگی
سے مبدل ہوئی اور پہر رات جو باقی تھی اسی ہنگامہ مین گذری صبح ہوگئی بدیع الزمان نے دوگانہ شکرانہ
پڑھا اور نماز سحر سے فراغت کرکے دختر خواجہ سے کہا کہ اب صندوق کھول کے لوح طلسمی نکال لو اُسنے

ہر چند کھولا پر اصندوق کا نہ کھلا کہ بہت بھاری تھا وہ کمزور تھی بدیع الزمان نے کھولکر لوح کو نکال لیا
اور بیٹی عمرو کی جدھر سے آئی تھی اُدھر چلی گئی بدیع الزمان نے عکس لوح کا ڈالکر دیو منارہ کو رہا کیا اور ساتھ
اپنے لیکر طرف امیر کے تلاش کنان روانہ ہوئے یہ تو طرف امیر کے کمال مضطر و بیقرار جاتے ہین کہ لوح تو جن کی تھی کمین قید ہونگے

دو کلمے داستان امیر و عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر کشور گیر سلیمان سریر دھر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری انور جادو کی قید مین صفحۂ سنگ پر سنگ آمد و سخت
آمد ناچار بیٹھے ہوے ہین کہ لوح بھی ہاتھ سے جا چکی ہے اور چہار طرف غار عمیق کھدا ہوا ہے گویا طبقہ زمین کا شق ہوا ہے
اور آگ سے وہ غار عمیق لبالب ہے عمرو امیر سے لڑ رہا ہے کہ آپکی غفلت سے یہ سب آفتین آئین اب کون بچائیگا
اور چھڑائیگا یونہین خشک ہو کر رہجائینگے امیر فرماتے ہین کہ بھئی خدا کو یاد کرو کہ یکایک وہ آگ گل ہو گئی اور وہ
صفحۂ سنگ کہ گردش مین تھا ساکن ہو گیا اور ہاتھ پانون مین طاقت آگئی خون رگون مین دوڑا بس یہ حال جو امیر
باتوقیر نے دیکھا جلدی سے سجدۂ شکر ادا کیا اور عمرو سے کہا کہ دیکھا تو نے حافظ حقیقی کی قدرت کو نہین معلوم کیونکر وہ
ساحرہ مری کہ ہم اس بلا سے بچے خدا یون بچاتا ہے اب چلکر اُسے دیکھو جسنے اُسے مارا ہے عمرو نے اب جو باغ کو دیکھا
جلا ہوا پایا وہ گل کہین تھے نہ بوٹے اب امیر و عمرو آگے بڑھے دیو منارہ کو تو حال امیر کا معلوم تھا یہ بدیع الزمان
سے آگے بڑھ آیا ادھر سے امیر آتے تھے راہ مین ملنا ہوا امیر نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر رہائی ہوئی منارہ
نے سب حال بدیع الزمان کا بیان کیا یہ کہہ رہا تھا کہ بدیع الزمان بھی آپہونچے ادھر سے تو امیر چلے اُدھر سے
بدیع الزمان دوڑے اور پانون پر اپنے باپ کے گر پڑے امیر نے پانون سے اُٹھا کے گلے سے لگا لیا پھر سب
حال کہا اب سب ملکے وہان آئے کہ جہان دروازۂ باغ پر اندر طاق کے ساحر ضعیف یعنے ارباب جادو ملا
تھا اور اُسنے طنبورہ بجایا تھا اب جو اُسنے امیر کو مع دیگران زندہ آتے دیکھا خوف سے جان فنا ہونے لگی آخر کو
اُٹھکر دوڑا اور جھک کے امیر کو سلام کیا اور ہاتھ باندھکر بولا کہ اب مین آپ کے دین کا قائل ہوا امتحان بھی کر چکا
کہ ہر آفت سے بچے بیشک دین آپ کا برحق ہے مین مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر امیر نے عمرو کیطرف دیکھا
عمرو نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے والا نہین ہے یہ دروغگو ہے پہلے روز کیا مجھ سے نہین کہا تھا اب بھی فریب
دیتا ہے بس پھر تو امیر باتوقیر نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا پایا کہ یا امیر ہرگز اسکے کہنے کو پذیرا نہ فرمائیے گا یہ
مکار دغا باز ہے جان بچاتا ہے پھر دغا کریگا یہ دیکھکر امیر نے ارباب جادو سے فرمایا کہ اے ارباب جادو اب مین
ناچار ہون کہ لوح مین ممانعت نکلی ہے ورنہ تجھے نہ قتل کرتا یہ سنکر اُسنے کہا کہ بہتر اب آپ لوح پر عمل کیجیے بندہ
تو جاتا ہے یہ کہکر سحر سے پر جدا کیے اور اُڑ کر چلا امیر نے پھر لوح کو معائنہ کیا لکھا تھا کہ پشت پر اسکی تیر مارو
سینے پر نہ مارنا امیر نے ایسا ہی کیا فوراً وہ ساحر گرا تڑپنے لگا بیرون نے آسکے شور و غل کیا آخر آواز آئی کُشتی
مرا نام مین ارباب جادو بود اب امیر نے پھر لوح کو پڑھا لکھا تھا کہ یہ جو خشک درخت چار ہین اسے اُکھیڑ دو
امیر نے اُسے جڑ سے اُکھیڑ لیا فوراً چار دیو اُسکی جڑ سے نکلے کہ آنکی نیلی پتلیان تھین حربے ہاتھ مین لیے سے تھے
امیر کو چار طرف سے گھیر لیا اور وار کیے امیر نے خالی دیے اور تیغۂ عقرب کھینچکر دو کو قتل کیا تھا کہ دو
مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ ہم مال طلسمی اور خزانہ لاتے ہین آپ یہین گھڑی بھر توقف فرمائیے
یہ کہکر وہ دیو گئے اور اسی غار سے نکال کر جواہر و اسباب کا ڈھیر امیر کے سامنے کر دیا امیر

نے فرمایا کہ ایک تخت لاؤ اور تم یہ مال گلستان ارم مین پہونچا دینا اُنھون نے تخت نشب کالا دیا اور دو دیو اور
بُلائے وہ امیر اور بدیع الزمان اور عمرو کو تخت پر بٹھا کے لے اُڑے جسوقت یہ خبر ملکہ قریشیہ سلطان اور
آسمان پری کو ہوئی آئین اور پیشوائی کر کے لیگئین گلستان ارم مین داخل ہوئین بعد آنکے مال خزانہ بھی
وہ دیو لیکر آئے امیر نے وہ سب مال پریزادون پر تقسیم کر دیا غرضکہ کئی روز وہان رہے جشن سلیمانی رہا پھر جو جی چلنے
نے زور کیا امیر نے آسمان پری سے اجازت مانگی اُنھون نے بمجبوری رخصت کیا پھر تو بادشاہ اسلام اور تمام
سرداران عالیمقام کو امیر نے تختون پر سوار کیا اور آپ ہمراہ بادشاہ کے ہوے مع خواجہ عمرو طرف
دنیا کے روانہ ہوے کہ اُسی حال مین ایک پریزاد نے روبروے امیر آکر عرض کیا کہ ہزبر بن قہقہہ قلعہ بلور پر
تاخت لایا ہو اور اسکا چڑھائی کرنے کا ارادہ ہو بلکہ اطراف مین قلعے کے ہزبر کا قبضہ بھی ہو گیا اب وہ منتظر
گزیت کا ہو اس لیے گزیت جیسے نقابدار کے سامنے سے بھاگ گیا تھا کہتا تھا کہ اب آسمان پری کی طرف
نہ جاؤنگا لیکن ہزبر نے اسکو نامہ لکھکر بلایا ہو اُسی کا انتظار ہو وہ آنے والا ہو جبکہ وہ آجائیگا بیشک حملہ کریگا
سلطان ارزق قلعہ بند ہوا ہو تاب ہزبر کی لڑائی کی نہین لا سکتا ہو مگر ملکہ آسمان پری نے مجکو آپ پاس بھیجا ہو
کہ اطلاع دے آؤ آگے اختیار ہو امیر نے بادشاہ سے کہا کہ ای ظل اللہ اگر مزاج مین آئے تو آپ سردارون سمیت
جانب دنیا تشریف لیجائین مین آپ کو پہونچا دون لیکن فدوی کا جانا فی الحال محال ہو کہ ملک آسمان پری کا چھن
جائیگا اور آسمان پری کو مجھسے ملال پہونچیگا اور یہ خیال رہیگا کہ امیر نے سنکر کچھ خیال نہ کیا میرے ملکون کو چھنوا دیا
بادشاہ نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے جب آپکے مزاج مین آئے چلیے ہمکو تعجیل نہین ہو جب آپ یہان سے
فرصت پائیے جب چلین ہم بغیر آپ کے نہین جائینگے یہ سنکر امیر نے مراجعت فرمائی اور پھر گلستان ارم مین داخل
ہوے تخت پر تخت ہوا سے اُترنے لگا جبکہ سب فراہم ہو چلے اُسوقت امیر نے ہر سردار کی جانب نظر کی شہزادہ
تہمتن یعنے بدیع الزمان گردلشکر شکن اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے رخصت چاہی امیر نے ایک لاکھ دیو ہمراہ کر دیے
بدیع الزمان اُسی وقت طرف قلعۂ بلور کے واسطے سد راہ ہونے ہزبر و گزیت کے روانہ ہوا بعد جانے بدیع الزمان
کے امیر نے بیقرار ہو کر کل لشکر کو ساتھ لیا اور خود بھی روانہ ہوئے راہ مین تھے کہ خبر آئی کہ قہقہہ سہ چشمی آتا ہو
اور چاہتا ہو کہ پہلے چلکے آسمان پری کو قتل کرون پھر ملکون کو چھینون امیر نے یہ سنکر وہین مقام کیا اب امیر تو انتظار مین قہقہہ کے ہین

دوسری داستان ترک توسن ملطائی کے کہ اُسکو امیر باتوقیر نے بادشاہ ترکستان قائم مقام خان اعظم کا کیا ہو بیان کیے جاتے ہین۔

کہ جسوقت امیر نے اُسے تخت پر بٹھا دیا تھا اور سارے ترکستان مین عمل اُسکا ہو گیا تھا امیر تو ترکستان سے
چلے آئے تھے اور وہ ترک سلطنت کرتا تھا جسوقت کہ اسکو عرصہ برس روز کا گذرا اور اسنے دیکھ لیا کہ سارے
ملک مین تمام رعایا میرے حکم مین ہو اُسوقت اُسنے غرور کو اپنے دل مین جگہ دی اور بولا کہ لات پرستی دین
قدیم تیرا ہو چھوڑنا نہ چاہیے امیر نے ایک ترکستان تجکو دیا لیکن تو بھی ایسا کمذات نہین ہو تو بھی بادشاہ تھا اگرچہ
ایک ملک دیا تو کیا فریب دیکر مسلمان کیا چھوڑیے دین امیر کو وہ تیرا کیا کر سکینگے یہ سمجھکر ترک توسن نے
تخلیہ کیا اور اپنے ملازمان قدیم سے مشورہ کیا کہ ہمارا یہ ارادہ ہو کہ دین قدیم کو اپنے پھر اختیار کرلین تمھاری
اسمین کیا صلاح ہو سب نے کہا کہ ای شاہ ہم تو تابعدار آپ کے ہین بخوف جان مسلمان ہو گئے ورنہ

ہمارا کب دل چاہتا ہو کہ اپنے دین قدیم کو چھوڑ دین یہی بہتر ہو جو حضور کے دل مین آیا ہو یہ سنکر ترک توسن یلطاقی نے
مسلمانون پر ظلم و بدعت کرنا شروع کی اور خود زنار پہن لی بُت باندھ لیے چند روز بہ اخفا ظلم کرتا رہا پھر تو بعد چند دن
کے سردارون کو حکم دیدیا کہ جو کوئی بت پرستی اختیار کرے وہ بچے اور جو مسلمان ہو وہ قتل ہو جائے مین لات پرست
ہون میرے ملک مین مسلمان نظر نہ آئے پھر تو صد ہا آدمیون نے زنار پہن لیے اور جنھنے انکار کیا ثابت قدمی
راہ ایمان مین کی اُسکو اُسنے قتل کیا تمام شہر مین حشر برپا ہوا اور مردم شہر کو چھوڑ کے چلے گئے جب تو ترک
توسن نے چار سو عالم و فاضل جو اسکی سرکار مین تھے اُنکو بلا کے بحث مذہبی اور دینی کرنا شروع کی جب
اُنسے گفتگو مین عاجز آیا تو اُنکو دیگون مین بند کروا کے دیگون کو چولھون پر رکھوا کے آگ لگوا دی اور
سب کو جلوا دیا یہ حال دیکھکر زرہ خاقان وزیر اور تمکاج خان ترک اور دیگر رئیسان ترکستان
نے جلاے وطن اختیار کی کوئی تو طرف چین کے اور کوئی طرف ختن کے چلا گیا اور اکثر نے تقیہ کر لیا ایک مہینے
کے عرصے مین تمام شہر کفرستان ہو گیا اور مسجدین منہدم کر دی گئین تمام شہر بتخانون سے بھر گیا بدستور
قدیم لعینون نے بُت باندھ لیے اور زنار پہن لیے بعد اُسکے اُسنے نجومیون اور رمالون اور کاہنون کو کہ رہنے
والے قدیم وہان کے تھے اور ملازم سرکار مین خان اعظم کے تھے طلب کیا اور اُنسے پوچھا کہ دیکھو تو میری سلطنت اور
حکومت کو بھی زوال ہو یا نہین ہمیشہ بلا خطر میرے قبضہ اور تصرف مین یہ سلطنت رہیگی سب نے اپنے اپنے
طور پر دریافت کر کے کہا کہ ای شاہ سلطنت کو تیری بہت جلد زوال ہوگا اُسنے پوچھا کہ کس کے ہاتھ سے اُنھون
نے جواب دیا کہ ایک طفل کے ہاتھ سے اُسنے کہا کہ دیکھو تو وہ لڑکا کہان ہو سب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہو گویا
یہین موجود ہو اور اسی شہر مین ہو یہ سنکر اُسنے یہ ظلم کرنا شروع کیا کہ تمام شہر کی عورتون کے شکم چاک
کروا ڈالے جسپر ذرا سا بھی حمل کا شبہ پایا گیا بخیال اسکے کہ لڑکا جسکے شکم مین ہوگا مر جائیگا حاصل خلقت ہوے
اُسوقت برہمنون وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار ہم سب نے تو یہ خبر آپکو دی ہو کہ اسقدر
جلد سلطنت کو آپ کی زوال معلوم ہوتا ہو کہ گویا وہ یہین موجود ہو لیکن وہ لڑکا پیدا ہو چکا ہو بلکہ بارہ
برس کا ہو اور پسر امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا یعقوب شاہ ختنی کا ہو ماں اُسکی جسوقت فوت
ہوئی تھی یہ شکم مین اُسکے تھا جبکہ لاش کو قبر مین اُتارا اُسوقت یہ پیدا ہوا اسی سبب سے نام اُسکا گورزاد بن
حمزہ صاحبقران ہو یہ سنکر ترک توسن نے کہا کہ بڑی مشکل ہوئی اسلیے کہ یعقوب شاہ بھی بادشاہ اپنے
ملک کا ہو اور فوج کثیر رکھتا ہو آخر کو جب زیادہ بدحواس ہوا اپنے رفقا سے کہا کہ تم مین سے ایک دلاور جائے
اور شہر ختن کو بے چراغ کر دے اور نواسے کو یعقوب شاہ کے یا قتل کرے یا گرفتار کر لائے یہ سنکر بیٹا اُسکا
ترک بن توسن اپنے مقام سے اُٹھا اور کہنے لگا کہ ای پدر بزرگوار مین جاتا ہون ترک توسن نے کہا کہ ای
پسر تونے میرے دل کے موافق جرأت کی کیون نہو شاباش و مرحبا سوا تیرے یہ مہم کسی سے سر نہو گی بس
دو لاکھ سوار اُسکے ساتھ کر دیے اور طرف ختن کے روانہ کیا جب یہ قریب ختن کے پہونچا اور خبر مشتہر ہوئی تو رعایا
نے فریاد کی کہ دو لاکھ کی فوج آتی ہو تمام ملک کو پامال کریگی یعقوب شاہ نے یہ دیکھکر مشیران سلطنت کو جمع کیا
اور مشورہ لیا کہ کیون بھئی اب کیا کرون فوج میری فوج ترکستان سے نہین لڑ سکتی اور نواسا بھی بالکل سن
ہو نہ ایسا شہزور ہو کہ لڑ سکے بہرکیف کوئی صورت جان بچنے کی بظاہر معلوم نہین ہوتی بس بہتر یہ ہو
کہ مین یہان سے گورزاد کو لیکر طرف چین کے چلا جاؤن وہان خاقان چین باپ بہرام گرد کا بادشاہ

ہو اور ملازم امیر کا ہو اگر وہ شرکت کرے تو البتہ مقابلہ برابر سے ہو اور جان بچے اور خاقان چین مدد ضرور کریگا
کیونکہ ایسا نہین ہو سکتا وہ سنے کہ پسر امیر کا میرے دامن مین پناہ لینے آیا ہو اور وہ مدد نہ کرے یہ صلاح کر کے
فوج اپنے ساتھ لیکر طرف چین کے روانہ ہوا بعد جانے یعقوب شاہ کے چھٹے روز ترک بن توسن ختن مین آیا
رعایا کو تہ و بالا اور یعقوب شاہ کو نہ دیکھا قلعہ ختن خالی ملا بارگاہ مین سناٹا پایا پوچھا کہ یعقوب شاہ کہان
گیا ہو لوگون نے بیان کیا کہ چھ روز کا عرصہ ہوا کہ طرف چین کے گئے ہین اور نوا ساتھی ہمراہ ہو یہ سنکر
اسنے بھی قصد طرف چین کے جانے کا کیا مگر ملازمون نے اسکے اس سے کہا کہ آپ اس امر مین اپنے باپ سے
اجازت لے لیجیے پھر آگے جائیے گا کیونکہ اور کہین کی اجازت آپنے نہ لی تھی بے پوچھے جانا مناسب نہین
ہو یہ سنکر اسنے اپنے لشکر کو تو حکم دیا کہ طرف چین کے آہستہ آہستہ چلے اور خود اپنے باپ کو لکھا کہ مین طرف
چین کے جاتا ہون اور خود بھی طرف چین کے روانہ ہوا کہنا کسی کا اسنے نہ مانا اب یہ تو راہ مین ہو مگر
وہان یعقوب شاہ بھاگا بھاگ چلا جاتا ہو منزل نہین کرتا جب قریب چین کے مع لشکر پہونچا مقام
کیا اور نامہ خاقان چین کو لکھا اور اپنی روداد اور آنے کی وجہ سے مطلع کیا جس وقت نامہ خاقان چین کو پہونچا
اسنے دبیر سے پڑھوا کر سنا معلوم ہوا کہ ترک بن توسن عقب مین اسکے آتا ہو اور ترک بن توسن گورزاد بن
حمزہ کی جان کا دشمن ہوا ہو چونسٹھ لاکھ فوج ترکستان پاس ترک بن توسن کے ہو اور اب یہ بادشاہ ترکستان
خان اعظم کی جگہ پر ہو مضمون نامہ کا سنکر بہت گھبرایا اور ملازمان خیر اندیش سے مشورہ کیا کہ اگر بلا لیتا
ہون انکو تو ترک بن توسن ضرور چڑھ کر آئیگا فتح و شکست مین کوئی اجارہ نہین فرض کردم اگر شکست
ہوئی تو سارا شہر برباد ہوا جنگ کوئی آفت چین پر نہین آئی ہو یہ شہر سب آفتون سے ہمیشہ بچا رہا ہو وہ
اپنی آفت میرے سر پر بھی ڈالنے آئے ہین اور شہر کو میرے تاراج و برباد کرانا چاہتے ہین سب نے کہا
کہ یہ بات تو سچ ہو اسمین کوئی فرق نہین ہو آپ ہرگز انکو شہر مین اپنے نہ آنے دیجیے اور انھین کہلا بھیجیے
کہ آپ اور کسی طرف جائین مجکو چین کا برباد کروانا منظور نہین ہو آپ جانین اور آپکا کام جانے مین تاب
مقاومت شاہ ترکستان نہین لا سکتا ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ معظم خان بن بہرام کھیلتا ہوا وہان
آنکلا اور یہ ہم سن شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کا ہو کوئی چودہ برس کا سن ہو ہو بہو بہرام کی صورت ہو اپنے
دادا سے پوچھا کہ ای جد امجد یہ کیا ماجرا ہو مین بھی تو سنون کون آتا ہو اور پیچھے اسکے غنیم کون آتا ہو خاقان نے سارا
حال بیان کیا کہ بیٹا ترک توسن بلطائی کا ختن پر چڑھ آیا تھا کیونکہ اسکو قتل گورزاد بن حمزہ کا منظور ہو اہل
ختن بھاگ کر میرے ملک مین آئے ہین اور لڑکے کو امیر کے لائے ہین ترک توسن چونسٹھ لاکھ فوج ترکان رکھتا
ہو مین برابر اسکے نہین ہون شہر برباد ہو جائیگا میرے نزدیک یہ بہتر ہو کہ انکو نہ آنے دون اور منع کروا بھیجون
کہ کسی اور طرف جائین مجکو نہ سرفراز کرین یہ سنکر معظم خان نے کہا کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب بات آپ
نے کہی ہو اور ہو بھی یہی کہ شہر کو بچانا مقدم ہو کیونکہ دادا صاحب میرے باپ کے نام کو برباد کیا چاہتے
ہو جبکہ باپ میرا پوچھیگا کہ میرے آقازادے کو کیون نہ آنے دیا اور قتل کرا دیا تو کیا جواب دوگے ماسوا
اسکے یعقوب مسلمان بھی ہو اور مسلمان کی مدد کرنا بہر کیف لازم ہو ہم ضرور مدد دینگے اور لڑینگے کیا اصل ہو
ترک بن توسن کی اگر آئیگا تو کیا کریگا ایسی سزا پائیگا اور مزا چکھیگا کہ پھر ادھر کا رخ کرکے گھر مین بھی
نجا سکیگا حیف ہو کہ آپ دشمن کا تو ڈر کرتے ہین اور دوستون کو نہین یاد کرتے اگر آپ شریک فرزند امیر کے ہو جائینگے

تو کچھ فوج اسلام بھی کام آئیگی یا فقط نام ہی نام ہی یہ سنکر خاقان چین نے ہر چند نشیب و فراز عالم سمجھائے مگر معظم خان نے نہ مانا اور چین سے نکل کر پیشوائی کو چل کھڑا ہوا جب تو ناچار ہوے خاقان بھی جلوس و تجمل کے ساتھ واسطے پیشوائی کے روانہ ہوا پانچ کوس پر آکر معظم خان نے شہزادہ گورزاد کو پایا اور سلام کر کے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مالک ہین آقازادے ہمارے ہین آپکو لوچھنے کی کیا ضرورت ہی گھر آپ کا کفش خانہ ہی بے خوف و خطر آپ تشریف لیچلین کیا جان رکھتا ہی ترک بن توسن کہ آپ کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے یا آپ پر ہاتھ اٹھائے یہی باتین تھین کہ خاقان چین بھی پہونچے اور بصد حشمت و شوکت یعقوب شاہ اور شہزادہ گورزاد بن حمزہ کو لیکر داخل شہر ہوا مگر خاقان چین معظم خان کا منھ دیکھتا ہی اور کچھ نہین کہتا مگر معظم خان نے بڑی دھوم سے دعوت کی ناچ کیا آتشبازی صدہا روپیہ کی شب کو چھڑوائی بعد کئی دن کے ترک بن توسن بھی پہونچا خبر اُسکے آنے کی سنکر یعقوب شاہ اور معظم خان نے قلعۂ چین کو آراستہ کیا دروازہ بند کروالیا اور خندق کو بھروادیا سب سامان لڑائی کا قلعۂ مین موجود کر لیا مگر ترک بن توسن کو مخبرون سے سب حال معلوم ہوا اُسنے ایک جلودار کو حکم دیا کہ جاؤ اور کہو کہ اے کہ ساکنان چین بہتر اور لائق تم کو یہ ہی کہ گورزاد بن حمزہ کو لیکر ہاتھ باندھکر جلد خدمت مین حاضر ہو تو تمھاری جان بخشی مین نے کی اور اگر خلاف کیا تو سارے قلعے کو تاراج کرونگا یہ سنکر حکم لیکر جلودار چلا اور سامنے قلعہ کے آیا اہل قلعہ نے جو دیکھا ایک توپ خالی چھوڑ دی جلودار نے رومال ہلایا یعنے مین ایلچی ہون پھر دوسری ضرب نہوئی یہ قلعۂ مین آیا اور پیغام پہونچایا خاقان چین اور معظم خان نے جواب دیا کہ کہدینا کہ او گیدی تیری حقیقت کیا ہی تو گو کھاتا ہی اور جھک مارتا ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم آقازادے کو تیرے حوالے کردین کہ تو قتل کرے کیا تجھ سے دبتے ہین کیون سودائی پن کی باتین کرتا ہی دور ہو یہان سے اور باز رہ اس ارادے سے ورنہ مارا جائیگا یہ سنکر جلودار چلا آیا اور سب روئداد آکے ترک بن توسن سے بیان کی اُسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا کہ وہ بر سر فساد ہین اب جیسا حکم ہو ویسا کرون نامہ دار تو طرف ترکستان کے روانہ ہوا مگر خاقان چین نے جو سنا کہ اسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا ہی انھون نے بھی ایک خط شہر خاور مین خسرو خان خاوری کو لکھا اور شتر سوار کو روانہ کیا اور کہدیا کہ زبانی بھی سمجھا دینا کہ آپ کو برائے مدد بلایا ہی جلد چلیے کہ بیٹا امیر کا وہان گھرا ہوا ہی شتر سوار جو خاور مین آیا سیارہ بن عمرو دروازۂ بارگاہ پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے شتر سوار کو اندر پہونچا دیا خسرو خان نے نامہ پڑھا اور اُسیوقت تخلیہ کر کے اپنے بیٹون کو بلا کے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ترک توسن نے کیسا کیسا بچھا ہمارا کیا زخمی بھی ہوا بار ہا مگر خواستگاری خورشید خاوری سے ہاتھ نہ اٹھایا اب ہمارا جانا وہان بمقابل ترک بن توسن گویا سوتے فتنے کو جگانا ہی خدا خدا کر کے تو اب بھولا ہی ماسوا اسکے ہم اُس سے لڑ بھی نہین سکتے کیونکہ وہ فوج جرار رکھتا ہی ہمارے نزدیک تو یہ اچھا ہی کہ ہم خاقان چین کو جواب صاف دین کہ ہمارا آنا نہین ہو سکتا مگر اب حال ملک قاسم کا گذارش کیا جاتا ہی کہ سن انکا بارہ برس کا ہوا اور حال دیوانون اور سڑیون کا یہ ہی کہ بات بات پر گھر مین خواصون پر تلوار نکالا کرتے ہین اور قتل کرنے کو اُنکے برہنہ تلوار لیکر دوڑا کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ میرا دل چاہتا ہی کہ سب کے گلے کاٹ ڈالون اور رگڑا دیکر دیکھون کہ کیسی باڑھ میری تلوار مین ہی خواصین مارے ڈر کے بھاگی پھرتی ہین اور جس روز یہ پیدا ہوے تھے اُسی روز کئی ہزار لڑکے اور بھی انکے شہر مین پیدا ہوے تھے تو خسرو خان نے جتنے ان کے ہم سن تھے سب کو نوکر رکھکے ان کی خدمت کو چھوڑا ہی وہ سب ہر وقت پاس حاضر رہتے ہین اور فن سپاہگری

ساتھ انکے سیکھا کرتے ہین اور ایک بارگاہ مین انکا بھی دربار ہوتا ہی ترک سفید جامہ سا اُستاد تعلیم کرتا
ہو اُنے اتنے ہی سے سن مین قاسم کو مع اُنکے رفیقون کے فن سپاہ گری مین طاق اور یگانۂ آفاق کردیا ہی یہ
زورون پر چڑھے ہوے ہین قضائے کار جسوقت نامہ پڑھا گیا ہی تو قاسم بھی اپنے نانا پاس موجود تھے
اُنھون نے کہا کہ نانا جان مین سمجھا نہین اس شتر سوار نے کیا کہا کہ آپ کو تشویش ہوئی کہا بیٹا تم سے
کیا کہون اُنھون نے کہا کہ آخر ہم کوئی دشمن ہین اُسوقت خسرو خان نے سارا حال بیان کیا قاسم
نے کہا پھر آپ کا کیا ارادہ ہی خسرو خان نے کہا کہ میرا ارادہ جانے کا نہین ہی کہ ترک توسن ایک
تو یہ نہین دشمن ہی دوسرے اور بھی دشمن ہوگا خدا اُسکے ہاتھ سے آبرو بچاے یہ کلمات جو قاسم نے سنے
کہا کہ نانا جان خوب تدبیر آپ سوچے سبحان اللہ ایسا ہی چاہیے کہ امیر کے فرزند اور رفیق پر تو یہ
آفت ہو اور ہم منھ چھپائین اور اُنکا ساتھ جاکر نہ دین ماسوا اسکے اتنا تو سمجھیے کہ امیر کا فرزند میرا کون ہوا
آیا چچا کی شرکت کرنا مجھکو لازم ہی یا نہین وہ تو مصیبت مین گرفتار رہا اور ہم چین سے بیٹھے رہین یہ امر بھلا
ہوسکتا ہی جب دادا جان اور بابا جان کا سامنا ہوگا تو مین اُنکو کیا منھ دکھاؤنگا آنکھ میری کیونکر چار ہوسکیگی
خسرو خان خاوری نے قاسم کو لڑکا سمجھکر طعن سے کہا سب کی طرف اشارہ کرکے کہ تو صاحب طرفہ
ماجرا ہو آپ یعقوب شاہ کی مدد کو جائینگے جیسا گھر مین خواصون پر تلوار بر سایا کرتے ہین ویساہی سمجھے
ہین کہ وہان بھی جاکر سب کو ڈرائینگے اور وہ ڈر جائینگے فوجین بھاگ جائینگی بس یہ کلمہ سنکر قاسم آگ
ہوگیا اور اپنی جگہ سے اُٹھکے کہنے لگا کہ ہم جائینگے اور دیکھیون جاتے ہین خسرو خان نے پھر طعن سے
کہا کہ جی ہان گئے اور لڑائی فتح ہوگئی بس قاسم کو تاب باقی نہ رہی اُسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کسی
رفیق کو بھی خبر نہ کی جو اُنکے ساتھ کے کھیلے ہوے لڑکے تھے صرف شتر سوار کو ساتھ لیکر باہر آئے اور کہا کہ تو آگے
آگے چل کہ ہمین راستہ نہین معلوم ہی شتر سوار نے اُشتر کو آگے بڑھایا پیچھے پیچھے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک
قاسم بن رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور طرف چین کے چل کھڑے ہوئے یہ خبر خسرو خان خاوری
کو ہوئی کہ واقع لین قاسم چلے گئے اب حیرت ہوگئی اور اب تو یہ گھبرایا اور تہمتن خان بیٹے کو اپنے بلاکر
کہا کہ ای فرزند جاؤ اور بہر صورت اُسکو پھیر لاؤ نہین تو خورشید خاوری اپنی جان دیدیگی تہمتن خان
نے باہر نکل کر جو دیکھا تو قاسم دور نکل گیا تھا بس اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکر پکارتا ہوا چلا کہ ای ملک
قاسم ٹھہر جاؤ ایک بات ہماری سنتے جاؤ نانا تمھارے بلاتے ہین قاسم نے سماعت بھی نہ کی کسیکے کیا ہو
جب بہت پکارا اور قاسم نے جواب نہ دیا پھر تو اُنھون نے شد گام اور سرپٹ ہانکا اور قریب قاسم کے
پہونچے اور کہا کہ ای فرزند چلے آؤ غصے کو دور کرو بُرا کیا جو تم نے بستے گھر چلو کہان جلتے ہو اور تم ابھی
کم سن بہت ہو کیونکر لڑوگے اور لڑائی کا بہت دیر مین فیصلہ ہوگا قاسم نے جواب دیا کہ ماموں صاحب آپ
پھر جائین مین نہین پھرونگا مردون نے جو قصد کیا کیا اب آگے آگے تو قاسم ہو پیچھے پیچھے تہمتن خان ہرچند
سمجھایا مگر نہ مانا آخر مجبور ہوکر یہ بھی ساتھ ہولیے خسرو خان نے جو سنا دونون چلے گئے بہت گھبرایا
اور انتہا کا صدمہ ہوا اُسی اثنا مین ملکہ خورشید خاوری کو بھی یہ خبر ہوئی کہ ملک قاسم یعقوب شاہ
ختنی کی مدد کو چلا گیا بس یہ سنتے ہی حواس جاتے رہے مان کی محبت بھلا کیسی ہلتی ہی روتی
پیٹتی دروازے پر چلی آئی دربانون سے کہا کہ ارے جلدی کوئی میرے بابا جان سے کہو کہ آپنے

سے کہا قاسم گیا کہ میری عمر بھر کی کمائی کو کھو یا جا کے قاسم کو پھیر لائیے ورنہ مین آپ نکلتی ہون اور بے پردہ ہوئی ہون دربانون نے جو جاکر خسرو خان سے کہا بے اختیار ہو کر کہا تہمتن خان تو ساتھ قاسم کے جا چکا الماس خان وغیرہ میرے ہمراہ چلینگے پھر کچھ سوچ کر کہا کہ ارے خیمہ بھی ساتھ نہین ہی نہین معلوم وہ کتنی دور نکل گیا اگر کہین مقام کریگا تو کیونکر رہیگا نہایت تکلیف ہوگی غرضکہ یہ بھی سامان لیکر روانہ ہوا کہ جاکر جسطرح ہو قاسم کو پھیر لائے

داستان حیرت بیان شہزادۂ ملک قاسم بن علمشاہ کی کہ مدد کو گورزاد بن حمزہ کیطرف شہر کے گئے ہین بیان کیجاتی ہی

راویان اخبار و ناقلان ذرحت آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ملک قاسم ساتھ ستر سوار کے تین شبانہ روز تک برابر چلے گئے کہین مقام نہ کیا کچھ میوہ وغیرہ راستے مین کھا لیا چوتھے روز صحرا مین ایک گروہ سوارون کا نظر آیا کہ سامان شکار کا بحری بحر باز شاہین شکرا وغیرہ ساتھ تھے چاہا قاسم نے کہ انسے علحدہ ہو کے چلے چلیے مگر انھون نے جو نشانیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چہرۂ انور مین دیکھین تو اپنے سردارون کو واقف کیا وہ دو لوان سپہ دل والا تبار مانند تاجدارون کے مالک اس گروہ کے تھے آگے ملک قاسم کو سلام کیا اور کہا کہ اے شہریار آپ کہان سے آتے ہین اور کدھر جائیگے اور نام آپ کا کیا ہی ملت و نسب کیا رکھتے ہین قاسم نے انسے کہا کہ پہلے تم اپنے کو ظاہر کرو کہ تم کون ہو اور کیا نام و نسب ہی انھون نے کہا کہ ہم تو ملازم شہزادۂ علمشاہ کے ہین اور نام ہمارے فضلان شاہ اور لابان شاہ ہین اور مسلمان ہین آپ کو ہم آقا سے اپنے مشابہ پاتے ہین اسی سبب سے دریافت کرتے ہین قاسم نے جو سنا کہ یہ رفیق پدر بزرگوار کے ہین اپنے نام سے انکو بھی واقف کیا انھون نے کہا آپ کہان جاتے ہین قاسم نے سارا حال ترکستان مین تورین کے یورش کرنے کا ختن پر اور یعقوب شاہ کا گورزاد بن حمزۂ کو ملک چین لیجانا بیان کیا اور کہا کہ مین مدد کو اپنے چچا کی جاتا ہون اسوقت انھون کہا کہ اب تو ہمارے شہر مین کہ شہر جنگل کہتے ہین چلیے ہم کو سرفراز و ممتاز فرمائیے بعد تھوڑے دنون کے ہم بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہونگے ملک قاسم نے ہرگز نہ مانا اور آگے روانہ ہوئے یہ مایوس ہو کر رہ گئے تھوڑی دیر مین خسرو خان خاوری شہریار خاور مع لشکر وہین آ پہنچا اور فضلان شاہ وغیرہ کو دیکھکر شہزادۂ ملک قاسم کو پوچھا انھون نے کہا کہ ابھی سامنے گئے ہین ہر چند ہم نے کہا کہ شہر جنگل مین چلیے مگر کسیطرح نہ مانا چلے گئے یہ سنکر خسرو خان کے تن مین جان آئی اور عقب مین قاسم کے چلا فضلان شاہ اور لابان شاہ بھی ہمراہ ہوئے مگر ملک قاسم کہ آگے چلے جاتے ہین صحرا مین ایک طرف کچھ مکانات آنکھین نظر آئے سر اٹھا کر جو غور سے دیکھا تو وہ مکانات اندر باغ کے تھے اور سامنے ایک ٹیکرے پر رنگ کے ایک جوان نہایت حسین مگر کاہش غم و الم سے مثل ہلال انگشت نمائے عالم ہی نظر آیا اشعار

بال پریشان و زرد و ژولیدہ مو
لب خشک دونون گواہ عطش
بھوین دونون خمین سوت مہ آہ
گریبان پہ چھینٹے خون کی بہار

لنڈی آنکھین دو ساغر واژگون
عیان دشت گھونسے اور جنون
دل افسردہ غمناک واندوہگین

تمکے بے ور حسرت و آرزو
صراحی گردن ہمیشہ نگون
تڑپنے سے پیدا ہین پیچ درد
لکھا اسکی قسمت کا چین برجبین

دہن ساغر یاس کی جرعہ کش
ازل سے غم دل کی اسکی گواہ
سر ناخن غم سے سینہ فگار
قید مقید سلاسل مین گرفتار

باجان حزین و دل زار خاموش از خود فراموش بیٹھا ہوا ہی مگر فروغ چہرے سے نمایان ہو گیسوان لیلی اور خال سبز ابراہیمی رگ ہاشمی موجزن ہی ملک قاسم نے متحیر ہو کر اس اسیر سے پوچھا کہ اے جوان کیسی وجہ

نام داری کسنے تجکو قید کیا ہی اور مذہب تیرا کیا ہی اُسنے انسے کہا کہ پہلے تم بتاؤ کہ تم کیون پوچھتے ہو اور باعث
پوچھنے کا کیا ہی مگر ملک قاسم نے اصرار کیا کہ ای جوان پہلے تو ہی اپنا حال کہہ بیان کیا اُس اسیر نے
کہ مین بھائی ہون شہزادہ رستم بن حمزہ کا جنکو علمشاہ کہتے ہین قاسم نے جو سنا کہا کہ وہ باپ ہین
میرے اور آپ عمو ہوسے مین قاسم بن رستم ہون ای عمو جان اب نام بھی اپنا بتلایئے اُس جوان
نے آہ کھینچکر کہا کہ نام میرا گہرزاد بن حمزہ ہی بطن سے ریحانہ پری کے ہون اور اسیری کی
صورت یہ ہی کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُس ساحرہ کا عنقاروس ہی وہ عاشق ہوکر مجکو یہان لائی
اور طالب وصل ہوئی مجکو ساحرہ سے نفرت ہی مین نے قبول نہ کیا اور اُسکا کہنا نہ مانا تب اُسنے جھنجھلا کر بزور سحر اس
صورت سے قید کیا ہی اور ایذائین دیتی ہی کہ کسی طرح دباؤ کھاکر مجکو قبول کرے ملک قاسم
نے جو یہ سنا ایک تو یہین دوسرے شرارت پوچھا کہ آخر مطلب اُسکا کیا ہی اُنھون نے کہا کہ وہ مجھسے کہتی
ہی کہ ساتھ میرے سو رہو قاسم نے کہا بہت بُرا کیا تم نے آخر کیون نہ سو رہے کہ اس آفت مین پھنسے
گہرزاد بن حمزہ نے جواب دیا کہ مین ساتھ اُس ساحرہ کے کیونکر سوتا کہ ہمارے یہان کوئی
ساحرہ کے ساتھ نہین سوتا ہی اور زیادہ مشکل کی بات تو یہ ہی کہ وہ کہتی ہی مجھسے حرام کرو حرام
مین کیونکر کرتا قاسم نے جواب دیا کہ وہ حرام کو کہتی تھی آپ نے اُسکو حلال کیا ہوتا یہ سنکر گہرزاد نے
جانا کہ یہ سودائی ہی اُسے عارضہ سودے کا ہی پھر تو قاسم نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ اتنے دنون
قید مین اُسکی کیونکر رہے کیونکہ بیٹے ہو آپکے جسکو ارقان کہتے ہین اور بھائی آپکے جسے رستم پیلتن دہلتن
کہتے ہین گو ثابت ہوتا ہی کہ آپکے بدن مین طاقت بالکل نہین کہ قید توڑ ڈالیے گہرزاد نے کہا کہ ای
جان عم زور و طاقت کا یہان کیا کام ہی کوئی اس قید کو توڑ نہین سکتا کیونکہ یہ قید سحر ہی اور ای فرزند اب
تم بھی یہان سے چلے جاؤ کیونکہ یہ وقت اُسکے آنے کا ہی آتی ہوگی خدا نہ کرے اگر اُسنے یہان تم کو مجھسے
باتین کرتے دیکھ لیا تو تم کو بھی وہ آزار پہونچائیگی ایسا نہو کہ اس قید مین تقدیر مجکو داغ تمہارا دکھائے
ملک قاسم نے کہا بھلا عمو جان یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین اس حالت مین آپکو چھوڑکے چلا جاؤن اگر وہ
آئیگی تو تعجب کیا بلائیگی خدا کرے کہ جلد آئے یہ سنکر گہرزاد بن حمزہ نے بہت منت اور خوشامد کی
کہ ای جان عم کہین پوشیدہ ہی ہو جاؤ اور قسم بھی دی قاسم نے کہا بہتر قسم سے مجبور ہون اور ادہر اُدہر
دیکھنے لگے کہ کہان چھپون نیچے ٹیکرے کے انبار پھولون کا تھا کہ روز رات کو عنقاروس گلہائے اقسام
اقسام لیکر آتی تھی اور اسقدر لیکر آتی تھی کہ گرد و پیش اُنکے انبار لگا دیتی تھی جب خشک ہو جاتے تھے نیچے
ٹیکرے کے گرا دیتی تھی وہی انبار ہوگیا تھا قاسم سوچے کہ اس سے بہتر جگہ نہین ہی اور اُس انبار مین
گھس گئے اور پوشیدہ ہوکر بیٹھے تہمتن خان کہ قاسم کے ساتھ تھے یہ اور شتر سوار دونون دور چلے
گئے کہ اتنے مین ہوا تند چلی اور عنقاروس جادوانی اور گہرزاد سے بولی کہ او پریزاد بانی بیدلو
کیون میرے واسطے جلاد بنتا ہی اور جان میری لیتا ہی ارے مجکو قبول کر یہ کہہ رہی تھی اور چارطرف
دیکھتی بھی جاتی تھی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی جب گہرزاد نے حسب عادت انکار کیا اُسوقت
عنقاروس نے کہا ٹھہر جا پہلے تیرے حمایتی کو مار لون پھر تجھسے سمجھون یہ کہکر بولی کہ سچ
بتا کہ کون حمایتی تیرا آج آیا ہی اور تو نے میرے خوف سے اُسکو کہان چھپا دیا ہی گہرزاد نے

جواب دیا کہ ارے یہ تو بتلا کہ میرا حمایتی کہان سے آویگا اتنے دلون سے تو نے مجکو قید سحر مین مبتلا کیا ہی آجتک
کوئی نہ آیا جواب آئیگا عنقاروس نے کہا کیون جھوٹ بولتا ہی کوئی تو ضرور آیا ہی کہ مجکو بیرون نے خبر دی
ہی تو کتا کیا ہی اور دیکھو ڈھونڈھ کے لاتی ہون کہان چھپ سکتا ہی یہ کہکر ڈھونڈھتی ہوئی چلی یہ دیکھکر جان گہرزاد
کی نکل گئی اور وہ ٹیکرے کے نزدیک پہونچی مگر بقدرت پروردگار ایسی طرف گئی کہ پشت عنقاروس کی ملک قاسم
کی طرف ہو گئی تھی اور یہ ڈھونڈھتی ہوئی آگے چلی جاتی تھی شاہزادے نے جب یہ دیکھا کہ آگے بڑھگئی بھون
مین سے نکل کر تیر کو کمان مین جوڑا اور گوشہ سے گوشہ کمان مین ملا کے سیسر کو کڑکایا جبکہ تیر کمان سے
لیس ہو چکے اور بقواعد تیر اندازی بہتیر ابدل چکے آواز دی کہ او قحبہ کہان جاتی ہی اور کسکو ڈھونڈھتی
ہی مین تو ادھر ہون بس آواز دشنام جو عنقاروس نے سنی جلدی ادھر رخ کیا وہین تیر اجل جو بیٹھا تو تودۂ دل
کو توڑکے پس پشت سے نکلا کہ ایک قدآدم اچھلکر گری اور چاہا کہ کچھ اسم سحر کا پڑھے اور پھونکے شاہزادے
نے تیغ آبدار سے سر اسکا کاٹ ڈالا ایک وار مین تیغ دودم کے بیدم کیا دم مارنے کی مہلت نہ دی بس ایک
غل وشور ہوا آندھی چلی آگ برسی اندھیرا ہو گیا نزول بلیات ہونے لگا سلین کی سلین آسمان سے گرنے لگین خبیثان
وشیاطین جو اسکی قید مین تھے انھون نے رہائی پائی فریاد و بیداد کرتے ہوئے چلے گئے برقین قسم قسم کی برے
زمین آسمان سے گرین بڑی دیر تک نزول بلیات رہا جبکہ روشنی ہوئی آواز آئی کہ مُردیم وجان دادیم بمطلب
خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام من عنقاروس جادو بود دیکھا قاسم نے کہ لاشہ اسکا پڑا ہوا ہی یا تو مثل شمع جمال
روشن تھا یا مثل سنگ سیاہ کے ہو گئی عجب مہیب شکل ہی یہ صورت جو ملک قاسم نے اسکی دیکھی لاحول پڑھکر
ٹھوکر ماری اور شہزادۂ گہرزاد بن حمزۂ نے رہائی پائی قید سحر دور ہو گئی اور وہ باغ و عمارت
نیست و نابود ہو گئے نشان بھی باقی نہ رہا بس شاہزادۂ ملک قاسم کو گہرزاد بن حمزہ نے
گلے سے لگایا اور تعریف کرکے کہا کہ ای جان عم بعد فضل خدا کے تو نے میری جان بچائی خدا تجکو سلامت
رکھے اب میرے ساتھ پردۂ قاف مین چلو تھوڑے دنون سیر قاف کی کرو پھر جہان کہوگے وہان پہنچا
دونگا یہ سنکر قاسم نے کہا کہ عمو جان ابھی تو فدوی کا جانا نہین ہو سکتا ہی مگر جبکہ چین سے پھرونگا
تو البتہ آپ کے ساتھ چلونگا گہرزاد بن حمزۂ نے ہرچند کہا ملک قاسم نے نہ مانا پھر گہرزاد نے
کہا کہ ہرگز مین تنہا جانے نہ دونگا قاسم نے کہا اچھا پردۂ قاف کو کیونکر چلیے گا نہ تخت ہی نہ پریزاد ہین
گہرزاد نے کہا مین ابھی دیوون کو بلاتا ہون اور تخت منگاتا ہون تم یہین ساعت بھر ٹھہرو چلے نہ جانا
قاسم نے کہا بہت اچھا گہرزاد بن حمزۂ ایک طرف کو چلے گئے بعد گہرزاد کے چلے جانے کے ملک قاسم
نے اپنے گھوڑے کے تنگ کو تنگ کھینچا اور سوار ہو کے طرف چین کے روانہ ہوئے وہان گہرزاد نے
آواز دی دیوزاد اُنکا تخت طلائی لیکر حاضر ہوئے اور اپنے شہزادے کو قید سے رہا دیکھکر بلاگردان
ہوئے اور کہا کہ قاف کو چلیے گہرزاد نے کہا کہ میرا بھتیجا ملک قاسم وہان ہی جہان مین قید تھا
اسی نے ساحرہ کو مار کر مجھے رہا کیا ہی وہان تخت لیچلو اسکو بھی سوار کرکے طرف قاف کے لیچلونگا
وہ وہان میرا منتظر ہوگا دیوزاد تخت کو لیکر ساتھ گہرزاد کے وہان آئے جہان ملک قاسم کو چھوڑ گئے
تھے اب جو دیکھا لاشہ عنقاروس کا پڑا ہی صدہا زاغ و زغن نوچ نوچ کر کھا رہے ہین اور
ملک قاسم کا پتا بھی نہین گھوڑے کے سمون کے نشان بنے ہوئے ہین گہرزاد کو نہایت

صدمہ ہوا بڑی دیر تک کھڑے رویا کیے اتنے مین لشکر خسرو خان خاوری کا بھی آپہونچا گہرزاد
کو دیکھکر حال ملک قاسم کا پوچھا گہرزاد نے کہا کہ ابھی یہین تھے اور یہ لاشہ جادوگرنی کا جو پڑا ہی انھین
اُسکو مارکر مجھے قید سے رہا کیا ابھی میرا فرزند یہین کھڑا تھا مین تخت لینے گیا اتنے عرصے مین نہین معلوم کہان چلا
گیا مین ڈھونڈھ رہا ہون خسرو خان نے جو یہ سنا جانا کہ طرف چین کے گیا ہو گا خود بھی طرف چین کے چل
نکلا اور گہرزاد تخت پر بیٹھکے طرف پرستان کے راہی ہوے حال ملک قاسم کا یہ ہو کہ یہ جو مار کر ساحرہ کو اور
گہرزاد کو قریب دیکر مرکب پر سوار ہو کر گئے تو ابھی راہ مین چلین کی ہین وہان ترک بن توسن یلطاقی نے
پھر خاقان چین سے کہلا بھیجا کہ یہی تمھارے لیے بہتر ہی کہ پسر حمزہؓ صاحبقران یعنے گورزاد کو باندھکر میرے
پاس لے آؤ ورنہ پچھتاؤگے خاقان چین نے پیام زبانی شتر سوار کی سنکر کہدیا کہ او گیدی تو کیا جھک
مارتا ہی ہو سکتا ہی کہ ہم اپنے شہزادے کو پکڑا کر تجکو اسلیے دیدین کہ تو قتل کرے یہ نمکحرامی تو کبھی نہو گی
کہ جیسی تیرے باپ نے نمکحرامی کی ہی کہ آقا نے تو ہمارے اُسکو بادشاہت ترکستان کی دی اور اُسنے اُنکی اولاد
کو قتل کرنے پر کمر باندھی ہی ہم سے ایسا نہو گا جو تجھ سے ہو سکے کر گذر درگذر نہ کر دیر کیون کرتا ہی خدا
ہمارا معین و مددگار ہی یہ جواب جو شتر سوار نے اگر ترک بن توسن کو خاقان چین کی طرف سے دیا اُسنے
پیچ و تاب کھاکر حکم لشکر کو دیدیا کہ کل ہم قلعہ لے لینگے چاہیے کہ سب تیار رہین اور نقارۂ شرطیہ بجوا دیا کہ کل
قلعہ ضرور لے لینگے سب ترک خبردار ہو گئے اور تیاری مین مصروف ہوے ساری رات بیدار رہے اسلحہ اپنا
اپنا درست کرتے رہے اور تلوارون کو چرخ پر چڑھواتے رہے یہان یہ صورت ہی اور اندر قلعے کے کیفیت
یہ کہ جب سے شہزادہ گورزاد بن حمزہؓ آئے ہین معظم خان بن بہرام کو ایسی محبت گورزاد سے ہو گئی
ہی کہ جسکی حد نہین جان فدا کرنے کو موجود ہی بسبب ہم سنی کے اب جو معظم خان نے یہ سنا کہ نقارۂ شرطیہ
ترک بن توسن نے بجوا دیا ہی کل حملہ کریگا تو یہ گھبرایا ہوا پاس گورزاد کے آیا یہان گورزاد کو بھی انتشار
مین پاکر دست بستہ عرض کیا کہ آپ کسی بات کا اندیشہ نہ فرمائین کیا مجال اور طاقت ہی ترک بن
توسن کی کہ اندر قلعے کے اگر آپ کو آزار پہونچائے پہلے مین آپ پر سے نثار ہو لونگا پھر جو خدا کریگا
وہ ہو گا بلکہ آپ قلعے مین بیٹھے رہین اور تماشا دیکھین مین باہر نکل کر اُس سے مقابلہ کرونگا اور قلعے مین
چھپکر مجھسے نہ بیٹھا جائیگا یہ سنکر گورزاد نے کہا کہ بھئی معظم خان یہ ہمین کب شایان ہی کہ لڑائی تو
ہمارے سبب سے ہی اور دشمن تو ہمارے لیے چڑھکر آیا ہی اور ہم یہان چھپکر بیٹھین اور تم کو بھیجین کہ قلعے
سے باہر نکل کر لڑو یہ کبھی نہو گا ہم تمھارے ساتھ ضرور چلین گے چاہے مارے جائین چاہے بچین معظم خان
نے جرأت کی تعریف کی اور کہا کہ غلام کے ہوتے آقازادے کو لڑنا مناسب نہین ہی مگر گورزاد نے نہ مانا کہ
ایسا نہین ہو سکتا پھر تو یہ دونون مشورہ علحدہ کرنے لگے اسی حال مین صبح ہو گئی اور ترک بن توسن
نے حملہ کیا اوپر سے ہزارون ضربین گولہ اندازون نے مارین کہ ہزارون ترک مر گئے آخر کو تاب نہ
لائے اور بھاگے ہمراہ اُنکے ترک بن توسن بھی پلٹ گیا اور اپنے لشکر مین پہونچ کر سب پر خشمگین
ہوا کہ تم نے اپنے ساتھ مجکو بھی بھگوا دیا اگر تم نہ بھاگتے تو مین کاہیکو بھاگتا گھڑی دو گھڑی دم
لیکر کہا کہ اب مین تنہا جاتا ہون خبردار کوئی ہمراہ میرے نہ آئے اور یکہ و تنہا روانہ ہوا معظم خان
نے گولہ اندازون کو منع کر دیا کہ زنہار زنہار کوئی ضرب اُسکو نہ مارے تنہا کوئی سوار پیغام رسانی کو

آتا ہو سب نے ہاتھون کو روک لیا آگ توپون کو نہ دی اتنے مین ترک بن توسن آپہونچا اور برلب خندق کھڑے ہوکر للکارا کہ یون آتے ہین اور قلعۂ چین لیتے ہین اب سب نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ تو ترک ہی ہم سب فریب مین آگئے کہ اپنی سمجھ کر توپ نہ ماری اب قلعے مین تہلکہ پڑگیا اور اُسنے پکارا کہ ای خاقان اب بھی بہتر ہی اور خیریت اسی مین ہو کہ دروازہ قلعے کا کھول دو ورنہ دروازہ توڑکر گھس آؤنگا اور چن چن کر قتل کرونگا اتنا دل مین سمجھ لو لیکن یہ کلمہ شہزادۂ گورزاد بن حمزہ نے جو سنا تاب باقی نہ رہی پکڑ کر تلوار اُٹھ کھڑے ہوئے اور دربانون سے کہنے لگے کہ در کو کھول دو ہم باہر جا ئینگے دربانون نے بچہ سمجھ کر کہنا نہ مانا اُنھون نے اصرار کیا اور ڈانٹا بعضے آپس مین کہا اب یہان کھل بھی جاوین یہ جا جسدن سے اسکا قدم یہان آیا فساد ہمراہ لایا اسی سبب ہم سب پر آفت آئی اور چین مین ہنگامہ برپا ہوا لیکن معظم خان نے جو دیکھا کہ شہزادہ دروازہ کھلواتا ہو اُسوقت معظم خان بھی دوڑ کر قریب آیا اور شہزادے سے کہنے لگا کہ پیر و مرشد قلعے مین ٹھہرین غلام جاتا ہو جب یہ جانباز قربان ہوئے اُسوقت آپکو اختیار ہو غلام اپنی زندگی مین کسی طرح آپکو جانے نہ دیگا اور دربانون سے کہا کہ حرامزادو دروازہ کھول دو دربانون نے ڈر کے دروازہ کھول دیا معظم خان باہر قلعۂ چین سے آیا اور پل تختہ رکھوا کر خندق سے عبور کرکے مقابل مین ترک بن توسن کے آیا اسنے نام پوچھا بتلایا کہ معظم خان بن بہرام گرد نام ہی اسنے یہ سنکر برچھا مارا معظم خان نے برچھے پر روکا اور خود بھی برچھا مارا اُسنے بھی روکا اب یہ حال ہوا کہ اُسکے گھوڑے کا پلٹ تو اسکا کلہ اور اُسکا کلہ تو اسکا پیٹ نہ آن را خطر نہ این را خطر نہ این را خطر نہ آن را ظفر بموجب مضمون اشعار

بدین گونہ ہرگز نہ پیچیدہ مار	شہان را چنین کی بود کارزار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختند	سنان یک بدیگر برانگیختند
دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر	تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر

یہان تک برچھا چلا کہ سنانین جھڑ کر بیکار ہوگئین تین سو ساٹھ طعن کی طرفین مین رد و بدل ہوگئی مگر کسی کا کام تمام نہوا اب یہ حال پہونچا کہ انیان چلنے لگین چوڑیان ڈھونڈھی جانے لگین رنجون کی نوبت پہونچی ڈانڈامینڈی شروع ہوئی اسپر بھی مدعا نہ بر آیا ناچار معظم خان نے لیے زور سے برچھا برچھے پر مارا کہ چھڑ پھر ٹوٹ گئی اور ترک بن توسن کو خفت حاصل ہوئی اسنے جھلا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اسی حالت مین پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا سب نے دیکھا مگر گرد باریک جیسے سوار یکہ آتا ہی پھر پنجہ صبا نے دامان گرد کو چاک کیا اُسمین سے ملک قاسم دکھلائی دیے قاسم نے یہ دیکھکر کہ ترک نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہو آواز دی کہ خبردار او ترک اگر تلوار کھینچ لی تو مارہی ڈالونگا اور معظم خان کو بھی ڈانٹا ترک نے جو قاسم کو دیکھا تو معظم خان سے بھی کم سن پایا قد و قامت مین بھی کم پایا بس خیال قاسم کے کہنے کا نہ کیا اور تلوار میان سے کھینچ لی یہ دیکھکر پھر قاسم نے للکارا کہ اے او دیوانے سودائی ترک توسن کے بچے مین منع کرتا ہون اور تو نہین مانتا کیون شامت آئی ہو یہ کہتے ہوے قریب آگئے اُسوقت ترک بن توسن نے جھلا کر انپر بھی برچھا مارا اور تیغ میان مین کرلی قاسم نے برچھے کو برچھے پر گانٹھا اور وار اُسکا روکیا چوتھی یا پانچوین طعن مین برچھا ترک بن توسن کا بند صاحبقرانی باندھ کر ہوائی کیا منھ پر ترک کے ہوائیان اُڑنے لگین سب نے ملک قاسم کی تعریف کی کہ اس سن مین یہ جرأت یہ کمال یہ قوت پھر ترک نے تلوار میان سے لی اور اہل قلعہ نے ملک قاسم سے کہا کہ ای شہریار ہم آپ پر نثار آپنے ہمارے واسطے جدال کی ہو بس جنگ موقوف کیجیے کیونکہ سامنا تلوار کا ہو آپ ہٹ جائین

ہم تجھ لینگے بھلا اس کہنے کو یہ کب سنتے ہین اور ترک نے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تیغے کو ترک بن توسن
کے روکا اور قبضے پر ہاتھ ڈال کر سپر کو پشت پر پھینکا اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر تلوار نہ چھوڑ دے
تو یقین تھا کہ ہاتھ بھی اُسکا ساتھ تلوار کے اُکھڑ کر چلا آئے بس تیغہ چھین کر جلدی سے کمر بند پکڑ کر قاش زین سے ترک
بن توسن کو اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا پھر کچھ خیال کر کے معظم خان کو بھی کمر بند مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور دونون
کو سر سے بلند کر کے چکر دیا اُسوقت معظم خان نے کہا ای جوان اب دیر نہ کر ہم دونون کو قتل کر
قاسم نے ترک بن توسن سے کہا ارے مین تجکو تو پہچان گیا کہ تو ہی ترک بن توسن ہی یہ کون ہی وہ بولا
کہ مین کیا جانون اب معظم خان نے کہا کہ مین بیٹا ہون بہرام گرد بن خاقان چین کا اور نام میرا معظم خان
ہی باپ میرا ملازم و خادم امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا ہی اور وہین اب بھی موجود ہی تب قاسم نے
کہا کہ مین بہرام کو جانتا ہون بڑے بہادر ہین یہ کہکر معظم خان کو بروے زمین آہستہ سے کھڑا کر دیا اب
معظم خان نے کہا کہ ای شہریار آپ کا القاب و خطاب کیا ہی غلام بھی سنے کہا کہ مجکو ملک قاسم بن علمشاہ
کہتے ہین اتنے عرصے مین خسرو خان خاوری مع تہمتن خان کہ راہ مین قاسم نے چھوڑ دیا تھا اور
الماس خان وغیرہ مع لاحان شاہ و فضلان شاہ پہونچے اور دور سے دیکھا تھا کہ ملک قاسم نے
دونون کو اُٹھا لیا ہی اب ایک کو تو چھوڑ دیا ہی اور ایک کو چرخ دے رہے ہین اور یہان قاسم نے ترک
بن توسن سے سوال اسلام لانے کا کیا اُسنے جواب دیا کہ ای شہریار مین نے اطاعت آپ کی بجان و دل قبول کی
مجکو بھی ایک بندۂ بے دام سمجھیے ملک قاسم نے یہ سنکر اُسکو بھی زمین پر کھڑا کر دیا ترک بن توسن نے ملک قاسم
سے کہا کہ کیون ای شہریار آپ نے مجکو دو باتون مین چھوڑ دیا دشمن کے کہنے کا یقین آپکو ہو گیا ابھی جو مین
پھر جاؤن اور منحرف ہو جاؤن تو کیا ہو قاسم نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای ترک ہمنے یہ سمجھ کر تجکو چھوڑ دیا
ہی کہ جس نے اب مجکو تجھ پر فتحیاب کروا دیا ہی اگر لاکھ بار تو لڑیگا تب بھی وہی ہمکو فتحیاب کرائیگا یہان تو
یہ باتین ہو رہی ہین اور لوگ ترک کے طرف قاسم کے تلوارین علم کر کے چلے مگر یہ جو دیکھا کہ ترک سامنے
اُس جوان سرخ پوش کے دست بستہ کھڑا باتین کر رہا ہی سب ٹھہر رہے اور آگے نہ بڑھے اندر سے قلعہ کے
یعقوب شاہ ختنی بھی نکلکر پاس ملک قاسم کے آئے پل تختہ خندق پر رکھوا دیا یہان معظم خان نے
قاسم سے کہا کہ ای شہریار میرا باپ تو حضور کے دادا جان کا غلام ہی ملک قاسم نے کہا کہ برادر من تم میرے
بھائی ہو سچے تمہارے احوال کی خبر نہ تھی تم اپنے دل مین کچھ خیال نہ کرنا اور آزردہ نہونا اسوجہ سے کہ مین نے
تجکو اُٹھا لیا تھا اگر تمہارا دل چاہے تو تم اب مجکو اُٹھا لو معظم خان نے کہا کہ ای شہریار کچھ اس امر کا مضائقہ
نہین ہی اور مجکو رنج کسی بات کا نہین ہی بلکہ خوشی ہوئی کہ باپ کو میرے آپ کے دادا جان نے نذر کیا
تھا وہ اُنکا غلام مشہور ہوا اور آپ نے مجکو اپنے ملازمون مین سرفراز کیا ہی مین آپ کا کہلاؤنگا اس مین
میرے واسطے موجب فخر و عزت کا ہی مجکو جگہ خوشی کی ہی نہ کہ رنج کی قاسم نے اس کلام پر معظم خان کی بہت دلداری
کی اور بعد اُسکے اشارے سے گورزاد کو پوچھا کہ یہ جوان کون ہی اور نام اسکا کیا ہی معظم خان نے کہا کہ ای شہزادہ
یہ بیٹے امیر کے ہین اور چچا حضور کے نام انکا گورزاد بن حمزہ ہی قاسم نے گھوڑے سے اُترکے گورزاد
بن حمزہ کو سلام کیا اُنھون نے مرکب سے اُتر کر قاسم کو گلے سے لگایا قاسم نے کہا حضور بندے کو
گنہگار کرتے ہین کس واسطے کہ آپ میرے عمو جان ہین اور بزرگ ہین آپ سوار ہون اور مین

رکاب مین حاضر رہون اور یو نہین رکاب تھامے ہوے چلونگا میرے واسطے باعث فخر و عزت کا ہی اور سعادت
اپنی جانتا ہون ترک بن توسن نے کہا کہ ای ملک قاسم اگر حکم دیجیے تو مین جاکر اپنی فوج کو مسلمان کرون
اور پھر حاضر خدمت ہون قاسم نے کہا کہ جو تمہارے دلمین آئے وہ کرو مین کیا روکتا ہون بسم اللہ اسی دم
جاؤ ترک بن توسن یلطاقی اپنے لشکر مین چلا آیا لوگون نے اسکے جانا کہ سردار ہمارا جان اپنی بچاکر چلا آیا ہی
یہ سمجھکر کہا کہ ای شہریار لات اعلی اور منات معلی آپ کو لائے ہمکو تو اُمید نہ تھی ترک نے کہا کہ تم نے دیکھا تھا کہ کیا
حال میرا ہوا تھا اُنھون نے کہا کہ کیا کہنا ہی آپ کا حقیقت مین سپہگری کے بہت فن ہین کیا کام کیا آپ نے یہی
چاہیے تھا اور آپ کا حال کیا ہوا تھا ہمارے تو نزدیک کچھ بھی نہین ہوا سوا اسکے کہ آپکو اُسنے گھوڑے سے اُٹھالیا
تھا تو اُسکا کچھ اندیشہ نہین نہین معلوم یہ کون شخص جنگل سے نکل آیا تھا کچھ آپ اُن لوگون سے تو زیر نہین ہوے
کہ جو آپ کے حریف ہین اگر اُنسے زیر ہوتے تو مقام رنج کا تھا اسکا کیا آج یہ یہان ہی کل چلا جائیگا ترک
بن توسن نے کہا کہ مطلب میرا یہ نہین ہی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ مین نے نام پر لات کے لات ماری ہی تم ہمراہ
میرے چلو اور دین اسلام قبول کرو بعضون نے تو فوراً کلمہ پڑھا اور بعض نے کہا کہ مطیع اسلام تو ہم بیشک ہوے
لیکن مال و اموال اور ناموس و عیال ہمارے ترکستان مین ہین اُنھین ہم لے آئین ورنہ ترک توسن
قتل کریگا اور مال کو غارت کردیگا یہ حیلہ کرکے ایک لاکھ ترک تو چلے گئے اور پچاس ہزار اسی دم مسلمان
ہوے اور ہمراہ ترک کے پاس ملک قاسم کے چلے آئے پھر تو خاقان چین نے تین روز تک وہ دعوت
اور ضیافت کی کہ جیسی چاہیے بعد اسکے قاسم نے قصد خاور کا کیا گورزاد نے کہا کہ ہم بھی چلینگے ہمراہ تمہارے
قاسم نے کہا کہ یہ کلمہ آپ کیا کہتے ہین فدوی خود رکاب ظفر انتساب مین حاضر رہیگا اور اگر مرضی ہو تو آپ کو
ختن مین پہونچادون اُنھون نے ختن مین جانا قبول نہ کیا ملک قاسم نے کہا کہ بہت بہتر ہی لشکر مین
ہمارے داداجان کے یہی بادشاہ ہین فدوی آپ کو تاجدار اپنی سپاہ کا کریگا یہ بات سب سے بہتر ہی یہ کہکر
شاہزادہ گورزاد کو خلعت پہناکر تاج مکلل بجواہر سر پر رکھدیا اور تخت پر بٹھاکے پہلے سب سے خود نذر
دی بعد اسکے سب سے نذرین دلوائین اور مانند شاہون کے ادب و لحاظ کی تاکید کردی کہ سب بادشاہ
اپنا جانین کسی نے عذر نہ کیا الغرض بعد کئی دن کے خیال آیا کہ کبھی خدانخواستہ ترک توسن یلطاقی نے کہ
شہر خاور خالی ہی اور چلا آئے تو وہان کون ہی جو روکیگا بڑا غضب ہو جائیگا یہ ناموس کا مقدمہ ہی ذرا سی بات
مین عزت جاتی رہتی ہی بس یہ جو خیال آیا گورزاد بن حمزہ کو تخت پر بٹھالیا اور آپ مع ترک بن توسن
اور معظم خان بن بہرام گرد اور کل لشکر ترکستان کا اور فوج خاور کو مع خسرو خان والماس خان و تہمتن
خان وغیرہ کو ساتھ لیکر طرف خاور کے روانہ ہوے راستے مین سلام اور مجرا گورزاد کو مانند بادشاہون کے کرتے
آتے ہین جہان بارگاہ استادہ ہوتی ہی وہان قرینہ دربار کا ہوتا ہی اور قاسم نے گورزاد کو سکھا دیا ہی کہ آپ بادشاہ
سب کے ہین برابر سے سلام ہاتھ اُٹھاکے نہ لیجیے گا سینے پر ہاتھ رکھ کے سلام لیجیے گا یا اشارہ چشم سے
غرضکہ سب باتین سکھادی ہین اور انھون نے بھی عمل کیا ہی رفتہ رفتہ بعد چند روز کے ایک صحرا سے
ہولناک مین وارد ہوے اور اُس جنگل مین ایک کوہ عظیم دیکھا درے مین اُسکے دیکھا کہ کوئی شخص مانند
وحشیون کے رو رہا ہی اور خاک پر پڑا ہوا ہی حال اُس شخص کا یہ ہی کہ جان دیے دیتا ہی یہ سیارہ
بن عمرو عیار شہزادہ گلشاہ رومی کا ہی ملک قاسم نے جو اُسکو روتے ہوے دیکھا پاس جاکے

جس سے پوچھا کہ ای شخص آخر تو کیوں اسقدر خاک اُڑاتا ہی اور کون ہی اس ویرانے مین ایسا کونسا غم تجکو پہونچا ہو کہ بیان
سے نہین ٹلتا ہم سے بیان کر اگر ہو سکیگا تو ہم تیری شرکت کرینگے اُسنے سر خاک پر سے اُٹھا کر جو دیکھا تو اپنے
آقازادے کو پایا بلا گردان ہوا اور کہا کہ ای شہریار مین کیونکر نہ روؤن اور جان اپنی نہ دون کہ مالک کو میرے ترک
توسن پلید نے گرفتار بلا کیا ہی یہ جو دہ طلسم افراسیابی ہی مالک میرا اُسکے ملنے سے یہان چلا آیا تھا اور دھوکے
سے آگے بڑھ گیا تھا کہ پنجہ آکر اُسکو لیگیا یہ سنکر شاہزادے نے کہا مین اپنے باپ کو لاؤنگا اور جہان قید ہونگے
چھڑاؤنگا سیارہ نے کہا کہ آپ ایسا ارادہ نہ کرین کیونکہ دادا جان نے آپ کے یہان کئی دن مقام کیا تھا اور چاہا
تھا کہ جاوین مگر کچھ نہ ہو سکا ناچار پھر کر چلے گئے ملک قاسم نے کہا مین ابھی جاتا ہون دادا جان پھر گئے تو پھر چلنے
دو مین ضرور جاؤنگا بس یہ کہکر گھوڑا اُسی طرف بڑھایا اور جانے پر مستعد ہوے اُسوقت سیارہ نے دیکھا کہ یہبھی ہاتھ
سے جاتا ہی روتا ہوا وہان آیا کہ جہان گورزاد بن حمزہ تھے اور اُنسے عرض کیا کہ حضور ملک قاسم کو روکنا ہو تو
روک لیجیے ورنہ ہاتھ سے جاتے رہینگے طلسم مین جاتے ہین گورزاد اُسی وقت ملک قاسم کے پاس آئے اور
کہا کہ آپ نے مجکو حقیقت مین بادشاہ کیا ہی یا کہ مرغ زرین جانتے ہین اگر بادشاہ جانا ہی تو بغیر ہماری اجازت کے جانا
اور آنا کیسا ملک قاسم نے یہ سنکر گردن جھکالی اور جیسے کوئی خوف زدہ ہوتا ہی اسطرح عرض کیا کہ ای شاہ کیا مجال ہی
کہ بغیر آپ کی مرضی کے ہین قدم آگے بڑھاؤن جیسا آپ فرمائینگے ویسا ہی کرونگا یہ سنکر سیارہ نے شاہ کو سمجھا دیا کہ آپ
کہیے کہ اگر جانا ہی منظور ہی تو پہلے عبادت خانہ بنوا کے اُسمین بیٹھو اور عبادت کرکے خدا سے دعا کرو بشارت ہو جو
تمکو حکم ہو وہ کرنا شاہ نے یہی قاسم سے کہا قاسم نے کہا بہت اچھا مین ایسا ہی کرونگا مگر یہ کہے دیتا ہون کہ اگر
بشارت نہوگی اور حکم جانے کا نہ ملیگا تب بھی جاؤنگا رکنے کا نہین یہ سنکر سیارہ نے گورزاد کو اشارہ کیا کہ سنیے
گورزاد نے کہا کہ اگر ایسا ہی منظور رہا کہ ضرور جاؤگے تو بشارت نہ ہوا اگر بشارت نہوئی اور تم چلے گئے تو ادھر بھی ہم
سب کو اندیشہ رہیگا قاسم نے کہا کہ ای ظل اللہ مین تو ہنستا تھا اسوجہ سے مین یہ کہتا تھا بھلا ہو سکتا ہی کہ بشارت
نہو اور مین پھر چلا جاؤن یہ کبھی نہوگا یہ کہکر ترک بن توسن سے کہا کہ بھئی اگر تمھارے باپ کو بُرا کہون تو خفا
نہونا کسواسطے کہ تمھارے باپ نے میرے باپ کو طلسم مین پھنسایا ہی اُسنے کہا کہ ای شہریار یہ آپ کیا فرماتے ہین
مین تو آپ کا غلام ہون آپ جو چاہین فرمائین مجکو اُس سے کیا کام ہی وہ کافر مین آپ کا غلام ہون یہ جو ترک
نے کہا قاسم بہت خوش ہوے اور سیارہ سے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ دادا جان ہمارے بر وقت دعا مانگنے
کے کیا پڑھتے تھے سیارہ نے کہا کہ غلام کیا جانے کہا کہ اچھا خیر عبادت خانہ تیار کرو ایک جگہ اُسی درے کے سامنے
زمین کو کیوڑے گلاب سے لیپ پوت کے فرش سفید کر دیا اور ایک راؤٹی سفید کھڑی کرکے خوشبو روشن کر دی
ملک قاسم نے غسل کیا اور اندر جاکے نماز پڑھی اور پروردگار سے عرض کرنے لگے کہ خداوندا تو عالم ودانا ہی کہ
مین نہین جانتا میرے دادا جان کیا مناجات پڑھکے دعا مانگتے تھے مجکو وہ مناجات نہین معلوم ہی لیکن دعا کرتا
ہون کہ ای خالق واسطے اپنی رحیمی اور کریمی کا مجھپر ظاہر کردے کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا یا نہین اگر یہ
معلوم ہو کہ فتح ہوگا تو جاؤن اور مشقت کرون اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ نہ فتح ہوگا تو مین کاہیکو اپنے کو عذاب
مین پھنساؤن یہ کہکر اشکبار ہوے اور اسمائے حسنہ پروردگار پکار پکار کر پڑھنے اور سجدے مین گئے قریب صبح
آنکھ ملک قاسم کی لگ گئی تو دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے ہین قاسم نے اُٹھکر مودب ہوکے سلام کیا اور عرض
کیا کہ یا حضرت تشریف لائیے اور یہ فرمائیے کہ یہ طلسم مین فتح کرونگا یا کہ نہین اُن حضرت نے فرمایا

کہ مقرر تمہارے ہاتھ سے فتح ہوگا لیکن دیر مین اور بہت مشکل سے قاسم نے کہا کہ پھر کچھ مجکو عنایت ہو کہ مین اُسکو دیکھا کام کرون مجکو سب انجام نیک و بد معلوم ہو جایا کرے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ نیچے سجادے کے مکتوب رکھا ہوا ہے اسکو لیلو اور اُسی پر عمل کرو جو لکھا ہوا پانا اُسکو نوشتۂ قسمت سمجھنا جس بات کا حکم ہو وہ کرنا اور جس بات کی ممانعت ہو وہ نہ کرنا یہ فرماکر حضرت تو نگاہ سے ملک قاسم کی پوشیدہ ہو گئے خوشبو جامۂ عنبرین شمامہ کی باقی رہگئی قاسم کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز سحر کا تھا جانماز جو اُٹھی تو مکتوب پایا اُسے لیکر چلے تو نماز صبح ادا کی بعد اُسکے وہان سے چلے کہ ایسے لوہم نے توڑا طلسم کو اور پھر ملایا اپنے باپ کو وہ توڑا اور وہ فتح کیا ایسے تیرے طلسم کی ایسی تیسی بڑا مشکل تھا اور فتح نہین ہوتا تھا سب نے جو سنا کہ وہ توڑا طلسم کو ہنسکے کہنے لگے کہ وہ جو اس پلن بھی دیوانگی چلی جاتی ہے مگر سے بین کہ وہ توڑا اور وہ فتح کیا غرضکہ باہر آئے اور مکتوب سب کو دکھایا سب نے کہا کہ اب جایئے کوئی نہین روکتا بسم اللہ الرحمن الرحیم بس پھر تو ملک قاسم نے لباس پہنا اور خوشی خوشی اسلحہ لگایا اور چاہا تھا کہ روانہ ہون اُسوقت ترک بن توسن نے کہا کہ اے آقا مین بھی ساتھ آپ کے چلون گا شاہزادے نے کہا کہ اے برادر ایسا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ طلسم کشائی تنہا ہوتی ہے دوسرا نہین جاتا ہے ترک نے کہا کہ مین ضرور چلونگا کسواسطے کہ باپ میرا کافر ہے وہ جو سنیگا کہ ترک یہان ہے اور قاسم نہین ہین تو آکے مار ڈالیگا مجکو لیتے چلیے معظم خان نے کہا کہ مین بھی ہمراہ ہون قاسم نے جو یہ دیکھا کہ اسی طرح سب کہینگے یہ تو بڑا غضب ہوا مین کس کس کو ساتھ لونگا جلدی سے قسم کھائی کہ خیر بغیر تمہارے مین نہ جاؤنگا تمکو لیتا چلونگا مگر اور کسی کو نہین لیجاؤنگا یہ کہکر گورزاد بن حمزہ سے رخصت چاہی اور کہا کہ آپ یہین تشریف رکھین مین طلسم فتح کرکے جو پھر دیکھا یہین آؤنگا اور خسرو خان سے بھی یہی کہا اور سب سرداروں سے رخصت ہو کے مع ترک بن توسن و معظم خان بن بہرام روانہ ہوے اور سامنے درۂ طلسمی کے آئے معمول ہے اُس درے کا کہ ایک آہو سفید پیدا ہوتا ہے اور جبکہ طلسم کشا پیچھا اُسکا کرتا ہے تو وہ آہو درے کی طرف بھاگتا ہے بس جبکہ ملک قاسم سامنے درے کے آئے فورًا وہ آہو پیدا ہوا اُنھون نے مکتوب کو دیکھا تو ثابت تھا کہ جب یہ آہو بھاگے تم بھی پیچھے اُسی کے چلے جانا جدھر وہ جائے غرضکہ وہ آہو سامنے آکے بھاگا اور اُنھون نے پیچھے اُسکے گھوڑے اُٹھائے ہرن پاس درۂ کوہ کے جو آیا تو وہ درہ خود بخود شق ہو گیا اور آواز شق ہونے کی تڑاق سے آئی کہ سب نے سُنی اور وہ آہو اندر درے کے چلا گیا یہ بھی بہ ہدایت مکتوب اندر داخل ہوے پھر وہ درہ بند ہو گیا ملک قاسم نے اندر آکر دیکھا کہ میدان لق و دق کوسون تک کا ہے اور وہ ہرن بھاگا جاتا ہے اُنھون نے بھی پیچھا کیا آگے جاکر دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اُسطرف دریا کے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے مگر برجیان اور برج اُسکے کلان یاقوت احمر کے ہین اور گلستان زمرد کے ہین اور وہ قلعہ بہت خوشنما ہے اُس پار ایک مینار سونے کا ہے مگر وسعت اُسمین بہت ہے ایک طرف کو اُسطرلابی بیٹھا ہوا تیر ادھر رہا ہے اور سامنے گھڑیال لٹک رہا ہے الغرض وہ ہرن بھاگ کر لب دریا آگیا جب یہ تینون جوان بھی قریب آگئے تو ہرن دریا مین جا پڑا اور ڈوب گیا قاسم افسوس کرنے لگے اور کہا لاترک جوشن پوش واہ معظم خان کیسا اچھا ہرن تھا مگر اُسنے جان دیدی کہ اتنے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے معظم خان کو پکڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور لیچلا معظم خان نے ہاتھ پاؤن بہت مارے لیکن کچھ نہوا پھر تو یہ پکارے کہ اے شہریار خدا حافظ قاسم نے پھر کے جو دیکھا تو پنجہ لیے جاتا ہے چاہا کہ تیر مارین کہ اُدھر سے ترک جوشن پوش نے

آواز دی کہ ای آقا مجکو بچائیے ملک قاسم نے گھبراکے اوپر جو نگاہ کی تو ایک پنچے کو انکا بھی گلو گیر پایا کہ کشان
کشان سوے آسمان لیے جاتا ہو اتنے عرصے مین آواز معظم خان کی فریاد و فغان کی آنا سو قوف ہوئی قاسم
نے اوپر جو دیکھا تو معظم خان کو نہ پایا پھر جو اُدھر رُخ کیا کہ ترک ہی کو چھڑاؤن اب ترک کہان ہو وہ بھی دکھائی
دیا دونون کو پنجے لیگئے ملک قاسم کو وہ صدمۂ غم ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا کہنے لگے کہ ای قاسم اس سفر غربت مین
دو رفیق ساتھ تھے وہ بھی نہ رہے کوئی لیگیا اب ہم اکیلے رہگئے اور ایسے رفیق و شفیق کہان ہاتھ آتے این قسمت ست
ملیلے ہین بڑا غضب ہوا اسی رنج مین کنارے کنارے دریا کے روتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایکبار اُس پار
کچھ عورتین دکھائی دین اور پھر وہ عورات مورپنکھیون اور کشتیون پر سوار ہوئین لیکن اسی طرف کو وہ کشتیان
اور مورپنکھیان چلین دیکھا ایک مورپنکھی بہت تیاری کی ہو کہ نمگیرہ کھنچا ہوا ہو اور ایک نازنین مہر تمکین آفت ہوش
ماہ تمثال حور خصال تیرہ برس کا سن و سال آفتاب حسن و جمال عین جوانی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے
جوڑا دھوم دھامی پہنے ہوے ہاتھ پانوُن مین مہندی لگی ہوئی مجلس حیران کی دھڑی جمی ہوئی پان کھائے
ہوئے آنکھون مین سرمہ لگاے ہوئے مسند پُر زر پہ نمگیرہ کہ جسمین جواہر دوختہ اور جواہر بھی آسکے زر تار ہوا
آویزان بیٹھی ہوئی اور کشتیون اور زورقون پر خواصین سہیلیان قلماقنیان مغلانیان پیشخدمتین اپنے
اپنے عہدے لیے ہوے سوار ہین اور دو پہ ستارین پس پشت اُس نگار طرحدار شاہد روزگار کے چنور مرچھل
بال ہلاکر انمین جواہر اور موتی ٹکے ہوے تھے اور دستی ڈنڈیان طلائی جواہر نگار لیے ہوے مگس رانی
کرتی ہین اور ایک عورت سن رسیدہ کوئی ساٹھ برس کی عمر سفید دُلائی جامدانی کی اوڑھے ہوے کانون
مین انتیان اور ہاتھون مین بتانین سونے کے پہنے ہوے ناخون پر مہندی لگی ہوئی بالون مین سر کے
خضاب مہندی کا کیا ہوا قریب تر اُس معشوق کے بیٹھی ہوئی ہو کبھی بلائین لیتی ہو اور کبھی صدقے قربان جاتی
ہو دلداری اور دلجوئی مین مصروف ہو ماتحتین ڈانڈ طلائی کہ جنمین گھنگھرو سونے کے گچھے کے گچھے بندھے ہوے ہین
لگائے ہوے اسیطرف مورپنکھی کو لیے آتی ہین آواز جھم جھم کی ڈانڈون سے آتی ہو اور ماتحتین بھی لباس و زیور
مناسب اپنے اپنے عہدے کے پہنے ہوے ہین گاتیان مارے ہوئے گاتی ہوئی چلی آتی ہین اور مورپنکھی بھی بڑی
تیاری کی ہو کہ جسپر چہرہ پری کا زمردی چڑھا ہوا ہو اور آنکھین یاقوت کی جڑی ہوئی ہین یہ معلوم ہوتا ہو کہ پری
زمردنگار کا چہرہ ہو بس شاہزادے نے جو یہ دیکھا کہ مورپنکھی دھارے پر تیر کے مانند چلی آتی ہو بادبان کھنچا ہوا
ہو اور وہ نازنین ساتھ اپنی ہمرازون کے شراب و کباب مین مشغول و مصروف ہو یکایک ماتحتون نے رُخ
اُس مورپنکھی کا اور طرف کو پھیر دیا جبکہ مورپنکھی اور طرف کو چلی اور موڑ کھایا اُس مین اُس نازنین نے جو نگاہ
کنارے پر کی تو نظر اسکی شاہزادہ ملک قاسم پر پڑی جب تو انھون نے بھی اُس رشک قمر کو دیکھا بس آنکھین چار
ہوتے ہی دونون طرف سے تیر ہاے نگاہ جو چھوٹے تو تیر وہ دل و جگر کو جانبین کے توڑ کے پار نکل گئے دونون
عاشق بیقرار ہوے آخر کو قاسم کو صبر نہ آیا بیتاب ہوکے پکارے اور چلاکے کہنے لگے کہ ای صاحبو تمکو قسم
ہو اپنے ملت و مذہب کی کہ ذرا تھوڑی دیر کے واسطے ادھر مورپنکھی کو پھیر لاؤ اور دو باتین میری سن جاؤ
یہ کلمہ سنکر اُس ماہ پیکر نے حکم کیا کہ مورپنکھی کو پھیر دو اور اُدھر کو چلو دیکھو تو کہ یہ کیا کہتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی
مصیبت کا مارا ہو ضرور سننا چاہیے کہ کیا کہتا ہو متھون نے حسب الحکم مورپنکھی کو پھیر دیا تھوڑی دیر مین
کنارے پر آئین اور سب قاسم کو دیکھنے لگین اور وہ پیرزال کہ جو قریب اُس ماہ پیکر کے بیٹھی ہوئی صدقے اور

ور قربان جاتی تھی اور بلائین اُس گلرخسار کی لیتی تھی نام اُسکا نیلم جادو تھا ملک قاسم سے بولی کہ اے شخص کیا کہتا
ہی اور مدعا تیرا کیا ہی قاسم نے کہا کہ مین نے فقط تمکو اسواسطے بلایا ہی اور یہ کہا ہی کہ تم مجکو بھی اس مورپنکھی پر بٹھا لو
اور اپنے ساتھ اُس پار لیچلو تمھارا احسان ہوگا کہ تمھارے طفیل سے مین بھی اُس پار پہونچ جاؤنگا ورنہ کوئی راہ
نہین ہی کہ مین اُس پار جاؤن بڑے عرصے سے کھڑا ہوا ہون اور سوچ رہا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن اسلیے
کہ نہ کوئی پل ہی نہ کشتی ہی کہ اُجرہ دیکر اُس پار جاؤن میرے نصیب کی خوبی تھی کہ تم آگئی ہو بس یہی مطلب ہی یہ
تو اُس سے اسطرح کی باتین کر رہے ہین اور عورتین ساتھ کی کہ جو اور کشتیون پر سوار ہین اور مورپنکھی والیان بھی
سبھ ملکر سب ملک قاسم کو دیکھ رہی ہین اور تعریف اُنکے حسن و جمال کی کر رہی ہین کہ ایک عورت اُنمین سے
بول اُٹھی کہ ای برا تم نے کچھ دیکھا اور پہچانا بھی کہ یہ جوان کون ہی یا نہین اسنے کہا تو ہی بتا تونے پہچانا ہوگا مین
تو کچھ بھی نہین جانا یہ سنکر اُسنے جواب دیا برا برا نہ مانو دیکھو تو مجھے تو یہ ہو بہو طلسم کشا معلوم ہوتا ہی اُس عورت
نے بھی اب جو کہا کہ اری ہان سچ کہتی ہی اب تیرے کہنے سے مین نے بھی جو خیال کیا تو نقشہ طلسم کشا کا میری
آنکھون مین پھر گیا ری تو ہی خوب تو نے پہچانا جو حلیہ طلسم کشا کا ہمارے یہان کی کتابون مین لکھا ہی
اور آمد کا طلسم کشا کی طور مرقوم ہی اور گفتگو بھی اُسکی تصریح سے کتابون مین لکھی ہوئی ہی کہ جب وہ آئیگا
تو یہ کلام کریگا اور کنارے دریا کے کھڑا ہوگا سب مطابق و درست ہی اب سب کچھ یاد آیا غضب ہی جاتا
جو وہ ہو کا کہا جاتے بس پھر تو آپس مین چٹکیان چلنے لگین اور اشارے ہونے لگے نیلم جادو نے اُنسے پوچھا
کہ ارے خیر تو ہی کیا بک بک کر رہی ہو اور اشارے کرتی ہو کچھ ہم سے بھی کہو کہ ماجرا کیا ہی اور اس
آدمی کو کیا دیکھ رہی ہو ہم بھی تو سنین اُس عورت نے نیلم جادو سے کہا کہ ای بی نیلم صاحب اور
تو کچھ نہین ہی لیکن ہم کو یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ مرد طلسم کشا ہی اور آپ یہان نہ ٹھہرین اور اس سے بات
کرنا نہ چاہیے یہ سنکر نیلم جادو نے بھی خوب سا سر سے پیر تک قاسم کو دیکھا اور کہا کہ ارے ہان سچ تو کہتی
ہی سہی تو نے خوب تو نے دیکھا اور ہمکو بھی تو نے بتلایا بڑا کام کیا انعام تجکو ملے گا اور ملک قاسم سے کہا
کہ کیون میان کیا تم طلسم کشا ہو ملک قاسم نے کہا کہ تمھارے منھ مین گھی شکر خدا ہمکو طلسم کشا کرے اللہ
کرے یونہین ہو کہ ہم طلسم کشائی کرین اور طلسم کو فتح کرین جو تم کہتی ہو وہی ہو نہین بھی ہون تو ہون
پھر کیون کیا کہتی ہو یہ سنکر نیلم جادو نے کہا کہ ہم یہ تم سے کہتے ہین اور مدعا ہمارا یہ ہی کہ ہم جو تمکو ساتھ
اپنے لیچلین تو ہمکو فائدہ کیا ہوگا اگر تم اس امر کا ہم سے وعدہ کرو اور پیمان دو کہ جب ہم طلسم کو فتح کرینگے تو تمکو مالک
اس طلسم کا کرینگے اور حکومت طلسم کی دینگے حاکم بنا دینگے تو پھر ہم تمکو اُس پار دریا کے لیچلین ملک قاسم
نے کہا انشاء اللہ العزیز اگر خدا اپنا فضل و کرم کریگا تو بیشک ہم تمکو یہان کا حاکم کرینگے اسمین فرق نہ پڑیگا
ہم لوگ جھوٹ نہین بولتے جو کہتے ہین وہ ہین کرتے ہین یہ گفتگو ہو رہی تھی اور مورپنکھی پر جام تو چل رہی
رہا تھا کہ نیلم جادو نے جلدی سے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کرکے اُس نازنین مہر تمکین ماہ تزئین
زہرہ جبین کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تم اس جوان طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے پلادو اُس صنم نے جام نیلم کے
ہاتھ سے لیکر ملک قاسم کو دیا کہ لو پیو قاسم نے کہا بہت اچھا اور چاہا تھا کہ پیے کہ اُس
محبوبہ مرغوبہ نے اشارہ دے دو انگلی کے کہا کہ جام نہ پینا قاسم نے اپنے دل مین کہا کہ کچھ تو
برائی ہی کہ آپ ہی تو اسنے مجکو جام دیا ہی اور اب آپ ہی پھر منع بھی کرتی ہی یہ بات کیسا ہی

پینا اس جام کا تمھارے حق مین اچھا نہین ہو اس سوچ مین عرصہ ہو لگا اور تامل ملک قاسم نے کیا نیلم جادو بڑی
اور کہنے لگی کہ ای طلسم کشا اگر پینا ہو تو پیلو ہمکو عرصہ ہوتا ہی جام پیکر مورنکھی پر آبیٹھو تمکو اپنے ہمراہ لیتے چلین اہرن ہماری
سیر مین ہوتا ہی اور اگر نہین پینا ہی تو ویسا کہو کہ ہم چلے جائین ملک قاسم نے پھر شاہزادی کیطرف دیکھا اُسنے
پھر گوشہ چشم سے منع کیا کہ زنہار زنہار نہ پینا اتنے مین ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کو خیال ہوا کہ مکتوب
تو تمھارے پاس ہی اُسکو تو دیکھو سب شک مٹ جائے جو اُسمین لکھا ہو درست و صحیح ہی بس اُنھون نے مکتوب نکالا
اور پڑھنے لگے نیلم جادو نے کہا کہ میان ابھی سے تو تمکو یہ سوچ ہی ایک جام کے پینے مین اتنا عرصہ کر رہے
ہو اور جبکہ طلسم فتح کروگے تو پھر کا ہیکو ہمین یاد کروگے وہ وقت اور ہوگا خوشی کا ہنگامہ ہوگا ملک قاسم نے کہا
کہ پیتا ہون جلدی کیون کرتی ہو مگر مکتوب کو پڑھے جاتے ہین جب تو نیلم جادو اور بگڑی اور خواصون سے کہنے
لگی کہ اری حرامزادیو تم نے جام کے پینے کو منع کر دیا ہو جب تو یہ نہین پیتا ہو اُنھون نے قسمین کھائین اور کہا کہ خدا ہم
کو غارت کرے اگر ہم نے منع کیا ہو لیکن بیشک ہم نے دیکھا ہو کہ یہ جو آپکے پاس بیٹھی ہین اُنھون نے اشارہ کیا تھا بس
یہ سننا تھا کہ نیلم جادو نے اُس ماہ طلعت کی طرف دیکھکر ابرو پر بل ڈالے اور کہا کہ کیون یہ کیا اُسنے بھی انکار کیا کہ مین نے
کا ہیکو منع کیا لو خود نہین پیتا اتنے عرصے مین قاسم نے مکتوب کو پڑھلیا لکھا تھا کہ ای عزیز خبردار اس شراب کو د
پی لینا اور اگر پی لیا تو کشتی حیات طوفان مین پڑ جائیگی پھر کسی صورت سے خلاصی نہوگی موت کا گھاٹ نظر آئیگا چاہیے
تجکو کہ جام کی شراب کشتیون اور مورنکھی پر پھینکدے اور جست کرکے مورنکھی پر سوار ہو جا بس یہ جو ملک قاسم
نے پڑھا نیلم جادو سے کہا کہ تم نے جو مجھ سے شراب کے بارے مین زیادہ بحث بڑھائی تو اب مین شراب نہ پیونگا
اور زبردستی کشتی پر سوار ہوکر تمھارے ساتھ چلونگا دیکھون تو کیونکر نہین چلتی ہو اور کیا کرتی ہو وہ بولی کہ دیکھا
نہین ہو کہ زبردستی مورنکھی پر چلو اور ماحتون کو اشارہ کیا کہ کشتی بڑھا لیچلو بس قاسم نے یہ جو دیکھا جام کو
اپنے ہاتھ سے مورنکھی پر پھینکدیا اور جست کرکے خود بھی مورنکھی پر جا بیٹھے انکے کودنے سے مورنکھی تھلکہ مین
آگئی اور پانی کنارون پر سے اندر آگیا عورات نے جو یہ دیکھا کہ طلسم کشا اندر آگیا مورنکھی سے سب کی سب دریا مین
کود پڑین اور پیرنے لگین جنھین پیرنا نہ آتا تھا وہ ڈوب گئین جو کہ پیرتی تھین وہ پار نکل گئین غرضکہ نیلم جادو بھی
کود پڑی اور کہنے لگی کہ بھلا او طلسم کشا اچھا کیا تو نے کہ تو اس مورنکھی پر چلا آیا دیکھ اس زبردستی کی کیا سزا ملتی
ہو اور تیرا کیا حال ہوتا ہو کہ تو بھی جانے کہ کسی کے ساتھ زبردستی کی تھی مگر قاسم نے جواب بھی نہ دیا اور
وہ ماہ پیکر بھی ساتھ نیلم جادو کے چلی گئی قصہ مختصر کہ مورنکھی بہتی ہوئی چلی جاتی ہی یہانتک کہ دھارے
پر پہونچی اسوقت مینار پر جو اُسطرلابی بیٹھا ہوا تھا اور دیکھ رہا تھا اُسنے گھڑیال کو موگری ماری آواز
بلند ہوئی ملک قاسم کے کان مین جو آواز آئی پھر کر دیکھنے لگے اور قلعہ یاقوت نگار کو دیکھا کہ وہ چرخ کھا
رہا ہی بس پھر تو ایک تماشا ہوگیا ادھر گھڑیال بج رہا ہی اُدھر بارہ برج چرخ کھا رہے ہین اس عرصے مین
ملک قاسم نے جو دیکھا کہ وہ مورنکھی بھی چرخ کھا رہی ہی اور گرداب مین پھنسی ہی بچپن کا تقاضا گھبرائے کہ
بار الہا خیر کرنا کہین مورنکھی ڈوب نہ جائے اب پانی مورنکھی مین بھر گیا اور وہ ڈوبنے لگی بس پھر تو قاسم
ششدر و حیران رہگئے اتنے عرصے مین ایک پنجہ دریا مین سے پیدا ہوا پہلے تو کشتی کو ڈبویا پھر قاسم کو کھینچ لیا
جبکہ آنکھ قاسم کی کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین پایا اور مکتوب پاس نہ تھا کیونکہ مکتوب ہاتھ سے دریا مین چھوٹ
گیا تھا جب انھین پنجے نے کھینچا تھا قصہ مختصر جبکہ یہ داخل باغ ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے بھوک

لگی ہوئی تھی خوب میوہ کھایا نہر سے پانی پیا جبکہ آسودہ ہو چکے اور دل بھی سیر سے بھر ا تو مکانات باغ کے دیکھے
لگی سیر پر بھی دل راغب ہوا اور پھرنے لگے ایک سہ درے میں قاسم نے کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھا وہاں جاکر کہنے
لگے کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو اُنھوں نے قاسم سے کہا کہ ہم سب تو قیدی طلسم کے ہیں تم بھی اب
قید ہوئے ہو اور قید ہو کے یہاں آئے ہو یہ زندانخانہ طلسم کا ہی جو قید ہوتا ہی وہی یہاں آتا ہی قاسم نے کہا کہ
ہمکو کون قید کر سکتا ہی تم سب قیدی ہوگے مگر یہ تو بتلاؤ کہ کس طرح یہاں سے نکلینگے راہ کدھر کو ہی اور کسطرف جائیں
اُنھوں نے کہا اے جوان کیا پوچھتا ہی ہم بھلا کیا جانیں کہ راستہ کدھر سے ہی اگر یہ جانتے ہوتے تو خود ہی نہ نکل جاتے
کاہیکو قید بیٹھے رہتے قیدی طلسم کیونکر نکلیگا اور ماورا اسکے نگہبانی کو کیا لوگ نہیں ہیں جو نکل جاؤگے یہ سنکر
قاسم نے خفا ہو کر کہا کہ ارے قیدیو ہم سیر کرنے کو یہاں آئے ہیں ہمکو کون روک سکتا ہی ابھی جائیں تو چلے
جائیں ہاں تم قیدی ہو تمھارا جانا ممکن نہیں ہی اور ہمکو کسکی مجال کہ روکیگا اور جانے نہ دیگا مگر بڑے پاجی
اور شُہدے تم سب ہو کہ ایک راستے کے بتلانے میں یہ حجت نکالی ہی جی میں آتا ہی ایک طمانچہ ماروں کہ
سر اڑجائے یہ سنکر وہ لوگ چپ ہو رہے اور کہنے لگے کہ بہت اچھا آپ خود آئے ہیں قید ہو کے نہیں آئے ہیں تو نہیں
ہوگا کوئی کیا جانے ہم قیدی ہیں آپ نہیں قیدی ہیں خفا ہو جیے مگر یہ کہے دیتے ہیں کہ کچھ دنوں رہیے گا تو آپ
کو ہمارے کہنے کا حال کھل جائیگا کہ سچ کہتے تھے یا جھوٹ یہ سنکر یہ بھی چپ ہو رہے اتنے میں شام ہوئی اور
ایک طرف روشنی باغ میں دکھائی دی سب اُٹھکے نیچے سہ درے کے آئے ملک قاسم بھی دیکھ رہے تھے کہ
اکتالیس خوان کھانے کے کہاریاں سروں پر رکھے ہوئے اور ایک مشعلچی ساتھ اور ایک زن سن رسیدہ زیور
پہنے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہی کہ داروغہ اُن سب کی ہی چلی آتی ہی جبکہ نیچے سہ درے کے کوٹھے سے آئی اُسوقت
اُس عورت نے وہ خوان اُنکو دیے اور کہا کہ آج ایک خوان زیادہ ہی یہ کہکر وہ تو چلی گئی قیدیوں نے ایک ایک
خوان اپنے اپنے حصہ کا لیکر اندر سہ درے کے رکھا اور آپسے بھی کہا کہ اے صاحب اپنا خوان لیلو کہ تمھارے
حصے کا ہی ایسا نہو کہ آزردہ ہو تم سے بات کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہی قاسم کہ بھوکے تو نہ تھے میوہ چکھ چکے
تھے کہنے لگے کہ ہم نہیں کھائینگے جو لایا ہی وہ اپنا کھانا لیجائے کیا ہم محتاج ہیں کھانے کے اُسوقت ان لوگوں نے کہا
کہ اے حضرت کیا محتاج ہوتا ہی تو کھانا لیتا ہی اور جو کوئی امیر کو بھیجتا ہی تو وہ پھیر دیتا ہی یہ بات آپنے عجب طرح کی
کہی یہ جو کھانا آیا ہی ایسے اس خیال سے کہ آپ آج تو ضرور یہاں رہینگے رات بسر کرینگے اور کھانا ضرور ہی کہ بے اسکے زندگی
نہیں ہوتی یہ سنکر اُنھوں نے کہا کہ اگر یہ بات ہی تو خیر لا اور رکھدو اُن لوگوں نے کہا کہ ابھی لیکر پہونچا بھی دو ورنہ مارے
بھوک کے گھبرائیگا تو اور بھی پریشان کریگا اسوقت تو ہمیں میں ہی القصہ سب نے ملکر وہ خوان اوپر کوٹھے
کے رکھدیا آپ بیٹھکر کھانے لگے آدھی رات گئے باقی کھانا بلا کر انھیں آدمیوں کو دیا اُنھوں نے کہا کہ ہم تو
کھا چکے ہیں آپ نوش کیجیے یہاں ہر ایک کا حصہ علحدہ ہوتا ہی کوئی دوسرے کا حصہ نہیں کھاتا یہ سنکر
قاسم نے کہا کہ پھر میں کیا کروں لیجاؤ اسے یہاں سے میں کہے دوں یہ سنکر اُنھوں نے عذر نہ کیا کہ سڑی تو ہی
کہیں غصہ نہ کرنے لگے الغرض کھانا کھا کے سو رہے جب صبح ہوئی سب سو کر اُٹھے اور یہ بھی جو نکلے پھر تو سب
آج خوش مزاجی سے کلام بھی کیا اور ہنسکر بات بھی کی سب خوش ہوئے کہ شکر ہی آج تو غصہ نہیں ہی
جب کہ پھر شام ہوئی وہی عورت کھانا لیکر آئی آج اُنھوں نے بے عذر لیلیا اور سب کے ساتھ
بیٹھکر کھایا اور کہنے لگے کہ بھئی کل کے دن ہم واقف نہ تھے اسی واسطے ہم تم سے علحدہ

بیٹھتے تھے اور نہ بولتے تھے سب نے کہا حضور ہم سب آپکے خیر خواہ ہین جو بات سچ تھی آپ سے کہدی تھی یہ بولے کہ جبتی کہا سچ ہی یہ بات کہ کوئی یہان سے نکل نہین سکتا اور راستہ نکلنے کا کسی کو نہین معلوم ہی سب نے آپس مین اشارے کیے کہ صاحب ابھی تک یقین نہین اور جانتے ہین کہ ہم نے جھوٹ کہا ہی حقیقت مین سودائی ہین انسے کچھ نہ بولو جو کچھ کہین سُن لو اور چپ ہو رہو جبکہ کھانے سے فراغت پائی تو انھون نے ایک ایک سے بہ ملائمت بات کی اور پاس اپنے بٹھایا وہ سب انکے حرکات پر ہنستے ہین خوشکہ تیسری شام ہوئی اور وہی عورت خوان کھانے کے لیکر آئی آج اسنے ملک قاسم سے کہا کہ آپکے اپنا کھانا یکجا روز مین دیکھتی ہون کہ ایک خوان علیحدہ رکھا رہتا ہو اسکی کیا وجہ ملک قاسم نے کہا کہ ہم نہین لیتے تھے مگر یہ لوگ ایسے مصر ہوے کہ لینا پڑا خیر یہ تو بتلاؤ کہ کھانا جو بھیجتا ہو اُس سے کچھ پیغام بھی ہمارا دے سکتی ہو اور عورتون نے کہا کہ آپ بیان کیجیے یہ انھین کے پاس رہتی ہین اور داروغہ ہین ملک قاسم نے کہا کہ ای عورت وہ جو کھانا بھیجتی ہین اُنسے کہدینا کہ ہم نے گناہ تمھارا کیا کیا ہی جو تم نے ہمکو یہان قید کیا ہی یہی نہ کہ تم نے جو ہمکو جام پینے کو دیا تھا اور ہم نے نہین پیا اسی سبب سے تم آزردہ ہوئین اور ہمکو پکڑکر تم نے یہان بھیجدیا ہی یہ کوئی قصور نہین ہی لازم ہی تمکو کہ اب راستہ بتلادو کہ یہان سے نکل جائین یہ پیغام ہمارا ضرور بضرور پہونچادینا اور جو کچھ وہ اس بات کا جواب دین ہم سے کل کی شام کو جب آنا تو کہدینا اور جس طرح ہو سکے راستہ پوچھتی آنا اُس عورت نے انسے تو ہنسکر کہا کہ اچھا مین کل پوچھ آؤنگی اور سب نے کہا کہ دیکھو تمہاری نہین ہین تو کیا ہوشیار ہین یہ بات بھلا یا نون کی ہی کہ داروغہ سے کہتے ہین کہ راستہ پوچھتی آنا غرضکہ وہ عورت کچھ بڑبڑاتی چلی گئی جبکہ چوتھی شام ہوئی آج ملک قاسم سیر مین ایسے مصروف ہوے کہ وہ کھانا رکھکر چلی بھی گئی یہ جو آئے کھانا رکھے دیکھا اُن لوگون سے پوچھا کہ ارے صاحبو یہ تو کہو کہ وہ کچھ کہہ بھی گئی ہی کہ ہمارے سوال کا کیا جواب دیا وہ سب بولے کہ کہتی تھی کہ کچھ دنون ابھی یہان رہو پھر بتلادینگے کہ راستہ ادھر سے ہی یہ سُنکر چپ ہو رہے جب کہ آدھی رات گذری اور سب قیدی سو رہے اُسوقت ملک قاسم اُٹھکر زینہ سے ہوکے مہتابی پر پہونچے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے ایک پنجرہ معلوم ہوا قاسم جھک کے تکنے لگے کہ کہین راستہ ہو تو کودکر نکل جاؤن یہان کیون بیکار ہون کہ روشنی اس پنجرے مین انکو معلوم ہوئی اور دیکھا کہ چلمن بہت پر تکلف اور پردے پڑے ہوے ہین اور فرش سارے پنجرے مین ہی یہ دیکھکر ملک قاسم نے کھنکھارا اور پاؤن سے کھٹکا دیا تھا اندر سے اُس پنجرے کے ایک عورت نے سر نکالا اور چلمن سے باہر آئی اب جو قاسم نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی نگار ہی کہ جسکو مورنگھی پر دیکھا تھا اور جام پینے کو اُسنے منع کیا تھا بس قاسم کودکے اُس کوٹھے پر آئے جہان وہ نگار کھڑی تھی اس عورت نے جو انکو دیکھا بولی کہ دیکھو ای طلسم کشا مین نے تیرے واسطے یہ قید سہی اور اپنے کو عذاب مین مبتلا کیا جیسے مین نے تمکو جام پینے کو منع کیا اور تم مورنگھی پر کودکے چلے آئے اور جام کو تم نے پھینکدیا نیلم جادو نے جاکر سارا حال بادشاہ سے کہا اسنے مجھکو نظر بند کیا ہی آج کئی دن سے یہان قید مین بیٹھی ہون اب آپ جلدی یہان سے چلے جائیے ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو بڑا غضب ہو جائیگا ملک قاسم نے نام پوچھا اسنے کہا کہ مجھے ناہید کہتے ہین دختر وزیر کی ہون قاسم نے کہا کہ ناہید جادو نام ہوگا اور تم ساحرہ ہو کہا کہ اگر جادو جانتی ہوتی تو قید ہوکر یہان کیون رہتی مگر حال یہ ہی کہ طاؤس شاہ جادو کہ بادشاہ

یہان کا ہو وہ مجھپر عاشق ہو لیکن تصرف مین اسکے مین نہین آئی ہون کیونکہ ہاتھ اسکے نہین لگی ہون وہ مجھپر جان دیتا ہو
اب یہان سے دو ایک روز مین چھوٹ کر جا اپنے گھر مین جاؤنگی تو لوح کا حال اپنی مان سے پوچھونگی اگر اسنے بتا دیا اور میرے
امکان مین ہوا تو بیشک لوح مین تمکو لا دونگی لیکن اسکا اقرار کرو کہ بعد فتح طلسم مجکو اپنی کنیز سمجھوگے تو پھر مین بھی کوئی
بات اٹھا نہ رکھونگی جس طرح ہوگا یہان سے رہائی دونگی قاسم نے کہا کہ اے ملکہ ناہید یہ کیا بات کہتی ہو مین تمکو
تمھارا اپنے گھر کا کرونگا کنیزی کیسی ہوتی ہو اور لونڈی کسکو کہتے ہین میری جان تمپر نثار ہو تمھارا یہ کہنا بیکار ہو غرضکہ قول
و اقرار کرکے ملک قاسم تو کوٹھے پر چڑھ آئے مگر جب صبح ہوئی تو وزیر نے بادشاہ سے اجازت لیکر ملکہ ناہید
کو بلوایا وہ بھی از بسکہ جان دیتا ہو راضی ہوگیا اور نظر بندی سے ناہید کو آزاد کیا یہ چھوٹ کر اپنے
گھر کو گئی اور جاکے اپنی مان سے جو ملی ادھر ادھر کی باتین کرکے کہنے لگی کہ میری امان جان لوح بھی کیا کوئی چیز
ہو کہ سب آدمی یہی کہتے ہین کہ اگر لوح کسی کے ہاتھ آجائے تو وہ طلسم کو فتح کرے کچھ بڑی بات نہین ہو تم مجھے
یہ بتاؤ کہ لوح کیا شی ہو اور ایسی جگہ تو نہین رکھی ہو کہ کسی کے ہاتھ لگجائے اور وہ لوح لیجا کر طلسم توڑے یہ سنکر
ناہید کی مان نے کہا واری مجکو لوح کی کیفیت نہین معلوم ہو یہ جانتی ہون کہ لوح بھی بیشک کوئی چیز ہو
مگر نہین معلوم کہ کہان رکھی ہو مگر البتہ اتنا جانتی ہون کہ یہ صندوق جو رکھا ہو اسمین ایک مکتوب رکھا
ہو کہ وہ بھی مثل لوح کے ہو جسکے پاس وہ ہو مطلب اس کا مکتوب سے ظاہر ہوگا اور اگر مطابق نوشتے
کے کرے تو ساحر اسکا کچھ نہین کرسکتے اور وہ چاہے تو سب کو مار ڈالے اور جہان چاہے بغیر راستہ
جانے چلا جائے ناہید اس بات کو سنکر چپ ہو رہی جبکہ رات زیادہ گئی اور سب بستر خواب پر لیٹے
ناہید بھی اپنی مان سے علٰحدہ ایک پلنگ پر لیٹ رہی جب دیکھا اسنے کہ سب غافل سو رہے ہین نفیر خواب
بلند ہو چلے سے اٹھکر صندوق کو کھولا اور مکتوب کو نکال لیا اور آہستہ آہستہ اسی پنجرے مین آئی یہان
ملک قاسم کا یہ حال تھا کہ شام سے گھڑی گھڑی کوٹھے پر آتے تھے اور ناہید کو دیکھ جاتے تھے اب جو آئے
تو ناہید کو کھڑا ہوا دیکھا بس جلدی سے بام پر اس پنجرے کے آئے اور ناہید سے کہنے لگے کہ اے ملکہ کہان
عرصہ لگایا تھا بہت انتظار کرایا رات دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین ناہید نے کہا اے شہریار مین نے جو وعدہ
کیا تھا کہ لوح لا دونگی اسی کی فکر مین تھی مان سے اپنی مین نے بہت پوچھا مگر اسنے کہا کہ شاید تمھارے باپ
کو معلوم ہو مجکو نہین معلوم مگر مکتوب کو بتلایا تھا کہ شاید صندوق مین رکھا ہو اسی واسطے مین ٹھہری رہی جبکہ
مین نے موقع پایا مکتوب کو نکال لائی یہ حاضر ہو اسکی تاثیر بھی مثل لوح کے سنی ہو کیا عجب ہو کہ مدعا آپکا اسی سے حاصل
ہو جائے ملک قاسم نے جو نام مکتوب کا سنا شاد ہوگئے اور سمجھے کہ جو میرے پاس سے کھو گیا تھا یقینًا وہی ہوگا
شاید کہ کوئی ساحر بوقت کشتی غرق ہونے کے چھین لیگیا تھا قسمت سے ہاتھ آیا جلدی سے ملکہ ناہید
کے ہاتھ سے لیلیا اور مارے خوشی کے ناہید سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ ملکہ جس راہ سے تم آتی جاتی ہو ہمکو
بھی وہی راہ بتادو کہ ہم نکل جائین ناہید نے کہا کیا مضائقہ ہو بسم اللہ اسی وقت چلیے پھر تو ملک قاسم
نے مکتوب کو اچھی طرح کمر بند مین رکھ لیا اور ساتھ ناہید کے باہر آئے ناہید نے پنجرے سے باہر لاکر
کہدیا کہ اب آپ کو جدھر راستہ ملے چلے جائیے اللہ حافظ ہو مگر مجکو بھول نہ جائیے گا مین نے دامن دولت
کو آپ کے پکڑا ہو اور سب میرے دشمن ہین حال مکتوب کا بھی کھل جائیگا چھپا نہین رہے گا اب کنیز
اپنے گھر جاتی ہو تاکہ مان کو میری ثابت نہو قاسم نے ناہید کو گلے سے لگا لیا اور بوسے بھی لیے اور پھر کہا کہ

ملکہ ناہید قسم ہی مجکو اُس یزدان پاک کی کہ جسنے مجکو خلق کیا ہی اور تمام ذی روح بلکہ ممکنات کو پیدا کیا ہی کہ مین تمکو
زوجہ بناؤنگا اور احسانمند تمہارا رہونگا بھولنا کسے کہتے ہین اور ای ملکہ خدا حافظ یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوے
اور ملکہ ناہید بھی اپنے گھر چلی آئی ملک قاسم نے تھوڑی دور آکے مکتوب کو دیکھا تو لکھا پایا کہ ای عزیز خبردار زنہار
بھولنا نہین جو لکھا ہی اُسپر عمل کرنا یعنے دست راست پر جانا اور کسی طرف کو نہ جانا ورنہ خراب ہوگا آگے
جاکے تمکو ایک جھیل دکھائی دیگی اُسمین سے ایک ہرن سفید نکلیگا چاہیے کہ جب وہ بھاگے تو یہ اسم پڑھکر
تیر اُس آہو کو مارنا جبکہ وہ گر جائے تو لوح اُسکے گلے مین سے اُتار لینا اور کام مین لانا پھر لگے جاکر لوح کو دیکھ لینا
فراموش احکام نہ کرنا ملک قاسم نے یہ پڑھکر جلد قدم اُٹھانا شروع کیا دور نکل گئے آگے جاکر دیکھا کہ وہی جھیل
ہو کہ جسکی خبر مکتوب مین لکھی ہوئی تھی ملک قاسم قریب آئے کہ ایک مرتبہ پانی مین تلاطم ہوا اور سفید ہرن پانی
کے اندر سے نکلا اور جھیل کو جھیل کے باہر آیا انکی طرف دیکھکر میدان پکڑا اور بھاگا قاسم نے پیکان تیر پر اسم پڑھا
اور کمان مین جوڑ کے ہرن پر مارا وہ خدنگ اجل ہوکر گلے مین اُسکے پیوست ہو گیا ہر چند اُسنے چاہا کہ بھاگون
مگر خون گلے سے بہنے لگا دم رُکا سست ہوکر گر پڑا ملک قاسم نے جلدی سے لوح اسکے گلے سے اُتار لی وہ
لوح زمرد کی تھی ڈورا موتیون کا پڑا تھا اور مدوّر مانند کف دست کے اور ہشت پہل تھی قلم سرخ سے بسم اللہ
الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہذا لوح طلسم افراسیابی پھر تو ملک قاسم ایسے شاد ہوے کہ پیراہن مین
نہ سماتے تھے بند تڑاق تڑاق ٹوٹ گئے جبکہ لوح پاچکے دیکھا کہ روز روشن ہی خیال ہوا کہ تمہاری تلاش مین
ساحر ضرور آئینگے چاہیے کہ دور نکل چلو پھر سوچے کہ اگر جادوگر آئینگے بھی تو کیا کر سکتے ہین کہ لوح فضل
خالق سے تمہارے پاس ہی یہ سوچ کے آگے بڑھے ایک کوس آئے ہونگے کہ ایک مکان سامنے دکھائی دیا
جب کہ قریب اُس مکان کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ اُسکا باہر سے بند ہی مگر آواز کسی کی آتی ہو کوئی قیدی
خدا سے فریاد کر رہا ہی کہ الٰہی ہمارے آقا کو جلد بھیج کہ اب سختی قید کی اُٹھائی نہین جاتی اور مفارقت اُسکی
شاق ہی دل دیکھنے کا مشتاق ہی جسکی رہبری سے بیابان ضلالت سے نکل کر چشمۂ ہدایت پر پہونچے اُسی
کو واسطے رہا کرنے کے بھی بھیجدے قاسم نے کہا یہ آواز تو ایسی معلوم ہوتی ہی جیسے کبھی کی سنی ہوئی ہی اور
بارہا سنا ہی غرض کان لگا کر جو سنا تو وہ آواز معظم خان بن بہرام کی تھی بس بیتاب ہوکے پکارے کہ بھائی
معظم خان تم کیون فریاد کرتے ہو مین آپہونچا اندر سے آواز آئی کہ ای آقا صدقے من وای شہریار من ہم دونون
غلام آپکے یہان قید ہین اور امیدوار مخلصی ہین خدا آپ کو لایا آپ ہی کی امید تھی اور سوا آپکے ہمارا کون
ہی خدا آپ کو سلامت رکھے جلد صورت دکھائیے کہ اب تاب مفارقت باقی نہین ہی قاسم نے خوش ہوکر کہا
کہ بھائیو مین آپہونچا ہون گھبراتے کیون ہو یہ کون بات ہی اگر کیسی ہی بلا مین پھنسے ہوتے اور مین یہ بھی
سمجھتا کہ یہان جانے مین فساد عظیم ہوگا اور بلا مین پھنسونگا تو بھی مین ہاتھ نہ اُٹھاتا میری جان تمپر نثار ہی تم
مجھپر فدا ہو تو مین تمپر تصدق ہون یہ کہکر جلدی سے عکس لوح کا قفل اور دروازے پر ڈالا فوراً تڑاق سے
آواز آئی اور کھل گیا اندر آئے دونون پر عکس لوح کا ڈالا قید سحر دور ہوئی دونون قدمون سے لپٹے قاسم نے
گلے سے لگایا اور کہا بھئی اب کوئی آزار نہ پہونچیگا لوح خدا کے فضل سے دستیاب ہو چکی ہو اب کسی کا مکر الٰہی
نہین ہو یہ کہکر اُس مکان سے دونون کو نکال لائے اور روانہ ہوے راہ مین مفصل احوال دستیاب
ہونے لوح کا معظم خان اور ترک جوشن پوش سے کہا کہ ناہید کے باعث سے

لوح بی بیچ تو یہ ہو کہ میرے ساتھ بڑا احسان کیا ہو کبھی نہ بھولونگا اگر وہ مکتوب نہ لا دیتی یا کشتی پر شراب پیتے وقت
اشارہ نہ کرتی کہ نہ پینا تو غضب ہوتا کاہیکو قید سے نجات پاتے دائم الحبس رہتے مگر یہ بھی مین تم سے کہے دیتا
ہون کہ مجھ مین اسیر عاشق نہین ہون چاہے وہ مجھکو پیار کرتی ہو اسکی مجھکو خبر نہین لیکن مین نے جو اقرار کیا
ہو اپنے مطلب کے واسطے اب تو مین نے کام اپنا نکال لیا آیندہ دیکھ لیا جائیگا تم یہ خیال نہ کرنا کہ مین اسکو پیار
کرتا ہون یہ کہتے ہوے اور باتین کرتے ہوے چلے جاتے ہین آگے بڑھکر لوح کو دیکھا تو لکھا ہوا پایا کہ ای عزیز
اب آگے تجھکو ایک میدان وسیع ملیگا اور چار میل کنارون پر اسکے بنے ہین چاہیے تجھکو کہ یہ اسم جو کنارے پر
لوح کے لکھا ہو اسکو پڑھکر ایک حلقہ اسی لوح سے بیچ مین ان میلون کے کھینچ اور اس حلقے مین بیٹھکر یہ اسم ایک
ہزار یا زیادہ بار پڑھ جبتک تمام نہ کر لینا کسی سے بات نہ کرنا کیسا ہی کوئی بولے اور فریب دے زنہار بات
نہ کرنا اگر ایسا ہی فریب دے اور تو بھولے سے کہین ایکبار بول بھی اٹھیگا تو خیر مضائقہ نہین ہو ورنہ
بڑا غضب ہو جائیگا عمداً نہ بولنا نہ پانون اس حلقے سے باہر نکالنا جب تک کہ اسم تمام نہ ہوے بعد اسکے جب
اسم کو تمام کریگا دیکھنا کہ ایک جہان تیرا مطیع ہوگا اور پھر لوح کو دیکھ لینا ملک قاسم نے ترک جوشن
پوش اور معظم خان سے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ بھئی مین تو حلقے مین بیٹھکر اسم پڑھتا ہون اور تم علیحدہ
بیٹھے ہوے تماشا دیکھو لوح مین یہ حکم نکلا ہو دونون نے کہا بہت اچھا اور خود ایک جانب کو ایک میل کی آڑ مین
کھڑے ہوکے تماشا دیکھنے لگے لیکن روبرو ٹھہرے کہ اپنے مالک کو دیکھتے بھی رہین القصہ شاہزادہ خاور
بجا نے وہ اسم کہ بروقت حلقہ کھینچنے کے پڑھنے کو لکھا تھا پڑھا اور لوح سے حلقہ کھینچا اور اسی کے اندر بیٹھکر
اسم پڑھنا شروع کیا یہ دونون آڑ مین ایک میل کی علیحدہ آنکے چھپے رہے قاسم تو اسم پڑھ رہے ہین اور
وہان جو لوگ کھانا قیدیون کا لیکر آتے تھے انھون نے آج اگر ملک قاسم کو جو نہ پایا ہر طرف ڈھونڈھا
جبکہ پتا نہ لگا گھبرا کے طاؤس شاہ جادو سے کہا طاؤس جادو نے کہا کہ ارے وہ تو طلسم کشا ہو
بڑا غضب ہوا اب دیکھیے کہ کیا ہوتا ہو یہ اسی تردد مین تھا کہ اتنے مین اور نگہبان آئے اور انھون نے
طاؤس شاہ جادو سے کہا کہ ای شاہ دونون رفیق طلسم کشا کے نہین معلوم ہوتے ہین اور در زندان
زندانخانہ کا کھلا ہوا ہو نہین معلوم کہ قفل سحر کو کسنے کھولا اور وہ کیونکر نکل گئے یہ سنکر وہ صدمہ اسکو ہوا
کہ بیان سے باہر ہو گھبرا گیا مگر ایک جادوگر کہ نام اسکا زلزلہ جادو ہو اور یہ کاہن بھی ہو حاضر دربار تھا
اسنے اپنی کتاب مین دیکھکر ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای بادشاہ اور ستم پر ستم ہوا کہ ایک تو رفیق اسکے چھوٹ کر
چلے گئے دوسرے یہ کہ لوح طلسمی بھی اسکے ہاتھ آگئی ہو اور ناہید نے اسے مکتوب دیا جسکی ہدایت سے لوح
دستیاب ہوئی یہ سنکر طاؤس جادو کا دم نکل گیا اور کانپ اٹھا سلطنت کو نقش بر آب سمجھنے لگا یہانتک
یہ لرزان و ترسان ہوا کہ افراسیاب جادو سے اسکے لوگون نے جاکر کہا کہ آپ ذرا طاؤس شاہ کی
خبر لیجیے کہ کیا حال ہو اور بانی طلسم افراسیاب ہی ہو طاؤس کو بادشاہ کر دیا ہو افراسیاب نے پوچھا
کیون یہ کیا حال ہو کہا کہ سنا ہو طلسم کشا چھوٹ گیا اور لوح بھی اسکے ہاتھ آگئی اب کاہیکو جینے دیگا جان سے
مار ڈالیگا یہ سنکر افراسیاب جادو پاس طاؤس شاہ کے آیا کہ اس ناہید کو تو سزا دو کیسی تمھاری
دوستدار تھی کہ مکتوب حوالے کیا اسنے وزیر پر اپنے بدعت کی اسنے عرض کیا کہ جس نے برائی کی ہو اسے
سزا دیجیے آپ مالک ہین اسے قید کیجیے اگر مین حمایت کرون تو البتہ گنہگار ورنہ میری کیا خطا ہو یہ سنکر طاؤس شاہ

نے ناہید کو وزیر کے ہاتھ بہ مکر و تذویر بلوایا اور قید کیا پھر افراسیاب سے کہا کہ کوئی تدبیر مجکو بتاؤ کہ اب مین
کیا کرون میرے تو ہوش وحواس سب جاتے رہے ہین یہ سُنکر افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اے طاؤس تم کیون
ڈرتے ہو وہ تمہارا کیا کر سکتا ہے مین ابھی فریب دیکر لوح لیے آتا ہون پھر تمکو اختیار ہے کہ چاہنا پکڑ کر مارنا باندھنا
یہ سنکر طاؤس نے کہا کہ زندگی ہماری تمہارے ہاتھ ہے اور تم ہی نے طلسم باندھا ہے اسنے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے
یہ کہکر افراسیاب نے چار ہزار ساحر اپنے ساتھ لیے اور انجم جادو ایک ساحرہ کہ حسینہ اور جمیلہ تھی اُسکو تخت
جواہر نگار پر سوار کر لیا اور ملک قاسم کو دریافت کرکے وہین آیا قاسم نے جو دیکھا کہ لشکر ساحرونکا سامنے
سے آتا ہے تو یہ بھی سنبھل بیٹھے اور دلکو اپنے مضبوط کرکے اسم جلدی جلدی پڑھنے لگے افراسیاب نے پہلے
تو مؤدب سلام کیا اور پھر ساحرون سے کہا قرار واقعی اپنا رعب وتجمل دکھاؤ تمام ساحرون نے سامنے ملک قاسم
کے آکر شعلے منھ سے نکالے اور ترنج نارنج اُچھالے باجے سحر کے بجائے اور سامنے ڈٹ کر صف جا کر کھڑے
ہوے مگر ملک قاسم نے خیال بھی نہ کیا اُسوقت افراسیاب نے فوج پر اپنی تاکید کی کہ ارے تمکو
سوجھتا نہین کہ مین تو سلام کرتا ہون تم کیون رُعب دکھاتے ہو وہ کوئی دشمن ہے وہ تو ہمارے مالک
ہین ہم اُنکے تابعدار وہ ہمسے تھوڑی ہی لڑینگے کوئی بھی غلامون سے مقابلہ کرتا ہے یہ کہکر پھر دست ادب
بستہ سامنے آکر ٹھہرا مگر ملک قاسم نے نہ تو اسم پڑھنا موقوف کیا اور نہ اسکی جانب دیکھا اگرچہ
خوف بھی غالب ہوتا ہے کہ یہ ہزارون ساحران غدار تمکو گھیرے ہوے ہین مگر پھر یہ خیال کرتے ہین کہ اے
قاسم اس لشکر اور اس گیدی سے خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ تم پوتے امیر حمزہ صاحبقران کے ہو اور
بیٹے شاہزادہ عملشاد کے اپنے باپ اور دادا کی طرف خیال کرو نہین جانتے ہو کہ انھون نے بھی زمانہ کمسنی مین
کیا کیا کام کیے ہین اور کیسا کیسا جادوگرون سے لڑے ہین تم بھی تو اُسی باغ کے شجر ہو ڈرتے کیون ہو خدا کو
یاد کرو وہ مالک ہے یا سوا اسکے تمکو یہ بھی سہارا بہت بڑا ہے کہ اس گنڈے مین کوئی تمہارے قریب نہین آئیگا
پھر خوف کیون کرتے ہو اتنے عرصے مین ترک جوشن پوش پکارا کہ اے شہریار خبردار ہرگز اسم
پڑھنا موقوف کیجیے گا بس ساتھ ہی اس آواز کے قاسم نے داہنی جانب کو دیکھا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا
اور ترک جوشن پوش کو نگل گیا معظم خان نے یہ حال دیکھکر غل کیا کہ اے شہریار ترک کو بچائیے
قاسم نے معظم خان کو اشارے سے منع کیا کہ کیون غل کرتے ہو خدا کو یاد کرو وہی حافظ ہے اسم ترک نہین
کر سکتا جب ختم کر لونگا ڈھونڈھ لونگا ملک قاسم یہ کہہ رہے تھے کہ ایک اور اژدر پیدا ہوا اور معظم خان کو
بھی نگل گیا ملک قاسم یہ دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے پھر چپ ہو رہے صبر کی سل سینے پر دھر لی یہ دیکھکر
افراسیاب نے ملک قاسم کی بہت تعریف کی اور بولا کہ اے طلسم کشا کیا بات ہے آپ کا مثل نہین
ہو چاہیے کہ جس کام مین ہاتھ ڈالے تو ایسا ہی استقلال کرے مرحبا صد مرحبا برین ہمت مردانہ لیکن
اب آپ کیون محنت ومشقت کرتے ہین ہم نے جان لیا کہ آپ طلسم کشا ہین بس تکلیف نہ کیجیے اسم پڑھنے
کی کیا ضرورت ہے ہم تو سب آپ کے غلام ہین اب کسکے لیے آپ پڑھتے ہین جو حکم ہو بجا لائین لوح لیجیے
تو سہی اور یہ عورت تخت نشین جو ہمارے ساتھ ہے اگر قبول کیجیے اور مرغوب ہو تو ہم منھ دکھلانے کو
ہمراہ کر دین اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو اور جس واسطے آپ آئے ہون وہ بھی لیجیے ملک قاسم
نے یہ سنکر اشارے سے کہا کہ ہمکو کچھ نہین چاہیے پھر تو افراسیاب جادو نے صدا کی

وفریب کیے کہ کسی طرح یہ اسم کا پڑھنا موقوف کرے اور ٹھہر جائے یا بول اُٹھے تو ہماری بن آئے کیونکہ اسم پڑھنے
مین قید ہی کہ ایک جلسہ مین ایک ہی سانس مین یعنی بلا توقف اور بے فاصلہ ایک ہزار گیارہ بار پڑھے اور اگر فرق
پڑ جائے تو پھر اسی طرح لاکھ بار ایک سانس مین بلا فاصلہ پڑھے مگر قاسم نے پڑھنا موقوف نہ کیا اور کان لگا
بھی نہ سُنا کہ یہ بکتا کیا ہی جب **افراسیاب جادو** نے یہ دیکھا کہ طلسم کشا کچھ نہین ڈرتا اور پڑھنا موقوف نہین
کرتا اپنی جھولی مین سے استخوان خرس نکالے اور کچھ اُنپر سحر دم کرکے طرف **ملک قاسم** کے پھینکدیے وہ استخوان
لوٹ پوٹ کر صورت خرس کی بنگئے اور قاسم پر حملہ آور ہوے کہ آنکھین اُس خرس کی مانند شمع کے روشن
تھین اور کوئی نوگز کا قد و قامت تھا لیکن وہ خرس گنڈے کے باہر ہی رہا اندر نہ آیا مگر بہت ڈرایا اور
غل مچایا آخر یہ بھی تو انسان کا جامہ رکھتے تھے دوسرے بچے تھے کچھ خوف آہی گیا پیچھے سرک کر دست
بقبضہ ہوے اور ارادہ اُسکے مارنے کا کیا پھر سوچے کہ ای قاسم بغیر حکم لوح یہ کیا کرتے ہو یہ سمجھکر پھر اسم کو
پڑھنے لگے اور لوح کو بھی دیکھا تو یہ نکلا کہ خبردار بغیر اتمام اسم کے کوئی کام نہ کرنا جب تو **ملک قاسم** دلمین کہنے لگے
کہ لوح کو پھینک بھی دو یہ لوح تمکو قتل کرائیگی دشمن تو حملہ کرتا ہی اور یہ سوا بیٹھے رہنے کے کچھ نہین بتاتی اور
کوئی حکم نہین دیتی یہ ماجرا کیا ہی آخر ناچار ہوکر پھر جلدی جلدی پڑھنے لگے **افراسیاب** نابکار نے جو یہ
دیکھا کہ یہ اس سے بھی نہ ڈرا تو پھر اُسنے ایک اسم ایسا پڑھا کہ وہ ریچھ اور طرف کو چلا گیا اور اسنے اور ایک
استخوان اپنے جھولی سے نکالی اور زمین پر پھینکی اور دانے رائی سرسون کے پڑھکر مارے وہ ہڈی ہاتھی
کی تھی ایک فیل مست بنکر **ملک قاسم** پر دوڑا اور سامنے آکے خاک اُڑانے لگا اور ٹھوکرین مار مار
کے زمین کے ڈھیلے اُکھاڑ کر خرطوم سے اُنپر پھینک مارے اور دانتون کو بھی دراز کرکے اُنپر حملہ آور
ہوا مگر کبھی کبھی خاک اور ڈھیلے گنڈے کے اندر بھی آجاتے ہین اور **ملک قاسم** کا اب یہ حال ہی کہ کبھی
تو پیچھے ہٹ جاتے ہین اور کبھی کھڑے ہو جاتے ہین اور وہ ہاتھی قریب گنڈے کے آیا ہوا ہی اور چیق
مار رہا ہی کہ جنگل صداے اُسکی ہلجاتا ہی اور کبھی بر بھا بر بھا کے جھوم جھوم کے اُنپر دانت مارتا ہی گو یہ اُسکے
حربے سے بچے ہوے تو ہین اور کئی بار ضبط کیا جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین ہٹتا تو قبضے پر ہاتھ رکھکر بیساختہ
بول اُٹھے کہ دور ہو یہان سے کہان کا شور وغل کر رہا ہی کہ تو بیٹھے بیتابی مین مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ لوح
مین بولنے کی ممانعت لکھی تھی اور تم بول اُٹھے یہ کیا کیا غرضکہ جلدی سے بیٹھکر پھر پڑھنے لگے اور لوح کو دیکھا
تو یہ لکھا پایا کہ اگر ایک مرتبہ دھوکے مین بول اُٹھے تو مضائقہ نہین ہی مگر عمداً نہ بولنا ورنہ مشکل پڑجائیگی
اب خاطر جمع ہوئی اور مستعد ہوکر پڑھنے لگے قصہ مختصر کہ وہ ہاتھی بھی ایک طرف کو بھاگا اور **ملک قاسم**
پڑھنے مین بدستور رجوع رہے پھر تو **افراسیاب** اور زیادہ گھبرایا اور بولا کہ کیون طلسم کشا تم نہین
مانتے ہو ہی شرط کہ ساحرون سے کہدون وہ چہار طرف سے تمپر آپڑین اور وہ مارنے لگین جب
بھی **ملک قاسم** نے کچھ نہ کہا پھر **افراسیاب** نے ہڈی سانپ کی نکالی اور اسم سحر دم کرکے
طرف **قاسم** کے پھینکی وہ مار سیاہ بنگئی کہ آنکھین مثل یاقوت کے روشن تھین اور دو زبانین نکلی
ہوئی تھین اُنپر دوڑا اور پھن اُٹھا اُٹھا کے پھنکارتا تھا کہ کسی طرح قاسم پر خوف غالب ہوا اور گنڈے
سے نکل جائے **قاسم** اُسپر بھی نہ ہٹے مگر کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کھڑے ہو ہو گئے اور تلوار پکڑ پکڑ
کے چاہا کہ مار بیٹھین جب کھڑے ہوتے ہین تو منھ سے تو کچھ نہین کہتے مگر دل مین قائل اور نادم

ہوتے ہین کہ اللہ نے کیا بہتر کیا تمھارے حق مین کہ اسوقت دونون رفیق نہین ہین اگر ہوتے تو جگر جلتے
اور یہ دل مین ضرور کہتے گو منھ تک بات نہ آتی کہ بڑے بزدلے ہین فقط زبان کے تڑتے ہین جہاں سنتے ہین
کہ اس گنڈے مین وہ سانپ نہین آئیگا اُسپر بھی کھڑے ہو جاتے ہین الغرض وہ سانپ اپنا من ہار کے
چلا گیا اب **افراسیاب جادو** نے انجم جادو کو اشارہ کیا وہ سامنے انکے آئی اور ہاتھ باندھکر بولی کہ ای
طلسم کشا اللہ اللہ تم کو یہ غرور ہی کہ آدمی کو آدمی نہین سمجھتے ہو اور ہم سے کہ پہر بھر سے سوا ہوا کہ تمھارے سامنے
کھڑے ہین بات نہین کرتے ہو ایسے مغرور اپنے حسن پر ہو ہاں صاحب جانتے ہو کہ ہماری صورت اچھی
ہی اور ہم صورت دار ایسے ہین کہ نازنینین ہمکو چاہتی ہین اور پیار کرتی ہین اتنا غرور نہ چاہیے ہم بھی جو اچھے
ہوتے تو ہم کو بھی لوگ یون نہین چاہتے خدا کے واسطے تم ہم سے بات کرو ورنہ ہم سب مین ذلیل ہونگے
اور ساتھی ہمارے یہ کہینگے کہ یہ عورت ہوکر ہاتھ باندھتی ہی اور وہ نہین بولتے بڑی بیحیا ہی صورت اس
کی نہ دیکھو کہ بڑی فاحشہ ہی مرد کی طرف سے اصرار اور عورت کی طرف سے انکار چاہیے سو یہان بالعکس
ہی ذرا بات کر لینے مین تمھارا کیا نقصان ہی ہمارا مطلب نکلیگا اور بدنامی سے بچینگے مگر اسپر بھی **ملک قاسم**
نے آنکھ اُٹھاکر بھی نہ دیکھا کہ بکتی تو کیا ہی اور ہی تو کون چڑ تو یہ بھی اپنا سا منھ لیکے رہگئی اور پیچھے ہٹ آئی
افراسیاب جادو نے **ملک قاسم** سے کہا کہ بھلا ای طلسم کشا تم نہ بولو اور نہ بات کرو ہم جاکر **ناہید** کو
مارے ڈالتے ہین اور عوض اس نہ بولنے کا اُس سے لیتے ہین جسنے تمکو مکتوب دیا ہی اور ساز تم سے کیا ہی
یہ بات خوب یاد آئی اور یہ کہکر غل کرتا ہوا چلا کہ ارے جادوگر دجاؤ اور **ناہید** کو یہین پکڑ لاؤ ای
جگہ انکے سامنے اسکو قتل کرین آخر تو یہ ہم سے نہین بات کرتے ہین اور نہین جواب ہماری بات کا دیتے
ہین گو ہم کیے جاتے ہین کہ جو منظور ہو وہ ہم سے لیجیے اور تکلیف نہ کیجیے یہ نہین سنتے اب ناہید کو مارو
ملک قاسم نے جو یہ سنا بیتاب ہوگئے اور اپنے دل مین کہنے لگے کہ ای **قاسم** ولے ستم اگر ملکہ
ناہید پر کسی طرح کی آنچ آئی اور وہ ماری گئی تو ساری شیخی تمھاری بھی کرکری ہوئی اور یہ کیونکر ہو سکے
کہ جسنے یہ احسان کیا ہو وہ تمھارے آگے جان سے ماری جاے اور تم دیکھو اب چاہیے اسمین جان جائے
چاہے رہے مگر یہ تو نہو سکیگا اُسوقت کچھ دھیان جو ملک قاسم کو آیا اور تسبیح کو جو دیکھا اور شمار دانون کا
کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سو یازدہ مرتبہ پڑھنا اور باقی ہی بس اُنھون نے **افراسیاب جادو** کو
اشارہ کیا ہاتھ اُٹھاکے اور کھنکارکے بلایا اور اشارے سے کہا کہ ایک ذرا تم ٹھہرو جو کچھ کہتے ہو مین
سن رہا ہون اور تم سے بات کرتا ہون اور کہدونگا کہ جو تمکو مطلب ہو یہ سُنکر **افراسیاب** کو
دھارس ہوئی اور کہنے لگا کہ اگر یہی بات ہی تو پھر تسبیح کو ہاتھ سے رکھ دیجیے اور ہم سے کہدیجیے
ملک قاسم نے پھر سر ہلایا کہ اچھا اچھا ذرا دم لو اور تسبیح کو دکھایا کہ دیکھلو تھوڑے سے دانے پڑھنے
کو رہگئے ہین انسے فراغت کرلون تو پھر بولون **افراسیاب** نے جو دانون کو دیکھکر شمار کر لیا کہ تھوڑے
سے رہگئے ہین بہت ڈرا اور جان گیا کہ جان گئی کہنے لگا کہ ارے لڑکے تو بڑا دلیر ہی کہ مین تو کیسا کیسا
تجھسے منت کیا کیا اور ڈرایا بھی مگر تو نے بات نہ کی اور اپنے کام مین مشغول رہا اب نہ مانونگا اور
ناہید کو مارونگا یہ کہکر چلا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن **ملک قاسم** نے جو یہ دیکھا اور جلدی جلدی
پڑھنے لگے حتی کہ بفضل الٰہی سے اسم تمام کیا **افراسیاب** ابھی نظرون سے پنہان نہین ہوا تھا کہ اختتام

کو پہونچا اُسوقت یہ سنکر اُٹھکے پکارے کہ او ساحر کہان جاتا ہی مین تو تجھ سے سب کچھ کہہ رہا ہون اور جواب دیتا
ہون اور تو نہین سمجھتا اِدھر آکہ مین تجھ سے کہدون جو کچھ منظور ہی یہ کہکے لوح کو بھی دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای
عزیز جب یہ ساحر تمہارے سامنے سے بھاگے اور پشت اُسکی تمہاری طرف ہو تو یہ اسم پڑھکر پیکان پر دم کرو اور
تیر اُسکی پشت پر مارو ملک قاسم نے حسب ہدایت لوح تیر جو اُسکی پشت پر مارا فورًا ایک نیزہ اُچھلکر گرا اور یہ
زمین تک آتے آتے فنا ہو گیا زخم تیر سے عوض خون کے آگ نکلی اور اُسکو جلا دیا بیر اُسکے چلانے لگے کہ مُردیم وجان
دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم افسوس مارا مجکو کہ نام میرا **افراسیاب جادو** تھا اور تزلزل بلیات ہوا قاسم
نے آنکھین بند کر لی تھین اور لوح کو منھ پر رکھ لیا تھا سلین پتھر کی اور اولے بڑے بڑے آسمان سے اور برقین
گرین خبیثات قید سے **افراسیاب** کی جو چھوٹے شور و غل کرتے ہوئے چلے گئے جبکہ آندھی برطرف
ہوئی اور مطلع صاف ہوا **ملک قاسم** نے آنکھین کھولین ملازم **افراسیاب جادو** کے سب ساحر
سامنے انکے آئے **قاسم** نے تیغ کو علم کیا اور چاہا کہ مارین اُنھون نے پہلے تو ارادہ کیا کہ اسباب سحر و ساحری
انپر مارین پھر کچھ سوچ کے باہم صلاح کی کہ بھائیو جب **افراسیاب** ایسا جادوگر اسکا کچھ نہ کر سکا
تو ہماری کیا اصل ہی ناحق کو جان دینا ہی کچھ بھی اسکا نہ کر سکینگے یہ مشورہ کرکے ہاتھ باندھکر **ملک قاسم**
سے عرض کیا کہ ای شہریار ہم سب آپکے غلام ہین اور تابعدار ہین ہم پر آپ تلوار کیون اُٹھاتے
ہین ہماری یہ مجال نہین ہی کہ آپ سے لڑین اور سامنا آپ کا کرین جو کچھ آپ فرمائین ہم بجا لائین
اور بارگاہ **افراسیابی** اور **پلارک افراسیابی** تیغہ لاجواب و انتخاب اور خفتانین یاقوتی
کہ چالیس ہزار ہین اور خزانے جواہر سب لیے آتے ہین سب آپ کا ہی یہ سُنکر **ملک قاسم** نے تلوار میان
مین کر لی اور انکو اپنا ملازم بنایا اور کہا کہ جاؤ سب کچھ اسباب طلسمی لے آؤ ہم یہین ٹھہرتے ہوئے ہین
خبردار دیر نہ کرنا جلدی چلے آنا اور **طاؤس جادو** سے بھی جاکر کہو کہ جلد رکاب ظفر انتساب مین حاضر
ہو ورنہ مین وہین آیا اور پھر بغیر ہلاک کیے نچھوڑونگا ساحر تو مال و خزانہ لینے کو گئے یہان **ملک قاسم** نے
لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ ای عزیز تو نے طلسم کو اب فتح کر لیا اور فرصت کر چکا کوئی اب ایسا نہین ہی کہ تیرا
سامنا کرے اور لڑے سب تیرے تابعدار اور فرمانبردار ہین مگر یہ چاہیے تجھکو کہ آگے جا کے اپنے رفیقون
کو بھی رہا کرے کہ وہ قید مین بیٹھے ہوئے ہین بس یہ دیکھکر **ملک قاسم** شاد شاد آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک
مکان پتھر کا بنا ہوا ہی اور دروازہ اُسمین نہین ہی چار طرف دیوارین بلند ہین اور راستہ اندر جانیکا
نہین ہی چار طرف سے بند ہی **قاسم** نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ یہی قیدخانہ ہی اور یہین تیرے رفیق قید
ہین انکو اسطرح چھڑاؤ کہ لوح کو دیوار شرقی پر رکھو **ملک قاسم** نے ایسا ہی کیا دیوار مین زلزلہ پیدا ہوا اور
دھم سے گری **قاسم** اندر آئے تو دیکھا کہ **ترک جوشن پوش** اور **معظم خان** گرد دونون تخت فولادی پر
بیٹھے ہین اور ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی ہین اور اسقدر زرد ہو رہے ہین کہ پہچانے نہین جاتے ہین
ملک قاسم نے جو پکارا کہ بھائیو کیا کر رہے ہو اچھے تو ہو یہ سُنکر اُن دونون کی جان مین جان
آئی اور خوش ہو ہوکر سلام کیے اور کہنے لگے کہ خدا آپ کو سلامت رکھے ہم آپ کے غلام ہین اور یہ
بے گناہ ساحر ہم کو پکڑ کر یہان چھوڑ گئے ہین کوئی پوچھتا نہین اور خبر بھی ہماری نہین لیتا جیسے حضور
پڑھنے مین مشغول ہوئے تھے ہمکو اژدہے نگل گئے تھے آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہو گا جب ہم یہان

پھر پیچھے کئی بار ساحر آئے اور ہمکو خوف دلاگئے اور کہتے تھے کہ اگر تم قاسم کو وہان سے اُٹھالاؤ اور وہ
جو پڑھ رہے ہین نہ پڑھین تو ہم افراسیاب سے تمہاری سعی کرکے چھڑا دین ہم نے کہا کہ ہم ہین کون
جو اُنکو منع کرین اور اُٹھا لائین آقا سے تابعدار کب اصرار کر سکتا ہی یہ سُنکر اُنھون نے ایسی ایسی بلائین دکھائین
کہ مارے خوف کے ہم زرد پڑ گئے خون خشک ہو گیا کبھی سانپ اور کبھی شیر ببر اور کبھی ریچھ آکر ہمکو ڈراتے
تھے حضور تو فرمائین کہ آپ نے کیا کیا اور اسم پڑھکر اختتام کو پہونچایا یا یونہین چلے آئے شاہزادے نے
کہا کہ بھائیو مین کیا بیان کرون کیا کیا مجکو ساحرنے بعد تمہارے چلے جانے کے فریب دیا اور منت
و خوشامد کی کہ کسی طرح یہ بولے اور بات کرے مگر مین نے کسی طرح بات نہ کی اور نہ بولا ہر چند کہ اُسنے
ایک حسین عورت بھی دکھائی وہ بھی ساتھ اُسکے کئی بار منت کیا کی کہ مجھ سے تو کلام کرو مین عورت
ہون اور تم پر عاشق ہو کے آئی ہون مین نے سنا بھی نہین کہ تو کیا کہتی ہی اور ہی کون غرضکہ اُسنے سب
طرح چاہا مگر مین نے پڑھنا موقوف نہ کیا اور پڑھے گیا پھر تو اُسنے جو تمہارا اظہار ہی کہ جانوران مہیب
آزار رسان پیدا کیے وہ بھی مجھپر حملے کیا کیے مگر خدا نے استقلال عطا فرمایا اور پاؤن میرے احاطے سے
باہر نہ نکلے لغزش نہوئی جبکہ مین ختم کر چکا تو افراسیاب جادو کہ وہی بانی طلسم تھا اُس نے طاؤس
جادو کو بادشاہ کیا تھا میرے سامنے سے بھاگا مین نے بہ ہدایت لوح تیر سے اُسے مارا اب کئی ہزار
ساحر کہ ساتھ افراسیاب کے تھے میرے مُطیع ہوے اور اسباب طلسمی لینے گئے ہین مین ادھر تمہارے
چھڑانے کو چلا آیا تھا کہ جلدی چلو ایسا نہو کہ وہ آئین اور مجکو نہ دیکھین تو تلاش کرتے پھرینگے یہ کہکر
لوح کا عکس ڈالکے دونون کو قید سے رہا کیا اور ہمراہ لیکر مکان سے باہر آئے یہان تو قاسم منتظر ساحرون
کے ہین وہان جادوگر سامنے طاؤس جادو کے آئے اور سارا حال روبرو اُسکے کہا کہ افراسیاب
مارا گیا اور ہم سب نے ہاتھ باندھے جب اُسکے ہاتھ سے جانبر ہوے اور مال و گنج طلسمی اور بارگاہ وغیرہ
لینے کو آئے ہین چاہیے تم کو کہ جلد یہان سے چلے چلو کہ تم کو یاد کیا ہی کہ بہت جلد آئے ورنہ مین خود آؤنگا
اور زندہ نچھوڑونگا تو اب آپ یہ سمجھیے کہ جب افراسیاب ایسا ساحر اُسکا کچھ نہ کر سکا تو آپ کیا
کر سکینگے بس لازم ہی کہ مال و گنج و جواہر و بارگاہ وغیرہ سب تحفے طلسمی لیتے چلو اور اطاعت اُسکی اختیار کرو
ورنہ جان نہ بچیگی کہ وہ بہت بے ڈھب معلوم ہوتا ہی بگڑ جائیگا تو بنائے نہ بنیگی طاؤس جادو یہ سنکر گھبرا گیا
اور سب تحفے طلسمی اور چالیس ہزار خزانے یاقوت کی اور جواہر کا انبار بڑا ئے کا نہ ایہ اور بارگاہ طلسمی
اور تیغہ پلارک افراسیابی اور اسلحہ بیشمار نادر روزگار اور خیمے سراپردے سب کچھ ہمراہ لیکر اور بار کراکے ساتھ
لیا اور ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کے پیدل تخت و تاج ساتھ لیکر چلا آیا اور دوڑ کے قدمون پر شاہزادے
کے گرا اور فرد تفصیل اسباب کی پیش کی اور تیغہ پلارک افراسیابی کو نذر دیا ملک قاسم نے باوجودیکہ
اتنا مال و اسباب تھا نظر نہ کی مگر پلارک افراسیابی کو جو دیکھا تو کھینچکر میان سے دیکھنے لگے کہ قبضہ اُسکا
ایک ڈال یاقوت کا تھا دونون باگین کسا یا اور فولاد جوہر دار تھا ہلکا مثل پھول کے اور خوش قطع مانند
مصرعے کے دیکھکر اُسکو نہایت شاد ہوے بڑی دیر تک ہاتھ مین لیے رہے اور دیکھا کیے بعد اُسکے
طاؤس جادو سے کہا کہ سحر سے توبہ کر و کلمہ پڑھو اُسنے صدق دل سے کلمہ پڑھا اور ملت بیضا کو اختیار کیا
پھر تو کل لشکر اُسکا کہ سات لاکھ ساحر تھے سب مسلمان ہوئے اور بدل کلمہ پڑھا کوئی کافر باقی نہ رہا زنار

ٹوٹے ہوئے بت پتھر کے صدہا اور ہزارہا گلی کوچون مین مارے مارے پھرنے لگے اور ٹھوکرون مین اڑنے لگے ہزارون شہر سے بتخانے توڑے گئے منادر منہدم ہوئے مسجدین تمام شہر مین بنگئین اور مسافر خانے اور مدرسے بنا ہوئے کاروان سرائین تیار ہوئین ہر طرف دھوم دھام لشکر اسلام کی ہوئی آواز اذان کی ہر طرف سحر و شام بلند ہوتی تھی کئی دن کے بعد شاہزادے نے ملکہ ناہمید سے عقد کیا اور شہر کو اُسکے سپرد کیا اور طاؤس جادو کو بدستور سلطنت برقائم رکھا یعنی نیابت طاؤس کی اور بادشاہی ناہمید کی کردی اور ترک جوشن پوش اور معظم خان بن بہرام کو زرہین یاقوت کی دین اور دست راست و چپ پر بٹھلالیا اب جشن ہورہا ہو اور عیش لین مصروف ہین کہ ایک دن بر سبیل تذکرہ معظم خان وغیرہ نے کہا کہ ای شہریار خوب یاد آیا جہان ہم قید تھے برابر اُسکے ایک گنبد اور ہو سُنا ہو کہ اُسمین قیدی بہت سے ہین اور سالہا سال گذرے ہین کہ رہا نہین ہوے ہین اگر مزاج مبارک مین آئے تو حضور انکو بھی رہا کرین شاہزادے نے جو یہ سُنا فرمایا ابھی تمنے وہین کیون نہ مجھسے کہا مین پہلے اُنھین کو چھڑاتا اور ابھی جاتا ہون اور انکو چھڑاتا ہون بس یہ کہکے اُٹھ کھڑے ہوے اور ساتھ اپنے دونون رفیقون کو لیلیا اور رہائی قیدیان دائم الحبس کو چلے جبکہ قریب گنبد کے آئے تو دیکھا کہ گنبد بہت بڑا ہو اور اونچا اسقدر ہو کہ اگر بشر سر اُٹھاکے دیکھے تو دستار سر سے گر پڑے بڑا ساقفل دروازے مین اُسکے لگا ہوا ہو شہزادۂ ملک قاسم نے دو انگلیان کنڈے مین ڈال کے قفل جوڑ سے توڑا اور دروازے کو کھولا دونون رفیقون کو باہر ہی چھوڑا اور آپ اندر گئے اور داخل گنبد ہوے

داستان ملاقات ہونا شاہزادہ علمشاہ رومی سے اور نہ پہچاننا علمشاہ کا انکو پھر پہچان کے رونا دونو کا اور آنا نگار جادو کا اندر گنبد کے کہ جو علمشاہ پر عاشق ہوکر لائی ہو اور انکار وصل پر یہان قید کیا ہو بعد رد و بدل کے ملک قاسم کا اُسپر حملہ آور ہونا اور اُسکا بے بس ہوکر علمشاہ کو پنجہ مین دابکر اُٹھا لیجانا اور قاسم کا روتے رہجانا اور پھر گھبرا کے دونون رفیقون کے چلے آنا اور سامان شاہی سے طرف لشکر صاحبقران کے مع کورزاد بن حمزۂ صاحبقران زمان جانا اور رخصت کردینا اپنے نانا خسرو خان خاوری کو طرف ملک خاور کے بیان کیے جاتے ہین –

جبکہ قاسم اندر گنبد کے آئے تو ایک باغ دیکھا کہ تعریف مین جسکی زبان ناطقہ لال ہو بلکہ صفت اوسکی محال ہو اشعار

نمایان شد بچشمش طرفہ باغے
گزر در دل ارم را بود داغے

شکستہ گل ز غنچہ در عماری
بفرش نار وین در چتر داری

ز باد و سایۂ بیدش ہزاران
چکیدہ ماہیان در جوی باران

زمینش ہمچو فیروزۂ ناب
ہوا انہارش خضر تشنۂ آب

بتن اثمار شیرینش توان بخش
ہوائش چون دم عیسی روان بخش

خوب سیر کی مگر غنچۂ دل کو شگفتگی حاصل نہ ہوئی القصہ ایک مقام پر شاہزادۂ عالیمقام نے ٹھہرکر آرام لیا ادھر اودھر دیکھنے لگے ایک گنبد اور نظر پڑا کہ اُسکے اندر سے ایک آواز ضعیف سی آتی ہو گویا کسی نحیف و ضعیف کی صدا ہو اور یہ ثابت ہوتا ہو کہ جیسے کوئی کنوئین مین بولتا ہو انکو آواز سُنکر صدمہ ہوا اور اُسکی آواز دردناک سے دل انکا پگھلا اور گداز ہوا بس یہ اُٹھ کے قریب گنبد کے آئے اور لوح کے ذریعہ سے دروازہ اس گنبد کا کھولا اندر گئے دیکھا کہ بہت وسعت ہو اور ایک شخص ہو ضعیف و ناتوان زرد رنگت ناخن و بال بڑھے ہوے چت لیٹا ہوا ہو اور ایک سل پتھر کی سینے پر

اسکے رکھی ہوئی ہو اسکے بار سے کروٹ لینے کی مجال نہین ہے بلکہ سانس لینا بھی دشوار ہو ملک قاسم کو یہ
دیکھکر حال پر اسکے رحم آیا اور اس سل کو سینے پر سے جدا کیا اور کمال شفقت و مہربانی سے کہا کہ اے عزیز اب اُٹھ
مین نے وہ سل سینے سے جدا کر دی اپنے احوال سے مجھے واقف و آگاہ کر کہ کس جرم سنگین پر یہ قید تیرے
واسطے ہوئی کہ قریب بہلاکت ہو اور نام تیرا کیا ہو کہان کا باشندہ ہو اور مذہب و ملت کیا رکھتا ہو اور
وہ کون بیدرد ہو کہ جسنے تیرا یہ حال کیا ملک قاسم کی یہ باتین حیرت انگیز سُنکر وہ جوان اُٹھ بیٹھا اور یہ
ستم ہین یعنے علشاہ باپ ملک قاسم کے مگر دونون مین سے کسی نے کسیکو نہین پہچانا بلکہ
ایک نے دوسرے کو بیگانہ جانا پھر علشاہ رومی ملک قاسم سے کہنے لگے کہ صاحبزادے خدا تم کو
عمر طبعی کو پہونچائے اور بہت شاد و آباد رکھے اسوقت وہ ایذا تھی کہ بیان نہین ہو سکتی اور جب سے
مین قید ہوا ہون یہ سل میری چھاتی پر رہتی ہو مگر تم نے میری جان کو بچایا لیکن یہ تو کہو کہ ماں باپ
نے تمھارے کیونکر گوارا کیا کہ جبر کی سل تمھاری مُفارقت مین اُنھون نے اپنے دل مضطرب پر رکھی اُنکا کیسا
کلیجہ ہو کہ اُنھون نے تمکو یہان آنے دیا اب بتاؤ کہ گل کس گلستان عالیشان جنت نشان کے ہو اور چراغ
کون سے شبستان اور ماہ کس آسمان شوکت نشان کے ہو قاسم نے یہ سُنکے جواب دیا کہ اے شاہ
صاحب مین اسکا حال بھی کہدونگا مگر پہلے تم اپنے حال سے واقف کرو کہ تمھارا یہ حال کسنے کیا اُسکا کیا نام
اور کون ہو انسان ہو یا کہ کوئی بلیّات و خبثیات سے ہو یا کہ ساحر ہو علشاہ نے کہا صاحبزادے حال
یہ ہو کہ ایک ساحرہ ہو کہ نام اُسکا زنگار جادو ہو وہ مجھپر فریفتہ و شیدا ہو وہی مجھکو بزور سحر پکڑ لائی
ہو یہان لاکے مجھسے کہنے لگی کہ تو مجھکو قبول کر مین نے اُسکا کہنا نہ کیا اُسنے یہ قید مجھپر کی تا کہ ایذا کی برداشت
نہ لائے اور کہنے کو میرے مان لے قاسم نے کہا آخر وہ کہتی کیا ہو جواب دیا کہ وہ کہتی ہو کہ میرے ساتھ حرام
کرو قاسم نے کہا اگر وہ حرام کو کہتی ہو اور تم کو حرام کرنے سے عار ہو تو پھر اُسکو حلال کیا ہوتا اپنی جان بچائی
ہوتی اور اب بھی کچھ نہین گیا ہو جان کا بچانا ضرور ہو ساتھ اُسکے سو بھی رہو برائی کیا ہو یہ کونسی جہالت
ہو کہ اُس سے رستگاری کا اختیار تو ہو نہین اور انکار کیے جاتے ہو اگر اختیار ہوتا تو مضائقہ نہ تھا
علشاہ نے یہ باتین سُنکر کہا کہ خیر بہت اچھا جیسا ہوگا مین کرونگا لیکن تم اب یہان سے چلے جاؤ کیونکہ
اُس ساحرہ کے آنے کا وقت ہو کہین ایسا غضب نہو کہ وہ آجائے اور تم کو مجھسے باتین کرتے دیکھ لے
اور مجھکو قید سے آزاد پائے تو پھر تم کو بھی وہ آزار پہونچائے قاسم نے کہا کہ اگر آتی ہو تو آنے دو وہ
میرا کیا کر سکتی ہو کیونکہ مین نے ترک جوشن پوش اور معظم خان بن بہرام گرد کو زیر کیا ہو طلسم
افراسیابی کو توڑا ہو افراسیاب جادو کو مارا جیسا کہ وہ ساحر زبردست تھا لوگ جانتے ہین
اب لاکھون ساحر میرے تابعدار ہین جیسے وہ ساحر ہین ویسی ہی وہ بھی ہوگی اور کیا وہ اس طلسم کی
رہنے والی نہین ہو کہ میری اطاعت و فرمانبرداری سے باہر ہوگی ایسا کبھی نہوگا کہ وہ مجھسے لڑے اور
میرے آنے سے وہ خفا ہو تم نہ گھبراؤ علشاہ نے کہا کہ فی الحقیقت تمھارا مثل نہین کہ اتنی سی عمر مین بڑے
بڑے تم نے کام کیے مگر وہ ساحرہ یہان کی رہنی والی نہین ہو کہ تمھاری مطیع ہوگی اُسنے مجھکو لا کر یہان
رکھا ہو اس سبب سے وہ یہان آتی ہو ورنہ یہان سے اُسکو کیا کام ہو لیکن جہان تم نے یہ احسان مجھپر کیا ہو
ایک احسان اور کرو کہ اگر جانا تمھارا طرف ترکستان کے ہو تو باپ سے میرے جا کے یہ کہدینا کہ بابا جان تمھارا

فرزند بڑی مصیبت مین ہی یہ تمھاری بددعا کا اثر ہی للہ قصور کو میرے معاف کرو کہ عذاب سے بڑا گئے اور زندگی ہو
ورنہ مین مرجاؤنگا قاسم نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ گھر تمھارا کہان ہی علمشاہ نے کہا کہ صاحبزادے گھر میرا امیر حمزہ صاحبقران
کے لشکر مین ہی وہین تم جاکے پوچھ لینا قاسم نے کہا کہ عزیز تمھارا کون ہی نام بھی بتلا دو تاکہ لشکر اسلام مین
مجھے زیادہ تلاش نہ کرنا پڑے علمشاہ نے روکے کہا کہ وہان میرے بھائی باپ عزیز اقربا ہین ملک قاسم نے
کہا کہ پھر نام تو انکا لو علمشاہ نے کہا کہ نام میرے بڑے بھائی صاحب کا عمرو بن حمزہ ہی اور وہ یونان مین
پیدا ہوے ہین اور میرے باپ کو زلزلہ قاف کوچک سلیمان بھی کہتے ہین مگر نام انکا امیر حمزہ صاحبقران
ہی اور وہ داماد نوشیروان کے ہین ملک قاسم نے کہا کہ تم بھی تو اپنا نام بتلاؤ انھون نے کہا کہ نام میرا
رستم پیلتن وپیلفن علمشاہ رومی کشندۂ قوپیل ددویل وکشندۂ کیتان فرنگی ہی یہ سننا تھا کہ ملک قاسم
بے اختیار ہوکے دوڑ پڑے اور گلے مین ہاتھ حمایل کردیے سینے سے علمشاہ کے لپٹ گئے اور زار زار مثل
ابر بہار کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ ای والد بزرگوار وای پدر عالیوقار یہ کیا ظلم وستم ہی کہ آپنے غلام کو
نہ پہچانا افسوس صد افسوس مین آپ کا فرزند ملک قاسم ہون جو کہ خاور مین ملکہ خورشید خاوری کے
بطن سے پیدا ہوا تھا یہ سنکر رستم نے بھی آہ سرد دل پردرد سے کھینچی اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنے
سینے سے لپٹا لیا اور اسقدر روئے کہ دونون کی حالت غیر ہوگئی اور بیہوشی طاری ہوئی ہچکی لگ گئی کون
ہی جو انکو چھڑائے یہ تو بابا جان کہکے روتے ہین اور وہ فرزند کہکے جان کھوتے ہین آخر کار دونون کو غش
آگیا بڑی دیر تک دونون فرش خاک پر پڑے رہے بعد ایک عرصے کے غش سے چونکے تو رستم نے کہا کہ ای
فرزند اب تم جاؤ اور میرے بھائی سیارہ سے بھی حال میرا کہدینا اور شہر خاور مین بھی سب کو میری طرف
سے جو سن مین بڑے ہین انکو بندگی اور جو چھوٹے ہین انکو دعا کہنا لو خدا حافظ اب وہ لکاتہ آتی ہی ہوگی
تم یہان ہرگز نہ ٹھہرو چلے جاؤ ٹھہرنا تمھارا اچھا نہین ہی ملک قاسم نے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپ
یہ کیا بار بار ارشاد کرتے ہین مین سیارہ سے سنکر خاص آپ کی رہائی کے واسطے تو طلسم مین آیا
اسے فتح کیا ورنہ یہان میرا کیا کام تھا اور کون آتا کیسا مال طلسمی اور جاہ کیسے تھا اب جو مین نے آپ
کو اسطرح دیکھا ہی تو بغیر آپ کے لیے ہوے مین نہ جاؤنگا اور یہ ہو سکتا ہی کہ میرے ہوتے وہ آکے
پھر آپکو قید کرے اور مین دیدہ ودانستہ ظالمہ کی قید مین آپ کو چھوڑکے چلا جاؤن ہنوز یہی گفتگو تھی کہ
ایک بار زمین کو زلزلہ ہوا اور وہ سارا طبقہ تھرایا اور ہوا ایسی تند وتیز چلنے لگی جیسے آندھی زور وشور سے
آتی ہی قاسم گھبراکر ادھر ادھر دیکھنے لگے ایک دم نگذرا تھا کہ وہ ساحرہ زنگار جادو اژدرہ پر سوار شعلے
آگ اور دھوئین نکلتے ہوے آکے موجود ہوئی پہلے تو دروازہ گنبد کا کھلا ہوا دیکھ کے گھبرائی اب اندر آکے
یہ دیکھا کہ رستم بیٹھے ہوے ہین اور ایک لڑکا کم سن پاس انکے بیٹھا ہوا ہی بس دیکھتے ہی آگ ہوگئی اور
رستم سے کہنے لگی کہ ارے یہ کون تیرا حامی آیا ہی سچ بتا رستم نے کہا کہ اری قحبہ اب مجھ سے تو کیا پوچھتی
ہی ٹھہر تو جا دیکھ تو کہ جیسا تو نے میرا حال کر رکھا ہی ویسا ہی آزار تجھکو پہونچاتا ہون اب نوبت
تیری ہو چکی اب باری میری ہی یہ جو رستم نے کہا تو زنگار جادو بولی کہ خیر جو تیرا دل
چاہے میرا حال کرنا اور درجہ میرا بنانا مین بھی تیری رستمی دیکھ لونگی مگر یہ تو بتلا کہ یہ تیرا
کون سگا رشتہ دار آیا ہی رستم نے کہا کہ انکو کیا پوچھتی ہی یہ میرے فرزند ہین اور میرے

چھڑانے کو آئے ہین آنھون نے تو یہ کہا اور ملک قاسم نے یہ گفتگو سنکر اُس ساحرہ سے کہا اری ناپاک حرفی ہین
تو سہی یہ کیا تیری حرکت ہی کہ جس بندۂ خدا کو چاہتی ہی اُسکو اُٹھا لاتی ہی اور اذیت دیتی ہی اسکی کیا وجہ ہی تجھکو
خوف نہین آتا کہ ان لوگون کا جس وقت کوئی پوچھنے والا آئے گا تو اُسے کیا جواب دیگی اور وہ جیتا چھوڑیگا
یہ سنکر زنگار جادو نے کہا کہ او چھوکرے تو تو بچہ ہی ابھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہی بڑا زبان کا تیز ہی لے مار تجھکو اپنی
جان بچانا بڑا پوچھنے والا ہی یہ کہکر رائی سرسون مٹر کے دانے جھولی سے نکالے کہ زیر بغل لیے ہوے تھی اور سحر پڑھکر
ملک قاسم کی طرف پھینکے وہ سب بسبب برکت لوح کے بلا گردان ہوکر رہگئے کچھ اثر نہوا یہ ماجرا دیکھ کے
زنگار جادو بد حواس ہوئی اور ڈری کہ شاید یہ بھی سحر و ساحری مین دخل کامل رکھتا ہی جب تو اس نے
میرے سحر کو رد کر دیا اور سحر میرا اسپر کارگر نہوا بس خوف زدہ ہوکر بھاگی ملک قاسم نے تیغہ پلارک
افراسیابی کو علم کیا اور پیچھے اُسکے دوڑے اور کہنے لگے کہ کہان میرے ہاتھ سے بھاگ کر جائیگی بغیر مارے
نہ چھوڑونگا پہلے تو وہ ادھر اُدھر چہار طرف بھاگتی پھری اور قاسم کو حیران کیا کسی طرح زد پر نہ آئی اب ملک
قاسم نے شانے سے کمان لی اور تیر کو کمین پیوستہ کیا نشانہ باندھنے لگے جبکہ اُسنے یہ معرکہ دیکھا سمجھی کہ اب
جان نہ بچیگی جلدی سے دوڑکے **علمشاہ** پاس آئی اور اسم تحروم کیا کہ یہ بے حس ہوے خود بمکر
سحر سے غائب ہوکے **علمشاہ** کو لے اڑی اب **قاسم** تیر کسے مارین کہ وہ دکھائی نہین دیتی اور علمشاہ
اونچے ہوتے چلے جاتے ہین **قاسم** نے ایک چیخ ماری اور ہاے بابا جان کہکے رو یا کیے
اور پکارا کیے وہ بھی قاسم کو پکارتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ نگاہون سے ایک دوسرے کی چھپ گئے اب ملک قاسم نے
اپنے کو خاک پر گرا دیا اور حال اپنا بہت برا کیا روتے روتے بیہوش ہوگئے کسی طرح ہچکی نہ تھمتی تھی خاک پر تڑپنے لگے آواز
دردناک اُنکے رونے کی باہر گئی کہ ترک جوشن پوش اور شاہزادہ معظم خان بن بہرام گرد نے سنی وہ دونون گھبرا کے اندر چلے
آئے اور شہزادۂ ملک **قاسم** کو خاک پر سے اُٹھایا اور پانی لاکے منھ دھلایا اور حال سنکر
تشفی دی کہ خدا کو یاد کیجیے وہ مالک و حافظ ہی تو کوئی کیا کر سکتا ہی خدا کو منظور ہوگا تو پھر ملینگے
اب نہ روئیے اور صبر کیجیے انکے سمجھانے سے غم ملک قاسم کا کم ہوا اور باہر اُس درِ گنبد کے آئے
اور ایک شخص باہر درۂ طلسمی کے واسطے بلانے ستیارہ کے روانہ کیا کہ ستیارہ جب سے کہ ملک
قاسم طلسم کشائی کو آئے تھے درہ کوہ سے نہین ہٹے تھے وہین کھانا پینا اختیار کر لیا تھا جب کہ
حجاب طلسمی برطرف ہوا اسی وقت سے یہ اندر چلے آئے تھے راہ مین آدمی شہزادۂ ملک قاسم
کا ملا ساتھ اُسکے پاس ملک **قاسم** کے آئے پھر تو **قاسم** نے سب حال علمشاہ کا ستیارہ
سے بیان کیا بعد چند روز کے **طاؤس جادو** اور **ملکہ ناہید** سے رخصت ہوے اور باہر
طلسم کے مع بارگاہ اور خزانہ ہاے طلسمی آئے اور شاہزادہ گورزاد بن حمزہ صاحبقران
سے ملاقات کی ترک توسن اور معظم خان کو حکم دیا کہ فوج نوکر رکھو اور لشکر جمع کرو انھون نے حکم
جاری کیا اور بھرتی شروع کی ملک قاسم نے لاکھ سوار آزمودہ کار چھانٹے اور آپ ایک
زرہ یاقوت کی پہن لی اور شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کو بدستور تخت شاہی پر قائم رکھا
داہنی طرف معظم خان کو بائین جانب ترک جوشن پوش کو کیا اور آپ نقاب سرخ منھ پر ڈالکے

فوج بے قیاس سے طرف ترکستان کے روانہ ہوے خسرو خان خاوری نے بہت کہا کہ ای فرزند اب
تم جاتے ہو واللہ اعلم کہ کب آؤ اور دیدار فرحت آثار دکھاؤ چاہیے کہ پہلے خاور مین ہوتے چلو اور ملکہ خورشید
خاوری کو اپنا جمال دکھاتے جاؤ ملک قاسم نے کہا کہ نانا جان آپ کو اور والدہ کو حوالے خدا کے کیا
مین ابھی نہین جا سکتا ہون پھر آؤنگا اور آپ یہان سے خاور کو جائین اور ہمارا آداب خدمت مین والدہ
کی کہین اور جو ہمکو پوچھے سلام ہمارا کہدیجیے گا اور خزانہ طلسمی سے بہت کچھ دیا کہ یہ عزیزون کو اور
یگانون کو ہماری طرف سے دیجیے گا خسرو خان تو ناچار و مجبور طرف خاور کے روانہ ہوے
اور یہ جانب ترکستان برائے مقابلہ ترک توسن چلتے ہین

داستان ترک توسن یلطاقی کی بیان ہوتی ہی

کہ اسکو خبرون پر خبرین پہونچی ہین کہ تیرے بیٹے ترک جوشن پوش کو یون قاسم نے زیر کیا اور طلسم افراسیابی
کو بھی فتح کیا اور اب با فوج بسیار آنے والا ہی بس یہ دل مین اپنے قائل ہو گیا کہ بیشک سلطنت کو بہت جلد زوال
ہوگا اور زندگی بھی دشوار و محال ہی کچھ دنون کا کارخانہ ہی یہی تیر اقبال ہی جبکہ بہت خوف اسپر غالب ہوا تو
آنے گھبرا کر کاہنون اور رمالون کو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کیا ثابت ہوتا ہی کہ یہ لڑکا زوال سلطنت کا باعث تو
نہین ہی بلکہ یہی ہی اُن سب نے اپنے طریقون مین دیکھکر ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای شاہ ترکستان اسی
کے ہاتھ سے تجھکو امان نہین ہی اور وہ یہی ہی جسکی خبر ہم لوگون نے آپ کو دی تھی یہ سُنکر اُسنے نجومیون
سے کہا کہ پھر وہ میرا کیا کر سکتا ہی اور تم دیکھ لینا کہ کیسا محاربہ ہوتا ہی اور اس اپنے بیٹے ترک کو تو ایسی سزا دونگا
اور عذاب الیم مین مبتلا کرونگا کہ وہ یاد کرے کہ مسلمانون سے ملنے کی یہ سزا ہوتی ہی یہ کہکر ترک
نے چالیس لاکھ کا لشکر ساتھ لیا اور دو کوس ترکستان سے آگے بڑھکر مقام کیا یہان ملک قاسم طی مراحل
و قطع منازل کرتے ہوے قریب ترکستان کے پہونچے اور پانچ کوس ہٹکر مقام کیا کہ انکو خبر لگ گئی
تھی کہ اب یہان سے چار یا پانچ کوس پر شہر سے باہر ترک توسن میرے مقابلے کیلیے فوج
کثیر سے اُترا ہوا ہی ملک قاسم کو جب یہ خبر پہونچی تو یہ اُس وقت پاس گورزاد بن حمزہ کے بیٹھے ہوے
تھے جواب دیا کہ اگر بعزم پیکار شہر سے نکلا ہی تو آنے دو ہم خود اُسکے مقابلے کو آئے ہین اور وہان سے اُٹھکے
اپنی بارگاہ افراسیابی کی طرف کہ ہر منزل پر برپا ہوتی چلی آتی ہی چلے آتے تھے کہ اثنائے راہ مین ایک
پنجہ پیدا ہوا اور کمر زریجی کا بند پکڑکر بدے ہوا ہوا ہو گیا یہ حال دیکھکر لشکر اسلام مین سناٹا ہو گیا سب کے
چہرون کی رنگتین اُڑ گئین اندیشہ جان ہوا کہ اب دیکھیے ترک توسن یلطاقی کے ہاتھ سے کیونکر
جلنبری ہوتی ہی جب کہ ہراس زیادہ ہوا اور لوگ چہار طرف ڈھونڈھ کے پھر آئے اور کہین پتا شاہزادۂ
عالی تبار کا نہ لگا سب کہنے لگے کہ اب زندگی یہان ٹھہرنے مین نہوگی خصوصاً وہ لوگ کہ جنکو ابھی نوکر رکھا ہی ملازم
نودون سب سے زیادہ گھبرائے ہوے ہین گو کہ ابھی کوئی آفت نہین آئی ہی اور شہزادۂ ملک قاسم کے
گم ہونے کو عرصہ نہین ہوا ہی مگر وہ طریق سے اُن بہادرون کے واقف نہ تھے کہ یہ مؤید من اللہ اور
خسرو و نجاہ ہین انپر مدد خدا رہتی ہی سب آمادہ ہوے کہ کہین ہٹ چلو اور علیحدہ ہو رہو تا کہ جان
بچے اور شہریار ہمارا آئے تو اُسکے ہمراہ ہو لین مگر معظم خان نے جو یہ رنگ لشکر کا اپنے دیکھا
تو پھر اس مین سب کو جتلا پایا ہر ایک کی خاطر جمع کر دی اور کہا کہ صاحبو کیون ڈرتے ہو خدا کو

تو نہ ہو تو مقابلہ ترک سے مین کرونگا اگرچہ شاہزادہ میرا نہین ہو وہ بھی آجائیگا مین تو ہون تم کاہکو
بھاگے جاتے ہو اور ڈرتے ہو یہ جو معظم خان نے کہا تو ہراس فوج کا برطرف ہوا اور بھاگنے سے باز
رہے استقلال پیدا کیا اور وہان ہرکارون نے جاکر ترک توسن کو خبر دی کہ اب وہ لڑکا لشکر مین
نہین ہو پنجہ اسکو اٹھا لیگیا بس ترک توسن ملطانی نے طبل جنگ بجوا دیا ہرکارون نے خبر اہل اسلام
کو دی معظم خان نے بھی بادشاہ سے اجازت لیکر لشکر مین اپنے طبل بجوا دیا رات بھر طرفین مین تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے باہم دیگر صفین باندھکر مقابل ہوے نقیب نہیب دیکر چلے گئے
تھے کہ ترک توسن ملطانی خود مرکب کو چھوڑکر میدان مین آیا اور للکارا کہ ای فرقہ اسلامیان و یزدان شناسان
بمیدان بیایند یہ سنکر ترک جوشن پوش بن توسن نے اپنے گھوڑے کی باگ کو اشارہ کیا اور مرکب برے
سے نکالا ادہر سے تو یہ چلا اور دوسری جانب سے معظم خان بن بہرام نے اپنے مرکب کی باگ کو جھکا دیا
اور پرے سے مرکب کو نکالا مگر یہ جو دیکھا کہ ترک کسی قدر پیشقدمی کر چکا ہو تو باگ کو روکا مگر ترک جوشن پوش
نے شاہزادہ عالی تبار کو مجرا کیا مرکب سے اترکے اجازت میدان چاہی شاہ نے تخت کو کج کروا دیا اور
ترک جوشن پوش کو سینے سے لگایا اور تعریف جرأت کی کی پھر کہا کہ ای بہادر اگر تم مجکو بادشاہ اپنا اور جانتے ہو اور
میرے حکم کے تابع ہو تو اور کسی کو جانے دو کیونکہ تم بیٹے ہو اور ترک توسن تمھارا باپ ہو یہ سب جانتے
ہین شاہزادہ ملک قاسم بھی جب آئین گے تو مجھ کو الزام دینگے کہ تم تھے لشکر مین
اور پھر باپ بیٹے سے لڑائی ہو گئی اور تم نے نہ روکا اس سے یہ بہتر ہو میرے لیے کہ مین خود جاؤن
اُسنے کہا کہ ای شہریار آپ ملاحظہ فرمائین کہ مجکو سارا عالم برا کہیگا اور سب جانینگے کہ یہ بڑا نامرد
تھا کہ اپنے سامنے شاہ کو لڑوایا اور آپ منھ دیکھا کیا دوسرے مین نکل بھی چکا ہون یہ بھی آئین کو
آپ کے یہان کا کہ جو کوئی پہلے نکلتا ہو وہی لڑتا ہو اور ماسوا اسکے مین اُس سے لڑنے کو نہین جاتا
ہون بلکہ سمجھانے کو چلا ہون آپ کو کوئی الزام نہ دیگا القصہ ترک جوشن پوش نے شاہزادہ گورزاد
بن حمزہ سے اجازت لی اور سیدھا گھوڑا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا ادھر ترک توسن نے جو دیکھا کہ
بیٹا میرا مجھ سے لڑنے کو آیا ہو تو اُسکو دیکھکر ایسا غصہ آیا کہ تھرتھرانے لگا مگر ترک جوشن پوش جو سامنے
باپ کے آیا تو عوض تگاورزنی کے بہت فروتنی سے سلام کو خم ہوا اور سر جھکاکر مثل گنہگارون کے اور
ندامت زدون کے کھڑا ہوا ترک توسن نے یہ دیکھکر کہا کہ او موذی او ناشدنی اب تو مجکو کیون سلام
کرتا ہو کیونکہ تو نے پرستش خداوندان لات ومنات کی چھوڑ دی ہم سے اب تجکو علاقہ کیا ہو پہلے تو میری
ان تمام باتون کا جواب دے کہ مین نے تجکو کس لیے بھیجا تھا اور گیا تو کہان تھا ارے مین نے تجکو اسی
واسطے بھیجا تھا کہ تو جاکر مسلمان ہو جا اور وہین رہنا اختیار کر اب یہ بتا کہ مین تیرا حال کیا کرون اور کیا
سزا نافرمانی کی تجھے دون ترک بن توسن نے یہ سنکر کہا کہ ای پدر بزرگوار مین نے برا کیا کیا بلکہ بہت اچھا
کیا کہ مذہب باطل کو چھوڑکے دین حق اختیار کیا اور حقیقت مین کہ خدا وہی ہو جس کو کسی نے نہین
دیکھا اور قدرت اُسکی ہر چیز سے ہویدا ہو اور باقی وہ سب خداوند کہ جنکی پرستش آجتک کی تھی اور
اب آپ بھی کرتے ہین یہ کچھ اصل نہین رکھتے یہ تو بت ہین کہ سنگ تراشون نے اُنکو بنایا ہو اگر انکی ناک
کاٹ کر شہد لگایے تو مکھیان تک وہ اپنی نہ اُڑا سکینگے پھر جو اُنکو خدا جانے اور سجدہ کرے تو سراسر خلاف عقل ہو

آپ کو یہی چاہیے کہ کلمۂ توحید ورد زبان فرمائیے اور مکافات کو اپنے خدا سے معاف کرائیے دنیا چند روزہ کی ہے
اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے عقبیٰ کو پاک کیجیے اور مسلمان نہونے مین خسر الدنیا والآخرہ ہے دیکھیے کہ جس وقت سے
آپ نے اسلام اختیار کیا تھا سب طرف سے مطمئن ہوے تھے ہماری فکرین آپ کی مبدل بخوشی ہو گئی
تھین اور سب اہل اسلام وقت مصیبت مین آپ کے شریک ہوتے تھے اور ماسوا اسکے یہ تو اپنے دل مین
سوچیے کہ امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان نے کیسا احسان آپ پر کیا ہے کہ بادشاہی ترکستان کی آپ کو دی
ہے اگر انصاف کیجیے تو اُنکے احسان سے سر آپ کا اُٹھ نہین سکتا اور اب بھی کچھ نہین گیا ہے آپ میرے ہمراہ
تشریف لیچلیں مین بادشاہ سے آپ کو ملوا دون اور آپ کو اپنے ساتھ لیچلون یہ کلمات سنکر ترک توسن کو
غصہ آیا اور نیزہ سینۂ بے کینۂ ترک جوشن پوش پر مارا ترک نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا اور برکت
اسلام سے بائیسوین طعن مین نیزہ ترک توسن کا نکالدیا اُسنے خفیف ہو کر غصے سے تلوار ماری ترک
بن توسن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار انگل سر مین اُتر گئی دستانہ مارا تلوار چھینا
لے نکل گئی بادشاہ نے جو یہ حال دیکھا لوگون سے کہا کہ ارے ترک زخمی ہوا لاؤ اُسے لوگ دوڑے وہان
ترک توسن نے اُسے زخمی دیکھکر دوسرا وار کیا اب کی ترک بن توسن نے خالی دیکر خود بھی تیغۂ آبدار
کھینچکر بقوت تمام وار کیا ترک توسن نے سپر سامنے کی اور سر کو عقب مین سپر کے چرایا مگر تلوار نے سپر کو
کاٹا وہان سے عیال مرکب پر گری اور گھوڑے کو زخمی کیا گھوڑا تاب زخم کی نہ لایا اور گر کر تڑپنے لگا ترک
توسن کو دیکھا ملازم اسکے اسے پیدل دیکھکر اور گھوڑا لیکر دوڑے ترک توسن جب تک گھوڑے
پر سوار ہو بادشاہ کے لوگ بھی پہونچ گئے اور ترک جوشن پوش کو سمجھا بجھا کر فرمان شاہی
سے ڈراکر پھیر لائے وہان ترک توسن نے گھوڑے پر سوار ہو کر پھر مبارز طلب کیا اب کی معظم خان
بن بہرام گرد بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور ہمتگاور ہوے بعد اسکے ترک توسن
نے تیغہ مارا معظم خان نے سپر پر روکا اور خود بھی وار کیا دو دو تین تین ہاتھ چلے تھے کہ ایک مرتبہ
قدرے سر معظم خان کا زخمی ہوا اس بہادر نے بھی جوش غصے مین آکر تلوار ماری ترک توسن بھی زخمی
ہوا ابکی بار جو ترک توسن ملطاقی نے تلوار ماری معظم خان تو بچے مگر گھوڑا مارا گیا ملازمان لشکر
اسلام اور گھوڑا لیکر دوڑے مگر جب تک وہ لوگ آئین معظم خان نے ترک کے گھوڑے کو بھی پکڑ کر
ڈالا اسکے بھی ملازم گھوڑا لیکر چلے پہلے معظم خان کا مرکب آگیا یہ جست کرکے سوار ہوئے اتنے مین
ترک کا گھوڑا بھی ملازم لائے وہ سوار ہوا اسوقت لوگون نے ترک توسن کے کہا کہ اے شاہ
کاہن و منجم منع کرتے ہین لڑنے کو کہ آج ستارہ اچھا نہین ہے اگر آپ اسوقت چلے نہ آئینگے تو کیا
عجب ہے کہ ایذا پہونچے اور آپ تکلیف مین مبتلا ہون یہ سنکر ترک توسن نے طبل بازگشت بجوادیا
اور پھر کے اپنے لشکر مین آیا اور سب کو پھیر لایا یہ دیکھکر معظم خان بھی اپنے لشکر مین چلے آئے
اور خدمت مین شاہزادہ گورزاد کی حاضر ہوے گورزاد بن حمزہ صاحبقران سب کو ساتھ لیکر
داخل بارگاہ ہوے وہان بعد تھوڑی دیر کے سب ترکون نے دیکھا کہ لشکر اسلام ایک جانب
بھاگا جاتا ہے اور سب خوشیان کرتے ہوے دوڑے چلے جاتے ہین یہ دیکھکر ترک توسن سے
خبر کی اُسنے حکم دیا کہ تم لوگ دریافت کرو کہ یہ سب کہان دوڑے جاتے ہین لڑائی آج موقوف ہے

پھر بھاگنے کا کیا سبب لوگ اسکے خبر کو گئے اور صورت یہ تھی کہ ملک قاسم کو جو نیجہ لیگیا تھا تو باعث اسکا یہ تھا
کہ خان اعظم جو چھپکر غار افراسیابی مین بیٹھا تھا تو ساحرون کو اُسنے جمع کیا تھا اس ارادے پر کہ امیر حمزہ
صاحبقران کہیں سے مقابلہ کرونگا جب اسے یہ خبر پہونچی کہ امیر یہان نہین ہین اور ترکستان مین
ترک توسن نے بت پرستی جاری کی ہو تو اُسنے تامل کیا کہ اب جانا کیا ضرور ہو امیر تو وہان ہین نہین ہم
اور ترک توسن ہم مذہب ہین اور یہ بھی یقین ہو کہ جسوقت مین ترکستان جاؤنگا ترک توسن ضرور
مجکو نذر دیگا اس سے یہی بہتر ہو کہ ابھی نہ جاؤ مگر اب جو اسنے یہ خبر سنی ہو کہ گورزاد بن حمزہ اور نبیرۂ صاحبقران
ترک توسن پر چڑھ گئے ترک توسن بھی مقابلے کو نکلا ہو یہ خبر سُنکے خان اعظم نے ایک ساحر کو حکم
دیا کہ جلد جاکر تو قاسم کو اُٹھاکر ہمارے پاس لے آ ہم بھی تو دیکھین کہ وہ کیسا جوان ہو اور کسطرح کے دست و بازو
رکھتا ہو بس اسکے حکم سے وہ ساحر آیا اور قاسم کو اُٹھاکر لیچلا راہ مین قاسم نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہو
اور ہم کو کہان لیے جاتا ہو اُسنے کہا کہ تجکو خان اعظم نے بلایا ہو مین اُسکے پاس تجکو لیے چلتا ہون
ڈرتا کیون ہو قاسم نے نام خان کا سُنکر کہا کہ وہ کیا گیدی ہو جس سے مین ڈرونگا یہ تو بہت بہتر ہوا جو
اُسنے مجکو بلایا دادا جان کے سامنے سے وہ بھاگا تھا اب مین چلکر اُسکو قتل کرونگا غرض کہ نیجہ سنے
قاسم کو غار افراسیابی مین سامنے صلصال کے چھوڑا قاسم نے خان کو دیکھکر بطریق اہل اسلام
سلام کیا خان نے کہا او لڑکے تو کسکو یہان خدا پرست سمجھا ہوا ہو جو اسطرح سلام کرتا ہو اور تو نہین
جانتا کہ ہم سب بندے لات و منات کے ہین ہمارے سلام کرنے کا یہ آئین نہین ہو تو نے خداے آسمان
کا نام لیکر سلام کیا اور کچھ خوف ہمارا نہ کیا بس تیرے لیے بہتری اسی مین ہو کہ لات و منات کو سجدہ کر
نہین تو تیرے حق مین بہت برا ہوگا اسے اپنے دل مین خوب طرح سمجھ لے کہ مفت مین مارا پڑیگا یہ
جو قاسم نے سنا تو سدہا بار لات و منات پر لعنت کی اور خان اعظم کو بھی کلمے سخت کہے اُسنے غصے
مین آکر اپنے لوگون سے کہا کہ جاکر اس لڑکے زبان دراز کو قتل کرو بڑا بدزبان ہو کہ جناب مین خداوندان
کی بے ادبی کرتا ہو ملازمون نے صلصال کے جلاد کو پکارا وہ اُسی وقت حاضر ہوا صورت یہ کہ ناک
کان کے بار گلے مین پہنے ہوے بہت مہیب صورت نیلی پگڑی سر پر لپٹی ہوئی تلوار کے خون پوچھنے کا
رومال شانے پر پڑا ہوا سامنے ملک قاسم کے آکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ او لڑکے اب زندگی تیری نہوگی
کہ حکم خان اعظم کا تیرے قتل کو پہونچا ہو جو کہنا ہو کہلے جو سنا ہو سن لے کہ آرزو تیری نکال دیجاے
بعد کو پھر قتل کرین قاسم نے کہا کہ مجکو کہنا سننا نہین ہو تو اپنے کام مین مشغول ہو مگر یہ کر
کہ میرا منھ قبلہ کی طرف پھیر دے بس یہی آرزو میری ہو اُسوقت جو لوگ وہان تھے خرد سے
کلان پیر سے جوان تک سب افسوس کمسنی پر قاسم کی کر رہے تھے کہ یکایک برق چمکی اور
نیجہ پیدا ہوا قاسم کو اُٹھا لیگیا سب دیکھتے رہگئے قاسم کی جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک پہاڑ پر
دیکھا اور سامنے ایک زن بست سالہ کو دیکھا کہ وہ عورت لباس سفید اور پُر تکلف پہنے ہوے ہو اور نہایت
حسینہ اور جمیلہ اور شکیلہ تھی اور ہزار ہا کنیزین مصاحبین انیسین جلیسین جادوگرنیان خدمت مین اُسکی
حاضر ہین اور خدمتگذاری مین اُسکی مصروف ہین قاسم نے اُس سے کہا کہ کیا تم بھی عاشق ہو جو تم نے
مجکو یہان بلوایا ہو اُسنے جواب دیا کہ محبت تو مجکو بیشک بہت ہو اور دل سے تمپر فدا ہون قاسم نے

یہ سنکر کہا کہ تم تو بہ نسبت میرے سن رسیدہ ہو اور عمر تمھاری مجھے زیادہ معلوم ہوتی ہو اور اطوار تمھارے یہ ہین کہ اپنے
سے چھوٹون پر عاشق ہوتی ہو یہ بہت بری حرکت ہو اگرچہ مین یہ جانتا ہون کہ وہان میری جان جاتی اور یہان
آنے سے جانبری ہوئی لیکن وہ مرنا مجھے اس جینے سے بہتر تھا کہ تم میرے منھ پر کہتی ہو کہ مجھے تم سے محبت ہو باتین
قاسم کی سنکر وہ عورت ہنسی اور کہا ارے لڑکے مین تیری بزرگ ہون کیا بزرگ خردون سے محبت نہین
رکھتے ہین قاسم نے کہا مین بھی آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون مگر آپ کس رشتے سے میری بزرگ ہین اُس عورت
نے کہا کہ مین زوجہ ہون شیرویہ کی اور بہو ہون امیر کی امیر نے مجھسے وعدہ کیا ہو کہ مین ضرور تمکو ساتھ
شیرویہ نامدار کے بیاہونگا اور شادی کر دونگا مگر وقت کا مقتضا ہو کہ ابتک بے نیل مرام ہون اور وصل
سے شاہزادے کے ناکام ہون دیکھیے کب تک فلک ناکامیاب رکھتا ہو اب سمجھے کہ اب بھی نہین مین
چچی تمھاری ہون خدا تمکو سلامت رکھے یہ سنکر قاسم نے کہا کہ حقیقت مین اس صورت سے تم میری چچی ہو
اسمین فرق نہین شیرویہ بیشک میرے چھوٹے چچا ہین اُنکا نام مین نے اپنے والد سے سنا ہو اور ماں نے تیری
سب کے نام بتلا دیے ہین مگر ابھی مین نے اپنے عزیزون کو دیکھا نہین خدا چاہیگا تو اب دیکھونگا
لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہو اور حیرت کا مقام ہو کہ تم کیسی بہو امیر با توقیر کی ہو اور زوجہ اُنکے
فرزند کی کہ سر میدان بالاے کوہ بے پردہ و حجاب بیٹھی ہوئی ہو کچھ شرم و لحاظ میدان مین
پھرنے کا اور صحرا نوردی کا نہین نام کی تو غیرت چاہیے امیر کی بہو ہو کر اور یون پڑی پھرتی ہو جو
کوئی سنیگا تو اُنکو کیا کہے گا تمھارا تو کچھ نہ جائیگا اُنکا نام خراب ہوگا ایک تم بہو امیر با توقیر کی ہو اور ایک
ہماری ماں ہین ملکہ خورشید خاوری کہ کیسی مجھپر عاشق و شیدا ہین کہ روح و جان مجکو سمجھتی ہین اور ایک
لحظہ نظر سے اوجھل رہنا شاق ہو مگر جبکہ مین ترکون سے لڑنے کو قلعۂ خاور سے باہر نکلا تو وہ اسقدر بیتاب
تھین کہ جسکی حد نہین مگر پردے سے باہر قدم نہین نکالا کیونکہ بے پردگی اُنکی باعث ہتک حرمت بزرگون
کی تھی اور وہ زوجہ ملکشاہ رومی کی ہین باپ میرے اگر سن لیتے کہ زوجہ میری بیٹے کی محبت مین گھر سے
نکل پڑی تو اُنکو بھی بہت ملال ہوتا اور خدا جانے کیا عوض اُسکا کرتے دوسرے عالم دیکھکر ہنستا کہ واہ
کیسی بہو امیر کی ہین کہ شرم و لحاظ نہین گھر سے نکل پڑتی ہین بہوؤن کا یہ شیوہ نہین ہوتا کہ گھر سے باہر
قدم نکالین کیسی ہی مصیبت کیون نہو اس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ جھوٹھ بولتی ہین استغفر اللہ مجکو
کبھی اعتبار نہ آئیگا کہ تم میری چچی ہو اور بہو صاحبقران عالیشان کی ہو یہ سنکر محروق جادو نے کہا
ای فرزند تمھاری ماں مین اور مجھ مین بڑا فرق ہو وہ جو باہر نہین نکلین اور قدم گھر سے نہین نکالا تو باعث
یہ تھا کہ وہ لوگ بجز محافے اور چنڈول اور بانفل کے کسی چیز پر سوار نہین ہوتے ہین اور ہم لوگ
سوا تخت کے دوسری سواری نہین رکھتے اور ماسوا اسکے ماں تمھاری عقد مین شاہزادۂ رستم پیلتن کے
ہین کیونکر باہر آئین اور مین تو پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ ابھی عقد میرا ساتھ شیرویہ کے نہین ہوا فقط
امیدوار ہون اور امیر اقرار کر چکے ہین دیکھیے کب مدعا حاصل ہوتا ہو اور ہم لوگ ساحر ہین سر
میدان لڑتے ہین پھرنا کیسا محروق جادو ہمارا نام ہو قاسم نے کہا کہ اب مین نے جانا
بیشک آپ میری چچی ہین اور مہربانی بزرگانہ فرماتی ہین کہ زیر تیغ مجکو دیکھکر بلوا لیا اور جان کو میری
بچایا مین ممنون آپکا ہون اللہ آپکو سلامت رکھے لیکن اب امیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ مہربانی فرمائی ہو کہ

جان میری بچائی وہان یہ بھی کیجیے کہ مجکو میرے لشکر تک پہونچوا دیجیے لشکر میرا روبرو ترکستان کے پڑا ہوا ہی محروق
جادو نے کہا کہ ای فرزند چلے جانا ابھی مین نے تمکو اچھی طرح دیکھا نہین ہی دعوت تو کر لون جلدی کیا ہی قاسم نے
کہا کہ مین بمقابلہ ترک توسن ملیطاقی کے تھا جب پنجہ لیگیا تھا بیٹے صلصال نے بلوا لیا تھا اور قتل کرتا تھا کہ آپ نے
بچا لیا مین ملازم میرے اور رفیق میرے سب پریشان ہونگے کیونکہ ترک توسن پہلوان زبردست ہی خدا
جانے اُسنے کیا حال میرے لشکر کا کیا ہوگا سوا میرے لشکر مین کوئی اُسکے مقابل کا نہین ہی میرا جلد بھیجدینا
مناسب ہی یہ سُنکر محروق جادو نے تخت پر قاسم کو سوار کیا اور کئی ساحر اپنے ساتھ اُنکے کر دیے اور تاکید کر دی
کہ خبردار خوب دریافت کرکے انکو انکی فوج مین پہونچا دینا دھوکا نہ کھانا کہ کہین کسی اور کے لشکر مین آتار دو
اگر ایسا کیا تو سزا دونگی اور پہونچا کر رسید انکی مُہری لائے مجھے دو ساحر بموجب حکم ملکہ محروق کے تخت کو لیکر
اُڑے اور تھوڑی ہی دیر مین اُنکو ترکستان مین لے آئے جب قاسم نے قلعہ ترکستان کو پہچان لیا تو کہا
اے جادوگرو ہمکو یہین آتار دو لشکر ہمارا یہین ہی وہ سامنے جو لشکر مین نشان اور جھنڈے معلوم ہوتے
ہین وہی ہماری سپاہ ہی اُنھون نے کہا کہ شاہزادۂ عالم ملک قاسم ابھی فاصلہ بہت ہی یہان اُترنا بہتر نہین
ہی کیونکہ آپ بلند ہین اس سے نزدیک معلوم ہوتا ہی ابھی ہم نہ آتارینگے قاسم نے اُنکو گالیان دین اور کود
پڑنے کو مستعد ہوے آخر اُنھون نے مجبور ہوکے تخت زمین پر آتارا اور مہر کروائی اور رسید لیکر راہی ہوے
یہ تیغ بکف چلے چلتے چلتے عاجز آگئے خدا خدا کرکے بعد قطع مسافت قریب جو پہونچے اور انکے لشکر نے انکو آتے
دیکھا سب دوڑ پڑے ہرکارون نے ترک توسن کے جو یہ دیکھا کہ باحشم و خدم لشکر ملک قاسم کا ایک
طرف کو گیا ہی اور سنا کہ ملک قاسم آتے ہین دوڑ کر ترک توسن سے خبر کی کہ لشکر حریف کا جو بھاگا ہوا
گیا ہی سبب یہ ہی کہ وہ لڑکا جسے پنجہ لیگیا تھا اب کہین سے آیا ہی لوگ اُسی کو لینے کو گئے ہین ہرکارے
یہ کہہ رہے تھے کہ آواز شادیانون کی پیدا ہوئی اور توپین دمظلے کی چھوٹنے لگین نوبت و نقارے بجنے لگے ترک
توسن یہ سُنکر زرد ہو گیا اور اندام مین رعشہ پڑ گیا مانند برگ بید کے تھرایا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین آخر
بارگاہ سے اُٹھ گیا اور خیمے مین جاکر سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک سیاہی پیدا ہوئی ہی اور آسنے آگے میرے تمام
لشکر کو گھیر لیا ہی اور اسقدر اندھیرا ہی کہ دم گھٹا جاتا ہی ہر چند آنکھون کو مل ملکر آسنے دیکھا بجز تیرگی کے کچھ نہ دکھائی
دیا جب تو یہ گھبرایا اور خواب مین بدحواس ہونے لگا اتنے مین ایک لکیر نور کی درمیان اُس تیرگی کے پیدا ہوئی
اور پھیلنے لگی اور اُس سفیدی مین ایک باز سفید بلکہ شہباز تیز پرواز کنان آیا اور اس شہباز نے سر پر ترک توسن
کے اس زور سے منقار ماری کہ بھیجا نکل آیا اور سر مین اسکے سوراخ پڑ گیا یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی گھبرا کر سر کو ٹٹولنے
لگا کہ زخم تو نہین ہی غرضکہ جب صبح کو دربار کیا تو نجومیون اور کاہنون کو بلایا اور خواب اپنا بیان کیا اور
کہا کہ تعبیر کا خواہان ہون اُنھون نے کہا کہ ای شاہ ترکستان بدان و آگاہ باشید کہ وہ سیاہی کفر کی ہی اور سفیدی
جو تو نے دیکھی تو یہ نور اسلام ہی اور باز سفید وہ باز نہین ہی بلکہ شیر بیشۂ خاوری نبیرۂ صاحبقران
زیجاہ ملک قاسم خفتان خونریز خاور ہی اور یہ لڑکا وہی ہی کہ جس سے تمھاری سلطنت کو زوال
ہوگا اور عجب نہین کہ وہ تجکو زخمی کرے اور کیا بعید ہی کہ جان بھی تیری ہاتھ سے اُسکے جائے کیونکہ زخم
سے مغز سر کا نکل آنا دلیل جان کے جانے کی ہی یہ سُنکر ترک توسن بہت پریشان ہوا اور
ارادہ بھاگ جانے کا کیا کہ جان ہی تو جہان ہی اگر جان جائیگی تو دولت دنیا کس کام آئیگی

پھر یہ سوچا کہ ای ترک بھاگ جانا بھی اچھا نہین ہو کیونکہ سب خلق تجھکو ہنسیگی کہ اتنا بڑا جوان اور اسقدر لشکر
رکھتا تھا اور ایک لڑکے سے بھاگ گیا یہ بات خوب نہین ہو قبل از مرگ واویلا نہ کرنا چاہیے پہلے ایک مقابلہ
کرے جب زخمی ہونا تو علاج کے بہانے بھاگ چلنا یہ سوچکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کیون صاحبو بھلا یہ
لڑکا میرا کیا کریگا اور اب مین اتنی جلدی اسکو مارے لیتا ہون کہ تم سب کو حیرت ہو جائے بجاؤ طبل جنگی پھر صبح
کو جو کچھ ہو گا آپ ہی دیکھ لینا مین کیون ابھی شیخی مارون یہ سُنکر سب نے تعریف ترک کی کی کہ بھلا آپکا سامنا
وہ کیا کریگا وہ وہی ہو آپ آپ ہی ہین نہین معلوم کہ نجومی لوگ کیا کہتے ہین بلکہ ہمکو تو یہ ثابت ہوتا ہو
کہ نجوم مین تھوڑی بات بہت معلوم ہوتی ہو وہی نظر آیا ہو گا شاید کہ لڑائی مین آپکے قدرے زخم سر آئے
اُنھون نے اسکو ایسا طول دیا یہ کہکر طبل جنگی ملازمان ترک توسن نے بجوا دیا آواز نقارۂ رزمی کی پیدا ہوئی
صاحب کارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت مین شاہزادۂ نامور کے حاضر ہوے اور بیان کیا شہزادے نے فرمایا
کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے کچھ اندیشہ نہین ہو تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ مردان میدان
اسباب رزم کو دیکھتے رہے تمام شب بیداری جانبین مین رہی صبح کو دو سپاہ مین جنگاہ مین آئین اُدھر سے
ترک توسن ملطاقی کرگدن مست پر سوار چالیس لاکھ ترک خون آشام پشت پر ادھر سے شاہزادہ گورزاد
بن حمزہ کو ملک قاسم نے تخت پر سوار کیا آپ بعہدۂ سپہ سالاری آگے آگے تخت کے گھوڑے
کو جولان کرتا ہوا لباس یاقوتی زیب تن کیے ہوے ایک طرف کو ترک زرہ پوش بیٹا ترک توسن
ملطاقی کا دوسری جانب معظم خان بن بہرام گرد لباس سرخ پہنے ہوے تیس لاکھ کی جمعیت سے
میدان کارزار مین صف آرا ہے غرضکہ ترک توسن ملطاقی میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے وہ لڑکا
خاوری کہان ہو آئے میرے سامنے اسطرح مارڈالون کہ ماہیان دریا اور مُرغان ہوا اسکو روئین یہ سُنکر
قاسم کو غصہ آیا اور چھیڑکر خوشخرام تیزگام کو معرکۂ جنگ کے عازم ہوے اور سامنے شاہ کے آئے گورزاد بن حمزہ
سے اجازت چاہی اُنھون نے کہا کہ ای شہزادے ابھی کیون جاتے ہو اور کسی کو بھیجو اُسکی لڑائی کا انداز دیکھ
پھر جانا ابھی تمھارا جانا مناسب نہین ہو قاسم نے یہ سُنکر ناک بھوین چڑھائین اور دل مین کہا کہ چچا جان
بھی نہایت کم جرأت ہین کہ مجکو روکتے ہین اور ظاہر مین یہ کہا کہ ظل اللہ کیا آپ نے نہین سنا کہ وہ مجکو
بلاتا ہو اور نام لیتا ہو پھر اب مین کیونکر نہ جاؤن وہ یہ نہ سمجھے گا کہ قاسم مجھسے ڈر گیا اور نہ نکلا یہ سُنکر گورزاد
نے کہدیا کہ خیر آپ ہی جائیے مین نے نہین سُنا تھا کہ اُسنے آپکو پکارا ہے بس ملک قاسم گھوڑا اُڑا کر سامنے
ترک توسن کے آئے اور تگاور زن ہوے چھ قدم گھوڑا ترک کا پسپا ہوا ترک کو غصہ آیا
اور پکارا کہ دشمن توسی او لڑکے خاوری کہ تو نے جو طلسم کو فتح کیا اور مال و خزانہ و بارگاہ وغیرہ کو لیا
تو کچھ شاہ ترکستان کے سپے نہ لایا اسکی کیا وجہ قاسم نے کہا او گیدی تو بکتا کیا ہو اور کہتا کیا ہو تو بھی
اس قابل ہو کہ خلعہ سپاہ تجکو مدد دیتا بس خبردار زیادہ کلام نہ کرنا لا ضرب کونسی رکھتا ہو ترک
نے برچھا مارا اُنھون نے برچھے کو برچھے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی کہ ستر ہوین طعن مین سنان تیزے
کی قاسم نے نکالدی جب اُسے خبر بھی نہوئی کہ کب سنان نکل گئی تو قاسم نے چھڑ کو چھڑ پر مارا کہ ڈنڈ
ترک کے نیزے کی ٹوٹی یہ اور بھی خفیف ہوا تلوار کھینچ لی چاہا تھا کہ وار کرے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور
قاسم کو اُٹھا لے گیا یہ دیکھ کر ترک کی جان مین جان آئی ورنہ بیدم ہو رہا تھا سوسے

آسمان دیکھکر ملک قاسم کو چلایا کہ ای لڑکے اب کہان جاتا ہی ذرا سامنے تو آ دیکھ کیا حال کرتا ہون یہ تو یقین
لگتا رہا اور نیچہ ملک قاسم کو لیکر غائب ہوگیا ترک توسن نے اپنے ملازمون سے کہا کہ دیکھا تم نے کیسا وہ لڑکا
میری نہیب شمشیر سے بھاگا جب اسنے یہ دیکھا کہ اب مین مارا جاونگا تو سامنے سے میرے چلا گیا حمزہ نے
حمایتی تو لگا ہی رکھے ہین کہ دیو و پری نگاہون سے پوشیدہ لگے رہتے ہین اور تاکید ہی کہ اگر مجکو یا میری اولاد کو
مصیبت مین مبتلا دیکھنا تو اٹھا لیجانا وہی دیکھ رہے تھے اور اٹھا لیگئے سب نے ترک توسن کی تعریف کی
کہ آپ ایسے ہی ہین بھلا کہان آپ اور کہان وہ لڑکا یہ سنکر ترک پھر کر خیمے مین گیا اور لڑائی اس روز موقوف
رکھی اور لشکر مین قاسم کے سناٹا ہوگیا جسکو دیکھا بیدم پایا یہان تو سناٹا ہی اور سب اداس ہین کہ دیکھا چاہیے
اب ترک توسن کیا کرتا ہی اور وہان شاہزادہ قاسم نے جو دیکھا کہ کوئی مجکو زمین سے اٹھا کر لیے جاتا ہی بس یہ
خیال کیا کہ دیکھو تو کہ یہ ہی کون اور چارطرف ہاتھ دوڑایا کسی کو بھی نہ پایا پھر تو انھون نے ہاتھ اونچا کیا تو اتفاق
سے ایک شاخ انکے ہاتھ مین آگئی اور وہ دیو تھا کہ نیچہ بنکر لے چلا تھا بس ملک قاسم نے شاخ اسکی زور سے کھینچی
کہ اگر وہ دیو سرتا زمین جھکا دے تو یقین تھا کہ شاخ ٹوٹ جاتی مگر اسنے غل مچایا کہ ارے لڑکے کیون مجھے ہلاک
کرتا ہی مین تیرا دشمن نہین ہون شاخ کو میری چھوڑ دے تجھے پرستان لیے جاتا ہون یہ سنکر ملک قاسم نے شاخ
اسکی چھوڑ دی اسنے انکو پرستان مین پہونچا دیا کہ ایک مجمع دیو و پری کا تھا مکان مین دردانہ پری کے ہزارہا
دیو و پری بیٹھے تھے مگر انھون نے کسی کو نہین دیکھا کیونکہ دیو پری آدمی کو نہین دکھائی دیتے تا وقتیکہ سرمہ
سلیمانی آنکھون مین نہ لگا ہو رضوان پری مان دردانہ پری کی دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اسنے
حکم دیا کہ جلد انکی آنکھون مین سرمۂ سلیمانی لگاؤ کارندون نے حسب الحکم میل سرمہ کی آنکھون مین پھیر دی
اب تو قاسم نے دیکھا کہ پریزاد لباس جواہر دوز پہنے ہوے بیٹھے ہین اور مجمع پریون کا دروازے
پر ہی ایسی پریان ایسے مجمع انھون نے کبھی دیکھے کاہیکو تھے محو تماشا ہوگئے لیکن رضوان پری نے
نے باادب انکے سامنے آکے سلام کیا اور عرض کیا کہ لونڈی کو آپ نے سرفراز کیا عزت بڑھائی کہ میرے
سلیمان ثانی کا قدم میرے گھر مین آیا آبرو بڑھی مین ساری عمر سرنگون آپ کے احسان کی رہونگی یہ کہکر
اندر ایوان طلائی کے لیگئی قاسم نے اندر آکر عجب عمارت بازیب و زینت دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور وہان
دردانہ پری نے جو ملک قاسم کو دیکھا کہ ایک جوان مہ لقا بالباس سرخ آیا ہی یہ بھی فریفتہ ہوئی رضوان
پری نے ملک قاسم کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہو رہی اسمین اس دیو نے
کہ ملک قاسم کو لایا تھا ہاتھ باندھکر رضوان پری سے کہا کہ مجکو تو اس بہادر نے مار ہی ڈالا ہوتا کیا
کہتا ہی انکے زور و قوت کا پکڑکر شاخ کو میری اس زور سے جھٹکا دیا تھا کہ اگر مین فریاد نہ کرتا تو شاخ
میری میرے سر مین قائم نہ رہتی لیکن جب مین نے کہا کہ مین دشمن نہین ہون اور پرستان لیے چلتا ہون
تو میری شاخ چھوڑ دی نہین تو مار ہی ڈالا ہوتا رضوان پری نے کہا کہ ماشاء اللہ چشم بدور اور
ملک قاسم نے رضوان پری سے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ تم نے جو مجکو حریف کے سامنے سے بلوا لیا اسکا
کیا سبب ہی اور مطلب اپنا مجھسے کہو کہ کیا ہی رضوان نے عرض کیا کہ میری لڑکی دردانہ پری یہ جو
سامنے آپکے حاضر ہی اسکی ابھی شادی نہین ہوئی ہی ایک دیو الماس بیٹا سماعت کا ہی وہ اسکے حسن و
جمال پر عاشق ہی اور مجھسے طلب کرتا ہی کہ اس کے ساتھ شادی مین کرونگا مجھے دے لونڈی کو یہ بات

یہ بات منظور نہین ہی جسطرح امیر نے مدد آسمان پری کی کرکے حرمت کو اُسکی بچایا تھا اور عفریت کو مارا تھا اُسی
طرح آپ میری حرمت کو اُسکے ہاتھ سے بچایئے اور الماس کو ماریئے کہ میری بیٹی کی جان بچے وہ دیو ہی اور
ہم بھی جان ہین ہمارے اُسکے نسبت اور رمل کیا ہی مین نے لاہوت سے کہ عزیزہ عبد الرحمن جنی کے ہین اور علم
رمل مین بھی دخل رکھتے ہین آنسے پوچھا تھا کہ کئی شکستین ہو چکی ہین یہ کسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہان تو کوئی ایسا نہین
ہی کہ اُسے زیر کرسکے اُنھون نے علم رمل سے دریافت کرکے مجھسے کہا کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ملک قاسم
کے ہاتھ سے اُسکی شکست ہی اور یہ مارا جائیگا اسواسطے لونڈی نے آپ کو تکلیف دی ہی اُمیدوار ہون کہ آپ الماس
کو مارکے جان میری لڑکی کی بچایئے جسطرح آپ کے دادا جان نے شہیال بن شہرخ کی مدد کرکے آسمان
پری کو ہاتھ سے عفریت کے بچایا تھا اُسی طرح آپ بھی الماس کو ماریے خدا آپ کو بہت عرصے تک سلامت
رکھے دوست آپکے شاد دشمن پائمال رہین آپ کی ذات کرم گستر ہی آپ لوگ بیکسون کی مدد کرنا لازم
جانتے ہین اور بے بسون کو نجات رنج والم سے دیتے ہین شہزادہ ملک قاسم نے یہ سنکر کہا
کہ ای رضوان پری خیر کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ بہ ضرورت تم نے مجکو بلایا ہی ورنہ بڑا رنج ہوا تھا کہ حریف
کے روبرو سے دیو تمھارا مجکو اُٹھا لایا تھا اگر وہ شور وغل نہ کرتا تو مجھے ایسا غصہ تھا کہ اُسے بھی مین نے مار ہی
ڈالا ہوتا لیکن خیر جو ہوا سو ہوا اب تم جو کہتی ہو مین وہی کرونگا یہ سنکر رضوان پری خوش ہوگئی اور بولی کہ ای
شاہزادے آپنے مجکو مول لیلیا اور بڑا احسان کیا مجکو معلوم تھا کہ لندھور نے بھی دیو کو مارکے اشتدہ
پری کو بچایا تھا اگر حضور نہ سرفراز فرماینگے تو لندھور وغیرہ سے مدد چاہونگی مگر آپ کے ہوتے کیونکر انسے
کہتی کہ آپ مقدم تھے پہلے آپ ہی سے عرض کیا اور کسی کی ممنون نہوئی یہ کہکر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو
کارپردازون نے فرش انبساط بچھایا اور ارباب نشاط کو لاکر حاضر کیا جام شراب گردش مین آیا ناچ سامنے
ملک قاسم کے ہونے لگا وہ پریون کا ناچ اور پرستان کے باجے عجب کیفیت تھی ملک قاسم
نہایت محظوظ ہوے اور ایسا وہ ناچ مرغوب ہوا کہ ہمہ تن چشم ہوکر دیکھنے لگے اتنے مین ایک پریزاد گلفام
جام شراب سرخ رنگ کا سامنے انکے لائی اُنھون نے بھی بزم عیش دیکھکر پی لیا اور نشہ ہوا پھر تو اور ہی
کیفیت ہوگئی اور دین و دُنیا سے فراموش ہوگئے یہان تو یہ عالم ہی اور وہان مخبرون نے دیو الماس سے جاکر
کہا کہ رضوان پری نے پردۂ دنیا سے ایک آدمزاد کو واسطے مدد کے بلوایا ہی جسطرح شہیال بن شہرخ نے
امیر کو بلا کے عفریت کو قتل کروایا تھا اب وہ آدمی کیا ہوا ہی اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی اور دُردانہ پری بھی پاس
اُسکے بیٹھی ہی کیا عجب ہی کہ رضوان پری دُردانہ پری کو اُسی سے منسوب کردے الماس نے جو یہ
سنا آگ لگ گئی اور وار شمشاد پکڑ کے طرف رضوان کے چلا کہ اب اُس عورت کی شامت آئی ہی
کہ آدمزاد کو واسطے مدد کے بلایا ہی بلکہ اُس آدمی کے سبب سے جان اُسکی بھی جائیگی پہلے اُس آدمی کو
قتل کرون تو پھر اس رضوان کو مارونگا یہ سنکر سب دیوون نے تعریف الماس کی کی کہ بھلا تیرے
سامنے آدمی کی کیا اصل ہی الماس تعریف اپنی سنکر اور پھولا اور چڑھ دوڑا ایک ساعت مین جا پہنچا
تو دیکھا واقعی ملک قاسم پاس دردانہ پری کے بیٹھے ہوے ہین اور دور شراب کا چل رہا ہی
ناچ ہو رہا ہی بس ہمہ تن آتش غیظ بنکر شعلہ ور ہوا اور پکارا کہ او آدم زاد سفید دندان و سیاہ سر اسے تو
نے یہ کیا مکر کیا اور کیا سمجھکر یہان بیٹھا ہی کچھ خوف تجکو ہمارا نہوا تو نہین جانتا کہ مین کئی لڑائیان ما

چکا ہون اور جس طرح ہوگا در دانہ پری کو رضوان سے دونگا تو اپنی جان دینے کو کیا سمجھ کر آیا ہو مین اگر تو کہے تو مین تجکو تیرے مان باپ کے پاس کسی دیو کے ذریعہ سے پہونچا دون ملک قاسم نے جو یہ سُنا تو کھڑے ہوگئے لیکن سب پریزاد کہ حاضر صحبت تھے ایسے بدحواس ہوے کہ چھپنے لگے اور سارے ایوان مین سناٹا پڑگیا بس پھر تو ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ او گیدی تو بکتا کیا ہو اور کیا جھک مارتا ہو کیا نہین جانتا ہو کہ جہان ہم لوگ جاتے ہین تا وقتیکہ دُشمن کو مار نہین لیتے ہین قدم نہین ہٹاتے اب بھلا مین بغیر قتل کیے تیرے کب جاتا ہون یہ سُنکر الماس نے وار شمشاد قاسم پر ماری شاہزادے نے وار کو خالی دیا مگر وار جو سنگ لاخ پر پڑی تو شرارے پیدا ہوے دیو پکارا کہ او آدم زاد افسوس شور بہ تیرا مین نے نہین کھایا قاسم پکارے کہ ابے کلنگ دراز گس کو تو نے مارا مین تو موجود ہون یہ سُنکر اُسنے پہلو کی طرف جو دیکھا تو قاسم کو کھڑے پایا بس اُسنے غیظ و غضب مین آکے پھر وار ماری ابکی بار شیر بیشۂ خاور نے تڑپ کر جست کی اور پھر وار کو خالی دیا دیو نے دیکھا کہ دو وار تیرے خالی گئے وار پھینک کر تیغ پر ہاتھ ڈالا قاسم نے جلدی سے جست کرکے شاخ اُس کی پکڑلی اور اس زور سے کھینچا کہ اگر وہ سر نیچا کردے تو شاخ سر سے اُکھڑ آئے لیکن جب سر اُسکا زمین سے جا لگا تو قاسم نے پہلو کی جانب جھٹکا دیا کہ شاخ سنتڑاق سے ٹوٹ گئی اور ڈریڑا خون کا سر سے اُسکے مثل پرنالے کے جاری ہوا بس الماس بدحواس ہوکے چیختا ہوا بھاگا جب سب پریزادون نے دیکھا کہ آدمزاد نے دیو کو زخمی کیا اور شکست دی وہ بھاگا جاتا ہو سب جہان جہان چھپے تھے نکل آئے اور قاسم پر سے زر و جواہر نثار کیا گر دپھرے شاہزادے نے رضوان پری سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہو کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اور اب بھی سامنے بھاگا جاتا ہو لیکن کیا مجبوری ہو کہ نہ تو مین پر رکھتا ہون کہ اُڑکے اُسکو مارون اور جانے نہ دون اور نہ کوئی سواری ایسی ہو کہ اسکا پیچھا کرون رضوان پری نے کہا کہ اے شہریار دولت مدار یہ سب دیو اور پری جو روبرو حاضر ہین آخر کس کام کے ہین جسپر چاہیے سوار ہوکر پیچھے اسکے جائیے یہ غلام آپ کے ہین یہ سُنکر ملک قاسم نے دیوزادون کی طرف دیکھا ایک دیو دراز قد و فربہ کو اشارہ کیا وہ سامنے آکے بیٹھ گیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوے اُسنے گردن پر بٹھا لیا دونون پاؤن دونون طرف لٹکے ہوے ہین اور یہ ملک قاسم کو لیکر اوڑا اور اونچا ہوا اب ملک قاسم نے نگاہ دوڑائی کہ دیکھون حریف نظر آتا ہو یا نہین دیکھا تو دیو الماس بھاگا جاتا ہو اتنے مین اُسنے بھی جو پلٹکر نظر کی دیکھا کہ ملک الموت چلا آتا ہو ملک قاسم نے اُسے اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھکر للکارا کہ او نابکار بھاگ کر کہان جائیگا جہان جائیگا وہین گھسکر مارونگا جان نہین چھوڑونگا دیو یہ آواز سُنکر اور بدحواس ہوکر تیز بھاگا

اب آگے دیو ہو پیچھے ملک قاسم تیغ بکف گرد

دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جو رستے مین خبر آمد فتنہ کی سُنکر اترے تھے اور سد راہ ہوے تھے کچھ دنون مین فتنہ بھی آیا اور پلیع فرسخ پر اترا جب یہ سُنا کہ امیر راہ روکے ہوے ہین تو بیس لاکھ دیو دون سے اُتر پڑا اور طبل جنگ بجوادیا یہان تو یہ ماجرا در پیش ہی

داستان بدیع الزمان کی سنیے

کہ یہ جو گروہ بلور پر ایک لاکھ دیو لیکر واسطے مدد سلطان ازرق کے گئے تھے جب وہان پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ

پرا

ہزبر سے اور سلطان ارزق سے لڑائی ہو رہی ہے اور دونون طرف دیو لڑ رہے ہین کالا۔ بھالا۔ زنگالا سنگول دستہ۔ دار شمشاد۔ اژدہ پشت نہنگ۔ آتش چادر۔ برق چادر۔ تختہ سنگدار۔ گولہ فولادی۔ یہ سب حربے چل رہے ہین میدان جدال و قتال گرم ہے ہزبر للکار رہا ہے اور فوج ارزق کی پسپا ہو رہی ہے بس یہ حال دیکھکر انجم گروہ رستم شکوہ نے نعرہ کیا اور نو لاکھ دیوون سمیت حملہ آور ہوے وہ لوگ اُنسے غافل تھے پہلے ہی وار مین ایک لاکھ دیو ہزبر کے مارے گئے اور باقی پراگندہ ہوے صف ٹوٹی انتظام بگڑا اب ایسی تلوار چلنے لگی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہزبر اپنی فوج کو پراگندہ دیکھکر گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ ابھی کیسے سجے ہوے تھے سنا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران سلطان ارزق کی مدد کو آیا ہے القصہ خوب تلوار چلی کہ ایک لاکھ تئیس ہزار دیو ہزبر کے مارے گئے اور تین ہزار دیو سلطان ارزق کے دریاے خون جاری ہوا کشتون کے پشتے نظر آنے لگے آخر کو ہزبر تاب حرب نہ لا سکا اور دیوون کو اپنے ہمراہ لیکر بھاگا بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی فتح ہوئی لڑائی مارلی اب اُنھون نے اپنے لشکر کو فراہم کیا زخمیون کو علحدہ کرکے حکم علاج کا دیا اور تندرستو کو لیکر چلنے کا ارادہ کیا کہ اتنے مین سلطان ارزق دست بستہ سامنے آیا اور عرض کیا کہ اے شہریار عالیمقدار آپ کی بدولت فتح پائی اور باعث سے آپ کے لڑائی فتح ہوئی امیدوار ہون کہ قلعے مین چلکر قدم رنجہ فرمایئے اور میری عزت افزائی کیجیے بدیع الزمان شاہزادہ دوران نے منظور کیا اور ساتھ سلطان ارزق کے باحشمت و جاہ داخل قلعۂ بلور ہوے سلطان ارزق نے صحبت جشن آراستہ کی سامان عیش مہیا ہوا بدیع الزمان تو جشن مین ہین جام شراب چل رہا ہے وہان ہزبر نے جو سنا کہ بدیع الزمان قلعۂ بلورین مین اُتر رہے تعاقب مین نہین آئے تو اسکے جان مین جان آئی ورنہ مارے خوف کے قوت سلب ہوگئی تھی روح تک رو بفرار تھی بس یہ کوئی پانچ کوس قلعۂ بلور سے بڑھ آیا تھا وہین اُترپڑا رات بھر ساری فوج کو مجتمع کرتا رہا زخمی و غیر زخمی کو فراہم کیا علی الصباح پھر سامنے قلعے کے آکر طبل جنگ بجوا دیا اور کہا اے دیوؤ میرے ہاتھ سے یہ آدمی بچکے کہان جائیگا اب دیکھنا کیسا سر کرتا ہون بدیع الزمان نے جو یہ سنا کہ لشکر ہزبر مین طبل جنگ بجا ہے اور پھر چڑھ آیا ہے یہ بھی مع فوج نکلے اور باہر قلعۂ بلور سے آکر طبل جنگ بجوا دیا تمام رات نقارون کا شور رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین ہزبر اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا کہ او آدمزاد آمیرے مقابلے کو آ یہ سنکر اُدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان ایک اسپ دیوزاد پر کہ دیو گھوڑا بنا ہوا تھا اور ساز اُسپر کھنچا ہوا تھا سوار ہوے اور سامنے ہزبر کے آئے اور کہا کہ او بھگوڑے کیا کتا ہے مین آیا ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار ہزبر نے سنگول دستہ پھیرکر اوپر مارا بدیع الزمان نے ایک دیو سے میل فولادی لیلیا تھا سنگول دستہ کو میل پر گانٹھا افضل ایزد ذوالمنن وار تو کیا مگر بیہوش ہوگئے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اور مرکب کا تو بالکل کام تمام ہوگیا وہ دیو مر کے رہگیا کہان حربہ دیو زبردست کا کہان یہ انسان ضعیف البنیان یہی ایسے تھے جو اتنی بڑی ضرب اٹھا کر جی بچے ہزبر یہ حال شاہزادے کا دیکھکر پکارا کہ اے دیوؤ اور اپنے شاہزادے حامی کو دیکھو کہ کام اُسکا تمام ہوا ذرا غور سے دیکھنا کہ پسلیان بھی باقی ہین یا کہ سرمہ سا ہوگئین کیا آسان جانا تھا دیو سے لڑنا بس انکی فوج مین پہلے سے ہراس تھا اب سب کو یقین ہوا کہ بیشک کام بدیع الزمان کا تمام ہوا کیونکہ دیو دیو ہے آدمی آدمی ہے کہان وہ کہان یہ اکثر دیوون نے کہا کہ

بھلا تو یہ بھی تو سمجھو کہ امیر کا فرزند ہو اسنے تو بارہا ایسے معرکے امیر کی زبان سے سنے ہونگے اور کچھ سمجھی کے
وار کو اسکے روکا ہوگا ورنہ اگر اپنے کو اس قابل نہ سمجھتا تو کیا خالی دینا نہ جانتا تھا حربہ دیو کا تھا غش آگیا ہو تو بعید
نہیں ہی اور غش مین دست و پا کی خبر نہیں رہتی مردہ کی اور بیہوش کی حالت ایک ہوتی ہی غرض کہ عیار دوڑے
ہوے آئے اور بشرے پر جو نظر کی تو کہا کہ یار دیتور تو درست ہین اور بشرے سے تو معلوم ہوتا ہی غش آگیا ہی یہ
کہکر پانی کے چھینٹے دیے اور پکارے کہ ای شہریار گردون وقار ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہی اور
آپ کو یہ کہہ رہا ہی لازم ہی کہ آواز سنائیے اور جواب اسکا دیجیے یہ آواز اکوان کاس کی جو شاہزادے
نے سنی اور پانی کی تری سے ہوش آیا پکارے کہ ای اکوان کاس اندیشہ نہ کرنا مین ابھی زندہ ہون اور خدا
نے بچایا ہمکو تیرے دوا سکو جو یہ کہتا ہی تھوڑی دیر مین معلوم ہوا جاتا ہی کہ کسنے مارا اور کون مارا گیا بس یہ کہکر
طرف ہنربر کے دوڑے اسنے انکو صحیح و سالم جو پایا دوبارہ سنگول دستہ اٹھایا اور ہاتھ پر اپنے تانا اور پکارا کہ
ای پسر کوچک سلیمان تو بچ گیا اس ضرب گران سے لیکن اب کی کام تیرا تمام ہوا چاہتا ہی اپنے پیرون سے
تو قبر کا راستہ چلتا ہی کہ میری طرف بڑھ رہا ہی یہ کہکر چرخ دیا کہ سنگول دستہ الماس کا چرخ کھاکر سر پر
بدیع الزمان کے سایہ فگن ہوا بدیع الزمان نے پھر چاہا تھا کہ وار اسکا سپل پر روکے مگر خیال آیا کہ ای
بدیع الزمان ایک مرتبہ تو یہ حال ہوا تھا کہ غش تک آگیا تھا ای ایسا نہو کہ کوئی عضو بیکار ہو جائے تو خرابی
ہوگی ضرورت ہی کہ حربہ اسکا رد کرو امیر نے بھی اکثر دیوون کے وار خالی دیے ہین اور رد نہیں کیے ہین تمکو
بھی بزرگون کی پیروی کرنا چاہیے ابکی خالی دو رد نہ کرو بس یہ سمجھ کر جیسے ہی اسنے وار کیا انھون نے آتا ہوا
سنگول دستہ نگاہ مین کیا داہنی جانب اپنا پانون ہٹایا اور پہلو بدل کر مثل برق تڑپ کے خالی دیا اور اپنے
کو بچایا سنگول دستہ زمین پر پڑا اور دستہ تک غرق ہو گیا دیو پکارا کہ زدم و پست کردم ہی کوئی اسکا خبر گیر کہ غربال
لیکر خاک اسکی چھانے دیکھے تو ابکی بار کوئی ریزہ پسلیون کا واسطے نشان کے بھی باقی رہگیا ہی یا نہیں بدیع الزمان
نے پہلو پر سے آواز دی کہ او کیدی کسکو تونے مارا اور پست کیا مین تو موجود ہون یہ کہکر کلائی پر ہنربر کی ہاتھ ڈالیا
اور ایسے زور سے جھٹکا مارا کہ سنگول دستہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انھون نے اسے آگے اپنے کھینچکر ایسا پیچ باندھا
کہ قابو مین کر لیا لاکھ تڑپتا ہی نکل نہیں سکتا کہ تلاش کرے مگر کہان تک بدیع الزمان روکین کہ وہ بھی دیو کا
بچہ ہی اور خود بھی زبردست ہی تڑپکر نکل گیا اور کشتی لڑنے لگا اب بدیع الزمان نے اسکے زور کو روکنا شروع
کیا جب یہ تھک گیا اور ہانپنے لگا تب بدیع الزمان نے اسکی دونون کلائیان پکڑ کر جو کھینچا تو یہ آگے
آرہا اور گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بس بدیع الزمان نے جست کرکے شاخ کو اسکی پکڑا اور زور سے کھینچا اور
زمین کی طرف جھکایا ہنربر کی جان پر صدمہ ہوا اور ایذا پہونچی اسنے سر کو اپنی طرف کھینچا اور چاہا کہ شاخ
اسکے ہاتھ سے چھوٹے اور میری جان بچے مگر شیر کے پنجے سے شکار کا نکلنا دشوار ہی لاکھ ہنربر نے زور کیا
کہ کسی طرح شاخ ہاتھ سے بدیع الزمان کے نکل جائے ممکن نہوا آخر اسنے جھٹکا مارا اور یہان بدیع الزمان
شاخ کو مضبوط پکڑے ہوے تھے کہ کڑاکے سے آواز آئی اور شاخ ہنربر کی ٹوٹی اب شاخ تو ہاتھ مین انکے
رہی [illegible] اور لہو کا زخم سے جاری ہوا کہ یہ لہو مین نہا گیا اور سمجھا کہ اب جان نہ بچیگی
[illegible] جاتا ہی بس [illegible]
[illegible] نہایا ہوا ہی اور [illegible]

بدیع الزمان نے افسوس کیا کہ شکار مفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیا کرون کیونکر اُس تک پہونچون کہ پوری فتح حاصل ہو اور کھٹکا جاتا رہے ایک دیو سامنے کھڑا تھا کہ نام اُسکا شہاب تھا بدیع الزمان کو افسوس کرتے دیکھکر عرض کیا کہ آپ ملال کیون فرماتے ہین مجھپر سوار ہو جیے مین آپ کو اُسکے عقب مین لیے چلتا ہون جہان جائے وہان پہونچ کر قتل کیجیے بدیع الزمان یہ سُنکر شاد ہوے اور سر پر اُس دیو کے سوار ہوے وہ انکو لے کر سوے آسمان اُڑا اور بلند ہوا اب آگے آگے تو دیو ہنر بر بھاگا جاتا ہی اور پیچھے اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان دیو شہاب پر سوار چلے جاتے ہین لیکن اب حال امیر آفاق گیر کا سُنیے کہ یہ بمقابلۂ قہقہہ سہ چشمی اُترے ہوے ہین اُدھر قہقہہ نو لاکھ دیوون سے اُترا ہی اور طبل جنگ بھی قہقہہ نے بجوایا ہی اور امیر کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجا ہی دونون لشکر مقابل باہم دیگر صف آرا ہین اُدھر قہقہہ لشکر لیے کھڑا ہی ادھر امیر سلیمان سریر فوج دیوان پشت پر لیے ہوے کھڑے ہین اتنے مین ہنر بر بن قہقہہ سہ چشمی لہو مین تر آیا اور سامنے اپنے باپ قہقہہ سہ چشمی کے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ایک آدمی نے میرا یہ حال کیا ہی کہ شاخ کو میرے توڑ ڈالا ہی کہ مارے درد کے میری جان نکلی جاتی ہی اور یہ بھی مجھکو یقین ہی کہ وہ یہان بھی آئے گا آپ مجھکو کہین چھپا رکھین اور جان میری بچالین وہ بڑا سرہنگ ہی قہقہہ نے جو یہ سُنا کہ آدمزاد کے ہاتھ سے یہ شاخ تڑوا کے بھاگا ہی تو قہقہہ نے ہنر بر پر غصہ کیا اور کہا کہ ارے نامرد زوف ہی تیری زندگانی پر اس جینے سے تو اگر مر جاتا تو بہتر تھا کہ اپنے کھاجے کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور شکست کھا کر بھاگا طرہ اُسپر یہ کہ یہان بھائی بندون مین بیان کر رہا ہی تجکو غیرت نہین آئی کہ خان تاف کا فرزند ہو کر اس قدر ڈرتا ہی اور ایسا کانپتا ہی کہ گویا جسم مین جان نہین ہی اے نامرد دور ہو میرے سامنے سے آپ بھی ذلیل ہوا اور ساتھ اپنے مجھے بھی ذلیل کیا جی یہ چاہتا ہی کہ مین خود تیرا سر کاٹو یہ سُنکر ہنر بر کو غیرت دامن گیر ہوئی اور بولا کہ اے خان تاف وہان رنگ لڑائی کا بگڑ گیا تھا اس سے مین ناچار رہ گیا اگر ہٹ نہ جاتا تو وہ مجکو مار لیتا اسوجہ سے مین ہٹ کر چلا آیا اور دوسرے یہ اُفتاد ہوئی کہ شاخ میرے اُسنے تلاش مین پکڑ لی اور زور ہونے مین وہ ٹوٹ گئی لیکن اب یہان وہ آئے گا تو مین آپ کے سامنے مار ہی ڈالونگا اور مین کیا اُس سے کمزور ہون وہ میرا کیا کر سکتا ہی اب آپ دیکھ لیجیے کہ جس طرح مین اُسے مارونگا قہقہہ چپ ہو رہا اتنے مین شہزادہ بدیع الزمان بھی آ پہونچے اور اُنھون نے دیکھا کہ لاکھون دیوزاد صف بستہ ہین ادھر ملکۂ آسمان پری اٹھارہ لاکھ دیوزاد و پریزاد و جنات کو لیے ہوے کھڑی ہین اُدھر قہقہہ سہ چشمی نو لاکھ دیوان نر ساتھ لیے کھڑا ہی مقابلہ ابھی نہین شروع ہوا ہی قہقہہ نکلا چاہتا ہی یہ دیکھکر بدیع الزمان نے دیو شہاب سے کہا کہ اب مجکو جلد یہین اُتار دے کیونکہ والد ماجد سامنے کھڑے ہین اور ترک ادب ہی سامنے بزرگون کے سوار رہنا دیو نے اُنکے حکم کی تعمیل کی اور بیٹھ گیا بدیع الزمان اُسکی پشت پر سے اُتر پڑے اب امیر نے بھی دیکھا کہ پہلے تو ہنر بر خون مین ڈوبا ہوا آیا تھا اب بدیع الزمان بھی دکھائی دیے کہ دیو پر سوار آئے امیر یہ دیکھکر خوش و مسرور ہوے مگر بدیع الزمان نے آتے ہی باپ کو اپنے سلام کیا اور ہاتھون کو جوڑ کے اجازت خواہ ہوے کہ ہنر بر کو جاکر مارون اگر حکم ہو امیر نے فرمایا کہ جاؤ حافظ مطلق نگہبان ہی بدیع الزمان تیغ کھینچ کر بے خوف طرف لشکر قہقہہ کے بقصد قتل ہنر بر روانہ ہوے اور قہقہہ نے جو اُنکو ادھر آتے ہوے دیکھا تو پکارا کہ ارے ہنر بر لے وہ آیا نکل اور اس سے لڑ ورنہ مین تجکو قتل کر ڈالونگا کہ نام میرا تو نے خراب کیا یہ سُنکر ہنر بر

وارشمشاد پکڑ کر نکلا اور بدیع الزمان کو للکارا کہ ارے او پسر حمزہ تو یہان بھی آیا معلوم ہوا کہ قضا تیری دامن گیر
ہوئی ہی تو اپنے زعم مین مجکو کیا سمجھا ہی دیکھ تو کہ کیا تیرا حال کرتا ہون کہ تو بھی جانے کہ کسی دیو سے سامنا ہوا تھا
یہ کہکر ہژبر نے وار شمشاد بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے وہین جانب جست کر کے خالی دیا وار
تو وا ستہ تک زمین مین درآئی اور اُنھون نے تیغہ کھینچ کر بڑھ کے وار کیا ہژبر نے جوانمردی سے ہاتھ
قبضہ شمشیر پر ڈال دیا اور تیغہ پکڑ لیا اُس وقت شاہزادہ دلاور نے گریبان ہژبر کا پکڑا اور اُسنے بھی گردن
پر ہاتھ رکھدیا اب دونون مین کشتی ہونے لگی سب تماشا دیکھ رہے ہین کبھی ہژبر بدیع الزمان کو
بے قابو کرتا ہی اور کبھی بدیع الزمان ہژبر پر غالب آتے ہین غرض یہ تو دونون محو تلاش ہین کہ اتنے مین دیو
الماس خون مین ڈوبا ہوا فلک پر دکھائی دیا کہ یہ ملک قاسم کے ہاتھ سے شاخ تڑوا کر بھاگا تھا اب
جو یہان آکر پہونچا اور اُسنے مجمع ہم جنسون کا دیکھا تو جان مین جان آئی اور کندے جوڑ کے پاس قہقہہ کے
اُترا اور رو رو کر کہا کہ ای خان قاف امان امان اُس نے جو دیکھا کہ یہ بھی شاخ نہین رکھتا ہی کسی نے اسکے
بھی شاخ سر سے کھینچ لیے ہین اس سے بشفقت پیش آیا اور دلاسا دیا کہ ای بھائی تم کیون ڈرتے ہو یہان کوئی
نہین آئے گا اور کہو تو سہی کہ کیا ماجرا ہی کون ہی کہ جس نے تمھارا یہ حال کیا ہی کہ گویا جان تمھاری جسم مین نہین
ہی اور ہو بھی یہ رہا ہی الماس نے کہا کہ مین اپنا حال آپ سے کیا بیان کرون ای خان قاف ایک آدمی ہی اُسنے
مجکو بے قابو کیا ہی اور یہ نوبت میری بہم پہونچائی ہی یقین ہی کہ وہ یہان بھی آجائے بڑا سرہنگ ہی میرا قابو اُس پر
نہین پڑتا ہی اگر وہ یہان آجائے تو آپ مجکو چھپا رکھیے گا قہقہہ نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا اور وہ یہان کیون
آنے لگا بالفرض اگر آیا بھی تو یہ سب تمھارے طرفدار ہین وہ کیا کر سکتا ہی قہقہہ سے الماس نے کہا
کہ وہ ایسا ہی کہ اگر مجکو دیکھ لے گا تو پھر کسی کے روکے نہ رُکے گا بڑا سرہنگ ہی جب مجھ ایسے
دیو کو کہ افسر کئی لاکھ دیوون کا ہون اُسنے زخمی کیا تو دوسرے کی اُسکے آگے کیا اصل ہی ہان آپ
شاید مجھے بچائیے تو بچون قہقہہ نے یہ سُنکر قہقہہ مارا کہ تجھ اسوقت بڑا ہراس غالب ہی اب وہ آئے تو
معلوم ہو یہان تو یہی باتین تھین اور وہان امیر با توقیر کشتی بدیع الزمان کی دیکھ رہے تھے اور خوش ہوتے
تھے کہ میرا فرزند دیو سے تلاش دانہ کر رہا ہی اور یہ بھی دیکھا تھا کہ بعد ہژبر کے آنے کے اور ایک دیو یہان آیا
اور قہقہہ کے پاس جا کر چھپا ہی صاحبقران متحیر ہوے کہ بھلا ہژبر تو بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر
آیا تھا یہ دیو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اسے کس نے آزار پہونچایا کہ یہ بھی زبردست ہی یہ کیا سانحہ ہی ہنوز سخن
در دہان بود کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا اور پھر اُسی ابر مین ایک چاند جلوہ کنان نظر آیا یہ دیکھ کر سب نے
غل کیا کہ یا امیر کشور گیر آپ دیکھین تو سہی کہ یہ کون ہی یہ سُنکر صاحبقران نے جو نظر کی تو دیکھا کہ واقعی
ایک سیاہی مین چاند کی روشنی پیدا ہی اور وہ سیاہی اور روشنی اس طرف کو بڑھتی آتی ہی جب نزدیک سب نے
نگاہ کی تو ہیبت دیو کی معلوم ہوئی اب تو سب نے بالاتفاق کہا کہ دیو ہی کسی نے کہا ہم کو تو ثابت
ہوتا ہی کہ ایک آدمی بھی دیو پر سوار ہی جس طرح ابھی شاہزادہ بدیع الزمان آچکا ہی اور ہی بھی یہی
کہ یہ شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری خاور سپاہ عالی جاہ جو تعاقب دیو الماس مین دیو پر
سوار ہو کے چلا تھا اب آ کے یہان پہونچا الغرض ملک قاسم نے جو قریب پہونچکر نظر کی تو دیکھا کہ ایک جانب فوج دیو
کھڑی ہوئی ہی اور دوسری جانب لشکر آدمزادون کا صف آرا ہی مقابلہ دیوان کو کھڑا ہی یہ دیکھ کر اپنے

دل مین کہا کہ ای خاور سیاہ یہ کون آدمی ہین کہ دیوزادون سے لڑنے کو آئے ہین بڑے بہادر ہین بعد اسکے الماس پر نظر
پڑی دیکھا کہ قہقہہ کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اور مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی اندام مین رعشہ ہی یہ دیکھکر للکارکے
کہا ارے دیو اب تو ہمکو وہان لے چل جہان دشمن ہمارا ہی وہ بولا کہ ای شہریار یہ نہین ہو سکتا ہی کہ مین آپ کو لیکر مجمع
دیوان مین چلا جاؤن یہ بہت دشوار ہی مین دشمن آپ کی جان کا نہین ہون ملک قاسم نے کہا کہ او نامرد
معلوم ہوا مجکو کہ تو بڑا بزدلا ہی خیر اب تو ہم کو یہین اُتار دے ہم آپ تنہا جاکر اُس مغرور کو مارینگے وہ یہ سنکر ڈر گیا اپنا
تو جو تامل کرون تو مجھے یہ تلوار مار بیٹھے تو سر میرا قلم ہو جائے اور جان میری جائے پس وہین سے چرخ کھانا شروع
کیا اور ہوا سے نیچے اُترا جب ملک قاسم نے یہ دیکھا کہ زمین قریب رہی ہی تو جرات کرکے تیغ کھینچکر جست کرکے کود پڑے
اور زمین پر پاؤن قائم کیے اور سنبھل کر تیغ بلارک افراسیابی پکڑے ہوے طرف الماس کے یہ کہتے ہوے
چلے کہ اب یہان کہان تو چھپا ہی نکل میرے سامنے آ یہ سنکر اُسکی جان فنا ہوئی پکارا کہ ای خان تان مجکو بچاؤ کہ
ملک الموت لینے کو آگیا قہقہہ نے دیودن سے کہا کہ اسے الماس کے پاس جانے نہ دینا مگر قاسم اس تیزی
سے گیا کہ دیو بڑھتے ہی رہ گئے اور قاسم قریب پہونچ گیا اور ہاتھ جنیو کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے یہ
دیکھکر شور صف دیوان مین اُٹھا کہ وہ مارا پس قہقہہ نے جو دیکھا کہ اُنے الماس کو مار لیا غصہ کھاکے خود بڑھا
ملک قاسم کہ تیغ تو علم کیے ہوے تھا مار بیٹھا کہ ہاتھ اسکا زخمی ہوا ملک قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ الماس تڑپ
رہا ہی ایک ہاتھ اور مارا کہ سر گردن سے اُڑگیا قہقہہ ہر چند ہان ہان کیا کیا کچھ نہو سکا اور قاسم مارکے دیو الماس
کو اپنے دیو کی طرف چلے اُدھر سے وہ بڑھا اور قاسم کو جلدی سے پشت پر سوار کرکے اُڑا قہقہہ نے پیچھا بھی نہ کیا
کہ ایک تو جسکے باعث سے فساد تھا وہ مارا گیا اب کس کے لیے لڑین اس سے دوسرے یہ سمجھا کہ جب یہ اتنے دیوون
مین گھسکر الماس کو مار گیا اور مجھے بھی زخمی کیا تو اسکا تعاقب اچھا نہین مگر قضائے کار اتفاقات روزگار اُسی وقت
بدیع الزمان نے بھی چند قدم ہزبر کو پشت پا کیا اور کلائیان پکڑکر جھٹکا مارا کہ یہ اوندھے منھ زمین پر آرہا بس
شاہزادۂ بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کر جو زور کیا تو تین زور مین سر سے بلند کیا اور دو بار چکر دے کر زمین
پر مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ دیکھکر غریو سارے فوج مین ہوا کہ وہ دیوزاد کو آدمزاد نے مارا یہان ہزبر نے
چاہا تھا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے مگر بدیع الزمان نے سنبھلنے نہ دیا اور جست کرکے سینہ پر کینہ پر اُسکے سوار ہوے
ایک ہاتھ زیر زنخدان اور دوسرا ہاتھ سر پر ہزبر کے قائم کرکے پیچ و تاب جو دیا تو سر اُسکا اُکھڑ آیا اور پرنالہ لہو کا
گردن سے جاری ہوا دوبارہ لشکر امیر مین غل ہوا کہ وہ مارا وہ مارا ملک قاسم نے بھی دیکھا کہ آدمزاد نے
اتنے بڑے دیو کو سر سے بلند کرکے چرخ دیا اور پھر چھاتی پر چڑھکے سر کو دھڑ سے کھینچ لیا تو اُنھون نے
بھی اپنے دل مین تعریف انکے زور و قوت کی کی اور کہا کہ یہ جوان بھی بڑا زبردست ہی یہ کہتے ہوے ملک
قاسم تو بسواری دیو نازد رہی ہوے اور قہقہہ نے جو قاسم کو نہ پایا اور ذلت مارے جانے
الماس کی ہوئی کہ وہ اُسکے پیچھے چھپا تھا اور دوسرے یہ کہ لاشہ جوان بیٹے کا سامنے تھا اور وہ مارا
ہوا پڑا تھا اور لشکر اسلام مین طبل شادی بجا تھا اور مرنے کی ہزبر کے خوشی ہوئی تھی بس اُسکو تاب نہ آئی
اور دارشتاد پکڑکے طرف بدیع الزمان کے جھپٹا ساتھ ہی اسکے تمام دیو چلے اور آکے بدیع الزمان
کو گھیرا شاہزادے نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا ادھر امیر نے جو دیکھا کہ فرزند میرا
گھر گیا ہی بس عقرب سلیمانی پکڑکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر آپڑے اور دیوون سے لڑنے لگے

قہقہہ کی بھی تمام فوج نولاکھ دیوون کی چلی ادھر سے ملکہ آسمان پری بھی اپنا لشکر لے کر مانند دریاے مواج کے
چلی ملکہ قریشیہ نے بھی تیغچہ سلیمانی کھینچا دیوون سے لڑنا شروع کیا ایک غلغلہ محشر خیز برپا ہوا دیوزادون
کی لڑائی تھی عجب طرح کا ہنگامہ گرم تھا کہ کالہ۔ پھالہ۔ نرنکالہ۔ سنگولدستہ۔ وارہ پشت نہنگ دار شمشاد
وغیرہ چلنے لگے سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرنے لگے برق شمشیر ہر طرف چمکنے لگی دریاخون کا بہ نکلا امیر باتوقیر مع
بدیع الزمان دیوون کے حلقے مین جو آگئے تھے تو معلوم بھی نہوتے تھے کیونکہ قد دیوون کے صدہا گز کے تھے
لیکن یہ بیچ مین اُنکے صفائی ہاتھ کی دکھا رہے تھے کہ جب ہاتھ مارا ٹانگین دیوون کی قلم کردین اُسوقت دیوزاد
حیران تھے کہ یہ کیا بات ہی کہ ہم تو دیو کو مارتے ہین اور وہ ہمکو قتل کرتے ہین لیکن یہ کون ہی کہ جو ٹانگون کو قلم کر دیتا ہی
جو دیو گرتا ہی معلوم ہوتا کہ پہاڑ پھٹ پڑا آخر قہقہہ سر چشمی کہ ہاتھ اُسکا ملک قاسم نے زخمی کیا تھا کبھی تو یہ لڑتا تھا اور کبھی
ہٹ کھڑا ہوتا تھا اُسی حالت مین ایک زخم اور لگا کسی دیو نے آسمان پری کے اسے غافل پاکر تلوار ماردی کہ پھر بھی
زخمی ہوا اور لہو بہا سارا جسم قہقہہ کا کانپنے لگا یہ حال دیکھکر دیوون نے اسکے سمجھایا کہ ای خان قاف اب آپکا
جنگاہ مین ٹھہرنا مناسب نہین ہی کیونکہ اول تو آپ زخمی ہین اور دوسرے یہ کہ ہم لوگ تو لڑ رہے ہین آپ
جو یہان ٹھہرے ہوے ہین اس سے کیا فائدہ ہی یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ پھر کیا مین بھاگ جاؤن اُنھون نے
کہا کہ ہٹ کر کھڑے ہو رہیے قہقہہ رنجیدہ تھا کہ جوان بیٹے کا غم دل پر تھا دوسرے زخمی تھا قبول کر لیا
اور چند قدم پر ہٹ کر ٹھہرا ملازمون نے اسکے یہ جو دیکھا کہ قہقہہ ہٹا جاتا ہی اور بعضون نے اسے جہان
کھڑے ہوے دیکھا تھا وہان نہ پایا بس سب سمجھے کہ قہقہہ بھاگ گیا پھر تو سب نے صلاح کی اور اشارے
ہوگئے کہ قہقہہ تو بھاگ گیا ہم جواب لڑین تو کیا حاصل اور کسکے واسطے بس سارا لشکر قہقہہ کا ہٹ گیا
اور یہان اہل اسلام نے چڑھائی کی یہ رنگ دیکھکر قدم نہ جمے اور بھاگ کھڑے ہوے قہقہہ نے دیکھا کہ تمام
لشکر تو بھاگا جاتا ہی اب کیا کرون یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ دیوون نے اس سے یہی کہا کہ ای خان قاف دو لاکھ
دیو آپکے مارے گئے اور آپ بھی زخمی ہین رہی سہی فوج فرار ہوئی جاتی ہی اور مقابلہ کو آپکے کشندۂ دیو عفریت
چلا آتا ہی اب آپ کا یہان کھڑے رہنا ہرگز مناسب نہین ہی اس وقت تو طرح دیجیے اور چلے چلیے پھر جیسا ہوگا
دیکھ لیا جائے گا قہقہہ دل تو ہارے ہوے ہی تھا فورًا بھاگ کھڑا ہوا اور ایسا بھاگا کہ پردۂ سوم قاف مین بھی
نہ ٹھہرا وہان سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا یعنی تاریک علاقے مین ظلمات کے ہی وہان جاکر مرہم پٹی اپنی کی اور نشۂ
تاریک مین چھپا یہان امیر سلیمان سریہ کی فتح ہوئی پھر تو سب کو ساتھ لے کر ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان
شادان و فرحان نوبت نقارے بجاتے ہوے قہقہہ لگاتے ہوے ذکر قہقہہ کے بھاگنے کا کرتے ہوے داخل
گلستان ارم ہوے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان نے طبق جواہر کے امیر پر سے نثار اور
تصدق کیے اور بڑے دھوم سے جشن سلیمانی کیا لیکن جب سے امیر نے قاسم کو دیکھا ہی کہ اس
دبدبہ سے تنہا فوج دیوان مین گھس کر الماس کو قتل کر آیا اُسوقت سے یاد شاہزادہ خاور سیاد
کی نہین بھولتی اور بار بار خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھا تو تم نے بھی تھا کہ اُس لڑکے سُرخ
پوش نے کس تہور اور جرأت سے الماس کو مارا تھا عجب جوان تھا مگر افسوس یہ ہی کہ حال اُسکا ہم کو معلوم
نہوا کہ کون تھا اور کہان سے آیا تھا اور نام اُسکا کیا تھا عمرو نے کہا کہ یا امیر کیا جانتے تھے کہ آپ کو اس قدر خواہش
اور عشق اُس جوان سے ہوگا ورنہ بہر نہج تفحص کیا جاتا آپ تو قدردان اور جوہر شناس دلاوران ہین اس مین

تو فرق نہین ہی کہ جسے آپ بہادر دیکھتے ہین اُسکے آپ عاشق ہو جاتے ہین لیکن اب وہ کہان ہو کہ جسکو آپ پوچھتے ہین اگر
کبھی سامنا ہوگا تو پوچھ لیا جائیگا امیر نے ایک مہینہ جشن کیا کہ ایک روز امیر با توقیر کو یاد مہینہ بانو کی آئی بس امیر بیچین
ہوگئے اور برداشتہ دل ہو کر ملکہ آسمان پری سے فرمایا کہ ای ملکہ اب مجھکو پردۂ دنیا پر پہونچوا دو نہین معلوم کہ میرے
ملازمون پر کیا گذرتی ہوگی کیا حال انکا میری مہاجرت اور مفارقت مین ہوا ہوگا یہ حیلہ کر کے امیر نے آسمان پری
کو رخصت دینے پر راضی کیا آسمان پری نے سامان سفر مہیا کرنا شروع کیا اب جو لوگ کہ نہین گئے تھے وہ
بھی امیر کی ملاقات کو آئے اور سب نے قدمبوسی حاصل کی یہانتک کہ سب سامان تیار ہو گیا اب امیر کوچ
کیا چاہتے ہین طرف پردہ دنیا کے

داستان بہرام شاہ بردعی اور ہُردم دیوانہ کی بیان آتی ہی

کہ ہُردم دیوانہ پسر بہرام شاہ تو لشکر مین فرامرز بن قارن عدی کے قید ہی اور فرامرز لشکر بہرام شاہ مین اسیر ہی
ایک روز نعمان سنگ دندان عیار فرامرز کا اپنے لشکر سے نکلکر لشکر ہُردم مین آیا شکل اپنی فقیر کی بنا کر پھرا کیا
خوب راستے دیکھے جب رات ہوئی تو خیمے تک فرامرز کے اپنے کو پہونچایا اور فکر و کوشش مین مصروف ہوا
جب آدھی رات رہی تو پشت پر سے خیمہ چاک کیا دیکھا کہ باری دار بیٹھے ہین بس پروانہ بیہوشی شمع پر مارے
کہ وہ جلے اور دود انکا منتشر ہو کر سب کے دماغون مین پہونچا سب بیہوش ہوئے اب اُسنے اندر آکے چادر
عیاری بچھا کر روشنی گل کی اور فرامرز بن قارن کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ اُسکا پیٹھ پر لگایا اور صاف لشکر
سے نکل گیا اور لشکر مین پہونچا دیا جبکہ ملازمان فرامرز اور عزیزان فرامرز مثل بہمن سگان اور بہمن خران اور ذوالفقار
شاہ مشرقی وغیرہ کے اس خبر فرحت اثر سے واقف ہوئے ہاتھون ہاتھ فرامرز کو لیا اور اندر خیمے کے لیجا کر
فرش پر لٹا کر نقیلہ رفع بیہوشی دیا جبکہ فرامرز چونکا اور آنکھین اُسنے کھولین تو اپنے کو فوج مین پا کر بہت خوش
ہوا اور اُٹھکر ملے تو نعمان سنگ دندان کو خلعت بھاری دیا اور بہت سا روپیہ بخشا اور بغلگیر ہو کے بہت تعریف
کی بعد اسکے حکم دیا کہ شادیانے بجا اور پھر تو سارے لشکر کفار مین وہ خوشی تھی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہی وہان صبح
کو باریدار جو چونکے تو اپنے کو نیچے پلنگ کے پڑا دیکھا گھبرائے اور فرامرز کو ڈھونڈھنے لگے کیونکہ اسکو بہرام شاہ
نے آرام سے رکھا تھا اس خیال سے کہ اگر ہم اسکو آرام سے رکھینگے تو ہمارا بھی بیٹا راحت سے رہیگا اس سبب
سے اپنے باریدار رکھے تھے غرض اُنھون نے جبکہ فرامرز کو نہ پایا تو جا کر بہرام شاہ بردعی سے کہا کہ فرامرز
گم ہو گیا یہ سنکر وہ بد حواس ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب بڑا ستم ہوا کہ فرامرز تو چھوٹ گیا اور بیٹا میرا وہان
پھنسا ہوا ہی اب آگئی بن آئی کہ وہ مہینہ کو مانگین گے تو مجھکو دیدینا پڑے گا کیا کرون کچھ بن نہین آتی
یہ کہکر سوچ مین گیا بعد مدت کے سر اونچا کیا اور دو عیار لشکر مین اسکے ہین کہ نام ایک کا مہتر سہیل ہی دوسرے
کا نام مہتر شعلہ ہی دونون کو طلب کر کے کہا کہ آج ہماری تم دونون سے ایک التجا ہی وہ یہ ہی کہ اگر تم مہینہ بانو کو
طرف لشکر اسلام امیر کشورگیر کے لیجاؤ اور وہان پہونچا دو تو گویا تمنے مجھکو مول لے لیا اور یہ بات تعین سے جسکی
بڑے غضب کی بات ہی کہ ناموس امیر حمزہ صاحبقران کا پاس کاذکے جائیگے یہ ذلت و خواری مجھ
سے نہ جائیگی مین اپنی جان کو تلف کرونگا یہ سنکر دونون نے عرض کیا کہ ہم جو نمک شاہی کھاتے ہین تو کس
کام کے ہین آپنے ہمسے کب ارشاد فرمایا تھا کہ جو ہمنے دیر کی ابھی جاتے ہین اور پہونچائے دیتے ہین
یہ سنکر مہتر سہیل نے تمرّد اعطر بہرام شاہ کو دیا اور کہا کہ آپ ملکہ مہینہ بانو کو سنگھا دیجیے گا

وہ تو جانتی نہ تھی کہ یہ عطر کیا ہی فوراً سونگھ لیا اُسی وقت چھینک مار کر بیہوش ہو گئی مہتر سہیل نے پشتارہ اسطرح
باندھا کہ ملکہ بھی چھین نہو اور پشت پر لگا کر سپر کی آڑ کرکے تلوار کھینچکر راہی لشکر قیامت اثر ہوا مہتر شعلہ بھی پیچھے عیاری
کھینچکر واسطے مدد کے ساتھ ہو لیا بعد انکے جانے کے بہرام شاہ بردعی نے آل کا خیال کرکے بمزید احتیاط دو سو
سوار آزمودہ کار کو بلایا حکم دیا کہ خبردار آج حق نمک ادا کرنا جتنا کہتے ہین اُسمین فرق نہو یعنی ملکہ مہینہ بانو کو عیار
لیے جاتے ہین مین نے طرف لشکر امیر کے بھیجا ہی تمکو چاہیے ہو کر جاؤ اور انکو نگاہون مین لیے رہو جسوقت کوئی ہیچ پیچ
اُسوقت ظاہر ہو کر مدد کرنا وہ یہ سُنکر الامر فوق الادب کہکر چل کھڑے ہوئے بعد انکے جانے کے کچھ سوچ سمجھکر اور
سو سوار بہرام شاہ نے روانہ کیے اب آگئے تو عیار پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا لیے جاتے ہین اور وہان لشکر
اسلام مین بھی حال فرامرز اور بہرام شاہ کا معلوم ہو چکا ہی یہان پیر فرخاری اور سلمان شاہ فارسی اور
شہنشاہ عراقی چند ضعیف رہگئے ہین اور باقی تو سب پردہ قاف مین ہین انھون نے مہتر سخر بلخی اور
یزک خطائی کو اور چند عیارون کو بلا کر حکم دیا تھا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ فرامرز اور بہرام شاہ سے کیا گذری
اور لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوا سُنا ہی کہ ناموس امیر کشور گیر کا وہان ہی یہ عیاران نام گرفتہ بھی اس طرف کو چل چکے
ہین اب حال سنیے فرامرز بن قارن عدنی کا کہ یہ جو سو کر صبح کو اُٹھا تو جاسوسان لشکر اس خبر کو لیکر آئے کہا
بہرام شاہ بردعی نے ملکہ مہینہ بانو کو ساتھ عیارون کے روانہ کر دیا ہی اور وہ لیکر طرف لشکر امیر کے چلے جاتے
ہین فرامرز بن قارن نے یہ سُنکر حکم دیا کہ مہتر نعمان کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا کہا تمھین مجھکو چھڑا لائے تھے اب جسطرح
بنے جلد جا کر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا عیارون سے چھین لاؤ یہ اُسی وقت چل کھڑا ہوا مگر فرامرز نے بنظر
احتیاط مہتر پردین کو بھی اسکے ساتھ کر دیا یہ دونون روانہ ہوئے بعد انکے جانے کے فرامرز کو قرار نہ پڑا خود
بھی پچاس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیکر چل نکلا لیکن اسکی سپاہ نے اسے جو جاتے ہوئے دیکھا باہم مشورہ
کیا کہ مالک تو ہمارا جا چکا ہم یہان رہکر کیا کرین گے ایک کے بعد ایک یونہین سب بعد فرامرز کے چل کھڑے
ہوئے فقط چوکی پہرے کے لیے پانچ ہزار عدنی رہ گئے باقی سب چلے گئے بہرام شاہ بردعی کو بھی یہ خبر ہوئی
کہ فرامرز بن قارن عدنی کو ملکہ مہینہ بانو کے جانے کی خبر ہو گئی اور وہ واسطے چھین لینے کے عیارون سے
روانہ ہو گیا یہ سُنکر اسکو تشویش پیدا ہوئی ملازمون نے جو اُسے متردد و متفکر پایا استفسار حال کیا بہرام شاہ
نے رو رو کر کہا بڑا غضب ہوا کہ ہرمز قید مین ہی اور فرامرز عقب مین گیا ہوا ہی فوج بھی اسکے ہمراہ بہت ہی عیارون
سے مہینہ کو چھین لیگا اب مین امیر کو کیونکر منہ دکھاؤنگا وہ یہ نہ کہین گے کہ تم جیتے رہے اور ناموس کو میرے
چھنوا دیا اور مین ایسا نہین ہون کہ فرامرز سے عہدہ برآ ہو سکون کیا کرون جی مین یہ آتا ہی کہ پیش قبض مار کر
اپنے کو ہلاک کر دون تاکہ امیر سے محجوب نہون یہ سُنکر سب نے کہا کہ اے شہریار آپ کیون تردد کرتے ہین
ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فرامرز ادھر گیا ہوا ہی آپ کیون نہین چلکر ہرمز شاہ کو چھڑا لیتے ہین وہان کون ہی
چند متنفس رہ گئے ہین وہ بھی ایسے ویسے وہ آپکا کیا کر سکینگے جب جا پڑیے گا چھوڑ کر بھاگ جائینگے یہ تدبیر
بہت خوب ہی جلد چلیے یہ سُنکر بہرام شاہ نے سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور مرکب پر بیٹھکر
مع فوج چل کھڑا ہوا جب قریب لشکر پہونچا پہلے تو تیرون کا مینھ برسایا کہ بہت سے بے پیر تیر سے مارے
گئے یہ رنگ دیکھکر باقی سامنے سے بھاگے مگر کچھ دلیرون نے قدم جمائے اور حربہ سنبھالے بہرام شاہ
آگے گرا اور قتل کرنے لگا بہتون کو تیغ تیز دم سے بیدم کیا اور مارے تلوارون کے پرون کو درہم و برہم کر دیا

پھر تو ہر طرف برق شمشیر چمکنے لگی اور سپرون کی بدلی گھر گئی مینھ تیرون کا برسنے لگا بوچھار لہو کی آنے لگی کوئی دو پہر تک فوج مخالف رکی اور لڑائی جبکہ فوج بہرام نے سب کو زیر تیغ رکھ لیا اور شیرازۂ جمعیت ہستی کتب اعدا کو تیغ آبدار سے کاٹکے سب کو مثل اوراق کے متفرق کر دیا پھر تو سب رو بفرار لائے مگر بعضون نے جو یہ دیکھا کہ لڑائی کا فیصلہ ہوا چاہتا ہو اب سوا بھاگنے کے جان بچتی نہین معلوم ہوتی اور کوئی بات بن نہین پڑتی یہ دیکھکر باہم صلاح کی کہ چلکر دیوانے کو کیون نہین مار ڈالتے ہو یہ ہنگامہ اسی کے واسطے ہو ورنہ بہرام کو کیا کام ہے تھا جب اسکو مار ڈالینگے یہ بھی جانیگا کہ اب لڑنا بیکار ہو جسکے واسطے لڑ رہے تھے جب وہ ہی نرہا اور مارا گیا تو لڑانے سے کیا فائدہ یہ سمجھکر خود پلٹ جائیگا اور ہمارا مالک بھی ہمارا مہینہ بانو کو لاتا ہوگا یہان بھی خاتمہ کر رکھو تاکہ وہ آئے تو ہمسے خوش ہو یہ صلاح کر کے پچاس آدمی تلوارین پکڑ کے اندر زندان کے چلے آئے ہر دم شاہ بردعی کہ زیور آہنی پہنے ہوے بیٹھا تھا اور غل چلے سے دار و گیر کا سن رہا تھا انکو آتے دیکھکر بولا کہ ارے تم یہان کس لیے آتے ہو اور یہ شور کیسا ہو رہا ہو معلوم ہوتا ہو جیسے لڑائی ہو رہی ہو یہ کیا ماجرا ہو ان سپاہیون نے اپنے کو زیادہ چوبایا اور ہر دم کو قید مین تنہا دیکھا صاف صاف راست راست بے کم و کاست بیان کر دیا کہ ای ہر دم بڑا فساد تیری ذات سے ہوا ہو تیرا باپ بہرام شاہ تیری رہائی کے لیے چڑھ آیا ہو یہ اسی کا غل و شور ہو اور ہمارا مالک یہان نہین ہو وہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ تیری بہن کے چھین لینے کو طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران نامور کے گیا ہو ہم چند ہزار یہان پر تھے اب جو ہنگامہ لڑائی کا زیادہ ہوا اور ہم سب نہیب شمشیر سے بہرام شاہ کی خائف ہوے تو یہ صلاح کی کہ تجھکو مار ڈالین اسواسطے ہم یہان آئے ابھی ہین تاکہ تیرا باپ جو آئے تو سوا لاشے کے کچھ نہ پائے یہ کہکر تلوارین علم کر کے یہ بڑھے اور ہر دم نے جو سنا کہ بہن کو میری کافر چھینے گئے ہین اور باپ میرا لڑ رہا ہی بس غیظ و غضب مین آکر زور جو کیا ساری قید مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالی اور وہی ہتھکڑیان پکڑ کے بڑھا کہ ایسی کر دی دن کہ یہ کافر جو جاگین سیدھے جہنم کو جا مین مگر وہ بزدے یہ دیکھکر خائف ہوے کہ جسنے اتنی بڑی قید توڑ ڈالی اس سے لڑا چاہیے سب بھاگے ہر دم نے دوڑ کر ایک چوب خیمہ کی اکھیڑی اور باہر زندان سے نکلا دل و تن اور بیش بیش کر ایک ایک وار مین مارا غرضکہ کوئی تاب مقابلہ لشکر اسلامیان کی نہ لا سکا اور طرفۃ العین مین سب خرد و کلان بھاگ گئے ہر دم شاہ و بہرام شاہ کی فتح ہو گئی پھر تو سارا اسباب اور خزانہ اور خیمہ و خرگاہ لٹوا لیا اور سب مال فرامرز کا قبضہ مین کیا باجے فتح کے بجنے لگے بہرام شاہ نے جو اپنے بیٹے کو دیکھا گھوڑے سے کود کر دوڑ کے گلے سے لگا لیا ہر دم نے بہرام سے پوچھا کہ ای بادشاہ مہینہ بانو کہان ہو بہرام شاہ نے سارا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا کہ مین نے ناچار ہو کر طرف لشکر ظفر اثر کے بھیجدیا ہو مگر سنا ہو کہ فرامرز بن قارن عدی بھی بافوج بسیار گیا ہوا ہو اتفاق سے بچ جائے اور کہین مہینہ اسکے ہاتھ نہ آجائے نہین تو ہمکو اپنی جانون کو آپ دینا پڑے گا اور امیر حمزہ سے آنکھین چھپانی پڑینگی یہ جو ہر دم شاہ بردعی نے زبانی اپنے باپ کے سنا زیادہ تر اسکو ملال ہوا کہا کہ سچ ہو اگر مہینہ بانو چھن گئی تو بڑا ستم ہوا اب مین بھی عقب مین فرامرز کے جاتا ہون یہ کہکے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر یہ بھی روانہ ہو گیا

اب داستان عیارون کی بیان کی جاتی ہو

کہ مہتر سیار پشتارہ مہینہ بانو کا لیے ہوے چلا جاتا ہو اور پیچھے مہتر شعلہ بھی حمایت کو موجود ہو یہ دونون اکیلے چلے جاتے ہین مگر یہ پشتارہ بدوش دین اور مہتر نعمان سنگ دندان و مہتر پردین کر انپر کوئی بار نہ تھا

جلد جا پہونچے اور مہتر سہیل کے سدراہ ہوے اور نعمان پکارا او دزد ٹھہر جا کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے بچکر اگر
عیار ہو تو خبردار اب قدم آگے نہ بڑھانا مہتر سہیل یہ آواز سنکر ٹھٹکا اور جواب دیا کہ تو بکتا کیا ہی مین نے کسی کی چوری
نہین کی ہی یا مال کسی کا نہین مارا ہی جو تو مجھکو چور بناتا ہی کیا تیرے مارے کوئی اپنا مال واسباب بھی نہ لیجائے دیوانہ
ہوا ہی یہ سنکر نعمان پکارا کہ ارے مین تجھسے کہتا ہون کہ تو ٹھہر جا مگر تو نہین مانتا اب شامت تیری آئی ہی یہ سنکر
سہیل نے دلمین کہا کہ ارے تو بھاگتا کیون ہی اور ٹھہر کیون نہین جاتا اسلیے کہ بھاگ کر نکلنا ابھی ناممکن ہی پھر کیا
حاصل اور تو بھی کچھ ایسا حلوا نہین ہی کہ وہ نگل جائیگا یہ سمجھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور بولا کہ او گیدی کیا بکتا ہی لے مین
کھڑا ہون مطلب اپنا بیان کر یہ کہکر مہتر سہیل نے پشتارہ تو ملکہ مہینہ بانو کا کھول کر رکھدیا اور آپ بڑھ آیا نعمان
نے نیمچہ کھینچا سہیل نے بھی نیمچہ کھینچا ادھر مہتر پروین سے اور شعلہ سے نیمچہ چلنے لگا اب یہ چارون تو لڑ رہے ہین
کچھ دیر کا عرصہ ہوا تھا کہ وہ دو سو سوار مرسل بہرام شاہ کے جو مدد کو عیارون کی چلے تھے آپہونچے اور نیمچہ چلتے
دیکھکر مہتر سہیل کو پکارے کہ ای نامدار گھبرانا نہین کیا طاقت ہی کسی کی کہ تمکو ہاتھ لگا سکے ہم آپہونچے ہین مہتر سہیل
یہ دیکھکر خوش ہو گیا اور برس پڑا نعمان پر اُسنے جو دیکھا کہ مدد انکی آپہونچی اور ابھی تک یہ ساتھ ہوش و حواس کے
لڑ بھی رہے ہین انکا سامنا آسان نہین ہی بھلا پشتارہ لینا تو کیسا جان بچانا مشکل پڑجائیگی یہ سمجھکر سامنے
سے دونون بھاگے اور یہ کہتے ہوے چلے کہ کیا ہوا اگر تمھاری مدد آگئی ہم بھی اپنے مددگارون کو بلائے لاتے ہین
یہ حیلہ کرکے بھاگ گئے مہتر سہیل نے جو مطلع صاف دیکھا کہ جو حریف سدراہ تھے بھاگ گئے پھر پشتارہ ملکہ
مہینہ بانو کا پشت سے لگایا اور چلنے کو مستعد ہوا قریب تھا کہ قدم اُٹھائے کہ تحت گرد بلند ہوا اور آوازین سُم مرکب
کی آنے لگین یہ دیکھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور گرد کو دیکھنے لگا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہی مگر دیکھیے کون آتا ہی دوست
ہی یا کہ دشمن کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور فرامرز بن قارن عدنی مع فوج نمودار ہوا اُسنے جو عیارون
کو دیکھا آواز دی کہ لینا جانے نہ دینا کہ اُدھر سے سوار اسکے چلے اُدھر سے یہ دو سو سوار جا کر سدراہ ہوے
تلوار چلنے لگی مگر تھوڑی ہی دیر مین یہ کیفیت ہوئی کہ آدھے رہ گئے نصف کٹ گئے یہ دو سو تھے وہ پچاس
ہزار کا لشکر کہان لڑ سکتے تھے آخرکار سب کٹ گئے اسوقت لشکر فرامرز نے پھر سہیل کا پیچھا کیا اور نعمان نے
جو اپنے مالک کو دیکھکر شیر ہو گیا تھا پھر سہیل کو جاکر گھیرا اور للکارا کہ کہان جاتا ہی مین آپہونچا بہتر یہ ہی کہ پشتارہ
رکھدے پھر جدھر تیرا جی چاہے چلا جا ناچار مہتر سہیل تھم گیا اور پشتارہ زمین پر رکھکر نظر بہ پروردگار
کی اور لڑنے لگا اور شعلہ پروین سے مصروف حرب ہوا یہان تو یہ لڑ رہے ہین مگر فوج فرامرز کی قریب
آگئی اور چاہا کہ پشتارہ کو قبضہ مین کرین اب عیار گھبرائے تھے کہ قدرت خدا سے وہ سو سوار جو بعد کو
بہرام شاہ نے روانہ کیے تھے وہ آگئے اور فوج قارن کے سدراہ ہوکر مقابلہ کرنے لگے تلوار چلنے لگی یہ سب لڑ رہے
تھے کہ اتنے مین مہتر سخر بلخی اور بزرک خطائی بھی آپہونچے کہ اُنکو سلمان شاہ فارسی اور پیر فرخاری نے
واسطے خبر کے بھیجا تھا اب یہ پہونچے آکر دیکھا کہ فوج سے کچھ لوگ علیحدہ لڑ رہے ہین اور دو عیار ایک طرف
نیمچہ لیے ہوے باہم اُلجھے ہوے لڑ رہے ہین اور ایک پشتارہ بھی میدان مین ایک طرف رکھا ہوا ہی
عیارون مین کوئی زخمی نہین ہوا ہی مہتر سخر بلخی سمجھ گئے کہ جو خبر سُننے مین آئی تھی کہ ناموس اسیر ہاتھ قیر کو کفار
نے گھیرا ہی کیا عجب ہی کہ یہی تو نہو کیونکہ وہ دونون جب المدد کہتے ہین تو نام بتون کے لیتے ہین اور یہ
دونون عاجزی کے وقت سوے آسمان دیکھتے ہین یہ دیکھکر سخر بلخی نے دوڑکر پشتارہ مہینہ بانو کا

اٹھا لیا سہیل نے جو یہ دیکھا کہ ایک عیار نے پشتارہ اٹھا لیا اور اپنے قبضے مین کیا بس جان اسکی نکل گئی بخوف صاحبقران
تھرایا قریب تھا کہ مرجائے رعشہ تمام بدن مین پڑ گیا مہتر سخر بلخی نے جو یہ حال اسکا دیکھا سمجھا کہ پشتارہ کے لیے
یہ ڈرتا ہی مین نے جو اٹھا لیا اسی سبب سے اسکا یہ حال ہو گیا کیونکہ مجھے یہ پہچانتا نہین ہی بس سامنے آ کر اشارہ
سے کہا کہ ای مہتر نامدار گھبراتے کیون ہو مین کوئی غیر نہین ہون تمھارا ہی طرفدار ہون تم کسی امر کا اندیشہ
نہ کرنا یہ دیکھکر مہتر سہیل کی خاطر جمع ہوئی شکر اللہ کہکر اور چمک چمک کر لڑنے لگا مگر مہتر سخر بلخی نے کیسا
عیاری کی کہ پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا اتارکے مہتر یزک خان خطائی کے سپرد کیا اور حسب اتفاق
اسوقت ابو شہاب خرقہ پوش بھی آگیا تھا اسکو ساتھ یزک خطائی کے کر دیا اور کہدیا کہ تم دونون طرف
لشکر ظفر اثر کے جاؤ ہم بھی پیچھے تمھارے آتے ہین جب وہ بڑھ گئے تو مہتر سخر بلخی نے ایک لاشہ
کسی مرد کا کہ ڈاڑھی دراز رکھتا تھا اٹھا کر پشتارہ اسکا درست کیا اور پشت پر لگا کر دوڑتا ہوا
پسینے مین تر ہانپتا ہوا پاس فرامرز بن قارن عدنی کے عیارون کے آیا اور کہا کہ ارے تم کیون لڑتے ہو مین
تو پشتارہ لے آیا اور ایک شرط سے دیتا ہون کہ تمھارا مالک مجھکو خلعت سے سرفراز کرے تو مین خود چلکر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو
اسکے سپرد کرون نعمان سگ دندان تو یہ خبر فرحت اثر سنکر خوش ہو گیا اور دوڑا ہوا پاس فرامرز کے گیا
اور بیان کیا کہ اسطرح سے ایک عیار پشتارہ ملکہ کا لیکر آیا ہی اور خلعت و انعام چاہتا ہی اگر آپ اسکو سرفراز
کرین تو مین لے آؤن فرامرز یہ مژدہ جانبخش سنکر بشاش ہو گیا اور کہا ای نعمان بس اب لڑائی موقوف
کر دیا اور جلد پشتارے کو میرے پاس لے آؤ مین اسے بہت کچھ دونگا اور جو کہیگا وہ کرونگا کیونکہ بڑا
مرحلہ اسکی ذات سے سر ہوا کسرا اور فرامرز بن کسرا سے سرخروئی حاصل ہوئی ہر وقت یہی دھیان رہتا
تھا کہ دیکھا چاہیے ملکہ کیونکر ہاتھ آتی ہی خدا نے دعا قبول کی القصہ نعمان نے لڑائی موقوف کی اور سخر بلخی کو ساتھ
لیا وہ مع پشتارہ پاس فرامرز بن قارن عدنی کے آیا اور خمیدہ ہو کر بہ نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا
کہ یہ پشتارہ ملکہ کا حاضر ہی لیکن ایک خیمہ سب سے علیحدہ کھڑا ہو جائے تاکہ مین پشتارہ اسمین کھولون اسلیے
کہ یہ شاہزادی ہی ایسی ویسی نہین ہی کہ زیر آسمان اسکو بے پردہ کرون آپکو بھی عزت و آبرو اسکی کرنا چاہیے اگرچہ
یہ قید مین ہی جو چاہیے اسکے ساتھ سلوک کیجیے فرامرز نے کہا ارے جاؤ اور جلد ایک خیمہ علیحدہ برپا کر دو لوگ
گئے واسطے خیمہ استادہ کرنے کے سخر بلخی نے کہا کہ یہ بھی تو اقرار کیجیے کہ مجھے کیا دیجیے گا فرامرز نے کئی ہزار اشرفیان
تو اسی وقت منگا کر مہتر سخر بلخی کو دین اور کہا کہ خاطر جمع رکھو ہم اور فرامرز بیٹے نوشیروان کے بہت کچھ
ابھی تمکو دینگے اور مین جاگیر بھی تمھارے نام کر دونگا علاوہ اسکے کیا عجب ہی کہ اگر تو حاضر حضور رہا کرے تو
سرخیل شاطران اور سرگروہ عیاران ہو جائے ہنوز یہ کلام ہو رہے تھے کہ ان لوگون نے آکر عرض کیا
کہ خیمہ تیار ہی فرامرز سخر بلخی کو ساتھ لیے ہوئے اندر اس خیمہ کے آیا اور کہا ای شاطر نامدار عجب سلوک
تو نے کیا ہی کہ مجھکو تیرا نہال کرنا واجب و لازم ہی اب پشتارہ ملکہ کا کھول اور شکل اسکی دکھا اب سخر بلخی
کو پریشانی ہوئی اور کہنے لگا دل سے کہ ای مہتر سخر بلخی اب کیا کروگے یہ تو بڑی مشکل ہوئی کہ وہ پشتارہ
کھلواتا ہی اور دیکھا چاہتا ہی پہچانیگا تو کیا حال تیرا کرے گا اب کیا کرون کیونکر جان بچے بھاگنے کا ارادہ کرون
جب بھی نکلنا دشوار ہی کہ باہر سب گھیرے ہوئے کھڑے ہین جانے نہ دینگے مگر آن بڑے پھنسے خدا ہی بچائے
آخر کو دل مین دعا مانگی کہ الٰہی اپنے فضل و کرم سے مجھکو بچائے اور فرامرز سے ایک اور بات

ایسی کی کہ پشتارہ کھلنے مین دیر ہوئی اُدھر تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا بفضل خالق لم یزلی ہردم بردعی بانوج
کثیر آسپو بچا اور تلوار چلنے لگی غلغلہ برپا ہوا ساری فوج دیوانے کی فوج فرامرز پر ٹوٹ پڑی اور جنگ عظیم ہوئی تھوڑی
ہی دیر مین ندیان لہو کی بہنگیئن شور دار وگیر جو بلند ہوا تو فرامرز گھبرا گیا کہ ارے یہ شور وغل کیسا ہو لوگون نے آکر
عرض کی کہ اے بہادر دوران ہردم بردعی دیوانہ آیا ہو اور تلوار کشی کر رہا ہو آپکی فوج پسپا ہو رہی ہو سنا ہو
کہ آپ کے چلے آنے کے بعد اُسکے باپ نے اُسے چھوڑ دیا دیوانہ جو شان وخروشان بڑھتا چلا آتا ہو یہ جو
فرامرز بن قارن عدنی نے سنا بدحواس ہوگیا اور گھبرا کر بولا کہ اے شاطر اب کیا کرون یہ تو بڑی خرابی ہوئی
کہ اسوقت دیوانہ آگیا یہ ملکہ کو ضرور چھین لیگا کیونکر بچاؤن سخر بلخی نے جواب دیا کہ اے بہادر دوران آپ اندیشہ
نہ کرین آیا ہو تو کیا کریگا ملکہ کے بچانے کی مین تدبیر بتاتا ہون وہ یہ کہ پشتارہ ملکہ کا یہان رہے کیون جو وہ
چھین لیجائے نعمان کو بلا کر پشتارہ اُسے دیجیے کہ وہ لیکر طرف مدائن کے پاس فرامرز بن نوشیروان کے
روانہ ہو اور آپ یہان خیمے سے نکلکر دیوانہ سے مقابلہ تو نہ کیجیے لیکن تھوڑی دیر سامنے اُسکے رہیے فوج آپ کی
اور جمعیت دیوانہ کی جبکہ آپکو خوب دیکھ لے اُسوقت آپ بھی چلے جائین پھر یہ دیوانہ کہان پائیگا جو ملکہ کو چھینیگا
فرامرز کو رائے اسکی بہت پسند آئی اور تعریف کی کہ اے بھائی خوب تدبیر تمنے بتائی بس اب دیر نہ کرو اور
ملکہ کو روانہ کرو سخر بلخی نے در خیمہ پر آکر نعمان کو آواز دی جب نعمان آیا تو پشتارہ سخر بلخی نے نعمان کو دیا
اور کہا کہ تم لیکر طرف فرامرز بن نوشیروان کے چلو پیچھے تمھارے ہم بھی آتے ہین یہ سنکر نعمان تو پشتارہ لیکر
روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے فرامرز بھی روبرو ہردم کے کچھ دیر ٹھہرا اور فوج کو لڑواتا رہا بعد کو خود بھی پیچھے
نعمان کے روانہ ہوا سب فوج بھی اسکی چلی گئی مہتر سخر بلخی نے سب کیفیت آکر پاس ہردم کے کہی کہ اب آپ
پیچھا نہ کرین فرامرز کا کیونکہ ہفت بندگان خدا کی جان جائیگی اور ناحق قتل ہونگے مین نے ملکہ مہینہ بانو کو لشکر
اسلام کی طرف بھیجدیا یہ سنکر بہرام شاہ اور ہردم دیوانہ خوش ہوا اور تعاقب فرامرز کا نہ کیا مگر فرامرز جو بھاگا
تو کوئی بیس کوس پر جا کر دم لیا جب سب لوگ اُسکے وہان جمع ہو چکے تو اُسنے ایک خیمہ برپا کیا اور عیار نعمان
سنگ دندان سے کہا کہ پشتارہ کھول تا کہ مین بھی دیکھون کہ وہ ملکہ کیسی ہو جسکے واسطے یہ خونریزی ہوئی ہو نعمان
نے فرمان اپنے مالک کا سنکر پشتارے کو آگے فرامرز کے کھولا اور فرامرز جھکا کہ دیکھون صورت ملکہ کی دیکھا خون مین
غلطان ہو اور یہ ثابت ہوتا ہو کہ پیکر بیجان ہو فرامرز یہ دیکھکر سمجھا کہ کسی بہادر کی تلوار لڑائی مین اسپر پڑ گئی ہوگی اب
جو غور سے دیکھا داڑھی مونچھین نظر پڑین اب تو فرامرز بن قارن گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہو اور غصہ کرکے نعمان
سنگ دندان سے کہنے لگا کہ کیون بیوقوف اسی منھ پر دعوی مہتری کا کرتا ہو اور اپنے کو عیار اور شاطر جانتا
ہو ارے تجھکو مرد وعورت مین تمیز نہوئی اور کچھ نہ سوجھا تو آدمی ہو یا کہ حیوان ہو اب دیکھ تو سہی کہ یہ کسکا لاشہ
ہو بیشک تیرے سخر بلخی نے چونا لگایا اور پھر یہان سے صاف نکل گیا عیاری اسے کہتے ہین اسنے بھی غور سے
جو دیکھا تو واقعی مرد کا لاشہ خون مین ڈوبا ہوا پایا نعمان کو یہ دیکھکر ندامت حاصل ہوئی اور فرامرز بن قارن کے
سامنے منھ نہ کھولا جب فرامرز نے بہت برا بھلا کہا تو اُسنے اتنا کہا کہ اب آپ مجھکو زیادہ ذلیل نہ کرین مجھے
آپ پشتارہ ملکہ کا دیجیے اگر ملکہ کو نہ لاؤنگا تو منھ بھی نہ دکھاؤنگا یہ کہکر نعمان تو چلا گیا بعد اسکے جانے کے فرامرز
بن قارن بھی سوار ہو کر چل نکلا پھر تو کل لشکر اسکا روانہ ہوا یہ خبر جاسوسون نے آکر ہردم بردعی
دیوانہ کو بھی دی کہ نعمان عیار اور فرامرز عقب مین مہتر بزرک خطائی کے گئے ہین اور پشتارہ

ملکہ کا اسی کے پاس ہی یہ سُنکر ہُردم دیوانہ اور بہرام شاہ دونون باپ بیٹے با فوج کثیر روانہ ہوے اب حال
سنیے متر یزک خطائی کا کہ یہ بیے ہوے پشتارے کو چلا جاتا ہو دم نہین لیتا کہ فرامرز بن قارن جا
پہونچا اور راہ مین یزک کو ٹوکا کہ او دزد کہان جاتا ہو یزک خطائی نے جو آواز اسکی سنی پلٹ کر
دیکھا کہ فرامرز چلا آتا ہو بس جان اسکی نکل گئی قریب تھا کہ غش کھا جائے اور مارے ڈر کے مرجائے کہ ملک الموت
تیغ بکف سر پر موجود ہوا آخر ٹھہر گیا اور منت کرنے لگا کہ ای شاہ عُوق یہ کیا کہتا ہو فرامرز بن قارن عدلی
نے کہا مین تجھسے یہ پوچھتا ہون کہ یہ پشتارہ کسکا ہو اور تو یہ کسکو لیے جاتا ہو اسکا جواب دے ورنہ تیر مارونگا
کہ یہان سے سیدھا قبر مین چلا جائیگا یزک نے کہا کہ کہین تیر مارنا بھی نہ بیٹھیے گا آیندہ آپ کو اختیار ہے
خون کرنا میرا اچھا نہین کیونکہ مین بے گناہ ہون یہ اپنی بہو کا پشتارہ مین لیے جاتا ہون اور باعث اسکا
یہ ہو کہ ہمیشہ میرے بیٹے سے اور اس سے لڑائی رہتی تھی ایک دن بھی نہ بنتی تھی مین نے ہر روز کی لڑائی
تاحق کی جھک جھک دیکھکر گھر کا رہنا چھوڑ دیا تھا آج میری بہو نے مجھسے کہا کہ آپ کو بھی تکلیف رہتی ہو میرے
سبب سے آپکا گھر کا رہنا چھوٹ گیا اور مجھکو بھی کاہش رہتی ہو کسی صورت سے آرام نہین ملتا ہو
اور چین سے نہین بیٹھنے پاتی ہون اِس سے بہتر یہ ہو کہ مجھے آپ میرے میکے پہونچاوین مین اپنے
مان باپ سے لونگی مین بھی مناسب سمجھا کہ دو مفسدون کا ایک جگہ رہنا اچھا نہین ہو بس یہ سمجھکر
اسے لیکر چلا ہون آپ دزد کہتے ہین کہین ایسا بھی ہوا ہو اور کسی نے یہ بھی ظلم کیا ہو کہ پرائی بہو بیٹی
کو چھین لے یا چرا لائے اب آپ فرمائیے کہ ارادہ آپکا کیا ہو اور کیون مجھکو روکا ہو میری تو منزل
کھوٹی ہوتی ہو کہ شام بھی قریب ہو قزاقون کا بھی خوف ہو جلد کہیے جو آپ کو کہنا ہو یہ سنکر فرامرز نے
کہا اے او مکار یہ تو مجھکو دم دیتا ہو مین سب حال تیرا جانتا ہون مجھسے کیون پوشیدہ کرتا ہو یہ سُنکر
یزک خطائی نے کہا کہ حضور مین نے تو کوئی قصور نہین کیا ہو آپ کیون مجھپر خفا ہوتے ہین اور کیا حال
میرا آپکو معلوم ہو فرامرز نے کہا تو مہینہ بانو کو لیے جاتا ہو اور مجھسے جھوٹ بولتا ہو یزک خطائی نے
کہا واہ واہ کیا خوب سمجھ آپکی ہی یہ تو فرمائیے کہ مہینہ بانو سے اور مجھسے کیا علاقہ ہو کہان شاہزادی کہان مین
ایک غریب فرامرز نے کہا اچھا اگر پشتارہ مہینہ بانو کا نہین ہو اور تیری بہو کا ہو تو مجھکو دکھا دے جب مین
آنکھون سے اپنے دیکھونگا جب مجھکو یقین آئیگا یزک خطائی نے کہا کہ خیر اِسکا مضائقہ نہین ہو گو میری بہو ہو اور
آبرو میری ہو مگر خیر آپکو دکھا دونگا یہ سب جو کھڑے ہین انکو ہٹا دیجیے اور سب سے علحدہ ہو کر آپ میرے ساتھ
چلیے تو مین آپکو دکھا دون اور یہ تو مجھسے ہرگز نہو گا کہ اتنے نامحرمون مین اپنی بہو کا منھ کھولون اور سب کو
دکھاؤن یہ سُنکر فرامرز بن قارن نے سب کو وہین چھوڑ دیا اور آپ تنہا یزک خطائی کو ساتھ لیکر آگے
بڑھ آیا اور ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر کہنے لگا کہ ای مسافر یہان کوئی نہین ہو کہ تیری بہو کو دیکھیگا اب تو تیری
خاطر جمع ہوئی دکھانے مین کچھ عذر نہین ہو یزک خطائی نے چپکے سے کہا بہت اچھا لیکن دل اسکا تھرا رہا ہی
ہاتھ بھی کانپ رہے ہین بظاہر کہتا ہو ای شاہ مجھسے کھل نہین سکتا دیکھو لیجیے کہ ہاتھون مین میرے رعشہ ہو
فرامرز نے پھر سمجھایا کہ کچھ قباحت نہین ہو مین دور سے دیکھکر چلا جاؤنگا ڈر نہین غیر عورت کو ہم مثل اپنے ناموس
کے جانتے ہین اگر تیری بہو ہو تو میری بہن ہو اب تو یزک خطائی کا دم فنا ہوا دل مین کہنے لگا ای یزک
زیادہ تکرار بھی بری ہو اگر یہ خود جھنجھلا کر آکے کھول ڈالیگا تو پھر بڑا غضب ہو گا اب مستعد ہوا پشتارہ کھولنے پر لیکن

ایک گرہ کھول کر پھر رکا اور کہنے لگا خداوند ذرا ٹھہر جائیے مین سہولیت سے کھولتا ہون کہ پشتارہ بہت کسا ہوا
بندھا ہو جلدی نہ فرمائیے اور دل مین کہ رہا ہو کہ خداوند تو ہی اس حال مین بچائیگا زیست کا نقشہ بگڑتا ہی بچا لے
اسکے ہاتھ سے فضل اپنا شریک حال کر کیونکہ تو حافظ حقیقی ہو دعا بزرک خطائی کی قبول ہوئی کہ بیابان سے
گرد کا تتق بلند ہوا اور آن واحد مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا بزرک خطائی نے کہ سلمان شاہ فارسی
اور پیر فرخاری دونون چلے آتے ہین اور حال انکا یہ ہو کہ پہلے تو انھون نے عیار انکو واسطے خبر کے
بھیجا تھا بعد انکے آپ بھی کل لشکر لیکر واسطے مدد ناموس صاحبقران کے روانہ ہوے تھے اس خیال سے
کہ عیار خدا جانے کبتک آئین اس سے تم خود نہ چل کھڑے ہو اور ابوالفتح اصفہانی ساتھ ہو کہ مہتر
بزرک خطائی نے جو ابوالفتح کو دیکھا بیساختہ نام لیکر پکارا کہ بھائی ذرا مجھ تک آ ابوالفتح آواز بزرک خطائی
کی سنکر چلا اب فرامرز نے طرف ابوالفتح کے دیکھا کہ یہ کون ہو اور مہتر بزرک خطائی نے جو اسے غافل پایا کہ یہ ادھر
دیکھ رہا ہو تو حقہ ہاے بیہوشی اور قارورہ ہاے نفطی داغ کر ایک باڑھ جو ماری تو سراپا مین فرامرز
کے آگ لگ گئی جیب و دامن جلنے لگے یہ تو آگ بجھانے مین مصروف ہوا اور بزرک خطائی طرف سلمان
فارسی کے بھاگا فرامرز تو آگ بجھانے مین رہا مگر لشکر نے اسکے بزرک خطائی کا پیچھا کیا اور چاہا کہ پکڑ لین
جب دیکھا کہ یہ نکل جائیگا تو ایک پیادے نے تیر مارا کہ شانہ مہتر بزرک خطائی کا مجروح ہوا مگر یہ کب
ٹھہرتا ہو بھاگا ہوا سیدھا پاس پیر فرخاری اور سلمان شاہ کے پہونچا پشتارہ سپرد کیا مگر لشکر بھی
فرامرز کا کہ عقب مین بزرک خطائی کے آیا تھا لشکر اسلام پر گرا ادھر سے یہ سب غازی تلوارین کھینچ کھینچکر جا
پڑے کشت و خون ہونے لگا اس زور شور سے تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بندھ گئے اور لاشون کے
انبار ہو گئے سرون کے مینار بنے دریاے خون جاری ہوا اب فرامرز بھی آگ اپنی بجھا کر آگیا ہو تلوار
کھینچے ہوے لڑ رہا ہو لیکن لشکر اسلام بھی جان لڑائے ہوے ہو فوج حریف پراگندہ ہوتی ہو اور پھر فراہم
ہو جاتی ہو کہ فرامرز بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہو کہ اتنے مین اور گرد اڑی اور ہژدم دیوانہ بھی چالیس
ہزار کی جمعیت سے جوش و خروش آیا اور شریک لشکر اسلام ہوا اب قوت اہل اسلام کی دوچند ہو گئی
مگر جب سے ہژدم بردعی آیا ہو فرامرز روبرو نہیں آتا کہ ایسا نہو یہ ٹوٹ کے دور سے فوج کو لڑا رہا ہی
مگر دیوانہ اس کی تلاش مین ہو یہانتک کہ رات ہو گئی اور لڑائی نہ موقوف ہوئی تمام رات زور شور
سے تلوار چلی اسی حالت مین پھر صبح ہو گئی اور قصہ لڑائی کا فیصل نہ ہوا اب کوئی پہر دن چڑھا
ہوگا کہ نشان ابر سیاہ کے بالاے آسمان نمایان ہوے سب نے دیکھا کہ آسمان سیاہ ہوا جاتا ہی
اور حال اس ابر کا یہ ہو کہ صاحبقران زمان جو مع بادشاہ ایران سعد نوجوان اور کل گردان زمان و شاہ
عیاران جو قاف سے طرف پردہ دنیا کے چلے تھے اب آکر یہان پہونچے ہین کیا دیکھتے ہین کہ [illegible]
لشکر سے لڑائی ہو رہی ہو اور تلوار زور و شور سے چل رہی ہو فرمایا کہ اے دیوزاد تخت کو
یہین سے اتار دو یہ فوج ہماری ہو جس سے تلوار چل رہی ہو دیوون نے تخت کو امیر کے
بلندی سے وہین اتار دیا امیر نے تخت سے کود کر تیغ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور نعرہ اللہ اکبر
کھینچا اور مع خرد و کلان مثل شاہزادہ بدیع الزمان و گرب نوجوان و لندھور بن سعدان وغیرہ
کے [illegible] یہ چلے دیوون نے چاہا تھا کہ کفار کو لقمہ کرین کہ امیر مانع ہوے اور آنکھ غصہ سے دکھائی کہ خبردار

جو کسی نے ایسا کام کیا تو سب کو قتل کرونگا دیوزاد تو جاہی لیکر رہ گئے اور حمزہ صاحبقران لڑنے لگے اور سپاہ بھی
ساتھ امیر کشورگیر کے آتے تھے لشکر کفار سے لڑنے لگے بعد امیر باتوقیر کے آنے کے تھوڑی دیر تک تو علی لڑنے بعد اسکے
سب بھاگے فرامرز بن قارن عدنی بھی نہیب شمشیر سے امیر کے ہٹ گیا آخر کار قدم اُٹھ گئے مع فوج بھاگا اور یہ کہتا
تھا کہ ہماری شامت ہو کہ کوچک سلیمان سے لڑیں اُنھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ دیوون پر سوار ہوکے آئے ہیں کہان
پری زاد جاتی ہو دیو و پری جن سب اُنکی حکومت میں ہیں غرضکہ جب لشکر کفار بھاگ گیا اور کوئی میدان میں نظر نہ
آیا تب جب یکے لگا امیر نے تیغہ میان میں کیا پھر تو سب تلوارین میان میں ہوگئیں اور صاحبقران گیتی ستان نے ہر ایک
کو بغل گیر کیا اور تعریف دلاوری کی کہ ہر دم بردعی دیوانہ امیر سے آکر ملا امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ شاباش
مرحبا جو چاہیے تھا وہ تم نے کیا میں نے جو ملک کو تمھارے سپرد کیا تھا ایسا ہی تو تم کو سمجھ لیا تھا کہ جیسا ظہور دیکھا اے ہر دم
کیا بات ہو تمھاری ہر دم یزدعی نے کہا یا امیر آپ کے اقبال سے یہ سب کچھ ہوا ورنہ میں کس قابل تھا اور اب بھی آپکی
تشریف آوری سے کفار فرار ہوئے القصہ امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا اور دیوزادون کو رسید اپنی دے کر رخصت کر دیا وہ
تو پردہ قاف کو روانہ ہوئے امیر نے سب اسباب کفار کا لٹوا لیا اور غازیون پر تقسیم کر دیا بعد اسکے امیر نے اپنا نکاح
ساتھ مہینہ بانو کے عمرو سے پڑھوایا اور مطلب دلی حاصل کیا اُسی شب یہ حاملہ ہوئی کہ شکم سے مہینہ بانو کے شاہزادہ
شیر شکار رستم تیغ زن نامدار پیدا ہونگے کہ جنکی شجاعت کا ذکر بر وقت ہوگا غرض کہ پھر تو بزم عیش امیر نے آراستہ کی اور
جشن نوروزی کیا اُسی روز جشن رہا اب اس مقام کو بصرہ کہتے ہیں یہی مقام لشکر اسلام کا ہو اور حال فرامرز بن عدنی
کا یہ ہو کہ شکست کھا کر یہ جو بھاگا سیدھا مداین میں پہونچا تو نوشیروان اور اُسکے بیٹے مطلع ہوئے کہ امیر نے تا فتنہ آکر
لڑائی فتح کی اور مہینہ بانو اُنھین کے پاس رہی ہاتھ نہ آئی فرامرز بن کو نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا یہ سنکر نوشیروان کو
یہ اندیشہ ہوا کہ اب امیر سلیمان سریر کے ہاتھ سے ملک مداین بھی نہ بچیگا وہ ضرور یہان آئینگے اور ملک کو
چھین لینگے نان شبینہ کو محتاج ہو جاؤنگا اس جھگڑے سے اور بھی امیر باتوقیر دشمن ہوگئے اگر جان سے بھی
مار ڈالیں تو عجب نہیں یہ خیال کرکے بہت ترسان ہوا ایک روز کچھ سوچ کر نوشیروان ملک العادل نے خواجہ بزرجمہر
کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ اے خواجہ کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ ملک میرا اور جان میری بچے اور روٹی کھانے کا سہارا باقی رہے اب
امیر باتوقیر دشمن جان ہوئے ہونگے ضرور سمجھے ہونگے کہ یہ لشکر کشی اور فرامرز بن قارن عدنی کا آنا واسطے ملکہ مہینہ بانو
کے اُسی کے حکم سے ہوا ہوگا یہ بڑا جھوٹا اور فسادیہ ہو کہ ہم جو پردہ قاف میں گئے اُسنے میدان خالی پایا تو ارادہ ناموس
چھین لینے کا کیا اب کوئی ایسی بات کیجیے کہ دفع ملال صاحبقران ہو اور جان بھی میری بچے اور روٹی کا سہارا
بھی باقی رہے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے شاہ یہ بات تو بہت مشکل ہو کیونکر ایسا ہوگا کہ صاحبقران آپکا
پیچھا نہ کریں اور عوض اس بات کا آپ سے نہ لیں جو بات جھوٹ ہو اُسکو البتہ ناپائداری ہو
اور کذب ثابت ہو سکتا ہو جب ایک امر سچ ہو تو اُسے کیونکر چھپا سیئے یہ بھی مجکو معلوم ہو اور خوب
میں واقف ہوں کہ صاحبقران دوران بامروت ہیں اور رحم دل ہیں اگر اُنسے کوئی ہاتھ باندھ کر
عذرخواہی کرتا ہو گو کہ کیسا ہی گنہگار ہو اور جرم سنگین اُسنے کیا ہو تو عذر پذیرا کر لیتے ہیں اور خطا اُسکی معاف
کر دیتے ہیں میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ امیر سے سماجت و عجز کرینگے تو وہ مقرر گناہ آپ کا معاف کر دینگے
اور ملک مداین کو نہ چھینینگے کیونکہ رحم دل ہیں اور صورت عفو کی یہ ہو کہ ملکہ زرانگیز خاتون لباس
جوگیانہ اور کفنی گیروی پہن کر جائیں اور امیر سے کہیں کہ آپ سے نام خدا میں ٹکڑا روٹی کا کھانے کو مانگتی ہوں

آپ دیکھیے تو امیر ایسے نہین ہین کہ وہ نہ دین جس وقت یہ کہینگی کہ تمہارے دروازے پر بھیک مانگنے آئی ہون
ٹکڑا روٹی کا نام خدا پر دو کہ مین اور میرا شوہر فاقہ نہ کرین اور پیرانہ سالی مین بیٹھکر آرام سے بسر کرین شہر مدائن ہم
کو اپنی طرف سے بخشو تو امیر ایسے ہین کہ مدائن تو ایک طرف کیا عجب ہو کہ ساتون ملکون کا معذ نامہ لکھا کر بخشدین
اور روپیہ بھی دین تمہارے حال پر تو عجب نہین کیونکہ وہ سراپا خلق و احسان ہین شاہ نے یہ سارے پسند فرمائی اور جاکر
زرانگیز خاتون سے بیان کردیا کہ اگر اے ملکہ تم تکلیف کرو اور بصرہ تک گیروا لباس پہن کر جاؤ اور امیر
صاحبقران سے سوال کرو تو روٹی باقی رہتی ہو ورنہ نان شبینہ کو محتاج ہو جاینگے زرانگیز خاتون نے کہا
مجھکو عذر کیا ہو حاضر ہون جاؤنگی کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ تم کو اطمینان حاصل ہو مگر ساتھ کون جائے گا کوئی
ایسا عالی منش ہمراہ ہو کہ وہ بھی کچھ امیر سے کہے اور امیر بھی اسکو عزیز سمجھے رائے شاہ کی یہ ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر کو
ساتھ کردون اور باہر آکر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ساتھ زرانگیز خاتون کے کون جائے یہ بھی تجویز کرو خواجہ بزرجمہر نے
خود کہا کہ مین حاضر ہون مجھکو بھیج دیجیے اس کام کو آنکھون سے بجالاؤنگا نمک کھاتا ہون عذر کیا ہو یہ سنکر شاہ
شاد ہوا اور ایک محافہ گیروا تیار کرایا اور ملکہ زرانگیز خاتون کو بھی گیروا لباس پہنایا اور جھولی گیروی فقیرون
کی سی زیر بغل لٹکوادی اور سراپا لباس شنجرفی پہنایا بعد اسکے کہار اور خدمتگزارون کو بھی ویسا ہی لباس
پہنایا یہان بزرجمہر نے بھی ایک میانہ شنجرفی منڈھوایا اور آپ بھی لباس فقیری پہنا اور اپنے ملازمون کو بھی
گیروے کپڑے پہنوائے اور ہمراہ ملکہ زرانگیز خاتون زوجہ شہنشاہ ہفت کشور کے چلنے کو مستعد ہوے جب
شاہ کشوران کو معلوم ہوا کہ سب سامان تیار ہوگیا ہو بزرجمہر بھی جانے کو موجود ہین اسوقت نوشیروان نے
زرانگیز خاتون کو محافے مین سوار کردیا اور خواجہ بزرجمہر میانہ مین سوار ہوے اور پیچھے پیچھے محافے کے
انکا میانہ ہوا اور کئی خدمتگار سولہ کہار ساتھ تھے غرض کہ ملکہ زرانگیز خاتون مان ملکہ مہرنگار کی طرف بصرہ کے
پاس امیر کے اس صورت سے روانہ ہوئین صاحبقران زمان بصرہ مین زرکش مین خیمہ بارگاہ مین استادہ ہین
ہر روز ناچ کی صحبت رہتی ہو چاہ یار ملکہ مہینہ بانو کا زیادہ ہو عیش شبانہ روز کرتے ہین غم ناپدید ہو ہر روز
روز عید ہو اتنے مین جوڑی ہرکارون کی آئی اور دست ادب بستہ بعد تعریف اور دعا کے عرض کیا کہ ملکہ
زرانگیز خاتون اور خواجہ بزرجمہر حکیم لباس قلندری پہنے ہوے اور گیروا بستر کیے ہوے ادھر آتے ہین
سواری ملکہ زرانگیز خاتون کی قریب پہونچی ہو امیر نے جو یہ سنا عمرو سے فرمایا کہ خواجہ یہ کیا معاملہ ہو کہ
نوشیروان تو یہان سے اقرار کرکے گئے تھے کہ مدائن مین پہونچ کر مین مسلمان ہوجاؤنگا پھر انکو اس طرح
کیون بھیجا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کچھ نہ کچھ فساد برپا ہو نوشیروان مسلمان نہین ہوا البتہ ہو وہ صدمہ تو مینے کا جو
عقابین پر مین نے اٹھایا ہو ابھی تک یاد ہو پھر یہ بھی خیال آتا ہو کہ ایسا کبھی اس نے مقابلے سے انکار نہ
کیا تھا جیسا ابکی وہ ترسان ہوا ہو اور بختک بھی اب نہین ہو جو ہمیشہ بہکاتا تھا عمرو نے جواب دیا کہ یا
امیر یہ تو آپ سچ فرماتے ہین کہ بختک نہین ہو لیکن بچہ تو اسکا موجود ہو بختیارک کہ کچھ اس سے بھی زیادہ
حرامزادہ ہو شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ٭ گرچہ با آدمی بزرگ شود ٭ امیر نے فرمایا خیر جو کچھ ہوگا کھل
جائے گا یہ فرماکر حکم دیا کہ سندویل اصفہانی اور مہلیل جنگ عراقی اور کندہ کوہ کرمانی اور مسلسل شاہ
یزدی اور فضل گرگستانی اور خسرو دہستانی اور جمشید شاہ بلوانجری اور لواتم شاہ اور
فرخ شاہ فیروانی وغیرہ جائین اور استقبال کرکے ملکہ کو لائین اور یہ حکم دیا کہ جب ملکہ اترین

توسب مخدرات اور کل محلات نا محافہ پیشوائی کو جائین اور نذرمت کر مجرا بجالائین اور سب باادب سلام کرکے ملکہ کو مسند پُر زر پر بٹھائین القصہ شاہان ہفت ملک گئے اور پانچ کوس سے پیشوائی کرکے ساتھ تجمل و احتشام کے لائے اور امیر کو مطلع کیا صاحبقران خود بھی تھوڑی دور آئے اور محافے کے ساتھ ساتھ تا بارگاہ حرم سرا آئے اور اہتمام کرنے لگے قناتین کھڑی کرا دین اور محافہ اندر قناتون کے کروا دیا اور خود باہر کمر بستہ اہتمام کرتے رہے پھر تو سب بروگیان عصمت و طہارت آئین اور ملکہ زر انگیز خاتون کو محافے سے اُتروایا اور نذرین دین پھر صف باندھ کر کھڑی ہوئیں ملکہ نے سب کا سلام لیا اور گلے سے ہر ایک کو لگایا مہر نگار کی خواصین مثل دلشاد و دلنواز اور خوبان طراز زہرہ مصری و فتنہ وغیرہ کے جو سامنے آئین ملکہ انھین دیکھکر بہت روئین کہ ملکہ مہر نگار یاد آگئین پھر سب ہاتھون ہاتھ زر انگیز خاتون کو مسند تک لائین اور بٹھایا تھوڑی دیر مین صاحبقران بھی اندر داخل ہوئے اور ملکہ کو نذر دے کر مجرا کیا ملکہ نے امیر کی بلائین لین اور کھڑی ہو گئین اور کہا کہ واری یہ نذر کیسی ہم تو آپ کی نظرون سے گرے ہوئے ہین پھر ہمکو نذر دینا کیا ضرور ہے نذر اُسکو چاہیے جو قابل نذر کے ہو امیر جہانگیر یہ کلمہ سنکر اور لباس قلندری کو دیکھکر رو دیے اور فرمایا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتی ہین مین ہر صورت آپکا فرمانبردار ہون اور یہ لباس فقیری آپ نے کیون اختیار کیا اسکی کیا وجہ ہے زر انگیز خاتون نے جب دلشاد وغیرہ کو دیکھا تھا اس قدر غم طاری ہوا تھا کہ رو رہی تھین آنسو نہ تھمتا تھا کبھی مہر نگار کبھی قباد شہریار کی تصویر آنکھون مین پھر جاتی تھی غرض کہ اسی حالت گریہ و زاری مین جھولی پھیلا کر کہا کہ واری تجھکو اور تیرے فرزندون کو خدا سلامت رکھے یہ لباس فقیری پہن کر مین تیرے پاس بھیک مانگنے آئی ہون کہ ٹکڑا روٹی کا آپ اپنی طرف سے مجکو بھیک دین تاکہ مین اور میرا شوہر دونون فاقہ نہ کرین آیندہ تو مالک ہے جو کچھ کہ تجکو بہتر معلوم ہو وہ ہمارے حق مین کر ہم کو عذر کیا ہے ہم سزاوار اسی کے ہین امیر نے یہ سنکر زیادہ افسوس کیا اور ارباب محل کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ صاحبو دیکھو تو کیا گردش زمانہ ہے یہ مقام عبرت کا ہے ڈرنا چاہیے غضب الٰہی سے کہ کل تو انکے واسطے کیا سامان تھا اور آج انکا کیا حال ہے یہ فرما کے پھر زر انگیز خاتون سے ارشاد کیا آپ بیٹھ جائین جو کچھ آپ فرمائینگی مین سب بجا لاؤنگا مجکو بدل و جان منظور ہے مین اُسی صورت سے آپ کا تابعدار اور فرمانبردار ہون اور آپ بھی مجکو اُسی طرح اپنا ملازم و فرمانبردار سمجھے کہ جس طور سے تھا اب بھی مین آپ کا ملازم ہون مجکو گنہگار نہ کیجیے مین آپ کے کھڑے رہنے سے گنہگار ہوتا ہون یہ سنکر ملکہ زر انگیز خاتون نے کہا کہ واری جب مجکو بھیک دوگے اور اقرار کروگے اُسوقت مین بیٹھونگی امیر نے یہ اصرار دیکھکر فرمایا کہ خیر مین نے سات ملک تم کو دیے اُنھین قبول کرو اور اُسی وقت حکم دیا کہ تیرون پر معافی نامہ ہفت ملک کی عطا کا کھدوا دو فوراً تانبے کے تیرون پر مہر کندون نے کہ ملازم سرکار فیض آثار تھے معافی نامہ ہفت ملک کھود دیا امیر سلیمان سریر نے وہ تیر حوالہ ملکہ زر انگیز خاتون کے کیے اور نہایت فروتنی سے کہا کہ اب جو کچھ اور ارشاد ہو اُسے بھی بجا لاؤن ملکہ زر انگیز خاتون خوش ہو گئین اور امیر با توقیر کی سر سے پاتک بلائین لین اور کہا کہ واری تم نے تو وہی بادشاہت ہماری پوری قائم کر دی اور اب کیا مانگون مین نے تو فقط ایک ملک مدائن کا سوال کیا تھا کہ اگر بخشوگے تو فراغت روٹی سے ہو جائے گی ساتھ اپنے شوہر کے بے منت خلق کھائینگے یہ چند روزہ زندگی بسر ہو جائے گی خدا تجھکو ہمیشہ سلامت رکھے اور تیرے فرزندون اور متعلقون کو آباد و شاد رکھے امیر نے ملکہ سے کہا کہ حضور اس سے خوب واقف ہین کہ یہ سارا فساد بختک کی ذات سے تھا وہی شاہ کو مجھسے لڑواتا تھا ورنہ مین کاہے کو

رہتا اور شاہ بھی مجھ سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ ہم تم سے مقابلہ نہ کرینگے مگر وہ شیطان مجسم مرنے نہ دیتا تھا ہمیں لڑواتا
تھا ملکہ نے کہا کہ سچ ہی یا امیر مگر اب تو وہ موا غارت ہوا اُسکو نہ یاد کرو اور بھی کروا لیسے موذی کا تذکرہ کیا بیشک
شیطنت اس موے کی ہوتی تھی اور یہان تم کو عمر وعیار بہکاتا تھا اور یہ حال ہمارا عمر نے کر دیا القصہ امیر
نے ملکہ کو مسند پر چھوڑا اور آپ سامان دعوت مین مصروف ہوے سات روز تک کی دعوت ٹھہرائی تھی باہم
اگر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ نے بھی مجکو نہ لکھا کہ یہ ہوتا ہی اور ملکہ زرانگیز خاتون اس لباس سے گئی ہین
بزرجمہر نے کہا کہ یا امیر آپ خوب واقف ہین کہ مین بھی ملازم نوشیروان کا ہون خلاف اُسکی مرضی کے
مین کیونکر کر سکتا ہون وہ ناراض نہ ہوتے پھر تو صاحبقران نے بوجہ احسن دعوت ملکہ زرانگیز خاتون کی جیسے
چاہیے تھا اور مناسب و زیبا تھا دیا کیا جب کہ سات دن گذر گئے اور ملکہ کو جلدی ہوئی کہ اب جا کر نوشیروان
کو معافی نامہ دکھاؤن اور اُسے بھی خوش کرون امیر سے کہا کہ واری اب مجھے رخصت کرو سات دن گذر گئے اور تم نے
تو وہ دعوت کی کہ ساری زندگی کھائینگے اور دعا دینگے اُس وقت امیر نے بہت سا جواہر اور تحفہ لباس وغیرہ
واسطے نوشیروان کے دیا اور وہ وہ اسباب نایاب ملکہ کو دیا کہ بہت خوش ہوئین اور بزرجمہر کو بھی کشتیان جواہر
کی دے کر ملکہ کو محافہ طلائی مین سوار کر کے کمال انتظام اور احتشام سے رخصت کیا وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئین
اب تمام بصرہ مین یہی باتین ہوتی تھین کہ امیر نے وہ کیا جو کوئی نہ کرے گا یون نہین چاہیے تھا جیسا کیا کیا بات ہی
آفرین صد آفرین اور وہان ملکہ زرانگیز خاتون بعد طی مراحل وقطع منازل مدائن مین پہونچین اور دھوم سارے
شہر مین ہوئی سب دیکھنے کو آئے اب جو دیکھا کہ ملکہ محافہ طلائی مین سوار ہین جانا کہ بامراد آئین اور جس واسطے
گئی تھین وہ کام سرانجام کو پہونچا ملکہ جب محل مین جا کر اُترین تو نوشیروان نے شاد و بشاش پاکر پوچھا
کہ کہو تمھارے ساتھ امیر نے کیا سلوک کیا ملکہ نے سب جواہر پیش کیا اور کہا کہ لو بادشاہی ہفت ملک
کی مبارک ہو سلطنت کرو دیکھو تو عنایت امیر کی کہ ایک ملک مدائن کی خواہش تھی امیر نے ساتون ملک
دے دیے اور یہ معافی نامہ موجود ہو اُسکو پڑھ لو بادشاہ نے جو پڑھا بہت خوش ہوا اور ہاتھ اُٹھا کر دعائین
درازی عمر کی امیر کو دین بعد اُس کے ساری فوج کو برطرف کر دیا تھوڑے سے آدمی واسطے چوکی پہرے
کے رکھ لیے اور ہر وقت امیر کی سخاوت اور مروت کا ذکر کیا کرتا تھا اور شکایت بختک کی کیا کرتا تھا
الغرض چند روز یونہین گذرے اور بختیارک انگارون پر لوٹا کرتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ تیرا باپ
مارا گیا ہر چند اُسکا پتا پایا اور تو عوض خون پدر کا عمر وعیار سے نہ لے سکا اب تو نوشیروان نے امیر سے
صلح کر لی اور بھیک مانگی اُنھون نے بھیک کے مانگنے سے ہفت ملک بخشے یہ سوچکر سوانگ بنا اور بالکل
برہنہ ہوا فقط ایک لنگوٹی باندھ لی چند گرہین ہلدی کی لہسن پیاز کی گٹھیان اور تھوڑا سا آٹا اور کچھ کوڑیان
اور ایک کپل لوہے کی پوتھی بغل مین دبا کر ننگے پاؤن تلک ماتھے پر لگائے ہوے خیمہ ہرمز و فرامرز مین
آیا یہ دونون اندر بیٹھے ہوے تھے کہ اُس نے آواز لگائی کیون صاحبو نام پر لات اعلے اور سنات سطلے
بھیک دوگے تمھارے دروازے پر آیا ہون ہرمز و فرامرز نے جو یہ سُنا اور صورت اسکی دیکھی بولے
کہ ای بختیارک تو نے یہ کیسی صورت اپنی بنائی ہی ارے تجکو یہ غیرت نہین آتی کہ تو وزیر ہو کے ننگا
ایسی صورت گدایانہ بنا کر چلا آیا اور بھیک سب کے روبرو مانگ رہا ہی یہ کیا معاملہ ہی
کچھ کہو تو سہی بختیارک نے کہا کیون کیا تمکو نہین معلوم کہ باپ میرا عمر وعیار کے ہاتھ سے مارا گیا

اور ہر پیسہ بچا کر اُسنے سب کو کھایا تمنے بھی کھایا اور نوشیروان نے حمزہ سے بھیک مانگی بھیک کی روٹی کھاتا ہی فوج
ملک برخاست کردی اب مین عوض اپنے باپ کے خون کا کیونکر لون اور حیران ہون کہ یہ کیسی شاہی ہی ملازم
سے اپنے بھیک مانگ کر روٹی کھائی اور پھر خوش ہوکر فوج کو برخاست کردیا تو تمھارے باپ نے تو امیر سے بھیک
مانگی مین تم سے ... لگتا ہون تم مجھکو دو ہرمز و فرامرز نے کچھ سمجھکر اسکو اندر خیمے کے بلالیا اور کہا کہ پھر ہمارا اختیار کیا ہی ہم
کیا کرین بادشاہ اپنے کامون مین اختیار رکھتے ہین ہمکو انکی راے مین کیا دخل تھا اگر اُنھون نے فوج کو چھڑا دیا تو ہم کیا
کرین اور عوض تیرے باپ کے خون کا کیونکر لین بہت مشکل ہے نہ زور نہ زر کسی بات کا بل نہین بختیارک نے رو دیا
اور کہا اے شاہزادو اگر تم اقرار اس بات کا کرو کہ ہم مقابلہ امیر سے کرینگے تو مین سب فوج کو شریک تمھارا کردون
اور تم نوشیروان کو تخت پر سے اُٹھا دو آپ سلطنت کرو فوج نوکر رکھکر مقابلہ کرو کیا غضب ہی کہ وہ ہزارون طرح
کی تکلیف ہمکو دین اور خود عمر بھر باستقلال عیش کرین کہ جیسے کوئی دنیا مین انکا ہمسر ہی نہین رہا ہرمز و فرامرز
نے کہا کہ اے بختیارک ہمکو بھی غیرت آتی ہی کہ باپ نے ہمارے بھیک مانگ کر حمزہ سے ملک لیے ہین ہمارا دل
اس روٹی کے کھانے کو نہین چاہتا سامنے ہر شخص کے شرمندہ ہوتے ہین لیکن کیا کرین تو جانتا ہی کہ ہم کو کہین
کچھ دخل نہین ہی وہ بادشاہ وقت ہی جو چاہتا ہی کرتا ہی بختیارک نے کہا کہ پھر جبکہ تم کو غیرت و شرم ہی ایسی روٹی
کھانے کی تو پھر کیا مشکل ہی نہ کھاؤ اپنے باپ کو تخت سے اُٹھا دو مین ساری فوج کو تمھارا شریک کیے دیتا ہون اور
سب کی مہرین کرائے لاتا ہون تم اپنی ذات سے مضبوط رہو ہرمز و فرامرز نے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے کہ سب فوج ہماری
شریک ہو جائے تو پھر ہم تیرے شریک ہین بیشک حمزہ سے مقابلہ کرینگے اور باپ کو تخت سے اُٹھا کے آپ تخت نشین
ہو جائینگے بختیارک کے جو یہ سنا مسرور ہوکر خیمہ سے نکلا اور افسران فوج کو جمع کیا اور خیمہ علحدہ کھڑا کراکے کوٹ کیا
جب افسر جمع ہوے بختیارک نے کہا کہ کیون بہادرو روٹی تو تمھاری جا چکی ہی یعنی نوشیروان نے لڑنے سے
ہاتھ کھینچا اور جنگ کرنا امیر سے اُسے منظور نہین ہی خانہ نشینی اختیار کی بھیک امیر سے مانگی ملک پائے وہ کاہیکو
لڑیگا اور خصومت کا ہیکی ہی یہ بات مین تمسے کہتا ہون کہ اب کونسی اقلیم اور بادشاہت ہی کہ جہان روزی میسر ہوگی
اور جہان نوکری کروگے اسکا جواب دو اگر تم میرے کہنے کو منظور کرو تو ایک بات ایسی ہی کہ سب کی روٹی برقرار
رہتی ہی سب نے کہا کہ بتلائیے کہ وہ کیا تدبیر ہی بختیارک نے کہا تم شرکت شاہزادون کی کرو اور نوشیروان
سے ملت نہ رکھو اگر تم سب مہرین محضر پر کردو تو پھر شاہزادے نوشیروان کو تخت سلطنت پر سے اُٹھا دین اور
آپ بادشاہت کرین اور حمزہ سے لڑین پھر تمام فوج نوکر ہوتی ہی اور لشکر کشی مسلمانون پر ہوا چاہتی ہی سب
نے کہا کہ آپ محضر لائیے ابھی ہم سب مہرین کرین تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ ہم جو کہتے ہین وہی کرینگے
بختیارک نے محضر ڈالدیا کہ لکھا ہوا پہلے سے اسکے پاس موجود تھا افسرون نے اپنی اپنی مہرین کردین مضمون
محضر نامہ کا یہ تھا کہ ہم سب افسران فوج رسالدار و کمیدان و اجیٹن وغیرہ اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین
کہ جسوقت شاہزادے نوشیروان کو تخت پر سے اُٹھا دینگے تو ہم شاہ کی شرکت نہ کرینگے بلکہ آنکھ بھی شاہ سے
نہ ملائینگے چپکے بیٹھے ہوے دیکھا کرینگے جبکہ سب نے مہرین کردین اور مہرین سب کی محضر نامہ پر ثبت ہو چکین پھر
تو بختیارک نے سب افسرون سے کہا کہ جاؤ سب فوج کو کہ جو برخاست کی گئی ہی حکم سناؤ کہ تم سب خاطر جمعی سے
بیٹھے رہو قریب ہی کہ تمھارا روزگار برقرار ہو جائے کچھ دنون کا عرصہ ہی سب افسران فوج باہر خیمے سے نکلے اور اپنی
اپنی آرام گاہ کو گئے بختیارک نے وہ محضر مہر شدہ دلاکر ہرمز و فرامرز کو دیا کہ لو پڑھو یہ ہمارا کردار ہی کہ جو لکھا گیا تھا

وہ کیا اب تم کو چاہیے کہ جو کہتے ہوا سمین فرق نہ پڑے یہ جو شاہزادون نے دیکھا ہر محضر پڑھا تو شاد ہو گئے اور کمر
عناد دشمنی پر نوشیروان سے باندھی کہ بیشک یہ اٹھا دینے کے قابل ہر کیسا بادشاہ ہر کہ جسکو اپنے کردار کی غیرت
نہین یعنی اپنے ملازم سے بھیک مانگ کر روٹی لی اور پھر کچھ بھی شرم و حیا نہین ہر ہم کو بھی یہی روٹی کھلاتا ہر ہمین
منظور نہین ہر کہ بھیک کی روٹی کھائین یہ سنکر سب لوگ جو موجود تھے اُنھون نے کہا کہ جسوقت آپ شاہ کو تخت
پر سے اٹھا دینگے تو ہم سب تائید آپ ہی کی کرینگے آپ خاطر جمع رکھین کوئی طرفداری شاہ کی نہ کریگا پھر ہرمز و فرامرز
نے کہا کہ کل کے روز تمھارے ظہور مین آجائیگا مگر چاہیے کہ کل سب سبھار گاہ شاہ مین فراہم ہو رہین اور ہم جو کرین سب
ہمارے شریک ہون یہ سنکر سب ملازم خرد و کلان پیر و جوان فراہم ہوے آج بھی نوشیروان حسب معمول برآمد ہوا
سب نے مجرا کیا وزیر امیر سب حاضر حضور ہوے اُسوقت جبکہ دربار خوب آراستہ ہو چکا تو ہرمز و فرامرز حاضر ہوے اور
مجرا گاہ پر سے مجرا نہ کیا اور سامنے آکر کھڑے ہو رہے جب شاہ نے دیکھا اُسوقت سلام تو شرما شرمی کر لیا مگر کھڑے رہے
بیٹھے نہین یہ حال دیکھکر نوشیروان نے کہا کہ بابا بیٹھو یا کہ کوئی بات کہنی ہر اس سے کھڑے ہو یہ سنکر دونون نے کہا
کہ بات تو کوئی بھی نہین کہنی ہر اور اگر ہر بھی تو یہ بات ہر کہ آپ بیٹھنے کو فرماتے ہین مگر ہم اب جو بیٹھینگے تو ایک ہی دفعہ
بیٹھینگے یہ سنکر نوشیروان حیران ہوا کہ یہ کیا کہا ایک دفعہ بیٹھنا کیسا آخر نوشیروان پھر مخاطب ہوا کہ او بیٹھو کیا بیٹھے
نہین کہ سکتے ہو وہ کون سی ایسی بات ہر جو بیٹھکر نہین کہی جائیگی یہ جو شاہ نے کہا تو ہرمز و فرامرز دہنی اور بائین
طرف شاہ کے آئے ایک نے ادھر کا بازو پکڑا دوسرے نے اُدھر کا بازو پکڑا اور بولے کہ باباجان بات تو اور کچھ نہین ہر
فقط یہ کہ آپنے جو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے بھیک مانگ کر ملک لیے تو ہم کو یہ بھیک کی روٹی کھانا پسند نہین
ہی ہماری غیرت کا یہ تقتضا نہین ہر ہمسے یہ بے آبروئی گوارا نہوگی نوشیروان نے یہ سنکر کہا کہ پھر مین کیا کرون اگر
امیر حمزہ سے مین لڑون تو کیا ہوگا فتح اگر پاؤن تو ایسا بھی کرون ورنہ ذلت و خواری سے کیا فائدہ ہر اُسوقت
ہرمز و فرامرز وغیرہ نے کہا کہ اگر آپ نہین لڑتے تو پھر تخت حکومت کو چھوڑیے ہم سلطنت کرینگے اور لڑینگے بہادری
امیر باتوقیر کی دیکھ لینگے بس اب تخت پر سے اُٹھ کھڑے ہو جیسے اسی مین بہتری ہر یہ جو اُنھون نے کہا تو نوشیروان نے
غصہ کھا کر حضار مجلس کی طرف دیکھا کہ کوئی میری طرفداری کرے لیکن کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا سر جھکائے چپکے سب کے
سب بیٹھے رہے یہ حال دیکھکر حوصلہ ہرمز و فرامرز کا بڑھا اور دونون نے زیر بغل ہاتھ دیکر زور کیا اور کہا کہ بس اب تخت
سے اٹھیے تمھاری سلطنت کا زمانہ ہو آپ اس قابل نہین رہے بس اب روٹی گدائی کی کونے مین بیٹھکر کھایا کیجیے ہم بادشاہ زین
ہم کو نہین منظور ہر کہ ایسی روٹی کھائین یہ کہکر بازو نوشیروان کے تھام لیے اور زور کر کے تخت سے اُٹھا دیا نوشیروان نے
چہار جانب نظر کی کہ کوئی ملازم میری طرفداری کرے جب ایک نے بھی خبر نہ لی اور کسی نے دیکھا بھی نہین بس
مجبور ہو کے تخت سے اُٹھ کھڑے ہوے اور روتے ہوے اندر محل کے چلے گئے اور ملکہ زرانگیز خاتون سے
زیادتی اور دست اندازی دشمن کی بیان کی زرانگیز خاتون نے یہ سنکر کہا کہ دور کرو جہنم مین ڈالو اُن کو آپ
کا کیا بگڑیگا ایسی ہی تو سزا ئے ستر ل امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے وہ پائینگے کہ بہت دنون تک
یاد کرینگے نوشیروان تو گھر مین بیٹھ رہے اور نکلنا چھوڑا لیکن کئی خدمتگار ضعیف ضعیف ساتھ ہوے ہین
وہ درمیان مین بولے بھی تھے ہان ہان بھی کہا کیے لیکن اُن غریبون کی کون سنتا اور اب جو نوشیروان
خانہ نشین ہوے تو وہ دروازے پر محل کے بیٹھے رہتے ہین اوقات بسر کرتے ہین بیٹون سے نوشیروان
کے کچھ سروکار نہین ہر الغرض ہرمز و فرامرز بعد اُٹھا دینے نوشیروان کے آپ تخت

بادشاہت اور حکومت پر بیٹھ چلے سب سے بختیارک نے نذر دی بعد اسکے سب ساسانی گرگانی کیومرثی کیقبادی فرخی
فیروزی تاجداری نے نذرین گذرانین بعد اسکے سب آبرودار و رہا ہے دار نشین وار نے نذرین دین تو مین چھوٹنے لگین
دہائی ہرمز و فرامرز کے نام کی پھری مبارکباد ہونے لگی کئی روز کے بعد ہرمز و فرامرز نے بختیارک سے کہا کہ اب تدبیر بتاؤ کہ
ہم کیا کرین بختیارک نے کہا آپ گھبرایئے نہین دیکھیے تو کہ ہوتا کیا ہی یہ کہکر نامے لکھوائے ایک نامہ چوطویل زنگی حاکم شہر زنگبار
کو لکھا دوسرا خاقان گردون اساس حاکم شہر یام کو اور اول سے آخر تک سارا حال تحریر کر دیا تھا بعد اسکے صابر محمد پوش
عیار سے کہا کہ تو نامہ شہر زنگبار مین پاس چوطویل زنگی کے پہونچادے اور کرگس ساسانی سے کہا کہ تو طرف شہر یام کے
روانہ ہو یہ دونون عیار تیز رفتار نامے لیکر اپنی اپنی طرف روانہ ہوے دیکھیے آگے کیا ہوتا ہی بس اب جلد دوم
نوشیروان نامہ کی تمام ہوئی اسکے آگے ہرمز نامہ شروع ہوگا

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بسد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست | آخر آمد ز پس پردۂ اسرار پدید

کہان ہین شائقان فسانہ ہاے عجیب کدھر ہین مشتاقان داستانہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اس مژدۂ مسرت
افزا کو سن جائین کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھین
ترستی تھین فقط اُسکے ذکر سے براے نام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تھے ادھر اُدھر کے سنے سُنائے دو چار فقرون سے دل بیتاب کو
تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دیدار مضطر و بیقرار رہتے تھے بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے شعر گر تو وہ
یوسف سر بازار کسی دن ☆ ہم بیچکے جان اپنی خریدار بنینگے ☆ وہ اب بفضل ایزدی کشاکش حجاب سے نکلکر بالکل بے نقاب بیحجاب مثل آفتاب
عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہے دیکھین کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندھکے اسکے طالب دیدار آتے ہین اور اُسکی نظارہ بازی سے
اپنی آنکھون کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہی کہ علامہ
شیخ ابو الفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین اس خوبی و خوش اسلوبی سے
تصنیف کی تھی کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہی بڑے بڑے باکمال نازک خیال فصحا اور بلغا اُسپر دلدادہ ہو گئے رفتہ رفتہ اُسکی ایسی شہرت
ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم مین اسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر و رئیس وارفتہ مزاج ایسا نہ تھا جسکو اسکے
سننے کا شوق نہو حتی کہ غربا مین بھی اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان چار دوست
احباب جمع ہوے داستان اُڑنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون کو بھی جوش جرأت آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق
مزاجون کے دلون مین محبت و الفت کی لہر آنے لگی پھر وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اُردوے معلی کے لشکر سے اس
ملک مین شکست کھائی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی اُردو کی روز افزون ترقی ہوئی اس داستان کے فارسی دفتر بھی
کمیاب و کالعدم ہو گئے مگر چونکہ لوگون کے دلون مین اشتیاق اُسی طرح تازہ بتازہ نو بہ نو باقی تھا اکثر حضرات نے جا بجا سے
اُسکو اُردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی رنگ جم گیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ ذات ستودہ
صفات فیض آیات جناب مستطاب معلی القاب عالی ہمم والا شیم منبع جود و کرم مخزن بذل اتم جناب منشی نولکشور صاحب سی
آئی۔ ای مرحوم باعث بقا و ترقی زبان اُردو تھی کیسی کیسی نایاب و لاجواب عربی فارسی بھاکا انگریزی مستند کتابون کو
جو یادگار سابقین تھین زر کثیر صرف کرکے اُردو زبان مین ترجمہ کراکے عالم مین شایع کیا از انجملہ داستان امیر حمزہ
کہ حسب ذیل دفترون پر منقسم ہی دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدون مین دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر
دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدون مین دفتر پنجم ہوشربا سات جلدون مین دفتر ششم صندلی نامہ دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدون مین

دفتر ہشتم لعل نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی اپنے حلیۂ زبان اردو سے محلی کراکے شایع کرنے کا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان کے دفتر پنجم ہوش ربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی سید محمد حسین صاحب جاہ مرحوم اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو ابا احمد حسین صاحب قمر مرحوم سے نہایت شستہ و رفتہ اردو زبان مین ترجمہ کراکے شایع فرمایا جسکے ملاحظہ سے ناظرین اعجوبہ گزین کا شوق دو چند ہو گیا اور باقیماندہ دفترون کی سیر کا اشتیاق پیدا ہوکر ان دفترون کے انتظام مین ہر وقت چشم براہ اور گوش برآواز رہنے لگے جب شایقین کے اشتیاق نے اور تقاضا کیا تو گل گلزار خوش بیانی سرو جویبار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب ایماے مہتمم مطبع باقیماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ بفضلہ تعالی جملہ دفاتر ترجمہ ہوکر معرض طبع مین آئے اور اطراف و اکناف عالم مین اشاعت پذیر ہوے بلکہ بعض دفاتر کی نوبت طبع مکرر بھی آگئی فی الحقیقت ان کل دفاتر کے ترجمہ مین مترجم صاحب موصوف نے نہایت دماغ سوزی کر کے فرمایا کہ ایسی صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہی کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہی اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی اسکے مطلب کو بیان کرسکتا ہی کہین مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہی کہ ایسے طولانی دفتر کو جسمین ایک حصہ ہوشربا سات جلدون پر منقسم ہی نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہی گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہی شعر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر مقامات پر بضرورت لگے ہین ورنہ نثر ہی نثر ہی اور اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہوتا تو ہر ہر جلد اسکی ہوشربا سے کہین حجم مین زیادہ ہوجاتی مترجم موصوف نے اسکی تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی ہی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہی حق تو یہ ہی کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر ہین ہم کیا تعریف کرسکین اگر ملا فیضی طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو انکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے باکمال لوگ دنیا مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہی چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہین حشو کا نام نہین جہان جیسا مقام آگیا ہی وہان ویسا ہی بیان کیا ہی ہر لفظ گویا کانٹے مین تلا ہوا ہی ہر فقرہ چست و موزون ہی جہان امیر ابو العلا رکی کا پیدا ہونا اور صحبت عیش و نشاط کا آراستہ ہونا تحریر کیا ہی ناظرین کو صحبت کا مرقع دکھا دیا ہی جہان کہین اٹھا لیجانا دیوون کا پردہ قاف مین کوچک سلیمان کو اور ملکہ آسمان پری کے ساتھ نکاح ہونا اور یہان سے غائب ہوجانے سے خواجہ عبد المطلب اور ملکہ عادیہ بانو دایہ کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے نوحہ و بکا کرنا اور دعائین مانگنا بیان کیا ہی مجال کیا ہی کہ بشر سن سکے خصوصاً صاحبان اولاد کو تو تاب ہی باقی نرہے جس مقام پر ملکہ مہر نگار دختر ملک العادل نوشیروان کے عشق کا حال تحریر کیا ہی حسن و عشق کا نقشہ دکھا دیا ہی ہر فقرے سے عاشق مزاجون اور شوخ طبیعتون کو بیچین کر دیا ہی جس جگہ امیر کشور گیر کی جنگ و جدال نوشیروان وغیرہ سے بیان کی ہی خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہی سرداران لشکر اسلام کی بہادریان اس عنوان سے لکھی ہین کہ اگر بزدل و نامرد بھی سنے تو بیساختہ جوش جرأت اجلاے جنگ و جدال کی امنگ دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرون کی داستان چھیڑی ہی عجب جادو بیانی کی ہی جہان کہین خواجہ عمرو عیار وغیرہ کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری دکھائی ہی جو صاحب ان دفاتر کو بنظر انصاف سے ملاحظہ کرینگے ضرور فرمائینگے

مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ ہم یقین کرتے ہین کہ شایقین اس دفتر کے ملاحظہ کے بعد اور دفترون کی بھی ضرور خواہش ظاہر فرمائینگے کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک جداگانہ لطف پیدا ہی اور ایسے ایسے امور عجیبہ و غریبہ درج ہین کہ جنکو سنکے عقل انسان کی دنگ ہوتی ہی اور یہ تو ظاہر ہی جبتک کل دفاتر ملاحظہ نہونگے تسلسل بیان اور خوبی واقعات کا لطف کما حقہ حاصل نہوگا اور تعلق خاطر باقی رہیگا پس الحمد للہ والمنۃ کہ یہ ترجمہ جلد دوم نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع فیض منبع مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم واقع لکھنؤ مین حسب ایماے جناب آقاے نامدار رایبہادر منشی پراگ نراین صاحب بماہ اکتوبر ۱۹۱۵ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ بہ اصرار ہزار در ہزار شد یقین و الالتجام بار سوم با ہزاران زیب و زینت چھپکر نذر ناظرین ہوا۔